وہابیوں دیوبندیوں کے اعتراضات کے مدلل، مسکت اور منہ توڑ جوابات پر مشتمل

مختلف کتب کا مجموعہ

البرھان

فی رد البھتان والعدوان



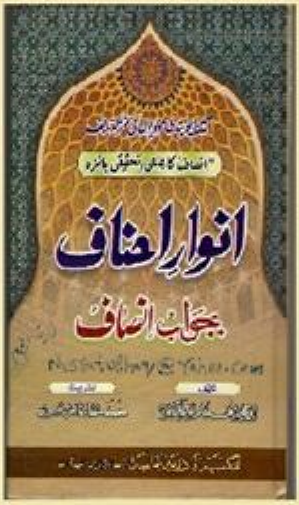
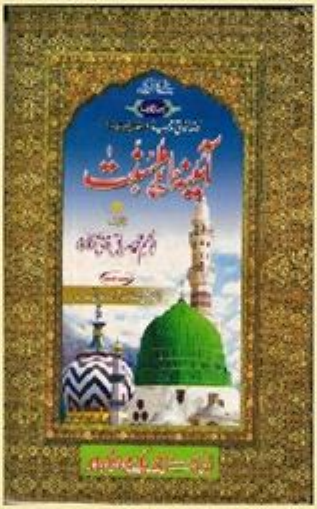
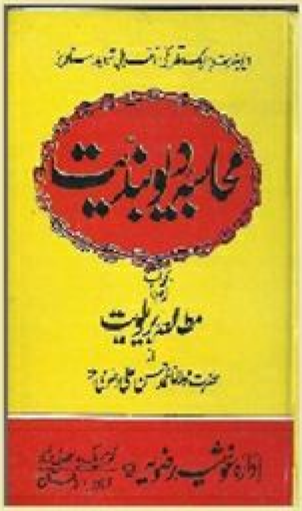
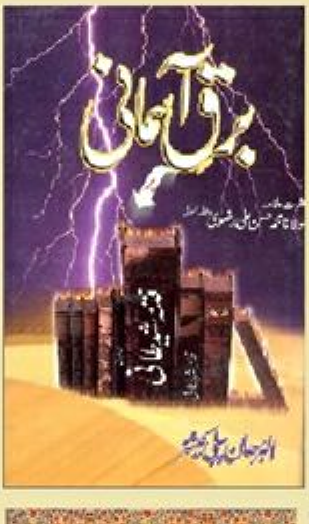
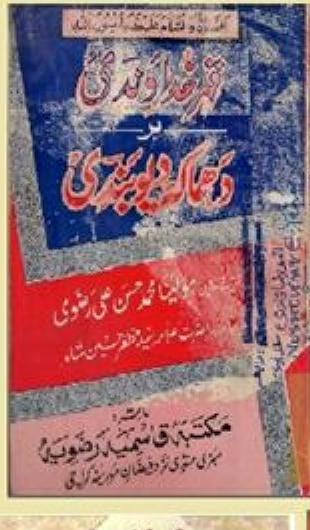
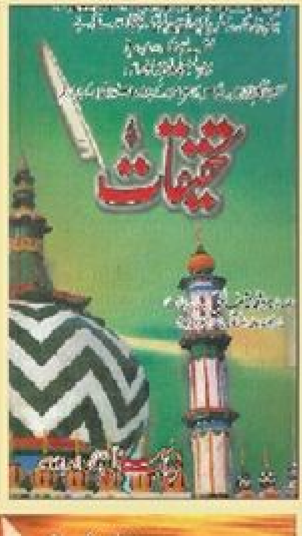
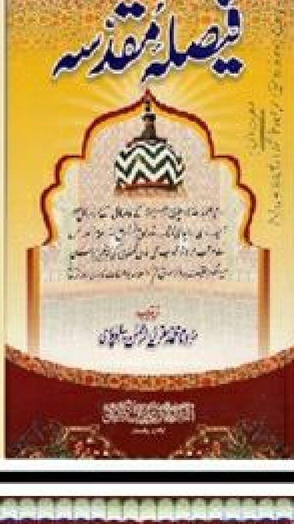
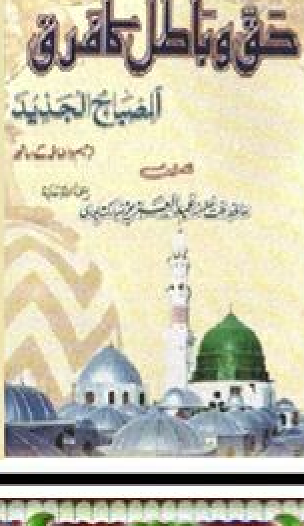
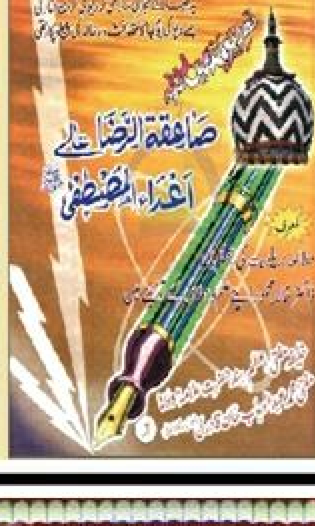
بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

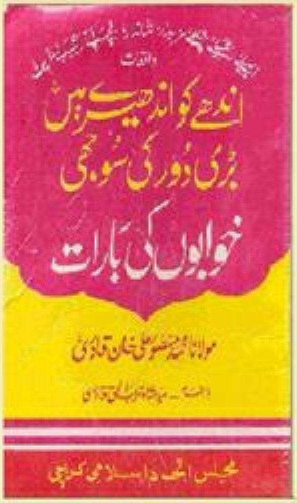
دیوبندیوں وہابیوں کے اعتراضات کے جوابات میں لکھے جانے والی علماء اہل سنت و جماعت کی چند کتابوں کا مجموعہ پیش خدمت ہے۔اس مجموعہ میں آپ کو درج ذیل کتب موجود ہیں۔

(1) محاسبہ دیوبندیت
(2) آئینہ اہلسنت
(3) انوار احناف بجواب انصاف
(4) تحقیقات
(5) قہر خداوندی بر دھما کہ دیوبندی
(6) برق آسمانی
(7) صاعقۃ الرضا علے اعداء المصطفیٰ ﷺ
(8) حق و باطل کا فرق
(9) فیصلہ مقدسہ
(10) الدیوبندیت
(11) برھان صداقت
(12) بلی کے خواب میں چھیچھڑے
(13) اعلیٰ حضرت کون؟
(14) پیٹ کے پجاری
(15) ہشتاد بید و بند بر مکاری دیوبند
(16) اندھے کو اندھیرے میں بڑے دور کی سوجھی

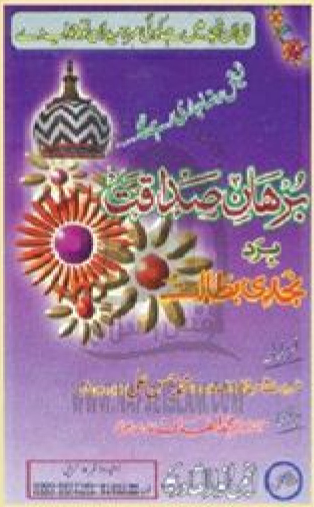
احمد رضا قادری رضوی سلطانپوری

nusratulhaq92@gmail.com

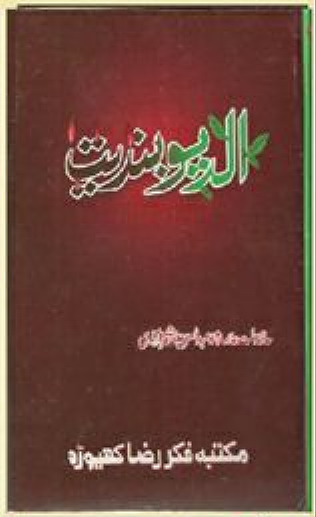

انوارِ احناف
بجواب انصاف

آئینہ اہلسنت

محاسبہ دیوبندیت
مطالعہ بریلویت

برقِ آسمانی

دھماکہ دیوبندی

تحقیقات

فیصلہ مقدسہ

حق و باطل کا فرق
الصباح الجدید

صاعقۃ الرضا علی
اعداء المصطفیٰ



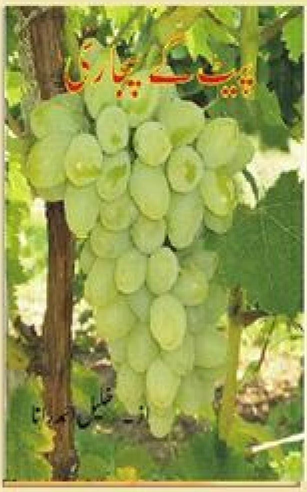
اندھے کو اندھیرے ہیں
بڑی دور کی سوجھی
خوابوں کی بارات



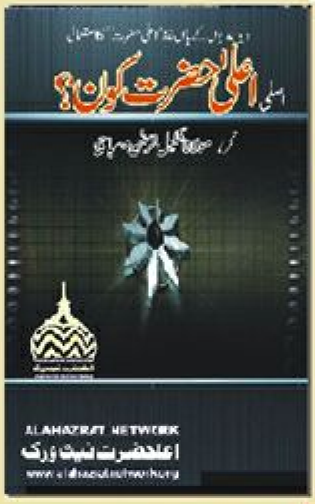
برہان صداقت



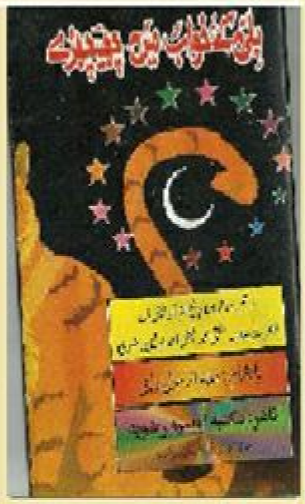
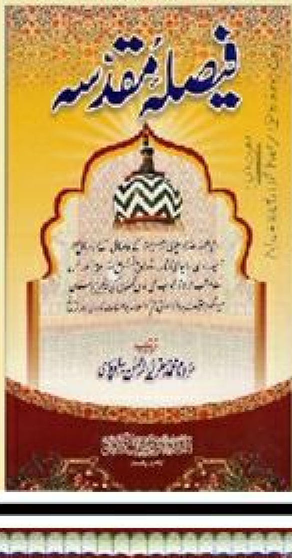
الدیوبندیت
مکتبہ فکر رضا کھیوڑہ



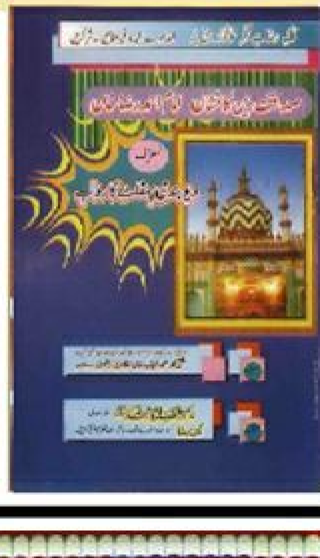
پیٹ کے پجاری



اعلیٰ حضرت کون؟
ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک

فیصلہ مقدسہ

دیوبندیت پر ایک تاریخی ناقابلِ تردید دستاویز

محاسبۂ دیوبندیت

بجواب (۱،۲)

مطالعہ بریلویت

از

حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی مدظلہ

ادارہ غوثیہ رضویہ ◎ کرم پارک، مصری شاہ
لاہور، پاکستان

نام کتاب : ——— محاسبۂ دیوبندیت

مصنف : ——— حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی آف میلسی

سن اشاعت : ——— ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۵ء

تعداد : ——— چھ صد (۶۰۰)

قیمت : ——— ۳۰/- روپے

ناشر

ادارہ غوثیہ رضویہ کرم پارک مصری شاہ لاہور

ملنے کا پتہ

مسلم کتابوی

گنج بخش روڈ لاہور

فہرست

عرضِ ناشر

پاکستان کے اندرونی حالات اس قدر دگرگوں ہیں کہ بیان نہیں کیے جا سکتے۔ اگرچہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا مگر اب تک تقریباً اڑتالیس (۴۸) برس گزر چکے ہیں اس کو بنے ہوئے اور ہر آنے والا دن پچھلے سے بڑھ کر بدتر طلوع ہوتا ہے۔ ملک کی بڑی سیاسی جماعتیں تو کھل کر اسلام دشمنی پر کمربستہ ہیں۔ مذہبی طاقتیں آپس میں نبرد آزما ہیں اور بڑے زور شور سے ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ ان مذہبی گروہوں میں ایک تو وہ ہے جس نے پاکستان بننے کی پُرزور مخالفت کی تھی اور اب وہ گروہ پاکستان میں منافرت پھیلانے میں پیش پیش بھی ہے اسی گروہ کے ایک سرگروہ لیڈر نے پاکستان میں ہوتے ہوئے بھی یہ بیان دیا کہ خدا کا شکر ہے کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں تھے۔ اب یہ گروہ یہ چاہتا ہے کہ پاکستان چونکہ ہمارے بزرگوں کی مخالفت کے باوجود بن گیا لہٰذا اب اسے اپنے اصل مقصد میں کامیاب نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہاں پر اسلامی نظام نافذ ہو گیا اور یہ ملک ایک اسلامی فلاحی ریاست بن گیا تو ہمیں مخالفت کے طعنے دینے والے ہمارا جینا دُوبھر کر دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ گروہ اپنے بڑے بوڑھوں کو سچا ثابت کرنے کے لیے پاکستان میں تفرقہ بازی کو ہوا دے رہا ہے اس کے علاوہ اس گروہ کو نہ تو اسلام اور خدا و رسول سے کوئی غرض ہے اور نہ ہی پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ اس کا مطمحِ نظر ہے۔ ان کا تو فقط ایک مقصدِ حیات ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑایا جائے

مسلمانوں میں تفرقہ کی ابتداء مولوی اسماعیل قتیل دہلوی نے تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھ کر کی اور خود تسلیم بھی کیا کہ اس کتاب کے مندرجات مسلمانوں میں تلخی اور شورش کا باعث بنیں گے[1] مولوی اسماعیل کے بعد کچھ دیو بندی مولویوں نے شان الوہیت اور شانِ رسالت میں توہین آمیز باتیں لکھیں تو علمائے اہلسنّت نے اُن بدبختوں کو سمجھانے کی بڑی کوشش کی تاکہ مسلمان تفرقہ سے بچ جائیں مگر اُن کا تو مقصد ہی شورش برپا کرنا تھا اس لیے اپنے لکھے پر ڈٹ گئے تو مجبوراً علمائے اہلسنّت نے گستاخانہ تحریروں کے متحمل حضرات پر شرعی حکم واضح فرمایا اور علمائے حجاز مقدسہ (مکہ و مدینہ) سے بھی تصدیقات کروالیں۔ اس کے بعد یہ لوگ (علمائے دیوبند) اگر کسی سادہ لوح مسلمان کو اپنے دامِ تزویر میں پھنسانا چاہتے تو لوگ ان سے گستاخانہ عبارتوں کی وضاحتیں طلب کرتے جس کے بعد یہ اپنا سا مُنہ لے کر رہ جاتے اور خاموش ہو جاتے۔

کچھ عرصہ خاموش رہنے کے بعد ان لوگوں نے یہ ڈھونگ رچایا کہ گستاخانہ عبارتوں کی کونسی بات ہے یہ تو ہمارے مخالفین.... (علمائے اہلسنّت) کی کتابوں میں بھی موجود ہیں اور اس جھوٹ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے علمائے اہلسنّت خصوصاً اعلیٰحضرت فاضل بریلوی[2] کی تحریروں کو تختۂ مشق بنایا اور اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے پاکستان یا ہندوستان میں ان کو جرأت نہ ہوئی بلکہ اپنے آقا انگریز کے ملک میں اور اُس کے زیرِ سایہ ان کے نام نہاد

---

[1] دیکھئے ارواحِ ثلاثہ ص۴۳ از مولوی اشرف علی تھانوی

[2] فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے دیوبندی حضرات کو اس لیے بھی خصوصی دشمنی ہے کہ انہوں نے اصنام دیوبند کا ناطقہ ہر میدان میں بند کر دیا۔

ساٹھ مولویوں کی جیوری نے بقول ان کے یہ فیصلہ دیا کہ مولانا احمد رضا خاں اور اُن کے پیرو ہرگز اہلسنّت نہیں وغیرہ۔ اس مقصد میں یہ گروہ علمائے سُوء کہاں تک کامیاب رہا یہ انہی کی زبانی سُنیں چنانچہ مولوی خالد محمود مطالعہ بریلویت جلد دوم ص۲۵ پر رقم طراز ہے کہ: "جہاں کہیں وہ (علمائے اہلسنّت) بات کرتے لوگ کہتے کہ عبارات کے الزامات تو دونوں طرف موجود ہیں اب کس کی بات مانیں اور کس کی نہ مانیں...... اس کا جواب بریلویوں کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا۔"

یہ عبارت صاف صاف بتا رہی ہے کہ ان لوگوں کا مقصد ہی یہ تھا کہ گستاخانہ عبارتوں کا معاملہ ایسے اُلجھایا جائے کہ عوام الناس پریشان ہو جائیں اور دیوبندی مولویوں کی گستاخیوں پر پردہ پڑا رہے اور یہ لوگ مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی سازش میں کامیابی کے ساتھ ملوّث رہیں تاکہ انگریز بہادر کا حقِ نمک ادا ہوتا رہے مگر علمائے اہلسنّت نے ان کی یہ سازش کامیاب نہ ہونے دی اور ہر میدان میں ان کا مُنہ توڑ جواب دیا بلکہ ایک ایک اعتراض کو اگر انہوں نے بیس مرتبہ کیا تو اس کا جواب بھی اُسی انداز میں دیا جاتا رہا جیسا کہ اس کتاب میں فاضل مصنّف نے صفحہ نمبر ۲۷ تا ۳۱ پر اس بات کی خوب وضاحت کی ہے۔ اب کچھ عرصہ سے مولوی خالد محمود نے زندگی کے آخری وقت میں یہ سوچنا شروع کیا کہ کیوں نہ تمام زندگی کی بکواسات کو اکٹھا ایک جگہ کر کے جہنم میں سیٹ پکی کروالی جائے اور اس مشن کے تحت جناب نے مطالعۂ بریلویت کے نام پہ اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرنا شروع کر دیا تو عوام الناس نے خطوط لکھنے شروع کیے کہ اسی انداز میں دیوبندیوں کا سارا ریکارڈ بھی یکجا ہو جائے تو ان لوگوں کو سمجھنے میں کافی آسانی ہو جائے گی۔ اگرچہ مطالعۂ بریلویت کی ایک ایک بات

کا کئی کئی مرتبہ جواب ہو چکا ہے مگر مصنف کی ضیافت طبع کے لیے ہم نے مولانا محمد حسن علی رضوی صاحب کی خدمت میں گزارش کی کہ آپ دیوبندی حضرات کو پرانے جاننے والے ہیں لہذا ان (دیوبندیوں) کی زبان میں رد فرمائیں تاکہ ان کی تسلی ہو جائے تو مولانا نے ہمیں مطالعۂ بریلویت کی پہلی دو جلدوں کا رد کافی عرصہ پہلے ارسال کر دیا مگر ہم نے سوچا کہ اور کوئی مثبت اور تعمیری کام کریں اس نامعقول قوم کے ساتھ وقت ضائع نہ ہی کریں۔ اب جب ہم نے مطالعۂ بریلویت کی چوتھی جلد کو ایک پریس پر پڑا دیکھا تو خیال کیا کہ یہ جو شیطان کی آنت کی طرح بڑھتے ہی جا رہے ہیں ان کا سد باب بھی ضروری ہے لہذا محاسبہ دیوبندیت بجواب مطالعۂ بریلویت کی پہلی جلد حاضر خدمت ہے پڑھیں اور اندازہ فرمائیں مصنف مطالعۂ بریلویت کس قماش کا انسان ہے اور اس نے کیسے کیسے دجل و فریب سے کام لیا ہے گویا اپنے بڑوں کو بھی پیچھے چھوڑ گیا ہے۔

ایک ضروری وضاحت

کتاب مطالعۂ بریلویت میں ایک اعلان و انتباہ شائع ہوا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ دیوبندی بریلوی اختلاف پر پہلی کتاب انوار ساطعہ عوام کے سامنے آئی تھی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے انوار ساطعہ کو متن بنا کر ذیل میں براہین قاطعہ کے نام سے اس کا جواب لکھا تھا اب اگر کوئی مطالعۂ بریلویت کا جواب لکھنا چاہیے تو اس کتاب کو متن بنا کر ساتھ ساتھ جواب تحریر کرے اگر کوئی اس انداز میں مطالعۂ بریلویت کا جواب نہیں لکھے گا تو اسے کتاب کا جواب نہ سمجھا جائے گا۔

قارئین کریم! اندازہ فرمائیں ان کی چابکدستیوں کا کہ اگر جواب ان کی مرضی کے مطابق نہ ہو تو وہ گویا جواب ہی نہیں ہو گا اسے کہتے ہیں خود ہی چور اور خود ہی کوتوال۔ او بھلے مانس اپنے دماغ کا علاج کراؤ

جواب کے درست ہونے کا فیصلہ آپ کون ہوتے ہیں کرنے والے یہ تو غیر جانبدار عوام الناس اور علمائے کرام کریں گے اور ایسے رد لکھنا آپ جیسے احمقوں کا کام ہے کوئی عقل مند ایسا نہیں کیا کرتا کیونکہ ایک ہی کتاب میں ایک ہی بات کو آپ نے کئی کئی بار لکھا ہے تو ہر مرتبہ اس کے ذیل میں اس کا جواب لکھیں اور چھاپیں۔ ہمارے پاس اتنی فالتو رقم اور وقت نہیں ہے کہ آپ لوگوں کی طرح خواہ مخواہ اپنی کتاب کا حجم بڑھانے کے لیے بونگیاں مارتے جائیں اور بعد میں کہہ دیں کہ ہماری کتاب پانچ صد صفحات پر مشتمل ہے اس کا جواب اگر ایک ہزار صفحات سے کم ہو گا تو ہمیں قابل قبول نہیں ہو گا۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنے خیال میں اگر انوار ساطعہ کو متن بنا کر جواب لکھا تھا تو صرف اپنی کتاب کی ضخامت بڑھانے کے لیے ایسا کیا تھا۔ اگر آپ کے خیال میں ایسا نہیں تو براہین قاطعہ کو علیحدہ چھاپ کر دیکھ لیں آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ اس کی ضخامت کیا ہے اور مولوی خلیل احمد نے انوار ساطعہ کو ساتھ کیوں چھاپا تھا اور پھر براہین قاطعہ کو انوار ساطعہ کا رد خیال کرنا آپ جیسے علم و عمل سے عاری شخص کا کام ہے، وگرنہ بتائیں کہ براہین قاطعہ میں کہاں انوار ساطعہ کا رد کیا گیا ہے۔ اگر رد دیکھنا ہو تو حضرت مولانا محمد اجمل سنبھلی علیہ الرحمہ کی کتاب رد شہاب ثاقب کا مطالعہ کرو اور دیکھو کہ انہوں نے حسین احمد ٹانڈوی کے رد میں دلائل و براہین کے دریا بہا دیئے ہیں اور دیو کے بندے آج تک اس کتاب کے متعلق ایک بات بھی نہیں کر سکے نہ لکھ سکے۔ اسے کہتے ہیں رد کرنا باقی آپ کا یہ کہنا کہ دیوبندی بریلوی اختلاف پر پہلی کتاب انوار ساطعہ ہے یہ بھی آپ کی جہالت اور بے علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے کیونکہ فتنے کا بیج سب سے قبل آپ کے اسماعیل قتیل نے تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھ کر بویا تھا اور بقول آپ کے حکیم الامت تھانوی کے اسے معلوم تھا

کہ اس کتاب (تقویۃ الایمان) سے گو شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے[1] اور مولوی رشید احمد گنگوہی بقول دیو بندی حکیم الامت کہتے تھے کہ اس (تقویۃ الایمان) سے بہت نفع ہوا ہے[2]۔ گویا دیو بندیوں کے آقا کی سازش کامیاب ہو گئی ہے کہ مسلمان اس کتاب کی وجہ سے خوب دست و گریبان ہو رہے ہیں لہذا بڑا نفع ہوا۔ اس کے علاوہ یہ بھی واضح رہے کہ حضرت مولانا عبد السمیع رام پوری مصنف انوار ساطعہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی کے پیر بھائی اور استاد بھائی تھے مگر وہ مرید بامراد اور شاگرد رشید تھے اس لیے انہوں نے مسلک حق اہلسنت وجماعت کے دفاع میں ان (دیوبندی) نامراد اور گستاخ استاد بھائیوں اور پیر بھائیوں کے خلاف کتاب لکھ کر واضح کر دیا تھا کہ اصل دین کیا ہے اور ان (دیوبندیوں) ظالموں نے کیا گھڑ لیا ہے اللہ تعالے ہدایت عطا فرمائے آمین!

---

[1] ارواح ثلاثہ صفحہ ۷۴، [2] ایضاً صفحہ ۷۵ ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

احوال واقعی

حضرات قارئین کرام! اس وقت ملکی حالات اور عالم اسلام پر مختلف النوع مصائب و آلام کی کیفیات سب کے سامنے ہیں معاشرہ میں فحاشی آزاد خیالی اور بے راہ روی کا رجحان تیزی سے فروغ پا رہا ہے وطن عزیز میں نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی منزل دُور سے دُور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ معاشرہ دی سی آر۔ ہیروئن۔ رشوت۔ قتل۔ اغوا جیسے ہولناک جرائم کی لپیٹ میں ہے کھلے بندوں آبرو ریزی کی وارداتیں دیدہ دلیری کے ساتھ وقوع پذیر ہو رہی ہیں۔ وطن عزیز کا قومی پریس مستورات کی برہنہ و نیم برہنہ تصاویر شائع کر کے نظر کی بدکاری کو فروغ دے رہا ہے فلموں اور ایکٹرسوں کے تعارف اور تشہیر پر اہم قومی اخبارات کے دو دو تین تین صفحات وقف ہیں۔ پورا ملک ایک سینما گھر میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ لوٹ کھسوٹ کا دَور دَورہ ہے۔ حصول زر و طلب منفعت کو ہی نصب العین بنا لیا گیا ہے۔ اخلاقی قدریں تباہ و برباد ہو چکی ہیں۔ ایک پاکیزہ کشادہ معاشرہ کی خاص اسلامی ریاست کا تصور چکنا چور ہو چکا ہے۔ ایسے ہوشربا حالات پر ہر دردمند مسلمان خون کے آنسو رو رہا ہے کہ آئندہ نسلوں کا کیا ہو گا۔ لیکن یہ کس قدر المناک اور دردناک بات ہے کہ دیو بندی وہابی مکتب فکر کے مصنفین تمام قومی ملکی مسائل و مشکلات سے

بے نیاز ہو کر ایک طرف تو حضور نبی اکرم رسول محترم شفیع معظم واقف اسرار لوح و قلم باعث ایجاد عالم حضور پُرنور سیدنا محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و شان گھٹانے اور آپ کے خداداد فضائل و کمالات اور ذکر خیر پر شرک و بدعت کے فتاویٰ صادر کرنے پر اپنی توانائیاں صرف کر رہے ہیں اور محبوبانِ خدا حضرات انبیاء و اولیاء علیہم السلام و قدسیت اسرارہم سے برگشتہ و مُتنفر کرنے کی مذموم روش اختیار کئے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف تقویۃ الایمان۔ صراط مستقیم۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ فتاویٰ گنگوہی۔ حفظ الایمان جیسی شدید گستاخانہ اور رسوائے زمانہ کتب کی تائید و حمایت میں نت نئی رکیک و ذلیل و خبیث تاویلوں پر مشتمل شرمناک کتب و رسائل شائع کئے جا رہے ہیں اور یہ لوگ اپنے اکابر کی مسلمہ گستاخیوں، بے ادبیوں اور تنقیص الوہیت اور توہین رسالت سے عوام الناس کی توجہ ہٹانے کے لیے پیکر عشق رسالت فدائے شانِ نبوت سیدنا امام اہلسنّت سرکار اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ الامام احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات پر رکیک و ذلیل و خبیث تر حملے کر رہے ہیں۔ مذہب اہلسنّت و مسلک اعلیٰحضرت کے خلاف مسلسل و متواتر گھنے چنے الزامات کا بے تحاشہ اعادہ کیا جا رہا ہے۔ امام اہلسنّت و مسلک اعلیٰحضرت کے خلاف شرانگیز لٹریچر شائع کیا جا رہا ہے جارحانہ بے سر و پا الزامات پر مشتمل شرانگیز کتب و رسائل شائع کئے جا رہے ہیں اس وقت مطالعہ بریلویت کے علاوہ : ——

(۲) پاگلوں کی کہانی ملت بریلویہ کی اچھوتی تعبیر

(۳) بریلی کا نیا دین
(۴) گمراہ کن عقائد
(۵) اُلٹے بانس بریلی کو
(۶) رضا خانی مذہب
(۷) بریلوی مذہب
(۸) ندائے حق

(۹) بریلوی فتوے
(۱۰) فضائل و کمالات اعلیٰحضرت بریلوی
(۱۱) پڑھتا جا شرماتا جا
(۱۲) تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار
(۱۳) محمد کو خدا مان لیا
(۱۴) ملاں کا مردہ ٹیکس

ہمارے پیش نظر ہیں اور "مطالعہ بریلویت" ان میں سرفہرست ہے جو چار جلدوں پر مشتمل ہے جو ملک کے اطراف و اکناف سے حضرات علماء و احباب اہلسنّت نے ہمیں جواب دینے اور ان کا مدلل رد کرنے کے لیے ارسال کی ہیں بالخصوص امیر شریعت علمبردار مسلک اعلیٰحضرت علامہ الحاج ابو داؤد مولانا محمد صادق صاحب قادری رضوی نگران اعلیٰ و سرپرست جماعت رضائے مصطفٰے گوجرانوالہ۔ حضرت مولانا محمد ضیاء اللہ صاحب قادری سیالکوٹی۔ جناب مکرم و محترم محمد عبداللہ صاحب بریلوی۔ اور وارث فیضان امام المناظرین مولانا علامہ صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ علامہ فیض احمد اویسی محب اہلسنّت مخلص جناب محمد طفیل صاحب مدیر اعلیٰ ماہنامہ القول السدید لاہور۔ مجاہد سنیت جناب محمد جاوید اکبر قادری صاحب۔ مولانا علامہ اختر شاہجہاں پوری مرحوم۔ علامہ مولانا اشرف قادری صاحب۔ مولانا محب اللہ نوری صاحب۔ مولانا شاہ تراب الحق قادری ایسے مخلصین محبین علماء و دردمندان اہلسنّت بالخصوص صوفیاً کرام مصری شاہ لاہور اور ملک کے اطراف و اکناف سے بہت سے احباب اہلسنّت نے بار بار شدید تقاضا و اصرار کیا اور اکابر علماء اہلسنّت نے حکم دیا اور مذکورہ کتابیں ارسال فرمائیں اور ان کتب کا مدلل و محقق رد کرنے کا تقاضا فرمایا فقیر اس کو ٹالتا رہا کہ ان کتب میں کوئی نئی بات نہیں ہے پُرانی خرافات اور الزامات کا اعادہ کیا گیا ہے مگر چونکہ دوستوں

کا اصرار تھا کہ اگرچہ پہلے والے ہی الزامات دہرائے جارہے ہیں لیکن عوام الناس کو تو یہ معلوم نہیں لہذا مطالعۂ بریلویت کا ردّ نئے سرے سے ہونا چاہیے اور ساتھ ساتھ یہ بات بھی واضح کرنی چاہیے کہ ان بکواسات کا اس سے قبل بھی جواب ہوچکا ہے۔ دوستوں کے اصرار پر قلم اٹھا رہا ہوں، اللہ تعالیٰ حق بات لکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

مطالعہ بریلویت میں ہے کیا؟

فقیر راقم الحروف دیانتداری کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ "مطالعہ بریلویت" کا مرتب ایک جنونی آدمی ہے اس کے ذہن کی تسکین اسی سے ہوتی ہے کہ سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اور علماء و مشائخ اہلسنت پر مختلف النوع الزام تراشیاں بہتان طرازیاں کی جائیں۔ یورپ میں یہود و نصاریٰ لابی کے زیر سایہ بیٹھ کر اس نے یہی سیکھا ہے اور اپنا مشن بنا لیا ہے کہ اپنی فرقہ وارانہ سرگرمیوں سے پاکستان میں خلفشار و انتشار پیدا کیا جائے پاکستان کے امن و سکون و استحکام کو تباہ کیا جائے۔ "مطالعہ بریلویت" میں کیا ہے۔ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری۔ مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان، مولوی حسین احمد ٹانڈوی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی عبدالشکور کاکوروی کی کتب و رسائل کے مضامین ہیں۔ ان کی نقالی کی گئی ہے اور پاک و ہند میں اہلسنت کے خلاف چھپنے والے رسائل اور کتابچوں کے مضامین کو یکجا جمع کر دیا ہے اس کا اپنا کچھ ہے تو جھوٹ اور الزام تراشی و بہتان طرازی اور لفاظی ہے اور لن ترانیاں ہیں بات کے مفہوم کو بدلنا اُلٹی سیدھی عقل شکن تعبیر کرنا حقائق کو مسخ کرنا حقیقت کو جھٹلانا بس یہ اس کا کمال ہے۔ اس نے کمال بے حیائی اور فن کاری سے وہ تمام خرافات سب یکجا کر دی ہیں جو آج تک برصغیر پاک و ہند کی کتب و رسائل میں چھپ کر منظر عام پر

آچکی ہیں اور مختلف ادوار میں مختلف علماء اہلسنت ان کا ردّ و ابطال کر چکے ہیں اور مصنف مطالعہ بریلویت اور چھوٹے موٹے افرنے لونے مرفوع القلم نام نہاد مصنفین اُسی لکیر کو پیٹ رہے ہیں اور لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں۔ مطالعہ بریلویت کا مرتب بالخصوص جلے پاؤں کی بلی بنا پھرتا ہے، عنوان خواہ کچھ بھی ہو ہر الا بلا اہلسنت و امام اہلسنت کے کھاتہ میں ڈالتا رہتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ شخص ہر وقت جلتا بھنتا کُڑھتا اور زخم چاٹتا رہتا ہے۔ اس کے دل بے قرار کو کسی طرح قرار نہیں آتا۔ مرتب مطالعہ بریلویت اور مذکورہ بالا واہیات کتب و رسائل کے مرتبین خود ساختہ مصنفین کی اس تمام تر مسلسل جدوجہد کا ماحصل اور منشا دیہ ہے کہ جن عاقبت نااندیش مولویوں نے تقویۃ الایمان۔ صراط مستقیم۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ فتاویٰ گنگوہی۔ حفظ الایمان وغیرہ میں جو شدید گستاخیاں کی ہیں اکابر علماء عرب و عجم اور مشاہیر علماء برصغیر نے جو احکام شرعی متفقہ فتوے تکفیر کی صورت میں جاری کئے ہیں اُن کو بے اثر بنایا جائے اس کے نزدیک تکفیر جرم ہے توہین جرم نہیں ایک عام فہم بات ہے۔ تکفیر کے شرعی حکم کے خلاف محض مولویوں کی حمایت میں یہ واویلا مچا کر آسمان سر پر اُٹھانے والے تنقیص شان الوہیت اور توہین شان رسالت کو جرم ہی نہیں سمجھتے انہیں توہین و تنقیص کی مطلقاً کچھ پرواہ ہی نہیں۔ یہ لوگ تنقیص و توہین کو عین ایمان و اسلام سمجھتے ہیں گستاخی و بے ادبی کو ادب و احترام قرار دیتے ہیں۔ سواد اعظم اہلسنت کے خلاف اس بازاری طرز تخاطب اور سراسر جارحانہ و معاندانہ لٹریچر کی اشاعت کا ماحصل و حید یہ ہے کہ یا تو اہلسنت و جماعت مرتکبین توہین کی تکفیر بند کریں ورنہ ہم تمہارے اعلیٰحضرت امام و مجدد فاضل بریلوی پر بھی زبان طعن دراز کریں گے۔ آجکل دیوبندی

وہابی مصنفین جس قسم کی الزام تراشی و بہتان طرازی کر رہے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ اپنے اکابر کے مسلک و موقف سے واقف ہی نہیں کیونکہ آج کل اپنے کتب و رسائل میں یہ لوگ جس قسم کی خرافات لغویات اور بے ہودہ گوئی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور جو اُلٹے سیدھے الزامات لگا رہے ہیں وہ سیدنا امام اہلسنّت سرکار اعلیحضرت الامام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز کے معاصر "علماءِ" دیوبند کی کتب میں ملتے ہی نہیں۔

اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے ہمعصر علماء دیوبند میں مولوی قاسم نانوتوی۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی۔ مولوی انور شاہ کاشمیری وغیرہم کی کتابیں، رسائل کوئی بھی شخص اُٹھا کر دیکھ سکتا ہے نہ اُن میں سیدنا امام اہلسنّت قدس سرہٗ کے خلاف یہ الزامات لگائے جو دیوبندی طائفہ آج لگا رہا ہے نہ یہ زبان استعمال کی گئی جو آج کے مولویانِ دیوبند کا شعار ہے۔ مطالعۂ بریلویت کا بس ان دو لفظوں میں جواب ہو جاتا ہے کہ اگر فی الواقع امام اہلسنّت سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد و افکار ایسے ہی تھے کہ جیسے مطالعہ بریلویت اور عصر حاضر کی دوسری دیوبندی کتب میں بیان کئے جا رہے ہیں تو اکابر دیوبند نے ان کے خلاف حکم شرعی کیوں نہ لگایا؟ اُن کو صاحبِ ایمان مومن مسلمان کیوں تسلیم کیا؟ اُن کی اقتدا میں نماز کو کیوں جائز قرار دیا ـــــ؟ جیسا کہ آگے چل کر مختلف عنوانات کے تحت ہم اپنے اس دعویٰ پر دلائل اور بکثرت حوالہ جات پیش کریں گے۔ یا پھر وہ گستاخی کو گستاخی اور کفریہ کلمات کو کفر نہیں سمجھتے تھے یا پھر وہ اکابر دیوبند مطلقاً جاہل و لاعلم تھے کہ انہیں اعلیحضرت مجدد دین و ملت کی تصانیف جلیلہ پڑھنے سمجھنے کی اہلیت و قابلیت ہی نہ تھی اور

آج کل کے یہ اکابر دیوبند کے وکیل و دلال اپنے اکابر سے زیادہ اعلیحضرت کی کتب و رسائل کو جانتے اور سمجھتے ہیں یا یہ اپنے اکابر علماء دیوبند سے زیادہ وسیع النظر اور وسعت معلومات کے حامل اور بالغ نظر ہیں اور اُن سے زیادہ علمی گہرائی کے جاننے والے ہیں۔

حقیقت یہ کہ ڈھٹائی اور بے شرمی سے مطالعہ بریلویت میں حقیقت کا منہ چڑایا گیا ہے۔ سیدنا امام اہلسنّت سرکار اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے مولوی اسماعیل دہلوی۔ مولوی قاسم صاحب نانوتوی۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی و مولوی اشرف علی تھانوی کی کتب میں صریح بے ادبیاں گستاخیاں ملاحظہ فرمائیں اور فوراً حکم شرعی واضح فرما دیا اور ایسا واضح فرمایا کہ علماء اکابر عرب و عجم و برصغیر نے اس کی تائید و توثیق فرمائی۔ اور اگر اعلیحضرت کے عقائد و اعمال بھی ایسے ہی تھے جیسا کہ مطالعہ بریلویت والا اور مذکورہ بالا کتب کے دیوبندی مصنفین بتا رہے ہیں تو پھر ضرور ضرور ضرور نانوتوی۔ گنگوہی۔ انبیٹھوی۔ تھانوی صاحبان وغیرہم بھی سرکار اعلیحضرت امام اہلسنّت پر کوئی شرعی حکم لگاتے، ہرگز راہِ دفع الوقتی سے کام نہ لیتے، لہٰذا اب اتنی مدت کے بعد مرتب مطالعہ بریلویت کا جوڑ توڑ کر کے کتر بیونت کر کے ہیرا پھیری اور حکیر بازی سے کام لے کر امام اہلسنّت مجدد دین و ملت قدس سرہٗ پر سراسر خلاف واقع اور جھوٹے الزامات لگانے بلکہ الزامات کی بوچھاڑ کرنے سے دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی کے سوا کیا حاصل ـــــ؟

مقامِ حیرت ہے کہ دیوبندی وہابی مکتبِ فکر کے مرفوع القلم مصنفین عذاب و قبر و حشر سے مطلقاً بے نیاز ہو کر مذہب اہلسنّت مسلک اعلیحضرت کے خلاف تو بڑی دیدہ دلیری اور تسلسل و تواتر

کے ساتھ کتب و رسائل شائع کر رہے ہیں لیکن جو حقیقی جرائم ہیں مثلاً ملک میں بڑھتی ہوئی فحاشی بدکاری بے راہ روی قتل و غارت سود و رشوت سینما بینی فلم سازی ہیروئن فروشی اغواء و چور بازاری بے پردگی بے حیائی ایسے ہولناک جرائم کو ان لوگوں نے کبھی بدعت و حرام قرار نہیں دیا ان مضرات کے رد و ابطال میں کتب و رسائل شائع نہیں کئے۔ ان کے نزدیک حرام و بدعت ہے تو عید میلاد النبی —— حرام و بدعت ہے درود و سلام —— حرام و بدعت ہے تو صلوٰۃ و سلام —— حرام و بدعت ہے گیارھویں شریف —— حرام و بدعت ہے عرس اور میلاد۔ —— جو شرمناک برائیاں معاشرہ کے لیے ناسور ہیں، اسلامی تہذیب و ثقافت کو تباہ و برباد کر رہی ہیں ان کے استیصال میں ان کا کوئی کردار نہیں۔

یقین کیجئے! جب ہم کتاب مطالعہ بریلویت اور اس قسم کی دوسری لچر و بے ہودہ کتب کی الزام تراشیوں کی سیدنا اعلیٰحضرت و امام اہلسنت و دیگر علماء اہلسنت کی تصانیف جلیلہ سے مطابقت کرتے ہیں تو ہمارا مذہب اہلسنت مسلک اعلیٰحضرت و عظمت اعلیٰحضرت پر ایمان و عقیدہ اور پختہ ہو جاتا ہے۔ ہر حوالہ میں عیاری مکاری فریب کاری دجل و تلبیس جوڑ توڑ اور کتر بیونت کے سوا کچھ نہیں ملتا ہم اہل علم انصاف بلکہ خود تحقیق حق کے طلبگار دیوبندی منصف مزاج عناصر سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مطالعہ بریلویت کے حوالوں کو اصل کتابوں سے ضرور ملائیں اور خود دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی دیکھ لیں۔

دھماکہ کے الزامات کا اعادہ

۱۶، ۱۷ سال قبل مطالعہ بریلویت کے مرتب نے

بے نام مصنف کی حیثیت سے بے سروپا الزامات پر مشتمل دھماکہ نامی کتابچہ شائع کیا تھا جس کا مکمل مدلل و مسکت اور زناٹے دار جواب بحمدہ تعالیٰ ہم نے ڈیڑھ دو ماہ کے اندر قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی کے نام سے شائع کر دیا تھا جس سے دیوبندی عقائد کا شیش محل چکنا چور ہو گیا اور ان کی مغالطہ آمیزیوں کے پرخچے اُڑ گئے۔ جعلسازیوں کا تانا بانا بکھر کر رہ گیا۔ بحمدہ تعالیٰ پانچ پانچ چار چار ہزار کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ دھماکہ کے بے نام مصنف چھپے رستم ڈاکٹر پروفیسر خالد محمود مانچسٹروی دیوبندی میں شرم و حیا اور غیرت ہوتی تو قہر خداوندی کا نمبروار صفحہ بہ صفحہ جواب دیتا یا بے سروپا جھوٹے الزامات و اتہامات سے علی الاعلان توبہ کرتا مگر توبہ نہ ان کے مقدر میں نہ ان کے بڑوں کے مقدر میں۔ توبہ کے نام سے تو ان کو دورہ پڑتا ہے۔ قہر خداوندی کے دلائل قاہرہ کا جواب دیتے یا توبہ و رجوع کرنے کی بجائے اب بے شرمی و ہٹ دھرمی سے وہی الزامات مطالعہ بریلویت میں نقل کر دیئے کیونکہ مقصد تو غلط فہمیاں پھیلانا اور مغالطہ دینا ہے۔ اگر ڈاکٹر پروفیسر مانچسٹروی دیوبندی ملاں خالد محمود میں شرم و حیا و غیرت ہوتی تو وہ ہمارے جواب کا جواب دیتا یا ہمارے جوابی مضامین کی کمزوریاں بیان کرتا۔ خالد محمود مانچسٹروی کے بعض مضامین رسالہ "الرشید" ساہیوال میں چھپتے رہے ہیں اور فاتح عیسائیت مولانا ابو النصر سید منظور احمد شاہ صاحب کی فرمائش پر ہم ان ملاں مانچسٹروی کا ماہنامہ انوار الفرید ساہیوال میں تعاقب اور محاسبہ کرتے رہے ہیں اور جوابی مضامین شائع کئے تو پھر ملاں مانچسٹروی گنگ ہو گیا اور ہمارے جوابی مضامین کا جواب نہ دے سکا اب وہی تردید شدہ مضامین جو اس نے الرشید ساہیوال میں شائع کرائے

تھے اور انوار الفریدہ میں ان کا مدلل و مسکت جواب دے دیا گیا تھا اپنے وہ الزامات و افترائات سے بھرپور مضامین بھی مطالعہ بریلویت میں دوبارہ شامل کر دیئے گئے حالانکہ اس کی تمام لن ترانیوں کا طلسم چاک کر دیا گیا تھا۔

الزامات کا اعادہ

ملاں مانچسٹر وی مسٹر خالد محمود ہی نہیں بلکہ ان کے اکابر مناظرین اکابر و اصاغر مصنفین کا یہ مستقل طرز عمل ہے کہ دوسرے کی مُنہ بغیر اپنی کہی جاؤ یہ لوگ ہٹلر اور گوبلز کے اس فارمولے پر عمل پیرا ہیں کہ الزامات کا اس تسلسل سے اعادہ کرو کہ لوگ سچ سمجھنے لگیں، تو یہ ان کے مقدر میں نہیں کہ اہلسنت کے دلائل اور براہین کا جواب دیں اور نہ ہی ان کے بس کا روگ ہے۔ رئیس القلم علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہٗ نے ان کے عقائد و فتاویٰ پر مشتمل ایک جامع و محقق کتاب زلزلہ تصنیف فرمائی تھی حضرت مولانا ارشد القادری کے دلائل اور حوالہ جات کا توڑ نہ کر سکے بلکہ کسی حوالہ کو چھُوا تک بھی نہیں۔ جلے بھُنے دل و دماغ کے ساتھ زلزلہ کا جواب لکھنے بیٹھے تو سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و عقائد اہلسنت پر الزامات کی بھرمار کر دی۔ ان کو اعتراضات کا حق تھا مگر پہلے اپنا بوجھ تو ہلکا کرتے اور پھر اس قدر احساس کمتری میں مبتلا ہیں کہ زلزلہ کے یکے بعد دیگرے نام نہاد تین جوابات دیئے۔

ایک [۱] ملاں مانچسٹر وی مسٹر خالد محمود نے بنام دھماکہ جواب دیا۔

دوسرا [۲] مولوی محمد عمر قریشی کراچوی ڈیروی نے بنام سیف حقانی جواب دیا۔

تیسرا [۳] جواب بریلوی فتنہ کا نیا روپ کسی عارف سنبھلی نے ندوۃ العلماء لکھنو سے دینا چاہا مگر علامہ ارشد القادری کے رسالہ جلیلہ زلزلہ کے دلائل اور حوالہ جات کو چھُونا شرک و بدعت سمجھ لیا گیا یہاں سے فقیر

قادری گدائے رضوی راقم الحروف محمد حسن علی نے دھماکہ اور سیف حقانی کا نمبر وار صفحہ بہ صفحہ مکمل و مدلل جواب دیا ان دلائل کو چھُونا ہاتھ لگانا بدعت حرام سمجھ لیا گیا وہی کے ڈپٹے تردید شدہ مضامین و الزامات دوبارہ سہ بارہ بار بار شائع کئے جا رہے ہیں اب "مطالعہ بریلویت" کلک رضا خنجر خونخوار برق بار کی ردّ میں ہے انشاء اللہ العزیز دیوبندی نسل کے کسی فرزند سے قیام قیامت تک اس جواب کا جواب نہ ہو سکے گا اور مطالعہ بریلویت کے ردّ و ابطال کے بعد اب یہی الزامات و خرافات مطالعہ رضا خانیت کی صورت میں تیسرے جنم میں آئیں گی اور پھر ہمیں بھی تیار پائیں گے ؎

تھانوی جی نہ تھانہ چھوڑیں گے
اور نہ ہم ان کے کان چھوڑیں گے

مشتے نمونہ از خروارے

الزامات و افترائات کے اعادہ میں دیوبندی مصنفین و مناظرین کس قدر دیدہ دلیری اور بے حیائی سے کام لیتے ہیں ہر بار وہی مرغ کی ایک ٹانگ کیے جاتے ہیں قارئین کرام اس کا اندازہ وصایا شریف کے ایک حوالہ عبارت سے لگا سکتے ہیں جس کو یہ لوگ بار بار نقل اور بیان کرتے چلے آرہے ہیں۔ عبارت یہ ہے کہ سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ العزیز نے بوقت وصال فرمایا۔

"حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے [۱]"

---

[۱] وصایا شریف صفحہ ۹

اس مختصر سی عبارت پر دیوبندی مکتبِ فکر کی طرف سے تسلسل کے ساتھ اعتراضات کی جو بھرمار ہوئی اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو حالانکہ ہر بار ہر جگہ تقریر میں تحریر میں مناظرہ میں علماء اہلسنّت مناظرین و مصنفین بر وقت جواب دیتے چلے آئے ہیں مگر یہ ضد اور ہٹ کے پکے بار بار اس عبارت کو بطور اعتراض نقل کئے جا رہے ہیں اور جواب و وضاحت کا جواب نہیں دیتے اور وہی مرغ کی ایک ٹانگ کہے جا رہے ہیں ملاحظہ ہو۔

(۱) ادری ضلع اعظم گڑھ یوپی میں شیر بیشۂ اہلسنّت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب لکھنوی اور مولوی منظور سنبھلی دیوبندی مدیر الفرقان کے درمیان ۲۴-۲۵-۲۶ جمادی الاُخریٰ ۱۳۵۲ھ کو مناظرہ ہوا۔ ۲۵ جمادی الاُخریٰ کو مولوی سنبھلی دیوبندی نے وصایا شریف کی یہ عبارت پیش کی دیکھو دیوبندی روئیداد مناظرہ ص۱۰۳ شیر بیشۂ اہلسنّت نے اس کا جواب دیا دیکھو روئیداد مناظرہ ادری صفحہ ۱۱۴-۱۱۵ ـــــ ۔

(۲) ۲۰-۲۱-۲۲-۲۳ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ اکبری جامع مسجد شہر کہنہ بریلی شریف میں امام اہلسنّت محدثِ اعظم پاکستان مولانا ابوالمنظور علامہ محمد سردار احمد قدس سرہٗ اور مولوی منظور سنبھلی دیوبندی کے درمیان مناظرہ ہوا پھر دوبارہ مولوی سنبھلی دیوبندی نے وصایا شریف کی یہ عبارت حتی الامکان اتباعِ شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب ...... الخ پیش کی (دیکھو روئیداد مناظرہ ص۲۷) امام اہلسنّت محدثِ اعظم قدس سرہٗ نے مناظرہ بریلی میں اس کا مدلل و مؤثر جواب دیا دیکھو نصرتِ خداداد مناظرہ بریلی کی مفصل روئیداد ص۱۱۷۔

(۳) ملاں مانچھڑوی خالد محمود نے برقعہ پہن کر منہ دکھلائے اور نام بتلائے بغیر ایک کتابچہ دھماکہ لکھا تھا اس کے صفحہ ۹ پر سیدنا

اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ سے یہی نقل کیا میرا دین و مذہب ...... الخ بحمدہٖ تعالیٰ فقیر نے قہرِ خداوندی ص۳۴-۳۵ میں اس کا ایسا منہ توڑ جواب دیا کہ حیا ہوتی تو ڈوب مرتا۔

(۴) پھر ایک اور بے حیا اُٹھا اندھے رشید کا اندھا مقلد بن کر سیف حقانی لکھ ماری یا مروائی اور پھر اسی عبارت میرا دین و مذہب کو سیف حقانی صفحہ ۳۷ پر دھر گھسیٹی بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے اپنی جوابی کتاب برہان صداقت بر دنجدی بطالت صفحہ ۲۰۰ پر اس جاہل مصنف کے کان مروڑے تو چھکے چھوٹ گئے اور بارہ سال سے اب تک لاجواب ہے۔

(۵) پھر کراچی سے ایک بے بصیرت اپنے زعمِ جہالت میں ایک کتابچہ "بریلی کا نیا دین" شائع کیا اور اس کے صفحہ ۲۸ پر وصایا شریف کی یہ عبارت نقل کر کے دھوکہ دینا ضروری سمجھا اور لکھا کہ اعلیٰحضرت نے فرمایا میرا دین و مذہب ...... الخ سیف حقانی میں بشمول اس کا ردّ و ابطال کیا گیا۔

(۶) ۷ ربیع الاوّل شریف ۱۳۵۳ھ میں ملتان باغ لانگے خاں میں شیر بیشۂ اہلسنّت مظہرِ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ علامہ مفتی عبدالحفیظ صاحب علیہ الرحمہ اور ابوالوفا شاہجہان پوری بمعہ عطاء اللہ بخاری احراری کے درمیان کفریاتِ اکابرِ دیوبند پر مناظرہ ہوا تو دیوبندی مناظر ابوالوفا شاہجہانپوری نے وصایا شریف کی یہی عبارت میرا دین و مذہب پیش کی تو مظہرِ اعلیٰحضرت کے کلام بلاغت نظام دلائل قاہرہ کے سامنے بے بس ہو گیا دیکھو روئیداد مناظرۂ ملتان ص۲۶۔

(۷) پھر ۱۳۵۸ھ میں ایک خردماغ پروفیسر دیوبندی مولوی کریم بخش نے خردماغی کی اور "چہل مسئلہ حضرات بریلویہ" لکھ مارا اور مولوی

سرخراب گکھڑ ڈی گوجرانوالوی دیوبندی نے اس کو دوبارہ شائع کرکے اپنا نامۂ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کیا تو امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان سیدی علامہ محمد سردار احمد قدس سرہٗ کے ارشد تلامذہ و خلفاء میں سے مولانا علامہ محمد عبدالکریم چشتی رضوی صدر المدرسین دارالعلوم چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ نے چہل مسئلہ بریلویہ کے صفحہ ۲۶ پر شائع شدہ اس عبارت کی حقیقت اپنی کتاب دیوبندیوں کے جھوٹ اور خیانتیں صفحہ ۶۲ پر جامعیت سے بیان فرمائیں اور مدلل و مسکت جواب دیا۔

(۸) دیوبندی سنتو قوال ضیاء القاسمی لائلپوری بھی اس موضوع کا دائمی مریض ہے اس نے "دربار رسالت میں رضا خانی مولویوں کی گستاخیاں" نامی پمفلٹ صفحہ ۲ میں یہی الزام نقل کیا اور ہم نے تنبیہ الجہال ص ۳ پر جواب دیا۔

(۹) پھر جھنگ شہر میں کسی نامراد کی رگِ خباثت پھڑکی اور ایک کتاب سوانح عمری اعلحضرت لکھ ماری اس میں بھی یہ وصیت درج کرکے اپنا درد مٹانے کی کوشش کی گئی اور مولانا عجیب صاحب قادری رضوی صدر مدرس جامعہ قطبیہ رضویہ جھنگ نے اس کا ردّ بلیغ فرمایا اور مسلک علمائے دیوبند کی منہ بولتی تصویر کے صفحہ ۶۱ پر مسکت جواب دیا۔

(۱۰) پھر جہلم شہر میں کسی گستاخ کو ہذیان ہوا اور کتاب آئینہ بریلویت میں ص ۲ پر سیدنا اعلحضرت کی یہ وصیت لکھ کر دل کی بھڑاس نکالی تو مولانا صوفی صفدر علی اور مولانا محمد حسین صاحب نے بعنوان خبث نجدیت در آئینہ بریلویت میں اس کی تکہ بوٹی فرمائی۔

(۱۱) پھر لودھراں کے مولوی موسیٰ دیوبندی کو دورہ بغض و عناد پڑا اور "التحریر الکامل" ص ۱۹ پر سیدنا امام اہلسنت اعلیٰ حضرت

قدس سرہٗ کی یہی وصیت لکھ کر دریدہ دہنی اور یاوہ گوئی کا مظاہرہ کیا تو مولانا علامہ فیض احمد صاحب اویسی رضوی کی فرمائش پر فقیر قادری محمد حسن علی الرضوی البریلوی نے "ابطال باطل" ص ۱۸ پر نجدیت شکن جواب دیا۔

اب مزید چھ کتابیں اور کتابچے پیشِ نظر ہیں۔

(۱۲) رضا خانی مذہب کے ص ۱۹۰ پر یہی عبارات (اس کا مصنف مولانا سید احمد قادری مشرب بہ اسلام و مشرف بہ سنیت ہو چکا ہے)

(۱۳) کتاب گمراہ کن عقائد کے ص ۳۴ پر۔

(۱۴) ایک کتاب ملت بریلویہ کی اچھوتی تعبیر پاگلوں کی کہانی کے صفحہ ۷ اپر۔

(۱۵) ایک کتاب رضا خانی اُمت اپنے آئینہ میں کے صفحہ ۷ اپر۔

(۱۶) اور ایک کتاب "بریلوی فتنہ کا نیا روپ" جو ندوۃ العلماء لکھنؤ سے چھپی ہے کے صفحہ ۳۸ پر۔

(۱۷) اور مولوی ضیاء القاسمی دیوبندی سنتو قوال کے پمفلٹ دربار رسالت میں رضا خانی مولویوں کی گستاخیاں کے صفحہ ۲ پر پھر

(۱۸) ملاں مانچسٹر ڈی مسٹر خالد محمود کی بدحواسی و خرد ماغی کے آئینہ دار مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۱۹ پر اعلحضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ وصیت موجود و مرقوم ہے اور ان موخر الذکر چھ کتابوں کا مشترکہ جواب زیر نظر و زیر قلم کتاب محاسبہ دیوبندیت بجواب مطالعہ بریلویت میں ایک نئے نرالے اور دندان شکن جواب کی صورت میں پوری تفصیل و جامعیت کے ساتھ آرہا ہے۔

قارئین کرام غور فرمائیں | مذکورہ بالا تفصیل کو بار بار پڑھیں کہ ایک ہی الزام کا بار بار اعادہ کیا جارہا ہے

یہ ۱۸، ۱۹ کتب کے حوالے تو ہم نے نقل کیے ہیں اور وہ کتب اس کے سوا ہیں جو ہمارے مطالعہ یا مشاہدہ میں نہیں آئیں۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس وصیت پہ ہم نے اور ہمارے اکابر کرام نے جو کچھ وضاحت کی تھی اور جو جوابات دیئے تھے، مطالعہ بریلویت کے مرتب کا یہ تو حق تھا کہ وہ ہمارے دلائل اور ہماری وضاحت کا جواب دیتا۔ ہمارے دلائل میں اگر کوئی کمزوری تھی تو بتاتا مگر مطالعہ بریلویت کے مرتب کا یہ حق نہیں تھا کہ جس اعتراض والزام کا ہم جواب دے چکے ہیں اس کو دوبارہ سہ بارہ نقل کرتا۔ اس کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ یا تو یہ ہمارے جوابی مضامین کو پڑھتا ہی نہیں یا پھر دیدہ دانستہ مغالطہ دینا یا اُلٹا چکر چلانا اور لوگوں کو گمراہ کرنا ہی ان کا نصب العین ہے۔ ہم نے صرف ایک حوالہ کی بار بار نقل پر ۱۸، ۱۹ حوالہ جات ان کی کتب سے دیئے ہیں ورنہ آج کل دیوبندی وہابی اہل قلم اور مُصنفین اکابر اہلسنت و امام اہلسنت پر جس قسم کے الزامات لگا رہے ہیں اور جس قسم کے حوالہ جات بار بار پیش کر رہے ہیں ان کے بار بار جوابات دیئے جا چکے ہیں مطالعہ بریلویت اور مذکورہ بالا دیوبندی کتب اور مخالفین کے اسی نوع کے دوسرے الزامات و اعتراضات کم و بیش ساٹھ فیصد وہی ہیں جن کے جوابات یہ فقیر راقم الحروف محمد حسن علی الرضوی غفرلہ بھی اپنی تصانیف قہرِ خداوندی۔ برقِ آسمانی۔ برہانِ صداقت۔ مقدمہ عظمت حبیب کبریا بہ عبارات کفریہ۔ تنبیہ الجہال۔ مقدمہ مناظرہ ادری۔ آئینہ نجدیت و دیوبند وغیرہ میں بار بار دے چکا ہے۔ یہ کس قدر ظلم و ناانصافی و ستم ظریفی ہے کہ بار بار کے تردید و وضاحت شدہ اعتراضات کا اعادہ کیا جا رہا ہے اور انہی الزامات کی ۱۰۱ دانوں والی تسبیح پڑھی جا رہی ہے۔

ایک المناک حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی وہابی مصنفین کے نقل و بیان کردہ حوالوں کی جب ہم علماء اہلسنت کی اصل کتابوں سے مطابقت کرتے ہیں تو دس فیصد حوالے تو فرضی بناوٹی کتابوں کے ہوتے ہیں۔ دس فیصد حوالے ایسے ہوتے ہیں جو ان کی اپنی کتب و رسائل کے ہوتے ہیں۔ جیسے خالد محمود نے غلام خان سے نقل کر دیا۔ غلام خان نے منظور سنبھلی کی کتاب سے نقل کر دیا۔ منظور سنبھلی نے مرتضیٰ حسن دربھنگی کی نقل مار لی۔ ضیاء القاسمی۔ یوسف رحمانی۔ عمر فتہ بستی۔ عارف سنبھلی۔ سرفراز گکھڑوی جیسے لوگوں نے ان سب کی مار لی اور پھر ڈھونڈتے رہ جاؤ ماخذ تلاش کرتے پھرو تو آخر میں آخری کتاب ان کی اپنی ہی نکلتی ہے یعنی الزام اپنے مُنہ اور ثبوت اپنے گھر سے یہ ہے ان لوگوں کی دیانت و امانت کا حال ساٹھ فی صد عبارات اور حوالے ان کی کتابوں میں ایسے ملیں گے جس میں انصاف کا خون کر کے رکھ دیا گیا ہوگا اور کتر بیونت سے کام لیا گیا ہوگا اور بیس فی صد حوالے ایسے ہوں گے جن میں عبارتوں اور حوالوں کا مفہوم ہی مسخ کر دیا گیا ہوگا اور کھینچا تانی کر کے عبارات و مفہوم کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہوگا۔ یہ ہے ان کی قلمی دیانتداری کا عالم اور اسی زعم جہالت اور بددیانتی کی اساس پر مصنف و مناظر اور محقق بنے پھرتے ہیں۔ متلاشیان حق و انصاف کا یہ شیوہ نہیں۔ بلا وجہ کی ضد و عناد سے اعمال تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اصل مسئلہ توہین و تکفیر کا ہے جزوی فروعی فقہی سطحی مسائل میں درگزر سے کام لیا جا سکتا ہے۔ اکابر علماء اہلسنت خصوصاً سیدنا امام اہلسنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا دامن اس سلسلہ میں بہت وسیع ہے انہوں نے

بار بار پیش کش فرمائی اور بے ادبوں گستاخوں اہل توہین وتنقیص کو عام دعوت دی ہے مثلاً ایک مقام پر اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :۔

"واللہ العظیم وہ بندۂ خدا (احمد رضا) بخوشی راضی ہے اگر یہ دشنامی حضرات (مخالفین اہلسنت) بھی اس بدلے پر راضی ہوں کہ وہ اللہ ورسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جناب میں گستاخی سے باز آئیں اور یہ شرط لگائیں کہ روزانہ اس بندہ خدا (احمد رضا) کو پچاس ہزار مغلظ گالیاں سنائیں اور لکھ کر شائع فرمائیں اور اگر اس قدر پر بھی پیٹ نہ بھرے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی سے باز رہنا اس شرط پر مشروط رہے کہ اس بندہ خدا (احمد رضا) کے ساتھ اس کے باپ دادا اکابر علماء قدست اسرارہم کو بھی گالیاں دیں تو اینم بر علم اے خوشا نصیب اس کا کہ اس کی آبرو اس کے آباؤ اجداد کی آبرو بدگویوں کی بدزبانی سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کے لیے سپر ہو جائے۔ سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدگویان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں ؎

فان ابی ووالدہٗ وعرضی
لعرض محمد منکم وقاء

یعنی اے بدزبانو! میں اس لیے تمہارے مقابل کھڑا ہوں کہ تم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی سے غافل ہو کر مجھے اور میرے باپ دادا کو گالیاں دینے میں مشغول ہو جاؤ میری اور میرے باپ دادا کی آبرو محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت کی سپر ہو جائے الٰہی ایسا ہی کر آمین! ــــ یہی وجہ ہے کہ یہ بدگو حضرات (مخالفین اہلسنت) اس بندہ خدا (احمد رضا) پر کیا کیا طوفان بہتان اس کے ذاتی معاملات میں اٹھاتے ہیں اخباروں اشتہاروں (کتابوں) میں طرح طرح کی گڑھتوں

سے کیا کیا خاک کے اُڑاتے ہیں مگر وہ (احمد رضا) اصلاً قطعاً نہ اس طرف التفات کرتا نہ جواب دیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ جو وقت مجھے اسی لیے عطا فرمایا کہ بعونہٖ تعالیٰ عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت کروں حاشا کہ اُسے اپنی ذاتی حمایت میں ضائع ہونے نہ دوں اچھا ہے کہ جتنی دیر مجھے بُرا کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی سے غافل رہتے ہیں ۔[1]"

سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے تو کبھی اس بات کی پرواہ ہی نہیں فرمائی کوئی بدگو دشنامی ان پر دن رات مختلف النوع الزامات لگا رہا ہے گالیاں دے رہا ہے پوسٹر پمفلٹ چھاپ کر بہتان باندھ رہا ہے بلکہ آپ نے اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جاں نثاری کرتے ہوئے یہ مذکورہ بالا فراخدلانہ پیشکش فرمائی کہ مجھے (امام احمد رضا کو) میرے باپ دادا کو میرے اکابر علماء مشائخ کو ہر روز پچاس ہزار غلیظ گالیاں دے لیا کرو اخباروں، پوسٹروں، رسالوں میں چھاپ دیا کرو مگر میرے آقا و مولیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی بے ادبی گستاخی توہین وتنقیص سے باز رہو۔ عظمت شانِ رسالت کے تحفظ و دفاع اور ادب وعشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جرم میں یہ لوگ نت نئے افترات اُٹھاتے اور الزامات کا طوفان مچاتے ہیں ؎

ظالمو محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجیے

بہرحال اصل مسئلہ توہین و تکفیر کا ہے اگر کوئی توہین وتنقیص نہ کرتا تو تکفیر نہ ہوتی ارتداد حکم شرعی واضح نہ ہوتا مگر یہ لوگ بڑی بے بصیرتی سے

---

[1] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین صفحہ ۴۹۔ ۵۰، امام احمد رضا اور انکے مخالفین ص ۱۳۲

تکفیر کا رونا تو روتے ہیں توہین سے توبہ اور کفریات سے رجوع نہیں کرتے۔

توبہ سے انحراف عذرِ گناہ بدتر از گناہ

سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ نے اپنے عہد کے دشمنانِ شانِ رسالت اور علمبردارینِ توہین و تنقیص کو بار بار رجسٹری خطوط کے ذریعہ ان کے اقوالِ کفریہ پر متعدد بار مطلع کیا توبہ اور رجوع کی ترغیب دلائی توبہ اور معافی کوئی امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے طلب نہیں کرنی تھی، توبہ اور معافی اللہ واحد قہار جل و علا سے طلب کرنی تھی۔ بالفرض ان کے نزدیک ان کی گستاخیاں توہین و تنقیص نہیں تھیں پھر بھی اُمّت کے وسیع تر مفاد و اتحاد کے لیے توبہ کر لیتے تو کیا مضائقہ تھا؟ مگر انہوں نے عزتِ نفس کا مسئلہ بنا لیا۔ توبہ مقدر میں نہ تھی رجوع الی الحق کی دولت عظمیٰ سے محروم رہے اور اپنی توہین آمیز کفریہ عبارات کو عین ایمان اور نورِ اسلام سمجھنے لگے اور مختلف النوع لغو تاویلات کرنے لگے۔ ضد اور عناد نے اندھا کر دیا۔ ان تاویلات سے مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی والا منظر سامنے آیا۔

پانچ سات مولویوں کی قربانی کوئی بڑی بات نہیں

آج بھی اگر دیوبندی مکتبِ فکر کے علماء سنجیدگی اور متانت اور حقیقت پسند اور وسیع النظری سے کام لیں اور انتشار کے خاتمہ اور اُمّت کے اتحاد و قومی یکجہتی کے لیے گنتی کے صرف پانچ سات مولویوں کی قربانی دے دیں۔ اور جن حضرات پر اُن کی کفریہ گستاخانہ عبارات کے باعث حسام الحرمین شریفین اور الصوارم الہندیہ میں فتویٰ کفر و ارتداد لگا ہے اور عرب و عجم شرق و غرب پاک و ہند کے اکابر و مشاہیر علماء و فقہاء نے اس کی تائید و تصدیق فرمائی ہے صرف اُن گنتی کے چند مولویوں سے قطع تعلق کرتے ہوئے

توہین کو توہین تسلیم کر لیں کفر کو کفر مان لیں اور سچے دل سے توبہ کر کے ان کی وکالت اور دلالی چھوڑ دیں۔ جھوٹی تاویلات کا سلسلہ بند کر دیں اور حسام الحرمین پر تصدیق کر دیں تو اُمید ہے اُمّت کا وسیع تر اتحاد یکجہتی قائم ہو سکتی ہے اور قوم کو خلفشار سے نجات مل سکتی ہے اور اُمید ہے اس مستحسن طرزِ عمل سے اُن مرتکبین توہین کی ارواح کو بھی سکون ہوگا کیونکہ آپ لوگ اُن کی بیان و تحریر کردہ جن جن گستاخیوں بے ادبیوں کی وکالت اور تائید و حمایت میں دن رات ایک کر رہے ہیں اس عذاب اور نحوست کا حصہ اُن بانیانِ توہین و تنقیص کو بھی مل رہا ہوگا اور عذاب میں مزید شدت ہو رہی ہوگی آپ نے کفر کی وکالت کا یہ مذموم کاروبار چھوڑ دیا تو یقیناً ان کی رُوح کو تسکین ہوگی کیونکہ وہ تمہیں دینِ اسلام کی عظمت شانِ رسالت کی رفعت کی بجائے اپنے جھوٹے تقدس کے جس مکروہ دھندے پر تمہیں لگا کر گئے ہیں اور تم اُن کی گستاخانہ کفریہ عبارات و عقائد کا دفاع جس مذموم و مکروہ انداز میں کر رہے ہو اور عامۃ الناس کے لیے ضلالت و گمراہی کا باعث بن رہے ہو یہ اُن تمہارے اکابرین کے لیے وبالِ جان بن رہا ہوگا اور ان کے عذاب کی شدت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہوگا۔ اور اگر خدا کرے موجودہ دور کے حامیانِ توہین مرتکبینِ توہین سے منحرف ہو کر حسام الحرمین کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے راہِ مستقیم پر آجائیں تو اُمّت کے لیے یہ دن انتہائی فرحت و مسرت کا دن ہوگا اور پھر ہم سب مل کر منکرینِ حدیث۔ منکرینِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین منکرینِ ختمِ نبوت کا ایک مضبوط قوت کی حیثیت سے مشترکہ مقابلہ کریں گے۔

مطالعہ بریلویت کٹ پیس کتاب

مطالعہ بریلویت کوئی باقاعدہ کتاب نہیں،

نہ اس کی کوئی ترتیب نہ کسی خاص عنوان پر لکھی گئی بلکہ خود ساختہ علامہ ڈاکٹر پروفیسر مانچسٹروی نے اپنی پروفیسری کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑنے کے لیے مختلف کتابوں، رسالوں، پمفلٹوں، کتابچوں، اشتہاروں، پوسٹروں جھوٹے سچے اونے پونے مصنفین کے مضامین سرقہ کرکے سارے کٹ پیس ٹکڑے "مطالعہ بریلویت" میں جمع کر دیئے ہیں اور مصنف بن بیٹھا ____ .

تردید شدہ مضامین کی بھرمار

مطالعہ بریلویت میں تردید شدہ مضامین اور حوالہ جات کی بھرمار ہے۔ جن الزامات وخرافات اور عقل شکن حوالوں کا ہم قہر خداوندی برہان صداقت۔ برق آسمانی اور اپنی دوسری کتابوں میں بار بار مبالغہ کی حد تک مکرر در مکرر جواب دے چکے ہیں انوکھی ڈھٹائی اور دیدہ دلیری سے ملاں مانچسٹروی نے پھر مطالعہ بریلویت میں نقل کر دیئے مصنف کا یہ حق تو تھا جن حوالوں اور الزامات کے ہم نے جوابات دیئے ہیں، وضاحتیں کی ہیں اُن کا جواب دیتا یا ہمارے جواب و وضاحت میں کوئی کمزوری تھی تو بیان کرتا لیکن جواب کا جواب دینے کی بجائے اندھے کی لاٹھی گھما دی۔ وہی رٹے ہوئے اور ازبر کئے ہوئے الزامات خرافات کو مطالعہ بریلویت میں نقل کر دیا جیسا کہ ہم نے وصایا شریف میں اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی وصیت "میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے" کے سلسلہ میں کثیر حوالوں سے بار بار بصراحت مدلل متحقق جوابات دیئے۔ اس پوری کتاب میں شاید ہی کوئی الزام ایسا ہو کہ جس کا دو چار بار بلکہ بار بار جواب نہ دے دیا گیا ہو۔ معلوم نہیں اس بے حیا مرتب یا مصنف کو مختلف النواع الزامات کے اعادہ سے کیا سکون حاصل ہوتا اور اس کے غلیظ نفس اور خبیث رُوح کو کیوں تسکین پہنچتی ہے

بار بار وہی حوالے نقل کرنے کا یہ مرض اسے کیوں لاحق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اُس کے پیارے حبیب ومحبوب نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم سے اور سیدنا اعلیٰحضرت کے قلم کی بھیک کے صدقے اور امام اہلسنت محدثِ اعظم پاکستان سیدی علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہٗ العزیز کی دعاؤں کی برکت سے ہم آئندہ صفحات میں مؤلف مطالعہ بریلویت کے ہر فریب و فراڈ کا دامن دلائل و براہین و حوالہ جات سے چاک کریں گے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کریں گے۔ ؎

پڑا فلک کا کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

ایسی ایسی الزام تراشیاں کر رہے ہیں جو اکابر دیوبند کے وہم وتصور میں بھی نہ تھیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

- کبھی سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا ماننے کا الزام اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ پر لگا رہے ہیں۔
- کبھی بریلویوں پر اعلیٰحضرت کو خدا ماننے کا الزام لگا رہے ہیں۔
- کہیں اعلیٰحضرت پر گستاخیٔ رسول کا الزام لگا رہے ہیں۔
- کہیں اعلیٰحضرت پر یہ الزام عائد کر رہے ہیں کہ وہ حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ العزیز کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت اور برتری کے قائل تھے۔
- کہیں توہینِ انبیاء، کہیں توہینِ صحابہ، کہیں توہینِ اولیاء کے بے تحاشہ الزامات لگا کر اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ سے سیاہ تر کر رہے ہیں۔ یہ سب دل کی بھڑاس ہے کوئی دیوبندی سُورما ثابت نہیں کر سکتا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مولوی

اشرفعلی تھانوی۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی۔ مولوی انور شاہ کاشمیری جیسے مسلّم اکابر دیوبند اور اعلیٰحضرت امام اہلسنّت کے معاصرین نے ایسے ناپاک الزام لگائے ہوں بلکہ مسلّمہ و ممتاز اکابر دیوبند نے امام اہلسنّت سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کو مومن مسلمان صاحب ایمان واسلام مانا عاشق رسول جانا اور آپ کی اقتداء میں جواز نماز کا فتویٰ دیا۔ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی حسرت کا برملا اظہار کیا۔ اصاغرِ دیوبند کے مذکورہ بالا قسم لایعنی و بے ہودہ اتہامات اگر فی الواقع سچے ہوتے تو یہ الزام اکابر دیوبند پر ہی پڑے گا کہ معاذ اللہ ایسے عقائد کے حامل کو انہوں نے مومن مسلمان کیوں مانا۔ ان کی اقتداء میں جواز نماز کا فتویٰ کیوں دیا۔ اصاغر دیوبند کے بے تحاشہ الزامات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان کے زعم باطل میں سیدنا اعلیٰحضرت کی کتابوں کو یہ اصاغر سمجھ سکتے ہیں اتنا ان کے اکابر نے نہ سمجھا ورنہ وہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کے ایسے صریح غلط عقائد دیکھ کر کیوں خاموش رہے اور آج کل یہ لونڈے چھوکرے ڈاکٹر، پروفیسر اور خودساختہ علامہ اور جاہل مناظرین علم و عمر و تجربہ کے اعتبار سے چھوٹے چھوٹے مولوی جن کے منہ سے ابھی ماں کے دودھ کی بو بھی نہیں گئی۔ جن کو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی کتب کے ماخذ کا تو کیا پتہ چلے گا امام اہلسنّت کی تصانیف کا نام بھی صحیح پڑھنا نہیں آتا جن کا علمی و تحقیقی مدد و ذریعہ یہ ہے کہ ہیر پھیر کر وہی مکھیاں مار رہے ہیں جو ان سے پہلے کا نام نہاد مصنّف مار جاتا ہے۔ بغیر دیکھے دلیری سے اعلیٰحضرت کی کتاب کا حوالہ نقل کر دیں گے اور بحوالہ اپنے ہی کسی مصنّف کی کتاب کا لکھ دیں گے اور جب اصل تصانیف اعلیٰحضرت سے مطابقت کی جاتی ہے بات ہی کچھ اور نکلتی ہے اس قسم کی جعلسازی اور روسیاہی ان

کے مقدر میں لکھی ہے۔ قارئین کرام اور انصاف پسند ناظرین کرام یقین فرمائیں کہ جب ہم ان مرفوع القلم مصنّفین کی کتب میں نقل کردہ حوالوں کو سیدنا سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی تصانیف جلیلہ سے ملاتے اور مطابقت کرتے ہیں تو ان کے دجل کا راز افشا ہونے پر اعلیٰحضرت کی حقانیت وصداقت پر ہمارا ایمان اور پختہ ہو جاتا۔ بے پر کی اُڑانا رائی کا پہاڑ بنانا ان کا خاص وصف ہے۔ ؎

رادّ[1] کو اسے کا راوی گائیں
کیا بے پر کی اُڑاتے یہ ہیں

میرا دین و مذہب

ان کو بہت بُری طرح لڑ گیا ہے عنوان خواہ کچھ بھی ہو چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا دیوبندی وہابی مصنّف اسی خبط میں مبتلا ہے کہ امام احمد رضا خاں نے میرا دین و مذہب کہہ دیا۔ دیکھو وصایا شریف پڑھو آخری وصیت میرا دین و مذہب اس پر مضبوطی سے قائم رہنا۔۔۔۔۔ الخ بس جی اعلیٰحضرت بریلوی کا دین و مذہب تو ان کا خودساختہ گڑھا ہوا دین و مذہب ہے نیا دین ہے وغیرہا ذالک من الخرافات۔ حالانکہ سب اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے صاف فرمایا ہے میرا دین و مذہب، جو میری کتب سے ظاہر ہے فیصلہ ہو گیا اعلیٰحضرت امام اہلسنّت کی کتب کو دیکھ انشاء اللہ العزیز قرآن و احادیث اقوال ائمہ و فقہاء تصریحات محدثین و مفسرین کے سوا کچھ نہ ملے گا ہر دعویٰ پر تفاسیر واحادیث و اقوال ائمہ ملیں گے اگر اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا خودساختہ گھڑا ہوا دین و مذہب ہوتا قرآن و احادیث

---

[1] رَدّ کرنے والا ؛

کی نصوص سے معارض و مختلف ہوتا تو اُن کے معاصر اکابر دیوبند اُن کو مسلمان کیوں مانتے اُن کی اقتداء میں جوازِ نماز کے فتاویٰ و احکام کیوں جاری کرتے؟ ـــــ مطالعہ بریلویت کا بدباطن مصنف ایک طرف صفحہ ۱۹ پر اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے میرا دین و مذہب کہنے پر واویلا مچاتا ہوا غلط تاثر دیتا ہے کہ اس مذہب کو بریلوی مذہب کہتے ہیں... ...... باقی اُمت سے علیحدہ کانٹوں کی ایک باڑ پر لا کھڑا کیا......

صفحہ ۱۹ پر یہ غلط تاثر دینے کے باوجود کہ بریلوی مذہب باقی اُمت سے علیحدہ ہے یہی مصنف اپنے مُنہ پر اپنا تھپڑ مارتے ہوئے اپنے ہی قلم سے اقرار کرتا ہے کہ: ـــــ

"مولوی احمد رضا خاں صاحب نے جب علماء دیوبند کو کافر کہا تو علماء دیوبند نے خان صاحب کو جواباً کافر نہ کہا جب ان سے کہا گیا آپ انہیں (امام احمد رضا کو) کافر کیوں نہیں کہتے تو انہوں نے کہا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے الزامات میں ہم پر جھوٹ باندھا ہے جھوٹ اور بہتان باندھنا گناہ اور فسق تو ہے لیکن کفر ہرگز نہیں۔ ہم اس مفتری کو کافر نہیں کہتے"۔ [1]

بات ختم ہوئی ان دو تین سطروں سے پوری کتاب مطالعہ بریلویت کا جواب ہو گیا۔ مطالعہ بریلویت کے مصنف نے اپنی چار طویل ترین جلدوں میں جو شدید ترین نوعیت کے بدترین الزامات و اتہامات لگائے ہیں اکابر دیوبند کے نزدیک ان کی کوئی حقیقت و حیثیت نہیں مطالعہ بریلویت میں مذکور اگر یہ سارے تو کیا ایک دو الزام بھی فی الواقع اور صحیح ہوتے تو اکابر دیوبند ان کو ضرور کافر کہتے اکابر دیوبند کے نزدیک اعلیٰحضرت امام

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۲۷۷-۲۷۸ ؎

احمد رضا علیہ الرحمۃ کا دین و مذہب خود ساختہ گھڑا ہوا ہوتا اور باقی اُمت سے علیحدہ خلافِ اسلام و خلافِ کتاب و سنت ہوتا تو اکابر دیوبند ان کو ضرور ضرور کافر کہتے مگر اکابر دیوبند نے تو صاف صاف صرف اتنا اعتراف کیا ہے کہ مولوی احمد رضا خاں نے ہم پر جھوٹ اور بہتان باندھا ہے اور یہ فسق ہے کفر نہیں ہے۔ یہ ملّاں مانچسٹروی کی تیرہ بختی اور شقاوتِ قلبی ہے کہ وہ اپنے اکابر کے برعکس اعلیٰحضرت کے دین و مذہب کو دینِ اسلام سے علیحدہ قرار دے کر نیا دین و مذہب بتا رہا ہے اور اُن کے ذمّہ ایسے شرمناک اور شدید تنقیص و توہین آمیز عقائد لگا رہا ہے جو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ شرک و کفر و ارتداد پر مبنی ہی ہو سکتے ہیں ـــــ۔

مولوی خالد محمود کے اپنے دین ایمان کا بھی جنازہ نکل گیا

خالد محمود نے وصایا شریف کی عبارت نقل کر کے یہ سمجھا کہ اعلیٰحضرت کا دین و مذہب دینِ اسلام اور مذہب اہلسنّت سے مختلف و متضاد نیا اور خود ساختہ دین ہے یہی تاثر دیا اور اظہار کیا ہے ـــــ دینِ اسلام سے مختلف نیا دین بنانے والے کو وہ مسلمان بھی سمجھتا ہے کافر بھی نہیں کہتا اور نہ صرف یہ بلکہ قارئین کرام مطالعہ بریلویت جلد اوّل کو ایک سرسری نظر سے ملاحظہ کریں اور سُرخیاں دیکھیں۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنّت کے ذمہ جو عقائد و نظریات لگائے ہیں وہ یہ ہیں: ـــــ

(۱) خدا سے لڑائی لڑنا ص۵۲ (۲) خدا سے کشتی لڑنا ص۵۱
(۳) ولیوں کو نبیوں سے بڑھانا ص۴۹ (۴) ازواج مطہراتؓ کی گستاخی کرنا ص۴۷

⑤ قرآن کریم کی آیات غلط لکھنا صہ ۲۴۳
⑥ ایک لفظ قرآنی کا انکار بھی کفر ہے صہ ۲۴۱
⑦ صفحہ ۲۴۳ تا صفحہ ۲۴۲ سیدنا امام احمد رضا بریلوی اور مرزا مردود و مرتد کو قرآن مجید کے الفاظ و معانی میں تحریف کرنے والا قرار دیا ہے۔
⑧ صفحہ ۲۴۴ پر قرآن پاک کے الفاظ و معانی میں تحریف کا الزام لگایا ہے۔

جب معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ایسے سنگین و شدید ترین الزامات خالد محمود کے نزدیک ثابت ہیں اور پھر بھی وہ ایسے خبیث الزامات و عقائد کے مرتکب کی تکفیر نہیں کرتا کافر قرار نہیں دیتا بلکہ اکابر دیوبند کی سند اور دلیل لاتا ہے کہ اکابر دیوبند نے اعلیٰحضرت کو کافر نہیں کہا دیکھو مطالعہ بریلویت صہ ۲۷۸۔ اب یا تو یہ مانو کہ ملّاں مانچسٹروی نے سیدنا امام اہلسنّت سرکار اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے بے سروپا الزامات لگا کر اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کیا ہے یا پھر یہ مانو کہ وہ انبیاء علیہم السلام سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کی گستاخی اور قرآن عظیم کی لفظی و معنوی تحریف کو کفر نہیں سمجھتا اس سے تو اس کے اپنے ایمان کا جنازہ نکل گیا کیونکہ اس کے نزدیک خدا سے لڑائی لڑنا ___ ولیوں کو نبیوں سے بڑھانا ___ ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی کرنا ___ قرآن عظیم میں لفظی و معنوی تحریف کرنا کفر نہیں ہے تو پھر اس کا اپنا ایمان کہاں رہا۔ جب اس کے نزدیک یہ باتیں کفر و ارتداد نہیں ہیں تو پھر یہ نانوتوی۔ گنگوہی۔ انبیٹھوی۔ تھانوی وغیرہ کی گستاخیوں کو کفر و ارتداد کیسے مانے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے اپنے اقوال و طرز عمل سے ثابت

ہو گیا کہ ان کے ہاں اللہ تعالیٰ کی تنقیص انبیاء و مرسلین اور حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ___ قرآن عظیم کی تحریف اور ازواج مطہرات کی گستاخی کفر و ارتداد و بے دینی نہیں ہے ان کے ہاں بے ادبی گستاخی اور تنقیص الوہیت اور توہین رسالت پر فتویٰ کفر کا کوئی تصور نہیں ہے۔ پھر یہ لوگ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان کی گستاخیوں کو کفر کس طرح مانیں گے ___؟ ان کا سارا زور اس بات پر صرف ہوتا ہے کہ کسی کو بھی کافر نہ کہو کافر کو بھی کافر نہ کہو چاہے کوئی تنقیص الوہیت کا مرتکب ہو یا توہین رسالت کا ارتکاب کرے ان کے ہاں انبیاء و مرسلین اور صلحاء اُمت اولیاء کاملین کی بے ادبی گستاخی کرنے لکھنے چھاپنے کی عام اجازت ہونی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی اکثر کتب و رسائل اپنے مولویوں کی عظمت کے دفاع اور تحفظ میں ہوتے ہیں جبکہ علماء اہلسنّت کی تصانیف میں شان الوہیت اور عظمت شان رسالت و مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تحفظ و دفاع پایا جاتا ہے۔

میرا دین و مذہب کہنے کی وضاحت

اگرچہ ہم اپنی متعدد تصانیف قہر خداوندی برق آسمانی۔ برہان صداقت وغیرہ میں اس موضوع پر کافی لکھ چکے ہیں اور جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے کہ اکابر اہلسنّت مناظرہ بریلی مناظرہ ادری ___ مناظرہ ملتان وغیرہ وغیرہ میں اس بات کی کافی سے زیادہ وضاحت کر چکے ہیں لیکن ان کو ہر بار نئی گولی نہ دی جائے تو ان کے مستقل مرض میں افاقہ نہیں ہوتا لیجئے مزید وضاحت سُنیے : ___

اوّلاً : عبارت مذکورہ بالا میں سیّدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے دو چیزیں بیان فرمائی ہیں : ___

① اتباع شریعت اور ② دین و مذہب

احکامِ عملیہ کا نام شریعت ہے اور اعتقادیات کا نام دین ہے

بدیہیات شرعیہ میں سے ہے کہ احکامِ شریعت بقدر وسعت ہیں لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا مگر ضروریاتِ دین پر ایمان ہر وقت ضروری ہے۔ اس میں حتی الامکان کی شرط نہیں ـــــ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ ـــــ اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے از راہِ محبت دینِ اسلام کو اپنا دین فرمایا۔ جیسے کوئی کہے میرا رب، میرے رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی طرح اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کو اپنا دین فرمایا اور پھر یہ تصریح موجود ہے کہ جو میری کتب سے ظاہر ہے۔ اعلیٰحضرت کی کتب میں کیا ہے بفضلہ تعالیٰ قرآن واحادیث اقوالِ آئمہ وفقہاء ایک ایک مسئلہ پر صدہا نصوص مصنف دھاکہ اور اس کے اکابر ومشاہیر تا قیامِ قیامت اعلیٰحضرت کی کتب سے قرآن واحادیث کے خلاف کچھ نہ دکھا سکیں گے۔ اعلیٰحضرت نے بالخصوص اپنی کتب کی نشاندہی اس لیے فرمائی کہ اس دور میں مرزائی قادیانی، نیچری، رافضی، دیوبندی وہابی، چکڑالوی سب ہی قرآن وحدیث کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں اور اپنی باطل مراد کے لیے غلط معنی پہنا کر گمراہ کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کی کتاب پر نہیں بلکہ میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر قائم رہنا۔ اب اعلیٰحضرت کی کتب سے جو ظاہر ہے وہ ہر آنکھ والا دیکھ سکتا ہے۔ مگر نہ جانے مصنف مطالعہ بریلویت کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ اپنے دین ومذہب سے اعلیٰحضرت کی مراد شریعت محمدی نہ تھی اپنا علیحدہ مذہب تھا یہ کچھ اعلیٰحضرت کی کتب سے تو ظاہر نہیں اور قلبی کیفیات پر مطلع ہونا اور دل میں چھپی ہوئی غیب کی بات جاننا بالذات اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے لیکن مصنف نے اپنے اکابر کے مذکورہ عقیدہ کے خلاف اپنے علم غیب کا دعویٰ کس طرح کر دیا۔

یا محض ابلیسی وسوسہ ہے ـــــ؟

بہر حال یہ مصنف مطالعہ بریلویت کا جاہلانہ اعتراض اور دھوکہ ہے ہم اس سے پوچھتے ہیں اسلام آپ کا دین ہے یا نہیں ـــــ؟ اگر آپ کہیں ہاں تو آپ اپنے فتویٰ سے کافر ہوئے۔ کیونکہ دین کو اپنی طرف اضافت کرنے کے معنیٰ آپ کے نزدیک یہ ہیں آپ کا گھڑا ہوا اور ایجاد کردہ دین اس طرح اسلام کو آپ اپنا دین بتا کر کافر ہوئے اور اگر آپ کہیں اسلام ہمارا دین نہیں تو آپ ہمارے فتویٰ سے بحکم شریعت کافر ہوئے۔ ـــ

دو گونہ عذاب است جانِ مجنوں را
بلائے صحبتِ لیلیٰ و فرقتِ لیلیٰ

ثانیاً: احادیث صحیحہ میں ہے کہ مُردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں تو منکر نکیر آکر سوال کرتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ تیرا رب کون ہے۔ مَا دِیْنُكَ تیرا دین کیا ہے۔ آپ کے قول پر یہ مطلب ہوا کہ نکیرین علیہم السلام مُردے سے اسلام کے علاوہ خود اس کا گھڑا ہوا دین پوچھتے ہیں یوں نہیں کہتے کہ عَلٰی اَیِّ دِیْنٍ کُنْتَ تو کس دین پر تھا بلکہ یہی کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے۔ مسٹر مانچسٹروی کو چاہیے کہ وہ کہہ دے میرا کوئی دین نہیں میں تو بے دین ہوں۔ لَا دِیْنَ لِیْ۔ مسلمان مُردہ یہ نہیں کہتا کہ انا علی دین الاسلام یعنی میں اسلام پر ہوں۔ بلکہ وہ کہتا ہے۔ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ میرا دین اسلام ہے۔

ثالثاً: سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس وصیت کے بارہ میں مولوی ضیاء احمد دیوبندی وہابی اپنی کتاب التحقیق الحبیب فی بیان انواع التثویب کے صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں۔ "اور وصیت کنندہ اور اس کی وصیت عین شریعت ہوگی"

پھر اسی صفحہ ۲۴ پر ہے۔ "بلتبع وصیت مذکورہ عبداللہ مصاب و مثاب ہے۔" اس جواب پر آپ کے دیوبندی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مدرس مولوی عبداللطیف صاحب کی تصدیق بھی موجود ہے۔

بتائیے مولوی ضیاء احمد دیوبندی اور مولوی عبداللطیف سہارنپوری اعلحضرت کے شریک جرم ہوئے یا نہیں۔ انہوں نے معاذاللہ گھڑے ہوئے یا ایجاد کردہ دین کی تائید کی یا نہیں ـــــ ؟

مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی اور مولوی اشرفعلی تھانوی کی تائید

ہم مطالعہ بریلویت کے مرتب اور ان کے چھوٹے بڑے چنیں چناں مصنّفین کو ان کے گھر پہنچا کے دم لیں گے میرا دین کہنا ان کے نزدیک وبال جان ہے لیکن علماء دیوبند کے عظیم ممدوح مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی اور مصنّف کے حکیم الاُمّت اشرفعلی تھانوی اس کی تائید کر رہے ہیں۔

ملاحظہ ہو: ـــــ

"ایک مولوی صاحب کے ایک سوال کے جواب میں (تھانوی صاحب نے) فرمایا آپ تو اسی پر تعجب کر رہے ہیں مَیں نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے خود اس سے زیادہ عجیب ایک حکایت سُنی ہے جس میں توجیہ کی بھی ضرورت ہے اور کوئی بیان کرتا تو شاید یقین ہونا بھی مشکل ہوتا اور بہت ممکن تھا کہ میں سُن کر رَدّ کر دیتا وہ یہ کہ ایک دھوبی کا انتقال ہوا جب دفن کر چکے تو منکر نکیر آکر سوال کیا۔ من ربّک۔ مادینک۔ من ھذا الرجل (تیرا رب کون ہے؟ ــــ تیرا دین کیا ہے؟ ــــ اور یہ صاحب کون ہیں؟) وہ (دھوبی) جواب میں کہتا مجھ کو کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوث اعظم

رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں اور فی الحقیقت یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی بیان تھا کہ میں ان کا ہم عقیدہ ہوں جو ان کا خدا وہ میرا خدا جو ان (غوث اعظم علیہ الرحمہ) کا دین وہ میرا دین اسی پر اس دھوبی کی نجات ہو گئی۔[1]"

حوالہ مذکورہ ملّاں مانچسٹروی کا سر لے گیا اور مولانا گنج مرادآبادی و تھانوی نے تسلیم کر لیا کہ یہ کہنا درست ہے کہ جو غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دین وہ میرا دین ــــ بس اسی طرح یہ کہنا بھی درست ہوا کہ جو سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ کا دین و ایمان وہ ہمارا دین و ایمان کیونکہ حضور اعلحضرت کا دین دین اسلام ہی ہے کھینچا تانی سے اس مفہوم کو مسخ نہیں کیا جا سکتا اور سنیے: ـــــ

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی

یہ دربھنگی چاندپوری سابق ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند ان کا رئیس المناظرین تھا۔ جیسے رئیس لوگ امیر کبیر دولت کے نشہ میں کچھ کا کچھ بک دیتے ہیں ان کا رئیس المناظرین بھی اپنی رئیسی کے نشہ میں اسی وضع کا رئیس المناظرین تھا اُن کو اس فرقہ کے لوگ ابن شیر خدا بھی کہتے ہیں۔ اُن کے پاس تھانوی حکیم الامّت کی خلافت کی ڈگری بھی تھی! اکابر دیوبند کے پھٹے چیتھڑوں کی پیوندکاری یہی کرتا رہا ہے۔ کفریہ عبارات کے جواب میں اس کی ساری عمر یوں نہیں یوں۔ یوں نہیں یوں کرتے گزر گئی اس لیے رئیس المناظرین کا تاج فرق اخبث پر رکھ دیا گیا۔ سیدنا اعلحضرت امام اہلسنّت تھانوی اینڈ گنگوہی کو چیلنج دیں یہ صاحب خم ٹھونک کر کہیں میں لڑوں گا اور جب اس کاغذی شیر کے مقابلہ میں خلیفہ اعلحضرت ملک العلماء حضرت مولانا محمد ظفر الدین احمد فاضل بہاری علیہ الرحمۃ الباری

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۲ صفحہ ۹۱ زیر ملفوظ ۱۳۳

آئیں تو یہ کاغذی شیر راہ فرار پر قرار پکڑیں بہر حال میرا دین۔ تیرا دین میں یہ رئیس المناظرین بھی ہمارے ہمنوا ہیں وملک العلماء حضرت مولانا شاہ محمد ظفر الدین علیہ الرحمۃ فاضل بہاری کو نقل آخری لاجواب تحریر کے زیر عنوان لکھتے ہیں: ——

"ہر شخص اپنا دین اپنے ساتھ رکھتا ہے۔" [1]

اب خالد محمود نامسعود کو چاہیے کہ وہ تھانوی۔ دربھنگی سہارنپوری اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی پر بھی یہ فتویٰ لگائے انہوں نے گھڑے ہوئے بنا دٹی خود ساختہ دین کو اپنا دین کہا ہے ؎

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پہ یہ بد ادا نہ دے

اب کل کو اسی وصایا شریف کی اس عبارت کو آپ نے اگر کسی دوسری جگہ نقل کیا تو آپ سے بڑا بے شرم اور ہٹ دھرم کوئی نہیں ہوگا اگر دم خم ہو تو ہمارے ان دلائل شواہد کا توڑ کیا جائے ورنہ بے مقصد بک بک سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

ختم اور ایصالِ ثواب

"مطالعہ بریلویت" کے صفحہ ۱۰ تا ۳۷ پر ختم فاتحہ ایصالِ ثواب کے موضوع پر بڑے مسخرانہ انداز میں تبصرہ کیا گیا اور وہی پنجابی مثل اور محاورہ کے مطابق "ٹرے پھرے کھوتی بوہڑ تھلے" یعنی گدھی چل پھر کر پھر بڑ کے درخت کے نیچے آ کھڑی ہوتی ہے یہی حال مسٹر ڈاکٹر کا ہے ادھر اُدھر جھک مار کر پھر وصایا شریف اعلیٰحضرت سے کھانوں کی فہرست پیش کر کے اپنی للچاتی ہوئی زبان باہر نکال لی۔ حالانکہ ہمارا دیو بندیوں وہابیوں سے

[1] اسکات المعتدی صفحہ ۷۸ ؎

بنیادی اور اصولی اختلاف ختم فاتحہ حلوؤں اور چھوہاروں کھانوں کی لذتوں وغیرہ پر نہیں بلکہ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان۔ فتویٰ گنگوہی جیسی ناپاک کتب کی گستاخانہ اور کفریہ عبارات پر ہے۔ تو اس بھلے مانس نے بلکہ بن مانس نے اپنے اکابر کی گستاخانہ کفریہ عبارات پر تو کلام نہیں کیا بلکہ اپنی کتاب کی بنیاد ختم فاتحہ اور ایصالِ ثواب جیسے فروعی مسئلہ پر رکھی —— ہولی دیوالی کی کھیلوں پوریوں کچوریوں سودی روپیہ کی سبیل کے پانی اور زاغ معروفہ کی یخنی کے سوا ان کے مقدر میں تو کچھ لکھا نہیں۔ للچاتی ہوئی نظروں ٹپکتی ہوئی رالوں سے بھر پور زبان لٹکا کر وصایا شریف اعلیٰحضرت میں یہ دیکھنا شروع کر دیا۔

"اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ دودھ کا برف —— مرغ کی بریانی۔ مرغ پلاؤ خواہ بکری کا ہو —— شامی کباب —— پراٹھے اور بالائی —— فرنی —— اردکی پھریری دال مع ادرک ولوازم —— گوشت بھری کچوریاں —— سیب کا پانی —— انار کا پانی —— سوڈے کی بوتل" [1]

ان لوگوں کو خواب وخیال میں بھی یہ نعمتیں نظر نہیں آتیں ان کا عدو دار بعہ زاغ معروفہ۔ کالے دیسی کوّے یا ہولی دیوالی کی کھیلوں پوریوں کچوریوں تک ہے اور وہ کسی نے صحیح کہا ہے۔ بندر کیا جانے ادرک کا مزہ —— چٹ پٹے کھانوں کو دل چاہا تو وصایا شریف کھول کر بیٹھ گئے اور للچائی نظروں سے ٹپکتی زبان نکال کر پڑھنے لگے —— دودھ کا برف —— مرغ کی بریانی۔ مرغ پلاؤ۔ شامی کباب ... وغیرہ وغیرہ شاید انہیں اس لیے درد ہوا کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنّت نے اپنی اس

[1] وصایا شریف صفحہ ۹ ؎

مبارک وصیت میں زاغ معروفہ کی بریانی ــــ زاغ معروفہ کا پلاؤ، زاغ معروفہ کے شامی کباب نہیں بیان فرمائے۔ کچھ پتہ نہیں چلتا کہ اس وصایا پر اعتراض کی علت وحکمت کیا ہے؟ ــــ بہرحال یہ فہرست اس بے چارے عقل مارے مسٹر خالد محمود نے پہلی مرتبہ نہیں لکھی۔ مطالعہ بریلویت میں تو کھلم کھلا اپنے نام سے لکھ دی ہے درنہ اپنے کتابچہ دھماکہ میں چھپے رستم کے طور پر لکھی تھی اور ہم نے بفضلہ تعالےٰ اپنی کتاب قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی میں صفحہ ۵۷ تا صفحہ ۶۵ اس کا مدلل ومحقق جواب دیا تھا۔ اس کند ذہن مصنف میں دیانت کی رتی ہوتی تو ہمارے جواب کا جواب دیتا اور اب پھر بے شرمی سے وہی عبارت جو دھماکہ میں لکھ کر مار کھائی تھی ہٹ دھرمی سے مطالعہ بریلویت میں لکھ ماری اور مصنف بن گیا کیا کہنے ہیں اس اثر خامہ کے ــــ اور نہ صرف یہ بدنصیب "اثر خامہ" اس کمپنی کے دوسرے مرفوع القلم اندھا دھند مصنفین بھی مزے لے لے کر اپنی اپنی کتابوں، کتابچوں، پمفلٹوں، پوسٹروں اور رسالوں میں ان چٹ پٹے اور مرغن کھانوں کے ناموں سے ہی لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں ــــ ع

تراآستاں جو نہ مل سکا تری رہگذر پہ جبیں سہی

اصل کھانے تو میسر نہیں ان کھانوں کے نام کا ہی وظیفہ کرتے جاؤ۔

یہ وصیّت نامہ کیا ہزار دفعہ بیان کرو گے؟ ہم پہلے بھی عرض کر چکے

ہیں ایک چیز کے بار بار اعادہ وگردان سے کیا حاصل فاتحہ کے جس وصیت نامہ کو مطالعہ بریلویت کا مرتب اب نقل کر رہا ہے اس کے بار بار جواب دیئے جا چکے ہیں خود فقیر راقم الحروف اپنی متعدد تصانیف

میں اور دیگر اکابر ومشاہیر علماء اہلسنّت۔ مناظرین اہلسنّت۔ مصنّفین اہلسنّت بار بار جواب دے چکے ہیں۔ مخالفین اہلسنّت۔ منکرینِ فاتحہ، معاندینِ اعلحضرت امام اہلسنّت کو یہ حق تو پہنچتا ہے کہ وہ ایک دو بار اس بات پر اعتراض کریں جو اُن کی خود ماغی کے معیار پر پوری نہ اُترتی ہو لیکن ازروئے انصاف یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم جن باتوں کے متعدد بار جوابات دے چکے ہیں آپ ہر نئی آنے والی کتاب میں وہی گھٹے پٹے پُرانے اعتراض کرتے جائیں۔ البتہ مخالفین کو یہ حق ہے کہ ہم نے جو جوابات دیئے ہیں جو جو وضاحتیں کی ہیں اُن جوابات اور وضاحتوں پر اعتراض کر سکتے ہیں ان کی کمزوری بیان کی جا سکتی ہے جو اُن کے زعم میں ہو۔ لیکن وہی اعتراضات نقل کئے جانا بے شرمی اور ہٹ دھرمی ہے۔

فاتحہ سے متعلق سیّدنا اعلحضرت امام اہلسنّت کا یہ وصیت نامہ جو مطالعہ بریلویت میں آج نقل کیا جا رہا ہے یہ مُصنّف نے کونسا انوکھا بڑا تیر مارا ہے۔ یہ بہت پرانی بات ہے اور متعدد دیوبندی مناظر ومصنّف اس کی رٹ لگا چکے ہیں۔ مناظرہ بریلی کی دیوبندی روئیداد صفحہ ۱۶۹ پر منظور مفرور دیوبندی مناظر نے لکھا ــــ مناظرہ بریلی کی مفصل روئیداد میں امام اہلسنّت سیّدنا حضرت قبلہ محدّثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قدس سرہٗ نے ص۱۷۱ پر اس کا جواب دیا۔ مناظرہ ادری میں مولوی منظور سنبھلی نے اسی وصیت نامہ پر اعتراض کیا اور پھر مظہر اعلحضرت شیر بیشہ اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ نے روئیداد مناظرہ ادری میں اس کا جواب دیا ــــ یہاں پاکستان میں "چہل مسئلہ حضرات بریلویہ ص۳۲" میں اسی وصیت نامہ پر اعتراض ہوا تو اس کے جواب میں مولانا محمد عبدالکریم ابدالوی نے کتاب "دیوبندیوں کے

جھوٹ اور خیانتیں" ص۸۸ پر اس کی وضاحت کی۔ پھر عبدالرؤف
نام نہاد فاروقی نے "اپنے آئینہ میں" ص۱۷ پر اسی وصیت نامہ کو
نقل کیا۔ پھر "پاگلوں کی کہانی" ص۱۳۷ پر کراچی کے کسی مولوی جاہل
نام نہاد فاضل نے یہی جھک ماری اور مولانا مولوی سعید احمد جس
نے حال ہی میں بحمدہٖ تعالیٰ دیوبندیت چھوڑ کر سُنّی بریلوی مسلک
اختیار کیا "رضا خانی مذہب" ص۱۹۳ پر اسی الزام کا اعادہ کیا۔ اور
مولوی ضیاء القاسمی بقول شورش کاشمیری ایڈیٹر چٹان سنتو قوال نے
"دربارِ رسالت میں رضا خانی مولویوں کی گستاخیاں" میں یہی حوالہ
نقل کیا۔ تنبیہ الجہال میں فقیر راقم الحروف نے اس کا رد کیا۔ مطالعہ
بریلویت کے مرتب نے دس بارہ سال قبل دھاکہ میں یہی حوالہ نقل کیا
تھا اور قہرِ خداوندی میں اس کا جواب دیا گیا تھا —— کراچی سے عالمی
تبلیغی تحریک وہابیت کے ڈھنڈورچی نے "گمراہ کن عقائد" ص۱۳۱ پر
یہی کچھ لکھا اور فاتحہ کی اس وصیت پر مذاق اُڑایا سب کا بار بار
جواب دیا گیا ہے کوئی نئی بات نہیں —— اب ملاں مانچسٹروی
نے مطالعہ بریلویت کے ص۲۱ پر پھر وہی بار بار کا وضاحت شدہ
حوالہ نقل کر دیا ہے حالانکہ فقیر راقم الحروف نے قہرِ خداوندی بر دھاکہ
دیوبندی صفحہ ۵۷ تا صفحہ ۷۲ پر اس قسم کی مانچسٹروی لن ترانیوں اور
خر دماغیوں کا پوری طرح پوسٹ مارٹم کیا تھا —— اور قہرِ خداوندی
ص۵۷ کی موٹی سُرخی بھی یہی تھی "مسئلہ ایصالِ ثواب" —— اب
اس بار بار لکھنے اور رٹ لگانے سے ہم کیا سمجھیں؟ —— یہی سمجھیں انہیں۔
اعلیٰحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ کے بغض و عناد کا دائمی مرض ہے
اور جب دورہ پڑتا ہے تو انہیں یہی حوالے یاد آ جاتے ہیں یا مانچسٹروی
جی اتنا بے خبر و لاعلم ہے کہ اسے وصایا شریف اعلیٰحضرت کی یہ وصیت

اس وقت یاد آئی جب پندرہ بیس بلکہ اس سے زائد وہابی اہل قلم
اس کو بار بار لکھ کر مار کھا چکے ہیں یا یہ سمجھیں کہ انہیں کسی کے جواب اور
وضاحت سے کوئی غرض نہیں انہیں تو شیطان نے اس کام پر لگا دیا ہے
کہ کسی دوسرے کی سُنے بغیر اپنی ہی کہے جاؤ ایک ایک الزام کا وظیفہ
کرو ایک سو ایک دانے کی تسبیح پڑھو —— یہی وجہ ہے کہ اس
مصنف عنید نے آنکھیں بند کر کے مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۲۰ پر
پھر وہی دھاکہ والا عنوان قائم کر دیا "ختم اور ایصالِ ثواب" اور
اس کے بعد یکے بعد دیگرے وہی عنوانات ہیں جو دھاکہ میں تھے کہ:۔

(۱) اصل چیزیں ہی بھیج دیا کرو ——
(۲) نیا کفن بھجوانے کی تدبیر ——
(۳) قبر میں ڈالے لقمے پہنچتے ہیں ——
(۴) قبر میں لذّت طلبی کی انتہا ——
(۵) وفات کے وقت کھانوں کی فہرست ——
(۶) سرکارِ بغداد و سرکارِ سرہند کی نصیحت۔
(۷) ختم میں ستر ہزار چھوہارے ——

الغرض صفحہ ۲۰ تا صفحہ ۳۷ وہی عنوانات ہیں جو دھاکہ میں
تھے اُسی طرح مراثیانہ انداز میں تمسخر اڑایا ہے۔ البتہ صفحہ ۲۶ پر
عنوانات شوق ختم میں پیغمبر پر افترا۔ میت کے کھانے کی شرعی
حیثیت۔ شب برات میں حلوہ۔ کھانا سامنے رکھنا۔ چند عنوانات نئے ہیں
ہم ان کی بھی خبر لیں گے لیجیے جوابات ملاحظہ ہوں ——
مصنف لکھتا ہے مرحومین کو ثواب پہنچانے کا عقیدہ برحق ہے زندوں
کے نیک اعمال کا ثواب حسب نیت مرحومین کو پہنچتا ہے لیکن یہ بات
اپنی جگہ واضح ہے کہ ثواب پہنچتا ہے اصلی چیزیں نہیں پہنچتی ہیں نہ

ان کی خوشبو اور لذت پہنچتی ہے۔ ان چیزوں کو ان کی اصلی شکل میں اگلے جہان بھیجنا کسی طرح ممکن نہیں ایصالِ ثواب برحق ہے[1]"......

اوّل تو یہ بتایا جائے کہ یہ کہا کس نے ہے کہ اصل چیزیں اگلے جہان پہنچتی ہیں۔ ذرا سی بات کا افسانہ بنانے کا کیا فائدہ ــــــ؟ سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے بھی یہ نہیں فرمایا جو مصنّف مطالعہ بریلویت نے صفحہ ۲۰ پر سرخی جمائی ہے کہ اصل چیزیں ہی بھیج دیا کرو۔ بتایا جائے ثابت کیا جائے کہ وصایا شریف میں یہ الفاظ کہاں ہیں ــــ؟ کہ اصل چیزیں ہی بھیج دیا کرو؟ ــــ حیا ہو تو بتاؤ ــــ مصنّف کا یہ کہنا کہ: "ثواب پہنچتا ہے اصلی چیزیں نہیں پہنچتیں"۔ بس ہمارا اور ہمارے اکابر کرام کا یہی عقیدہ ہے کہ ان چیزوں کا ثواب پہنچتا ہے غنیمت ہے مصنّف نے یہ تو تسلیم کیا کہ ثواب پہنچتا ہے ــــ امام اہلسنّت اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ اصل چیزیں بھیج دیا کرو۔ وصایا شریف میں ایسا کوئی لفظ کوئی حرف نہیں ہے بلکہ وصایا شریف میں یوں ہے کہ: "ان اشیاء سے کچھ بھیج دیا کریں"۔ اشیاء سے ہے اشیاء میں سے نہیں ہے اور کہاں بھیج دیا کریں فاتحہ کے لیے ایصال ثواب کے لیے غرباء فقراء کے لیے ــــ۔

دروغ گورا حافظہ نباشد

مطالعہ بریلویت کا مرتب صفحہ بیس ۲۰ پر تو اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت قدس سرہٗ کے ذمہ یہ لگاتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "اصل چیزیں ہی بھیج دیا کرو" اور صفحہ پنتیس ۳۵ پر اپنی تکذیب خود کرتا ہوا خود اپنے مُنہ پر تھوکتا ہے کہ: ــــ

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۰ ؂

"مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا ویسے ہی منع ہے جیسے چراغ رکھنا.... قبر سے جدا رکھیں تو حرج نہیں[1]"

بات صاف ہو گئی جو اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ قبر پہ کھانا رکھوانا پسند نہیں کرتے وہ قبر کھود کر اندر رکھنا کس طرح پسند کریں گے ــــ؟

وصیت کے ابتدائی اور آخری حصّہ کو یہ یہودیوں کا تربیت یافتہ مصنّف اپنی بے ایمانی سے تلف نہ کرتا تو اس کا جواب ہمیں دینے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس وصیت پر مصنّف نے عامیانہ انداز میں جو حاشیہ آرائی فرمائی ہے شیطان بھی توبہ کر گیا ہو گا۔

بھلا اس وصیت پر بد زبانی کا کیا موقع تھا۔ کفن ساتھ بھیجدیا گیا تو اعتراض کی گنجائش نکال لی مگر اعلیٰحضرت نے یہاں تو یہ فرمایا تھا کہ فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں۔ اعلیٰحضرت کو آخری وقت میں اپنا نہیں فقراء کا خیال تھا، غرباء کا خیال تھا۔ باقی رہا گیارہ نمبر پہ فقراء کو دینے اور بارہ نمبر پر ان چیزوں کو بھیجنے کا مغالطہ تو یہ مصنّف کی اپنی عادت و طبیعت کی مجبوری کے باعث ہے۔ بارہ نمبر میں بھی اعزہ سے اگر بطیبِ خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ یہاں بھی فاتحہ کا لفظ نمایاں طور پر موجود ہے جو اندھے پن کے باعث نظر نہیں آرہا یعنی فاتحہ کے لیے بھیج دیا کریں نہ کہ خود میری قبر میں۔ اور ابتداء میں بھی یہی مذکور ہے۔ فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیں مصنّف کا مدعا تو جب ثابت ہوتا کہ اعلیٰحضرت یہ فرماتے فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیں میرے لیے مزار میں بھیج دیا کریں۔ مگر اسے اوّل و آخر کچھ نظر نہیں آتا۔ گنگوہی کو کچھ نظر آیا ہو تو اسے نظر آئے۔

[1] مطالعہ بریلویت ص۳۵ بحوالہ احکام شریعت جلد اوّل ص۷۲ ؂

مصنف نے اپنی غلیظ رُوح کو تسکین پہنچانے کے لیے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو سوڈے کی بوتل فاتحہ میں شامل کرنے پر لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی سوڈے کی بوتل بہت پسند تھی گویا اُس مردود کو سوڈے کی بوتلیں پیش کرنے کے لیے حاضر رہتا تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ قادیانی مردود کو تو پانی بھی پسند تھا۔ کیا قاسم نانوتوی اور رشید گنگوہی نے پانی پینا چھوڑ دیا تھا ؟ ورنہ گنگوہی اور نانوتوی پانی پی کر قادیانی کے ہم پسند ہوئے۔

اعلیٰحضرت کی عظمت وشان اور فقراء پروری کے قربان جائیے آخری وقت بھی غرباء کا خیال، بہترین کھانوں کی فقراء کے لیے وصیت اور بانیٔ مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی مرتے وقت محمود الحسن سے کہہ رہے تھے کہیں سے ککڑی لاؤ۔ مولوی محمود الحسن کہتے ہیں میں تمام کھیتوں میں پھرا مگر صرف ایک چھوٹی سی ککڑی ملی۔[1] وہ بھی چوری کی جو مولوی محمود الحسن بلا اجازت وبغیر قیمت ادا کئے کھیتوں میں سے توڑ کر لائے۔ آخری وقت میں چوری کا مال کھا کر مرے ۹۸ سال کا عرصہ ہوگیا دیوبندی فرقہ والوں نے آج تک پتہ نہیں دیا کہ ککڑی کی قیمت ادا کر دی گئی کہ یا نہیں۔

اور صدر مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد مدنی نے مرتے وقت کہا مجھے لاہور سے سردے منگوا دو[2] دیکھا مصنف صاحب آپ نے اپنے اکابر کا حال نہ خدا ورسول یاد نہ کلمہ واستغفار آخری وقت میں ککڑیاں اور سردے کھانے کی فکر ہے۔

دیوبندی ملاؤں کی دورنگی پالیسی کا یہ حال ہے۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کے کھانوں کی نصیحت پر اعتراض کر ڈالا، لیکن نانوتوی صاحب کی آخری وقت ککڑی کی خواہش اور مدنی کے سردے منگوانے

---

[1] ارواح ثلاثہ ص۲۷۱ [2] الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر

پر کوئی مردوڑ نہیں اُٹھا۔

یاد رہے کہ مصنف نے یہ جملہ خرافات اپنے ہی قلم سے ص۳۵ پر اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ سے احکام شریعت جلد اوّل ص۲۷ کا حوالہ نقل کرنے کے بعد بکی ہیں۔ "فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا تو ویسے ہی منع ہے جیسے چراغ اس پر رکھ کر جلانا۔ اور اگر قبر سے جُدا رکھیں تو حرج نہیں ہے۔"

جب مصنف کے علم ویقین میں یہ سب کچھ تھا تو پھر آخر اس قدر مسخرے پن کا رنگ بھرنے کا کیا موقع تھا ؟ چٹ پٹ کھانے نہ اعلیٰحضرت اپنے لیے منگوا رہے ہیں نہ اُن کو لازمی قرار دیکر اہل خانوادہ کو مجبور و پابند کیا جس پر بطیب خاطر کا لفظ واضح ثبوت ہے اور پھر اس کھانے کھلانے کا فائدہ جو کچھ ہے وہ فقراء کے لیے ہے۔

نیا کفن بھجوانے کی تدبیر

رہا نیا کفن بھجوانے کا واقعہ تو یہ کوئی مستقل مسئلہ نہیں اور نہ ہی کوئی ہر سال ہر ماہ نیا کفن بھجواتا ہے نہ بھجوایا جاسکتا ہے۔ ملفوظات اعلیٰحضرت سے یہ نقل کرنا کہ "ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرا کفن ایسا خراب ہے مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے۔ پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا۔ صبح کو صاحبزادے نے اُٹھ کر اس شخص کا دریافت کیا معلوم ہوا وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں۔ تیسرے روز خبر ملی کہ اس کا انتقال ہوگیا ہے۔ لڑکے نے فوراً نیا عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا کہ یہ میری ماں کو پہنچا دینا۔ رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے بہت اچھا کفن بھیجا۔"

یہ واقعہ بیان کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ ہر شخص اس طرح

کفن اور کھانے پینے کی دیگر اشیاء نئے مرنے والوں کے ساتھ بھیجا رہے۔ نہ اعلیحضرت قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا نہ کسی اور سُنّی بریلوی عالم سے یہ ثابت ہے۔ اس واقعہ پر چند ایک طریقوں سے غور لازم ہے۔ اوّل یہ خواب کا واقعہ پھر اعلیحضرت قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا وہ صالحہ تھیں ولیہ تھیں۔ ہم اہلسنّت کا عقیدہ ہے شہداء اولیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ رزق دیئے جاتے ہیں۔ اس واقعہ میں ان صالحہ ولیہ بزرگ خاتون کی کرامت پوشیدہ ہے۔ مُصنّف بھول گیا اس کو واقعہ کے اس جگہ پر بھی اعتراض کرنا چاہیے تھا کہ یہ غلط ہے وہ تندرست آدمی کیسے مرگیا۔ کون کب مرے گا یہ غیب کی بات ہے اللہ ہی جانے ولی ولیہ کو کیا خبر۔

بہرحال ہم اہلسنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ عزّوجل کی عطا سے انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام قدست اسرارہم کو اُن کی شان کے لائق علم غیب حاصل ہے۔ ان کی یہ کرامت کہ صالحہ خاتون نے بتادیا کہ فلاں شخص آنے والا ہے۔ جب وہ اپنی کرامت سے یہ معلوم کرسکتی ہیں کہ فلاں مرنے والا ہے اور آنے والا ہے تو کرامت کے طور پر ان کے پاس کفن پہنچ جانا کیا بعید ہے۔ ہر شخص صاحب کرامت نہیں ہوتا۔ نہ ہر شخص کو کفن بھیجا جاتا نہ کھانا بھیجا جاتا ہے۔ البتہ شہداء کی یہ شان ہے کہ اللہ عزّوجل خود فرماتے ہیں کہ ان کو رزق بھی دیا جاتا ہے ہر کسی کے لیے یہ حکم نہیں۔ اعلیحضرت بریلوی قدس سرہٗ نے کرامت کے طور پر اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔

افسوس اگر مُصنّف چند ایک سطر آگے پڑھ لیتا تو اعتراض کر کے مسخرے پن کا مظاہرہ کرنے کی جراٴت نہ کرتا۔ امام اہلسنّت اعلیحضرت رضی اللہ عنہ نے ایک سطر آگے حضرت رہبان بن صیفی صحابی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا واقعہ لکھا ہے۔ ان کے کفن میں ایک تہبند زائد چلا گیا شب کو اپنے صاحبزادے کی خواب میں تشریف لائے اور فرمایا یہ تہبند لے لو اور الگنی پر ڈال دیا صبح کو اُن کی آنکھ کھلی تو وہیں رکھا ملا۔

یہ صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم کرامت ہے کہ تہبند واپس آگیا۔ وہ صالحہ وَلیّہ کی کرامت ہے کہ فلاں آنے والا ہے اس کے ساتھ کفن بھیجدینا۔ مگر جو کرامات کا دشمن ہے وہ ضرور پھبتیاں کسے گا اور اعتراض کرے گا۔ کاش کہ مُصنّف مطالعہ بریلویت صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ کو بھی بیان کر دیتا تو جواب خود بخود ہو جاتا مگر اس نے خیانت کرنے کا عہد کیا ہوا ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ اپنے دادا دادی پھر اُن سے آگے جو اجداد گزر چکے ہیں ان کو کفن بھیجتے رہو۔ من گھڑت مُصنّف نے اپنی علمی بے بضاعتی کے باعث کفن بھیجنے پر اعتراض کر دیا۔ امام اجل علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ نے بھی "بشرا الکئب بلقاء الحبیب ص۶۷" میں کفن بھیجنے کا بالکل اسی قسم کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے ملاحظہ ہو: ـــــ

ابن ابی الدنیا نے "کتاب المقامات" میں مراسلاً ایسی سند کیساتھ جس میں کوئی حرج نہیں ہے، راشد ابن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کی بیوی فوت ہوگئی۔ خواب میں بہت سی عورتوں کو دیکھا لیکن ان میں اپنی بیوی کو نہ دیکھا تو اُس نے اُن سے اُس کے بارے میں دریافت کیا، اُنہوں نے کہا چونکہ تم نے اُن کو کم کفن دیا ہے اس لیے وہ ہمارے ساتھ نکلنے میں شرم محسوس کرتی ہے۔ پھر وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا دیکھو کوئی ثقہ شخص دُنیا سے رُخصت ہونے والا ہے؟ تو ایک انصاری ملا جو قریب الموت تھا۔ اُس نے اُس سے اس کا تذکرہ کیا تو اس انصاری

نے کہا کہ اگر کوئی مُردہ کو پہنچا سکتا ہے تو میں پہنچا دوں گا۔ اُس کے بعد اس انصاری کا انتقال ہو گیا۔ پھر دو کپڑے زعفران میں رنگے ہوئے لایا اور اُن دونوں کپڑوں کو انصاری کے کفن میں رکھ دیا۔ اس کے بعد جب رات آئی تو اس نے عورتوں کو دیکھا اور ان کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی اور اس پر وہی زرد رنگ کے کپڑے تھے۔

اب مُصنّف کو چاہیے کہ علامہ جلال الدین سیوطی نہ صرف آپ بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنہوں نے ارشاد فرمایا کہ کوئی ثقہ شخص دُنیا سے رُخصت ہونے والا ہے۔ پر اسی طرح زبان طعن دراز و تمسخر کا ذکر کر کے جہنم کا صحیح حقدار ہو جائے۔ جس طرح اعلحضرت علیہ الرحمۃ پر اس قسم کا واقعہ بیان کرنے پر خرافات کا مظاہرہ کیا تھا۔

علاوہ ازیں سعید بن منصور علیہ بنت ابان (بن صیفی غفاری صحابیٔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے ہمیں وصیت کی تھی کہ قمیص میں مجھے کفن نہ دینا۔ فرماتی ہیں کہ (اُن کی وصیت کے برعکس قمیص کا کفن دے دیا تو) اُن کے دفن کر دینے کے دوسرے دن صبح کو اچانک ہم نے دیکھا کہ جس قمیص میں انہیں کفن دیا گیا تھا وہ کھونٹی پر لٹکی ہوئی ہے[1]

دیو بندی اعلحضرت کی کس کس بات کو غلط ثابت کریں گے۔ اعلحضرت کی دشمنی میں سارا ہی اسلام چھوڑنا پڑے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلحضرت کی کوئی بات بلا دلیل و ثبوت نہیں ہوتی۔

ان مختصر معروضات کے بعد اب ہم مُصنّف مطالعہ بریلویت کے حکیم الامّت کے گھر سے ایسی معتبر ترین شہادت پیش کرتے ہیں جس سے

---

[1] بشری الکئیب صفحہ ۶۵

ایوان دیو بندیت وہابیت میں گہرے شگاف پڑ جائیں گے۔

مُصنّف کو ایک صالح خاتون کے کپڑا دکفن، منگوانے پر تو تعجب ہوا اور اس نے جذبۂ عناد سے مغلوب ہو کر اُس کو اہلسنّت کا مستقل عقیدہ قرار دے دیا۔ اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو صالح کو کپڑا بھیجنے کا لکھا تھا۔ لیکن حکیم الامّت تھانوی صاحب تو فرما رہے ہیں کہ قبر سے کپڑا واپس آ بھی سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:

"ابو عبداللہ محمد بن ظفر شمیری بڑے شیخ عارف مربّی صاحب کرامات و علامات تھے آپ کی ایک عجیب کرامت یہ نقل کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی بیوی بہت نیک تھیں۔ آپ نے اُن کے علاوہ اور کوئی نکاح نہیں کیا تھا۔ دونوں میں آپس میں محبت تھی۔ شیخ کی وفات پہلے ہو گئی۔ آپ کی وفات کے بعد معزّز لوگوں میں سے متعدد پیامات بھیجے مگر انہوں نے وفا عہد کے لیے نکاح کرنا پسند نہ کیا۔ اتفاق سے شیخ مبارزین خانم نے جو شیخ کے مرید تھے ان کے گھر والوں کو پیام دیا۔ ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ شیخ کے بعد بھی یہ بزرگ مشہور تھے قبول کر لیا...... شیخ مرحوم کا ایک کپڑا تھا جس کو وہ پہنا کرتے تھے اور دفن کے وقت ان کی وصیت کے مطابق وہ اُن کے ہمراہ دفن کیا گیا تھا۔ خواب میں (شیخ ابو عبداللہ محمد بن ظفر شمیری) کو دیکھا۔ فرماتے ہیں، اے فلاں کیا معاہدہ والے کے ساتھ ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ میں نے اُن سے معذرت کی کہ ان لوگوں نے مجھے مجبور کیا۔ اس پر فرمایا کہ اچھا تمہارا قصور نہیں ہے بس تم اس کے متعلق ان سے کہدینا۔ انہوں نے اپنا یہ کپڑا بطور علامت کے تمہارے لیے بھیجا ہے تاکہ تم مجھ کو اس پر مجبور نہ کرو۔ ان لوگوں نے وہ کپڑا شیخ مبارزین خانم کو دکھایا اور سب حال سُنایا۔ شیخ مبارزین

نے اسے دیکھا تو ان پر ایک حال طاری ہوا اور ان کو طلاق دے دی۔"[١]

اب مصنف اپنے حکیم الامت تھانوی جی صاحب سے کہے کہ حضرت آپ نے کیا بجلی گرائی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ شیخ ابو عبداللہ کشمیری جیسا بزرگ اور عارف کامل سنت و شریعت کے خلاف اپنی بیوی کو دوسرا نکاح نہ کرنے کے لیے کس طرح پابند کر سکتا ہے۔ پھر یہ کہ ہم تو فاضل بریلوی پر صالحہ کو کپڑا (کفن) بھیجنے پر معترض تھے۔ آپ نے قبر سے کپڑا منگوا کر فاضل بریلوی سے بھی آگے بڑھ کر اور خود اپنے ہی دستِ کرم سے دیوبندیت کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

سرکارِ بغداد اور سرکارِ ہند

مصنف نے صفحہ ۲۷ پر سرکار بغداد حضرت پیران پیر کی نصیحت اور سرکار ہند حضرت مجدد الف ثانی کی نصیحت کے عنوان سے فتح الربانی مجلس ۸ ص ۱۲۸ اور مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب ۴۳ کے حوالے سے دونوں بزرگوں کی دو نصیحتیں نقل کی ہیں یہی دونوں حوالے اس نے دھاکہ نامی کتابچہ میں بھی نقل کیے تھے اور ہم نے قہر خداوندی ص ۶۵ پر اس کا جواب بھی عرض کر دیا تھا، لیکن اب پھر دورہ پڑا تو یہ دونوں حوالے پھر نقل کر دیئے۔

مصنف نے نامعلوم اپنی کس باطل خواہش کی تکمیل کے لیے سرکار بغداد غوث اعظم حضور شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ و سرکار سرہند مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام گرامی کے ساتھ اپنے پسندیدہ دو حوالے بھی نقل کیے ہیں۔ اول تو اُن کے شرک و بدعت افروز مذہب میں سرکار بغداد اور سرکار سرہند لکھنا شرک خالص

[١] جمال الاولیاء صفحہ ۱۸۶-۱۸۷۔

ہونا چاہیے۔ دوم یہ کہ مصنف مذکور کے ان ہر دو پسندیدہ حوالوں پر اول تا آخر نظر ڈال کر دیکھیں اس میں کوئی ایک لفظ بھی مسلک اہلسنت و شریعت کے خلاف اور دیوبندیت کی تائید میں نہیں۔ شرک و بدعت سے روکنا اور اتباعِ سنت و فتاوی و مضامین تلقین کرنا ہمارے مؤقف کے خلاف نہیں۔ خود سیدنا اعلحضرت رضی اللہ عنہ کے صدہا فتاوی و مضامین شرک و بدعت کے رد میں ہیں حتی کہ جو عبارت کفن کی فہرست کے طور پر مصنف نے نقل کی ہے اس میں بھی یہ بات واضح ہے کہ: ــــــ

"غرض کوئی بات خلافِ سنت نہ ہو۔"

اس سے دو سطر اوپر ہے۔ "کفن پر کوئی دوشالہ قیمتی چیز یا شایان نہ ہو۔ کوئی بات خلافِ سنت نہ ہو۔" ص ۹ اور ص ۱۱ پر ہے "غسل وغیرہ مطابقِ سنت ہو۔"

الغرض خود امام اہلسنت سیدنا اعلحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے ہر گام و ہر مقام پر سنت کو مدنظر رکھا سرکار بغداد و سرکار سرہند نے بھی اپنے اقوال میں سنت پر عمل کی تلقین کے ساتھ شرک و بدعت کے من مانے فتاوی نہیں دیئے۔ ہر چیز و ہر بات کو دیوبندیوں کی طرح شرک و بدعت قرار نہیں دیا۔ مصنف کو معلوم ہونا چاہیے کہ سرکار بغداد و سرکار سرہند کے یہ ارشادات بھی ہیں ؎

بلاد اللہ ملکی تحت حکمی — و وقتی قبل قلبی قد صفالی
نظرت الی بلاد اللہ جمعا — کخردلۃ علی حکم اتصالی

بتائیے حضور غوث اعظم قدس سرہ کے یہ اشعار مبارکہ دیوبندی دھرم میں خالص شرک و بدعت ہیں یا نہیں ــــ؟ اور سرکار سرہند حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں: ــــــ

"خواجہ محمد اشرف در زش نسبت رابطہ را نوشتہ بودند کہ بحدے استیلا یافتہ است کہ در صلوٰۃ آں را مسجود خود می دانند و می بینند و اگر فرضاً نفی کنند منتفی نمی گردد و محبت اطوار ایں دولت متمنائے طلاب است از ہزاراں یکے را مگر بدہند صاحب ایں معاملہ مستعد تام المناسبت است یحتمل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات او را از جذب نماید رابطہ را چرا نفی کنند کہ مسجود الیہ است نہ مسجود لہ چرا محاریب و مساجد را نفی نہ کنند ظہور ایں قسم دولت سعادتمنداں را متوجہ او باشند نہ در رنگ جماعہ بے دولت کہ خود را مستغنی دانند و قبلہ توجہ را شیخ خود منحرف سازند و معاملہ خود را برہم زنند۔"[1]

مرید نے لکھا کہ تصور شیخ اس قدر غالب ہے کہ نمازوں میں اس کو اپنا مسجود جانتا ہے صورت شیخ ہی کو سجدہ نظر آتا ہے جناب شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ دولت سعادتمندوں کو ملتی ہے طالبانِ حق کو اس دولت کی تمنا ہوتی ہے۔

بتائیے حضرت مجدد الف ثانی سرکار سرہند کی یہ عبارت آپ کے دھرم میں شرک خالص ہے یا نہیں ——— ؟ مکتوبات شیخ مجدد دیوبندیوں کے نزدیک شرک و بدعات کا مجموعہ ہے یا نہیں ——— ؟ کہیں مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے تو جناب سرکار بغداد حضور غوث اعظم و سرکار سرہند مجدد الف ثانی (قدست اسرارہم) کا نام گرامی نہیں لیا جا رہا ورنہ ان بزرگان دین کے ارشادات کا تو ایک

---

[1] مکتوبات مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ صفحہ ٢٣٦ جلد دوم مکتوب سیم ٣٠ مطبوعہ لکھنؤ ؛

ایک لفظ وہابیت کے لیے نشتر ہے۔ سرکار بغداد و سرکار سرہند کے مسلک و تحقیق کے خلاف خود ان سرکاروں کا نام لینا کتنا بڑا فراڈ ہے۔

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

اور پھر مصنّف نے اکابر وہابیہ کی شرک سازی مشرک گری کا خون کرتے ہوئے صاف صاف لکھا ہے سرکار بغداد سرکار سرہند۔ سرکار کا لغوی معنیٰ ہے دربار شاہی[1] جب سرکار بغداد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور سرکار سرہند حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا دربار دربار شاہی ہوا اور جن کا دربار ہے وہ شہنشاہ ہوئے بادشاہ ہوئے لیکن قتیل دہلوی کی تقویت الایمان بولتی ہے "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔" بتایا جائے جو شہنشاہ ہو جن کا دربار دربار شاہی ہو ان کے قبضے اور اختیار میں کچھ نہیں ہوتا وہ کسی چیز کے مختار نہیں ہوتے ——— ؟ مصنّف مطالعہ بریلویت اسماعیلی شرک کی زد میں ہیں۔ ع

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ٹھٹھہ و تمسخر مداریوں کا انداز

وقفہ وقفہ سے ایصالِ ثواب اور فاتحہ خوانی کے مسئلہ کو بڑے ٹھٹھہ و تمسخر کے ساتھ مداریوں کے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مصنّف کو چاہیے تھا کہ وہ محض ہوائیاں اڑانے کی بجائے قرآن و احادیث اور اقوال ائمہ سے یہ ثابت کرتا کہ کھانا سامنے رکھ کر قرآن عظیم کی تلاوت کر کے مرحوم مومنین صالحین کو ثواب پہنچانا اور حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ثواب نذر کرنا شرعاً حرام و ممنوع ہے مگر قرآن و

---

[1] فیروز اللغات صفحہ ٣٨٩ ؛

احادیث اور اقوال ائمہ سے تو اس کو حرمت و ممانعت کی کوئی دلیل ملی نہیں رنگ برنگی لن ترانیوں سے فاتحہ کا بازاری انداز میں مذاق اُڑا رہا ہے۔ یہی حال ان کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی کا تھا جھوٹے فرضی افسانے سُنا سُنا کر بڑے مذاحیہ انداز میں ختم فاتحہ ایصال ثواب کا ردّ و انکار کیا کرتا تھا۔

تھانوی حکیم الامّت کا افسانوی انداز

جس طرح مُصنّف مطالعہ بریلویت کا افسانوی انداز ہے اور وہ دلائل و شواہد کی بجائے محض لطیفہ بازی اور تمسخر سے اختلافی مسائل میں علماء اہلسنّت کا ردّ کرتا اور جواب دیتا ہے بعینہٖ یہی انداز ان کے تھانوی حکیم الامّت کا تھا ملاحظہ ہو تھانوی صاحب ختم فاتحہ پر گرجتے برستے کہتے ہیں:-

"ایک گاؤں میں ایک مسجد تھی اس میں ایک مُلّاں رہتا تھا ایک بڑھیا فاتحہ کا کھانا مُلّا کے لیے لائی اتفاق سے اس وقت مُلّا مسجد میں تھا نہیں ایک مسافر مسجد میں ٹھہرا ہوا تھا اُس عورت نے اوّل مُلّا کو آواز دی جب وہ نہ بولا یہ خیال کیا کہ مقصود تو ثواب ہے لاؤ اسی مسافر کو دے دو چنانچہ وہ چیز کھانے کی مسافر کو دے کر چل دی یہ مسجد کے دروازے سے نکلی ہی تھی کہ مُلّا آگیا اس عورت سے دریافت کیا کہاں آئی تھی کہا کہ فلاں چیز کھانے کی لائی تھی مگر تم نہ تھے اس لیے مسافر کو دے کر چلی آئی۔ یہ سُنکر مُلّا کے آگ لگ گئی اور خیال کیا کہ یہ تو بُری راہ نکلی اب ہماری تخصیص مٹ جاوے گی مسجد میں پہنچا اور ایک لٹھ ہاتھ میں لے کر تمام مسجد کے صحن میں دیوانوں کی طرح مارتا پھرنے لگا اور آخر میں خود دھڑام سے گر گیا۔ گاؤں والے جمع ہو گئے سوال کرنے پر کہا کہ بس اب

میرا گذر نہیں اور کہیں جا رہوں گا لوگوں نے وجہ پُوچھی کہا کہ بات یہ ہے کہ میں تو یہاں کے مُردوں کو پہچانتا ہوں مسافر (جو مسجد میں ٹھہرا ہوا تھا) پہچانتا نہیں جب مُردے جمع ہوئے اس مسافر نے تقسیم میں بڑی گڑبڑ کی اس کو تو ناواقف سمجھ کر کچھ بولے نہیں جب میں آیا تو میرے سر ہو گئے مجھ کو لپٹ گئے۔ میں نے کتنا ہی لٹھا لٹھ بجایا کہ جب مجھے دی ہی نہیں تو میں تم کو کہاں سے دوں مگر مُردوں نے ایک نہ سُنی آخر سب نے مل کر مجھ کو گرا دیا۔ اب اگر ہمیشہ ایسا ہی ہوا میں تو مر جاؤں گا اس لیے جاتا ہوں۔ دوسری جگہ۔ گاؤں والے بے چاروں نے متفق ہو کر کہا بس جی مُلّا ہی کو دیا کریں گے"[1]۔

فاتحہ سے نفرت دلانے کی ایک اور من گھڑت حکایت

ختم فاتحہ کے حرام و بدعت ہونے پر ان تھانویوں۔ نانوتویوں اور مانچسٹر دیوں کو کوئی دلیل ملتی نہیں محض قصہ کہانی اور ڈھکوسلا بازی کے زور پر تمسخرانہ انداز میں ختم فاتحہ کا ردّ کیا چاہتے ہیں تھانوی کے پہلے گپ کے بعد اب دوسرا گپ ملاحظہ ہو۔ یہ لوگ ختم فاتحہ سے عوام کو کیسی کیسی بناوٹی و من گھڑت حکایات سے متنفر کرنے کے فارمولے ایجاد کرتے رہتے ہیں تھانوی صاحب کہتے ہیں:-

"ایک عورت نے کھیر پکائی (جیسے تھانوی صاحب چولھے کے پاس بیٹھے لکڑیاں سرکا رہے تھے) اتار کر (کھیر) رکابی میں رکھی کتا آیا مُنہ ڈال گیا عورت نے اپنے بچے سے کہا جا یہ مسجد کے مُلّا کو دے آ۔ وہ لیکر گیا۔ مُلّا کو نامعلوم کے روز بعد کھیر ملی تھی بچے

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۷۸ ؎

کے ہاتھ سے لیتے ہی ایک طرف سے کھانا شروع کر دی بچے نے کہا مُلّا جی ادھر سے نہ کھائیو ادھر کُتّے نے مُنہ ڈال دیا تھا مُلّا جی نے یہ سُنکر ہاتھ سے رکابی پھینک کر ماری وہ رکابی ٹوٹ گئی۔ بچّہ رونے لگا مُلّا جی نے دریافت کیا تُو کیوں روتا ہے کہا کہ تم نے رکابی پھوڑ دی مجھ کو میری ماں مارے گی یہ تو میرے بھیّا کے پاخانہ اٹھانے کی رکابی تھی[1] ۔"

تھانوی صاحب کا جیتا جاگتا جھوٹ

ختم فاتحہ کی دشمنی میں یہ لوگ مانچسٹر وی جیسے مسٹر نہیں بلکہ ان کے خود ساختہ حکیم الاُمّت اور انگریزی کٹھ پتلی مجدّد ملّت تک محض جھوٹی افسانہ نگاری کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ پہلی من گھڑت جھوٹی کہانی کے متعلق اگر تھانوی صاحب سچے متبع سنّت تھے تو بتاتے فلاں ضلع کے فلاں گاؤں کا یہ واقعہ ہے وہاں فلاں نام کے مُلّا رہتے تھے مگر انہوں نے گونگی قلم چلائی کچھ نہ بتایا سچا واقعہ ہوتا تو بتلاتے ــــ رہا دوسری حکایت کا معاملہ تو اس کا سو فیصد جھوٹا ہونا اس روایت ہی سے ثابت ہے۔ تھانوی صاحب لکھتے ہیں عورت نے کھیر پکائی رکابی (پلیٹ) میں اتاری کُتّے نے مُنہ دے دیا۔ تو مُلّا کو بھیج دی۔ عورت نے رکابی میں کھیر تو اپنے لیے اپنے گھر والوں کے لیے اتاری تھی ابھی مُلّا کو بھیجنے کا ارادہ نہ تھا بعد میں جب تھانوی جی کے جھوٹ کے بقول کھیر کی رکابی میں کُتّے نے مُنہ ڈال دیا تب مُلّا کو بھجوائی۔ پہلے مُلّا کو بھجوانے کے ارادہ سے کھیر پلیٹ میں نہ اُتاری تھی تو پھر تھانوی صاحب کا اس بچّے

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۴

سے یہ کہلوانا بلکہ بچے کی جگہ خود یہ گرہ لگانا کہ مُلّا نے جب وہ پلیٹ پھینک کر توڑ دی تو بچّہ رونے لگا کہ یہ پلیٹ تو میرے بھیّا کا پاخانہ اٹھانے کی رکابی تھی۔ تھانوی صاحب کا چھلکتا ہوا اور مُنہ بولتا ہوا جھوٹ و افتراء ہے۔ اس واقعہ کے متعلق بھی یہ واضح نہیں کیا کہ یہ واقعہ کس گاؤں شہر و محلہ کا ہے اور کس مُلّا کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ــــ؟ کیا تھانوی صاحب ہر جگہ حاضر و ناظر تھے کہ مختلف گاؤں اور دیہاتوں میں ہونے والے اس قسم کے واقعات ان کے مشاہدہ میں رہتے تھے ــــ؟

اے دیوبندیو! ایسے جھوٹے حکیم الاُمّت پر چار حرف بھیجکر اس کی ذہنی غلامی سے الگ ہو جاؤ۔

گنگوہی کی افسانہ نگاری تھانوی سے جھوٹ میں سبقت

اب اور سُنیئے اول الذکر واقعہ کے متعلق دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں یہ واقعہ ان کے ساتھ پیش آیا وہ چشم دید گواہ کے طور پر کہتے ہیں کہ:۔

"کسی مسجد میں مُلّا رہتا تھا محلہ بھر کی روٹیاں اس کے پاس جمع ہوتی تھیں۔ اس نے ذہنوں میں ڈالنا شروع کیا کہ میں کھانے پر پڑھ کر مُردوں کو ثواب پہنچاتا ہوں محلہ والے اَن پڑھ اور جاہل یوں سمجھے تھے کہ ثواب پہنچانے کی تو کوئی ترکیب ہوگی جو ہر کسی کو نہیں آتی۔ ایک دن کوئی بڑھیا روٹی لے کر آئی تو مُلّا جی موجود نہ تھے ــ بے چارہ ایک مسافر بیٹھا تک رہا تھا اس کو ترس آیا اور اس کو روٹی دے دی کہ لو میاں جی یہ میری بیٹی کو ثواب پہنچے گا مسافر نے لیکر کھانی شروع کر دی۔ اتنے میں مُلّا جی آگئے دیکھا ساجھی بیٹھا اس کا

حق نکل رہا تھا۔ تن بدن میں غصہ کی آگ لگ گئی قہر درویش بر جان درویش کچھ بولے نہیں حجرہ میں گئے اور موٹا سا ڈنڈا نکال کر لائے مسجد میں آکر دیوانہ وار دیواروں کو چھپنا شروع کیا اُدھر آئے دھم ادھر بھاگے دھم۔ مخبوط الحواس بنے ہوئے سر کے بال بکھیرے بیٹھنے کے لیے بیسیوں چکر لگا دیئے اور ساتھ میں بکواس بھی کہ نہیں جائے گی کھڑی رہ تو لے چکھ مزا۔ غرض محلہ والوں نے جو شور سُنا تو بھاگے ہوئے آئے کہ مُلا جی کو کیا جنون ہوگیا۔ لوگ ہیں کہ مُلا جی کو کولی بھرتے ہیں اور ملاں جی ہیں کہ آپے سے باہر اُن کے ہاتھوں سے نکل نکل کر اسی سونٹہ بازی اور بکواس میں سرگرم ہیں آخر جب تھک گئے تو لگے پسینہ پونچھنے محلہ والوں نے جو ہوش میں آیا دیکھا تو پوچھا ملاں جی کیا ہو گیا تھا ـــــ؟ کہنے لگے ہو کیا گیا تھا تم جاہلوں نے آج مجھے مروا کے چھوڑا ہوتا کوئی کمبخت فاتحہ کی روٹیاں لائی اور اجنبی اناڑی آدمی کو دے گئی جسے نہ محلہ کے مُردوں کی خبر نہ اتر یہاں رہے تو مُردوں کی شناخت بھی ہو نا واقف آدمی پہنچائے تو (ثواب) کیونکہ پہنچاتے آخر ساری روحیں جمع ہو گئیں اور لگی باہم لڑنے وہ کہے (یہ کھانا) میرا ہے وہ کہے میرا ہے وہ کہے میرا ہے جس بے چاری کو (روٹی وغیرہ) پہنچانی تھیں اس کے ہاتھ سے چھین لیویں جب (میں) ڈنڈا لے کر نکلا تو مارنے بھگانے اور بڑھیا کی لونڈیا (لڑکی) کا پیچھا چھڑانے میں خون پسینہ ایک ہوگیا۔ خدا خدا کر کے فتح پائی۔ اگر ایک دفعہ اور ایسا ہوا تو میں تو مر مٹا۔ محلہ والوں پر اس ڈھونگ کا اتنا اثر ہوا کہ کچھ ٹھیک نہیں سب کو یقین ہوگیا کہ میاں ہمیشہ کا رہتا ملاں سب کی روحوں سے واقف ہے یہ جس کو پہنچائے اسی کو پہنچے ہے اجنبی آدمی کو کھانا دینا تو ضائع ہی کرنا ہے جب اُسے مُردہ ہی معلوم نہیں پہنچائے گا کیا ؟[1]

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

لیجئے صاحب وہ تھے حکیم الامت دیوبندیہ اور یہ ہیں قطب عالم دیوبندیہ جھوٹ بولنے اور قصہ کہانی بنانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں بات کا بتنگڑ بنا رہے ہیں۔ جھوٹ کو سچ کر کے دکھا رہے ہیں اور جھوٹ کے فن میں پوری فنکاری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ـــــ قارئین کرام! اور انصاف پسند ناظرین عظام غور فرما دیں پہلے تھانوی صاحب اور گنگوہی صاحب نے ایک جھوٹی کہانی بنا کر اور پھر اس کے ضمن میں کتنے جھوٹ بولے ہیں اور پورے وثوق و اعتماد سے سفید جھوٹ کو حقیقت کا رنگ اور واقعیت کا روپ دیا جا رہا ہے ایک واقعہ میں درجنوں جھوٹ شامل ہیں۔ تھانوی گنگوہی جنگلی کوہی ہیں اگر علم و استعداد تھی تو وہ قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ سے ختم فاتحہ کا بدعت و حرام ہونا بحوالہ کتب معتبرہ ثابت کرتے ـــــ کیوں نہ ہو کہ دیوبندی دھرم کی بنیاد ہی قصہ کہانی اور سفید جھوٹ پہ ہے اور اس پر سینکڑوں شواہد پیش کیے جا سکتے ہیں ـــــ یہی حال مطالعہ بریلویت کے مجنون مرتب کا ہے کسی دلیل شرعی سے ختم فاتحہ کو بدعت و حرام کہنے کی بجائے لطیفہ بازی سے دل بہلا رہا ہے رنگ برنگی سرخیاں اور عنوان جما کر فاتحہ کا رد کر رہا ہے کبھی لکھتا ہے اصل چیزیں ہی بھیج دیا کریں ـــــ یا کفن بھجوانے کی تدبیر ـــــ قبر میں ذائقے پہنچتے ہیں ـــــ قبر میں لذت طلبی کی انتہا ـــــ وفات کے وقت کھانوں کی فہرست ـــــ فہرست وصیت میں حلوہ ذکر نہ کرنے کی وجہ ـــــ اہل میت کے کھانے کی شرعی حیثیت ـــــ ختم میں ستر ہزار چھوہارے ـــــ

---

[1] (حاشیہ صفحہ سابقہ) تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۱۷-۲۷ مصنفہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی۔ بیان مولوی رشید احمد گنگوہی ؛

سوم کے چنے بتاشے ـــ شب برات کا حلوہ ـــ حلوے کے پسند کرنے کی وجہ ـــ غذا مرغن اور غیر مرغن میں فرق ـــ ختم کے بریلوی آداب ـــ کھانا سامنے رکھنا۔ کھانا آگے رکھنے کو ضروری سمجھنا ـــ ختم کے کھانے پر اغنیا کا جمع ہونا ـــ کھانا قبروں پر لے جانا ـــ ایصال ثواب کے لیے دنوں کا تعین ـــ اولیاء کرام کے لیے خاص خاص کھانے وغیرہ
ایسا لگتا ہے یہ شخص ذہنی مریض اور خبطی ہے سُنیت بریلویت دشمنی میں اس کا دل سُلگتا رہتا ہے یا دماغ میں کیڑا کُلبلاتا رہتا ہے تجھے اتنے اُلٹے سیدھے چکر چلانے کی کیا ضرورت ہے۔ ختم فاتحہ کے خلاف تیرے پاس اگر کوئی دلیل شرعی ہے تو وہ پیش کر اور اپنی جان چھڑا ورنہ قصہ کہانیوں کو اپنے جھوٹے مذہب کی حقانیت کی بودی دلیل نہ بنا۔

مقصد مغالطہ دینا ہے

جیسا کہ ہم اوپر بالتفصیل عرض کر چکے ہیں ان کا مقصد محض مغالطہ دینا ہے اس لیے دن کو رات ہی کہیں گے چاہے جوڑ توڑ کرنا پڑے چاہے خلط مبحث سے کام لینا پڑے۔ یہی غلط ناتر اعلیٰحضرت امام اہلسنّت کی فاتحہ سے متعلق وصیت سے دیا اور اس کو کفن بھیجنے والی روایت سے خلط ملط کر دیا اور مفہوم بگاڑ کر رکھ دیا حالانکہ سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے کلام میں قبر میں کھانا بھجوانے کی کوئی تصریح و ہدایت نہیں نہ کھانا قبر میں منگوانے کی بلکہ علی الاعلان واضح فرما رہے ہیں۔

"فاتحہ کے کھانے سے اغنیا کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں"[1] فقرا کو دیا گیا تو قبر میں کہاں منگوایا اور صالحہ کے لیے قبر میں کفن بھجوانے کا معاملہ اس سے برعکس ہے وہ نہ سب کے لیے عام نہ ہر کوئی بھیجتا ہے نہ

---

[1] وصایا شریف صفحہ ۱۱

وہ کھانے پینے کی چیزوں میں سے کوئی چیز ہے ایک صالحہ ولیہ کی اپنی طلبی پر بشارت و کرامت کے طور پر یہ واقع نقل کیا گیا تھا ـــ قبر میں بطور کرامت کفن منگوانا اگرچہ تعجب انگیز ہے لیکن قبر سے کپڑا واپس آنا بہت ہی زیادہ تعجب و حیرت کا موجب ہے مگر بطور کرامت یہی ایسا ممکن ہے حافظ الحدیث علامہ امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بشری الکئیب بلقاء الحبیب میں لکھا ہے یہ حوالہ ہم قہر خداوندی میں بھی دے چکے ہیں پھر دوبارہ سہ بارہ ملاحظہ ہو۔

قبر میں کفن کا پہنچنا

جیسا کہ ہم نے پہلے بھی وضاحت کی ہے کہ بطور کرامت قبر میں کفن کا پہنچنا عین ممکن ہے مگر یہ بات عام نہیں کہ ہر کس و ناکس زید و بکر قبروں میں کفن بھیجتا رہے۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنّت رضی اللہ عنہ نے بھی یہ نہیں لکھا کہ ہر مرنے والے کے بعد اس کے بعد مرنے والوں کے ہاتھ دوسرا نیا کفن بھیج دیا کرو بلکہ جو کچھ فرمایا وہ بطور کرامت ہے مگر مصنّف نا معلوم کرامتوں کا مُنکر معتزلی ہے۔ امام اہلسنّت اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا نقل کردہ بیان فرمودہ بلا دلیل و ثبوت نہیں ہوتا۔ مُصنّف جیسے مرفوع القلم اور مبلغ علم کے حامل شخص کو ماخذ نہ ملے تو اس کی اپنی علمی بے مائیگی ہے حافظ الحدیث امام سیوطی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: ـــ

"ابن ابی الدنیا کتاب المقامات میں مرسلاً ایسی سند کے ساتھ جس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ راشد ابن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کی بیوی فوت ہو گئی۔ خواب میں بہت سی عورتوں کو دیکھا لیکن اپنی بیوی کو اُن میں نہ دیکھا تو اُس نے اُن سے اس (بیوی) کے بارے میں دریافت کیا اُنہوں نے کہا چونکہ تم نے اُن کو کم کفن دیا ہے اس لیے وہ ہمارے ساتھ نکلنے میں شرم محسوس کرتی ہے پھر وہ شخص

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال بیان کیا آپ نے فرمایا دیکھو کوئی شخص دُنیا سے رُخصت ہونے والا ہے۔؟ تو ایک انصاری ملا جو قریب الموت تھا اُس نے اس سے اس کا تذکرہ کیا تو اس انصاری نے کہا اگر کوئی مُردوں کو پہنچا سکتا ہے تو میں پہنچا دوں گا اس کے بعد اُس انصاری کا انتقال ہو گیا پھر وہ دو کپڑے زعفران میں رنگے ہوئے لایا ان دونوں کپڑوں کو انصاری کے کفن میں رکھ دیا اس کے بعد جب رات آئی تو اُس نے عورتوں کو دیکھا اور ان کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی اور اس پر وہی زرد رنگ کے کپڑے تھے[1]"

مصنّف اگر نورِ بصیرت سے محروم نہ ہوتا تو وہ کم از کم اسی کو دیکھتا کہ شہداء کے لیے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن عظیم میں کیا فرمایا ہے بل احیاءٌ عند ربھم یرزقون یعنی بلکہ وہ (شہداء) زندہ ہیں اور اپنے رَبّ کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں —— آیہ مبارکہ سے ثابت ہے شہداء کو قبروں میں رزق دیئے جاتے ہیں تو کج فہم مُصنّف یہی کہے گا یہ تو اعلحضرت بریلوی کی وصیّت کے مطابق ہو رہا ہے قبروں میں کھانے پہنچائے جا رہے ہیں ——؟

دماغی توازن بگڑنے کی انتہا

مُصنّف اپنے پاگل پن پر جتنا ماتم کرے کم ہے۔ اس کی ہر بات اُلٹی اور فہم وفراست کے دیوالیہ پن کی عکاسی کرتی ہے۔ اُس کے دماغی توازن بگڑنے کی انتہا ملاحظہ ہو اس نے احکامِ شریعت میں کہیں یہ دیکھ لیا "مسلمانوں کو دُنیا سے جانے کے بعد جو ثواب

---

[1] ترجمہ بشری الکئیب بلقاء الحبیب صفحہ ۶۷ ؛

قرآن مجید کا تنہا یا کھانے وغیرہ کے ساتھ پہنچاتے ہیں عرفِ عام میں اسے فاتحہ کہتے ہیں کہ اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اولیاءِ کرام جو ایصالِ ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں"[1] اس پر اس کی رگِ تحریف پھڑکی نذر و نیاز کے عدم جواز پر تو دلائل قائم نہ کر سکا اور کچھ نہیں تو اپنی عادت و طبیعت سے مجبوری کے باعث اس عبارت میں سے بیچ کے الفاظ کہ اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے اپنے مقصد کے خلاف سمجھتے ہوئے کاٹ کر اس پر یہ ذلیل تبصرہ کر ڈالا۔

"مولانا احمد رضا خاں نے یہاں اولیاء اللہ کو مسلمانوں کے مقابلہ میں ذکر کیا ہے۔ کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے" ——؟ اگر اس میں بے حیائی اور بے شرمی کی بات نہ ہوتی تو وہ اعلحضرت قدس سرّہٗ کے ان الفاظ سے سمجھ سکتا تھا کہ اولیاءِ کرام کو جو ایصالِ ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں۔ کیا اعلحضرت معاذ اللہ اولیاء اللہ کو کفار سمجھتے ہوئے ان کی فاتحہ کو نذر و نیاز کہنے کا حکم دے رہے ہیں۔ اعلحضرت علیہ الرحمۃ نے عام مسلمانوں کے مقابلہ میں اولیاءِ کرام مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کا ذکر کیا ہے مگر مُصنّف کا اندھا پن ہے کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں اولیاء اللہ کو معاذ اللہ کفار سمجھ رہا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ اس کو درد اس بات کا ہے کہ اعلحضرت نے اولیاءِ کرام کی عام مسلمانوں سے بڑھ کر تعظیم کیوں فرمائی اور اُن کی فاتحہ کو تعظیماً نذر و نیاز کیوں کہا۔ یہ اُن کے مذہب کے مخالف ہے۔ یہ سب کو ایک جیسا سمجھتے ہیں۔ اپنی مثل جانتے ہیں۔ انہیں یہ کس طرح گوارا ہو کہ اولیاء اللہ کا عام مسلمانوں سے ذرا تعظیم و عزّت سے ذکر کیا جائے۔ لہٰذا اس بدبخت نے اُلٹا یہ تاثر دیا کہ کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے[2] ؟ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

مصنف یہی کچھ دھما کہ میں بھی لکھ چکا تھا۔

بخدا یا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری ؎
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

ختم میں ستّر ہزار چھوہارے

یہ عنوان جما کر مصنف نے عرفان شریعت کا ایک حوالہ نقل کیا اور پھر حسب عادت اس پر بھی ہوائیاں اڑائیں اور مسخرے پن کا مظاہرہ کیا۔ حالانکہ بات صرف اتنی ہے اگر سیدنا اعلحضرت امام اہلسنّت قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہوتا کہ شرعاً ستّر ہزار چھوہارے اس سے کم وبیش نہ ہوں تو واقعی قابلِ اعتراض بات تھی لیکن اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ تو عرفان شریعت میں برملا فرما رہے ہیں کہ کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں۔ اتنے ہوں ستّر ہزار پورا ہو جائے۔ (عرفانِ شریعت صفحہ ۶) جب کوئی شرعاً وزن مقرر نہیں تو پھر کوئی شخص ستّر ہزار چھوہارے تو کیا ستّر لاکھ سونے کی ڈلیوں کو خیرات کرے تو کس طرح اعتراض کیا جا سکتا ہے اور اس کی ممانعت کونسی دلیل شرعی سے ہے۔ یہ آدمی کی اپنی گنجائش پر منحصر ہے۔

عرفان شریعت ہمارے پاس بریلی شریف کا مطبوعہ ہے اس میں کسی جگہ کہیں بھی چھوہاروں کا نام ونشان نہیں اور نہ ہی آج تک کسی جگہ چھوہاروں پر سوئم کا فاتحہ ہوا۔ غالباً اس عرفانِ شریعت میں جو مصنف نے دیکھی کاتب سہوِ کتابت کے باعث چنوں کی بجائے چھوہارے لکھ گیا۔ چھوہاروں پر سوئم کے فاتحہ سے خود ہمیں بھی تعجب ہوا، مگر بریلی کے مطبوعہ عرفان شریعت میں

ؔ احکام شریعت صفحہ ۱۲۱ ؔ مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۸ ؎

ایسا نہ نکلا تو ہم نے سُنّی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد کے شائع کردہ عرفان شریعت سے مطابقت کی تو وہاں صفحہ ۶ پر اگرچہ چھوہاروں کا ذکر ہے لیکن اس کی فہرست مضامین میں صـ۹۵ پر میت کے سوئم کے چنوں کا وزن کس قدر ہونا چاہیے؟" یہی ہے۔ لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ یہ کتابت کی غلطی سے چنوں کا چھوہاروں لکھا گیا ورنہ ایسی کوئی مثال ہی نہیں کہ سوئم کا فاتحہ چھوہاروں پر ہوا ہو۔ اور چھوہارے بھی ہوتے تو کون سی قیامت آنے لگی تھی۔ حسب استطاعت اس سے بھی بڑھ کر کر سکتے ہیں مگر جیسا کہ اعلحضرت نے خود فرمایا کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں۔ بتلیئے اس سے شریعت میں کیا مداخلت ہوتی ہے۔ سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ نے جو ستّر ہزار عدد کا فرمایا تو یہ اس لیے ہے کہ ستّر ہزار چنوں پر کلمہ شریف پڑھا جائے۔ اس کلمہ شریف کا ثواب فوت ہونے والے کی رُوح کو بخشا جائے اس کی غرض وغایت صرف اتنی ہے خواہ کسی چیز پر بھی ستّر ہزار کلمہ شریف پڑھا جائے اور ایصالِ ثواب کیا جائے۔ جب مصنف خود ایصالِ ثواب کا قائل ہے جیسا کہ صـ۲۰ پر تحریر ہے تو پھر یہاں کلمہ کے ایصالِ ثواب پر بدزبانی کرنے کا کونسا موقع تھا؟

اعلحضرت علیہ الرحمۃ نے تو ستّر ہزار لکھا تھا لیکن بانی مدرسہ دیوبند مولوی خورشید حسین عرف قاسم نانوتوی صاحب اپنی تحذیر الناس کے صـ۵۶ پر لکھتے ہیں:۔

"حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا۔ بروئے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں حضرت جنید نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا تو یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ دی مگر

بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر پوچھا: اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔"

مصنف اب اپنے بانی دارالعلوم دیوبند سے دریافت کرے کہ حضرت آپ نے ہمیں کیوں اُلٹی چھری سے ذبح کر دیا۔ ہم تو اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے ستر ہزار کلمہ پڑھوانے پر معترض تھے۔ آپ نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار کلمہ پڑھنے اور بخشنے پر دوزخ سے رہائی اور جنت میں داخلہ کی بشارت دے دی۔ اور نہ صرف یہ بلکہ بانی مدرسہ دیوبند نے یہ بھی مان لیا کہ حضرت جنید تو حضرت جنید ان کے مریدوں کی اتنی طاقت ہے کہ وہ جنت اور دوزخ پہ نظر رکھتے ہیں اور ان کو علم ہوتا ہے کہ کون جنت میں ہے اور کون دوزخ میں ہے اور کس کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا گیا ہے۔

یاد رہے یہ وہی جنید ہیں جو مصنف کے لیے موت بن گئے ہیں۔ مصنف اپنے مخصوص انداز میں قاسم نانوتوی کی روح سے ذرا سوال کرے کہ حضرت آپ کیا فرما رہے ہیں کہ مرید کی ماں دوزخ میں چلی گئی پھر ایک لاکھ یا پچھتر ہزار کلمہ شریف کے ایصالِ ثواب کے بعد وہ جنت میں داخل ہو گئی۔ کیا قیامت قائم ہو گئی۔ میزان سے فراغت ہو گئی۔ ہم تو آج تک اپنے قطبِ عالم مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے براہینِ قاطعہ کے فرمان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں مانتے اور آپ ہیں کہ حضرت جنید کے مرید کو جنت و دوزخ کا علم مان رہے ہیں یہ کیا ہے ——؟ کہاں کی توحید ہے ——؟

مصنف میں اگر ذرا بھر بھی دیانت ہے تو وہ خود بتائے کہ مذہبی خودکشی کی ایسی بدترین مثال دُنیا کے کسی مذہب میں بھی دیکھی گئی۔ چنوں یا چھوہاروں یا کسی چیز کے ستر ہزار عدد کا مقصد ستر ہزار کلمہ شریف پڑھوا کر ایصالِ ثواب کرانا ہے اور اس پر دوزخ سے رہائی اور جنت کی

بشارت کی سند۔ تحذیر الناس صفحہ ۵۶ پر مرقوم ہے۔

مانچسٹروی اعصاب پر ختم فاتحہ سوار ہے

مُلاں مانچسٹروی کے ذہن و فکر پر ختم فاتحہ سوار ہے اور اس کے اثرات کا جنون کی حد تک غلبہ ہے جیسے کوئی دیوانہ کوچہ و بازار و ویرانوں میں بھٹکتا پھرتا ہے اسی طرح مصنف مطالعہ بریلویت عنوان خواہ کچھ بھی ہو بہر تو گھوم پھر کے ختم فاتحہ کا ذکر لا کھڑا کرتا ہے اور رالیں ٹپکانا شروع کر دیتا ہے۔ اعلیٰحضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ کی وصیت کا بار بار ذکر کیا ہے صفحہ ۲۶ کا ایک عنوان شوقِ ختم میں پیغمبر پر افتراء صفحہ ۳۳ پر ایک عنوان جمایا ختم کے بریلوی آداب۔ اسی صفحہ پر لکھا۔ کھانا سامنے رکھنا —— صفحہ ۳۴ کا ایک عنوان لکھا۔ کھانا آگے رکھنے کو ضروری سمجھا۔ یہ سب ایک ہی چیز کے مختلف نام ہیں۔ بات ایک ہی ہے مصنف کو چاہیے تھا کہ اس کے پاس ختم فاتحہ کے حرام و بدعت و ناجائز ہونے پر جتنے دلائل و حوالہ جات تھے وہ نقل کرتا اور ہم سے ختم فاتحہ کا ثبوت طلب کرتا۔

لیکن چونکہ عوام کو بھول بھلیوں میں ڈالنا ہی ان کا کام ہے اس لیے طبیعت، عادت، فطرت ہر طرح سے مجبور ہیں اور پھر ہر عنوان تازہ کے ساتھ باتیں ہی باتیں ہیں کوئی دلیل و ثبوت نہیں ہے۔ اصل مسئلہ سامنے کھانا رکھ کر ختم فاتحہ پڑھنے کا ہے اصل درد یہیں لاحق ہوتا ہے جو ان کے لیے یقیناً جان لیوا ہے۔ انہیں حلوہ میں خاص طور پر جانکنی کا منظر دکھائی دیتا ہے۔ اسی لیے اس بدباطن کینہ خصلت و بے بصیرت مصنف نے شوقِ ختم میں پیغمبر پر افتراء کے زیرِ عنوان کسی ظہیر الحسن صاحب کی کتاب "جوہرِ تصوف" سے مُلا علی قاری کی بحوالہ فتاویٰ جزری یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوذر غفاری نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونٹنی کا دودھ۔ جَو کی روٹی اور کھجوریں پیش کیں اور آپ نے ایک مرتبہ سورہ فاتحہ

اور تین بار سورہ اخلاص اور درود شریف پڑھ کر دستِ مبارک دُعا کے لیے اُٹھاتے اور اس کا ثواب اپنے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو بخشتا۔ —— بس اس بات پر آسمان سر پہ اُٹھا لیا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افتراء ہو گیا۔ مُصنّف مطالعہ بریلویت کو فتاویٰ جزری کو دیکھ کر تردید یا توثیق کرنی چاہیے تھی محض اندازاً نہیں کہ ہم یہاں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے —— اندھا آدمی کہہ بھی کیا سکتا ہے اور جو کچھ کہے گا آنکھیں بند اور مُنہ پھاڑ کر کہے گا جیسا کہ اس اندھے مصنّف نے ختم فاتحہ کے موضوع پر کافی سے زیادہ بے مقصد بک بک کی ہے مُصنّف کو چاہیے تھا کہ وہ تحقیق کر کے یہ لکھتا کہ ہم نے علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ جزری سے حوالہ کی مطابقت کی مگر اوّل تا آخر یہ روایت اور یہ حوالہ کہیں نہ ملا۔ لیکن مُصنّف نے محض اندازاً ہی لعنت اور عذابِ جہنم کی ڈگری جاری کر دی۔

ہم مُصنّف اور اس کے اکابر و اصاغر کی معلومات میں اضافہ کے لیے واضح کیے دیتے ہیں کہ یہ روایت مسلّم امام و محدّث و فقیہہ علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری نے کتاب فتاویٰ اوزجندی میں بھی نقل کی ہے حالانکہ عدم مطالعہ و عدم تحقیق کی بنا پر یا ختم دشمنی کے باعث بعض معاندین مُصنّفین وہابیہ دیوبندیہ نے نہ صرف اس روایت بلکہ فتاویٰ اوزجندی کے وجود ہی کا انکار کر ڈالا ہے جو ان کی بے خبری و لاعلمی پر دال ہے حالانکہ کتاب اوزجندی علامہ امام علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کی مشہور و معروف کتاب ہے چنانچہ صاحب فتاویٰ جامع الفوائد صہ ۳۲۷ پر رقمطراز ہیں : ——

وکذالك لا تقبل هذه الدعوىٰ ولا الشهادة فى فتاوىٰ السرخسى وعن الاوزجندى ان المدعى

اذا بين المصر والمحلة والموضع والحدود وتصح الدعوىٰ واما الوادعى عليه ان الشاهد انه غلط فى الحدود او فى بعضها لا يسمع دعواه وان اقام عليه البينة كذا فى فتاوىٰ السرخسى والاوزجندى۔

علاوہ ازیں ہدیۃ الحرمین الباب الثالث عشر صہ ۶۹ پر فتاویٰ الاوزجندی علامہ علی قاری کا تذکرہ موجود ہے اور صہ ۶۸ پر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ختم سوم و ہم چہلم کا ذکر موجود ہے اکابر ائمہ و فقہاء کی تصانیف میں اوزجندی کا تذکرہ ملتا ہے اس روایت کی شہادت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ محدث جلیل ابو سعید سلمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شرح برزخ صہ ۱۰۱ و ۳۳۹ میں بایں طور حدیث بیان کرتے ہیں ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم روبرو کھانا رکھ کر فاتحہ دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے یا اللہ اس کا ثواب مُردوں کو پہنچا دے چنانچہ صاحب شرح برزخ حدیث اوزجندی مُلّا علی قاری علیہ الرحمہ سے بایں الفاظ نقل فرماتے ہیں :۔

فى فتاوىٰ الاوزجندى وكان يوم الثالث من وفات ابراهيم ابن محمد صلى الله عليه وسلم جاء ابوذر عند النبى بتمرة يابستة ولبن فيه خبز من شعير فوضعها عند النبى فقرء رسول الله صلى الله عليه وسلم الفاتحة وسورة اخلاص ثلث مرة الىٰ ان قال رفع يديه الدعاء ومسح بوجهه فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم اباذر ان يقسمها بين الناس وايضاً فيه قال النبى صلى الله عليه وسلم وهبت ثواب هذه لابنى ابراهيم الحديث۔

یعنی حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کے انتقال کا تیسرا دن تھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے پاس خشک خرما ایک پیالہ میں دودھ اور جو کی روٹی لے کر آئے اور آپ کے سامنے رکھ دیں۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص (قل ھو اللہ) پڑھا اس کے بعد دونوں ہاتھ مبارک دعا کے لیے اٹھائے اور چہرہ مبارکہ پر پھیرے۔ فاتحہ کے وقت آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اس کا ثواب میں نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کو بخش دیا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس فاتحہ کی چیز کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔"
مخلصاً (الاوز جندی)

یاد رہے کہ کتاب "شرح برزخ" یہ حدیث کی وہ کتاب ہے جس کو غیر مقلدین وہابیہ کے پیشوا صدیق حسن خاں بھوپالی حدیث کی کتابوں سے معتبر لکھتے ہوئے یوں ارقام فرماتے ہیں:۔

"شرح برزخ از کتب حدیث است و اولش باب ہذا الموت است وجملہ ابواب ہشتاد دیک باب است ہمہ متعلق احوال موتی و برزخ و در دکے بعد ذکر حدیث شرح میکند [1] الخ

اس حدیث کو بے دھڑک موضوع و بلا سند کہہ دینا بلکہ مطلقاً انکار کر دینا بلکہ مصنف مطالعہ بریلویت کا اس پر یہ چسپاں کرنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعدہ فی النار اور اس پر مصنف مطالعہ بریلویت کا بے سوچے

---

[1] نقل از تحائف البلاء صفحہ ۹۵

سمجھے یہ کہنا کہ ہم یہاں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کس قدر دیدہ دلیری ہے۔ علاوہ ازیں یہ حدیث کتاب ہدایۃ الحرمین صفحہ ۶۹ پر بھی موجود و مرقوم ہے لا علم مصنف اپنی جہالت کا ماتم کرنے اور خود جہنم رسید ہونے کے لیے کمربستہ ہے۔

ختم کے وقت کھانا آگے رکھنے اور کھانا سامنے رکھنے میں کیا فرق ہے اور اس پر کیا اعتراض ہے اور اعتراض کی بنیاد و دلیل کیا ہے۔ کھانا آگے ہی رکھا جاتا ہے آگے ہی رکھنے کی چیز ہے شاید اہل دیوبند کھانے پیچھے رکھتے ہوں اور پیچھے رکھ کر فاتحہ پڑھتے ہوں جیسا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے۔

"اگر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں تو قبر کی طرف پشت کر لینی چاہیے۔" [1]

عین ممکن ہے کہ مولوی گنگوہی جی کے اس فتویٰ کی روشنی میں کھانا پشت کے پیچھے رکھ کر فاتحہ پڑھتے اور دعا مانگتے ہوں ویسے بھی عقل تسلیم کرتی ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر قرآن عظیم کی چند سورتیں پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنا کہ یا اللہ اس کھانا کا ثواب اور تلاوت قرآن عظیم کا ثواب فلاں بزرگ یا فلاں شخص کی روح کو پہنچے تو اس میں بدعت وحرمت کی کوئی بات نظر نہیں آتی یہ دونوں چیزیں علیحدہ علیحدہ وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک بھی جائز ہیں یعنی کھانا سامنے یا آگے رکھنا۔ کھانا سامنے رکھنے پر کوئی دلیل ممانعت کی نہیں۔ اسی طرح تلاوت کرنا بھی ان کے نزدیک جائز ہے ___ اور تیسرا فعل دعا مانگنا بھی ان کے نزدیک جائز ہے۔ ہر ذی فہم وشعور کی سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے کہ جب یہ تینوں فعل علیحدہ علیحدہ جائز ہیں تو پھر یک

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۳۸

وقت یہ افعال اکٹھا ہونے کی صورت میں حرام و بدعت و ناجائز کیسے ہوگئے؟ اور اس کا کیا ثبوت ہے؟

یہ تو ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص گاجر کھانا اور گنا چوسنا تو جائز سمجھے مگر گاجر اور گنے کا جوس ناجائز قرار دے۔ یا جوس گاجر تو جائز سمجھے مگر اس میں نورس یا شربت رُوح افزاء یا کیوڑہ ڈال کر ملا کر اکٹھا کر کے پینے کو بدعت و حرام قرار دے۔ یا دودھ پینا تو جائز و حلال سمجھے لیکن دودھ میں سوڈا بوتل شربت رُوح افزاء و نورس ڈال کر پینے کو ناجائز سمجھے تو ایسا شخص پرلے درجہ کا احمق اور اعلیٰ درجہ کا بیوقوف ہے اور اس کے دماغ میں دیوبند ہے جس چیز کے جملہ اجزاء طیب و طاہر حلال ہوں اِن کو اکٹھا کرنے سے بدعت و حرام کیسے اور کس دلیل شرعی سے ہوگئے؟

کتب احادیث و فقہ سے اگر ہم ختم فاتحہ کا جواز و ثبوت پیش کریں تو یہ اُلٹی سیدھی تاویلات کے چکر میں پڑے گا اسلیے ہم اکابر دیوبند کے مُسلّمات سے فاتحہ کا ثبوت پیش کرتے ہیں لہٰذا مُصنّف کو چاہیے ختم فاتحہ کے جواز کے باعث جو جو اعتراضات امام اہلسنّت پر کرتا ہے وہ اپنے امام ہائے فرقہ وہابیہ دیوبندیہ پر بھی کرے اور ان کو بھی امام اہلسنّت کا شریک جرم سمجھے ———۔

اکابر دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

جناب حاجی امداد اللہ صاحب، مسلم اکابر علماء دیوبند کے شیخ طریقت و پیر و مرشد ہیں اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ ان کے مرید ہیں ختم فاتحہ کا فیصلہ ان

ہی سے کراتے ہیں تاکہ انکار و فرار کی گنجائش نہ رہے اور ان کی اگلی پچھلی ہر گلی بند ہو جائے اور یوں نہیں یوں ایسے کا سلسلہ ہی ختم ہو جائے۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں :-

"فرمایا کہ حنبلی کے نزدیک جمعرات کے دن کتاب احیا تبرکاً ہوتی تھی جب ختم ہو تبرکاً دودھ لایا گیا اور بعد دُعا کے کچھ حالات مصنف کے بیان کیے گئے طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور ایک کتاب پڑھی جاتی ہے جس کو حضور کمال توجہ سے سُن رہے ہیں دریافت فرمایا کہ یہ کونسی کتاب ہے کہا گیا احیاء العلوم حجۃ الاسلام امام غزالی کی ہے یہ لقب عطیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے[1]"

حوالہ مذکورہ بالا سے حاجی امداد اللہ صاحب کا اپنا طرزِ عمل معلوم ہوا کہ وہ فتویٰ دینے یا مسئلہ بتانے کی حد تک ہی ختم فاتحہ کے قائل نہ تھے بلکہ عملاً ختم و فاتحہ کراتے تھے اور یہ کہ وہ بزرگان دین کی فاتحہ کو ادباً نذر و نیاز کہتے تھے۔ یاد رہے کہ مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۸ پر اس کے مصنف کو اس بات پر دل کا دورہ پڑا تھا کہ مولانا احمد رضا خان ایک جگہ لکھتے ہیں ..... اولیاء کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں[2]۔

اب تو مُصنّف مطالعہ بریلویت کا ہارٹ فیل ہونا چاہیے کہ ان کے اکابروں کے اکابر نے حجۃ الاسلام امام غزالی مصنف احیاء العلوم کی ختم فاتحہ کو تعظیماً نذر و نیاز کہہ دیا۔ اب خرد ماغ

---

[1] شمائم امدادیہ صفحہ ۷۰ [2] احکام شریعت صفحہ ۱۲۱ ؎

مصنف حاجی امداد اللہ سے اسی طرح دریافت کرے جس طرح امام اہلسنت اعلیٰحضرت قدس سرہٗ سے کہا تھا کہ ایصالِ ثواب کو نذر و نیاز کہنے کی ابتداء کہاں سے ہوئی۔ یہ سوال جناب حاجی امداد اللہ صاحب کی قبر سے کرے کہ حضرت آپ نے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تائید کرتے ہوتے ان ہی کی طرح ختم فاتحہ کو نذر و نیاز کیوں کہا اور نذر و نیاز کہنے کی ابتداء کہاں سے ہوئی۔ تو حاجی امداد اللہ صاحب بتا دیں گے لے میرے جھوٹے مرید و جھوٹے عقیدت مند جھوٹے وکیلو!

"طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں"۔[1]

اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں قدیم زمانہ سے جاری ختم فاتحہ کے مبارک عمل کا، اس زمانے میں انکار کرنے والے لوگ بدعتی ہیں۔ حاجی صاحب نے فیصلہ ہی تو فرما دیا کہ بدعتی کون ہیں؟ بدعتی وہ ہیں جو اس زمانہ میں ختم فاتحہ کا انکار کرتا اس زمانہ کا انکار بدعت ہے۔ اور سنو حاجی امداد اللہ صاحب کیا کہتے ہیں:۔

"جب مثنوی شریف ختم ہو گئی بعدہٗ ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھکر (شربت پر) نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا[2]"

فیصلہ ہفت مسئلہ کا فیصلہ

فیصلہ ہفت مسئلہ حاجی امداد اللہ صاحب کا مشہور و معروف کتابچہ ہے جو مدت مدید سے دیوبندیوں کے گلے میں پھندا

[1] شمائم امدادیہ صہ ۷ [2] ایضاً صہ ۶۸

بن کر پڑا ہوا ہے۔ عام طور پر تو مرید اپنے پیروں بزرگوں کو مانا کرتے ہیں لیکن آج کے دیوبندی مرید اپنے پیر کو اپنے نقش قدم پر چلانا چاہتے ہیں۔ اس موضوع پر ممکن ہوا تو آگے گفتگو کریں گے۔

اس وقت حاجی امداد اللہ صاحب کا فیصلہ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:۔

"نفس ایصالِ ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں۔ اس میں بھی تخصیص و تعین کو موقوف علیہ کا ثواب سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اگر یہ اعتقاد (فرض و واجب سمجھنے کا) نہیں بلکہ کوئی اور مصلحت باعث تقلید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا کہ بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنے کا فقہاء و محققین نے جائز رکھا ہے جو تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے"۔

پھر فرماتے ہیں:——

"جیسے کہ نماز میں نیت کہ ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و زبان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا مستحسن ہے اگر یہاں (فاتحہ میں) بھی زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جاوے تو بہتر ہے۔ پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشارٌ الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو۔ کھانا روبرو (سامنے) لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا تو جمع بین العبادتین ہے"۔

پھر فرماتے ہیں:——

"اور گیارھویں حضرت غوث پاک کی۔ دسواں۔ بیسواں۔ چہلم۔ ششماہی۔ سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ عبد الحق اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر اور حلوہ شب برأت اور دیگر طریق ایصال ثواب

کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔"[1]

الحمدللہ! اکابر دیوبند کے پیر و مرشد نے بہترین فیصلہ فرما دیا اور گیارھویں شریف و حلوا شب برأت کا نام لے کر مانچسٹڑیوں پر اتمام حجت کر دی اب منکرین ان مسائل میں معاندانہ طرز عمل اور خبث باطنی کا مظاہرہ کریں تو وہ درحقیقت اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کا منہ چڑاتے ہیں۔ ہمیں خطرہ ہے کہ مانچسٹڑوی کی کچھ غیر مقلدانہ اور باغیانہ ذہنیت ہے وہ حاجی امداد اللہ صاحب کو بھی کہہ دے گا کہ :——

"اسلام میں اس کی ابتداء کب سے ہوئی؟"

بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی

نانوتوی صاحب بھی چند گستاخانہ عبارات میں اڑ جانے کے باوجود جزوی و فروعی مسائل میں نرم گوشہ رکھتے تھے گنگوہی اور انبیٹھوی کی طرح ضدی اور ہٹیلے نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بانی مذہب دیوبند ہونے کے باوجود مسلک اہلسنت کی متعدد مسائل میں بھرپور موافقت کی ہے اور حلوائے مسقط پر تو وہ ختم فاتحہ دے کر کھا ہی گئے۔ اگر وہ ہندوستان میں ہوتے تو شاید ان کے فرقہ والے ان کو ہرگز ہرگز ایسا نہ کرنے دیتے اور تقویۃ الایمانی شرکیات کا ہائیڈروجن بم اور فتاویٰ رشیدیہ کی خودساختہ بدعات کی بارودی سرنگیں لے کر ان کے اعصاب پر سوار رہتے۔ مگر حق غالب آ کر رہتا ہے وہ حلوہ سے عقیدت و محبت پر مجبور ہو ہی گئے چنانچہ حلوے سے موافقت اور ختم فاتحہ عقیدت کے اس راز کو مولوی

---

[1] فیصلہ ہفت مسئلہ ص۷ از حاجی امداد اللہ صاحب ؛

مناظر احسن گیلانی مصنف سوانح قاسمی نے بڑی وسیع النظری سے افشا کر ہی دیا لکھتے ہیں :——

"جاتی دفعہ کراچی سے جہاز بادبانی میں سوار ہوئے تھے رمضان کا چاند دیکھ کر مولوی (نانوتوی صاحب) نے قرآن شریف یاد کیا تھا اول وہاں سنایا اور جہاز میں کیا سیر تھا بعد عید مکہ پہنچ کر حلوائے مسقط خرید فرما کر شرینی ختم دوستوں کو تقسیم فرمائی"۔[1]

مولوی مانچسٹڑوی صاحب حلوے اور ختم کی دشمنی کو دل سے کھرچ کر پھینک دو حق غالب آ کر رہتا ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی

دیوبندی مذہب میں رشید احمد گنگوہی صاحب قطب عالم غوث الاعظم شیخ المشائخ جنید و شبلی و صدیق۔ فاروق اور ربانی اسلام کے ثانی کے منصب پر فائز ہیں۔ دیکھو تذکرۃ الرشید و مرثیہ گنگوہی ظاہر ہے کہ یہ صاحب آج کل کے اونے پونے دیوبندی مناظرین و مصنفین کی طرز کے نامعقول آدمی نہیں ہوں گے ان کا طرز عمل اگرچہ ان کے فتویٰ کے برعکس ہو دیوبندی قوم میں معتبر و مستند مانا جائے گا —— شدھی ہونے سے پہلے یہ صاحب بھی بڑی دھوم دھام سے کھانے پر فاتحہ کرتے تھے اس راز کو بھی بڑی سنجیدگی کے ساتھ تذکرۃ الرشید کے مؤلف مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے افشا کر دیا ہے۔ لکھا ہے :——

"ایک بار (مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب) نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز میں نے حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال

---

[1] سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۳۸ مطبوعہ دیوبند یوپی ؛

ثواب کو کھانا پکوایا تھا اس روز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ میں ان کے پاس بیٹھا ہوں یہ دیکھ کر آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا اس وقت سے مجھے حنفی مذہب کے ساتھ محبت ہو گئی۔ شیخ کے ایصالِ ثواب کے موقع پر حضرت عبداللہ بن مسعود کی زیارت کا تناسب حضرت سے کسی نے دریافت نہیں کیا ورنہ کیا عجب تھا کہ کوئی جدید فائدہ حاصل ہوتا۔"[1]

ھاں جی! مانچسٹروی جی سمجھے کچھ آپ ——؟ ذرا دل گردہ مضبوط کر کے کہو نا کہ گورنمنٹ انگلشیہ برانڈ قطب عالم گنگوہی صاحب کے نزدیک تنہا قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب تو پہنچتا ہی نہیں تھا لہٰذا کھانے کی ڈش پر تلاوتِ قرآن کا ثواب سوار کر کے پہنچایا گیا —— مانچسٹروی کی چرب زبانی اور یاوہ گوئی اسی نوع کی ہوتی ہے —

بہر حال یہاں کھانے پر ختم اور ایصالِ ثواب کی برکت سے گنگوہی صاحب کو یہ کتنا بڑا فائدہ ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خواب میں زیارت ہو گئی اور یہ کہ انہیں حنفی مذہب کے ساتھ محبت ہو گئی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ انہوں نے حنفی مذہب کو محبت محبت کے دعوی کے ساتھ ٹال دیا فقہ حنفی پر عمل ضروری نہ سمجھا۔ یہی وجہ ہے کہ موصوف کا فتاوی رشیدیہ جا بجا فقہ حنفی کا منہ چڑاتا ہوا ملیگا۔

اکابر دیوبند کی کھانوں سے رغبت و محبّت

قارئین کرام! یقین کریں یقین نہ ہو تو تجربہ کریں۔ دن رات فتوے ٹھونکنے کے باوجود اگر ان دیوبندی مولویوں کو پکا پکایا مل جائے تو چاہے شب برات کا حلوہ ہو یا گیارھویں شریف کی کھیر یا داتا دربار و آستانہ خواجہ غریب نواز کی مٹھائی یہ نہیں چھوڑتے۔ چھوڑنے پر دل آمادہ ہی نہیں بالخصوص

[1] تذکرۃ الرشید حصّہ ۲ صفحہ ۳۱۔

پاکستان کے دیوبندیوں وہابیوں کا کتابی مذہب کچھ اور ہے اور علمی زندگی کچھ اور حدیہ کہ صد سالہ جشن دیوبند کے موقع پر سنجے گاندھی فرزند اندرا گاندھی کی طرف سے پچاس ہزار کھانے کے پلاسٹک کے لفافے جو ہندو کانگریس کی وفاداری اور گاندھی جی کی کفش برداری کے صلہ میں دیئے گئے تھے ڈھیر گئے کیوں نہ ہو —

گاہ گنگا گاہ جمنا پر وضو کرنے لگے

کانگریس کا ساز بندے ماترم کی تال میں

اللہ اللہ —— ایک شہزادۂ اعلحضرت مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفٰے رضا خاں صاحب قادری بریلوی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف تھے کہ اندرا گاندھی اپنے دورِ وزارتِ عظمٰی میں دو بار درشن مانگنے یاترہ پر خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف آئیں مگر جانشین و شہزادہ اعلحضرت امام اہلسنّت نے ملنا گوارہ نہ کیا۔ درشن کا ارمان دل کا دل میں رہ گیا اور ایک یہ کہ اشارہ آبرو پر جاں نثار کرتے ہیں۔

بات کھانوں کی ہو رہی تھی۔ بھلا جو لوگ بکرے کے کپورے۔ کوّے۔ ہولی دیوالی کی کھیلیں اور پوریاں اور سنجے گاندھی کے پچاس ہزار لفافے کھانوں کے نہ چھوڑتے ہوں وہ اور کیا چھوڑیں گے ——؟

مانچسٹروی روتا ہے دہائی دیتا ہے کہ حق نفس اور حظ نفس میں بڑا فرق ہے ہم یہاں ضروری کھانے پینے کی تردید نہیں کرتے ہے یہ زندگی کا حق جو اسے ملنا چاہیے۔ مقصد یہ کہ اتنا ہی کھاؤ کہ زندگی بچ جائے۔ کھانوں سے نفرت۔ کدورت۔ بغاوت کا نرالا انداز اگر دیکھنا ہو تو مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۰ تا ۳۰ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ جیسے یہ لوگ تو معصوم ملائکہ سے ہیں کچھ کھاتے ہی نہیں حمد الٰہی پر گذارہ کرتے ہیں لیکن ان کے اکابر ایسے نہیں کھانے کا نام سُن کر اور شکل دیکھ کر ہی دل دے بیٹھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

کھانے کی بے تابانہ خواہشیں

سب سے پہلے بانی مدرسہ دیوبند دیوبندیت کے امام اوّل مولوی قاسم نانوتوی کی سنیئے! حلوہ سے دیوبندی فرقہ بہت الرجک ہے مگر اس وقت تک کہ حلوہ علماء اہلسنّت کے دسترخوان کی زینت ہو مگر حلوہ کے بغیر یہ خود بھی نہیں رہ سکتے۔ پاکستان ہندوستان میں ختم حلوہ بدعت وحرام کہنے والے فرقہ کے سرکردہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے سوانح نگار مولوی مناظر احسن گیلانی نے بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا لکھتے ہیں:—

"رمضان کا چاند دیکھ کر مولوی صاحب نے قرآن شریف یاد کیا تھا اوّل دہلی سُنایا اور جہاز میں کیا سیر تھا بعد عید مکہ پہنچکر حلوائے مسقط خرید فرماکر شیرینی ختم دوستوں کو تقسیم فرمائی۔"[1]

● کھانے پینے کے معاملہ میں یہ مولوی قاسم صاحب کچھ زیادہ ہی وسیع النظر واقع ہوتے ہیں۔ حلال تو حلال ناجائز آمدنی والوں کا حرام مال بھی ہڑپ کر جاتے ہیں۔ خود بدولت کے سوانح نگار اس راز کو ذرا چاندی کے ورقوں میں لپیٹ کر افشا کرتے ہیں لکھتے ہیں:—

"(نانوتوی صاحب) بعض اوقات ناجائز اور مشتبہ آمدنی رکھنے والوں کی دعوتوں میں ہونے پر آپ کو مجبور ہونا پڑتا تھا شریک بھی ہوتے اور دعوت کرنے والوں کی تسلی کے لیے کچھ تناول بھی فرما لیتے تھے لیکن خان صاحب (امیر شاہ) کی شہادت ہے کہ قے کر تے تھے۔"[2]

حلال کمائی کی فاتحہ کے طیب وطاہر کھانے کی دعوت تو ان منکرین فاتحہ کی کرتا کون تھا اس لیے قلبی اندرونی خواہشوں کی تکمیل کے لیے

---

[1] سوانح قاسمی جلد اوّل ص۳۵ [2] ایضاً ص۳۶۵۔

ناجائز اور مشتبہ آمدنی والوں کی دعوت قبول کر کے کھا پی جاتے تھے اور صفائی پیش کرنے اور قسمیں کھانے کے لیے مولوی امیر شاہ خان رکھا ہوا تھا۔ تو وہ حلفیہ کہہ دیا کرتا تھا کہ حضرت نانوتوی حرام مال کی دعوت کھا کر قے کر دیا کرتے تھے بھلا کب کسی نے ایسے منصب رفیع کا حامل قاسم العلوم اور حجۃ الاسلام دیکھا ہے کہ جو محض لوگوں کی خوشنودی کے لیے ناجائز اور مشتبہ آمدنی رکھنے والوں کی دعوت بھی کھا جائے۔

● موصوف کو کھانے پینے کا خیال مرتے دم تک دامن گیر رہا چنانچہ ارواح ثلاثہ کے مرتبین نے اس راز پر سے بھی بڑی فراخدلی اور خندہ پیشانی سے پردہ اُٹھا دیا مولوی قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند مرتے وقت مولوی محمود الحسن سے کہہ رہے تھے :۔ "کہیں سے ککڑی لاؤ۔ مولوی محمود الحسن کہتے ہیں میں تمام کھیتوں میں پھرا مگر صرف ایک چھوٹی سی ککڑی ملی۔"[1]

اور مولوی قاسم صاحب یہ ککڑی کھا کر مرے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مولوی محمود الحسن اور اس کے بعد حسین احمد ٹانڈوی قاری طیب وغیرہ نے آج تک اس ککڑی کی قیمت ادا کی یا نہیں کیونکہ کھیتوں میں سے ککڑی توڑ کر لانے والے مولوی محمود الحسن نے ککڑی کی قیمت کی ادائیگی کا مطلقاً ذکر نہیں کیا۔ بہرحال اتنا ضرور ثابت ہو گیا کہ علماء اہلسنّت پر کھانے پینے کا الزام لگانے والے یہ خانہ ساز متقی جب کھانے پر آتے ہیں تو حلال و حرام اور ناجائز و مشتبہ کچھ نہیں دیکھتے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب

دیوبندی وہابی فرقہ کے امام دوم ہیں۔ ہم یہ

---

[1] ارواح ثلاثہ صفحہ ۲۷۱۔

جرأت خواب میں بھی نہیں کر سکتے کہ ان کی ذات پر اپنے گھر سے کوئی من گھڑت الزام لگائیں۔ اس لیے ہم منصف مزاج قارئین کرام کو دعوتِ فکر دیتے ہوئے استدعا کریں گے کہ وہ مکتبہ عاشقیہ والمطبعۃ الخیریہ ومصریہ قیصر گنج روڈ میرٹھ کا تذکرۃ الرشید لے کر بیٹھ جائیں اور پڑھتے پڑھتے اور تذکرۃ الرشید کے عجائبات ملاحظہ کرتے کرتے حصہ دوم صفحہ ۱۷ پر پہنچ جائیں یہاں میٹھے کے دشمن فرقہ امام دوم میٹھے میں غرق نظر آئیں گے وہ میٹھا جو ان کے لیے وبال جان تھا عین ایمان بن گیا۔ لکھا ہے :۔۔۔۔۔۔

"حلاوت ایمان کا ایک ثمرہ یہ بھی تھا کہ آپ کو میٹھے سے زیادہ رغبت تھی۔ عام آدمی دودھ یا چائے میں جتنا میٹھا کافی سمجھتے ہیں آپ (گنگوہی جی) اس کو پھیکا فرماتے یا کم میٹھا ظاہر کیا کرتے تھے۔ پھلوں میں قلمی آم اور الہ آبادی ومریزی امرود بھی آپ کو مرغوب تھے .... شیریں لوکاٹ اور ملائم آڑو بھی آپ رغبت سے کھاتے تھے[1]۔"

● انہی گنگوہی صاحب کا اپنے فرقہ کے لیے زہر سے بدتر سمجھے جانے والے حلوہ سے بھی خصوصی لگاؤ اور یہ حلوے کا عشق اُن پر بڑھاپے میں دانت ٹوٹ جانے تک غالب رہا سنیے کلام شاعر بزبان شاعر :۔

"ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنوا لیجیے۔ فرمایا کیا ہوگا دانت بنوا کر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے نرم نرم حلوہ کھانے کو ملتا ہے[2]۔"

● بدقسمتی سے ختم فاتحہ کا کھانا تو ان کے نزدیک نظاہر بال جان

---

[1] تذکرۃ الرشید ص۱۷ دوسرا حصہ [2] الافاضات الیومیہ جلد ۲ ص۲۳

ہے کیوں نہ ہو کھانے پر قرآن عظیم جو پڑھا جاتا ہے مگر انہی حضرت گنگوہی جی کی سنیے مسخرہ پن کے انداز میں نہیں فتویٰ شرعی کے روپ میں کیا گل کھلاتے ہیں سائل سوال کرتا ہے۔

"ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری (حلوہ) یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں ۔۔۔؟ جواب درست ہے فقط[1]۔"

● بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے رفقاء اور دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کے اساتذہ میں ایک بھاری بھرکم نام مولوی محمد یعقوب نانوتوی کا بھی ہے۔ کھانے پینے کی دوڑ میں یہ صاحب سب سے آگے نکل گئے مولوی قاسم نانوتوی صاحب لکڑی کھا کر کام چلا لیتے تھے یا ناجائز آمدنی والوں کا مال کھا جاتے تھے اور گنگوہی صاحب زیادہ میٹھا کھانے اور آم آڑو لوکاٹ کے شائق تھے اور مفت کے حلوے پر جان چھڑکتے تھے اس حلوے کے خبط میں دانت بنوانا بھی گوارا نہ کیا لیکن مولوی محمد یعقوب نانوتوی مفت کے اس کھانے پینے کی دوڑ میں اس طرح سبقت لے گئے اور اپنے جملہ معاصرین کو پیچھے چھوڑ گئے۔ انہوں نے رنڈیوں کنجریوں کے حرام مال کی حرام مٹھائی بھی نہ چھوڑی۔ حوالہ ضیاء القاسمی۔ یوسف رحمانی جیسے کسی ڈھوم دھاری کا نہیں ہے بلکہ ارواح ثلاثہ میں ان کے اکابر کا اجماعی متفقہ حوالہ ہے لکھا ہے :۔۔۔۔۔۔

"ایک رنڈی (کنجری بازاری عورت) اپنی چھوکری (نوجوان

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۳

لڑکی) کو سیانی تھی اپنے ہمراہ لائی۔ مولانا محمد یعقوب (صدر مدرس
مدرسہ دیوبند) نے پوچھا کیا ہے؟ اس (رنڈی کنجری) نے عرض کیا میری
یہ لڑکی ہے اس کو مرض ہے اور میری اس پر کمائی ہے آپ دُعا یا
تعویذ کر دیجئے۔ مولانا محمد یعقوب نے نامعلوم دُعا کی یا تعویذ دیا اس
چھوکری کو آرام آگیا وہ مٹھائی لائی مولانا نے فرمایا رکھ دو۔"[1]
بتائیے ایسے مال کب کسی سُنّی بریلوی نے کھائے؟

● اب ذرا دیوبندی حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب کی بھی
سُن لیجئے اِن کے یہ بزرگ بھی حلوے کے شیدائی تھے مگر مہمانوں سے
نظر بچا کر کھاتے تھے خود بدولت فرماتے ہیں:—

"میرے یہاں اگر کوئی مہمان آتا ہے تو میں سادہ اور معمولی کھانا
مہمان کے ساتھ کھاتا ہوں اگر مہمان نہیں ہوتا تو معمول کے علاوہ
کچھ ایسی غذا بھی کھاتا ہوں جس سے قوت حاصل ہو مثلاً دودھ یا حلوہ وغیرہ۔"[2]

ممکن ہے کہ کوئی کہہ دے کہ جناب تھانوی جی تو اپنا گھر کا حلوہ کھاتے
تھے تو ہم عرض کریں گے کہ امام اہلسنّت سیدنا سرکار اعلیحضرت فاضل
بریلوی قدس سرہٗ نے بھی تو وصایا شریف اپنے گھر کھانوں پر فاتحہ
دلانے اور غرباء فقراء کو کھلانے کی وصیت فرمائی ہے۔ مگر تھانوی
صاحب کا گھر کا اپنی کمائی کا کھانا کیسے ہوگیا؟ وہ تو صاف صاف
لکھتے ہیں:—

"اللہ واسطے کا کھاتے کھاتے ساری عمر گذر گئی۔"[3]

● پھر فرماتے ہیں:— "میری (تھانوی صاحب کی) ساری

---

[1] ارواح ثلاثہ ص ۳۳۹ [2] الافاضات الیومیہ جلد ۷ صفحہ ۱۷
[3] الافاضات الیومیہ جلد ۲ صفحہ ۳۷

عمر مفت خوری (مُفت کے مال کھانے میں) کٹی ہے۔ پہلے تو باپ
کی کمائی کھائی۔ بیچ میں بہت تھوڑے دنوں تنخواہ سے گذارا ہوا پھر
اس کے بعد سے پھر وہی سلسلہ مفت خوری کا جاری ہے یعنی مدّت سے
نذرانوں پر گزر رہے نہ کچھ کرنا پڑتا ہے نہ کمانا۔"[1]

● اس کے بعد پھر اقبالی جرم کے طور پر کہتے ہیں:—

"میری گزر آپ ہی لوگوں کے عطایا پر ہے۔"[2]

ممکن ہے تھانوی صاحب کے مفت حلوہ خوری کے کردار سے کوئی
کانگریسی ٹانڈوی مولوی حسین احمد صاحب کا پرستار کہہ دے کہ تھانوی
بھانڈ تھا ہمارے لیے حجت نہیں ہے تو مولوی حسین احمد صاحب کی
بھی سُن لیجئے۔ ملک الموت سرہانے پہنچ چکے ہیں چشم زدن میں راہی
ملک عدم ہونے والے ہیں جس مملکت خداداد پاکستان کے قیام کی
ایڑی چوٹی کا زور لگا کر مخالفت کی اُسی پاکستان کے سردے مرتے
مرتے یاد آرہے ہیں فرماتے ہیں:—

"مرتے وقت کہا مجھے لاہور سے سردے منگوا دو۔"[3]

سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کو بوقت وصال بھی
غرباء و فقراء کا خیال ہے۔ اور یہ خود ساختہ شیخ الاسلام ٹانڈوی مرتے
مرتے بھی اپنے پیٹ میں سردوں کا کوٹہ جمع کرنا چاہتے ہیں تاکہ قبر
میں گرمی کی شدت سے بچاؤ ہو سکے۔

مفت کے مال خواہ حلوہ ہی کی انواع سے ہو اُسے کھانے
پینے ہضم اور بھسم کر جانے میں یہ نسل بہت مشاق ہے۔ علماء اہلسنّت

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۱ صفحہ ۲۹۶ [2] ایضاً جلد ۷ صفحہ ۳۳۵
[3] شیخ الاسلام نمبر الجمعیۃ دہلی

ان کی طرح محض ٹھگی مال نہیں کھاتے۔ اور فرق صرف اتنا ہے کہ علماء اہلسنت کھانے پر قرآن عظیم پڑھ کر کھاتے ہیں اور یہ لوگ غالباً قرآن پڑھنے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔

حاجی امداد اللہ کی شہادت

چونکہ اصل زیر بحث مسئلہ ختم فاتحہ ایصالِ ثواب ہے۔ ختم فاتحہ کا کھانا صرف بیانات اور فتاویٰ کی حد تک ان کے لیے باعثِ اضطراب ہے۔ بغیر ختم کے کھانا کھلانا ہو تو مدرسہ دیوبند کے جشن صد سالہ پر سابق بھارتی وزیر اعظم اندرا گاندھی کے فرزند دلبند سنجے گاندھی کے بھیجے ہوئے کھانے کے پچاس ہزار پیکٹ اندرا تبرک سمجھ کر ہضم کر جاتے ہیں بلکہ آج کے دور میں محض پیٹ پوجا کے شوق میں یا اہلسنت کی ضد میں یا قربانی کی کھالوں اور زکوٰۃ کی بندش کے خوف (ڈھل مل یقین نہیں) سے بہت سے متعصب دیوبندی مولوی بھی ختم فاتحہ کا کھانا بھی بطیب خاطر کھاتے نظر آتے ہیں۔ روزمرہ کے مشاہدات اور عامہ اخبارات کے تراشے اس پر گواہ ہیں بلکہ اب تو بعض دیوبندی وہابی مولوی کے مرنے پر بھی تیجا کا ختم قل خوانی کے نام سے کیا جاتا ہے جیسے یہ فرقہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے چڑتا ہے اور بارہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو یا عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہینہ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جلسے اور کانفرنسیں کرتے ہیں۔ بہر حال جہاں تک ختم فاتحہ کے دلائل کا تعلق ہے ہم مکرر در مکرر عرض کر چکے ہیں اور بکثرت حوالہ جات اکابر دیوبند کی کتب سے ناقابلِ تردید پیش کر چکے ہیں۔ چلو اتمام حجت کے لیے یہ مسئلہ اکابر دیوبند کے مسلمہ پیر و مرشد و شیخ طریقت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی سے حل کراتے

ہیں۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں اور دوٹوک فیصلہ دیتے ہیں:

"جمعرات کے دن کتاب احیاء (العلوم) تبرکاً ہوتی تھی جب ختم ہوئی تبرکاً دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے کچھ حالات مصنف کے بیان کیے گئے۔ طریق نذر نیاز (ختم فاتحہ) قدیم زمانہ سے جاری ہے۔ اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور ایک کتاب پڑھی جاتی ہے جس کو حضور کمال توجہ سے سن رہے ہیں۔ دریافت فرمایا کون سی کتاب ہے کہا گیا احیاء العلوم حجۃ الاسلام امام غزالی کی ہے۔"[1]

● اس سے تھوڑا قبل صفحہ ۶۸ پر فرماتے ہیں:

جب مثنوی شریف ختم ہوگئی بعدہٗ ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور (ختم کا) شربت بٹنا شروع ہوا ـــ آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز اور شرک ہے اور دوسرا خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے۔ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے ہی انکار کیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کوئی شخص

۱؎ شمائم امدادیہ صفحہ ۷۰-۷۱ ؛

تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔" لہ

اب دیوبندی حضرات اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کے واضح احکامات اور طرزِ عمل سے منحرف ہوں اور روگردانی کریں تو یہ ان کی بدقسمتی ہے۔ اس کے بعد ہم ختم فاتحہ کے جنون و عناد کی حد تک مخالف دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی کا شدھی ہونے سے پہلے کا طرزِ عمل بھی نقل کرتے ہیں اور کھانے پر ایصالِ ثواب سے جو فیوض و برکات اُن کو اُنکے اپنے بقول حاصل ہوئے وہ اُنہی کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

● "ایک بار مولوی رشید احمد گنگوہی نے، ارشاد فرمایا کہ ایک روز میں نے (سلسلہ چشتیہ صابریہ کے عظیم بزرگ) حضرت شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کو کھانا پکوایا تھا (اُس کی برکت سے) اُس روز حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ میں (گنگوہی صاحب) ان کے پاس بیٹھا ہوں یہ دیکھ کر آنکھ کھل گئی۔ —— اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا، اس وقت سے مجھے حنفی مذہب کے ساتھ محبت ہو گئی۔ شیخ (عبد القدوس علیہ الرحمۃ) کے ایصالِ ثواب کے موقع پر حضرت عبد اللہ بن مسعود کی زیارت کا تناسب حضرت (گنگوہی) سے کسی نے دریافت نہیں کیا ورنہ کیا عجب تھا کہ (ختم فاتحہ ایصالِ ثواب کی برکتوں کا) کوئی جدید فائدہ حاصل ہوتا۔ (تذکرۃ الرشید کے مصنف مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں) اپنے ناقص خیال میں یوں آتا ہے کہ شاید حضرت شیخ کا حنفی المذہب ہونا اور روحانیت شیخ کے توسل سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

لہ شمائم امدادیہ صفحہ ۶۸ ؎

تک رسائی جن کا قول مذہب حنفی میں اکثر ماخوذ و معمول ہے اس رویائے صالحہ کا مطلب ہوا۔ لہ

اس کا ماحصل یہ ہوا کہ ختم فاتحہ نیاز کا کھانا پکوانا ایصال ثواب کرنا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا قدیمی عمل و معمول تھا ختم فاتحہ ایصال ثواب بر طعام کی یہ برکتیں ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ختم فاتحہ تو ہو حضرت شیخ عبد القدوس صاحب کی اور زیارت ہو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایصال ثواب اور ختم و فاتحہ کے معمول سے صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور زیارت سے مشرف کیا یہ کہ یہ مشرف توسل شیخ حضرت عبد القدوس علیہ الرحمۃ سے ہوا۔ —— آج کے دور میں مثل ملاں مانچسٹروی علمائے وہابیہ دیوبندیہ جو ختم فاتحہ ایصال ثواب وغیرہ سے منحرف ہو گئے وہ حضرت شیخ عبد القدوس صاحب علیہ الرحمۃ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رہنمائے اعظم احناف اہلسنّت وجماعت کے فیوض و برکات سے بھی محروم ہیں۔ ممکن ہے پروفیسر مانچسٹروی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کریں کہ حضرت آپ حضرت عبد القدوس کے ایصال ثواب کے لیے کھانا پکوانے کے عمل سے خوش ہوئے احادیث میں اس کا ثبوت کہاں ہے؟

سرکارِ بغداد پیران پیر کی نصیحت

اس عنوان سے مسٹر مانچسٹروی نے سیدنا غوث اعظم قدس سرہٗ کی ایک نصیحت "الفتح الربانی" کے حوالہ سے نقل

لہ تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۳۱۷ ؎

کی ہے۔ یہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بین کرامت ہے کہ حضور غوث پاک کے تصرفات کا منکر آپ کو سرکار بغداد لکھ رہا ہے۔ دیوبندی مذہب میں حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہٗ کو سرکار بغداد لکھنا کہاں تک جائز ہے اس کا فیصلہ دیوبندی فتاویٰ اور مفتیانِ دیوبند پر چھوڑتے ہیں کہ اُن کی شرک و بدعت اینڈ کمپنی لمیٹڈ کے خانہ ساز فتاویٰ کی رُو سے حضور سیدنا سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو سرکار بغداد لکھ کر مسٹر مانچسٹروی رجسٹرڈ مشرک و بدعتی ہوئے یا نہیں؟

سرکار کا تو حکم چلتا ہے۔ غوث اعظم کو سرکار مانا تو یہ بھی ماننا ہوگا کہ حضور غوث پاک کا تصرف آج بھی جاری و ساری ہے سرکار کو نفع و نقصان کا مالک ماننا پڑے گا۔ جو معاذاللہ مرکر مٹی میں مل جائے وہ سرکار نہیں ہو سکتی۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو سرکار مانا تو زندہ ولی بھی ماننا پڑے گا۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کا خلاصہ یہ ہے:
"نفس کو لذت پہنچانے میں ہلاکت ہے"

اہل فقر و مردوں کو ہمیشہ توکل کی نصیحت کرتے ہیں مسٹر مانچسٹروی کہنا یہ چاہتے ہیں کہ سرکار بغداد پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے تو نفس کو مارا ہے۔ سادہ کھاتے پیتے تھے۔ یہ اعلحضرت امام اہلسنت وصایا شریف میں مرغن کھانوں کی طویل فہرست فاتحہ میں شامل کرنے کیلئے کیوں پیش کر رہے ہیں۔ گویا اس کے نزدیک لذیذ کھانے سنت و شریعت اور طریقہ غوث اعظم کی خلاف ورزی ہے۔

عمدہ، لذیذ اور مرغن کھانے نہ شرعاً منع نہ الفتح الربانی میں سیدنا سرکار بغداد رضی اللہ عنہ کے قول سے ان کی حرمت و ممانعت

ثابت ہوتی ہے۔

ملاں مانچسٹروی تو یہ کہتا ہے کہ نفس کو لذت پہنچانے میں ہلاکت ہے۔ عمدہ لذیذ مرغن کھانے بزرگوں کا طریقہ نہیں بلکہ خود سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا اپنا واقع مستند کتب معتبرہ میں یوں منقول ہے:

شیخ محمد بن قائد الاوانی اور شیخ ابوعبداللہ علیہما الرحمۃ سے مروی ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو تعلیم و تربیت کے لیے آپ کی خدمت میں چھوڑ کر گئی اور کچھ عرصہ کے بعد وہ عورت دوبارہ پھر حاضر خدمت ہوئی تو اپنے بچے کو بہت کمزور پایا رنگ بھوک سے زرد تھا روکھی سوکھی روٹی کھا رہا تھا اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھنا ہوا مرغ کھا رہے تھے ایک برتن میں مرغ کی ہڈیاں رکھی ہوئی تھیں۔ یہ دیکھ کر اس عورت نے عرض کیا حضور والا انت تاکل الدجاج وولدی یاکل خبز الشعیر آپ مرغی کھاتے ہیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی۔ فوضع الشیخ یدہٗ علیٰ تلك العظام۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ مرغ کی ہڈیوں پر رکھ دیا اور فرمایا: قومی باذن اللہ الذی یحیی العظام وھی رمیمۃ۔ اللہ تعالےٰ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے اُٹھ کھڑی ہو۔ مرغی زندہ ہوگئی آپ نے اس عورت سے ارشاد فرمایا جب تمہارا لڑکا اس مقام پر پہنچے گا تو وہ بھی جو چاہے گا کھائے گا۔[۱]

اس واقعہ کو دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے جمال الاولیاء، اور الافاضات الیومیہ جلد ۱ ص۲۲۳ پر بیان کیا ہے۔

---

[۱] بہجۃ الاسرار صفحہ ۶۵ قلائد الجواھر صفحہ ۳۷ فتاویٰ حدیثیہ للعلامۃ ابن حجر مکی؛

بتایا جائے بھونا ہوا مرغ اچھا کھانا ہے یا سادہ کھانا ہے۔ معاذاللہ کیا حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھنا ہوا مرغ کھا کر نفس کو تسکین پہنچا کر معاذاللہ نفس کو لذت پہنچا کر ہلاک کر رہے تھے ؟ کچھ تو شرم کرو غالباً اسی لیے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے لذتوں اور شہوتوں اور سرور سے بچنے کے لیے مرغ اور مرغن کھانوں کو چھوڑ کر زاغ معروفہ کالا دیسی کوا پسند کیا ہوگا۔[1]

حاجی امداداللہ صاحب کی شہادت

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسا کھانا کھاتے تھے چلئے ہم حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی سے معلوم کرتے ہیں۔ مانچسٹروی جی شاید ان کی شرم و حیاء کریں ان کی مان لیں کیونکہ یہ بزرگ اکابر علماء دیو بند کے پیر و مرشد ہیں، فرماتے ہیں :—

"شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لباس عمدہ پہنتے تھے اور کھانا لذیذ کھاتے تھے یہ سب عکس نعماء اخروی تھا۔"[2]

تھانوی کی شہادت

چلتے چلتے ہم دیو بندی وہابی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی شہادت بھی پیش کرتے ہیں کہ اتمام حجت ہو جائے ملفوظ ۲۵۱۔ "ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اچھی عمدہ اور مقوی غذائیں کھانا چاہیے اور خوب کام کرنا چاہیے ہمارے حاجی (امداداللہ) صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اہل اللہ اگر عمدہ غذا کھاتے ہیں تو ان کو اس میں نعماء جنت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔"[3]

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ [2] شمائم امدادیہ حصہ دوم صفحہ ۷۰۔
[3] الافاضات الیومیہ حصہ چہارم صفحہ ۱۶۹

تعجب ہے کہ ملاں مانچسٹروی جی نے اکابر دیو بند کے برعکس عمدہ و لذیذ ی مقوی و مرغن کھانے کھانے کو بھی سُنّی بریلوی۔ دیو بندی وہابی مکاتیب فکر کا اختلافی مسئلہ بنا دیا۔

جب شیطان کا خصوصی فیض مانچسٹروی کے رگ و پے میں سرایت کرتا ہے تو وہ بار بار سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی یہ نصیحت ضرور نقل کرتا ہے :—

"میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔"

حالانکہ ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ متعدد تصانیف میں بار بار اس کا جواب دیا ہے اُس جواب پر تو اس نامراد کو کوئی اعتراض نہیں ہے اور بار بار اسی کا اعادہ کر کے دیوانگی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

سرکارِ سرہند حضرت مجدد الف ثانی کی نصیحت

مانچسٹروی صاحب نے صفحہ ۲۷ پر ایک عنوان یہ بھی قائم کیا ہے اور یہاں بھی سرکار سرہند لکھ کر اپنے مذہب کا خون کیا ہے۔ دوم یہ کہ سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد اُردو میں نہیں ہو سکتا عربی یا فارسی کی اصل عبارت کے ساتھ ترجمہ پیش کرنا چاہیے تھا اور یہ بھی بتایا جائے کہ مسٹر مانچسٹروی جی نے یہ کن الفاظ کا ترجمہ کیا ہے کہ : "سنت کے علاوہ کسی چیز میں اپنے پیروں کی پیروی نہ کریں " ! یہاں مصنف مطالعہ بریلویت کٹر غیر مقلد نظر آ رہا ہے۔ گویا کہ اس دیو بندی دلال کے نزدیک پیران طریقت کے اقوال و عمل سنت کے خلاف ہوتے ہیں۔

اوّل تو ہم یہ واضح کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ دیوبندی حضرات محض فریب دینے کے لیے حضرت شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا نام لیا کرتے ہیں —— ورنہ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور دیوبندی وہابی عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور کوئی قدر مشترک نہیں لیجیے ثبوت حاضر ہے اور نقد حاضر ہے:——

دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کہتے ہیں اور یہ تاشیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سے اپنا اختلاف یوں ظاہر کرتے ہیں بلکہ مولوی اسماعیل قتیل کو حضرت مجدد پر ترجیح دیتے ہیں دیکھئے:——

"ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ تصور شیخ کا مسئلہ کبھی جی کو نہیں لگا اس سے طبیعت اُلجھتی ہے بلکہ اچٹتی ہے میں حرمت کا فتویٰ تو نہیں دیتا یہ تو مولانا (اسماعیل) شہید رحمۃ اللہ علیہ ہی کا منصب تھا مگر میں ایسا حلال سمجھتا ہوں جیسے اوجھڑی کو حلال سمجھتا ہوں مگر کھا نہیں سکتا پس اسی درجہ میں سمجھتا ہوں تصور شیخ کو گو حضرت مجدد صاحب نے اس کے نافع اور محمود ہونے پر بڑا زور دیا ہے۔"[1]

یہ ہے ان لوگوں کا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرکار سرہند قدس سرہ پر اعتماد کہ حضرت شیخ مجدد سرہندی علیہ الرحمۃ جس چیز کو زور دے کر نافع و محمود بتاتے ہیں دیوبندی حکیم الامت اس کو زور دے کر ڈھٹائی سے اوجھڑی کی طرح بتاتے ہیں اور پھر اسی مذکورہ بالا تحریر میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے اپنی اندرونی کدورت و عداوت کا برملا یوں اظہار کیا کہ اپنے امام اوّل بانیٔ وہابیت مولوی اسماعیل قتیل کو تو باقاعدہ مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے لیکن حضرت مجدد الف ثانی کو رحمۃ اللہ علیہ پورا لکھنے کی توفیق نہ ہوئی۔ مجدد الف ثانی

[1] الافاضات الیومیہ حصہ ۴ صہ ۹۳ ۔

علیہ الرحمۃ جیسی عظیم و جلیل مسلّمہ شخصیت سے تو ان کو اختلاف ہے لیکن بانیٔ وہابیت قتیل بالاکوٹی سے قطعاً اختلاف نہیں اور جبین عقیدت جھک جاتی ہے ملاحظہ ہو۔ دیوبندیوں وہابیوں کے بانیٔ اسلام ثانی مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب مولوی اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان کے متعلق سوالات کے جواب میں لکھتے ہیں:——

"تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردّ شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اُس کو رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے"[1]

گویا کہ دیوبندیوں کے دل کو امام ربانی مجدد الف ثانی سرکار سرہند قدس سرہ کی بات نہیں لگتی۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے اقوال سے ان کا دل اُچٹتا ہے طبیعت اُلجھتی ہے مگر قتیل دہلوی شہید لیلیٰ نجد بانیٔ وہابیت مولوی اسماعیل کی کتاب میں ان کے اقوال پر عمل کرنا عین اسلام ہے۔ انصاف پسند قارئین کو اچھی طرح معلوم ہو گیا ہوگا کہ دیوبندیوں کا ہمارے بزرگوں کا نام لینا محض دھوکہ دینا ہے۔

طرفہ تماشہ: مسٹر پروفیسر پی ایچ ڈی ڈگری حاصل کرنے کے باوجود جاہل ہی رہا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا جو ارشاد اس نے نقل کیا ہے اُس کے آخری الفاظ یہ ہیں جو اس نے بطور ماحصل نقل کیے ہیں:——

"اس وقت کے صوفی اگر انصاف پر آئیں اور اسلام کی کمزوری اور جھوٹ کا پھیلاؤ دیکھیں تو سنت کے علاوہ کسی چیز میں اپنے پیر کی

[1] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۳۵۱ ۔

کی پیروی نہ کریں ۔"[1]

گویا کہ پیروں (مشائخ طریقت) کا طرزِ عمل سنّت کے منافی ہے اور بزعم خود مانچسٹروی سنّت کا بہت بڑا محافظ و شیدائی ہے اور یہ معلوم ہی نہیں کہ یہ اپنے دَور کے یعنی آج کل کے پیروں کی بات کر رہا ہے یا حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ کے عہد مبارک کے صوفیاءِ عظام اور پیرانِ طریقت کی بات ہو رہی ہے ۔ ـــــ بہرحال موضوع زیرِ بحث فاتحہ ایصال ثواب وغیرہ سے ہٹ کر اگرچہ یہ حوالہ محض اس نے کج بحثی کے لیے بے موقع نقل کر ڈالا اور اس سے اس مقصد کا وحید صرف یہ ہے کہ اولیاءاللہ پیرانِ طریقت کی پیروی نہ کی جائے مگر اس باب میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور اُن کے استادِ گرامی مولوی محمد یعقوب صاحب دیوبندی کا فیصلہ سن لیں ۔ مولوی تھانوی صاحب رقمطراز ہیں کہ : ـــــ

"میں نے طالب علمی کے زمانہ میں کسی کتاب میں دیکھا تھا کہ ایک پیر نے ایک مرید سے پوچھا کہ تم خدا کو جانتے ہو ۔ مرید نے کہا میں خدا کو کیا جانوں میں تو تم کو جانوں مجھ کو (تھانوی کو) اس پر بڑا غصہ آیا کہ بڑا ہی جاہل اور ایمان سے دُور تھا میں نے یہ قصہ (اپنے استاد) مولانا محمد یعقوب صاحب سے عرض کیا کہ حضرت ایسے ایسے بھی جاہل ہیں ۔ مولانا نے فرمایا کہ کیا تم خدا کو جانتے ہو ؟ تب میری آنکھیں کھلیں فرمایا میاں کسی اللہ والے ہی کو پہچان لے یہ ہی بڑی نعمت ہے ۔"[2]

تھانوی صاحب کی تو اس واقعہ سے آنکھیں کھل گئی تھیں ، مگر ہمیں یقین ہے کہ مانچسٹروی پی ایچ ڈی کی آنکھیں گنگوہی صاحب

[1] مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب ۲۳ [2] الافاضات الیومیہ حصہ ۴ ص ۲۹۱

کی طرح بند ہو جائیں گی ۔ حضرت مجدّد صاحب کے قول سے مُلاں مانچسٹروی جی یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ سنّت کے علاوہ پیروں کی بات نہ مانی جائے ، لیکن تھانوی صاحب کے اُستادِ گرامی مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی ایسے شخص کے اس قول کی تائید و حمایت کر رہے ہیں جو کہہ رہا تھا کہ : ـــــ

"میں خدا کو کیا جانوں اے پیر صاحب میں تو تم کو جانوں ۔"

یہ ہے وہ کہ پڑھ کر مولوی تھانوی صاحب کی تو آنکھیں کھل گئی تھیں مگر مانچسٹروی مُلاں کی عقل کے طوطے اُڑ جائیں گے ۔ مُلاں مانچسٹروی کے دماغ میں لاوا پک رہا ہے کہ مشائخ طریقت پیرانِ عظام کے اقوال من گھڑت اور سنّت و شریعت کے منافی ہوتے ہیں لہٰذا وہ حضور سیّدنا غوث اعظم شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی ۔ سیّدنا داتا گنج بخش علی ہجویری ۔ سیّد سلطان ہند خواجہ اجمیری قدست اسرارہم جیسے مسلّمہ اکابر اولیاء اللہ سے نفرت دلانے کے لیے یہ پاپڑ بیل رہا ہے کہ پیروں کی پیروی نہ کریں ۔ مگر اس کا کیا کیجئے سنیئے اور سر دھنیئے ۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے سوانح نگار تذکرۃ الرشید کے مرتب مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی خود گنگوہی جی کا قول نہیں بلکہ فرمان شاہی نقل کرتے ہیں : ـــــ

"آپ (مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی) نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے "سُن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر ۔"[1]

[1] تذکرۃ الرشید دوسرا حصہ صفحہ ۱۷ ؛

صرف یہ ایک مولوی عاشق الٰہی میرٹھی ہی نہیں بلکہ ؏

جو تیرے کوچہ میں ہے اے جاں کفن بردوش ہے

شیخ الہند دیوبندی مولوی محمود الحسن دیوبندی مرثیہ گنگوہی میں لکھتے ہیں:

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جاہ ہو گیا گمراہ ؎
وہ اب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی

وضاحت کی ضرورت نہیں اشعار عام فہم ہیں۔ آگے لکھتے ہیں کہ جس طرف گنگوہی صاحب مائل ہو جاتے حق بھی اُدھر ہی دائر ہو جاتا۔ گویا حق و ہدایت مولوی گنگوہی صاحب کے اشارہ ابرو کے منتظر ہوتے لکھتے ہیں: ؎

جدھر کو آپ مائل تھے اُدھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی [1]

پروفیسر مانچسٹروی اس وادی میں مدت مدید سے دھکے کھا رہے ہیں بریلویت پر لکھنے کا جنون اور خبط اُن پر رات کی نیند حرام کیے ہوتے ہے انہیں کچھ معلوم نہیں دُنیا میں کیا ہو رہا ہے ان کے اکابر کی کتب میں کیا بھرا پڑا ہے: ؎

نجد کا کوڑا نجد کا گند ✻ دیوبند دیوبند

اپنے اکابر کے اقوال بالا ذہن نشین کر کے اب مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوب شریف سے مطابقت کر کے خود بتلائے کہ بدعت کے اندھیروں میں کون گم ہے اور سُنت کا نُور کون بڑھا رہا ہے — ؟ سرکار سرہند قدس سرہٗ کے قطعاً بے محل و بے موقعہ ارشاد نقل کرنے کے بعد دیوانگی کے عالم میں صفحہ ۲۸ پر پھر دوبارہ سہ بارہ ایصال ثواب

---

[1] مرثیہ گنگوہی صفحہ ۸، ۹ ؎

کو موضوع سخن بناتا ہے ممکن ہے کوئی اور ڈھکوسلا یاد آگیا ہو گا فکری اضطراب ہر سطر اور نفس مضمون سے پھوٹا پڑتا ہے۔ ؏

بے قراری تجھے اے دل کبھی ایسی تو نہ تھی

قرآن مجید پڑھنے کا ثواب

عنوان تشنہ ہے عنوان ہے تنگی اس کے جلو میں ہے۔ مولانا احمد رضا خاں یہ کہتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں وہ کہتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں یوں کہتے ہیں۔ جی ہاں! کیا تمہاری طرح بلا دلیل و ثبوت کہتے ہیں۔ — گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی، محمود الحسن، انور کاشمیری وغیرہم نے اُن کا زمانہ پایا اور دم نہ مار سکے اور آج ملاں مانچسٹروی کے مُنہ سے ماں کے دودھ کی بُو نہیں گئی یہ بے چارہ کہتا ہے مولانا احمد رضا خاں یوں کہتے ہیں، مولانا احمد رضا خاں یہ کہتے ہیں۔ ذرا دَم خم ہے تو نصوص قرآن و حدیث سے مولانا احمد رضا خاں کے اقوال و ارشادات کا رد کرو۔ عبارتوں میں کتر بیونت الفاظ اور مفہوم میں ہیرا پھیری سے کام نہیں چلے گا۔ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ —

دروغ گو را حافظہ نباشد

یہ صحیح ہے کہ جھوٹے آدمی کا حافظہ نہیں ہوتا اس کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ یہ ختم فاتحہ کی بحث میں ایسا اُلجھا ہے کہ ہوش و حواس کھو بیٹھا ہے اس کو خبر ہی نہیں کہ اس کا قلم کیا گھسیٹ رہا ہے۔ مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۲ جلد اوّل پر لکھتا ہے: —

''اِن (سنیوں بریلویوں) کے عقیدہ میں نیکیوں کا ثواب نہیں پہنچتا —
لذتیں اور ذائقے پہنچتے ہیں۔''

اور اسی جلد اوّل کے صفحہ ۲۸ پر بدحواسی کے عالم میں لکھتا ہے: —

"اس مسئلہ میں سُنّی بریلوی اور دیوبندی وہابی دونوں متفق ہیں کہ قرآن مجید پڑھنے کا ثواب حسب نیت مردوں کو پہنچتا ہے۔"

خرد ماغی : اثر خامہ مطالعہ بریلویت کی مزید خرد ماغی ملاحظہ ہو سیدنا امام اہلسنّت اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی اس عبارت :-

"مسلمانوں کو دُنیا سے جانے کے بعد جو ثواب قرآن مجید کا تنہا یا کھانے کے ساتھ پہنچاتے ہیں اسے فاتحہ کہتے ہیں۔ اولیاء کرام کو جو ایصالِ ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں۔"

اس بارے میں لکھتا نہیں بلکہ بکتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے یہاں اولیاء اللہ کو مسلمانوں کے مقابلے میں ذکر کیا ہے کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے ــــــ ؟

یہ ہے اس بدبخت کی وسیع النظری اسی زعم جہالت و حماقت میں یہ تاریخی فکری اور تحقیقی جائزہ پیش کر رہا ہے۔ سچ ہے۔ ؏

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے

اس شخص کو اتنا معلوم نہیں کہ اولیاء اللہ، اللہ کے دوست کے محبوب ہوتے ہیں یہ مسلمانوں کی ایک اعلیٰ قسم ہے۔ اس نامراد کی یہ بکواس بھی کسی علم و تحقیق کا حصہ ہے کہ کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے۔ مولانا احمد رضا خاں نے اولیاء اللہ کو مسلمانوں کے مقابلے میں ذکر ہے۔ یہ بے چارہ یہی کچھ سمجھ سکتا تھا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ختم فاتحہ کے خلاف کتاب و سنت سے دلائل و شواہد پیش کرتا مگر بے چارہ علمی بے بضاعتی کے باعث بال کی کھال بنا رہا ہے۔ درحقیقت اس بدحواس کو اولیاء اللہ کی نذر و نیاز ذہنی گوارا نہیں ــــــ ۔

انہونی منسوب کرنا

انہونی منسوب کرنا مصنف مطالعہ بریلویت کا خاص فن ہے اور بے حیائی سے اس کا

مسلسل مظاہرہ کیے جا رہا ہے صفحہ ۲۹ کی ایک سُرخی ہے "اہل میت کے کھانے کی شرعی حیثیت" جل بھُن کر لکھتا ہے :ــــــ

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے اپنے عزیزوں کو وصیت کی کہ فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔"

سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ کی عبارت مبارکہ سے یہ الفاظ کانٹ چھانٹ کر نقل کرکے اپنی موٹی عقل اور اُلٹی کھوپڑی سے یہ تاثر دینا چاہا کہ فاتحہ ہفتہ میں دو تین دفعہ تو ہر دوسرے دن کرنی ہوگی۔ اعزہ کی خانصاحب کی وفات کا آخر تین دن تو سوگ رہا ہوگا اور ان دنوں میں بھی ان کو کھانوں کی تیاری کرنی پڑی ہوگی۔

اس کو کہتے ہیں ماروں گھُٹنا پھُوٹے آنکھ۔ اس بے چارے جہالت کے مارے نے یہ سمجھ لیا کہ حضور اعلحضرت علیہ الرحمۃ کی وصیت کے فوراً بعد فاتحہ کے کھانے پکانے شروع کر دیئے گئے ہوں گے حالانکہ سیدنا اعلحضرت قدس سرہُ العزیز نے اہل میت کے گھر دعوت و ضیافت کی ممانعت پر مستقل کتاب جلیُّ الصّوت ۱۳۱۰ھ تاریخی نام سے ارقام فرمائی جس میں مسند امام احمد۔ سنن ابن ماجہ۔ فتاویٰ خلاصہ۔ فتاویٰ سراجیہ۔ فتاویٰ ظہیریہ۔ فتاویٰ تاتارخانیہ۔ فتاویٰ ہندیہ۔ فتاویٰ قاضی خاں۔ شرح ہدایہ وغیرہم ۲۵ کتب کے اہم و جلیل حوالوں سے اہل میت کے گھر اس دعوت کو ناجائز و بدعت شنیعہ قبیحہ قرار دیا۔ مصنف نے جو حوالہ پیش کیا وہ بھی سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف جلی الصّوت کا حوالہ ہے جو سنن ابن ماجہ سے نقل کیا ہے کہ :ــــــ

كنا نرى الاجتماع الى اهل الميت وصنعة الطعام من النياحة (سنن ابن ماجہ رواہ احمد ص۱۱۶) یعنی ہم (صحابہ کرام) اہل میت کے ہاں جمع ہونے اور کھانا تیار کرنے کو جاہلیت کے

دَور کا ماتم سمجھتے ہیں۔

حضرات صحابہ کرام تو اہلِ میت کے ہاں دعوت اور کھانوں کو دَورِ جاہلیت کا ماتم فرما رہے ہیں لیکن دیوبندی وہابی فرقہ میں ماتم ویسے معمول ہے اور یہ ماتم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرنے پر کیا گیا۔ مولوی محمود الحسن شیخ الہند دیوبند خود لکھتے ہیں ؎

فرقِ درجات کا قصہ تو جُدا ہے لیکن
عام تھا عالمِ اجسام میں اس کا ماتم [1]

عالمِ تخیلات یا عالمِ ارواح یا عالمِ برزخ کی بات نہیں بلکہ عام تھا عالمِ اجسام میں ان کا ماتم شیعہ رافضی آگ پر ماتم کرتے ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کی موت پر دیوبند میں آگ پر بھی ماتم ہوا اور آگ پر یہ ماتم اس وقت کے مہتمم مدرسہ دیوبند مولوی محمد رفیع صاحب اور صدر مدرس مدرسہ دیوبند مولوی محمد یعقوب نانوتوی نے کیا۔ سنیے۔ ؎

لوٹتے آگ پہ تھے حضرت یعقوب و رفیع
خون آنکھوں سے بہاتے تھے رشید عالم [2]

بہر حال اہلِ میت کے ہاں کھانا پکانا دعوتیں اُڑانا سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت یا دیگر علماء میں سے کسی نے بھی جائز نہیں بتائیں۔ اور مخالفت پر خود سرکار اعلیٰحضرت کی متعدد کتب و فتاویٰ موجود ہیں لہٰذا اس ضمن میں بلا ضرورت کج بحثی کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کیا گیا۔ اسی ضمن میں "ختم میں ستر ہزار چھوہارے" کا جواب ہم قبل از دھاکہ کے رد میں اپنی جامع و ضخیم کتاب قہرِ خداوندی میں ص۱۵ پر مفصل دے چکے ہیں جس کا جواب مصنف دھاکہ اور اثر خامہ مطالعہ بریلویت سے

---

[1] مرثیہ گنگوہی صفحہ ۱۹ [2] ایضاً ؛

نہ ہوا نہ ہو سکے گا انشاء اللہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے عرفان شریعت میں صاف صاف فرمایا ہے :-----

"کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں ہے"۔

اس کے بعد فرمایا ستر ہزار عدد ہوں کیونکہ خود مولوی محمد قاسم نانوتوی بھی تحذیر الناس ص۳۰ میں لکھتے ہیں :-----

"حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہو گیا آپ نے سبب پوچھا بروئے مکاشفہ اُس نے کہا اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں حضرت جنید نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا تو یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اس کی اطلاع نہ دی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ (مرید) جوان ہشاش بشاش ہے آپ نے پھر پوچھا اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔"

سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا مقصد بھی ستر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھوانا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا ہے۔ بتایا جائے ستر ہزار یا پچھتر ہزار یا ایک لاکھ مرتبہ کلمہ شریف چھوہاروں پر تو کیا سونے کی ڈلیوں پر پڑھ کر بخشا جائے ثواب پہنچایا جائے تو اس میں اثر خامہ مطالعہ بریلویت کو کیا کھاتا ہے ؟ کیا وہ یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں کی بخشش و نجات نہ ہو سب اس کے ساتھ جہنم میں رہیں اور پھر ستر پچھتر ہزار کلمہ شریف پڑھنے کی نصوص قرآن و حدیث میں کہاں ممانعت ہے ----- ؟ آخر اُلٹی سمت میں مصنف مطالعہ بریلویت کو دماغ لڑانے کی کیا ضرورت ہے اور یہ کیوں بکتا ہے کہ اتنے چھوہاروں کی دستیابی کیسے ہو گی ----- پھر اتنے چھوہارے رکھے کہاں جائیں گے اور کہاں سمائیں گے ----- اصل چھوہارے ہی قبر میں بھیجے ہیں یا ثواب بھیجنا ہے ----- انہیں دفن کرنے میں کیا دقت

نہ ہوگی کہاں رکھا جائے گا کیسے تقسیم کیا جائے گا ___ ؟
آخر ملّاں مانچسٹروی کو کیوں درد لاحق ہے اور کیوں چھوہاروں کا غم کھائے جا رہا ہے ___ کیا مانچسٹروی کو یہ ڈر ہے کہ اُسے خچر رہڑے میں جوت کر ستر ہزار چھوہاروں کا دس من ۲۷ سیر ۸ چھٹانک وزن اُس پر لادا جائے گا اور اس کی گردن پر رکھ کر مجلس فاتحہ خوانی یا قبرستان پہنچایا جائے گا یا باربرداری کے لیے گدھا گاڑی میں جوتنے کے لیے ڈاکٹر پروفیسر خالد محمود پی ایچ ڈی کی خدمات حاصل کی جائیں گی اور اتنے وزن سے پروفیسر ڈاکٹر مانچسٹروی جی کی لید نکل جائے گی اور اثر خامہ صاحب سے یہ اتنا بوجھ نہ کھنچا تو پھر اس پر ڈنڈے اور کوڑے بھی برسیں گے آخر ملاں مانچسٹروی جی کو غم ہے تو کس بات کا ہے ___ ؟ آخر کیوں

نیند رات بھر کیوں نہیں آتی

سُنّی بریلوی کھانے

پروفیسر مانچسٹروی نے پی ایچ ڈی کی ڈگری مداری یا بازیگری کے فن میں حاصل کی ہوگی۔ مسخرہ پن تمسخر کا اس جنونی ذہن اور افکار پر غلبہ ہے ختم فاتحہ ایصال ثواب نذر و نیاز کا مذاق اڑاتے ہوئے صفحہ ۳۰ تا صفحہ ۳۴ پر حسب ذیل سرخیاں جمائی ہیں اور خاص مراثیانہ انداز میں یہ عنوان قائم کیے ہیں : ___

ختم میں ستر ہزار چھوہارے ___ سوم کے چنے بتاشے ___ شب برات میں حلوہ ___ حلوے کے پسند کرنے کی وجہ ___ غذا مرغن اور غیر مرغن میں فرق ___ ختم کے بریلوی آداب ___ کھانا سامنے رکھنا۔ کھانا آگے رکھنا کو ضروری سمجھنا ___ ختم کے کھانے پر اغنیا کا جمع ہونا ___ کھانا قبروں پر لے جانا ___ ایصالِ ثواب کے لیے دنوں کا تعین۔
مذکورہ بالا عنوانات کے تحت مصنف نے کوئی معقول مواد مسلّم

کتب سے پیش نہیں کیا محض زبانی جمع خرچ سے کام لیا ہے۔ اسی طرح صفحہ ۱۲ پر سیدنا اعلحضرت امام اہلسنت کی وصیت کے ضمن میں بھی کھانوں کا ذکر کیا گیا حالانکہ یہ سب کی سب حلال طیب و طاہر اشیاء ہیں جو امام اہلسنت سرکار اعلحضرت قدس سرہٗ نے اپنے اعزہ اپنے اہل خانہ کے لیے لگائیں کہ ان پر فاتحہ پڑھ کر غربا و فقراء کو دیں ___ یہ ہیں سُنّی بریلوی کھانے اب ایک نظر دیوبندی وہابی کھانے بھی ملاحظہ ہوں : ___

دیوبندی وہابی کھانے

(۱) زاغ معروفہ یعنی مشہور کالا دیسی کوا کھانا ثواب ہے[1]

(۲) ہندو تہوار ہولی یا دیوالی کی کھیلیں یا پوری کچوری یا اور کچھ کھانا درست ہے[2]

(۳) گائے کی اوجھڑی اور بکرے کے کپورے کھانا درست ہے[3]

(۴) ہندوؤں کی سُود کی رقم سے لگائی پیاؤ سے پانی پینے میں مضائقہ نہیں[4]

(۵) تیز میٹھے کی چاء (۶) قلمی آم۔

(۷) الہ آبادی دمریزی امرود۔

(۸) شیریں لوکاٹ (۹) ملائم آڑو[5]

(۱۰) ککڑی[6] (۱۱) لاہور کے سردے[7]

(۱۲) مدرسہ دیوبند کے جشن صد سالہ کے موقع پر سنجے گاندھی کی طرف سے فراہم کیے گئے کھانے کے پچاس ہزار پیکٹ وغیرہ

---

۱ فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۹۶ ۲ ایضاً ص ۲۷۴ ۳ فتاویٰ رشیدیہ مجتبائی چھاپا۔
۴ فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۷۴ ۵ تذکرۃ الرشید حصہ ۲ ص ۱۷۔
۶ ارواح ثلاثہ ص ۲۱۷ ۷ الجمعیۃ دہلی شیخ الاسلام نمبر۔

انصاف پسند قارئین کرام! سنی بریلوی کھانے بھی ملاحظہ فرمالیں
اور محدود چند چھلوں کے سوا دیوبندی وہابی کانگریسی کھانے بھی ملاحظہ
فرمالیں۔ پسند اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا۔ مگر حیرت ہے کہ مسٹر بانچسٹروی نے
اپنے اکابر کے ان کھانوں کا تو استہزاء نہیں اڑایا۔ اور ہم نے بحوالہ
کتب اکابر دیوبند سے پچھلے صفحات مختلف النوع کھانوں پر اور
مُفت کے مال پر ٹوٹ پڑنے کی شہادتیں اور شواہد پیش کیے وہ اکابر
دیوبند کی من پسند تخصیصات کی عکاسی کرتے ہیں۔ ختم فاتحہ سے متعلق
ٹھٹھہ و تمسخر اُڑانے کے بعد تھک ہار کر خود اقرار کرتا ہے اور لکھتا ہے
مولانا احمد رضا خاں اقرار کرتے ہیں: "شریعت میں ثواب پہنچانا
ہے دوسرے دن ہو یا تیسرے دن باقی یہ تعین عرفی ہیں جب چاہیں کریں
انہی دنوں کی گنتی ضروری جاننا جہالت ہے۔" [1]

جب اس عقیدہ شدید کو خود مسلم ہے کہ سیدنا اعلیحضرت امام احمد
رضا علیہ الرحمۃ یہ فرما رہے ہیں تو خاص اس موضوع ختم فاتحہ پر یہ
۲۰، ۲۵ صفحات اپنے نامہ اعمال کی طرح کیوں سیاہ کیے ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اس کے اس اقرار سے اس کے اپنے کیے کرائے پر پانی پھر گیا
اور اس نے اپنے منہ پر خود تھوک لیا۔

نوٹ: اس عبارت منقولہ بالا کو جب ہم نے فتاویٰ رضویہ
جلد ۲ ص ۳۰۰ سے ملایا تو مصنف مطالعہ بریلویت کی یہ معمولی سی خیانت
پائی کہ تعیینِ عرفی کی بجائے تعیین عرفی کر دیا گیا تھا۔

علامہ بیرونی اور ہندوؤں کا حوالہ

مصنف مطالعہ بریلویت نے

[1] فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۰ ۔

سلطان محمود غزنوی کے زمانے میں ہندوستان آنے والے کسی علامہ
بیرونی کا حوالہ بھی دیا ہے۔ یہ علامہ بیرونی اس علامہ اندرونی کے کیا لگتے
تھے۔ محمود غزنوی نے ہندوستان پر سترہ حملے کیے تھے یہ کس دَور میں
سلطان محمود غزنوی کے ساتھ آئے تھے ___؟ ان علامہ بیرونی کی تفسیر
حدیث و فقہ اور کتب احادیث پر حواشی کے باب میں کیا خدمات ہیں ___؟
اور ان صاحب کا انڈیا نزول فرمانے کا مقصد کیا تھا ___؟ کیا وہ اُردو
دان تھے انہوں نے کتاب الہند اُردو میں تحریر فرمائی یا فارسی میں ___؟
اگر اُردو میں ہے تو کیا ثبوت ہے کہ وہ اُردو میں تصنیف و تالیف کا ملکہ
رکھتے تھے ___ اگر فارسی یا عربی میں ہے تو مترجم کون ہے۔ یہ سب
ایسے راز ہیں عبارت میں یہ الفاظ بھی معلوم نہیں کون سے علامہ بیرونی کے ہیں
لیکن تصرف علامہ اندرونی کا ہے ___؛ البتہ علامہ بیرونی کے ساتھ
سلطان محمود غزنوی کا نام مصنف نے بڑے طمطراق سے رُعب جمانے
کے لیے تحریر کیا ہے جیسے علامہ بیرونی کو سلطان محمود غزنوی نے خصوصی
طور پر ختم فاتحہ کا سپیشلسٹ سمجھتے ہوئے ایصال ثواب کا شعبہ علامہ
بیرونی کے سپرد کیا ہو ___۔

کھودا پہاڑ نکلا چوہا

علامہ بیرونی نے لکھا کیا ہے یا اُن سے یہ الفاظ منسوب ہیں: ___

"ہندوؤں کے ہاں مختلف میتوں کے بڑے ختم کے دن مختلف
ہیں۔ برہمن کے لیے گیارہواں دن ___ کھتری کے لیے تیرھواں دن ___
ویش کے لیے جو کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں پندرہواں دن اور شودر
جیسی اقوام کے لیے تیسواں یا اکتیسواں دن مقرر ہے۔ ان کے ہاں ختم
کو سرادھ کہتے ہیں۔ سرادھ کا کھانا تیار ہو جائے تو اس پر پنڈت کو بلوا
کر کچھ وید پڑھواتے ہیں۔" (کتاب الہند ص ۲۸۲)

بتایا جائے مسلمانوں کی ختم فاتحہ ایصال ثواب میں اور ہندوؤں کے اس ختم میں (اگر فی الواقع ہو بھی سہی) کیا قدر مشترک ہیں؟ بقول علامہ بیرونی یا بر بنائے خیانت علامہ اندرونی مانچسٹروی اگر ہندو ختم کرتے بھی ہیں تو ان کے ختم کا نام سرادھ ہے۔ ہم مسلمان ختم فاتحہ اور ایصال ثواب کہتے ہیں۔ ہندو محولہ بالا عبارت کے مطابق ذات برادری اور پیشہ کی سطح پر دن مقرر کرتے ہیں بلکہ ہمارے ہاں کوئی دن شرعاً مقرر نہیں ہمارا تعیین عرفی ہے ـــــ ہندو پنڈت وید پڑھتا ہے ہم قرآن مجید پڑھتے پڑھاتے ہیں تو دونوں میں یکسانیت اور مماثلت و مطابقت کہاں ہوتی ـــــ؟ ممکن ہے علامہ اندرونی کل کلاں کو علامہ بیرونی سے یہ کہلوا دیں کہ اجی یہ مسجدوں کی رسم ہندوؤں سے آئی۔ پہلے ہندو عبادت پوجا کے لیے مندر بناتے تھے مسلمان مسجدیں بنانے لگے ـــــ ہندوؤں کے مندر کا ایک گنبد ہوتا تھا مسلمان دو مینار بناتے ہیں ـــــ ہندوؤں کے مندر میں پنڈت ہوتے تھے مسلمانوں کی مسجد میں حافظ و مولوی ہوتے ہیں ـــــ ہندوؤں کے مندر میں وید ہوتی تھی اور مسلمانوں کی مسجد میں قرآن مجید ہوتے ہیں ـــــ مندروں میں بھی منہ ہاتھ پاؤں دھونے کے لیے ٹونٹیوں کا انتظام ہے مسلمانوں کی مسجدوں میں بھی وضو کے لیے پانی کا انتظام ہے لہذا مسجدوں کی رسم معاذ اللہ ہندوؤں سے مسلمانوں میں آئی ہے۔ یہ ہندوؤں کی نقالی اور ہندوؤں کی تقلید ہے لہذا مسجدیں بنانے کا سلسلہ بند کرو اور ہندوؤں کی پیروی سے بچو ـــــ تو ایسے بے بصیرت کج فہم آدمی کو ہر ذی شعور پرلے درجے کا پاگل ہی قرار دے گا ـــــ اسی طرح علامہ بیرونی ہو یا جاہل اندرونی اس قسم کی لایعنی مثال پیش کرنے پر بدھو قرار پائے گا۔ اور ان کی اس بات میں کچھ وزن بھی نہیں مانا

جائے گا ـــــ مسلمانوں کا اپنا طرز عمل ہے ہندوؤں کا اپنا طریقہ ہے بالفرض مماثلت بھی ہو تو کیا ہندو مسلمان ایک شکل و صورت کے نہیں ہوتے۔ ہندوؤں کا بھی سر ہوتا ہے اور مسلمانوں کا بھی ـــــ ہندوؤں کے بھی آنکھ ناک کان ہوتے ہیں مسلمانوں کے بھی ـــــ ہندوؤں کا بھی پیٹ منہ ہوتا ہے مسلمانوں کا بھی ـــــ ہندوؤں کے بھی ہاتھ پاؤں ہوتے ہیں مسلمانوں کے بھی ـــــ بتایا جائے کہ مسلمان ان تمام چیزوں سے فارغ ہو جائیں ـــــ؟ ہاتھ پاؤں آنکھ ناک کان سب کچھ کٹوا دیں ـــــ؟ ہے

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

قبروں پر کھانا لے جانا

بزعم خود مُصنّف نے کہیں سے نقل مار کر ردالمحتار جلد اول صـ ۸۴۲

اور علامہ نووی کی شرح منہاج سے بھی دو عبارتیں صـ ۳۵ پر نقل کی ہیں دونوں عبارات میں کھانا قبروں پر لیجانے کی ممانعت مذکور ہے سچے پکے امام اہلسنت سیدنا اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احکام شریعت ـــــ فتاویٰ رضویہ اور مختلف رسائل و تصانیف میں بار بار ارقام فرمایا ہے۔ سرکار اعلحضرت احکام شریعت میں جلد ا صفحہ ۲۷ پر فرماتے ہیں: ـــــ

"فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا ویسا ہی منع ہے جیسے چراغ رکھ کر جلانا اور اگر قبر سے جُدا رکھیں تو حرج نہیں"

اس صریح وضاحت کے باوجود نفس مضمون کے اعتبار سے ردالمختار اور شرح منہاج کے جزئیات نقل کرنا محض اپنی کتاب کی ضخامت بڑھانے کے لیے ہی ہو سکتے ہیں اور پھر ردالمختار کی عبارت کے ترجمہ میں قرآن

خوانی ـــــ دعوت قراء وصلحا کو ختم قرآن کے لیے جمع کرنا ـــــ یہ الفاظ ردالمحتار کی عبارت کے کس لفظ کا ترجمہ ہیں ـــــ؟ ردالمحتار کی عبارت اس وہابی افکار کو ٹھونسنا کہاں کی دیانت ہے۔ جب قبروں پر کھانا رکھنے یا لے جانے کے ہم اہلسنّت قائل ہی نہیں اور امام اہلسنّت قدس سرہٗ بھی اس کی ممانعت پر تصدیق فرما رہے ہیں تو پھر اس موضوع پر زور آزمائی کی ضرورت ہی کیا ہے؟

انتہائی تعصب کی حد یہ کہ مُصنّف نے ص۳۷ پر مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر سوم ص۱۷ سے ایک قطعی غیر متعلق عبارت جو عورتوں کے نفلی روزوں کے افطار میں بعض کھانوں اور طریقوں سے متعلق ہے ختم فاتحہ کے ردّ میں نقل کر ڈالی اور سادہ لوح عوام کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کی کوشش کی۔ اس عبارت کا ماحصل تو یہ ہے۔ جو عورتیں اپنے پیروں کے ایصال ثواب کے لیے روزے رکھتی ہیں۔ دنوں کا تعین، افطار کے لیے کھانوں کی تخصیص، شنیع طریقوں کا تعین آخر کیوں کرتی ہیں۔ اور بس اس حوالہ کا ختم فاتحہ سے کیا تعلق ہے قطعاً بے محل و بے موقع حوالہ و عبارات نقل کر کے مصنف اپنی علمی بے بضاعتی کا خود پردہ چاک کر رہا ہے ـــــ۔

ضروری وضاحت

جو مسئلہ ختم فاتحہ ایصال ثواب وغیرہ میں سیدنا اعلحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ دیگر علماء اہلسنّت کی کافی سے زیادہ کتب و رسائل میں ہے جن کا جواب آج تک مخالفین کی طرف سے نہ آیا نہ آسکتا ہے۔ مثلاً سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ کا رسالہ مبارکہ الحجۃ[1] الفاتحہ اور اتیان[2] الارواح ـــــ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف کشف الحجاب عن[3] مسائل ایصال الثواب ـــــ حضرت

علامہ مفتی الحاج احمد یار خاں نعیمی بدایونی علیہ الرحمۃ کی جاء الحق حصہ اوّل میں ختم فاتحہ کا مستقل ایک[4] باب ـــــ حضرت مولانا عبد السمیع صاحب علیہ الرحمۃ کی انوار[5] ساطعہ ـــــ حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی مدظلہ العالی کی جامع تصنیف اثبات ایصال[6] ثواب ـــــ حضرت مولانا مفتی محمد حسین رضوی شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر کا رسالہ فاتحہ خوانی کا طریقہ ـــــ مولانا مفتی نظام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے جامع الفتاوٰی میں فاتحہ خوانی کا ایک مستقل باب اور دیگر رسائل موجود ہیں اس لیے ہم نے زیادہ دلائل و حوالہ جات نقل نہیں کیے ضرورت بھی نہیں اختصار مانع ہے ہم نے صرف مخالفین کے محض اعتراضات کے جوابات پر اکتفا کیا ہے، حالانکہ ان سارے اعتراضات کی ضد میں خود اکابر دیوبند بھی آتے ہیں حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا حوالہ اوپر گذرا اور وہابیت کے پیشوائے اعظم فرقہ دیوبندیت مولوی اسماعیل قتیل بالاکوٹ کا ناقابل تردید اینٹی حوالہ نقد حاضر ہے۔ لکھتے ہیں : ـــــ

مولوی اسماعیل قتیل سے ختم فاتحہ کا ثبوت

"نہ پندارند کہ نفع رسانیدن

باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنی بہتر و افضل است"[1]

یعنی کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مردوں کو طعام اور فاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا اچھا نہیں کیونکہ یہ بات بہتر و افضل ہے (صراط مستقیم)

اس سلسلہ میں اکابر دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کے رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ اور امداد المشتاق سے بھی فاتحہ خوانی کے مسئلہ میں ہماری پُر زور و پُر جوش تائید ملتی ہے۔ مُصنّف مطالعہ بریلویت نے اپنے خصوصی انداز تحکم

---

[1] صراط مستقیم صفحہ ۷۸ :

میں مختلف بزرگوں کی مختلف تاریخوں میں فاتحہ خوانی کا بڑا مذاق اُڑایا ہے صفحہ ۳۷ پر اپنی عامیانہ لفاظی کا تماشہ دکھاتے ہوئے لکھتا ہے یہ عقیدہ کہ حضرت پیران پیر گیارھویں کے ختم میں کھیر ہی پسند کرتے ہیں ـــــ حضرت بُو علی قلندر کے ختم میں سرمنی چاہیے ـــــ شیخ سدو کے لیے کلکلے چاہئیں ـ حضرت امام جعفر کے لیے کونڈوں میں حلوہ اور پوریاں ہوں ـــــ شاہ مدار کو مالیدہ بھیجنا چاہیے۔ وغیرہ وغیرہ ـــــ ۔

اگرچہ اس قسم کی فرمائشی فاتحہ کا اکابر اہلسنت یا مذکورہ بالا مشائخ طریقت سے قطعاً کوئی ثبوت نہیں جس چیز پر بھی استطاعت ہو فاتحہ دلائی جا سکتی ہے یہ سب ایجاد بندہ مانچسٹر ہے ـــــ ۔

حاجی امداد اللہ کا فیصلہ کن فیصلہ

اکابر دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی ۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ۔ مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہم کے مسلم پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اپنے شہرۂ آفاق "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں فیصلہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں : ـــــ

"نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اس میں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقلید ہیئت کذائیہ ہے تو حرج نہیں جیسا کہ بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنے کا فقہاء محققین نے جائز رکھا ہے جو تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے" (پھر فرماتے ہیں) "جیسے کہ نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و زبان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اگر یہاں بھی زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جاوے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار

قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بھی اُمید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا تو جمع بین العبادتین ہے" پھر فرماتے ہیں "اور گیارھویں حضرت غوث پاک کی دسواں بیسواں چہلم ششماہی، سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ عبدالحق اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر، حلوہ شب برأت و دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں[1] ۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا عمل

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی پر علماء دیوبند غیر مقلد تک ایمان و عقیدہ رکھتے ہیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کے جد و کرام میں سے ہیں ان سے بھی فیصلہ کراتے چلتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں خود ان کے عمل تیجہ یعنی ختم سویم ہونا ثابت ہے لکھا ہے : ـــــ

"روز سویم ہجوم مردم آں قدر بود کہ بیرون از حساب است ہشتاد و یک کلام اللہ بشمار آمدہ و زیادہ ہم شدہ باشد کلمہ را حصر نیست واللہ اعلم[2]"

یعنی تیسرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے۔ اکیاسی ختم قرآن مجید شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوتے ہوں گے۔ کلمہ طیبہ کا تو اندازہ نہیں ـــــ "

○ اور اس سے متصل اسی ملفوظات میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں : ـــــ

---

۱ فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۷ ۲ ملفوظات صفحہ ۸۰

"بازاز ابتدائے کرامت شب براءت فرمود کہ در شب پانزدہم شعبان بعد عشا قریب سنہ وصال بنجانہ آمدہ بود کہ ناگاہ جبرئیل آمد گفت آں روز شب مبارک وتقسیم براءت یک سالہ ست برخیز و برائے مُردگان مدفونان جنت البقیع در آنجا رفتہ دُعا کن چنانچہ آنحضرت ہمچنیں کردند برائے آں رسم فاتحہ دریں شب ست خواہ نان وحلوہ خواہ ہرچہ خواہد مگر در ہند حلوا می باشد ودر بخارا و سمرقند قتلما وغیرہ می کنند"

یعنی رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنہ وصال کے قریب شب براءت کو عشاء کی نماز کے بعد دولت سرائے اقدس میں تشریف لائے اچانک جبرئیل حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ مبارک رات ہے آج سال بھر کے حصّے تقسیم ہوں گے جنت البقیع تشریف لے جاکر وہاں کے مُردوں کے لیے دُعا کیجئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اسی وجہ سے اس شب میں فاتحہ کا دستور ہے خواہ حلوہ روٹی ہو خواہ اور کچھ مگر ہندوستان میں حلوہ ہوتا ہے اور بخارا و ثمرقند میں قتلما وغیرہ کرتے ہیں"

شاہ صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ثابت ہوا کہ یہ سب حدیث شریف کے مطابق ہے۔

مسٹر پروفیسر مانچسٹروی کو چاہیے یا حضرت شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا تصریح کے مطابق حلوہ قتلما وغیرہ کو ہر فاتحہ شب براءت کو حدیث شریف کے مطابق تسلیم کرے یا پھر دیگر بزرگوں کی طرح حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ سے برملا اظہار لاتعلقی کا اعلان کرے۔ ــــ ہمیں خطرہ ہے کہ اپنی تیزی طبع کے باعث کہیں یہ نہ کہہ دے جیسا صفحہ ۲۶ پر بھی کہہ چکا ہے۔ شوق ختم میں پیغمبر پہ افتراء کہیں یہاں شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی کی شان میں یہ بکواس نہ کرے۔

شوق حلوہ وشوق قتلما میں پیغمبر علیہ السلام پر افتراء اور یہ حدیث

بھی اس کو ازبر ہے من کذب متعمدًا فلیتبوا مقعدہ فی النّار (مشکوٰۃ صفحہ ۳۲) کہیں اس حدیث کے مصداق محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ کو قرار نہ دے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے اُسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنّم میں بنالے۔

فتاویٰ عزیزیہ کے معرکۃ الآراء حوالے

مُصنّف اپنے مسلّمہ اکابر کی کتابوں کو تو ایک نظر دیکھتا نہیں علماء اہلسنّت خصوصًا سیدنا اعلحضرت علیہ الرحمۃ کی کتب میں کیڑے نکالنے کے خبط میں مبتلا ہے۔ آئیے ہم مصنّف کے سامنے فتاویٰ عزیزیہ کے ناقابل تاویل وتردید حوالے رکھتے ہیں جو یقینًا اس کے قلب وجگر کو پاش پاش کر جائیں گے ملاحظہ ہو:

○ "طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند بران قل وفاتحہ و درود خواندن متبرک می شود خوردن بسیار خوب است"[۱]

یعنی جس کھانے پر حضرات حسنین کی نیاز کریں اس پر قل اور درود پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

○ اسی طرح اسی فتاویٰ عزیزیہ میں ایک اور جگہ لکھا ہے:-

"اگر مالیدہ وشیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصالِ ثواب بروح ایشاں پختہ بخوراند جائز است مضائقہ نیست[۲]۔ یعنی اگر دودھ مالیدہ کسی کی فاتحہ کے لیے ایصال ثواب کی نیّت سے پکا کر کھلا دے تو جائز ہے کوئی مضائقہ نہیں"۔

ہم بالخصوص اُن بزرگوں کے اقوال وارشادات نقل کر رہے ہیں جن پر ختم فاتحہ کے منکروں کو بہت زیادہ اعتماد اور غیر متزلزل

---

۱ فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۷۵ ۲ ایضاً ص ۴۱

یقین ہے اور اپنی اسنادِ حدیث بھی انہی بزرگوں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ حضرات ہیں بھی سُنّی بریلوی۔ دیوبندی وہابی اختلافی دَور سے پہلے کے۔ اگر مصنّف مطالعہ بریلویت نے اگر ختم فاتحہ کے خلاف قرآن وحدیث سے حُرمت وممانعت کی دلیل پیش کی ہوتی تو ہم بھی جواباً قرآن واحادیث کتب تفاسیر وحواشی سے مستفاد اثبات کرتے مگر ہم دعویٰ سے ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ کسی دیوبندی وہابی امام کبیر سے لے کر امام صغیر تک کو قرآن وحدیث سے نفی کی دلیل نہیں ملے گی۔ محض کسی کا اپنی ذاتی وانفرادی تحقیق سے کچھ کہہ دینا حُرمت فاتحہ کی دلیل نہیں بن جائے گا۔ ایسے لوگ جو محض اپنے وہم وقیاس جنون وخبط سے مستحب ومباح چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔ قرآن وحدیث پر افتراء کرتے ہیں۔ مصنّف مطالعہ بریلویت نے صفحہ ۳۸ پر نئے خطبہ الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ سے ایک عنوان قائم کیا ہے قبور ومزارات ــــ۔

قبُور ومزارات: اس عنوان کے ذیل میں حسب عنوان چاہیے تو تھا کہ قبور ومزارات کے موضوع پر گفتگو کرتا مگر سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی معلوم ومعروف حدیث نقل کر ڈالی کہ اے علی! تین موقعوں پر تاخیر نہ کی جائے: ــــ

(۱) نماز کا جب وقت آجائے۔ ــــ

(۲) جنازہ جب حاضر ہو جائے۔ ــــ

(۳) اور لڑکی کے لیے جب تجھے کفو مل جائے ــــ

بتایا جائے کہ اس حدیث پاک کا اس عنوان قبور اور مزارات سے کیا تعلق ہے ــــ؟ بے موقع اور غیر متعلق جگہ حدیث شریف نقل کرنے کا مقصد صرف یہ ہو سکتا ہے کہ لوگ دیکھیں کہ مانچسٹروی کی کتاب حدیثوں سے بھری پڑی ہے۔ اسی صفحہ ۳۸ پر دوسرا عنوان موضوع سخن وسلسلہ

زیرِ بحث سے ہٹ کر آذان قبر کے متعلق ہے اور لکھا ہے۔

مولانا احمد رضا خاں کی وصیت: حامد رضا خاں سات مرتبہ آذان دیں تلقین کرنے والے قبر کے مواجہہ میں تین بار تلقین کریں ڈیڑھ گھنٹہ تک قبر پر مواجہہ میں درود شریف بآواز بلند پڑھا جائے اور ممکن ہو سکے تو تین شبانہ روز تک بآواز بلند قرآن شریف اور درود شریف پڑھوائے جائیں تاکہ اس نئے مکان میں دل لگ جائے [۱]

حوالہ تو لکھ دیا اور بیشک صحیح نقل کیا لیکن موضوع سخن تو "قبور ومزارات" ہیں ــــ پہلے تو ان لوگوں کو آذان کے بعد صلوٰۃ وسلام سے تکلیف ہوتی تھی اور اب اس حوالہ کے نقل کرنے کا مقصد صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ اب ان کو آذان، درود شریف اور تلاوت قرآن عظیم سے بھی دورہ پڑتا ہے اور عارضہ بڑھ جاتا ہے۔ اگر آذان قبر ناجائز تھی تو اس پر بطور دلیل کوئی حدیث شریف بیان کی ہوتی۔ آخر حوالہ کے نقل کرنے کا کوئی مقصد بھی تو ہو ــــ؟ ع

کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا؟

جہاں تک آذان قبر کا تعلق ہے اس باب میں بھی بکثرت دلائل وشواہد موجود ہیں ــــ امام ترمذی محمد بن علی نوادر الاصول میں امام اجل سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں: ــــ

ان المیت اذا سئل من ربك تراءى له الشيطن فيشير الى نفسه انى انا ربك فلهذا ورد سوال التثبيت له حين يسئل۔

یعنی جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے

---

[۱] المیزان بمبئی امام احمد رضا نمبر صفحہ ۳۶۳

شیطان اس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا کہ میں تیرا رب ہوں اس لیے حکم ہوا کہ میت کے ثابت قدم رہنے کی دُعا کریں ——— ۔

صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ آذان شیطان کو دفع کرتی ہے صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ؛ ——— حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اذا اذن الموذن ادبر الشیطن ولہ حصاص یعنی جب موذن آذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر گوز زناں بھاگتا ہے۔

صحیح مسلم کی حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اور واضح ہے کہ جب آذان ہوتی ہے شیطان چھتیس ۳۶ میل بھاگ جاتا ہے۔ ——— شیطان مصنف مانچسٹروی شیطان کی موجودگی ضروری سمجھتا ہے۔ مگر اس موضوع پر المیزان کا حوالہ تو نقل کر دیا غالباً بے بسی کے عالم میں کچھ حاشیہ آرائی نہ کر سکا جیسے بدحواسی طاری ہو کچھ گنجائش نہیں پائی ورنہ ضرور ہاتھ پاؤں مارتا۔ عنوان کلام کے برعکس صفحہ ۳۹ پر ایک سُرخی یہ ہے ، قبر میں سوال وجواب ۔

قبر میں سوال وجواب

لکھتا ہے :- " احادیث سے ثابت ہے کہ قبر میں ہر شخص سے یہ تین سوال کیے جاتے ہیں تیرا رب کون ہے ؟ تیرا دین کیا ہے ؟ اور یہ بھی سہی ہے کہ اس وقت وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے یا آپ کی صُورت مبارک دکھائی جاتی ہے۔ یہاں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں لیکن بریلوی مذہب میں ہے کہ وہاں مرنے والے کے پیر کی آمد ہوتی ہے۔"

قارئین کرام ! ذرا غور کریں مصنف اندرونی اور ذہنی وفکری

بدمذہبی کی وجہ سے کس مرے ہوئے دل سے معاندانہ ناگوار انداز میں کہہ رہا ہے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی ہوتا ہے (مصنف کا دل جل رہا ہے کڑوی گولی نگلتے ہوئے کہنا پڑ رہا ہے) یا آپ کی صورت مبارک دکھائی جاتی ہے (دل دھڑک رہا ہے) یہاں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں ——— جی ہاں آپ کے ہاں حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ورفعت شان تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی واقعی دیوبندی مذہب میں گنجائش نہیں ہے کیونکہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کا سودا تمہیں وارا نہیں کھاتا باقی رہا پیر کی آمد کا عقیدہ تو اس کے خلاف آپ نے کوئی جاندار دلیل قائم نہیں کی۔

قبر میں پیر کی آمد کا عقیدہ

مصنف نے فیوضات فریدیہ کے حوالہ سے قبر میں پیر کی آمد کا عقیدہ بھی تحریر کیا ہے : ———

اوّلاً تو جاننا چاہیے کہ یہ فیوضات فریدیہ والے بزرگ کون ہیں ——— ؟ جناب یہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ بات ان بزرگ صاحب حال نے لکھی ہے ان کا یہ عقیدہ غلط اور قرآن واحادیث اور مسلّمہ اسلامی اصولوں کے منافی تھا تو حال ہی میں ادارہ اشاعت المعارف فیصل آباد کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب " انکشافِ حق " کے صفحہ ۸ سے ۱۵ تک " علماء دیوبند کے بارے میں اولیاء اہلسنّت کی رائے " کے زیرِ عنوان مختلف علماء ومشائخ کے بیانات نقل کرتا کرتا ص۱۵ پر مشہور دیوبندی وہابی مولوی ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی لکھتا ہے :

" حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ " :

اگر فی الواقعہ قبر میں پیر کی آمد کا عقیدہ کفر وارتداد یا ضلالت پر مبنی تھا تو ان کو اولیاء کرام اہلسنّت کی فہرست میں کیوں شامل کیا اُن کو حضرت

اور خواجہ اور رحمۃ اللہ علیہ کیوں لکھا ___؟ ان کی نسبت سے ان کے
شہر چاچڑاں کو چاچڑاں شریف کیوں تحریر کیا ___؟
اس سے قبل بھی "علماء دیوبند کے بارے میں اولیاء اہلسنت کی
رائے کا یہ مضمون ماہنامہ الرشید ساہیوال ___ ہفت روزہ خدام الدین
لاہور ___ مولوی فردوس قصوری اور سرفراز گکھڑوی اپنی کتابوں میں
حضرت خواجہ غلام فرید کو اولیاء اہلسنت میں شامل کر کے رحمۃ اللہ علیہ
لکھ چکے ہیں ___ اور عصر کے جھگڑے دیوبندی نام نہاد مناظر مولوی
یوسف رحمانی دیوبندی وہابی نے لکھا ہے : ___
"کوٹ مٹھن کے برگزیدہ انسان اور اپنے مسلمہ شدہ ولی خواجہ
غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ" [1]
ایک اور جگہ لکھتا ہے : ___
"خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف شدہ سلسلہ شریفہ" [2]
اگر خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی یہ بات غلط تھی تو انہیں ولی اللہ برگزیدہ
انسان اور رحمۃ اللہ علیہ کیوں لکھا جا رہا ہے ___؟
اب تحقیقی جواب کی طرف آئیے ۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ
علیہ میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں : ___
ان ائمۃ الفقهاء والصوفية كلهم يشفعون
في مقلديهم ويلاحظون احدهم عند طلوع
روحه وعند سؤال منكر ونكير له وعند النشر والحشر
والحساب والميزان والصراط ولا يغفلون عنهم في
موقف من المواقف ۔ یعنی بے شک سب پیشوا اولیاء

۱؎ سیف رحمانی ص۷۵ ۲؎ ایضاً ص۷۹ ؛

علماء اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان
کے پیرو کی رُوح نکلتی ہے جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے
ہیں جب اس کا حشر ہوتا ہے جب اس کا نامۂ اعمال کھلتا ہے
جب اس سے سوال لیا جاتا ہے جب اس کے عمل تُلتے ہیں جب
وہ صراط پر چلتا ہے ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے
ہیں اصلاً کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے ۔"
نیز میزان الشریعۃ الکبریٰ میں یہی حضرت امام سیدی عبدالوہاب
شعرانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں : ___
جميع الائمة المجتهدين يشفعون في اتباعهم
ويلاحظونهم في شدائدهم في الدنيا والبرزخ
ويوم القيامة حتى يجاوز والصراط [1] یعنی تمام ائمہ
مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں دنیا و قبر و حشر
ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگہداشت فرماتے ہیں جب
تک صراط پار نہ ہو جائیں ۔
ممکن ہے مسٹر خالد محمود مانچسٹری جہالت کی انگڑائی لیتے ہوئے
کہہ دے یہ امام شعرانی کون ہے ۔ تو جہالت مآب کے لیے عرض کر دوں
کہ یہ وہ سیدی عبدالوہاب امام شعرانی ہیں جو حضرت سیدی احمد کبیر
بدوی قدس سرہٗ العزیز کی نگاہ فیض و کرم کے پروردہ و خصوصی فیض
یافتہ مرید و خلیفہ ہیں جن کو دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی نے
بھی جمال الاولیاء صفحہ ۵۷ اور ص ۱۶۸ پر امام شعرانی کہہ کر
ذکر کیا ہے ۔ ___ تمہیں کیا معلوم امام شعرانی کون ہیں کیا ہیں ! انبیٹھویو!

۱؎ کتاب المیزان صفحہ ۵۰ ؛

درجھنگیوں کے چکر سے آگے نہیں بڑھ سکے ــــ اب ارشاد فرمایئے ان علامہ سیدی امام شعرانی قدس سرہٗ النورانی پر کیا فتویٰ لگاتے ہیں؟ اکابر اولیاء کرام کی کتابوں سے بے خبر ہو اور بریلویوں کے پیچھے آستینیں چڑھا کر دوڑ پڑتے ہو اور دین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی چاکری کا حق یوں ادا کر رہے ہو کہ جس چیز کو چاہا محض اپنے گمان فاسد سے شرک و بدعت و حرام قرار دے دیا جو شریعت مطہرہ پر کھلا افترا ہے۔

قبر میں سوال وجواب کے ضمن میں جناب مصنّف نے صفحہ ۳۹ پر تو دُکھ سُکھ پا کر یہ تسلیم کر لیا تھا کہ :ــــ

”اس وقت وہاں (یعنی قبر میں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے یا آپ کی صورت دکھائی جاتی ہے۔“

مگر اسی صفحہ پر صرف سات سطر بعد لکھتا ہے اور خبث باطنی کا مظاہرہ یوں کرتا ہے :ــــ

”حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر میں آنا کوئی قطعی بات نہیں ــــ۔“

چلو چھٹی ہوئی مُصنّف نے بڑی شقاوت قلبی سے اپنے ہی کیے کرائے پر پانی پھیر دیا ــــ بتایا جائے یہ حدیث شریف کا صریح انکار ہے یا نہیں بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف ص۱۳۴ پر ہے مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ تم ان کے بارے میں جو تم میں مبعوث کیے گئے کیا کہتے ہو تو مسلمان حضور جان نور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا بندۂ بے دام عرض کرے گا هو رسول الله صلى الله عليه وسلم [1] اس موقع پر مُصنّف مطالعہ بریلویت نے دیوبندیت کی ڈوبتی کشتی

[1] مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۳۴

کو تنکے کا سہارا دینے کے لیے امام اہلسنّت سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے ملفوظات حصہ چہارم سے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں:

”نامعلوم سرکار خود تشریف لے جاتے ہیں یا روضہ مقدسہ کا پردہ اُٹھا دیا جاتا ہے شریعت نے کچھ تفصیل نہ بتائی۔“

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے ان الفاظ پر مُصنّف معاند کی جان میں جان آگئی رُوح مچل گئی اور لگا ڈینگس مارنے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر میں آنا کوئی قطعی بات نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس بھلے مانس سے کوئی پوچھے او بے وقوف تو نے اعلیٰحضرت کے اس ایک جملہ پر خوشی کے شادیانے بجانے شروع کر دیئے کہ :ــــ

”مولانا احمد رضا خان کے عقیدے میں حضور ہر جگہ حاضر و ناظر نہ تھے۔“

بھلا ذرا بتاؤ تو سہی کہ یہ الفاظ مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی کس عبارت میں ہیں اور کس جملہ کے کن الفاظ کا مفہوم یہ ہے ــــ؟

حضور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے اِن الفاظ سے تو ہر جہت میں عظمت شان رسالت کا پتہ چلتا ہے خواہ حضور علیہ السلام کی جلوہ گری اور تشریف آوری کا عقیدہ رکھیں یا یہ عقیدہ رکھیں کہ روضہ مقدسہ کا پردہ اُٹھا دیا جاتا ہے اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار و تجلیات کا ظہور اور اس کا مشاہدہ و نظارہ بندہ مومن کو اپنی اپنی قبور میں ہوتا ہے جیسے حضور اقدس سید عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر سے جلوہ فرما ہوئے۔ حضرت سیدہ آمنہ خاتون فرماتی ہیں آپ کی پیشانی سے ایک ایسا نُور ظاہر ہوا کہ شام کے محل نظر آگئے۔ ــــ تو اُس نور عظیم و نورِ مبین کا ظہور مسلمانوں کی قبور میں کیوں نہیں ہو سکتا اور اس نُور کی روشنی میں بندۂ مومن کو اپنی قبر میں سکون کیوں نہیں ہو سکتا۔ اس نُورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار قطعاً یقیناً ممکن ہے ــــ اور یہ بھی یاد رہے حجاب ہماری آنکھوں پہ ہے

جیسے فرشتے نور ہیں کراماً کاتبین نوری فرشتے ہمیں نظر نہیں آتے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نور مجسم ہیں ـــــ ہمیں نظر نہ آئیں تو ہماری آنکھوں پر حجاب اس کا سبب ہو سکتا ہے اور جب ملائکہ منکر و نکیر یہ حجاب دُور کرتے ہیں اور قبر میں بندۂ مومن سے یہ سوال ہوتا ہے مَا هٰذا الرجل الذی بعث فیکم۔ ما هذا الرجل سے معلوم ہوا وہاں (قبر میں) حضور علیہ السلام کی جلوہ گری ہوتی ہے۔

تیسرے سوال کا مطلب اور مفہوم ہی یہ ہے کہ یہ شخص جو تم میں مبعوث ہوا کون ہے ـــــ بندہ مومن قبر میں (خواہ کسی طرح بھی ہو) دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اسی لیے اس سوال کا جواب دیکھ کر دیتا ہے۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں: ـــــ هُوَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم [1] یعنی یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ـــــ بات ختم ہوئی مدعا ثابت ہوا۔ ـــــ اعلحضرت امام اہلسنت نے بھی اس واقعہ کی ہر دو صورتوں میں سے کسی صورت کا انکار نہیں فرمایا اور یہی فرمایا ـــــ یا تو سرکار خود تشریف لاتے ہیں یا روضہ مقدسہ کا پردہ اُٹھا دیا جاتا ہے۔ اور آپ کا جمال پُرانوار ہر قبر میں نظر آتا ہے۔ چونکہ مصنف کا تعلق اس فرقہ سے ہے جو خیانت کو اپنا موروثی حق سمجھتا ہے۔ ـــــ لہٰذا مصنف مطالعہ بریلویت نے بھی اعلحضرت قدس سرہٗ کی اس مختصر عبارت میں یہ خیانت کی کہ اعلحضرت نے تو یہ لکھا تھا "سرکار خود تشریف لاتے ہیں"۔ لیکن اس نے مطالعہ بریلویت صـ۳۹ پر یوں کر دیا "سرکار خود تشریف لیجاتے ہیں"۔

مُنکر نکیر کو جواب پر خر دماغی

چونکہ مُصنّف کو بات کا بتنگڑ بنانے کا مرض ہے اس لیے صـ۴۰

۱؎ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۳۴۔

پر ایک سرخی یہ جمائی منکر و نکیر کو جواب۔ ہمیں معلوم ہے مُصنف مطالعہ بریلویت نے کہاں کہاں سے نقالی اُڑائی اس کا طول و عرض ہمیں اچھی طرح معلوم ہے ہم بھی ۱۹۵۲ء سے یہی کام کر رہے ہیں۔ کس نے کہاں سے کیا سرقہ کیا ہے تو ہم بتائے دیتے ہیں کہ مصنف نے مذکورہ بالا سرخی کے ذیل میں جو یہ لکھا ہے کہ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ منکر و نکیر فرشتے جب سوال کریں گے کہ تو کس کی جماعت میں تھا تو وہ فرشتوں کو جواب دیں گے۔ ـــ

نکیرین آکے مرقد میں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے
ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا

اس شعر کے بعد لکھتا ہے کہ اس وقت جواب یہ چاہیے تھا کہ میں محمد رسول اللہ کی اُمت میں سے ہوں آپ میرے نبی تھے۔

یہ ہے ان نام نہاد اُمتیوں کی فطرت کہ محمد رسول اللہ ہیں نہ اوّل کلمہ تعظیم نہ آخر میں درود شریف اور لکھتا ہے آپ میرے نبی تھے۔ (گویا اب نہیں ہیں) کیونکہ تھانیوں نے ایک نیا کلمہ لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول بھی تو ایجاد کیا ہوا ہے۔

بہرحال مداح اعلحضرت کا جو مذکورہ بالا حوالہ دیا گیا ہے اوّل تو زیر بحث شعر ممتاز خلفاء و تلامذہ یا شہزادگان اعلحضرت یا کسی مقتدر عالم اہلسنت کا نہیں ہے جیسا کہ مرثیہ گنگوہی ممتاز و ذمہ دار دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن کا ہے۔ دوسری بات قابل غور اور خصوصی توجہ طلب یہ ہے کہ مداح اعلحضرت نے یہ نہیں کہا کہ میں مَنْ رَّبُّكَ یا مَا دِیْنُكَ یا مَا هٰذا الرجل کے جواب میں، ع

۱؎ رسالہ الامداد تھانہ بھون صفر ۱۳۳۶ھ۔

ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا

بلکہ مداح اعلیٰحضرت والے ایک احتمالی کیفیت میں کہہ رہے ہیں وہ یہ نہیں کہہ رہے کہ میں رضی اللہ کی جگہ رضی احمد رضا کہوں گا یا دینی اسلام کی بجائے دینی الامام احمد رضا کہوں گا۔ آئیے ہم تمہاری اس خرد ماغی کا علاج تمہارے حکیم الامت تھانوی جی سے کراتے ہیں۔

تھانوی صاحب کی فیصلہ کن تائید

لیجئے اپنی مغربیت زدہ مانچسٹروی عقل کا علاج اپنے حکیم الامت کے تھانوی مطب میں کروائیے کیونکہ آپ کے ہاں تھانوی احکامات کی جتنی قدر و قیمت ہے اتنی وحی آسمانی اور الہامات روحانی کی نہیں ہے۔ تھانوی حکیم الامت رقمطراز ہیں:—

"ایک دھوبی کا انتقال ہوا جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آکر سوال کیا مَنْ رَبُّكَ مَا دِيْنُكَ. مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ؟ وہ دھوبی جواب میں کہتا مجھ کو کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں اور فی الحقیقت یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی جواب تھا کہ میں ان کا ہم عقیدہ ہوں جو ان کا خدا وہ میرا خدا جو ان کا دین وہ میرا دین۔ اسی پر اُس دھوبی کی نجات ہو گئی" [1]

کیا اب مسٹر مانچسٹروی جی یہاں بھی عقل کے گھوڑے دوڑائے گا کہ حضور غوث اعظم قدس سرہٗ کے دھوبی کا انتقال تو آج سے آٹھ نو سو سال پہلے ہوا ہوگا۔ تھانوی صاحب کیا ان کے ساتھ قبر میں گئے تھے—؟ کیا تھانوی صاحب نے بچشم خود منکر و نکیر سے دھوبی کی گفتگو کو ٹیپ کیا تھا—؟ کیا تھانوی صاحب سریانی زبان کو سمجھتے

[1] الافاضات الیومیہ جلد دوم صفحہ ۹۱

ہیں—؟ کیا اس دھوبی کی اولاد نے تھانوی صاحب کو یہ واقعہ سنایا تھا—؟ کیا دھوبی کی اولاد نے قبر میں سوال و جواب کے وقت کوئی برقی آلہ نصب کر دیا تھا—؟ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی وغیرہ کتب احادیث میں تو اس واقعہ کا کوئی ذکر تک بھی نہیں کیا تھانوی صاحب کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوا تھا—؟ اُمید ہے مانچسٹروی اپنی عقل نکتہ چیں کو ضرور حرکت میں لائے گا۔ تھانوی صاحب نے تو صرف اتنا پتہ دیا ہے کہ "میں نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ...... یہ حکایت سُنی...... اور کوئی بیان کرتا تو شاید یقین ہونا بھی مشکل تھا اور بہت ممکن تھا کہ میں سُن کر رد کر دیتا" [1]

چلو تھانوی صاحب نے سُن کر اس حکایت کو رد نہیں کیا تو مانچسٹروی صاحب ضرور ضرور ضرور رد کر دیں گے کہ یہ تھانوی جی بھی عجیب حکیم الامت ہیں پیری مریدی کا بزنس چلانے کے لیے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے رفیق جانی مولانا شاہ علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے قدموں میں جا بیٹھے یہ وہی تو گنج مرادآبادی ہیں جو صدر الشریعت مولانا امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت، حضرت علامہ ابو المحامد سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی قطب مدینہ شیخ مولانا ضیاء الدین مدنی قدست اسرارہم کے استاذ محترم مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی کے پیر و مرشد ہیں۔ زبان حال سے کہو:—

ع اجاڑا خانۂ بلقیس بڑا کمال کیا

دھماکے پر دھماکہ، تماشے پر تماشہ

کہتے ہیں:—

ع— شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۲ صفحہ ۹۱

یہی حال دیوبندیت و ہابیت کا ہے۔ دیوبندیت کے معماروں نے شاخ نازک پر دیوبندیت کا آشیانہ بنایا تھا یعنی ایک طرف مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی مصنف تقویۃ الایمان کے شرک و بدعت کے بحر بیکراں میں غوطے کھا رہے ہیں، دوسری طرف حاجی امداد اللہ چشتی صابری مہاجر مکی کے بریلویت کے ہم آہنگ دامن (میلاد و فاتحہ، عرس و چہلم، قیام و سلام) عافیت میں پناہ لے رہے ہیں۔ دو کشتیوں میں سوار ہونے والا یا قدم رکھنے والا بالآخر ڈوب مرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیوبندیت کو کبھی کہیں قرار نہیں۔ —— آئیے شیخ الہند دیوبند مولوی محمود الحسن کی سنتے ہیں وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں کیا گل کھلاتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ :——

"بھئی دیکھو تمہارا ایمان و عقیدہ تو صرف یہی ہے کہ قبر میں اپنے پیروں بزرگوں کی امداد و اعانت کے قائل ہو ہم تو جب قبروں سے اٹھیں گے اور باہر نکلیں گے تو اپنے پیروں یعنی دیوبندی وہابی مولویوں کو مدد کے لیے پکارتے ہوتے قبروں سے اٹھیں گے اور اپنے مولویوں کو پکارنے کی سعادت حاصل کرنے پر فرشتے ہمارے ہونٹ چومیں گے ہمارے لبوں کو بوسہ دیں گے لہذا کوئی اونے پونے ملاں نہیں امیر مائی ریشمی رومال لے کر پکارتے ہیں ؎

قبر سے اُٹھ کے پکاروں جو رشید و قاسم !!
بوسہ دیں لب کو میرے مالک و رضواں دونوں [1]

حدیث موقف مُعضَّل مطول احمد و بخاری و مسلم و ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بخاری و مسلم و ابن ماجہ نے حضرت انس اور ترمذی نے و ابن خزیمہ نے حضرت ابو سعید خدری اور احمد و بزاز ابن حبان

---

[1] قصیدہ مدحیہ گنگوہی صفحہ ۲

و ابو یعلیٰ نے سیدنا صدیق اکبر عتیق اطہر رضی اللہ عنہ اور احمد ابو یعلیٰ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مرفوعاً سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور عبد اللہ بن مبارک و ابن ابی شیبہ و ابن ابی عاصم و طبرانی نے بسند صحیح سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت کی —— مختلف راویوں سے مختلف الفاظ مبارکہ میں منقول ہے۔ اس طویل حدیث شریف کی تلخیص شرف نظر کرتا ہوں :-

روز قیامت اللہ تعالیٰ اوّلین و آخرین کو ایک وسیع و عریض میدان میں جمع فرمائے گا وہ دن طویل ہوگا۔ شدت کی گرمی و تپش ہوگی قد آدم پسینہ زمین جذب ہوگا۔ انسان پسینے میں غوطے کھا رہا ہوگا۔ شدت کی پیاس ہوگی۔ کوئی پرسان حال نہ ہوگا لوگ آپس میں کہیں گے تم دیکھتے نہیں تم کس آفت و عذاب میں ہو کوئی ایسا کیوں نہیں ڈھونڈتے جو رب تعالیٰ کے حضور شفاعت کرے ہمیں اس سے نجات ملے۔ پھر سب سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ اے آدم آپ ابو البشر ہیں۔ آدمیت آپ سے شروع ہوئی۔ ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا۔ اپنی جنت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو رکھا۔ سب چیزوں کے نام سکھائے۔ آپ کو اپنا صفی کیا۔ آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں۔ آپ دیکھتے نہیں ہم کس آفت میں ہیں کس مصیبت میں ہیں۔ سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے ..... اذھبوا الی غیری۔ یعنی کسی اور کے پاس جاؤ ...... پھر لوگ پدر ثانی حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور یہی التجا کریں گے نوح علیہ السلام بھی فرمائیں گے ..... اذھبوا الی غیری کسی اور کے پاس جاؤ ..... پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے یہی استدعا ہوگی وہ بھی یہی فرمائیں گے ...... اذھبوا الی غیری کسی اور کے پاس جاؤ ..... مختلف انبیاء کرام علیہم السلام سے ہوتے ہوئے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کہتے ہوئے اور اپنی التجاؤں پر اذھبوا

الیٰ غیری کسی اور کے پاس جاؤ، سنتے ہوئے سب لوگ مایوس و پریشان شفیع اُمت نبی رحمت محبوب کبریا سرور انبیاء شفیع روز جزا سیدنا محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ علیہ التحیۃ الثناء کے حضور حاضر ہوں گے اور اس مشکل مرحلہ سے نجات کی التجا اور شفاعت کی درخواست کریں گے حضور شفیع المذنبین اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے ..... اَنَا لَہَا اَنَا لَہَا۔ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سجدہ فرمائیں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے گا، یا محمد ارفع راسک وقل تسمع وسل تعطہ واشفع تشفع۔ اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہے۔

مقصد اور ماحصل گفتگو یہ ہے کہ ایسے نازک مرحلہ پر جب انبیاء و رسل علیہم السلام بھی نفسی نفسی فرما رہے ہوں گے اور اذھبوا الیٰ غیری اذھبوا الیٰ غیری کہہ رہے ہوں گے وہاں دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن اپنی دیوبندی قوم کو یہ سبق سکھا رہے ہیں۔ ؎

قبر سے اٹھ کے پکاروں گا جو رشید و قاسم
بوسہ دیں گے لب کو میرے مالک و رضواں دونوں ؎

یعنی قیامت کے دن میں اپنی قبر سے مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی کو پکارتا ہوا اٹھوں تو جنت کے دو عظیم فرشتے حضرت مالک اور حضرت رضوان میرے لبوں (ہونٹوں) کو بوسہ دیں گے حالانکہ عرصہ قیامت میں حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام بھی اذھبوا

؎ قصیدہ مدحیہ گنگوہی صفحہ ۷ ۔

الیٰ غیری فرما رہے ہوں اور یہ لوگ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی کو پکار رہے ہوں گے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ دیوبندیوں کے شیخ الہند محمود الحسن گنگوہی اور نانوتوی صاحبان کو انبیاء و مرسلین کے برابر سمجھتے ہیں یا حضرات انبیاء و مرسلین نے جب اذھبوا الیٰ غیری فرما دیا ہوگا یہ لوگ حضور سیدنا شافع محشر مالک کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر التجا کرنا شرک و کفر سمجھتے ہوں گے اس لیے مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی صاحبان کو پکارنے کی مشق کر رہے اور قبل از وقت ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں۔ اور پکارنے کی وجہ ایک یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مرثیہ گنگوہی کے سرورق کی پیشانی اور صفحہ اول پر ماوائے جہاں بھی لکھا ہے۔ ماوا کا لغوی معنیٰ ہے جائے پناہ۔ دیکھو فیروز اللغات ص ۵۸۹ تو ماوائے جہاں کا معنیٰ ہوا جہان بھر کے لوگوں کی جائے پناہ۔ ——— اب معلوم ہوا کہ یہ لوگ کیوں قبروں سے اٹھ کر رشید و قاسم کو پکارنے کی مشق کر رہے ہیں۔ یہ لوگ اپنے رشید و قاسم ماوائے جہاں سمجھتے ہیں اور یہ کہ جب ان کا اپنا ماوائے جہاں فارغ بیٹھا ہے تو پھر یہ بریلویوں کے بانیٔ اسلام اور بریلویوں کے ماوائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو قبروں سے اٹھ کر کیوں پکاریں۔

اور ایک نظریہ ان کا یہ بھی ہے جو مولوی محمد قاسم نانوتوی کے سوانح نگار مولوی مناظر احسن گیلانی نے بڑی سج دھج کے ساتھ سوانح قاسمی جلد ۲ میں صفحہ ۱۲۹ پر عالم رویا کی حکایت بیان کرتے ہوئے فخریہ لکھا ہے:-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مولانا قاسم نانوتوی کے جسم مبارک میں سمانا (ضم ہونا) شروع ہوا یہاں تک کہ ہر عضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو مولانا (نانوتوی) میں سما گیا" ؎

؎ الاسر مبارک صفحہ ۱۸ ۔

تو انہوں نے قبر سے اُٹھ کر پکارنے کا پلان غالباً اس لیے بنایا ہوگا اب جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو مبارک مولوی قاسم نانوتوی میں سما گیا ہے یا ضم ہوگیا ہے تو پھر بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولوی قاسم نانوتوی صاحب کو ہی کیوں نہ قبروں سے اُٹھ کر پکارا جائے اور پھر یہ حسرتیں دل میں کروٹیں لے رہی ہوں گی کہ اگر ہم قبروں سے رشید و قاسم کو پکارتے اُٹھیں گے تو جنت کے فرشتے حضرت مالک و حضرت رضوان جنت بھی ہمارے لبوں کے بوسے لیں گے تو اس خیالِ خام کے اعتبار سے جنت بھی دیوبند لیمیٹڈ کمپنی بن جائے گی۔ بہرحال مصنّف کو اب مداح اعلحضرت ص۲۵ کا مفہوم اچھی طرح سمجھ میں آگیا ہوگا جسے یہ ناقابلِ تسخیر سمجھ کر دیوبندی بھارتی کتاب مقامع الحدید سے اندھا دھند نقل کر کے مصنّف بن بیٹھے تھے ـــــ۔

مزاروں پر چڑھاوا

کے زیرِ عنوان مصنّف نے صفحہ ۴۰ پر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے منسوب فتاوٰی عزیزی جلد اوّل سے ایک عبارت نقل کی ہے اور لکھا ہے شاہ عبدالعزیز فتاوٰی عالمگیری اور دیگر کتب فقہ حنفی کے حوالہ سے لکھتے ہیں :ـــــ

"اکثر عوام جو اولیاء اللہ کی نذر مانتے ہیں بالاجماع باطل اور حرام ہے"

یہ عبارت اُردو میں ہے۔ فتاوٰی عزیزی یا فتاوٰی عالمگیری اصل اُردو میں نہیں ہیں اُن کے اپنے الفاظ اصل فتاوٰی عزیزی و اصل فتاوٰی عالمگیری سے نقل کرتا تو دیکھ لیتے۔ خدا جانے مصنّف نے کس نتھو فتھو کی کتاب سے یہ اُردو والفاظ نقل کر ڈالے۔

مزاروں پر بکرے

مزاروں پر چڑھاوے کی طرح صفحہ ۱۴۰ پر ایک عنوان ہے مزاروں پر بکرے اور ص۱۴۱ پر ہی ایک عبارت مصنّف مطالعہ بریلویت نے دُرِ مختار جلد دوم سے

نقل کی ہے اور ترجمہ لکھا ہے۔ جان لو کہ اکثر عوام جو مرحومین کی نذر مانتے ہیں اور روپے۔ چراغ۔ تیل اس طرح کی چیزیں اولیاء کرام کے مزارات پر اُن کا قرب حاصل کرنے کے لیے لے جاتی جاتی ہیں۔ یہ عمل بالاجماع باطل ہے ـــــ۔

اس کے متعدد جوابات ہیں۔ ـــــ اولیاء اللہ محبوبانِ خدا کی جو نذر مانی جاتی ہے یہ نذر شرعی نہیں نذر لغوی ہے۔ جیسے اپنے پیر استاد کو نذرانہ دیتے ہیں۔ تحفۃً مٹھائی۔ پھل فروٹ یا ہدیۃً روپیہ پیسہ پیش کرتے ہیں یہ نذر لغوی ہے۔ مشکوٰۃ شریف باب مناقبِ عمر میں ہے کہ بعض بیویوں نے نذر مانی کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگِ اُحد سے بخیریت واپس تشریف لاتے تو میں آپ کے سامنے دَف بجاؤں گی ـــــ یہ نذر بھی عرفی تھی نذر شرعی نہ تھی۔ جیسے کعبہ شریف ہمارا قبلہ ہے اور شرعی معنیٰ کے اعتبار سے کسی شخص حتیٰ کہ پیر اُستاد کو قبلہ و کعبہ نہیں کہہ سکتے لیکن عرفی معنیٰ یا لغوی معنی کے اعتبار سے ہم اہلسنّت تو کیا خود دیوبندی وہابی بھی اپنے مولویوں کو قبلہ و کعبہ مانتے ہیں۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کو قبلہ و کعبہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں :ـــ

جدھر کو آپ مائل تھے اُدھر ہی حق بھی دائر تھا
میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی ـــ سے حقانی[1]

دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب نے یہاں اپنے پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کو عرفی یا لغوی معنیٰ کے اعتبار سے قبلہ و کعبہ کہا۔ یہ شرعی معنیٰ کے اعتبار سے ہے کہ شرعاً کسی کو قبلہ و کعبہ نہیں کہہ سکتے کہ کعبہ ہمارا قبلہ ہے۔ ہم کعبہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے ہیں

---

[1] مرثیہ گنگوہی صفحہ ۸ ؛

اب اگر نیت یہ ہو کہ جن بزرگوں کو ہم قبلہ وکعبہ کہہ رہے ہیں وہ شرعی معنیٰ کے اعتبار سے ہے اور ہم ان کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو مکروہ تحریمی تو کیا حرام ہے۔ اب جبکہ یہ نیت نہیں ہم کسی بزرگ کو شرعی معنیٰ کے اعتبار سے قبلہ وکعبہ نہیں کہہ رہے اور اُن کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھنے کا ارادہ نہیں رکھتے تو لغوی معنیٰ کے اعتبار سے قبلہ وکعبہ کہنا اہلسنّت کے نزدیک درست ہے۔ —— فیروز اللغات میں بھی قبلہ و کعبہ کے معنیٰ ہیں کلمۂ تعظیم[1] اور قبلہ کا معنیٰ ہے سامنے کی چیز۔ جناب حضور وغیرہ[2] تو لغوی معنیٰ کے اعتبار سے قبلہ وکعبہ کہنا درست ہوا۔ —— تفسیر رُوح المعانی میں علامہ محمود آلوسی ولکلّ وجهة هُوَ مُوَلِّيهَا کی تفسیر میں لکھتے ہیں :——

ہر قوم بلکہ ہر چیز کا علیحدہ قبلہ ہے جدھر اُس کی توجہ ہے۔ فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور —— دُعا کا قبلہ آسمان —— ارواح کا قبلہ سدرۃ المنتہیٰ اور حضور کا قبلہ جسم کعبہ معظمہ اور قبلہ رُوح اللہ تعالیٰ جلّ وعلا —— اور خود رب تعالیٰ کا قبلہ اس کے پیارے حبیب ومحبوب محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ الثناء کہ ہر وقت رب تبارک وتعالیٰ کی اُن پر نظر کرم ہے۔ مثنوی شریف میں ہے۔

قبلۂ شاہاں بود تاج و کمر
قبلۂ ارباب دُنیا سیم و زر
قبلہ صورت پرستاں آب و گِل
قبلہ معنیٰ شناساں جان و دِل
قبلۂ عاشق وصالِ بے زوال
قبلۂ عارف جمالِ ذوالجلال[3]

---

[1] فیروز اللغات صفحہ ۴۷۶ [2] ایضاً [3] مثنوی شریف ؛

تو یہ سب کچھ عرفی یا لغوی معنیٰ کے اعتبار سے ہے! اسی طرح نذر شرعی اللہ عزّوجلّ کے لیے خاص ہے اور نذر عرفی یا نذر لغوی اولیا وکرام محبوبانِ خدا کے لیے معمول ومستعمل ہے ——۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کی تائید

لکھتے ہیں :- "جو اموات اولیاء اللہ کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنیٰ ہیں کہ اس (نذر) کا ثواب اُن (بزرگ) کی رُوح کو پہنچے تو صدقہ ہے۔ درست ہے۔ جو نذر بمعنیٰ تقرب ان کے نام پہ ہے تو حرام ہے۔"[1]

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اب جھنجھلاہٹ کے انداز میں مصنّف مانچسٹر وی یہ نہ کہہ دے! حی گنگوہی صاحب کو فتاویٰ عزیزی فتاویٰ عالمگیری اور در مختار کا کیا پتہ اُن کو تو زاغ معروفہ اور بکرے کے کپورے روسٹ کرانے تناول فرمانے سے ہی فرصت نہ تھی اور کھا کھا کے نظر زائل ہوگئی تھی۔ کسی نے در مختار بحاشیہ شامی پڑھ کر بھی نہ سُنایا ہوگا۔ —— بہرحال دیوبندی قطب عالم گنگوہی نے یہ تسلیم کیا ہے اگر اولیاء اللہ کی نذر کا مقصد ایصالِ ثواب ہے تو یہ صدقہ ہے درست ہے اور نذر بمعنیٰ تقرب ہے تو حرام ہے۔ —— تو اب مانچسٹر وی جی اپنی پیش کردہ عبارت میں نذراً الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل کے الفاظ خود دیکھ لے۔ تو اس عبارت کہ :——

"جان لو کہ اکثر عوام جو مرحومین کی نذر مانتے ہیں اور روپے پیسے چراغ اور تیل اور اس طرح کی چیزیں قبروں پر جلانے کے لیے اُن کا

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل کتاب الخطر والاباحت صفحہ ۵۴ ؛

قرب حاصل کرنے کے لیے لے جاتے ہیں بالاجماع باطل ہے "

کا ماحصل یہ ہوا کہ روپے پیسے یا تیل چراغ وغیرہ قسم کی چیزیں قبور پر قرب حاصل کرنے اور جلانے کے لیے لے جانا باطل ہے اس عبارت سے ختم فاتحہ کی نفی نہیں ہوتی۔ — بعض مزاروں پر آج بھی دیکھا جاتا ہے عین قبروں کے اوپر بلا ضرورت چراغ جلائے جاتے ہیں تیل ڈالا جاتا ہے۔ جہلا روپے پیسے قبروں پر ڈال دیتے ہیں اور پھر عام لوگ یہ اُمید کرتے ہیں کہ اس طرح اولیاء کرام کا تقرب حاصل ہو گا۔ یہ باطل ہے۔ باقی رہا مزاروں پر بکرے کا عنوان تو عرض ہے کہ یہ عنوان مداری مصنف نے جہلا کو ہنسانے کے لیے تحریر کیا ہے۔

عنوان اگر مزاروں پر بکرے ہیں مگر اس کے ذیل میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جو عبارات مکتوبات شریف دفتر سوم اور تفسیر عزیزی سے نقل کی گئی ہیں اُن میں بکرے کا نام تک نہیں ہے — چونکہ تحریف کا چسکا پڑا ہوا ہے لہٰذا ارادی یا غیر ارادی طور پر تحریف کا وبال ان کے حصّہ میں آ ہی جاتا ہے۔ البتہ جانور یا حیوانات کا ذکر ہے بکرے کا نہیں ہے۔ ملاں جی نے اس جانور کو بھی حرام ناپاک مردار قرار دیا ہے جس کو بوقت ذبح اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے۔ بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے! اسی کو شرک قرار دے کر حرام بتایا ہے کہ اس پر غیر خدا کا نام آ گیا حرام ہو گیا سب سے پہلے تو یہ بتایا جائے کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے ہندوؤں کے تہوار مثلاً دیوالی ہولی وغیرہ جو ہندوؤں کے نمبر ۲ خدا سیتا کی سری لنکا سے واپسی کی خوشی میں سیتا سے منسوب کر کے منائی جاتی ہے۔ ہولی بھی ہندو اوتاروں سے منسوب تقریب ہے کی مٹھائی پوریاں کھیلیں یا اور کچھ کھانا لینا اور کھانا درست فرمایا ہے "[1] حالانکہ یہ تو کھلم کھلا علی الاعلان

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۷۴ ؎

وعلی الاطلاق شرک ہے۔ ہندوؤں کے خداؤں کے نام سے منسوب ہے کسی بھی مرحلہ پر کسی بھی عنوان سے اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے یہ کھانا کیسے کونسی شریعت کے اعتبار سے درست ہو گیا —؟

باقی کسی بھی جانور کی غیر خدا کی طرف مجازی نسبت لازمی ہوتی ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے یہ بکرا محمد دین کا ہے۔ یہ بکری اللہ بخش کی ہے بیلوں کی جوڑی عبدالکریم کی ہے یہ دُنبہ فتح محمد خاں کا ہے۔ اب ان جانوروں کی غیر خدا کی طرف مجازی نسبت تو ہو گئی اب اگر ان جانوروں کو بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کے نام سے یعنی بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے تو حرام ہوں گے یا حلال —؟ وہابیوں دیوبندیوں مانچسٹڑیوں کے اس جاہلانہ اصول سے آج دنیا میں ذبح ہونے والے جانوروں پر اُن کے مالکوں کا نام ضرور آتا ہے تو کیا یہ سب جانور حرام ہو گئے —؟ شاید مولوی مانچسٹڑی وہ جانور ذبح کر کے کھاتے ہوں گے جن کا کوئی مالک نہ ہو اور ایسے جانور زیادہ تر یہ ہیں: — سُور۔ کُتا۔ بندر۔ کوا وغیرہ وغیرہ ورنہ حلال جانوروں کا تو کوئی نہ کوئی مالک ضرور ہوتا ہے اُن پر اُن کے مالکوں کا نام ضرور آتا ہے۔ آج بھی اگر کوئی شخص دیوبندی وہابی کی پالتو بکری یا گائے کھول کر لے جائے فوراً مقدمہ درج کرائے کہ میری بکری میری گائے فلاں شخص لے گیا تو کیا سب غیر خدا کا نام آنے کے باعث حرام ہو گئیں —؟

آئیے اس مسئلہ کا فیصلہ اختلافی دَور سے پہلے کے مقتدر مستقعد مسلّمہ بزرگوں، ممتاز علماء اور محققین سے کراتے ہیں۔

حضرت ملاں جیون رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ | فتاویٰ عالمگیری کے محرک سلطان

اسلام سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے اُستاذ محترم حضرت ملاں احمد جیون صاحب

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نورالانوار و تفسیر احمدی زیر آیت وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے تحت فرماتے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے مثلاً لات و عزیٰ وغیرہ لیکن اگر بسم اللہ، اللہ اکبر کہنے اور جانور کو لٹانے سے پہلے یا ذبح کے بعد غیر اللہ کا نام لے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ "ہدایہ" میں مذکور ہے اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اولیاء کرام کے ایصال ثواب کے لیے جو گائے کی نذر مانی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں اہل اسلام کا دستور ہے تو یہ حلال و طیب ہے اس لیے کہ بوقت ذبح اس پر غیر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اگرچہ پہلے اس نام کی نذر مانی گئی ہے۔[1]

اس زنلٹے دار حوالہ کے بعد مصنف مانچسٹروی پر لازم ہے کہ فی الفور اپنے دیوبندی مدارس میں اور دارالافتاء میں نورالانوار۔ ہدایہ۔ تفسیرات احمدی کا داخلہ بند کرائے اور ان کتب کو دیوبندی مدارس کے نصاب سے نکال باہر کرائے ــــــ۔

○ حضرت ملاں احمد جیون کے صاحبزادے حضرت ملا محمد رحمۃ اللہ علیہ نے عرس دگیارہویں کا نام لے کر یوں تصریح فرمائی اور منکرین کی گردن پر چھری چلائی ہے ــــــ۔

"دیگر مشائخ کا عرس تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوث الثقلین کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگان دین نے آپ کا عرس مبارک (گیارہویں شریف) ہر مہینہ میں مقرر فرما دیا۔"[2]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ہمارے موقف حق کی بدیں الفاظ تائید و توثیق فرمائی ہے اور اپنے فارسی ترجمہ قرآن مجید میں صاف

[1] تفسیرات احمدیہ پارہ ۲ ص ۲۹ [2] وجیز الصراط ص ۸۳۔

لکھا ہے "آنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح او یاد کردہ شد۔"

مولوی اشرف علی تھانوی کا دھماکہ

دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی بھی اس مسئلہ میں ہم سے متفق ہیں۔ ہمارے پاس ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ جنوری ۱۹۵۲ء کا شیخ برکت علی اینڈ سنز لاہور کا شائع کردہ مولوی اشرف علی صاحب کا "قرآن مجید مترجم" موجود ہے۔ زیر آیت مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ حاشیہ پر صاف لکھا ہے۔ "مسئلہ جو چیز غیر اللہ کے نام سے ذبح کی جائے وہ حرام ہے اگر کسی بزرگ کو ثواب پہنچانے کی نیت سے ذبح کیا جائے اور بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جائے تو وہ حلال ہے چنانچہ ضحاک اور مجاہد و قتادہ رحمہم اللہ نے وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کی یہی تفسیر کی ہے اور جمہور مفسرین اسی طرف گئے ہیں تفسیر احمدی میں اس مسئلہ کو اسی طرح واضح کیا ہے۔"[1]

لیجئے صاحب! تھانوی صاحب کے ترجمہ و حاشیہ سے ثابت ہوا کہ ضحاک اور حضرت مجاہد حضرت قتادہ اور تفسیر احمدی والے بھی اسی طرف گئے ہیں لہذا اب مانچسٹروی صاحب کو چاہیے کہ شرک کا تمغہ یعنی نشان محمد بن عبدالوہاب نجدی اپنے حکیم الامت کے گلے میں فوراً ڈال دے ــــــ۔

یہ حاشیہ و ترجمہ ہمارے پاس محفوظ ہے کوئی بھی شخص فوٹو کاپی حاصل کر سکتا ہے۔ اصل دیکھ سکتا ہے۔

؎ نہ ہم آئے نہ تم سمجھے کہیں سے
پسینہ پونچھیے اپنی جبیں سے

[1] حاشیہ قرآن مجید مترجم ص ۳۰۔

اور سُنیئے! وہی گھسا پٹا پُرانا الزام جو اس پردہ نشین مُصنف نے نام نہاد دھماکہ میں کیا تھا وہی اب گھونگٹ کھول کر مطالعہ بریلویت میں نقل کر دیا ہے اور ہم نے قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی میں اس موضوع پر بالخصوص مانچسٹر ڈوی کو بندر بنا کر نچایا تھا بے شرمی سے وہ سب کچھ بھول گیا۔ کیوں نہ ہو ہٹلر اور گوبلز کا قول ہے کہ ایک جھوٹ کو بار بار اتنا دہراؤ کہ لوگ سچا ہونے کا یقین کرنے لگیں۔

مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا

ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس بے حیا مصنف کی خبیث رُوح کو کسی طرح قرار نہیں۔ مصنف نے دھماکہ نامی کتابچہ میں بھی ملفوظات اعلحضرت امام اہلسنّت کے حوالے سے سیدی احمد کبیر بدوی قدس سرہٗ اور حضرت سیدی عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کے اس واقعہ کا بڑے مراثیانہ انداز میں مذاق اڑایا تھا اور ہم نے قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی ص۴۳ پر اس کا مدلّل و مسکت جواب دیا تھا۔ اس کے بعد بھی مختلف کتب و رسائل میں بہت چھوٹے موٹے دیوبندی اہل قلم نے مزاروں پر لڑکیوں کے چڑھاوے کا ڈھنڈورا پیٹا اور سب کا مفصل و جامع جواب دیا گیا لیکن تعجب ہے اس معاندانہ ذہنیت پر پہلے مدلّل و محقق جامع جواب کا تو کوئی جواب بن نہ پڑا بے شرمی سے ص۴۲ پر وہی اعتراض دوبارہ جڑ دیا۔ اس کے جواب کے لیے قارئین کرام قہر خداوندی ص۴۳ والا جواب ہی ملاحظہ کریں جو کہ مندرجہ ذیل ہے اور مصنف مُطالعہ بریلویت میں دم خم ہے تو جواب دے۔

مصنف نے ص۴۲ پر سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر ازواج مطہرات کی گستاخی کا الزام عائد کیا ہے مگر یہ اس کی بے حیائی ہے کہ اپنے اکابر کو تو حضرات انبیاء و رسل علیہم السّلام بلکہ خود حضرت

حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی گستاخی و بے ادبی اور تنقیص پر کچھ کہنے کی جرأت نہیں کرتا اور نہ اس گستاخی و تنقیص کو گستاخی و تنقیص سمجھتا ہے، لیکن اس کے برعکس عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی کا ڈھنڈورہ پیٹ رہا ہے، وہ کیا گستاخی ہے جو ازواج مطہرات کی شان میں کی گئی۔ کس نے کی سیدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ ملفوظات حصہ سوم ص۲۸ پر لکھتے ہیں:

"انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی حیات حقیقی حسّی دنیاوی ہے، ان پر تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لیے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً اُن کو ویسے ہی حیات عطا فرما دی جاتی ہے۔ اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا ان کی ازواج کو نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔"

اگر مصنف یہ پوری عبارت نقل کر دیتا تو اس کی بے ایمانی اسی کے دھماکہ کی زد میں آجاتی۔ اسے ازواج مطہرات کی گستاخی سے کوئی سروکار نہیں یہ ایک حقیقت ہے جب یہ لوگ انبیاء کرام علیہم السّلام کی گستاخی کو گستاخی نہیں سمجھتے تو ازواج مطہرات کی گستاخی کو گستاخی کیسے سمجھیں گے۔ بات دراصل یہ ہے کہ سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ کے اس ایمان افروز ارشاد سے اس کا تقویۃ الایمانی دھرم خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اسماعیل قتیل مر کے مٹی میں ملنے کے قائل ہیں اور اعلحضرت کا ایمان افروز ارشاد حیات انبیاء علیہم السلام کی عکاسی کرتا ہے جو اس کے لیے تیر و نشتر کا حکم رکھتا ہے۔ اب اگر یہ علی الاعلان حیات انبیاء علیہم السلام

کا انکار کرتا تو برملا اس کی گستاخی و بے ایمانی کا اظہار ہو جاتا لہذا اس نے بڑی عیاری سے ازواجِ مطہرات کی گستاخی کا بہانہ بنا کر حیاتِ انبیاء علیہم السلام کا انکار کیا ہے۔ حقیقتاً یہی اس کا دلی مدعا ہے اور اگر یہ نہیں تو پھر یہ خود ہی بتائے کہ جب اعلیٰحضرت کے اس ارشاد کی پوری عبارت میں نہ تو انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ حقیقی و دنیاوی پر اعتراض کیا نہ احکامِ دنیوی پر اعتراض کیا نہ ترکہ نہ بٹنے پر اعتراض کیا نہ انبیاء علیہم السلام کی ازواج کے نکاح حرام ہونے پر اعتراض کیا نہ عدت نہ ہونے پر اعتراض کیا نہ قبور میں کھانے، پینے اور نماز پڑھنے پر اعتراض کیا تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ حقیقی دنیاوی حسی کا قائل ہے تو پھر شب باشی سے اس کون سی قیامت ٹوٹ پڑی اور کون سے ضابطہ شرعی سے اس نے اس کو ازواجِ مطہرات کی گستاخی پر محمول کر لیا۔ جب یہ قبور میں کھانے پینے، نماز پڑھنے تک کو خاموشی سے قبول کر رہا ہے۔ حیاتِ حقیقی، حسی دنیاوی تک کے الفاظ پر معترض نہیں تو پھر شب باشی پر ہی گستاخی کی راہ کیسے نکال لی ــــــ؟ جب انبیاء علیہم السلام کو حیاتِ حقیقی، دنیاوی حاصل ہے تو پھر شب باشی سے گستاخی کس طرح ہو گئی اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ ایک آن کے وعدہ الٰہیہ سے قبل جب انبیاء علیہم السلام ہماری ظاہری آنکھوں کے سامنے تھے تو معاذ اللہ شب باشی سے اس وقت بھی ازواج مطہرات کی گستاخی ہوتی رہی۔ یا تو مصنّف دھماکہ ایک آن کے وعدہ سے قبل بھی شب باشی کا انکار کرے اور اگر نہیں تو پھر یہ اپنے ہی بقول شب باشی کا الزام عائد کر کے خود بھی ازواجِ مطہرات کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا یا نہیں ــــــ؟ اور اگر یہ حیاتِ انبیاء علیہم السلام کا قائل ہے تو پھر شب باشی سے گستاخی کیسے ہو گئی ــــــ؟ اور اگر خدانخواستہ یہ اس کے نزدیک گستاخی ہی ہے تو پھر شب باشی سے انبیاء علیہم السلام

کی بھی توہین ہوئی تو مصنف دھماکہ نے اپنے ضابطے کے اعتبار سے توہینِ انبیاء علیہم السلام سے تو چشم پوشی کی اور درگزر سے کام لیا لیکن ازواجِ مطہرات کی گستاخی کو محسوس کیا۔ جو شخص ان ازواجِ مطہرات کے مقدس سرتاجوں کی توہین کی پرواہ نہ کرے وہ ان کی ازواج کی عزت و آبرو کے معاملہ میں کہاں تک مخلص ہو سکتا ہے ــــ؟ اس کا فیصلہ قارئین اور ہر حقیقت پسند ذی فہم و شعور انسان پر چھوڑا جاتا ہے اور پھر مصنّف کو اتنی شرم نہیں کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں فرمائی اور صاف لکھا کہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی (صاحب شرح مواہب لدنیہ) فرماتے ہیں:ــــ

"ویضاجع ازواجہٗ ویستمتع بھن اکمل من الدنیا....."[1] لہذا اعلیٰحضرت تو صرف ناقل ہیں۔ اگر کوئی اعتراض تھا تو علامہ امام زرقانی پر ہونا چاہیے تھا نہ کہ اعلیٰحضرت پر لیکن مُصنف نے نہ اعلیٰ حضرت کے پیش کردہ حوالہ کو جھٹلایا نہ اس کا انکار کیا نہ علامہ زرقانی سے اس نظریہ کو غلط ثابت کیا اور اندھا دھند اعلیٰحضرت کے خلاف اپنی خرافاتی توپ کا دہانہ کھول دیا۔ اگر شب باشی کی صورت بھی ہو تو اس میں وجہ اعتراض کیا ہے ــــ؟ جب انبیاء علیہم السلام بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں اور پھر شب باشی کا لفظ بھی عام ہے اور اس کا معنیٰ فیروز اللغات ص۸۳۲ پر رات رہنے کو لکھا ہے۔ شب باش رات رہنے والا ہے ــــــ شب باشی باہمی ملاپ ہی کو مستلزم نہیں ہے اور اگر یہی صورت مراد لی جائے تو کیا جنت میں ایسا نہیں ہوگا ــــــ؟ اور کیا قبورِ انبیاء روضۃ من ریاض الجنۃ نہیں ہیں ــــــ؟ اب آئیے دیوبندی حکیم الامت جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی سُنیے۔ وہ فرماتے ہیں:

"محمد الخضرمی مجذوب.... آپ ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں

---

[1] شرح زرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۶۹؛

سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا ہے۔ اور کئی کئی شہروں میں اکیلے ہی شب میں شب باش ہوئے تھے۔" (رجال الاولیاء، ص۱۸۱)

اب مصنف اپنی اُلٹی کھوپڑی سے کیا یہی تصور کرے گا کہ جن بزرگوں کو مولوی اشرف علی تھانوی صاحب ابدال اور صاحب کرامت مان رہے ہیں وہ کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باشی رہا یعنی میل ملاپ فرماتے تھے۔ اب وہ خود ہی بتائے کہ شب باشی کا جو مطلب اس کے نزدیک ہے وہ ایک ایک شب میں کئی کئی جگہ ایک وقت میں متعدد خواتین سے کس طرح ممکن ہے ــــ ؟ انبیاء علیہم السلام کو حیات حقیقی دُنیاوی حاصل ہے یہ عقیدہ فقط سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی نہیں ہے۔ علامہ اجل حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بھی اس مسئلہ پہ انباء الاذکیا بحیاۃ الانبیاء تحریر فرمایا اور اس کے مستند ہونے کے لیے علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا نام گرامی ہی کافی ہے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ دیوبندیوں کے رئیس المحدثین مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب براہین قاطعہ میں اپنی اور اپنے اکابر کی گستاخی پر پردہ ڈالتے ہوئے حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی دُنیاوی کا اعتراف اور علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ــــ

"ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دُنیا کی سی ہے۔ یہ حیات برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔"

چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ انباء الاذکیا بحیات الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء اور شہید کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دُنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں

نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ الخ۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے۔[1]"

کاش مصنف آنکھوں پہ پٹی باندھ کر دیوبندیت کی اندھی وکالت کرنے سے پیشتر اپنے بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کی آب حیات ایک نظر دیکھ لیتا تو آج یہ ذلت و ندامت نہ ہوتی۔ آب حیات میں بانی "دارالعلوم" دیوبند نے حیات دنیاوی پہ دلائل جمع کیے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ دُنیاوی کا اعتراف کیا ہے اور اس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ جب یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو حیات دنیوی حقیقی حاصل ہے تو پھر سیدی علامہ زرقانی امام محمد بن عبد الباقی نے کیا جرم کیا جو یہ لکھ دیا کہ انبیاء علیہم السلام کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ شب باشی فرماتے ہیں اور پھر اس کا الزام سیدی اعلیٰحضرت الامام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر کیسا؟ کیا مُصنّف کی شرم اور دیانت ختم ہوگئی تھی۔

مُصنّف کا اکابر دیوبند سے تصادم

مصنف بڑی بے حیائی سے الملفوظ کی مذکورہ عبارت کو ص۲۶ پر بھی زیر بحث لایا ہے اور اس جگہ اس کا اکابر دیوبند سے خونریز تصادم ہو گیا ہے۔ ملاحظہ ہو کہ جناب مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی المہند صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں: ــــ

"ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں آپ کی حیات دُنیا کی سی ہے .... یہ حیات برزخی نہیں ہے۔ جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو پس ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دُنیوی ہے۔"

---

[1] رسالہ المہند از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب ص۱۶۔

اس کتاب پر دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب مدرس اوّل مدرسہ دیوبند۔ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی صدر جمعیت العلماء ہند دہلی۔ مصنف تذکرۃ الرشید، مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی۔ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی مدرسہ دیوبند. مولوی میر احمد حسن صاحب امروہی۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب سابق نائب مہتمم مدرسہ دیوبند. مولوی محمد احمد صاحب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند جیسے چوٹی کے اکابر و مشاہیر علماء دیوبند کی تصادیق موجود اور دستخط ثبت ہیں اور اس کے علاوہ صدر مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد صاحب "مدنی" کانگریسی اپنے شہاب ثاقب ص۴۵ پر نجدیوں کے عقائد کا رد کرتے ہوتے لکھتے ہیں:

"نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے۔ جب تک وہ دُنیا میں تھے۔ بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں بعد وفات انکو حیات ہے۔ تو ہی حیات اُن کو برزخ ہے..... حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہٗ العزیز نے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب تحریر فرمائی جو کہ مشہور بین العالم ہے اس میں کس زور و شور سے حیات نبوی کا اثبات کیا ہے...... مولانا (رشید) گنگوہی قدس اللہ سرہٗ ہدایۃ الشیعہ اور رسالہ حج وغیرہ میں بھی اس کی تصریح وتائید فرما رہے ہیں"۔

صدر دیوبند نے بھی حیات برزخ پر تنقید کر کے انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی دُنیاوی کا برملا اعتراف کیا ہے اور اپنی تائید میں بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب اور دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو اپنی تائید میں لاتے ہیں۔

اب قارئین کرام غور فرمائیں کہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب

نانوتوی۔ دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی۔ دیوبندی رئیس المحدثین مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی۔ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی محمد احمد صاحب. نائب مہتمم مدرسہ دیوبند مولوی حبیب الرحمٰن صاحب۔ مصنف تذکرۃ الرشید مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی۔ مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی۔ مولوی میر احمد حسن صاحب امروہی۔ مفتی مدرسہ دیوبند مولوی عزیز الرحمٰن صاحب۔ صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب وغیرہ چوٹی کے اکابر دیوبند ایک طرف اور دھماکہ کا بے بصیرت اندھا مصنف ایک طرف، یہ ان سب سے منہ موڑ کر اور ان سب کے مسلک (انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی دنیوی) کو چھوڑ کر مذہب اسلام کا ٹھیکیدار بن کر علی الاعلان کہتا ہے۔ "مذہب اسلام حضور اپنے روضہ مبارک میں زندہ اور عالم برزخ کے مطابق وہاں نمازیں بھی پڑھتے ہیں"۔
(دھماکہ صفحہ ۴۶)

ثابت ہوا کہ یہ تمام اکابر دیوبند کے مقابلہ میں حیات برزخی کا قائل ہے جبکہ وہ سب حیات دنیاوی کا اعتراف واقرار کر رہے ہیں اور کتنے مرے ہوتے دل اور مری ہوئی زبان سے کہتا ہے کہ عالم برزخ کے مناسب وہاں نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔

حالانکہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں: علامہ تقی الدین سُبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء اور شہید کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے"۔[1]

---

[1] المہند صفحہ ۱۶؛

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب مذکورہ بالا اکابر دیوبند کی تصدیق وتائید کے ساتھ کہتے ہیں۔ انبیاء کی حیات دُنیا جیسی ہے۔ قبر میں نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے لیکن مصنف کی اپنی انفرادی و ذاتی تحقیق اکابر دیوبند کے مقابلہ میں یہ ہے کہ "عالم برزخ کے مناسب وہاں نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ باہمی تصادم اور مذہبی خودکشی کی ایسی بدترین مثال دیوبندی فرقہ کے سوا کسی اور مذہب میں نہیں ملتی ؎

کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہو جائے گا
دین نجدی پائمال سُنیاں ہو جائے گا

جب یہ جملہ اکابر دیوبند بظاہر حیات دنیوی کے قائل ہیں تو پھر انبیاء علیہم السلام کا قبور میں دنیاوی حالات سے ہمکنار ہونا کون سی دلیل شرعی سے ناجائز و حرام ہو سکتا ہے ——؟ اور شب باشی کو کس طرح ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی قرار دیا جا سکتا ہے ——؟

اور پھر مصنف کا مبلغ علم ملاحظہ ہو بے چارگی و مایوسی کے عالم میں اسی عبارت پر بحث کے دوران دماغی توازن کھو کر لکھتا ہے۔

"محمد بن عبدالباقی نے یہ لغویات کہاں کہی ہے۔ ہو سکتا ہے اس بے چارے پر جھوٹ ہی باندھا گیا ہو[1]"

اب ہو سکتا ہے کے سوا مصنف کا کیا سہارا رہا ہے ——؟ بے چارہ محمد بن عبدالباقی زرقانی نہیں بے چارہ مصنف ہے جس کو نہ اپنے اکابر کے عقیدہ و مسلک کی تحقیق نہ علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ کے عقیدہ و مسلک کی تحقیق —— مقام غور و فکر ہے جس شخص کو اپنے ہی اکابر کے مذہب و مسلک اور عقیدہ کی خبر نہ ہو وہ کس طرح اور کس

[1] دھماکہ صفحہ ۳۶

مُنہ سے فاضل بریلوی جیسے علماء عرب وعجم کے ممدوح کے مسلک و عقیدہ پر تنقید کر سکتا ہے۔ جس شخص کو تحقیق مذاہب اور کتب عقائد سے کوئی واسطہ ہی نہ ہو وہ کس مُنہ سے یہ کہہ سکتا ہے کہ "بہرحال جس نے اس یہ بات کہی ہے بڑی لغویات کہی ہے" اپنی استعداد و قابلیت کا تو یہ حال ہے کہ یہ علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ کی کسی کتاب کا نام تک نہیں جانتا اور ہر جگہ اس کی بے چارگی آڑے آتی ہے۔

شب باشی کے نام سے تو اس پر سکتہ کا عالم طاری ہو گیا ہے لیکن اس کو کیا کہے گا کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں: ——

"محمد بن حسن بڑے عارفین میں سے تھے۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور نے ایک روٹی عطا فرمائی جس میں سے کچھ تو انہوں نے حضور کے سامنے کھالی اور کچھ اپنے برابر رکھ لی۔ جب بیدار ہوئے تو وہ روٹی برابر میں موجود پائی[1]"

اب مصنف بتائے انبیاء علیہم السلام بحیات حقیقی زندہ نہیں اور ان کی حیات دنیوی نہیں تو پھر یہ خواب میں دی گئی روٹی فی الواقع کس طرح برابر میں موجود پائی گئی۔ کیا مُصنف اپنے ستر ہزار بچھو ماروں والے انداز میں یہاں بھی اپنے حکیم الاُمت اشرف علی صاحب تھانوی سے ویسا ہی سوال کرے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس قبر میں روٹی کہاں سے آئی۔ معاذاللہ کیا حضور نے خود پکائی۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک اُمتی کو ایک ایک روٹی بھی دیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت لگ بھگ ایک ارب ہے۔ اتنی روٹیاں کہاں سے آئیں گی کون پکائے گا کس طرح تقسیم ہوں گی۔ اگر ایک روٹی دو چھٹانک کی بھی ہو تو ایک

[1] جمال الاولیاء صفحہ ۱۶۹

اب روٹیوں کا کتنا وزن بن جائے گا۔ ــــــ تھانوی صاحب کے قلم سے اس ایک بزرگ کی ایک کرامت کے باعث تمام بریلوی مسلک کو اپنانا پڑے گا۔ حضور علیہ السلام خواب میں روٹی عطا فرمادیں اور باقی برابر میں موجود پائی جائے تو آپ کی حیات حقیقی دنیاوی ثابت ہوئی۔ روٹی تقسیم فرما دیں تو قاسم نعمت ہوئے ہر نعمت کہ حضور کے دست کرم سے ملتی ہے یہ ماننا پڑے گا کہ خواب میں جس طرح ایک اُمتی کو شرف زیارت بخشا اسی طرح ہر اُمتی کو شرف ملاقات بخش سکتے ہیں۔ یہ مان لیا تو اقرار کرنا پڑے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہر اُمتی سے واقف ہیں۔ علم غیب کا اقرار کرنا پڑے گا ہر اُمتی کو ہر جگہ روٹی عنایت فرمائی گئی تو آپ کو حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔

ارے حکیم الامت یہ آپ نے کیا لکھا اس طرح تو رہے سہے (دیوبندی) جو پہلے ہی اقلیت میں ہیں دیوبندیت چھوڑ جائیں گے۔

مُصنف کو غور کرنا چاہیے جس طرح ازواج مطہرات کا پیش کیا جانا دنیاوی معاملہ ہے اسی طرح روٹی خواب میں عنایت فرمانا اور بیداری کے بعد برابر موجود پانا نہ صرف دنیاوی معاملہ بلکہ آپ کی حقیقی دنیاوی حیات پر دلالت کرتا ہے۔ شب باشی ناممکن ہے تو روٹیوں کی تقسیم کس طرح ممکن ہوگئی۔

”مزاروں کے ساتھ مجرے“ یہ عنوان بھی اسی حماقت کا حصّہ ہے جس کا جواب مفصل قہر خداوندی میں موجود ہے بار بار اعادہ سے کیا حاصل، اس کا جواب آنے پر پھر اس جواب کا جواب دیا جائے گا۔ ویسے مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۳۴ کے حاشیہ سے پتہ چلتا ہے کہ قہر خداوندی بردھا کہ دیوبندی کو یہ شخص دیکھ پڑھ چکا ہے مگر جواب کی جرأت نہیں ہمارے جواب کے ایک جز پر جانکنی کے سے عالم میں صرف اتنا کہا ہے ”مرحوم کی ملک میں کسی چیز کا دینا عجیب فقہی مسئلہ ہے۔ لین دین، بیع و شراء اور قرض وہبہ کے احکام دُنیا سے متعلق ہیں مرحومین برزخ میں پہنچ چکے اُن کی تملیک کرانا ایک نیا مسئلہ

ہے“ ــــــ صفحہ ۳۴ حاشیہ ؛ ــــــ

بس بھانڈا پھوٹ گیا

اس ایک سطر سے مُصنف مطالعہ بریلویت کی علمی بے مائیگی کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ کہتا ہے ”یہ عجیب فقہی مسئلہ ہے“ جی ہاں ابھی تو بہت باتیں نہیں عجیب معلوم ہوں گی۔ ــــــ پھر کہتا ہے ”تملیک کرانا ایک نیا مسئلہ ہے“ ــــــ جی ہاں اَن پڑھ لوگ ایسا ہی کہا کرتے ہیں۔ اب اس کے جواب ہم صرف اتنا عرض کریں گے کہ مُصنف کو حواس باختگی کے عالم میں کچھ پتہ نہیں چل رہا جن کو وہ کنیز باندی شرعی ہبہ کی وہ مرد اور وہ باندی دونوں زندہ ہیں۔ مزار کی نذر کرنے والے بھی زندہ ہیں جب نذر کی اُسی وقت وہ نذر کرنے والے زندہ تھے اس دُنیا میں تھے جس کنیز کو ہبہ کیا وہ بھی زندہ تھی جس شخص سیدی عبدالوہاب شعرانی کو وہ کنیز ہبہ کی وہ بھی زندہ تھے اس دُنیا میں تھے مگر مصنف مطالعہ بریلویت اپنے اندھے پن سے بدحواسی کے عالم میں لکھ رہا ہے کہ : ــــــ

”مرحوم کی ملک میں کسی چیز کا دینا عجیب فقہی مسئلہ ..... قرض وہبہ کے احکام اسی دنیا سے متعلق ہیں مرحومین جو سب برزخ میں پہنچ چکے ان کو تملیک کرانا نیا مسئلہ ہے۔“

مُصنف مجہول نے سب کو مرحومین قرار دے کر سب کو برزخ میں پہنچا کر اپنے زعم جہالت وحماقت میں مسئلہ کو نیا مسئلہ قرار دے دیا چلو چھٹی ہوئی۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

چاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا رنڈیوں کی مٹھائی کا نذرانہ

اکابر اولیاء کرام قدست اسرارہم پر طعن وتشنیع کرنے والے دیوبندی مولویوں کی اپنی اخلاقی حالت کیا ہے اور یہ لوگ نوجوان رنڈیوں خوبصورت طائف لڑکیوں کو تعویذ

دینے چڑھاوا لینے کے بہانے کسی طرح اپنے چباروں پر چڑھاوے سمیت چڑھا لیتے ہیں۔ یہ واقعہ خبر متواتر ہے سوانح قاسمی۔ تذکرۃ الرشید۔ ارواح ثلاثہ وغیرہ بہت سی معتبر دیوبندی کتب میں لکھا ہے ملاحظہ ہو۔

"میرٹھ میں حضرت والا کا قیام تھا سارے شہر کے مرجع اور منظور نظر بنے ہوئے تھے امیر شاہ خاں کا بیان ہے کہ ایک مکان تھا جس کے بالاخانہ پر (مولوی اشرف علی تھانوی کے استاد) حضرت مولانا محمد یعقوب ٹھہرے ہوئے تھے اور نچلی منزل میں حضرت والا (قاسم نانوتوی) کی فرودگاہ تھی اسی مکان میں خان صاحب کی روایت ہے کہ ایک رنڈی (بازاری عورت کنجری) اپنی چھوکری (نوجوان لڑکی) کو جو سیانی (بالغ) تھی اپنے ہمراہ لائی اور مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میری چھوکری ہے مدت سے بیمار چلی جا رہی ہے میری اوقات بسر (گھر کا گزارہ) اسی پر ہے آپ اسے تعویذ دے دیجئے یا دعا کر دیجئے"

پھر آگے کیا ہوا ——؟ چاہیے تو یہی تھا اور شاید لوگوں کو یہی سننے کی توقع بھی ہو گی کہ جھڑک کر وہ نکال دی گئی ہو گی —— کم از کم اپنی علمی پوزیشن کی حفاظت ہی کے لیے یہی موقع اسی کا تھا کہ دھتکار کر باہر نکل جانے کا حکم اس کو دیا جاتا مگر امیر شاہ خاں مرحوم کی یہ اطلاع ہے کہ بجائے کچھ کہنے سننے کے: ——

"شاید ظرافۃً یہ کیا کہ بالاخانہ (چبارہ) جس پر مولانا محمد یعقوب ٹھہرے ہوئے تھے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اوپر ایک بزرگ ہیں تم اُن کے پاس جاؤ۔ حسب الحکم وہ زینوں پر چڑھتے ہوئے اچانک مولانا محمد یعقوب صاحب کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی اور اپنا معروضہ پیش کیا۔ ..... آپ یا دعا یا تعویذ کر دیجئے۔ مولانا محمد یعقوب نے نہ معلوم دعا کی یا تعویذ کیا ...... اس کی چھوکری (لڑکی) کو آرام ہو گیا تو وہ (رنڈی کنجری)

مٹھائی لائی اور سیدھی اوپر (چبارہ میں) مولانا کے پاس پہنچی اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضرت آپ کی دعا سے میری لڑکی کو صحت ہو گئی ہے۔ یہ مٹھائی شکریہ میں لائی ہوں۔ مولانا نے فرمایا رکھ دو۔"[1]

لیجئے صاحب! بلی تھیلے سے باہر آ گئی سیدی احمد کبیر بدوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر تو کنیز ہبہ کی گئی تھی چڑھاوا نہ چڑھایا گیا تھا، مگر مصنف نے اپنی شوخیٔ طبع کے باعث اس کو چڑھاوا قرار دے دیا عبارت کے مفہوم کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا حالانکہ وہاں مزار اقدس پر لڑکیوں کے چڑھاوا کا ذکر تک نہیں ہے اور یہ واقعہ سیدی عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ الربانی کی اپنی کتاب سے ماخوذ و منقول ہے اور دیوبندی حکیم الامت تھانوی سیدی عبدالوہاب شعرانی کو معتبر و مستند مانتا ہے امام شعرانی لکھتا ہے:" (جمال الاولیا ص ۵۷ و صفحہ ۱۶۸)

البتہ ہمارے نقل کردہ ارواح ثلاثہ اور سوانح قاسمی کے حوالہ میں فی الواقع چڑھاوا کی صورت ہے۔ مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا ایک مبنی بر کذب و افترا عنوان ہے لیکن چباروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا مبنی بر حقیقت ہے بلکہ چباروں پر رنڈیوں کنجریوں کا چڑھاوا ثابت ہوا۔ مولوی یعقوب نانوتوی کو وہ رنڈی بتا رہی ہے کہ میرا گزر اوقات اسی سیانی چھوکری پر ہے مولوی صاحب نہ اُن کو گناہ سے توبہ کی تلقین کرتے ہیں نہ پردہ کرنے کا حکم دیتے ہیں بلکہ اُن رنڈیوں کی حرام پیشہ کی مٹھائی حرام سمجھتے ہوئے اور قبول فرماتے ہوئے "رکھ دو" کا حکم صادر فرماتے ہیں۔

حرام کھانا مساکین کا حق، حرام مال لینا دیوبندی علماء کا حق

---

[1] ملخصاً سوانح قاسمی جلد اول ص ۳۷۶ و ارواح ثلاثہ صفحہ ۳۲۲ – ۳۲۳ زیر حکایت نمبر ۳۶۷ و تذکرۃ الرشید

اس کے بعد مولوی محمد یعقوب نانوتوی رنڈی کی حرام کمائی کی وہ حرام مٹھائی وصول کر کے چبارہ سے نیچے آتے ہیں اور اپنا بھرم رکھنے اور لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے اپنے اس غلط طرزِ عمل کی یوں پیوندکاری کرتے ہیں :——

"فرمایا کہ حرام کمائی کی ہے اس کا کھانا حرام ہے مساکین کا حق ہے اغنیاء کا حق نہیں ..... (ہمارے حضرت نے فرمایا دیکھئے شریعت و طریقت دونوں جمع کر دی ——)"

یہ ہے ان دیوبندی مُلّوں کا دین و ایمان بازاری رنڈی پیشہ ور کنجری جس نے خود صراحۃً اپنے پیشۂ حرام کا ذکر بھی کر دیا تھا کی حرام کمائی مٹھائی کا نذرانہ قبول کر لیا اور لوگوں کی شرماشرمی اس کو مساکین کا حق قرار دے دیا یہ کون سی شریعت ہے کون سی فقہ ہے کوئی سی طریقت ہے جس میں رنڈی کنجری کے مال کو مساکین کا حق قرار دیا گیا ہے ——؟ دیوبندی مولویوں سے زیادہ اور ان سے بڑھ کر کون مسکین ہو سکتا ہے۔ انگریزوں کا مال انہوں نے کھینچا۔ ہندوؤں کا مال کانگریس کے ذریعہ انہوں نے چٹ کیا —— سعودیوں نجدیوں کے مال سے یہ پروان چڑھ رہے ہیں۔ —— دیکھو سوانح قاسمی۔ تذکرۃ الرشید۔ مولانا محمد احسن نانوتوی مکالمۃ الصدرین۔ الافاضات الیومیہ اور پھر فخریہ کہا جا رہا ہے کہ اپنے اس طرزِ عمل سے مولوی محمد یعقوب نانوتوی نے شریعت و طریقت دونوں جمع کر دی۔ دیوبندیوں کی کیا شریعت کیا طریقت۔ .... کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

کہاں کا حلال اور کہاں کا حرام
جو رنڈی کھلائے وہ چٹ کیجئے (بتصرف)

عورتوں کا مزارات پر جانا

کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے اب تک تو مصنف اپنی شقاوت

قلبی سے "مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا" "مزاروں کے ساتھ مجرے" وغیرہ قسم کے عنوان قائم کر کے علماء اہلسنّت کے ذمہ وہ سب کچھ لگا رہا تھا جن سے اُن کا دُور کا بھی تعلق نہیں ہے مگر بالآخر حق رنگ لایا اور خائن مصنف کو تسلیم کرنا پڑا ملفوظات اعلٰحضرت جلد ۲ صلا کے حوالے سے لکھتا ہے اور خود تسلیم کرتا ہے کہ ملفوظات میں ہے :——

عرض: حضور! اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کا آنا جائز ہے یا نہیں ——؟

ارشاد: غنیہ میں ہے یہ نہ پُوچھ کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں ——؟ بلکہ یہ پوچھ کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی طرف سے جس وقت گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔"

یہ لکھ کر بھولے پن سے پُوچھ رہا ہے کہ ان دونوں میں تطبیق کی کوشش کیجئے یعنی کہنا یہ چاہتا ہے کہ پہلے تو اعلٰحضرت فاضل بریلوی نے سیدی احمد کبیر بدوی کے مزار پر کنیز آنے کا واقعہ لکھا ہے اور اب اس دوسرے واقعہ میں لعنت فرما رہے ہیں۔ یہ عام فہم بات اس بے بصیرت کی سمجھ میں نہیں آئی اور لوگوں سے تطبیق کرنے کی فرمائش ہو رہی ہے۔ جب مصنف کے ذہنی عدم توازن کی یہ حالت تھی تو پھر کسی ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ تم جلد مطالعہ بریلویت لکھو ورنہ تمہاری بواسیر ختم نہ ہوگی۔ مصنف کو جان لینا چاہیے کہ پہلے واقعہ میں کنیز اور تاجر سیدنا اعلٰحضرت فاضل بریلوی یا کسی دوسرے عالم یا ائمہ اہلسنّت کے فتویٰ سے مزار حضرت سیدی احمد کبیر قدس سرہٗ پر نہ گئی تھی وہاں ان کا اُس زمانہ میں جانا ذاتی فعل تھا اعلٰحضرت نے وہ بات محض واقعہ کے طور پر بیان کی آج کے دور میں

بھی عورتیں مزاروں پر چلی جاتی ہیں تو کیا مزار گرا دیئے جائیں گے۔ مسجدوں میں عورتیں مسئلہ شرعی کے برعکس چلی جاتی ہیں کیا مسجدیں گرا دی جائیں دینی مدرسوں میں چلی جاتی ہیں دینی مدرسوں کو گرا دیا جائے۔ کیا ان سب جگہوں میں عورتیں علماء سے مسئلہ شرعی معلوم کرکے جاتی ہیں؟ ـــــ آج کے دور میں اگر کوئی دیوبندی مولوی محض واقعہ کے طور پر یہ تحریر کر دے کہ فلاں شہر میں ہزاروں عورتیں سینما گھر کے سامنے ٹکٹ خرید کر فلم دیکھنے جا رہی تھیں۔ مصنف مطالعہ بریلویت تو اپنے اندھے پن کی بنا پر یہی کہے گا کہ اس میں تطبیق پیدا کرو۔ ـــــ یہ مولوی لوگ عورتوں کو فلموں میں جانے سے منع کرتے ہیں اور خود لکھ بھی رہے ہیں فلاں سینما میں عورتیں فلم کا ٹکٹ خرید رہی تھیں بہرحال مصنف کے سر میں اگر دماغ اور دماغ میں عقل ہے تو سمجھ لے کہ مسئلہ شرعی وہی ہے جو سیدنا امام اہلسنت احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اجمیر شریف جانے سے متعلق استفسار کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ باقی بات کی لستی بنانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہم بھی مصنف سے پوچھ سکتے ہیں کہ وہ مانچسٹر جیسے مادر پدر آزاد ننگے ماحول میں برہنہ و نیم برہنہ عورتوں کے ماحول میں کیسے رہتا رہا ہے اور وہاں کے اس ماحول سے اسے کیا دلچسپی ہے کیا انگریز سرکار اسے پاکستان کے مسلمانوں میں خلفشار پھیلانے کے لیے استعمال کر رہی ہے۔ وہاں عورتوں کے ننگے کھلے ماحول میں رہتے رہے ہو اور یہاں پاکستان میں آکر عورتوں کو پردہ کی تلقین کرتے ہو اس تضاد عملی میں تطبیق پیدا کیجئے؟[۱]

[۱] یاد رہے کہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مانچسٹر سے کچھ خصوصی وجوہ کی بنا پر نکالے گئے یا یوں کہیے کہ انہوں نے وہاں گنگوہی والے کام کرنے شروع کر دیئے تھے (گنگوہی والے کام کی تفصیل کے لیے ارواح ثلاثہ از اشرف علی تھانوی کا مطالعہ کریں جس میں (بقیہ حاشیہ برصفحہ آئندہ)

مزاروں پر چوریاں

یہ واقعہ دہلی کے خواجہ حسن نظامی نے اپنا بیان کیا ہے کہ بچپن میں وہ خود جس قسم کی چوریاں کرتے تھے۔ یاد رہے کہ خواجہ حسن نظامی دہلوی دیوبندی قطب عالم گنگوہی کے شاگرد تھے[۱] جب حسن نظامی کو مصنف چور سمجھتا ہے تو پھر خواجہ حسن نظامی کی قصیدہ خوانی میں یہ لکھ کر کہ: ـــــ

"خواجہ حسن نظامی صاحب اردو کے بڑے نامور ادیب گزرے ہیں آپ کے ادبی شاہ پارے ادبی رسائل کی جان ہوتے تھے۔"[۲]

مصنف اپنے منہ پر خود تھوک رہا ہے۔ یہ چوریاں کرنے والے خواجہ حسن نظامی مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد رشید تھے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا فیصلہ ہفت مسئلہ انہوں ہی نے گنگوہی کے حکم سے ہزاروں کی تعداد میں جلایا تھا اور پھر خود مصنف اسی نظامی کی مذکورہ بالا قصیدہ خوانی کر رہا ہے اور الزام اہلسنت اور خانقاہوں کو دیا جا رہا ہے ؎

شرم تم کو مگر نہیں آتی

اس واقعہ کے بیان کا مقصد کیا ہے ـــــ؟ کیا چوریاں بھی سنی بریلوی علماء کے کھاتہ میں ڈالنے کا ارادہ ہے ـــــ؟ سیدی احمد کبیر بدوی قدس سرہ کے مزار پاک کے واقعہ کی آڑ میں صفحہ ۴۵ پر مصنف کی یہ افسانہ نگاری کہ:

"اس سے پتہ چلا کہ آج کل عرسوں وغیرہ میں کیا ہوتا ہے۔ یہی طوفان بے تمیزی ہے جو کارکنوں کو آخر حجروں میں لے جاتا ہے اور وہ بہانے بناتے ہیں کہ ہمیں قبر سے اس کام کے کرنے کی اجازت ملی تھی۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) گنگوہی، نانوتوی پرنٹ مین کا ذکر موجود ہے۔ (ادارہ)
(حاشیہ صفحہ موجودہ) [۱] دیکھو اخبار جنگ کراچی ۲۴ جنوری ۱۹۶۰ء کتاب العیال ثواب صفحہ آخر [۲] مطالعہ بریلویت صفحہ ۴۵

بے شرم مصنف کو شرم وحیا اور غیرت سے کچھ حصہ نہیں ملا ایک مفروضے کو ایسے بیان کرتا ہے جیسے مشاہدہ ہے اس کا تجربہ مجرب ہے۔ کیا مصنف حلفاً بتا سکتا ہے کہ اس کے اپنے ساتھ یا اُس کے اہل وعیال میں سے کس کس کے ساتھ حجروں میں لے جا کر قبروں سے اجازت کا بہانہ بنا کر ایسا طوفان بے تمیزی لوگ برپا کر چکے ہیں خود مصنف پر تو ہمیں یقین نہیں کیونکہ اس صدی کا سب سے بڑا کذاب اور مفتری ہے کیا وہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے طبی معائنہ کا ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پیش کر سکتا ہے —— ؟ بسا اوقات خبیث النفس اور مردود الفطرت لوگ مسجدوں میں برائیاں نہیں کر گزرتے کیا اس عذر سے مسجدیں گرا دی جائیں گی؟ —— حیرت ہے کہ ہر دلیل شیطانی الہام کی حامل ہوتی ہے

حقیر طنز قرآن وحدیث کے دلائل سے نہ مصنف کو سروکار نہ اس کے اکابر کو سروکار محض طنز ومزاح کے انداز میں اہلسنت کے معمولات کا ردّ ان کا طرہ امتیاز ہے آج کل اعراس مبارکہ میں بعض جگہ جو خلاف شرع حرکات جہلا اپنے انداز فکر کے مطابق کر گزرتے ہیں۔ یہ بدبخت اس کو اہلسنت کے کھاتہ میں ڈال کر کہتا ہے، وہاں یہ ہوتا وہاں وہ ہوتا ہے اور یہ کہ کیا یہ عرس پھر بھی طیب ہے؟ برائی تو ہر جگہ برائی ہے۔ اُسے مولوی منصور علی خاں مرادآبادی تلمیذ ارشد مولوی محمد قاسم نانوتوی "کسی لڑکے کا عشق غالب ہونے" کے انداز میں کرے[1] خواہ مولوی نانوتوی صاحب جلال الدین صاحبزادہ مولوی محمد یعقوب سے اس کا کمربند کھول کر کرے[2] یا مولوی نانوتوی یا مولوی گنگوہی صاحبان دونوں بوڑھے بڑھاپے میں ایک چارپائی پہ لیٹ کر

---

[1] ارواح ثلاثہ ص ۲۹۲ [2] سوانح قاسمی جلد اوّل ص ۴۲۶ ؎

جیسے کوئی عاشق کسی کے سینے پر ہاتھ رکھتا ہے۔ سینہ پر ہاتھ رکھ کر رنگ رلیاں منانے کا حقیقی ومصنوعی مظاہرہ شروع کر دیں اور مولانا کہیں میاں کیا کر رہے ہو لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا لوگ کہیں گے تو کہنے دو[1]،، حتیٰ کہ کسی صورت میں کہیں بھی کوئی برائی ہو اس کو اچھا قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اگر عرس میں کہیں ایسا واقعہ پروفیسر خود دیکھ آیا ہے تو بسا اوقات اخبارات میں بعض مدرسوں مسجدوں میں بہت غلط اور ناروا کاموں کی خبریں چھپتی ہیں ان مقدس ومتبرک مقامات پہ برائیوں کی روک تھام کرنی چاہیے۔ نہ خانقاہیں مسمار کی جا سکتی ہیں نہ مسجدوں اور مدرسوں کو تالے مارے جا سکتے ہیں۔

مصنف اپنی اس حقیر طنز سے چاہتا یہ ہے کہ بزرگان دین کے عرس بند ہو جائیں۔ اس لیے مصنف تو عرسوں میں اچھے بُرے کاموں کی وجہ سے عرس بند کرانا چاہتا ہے مگر ان کا گنگوہی گرو گھنٹال عرس کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتا ہے۔ پڑھیے!

"جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟"

گنگوہی صاحب نے آنکھیں میچ کر فوراً فتویٰ دے دیا۔

جواب "کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں ہے۔"[2]

چلو چھٹی ہوئی —— عرس میں فلاں برائی ہوئی یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے بہانے کیوں بناتے ہو؟ تمہارا دین وایمان تو یہ ہے کہ جس عرس میں یا جس میلاد میں صرف قرآن پڑھا جاتا ہو وہ بھی درست نہیں —— ہاں

---

[1] ارواح ثلاثہ صفحہ ۳۳۹ [2] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۳۲۹ ؎

عرس کی جگہ یوم شیخ الہند، یوم امیر شریعت، یوم شبیر عثمانی وغیرہ نام رکھ لیا جائے یا میلاد النبی کانفرنس کی بجائے سیرۃ النبی کانفرنس نام رکھ لیا جائے تو خود تمہارا اپنا حرام کیا ہوا حلال ہو جاتا ہے۔

معلوم نہیں مصنف مطالعہ بریلویت دماغی توازن کھو بیٹھا ہے یا مت ماری گئی ہے صفحہ ۳۰۶ پر تیسری و چوتھی سطر کو ہی دیکھ لیجئے بالکل غیر مربوط و بے تکی عبارت ہے کہ :—

"اسلام کی شان اعجاز دیکھئے کہ اولیاء کرام کے مزارات پر ہر طرح کی رسوم و بدعات کے باوجود کل انبیاء و اولیاء کے سرتاج حضور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ انور ان تمام خرافات سے محفوظ ہے۔"

بتائیے اسلام کی شان اعجاز یہ کس انداز میں دکھانا چاہتا ہے—؟ کیا اسلام کی شان اعجاز اس میں ہے کہ اولیاء کرام قدست اسرارہم کے مزارات عالیہ پر رسوم و بدعات ہوں اور حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ انور تمام خرافات سے پاک ہو—؟ اس کا مطلب اس کے نزدیک محض یہ ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اولیاء کرام حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی متبع نہ تھے ان کو سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی تعلق نہ تھا اس لیے یہ بدعات و خرافات سے محفوظ نہ رہ سکے یا پھر درپردہ سعودیوں کی قصیدہ خوانی اور نجدیوں کی حمد و ثنا مقصود ہے کہ انبیاء و اولیاء کے سرتاج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ انور اس لیے محفوظ ہے کہ وہاں سعودیوں نجدیوں کی حکومت و انتظام ہے۔— یہ شخص اسلام کی شان اعجاز نہیں بلکہ سعودیوں کی شان اعجاز جتلانا چاہتا ہے ورنہ یہ لکھتا کہ حضور نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم زندہ و جاوید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اعجاز دیکھئے کہ آپ کا روضہ تمام خرافات سے پاک ہے۔ مگر ایک خرافات تو وہاں نجدی نحوست کے سبب جاری ہے کہ روضہ انور کے نام نہاد پہرہ دار

ہدیہ لے کر ریال قبول کر کے روضہ انور کی جالیوں کو چومنے دیتے ہیں ورنہ ڈنڈے لاٹھیاں برساتے ہیں۔ مولوی مانچسٹروی نے اپنے اکابر کے برعکس روضہ انور لکھا ہے ذرا یہ تو بتائیے کہ روضہ انور کا ان دیوبندی دھرم میں کیا جواز ہے—؟ اور پھر نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم تو نور نہ ہوں مگر ان کا مزار اقدس روضہ انور— کچھ لکھنے سے قبل کم از کم فتاویٰ رشیدیہ اور فتاویٰ غلام خانیہ کو ہی دیکھ لیا کرو۔— اسی عبارت میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحمۃ للعالمین بھی لکھا ہے حالانکہ ان کے امام دوم مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ ہے :—

"لفظ رحمۃ للعٰلمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے[1]— چنانچہ حاجی امداد اللہ صاحب کے انتقال پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی بار بار فرماتے تھے ہائے رحمۃ للعالمین ہائے رحمۃ للعالمین[2]۔"

بہر حال مصنف اپنے نابالغ قلم سے جو کچھ لکھتا ہے اس میں خود بُری طرح اُلجھ جاتا ہے—

روضۂ انور پر حاضری روضۂ مُبارکہ کے اعمال

لگتا ہے کہ مصنف کو مسلک اعلیٰحضرت و تحقیقات امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے واقفیت نہیں ص ۳۰۶ پر یہ دو عنوان قائم کیے اور پہلے عنوان روضۂ انور پر حاضری کے ذیل میں لکھتا ہے کہ مولانا احمد رضا لکھتے ہیں :—

"زیارت روضۂ انور کے وقت نہ دیوار کریم کو ہاتھ لگائے نہ چومے نہ اس سے چمٹے نہ طواف کرے نہ زمین چومے کہ یہ سب بدعت قبیحہ ہیں۔"

مصنف مطالعہ بریلویت کو چونکہ تحریف و خیانت میں ملکہ تام حاصل ہے

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۹۹ [2] اشرف السوانح جلد ۳ ص ۱۵۹۔

اس لیے گڑ بڑ ضرور کرتا ہے یہ عبارت اس طرح ہے :۔۔۔۔۔

"زیارت روضہ انور سیدِ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم (رزقنا اللہ العود الیھا بقولہ) کے وقت نہ دیوار کریم کو ہاتھ لگائے نہ چومے نہ اس سے چمٹے نہ طواف کرے نہ زمین چومے کہ یہ سب بدعت قبیحہ ہیں ۔[1]"

مصنف تھوڑی بہت تحریف کر کے پھر پلٹی کھاتا ہے اور لکھتا ہے افسوس کہ اس تصریح کے باوجود مولانا احمد رضا خان روضہ مبارکہ کے اندرونی احوال کا تقدس قائم نہ رکھ سکے اور پھر روضہ مبارک کے احوال کے زیر عنوان لکھتا ہے کہ :۔۔۔۔۔

"بریلویوں کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں ۔"

اور بڑے صالحانہ انداز میں زور دے کر استغفر اللہ بھی لکھ دیا۔۔۔ اور پھر لکھتا ہے :۔۔۔۔۔

"افسوس کہ مولانا احمد رضا خان نے گستاخانہ تعبیر میں کچھ جھجک محسوس نہ کی ۔۔۔۔۔"

اس کے بعد صفحہ ۴۳ کا وہی پرانا عنوان جو اس چکہ باز مصنف نے دھماکہ میں قائم کیا تھا زیر عنوان ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی" اس کے ذیل میں ہے ۔" انبیاء علیہم السلام کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں ۔[2]

مزید لکھتا ہے : یہ عقیدہ محمد بن عبد الباقی زرقانی کے ذمہ لگانا خان صاحب کا جھوٹ ہے ۔

اس کا مدلل و مفصل و مسکت جواب، تو قارئین کرام دھماکہ کے جواب

---

[1] حرمت سجدہ تعظیمی صفحہ ۵۲ [2] ملفوظات حصہ سوم ص۳۵

میں ہماری جامع کتاب قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی کے صفحہ ۷۶ پر ملاحظہ فرما دیں جس کا جواب نجد سے دیوبند تک کی نجدی دیوبندی قوم سے نہ بن سکا ان کو سانپ سونگھ گیا پندرہ سال سے لب باندھے دم سادھے بیٹھے ہیں جواب سے عاجز و قاصر ہیں ۔ اس وقت ہم قارئین کرام کو یہ دکھانا چاہیں گے کہ بات تو روضہ انور سیدِ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو رہی تھی لیکن یہ خائن مصنف کھینچا تانی سے تضاد ثابت کرنے اور مقابلتہً "گستاخی ثابت کرنے کے لیے ملفوظات اعلیٰحضرت سے یہ لایا کہ" انبیاء علیہم السلام کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ شب باشی فرماتے ہیں ہم نے اس الزام پہ قہر خداوندی ۔ برہان صداقت بر نجدی بطالت ۔ برق آسمانی آئینہ نجد و دیوبند میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے ۔ قارئین وطن ملاحظہ کریں اور اس کی بددیانتی کا اندازہ لگائیں ۔ اس وقت اس موضوع پر اس کی تازہ لن ترانیوں کا جواب ملاحظہ ہو :۔۔۔۔۔

ہم نے پہلے بھی بار بار بتایا ہے کہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے حیاتِ انبیاء علیہم السلام کے موضوع پر دلائل دیتے ہوئے یہ بات سیدی علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی (صاحب شرح مواہب لدنیہ) کے حوالہ سے لکھی ہے بلکہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے کمال ادب و احترام کے ساتھ شب باشی کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں ۔ فیروز اللغات ص۴۱ پر شب باش کا معنیٰ رات رہنے والا لکھا ہے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے محض شب باشی کا لفظ استعمال فرمایا اور مصنف مطالعہ بریلویت نے صفحہ ۴۶ پر غلط رنگ دینے اور گستاخی کا مفہوم لانے کے لیے یہ لکھا :۔۔۔۔۔

"انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں ۔"

بات کا بتنگڑ بنا کر گستاخ تو یہ خود ہوا جو غلط انداز میں اس واقعہ کو

بار بار بیان کرتا ہے کمال بے حیائی و بے شرمی سے ہمارے جواب کا جواب تو دیتا نہیں اور اپنی ہٹ دھرمی سے اعتراض کا بار بار اعادہ کئے جا رہا ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں :۔

"محمد الحضرمی مجذوب...... آپ ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ و نماز جمعہ بیک وقت پڑھائے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے تھے [1] "

بتایا جائے یہاں بھی شب باش ہونے کا مطلب عورتوں سے مشغول ہونا ہے ۔۔۔ ؟ وہ مجذوب ابدال بزرگ بیک وقت متعدد شہروں میں ایک ہی شب میں متعدد عورتوں سے کس طرح مشغول ہوتے تھے ؟

ے الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

حضرت علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی قدس سرہ فرماتے ہیں :۔

"ویضاجع ازواجہا ویستمتع بہن اکمل من الدنیا" [2]

کتابیں خود نہیں پڑھتا سینہ زوری سے بے دریغ انکار کر دیتا ہے گستاخی بھی قرار دے دیتا ہے ۔۔۔ ۔

اقرار و اعتراف مصنف نے صہ ۴۳ پر سطر نمبر ۴، ۵ میں لکھا ہے :۔۔۔

"بریلوی علماء نے مولانا احمد رضا خاں کی صفائی پیش کرتے ہوئے یہ بات کہی ہے کہ خاوند بیوی اگر آپس میں مشغول ہوں تو اس میں کیا گستاخی ہو گئی ، لیکن جب انہیں بتایا گیا کہ بیٹے کے لیے ماں کے ان

---

[1] جمال الاولیاء تھانوی صہ ۱۸۸ [2] شرح زرقانی جلد ۶ صہ ۱۶۹

حالات کا ذکر یقیناً گستاخی ہے تو وہ مبہوت ہو گئے" (صہ ۴۳)

کیا ٹھکانہ ہے اس مبہوت کرنے والی شکل کا جو اپنے آقا انگریز سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرے ۔۔۔ نام نہاد علامہ و ڈاکٹر اور پروفیسر ہو کر بھی شب باشی کا معنیٰ و مفہوم نہ سمجھے وہ کسی کو کیا مبہوت کر سکتا ہے ۔۔۔ ؟

ع یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

شب باشی کے الفاظ کا کونسی کتب لغت میں بیوی سے مشغول ہونے کا معنیٰ و مفہوم لکھا ہے۔ جیسا کہ اس نے لکھا ہے کہ شب باشی کے الفاظ کا بیوی سے مشغول ہونا معنیٰ کر کے گستاخ یہ مصنف خود ہے۔ کیا مصنف اپنی ماں بہن بیٹی کے لیے بھی یہ الفاظ استعمال کرے گا ۔۔۔ ؟

ع شرم ان کو مگر نہیں آتی

مصنف اگر اندھا نہیں ہے تو شرح زرقانی جلد ۶ کی مذکورہ بالا عبارت دیکھے اور صرف شب باشی کے الفاظ پر دلائل لائے ۔ سیدنا اعلٰیحضرت فاضل بریلوی نے اکابر دیوبند کو گستاخ قرار دیا تو حسام الحرمین میں دلائل اور شواہد کے انبار لگا دیئے۔ یہ مانچسٹر کی کٹھ پتلی زبانی کلامی باتوں سے دل بہلا رہی ہے۔ بہر حال اب اسے اگر کوئی اعتراض ہے تو صرف اس بات پہ ہے کہ بیٹا ماں کے لیے شب باشی جیسے الفاظ استعمال نہ کرے۔ شب باشی کی واقعیت جو اس کے ذہن میں ہے یا جو علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی یا سیدنا اعلٰیحضرت فاضل بریلوی کے ذہن میں تھی ان سب پر اسے اعتراض نہیں۔ اس نے خود اقرار و اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے :۔۔۔

"بریلوی علماء نے مولانا احمد رضا خاں کی صفائی پیش کرتے ہوئے

یہ بات کہی ہے کہ خاوند بیوی اگر مشغول ہوں تو اس میں کیا گستاخی ہو گئی لیکن جب انہیں بتایا گیا کہ بیٹے کے لیے ماں کے ان حالات کا ذکر یقیناً گستاخی ہے"۔ ؎

اس سے ثابت ہوا کہ اصل واقعہ کی تو یہ مصنف بھی صدق دل سے تصدیق کرتا ہے اقرار و اعتراف کرتا ہے مگر گستاخی اگر کوئی ہے تو ماں کے لیے بیٹے کے ایسے الفاظ استعمال کرنے میں ہے۔ تو اب اس کے نزدیک گستاخی صرف اس واقعہ کا ذکر کرنا ہے۔ لہذا یہ سارا تانا بانا خود اس کے اپنے گلے میں پڑ گیا کیونکہ شب باشی کے الفاظ میں کوئی گستاخی نہیں جیسا کہ حوالہ اوپر گزرا اور مشغول ہونے کے لفظ اس مصنف کے اپنے ہیں تو اس گستاخی اور خیانت، الفاظ میں ہیرا پھیری سے خود توبہ اور رجوع کرے۔

پیران عظام کی ذہنی غلامی

اس عنوان کے تحت بھی حسب معمول رونا ہی رویا ہے نہ کوئی حوالہ نہ کوئی دلیل پیران عظام کی ذہنی غلامی کا الزام ہم اہلسنّت کو دینے والے خود اپنی پیر پرستی کو دیکھیں یہ موضوع بڑا مہنگا پڑے گا اور لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ دیوبندی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نسل پیر پرست نہیں ہے۔ ہم اس موضوع پر عنقریب مفصل گفتگو بحوالہ کتب دیوبند کریں گے۔ مذکورہ بالا عنوان کے تحت مصنف نے بھی کوئی اور دلیل نہیں دی جواب کس بات کا دیا جائے۔

جاہل پیروں سے مرعوب کرنے کی تدبیر کا عنوان بھی عنوان ہی عنوان ہے اس سلسلہ میں کوئی حوالہ و دلیل نہیں ہے اہلسنّت پر محض

؎ مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۷۴

زبانی کلامی یہ الزام لگایا ہے کہ ہم جاہل پیروں کو خدائی طاقتوں کا مظہر مانتے ہیں۔ مگر اس قسم کی الزام تراشی اس کا قلبی مرض ہے اپنے دعویٰ پہ کوئی دلیل و حوالہ نہ لا سکا۔

بے شرع عورت پیروں کا دبدبہ

البتہ اس عنوان کے تحت ایک واقعہ حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ نعیمیہ حصہ دوم کے حوالہ سے لکھا ہے اصل واقعہ اس جھوٹے کے جھوٹ کا منہ بولتا ثبوت ہے مفتی صاحب لکھتے ہیں: ــــــ

ایک بزرگ کسی کنوئیں پر پہنچے سخت پیاسے تھے دیکھا کنوئیں پر ایک عورت کھڑی ہوئی ڈول پر ڈول نکال رہی ہے اور بہا رہی ہے آپ نے کہا مائی میں سخت پیاسا ہوں مجھے دو گھونٹ پانی پلا دے۔ وہ بولی ٹھہر جاؤ آپ بہت دیر کھڑے رہے مگر اس نے پانی نہ پلایا۔ آپ نے فرمایا تو بڑی بیوقوف ہے کہ بیکار پانی بہا رہی ہے اور مجھ پیاسے کو نہیں پلاتی۔ وہ بولی کہ دہلی میں آگ لگی ہوئی ہے میں یہاں سے بجھا رہی ہوں میں تجھ ایک کو پلاؤں یا وہاں ہزار جلتوں کو بجھاؤں آپ کو سخت تعجب ہوا۔"

یہ واقعہ ہے جو حضرت مفتی صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ نے مواعظ نعیمیہ میں بیان کیا۔ اب اس واقعہ پر مصنف مطالعہ بریلویت کی تڑک بھڑک اور رنگینی قلم ملاحظہ ہو: ــــــ

"بریلوی علماء نے اپنے عوام کو صرف جاہل ملنگوں سے ہی مرعوب کرنے کی داستانیں نہیں گھڑیں کچھ عورت پیروں کو بھی اس مقام پر لے آئے۔ ایک عورت بغیر خاوند کے اور بغیر کسی محرم کے کسی کنوئیں پر پانی بھر رہی تھی اُسے یہ تو پتہ نہ تھا کہ بغیر خاوند یا محرم کے اسے یہاں اس طرح بے حجاب نہیں ہونا چاہیے۔ بریلویوں کا عقیدہ ہے دیکھئے کہ وہ یہیں سے دہلی میں تصرف کرتی بتلائے

ہیں ...... وہ بے شرع ملنگنی یہاں سے دہلی تصرف کر رہی تھی۔"

بتایا جائے مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی عبارت میں یہ کہاں ہے کہ ہمارا بریلویوں کا یہ عقیدہ و ایمان ہے اور یہ مسئلہ ضروریاتِ دین یا ارکانِ اسلام سے ہے۔ انہوں نے محض ایک واقعہ کے طور پر بیان کیا ہے اور کسی کو دعوت نہیں دی کہ تم اس کے مرید ہو جاؤ ــــ مگر خالد محمود مانچسٹروی کو مانچسٹر میں بیٹھے یہ کیسے معلوم گیا کہ وہ ملنگنی تھی۔ وہ بے پردہ یا بے حجاب تھی ــــ وہ جوان تھی ــــ جب وہ بزرگ پانی پینے والا اس عورت کو مائی کہہ رہا ہے تو وہ یقیناً اس بزرگ سے بڑی اور عمر رسیدہ ہوگی۔ ــــ نہ مفتی صاحب نے لکھا نہ اس بزرگ نے کہ وہ مائی بے پردہ بے حجاب تھی۔ یہ شیطانی کشف دیوبندی طفل مکتب مانچسٹروی کے حصہ میں آیا ہے۔ علماء اہلسنت نے کب اور کہاں لکھا ہے کہ جاہل بے پردہ ملنگنیوں کے مرید ہو جاؤ ــــ یہ محض ایک واقعہ ہے۔ کسی مکتب فکر کا عقیدہ و مسلک قرار دینا اندھا پن ہے۔ ــــ مصنف اپنے زعم جہالت میں غالباً یہ چاہتا ہے کہ اس واقعہ کا ثبوت قرآن و حدیث سے دیا جائے۔ پیر و مرشد ہونا علیحدہ بات ہے مگر کیا عورتیں ولیہ اور صالحہ نہیں ہو سکتیں اور بطور کرامت ایسے واقعہ کا ولیہ عورت سے صدور ممکن نہیں ــــ؟

سوٹے لنگوٹے

مصنف نے غالباً اپنی کتاب کو شروع کرتے وقت یہ قسم کھائی تھی کہ وہ علماء اہلسنت کی ہر عبارت کا مفہوم ضرور مسخ کرے گا۔ حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مصنف کے بڑے بڑے پانی مانگ جاتے تھے۔ مفتی صاحب مرحوم نے بڑی سادگی سے یہ لکھا ہے :ــــ

"اولیاء اللہ کو حساب کا ڈر بھی نہ ہوگا کیونکہ اول تو سوٹے اور لنگوٹے کے سوا پاس ہی کیا تھا اور جو کچھ تھا بھی وہ محض اللہ کے لیے کھایا اس کے لیے سوٹے حساب کیسا ...... بروزِ قیامت انبیاء کرام اولیاء اللہ پر

فرمائیں گے۔ ــــ وہ اُمت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کی فکر میں ہیں۔ اولیاء اللہ ان دونوں غموں سے دُور ہوں گے۔ یہ مراد ہے ولا یحزنون سے ــــ"

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی اس عام فہم سیدھی سادھی عبارت کا مطلب اس نے یہ بیان کیا ہے کہ :ــــ

"مفتی صاحب نے ملنگوں کو نبیوں پر بڑھا دیا اور حیرت یہ کہ یہ بات عام انبیاء کرام تک بھی محدود نہیں خود سید کائنات کا ان اولیاء سے کس بے رحمی سے مقابلہ کیا ہے۔"[1]

ہم مجہول مطلق مانچسٹروی کذاب سے پوچھتے ہیں ملنگوں کو انبیاء کرام سے بڑھانا اور سید کائنات سے مقابلہ مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے مصنف کے دماغ میں کوئی شیطان تو نہیں ناچ رہا ــــ؟ اُلٹی بات سمجھ میں آتی ہے سیدھی بات سمجھ میں نہیں آتی غبط کا ترجمہ رشک جو مصنف نے بریکٹ کیا ہے اور رشک کا مفہوم انبیاء کرام سے بڑھانا اور سید الانبیاء علیہ السلام سے مقابلہ لعنت کی کس کتاب میں لکھا ہے؟ کچھ تو شرم کرو۔ اگر مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ انبیاء علیہم السلام سے اولیاء کرام کو بڑھا دیتے اور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اولیاء کرام کا مقابلہ کراتے تو مانچسٹروی دجال مفتی صاحب کے مزار کو چوم لیتا کیونکہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کا یہ عقیدہ ہے :ــــ

"انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اسمیں اُمتی بسا اوقات بظاہر مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔"[2]

یہ ہے گستاخوں کے میر کارواں کی صریح گستاخی حضرت مفتی صاحب

---

[1] مطالعہ بریلویت ص۲۹ [2] تحذیر الناس ص۵

بدایونی سے ایسی گستاخی ثابت کریں اور سنیئے گستاخی یہ ہے جو مرثیہ گنگوہی میں مولوی رشید احمد گنگوہی کو بانی اسلام سیّد الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی اور برابر کا قرار دیتے ہوئے دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن مالٹوی لکھتا ہے : ؏

اُٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی [1]

مولوی رشید احمد گنگوہی کو عیسٰی علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام قرار دیتے ہوئے محمود الحسن مالٹوی ریشمی رومال والے کہتے ہیں : ؎

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو
چھپا چاہِ لحد میں وائے قسمت ماہِ کنعانی [2]

یہ ہے سیّد الانبیاء علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سے مقابلہ اور برابری۔ یہ ہے گستاخی جس کو ہر ایمان دار ہزار دو دل سے سمجھتا ہے اور علماء عرب و عجم ایسے عقائد باطلہ والوں پر ارتداد کا فتوٰی مبارکہ جاری کر چکے ہیں۔

اور دھاندلی : مُصنّف کی مزید دھاندلی ملاحظہ ہو صفحہ ۵ پر ملفوظات اعلحضرت حصّہ دوم سے ایک واقعہ نقل کرتا ہے :۔۔۔

"ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دوکان پر کھڑا کہہ رہا تھا ایک روپیہ دے، وہ نہ دیتا تھا۔ فقیر نے کہا روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دوکان اُلٹ دوں گا۔۔۔۔۔۔ اتفاقاً ایک صاحب دل کا گزر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے انہوں نے دوکاندار سے فرمایا جلد روپیہ اسے دے ورنہ دوکان اُلٹ جائے گی۔ لوگوں نے عرض کی حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے۔۔۔؟ فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر

---

[1] مرثیہ گنگوہی صـ۶ [2] ایضاً صـ۷ ؛

ڈالی کہ کچھ ہے بھی معلوم ہوا بالکل خالی ہے اس کے شیخ کو دیکھا اُسے بھی خالی پایا شیخ کے شیخ کو دیکھا اُنہیں اہل اللہ سے پایا اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دوکان اُلٹ دوں تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا"؟

اعلحضرت قدس سرہٗ نے یہاں قوی نسبت کی بات کی ہے کہ اللہ والوں کے ساتھ جن کی نسبت قوی ہو وہ اپنے غلاموں کی اعانت فرماتے ہیں۔ اس سے اگلے صفحہ پر اعلحضرت قدس سرہٗ العزیز نے حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ بھی لکھا ہے جو اس نے نظر انداز کر دیا کہ چوری نہ پکڑی جائے۔

"ایک فقیر مفلس کے گھر میں کسی کی گائے رات کو گھس آئی وہ اپنی مفلسی تنگ دستی دُور ہونے کی اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا رہتا تھا۔ جب رات کو گائے گھر میں گھس آئی تو اُس نے سمجھا کہ میری دُعا قبول ہوئی ہے رزقِ حلال مجھے غیب سے عطا ہوا گائے کو ذبح کر کے گوشت کھایا پکایا۔ صبح مالک کو خبر ہوئی وہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں نالشی ہوئے۔ سیّدنا داؤد علیہ السلام نے فرمایا تو مالدار آدمی ہے محتاج و مفلس نے ایک گائے کھالی تو کیا ہوا۔ وہ شخص عرض کرنے لگا یا نبی اللہ میں حق چاہتا ہوں۔ سیّدنا داؤد علیہ السلام نے فرمایا حق چاہتا ہے تو گائے اُسی کی تھی۔ وہ اور برہم ہوا۔۔۔ سیّدنا داؤد علیہ السلام نے فرمایا نہ صرف گائے جتنا مال تیرے پاس ہے سب اسی کا ہے۔ وہ اور زیادہ فریادی ہوا تو داؤد علیہ السلام نے فرمایا تو بھی اسی کا غلام اور اسی کی ملک ہے۔ اس شخص کی بے تابی کی حد نہ تھی۔۔۔۔۔۔ داؤد علیہ السلام نے فرمایا تصدیق چاہتا ہے تو ابھی ہمارے ساتھ چل۔ جنگل میں چلے گئے ہجوم ساتھ ہو لیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جنگل میں پہنچ کر ایک درخت کے نیچے کی زمین کھودنے کا حکم دیا۔ زمین کھودنے سے انسان کا سر اور خنجر برآمد ہوا خنجر پہ مقتول کا نام کندہ تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے درخت کو حکم دیا شہادت

ادا کر تو نے کیا دیکھا ؟ پیر نے عرض کی یا نبی اللہ یہ اس فقیر کے باپ کا سر ہے۔ یہ گانے والا اس کا غلام تھا اس نے موقع پا کر میرے نیچے اپنے آقا کو اسی خنجر سے ذبح کیا اور زمین میں مع خنجر دفن کر دیا اور اس کے تمام اموال پر خود قابض ہو گیا۔ اس کا بیٹا بہت صغیر سن تھا اس نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو بیکس مفلس بے زر مجبور پایا۔ یہ بھی اس کو معلوم نہ ہو سکا اس کا باپ کون تھا اس کا کیا کیا مال تھا۔ حکم باطن ثابت ہوا — غلام قاتل گردن مارا گیا اور وہ تمام اموال وراثۃً فقیر کو ملے۔"

اس واقعہ کے بعد سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں وہی یہاں بھی ممکن ہے کہ دوکاندار اس فقیر کے وارث کا مدیون ہو اگرچہ فقیر بھی اس سے واقف نہ ہو یا دوکاندار اُسے پہچانتا ہو یہ جبراً دلانا جبر نہیں — حق بحق دار رسانیدن —۔

مصنف نے داؤد علیہ السلام کے اس واقعہ کو چھوڑ دیا جس کو بطور دلیل بیان کیا گیا ہے یا یوں بھی ہو سکتا ہے کہ جس اہلِ دل نے فقیر، فقیر کے پیر پھر پیر کے پیر وغیرہ پر نظر ڈالی اُسے ازروئے کشف معلوم ہو گیا ہو کہ یہ فقیر مستحق ہے اور دوکاندار پر زکوٰۃ فرض صدقہ واجب ہے اور نہ بخشنے فقیر کو نہیں دے رہا صدقہ بلا کو ٹالتا ہے۔ فقیر کی بد دعا سے آفت آ سکتی ہے — یہ تو اہل نظر اہل دل ہی جان سکتے ہیں مگر اعلحضرت نے اجازت عامہ کا حکم جاری نہ فرمایا کہ ہر بے شرع جاہل بدعمل بدکردار فقیروں کی دھونس میں آ جایا کرو اُن کے مرید ہو جایا کرو ان کو نذرانے دیتے رہو۔ ورنہ یہ جاہل بدعمل بدکردار خلافِ شرع فقیر بھکاری منگتے تختہ اُلٹ دیں گے۔ عام گداگروں فقیروں کے متعلق اعلحضرت علیہ الرحمۃ نے ایسا نہیں لکھا بلکہ صرف اُس ایک کے متعلق جس کے پیر کے پیر اور شیخ کے شیخ کو اُس وقت کے اہلِ دل اہل معرفت نے ازروئے کشف مشاہدہ کر لیا تھا۔ مصنف نے اپنی بے بصیرتی سے یہ حکم عام سمجھ لیا اپنی خردماغی اور

اُن کھوپڑی سے مصنف نے یہ جھک بھی ماری ہے مولانا احمد رضا خاں کی اس عبارت سے یہ بھی پتہ چلا بریلویوں کے ہاں شیخ کی خلافت خالی لوگوں کو بھی مل جاتی ہے جن کا باطن کچھ نہ ہو[1]

اعلحضرت قدس سرہٗ کے کلام میں خلافت کا کہاں ذکر ہے اس فقیر کا خلیفہ ہونا اور خلافت دیا جانا کس جملہ میں مذکور ہے —؟ کہتے ہیں بھینگے کو ڈبل نظر آتا ہے یعنی ایک کے دو دکھائی دیتے ہیں رہا اس کے شیخ کا خالی ہونا تو وہ دین و ایمان سے خالی نہ تھے۔ — دیوبندی مکتب فکر میں تنقیص الوہیت اور توہین شانِ رسالت کے مرتکبین اور باجماع علمائے عرب و عجم جن ملاؤں پر کفر و ارتداد کا فتویٰ ہے انہیں تو یہ لوگ چشتی صابری امدادی خلافتیں دلواتے پھرتے ہیں گویا ان کے نزدیک بظاہر ایک خالی شخص تو خلافت کا اہل نہیں مگر کافر و مرتد بے ادب گستاخ خلیفہ مجاز ہو سکتے ہیں اور اُن سے کرامات کا ظہور و صدور بھی ہو سکتا ہے۔

خدائی طاقت ماننے کا الزام

وہابیہ دیوبندیہ اقوالِ بزرگانِ دین اولیاء کاملین سے انحراف کرتے ہوئے عموماً کہا کرتے ہیں پیروں فقیروں ولیوں کے قصوں کو چھوڑو قرآن و حدیث سے دلیل لاؤ لیکن اپنی ڈوبتی ناؤ کو تنکے کا سہارا بھی تلاش کرتے ہیں اور غنیمت جانتے ہیں۔ اپنی کتاب کے ص ۵۱ پر —:

"کامل پیروں کے ہاتھ میں بھی خدائی طاقت"

کا عنوان قائم کرتا ہے حالانکہ خدائی طاقت ماننا اور بات ہے عطائی طاقت ماننا اور بات — بزرگانِ دین، اولیاءؑ کاملین کو خدا تعالےٰ کی طاقت کے برابر کوئی سُنی عالم بھی نہیں مانتا نہ اس نے کسی کتاب کا حوالہ دیا البتہ پیر سید مہر علی

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۵۰ ؛

شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات چشتیہ سے اس نے یہ عزوہ لکھا ہے :—

”اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبولوں کو اتنی طاقت بخشی ہے کہ جس امر کی طرف متوجہ ہو جائیں اللہ تعالیٰ وہ کام کر دیتا ہے لیکن یہ ٹھیک نہیں کہ جس وقت چاہیں اور جو کچھ چاہیں ہو جائے کیونکہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے چچا ابو طالب کے واسطے یہی چاہتے تھے کہ وہ اسلام لا دیں اور ظہور میں ایسا نہ آیا“..... وغیرہ

اوّل تو یہ کہ پیر صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ کی عبارت میں خیانت کی گئی جو اس کا آبائی وطیرہ اور اس قوم کا طرۂ امتیاز ہے۔

دوم یہ کہ پیر صاحب گولڑوی وہ ہیں کہ جنہوں نے وہابیت نجدیت بلکہ دیوبندیت کے امام دوم مولوی رشید احمد گنگوہی کا کھُل کر رد و ابطال کیا دیکھو مہر منیر سوانح حیات سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ ص ۲۱۳

سوم پیر صاحب گولڑوی وہ ہیں جنہوں نے کھُلم کھُلا اور علی الاعلان سُنّی بریلوی مسلک کی تائید و حمایت فرمائی ملاحظہ ہو۔ ”حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے امکان کذب باری تعالیٰ کو محال علم غیب عطائی اور سماع موتیٰ کو برحق اور ندائے یا رسول اللہ زیارت قبور توسل و استمداد انبیاء و اولیاء علیہم السلام اور ایصالِ ثواب کو جائز قرار دیا۔“ [1]

پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ بھلا تیرے کیا لگتے ہیں اور تجھے اُن کیا سروکار دھوکہ دینے کے لیے پیر صاحب گولڑوی کا نام نامی لیتے ہو کچھ شرم کرو۔ ہاں اگر واقعی تمہارے دل میں شہنشاہ گولڑہ کی محبت و عقیدت و احترام ہے اور تم اُن کے اقوال و افعال و اعمال کو مستند مانتے ہو تو مذکورہ بالا حوالہ کے مطابق اسماعیل دہلوی اور رشید گنگوہی کے امکان کذب باری تعالیٰ

[1] مہر منیر سوانح حیات حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ص ۱۴۳

کے عقیدہ سے دستبردار ہو جاؤ۔ رشید گنگوہی، اسماعیل دہلوی اور ان کے عقائد باطلہ سے دستبردار ہو جاؤ علم غیب عطائی سماع موتیٰ اور ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرو۔ توسل اور استمداد انبیاء و اولیاء اور ختم فاتحہ ایصال ثواب پر ایمان لاؤ دیکھتے ہیں مانچسٹروی دجال پیر سید مہر علی شاہ صاحب کو کتنا مانتا ہے—؟

خدا جیسی یا خدا جتنی طاقت اور قدرت تو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام قدست اسرارہم میں کوئی مسلمان نہیں مانتا۔ لیکن محبوب خدا سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کو بے کس و بے بس مجبور و محتاج ماننا اور کہنا کس آیت یا کس حدیث کا ترجمہ ہے—؟ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اگر دجال کے بقول محبوب خدا سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو پھر سیدنا عمر فاروق اعظم کس کے چاہنے سے مسلمان ہوئے—؟ کس کے چاہنے سے کعبہ قبلہ بنا—؟ کس کے چاہنے سے شب معراج پچاس نمازوں کی پانچ ہوئیں—؟ باقی رہا ابو طالب کا معاملہ تو حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:—

وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح [1]—

یعنی میں نے اُسے (ابو طالب کو) سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو کھینچ کر ٹخنوں تک کی آگ میں کر دیا۔

دوسری روایت صحیح میں فرمایا:—

ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار۔

یعنی اگر میں نہ ہوتا تو ابو طالب جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا۔

ایک اور حدیث صحیح میں فرمایا:—

[1] رواہ البخاری ومسلم عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اھون اھل النار عذاباً ابو طالب یعنی دوزخیوں میں
سب سے ہلکا عذاب ابو طالب پر ہے۔

بتاؤ! یہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم وفیض سے ہوا یا نہیں ——؟ دیوبندیوں کے عقیدۂ باطلہ میں معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے سے تو کچھ نہیں ہوتا لیکن ان کے اپنے خود ساختہ قطب عالم مولوی گنگوہی کی جلالت شان یہ ہے۔ اُن کا حکم قضائے مبرم کو کاٹ دینے والی تلوار تھا لکھتے ہیں ؂

نہ رُکا پر نہ رُکا پر نہ رُکا پر نہ رکا ——
—— اس کا جو حکم تھا، تھا سیف قضائے مبرم[1]

قضائے مُبرم اُس خدائی حکم کو کہتے ہیں جو نہ ٹلنے والا حکم ہو[2] مگر دیوبندیوں کا ایمان وعقیدہ ہے مولوی گنگوہی جی کا حکم قضائے مبرم (نہ ٹلنے والے خدائی حکم) کو بھی ننگی تلوار بن کر کاٹ دیتا تھا۔

معاذ اللہ یہ خدائی طاقت سے بڑھ کر طاقت مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب میں دیوبندیوں نے کیسے مان لی یہ کیا ایمان وعقیدہ ہے؟

فوائد فریدیہ کے حوالے

مصنف صاحب نے فوائد فریدیہ ص؟ کے ایک حوالہ سے مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۵۱ پر خدا کے ساتھ کشتی کا عنوان جما کر لکھا ہے: "بریلوی عقیدہ ہے کہ بعض اولیاء خدا سے بھی کشتی لڑ لیتے ہیں گو پچھڑ جاتے ہیں" لکھتا ہے:۔

"حضرت مظفر کرمانشاہی نے فرمایا کہ فقر وہ ہے جو اللہ کی طرف بھی محتاج نہ ہو۔ ۔۔۔ حضرت ابو الحسن خرقانی نے فرمایا کہ صبح سویرے اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کشتی کی اور ہمیں پچھاڑ دیا" (فوائد فریدیہ ص۸۴)

۱؎ مرثیہ گنگوہی ص۲۵ ۲؎ دیکھو فیروز اللغات معنی قضائے مبرم صفحہ ۴۸۱

اس قسم کے حوالہ فوائد فریدیہ سے دیوبندی وہابی مُصنفین بہت لے رہے ہیں۔ اس کے متعدد جواب ہیں:——

اوّل تو یہ کہ فوائد فریدیہ کتابچہ خواجہ غلام فرید صاحب کی طرف منسوب ہے۔ سیدنا امام اہلسنّت سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز یا آپ کے خلفاء وتلامذہ میں سے کسی کی کتاب نہیں ہے جو اس کو دلیل بنا کر مورد الزام ٹھہرایا جاتے۔ بریلوی عقیدہ ہے۔

دوم یہ کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب اعلیٰحضرت سے پہلے ہوتے ہیں ان کا وصال ۱۳۱۷ھ میں ہوا۔ اعلیٰحضرت امام بریلوی نے خواجہ صاحب کی کتابوں کے حوالے اپنی کتابوں میں نقل نہیں کیے۔ اعلیٰحضرت کا وصال ۲۳ سال بعد ۱۳۴۰ھ میں ہوا۔ ان کی تو ملاقات بھی ثابت نہیں تو اعلیٰحضرت سے پہلے کے بزرگوں کے حوالہ جات کو اعلیٰحضرت کے کھاتہ میں کیونکر ڈالا جا سکتا ہے اور یوں کیسے کہا جا سکتا ہے کہ یہ بریلوی عقیدہ ہے۔

سوم یہ کہ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ متفقہ بزرگ ہیں گو وہ اہلسنّت صوفی تھے مگر دیوبندی وہابی بھی آپ کو ولی کامل اور برگزیدہ شخصیت مانتے ہیں اور حضرت خواجہ غلام فرید کو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ملاحظہ ہو مشہور حکیم باز و فریب کار دیوبندی مولوی خلیل احمد خاں کی کتاب انکشاف حق صفحہ ۵ اور اس کی تقدیم جو معلوم ومعروف دیوبندی وہابی مولوی ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی نے لکھی بعنوان "علماء دیوبند کے بارے میں ..... اولیاء اہلسنّت کی رائے صفحہ ۱۵——

"حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ"۔

مشہور مغرور دیوبندی وہابی مناظر اور مرفوع القلم مصنف مولوی یوسف رحمانی عرف مولوی گنگا رام لکھتا ہے "کوٹ مٹھن کے برگزیدہ الشان اور مسلّم شدہ ولی خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ" (سیف رحمانی ص۴۹)

خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف شدہ سلسلۂ شریفہ "اسیف سماں"
اب ایک طرف تو یہ لوگ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ فوائد فریدیہ کے حوالہ سے جو عقائد لگا رہے ہیں وہ بظاہر ان کے نزدیک کفر و ارتداد ہیں اور دوسری طرف یہ لوگ خواجہ غلام فرید صاحب کو مسلم شدہ ولی۔ برگزیدہ انسان۔ ولی کامل اور رحمۃ اللہ علیہ بھی مانتے ہیں تو ایسے عقائد و افکار کا جواب خود تمہارے ذمہ ہو گیا۔

چہارم یہ کہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زبان و قلم سے تحریر ہوئے الفاظ اُن کے اپنے نہیں ہیں انہوں نے اکابر و مسلمہ اولیاء کاملین سے وہ الفاظ نقل کیے ہیں مثلاً خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نے یوں لکھا ہے:

- حضرت خواجہ اویس قرنی نے فرمایا ص۱۷ ——
- حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا ص۲۷ ——
- حضرت بایزید نے فرمایا ص۳۷ ——
- حضرت ابو حفص حداد نے فرمایا ص۴۳ ——
- حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا ص۳۷ ——
- حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا ص۴۷ وغیرہ وغیرہ ——
- حضرت خواجہ صاحب کے وہ الفاظ اپنے نہیں ہیں تو اُن پر بھی کیا فتویٰ لگ سکتا ہے اور لگ سکتا ہے تو ہمت کر دیکھیں دیوبندی وہابی مولوی فتویٰ لگا دیں۔

پنجم یہ کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ اس قسم کے اقوال و الفاظ نقل کرتے وقت فوائد فریدیہ ص۶۷ پر وحدت الوجود کے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ——

"وہ جاننا چاہیے کہ جب ہر صورت میں وہی (اللہ تعالیٰ کی) ذات پاک جلوہ نما ہے جو ہر مرتبہ میں مختلف نام رکھتی ہے..... پھر صفحہ ۶۸ پر لکھتے

ہیں قرآن مجید میں اللہ جل مجدہٗ فرماتے ہیں: ——
وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔
یعنی اللہ کے لیے ہے مشرق اور مغرب جس کی طرف مُنہ کرو گے اسی طرف اللہ کی ذات موجود ہے"۔ ... ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں..... جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ یعنی واقع میں اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں..
...... خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے........ وہ تمہارے نفسوں میں ہے....... نہیں مارا تو نے جس وقت مارا تو نے لیکن اللہ نے مارا....... ہمیشہ میرا بندہ نفل پڑھتے پڑھتے میرا قرب حاصل کر لیتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں، جب میں اُسے محبوب بنا لیتا ہوں میں اس کے کان بن جاتا ہوں وہ اس کے ساتھ سُنتا ہے، میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں وہ اس سے دیکھتا ہے، میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں وہ اس کے ساتھ پکڑتا ہے... انسان میرا بھید ہے میں اس کا بھید ہوں......!
ترجمائے آیات مبارکہ کے بعد ص۶۹ پر چند احادیث مبارکہ نقل کرتے ہیں اور پھر خواجہ صاحب نے فوائد فریدیہ کے ص۶۹ پر اقوال اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال وحدۃ الوجود کے مسئلہ پر نقل کیے اور پھر صفحہ ۷۰ پر تحریر فرمایا: ——
"اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے: - میں نہ آسمان میں سما سکتا ہوں نہ زمین میں لیکن مومن بندے کے دل میں

سما جاتا ہوں ـــــ وہ (بندہ مومن) ذکر و فکر میں اسطرح مستغرق ہو جاتا ہے ہر لحظہ سوائے اللہ کے نام کے اس کی زبان پر کچھ نہیں ہوتا اور سوائے صفاتِ حق جل شانہٗ کے فکر کے اور چیز اُس کے دل میں نہیں ہوتی ..... بلکہ وہ (بندہ مومن) ہر چیز کو وہم و خیال سمجھتا ہے سوائے اللہ جل شانہٗ کی صفات کے پس اُسے ایک مقام حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ دوزخ اہلِ بہشت کی نسبت ناجائز ہے اور بہشت بھی اس مقام کی نسبت اسی طریقہ سے ہے اور یہ الوہیت کا مقام ہے کہ جتنے صاحبِ اسرار وہاں تک پہنچے ہیں انہوں نے ذوق اور مستی کا کلام فرمایا ہے صوفیائے کرام ان کو شطح کے نام سے تعبیر کرتے ہیں ـــــ ۱؎"

اس کے بعد مختلف اولیا کاملین اصفیا عارفین کے وہ اقوال نقل ہیں جو اُن سے عالم عشق و مستی اور بے خودی میں ہر چیز و مقام میں جلوۂ جمال الٰہی کا مشاہدہ کرتے ہوئے سرزد ہوئے جن کو صوفیائے کرام کی اصطلاح میں شطحیاتِ صوفیاء کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یعنی صوفیا کی زبان سے جذب و مستی و بے خودی کے عالم میں نکلے ہوئے الفاظ یا مجذوب سے جذب کے عالم میں سرزد ہوئے اقوال و افعال۔ یہ وہ اقوال و افعال ہیں جن پر خود اکابر دیوبند بھی کوئی شرعی مواخذہ نہیں کرتے نہ اُن پر کوئی فتویٰ لگاتے ہیں بلکہ اپنی مختلف تصانیف میں ایسے بزرگوں مجذوبوں کا تذکرہ حُسنِ عقیدت کے ساتھ فخریہ انداز میں کرتے ہیں اختصار مانع ہے۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں۔ ارواح ثلاثہ۔ امیر الروایات۔ روایات طیب۔ اشرف التنبیہ مولوی اشرف علی تھانوی۔ مولوی امیر

۱؎ فوائد فریدیہ صفحہ ۱۷ ؎

شاہ خان۔ قاری محمد طیب قاسمی۔ مولوی محمد نبیہؒ مانڈوی جیسے مسلمہ اکابر دیوبند کی مستند کتابیں ہیں۔ ـــــ ہمارے پاس انارکلی لاہور کے دیوبندی مکتبہ۔ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون۔ اعزازیہ کتب خانہ دیوبند یوپی کے مختلف ایڈیشنوں کے نسخے موجود ہیں اعزازیہ دیوبند کے چھاپہ کو لیجیے صہ۲۱۴ رام پور کے مجذوب بٹیر شاہ کی حکایت لکھتے ہیں کہ :ـــــ

"بالکل ننگے رہا کرتے تھے ...... ایک تخت پر بیٹھے رہتے تھے اس تخت پر ایک مصلیٰ پڑا رہتا تھا۔ یہ کبھی ذکر کرتے تھے اور کبھی نماز پڑھتے تھے اور کبھی ویسے ہی بیٹھے رہتے تھے اور جب نماز پڑھتے تھے تو نہ اوقات کا لحاظ ہوتا نہ رکعات کا لحاظ بلکہ جب چاہا نماز شروع کر دی اور جب تک جی چاہا پڑھتے رہے ـــــ سُنا گیا ہے یہ لوگوں کو مارتے بھی تھے جب کسی کو دیکھتے تو ہنس کر مُنہ چھپا لیتے تھے ـــــ"

اس مجذوب کے متعلق لکھتے ہیں اس پر تعجب نہ کیا جائے۔ جذب میں یا جنون میں عقل نہ ہونا تو لازم ہے لیکن بعض اوقات حواس صحیح ہوتے ہیں اور وہ کسی امر کا ادراک کرتے ہیں کسی کا نہیں کرتے اور ایسا (مجذوب) شخص مکلّف نہیں ہوتا اس لیے کہ مدارِ تکلیف کا عقل پر ہے نہ کہ حواس پر چنانچہ بہائم باوجود سلامت حواس کے اسی لیے مکلّف نہیں کہ اُن میں عقل نہیں ـــــ ۱؎۔

اکابر دیوبند کے نزدیک ایسا شخص (یعنی مجذوب وغیرہ) مکلّف شرعی احکام کا نہیں ہوتا ایسے ہی وہ حضرات جو فانی فی اللہ کے مقام پر ہیں اور جذب و مستی و بے خودی میں کچھ کہہ جاتے ہیں جیسے منصور نے اناالحق کہا یا حضرت بایزید بسطامی نے سبحانی ما اعظم شانی وغیرہ وغیرہ ان پر کسی نے

۱؎ ارواح ثلاثہ مخلصاً صہ۲۱۸ ؎

فتویٰ شرعی نہ لگایا ایسے وہ حضرات جن کا ذکر خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فوائد فریدیہ میں کیا جنہوں نے اپنے آپ کو بے ہستی کر دیا خود کو مٹا دیا جنہیں ہر چیز میں اللہ عزّ وجل کا جلوہ نظر آیا مگر ایسے الفاظ ہر کس و ناکس کے قابل درگزر نہ ہوں گے ——۔

دیوبندی مجذوب ربّ العٰلمین

مصنّف مطالعہ بریلویت تو اس خبط میں ہے اور ہزار ہزار سال پُرانے بزرگوں کو بریلویت سے عبارت کر کے بریلویت کے کھاتے میں ڈال کر بریلویت کے ذمّہ لگاتا ہے کہ ان کے فلاں بزرگ نے یہ کہا ہے! وہ کہا! یوں کہا ہے! مگر ربّ العٰلمین سے بڑھ کر کوئی جملہ نہیں کہ بنص قطعی الحمد للہ ربّ العٰلمین —— اللہ ربّ العٰلمین —— انی انا اللہ ربّ العٰلمین۔ یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ربّ العٰلمین ہے مگر قارئین کرام حیران ہوں گے کہ شرک سے بچاؤ کے لیے یہ خود ساختہ دفاعی بند باندھنے والے اپنی کتابوں میں اپنے مجذوبوں کو ربّ العٰلمین تک کہہ گزرتے ہیں لکھا ہے ملاحظہ ہو :——

"رام پور میں ایک اور مجذوب رہتے تھے جو اپنے آپ کو ربّ العٰلمین کہتے تھے...... اثنائے تقریر فوں فوں شوں شوں بھی کرنے لگتے تھے..... اور کہا کہ فلاں مرتبہ ربّ العٰلمین نے رب العٰلمین سے ملنا چاہا تو فلاں مانع ہوا اور فلاں مرتبہ ربّ العٰلمین نے رب العٰلمین سے ملنا چاہا تو فلاں مانع ہوا...... ایک مرتبہ مجذوب نے اپنے خادم سے کہا کہ ربّ العٰلمین کو رب العٰلمین سے ملنے کا آج پھر شوق غالب ہوا ہے اور اپنی گردن کاٹنا چاہتا ہے اگر سر تن سے جدا ہو تو الگ کر دینا۔" [1]

---

[1] ارواح ثلاثہ ملخصاً صفحہ ۳۱۹-۳۲۱ ؎

اب ہم مصنّف مطالعہ بریلویت سے پُوچھتے ہیں کہ وہ یہ خندہ پیشانی بتائے کہ علماء دیوبند کا یہ ربّ العٰلمین مسلمان تھا یا کافر تھا ——؟ اس کو مجذوب بزرگ سمجھنے والوں کے متعلق صاف صریح حکم شرعی کیا ہے ——؟ آپ ان ربّ العٰلمین کہنے والے مجذوب اور ان کو بزرگ و مجذوب و غیر مکلف ماننے والے اکابر دیوبند کو جو خصوصی رعایت دیں گے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

آج تک کسی سُنّی بریلوی عالم نے یا امام اہلسنّت اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے کسی مجذوب کو ربّ العٰلمین نہیں مانا ربّ العٰلمین کے برابر نہیں مانا کو ربّ العٰلمین کا نظریہ پیش نہیں کیا۔ ربّ العٰلمین کی صفات و ذات میں مشترک نہیں مانا۔ اللہ عزّ وجل کے عطا فرمودہ تصرّف کی قدرت و کرامت پر شرک و کفر کا راگ الاپنے اور آسمان سر پر اُٹھانے والے دیوبندی اپنے گھر کی خبر لیں ——

سیدنا اعلحضرت امام اہلسنّت نے سیّدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ مجذوب گجرات کاٹھیا واڑ کا واقعہ لکھ دیا کہ "میں نبی کی سہاگن ہوں میرا خاوند کبھی لا یموت ہے" تو وہابیہ نے آسمان سر پر اُٹھا لیا اور بازاری انداز میں تمسخر شروع کر دیا مگر اکابر دیوبندی کے اس مسلمہ ربّ العٰلمین سے متعلق ایک حرف شکایت زبان پر نہیں آیا یہاں جذبۂ توحید کہاں رفو چکر ہو گیا ——؟

دیوبندی رحمۃ العٰلمین

دُنیا جانتی ہے کہ ہم اہلسنّت حضور نبی اکرم رسول محترم سیدنا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے سوا خواب و خیال یا تصوّرات کی گہرائیوں میں بھی کسی کو رحمۃ العٰلمین ماننے کو تیار نہیں کیونکہ آیۃ مبارکہ :——

وما ارسلنٰک الا رحمۃ اللعٰلمین صرف اور صرف اس ایک ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نازل ہوئی ہے لیکن حیرت ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں نے اپنے اندرونی بغض رسول کے باعث رحمۃ اللعٰلمین کی بے مثال صفت رسول کو بھی متنازعہ بنانے کی بھرپور کوشش کی اور مولوی قاسم نانوتوی صاحب۔

مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب اور اشرف علی تھانوی صاحب کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کو رحمۃ اللعلمین بنا کر پیش کر دیا واقعی مقابلہ اور ضد ایسی چیز ہوتی ہے! چونکہ بریلویوں سے مقابلہ تو ضرور کرنا تھا ورنہ دل کو قرار کیسے آتا۔ اب پتہ چلا کہ بشرٌ مثلکم کا جو وظیفہ ایک عرصہ سے جاری تھا اس کے پس منظر میں یہ کاریگری یا کارستانی کارفرما تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت اور رفعت شان کو گھٹا کر حضور پاک کی ایک عظیم وجلیل صفت پر ڈاکہ مارنا مقصود تھا سو حاجی امداد اللہ صاحب کو رحمۃ اللعلمین بنا کر یہاں بھی اپنے ایک معاندانہ فن کا مظاہرہ کیا اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے سوانح حیات اشرف السوانح جلد ۳ صفحہ ۱۵۵ پر بڑی شقاوت قلبی سے لکھا ہے:۔۔۔

"شیخ العرب والعجم اعلیحضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب قدس سرہٗ العزیز کو بعد وفات۔۔۔۔ بار بار فرماتے تھے ہائے رحمۃ اللعلمین ہائے رحمۃ اللعلمین۔۔۔"

نیا رحمۃ اللعلمین پیدا کرنے کے لیے دیوبندیوں کے امام دوم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے بہت زمین ہموار کرنا شروع کر دی تھی اور اپنا عندیہ دے دیا تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ لوگ اپنا نیا رحمۃ اللعلمین بنا کر ہی دم لیں گے اس لیے فتاوی رشیدیہ میں دبے پاؤں یہ مہم جاری تھی اور برابر یہ شوشے چھوڑے جا رہے تھے کہ "لفظ رحمۃ اللعلمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔۔۔۔ لہذا دوسرے پر اس لفظ کو بول دیوے تو جائز ہے۔[1]"

[1] فتاوی رشیدیہ صفحہ ۳۹۹ ؛

دیوبندی مذہب عجیب مذہب ہے کہ جس نے اپنا رب العلمین بھی علیحدہ رجسٹر کرا لیا اور اپنا رحمۃ اللعلمین بھی نیا ایجاد کر لیا۔

خدا سے لڑائی کا تصور

خدا جانے مصنف کی ولادت کوئی خلاف وضع فطری طریقہ سے ہوئی تھی یا کیا۔ حقیقت کا منہ چڑاتے ہوئے ہر بات کا الٹا مفہوم لیتا ہے۔ مجدد دین و ملت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کا ایک شعر ہے ؎

خدائی سے لیں لڑائی وہ ہے معطی
نبی قاسم ہے تو موصل ہے یا غوث

اس شعر پر مخالفین کی خبط دماغی کا جواب بھی قہر خداوندی بر بھاکہ دیوبندی وغیرہ بہت سی کتب میں دیا جا چکا ہے۔ اس روح پرور شعر کا مطلب فرزند دیوبندیوں بیان کرتا ہے سنیے اور سر دھنیے اور سخن فہمی کی داد دیجیے لکھتا ہے:۔۔۔

"معطی اور قاسم حدیث کے الفاظ ہیں موصل کا اضافہ مولانا احمد رضا خاں کی اپنی ایجاد ہے تاہم بندوں کے لیے یہ تجویز کہ وہ خدا سے لڑائی لیں بڑی سخت گستاخی ہے۔۔۔۔[1]"

اس کو کہتے ہیں مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ حالانکہ اس شعر کا سیدھا سادہ عام فہم یہ مختصر سا مفہوم ہے جو اپنے اندر معنوی گہرائی لیے ہوتے ہے۔ وہ آدمی خدا سے لڑائی لیتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قاسم ہونے یعنی تقسیم کرنے کا انکار کرتا یا غوث پاک سرکار بغداد کے موصل ہونے کا منکر ہے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قاسم اور غوث پاک علیہ الرحمہ کو موصل بنانے والا تو وہ اللہ علی کل شیٔ قدیر ہے۔ وہ معطی عطا کرنے والا ہے۔

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۵۲ ؛

نبی کی تقسیم کا انکار کرنے والا منکر خدا سے لڑائی لے سے
الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بدادا نہ دے

مرید کی تمام حرکات پر اطلاع

فرزند دیو بند نے لکھا ہے کہ مولانا غلام محمود پپلانی لکھتے ہیں :- "ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مرید کی تمام حرکات کو نہ جانتا ہو جو یوم الست بربکم سے لے کر جنت یا دوزخ میں پہنچنے تک ہیں۔ یعنی پیر مرید کے انقلابات نسبی اور انقلابات صلبی ازل سے ابد تک جانتا ہو۔"

مصنف مطالعہ بریلویت اپنے ذوقِ شرارت سے مخمور ہو کر بدمستی کے عالم میں لکھتا ہے اولیاء اللہ مریدوں کی بیویوں کے پاس نہیں سوتے ..... وغیرہ مگر بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ پیر مریدوں کی پرائیویٹ PRIVATE زندگی کا بھی پورا نظارہ کرتے ہیں۔ خاوند اور بیوی خلوت میں ہوں تو فرشتے تو جماع کے باعث ایک طرف ہو جاتے ہیں لیکن بریلوی پیر اس وقت بھی پاس رہتے ہیں اور مرید کی بیوی کے پاس سوتے ہیں۔ یہ بکواس اور خرافات بھی کسی علم و تحقیق کا حصہ ہیں مصنف اندھا ہو کر حقائق کے برعکس صراحۃً غلط مطلب اخذ کر رہا ہے۔ —— حضرت علامہ غلام محمود پپلانوی بریلوی یا مانچسٹروی محقق و مصنف نہ تھے بحر العلوم تھے دریایات کے سمندر تھے انہوں نے جو کچھ ارقام فرمایا اپنی طرف سے نہیں بلکہ حضرت علامہ شعرانی قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف "کبریت احمر" صفحہ ۱۲۵ سے نقل فرمایا :——

حضرت سیدی علی خواص کو میں نے سنا تھا انہوں نے فرمایا ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مرید کی تمام

حرکات کو نہ جانتا ہو جو یَوْمَ اَلَسْتُ بِرَبِّکُم سے لے کر جنت یا دوزخ میں پہنچنے تک ہیں یعنی ہر مرید کے انقلابات نسبی اور انقلابات صلبی ازل سے ابد تک نہ جانتا ہو[1]۔"

خود دیو بندی حکیم الامت حقانوی نے امام شعرانی لکھ کر انہیں مسلمہ امام مانا ہے۔ انہوں نے سیدی علی خواص سے سنا۔ —— بتلائیے مصنف کا یہ جاہلانہ اعتراض کس پر پڑا ؟

معاندانہ دجل

صفحہ ۵۲ مطالعہ بریلویت پر ایک عنوان ہے "مرید کی بیوی کے پاس سونا" اس سراسر مبنی برافتراء و خلاف واقع عنوان کے ذیل میں سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظاتِ عالیہ کی یہ عبارت نقل کی ہے :——

"سیدا احمد سلجاسی کے دو بیویاں تھیں سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہم بستری کی یہ نہیں چاہیے —— عرض کیا وہ اس   سوتی نہ تھی —— سونے میں جان ڈال لی تھی —— عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا —— فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا ؟ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا —— فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہوتا ہر آن ساتھ رہتا ہے[2]۔"

مصنف مسلک اعلیٰحضرت کے عناد میں اندھا ہو چکا ہے سیدنا اعلیٰحضرت کی عبارتوں کو پڑھنے سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتا اور بے تحاشہ اعتراضات کیے جا رہا ہے اس عبارت میں کتنی خباثتیں اور کتنی غلطیاں کی ہیں گنتے جائیے :-

(۱) اُن بزرگ کا نام ہے سیدی احمد اِس نے سید احمد کر دیا۔

(۲) ہیں وہ سلجماسی اس نے سلجائی کر دیا۔ اور ص۵۲ پر سید احمد

---

[1] کبریت احمر ص۱۲۵ از علامہ امام شعرانی قدس سرہٗ   [2] ملفوظات دوم ص۴۹؛

سلجماسی لکھا ہے اور صفحہ ۵۶ پر ہے احمد السلجماسی گو اب تک مصنف کو اس بزرگ کا نام ونسبت ہی معلوم نہیں ہو سکا۔

(۳) عبارت کا یہ جملہ "حضور وہ اس وقت سوتی تھی"۔ مطلقاً چھوڑ دیا، شاید اپنے مقصد و مفاد کے خلاف سمجھا۔

(۴) واقعہ میں مذکور ہے پاس ہونا انہوں نے مرید کی بیوی کے پاس سونا کر دیا ــــــ۔

(۵) عبارت کے اختتام پر اپنے خبیث ذہن کی تسکین کے لیے بریکٹ میں یہ لکھ دیا (برابر نظارہ کرتا ہے)

جس نام نہاد مصنف کو یہ ہوش نہیں کہ اُس بزرگ کا نام سیدی احمد سلجماسی ہے یا سیدا حمد سلجانی ہے اُسے بھی اعلحضرت جیسی بحر العلوم شخصیت کے خلاف لکھنے کا خبط ہو رہا ہے۔ اس کا جواب بھی ہم اپنی متعدد تصانیف میں مفصل دے چکے ہیں۔ مُصنّف اپنے مُنہ پر علیحدہ اور بار بار تھکوانا چاہیے تو ہم حاضر ہیں۔ جواباً عرض ہے کہ یہ واقعہ سیدنا اعلحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے محض قصہ کہانی کے طور پر اپنی طرف سے نہیں لکھا سیدنا اعلحضرت نے ملفوظات میں اولیاء کرام کے مکشوفات بیان کرتے ہوئے یہ واقعہ نقل فرمایا اور علمی طور پر اس یتیم خانوادہ کی استعداد و قابلیت کا اندازہ لگانے کے لیے کتاب مُصنّف صفحہ وغیرہ کا حوالہ نہ دیا اور وہی ہوا دیو بندی ٹولہ کے نقال مُصنّفین تلملا اُٹھے ہائے اعلحضرت نے یہ کیا کہہ دیا وغیرہ وغیرہ اگر کچھ مطالعہ ہوتا تو یہ نہ مارتا۔ تمام چھوٹے موٹے اونے پونے دیو بندی وہابی مصنّفین نوٹ کر لیں بار بار اپنا سر نہ پیٹیں اپنی عقل کا ماتم نہ کریں آنکھیں کھول کر پڑھ لیں کان کھول کر سُن لیں۔ ایک طرف طمانچہ لگ جائے تو غنیمت سمجھیں مزید تھپڑ کی فرمائش کرتے ہوئے دوسرا گال آگے نہ بڑھائیں۔ پڑھو اور سنو۔

یہ واقعہ سیدنا امام اہلسنّت کا اپنا من گھڑت نہیں یہ واقعہ "الابریز فی

مناقب سیدی عبد العزیز الدباغ" مولفہ ابن مبارک فاسی کی معتبر و مستند تالیف کا ہے جو ۱۱۲۹ھ میں تالیف کی گئی حتیٰ کہ دیو بندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اس کتاب کے معتبر و مستند ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں: ــــــ

"الابریز ...... وغیرہ یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جس کی نقل بھروسہ کی نقل ہے پھر اُن کے مؤلفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاق عالم میں اُن کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے۔[1]"

معلوم ہوا کہ ملّاں مانچسٹروی اعلحضرت قدس سرہٗ کے پردہ میں اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء پر زبان طعن دراز کر رہا ہے۔ اور اپنے نامۂ اعمال کو نجاست آلود کر رہا ہے اگر یہ مردود مُصنّف پھر خرد ماغی کا مظاہرہ کرے اور کہے کہ بریلوی پیر میاں بیوی کی مجامعت کے وقت برابر نظارہ کرتے ہیں تو ہمیں جواب دے کہ قرآن عظیم میں واللہ یعلم ما فی الارحام کا کیا معنی ہے ــــــ؟

ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

مصنّف نے مفتی محمد مظہر اللہ صاحب دہلوی مرحوم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کی طبیعت چلبلی تھی۔ چلبلی کہنے سے دیو بندی دھرم کو کیا سہارا ملا ــــــ؟ چلبلی کا معنیٰ کافر و مرتد مشرک و بدعتی نہیں بلکہ نچلا نہ بیٹھے والا ہے ــــــ[2]۔ اگرچہ یہ عامی سا لفظ ہے کچھ کچھ کرتے ہی رہنا اس کا مطلب بنتا ہے۔ اعلحضرت قدس سرہٗ نے خود ایک جگہ لکھا ہے

ضعف مانا مگر یہ ظالم دل
اُن کے رستہ میں تو تھکا نہ کرے[3]

---

[1] جمال الاولیاءؒ از اشرف علی تھانوی ص ۳۰-۳۱ [2] فیروز اللغات ص ۲۶۵ [3] (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

یعنی بڑھاپا کمزوری ہے یہ مانا لیکن یہ دل حضور جان نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق و محبت کی راہ میں تو نہیں تھکا کرتا۔

چلبلی طبیعت کا یہ مطلب ہوا اور دوسری جگہ حضور اعلٰحضرت فرماتے ہیں ؎

سنگِ درِ حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں [1]

حضور سیدنا اعلٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ کی تحقیقات عالیہ سے متعلق فقیر کے استفسار پر حضرت علامہ مفتی اعظم دہلی مولانا شاہ محمد مظہر اللہ صاحب مرحوم اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں :——

"اعلٰحضرت امام اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقاتِ عالیہ میں کسی کا زہرہ ہے کہ جرأت لب کشائی کر سکے؟"

اور یہی مفتی مظہر اللہ صاحب دہلوی اسی فتاویٰ مظہری کے ص ۴۰۳ پہ فرماتے ہیں :——

"یہ غلطی فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی ..... اُن کے بعض (دیوبندی وہابی) مخالفین کا یہ قول سُننے میں آیا ہے کہ وہ تو حضور کے عشق میں دیوانہ ہیں اُن سے کوئی کیا کہے۔ چنانچہ فاضل موصوف خود فرماتے ہیں ؎

مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہوشیار ہوں
پاؤں جب طوافِ حرم تھک گئے سر پھر گیا [2]

دجل پر دجل

چونکہ دجل و فریب مصنف کا امتیازی وصف ہے لہٰذا صفحہ ۷۵ پر ایک سرخی یہ لگائی "بریلوی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) [3] حدائق بخشش اوّل۔
(حاشیہ صفحہ موجودہ) [1] حدائق بخشش اوّل [2] فتاویٰ مظہری ص ۴۰۳

عورتیں پیروں کی باندیاں" اس کے ذیل میں لکھا ہے :——

ایک سیّد صاحب ایک مغالطہ سے مولانا احمد رضا خاں کے زنانخانے میں چلے گئے تھے۔ جب سیّد صاحب نے معذرت کی تو مولانا احمد رضا خاں نے فرمایا کہ مریدوں کی سب عورتیں پیروں کی باندیاں ہیں"۔

مُصنّف نے یہ واقعہ ماہنامہ المیزان بمبئی کے امام احمد رضا نمبر کے صفحہ ۲۷ سے نقل کیا ہے۔ یہ پورا واقعہ حیات اعلٰحضرت مصنّفہ ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین بہاری قدس سرہٗ میں اور دیگر کتب میں موجود ہے، لیکن کسی کتاب میں بھی یہ نہیں کہ بریلوی عورتیں پیروں کی باندیاں ہیں اور نہ ہی کہیں پیری مریدی کا ذکر ہے، لیکن مصنّف بے شرمی اور سینہ زوری سے بک رہا ہے بریلوی عورتیں پیروں کی باندیاں ہیں ...... یہ کہ مریدوں کی سب عورتیں پیروں کی باندیاں ہیں صفحہ ۷۵ حالانکہ جو سیّد صاحب غلط فہمی سے اعلٰحضرت کے دولت کدہ پر وہاں چلے آئے تھے جہاں حضور اعلٰحضرت کی نشست گاہ ہوتی تھی بعد میں زنانخانہ بن گیا تو وہ سیّد بزرگ نادم تھے اعلٰحضرت سے معذرت کرنے لگے۔ اعلٰحضرت نے احترام سادات کے طور پر فرمایا —— معذرت کی کیا حاجت ہے یہ آپ کی باندیاں ہیں۔ باندی کا معنیٰ لونڈی یا لونڈیا —— خدمت کرنے والی —— چھوکری —— بیٹی ہے دیکھو فیروز اللغات صفحہ ۱۷۹، لیکن مُصنّف مردود نے اپنے زعم جہالت و خباثت میں اس کو یوں لکھا کہ مریدوں کی بیویاں شرعًا باندیاں نہیں ہوتیں نہ ان سے باندی والے معاملات جائز ہیں —— اس کا ذہن کس طرف گیا بات کیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ شخص کنجریوں کا دلال یا بھڑوا رہا ہے آگے چل کر یوں بکتا ہے کہ قوم کی وہ بیٹیاں جنہیں ان کی ماؤں نے آزاد جنا تھا۔ مولانا احمد رضا خاں کے اس فتوے نے انہیں یکسر باندیاں بنا دیا اور انہیں بریلوی پیروں کے لیے حلال کر دیا افسوس! صد افسوس! ؎

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا
غضب ہے سترِ قرآں کو چھپا کر دیا تو نے

ہر عبارت کا بازاری مفہوم تراشنا بلا مقابلہ مصنّف کے جدی پشتی کنجر ہونے کی روشن دلیل ہے۔ دراصل مصنّف تھانوی حکیم الامت کا مانچسٹروی مریض ہے۔۔ تھانوی کے عیاش ذہن کی عکاسی اس کی بازاری تحریر میں نمایاں ہے۔ تھانوی نے اپنے "ایک صالح ذاکر کے مکشوف کہ تھانوی کے گھر میں حضرت عائشہ آنے والی ہیں کی یہ تعبیر کی تھی کہ ’’کمسن عورت ہاتھ آئے گی‘‘۔[1]

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خواب یا مکشوف میں گھر آتی دیکھ کر بازاری ذہن کا غنڈہ حکیم الامت ہی یہ کہہ سکتا ہے کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی ــــ ہاتھ آئے گی یہ فقرہ دیوبندی حکیم الامت کی ذہنی آوارگی کجروی اور عیاشی کی دلیل ہے اور اسی عیاش ذہن سے بازاری انداز میں مصنّف مطالعہ بریلویت سوچتا ہے اور حقیقت کے برعکس سراسر غلط مفہوم اخذ کرکے دُنیا و آخرت کی روسیاہی مول لیتا ہے۔

پیر کی بیعت کے لیے خاوند کی اجازت

اعلیٰحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف احکام شریعت سے مطالعہ بریلویت صفحہ ۵ پر نقل کرتا ہے :ــــ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہو سکتی ہے یا نہیں جواب ہو سکتی ہے ‘‘

اس پہ پورا ایک صفحہ اپنے اکابر کے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کرکے اپنی

---

[1] الامداد تھانہ بھون ماہ صفر ۱۳۳۵ھ ؛

روسیاہی میں اضافہ کیا ہے۔ بکواس بازاری کی بجائے چاہیے تو یہ تھا کہ اقوال آئمہ سے اس کا بطلان ثابت کرتا قرآن و حدیث سے ممانعت کے دلائل پیش کرتا مگر اس کو تو بات کا بتنگڑ بنا کر مداریوں کی طرح تماشہ دکھانا ہے۔ کشف المحجوب کا حوالہ محفل سماع قوالی کی سحر آفرینی سے متعلق ہے عورتوں کو بغیر اجازت مرید نہ ہونے کے ثبوت میں حضور سیّدنا گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خُدا کا حوالہ ہی پیش کر دیتا زبانی کلامی تانے بانے سے کیا فائدہ ــــ ؟ لہٰذا صفحہ ۵ و پانی میں مدھانی کے سوا کچھ حقیقت نہیں رکھتا ــــ۔

دیوبندی پیر کے مُنہ پر پیشاب
دیوبندی کنجری مریدنی کا اعلانِ حق

چونکہ مصنّف کو مریدنیوں۔ باندیوں۔ کنیزوں۔ نوجوان لڑکیوں کے حوالوں سے زیادہ رغبت اور اُنسیت ہے کیونکہ مانچسٹر جیسے مادر پدر آزاد بازاری فرنگی ننگے ماحول میں زندگی برباد کرتا رہا ہے۔ اس لیے اس کی ضیافت طبع کے لیے دیوبندی کنجریوں رنڈیوں دیوبندی نام نہاد پیروں کی مریدنیوں کے کچھ کوائف پیش کرتے ہیں ؎

دوسروں کے عیب بیشک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشمِ عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

سُنیے تذکرۃ الرشید حصّہ دوم صـ۲۳۲ پر لکھا ہے :ــــ

’’ایک بار ارشاد فرمایا کہ (دیوبندی مولانا) حافظ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت زیادہ رنڈیاں (کنجریاں) مرید تھیں ایک بار (یہ دیوبندی پیر اور مولانا) سہارنپور میں کسی رنڈی (کنجری بازاری عورت) کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب (رنڈی کنجری) مریدنیاں اپنے (پیر) میاں صاحب کی زیارت کے لیے حاضر ہوئیں مگر

ایک رنڈی کنجری نہیں آئی (پیرِ دیوبند) میاں صاحب بولے فلاں کیوں نہیں آئی۔ رنڈیوں نے جواب دیا ہم نے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو چلیں اس نے کہا میں بہت گنہگار ہوں اور بہت رُوسیاہ ہوں (پیرِ دیوبند) میاں صاحب کو کیا مُنہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں (دیوبندی پیر سے نہ رہا گیا تڑپ اُٹھے) میاں صاحب نے کہا نہیں جی (کیا اندازِ دلبری ہے) تم اُسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اُسے لے کر آئیں۔ جب سامنے آئی تو میاں صاحب نے (آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سینہ پہ ہاتھ رکھ کر بے قراری و اضطراب کے عالم میں بچشم اشکبار) پُوچھا بی تم کیوں نہیں آئی تھی ——؟ (تہہ تک پہنچنا چاہتے تھے) اُس نے کہا حضرت رُوسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں (پیرِ دیوبند) میاں صاحب بولے بی! تم کیوں شرماتی ہو (میری طرح بے شرم ہو جاؤ) کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی (اللہ) ہے۔ رنڈی یہ سُن کر آگ بگولہ ہو گئی اور خفا ہو کر کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ، اگرچہ میں رُوسیاہ ہوں مگر ایسے پیر کے مُنہ پہ پیشاب بھی نہیں کرتی ——"

کیوں جناب! فرزندِ دیوبند! یہ کرتُوت ہیں تمہارے عیاش دیوبندی پیروں کے اسی بل بوتے پہ امام المتقین سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ پہ زبان طعن و خرافات دراز کرتے ہو؟ ؎

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

مُصنّف تقویٰ و طہارت اور پاکیزگیٔ افکار کے دعوؤں میں ثریا تک پہنچا ہوا ہے۔ مگر خانہ تلاشی میں یہ کیا برآمد ہو رہا ہے؟

ع دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

اب ذرا دل تھام کر جواب دو کہ ——

① دیوبندی مُلّاؤں کو پیر بن کر رنڈیوں کنجریوں کے مکان میں ٹھہرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے ——؟

② یہ رنڈیوں کے غول کے غول ڈار کی ڈار جو زیارت کے لیے آئی تھیں یہ خاوندوں کی اجازت لے کر آئی تھیں یا دیوبندی پیر ہی ان کا خاوند تھا ——؟

③ رنڈیوں کنجریوں مریدنیوں کا یہ لشکر جرار جو اپنے دیوبندی نام نہاد پیر کی زیارت کو آیا تھا یہ سب رنڈیاں اپنے اپنے خاندوں کی اجازت سے دیوبندی پیر کی مرید ہوتی تھیں یا اکابر دیوبند نے ان کے لیے خصوصی فقہی پرمٹ جاری کیا تھا ——؟

④ ذرا ہمت کر کے یہ بھی بتا دیں کہ دیوبندی پیر ایک ایک رنڈی کو کیسے پہچانتا تھا اُس کے پاس کون سا آلہ تھا۔ یا تُو میرے رُوبرو رہے میں تیرے رُوبرو رہوں والا معاملہ تھا کیونکہ انسان اسی کو پہچان سکتا ہے جس کو بار بار دیکھ چکا ہو۔

⑤ ایک ایک رنڈی کنجری پر نظر رکھنا اُن کو بے قراری سے یاد کرنا۔ تقاضوں سے بُلانا اکابر دیوبند کا کام ہے یا اکابر اہلسنّت کا ——؟

⑥ رنڈیوں، کنجریوں، بازاری عورتوں کو مریدنی بنا کر تقاضوں سے بُلانے اُن کی حوصلہ افزائی کرنے اور اپنی طرف رغبت دلانے کے لیے یہ حیا سوز اور شرمناک الفاظ استعمال کرنا کہ کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی (اللہ) ہے تم شرماتی کیوں ہو وہاں بھی کراتی رہو اور یہاں بھی آتی رہو۔ شاید فرزندِ دیوبند خود کو غنڈہ گردی اور بازاری گفتگو کا چیمپئن سمجھتا ہے مگر یاد رکھے ؎

بے حیائی اور گندی گفتگو کا بھی جواب
خوب دے سکتا ہے لیکن با حیا ہے قادری

مصنف بار بار تڑپ رہا تھا، سسک رہا تھا، بلک رہا تھا۔ باندیوں کنیزوں، مریدنیوں کا نام لے کر تسکین قلب کا سامان جمع کر رہا تھا، اپنے گریبان میں خود جھانک کر دیکھے اپنی اور اپنے بڑے بڈھوں کے فرضی تقدس اور پاکبازی کے جعلی دعووں کو پیش نظر رکھیے کیونکہ ہم آپ کو اور آپ کے اکابر کو آپ سے زیادہ جانتے ہیں اور پورا ریکارڈ فقد رکھتے ہیں ـــــــ۔

بڑے پاک باز اور بڑے پاک طینت
جناب آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

مذکورہ بالا قسم کے واقعات کا ایک دفتر موجود ہے ہم تمہارے نہاں خانہ خاص پر نظر رکھتے ہیں ہمیں اختصار مانع ہے اور ہمیں ابھی چار جلدوں پر لکھنا ہے ـــــــ۔

ملعون احمد وردی نہ سمجھا صفحہ ۱۶ پر پہنچ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہے۔ حدیث شریف میں ہے جو کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بغیر شروع کیا جائے شیطان اس میں شریک ہو جاتا ہے چونکہ شیطان سے امداد و اعانت حاصل کرنا تھی۔ جھوٹ پر جھوٹ بولنا تھا عبارات کا حلیہ بگاڑنا تھا عبارات کے مفہوم مسخ کرنے تھے۔ کتربیونت اور یہودیانہ تحریف کے جال بچھانے تھے اس لیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے سے گریز کیا تاکہ شیطان مردود کی نصرت و اعانت شامل حال رہے۔ لہٰذا اس ملعون و مردود کتاب کی تالیف میں شیطان ملعون و مردود نے دل کھول کر پروفیسر مانچسٹر ڈی کا ساتھ دیا صفحہ ۲۱ پر بلا عنوان لکھتا ہے :ـــــــ

"انیسویں ۱۹ صدی کے آخر میں برصغیر پاک و ہند میں ایک تحریک اٹھی اس تحریک سے اسلام کے قلعہ میں ایسا شگاف پڑا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ہندوستان کے سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ تکفیر کی ایسی آندھی چلی کہ راہ دیکھنا مشکل ہو گیا۔ اہلسنت کے دو طبقوں میں نہ صرف رسمی اختلافات اٹھے بلکہ کفر و اسلام تک کے فاصلے قائم ہو گئے اور وہی کچھ ہوا جو برٹش انڈیا میں انگریز چاہتے تھے "پھوٹ ڈالو اور حکومت چلاؤ"۔"

صفحہ ۶۲ پر لکھا ہے "تحریک تفریق اس تحریک کے بانی مولانا احمد رضا خاں متوفی ۱۹۲۱ء گزرے ہیں۔ آپ کی نصف صدی کی جدوجہد سے اہلسنت مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ گئے"۔

اب ہم ان زبانی کلامی باتوں بلکہ من گھڑت الزامات کا بحوالہ کتب جواب دیں تو صرف اس ایک مختصر سی عبارت پر ایک مستقل کتاب بن سکتی ہے۔ ذہن میں حوالہ جات کا ایک سمندر گونج رہا ہے مگر چونکہ مصنف نے اپنی اس من پسند لفاظی پر کوئی حوالہ و دلیل پیش نہیں کی اس لیے ان الزامات کے بارہ میں صرف اتنا کہیں گے :ـ

ع بندہ پرور یہ کہیں اپنی ہی تصویر نہ ہو

مختصر مگر مبنی بر حقائق جواب یہ ہے کہ مصنف نے ۱۹ ویں صدی لکھ کر انگریزی سن عیسوی سے اپنی گفتگو کا آغاز کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ انگریزی عیسوی اندازِ فکر کی اس کے ذہن پر گہری چھاپ ہے کیا مسلمانوں کا اپنا اسلامی سن ہجری نہیں ہے، مگر آپ کو مسلمانوں اور اسلامی سن ہجری سے کیا تعلق ...... ؟ باقی رہا یہ کہنا کہ تکفیر کی ایسی آندھی چلی مولانا احمد رضا خاں اس تحریک کے بانی تھے ان کی نصف صدی کی جدوجہد سے اہلسنت مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ گئے۔ تو ہم عرض کریں گے کہ یہ سراسر پُر فریب مغالطہ ہے، حقیقت کا منہ چڑانا ہے ... سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت امام اہلسنت الامام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہٗ الولی پر بلاوجہ مسلمانوں کی تکفیر کا الزام سراسر غلط خلاف واقع اور جھوٹ ہے۔ سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے ہر کسی مسلمان کو اور بلاوجہ خوامخواہ کافر و مرتد قرار نہیں دیا۔ حضور اعلیٰحضرت نے معدودِ چند انہی خام کو براجماع اکابر و مشاہیر علماء و فقہاء عرب و عجم کافر و مرتد قرار دیا۔ جو تنقیص الوہیت اور توہین سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتکب ہوئے ان کو بار بار سمجھایا بتایا خطوط اور رجسٹریاں ارسال کیں مختلف طریقوں سے ان کی گستاخیوں پر بار بار مطلع کیا اور انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اُن کے لبوں پر مہرِ سکوت لگ گئی دم سادھے لب باندھے بیٹھے رہے۔ بالآخر محض شانِ الوہیت اور عظمتِ رسالت کے تحفظ و دفاع کے لیے اُن گستاخوں پر ارتداد کا حکم شرعی لگایا اور فرمایا ؎

اُف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کمبخت کے ایمان گیا

اور تم پہ میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

حسام الحرمین شریفین موجود ہے ہر ذی فہم و شعور بچشم خود دیکھ سکتا ہے امام اہلسنت سیدنا اعلیٰحضرت نے ساری دُنیا کو کافر و مرتد قرار نہیں دیا یہ دھوکہ فریب ہے۔ فراڈ ہے بلکہ دجال وقت مرزا غلام احمد قادیانی سمیت صرف پانچ چھ گستاخوں پر تکفیر کا حکم شرعی جاری فرمایا یا وہ لوگ جو ان کی گستاخیوں اور بے ادبیوں پر مطلع ہو کر ان کو کافر و مرتد نہ سمجھیں۔ یہ کہنا بھی کروڑوں درجہ غلط ہے کہ تحریک تفریق یا تحریک تکفیر کے بانی سیدنا مجدد اعظم الامام احمد رضا فاضل بریلوی تھے۔ تفریق بین المسلمین کا بیج بونے والے محمد بن عبدالوہاب شیخ نجدی۔ شہید بلی نجدہ دہلوی قتیل بالاکوٹی تھے۔ اس بات کے ناقابل تردید بکثرت شواہد ہیں سیدنا اعلیٰحضرت پر یہ ناپاک الزام کیسے آ سکتا ہے۔ کیا کتاب التوحید اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے حکم سے لکھی گئی کیا تقویۃ الایمان وغیرہ اور صراط مستقیم امام اہلسنت فاضل بریلوی کے حکم سے معرض وجود میں آئیں تھیں ... کیا تحذیر الناس کی تصنیف کا مشورہ اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت نے دیا تھا ... کیا براہین قاطعہ اور حفظ الایمان اور فتوٰی گنگوہی امام احمد رضا کے کہنے پر تالیف ہوئیں ؎

نہ تم توہین یوں کرتے نہ ہم تکفیر یوں کرتے
نہ ہوتی تیری بربادی نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

ع سب کچھ لٹا کے ہوش میں آئے تو کیا کیا

؎ نہ تم کفر کرتے نہ تکفیر ہوتی
رضا کی خطا اس میں سرکار کیا ہے

یہ بات اپنی جگہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ توہین و تنقیص کے بعد تکفیر ہوئی۔ تو وجہ نزاع توہین و تنقیص ہے۔ مسلمانوں کا اتحاد برقرار رہتا

اگر تحذیرالناس۔ براہین قاطعہ فتویٰ گنگوہی حفظ الایمان وغیرہ چند کتب کے مصنفین فوراً توبہ و رجوع کر لیتے عظمت شانِ رسالت کے تقدس و احترام میں رجوع کیا جاسکتا تھا اتحاد بین المسلمین کے جذبے سے توبہ و رجوع کیا جاسکتا تھا۔ اسلام کی قوت و شوکت کی بقا کے لیے رجوع کیا جاسکتا تھا عالم اسلام کے اجتماعی مفاد کے لیے توبہ و رجوع کیا جاسکتا تھا۔ علماء عرب و عجم کے فتاویٰ حسام الحرمین کے احترام میں رجوع کیا جاسکتا تھا مگر اہل توہین و تنقیص نے انانیت کا ثبوت دیا گستاخیوں پر اڑ گئے توہین کو عین ایمان بنا لیا تو اتحاد کیسے ہو سکتا تھا ــــ؟

اب بھی اتحاد ہو سکتا ہے ــــ اب بھی تفریق ختم ہو سکتی ہے ــــ اب بھی تفرقہ مٹ سکتا ہے اگر دیوبندی وہابی مولوی اپنے اتحاد اتحاد کے نعروں میں سچے ہیں اور اسلام کی عظمت رفتہ کا دور واپس لانا چاہتے ہیں اور اہلسنت کے دو ٹکڑوں کو متحد و متفق و مربوط کرنا چاہتے ہیں تو حسام الحرمین کے حسب صراحت اپنے چار پانچ مولویوں کی قربانی دے دیں۔ اپنے گنتی کے چار پانچ مولویوں کے لیے اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ نہ ہونے دیں ــــ جب ان چار پانچ مولویوں (کو جنہوں نے تحذیرالناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان۔ فتویٰ گنگوہی وغیرہ میں شدید گستاخیاں کیں) پر تکفیر کا حکم شرعی مان لیا تو دوسروں پر سے یہ حکم خود بخود اٹھ جائے گا اور عالمگیر اسلامی اتحاد کا دور پُر نور و خوشگوار دور شروع ہو جائے گا اور آئندہ آنے والی نسلیں اسلامی قوت و شوکت کا ناقابل فراموش منظر پیش کر سکیں گی۔ مگر ہمیں یقین ہے کہ اتحاد اتحاد کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے اور مگر مچھ کے آنسو بہانے والے اپنے چار پانچ مولویوں کی قربانی نہیں دے سکیں گے اور جب تک دیوبندیوں میں ملاّں پرستی کا رجحان ختم نہیں ہوگا اتحاد و اتفاق قطعاً ناممکن ہے کیونکہ اہل دیوبند اور اہلسنت میں یہی اصل بنیادی ضروری دینی اختلاف ہے کہ اہلسنت عظمت شان رسالت کا تحفظ و دفاع کرتے ہیں اور اہل دیوبند اپنے ملاّؤں کے مصنوعی تقدس کے محافظ و نگہبان ہیں وہ توہین کو بُرا نہیں سمجھتے تکفیر کو بُرا سمجھتے ہیں۔ سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

اور دیگر اکابر اہلسنت کے خلاف ان کی پمفلٹ بازی الزام تراشی کا مقصد ہی یہ ہے کہ انہوں نے مرتکبین تنقیص الوہیت اور گستاخانِ شانِ رسالت کی تکفیر کیوں کی ان پر ارتداد کا حکم شرعی کیوں لگایا ــــ دیوبندی وہابی درحقیقت چاہتے ہیں کہ انہیں توہینِ رسالت اور محبوبانِ خدا حضرات اولیاء اللہ کی بے ادبی و گستاخی کرنے کا پرمٹ ملنا چاہیے تو یہ باتیں اتحاد و اتفاق کی راہ میں رکاوٹ ہیں انتشار و خلفشار کا باعث ہیں ــــ دیوبندی اتحاد و اتفاق کے نعروں میں کبھی مخلص نہیں ہوتے ان کے اتفاق و اتحاد کے نعرے اور دعوے محض دکھاوا ہیں۔

تحریک وہابیت کا استیصال اور علماء اہلسنت کا کردار

یہ کہنا بھی سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ صرف اور صرف اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے تحریک وہابیت و نجدیت اور اس کی ہندی چیلی دیوبندیت کا رد و ابطال کیا اس موضوع پر ہم آئندہ اوراق میں مستقل عنوان کے تحت مفصل و مدلل لکھیں گے اور شواہد پیش کریں گے سردست ہم اتنا کہتے ہیں کہ مانچسٹر وی مخبوط الحواس مصنف اپنا حافظہ درست کرائیں یا تاریخ کا از سر نو مطالعہ کریں تو انہیں پتہ چلے کا وہابیت نجدیت کی صورت میں فتنہ و شر کا بیج بونے والے محمد بن عبدالوہاب شیخ نجدی تھے جو ۱۱۱۵ھ / ۱۷۰۳ء میں پیدا ہوئے [1] محمد بن عبدالوہاب شیخ نجدی کا مشن تکفیر مسلمین اور علماء اہلسنت کا قتل عام اور تنقیص شان رسالت اور صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کے مزارات کو گرانا تھا [2]

شیخ نجدی کی مشہور و معروف کتاب التوحید کا رد و ابطال اسی زمانہ کے اکابر

---

[1] عامہ کتب و شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب از احمد عبدالغفور۔

[2] دیکھو رد المحتار از علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ جلد ۳ ص ۳۲۷ و ۳۲۸ ۳۳۰ اور خلاصۃ الکلام از علامہ سید احمد زینی دحلان مکی شافعی متوفی ۱۳۰۴ھ صفحہ ۲۲۸، ۲۲۹ و الدرر السنیہ وغیرہ

اسلام نے فرمایا مثلاً علامہ ابن عابدین شامی نے رد المحتار۔ مفتی مکہ علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی الدرر السنیہ۔ خود شیخ نجدی کے اُستاد علامہ عبداللہ بن عبداللطیف شافعی نے تجرید سیف الجہاد لمدعی الاجتہاد۔ شواہد الحق فی التوسل لسید الحق از علامہ یوسف النبہانی۔ سعادۃ الدارین فی الرد علی الفرقتین الوہابیہ مقلدہ الظاہریہ از علامہ الشیخ ابراہیم السمنودی المنصوری النقول الشرعیہ فی الرد علی الوہابیہ از علامہ الشیخ حسن الشطی الحنبلی۔ التوسل بالنبی وجہلۃ الوہابین علامہ شیخ عبدالعزیز القرشی العلیمی المالکی الغرض ۴۲ کے قریب اکابر علماء عرب نے شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب کا اُسی زمانہ میں ردّ بلیغ فرمایا بتایا جائے ان حضرات میں سیدنا اعلٰحضرت امام اہلسنّت فاضل بریلوی کا نام نامی اسم گرامی کہاں ہے ---؟ شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب نجدی کا سوانح نگار اور کتاب شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کے مصنف احمد عبدالغفور عطار نے خود اعتراف کیا ہے اور باپ بیٹے کے مذہبی مسلک اختلاف کے بارے میں صاف صاف لکھا ہے "باپ بیٹے میں بھی بعض مسائل پر مناقشت کا سلسلہ جاری تھا۔[1]"

احمد عبدالغفور عطار خود اسی صفحہ ۴۳ پر اعتراف کرتا ہے: ---

"اکثریت ان علماء (عرب) کی تھی .... جو اس بہادر سلفی نوجوان (محمد بن عبدالوہاب نجدی) کی عداوت سے لیس ہو کر اُن کی مخالفت میں محو تھے۔"

کتاب شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی ص۲۵ پر احمد عبدالغفور عطار نجدی کو تسلیم کرنا پڑا کہ شیخ الاسلام (ابن عبدالوہاب نجدی) کے بھائی سلیمان بن عبدالوہاب اگرچہ عالم دین تو تھے لیکن اس کا دل بھائی (شیخ نجدی) کے خلاف بغض سے بھرا ہوا تھا...... مدینہ منورہ پہنچ کر تمام حجاز میں شیخ الاسلام (شیخ نجدی) کی دعوت کے خلاف زہر اُگلتا رہا...... (شیخ نجدی) کی مخالفت

---

[1] شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب ص۴۳ ؎

میں ایک کتاب بھی لکھ ڈالی"۔ اس زمانہ کے امام و مفتی حرم علامہ سیدی احمد بن زینی دحلان مکی شافعی قدس سرہٗ نے بھی یہ واقعہ قدرے تفصیل سے لکھا ہے، فرماتے ہیں: ---

"محمد بن عبدالوہاب نجدی اس بدعت کا موجد خطبہ جمعہ دیا کرتا درعیہ (نجد) میں اور ہر خطبہ میں کہتا جو توسل کرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے دُعا کرے) تو وہ بے شک کافر ہو گیا۔ اس کا بھائی شیخ سلیمان بن عبدالوہاب اس (شیخ نجدی) کا شدید ردّ کرتا سلیمان نے ایک دن اس سے پُوچھا کتنے ارکان اسلام ہیں اے محمد بن عبدالوہاب بولا پانچ۔ تو اس نے کہا تم نے اسے چھ کر دیا ہے جو تمہارا اتباع نہ کرے وہ کافر ہے"....

اس کے بعد ہی مفتی مکہ امام حرم کعبہ علامہ سیدی احمد بن زینی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں اس کے بعد محمد بن عبدالوہاب کا بھائی سلیمان مدینہ شریف چلا آیا اور ایک رسالہ تصنیف کیا اس نے (اپنے بھائی محمد بن عبدالوہاب کے ردّ میں اور اُسے بھیجا مگر یہ باز نہ آیا اور بہت سے علماء مذہب حنبل نے اور اُن کے علاوہ ہر مذہب والے حنفی۔ شافعی۔ مالکی علماء نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ردّ میں کتابیں تصنیف و تالیف کیں اور اُسے بھیجیں مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہا[1]

شیخ نجدی کے والد ماجد

مسعود عالم نجدی "محمد بن عبدالوہاب" صفحہ ۲۴، ۲۵ پر لکھتے ہیں: ---

"شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے دادا سلیمان بن علی شہرۂ حنبلی المسلک اور اپنے وقت کے مشہور عالم دین تھے ان کے چچا ابراہیم بن سلیمان بھی ممتاز عالم دین تھے۔ ابراہیم کے بیٹے عبدالرحمٰن مشہور فقیہ اور ادیب تھے۔ عثمان بن بشیر نجدی متوفی ۱۲۸۸ھ معاصر شیخ نجدی "تاریخ نجد" مطبوعہ ریاض جلد ۱ صفحہ ۶ پر لکھتے

---

[1] الدرر السنیہ فی علی الرد الوہابیہ صفحہ ۱۱۳ ؎

ہیں شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے والد (شیخ عبدالوہاب) متوفی ۱۷۴۰/۶/ ۱۱۵۳ھ۔ نہایت صالح العقیدہ بزرگ اور مشہور عالم دین اور فقیہ تھے وہ شیخ نجدی کی تنقیص رسالت توہین مآثر صحابہ اور تکفیر المسلمین جیسے گمراہ کن عقائد پر ہمیشہ سرزنش کرتے رہتے تھے۔" —— اسی طرح اس کے اساتذہ بھی اس کے تخریبی افکار پر اس کو ہمیشہ ملامت کیا کرتے تھے ——"

اس موضوع پر بہت کثرت سے لکھا جاسکتا ہے ماحصل یہ ہے کہ سیدنا اعلیٰحضرت الامام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز اس زمانے میں کہاں تھے۔ اکابر علماء عرب نے خود وہابیت نجدیت کے فتنۂ جدیدہ کا ردّ و ابطال فرمایا اور کتابیں لکھیں حتیٰ کہ شیخ نجدی کے والد ماجد اور شیخ نجدی کے اساتذہ اور بھائی بھی شیخ نجدی کے عقائد باطلہ کا ردّ کر رہے تھے اور نجدی کی کتاب التوحید کا متعدد علماء نے ردّ لکھا ——۔

وہابیت و نجدیت ہند میں

خود شیخ نجدی کا سوانح نگار احمد عبدالغفور عطار لکھتا ہے :-

"چنانچہ ہندوستان میں (مولوی اسماعیل دہلوی کے پیر) سید احمد (ساکن رائے بریلی) نے ان (شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی) کے مشن کو زندہ کیا"۔[1] سید احمد ساکن رائے بریلی سے وہابیت مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹ کو منتقل ہوئی۔ جب شیخ نجدی ابن عبدالوہاب کی اسلام و سنیت سوز کتاب التوحید مولوی اسماعیل دہلوی کے ہاتھ لگی تو وہ فریفتہ ہوگئے۔ واقعہ یوں ہے کہ :

"مولوی اسماعیل دہلوی نے جب محمد بن عبدالوہاب شیخ نجدی کی کتاب

[1] شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب صفحہ ۱۰۸ ؛

التوحید کا ترجمہ اور خلاصہ بنام تقویۃ الایمان لکھ کر ہندوستان میں فتنہ و فساد پھیلانا شروع کیا اور لوگوں میں (نجد سے آئے ہوئے) وہابی عقائد پھیلانے لگے تو دہلی کے سُنّی علمائے نے مولوی اسماعیل کے اس خطرناک فتنہ اور ان کے عقائد کی خرابی اور کتاب التوحید پر فریفتہ ہونے کی شکایت حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو پہنچائی تو حضرت شاہ صاحب مولوی اسماعیل سے بہت ناراض ہوئے اور ان کو سخت الفاظ سے یاد کیا اور کہا :

"میری طرف سے کہو اس لڑکے (اسماعیل) نامراد کو کہ جو کتاب (نام نہاد کتاب التوحید) بمبئی سے آتی ہے میں نے بھی اس کو دیکھا ہے اس کے عقائد صحیح نہیں ہیں بلکہ وہ (کتاب) بے ادبی بے نصیبی سے بھری پڑی ہے۔ میں آجکل بیمار ہوں اگر صحت ہوگئی تو میں "کتاب التوحید" کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں تم (اے اسماعیل) ابھی نوجوان بچے ہو ناحق ناحق شور و شر برپا نہ کرو"۔[1]

اسماعیلی تقویۃ الایمانی وہابیت کا ردّ و ابطال

جب مولوی اسماعیل دہلوی نے کتاب التوحید کا چربہ تقویۃ الایمان کی صورت میں پیش کیا تو وہابیت کے ابطال اور مولوی اسماعیل کے ردّ میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے شاگردوں نے لیا —— شائد وہابیت دیوبندیت کے جدید وکیل خالد محمود مانچسٹروی کے خواب و خیال میں بھی نہ ہو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھتیجے اور شاگرد مولانا شاہ مخصوص اللہ محدث دہلوی نے تقویۃ الایمان کے ردّ میں معید الایمان لکھ کر شائع فرمائی اور شہنشاہِ اقلیم منطق مولانا شاہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ آپ نے خصوصی طور پر عقائد باطلہ وہابیہ کی خوب

[1] کتاب فریاد المسلمین صہ۹ انوار آفتاب صداقت صہ۵۱۶ ؛

دھجیاں اُڑائیں اور مسئلہ شفاعت وغیرہ پر مناظرہ کرکے مولوی اسماعیل کو عاجز و ساکت کر دیا اور مولوی اسماعیل کے رد میں التحقیق الفتویٰ خوب بسط و بسط کے ساتھ تحریر فرمائی۔ ـــــ اسی طرح تاج الفحول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیلی وہابی عقائد و افکار باطلہ کے رد میں کتاب مستطاب سیف الجبار تصنیف فرمائی۔

مصنف مطالعہ بریلویت نا معلوم کس عالم لاعلمی میں ہیں کہ بار بار لکھے ہیں کہ تحریک تفریق کے بانی مولانا احمد رضا خاں بریلوی ہیں[1] اور یہ کہ تکفیر اور ردّ وہابیت کا سلسلہ انہوں نے شروع کیا۔ حالانکہ اکابر دیوبند اس کی تصدیق نہیں کرتے وہ اس کے برعکس یوں کہتے ہیں: ـــــ

"ابتداء مولانا اسماعیل شہید اور مولانا فضل حق خیرآبادی کی نوک جھونک سے ہوئی ...... دونوں طرف سے موٹی موٹی کتابیں شائع ہوئیں"[2]

اور سُنیے: ردّ وہابیت و دیوبندیت و اسماعیلیت کے باب میں اندھا مصنف مطالعہ بریلویت تو محض سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو مورد الزام ٹھہراتا ہے جبکہ سوانح قاسمی ہی میں ایک جگہ یوں ہے: ـــــ

"آج دیوبندی کہیے یا ولی اللّٰہی خانوادہ کے اہل علم کے نام سے ان کو موسوم کیجئے اس طبقہ کے مقابلہ میں "بریلویوں" کی جو جماعت آستینیں چڑھا کر تقریباً ایک صدی سے کھڑی ہوئی ہے ...... یہ سارا قصہ درحقیقت بداؤں کے انہی مولوی فضل رسول صاحب پر منتہی ہوتا ہے پہلی آستین انہی کی تھی جو ولی اللّٰہی تجدیدات و اصلاحات کے مقابلہ میں چڑھائی گئی۔"[3]

---

(۱) مطالعہ بریلویت صفحہ ۶۶ (۲) سوانح قاسمی جلد اول ص ۳۸۲ مصنفہ مولوی مناظر احسن گیلانی مصدقہ مولوی حسین احمد ٹانڈوی شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند باہتمام قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دیوبند (۳) سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۳۷۲؂

ردّ وہابیت اور مولانا شاہ فضل رسول بدایونی

تاج الفحول مولانا شاہ

علامہ فضل رسول قادری عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۲۱۳ھ ہے۔ امام الطائفہ مولوی اسماعیل قتیل اور دیگر پیشوایان وہابیہ کے مکر و فریب و دجل کا بھانڈا پھوڑنا آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔ خاص کر تقویۃ الایمان کے رد و ابطال میں آپ نے سوط الرحمٰن کتاب تالیف کی اور ۱۲۶۵ھ میں اسماعیلی نجدیت و وہابیت کے رد میں سیف الجبار نامی شہرۂ آفاق کتاب تصنیف فرما کر شیخ نجدی کی کتاب التوحید اور تقویۃ الایمان کا ٹھوس رد فرمایا اور بوقت وصال قاضی شمس الاسلام صاحب عباسی سے فرمایا کہ تحدیث نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے استیصال فرقہ وہابیہ کے لیے مامور کیا گیا ہوں الحمد للہ فرقہ باطلہ اسماعیلیہ وہابیہ اسحاقیہ کا رد پورے طور پر ہو چکا۔ بارگاہ رسالت میں میری یہ سعی قبول ہو چکی[1]"

آپ کا ۱۲۸۹ھ میں وصال ہوا۔

بے بصیرت مصنف مطالعہ بریلویت ہر الا بلا اعلیٰحضرت امام اہلسنت کے کھاتہ میں ڈال دینا ہی تمہارا دین و ایمان رہ گیا ہے۔ اپنے امام الہند ابوالکلام آزاد کی بات بھی نوٹ کر لو!

کان کھول کر سُنتے جاؤ آنکھ کھول کر پڑھتے جاؤ

مولانا منور الدین

دہلوی متوفی ۱۲۷۳ھ قاضی سراج الدین کے صاحبزادے اور مولانا خیر الدین مکی کے نانا تھے ابتدائی تعلیم علمائے لاہور سے حاصل کی پھر دہلی پہنچے اور

---

(۱) پاسبان الٰہ آباد مارچ اپریل ۱۹۶۳ء صفحہ ۵۳؂

حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم دینیہ کی
تکمیل فرمائی ”مولانا اسماعیل شہید کے ساتھ اُن کا جو شدید اختلاف
بلکہ مخالفت ہوئی ...... اس کا تفصیل سے دکھانا ضروری ہے ......
مولانا اسماعیل شہید مولانا منوّرالدین کے ہم درس تھے۔ شاہ عبدالعزیز
محدث دہلوی کے انتقال کے بعد جب انہوں نے تقویۃ الایمان اور
جلاء العینین لکھی ان کے اس مسلک کا ملک میں چرچا ہوا تو تمام علماء
میں ہلچل پڑ گئی اُن کے ردّ میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا
منوّرالدین نے دکھائی۔ متعدد کتابیں لکھیں ۱۲۴۰ھ والا مشہور مباحثہ
(مناظرہ) جامع مسجد (دہلی) میں کیا تمام علماء ہند سے فتویٰ مرتب کرایا
پھر حرمین سے فتویٰ منگوایا ...... جامع مسجد (دہلی) کا شہرہ آفاق مناظرہ
ترتیب دیا، جس میں ایک طرف مولانا اسماعیل اور مولانا عبدالحی تھے اور
دوسری طرف مولانا منوّرالدین اور تمام علماء دہلی تھے۔[1]“

(مولانا منوّرالدین کی) ایک کتاب مجموعی طور پر تقویۃ الایمان،
جلاء العینین اور یک روزی کے ردّ میں ...... ایک رسالہ اس باب
میں ہے کہ مولانا اسماعیل شہید کے عقائد کا خود اُن ہی کے خاندان اور اساتذہ
کی کتب سے (موازنہ) کیا جائے۔ چنانچہ اس رسالہ میں (اسماعیل) کے ہر
مسئلے کے ردّ میں شاہ عبدالرحیم۔ شاہ ولی اللہ۔ شاہ عبدالقادر۔ شاہ رفیع
الدین محدث دہلوی کے اقوال سے اپنے نزدیک ردّ کیا۔“[2]

ردّ وہابیت اور ابوالکلام آزاد کے آباؤ اجداد — اکابر دیوبند کے معتمد و مستند

”مولانا“ ابوالکلام آزاد کے آباء و اجداد نے بھی نجدیت وہابیت اسماعیلیت

---

[1] آزاد کی کہانی صفحہ ۵۶

[2] آزاد کی کہانی صفحہ ۵۸ ؎

کے ردّ و ابطال میں اعلیٰحضرت امام اہلسنّت کی ولادت باسعادت سے پہلے
اہم کردار ادا کیا۔ مولانا منوّرالدین صاحب کا تذکرہ نذرِ قارئین ہو چکا
اب ابوالکلام آزاد کے والد گرامی اور مولانا منوّرالدین مرحوم کے نواسے
مولانا خیرالدین مرحوم کا ردّ وہابیت اسماعیلیت میں ناقابلِ فراموش کردار
بیش خدمت ہے :—

مولانا خیرالدین ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوئے جبکہ امام اہلسنّت اعلیٰحضرت
قدس سرہٗ کی ۱۷ جون ۱۸۵۶ء ۲۵ سال بعد ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ کو ولادت
باسعادت ہوئی۔— ابوالکلام آزاد صاحب لکھتے ہیں :—

”اُنہیں (میرے والد مولانا خیرالدین کو) جس قدر کاوش تھی وہ صرف
وہابیوں سے تھی ...... اور مولانا اسماعیل شہید اور مولانا عبدالحی مرحوم
سے (مذہبی اعتقادی) رنج کی وجہ سے اُن کا بڑا وقت وہابیوں کی
مخالفت ہی میں صرف ہوا ...... نجدیوں کا حملہ ابھی پرانا نہیں ہوا
تھا اور بہت سے پولیٹیکل اسباب بھی ایسے تھے جن کی وجہ سے عرب
اور ترک وہابیوں سے سخت تعرض و نفرت رکھتے تھے ...... والد
(مولانا خیرالدین) مرحوم نے (وہابیوں کے ردّ میں) ایک کتاب نہایت
شرح بسط کے ساتھ لکھی جو ان کی سب تصانیف میں سب سے بڑی
ہے اس کا نام نجم الرجم الشیاطین ہے۔ یہ دس جلدوں میں
ختم ہوئی ہے ...... انہوں (والد مرحوم) نے میرے (ابوالکلام کے)
بارے میں فرمایا مجھے اس کے آثار اچھے نظر نہیں آتے۔“[1]

کیوں جناب مصنف صاحب آپ نے پڑھ لیا اور غور کر لیا
کہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ سے پہلے بھی وہابیت کا زور دار ردّ

---

[1] ملخصاً آزاد کی کہانی ص ۱۴۰ و ص ۹۰ و ص ۳۸۶ وغیرہ ؎

ہوتا رہا ہے اور اعلیٰحضرت سے پہلے کے علماء اہلسنّت نجدیوں وہابیوں
اسماعیلیوں کے ردّ میں زنا ٹے دار کتابیں لکھتے رہے ہیں۔ ہم یہ مضمون
ضمناً لکھ رہے ہیں موقعہ ملا اور ضرورت ہوئی تو اسی کتاب کے آخر میں
یا دوسری تیسری جلد میں بمقتضائے حال مفصل لکھا جائے گا جس کو پڑھ کر
نہ صرف مانچسٹروی مصنّف بلکہ اس کے بڑے بوڑھوں کو رات کے
تارے دن میں نظر آجائیں گے۔

تحذیرالناس اور بانی مدرسہ دیوبند

جس طرح شیخ نجدی
ابن عبدالوہاب نے

جمہور علماء عرب وعجم کے قدیمی مسلک حقّہ سے ہٹ کر اپنا خودساختہ
دین ومذہب علیحدہ ایجاد کیا تھا اور پھر مولوی اسماعیل قتیل بالاکوٹی
نے اپنے آباء واجداد اور اپنے اکابر سے ہٹ کر اُن کے عقیدہ ومسلک
کے برعکس اپنا علیحدہ دین گھڑا تھا۔ —— اسی طرح مولوی محمد قاسم
نانوتوی نے وہابیت کو دیوبندیت کے جدید سانچے میں ڈھلنے کے لیے
جمہور علماء کے خلاف اپنے خودساختہ مکتبِ فکر کا علیحدہ تشخص قائم کیا
اور تحذیرالناس لکھ کر مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ ختمِ نبوّت پر
بمباری کی اور کذّاب قادیان کی جھوٹی نبوّت کے لیے راہ ہموار کی۔
مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند ۱۲۴۸ھ میں پیدا
ہوئے۔ سیّدنا امام اعلیٰحضرت قدس سرّہٗ ۲۴ سال بعد ۱۲۷۲ھ میں
پیدا ہوئے۔ لہٰذا مولوی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیرالناس اور جدید
نانوتوی عقائد باطلہ کا ردّ وابطال اُس زمانہ کے علمائے نے اعلیٰحضرت سے
پہلے کیا جس کی تفصیل ابھی آرہی ہے۔ اس وقت ہمیں یہ دکھانا اور
بتانا مقصود ہے۔ اکابر علماء ہند میں سے کسی نے نانوتوی صاحب کے
تحذیرالناس میں مذکورہ جدید عقائد باطلہ کی تائید حمایت نہ فرمائی۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا بیان

جادو وہ جو سر چڑھ
کر بولے دیوبندی

حکیم الامّت تھانوی صاحب کو اقرار واعتراف کرنا پڑا اور بجز اس کے
چارہ بھی نہ تھا وہ لکھتے ہیں: ——
"جس وقت سے مولانا (قاسم نانوتوی) نے تحذیرالناس لکھی کسی
(عالم) نے ہندوستان بھر میں مولانا (قاسم نانوتوی) کے ساتھ موافقت نہیں
کی بجز مولانا عبدالحی صاحب کے[1]"
گویا کہ ہندوستان بھر کے علماء نے اجماعاً تحذیرالناس کے اقوال کفریہ
کو مسترد کر دیا تھا اور مولوی عبدالحی خرق اجماع کا باعث ہوتے
ہندوستان بھر کے علماء کی عدم موافقت کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ نانوتوی
صاحب بانی مدرسہ دیوبند اپنی زندگی میں رجوع کرتے اور اپنا توبہ نامہ چھپا
دیتے تو یہ فتنہ وہیں ختم ہو جاتا اور آج بے چارے محمود مانچسٹروی کو اکابر
دیوبند کی صفائی میں جھوٹ کے انبار لگا کر ریت کی دیواریں نہ کھڑی
کرنا پڑتیں۔ —— عبارت تحذیرالناس پر ہم آگے چل کر گفتگو کریں گے
اس وقت دکھانا یہ مقصود ہے کہ وہابیت دیوبندیت کے ردّ وابطال میں
اعلیٰحضرت قدس سرّہٗ العزیز سے پہلے کے علماء بھی پیش پیش تھے۔ اعلیٰحضرت
امام احمد رضا تو یکا وتنہا ان کے درپے نہیں ہو گئے تھے۔ —— آیئے
اب ہم اکابر دیوبند کی کتب سے ثابت کریں کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا
بریلوی کے کلک انور خنجر خونخوار برق بار سے قبل کتنے علماء کرام نے
تحذیرالناس اور بانی دیوبند قاسم نانوتوی صاحب کا ردّ فرمایا۔

کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی سے مُنہ بولتا ثبوت

کتاب
"مولانا

[1] الافاضات الیومیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۸۰ زیر ملفوظ ۹۲۷

محمد احسن نانوتوی" محمد ایوب ایم اے کی تصنیف ہے جو اُردو کا[illegible] سے متعلق ہیں۔ پروفیسر صاحب کی یہ تالیف دیوبندی مولوی محمد میاں (دہلی) مولوی محبوب رضوی دیوبندی۔ مولوی قاری محمد طیب دیوبندی مہتمم مدرسہ دیوبند۔ پروفیسر حامد حسن وغیرہ کے خاص تعاون اور حوصلہ افزائی سے مرتبہ ہوئی اور (صفحہ ۱۰) پر اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع دیوبندی سابق مفتی اعظم مدرسہ دیوبند مہتمم دارالعلوم کراچی نے تحریر کیا ہے جو اس کے معتبر و مستند ہونے کی سند ہے۔ اسمیں لکھا ہے:

"اثر ابن عباس کی بحث اور مناظر یہ احمدیہ اور تحذیر الناس کے جواب میں (اُسی زمانہ میں) کئی رسالے لکھے گئے۔ ہمارے مطالعہ میں مندرجہ ذیل رسالے آئے ہیں:۔

① "تحقیقات محمدیہ حل ادہام نجدیہ" یہ کتاب مولوی فضل مجید بدایونی تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی نے لکھی۔

② "الکلام الاحسن" یہ کتاب مولوی ہدایت علی بریلوی نے تحریر فرمائی۔

③ تنبیہہ الجہال بالہام الباسط المتعال۔ مفتی حافظ بخش بدایونی نے ارقام فرمائی۔

④ قول الفصیح مولانا فصیح الدین بدایونی کی کتاب ہے جو تحذیر الناس کے ردّ میں لکھی گئی۔ مطبع ماہتاب ہند میرٹھ میں چھپی۔

⑤ افادات صمدیہ مولانا عبدالصمد سہسوانی کی تالیف ہے۔

⑥ ابطال اغلاط قاسمیہ مولانا عبیداللہ امام جامع مسجد بمبئی کے ایما پر مولانا عبدالغفار نے تحریر فرمائی۔ تحذیر الناس کے مضامین پر مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اور مولانا محمد شاہ پنجابی متوفی ۱۳۰۵ھ کے درمیان دہلی میں مناظرہ ہوا دونوں کے اقوال پر استفتاء مرتب کر کے محب رسول مولانا شاہ علامہ

عبدالقادر بدایونی۔ مولانا محب احمد بدایونی۔ مولانا فصیح الدین مولانا عبیداللہ امام جامع مسجد بمبئی جیسے جلیل القدر اکابر علماء کرام کے تصدیقی دستخطوں سے شائع ہوئی۔

⑦ کشف الالتباس فی اثر ابن عباس۔ تحذیر الناس کے ردّ میں ہے۔

⑧ قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس۔

حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلے مولانا فضل حق خیر آبادی (متوفی ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء) نے تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی کے ردّ میں رسالہ لکھا۔ مرزا غالب دہلوی متوفی ۱۸۶۹ء ...... سے مولانا فضل حق نے اس سلسلہ میں ایک مثنوی لکھوائی جو مولوی اسماعیل دہلوی کے عقائد باطلہ کے خلاف تھی"۔[1]

ماحصل یہ کہ حضور اعلحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز الولی سے قبل بھی بہت سے جلیل القدر اکابر علماء نے نجدیت وہابیت دیوبندیت کا بار بار ردّ و ابطال فرمایا۔ مناظرے کیے کتابیں شائع کیں۔ یہ مصنف کی اندھیر نگری ہے کہ اپنے زعم جہالت و لاعلمی میں صرف اور صرف اعلحضرت کو استیصال وہابیت کی تحریک کا واحد بانی قرار دے کر اس ہولناک فتنہ کی اہمیت کم کر کے اعلحضرت امام اہلسنت کی زیادتی ثابت کر رہا ہے۔ ہاں البتہ اس میں شک و شبہ نہیں کہ سیدنا اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ہولناک فتنہ وہابیت کی وہ بے مثال گردن زدنی فرمائی اور بکثرت کتب و رسائل شائع فرمائے۔ اور دلائل کی پوری قوت سے بے نقاب فرمایا۔ علم و تحقیق کے دریا بہائے اور جس طرح اس فتنہ عظمیٰ کا شدید

---

[1] کتاب محمد احسن نانوتوی صفحہ ۹۱ تا ۹۴ بتصرف ؛

تعاقب اور مسلسل محاسبہ فرمایا وہ آپ کا ہی حصہ تھا اور ایسا ہونا تائیدِ ایزدی نصرتِ مصطفوی کے بغیر ناممکن و محال تھا۔ ـــــ باقی رہیں براہین قاطعہ فتویٰ گنگوہی حفظ الایمان وغیرہ گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات تو اس زمانہ میں بھی ان کے بہت سے رَد لکھے گئے اور اعلیٰحضرت قبلہ علیہ الرحمہ کے وصال کے ۵۰ سال بعد آج تک بکثرت کتب و رسائل انکے رَد میں شائع ہو رہے ہیں۔ دیوبندی اپنے اکابر کی کتب میں ترمیم و تحریف کتر بیونت کرتے جا رہے ہیں۔ رکیک و ذلیل تاویلات کے چکر میں پڑے ہیں اور علماء اہلسنت انکی جعلسازیوں، چکربازیوں کو بے نقاب کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ـــــ اُمید ہے مانچسٹروی مصنف کے دماغ سے وہ بھوت نکل بھاگا ہوگا جو بار بار اس کو یہ باور کرا رہا تھا کہ بس جو کچھ بھی کیا وہ اوّل تا آخر امام احمد رضا فاضل بریلوی نے کیا ورنہ شرق و غرب اور متحدہ ہندوستان کے علماء تو تمام تجدید دیوبندیت پر دل و جان سے نثار تھے۔

صداقت اہلسنّت کا نشان بریلوی اہلسنّت مسلمان

مصنّف اپنے دجل سے اپنے مُنہ زورِ کذب کے بل بوتے پر اپنی کتاب میں اہلسنت و جماعت بریلوی مکتبِ فکر اور سیدنا امام اہلسنّت پر بار بار اللہ تعالےٰ کی تنقیص انبیاءِ کرام خصوصاً سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین، صحابہ و اہل بیت اور اولیاء اللہ کی گستاخیوں کے حیاسوز الزامات کی بارش کر رہا ہے مگر صفحہ ۶۱ پر اس جھوٹے کو ماننا پڑا کہ سوادِ اعظم اہلسنّت کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ''اہل سنّت دو طبقوں میں.... اور صفحہ ۶۲ ''پاک و ہند کے اہل سنّت مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ گئے'' لکھ کر ماننا اور تسلیم کرنا پڑا۔ بریلوی بحمدہٖ تعالےٰ مسلمان سوادِ اعظم اور اہلسنّت ہیں۔ جب اس کذّاب نے کذب بیانیوں کے باوجود ہم اہلسنّت بریلوی مکتبِ فکر کو مسلمان اور اہلسنّت مان لیا تو اس کے سارے الزامات

غبارِ راہ بن کے اُڑ گئے اور ثابت ہو گیا کہ اس کا تانا بانا جھوٹ کذب فریب فراڈ کا تھا۔ یقین کیجئے ہمیں سخت ندامت اور شرم ہے کہ ہمارا مخاطب بہت ہی جھوٹا ہے۔ ـــــ صفحہ ۶۲ پر ہی ایک عنوان ہے ''تفریق و اختلاف میں فرق'' اس کے ذیل خالی اور خیالی پلاؤ پکاتی ہے کوئی حوالہ درج نہیں ہے ـــــ۔

اُلٹی کھوپڑی اُلٹی منطق

صفحہ ۶۳ پر مولانا احمد رضا خاں پچاس سالہ خدمات کے زیرِ عنوان محض لن ترانیاں ہیں البتہ عنوان مذکورہ بالا کے تحت ڈرامہ لکھتے لکھتے اتنا اعتراف ضرور کر گیا۔ لکھتا ہے :ـــــ

''آپ (مولانا احمد رضا) کی پچاس سالہ محنت سے اہلسنّت مسلمانوں کے دو مستقل مکتبِ فکر قائم ہو گئے''۔ [۱]

ہزار جھک ماریں کر وڑ الزام لگائیں یہ ماننا پڑتا ہے بریلوی اہلسنّت مُسلمان ہیں ـــــ جب یہ ہے اور حق بھی یہ ہے کہ الحمد للہ بریلوی اہلسنّت مسلمان ہیں تو اپنے مُنہ پر تھوک لو جھگڑا کس بات کا ہے؟ الزام تراشی بہتان طرازی کس لیے ہے؟ بریلویوں کو اہلسنّت مسلمان ماننے کے باوجود پھر شیطانی رگ پھڑکی لکھتا ہے کہ مولانا نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں :ـــــ

''موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر حیثیت سے اعلیٰ نظر آتے تھے ان میں دینداری بھی تھی غیرتِ اسلامی بھی۔ دُنیا میں ان کا وقار بھی تھا اعتبار بھی۔ رُعب و ہیبت بھی قوّت و شوکت بھی۔ کفّار ان کے خوف سے کانپتے تھے''۔

اس کے بعد ''[۱]'' کے تحت حوالہ لکھتا ہے سوانح اعلیٰحضرت صفحہ ۸ مولانا قاری احمد پیلی بھیتی''۔

---

[۱] مطالعہ بریلویت صفحہ ۶۳ ؛

تعاقب اور مسلسل محاسبہ فرمایا وہ آپ کا ہی حصّہ تھا اور ایسا ہونا تائید ایزدی نصرتِ مصطفوی کے بغیر ناممکن و محال تھا۔ —— باقی رہیں براہین قاطعہ فتویٰ گنگوہی حفظ الایمان وغیرہ گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات تو اس زمانہ میں بھی ان کے بہت سے رَدّ لکھے گئے اور اعلٰحضرت قبلہ علیہ الرحمہ کے وصال کے ۵۰ سال بعد آج تک بکثرت کتب و رسائل انکے رَدّ میں شائع ہو رہے ہیں۔ دیوبندی اپنے اکابر کی کتب میں ترمیم و تحریف کر کے پیوند کرتے جا رہے ہیں۔ رکیک و ذلیل تاویلات کے چکر میں پڑے ہیں اور علماء اہلسنّت انکی جعلسازیوں، چکربازیوں کو بے نقاب کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ —— اُمید ہے مانچسٹروی مصنف کے دماغ سے وہ مجھوت نکل بھاگا ہوگا جو بار بار اس کو یہ باور کرا رہا تھا کہ بس جو کچھ بھی کیا وہ اوّل تا آخر امام احمد رضا فاضل بریلوی نے کیا ورنہ شرق و غرب اور متحدہ ہندوستان کے علماء تو تحدیث دیوبندیت پر دل و جان سے نثار تھے۔

صداقتِ اہلسنّت کا نشان بریلوی اہلسنّت مسلمان

مصنّف اپنے دجل سے اپنے مُنہ زور کذب کے بل بوتے پر اپنی کتاب میں اہلسنّت و جماعت بریلوی مکتب فکر اور سیدنا امام اہلسنّت پر بار بار اللہ تعالٰی کی تنقیص انبیاء کرام خصوصًا سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین، صحابہ و اہل بیت اور اولیاء اللہ کی گستاخیوں کے حیا سوز الزامات کی بارش کر رہا ہے مگر صفحہ ۶۱ پر اس جھوٹے کو ماننا پڑا کہ سوادِ اعظم اہلسنّت کے دو ٹکڑے ہو گئے۔" اہل سنّت دو طبقوں میں۔۔۔ ۔۔۔۔اور صفحہ ۶۲ "پاک و ہند کے اہل سنّت مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ گئے" لکھ کر ماننا اور تسلیم کرنا پڑا۔ بریلوی بحمدہٖ تعالٰی مسلمان سوادِ اعظم اور اہلسنّت ہیں۔ جب اس کذاب نے کذب بیانیوں کے باوجود ہم اہلسنّت بریلوی مکتب فکر کو مسلمان اور اہلسنّت مان لیا تو اس کے سارے الزامات

ہوا ہو کے اُڑ گئے اور ثابت ہو گیا کہ اس کا تانا بانا جھوٹ کذب فریب فراڈ کا تھا۔ یقین کیجئے ہمیں سخت ندامت اور شرم ہے کہ ہمارا مخاطب بہت ہی جھوٹا ہے۔ —— صفحہ ۶۲ پر ہی ایک عنوان ہے "تفریق و اختلاف میں فرق" اس کے ذیل خالی اور خیالی پلاؤ پکاتی ہے کوئی حوالہ درج نہیں ہے ——۔

اُلٹی کھوپڑی اُلٹی منطق

صفحہ ۶۳ پر مولانا احمد رضا خاں پچاس سالہ خدمات کے زیرِ عنوان محض لن ترانیاں ہیں البتہ عنوان مذکورہ بالا کے تحت ڈرامہ لکھتے لکھتے اتنا اعتراف ضرور کر گیا۔ لکھتا ہے:——

"آپ (مولانا احمد رضا) کی پچاس سالہ محنت سے اہلسنّت مسلمانوں کے دو مستقل مکتبِ فکر قائم ہو گئے۔" [1]

ہزار جھک ماریں کر وڑ الزام لگائیں یہ ماننا پڑتا ہے بریلوی اہلسنّت مسلمان ہیں —— جب یہ ہے اور حق بھی یہی ہے کہ الحمد للہ بریلوی اہلسنّت مسلمان ہیں تو اپنے مُنہ پر تھوک لو جھگڑا کس بات کا ہے؟ الزام تراشی بہتان طرازی کس لیے ہے؟ بریلویوں کو اہلسنّت مسلمان ماننے کے باوجود پھر شیطانی رگ پھڑکی لکھتا ہے کہ مولانا نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں:——

"موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر حیثیت سے اعلیٰ نظر آتے تھے ان میں دینداری بھی تھی غیرتِ اسلامی بھی۔ دُنیا میں ان کا وقار بھی تھا اعتبار بھی۔ رُعب و ہیبت بھی قوّت و شوکت بھی۔ کفّار ان کے خوف سے کانپتے تھے۔"

اس کے بعد "[1]" کے تحت حوالہ لکھتا ہے سوانح اعلٰحضرت صفحہ ۸ مولانا قاری احمد پیلی بھیتی"۔

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۶۳؛

یہ ہے مصنف کا اندھا پن حالانکہ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ نے یہ بات اطیب البیان رد تقویۃ الایمان کے صفحہ اوّل پر لکھی ہے ـــــ اور یہ بھی واضح رہے کہ سوانح اعلٰحضرت حضرت علامہ بدرالدین احمد قادری رضوی گورکھپوری قدس سرہٗ کی تصنیف ہے۔ مصنف مطالعہ بریلویت کی بے ڈھنگی تحریریں اندھے کی لاٹھی ہیں جس طرح چاہیں گھمادیں۔

حضرت صدر الافاضل مرادآبادی قدس سرہٗ کی تحریر کا اس خردماغ مصنف نے یہ مطلب لیا ہے اور لکھا ہے: ـــــ

"یہ ہے اثر اس دورہ تجدید اور باہمی تفریق کا اللہ خیر حافظا وارحم الراحمین مولانا بُرا نہ منائیں تو ہم عرض کریں (گویا کہ صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کو زندہ و موجود و حاضر سمجھ کر مخاطب کرکے کہہ رہا ہے) پچھلی صدی میں مسلمان ہزار کمزوریوں کے باوجود حقوق تکفیر سے نا آشنا تھے جس سے مولانا احمد رضا خان نے انہیں آشنا کیا...... وغیرہ ذالک من الخرافات۔

معاذاللہ معاذاللہ ثم معاذاللہ گویا مسلمانوں میں کمزوری مولانا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اور تکفیر کی وجہ سے آئی ؎

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بدادا نہ دے

مصنف منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار کر دل و دماغ کی کھڑکیاں کھول کر سُنے کہ مسلمانوں کا رُعب و ہیبت قوت و شوکت اور وقار مرتدین کی تکفیر کرنے سے ختم نہیں ہوا بلکہ تنقیص و توہین کے باعث ختم ہوا۔ انگریز کے جانثار ـــــ ہندوؤں کے وفادار علماء نے شانِ الوہیت میں تنقیص کی، شانِ رسالت میں توہین کی ـــــ مسلمانوں کے دلوں سے عشق و محبت نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شمع گُل کرنے کی کوشش کی ـــــ کہیں معاذاللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مر کر مٹی میں ملنے کے الفاظ استعمال کیے ـــــ کہیں آپ کا خیال نماز

میں گدھے اور بیل سے بدتر بتایا ـــــ کہیں خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی ہونے کو عوام کا خیال بتایا ـــــ کہیں بڑا بھائی اور گاؤں کا چودھری قرار دیا ـــــ کہیں اپنے جیسا بشر اور بندہ ناچیز گردانا ـــــ کہیں شیطان اور ملک الموت کے علم کو علمِ رسالت سے وسیع تر مانا ـــــ کہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم غیبیہ کو جانوروں پاگلوں بہائم و مجانین کے علوم سے تشبیہ دی ـــــ کہیں کہا جس کا نام محمد یا علی ہے کسی چیز کا مختار نہیں ـــــ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا ـــــ منصب رسالت و نبوت کو محض ایلچی ڈاکیا پوسٹ مین بنا کر رکھ دیا ـــــ مسلمانوں کے دل و دماغ سے محبوبانِ خدا کے عشق و محبت کو باہر نکال پھینکنے کی ہزار ہزار کوششیں کیں ـــــ تو جناب تکفیر سے نہیں توہین سے بے ادبی گستاخی سے مسلمانوں کا وقار کم ہوا، ایمان ختم ہوا تو قوت و شوکت بھی ختم ہوئی۔ ؎

اُن کے جو سب غلام تھے خلق کے پیشوا رہے
اُن سے پھرے جہاں پھر آئی کمی وقار میں

صدر الافاضل کی سُنی تو اپنے حکیم الامت کی بھی پڑھو

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب قدس سرہٗ کے مذکورہ بالا حوالہ پر مصنف بہت خوش ہے داد دے رہا ہے گو مفہوم اُلٹا سمجھ رہا ہے گویا خود مصنف مطالعہ بریلویت کے نزدیک آج مسلمانوں کی حالت اچھی نہیں مگر دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کی سُنیے وہ صدر الافاضل کے برعکس کچھ اور ہی فرما رہے ہیں ـــــ تھانوی صاحب لکھتے ہیں: ـــــ

"اس دو صدی کے اندر جس شان کے علماء ہندوستان میں گزرے ہیں اُن کے زمانہ میں ان کی مثال ممالک اسلامیہ میں بھی بہت کم ہے۔ ایک عالم تھے مکہ معظمہ میں درس میں فرمایا کرتے تھے کہ قرآن نازل ہوا عرب میں اور پڑھا اس کو مصریوں نے اور لکھا رومیوں نے اور سمجھا ہندیوں نے...... اسلام کی

جو اچھی حالت (تھانوی کے زمانہ میں) ہندوستان میں ہے وہ ممالکِ اسلام میں بھی نہیں [1]"؟

کیوں جناب مُصنّف صاحب مُنصف بنو اور بتاؤ صدر الافاضل ٹھیک کہتے ہیں یا تھانوی صاحب — ؟ تھانوی کی مانو گے یا صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کی مانو گے — ؟ خیال ہے تھانوی کی طرف پھسل جاؤ گے۔

بے موقع کی راگنی

صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کی عبارت سے غلط مفہوم اخذ کرنے کے بعد قطعًا بے موقع و بے ربط گفتگو کرتے ہوئے اپنے شیخ الہند مالٹوی کو سر پر اُٹھالیا اور مولوی محمود الحسن دیوبندی اور عبید اللہ سندھی کے گیت گانے شروع کر دیتے حالانکہ نہ یہ بتایا کہ یہ متنازعہ فیہ زیرِ بحث ہیں۔ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ مصنّف ذہنی مریض ہے اور اس کا کوئی اصُول نہیں اور یہ ایک مسئلہ پہ جم کر دلائل سے بات کرنا سیکھا ہی نہیں کبھی ادھر کروٹ بدلتا ہے کبھی اُدھر کروٹ بدلتا ہے اور محبوبانِ خدا حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی بجائے ملاؤں کی تعریفیں و قصیدہ خوانی شروع کر دیتا ہے اور مولوی محمود الحسن کی کارگزاریوں کے فرضی، وہمی اور خیالی افسانے سُنانے کے بعد بطور حوالہ صفحہ ۳۶ پر [1] لکھ کر حاشیہ پر کسی کتاب کا کوئی حوالہ نہ دیا اور پھر صفحہ ۶۵ پر بار بار وہی تکفیر کا رونا رویا ہے۔ بار بار وہی پُرانا راگ سُنایا ہے کہ ہائے دو مستقل مکتب فکر قائم ہو گئے دیوبندی اور بریلوی — حالانکہ ہم بصراحت عرض کر چکے ہیں کہ مسئلہ تکفیر ختم ہو سکتا ہے کہ اپنے چار پانچ مولویوں کی قربانی دو اتحادِ اُمّت کے لیے چار پانچ مولویوں کی قربانی بڑی بات نہیں جب ان چار پانچ گستاخوں کو گستاخ مان لیا اور علماء عرب و عجم کا فتوٰی ان چار پانچ افراد پر حق جان لیا مسئلہ تکفیر بھی اُٹھ جائے

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۵۸

گا۔ صرف انہی پر فتوٰی رہ جائے گا جنہوں نے کفریہ لکھا چھاپا۔ آپ ذرا فراخدلی اور وسیع النظری سے کام لیں توہین کو توہین کفر کو کفر مان لیں اُن کی ناجائز حمایت اور جانبداری سے دستبردار ہو جائیں۔

علماءِ حق اور علماءِ سُو

مصنّف نے صفحہ ۶۵ پر محض مغالطہ دینے کے لیے بحوالہ رواہ الدارمی لکھا — آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آنے والے دَور میں علماءِ حق اور علماءِ سُو کی خبر پہلے سے دے دی تھی۔

"اَن شرالشر شرار العلماء وان خیر الخیر خیار العلماء (ترجمہ) بیشک بدترین لوگ بُرے علماء ہوں گے اور بیشک بہترین لوگ بھی علماء ہوں گے"۔

اور پھر لکھتا ہے حضرت علی المرتضیٰ سے بھی روایت ہے:-

"علماء ھم من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔ ان کے علماء ان لوگوں میں سے جو آسمان کی چھت کے نیچے بدترین لوگ ہوں گے انہی سے فتنے نکلیں گے اور انہیں پر لوٹیں گے۔"

سبحان اللہ! ماشاء اللہ، یہ تو میرے آقا و مولیٰ تاجدارِ عرب و عجم واقف لوح و قلم نبی غیب دان کا عظیم و جلیل معجزہ ہے کہ ایک مُنکرِ غیب سے اپنا علم غیب منوالیا۔ سیّدنا حضور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولیوں کے تاجدار کی عظیم کرامت و تصرّف ہے کہ ایک منکر سے اپنا غیب منوالیا۔

مُصنّف جی! یہ حدیث اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول بد مذہب بدعقیدہ گستاخ ملاؤں کے لیے ہیں جو توہین کو بُرا نہیں سمجھتے تکفیر کا رونا روتے رہتے ہیں۔ وہابیہ دیوبندیہ تو اپنے مطلب کے لیے

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب شریف کا انکار کرنے کے لیے قرآن سے پڑھا کرتے ہیں: —

"ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم مافی الارحام وماتدری نفسٌ ماذا تکسب غدًا وماتدری نفسٌ بای ارضٍ تموت ان اللہ علیمٌ خبیر۔ یعنی بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اُتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کس زمین میں مرے گی بیشک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے"!

اس آیہ مبارکہ سے دیوبندی یہ استدلال کیا کرتے ہیں کل کیا ہوگا اللہ ہی جانے رسول کو کیا خبر۔ مگر مصنف کی نقل کردہ حدیث شریف اور سیدنا مولی علی رضی اللہ عنہ کے قول سے پتہ چلا کہ بدترین لوگ بُرے علماء (علماءِ سُوء) کا علم غیب تھا جبھی تو یہ خبریں دی گئیں — وہابی بالخصوص مانچسٹر وی دیوبندی مصنف اب اپنے مُنہ پہ تھوک لے۔ خود اس کے اپنے اکابرین ہی علماءِ سُو ہیں کہ انبیاء و مرسلین اور محبوبانِ خدا کی توہین و تنقیص ان کا وظیفہ ہے اور دوسروں کو علماءِ سُو کہہ کر اپنے اکابر کی بداعمالیوں پر پردہ ڈال رہا ہے جیسے چور خود شور مچاتا ہے چور چور!

دماغی توازن کی بربادی

مُصنّف کے خرابی دماغ کی دلیل یہ ہے کہ ایک ہی بات کو بار بار دہرا رہا ہے۔ صـ۶۱ پر لکھتا ہے سوادِ اعظم اہلسنّت والجماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے صـ۶۲ پر لکھتا ہے اہلسنّت مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ گئے۔ صـ۶۲ پر ہی ہے تفریق اور اختلاف میں فرق صـ۶۳ پر ہے اہلسنّت مسلمانوں کے دو مستقل مکتب فکر قائم ہو گئے صفحہ ۶۵ تعمیرِ ملت اور تفریقِ ملت صفحہ ۶۷

اہلسنّت والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے صفحہ ۶۷ اہلسنّت والجماعت میں مختلف جماعتیں ہیں...... جماعت کے دو ٹکڑے ہوئے...... دو مستقل مکتب فکر قائم ہو گئے...... صفحہ ۶۷ پر ہی ہے اہلسنّت والجماعت کے دو ٹکڑے صفحہ ۶۸ الزامات اور اختلافات — الغرض بار بار ایک ہی چیز ایک ہی بات کا اعادہ کر کے اپنے دماغی توازن کی بربادی کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے۔

جہالت و بے علمی

مصنّف مطالعہ بریلویت نے جگہ جگہ اہلسنّت والجماعت لکھا ہے یا تو اہل السنّۃ والجماعۃ ہونا چاہیے یا اہل سنّت وجماعت۔ مصنّف کا اہل سنّت والجماعۃ لکھنا کس قاعدہ پر ہے۔ اگر اہل دیوبند میں کوئی اہل علم ہو تو اس پی ایچ ڈی اور ڈائریکٹر اسلامک اکیڈیمی کو سمجھائے۔ مگر کان کھینچ کر سمجھائے کیونکہ اس پر اثر ہونا بہت مشکل ہے۔ ضد اور جہالت کے بارہ میں بہت سخت جان ہے۔

سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی تحریر میں تحریف

سیدنا خواجہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام نامی اسم گرامی بھی اس بدباطن مُصنّف کو مجبوراً لینا پڑا...... کہتے ہیں پیروں فقیروں، اولیاء کرام سے مدد لینا شرک ہے، مگر اپنی غرض اور مطلب کے لیے پیر سید مہر علی شاہ صاحب کی دہائی دی اور مدد طلب کی حضرت کی آڑ میں خود کو اہلسنّت ظاہر کرنا مقصود تھا لہٰذا حضرت مخدوم پیر سید صدر الدین ملتانی قادری گیلانی علیہ الرحمہ کے سوال کے جواب میں پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے جواب کا وہ حصہ اس کی تحریف وخیانت کی نذر ہو گیا جس میں یہ ہے: —

"بغیر انضمام کلمات تعظیم صرف لفظ بشر (سے) ذکر کرنا جائز

نہیں [1]"

اسی طرح مسئلہ حاضر ناظر پہ بالکل مسلک سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ کے موافق و مطابق ارقام فرمایا، لکھتے ہیں :۔۔۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بجسدہ العنصری ہر مکان و ہر زمان میں حاضر ناظر ہونا تو یہ امر مختلف فیہ ہے قائل و منکر دونوں کے ہیں لیکن وجہاً میرے خیال میں ظہور و سریان حقیقت احمدیہ ہر عالم و ہر مرتبہ اور ہر ذرہ ذرہ میں عند المحققین من الصوفیہ ثابت ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ البتہ ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بجسد العنصری العینی کا پتہ بعض اہل مشاہدہ سے ملتا ہے [2]"

مگر مصنّف مطالعہ بریلویت نے کمال خیانت سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنی ضرورت کے یہ الفاظ نقل کیے :۔۔۔

"میرے خیال میں فریقین از علمائے کرام متنازعین اہل سنّت والجماعت سے ہیں ۔۔۔"

یہ الفاظ نقل کر کے بس ڈھنڈورہ پیٹ دیا کہ پیر صاحب گولڑوی نے ہم دیوبندیوں کو بھی اہل سنّت مان لیا دیکھو ہمیں بھی اہل سنّت ہونے کی ڈگری مل گئی ۔۔۔ ارے خائن مصنّف اس کے ایک ہی سطر آگے پیر صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ یہ بھی تحریر فرما رہے ہیں :۔۔۔

"ہرگز ہرگز مقصود نہیں کہ معاذ اللہ فرقہ ضالہ (گمراہ) نجدیہ وہابیہ کی طرح صرف لفظ بشر کا اطلاق جائز کہیں [3]"

بس اب تم خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر جھانک لو اور دیکھ لو تم نجدیوں وہابیوں کی طرح محض بشر کہتے ہو یا نہیں ۔۔۔ اور یہ بھی دیکھ لو

[1] مہر منیر صفحہ ۳۵۴ [2] ایضاً صفحہ ۳۵۵ [3] ایضاً صفحہ ۳۵۴ ؁

کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی مرحوم نجدیہ وہابیہ فرقہ کو فرقہ ضالہ (گمراہ) فرما رہے ہیں جب کہ تمہارے خود ساختہ قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی صاحب لکھتے ہیں :۔۔۔

"محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں اُن کے عقائد عمدہ تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں" [1]

فرق صاف ظاہر ہے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب فرقہ وہابیہ نجدیہ کو فرقہ ضالہ (گمراہ) قرار دے رہے ہیں اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ابن عبد الوہاب نجدی اور وہابیوں کے عقائد کو عمدہ قرار دے کر اُن (وہابیوں) کو اچھا کہہ رہے ہیں اور خود مصنّف نے مطالعہ بریلویت کی مختلف جلدوں میں نجدیت وہابیت سعودیت کے ترانے گائے ہیں ۔ ملاحظہ ہو جلد اوّل صفحہ ۱۰۹ ، ۱۰۷ ، ۱۱۲ ، ۱۸۶ ، ۱۸۹ ، ۱۹۰ جلد اوّل کے علاوہ دوسری جلدوں میں بھی ایسا ہی ہے ۔ اب مصنّف خود بتائے کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب کو وہ خود کتنا اور کیا مانتا ہے کیا پیر صاحب گولڑوی کا یہ وہابیت نجدیت سوز جملہ دل و جان سے قبول کرتا ہے "فرقہ ضالہ نجدیہ وہابیہ" [2]

دیوبندی مولویوں کو پیر صاحب گولڑوی کا چیلنج مناظرہ

اس ظالم و کذاب و مفتری مصنّف نے اپنی باطل مراد ثابت کرنے کے لیے حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا نام نامی کس قدر غلط استعمال کیا ہے ۔ حضرت مخدوم سیدنا مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے خلف اکبر و خلیفہ اعظم اور جانشین سے سُنیے وہ ایک اہم راز پر سے پردہ اُٹھاتے ہیں ارشاد فرماتے ہیں "جناب

[1] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۵۱ [2] مہر منیر صفحہ ۳۵۴ ؁

بابو جی کا ارشاد ہے کہ :ـــــــ

"حضرت (سیدنا سید پیر مہر علی شاہ صاحب) فرماتے تھے جب میں (عرب شریف میں) حاجی (امداد اللہ) صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت ہندوستان کے چار مشہور علماء (نانوتوی ۔ گنگوہی ۔ انبیٹھوی۔ تھانوی اینڈ کمپنی والے) بھی حاضر درس تھے میری (سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب کی) تقریر کے اور حاجی صاحب کی جوابی مہربانی کو انہوں نے کچھ محسوس کیا اور مجھ سے ایک منطقی سوال پوچھا میں نے کہا میاں یہاں تو ایک باخدا انسان کی مجلس ہے یہاں سے کچھ حاصل کرنا چاہیے یہ مناظرہ کا مقام نہیں اگر آپ کو مناظرہ کا اتنا ہی شوق ہے تو فلاں مقام پر آکر مجھ سے گفتگو کیجیے گا اگر میرے پاس آنا مناسب نہ سمجھیں تو میں خود (مناظرہ کے لیے) آپ کے مقام پر حاضر ہو جاؤں گا۔ اس پر وہ (دیوبندی مولوی) خاموش ہو گئے۔"[1]

سرکار پیر صاحب گولڑوی کا عقیدہ و مسلک

"(حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ) نے امکان کذب باری تعالیٰ کو محال ۔ علم غیب عطا ۔ سماع موتیٰ کو برحق اور ندائے یا رسول اللہ ۔ زیارت قبور ۔ توسل و استمداد انبیاء و اولیاء علیہم السلام اور ایصال ثواب کو جائز قرار دیا۔ معبودان باطلہ اور اصنام کے متعلق نازل شدہ آیات کو انبیاء و اولیاء علیہم السلام پر منطبق کرنے کو تحریف و تخریب سے تعبیر فرما کر (پیشوائے دیوبندیت) مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے استدلال کی تردید فرمائی ...... وما اھل بہ لغیر اللہ کے معانی ....."

[1] مہر منیر صفحہ ۱۲۹

آیہ شریف میں مراد صرف اسی ذبیحہ سے ہو گی جس پر چھری چلاتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کی بجائے غیر اللہ کا نام پکارا جائے گا۔"[1]

کیوں جناب مانچسٹروی مداری صاحب! آنکھیں کھول کر پڑھ لیا اب دل کھول کر دل و جان سے پیر صاحب گولڑوی کے عقائد و مسلک حقہ کو قبول بھی کر لو محض اپنی باطل مراد ثابت کرنے کے لیے پیر صاحب گولڑوی کا نام استعمال نہ کیا کرو ـــــ بتایا جائے سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت الامام احمد رضا قدس سرہٗ اور حضور قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ کے عقیدہ و مسلک میں کیا فرق ہے ـــــ؟ بتاؤ پیشوائے دیوبندیت مولوی اسماعیل اور تقویۃ الایمان کا نام لے کر رد کیا یا نہیں؟ منہ اور تھپیڑ میں کتنا فاصلہ رہ گیا ہے ـــــ؟ ممکن ہے مانچسٹروی جی پکا ڈھیٹ بن کر کہہ دے اجی مدرسہ دیوبند بنانے والے دیوبندی علماء کو تو کچھ نہیں کہا تو پھر کہیں گے لو گنتے جاؤ مدرسہ دیوبند کے نمبر دو بانی اور فرقہ دیوبندیہ کے امام دوم کی وہابیت افروز روش کا نام لیکر کھلم کھلا کیسا رد و ابطال کیا جا رہا ہے، لکھا ہے :ـــــ

"محمد بن عبد الوہاب نجدی کی عمدگی عقائد کے متعلق مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ ـــــ تعجب ہے مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں شیخ (نجدی) محمد بن عبد الوہاب کے عقائد کو عمدہ تحریر کرتے ہیں حالانکہ ان میں سے ایک ایک عقیدہ کی براہ راست زد خود مولوی (رشید احمد گنگوہی) صاحب کے اپنے شیخ اور پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ کی ذات گرامی پر پڑتی ہے جن کا ارشاد ہے ؎

[1] مہر منیر صفحہ ۱۳۲

ے شفیع عاصیاں ہو تم وسیلۂ بے کساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ
کرم فرماؤ ہم پہ اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم وعصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ

اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے برادر طریقت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب شیم الحبیب شم الطیب میں فرماتے ہیں۔ ے

یا شفیع العباد خذ بیدی	انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میری نبی	کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی
لیس لی ملجأ سواک اغث	مسنی الضر سیدی سندی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ	فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

مصنف جی! ساری عمر کہاں بھاڑ جھونکتے رہے۔ نہ اپنے اکابر کے عقیدہ و مسلک کا پتہ نہ حضور قبلۂ عالم سرکار گولڑوی علیہ الرحمۃ کے عقائد حقہ کا پتہ۔ کیا بس جوڑ توڑ کا فن ہی سیکھا تھا ـــــ ؟ ذرا یہ بھی دیکھ لیں کہ مہر منیر میں مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی کا ذکر ہر دو جگہ صرف مولوی مولوی لکھ کر عامیانہ انداز میں کیا ہے جبکہ سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا ذکر خیر یوں ہے: ـــــ

"حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ"

اور سیدنا اعلیٰحضرت کے ایک رفیق خاص محب جانثار جن سے اصول و فروعات میں اعلیٰحضرت کا کچھ بھی اختلاف نہ تھا جن کے صاحبزادے سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد قادری برکاتی رضوی سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے تلمیذ وخلیفہ تھے ان کو یوں لکھا ہے: "حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث

ے مہر منیر صفحہ ۲۶۳ ؛

سورتی پہلی بھیت"؟ ے

یہاں سے دو باتیں ثابت ہوئیں: ـــــ

① اگر سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ معاذ اللہ مکفر المسلمین ہوتے اور تکفیر کا حکم شرعی غلط ہوتا تو آپ کو "حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ" نہ لکھا جاتا۔

② یہ کہ آپ کی نظر میں محمد بن عبدالوہاب شیخ نجدی کے عقائد کو عمدہ کہنا غلط تھا اس وجہ سے حضرت پیر صاحب گولڑوی نے مناظرانہ انداز میں صاف صاف اور ڈنکے کی چوٹ فرمایا: "تعجب ہے مولوی رشید احمد گنگوہی فتاوی رشیدیہ میں شیخ محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کو عمدہ تحریر کرتے ہیں حالانکہ ان میں سے ایک ایک عقیدہ کی زد براہ راست خود مولوی (رشید احمد گنگوہی) صاحب کے اپنے شیخ اور پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی پر پڑتی ہے"۔ ۲ے

دیوبندی مولوی حاجی امداد اللہ صاحب سے اختلاف رکھتے تھے

اس کا فیصلہ بھی حضرت سیدنا سرکار گولڑوی علیہ الرحمۃ سے کرالیں۔ فرماتے ہیں:

"دیوبندی مکتب کے اکثر و بیشتر علماء کو حاجی (امداد اللہ) صاحب سے ارادت ہے (مرید ہیں)، گو بعض مسائل میں انہیں (دیوبندی اصنام کو) حاجی (امداد اللہ) صاحب سے اختلاف بھی رہا مگر (حاجی امداد اللہ صاحب کے مرید و خلفاء وہ علماء جو سُنّی بریلوی مکتب فکر کے مؤید و ہمنوا ہیں) مولانا احمد حسن کانپوری۔

ے مہر منیر صفحہ ۲۱۴ ۲ے مہر منیر صفحہ ۲۶۳ ؛

مولانا لطف اللہ علی گڑھی۔ مولانا محمد حسین الٰہ آبادی اور بہت سے آپ (حاجی امداد اللہ صاحب) کے متوسلین علمائے کرام آپ کے مسلک کے پوری طرح پابند رہے[1]

چلو اس کا فیصلہ بھی مہر منیر سے ہو گیا کہ حاجی امداد اللہ صاحب کے مرید دیوبندی مولوی اپنے پیر و مرشد کے مسلک سے پھر گئے تھے اور وہ حاجی صاحب سے اختلافات رکھتے تھے جبکہ مسلک اہلسنت کے ترجمان و علمبردار علماء سب کے سب حاجی امداد اللہ صاحب کے مسلک پر پوری طرح قائم اور پابند رہے دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجیے کہ سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا عقیدہ و مسلک ایک تھا۔ ممکن ہے کہ یہاں کوئی شبہ ڈال دے کہ حاجی صاحب مہاجر مکی نے تو اپنے بعض اقوال و ارشادات میں دیوبندی مولویوں سے اپنے تعلقات اور مودت کا اظہار کیا ہے تو ہم کہیں گے کہ وہ اقوال و ارشادات ان کے بدعتی ہونے سے پہلے کے ہیں۔ ایک شبہ یہ بھی ڈالا جاتا ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے مسئلہ تکفیر میں سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے مجموعہ فتاوٰی حسام الحرمین کی تائید و تصدیق نہ فرمائی۔ اس کے جواب میں ہم عرض کریں گے کہ ایسا کہنے والا پاگلوں کی دنیا میں رہتا ہے گستاخانہ عبارات پر تکفیر کا حکم شرعی اور حسام الحرمین ۱۳۲۴ھ کی بات ہے جبکہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا انتقال ۱۳۱۷ھ میں ہوا تھا نیز ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ۱۸۵۸ء میں ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے تھے اور ۱۸۹۹/ ۱۹۰۰ء میں وہیں وفات پائی۔ گویا تقریباً ۴۰/ ۴۱ سال قبل وہ مکہ معظمہ چلے گئے تھے اور ان کے وصال سے سات سال بعد حسام الحرمین کا ارتداد سوز ایمان افروز فتویٰ معرض وجود میں آیا۔ اگر حاجی صاحب ۱۳۲۴ھ تک زندہ ہوتے تو حسام الحرمین

---

[1] مہر منیر صفحہ ۱۲۹؛

پر ضرور تصدیق فرماتے جیسا کہ مکہ معظمہ اور ہندوستان میں موجود حاجی صاحب کے بعض خلفاء نے حسام الحرمین پر تائید و تصدیق فرمائی۔ علاوہ ازیں ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ یہ کہاں ثابت ہے کہ علماء دیوبند نے اپنی گستاخانہ کتب حاجی صاحب مہاجر مکی کو دکھائیں اور وہ ان کے کفریات پر مطلع ہوئے ——؟

یہی بات حضرت پیر صاحب گولڑوی کے حوالہ سے بھی مغالطہ دینے کے لیے کہی جاتی ہے کہ انہوں نے بھی تکفیر نہیں فرمائی۔ اس پر ہم یہ عرض کریں گے کہ سابقہ معروضات میں حضرت سرکار گولڑوی سے کافی کچھ ثابت کر چکے ہیں پھر بھی ان کے اس مطالبہ پر اتنا ضرور عرض کریں گے کہ مختلف فرقوں کی کتابوں میں موجود و مرقوم گستاخانہ عبارات اور کفریہ عقائد حفظ نہیں تھے اور حضرت ممدوح کی یہ ڈیوٹی نہیں تھی کہ جن جن مولویوں اور فرقوں کے گستاخانہ عقائد ہیں وہ ان کا دروازہ کھٹکھٹا کر ایک ایک گھر پر یہ کہتے چلے جائیں کہ بھئی تمہاری فلاں کتاب کی فلاں عبارت گستاخانہ ہے اور تم اس وجہ سے کافر و مرتد ہو۔ یہ سوال خود دیوبندیوں پر پڑتا ہے کیا انہوں نے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیں ——؟ اگر معاذ اللہ یہ عبارات اور گستاخانہ کتب ایسی ہی "وحی آسمانی" تھیں تو پھر پیر صاحب گولڑوی سے علماء دیوبند نے ان عبارات کے عین ایمان و عین اسلام ہونے پر تصدیق کیوں نہ حاصل کر لی؟

یہ سوال تو ہم پوچھتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ نے کہاں لکھا ہے کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا فتویٰ حسام الحرمین اور حکم تکفیر غلط ہے ——؟ یہ ثبوت تو خود دیوبندی حضرات

کو پیش کرنا چاہیے عین ممکن ہے اور ہو سکتا ہے کہ حضرت ممدوح تک گستاخانہ
کتب کی کفریہ عبارات نہ پہنچی ہوں۔ اس کو حسام الحرمین اور حکم تکفیر کے غلط
ہونے کی دلیل بنانا محض خوش فہمی ہے۔

دیوبندی واں بھچروی سے مناظرہ

دنیا جانتی ہے اور مہر منیر ص۲۳۴ گواہ ہے مشہور دیوبندی
مولوی حسین علی ساکن واں بھچراں مولوی رشید احمد گنگوہی کا شاگرد و خلیفہ
تھا۔ دورہ حدیث بھی گنگوہی صاحب سے پڑھا تھا اور مشہور منہ زور و منہ پھٹ
اور دلائل سے عاری مولوی غلام خاں پنڈی دیوبندی کا اُستاد تھا۔ گویا کہ
مولوی حسین علی واں بھچروی اوپر نیچے اور آگے پیچھے سے دیوبندی تھا۔ اس
مردود نے قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ کو بار بار مناظرہ کا چیلنج دیا حضرت
اپنے سالانہ روحانی دورہ پر واں بھچراں پہنچے۔ اس دیوبندی ملاں کا خیال تھا کہ پیر فقیر
جاہل ہوتے ہیں پھر پیر صاحب کو چیلنج دیا غنڈہ گردی کے لیے حضرت کی قیامگاہ
پر بد معاش بھیجے اور خود پیر صاحب سے مناظرہ کے لیے اصرار کرنے لگا۔ موضوع
مناظرہ علم غیب۔ ندائے یا رسول اللہ۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی اور سماع موتیٰ
تھا۔۔۔ الغرض مختصر یہ کہ مسئلہ علم غیب پر آیہ کریمہ قل لا یعلم من
فی السموات والارض الغیب الا اللہ پر حضرت نے چند سوالات کیے۔
مولوی رشید احمد گنگوہی کا چہیتا تلمیذ حواس باختہ ہو گیا زبان گنگ ہو گئی۔ پیر
صاحب سے آنکھ ملانے کی جرأت نہ ہوئی۔ تفصیل مہر منیر ص۲۳۴ تا ص۲۴۴ پر موجود
ہے۔ حوالہ جات تو اس موضوع پر اور بھی بہت کافی ہیں مگر اختصار مانع ہے
اُمید ہے مصنف آئندہ مہر منیر اور قبلہ عالم گولڑوی علیہ الرحمۃ کا نام لے کر مغالطہ
دینے کی جرأت نہ کریگا۔

مصنف ص۲۰ پر لکھتا ہے مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا میر حسن سیالکوٹی۔
مولانا غلام رسول عرف رسل بابا۔ ڈاکٹر علامہ اقبال۔ حکیم اجمل خاں۔ مولانا شوکت

علی۔ ڈاکٹر انصاری۔ مولانا ظفر علی خاں۔ پیر سید مہر علی شاہ۔ چوہدری افضل
حق۔ مولانا حسرت موہانی۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری۔ خواجہ سراج الدین۔
حضرت پیر مانکی شریف۔ خواجہ اللہ بخش تونسوی۔ حضرت عبدالقادر قصوری۔
مولانا غلام محمد گھوٹوی۔ مولانا ظہور احمد بگوی جیسے کئی حضرات تھے جنہوں نے اس
ماحول میں آنکھیں کھولیں۔ جب مولانا احمد رضا خاں تکفیر کی مہم شروع کر چکے تھے
مولانا احمد رضا کے الزامات اُردو زبان میں تھے ان کے سامنے بھی آئے مگر ان
حضرات نے خان صاحب کے ان الزامات کی کبھی تصدیق نہ کی"۔

مصنف کی اس چرب زبانی کے متعدد جوابات ہیں:۔۔۔

اوّل تو ان حضرات میں مستند عالم دو تین ہیں یہ حکیم ڈاکٹر اور شاعر
اور پیر صاحب سبھی فتاویٰ نہ لکھتے تھے۔

دوم یہ کہ ان حضرات میں بعض وہ "مولانا" ہیں جو محض نماز پڑھنے یا
تھوڑے بہت مذہبی افکار رکھنے کے باعث بابو اور لیڈر قسم کے لوگوں اور
مسٹروں میں مولانا خیال کیے جاتے ہیں۔

سوم یہ کہ کیا مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا میر حسن۔ مولانا غلام رسول۔
ڈاکٹر اقبال۔ حکیم اجمل۔ مولوی ظفر علی خاں۔ ڈاکٹر انصاری۔ میاں شیر محمد
شرقپوری۔ حسرت موہانی۔ چوہدری افضل حق وغیرہ کا فتویٰ کفر منکرین ختم
نبوت۔ قادیانی اور رافضیوں کے متعلق آپ کے پاس موجود ہے ان حضرات
کا دستخطی مہری فتویٰ کفر دکھایا جا سکتا ہے؟

چہارم یہ کہ مولانا غلام محمد گھوٹوی اور پیر سید مہر علی شاہ صاحب
علیہ الرحمۃ کے حوالہ جات دیوبندیوں وہابیوں کے متعلق کافی گزر چکے ہیں کیا
مصنف کا ان پر ایمان ہے۔۔۔؟

پنجم ان حضرات میں بعض وہ ہیں مثلاً حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی
وغیرہ جو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ سے پہلے گزرے ہیں۔ اس وقت فتویٰ حسام الحرمین

منظر عام پر آیا تھا۔ مولوی حسین احمد مدنی ٹانڈوی۔ عطاء اللہ بخاری۔ حبیب الرحمٰن لدھیانوی۔ شاہ سعود ابن سعود کے متعلق ڈاکٹر اقبال اور مولانا ظفر علی خاں کی جو رائے ارمغانِ حجاز۔ چمنستان۔ بہارستان وغیرہ میں ہے وہ مصنف کے لیے قابلِ قبول ہے ان میں سے بعض واقعی بزرگوں اور بعض ڈاکٹروں حکیموں۔ چودھریوں لیڈروں اور شاعروں کا نام محض دفع الوقتی کے لیے مغالطہ دینے کے لیے لکھ دیا ہے۔ کیا یہ حضرات فتاویٰ دیتے تھے —— ؟ پھر مصنف کو یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ صفحہ ۶ کی اس فہرست میں جو واقعی بزرگ اور عالم ہیں اُن کے سامنے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان وغیرہ کی گستاخانہ کفریہ عبارات رکھی گئیں انہوں نے ان گستاخانہ عبارات کو عین اسلام عین ایمان قرار دیا۔ محض اندازاً ہی یہ کہہ دینا کہ ایک لڈو میرا ہے ایک میرے صاحب کا ہے یہ کافی نہیں جب تک صاحب خود یہ نہ کہے کہ ایک لڈو میرا ہے ایک میرے نوکر کا ہے۔

مکفر المسلمین یا مکفر المرتدین

اور سنیئے ماہنامہ المیزان بمبئی جو حضرت محدث اعظم ہند علامہ ابو المحامد سید محمد اشرفی جیلانی محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ والاجاہ شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی سلمہٗ کی سرپرستی میں شائع ہوتا ہے المیزان بمبئی نے ۱۹۷۶ء میں ایک طویل وضخیم عظیم الشان امام احمد رضا نمبر شائع کیا جو ۶۴۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ —— اس عدیم المثال امام احمد رضا نمبر کا منہ چڑاتے ہوئے مصنف مانچسٹروی دل کی بھڑاس نکالتا ہے۔ اوّل تو بغض وحسد اور اندرونی بخار اس سے ہی واضح ہے کہ مصنف صفحہ ۱۷ پر عنوان یہ قائم کرتا ہے۔ "مکفر المسلمین کا خطاب" حالانکہ کسی بھی حکومت یا علماء کرام یا مشائخ عظام نے حضور اعلیٰحضرت کو مکفر المسلمین کا خطاب نہیں دیا بلکہ المیزان کے صفحہ ۲۹ پر "تہمتوں کے انبار" کے زیر عنوان لکھا ہے "دوسری جانب

مسلسل تقریر وتحریر کے ذریعہ امام احمد رضا کی شخصیت کو مسخ کر کے پیش کیا جا رہا ہے .... ان پر تہمتوں کے انبار ہیں .... امام احمد رضا کے متعلق مشہور ہے کہ وہ مکفر المسلمین تھے بریلی میں انہوں نے کفر ساز مشین نصب کر رکھی تھی۔" اس ذرا سی بات کو جو اعلیٰحضرت امام بریلوی پر تہمتوں کے ضمن میں الزام تراشیوں کے باب میں لکھی گئی۔ مصنف معاند نے اندرونی غلاظت بغض کی وجہ سے "مکفر المسلمین کا خطاب" کا عنوان دے کر شائع کیا ہے جس سے واضح ہے کہ متن عنوان کے برعکس ہے۔ حالانکہ المیزان ہی میں ان دو سطروں کے بعد یہ بھی ہے "امام احمد رضا اس ہیرے کی مانند ہیں جو اپنی تابناک شعاعوں سے عالم کو منور کرنا چاہ رہا ہو لیکن اس پر غلط فہمیوں الزام تراشیوں کی خاک ڈال کر چھپانے کی کوشش کی جاتی رہی ہو۔" [1]

خائن مصنف خود بتائے کہ عبارت مذکورہ بالا میں مکفر المسلمین کا خطاب دیئے جانے کا ذکر کہاں ہے —— ؟ حضور اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ کو مکفر المسلمین کہنا محض بغض وحسد کی بناء پر دل میں کی بھڑاس ہے نہ وہ اپنی گستاخانہ کفریہ عبارات کو قرآن واحادیث کی نصوص سے اسلامی عبارات ثابت کر سکے نہ کر سکتے ہیں مکفر المسلمین تو وہ ہوتا ہے جو مسلمانوں کو بلا وجہ کافر قرار دے اور جو فی الواقع گستاخانِ رسول کو توہینِ رسالت اور تنقیص الوہیت کے جرم میں مرتد قرار دے تو وہ مکفر المسلمین نہیں بلکہ مکفر المرتدین ہے۔

مصنف کا علمی حدود اربعہ دیکھئے قرآن واحادیث کی بجائے اب لیڈروں اور ایڈیٹروں، ڈاکٹروں، پیروں، حکیموں سے اپنے

---

[1] المیزان بمبئی امام احمد رضا خان نمبر صفحہ ۲۹

کفریات کو اسلام ثابت کرنے لگا ہے گو اب معاذ اللہ قرآن و احادیث منسوخ ہو چکے ہیں ــــ؟

اُلٹا چکر اور اقرارِ کفر

مصنف نے صفحہ ۶۸ پر ایک عنوان "الزامات اور اختلافات میں فرق" کے تحت لکھا ہے :ــــ!

"مثلاً ہم قادیانیوں کو کہتے ہیں کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہو۔ وہ کہتے ہیں ہاں ہم مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ اب ہم میں اور قادیانیوں میں حقیقی اختلاف قائم ہو گیا لیکن اگر ایک فرقہ دوسرے کو الزام دے کہ تم نبی کا درجہ بڑے بھائی کے برابر سمجھتے ہو؟ اور دوسرا کہے ہرگز نہیں جو نبی کا درجہ بڑے بھائی کے برابر بتلائے وہ مسلمان نہیں ہم اسے دائرہ اسلام سے باہر سمجھتے ہیں ..... تو یہ اختلاف نہ ہو گا الزام ہو گا ..... اب تک محض الزامات کے سہارے ہی اختلافات کی خلاف واقع رٹ لگائی جا رہی ہے"۔ [۱]

ہم کہتے ہیں قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی دجال کو نبی مان کر اقراری کافر و مرتد اور دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہوئے اُن پر یہ ایک وبال لیکن دیوبندیوں پر دو وبال و عذاب۔ ایک یہ کہ تقویۃ الایمان میں صاف صاف لکھا ہے نہ لکھا ہو یا ہم نہ دکھا سکیں تو پانچ ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے۔ اگر دکھا دیں تو اپنے جھوٹے طائفہ سے علی الاعلان دستبردار ہو کر تجدید ایمان کر لینا۔ آیئے دیکھیے تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل میں صاف لکھا ہے کہ :ــــ

[۱] مطالعہ بریلویت صفحہ ۶۸، ۶۹ ؎

"انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے"..... انبیاء و اولیاء، امام زادے پیر، شہید یعنی اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز ہمارے بھائی ــــ [۱]"

اقرار مولوی گنگوہی حضور علیہ السلام بھائی

یا تو مصنف مطالعہ بریلویت اتنا بڑا جاہل اور مطلقاً لاعلم و بے خبر ہے کہ اُس کو اپنے مسلمہ اکابر کی کتابوں کے مندرجات اور عقائد کا علم نہیں یا پھر پرلے درجہ کا مکار اور جھوٹا ہے۔ ــــ مولوی اسماعیل کا حوالہ اوپر گذرا، اب دیوبندی جماعت کے امام دوم مولوی رشید احمد گنگوہی کا واضح اقرار ملاحظہ ہو، لکھتا ہے :ــــ

"بڑا بھائی کہنا بھی اُس نفس بشریت کی وجہ سے ہے ..... حدیث میں آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ کو بھائی کہو بایں رعایت تقویۃ الایمان میں اس لفظ (بڑا بھائی کہنے) کو لکھا ہے"۔ [۲]

مولوی اسماعیل مصنف تقویۃ الایمان نے حضور اقدس سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑا بھائی لکھا اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے اعتراف و اقرار کیا اب تو الزام الزام نہ رہا حقیقت بن گیا اب تو آپ یہ چکر نہ چلا سکیں گے کہ الزام اور اختلاف میں فرق ہے ــــ اب ایک طرف تو اسماعیل دہلوی اور رشید احمد گنگوہی کا بڑا بھائی کہنے پر اقرار و اعتراف ہے اور ایک طرف آپ (مصنف مطالعہ بریلویت) کا یہ فتویٰ ہے ــــ

"جو نبی کا درجہ بڑے بھائی کے برابر بتلائے وہ مسلمان نہیں ہم

[۱] تقویۃ الایمان ص ۲۸ از مولوی اسماعیل دہلوی [۲] فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۹۶ ؎

اُسے دائرۂ اسلام سے باہر سمجھتے ہیں۔" ؎۱

آپ کے فتویٰ سے مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی مسلمان نہ رہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو گئے اپنے ملاؤں کو تکفیر سے بچانے کے لیے چکر چلایا تھا اور ہزاروں صفحات سیاہ کیے تھے اور خود ہی اُن کو غیر مسلم مان کر دائرۂ اسلام سے خارج کر گئے۔ —— یہ ہے امام احمد رضا فاضل بریلوی کی زندہ و تابندہ کرامت کہ بدترین دشمن بھی آپ کے فتویٰ تکفیر کی تائید وحمایت کر گیا ؎

کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہو جائے گا
دین نجدی پائمال سُنّیاں ہو جائے گا

بڑا بھائی کہنے والے پر فتویٰ کُفر

مصنف مطالعہ بریلویت نے بیک جنبش قلم اپنے چوٹی کے اکابر مولوی اسماعیل مصنف تقویۃ الایمان اور مولوی رشید احمد گنگوہی کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا۔ اب مشہور دیوبندی مصنف مولوی فردوس قصوری کا فتویٰ کفر بھی ملاحظہ ہو لکھتے ہیں : ——

"جو شخص یہ کہے کہ نبی علیہ السلام کو ہم پر صرف اتنی ہی فضیلت ہے جتنی کہ بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ کافر ہے" ؎۲

لیجئے صاحب مولوی فردوس قصوری دیوبندی کے فتویٰ سے مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کافر ہوئے۔

بڑا بھائی کہنے والا دائرۂ ایمان سے خارج

کہتے ہیں کہ ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

؎۱ مطالعہ بریلویت صفحہ ۶۸ ؎۲ چراغ سنّت جلد اول صفحہ ۱۳۵

اسی طرح خالد محمود مانچسٹروی اور مولوی فردوس قصوری دیوبندی سے آگے اِن کے "رئیس المحدثین" مولوی خلیل احمد انبیٹھوی بھی مولوی اسماعیل دہلوی کے لیے دائرۂ ایمان سے خارج ہونے کے فتویٰ کا گلدستہ بنائے کھڑے ہیں ملاحظہ ہو : ——

"ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا (علماء دیوبند کا) عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے۔" ؎۱

سُبحان اللہ! ماشاءاللہ! جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے ؎

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

المہند علی المفند

یہ وہ کتاب ہے جس پر مولوی محمود الحسن مدرس اول مدرسہ دیوبند۔ مولوی میر احمد حسن امروہوی دیوبندی۔ دیوبندی مفتی اعظم مولوی عزیز الرحمٰن فتاویٰ دار العلوم دیوبند والے۔ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی۔ مولوی حبیب الرحمٰن نائب مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی محمد احمد سابق مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی مصنف تذکرۃ الرشید۔ مولوی مسعود احمد گنگوہی خلف مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی مفتی کفایت اللہ دہلوی جیسے صف اول کے ایک درجن سے زائد مولویوں کی تائید وتصدیق موجود ہے گویا کہ بجز مولوی رشید احمد گنگوہی کے تمام

؎۱ المہند علی المفند صفحہ ۱۲

اکابر دیوبند نے اجماعی طور پر مولوی اسماعیل دہلوی کو دائرہ ایمان سے خارج قرار دیا ہے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ مولوی مانچسٹروی نے یہ بھی لکھا ہے کہ بہار کے صحافی ارشد القادری نے تحریری اقرار کیا ہے:

"علماء دیوبند...... نصف صدی سے سارے جہان میں مورد الزام ہیں"

مصنف کو علامہ ارشد القادری مدظلہ کا نام لینے کی جرأت ہے؟ دیوبندی نسل اُن کی کتنی مقروض ہے مصنف کو اچھی طرح معلوم ہے بہر حال مصنف علامہ ارشد القادری کے اس جملہ پر خوشی سے جھوم گیا اور بغلیں بجا رہا ہے نصف صدی سے الزام ہی الزام ہیں۔ ہر الزام حقیقت نہیں ہوتا۔___ ارے بیوقوفوں کے بادشاہ علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے" علماء دیوبند...... نصف صدی سے سارے جہان میں مورد الزام ہیں" ہاں ٹھیک ہے جن الزامات پر سارا جہان گواہ ہے بلاشبہ وہ عین حقیقت ہیں الزام نہ ہے کیا تم کو سارے جہان کی گواہی کا بھی اعتبار نہیں ہے۔ اور پھر سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ ملزمان ___ (دیوبندی مولویان) اپنی صفائی بھی تو صحیح معنی میں پیش نہیں کر سکے ہوا یہ کہ ایک الزام کی صفائی پیش کی اس صفائی میں صفایا ہو گیا اور زیادہ بُری طرح اُلجھ گئے اور بُری طرح پھنس گئے جیسا کہ خود تم نے صفائی پیش کی تھی یا مولوی فردوس قصوری نے صفائی پیش کی تھی یا مولوی خلیل انبیٹھوی نے صفائی پیش کی تھی جو مولوی اسماعیل اور مولوی رشید گنگوہی کے کفر پر اقبالی ڈگری بن گئی۔ ع

بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

کھسیانی بلی: مصنف اور اس کے اکابر کو سیدنا مجدد اعظم سرکار

۱؎ جماعت اسلامی صفحہ ۱۱؎

اعلحضرت قدس سرہٗ کی ایک ہزار سے زائد تصانیف جلیلہ کا رد و جواب لکھنے کی تو جرأت و ہمت نہ ہوئی حالانکہ قاسم نانوتوی کے سوا اکثر و بیشتر مولویان دیوبند نے سیدنا اعلحضرت امام اہلسنّت کا زمانہ پایا دُنیا بھر میں آپ کی محققانہ تصانیف کا شہرہ عام تھا وہ معاصرین تو جواب یار دکھ نہ سکے اور آج ۷۵ سال بعد بے چارہ علم و عقل سے کورا ملاں مانچسٹروی پیدا ہوا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے

ترے اعداء میں رضا کوئی بھی منصور نہیں
بے حیا کرتے ہیں کیوں شور بپا تیرے بعد

اور کچھ نہیں جل بھن کر صدے۲؎ پہ ایک عنوان "جاہلوں کے پیشوا کا خطاب" پرلے درجہ کے بے وقوف نے ایک مقرر کی اس بات کو خطاب بنا دیا۔ ___

"ایک مجلس میں جہاں یہ راقم (مولانا پروفیسر مسعود احمد صاحب) بھی موجود تھا ایک فاضل نے فرمایا کہ مولانا احمد رضا خاں کے پیرو تو زیادہ تر جاہل ہیں۱؎"

بتایا جائے اس عبارت میں جاہلوں کے پیشوا ہونے کا خطاب دینے کا کہاں ذکر ہے ___؟ بات کا خطاب بنا دیا خود جاہل ہونا اور بات ہے جاہل کا پیشوا ہونا اور بات ہے اور یہ اور بات ہے کہ یوں کہا جائے کہ فلاں شخص کے پیرو تو زیادہ تر جاہل ہیں ___ ظاہر ہے کہ ان تمام باتوں میں بڑا فرق ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہر بزرگ کے پیروؤں میں جاہل بھی ہوتے ہیں پڑھے لکھے بھی ہوتے ہیں ___ کیا مولوی رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی کے تمام پیرو عالم و فاضل فقیہہ اور محدثین ہیں ___؟ ان کے پیروؤں میں زیادہ تر جاہل ہیں یا نہیں یا زیادہ تر عالم ہیں ___؟ سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ کے پیروکاروں میں جاہلوں کا بھی ہونا جاہلوں کے پیشوا ہونے کا خطاب نہیں بن جائے گا۔ حضور اعلحضرت کے جو جاہل پیرو ہیں بتاؤ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُمتی ہیں یا نہیں ___؟ لامحالہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُمتی ہیں اگر کوئی

۱؎ بحوالہ فاضل بریلوی اور ترک موالات صفحہ ۵؎

بے شرم یوں بکے کہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جاہلوں کے نبی ہیں تو یہ اُس کی حماقت ہوگی یا نہیں ـــــ ؟ اسی طرح جو جاہل اعلیٰحضرت کے پیر ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں یا نہیں ـــــ ؟ لازماً ہیں تو کوئی مصنّف مطالعہ بریلویت جیسا نامراد یوں کہے "اللہ تعالیٰ تو جاہلوں کا خدا ہے" تو اُس کی یہ بکواس قابل مذمت ہے یا نہیں ـــــ ؟ اور یہ کہ کیا جاہلوں کا خدا جاہلوں کا رسول کہنے سے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خدا تعالیٰ جل و علا اور حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا ...... ہونا لازم آئے گا؟

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

اب ہم مصنّف کو اس کے رجسٹرڈ ٹریڈ مارک حکیم الامت کی دکان پر لیے چلتے ہیں جو کہ فرماتے ہیں کہ چھینٹ چھینٹ کر تمام احمق میرے ہی حصّے میں آگئے ہیں[1] کیوں جناب مصنّف صاحب ذرا غور فرمائیے کہیں اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ اشرف علی تھانوی احمقوں کے پیر ہیں یا تھانوی کے تمام دیوبندی مرید احمق ہیں۔ اُمید ہے کہ اب مصنّف کو مرضِ اُلٹ مطلب سے افاقہ ہو جائے گا۔

ظفر علی خان کا سہارا

کہتے ہیں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی بہت غنیمت ہوتا ہے مولوی ظفر علی خان ایک لیڈر و ایڈیٹر اور ایک شاعر تھے شہزادہ اعلیٰحضرت مخدوم اہلسنّت سیّدنا امام الحجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہ کے خلاف ایک نظم لکھنے پر مصنّف مطالعہ بریلویت نے ظفر علی خان کو اہل دل بنا دیا گویا کہ بس مولوی ظفر علی اہل دل تھے۔ کیا مولوی قاسم نانوتوی رشید

[1] الافاضات یومیہ جلد ا صفحہ ۲۳۲ ؛

احمد گنگوہی۔ اشرف علی تھانوی بے دل ہیں؟ کیا مصنّف خود بے دل ہے؟ بے دل کوئی انسان تو کیا جانور بھی نہیں، مگر سیّدنا امام حجۃ الاسلام بریلوی قدس سرہ کے خلاف نظم لکھنے پر مانچسٹروی نے ظفر علی خان کو خصوصی طور پر اہل دل قرار دیا اور مسرت سے جھوم اُٹھا باچھیں پھول گئیں ـــــ گویا میدان مار لیا ـــــ ذرا مہر منیر کو ہی دیکھ لیا ہوتا۔ مہر منیر تمہارے نزدیک معتبر ہے اس میں لکھا ہے کہ "مولوی ظفر علی خان کانگریس میں تھے اس (کانگریس سے) اختلاف کی ابتداء کراچی میں کانگریس کے سالانہ اجلاس میں ہوئی اس طرح مولوی ظفر علی نے ہندو کانگریس کو چھوڑا۔ دیکھو مہر منیر صفحہ ۲۷۰ اور یہ بھی بتا دوں کہ مولوی ظفر علی خان جب ہندو کانگریس میں تھے ......" ہندو کانگریس کے ساتھ تعاون کی ہنگامی ضرورت وغیرہ مسائل پر (حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے سامنے) بولتے رہے مگر جب قبلہ عالم قدس سرہ نے شرع شریف کی روشنی میں ان معاملات (ہندو کانگریس سے تعاون وغیرہ) پر اپنا مسلک بیان فرمایا تو (ظفر علی خان) خاموش ہو گئے[1]"

مقصد یہ بتانا ہے کہ جن دنوں سیّدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہ لاہور تشریف لائے اُن دنوں مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار ہندو کانگریس میں گاندھی جی کے ہمنوا تھے یہ بات کسی اہل علم سے مخفی نہیں۔ حضرت سیّدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب قبلہ قدس سرہ نے ہندو کانگریس اور گاندھی پرست و ملیّت کے قائل ہندو مسلم بھائی بھائی کے عامل اور اکھنڈ بھارت کے حامی کانگریسی لیڈروں اور ملاؤں کا لاہور کے جلسہ عام میں ردّ و ابطال کیا تھا اور کانگریس نواز علماء پر فتویٰ شرعی جاری کیا تھا۔ اس لیے ظفر علی خان اُس

[1] مہر منیر صفحہ ۲۷۷ ؛

وقت بحیثیت کانگریسی تڑپ کر رہ گئے تھے احکام دینیہ فتوی شرعیہ کا جواب
نظم کی صورت میں ہی دے سکتے تھے لہذا انہوں نے کانگریسی ہونے کے ناطے
نظم لکھ ڈالی جو بہارستان کی بہار کے ساتھ ساتھ خالد محمود کے دل کا قرار
بہارستان کی اس نظم کا مفصل جواب اپنی ضخیم کتاب برہان صداقت بر
بطالت صد ۲۵۲ پر دیا ہے جو کہ مصنف کی تیمارداری کے لیے دوبارہ لکھا جا

مولوی ظفر علی خاں مصنف نے اخبار زمیندار کے ایڈیٹر والا مولوی ظفر علی خاں کی ایک طویل نظم بھی صد
پر بہارستان سے نقل کی ہے۔ ؎

اوڑھ کر حامد رضا آئے بدعت کا لحاف
ذات اس کی ہے مجدد بات اس کی لام کاف

یہ طویل نظم نقل کرنے کے بعد صد ۲ پر مصنف سیف حقانی لکھتا ہے۔
"ظفر علی خاں نے اعلحضرت کے تعارف کا واقعی حق ادا کر دیا"۔
جی ہاں! کر دیا اور آپ نے بھی داد دینے کا فرض ادا کر دیا "حق" اور فرض
ادا کرنے کے بعد ہم آپ دونوں کی لاعلمی و بے خبری کا بھانڈا پھوڑتے ہیں۔

بے خبری ولاعلمی مصنف سیف حقانی نے بہارستان سے ظفر علی خاں کی نظم تو نقل کر دی اور اپنی گرتی ساکھ کو سہارا دے دیا
لیکن کیا مصنف کو یہ علم بھی ہے کہ یہ نظم ظفر علی خاں نے کس کے متعلق کہی ہے
ظفر علی خاں نے بزعم خود یہ نظم کہی تو ہے شہزادہ اعلحضرت حجۃ الاسلام مولانا
شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ کے خلاف لیکن مصنف سیف
حقانی یہ نظم نقل کر کے صد ۲ پر لکھتا ہے۔
"ظفر علی خاں مرحوم نے اعلحضرت کے تعارف کا واقعی حق ادا کر دیا"۔
حالانکہ نظم کے پہلے مصرعہ میں حجۃ الاسلام کا نام گرامی حامد رضا خاں موجود ہے
اور یہ نظم لاہور میں حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کی تشریف آوری

کے موقعہ پر لکھی گئی تھی لیکن مصنف سیف حقانی کو کچھ پتہ نہیں کہ وہ کون سی
دنیا میں ہے وہ بے خبری میں مولانا حامد رضا خاں صاحب کو اعلحضرت
(مولانا احمد رضا خاں) سمجھ رہا ہے اور حق ادا کرنے کی داد دے رہا ہے اور مولوی
ظفر علی خاں کی یہ بے خبری وہ اس نظم کے پہلے مصرعہ میں تو کہتا ہے۔ ؎

اوڑھ کر حامد رضا خاں آئے بدعت کا لحاف

اور مصرعہ ثانی میں کہتا ہے۔ ؎

ذات انکی ہے مجدد بات انکی لام کاف

کیا بات ہے اس سخن فہمی اور سخن سازی کی۔ بتایا جائے مولانا حامد رضا
خاں صاحب کو مجدد کون مانتا ہے؟ مجدد تو اہل سنت اعلحضرت فاضل
بریلوی قدس سرہٗ کو مانتے ہیں تو بات خود ظفر علی خاں کی لام کاف نہ کہ
حجۃ الاسلام قدس سرہٗ العزیز کی۔ باقی رہا شعر و شاعری کا معاملہ اگرچہ ظفر
علی خاں نے حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ سے
متعلق یہ بے ڈھنگی تک بندی کر ڈالی لیکن یہی ظفر علی خاں ان ہی حجۃ الاسلام
مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کے شاگرد رشید شیخ القرآن مولانا محمد
عبد الغفور صاحب ہزاروی علیہ الرحمۃ کی مدح میں کہتے ہیں۔ ؎

حج کو جب جا رہے تھے ہزاروی عبد الغفور
آسماں برسا رہا تھا اُن پہ نُور[1]

اور ایک دوسری جگہ ان ہی مولانا حامد رضا خاں صاحب کے شاگرد
رشید مولانا عبد الغفور ہزاروی کی مدح میں اور احراری امیر شریعت عطاء اللہ
بخاری صاحب سے موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ؎

ہوں آج سے مرید میں عبد الغفور کا
چشمہ اُبل رہا ہے محمد کے نُور کا

---

[1] چمنستان از ظفر علیخاں؁

بند اس کے سامنے ہے بخاری کا ناطقہ
ہو اس سے کیا مقابلہ اس بے شعور کا

مُصنّف سیف حقانی کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اور زمانہ تھا۔ جب ظفر علی خاں نے مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے خلاف نظم لکھی۔ لیکن بعد میں وہ مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کے شاگرد رشید اور تلمیذ عزیز مولانا عبد الغفور ہزاروی کے مرید ہوگئے جس کا وہ مذکورہ بالا نظم میں خود اعتراف کر رہے ہیں۔ اور پھر یہی ظفر علی خاں ہیں جو صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگریسی کو یوں ادھیڑتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔

حسین احمد سے کہتے ہیں خزف ریزے مدینے کے
کہ لٹو آپ بھی کیا ہو گئے سنگم کے موتی پر [1]

اور پھر دیوبندی مجلس احرار اور امیر الاحرار عطاء اللہ بخاری کی یوں دھجیاں اُڑاتے ہیں ۔

ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے
گلہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے
پانچ ٹکوں کا ہے پابند شریعت کا امیر
اس میں طاقت ہے تو کرپان کی جھنکار سے ہے
آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
سب یہ ذلت اسی طبقۂ غدار سے ہے [2]

اور سُنیئے "بابائے صحافت" ظفر علی خاں ایڈیٹر و بانی زمیندار کی ایک نظم یہ بھی ہے

ابن سعود کیا ہے ؟ فقط اک حرم فروش
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر

---

[1] چمنستان صفحہ ۱۸۷ [2] ایضاً صفحہ ۴ ؏

اسلامیوں پر اس نے برسائیں گولیاں
پھر کیوں نہ کشتنی ہو زمیندار کا مدیر [1]

یہی ظفر علی خاں ہیں جنہوں نے ابو الکلام آزاد دیوبندی کانگریسی کو یوں لتاڑا ہے

جہاں اسلام کا نام آئے تو خاموش رہتا ہے
قسم ہے مجھ کو اے آزاد تیری بو الکلامی کی

احرار کا جنازہ

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار ۔۔ اسلام اور ایمان احسان سے بیزار
ناموس پیغمبر کے نگہبان سے بیزار ۔۔ کافر سے موالات مسلمان سے بیزار
اسی پر ہے یہ دعوٰی کہ ہیں اسلام کے احرار ۔۔ احرار کہاں کے یہ ہیں اسلام کے غدار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

بیگانہ یہ بدبخت ہیں تہذیب عرب سے ۔۔ ڈرتے نہیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے
مل جائے حکومت کی وزارت کسی ڈھب سے ۔۔ سرکار مدینہ سے نہیں ان کا سروکار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

جا کر کہے ان سے کوئی اللہ کا بندہ ۔۔ جب دین کی حرمت کا گلے میں نہیں پھندا
اور شرع کی تذلیل ہے احرار کا دھندا ۔۔ پھر کیوں ہیں مسلمان سے چندے کے طلبگار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

کھاتا ہے مسلمان کوئی سینہ میں جو گولی ۔۔ گالی اسے دیتی ہے یہ احرار کی ٹولی
اسلامیوں کے خون سے جلی کھیلنے ہولی ۔۔ احرار کو پھر آج سے کیوں کیجیے نہ انکار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

---

[1] نگارستان صفحہ ۲۵۲ ؏

سوجھی شہداء پر انہیں مردار کی پھبتی | سکھوں کی یہ پھبتی ہے نہ سرکار کی پھبتی
توحید کے بیٹو، یہ ہے احرار کی پھبتی | گمراہ ہیں خود اور ہمیں کہتے ہیں غلط کار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

اللہ کے گھر کو کوئی ڈھاوے تو یہ خوش ہیں | مسجد کا نشاں کوئی مٹاوے تو یہ خوش ہیں
مسلم کا کوئی خون بہاوے تو یہ خوش ہیں | لاہور میں آثارِ قیامت ہیں نمودار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

(نگارستان ۲۳۲، ۲۳۱ - از مولوی ظفر علیخاں ایڈیٹر زمیندار لاہور)

بتایئے جناب دیوبندی ملاؤں کے تعارف کا بھی ظفر علیخاں نے حق ادا کیا ہے یا نہیں ــــ ؟

مطالعہ بریلویت صفحہ ۵۰ پر بعنوان "صورتحال کی تحقیق" پر زبانی جمع وخرچ ہے الزام ہی الزام ہے کوئی حوالہ مذکور نہیں ہے اور سیدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ کو مکفر المرتدین کی بجائے مکفر المسلمین لکھ کر اپنا جی راضی کیا ہے اسی طرح صہ۷۶ پر بھی "آستانہ بریلی میں باریابی" کے زیر عنوان بلا دلیل وحوالہ وہی پرانی باتیں ہیں اور کسی کتاب کا کوئی حوالہ نہیں ہے صفحہ ۷۶ پر ہی بعنوان مولانا احمد رضا کا فیصلہ تفریق "! اس کا جان لیوا مرض ہے دیوانگی کے عالم میں وہی پرانی جھک بازی ہے کوئی حوالہ نہیں ہے اور ذیل میں پراپیگنڈہ کے انداز میں سعودی نجدی وہابی ائمہ کی اقتداء نہ کرنے کا رونا رویا گیا ہے مگر لفاظی ہی لفاظی ہے اور ہاتھ کا فقہ دیا اور ہاتھ تکفیر کر دی ــــ بریلی میں کفر کی مشین لگی ہوتی ہے۔ سعودی عرب عالم اسلام کا دینی مرکز ہے۔ ان وہابی اماموں کے پیچھے لاکھوں مسلمان نماز پڑھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ان پڑھ گنوار آدمی ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں۔ چھوٹا موٹا سہارا ڈھونڈ کر اپنا اُلو سیدھا کرتے ہیں ہم مصنف مطالعہ بریلویت سے پوچھتے ہیں کہ کیا نہیں وہابی نجدی حکومت نے نجدی وہابی ائمہ کی اقتداء میں نماز پڑھوانے

کے لیے پراپیگنڈہ سیکرٹری رکھا ہوا ہے۔ قرآن مجید میں ہے لا اکراہ فی الدین۔ دین میں جبر نہیں۔ تم لوگوں نے کیوں سر دھڑ کی بازی لگا رکھی ہے۔ نجدی وہابی ائمہ کی اقتداء میں نماز پڑھنا ضروریاتِ دین یا ارکانِ اسلام یا ارکانِ نماز میں سے نہیں ہے۔ جیسے قرآن عظیم نازل ہوا یا حضرات انبیاء ومرسلین علیہم السلام مبعوث فرمائے گئے۔ اسی طرح نجدی وہابی ائمہ کوئی وحی آسمانی کی طرح آسمان سے نازل نہیں ہوئے یا انبیاء ومرسلین کی طرح مبعوث نہیں کیے گئے۔ نہ وہ مامور من اللہ۔ اس کتاب مطالعہ بریلویت میں جگہ جگہ سعودی حکومت نجدی وہابی ائمہ کا ڈھنڈورا پیٹا ہے۔ ہم اس موضوع پر ان شاء اللہ تفصیل وجامعیت سے گفتگو کریں گے۔

ایک زناٹے دار حوالہ

سردست ہم مصنف مطالعہ بریلویت کی ضیافت طبع کے لیے ایک زناٹے دار حوالہ پیش کرتے ہیں جس کا جواب مصنف تو کیا اس کی آنے والی نسلیں بھی نہ دے سکیں گی۔ لیجئے سنیئے اور جواب دیجئے۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی شیخ الحدیث وصدر مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں: ــــــــ

"شانِ نبوت وحضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں"[1]

دیکھئے! دوربین کے شیشے والی عینک لگا کر پڑھیے اس عبارت میں صدر دو شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند نے اقرار واعتراف کیا ہے کہ وہابیہ نجدیہ "شانِ نبوت وحضرت رسالت میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں" اور جو حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے بلکہ

---

[1] الشہاب الثاقب صہ۴۷ چھاپہ دیوبند وچھاپہ لاہور؛

نہایت گستاخی کرے وہ یقیناً قطعاً کافر و مرتد، بے ایمان، دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ مولوی حسین احمد کے نزدیک وہابی نجدی شانِ نبوت و شانِ رسالت میں نہایت گستاخی کرنے والے ہیں اور ٹانڈوی صاحب کے نزدیک دوسرے لفظوں میں کافر و مرتد ہیں دائرۂ ایمان و اسلام سے خارج ہیں تو جو شخص نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت گستاخ ہو دوسرے لفظوں میں کافر و مرتد ہو تو ایسے ائمہ کی اقتداء میں نماز کس طرح جائز ہے اور اس کی کیا دلیل ہے ؟ یا تو مولوی حسین احمد ٹانڈوی کی قبر کو پیٹو اس کی ہڈیوں کو باہر نکالو کہ تم نے وہابی نجدی جیسے متقی لوگوں کو شانِ نبوت میں گستاخ کیوں کہا ہماری ناک کیوں کٹوائی یا پھر یہ ثابت کرو کہ نہایت گستاخی کا معنی نہایت تعریف و توصیف نعت و منقبت ہے ___ ؟ جب صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد وہابیوں کو شانِ رسالت و شانِ نبوت میں نہایت گستاخ مان رہا ہے وہ تو "مدنی" تھا مکہ مدینہ میں اس نے خود نجدیوں وہابیوں کو گستاخی کرتے دیکھا ہوگا تو وہابیوں کو گستاخ کہا، تو اب خود ہی بتاؤ ہم شانِ نبوت کے گستاخوں کی اقتداء میں نماز کیسے برباد کریں ؟ زبانِ حال سے کہو ؎

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہے تیری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

یہ جھک بازی بھی تیری بہت اوچھی ہے۔ سعودی عرب عالمِ اسلام کا دینی مرکز ہے بلاشبہ حرمین شریفین طیبین عالم اسلام کے عظیم و جلیل بے مثال و لاجواب دینی ایمانی مرکز ہیں مگر معاف کرنا یہ مرکزیت حضور جانِ نور شفیع اُمت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے یا شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب نجدی اور آلِ سعود کی بنا پر ہے اور یہ عرب شریف یا حجاز مقدس کو سعودی عرب بنانے والے کون ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا نام محمدی عرب نہیں

رکھا، سیدنا صدیق اکبر عتیق و اطہر رضی اللہ عنہ نے اس ملک کا نام صدیقی عرب نہیں رکھا، سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس ملک کا نام فاروقی عرب نہیں رکھا، سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اس ملک کا نام عثمانی عرب نہیں رکھا۔ حضور سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ شیرِ خدا حیدر کرار نے اس ملک کا نام علوی عرب یا حیدری عرب نہیں رکھا تو یہ نجدی سعودی کون ہیں اور کس منہ سے اس عظیم ملک کو سعودی عرب قرار دے کر باپ دادا کی میراث بنا رہے ہیں اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟ باقی رہا لاکھوں نماز پڑھتے ہیں کا معاملہ تو ہم عرض کریں گے کہ کروڑوں نہیں بھی پڑھتے اگر لاکھوں پر ہی فیصلہ ہے تو لاکھوں مسلمان سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد، سیدنا گنج بخش فیض عالم، سیدنا سلطان الہند خواجہ غریب نواز، حضور سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی قدست اسرارہم کے مقدس مزاروں پر حاضری بھی دیتے ہیں۔ ___ سعودی نجدی وہابی ائمہ یہاں وہابیت پھیلانے، وہابیت نجدیت کو فروغ دینے فرقہ واریت کو ہوا دینے آتے ہیں۔ پاکستان میں اسلام کے بانی حضور داتا گنج بخش یا اس مملکت خداداد پاکستان کے بانی کے مزاروں پر حاضری نہیں دیتے۔ کیا وہ پاکستان کو مشرکوں قبر پرستوں کا ملک سمجھتے ہیں ؟

مصنف نے پورا صفحہ ۷۷ بھی تکفیر کا رونا رو رو کر سیاہ کیا۔ جب صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد نے نجدی وہابی فرقہ کو شانِ نبوت میں نہایت گستاخ مان لیا تو واقعی مسئلہ یہی ہے جو حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہایت گستاخ ہوگا (معاذ اللہ) اس کو مسلمان جاننے والا بھی کافر و مرتد ہوگا ___ شرح عقائد میں ہے : ___

من شك فى كفره وعذابه فقد كفر ___

مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۷۸ پر مولانا احمد رضا کا فتویٰ کفر۔ اور صفحہ ۷۹ پر مکہ میں جمعہ و عیدین ترک کرنا فرض دو سرخیاں ہیں صفحہ ۷۸ اور صفحہ ۷۹ کا نصف

زائد مسئلہ تکفیر پہ زبانی کلامی جھک ماری ہے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا فتویٰ کسی ثبوت و حوالہ و دلائل سے نہیں جھٹلایا گیا لہٰذا جب کوئی حوالہ اور دلیل ہی نہیں تو کس چیز کو جھٹلایا جائے اور کس چیز کی تردید کی جائے۔ البتہ صفحہ ۸۰ پر مرتدین کا ذکر کرتے ہوئے جو فتویٰ ہے۔۔۔۔۔۔ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی ہو یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوگا۔۔۔۔؟ چلو یہ اپنے دیوبندی فرقہ کے متعلق اپنے تحفظ میں تو کچھ اُلٹی سیدھی کہہ سکتا تھا مگر یہاں اس نے وہابی۔ رافضی۔ قادیانی۔ نیچری۔ چکڑالوی سب کے نکاحوں کی حمایت شروع کر دی اور فتویٰ کا بُرا منایا حالانکہ کم از کم وہابی قادیانی رافضی نیچری چکڑالوی فرقوں کی تو خود اس کے اپنے اکابر نے بھی تکفیر کی ہے (دیکھو برق آسمانی و برہان صداقت) مگر یہ شخص تمام باطل فرقوں کا طرفدار اور وکیل بنا ہوا ہے۔ یہاں اس نے تعجب سے پُوچھا ہے کہ حیوان سے نکاح ہونے کی بھی کوئی صورت ہو سکتی ہے اور فوراً لکھ دیا من وجد تموہٗ وقع علیٰ بھیمۃ فاقتلوہٗ جامع ترمذی جلد اوّل ـــــ جامع ترمذی سے حوالہ کی مطابقت کیے بغیر ہم اس بے وقوف عقل سے پیدل علاّمہ کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ اعلیٰحضرت نے کب اور کہاں لکھا ہے انسان اور حیوان کا نکاح ہو جاتا ہے ـــــ؟ دماغ میں کیڑے پڑ گئے یا عقل کا خانہ خراب ہو گیا۔۔۔۔۔ انسان ہو یا حیوان (ان کا نکاح) محض باطل اور زنا خالص ہوگا ـــــ وہ تو استفتاً کے جواب میں عموماً جو تحقیق مسئلہ کے لیے بسا اوقات فرضی صورت میں بھی پُوچھ لیا کرتے ہیں۔ ایسے نکاح کو محض باطل اور زنا خالص فرما رہے ہیں جیسے کوئی پُوچھے خالہ سے نکاح ہو سکتا ہے۔ جواباً یہی کہا جائے گا یہ محض باطل ہے اور زنا خالص ہے یا اس قسم کے دوسرے الفاظ استعمال ہوں گے اور پھر یہاں حیوان مطلق مراد نہیں جس کا معنیٰ و مراد جانور ہے

بلکہ حیوان ناطق ہے جس کا معنیٰ بولنے والے حیوان یعنی آدمی ہے۔[1]

صفحہ ۷۹ اور صفحہ ۸۰ پر بھی وہابیوں کی اقتداء میں نماز کے مسئلہ پر زبانی کلامی گفتگو ہے سیدنا امام اہلسنّت کے فتویٰ کو دلیل و حوالہ جات سے تحقیقی انداز میں نہیں جھٹلایا گیا ـــــ۔

جھوٹ ہی جھوٹ فریب ہی فریب

صفحہ ۸۰ پر لکھا ہے :ـــ شیطان بھی نماز پڑھتا ہے

لکھتا ہے مولانا احمد خاں نقل کرتے ہیں، میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے۔۔۔۔۔۔[2] الخ

حالانکہ یہ واقعہ حضور اعلیٰحضرت کا اپنا واقعہ نہیں ہے بلکہ ایک سوال کا جواب ہے ـــــ سوال تھا کہ حضور! کیا جنّ اور پری بھی مسلمان ہوتے ہیں؟ اس کے جواب میں اعلیٰحضرت ارشاد فرماتے ہیں ہاں (اور اسی تذکرہ میں فرمایا) ایک پری مشرف با اسلام ہوئی اور اکثر خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتی تھی۔ ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی۔ سبب دریافت فرمایا عرض کی حضور! میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہو گیا تھا وہاں گئی تھی۔ راہ میں میں (پری) نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا تو کام نماز سے غافل کر دینا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے اس نے کہا شاید رب العزت تبارک و تعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔" لہٰذا جواباً عرض ہے کہ :ـ

(۱) یہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا اپنا واقعہ و مشاہدہ نہیں۔

(۲) کسی کا نماز پڑھنا اور بات ہے قبول ہونا اور بات ہے۔ نماز تو مرزائی۔ قادیانی۔ پرویزی۔ چکڑالوی وغیرہ مرتدین بھی پڑھتے ہیں

---

[1] فیروز اللغات صفحہ ۲۸۹ [2] ملفوظات حصہ اوّل؛

جن کو مسلمان تو مسلمان خود مرتد بھی کافر و مرتد مانتے ہیں۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے یہ نہیں فرمایا کہ شیطان کی نماز قبول ہو گئی یا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی بلکہ محض پڑھنے کا ذکر ہے اور وہ پڑی کا مشاہدہ واقعہ ہے۔ پڑی کا وجود ہے یا نہیں تو تقویۃ الایمان ہی دیکھ لیتے۔ شیطان اگر اپنی بخشش کی کوشش کرے تو اس میں اعلیٰحضرت یا کوئی اور کس طرح مداخلت کر سکتا ہے محض دکھاوے کے طور پر مرزائی قادیانی نماز پڑھے اور ہماری نظر بھی اس پر نماز پڑھتے وقت پڑ جائے تو اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ فلاں قادیانی نماز پڑھتا ہے یا پڑھ رہا تھا ہم جھوٹ نہیں بولیں گے اور صاف کہیں گے کہ قادیانی نماز پڑھ رہا تھا یہ نہیں کہیں گے کہ اُس کی نماز بارگاہ الوہیت میں قبول ہو گئی ہے اور نماز پڑھنے میں بھی شیطان کے بہت مکر ہوتے ہیں ۔۔۔۔

سب کے ذبیحہ مُردار حرام ہونے کا فتویٰ[1]

یہاں بھی مصنف نے احکام شریعت صد ۱۲۲ کے حوالہ سے کہ "رافضی تبرائی وہابی دیوبندی وہابی غیر مقلد قادیانی چکڑالوی نیچری ان سب کے ذبیحے حرام محض نجس و مردار قطعی ہیں اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں"۔۔۔۔ اس میں مانچسٹروی صاحب زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ہمارا دیوبندی فرقہ کا نام کیوں شامل کیا گیا ہے اور ہم اس کو مطمئن کر دیتے ۔۔۔ خود اکابر دیوبند کی کتابوں میں فتاویٰ موجود ہے وہ خود بھی رافضی تبرائی وہابی غیر مقلد قادیانی (منکرِ ختم نبوت) چکڑالوی (منکرِ حدیث) اور نیچریوں کو کافر و مرتد گمراہ بے دین مانتے ہیں فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۔ فتاویٰ رشیدیہ۔ امداد الفتاویٰ۔ عزیز الفتاویٰ وغیرہ دیکھ لیں۔ جب یہ سب خود ان کے اکابر کے نزدیک بھی گمراہ بے دین اور کافر مرتد ہیں تو پھر کافر کے ہاتھ کا ذبیحہ کون سی دلیل شرعی سے حلال و طیب ہو گیا۔ ایک شخص کو کافر بھی مانا جائے

اور پھر اس کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی نوش جان کیا جائے ۔۔۔ ایک شخص کو کافر و مرتد اور گستاخ رسول بھی کہا جائے اور اُس کی اقتداء میں نمازیں بھی پڑھی جائیں یہ کیا دینداری ہے ۔۔۔؟

ع کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا

اگر مصنف چاہے تو ہم ان کے اکابر کے گھر سے بھی وہابیوں قادیانیوں رافضی تبرائیوں مرزائیوں چکڑالویوں نیچریوں کو کافر مرتد بے دین کہنا ثابت کر سکتے ہیں۔ تو پھر یہ کس منہ سے ان کا ذبیحہ کوے کی طرح حلال سمجھ کر ہڑپ کر جاتے ہیں۔ ان سب کے ذبیحہ حرام و مردار ہونے سے متعلق سیدنا اعلیٰحضرت کے فتویٰ سے قبل مصنف مطالعہ بریلویت لکھتا ہے :۔۔۔۔

"مولانا احمد رضا کے ذوق تفریق نے جنازہ وغیرہ کے موقع پر مختلف مسالک کے لوگوں کے مل بیٹھنے کے احتمالات بھی کمزور کر دیئے نکاح اور شادی کی تقریبات پر ان کے ملنے کے مواقع بھی کمزور فرمائے۔۔۔۔ ۔۔۔ ان سب کے گھر کھانا بھی نہ کھا سکیں ۔۔۔۔۔۔ مولانا احمد رضا خاں نے ہندوستان کے مسلمانوں پر باہمی خوشی غمی شادی و ماتم اور سماجی میل جول کے دروازے جس تفریق سے بند کئے ہیں ۔۔۔"[1]

جناب والا! آپ مرزائیوں قادیانیوں شیعوں اور رافضیوں چکڑالویوں کے کھانے کھانا چاہتے ہیں تو کھالیں فکر کس بات کی ہے ڈر کاہے کا ہے ۔۔۔؟ مگر محض اپنے کھانے اور پیٹ پوجا کے لیے قادیانیوں رافضیوں منکر حدیث تک کے ذبیحہ کو حلال و طیب قرار نہ دیں اور محض اپنے کھانے اور پیٹ پالنے کے لیے ان سب کو مسلمان قرار نہ دیں۔ ۔۔۔ صفحہ ۸۱ پر مصنف نے ان سب فرقوں کو مسلمان مانا ہے یہ مصنف کی

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۸۱

جن کو مسلمان تو مسلمان خود مرتد بھی کافر و مرتد مانتے ہیں۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنّت نے یہ نہیں فرمایا کہ شیطان کی نماز قبول ہو گئی یا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی بلکہ محض پڑھنے کا ذکر ہے اور وہ پری کا مشاہدہ واقعہ ہے۔ پری کا وجود ہے یا نہیں تو تقویۃ الایمان ہی دیکھ لیجئے۔ شیطان اگر اپنی بخشش کی کوشش کرے تو اس میں اعلیٰحضرت یا کوئی اور کس طرح مداخلت کر سکتا ہے محض دکھاوے کے طور پر مرزائی قادیانی نماز پڑھے اور ہماری نظر بھی اس پر نماز پڑھتے وقت پڑ جائے تو اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ فلاں قادیانی نماز پڑھتا ہے یا پڑھ رہا تھا ہم جھوٹ نہیں بولیں گے اور صاف کہیں گے کہ قادیانی نماز پڑھ رہا تھا یہ نہیں کہیں گے کہ اُس کی نماز بارگاہ الوہیت میں قبول ہو گئی ہے اور نماز پڑھنے میں بھی شیطان کے بہت سے مکر ہوتے ہیں ——۔

سب کے ذبیحہ مُردار حرام ہونے کا فتویٰ

یہاں بھی مصنف نے احکام شریعت ص ۱۲۲ کے حوالہ سے کہ ”رافضی تبرائی وہابی دیوبندی وہابی غیر مقلد قادیانی چکڑالوی نیچری ان سب کے ذبیحے حرام محض نجس و مردار قطعی ہیں اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں“۔۔۔۔ اس میں مانچسٹروی صاحب زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ہمارا دیوبندی فرقہ کا نام کیوں شامل کیا گیا ہے اور ہم اس کو مطمئن کر دیتے —— خود اکابر دیوبند کی کتابوں میں فتاویٰ موجود ہے وہ خود بھی رافضی تبرائی وہابی غیر مقلد قادیانی (منکرِ ختم نبوت) چکڑالوی (منکرِ حدیث) اور نیچریوں کو کافر و مرتد گمراہ بے دین مانتے ہیں فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۔ فتاویٰ رشیدیہ۔ امداد الفتاویٰ۔ عزیز الفتاویٰ وغیرہ دیکھ لیں۔ جب یہ سب خود ان کے اکابر کے نزدیک بھی گمراہ بے دین اور کافر مرتد ہیں تو پھر کافر کے ہاتھ کا ذبیحہ کون سی دلیل شرعی سے حلال و طیّب ہو گیا۔ ایک شخص کو کافر بھی مانا جائے

اور پھر اس کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی نوش جان کیا جائے —— ایک شخص کو کافر و مرتد اور گستاخ رسول بھی کہا جائے اور اُس کی اقتداء میں نمازیں بھی پڑھی جائیں یہ کیا دینداری ہے ——؟

شعر
کوئی ہے بتائے کہ ہم بتائیں کیا

اگر مصنف چاہے تو ہم ان کے اکابر کے گھر سے بھی وہابیوں قادیانیوں رافضی تبرائیوں مرزائیوں چکڑالویوں نیچریوں کو کافر مرتد بے دین کہنا ثابت کر سکتے ہیں۔ تو پھر یہ کس مُنہ سے ان کا ذبیحہ کوّے کی طرح حلال سمجھ کر ہڑپ کر جاتے ہیں۔ ان سب کے ذبیحہ حرام و مُردار ہونے سے متعلق سیدنا اعلیٰحضرت کے فتویٰ سے قبل مصنف مطالعہ بریلویت لکھتا ہے:——

”مولانا احمد رضا کے ذوق تفریق نے جنازہ وغیرہ کے موقع پر مختلف مسالک کے لوگوں کے مل بیٹھنے کے احتمالات بھی کمزور کر دیئے نکاح اور شادی کی تقریبات پر ان کے ملنے کے مواقع بھی کمزور فرمائے۔۔۔۔ ۔۔۔ان سب کے گھر کھانا بھی نہ کھا سکیں۔۔۔۔۔۔ مولانا احمد رضا خاں نے ہندوستان کے مسلمانوں پر باہمی خوشی غمی شادی و ماتم اور سماجی میل جول کے دروازے جس تفریق سے بند کئے ہیں“۔[1]

جناب والا! آپ مرزائیوں قادیانیوں شیعوں اور رافضیوں چکڑالویوں کے کھانے کھانا چاہتے ہیں تو کھالیں فکر کس بات کی ہے ڈر کا ہے کا ہے —— ؟ مگر محض اپنے کھانے اور پیٹ پوجا کے لیے قادیانیوں رافضیوں منکر حدیث تک کے ذبیحہ کو حلال و طیّب قرار نہ دیں اور محض اپنے کھانے اور پیٹ پالنے کے لیے ان سب کو مسلمان قرار نہ دیں۔ —— صفحہ ۸۱ پر مصنف نے ان سب فرقوں کو مسلمان مانا ہے یہ مصنف کی

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۸۱ ؛

اپنے اکابر سے خونریز تصادم کی بدترین مثال ہے۔ اُن کا تو ذریعہ معاش
ہی بظاہر مرزائیوں قادیانیوں شیعوں رافضیوں کو کافر قرار دینا ہے جو
زمانے وہ بھی کافر یہ اُن کا مشن ہے مگر نامحمود مانچسٹروی پی ایچ ڈی
کی برطانوی ڈگری لے کر سرکار برطانیہ کی شہ پر انگریزی کذاب کی ہندوستانی
اُمت کو کھانا کھانے اور ماتم کرنے اور ان کی شادی بیاہ میں شریک
ہونے کے لیے مسلمان مان رہا ہے ـــــ یہاں مُصنّف نے لکھا ہے مولانا
احمد رضا خاں نے ہندوستان کے مسلمانوں پر ...... (ص۱۴۷) ہندوستان کا
بالخصوص ذکر کرنا اس میں کیا راز ہے۔ کیا ہندو کانگریس اور گاندھی جی
کی یاد تو نہیں تڑپا رہی کیا سنیے گاندھی کے جشن صدسالہ دیوبند میں تقسیم
ہونے والے کھانے کے پچاس ہزار پیکٹ تو یاد نہیں آرہے۔ ڈاکٹر اقبال
سے معذرت کے ساتھ عرض ہے ـــ

اے طائر دیوبندی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

(بتصرف بمقتضائے حال)

ہمہ گیر فتوے کُفر کے ذیل میں مصنف مولانا ابوالطاہر محمد طیّب داناپوری کے کتابچہ قہر القادر سے

(۱) اسماعیل دہلوی (۲) احمد سعید دہلوی (۳) نذیر حسین دہلوی (۴)
قاسم نانوتوی (۵) رشید احمد گنگوہی (۶) اشرف علی تھانوی (۷)
حسین احمد اجودھیا باشی (۸) عطاء اللہ بخاری (۹) ابوالکلام آزاد
(۱۰) عبدالشکور کاکوروی (۱۱) شبیر احمد عثمانی (۱۲) کفایت اللہ شاہجہانپوری
(۱۳) عبدالماجد دریا آبادی (۱۴) سر سیّد احمد خان (۱۵) محمد علی جناح
(۱۶) عنایت اللہ مشرقی (۱۷) حسن نظامی (۱۸) ڈاکٹر اقبال (۱۹) محمد
علی جوہر (۲۰) عبدالغفار سرحدی گاندھی۔ پر ایک فتویٰ نقل کیا ہے۔

مختصر جواب یہ ہے :ـــــ
اوّل تو ہمارے نزدیک مولانا ابوالطاہر محمد طیّب داناپوری
کی وہ حیثیت نہیں جو اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی۔ امام
سیّدنا حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب بریلوی ـــــ
صدر الصدور صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی ـــــ صدر الافاضل مولانا
نعیم الدین مراد آبادی ـــــ مفتیٔ اعظم مولانا مصطفٰے رضا خاں بریلوی۔
علامہ سیّد محمد محدث کچھوچھوی۔ برہان ملّت جبل پوری ـــــ
ملک العلما فاضل بہاری ـــــ علامہ ابو محمد سیّد محمد دیدار علی شاہ
محدث لاہوری ـــــ پیر جماعت علی شاہ علی پوری قدست اسرارہم
کی ہے اس لیے وہ سو فیصد ہمارے لیے حجّت اور دلیل نہیں ہیں
دوم یہ کہ مذکورہ بالا ترتیب کے اعتبار سے نمبر ۱ تا نمبر ۱۳ دیوبندی
وہابی غیر مقلد ہیں ان کے متعلق ہمارے اکابر کے متفقہ فتاویٰ پورے
دلائل حقائق و شواہد کے ساتھ بمعہ حوالہ جات کتب بار بار چھپ چکے
ہیں۔ ہمارے خیالات اخفا میں نہیں واضح ہیں ان کو جو کچھ کہا گیا ان
کا ثبوت بہت کتابوں میں مرقوم و موجود ہے باقی رہے سرسیّد صاحب۔
بانی پاکستان محمد علی جناح۔ عنایت اللہ المشرقی۔ حسن نظامی۔ ڈاکٹر اقبال
محمد علی جوہر۔ سرحدی گاندھی۔ ان میں سے بعض نے اپنے قابلِ اعتراض
خیالات سے رجوع فرمایا اور بعض ایسے ہیں جن پر خود دیوبندی وہابی
مولویوں اور مفتیوں کے کفر و ضلالت و گمراہی کے فتاویٰ ہیں اور بعض ایسے
ہیں جن کے آپس میں ایک دوسرے کے خلاف فتاویٰ اور بیانات ہیں
تو یہ کوئی مصنّف کا بہت بڑا جال نہیں کہ جس سے نکلا نہ جاتے اس جال
اور اس جال کا تار پود ہم نے برہان صداقت میں بکھیر کر رکھ دیا ہے تفصیل
برہان صداقت بر سجدی بطالت میں ملاحظہ ہو۔ مختصر عرض ہے :ـــــ

سرسید احمد خاں علی گڑھی پر مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:
"ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ سرسید کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیلی یہ نیچرت زینہ ہے اور جڑ ہے الحاد و بے دینی کی اس سے پھر شاخیں چلی ہیں یہ (مرزا غلام احمد) قادیانی اس نیچریت ہی کا اوّل شکار ہوا اور آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ اُستاد یعنی سرسید احمد خاں سے بھی بازی لے گیا۔"[1]

"سرسید نے ایک کعبہ تیار کیا تھا اب علماء کو بُلا بُلا کر اس کو کنیسہ بنانا چاہتے ہیں۔ یہ اُن لوگوں کے خیالات ہیں جس پر مسلمانی کا دعویٰ ہے اور قوم کے رفارمر کہلائے جاتے ہیں۔ اب اگر علماء ان حرکات پر کچھ کہتے ہیں تو اس پر کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کا مشغلہ یہی ہے کہ بیٹھے ہوئے کافر بنایا کریں۔ یہ الزام ہے علماء پر میں کہا کرتا ہوں کہ علماء کافر بناتے نہیں کافر تو خود ہوتے ہیں علماء ان کا کافر ہونا بتا دیتے ہیں[2]۔۔۔"

سرسید احمد خاں پر مولوی انور کاشمیری کا فتویٰ

سرسید ھو رجلٌ زندیقٌ ملحدٌ او جاھلٌ ضالٌ۔ یعنی سرسید وہ بے دین ہے ملحد ہے یا جاہل گمراہ ہے[3]۔۔۔"

بانیٔ پاکستان محمد علی جناح پر مولوی حسین احمد صدر دیوبند کا فتویٰ

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کہتے ہیں:—
"دہلی ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو

مولانا حسین احمد مدنی صاحب (صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند و صدر جمیعت العلماء ہند) نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے اور قائداعظم کو کافراعظم کا لقب دیتے ہوئے حال ہی میں جو فتویٰ دیا تھا[1]؟

وقار انبالوی نوائے وقت کی شہادت

نوائے وقت کے کالم نگار اور شاعر جناب وقار انبالوی نے اس ناقابل تردید حقیقت کو اور زیادہ انداز میں کھول کر رکھ دیا لکھتے ہیں:—

"علماء دیوبند کی اکثریت بلکہ غالب اکثریت حضرت قائداعظم سے سُوئے ظن رکھتی تھی۔ علامہ شبیر احمد عثمانی اور اُن کے ہمنوا (چند) علماء کے سوا سبھی مخالفت کا اظہار کرتے تھے۔۔۔۔۔ سبھی مسلم لیگ اور قائداعظم کا نام لے کر ایسی جلی کٹی سُناتے تھے جو کسی غیر مسلم کے مُنہ بھی زیب نہ دیتی مثال کے طور پر قائداعظم کو انہی (دیوبندی) بزرگوں نے کافراعظم کہا۔۔۔"[2]

مولوی عطاء اللّٰہ بخاری اور مولوی حبیب الرحمٰن کا مسلم لیگ اور قائداعظم پر فتویٰ

مصنّف مطالعہ بریلویت خالد محمود مانچسٹروی نے جھوم جھوم کر وجد کی سی کیفیت میں بار بار لکھا ہے:—

"مولانا ظفر علی خاں اہل دل لوگوں میں سے تھے۔ مولانا ظفر علی خاں اہل دل ہونے کی خصوصیات رکھتے تھے[3]"

اب ہم مصنّف مانچسٹروی کے اسی اہل دل ممدوح سے ثابت کرتے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۳؎ تتمیۂ البیان المشکلات القرآن ص ۳۲۔
(حاشیہ صفحہ موجودہ) ۱؎ مجموعہ خطبات عثمانی مکالمۃ الصدرین ص ۳۵ ۲؎ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹ جنوری ۱۹۷۹ء ۳؎ مطالعہ بریلویت ص ۷۵۔

دیوبندی احرار شریعت کے امیر عطاء اللہ بخاری اور مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی کیا کیا فتوے جھاڑ رہے تھے۔" اہل دل مولانا ظفر علی خاں یہ راز افشاء کرتے ہیں، ملاحظہ ہو :—

"احرار کی شریعت (دیوبندیہ) کے امیر مولانا سید عطاء اللہ بخاری نے امروہہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ جو لوگ (پاکستان کے لیے) مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سؤر ہیں اور سؤر کھانے والے ہیں اور کہا قال پھر میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر مجلس احرار اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیسے جاتے تھے، غصہ میں آکر ہونٹ چباتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ دس ہزار جینا (محمد علی جناح) اور (مولانا) شوکت (علی) اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں"۔ [1]
مصنف بتائے کہ سؤر اور سؤر کھانے والے مسلمان ہوتے ہیں یا کافر؟

دس ہزار محمد علی جناح اور دس ہزار شوکت پنڈت جواہر لال نہرو (مشرک بت پرست کافر) کی جوتی کی نوک پر قربان کرنے کا سیدھا سادہ مطلب ہے کہ محمد علی جناح اور مولانا محمد علی جوہر کے بھائی مولانا شوکت علی پنڈت نہرو جیسے کافر و مشرک سے بھی دس ہزار گنا زیادہ کافر و مشرک تھے۔

مولوی شبیر احمد عثمانی ابوجہل کافر — جمعیت علماء ہند کے علماء کا متفقہ فتویٰ

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کہتے ہیں :—

"دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کیے، جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔" [2]

[1] چمنستان صفحہ ۱۶۵ از اہل دل ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار لاہور۔
[2] مکالمۃ الصدرین صفحہ ۳۳

بتایا جائے ابوجہل کافر و مشرک تھا یا مومن مسلمان۔؟

دیوبندی امیر شریعت پر دیوبندی شیخ التفسیر کا فتوے

عامر عثمانی فاضل دیوبند رقمطراز ہیں کہ کسی صاحب نے (عطاء اللہ بخاری) کا ایک شعر؎

ذکاف کعبہ تا کراچی ✗ سراسر کفر و کفر آذان کفش

لکھ کر (دیوبندی) شیخ التفسیر مولوی احمد علی لاہوری سے پوچھا یہ شعر کیسا ہے اور اس کے لکھنے والے کے بارے میں کیا رائے ہے —؟ مولوی صاحب (احمد علی لاہوری) نے جواب لکھا :—

"یہ شعر نہایت ذلیل و خبیث ہے اس کا لکھنے والا بصیرت سے محروم ہے مودودی کا بھائی ہے بدقسمت بے بصیرت بالکل جھوٹا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح تاویلیں کرنے والا کفران نعمت کرنے والا غیر سچا مسلمان ہے"۔ [1]

یاد رہے کہ مدرسہ دیوبند کے مفتیان کا ۱۳۷۶ھ کا فتویٰ ہے "مودودی اور جماعت اسلامی اپنے اسلاف یعنی مرزائیوں سے بھی زیادہ مسلمانوں کے دین کے لیے زیادہ ضرر رساں ہے"۔ جس پر مفتی محمد اعجاز علی امروہوی مفتی دیوبند اور مولوی فخر الحسن مدرس دارالعلوم دیوبند کے دستخط اور دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کی مہر ہے ۱۹ جمادی الثانیہ ۱۳۷۶ھ۔

اب مصنف خود دیکھ لے کہ امیر شریعت دیوبند۔ دیوبندی شیخ التفسیر احمد علی لاہوری کے فتویٰ سے مودودی اور غلام احمد قادیانی سے بدتر ہوئے یا نہیں —؟ کافر و مرتد کہنے میں کتنی کسر باقی رہ گئی ہے —؟

ڈاکٹر اقبال کا عقیدہ

ڈاکٹر اقبال نے لکھا ہے؎

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز ✗ از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

[1] خطبات احرار [2] ماہنامہ تجلی دیوبند مطابق ماہ اپریل ۱۹۵۷ء

نورِ چشم رحمۃ اللعالمینے | آں امام اولینے و آخرینے
بانوئے آں تاجدار ھل اتے | مرتضیٰ مشکل کُشا شیرِ خدا

یہاں ڈاکٹر صاحب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مشکل کُشا مان رہے ہیں۔

علی مشکل کہنے پر اکابر دیوبند کے فتاویٰ

مولوی غلام خان دیوبندی آف راولپنڈی لکھتا ہے :

"کوئی کسی کے لیے حاجت روا مشکل کُشا کس طرح ہو سکتا ہے ایسے عقائد (مشکل کُشا ماننے) والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں ان کا کوئی نکاح نہیں ایسے عقائد پر مطلع ہو کر جو انہیں (حضرت علی کو مشکل کُشا ماننے والوں کو) کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے[۱]۔"

تقویۃ الایمان۔ فتاویٰ رشیدیہ بہشتی زیور میں بھی حضرت علی کو مشکل کُشا ماننے پر کفر و شرک کا فتویٰ لگایا گیا ہے۔ معلوم ہوا ڈاکٹر صاحب دیوبندی وہابی نام نہاد مفتیوں اور ملاؤں کے اس فتویٰ کی رُو سے کافر و مشرک ہیں۔

ابوالکلام آزاد

آزاد لکھتا ہے :——

"میں خود سر سید کا نہ صرف مقلد اعمیٰ (اندھا پیروی کرنے والا) تھا بلکہ تقلید کے نام سے پرستش کرتا تھا[۲]۔"

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتویٰ

مصنف تقویۃ الایمان نے لکھا ہے :۔

"مقلد کے حق میں تقلید ہی کافی جاننا اور تحقیق ضروری نہ سمجھنا اس بات کو کفریات میں شمار کیا گیا ہے[۳]۔"

تذکیرالاخوان میں مولوی اسماعیل دہلوی کے اس فتویٰ کفر کی زد براہِ راست ابوالکلام آزاد پر پڑتی ہے۔ اور ابوالکلام نے خود اعتراف کیا ہے کہ "میں تقلید کے

۱ے جواہر القرآن صہ۱۴۳ از مولوی غلام خان ۲ے آزاد کی کہانی صہ۳۸۴۔
۳ے تذکیرالاخوان صہ۸۸ ۔

نام پہ سر سید کی پرستش کرتا تھا"۔ پرستش کا معنیٰ پوجا اور عبادت ہے دیکھو فیروز اللغات صہ۱۲۵۔ معلوم ہوا ابوالکلام خود اپنے بقول سر سید کی پوجا اور عبادت کرتا تھا تو ایسے شخص کے متعلق جو اللہ واحد قہار کے سوا کسی دوسرے کی پرستش پوجا اور عبادت کرے۔ شریعت دیوبندیہ میں شرعی حکم کیا ہے —— ؟ ابوالکلام کو چھوڑ کر ہی بتا دو صاف صریح حکم شرعی کیا ہے ؟ مقصد یہ کہ اصل درد تو اس مصنف مجہول کو اپنے اکابر دیوبند کی تکفیر پہ ہے اور دوسرے لوگوں کو یہ خواہ مخواہ بیچ میں گھسیٹ رہے ہیں جبکہ دوسرے کا حضرات کو جنکی قبر العاذر میں تکفیر کی گئی ہے اس مصنف کے اکابر دیوبند بھی کافر و مشرک سمجھتے ہیں جیسا کہ اوپر کے حوالہ کتب بتا لیا گیا۔

مولانا محمد علی جوہر و مولانا شوکت علی

دینی مذہبی مسلکی اختلاف نہ تھا ابتداً وہ گاندھی کے ہمنوا اور ہندو کانگریس میں شامل تھے اور خلافت کمیٹی کے عہدہ دار تھے مگر بعد میں وہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے دلائل سے مطمئن ہوئے اور بریلی شریف حاضر ہو کر زیارت و ملاقات کا شرف حاصل کیا اور خود رجوع فرمایا یہ واقعہ صفر المظفر ۱۹۶۸ء میں روزنامہ کوہستان لاہور کے ایڈیشن کے صفحہ ۲ پر چھپ چکا ہے اور پھر خلیفہ اعلیٰحضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے مولانا محمد علی جوہر سے دہلی میں اُن کے مکان پہ ملاقات کی اور مولانا شوکت علی صاحب خود مراد آباد جامعہ نعیمیہ میں صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ —— گاندھی کی ہمنوائی اور ہندو کانگریس سے دستبردار ہونے کا اعلان فرمایا اور اپنا توبہ نامہ اخبار ہمدم میں چھاپ دیا۔ علی برادران کے علی الاعلان توبہ و رجوع کے بعد اُن پر کوئی فتویٰ باقی نہ رہا اُن پر ویسے بھی اعتقادی و مسلکی بنیاد پر فتویٰ نہ تھا وہ سُنی صحیح العقیدہ تھے اور مولانا مفتی عبدالباری فرنگی محلی کے مرید تھے جب اُن کے پیر مفتی عبدالباری صاحب فرنگی محلی نے ہندو کانگریس سے اور گاندھی گردی سے توبہ کی تو اُن کے مریدین علی برادران بھی کانگریس سے علیحدہ ہو گئے۔ جبکہ مولانا علی برادران نے نہ تو تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان طرز

کی گستاخانہ کتب تصنیف کی تھیں نہ گستاخیوں پر اصرار کیا تھا مگر پھر بھی سابقہ غلطیوں سے توبہ اور رجوع الی الحق ان کا عظیم کارنامہ ہے۔ اسی طرح دوسرے حضرات پر بھی بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔

مصنف نے صفحہ ۸۳ تک اسی قہر القادر کے ہی اقوال کو لفاظی میں لپیٹ کر گھسیٹا ہے اور بانیٔ پاکستان محمد علی جناح اور ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ کی بات کی ہے حالانکہ ان باتوں کی وضاحت کی جا چکی ہے۔ البتہ رئیس المحدثین علامہ سید محمد دیدار علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کے نام سے ایک فتویٰ ص۸۳ کے ذیل میں ذکر کیا ہے مگر نہ فتویٰ اور استفتاء کا متن ہے نہ کتاب کا حوالہ و صفحہ موجود ہے حاشیہ پر قہر القادر اور تجانب اہلسنت کا حوالہ ہے مگر ان دونوں ہی کتابوں میں حضرت علامہ سید دیدار علی صاحب قدس سرہٗ العزیز کا نام اور فتویٰ موجود نہیں ہے بلکہ یہ کتابیں تو حضرت رئیس المحدثین ممدوح کے وصال کے بعد شائع ہوئی ہیں ——.

حقیقتِ حال مختلف سیاسی جماعتوں اور سیاسی لیڈروں پر جو فتاویٰ احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ یا الجوابات یا قہر القادر وغیرہ سے مصنف نے صفحہ ۸۵ و صفحہ ۸۶ پر نقل کیے ہیں اس میں لیگ اور کانگریس دونوں پر فتاویٰ محض اس لیے ہیں کہ اس میں دیوبندی وہابی اور دوسرے بد مذہب فرقے شامل ہیں جن کی شدید ترین توہین آمیز گستاخانہ عبارات و عقائد حد کفر و ارتداد تک پہنچے اور انہیں توبہ کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔—— ہندو کانگریس اور مسلم لیگ میں دیوبندی اور رافضی گھسے ہوئے تھے۔ مثلاً حسین احمد مدنی۔ کفایت اللہ دہلوی۔ ابوالکلام آزاد۔ عطاء اللہ بخاری وغیرہ کانگریس کے ہمنوا تھے اور ادھر لیگ میں آخر وقت مولوی شبیر احمد عثمانی اور ظفر احمد عثمانی وغیرہ آ گئے تھے۔ یہ فتاویٰ کسی لالچ یا مالی دنیوی منفعت کے تحت نہیں دیئے گئے جو وہابیوں کا شعار اور معمول ہے۔ صفحہ ۸۵ پر

الطاف حسین حالی اور اس سے متصل کسی صفحہ پر شبلی نعمانی پر فتویٰ کی بات بھی کی گئی۔ حالانکہ یہ لوگ کوئی معصوم ملائکہ مقربین نہیں ہیں اور پھر شبلی نعمانی پر مفتی کفایت اللہ دہلوی نے ۱۳۳۲ھ میں فتویٰ دیا اور یہ فتویٰ تحفہ ہند یہ پریس دہلی میں چھپا اور مولوی انور کاشمیری دیوبندی نے مقدمہ مشکلات القرآن ص۳۲ میں لکھا ہے ——:

وانما البوح علی عین الناس اذ لیحرمن الدین ان تھیمض عن کافر۔ یعنی میں شبلی نعمانی کی یہ بد عقیدگی اور بد مذہبی لوگوں پر اس لیے ظاہر کرتا ہوں کہ دینِ اسلام میں کافر کے کفر کو چھپانا جائز نہیں[1]۔"

ادھر مسٹر الطاف حسین حالی نے حیاتِ جاوید حصہ دوم ص۲۵۶ تا ص۲۶۳ سر سید کے ہولناک لرزہ خیز و شرمناک کفریہ عقائد نقل کئے ہیں۔ مصنف مطالعہ بریلویت نے الطاف حسین حالی کو تو کچھ نہیں کہا حالانکہ علماءِ اہلسنت سے زیادہ شدت کے ساتھ حالی نے سر سید کے کفریہ عقائد بیان کیے ہیں۔

جہاں تک لیگ اور لیگی قائدین پر بعض علماء کے فتاویٰ کا تعلق ہے اور جس کا مصنف بار بار پراپیگنڈہ کے انداز میں ذکر تو ضرور کرتا ہے مگر یہ نہیں لکھتا کہ خود دیوبند کے کانگریس پرست ملاؤں خصوصاً مولوی حسین احمد ٹانڈوی صدر و شیخ الحدیث دیوبند نے قائد اعظم کو کافر اعظم اور مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا تھا[2]

بے سر و پا افترآت مصنف نے مسئلہ تکفیر پر آنسو بہا بہا کر متعدد صفحات سیاہ کر دیئے کاش کہ تکفیر کی بجائے وجہ تکفیر تنقیص الوہیت توہینِ شانِ رسالت پر بھی ملول قلب کے ساتھ

---

[1] مقدمہ مشکلات القرآن از انور کاشمیری [2] مکالمۃ الصدرین ص۳۴۔

آنسو بہاتا مگر اسے تنقیص و توہین کا نہ غم ہے نہ ملال ہے۔ ملال ہے تو اپنے اکابر کی تکفیر کا ہے۔ جب اسے یہ محسوس ہوا کہ لوگ اکابر دیوبند کی تکفیر توہین کی وجہ سے صحیح قلب سے قبول کر چکے ہیں اور گستاخانِ دیوبند کی تکفیر پر اشتعال دلانے سے عوام مشتعل نہیں ہوتے تو اب سیاسی لیڈروں کی تکفیر کو عنوان کلام بنا کر واویلا کر رہا ہے۔ پنجابی میں کہتے ہیں: ——

ع روندی اے یاراں نوں لے لے بھراواں دا ناں

یعنی بدمعاش عورت اپنے یاروں کو بھائیوں کا نام لیکر روتی ہے۔ درد تو اس کو ہے اصنام دیوبند کی تکفیر کا اور ماتم کر رہا ہے سیاسی لیڈروں کی تکفیر کے نام پر سیاسی لیڈروں سے مُصنّف کی کونسی رگ ملتی ہے —— ؟

مُصنّف نے ایک حوالہ الاستمداد علیٰ اجیال الارتداد ص۱۵ سے دیا ہے کہ "وہابیہ پر قطعیؔ لازم ہے کہ اپنے ہر ہر فرد کو کافر مانیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مثلاً دہلوی، گنگوہی، نانوتوی و تھانوی یقیناً کافر و مرتد ہیں"۔ اس پر یہ حاشیہ آرائی کہ اپنے ایک ایک فرد کو بلکہ اپنے بچے بچے تک کو کافر مانیں ۱؎

ع اندھے کو اندھیرے میں بہت دُور کی سوجھی

اوّل تو یہ آخری الفاظ الاستمداد علیٰ اجیال الارتداد کی عبارت کا حصّہ نہیں اور پھر اُس میں جو کچھ ہے وہ التزاماً ان کے اپنے اقوال کی بنا پر ہے غالباً اب تنگ آکر مصنّف کو رضا کارانہ طور پر خود کافر بننے اور اپنے بچے بچے اور گھر کے ہر فرد کو کافر بنانے کا جنون طاری ہو گیا ہے۔ مرتا کیا نہ کرتا حالانکہ تکفیر سے بچنے کا فارمولا تو بہت مختصر سا ہے۔ جن مولویوں نے اپنی زندگی میں گستاخانہ عبارات سے توبہ نہ کی اور رجوع نہ کیا بس اُن گنتی کے چار پانچ مولویوں کی قربانی دو اُن کی محبت کو نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی

۱؎ مطالعہ بریلویت صفحہ ۸۷ ؎

محبت و عظمت پر قربان کر دو ان سے دستبردار ہو جاؤ۔ گنتی کے چار پانچ مولویوں کی قربانی دے کر ملّتِ اسلامیہ کے وسیع تر مفاد اور آخرت کی بھلائی کے علاوہ ملک و قوم کو فتنہ و شر سے بچا لو۔ جب تم ان سے دستبردار ہو گئے تو کسی پر بھی تکفیر کا حکم شرعی باقی نہ رہے گا۔ یہ ہم اس لیے مودّبانہ و ملتجیانہ عرض کر رہے ہیں کہ کافر کو کافر اور مسلمانوں کو مسلمان ماننا ضروریاتِ دین سے ہے۔ یہ کوئی ختم فاتحہ عرس و میلاد کا معاملہ نہیں بلکہ شانِ الوہیت اور عظمتِ رسالت کا معاملہ ہے۔ ملّتِ اسلامیہ اور اتحادِ اُمّت کا تمہیں بظاہر اتنا درد ہے اتنا غم ہے اور صرف چار پانچ مولویوں کی قربانی نہیں دے سکتے اس قدر ضد اور ہٹ دھرمی بھی اچھی بات نہیں ہے اپنے آپ کو اور اپنی آئندہ نسلوں کو تفرقہ و فتنہ فساد سے بچا لو قبر و حشر میں مولوی مُلّاؤں کی محبت کام نہیں آئے گی بار بار غور کیجئے ضد و عناد کا ہیٹ اُتار پھینکئے۔

مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۸۷ پر ہی ایک عنوان "تھوک پیمانے پر تکفیر" ہے گویا کہ سُنّی بریلوی علماء وہابیہ دیوبندیہ کی تکفیر پرچون نہیں تھوک کے حساب سے کرتے ہیں۔ آپ تھوک کے حساب سے تکفیر لینے والے ہوتے اور تکفیر تھوک یا پرچون لینا وہی ہے جو تھوک یا پرچون کے حساب سے توہین کرے تو مصنّف مطالعہ بریلویت کے اکابرین تھوک پیمانے پر توہین کرنے والے ہیں اور تھوک پیمانے پر تکفیر لینے والے ہیں جیسا مُنہ ویسا تھپڑ۔

صفحہ ۸۸ پر ایک حوالہ آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف سیّدنا شاہ اسماعیل میاں قدس سرّہٗ اور تاج العلماء سیّدی شاہ محمد میاں قدس سرّہٗ کا ہے۔ بلاشبہ یہ وصیت صحیح مبنی بر حقیقت ہے اور حق ہے اور مصنّف نے بھی حوالہ تو نقل کر دیا مگر اس پر اعتراض نہ کیا لہٰذا کیا جواب دیا جائے اور اسی طرح صفحہ ۸۹ پر سیّدنا اعلیٰحضرت قدس سرّہٗ کی ایک نصیحت وصایا شریف سے ہے اور ایک فتویٰ حضرت علامہ قاری مفتی محبوب علی خاں صاحب لکھنوی

علیہ الرحمۃ کا نقل کیا۔ ان دونوں فتاویٰ اور نصیحت کو ہم قبول کرتے ہیں حق ہیں صحیح ہیں۔ مصنف نے بھی محض نقلیں اُتاری ہیں مُنہ چڑایا ہے کوئی معقول بحوالہ ردّ نہیں کیا وصایا شریف کے حوالہ کا صفحہ نمبر سے محروم ہے اور حضرت مفتی بمبئی مرحوم کے فتویٰ کا حوالہ مطلقاً موجود ہی نہیں لہٰذا جواب کس بات کا دیا جائے ــــ؟ البتہ وصایا شریف کی عبارت پر مصنف کو شاید اس لیے زیادہ درد محسوس ہو رہا ہے کہ امام اہلسنت نے یوں کیوں فرمایا: "ان سے بچو دُور بھاگو دیوبندی ہوئے رافضی ہوئے نیچری ہوئے وہابی ہوئے چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا...... ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ ــــ"۔ غالباً مصنف کو یہاں دَورہ پڑا کہ گاندھویوں کو بُرا کیوں کہا۔ کیونکہ انگریز کے بعد ان کا سب سے بڑا حاجت روا اور ولیٔ نعمت تو گاندھی تھا۔

صفحہ ۹۰ اور ۹۱ بھی زبانی کلامی جمع خرچ کی نظر ہے نہ کوئی حوالہ نہ دلیل

مولوی اسماعیل کی عدم تکفیر ایک بڑا تیر

صفحہ ۹۰ تا صفحہ ۹۳ اس بات پر بحث کی گئی ہے کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی مصنف تقویۃ الایمان کی تکفیر نہیں کی اس سلسلہ میں عدم تکفیر پر حضور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی تصانیف الکوکبۃ الشہابیہ سبحان السبّوح۔ سل السیوف الہندیہ۔ تمہید ایمان وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں:

(١) کبھی کہتا ہے کہ اعلیٰحضرت کی نظر میں صراط مستقیم اور تقویۃ الایمان کی عبارات صحیح تھیں ان میں کفر نہ تھا۔

(٢) کبھی کہتا ہے اعلیٰحضرت نے مولوی اسماعیل کو مسلمان مان لیا۔

(٣) کبھی کہتا ہے "شاہ اسماعیل شہید حضرت شاہ عبدالعزیز محدث

دہلوی کے بھتیجے تھے اور شاگرد تھے ان کے شیخ طریقت اور قائد تحریک جہاد حضرت سیّد احمد حضرت شاہ صاحب کے خلیفہ مجاز تھے اس علمی و روحانی وابستگی سے مولانا اسماعیل شہید کو کافر قرار دینا کوئی آسان بات نہ تھی ــــ[١]۔"

جواباً عرض ہے کہ یہ سب اس کی ذہنی فکری الجھنیں ہیں اور لزوم کفر والتزام کفر کے معنی سے قطعاً بے خبری و لاعلمی کی دلیل ہیں بسیّدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت اور دیگر اکابر اہلسنت نے کبھی بھی اور کہیں بھی تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم کی گستاخانہ عبارات کو ایمان و اسلام قرار نہیں دیا۔ اور نہ اِن کتب کے مصنف کو مسلمان قرار دیا۔ تکفیر سے سکوت اور کف لسان کا یہ مطلب نہیں کہ کسی کو مسلمان مان لیا اور اُسکی گستاخانہ عبارات عین ایمان و عین اسلام بن گئیں۔ بلکہ مصنف تقویۃ الایمان کی تکفیر سے سکوت (یعنی خاموشی) محض اس لیے تھی کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کی عبارات سے توبہ مشہور ہے سیّدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ اور دیگر اکابر اہلسنت نے اس لیے کف لسان فرمایا (یعنی کافر کہنے سے زبان کو روکا) اور یہ توبہ کی شہرت بھی اہلسنت کے ہاں سے بڑھکر خود وہابیوں دیوبندیوں میں تھی۔

فتاویٰ رشیدیہ کی شہادت

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کسی نے پُوچھا کہ: ــــ

سوال: ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے گواہوں کے رُوبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے آپ نے بھی کہیں یہ بات سُنی ہے یا محض افتراء ہے؟

---

[١] مطالعہ بریلویت صفحہ ۹۳ ؎

جواب: (مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جواب دیتے ہیں) توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افتراء اہل بدعت کا ہے[1]۔"

یہاں مولوی رشید احمد گنگوہی کی ستم ظریفی اور ڈھٹائی دیکھئے کہ اُن کے اپنے ہی دیوبندی وہابی مکتب فکر کا آدمی سوال کرتا ہے دیوبندی وہابی اسماعیل کو

① اگر وہ سائل سُنّی بریلوی ہوتا تو سُنّی بریلوی علماء سے سوال کرتا سُنّی علماء کو اس نے بدعتی سمجھا اس لیے سیدنا اعلٰحضرت و دیگر علماء اہلسنّت سے سوال کرنے کی بجائے اپنے دیوبندی وہابی عالم سے سوال کیا۔

② سائل اپنے سوال میں مولوی اسماعیل کو شہید لکھ رہا ہے سُنّی بریلوی تو مولوی اسماعیل کو شہید نہیں قتیل کہتے ہیں۔ اس شہید لکھنے سے بھی پتہ چلا کہ وہ سائل دیوبندی وہابی تھا۔

③ سائل خود اقرار و اعتراف کر رہا ہے کہ "ایک بات یہ مشہور ہے اس نے عام شہرت سُنی اور دیکھی ہوگی کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے گواہوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے سائل بہت سے گواہوں کی بھی شہادت دے رہا ہے۔

جب اس طرح عام شہرت توبہ کی ہو جائے تو مفتی شریعت قاضی شرع عالم دین پر لازم ہے کہ وہ اس عام شہرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی کو کافر کہنے سے سکوت اختیار کرے۔ تکفیر سے کف لسان کرے (یعنی زبان کو روکے) اس لیے اعلٰحضرت قدس سرہٗ العزیز نے سکوت فرمایا دوسری وجہ سکوت کی یہ بھی ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی اور اعلٰحضرت امام اہلسنّت کا زمانہ وعہد ایک نہیں۔ اعلٰحضرت مجدد دین و ملت علیہ الرحمۃ مولوی اسماعیل پر اتمام حجت نہ کر سکے یعنی مولوی اسماعیل کو ان کی گستاخانہ کفریہ عبارات پر دلائل شرعیہ کی

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ مبوب حصہ اوّل صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲۔

روشنی میں مطلع اور آگاہ نہ کر سکے جیسا کہ مولوی قاسم نانوتوی صاحب۔ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحبان کو امام اہلسنّت اعلٰحضرت قدس سرہٗ نے ان حضرات کو ان کی کتابوں کی گستاخانہ کفریہ عبارات و کلمات پر بار بار مطلع کیا ہر طرح سے اتمام حجت کیا خطوط و رجسٹریاں بھیجیں مگر وہ کسی طرح باز نہ آئے اپنے کفر پر اصرار کرتے رہے توہین و تنقیص کو ایمان و اسلام گردانتے رہے اس لیے آپ ان اپنے معاصر علماء دیوبند کی تکفیر پر مجبور ہوئے۔ ـــــ باقی یہ خام خیالی ہے اور محض دل بہلانے والی بات ہے کہ مولوی اسماعیل شاہ عبدالعزیز کے شاگرد اور بھتیجے تھے شاہ ولی کے پوتے تھے اور فلاں کے وہ تھے۔

کنعان حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ ابوجہل اور ابوطالب حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ ان مقدس نسبتوں کے باوجود ہم اہلسنّت ابوجہل۔ ابوطالب۔ ابولہب اور کنعان وغیرہ کو مسلمان نہیں سمجھتے اور علی الاعلان کافر و مشرک کہتے ہیں تو حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ یا شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ کی بزرگی اور علم و فضل اسماعیل کے بارہ میں کس طرح سد راہ ہو سکتا ہے ـــــ۔ یہاں یہ بات بھی واضح رہے مذکورہ سوال کے جواب میں مولوی رشید احمد صاحب نے تمام دعوؤں اور جملہ حقیقتوں کو نہیں جھٹلایا اور بے دریغ کہہ دیا کہ یہ افتراء اہل بدعت کا ہے۔ یہ نہیں بتایا کہ اس افتراء کی ابتداً کہاں سے ہوئی اور کس نے کی؟ توبہ اور توبہ کے گواہوں اور عام شہرت کا تذکرہ کرنے والا خود ان کے اپنے مکتب فکر کا ہے جو مولوی اسماعیل کو شہید لکھ رہا ہے۔ بقول مولوی رشید احمد، سائل اگر اہل بدعت (یعنی حقیقی اہلسنّت بریلوی مکتب فکر) ہوتا تو مولوی اسماعیل کی توبہ کے متعلق استفسار اعلٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ سے کرتا صدر الشریعت مولانا محمد امجد علی اعظمی سے کرتا۔ صدر الافاضل یا ملک العلماء فاضل بہاری اور

علامہ دیدار علی شاہ محدث الوری قدست اسرارہم سے کرتا۔ اور پھر گنگوہی صاحب کے پاس افترا کہنے کا ثبوت شرعی کیا ہے ؟

اُلٹے بانس بریلی کو

صفحہ ۹۱ کا ایک عنوان یہ بھی ہے اُلٹے بانس بریلی کو۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ بانس اپنا وار کر کے صحیح سلامت واپس پہنچ گیا ؎

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

بریلی کے بانس پر عظمت و شان رسالت کا پھریرا لہرا رہا ہے بانس بریلی کا ہے اور پھریرا یا جھنڈا بنا ہے عظمت اولیاء کی چادر سے وہ چادر جو حضور غوث اعظم سرکار بغداد۔ سلطان الہند خواجہ غریب نواز گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدست اسرارہم کے مزارات مقدس پر پڑی ہے۔ —— پھریرا لہرا رہا ہے۔ ؎

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا
فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

پھریرا لہرا رہا ہے بند ریا دیو کے بندر اس کو جھنجھوڑ رہے ہیں اور کلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دفع کر رہا ہے۔ بریلی کے بانس نے وہ کام کیا وہ کام کیا کہ دیو نڈھال ہے گھائل ہے زخم چاٹ رہا ہے زخم دو گہرا اور گہرا ہوتا جاتا ہے۔ بریلی کا بانس کام دکھا چکا پھاٹے پر پھاٹے رکھے جا رہے ہیں یعنی مذموم تاویلات کے پھاٹے مگر توہین پر تکفیر کی ضرب جو بریلی کے بانس سے لگی کچھ ایسی موثر اور کارگر رہی کہ بے چارگی ہی کہہ رہی ہے

ہیں اُلٹے بانس بریلی کو ہم کہتے ہیں دیکھا بانس بریلی کا —— ؟ بانس ناکام رہتا تو وہیں اپنے نشانہ پر گر جاتا مگر بانس نے اپنا کام خوش اسلوبی سے کیا جیسے آج کے دور میں سکڈ میزائل اپنے نشانہ پر گرتے ہیں اور کام تمام کر کے واپس چلے جاتے ہیں تو منی لعنین و معاندین کو اعتراف ہے اُلٹے بانس بریلی کو —— بہر حال "اُلٹے بانس بریلی کو" کا محاورہ مصنف نے اس لیے استعمال کیا ہے لکھتا ہے۔ ——

"اس صورت میں بریلی سے جو مہم چلی تھی اُلٹی بریلی کو لوٹ آئی مولانا اسماعیل شہید نے اگر واقعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کی ہیں تو وہ کافر کیوں نہیں ؟ (ارے بیوقوف تو لزوم والتزام کفر کا مطلب یہ سمجھا ہے ؟) کیا حضور کی شان میں گستاخی کرنا کفر نہیں —— ؟ (ہے اور ہزاروں بار ہے مگر تمہارے گرو کی تم نے تو یہ مشہور کر دی تھی) ..... مولانا احمد رضا خاں تو برملا کہتے ہیں کہ انہوں نے (اسماعیل نے) حضور کی شان میں شمر سے زیادہ گستاخیاں کی ہیں۔ اب انہیں (اسماعیل کو) ان کا کافر نہ کہنا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ وہ حضور کی شان میں گستاخی کرنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے اسے جائز سمجھتے تھے اب ان کے وہ سارے کفر جو انہوں نے مولانا اسماعیل شہید کے لیے دریافت فرماتے تھے کیا خود ان پر نہیں لوٹے —— ؟

؎ اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا [1]

اور ہم کہتے ہیں ؎ اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بدادا نہ دے

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۹۲ ؛

سارے کفر۔۔۔۔۔۔خود اُن پر لوٹے یہ نہیں اس لیے اُلٹا سُوجھ رہا ہے کہ دماغ میں دیوبند ہے وہ صحیح سمت نہیں سوچنے دیتا سچ ہے ؎

دیوبندی بندگانِ دیوانند

دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے اپنے حواریوں کی ایسی اُلٹی مت دیکھ کر ہی تو کہا تھا۔ "سارے بدفہم اور بدعقل میرے ہی حصہ میں آگئے ہیں[1]"

جواباً عرض ہے کہ جب آپ کے نزدیک۔۔۔۔۔۔سارے کفر۔۔۔۔۔خود اِن پر لوٹے تو پھر تم نے صفحہ ۲۷۸ پر کیسے لکھ دیا "ہم اس مفتری (فاضل بریلوی) کو کافر نہیں کہتے"؟ بولو اور سچ بولو اب پھر دوبارہ وہ سارے کفریات تمہارے گھر واپس آگئے یا نہیں؟

مولوی گنگوہی کا دھماکہ

مصنف مطالعہ بریلویت تو اپنے زعم جہالت وضلالت میں مغلوب الغضب ہو کر لکھتا ہے:—

"سارے کفر خود ان پر لوٹے—"

لیکن مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:—

"مولانا محمد اسماعیل صاحب کو جو لوگ کافر کہتے ہیں بتاویل کہتے ہیں اگرچہ وہ تاویل ان کی غلط ہے لہٰذا اُن لوگوں کو کافر کہنا اور معاملہ کفار کا سا نہ رکھنا چاہیے"[2]

مُصنّف اپنے مُنہ پر اب سیاہی ملے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے قتیل بالاکوٹی کی تکفیر سے جو سکوت یا کفِ لسان فرمایا وہ احتیاط ہے جیسا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب فتاویٰ رشیدیہ

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۴ ص۳۳ [2] فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل ص۱۸

میں لکھتے ہیں:—

"بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کفِ لسان کیا وہ احتیاط ہے[1]"

تکفیر کے لیے ایسے ٹھوس شواہد ہونے چاہئیں جیسے گنگوہی تھانوی وغیرہ کے متعلق اعلیٰحضرت و دیگر اکابر اہلسنّت کو ہے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے اس کو مومن مسلمان بھی نہ مانا بلکہ فرمایا الملفوظ شریف حصہ اوّل ص۹۷ پر اس عرض کے جواب میں کہ:—

"اسماعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہیے؟"

ارشاد فرماتے ہیں "میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے اگر کوئی کافر کہے ہم منع نہ کریں گے اور خود کہیں گے نہیں۔"

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

مصنف مطالعہ بریلویت کو مولوی اسماعیل کا کچھ اتنا غم نہیں بار بار لکھتا ہے:" مولانا اسماعیل شہید نے اگر واقعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کیں ہیں تو وہ کافر کیوں نہیں[2]؟"

درحقیقت اس کو دردناک درد ہے تو اپنے چاروں ملّاؤں کا ہے اسماعیل کی مصنوعی شہادت اور فرضی مظلومیت کا تو سہارا لیا جا رہا ہے کسی نے مولوی اسماعیل کے نام کے ساتھ رح لکھ دیا تو رائی کا پہاڑ بنا دیا تنکے کا شہتیر بنا ڈالا۔

علماء ومشائخ اہلسنّت کے نام سے مغالطے

یوں تو اکابر دیوبند کا شروع ہی سے معمول رہا ہے کہ اپنے مقصد اور مطلب کے لیے اپنی باطل مراد ثابت کرنے کے لیے علماء اہلسنّت کے نام سے شدید مغالطے دیتے ہیں لیکن مُصنّف

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل ص۳۸ [2] مطالعہ بریلویت ص۹۱

مطالعہ بریلویت نے تو مولوی اسماعیل دہلوی کا ایمان و اسلام ثابت کرنے اور کفر سے بچانے کے لیے بڑے حربے استعمال کیے ہیں تاکہ اسماعیل کے پردے میں فائدہ نانوتوی۔ گنگوہی، انبیٹھوی۔ تھانوی صاحبان کو بھی پہنچے اس کا خیال ہے کہ دروازہ گر گیا تو شہر فتح ہو جائے گا۔ اکابر دیوبند میں سے تو مولوی حسین احمد کانگریسی نے الشہاب الثاقب صفحہ ۳ پر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے والد علامہ محمد نقی علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ ایک کتاب تحفۃ المقلدین لگائی اور صفحہ ۱ پر ایک کتاب ہدایۃ البریہ گڑھی۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے مرآۃ الحقیقت گڑھی۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے جد طریقت سیدنا شاہ حمزہ مارہروی قدس سرہٗ کے ذمہ صفحہ ۱۲۱ پر خزینۃ الاولیا لگائی اعلیٰحضرت کے جد امجد مولانا شاہ رضا علی خاں قدس سرہٗ کے ذمہ ہدایۃ الاسلام نامی کتاب لگائی۔ جھوٹے من گھڑت چھاپے خانے لکھ دیئے۔ خیالی فرضی صفحات کے حوالے دے مارے۔ اسی زمانہ میں حضور اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے "ابحاث اخیرہ" اور فتاویٰ رضویہ جلد دوم میں اس دجل و فریب کا پول کھول کر رکھ دیا تھا اور اس کے بعد فقیر نے بھی "احسن التحریر" اور کتاب برہانِ صداقت اور برق آسمانی میں فرضی کتابوں کے جھوٹے حوالوں کا توڑ کیا یہی حال اب مسٹر مانچسٹروی کا ہے اسماعیل دہلوی کو ڈھال بنا کر اپنے اکابر دیوبند کو بچاتے ہوئے دیوانگی کے عالم میں لکھتا ہے: ـــــ

"بعض علماء جو حضرت مولانا اسماعیل دہلوی سے بعض مسائل میں اختلاف بھی رکھتے تھے وہ بھی مولانا اسماعیل کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتے تھے۔" (حالانکہ اعلیٰ درجہ کے مسلمان تو صحابی تھے)

لکھتا ہے ہم اس وقت چار حضرات کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں:

حضرت مولانا فضل الحق خیرآبادی

(حضرت علامہ) مولانا اسماعیل کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتے تھے

"جب آپ نے مولانا کے بالاکوٹ میں شہید ہونے کی خبر سنی تو سبق پڑھانا بند کر دیا گھنٹوں بیٹھے روتے رہے۔"

حوالہ دیا ہے ارواح ثلاثہ کا۔ دعویٰ بھی گھر سے دلیل بھی گھر سے۔ اس عبارت کے اعلیٰ درجہ والے الفاظ مصنّف کے اپنے ہیں ارواح ثلاثہ کے نہیں ہیں ارواح ثلاثہ کے حوالہ میں سبق پڑھانا بند کر دیا اور گھنٹوں رونے کے الفاظ ہیں مسلمان شہید وغیرہ ہونے کا ذکر نہیں ہے۔ ارواح ثلاثہ غیر جانبدار مستند کتاب نہیں ہے جو قابلِ اعتماد ہو ان کی اپنی کتاب ہے۔ اور حوالہ میں مسلمان اور شہید کا ذکر ہی نہیں۔ تقویۃ الایمان میں انکارِ شفاعت کے موضوع پر علامہ فضل حق خیرآبادی نے تحقیق الفتویٰ میں لکھا ہے قائل ایں کلام لاطائل از روئے شرع مبین کافر و بے دین است ہرگز مومن و مسلمان نیست[1] یعنی اس کلام لاطائل کا قائل شرعاً کافر و بے دین ہے ہرگز مومن و مسلمان نہیں ہے ـــــ۔

پیر سید مہر علی شاہ صاحب کے نام پر خیانت اور بے ایمانی

جھوٹا جھوٹا ہوتا ہے۔ سیدنا خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب نے مولوی اسماعیل کے عقائد باطلہ تقویۃ الایمان کا زبردست ردّ و ابطال فرمایا ہے۔ مہر منیر اور سیف چشتیائی میں بکثرت حوالے موجود ہیں مگر مصنّف مطالعہ بریلویت اپنے خاص دجل سے اُلٹی گنگا بہاتا ہے لکھتا ہے:-

"آپ (پیر سید مہر علی شاہ صاحب) خیرآبادی اور اسماعیلی دونوں طبقوں کو مثاب (ثواب پانے والا) اور ماجور (اجر پانے والا) سمجھتے تھے آپ ان

[1] سیف الجبار صفحہ ۵۰

اختلافات کو اجتہادی قرار دیتے اور فرماتے کوئی فریق دوسرے فریق کی تکفیر و تفسیق نہ کرے [1]۔

حضرت پیر صاحب گولڑوی قدس سرہٗ کے دیئے گئے حوالوں میں بدترین خیانت سے ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ مصنف مطالعہ بریلویت یا تو اعلیٰ درجہ کا کذاب اور خائن ہے یا پھر اندھا ہے۔ مہر منیر صفحہ ۵۲۰/۵۲۱ پر یوں ہے:۔

"سجدہ تعظیمی کی ممانعت کے زیر عنوان مسئلہ وحدت الوجود سجدہ تعظیمی کو ناجائز ثابت فرمایا ہے مومنین کی قبور کی زیارت کو جائز اور مستحسن قرار دیا مگر علماء اور مشائخ کو اکابرین کے مزارات کا بوسہ لینے سے منع فرمایا ہے۔

۔۔۔۔ لا الٰہ الا اللہ کو بمعنی لا معبود الا اللہ ورد جان بنائیں اور چونکہ اکثریت اسی قسم کے افراد کی ہے لہٰذا اسی نظریہ پر مدار نجات رکھی ہے اور خواص جن کی فطرت میں کمال سعادت اور نعمت وصل و مشاہدہ کی قابلیت رکھی گئی تھی انہیں اس مفہوم سے بالاتر لا محبوب الا اللہ اور پھر لا موجود الا اللہ کی حقیقتوں پر رسائی عطا فرما کر توحید کے انتہائی منازل فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مراتب پر سرفراز فرمایا اور چونکہ یہ مفہوم نہایت دقیق اور عقل و فکر کی دسترس سے بالا تھا اس لیے قرآن و حدیث میں اس کی طرف صرف اشارات پر اکتفا فرمائی قرآن مجید کا جس طرح ایک ظاہری مفہوم ہے جو بطریق توارث صحابہ کرام سے ہم تک پہنچا ہے۔ اسی طرح ایک باطنی مفہوم بھی ہے جو خاص مقبولانِ خدا کا حصہ ہے اور حضرت (مہر علی شاہ صاحب) کا سب سے بڑا احسان یہ تھا کہ آپ نے اسی بات پر زور دیا کہ کسی فریق کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے دوسرے فریق کی تکفیر اور تفسیق کرے حضرت نے اس طرح علمائے ظاہر اور باطن کے درمیان ایک ایسا اشتراک قائم فرمایا ہے جس

---

[1] مہر منیر صفحہ ۵۲۱؎

کے بعد اس اختلاف کی نوعیت صرف فروعی اور اجتہادی رہ جاتی ہے جس کی بناء پر کسی فرقہ کو دوسرے کے خلاف کچھ کہنا شرعاً درست نہیں [1]۔"

بات کیا تھی مصنف نے کیا بنادی یہ ہے ان کا فن اور یہ ہے ان کا کمال اور قلم کی صفائی۔ ـــــ حضرت پیر صاحب گولڑوی مذکورہ بالا خاص مسئلہ زیر بحث میں جس پر گفتگو ہو رہی ہے یہ فرما رہے ہیں کہ کسی فریق کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس ـــــ (زیر بحث) مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے دوسرے کی تکفیر و تفسیق کرے مصنف مطالعہ بریلویت حضرت گولڑوی کی اس گفتگو کو اسماعیل دہلوی اور اکابر دیوبند کی طرف کھینچ کر لے گیا جیسے کہ حضرت پیر صاحب قبلہ مولوی اسماعیل اور اکابر دیوبند کی تکفیر سے منع فرما رہے ہیں۔ اسی طرح حضرت پیر صاحب گولڑوی قدس سرہٗ کی سوانح حیات میں سماع موتیٰ اور قبور پر دعائے مغفرت۔ استمداد۔ استعانت تصرفات اولیاء اللہ و محبوبانِ خدا کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔ ـــــ

"حاصل کلام یہ کہ خود ساختہ اصنام اور تماثیل اور ارواح کاملین کے درمیان فرق بین اور امتیاز غالب ہے لہٰذا (اے اسماعیلیو وہابیو!) اصنام (بتوں) کے بارہ میں نازل شدہ آیات کو انبیائے عظام اور اولیاء کرام کی ذوات مبارکہ پر چسپاں کرنا جیسا کہ (مولوی اسماعیل دہلوی کی) تقویۃ الایمان میں ہے تحریف قبیح اور تخریب شنیع کا حکم رکھتا ہے کتاب کے آخر میں ذبح فوق العقدہ اور لزوم کفر اور التزام کفر کے درمیان فرق پر محققانہ تبصرہ ہے اور ارباب تحقیق کیلئے قابل دید ہے [2]"

اس عبارت کے الفاظ اور ٹکڑے کرکے مصنف نے اپنے مطلب کی جگہ فٹ کر دیئے اور یہ تاثر دیا کہ گویا پیر صاحب گولڑوی قدس سرہٗ خیر آبادی علماء اور اسماعیلی فرقہ دونوں حلقوں کو مثاب (ثواب پانے والا) اور ماجور

---

[1] مہر منیر صفحہ ۵۲۰ و ۵۲۱ [2] ایضاً صفحہ ۵۳۸؎

راجح پانے والا) قرار دے رہے ہیں حالانکہ یہ بات اشارۃً بھی حضرت کے کلام میں موجود و مرقوم نہیں۔ حضرت نے تو اس حوالہ میں اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کا نام لے کر ردّ فرمایا ہے جس کو اس بے شرم مُصنّف نے درج نہیں کیا کہ اسماعیل دہلوی وہابی تقویۃ الایمان میں اصنام کے بارہ میں نازل شدہ آیات کو انبیاء عظام اور اولیاء کرام کی ذواتِ مبارکہ پر چسپاں کرتے ہیں اس سے زیادہ وہابیت اور اسماعیلیت کا ردّ اور کیا ہوگا کہ تقویۃ الایمان کے مضامین کو تحریفِ قبیح اور تخریبِ شنیع کہا جا رہا ہے اور آپ کے ایک مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بات ضمناً کہی گئی ہے (حضرت پیر صاحب کی) کتاب کے آخر میں ذبح فوق العقدہ اور لزُوم کُفر اور التزام کفر کے درمیان محققانہ تبصرہ ہے مُصنّف نے سمجھا کہ اب لزُوم کُفر کا نام جہاں کہیں بھی آئے گا وہ مولوی اسماعیل دہلوی کی ضمانت اور صفائی کے لیے ہی آئے گا لہٰذا مہرِ منیر سے یہ دونوں بے ربط و بے جوڑ حوالے نقل کر دیئے۔

کہتے ہیں ایک بھوکے آدمی سے کسی نے پُوچھا چار اور چار کتنے ہوتے ہیں بھوکا کہنے لگا آٹھ روٹیاں چونکہ اس بھوکے کو اس وقت روٹیوں کی ضرورت تھی لہٰذا محض عدد بتانے کی بجائے آٹھ روٹیاں کہہ دیں۔ عین ممکن ہے کہ جب مصنّف مطالعہ بریلویت سے قبر میں پُوچھا جائے کہ مَن رَّبُّکَ مادینُکَ. تو مُصنّف کہہ دے لزُوم والتزام۔ مصنّف اس کوشش میں ہے کہ لزُوم التزام سے مولوی اسماعیل کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو یہ فائدہ مولوی قاسم نانوتوی مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی کے لیے کیوں حاصل نہ کیا جائے۔

مولانا عبدالسمیع رامپوری علیہ الرحمۃ

مصنّف مطالعہ بریلویت ص ۹۵ پر عنوان قائم کرتا ہے "مولانا عبدالسمیع کا مسلک عدم تکفیر" اس زور آور عنوان کے ذیل میں اسی

بات کا ثبوت مع حوالہ کتب فراہم کرنا چاہیے تھا کہ مولانا عبدالسمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فلاں کتاب کے فلاں صفحہ پر لکھا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان فتویٰ گنگوہی۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان کی اُن تمام عبارات جن کو امام احمد رضا بریلوی نے بے ادبی گستاخی اور توہین و تنقیص قرار دیا ہے میں ان کو گستاخی نہیں عین ایمان و عین اسلام سمجھتا ہوں مگر مُصنّف لکھتا ہے :۔

"مولانا عبدالسمیع رام پوری مولانا احمد رضا خاں کے پیش رو تھے اور رسم و بدعات میں اُن کے ہم مسلک تھے۔ مولانا احمد رضا خاں نے انہیں ایک جگہ اخانا فی اللہ والفضل والجاہ ہمارے بھائی اللہ کی راہ میں فضیلت اور مرتبے والے لکھا ہے"...... (مولانا عبدالسمیع صاحب) ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں :۔ "مولوی اسماعیل صاحب دہلوی مرید ہیں سیّد صاحب کے وہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے اور وہ مولانا شاہ ولی اللہ کے اور وہ شاہ عبدالرحیم کے اور وہ سیّد عبداللہ کے اور وہ سیّد آدم بنوری کے اور وہ عارف ربّانی مجدّد الف ثانی کے رحمہم اللہ ان سب پر رحمت فرمائے"

مُصنّف کا سیروں خُون بڑھ گیا۔ اس عبارت میں بتایا جائے "عدم تکفیر" کا کونسا لفظ ہے؟ دعویٰ تو عدم تکفیر کا تھا اور دلیل رحمہم اللہ۔ سوال گندم جواب چنا۔ مولانا عبدالسمیع صاحب کی انوار ساطعہ کی اس عبارت کو دیکھ لو اور غور کر لو۔ تقویۃ الایمان والے کو تو محض مولوی اسماعیل صاحب اور اس کے پیر کو محض سیّد صاحب عامیانہ انداز میں لکھا ہے نہ حضرت نہ مولانا نہ شہید نہ ان دونوں کے اپنے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ ذاتی حیثیت سے لکھا بلکہ یوں ہے کہ مولوی اسماعیل کے پیر سیّد احمد اور ان کے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مولانا شاہ ولی اللہ..... عارف ربانی مجدد الف ثانی رحمہم اللہ

تو یہ رحمہم اللہ اوّل الذکر دو کو چھوڑ کر جن کا نام بغیر القاب عامیانہ انداز میں لکھا ہے باقی حضرات کے لیے ہے کسی کو رحمہ اللہ لکھا جانا اُس کے عقائد کی صحت کی ضمانت اور دلیل نہیں ہے میری اپنی کتاب برق آسمانی بر فتنۂ شیطانی کے پہلے ایڈیشن میں ساہیوال کے دیوبندی وہابی کاتب نے صفحہ ۸۰ پر "قاضی احسان احمد مرحوم کا نماز جنازہ" کے عنوان میں قاضی احسان احمد کو مرحوم لکھ دیا حالانکہ فقیر کسی غیر سُنّی وہابی دیوبندی کو مرحوم یا رحمۃ اللہ علیہ کہنے کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا ——————.

قاضی فضل احمد مصنف انوارِ آفتاب صداقت اور پیر سیّد جماعت علی شاہ محدّث علی پوری

صفحہ ۷۰ کے اس حوالہ میں بھی مُصنّف نے یہی لکھا ہے کہ قاضی فضل احمد صاحب نے اسماعیل دہلوی کو مرحوم لکھا ہے، اور پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب نے بھی انوار آفتاب صداقت پر اپنی تقریظ لکھی ہے لہٰذا مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی مرحوم اور حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب کو بھی اپنے زعم جہالت میں اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان کا حامی قرار دیا ہے —— اوّل تو مولوی اسماعیل دہلوی کی بارہ میں تکفیر سے سکوت یا کف لسان ہمارے موقف کے منافی نہیں کہ فتاویٰ رشیدیہ میں اسماعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہے باقی مرحوم لکھا جانا یقیناً کتابت کی غلطی بھی ہو سکتا ہے۔ —— ہمیں یہ دکھایا جائے کہ مولانا قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی اور حضرت پیر سیّد جماعت علی صاحب علیہ الرحمۃ نے تقویۃ الایمان کی عبارات سے اتفاق کیا ہو یا تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کے مُصنّفین کو مومن مسلمان اور ان کتابوں کی عبارات کو اسلامی عبارات توہین سے پاک قرار دیا ہو۔ محض کسی کے نام کے ساتھ مرحوم لکھا جانا جنت کا ٹکٹ نہیں ہے۔ بسا اوقات عدم واقفیت کی بنا پر کسی قادیانی یا رافضی

یا چکڑالوی کو بھی کوئی السلام علیکم کہہ دیتا ہے تو اُس کو اس طرح سلام لکھا یا کہا جانا جو غیر ارادی طور پر ہو اُن کے اسلام و ایمان کی دلیل نہیں ہے۔ باقی ہم مصنّف مطالعہ بریلویت کو یہ مژدہ جانفزا سناتے ہیں کہ مولانا قاضی فضل احمد صاحب اور پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدّث علی پوری نے اکابر دیوبند نانوتوی صاحب۔ گنگوہی صاحب۔ انبیٹھوی صاحب اور تھانوی صاحب کی گستاخانہ عبارات پر حسام الحرمین شریفین میں مذکور علمائے عرب و عجم کے فتوےٰ کی مکمل تائید و حمایت فرمائی ہے۔ تکفیر کے حکم شرعی سے اتفاق فرمایا ہے۔ زحمت فرمائیں اور تکلیف نہ ہو تو الصوارم الہندیہ ص۹۶ پر امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا فتویٰ اور صفحہ ۱۰۸ پر حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لدھیانوی کا تائیدی فتویٰ ملاحظہ فرمالیں۔ ؎

مانو نہ مانو جانِ جہاں اختیار ہے
اچھی بُری جناب کو سمجھائے جائیں گے

مُصنّف نے دس جگہ یہ رونا رویا ہے کہ مولوی اسماعیل کی خاندانی وجاہت و عظمت کو دیکھ کر ان کے آباؤ اجداد کے اثر و رسوخ کو دیکھ کر اسماعیل دہلوی پر فتویٰ نہ دے سکے یہ سب دل بہلانے اور لوگوں کو ورغلانے کی باتیں ہیں۔ مُصنّف نے صفحہ ۹۷ پر ایک جگہ لکھا ہے کہ مولانا عبد السمیع اور قاضی فضل احمد مذکور گو عالم نہ تھے ...... جب آپ کے بقول یہ بات ہے کہ یہ دونوں بزرگ عالم نہ تھے تو خود ہی بتائیں کہ آپ نے دعویٰ عدم علم کے باعث اگر اسماعیل دہلوی صاحب کو مرحوم یا رحمہم اللہ لکھ دیا تو کیا ہوا۔ —— بقول آپ کے عالم تو تھے نہ پھر فتویٰ کیسے دیتے —— ؟ آپ کی یہ جھک بازی ہمارے دعویٰ کی تائید کرتی ہے۔ مُصنّف اب جتنی چاہے اُلٹی سیدھی باتیں بناتا رہے ان حقائق

اور شواہد کو کسی طرح مدلل انداز میں نہیں جھٹلا سکتا۔

ظفر علیخاں کے اشعار صفحہ ۹۸ پر مصنف نے ظفر علیخاں ایڈیٹر زمیندار کے اشعار بلا حوالہ نقل کیے ہیں :—

سیّد احمد پر شب دشنام کی بارش کہیں
اور کہیں علامہ شبلی کو گالی واشگاف
کاٹ دی کیوں نجد کے خنجر نے زنجیر حجاز
یہ گناہ وہ ہے کبھی جو ہو نہیں سکتا معاف

بلاشبہ ان اشعار سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی ہوں گی اہل دل کی بجائے اب آپ ظفر علی کو اہل جگر قرار دینے کی فکر میں ہوں گے چلو آپ کی ضیافت طبع کے لیے ہم بھی آپ کو ظفر علی خاں ہی کے دو اشعار پیش کر دیں دو کا جواب دو سے لیجیے۔ اہل دل ظفر علی خاں فرماتے ہیں ؎

ابن سعود کیا ؟ فقط اک حرم فروش
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر
اسلامیوں پر اس نے برسائیں گولیاں
پھر کیوں کشتی ہو زمیندار کا مدیر [1]

سیّد احمد پر سب و شتم، شبلی کو گالی اور نجد کا خنجر ان تین کا جواب بھی حاضر ہے مگر دل نہ چھوڑ جانا۔

سیّد احمد پر سب و شتم تو خود دیو بندیوں نے زیادہ کیا ہے۔ پڑھو اور نوٹ کرو یہاں پاک و ہند میں دیو بندیوں وہابیوں نے زبانی کلامی شہید مشہور کر رکھا ہے مگر اس کی شہادت کی جڑیں اکابر دیو بند کاٹ گئے۔

---

[1] نگارستان صفحہ ۲۵۲ ؛

چنانچہ ارواح ثلاثہ ص۱۷۳ پر صاف لکھا ہے :—

” پھر کچھ عرصہ بعد کھڑک سنگھ پسر رنجیت سنگھ والئ لاہور سے لڑائی ہوئی جس میں بہت سے (دیو بندی وہابی) مجاہدین مارے گئے حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب و مولوی محمد حسن صاحب بھی وہیں شہید ہوئے البتہ ...... سیّد احمد اور اس کے ساتھیوں کا پتہ نہ چلا “

بے چارہ سیّد احمد پہلے ہی بے علم تھا۔ اسماعیل دہلوی کا اُن پڑھ پیر تھا دے کر ایک شہادت کی فضیلت تھی اس کو بھی دیو بندی مولویوں نے کاٹنا شروع کر دیا۔ بہرحال ارواح ثلاثہ میں سیّد احمد کی شہادت کی خود دیو بندی یوں تکہ بوٹی کرتے ہیں :—

” ایک شخص سیّد احمد کو میدانِ جہاد سے روپوش ہونے کے بعد تلاش کرتا ہوا ایک پہاڑ پر پہنچا کچھ دُور فاصلہ پر کھڑکھڑاہٹ (پاؤں کی چلنے کی آواز) سُنی سیّد احمد کو پا کر سلام مصافحہ کیا...... عرض کیا حضرت کیوں غائب ہو گئے تھے ...... فرمایا ہم کو اب (میدان جہاد) سے غائب رہنے کا حکم ہوا ہے [1] “

سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی عظیم ہستیوں کو تو میدانِ جہاد سے غائب اور فرار ہونے کا حکم نہ ملا اور سیّد احمد پر نئی وحی نازل ہو گئی تھی کہ میدانِ جہاد سے بھاگ جاؤ۔ دیکھا آپ نے یہاں تو ثابت ہوا سیّد احمد بے چارے پر سب و شتم تو خود دیو بندیوں نے کیا ہے۔

باقی رہا شبلی نعمانی کو گالی کا معاملہ تو شبلی کو یہ گالیاں بھی دیو بندی مولویوں ہی نے دی ہیں۔ ملاحظہ ہو مولوی اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں :—

---

[1] ارواح ثلاثہ صفحہ ۱۷۴ ؛

"یہ نعمانی (شبلی اعظم گڑھی) بھی سر سید احمد خان کے قدم بقدم ہی ہیں سیرت نبوی لکھی ہے جس پر آج کل کے نیچری فریفتہ ہیں [۱]"

دیوبندی مفتی کفایت اللہ دہلوی نے مولوی شبلی نعمانی کے رد میں ایک فتوی تحفہ ہندیہ پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا جس میں لکھا ہے :-

"شبلی اہل سنت و جماعت سے خارج اور معتزلہ اور ملاحدہ کے بلکہ چودھویں صدی میں ان کی یادگار ہیں [۲]"

مولوی انور کاشمیری شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند کی بھی سن لو :-

وانما الحرج علی عین الناس اذ لیس من الدین ان نغمیض عن کافر۔ یعنی شبلی نعمانی کی یہ بدعقیدگی اور بدمذہبی لوگوں پر اس لیے ظاہر کرتا ہوں کہ دین اسلام میں کافر کے کفر کو چھپانا جائز نہیں " [۳]

کیوں جناب! یہ علامہ شبلی کو واشگاف گالیاں کون دے رہا ہے۔ کیا تحقیق بے چارے ظفر علی خاں کی؟

ہاں! اس میں شبہ نہیں ظفر علی نے خود بھی تسلیم کیا واقعی نجد کے خنجر نے حرمین شریفین پر جبری ظالمانہ قبضہ کر کے صحابہ کرام، اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے مزارات اور مساجد جو صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے مقدس ناموں سے معنون و منتسب تھیں وہ سب گرا دیں اور روضۂ انور حضور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے فانوس اور ہلال وغیرہ سب اُتار کر ساٹھ اونٹ لاد کر نجد کے ڈاکو نجد لے گئے [۴] "

[۱] الافاضات الیومیہ جلد ۵ صفحہ ۱۵۲ [۲] بحوالہ تواریخ مجددین حزب الوہابیہ ص ۲۳ [۳] مقدمہ مشکلات القرآن ص ۳۲۔

[۴] دیکھو خلافت کمیٹی کی رپورٹ صفحہ ۲۳، ۸۵، ۸۸ و ۸۹ ۔

یاد رہے کہ اس خلافت کمیٹی میں جو حرمین طیبین نجدی وہابی مظالم کی تحقیق کرنے کیلئے گئی تھی خود دیوبندی ندوی مولوی سلیمان ندوی مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا محمد عرفان۔ مولانا ظفر علی خاں۔ سید خورشید حسن۔ مولانا عبد الماجد بدایونی۔ مسٹر شعیب قریشی وغیرہ شامل تھے یہ اس خلافت کمیٹی کی رپورٹ ہے جس میں سیدنا مجدد اعظم حضور امام احمد رضا بریلوی کے خلفاء و تلامذہ میں سے کوئی بھی شامل نہ تھا۔ ذرا مولوی ظفر علی خاں جیسے اہل دل کے روزنامہ زمیندار لاہور کے ۶ فروری ۱۹۲۲ء ۸ فروری ۱۹۲۲ء ۱۲ فروری ۱۹۲۲ء کے شمارے دیکھ لیتا تو مصنف مطالعہ بریلویت کو سعودیوں نجدیوں اور اہل دل ظفر علی خاں کو سمجھنے میں الجھن اور دشواری نہ ہوتی۔ ایک جگہ یہی اہل دل ظفر علی خاں لکھتا ہے :-

"صاحبو! آپ نے دیکھ لیا کہ نجدی باغی کس طرح مخالفین اسلام سے مل کر ترکوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش کرتے رہے ہیں

دشمن کے دوست، دوست کے دشمن ہیں بے سبب

دیکھو وہابیوں کی یہ عادت عجیب ہے

ظفر علی خان اور اکابر دیوبند کی اپنی تحریروں کی روشنی میں اب مولوی ظفر جیسے اہل دل کے ان اشعار کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے۔

ع کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

ضرورت محسوس ہوئی تو نجدیت سعودیت سے متعلق مولوی ظفر علی خاں اور اخبار زمیندار کے مزید حوالے اور تاریخی حقائق و شواہد پیش کیے جائیں گے۔

دہلی کی علمی سطوت اور دیوبند میں کوئی قدر مشترک نہیں

مصنف نے مولوی اسماعیل اور نجدیوں کے عقائد و اعمال پر گفتگو کرتے ہوئے صفحہ ۹۸ پر پھر ایک قطعی

بے ربط عنوان یہ قائم کر دیا ”دہلی کی علمی سطوت دیو بند میں“ اور پھر اس کے ذیل میں پاگل پن کے عالم میں وہی مولوی اسماعیل کی تکفیر و عدم تکفیر اور سکوت کا رونا رو دیا گیا ہے اور مولوی اسحاق کا بے مقصد تذکرہ کیا ہے خدا جانے مصنف کس قماش و فکر کا انسان ہے کسی ایک موضوع پہ جم کر گفتگو کرتا ہی نہیں حوالہ دیتا ہے تو خیانت و بے ایمانی سے کام لیتا ہے۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس کا دل یہ چاہتا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی بھی تکفیر قطعی ہو جاتی اور حسام الحرمین میں اس کا نام بھی لکھا جاتا تو بہتر تھا۔ اسی صفحہ پہ کہتا ہے :۔

”مولوی اسماعیل پہ پچھتر سے زیادہ مواخذے کرنے کے باوجود انہیں کافر نہیں کہتے لیکن علماء دیو بند جو تعبیر میں مولانا شہید کی نسبت کہیں زیادہ نرم ہیں ان کی صرف ایک ایک عبارت کو بہانہ بنا کر ان علماء کو اس درجہ قطعی کافر کہا جاتا ہے جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ٹھہرے۔“

بتائیے یہ دیوانگی اور پاگل پن ہے یا نہیں اس بات کا رونا کتنی بار رو چکا ہے اور متواتر جواب عرض کیا جا رہا ہے کہ اکابر دیو بند کی ایک تو توبہ مشہور نہیں۔ انہوں نے رجوع نہیں کیا دوسرے یہ حضرات اپنی توہین و تنقیص آمیز عبارات پر مُصر اور بضد رہے کفر کو عین اسلام عین ایمان گردانتے رہے۔ ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لیا۔ اسماعیل دہلوی وغیرہ کی ایک تو توبہ مشہور ہے۔ ایک ان پر امام اہلسنت نے عدم معاصرت کے سبب اتمام حجت نہ کیا نہ اس نے تاویلیں گھڑیں۔ اگر ملاں مانچسٹروی کو اسماعیل دہلوی صاحب کی تکفیر سے کوئی خاص دلچسپی ہے تو وہ اُسے بھی کافر کہہ لیا کرے اعلیٰحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ نے بھی فرمایا کوئی کافر کہے تو ہم منع نہیں کریں گے ۔۔۔۔۔۔،

مزید لکھتا ہے : ”محدثین دہلی کی علمی سطوت کے چراغ اب دیو بند میں

روشن ہو رہے تھے۔“

جی ہاں! انگریز اتنا کوئی احمق اور بے وقوف نہ تھا کہ دہلی سے اپنے دشمنوں کا صفایا کر کے دیو بند میں نئے دشمن پال رہا تھا اور اپنے دشمنوں کی نئی پنیری لگا رہا تھا۔ مصنف کو چاہیے کوئی عقل میں آنے والی بات کیا کرے۔ بے تکی ہانکنے سے کیا فائدہ؟

اسی عنوان کے تحت قطعی غیر متعلق اب تیسرا موضوع چھیڑ دیا۔ صفحہ ۹۹ پہ لکھتا ہے :۔۔۔۔۔۔

”دہلی کی علمی سلطنت دیو بند منتقل ہوئی تو جس طرح دہلی کی مسند حدیث پر حضرت شاہ عبد العزیز نے انگریزی قلمرو کے ہندوستان کو دار الحرب کہا تھا۔ اب دیو بند کی مسند حدیث پر حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن ہندوستان کو دار الحرب کہہ رہے تھے۔ مولانا احمد رضا خاں کے ذمہ برطانوی ہندوستان کو دار الاسلام ثابت کرنا تھا۔ آپ نے اس پہ ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام رکھا۔“

جواباً عرض ہے کہ مصنف ایسے ڈھیٹ اور سینہ زور انسان کا کیا کیا جائے پہلے اس نے ”دھماکہ“ میں مسئلہ دار الاسلام سے متعلق اعلام الاعلام کا حوالہ دیا تھا اور ہندوستان کو دار الاسلام قرار دینے کو اپنے زعم جہالت میں انگریز مردود کی حمایت قرار دیا تھا اور ہم نے دھماکہ کے دندان شکن جواب قہر خداوندی بر دھماکہ دیو بندی میں اس کا رد کر دیا تھا اور پھر اس کے بعد سیف حقانی بسیف رحمانی اور عبارات اکابر مصنفہ مولوی سرفراز گکھڑوی کے جواب میں برہان صداقت برد نجدی بطالت۔ برق آسمانی بر فتنہ شیطانی۔ عظمت حبیب کبریا برد عبارات کفریہ میں مسئلہ دار الاسلام کا بار بار جواب دیا جا چکا ہے اب پھر مطالعہ بریلویت میں بے شرمی سے اسی مسئلہ دار الاسلام پہ گفتگو شروع کر دی حالانکہ ہمارے دلائل اور حوالہ جات کا توڑ کرنا چاہیے تھا جو اس کی پوری دیو بندی قوم کے بس کی بات نہیں مگر

مصنف مطالعہ بریلویت اندھا نہیں ہے تو اپنی آنکھیں چیر پھاڑ کر ایک بار پھر پڑھے۔ اور ؎

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

مسئلہ دار الاسلام

ہندوستان کو دار الاسلام کہنے میں سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ تنہا نہیں ہیں بلکہ بہت سے اکابر علماء و فقہاء بلکہ خود مشاہیر دیوبند نے ہندوستان کو دار الاسلام لکھا ہے دیکھئے دیوبندی فرقہ کے امام دوم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں: ــــــ

"دار الحرب ہونا ہندوستان کا مختلف علماء حال میں ہے اکثر دار الاسلام کہتے ہیں اور بعض (یعنی چند) دار الحرب کہتے ہیں[1]"

گنگوہی جی کے جواب میں پڑھ لینا چاہیے اکثر علماء دار الاسلام کہتے ہیں۔ بتاؤ کیا یہ سب انگریز کے ایجنٹ تھے؟ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: ــــــ

"ترجیح ہندوستان کے دار الاسلام ہونے ہی کو دی جائے گی ..... اس صورت میں بھی ہندوستان دار الاسلام ہوگا"[2] ..... تعجب ہے بعض اہل اسلام ہندوستان کو دار الحرب قرار دے کر آمدنی بینک کو حلال سمجھتے ہیں[3]"

اور سنیئے صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد ٹانڈوی سفرنامہ شیخ الہند ص۶۶ پر لکھتے ہیں: ــــــ

"ایک شخص نے مولانا محمود الحسن دیوبندی سے پوچھا کہ ہندوستان دار الحرب ہے یا دار الاسلام؟ مولانا محمود الحسن نے فرمایا کہ علماء نے اس مسئلہ میں آپس میں اختلاف کیا۔ اس نے کہا آپ کی رائے کیا ہے، مولانا نے کہا میرے نزدیک دونوں

---

[1] فتاوی رشیدیہ حصہ اوّل ص۷ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

صحیح کہتے ہیں ــــــ"

گنگوہی صاحب نے تسلیم کیا اکثر دار الاسلام کہتے ہیں۔ تھانوی صاحب نے کہا دار الاسلام ہے۔ محمود الحسن نے کہا دونوں صحیح کہتے ہیں۔ چلو مولانا عبد الحیٔ لکھنوی سے بھی پوچھ لیں۔ فرماتے ہیں: ــــــ

"مخفی نماند کہ بلاد ہند کہ در قبضہ نصاریٰ اند دار الاسلام ہستند چہ اگرچہ درانجا احکام کفرہ جاری اند مع ھذا احکام اسلام ہم خصوصاً اصول و ارکان اسلام جاری اند[1]"

سوانح قاسمی جلد اوّل میں ہے: ــــــ

"ہمارے دار الاسلام کے اب اس ملک میں غیر اسلامی حکمرانوں کا سیاسی اقتدار قائم ہو چکا تھا[2]"

مصنف بتائے کہ آسمان پر سنہرے لفظوں میں ہندوستان دار الاسلام لکھا ہوا دکھایا جائے۔ ع

ضد کو چھوڑو جہنم سے منہ موڑو

مدرسہ دیوبند کا پس منظر و پیش منظر

لکھتے ہیں: ــــــ

ع ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

وہابیت نے اپنی ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک بہت روپ اور رنگ بدلے ہیں۔ وہابیت کبھی نجدیت اور سعودیت کی صورت میں نظر آئی۔ وہابیت نے کبھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) مطبع سعیدی قرآن محل بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی مہر محمد عبد المنان غفرلہٗ مکتبہ تھانوی کراچی۔

[2] تحذیر الاخوان صفحہ ۹ [3] ایضاً صفحہ ۱۰ از مولوی اشرف علی تھانوی۔

(حاشیہ صفحہ موجودہ) [1] مجموعہ فتاویٰ جلد اوّل مولانا عبد الحیٔ لکھنوی۔

[2] سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۱۴۲ ؛

اسماعیلیت کا رنگ دھارا۔ وہابیت کبھی دیوبندیت کی شکل میں نظر آئی۔ کبھی تبلیغی جماعت کے پردہ میں چھپ کر آئی۔ ہم نے مصنف مطالعہ بریلویت کی بے جوڑ سی بات کے جواب میں ابھی لکھا تھا کہ انگریز اتنا بے وقوف نہیں تھا کہ دہلی سے اپنے دشمنوں کا صفایا کر کے اپنے نئے دشمنوں کی نئی پنیری دیوبند میں لگا رہا تھا۔ آؤ ہم بتاتے ہیں دیوبند جیسے چھوٹے سے گاؤں میں مدرسہ بنوانے کے انگریزی مقاصد کیا تھے۔ یہ سب کچھ دیوبندیوں وہابیوں کے گھر کی کتابیں بول بول کر بتا رہی ہیں کہتے ہیں :۔

ع جو چپ رہے گی زبانِ قاتل لہو پکارے گا آستیں کا

اور کسی نے یہ بھی کہا ہے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ یوں تو مدرسہ دیوبند کی تعمیر و قیام کے سلسلہ میں دیوبندی حضرات زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں اور بات کرامتوں سے بڑھ کر معجزوں تک پہنچا دیتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ انگریز نے ہندوستان پر تسلط کے بعد خصوصاً دہلی اور عموماً ہندوستان بھر کی دینی درسگاہوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی مذموم کوشش کی۔ محدثین دہلی خواہ وہ حضرت شاہ عبدالعزیز اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے سلسلہ کے ہوں یا سیدنا شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سے وہ اپنے اپنے انداز میں محض مخیر مسلمانوں کی معاونت سے محدود پیمانہ پر دینی علمی درسگاہیں قائم کیے ہوئے تھے اگرچہ مختلف ادوار میں مسلم بادشاہ اور سربراہان مملکت بھی مسلمان علماء اور صوفیوں کی معاونت کرتے تھے اس کے باوجود دہلی میں کسی بہت بڑے دارالعلوم یا جامعات کا نشان نہ کتب تواریخ میں ملتا ہے نہ آثار قدیمہ میں۔ انگریز بہادر نے اس محدود علمی دینی اداروں کو بھی اپنے لیے خطرہ و سدِ راہ تصور کیا۔ ایسے حالات میں اگر فی الواقع مدرسہ دیوبند سرکار انگریزی سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے معرض وجود میں آتا اور فی الواقع اکابر دیوبند انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کر رہے ہوتے تو انگریز

کے جذبۂ انتقام اور نظرِ عتاب سے کیسے بچ سکتے تھے؟

میرٹھ کے پریسوں میں چھوٹی موٹی مزدوری کی نوکریاں کرنے والے یہ اکابر دیوبند اس حالت اور پوزیشن میں بھی نہیں تھے کہ انگریز کی مزاحمت کرتے اور دادِ شجاعت دینے کے لیے ویتنام کی طرح اسلحہ کے وافر ذخائر اور فوجی تربیت کی چھاؤنیاں موجود تھیں۔ مختلف اکابر دیوبند کی سوانح عمریاں دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بیچارے بُری طرح مالی معاشی مشکلات سے دوچار تھے اور ملازمتوں اور نوکریوں کے متلاشی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مدرسہ دیوبند کے بانی اور اُن کے صفِ اوّل کے رفقاء مدرسین و اساتذہ و اراکین تقریباً تمام ہی گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار ملازم یا پنشنر تھے جس کو ہم ابھی مدلل بحوالہ کتب بیان کرتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہابی مولویوں کو دہلی سے ۹۲ میل دُور بجانب شمال یوپی کی چھوٹی سی بستی دیوبند میں اتنا بڑا دارالعلوم کیوں بنا کر دیا جا رہا تھا کہ جس کی مثال دہلی جیسے دارالسلطنت اور مرکزی شہر میں بھی نہ تھی۔ دہلی میں چار چار پانچ پانچ حجروں پر مشتمل مسجدوں تک محدود اور مختص چھوٹے چھوٹے ادارے تو تہہ و بالا کیے جا رہے ہیں لیکن عین ان ہی ایام میں دیوبند میں عظیم دارالعلوم بنایا جا رہا ہے اور انگریز کو کانوں کان پتہ نہیں۔

حقائق کو ملحوظ رکھ کر ہر ذی فہم و شعور انسان خالی الذہن ہو کر جب غور کرتا ہے تو آثار و قرائن بتاتے ہیں کہ یہ سب خود کاشتی تھی اور انگریز کی سیاسی جعلسازیوں کا کرشمہ تھا کہ مصنوعی مجاہدین اور جعلی علماء تیار کرائے جائیں جو محدثین دہلی کی جگہ لیں اور دیوبند جیسے چھوٹے سے گاؤں اور مطلقاً مضافاتی بستی میں بیٹھ کر ایسے ضمیر فروش مولویوں کی پنیری لگائیں جو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرح زبانِ حال سے کیف و سرور کے عالم میں پکار اٹھیں :۔

"جب میں حقیقت میں سرکار (انگریزی حکومت) کا فرمانبردار ہوں۔۔۔۔ سرکار (گورنمنٹ انگلشیہ) مالک ہے اُسے اختیار ہے جو چاہے کرے"۔ (تذکرۃ الرشید حصہ اوّل ص ۸۰)

انگریز اپنے ایسے جانثار علماً جدید مشنری کے ذریعہ فیکٹریوں میں تو تیار کرا نہیں سکتا تھا۔ مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی حاکم یاغستان یار محمد خان سے جہاد کے لیے بالاکوٹ جاتے ہوئے اشارہ دے گیا تھا کہ ہم مسلمانوں میں سب سے زیادہ سخت جان قوم پٹھان اور غیر مسلموں میں سکھوں سے لڑتے ہیں اور اُن کا صفایا کرتے ہیں ہمارے بعد ہماری یہ دیوبندی ذُرّیت جانثاری اور فرمانبرداری کا فریضہ ادا کرے گی ـــــ یہی وجہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے انگریز کے خلاف جہاد سے مسلمانوں کو علی الاعلان عام جلسوں میں روکا اور جہاد کے چکر میں نہ پڑنے کے یوں دلائل دیئے۔ لکھا ہے :ـــــ

"کلکتے میں جب مولانا (اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان) نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی تو (جلسہ عام میں) ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریز پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے ـــــ؟ آپ (مولوی اسماعیل) نے جواب دیا کہ ان (انگریزوں) پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں۔ ایک تو ہم ان کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے (وہابیوں کے) مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ (انگریز) ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ اگر کوئی ان (انگریزوں) پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی (وہابیوں کی) گورنمنٹ (انگلشیہ) پر آنچ نہ آنے دیں؟ (حیاتِ طیبہ مصنفہ مرزا حیرت دہلوی وہابی ص۲۹۶)

تو مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے حسب الارشاد دیوبندی علماء نے گورنمنٹ (انگلشیہ) پر آنچ نہ آنے دینے کا پلان تیار کیا۔ مٹھی بھر بکاؤ مال وہابی ہند کے کروڑوں مسلمانوں سے لڑ تو نہ سکتے تھے اس لیے نُورا کُشتی شروع کرنے کے لیے دہلی جیسا شہر مناسب اور فِٹ نہ تھا لہٰذا ایسی جگہ مدرسہ بنانے کا منصوبہ بنایا جو جگہ دیوی دیوتاؤں کا گڑھ تھا اور مشرکین

کی مشہور تیرتھ گاہ تھی جس کا نام کتب تواریخ میں "دیوی کنڈ" موجود ہے، اور اس سے بھی پہلے اس بستی کا نام "دیبی بن" یعنی دیویوں کا جنگل تھا۔ دیکھو اتر پردیش اتہاس جلد اوّل۔

اسی طرح تاریخ دار العلوم دیوبند جلد اوّل میں ص۱ پر بھی مانا گیا ہے کہ دیوبند کا قدیم نام "دیبی بن" تھا جہاں کالی دیبی کالی دیو بندر کرشنا دیوی۔ ہنگلاج کی دیوی ہر قسم کی دیویوں کا جنگل تھا۔ ـــــ تاریخ دار العلوم دیوبند میں تسلیم کیا گیا ہے :ـــــ

"برادرانِ وطن (ہندوؤں) کی ایک زبردست تیرتھ گاہ ہونے کی وجہ سے دیوی کنڈ۔ دیوی بن کے نام سے معروف ہے اور اس پر آج بھی (ہندوؤں کا) سالانہ میلہ لگتا ہے (یہ بستی) مرکزیت کی حامل ہے اس بستی کا قدیم نام دیبی بن تھا جو کثرتِ استعمال سے دیوبند کے نام سے مشہور ہو گیا[1] ـــــ"

گویا دیوی سے دیو ہو گیا مونث سے مذکر بن گیا پہلے دیوی بن یعنی دیویوں کا جنگل تھا اب دیوتاؤں کا جنگل ہو گیا جس کو دیوبندیوں نے بسر و چشم قبول کر لیا۔ اس مختصر سی تاریخی تحقیق سے ثابت ہوا کہ آج جو دیوبندی فرقہ مسلمانوں کو محبوبانِ خدا کی عزت و تعظیم کرنے اور اُن کے کشف و کرامات کا قائل ہونے کے جرم میں بات بات پر مُشرک مُشرک قرار دیتا ہے اُن کی اپنی نسبت خالقِ حقیقی اللہ و معبود کی بجائے دیوی دیوتاؤں کی طرف ہے۔ جو جو مولوی مُلّاں مُبلّغ و مُحدّث و مناظر دیوبندی کہلاتے ہیں اور فخریہ کہتے ہیں ہمارا مسلک دیوبند ہے تو وہ اپنا انتساب کھلے مُشرکوں کے دیوی دیوتاؤں کی طرف کرتے ہیں یہیں سے

---

[1] تاریخ دار العلوم دیوبند حصہ اوّل صفحہ ۱۰؛

پتہ چلتا ہے کہ دُنیا میں دیو بندیوں نے اسلام کا فیض کیا پہنچایا ہوگا جب وہ اپنے مرکز کا نام بھی توحید و اسلام پر نہ رکھ سکے تو دیو بندی کا معنی ہوا دیویوں یا دیوتاؤں کے جنگل والے۔ جنگلی عموماً وحشی ہوتے ہیں، اور اُلٹی باتیں کرتے ہیں طرز فکر جودت ذہن اُلٹی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دیوی بن والے ؎

اُلٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگان دیو
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لیے

تو دیو بن میں مدرسہ بنانے کا مقصد یہ ہے کہ مدرسہ اور مندر ساتھ ساتھ رہیں یہی وجہ ہے کہ جب انگریز بہادر کے ایما پر دیوی بن جیسی خفیہ جگہ مدرسہ قائم ہوا تو ہندوؤں مشرکوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور چندہ دیا۔ دیکھو مدرسہ دیو بند کی سالانہ روداد مطابق ۱۲۹۵ھ ۱۲ اور سوانح قاسمی میں یوں ہے کہ فخریہ انداز میں اظہار فرحت و مسرت کے ساتھ جزاکم اللہ جزاکم اللہ کی دلنواز صداؤں کی گونج میں یہ راز افشاء کیا جا رہا ہے لکھا ہے :۔۔۔۔

"چندہ کی کوئی مقدار مقرر نہیں اور نہ خصوصیت مذہب و ملت"[1]

یعنی ہر ملت اور ہر مذہب کا فرد اپنے پیٹ کا ایندھن دے کر ثواب دارین حاصل کر سکتا ہے۔ اسی کے ساتھ ان ہی روداد العلوم کی روداد وں میں چندہ دینے والوں کا فہرست میں دیکھ لیجئے۔ اسلامی ناموں کے ساتھ پہلو بہ پہلو منشی تلسی رام۔ رام سہائے۔ منشی ہردواری لال۔ لالہ بیجناتھ۔ پنڈت سری رام۔ منشی موتی لعل۔ رام لال۔ سیوارام سوار وغیرہ اسماء بھی مسلسل ملتے چلے جاتے ہیں سرسری نظر ڈال کر مثلاً یہ چند نام جو سامنے آ

سوانح قاسمی جلد دوم صفحہ ۳۱۷ ؛

گئے وہ چن لیے گئے"[1]

کہتے ہیں مُنہ کھاتا ہے آنکھ شرماتی ہے۔ جب مال ہندوؤں کا کھایا تو آنکھ شرماتی اور ہندو کانگریس میں گاندھی کے ایک جانثار سپاہی کی حیثیت سے محمود الحسن دیو بندی۔ ابو الکلام آزاد۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیو بند۔ مولوی کفایت اللہ دہلوی۔ مولوی حفیظ الرحمٰن سیوہاروی۔ کانگریس کی ذیلی تنظیم احرار عطاء اللہ بخاری۔ مولوی احمد علی لاہوری۔ مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی۔ محمد علی جالندھری جیسے سینکڑوں نام ملتے ہیں جنہوں نے "قائد اعظم کو کافر اعظم کہا"[2]

اور یہ کہ "جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سُور ہیں اور سُور کھانے والے ہیں۔۔۔۔۔۔ دس ہزار جینا (جناح) (مولانا) شوکت اور ظفر جواہر لعل نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں"[3]

اسی لیے ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار نے کہا تھا ؎

آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
سب یہ ذلت اسی طبقۂ غدار سے ہے

حق نمک یوں ادا ہوا

اکابر علماء دیو بند ہندوؤں کی خوشنودی کے لیے گائے کی قربانی سے دستبردار ہو گئے اور اب مدرسہ دیو بند سے قربانی کے مسائل اور کھالوں کے حصول کا جو پوسٹر شائع ہوتا ہے اس میں صاف لکھا ہوتا ہے :۔۔۔۔

"جن مقامات پر حکومت (ہند) کی جانب سے گائے کی قربانی

---

[1] سوانح قاسمی جلد دوم صفحہ ۳۱۷۔
[2] مکالمۃ الصدرین صفحہ ۳۲ [3] چمنستان صفحہ ۱۶۵ ؛

پر پابندی عائد ہے وہاں ملک کے موجودہ حالات اور آپس کے میل ملاپ (ہندی دیوبندی اتحاد) کے لیے گائے بیل اور بچھڑے کی قربانی سے احتراز کیا جائے ؎1 "۔

آمدم برسر مطلب

ع خامہ کس قصد سے اُٹھا تھا کہاں جا پہنچا

ہم بتانا تو یہ چاہتے تھے کہ انگریزی سرکار نے دیوبند میں اتنا بڑا دارالعلوم کیوں بنوایا۔ دیوبند کی تاریخی و لغوی حیثیت پر اور اکابر دیوبند کے ہندو نواز کردار پر گفتگو شروع ہو گئی لہذا ہم واپس آتے ہیں تو عرض یہ ہے کہ اگر شہر دہلی میں گورنمنٹ انگلشیہ دارالعلوم بنواتی اور اپنے جانثار علماء تیار کراتی تو ہر شخص بھانپ لیتا اور یہ راز افشاء ہو جاتا کہ حقیقی علماء محدثین دہلی کے علمی مراکز ختم کر کے دیسی گھی کی جگہ یہ ڈالڈا کیوں لایا جا رہا ہے یعنی حقیقی علماء کی جگہ یہ بناسپتی علماء کس لیے تیار کرائے جا رہے ہیں ــــ؟ لہذا دیوی بن کے جنگل میں یہ مدرسہ بنوایا گیا۔ جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا ــــ؟ اس مدرسہ دیوبند کے لیے بانی۔ مدرسین۔ اراکین کہاں سے لائے گئے دین اسلام کے حقیقی خیر خواہ اور جذبہ تعلیم دین سے سرشار علماء کی یہاں کوئی قدر تھی (یہ) نہ ضرورت ہے لہذا مدرسہ دیوبند کے لیے تحقیق و تلاش کر کے ایسے علماء کو اکٹھا کیا گیا جو گورنمنٹ انگلشیہ کے سرکاری مدرسوں کالجوں میں پڑھے ہوتے ہوں اور ہر طرح سے سرکار انگلشیہ کے وفادار و جانثار ہوں۔ ــــ نکل جاتی ہے سچی بات منہ سے مستی میں ــــ یہ بات بھی بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے سوانح نگار مولوی مناظر احسن گیلانی نے خود ہی اگل دی لکھتے ہیں : ــــ

؎1 تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۲۲۳ ؎

مدرسہ دیوبند کے مدرسین و ملازمین و اراکین گورنمنٹ انگلشیہ کے قدیم ملازم و پنشنر

"(مدرسہ دیوبند کے کارکنوں اور مدرسین کی اکثریت) ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ (انگلشیہ) کے قدیم ملازم اور حال پنشنر تھے جن کے بارہ میں گورنمنٹ کو شک و شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی"۔ ؎1

ذرا وقت تو لگے گا ہی چلو مدرسہ دیوبند کے بانی۔ مدرسہ دیوبند کے بانی کے اُستاد مدرسہ دیوبند کے صدر و شیخ الحدیث اور دوسرے مدرسین و اراکین کو بھی کھنگال لیا جائے۔ آئیے ملاحظہ کیجئے یہ سب وہی کل پرزے ہیں جو انگریز نے اپنے سرکاری دہلی کالج میں ڈھالے اور دیوبند میں استعمال کیے : ــــ

بانی مدرسہ دیوبند

مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے متعلق لکھا ہے : ۔

"بعد از فراغ علوم چندے بمدرسہ انگریزی واقع دہلی تعلق گرفتہ ؎2 "۔

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب (سابق مہتمم مدرسہ دیوبند) نے فرمایا کہ مولانا (قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں مولانا مملوک علی صاحب سے جب تعلیم پاتے تھے تو وہاں کے (انگریزی کالج) میں مولانا کا نام داخل تھا ؎3 "۔

صدر مدرس و شیخ الحدیث

مدرسہ دیوبند کے اولین صدر مدرس و شیخ الحدیث مولوی اشرف علی تھانوی کے اُستاد

؎1 سوانح قاسمی جلد دوم ص ۲۴۷ حاشیہ ؎2 تذکرہ علماءِ ہند ص ۲۱۰ نولکشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۴ء از مولوی رحمان علی صاحب ؎3 ارواح ثلاثہ ص ۳۰۱ ؎

محترم مولوی محمد یعقوب نانوتوی کے متعلق لکھا ہے :—

"رجب ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ کو مدرسہ اسلامیہ دیوبند قائم ہوا تو مولانا محمد یعقوب صدر مدرس مقرر ہوئے اُس وقت مولانا سرکاری ملازمت (گورنمنٹ انگلشیہ کی نوکری) سے سبکدوش ہو چکے تھے۔"[1]

مولوی قاسم نانوتوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی

"جیسا کہ آپ حضرات (مولوی قاسم بانی مدرسہ دیوبند و مولوی رشید احمد گنگوہی سرپرست مدرسہ دیوبند) اپنی مہربان سرکار (انگلشیہ) کے دلی خیرخواہ تھے تازیست دلی خیرخواہ ہی ثابت ہوئے۔"[2]

مولوی اشرف علی تھانوی

حکیم الامت دیوبند فرماتے ہیں :
"ایک شخص نے مجھ (مولوی اشرف علی تھانوی) سے دریافت کیا تھا کہ اگر تمہاری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے ؟ میں نے کہا محکوم بنا کر رکھیں گے ..... مگر نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا اس لیے کہ انہوں (انگریزوں) نے ہمیں (دیوبندیوں کو) بہت آرام پہنچایا ہے۔"[3]

؎ وہ شیفتہ کہ دھوم تھی حضرت کے زُہد کی
میں کیا بتاؤں کہ وہ رات کو کس کے گھر ملے

بانی مدرسہ دیوبند صدر مدرس دیوبند کے اُستاد

جناب مولوی مملوک العلی صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے اُستاد محترم اور صدر مدرس مدرسہ دیوبند

[1] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی دیوبندی ص ۱۸۹ [2] تذکرۃ الرشید ص ۹ پہلا حصہ [3] الافاضات الیومیہ ص ۶۹ حصہ چہارم۔

مولوی محمد یعقوب کے والد بزرگوار تھے۔ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں :—

"از عیان دہلی بودند تلمذ ایشاں در علوم درسیہ با مولوی رشید الدین خاں است و از طرف فرنگیاں تدریس درجہ اوّل مدرس دہلی ولیشاں است۔
یعنی وہ (مولوی مملوک العلی نانوتوی) دہلی کے اکابرین سے تھے اور علوم درسیہ میں مولوی رشید الدین خاں کے شاگرد تھے مدرسہ دہلی میں انگریزوں کی طرف سے جماعت اوّل (عربی) کو پڑھانے کے لیے مقرر تھے۔"[1]

"مسٹر ٹامسن وزیر دہلی کالج نے ۸ نومبر ۱۸۴۱ء کو ایک رپورٹ میں مولوی مملوک العلی کے اضافہ تنخواہ کی سفارش کی تھی کہ ان کو اسّی روپیہ ماہوار تنخواہ ملنی چاہیے بالآخر مولانا کو (پچاش کی بجائے) ساٹھ ۶۰ روپے تنخواہ ملنے لگی۔"[2]

نوٹ :۔ اس موضوع پر ہم نے اپنی کتاب برہان صداقت بر دو نجدی بطالت میں بہت تفصیل سے لکھا ہے بالخصوص ص ۹۲ تا ص ۹۸ ناقابل تردید شواہد و حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں۔ ناظرین کرام اور مصنف وہاں ضرور ملاحظہ کریں۔

مدرسہ دیوبند کا (لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد مسٹر پامر کا) خفیہ معائنہ و تحسین

۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یک شنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ (دارالعلوم دیوبند) کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں۔ "جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں (مدرسہ دیوبند میں) کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک

[1] تاریخ قنوج از نواب صدیق بھوپالی ص ۱۰۱۔
[2] رپورٹ جنرل کمیٹی آف پبلک انسٹرکشن بتوسط کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی۔

مولوی چالیس[۴۰] روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے یہ مدرسہ خلاف سرکار (انگلشیہ) نہیں بلکہ موافق سرکار، ممد و معاون سرکار (گورنمنٹ برطانیہ) ہے[۶]۔"

مدرسہ دیوبند کی نہایت درجہ کی کامیابی اور شہرت کا راز

مولانا پروفیسر محمد انوارالحسن دیوبندی رقمطراز ہیں: —— "تمام اندرونی و بیرونی صدمات اور حوادث کے بعد جو نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی کامیابی و شہرت مدرسہ کو حاصل ہوئی وہ سر جان ڈگس لاٹوش لیفٹیننٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کا بغرض خاص معائنہ مدرسہ دیوبند آنا تھا...... ۶ جنوری یوم جمعہ کو ٹھیک دس بجے دن براہ ریل نزول اجلال کیا[۱]۔"

انگریز مدرسہ دیوبند پر اس قدر مہربان تھے کہ "ایک مرتبہ صوبہ متحدہ کے گورنر سر جیمز مسٹن نے دارالعلوم دیوبند کا خصوصی معائنہ کیا۔"[۲]

مسٹر پامر کے خفیہ معائنہ اور مسٹر جان ڈگس لاٹوش گورنر متحدہ آگرہ و اودھ کے معائنوں سے واضح ہو گیا کہ مدرسہ دیوبند کی ترقی اور شہرت کا راز انگریز گورنمنٹ اور اُن کے خفیہ معتمدوں کی خصوصی اور ہمہ جہت عنایتوں اور بھرپور مالی معاونت کا کرشمہ تھا۔ اس قسم کا معائنہ اور داد تحسین دینے کے لیے کبھی کوئی انگریز گورنر یا اس کا معتمد دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف نہیں آیا نہ اُن کو یہ جرأت ہو سکتی تھی۔ —— یہاں یہ بات بھی خاص طور پر پیش نظر رہنی چاہیے کہ اکابر دیوبند نے مدرسہ دیوبند کی ملت سوز اسلام دشمن انگریز نواز پالیسیوں کو اس قدر خفیہ رکھا کہ مدرسہ دیوبند اندر ہی اندر مسلمانوں کی جڑیں کھوکھلی کرتا رہا اور انگریز بہادر کے ہاتھ مضبوط کرتا رہا۔ یہ سارا کام اس رازداری سے ہو رہا تھا کہ مدرسہ دیوبند

---

[۶] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی مصدقہ مفتی محمد شفیع کراچی [۱] روئیداد مدرسہ دیوبند ۱۳۲۲ھ
ص۵ و ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی ستمبر ۱۹۶۰ء [۲] تاریخ دارالعلوم دیوبند ص۲۸۹ جلد ۲

کا ۱۳۰۱ھ کے بعد جلسہ دستار فضیلت بھی ۲۶ سال کے بعد کیا گیا[۱]

بانی مدرسہ دیوبند کی علمی حیثیت

بانی مدرسہ دیوبند نے باقاعدہ کسی دارالعلوم یا درس نظامی باضابطہ درس گاہ میں تعلیم حاصل نہیں کی تھی مولوی مناظر احسن گیلانی بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے سوانح نگار ہیں وہ لکھتے ہیں: ——

"مولانا مملوک العلی کا گھر ان کا گھر تھا وہی ان کا مدرسہ بھی تھا وہی اقامت خانہ بھی[۲]"

اس سے تھوڑا آگے چل کر لکھتے ہیں: ——

"مولانا نانوتوی دہلی میں مولانا مملوک العلی صاحب سے جب تعلیم پاتے تھے تو وہاں کے کالج میں نام مولانا کا داخل تھا[۳]"

"مولانا مملوک العلی صاحب جو کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کے والد اور مولانا رشید احمد و مولانا محمد قاسم صاحب کے اُستاد ہیں دہلی میں دارالبقا سرکاری (انگریزی) مدرسہ تھا اس میں ملازم تھے۔"[۴]

جناب نانوتوی صاحب کو پڑھنے پڑھانے سے قطعاً کوئی شغف نہ تھا۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے حوالے سے لکھا ہے: ——

"مولانا محمد قاسم نے کتابیں کچھ بہت نہیں پڑھی تھیں بلکہ پڑھنے کے زمانہ میں بھی بہت شوق و مشقت سے نہیں پڑھا تھا[۵]۔"

مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند کو کسی اہم معیاری دارالعلوم تو کیا عام درس گاہ میں بھی پڑھنے کا موقع نہ ملا اُن کا سوانح نگار لکھتا ہے بلکہ

---

[۱] تاریخ دارالعلوم دیوبند ص۲۲۳ [۲] سوانح قاسمی جلد اول ص۲۲۲۔

[۳] سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۲۲۲ [۴] ایضاً صفحہ ۲۲۳۔

[۵] قصص صفحہ ۷۹ - ۱۳ بحوالہ سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۲۳۹ ؎

سوانح نگار یہی تذکرہ کرتا ہے کہ مولانا مملوک العلی کے دولت خانہ پر پڑھتے تھے اور وہ بھی جمعہ کی شب میں صیغوں اور ترکیبوں کے پوچھنے کا سلسلہ جاری رہتا تھا (سوانح قاسمی)

"اس بنیاد پر بھی ماننا چاہیے کہ مولانا نانوتوی کی تعلیم کا تعلق بھی گھریلو تعلیم سے تھا[1]۔"

ایسی بے ربط پڑھائی عدم توجہ و محنت کے بغیر حصول علم کا یہ انجام سامنے آیا جناب مولوی قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند فیل ہو جانے کے ڈر سے امتحان میں بھی شریک نہ ہوتے آپ کا سوانح نگار اس بات کو ذرا واضح انداز اور غیر مبہم الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

"جب امتحان کے دن ہوتے مولوی صاحب (مولوی محمد قاسم صاحب) امتحان میں شریک نہ ہوتے اور مدرسہ (یعنی وہ گھر جس میں پڑھتے تھے) چھوڑ جاتے نہ رہے بانس نہ بجے بانسری، گویا نہ سر ہوگا نہ درد ہوگا۔ سوانح قاسمی جلد اوّل ص۲۶۴ پر مکرر در مکرر لکھا ہے: ——

"مولانا مملوک العلی صاحب خانگی طور پر پڑھایا کرتے تھے ..... جب امتحان سالانہ کے دن ہوتے مولوی (قاسم نانوتوی) صاحب امتحان میں شریک نہ ہوتے اور مدرسہ چھوڑ دیا[2]۔"

مولوی قاسم صاحب پڑھائی کے وقت احادیث پر نکتہ چینی کیا کرتے تھے چنانچہ آپ کا سوانح نگار آپ کے حوالے سے لکھتا ہے: ——

"مولانا محمد قاسم صاحب فرماتے تھے کہ حدیث پڑھنے کے وقت میں یہی سوچا کرتا تھا کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں فرمائی[3]۔"

۱؎ سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۲۲۷ ۲؎ ایضاً ص۲۲۳ ۳؎ قصص الہادی صفحہ ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ و سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۲۲۷۔

اس کے بعد تعلیمی سلسلہ کو منقطع کر کے مزدوری کرنا شروع کر دی آپ کا سوانح نگار لکھتا ہے: ——

"پھر مولوی (قاسم) صاحب نے مطبع احمدی میرٹھ میں تصحیح کتب کی کچھ مزدوری کر لی[1]۔"

مطبع احمدی میں مزدوری کرنے کی روایات ارواح ثلاثہ الافاضات الیومیہ میں بکثرت ملتی ہیں۔ اس تفصیل کا حاصل یہ کہ اسی علمی بے بضاعتی کی بنا پر وہ فن تدریس سے لاتعلق رہے کسی بھی فن کی کوئی کتاب پڑھانے پر آپ کو قدرت نہ تھی اسی وجہ سے بادل نخواستہ مجبوراً آپ کے سوانح نگار مناظر احسن گیلانی کو یہ کڑوی گولی نگلتے ہوئے اعتراف کرنا پڑا: ——

"دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمد قاسم نے درس نہ دیا[2]۔"

اسی طرح مولوی اصغر حسین محدث مدرسہ دیوبند کو اس قرار واقعی حقیقت کا بصد و چشم اعتراف کرنا پڑا: ——

"مولانا (محمد قاسم) ممدوح میرٹھ میں منشی ممتاز علی کے مطبع میں تصحیح کا کام کرتے تھے پھر یہ مطبع دہلی منتقل ہو گیا مولانا (نانوتوی) ممدوح بھی دہلی مقیم ہوتے[3]۔"

مولوی قاسم نانوتوی صاحب خود تو نہ پڑھا سکتے تھے۔ انگریز سرتوڑ کوشش کے باوجود اپنے اس دارالعلوم کو حقیقی عالم ذی استعداد مدرسین فراہم نہ کر سکا۔ لے دے کے اس دارالعلوم کا سرمایۂ تدریس فقط ملاں محمود اور مولوی محمد یعقوب سابق ڈپٹی انسپکٹر مدارس (انگلشیہ) تھے جو پہلے سرکار انگریزی کے ملازم تھے[4]۔ اس دارالعلوم کے تمام اساتذہ و اراکین وغیرہ سابقہ سرکاری ملازم پنشنر تھے اس لیے زیادہ ملازمتوں اور سرکاری نوکریوں کے متلاشی طلباً تلاش معاش کے لیے مدرسہ دیوبند کا رخ کرتے

۱؎ سوانح قاسمی جلد اوّل ص۲۲۶ ۲؎ ایضاً ص۲۲۳ ۳؎ حیات شیخ الہند ص۱۹ ۴؎ ایضاً ص۱۸-۱۹۔

لگے کیونکہ گورنمنٹ انگلشیہ کے سابق ملازمین کے توسط سے نوکری جلدی مل جاتی تھی اس لیے یہاں کے فارغ التحصیل طلبا پیش امام کی بجائے پیٹ امام بننے کو ترجیح دیتے تھے انگریز کو ایسے مولویوں کی زیادہ ضرورت تھی جو اُن کے پنشنروں کے شاگرد اور تربیت یافتہ ہوتے اور سرکار انگلشیہ کے فرمانبردار ثابت ہوں۔ مدرسہ دیوبند کی شان میں مصنّف مطالعہ بریلویت نے ظفر علی خاں کی ایک مچلتی ہوئی نظم بھی اس کی حقانیت کی روشن دلیل بنا کر پیش کی ہے، مگر ظفر علی خاں مدرسہ دیوبند کو کیا جانے اور علماء دیوبند کو کیا جانے آئیے ہم اس سے زیادہ پُر لُطف نظم جو مولوی عامر عثمانی فاضل دیوبند و مدیر تجلی دیوبند نے لکھی مُصنّف مطالعہ بریلویت کی ضیافت طبع کے لیے پیش کرتے ہیں قارئین بھی لُطف اندوز ہوں موصوف مولوی شبیر احمد عثمانی کے بھانجے ہیں اور مدرسہ دیوبند کے قادر الکلام فاضل و ادیب ہیں پڑھیے اور سر دُھنیے :——

دارالعلوم دیوبند کے نام

کیا گردش دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں
دیوبند تیرا حال زبوں دیکھ رہا ہوں

اللہ رے یہ مسندِ افتاد کی اہانت
اپنوں کا بھی ہوتا ہوا خوں دیکھ رہا ہوں

آوارگی فکر و نظر اہل حرم کی
ناپختہ مگر جوشِ جنوں دیکھ رہا ہوں

جو داعی اسلام تھے وہ دلیش بھٹک رہے ہیں
نیرنگیٔ دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں

اسلاف کے دل بھی تیر فتووں سے ہیں مجروح
تکفیر کا یہ شوق فزوں دیکھ رہا ہوں

غیروں سے ہے اُلفت تجھے اپنوں سے اُلجھاؤ
بدلا ہوا انداز جنوں دیکھ رہا ہوں

حق گوئی بے باکیٔ اسلاف کی سوگند
تجھ کو پئے اغراض نگوں دیکھ رہا ہوں

یہ منصب اظہار سے فتووں کی یہ اندھیر،
فنکاری شیطاں کا فسوں دیکھ رہا ہوں[1]

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

جناب عامر عثمانی فاضل دیوبند اہل دل لوگوں میں سے تھے واقعی انہوں نے اپنی مادر علمی دیوبند کی صحیح تصویر کھینچکر رکھ دی۔ اس انگریزی دارالعلوم کے قرار واقعی تعارف کا حق ادا کر دیا بالخصوص یہ اشعار..... تکفیر کا یہ شوق فزوں دیکھ رہا ہوں۔ اور...... تجھ کو پئے اغراض نگوں دیکھ رہا ہوں.... خصوصی توجہ طلب ہیں۔

مدرسہ دیوبند کے سیکنڈ کلاس بانی دیوبندی فرقہ کے امام ثانی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی علمی حیثیت استعداد و قابلیت پر بھی ایک نظر ڈالتے چلیں گنگوہی صاحب بھی نانوتوی صاحب کی طرح تدریسی مہارت سے کورے تھے وہ بھی سرپرستی تک محدود رہے فنون عربیہ پر عبور نہ ہونے کے باعث مدرسہ دیوبند میں پڑھا نہ سکے مدرسہ دیوبند کا کل سرمایہ مُلّا محمود اور مولوی یعقوب نانوتوی ڈپٹی انسپکٹر انگریزی سرکاری مدارس تھے اور گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار ملازم تھے بلہ

اس وقت ہمیں دکھانا یہ ہے کہ مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند کی طرح سرپرست مدرسہ بھی گھر کے پڑھے ہوتے تھے۔ باقاعدہ کسی دارالعلوم یا اسلامی جامعہ میں ماہرین تدریس عربیہ سے ان کی تعلیم نہ ہوتی تھی۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کے اساتذہ میں سے گھر میں پڑھانے والے ایک استاد مولوی مملوک العلی صاحب بھی سرکاری ملازم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے تنخواہ دار سکول ٹیچر تھے جس کے حوالے مولوی قاسم صاحب نانوتوی کے تعلیمی ذکر میں گزر چکے ہیں تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے :——

"دہلی میں علوم نقلیہ کے اندر آپ کے اُستاد جناب مفتی صدر الدین آزردہ

(حاشیہ صفحہ سابقہ) [1] ماہنامہ "تجلی" دیوبند مئی ۱۹۵۷ء۔

(حاشیہ صفحہ موجودہ) [1] سوانح قاسمی و کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی تذکرۃ الرشید ؛

رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ایک روز مولوی گنگوہی مفتی صدرالدین صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ مفتی صاحب فرمانے لگے میاں رشید تم ہی اچھے ہو...... ہماری (سرکار عالی گورنمنٹ انگلشیہ کی) نوکری جائز نہیں تھی ہم (مولوی مملوک العلی نانوتوی۔ محمد یعقوب نانوتوی وغیرہ) خوب سمجھتے تھے کہ جائز نہیں مگر ہم بزور علم اُس کو جائز کہتے تھے"۔[1]

یعنی ناجائز سمجھکر انگریز کا مال تنخواہ کے نام پر کھاتے رہے بہر حال موضوع تو یہ تھا کہ گنگوہی صاحب باقاعدہ کسی دارالعلوم کے باضابطہ پڑھے ہوئے نہیں تھے گھریلو طور پر گھر کے اندر پڑھائی ہوئی تھی تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے: —

حضرت (گنگوہی) قدس سرہٗ نے فارسی کرنال میں اپنے منجھلے ماموں مولوی محمد تقی صاحب سے پڑھی...... آپ نے فارسی کا کچھ حصہ مولوی محمد غوث صاحب سے بھی پڑھا...... مولوی محمد بخش صاحب رامپوری حضرت کے نہایت ہی شفیق اُستاد تھے۔ ہدایۃ النحو مولوی قاضی احمد الدین جہلمی پنجابی سے پڑھی اور آخر میں مولانا صدرالدین دہلوی۔ مولانا مملوک العلی نانوتوی شاہ عبدالغنی سے پڑھا۔ یہ حضرات فرداً فرداً اپنے اپنے گھروں پر پڑھاتے تھے۔ اس متفرق و پرچون گھریلو پڑھائی کا یہ اثر ہوا کہ لمبے چوڑے القابات کے باوجود آپ ذی استعداد ماہر فن تدریس استاد نہ بن سکے اور مدرسہ دیوبند کے لیے سرکاری انگریزی سکول ٹیچر مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی کو دیوبند میں بطور صدر مدرس منگوانا پڑا اور یہی خانہ ساز پرچون پڑھائی کا نتیجہ ہے کہ آپ کا فتاویٰ رشیدیہ قطعاً بے ربط ہے جس میں اکثر فتاویٰ متضاد ہیں اور لاتعداد سوالات کے جواب میں اپنی علمی بے بضاعتی کے سبب آپ کو لکھنا پڑا مجھے معلوم نہیں مثلاً،

---

[1] تذکرۃ الرشید حصہ اوّل صفحہ ۳۲؛

- حال معلوم نہیں فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۳۶ —
- حال معلوم نہیں صفحہ ۳۵۸ —
- حال معلوم نہیں صفحہ ۳۸۲ —
- حقیقت معلوم نہیں صفحہ ۳۵۸ —
- معلوم نہیں صفحہ ۵۲۷ —
- حال معلوم نہیں صفحہ ۵۱۰ —
- بندہ کو معلوم نہیں صفحہ ۱۸۰ —

یہ حال معلوم نہیں — معلوم نہیں — حقیقت معلوم نہیں کا رونا فتاویٰ رشیدیہ میں پچاس سے زائد جگہ رو دیا گیا ہے اس سے گنگوہی صاحب کی فقہی بصیرت کا بھی بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے —۔

فتاویٰ کُفر کی پُرانی راگنی

مسٹر مانچسٹروی اینڈ دیوبندی نجدی برانڈ ملاؤں کا سارا دکھ اندرونی بیرونی اور آگے پیچھے کا سارا درد اس بات پر ہے کہ سیدنا امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ و دیگر اکابر علما و اہل سنت نے اہل توہین ملاؤں یعنی اکابر اصنام دیوبند کی تکفیر کیوں کی اس جرم میں وہ محض بہانہ بنا کر ڈوبتے کو تنکے کا سہارا سمجھ کر دوسرے مکاتب فکر کے اہل توہین کی تکفیر کا بھی رونا رو رہے ہیں مانچسٹروی مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۱۰۲ پر یہی راگنی الاپتے ہوئے بعنوان "مولانا حالی پر فتویٰ کفر" لکھتا ہے: —

"مولانا احمد رضا خاں کے حلقہ عقیدت نے مولانا حالی کو معاف نہیں کیا حزب الاحناف لاہور کے مولانا ابوالطاہر محمد طیب دانا پوری نے جہاں ڈاکٹر اقبال اور قائد اعظم کو کافر لکھا ہے

وہاں سرسید خاں کے نورتنوں مولانا حالی کو بھی نشانہ بنایا اس کے ضمن و ذیل میں ظفر علی خاں ، ڈاکٹر اقبال اور قائداعظم لیگ پر فتویٰ کو بڑے چغلخورانہ انداز میں ذکر کیا ہے اور حوالہ جات مولانا دانا پوری و بجانب اہلسنت کے دیئے ہیں۔

اس کے متعدد جوابات ہیں : ـــــــ

اوّل ـــ تو بجانب اہلسنت اکابر اہلسنت مشاہیر و مسلّمہ خلفاء و تلامذہ اعلحضرت کی متفقہ کتاب نہیں نہ حضرت مولانا طیب دانا پوری علیہ الرحمۃ صف اول کے مسلمہ اکابر اہل سنت سے ہیں۔ یہ ملاں مانچسٹروی کی عجب عیاری ہے کہ ہر بات کی کڑی اعلحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی ذات سے ملا دیتا ہے۔ جمہور اکابر اہل سنت کا اس سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ جس طرح مکالمۃ الصدرین میں مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی وغیرہم پر مولوی حسین احمد کانگریسی کی ذریت نے "ابو جہل" ہونے تک کا فتویٰ دیا تھا کیا اس سے تمام دیوبندی مولوی متفق ہیں ؟ اسی طرح بجانب اہلسنت اور مولانا دانا پوری سے جملہ اکابر اہلسنت کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے اور نہ ہیں ـــــــ ۔

دوم یہ کہ خود دیوبندی مولویوں کے فتاویٰ کفر و شرک قائداعظم لیگ سرسید شبلی حالی وغیرہ پر کیا کم ہیں ؟

سوم یہ کہ یہ دیکھنا ہے کہ مولانا دانا پوری وغیرہم کو ان لوگوں سے کوئی زن و زر کا جھگڑا اور جائیداد کا تنازعہ تھا ؟ وہ کیا حقائق تھے جن کی بنیاد پر فتویٰ دیا گیا اس کے اسباب و علل کیا تھے ؟ کن کن افکار و نظریات و اشعار و عبارات پر فتاویٰ دیئے گئے۔ انہی عبارات و اشعار کو لکھ کر بغیر نام بتائے دیوبندی مولویوں سے

فتاویٰ طلب کیا جائے تو وہ بھی مولانا دانا پوری جیسا ہی فتویٰ دیں گے اور اس کا تجربہ ہم نے مرثیہ گنگوہی کے اشعار پر اکابر دیوبند سے فتویٰ طلب کر کے کیا ہے جو عنقریب پیش کریں گے۔

چہارم یہ کہ جناب مانچسٹروی نے لکھا ہے "مولانا احمد رضا خاں کے حلقہ عقیدت نے مولانا حالی کو معاف نہیں کیا"۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ آپ کے "مولانا" مسٹر حالی نے کب معافی طلب کی ؟ اور پھر کفر و ارتداد کی باتوں کو معاف کرنا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اس کے کرم پر منحصر ہے تم مولانا احمد رضا خاں کے حلقہ عقیدت کے لوگوں سے معافی مانگ کر کہیں شرک کے مرتکب تو نہیں ہوئے؟ کتاب التوحید۔ تقویۃ الایمان۔ فتاویٰ رشیدیہ پر از سر نو نظر ڈال کہ بتاؤ گناہوں کا معاف کرنا کس کا کام ہے کلماتِ کفریہ کا معاف کرنا کس کا کام ہے اللہ تعالیٰ کا یا مولانا احمد رضا خاں کے حلقۂ عقیدت کا ـــــــ ؟

پنجم یہ کہ تم جیسے نقلیں اتارنے اور منہ چڑانے والے کیا جانیں فتویٰ شرعی کیا ہوتا ہے ملاں مانچسٹروی کو چاہیے تھا کہ دلائل و تحقیقات سے اس فتویٰ کا رد کرتا یا جن امور پر حالی صاحب پر فتویٰ دیا ان دلائل کی تردید یا تکذیب کرتا۔ مگر کچھ بھی نہیں زبانی ، کلامی لفاظی اور کاغذی شعلہ بیانی سے دل بہلا رہا ہے۔

مانچسٹروی صاحب حالی پر فتویٰ کے غم میں نڈھال ہے مگر دراصل حقیقی غم اس کو حالی کی بدحالی کا نہیں اکابر اصنام دیوبند کی تکفیر کا ہے ، حالی کا سہارا تو محض اکابر اہلسنت کے شرعی فتویٰ کو بے اثر ثابت کرنے کے لیے لے رہا ہے۔ پنجابی کا محاورہ ہے "روندی یاراں نوں لے لے ناں بھراواں دا۔ یعنی بدکار عورت بھائیوں

کا نام لے لے کر اپنے آشناؤں کو روتی ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ غور و فکر ہے کہ حالی پر حکم شرعی سے مانچسٹر وی کا کلیجہ شق ہوا جاتا ہے لیکن یہی حالی جب سُنّی عقائد پر اپنی بے ہنگم شاعری میں شرک و کفر کا فتوٰی دیتا ہے اُن کو دائرۂ ایمان و اسلام سے خارج قرار دیتا ہے تو دیوبندیوں کے دل میں لڈو پھوٹتے ہیں اور لب باندھے دم سادھے بیٹھے رہتے ہیں۔ سنو حالی الزام تراشی کے لیے عالم تصورات میں اہل سنّت کے ذمہ من گھڑت فرضی عقائد لگا کر شاعرانہ فتوٰی کا شوق یوں پورا کرتا ہے ؎

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رُتبہ نبی سے بڑھائیں

مزاروں پہ دن رات نذر چڑھائیں — شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دُعائیں

نہ توحید میں کچھ فرق اس سے آئے

نہ ایمان بگڑے نہ اسلام جائے [1]

مانچسٹر وی جس دین دھرم کا ہے اُسی دین دھرم کا واسطہ دے کر پُوچھتا ہوں کہ اگر خدا تعالٰے کو مانتا ہے تو خدا لگتی کہے کیا سُنّی بریلوی حامیان مسلک اعلیٰحضرت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا مانتے ہیں؟ اور یہ بات کس کتاب سے ثابت ہے۔ کیا اماموں کا رُتبہ حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھاتے ہیں یہ بات ہمارے اکابر کی کس کتاب سے ثابت ہے؟

نبی علیہ السلام کو خدا کہنے والا قطعاً یقیناً مشرک ہے۔ اسی طرح اماموں کا رُتبہ نبی علیہ السلام سے بڑھانے والا بلاشبہ کافر و مرتد ہے دوسرے لفظوں میں حالی ہمارے اور ہمارے اکابر کے ذمہ دھاندلی سے غلط عقیدہ منسوب کر کے ہمیں کافر و مشرک قرار دے رہا ہے اور آخر میں خود اعلان فتوٰی بھی کر رہا ہے ؎

(حاشیہ بر صفحۂ آئندہ)

نہ توحید میں کچھ فرق اس سے آئے

نہ ایمان بگڑے نہ اسلام جائے

گویا کہ اہل سنّت کی توحید میں بھی فرق آ گیا اور وہ مشرک ہو گئے اور ان کا ایمان بھی بگڑ گیا بے ایمان ہو گئے اور اُن (سُنّی بریلویوں) کا اسلام بھی جاتا رہا۔ یہ ہے حالی کی شاعرانہ فتوٰی بازی ـــــــ۔

اب یاد رکھیے کہ حالی کے عائد کردہ سراسر لغو الزامات ہم پر قیامت تک ثابت نہ ہو سکیں گے چاہے مانچسٹر وی دُم سے چٹیا تک کا زور لگا لیں اب جب کہ یہ الزامات ہم پر ہیں ہی سراسر الزام اور سو فیصد خالص جھوٹ اور بدترین افتراء تو جب ہم پر حالی نے کفر و شرک بلکہ ایمان و اسلام سے خارج ہونے کا فتوٰی دیا جو کہ سراسر غلط ہے تو یہ کفر خود حالی پر لوٹا۔

حدیث شریف صحیح بخاری شریف جلد دوم ص ۹۰۱ و صحیح مسلم شریف جلد اوّل ص ۵۷، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایما امرئ لاخیہ کافر فقد باء احدھما ان کان کما قال والا رجعت الیہ۔

یعنی جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں ایک پر ضرور یہ بلا پڑے، اگر جسے کہا وہ سچ کافر ہے جب تو خیر ورنہ یہ لفظ (فتوٰی کفر) اُسی کہنے والے پر پلٹ آئیگا۔ بتاؤ یہ فتوٰی کفر خود حالی پر پلٹا یا نہیں۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) [1] مسدس حالی ص ۳۷ ؎

ایک دوسری جگہ بھی حالی صاحب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک من گھڑت حدیث منسوب کر کے لکھتے ہیں ۔

نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں، ہم تم
مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی [1]

پہلے اشعار میں حالی نے اہلسنت پر الزام لگایا تھا "اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں" یہاں وہ خود اپنا اور عام انسانوں کا رتبہ نبی کے برابر بتا رہا ہے کہ "نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم" یعنی نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بندہ ہونے میں عام لوگ کم نہیں ہیں اور پھر بکتا ہے "کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم" بے بسی بے چارگی محتاجی میں معاذ اللہ حضور سید الانبیاء ماثور من اللہ خلیفۃ اللہ الاعظم محبوب معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرح برابر بتا رہا ہے۔ بتائیے یہ کفر خالص نہیں تو کیا ہے ـــ! اماموں کو نبی سے رتبہ میں بڑھانا کفر ہے تو نبی کو رتبہ میں اور بے چارگی میں اپنے برابر قرار دینا بھی کفر ہے۔ اور پھر حالی مذکورہ بالا الفاظ حدیث کے ذمہ لگاتا ہے کوئی دیوبندی ماں کا لال بتائے کہ وہ حدیث کہاں ہے اور اس کے عربی الفاظ کیا ہیں؟ مستند حوالہ کے ساتھ بات کرے ورنہ حالی اور اس کے حامی اس حدیث کی روشنی میں اپنا ٹھکانا متعین کر لیں:

[1] مسدس حالی صفحہ ۱۷ ؎

من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار، یعنی جو دانستہ مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

اس پر کافی کلام کیا جا سکتا ہے مگر اس پر اکتفا کرتا ہوں۔

ظفر علیخاں پر فتویٰ

تردید شدہ باتوں کا اعادہ دیوبندیوں کی عموماً پرانی خصوصیت اور جاہل پروفیسر" علامہ ڈاکٹر مانچسٹروی کی خصوصاً دائمی عادت ہے لہٰذا اس نے پھر ظفر علی خاں کی تکفیر کا رونا رو دیا حالانکہ ہم برہان صداقت برد نجدی بطالت میں اس قسم کی باتوں کا مفصل جواب دے چکے ہیں اس سلسلہ میں بھی حوالہ وہی بجانب اہلسنت اور مولانا داناپوری رحمۃ اللہ علیہ کا دیا گیا ہے جس پر ہم اوپر تفصیل و وضاحت سے لکھ آئے ہیں۔ اسی طرح ایک حوالہ القسورہ علی ادوار الحمر الکفرہ کا دیا گیا ہے مگر مانچسٹروی نے نہ استفتاء نقل کیا نہ مفصل جواب فتویٰ نقل کیا جس پر گفتگو کی جائے البتہ فتویٰ کفر کے وجوہات لکھنے اور فتویٰ کفر نقل کرنے کی بجائے مسخرہ پن سے مراثیانہ انداز میں یہ لکھا ہے۔

"مولانا ابوالبرکات کی چنگڑ محلہ کے کہاروں سے ضد ہو گئی تھی تو انہوں نے روزنامہ زمیندار کی طرف رجوع کیا تو مولانا نے ایک اور فرقے کا اضافہ فرما دیا یعنی فرقہ کہاریہ زمینداریہ اس نام پر بہت سے کہاروں نے غیرت کھائی اور مولانا کو ختم پڑھانا چھوڑ دیا" [1]

دیکھا آپ نے کتنے وثوق اور اعتماد سے کہانیاں گھڑ رہا ہے

[1] مطالعہ بریلویت جلد اول صفحہ ۱۰۴ ؎

گویا کہ کمہار اس کی برادری اور خاندان کے تھے اور انہوں نے خالد مانچسٹروی کے کہنے پر سیدی علامہ ابوالبرکات قدس سرہٗ کو ختم پر بُلانا چھوڑ دیا تھا۔ اگر پروفیسر کی کمہار برادری نے مفتیٔ پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ختم پر بُلانا چھوڑ دیا تھا تو کیا کانگریسی کٹھ پتلی سردار جی احمد علی شیرانوالہ کو بُلانا شروع کر دیا تھا؟ اور ممکن ہے وہ فتویٰ ظفر علی خاں کے کانگریسی گاندھوی دور سے متعلق ہو۔ مگر خود دیوبندی وہابی ظفر علی خاں کو اور ظفر علی خاں دیوبندیوں وہابیوں کو کیا اچھا سمجھتے ہیں۔ مثلاً ظفر علیخاں ایڈیٹر اخبار زمیندار کا ایک بہت مشہور شعر ہے ؎

کچھ شیعوں ہی کے نہیں مشکل کشا علی
ہر رَن میں نعرہ سُنیوں کا بھی ہے یا علی [1]

کتاب التوحید۔ تقویۃ الایمان۔ فتاویٰ رشیدیہ بہشتی زیور۔ امداد الفتاویٰ۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند۔ جواہر القرآن میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا کہنے اور نعرۂ حیدری یا علی کہنے کو کفر و شرک لکھا ہے۔

حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہنا اور ندا کے ساتھ یا رسول اللہ یا علی پکارنا دیوبندیوں وہابیوں کے ہاں خالص کفر و شرک ہے ہمیں اختصار مانع ہے ورنہ متعدد حوالہ جات نقد موجود ہیں تو حضرت علی کو مشکل کُشا کہہ کر اور یا علی کا نعرہ لگا کر اس کو جائز سمجھ کر خود دیوبندی وہابی مولویوں کے نزدیک ظفر علی خاں بھی مشرک و کافر ہوئے۔ مولانا دانا پوری فتویٰ دیں تو ناجائز اور

[1] چمنستان صفحہ ۲۳۰ ؎

من جملہ اکابر اصنام دیوبند فتویٰ کفر دیں تو جائز یہ فرق و امتیاز کیوں؟ یا پھر اعلان کرو کہ یا رسول اللہ مشکل کشا یا علی مشکل کشا کہنا دیوبندی مذہب میں جائز ہے۔

ظفر علی خاں نے مفتی اور فقیہہ نہ ہونے کے باوجود بھی اکابر دیوبند پر شاعرانہ طرز استدلال کے ساتھ فتاویٰ صادر کئے ہیں ملاحظہ ہوں دیوبندی امیر شریعت عطاء اللہ صاحب بخاری مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی دیوبندی۔ مولوی محمد علی جالندھری دیوبندی۔ قاضی احسان احمد شجاعبادی دیوبندی اور ان کی مجلس احرار کی پاکستان دشمنی ہندو نوازی گاندھی پرستی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے ہندو نوازی گاندھی پرستی پاکستان دشمنی درحقیقت اسلام دشمنی تھی مسٹر مانچسٹروی کے زندہ دل واہل دل ظفر علی خاں سے ان کی اسلام دشمنی نہ دیکھی گئی اور بے ساختہ پکار اُٹھے اور احراری اکابر دیوبند کی منقبت کا حق یوں ادا کیا ؎

احرار کا جنازہ

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار	اسلام اور ایمان احسان سے بیزار
ناموسِ پیغمبر کے نگہبان سے بیزار	کافر سے موالات مسلمان سے بیزار
اس پر ہے یہ دعویٰ کہ ہیں اسلام کے احرار	احرار کہاں کے یہ ہیں اسلام کے غدار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

بیگانہ یہ بدبخت ہیں تہذیب عرب سے	ڈرتے نہیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے
مل جائے حکومت کی وزارت کسی ڈھب سے	سرکارِ مدینہ سے نہیں ان کا سروکار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

اللہ کے گھر کوئی ڈھادے تو یہ خوش ہیں | مسجد کا نشاں کوئی مٹادے تو یہ خوش ہیں
مسلم کا کوئی خون بہادے تو یہ خوش ہیں | لاہور میں آثارِ قیامت ہیں نمودار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار [1]

واقعی مولوی ظفر علی خاں نے اپنے دیو بندی احراری ملاؤں کے تعارف کا حق ادا کر دیا۔

مانچسٹروی جی کے ممدوح معظم ظفر علی خاں نے سعودیوں کے سربراہ سعودی حکومت کے فرمانروا ابن سعود کا تعارف بھی بڑے حقیقت پسندانہ انداز میں زندہ دلی کے ساتھ پیش کیا ہے ؎

ابن سعود کیا ہے ؟ فقط اک حرم فروش
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر
اسلامیوں پر اس نے برسائیں گولیاں
پھر کیوں نہ کشتنی ہو زمیندار کا مدیر [2]

دیو بندی مجلس احرار اور دیو بندی امیر شریعت کا تعارف

؎
ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے
گلہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے
پانچ لکوں کا ہے پابند شریعت کا امیر
اس میں طاقت ہے تو کرپان کی جھنکار سے ہے
آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
سب یہ ذلت اسی طبقہ غدار سے ہے [3]

دیو بندی شیخ الاسلام شیخ الحدیث کے نام | مولوی حسین احمد کانگریسی دیو بندی

[1] نگارستان از ظفر علیخان صفحہ ۲۳۱/۲۳۲ [2] ایضاً صفحہ ۲۵۲ ؎
(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

شیخ الحدیث مدرسہ دیو بند کی نقاب کشائی کا حق بھی مانچسٹروی صاحب کے اہل دل و زندہ دل مولوی ظفر علی خاں نے ادا کر دیا تھا اور بہت خوب ادا کیا تھا۔ اس نظم کا عنوان ہے "ہندو دولہا اور مسلمان دلہن" کاش کہ ظفر علی خاں مندرجہ ذیل اشعار کے حسب حال اس نظم کا عنوان ہندو دولہا اور دیو بندی دلہن رکھتے بہر حال نظم حاضر ہے ؎

مسلماں ہو کے شنکر لال کے بیٹے کے گھر آئی
دیا الیشر کی ہے عباس طیب جی کی پوتی پر
مسلماں کا پھٹا تہمد نہ کچھ بھی اس کے کام آیا
پچھاڑ رہو گئی شرع نبی زرتار دھوتی پر
حسین احمد سے کہتے ہیں حزف ریزے مدینہ کے
کہ لٹو آپ بھی کیا ہو گئے سنگم کے موتی پر [1]

واقعی مولوی ظفر علی خاں نے حسین احمد کانگریسی کی شیخ الاسلامی و شیخ الحدیثی کے تعارف کا حق ادا کر دیا۔

ہمیں پھر اختصار مانع ہے اس لیے اہل دیو بند پر ظفر علی خاں کے اِن ہی فتوؤں پر اکتفا کرتا ہوں یاد رہے کہ یہ سب کچھ ہم نے بجانب اہلسنت سے نہیں لکھا بلکہ اکابر دیو بند اور مسٹر مانچسٹروی کے ممدوح اعظم سے ثابت کیا اور لکھا ہے۔ ع

گر قبول افتد زہے عزو شرف

ظفر علی خاں کے "فتوؤں" سے ثابت یہ ہوا کہ اسلام کے غدار کون۔ دیو بندی۔ اسلام کی رسوائی کا باعث کون یہی احراری

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) [3] چمنستان صفحہ ۳ (حاشیہ صفحہ موجودہ) [1] ایضاً صفحہ ۱۸۷ ؎

دیوبندی۔ غدار کون۔ یہی دیوبندی۔ شرع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہندو کی دھوتی پر قربان کرنے والے کون۔ دیوبندی۔ حرم فروش کون دیوبندیوں کا مزئی نعمت خداوند دولت ابن سعود نجدی۔

ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ

مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۱۰۵ پر اس عنوان سے خلیفہ اعلحضرت حضرت فخر المحدثین علامہ ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ محدث لاہوری قدس سرہٗ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ مولانا دیدار علی شاہ خطیب مسجد وزیر خاں نے ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ دیا جب تک ان کفریات سے قائل اشعارِ مذکورہ توبہ نہ کرے اس سے ملنا جلنا تمام مسلمان ترک کر دیں ورنہ سخت گنہگار ہوں گے۔"

حاشیہ میں ۱ کے تحت حوالہ روزنامہ زمیندار ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء کا دیا ہے جو مانچسٹروی نے مطالعہ بریلویت میں لکھنے کے لیے ماں کے پیٹ سے سنبھال کر رکھ لیا ہوگا۔ عنوان تو ہے ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ کفر مذکورہ عبارت میں نہ ڈاکٹر اقبال کا ذکر نہ فتویٰ کفر کے الفاظ مذکور اور پھر صفحہ ۱۰۴ سے صفحہ ۱۰۵ تک ثابت تو یہ کرتا آرہا ہے کہ شریف مکہ نے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ شریف مکہ ہاشمی تھا اور ترک عجمی تھے اور ڈاکٹر اقبال سعودیوں کے حق میں تھے اس لیے اقبال پر بریلویوں کی نارِ انتقام تیز ہوگئی تھی اس وجہ سے مولانا دیدار علی شاہ نے اقبال پر فتویٰ دیا تھا حالانکہ فتویٰ پر مشتمل جو الفاظ اس بد طینت نے رقم کیے ہیں اس میں ہاشمی عجمی اور سعودی چپقلش و آویزش کا قطعاً کوئی ذکر نہیں اور فتویٰ میں کفر کے الفاظ نہیں یہ سب مانچسٹروی کی بے ایمانی اور دجل خالص ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ پھر حضرت علامہ دیدار

علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی کسی کتاب و فتاویٰ کا حوالہ نہیں زمیندار ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء کا حوالہ ہے۔ البتہ تجانب اہل سنت میں مولانا داناپوری کے حوالہ و فتویٰ میں اشعار پر فتویٰ کا ذکر ضرور ہے اور مولانا داناپوری علیہ الرحمتہ سے منسوب تجانب اہلسنت کے حوالہ سے جو کچھ لکھا ہے وہ صرف یہ ہے :-

"ڈاکٹر صاحب کی زبان پر ابلیس بول رہا ہے۔ ڈاکٹر اقبال صاحب نے اپنی فارسی اردو نظموں میں دہریت کا الحاد کا زبردست پروپیگنڈہ کیا ہے"

بتایئے ان دونوں جملوں میں کفر و ارتداد کا ذکر کہاں ہے؟ عنوان کچھ متن کچھ دلیل کچھ دعویٰ کچھ۔ زبان پر ابلیس بول رہا ہے۔ بلاشبہ ابلیس انسان کا ازلی دشمن ہے۔ ہر کسی کو ورغلا سکتا ہے دھوکہ دے سکتا ہے ویسے بھی محاورۃً چھوٹوں کو بڑے کہہ دیا کرتے ہیں او شیطان مگر یہاں تو صرف بول رہا ہے لکھا ہے۔ باقی رہے اشعار تو اس میں شک نہیں ڈاکٹر صاحب انسان تھے معصوم ملائکہ یا گروہ انبیاء علیہم السلام سے نہ تھے جو غلطی نہ کریں ارادۃً یا غیر ارادی طور پر تو اُن سے ایسے اشعار سرزد ہوئے جو معیار شریعت پر پورے نہیں اُترتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کا نام لیے بغیر کسی بھی فرقہ کے عالم سے ان الفاظ پر حکم شرعی معلوم کر سکتے ہیں وہ اشعار یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے کہتے ہیں ؎

تیرے شیشے میں مے باقی نہیں ہے
بتا کیا تو میرا ساقی نہیں ہے
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے (بالِ جبریل ص ۶)

اللہ تعالیٰ کے حق اور شان میں بخیلی کا لفظ اسلام کی رُوح کے
قطعاً منافی شانِ ایزدی کے خلاف ہے اور یہ کہ ایک جگہ لکھا ہے ؎

چُپ رہ نہ سکا حضرت یزداں میں بھی اقبال
کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا مُنہ بند [1]

حضرت یزداں حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی شان ارفع میں بھی چپ نہ کرنا۔ ڈاکٹر صاحب کو خود اقرار ہے اور وہ خود کہہ رہے ہیں

ع کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا مُنہ بند

اب جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گستاخ ہونے کا خود اقرار کرے تو اس کے اشعار پر اگر مولانا داناپوری صاحب نے حکم شرعی واضح کر دیا تو کون سا جرم کیا؟ جو کچھ کیا وہ اللہ تعالیٰ سبوح وقدوس وسبحان کی شان ارفع واعلیٰ برتر و بالا کے لیے کیا تمہارے اکابر کی طرح گاندھی نہرو اور ہندو کانگریس کی تائید و حمایت میں ہندوؤں کی خوشنودی کیلئے تو نہیں کیا۔ باقی تم خود اور تمہارے اکابر اقبال کو کیا کہتے ہیں کیا سمجھتے ہیں آیئے بتایئے اقبال کے معروف ترین اشعار ہیں ؎

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمین
آں امام اولین و آخرین
بانوے آں تاجدار ھل اتےٰ
مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا

---

[1] بال جبریل صفحہ ۳۵ ؛

یہ ہیں ڈاکٹر اقبال کے اشعار اور اُن کا عقیدہ وہ حضور سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا مان رہے ہیں اور یہ ہیں تمہارے دیوبندی وہابی شیخ القرآن غلام خان راولپنڈی کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

"کوئی کسی کے لیے حاجت روا اور مشکل کشا و دستگیر کس طرح ہو سکتا ہے...... ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں ان کا کوئی نکاح نہیں ایسے عقائد پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے [1]"

مشکل کشا کہنے والے ڈاکٹر اقبال پر یہ ہے دیوبندی شیخ القرآن کا فتویٰ اور حکیم الامت تھانوی دیوبندی کا بہشتی زیور میں دیوبندی قطب عالم گنگوہی کا فتاویٰ رشیدیہ میں شہید لیلیٰ نجد قتیل دہلوی کا فتویٰ تقویۃ الایمان میں دیکھ سکتے ہیں۔ بتاؤ اکابر دیوبند نے اقبال کو کونسا ولی کامل اور عارف باللہ سمجھا ہوا ہے؟ بلکہ ایسا کافر سمجھا کہ جس کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر قرار دیا جائے۔

ویسے ہم یہ خوب سمجھتے ہیں اور دُنیا جانتی ہے کہ تم فی الواقع اقبال کی حمایت و مدافعت میں کچھ نہیں لکھ رہے۔ تم اقبال کو ڈھال بنا کر اپنے گستاخ اکابر کی شدید ترین گستاخیوں پر پردہ ڈال کر اُن پر سے تکفیر کا حکم شرعی زائل اور بے اثر کرنا چاہتے ہو۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر اقبال نے تمہارے نام نہاد کانگریسی شیخ الاسلام گاندھی برانڈ شیخ الحدیث حسین احمد ٹانڈوی کے اکھنڈ بھارت اور متحدہ قومیت و وطنیت کے نظریہ پر

---

[1] جواہر القرآن ص ۱۴۷ از غلام خاں راولپنڈی دیوبندی ؛

کیسی کاری ضرب لگائی ؎

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

من گھڑت عقل شکن پُر فریب تاویلیں کرکے مرہم پٹی کرتے جا رہے ہو مگر قرار نہیں آتا جیسی لایعنی و بے معنی تاویلات ان اشعار و کلام اقبال کی تم آج کر رہے ہو وہ مولوی حسین احمد نے اپنی زندگی میں خود کیوں نہ کی؟ یہ ایک چبھتا ہوا سوال ہے جس کا کوئی جواب نہیں۔

بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی کہ ڈاکٹر اقبال نے کانگریسی کٹھ پتلی مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے نظریۂ وطنیت پر زناٹے دار تھپڑ رسید کرکے اس کی مصنوعی شیخ الاسلامی کا تار پود بکھیر کر رکھ دیا بلکہ ملاں مانچسٹروی کے آقایان نعمت سعودیوں کے سربراہ خود ساختہ امیر عبدالعزیز آل السعود کو بھی للکارا۔ اقبال حضور جان نور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور سے متصل زمین قدس پر آنکھیں مل رہا تھا شرک کے سعودی ٹھیکیداروں نے روکنا اور منع کرنا چاہا تو اقبال نے کہا ؎

سجود نیست اے عبدالعزیز ایں
بروبم از مژہ خاک در دوست [1]

ڈاکٹر اقبال نے سعودی شرک سازوں کو آڑے ہاتھ لیا مگر کمال ڈھٹائی سے مانچسٹروی الٹی گنگا بہاتے ہوئے لکھتا ہے،
ڈاکٹر اقبال نے آل سعود کے حق میں بیان دیا"[2]

[1] ارمغان حجاز صفحہ ۸۳ [2] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۰۵ ؂

غالباً مانچسٹروی کو یہ نام نہاد الہام ٹیچی ٹیچی کے توسط سے ہوا ہوگا۔ بہرحال مانچسٹروی نے مطلب پرستی اور خود غرضی کے لیے ڈاکٹر اقبال کا نام استعمال کیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بعض اشعار میں سہو کے علاوہ اقبال بلاشبہ وہابی عقائد و افکار سے سخت متنفر تھے اگر ضرورت محسوس ہوئی تو آگے اس سے زیادہ لکھا جا سکتا ہے۔

موضوع سخن طے کئے بغیر مشق سخن
نام نہاد مطالعہ بریلویت کی اشاعت کا مقصد وحید

اہل سنت پر اندھا دھند الزام تراشی و بہتان طرازی ہے اس لیے مانچسٹروی آتش انتقام کی بھٹی میں بھنتے ہوئے اصل موضوع زیر بحث فتویٰ کفر سے ہٹ کر اکابر دیوبند کو آگرہ کا تاج محل ثابت کرنے کے لیے بعنوان "علماء دیوبند کے بارے میں قائد اعظم کے تاثرات" لکھتا ہے قائد اعظم کے تاثرات اشرف علی تھانوی اور شبیر احمد عثمانی کے بارے میں بہت عمدہ تھے ..... تھانوی کے بارے میں قائد اعظم کہا کرتے تھے کہ ہندوستان کے سارے علماء کا علم ایک طرف رکھیں اور تنہا مولانا تھانوی کا علم دوسری طرف تو مولانا تھانوی کا پلڑا جھک جائے گا[1] ملخصاً۔ اس زبانی کلامی رام کہانی کا حوالہ کسی بھی مستند تو کیا غیر مستند کتاب سے بھی نہیں دیا گیا۔ دعویٰ محض زبانی کلامی ہے یہ حوالہ تاریخ پاکستان کی کس کتاب یا قائد اعظم کی کس ہسٹری کے کس صفحہ پر کس جلد میں ہے؟ کیا مانچسٹروی "قائد اعظم" کا سیکرٹری تھا اور انہوں نے یہ

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۰۶ ؂

بات پروفیسر خالد محمود مانچسٹروی کے کان میں کہی تھی کہ مطالعہ بریلویت میں لکھنے کے لیے اس کو محفوظ رکھنا۔ پھر بانی پاکستان محمد علی جناح جیسا پڑھا لکھا اعلیٰ تعلیم یافتہ بیرسٹر اور قانون دان عامیانہ بات کیسے کہہ سکتا ہے حالانکہ ؎

ولی را ولی می شناسد ☆ عالم را عالم می داند

ولی کو ولی پہچانتا ہے اور عالم کو عالم جانتا ہے، بانی پاکستان تو درس نظامی پڑھے ہوئے نہیں تھے انہوں نے دورہ حدیث شریف بھی نہیں پڑھا تھا صرف نحو سے لیکر منطق فلسفہ اور علم فن حدیث تک اُن کو علم و استعداد ہی نہیں تھی تو وہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ "ہندوستان کے سارے علماء کا علم ایک طرف رکھیں اور تنہا مولانا تھانوی کا علم دوسری طرف تو مولانا تھانوی کا پلڑا جھک جائے گا"[۱]

ارے مانچسٹروی بے وقوف علم سے کورے عقل سے پیدل کیا علم بھی ترازو کے پلڑوں میں تولا جاتا ہے اور علم کوئی بہت بھاری وزنی چیز کا نام ہے جو اشرف علی تھانوی کا علم پلڑے کو جھکا دے گا اور اشرف علی تھانوی کے معاصرین اکابر دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی انور کاشمیری۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی۔ مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی وغیرہ وغیرہ مُنہ تکتے رہ جائیں گے اور ان سب بے علم مولویوں کا ہلکا پُھلکا پلڑا اوپر اُٹھ جائے گا۔ بانی پاکستان کے ذمہ من گھڑت بات لگاتے ہوئے ہزار بار سوچا ہوتا اس ڈھکوسلا

---

[۱] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۰۶ ؁

سے مذکورہ بالا اکابر دیوبند اور نہ صرف یہ بلکہ ان جیسے اور سینکڑوں اکابر دیوبند جاہل مطلق و بے علم یا مبلغ علم کے حامل قرار پائیں گے؟ اگر یہ گڑھنتر و تاثرات صحیح بھی تسلیم کر لیے جائیں تو ہندوستان بھر کے خود ساختہ شیخ الاسلام خود ساختہ شیخ الهند خود ساختہ شیخ التفسیر خود ساختہ شیخ الحدیث خانہ ساز قطب عالم خانہ ساز محدث خانہ ساز مفتی اعظم خانہ ساز فقیہہ العصر وغیرہ وغیرہ نیم ملاں خطرہ ایمان ہی قرار پائیں گے۔

پھر ملاں مانچسٹروی نے بانیٔ پاکستان کی یہ بات صحیح مان کر اُن کے علمِ غیب کا اقرار و اعتراف کر لیا کیوں کہ یہ بات مانچسٹروی کے بقول بانی پاکستان نے قیام پاکستان سے قبل متحدہ ہندوستان میں کہی تھی، برصغیر کے لاتعداد صوبوں ہزاروں اضلاع اور بکثرت مکاتب فکر کے علماء کے دلوں کے بھید اور ان سب کے علوم کا ادراک و احاطہ بانی پاکستان نے کیسے کر لیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تو دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں کل کیا ہوگا، ماں کے پیٹ میں کیا ہے اس کا علم بھی نہیں، لیکن دیوبندی فاضل ملاں مانچسٹروی بانی پاکستان کو متحدہ ہندوستان کے جملہ مکاتیب فکر کے علماء کے علوم کا احاطہ و ادراک کرنے والا قرار دے کر اُن کے علم غیب کا اقرار و اعتراف کر رہا ہے یہ خالص شرک ہوا اور مانچسٹروی بانی پاکستان کو علم غیب مان کر تقویۃ الایمان اور براہین قاطعہ کی رو سے مشرک ہو گیا یا نہیں ——؟

قائداعظم پر فتویٰ

مصنف مطالعہ بریلویت نے صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷ پر ہی ایک حوالہ تجانب اہلسنت اور مسلم لیگ

کی زریں بخیہ کاری سے بھی دیا ہے۔ اوپر بھی واضح ہوا اور اس سے قبل کتاب لاجواب قہر خداوندی بر دھاکۂ دیوبندی اور برہان صداقت بر دیجدی بطالت اور برق آسمانی بر فتنۂ شیطانی میں فقران الزامات پر مفصل و جامع گفتگو کر چکا ہے بار بار الزامات کا وظیفہ و اعادہ کیا جارہا ہے ـــــــ۔

اوّل تو یہ بات قطعاً واضح ہے کہ اس زمانہ میں چند علماء اہلسنّت دیوبندیوں کی طرح ہندو کانگریس کا پٹھو اور ایجنٹ بن کر نہیں بلکہ خلوصِ نیّت سے نہ صرف مسلم لیگ بلکہ ہندو کانگریس کے بھی خلاف تھے وہ چند علماء اہلسنّت جو مسلم لیگ اور ہندو کانگریس کے خلاف تھے دیانتداری اور خلوص نیّت سے یہ سمجھتے تھے کہ مسلم لیگی رہنما محض ایک سیاسی لیڈر ہیں جن کو دین اسلام کا علم ہی نہیں اسلام کے نام پر اسلامی ملک بنا کر اسلام کس طرح نافذ کر سکتے ہیں۔

دوم یہ کہ وہ خلوصِ نیّت اور دیانتداری سے یہ سمجھتے تھے کہ تقسیم ہند کے نتیجہ میں مسلمانوں کی قوت ہندوستان پاکستان مشرقی پاکستان موجودہ بنگلہ دیش میں تقسیم ہو کر کمزور پڑ جائے گی۔ ہندو نہ صرف ہندوستانی مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرلیں گے بلکہ مسلمان بے بس اور کمزور ہو کر رہ جائیں گے اور ہماری ہزاروں لاکھوں مسجدیں، خانقاہیں اور آستانہ جات کا تقدس پائمال اور مجروح ہوگا، مسلمان بہو بیٹیوں بہنوں کی عصمت و آبرو برباد ہوگی لہٰذا انہوں نے مسلم لیگ اور لیگی لیڈروں سے اختلاف کیا اور اسی طرح ہندو کانگریس سے اختلاف کیا اس وقت کے بہت سے با اثر مسلم لیڈر و علماء مثلاً مولانا مفتی عبدالباری فرنگی محلی۔ مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا شوکت علی وغیرہ کو ہندو کانگریس سے نکالنے والے علماء اہلسنّت ہی تھے۔ بہرحال یہ ایک طویل بحث ہے

مگر اس کے برعکس تحریک پاکستان کی نہ صرف حامی بلکہ ہراول دستہ آل انڈیا سُنّی کانفرنس ہے جس میں دو چار دس بیس نہیں سو دو سو علماء و مشائخ نہیں بلکہ بلاشبہ و بلا مبالغہ پانچ ہزار سے زائد علماء و مشائخ اکابر و اعاظم حضرات اور لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمانانِ اہل سنّت روحانی آستانہ جات کے سجادہ نشین حضرات اور مرکزی مدارس کے علماء دین حضرات شامل تھے جنہوں نے ناقابلِ فراموش یادگار اور تاریخ ساز خدمات انجام دیں جن کو دو قومی نظریہ کا حامی اور ہندو مسلم اتحاد کا دشمن کہا جاتا ہے وہ صرف اور صرف سُنّی بریلوی علماء و مشائخ تھے اور جس طرح یہ قرار واقعی حقیقت ہے کہ سوادِ اعظم اہلسنّت میں سے جس طرح گنتی کے پانچ سات حضرات تقسیم ہند کے حامی نہ تھے اسی طرح دیوبند اور دیوبندیوں میں گنتی کے تین چار حضرات پاکستان بننے کے آثار دیکھ کر صرف اس لیے حامی ہو گئے تھے تاکہ یہاں اپنے دھرم کی تبلیغ کے لیے جگہ بنا سکیں اور دوکانداری چلا سکیں ورنہ من حیثیت جماعت دیوبند کے جملہ اکابر حسین احمد ٹانڈوی۔ ابوالکلام آزاد۔ حفظ الرحمٰن سیوہاروی۔ کفایت اللہ دہلوی۔ عطاء اللہ بخاری۔ حبیب الرحمٰن لدھیانوی۔ احمد علی لاہوری۔ محمد علی جالندھری۔ قاضی احسان شجاع آبادی تک سب کے سب ہندو کانگریس کے حامی اور گاندھی کے ہمنوا تھے۔ پاکستان کے دشمن اور اکھنڈ بھارت کے حامی تھے، دو قومی نظریہ کے دشمن تھے وطنیت کے حامی تھے۔ دیوبند کانگریس کا گڑھ اور نظریہ پاکستان کے مخالف مولویوں کا مرکز تھا۔ جمعیت علماء ہند اور دیوبندی احرار پارٹی کانگریس کی ڈھنڈورچی تنظیمیں تھیں۔ مانچسٹروی جی کو لیگ اور قائد اعظم پر تجانب اہلسنّت کا فتویٰ نظر آگیا لیکن صدر و شیخ الحدیث

مدرسہ دیو بند کا یہ فتویٰ نظر نہیں آیا۔

"مولانا حسین احمد صاحب (صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیو بند) نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیا۔" [1]

اور دیوبندی مجلس احرار دیو بندی امیر شریعت عطاء اللہ بخاری اینڈ کمپنی کا متفقہ نعرہ تھا ؎

اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائدِ اعظم ہے یا کافرِ اعظم [2]

باقی رہا تجانب اہل سنت کا فتویٰ تو ماننا پڑے گا اور یہ حقیقت ہے لیگی لیڈر رہی تھے عالم دین اور مفتی شرع متین نہ تھے اُن سے ایسے الفاظ صادر ہوئے جو صریحاً خلافِ شرع تھے مثلاً مشہور مسلم لیگی شاعر امیر الٰہ آبادی نے لکھا تھا ؎

اے محمد اور علی کے چلتے پھرتے یادگار
تیرے رُخ سے پرتو شبیر و شبر آشکار
تیرا پیکر خالد و طارق کا زندہ شاہکار
تو سیاست کا نبی قانون کا پروردگار [3]

ایک اور مسلم لیگی شاعر حیرت مالے نے لکھا تھا ؎

جگایا ہے مسلمانانِ ہندی کو بھلا کس نے
بنایا ہے مسلماں کو سیاست کا خدا کس نے

ہم کسی بھی بڑی سے بڑی شخصیت کو خدا۔ رسول۔ پروردگار پر

---

[1] مکالمۃ الصدرین صفحہ ۳۲ [2] خطباتِ احرار [3] ملاحظہ ہو مسلم لیگی اخبار انقلاب بمبئی ۲۶ دسمبر ۱۹۴۵ء۔

تو شبیر و شبر سیاست کا نبی قانون کا پروردگار ماننے کو تیار نہیں غیر شرعی الفاظ پر فتویٰ شرعی کوئی بڑی بات نہیں کوئی کتنا ہی بڑا ہو نماز نہیں پڑھے گا فاسق کہلائے گا، روزہ نہ رکھے گا، داڑھی منڈائے گا فسق کا فتویٰ لگے گا۔ کلمات کفریہ زبان پر لائے گا کافر کہلائے گا۔ کیا یہ بات دیو بندی کانگریسی گاندھوی ملاں نہیں کہہ سکتے خود اکابر دیو بند نے "قائد اعظم" کو کافر اعظم اور شبیر احمد عثمانی کو ابوجہل ثانی قرار دیا ہے۔ [1]

گھر میں لگی آگ تو نظر آتی نہیں اور تجانب اہل سنت کی آگ کو بجھانے چلے ہیں دیو بندی شیخ الاسلام صدر دیو بند قائد اعظم کو کافر اعظم کا فتویٰ دے رہے ہیں اور مانچسٹروی جی عالم بے خودی اور وارفتگی میں تھانوی جی کو ترازو کے پلڑوں میں چڑھا کر بتوں کی جگہ ہندوستان بھر کے دیو بندی علماء کو ڈال کر بانیٔ پاکستان سے تھانوی کے علم کو بھاری اور وزنی قرار دلوا رہے ہیں حالانکہ تھانوی جی نے خود فراخدلانہ اقرار و اعتراف کیا ہے جو کہ یہ ہے :-

تھانوی کا اپنا اعترافِ حقیقت

"میں تو اب اس کام (تدریس) کا رہا ہی نہیں سب بھول بھال گیا جو کچھ لکھا پڑھا تھا۔ اب مجھ سے وہ کام لینا چاہیے جس کو میں کر رہا ہوں [2]"

تھوک کی تکفیر کا ڈھنڈورہ

پنجابی مثال ہے "ڈرے پھرے کھوتی بوہڑ تھلے" یعنی بے وقوف گدھی چل پھر کر بالآخر بوہڑ (بڑ) کے درخت کے نیچے آ کر کھڑی ہو جاتی ہے

---

[1] مکالمۃ الصدرین و خطبات احرار [2] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۳۶۱

یہی حال مانچسٹر وی کا ہے ادھر اُدھر کی دو چار گپیں ٹھوک کر ہائے تکفیر ہائے تکفیر کا رونا شروع کر دیتا ہے صفحہ ۱۰۷ پر پھر ایک نیا عنوان ٹھوک کی تکفیر کی انتہا کا عنوان جما کر حالی ۔ ظفر علی خاں ۔ ڈاکٹر اقبال اور قائد اعظم پر کفر و الحاد کے فتووں کا ذکر کیا ہے اور جن کی تکفیر کا اصل درد اور اندرونی صدمہ نڈھال کیے ہوتے ہے ان کا نام نہیں اصل صدمہ اور درد تو نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی وغیرہ کی تکفیر کا ہے حالی، ظفر علی، اقبال اور محمد علی جناح کا نام لے کر رو رہا ہے تکفیر کر دی تکفیر ہو گئی۔ ہم پوچھتے ہیں تمہارے اکابر نے توہین کیوں کی، تنقیص کے مرتکب کیوں ہوئے۔ کبھی شانِ الوہیت اور شانِ رسالت میں توہین و تنقیص پر بھی صدمہ و ملال کیا ہوتا یا انبیاء و مرسلین علیہم السلام یا حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شدید ترین توہین تمہارے گستاخ دھرم کا وظیفہ ہے؟

مکہ نجدی قبضہ میں

اس کے ساتھ ایک سُرخی یہ بھی ہے، "حج کسی پر فرض نہیں" اس عنوان کے ذیل میں جو کچھ لکھا ہے وہ خود مانچسٹر وی کے ڈانواں ڈول افکار کی جڑیں کاٹنے کے لیے کافی ہے اس کے ایک ایک جملہ میں اس کی اپنی تردید موجود ہے مانچسٹر وی جی اپنے اکابر مولوی حسین احمد ٹانڈوی۔ مولوی انور کاشمیری۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، قاری طیب وغیرہ کے برعکس جب نجدیوں سعودیوں کے باچھیں پھُلا پھُلا کر گیت گاتا ہے اور فاتحانہ انداز میں نجدیوں سعودیوں کا ذکر کرتا ہے تو زمین آسمان کے قلابے ملا ڈالتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ سعودی نجدی معاذ اللہ آل رسول اہلبیت کرام سے ہیں اور عہدِ رسالت سے ان کا حرمین طیبین پر قبضہ ہے

اور نجدیوں سعودیوں کے افعال بد اور مذہبی بد اعتقادی پر انگلی اٹھانا گویا مکہ مدینہ حرمین طیبین کی توہین ہے اس زعم جہالت کے باوجود بالآخر اس کو صفحہ ۱۰۷ پر یہ تسلیم کرنا پڑا "نصف صدی سے زیادہ عرصہ (پانچ دس سال اور لگا لو) سے مکہ مکرمہ نجدی قبضے میں ہے ...... یہ بات کسی طرح قابلِ فہم نہیں کہ مکہ و مدینہ پھر کفار کے قبضے میں چلے جائیں اس کی کسی مومن کے ایمان میں گنجائش نہیں[1]"

اب ہمیں ملاں مانچسٹر وی اپنی اسی دلیل کی روشنی میں یہ بتا دے کہ جب سعودیوں نجدیوں نے دو تین بار مکہ مدینہ حرمین شریفین پر چڑھائی کی حملہ کیا قتل و غارت گری کی کیا اُس وقت مکہ مدینہ پہ کفار اور مشرکین کا قبضہ تھا؟ جو ہزاروں مسلمانوں کو قتل کیا اور جنت البقیع شریف اور جنت المعلیٰ شریف میں جلیل القدر صحابہ کرام عظیم المرتبت اہل بیت اطہار کے مزارات مقدسہ گرا دیئے مسجدوں اور مقامات مقدسہ کی شدید ترین بے حرمتی کی اور روضہ انور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس فانوس اور قنادیل وغیرہ سامان لوٹ کر لے گئے۔ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول علماء اہلسنت و عامہ اہل سنت کا قتلِ عام کیا۔ بتاؤ کیا اس وقت مکہ مدینہ پر معاذ اللہ کفار کا قبضہ تھا اُس وقت تمہارے ایمان میں کیسے گنجائش پیدا ہو گئی تھی؟

تنویر الحجۃ کا حوالہ

نجدی سعودی عشق کی وارفتگی کے عالم میں ملاں مانچسٹر وی نے شہزادہ سیدنا اعلیٰحضرت حضور سیدنا مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب قدس سرہ

۱؎ مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۰۷

کی تصنیف تنویر الحجہ کا حوالہ بھی دیا ہے مگر حضرت ممدوح معظم سیدنا مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کے ذمّہ وہ بات لگائی جو ان کے فتویٰ اور اُن کی تصنیف لطیف میں موجود ہی نہیں۔ آیئے ہم تنویر الحجہ سے پہلے وہ استفتاء (سوالنامہ) نقل کرتے ہیں جس پر سیدنا حضور مفتی اعظم قبلہ شہزادہ اعلحضرت قدس سرہٗ نے فتویٰ دیا اور پھر آپ کے فتویٰ کے الفاظ نقل کرکے مانچسٹروی کی فریب کاریوں کا پردہ چاک کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً و مصلیا و مسلما

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ مندرجہ مصدقہ و مثبتہ امور ذیل کا لحاظ کرتے ہوئے مسلم اہل حل و عقد نے امسال التوائے حج کو اصلاح حالات حجاز و دفع مظالم اہل نجد و دفاع سطیرۂ ظالمین و مفسدین کے لیے ضروری سمجھا ہے ایسی حالت میں شریعت اسلامیہ میں امسال حج ملتوی کیا جاسکتا ہے یا فوری ادا کرنا ضروری ہے۔

(۱) ابن سعود اور نجدیوں کا اپنے سوا تمام دیگر فرق اسلامیہ کو مشرک سمجھنا اور اس لیے ان کی جان و مال کی حفاظت کی فکر نہ کرنا بلکہ جاہل نجدیوں کا حاجیوں کی جان و مال کو اپنی بے توجہی سے خطرے میں ڈالنا اور طائف کے مسلمانوں کو قتل کرکے اُن کے مال میں سے اُسی طرح پانچواں حصہ لینا جس طرح مالِ غنیمت سے کفار کے حاصل کیا جاتا ہے۔ بے گناہ مسلمانوں کا قتل عورتوں سے بدسلوکی مکانات کی تاراجی اسباب و زیورات کی لوٹ مار عام حجاج کو قصداً تکالیف پہنچانا اور غلاف کعبہ لانے والوں کو یا محمد کے نشان بنے ہوئے پر مشرک سمجھنا اور اُن پر سنگ باری

اور حملہ کرنا۔

(۲) اعمال حج میں دست اندازی کرنا اور حجر اسود کے بوسہ دینے پر اور سعی کرنے میں حاجیوں کو بید سے مار کر دست اندازی کرنا اور خود ابن سعود اور اس کے والد کے طواف کرنے کے وقت دوسرے حاجیوں کو مطاف سے نکال دینا اور اُن پر جبروت کا بیت اللہ میں اظہار کرنا عرفات میں خطبہ نہ پڑھنا وغیرہ عام طور سے حاجیوں پر تین دن پانی بند کرکے تکلیف دینا خاص کر زمزم کے استعمالِ مسنونہ سے روکنا۔

(۳) بزرگانِ دین پیشوایانِ مذہب علمائے کرام و صوفیائے عظام اور عام اہل اسلام (جو نجدی عقائد کے نہ ہوں) کی تذلیل و اہانت اور آزار رسانی اور ان کے ضرب اور بعض صورتوں میں قتل پر آمادہ ہوجانا اور اُن کو امن و امان نہ ہونا۔

(۴) حاجیوں پر اُونٹوں کے کرایہ کا اضافہ اور بھاری محصولات کا عائد کرنا جن میں بعض ایسے محصولات بھی ہیں جن کا پہلے سے کوئی اعلان نہیں کیا گیا اور فوری حکم کی وجہ سے اُن کی ادائیگی کے لیے بعض غریب اور متوسط حاجیوں کو دستِ سوال دوسروں کے سامنے دراز کرنا پڑا۔

(۵) زیارتِ مقابر سے مانع ہونا اور عامۂ اہل اسلام کو اپنے عقیدہ کے مطابق زیارات و اعمال حج سے روکنا۔

(۶) ابن سعود اور اس کے ساتھیوں کے وہ اہانت آمیز افعال جو یقینی طور پر آثار متبرکہ و مقابر و مشاہد مقدسہ اور بعض مساجد اور خاص کر جنۃ البقیع اور مزار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور مزار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیے گئے۔

المستفتی فقیر محمد قطب الدین عبد الوالی عفا اللہ عنہ فرنگی محل لکھنؤ

یہ ہے استفتاء مذکورہ بالا سوالات کی روشنی میں اس وقت کے حالات نجدیوں کی شدید دشمنی قتل و غارت گری لوٹ مار مسلمانان اہلسنّت اور علماء اہل سنّت کے قتل عام کے پیش نظر سیدنا حضور مفتیٔ اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ اور اس وقت کے لاتعداد و بے شمار علماء اہلسنّت نے حج مؤخر کرنے کا فتویٰ دیا تھا حج کی فرضیت ختم ہونے کا فتویٰ نہیں دیا تھا ۱۳۴۵ھ میں جب یہ کتاب تنویر الحجہ چھپ کر شائع ہوئی ترازو کے پلڑے میں تل کر علم کی بھاری ڈگری لینے والے دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی محمود الحسن دیوبندی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی مولوی انور کاشمیری دیوبندی کفایت اللہ دہلوی مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی جیسے اکابر دیوبند زندہ تھے انہوں نے اس رسالہ تنویر الحجہ کا جواب کیوں نہ دیا اور اس فتویٰ کو رد کیوں نہ کیا؟ کیا یہ سب جاہل مطلق تھے۔ مانچسٹروی ان سب سے بڑا فاضل و محقق ہے؟ جو کسی فتویٰ کی نوک پلک بھی نہ سمجھ سکے جس کا مقصد ہی مغالطہ دینا اور گمراہ کر کے اپنے ساتھ جہنم میں لے جانا ہو۔ تو تنویر الحجہ کا یہ فتویٰ حج مؤخر و ملتوی کرنے کا اس وقت کے ان حالات پر تھا یہ فتویٰ حج کی فرضیت ختم ہونے کا نہ تھا اور جب وہ لوٹ مار قتل و غارت گری دہشت گردی کے حالات نہ رہے تو نہ صرف دیگر جلیل القدر اکابر علماء اہلسنّت بلکہ اس فتویٰ کی تصدیق کرنے والے حضرات سیدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں بریلوی، سیدنا حضور صدر الشریعۃ مولانا محمد امجد علی اعظمی۔ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی۔ محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری۔ شیر بیشہ

اہل سنّت مولانا محمد حشمت علی لکھنوی۔ حضرت علامہ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی۔ مفتی پاکستان علامہ ابو البرکات سید احمد قادری۔ علامہ ابو الحسنات قادری قدست اسرارہم بلکہ خود حضرت شیخ العلماء مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خانصاحب قدس سرہٗ نے بھی تین بار شرف حج و زیارت حاصل کیا اور حرمین طیبین کی حاضری دی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت یہ حالات تھے یا نہیں جو سوالنامہ میں مذکور ہیں تو ممکن ہے مُلّاں مانچسٹروی علامہ ابن عابدین شامی اور در مختار کی ماننے یا نہ ماننے اسے ہم مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کی مستند ترین کتاب المہند یعنی عقائد علماء دیوبند جو مشہور اکابرین دیوبند مولوی محمود الحسن دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی۔ مولوی محمد احمد مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی حبیب الرحمٰن نائب مہتمم مدرسہ دیوبند مولوی عاشق الٰہی میرٹھی سوانح نگار مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مفتی کفایت اللہ دہلوی صدر جمعیت علماء ہند کی تصدیق و تائید شدہ ہے کا ایک اقتباس پیش کر کے مانچسٹروی جی کے منہ پر اس کے اکابر سے تھکواتے ہیں ملاحظہ ہو لکھا ہے:۔

"ہمارے نزدیک اس (محمد بن عبد الوہاب اور اس کی ذریت) کا حکم وہی ہے جو صاحب در مختار (علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا ہے، خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام (یعنی حرم کعبہ) پر چڑھائی کی تھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اسی بنا پر انہوں نے اہل سنّت اور علماء اہلسنّت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ (نجدی سعودی) جماعت قتال کو واجب کرتی ہے۔" (المہند ص ۲۲-۲۳)

ممکن ہے مُلّاں مانچسٹروی یہ کہہ کر اپنی دُم چھڑوانے کی کوشش کرے کہ میں تو کانگریسی گاندھوی ہوں مگر وہ تو مولوی احمد علی شیر انوالہ کا ہو ولدِ روحانی حسین احمد کانگریسی گاندھوی ہے ان کی مانوں گا اُن کا حوالہ لاؤ تو زاغ معروفہ کی یخنی سمجھ کر پی جاؤں گا تو لیجئے جناب حسین احمد نام کے مدنی کانگریس بدنی کا حوالہ بھی لے لو وہ لکھتا ہے :-

"اُس (نجدی وہابی سعودی) نے اہلسنّت وجماعت سے قتل وقتال کیا اُن کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال سمجھ (کر لوٹا) گیا اُن (اہلسنّت) کے قتل کرنے کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا رہا اہلِ حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اُس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں ..... بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منوّرہ اور مکّہ معظمہ چھوڑنا پڑا ہزاروں (سُنّی) آدمی اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے الغرض وہ ظالم وباغی خونخوار شخص تھا" [1]

یہ تھے وہ حالات جن کے باعث حج موٴخر کا فتویٰ دیا گیا۔ نجدیوں سعودیوں کے مظالم قتل وغارت گری ہم نے اُن کے اپنے مسلمہ کابر سے ثابت کر دی اور مانچسٹروی کے فرار کی اگلی پچھلی ہر گلی بند کر دی۔

آئمہ نجدیہ وہابیہ کی اقتداء میں نماز

مُلّاں مانچسٹروی نے بھولے بھالے عوام میں منافرت پھیلانے اور سعودیوں نجدیوں کی خوشنودی و "نوازشات" حاصل کرنے کے لیے یہ حربہ بھی استعمال کیا ہے اور لکھا ہے کہ :-

"بریلوی اگر وہاں (مکّہ مدینہ) چلے بھی جائیں تو مکّہ مدینہ کے

[1] الشہاب الثاقب صفحہ ۴۲-۴۳ ملخصاً۔

اماموں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ....." [1]

اس بات کو مختلف رنگوں میں رنگ کر صفحہ ۱۰۸ سے صفحہ ۱۰۹ و صفحہ ۱۱۰ تک پھیلا دیا ہے کسی ایک موضوع پر چلنا اور جم کر دلائل وحقائق وشواہد سے بات کرنا اس کے بس کا روگ ہی نہیں اس کا انداز الزام تراشی وفٹ بال کا انداز لیے ہوتے ہے ادھر سے ٹھوکر لگی اُدھر، اُدھر سے ٹھوکر لگی ادھر۔ چلو اسی موضوع پر گفتگو کرتے ہیں کہ سُنّی بریلوی مسلمان ائمہ نجدیہ وہابیہ کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے۔ سب سے پہلے تو ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ مُلّاں مانچسٹروی جب سعودی نجدی ائمہ یا سعودی نجدی نام نہاد شہزادوں کا ذکر کرے گا تو اس انداز میں کرے گا جیسے اہلِ بیت اطہار آلِ رسُول کا ذکر کر رہا ہے حالانکہ اس کے مولانا حالی کا ایمان وعقیدہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارہ میں یہ ہے :-

نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم [2]

جب یہ لوگ خود باعث ایجاد عالم حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا عاجز وبے چارہ اور برابر کا انسان مانتے ہیں تو سعودی ائمہ اور سعودی شہزادہ کوئی آسمانی مخلوق ومعصوم ملائکہ تو نہیں ہیں تو پھر اُن کو اڑھائی لاکھ ٹن کا بنا کر کیوں پیش کیا جاتا ہے۔ باقی رہی فضیلت اور بزرگی مسجد حرم مکّہ و مسجد حرم نبوی کی ہے مسجد حرام میں جو ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے وہ نجدی امام کی وجہ سے نہیں ہے مسجد نبوی شریف میں جو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب

[1] مطالعہ بریلویت جلد ۱ صفحہ ۱۰۷ [2] مسدس حالی صفحہ ۱۷۔

ہے وہ نجدی وہابی سعودی ائمہ کی وجہ سے نہیں ہے یہ فضیلت اور بزرگی اُن مقدس مسجدوں کو حاصل ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں مُلاں مانچسٹروی یہ بھی بتادے کہ نجدی سعودی جبری قبضہ سے پہلے جو سُنی صحیح العقیدہ ائمہ مسجد حرام مکہ مسجد نبوی شریف میں امام و خطیب تھے کیا وہ قابلِ احترام اور لائق تعظیم نہ تھے اُن قدیمی ائمہ کرام کو سعودیوں نجدیوں نے کیوں ان مقدس مسجدوں سے نکال باہر کیا؟ کیا اس وقت کے ائمہ حرمین کی اقتداء میں نماز جائز نہ تھی کیا اس وقت ان مقدس مسجدوں میں مشرک ائمہ کا قبضہ تھا جو یہ نجدی وہابی سعودی عقیدہ کے ائمہ جبری طور پر مسلط کیے گئے اور اُن مقدس ائمہ کو مشرک سمجھ کر جبری طور پر نکال باہر کیا۔ اس پہ کوئی صدائے احتجاج مانچسٹروی جی نے بلند کی؟

ع
شرم تم کو مگر نہیں آتی

سُنی بریلوی نجدی وہابی ائمہ کی اقتداء میں نمازیں نہیں پڑھتے اس کا رونا تو مانچسٹروی جی روتا ہے مگر وہ خود کس مُنہ سے کون سے شرعی ضابطہ سے نجدی وہابی آئمہ کی اقتداء میں نماز پڑھتا ہے؟ ملاں مانچسٹروی وکالت اور دلالی تو کر رہا ہے اکابر دیوبند کی ذرا اکابر دیوبند کا نجدیوں وہابیوں کے متعلق فتویٰ تو ایک نظر دیکھ لیتا۔ بکثرت حوالوں سے صرف ایک حوالہ ملاحظہ ہو صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد لکھتا ہے:۔

"شانِ نبوت و حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ (نجدیہ) نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرکار کائنات خیال کرتے ہیں۔" [1]

---

[1] الشہاب الثاقب صفحہ ۴۵:

الشہاب ثاقب میں صدر و شیخ الحدیث صدر دیوبند حسین احمد نے نجدیوں وہابیوں کے عقائد کی ایک طویل فہرست پیش کی ہے اور سب سے بڑھ کر مذکورہ بالا کلمات ہیں، اب مُلاں مانچسٹروی صاحب تم خود بتاؤ اور خدا لگتی کہو کہ جو لوگ شانِ نبوت اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہوں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہی جیسا سمجھتے ہوں ان کی اقتداء میں کس طرح نماز جائز ہو سکتی ہے؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں نہایت گستاخی کا مطلب یہ ہے کہ وہ گستاخی کرنے والا کافر و مرتد و بے ایمان ہے اب صدر و شیخ الحدیث دیوبند تو نجدی ائمہ کو نہایت گستاخ اور کافر و مرتد قرار دے رہے ہیں اور تم ہم کو اُن نجدی ائمہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے لیے زور لگا رہے ہو۔

مذکورہ بالا قسم کے مزید حوالے دوسرے اکابر دیوبند کی کتب میں بھی موجود ہیں مگر اختصار مانع ہے بوقت ضرورت پیش کیے جائیں گے۔ اور کوئی بھی منصف مزاج مولوی بہاء الحق قاسمی دیوبندی کی کتاب "تحریک نجدیت پر ایک نظر"۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی المہند۔ مولوی انور کاشمیری کا مقدمہ فیض الباری قاری طیب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند کا رسالہ "دار العلوم" فروری ۱۹۶۳ء صہ ۴۱ اور مولوی بہاء الحق قاسمی دیوبندی کے رسائل وغیرہ دیکھ سکتا ہے یہ مانچسٹروی کی دیدہ دلیری اور ڈھٹائی ہے کہ وہ اپنے جملہ اکابر دیوبند کو ٹھکرا کر ابن عبدالوہاب نجدی اور آل السعود کی بارگاہ میں جبینِ عقیدت خم کر رہا ہے۔ ویسے اکابر دیوبند میں سے ماسوائے گنگوہی صاحب کے جتنے بھی مسلمہ

اکابر دیوبند نے نجدیت سعودیت پر جو فتاوٰی دیئے ہیں اصاغر دیوبند اور دیوبندی عوام اُن پر عمل نہیں کرتے اسی طرح مُلّاں مانچسٹروی خود بھی اکابر دیوبند کے فتوؤں سے منحرف ولا تعلق ہے جب نجدی وہابی بارگاہِ رسالت وبارگاہِ نبوّت میں بقول مولوی حسین احمد صدر دیوبند نہایت گستاخ اور عوام اہلسنّت اور علماء اہلسنّت کے قاتل ہیں۔ خارجی ہیں نجدی وہابی اپنے سوا سب مسلمانوں کو مشرک سمجھتا تھا۔ بقول مولوی انور کاشمیری ابن عبدالوہاب نجدی کو حکم کفر لگانے میں یعنی کفر کا فتویٰ لگانے میں کوئی باک نہ تھا تو پھر ایسوں کی اقتداء میں نمازیں کونسے ضابطہ شرعی کے لحاظ سے جائز ہیں؟

جب یہ سب کچھ اکابر دیوبند سے ثابت ہے تو پھر مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۱۰۹ پر مولانا مفتی ابوالخلیل صاحب مفتی جامعہ رضویہ مظہر اسلام اور صفحہ ۱۱۰ پر مولانا شجاعت علی قادری کراچی کے فتاوٰی پر کیا اعتراض جب چوٹی کے اکابر دیوبند کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ نجدی وہابی بارگاہِ رسالت میں نہایت گستاخ ہیں پھر ان کی اقتداء میں نمازیں کیسی؟

شرمناک فتوے

صفحہ ۱۱۱ پر مُصنّف نے فطرت سے مجبور ہو کر یہ عنوان قائم کیا ہے اور کچا کھوہ سے شائع شدہ ایک پمفلٹ کے سرورق کا عکس شامل کیا ہے مگر خدا جانے اس سے اس کے مردُود موقف کو کیا فائدہ پہنچا۔ صفحہ ۱۰۹ پر ایک عنوان تھا امام حرم اور امام حرم نبوی کی پاکستان میں آمد، اور صفحہ ۱۱۲ پر ایک عنوان ہے ابن سعود کے صاحبزادے کی ہندُستان میں آمد۔ اور اسی صفحہ ۱۱۲ پر ایک عنوان ہے امام حرم کعبہ کی انگلستان

میں آمد۔ ان عنوانات کے تحت یہ کہا گیا ہے کہ بریلویوں نے نجدی ائمہ کی اقتداء میں نمازیں نہیں پڑھیں وغیرہ۔ انصاف پسند حضرات غور کریں جب نہ صرف ہم سُنّی بریلوی بلکہ مسلمہ اکابر دیوبند بھی نجدیوں وہابیوں کو تحقیقی طور پر بے ادب گستاخ رسول سمجھتے اور جانتے ہیں تو چاہے کوئی ہندوستان و پاکستان میں آکر نماز پڑھائے یا انگلستان میں جاکر نماز پڑھائے ہم بقول اکابر دیوبند نہایت گستاخ رسول اور علماء اہلسنّت کے قاتلوں کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے اس بات پر کیا اور کیوں اعتراض ہے؟ یہ بات دیوبندیوں ہی کو زیب دیتی ہے کہ وہ نجدیوں وہابیوں کو گستاخ رسول اور علماء اہلسنّت کا قاتل بھی قرار دیں اور اُن کی اقتداء میں نمازیں بھی پڑھیں۔

صحابی رسُول پر فتوے کُفر کا الزام

یہ الزام اور صریح بہتان صرف اور صرف مُلّاں مانچسٹروی کی ایجاد اور دریافت ہے کہ سیدنا اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرّہٗ نے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ صحابی رسول کو کافر کہا۔ مُلّاں مانچسٹروی کروڑوں مرتبہ لعنة الله على الكاذبين پڑھ کر سینہ پر دم کرے تاکہ شیخ نجدی (یعنی شیطان مردود) دُور ہو۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ صحابی رسول (رضی اللہ عنہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کو کافر قرار دینے کا یہ ناپاک مردود الزام اس سے قبل مانچسٹروی بھچو نام نہاد حافظ محمد اسلم ساکن ڈنکاسٹر انگلینڈ کی طرف سے دیوبندی ماہنامہ الرشید ساہیوال میں چھپا تھا جس کا مدلل و محقق و مسکت جواب فقیر راقم الحروف کی طرف سے رسالہ ماہنامہ

الفرید ساہیوال میں شائع ہو گیا تھا۔ وہ تو اپنی روسیاہی کو چھپا کر خاموش ہو کر بیٹھ گیا اب کمال بے حیائی اور انتہائی ڈھٹائی سے وہی گھسا پٹا الزام مُلّاں ماچھڑوی نے خود اپنی طرف سے عائد کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کر لیا۔ یہ خود بھی لکھتا ہے اور سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ کی اصل عبارت یہ ہے :۔

"ایک بار عبدالرحمٰن قاری کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آ پڑا چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا اسے قرأت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھا۔"[1]

حضور سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ عبارت نقل کر کے قبیلۂ بنی قارہ کے عبدالرحمٰن قاری کو صحابی رسول قرار دے کر سیدنا اعلیٰحضرت کے ہاتھوں بزعم خود ان پر کفر کا فتویٰ لگا دیا اور بے وقوف نے انتہائی خر دماغی کے عالم میں یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ عبدالرحمٰن قبیلۂ بنی قارہ کا قاری صحابی رسول ہوتا تو حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر کیوں آ پڑتا اور ڈاکہ ڈال کر کیوں لے جاتا اونٹ چرانے والے بھی صحابی تھے انہیں کیوں قتل کرتا؟ امام اہلسنّت سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی عبارت آگے یوں ہے جس کو اس نے اپنے مطلب کے خلاف سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا اور نقل نہیں کیا، آگے کی عبارت یہ ہے :۔

---

[1] ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۱۹۳ ۞

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جا کر آواز دی کہ یا صباحاہ یعنی دشمن ہے مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں کوئی آتا ہے یا نہیں تنہا ان (اونٹ چرا کر لے جانے والے) کافروں کا تعاقب کیا وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے۔ وہ سوار تھے اور یہ پیادہ مگر نبوی مدد ان کے ساتھ تھی اس محمدی شیر کے سامنے انہیں بھاگتے ہی بنی ہے اب یہ تعاقب میں ہیں اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں انا سلمۃ ابن الاکوع والیوم یوم الرضع یعنی میں سلمہ ابن الاکوع ہوں اور تمہاری ذلت و خواری کا دن ہے۔ ایک ہاتھ گھوڑے کی کونچوں پر مارتے ہیں وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے دوسرا ہاتھ اس پر پڑتا ہے وہ جہنم جاتا ہے یہاں تک کہ کافروں کو بھاگنا دشوار ہو گیا گھوڑوں پر سے اپنے اسباب پھینکنے لگے کہ ہلکے ہو کر بھاگیں یہ (حضرت سلمہ) اسباب ایک جگہ جمع فرماتے اور پھر وہی رجز پڑھتے ہوئے اُن کا تعاقب کرتے اور انہیں جہنم پہنچاتے یہاں تک کہ شام ہو گئی کافر ایک پہاڑی پر ٹھہرے اُس کے قریب دوسری پہاڑی پر انہوں نے آرام فرمایا ...... دن ہونے پر وہ اُتر کر چلے۔ وہ اسی طرح ان کے پیچھے اور وہی رجز وہی قتل یہاں تک کہ گرد اٹھی یہ قتل اور تعاقب کرتے کرتے تھک گئے اندیشہ ہوا کہ مبادا کفار کی مدد آئی ہو۔ جب دامن گرد پھٹا تکبیروں کی آوازیں آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابو قتادہ معہ دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھوڑوں پر تشریف لا رہے ہیں اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاس رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا تھا یعنی لشکر حضور کے سوا جس طرح سلمہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کو راجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی لشکر اقدس کے پیادے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود بارگاہ رسالت میں اسد من اسد اللہ ورسولہ فرمایا اللہ اور رسول کے شیروں میں سے ایک شیر۔ اُن کو اس جہاد کی خبر اُن کے گھوڑے نے دی۔ تھان پر بندھا ہوا چمکا فرمایا واللہ کہیں جہاد ہے۔ گھوڑا کس کر سوار ہوئے۔ اب یہ تو معلوم نہیں کدھر جائیں باگ چھوڑ دی اور کہا جدھر تو جاتا ہے چل۔ گھوڑا اٹھا اور یہاں لے آیا اِس عبد الرحمٰن قاری سے پہلے کسی لڑائی میں ان سے وعدہ جنگ ہو لیا تھا یہ وقت اس کے پورا ہونے کا آیا وہ پہلوان تھا اس نے کشتی مانگی انہوں نے قبول فرمائی اس محمدی شیر نے خوک شیطان کو ٹے مارا خنجر لے کر اس کے سینہ پر سوار ہوئے اُس نے کہا میری بیوی کے لیے کون ہوگا؟ فرمایا نار اس کا گلہ کاٹ دیا۔ سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ جابجا کفار پھینکتے آتے تھے اور سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے سب لاکر حاضر بارگاہ انور (رسالت) کیا۔[1]

مؤلف مانچسٹر وی نے اس پورے واقعہ کا حلیہ بگاڑ دیا اور کتر بیونت کر کے یہ ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی کہ معاذ اللہ وہ عبد الرحمٰن قاری صحابی رسول تھا۔ اگر وہ صحابی رسول ہوتا تو حضرت سلمہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت

---

[1] ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۱۹۵-۱۹۶

ابو قتادہ وغیرہ اس سے جنگ کیوں کرتے اور ان کا گھوڑا جہاد کا اشارہ کیوں دیتا وہ اونٹ چرانے والے صحابی رسول کو کیوں قتل کرتا اور حضرت سلمہ رضی اللہ تعالٰے عنہ اس عبد الرحمٰن قاری کو کیوں قتل کرتے ــــــ؟ یہ محض سیدنا اعلحضرت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بغض ہے کہ ایک کافر کو صحابی بنا دیا اور پھر صحابی پر فتوٰی کفر لگوا دیا۔

ع۔ نجدی نے جو بھی بات کی بس واہیات کی

حضرت محدث کچھوچھوی

علامہ ابو المحامد مولانا سید محمد اشرفی جیلانی محدث اعظم ہند قدس سرہٗ

پر حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علامہ ابو الفتح عبید الرضا مولانا محمد حشمت علی خانصاحب قدس سرہٗ کے "ستر باادب سوالات" کے حوالہ سے ایک فتوٰی کفر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا مختصر و جامع جواب یہ ہے کہ بلاشبہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ سمیت متعدد علماء اہلسنت سے چند امور میں اختلافات رہے لیکن الحمد المولٰی خلوص پر مبنی اور دین حق کی حمایت میں تھے اور الحمد للہ ثم الحمد للہ ہر دو طرف سے رجوع ہو کر مصالحت ہوگئی تھی اس کی دستاویز فقیر راقم الحروف کے پاس بھی فوٹو کاپی ہے جس پر سیدنا حضور مفتی اعظم ہند بریلوی اور سیدنا حضور محدث اعظم کچھوچھوی اور شیر بیشۂ اہل سنت قدست اسرارہم کے دستخط موجود ہیں بلکہ اس سلسلہ میں خود سیدنا حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کا ایک اہم مکتوب گرامی فقیر کے پاس اصل محفوظ ہے اور حضرت محدث کچھوچھوی حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کے ختم چہلم میں بھی شریک ہوئے تھے اس مکتوب کو فقیر اپنی ایک کتاب علم غیب مناظرہ اودری کے

ابتدائیہ میں نقل کر چکا ہے اور حضرت محدث اعظم کچھوچھوی کا ایک فتویٰ "فیصلہ مقدسہ" کے صفحہ ۵۵ اور ایک صفحہ ۴۴ پر موجود ہے یہ مصالحت کی سند اور دلیل ہے اور باہمی موافقت کا روشن ثبوت ہے اور دونوں ہی مرتدین کی اقتداء نماز کو ناجائز و حرام سمجھتے تھے اور فتاویٰ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ پر دونوں متفق تھے اور اب اُن امور پر مباحثہ سے کچھ حاصل نہیں جن سے رجوع ہو کر اتفاق و اتحاد ہو گیا تھا اور دونوں حضرات کا ہی مسلک مسلکِ اعلیحضرت تھا۔ اگر آئندہ ضرورت محسوس ہوئی تو دستاویزی و مصالحتی ثبوت بھی شائع کر دیا جائے گا۔ اسوقت اختصار ملحوظ ہے کہ دوسرے بہت سے امور زیر بحث ہیں ـــ مانچسٹر ڈوی نے صفحہ ۱۱۳ تا صفحہ ۱۱۵ اسی چکر بازی میں ضائع کر دیئے۔

تکفیری مہم کے فکری جائزہ کا ڈھونگ

چونکہ قلب و جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والا اصل درد مانچسٹر ڈوی جی کو تکفیر کا ہے اس لیے جنون اور جنون سے بڑھ کر پاگل پن کی حد تک بار بار عنوان بدل کر غلط مبحث کر کے تکفیر کا رونا روتا ہے ہم بار بار جواب دے چکے ہیں کہ تکفیر کا سبب توہین ہے۔ توہین نہ ہوتی تو تکفیر نہ ہوتی بات ختم ہوئی اور اب پینترا بدل کر تکفیر کا فکری جائزہ لینا اور پیمائش کرنا سراسر فضول ہے۔ لمبائی چوڑائی کو دیکھنا تنکے کا سہارا ڈھونڈنا محض دل کو دلاسہ دینے کے مترادف ہے اور کچھ نہیں ملا تو بے چارگی بے بسی کے عالم میں صفحہ ۱۱۶ پر خواہ مخواہ حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ کو درمیان میں ملوث کرتا ہوا اپنے اکابر کا ہمنوا بتاتا ہوا لکھتا ہے کہ:۔

"مولانا فیض احمد لکھتے ہیں حضرت قبلہ عالم جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا سنہ ۱۲۹۰ھ میں ہندوستان تشریف لے گئے ان دنوں وہاں لکھنؤ۔ دیوبند۔ رام پور۔ کانپور۔ علی گڑھ۔ دہلی۔ سہارنپور میں بڑے بڑے علمی مراکز تھے...... سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علماء دیوبند کی بعض اُردو عبارات اگر واقعی کفر کی حد تک غلط تھیں تو ان اہم دینی مراکز نے اُن پر فتویٰ کفر کیوں نہ دیا"... [1]

جواباً عرض ہے کہ ایسے عقل سے پیدل اور جنون میں مبتلا مصنف مطالعہ بریلویت اُس وقت جبکہ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ جب سنہ ۱۲۹۰ھ میں ہندوستان تشریف لے گئے تھے تو سنہ ۱۲۹۰ھ میں نہ کتاب حفظ الایمان تھی نہ فتویٰ گنگوہی منظر عام پر آیا تھا نہ دوسری گستاخانہ کتابیں تھیں یہ سب اور اس قسم کا دوسرا تنقیصی لٹریچر بعد میں چھپا اور منظر عام پر آیا۔ اعلیحضرت امام اہلسنت اور اکابر و مشاہیر علماء عرب و عجم کا متفقہ فیصلہ اور شرعی فتویٰ حسام الحرمین بھی سنہ ۱۳۲۵ھ میں منظر عام پر آیا۔ جب وہ توہین آمیز گستاخانہ کتابیں ہی نہیں تھیں تو فتویٰ کس پر دیا جاتا ـــ حسام الحرمین کا مبارک نورانی فتویٰ بھی سنہ ۱۳۲۵ھ میں یعنی سنہ ۱۲۹۰ھ کے ۳۵ سال بعد منظر عام پر آیا۔ البتہ تحذیر الناس جیسی گستاخانہ کتاب پہلے تھی اور اس کے رد و ابطال میں اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ سے بہت پہلے اکابر علماء ہند متعدد اہم کتب شائع کر چکے تھے بلکہ دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی کو اعتراف و اقرار کرنا پڑا تھا کہ "جس وقت مولانا (قاسم نانوتوی) نے

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۱۶

تحذیر الناس لکھی کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحی کے"۔ [1]......

ہماری مذکورہ بالا مختصر گفتگو سے آپ کی دو تین صفحات پر پھیلی ہوتی چکر بازی بے اثر ہو گئی بلکہ ختم ہو کر رہ گئی۔

تمام علمی مراکز کے فتویٰ کا مطالبہ

مانچسٹروی کی بیدار مغزی اور وسیع النظری دیکھئے

اُس نے پہلے صفحہ ۱۱۶ اور پھر صفحہ ۱۱۸ پر لکھنؤ۔ دیوبند۔ رام پور، کانپور۔ علی گڑھ۔ دہلی اور سہارنپور کے بڑے بڑے ہندوستانی علمی مراکز کا تذکرہ کر کے لکھا ہے۔

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علماء دیوبند کی بعض اردو عبارات اگر واقعی کفر کی حد تک غلط تھیں تو ان (مذکورہ بالا) اہم دینی مراکز نے اُن (علماء دیوبند) پر کفر کا فتویٰ کیوں نہ دیا"۔ [2]

ہم مُلّاں مانچسٹروی کی اس لچر بچر دلیل کا بھی تانا بانا بکھیرتے ہیں دُنیا جانتی ہے مانچسٹروی کے بیان کردہ علمی مراکز میں دیوبند اور سہارنپور کے دو نام نہاد مرکز تو خود دیوبندی وہابی مولویوں کے اپنے خود ساختہ مرکز ہیں۔ اپنے اکابر پر یا اپنے آپ پر اور ان مراکز کے بانیوں پر وہ فتویٰ کیوں دیں گے؟ یعنی ملاں مانچسٹروی حسام الحرمین کا فتویٰ اس وقت صحیح تسلیم کرے گا جب اس پر مدرسہ دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی تائید و تصدیق ہو۔ ایسا مطالبہ کوئی عقل سے بیگانہ ہی کرے گا باقی رہا لکھنؤ اور علی گڑھ

---

[1] الافاضات الیومیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۸۰ زیر ملفوظ نمبر ۹۲۷

[2] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۱۶

یہ بھی مفتیوں اور شیخ الحدیثوں اور فقیہوں کے مراکز نہ تھے مروجہ دُنیادی تعلیم کے مراکز کہے جا سکتے ہیں۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ بھی دیوبند و نجد کی ایک بگڑی ہوئی شاخ ہے۔ رہی دہلی تو دہلی کے متعلق مانچسٹروی نے خود لکھا اور اقرار کیا ہے مطالعہ بریلویت صفحہ ۹۸ کی سُرخی ہے "دہلی کی علمی سطوت دیوبند میں" اس سُرخی کے ذیل میں لکھا ہے مولانا اسماعیل شہید اور شاہ محمد اسحاق پر دہلی کی علمی سلطنت اب تقریباً ختم ہو رہی تھی...... محدثین دہلی کی علمی سطوت کے چراغ اب دیوبند میں روشن ہو رہے تھے"۔

اور صفحہ ۹۹ پر خود لکھتا ہے" دہلی کی علمی سلطنت دیوبند منتقل ہوئی"۔ ــــ جب بقول مانچسٹروی جی دہلی کا علمی مرکز ختم ہو گیا تھا دہلی کی علمی سطوت دیوبند منتقل ہو گئی تھی تو پھر اعلیٰحضرت امام اہلسنت دہلی کے ختم شدہ کون سے علمی مرکز سے اپنے فتویٰ حسام الحرمین پر تصدیق و تائید کراتے؟ کچھ تو عقل و دانش سے کام لو۔ اب رہ گئے رام پور اور کانپور تو رام پور اور کانپور کے بہت سے علماء کرام نے حسام الحرمین کی بھرپور تائید و توثیق فرمائی جو الصوارم الہندیہ ص۱۱۸ و دیوبند مذہب کے ص۵۰۲ پر شائع شدہ موجود ہے۔ دیوبندی وہابی بعض اُن علماء کے نام سے مغالطہ دیتے ہیں جو گستاخانہ کتابوں اور کفریہ عبارات سے پہلے انتقال کر گئے یا اُن کی نظر سے نہ گزریں یا اس وقت تک خود سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے بھی فتویٰ شرعی جاری نہیں فرمایا تھا۔

مگر تعجب اور حیرت ہے کہ مانچسٹروی جی سعودی نجدی دور سے پہلے کے مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کے علمی روحانی مراکز اور حنفی

شافعی مالکی حنبلی اکابر و اعاظم مفتیان دین اور مسلمہ محدثین و ائمہ دین کی تائید و تصدیق کو تو قبول کرتا نہیں کیا حرمین طیبین جیسے مرکز اسلام کے اکابر علماء لکھنؤ علی گڑھ، دہلی سہارنپور، دیوبند، رام پور کے علماء سے بھی علمی فقہی حیثیت و استعداد میں کم تھے جو علماء حرمین پر ان خود ساختہ علمی مراکز کو ترجیح دی جا رہی ہے؟

مصنف مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۱۷ پر لکھتا ہے کہ:۔

”مولانا احمد رضا خاں کسی علمی اختلاف کو کفر و اسلام کا موضوع بنا لیتے تھے۔“

یہ لکھتے ہوتے مانچسٹروی صاحب کے دین کی طرح حیا اور عقل بھی رُخصت ہو گئی تھی۔ کیا مانچسٹروی ابھی دودھ پیتا بچہ ہے، اس کو ضروری دینی اصولی اختلاف علمی تحقیقی اور فروعی نظر آتے ہیں کیا تنقیص الوہیت اور توہین رسالت علمی تحقیقی فروعی مسئلے ہیں ——؟

رُوحانی مراکز کی پناہ

ملّاں مانچسٹروی صاحب اپنے پسندیدہ نام نہاد علمی مراکز کے بعد صفحہ ۱۱۸ پر ”روحانی مراکز“ یعنی اولیاء اللہ کے آستانہ جات اور خانقاہوں کا سہارا لیتا ہے تاکہ عوام کے ذہن میں یہ غلط فہمی ہو کہ مولوی محمود مانچسٹروی دیوبندی بھی آستانوں، خانقاہوں اور روحانی مراکز کو ماننے والا ہے۔ اس موقع پر ہم مانچسٹروی جی سے دریافت کریں گے پہلے تو وہ یہ واضح کرے کہ جن آستانہ جات اور خانقاہوں کی وہ پناہ تلاش کر رہا ہے اُن کو وہ خود اور اس کے دیوبندی اکابر آستانہ اور خانقاہ اور روحانی مراکز مانتے بھی ہیں یا نہیں ——؟ ان آستانوں اور خانقاہوں میں پختہ مزار اور گنبد بنانا جائز

ہیں یا نہیں؟ مزاروں پر چادریں ڈالنا۔ پھول چڑھانا اور چراغ جلانا جائز ہیں یا نہیں؟ مزارات پر مزار کی طرف مُنہ کر کے فاتحہ پڑھنا۔ سالانہ عرس منانا۔ عرس کے موقع پر محفل میلاد و نعت خوانی درود و سلام کی محفلیں منعقد کرنا۔ لنگر شریف کھلانا ختم مٹھائی تقسیم کرنا جائز ہیں یا نہیں ——؟ ذرا اپنے اکابر دیوبند کی کتب سے تلاش کر کے جواب بحوالہ کتب اکابر دیوبند پیش کرو۔ پتہ چل جائے گا تم روحانی مراکز کے کتنے ماننے والے ہو۔

دوسرا اہم سوال یہ ہے کہ فتویٰ خانقاہوں آستانہ جات کے سجادہ نشین حضرات یا اہل مزار مدفون بزرگوں سے لیا جاتا ہے یا مفتیان شریعت اس ظاہری دُنیا میں موجود علماء کرام سے ——؟ ذرا بتاؤ تو سہی دُنیا میں جس طرح علماء کرام مفتیان عظام کے فتاویٰ ملتے ہیں مثلاً فتاویٰ عالمگیری۔ فتاویٰ شامی۔ فتاویٰ برجندی۔ فتاویٰ رضویہ فتاویٰ امجدیہ فتاویٰ نعیمیہ فتاویٰ مظہری وغیرہ وغیرہ اور دیوبندیوں کے فتاویٰ امدادیہ۔ فتاویٰ رشیدیہ۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند وغیرہ تو کیا اسی طرح روحانی مراکز خانقاہوں اور آستانہ جات کے گدی نشین حضرات کے فتاویٰ بھی ملتے ہیں؟ —— ذرا بتاؤ تو سہی کہ آپ کے ذکر کردہ روحانی مراکز خانقاہ شاہ کرامت اللہ —— خانقاہ شاہ غلام علی —— خانقاہ حاجی امداد اللہ —— خانقاہ سرہند شریف —— خانقاہ چھر چونڈی شریف —— خانقاہ ہالیجی شریف —— خانقاہ مانکی —— خانقاہ ترنگ زئی —— خانقاہ موسیٰ زئی —— خانقاہ رائے پور —— خانقاہ مکان شریف —— خانقاہ اعوان شریف —— خانقاہ چورہ شریف —— خانقاہ تونسہ شریف —— خانقاہ

سیال شریف ـــــ خانقاہ جلال پور ـــــ خانقاہ شرقپور ـــــ خانقاہ گولڑہ شریف اور خانقاہ سراجیہ کندیاں میں آج کل کون صاحب سجادہ دارالافتاء کے صدرالصدور ہیں اور کتنے گدی نشین مفتیانِ کرام فتویٰ لکھتے ہیں ـــــ ؟ جو سیدنا حضور اعلحضرت قدس سرہٗ وہاں سے فتویٰ حسام الحرمین مرتدین کے ارتداد پر تائید و تصدیق حاصل کرتے ـــــ ؟

اسی طرح مُصنّف مذکور نے کمال فن دجل کو بروئے عمل لاتے ہوئے سائیں توکل شاہ (کو انبالوی کی بجائے پانی پت لکھا ہے) خواجہ عبدالرحمٰن چھوروی۔ مولانا لطف اللہ علی گڑھی۔ مولانا احمد حسن کانپوری۔ مولانا عبداللہ ٹونکی۔ مولانا اصغر علی روحی۔ مولانا غلام محمد گھوٹوی۔ مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی۔ حکیم اجمل خاں۔ ڈاکٹر علامہ اقبال۔ مولانا ظفر علی خاں۔ مولانا شوکت علی۔ چوہدری افضل حق۔ مولانا حسرت موہانی اور قاضی عبدالمجید ...... ان حضرات نے مولانا احمد رضا خاں کے فتویٰ کفر کو پرکاہ کے برابر اہمیت نہ دی ۔[1]

چلو! ان کو بھی دیکھ لیتے ہیں جاننا چاہیے اس فہرست میں بیشتر تو وہ حضرات ہیں جو گستاخانہ کتب چھپنے شائع ہونے سے پہلے ہی انتقال کر گئے اور متعدد وہ ہیں جو اکابر دیوبند کی گمراہ کن کفریہ و گستاخانہ عبارات سے لبریز کتابوں پر علماء عرب و عجم کا متفقہ فتویٰ حسام الحرمین شریفین کے شائع ہونے سے قبل انتقال کر گئے اور

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۱۹ ؎

بعض وہ بزرگ ہیں جو فتویٰ نویسی کا کام ہی نہیں کرتے تھے اُن بزرگوں کے کسی بھی مسئلہ پر کوئی فتاویٰ نہیں ملتے اور بعض رسمی و سیاسی و ادبی مولانا ہیں جیسے آج کل مغربیت زدہ فرنگی تہذیب کے دلدادہ لوگوں کی خصوصی محفل میں نماز پڑھنے والے کو یا تھوڑی بہت رسمی داڑھی رکھنے والے کو مولانا صاحب کہہ دیا کرتے ہیں۔ یہ سیاسی مولانا۔ ادیب و شاعر۔ لیڈر صحافی قسم کے مولانا کب فتویٰ دیتے تھے اور کسی بھی موضوع پر ان حضرات کے فتاویٰ کہاں ملتے ہیں ؟ جو سیدنا امام اہلسنّت سرکار اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتویٰ کفر کی تائید و تصدیق کرتے اسی طرح حکیم اور قاضی اور چوہدری صاحبان کا معاملہ ہے انہوں نے کیا فتویٰ دینا تھا کیا کسی فتویٰ کی تصدیق کرنی تھی ان حضرات میں سے تو بہت سوں نے مرزا غلام احمد قادیانی غلام احمد پرویز عبداللہ چکڑالوی۔ راجپال شیعہ رافضیوں وغیرہ کو بھی کافر نہیں کہا اور بہت سے حقیقی واقعی مسلمہ کافروں کو بھی کافر نہیں کہا تو کیا ان کے نہ کہنے سے وہ کافر کافر ہی نہیں ہوتے ؟

ما پچسٹروی میں دم خم ہے تو وہ یہ ثابت کرے کہ تحذیر الناس براہین قاطعہ۔ فتویٰ گنگوہی۔ حفظ الایمان وغیرہ گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات اِن سب حضرات کے سامنے رکھیں اور ان سب حضرات نے ان عبارات کو کفریہ نہیں کہا اور ان گستاخانہ عبارات کو عین ایمان و عین اسلام قرار دے کر ان عبارات کو اسلامی سمجھا اور مانا۔ متذکرہ بالا شخصیات کی اِن الفاظ کی تحریرات سامنے لائی جائیں ورنہ جس نے کبھی تحذیر الناس۔ حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ وغیرہ دیکھی ہی نہیں وہ کیا

فتویٰ کفر دے گا اور کس طرح دے گا ؟ اور پھر یہ کہ اس مذکورہ بالا فہرست میں بہت سے حضرات ایسے ہیں کہ جنہوں نے سیدنا امام اہلسنت قدس سرہٗ کے فتویٰ تکفیر کی بھرپور تائید اور حسام الحرمین شریفین کی توثیق و تصدیق کی ہے جس کا مانچسٹروی جی کو علم ہی نہیں تفصیل کے لیے حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خانصاحب قدس سرہٗ کا مرتبہ مجموعہ فتاویٰ الصوارم الہندیہ اور مولانا غلام مہر علی صاحب گولڑوی مدظلہٗ کی کتاب دیو بندی مذہب دیکھی جا سکتی ہے۔ ممکن ہوا تو بعض حضرات کے فتاویٰ ہم آگے نقل کر دیں گے۔

اور مانچسٹروی کو یہ بھی جان لینا چاہیے کہ جب حفظ الایمان۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ وغیرہ کتب اکابر دیو بند پر کتاب اور مصنف کا نام بتائے بغیر گستاخانہ عبارات پر فتویٰ لیا گیا تو متعدد حضرات نے فتویٰ کفر دیا اور اسی طرح مذکورہ بالا کتب اکابر دیو بند کی جب مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی شیخ الحدیث مدرسہ دیو بند مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی چاند پوری۔ مولوی سلطان حسن سنبھلی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مولوی عبدالشکور کاکوروی۔ ابوالوفا شاہجہانپوری وغیرہ نے اپنے اپنے انداز میں اپنی اپنی کتابوں میں جو متضاد تاویلات کی ہیں ایک دوسرے کی تاویل سے عبارات کتب اکابر دیو بند کا کفر ہونا روز روشن کی طرح عیاں اور ثابت ہو جاتا ہے۔ اس کو آگے ہم بحوالہ مفصل بیان کریں گے اور مانچسٹروی جیسے نو وارد کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل جائے گی۔

اتمام حجت | مانچسٹروی جی نے بڑی جسارت اور وثوق و قطعیت

کے ساتھ لکھ مارا کہ مذکورہ بالا حضرات نے اعلیٰحضرت کے فتاویٰ کفر کی تائید نہیں کی اور پرکاہ کے برابر اہمیت نہ دی مصنف مطالعہ بریلویت کو پرلے درجہ کا کذاب ثابت کرنے کے لیے مذکورہ بالا حضرات ہی میں سے چند حضرات کے اسماء اور فتویٰ کا حوالہ نقد پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔ حسام الحرمین شریفین کی تائید و توثیق میں فتاویٰ کفر دینے والے حضرات کے فتاویٰ کا مجموعہ الصوارم الہندیہ موجود ہے کوئی بھی شخص یا مصنف مطالعہ بریلویت خود صفحہ ۱۰۹ پر علماء دہلی کا فتویٰ دیکھ سکتا ہے۔ صفحہ ۱۱۸ - ۱۱۹ پر رام پور اور کانپور کے علماء اور مفتیان دین کا فتویٰ دیکھ سکتا ہے ص ۱۲۴ پر علماء بدایوں و دہلی کا فتویٰ دیکھ سکتا ہے صفحہ ۱۲۵ - ۱۲۶ پر علماء دہلی و بمبئی بدایوں کے فتاویٰ دیکھ سکتا ہے۔ پھر ص ۱۲۷ پر علماء دہلی کا فتویٰ دیکھا جا سکتا ہے۔ پھر ص ۱۳۵ پر علماء بدایوں اور علماء فرنگی محل لکھنو کا فتویٰ دیکھا جا سکتا ہے۔ پھر صفحہ ۱۳۹ پر علماء رام پور کا فتویٰ دیکھا جا سکتا ہے جو صفحہ ۱۴۳ تک پھیلا ہوا ہے جس میں رام پور کے مرکزی دارالعلوم مدرسہ ارشاد العلوم کے جملہ مفتیان کرام کے فتاویٰ بھی موجود ہیں پھر اسی صفحہ ۱۴۳ سے دوبارہ کانپور کے علماء کرام کے فتاویٰ شروع ہو جاتے ہیں جو صفحہ ۱۴۴ تک ہیں۔ پھر صفحہ ۱۳۵ پر علماء رائے پور کے فتاویٰ ہیں جس میں مدرسہ اصلاح المسلمین کے علماء کرام کے فتاویٰ ہیں پھر صفحہ ۱۴۸ - ۱۴۹ پر جلال پور کے علماء و پیران کے فتاویٰ موجود ہیں۔ ملاں مانچسٹروی صاحب نے ان سب مقامات کے تائیدی فتوائے تکفیر کا ڈنکے کی چوٹ پر انکار کیا تھا مصنف کا یہ دعویٰ بھی خاک میں مل گیا ———۔

علماء فرنگی محل لکھنو کے نام پر دھوکہ

بات کا بتنگڑ بنانا اور اُلٹے سیدھے چکر چلانا اصل مفہوم کو مسخ کر کے نفسِ مضمون کا حُلیہ بگاڑ کر پیش کرنا ملّاں مانچسٹروی کا ایک محبوب مشغلہ بلکہ وظیفہ ہے۔ اور ایک بات کا اعادہ کرنا بار بار دہرانا اس کا ذہنی مرض ہے۔

اب اوپر ہم جن باتوں کا جواب دے چکے ہیں اور جن جن علمی مراکز اور روحانی مراکز میں اس نے پناہ ڈھونڈی تھی اُن سب پر ہم جامع معروضات پیش کر چکے ہیں۔ اب جو نیا دورہ پڑا پھر انہی باتوں کو دہرا دیا۔ مثلاً جو باتیں پیچھے واضح ہو چکیں ان میں سے دوبارہ صفحہ ۱۱۹ - ۱۲۰ پر علماء فرنگی محل لکھنو صفحہ ۱۲۱ - ۱۲۴ پر علماء گنج مراد آبادی۔ صفحہ ۱۲۴ - ۱۲۵ پر علماء دہلی۔ پھر سہ بارہ صفحہ ۱۲۴ تا صفحہ ۱۲۵ - ۱۲۷ پر ندوۃ العلماء لکھنو پھر ص ۱۲۸ دوبارہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ص ۱۳۱ تک پھر دوبارہ ص ۱۳۱ خانقاہ شاہ کرامت اللہ جونپوری۔ ص ۱۳۲ پھر دوبارہ خانقاہ شاہ غلام علی ص ۱۳۲ تا صفحہ ۱۳۳ پھر دوبارہ خانقاہ حاجی امداد اللہ ص ۱۳۳ تا ص ۱۳۷۔ پھر دوبارہ خانقاہ سرہند شریف ص ۱۳۷ تا ص ۱۳۸۔ پھر دوبارہ خانقاہ مانکی شریف ص ۱۳۹۔ پھر خانقاہ ترنگ شریف ص ۱۳۹ تا ص ۱۴۰۔ پھر دوبارہ خانقاہ موسیٰ زئی صفحہ ۱۴۰ - ۱۴۱۔ پھر دوبارہ خانقاہ رائے پور صفحہ ۱۴۱ - ۱۴۲۔ پھر دوبارہ خانقاہ مکان شریف ص ۱۴۲ پھر دوبارہ خانقاہ اعوان شریف ص ۱۴۳۔ پھر دوبارہ خانقاہ چورہ شریف صفحہ ۱۴۳ تا صفحہ ۱۴۷۔ پھر دوبارہ خانقاہ تونسہ شریف صفحہ ۱۴۷ تا صفحہ ۱۵۲۔ پھر دوبارہ خواجگان سیال شریف صفحہ ۱۵۳ - ۱۵۴۔ خانقاہ مرولہ شریف ص ۱۵۴۔ پھر دوبارہ

خانقاہ جلال پور شریف ص ۱۵۵۔ پھر دوبارہ خانقاہ شرقپور شریف صفحہ ۱۵۵ تا صفحہ ۱۵۷۔ پھر دوبارہ خانقاہ گولڑہ شریف صفحہ ۱۵۷ تا ص ۱۵۹۔ پھر دوبارہ خانقاہ چھور شریف ص ۱۵۹۔ پھر دوبارہ خانقاہ کندیاں ص ۱۵۹۔ اس بار ص ۱۶۰ پر خانقاہ اجمیر شریف کا اضافہ ہوا۔ ایک نئی سرخی ص ۱۶۰ پر دیکھنے میں آئی البتہ ص ۱۶۲ پر پھر دوبارہ خانقاہ سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی اور ص ۱۶۳ پر مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور ص ۱۶۷ پر دوبارہ مولانا محمد علی جوہر اور پھر دوبارہ ص ۱۶۸ پر ڈاکٹر اقبال پھر ص ۱۷۰ پر ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ ص ۱۷۳ پھر چوہدری افضل حق۔ ص ۱۷۵ پر پھر دوبارہ قاضی عبدالمجید۔ ایک بات کو بار بار لکھا گیا ہے اس سے بخوبی پتہ چل سکتا ہے مصنّف مطالعہ بریلویت ذہنی مریض ہے اور اکابر دیوبند کے عشق میں جنون اور خبط کی حد تک مبتلا ہے اور اس کا ایمان و عقیدہ گویا یہ ہے کہ جب تک خدا اور رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی تنقیص و توہین کرنے والے کو اس دنیا کا بچہ بچہ ہر لیڈر ہر ایڈیٹر شاعر ہر ڈاکٹر ہر چوہدری ہر حکیم ہر مریض ہر زندہ ہر مردہ کافر و مرتد قرار نہ دیں وہ کافر ہو سکتا ہی نہیں کسی کے کافر ہونے کے لیے روئے زمین کے انسانوں کا اجماع ضروری و لازمی ہے۔ اگر یہ ناممکن ممکن ہو بھی جائے تو پھر مانچسٹروی جی مطالبہ کریں گے کہ آسمان کے فرشتے بھی فتاویٰ کفر کی تصدیق کریں گے تو میں مانوں گا اور کھلے آسمان پر سنہرے حروف میں واضح طور پر قلم قدرت سے لکھا ہوا دکھا دو ورنہ میں نہیں مانوں گا۔ اس قسم کا خبط اس کے پاگل پن

کی کھلی علامت اور روشن دلیل ہے۔ خیر ہم اس کے فرار کی ہر گلی بند کریں گے مذکورہ بالا صفحات پر دوبارہ ذکر کئے گئے حوالہ جات میں جو جو نئی چیزیں ہوں گی اُن کے جوابات ضرور دیں گے اور وضاحت ضرور کریں گے۔ نمبروار ملاحظہ ہوں۔

رَدِّ مُغالطہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی کے نام سے مُصنّف نے مغالطہ دیتے ہوئے لکھا کہ مولانا احمد رضا خاں نے ..... ان حضرات (مولانا فرنگی محلی) کو علماء دیوبند کی تکفیر پر آمادہ کرنے اور اپنا ہم نوا بنانے کی بہت کوشش کی ..... اور انہوں نے تکفیر نہیں کی مخلصاً۔ اس سلسلہ میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی ہی ایک کتاب الطاری الداری حصہ اوّل کا حوالہ دیا گیا ہے صفحہ اور باب مذکور نہیں پھر الطاری الداری میں مولانا عبدالباری صاحب کا تکفیر سے صاف انکار کا بیان کیسے آسکتا تھا۔ الطاری الداری میں یہ بات موجود ہی نہیں اگر کوئی یہ عبارت جو مانچسٹروی نے نقل کی ہے دکھادے تو ہم سے مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام حاصل کرے۔

دوسرا حوالہ دوام العیش کا دیا گیا ہے مسئلہ خلافت شرعیہ سے متعلق ہے تکفیر سے متعلق نہیں۔ دوام العیش اور الطاری الداری میں کیا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ خود اپنے خلاف مولانا عبدالباری کے بیانات شائع کر رہے تھے؟ اور سب سے بڑی اہم ضروری بات یہ ہے کہ یہ سب باتیں حضرت مولانا مفتی عبدالباری صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع اور توبہ سے پہلے کی ہیں وہ سُنّی تھے صحابی رسول کی اولاد سے تھے توبہ کرنے اور رجوع فرمانے میں التواء اور ٹال مٹول سے کام نہ لیا توبہ سے پہلے کے

اُن کے تمام بیانات کالعدم وغیر مؤثر ہو گئے۔ حضرت مولانا فرنگی محلی کے توبہ نامہ رجوع کے الفاظ یہ ہیں:—

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اے اللہ! مَیں نے بہت سے گناہ محض تیرے کیے ہیں اور بہت گناہ وہ کیے ہیں جن میں مخلوق کو بھی لگاؤ ہے میں دونوں قسم کے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں تو معاف کر اور معاف کرا دے — اے اللہ! مَیں نے بہت گناہ ظاہر کیے ہیں اور بہت چھُپا کر کیے دونوں کو بخش دے — اے اللہ! مَیں نے بہت سے گناہ دانستہ کیے اور بہت سے نادانستہ کیے سب کی توبہ مَیں کرتا ہوں — اے اللہ! میرا استغفار تو قبول فرما — اے اللہ! مَیں نے امور قولاً و فعلاً تحریراً و تقریراً بھی کیے جن کو مَیں گناہ نہیں سمجھتا ہوں مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ان کو کفر یا ضلال یا معصیت ٹھہرایا اُن سب سے اور اُن کے مانند (دوسرے) امور سے جن میں میرے مرشدین اور مشائخ سے کوئی قدوہ میرے لیے نہیں ہے محض مولوی صاحب (اعلیٰحضرت امام احمد رضا) موصوف پر اعتماد کرکے توبہ کرتا ہوں — اے اللہ! اے اللہ! توبہ قبول کرنیوالے میری توبہ قبول فرما اور مجھے توفیق دے کہ معصیت کا ارتکاب نہ کروں اور وہ اُمور بجالاؤں جو تیری رضامندی کا باعث ہوں اور تیرے حبیب کی شفاعت کا استحقاق پاؤں — اے اللہ! تیرے حبیب کی محبت عظیم کا واسطہ مجھے بخش دے اور مجھ سے اپنے دین کی نصرت کرا اور اپنے دشمنوں کو ذلت دے۔ — وصلی اللّٰہ تعالٰی علیٰ خیر خلقہٖ محمّدٍ والہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتك یا ارحم الرّٰحمین

فقیر محمد عبدالباری عفا اللہ عنہٗ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

کی کھلی علامت اور روشن دلیل ہے۔ خیر ہم اس کے فرار کی ہر گلی بند کریں گے مذکورہ بالا صفحات پر دوبارہ ذکر کئے گئے حوالہ جات میں جو جو نئی چیزیں ہوں گی اُن کے جوابات ضرور دیں گے اور وضاحت ضرور کریں گے۔ نمبروار ملاحظہ ہوں۔

رَدِّ مُغالطہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی کے نام سے مُصنّف نے مغالطہ دیتے ہوئے لکھا کہ مولانا احمد رضا خاں نے۔۔۔۔۔ ان حضرات (مولانا فرنگی محلی) کو علماء دیوبند کی تکفیر پر آمادہ کرنے اور اپنا ہم نوا بنانے کی بہت کوشش کی۔۔۔۔۔ اور انہوں نے تکفیر نہیں کی مخلصاً۔ اس سلسلہ میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی ہی ایک کتاب الطاری الداری حصہ اوّل کا حوالہ دیا گیا ہے صفحہ اور باب مذکور نہیں پھر الطاری الداری میں مولانا عبدالباری صاحب کا تکفیر سے صاف انکار کا بیان کیسے آسکتا تھا۔ الطاری الداری میں یہ بات موجود ہی نہیں اگر کوئی یہ عبارت جو مانچسٹروی نے نقل کی ہے دکھا دے تو ہم سے مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام حاصل کرے۔

دوسرا حوالہ دوام العیش کا دیا گیا ہے مسئلہ خلافت شرعیہ سے متعلق ہے تکفیر سے متعلق نہیں۔ دوام العیش اور الطاری الداری میں کیا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ خود اپنے خلاف مولانا عبدالباری کے بیانات شائع کر رہے تھے؟ اور سب سے بڑی اہم ضروری بات یہ ہے کہ یہ سب باتیں حضرت مولانا مفتی عبدالباری صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع اور توبہ سے پہلے کی ہیں وہ سُنّی تھے صحابیِ رسول کی اولاد سے تھے توبہ کرنے اور رجوع فرمانے میں التواء اور ٹال مٹول سے کام نہ لیا توبہ سے پہلے کے

اُن کے تمام بیانات کالعدم و غیر مؤثر ہو گئے۔ حضرت مولانا فرنگی محلی کے توبہ نامہ رجوع کے الفاظ یہ ہیں: ——

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے اللہ! میں نے بہت سے گناہ محض تیرے کیے ہیں اور بہت گناہ وہ کیے ہیں جن میں مخلوق کو بھی لگاؤ ہے میں دونوں قسم کے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں تو معاف کر اور معاف کرا دے —— اے اللہ! میں نے بہت گناہ ظاہر کیے ہیں اور بہت چھپا کر کیے دونوں کو بخش دے —— اے اللہ! میں نے بہت سے گناہ دانستہ کیے اور بہت سے نادانستہ کیے سب کی توبہ میں کرتا ہوں —— اے اللہ! میرا استغفار تو قبول فرما —— اے اللہ! میں نے امور قولاً و فعلاً تحریراً و تقریراً بھی کیے جن کو میں گناہ نہیں سمجھتا ہوں مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ان کو کفر یا ضلال یا معصیت ٹھہرایا اُن سب سے اور اُن کے مانند (دوسرے) امور سے جن میں میرے مرشدین اور مشائخ سے کوئی قدوہ میرے لیے نہیں ہے محض مولوی صاحب (اعلیٰحضرت امام احمد رضا) موصوف پر اعتماد کرکے توبہ کرتا ہوں —— اے اللہ! اے اللہ! توبہ قبول کرنیوالے میری توبہ قبول فرما اور مجھے توفیق دے کہ معصیت کا ارتکاب نہ کروں اور وہ امور بجا لاؤں جو تیری رضامندی کا باعث ہوں اور تیرے حبیب کی شفاعت کا استحقاق پاؤں —— اے اللہ! تیرے حبیب کی محبت عظیم کا واسطہ مجھے بخش دے اور مجھ سے اپنے دین کی نصرت کرا اور اپنے دشمنوں کو ذلت دے —— وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین

فقیر محمد عبدالباری عفا اللہ عنہٗ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

حضرت مولانا مفتی عبد الباری صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا توبہ نامہ اور حضرت ممدوح کے الفاظ توبہ تقریباً بلفظہٖ "حیات اعلیٰحضرت" صد۳۰۲ پر "ہمدم" ۱۱ رمضان بروز جمعہ ۲۰ مئی صد۳ کالم ہم کے حوالہ سے چھپے ہوتے موجود ہیں بلکہ سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ اپنے مؤقر خلیفہ و تلمیذ حضرت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین قادری رضوی فاضل بہاری علیہ الرحمۃ کے نام اپنے ایک اہم مکتوب میں مولانا عبد الباری کی توبہ کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ ولدی الاعز مولانا المکرم مولوی ظفر الدین صاحب جعلہ اللہ کاسمہٖ ظفر الدین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، مبارک ـــ مبارک ـــ مبارک! مولانا مولوی عبد الباری صاحب نے اُن ایک سو ایک اور ان کے امثال سے توبہ چھاپ دی ملاحظہ ہو "ہمدم" ۱۱ رمضان بروز جمعہ ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء ......

فقیر کی رائے میں فوراً ایک جلسہ تہنیت توبہ مولانا مولوی عبد الباری صاحب لکھنوی چھاپ کر اس کی تہنیت کا جلسہ وہاں (پٹنہ میں) بھی کیا جائے ...... مبارکباد کا تار مولوی عبد الباری صاحب کو دیا جائے مسلمانوں کو سمجھایا جائے اس طرف (یعنی دیوبندیوں، وہابیوں گاندھویوں کانگریسیوں کے ساتھ) عالم کہلانے کے مستحق ایک یہی تھے مولیٰ تعالیٰ نے اُن کو ہدایت فرمائی مشرکوں (ہندوؤں)

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱ اخبار ہمدم لکھنو ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء
و سواد اعظم جلد ۲ شمارہ ۲۳/۲۴

سے اتحاد اور وہابیہ وغیرہم بے دینوں کے میل جول سے توبہ فرما کر خالص سُنّی ہو گئے...... فقیر احمد رضا قادری عفی عنہٗ
۱۵ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ از کوہ بھوالی۔

الغرض قصہ مختصر یہ کہ سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الطاری الداری میں مولانا عبد الباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ایک سو ایک وجوہ کفر و ضلال قائم کئے تھے اور انہوں نے کمال وسیع النظری و وسیع القلبی سے اُن سب اقوال کفر و ضلال سے علی الاعلان توبہ فرمالی تھی۔ مانچسٹروی کے پاس اب رونے پیٹنے کے سوا کچھ نہیں۔

مواخذات

یہ مواخذات ایک توبہ نامہ کی شکل میں ہیں جو مولانا عبد الباری صاحب کی طرف سے لکھ کر سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے اپنے خلف اکبر حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ۔ صدر الشریعت علامہ محمد امجد علی اعظمی رضوی مصنف بہار شریعت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی قدست اسرارہم لے کر مولانا عبد الباری کے پاس گئے تھے اور انہوں نے سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے صاحبزادہ صاحب کا اپنے ہزاروں احباب اور مریدین کے ساتھ ریلوے اسٹیشن پر تشریف لا کر زبردست استقبال و خیر مقدم کیا تھا اور توبہ نامہ پر بہت اخلاص کے ساتھ دستخط فرما کر توبہ نامہ شائع کرا دیا تھا اور ہندو کانگریس اور مسٹر گاندھی کی رفاقت اور دیوبندیوں وہابیوں کانگریسیوں کی موافقت سے مکمل طور پر دستبردار و لاتعلق ہو گئے تھے۔

علی برادران کی توبہ

مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی

صاحب بھی سُنّی صحیح العقیدہ تھے اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے مرید و حلقۂ بیعت میں شامل تھے اور خلافت کمیٹی میں سرگرم مولانا عبدالباری صاحب کی توبہ کے بعد مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی نے بھی گاندھی اور گاندھوی کانگریسی دیوبندی وہابی مولویوں کو چھوڑ کر علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اس باب میں ایک اہم تاریخی واقعہ روزنامہ کوہستان لاہور نے ۸ مئی ۱۹۶۹ء کی اشاعت میں شائع کیا، لکھا ہے:۔

"تحریک آزادی کے سلسلہ میں مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی آپ (اعلیٰحضرت) کی خدمت میں بریلی حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور آپ ایک وسیع حلقہ کے روحانی پیشوا ہیں آپ تحریک آزادی ہند کے سلسلہ میں کانگریس کا ساتھ دیں تو آپ کی شخصیت حالات پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مولانا! میری اور آپ کی سیاست میں فرق ہے۔ آپ ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہیں اور میں مخالف ہوں۔ اس پر مولانا جوہر کچھ ناراض سے ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ (اعلیٰحضرت) نے فرمایا مولانا! میں ملک کی آزادی کا مخالف نہیں ہوں ہندو مسلم اتحاد کا مخالف ہوں۔ مولانا علی برادران باہر جا چکے تو مولانا محمد علی جوہر مولانا شوکت سے کہنے لگے مولانا احمد رضا خشک ہیں۔ آپ صاحب کشف بزرگ تھے فوراً کشف سے اُن کے ان احوال پہ مطلع ہوئے اور مولانا محمد علی جوہر کو بلایا اور کہا مولانا میں خشک نہیں ہوں ملک آزاد کرانا ہے تو مسلمانوں کی اپنی علیحدہ تنظیم بنائیں اور ہندوؤں سے بالکل علیحدہ ہو جائیں مولانا جوہر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور دست بوسی فرمائی اور حضرت (امام احمد

رضا) کے دردمندانہ موقف سے آگاہ ہوئے۔"[1]

اس کے کچھ عرصہ بعد مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی ہندو کانگریس سے علیحدہ ہو گئے۔ یہ واقعہ فقیر نے سیّدی امام اہلسنت حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ سے بھی سُنا تھا اور جامعہ نعمانیہ لاہور حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز ولی الرضوی البریلوی قدس سرہٗ نے بھی اس کی تصدیق فرمائی۔

تصدیق مزید

خلیفہ اعلیٰحضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے مولانا محمد علی جوہر سے دہلی میں اُن کے مکان پر ملاقات فرمائی اور اسی طرح مولانا شوکت علی مرحوم خود مراد آباد تشریف لے گئے اور سابقہ احوال سے توبہ فرمائی ہندو کانگریس اور گاندھوی مولویوں سے علیحدگی اختیار فرمائی۔[2]

اب مانچسٹروی جی اپنی جہالت و لاعلمی کا ماتم کرے اور خوامخواہ مولانا علی برادران کے پُرانے واقعات اور توبہ و رجوع سے قبل کے حالات سے عوام کو مغالطہ اور دھوکہ نہ دے۔

رہی فتاویٰ کی بات تو مولانا محمد علی جوہر اور شوکت علی مفتی و فقیہہ نہ تھے فتویٰ کسی بھی موضوع و مسئلہ پر نہیں لکھتے تھے۔ اگر یہ دونوں بھائی مفتی ہوتے تو مولوی نانوتوی گنگوہی اور تھانوی صاحبان ان سے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان پر تصدیق کروا لیتے اور اس سلسلہ میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے ساتھ مولوی

---

[1] روزنامہ "کوہستان" لاہور و ملتان ۸ مئی ۱۹۶۹ء صـ ۲۔

[2] سواد اعظم جلد ۲ شمارہ نمبر ۲۳-۲۴ ملخصاً صـ ۲۷

عبدالحیؔ اور مولوی عبدالشکور لکھنوی کا کوروی ایڈیٹر "النجم" کا نام لینا سراسر فریب و فراڈ ہے وہ تو تھے ہی دیوبندی وہابی مولویوں کے ہم عقیدہ و ہم مسلک اور مولوی عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر النجم حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قدس سرہٗ و حضرت شیر بیشۂ اہل سنّت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب قدس سرہٗ سے مناظروں میں بار بار شکست کھا چکے ہیں۔ اور مولوی عبدالحیؔ وہ ہیں جنہوں نے بقول مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی پورے ہندوستان کے علماء میں یکا و تنہا بانی مدرسہ دیوبند کی کتاب تحذیرالناس کی تائید وحمایت کی تھی اور تھانوی صاحب نے اس حقیقت سے خود ہی پردہ اُٹھا دیا تھا کہ :۔

"جس وقت مولانا (قاسم نانوتوی) نے تحذیرالناس لکھی ہے کسی نے بھی ہندوستان بھر میں مولانا (نانوتوی) کے ساتھ موافقت نہیں کی بجُز مولانا عبدالحیؔ صاحب کے۔"[1]

یہ ہیں عبدالحیؔ صاحب جن کو سُنّی بنا کر پیش کیا جا رہا ہے اور یہ ہیں بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب جنکو ہندوستان بھر کے مختلف مکاتیب فکر کے علماء نے مسترد کر دیا تھا اور ہندوستان بھر کے علمی مراکز اور روحانی مراکز نے نانوتوی صاحب کو علمی دُنیا سے بے دخل کر دیا تھا اور ان کی تحذیرالناس کی علمی حلقوں میں پرکاہ کے برابر اہمیت و حیثیت نہ تھی اور اس تحذیرالناس پر خود مولوی انور کاشمیری شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند نے فیض الباری جلد ۳ صہ ۳۳۳ و صہ ۳۳۴ پر بھرپور جرح اور طنز کیا ہے جس کو تفصیل

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صہ ۵۸ ؎

کے ساتھ تحذیرالناس کی عبارات کفریہ کی بحث میں نقل کیا جائیگا انشاءاللہ العزیز۔

گنج مرادآباد سے دھوکہ نہ دیجئے

عادت سے مجبُور اور فطرت سے لاچار مولوی مانچسٹر دی اپنے گستاخ اکابر دیوبند کی ڈوبتی نیا کو تنکوں کا سہارا دے کر تیرانا چاہتا ہے مطالعہ بریلویت صہ ۱۲۱ پر "علماء گنج مرادآباد" کے عنوان کے تحت حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کی محض زبانی کلامی قصیدہ خوانی کر کے پہلے تو یہ ثابت کرتا ہے کہ :۔

"اعلحضرت پہلی مرتبہ ۱۳۱۱ھ میں گنج مرادآباد تشریف لے گئے تھے اس سفر میں آپ کے ہمراہ جو حضرات گئے اُن میں مولوی حکیم خلیل الرحمٰن خاں مولانا شاہ وصی احمد محدث سُورتی قاضی خلیل الدین حسن۔ مولانا احمد حسن کانپوری بھی شامل تھے۔"[1]

اس کے بعد مختلف النوع لن ترانیوں سے گزرتا ہوا گفتگو کا وہی دردناک ماحصل بیان کرتا ہے :۔

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علماء دیوبند کی عبارات میں اگر کچھ باتیں واقعی ایسی تھیں جو کفر کی حد تک غلط تھیں تو حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی نے ان پر کیوں گرفت نہ کی۔"[2]

ہم کہتے ہیں سوال تو بغیر دائی کے پیدا ہو گیا اور تم نے اس کی پرورش بھی کر لی مگر یہ بھی دیکھا یہ سوال بغیر باپ کے پیدا ہوا اور وہ اس طرح کہ تم ۱۳۱۱ھ میں اعلحضرت امام اہلسنّت کی

---

[1] مطالعہ بریلویت صہ ۱۲۱ جلد اول [2] ایضاً جلد اوّل صہ ۱۲۲ ؎

مولانا شاہ فضل الرحمٰن سے ملاقات کروا رہے ہو اور اس سے تین سطر پہلے مولانا گنج مرادآبادی کو ۱۳۱۳ھ تک طلباء کا مرجع بتاتے ہو اور پھر اُن کی وفات کے بعد اعلیٰحضرت کی ۱۳۲۴ھ میں مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے صاحبزادے احمد میاں شاہ سے ملاقات کروا رہے ہو پھر بھولے بن کر عیاری کا جامہ پہن کر پوچھتے ۲۲ ہو کہ اکابر دیوبند کی عبارات پر انہوں نے گرفت کیوں نہ کی ان عبارتوں میں کفریہ معنیٰ کیوں نظر نہ آئے؟ آؤ ذرا اپنا کان ہمارے ہاتھ میں دو ہم سمجھاتے ہیں:-

(۱) تحذیر الناس کے متعلق تو مولوی اشرف علی تھانوی نے فیصلہ کر دیا کہ "ہندوستان بھر میں مولانا (نانوتوی) کے ساتھ کسی نے موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحیّٰ صاحب کے"۔[1]

لہٰذا ماننا پڑے گا کہ تحذیر الناس کی عبارتوں سے مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی نے بھی موافقت نہیں فرمائی حفظ الایمان اور براہین قاطعہ اور فتاویٰ گنگوہی کی گستاخانہ عبارات بعد میں منظرِ عام پر آئیں۔ مانچسٹروی میں دم خم ہے تو ثابت کرے کہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کی وفات سے قبل حفظ الایمان اور براہین قاطعہ منظرِ عام پر آگئی تھیں اور پھر یہ بھی ثابت کرے کہ یہ سب گستاخانہ عبارتیں اور کتابیں اور کفریہ مضامین مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کو پیش کیے گئے تو انہوں نے ان عبارات کو عین اسلام و عین ایمان قرار دے کر تصدیق فرمائی اور پھر مانچسٹروی جی اور مانچسٹروی جیسے دوسرے مخبوط الحواس دیوبندی

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۵۸

بھگتوں اور سادھوؤں کو یاد رکھنا چاہیے کہ علماء عرب و عجم کا متفقہ فتویٰ اور شرعی فیصلہ حسام الحرمین شریفین ۱۳۲۴ھ ۱۳۲۵ میں منظرِ عام پر آیا۔ ۱۳۱۱ھ میں تو سیدنا اعلیٰحضرت نے خود بھی حکمِ تکفیر نہ لگایا تھا اور وہ اتمامِ حجت کرنے کے لیے رجسٹری خطوط کے ذریعے اکابر دیوبند کو توبہ اور رجوع کی تلقین فرما رہے تھے اور راہِ راست پر آنے کی دعوت دے رہے تھے جب توبہ اور رجوع سے اکابر دیوبند نے صریحاً انحراف کیا تو پھر حسام الحرمین کی ضربات قاہرہ پڑیں اور فرمایا ؎

اُف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

اس لایعنی و بے مقصد بحث میں مصنّف نے خواہ مخواہ ۲۲ تا ۲۵ صفحات ضائع کر دیئے۔ وہ اس کا بیٹا ہے وہ اس کا شاگرد وہ اس کا استاد ہے وغیرہ وغیرہ فلاں نے مولانا گنج مرادآبادی کے بارہ میں یہ کہا ہے۔ فلاں نے یوں لکھا ہے اس لفاظی سے کیا فائدہ ہے کہ مولانا گنج مرادآبادی نے دہلی سے آتے ہوئے حدیث پڑھنے والے ایک طالب علم مولوی عبدالمجید ہزاروی کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں بھیج دیا۔ ٹھیک ہے وہ دہلی سے آیا تھا حضرت نے جس کھاتہ کا دیکھا وہیں بھیج دیا حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سُورتی حضرت علامہ سید محمد دیدار علی محدث الوری قدست اسرارہم وغیرہ سُنّی صحیح العقیدہ طلباء آتے اُن کو پڑھا دیا۔ مولوی عبدالمجید ہزاروی اسماعیلی تقویۃ الایمانی ذہنیت کا ہوگا مٹی وہیں پہنچائی جہاں کا خمیر تھا۔ اُس کو گنگوہی صاحب کے پاس گنگوہ بھیج دیا حق بحق دار رسید۔ اس ذرا سی

بات پر چھلانگیں لگانے کی کیا ضرورت ہے؟

مولوی محمد علی کانپوری کو مولانا محمد علی مونگیری بنا دیا

ملاں مانچسٹروی کے ذہن پر شیطانی افکار کا کچھ ایسا غلبہ ہے کہ وہ اہل توہین اکابر دیوبند کی اندھی عقیدت میں مستغرق ہو کر پے در پے جعلسازی کا ارتکاب کیے جا رہا ہے اور شرم وحیاء اس کا دامن نہیں پکڑتی لکھتا ہے :ـــــ

"حضرت شاہ فضل الرحمٰن کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری پیر مہر علی شاہ صاحب کے اُستاد بھائی تھے"۔[1]..

پھر لکھتا ہے ......

"حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری حضرت محمد قاسم، قاسم نانوتوی کے بہت عقیدت مند تھے اور انہیں حکیم الامت کہہ کر یاد کیا کرتے تھے۔ مولانا احمد رضا خاں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ذکر میں لکھتے ہیں یہ وہی نانوتوی ہے جسے محمد علی کانپوری ناظم ندوہ نے حکیم الامت کا لقب دیا"۔[2]

اب ہم نے اصل کتابوں ۔ مہر منیر۔ حسام الحرمین وغیرہ کو ٹٹولہ تو کھودا پہاڑ نکلا چوہا کی مثال صادق آئی ۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری مہر منیر ص۲۷ پر جن بزرگ کو پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کا استاد بھائی کہا گیا ہے وہ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری ہیں اور صوبہ بہار کے رہنے والے ہیں اور بہار کے مشہور شیخ طریقت ہیں جبکہ بانی مدرسہ

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اول ص۱۲۳ [2] حسام الحرمین ص۱۰۱ ؛

دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے گیت گانے والے اور اُن کو حکیم الامت بنانے والے مولوی محمد علی کانپوری ہیں جو ناظم ندوہ ہیں جن کا ذکر سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ نے حسام الحرمین ص۱۰۱ پر کیا ہے وہ اور ہیں یہ اور ہیں وہ مونگیری ہیں یہ کانپوری ہیں وہ شیخ طریقت ہیں اور یہ ناظم ندوۃ العلماء ۔ یہ یوپی میں وہ صوبہ بہار میں ہیں ۔ مگر مُصنّف مطالعہ بریلویت لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے اور یہ تاثر دینے کے لیے کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد بھائی بھی ـــــ مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کو حکیم الامت ملتے ہیں اور وہ بانی مدرسہ دیوبند کے بہت عقیدت مند تھے سے

جھوٹے اور کذاب دنیا میں دیکھے ہیں بہت
سب سے سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

علاوہ ازیں

ایک حربہ مُصنّف مطالعہ بریلویت نے یہ چلا ہے کہ جلد ۱ ص۱۲۴ پر حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ندوی محمد علی کا شاگرد ظاہر کیا ہے ـــــ :

بالفرض اگر کوئی بڑی شخصیت کسی دیوبندی یا قادیانی کی شاگرد ہو جائے تو کیا اُس کا اُستاد معصوم ہو گیا کیا شیطان لعین معلم الملکوت (فرشتوں کا استاد) نہیں تھا؟ کیا شیطان کا احترام کیا جائے گا اور اس کا ہر قول وفعل حجت ہو گا؟ اور پھر تکفیر میں سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ العزیز تنہا نہیں ہیں ہزاروں جلیل القدر اکابر واعاظم علماء دین مفتیان شرع متین علماء عرب وعجم اعلحضرت فاضل بریلوی

کے ہمنوا ہیں اور خود پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی حضور اعلیٰحضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کے مسلک حق پر ہیں اور فتویٰ حسام الحرمین پر الصوارم الہندیہ میں بدیں الفاظ تصدیق و تائید فرما چکے ہیں مصنّف مانچسٹروی پڑھے اور شام غریباں میں ماتم برپا کرے۔

۴۹ فتاوٰے دربار علی پور شریف

حسام الحرمین کے فتاوٰی حق ہیں اور اہل اسلام کو ان کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے جو شخص ان (اعلیٰحضرت فاضل بریلوی اور علماء حرمین شریفین کے فتاوٰی حسام الحرمین) کو تسلیم نہیں کرتا وہ راہِ راست سے دُور ہے۔۔۔۔
۔۔۔اہانۃ الانبیاء کفر عقائد کا صریح مسئلہ ہے رضا بالکفر بھی کفر ہے۔۔۔۔۔۔ الراقم جماعت علی عفا اللہ عنہ بقلم خود از علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ پنجاب۔ الجواب صحیح محمد حسین عفا اللہ عنہ مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں۔ جواب صحیح ہے۔ محمد کرم الٰہی بی۔ اے علی پور[1]۔

ہم مصنّف مطالعہ بریلویت کی معلومات میں اضافہ کے لیے بتائے دیتے ہیں کہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنّت سرشکن دیوبندیت وہابیت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب قدس سرہٗ بھی مولوی محمد نبین ساکن سرائے خام دیوبندی کے شاگردوں میں سے ہیں اور سیدنا اعلیٰحضرت کے فتوٰی شرعی حسام الحرمین کے مطابق اپنے اساتذۂ مرتدین کی تکفیر میں رتی برابر پاس و لحاظ نہیں فرماتے تھے۔

[1] الصوارم الہندیہ ص ۹۶ ؎

باقی رہی یہ کھلی بکواس کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنّت نے انگریزی حکومت کے اشارہ پر گستاخانِ دیوبند کی تکفیر کی تو انگریزوں کے یہ اشائے آپ زیادہ سمجھتے ہیں کہ مانچسٹر میں انگریزوں کے زیر سایہ و زیر کرم رہتے ہیں گونگے کی ماں ہی گونگے کی رمزوں کو زیادہ سمجھتی ہے۔

علماء دہلی کے ردّ عمل سے دھوکہ

مانچسٹروی صاحب نے ص۱۲۴ و ص۱۲۵ پر پھر ایک اسٹوری رقم کی ہے شاگردی اُستادی کی کڑیاں ملاتا ہوا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہو کر اور لاتن بدل کر اسماعیل قتیل، دو تین علماء اہلسنّت مولانا مفتی صدرالدین آزردہ وغیرہ کا نام لکھنے کے بعد تقویۃ الایمانی ذہنیت کے اپنے ہی ہم عقیدہ و ہم مسلک وہابی اسماعیلی مولویوں اور مدرسوں کے نام ٹھونس ڈالے کہ ان ان کو علماء دیوبند کی گستاخیوں میں کفر نظر نہیں آیا جب ان کو نہیں آیا تو مولانا احمد رضا خاں کو کیسے نظر آ گیا اور کیوں نظر آ گیا حد یہ کہ مفتیٔ اہلسنّت دہلی علامہ مفتی محمد مظہر اللہ صاحب شاہی امام جامع مسجد فتح پوری دہلی کے نام سے بھی یہ دھوکہ دیا کہ "جامع مسجد فتح پوری کے ایک صاحب مولانا مظہر اللہ صاحب تھے جن کا تعلق مدرسہ فتح پوری سے نہ تھا آپ وہاں امام اور خطیب تھے اُن کے صاحبزادے پروفیسر مسعود احمد نے مولانا احمد رضا خاں کے حق میں مدحیہ رسائل لکھے ہیں۔ مولانا مظہر اللہ بھی اس مشق تکفیر میں مولانا احمد رضا خاں کا ساتھ نہ دے سکے تھے۔۔۔[1]"
حالانکہ آپ کا الصوارم الہندیہ میں سیدنا اعلیٰحضرت فاضل

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل ص۱۲۵ زبانی کلامی بے دلیل دعوٰی ؎

بریلوی قدس سرہٗ العزیز اور علماء حرمین کے فتاویٰ مبارکہ حسام الحرمین شریفین پر تصدیقی تائیدی فتوےٰ موجود ہے[1]

باقی مولانا مفتی صدرالدین آزردہ اور جن اپنے ہی مکتب فکر کے علماء کا ذکر صفحہ ۱۲۵ پر کیا اس وقت نہ حفظ الایمان تھی نہ ہی براہین قاطعہ وغیرہ یہ زمانہ مولوی قاسم نانوتوی اور رشید احمد صاحب گنگوہی کی طالب علمی کا زمانہ تھا نہ گستاخانہ کتابیں سامنے آئی تھیں نہ تکفیر کا شرعی حکم واضح کیا جا سکتا تھا اس طرح تو دیوبندی عقل سے پیدل مصنف امام اعظم ابو حنیفہ اور سیدنا غوث اعظم جیلانی۔ داتا گنج بخش لاہوری اور خواجہ غریب نواز اجمیری قدست اسرارہم کا نام بھی لے سکتا ہے کہ انہوں نے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ فتوےٰ گنگوہی۔ حفظ الایمان وغیرہ پر فتوےٰ نہیں دیا اکابر دیوبند کی کتابوں کی عبارتوں میں جو کفری معنی مولانا احمد رضا خاں کو نظر آئے وہ ان بزرگوں کو نظر نہیں آتے۔ تو دُنیا مانچسٹروی جی کے مُنہ پر تھوکے گی کہ ان کے زمانہ میں یہ جہنمی کتابیں کہاں تھیں؟ باقی رہے علماء دہلی کا ردّ عمل تو وہ بفضلہٖ تعالیٰ حسام الحرمین اور سیدنا امام اہلسنّت اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت میں نہیں تائید و حمایت میں تھا اور ان کی تائید و حمایت میں حضرت مولانا مفتی علامہ محمد مظہر اللہ صاحب دہلوی کا فتوےٰ صد ۱۰۹ مولانا حافظ عبد المجید صاحب دہلوی کا فتوےٰ صد ۱۲۵ پر مولانا محمد فضل کریم دہلوی کا فتوےٰ صد ۱۲۶ پر مولانا مفتی محمد شمس الاسلام خلف مولانا مفتی عبد الرشید مرحوم مہتمم مدرسہ نعمانیہ دہلی کا فتوےٰ صد ۱۲۶ پر مولانا محمد احمد خاں دہلوی

---

[1] ملاحظہ ہو صد ۱۰۹ الصوارم الہندیہ ؎

اور مولانا عبد الرحیم بن مولانا محمد علی دہلوی۔ مولانا عبد الغفار حوض قاضی دہلی کے فتاویٰ صد ۱۲۷ پر حضرت مولانا مفتی محمد زاہد القادری مفتی ماہنامہ آستانہ دہلی (دریا گنج دہلی) مولانا محمد احمد مفتیٔ دہلی کا فتوےٰ صفحہ ۱۴۵ پر الصوارم الہندیہ میں موجود ہے۔ باقی اگر کسی غیر سُنّی وہابی دیوبندی نے فتوےٰ تکفیر کی تائید نہیں کی تو کچھ فرق نہیں پڑتا علماء اہل سُنّت امام اہلسنّت کے فتوےٰ سے بحمدہٖ تعالیٰ متفق ہیں۔

ندوۃ العلماء لکھنو کے نام سے چکمہ بازی

کھُلی ہوئی کتاب کی طرح یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ندوۃ العلماء اور مدرسہ دیوبند ایک ہی چیز کے دو نام ہیں توہین و تنقیص انبیاء و رسل علیہم السلام دونوں کی روح کی غذا ہے۔ دونوں شرک و بدعت کے تھوک کے بیوپاری ہیں ہمارے ان دونوں دعووں کا ثبوت مُصنّف نے خود اپنے اسی مضمون اور اسی عنوان کے تحت صد ۱۲۶ پر فراہم کر دیا ہمیں کچھ زیادہ جدوجہد نہیں کرنی پڑی۔ پہلی بات توہین و تنقیص انبیاء و رسل علیہم السلام والی تو مُصنّف اپنے مولوی اشرف علی تھانوی کے حوالہ سے خود مانتا ہے کہ:۔

”حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے معجزات کی بحث میں مولانا شبلی سے شدید اختلاف کیا تھا“

گویا شبلی جب خود معجزات کا منکر تھا اور عظمت انبیاء سے کھیل رہا تھا تو وہ حفظ الایمان میں توہین و گستاخی کرنے والے تھانوی پر کیسے فتوےٰ لگاتا؟ یہ بات ہر باشعور انسان سمجھ سکتا ہے معجزات کا منکر شبلی ندوی تھانوی کو تو غنیمت سمجھ رہا تھا کہ حفظ الایمان میں توہین کر کے یہ بھی رفتہ رفتہ میری لائن پر آ رہا ہے۔ اگر شبلی

ندوی نے حفظ الایمان کی گستاخانہ کفریہ عبارت پر فتویٰ کفر نہیں لگایا تو خود دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے معجزات کے منکر شبلی ندوی پر کونسا فتویٰ لگا دیا؟ البتہ دیوبندی مفتی مولوی کفایت اللہ دہلوی نے ۱۳۳۲ھ میں تحفہ ہندیہ پریس دہلی میں چھپا کر ایک فتویٰ شبلی کے خلاف ضرور شائع کیا۔ اور اسی طرح مولوی انور کاشمیری دیوبندی نے شبلی پر بدعقیدگی اور بدمذہبی کا فتویٰ لگایا۔ بدمذہب بے دین کی شہادت ویسے ہی معتبر نہیں مثر عامر دُو وہے اس لیے مانچسٹروی کو شبلی کا نام نہیں لینا چاہیے۔

دوسری بات یہ کہ مُصنّف جی نے تھانوی کا معجزات کے موضوع پر شبلی سے اختلاف بتلانے کے باوجود صد ۱۲۶ پر یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ:

"مولانا شبلی کے نامور شاگرد مورخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے بیعت ہوئے اور خلافت پائی، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی پرنسپل دارالعلوم ندوہ نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے سامنے حدیث میں زانوئے تلمذ تہ کیا اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری کے حلقہ عقیدت (یعنی بیعت) میں شامل ہوئے"

اس سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ مدرسہ دیوبند اور ندوۃ العلماء اندرونِ خانہ ایک ہی تھے بس پردہ باہم شیر وشکر تھے اگر انہوں نے تکفیر کی تائید نہیں بھی کی تو کیا ہوا۔ کیونکہ ؎ [1]

نام ہی کا فرق ہے تصویر ہے دونوں کی ایک

---

[1] دیکھو مقدمہ مشکلات القرآن صد ۳۴

ویسے ندوۃ العلماء لکھنؤ اور دیوبند اہلسنّت دشمنی میں قدم سے قدم ملا کر چلتے ہیں کچھ عرصہ پہلے بنام "بریلوی فتنہ کا نیا روپ" کے متعصّبانہ نام سے مولوی محمد عارف سنبھلی استاد ندوۃ العلماءٔ لکھنؤ نے مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان لکھنؤ کی زیرنگرانی ایک کتاب شائع کی ہے لہذا ماننا پڑے گا یہ دونوں ایک ہی کچھ ہیں پھر ندوہ والے تکفیر کی تائید کیسے کریں گے مرزا بشیرالدین محمود مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کیسے کرے گا؟

ندوہ دم توڑ رہا ہے

سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے یہ الفاظ مبارکہ مولوی مانچسٹروی کا جگر شق کر گئے لکھتا ہے مولانا احمد رضا خاں ندوۃ العلماء سے اس قدر ناراض تھے کہ آپ نے اپنے ایک بزرگ شاہ جی میاں قادری سے ندوہ کے خلاف بددعا کی درخواست بھی کی مولانا حشمت علی خاں اپنے ان دونوں بزرگوں کی بات چیت ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں (حضرت شاہ میاں نے) فرمایا کہیے مولانا؟ ندوے کا اب کیا حال ہے؟ حضور اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ الحمدللہ ندوہ دم توڑ رہا ہے آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے حضرت شاہ جی میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ دُعا تو ہم کرتے ہیں لیکن ندوہ پچھڑے گا تمہیں سے [1]

اس کے بعد مانچسٹروی جی بڑے مرثیانہ انداز میں لکھتا ہے "مولوی حشمت علی کے یہ دونوں رضی اللہ عنہ دم توڑ گئے، لیکن ندوہ نے عظیم ترقی کی اور بین الاقوامی شہرت پائی"

---

[1] اجمل انوار الرضا صفحہ ۴۱۰

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ مولوی اشرف علی تھانوی جس ندوۃ اور ندوہ کی روح رواں شبلی ندوی کو معجزات کا منکر ٹھہرا رہے ہیں یہ تھانوی کو شیخ الاسلام اور حکیم الامت ماننے والا اس منکر معجزات ندوہ کو گھر بیٹھے عظیم ترقی اور بین الاقوامی شہرت دلوا کر تالیاں بجا رہا ہے۔ ندوہ ہندوستان میں ہے پاکستان ہندوستان کا انتہائی قریبی پڑوسی ملک ہے بتاؤ ذرا یہاں پاکستان میں ندوہ کی کتنی شاخیں ہیں کتنے فاضل ہیں یہاں اور پاکستان میں ندوہ کی کیا شہرت ہے؟ چلو اعلیٰحضرت امام اہلسنت اور شیر بیشۂ اہلسنت کی نہ مانو کہ ندوہ دم توڑ رہا ہے اپنے حکیم الامت تھانوی کی مان لو ان کو بھی تسلیم کیے بغیر چارہ نہ تھا لکھنا پڑا :-

"پھر خود ندوہ کا جو حشر ہوا سب کے سامنے ہے۔" [1]

اب ندوہ کا حشر نشر کرنے پر اپنے تھانوی حکیم الامت کا ماتم کرواور اُن کی قبر پر جا کر کہو کہ حضور گنگوہی صاحب اندھے ہوتے تھے تم تو اندھے نہیں تھے ندوہ عظیم ترقی کر رہا ہے۔ بین الاقوامی شہرت حاصل کر رہا ہے اور آپ فرما رہے ہیں کہ "ندوہ کا جو حشر ہوا وہ سب کے سامنے ہے"۔ اگر یہ بات گنگوہی کہتے تو ہم درگذر کرتے کہ اندھے ہیں مگر تم تو اندھے نہیں ہو ـــــ۔

مانچسٹر ڈی صاحب! مولانا حشمت علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں رضی اللہ عنہ دم نہیں توڑ گئے ندوہ دم توڑ گیا جن کا کہیں نام و نشان نہیں گھر میں بیوی کو روشن آرا

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۵ صفحہ ۱۱۰ ؂

بیگم نہ بناؤ ندوۃ العلماء کے فیض کی نہریں تو کیا گندے نالے بھی کہیں جاری نظر نہیں آتے۔

مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے نام سے بھی مانچسٹر ڈی نے جال پھیلایا ہے اور صفحہ ۱۲۸ پر اِدھر اُدھر کی اُلٹی سیدھی مار کر لکھا ہے :-

"سر سید اور علماء دیو بند کے درمیان گہرے اختلافات تھے پھر سر سید بھی اکیلے نہ تھے........ سر سید اور ان کے احباب کے لیے دیو بند پہ برسنے کا عجیب موقع تھا..... مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے اُردو خواں حضرات نے علماء دیو بند کی ان زیر بحث اُردو عبارات میں کہیں کفر کی بُو نہیں پائی۔" [1]

کیوں جناب کیا آپ اپنے علماء دیو بند کی کفریہ گستاخانہ غلیظ عبارات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے اُردو خواں حضرات کے سامنے رکھ کر اُن کی ناک سے ناک ملائے بیٹھے تھے جو تم نے محسوس کر لیا کہ علی گڑھ یونیورسٹی والوں نے ان عبارتوں میں کفر کی نجاست کی بُو نہیں پائی۔ بُو نہ آنے کی وجہ نزلہ و زکام کا مرض بھی ہو سکتا ہے ممکن ہے انہیں خود گستاخیوں کا نزلہ زکام ہو اس لیے نجاست کفر کی بُو نہ آ رہی ہو یا بُو تو آ رہی ہو مگر اس خیال سے اس کا اظہار نہ کیا ہو کہ ہم اہل دیو بند کی نجاست کفر کی بد بُو کا اظہار کریں گے تو وہ ہماری نجاست کفر کی بُو کا ڈھنڈورہ پیٹیں گے ، نہ ایک کہو نہ دو سنو۔ باقی رہی فتویٰ کفر کی بات تو مسلم یونیورسٹی میں دارالافتاء نہیں تھا نہ وہاں مفتیانِ دین

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۲۸ اور ۱۳۰ ؂

اور فقہیہ حضرات فتویٰ نویسی پر مقرر تھے اگر اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر اکابر علی گڑھ یونیورسٹی کا فتویٰ نہیں ملتا تو منکرین ختم نبوت۔ منکرین حدیث منکر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حتیٰ کہ ہندوؤں سکھوں پر بھی اُن کا کوئی فتویٰ نہیں ملتا تو بتاؤ کیا سارے حکیم الامت۔ شیخ الاسلام اور قاسم العلوم ہیں؟ کل کو آپ یہ بھی کہدیں گے کہ پنجاب یونیورسٹی لاہور اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد والوں نے بھی اکابر دیوبندی پر کوئی فتویٰ نہیں دیا اور باٹا کمپنی اور کھاد فیکٹری ملتان اور کھاد فیکٹری ڈاہرکی (گھوٹکی) والوں نے بھی اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر فتویٰ کفر نہیں دیا لہذا وہ عبارتیں بے غبار ہیں عین اسلام ہیں جس طرح ان ادارہ والوں کا فتویٰ نویسی سے کوئی تعلق نہیں اسی طرح علی گڑھ والوں کا فتویٰ نویسی سے کوئی تعلق نہیں۔ سرسید نے تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے اور ماں کے ساتھ زنا کرنے والوں پر بھی کوئی فتویٰ نہیں دیا تو کیا اب ایسا کرنے میں کوئی قباحت نہیں؟ اور اگر ان امور میں سرسید کا کوئی فتویٰ ہے تو دکھاؤ اور سامنے لاؤ۔

آپ کی قابلیت تو یہ ہے کہ ص۲۸ کے حاشیہ پر امداد الفتاویٰ کی جلد اور صفحہ کا حوالہ نہ دے سکے نہ بعینہٖ عبارت نقل کر سکے اور صفحہ ۲۹ پر علی گڑھ گزٹ اور آثار الصنادید علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ کے بے مقصد اور بے ربط حوالے محض اپنی مصنوعی قابلیت کی دھاک بٹھانے کے لیے دیئے ہیں ورنہ ان حوالوں کا مسئلہ تکفیر سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ باقی ملفوظات حصہ سوم میں اور تجانب اہلسنت میں جس کا آپ حوالہ نہ دے سکے اگر واقعی سرسید کے متعلق کچھ لکھا ہے تو وہ حق ہے نانوتوی صاحب اور

تھانوی نے اس سے بڑھ کر اور کہیں زیادہ لکھا ہے۔

مولانا کرامت علی جونپوری عقل شکن دلیل

قارئین ہمارے لفظوں کی سختی اور شدت کو ضرور محسوس کریں گے مگر کیا کریں ہمارا مخاطب ایسی عقل شکن اور جہالت افروز اوندھی باتیں کرتا ہے اس کی تاریخ دانی اور طرز استدلال کا ماتم کرنا پڑتا ہے ایک جگہ زیر عنوان خانقاہ حضرت مولانا شاہ کرامت علی جونپوری لکھتا ہے:۔

"حضرت شاہ کرامت علی جونپوری ہندوستان کے مایہ ناز روحانی بزرگ تھے بنگال میں لاکھوں مسلمان آپ کے اور آپ کے خلفاء کرام کے ہاتھوں پر تائب ہوتے۔۔۔۔۔۔ آپ نے حضرت مولانا اسماعیل شہید اور مولانا عبدالحی دہلوی کی زیارت کی تھی اُردو اچھی طرح سمجھتے تھے ان حضرات کی (اکابر دیوبند نانوتوی۔ گنگوہی۔ انبیٹھوی۔ تھانوی کی تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ فتویٰ گنگوہی حفظ الایمان والی) تحریریں (عبارتیں) آپ کے سامنے تھیں اِن میں کوئی پہلو اسلام کے خلاف ہوتا تو اتنے بڑے بزرگ خاموش نہ بیٹھتے"۔۔۔۔۔ الخ [1]

پہلی بات تو یہ ہے کہ مانچسٹروی صاحب نے اکابر دیوبند کی محبت میں مستغرق ہو کر عالم بے خودی میں یہ لکھا ہے۔ "لاکھوں مسلمان آپ کے اور آپ کے خلفاء کرام کے ہاتھوں پر تائب ہوتے" حالانکہ کافر مشرک یہودی عیسائی مسلمانوں کے ہاتھوں پر تائب ہوتے ہیں مگر مانچسٹروی صاحب اکابر دیوبند

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد ا صفحہ ۱۳۱ و صفحہ ۱۳۲

کے نیاز مند کرامت علی کے ہاتھوں پر لاکھوں مسلمانوں کو تائب کروا رہا ہے بتایا جائے وہ لاکھوں مسلمان تائب ہونے کے بعد دیو بندی وہابی ہو گئے تھے یا سکھ عیسائی بن گئے تھے؟ باقی جناب مانچسٹروی صاحب کھلا دھوکہ نہ دو عوام کی آنکھوں میں دھول نہ ڈالو سیدنا اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز اور علماء حرمین شریفین کا فتویٰ حسام الحرمین ۱۳۲۴ھ میں صادر ہوا اور اس کے بعد چھپا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کی ولادت ۱۲۷۲ھ ۱۸۵۶ء میں ہوئی ۵۲ سال بعد یہ فتویٰ ۱۳۲۴ھ یعنی ۱۹۰۸ء میں منظر عام پر آیا اور آپ کے مولوی کرامت علی جونپوری جو بقول آپ کے مولوی اسماعیل قتیل دہلوی کی زیارت سے مشرف تھے اور اسماعیل دہلوی ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ میں ٹھکانے لگے تو انہوں (یعنی کرامت علی) نے آخری دن بھی قتل ہونے سے دو منٹ پہلے اسماعیل دہلوی کی زیارت کی ہو تو ۱۸۳۱ء مرنے کی تاریخ سے حسام الحرمین کے فتویٰ ۱۹۰۸ء تک کم از کم ستتر (۷۷) سال ضرور بنتے ہیں تو اسماعیل دہلوی کی زیارت کرنے والے کرامت علی صاحب نے ۷۷ سال پہلے جب نہ ابھی گستاخانہ کتابیں چھپی تھیں نہ کفریہ عبارات منظر عام پر آئی تھیں نہ کفریہ عبارات پر فتویٰ حسام الحرمین جاری ہوا تھا۔ یہ کیسے دیکھ لیا کہ ان عبارات میں اسلام کے خلاف کوئی پہلو نہیں ہے ــــــ؟ کیا پوری دنیا کی عقل ماری گئی ہے وہ تمہاری اس جعلسازی کو نہیں سمجھ سکتی ــــــ؟ اور کچھ نہیں تو کم از کم تذکرہ علماء ہند کو ہی دیکھ لیا ہوتا صاف لکھا ہے :ــــــ

"مولانا کرامت علی جونپوری جو سید احمد (ساکن رائے) بریلوی کے خلفاء میں تھے کھل کر انگریزوں کی حمایت کرنے لگے بلکہ

ان (انگریزوں) کے خلاف تحریک جہاد کی مخالفت کی اور فتوے بھی دیا[1]"

یہ مولوی کرامت علی کی خود ساختہ کرامت ہے کہ ۷۷ سال قبل اکابر دیو بند کی گستاخانہ کتب کی ضمانت لے لی اور اُن کو فتویٰ لکھنے سے پہلے بے غبار ثابت کر دیا کہ ان گستاخانہ عبارات میں اسلام کے خلاف کوئی پہلو ہے ہی نہیں۔ سید احمد ساکن رائے بریلی کے مرید ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ وہ مولوی اسماعیل قتیل کے پیر بھائی تھے۔ علاوہ اپنی ذریت پر کس طرح فتویٰ دیتے؟ کوئی بتلائے کہ ہم بتائیں کیا اور یہ عبدالحی صاحب بھی ان ہی کا اثاثہ تھے۔

ع خوب ملی جوڑی ایک اندھا ایک کوڑھی

نکل جاتی ہے سچی بات مُنہ سے مستی میں

مُصنف کمال دغابازی سے اپنے اکابر کی کڑیاں اور لڑیاں حضرت مرزا مظہر جان جاناں اور پھر خلیفہ غلام علی سے ملاتا ہوا شاہ ابو سعید اُن کے بیٹے شاہ احمد سعید ان کے جانشین شاہ احمد سعید کے بھائی شاہ عبدالغنی سے ملاتا ہوا مولوی قاسم نانوتوی۔ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی یعقوب صدر مدرس مدرسہ دیو بند تک لے آتا ہے اور پھر نتائج کی دُنیا میں پہنچ کر مزے لے کر کہتا ہے :ــــــ

"علماء دیو بند کا تعلق اس خاندان کے بزرگوں سے شاگردوں کا تھا علماء دیو بند کے عقائد اور تحریرات میں انبیاء کرام اور اولیاء اللہ العظام کی منقصیت کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو سب سے پہلے حضرت

۱؎ اردو ترجمہ تذکرہ علمائے ہند از محمد ایوب قادری ص ۲۹۶

اِن کو ٹوکتے اور اِن کا اُن پر حق بھی تھا ۔ ۔ ۔ ۔ [۱] وغیرہ وغیرہ

اب پہلے تو مصنف مانچسٹروی یہ ثابت کرے کہ مرزا مظہر جانِ جاناں سے لے کر شاہ عبد الغنی کے عہد اور زمانہ میں تحذیر الناس براہین قاطعہ اور حفظ الایمان وغیرہ چھپ گئی تھیں اور نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی صاحبان پیدا ہو گئے تھے۔ پھر سینہ تان کر کہے کہ ان بزرگوں نے ان عبارتوں کو کفریہ کیوں نہیں کہا اور گستاخانہ و توہین آمیز کیوں نہیں ٹھہرایا۔

خانقاہ حاجی امداد اللہ مکی

بلاشبہ مولوی قاسم نانوتوی — مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ مولویانِ دیوبند حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکی سے مرید ہوئے تھے مگر یہ سب کچھ چشتی صابری کہلا کر سُنّی عوام کو دھوکہ دینے کے لیے تھا۔ اور ارباب علم و شعور سے یہ حقیقت بھی مخفی نہیں کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کا انتقال ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ کو ہوا [۲]

جب یہ محقق ہے کہ ۱۳۱۷ھ میں حاجی امداد اللہ صاحب کا انتقال ہوا اور پھر یہ بھی واضح کہ اعلحضرت قدس سرہٗ کا فتویٰ حسام الحرمین اور تائید و تصدیق علماء حرمین شریفین ۱۳۲۴ھ ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوئیں حاجی صاحب کے انتقال کے وقت تک تو خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی فتویٰ نہیں شائع کیا تھا اکابر دیوبند سے توبہ کرانے کے لیے خط و کتابت ہو رہی تھی کہ کسی طرح وہ رجوع کر لیں انتقال

---

[۱] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۳۳ [۲] دیکھو تذکرۃ الرشید مرتبہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی ص۴۵ حصہ اوّل۔ وکتاب (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

سے سات سال پہلے حاجی صاحب اعلحضرت کے فتویٰ کی تصدیق کیسے فرما دیتے؟ کچھ تو عقل و شعور سے کام لینا چاہیے اور پھر یہ سب جانتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب فتویٰ نویسی نہیں فرماتے تھے وہ مفتی محدث اور فقیہہ نہیں تھے۔ چنانچہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے خود لکھا ہے:—

”حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب ایک شیخ تھے عالم ظاہری پورے نہ تھے۔“ [۱]

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حاجی صاحب جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان چھوڑ کر مکہ شریف چلے گئے تھے یہی وجہ ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کا مرید کہلانے کے باوجود مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کا عاشق و فدائی تھا جب حضرت حاجی صاحب اور اسماعیل دہلوی میں اختلاف ہوا تو گنگوہی صاحب نے قتیل دہلوی کا ساتھ دیا۔ واقعہ کچھ یوں ہے:—

”حضرت حاجی صاحب اور مولانا اسماعیل شہید میں اختلاف ہے کہ حُبِ عقلی افضل ہے یا حُبِ عشقی مولانا (اسماعیل) شہید حُبِ عقلی کو ترجیح دیتے تھے اور حضرت حاجی صاحب حُبِ عشقی کو اس پر مولانا رشید احمد صاحب نے فرمایا کہ جب تک عمل کر سکے تو حُبِ عقلی کا غلبہ بہتر ہے اور جب عمل سے قاصر ہو حُبِ عشقی کا۔“ [۲]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۱۱۹ - (حاشیہ صفحہ موجودہ) [۱] قصص الاکابر صفحہ ۹۷ از اشرف علی تھانوی

[۲] قصص الاکابر صفحہ ۹۹ ؛

مطلب یہ کہ حاجی صاحب کو چھوڑ کر مولوی گنگوہی صاحب
نے مولوی اسماعیل دہلوی کے قول کو ترجیح دی کیونکہ گنگوہی صاحب
کے نزدیک حضرت حاجی امداد اللہ صاحب عمل کرنے سے قاصر تھے
اُن کے پاس عشق ہی عشق تھا۔

اسی طرح اگر حاجی صاحب حیات ہوتے اور حسام الحرمین
کی تائید و حمایت میں فتویٰ دے بھی دیتے تو ان لوگوں نے
بالکل نہیں ماننا تھا جیسا کہ میلاد و فاتحہ سے متعلق ایک سوال کے جواب
میں فتاویٰ رشیدیہ میں ہی مولوی گنگوہی صاحب کہتے ہیں :۔

"حجت قول و فعل مشائخ سے نہیں ہوتی ...... جناب حاجی
(امداد اللہ) صاحب سلمہ اللہ کا ذکر کرنا سوالات شرعیہ میں بے جا
واللہ تعالیٰ اعلم۔ مہر رشید احمد۔ ۱۳۰۱ھ" [1]

گویا کہ مسائل شرع سے حاجی امداد اللہ صاحب گنگوہی صاحب
کے نزدیک بالکل کورے تھے حجت قول و فعل مشائخ سے نہیں ہوتی
تو ثابت ہوا یہ مولوی مانچسٹروی جی کی سینہ زوری اور ڈھٹائی
ہے کہ وہ بار بار خانقاہوں اور بار بار مشائخ طریقت کا نام لے کر
اُن کو حجت شرعیہ کے طور پر سند اور دلیل بنا کر پیش کر رہا ہے
فتویٰ کفر ایک اہم شرعی مسئلہ ہے اس کے اقرار و انکار کے لیے
علماء و فقہاء اور مفتیان دین کی بجائے وہ خانقاہوں، مشائخ اور
روحانی مراکز کا نام لے کر اپنے امام ربانی اپنے قطب عالم رشید احمد
گنگوہی کے شرعی حکم کی سراسر خلاف ورزی کر رہا ہے۔ باقی
اگر حاجی امداد اللہ صاحب نے اکابر دیو بند کے متعلق کچھ باتیں کہہ
بھی دی تھیں تو وہ ان کے شدھی ہونے سے پہلے کے اقوال و ارشادات

۱؎ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۹۱ ؎

ہیں اور وہ کتابیں چھاپنے اور اُن میں ہیرا پھیری کرنے والے
بھی یہ خود ہی ہیں۔

"دیو بندی مکتب فکر کے اکثر و بیشتر علماء کو آپ (حاجی
امداد اللہ) سے ارادت ہے گو بعض مسائل میں انہیں حاجی صاحب
سے اختلاف بھی رہا مگر مولانا احمد حسن کانپوری مولانا لطف اللہ
علی گڑھی مولانا محمد حسین الہ آبادی اور بہت سے دیگر ...... علماء
آپ کے مسلک پر پوری طرح قائم رہے" [1]

خانقاہ مہر ہند شریف کے نام پر ہوائی فائرنگ

مصنف مانچسٹروی جی نے اپنے اکابر کی بگڑی بنانے اور ڈوبتی ترانے کے لیے خانقاہ
عالیہ مہر ہند شریف کا نام بھی لیا ہے مگر نہ کوئی حوالہ دیا ہے نہ مستند
دلیل پیش کی ہے محض زبانی کلامی جمع خرچ سے کام چلایا ہے سلسلہ
عالیہ نقشبندیہ اور سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
کا بغض و عناد تو دیو بندیوں کی گھٹی میں ملا ہوا ہے۔ صرف دو حوالے
نقد پیش کرتا ہوں دیو بندی حکیم الامت تھانوی صاحب
لکھتے ہیں :

"ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ تصور شیخ کا مسئلہ کبھی
جی کو نہیں لگا [2]" اُس (تصور شیخ کے مسئلہ) سے طبیعت اُلجھتی
ہے بلکہ اچٹتی ہے میں حرمت کا فتویٰ تو نہیں دیتا یہ تو مولانا اسماعیل
(دہلوی) شہید رحمۃ اللہ علیہ ہی کا منصب تھا مگر ایسا حلال سمجھتا

۱؎ مہر منیر صفحہ ۱۲۹ -

۲؎ گویا شریعت اور مسئلہ وہ صحیح جو تھانوی جی کو لگ جائے (رضوی)

ہوں جیسے اوجھڑی کو حلال سمجھتا ہوں مگر کھا نہیں سکتا پس اسی درجہ میں سمجھتا ہوں تصورِ شیخ کو گو حضرت مجدد صاحب (سرہندی قدس سرہٗ) نے نافع و محمود ہونے پر بڑا زور دیا ہے مگر میں (اپنے) امرِ فطری کو کیا کروں [1]۔"

اس حوالۂ تھانوی حکیم الامت سے صاف واضح ہوا کہ جس چیز کو نقشبندیوں کے شہنشاہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نافع و محمود سمجھتے اور جانتے ہوں وہ تھانوی جی دیوبندی کے جی کو نہیں لگتا۔ تھانوی جی کی طبیعت اس سے الجھتی بلکہ اینٹھتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نہ صرف دیوبندی حکیم الامت بلکہ اُن کا انگریزی شہید قتیل بالاکوٹی مصنف تقویۃ الایمان تصورِ شیخ کو حرام ہونے کا فتویٰ دیتا تھا۔ اس موضوع پر ہم بہت زیادہ لکھ سکتے ہیں مگر اختصار کے پیشِ نظر صرف ایک حوالہ مزید پیش کرتے ہیں :—

"ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا نقشبندی سلسلہ میں بھی بدعات ہیں اور مروج پیرزادگی کا سلسلہ ہے فرمایا کہ ہاں (نقشبندیوں میں) بہت لوگ بدعات میں مبتلا ہیں لوگوں نے تو محض چشتیوں کے بدنام کرنے کو بدعت کو صرف سماع میں منحصر کر دیا ہے ورنہ آج کل نقشبندیوں میں کثرت سے بدعات ہوتی ہیں [2]۔"

اور اس سلسلہ میں مولانا مقبول حسین صاحب کا نام لینا قطعاً بے محل ہے تم خود تو حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی نہ مانو اُن سے تھانوی صاحب ڈنکے کی چوٹ پر اختلاف

---

[1] الافاضات الیومیہ حصہ چہارم ص۲۹۴ [2] ایضاً جلد ۲ صفحہ ۱۷۱ ؛

کریں لیکن ہمیں مولانا مقبول حسین کے محض نام سے مرعوب کیا چاہتے ہو اور اُن کا بھی کوئی حوالہ نہیں کہ فلاں کتاب کے فلاں صفحہ پر تحذیر الناس حفظ الایمان براہین قاطعہ وغیرہ کے گستاخانہ مضمون اور کفریہ عبارات کی تائید و حمایت فرمائی تھی ؟

خانقاہ بھرچونڈی شریف بندھ کے نام سے بھی سراسر کھُلم کھُلا دھوکہ دیا گیا ہے۔

سلسلہ عالیہ قادریہ کی یہ عظیم درگاہ اہلِ سنت ہی کا آستانہ ہے۔ آل انڈیا سُنّی کانفرنس بنارس میں سجادہ نشین آستانہ قادریہ پیر بھرچونڈی شریف کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے ہمراہ بنارس کی عظیم سُنّی کانفرنس میں شامل ہوتے تھے۔ مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ جلسہ میں حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب سجادہ نشین شامل ہوتے رہے اور قیامِ پاکستان کے جمعیت العلماء پاکستان میں بعد کے سجادہ نشین حضرات شامل رہے۔ انہوں نے کبھی عالمِ تصورات تو کیا خواب خیال میں بھی گستاخانہ کفریہ عبارات کی تائید نہیں فرمائی مُصنّف مانچسٹروی میں حیاء ہے تو وہ بحوالہ کتب ثبوت لائے اگر مولوی احمد علی لاہوری اس خانقاہ عالیہ قادریہ کے کسی مرید کا مرید ہو گیا تو اِس سے اُس دادا پیر کے آستانہ کا مسلک نہیں بدل گیا حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان ہو سکتا ہے اور حضرت امیر معاویہ کا بیٹا یزید پلید ہو سکتا ہے تو خانقاہ قادریہ بھرچونڈی کے مریدوں کا مرید مولوی احمد علی لاہوری بھی ہو سکتا ہے اگر ایسی عیاری نہ کریں تو کام کیسے چلے۔

خانقاہ لالیجی شریف اس خانقاہ کے نام سے بھی بانی

میں مدھانی ماری گئی ہے جس کا کچھ فائدہ نہیں اگر بالفرض مولوی احمد علی لاہوری نے مانکی شریف کے آستانہ پر آنا جانا حاضری دینا شروع کر دیا تھا تو اس نے تقویۃ الایمان اور فتاویٰ رشیدیہ کے فتووٗں کا خون کیا۔ محض اتنی سی بات سے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کی گستاخانہ کفریہ عبارات وحی آسمانی نہیں بن گئیں مُصنّف نے یہاں بھی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔

خانقاہ مانکی شریف

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی مانچسٹروی جی کا سارا اسلحہ ختم ہو چکا ہے کوئی دلیل اور کوئی حوالہ کسی کتاب کا باقی نہیں رہا لہذا زبانی دعوؤں پر نوبت آگئی ہے پیر امین الحسنات مانکی شریف صحیح العقیدہ سُنّی بریلوی تھے سُنّی کانفرنس کے رُکن تھے۔ ہندو کانگریس اور گاندھوی مولویوں کے خلاف تھے دیو بند کانگریس کا گڑھ تھا وہ دیو بندیوں کے ہمنوا کیسے ہو سکتے تھے؟ اور پھر کوئی بھی مائی کا لال دیو بندی ناک کا بال یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ پیر صاحب مانکی شریف نے تحذیر الناس۔ حفظ الایمان۔ فتویٰ گنگوہی۔ براہین قاطعہ وغیرہ کے گستاخانہ کفریہ کلمات کو اسلام قرار دیا ہو ان خرافات کی تائید کی ہو کوئی ثبوت ہو تو بحوالہ کتب سامنے لاؤ زبانی باتوں سے دل نہ بہلاؤ۔ مولوی شبیر احمد عثمانی وغیرہ دو تین دیو بندی مولوی ہوا کا رُخ دیکھ کر آخر وقت مسلم لیگ کی طرف آئے تھے اور پیر مانکی نے یکا و تنہا شبیر احمد عثمانی کا استقبال نہ کیا تھا۔ عثمانی صاحب مسلم لیگی قائدین کے ہمراہ گئے لیگی قائدین کے استقبال کو انہوں نے اپنا استقبال سمجھ لیا ہو گا کہ میں بھی کوئی چیز ہوں اور بالفرض عثمانی ہی کا استقبال ہو جاتا

تو یہ بھی کفریہ عبارتوں پر تصدیق کا بدل نہ ہوتا بات حوالہ اور دلیل سے ہونی چاہیے۔

خانقاہ ترنگ زئی شریف

مُصنّف مانچسٹروی جی اب بے بس ہو کر تھک ہار کر زبانی کلامی دعوؤں پر آگیا ہے ترنگ زئی شریف کا نام لیتے وقت بھی کوئی حوالہ پیش نہ کر سکا اس کے اپنے شیطانی الہام کو ہم کیونکر سچا مان لیں ہمیں یہ بتایا جائے اور دکھایا جائے کہ اکابر دیو بند نے کب حاجی فضل حق کے سامنے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کی گستاخانہ عبارات کو پیش کیا اور اُن کی اِن عبارات پر تائید و تصدیق کہاں ہے؟ انہوں نے کس کتاب میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کے فتویٰ تکفیر کو ٹھکرایا؟ ثبوت ہو تو لاؤ اور پھر مُصنّف مانچسٹروی نے معاملہ ہی صاف کر دیا لکھتا ہے :-

"حاجی فضل حق ترنگ زئی ..... تحریک آزادی ہند کے نامور مجاہد اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب کے نہایت مخلص سیاسی کارکن تھے[۱]"

جب یہ بات ہے تو پھر معاملہ ہی صاف ہے وہ محمود الحسن دیو بندی کے سیاسی کارکن تھے۔ غیر جانبدار عالم و مفتی اور سجادہ نشین نہ تھے۔ اس طرح تو مُصنّف مانچسٹروی آج تک جتنے دیو بندی وہابی مرے ہیں سب کے لڑکوں اور پوتوں کو سجادہ نشین بنا کر کفریہ عبارتوں کے حامی کے

---

[۱] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۳۹ ؎

طور پر پیش کر سکتا ہے کہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ خانقاہ مولوی غلام اللہ خاں۔ سجادہ نشین آستانہ عالیہ عبداللہ درخواستی خاں سجادہ نشین خانقاہ مولوی احمد علی وہابی صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نجدیہ خانقاہ ابن عبدالوہاب نجدی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ اسماعیلیہ قتیلیہ وغیرہ وغیرہ تو یہ سب کے سب گھر آستانے اور خانہ ساز خانقاہیں بوقتِ ضرورت کام آئیں گی اور ان سے گستاخانہ کفریہ عبارات کو اسلامی عبارات قرار دلوا کر اعلان کرتے رہنا کہ ان روحانی مراکز اور خانقاہوں میں مولانا احمد رضا خاں کے فتویٰ کفر کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ مانچسٹروی صاحب آپ کا نام ہو جاتے گا اور نجد و دیوبند کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جاتے گا اگر آپ دو چار ہزار فرضی آستانے اور جعلی خانقاہیں بنا کر اور کفریہ عبارات کو اسلامی سانچے میں ڈھلوا کر ان عبارات کو عین اسلام قرار دلوانے میں کامیاب ہوگئے تو وارے کے نیارے ہو جائیں گے۔

خانقاہ موسیٰ زئی شریف

صفحہ ۱۴۰ پر جناب مانچسٹروی صاحب دھوکہ دیتے ہیں۔ خانقاہ موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خاں کے نام سے لوگوں کو چکر یہ دینا چاہتے ہیں کہ دنیا بھر کے سب آستانے اور خانقاہیں تو دیوبندی مولویوں کے ساتھ ہیں اور یہ سُنّی بریلوی تو بس ویسے ہی خانقاہوں کا نام لیتے ہیں بہر حال اب مانچسٹروی جی کی الہامی کہانی سنیے اور اس کی ڈھٹائی کی داد دیجئے لکھتا ہے :۔

"حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب حضرت خواجہ دوست محمد

صاحب قندھاری کے خلیفہ ارشد تھے ("مانچسٹروی کو پکا پتہ ہے" رضوی) خانقاہ موسیٰ زئی نقشبندی سلسلہ کا روحانی مرکز تھا حضرت خواجہ محمد عثمان حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے ہمعصر تھے حضرت خواجہ صاحب کے خلفا میں اُن کے صاحبزادے خواجہ سراج الدین صاحب جن کے نام پر خانقاہ سراجیہ کندیاں موسوم ہے اور حضرت مولانا حسین علی ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی بہت معروف ہیں۔ حضرت مولانا حسین علی صاحب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے حدیث پڑھ کر وطن واپس لوٹے تو حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب سے بیعت ہوئے اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کو اکابر دیوبند اور ان کے عقائد و نظریات سے تفصیلی تعارف ہو چکا تھا آپ ان حضرات سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ سراج الدین صاحب نے حدیث حضرت مولانا حسین علی صاحب سے پڑھی۔ یہاں پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے (پیدا کیا گیا ہے۔ رضوی) کہ یہ حضرات جو براہِ راست دیوبند سے وابستہ نہ تھے یکایک علماء دیوبند سے کیسے متفق ہو گئے؟ علماء دیوبند کی بعض اُردو عبارات میں اگر کہیں واقعی ایسے عقائد لپٹے ہوتے تھے جو حدِ کفر تک غلط تھے ..... (تو یہ) اِن عبارات پر خاموش کیوں رہے۔ اِن میں وہ کفری معنی کیوں نظر نہ آتے جو مولانا احمد رضا خاں نے دیکھ لیے۔"[1]

جواباً عرض ہے کہ ایسے دلاسوں اور جوڑ توڑ سے اپنا ہی

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۴۱ ؛

جی راضی کر سکتے ہو جن جن لوگوں کو آپ نے پیر اور مولوی بنا کر پیش کیا ہے وہ تقریباً سب کے سب دیو بندی وہابی ہی ہیں بھلا جس پیر کے مولوی رشید احمد گنگوہی سے تعلقات ہوں یا جو شخص گنگوہی صاحب سے حدیث پڑھے یا مولوی گنگوہی صاحب سے پڑھے ہوئے مولوی حسین علی واں بھچراں سے پڑھے وہ سُنّی بریلوی کب ہوگا پھر آپ بھولا پن سے پوچھ رہے ہیں کہ "یہ حضرات...... یکایک علماءِ دیو بند سے متفق کیسے ہو گئے"؟ کیسے ہو گئے ہم بتاتے ہیں۔ تو سُنو شیطان کو ورغلاتے اور بہکاتے کیا دیر لگتی ہے اس کا کام ہی کیا ہے؟

● ذرا بتاؤ یہ مرزا غلام احمد قادیانی مردود اور اس کے دو چار لاکھ نام نہاد اُمتی منکرِ ختمِ نبوت کیسے ہو گئے؟

● یہ غلام احمد پرویز اور عبد اللہ چکڑالوی اور اُن کے لاکھ دو لاکھ ساتھی یکایک منکرِ حدیث کیسے ہو گئے؟

● یہ شیعوں کا مناظرِ اعظم مولوی اسماعیل گوجروی فاضل دیو بند اور شاگرد مولوی خیر محمد جالندھری تلمیذ مولوی یٰسین ساکن سرائے خام یہ یکایک شیعہ رافضی کیسے ہو گئے؟

● بانی مدرسہ دیو بند مولوی قاسم نانوتوی کے پڑدادا محمد بخش اور اُن کے بھائی خواجہ بخش[1] سُنّی آج کل کی اصطلاح میں بریلوی تھے۔

● مولوی رشید احمد گنگوہی دیو بندی کے دادا قاضی پیر بخش اور نانا فرید بخش[2] سُنّی بریلوی تھے۔

۱ے سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۱۲۳، ۱۱۵ مطبوعہ دیو بند (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

● مولوی اشرف علی تھانوی دیو بندی کے ماموں پیر جی امداد علی تھے۔[1]

● مولوی اشرف علی تھانوی کے پیر دادا کا عرس ہوتا تھا۔[2]

تو یہ سب سُنّی اور آج کی اصطلاح میں بریلوی تھے۔ اِن کی اولاد یکایک دیو بندی وہابی کیسے بن گئی؟ جو جواب تمہارا وہی ہمارا۔ جب مصنّف مانچسٹروی کو خود تسلیم ہے کہ کہ خانقاہ موسیٰ زئی والے "یکایک علماءِ دیو بند سے کیسے متفق ہو گئے" ص۱۴۱ تو پھر جب دیو بندی مولویوں سے متفق ہو گئے شیطان کے چکر میں آ گئے تو وہ گستاخانہ عبارات کو کفریہ کیوں سمجھیں گے؟

خانقاہ رائے پور شریف

اس کے متعلق صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ان کی یہ خود ساختہ خانقاہ اور خود ساختہ شریف بھی خالص دیو بندیوں وہابیوں کا گڑھ ہے اور یہاں نانوتوی اور گنگوہی صاحبان کے بناسپتی فیوض و برکات کا دور دورہ تھا عبد الرحیم رائے پوری کو ایک دُنیا جانتی ہے اس کا سُنّی بریلوی علماء سے کبھی کوئی تعلق نہ رہا ہے اب یہ رائے پوری صاحب خواہ المہند پر تصدیق کریں یا الشہاب الثاقب پر قطعاً قابلِ اعتماد اور لائقِ التفات نہیں۔ نہ یہ اہلسنّت کی خانقاہ نہ غیر جانبدار آستانہ۔ کوئی بھی شخص دیو بندی ہو کر حسام الحرمین پر تصدیق کیسے کرے گا؟ اور یہ پرلے درجہ کا شرمناک افتراء اور خالص جھوٹ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے لڑکوں کو رائے پوری پڑھاتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۲ے تذکرۃ الرشید حصّہ اوّل صفحہ ۱۳۔

(حاشیہ صفحہ موجودہ) ۱ے اشرف السوانح جلد ۱ صفحہ ۱۲ ۲ے ایضاً صفحہ ۱۵۔

مانچسٹر والے جی سوا کروڑ مرتبہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر سینہ پر دم کریں تاکہ شیخ نجدی شیطان مردود دُور ہو۔ البتہ ابوالحسن علی ندوی کا یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ عبدالرحیم رائے پوری نے ضرور کہا ہوگا کہ "بریلی کے ایک سفر میں یہ بھی فرمایا کہ میرا کبھی یہاں جی نہیں لگا" یہ ہم صحیح مان لیتے ہیں کہ بریلی میں محفلِ میلاد، محفلِ نعت درود و سلام کی دلنواز رُوح پرور صدائیں یقیناً اس کو پسند نہ آئی ہوں گی اور اس کا جی جلتا ہوگا۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ آپ (مولوی عبدالرحیم رائے) حضرت خواجہ علاؤالدین علی احمد کے مزار پر کلیر شریف حاضر تھے کہ ایک رات مزار مبارک سے آواز سُنی :۔

"تمہارے سلسلے کی نعمت اس وقت گنگوہ ہی ہے۔ مولانا رشید احمد کے پاس آپ وہاں جاؤ۔" [1]

واہ واہ بہت خوب ہم عرض کریں گے۔ یہ بات دوبارہ نہ کہنا دیوبندیت وہابیت کی جڑیں کٹ جائیں گی اپنے پاؤں پر کلہاڑی چلانے کا یہ فن آپ نے کیوں سیکھ لیا۔ ایسا عقیدہ اور ایمان تو تمہارا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بھی نہیں۔

- تمہارا ایمان وعقیدہ تو یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔[2]
- تمہارا ایمان وعقیدہ تو یہ ہے کہ حضور علیہ السلام پہ مولوی اسماعیل دہلوی افتراء کرتے اور جھوٹ باندھتے ہوئے لکھتا ہے کہ "میں بھی ایک روز مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں[3]"۔

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۴۱ [2] دیکھو براہین قاطعہ [3] تقویۃ الایمان صفحہ ۶۳۔

اگر اس من گھڑت واقع کو صحیح مانا تو تمہیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ :۔

- حضور مخدوم علاؤالدین صابر کلیری قدس سرہُ العزیز اپنی قبرِ انور میں زندہ ہیں۔
- ہر آنے والے کے دل کی بات جانتے ہیں۔
- اور یہ بھی علم رکھتے ہیں کہ گنگوہ میں کون ہے دہلی میں کون ہے لاہور کراچی میں کون ہے۔

ذرا اپنے اس واقع پر امام مسجدِ حرام مکہ شریف اور امام مسجد نبوی شریف کا فتویٰ لے کر شائع کرو وہ کیا کہتے ہیں ائمہ حرمین کے فتویٰ سے تم کافر ومشرک ہو یا مومن وموحد ہو؟

مکان شریف (ڈاکٹر چھچھڑ)

کے متعلق جتنے دعوے کیے ہیں وہ سب زبانی کلامی ہیں کوئی دلیل اور کسی اچھی بُری کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا حوالہ دیا جاتا تو اصل کتابوں سے دیکھ کر اس کا دجل ظاہر کیا جاتا محض زبانی کلامی یہ کہہ دینا کہ وہ فلاں تاریخ فلاں سن میں پیدا ہوا تھا فلاں پیر کامل کا مرید یا خلیفہ تھا فلاں جگہ کا فاضل یا فارغ التحصیل تھا فلاں کی نماز جنازہ پڑھائی ان دعوؤں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس نے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ فتویٰ گنگوہی یا حفظ الایمان کے کفریات کو اسلام قرار دے دیا۔ دیوبند کا فاضل تو مولوی اسماعیل شیعہ مناظر گوجروی بھی تھا۔ اور عطاء اللہ بخاری تو حضرت غوث بہاء الحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں بھی چلا آیا تھا۔ دیوبندیوں سے اچھے تعلقات تو مظہر علی اظہر اور مظفر علی شمسی شیعہ علماء اور لیڈروں کے بھی رہے ہیں

اور مفتی محمود نے قومی اتحاد کی تحریک کے دوران شیعہ سُنی بھائی بھائی کا نعرہ لگایا تھا[1] اس لیے ایسے دعوے بے دلیل محض ہوتے ہیں۔

خانقاہ چوُرہ شریف صفحہ ۱۴۳ تا صفحہ ۱۴۷ پر خانقاہ چورہ شریف کے بزرگوں اور وابستگان کے حالات وکوائف بیان کئے ہیں تاریخ ولادت ووفات پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے اور اُن کی نسبتوں کو بھی بخوبی ظاہر کیا ہے مانچسٹر وی صاحب بابا ملاّ دین محمد چوراہی بابا فقیر محمد صاحب۔ مولوی محمد قاسم (موہڑہ شریف) مولانا غلام رسول سہل بابا وغیرہ سے تو یہ بات ثابت نہ کر سکا کہ انہوں کے تحذیرالناس۔ براہین قاطعہ اور حفظ الایمان وغیرہ کی گستاخانہ کفریہ عبارات کو عین اسلام وعین ایمان اور بے غبار تسلیم کر لیا تھا البتہ اُستادی شاگردی کے قصے چھیڑ دیتے فلاں نے فلاں سے پڑھا فلاں نے فلاں سے پڑھا یہ اس کے دعویٰ کی دلیل نہیں بن سکتی ویسے تو شیطان بھی معلم الملکوت تھا حضرت شیر بیشۂ اہل سُنّت مولانا حشمت علی خانصاحب قدس سرہٗ نے دیوبندیوں سے پڑھا شیعہ مناظر مولوی اسماعیل گوجروی بھی فاضل دیوبند تھا البتہ نئی بات یہ ہے کہ دیوبندی مولوی شبیراحمد عثمانی نے کہا تھا :—

"میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو کافر و مرتد سمجھتا ہوں یہی میرا عقیدہ ہے میں کیسے گستاخی کا ارتکاب کر سکتا ہوں"[2]

اگر یہ صحیح ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی شبیر احمد عثمانی

---

[1] روزنامہ آفتاب ملتان [2] بحوالہ سیرت امیر ملت ؎

دیوبندی نے کافر و مرتد کا فتوی دے کر اکابر دیوبند کے کفریات پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی اور حقیقتاً سیدنا اعلحضرت فاضل بریلوی کے فتویٰ حسام الحرمین کی تائید ہو گئی یا پھر مولوی عثمانی صاحب کا ایمان یہ ہوگا کہ اگر اکابر دیوبند گستاخی کریں تو کوئی گناہ و حرج نہیں اگر کوئی اور گستاخی کرے تو کافر و مرتد ہے بہرحال ہم حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب اور حضرت صاحبزادہ سید محمد حسین صاحب قدست اسرارہم کا فتویٰ حسام الحرمین کی تائید وحمایت میں الصوارم الہندیہ ص۹۶ سے اسی کتاب کے گذشتہ اوراق میں نقل کر آئے ہیں تردید شدہ کہانیوں کے جواب کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

خانقاہ تونسہ شریف اس عنوان کے تحت مُصنّف مطالعہ بریلویت شاہ ولی اللہ صاحب۔ مرزا مظہر جان جاناں خواجہ فخر الدین دہلوی کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوا خواجہ نور محمد مہاروی اور خواجہ سلیمان تونسوی کی تاریخہائے وفات رقم کرتا ہوا بتاتا ہے کہ خواجہ اللہ بخش تونسوی کی وفات ۱۳۱۹ھ یعنی ۱۹۰۱ء میں ہوئی[1]

ہم کہتے ہیں فیصلہ یہیں ہو گیا خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات جب ۱۳۱۹ھ میں ہوئی تو وہ ۱۳۲۴ھ/۱۳۲۵ھ میں چھپنے والی امام احمد رضا قدس سرہٗ کی کتاب حسام الحرمین پر پانچ سال پہلے تصدیق کیسے فرما دیتے ؟

اس کے بعد لکھتا ہے :—

(خواجہ اللہ بخش صاحب کے انتقال کے بعد) آپ کے صاحبزادے

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۴۸ ؎

خواجہ محمود صاحب تونسوی نے اپنے دور میں تونسہ شریف کے چھوٹے چھوٹے مدارس کو ختم کر کے ایک بڑا دینی مدرسہ قائم کیا۔

..... اس ساری تگ و دو سے بتانا یہ چاہتا ہے کہ مدرس مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی کا شاگرد مولوی خان محمد کو دیوبند سے لایا گیا بس اتنی سی بات سے آسمان سر پہ اُٹھا لیا..... لکھتا ہے:

"علماء دیوبند کے عقائد میں جو کیڑے مولانا احمد رضا خاں کو نظر آتے تھے وہ مشائخ تونسہ شریف سے کیوں چھپے رہے؟"

یہ بات بتانے سمجھانے اور ذہن نشین کرانے کے لیے ماہنامہ طوی صاحب نے تین صفحات سیاہ کر دیئے کسی طرح اکابر دیوبند کو تونسہ شریف کی خانقاہ سے ایمان و اسلام کی ڈگری مل جائے حالانکہ مشائخ تونسہ شریف سے ایمان و اسلام کی ڈگری لے کر اکابر دیوبند کو دینا تھی تو مشائخ تونسہ شریف کے سامنے سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا حسام الحرمین شریفین اور اکابر دیوبند کی تحذیرالناس براہین قاطعہ فتوئی گنگوہی۔ حفظ الایمان پیش کر کے فیصلہ لیتے۔ مشائخ تونسہ کو نہ ان گستاخانہ کتابوں کا پتہ نہ حسام الحرمین کے مندرجات سے واقفیت وہ کیا فیصلہ اور فتویٰ دیتے؟ ہاں جب بعد مشائخ تونسہ شریف کو اکابر دیوبند کی گستاخانہ کفریہ عبارات کا علم ہوا تو حضرت خواجہ خان محمد صاحب تونسوی اور حضرت خواجہ غلام مرتضٰی صاحب تونسوی نے ۳ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ کو دیوبندی مولویوں کی اقتداء میں نماز نہ ہونے اور ان کی صحبت سے بچنے کا حکم بھی واضح کیا۔"[1]

---

[1] دیکھو دیوبندی مذہب صفحہ ۵۰۹؎

خانقاہ سیال شریف اور خواجگان سیال شریف

صفحہ ۱۵۰ پر خانقاہ سیال شریف اور صفحہ ۱۵۳ پر خواجگان سیال شریف کی سرخی جمائی گئی ہے اور ان عنادین کے تحت تقریباً ایک ہی جیسا ملتا جلتا مضمون ہے، خانقاہ شریف سیال شریف کے سجادہ نشینوں میں کون کس کا صاحبزادہ صاحب ہے اور کون کس کا والد ماجد ہے۔ مصنّف نے یہ سب کچھ اور اس قسم کی اور باتیں اور غیر ضروری واقعات بتانے کا بلاوجہ تکلّف فرمایا ہے حالانکہ یہ باتیں معلوم و معروف ہیں اور بالآخر حضرت خواجہ ضیاء الدین صاحب کو دیوبند پہنچا دیا اور مولوی انور کاشمیری سے ملاقات کروا کر دو سو روپیہ چندہ بھی وصول کر لیا مگر ہم پھر وہی عرض کریں گے کہ مولوی انور کاشمیری کو حضرت خواجہ ضیاء الدین صاحب سیالوی کا دو صد روپیہ مارنے سے قبل ان کے سامنے تحذیرالناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کتب و عبارات کفریہ رکھ کر حضرت سے شرعی فیصلہ لے لیتے تو آج فرضی کہانیاں نہ ڈالنی پڑتیں۔ بات ہو رہی ہے تکفیر اور عدم تکفیر کی مگر ماہنامہ طوی بھی عجیب علامہ پروفیسر اور ڈاکٹر ہیں وہ سوانح عمریاں بیان کر رہے ہیں کون کس کا بیٹا اور کون کس کا مرید ہے اور کون کہاں کا فارغ التحصیل ہے یہ بتا رہے ہیں اور اپنے عجز پر پردہ ڈال رہے ہیں مولانا محمد ذاکر صاحب کے حوالہ سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ خواجہ صاحب جب دیوبند تشریف لاتے تو آپ نے فرمایا یہاں آ کر میں نے اصلی حنفیت دیکھی ہے۔"[1]

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۵۱؎

حنفیت اور دیوبند میں،

ع ایں خیال است و محال است و جنوں

آئیے دیکھئے حنفیت تو کیا سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی حیثیت اہل دیوبند کے نزدیک کیا ہے۔ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:
"میں نے شام سے لے کر ہند تک اس (دیوبندی مولوی انور کاشمیری کی) شان کا کوئی محدث اور عالم نہیں پایا..... اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ (انور کاشمیری) امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں تو میں اس دعوے میں کاذب نہ ہوں گا۔" بلفظہ[۱]

ویسے یہ بھی مانچسٹروی کو شدید مغالطہ ہے ورنہ اوائل کی غلط فہمیوں کے بعد مولانا محمد ذاکر صاحب پوری طرح مسلک اعلیٰحضرت سے متفق ہو گئے تھے اور جمعیت العلماء پاکستان سے بھی وابستہ ہوئے[۲]

اسی طرح جامع محمدی شریف میں صدر المدرسین و شیخ الحدیث کے منصب پر دیوبند سے کسی کو لانے یا بلانے کی بجائے بحر العلوم حضرت علامہ عبد المصطفیٰ الازہری الرضوی قدس سرہٗ ابن صدر الشریعت مولانا محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی مصنف بہار شریعت کو بطور صدر المدرسین و شیخ الحدیث لایا گیا تھا اور آج کل بھی وہاں سُنی بریلوی مدرس ہیں اسی طرح اوائل کی غلط فہمیوں کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ تمام اکابر مشائخ عظام اور پیران کرام سیال شریف کا سُنی بریلوی اکابرین سے مکمل رابطہ اور مسلکی تعلق ہو گیا

---

[۱] دیوبندی ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۶۴ء۔

[۲] دیکھو روئیداد سُنی کانفرنس موچی دروازہ لاہور ؁

اور غلط فہمیاں بھی اس لیے ہوئیں کہ دیوبندی حضرات وہابی ہونے کے باوجود سُنی اور حنفی اور چشتی کہلاتے ہیں ورنہ آستانہ عالیہ سیال شریف کے مشائخ کرام جدی پشتی سُنی بریلوی تھے اور قیام پاکستان سے بہت پہلے حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی قدس سرہٗ کے زیر اہتمام و زیر صدارت سلانوالی میں عظیم مناظرہ ہوا تھا جس میں اہل سُنت کی طرف سے حضرت شیر بیشۂ اہل سُنت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب اور محدث اعظم حضرت علامہ ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد صاحب اُس وقت کے بریلی شریف کے صدر المدرسین و شیخ الحدیث مناظر تھے اور دیوبندیوں وہابیوں کی طرف سے مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان لکھنو اور مولوی احمد علی لاہوری تھے۔ اس عظیم مناظرہ میں جو تاریخی شکست دیوبندیوں کو ہوئی وہ ہمیشہ یاد رہے گی۔

ایک بار دوران مناظرہ مولوی منظور دیوبندی نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ کا حوالہ دیا تو فوراً شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین قدس سرہٗ نے ٹوکا اور فرمایا:-
"مولوی منظور ہم قرآن و حدیث سے دلائل مانگتے ہیں تم ہمارے مرید کا حوالہ دیتے ہو؟"

شاید مولوی مانچسٹروی کو معلوم نہ ہو کہ شیخ الاسلام خواجہ صاحب سیالوی جب حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ کی حیات ظاہری میں جامعہ رضویہ مظہر الاسلام مرکزی دار العلوم اہل سنت لائلپور تشریف لائے تو ایک بار ایک شخص نے حضرت شیخ الاسلام سے عرض کی حضور دعا فرما دیں، فرمایا جامعہ رضویہ کی دیواروں کو پکڑ کر دعا مانگو۔

شاید مانچسٹروی کو یہ بھی علم نہ ہو کہ حضرت خواجہ صاحب سیالوی قدس سرہٗ کے بیشتر مرید عالم مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر الاسلام کے فارغ التحصیل ہیں مثلاً :-

- حضرت علامہ پیرزادہ مولانا حافظ سید مراتب علی شاہ صاحب مدظلہ العالی ۔
- حضرت مولانا علامہ صاحبزادہ عزیز احمد صاحب سابق صدر مدرس مدرسہ جامعہ نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل ۔
- حضرت مناظر اسلام مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب (جنہوں نے سپاہ صحابہ کے بانی مولوی حق نواز جھنگوی کو جھنگ میں شکست فاش دی)
- جناب مولانا علامہ حافظ نعمت علی چشتی بانی مکتبہ فریدیہ ساہیوال ۔

یہ سب جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل ہیں اور یہ بھی ایک دنیا جانتی ہے کہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی قدس سرہٗ اہل سنّت کی نمائندہ تنظیم جمعیت العلماء پاکستان کے مرکزی صدر بھی رہے ہیں ۔ باقی رہی تحذیرالناس جیسی گمراہ کن کتاب پر تبصرہ کی بات تو یہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اپنی کسی کتاب کا حوالہ نہیں ہے بلکہ دیوبندیوں کے اپنے ہی کتابچہ ڈھول کی آواز کا حوالہ ہے جو قطعاً قابل اعتماد نہیں البتہ بانی مدرسہ دیوبند کی اس تحذیرالناس کے ردّ و ابطال میں اور اس کی عبارات کے کفریہ ہونے کی تائید میں حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی قدس سرہٗ کا دستخطی مہری اصل فتویٰ جو حضرت مولانا نعمت علی چشتی سیالوی بانی مکتبہ فریدیہ ساہیوال نے

فقیر کو فراہم کیا فقیر کے پاس محفوظ و موجود ہے جو چاہے دیکھ سکتا ہے، فوٹو کاپی منگوا سکتا ہے ۔ اور ایک مفصل و مدلل فتویٰ عربی حروف اور اردو ترجمہ کے ساتھ حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب گولڑوی چشتی اپنی کتاب دیوبندی مذہب صفحہ ۵۰۸، ۵۰۹ پر شائع فرما چکے ہیں اور ایک اہم فتویٰ درج ذیل ہے یہ فتویٰ اس وقت لکھا گیا تھا جب دیوبندیوں نے ڈھول کی آواز ص۱۱۶ پر اور الرشید ساہیوال دارالعلوم دیوبند نمبر میں صفحہ ۵۷۷ اور ۶۷۷ میں حضرت خواجہ قمرالدین پر افتراء کیا اور جھوٹ باندھا ملاحظہ ہو :

"..... تحذیرالناس میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنی خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیا گیا ..... تاکہ آخرالانبیاء کے معنی کو غیر صحیح ثابت کرنے کے الفاظ لائے گئے ۔ لہٰذا احادیث صحیحہ سے انکار اور اجماع سے فرار اور باقی اُمّت کے متفق عقیدہ و اجماع سے تضاد قطعی طور پر ثابت ہے ..... مُصنّف تحذیرالناس ان چند علمی مصطلحات کا ذکر وہ بھی بالکل بے محل اور بے ربط کرتے ہوئے اپنی عامیانہ نظر و فکر پر پردہ نہ ڈال سکا اور التزاماً منکر احادیث صحیحہ و نصوص متواترہ قطعیہ ثابت ہونے کے علاوہ شاذ عن الجماعۃ و فاروق اجماع ثابت ہوا لہٰذا فقیر کا فتویٰ عدم تکفیر اس فرضی زید کے متعلق ہے نہ کہ مصنّف تحذیرالناس کے لیے والحق ما قد قیل فی حقہٖ من قبل العلماء الاعلام ۔ ملخصاً ۔

فقیر محمد قمرالدین السیالوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف ۔

اس مُفصّل فتویٰ کی اور اس دوسرے فتویٰ کی فوٹو کاپیاں منگوانی ہوں تو فقیر مُصنّف کتاب ہٰذا سے رجوع کریں تحذیرالناس

کی عبارت کے عقیدہ ختم نبوت کے منافی و کفریہ ہونے پر حضرت خواجہ صاحب سیالوی علیہ الرحمۃ کے دو عدد فتاویٰ فقیر کے پاس موجود ہیں (محمد حسن علی الرضوی البریلوی غفرلہ)

اس کے علاوہ بھی اگر حضرت شیخ الاسلام خواجہ صاحب سیالوی علیہ الرحمۃ کا تحذیر الناس اور نانوتوی صاحب پر تکفیر کا حکم شرعی دیکھنا ہو تو کتاب ''دعوت فکر'' صفحہ ۱۰۹-۱۱۰ ملاحظہ ہو جس میں حضرت خواجہ قمر الدین صاحب کے فتویٰ تکفیر کا عکس شائع کیا گیا ہے۔

باقی خواجگان سیال شریف کی شہادت کے زیر عنوان جو حوالہ جات ہیں وہ مسئلہ تکفیر سے متعلق نہیں ہیں بلکہ تحریک خلافت اور ترک موالات کے بارہ میں ہیں اور جب اس موضوع پر گفتگو ہوگی ان کا طول و عرض بھی دیکھ لیا جائے گا۔

خانقاہ مرولہ شریف اس عنوان کے تحت لکھا ہے کہ حضرت خواجہ معظم الدین مرولوی خواجہ شمس الدین سیالوی کے خلیفہ مجاز تھے خواجہ محمد حسین مرولوی ان کے جانشین ہوئے آپ کے جانشین خواجہ سدید الدین صاحب ...... یہ سجادہ نشین مولانا محمود الحسن کے شاگرد خاص تھے ... اس کے آگے مولوی انور کاشمیری کی قصیدہ خوانی کی ہے اور صہ ۱۵۵ پر آ کر فیصلہ کن انداز میں لکھا ہے :۔

''مولانا احمد رضا خاں کے فتوائے تکفیر کی ان کے ہاں کوئی قیمت نہ تھی [1]''

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۵۵ ؛

محض ان الفاظ سے کون کس کا خلیفہ تھا کون کس کا جانشین تھا کون کس کا شاگرد تھا کس نے دورہ حدیث کہاں پڑھا تھا۔ کفریہ گستاخانہ عبارتوں کا فیصلہ نہیں ہو جاتا کفر اسلام اور توہین تعریف نہیں بن جاتی۔ گستاخانہ کتابوں کی تعریف میں اگر کوئی فتویٰ ہو تو سامنے لاؤ اور پھر کمال یہ کہ ساری گفتگو زبانی کلامی لفاظی کا مظہر ہے کوئی حوالہ کسی کتاب کا موجود نہیں۔

خانقاہ جلال پور شریف صفحہ ۱۵۵ ہی پر اس عنوان کے تحت ایک چار یا پانچ سطری بے محل مضمون تحریر کر ڈالا ہے لکھا ہے حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کے خلیفہ خواجہ غلام حیدر شاہ صاحب اس خانقاہ کے موسس تھے آپ کے جانشین پیر فضل شاہ مولانا احمد رضا کے ہم عصر تھے۔ پیر فضل شاہ کے علماء دیوبند سے گہرے روابط تھے۔ مولانا احمد رضا خاں کے فتوائے تکفیر کی اس خانقاہ نے کبھی تائید نہ کی۔

جواباً عرض ہے ان الفاظ اور اس تک بندی میں کچھ وزن نہیں ہے ''فتویٰ تکفیر کی کبھی تائید نہیں کی بس یہی الفاظ خواجہ شمس الدین صاحب خواجہ غلام حیدر شاہ صاحب کی کسی کتاب کے حوالہ سے لکھ دیتے تو ہم جواب عرض کرتے اب جب کچھ ہے ہی نہیں تو جواب کس بات کا دیا جائے؟

خانقاہ شرقپور شریف اس عنوان کے تحت بھی صفحہ ۱۵۵ تک کہانیاں اور واقعات اور لفاظی ہی لفاظی ہے۔ صفحہ ۱۵۵ پر یہ بتایا ہے کہ حضرت میاں شیر محمد صاحب سے اس خانقاہ کا فیض چلا۔ سلسلہ بیعت مکان شریف سے مربوط تھا ..... ''

بھلا ان باتوں اور اس قسم کے واقعات کا کس کو پتہ نہیں اس کے ذیل میں نعت خوانی بند ہونے کا قصّہ ہے اور مولوی انور کاشمیری اور مولوی احمد علی لاہوری کے شرقپور شریف حاضر ہو کر دیوبند میں چار نوری وجود بنوانے کا مفروضہ ہے اور پھر انور کاشمیری کے پیٹھ ٹھکوانی کی کہانی ہے اور حضرت شیرِ ربانی میاں شیر محمد صاحب قدس سرہٗ حضرت ثانی صاحب اوّلین سجادہ نشین اور موجودہ سجادہ نشین حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری مدظلہٗ کی کسی مستند کتاب سے کوئی حوالہ نہیں ہے۔ اور اصل زیرِ بحث مسئلہ کفریہ عبارات اور فتویٰ تکفیر کے ردّ و انکار کا کوئی حوالہ ہی نہیں۔ البتہ دیوبند میں ”چار نوری وجود“ کا دعویٰ مُصنّف نے حضرت میاں صاحب کے سر تھوپا ہے اور حوالہ خزینہ معرفت کا دیا ہے تو ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ کتاب حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی کتاب نہیں اس پر ہماری مختصر گفتگو سُن لو جو تمام تانے بانے کو بکھیر کر رکھ دے گی۔

مُصنّف نے اپنے مفتری — شیرِ ربّانی میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمۃ پر افتراء

ملّاؤں اور جھوٹے اکابرین کے مصنوعی تقدّس کا بھرم قائم رکھنے کے لیے شیرِ ربّانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری علیہ الرحمۃ کا نام بھی لیا ہے ص۱۵۵ پر لکھتا ہے :-

”مولانا مولوی انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرسہ دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب مہاجر لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے

آپ (میاں صاحب علیہ الرحمۃ) اس سے کچھ باتیں کرتے رہے اور (انور) شاہ صاحب خاموش رہے۔ پھر آپ نے مولانا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا۔ موٹر کے اڈے تک حضرت میاں صاحب خود سوار کرانے کے لیے ساتھ تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے میاں صاحب علیہ الرحمۃ سے کہا میری کمر پہ ہاتھ پھیر دیں آپ نے ایسا ہی کیا۔۔۔۔۔الخ

دُنیا جانتی ہے اور یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں کہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ شرقپور شریف اہل سنّت کا عظیم آستانہ ہے حضرت میاں شیر محمد صاحب قدس سرہٗ حضرت ثانی صاحب اور حضرت میاں جمیل احمد صاحب کے عقائدِ حقہ اور مسلک اہلسنّت کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں اس حضرات کی مساعی جمیلہ کسی سے مخفی نہیں۔ مولانا حافظ محمد شفیع اکاڑوی صاحب مرحوم اسی آستانہ کے خادم اور سُنّیت بریلویت مسلک اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے سرگرم مبلغ و واعظ تھے۔ میاں صاحب علیہ الرحمۃ کے جامعہ میں شروع ہی سے سُنّی بریلوی علماء کا تقرر ہوتا چلا آ رہا ہے لیکن اگر کوئی شخص جھوٹ اور بے شرمی پر کمر باندھ لے تو اس کا کیا علاج ہے؟

خزینہ معرفت کا حوالہ کسی طرح بھی ملّاں مانچسٹروی کے لیے مفید نہیں ہو سکتا ہے۔

① اس میں لکھا ہے مولوی انور شاہ اور احمد علی شرقپور شریف حاضر ہوئے۔ شرقپور شریف کہنا اور عاجزی و نیازمندی سے حاضر ہونا دیوبندیت وہابیت کے منافی ہے۔

② حضرت میاں صاحب قبلہ کو یہ لوگ بڑی ارادت سے

ملے۔ حالانکہ میاں صاحب یارسول اللہ کا نعرہ لگانے اور گیارہویں شریف کرنے والے تھے اور سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کو سرکار غوث اعظم شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس دور میں نائب سمجھنے والے تھے[1]... ایسے صحیح العقیدہ سنی بریلوی بزرگ کی بارگاہ میں حاضر ہونا، بڑی ارادت سے ملنا، یہ بھی دیوبندیت وہابیت کے منافی ہے۔

(۳) حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کا کچھ باتیں فرمانا (وہ باتیں عقائد اہلسنت عظمت شان رسالت اور اہل اللہ کے پاکیزہ ذکر پر مشتمل ہی ہوں گی) اور مولوی انور کاشمیری کا خاموش رہنا عقائد حقہ قبول کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ اس خاموشی کو اجماع سکوتی سے تعبیر کیا جائے گا اور پھر حضرت میاں صاحب کو اپنا پیرو رہنما بزرگ و پیشوا سمجھتے ہوئے یہ عرض کرنا کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ یہ بھی دیوبندیت وہابیت کے منافی ہے۔ انور کاشمیری اور احمد علی لاہوری کے اعتقاد و عمل میں ایسی انقلابی تبدیلیوں کے بعد اگر حضرت میاں صاحب ان کو لاری اڈہ پر چھوڑنے تشریف لے آتے تو اس سے دیوبندیت وہابیت کی کون سی تائید ہو گئی؟ تائید تو جب ہوتی اگر حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ حفظ الایمان، براہین قاطعہ، تحذیر الناس جیسی گستاخانہ اور رسواء زمانہ کتابوں کی تائید فرماتے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ مناظر اسلام فاتح دیوبندیت وہابیت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی مرحوم اسی آستانہ کے فیض پروردہ اور تربیت یافتہ مبلغ و مناظر

۱؎ ملاحظہ ہو ماہنامہ نور و ظہور قصور جلد اول شمارہ صفر المظفر ؁

تھے۔ کیا کل کو دیوبندی یہ کہیں گے کہ مولانا محمد عمر صاحب اچھروی بھی دیوبندی ملاؤں کے مداح تھے؟ آخر کوئی تو ڈھنگ کی بات کرنی چاہیے۔

ایسی بے سروپا حکایات، من گھڑت فرضی افسانوں اور بے ربط باتوں کی بنیاد پر دیوبندیت کا دفاع کیا جا رہا ہے۔

خانقاہ گولڑہ شریف

صفحہ ۱۵۷ پر مصنف نے کمال بے شرمی اور ہٹ دھرمی سے دوبارہ پھر خانقاہ عالیہ گولڑہ شریف کا نام لیا ہے اور اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات کی بجائے مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی کی ضمانت لینا شروع کر دی اور شیر حق مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی علیہ ما علیہ کے اختلافات کی بے تکی باتیں دھر گھسیٹنے لگا اور لکھا کہ:—

"پیر مہر علی شاہ صاحب نے دونوں کے ماننے والوں کے لیے رحمت کی دعا کی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جناب پیر صاحب مولانا احمد رضا خاں کے ہم خیال ہرگز نہ تھے[1]"

مانچھروی صاحب یہ پتہ آپ کے اور آپ کے اکابر کے ہرگز کام نہ آئے گا کیونکہ مثل مشہور ہے:—

"جھوٹے کی پہچان۔ مان نہ مان میں تیرا مہمان"

حقیقت یہ ہے کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی۔ مولوی قاسم نانوتوی مولوی رشید گنگوہی وغیرہ دیوبندی وہابی نجدی مولویوں کے ہم خیال نہ تھے حضرت ممدوح کے وہی عقائد تھے جو سیدنا

۱؎ مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۵۷ ملخصاً ؁

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے تھے ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں جن لوگوں کو نہیں ماننا تھا یعنی ابوجہل وغیرہ نے اپنی آنکھوں سے چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھے۔ سُورج کو لوٹاتے دیکھا۔ پتھروں کو کلمہ پڑھتے دیکھا مگر نہ ماننا تھا نہ ماننے۔ بہرحال آیئے ہم دکھاتے ہیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی ابن عبدالوہاب نجدی اور وہابی اسماعیلی عقائد سے حضرت پیر صاحب گولڑوی کے عقائد کس قدر مختلف تھے اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے موافق تھے اور مطابقت رکھتے تھے۔

مولوی اسماعیل اور تقویۃ الایمان کا رد

"حضرت پیر مہر علی صاحب گولڑوی قدس سرہٗ) نے امکان کذب باری تعالیٰ کو محال۔ علم غیب عطائی اور سماع موتیٰ کو برحق اور ندائے یارسول اللہ، زیارت قبور۔ توسل و استمداد انبیاء و اولیاء علیہم السلام اور ایصالِ ثواب کو جائز قرار دیا اور معبودانِ باطلہ اور اصنام کے متعلق نازل شدہ آیات کو انبیاءؑ و اولیاء علیہم السلام پر منطبق کرنے کو تحریف و تخریب سے تعبیر فرما کر مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے استدلال کی تردید فرمائی[1]۔"

مسئلہ امکان نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مولانا فضل حق خیر آبادی اور مولانا احمد حسن (کانپوری) نے رسائل لکھے ہیں جن میں مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی پُر زور تردید کی ہے"[2]۔

نجدیت وہابیت کی بدعقیدگی پر حضرت پیر صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ

---

[1] مہر منیر صفحہ ۱۴۲ [2] مہر منیر صفحہ ۷۳ ؎

کی بھرپور مساعی کا مُفصّل مضمون چھٹی فصل کے تحت زیرعنوان "تحریک وہابیت کا مقابلہ" کتاب مہر منیر کے صفحہ نمبر ۲۵۹ سے لے کر صفحہ ۲۶۶ تک پھیلا ہوا ہے۔

اور تقویۃ الایمان اور مولوی اسماعیل دہلوی کے مسلکی وکیل کا ذکر صرف "محمد بن عبدالوہاب نجدی کی عمدگی عقائد کے متعلق مولوی رشید احمد گنگوہی" لکھ کر عامیانہ انداز میں ذکر کیا گیا ہے[1]۔

دیوبندی نام نہاد امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد رشید اور مولوی غلام خاں راولپنڈی کے استاد "مولوی حسین علی دیوبندی (واں بھچراں) کے ساتھ مناظرہ" کی مفصل روئیداد مہر منیر صفحہ ۴۳۷ تا صفحہ ۴۴۰ پر موجود ہے جس میں مولوی حسین علی دیوبندی واں بھچروی کو عبرتناک تاریخی شکست فاش حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو فتح و نصرت حاصل ہوئی اور مولوی حسین علی پیر صاحب گولڑوی کے سامنے لاجواب بدحواس ہو کر بیٹھا رہا ہے اور پھر بھاگ گیا[2]۔

یہ مناظرہ علم غیب۔ ندائے یارسول اللہ۔ یاشیخ عبدالقادر جیلانی۔ اور سماع موتیٰ علم ماکان و مایکون کے موضوعات پر تھا اور یہ بھی یاد رہے کہ شیخ القرآن صمصام المناظرین مولانا علامہ ابوالحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلہ عالم گولڑوی کے خاص مریدوں اور خلفاء میں سے تھے اور اعلیٰحضرت امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی کے خلف اکبر و خلیفہ اعظم و تلمیذ ارشد امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ

---

[1] مہر منیر صفحہ ۲۶۳ [2] دیکھو مہر منیر صفحہ ۴۴۰ ؎

کے شاگرد رشید اور دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کے فارغ التحصیل تھے اسی طرح اہل سُنّت کے ایک نامور محقق فاتح دیوبندیت بحرالعلوم مولانا غلام محمود صاحب پپلاں ضلع میانوالی بھی حضرت گولڑوی کے خاص مریدین واحباب میں سے تھے جنہوں نے علمِ غیب اور ندائے یارسول اللہ پر رسالہ نجم الرحمٰن میں دیوبندیت وہابیت کے افکار باطلہ عقائد فاسدہ کی زبردست تردید فرمائی اور دارالعلوم گولڑہ شریف کے صدر مدرس استاذ العلماء مولانا محب النبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ہر سال مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہرالاسلام لائلپور کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت پر تشریف لاتے تھے مگر مُلّاں مانچسٹروی خواہ مخواہ اپنے نجدی وہابی اسماعیلی قبیلہ سے ظاہر کرنے کے لیے ان کے سر جھوٹ تھوپ کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کر رہا ہے۔ صفحہ ۱۵۸ پر مانچسٹروی صاحب کی اتنی بات کو صحیح ہو سکتی ہے کہ مولوی انور کاشمیری اور اشرف علی تھانوی آپ (پیر صاحب گولڑوی) کے کمالات علمیہ کے مداح تھے اور آپ کا ذکر خیر بلند الفاظ میں فرماتے تھے لیکن یہ بات صحیح نہیں کہ حضرت پیر صاحب گولڑوی بھی ان دیوبندی مولویوں کا ذکر بڑے احترام سے کرتے تھے۔ یہ بڑا احترام بہت بڑا جھوٹ ہے۔ ہم نے مہر منیر میں متعدد مقامات دیکھ کر نشانیاں لگائی ہیں کہ حضرت پیر صاحب گولڑوی علیہ الرحمہ نے ان لوگوں کو صرف اور صرف مولوی رشید احمد۔ مولوی اشرف علی کہہ کر ذکر کیا ہے اور ان کو ملائکہ میں شمار نہیں کیا۔ یہ جھوٹی قصیدہ خوانی تو مانچسٹروی صاحب کے حصہ میں آئی ہوئی ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب

علیہ الرحمۃ کی سوانح عمری مہر منیر میں آپ کے حوالہ سے صاف لکھا ہے:—

"جب میں (پیر سید مہر علی شاہ صاحب) حاجی (امداد اللہ) صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت ہندوستان کے چار مشہور (دیوبندی) علماء بھی حاضر درس تھے میری تقریر اور حاجی صاحب کی جوابی مہربانی کو انہوں نے کچھ محسوس کیا اور مجھ سے ایک منطقی سوال پوچھا...... میں نے کہا میاں یہ مناظرہ کا مقام نہیں مناظرہ کا اتنا ہی شوق ہے تو فلاں مقام پر آکر مجھ سے گفتگو کیجئے اگر میرے پاس آنا مناسب نہ سمجھیں تو میں خود آپ کے مقام پر حاضر ہو جاؤں گا۔"[1]

خانقاہ چھورشریف ہزارہ

حسب عادت چھورشریف کے مولانا عبدالرحمٰن اور ان کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن کے نام سے بھی صریحاً مغالطہ اور دھوکہ دیا ہے مگر اپنی بے ایمانی کا بھانڈا چوراہے میں خود ہی پھوڑ دیا اور خود ہی لکھ دیا ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوا اور دیوبندی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں تعلیم پائی۔ حوالہ بھی دے دیا گیا تذکرہ صوفیائے سرحد صفحہ ۲۰۵-۲۰۶۔

بس اتنی سی بات پر وہ مولانا احمد رضا خاں کے فتوائے تکفیر کے مخالف اور دیوبندیوں کی کفریہ عبارات کے حامی ہو گئے اور پھر توہین وتکفیر کے موضوع پر تو مانچسٹروی نے اُن کے نام سے منسوب کوئی حوالہ ہی نقل نہیں کیا۔ جبکہ اس خانقاہ کے سجادہ نشین

---

[1] مہر منیر صفحہ ۱۲۹ ؎

آج بھی سُنّی ہیں ——

خانقاہ سراجیہ کندیاں یہ نام نہاد خانقاہ آج کل بلکہ کافی عرصہ سے دیوبندیت وہابیت کا گڑھ اور مرکز ہے۔ مُصنّف خود بھی لکھتا ہے کہ دیوبندی مولوی یہاں کثرت سے آیا جایا کرتے ہیں۔ خانقاہ کے سجادہ نشین مولوی عبداللہ سلیم پوری دیوبند کے فاضل اور مولوی انور کاشمیری کے شاگرد تھے۔ موجودہ سجادہ نشین مولوی خان محمد بھی دیوبند کے فاضل ہیں اور کانگریسی کٹھ پتلی حسین احمد ٹانڈوی کے شاگرد ہیں۔[1]

ہم پُوچھتے ہیں جب یہ آگے پیچھے دونوں سجادہ نشین دیوبندی ہیں تو وہ علماء عرب وعجم کے فتوائے تکفیر رسالہ حسام الحرمین پر تصدیق کیوں کریں گے؟ اور پھر ان کا اپنی بیٹھک یا دفتر کو خانقاہ شریف کہنا اور خود سجادہ نشین قرار دینا اور مشہور کرنا بھی دھوکہ ہے۔ بتایا جائے اگر یہ خانقاہ ہے تو یہ دیوبندی فاضل سجادہ نشین اپنی اس خانقاہ کا عرس کب کراتے ہیں؟ اور تاریخ مقررہ پر عرس و فاتحہ کرانا جائز ہے یا حرام وممنوع ہے؟ اگر فاتحہ کراتے ہیں تو کیا زاغ معروفہ کی یخنی یا زاغ معروفہ کے پلاؤ پر کراتے ہیں۔ خانقاہ کے اندر کوئی مزار یا پختہ قبر بھی ہے یا صاف ہموار زمین پڑی ہے۔ اگر مزار یا قبر ہے تو اُس پر کوئی چادر یا پھُول بھی ڈالتے ہیں یا خالی قبر ہی قبر ہے۔ قبر پر اگر گنبد ہے تو وہ جائز سمجھ کر باقی رکھا ہے یا ناجائز بدعت وحرام سمجھ کر؟ جب مزار پر فاتحہ وغیرہ پڑھتے ہو تو قبر کی طرف مُنہ کرتے ہو یا گنگوہی صاحب

---

[1] مطالعہ بریلویت مخلصاً صفحہ ۱۵۹ – ۱۶۰ ؎

اور تھانوی صاحب فتاویٰ رشیدیہ اور الافاضات الیومیہ میں مرقوم ہدایات کے مطابق قبر یا مزار کی طرف بیٹھ کر کے فاتحہ پڑھتے ہو۔ اس خانقاہ سے کچھ روحانی فیض بھی حاصل ہوتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہے تو کتنا اور کیا ہے؟ موجودہ نجدی ائمہ حرمین کے فتاویٰ کی روشنی میں اس خانقاہ اور سجادہ نشین کی شرعی حیثیت اور حقیقت کیا ہے؟ ذرا سعودی عرب کے سعودی ائمہ کا فتویٰ منگوا کر واضح کریں؟

درگاہ اجمیر شریف تھک ہار کر مُصنّف مانچسٹروی سُلطان الہند خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری غریب نواز قدس سرّہٗ کے آستانۂ عالیہ اور خانقاہ معلّٰی پر دہائی دینے لگا کہ اکابر دیوبند کی کفریات عین ایمان و اسلام بن جائیں۔ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے اولیاء اللہ سے کچھ نہیں ملتا مگر ایمان کی سند لینے، فتویٰ حسام الحرمین کا بوجھ ہٹانے جاتے ہیں اجمیر شریف کی درگاہ میں دہائی دینے۔ مگر وہاں اُن کے لیے کہاں جگہ جو ساری عمر خواجہ غریب نواز کے عرس مبارک مزار مبارک گنبد مبارک کو بدعت کہتے رہے۔ صنم خانہ قرار دیتے رہے۔ مطالعہ بریلویت کے ص۱۶۰ پر "درگاہ اجمیر شریف" کا پُرفریب عنوان جما کر یوں اپنا جال پھیلاتا ہے اور لکھتا ہے: ——

حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے دو سلسلے چلے چشتی نظامی اور چشتی صابری (جیسے اس کے سوا کسی کو پتہ ہی نہیں رضوی) اس سے آگے دیوبندی وہابی مولویوں کا تار خواجہ غریب نواز سے یوں جوڑتا ہے: ——

بیشتر علماء دیوبند چشتی صابری ہیں (فریب دینے کے لیے)۔

دارالعلوم دیو بند کے پہلے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی کے والد مولانا مملوک علی صاحب مدتوں اجمیر میں صدر مدرس رہے[1]۔"

پہلے تو ہم یہ بتادیں کہ خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ سے انہیں اتنی عقیدت ہے کہ :۔

یہ اسی صفحہ پر پہلی سطر میں اپنے دیو بندی مولویوں کو بڑے آداب و القاب سے یوں لکھتا ہے امام العصر مولانا انور شاہ صاحب کشمیری۔ دوسری سطر۔ حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور اسی صفحہ پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی اور حضرت سلطان الہند خواجہ خواجگان غریب نواز کا نام نامی مجبوراً لکھنا پڑا تو عامیانہ انداز میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور اوپر سے احسان یہ رکھ دیا "بیشتر علماء دیو بند چشتی صابری ہیں"۔ گویا خواجہ غریب نواز کی فضیلت اور بزرگی انہی مولویان دیو بند کے سبب ہے...... آگے چل کر خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے فیوض و برکات و کرامات اور تبلیغ اسلام اشاعتِ دین پر کچھ لکھنے کی بجائے تکفیر کا رونا شروع کر دیا۔ اس سلسلہ میں مولانا معین الدین مدرس کا نام نامی استعمال کیا گیا اور بزعم خود ان کو اس انداز میں پیش کیا گیا گویا کہ وہ حضور خواجہ صاحب کے اولادِ امجاد سے ہوں یا گدی نشین ہوں۔ مولانا ممدوح اجمیر شریف میں مدرس ضرور تھے مگر درگاہ کے سجادہ نشین حضرات یا اولاد پاک حضور خواجہ غریب نواز سے ہرگز نہ تھے۔ جیسے اور حضرات

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۶۰ ؏

مدرس لگ جاتے ہیں ایسے حضرت مولانا صاحب مدرس تھے اور بفضلہٖ تعالیٰ سُنی تھے دیو بندیوں وہابیوں سے ان کا قطعاً کوئی تعلق نہ تھا مولانا معین الدین صاحب سے منسوب جو حوالہ تجلیات انوار المعین سے دیا گیا ہے اس کے جوڑ توڑ کا زیادہ مؤثر انداز میں پوسٹ مارٹم آئندہ صفحات پر ہوگا۔ یہاں ہم یہ واضح کر دیں کہ اس زمانہ میں درگاہ معلّیٰ و آستانہ قدسیہ کے دارالعلوم جامعہ معینیہ عثمانیہ میں حضور صدر الصدور صدر الشریعت بدر الطریقت مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی مصنّف بہار شریعت قدس سرہٗ صدر المدرسین و شیخ الحدیث تھے اور مولوی یعقوب نانوتوی یا اس کے والد کا اس عظیم درگاہ کے عظیم جامعہ معینیہ سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ وہ گورنمنٹ انگلشیہ کے تنخواہ دار وظیفہ خوار سرکاری ملازم تھے، چنانچہ مفتی محمد شفیع دیو بندی کراچوی کی مصدقہ کتاب "مولانا محمد احسن نانوتوی" میں صاف لکھا ہے :۔

"مولانا محمد یعقوب (نانوتوی) بن مولانا مملوک العلی ۱۳ صفر ۱۲۴۹ھ کو نانوتہ میں پیدا ہوئے...... اس کے بعد ۴۰ روپے ماہوار مشاہرہ پر (سرکاری) ملازم ہو کر وہ گورنمنٹ کالج اجمیر چلے گئے اور پانچ سال وہاں رہے۔ اس کے بعد سہارنپور میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس انگلشیہ کے عہدہ پر ان کا تقرر ہوا۔"[1]

تو ثابت یہ ہوا کہ یہ بے چارے اجمیر سرکاری کالج میں گورنمنٹ انگلشیہ کے سرکاری ملازم تھے اور بقول ملّاں مانچسٹر وی کسی دینی دارالعلوم میں یا آستانہ خواجہ غریب نواز پر صدر مدرس و شیخ الحدیث

[1] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صہ ۱۸۸۔ صہ ۱۸۹ و سوانح قاسمی مطبوعہ دیو بند ؏

نہ تھے سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد وہ انگریزوں کے عربی مدرسہ دیوبند میں چلے گئے چونکہ مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کی علمی تدریسی مہارت برائے نام بھی نہ تھی۔ لہذا مولوی یعقوب صاحب سرکاری ماسٹر سے ترقی دے کر صدر مدرس و شیخ الحدیث دیوبند بنا دیئے گئے۔ خیر یہ انگریزوں کا اور ان کا اپنا معاملہ تھا ہم نے تھوڑا سا پردہ اٹھا دیا۔ اصل مسئلہ تکفیر کا زیر بحث ہے جس پر ہم نے مانچسٹروی جی کی لاعلمی و ناواقفی کا بھانڈا پھوڑنا ہے چونکہ یہ شخص خود بات کا بتنگڑ بنا ڈالتا ہے اس لیے ہمیں اس کی ہر ہر ادا پر نظر رکھنی پڑتی ہے۔ لہذا مصنف اپنا جال بچھاتے ہوئے بڑی مکاری و ہوشیاری سے لکھتا ہے :-

"حضرت مولانا معین الدین اجمیری تو علمائے دیوبند سے نہ تھے خیرآبادی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے (علوا ثنا تو تسلیم کیا کہ دیوبندی فرقہ خیرآبادی سلسلہ سے متضاد و متحارب چیز کا نام ہے) پھر لکھتا ہے ...... "آپ نے مولانا احمد رضا خاں کا ان کی تحریک تکفیر میں ساتھ نہ دیا[1]"

ہمیں اعتراف ہے کہ ابتداً واقعی مولانا معین الدین اجمیری نے مسئلہ تکفیر میں تائید نہ فرمائی تھی مگر جب سیدنا اعلحضرت الامام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے خلف اکبر سیدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب بریلوی علیہ الرحمۃ نے مولانا معین الدین اجمیری کی خواہش اور فرمائش پر اکابر دیوبند کی گستاخانہ کتب ارسال فرمائیں اور پھر دونوں

---

[1] مطالعہ بریلویت ج ۱ ص ۱۶۰ ؁

حضرات میں خط و کتابت ہوئی تو مولانا حیران رہ گئے اور پھر آپ نے ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ کے مکتوب میں بڑی خوش دلی محبت و اخوت کے ساتھ حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خانصاحب قدس سرہٗ کو اپنے دولت کدہ پر تشریف لانے کی دعوت دی۔ حسام الحرمین میں گستاخانہ عبارات پر فتویٰ تکفیر کی تائید و حمایت فرمادی حجۃ الاسلام قدس سرہٗ خلف اکبر سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ سے خط و کتابت کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

"جناب مولوی معین الدین صاحب۔ ماہو المسنون!

گرامی نامہ ملا۔ مجھے اگر آپ صاف صاف الفاظ میں یہ تحریر فرمادیں کہ "دیوبندی و گنگوہی وغیرہ الفاظ کے وہ کلمات جو "حسام الحرمین" میں اُن کی کتابوں سے بحوالہ صفحہ و سطر منقول ہوئے فی الحقیقت کفریات ہیں اور ان پر جو احکام تکفیر حضرات علماء حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً نے نام بنام اُن قائلین پر محقق فرمائے ہیں۔ اُن سب کے دل سے تصدیق کرتا ہوں"۔ تو میں اور میرے بعض ہم خیال اشخاص کے قلوب کی صفائی ممکن ہے۔ رہا مسئلہ اذان، وہ ایک فروعی مسئلہ ہے، میں اُس کے متعلق آپ پر یہ جبر نہیں کرتا کہ اُس کے متعلق ہماری حسب تحقیق آپ بھی معترف ہو جائیں۔ ہاں ذاتیات اعلیٰ حضرت قبلہ کی نسبت جناب کے کلمات ضرور قابل واپسی ہیں۔ ان دونوں باتوں کے بعد فقیر کو آپ ہر طرح خادم خادمانِ احباب پائیں گے۔ فقط : الفقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہ۔ ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ"

● اس کے جواب میں مولانا معین الدین اجمیری نے یہ مکتوب لکھا:

باسمہٖ تعالیٰ شانہٗ

"جناب مولوی صاحب اعلی اللہ درجتہ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جواباً عرض ہے کہ آپ اسلامی حسنِ ظن کو پیش نظر رکھ کر خانۂ فقیر پر تشریف لائیے۔ ملاقات کا موقع دیجیے تو بہتر ہے، ورنہ آپ مختار ہیں۔ فقیر کو کسی قسم کا حق جبر حاصل نہیں، نہ کوئی دنیاوی مطلب محطِ نظر ہے۔ رہے عقائد دیوبندیہ، سو اُن کا مجھ کو بالکل علم نہیں کہ کیا ہیں۔ وجہ یہ کہ ان کی کتابیں دیکھنے کا آج تک نہ موقع ملا، نہ اس کا شوق۔ نہ کتاب 'حسام الحرمین' نظر سے گذری۔ البتہ حضرت خاتم الحکما، مولانا فضلِ حق خیرآبادی قدس سرہٗ نے مسئلہ کذب وامکانِ نظیر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں طائفۂ دیوبندیہ کی تضلیل وتفسیق کی ہے اور ان کو گروہ مزداریہ سے قرار دیا ہے۔ سو اس کا فقیر مصدق ہے اور اس بارہ میں جس قدر الزام حضرت خاتم الحکماء قدس سرہٗ نے ان پر وارد کیے ہیں، وہ سب بجا اور سراسر حق ہیں، و نیز اجلی انوار الرضا میں جو عقائد اہل دیوبند کے ظاہر کیے گئے ہیں، وہ عقائدِ کفریہ ہیں۔ اس میں فقیر کو کسی قسم کا تامل نہیں، بشرطیکہ وہ ان کے عقائد ہوں۔ بہر حال آپ کی طرح فقیر بھی عقائدِ مسطورہ فی الرسالہ کو کفری تسلیم کرتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آپ کو اس کا یقین ہے کہ یہ عقائد اہلِ دیوبند کے ہیں اور فقیر کو اسبابِ یقین اس وقت تک فراہم نہ ہوئے۔ اس معذوری کی بناء پر اگر ترکِ ملاقات کو آپ ترجیح دیں تو یہ آپ کو اختیار ہے۔ فقیر اگر صحیح المزاج ہوتا، تو یہ دشواری بھی حائل نہ ہوتی۔ رہے ذاتیات اُن سے بالکل بحث نہ کیجیے۔ ان کا قلع قمع بعدہٗ ملاقات آپ کی مرضی

کے موافق ہو جاوے گا۔ اس کا اطمینان رکھیے۔ والسلام، فقط:

فقیر معین الدین کان اللہ لہٗ، ۱۲ ربیع الثانی ۳۷ھ"

● حجۃ الاسلام نے اس کے جواب میں لکھا:

"جناب مولوی صاحب، وسع اللہ مناقبہ، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ کل بعد نماز جمعہ آسکوں گا۔ مزید علم کے لیے بعض کتب مثل "حسام الحرمین" وغیرہ، صبح کسی کے ہاتھ بھیج دیں گے۔ تاکہ آپ اطمینان حاصل کرلیں۔ آپ کے علم میں شاید یہ بات نہیں کہ حضرت مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی مرحوم ومغفور نے تو اپنے رسالہ تحقیق الفتوی لرد الطغوی میں اس گروہ ناحق پژدہ کی تکفیر فرمائی ہے نہ فقط تضلیل وتفسیق۔ اور قصیدۂ مطبوعہ میں بھی غالباً تکفیر ہے۔ بہر حال میں چاہتا ہوں کہ آپ اطمینان فرماکر اُن کے اقوال کے متعلق رائے ظاہر فرمائیں کہ پھر کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہ ہو۔ فقط:

الفقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہ۔ ۱۳ ربیع الآخر ۳۷ھ"

● مکتوب کے ہمراہ حجۃ الاسلام نے متعدد کتب علماء اہلِ دیوبند ارسال فرمائیں۔ ان کو پڑھنے کے بعد مولانا معین الدین اجمیری نے یہ جواب لکھا:-

۷۸۶

جناب محترم مولانا زاد مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ "براہین قاطعہ" کے قولِ شیطانی کو، جس میں معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ اکمل کے مقابلہ میں الشیخ، الشیخ نجدی یعنی شیطان کے علم کو وسیع کہا ہے) دیکھ کر فقیر کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ یہ کلمات قطعاً کلماتِ کفر ہیں اور ان کا قائل کافر

باقی ہفوات اہل دیوبند کو بعد صحت کے انشاء اللہ تعالیٰ دیکھ کر فیصلہ کردوں گا۔ آپ اگر بعد جمعہ حسب وعدہ تشریف لے آئیں، تو اس وقت اس کے متعلق بسط سے گفتگو ہوسکتی ہے۔ والسلام خیر ختام۔ فقط : فقیر معین الدین کان اللہ لہٗ۔ ۱۴ ربیع الثانی ۳۷ھ۔

حجۃ الاسلام کی پُرخلوص مساعی سے ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ جنوری ۱۹۱۹ء میں جبکہ امام احمد رضا ابھی بقید حیات تھے، مولانا معین الدین اجمیری علیہ الرحمہ کا علماء دیوبند کی تکفیر کا تردد رفع ہوگیا۔[1]

سائیں توکل شاہ انبالوی

حقیقی اولیاء اللہ کے ساتھ کچھ مصنوعی بناوٹی اولیاء کو شامل کر کے متعدد دیوبندی مرفوع القلم مصنفین اپنے فراڈ کا مظاہرہ کر چکے ہیں ہم نے اپنے سمندری سے شائع ہونے والے بہت بڑے پوسٹر اور گوجرانوالہ سے شائع ہونے والی کتاب "عظمت حبیب کبریا بر دعبارات کفریہ" میں اس فریب و فراڈ کا دامن اچھی طرح چاک کیا ہے۔ اولیاء اللہ کے نام سے دیوبند کے گستاخ ملاؤں کی ثناء خوانی کا چکر پہلے خدام الدین لاہور نے چلایا تھا پھر ساہیوال کے مدرسہ رشیدیہ سے شائع ہونے والے ایک کتابچہ میں انہی بزرگوں کے نام پر دھوکہ دیا گیا پھر مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے عبارات اکابر میں انہی بزرگوں کے نام پر اپنی کارستانی دکھائی اور اب مانچسٹروی اور مانچسٹروی کے فیصل آبادی بھائی نے کتاب نام نہاد انکشاف حق میں اپنی بے وقوفی کا جادو چلایا ہے اور اولیاء اللہ کے سر جھوٹ تھوپ کر گستاخ ملاؤں کی رُوسیاہی دُور کرنے

---

[1] کتاب محدث اعظم پاکستان صفحہ ۱۰۸ تا صفحہ ۱۱۱ جلد ۱

کی ناکام کوشش کی ہے وہی گھسے پٹے مضامین مطالعہ بریلویت میں دھر گھسیٹے اور راشد خامہ بن گئے۔ مانچسٹروی صاحب نے حضرت سائیں توکل شاہ صاحب کے ذمہ دو باتیں لگائی ہیں ایک خواب کی اور ایک مراقبہ کی خواب کی کہانی سے مولوی قاسم نانوتوی کی شان کو ربڑ کی طرح کھینچ کر بڑھانا چاہا ہے اور مراقبہ کے اثر سے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کو عرشوں پر پہنچا کر معراج کرا دیا۔ پہلا حوالہ انوار العاشقین ص۸۸ کا ہے۔ یہ کتاب حضرت سائیں توکل شاہ صاحب کی اپنی کتاب یا اپنے ملفوظات پر مبنی نہیں حضرت سائیں توکل انبالوی کا انتقال ۱۳۱۵ھ میں ہوا اس وقت گستاخانہ کتابوں پر اکابر علماء و فقہاء عرب و عجم کا فتویٰ منظر عام پر نہ آیا تھا لہٰذا دیوبندیوں کو نانوتوی صاحب کی شان و شوکت کا مظاہرہ کرنے کے لیے کسی خواب گھڑنے کی ضرورت نہ تھی۔ ۱۳۲۵ھ میں گستاخانہ عبارتوں پر حسام الحرمین شائع ہوئی تو جوڑ توڑ کے فتویٰ تکفیر کی زد میں آنے والوں کو بچانے کے لیے خواب اور مراقبے گھڑنے شروع کر دیئے کیونکہ علماء عرب و عجم سے تو حسام الحرمین میں دیئے گئے فتووں سے انکار یا رجوع کروا نہیں سکتے تھے اور مرتکبین توہین و تنقیص حضرات اکابر دیوبند کے مصنوعی تقدس اور خانہ ساز بزرگی پر وہ ایک حرف بھی لکھنے کو تیار نہ تھے لہٰذا علماء حرمین طیبین کے شرعی فتووں کے جواب میں ان لوگوں نے ہندوستانی بزرگوں کے نام پر خوابوں اور مراقبوں کا سہارا لینا شروع کیا لہٰذا حضرت سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی کے انتقال ۱۳۱۵ھ کے ۱۷ سال بعد یہ کتاب انوار العاشقین شائع کر دی گئی۔ چنانچہ اس انوار العاشقین کے صفحہ ۸۸ پر خواب تیار کر کے شائع کیا:-

"حضرت عارف باللہ توکل شاہ صاحب مجددی نے ... فرمایا تھا میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے، مولانا محمد قاسم تو جہاں پائے مبارک حضور کا پڑتا ہے وہاں دیکھ کر پاؤں رکھتے ہیں اور میں بے اختیار بھاگا ہوں کہ حضور کے پاس پہنچوں چنانچہ میں آگے ہو گیا"۔[1]

جواباً عرض ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بھی پہلے درجہ کی بے ادبی گستاخی ہے کہ خواب ہی میں سہی حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس پائے مبارک کی جگہ اپنا پاؤں رکھا جائے۔ وہ مقدس جگہ جہاں تاجدارِ دو عالم باعث ایجاد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک رکھے جائیں وہ جگہ آنکھوں سے چومنے والی ہے، مگر نانوتوی صاحب وہاں معاذ اللہ پاؤں رکھ رہے ہیں اور یہ اور بھی بڑھ کر گستاخی ہے کہ میں بے اختیار بھاگا ہوں کہ حضور کے پاس پہنچوں، چنانچہ میں (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے) آگے ہو گیا"۔ حضرت سائیں توکل شاہ صاحب ایسا کیسے فرما سکتے ہیں؟ اور سب سے بڑی بات یہ کہ یہ من گھڑت خواب متضاد ہے۔ سمندری سے شائع شدہ پوسٹر میں اسی انوار العاشقین کے حوالہ سے یہ الفاظ لکھے ہیں :-

"جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک کا سایہ پڑتا تھا وہاں آپ (نانوتوی صاحب) پاؤں رکھتے تھے"۔

الفاظ خواب متضاد ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ خواب من گھڑت ہے اور اس جگہ حضرت سائیں صاحب انبالوی

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۶۲ ؎

سے یہ کہلوایا جا رہا ہے کہ جہاں حضور کے پائے مبارک کا سایہ پڑتا تھا حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم مبارک کا سایہ نہ رکھتے تھے۔ دیوبندی مفتی اعظم مفتی عزیز الرحمٰن کے نزدیک حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔[1]

یہی کچھ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے لکھا ہے :-

"متواتر احادیث سے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہیں رکھتے تھے"۔[2]

یہی کچھ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے لکھا ہے (مکتوبات جلد سوم ص۱۸۷ و ص۲۳۷) تو پھر حضرت سائیں توکل شاہ مجددی ہو کر اپنے جد طریقت سے انحراف کیونکر فرما سکتے ہیں اور وہ کس طرح فرما سکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک یا پاؤں مقدس کا سایہ تھا اور نانوتوی کی فضیلت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کس طرح کر سکتے ہیں کہ وہاں پاؤں رکھتے ہیں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کا سایہ پڑتا ہے۔ العیاذ باللہ یہ بھی سراسر بے ادبی و گستاخی ہے۔

٥ ایسا ہی سپاہ صحابہ کے کمانڈر انچیف مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی نے لکھا ہے یعنی حضور علیہ السلام کے پائے مبارک کا سایہ پڑتا تھا وہاں آپ پاؤں رکھتے تھے"۔[3]

اور پھر اکابر دیوبند نے تو مناظرہ بریلی مناظرہ ادری چراغ

---

[1] عزیز الفتاوٰی جلد ہشتم ص۲۰۲ [2] امداد السلوک ص۱۵۶۔

[3] انکشاف حق صفحہ ۱۲ ؎

سنّت عبارات اکابر سیف رحمانی وغیرہ میں لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ خواب میں پڑھنے پر یہ تاویل کی ہے کہ خواب کی بات حجت اور دلیل نہیں ہوتی۔ خواب کی بات پر شرعی حکم نہیں لگایا جا سکتا ——.

اُلٹا مراقبہ لکھتا ہے :- "آپ (سائیں توکل شاہ صاحب) کی مجلس میں انگریز حکومت کے کسی ایجنٹ نے کہا مولانا رشید احمد گنگوہی تو امکان کذب کے قائل ہیں۔ آپ نے یہ سُن کر گردن جھکا لی اور تھوڑی دیر مراقبہ کرکے فرمایا : لوگو! تم کیا کہتے ہو مولانا رشید احمد کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں[1]"۔

واہ! جی واہ! کبھی غور بھی کیا کہ عرش کیا ہے عرش نام ہے آٹھویں آسمان کا جو ساتوں آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ سے آگے اور جلوہ گاہ شان ربوبیت و شان الوہیت ہے۔ وہاں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نہیں جا سکتے مولوی گنگوہی دیوبندی کا قلم کس طرح چلا گیا؟ اُس کے آگے کونسی جگہ ہے جہاں مولوی رشید احمد گنگوہی کا قلم چلتا ہے؟ عرش سے پرے جو مقام ہے اس کا نام بحوالہ کتب تفاسیر و احادیث بیان کیا جائے جب مولوی گنگوہی صاحب کا بے جان قلم عرش اعظم سے پرے چل سکتا ہے تو پھر خود بدولت کا اپنا مقام اور جاء استقرار کہاں ہوگی؟

ع کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

اور پھر اصل بات کو گول کیا جا رہا ہے اور مراقبہ کے نام پر حضرت سائیں توکل شاہ صاحب کے تقدس اور بزرگی کی دھجیاں

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۶۳ ؎

اڑانے کی ناپاک کوشش کی جا رہی ہے۔ ایک طرف تو حضرت کو یہ پتہ چل گیا کہ گنگوہی کا قلم عرش سے پرے چل رہا ہے اور دوسری طرف معاذ اللہ یہ پتہ نہ چلا کہ آیا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں یا نہیں۔ اور پھر مانچسٹروی صاحب کی نری کوری جہالت و لاعلمی اور اپنے دیوبندی وہابی اکابر کے اُلٹے مسلک سے بے خبری دیکھئے جو شخص مولوی رشید احمد گنگوہی کو امکان کذب کا قائل کہہ رہا ہے اُس کو انگریز کے گنگوہی ایجنٹ کی حمایت میں اُلٹا انگریز کا ایجنٹ کہہ کر حقیقت کا مُنہ چڑا رہا ہے۔ آؤ پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی امکان کذب باری تعالیٰ کا قائل تھا یا نہیں؟ حالانکہ مُصنّف نے عیاری و مکاری سے اس بات کو گول کرکے لکھا ہے کہ :——

"امکان کذب کے قائل ہیں"۔

امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں نہیں لکھا۔ آئیے اس کا فیصلہ صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند اور مولوی مانچسٹروی کے بقول شیخ الاسلام مولوی حسین احمد دیوبندی سے کراتے ہیں وہ لکھتے ہیں اور صاف صاف کھلے دل سے فخریہ طور پر اقرار و اعتراف کرتے ہیں :——

"مولانا (رشید احمد) گنگوہی بعض اتباع مولانا (اسماعیل) شہید مسئلہ امکان کذب کے قائل ہوتے ہیں۔ یہ قول ان کا محض افتراء و جہالت ہے مولانا گنگوہی نے (مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ میں) سلف صالحین اُمت مرحومہ کا اتباع کیا ہے[1]"۔

---

[1] الشہاب الثاقب صفحہ ۱۰۲ ؎

مولوی حسین احمد صدر دیوبند سینہ تان کر جوبن میں آکر کہہ رہے ہیں اور بر ملا اعتراف کر رہے ہیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل مولوی اسماعیل دہلوی کے اتباع میں نہیں ہوتے بلکہ وہ (رشید گنگوہی) سلف صالحین اُمّت کے اتباع میں امکان کذب باری تعالےٰ کے قائل ہیں۔

آئیے دیکھتے ہیں کہ خود مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اپنی تقویۃ الایمانی بولی میں کیا بولتے ہیں لکھتے ہیں :۔۔۔۔

"لا سلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد" ہم نہیں کہتے اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہے[1]۔"

"والا لازم آید کہ قدرت انسان زائد از قدرت ربانی باشد" اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو لازم آئے گا کہ آدمی کی قدرت اُس (اللہ) سے بڑھ جائے[2]۔"

حضرت سائیں توکل شاہ صاحب کے ذمّہ یہ کیسا مراقبہ لگایا کہ اُلٹے کو سیدھا اور سیدھے کو اُلٹا کر دکھایا۔ گنگوہی کذب باری تعالیٰ کا قائل تھا اور ہم کذب مانچسٹروی کے قائل ہو گئے۔ مانچسٹروی نے ساری عمر اس وادی میں خاک چھانی بزعم خود مطالعہ بریلویت کے خبط میں مبتلا رہے اور یہ پتہ نہ چلا کہ خود اپنے اکابر دیوبند کا مسلک کیا ہے۔ اور ہاں تم نے مولوی گنگوہی جی کو امکان کذب کا قائل کہنے والے کو دھڑلے سے انگریز حکومت کا ایجنٹ بھی قرار دے دیا۔ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ ذرا اپنی تاریخ درست کر لو اور کھول کر دیکھو۔ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی کا

---

[1] یک روزی صہ ۱۳۵ [2] ایضاً صہ ۱۴۵ ؎

مرتبہ تذکرۃ الرشید پہلا حصّہ صہ ۸۰ شائع کردہ مکتبہ عاشقیہ..... قیصر گنج روڈ میرٹھ انڈیا مطبوعہ محمدی پریس دیوبند جس میں مولوی رشید احمد گنگوہی بڑے فخر و ناز اور خلوص و اعتماد سے اقرار کر رہے ہیں :۔۔۔۔

"میں (رشید احمد گنگوہی) جب حقیقت میں سرکار (گورنمنٹ انگلشیہ) کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام (بغاوت) سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اگر مارا بھی گیا تو سرکار (گورنمنٹ انگلشیہ میری جان کی) مالک ہے جو چاہے کرے۔"

اس کو کہتے ہیں ؏ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مولانا لطف اللہ علی گڑھی

مُصنّف مانچسٹروی اپنے اکابر کی بگڑی بنانے اور ان کو مسلمانی کا سرٹیفکیٹ دلانے کے لیے مولانا لطف اللہ علی گڑھی پر صریحاً افتراء کرتے ہوئے لکھتا ہے :۔۔۔۔

"آپ نے ۱۳۱۳ھ میں مولانا احمد رضا کو ایک مُفصّل خط لکھا تھا جس میں آپ نے انہیں شغل تکفیر سے منع فرمایا۔ آپ نے لکھا ہے :۔۔۔۔

"ذرا غور فرمائیے ہماری سختی اور تشدّد نے ہمارے فرقہ اہل سنّت اور بالخصوص احناف کو کیسا سخت صدمہ پہنچایا آپ اس خط کے آخر میں لکھتے ہیں خدا کے لیے غور کیجئے اور دشمنانِ دین کو ہم پر اور ہمارے پاک دین پر ہنسنے کا موقع نہ دیجئے۔"[1]

---

[1] بحوالہ سیرت مولانا محمد علی مصنّفہ سیّد محمد حسنی ماخوذ از مراسلات سنّت وندوہ صفحہ ۱۶ ؎

اس پر چند طرح غور لازم ہے :-

اول تو اس خط میں تکفیر اکابر دیوبند سے روکنے اور منع کرنے کا ذکر نہیں۔

دوم یہ کہ ۱۳۱۳ھ میں نہ حسام الحرمین چھپا تھا نہ ہی علماء حرمین نے حسام الحرمین میں فتویٰ تکفیر صادر فرمایا تھا فتویٰ تکفیر ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوا یہ قبل از مرگ واویلا ہوا۔

سوم یہ کہ حضرت علامہ مولانا لطف اللہ علی گڑھی جیسے فاضل اجل اہلسنت وجماعت کو فرقہ اہل سنت کیسے لکھ سکتے ہیں؟ اور پھر عبارت یوں کہ "ہمارے فرقہ اہل سنت اور بالخصوص احناف کو" کیا احناف اہل سنت سے علیحدہ کسی چیز کا نام ہے؟

چہارم یہ کہ شاہی پریس لکھنؤ میں مولانا محمد علی کی چھپنے والی یہ سیرت کی کتاب جس کا حوالہ دیا جا رہا ہے مولانا محمد علی مونگیری کی نہیں بلکہ مولوی محمد علی کانپوری ناظم ندوۃ العلماء کی ہو سکتی ہے مولانا محمد علی مونگیری کا لکھنؤ اور ندوہ میں کیا کام؟

پنجم یہ کہ یہ سیرت مولانا محمد علی ماخوذ از مراسلات سنت و ندوہ ہے لہذا ماننا پڑے گا یہ سب جعلی فرضی کارروائی اور دیوبندی دجل وفریب کی مہارت تامہ کا حصہ ہے اگر بالفرض محال یہ خط مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی کا ہو بھی تو مصنف کے اپنے بقول حضرت قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی مولوی مانچسٹروی کے نزدیک بھی معتبر ومستند سوانحعمری "مہر منیر" کی شہادت لاتے ہیں۔

مہر منیر کی شہادت

"مولانا سید محمود شاہ حال راولپنڈی جو مدت تک مولانا لطف اللہ کے

مدرسہ علی گڑھ میں مدرس رہ چکے ہیں۔ فرماتے ہیں ایک مرتبہ کسی فتویٰ کے سلسلہ میں مولانا احمد رضا خاں اور مولانا لطف اللہ کے درمیان قدرے (تھوڑی سی) شکر رنجی پیدا ہو گئی تھی مگر بعد میں صلح وصفائی ہو گئی اور دوستانہ مراسم قائم رہے۔[1]"

اب فرمایئے جناب مانچسٹروی صاحب فتویٰ کے سلسلہ میں قدرے شکر رنجی کو آپ نے پہاڑ بنا دیا مگر بعد میں اس فتویٰ پر بھی صلح صفائی ہو گئی اور وہ بھی تکفیر کے قائل ہو گئے ورنہ اعلیحضرت امام اہلسنت گستاخوں کی رو رعایت کی بنیاد پر تو صلح صفائی کرنے والے نہ تھے اور پھر دوستانہ مراسم رہے یعنی کبھی دوستی میں فرق نہ آیا بلکہ لکھا ہے کہ :

"مولانا لطف اللہ کے اکثر فارغ التحصیل شاگرد مولانا احمد رضا خاں کے کہنے پر ان کے مدرسہ دارالعلوم منظر اسلام میں بطور مدرس بھی ملازم ہوتے رہے۔[2]"

اب روئیے اور جی بھر کے روئیے سر پکڑ کر روئیے کہ سیدنا امام رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا لطف اللہ میں کیوں صلح صفائی ہوتی اور کیوں دوستی قائم ہوتی توبہ اور رجوع کے بعد ایسی صلح صفائی اور دوستی دیوبندی وہابی مولوی بھی کر سکتے تھے مگر انگریزی سیاست اور ملازمت "علماء" دیوبند کی راہ میں حائل رہی۔

مولانا اصغر علی روحی

یہ صاحب بھی نہ مفتی نہ فقیہ اس عنوان کے ذیل میں زیادہ تر محض

---

[1] مہر منیر صفحہ ۴۷ [2] ایضاً

واقعاتی گفتگو تحریک ترک موالات پر کی گئی ہے لکھتا ہے :-

"مولانا احمد رضا تحریک ترک موالات کے خلاف تھے نہ چاہتے تھے کہ کسی عمل سے انگریزوں کی حکومت کو کوئی نقصان پہنچے[1]"

بات ہو رہی تھی توہین و تکفیر کی اور مصنف بزعم خود عدم تکفیر پہ ہندوستانی پیروں علماء اور لیڈروں کی آراء جوڑ توڑ کر کے پیش کر رہا ہے مگر اصل موضوع گفتگو سے ہٹ کر ترک موالات کے موضوع کو عنوان کلام بنا لیا گیا ہے بے چارہ مانچسٹروی کیا جانے ترک موالات کیا ہے۔ یہ لفظ اس کے اکابر نے سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ ہی سے سیکھا تھا دیوبندی گاندھوی مولویوں کی تحریک ترک موالات گاندھی جی کے اشارہ پر تھی سیدنا اعلیٰحضرت امام اہل سنت قدس سرہٗ العزیز نے اس موضوع پر نہایت جامع محققانہ کتاب "المحجۃ الموتمنہ" تصنیف فرمائی تھی گاندھوی خلافتی مولویوں سے اس کا آج تک توڑ نہ ہو سکا بے چارہ مانچسٹروی کیا جانے موالات اور مجرد معاملت کیا ہیں گاندھویوں کا نا ترک موالات تھا جس میں عیسائیوں سے تو معاملت حرام قطعی اور مشرکین و کفار ہند ہنود وغیرہ سے معاملت تو معاملت موالات بھی جائز بلکہ مستحسن ..... ترک معاملت کو ترک موالات بنا کر قرآن عظیم کی آیتیں کہ ترک موالات میں ہیں سوجھیں مگر فتوائے مسٹر گاندھی سے ان میں استثنائے مشرکین کی پچر لگائی کہ آیتیں اگرچہ عام ہیں مگر ہندوؤں کے بارے میں نہیں[2]

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۶۴ جلد اوّل [2] اوراق گم گشتہ ص ۲۳۹

اور پھر بے حیائی یہ کہ اسی صفحہ پر خود تسلیم کرتا ہے :-

"پروفیسر اصغر علی روحی اور پروفیسر حاکم علی (اسلامیہ کالج لاہور) کے سوا سب علماء ترک موالات کے حق میں تھے ..... پروفیسر حاکم علی اسلامیہ کالج نے اپنے فتویٰ کی تصدیق میں مولوی احمد رضا خاں بریلوی سے ایک فتویٰ حاصل کیا۔ پروفیسر صاحب خود بریلی تشریف لے گئے تھے واپس آنے پر انہوں نے مولانا اصغر علی روحی سے استدعا کی کہ وہ بھی مولوی احمد رضا خاں صاحب کے فتوے پر دستخط کر دیں لیکن چونکہ حضرات دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی پر اس فتوے میں سب و شتم کیا گیا تھا اس واسطے مولوی اصغر علی صاحب نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔"

یہ ہے اس کے دل میں لڈو پھوٹنے والی اصل بات جس کے لیے یہ بے مقصد پیوند کاری کرتا چلا آ رہا ہے اور تو حوالہ ندارد ہے جو لکھا ہے اقبال اور انجمن حمایت اسلام اس میں بھی صفحہ کی جگہ خالی ہے کوئی دوسرا بھی مستند حوالہ نہیں۔

بقول مانچسٹروی اگر مولوی اصغر علی نے دستخط نہیں کیے تو کیا آسمان سر پہ گر پڑا اور پھر یہ فتویٰ ترک موالات کے موضوع پر تھا۔ اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر تکفیر کے حکم شرعی سے متعلق نہ تھا۔ مانچسٹروی بس اندازاً ہی بھانپ گیا اور ضرورت سے زیادہ عقل دوڑا کر کچھ کا کچھ سمجھ لیا کہ :-

"وہ علماء جو سیاسی ماحول میں بعض مسائل میں مولانا احمد رضا خاں کے ہم خیال تھے وہ بھی مولانا احمد رضا خاں کے اس رویے کو جو موصوف نے علمائے دیوبند کے خلاف اختیار کر رکھا تھا نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے

تھے ۱؎۔"

خواہ مخواہ آبیل مجھے مار۔ بات کیا ہو رہی ہے موضوع گفتگو کیا ہے اور یہ بے چارہ اپنے علماء دیوبند کو سر پر اٹھائے پھرتا ہے کہ بس بات یہ ہو گی کہ مولانا احمد رضا خاں نے ان کو کچھ کہہ دیا ہو گا اس لیے روتے زمین کے انسان اور آسمان کے فرشتے مولانا احمد رضا خاں سے ناراض ہو گئے تھے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مولانا غلام محمد گھوٹوی	مولانا گھوٹوی کے نام سے بھی ایک جھوٹ کا جھوٹا پلان تیار کیا گیا صـ۱۶۵

وصـ۱۶۶ پر مانچسٹروی نے جو کچھ لکھا وہ ابلیسی الہام کے طور پر لکھا ہے قطعاً کوئی حوالہ کسی کتاب کا نہیں دیا گیا مولانا گھوٹوی کی تھوڑی بہت حمد و ثنا اور قصیدہ خوانی کرنے کے بعد گفتگو کا رخ دیوبندی مولویوں کے فضائل و کمالات کی طرف موڑ کر اپنے مخصوص انداز میں جھوم جھوم کر لکھتا ہے :۔

"بہاول پور کے مشہور مقدمہ مرزائیت میں محدث العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب اور مناظر اسلام حضرت مولانا مرتضےٰ حسن (دیوبندی)، مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیع کو عدالت میں شہادت دینے کے لیے آپ نے ہی دیوبند سے بلایا تھا۔۔۔۔۔ حضرت مولانا گھوٹوی نے ان اکابر دیوبند کا جس حسنِ عقیدت سے استقبال کیا اس نے مولانا احمد رضا خاں کے فتوائے تکفیر کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں ۲؎۔"

۱؎ مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۶۵ ۲؎ ایضاً صـ۱۶۶ ؎

کیا بات ہے؟ گھر بیٹھے ہی خواب و خیال اور جنون و خبط میں فتویٰ تکفیر کی دھجیاں اڑا رہے ہیں کبھی مرد میدان بن کر خود رشید احمد گنگوہی و تھانوی صاحب وغیرہ نے بھی دھجیاں اڑائیں وہ تو اپنی دھجیاں اور پرخچے اڑواتے رہے لب باندھے دم سادھے بیٹھے رہے جرأت لب کشائی نہ ہوئی رضا کے نیزہ کی مار سے جاں بلب رہے اور یہ بے چارہ دھجیاں اڑوانے والوں کی دھجیاں جوڑ رہا ہے۔ ایسے دھجیاں اڑانے والے تھے تو قہر خداوندی بر دھماکہ

دیوبندی کا جواب کہاں ہے؟

اب سنیے اصل واقعہ کہ کیوں دیوبندی مولویوں کو دیوبند سے بہاولپور بلایا گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ سابق ریاست بہاولپور میں ایک مسلمان عورت کا شوہر مرزائی (مرتد) ہو گیا تھا اس پر عورت نے عدالت میں شوہر کے ارتداد کی وجہ سے فسخ نکاح کی درخواست دے دی۔ مقدمہ عدالت میں دائر ہوا اس موقعہ پر مرزائیوں قادیانیوں نے بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس۔ امداد الفتاویٰ اور تذکرۃ الرشید وغیرہ دیوبندی کتب کا سہارا لے کر انکار ختم نبوت اور تحریف معنیٰ ختم نبوت کی بنیاد پر خود کو مسلمان ثابت کرنے لگے اور کہا گیا خاتم النبیین کا جو معنیٰ مفہوم مولانا قاسم نانوتوی کہتے ہیں وہی مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں تو ہم کافر مرتد کیوں۔ ہمیں تھانوی صاحب اور گنگوہی صاحب نے اپنی کتابوں کے پہلے ایڈیشنوں میں مسلمان مانا ہے صرف فسق کا فتویٰ دیا ہے عورت کا نکاح کیوں فسخ کیا جائے۔ اس لیے مولانا گھوٹوی نے نہیں بلکہ عورت کے وارثوں نے مولوی انور کاشمیری دیوبندی وغیرہ کو بلوا کر مجبوراً ان سے کہلوا دیا کہ ہم بھی ختم نبوت کو مانتے ہیں اور منکر

رتد ہے اور مرتد سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی مولوی انور کاشمیری نے فیض الباری جلد ۳ صہ ۳۳۳ و صہ ۳۳۴ میں تحذیر الناس مصنفہ قاسم نانوتوی کے پیش کردہ جدید معنیٰ ختم نبوت پر شدید تنقید کی ہے اور جس کو یہ مفتی اعظم محمد شفیع کہتے ہیں اس نے بھی ہدایۃ المہدیین صہ ۲۱ و صہ ۳۵ پر تحذیر الناس کے برعکس خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی ہونے پر اجماع اُمت نقل کیا ہے۔ اسی طرح مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی چاندپوری ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند نے صاف لکھا ہے:——

"اگر (مولانا احمد رضا) خانصاحب بریلوی کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو خانصاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔"[1]

ان حالات میں ورثا نے مرزائیوں کی دلیل کا اثر زائل کرنے کے لیے دیوبند کے ان مولویوں کا پارسل منگوایا تھا کیونکہ وہ انہی کے اکابر سے مرزائی اپنا مسلمان ہونا اور نکاح فسق نہ ہونا ثابت کر رہے تھے، ان حالات میں مولانا احمد رضا خاں کے فتوئ تکفیر کی دھجیاں کون سے مائی کے لال نے بکھیر دیں؟ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ اسی مقدمۂ فسق نکاح میں جب مرزائی وکیل نے (قادیانیوں پر) فتوئ تکفیر کو بے اعتبار ثابت کرنے کے لیے کہا:——

"دیوبندی بریلویوں کو اور بریلوی دیوبندیوں کو کافر کہتے ہیں——"

---

[1] اشد العذاب صفحہ ۱۳ ؂

اس پر حضرت مولانا انور شاہ صاحب نے فوراً عدالت کو مخاطب کر کے کہا:——

"میں بطور وکیل تمام جماعت دیوبند کی جانب سے گذارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبند بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کرتے۔"[1]

بتاؤ مولوی مانچسٹروی مورخ دیوبندیت پر سود اکیسا رہا؟ یاد رہے یہ وہی مولانا غلام محمد گھوٹوی ہیں جنہوں نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے تلمیذ و مرید مولوی حسین علی دیوبندی ساکن واں بھچراں سے پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے پہلے مناظرہ و گفتگو کی تھی۔[2]

مولانا عبداللہ ٹونکی | کے نام سے منسوب الفاظ کے لیے ان کی اپنی کسی کتاب کا حوالہ نقل نہیں کیا گیا

الطاری الداری اور رسالہ ازالۃ الضلالہ عبداللہ ٹونکی کی کتابیں نہیں ہیں اور پھر یہ کہ وہ ہمارے ہم مسلک یا غیر جانبدار نہ تھے مسجد فتح پوری دہلی کے دیوبندی وہابی مدرسہ میں مدرس اوّل تھے[3] وہ تکفیر سے اتفاق نہ کریں تو کچھ فرق نہیں پڑتا ان کی حالت یہ تھی کہ حنفیت کے دعویٰ کے باوجود خود ساختہ اجتہاد پر عمل کرتے تھے۔

مولانا محمد علی جوہر | یہ گذشتہ اوراق میں کافی لکھا گیا ہے مصنف مانچسٹروی نے پاگل پن کے عالم میں دوبارہ

صہ ۱۹۷ پر پھر مولانا جوہر کا نام لیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ مولانا عبدالباری فرنگی

---

[1] کتاب حیات انور صہ ۳۳۳ روزنامہ نوائے وقت ۸ جنوری ۱۹۷۶ء بیان مولوی بہاء الحق قاسمی دیوبندی وقت کی پکار قسط ۲ از مولوی محمد بہاء الحق قاسمی دیوبندی [2] مہر منیر صہ ۲۳۸ [3] ایضاً صہ ۷۶ ؂

محلی کے مرید تھے.... اس میں مولانا عبدالباری کا توبہ سے پہلے کا ایک خط بھی نقل کیا گیا ہے اور حوالہ ازالۃ الضلالۃ کا دیا گیا ہے یہ نہ مولانا عبدالباری کی کتاب ہے نہ مولانا محمد علی جوہر کی تصنیف ہے اور یہ بھی قطعاً واضح ہے اور ہم پیچھے ثابت کر آئے ہیں کہ مولانا محمد علی جوہر اور ان کے پیرو مرشد حضرت مولانا عبدالباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سابقہ افکار سے توبہ فرمالی تھی۔ اور یہ لکھنا کہ کراچی کے مشہور مقدمہ میں بیان دینے پر مولانا جوہر نے حسین احمد صدر دیوبند کے پاؤں چوم لیے تھے پاؤں چومنے سے کفر اسلام نہیں بن جاتا فتویٔ تکفیر اٹھ نہیں جاتا پاؤں چومنے کے واقعہ کا حوالہ بھی مصنف نے نقل نہیں کیا بات دلیل اور حوالہ جات سے کرنی چاہیے۔ اور یہ دعویٰ بھی محض زبانی کلامی ہے مصنف مانچسٹروی مطالعہ بریلویت ص۱۶۸ پر لکھتا ہے کہ:۔

"بریلوی حضرات نے مولانا محمد علی جوہر پر بھی کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔۔۔"

کب لگایا تھا کس نے لگایا تھا؟ کیوں لگاتے کیا مولانا جوہر نے تحذیر الناس لکھی تھی یا براہین قاطعہ و حفظ الایمان تصنیف کی تھی؟ مانچسٹروی مولانا محمد علی جوہر کا بہت فدائی اور بڑا شیدائی ہے آئیے ذرا مانچسٹروی کے نجدی سعودی آقاؤں کے متعلق جوہر کے مشاہدات سنیے:۔۔۔۔

ایک عینی شاہد کی روح کا اضطراب

ان حشر بپا واقعات پر ایک عینی شاہد کی روح کا اضطراب دیکھنا چاہتے ہوں تو مسٹر محمد علی جوہر کی وہ تقریر سنیے جو حجاز سے واپسی کے بعد انہوں نے دہلی کی جامع مسجد میں کی تھی۔ ان کی تقریر کا یہ حصہ کتنا بے لاگ اور حقیقی تاثرات میں ڈوبا ہوا ہے:۔

"میں خدا کے گھر میں بیٹھا ہوں اور اس کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں مجھے ابن سعود سے ذاتی عداوت نہیں، نہ میری مخالفت ذاتی غرض پر ہے، جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہی کہوں گا اور صاف صاف کہوں گا، خواہ اس سے کوئی جماعت خوش ہو یا ناخوش!

سلطان ابن سعود اور ارکان حکومت بار بار کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی رٹ لگاتے تھے لیکن میں نے تو یہ پایا کہ انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول کو دنیا کمانے کے لیے آلہ بنا رکھا ہے۔ جو لوگ ڈاکہ ڈالتے ہیں، چوری کرتے ہیں، برا کرتے ہیں لیکن جو لوگ قرآن حدیث کو آڑ بنا کر دنیاوی حکومت حاصل کرتے ہیں۔ چوروں ڈاکوؤں سے بھی برا کرتے ہیں۔"[1]

ان کے بیان کا ایک حصہ یہ بھی ہے۔ پرنم آنکھوں کے ساتھ پڑھیے:

"نجد اور نجدیوں کا یہی کارنامہ ہے کہ مسلمانوں اور صرف مسلمانوں کے خون میں ان کے ہاتھ رنگے ہیں۔"[2]

خلافت کمیٹی کی رپورٹ

مصنف مانچسٹروی صاحب خلافت کمیٹی پر دل و جان سے فدا ہے اور خلافت کمیٹی کے اراکین مولوی سلیمان ندوی، مولانا ظفر علی خاں، مولانا عبدالماجد، مولانا محمد عرفان، سید خورشید حسین، مولانا محمد علی جوہر، اور مسٹر شعیب قریشی وغیرہ کا تو خاص مدح خواں ہے اور ان جیسے دوسرے لیڈروں اور مولاناؤں کا حوالہ دے دے کر سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر افترائات باندھتا اور بہتان طرازیاں کرتا ہے۔ آئیے حرمین شریفین (مکہ معظمہ و مدینہ منورہ) میں مانچسٹروی جی کے نجدی

---

[1] مقالات محمد علی ج ۱ ص ۹۵-۹۶ [2] ایضاً ص ۳۷؛

سعودی آقاؤں کا حال خلافت کمیٹی کے اپنے ارکان کی زبانی سُنیئے:

لندن کا ایک تار

شرح اس قیامت آشوب داستان کی یہ ہے کہ ۲۲ اگست ۱۹۲۵ء کو لندن سے کسی پریس رپورٹر نے ہندوستان کی خبر رساں ایجنسیوں کو ایک تار بھیجا تھا جس کا مضمون یہ تھا:—

"باوثوق ذرائع سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہابیوں نے مدینے پر حملہ شروع کر دیا ہے جس سے مسجد نبوی کے قبے کو جس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر ہے، صدمہ پہنچا ہے اور سیدنا حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مسجد شہید کر دی گئی ہے۔"[1]

اس لرزہ خیز خبر پر ہندوستان میں ہر طرف صفِ ماتم بچھ گئی اور جذبات کا ہیجان اس قدر طوفان خیز ہو گیا کہ اس وقت کی خلافت کمیٹی کو حالات کی تحقیقات کے لیے اپنا ایک نمائندہ وفد حجاز بھیجنا پڑا۔ خلافت کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق یہ وفد مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل تھا:—

(۱) سید سلیمان ندوی (۲) مولانا محمد عرفان (۳) مولانا ظفر علیخاں (۴) سید خورشید حسن (۵) مولانا عبدالماجد بدایونی اور (۶) مسٹر شعیب قریشی —.

خلافت کمیٹی کے وفد کی رپورٹ

وفد نے یہاں پہنچ کر مسلمانانِ ہند کو اطلاع دی کہ:—

"مکہ میں جنۃ المعلیٰ کے مزارات شہید کر دیئے گئے، مولد النبی

---

[1] رپورٹ خلافت کمیٹی ص ۳۰۔

(جس مکان میں سرکارِ دو جہاں کی ولادت ہوئی تھی) توڑ دیا گیا ہے۔ لیکن نجدی حکومت نے یقین دلایا ہے کہ مدینے کے مزارات و مآثر کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا جائے گا۔"[1]

پھر ایک سال کے بعد ۱۹۲۶ء میں حجاز پر نجدی حکومت کے جابرانہ اور قاہرانہ تسلط سے پیدا شدہ حالات پر غور کرنے کے لیے جب مؤتمر عالم اسلامی کے نام سے موسم حج پر مکہ میں ایک عالمی اجتماع منعقد ہوا تو اس میں شرکت کے لیے خلافت کمیٹی کی طرف سے بھی ایک وفد وہاں بھیجا گیا۔

خلافت کمیٹی کے دوسرے وفد کی رپورٹ

اس موقع پر وفد نے اپنے چشم دید واقعات و تاثرات کی جو رپورٹ بھیجی تھی اس کا یہ حصہ خاص طور پر پڑھنے کے قابل ہے۔

"۲۲ مئی کو اکبری جہاز ساحل پر لنگر انداز ہوا۔ اس وقت سب سے پہلی جو وحشت ناک اور جگر گداز خبر ہمیں موصول ہوئی وہ (مدینے کے) جنۃ البقیع اور دیگر مقامات کے انہدام کی تھی لیکن ہم نے اس خبر کے قبول کرنے میں تامل کیا اس لیے کہ سلطان ابن سعود خلافت کمیٹی کے دوسرے وفد کو تحریری وعدہ دے چکے تھے کہ وہ مدینہ منورہ کے مزارات و مآثر کو اپنی اصل حالت پر رکھیں گے۔

لیکن جدہ پہنچ کر سب سے پہلے ہم نے ایک رکن حکومت شیخ عبدالعزیز عتیقی سے جب اس خبر کی حقیقت دریافت کی

---

[1] رپورٹ خلافت کمیٹی ص ۲۳۔

تو انہوں نے تصدیق کی اور یہ فرمایا کہ نجدی قوم بدعت اور کفر کے استیصال کو اپنا فرض خیال کرتی ہے اور اس مسئلے میں وہ دُنیائے اسلام کے مصالح کی کوئی پرواہ نہیں کرے گی خواہ دُنیائے اسلام خوش ہو یا ناراض۔[1]"

اس کے بعد لکھتے ہیں :۔

"بہر حال حالات و واقعات کچھ بھی ہوں سلطان عبدالعزیز کے تمام حتمی اور واجب الایفا وعدوں کے باوجود مدینہ منورہ کے تمام قبے گرا دیئے گئے۔"[2]

مساجد کی حُرمتوں کا خُون

فرقہ وارانہ فسادات کے موقعہ پر فرقہ پرست درندوں اور اسلام کے دشمنوں کے ہاتھوں اپنی مساجد کی بے حُرمتی اور اُن کے انہدام کا قیامت انگیز تماشہ آپ نے دیکھا ہوگا اب خاص حجاز کی مقدس سرزمین پر مدعیانِ اسلام کے ہاتھوں ایک عبرت ناک اور لرزہ خیز تماشا اور دیکھیے۔ جُرم اگر مشترک ہو تو انصاف کی تلوار اپنے اور بیگانے کا کوئی امتیاز نہیں کرتی۔ دیکھنا ہے آپ اس کسوٹی پر کہاں تک پُورے اُترتے ہیں۔

ارکان وفد کے عینی شاھد لکھتے ہیں۔ پڑھیے اور خُون کے آنسو روئیے کہ نجدی درندوں کی کافرانہ سرکشی کے آگے اسلام کی حرمتوں کو اپنے گھر میں بھی پناہ نہ مل سکی :۔

"اس سے بھی زیادہ افسوسناک چیز یہ ہے کہ مکہ معظمہ کی طرح مدینہ منورہ کی بعض مساجد بھی نہ بچ سکیں اور مزارات کے قبول

---

[1] رپورٹ خلافت کمیٹی ص ۸۵ [2] ایضاً ص ۸۸ ؎

کی طرح یہ مساجد بھی توڑ دی گئیں۔ مدینے میں منہدم کردہ مساجد کی تفصیل یہ ہے :۔

(۱) مسجد فاطمہ متصل مسجد قبا ۔۔۔۔
(۲) مسجد ثنایا (میدان اُحد میں جہاں سرکار کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے۔
(۳) مسجد منارتین ۔۔۔۔
(۴) مسجد مائدہ (جہاں سورہ مائدہ نازل ہوئی تھی)
(۵) مسجد اجابہ (جہاں سرکار کی ایک نہایت اہم دُعا قبول ہوئی تھی)"[1]

مزارات کا انہدام

وفد کے اراکین نے مدینہ طیبہ کے منہدم شدہ مزارات کی جو فہرست قلم بند کی ہے ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر اس کی بھی ایک جھلک ملاحظہ فرمالیں۔ ہائے! کیسے کیسے لالہ رخوں کی جلوہ گاہوں کو چشم زدن میں ان ظالموں نے ویران کر ڈالا۔

مزاراتِ شہزادیانِ خاندانِ نبوّت

(۱) بنتِ رسول حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔
(۲) بنتِ رسول حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔
(۳) بنتِ رسول حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔
(۴) بنتِ رسول حضرت رقیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔
(۵) حضرت فاطمہ صغریٰ بنت حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہم۔

مزارات ازواج مطہرات

(۱) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

---

[1] رپورٹ خلافت کمیٹی ص ۸۸ ؎

(۲) ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۳) ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہا کل نو ازواج طیبات کے مزارات۔

مزارات مشاہیر اہل بیت

(۱) شہزادۂ رسول حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ۔

(۲) سر مبارک حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ۔

(۳) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ۔

(۴) جگر گوشۂ رسول حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ۔

(۵) عم النبی حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔

(۶) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔

(۷) حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ۔

مزارت مشاہیر صحابہ وتابعین

(۱) امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

(۲) حضرت سیدنا عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ۔

(۳) حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ۔

(۴) حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ۔

(۵) حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ۔

(۶) حضرت امام نافع۔" [1]

مُصنّف مانچسٹروی علماء اہلسنت کے گستاخانِ رسالت مرتکبین توہین وتنقیص پر محتاط فتویٰ شرعی پر چیخ چیخ پڑتا ہے آسمان سر پر اُٹھا لیا ہے مختلف علماء مشایخ (حقیقی وغیر حقیقی)، اور شاعروں ایڈیٹروں

[1] رپورٹ خلافت کمیٹی صفحہ ۸۰ تا صفحہ ۸۹۔

ادیبوں، سیاستدانوں کی سفارشیں لاتا ہے اُن سے منسوب جھوٹے مفروضے چھوڑتا ہے کسی طرح اس کے اکابر سے کُفر اُٹھ جائے لیکن خود دیکھے دُنیا مشاہدہ کرے کہ مانچسٹروی جی کے محبوب و مقدس نجدی سعودی وہابی کس بے دردی اور ستم ظریفی سے تکفیر کی تلوار چلا رہے ہیں ملاحظہ ہو مذکورہ بالا روشن حقائق، شواہد اور تاریخی دستاویز کے ساتھ ذرا اپنی محبوب خلافت کمیٹی کی رپورٹ کا یہ حصّہ بھی پڑھ لے جس میں ارکان وفد خلافت کمیٹی نے اپنے چشم دید واقعات بیان کیے ہیں۔ لکھا ہے:۔

"مدینہ منورہ کے ایک اجتماع میں نجد کے قاضی نے علماء مدینہ کو مخاطب کر کے کہا تھا یا اھل حجاز انتم اشد کفرًا من ھامان وفرعون نحن قاتلنا کم مقاتلۃ المسلمین مع الکفار انتم عباد حمزۃ وعبد القادر۔

ترجمہ: اے بشندگانِ حجاز! تم ہامان اور فرعون سے بھی بڑھ کر کافر ہو ہم تمہارے ساتھ اسی طرح قتال کریں گے جس طرح کافروں کے ساتھ کیا جاتا ہے تم امیر حمزہ اور (شیخ) عبدالقادر (جیلانی) کے پجاری ہو۔" [1]

مانچسٹروی صاحب! اب خود بتاؤ کہ تمہاری خلافت کمیٹی کی رپورٹ حق اور صحیح ہے یا جھوٹ اور یہ بھی صاف صاف بتاؤ کہ تمہارے معبودانِ نجد خداوند دولت نجدیوں سعودیوں کے مذکورہ بالا وحشیانہ اقدام عین اسلام ہیں اور کتاب وسنّت کی کونسی دلیل کے مطابق ہیں اور کونسی نص قطعی سے ثابت تھے؟

[1] رپورٹ خلافت کمیٹی صفحہ ۸۵۔

عظیم قدرہ ورفعۃ مکانتہ عند ربہ عزّ وجل

خصائص رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف

ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر

مترجم

مولانا یٰسین اختر مصباحی

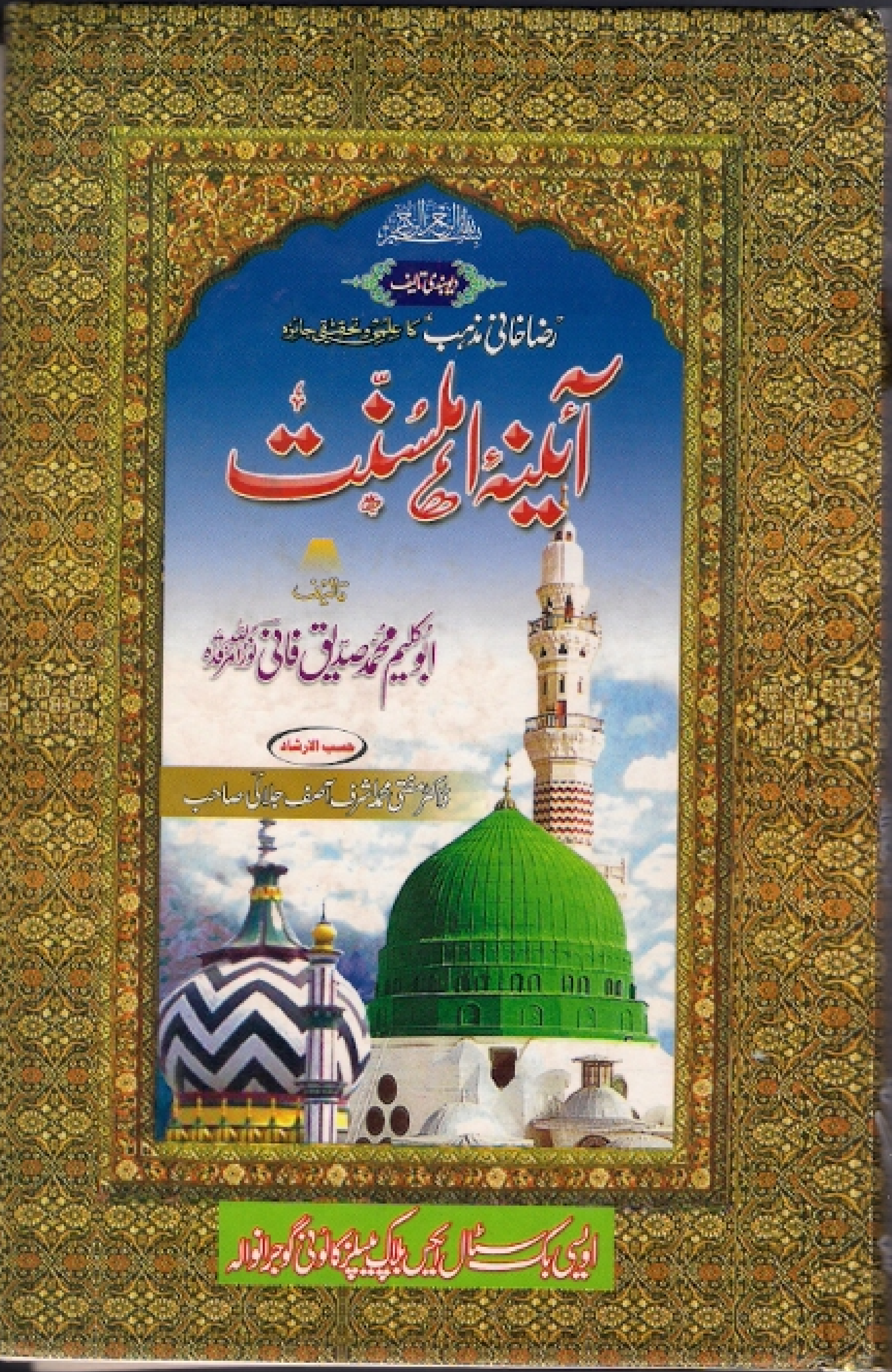
ادارہ غوثیہ رضویہ

ملنے کا پتہ:

مسلم کتابوی

دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور کوڈ ۵۴۰۰۰

فون: ۷۲۲۵۶۰۵


بسم اللہ الرحمن الرحیم
دیوبندی تالیف
رضاخانی مذہب کا علمی و تحقیقی جائزہ
آئینہ اہلسنت
تالیف
ابوکلیم محمد صدیق فانی نوراللہ مرقدہ
حسب الارشاد
ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی صاحب
اویسی بک سٹال جی بلاک پیپلز کالونی گوجرانوالہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب:............ آئینہ اہل سنت

مؤلف:............ ابوکلیم محمد صدیق فانی نوراللہ مرقدہ

نظر ثانی:............ مولانا ابوجلیل محمد خلیل خان فیضی

کمپوزنگ:............ شبیر احمد رضوی (خانیوال، کبیروالا)

پروف ریڈنگ:............ محمد شکیل قادری عطاری (خانیوال)

سن اشاعت:............ مارچ 2007ء

ناشر:............ اویسی بک سٹال

جامع مسجد رضائے مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایکس بلاک

پیپلز کالونی گوجرانوالہ

صفحات:............ 584

قیمت:............ -/250

باہتمام:............ شیخ محمد سرور اویسی

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور 7247350-042-7225085 ،ضیاء القرآن کراچی 2210212-2830411-021

شبیر برادرز لاہور 7246006، جمال کرم 7324946، رضا ورائٹی اینڈ پروگریسو بکس لاہور، مسلم کتابوی لاہور

مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور، سنی کتب خانہ لاہور، مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ، مکتبہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ

مکتبہ نبویہ لاہور، قادری رضوی کیسٹ ہاؤس شیخ ہندی سٹریٹ لاہور، مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور

مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، مکتبہ فیضان مدینہ لالہ موسیٰ، کھاریاں، جہلم، گکھڑ، خانیوال وغیرہ

آئینہ مضامین

باب ہفتم

باب ہشتم

باب نہم

ضمیمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

اسلام ایک عالمگیر مذہب اور جامع دین ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تائید وحمایت سے سرفراز وسربلند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں حاسدین اور مخالفین کی ریشہ دوانیوں کے باوجود بھی یہ غالب رہا ہے۔ اس کے بدخواہوں کو ہمیشہ منہ کی کھانی پڑی ہے اور اس کے مخالفین ہمیشہ رسوا ہو رہے ہیں۔

کفار مکہ اور منافقین مدینہ سے لے کر آج کے استعمار تک اس کے خلاف مذموم عزائم کا ایک سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ برطانوی استعمار کی گود میں جنم لینے والی ایک سازش نے اُمت مسلمہ کے جمہور اور سواد اعظم کے عقائد و معمولات پر طعن زنی کو اپنا مقصد حیات قرار دیا اور انتشار وافتراق کا کام شروع کیا اس مکروہ سلسلے کی ایک نازیبا کوشش رضاخانی ''مذہب'' کتاب ہے۔ جس میں اسی سازشی گروہ نے اپنے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کیلئے اہلسنّت وجماعت پر کیچڑ اچھالا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل حضرت مولانا ابوالکلیم محمد صدیق فانی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو ٹھنڈا کرے۔ جنہوں نے پس پردہ چھپے ہوئے ان سازشیوں کو بے نقاب کیا ہے اور ''آئینہ اہلسنّت'' کی وساطت سے غیر جانبدار دماغ کو سواد اعظم کی عظمت دکھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو طالبانِ حق کیلئے مفید ترین بنائے' آمین۔

محمد اشرف آصف جلالی

جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والا لاہور ۲۴-۲-۲۰۰۷

مولانا سعید احمد قادری سابق دیوبندی کا اعلان حق

یاد رہے کہ ۲۵ سال دیوبندی مذہب میں رہ کر میں ان کے عقائد کی ترجمانی کرتا رہا ہوں آخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ کرم سے مناظر اسلام مولانا ابوالرضا محمد عبدالعزیز صاحب نوری مہتمم مرکزی دارالعلوم غوثیہ حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کے ساتھ تمام متنازعہ عبارات پر گفتگو ہوئی۔ جس سے مجھے یقین ہو چکا ہے کہ دیوبندیوں کی تمام گستاخانہ عبارات کفریہ ہیں۔ میری جتنی بھی تصنیفات ہیں میں نے ان کو منسوخ کر دیا ہے۔ آج سے لے کر میری کسی تصنیف کو کوئی دیوبندی نہ چھاپے اور نہ اس کا حوالہ دے۔ تمام کفریہ عبارات اور اپنی دیوبندی دور میں سابقہ مطبوعہ کتب کو میں نے "ردی کی ٹوکری" میں پھینک دیا ہے اور عقیدہ حق سنی بریلوی کو دل و جان سے قبول کر کے علماء حق مسلک بریلوی کے ساتھ شامل ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے حبیب اعظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیائے کاملین کے صدقے معاف فرما کر اپنی پناہ میں رکھے (آمین) اور مولانا پیر محمد عبدالعزیز صاحب نوری کے علم و عمل اور عمر میں برکت فرمائے اور ان کا سایہ تادیر ہم پر قائم و دائم فرمائے (آمین)

انشاء اللہ آئندہ کیلئے میں اپنے بیانات میں دیوبندیوں کے عقائد کی بیخ کنی کروں گا تاکہ مسلمانوں کو حق و باطل کا پتہ چل سکے اور یہ واضح ہو جائے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا پیغام حق محض عشق رسالت اور تحفظ ناموس رسالت کا پیغام ہے۔ اسی لئے علماء دیوبند نے بھی اعلیٰ حضرت کو "عاشق رسول" تسلیم کیا ہے اور اکابر علماء دیوبند میں سے مولوی مرتضیٰ حسن دیوبندی نے بھی اس بات کا اعتراف کیا کہ "اگر مولانا احمد رضا خاں صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے" (کتاب اشد العذاب صفحہ نمبر ۱۳) اس اعتراف کے بعد اہل علم و انصاف سمجھ سکتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے خلاف علماء دیوبند کا پروپیگنڈہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے۔ (مولانا سعید احمد قادری صدیق اکبر ٹاؤن نیو یس آبادی (وحلے) گوجرانوالہ مورخہ ۲۳ رجولائی ۱۹۹۲ء)۔ (ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ جون ۱۹۹۹ء صفحہ نمبر ۱۲)

(آئینہ اہلسنت۔ ابو علیم محمد رخانی صفحہ ۱۸ دعوت اسلامیہ)

انتساب

صدر الافاضل حضرت علامہ

مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمت الباری

(المتوفی ۱۳۶۷ھ)

کے نام

"جن کی مذہبی، دینی اور سیاسی خدمات اہل سنت کیلئے مشعل راہ ہیں"

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ابو کلیم فانی

احوالِ واقعی

مولوی سعید احمد قادری دیوبندی کی تالیف ''رضاخانی مذہب'' حصہ اول و دوم کا بنظر عمیق مطالعہ کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ موصوف کی یہ تالیف کذب بیانی، دروغگوئی، الزام تراشی اور دھوکہ دہی کا پُر فریب مرقع ہے۔ اور جا بجا ایسی بیہودہ اور غلیظ زبان استعمال کی گئی ہے کہ شیطان بھی پڑھ کر پناہ مانگنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ نیز معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے ایسے دینی مدارس سے تعلیم حاصل کی ہے جن میں اخلاقیات پر درس دینا شجر ممنوعہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور طعن و تشنیع کرنے اور گالی گلوچ دینے کی خوب مشق کرائی جاتی ہے۔ محققین صوفیاء نے سچ فرمایا ہے کہ بعض مرتبہ علم، حجاب اکبر بن کر انسان کو صراط مستقیم سے دور لے جا کر قعر ضلالت کی دلدل میں ایسا ڈالتا ہے جس سے نکلنا اس کیلئے انتہائی دشوار ہو جاتا ہے اور پاکانِ امت پر طنز و مزاح کرنا اس کی زندگی کا نصب العین بن جاتا ہے۔ مولوی سعید احمد بھی اسی مقام پر پہنچ چکا ہے۔

○

بعض مقامات پر مؤلف نے قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور عبارات فقہ کے خود ساختہ مفاہیم اور مطالب و معانی اخذ کر کے مذہب حقہ اہل سنت پر جاہلانہ تنقید کی ہے جو کہ اس کی جہالت و حماقت کی منہ بولتی تصویر ہے یا جان بوجھ کر تجاہل عارفانہ سے کام لیا ہے۔

پر بعض مقامات پر ایک طویل حدیث مبارکہ کا ایک جملہ نقل کر کے اس پر جاہلانہ تبصرہ کر کے اپنے لئے جہنم میں جانے کا سامان بھی مہیا کیا ہے۔ میں اپنے اس دعویٰ پر فقط ایک مثال پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

- مولوی سعید احمد قادری دیوبندی مندرجہ ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

''خدا تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشورہ لیتا ہے''۔

(پھر لکھتا ہے) بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشورہ طلب کرتا ہے کہ میں آپ کی امت کے ساتھ کیا معاملہ کروں اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

ان ربی استشارنی فی امتی ماذا افعل بھم۔ (ترجمہ) بے شک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۸۲)۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۷ حصہ دوم)

مولوی سعید احمد قادری دیوبندی کا جاہلانہ تبصرہ

تف ہے ایسے رضاخانیوں پر جو اس قسم کے باطل عقیدے رکھتے ہیں الخ

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۷ حصہ دوم)

قارئین کرام! یہ ایک طویل حدیث مبارکہ کا ایک جملہ ہے جس کو امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے مسند احمد میں روایت کیا ہے۔ اور مولوی سعید احمد کا اس عقیدہ کو باطل کہہ کر بریلوی علماء اہل سنت کی طرف نسبت کرنا الزام تراشی کے سوا کچھ نہیں۔ اور حدیث رسول پر طنز و استہزا کرنا کفر ہے۔ حدیث نبوی ملاحظہ ہو۔

بے شک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کی اے میرے رب جو کچھ تو چاہے وہی کر، وہ تیری مخلوق ہے اور تیرے بندے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ لیا، میں نے وہی جواب دیا۔ اس نے تیسری بار مجھ سے مشورہ طلب فرمایا، میں نے پھر وہی عرض کی۔ پھر

میرے رب کریم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بے شک میں تیری اُمت کے معاملہ میں تجھے ہرگز رسوا نہ کروں گا۔ اور مجھے بشارت دی کہ میں تیرے ستر (۷۰) ہزار امتی سب جنتیوں سے پہلے میری ہمراہی میں داخل جنت ہوں گے۔ ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر (۷۰) ہزار اور ہوں گے جن سے حساب تک نہ لیا جائے گا۔ پھر میرے رب نے قاصد (فرشتہ) بھیجا کہ میرے حبیب تو دُعا کر تیری دُعا قبول کی جائے گی اور مانگ تجھے دیا جائے گا۔ میں نے اپنے رب کریم کے قاصد سے کہا کہ کیا میرا رب میری ہر مانگی ہوئی چیز دے گا تو اس قاصد نے عرض کی کہ حضور اسی لئے تو رب تعالیٰ نے آپ کو پیغام بھیجا ہے کہ آپ جو کچھ بھی مانگیں آپ کو عطا فرمائے الخ

(مسند احمد جلد ۵ صفحہ نمبر ۳۹۳ مطبع مصر)

افسوس صد افسوس اُن علمائے دیوبند پر جنہوں نے ایسی بے بنیاد اور لغو تالیف پر تقاریظ لکھ کر مؤلف کو محقق دوراں اور تالیف کو ایک جامع اور مدلل کتاب قرار دیتے ہوئے اس کی مدح و تعریف میں زمین کے قلابے ملانے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ جن کی ایک ایک سطر سے بغض و حسد اور عداوت اہل سنت اظہر من الشمس ہے۔ اور اُن کے مبلغ علم کا اندازہ بھی ہو جاتا ہے جن کے ناموں کے ساتھ مولوی سعید احمد نے محقق دوراں، غزالی زماں، اور مفسر قرآن جیسے القاب لکھنے میں شرم محسوس نہیں کی، چند ایک تقاریظ ملاحظہ ہوں۔

تقریظ......نمبر ۱

بقیۃ السلف حجۃ الخلف الحافظ استاذ المحدثین مقدام المفسرین حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب مدظلہ العالی، سابق مدرس دارالعلوم دیوبند، وحال شیخ الحدیث جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ۔

..........احقر اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس طرح کی کتاب (یعنی رضا خانی مذہب) اللہ تعالیٰ کی توحید کو پھیلانے کیلئے اور کفر و شرک اور بدعات کی ظلمت کو مٹانے کیلئے نہایت

ضروری اور مفید ہے۔ اور ساتھ ہی اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کتاب کے مصنف ایک برگزیدہ محقق عالم ہیں الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۵ حصہ دوم)

تقریظ......نمبر ۲

غزالی دوراں، استاذ العلماء، رئیس المفسرین حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی دامت برکاتہم (شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)

.........برادر عزیز مولانا سعید احمد قادری کی کتاب "رضا خانی مذہب" دیکھی، الحمد للہ کتاب ٹھوس دلائل اور نا قابل تردید حوالوں اور دلائل پر مشتمل ہے۔ اس دور پرفتن میں موصوف محترم کی تالیف ایک گرانقدر تحفہ ہے......الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۶ حصہ دوم)

تقریظ......نمبر ۳

از یادگار سلف، قدوۃ العلماء، فاضل جلیل مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی (جامعہ رشیدیہ ساہیوال)

.........جناب عزیز مولانا سعید احمد قادری نے رضائی پارٹی کی کتب سے جن حقائق کو پیش کیا ہے وہ لاجواب ہیں اور ایسے حقائق کہ جن کی تردید اہل بدعت قیامت تک نہیں کر سکتے اور انشاء اللہ نہ کر سکیں گے الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷ حصہ دوم)

تقریظ......نمبر ۴

فخر الاصفیاء، سلطان العارفین، سراج السالکین، پیر طریقت رہبر شریعت جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور (لاہور)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جناب ابو الکلیم محمد صدیق فانی رحمۃ اللہ علیہ نے بنام آئینہ اہل سنت اس کا مدلل اور محققانہ جواب تحریر فرما کر علماء دیوبند کے دعویٰ باطل کو خاک میں ملا دیا ہے اور انشاء اللہ علماء دیوبند آئینہ اہل سنت کا حقیقت پر مبنی اور مدلل جواب کبھی نہ دے سکیں گے جن علماء دیوبند نے رضا خانی مذہب پر تقاریظ لکھ کر اپنا اعمال نامہ سیاہ کیا وہ اپنے قلم کو حرکت دیں اور آئینہ اہل سنت کا تحقیقی جواب دیں۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین (محمد شکیل القادری)

..........برادر عزیز مولوی سعید احمد قادری صاحب جیسے باصلاحیت اور ہونہار نوجوان عالم دین نے جس محنت اور خلوص سے یہ عجالہ نافعہ مرتب کیا ہے اسے دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۸ حصہ دوم)

تقریظ.....نمبر ۵

مفسر قرآن پروفیسر حضرت علامہ نور الحسن خان دامت برکاتہم العالیہ شعبہ اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی (لاہور)

..........اس پر آشوب و پرفتن دور میں مولوی سعید احمد قادری جیسے نوجوان علماء کا وجود ہزار غنیمت ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے ''رضاخانی مذہب'' اس محنت اور کاوش سے ترتیب دیا ہے..........کہ بے ساختہ تحسین و آفرین کے کلمات زبان سے نکلنے لگتے ہیں......الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۲ حصہ دوم)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے علماء دیوبند کی تقاریظ موجود ہیں۔ مولوی سعید احمد قادری نے تو کچھ عرصہ قبل اپنی تالیف سے رجوع کرلیا ہے اور توبہ نامہ شائع کرادیا ہے۔ مگر تقاریظ لکھنے والے علماء دیوبند میں سے کئی ایک بغیر توبہ کے دار فانی سے چل بسے ہیں۔ اور جو اس وقت موجود ہیں انہیں دعوت توبہ دی جاتی ہے۔

ع ہم نیک و بد آپ کو سمجھائے دیتے ہیں

O

''رضاخانی مذہب'' کو شائع ہوئے تقریباً ۱۵ سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ اور اس کے علاوہ اس کے حصہ اول پر حکومت پاکستان نے پابندی بھی لگادی تھی۔ مگر اس کے باوجود یہ کتاب پاکستان کے مختلف علاقوں سے طبع ہوکر منظر عام پر آرہی ہے۔ علمائے اہل سنت نے اس کا رد لکھنے کی طرف اس لئے توجہ نہ دی کہ اس بے بنیاد کتاب کا جواب دینے کی بجائے اپنی صلاحیتوں کو کسی اور نیک کام پر صرف کرنا چاہیے۔ لیکن جب مخالفین

اہل سنت نے بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو اس مرقع کذب کے ذریعے گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش کی تو اس کا جواب لکھنا از حد ضروری سمجھا گیا۔

O

راقم الحروف حضرت ابوکلیم فانی کا بے حد مشکور و ممنون ہے کہ جنہوں نے تہذیب کے دائرہ میں رہتے ہوئے مولوی سعید احمد قادری دیوبندی کی تالیف ''رضاخانی مذہب'' کا مدلل اور محققانہ جواب لکھ کر عوام اہل سنت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اجابت کا سہرا پہنا کر موصوف کی اس مساعی جمیلہ کو دارین کی بے کراں نعمتوں کے حصول کا ذریعہ بنائے۔

جماعت رضائے مصطفےٰ رجسٹرڈ پاکستان خانیوال کے اراکین قابل صد ستائش ہیں جن کی جدوجہد سے یہ کتاب منظر عام پر آئی اور شیخ محمد سرور اویسی صاحب مدظلہ العالی کا بھی بے حد مشکور ہوں جنہوں نے آئینہ اہل سنت کو زر کثیر خرچ کرکے زیور طبع سے آراستہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی دنیا و آخرت حسین فرمائے۔

آخر میں علمائے اہل سنت اور تعلیم یافتہ طبقہ سے استدعا کروں گا کہ وہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرکے مولوی سعید احمد دیوبندی کی خیانتوں کو طشت از بام کریں اور صراط مستقیم کی نشاندہی کرکے لوگوں کو گمراہی و بے دینی کی بادسموم سے ہر ممکن بچانے کی کوشش فرمائیں۔

آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یکے از غلامان رضا

شبیر احمد رضوی

بلاک نمبر ۳، گلی نمبر ۶ مکان نمبر ۶۸، خانیوال — ۲۰ر نومبر ۲۰۰۶ء / ۱۴۲۷ھ



اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔ (کنزالایمان)

باب اوّل

عقائد اہلسنت

توحید باری تعالیٰ

- صانع عالم جل مجدہٗ واجب الوجود ازلی وابدی ہے۔ اس کا کوئی مثل نہ ذات میں نہ صفات میں۔ تمام کمالات ممکنات اس کی عظمت ذاتی کے ظل و پر تو ہیں۔
- وجوب وجود، استحقاق عبادت، خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی و جزوی اس کی ذات مقدس سے مختص ہیں۔
- حیوۃ، قدرت، علم، کلام، سمع، بصر، ارادہ صفات ذاتیہ حق سبحانہٗ کی ہیں۔ ان سب سے ازلاً متصف ہے۔ باقی صفات فعلیہ، نفسیہ، سلبیہ، اضافیہ ہیں۔
- کائنات کو خلعت وجود بخشنے سے پیشتر ویسا ہی کامل تھا جیسا بعد میں (الآن کما کان)۔
- شفائے مریض، عطائے رزق، ازالۂ تکالیف ومصائب بطور استقلال و خلق اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

- طبیب، بادشاہ و دیگر اسباب ظاہری و باطنی مثل دعا و ہمت انبیاء و اولیاء بہ عطائے الٰہی بطور تسبب امور مذکورہ کے منسوب الیہ ہوتے ہیں۔
- حکیم علی الاطلاق کی صفت حکمت کا تقاضہ ہے کہ یہ صفات و افعال الٰہیہ در پردہ اسباب ظہور فرماتے ہیں جیسا کہ بدیہۃً معلوم ہے کہ بے شمار معاش وتدابیر، مہمات و مدافعت مظاہر رزاقیت وغیرہ صفات قدیمہ کے ہیں۔ ایسا ہی شرعاً و کشفاً ثابت ہے کہ مقربان درگاہ حق کی دعا و ہمت و برکت وجودات مبارکہ مظہر فیضان عنایت الٰہی ہے۔ صرف اسباب کو مدنظر رکھنا اور مسبب جل شانہٗ کی قدرت کاملہ کا نہ ماننا یا قدرت کاملہ کو بعض اسباب میں ہی منحصر و محدود کرنا کفر ہے۔ اور اسباب کا کلیۃً نفی کرنا، ابطال حکمت قدیمہ کے علاوہ سعادت دین و دنیا سے محروم رہنا ہے۔ اور اسباب ظاہری و باطنی (اولیاء مقربین) کو جلوہ گاہ صفات الٰہیہ مان کر ان سے مستفید اور مستفیض ہونا بصیرت اور کمال ایمان کا نشان ہے۔
- جوہر، عرض، جسم، مکان، زمان، جہت، انتقال، تبدیل ذاتی و صفاتی، جہل، کذب، ممکنات سے مختص ہیں۔ ذات حق پر یہ سب محال بالذات ہیں۔
- استواعلی العرش، ضحک، وجہ، ید وغیرہ صفات منصوصہ کذائی مثل صفات ثمانیہ سمع، بصر علم، ارادہ، کلام، قدرت، حیوۃ، تکوین، بے چون و بے چگون ہیں۔
- ادراک حقیقۃ الٰہیہ میں انبیاء و اولیاء عاجز ہیں۔ تجلیات ذاتی و صفاتی و اسمائی، نصیب انبیاء و اولیاء حسب مراتب دنیا میں ہوتی ہیں۔
- رویت ذات حق آخرت میں اہل جنت کیلئے ثابت ہے، بلا کیف و بلا جہت۔
- اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال و اعمال کا خالق اور مرید ہے۔ (یعنی ارادہ فرمانے والا) لیکن راضی بالکفر والمعصیت نہیں ہے۔
- تمام خیر و شر، خالق الکل جل شانہٗ کے ارادہ و خلق و تقدیر سے ہے جو ازل میں مقرر ہو چکا ہے۔ وہی ظاہر ہوتا ہے لیکن راضی صرف خیر پر ہے۔

- تقدیر سے بندہ مجبور نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نیکی اور بدی کا راستہ دکھا کر اسے اپنے افعال میں گونہ اختیار دیا ہے۔ جس کے سبب انسان اور حجر و شجر میں فرق ہو سکا ہے جسے اصطلاحاً کسب کہتے ہیں۔ اسی کسب کے سبب وہ جزا اور سزا کا مورد ہے۔
- جبر جو منافی جزا ہو اور قدر جو شرکت شے کی خالقیت میں قادر مطلق پیدا کرے باطل ہے۔ زیادہ خوض و بحث اس مسئلے میں ممنوع ہے۔ امور مذکورہ پر ایمان لانا باعث نجات ہے اور ان کا انکار ہلاکت۔ پس عقلمندی و سعادت یہ ہے کہ حصول نجات کی فکر ہو۔
- بے نیاز ہے کسی کا اس پر حق نہیں ہے مگر جو اپنے فضل سے وعدہ فرمائے وہ ضرور وفا فرماتا ہے۔
- اس کے تمام افعال، حکمت و مصلحت پر مشتمل ہیں۔ لیکن اس سے کوئی غرض یا نفع عائد بذات مقدس نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی شئی اللہ تعالیٰ پر واجب ہے، قبح و ظلم و سفہ و عبث سے اس کے افعال منزہ ہیں۔
- افعال کا باعث ثواب و عقاب اُخروی ہونا صرف اسی کے حکم سے ہے۔ اس میں عقل کو دخل نہیں ہے۔ بعض کی حکمت کو عقل ادراک کر سکتی ہے اور اکثر میں اخبار انبیاء (علیہم السلام) کی محتاج ہے۔
- مومن کو دین پر انشراح عطا فرمانا اور اسے قبول کرنا اور اس کے موافق اعمال و احسان کی توفیق عطا فرمانا اس کا فضل ہے اور کافر کو صرف عقل و حواس عطا فرما کر تبلیغ انبیاء کا اس کے ذہن پر واضح فرمانا اور توفیق سے محروم رکھنا جناب رب العزت کا عدل ہے۔
- صفت عدل و فضل کی چھ صورتیں ہیں۔ جن کا اعتقاد کرنا مومن پر فرض ہے۔

۱۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کرتا۔

۲۔ کسی کے اعمال حسنہ سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا۔

۳۔ کسی کو بغیر گناہ عذاب نہیں فرماتا۔

۴۔ اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو مصیبت بھیجے اس میں بھی ان کیلئے اجر رکھتا ہے۔

۵۔ کسی کو طاقت یا معصیت پر جبر نہیں فرماتا۔

۶۔ فوق الطاقت کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔

- ہر ایک صفت الٰہی بالذات واحد ہے اور بحسب التعلق غیر متناہی، متعلقات حادث ہیں اور اس کی صفات قدیمہ ہیں۔
- حق سبحانہٗ کے بہت سے نام ہیں جن کی خبر اس نے اپنے کلام پاک میں دی ہے۔ اہلسنت کے نزدیک دعا و ذکر الٰہی انہیں اسماء سے ہونا چاہیے جو شرع مطہرہ میں وارد ہیں۔ یہ سب اسماء کلام الٰہی کی مانند قدیم ازلی و ابدی ہیں اور عباد کا اپنی زبان پر لانا یا لکھنا حادث ہے۔
- اہلسنت کا اجماع ہے کہ جس اسم کے معنی میں تنقیص شان الوہیت ہو اس کا ذات حق پر بولنا کلمہ کفر ہے۔
- وحدت وجود حسب تقریر محققین حق ہے۔ شریعت حقہ کے کسی اصل کے منافی نہیں ہے فرق مراتب وحفظ احکام ضروری ہیں۔ جو صفات مستلزم مرتبہ الوہیت کے ہیں ان کا مراتب سافلہ پر اطلاق کرنا اور بالعکس کفر ہے۔ جس طور پر یہ مسئلہ اکابر اسلام پر مکشوف ہوا ہے۔ اور اولیاء متشرعین نے حتی الامکان بیان فرمایا ہے۔ بحفظ حدود شرعی اس پر اعتقاد رکھنا باعث تکمیل ایمان اور اس کا انکار خسران و حرمان ہے۔

شرک

- شرک و کفر بلحاظ نتیجہ متحد ہیں۔ دونوں کا مرتکب ابدی عذاب کا مستحق ہے۔
- حقیقت شرک یہ ہے کہ غیر خدا کو واجب الوجود یا مستحق عبادت مانا جائے اور اس کے امارات سے یہ ہے کہ بندگان حق تعالیٰ اور محبوبان الٰہی کی ان قابل عظمت وصفات کو جو عام بنی نوع میں مفقود ہیں (مثلاً کشف بلا وشدت، استجاب دعا، تاثیر، تسخیر وغیرہ) صفات جناب

باری تعالیٰ (سبحانہٗ، جلّ شانہٗ، عمّ نوالہٗ) کے برابر خیال کیا جائے (نعوذ باللہ تعالیٰ) اور بنا بریں نہایت عجز و نیاز کے افعال ان کے سامنے اسی نیت سے ادا کیے جائیں کہ معاذ اللہ تعالیٰ وہ معبود ہیں۔

- اللہ تعالیٰ جو کسی مخلوق کو کوئی کمال عطا فرماتا ہے تو اس کے متعلق صرف یہ اعتقاد مومن ہونے کیلئے کافی نہیں، کہ یہ کمال اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اتنی بات تو مشرکین بھی اپنے معبودوں کے حق میں تسلیم کرتے تھے بلکہ مومن ہونے کیلئے ضروری ہے کہ عطائے خداوندی کا عقیدہ رکھنے کے ساتھ یہ اعتقاد بھی رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کمال کسی مخلوق کو عطا فرمایا ہے وہ عطا کے بعد بھی حکم خداوندی، ارادہ اور مشیت ایزدی کے ماتحت ہے۔ ہر آن خدا تعالیٰ کی مشیت اس کے ساتھ متعلق ہے اور اس بندے کا ایک آن کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور مستغنی ہونا قطعاً محال اور ممتنع بالذات ہے۔
- شریعت حقہ شرک کو رفع فرماتی ہے اور صفات عباد و صفات ربوبیت میں ما بہ الامتیاز کا اظہار فرمانا بعثت رسل کا اہتم بالشان مقصد ہے۔
- مگر اس عباد کی صفات مذکورہ کو باطل نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ ان کی حقیقت واقعہ کا اظہار ہے جس سے کہ صفات ربوبیت کی برتری و تقدس ظاہر ہوتا ہے۔
- عبادت کے معنی حد درجہ کی عاجزی اور انکساری ہے۔ مفسرین کرام اس کی مثال سجدہ سے دیتے ہیں۔ حالانکہ صرف سجدہ ہی عبادت نہیں بلکہ حالت نماز میں تمام حرکات و سکنات عبادت ہیں۔ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، سجدہ اور اس کے بعد حالت التحیات میں دو زانوں بیٹھنا، سلام، دائیں بائیں منہ پھیرنا یہ سب عبادات ہیں۔ اگر عبادت صرف عاجزی و انکساری کے آخری مرتبہ کا نام ہے اور یہ آخری مرتبہ سجدہ ہی ہے تو کیا یہ باقی چیزیں عبادت نہیں۔ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر یہ ساری چیزیں مطلقاً عبادات ہیں تو اگر کوئی شاگرد اپنے استاد کے سامنے اور بیٹا اپنے باپ کے سامنے دو زانوں ہو کر بیٹھتا ہے یا ان کی آمد پر کھڑا ہو جاتا ہے تو کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ اس نے اپنے استاد یا اپنے باپ کی عبادت کی یا ان کو اپنا

معبود بنالیا۔ حاشا وکلا پھر وہ کون سی چیز ہے جو ان حرکات وسکنات کو اگر یہ نماز میں ہوں تو عبادت بنا دیتی ہے اور یوں کھڑے ہونے کو (ہاتھ باندھے ہوئے یا کھولے ہوئے) اور اس طرح بیٹھنے کو اور دائیں بائیں منہ پھیرنے کو تذلل وانکساری کے آخری مرتبہ تک پہنچا دیتی ہے اور اگر یہی امور نماز سے خارج ہوں تو نہ ان میں غایۃ خضوع ہے اور نہ ہی عبادت سے متصور ہوتے ہیں۔ تو اس کا حل ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ جس ذات کیلئے اور جس کے سامنے آپ یہ افعال کر رہے ہیں اس کے متعلق آپ کا عقیدہ کیا ہے اور اگر آپ اس کو اللہ اور معبود یقین کرتے ہیں تو یہ سب اعمال عبادت ہیں اور سب میں غایۃ تذلل خضوع پایا جاتا ہے۔ لیکن اگر آپ اس کو عبد اور بندہ سمجھتے ہیں نہ خدا، نہ خدا کا بیٹا نہ اس کی بیوی نہ اس کا اوتار تو یہ اعمال عبادت نہیں کہلائیں گے۔ ہاں آپ ان کو احترام اور اجلال اور تعظیم کہہ سکتے ہیں۔ البتہ شریعت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں غیر خدا کیلئے سجدۂ تعظیمی بھی حرام ہے۔

- محبوبیت وشفاعت جو کہ تمام ادیان وشرائع میں خواص بشر کیلئے ثابت کی گئی ہے اس کو ایسا منصب خیال کرنا جس سے عبد خود مختار ہو کر تصرفات الٰہیہ کو (معاذ اللہ) مزاحمت سے روک سکے شرک ہے اور رضائے الٰہی اور اس کی اجازت پر موقوف سمجھنا اور اس میں درحقیقت عنایت الٰہیہ کا ظہور جاننا عین ایمان وتوحید ہے۔

- ایسا ہی خوارق وکرامات اولیاء واشراق باطنی سے ان کو مغیبات پر بلا ذریعہ عطیہ الٰہی تسلیم کرنا شرک ہے اور بذریعہ قوائے روحانی ...... جو انبیاء واولیاء کو عطا ہوتی ہیں ان امور کا بعلیم اللہ تعالیٰ وبعطا اللہ تعالیٰ مظہر تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

- صفات عبودیت کو صفات ربوبیت میں شریک کرنے والا مشرک ہے اور ان کا مطلقاً منکر گمراہ اور مبتدع ہے اور ہر ایک کے حقوق پر نگاہ رکھنے والا صراط مستقیم پر ہے۔

- اسلام وایمان کا رکن اعظم جس کے بعد کسی حالت میں بندہ مومن یا مسلم نہیں ہو سکتا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام کمالات ثابتہ بالنص الصریح کی تصدیق قلبی و

اقرار لسانی ہے اور آپ کی تعظیم ظاہری وباطنی سے ہر حالت میں متصف رہنا تمام اعمال و عبادات کی قبولیت کا اصل اصول ہے۔

- آپ تمام انبیائے کرام سے افضل اور سب کے سردار ہیں۔

- میثاق توحید الٰہی وربوبیت ذات حق جیسا تمام بنی آدم سے لیا گیا ویسا ہی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور تعظیم کا تمام انبیاء سے مؤکد طور پر عہد لینا باخبار الٰہی منصوص ہے۔

- (الف) آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ نہ تو آپ کے زمانہ میں اور نہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ حضور کے وصف خاتم النبیین کے یہی معنی ضروریات دینیہ سے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں۔ اس معنی کو نا سمجھ لوگوں کا خیال بتانا یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یا حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبوت ملنی واقع یا جائز کہنا کفر ہے۔

(ب) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اقدس تمام مخلوقات کے علم سے اوسع ہے کسی مخلوق کے علم کو علم اقدس سے زیادہ وسیع کہنا کفر ہے۔

(ج) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو بعض علم غیب ان کے رب کریم جل جلالہ نے عطا فرمایا انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین علیہم الصلوٰۃ والسلام وجملہ اولین وآخرین کے جمیع علوم کا مجموعہ اور لوح محفوظ میں قلم قدرت کا لکھا ہوا سارا علم ما کان وما یکون اس کا جزو ہے۔ اس کو یوں کہنے والا کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ ہر جانور ہر چارپائے کو بھی حاصل ہے۔ قطعاً کافر ہے۔

- تمام انبیاء بلحاظ بطون وتربیت روحانی تعیین روحانی ختمی مآب خلفاء سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ جیسے ظاہر میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نیابۃً آپ کے فرمان سے اس عہدے پر ممتاز ہوئے ویسے ہی انبیاء کرام باوجود خلعت نبوۃ وافضلیت ما دون الانبیاء

کے آپ کی باطنی شریعت کے نافذ فرمانے والے تھے۔

- آپ کی اطاعت و اتباع اور محبت فرض ہے اس کے ترک پر عذاب الیم کی وعید منصوص ہے۔

۱۔ آپ کی اقتداء اور اتباع سنت اقوال و افعال میں اور آپ کے اوامر و نواہی کی تعمیل۔

۲۔ زبان و دل سے آپ کا ذکر کرنا۔

۳۔ آپ کے جمال پاک کا مشتاق ہونا۔

۴۔ دل، زبان اور بدن سے آپ کی تعظیم کرنا۔

۵۔ آپ کے اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا اور ان سے بغض رکھنے والے سے بغض رکھنا۔

۶۔ آپ کی سنت کے تارک کو برا سمجھنا...... علامات محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

- آپ کی تعظیم جیسا کہ ہر ایک مومن پر ظاہری زیارت کے وقت فرض تھی ویسا ہی اب بھی آپ کی حدیث، فضائل اور نام مبارک سنتے وقت لازم اور ضروری ہے۔ پس ان میں باتباع سلف مسلمانوں میں جو مباح وجوہ تعظیم مروجہ ہر ملک ہوں ان کا بوقت ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجالانا تقاضائے ایمان ہے اور چونکہ مجالس میلاد میں قیام کرنا عشاق درگاہ کا معمول ہوگیا ہے پس ان کا انکار روش سلف کا انکار ہے۔ اور بے بنیاد تعصب ہے۔

- جو ممکنات و مخلوقات احاطہ ربوبیت الٰہیہ میں داخل ہیں۔ سب کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہیں۔ پس کوئی حصہ مخلوقات آپ کی دعوت سے خارج نہیں ہوسکتا۔

- جیسا کہ واحد عددی کا بحیثیت اولیت ثانی یا ثالث ہونا محال ہے۔ ویسا ہی بحیثیت عموم دعوت مذکورہ و اولیت خلق و ختم نبوۃ و افضلیت مطلقہ و خلافت کبریٰ و اولیت فی الشفاعۃ و فی

دخول الجنۃ و اصالت فی کل فضل و وساطت فی کل نعمۃ وغیرہا صفات کثیرہ ناممکن الاشتراک کے آپ کی نظیر محال اور ممتنع ہے۔

- آپ کی صورت مقدسہ بلحاظ جسمیت معروض بعض عوارض بشریہ تھی اور آپ کی روحانیت اوصاف بشری سے برتر۔ اور تغیر و آفات و عیوب و نقائص بشری سے منزہ اور ضعف انسانی سے مبرا اور اعلیٰ صفات ملکیہ سے متصف تھی۔ پس آپ کا علم باللہ و صفاتہ قبل بعثت و بعد بعثت تمام عیوب و نقائص، شک و جہل وغیرہ سے مبرا و منزہ ہے۔

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین حیثیتیں ہیں: اوّل ظاہر باعتبار صورت بشری۔ دوم ملکی سوم وہ مرتبہ جس کو خدا ہی جانتا ہے۔

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلقت نور سے ہے اور بشریت ایک لباس ہے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جب چاہے اپنی حکمت کے مطابق بشری احوال کو نورانیت پر غالب کردے اور جب چاہے نورانیت کو احوال بشری پر غلبہ دے۔

- جو بشریت عیوب و نقائص بشریت سے پاک ہو اس کا ہونا نورانیت کے منافی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور سے مخلوق فرما کر مقدس اور پاکیزہ بشریت کے لباس میں مبعوث فرمایا۔

- اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو اپنے نور یعنی اپنی ذات مقدسہ سے پیدا فرمایا ہے اس کا معنی یہ نہیں کہ ”معاذ اللہ“ اللہ تعالیٰ کی ذات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کا مادہ ہے۔

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے؟ جس ناواقف شخص کا یہ اعتقاد ہو تو اسے توبہ کرنا فرض ہے۔ اس لئے کہ ایسا ناپاک عقیدہ خالص کفر و شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی ذاتی تجلی فرمائی جو حسن الوہیت کا ظہور اوّل تھی بغیر اس کے ذات خداوندی نور محمدی کا مادہ یا حصہ اور جز قرار پائے یہ

کیفیت متشابہات میں سے ہے۔ جس کا سمجھنا ہمارے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن وحدیث کے دیگر متشابہات کا سمجھنا۔

- آثار شریفہ وآثار سلف الصالحین کی تعظیم ضروری ہے اور ان کو ذریعہ اجابت دعا خیال کرنا صدق ایمان کی نشانی ہے۔

- بہ نسبت علوم اوّلین وآخرین آپ کا علم اعلیٰ واکمل ہے اور آخر عمر شریف تک ملکوت سماوی وارضی وتمام مخلوقات وجملہ اسمائے حسنہ وآیات کبریٰ وامور آخرت واشراط ساعت واحوال سعداواشقیاوعلم ماکان ومایکون پر آپ کا علم محیط ہو چکا ہے۔ تمام علوم بشریہ وملکیہ سے آپ کا علم اشمل واکمل ہے۔

علم الٰہی اور آپ کے علم میں امور ذیل فارق ہیں۔

۱۔ علم الٰہی غیر متناہی بالفعل اور محیط ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم متناہی بالفعل وغیر متناہی بالقوۃ اور بحاط ہے۔

۲۔ علم الٰہی بلا ذرائع ووسائل ازلی وابدی ہے اور آپ کا علم بذریعہ وحی، الہام، کشف، منام وبوسط حواس وبصیرت مقدسہ حادث ہے۔

- حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے نہ ہم جمیع غیوب غیر متناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جملہ معلومات الٰہیہ کا۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں۔ ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں۔ کہاں خالق اور کہاں مخلوق، مماثلت ومساوات کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ علم الٰہی کے حضور تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل ہیں۔

- علم خلق عطائی، علم الٰہی ذاتی۔ جب خالق ومخلوق، مالک ومملوک۔ حادث وقدیم، واجب وممکن۔ متناہی وغیر متناہی مساوی نہیں تو علم عطائی وذاتی میں مساوات کیونکر ہو سکتی ہے؟

- اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم اقدس کے متعلق لفظ ''کل'' دیکھیں تو اس سے

کل غیر متناہی نہ سمجھیں بلکہ کل مخلوقات (جو متناہی ہے) اور اس کے علاوہ معرفت ذات و صفات کا علم کہ وہ بھی بالفعل متناہی ہے ہماری مراد ہے ورنہ علم الٰہی کی بہ نسبت ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو ''کل'' نہیں کہتے۔ کیونکہ علم الٰہی محیط الکل اور غیر متناہی ہے۔

- آپ کے تمام اخبار واقوال متعلق دین ودنیا صادق اور حق ہیں۔ شک ووہم وجہل وسواس ومداخلت شیطانی سے منزہ ومبرا ہیں۔

- ملک واختیار بالاستقلال تو خاصہ خداوندی ہے۔ اور ملک واختیار ذاتی کسی فرد کیلئے ثابت نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا اختیار اور اس کی عطا کی ہوئی ملک، عام انسانوں کیلئے دلائل شرعیہ سے ثابت ہے اور یہ ایسی روشن اور بدیہی بات ہے کہ جس کے تسلیم کرنے میں کوئی مخبوط الحواس بھی تامل نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ سمجھدار آدمی اس کا انکار کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں علی الاطلاق یہ کہہ دینا کہ وہ کسی چیز کے مالک ومختار نہیں، شان اقدس میں صریح توہین ہے اور ان تمام نصوص شرعیہ اور ادلہ قطعیہ کے خلاف ہے جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ملک اور اختیار ثابت ہوتا ہے۔

- حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے قاسم خزائن الٰہیہ ماننا، ان مسائل مہمہ سے ہے کہ جن کا تعلق عظمت نبوۃ ورسالت سے ہے۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو ان مسائل کو شرکیہ قرار دیتے ہیں۔ قرآن وحدیث سے واضح طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مالک نعماء الٰہیہ ہونا ثابت ہے۔

اس عقیدہ کو شرک کہنے والے اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ اذن الٰہی اور عطاء خداوندی کے ساتھ شرک کا تصور جمع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے خزائن نعمت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمانے اور ان میں اپنی حکمتوں کے مطابق تصرف کا اذن دینے پر قادر ہے اور ہر مقدور ممکن ہے اور امر ممکن کا اعتقاد کسی حال میں شرک نہیں ہو سکتا۔ شرک جب ہی ہوگا کہ ان امور میں محال ذاتی کا اعتقاد ہو، جیسا کہ عطاء الوہیت ممتنع عقلی اور محال بالذات ہے۔ لیکن

اپنی نعمتوں کے تقسیم کرنے کا اذن دینا تو محال نہیں بلکہ امر واقع بلکہ شاہد ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کی نفی جن دلائل سے لوگ ثابت کرنے کی سعی مذموم کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان سب کا مفاد صرف یہ ہے کہ حکم خداوندی کے خلاف اور مشیت الٰہیہ کے منافی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے قطعاً کوئی حکم یا اختیار نہیں ہے اور عطاء الٰہی سے کل اختیارات حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے حاصل و ثابت ہیں۔

- آپ قبل نبوت و بعد نبوۃ کبائر و صغائر سے معصوم اور تمام قبائح بشری سے مبرا ہیں۔
- بعض افعال بلاغیہ و احکام شرعیہ میں نسیان و سہو آپ سے بغرض تشریع و افادہ علم بارادہ الٰہیہ واقع ہوا ہے اور صدور نسیان منافی شان نبوت نہیں۔ بلکہ نسیان اور ذہول از ناسوت بوجہ استغراق در لاہوت از قسم کمال ہے جیسا کہ ارباب بصیرت پر ظاہر ہے۔ البتہ ان کے نسیان و سہو کو اپنے سہو و نسیان پر قیاس کرنا اور بقصد تحقیر آپ کی طرف منسوب کرنا کفر ہے۔
- تمام عوارض بشری یعنی مرض تکلیف بدنی وغیرہ جو انبیاء علیہم السلام کو لاحق ہوتے ہیں۔ ظاہر صورت میں مشابہ عوارض عامہ افراد انسانی ہیں، اور بلحاظ نتائج و آثار باطنی و حکمت خفیہ الٰہیہ تمام افراد بشر کے عوارض سے برتر و اعلیٰ ہیں۔ مثلاً تکالیف امراض انبیاء علیہم السلام سے نتیجہ اظہار احوال عالیہ مثل صبر، رضا، شکر، تسلیم، توکل، تفویض، دعا، تضرع اور موعظت امت بوقت الحوق عوارض کذائیہ بہ تحصیل امور مذکورہ ہے۔ پس اپنے عوارض پر عوارض انبیاء کو خیال کرنا سخت بے ادبی اور بعض حالات میں جبکہ تحقیر لازم آئے کفر ہے۔
- حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مغیبات پر مطلع ہونا آیات و احادیث سے بالتواتر ثابت ہے منکر اس کا منکر قطعیات ہے۔
- آپ روضہ منورہ میں مثل دیگر انبیاء علیہم السلام زندہ بحیات حقیقۃ دنیاویہ جسمانیہ ہیں۔ خاکساران امت کے حالات پر مطلع اور عاشقان درگاہ پر ہر لحظہ متوجہ ہیں۔ اور احوال امت پر حاضر و ناظر ہیں۔

- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاضر و ناظر ہیں جسمانیت اور بشریت کے ساتھ نہیں بلکہ بایں طور کہ عالم کا ذرہ ذرہ روحانیت و نورانیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جلوہ گاہ ہے اور روحانیت و نورانیت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کیلئے قرب اور بعد مکاں یکساں ہے۔ کیونکہ عالم خلق زمان و مکان کی قید سے مقید ہوتا ہے۔ لیکن عالم امر ان قیود سے پاک ہے۔ لہٰذا ایک وقت متعدد مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تشریف فرما ہونا اور ایک ہی وقت میں دور دراز مقامات کثیرہ اور امکنہ متعددہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اہل اللہ کا دیکھنا اور کھلم کھلا بیداری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہونا دلائل کی روشنی میں ایسا واضح امر ہے جس کا انکار کوئی مسلمان نہیں کرسکتا۔
- حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پاک کو معجزات ایل وغیرہا سے مخصوص فرمایا:

۱۔ معراج جسمانی بحالت بیداری حرم شریف سے بیت المقدس کی طرف اور امامت انبیاء کرام اور سیر سماوات و آیات کبریٰ و جنت و نار وغیرہ۔

۲۔ اپنا جمال پاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بچشم ظاہر دکھایا۔

۳۔ شق القمر۔

۴۔ ستون مسجد شریف کا آپ کے فراق میں گریہ وزاری کرنا۔

۵۔ احجار و اشجار کا آپ پر سلام کرنا اور تصدیق نبوت کرنا۔

۶۔ آپ کی انگشت ہائے شریفہ سے پانی جاری ہونا اور ایک پیالہ پانی سے لشکر کا سیراب ہونا۔

۷۔ آپ کی برکت سے قلیل طعام کا اس قدر بڑھنا کہ ہزارہا آدمی سیر ہو جائیں۔

۸۔ بکری مذبوحہ کا آپ سے کلام کرنا۔

۹۔ مذکورہ معجزات و دیگر خوارق مثل احیائے اموات جو احادیث سے ثابت ہیں، بلا

تاویل حق ونفس الامری ہیں۔

● تمام معجزات سے اعلیٰ واقویٰ واد وم قرآن شریف ہے جس کے مقابلے سے تمام مخلوقات عاجز ہے۔ قرآن مجید کی ترکیب لفظی ومحاسن معنوی واخبار غیبیہ تمام معجز ہیں۔

● حضور مظہر اللہ الاتم سر اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کئی قسم کی ہوئی ہے علاوہ وحی ملکی کے دو قسم اور بھی ہیں۔ جن میں فرشتے کو دخل نہیں اور توسط نہیں ہوتا۔

● قرآن شریف کلام نفسی قدیم ازلی وابدی ہے جو بلباس اصوات وحروف جلوہ گر ہے اور بذریعہ ملک مقرب حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور محبوب حق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔

● احادیث شریفہ قدسیہ ثابتہ باسناد صحیح وہ وحی ہے جو کبھی بتوسط کذائی اور کبھی بلا توسط کذائی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وارد ہوئی۔

● ہر دو وحی سے جو معنی قطعا ثابت ہیں حق ہیں۔ کوئی شبہ نہیں۔ اس میں سے بعد علم و ثبوت قطعی کسی بات کا انکار اگرچہ در پردہ تاویل باطل ہو کفر ہے۔ اور ظنی الثبوت یا ظنی الدلالۃ کا بلا وجہ انکار بدعت یا فسق ہے۔

● امور ذیل کو حق ماننا ضروری ہے۔

۱۔ حشر اجساد واعادۂ روح انہیں اجساد میں جو دنیا میں تھے۔

۲۔ جزائے اعمال خیر وسزائے شر۔

۳۔ صراط دوزخ پر ممتد ہے جس پر سب کو چلنا ہوگا۔ اہل نار کٹ کر دوزخ میں گر پڑیں گے اور اہل جنت اس پر گزر کر جنت میں پہنچیں گے۔

۴۔ حساب اعمال، میزان، جنت، نار اور یہ دونوں آخر اللہ کر اس وقت موجود ہیں جن کی جگہ اللہ جل شانہٗ جانتا ہے۔

۵۔ شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحق اہل کبائر حق ہے اور آپ کی شفاعت

مقبول ہے۔ جہاں آیات شریفہ میں نفی شفاعت واقع ہے وہ مقید بعدم رضا واجازت الٰہی ہے۔

۶۔ عذاب القبر کافر کو اور نعمت وراحت مومن کو قبر میں حق ہے اور عصات مومنین مشیت الٰہی پر ہیں جسے چاہے عذاب فرمائے جسے چاہے نعمت بخشے۔

۷۔ سوال منکر نکیر جس سے خدا چاہے ضرور ہونے والا ہے۔

۸۔ تمام رُسل وانبیاء من جانب اللہ حق ہیں۔

۹۔ ملائکہ اجسام نوری ہیں عوارض ظلماتی سے منزہ ہیں ان کے مقامات آسمان پر مقرر ہیں پوری کائنات سماوی وارضی پر مقرر ہیں اور بعض کتابت اعمال بنی آدم پر۔ اور بعض عباد کے دل پر خطرات صالحہ القا کرنے پر۔ اور بعض حفاظت بنی آدم پر۔ ان کے مقابلے میں مخلوقات الٰہی میں سے شیاطین ہیں جو خیالات فاسدہ کا القاء کرتے ہیں۔

۱۰۔ قرب قیامت میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظاہر ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور قتل دجال وقتل خنازیر کرنا اور پھر دین واحد کا ہو جانا سب حق ہے۔

۱۱۔ کل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور جو صحیفے ان پر نازل ہوئے سب حق ہیں۔

● بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الاولیاء والخلفاء امام الصدیقین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الامت ہیں۔ آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ومولی المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بترتیب خلافت افضل ہیں۔

● عشرہ مبشرہ، خاتون جنت، ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ وام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہن وحضرت امام حسن وحضرت امام حسین واصحاب بدر وبیعت الرضوان رضی اللہ عنہم طاہر مطہر قطعی جنتی بلکہ گنہگاران امت کے تکیہ گاہ ہیں۔

● (الف) تمام صحابہ خصوصاً اہل بدر واہل بیعت الرضوان نجوم ہدایت ہیں۔ ان میں

سے کسی پر طعن کرنا رفض واستحقاق دخول نار ہے۔ ان سب کی تعظیم وتوقیر امت پر فرض اہم ہے۔ یہ سب اولیائے امت کے سردار اور باعث شرف صحبت ولایت خاصہ پر ممتاز ہیں۔ ان سے کرامات ظاہر ہوئی ہیں اور ہر ایک ولی سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔

(ب) فتح مکہ کے بعد جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشرف باسلام ہوئے ان سے وہ صحابہ کرام افضل ہیں جو فتح مکہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے لیکن ان دونوں قسم کے صحابہ سے اللہ تعالیٰ نے حسنیٰ یعنی بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی کرنا رفض و گمراہی ہے۔

- حقیقت ولایت یہ ہے کہ علاوہ ایمان واعمال صالحہ کے یقین وعرفان اسماء وصفات ذات حق بطور وجدان ببرکت ذکر وتلاوت، وصوم وصلوٰۃ ازبس طور پر جب عبد صالح کو عطا ہوتا ہے تو مقامات ذیل اس کے سینہ پاک میں پیدا ہوتے ہیں۔ اخلاق، تواضع، توبہ، زہد، صبر، شکر، خوف، رجا، توکل، رضا، فقر، محبت پس وہ ماسوائے حق سے معرض ہوتا ہے اور خوف و رجائے الٰہی سے مستغرق۔ اس حالات میں ان مقامات کے آثار افراد بشر پر دو طور سے ظاہر ہوتے ہیں۔ خوارق وتربیت مریدین۔ پس ان کو وہی وعصمت کے بجائے (جو کہ خواص انبیاء میں سے ہے) کشف صادق اور گناہوں سے محفوظیت عطا ہوتی ہے۔ جس کے باعث وارث انبیاء وخلیفہ برحق قرار پاتا ہے۔ اور لفظ ولی کا مصداق ہوتا ہے۔

- عبادات بدنی (نوافل) ومالی کا ثواب ہدیہ ارواح مقدسہ انبیاء واولیاء ودیگر اہل ایمان کو کرنا ثابت ہے۔ اور اس کا مطلق انکار بدعت ہے۔

- بالخصوص بروز وفات اولیاء کرام، ثواب طعام وکلام سے فاتحہ رسانی باعث نزول برکات اور تازگی ایمان ہے۔

- تاریخ معین پر مزارات اولیاء پر مسلمانوں کی حاضری اور بزرگوں کی روحانیت سے فیض حاصل کرنا جائز بلکہ مستحسن ہے۔ بشرطیکہ وہاں فسق وفجور اور معصیت نہ ہو۔

- تیجہ، چالیسواں،[1] گیارہویں شریف کے کھانے یا شرینی وغیرہ پر فاتحہ پڑھنا سب جائز اور باعث اجر وثواب ہے۔ ان کاموں کو بدعت قرار دینا اور ان کاموں کے کرنے والے سنی مسلمان کو بدعتی قرار دینا سخت گناہ اور بدعت وضلالت ہے۔

(عقائد اہلسنت (بتغیر قلیل) از حضرت مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ (المتوفی ۳ رجولائی ۱۹۶۰ء)

[1] تیجہ، دسواں، چالیسواں جو بھی میت کیلئے ایصال ثواب کریں جائز ہے۔ ہاں ایک بات ضرور پیش نظر رہے کہ میت کے ورثاء سب بالغ ہوں اور سب کی اجازت بھی ہو اگر کچھ ورثاء نابالغ ہوں اور وہ بخوشی اجازت بھی دیں تو بھی ان کے حصے سے صدقات وخیرات کرنا ناجائز ہے۔ قل خوانی یا جہلم جو بھی خیرات کریں ورثاء بالغ ہی کریں اور اپنے حصے سے کریں۔ نابالغوں کا حصہ شامل نہ کریں۔ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

اشعار وعبارات فوائد فریدیہ اور دیوان محمدی وغیرہ کا جواب

عبارات واشعار فوائد فریدیہ، دیوان محمدی اور ان جیسی تمام عبارات جو مسلم بین الفریقین علماء کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ مسئلہ وحدت الوجود پر مبنی ہیں۔ ان کا تعلق سُکر اور غلبہ محویت سے ہے جیسا کہ خود حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف "فوائد فریدیہ" میں مسئلہ وحدت الوجود پر بحث کرتے ہوئے صفحہ نمبر ۶۸ پر دلائل قرآن مجید صفحہ نمبر ۶۹ پر احادیث نبویہ اور اقوال اصحاب رسول نقل کرنے کے بعد صفحہ نمبر ۷۱ پر ان تمام واقعات کو جن کو مصنف "رضا خانی مذہب" اور مصنف "گمراہ کن عقائد" نے اپنی اپنی تصانیف میں درج کیا ہے۔ نقل کرنے سے پیشتر واضح الفاظ میں یہ تحریر کیا ہے" کہ جتنے صاحب اسرار وہاں تک پہنچے ہیں انہوں نے ذوق و مستی میں کلام فرمایا ہے۔ صوفیاء کرام ان کو شطح کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ جن کو عوام الناس بلکہ ظاہر بین علماء بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔[1] جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

[1] حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ایں مسئلہ بسیار نازک ونہایت دقیق فہم عوام بلکہ فہم علماء ظاہر کہ از اصطلاح عرفاء عاری اند قوت ودرک آں نمی دارد" (کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۲۱۹ طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

"تعینات سے قطع نظر کرکے موجود حقیقی یعنی مابہ الموجودات حق سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کچھ نہیں، ہر شئے کا یہی حال ہے کہ تعینات کا انتفا ہو جائے تو حقیقت حقہ کے سوا کچھ نہ ہوگا اس میں نبی غیر نبی حتیٰ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی خصوصیت نہیں۔ لیکن عامہ خلائق مظاہر ناقصہ ہیں اور اولیاء کرام اپنے مراتب کے لحاظ سے کامل مظہر ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام ان سے زیادہ مظاہر کمال اور جمیع کائنات سے اکمل و افضل مظہریت حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ثابت ہے کہ اس لئے کہ کمال امور اضافیہ میں سے ہے"۔

(از افادات علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۹۸۶ء)

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر اولیائے کاملین کی تصانیف میں اسی قسم کی عبارات موجود ہیں۔ خدا جانے پھر دیوبندی اور وہابی حضرات ان افراد کو کافر و مشرک کہنے سے کیوں گریزاں ہیں اور اگر کفر کی مشین چلتی ہے تو خواجہ غلام فرید چشتی، مولانا محمد یار رحمۃ اللہ علیہما علمائے اہلسنت اور سنی مسلمانوں پر۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۴۰ء) فرماتے ہیں:

"تم محمد عظیم الشان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محمد گمان کرتے ہو۔ جیسے کہ تم سراب کو دور سے دیکھ کر پانی سمجھتے ہو اور وہ ظاہر نظر میں پانی ہی ہے مگر حقیقتاً آب نہیں ہے بلکہ سراب ہے۔ اسی طرح جب تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آؤ گے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پاؤ گے بلکہ صورت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کو پاؤ گے اور رؤیہ محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے"۔

(فتوحات مکیہ جلد ثانی صفحہ نمبر ۱۲۷ از علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

"صورت مرشد کہ ظاہر میں دیکھی جاتی ہے۔ مشاہدہ حق سبحانہ حق تعالیٰ کا ہے آب و گل (پانی اور مٹی) کے پردے میں اور جو صورت مرشد کہ خلوت میں نمودار ہوتی ہے۔ وہ مشاہدہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا ہے۔ بے پردہ آب و گل کے "ان اللہ خلق ادم علی صورت

الرحمن و من رانی فقد رای الحق "اس کے حق میں درست ہے۔

(انتباہ فی سلاسل اولیاء، صفحہ نمبر ۱۵۵، مطبوعہ فیصل آباد، از حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

- خداتعالیٰ کی طرف سے انسانوں کیلئے مقدر ہو چکا ہے کہ وہ اپنی انا میں جو عبارت ہے ان کی "ہویت" سے توحید صفاتی کا جلوہ دیکھیں اور ان کیلئے انا آئینہ بنتا ہے۔ پس اصل جس نے مختلف مظاہر کائنات میں ظہور فرمایا، چنانچہ ہوتا یہ ہے کہ جب سالک اپنے "انا" پر نظر کرتا ہے تو اس کی نظر اپنے "انا" پر رُک نہیں جاتی بلکہ وہ اس "انا" کے واسطے سے اصل وجود تک جو سب "اناؤں" کا مبداء اوّل ہے پہنچ جاتی ہے۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کی نظر میں صرف اصل وجود ہی رہ جاتا ہے اور تمام کے تمام مظاہر و اشکال درمیان سے غائب ہو جاتے ہیں یہ توحید ذاتی کا مقام ہے۔

(ہمعات، صفحہ نمبر ۴۰، مطبوعہ حیدرآباد پاکستان، از شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

- توحید صفاتی سے مراد یہ ہے کہ سالک مختلف صورتوں اور مظاہر میں صرف ایک کو جلوہ گر دیکھے اور بغیر کسی شک و شبہ کے اس بات کو بداہۃً مان لے کہ سارے اختلافات ایک ہی اصل میں ثابت اور موجود ہیں پھر وہ اس اصل کو نوع بنوع صورتوں میں جلوہ گر بھی دیکھے اور ہر جگہ اس اصل کو پہچانے۔ (ہمعات، صفحہ نمبر ۳۹، مطبوعہ حیدرآباد پاکستان، از شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

- وجود تیرے اس وجدان کا نام ہے کہ حق اپنے اسماء وصفات کے ساتھ تیری ذات میں جلوہ گر ہو اور تو، تو نہ رہے اور وہی ہو، بس بندہ ایسا ہو جائے جیسا کہ نہیں اور حق کو جیسا کہ لم یزل سے تھا۔ (انفاس العارفین صفحہ نمبر ۲۳۵ مطبوعہ لاہور از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۳۱ھ) فرماتے ہیں:

یعنی تو نہ رہے اصل کمال یہی ہے جب تو رہے گا تو خدا نہیں رہے گا۔ بس ایک گھر میں دو مہمان نہیں سماتے۔ (انفاس رحیمیہ فارسی صفحہ نمبر ۲۱ بحوالہ انوار الواحدۃ صفحہ نمبر ۵۹ مطبوعہ گوجرہ)

حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۴۵ھ) فرماتے ہیں:

اے بھائی حجاب نہیں ہے۔ تو اپنے ہونے کے ساتھ ہی حجاب میں ہے۔ تو اپنے

آپ کو درمیان سے اٹھا دے اور جب تو نہ رہے گا تو تو خداتعالیٰ کے سوا اور کچھ نہ دیکھے گا اور نہ پائے گا۔ (منتخب مکتوبات قدوسیہ صفحہ نمبر ۷۹ مطبوعہ مجتبائی)

حضرت باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۱۱ھ) فرماتے ہیں:

اے سید جب آپ نے سب کو ایک دیکھا تو سب کہاں رہے؟ بلکہ ایک ہی رہ گیا۔ اے سید آپکے اور آپکے مقصود کے درمیان میں کوئی فاصلہ نہیں۔ اگر فاصلہ ہے تو صرف اتنا کہ آپ اسکو اپنے آپ سے خود جدا سمجھ رہے ہیں اور جب آپ نے جان لیا کہ آپ آپ نہیں ہیں بلکہ وہی (یعنی حق) ہے تو پھر کوئی فاصلہ نہ رہا (رسالہ نور وحدت صفحہ نمبر ۷۵ مطبوعہ مجتبائی از حضرت خواجہ باقی باللہ)

حضرت ابوسعید مبارک رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور تحقیق وجود واحد ہے اور لباس (صورتیں) مختلف رنگا رنگ ہیں اور وہ وجود تمام موجودات کی حقیقت اور ان کا باطن ہے اور تمام کائنات اسی وجود سے خالی نہیں ہے۔

(تحفہ مرسلہ مع شرح صفحہ نمبر ۱۴، مطبوعہ لاہور، از حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۱۷ھ)

نے مولوی احمد حسن کے جواب میں فرمایا کہ

شیخ میں رسول ہے، بلکہ عین حق ہے نہیں بلکہ صورت حق ہے۔

(فیض الرحمٰن، صفحہ نمبر ۱۹، مطبوعہ پشاور، ملفوظات مولوی اشرف علی تھانوی)

غیر کو نظروں سے تو اپنی نکال
چشم دل سے پھر دیکھ حق کا جمال
دوسرا ہے کون یہاں حق کے سوا
کس لئے احول بنا ہے بے حیا

(غذائے روح صفحہ نمبر ۷۱، مطبوعہ دیوبند، از حاجی امداداللہ مہاجر مکی)

- مسئلہ وحدۃ الوجود حق و صحیح ست دریں مسئلہ شکے وشبہے نیست۔

(رسالہ در بیان وحدۃ الوجود صفحہ نمبر ۴، مطبوعہ دیوبند، از حاجی امداداللہ مہاجر مکی)

؎ ملفوظات حکیم الامت صفحہ نمبر ۲۰۳ جلد ۱۵ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

- فرمایا کہ ''یہ مسئلہ (وحدۃ الوجود) حسن وصحیح مطابق للواقع ہے۔ اس میں کچھ شک و شبہ نہیں، معتمد علیہ تمامی مشائخ کا ہے''۔ (امداد المشتاق صفحہ نمبر ۴۱، مطبوعہ لاہور، از مولوی اشرف علی تھانوی)
- چوتھے ذکر روح کے غلبہ میں (جسکو مشاہدہ کہتے ہیں) کثرت خدا کی یکتائی میں فنا ہو جائے یہاں تک کہ سالک کے مشاہدہ میں ذات مطلق کے مشاہدہ کے سوا کچھ نہ ہو۔ یہ مرتبہ مشاہدہ کا ہے۔ (ضیاء القلوب صفحہ نمبر ۲۸، مطبوعہ دیوبند، از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)

علمائے دیوبند اور مسئلہ وحدۃ الوجود

مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی (المتوفی ۱۳۵۲ھ)

اور حدیث مذکورہ (فکنت سمعہ) میں وحدۃ الوجود کی طرف چمکتا ہوا اشارہ ہے اور ہمارے بزرگ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے زمانہ تک اس مسئلہ وحدۃ الوجود میں بڑے متشدد اور حریص تھے اور میں اس کا قائل ہوں لیکن متشدد نہیں۔

(فیض الباری صفحہ نمبر ۴۲۸، جلد ۴، مطبوعہ انڈیا، از مولوی انور شاہ کشمیری)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی (المتوفی ۱۳۶۲ھ)

مسئلہ (وحدت الوجود) حسن وصحیح للواقع ہے اس مسئلہ میں کچھ شک وشبہ نہیں۔

(امداد المشتاق صفحہ نمبر ۴۱، مطبوعہ لاہور، از مولوی اشرف علی تھانوی)

- خلاصہ دعویٰ کا یہ ہوا کہ کل ممکنات تو صرف موجود ظاہری ہیں اور حقیقت میں کوئی موجود حقیقی یعنی موصوف بکمال ہستی نہیں بجز ذات حق کے۔

(التکشف عن مہمات التصوف صفحہ نمبر ۵۸۰، مطبوعہ دہلی، از مولوی اشرف علی تھانوی)

مولوی محمد اسماعیل دہلوی (المتوفی ۱۲۴۶ھ) لکھتے ہیں:

اسی طرح جب اس طالب کے نفس کامل کو رحمانی کشش اور جذب کی موجیں دریائے احدیت کی گہری تہہ میں کھینچ لے جاتی ہیں تو ''انا الحق'' اور ''لیس فی جبتی سوی اللہ'' کا آوازہ اس سے صادر ہونے لگتا ہے اور یہ حدیث قدسی ''کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا اور ایک روایت کی رو سے ''ولسانہ الذی یتکلم بہ'' اسی حال کی حکایت ہے اور حدیث اذ قال اللہ علی لسان نبیہ سمع اللہ لمن حمدہ ...... اور حدیث ''یقضی اللہ علی لسان نبیہ ماشاء'' اسی سے کنایہ ہے۔ اس کی تفصیل کو دوسرے مقام پر چھوڑیئے۔

وراء ذاک فلا اقول لانہ

سر لسان النطق عنہ اخرس

یعنی اس کے سوا میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ ایسا بھید ہے جس سے بولنے والی زبان گونگی اور زنہار خبردار اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ آنا، کیونکہ جب وادی مقدس کی آگ سے ندائے ''انی انا اللہ رب العالمین'' صادر ہوئی تھی تو پھر اشرف موجودات سے جو حضرت ذات سبحانہٗ وتعالیٰ کا نمونہ ہے اگر ''انا الحق'' کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کا مقام نہیں۔ (صراط مستقیم صفحہ نمبر ۳۳، ۳۲، مطبوعہ لاہور، از مولوی اسماعیل دہلوی)

قائلین مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اولیائے کاملین کے ارشادات گرامی

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں:

جو شخص قائل توحید وجودی کا ہو اس کو کافر کہنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے پرہیز کرنا اور ان سے مناکحت نہ کرنا، اور اس کا ذبیحہ نہ کھانا ہرگز گوارا نہیں بلکہ اس کو مسلمان اور اہلسنت سے جاننا چاہیے۔ اور جو معاملات فیما بین مسلمانان اہلسنت کے ہیں ان کا برتاؤ اس کے ساتھ کرنا چاہیے۔ مثلاً سلام کی ابتداء و جواب سلام و جواب عطسہ، عیادت مریض، و جنازہ و دعائے مغفرت و رحمت، ایسے معاملات میں ان سے پرہیز نہ کرنا چاہیے۔ البتہ یہ اعتقاد یعنی اعتقاد توحید وجودی کا ضروریات عقائد اسلام سے نہیں اگر کسی کو اس مسئلہ کا اعتقاد نہ ہو اور وہ

اس مسئلہ کو نہ جانے تو اس کے اسلام میں کچھ نقصان لازم نہیں آتا۔

لیکن اولیاء اللہ جو قائل توحید وجودی گزرے ہیں ان کی تحقیر واہانت وتکفیر وتذلیل نہ کرنا چاہیے۔ اور عوام کے حق میں یہی بہتر ہے کہ اس مسئلہ میں نفی واثبات سے سکوت اختیار کریں اور اس میں بحث وتکرار نہ کریں۔ اس واسطے کہ ہر شخص کی عقل میں یہ مسئلہ نہیں آتا۔ اور باعث فساد عقیدہ ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۱۲۵ مطبوعہ کراچی)

حضرت علامہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۶۲۷ھ) فرماتے ہیں:

اگر محویت میں اولیاء کرام سے خلاف شرع بھی کوئی قول وفعل سرزد ہو جائے تو ان کو برا بھلا نہ کہنا چاہیے۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۲۹۰ مطبوعہ کراچی، از علامہ فریدالدین عطار)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں:

صوفیاء کے ساتھ حسن ظن اور خوش عقیدگی کا اظہار بڑا ضروری ہے اور ان کے معاملات کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانے کی بجائے یوں گمان کرنا چاہیے کہ یہ امور ظاہر طور پر مخالف شریعت ہیں مگر حقیقت میں مخالف نہیں۔ بالفرض اگر مخالف بھی ہوں تو حالت سکر وحال اور وجد میں صادر ہوئے ہیں۔ ان بزرگان دین کی عزت وکمال کا میدان طعن وتشنیع کے گرد وغبار سے صاف دہرا ہے۔ (مرج البحرین صفحہ نمبر ۱۳۲، مطبوعہ لاہور، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

مشائخ کی لغزشیں سکر وحال کے غلبہ کا نتیجہ ہوا کرتی ہیں غلبہ حال میں جو اقوال و افعال ان سے رونما ہوتے ہیں وہ تقلید واتباع کیلئے ضروری نہیں اور وہ لوگ ان معاملات میں مجبور ومعذور ہیں یا دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ بزرگ ان چیزوں میں بے اختیار تھے۔ (مرج البحرین صفحہ نمبر ۸۲، مطبوعہ لاہور، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

شیخ عبدالوہاب متقی مکی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۰۰۱ھ)

آپ نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت کرتے وقت یہ نصیحت فرمائی:

''اگر تم مشائخ کی کتابوں کا مطالعہ کرو اور ان سے استفادہ کرو تو بہتر اور قابل مبارک باد ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ یہ کہ جہاں تک ہو سکے مبہم اور شک میں ڈالنے والی باتوں میں نہ پڑنا''۔

اور یہ بھی فرمایا کہ پھر اگر تم دیکھو کہ اہل طریقت کے کچھ کلمات ظاہر شریعت کے خلاف ہیں تو ان کی تردید کی صورت یہ ہے کہ کبھی تو ان بزرگوں کی طرف ان کلمات کی نسبت سے انکار ہی کر دو اور کبھی ان کی تاویل کر لو۔ اور ظاہر شریعت اور امور دین حق سے ان کی اطاعت بیان کرو اور پھر اگر تطبیق وتاویل باسانی نہ کر سکو تو بہتر یہ ہے کہ اس میں سکوت وخاموشی اختیار کرو۔ (مجالس فضا از حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مع فوائد جامعہ از شارح مولوی عبدالحلیم چشتی صفحہ نمبر ۲۲۳ مطبوعہ کراچی)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۰۳۴ھ) فرماتے ہیں:

''صاحب سکر معذور ہوتا ہے۔ تقلید کے لائق صحو کے علوم ہیں۔ سکر کے علوم لائق تقلید نہیں ہیں۔ (مکتوبات دفتر اول صفحہ نمبر ۲۸، مطبوعہ کراچی)

خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۷۵۸ھ)

خواجہ صاحب سے ایک شخص نے سوال کیا کہ خواجہ بایزید قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے لوائی اعظم من لواء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بات کیونکر ہے۔ جناب خواجہ صاحب نے فرمایا بعضے کلمات مشائخ از قسم حال وکیفیت ہوتے ہیں ان کو شطحات کہتے ہیں جیسے یہ قول ان کا ہے کہ ''لیس فی جنبی سوی اللہ تعالی'' اور یہ کہنا ''سبحانی ما اعظم شانی'' سو ان سب کو شطحات عشاق کہتے ہیں، یہ باتیں غلبات احوال میں ان سے سرزد ہوتی ہیں کہ ہمارے

سکر: ''روحانی حال کے غلبہ کو کہتے ہیں اور صحو یہ کہ محویت کے بعد افعال واقوال کو ترتیب اور تہذیب کے ساتھ اپنے آپ کا ہوش آ جائے۔ (عوارف المعارف صفحہ نمبر ۵۹۸)

محویت: جب انسان کی ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ (عوارف المعارف صفحہ نمبر ۵۸۲، از شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ)

فہم سے خارج ہیں۔ (خیر المجالس، ملفوظات خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
جمع کردہ مولانا حمید قلندر، مجلس ہفتاد و ششم قول نمبر ۹۲)

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۶۷ھ) فرماتے ہیں:

بزرگوں کے کلام کا انکی مراد کے خلاف مطلب نکال کر مراد لینا سراسر جہالت ہے۔ اس کا کوئی اچھا نتیجہ برآمد نہیں ہوسکتا۔ (الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی، صفحہ نمبر ۵، مطبوعہ دہلی ۱۳۱۲ھ)

امام ابی محمد عبداللہ ابن اسعد یمنی یافعی (المتوفی ۷۶۸ھ) فرماتے ہیں:

فقراء سے علم ظاہر کے خلاف جو افعال صادر ہوئے ہیں ان کے واسطے صحیح محل میں ایک یہ ہے کہ کہا جائے کہ اس حکایت کی نسبت ہی ان کی طرف غلط ہے یہاں تک کہ اس نسبت کی صحت یقینی طور پر معلوم ہوجائے۔ دوسرا یہ ہے کہ ثبوت صحت کے بعد اس فعل کی ایسی تاویل کی جائے جو ظاہر شرع کے مطابق ہوجائے اگر علم ظاہری کے مطابق کوئی تاویل نہ ملے تو کہا جائے ممکن ہے۔ اس کی کوئی باطنی تاویل ہوگی۔ جن کو علمائے باطن جانتے ہیں جو عارفین ہیں اور اس مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ یاد کیا جائے۔ تیسرا محل یہ ہے کہ وہ فعل ان سے سکر اور بیہوشی میں صادر ہوا ہے اور جو شخص جائز طریق سے بیہوش ہوا ہو وہ اس حالت بیہوشی میں غیر مکلف ہے۔ باوجود ان تمام تاویلات کے ان کے ساتھ سوء ظن رکھنا بے توفیقی ہے حق تعالیٰ خسران سے اور بری قضا سے اور بلا سے محفوظ رکھے۔ آمین
(اردو ترجمہ روض الریاحین صفحہ نمبر ۵۴۲ مطبوعہ کراچی ۱۳۸۷ھ)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۵۰ھ) فرماتے ہیں:

اسے بخوبی ذہن نشین رکھو اور اولیاء اللہ میں سے کسی ایک کے متعلق بھی ان کی ان بعض عبارتوں کے، جو بظاہر شریعت کے مخالف ہیں، بارہ میں سوء ظن مت رکھو۔ اس لئے کہ ان حضرات نے ایسی عبارتوں میں اسرار و رموز کو پوشیدہ رکھا ہوتا ہے۔ اور ان سے ان کا مطلب وہ باریک معانی ہوتے ہیں۔ جن تک ہم جیسوں کے ذہن نہیں پہنچ سکتے۔ اللہ عزوجل

ان سے راضی رہے اور انہیں ہم سے راضی رکھے اور ہمیں ان کی برکتوں سے دنیا و آخرت میں نفع دے۔ (جواہر البحار فی فضائل النبی المختار (اردو) جلد دوم صفحہ نمبر ۲۴۸ مطبوعہ لاہور)

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

اور کبھی ان (صوفیاء کرام) پر رد و قدح کا سبب یہ ہوگا کہ منکر و معترض اس قوم کے اصطلاحات سے جاہل و بے خبر ہوگا اور وہ ان کے احوال و نظام کے مطابق ذوق نہیں رکھتا ہوگا جیسے سیدی عمر بن الفارض کے قصیدہ تائیہ وغیرہ میں معترض کو اسی صورت حال کا سامنا ہوتا ہے۔ الغرض عقلمند وہی ہے جو اعتراض و انکار کے قریب نہ پھٹکے اور جو کچھ اس کی سمجھ میں نہ آئے اس کو ان امور میں سے خیال کرے جو اس کے عقل و فہم کی رسائی سے ماوراء ہیں۔ نہ کہ ان کو خلاف عقل قرار دے دے۔ (شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق صفحہ نمبر ۵۸۴ طبع لاہور
از علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ)

علمائے دیوبند کی سات اہم شہادتیں

پہلی شہادت از مولوی اشرف علی تھانوی

• مولوی اشرف علی تھانوی نے ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ مشائخ کے کلام میں جو کہیں دلیل صحیح کے ساتھ تعارض ہوتا ہے اس کی توجیہ میں بڑی مشکل پڑتی ہے۔ آج کل ایک رسالہ شروع کر رکھا ہے وہ رسالہ مشائخ چشتیہ کی نصرت (مدد) میں لکھ رہا ہوں۔ یہ حضرات بہت بدنام ہیں کہ ان کے افعال سنت کے خلاف ہیں۔ نام بھی اس رسالہ کا میں نے تجویز کرلیا ہے۔

"السنۃ الجلیہ فی الچشتیہ العلیہ"

یہ محض شاعری نہیں بلکہ حقیقت بھی ہے اس لئے کہ چشتیہ کے یہاں سنت کا بہت زیادہ اہتمام ہے۔ اور اصل مذہب ان حضرات کا سنت ہی ہے۔ مگر بعض جگہ غلبہ کی وجہ سے معذور ہیں۔ آخر جب کوئی مضطر ہو تو کیا کرے۔ باقی اصل مذہب ان حضرات کا کتاب و سنت

ہی ہے مگر عذر میں کیا الزام ہے معترضین انکو خواہ مخواہ بدنام کرتے ہیں۔

(افاضات یومیہ جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۲۲ مطبوعہ ملتان)

- اور مشائخ سے جو اقوال و ارشادات (غلبہ حال میں) ظاہر ہوتے ہیں ان کا تعلق انہی کے مرتبہ کے ساتھ ہے۔ (دوسروں کے فہم سے بالا ہیں) اور بعض اہل ظاہر ان کو شطحیات کہتے ہیں اس لئے کہ ظاہر شریعت کے خلاف ہیں۔ چنانچہ یہ قول "لیس فی الدارین غیر اللہ" اور "انا الحق" اور "سبحانی" (انکے متعلق تحقیق یہ ہے) کہ ان کا انکار اور رد جائز نہیں کیونکہ اہل حق اور اہلسنت و جماعت کے اقوال ہیں اور قبول کرنا بھی لازم نہیں اس لئے کہ وہ معصوم نہیں ہیں ممکن ہے کہ انکو لغزش ہو گئی ہو۔ (معارف اشرفیہ صفحہ نمبر ۳۹، جلد ۲۵ طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، از اشرف علی تھانوی)

- اگر کسی بزرگ کا کوئی قول و فعل خلاف سنت منقول ہو یا تو سُکر اور غلبہ حال میں وہ امر صادر ہوا یا وہ حکایات غلط منقول ہیں یا ان سے کسی باریک مسئلہ میں جہاں دلیل شرعی خفی و دقیق تھی خطا اجتہادی ہو گئی جس میں وہ شرعاً معذور ہیں اور خدا تعالیٰ سے ان کو بُعد نہیں ہوا۔

(تعلیم الدین، صفحہ نمبر ۲۳ مطبوعہ ملتان، از مولوی اشرف علی تھانوی)

- سو جس طرح مجنون و معتوہ شرعاً معذور ہے۔ اسی طرح صاحب سُکر و مغلوب الحال بھی اپنے اقوال شطحیہ اور اپنے افعال ترک واجب یا ارتکاب محرم میں معذور ہے۔

(التکشف عن مہمات التصوف، صفحہ نمبر ۳۰۴ مطبوعہ کراچی، از مولوی اشرف علی تھانوی)

- اگر مستی کے غلبہ میں طاعت و صلاح میں ان سے کوئی کوتاہی ہو جاوے تو ان سے دار و گیر و ملامت مناسب نہیں۔ (التکشف صفحہ نمبر ۱۱۷ مطبوعہ کراچی)

دوسری شہادت از مولوی رشید احمد گنگوہی (المتوفی ۱۳۲۳ھ)

بزرگوں کی حکایات اکثر جہلا نے غلط بنا دی ہیں اور اگر کوئی واقعہ ایسا ہو کہ مفہوم نہ ہووے تو شطحیات کہلاتے ہیں جس کے معنی فہم میں کسی کے نہیں آتے اس کو نہ قبول کرے نہ رد کرے سکوت کرے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۲۲۱ مطبوعہ کراچی)

تیسری شہادت از مولوی محمد حسین نیلوی صدر مدرس مدرسہ ضیاء العلوم سرگودھا

بعض غیر معتبر لوگ شطحیات کی نسبت ان کی طرف صحیح مانتے ہیں پر وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ یہ سُکر کی حالت میں ان سے صادر ہوئی ہیں ورنہ حقیقت یہی ہے کہ خلاف شرع ان سے ثابت نہیں۔ (ندمۃ النجوم صفحہ نمبر ۸۰ مصدقہ مولوی محمد حسین نیلوی)

چوتھی شہادت از مولوی عبید اللہ سندھی (المتوفی ۱۹۴۴ء)

ایسے ہی مجھ سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ[1] کے حق میں انہوں نے سوال کیا۔ جس کا میں نے جواب دیا کہ ہمارے امام (امام ولی اللہ) ان کے علوم کی تصدیق کرتے ہیں اور ان کے فضل و امامت کے معترف ہیں اور ان کے شطحیات سے اعراض فرمایا ہے جو ان سے صادر ہوئے ہیں تو میں بھی اسی طریق سے ان کا معتقد ہوں۔ (الہام الرحمٰن فی تفسیر القرآن، صفحہ نمبر ۱۲۵ مطبوعہ ملتان، از مولوی عبید اللہ سندھی)

پانچویں شہادت از مولوی ظفر احمد عثمانی (المتوفی ۱۳۹۴ھ)

بعض عارفین سے جو بعض شطحیات و دعاوی منقول ہیں وہ یا تو کسی خاص حالت میں ان سے صادر ہوئی ہیں یا بھی نعمت الٰہی کے اظہار کیلئے انہوں نے ایسا کیا ہے جس کا امر آیت واما بنعمۃ ربک فحدث میں آیا ہے۔ (الدر المنضود ترجمہ البحر المورود صفحہ نمبر ۸ طبع تھانہ بھون، از ظفر احمد عثمانی)

چھٹی شہادت از مولوی محمد نذیر عرشی دھنولوی

جو بزرگان دین اس (مسئلہ وحدۃ الوجود) کے معتقد ہیں ان کے حق میں کلمات

---

[1] علمائے اہلسنت کے نزدیک ابن تیمیہ کو اس کے گمراہ کن عقائد کی بنا پر شیخ الاسلام کہنا درست نہیں تفصیل کیلئے دیکھئے "سیرت رسول عربی" صفحہ نمبر ۶۰۸ مطبوعہ لاہور، از پروفیسر نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ۔ ملک شام کے مشہور حنفی عالم علامہ محمد زاہد کوثری (م ۱۳۷۱ھ) ابن تیمیہ کے عقائد و نظریات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "ومع ہذا فکان من لم یزال یدعی بعد شیخ الاسلام، فعلی الاسلام السلام" (الاشفاق علی احکام الطلاق صفحہ نمبر ۹۸ مطبوعہ کراچی) ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ "شرح الشفاء" میں ارشاد فرماتے ہیں ابن تیمیہ حنبلی نے بارگاہ نبوت میں انتہائی تفریط سے کام لیا اور شان نبوۃ کی توہین و تحقیر کا ارتکاب کیا حتی کہ سفر زیارت کو حرام قرار دے دیا (شواہد الحق صفحہ نمبر ۳۰ مطبوعہ لاہور، از علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ)

نازیبا کہنے سے پرہیز لازم ہے۔ اور عوام الناس کو واجب ہے کہ اس مسئلہ میں اثباتاً ونفیاً کوئی بات منہ سے نہ نکالیں اور اس بارہ میں بحث نہ کریں کہ فساد عقیدہ کا اندیشہ ہے۔

(مفتاح العلوم شرح مثنوی، صفحہ نمبر ۴۸، دفتر اوّل حصہ اوّل، مطبوعہ لاہور، از مولوی محمد نذیر عرشی دیوبندی)

ساتویں شہادت از مفتی محمد شفیع کراچی (المتوفی ۱۳۹۶ھ)

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ بعض بزرگوں کے حالات یا مقامات میں اگر آپ کو کوئی ایسی چیز نظر پڑے جو خلاف شرع ہو تو اس کے متعلق ان کی طرف سے تو اتنا خیال کر لینا کافی ہے کہ ممکن ہے کہ ان کو کوئی عذر ہو یا ممکن ہے کہ واقعہ کے نقل میں غلطی ہو گئی ہو۔ اس لئے بدگمانی سے اپنے آپ کو بچایئے مگر اس کا اتباع اپنے عمل میں ہرگز نہ کرے۔ اتباع اسی چیز کا چاہیے جو جمہور امت کے نزدیک شریعت کا حکم ہے۔

(تقریظ مفتی محمد شفیع اردو ترجمہ روض الریاحین از امام ابی محمد عبداللہ بن اسعد یمنی یافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۶۸ھ) صفحہ نمبر ۹ مطبوعہ کراچی ۱۳۸۷ھ)

مسئلہ وحدۃ الوجود کے قائلین مشہور اولیاء کرام کے اسماء گرامی

۱۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ۔
۲۔ حضرت شیخ صدرالدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ۔
۳۔ حضرت شیخ عبدالکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ۔
۴۔ حضرت شیخ عبدالرزاق جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔
۵۔ حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ۔
۶۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ۔
۷۔ حضرت شیخ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ۔
۸۔ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ۔
۹۔ حضرت شیخ سید محمد گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۰۔ حضرت شیخ سید جعفر مکی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۱۔ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۲۔ حضرت ملا نورالدین جامی رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۳۔ حضرت ملا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۴۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۵۔ حضرت شیخ عبدالرزاق کاشی رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۶۔ حضرت شیخ شمس الدین فناری رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۷۔ حضرت شیخ قیصری رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۸۔ حضرت شیخ سعیدالدین فرغانی رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۹۔ حضرت شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ۔
۲۰۔ حضرت شیخ ابراہیم کردی مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔
۲۱۔ حضرت شیخ حسام الدین علی متقی مکی رحمۃ اللہ علیہ۔
۲۲۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
۲۳۔ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ۔
۲۴۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بزرگ (خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ) اور خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں بھی اسی طرح (مسئلہ وحدۃ الوجود پر) اشارہ پایا جاتا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۱۲۳، ۱۳۰، مطبوعہ کراچی، از حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

مصنف ''فوائد فریدیہ'' حضرت خواجہ غلام فرید چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

علمائے دیوبند کی نظر میں

- حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء)

پنجاب میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے جلیل القدر مشائخ میں سے تھے فرمانروایان ریاست بہاولپور کے پیر و مرشد تھے۔ ان کے ملفوظات کا ایک مجموعہ ''مقابیس المجالس'' کے نام

سے ہے۔(ماہنامہ "الرشید" لاہور دارالعلوم دیوبند نمبر صفحہ نمبر ۷۶)

● **کوثر نیازی**

"حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ اس علاقہ کے روحانی حکمران تھے۔آپ کے علمی مقام،فکری مرتبے اور شاعرانہ عظمت پر غور فرمایئے ، مجھے تو خواجہ صاحب سرائیکی زبان کے رومی نظر آتے ہیں۔ان کا کلام زندگی اور حلاوت کا پیغام ہے اور عمل کی دعوت ہے"۔

(شرح دیوان فرید،صفحہ نمبر ۴۱ مطبوعہ ملتان،از مولانا نور احمد خاں)

● **سید عطاء اللہ شاہ بخاری**

گلخن عشق چشتیاں بہ طپید ...... شعلہ از خواجہ غلام فریدؒ
ہر کہ از عشق جرعہ زچشید ...... او چہ داند کہ چیست خواجہ فریدؒ
مرغ فکرم ز آشیاں بہ پرید ...... نالہائے فریدؒ چوں بشنید
رہبر عاشقان پاک سرشت ...... شاہد عاشقان بزم وحید
دیگران نجیہ کار و خواجۂ ما ...... جامۂ عشق پارہ پارہ درید
سرمۂ چشم شد بخاری را ...... خاکپائے غلام خواجہ فریدؒ
حسرتے از دل ندیم نہ رفت ...... کہ نصیبش نہ شد نگاہ فریدؒ

(۱)......(سواطع الالہام،صفحہ نمبر ۱۰۱،۱۰۲،مطبوعہ ملتان،از سید عطاء اللہ شاہ بخاری)
(۲)......(شرح دیوان فریدؒ،صفحہ نمبر ۱۳۶ مطبوعہ ملتان،از مولانا نور احمد خاں)

● مکتبہ معاویہ،دار معاویہ،۲۳۲ کوٹ تغلق شاہ،ملتان شہر(جس کا تعلق دیوبندی مکتبہ فکر سے ہے)نے اپنے سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۷(جنوری ۱۹۸۴ء)کے سرورق پر خواجہ صاحب کا نام نامی اس طرح تحریر فرمایا ہے:

"حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ"

● سید ابوذر بخاری بن سید عطاء اللہ شاہ بخاری لکھتے ہیں:

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب فاروقی چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔مدفون چاچڑاں شریف

(بہاولپور سٹیٹ)۔(حاشیہ سواطع الالہام صفحہ نمبر ۱۰۱ مطبوعہ ۱۳۷۳ھ)

● مولوی لال حسین اختر(سابق ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان)لکھتا ہے:

۱۔ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب
عارف ربانی رحمۃ اللہ علیہ

(سلسلہ اشاعت نمبر ۱،مجلس تحفظ ختم نبوۃ بہاولپور ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ/ یکم مارچ ۱۹۶۷ء)

۲۔ حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب
خواجہ غلام فرید صاحب قدس سرہ

(سلسلہ اشاعت نمبر ۲،صفحہ نمبر ۸،مجلس تحفظ ختم نبوۃ بہاولپور ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ/ یکم مارچ ۱۹۶۷ء)

دامن کو ذرا دیکھ

● حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ صفت ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت حق کو آپ کی شکل و ہیئت میں دیکھا ہے۔(امداد المشتاق،صفحہ نمبر ۱۳۶ مطبوعہ لاہور مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

● حضرت حاجی(امداد اللہ)صاحب نے مولوی احمد حسن کے جواب میں فرمایا کہ شیخ عین رسول ہے بلکہ عین حق ہے نہیں بلکہ صورت حق ہے۔

فیوض الرحمٰن،ملفوظات مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ نمبر ۱۹
مطبوعہ پشاور ۱۹۳۷ء مصدقہ مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی)

● جنہوں نے حضرت شیخ(حاجی امداد اللہ)کو دیکھا گویا انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔(قصص الاکابر،صفحہ نمبر ۹۰ مطبوعہ لاہور،از مولوی اشرف علی تھانوی)

● مٹی میں ایک فقیر حجاج کا منہ تکتا پھرتا کسی نے پوچھا کہ شاہ صاحب کیا دیکھتے ہو؟ جواب دیا خدا کو دیکھتا ہوں۔(امداد المشتاق،صفحہ نمبر ۱۳۳ مطبوعہ لاہور،مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

قسم بقبلۂ روئے تو یارسول اللہ
روا ست سجدہ بسوئے تو یارسول اللہ

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے روئے مبارک کے قبلہ کی قسم ہے کہ سجدہ

کرنا آپکی طرف جائز ہے۔ (النبۃ الجلیہ فی الچشتیہ العلیہ صفحہ نمبر ۱۰ مطبوعہ کراچی از مولوی اشرف علی تھانوی)

- خواجہ بایزید قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے۔ لوائی اعظم من لواء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یعنی میرا جھنڈا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈا سے بلند ہوگا)۔
(النبۃ الجلیہ فی الچشتیہ العلیہ صفحہ نمبر ۳۶ طبع کراچی، از مولوی اشرف علی تھانوی)

- اَلْاَوْلِیَاءُ عَرَائِسُ اللّٰہِ وَلَایَرَی الْعَرَائِسَ اِلَّا الْمَحَارِمُ۔
یعنی اولیاء کرام اللہ کی دولہنیں ہوتی ہیں اور دولہنوں کو صرف محرم لوگ ہی دیکھ سکتے ہیں۔ (مفتاح العلوم شرح مثنوی، صفحہ نمبر ۱۹۶ مطبوعہ لاہور، از مولوی محمد نذیر عرشی دیوبندی)

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں ذوق و شوق عرفانی

(مرثیہ گنگوہی، صفحہ نمبر ۹ مطبوعہ دیوبند، از مولوی محمود الحسن دیوبندی)

- دوران درس حضرت امام صاحب (مولوی عبدالجبار غزنوی غیر مقلد) نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب صفہ میں سے کسی صحابی کو دیکھنا چاہتا ہے۔ تو وہ گھڑیالہ میں شاہ محمد شریف صاحب (امیر جماعت اہلحدیث) کو جا دیکھے۔
(رسالہ ڈاڑھی و مونچھ صفحہ نمبر ۱۰۴ مطبوعہ ملتان
مصنفہ سید محمد شریف گھڑیالوی سابق امیر جماعت اہلحدیث (پنجاب)

- حضرت حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں:
"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر مقدس سے خود بصورت حضرت میانجیو صاحب قدس سرہٗ نکلے اور عمامہ لپٹا ہوا اور تر اپنے دست مبارک میں لئے ہوئے تھے، میرے سر پر رکھ دیا اور کچھ نہ فرمایا اور واپس تشریف لے گئے (امداد المشتاق صفحہ نمبر ۱۴ مطبوعہ لاہور از مولوی اشرف علی تھانوی)

- مرید کو یقین کے ساتھ یہ جاننا چاہیے کہ شیخ (پیر و مرشد) کی روح کسی خاص جگہ میں مقید و محدود نہیں ہے۔ پس مرید جہاں بھی ہوگا خواہ قریب ہو یا بعید تو گو شیخ کے جسم سے دور ہے لیکن اسکی روحانیت سے دور نہیں۔ (امداد السلوک صفحہ نمبر ۶۸ طبع لاہور از مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی)

- حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

سبحانی ما اعظم شانی۔ (کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۲۲۱ طبع کراچی، از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"میں نے اپنے رب کو فردوس کے باغیچہ میں دیکھا تو جوان کی صورت میں"۔
(البدر الساری الی فیض الباری، صفحہ نمبر ۷۴ مطبوعہ انڈیا، از مولوی بدر عالم میرٹھی دیوبندی)

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"رایت ربی علی صورۃ امرد جعد قطط"۔
"دیکھا میں نے اپنے رب کو امرد بہت گھونگر بالوں والے کی شکل پر"۔
(النبۃ الجلیہ، صفحہ نمبر ۳۶ طبع ملتان، از مولوی اشرف علی تھانوی)

- لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ۔ (النبۃ الجلیہ، صفحہ نمبر ۱۱۷ طبع ملتان، از مولوی اشرف علی تھانوی)

- حاجی امداد اللہ صاحب اپنے پیر و مرشد کی قبر کے متعلق فرماتے ہیں:

جس کو ہووے شوق دیدار خدا
ان کے مرقد کی کرے زیارت وہ جا

....

دیکھتے ہی اس کے مجھ کو ہے یقیں
اس کو ہو دیدار رب العالمین

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۱۵۸ طبع کراچی)

- جب ان حضرات (اولیاء کرام) کی تحقیق یہ ہے کہ جب بھی رویت حق ہوگی، شیخ ہی کی صورت میں ہوگی تو ظاہر ہے کہ جب غیر صورت میں ہوگی تو وہ رویت حق نہ ہوگی۔ پھر اس سے اعراض محل اعتراض و اشکال کیا ہو سکتا ہے۔ (بوادر النوادر صفحہ نمبر ۲۹۵ مطبوعہ لاہور از مولوی اشرف علی تھانوی)

- مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی، مولوی حسین احمد مدنی کے متعلق لکھتا ہے:
"تو پھر خدارا بتاؤ جن آنکھوں نے گزی گاڑھے میں ملفوف اس بندے کو دیکھا ہے وہ کیوں نہ کہیں ہم نے خود اللہ بزرگ و برتر کا جلوہ اپنی اسی سرزمین پر دیکھا ہے"؟
(روزنامہ الجمعیۃ دہلی شیخ الاسلام نمبر صفحہ نمبر ۱۱۳ ناشر مکتبہ مدنیہ (گوجرانوالہ، پاکستان)

مصنف رضاخانی مذہب اور مصنف گمراہ کن عقائد کیلئے

لمحہ فکریہ

- ''یاایھاالذین امنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم ''۔
(سورۃ الحجرات آیت نمبر۱۲)

ترجمہ: ''اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں''۔ (البیان)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت میں ظن سے مراد تہمت ہے۔

قال علماء نا فالظن هنا وفي الآية هو التهمة۔

(الجامع لاحکام القرآن، صفحہ نمبر ۳۳۱ جلد ۱۶ مطبوعہ بیروت، از محمد بن احمد الانصاری القرطبی (م ۶۷۱ھ)

- علماء فرماتے ہیں:

مومن صالح کے ساتھ برا گمان ممنوع ہے۔ اسی طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنی مراد لینا باوجود اس کے دوسرے صحیح معنی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو یہ بھی گمان بد میں داخل ہے۔ (خزائن العرفان صفحہ نمبر ۸۲۳ مطبوعہ لاہور)

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کا خون، مسلمانوں کا مال اور مسلمانوں کے حق میں بدگمانی کرنا تینوں چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ (کیمیائے سعادت، صفحہ نمبر ۳۸۸ مطبوعہ لاہور، از امام محمد غزالی)

- حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حیا اختیار کرنا اور اپنی زبان کو قابو میں رکھنا ایمان کی دو شاخیں ہیں۔ اور فحش گوئی اور بیہودہ باتیں منافقت کی دو شاخیں ہیں۔ (ترمذی شریف[۱])

---

[۱] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم گمان کرنے سے بچو کیونکہ گمان کرنا سب سے جھوٹی بات ہے۔ (بخاری شریف رقم الحدیث ۶۰۶۴، ۶۰۶۶، مسلم رقم الحدیث ۲۵۵۹، ابوداؤد رقم الحدیث ۴۹۱۷، ترمذی رقم الحدیث ۱۹۸۸، مسند احمد رقم الحدیث ۴۸۷۵ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص میرے واسطے ضامن ہو جائے اپنی زبان اور شرمگاہ کا تو اس کے واسطے جنت کی ضمانت کرتا ہوں۔ انتہیٰ (ترمذی شریف)

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں اسے اعلان جنگ کرتا ہوں۔
(مشکوٰۃ مع شرح مرآت المناجیح صفحہ نمبر ۳۰۸ جلد ۳)

- حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نیک خو اور خوش خلق صائم الدہر اور قائم اللیل کا درجہ پاتا ہے۔
(مخزن اخلاق صفحہ نمبر ۱۹ مطبوعہ لاہور)

- زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے بہت خطرناک ہے۔ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ)
- ادب بہترین کمالات اور خیرات افضل ترین عبادت سے ہے۔
(حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ)
- بے ادب خالق و مخلوق دونوں کا معتوب و مغضوب ہے۔ (شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ)
- بد خلقی نجاست باطنی کی دلیل ہے۔ (حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ)
- اولیاء کرام سے محبت ایمان کی علامت اور ان سے بغض وحسد فرعون و شیطان کی میراث ہے۔ (حضرت احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ)
- ایک بار حضرت (حاجی امداد اللہ) صاحب کی خدمت میں ایک شخص نے دوسرے شخص کے کسی عمل کی کوئی شکایت کر کے اس پر طعن شرک کا کیا۔ آپ نے ترش ہو کر فرمایا۔ میاں کسی پر کیا طعن کرتے ہو جس روز حقیقت منکشف ہوگی دوسروں کا شرک و کفر سب بھول جاؤ گے۔ اپنے کو کافر و مشرک سے بدتر دیکھو گے۔ (کمالات امدادیہ صفحہ نمبر ۱۵ مطبوعہ لاہور)
- مومن کے دل میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کی دوستی کا ہونا جزا رہا

سال کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ پس لوگوں کو چاہیے کہ ان کا ذکرِ خیر کرتے رہیں۔

(خواجہ نظام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

- جو شخص مومن کو گالی دیتا ہے۔ اس کی دعا چند روز تک قبول نہیں ہوتی۔ اور اگر بغیر توبہ کے مرجائے تو گنہگار ٹھہرتا ہے۔ (خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ)

- جو شخص فحش کلامی کرے گا۔ قیامت کے دن کتے کی شکل میں ہوگا۔

(حضرت ابراہیم بن میسرہ رحمۃ اللہ علیہ)

- عارف باللہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان کند

- حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فقراء کے ساتھ سوءِ ظن رکھنا بے توفیقی ہے۔ حق تعالیٰ بری قضا سے اور بلا سے محفوظ رکھے۔ (روض الریاحین صفحہ نمبر ۵۲۲)

- صوفیاء کرام کے منکر سب سے زیادہ شریر اور رذیل ہیں۔ کیونکہ ان کی صحبت رذیلوں اور شریروں سے ہوتی ہے۔

حسن خلق کا پہلا اور بنیادی تقاضا تو یہ ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے اخلاق درست رکھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ رکھے۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کرے۔ مخلوقات کے ساتھ اپنے اخلاق درست رکھے۔ بزرگوں کا ادب اور احترام کرے۔ چھوٹوں سے محبت و شفقت کا برتاؤ کرے۔ (حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)

- شریعت کیلئے ادب ضروری ہے۔ اس لئے جہاں ادب نہیں وہاں نہ تو شریعت ہے نہ ایمان اور نہ توحید۔ (حضرت عمر بن شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ)

- پوری احتیاط سے زبان کی حفاظت کر۔ کیونکہ یہ معمولی سا عضو بعض دفعہ بہت جلد انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

بلاشبہ زبان انسان کے دل پر دلیل ہے۔ جو گفتگو کرنے والوں کی عقل کا اندازہ بتاتی ہے۔ (حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ)

- زبان سے ایسی بات نہ نکالو جسے سن کر لوگ تمہارے دانت توڑ دیں۔

(حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ)

- زبان کو خاموشی کی لگام دے کر لغویات سے بند رکھ۔ اس طرح تو بہت سی آفات و بلیات سے بچ جائے گا۔ (حضرت ابن ابی ملیح رحمۃ اللہ علیہ)

- کتنے بدقسمت اور احمق ہیں وہ لوگ جنہوں نے زبان کی لگام ڈھیلی چھوڑ رکھی ہے۔ اور لغویات میں مشغول رہتے ہیں۔ (حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

- بندہ جب خدا سے روگردانی کا خوگر ہو جاتا ہے تو اولیاء اللہ کی بدگوئی اس کی مونس بن جاتی ہے۔ (حضرت امام ابوتراب بخشی رحمۃ اللہ علیہ)

- اولیاء کرام سے خوش اعتقادی سعادت اور بداعتقادی شقاوت ہے۔

(حضرت ابو یحییٰ زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ)

در نیابد حال پختہ ہیچ کام
پس سخن کوتاہ باید والسلام

ناقص انسان پختہ شخص کے حال سے واقف نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا بات ختم کرنی چاہیے والسلام۔ (مکتوبات شریف حصہ اول صفحہ نمبر ۷ مطبوعہ کراچی)

- مسلمانوں کیلئے یہی مناسب ہے کہ غیر مفید باتوں کو ترک کردیں۔ (امام محمد رحمۃ اللہ علیہ)

(موطا امام محمد صفحہ نمبر ۷۴۳ مطبوعہ کراچی)

- حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ کی ایک نیک بی بی کی وفات ہوئی جب غسل دینے والی عورت نے غسل دیا تو اس نیک بخت عورت کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہا کہ فرج کس قدر زناکار تھی (یعنی اس نیک بخت عورت پر الزام لگایا) فوراً اس کا ہاتھ فرج پر ایسا چپاں ہوا کہ اس کے جدا کرنے کی سب نے کوشش کی مگر فرج سے اس کا ہاتھ جدا نہ ہوا۔ انجام کار اس مشکل کو علماء اور فقہاء کی خدمت میں پیش کر کے اس کا علاج و تدبیر دریافت

کی۔ سب کے سب اس سے عاجز ہوئے۔ لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس راز کی حقیقت کو اپنے ذہن رسا اور کامل فہم سے دریافت کر کے یہ فرمایا کہ اس غسل دینے والی عورت کو حد قذف (یعنی وہ سزا جو شریعت نے زنا کی تہمت لگانے والے کیلئے مقرر فرمائی ہے) لگائی جائے۔ آپ کے ارشاد کے مطابق جب اس کے ۸۰ کوڑے لگائے گئے تو ہاتھ فرج سے علیحدہ ہو گیا۔ (بستان المحدثین صفحہ نمبر ۱۵، مطبوعہ کراچی، از حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(ف) معلوم ہوا کسی پر تہمت لگانا، بدگمانی کرنا اور الزام تراشنا کس قدر گناہ عظیم ہے۔

- سید علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے "قوم صوفیہ کے اقوال کو تسلیم کرنا سلامتی کا ضامن ہے اور انکے حق میں اعتقاد عظیم غنیمت ہے اور ان پر انکار و اعتراض دین و ایمان کو تباہ کرنے والا زہر قاتل ہے۔ بعض اوقات ان پر زبان طعن دراز کرنے والے نصرانی بن گئے۔ اور اسی حالت پر آنجہانی ہو گئے"۔[1] (نسال اللہ العافیہ) (شواہد الحق صفحہ نمبر ۵۸۵، مطبوعہ لاہور از علامہ نبہانی)

[1] پس عاقل وہ ہے جو انکار نہیں کرتا بلکہ جو بات سمجھ میں نہ آئے اسے ان باتوں میں سے قرار دے جو اس کی سمجھ سے بالاتر ہیں کیونکہ کامل اس وقت مرتبہ کمال کو پہنچتا ہے جبکہ اس کا کلام ظاہر شریعت کو داغدار نہ کرے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنی شریعت پر امین بنایا ہے۔ (ملخصاً) (الیواقیت والجواہر صفحہ نمبر ۲۳ طبع لاہور)، (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

قول فیصل

علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے "رسالہ در بیان وحدۃ الوجود"[1] میں فرماتے ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: سبحانی ما اعظم شانی (اور) منصور حلاج (نے فرمایا) انا الحق (کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۲۲۱، طبع کراچی)

مولوی محمد سعید دیوبندی اور دیگر علمائے دیوبند مذکورہ بالا عبارات کا جو جواب دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے ان عبارات اور اشعار کا ہو گا، جن کا تعلق مسئلہ وحدۃ الوجود سے ہے۔ اور مولوی محمد سعید دیوبندی نے اپنی تالیف "رضا خانی مذہب" حصہ اول و حصہ دوم میں جن کو درج کیا ہے۔ نیز دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء بھی حضرت خواجہ غلام فرید چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کو مشائخ چشتیہ نظامیہ میں شمار کرتے ہیں جیسا کہ ماہنامہ الرشید دار العلوم دیوبند نمبر میں درج ذیل الفاظ مذکور ہیں۔

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء)

حضرت خواجہ غلام فرید پنجاب میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے جلیل القدر مشائخ میں سے تھے الخ (ماہنامہ الرشید لاہور، دار العلوم نمبر صفحہ نمبر ۷۶۰)

اس لئے مصنف رضا خانی مذہب نے ان کی تالیفات سے جو مختلف عبارات نقل کی ہیں ان کا جو جواب علماء دیوبند دیں گے وہی جواب ہمارا ہو گا۔ (ما ھو جوابکم فھو جوابنا)

علاوہ ازیں خوابوں پر شریعت کا حکم نافذ نہیں ہوتا۔ (بخاری (مترجم) اردو صفحہ نمبر ۹۳۱ جلد ۳ طبع لاہور)

اور صوفیاء کرام کے کلام شطحیات پر تنقید کرنا سراسر جہالت ہے۔

[1] حاجی امداد اللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: مسئلہ وحدۃ الوجود حق و صحیح است دریں مسئلہ شکے و شبہے نیست معتقد فقیر و ہمہ مشائخ۔ (کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۲۱۸ ناشر دار الاشاعت کراچی)

باب سوم

''تذکرہ غوثیہ'' کے متعلق امام احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہٗ کا فتویٰ

قارئین کرام!

آج کل مخالفین اہلسنت بالخصوص علمائے دیوبند اور علمائے غیر مقلدین (وہابی) ''تذکرہ غوثیہ'' نامی کتاب کے بعض حوالے لکھ کر (جیسا کہ ''مصنف رضا خانی مذہب'' اور ''مصنف گمراہ کن عقائد'' نے اپنی اپنی تصانیف میں مختلف صفحات پر تذکرہ غوثیہ کی عبارات نقل کی ہیں) اہلسنت وجماعت کے خلاف غلط تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حالانکہ ''تذکرہ غوثیہ'' نہ علمائے اہلسنت کی تصانیف میں سے ہے اور نہ ہی علمائے اہلسنت کے نزدیک مستند و معتبر ہے۔ اس کتاب میں شاہ غوث علی پانی پتی کے ملفوظات جمع ہیں اور شاہ غوث علی اپنی تصریح کے مطابق مولوی اسماعیل دہلوی (دیوبندیوں اور وہابیوں کے مشترکہ امام) اور شاہ محمد اسحاق دہلوی کے بھی شاگرد ہیں۔ (دیکھیے تذکرہ غوثیہ صفحہ نمبر ۲ مطبوعہ لاہور)

لہٰذا!

اگر ان کی بات حجت ہو سکتی ہے تو مولوی اسماعیل دہلوی کے محبین کیلئے نہ کہ اہلسنت کیلئے۔


فتاویٰ رضویہ　　۱۹۵　　جلد ششم

فتاویٰ رضویہ صفحہ نمبر ۱۹۵ جلد ششم طبع انڈیا کا عکس

تذکرہ غوثیہ کے متعلق امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

سوال: کتاب "تذکرہ غوثیہ" مسلمانوں کے پڑھنے اور عمل کرنے کے قابل ہے یا نہیں؟

الجواب: کتاب "تذکرہ غوثیہ" جس میں غوث علی شاہ پانی پتی کا تذکرہ ہے۔

ضلالتوں، گمراہیوں بلکہ صریح کفر کی باتوں پر مشتمل ہے ....ایسی ناپاک بے دینی کی کتاب کا دیکھنا حرام، جس مسلمان کے پاس ہو جلا کر خاک کر دے۔

واللہ الہادی الی صراط مستقیم، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ جدید صفحہ نمبر ۲۷۹ جلد ۱۵ الطبع لاہور)

"تذکرہ غوثیہ" کی ایک حکایت کے متعلق امام احمد رضا بریلوی کا فتویٰ

سوال: ایک واعظ نے یہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تم وحی کہاں سے اور کس طرح لاتے ہو آپ نے جواب عرض کیا کہ ایک پردہ سے آواز آتی ہے آپ نے دریافت فرمایا کہ کبھی تم نے پردہ اٹھا کر دیکھا انہوں نے جواب دیا کہ میری یہ مجال نہیں کہ پردہ کو اٹھاؤں آپ نے فرمایا کہ اب کی مرتبہ پردہ اٹھا کر دیکھنا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، کیا دیکھتے ہیں کہ پردہ کے اندر خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہیں، اور عمامہ سر پر باندھے ہیں اور سامنے شیشہ رکھا ہے اور فرمارہے ہیں کہ میرے بندے کو یہ ہدایت کرنا۔ یہ روایت کہاں تک صحیح ہے۔ اگر غلط ہے تو اسکا بیان کرنے والا کس حکم کے تحت میں داخل ہے؟

الجواب: یہ روایت محض جھوٹ اور کذب وافترا ہے اور اس کا بیان کرنے والا ابلیس کا مسخرہ اور اگر اس کے ظاہر مضمون کا معتقد ہے تو صریح کافر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ جدید صفحہ نمبر ۳۰۸ جلد ۱۴ الطبع لاہور)

دوسری جگہ اس روایت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

یہ روایت محض کذب و باطل ومردود وموضوع وافترا واختراع ہے "قاتل اللہ

واضعها" (اللہ تعالیٰ ایسی روایت گھڑنے والے کو برباد کرے) اور اس کا ظاہر سخت کفر ملعون ہے۔ ایسے تمام مضامین کا پڑھنا سننا سب حرام ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ جدید صفحہ نمبر ۳۰۱ جلد ۱۵ الطبع لاہور)

باب چہارم

علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ کی تصانیف وتالیفات کی بعض عبارتوں پر اعتراضات کا جواب

"رسالہ تقریر منیر" کی عبارت

"کسی حکمت کی بنا پر (خواہ اسے ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ذہول ونسیان کا طاری ہونا ہمارے نزدیک جائز ہے۔ یہ شان اللہ تعالیٰ ہی کی ہے کہ وہ ذہول ونسیان، عدم توجہ وغیرہ سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم میں ایک یہ فرق بھی ہے کہ علم الٰہی میں کسی قسم کا تغیر جائز نہیں۔ اور حضور کے علم میں زیادتی، ذہول ونسیان جائز ہے"۔ (مقالات کاظمی صفحہ نمبر ۱۳۰،۱۳۱ مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام!

مذکورہ بالا عبارت احادیث نبویہ اور علمائے سلف الصالحین کے عقائد ونظریات کے عین مطابق بالکل صحیح ودرست ہے۔ مگر مصنف "رضا خانی مذہب" کا اس کو گمراہی سے تعبیر کرنا سراسر نادانی وکم فہمی کا نتیجہ ہے۔

احادیث مبارکہ

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"انما انا بشر انسی کما تنسون فاذا نسیت فذکرونی"۔
(صحیح مسلم صفحہ نمبر ۲۱۲ جلد اول)

ترجمہ: "میں انسان ہوں جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔ میں جب بھولوں مجھے یاد دلایا کرو"۔

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"انی لانسی او انسی لاسن" (مؤطا امام مالک صفحہ نمبر ۸۲ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ: "مجھ کو نسیان نہیں ہوتا لیکن نسیان کرادیا جاتا ہے تاکہ اس کے متعلق احکام سنت قرار پائیں"۔

علامہ قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نسیان وسہو کی حالت طاری ہونا افادہ علم اور بیان شرع کا سبب ہوتا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا میں خود بھولتا ہوں یا بھلایا جاتا ہوں تاکہ وہ تمہارے لئے سنت بن جائے۔ بلکہ ایک روایت میں یوں ہے کہ میں خود نہیں بھولتا مگر بھلایا جاتا ہوں تاکہ اسے سنت بناؤں۔ (الشفاء (اردو) صفحہ نمبر ۲۰۲ جلد دوم مطبوعہ لاہور)

آپ کو سہو پر ثبات نہیں رہتا۔ بلکہ فوراً آپ کو محسوس ہو جاتا ہے۔ تاکہ اشتباہ جاتا رہے اور حکمت کا فائدہ ظاہر ہو جائے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس قسم کا نسیان اور سہو کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے افعال میں واقع ہونا آپ کے معجزے کے مخالف اور تصدیق کے منافی نہیں ہے۔ اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں بشر ہی ہوں اسی طرح بھولتا ہوں جس طرح تم بھولتے ہو۔ لہٰذا جب بھول واقع ہو تو یاد دلایا کرو اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص پر رحم فرمائے کہ اس نے فلاں فلاں آیت مجھے یاد دلائی۔ جس کو میں نے (سہواً) چھوڑ دیا تھا۔ (الشفاء (اردو) صفحہ نمبر ۲۰۳ جلد ۲)

امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب قاموس (م ۸۱۷ھ) فرماتے ہیں:

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے امت مسلمہ پر دیگر احسانات کے علاوہ نماز میں

گا ہے کا ہے سہو ونسیان بھی ایک احسان ہے۔ جو تشریع کی خاطر معرض وجود میں آیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بندہ بشر ہوں تمہاری طرح بھول جاتا ہوں، بھول جاؤں تو آگاہ کر دیا کرو۔ (سفر سعادت (اردو) صفحہ نمبر ۳۳ مطبوعہ لاہور)

حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

ان السھو جائز علی الانبیاء فیما طریقه التشریع۔

(فتح الباری صفحہ نمبر ۸۷ جلد ۳ مطبوعہ بیروت)

امام نووی شارح مسلم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

جان لو ذوالیدین کی اس حدیث سے بہت سے فوائد اور اہم فوائد حاصل ہوتے ہیں ان میں سے ایک انبیاء علیہم السلام کے افعال اور عبادات میں نسیان کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

(شرح مسلم صفحہ نمبر ۲۱۳، جلد اول، مطبوعہ کراچی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں:

واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان اقوال میں سہو ونسیان کا طاری ہونا جائز نہیں جو شرعی احکام کے اخبار و ابلاغ سے تعلق رکھتے ہوں اور آپ کے افعال میں سہو ہو جانے میں اختلاف ہے۔ اہل حق کے نزدیک مختار یہ ہے کہ ان میں سہو لاحق ہو جانا جائز ہے۔ کیونکہ صحیح احادیث میں وارد ہے۔ لہٰذا ناچار اس کا قائل ہونا پڑتا ہے اور اس کے جواز میں کوئی خلل وعیب بھی نہیں۔ بلکہ آپ کا سہو حکمت کو متضمن ہوتا ہے۔ حقیقت میں آپ کا سہو امت پر اکمال نعمت اور ان کیلئے دین کی تکمیل کا موجب ہے تاکہ امت آپ کی اقتداء و اتباع کے شرف سے مشرف ہو۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ''انما انسی لاسن '' یعنی میں اس لئے بھولتا ہوں تاکہ وہ فعل میری سنت قرار پائے اور اگرچہ آپ کی سنت آپ کے قول سے بھی موجود ہو جاتی ہے۔ مثلاً آپ یوں فرما دیں جو شخص نماز میں بھول جائے اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سہو کا واقع ہونا اور فعل سجدہ کا مشروع ہونا آپ کے شرف اقتداء کے حصول کو مستلزم و متضمن ہے۔ (خوب سمجھ لو) پھر یہ بھی ذہن نشین رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

[illegible] نسیان وسہو لاحق ہوا ہے وہ کسی مقام خاص میں اشتغال واستغراق کی بنا پر ہوا [illegible] عقول انسانی کے ہاتھ اس مقام کے دامن ادراک کو چھونے سے قاصر و کوتاہ ہیں۔

(۱)...... (اشعۃ اللمعات (اردو) صفحہ نمبر ۳۳۷ جلد دوم مطبوعہ لاہور)

(۲)...... (شرح سفر السعادت صفحہ نمبر ۱۰۱ مطبوعہ لاہور)

علمائے دیوبند اور علمائے غیر مقلدین کا مسلک

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھ کو نسیان نہیں ہوتا لیکن نسیان کرا دیا [illegible] (تاکہ اس کے متعلق احکام سنت قرار پاویں)

(نشر الطیب صفحہ نمبر ۱۸۹، مطبوعہ کراچی، از مولوی اشرف علی تھانوی)

مولوی محمد یوسف بنوری دیوبندی لکھتے ہیں:

اور شیخ (یعنی مولوی انور شاہ کشمیری) نے کہا اسے لزوم نہیں بسا اوقات ذہول اور نسیان [illegible] حالت میں ایسا ہوتا ہے مگر بار بار ایسا نسیان نہیں ہوتا اور اس طرح تسلیم کرنے میں کچھ حرج [illegible] اس کے بعد ہم نے ایسے نسیان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے جائز ہونا تسلیم کر لیا [illegible] کہتا ہوں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے اقوال تبلیغیہ [illegible] نسیان کے جائز نہ ہونے اور دیگر افعال میں نسیان جائز ہونے پر اجماع ذکر کیا ہے۔ علاوہ [illegible] کہ اس کیلئے دوام نہیں ہے۔ (معارف السنن صفحہ نمبر ۲۹۵ جلد ۳ مطبوعہ کراچی از مولوی محمد یوسف بنوری)

مولوی محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں:

بھول انسانی مزاج کا خاصہ ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی بھول واقع ہوئی [illegible] تاکہ اس میں بھی وہ امت کیلئے اسوہ بن سکیں۔ جس طرح وہ طریقہ اختیار فرمائیں اسی [illegible] امت بھی ان کی پیروی کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

''انما انا بشر انسی کما تنسون فاذا نسیت فذکرونی''۔

(صحیح مسلم صفحہ نمبر ۲۱۲ جلد اول)

ترجمہ: ''میں انسان ہوں جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔ میں جب بھولوں مجھے یاد دلایا کرو''۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کیلئے بھول کے مواقع مہیا فرمائے تاکہ بھول اور اس کی تلافی میں امت کیلئے نمونے قائم فرمائیں۔

(رسول اکرم کی نماز، صفحہ نمبر ۲۰۶ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء، از مولوی محمد اسماعیل سلفی)

- **مولوی محمد زکریا سہارنپوری دیوبندی (المتوفی ۱۴۰۲ھ):**

''موطا امام مالک'' کی حدیث ''انی لانسی او انسی لاسن'' کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وفیہ اشارۃ الی ان افعالہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغیا للامۃ فامثال ھذہ الامور یصدر منہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لضرورۃ التعلیم و ھذا اصل وجہ و عندی یکون لسھوہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الظاھر''۔ (اوجز المسالک جلد اول صفحہ نمبر ۳۱۸ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان شہر)

ترجمہ: یعنی ''اس میں اشارہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال مبارک امت کی تبلیغ کیلئے ہوتے ہیں۔ اور اس قسم کے امور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صادر کروائے جاتے ہیں ضرورت تعلیم امت کیلئے اور یہی اصل وجہ ہے۔ (نسیان کی)''۔

- **علامہ ابن قیم علیہ الرحمۃ (المتوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:**

''وفائدۃ جواز السھو فی مثل ذالک بیان الحکم الشرعی اذا وقع مثلہ لغیرہ''۔

ترجمہ: ''اور ایسے امور میں نبی سے جواز سہو کا فائدہ حکم شرعی کا ظاہر ہونا ہے۔ جبکہ اس جیسا سہو غیر نبی سے واقع ہو''۔ (نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۰۹ مطبوعہ مصر ۱۳۵۷ھ از علامہ محمد بن علی شوکانی (م ۱۲۵۰ھ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ''انما انا بشر انسی'' کی مختصر تشریح

مذکورہ بالا فرمان عالی کو علمائے ربانیین نے تواضع، انکساری اور اظہار عبدیت پر

محمول کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق ہونے کی حیثیت کے علاوہ اپنی ذات وصفات میں تمام کائنات سے افضل، اکمل، بے مثل اور بے مثال ہیں۔ اور اس دعویٰ پر فرامین رسول ''ایکم مثلی''¹ ''لست کاحد منکم'' شاہد عادل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو اپنی ذات وصفات کا مظہر اتم، حقیقت ومعرفت کے تمام ظاہری و باطنی کمالات کا مخزن اور روحانیت کے تمام محاسن و اوصاف کا معدن بنایا ہے۔ نبی کے افعال امت کی تعلیم کیلئے ہوتے ہیں۔ انکی ہر ادا معلمانہ شان رکھتی ہے۔

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بہت سے عقل کے دشمن بڑائی کی لیتے ہوئے اپنی ذات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر قیاس کرتے ہیں۔ کہاں راجہ بھوج اور کہاں گنگو تیلی، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس بری طرح برباد ہوتے ہیں کہ نشان بھی نہیں ملتا۔ نعوذ باللہ، خدا ہمیں کور باطنی سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ یہ ظاہری اندھا ہونے سے بدتر ہے۔ ظاہری آنکھ کا اندھا تو اپنے عجز اور بے کسی کا اعتراف کر لیتا ہے اور کسی کا ہاتھ پکڑ کر سیدھے راستے پر ہو لیتا ہے۔ لیکن یہ باطن کے اندھے اس قدر فریب نفس میں گرفتار ہوتے ہیں کہ کسی صاحب نظر کی انگلی تھامنا ذلت سمجھتے ہیں۔ پھر نہ ان کا نور تکمیل پاتا ہے نہ وہ سیدھے راستہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔ ان کے مآل کی خرابی یہاں تک بڑھ جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہیں رہتی کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوئے۔ (میزان عمل (اردو) صفحہ نمبر ۶۸ مطبوعہ پاکستان، از حضرت امام محمد غزالی)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

واحسن منک لم ترقط عینی
و اجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرا من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

¹ مسلم شریف صفحہ نمبر ۳۵۳ جلد اول، وفی روایہ لست کھیئتکم بخاری صفحہ نمبر ۲۵۷ جلد اول، وفی روایہ انی لست کاحدکم ترمذی صفحہ نمبر ۹۷ جلد اول، ابوداؤد صفحہ نمبر ۳۲۴ جلد اول مسند احمد صفحہ نمبر ۲۸۱ جلد ۲، سنن کبریٰ للبیہقی صفحہ ۲۸۲ جلد ۴ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

ترجمہ: (اے میرے محبوب) آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں
گویا آپ کی تخلیق آپ کی مرضی سے کی گئی
آپ سے زیادہ حسین وجمیل میری آنکھ نے نہیں دیکھا
آپ سے زیادہ باکمال کسی ماں نے جنا ہی نہیں

علامہ احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۲۳ھ) فرماتے ہیں:

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی تکمیل یہ ہے کہ آدمی اس پر ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسد شریف کو اس شان کا پیدا فرمایا ہے کہ کوئی انسان آپ سے پہلے اور آپ کے بعد ایسا نہ ہوا۔ (مواہب لدنیہ جلد اول)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) فرماتے ہیں:

- جاننا چاہئے کہ خلق محمدی دوسرے افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں ہے بلکہ عالم کے افراد میں سے کسی فرد کی پیدائش سے بھی مناسبت نہیں رکھتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔
(مکتوبات جلد سوم صفحہ نمبر ۱۵۵۲، مکتوب نمبر ۱۰۰)
- جو محجوب تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح ان کو تصور کیا تو انہوں نے ان کا انکار کر دیا اور صاحب دولت لوگ کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسالت اور رحمت عالمیان کے عنوان سے جانا اور دوسرے لوگوں سے ان کو ممتاز دیکھا وہ ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے اور اہل نجات ٹھہرے۔ (مکتوبات دفتر سوم صفحہ نمبر ۱۲۳۱، مکتوب نمبر ۶۴)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۵ھ) فرماتے ہیں:

جس نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشریت کی نظر سے دیکھا تو لازماً ان کی حقیقی تعظیم بھی اس کے دل سے رخصت ہو گئی۔ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

رسالت اور ابدیت کی نظر سے دیکھا تو اس کا اس دنیا سے جانا یا اس میں رہنا اس کے نزدیک یکساں ہے۔ (ارشادات گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۹ مطبوعہ لاہور)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۰۶ھ)

زیر آیت ان اللہ اصطفیٰ ادم الخ لکھتے ہیں:

واعلم ان تمام الکلام فی ھذا الباب ان النفس قدسیۃ النبویۃ مخالفۃ بماھیتھا سائر النفوس الخ ،بلفظہ ، کہ انبیاء علیہم السلام کا نفس قدسیہ تمام انسانوں کی نفوس سے اپنی ماہیئت میں مختلف ہوتا ہے۔ (تفسیر کبیر صفحہ نمبر ۲۳۳ جلد ۲ طبع بیروت ۱۳۹۸ھ)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

وعلمنہ من الدنا علماً ۔فنقول جواھر النفس الناطقہ مختلفہ بالماھیۃ ،بلفظہ ۔نفوس ناطقہ ماہیئت کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔
(تفسیر کبیر صفحہ نمبر ۱۴۸۳ جلد ۷، طبع بیروت)

پس معلوم ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفس مطہرہ کی ماہیئت دوسرے نفوس سے جداگانہ ہے۔ اس لئے نفس بشریت میں مساوات یا مماثلت کسی انسان سے نہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

اور احکام فطرت اور حصہ بشریت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں باقی رکھنا ایک خاص جامعیت ہے جو آپ کے جوہر حقیقت کا مخصوص کمال ہے محققین نے کہا ہے، سلطنت ربانی کا ظہور اور احکام الٰہی کا قیام اس کا مقتضی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عبودیت کی اس حد پر سمجھا جائے جو کہ تمام اوصاف میں اشرف اور سب خوبیوں میں اجمل ہے اور عبودیت کے اوصاف ان پر جاری ہوں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میں ایک دن بھوکا ہوتا ہوں اور ایک دن سیر ہوتا ہوں۔ کھاتا ہوں جس طرح بندے کھاتے ہیں اور بیٹھتا یوں جس طرح بندے بیٹھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رونا اور قلب کا حزین ہونا، بچے کی

وفات پر آنکھوں سے آنسوؤں کا نکلنا اسی باب سے ہے۔ احکام سہو اور نسیان کا ظہور بھی اسی میں داخل ہے۔ اور اسی کے ضمن میں امت کیلئے ان احکام کے شروع اور ان کی اقتداء والی حکمت بھی مضمر ہے۔ (شرح سفر السعادت صفحہ نمبر ۱۰۱، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

مصنف رضاخانی مذہب کی دھوکہ دہی

رسالہ تقریر منیر کی اصل عبارت:۔

''حضور کے علم میں زیادتی، ذہول ونسیان جائز ہے''۔

مصنف رضاخانی مذہب کی نقل کردہ عبارت:۔

''حضور کے علم میں زیادتی ذہول ونسیان جائز ہے''۔

چونکہ اہلسنت وجماعت کا مسلک یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتدریج علم غیب عطائی حاصل ہے۔ اس لئے علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ مذہب حقہ اہلسنت وجماعت کے عقائد ونظریات کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ کے علم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں ایک یہ فرق بھی ہے کہ علم الٰہی میں کسی قسم کا تغیر جائز نہیں اور حضور کے علم میں زیادتی، ذہول ونسیان جائز ہے''۔

مگر!

''مصنف رضاخانی مذہب'' نے یہودیانہ فعل کا ارتکاب کرتے ہوئے اصل عبارت میں جو لفظ زیادتی اور ذہول کے درمیان قومہ (،) تھا اس کو حذف کر کے عبارت یوں بنادی:۔

''حضور کے علم میں زیادتی ذہول ونسیان جائز ہے''۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۲ حصہ دوم)

یعنی زیادتی کا لفظ علم کی بجائے ذہول ونسیان کے ساتھ چسپاں کردیا جو سراسر بددیانتی اور صاحب ''رسالہ تقریر منیر'' کے منشاء کے خلاف ہے۔

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''بزرگوں کے کلام کا ان کی مراد کے خلاف مطلب نکال کر مراد لینا سراسر جہالت

ہے اس کا کوئی اچھا نتیجہ برآمد نہیں ہوسکتا''۔ (الکلام الحکیم صفحہ نمبر ۵ مطبوعہ دہلی ۱۳۱۲ھ)

رسالہ تقریر منیر کی عبارت میں تحریف

(اصل عبارت) ''حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اگر ذہول طاری نہ ہوتا تو زہر کے اثر سے شہادت کا جو کمال حاصل ہوا وہ اسباب ظاہری میں کیسے حاصل ہوتا''۔

(مقالات کاظمی صفحہ نمبر ۱۳۱)

مصنف رضاخانی مذہب کی نقل کردہ عبارت

''حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اگر ذہول طاری نہ ہوتا زہر کا ایک لقمہ حضور کیسے تناول فرماتے''۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۲ حصہ دوم)

رسالہ تقریر منیر کی عبارت میں تحریف کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب عطائی کی نفی کرنا بدباطنی نہیں تو اور کیا ہے۔ خداوند قدوس کور باطنی سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

یاد رہے! ذہول اور نسیان علم کے منافی نہیں بلکہ یہ امور مثبت علم ہیں کیونکہ جو چیز معلوم ہی نہیں اس کی طرف سے توجہ کا ہٹنا یا اسے بھولنا متصور ہی نہیں۔

رہا یہ امر کہ عدم توجہ اور نسیان کے بعد لاعلمی ہوگئی۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے عدم علم ثابت ہوگیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کسی چیز کی طرف توجہ نہ رہنا یا اس کا بھول جانا لاعلمی کو مستلزم نہیں۔ اگر ایسا ہو تو ایک دفعہ بھولی ہوئی چیز کبھی یاد ہی نہ آئے۔ لیکن بے شمار بھولی ہوئی باتیں یاد آجاتی ہیں۔ اگر بھول کی وجہ سے علم زائل ہوجاتا ہے تو وہ بات کبھی یاد نہ آتی۔ اسی طرح ایک امر معلوم کی طرف سے توجہ ہٹنے کے بعد جب اس کی جانب توجہ مبذول ہوتی ہے تو وہ امر معلوم اجنبی نہیں ہوتا بلکہ اس کی حیثیت معلومیہ ہی ہوتی ہے۔ جو پہلے تھی یہ بھی بقائے علم کی دلیل ہے۔ (مقالات کاظمی مطبوعہ لاہور صفحہ نمبر ۱۳۱، ۱۳۲)

رسالہ عید میلاد النبی کی عبارت

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بدن مبارک بھی نور تھا''۔ (رسالہ میلاد النبی صفحہ نمبر ۱۵)

اگر اس عقیدہ کی بنا پر کہ "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم بھی نور تھا" آپ نے علامہ کاظمی قدس سرہٗ کی ذاتِ گرامی کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا ہے تو ان علمائے اہلسنت اور علمائے دیوبند کے متعلق بھی حکم صادر فرمائیں جن کے بیانات علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کے مسلک کی تائید و توثیق کرتے ہیں تاکہ آپ کی حقانیت اور جرأت مندی کا اندازہ ہو سکے کہ آپ حق بات کہنے میں کس قدر بے باک ہیں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۷۹ھ) فرماتے ہیں:

آپ کا بدن نور۔ اس وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا۔

(تاریخ حبیب الٰہ، صفحہ نمبر ۹۱ مطبوعہ انڈیا، از مفتی عنایت احمد رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شاہ احمد سعید محدث دہلوی[1] ثم المدنی قدس سرہٗ (م ۱۲۷۷ھ) فرماتے ہیں:

"سایہ آپ کا نہ تھا، وجود آپ کا نوری تھا"۔

(سعید البیان فی مولد سید الانس والجان، صفحہ نمبر ۱۱۳ مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۹۸۲ء، از شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی[2] رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سرِ اقدس سے پاؤں مبارک تک سراسر نور تھے"۔

(مدارج النبوۃ (فارسی) صفحہ نمبر ۱۳۷، جلد اول)

---

[1] حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شاہ ابو سعید و شاہ احمد سعید و شاہ رؤف و مولوی بشارت اس زمانہ میں ستون دینِ محمدی ہیں۔ (حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۴۹۷)...... (نوٹ) صوفی عبدالحمید سواتی دیوبندی نے شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کو تیرھویں صدی کا مجدد لکھا ہے۔ (تحفۂ ابراہیمیہ صفحہ نمبر ۱۷۳)

[2] بعض اولیاء ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے۔ اور صاحب حضوری تھے۔ (الافاضات الیومیہ، صفحہ نمبر ۱۰۸ جلد ۹ طبع ملتان)

علامہ جلال الدین سیوطی[1] رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

ابن سبع نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خصوصیات کے بیان میں کہا کہ آپ کا سایہ دھوپ اور چاندنی دونوں میں اس وجہ سے نہ تھا کہ آپ سراپا نور تھے۔

(خصائص کبریٰ، جلد اول صفحہ نمبر ۱۹۹ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء، از امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

ملا علی قاری[2] رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۴) فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قلب مبارک اور بدن نور ہے اور جملہ نور اسی نور سے روشن اور مستنیر ہیں۔ (شرح شفا بر حاشیہ نسیم الریاض صفحہ نمبر ۵۲۱ جلد اول طبع ملتان)

قاضی عیاض مالکی اندلسی[3] رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے جسم اقدس کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا اور نہ چاندنی میں کیونکہ آپ نور تھے۔ (الشفاء (مترجم) صفحہ نمبر ۵۵۲ جلد اول مطبوعہ لاہور)

علامہ ابن حجر مکی[4] رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

---

[1] سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عالم رویا میں آپ کو یا شیخ السنہ سے مخاطب فرمایا، شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ سرور ذیشان کے دیدار بہجت آثار سے کتنی دفعہ مشرف ہوئے تو آپ نے فرمایا ستر بار سے زیادہ۔ (مقدمہ تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر ۱۲، ۱۳ مطبوعہ کراچی)، (مقدمہ الخصائص الصغریٰ عربی صفحہ نمبر ۲۲ طبع لاہور ۱۴۰۱ھ)

[2] مشہور زمانہ ہو کر سنہ ہزار کے سرے پر درجہ مجددیت کو پہنچے۔ (حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۴۲۱) ان کی تمام تالیفات مفید ہیں اور ان کے مجدد الف ثانی کے مرتبہ پر فائز ہونے کو بتاتی ہیں۔ (التعلیقات السنیہ صفحہ نمبر ۶ مطبوعہ قاہرہ)

[3] حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت قاضی عیاض علوم حدیث، فقہ، نحو، کلام عرب اور عرب کے ایام و انساب کی معرفت میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ اس لئے بڑے دلآویز شعر کہتے تھے۔ (بستان المحدثین صفحہ نمبر ۳۳۶ مطبوعہ کراچی)

[4] شیخ نجم الدین غزنی لکھتے ہیں: متاخرین علماء کے معتمد علیہ ہیں اور فتویٰ دینے میں رافعی، نووی اور متاخرین میں قاضی زکریا انصاری کے بعد ان ہی کے کلام کی طرف مراجعت کی جاتی ہے۔ اور یہی مکہ کے فقیہ، واعظ اور محدث تھے۔ (فوائد جامعہ صفحہ نمبر ۳۲۱ مطبوعہ کراچی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ کثرت یہ دعا فرماتے تھے کہ الٰہی میرے تمام حواس واعضاء سارے بدن کو نور کر دے اور اس دعا سے مقصود یہ نہیں کہ نور ہونا ابھی حاصل نہ تھا کہ اس کا حصول مانگتے تھے بلکہ یہ دعا اس امر کے ظاہر فرمانے کیلئے تھی کہ واقع میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام جسم نور ہے۔ اور یہ فضل اللہ تعالیٰ نے حضور پر کر دیا۔ جیسا کہ ہمیں حکم ہوا کہ سورہ بقرہ شریف کے آخر کی دعا کریں۔ وہ بھی اسی اظہار وقوع فضل الٰہی کیلئے ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور محض ہو جانے کی تائید اس سے ہوتی ہے۔ کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور کا سایہ پیدا نہ ہوتا۔ اس لئے کہ سایہ تو کثیف ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام جسمانی کثافتوں سے خالص کر کے سراپا نور کر دیا۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے سایہ اصلاً نہ تھا۔ (افضل القریٰ لقراء ام القریٰ (شرح ام القریٰ)

شرح شعر نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۲۹، ۱۲۸، جلد اول طبع ابوظہبی)

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تھے تو آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا کیونکہ سایہ کثیف کا ہوتا ہے اور آپ کی ذات سر سے قدم تک نور ہے۔ (التحقیق العجیب صفحہ نمبر ۱۲ بحوالہ الانوار المحمدیہ صفحہ نمبر ۱۹۲)

مفتی محمد شفیع دیوبندی کا فتویٰ

سوال: وہ حدیث کون سی ہے، جس میں یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا؟

الجواب: امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پر واقع نہ ہونے کے بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل فی الشمس ولا قمر الخ اور ''تواریخ حبیب الٰہ'' میں مولانا مفتی عنایت احمد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: کہ آپ کا بدن نور تھا

... مطلب ہے کہ اس کا لینے والا و... الی اللہ ہوتا ہے (۲) چونکہ اس میں ... ماسوا کی نفی اور اللہ کی توحید کا اثبات ہے۔ اس لئے بہ نسبت اسم ذات مجرد یا دیگر اسماء کے اس میں نفی اور اثبات دونوں ہیں۔ ... افضل فرمایا یا اسی وجہ سے جو لیس لہا حجاب دون اللہ ... یہ افضل ہے اور یہ بھی علماء نے فرمایا ہے کہ اس کو افضل الذکر کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دیگر اذکار افضل الذکر نہ ہوں (۳) تحرک بہا شفتاہ کا یہ مطلب ہے کہ یہ ذکر ایسا ہے کہ ساتھ اس کے ہونٹ ہلتے ہیں یا زبان سے میرا ذکر تسبیح، تہلیل وغیرہ کرتا ہے۔ (۴) ... ہونے کا یہی مطلب ہے کہ دل وساوس و ... معاصی سے صاف ہو اور اللہ کی محبت پیدا ہو

... والا ... در سرشت الا اللہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال (۱۰۳) وہ حدیث کون سی ہے جس میں یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا؟

الجواب: امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر واقع نہ ہونے کے بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل فی شمس ولا قمر الخ اور تواریخ حبیب الٰہ میں مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کا بدن نور تھا اسی وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا۔ مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا سایہ نہ ہونے کا خوب نکتہ لکھا ہے۔ اس نظم میں

پیغمبر ما نداشت سایہ
تا شک بدل یقین نیفتد
یعنی ہر کس کہ پیرو اوست
پیداست کہ بر زمین نیفتد

... اس مسئلہ کی پوری تحقیق وتفصیل ... جلد ... کتاب السیر والمناقب کے ضمن میں ...

... ملاحظہ فرمائیں ...

فتاویٰ دارالعلوم صفحہ نمبر ۱۴۳ جلد اول کا عکس

اسی وجہ سے آپکا سایہ نہ تھا۔ مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ نے آپکے سایہ نہ ہونے کا خوب نکتہ لکھا ہے
اس قطعہ میں:

پیغمبرما نداشت سایہ
تاشک بدل یقیں نیفتد
یعنی ہرکس کہ پیرو اوست
پیدا است کہ یا زمین نیفتد

(فتاوی دارالعلوم دیوبند صفحہ نمبر ۱۶۳، جلد اول، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتا ہے:

ہمارے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سرتاپا نور ہی نور تھے، حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ظلمت نام کو بھی نہ تھی اس لئے آپکا سایہ نہ تھا۔

(شکر النعمۃ بذکر رحمۃ الرحمۃ صفحہ نمبر ۳۱ مطبوعہ کراچی)

قاری محمد طیب دیوبندی لکھتا ہے:

کہ آپ (نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جسم مبارک جمال مبارک اور حقیقت پاک سب ہی میں نورانیت اور جاذبیت نظر آتی ہے۔ (آفتاب نبوت صفحہ نمبر ۲۹ طبع لاہور ۱۹۸۰ء)

مولوی عابد میاں دیوبندی (ڈابھیل)

اپنی تصنیف "رحمۃ للعالمین"[1] میں لکھتا ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک نورانی تھا۔ جس وقت آپ دھوپ اور چاندنی رات میں آمد و رفت فرماتے تھے تو مطلقاً سایہ ظاہر نہ ہوتا (رحمۃ للعالمین صفحہ نمبر ۵۳ مطبوعہ کراچی)

[1] اس کتاب پر مندرجہ ذیل اکابرین دیوبند کی تقاریظ اور تائیدات درج ہیں۔

- مفتی کفایت اللہ دہلوی۔ ...... • مولوی انور شاہ کشمیری۔
- مولوی اصغر حسین۔ ...... • مولوی شبیر احمد عثمانی۔
- مولوی حبیب الرحمن۔ ...... • مولوی اعزاز علی۔
- مولوی عبدالشکور لکھنوی۔ ...... • مولوی احمد سعید (دیوبندی)

تسکین الخواطر کی عبارت

حاضر و ناظر کے معنی کی تحقیق

حاضر کا مادہ "حضر" اور ناظر کا مادہ "نظر" ہے۔ حضر سے "الحضور" مصدر بنا جس سے حاضر مشتق ہوا۔ حضر: حضور اور حاضر کے بہت سے معنی کتب لغت میں مرقوم ہیں۔ مثلاً حضر کے معنی پہلو، نزدیکی، صحن، حاضر ہونے کی جگہ وغیرہ ہیں۔ اور حاضر کے معنی شہروں اور آبادیوں میں رہنے والا، بڑا قبیلہ وغیرہ آتے ہیں یہ تمام معانی منجد، مختار الصحاح اور مجمع بحار الانوار وغیرہ کتابوں میں درج ہیں[1]

انکے علاوہ جن معنی سے ہماری بحث خصوصیت کے ساتھ متعلق ہے انکی تفصیل یہ ہے کہ حضر، حضرۃ، حضور سب کے معنی ہیں سامنے ہونا، اور حاضر کے معنی ہیں سامنے ہونے والا۔

جو چیز کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے ہو اسے حاضر کہتے ہیں۔ منجد، صراح اور مختار الصحاح میں ہے کہ حضرۃ اور حضور غیبۃ کی ضد ہیں[2] اور لغت قرآن کی مشہور کتاب مفردات[3] امام راغب اصفہانی میں یہ بھی لکھا ہے کہ جو چیز سامنے نہ ہو یعنی حواس سے دور

[1] المنجد صفحہ نمبر ۱۳۲، ایضاً والحضر ۃ خلاف الغیبۃ، الجنب، القرب، ایضاً مکان الحضور ذات الحاضر ایضاً الحی العظیم الحاضر (ة) ساکن الحضر خلاف البادی، مجمع بحار الانوار جلد اول صفحہ نمبر ۵۰۷ الحاضر المقیم فی المدن والقری مختار الصحاح صفحہ نمبر ۱۵۹ (حاضر) بموضع کذا ای مقیم۔

[2] صراح صفحہ نمبر ۷ حضور حاضر شدن نقیض الغیبۃ (حضور کے معنی حاضر ہونا غیبۃ کی نقیض ہے)۔ مختار الصحاح صفحہ نمبر ۱۵۹ الحضور ضد الغیبۃ (حضور غیبت کی ضد ہے) قال حضرت القاضی امراۃ (کہا جاتا ہے قاضی کے سامنے عورت حاضر ہوئی)۔

[3] مفردات راغب مطبوعہ مصر صفحہ نمبر ۳۶۷، ۳۷۲ الغیب مصدر غابت الشمس وغیرہا اذا استترت عن العین یقال غاب عنی کذا قال اللہ تعالیٰ ام کان من الغائبین واستعمل فی کل غائب عن الحاسۃ والغیب غابت الشمس کا مصدر ہے جب سورج وغیرہ آنکھ سے اوجھل ہو جائے یعنی نگاہوں کے سامنے نہ رہے تو محاورات عرب میں غابت الشمس کہا جاتا ہے۔ ایک محاورہ غاب عنی کا بھی ہے (فلاں چیز مجھ سے غائب ہوگئی) قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ارشاد ہے "کیا ہے؟" میں ہد ہد کو نہیں دیکھتا ام کان من الغائبین کیا وہ غائب ہے، اہل علم غور فرمائیں کہ معانی منقولہ کے اعتبار سے کیا اللہ تعالیٰ پر لفظ حاضر کا اطلاق ممکن ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ۱۲ منہ

آنکھوں سے پوشیدہ ہو اسے غائب اور غیب کہتے ہیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ حاضر غائب کی ضد ہے اور اس کے بعد یہ بھی معلوم ہو گیا کہ غائب اسے کہتے ہیں جو حواس سے دور ہو اور نگاہوں کے سامنے نہ ہو تو اب یہ بات ثابت ہو گئی کہ حاضر اسی کو کہا جائے گا جو حواس سے پوشیدہ نہ ہو اور کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے موجود ہو۔

ہمارے اس روشن بیان سے ناظرین کرام نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ لفظ حاضر اپنے حقیقی لغوی معنی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی شان کے ہرگز لائق نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ شہروں اور بستیوں میں رہنے اور قبیلہ ہونے سے پاک ہے۔ جتنے معانی لفظ حاضر کے منقول ہوئے اللہ تعالیٰ ان سب سے منزہ و مبرا ہے۔ قرآن کریم شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ حواس اور نگاہوں کے ادراک سے بھی بلند و بالا ہے۔ دیکھیے قرآن مجید میں ہے لاتدرکه الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر "آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں وہ تمام آنکھوں کا ادراک فرماتا ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے"۔

حاضر کے بعد لفظ "ناظر" کے معنی کی تحقیق سنیے۔ مختار الصحاح[1] میں ہے آنکھ کے ڈیلے کی سیاہی کو جس میں آنکھ کا تل ہوتا ہے، ناظر کہتے ہیں اور کبھی آنکھ کو ناظرہ کہا جاتا ہے۔

ناظر کا ماخذ نظر ہے۔ مفردات راغب، مختار الصحاح، منجد اور صراح میں نظر کے حسب ذیل معنی منقول ہیں۔[2]

کسی امر میں تدبر اور تفکر کرنا، کسی چیز کا اندازہ کرنا، آنکھ کے ساتھ کسی چیز میں غور و تامل کرنا اور کسی چیز کا ادراک کرے یا اسے دیکھنے کی غرض سے بصر و بصیرت کو پھیرنا۔ اس کے

[1] مختار الصحاح صفحہ نمبر ۶۹۱ والناظر فی المقلۃ السواد الاصغر الذی فیہ انسان العین ویقال للعین الناظرۃ ۱۲

[2] مفردات راغب صفحہ نمبر ۵۱۵ النظر تقلیب البصر والبصیرۃ لادراک الشئی ورؤیتہ وقد یراد بہ التامل والفحص وقد یراد بہ المعرفۃ الحاصلۃ بعد الفحص وھو الرویۃ۔ مختار الصحاح صفحہ نمبر ۶۹۱ والنظر والنظران بفتحتین تامل الشئی بالعین منجد صفحہ نمبر ۸۱۹ نظر ینظر نظراً ومنظراً ومنظرۃ وتنظاراً وانظر اناوالی الشئی ابصرہ وتامله بعینه نظر نظراً فی الامر تدبرہ وفکر فیہ یقدرہ ویقیسہ الشئی۔ صراح مطبوعہ مجیدی کانپور صفحہ نمبر ۲۰۴ نظر نظراً بفتحتین نظران نگریستن در چیزے تامل یقال نظرت الی الشئی ۱۲

اور نظر سے کبھی تامل و تلاش کے معنی بھی مراد لیے جاتے ہیں۔ اور کبھی اس سے وہ معرفت اور رویت مراد ہوتی ہے جو تلاش کے بعد حاصل ہو۔

امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کی طرف نظر فرمانے کے معنی دیکھنا نہیں بلکہ صرف یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر احسان فرماتا اور انہیں اپنی نعمتیں پہنچاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: ولا یکلمھم اللہ ولا ینظر الیھم یوم القیٰمۃ "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کفار سے کلام نہ فرمائے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا" مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن کافروں پر اللہ تعالیٰ کا کوئی انعام و احسان نہ ہوگا۔

تفسیر روح المعانی[2] میں اسی آیہ کریمہ کی تفسیر میں ہے۔ لا ینظر الیھم کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ "کفار" پر مہربانی اور رحم نہیں فرمائے گا۔ اس کے بعد صاحب تفسیر[3] فرماتے ہیں کہ جس کے حق میں لفظ "نظر" کا استعمال جائز نہیں (جیسا کہ اللہ تعالیٰ) اس کیلئے اگر یہ لفظ کبھی استعمال ہوا ہے تو وہ اپنے اصلی معنی سے مجرد ہے اور صرف احسان کے معنی میں ہے۔

مجمع بحار الانوار لغت حدیث کی مشہور کتاب میں ہے کہ حدیث پاک ان اللہ لا ینظر الی صورکم الی اخر الحدیث میں نظر کے معنی دیکھنا نہیں بلکہ یہاں پسندیدگی رحمت اور مہربانی مراد ہے۔ اس کے بعد صاحب بحار الانوار فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نظر کے معنی ہیں کہ وہ اپنے بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیتا ہے اور ان کا محاسبہ فرماتا ہے۔

اس روشن اور مدلل بیان کو پڑھ کر ہمارے ناظرین کرام نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ ان دونوں لفظوں کے اصلی اور حقیقی معنی اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں بلکہ ان معنی سے اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا یقینی امر ہے۔

[1] مفردات امام راغب صفحہ نمبر ۵۱۵ ونظر اللہ تعالیٰ الی عبادہ وھو احسانہ الیھم وافاضۃ نعمہ علیھم قال ولا یکلمھم اللہ ولا ینظر الیھم یوم القیٰمۃ۔

[2] روح المعانی صفحہ نمبر ۱۸۰ پ ۳ تحت آیہ کریمہ ولا ینظر الیھم الآیۃ: ای لا یعطف علیھم ولا یرحمھم ۱۲۔

[3] وھم جار فی من لا یجوز علیہ النظر بمجرد المعنی الاحسان ۱۲

اس کے بعد یہ حقیقت خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ جب حاضر و ناظر کے اصل معنی سے اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا واجب ہے تو ان لفظوں کا اطلاق بغیر تاویل کے ذات باری تعالیٰ پر کیونکر ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں حاضر و ناظر کوئی نام نہیں اور قرآن وحدیث میں کسی جگہ حاضر و ناظر کا لفظ ذات باری تعالیٰ کیلئے وارد نہیں ہوا۔ نہ سلف صالحین نے اللہ تعالیٰ کیلئے یہ لفظ بولا، کوئی شخص قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا کہ صحابہ کرام یا تابعین یا ائمہ مجتہدین نے کبھی اللہ تعالیٰ کیلئے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کیا ہو۔

اور اسی لئے متاخرین کے زمانہ میں بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا شروع کیا تو اس دور کے علمائے نے اس پر انکار کیا بلکہ بعض علماء نے اس اطلاق کو کفر قرار دے دیا۔ بالآخر یہ مسئلہ (کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر ہے یا نہیں) جمہور علماء کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ اس میں تاویل ہو سکتی ہے اس لئے یہ اطلاق کفر نہیں۔ اور تاویل یہ کی ''حضور'' کو مجازاً علم کے معنی میں لیا جائے اور ''نظر'' کے مجازی معنی رؤیت مراد لے لئے جائیں۔ اس تاویل کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہا جائے گا تو یہ اطلاق علیم وبصیر اور عالم من یریٰ کے معنی میں ہو گا ملاحظہ فرمایئے درمختار اور شامی لے

رہا یہ سوال کہ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر قرار دے دیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ صاحب درمختار کا ''یا حاضر یا ناظر لیس بکفر'' کہنا ہی اس امر کی روشن دلیل ہے کہ بعض علماء نے اس کو کفر کہا تھا ورنہ صاحب درمختار کا یہ قول بالکل لغو

لے شامی جلد ۳ صفحہ نمبر ۳۲۷ (و یا حاضر یا ناظر لیس بکفر) صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ کو یا حاضر یا ناظر کہنا کفر نہیں، اس پر علامہ شامی رقمطراز ہیں قوله لیس بکفر فان الحضور بمعنی العلم شائع ما یکون من نجوی ثلاثة الا هو رابعهم والنظر بمعنی الرؤیة الم یعلم بان الله یری فالمعنی یا عالم یا من یرای، بزازیہ ''لیس بکفر'' کی وجہ یہ ہے کہ یا حاضر یا ناظر میں تاویل ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ ''حضور'' علم کے معنے میں عام طور پر مستعمل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما یکون من نجوی ثلاثة الا هو رابعهم کوئی سرگوشی تین افراد کی نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ ان کا چوتھا ہوتا ہے معلوم ہوا کہ کوئی فرد علم الٰہی سے باہر نہیں ہے اسی طرح یا حاضر یا عالم کے معنی میں ہو گا اور نظر رؤیت کے معنی میں مستعمل ہے اور رؤیت اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہے قرآن کریم میں ہے۔ الم یعلم بان الله یری لہذا یا حاضر یا عالم یا من یری کے معنی میں ہوا۔ ۱۲ منہ

اور بے معنی قرار پائے گا کیونکہ جب تک کوئی امر قابل انکار اور لائق تردید موجود نہ ہو اس وقت تک انکار اور تردید ممکن ہی نہیں۔

دیکھیے! آج تک کسی نے یہ نہیں لکھا کہ اللہ تعالیٰ کو رحمٰن ورحیم کہنا کفر نہیں کیوں؟ محض اس لئے کہ کبھی کسی نے اللہ تعالیٰ کو رحمٰن ورحیم کہنا کفر قرار ہی نہیں دیا۔ معلوم ہوا کہ بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا اسی لئے کفر قرار دیا تھا کہ ان دونوں لفظوں کے لغوی معنی اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں لیکن جمہور علماء نے ان کو لغوی معنی سے پھیر کر تاویل کر لی اور تاویل کے بعد حاضر و ناظر کے اطلاق کو اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز رکھا۔ اس تحقیق سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بغیر تاویل کے اللہ کو حاضر و ناظر کہنا قطعاً جائز نہیں۔

اس کے بعد یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں حاضر و ناظر کے اطلاق کو کفر و شرک کہتے ہیں یا تو وہ حاضر و ناظر کے معنی نہیں سمجھتے یا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا جیسا سمجھ لیا ہے کہ ایسے الفاظ کو اللہ تعالیٰ کیلئے خاص کرتے ہیں جن کے معنی لغوی صرف بندوں کے لائق ہیں اللہ تعالیٰ کے حق میں ان کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ (تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۳ تا ۸ مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام!

اللہ تعالیٰ نے علمائے یہود کے احکام الٰہیہ میں تحریف کرنے کا تذکرہ قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا ہے:

''یاهل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون''۔ (آل عمران آیت نمبر ۷۱)

ترجمہ: ''اے اہل کتاب! کیوں ملاتے ہو حق کو باطل کے ساتھ اور کیوں چھپاتے ہو حق کو حالانکہ تم جانتے ہو''۔

''لبس'' کا معنی ڈھانپ دینا یا کسی چیز کو دوسری چیز کے ساتھ غلط ملط کر دینا ہے۔

(مفردات القرآن (مترجم) صفحہ نمبر ۹۵۱)

علمائے یہود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمالات وعلامات جو ان کی آسمانی کتابوں کے صفحہ صفحہ پر ثبت تھے چھپایا کرتے تھے یا اللہ تعالیٰ کے ان احکام میں تحریف کر دیا کرتے تھے جن پر عمل کرنا ان کی طبع نازک پر گراں گزرتا۔

کتاب اللہ میں علمائے یہود کا تذکرہ کرنے سے مقصود یہ ہے کہ امت مسلمہ اس قسم کی تحریف اور برے افعال سے اپنے دامن کو صاف ستھرا اور پاکیزہ رکھیں تاکہ معاشرہ کی فضا پر امن رہے۔

مگر!

علمائے یہود کی پیروی کرتے ہوئے بعض افراد بزرگان دین (جن کی ولایت عند الفریقین مسلم ہے) اور دیگر علمائے اہلسنت کی تصانیف سے چند عبارات لے کر جن کا تعلق شطحیات سے ہے یا سیاق وسباق چھوڑ کر تحریراً/تقریراً علمائے یہود کے مشن کی ترقی وترویج، سستی شہرت، مصنف بننے کے زعم میں اور ملک کی پر امن فضا کو مکدر کرنے کیلئے شب وروز کوشاں ہیں۔

اس میدان میں..............

- ...... مولوی حق نواز جھنگوی ...... دیوبندی
- ...... مولوی محمد امین اوکاڑوی ...... دیوبندی
- ...... مولوی خالد محمود سیالکوٹی ...... دیوبندی
- ...... مولوی سعید احمد قادری ...... دیوبندی
- ...... مولوی محمد رمضان اُحسانی ...... دیوبندی
- ...... مولوی احسان الٰہی ظہیر ...... غیر مقلد، وہابی
- ...... مولوی عبدالرحمٰن (مصنف گمراہ کن عقائد) غیر مقلد، وہابی
- ...... مولوی حبیب الرحمٰن یزدانی ...... غیر مقلد، وہابی

کے نام سرفہرست ہیں۔ جنہوں نے ان بدافعال کو ہی اپنی زندگی کا مقصد وحید سمجھ لیا

ہے۔ اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دے...... ورنہ کل جب بروز محشر مالک ارض وسما کے حضور پیش ہوئے تو...... فقط ہاتھ ملنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کی تصنیف "تسکین الخواطر" کو منصۂ شہود پر آئے ہوئے ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے مگر آج تک کسی دیوبندی مکتبۂ فکر کے جید عالم کو کتاب ہذا میں کوئی کفر و شرک اور گمراہی و بے دینی کا پہلو نظر نہ آیا...... سبحان اللہ...... آج مولوی سعید دیوبندی کو کفر اور شانِ الوہیت میں گستاخی کی بو آرہی ہے...... اور افسوس صد افسوس ان علمائے دیوبند پر انہوں نے بغیر مطالعہ کے...... یا جان بوجھ کر "رضاخانی مذہب" پر تقاریظ لکھ کر اپنی عاقبت خراب کی ہے۔

قارئین کرام!

"تسکین الخواطر" کی پوری عبارت من وعن نقل کر دی ہے تاکہ آپ علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کے مدعا ومنشاء کی تہہ کو پاسکیں۔ عبارت کو غور سے پڑھیں اور انصاف سے بتائیں کہ اس میں کون سی بات گمراہی و بے دینی کی ہے جس کی وجہ سے "جناب سعید صاحب" اس قدر رنج پا رہے ہیں...... یعنہٖ اسی مدعا ومقصد کی عبارت "فتاویٰ شامی" میں موجود ہے۔ تو پھر کیا وجہ...... جرم ایک...... سزا مختلف...... سوچ سمجھ کر جواب دیں...... تاکہ آپ کی حق پسندی واضح ہو سکے!

تسکین الخواطر کی عبارت کا لب لباب

"حاضر وناظر" دونوں لفظوں کے اصلی وحقیقی معنی اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان نہیں۔ بلکہ ان معنی سے اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا یقینی امر ہے۔ مگر تاویل کے ساتھ ان الفاظ کا استعمال ذات باری تعالیٰ پر جائز ہے۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ جو شخص ان الفاظ کو ذات باری تعالیٰ پر استعمال کرے گا وہ کافر ہوگا یا نہیں؟ جب جمہور علماء کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ اس میں تاویل ہو سکتی ہے اس لئے یہ اطلاق کفر نہیں۔ اور تاویل یہ کی "حضور" کو مجازاً "علم" کے معنی میں لیا جائے اور "نظر" کے مجازی معنی "رؤیت" لئے جائیں۔ اس

تاویل کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو ''حاضر وناظر'' کہا جائے گا تو یہ اطلاق علیم وبصیر اور عالم من یریٰ کے معنی میں ہوگا۔

فتاویٰ شامی کی عبارت

صاحب درمختار فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کو یا حاضر یا ناظر کہنا کفر نہیں۔ اس پر علامہ شامی رقمطراز ہیں: ''لیس بکفر'' (کی وجہ یہ ہے کہ یا حاضر یا ناظر میں تاویل ہوسکتی ہے۔ اور وہ یہ کہ) ''حضور'' علم کے معنی میں عام طور پر مستعمل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ''مایکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم '' کوئی سرگوشی تین کی نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ ان کا چوتھا ہوتا ہے معلوم ہوا کہ کوئی فرد علم الٰہی سے باہر نہیں۔ اس طرح یا حاظر یا عالم کے معنی میں ہوگا۔ اور نظر رؤیت کے معنی میں مستعمل ہے اور رؤیت اللہ تعالیٰ کی ثابت ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ الم یعلم بان اللہ یری لہٰذا یا حاضر یا ناظر'' یا عالم یا من یریٰ کے معنی میں ہوا۔

(فتاویٰ شامی جلد ۳ صفحہ نمبر ۳۰۷ مطبوعہ بیروت)

صاحب فتاویٰ شامی علیہ الرحمۃ کے مختصر حالات زندگی

سید محمد امین بن عمر والشہیر بابن العابدین، اپنے زمانہ کے علامہ، فہامہ، فقیہ، محدث، محقق، مدقق، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے، علوم سید شیخ سعید حلبی اور شیخ ابراہیم حلبی سے پڑھے اور حدیث وفقہ کی سندیں حاصل کیں۔

۱۲۴۹ھ میں کتاب ردالمحتار شرح درالمختار المعروف بہ شامی تصنیف کی جو ایسی مقبول ہوئی کہ باوجود ضخیم ہونے کے متعدد بار شائع ہوچکی ہے۔ علاوہ اس کے رسالہ۔ سل الحسام الہندی لنصرۃ مولانا خالد النقشبندی۔ رسالہ شفاء العلیل اور تکملہ تصنیف فرمائے۔ اور آپ کے رسالہ ''شفاء العلیل'' پر علامہ طحطاوی وغیرہ فقہا نے تقریظیں لکھیں اور اس کی بہت تعریف کی۔ وفات آپ کی ۱۲۶۰ھ سے پہلے کی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ کے خلق الصدق سید محمد علاؤ الدین نے جو ردالمحتار کی چوتھی جلد، ۱۰ رصفر المظفر ۱۲۶۰ھ کو اپنے ہاتھ سے نقل کی ہے۔ تو اس



٣٠٧

فتاویٰ شامی (ردالمحتار) جلد ۳ صفحہ نمبر ۳۰۷ کا عکس

میں آپ کو مرحوم کے لفظ سے یاد کیا ہے۔[1] (حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۴۹۱، مطبوعہ لاہور از مولوی فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ)

فتاویٰ شامی (یعنی ردالمحتار) اور علمائے دیوبند

''فتاویٰ شامی'' علمائے دیوبند کے نزدیک فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں شمار ہوتا ہے۔ چنانچہ مولوی فیض احمد کگروی ملتانی دیوبندی مسئلہ ''قعدہ میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا'' کے تحت لکھتے ہیں کہ:

''فقہ حنفی کی درج ذیل معتبر کتابوں میں اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت کا ذکر ہے۔ فتاویٰ التاتارخانیہ، النوازل لابی اللیث، الذخیرہ، القنیہ، الحلیہ، فتح القدیر، بحرالرائق، نہر الفائق، الخانیہ، المجتبیٰ، الشامی، مواہب الرحمٰن، البرہان، المحیط، شروح مجمع البحرین، مراقی الفلاح الخ

(نماز مدلل صفحہ نمبر ۱۲۷ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان، از مولوی فیض احمد ملتانی سابق شیخ الحدیث قاسم العلوم ملتان)

اس کے علاوہ امداد الفتاویٰ اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں جابجا ردالمحتار یعنی ''فتاویٰ شامی'' کے حوالے درج ہیں۔ دونوں فتاویٰ کے ایک ایک صفحہ کا عکس ملاحظہ ہو۔ (صفحہ ۹۸،۹۷)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کا دعویٰ ان اسمائے حسنیٰ کے متعلق ہے جن کا قرآن وحدیث کی روشنی میں اظہار ہو چکا ہے۔ اس لئے علامہ نووی، علامہ خازن، امام ابوبکر، امام رازی اور حافظ ابن کثیر کے اقوال سے علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کے دعویٰ پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ تسعۃ وتسعین اسما من احصاھا دخل الجنۃ ھو الذی لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر الخالق الباری المصور الغفار القھار الوھاب الرزاق الفتاح العلیم القابض الباسط الخافض الرافع المعز المذل السمیع البصیر الحکیم

[1] علامہ سید محمد امین بن عمر معروف بہ ابن عابدین ۱۲۵۲ھ میں وفات پائی (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

ای مصرف الزکوٰۃ والعشر فی رد المحتار وھو مصرف ایضاً لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبۃ کما فی القھستانی الروایۃ الثامنۃ فی الدر المختار ان العشر والخراج والجزیۃ ارض العرب وما اسلم اھلہ طوعاً او فتح عنوۃ وقسم بین جیشنا والبصرۃ ایضاً باجماع الصحابۃ عشریۃ الی قولہ ویجب الخراج فی ارض الوقف والصبی والمجنون لو کانت الارض خراجیۃ والعشر لو عشریۃ ومصرف الزکوٰۃ فی المختار الی قولہ وقسم بین جیشنا وقال بیسنا الشمل ما اذا قسم بین المسلمین غیر الغانمین یأ العشر لان الخراج لا یوظف علی المسلم ابتداء اہ وذکرہ القھستانی در منتقی الروایۃ التاسعۃ فی رد المحتار عن الاسعاف ولو ادخل الفضولی الارض مزارعۃ فالخراج او العشر من حصۃ اھل الوقف عزیۃ ۳۴۹ ج ۳ الروایۃ العاشرۃ وما جاء مسلم اعتبر قربہ ما قارب الشی یعطی حکمہ الروایۃ الحادیۃ عشر فی الدر المختار ولا خراج ان غلب الماء علی ارضہ او انقطع الماء او اصابہ الزرع آفۃ الی قولہ فان عطلھا صاحبھا وکان خراجھا موظفا او اسلم صاحبھا او اشتری مسلم من ذمی ارض خراج یجب الخراج فی رد المحتار قولہ ولا خراج ای خراج الوظیفۃ وکذا خراج المقاسمۃ والعشر بالاولی لتعلق الواجب بعین الخارج فیھما الروایۃ الثانیۃ عشر فی الدر المختار ولا یؤخذ العشر من الخارج من الخراج لانھما لا یجتمعان فی رد المحتار ای لو کان لہ ارض خراجھا موظف لا یؤخذ منھا العشر الخارج وکذا لو کان خراجھا مقاسمۃ من النصف نحوہ وکذا لو کانت عشریۃ لا یؤخذ منھا خراج لانھما لا یجتمعان الخ الروایۃ الثالثۃ عشر فی الدر المختار ترک السلطان او نائبہ الخراج لرب الارض او وھبہ لہ ولو بشفاعۃ جاز عند الثانی وحل لہ لو مصرفا والا تصدق بہ یفتی ولو ترک العشر لا یجوز اجماعا ویخرجہ بنفسہ للفقراء اہ مختصراً فی رد المحتار قولہ وحل لہ لو مصرفا کالمفتی والمجاھد والمعلم والمتعلم وھذا اذا کان الخراج عن علوم لا یجوز لغیرھم وکذا اذا ترک عمال السلطان الخراج لاحد بدون علمہ - ان روایات سے مسائل ذیل ثابت ہوئے (اطلاع) جہاں لفظ عشر آوے گا عشر و نصف عشر دونوں کو عام ہوگا۔ مدعا عشر یا نصف عشر وضع عشرہ ہے جس کی تعریف عنقریب آتی ہے

امداد الفتاویٰ کے ایک صفحے کا عکس

سجدہ کرنا حرام ہے اور کفر ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تعظیماً سجدہ کرنا بھی عبادت میں داخل ہے اور سجدہ تعظیمی بعین سجدۂ عبادت ہے جو کہ باتفاق کفر ہے البتہ سجدۂ تحیۃ میں جو کہ سلام کی جگہ ہوتا ہے اختلاف ہے کہ کفر ہے کہ نہیں مگر حرمت میں اور گناہ کبیرہ ہونے میں اس میں بھی اختلاف نہیں ہے اور سجدہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کا اس شریعت میں منسوخ ہوگیا ہے۔ پس زید مذکور کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے۔ در مختار میں ہے وهل يكفر ان على وجه العبادة والتعظيم كفر وان على وجه التحية لا وصار آثماً مرتكباً للكبيرة كبيرة۔ انتهى مختصراً وفي الشامي ذكر الصدر الشهيد انه لا يكفر بهذا السجود لانه يريد به التحية وقال شمس الائمة السرخسي ان كان لغير الله تعالى على وجه التعظيم كفر قال القهستاني وفي الظهيرية يكفر بالسجدة مطلقاً۔ شامی جلد ۵۔ پھر اس کے بعد شامی نے یہ تحقیق فرمائی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جو سجدہ ملائکہ نے کیا تھا وہ منسوخ ہوگیا۔ اس حدیث سے لو امرت احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها۔ الخ پھر لکھا ہے وكان جائزا فيما مضى كما في قصة يوسف عليه السلام قال ابو منصور الماتريدي وفيه دليل على نسخ الكتاب بالسنة الخ۔ شامی پس اس عبارت سے سب شبہات رفع ہوگئے۔ فقط۔

ا؎ الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء ص ۳۳۷/۵ و ص ۳۳۸/۵ ۱۲ ظفیر
۲؎ رد المحتار باب ایضاً ص ۳۳۸/۵ ۱۲ ظفیر ۳؎ اختلفوا في سجدة الملائكة قيل كان لله تعالى والتوجه الى آدم للتشريف كاستقبال الكعبة وقيل بل لآدم على وجه التحية والاكرام ثم نسخ بقوله عليه السلام لو امرت احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها۔ رد المحتار كتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء ص ۳۳۸/۵ ۱۲ ظفیر
۴؎ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ والاستبراء وغیرہ ص ۳۳۸/۵ ۱۲ ظفیر ۵؎ ایضاً ۱۲ ظفیر۔

فتاویٰ دار العلوم دیو بند کے ایک صفحہ کا عکس

العدل اللطيف الخبير الحليم العظيم الغفور الشكور العلى الكبير الحفيظ المقيت الحسيب الجليل الكريم الرقيب المجيب الواسع الحكيم الودود المجيد الباعث الشهيد الحق الوكيل القوى المتين الولى الحميد المحصى المبدى المعيد المحيى المميت الحى القيوم الواجد الماجد الواحد الاحد الصمد القادر المقتدر المقدم المؤخر الأول الاخر الظاهر الباطن الوالى المتعالى البر التواب المنتقم العفو الرؤف المالك الملك ذو الجلال والاكرام المقسط الجامع المغنى المانع الضار النافع النور الهادى البديع الباقى الوارث الرشيد الصبور رواه الترمذى۔

(مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۹۹ مطبوعہ کراچی)

"مصنف رضا خانی مذہب" کی پیش کردہ آیات واحادیث نبوی کا مفہوم

(صفحہ نمبر ۶۲ حصہ دوم)

- قال عسیٰ ربكم ان يهلك عدوكم ويستخلفكم فى الارض فينظر كيف تعملون ۔ (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۲۹)

ترجمہ: "موسیٰ نے فرمایا قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور (اس کے بعد) تمہیں اس زمین کا مالک بنادے پھر وہ ظاہر فرمادے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو"۔ (البیان)

- علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فينظر كيف تعملون اعلم ان النظر قد يراد به النظر الذى يفيد العلم وهو على الله محال و قد يراد به تقليب الحدقة نحو المرئى التماساً لرؤيته وهو ايضاً على الله محال و قد يراد به انتظار وهو ايضاً محال و قد يراد به الرؤيته ويجب حمل اللفظ ههنا عليها قال الزجاج اى يرىٰ ذلك بوقوع ذالك منكم لان الله تعالىٰ لا يجازيهم على مايعلمه منهم و انما يجازيهم على مايقع منهم۔ (تفسیر کبیر)

- ثم جعلنا كم خلائف في الارض من بعدهم لننظر كيف تعملون۔

(سورۃ یونس آیت نمبر ۱۴)

ترجمہ: ''پھر ان کے بعد ہم نے زمین میں تم کو (ان کا) جانشین بنایا تاکہ ہم ظاہر فرمائیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو''۔ (البیان)

- امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لننظر: ای ليقع منكم ماتستحقون به الثواب والعقاب، ولم يزل يعلمه غيبا و قيل: يعاملكم معاملة المختبر اظهارا للعدل و قيل النظر راجع الى الرسل اى لينظر رسلنا و اولياؤنا كيف اعمالكم۔

(تفسیر قرطبی صفحہ نمبر ۳۱۸ جلد ۸ مطبوعہ بیروت)

- محشی تفسیر جلالین فرماتے ہیں:

قوله لننظر كيف تعملون : اى ليظهر متعلق علمنا و تعاملهم معاملة من ينظر و في الكلام استعارة تمثيلية حيث شبه حال العباد مع ربهم بحال رعيته مع سلطانها في امهالهم لينظر ماذا تفعل الخ۔

(تفسیر جلالین صفحہ نمبر ۱۷۱ حاشیہ نمبر ۱۵ مطبوعہ کراچی)

تاکہ ہمارے علم کا متعلق ظاہر ہو اور ان کے ساتھ دیکھنے والے والا معاملہ کریں۔

اس جگہ استعارہ تمثیلیہ ہے جیسا کہ حاکم رعایا کو مہلت دیتا ہے تاکہ دیکھے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔

الشہید کے معنی: حاضر، گواہی میں امین، جس کے علم سے کوئی شئی پوشیدہ نہ ہو (المنجد)

بصیر کے معنی: دانا بینا۔ (المنجد)

حقیقت یہ ہے کہ اگر فطرت سلیم اور عقل مستقیم رکھنے والا حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری عبارت کو غور سے پڑھے تو یہ اعتراض واقع ہو سکتا ہی نہیں مگر ''رضا خانی مذہب'' کے مؤلف اور اس کے مؤیدین کے مبلغ علم و عقل کا بھانڈا کس طرح چورا ہے میں پھوٹتا، ''الشہید'' کا معنی جو خدا تعالیٰ کے شایان شان ہے وہ یہ ہے کہ ''جس کے علم سے کوئی شئی پوشیدہ نہ ہو''۔ اس طرح ''بصیر'' کا معنی ''دانا'' غور طلب امر یہ ہے کہ اگر شہید کا معنی حاضر اور بصیر

واضح ظاہر ہے تو شہید اور بصیر کی بجائے اللہ تعالیٰ کیلئے حاضر اور ناظر کے الفاظ قرآن کریم میں کیوں نہ آئے؟ الحمد للہ اس سے بھی علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے دعویٰ کی تائید اظہر من الشمس ہے اور اگر ذرا تدبر و تامل سے کام لیا ہوتا تو ''مؤلف رضا خانی مذہب'' کو ذکر کردہ آیات و احادیث کے معنی دریافت کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی کیونکہ حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ حاضر بمعنی عالم اور ناظر بمعنی من یریٰ کی تاویل سے مستعمل ہے۔ چنانچہ اسی کی تائید امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں۔

''تسکین الخواطر'' کی دوسری عبارت

اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ جب وہ کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو وہ اس کی سمع اور بصر ہو جاتا ہے۔ (الحدیث) (وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی صفت سمع و بصر کا مظہر بن جاتا ہے) اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو جنہیں وہ چاہتا ہے ان میں اپنی کل صفات جمع کر دیتا ہے اور کبھی بعض صفات عطا فرماتا ہے اور درجہ بدرجہ تھوڑی تھوڑی صفات عطا فرماتا رہتا ہے۔ (تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۲۹ مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام!

مندرجہ بالا عبارت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کی مشہور تصنیف ''الیواقیت والجواہر'' سے نقل فرمائی ہے۔ علامہ شعرانی کا سن وفات ۹۷۳ھ ہے تقریباً پانچ صدی سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے اور آج تک کسی جید عالم نے عبارت مذکورہ اور صاحب عبارت پر جرح و تنقید نہیں کی۔ مگر آج پندرھویں صدی میں صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا ...... مفلوج العقل، ''مصنف رضا خانی مذہب'' مذکورہ عبارت کے ناقل پر کیچڑ اچھال رہا ہے۔

نہ خوف خدا...... نہ عاقبت کا اندیشہ۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

اہل علم کے نزدیک لفظ ''کل'' عام مخصوص بھی ہوتا ہے۔

جیسا کہ حاشیہ مشکوٰۃ پر محشی نے حدیث ''کل بدعۃ ضلالۃ'' کے تحت رقم فرمایا ہے

''وقولہ کل بدعۃ ضلالۃ'' عام مخصوص۔ (حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۲۷ مطبوعہ کراچی)

مولوی شجاع الدین قمر سندھ باروی دیوبندی مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے متعلق لکھتے ہیں

فکر تاریخ جو کی غیب سے آئی یہ ندا

شیخ کل بندۂ حق ہائے حسین احمد

(۱۳۷۷ھ)

(الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر صفحہ نمبر ۳۶۰ ناشر مکتبہ مدنیہ گوجرانوالا)

اس شعر میں بھی لفظ کل ''عام مخصوص'' ہے کیونکہ مولوی حسین احمد مدنی طائفہ دیوبندیہ کے شیخ ہیں نہ کہ تمام افراد عالم کے۔

مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی مولوی نذیر حسین دہلوی کے متعلق لکھتے ہیں۔

جنہوں نے اپنے ۶۰ سالہ درس حدیث کی وجہ سے ''شیخ الکل'' کا لقب حاصل کیا۔

(تراجم علمائے حدیث ہند صفحہ نمبر ۱۳۶ مطبوعہ ۱۹۳۸ء)

اس عبارت میں بھی لفظ ''کل'' ''عام مخصوص'' ہے کیونکہ مولوی نذیر حسین دہلوی فرقہ وہابیہ غیر مقلدین کے شیخ ہیں نہ کہ تمام افراد عالم کے۔

مذکورہ عبارت کا مقصد یہ ہے کہ کل صفات باری تعالیٰ جن کا مظہر ہونا بندہ کے حق میں شرعاً وعقلاً ممکن ہے ان سے اپنے بعض بندوں کو نوازتا ہے۔ جیسا کہ خود ''صاحب تسکین الخواطر'' نے عبارت مذکورہ کے تحت حاشیہ میں بایں طور پر تحریر فرمایا ہے۔

''لفظ کل سے وہ کل صفات مراد ہیں۔ جن کا مظہر ہونا بندہ کے حق میں شرعاً وعقلاً ممکن ہے''۔ (تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۲۹)

اگر!

''مصنف رضا خانی مذہب'' اس عبارت (جو کہ اس نے نقل کی ہے) کے بعد والے جملے بھی نقل کر دیتا تو تمام شکوک وشبہات کا ازالہ ہو جاتا۔

(١٢٥)

[illegible]

الیواقیت الجواہر جلد اول صفحہ نمبر ۱۲۵ کا عکس

عبارت یہ ہے: ''اور کبھی بعض صفات عطا فرماتا ہے اور درجہ بدرجہ تھوڑی تھوڑی صفات عطا فرماتا رہتا ہے۔'' (تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۲۹)

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ کل صفات الٰہیہ جن کا مظہر ہونا بندہ کے حق میں شرعاً وعقلاً ممکن ہے کہ کسی کو ایک کسی کو دو اور کسی کو تمام صفات عطا فرما دیتا ہے اور کسی کو درجہ بدرجہ عطا فرماتا رہتا ہے۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی کا مختصر ذکر خیر

عبدالوہاب نام، ابوالمواہب کنیت ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔

عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمد بن محمد بن موسیٰ الانصاری الشافعی المصری الشعرانی ۸۹۹ھ میں ساقیہ ابی شعرہ میں (جو کہ مصر کے اطراف میں ایک مقام ہے) پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ساقیہ ابی شعرہ میں پائی۔ سات برس کی عمر میں انہوں نے قرآن مجید حفظ کیا اور اجرومیہ وغیرہ یاد کرلیں۔ بارہ برس کی عمر میں مصر آئے اور جامع عمری میں ٹھہرے، یہیں منہاج، الفیہ، توضیح، تلخیص، شاطبیہ، قواعد ابن ہشام اور کتاب الروض (باب القضاء تک) یاد کیں اور پھر اپنے استادوں کو سنائیں۔

شیخ امین الدین امام جامع عمری سے فن قراءۃ کی تحصیل کی۔ مشہور فقیہ ومحدث شیخ شمس الدین دواخلی، نور الدین محلی، نور الدین جارجی، ملا علی عجمی، علی قسطلانی، علامہ شمونی، شیخ الاسلام قاضی زکریا الانصاری، شمس الدین رملی سے تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ پڑھی، پھر حدیث سے شغف ہوا اور اکابر شیوخ سے جن کی تعداد دوسو (۲۰۰) سے کم نہیں۔ حدیثوں کا سماع کیا۔ بعد ازاں تصوف کی طرف میلان ہوا تو شیخ خواص، شیخ محمد حنفی، شیخ محمد شناوی جو اس زمانہ کے نہایت بلند پایہ صوفیاء میں سے تھے، اس فن کی تکمیل کی۔ شیخ زیادی نے اپنے سفرنامہ میں بصراحت لکھا ہے:

واخذ الطریق عن نحو مائۃ شیخ

انہوں نے تصوف کی تعلیم سو سے زائد شیوخ سے حاصل کی۔

شیخ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہدہ اس طرح سے کیا کہ کئی برس تک مطلق نہیں لیٹے۔ چھت میں ایک رسی باندھ لی تھی خلوت میں اسے گردن میں ڈال لیتے تھے تاکہ گر نہ پائیں۔ کئی کئی دن تک برابر کچھ نہ کھاتے اور مسلسل روزے رکھتے تھے۔ بس چند اوقیہ روٹی کے ٹکڑوں پر افطار کرتے تھے۔ کھال کی ٹوپی اوڑھتے تھے اور پیوند لگے کپڑے پہنتے تھے۔ اخلاق و عادات گفتار و کردار میں موصوف اپنے شیوخ کا نمونہ تھے۔ اور مرتے دم تک ان ہی کے طریقہ پر عمل پیرا رہے۔

ان کی خانقاہ میں عشاء کے بعد سے مجلس ذکر کا آغاز ہوتا تو فجر تک یہ مجلس قائم رہتی تھی۔ شب جمعہ میں موصوف پوری رات درود شریف پڑھتے رہتے۔ ان کی خانقاہ میں طالبان رضائے الٰہی کی تربیت ہوتی تھی۔ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ تازندگی ارشاد وتبلیغ، درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مشغول رہے۔ حاسدوں نے ان کو بدنام کرنے کیلئے ان کی تصانیف میں خلاف شرع باتوں کا اضافہ کردیا۔ جس کی وجہ سے کچھ خلفشار ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے حاسدین کو رسوا اور ذلیل کیا اور ان کی قبولیت میں مزید اضافہ ہوا۔ ۴۷ سے زائد مشہور تصانیف یادگار چھوڑیں۔ ۹۷۳ھ میں انتقال ہوا اور اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے۔

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی وروحانی مقام

علامہ عبدالرؤف مناوی طبقات میں لکھتے ہیں:

ہمارے شیخ امام، عامل، عابد، زاہد، فقیہ، محدث، اصولی، صوفی اور سالک کی تربیت کرنے والے تھے۔ فقیہ النظر اور صوفی مشرب بزرگ تھے۔ موصوف سنت کے بڑے پابند تھے۔ ورع وتقویٰ میں مبالغہ کرتے تھے۔ اپنے اوقات کو تصنیف وتالیف، عبادت وریاضت اور درس وتدریس اور سلوک کی تعلیم میں تقسیم کر رکھا تھا۔

علامہ نجم الدین غزی لکھتے ہیں:

اللہ کی ان پر رحمت ہو، وہ علم، تصوف اور تالیف میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے

تھے...... ان کی تمام کتابیں مفید ہیں۔ اور ان کی تالیف اس امر پر شاہد ہیں کہ موصوف کی بہت سے علماء اولیاء اور صلحاء سے صحبتیں رہی ہیں۔ (الکواکب السائرہ جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۷۷)

شیخ ابو العباس احمد بن مبارک ملطی نے موصوف کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

سیدنا الامام ولی العلماء عالم الاولیاء مربی السالکین وبقیۃ الائمۃ العارفین المجتہدین۔

شیخ زیادی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں:

وہ اکثر مذاہب مروجہ اور غیر مروجہ کی تمام دلیلوں سے آگاہ تھے۔ اور اپنی غیر معمولی یادداشت اور کثرت معلومات کی بنا پر ان میں سے ہر مذہب کے علم استنباط سے واقف تھے۔ اس موضوع پر ان کی تالیفات پانچ ضخیم جلدوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور اکثر دو جلدوں میں ہیں
(فہرس الفہارس جلد ۲)

حافظ سید عبدالحئی الکتانی فہرس الفہارس میں لکھتے ہیں:

وہ عام طور پر قاضی زکریا، حافظ سیوطی اور کمال الدین طویل قادری اور قلقشندی سے اور اس طبقہ سے جو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ کے اصحاب پر مشتمل ہے روایت کرتے ہیں نیز قسطلانی سے بھی راوی ہیں۔ ان کی فہرست چھپ چکی ہے۔ جس میں اپنی مرویات کو بروایت سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جمع کیا ہے۔ (فہرس الفہارس جلد ۲ صفحہ نمبر ۳۰۷)

تاثرات علمائے دیوبند

مولوی انور شاہ کشمیری

امام شعرانی نے عالم بیداری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحیح بخاری پڑھی۔
(فیض الباری جلد اول صفحہ نمبر ۲۰۴)

مولوی اشرف علی تھانوی

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے قطب تھے۔
(حاشیہ الدر المنضود حصہ اول صفحہ نمبر ۲ مطبوعہ تھانہ بھون ۱۳۲۸ھ)

امام شعرانی اجلہ محققین سے ہیں۔ (التنبیہ الطربی للتھانوی صفحہ نمبر ۹۷)

مولوی خیر محمد جالندھری ملتانی

''صوفیاء کرام کے اقوال سے تقلید کا ثبوت'' کے تحت لکھتے ہیں:

شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا ارشاد ہے۔
(خیر التقلید صفحہ نمبر ۱۵ مطبوعہ ملتان ۱۳۷۱ھ)

مولوی سرفراز گکھڑوی گوجرانوالہ

شعرانی امام ہیں۔ (تسکین الصدور صفحہ نمبر ۱۹۷)

مولوی محمد حسن ولد مقصود میاں

امام شعرانی دسویں صدی ہجری کے اکابر علماء اعاظم صوفیاء میں بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ کا پورا نام ابوالمواہب عبدالوہاب بن احمد شعرانی تھا۔ آپ کا وصال بمقام قاہرہ ہوا۔ جہاں آپ بڑی مدت سے مقیم تھے۔ آپ کا مرتبہ اہل علم اور اہل عرفان کی نظر میں کافی بلند تھا۔ آپ کافی مقبول مصنف تھے۔ آپ کی علم تصوف، علم فقہ، علم نحو وغیرہ پر متعدد تصانیف ہیں۔ اور تمام تصانیف اہل علم اور اہل عرفان میں مقبول ہیں۔ (انوار قدسیہ مطبوعہ کراچی ۱۳۸۵ھ)

''انوار قدسیہ'' کے سرورق پر یوں لکھتے ہیں:

سراج السالکین، قدوۃ الفقہاء والمحدثین، غوث صمدانی، قطب ربانی، امام عبدالوہاب شعرانی نور اللہ مرقدہ وجعل الجنۃ مثواہ۔

مولوی محمد عبدالحلیم چشتی فاضل دیوبند

۱۔ علامہ شعرانی سنت کے بڑے پابند تھے۔ ورع وتقویٰ میں مبالغہ کرتے تھے۔ اپنے اوقات کو تصنیف وتالیف، عبادت وریاضت اور درس وتدریس اور سلوک کی تعلیم میں تقسیم کر رکھا تھا۔

۲۔ کتابوں کا بہت مطالعہ کیا۔ اللہ کی ان پر رحمت ہو۔ وہ علم تصوف اور تالیف میں اللہ

القطب الربانی و العارف الصمدانی
سید عبدالوہاب الشعرانی رح

علامہ امام شعرانی دسویں صدی ہجری کے اکابر علماء اعاظم صوفیا میں بلند مقام رکھتے تھے - آپکا پورا نام ابوالمواہب عبدالوہاب بن احمد شعرانی تھا - آپکا وصال بمقام قاہرہ ہؤا جہاں آپ بڑی مدت سے مقیم تھے آپکا مرتبہ اہل علم اور اہل عرفان کی نظر میں کافی بلند تھا آپ ابوالحسن الشاذلی کے سلسلہ شاذلیہ سے منسلک تھے۔ آپ ہی سے تصوف کا نیا سلسلہ شعرادیہ وجود میں آیا - آپ کافی مقبول مصنف تھے۔ آپ کی علم تصوف علم فقہ علم نحو وغیرہ پر متعدد تصانیفات ہیں اور تمام تصانیف اہل علم و اہل عرفان میں مقبول ہیں۔

آپکی تصانیف میں سے ایک اہم تصنیف 'انوار قدسیہ' اردو ترجمہ فی آداب العبودیتہ جو کافی عرصہ سے ناپید تھی ہم نے شائع کی ہے جو کہ اس وقت آپکے ہاتھ میں ہے اس کتاب سے اہل علم حضرات خاص کر تصوف سے دلچسپی رکھنے والے مستفیض ہونگے

محمد حسن ولد مقصو میاں مولوی

۱۵ شعبان ۱۳۸۵ھ

ناٹیشل پرنٹ :- فون ۳۲۸۶۳
مرکنٹائل پرنٹنگ پریس کراچی

اولیاء کی نشانیوں میں سے تھے۔ ان کی تمام کتابیں مفید ہیں اوران کی تالیفات اس امر کی شاہد ہیں کہ تصوف کی بہت سے علماء، اولیاء اور صلحاء سے صحبتیں رہی ہیں۔ انہوں نے تصوف کی تعلیم سو (۱۰۰) سے زائد شیوخ سے حاصل کی۔ (فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ صفحہ نمبر ۲۲۹،۲۲۸ مطبوعہ کراچی)

مولوی امین الحق دیوبندی لکھتے ہیں:

شیخ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انعام فرمایا ہے کہ میں مصر میں ہوتے ہوئے (مدینہ میں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس طرح گفتگو کرتا ہوں جیسے کوئی اپنے ہم مجلس سے بات کرتا ہے۔ جس کو یہ حال و ذوق حاصل نہیں ہے وہ اس قسم کی گفتگو اور مشاہدہ کا انکار کرتا ہے۔ (لطائف المنن صفحہ نمبر ۱۴۲)، ("خدام الدین" لاہور، ۲۸ رجون ۱۹۶۳ء)

مولوی عبدالحق چوہان دیوبندی لکھتے ہیں:

مجدد شہیر، عالم وعارف، کامل حضرت امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ۔

(سلسلہ مطبوعات مکتبہ معاویہ ملتان صفحہ نمبر ۱۷)

مفتی جمیل احمد تھانوی

امام شعرانی شافعی مذہب کے بڑے بزرگ عالم ہیں۔ نہایت معتبر عالم ہیں۔

(بحوالہ مقام رسول صفحہ نمبر ۵۸۷ طبع سوم ۱۹۸۸ء)

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

علامہ شعرانی علمائے اہلسنت وجماعت میں سے ہیں۔

(بحوالہ مقام رسول صفحہ نمبر ۵۸۶ طبع سوم ۱۹۸۸ء)

حافظ عبدالرشید سلفی (غیر مقلد) فاضل مدینہ یونیورسٹی

الشیخ ابوالمواہب عبدالوہاب بن علی بن احمد بن موسیٰ الانصاری الشافعی المصری الشعرانی وقیل الشعراوی تولد بمصر سنۃ ۸۹۹ھ وتوفی ۹۷۳ھ کان العامل العابد الزاہد الفقیہ المحدث الصوفی الاصولی اخذ عن القاضی زکریا والشمس الرملی واخذ الطریق عن نحو مائۃ شیخ وطالع

الکتب مطالعۃ کثیرۃ وکان رحمۃ اللہ تعالیٰ من آیات اللہ فی العلم والتصوف والتالیف ولہ مصنفات عدیدۃ شہیرۃ نافعۃ وقد دلت کتبہ علی انہ اجتمع بکثیر من العلماء والاولیاء والصالحین اطلع علی سائر ادلۃ المذاہب خاصا بالمستعملۃ والمندرسۃ وعلم استنباط کل مذہب منہا لکثرۃ محفوظاتہ۔

(الاجابۃ النافعۃ مع التعلیقات السالمۃ صفحہ نمبر ۹۲ مطبوعہ ملتان ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء)

مولوی محمد اشرف سندھو (غیر مقلد)

علامہ شعرانی نانویں صدی ہجری کے مشاہیر میں سے ہیں۔ (تاریخ التقلید صفحہ نمبر ۱۲۵)

مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (غیر مقلد)

مجھ نابکار کو ان سے کمال حسن عقیدت ہے۔ میں نے ان کی کتب سے سلوک و فروع کے متعلق بہت فیض حاصل کیا۔ مصر میں میں نے ان کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی۔ اور ان کی مرقد منور کی زیارت کی اور فاتحہ پڑھی۔ (تاریخ اہلحدیث برحاشیہ صفحہ نمبر ۱۳۶ طبع لاہور ۲۰۰۰ء)

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی

علامہ شعرانی عالم، محدث، صوفی، صاحب کرامات کثیرہ تالیفات نفیسہ، متبع سنت، مجتنب عن البدعۃ، جامع بین الشریعۃ والطریقۃ تھے۔ (تاج مکلل)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے

حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کے علم کے مدارج سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ اس نے بعض کو اپنے علم کا اثر عطا فرمایا ہے اور بعض کو اپنے علم سے ایک حصہ دیا ہے۔ اور بعض سے تمام پردے اٹھا دیئے ہیں۔ (جو علم انسان کیلئے شرعاً و عقلاً محال ہے) یہاں تک وہ دیکھتا، سنتا، جانتا اور کلام کرتا ہے اور زمین و آسمان کی کوئی شئے اس سے پوشیدہ نہیں۔ (مکاشفات غزالی صفحہ نمبر ۲۷۵ مطبوعہ لاہور)

رسالہ اثبات السماع کی عبارات

- اور سنا غنا کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے خلفاء راشدین نے صحابہ کبار نے

تابعین اتباع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین، ائمہ اثنا عشرہ نے چار سو چالیس مشائخ کبار نے دو ہزار اولیاء اللہ نے ایک سو بیس فقہا نے ایک ہزار علماء نے اور لاکھوں کی تعداد میں عامۃ المسلمین نے جیسا کہ ابن ہمام مکی نے اپنی تصنیف "جواز السماع" میں نقل کیا ہے۔

- الحمدللہ! احادیث سے ثابت ہوا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ نفس نفیس اور آپ کے چاروں خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے باجے کے ساتھ غنا سنی آپ کے دیگر صحابہ انصار و مہاجرین نے بھی اسی طرح حضور اور آپ کے خلفاء کی اتباع کی اور غنا سنی، اس کے بعد جو شخص غنا کو حرام کہے گا۔ وہ اس آیت کا مصداق ہوگا و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولیٰ ونصلہ جہنم۔ (الآیہ)

مسئلہ غنا میں اہلسنت و جماعت کا موقف

- علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۶۸ھ) فرماتے ہیں:

"جو غنا نفس کو حرکت دیتا ہے اور اسے ہوا و ہوس اور فسق و فجور پر انگیختہ کرتا ہے اس قسم کا غنا جس میں عورتوں کے حسن و جمال کا بیان ہو، جس میں شراب و دیگر محرمات کی تعریف ہو اس کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں بالاتفاق یہ مذموم ہے لیکن وہ غنا جو اس قسم کی قباحتوں سے پاک ہو، اس کا قلیل وقت کیلئے خوشی کے مواقع پر سننا جائز ہے۔ مثلاً شادی اور عید وغیرہ یا مشقت طلب کاموں پر جوش دلانے کیلئے"۔

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی صفحہ ۱۵ جز ۱۴ مطبوعہ بیروت)

- قاضی ثناء اللہ پانی پتی[1] رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۵ھ) فرماتے ہیں:

صوفیاء کرام نے اپنے سماع کیلئے چند شرطیں مقرر کی ہیں:

۱۔ سننے والے کا دل ذکر الٰہی سے مطمئن ہو، اس کی یاد میں مستغرق ہو، کسی غیر کی طرف

[1] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو "بیہقی وقت" اور آپ کے پیر حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ آپ کو "علم الہدیٰ" فرماتے تھے۔ آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے تلامذہ میں سب سے فائق ہیں (تراجم علمائے حدیث ہند صفحہ نمبر ۱۸۹ طبع اول ۱۹۳۸ء، از امام خان نوشہروی)

التفات نہ ہو۔

۲۔ گانے والا محل شہوت نہ ہو یعنی عورت یا نوخیز لڑکا نہ ہو۔

۳۔ محفل سماع اغیار سے خالی ہو۔

۴۔ نماز اور دیگر عبادات کی ادائیگی کا وقت بھی نہ ہو۔

جب یہ شرائط پائی جائیں تو سماع جائز بلکہ مستحب ہے کیونکہ سماع کی یہ تاثیر ہے۔ کہ دل میں محبت کا جو جذبہ خفتہ اور پنہاں ہوتا ہے سماع اس محبت کی آگ کو بھڑکا دیتا ہے۔ جن لوگوں کے دل میں عورتوں کا عشق سمایا ہوتا ہے ان کیلئے سماع حرام ہے کیونکہ وہ نفس کو برائی پر بھڑکاتا ہے۔ لیکن جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت خیمہ زن ہوتی ہے۔ سماع ان کے ذوق و شوق میں اضافہ کا موجب ہوتا ہے۔ ان کیلئے سماع مستحب ہے۔

قرآن کریم میں "لہوالحدیث" کو حرام کہا گیا ہے۔ اور صوفیاء کا سماع "لہوالحدیث" کے زمرہ میں نہیں ہے۔ وہ احادیث جن سے غنا کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ وہ بھی مخصوص بالبعض ہیں۔ کیونکہ ایسی احادیث بھی ہیں۔ جن سے غنا کا مباح اور جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ دونوں قسم کی احادیث میں ہم تطبیق اس طرح کریں گے کہ جو غنا فسق و فجور کا محرک ہو وہ حرام ہے اور جو یاد الٰہی کی آگ بھڑکا دے وہ جائز ہے۔

شرح کافی میں ہے کہ اچھی طرح جان لو کہ ہمارے علماء کرام کے نزدیک وہ سماع مکروہ ہے جو لہو اور گناہ کا باعث ہو، فاسقوں کا مجمع ہو، جو تارک الصلوٰۃ ہوں اور قرآن کریم کی تلاوت سے غافل ہوں۔ لیکن جس سماع سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مطلوب ہو، وہ محمود ہے، مذموم نہیں۔ علامہ ابوالقاسم بن محمد بن عبداللہ الدمشقی نے شرح البزدوی میں اسی مسئلہ کے متعلق اپنی یہی رائے ظاہر کی ہے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"السماع الیستجلب الرحمۃ من الکریم"۔

"سماع اللہ تعالیٰ کی رحمت کا جاذب ہے"۔ (تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۲۲۸ مطبوعہ انڈیا)

- **حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:**

سماع کے آداب کی شرطیں یہ ہیں:

۱۔ کہ جب تک اس کی ضرورت نہ ہو نہ کرے۔ اور اس کو اپنی عادت نہ بنالے۔

۲۔ دیر دیر سے سماع کیا کرے تا کہ اس کی عظمت دل میں بیٹھ جائے۔

۳۔ اور چاہیئے کہ جب تم سماع کرو تمہارا پیر اس جگہ موجود ہو۔

۴۔ سماع کا مکان عام لوگوں سے خالی ہو۔

۵۔ قوال محترم با شرع ہوں۔

۶۔ دل دنیا کے دھندوں سے خالی اور طبیعت لہو ولعب سے متنفر ہو۔

۷۔ جب تک سماع کی قوت پیدا نہ ہو ضروری نہیں کہ تم اس میں مبالغہ کرو۔ جب قوت زیادہ ہو جائے تو ضروری نہیں کہ اسے اپنے سے ہٹا دو اور قوت کے تابع رہو، جس بات کا وہ تقاضا کرے اگر ہلا دے تو ہلو۔ (ارشادات گنج بخش صفحہ نمبر ۱۰۲، ۱۰۳ مطبوعہ لاہور)

- **عوارف المعارف[1] میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں:**

سماع حلال بھی ہے اور حرام بھی...... لہٰذا جس نے اسے نفسانیت اور شہوت پرستی کی نگاہ سے سنا اس کیلئے حرام ہے۔ (عوارف المعارف صفحہ نمبر ۲۲۵)

- علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

(حدیث) میں جو "الغنی" حرام ہے۔ اس میں الف لام عہد کا ہے۔ اور اس سے مخصوص و معین غنا مراد ہے۔ جو علت ضلالت و موجب غوایت ہے جیسا کہ طوائف کا گانا یا اس کی مانند لہو ولعب کے طور پر خواہشات نفسانیہ کو ہیجان میں لانے والے گانے۔ پس اس روایت میں بھی مطلق غنا کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ (اثبات السماع صفحہ نمبر ۱۹ مطبوعہ ملتان ۱۳۹۳ھ)

---

[1] کتاب عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین سہروردی در تقصاء گفتہ در تصوف سنی کتابے بہتر از عوارف نیست۔ (تحقیق و تعلیق مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی صفحہ نمبر ۲۷ مطبوعہ لاہور از مولوی محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (غیر مقلد)

علمائے دیوبند کا فیصلہ

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

کہ سماع فی نفسہ اہل کیلئے جائز ہے۔ (التکشف صفحہ نمبر ۳۰ طبع کراچی)

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں:

یہ ہر سہ الفاظ (سماع اور غنا اور راگ) ایک معنی رکھتے ہیں۔ بلا مزامیر راگ کا سننا جائز ہے۔ اگر گانے والا محل فساد نہ ہو اور وہ مضمون راگ کا خلاف شرع نہ ہو اور موافق موسیقی کے ہونا کچھ حرج نہیں۔ (فتاوی رشیدیہ صفحہ نمبر ۵۵۵ مطبوعہ لاہور)

احادیث مبارکہ

- روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔ کہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک لڑکی انصار کی قرابت والی کا نکاح کیا۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے۔ فرمایا! تم نے اس عورت کو بھیج دیا۔ انہوں نے کہا۔ ہاں! فرمایا حضرت نے کیا تم نے اس کے ہمراہ کسی گانے والی کو بھیجا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں۔ پس حضرت نے فرمایا کہ تحقیق انصار ایک ایسی قوم ہے کہ جن کی عادت غزل گانا ہے پس اگر تم اس کے ساتھ ایسے کو بھیجتے، کہ جو گاتا کہ ہم تمہارے پاس آئے ہیں، پس اللہ ہم کو اور تم کو سلامت رکھے۔ تو بہتر ہوتا۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۲۷۲ مطبوعہ کراچی)

- حضرت عامر بن سعد سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں قرظہ ابن کعب اور ابو مسعود انصاری پر ایک نکاح میں داخل ہوا۔ اور اچانک وہاں لڑکیاں گاتی تھیں۔ پس میں نے کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں صاحبو اور اے اہل بدر! یہ تمہارے پاس غنا کیا جاتا ہے۔ پس ان دونوں نے فرمایا۔ اگر تم پسند کرتے ہو تو بیٹھ کر ہمارے ساتھ سنو اور اگر

ل سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۹۰۰، مسند احمد صفحہ ۳۹۱ جلد ۳، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث ۲۵۱۲، مجمع الزوائد صفحہ ۲۹۲ جلد ۴، المعجم الاوسط رقم الحدیث ۶۱۹۳۔ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

نا پسند ہو جانا تو چلے جاؤ کیونکہ ہمیں لہو کی شادی کے موقع پر رخصت دی گئی ہے۔ اس کو نسائی نے روایت کیا۔ انتہی (مشکوٰۃ شریف باب النکاح صفحہ نمبر ۲۷۳ مطبوعہ کراچی)

- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا انہوں نے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اس حالت میں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو لڑکیاں ایام تشریق میں دف بجاتی تھیں اور ہاتھ مارتی تھیں۔ اور ایک روایت میں آیا ہے اس مقولہ کے ساتھ غنا کرتی تھیں کہ جس کو انصار یوم بعاث (یعنی خزرج اور اوس کے قبیلہ کی لڑائی کا دن) میں ایک دوسرے کو کہتے تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں لڑکیوں کو ڈانٹا۔ اس پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے منہ کو کھولا اور فرمایا اے ابوبکر ان کو چھوڑ دو کیونکہ یہ ایام عید ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہر قوم کیلئے عید ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ اس کو بخاری اور مسلم نے متفق روایت کیا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر ۱۲۶ مطبوعہ کراچی)

- حضرت عمرو بن الشرید سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوار تھا سرکار نے مجھ سے فرمایا کیا تجھے امیہ بن ابی صلت کے کچھ اشعار یاد ہیں۔ میں نے عرض کیا ہاں حضور یاد ہیں۔ فرمایا کہ پڑھو میں نے ایک شعر پڑھا حضور نے فرمایا اور پڑھو اور پڑھو یہاں تک کہ میں نے سو شعر پڑھے۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۰۹)

- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو انصار کی لڑکیاں فرح و مسرت سے تمنا کرتی تھیں اور یہ شعر گاتی تھیں۔

ل بخاری رقم الحدیث ۹۵۲، ۹۴۹، مسلم رقم الحدیث ۸۹۲، ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۸۹۸، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ وضاحت فرمائی کہ ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے جیسے مجوسیوں کی عید نیروز ہے اور یہ دن ہماری عید کا دن ہے اور فرمایا خوشی کا دن ہے سواتی مقدار میں خوشی کے دن غنا کا انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ وہ غنا نہیں ہے جو دلوں میں فسق و فجور کی آگ بھڑکاتا ہے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ نمبر ۳۹۱ جلد ۶ طبع بیروت) (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

(دلائل النبوۃ للبیہقی صفحہ نمبر ۵۰۷ جلد ۲)

• حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی جہاد پر تشریف لے گئے تھے جب واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ رنگ کی لڑکی حاضر خدمت ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ سرکار میں نے نذر مانی تھی کہ حضور جب خیریت سے واپس تشریف لائیں گے تو میں آپ کے حضور دف بجا کر گاؤں گی حضور نے فرمایا کہ اگر تو نے نذر مانی ہے تو گا نا گا لے اور دف بجالے۔ ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔ وہ لڑکی گانے بجانے میں مشغول ہوگئی۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگئے مگر وہ بجاتی رہی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے، وہ تب بھی اپنے کام میں مشغول رہی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے پھر بھی وہ باز نہ آئی۔ حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے، آپ کے آتے ہی اس لڑکی نے اپنے سرین کے نیچے دف کو دبالیا۔ سرکار نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ تم سے شیاطین ڈرتے ہیں۔ میں بیٹھا وہ بجاتی رہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے وہ بجاتی رہی حضرت علی وحضرت عثمان رضی اللہ عنہما آئے پھر بھی وہ بجاتی رہی۔ لیکن اے عمر رضی اللہ عنہ جس وقت تم آئے اس نے دف کو چھپالیا۔

(مشکوۃ باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ صفحہ نمبر ۵۵۸)

قارئین کرام!

ابن ہمام کی کا قول جس کو علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالہ ''اثبات السماع'' میں نقل فرمایا ہے۔ انھی احادیث اور بزرگان دین کے اقوال کا خلاصہ ہے۔

علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرنے والو، شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فرمان سنو

''اباحت کے قائل حضرات کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کی جماعت کثیرہ جس میں عشرہ مبشرہ کے بھی کچھ حضرات ہیں اور تابعین تبع تابعین واتباع تبع اور دیگر علماء محدثین وعلماء دین کا جم غفیر جو صاحبان زہد وتقویٰ اور ارباب علم وعبادت ہیں۔ ان سے غنا اور اس کا سماع مروی ہے۔ اور انہوں نے ان سے اس باب میں اتنی روایات وحکایات بیان کی ہیں۔ جو بہت کافی ہیں۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۳۷۲ جلد اول)

مصنف ''رضا خانی مذہب'' کی کم علمی

مصنف مذکور رسالہ ''اثبات السماع'' سے ایک عبارت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سنا غنا یعنی باجے کو...... الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۱۳ حصہ دوم)

نمبر ۱...... خط کشیدہ الفاظ یعنی باجے کو علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ''اثبات السماع'' میں بالکل تحریر نہیں۔ مصنف مذکور نے اصل عبارت میں زیادتی کر کے بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔

نمبر ۲...... غنا کے معنی ''باجے'' کسی معتبر ومستند لغت میں نہیں ہیں۔ ایسا فقط عوام کو دھوکا دینے کیلئے کیا گیا ہے۔

غنا کے لغوی معنی

۱۔ غنا: گانا، نغمہ، سرود۔ (کریم اللغات صفحہ نمبر ۳۳۲)

۲۔ غنا: وہ آواز جس سے گایا جائے یعنی سرو غیرہ۔ (قاموس صفحہ نمبر ۲۷۲)

۳۔ غنی: الغنیۃ، وغناءٌ (تغنی) گیت، گانا۔ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۶۷۰)

۴۔ الغناء من الصوت: گیت سر، راگ۔

۵۔ غناء بالکسر، سرود۔ (منتخب اللغات صفحہ نمبر ۳۳۹)

۶۔ الغناء، من الصوت، گیت سر۔ (مصباح اللغات صفحہ نمبر ۵۹۸)

۷۔ غناء: راگ، نغمہ، گانا۔ (فیروز اللغات)

۸۔ غناء: راگ، موسیقی۔ (اردو لغت مرکزی اردو بورڈ لاہور صفحہ نمبر ۲۷۵)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کی تالیف

''حیات مولانا احمد رضا بریلوی''

کی ایک عبارت پر اعتراض اور اس کا جواب

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہٗ، امام احمد رضا بریلوی کے شعر و ادب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مولانا بریلوی ماہر فقیہ و مفتی اور مبلغ ہونے کے علاوہ شعر و ادب میں بھی استادانِ وقت سے پیچھے نظر نہیں آتے۔ ان کی نثری تخلیقات میں بعض محققانہ ہیں۔ بعض متصوفانہ، بعض فلسفیانہ، بعض عارفانہ، بعض ادیبانہ اور بعض سہل ممتنع کا اعلیٰ نمونہ معلوم ہوتی ہیں۔ نہ صرف اردو فارسی بلکہ عربی میں بھی ان کی فصاحت و بلاغت کا یہی عالم ہے۔ علمائے حرمین نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ امام مسجد حرام کے والد ماجد، عالم جلیل شیخ احمد ابوالخیر میرداد کی تحریر فرماتے ہیں''۔

''الحمد للہ علی وجود مثل هذا الشیخ فانی لم له مثله فی العلم والفصاحة''۔

ترجمہ: ''مولانا بریلوی جیسے شیخ کے وجود پر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں بے شک میں نے علم اور فصاحت میں ان جیسا نہیں دیکھا'' ....

نثر تخلیقات کے علاوہ مولانا بریلوی کی شعری تخلیقات بھی بلند پایہ ہیں۔ سخنوروں اور سخن شناسوں نے ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں (سابق صدر شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد سندھ) اپنے ایک فاضلانہ مقالے میں مولانا بریلوی کے فضل و کمال اور شعر و ادب میں ان کے مقام کا تعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ اپنے دور کے بے مثل علماء میں شمار ہوتے ہیں..............................شعر و ادب میں بھی ان کا لوہا ماننا پڑتا ہے۔ اگر صرف محاورات، مصطلحات، ضرب الامثال اور بیان و بدیع کے تمام الفاظ انکی جملہ تصانیف سے یکجا کر لئے جائیں تو ایک ضخیم لغت تیار ہو سکتی ہے۔

اسی طرح ہندوستان کے کہنہ مشق شاعر و ادیب کالیداس گپتا نے مولانا بریلوی کے شاعرانہ کمال پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے:

اسلامی دنیا میں ان کے مقام بلند سے قطع نظر، ان کی شاعری بھی اس درجہ کی ہے کہ انہیں انیس ویں صدی کے اساتذہ میں برابر مقام دیا جائے۔

......ذرا سے غور و فکر کے بعد ان کے اشعار ایک ایسے شاعر کا پیکر دل و دماغ پر مسلط کر دیتے ہیں جو محض ایک سخنور کی حیثیت سے بھی اگر میدان میں اترتا تو کسی استاد وقت سے پیچھے نہ رہتا...... ان کے کلام سے ان کے کامل صاحب فن اور مسلم الثبوت شاعر ہونے میں شبہ نہیں۔ اور ان کی نعتیہ غزلیں تو مجتہدانہ درجہ رکھتی ہیں......

مولانا بریلوی تلمیذ الرحمٰن تھے۔ انہوں نے کسی سے شرف تلمذ حاصل نہیں کیا۔ پھر بھی جو کچھ کہا ایسا کہا کہ پرکھنے والوں نے ان کو استادان وقت میں شمار کیا......

(حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی صفحہ نمبر ۱۵۰ تا ۱۵۲ ناشر اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ ۱۹۸۱ء/۱۴۰۲ھ)

اعتراض: مولانا احمد رضا بریلوی کو تلمیذ الرحمٰن کہا گیا ہے۔

جواب: بطور مجاز شاعر کو تلمیذ الرحمٰن کہنا اردو ادب میں مستعمل ہے۔ اس لئے اس پر اعتراض

کرنا اردو ادب سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

- صاحب فیروز اللغات لکھتے ہیں:

تلمیذ الرحمٰن: خدا کا شاگرد، مجازاً شاعر۔ (فیروز اللغات صفحہ نمبر ۳۳۱ مطبوعہ لاہور)

- شاعر مشرق علامہ اقبال فرماتے ہیں:

پاک رکھ اپنی زباں، تلمیذ رحمانی ہے تو
ہو نہ جائے دیکھنا تیری صدا بے آبرو

(بانگ درا صفحہ نمبر ۵۳ طبع جنوری ۱۹۸۹ء)

- مشہور کالم نویس میاں عبدالرشید لکھتے ہیں:

علامہ اقبال ایسے شعراء ہی کو تلامیذ الرحمٰن کہا گیا ہے۔ اور اسی قسم کی شاعری میں پیغمبری کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔ الخ (نوائے وقت (ملتان) ۲۰ جنوری ۱۹۸۸ء کالم نور بصیرت)

- الشعراء تلامیذ الرحمٰن (ماہنامہ نیرنگ خیال راولپنڈی جون ۱۹۸۷ء اشاعت خصوصی جلد ۶۳ شمارہ ۱۵/۱۷ صفحہ نمبر ۱۵ مدیر سلطان رشک)

- ۱۳۲۸ھ میں جب دیوان امیر خسرو منشی نول کشور (کانپوری) نے شائع کیا تو اس کی اطلاع کیلئے ایک اشتہار شائع کیا گیا جس کی ابتداء ان الفاظ سے کی گئی۔ الشعراء تلامید الرحمٰن۔

مذکورہ اشتہار دیوان امیر خسرو کے ابتداء میں رقم ہے۔



میاں عبدالرشید

اقبال کی خدمات (۳)

حضرت مجددؒ نے اپنے مکتوبات کے ذریعہ اکبر کے دور کے غیر اسلامی افکار سے اسلام کو پاک کیا۔ اور علماء اور امراء کو اپنا ہم خیال بنایا۔ شاہ ولی اللہؒ نے اپنی تصنیفات کے ذریعہ غیر اسلامی انداز فکر کی مخالفت کی اور علماء کے ذریعہ اپنا کام آگے بڑھایا۔ علامہ اقبالؒ نے اپنے اشعار کے ذریعہ یورپی افکار کے غلط اثرات کا مقابلہ کیا۔ ان کے اولین مخاطب مغربی تعلیم یافتہ مسلمان نوجوان تھے "جو مغربی افکار کی رو میں بہے چلے جا رہے تھے۔"

برطانوی دور میں افکار اسلامیہ کی تشکیل نو کے اس کام کو جس کا آغاز سرسید نے کیا تھا اور جس میں سید امیر علی، حالی، شبلی اور بعض دیگر حضرات نے نمایاں حصہ لیا تھا۔ اقبال نے ایک واضح صورت دی اور اس کو تکمیل سے ہمکنار کیا۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں:

طلسم عصر حاضر را شکستم
ربودم دانہ و دامش گسستم
خدا داند کہ مانند براہیم
بنار او چہ بے پروا نشستم

ترجمہ: میں نے موجودہ مغربی دور کے علم کو توڑا ہے۔ میں نے اس کا جال توڑ کر اس کی اصلیت کو پالیا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ حضرت ابراہیم کی مانند میں بھی اس کی آگ میں صحیح سلامت رہا ہوں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کام کے لئے وہ موزوں ترین شخصیت تھے۔ کیونکہ انہیں مشرق کے قدیم علوم کے ساتھ ساتھ مغرب کے جدید علوم پر بھی عبور حاصل تھا۔ مزید برآں وہ رموز تصوف سے بھی آشنا تھے۔ ان کا سینہ انوار الٰہی کا گنجینہ اور ان کا دل عشق رسولؐ کی تجلی سے معمور تھا۔

علامہ اقبال ایسے شعراء ہی کو تلامیذ الرحمٰن کہا گیا ہے۔ اور اس قسم کی شاعری میں پیغمبری کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔

بقول پروفیسر نکلسن "اقبال کی شخصیت کی ساحرانہ چمک دمک اور شعریات کی دلکشی میں مکمل مل جاتی ہے اور وہ ان پر چھا جانے سے پہلے ہی گرفتار کر لیتی ہیں"۔ چنانچہ ان کے افکار نے اہل دل کو متاثر کیا اور ان کا پیغام برصغیر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہر دل کو گرما گیا۔

عکس

روشنی کے مطابق وہ اور وہ حیا ہوتے ہیں ہم اس سنگین چار دیواری میں قید رہیں [illegible]
نکلنے کا وسیلہ ہے۔

اس نے تجربے کی دنیا میں [illegible] ایک جگہ کہا ہے ——— وہ کتاب ہی کیا
جس میں [illegible] ——— وہ زندگی ہی کیا [illegible]
خوب ہے کہ انسان ہے ——— [illegible] شاعری اس زبان سے روز مرہ کی زندگی میں [illegible]
ہے کہ [illegible] سبحان اللہ۔

[illegible] اس پر لکھا تھا برداشت کرو [illegible]
[illegible] برداشت کرو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] شاعری [illegible]
[illegible]
[illegible]
ہو گیا ہے [illegible] ہو جاتا ہے۔

شاعری کے بارے میں [illegible] تمام [illegible]
[illegible]
[illegible] زندگی سے شعر و ادب کو نکال دیں۔

اَلشُّعَرَاءُ تَلَامِیْذُ الرَّحْمٰن

عکس

الشعراء تلامیذ الرحمن

الحمد و المنة که درین آوان فرخ جان مبارک بنیان فرحت توامان کلام بلاغت نظام فصاحت انضمام چهار ارکان شریعت و طریقت فراج نظافت و لطافت معرفت و حقیقت مبنو اسم با مسمیٰ کلیات عناصر دواوین خسرو که هر عنصر مصرع چهارم رباعی فضل و کمال مصنفت از دیوان غرة الکمال است و هر شعر ازین چهار دیوان بر نفحات فکرت خسروی دالست اعنی علیه الرحمة اول تحفة الصغر نام نهاد و ثانی را وسط الحیوة نام داد و ثالث را غرة الکمال و رابع بلفظ بقیه نقیه نام برآورد تصنیف شریف شاهنشاه قلمرو ناز کی [illegible] معانی کبار خانواده معانی سالوک سالک تخندانی مسلم الثبوت استاد صاحب خسرو [illegible] التاج ناشران قبله و کعبه شاعران واقف خوض فن کاشف نکات سخن انامی اسرار خفی و جلی [illegible] الشعرا حضرت امیر خسرو دهلوی علیه رحمة الله القوی که از اعاظم خلیفه صاحب مقامات علیه [illegible] الکملا خلاصة العرفا سراج الاصفیا حضرت محبوب الٰهی نظام الدین اولیا [illegible] رحمة الله است بتصحیح و تنقیح عمدة المصححین مولانا محمد حامد علیخان حامد شاه آبادی

در مطبع منشی نولکشور واقع کانپور باهتمام بهگوان دیال انجنب طبع گردید

عکس

باب ششم

مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی بعض تصانیف وتالیفات کی بعض عبارات پر اعتراضات اور اس کا علمی محاسبہ

عبارت نمبر۱:

عرض: حضور مجذوب کی کیا پہچان ہے۔

ارشاد: سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا۔ حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ مشہور مجاذیب سے تھے احمد آباد میں مزار شریف ہے۔ میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں زنانہ وضع رکھتے تھے۔ ایک بار قحط شدید پڑا بادشاہ و اکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کیلئے گئے انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعا کے قابل ہوں جب لوگوں کی التجا وزاری حد سے گزری ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا مینہ بھیجیے یا اپنا سہاگ لیجئے۔ یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح امڈی اور جل تھل بھر دیئے۔ ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جا رہے تھے۔ ادھر سے قاضی شہر کہ جامع مسجد کو جاتے تھے آئے انہیں دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے مردانہ لباس پہنیے اور نماز کو چلئے اس پر انکار و مقابلہ نہ کیا چوڑیاں اور زیور اور زنانہ لباس اتارا اور مسجد کو

ساتھ ہو لئے۔ خطبہ سنا جب جماعت قائم ہوئی اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی فرمایا اللہ اکبر میرا خاوند حی لایموت ہے کہ کبھی نہ مرے گا اور مجھے یہ بیوہ کئے دیتے ہیں، اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی سرخ لباس۔ اور وہی چوڑیاں، اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار کے بعض مجاوروں کو دیکھا کہ اب تک کڑے جوش پہنتے ہیں یہ گمراہی ہے۔ صوفی صاحب تحقیق اور ان کا مقلد زندیق۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم صفحہ نمبر ۸۲،۸۳ مطبوعہ کراچی)

الزام نمبر۱: "رضا خانی مذہب میں خدا کی شادی"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹ حصہ اول مطبوعہ کوئٹہ)

جواب: مندرجہ بالا عبارت میں مولانا احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سچے مجذوب کی پہچان اور اس کے ساتھ ہی احمد آباد (انڈیا) کے ایک مجذوب کے دو واقعات نقل فرمائے ہیں۔ اور مجذوب احکام شرع کا مکلف نہیں ہوتا۔ اس لئے ان واقعات سے مختلف قسم کے عقائد ونظریات قائم کر کے مذہب حقہ اہل سنت وجماعت پر طعن وتشنیع کرنا سراسر جہالت اور کم فہمی کا نتیجہ ہے۔

اس کے علاوہ اگر "مصنف رضا خانی مذہب" ان واقعات کے بعد فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ ذیل ارشاد بھی بنظر عمیق مطالعہ کر لیتا تو اسے اوہام باطلہ کی یہ بے بنیاد عمارت تعمیر کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

"صوفی صاحب تحقیق اور ان کا مقلد زندیق"۔ (ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۸۳ مطبوعہ کراچی)

مجذوب احکام شرع کا مکلف نہیں ہوتا

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت مجنون لائی گئی جس نے زنا کیا اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المومنین آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص مرفوع القلم ہیں ایک نابالغ جب تک کہ بالغ نہ ہو۔ دوسرے سوتا ہوا جب تک جاگ نہ جائے تیسرے مختل الحواس جب تک کہ صحت یاب نہ ہو۔ اور یہ فلاں قبیلہ کی مختل الحواس عورت

مصنف رضاخانی مذہب اور مصنف گمراہ کن عقائد کیلئے

لمحہ فکریہ

- "یاایھاالذین امنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم"۔
(سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۲)

ترجمہ: "اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں"۔ (البیان)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت میں ظن سے مراد تہمت ہے۔

قال علماء نا فالظن ھنا وفی الآیۃ ھو التھمۃ۔

(الجامع لاحکام القرآن، صفحہ نمبر ۳۳۱ جلد ۱۷ مطبوعہ بیروت، از محمد بن احمد الانصاری القرطبی (م ۶۷۱ ھ)

- علماء فرماتے ہیں:

مومن صالح کے ساتھ برا گمان ممنوع ہے۔ اسی طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنی مراد لینا باوجود اس کے دوسرے صحیح معنی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو یہ بھی گمان بد میں داخل ہے۔ (خزائن العرفان، صفحہ نمبر ۸۲۳ مطبوعہ لاہور)

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کا خون، مسلمانوں کا مال اور مسلمانوں کے حق میں بدگمانی کرنا تینوں چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ (کیمیائے سعادت، صفحہ نمبر ۳۸۸ مطبوعہ لاہور، از امام محمد غزالی)

- حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حیا اختیار کرنا اور اپنی زبان کو قابو میں رکھنا ایمان کی دو شاخیں ہیں۔ اور فحش گوئی اور بیہودہ باتیں منافقت کی دو شاخیں ہیں۔ (ترمذی شریف ۱)

---

۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم گمان کرنے سے بچو کیونکہ گمان کرنا سب سے جھوٹی بات ہے۔ (بخاری شریف رقم الحدیث ۶۰۶۴، ۶۰۶۵، ۶۰۶۶، مسلم رقم الحدیث ۲۵۵۹، ابوداؤد رقم الحدیث ۴۹۱۷، ترمذی رقم الحدیث ۱۹۸۸، مسند احمد رقم الحدیث ۷۸۴۵ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص میرے واسطے ضامن ہو جائے اپنی زبان اور شرمگاہ کا تو اس کے واسطے [illegible] کی ضمانت کرتا ہوں۔ انتہی (ترمذی شریف)

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں اسے اعلان جنگ کرتا ہوں۔
(مشکوٰۃ مع شرح مرآت المناجیح صفحہ نمبر ۳۰۸ جلد ۳)

- حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نیک خو اور خوش خلق صائم الدہر اور قائم اللیل کا درجہ پاتا ہے۔
(مخزن اخلاق صفحہ نمبر ۱۹ مطبوعہ لاہور)

- زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے بہت خطرناک ہے۔ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ)
- ادب بہترین کمالات اور خیرات افضل ترین عبادت سے ہے۔
(حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ)
- بے ادب خالق و مخلوق دونوں کا معتوب و مغضوب ہے۔ (شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ)
- بدخلقی نجاست باطنی کی دلیل ہے۔ (حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ)
- اولیاء کرام سے محبت ایمان کی علامت اور ان سے بغض و حسد فرعون و شیطان کی عادت ہے۔ (حضرت احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ)
- ایک بار حضرت (حاجی امداد اللہ) صاحب کی خدمت میں ایک شخص نے دوسرے شخص کے کسی عمل کی کوئی شکایت کر کے اس پر طعن شرک کا کیا۔ آپ نے ترش ہو کر فرمایا۔ میاں کسی پر کیا طعن کرتے ہو جس روز حقیقت منکشف ہوگی دوسروں کا شرک و کفر سب بھول جاؤ گے۔ اپنے کو کافر و مشرک سے بدتر دیکھو گے۔ (کمالات امدادیہ صفحہ نمبر ۵۱ مطبوعہ لاہور)
- مومن کے دل میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کی دوستی کا ہونا ہزار ہا

ہے ممکن ہے کہ جس وقت اس شخص نے اس سے صحبت کی ہو یا اپنی اس مرض میں مبتلا ہو۔ غرض اس کو رہا کر دیا۔ (سنن ابی داؤد مترجم صفحہ نمبر ۳۵۲ جلد ۳ مطبوعہ لاہور)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

"عقواز اہل سکر عقل کا مغلوب ہو جانا جیسا کبھی احوال جسمانیہ سے ہوتا ہے ایسے ہی کبھی احوال نفسانیہ سے بھی ہوتا ہے اور یہ اطباء کے نزدیک بھی ثابت و مسلم ہے۔ منجملہ احوال نفسانیہ کے وہ احوال بھی ہیں جن سے سکر کا غلبہ ہوتا ہے اور عقل مغلوب ہو جاتی ہے۔ سو جس طرح مجنون و معتوہ شرعاً معذور ہے اسی طرح صاحب سکر و مغلوب الحال (یعنی مجذوب) بھی اپنے اقوال شطحیہ اور اپنے افعال ترک واجب یا ارتکاب محرم میں معذور ہے"۔

(التکشف عن مہمات التصوف صفحہ نمبر ۴۰۳ مطبع کراچی از مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی)

حدیث: "ذروا العارفين المحدثين عن امتي لا تنزلوهم الجنة ولا النار حتى يكون الله هو الذي يقضي فيهم يوم القيمة"۔ (جامع صغیر صفحہ نمبر ۱۸ جلد ۲، از امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: "ایسے عارفین کہ جو میری امت میں ہوں گے۔ (ان کے حال پر) چھوڑ دو"۔

جن کے ساتھ عالم غیب کی باتیں کی جاتی ہیں۔ (مطلب یہ ہے کہ ان کو اسرار خاصہ مکشوف ہوتے ہیں) نہ ان کو (اپنے فتوے سے) جنت میں نازل کرو اور نہ دوزخ میں (یعنی نہ ان پر جنتی ہونے کا حکم کرو نہ ناری ہونے کا مراد یہ ہے کہ اگر وہ ان اسرار کے ساتھ تکلم کریں اور غموض کے سبب سمجھ میں نہ آویں اور ظاہراً خلاف شرع معلوم ہوں تو بے سمجھے نہ ان کے معتقد ہو اور نہ ظاہراً خلاف شرع ہونے کے سبب ان کی تضلیل کرو۔ بلکہ ان کا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کرو) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہی قیامت کے روز ان کا فیصلہ فرماوے گا۔

(بوادر النوادر صفحہ نمبر ۳۳۹ طبع لاہور ۱۹۸۵ء، از مولوی اشرف علی تھانوی)

اس حدیث کی شرح میں علامہ عزیزی اور علامہ حفنی فرماتے ہیں:

قال العزيزي عن المناوي ويظهر ان المراد بهم المجاذيب و نحوهم الذين يبدو منهم ما ظاهره يخالف الشرع فلا تعرض لهم بشئ و

يسلم امرهم الى الله تعالى وقال الحفني اتركوا مخالطة المجاذيب والتكلم فيهم اى لا تحكموا بانهم من اهل الجنة لاعتقادكم فيهم الولاية ولا تحكموا بانهم من اهل النار نظراً لعلمهم المعاصى ظاهراً بل فوضوا امرهم لمولاهم۔

مجانین الا ان سر جنونہم
عزیز علی ابوابہم یسجد العقل اہ

(بوادر النوادر صفحہ نمبر ۳۴۰)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

جذب سے مراد یہاں وہ کیفیت نہیں جس میں سالک کا دل عالم غیب کی طرف یکسر مائل ہو جاتا ہے۔ اس کے دماغ سے ادھر ادھر کے خیالات بالکل نکل جاتے ہیں۔ اس کی عقل کا کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔ اور وہ شریعت کے احکام اور آداب معاشرت سے بالاتر ہو جاتا ہے۔ (ہمعات صفحہ نمبر ۳۸، از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ایک مجذوب کا واقعہ

(حاجی صاحب) نے مولوی عبدالرحمٰن جلال آبادی کا قصہ بیان کیا کہ جمال شاہ مجذوب جلال آباد میں مقیم تھے۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب باوجود فضل و کمال چندے ان کی صحبت میں بیٹھے۔ کچھ حالت جذب کی سی ہو گئی۔ پھر تو مولوی صاحب ہر وقت مجذوب جمال شاہ کی خدمت میں رہنے لگے۔ بایں ہیئت کذائی کہ کوئلوں کا تھیلا گلے میں اور ناریل ہاتھ میں ان کے پیچھے پیچھے پھرتے جب مجذوب صاحب کو حقہ کی ضرورت ہوتی آپ (مولوی عبدالرحمٰن) ناریل تیار کر کے سامنے رکھ دیتے۔ جب مولوی صاحب کا انتقال ہو گیا (تو) مجذوب صاحب آ کر کہنے لگے کہ مولوی صاحب ہمارا بوجھ نہ اٹھا سکے دفعۃً بوجھ اٹھالیا اگر ذرا رہجاتے تو سنبھال لیتے۔ (امداد المشتاق صفحہ نمبر ۱۰۹ مطبوعہ لاہور از مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی)

مولوی اشرف علی تھانوی اور مجاذیب کے تین قصے

- محمد الحضرمی مجذوب چلانے والے عجیب وغریب حالات وکرامات ومناقب والے بزرگ تھے۔ کبھی کبھی چلاتے ہوئے عجیب عجیب علوم ومعارف پر کلام کر جاتے اور کبھی کبھی استغراق کی حالت میں زمین وآسمان کے اکابر کی شان میں ایسی گفتگو فرماتے کہ اسکے سننے کی تاب نہ ہوتی۔ آپ ابدال میں سے تھے۔ (جمال الاولیاء، صفحہ نمبر ۱۸۸ مطبوعہ لاہور، از مولوی اشرف علی)

- ایک دن حاکم قصبہ ردولی کے کچھ لوگوں نے ایک چارپائی آنحضرت (شیخ احمد عبدالحق علیہ الرحمۃ) کی خانقاہ سے غصب کر لی تھی اور ان دنوں میں حضرت میر سید قطب مجذوب واصل حق بھی قصبہ مذکور میں تشریف رکھتے تھے۔ اکثر اوقات شراب نوشی میں مشغول رہتے تھے۔ پس ایک پیالہ شراب سے بھر کر میاں خضر کے ہاتھ میں دیا کہ برادرم حضرت شیخ عبدالحق قدس سرہٗ کی خدمت لے جاؤ۔ اور کہو کہ بزنم (یعنی اس کو مار ڈالوں) میاں خضر شراب کا پیالہ لے کر آنحضرت علیہ الرحمۃ کی خانقاہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر جانے کی ہمت نہ ہوئی کہ اس حالت سے آنحضرت علیہ الرحمۃ کے روبرو حاضر ہوں۔ حضرت نے صفائی باطن (یعنی کشف) سے معلوم کر کے بآواز بلند فرمایا کہ میاں خضر جس حالت میں ہو اسی طرح آؤ انہوں نے شراب پیالہ خدمت میں پیش کیا اور پیغام میر سید قطب کا عرض کیا۔ آنحضرت علیہ الرحمۃ نے شراب نوش جان کر کے فرمایا کہ جاؤ حاجت نہیں ہے۔ ایک دو گھنٹہ کے بعد قصبہ میں شور مچا اور اس ظالم کا جنازہ لوگ لائے۔ (السنۃ الجلیہ، صفحہ نمبر ۱۳۹، ۱۴۰ مطبوعہ ملتان از مولوی اشرف علی تھانوی)

- ملک یونس حق تعالیٰ کے بے حد عاشق تھے اور کوئی شئے بدن پر نہ رکھتے تھے برہنہ پھرتے تھے اور ان سے کرامتیں بہت ظاہر ہوئیں ....

ایک روز وہ دیوانہ راستہ میں بیٹھ کر شراب پی رہا تھا۔ حضرت قطب العالم (عبدالقدوس گنگوہی) اس راستہ میں پہنچے۔ جب اس کو اس حالت میں دیکھا اس راستہ سے کنارہ کی طرف بچ کر تشریف لے چلے۔ وہ دیوانہ شراب کا پیالہ ہاتھ میں لے کر دوڑا۔ اور

کہا (ترجمہ مصرعہ) کہ صوفی صاف دل نہیں ہوتا جب تک کہ شراب کا پیالہ نہ پیوے۔ جب آنحضرت علیہ الرحمۃ نے احتراز کرنا ممکن نہ سمجھا پیالہ لے کر منہ کے قریب لے جا کر بکھیر دیا۔ شاید کچھ قطرے حلق میں چلے گئے ہوں اور آنحضرت نے فرمایا کہ اس شراب میں شراب کا مزہ نہ تھا۔ اور ان کے چند قطروں کے مزہ سے بہت سے حالات وکمالات مجھ پر ظاہر ہوئے۔
(السنۃ الجلیہ فی الچشتیۃ العلیہ صفحہ نمبر ۱۳۰، ۱۳۱ مطبوعہ ملتان)

- اور ایک مدت کے بعد آنحضرت (مولانا عبدالقدوس گنگوہی) نے ان کی (۱) تربیت اور تکمیل کر کے خلافت عطا فرما کر ان کو ان کے وطن اعظم پور کی جانب رخصت کیا اور وقت رخصت وصیت کی کہ تمہارا کچھ حصہ نعمت باطن کا ایک سید مجذوب ملامتیہ مشرب کے حوالہ ہے کہ قصبہ بھتھناور میں رہتے ہیں۔ اور وہ مقام تمہارے وطن سے بہت نزدیک ہے۔ وہاں جا کر وہ نعمت بھی حاصل کرنی چاہیئے۔ جب شیخ عبدالغفور اپنے وطن پہنچے۔ بموجب پیر کے فرمان کے موضع بھتھناور میں گئے۔ اور اس سید کو دیکھا کہ صراحی شراب کی سامنے رکھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کو خیال ہوا کہ یہ شخص خلاف شرع ہے اس میں کیا کمال ہوگا۔ اس جگہ سے واپس ہو کر قصبہ بھتھناور کی ایک مسجد میں قیلولہ کیا اور ان کا ارادہ یہ تھا کہ نماز کے بعد اعظم پور کی طرف رخ کروں گا۔ اتفاقاً قضاء الٰہی سے قیلولہ کی حالت میں احتلام ہو گیا۔ بیدار ہو کر جب غسل کا ارادہ کیا تو مسجد کے جس گھڑے کو دیکھا شراب سے لبریز پایا۔ قصبہ کی تمام مسجدوں اور گھروں کو تلاش کیا سوائے شراب کے کچھ نہ ملا پھر نہر گنگ پر گئے جو اس موضع کے قریب بہتی تھی وہاں بھی بجز شراب کے اور کچھ نہ دیکھا خیال ہوا کہ سید بزرگوار کا تصرف ہے۔ مجبور ہو کر اپنے وسوسے سے توبہ کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ اگرچہ ہم لوگ ملامتیہ ہیں لیکن بموجب ارشاد نبوی کے ظنوا المؤمنین خیرا (یعنی مومن کے ساتھ اچھا گمان رکھو) چونکہ تم عالم ہو سب کے ساتھ نیک گمان رکھنا چاہیئے اور نیز تم کو یاد نہیں کہ تمہارے پیر دستگیر کا کیا حکم ہے۔ شیخ عبدالغفور عاجزی اور انکساری کے ساتھ پاس گئے اور عرض کی کہ خطا ہوئی معاف

(۱) شیخ عبدالغفور اعظم پوری علیہ الرحمۃ۔

فرمایئے۔ سید مذکور نے ان پر بہت شفقت کی اور وہ دولت جو کہ ان کے پاس ان کی امانت تھی ان کو سپرد کیا اور اعظم پور کو رخصت کیا۔ (السنۃ الجلیہ فی الچشتیہ العلیہ، صفحہ نمبر ۱۴۱، ۱۴۲ مطبوعہ ملتان)

قارئین کرام!

اگر کوئی شخص متذکرہ مجاذیب کے واقعات سے یہ نتیجہ اخذ کرے کہ دیوبندی مذہب میں حقہ پینا۔ زمین و آسمان کے اکابر کی شان میں ہلکے الفاظ استعمال کرنا۔ ننگے رہنا۔ اور شراب پینا جائز ہے تو...... "مصنف رضا خانی مذہب" فوراً سیخ پا ہو کر یہ کہے گا کہ یہ علماء دیوبند پر صریح بہتان ہے۔

اسی طرح احمد آباد کے مجذوب کے واقعات سے "مصنف رضا خانی مذہب" کا یہ نتیجہ نکالنا...... "رضا خانی مذہب میں خدا کی شادی" دروغگوئی۔ بہتان اور جہالت کے سوا کچھ نہیں۔

مولانا احمد رضا بریلوی پر تنقید کرنے والو!

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے متعلق بھی ذرا قلم کو جنبش دو!

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ احمد آباد سے گزرتے وقت موسیٰ سہاگ کی قبر پر جانا ہوا جو ایک مشہور بزرگ تھے۔ ان کے تمام متبعین عورتوں کی شکل میں تھے اور اس کلبہ میں انہی کے مقتداء تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک بار احمد آباد شدید قحط پڑا اور عوام و خواص نے موسیٰ سہاگ کی طرف رجوع کیا اور وہ پانی کی طلب کرنے (دعا) کیلئے نکلے اور اس مقام پر جہاں نماز استسقاء پڑھی جاتی تھی اس طرح پر جو ادب کے منافی تھا آسمان کی طرف منہ

[1] ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان نے السنۃ الجلیہ فی الچشتیہ العلیہ، شراب السراب، تمیز العشق من الفسق، اصلاح الخیال، احکام التجلی من التحلی والتدلی، التشرف، التصرف فی تحقیق التصرف، اور اور حمانی اذکار ربحانی ان رسائل کو یکجا کر کے معارف اشرفیہ جلد نمبر ۲۵ کے نام سے شائع کیا ہے۔

ع صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کیلئے (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

اٹھایا اور ایک ڈھیلا لے کر آسمان کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہا اگر بارش نہ ہوئی تو میں یہ لباس سہاگ اتار پھینکوں گا اور اس کو اس پتھر سے ریزہ ریزہ کر ڈالوں گا لوگ بیان کرتے تھے کہ اسی دن بارش ہوئی، اور لوگوں نے قحط سے نجات پائی۔ (القول الجلی فی ذکر آثار الولی (مترجم) صفحہ نمبر ۳۲۸ طبع لاہور ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

عبارت نمبر ۲: جب مجمع ہوا کفار کا مدینہ طیبہ پر کہ اسلام کا قلع قمع کر دیں غزوہ احزاب کا واقعہ ہے۔ رب عزوجل نے مدد فرمانا چاہی اپنے حبیب کی۔ شمالی ہوا کو حکم ہوا جا اور کافروں کو نیست و نابود کر دے۔ اس نے کہا الحلائل لا یخرجن، بیبیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں، فاعقمها الله تعالیٰ تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بانجھ کر دیا۔ اسی وجہ سے شمالی ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم صفحہ نمبر ۹۳ مطبوعہ کراچی)

الزام نمبر ۲: "خدا بے اختیار ہے"۔ (العیاذ باللہ)

اعتراض نمبر ۱، ۲:

- اس روایت کا کتب حدیث میں کہیں تذکرہ نہیں۔
- شمالی ہوا کو بانجھ کہنا اور اس سے بارش کا نہ ہونا یہ بھی لغو اور باطل ہے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۹ حصہ اول)

اعتراض نمبر ۱ کا جواب: مذکورہ واقعہ کو مشہور محدث "صاحب مسند بزار" شیخ ابوبکر احمد ابن عمرو بن عبدالخالق (المتوفی ۲۹۲ھ) نے اپنی مسند میں نقل فرمایا ہے۔ جیسا کہ علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

روی ابن مردویه [1] والبزار وغیرهما برجال الصحیح عن ابن عباس قال لما كانت ليلة الاحزاب قال الصبا للشمال اذهبى بنا ننصر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت ان الحرائر لاتهب بالليل فغضب الله عليها فجعلها عقيما وارسل الصبا فاطفات نيرانهم وقطعت اطنابهم فقال صلى

[1] ابوبکر بن موسیٰ مردویہ اصفہانی متوفی ۴۱۶ھ۔

الله علیه وسلم نصرت بالصباء واهلکت عاد بالدبور۔

(زرقانی شرح مواہب صفحہ نمبر ۱۲۱، ۱۲۲ مطبوعہ مصر از علامہ محمد عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ)

اس کے علاوہ اس واقعہ کو "صاحب سیرۃ حلبیہ" اور "صاحب مدارج النبوۃ" نے بھی نقل فرمایا ہے۔

- وعن ابن عباس رضی الله عنهما قالت الصبا للشمال: اذهبی بنا ننصر رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت: ان الحرائر لاتهب باللیل، فغضب الله علیها فجعلها عقیما، ویقال لها الدبور، فکان نصره صلی الله علیه وسلم بالصباء وکان اهلاک عاد بالدبور، وهی الریح الغربیة۔

(السیرۃ الحلبیہ صفحہ نمبر ۲۵۳، جلد ۲، مطبوعہ بیروت از علامہ علی بن برہان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ)

- ابن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک عجیب نکتہ بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ احزاب والی رات میں بادِ صباء نے بادِ شمال سے کہا آؤ ہم دونوں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد کریں بادِ شمال نے جواب میں بادِ صبا سے کہا ان الحرة لاتسیر باللیل حرہ یعنی اصیل و آزاد عورت رات کو نہیں چلا کرتی۔ بادِ صباء نے کہا حق تعالیٰ تجھ پر غضب کرے۔ اور اسے عقیم یعنی بانجھ بنا دیا۔ تو جس ہوا نے اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی وہ بادِ صبا تھی۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری مدد بادِ صبا سے کی گئی اور قوم عاد دبور یعنی بادِ شمال سے ہلاک کی گئی۔

(مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۴۰ مطبوعہ کراچی از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ)

یہی واقعہ مختلف الفاظ کے ساتھ معتبر کتب تفاسیر میں بھی موجود ہے۔

- <u>تفسیر القرآن العظیم از حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن کثیر القرشی الدمشقی متوفی ۷۷۴ھ</u> جلد ۳ صفحہ نمبر ۴۷۰ مطبوعہ لاہور، پاکستان

عن عکرمه قال: قالت الجنوب للشمال لیلة الاحزاب انطلقی ننصر رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت الشمال ان الحرة لاتسری باللیل قال فکانت الریح التی ارسلت علیهم الصبا۔

- <u>جامع البیان فی تفسیر القرآن از ابی جعفر محمد بن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ</u> جلد ۱۱ صفحہ نمبر ۱۵۳ مطبوعہ بیروت، لبنان ۱۹۹۵ء۔

حدثنا محمد بن المثنی قال ثنا عبدالاعلی قال ثنا داؤد عن عکرمه[1] قال قالت الجنوب للشمال لیلة الاحزاب انطلقی ننصر رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت الشمال ان الحرة لاتسری باللیل قال فکانت الریح التی ارسلت علیهم الصبا۔

تفسیر ابن جریر کے بارے میں علماء کے تاثرات

- اس امر پر پوری امت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ تفسیر ابن جریر جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔ (امام نووی شارح مسلم متوفی ۶۷۶ھ) (تاریخ تفسیر و مفسرین صفحہ نمبر ۱۹۳ مطبوعہ لاہور)
- تفسیر ابن جریر جملہ کتب تفاسیر سے اعظم و افضل ہے۔ اس میں تفسیری اقوال کی توجیہ و ترجیح کلمات کی نحوی حالت اور استنباط مسائل سے تعرض کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر سابقہ کتب تفاسیر پر فوقیت رکھتی ہے۔ (امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ (م ۹۱۱ھ) (الاتقان جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۹۰)
- لوگوں میں جو کتب متداول ہیں تفسیر ابن جریر ان سب سے صحیح تر ہے۔ اس میں علمائے سلف کے اقوال صحیح سنت کے ساتھ مذکور ہیں۔ (ابن تیمیہ ۷۲۸ھ) (فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۹۲)
- میں نے از ابتداء تا انتہا یہ تفسیر مطالعہ کی ہے میرے خیال میں روئے ارض پر ابن جریر سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں۔ (محدث ابن خزیمہ المتوفی ۳۱۱ھ) (تاریخ تفسیر و مفسرین صفحہ نمبر ۱۹۳)
- مشہور جرمنی مستشرق نولد یکی ۱۸۶۰ء میں تفسیر ابن جریر کے چند فقرات دیکھ کر کہا:
"اگر یہ تفسیر ہمارے ہاتھ لگ جاتی تو ہم متاخرین کی تمام تفاسیر سے بے نیاز ہو جاتے"۔ (تاریخ تفسیر و مفسرین صفحہ نمبر ۱۹۳)

---

[1] ابو عبداللہ عکرمہ بربری مدنی مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما یا مغرب بربر کے رہنے والے تھے حضرت ابن عباس، حضرت علی، حضرت ابوہریرہ و دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کسب فیض کیا۔ ۱۰۷ھ میں مکہ میں وفات پائی۔ (تہذیب التہذیب جلد ۵)

- الجامع لاحکام القرآن از محمد بن احمد الانصاری القرطبی المتوفی ۶۶۸ھ صفحہ نمبر ۱۳۳ جز ۱۴ مطبوعہ بیروت۔

قال عکرمة: قالت الجنوب للشمال لیلة الاحزاب : انطلقی نصرة النبی صلی الله علی وسلم ، فقالت الشمال : ان محوة لاتسری بلیل ، فکانت الریح التی ارسلت علیهم الصبا۔

مصنف رضاخانی مذہب جواب دے

اگر مذکورہ واقعہ نقل کرنے کی بنا پر فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ (نعوذ باللہ) گمراہ و بے دین ہیں تو مندرجہ ذیل علمائے سلف و خلف جنہوں نے اس واقعہ کو روایت اور نقل کیا ہے۔ جناب ان کے متعلق کیا حکم صادر فرمائیں گے۔

- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (م ۶۸ھ)۔
- حضرت ابو عبداللہ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۶ھ)۔
- حضرت ابوبکر بن موسیٰ بن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۱۶ھ)۔
- حضرت ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق صاحب مسند بزار (م ۲۹۲ھ)۔
- حضرت علامہ علی بن برہان الدین صاحب سیرۃ حلبیہ (م ۱۰۴۴ھ)۔
- حضرت علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۲۲ھ)۔
- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ)۔
- حضرت علامہ ابن کثیر قرشی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۴ھ)۔
- حضرت علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۱۰ھ)۔
- حضرت علامہ محمد بن احمد قرطبی (م ۶۶۸ھ)۔

تشریح: ''فارسلنا علیهم ریحاً وجنوداً لم تروها''۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۹)

ترجمہ: ''تو ہم نے ان پر آندھی اور لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے کافروں پر ہوا بھیجی۔ اور حدیث میں ہے کہ پروائی نے شمال سے کہا۔ چلو رسول خدا کی مدد کریں ان دونوں میں تطبیق کی یہی صورت ہے کہ حکم ربانی شمالی کو بھی ہوا مگر بذریعہ بادصبا یعنی اللہ تعالیٰ نے بادصبا کو حکم دیا کہ تم اور شمالی دونوں جاؤ اور میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد کرو۔ شمالی نے سرتابی کی، مورد غضب ہو کر سزایاب ہوئی۔

اگر یہ فرض کیا جائے کہ بادشمالی کو حکم ربانی نہیں تو اسے مورد غضب ٹھہرانے اور سزا دینے کی وجہ کیا تھی۔

توضیح مزید کیلئے یوں کہہ لیجئے۔ یہاں تین احتمالات ہیں۔

اول: حکم ربانی دونوں میں کسی کو نہیں تھا۔ بادصبا اپنی خوشی سے گئی تھی تو ''فارسلنا علیهم ریحا'' فرمانا غلط ہوا۔

دوم: حکم ربانی صرف پروائی کو تھا اس نے اپنی طرف سے شمالی سے کہا تو شمالی پر غضب اور اس کو سزا بے قصور ہوئی اور یہ ظلم ہوا۔

سوم: حکم دونوں کو تھا ایک کو براہ راست دوسرے کو بذریعہ صبا، بادصبا نے تعمیل حکم کی اور سرخرو ہوئی۔ شمالی نے نافرمانی کی سزایاب ہوئی۔ یہی ہمارا مدعا۔ اسی واقعہ کو فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے ملفوظات حصہ چہارم میں بیان فرمایا ہے۔ (تحقیقات، صفحہ نمبر ۱۳۷، ۱۳۸، مطبوعہ انڈیا از مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی)

اعتراض نمبر ۲ کا جواب: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے۔ فغضب الله علیها فجعلها عقیماً[1] یعنی اللہ تعالیٰ نے بادشمالی کو بانجھ کر دیا۔ بانجھ کرنے کا مطلب یہی ہے کہ اس سے پانی نہیں برستا۔

- علامہ محمد احمد الانصاری القرطبی المتوفی ۶۶۸ھ فرماتے ہیں:

قال عکرمة: قالت الجنوب للشمال لیلة الاحزاب : انطلقی لنصرة

[1] سیرۃ حلبیہ صفحہ نمبر ۶۵۳ جلد ۲۔

النبی صلی اللہ علی وسلم ، فقالت الشمال : ان محوۃ لاتسری بلیل ، فکانت الریح التی ارسلت علیھم الصبا۔ (الجامع لاحکام القرآن صفحہ نمبر ۱۴۳ جز ۱۴ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: ''حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (جنگ) احزاب کی رات میں بادجنوب نے بادشمال سے کہا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کیلئے چلو۔ بادشمال نے جواب دیا کہ کنواری عورت رات کو نہیں چلتی۔ جو ہوا (حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی مدد کیلئے) بھیجی گئی وہ بادصبا تھی''۔

حاشیہ تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں لفظ ''محوۃ'' کے تحت منقول ہے۔

محوۃ: من اسماء الشمال۔

لا نھا تمحو السحاب وتذھب بھا۔ (الجامع لاحکام القرآن صفحہ نمبر ۱۴۳ جلد ۱۴ حاشیہ نمبر ۱)

ترجمہ: ''(محوۃ) بادشمالی کے اسماء میں سے ایک نام ہے''۔

(وجہ تسمیہ) کیونکہ وہ بادلوں کو زائل کرتی ہے اور انہیں لے جاتی ہے۔ یعنی اس سے بارش نہیں ہوتی۔

یہ واقعہ مدینہ منورہ عرب شریف کا ہے۔ عربوں سے پوچھ لو۔ وہاں بادشمالی سے پانی کبھی نہیں برستا۔ ہندوستان پر عرب کو قیاس کرنا سراسر باطل ہے۔

فاضل بریلوی پر الزام کی حقیقت

مذکورہ واقعہ سے خداوند قدوس کی ''بے اختیاری ثابت کرنا'' عقل وفہم کا قصور اور جہالت وحماقت کے سوا کچھ نہیں۔

تعمیل حکم نہ کرنے اور حکم نہ چلنے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ حکم نہ چلنا حاکم کے عجز کی دلیل ہے اور کسی سرکش کا تعمیل حکم نہ کرنا اور تمرد و نافرمانی کی سزا پانا عجز کی دلیل نہیں۔ بلکہ حاکم کے قادر ہونے کی دلیل ہے۔ یہاں دوسری صورت ہے پہلی صورت نہیں۔

قارئین کرام! غور کریں:

- اللہ تعالی نے ابلیس لعین کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر اس نے سجدہ نہیں کیا یہ شیطان کی سرکشی ونافرمانی ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ شیطان نے نافرمانی کی۔ یہ تعبیر غلط ہے کہ شیطان پر اللہ تعالی کا حکم نہ چلا۔
- اللہ تعالی نے جن وانس کو حکم دیا کہ ایمان لاؤ اکثر نے نافرمانی کی۔ اس کی صحیح تعبیر یہی ہے کہ اکثر نے نافرمانی کی یہ تعبیر غلط ہے کہ اللہ تعالی کا حکم نہیں چلا۔
- اللہ تعالی نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اوامر شرعیہ کی پابندی کرو نواہی سے بچو۔ اکثر نے نافرمانی کی۔ اس کی صحیح تعبیر یہی ہے کہ اکثر نے نافرمانی کی۔ یہ تعبیر غلط ہے کہ اللہ تعالی کا حکم نہیں چلا۔
- اسی طرح بادشمال کو اللہ تعالی کا حکم ہوا کہ کافروں کو نیست ونابود کر۔ اس نے نافرمانی کی۔ اس کی بھی صحیح تعبیر یہی ہے کہ اس نے تعمیل حکم نہیں کی نافرمانی کی۔ اس کو بدل کر یوں کہنا کہ اس سے لازم آیا کہ اللہ تعالی کا حکم بادشمال پر نہ چلا اور نعوذ باللہ ''خدا بے اختیار ہے''۔ ایذائے صحافت کا بدترین جرم ہے۔ (تحقیقات صفحہ نمبر ۱۴۰)

عبارت نمبر ۳:

عرض: حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یا اللہ فرمایا اور دریا میں اتر گئے۔ پورا واقعہ یاد نہیں۔

ارشاد: غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے، بعد کو ایک شخص آیا، اسے پار جانے کی ضرورت تھی، کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا۔ عرض کی: میں کس طرح آؤں فرمایا: یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا۔ شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا، کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔ میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا: حضرت میں چلا، فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار

ہوا۔ غرض کی حضرت یہ کیا بات تھی۔ آپ اللہ کہتے تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں۔ فرمایا: ارے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔ اللہ اکبر۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول ۱۰۴،۱۰۵ مطبوعہ لاہور)

جواب نمبر۱: اصولی بات یہ ہے کہ دنیا کے مسلمہ اصول کے مطابق ہر علم و فن کا موضوع، اس کی غرض و غایت، اس کی اصطلاحات اور اس کے ماہرین جدا ہوتے ہیں اور اسی اعتبار سے ہر علم و فن کا اسلوب بیان بھی الگ ہوتا ہے۔ جو شخص کسی علم و فن کا ماہر ہو اور تجربہ کار نہ ہو۔ بسا اوقات اس فن کی کتابیں پڑھ کر شدید غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی عام آدمی میڈیکل سائنس کی کتابیں پڑھ کر اس سے اپنا علاج شروع کر دے تو یہ اس کی ہلاکت کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ یہی معاملہ اسلامی علوم کا ہے کہ تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد اور تصوف میں سے ہر ایک علم کا وظیفہ، اس کی اصطلاحات اور اس کا اسلوب بالکل الگ ہے، اور ان میں سب سے زیادہ دقیق اور پیچیدہ تعبیرات ان کتابوں میں ملتی ہیں جو تصوف اور اس کے فلسفے پر لکھی گئی ہیں کیونکہ ان کتابوں کا تعلق نظریات اور ظاہری اعمال کے بجائے ان باطنی تجربات اور ان واردات و کیفیات سے ہے جو صوفیائے کرام پر اپنے اشغال کے دوران طاری ہوتی ہیں اور معروف الفاظ و کلمات کے ذریعے ان کا بیان دشوار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں تک دین کے بنیادی مسائل، عقائد اور عملی احکام کا تعلق ہے وہ نہ علم تصوف کا موضوع ہیں اور نہ علمائے امت نے تصوف کی کتابوں کو ان معاملات میں کوئی ماخذ یا حجت قرار دیا ہے۔ اس کے بجائے عقائد کی بحثیں علم کلام میں اور عملی احکام و قوانین کے مسائل علم فقہ میں بیان ہوتے ہیں اور انہی علوم کی کتابیں اس معاملے میں معتبر سمجھی جاتی ہیں۔ خود صوفیاء کرام ان معاملات میں انہی علوم کی کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہ تصریح کرتے ہیں کہ جو شخص تصوف کے ان باطنی اور نفسیاتی تجربات سے نہ گزرا ہو اس کیلئے ان کتابوں کا دیکھنا بھی جائز نہیں۔ بسا اوقات ان کتابوں میں ایسی باتیں نظر آتی ہیں جن کا بظاہر کوئی مفہوم سمجھ نہیں آتا۔ بعض اوقات جو مفہوم بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے وہ بالکل عقل کے خلاف ہوتا ہے۔ لیکن لکھنے والے کی مراد کچھ اور

ہوتی ہے۔ اس قسم کی عبارتوں کو "شطحیات" کہا جاتا ہے۔ اس لئے کسی بنیادی عقیدے کے مسئلہ میں تصوف کی کتابوں سے استدلال ایک ایسی اصولی غلطی ہے جس کا نتیجہ گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔ (ملت اسلامیہ کا موقف صفحہ نمبر ۱۲۱ مطبوعہ پاکستان)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

"مشائخ سے جو اقوال و ارشادات (غلبہ حال میں) ظاہر ہوئے ہیں ان کا تعلق اعلیٰ کے مرتبہ کے ساتھ ہے (دوسروں کے فہم سے بالا ہیں) اور بعض اہل ظاہر ان اقوال کو شطحیات کہتے ہیں اس لئے کہ ظاہر شریعت کے خلاف ہیں چنانچہ یہ قول لیس فی الدارین غیر اللہ اور انا الحق اور سبحانی (ان کے متعلق تحقیق یہ ہے) کہ ان کا انکار اور رد جائز نہیں کیونکہ اہل حق اور اہلسنت و جماعت کے اقوال ہیں اور قبول کرنا بھی لازم نہیں کہ وہ معصوم نہیں ممکن ہے کہ ان کو لغزش ہو گئی ہو.......... ایسے مشائخ پر انکار کرنے سے بڑی محرومی ہوتی ہے کیونکہ منکر کو کوئی مرتبہ نہیں حاصل ہوتا بجز رسوا اور ذلیل ہونے کے کچھ نہیں ہوتا۔ صاحب عوارف فرماتے ہیں جس نے انکار کیا گمراہ ہوا اور حد سے آگے نکل گیا۔ اور تصدیق کرنے والا اگرچہ (ابھی تک) ان کے درجہ تک نہیں پہنچا (لیکن) امید ہے کہ تصدیق کی وجہ سے ان کی صحبت اور خدمت میں حاضر ہو کر بزرگوں کے کمالات حاصل کرے اور اس کو خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو۔ (السنۃ الجلیۃ فی الچشتیۃ العلیۃ صفحہ نمبر ۴۹، ۵۰ مطبوعہ ملتان، از مولوی اشرف علی تھانوی)

علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ (م ۱۱۴۳ھ) فرماتے ہیں:

"اے بھائیو! پہلی بات تم کو یہ معلوم ہونی چاہیے کہ مشائخ طریقت کے نزدیک ان کے مفرد و مرکب کسی بھی لفظ کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی کہ وہ خاص لغت میں گفتگو فرماتے ہیں۔ ان کے کلام کو اسی لغت خاص پر محمول کیا جانا چاہیے خواہ کلام عربی زبان میں ہو یا کسی دوسری زبان میں"۔ (الکلام الجلی صفحہ نمبر ۱۳۳ از مولانا وکیل احمد سکندرپوری)

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"اولیاء کرام پر اعتراض کرنے والے لوگ ان کے مصطلح معانی و مطالب سے بالکل جاہل

و بے خبر ہیں۔ کیونکہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کو علم مکاشفات میں رسوخ و مہارت حاصل ہو۔ بلکہ انہوں نے تو ان علوم کی بو تک نہیں سونگھی۔ (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ نمبر ۷ مطبع کراچی)

جواب نمبر ۲: ملفوظات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ حصہ اول کی عبارت ابتداء تا انتہا پڑھنے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ مذکورہ واقعہ کے متعلق آپ سے حوالہ دریافت کیا گیا ہے کہ جس کے جواب میں آپ نے حوالہ اور ساتھ ہی اس واقعہ کی تفصیل اپنے لفظوں میں ارشاد فرمائی ہے۔ اگر فقط حوالہ بتانے کی وجہ سے مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ اور ان کے متوسلین (نعوذ باللہ) گمراہ و بے دین ہیں تو علامہ عبدالوہاب شعرانی (م ۹۷۳ھ) اور علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (م ۱۱۴۳ھ) اور سیدی مصطفےٰ البکری حنفی علیہ الرحمۃ کے متعلق کیا حکم ہے؟ جنہوں نے اس واقعہ کو مسائل تصوف بیان کرتے ہوئے استدلال نقل فرمایا ہے۔ یاد رہے کہ یہ واقعہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کا نہیں بلکہ محمد شاذلی علیہ الرحمۃ (م ۸۴۷ھ) کا واقعہ ہے اسی لئے فاضل بریلوی نے بطور احتیاط اس جواب سے پیشتر لفظ غالباً استعمال کیا ہے۔ اگر واقعہ مذکورہ نقل کرنے کی بناء پر علامہ عبدالوہاب شعرانی کی قطبیت، علامہ عبدالغنی نابلسی اور سیدی مصطفےٰ البکری حنفی کی مسلمانی میں فرق نہیں آتا تو مولانا احمد رضا اور ان کے معتقدین (نعوذ باللہ) گمراہ کیوں؟...... خدارا...... کذب بیانی دروغگوئی، اور بہتان تراشی کو چھوڑیئے...... خدا سے ڈریئے...... کل بروز محشر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر کیا جواب دو گے۔ فرمان خداوندی ہے۔

''انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء''۔ (سورۃ فاطر آیت نمبر ۲۸)

ترجمہ: ''بے شک بندوں میں سے علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں''۔

''قال الربیع بن انس رضی اللہ عنہ من لم یخش اللہ فلیس بعالم''

ا امام احمد رضا فاضل بریلوی سے اس حکایت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ محض افتراء ہے انہوں نے فرمایا کہ تو اللہ اللہ مت کہہ یا جنید کہنا ملخصاً فتاویٰ رضویہ جدید صفحہ نمبر ۶۳۳ جلد ۲۶ طبع لاہور اور ملفوظات میں اس حکایت کو درج کیا گیا ہے وہ بقیۃ الملفوظ کے مرتب کو سہو ہوا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت کا اس حکایت کی تردید میں فتویٰ موجود ہے تو اعلیٰ حضرت پر الزام کیسا؟ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

''جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ عالم نہیں''۔

(الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ صفحہ نمبر ۳۵۹ جلد اول مطبوعہ پاکستان از علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (م ۱۱۴۳ھ)

علامہ عبدالغنی نابلسی دمشقی علمائے اہلسنت و دیگر محققین کی نظر میں

- **صاحب حدائق الحنفیہ مولوی فقیر محمد جہلمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:**

عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی نابلسی دمشقی: عالم محقق، فاضل مدقق تھے۔ علوم و فنون اپنے ملک کے علماء و فضلاء سے حاصل کئے اور اپنے چشمہ فیض سے ایک جماعت کثیرہ کو سیراب کیا ۱۱۴۳ھ میں وفات پائی ''محقق مذہب حنفی'' تاریخ وفات ہے۔

(حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۴۵۸ مطبوعہ لاہور)

- **شیخ حسین حلمی استنبولی فرماتے ہیں:**

النابلسی...... عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی بن اسماعیل بن احمد بن ابراہیم النابلسی الدمشقی العارف باللہ الحنفی الصوفی النقشبندی القادری ولد بدمشق سنۃ ۱۰۵۰ھ وتوفی بہا سنۃ ۱۱۴۳ھ۔ (الحنفیۃ الوھبیۃ مطبوعہ ترکی ۱۳۹۴ھ)

- **شیخ سید احمد طحطاوی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:**

قال العارف باللہ سیدی عبدالغنی النابلسی۔ (الحاشیۃ الطحطاویۃ علی مراقی الفلاح)

- **شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:**

الشیخ عبدالغنی بن اسماعیل النابلسی، الدمشقی، الحنفی، اشہر الاولیاء العارفین من عصرہ الی الان، اخذ عن کثیر من ائمۃ العلماء والاولیاء واخذ عنہ کثیر منہم (جامع کرامات الاولیاء جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

- **بطرس البستانی لکھتے ہیں:**

ھو اعظم من ترجمۃ علماء وولایۃ وزہدا وشہرۃ ودرایۃ وھو استاذ الاساتذۃ وجہبذ الجہابذۃ، الولی العارف ینبوع العوارف والمعارف، قطب الاقطاب، العارف ربہ الفائز بقربہ وحبہ، ذو الکرامات الظاہرۃ والمکاشفات الباہرۃ۔ (دائرۃ المعارف (عربی) جلد ۱۱ صفحہ نمبر ۱۶۰)

سیدی مصطفےٰ البکری حنفی علیہ الرحمۃ

کے متعلق علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولی کبیر شیخ الطریقۃ الخلوتیہ اور ائمۃ الحنفیہ میں عظیم امام السید المصطفےٰ البکری ہیں۔ (شواہد الحق صفحہ نمبر ۶۱۵ مطبوعہ لاہور)

اعتراض: مذکورہ واقعہ جھوٹا اور من گھڑت ہے۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۳۲ حصہ اول)

جواب: مذکورہ واقعہ کو جھوٹا اور من گھڑت کہنا مطالعہ کی کمی، مسائل تصوف سے ناآشنائی اور بغض اولیاء اللہ کے سوا کچھ نہیں۔

اس واقعہ کو جلیل القدر علمائے اہلسنت نے مسائل تصوف کے ضمن میں بطور استدلال نقل فرمایا ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

- ومما يحث المريد على اتخاذ الشيخ الحي مسترشداً منه والميت مستمداً منه ما نقله الشيخ عبدالوهاب الشعراوي رحمه الله تعالىٰ في كتابه العهود المحمدية: ان معروف الكرخي كان يقول لأصحابه: اذا كان لكم الى الله تعالىٰ حاجة فاقسموا عليه بي ولا تقسموا عليه به تعالىٰ، فقيل له في ذلك فقال: هؤلاء لا يعرفون الله تعالىٰ فلم يجبهم، ولو انهم عرفوه لاجابهم، وكذلك وقع لسيدي محمد الحنفي الشاذلي انه كان يعدي من مصر الى الروضة ماشياً على الماء هو وجماعته فكان يقول لهم: قولوا يا حنفي، وامشوا خلفي واياكم ان تقولوا يا الله! تغرقوا، مخالف مشخص منهم وقال: يا الله فزلقت رجله فنزل الى لحيته في الماء فالتفت اليه الشيخ وقال: ياولدي انك لا تعرف الله تعالىٰ حتى تمشي باسمه على الماء، فاصبر حتى اعرفك بعظمة الله تعالىٰ ثم اسقط الوسائط، انتهىٰ۔

ترجمہ: مرید کو رشد و ہدایت اور امداد حاصل کرنے کیلئے زندہ یا وصال فرمودہ شیخ کا دامن پکڑنے پر، العہود المحمدیہ میں شیخ عبدالوہاب شعراوی کی یہ نقل شوق لاتی ہے کہ حضرت معروف کرخی اپنے احباب کو فرمایا کرتے تھے کہ اگر بارگاہ الٰہی میں تمہاری کوئی حاجت ہو تو اللہ تعالیٰ کو

میری قسم دو، اس ذات کی قسم نہ دو۔ اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا (کہ اس کی وجہ کیا ہے؟)؛ تو انہوں نے فرمایا: یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں رکھتے لہٰذا وہ ان کی درخواست قبول نہیں فرماتا اور اگر اسے پہچانتے تو ان کی دعا قبول فرماتا، اسی طرح سیدی محمد حنفی شاذلی سے منقول ہے۔ وہ ایک جماعت کے ہمراہ مصر سے روضہ کی طرف پانی پر چلتے ہوئے جا رہے تھے۔ اور انہیں فرماتے تھے "یا حنفی" کہتے ہوئے میرے پیچھے چلتے رہو اور دیکھو! "یا اللہ" نہ کہنا ڈوب جاؤ گے! ان میں سے ایک شخص نہ مانا اور "یا اللہ" کہا اس کا پاؤں پھسلا اور حلق تک پانی میں چلا گیا، شیخ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: بیٹے! تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں ہے حتیٰ کہ اس کا نام لے کر پانی پر چل سکے۔ ٹھہر! تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت عطا کرتا ہوں یہ کہا اور تمام حجابات اٹھا دیئے"۔ (انتہیٰ)

(۱)..... (کشف النور عن اصحاب القبور صفحہ نمبر ۲۰ مطبوعہ پاکستان از علامہ عبدالغنی آفندی، نابلسی حنفی (م ۱۱۴۳ھ)

(۲)..... (الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ جلد دوم از عبدالغنی نابلسی حنفی)

(۳)..... (مشارق الانوار القدسیۃ فی بیان العہود المحمدیہ از علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۷۳ھ)

(۴)..... (لمع البرق المقامات العوال فی زیارۃ سیدی حسن الراعی وولدہ عبدالعال از سیدی مصطفےٰ البکری حنفی علیہ الرحمۃ)

اعتراض: ملفوظات اور الحدیقۃ الندیہ کی عبارات آپس میں متعارض ہیں۔

جواب: فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے حدیقہ کی عبارت کا مفہوم اپنے الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے نہ کہ من وعن عبارت بیان فرمائی ہے۔ اس لئے یہ اعتراض لغو ہے۔

اعتراض: الحدیقۃ الندیہ کی عبارت میں کوئی ایسے الفاظ نہیں ہیں جن کا ترجمہ شیطانی وسوسہ ہو۔

جواب: اہل تصوف حضرات کے نزدیک مرید پر اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل و بجا آوری واجب و ضروری ہے۔ اور اس کے امر کے خلاف کرنا ضلالت و گمراہی ہے۔ گمراہی کا سبب شیطان ہے۔ جیسا کہ نص قطعی سے ثابت ہے۔

اس لئے فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے محمد حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے خلاف کرنے کو شیطانی وسوسہ سے تعبیر کیا ہے۔

- **حضرت سید علی بن عثمان ہجویری علیہ الرحمۃ المعروف حضرت داتا گنج بخش لاہوری فرماتے ہیں:**

مرید کو لازم ہے کہ پیروں کی بات میں دخل اور تصرف نہ کرے۔
(کشف المحجوب صفحہ نمبر ۵۶۲ مطبوعہ لاہور)

- **حضرت عبدالواحد بلگرامی (م ۱۰۱۷ھ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:**

شیخ کا جو قول اور فعل، حال یا مآل دیکھے اس پر کوئی اعتراض نہ کرے۔ اور شیخ کے ظاہری و باطنی تصرفات کے تسلیم کر لینے میں مشغول رہے۔ (سبع سنابل صفحہ نمبر ۱۳۳ مطبوعہ لاہور)

- **غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:**

مرید پر واجب ہے کہ ظاہر عمل میں شیخ کی مخالفت نہ کرے اور نہ دل میں اس پر اعتراض کرے، ظاہر میں شیخ کی نافرمانی کرنے والا گستاخ و بے ادب ہے اور باطن میں اس پر معترض ہونے والا خود اپنی تباہی اور ہلاکت کا خواستگار ہے، مرید کو چاہیے کہ شیخ طریقت کی طرفداری میں اپنے نفس کو مصروف رکھے اور ظاہر و باطن میں شیخ کی مخالفت سے اپنے نفس کو باز رکھے۔ اور اس کی اس خواہش پر اس کو ملامت کرے۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ نمبر ۶۱۲ مطبوعہ کراچی)

۱؎ حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ایک شب میں نے مدینہ منورہ میں بستر خواب پر عالم واقعہ میں دیکھا کہ میں اور سید صبغت اللہ بروجی ایک ساتھ دربار اقدس رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور دیکھا کہ وہاں صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی بھی ایک بڑی جماعت موجود ہے اور ان میں ایک صاحب ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے تبسم اور شیریں لبی کے ساتھ باتیں فرما رہے ہیں اور ان کے حال پر نہایت توجہ و التفات فرماتے ہیں۔ جب مجلس مبارک تمام ہو چکی تو میں نے سید صبغت اللہ سے پوچھا کہ یہ کون صاحب تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے اس قدر التفات فرماتے ہیں انہوں نے جواب دیا، میر عبدالواحد بلگرامی اور ان کے زیادہ احترام کا سبب یہ ہے کہ ان کی تصنیف سبع سنابل جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقبول ہوئی۔ (مع التواریخ جلد اول، مآثر الکرام صفحہ نمبر ۲۹)

حضرت سید قلندر علی سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

- اگر پیر کا کوئی فعل مرید کے فہم اور ادراک میں نہ بھی آئے تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت خضر علیہ السلام کے قصہ کو مدنظر رکھ کر خاموش رہے اور اس وقت تک انتظار کرے جب تک خود بیان نہ کر دے۔
- مرید تصرفات پیر میں اپنے آپ کو سپرد کر دے اور ہر حال میں پیر کا تابع فرمان رہے اور شیخ کے تصرفات پر کوئی اعتراض نہ کرے۔ اس لئے کہ کامل کا ہر قول و فعل کسی حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔
- شیخ کے تصرفات کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے ظاہر و باطن پر معترض نہ ہو۔
- مرید اپنا اختیار بالکل چھوڑ دے اور دینی و دنیاوی امور میں شیخ کے فرمان و ارادہ کے ماتحت رہے۔ (الفقر فخری صفحہ نمبر ۱۸۳، ۱۸۹ مطبوعہ لاہور)

شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں:

مرید وہ ہے جس کا ارادہ شیخ ہی کا ارادہ ہو۔ کیونکہ شیخ آمر اور مرید مامور ہے اور جو امر شیخ سے صادر ہو وہ گویا اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ پس مرید پر واجب ہے کہ بلا تاخیر و تقصیر اس کی متابعت کرے اس لئے کہ مرید پر نفس کا مغلوب کرنا شیطان کے دفع کرنے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ مرید اگر کسی قول و فعل میں شیخ کے خلاف ہو گا تو صدق و ارادت کے لائق نہیں رہے گا۔ (الفقر فخری صفحہ نمبر ۱۸۸ مطبوعہ لاہور)

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں:

احترام باطنی یہ ہے کہ شیخ پر کسی بات سے انکار نہ کرے اور ظاہر کی طرح باطن میں بھی قولاً فعلاً سکو ناً حرکۃً رعایت رکھے، ورنہ منافق ہو جائے گا۔ (امداد السلوک صفحہ نمبر ۱۰۱)

شیخ کے خلاف کرنے کو مولوی اشرف علی دیوبندی کا وسوسہ سے تعبیر کرنا

شیخ عبدالغفور اعظم پوری کو ایک مدت کے بعد آنحضرت (مولانا عبدالقدوس گنگوہی

رحمۃ اللہ علیہ) نے ان کی تربیت اور تکمیل کر کے خلافت عطا فرما کر ان کو ان کے وطن اعظم پور کی جانب رخصت کیا اور وقت رخصت وصیت فرمائی کہ تمہارا کچھ حصہ نعمت باطن کا ایک سید مجذوب ملامتیہ مشرب کے حوالہ ہے۔ قصبہ ہتھناور میں رہتے ہیں اور وہ مقام تمہارے وطن سے بہت نزدیک ہے۔ وہاں جا کر وہ نعمت بھی حاصل کرنی چاہیے۔ جب شیخ عبدالغفور اپنے وطن پہنچے۔ بموجب پیر فرمان کے موضع ہتھناور میں گئے اور سید کو دیکھا کہ صراحی شراب کی سامنے رکھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کو خیال ہوا کہ یہ شخص خلاف شرع ہے اس میں کیا کمال ہوگا۔ اس جگہ سے واپس ہو کر قصبہ ہتھناور کی ایک مسجد میں قیلولہ کیا اور ان ارادہ یہ تھا کہ نماز کے بعد اعظم پور کی طرف رُخ کروں گا۔ اتفاقاً قضاء الٰہی سے قیلولہ کی حالت میں احتلام ہوگیا۔ بیدار ہو کر جب غسل کا ارادہ کیا تو مسجد کے جس گھڑے کو دیکھا شراب سے لبریز پایا۔ قصبہ کی تمام مسجدوں اور گھروں کو تلاش کیا سوائے شراب کے کچھ نہ ملا پھر نہر گنگ پر گئے جو اس موضع کے قریب بہتی تھی وہاں بھی بجز شراب اور کچھ نہ دیکھا خیال ہوا کہ سید بزرگوار کا تصرف ہے۔ مجبور ہو کر اپنے وسوسہ سے توبہ کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ اگرچہ ہم لوگ ملامتیہ ہیں لیکن بموجب ارشاد نبوی کے ظنوا المومنین خیرا (یعنی مومن کے ساتھ اچھا گمان رکھو) چونکہ تم عالم ہو سب کے ساتھ نیک گمان رکھنا چاہیے اور نیز تم کو یاد نہیں کہ تمہارے پیر دستگیر کا کیا حکم تھا۔ شیخ عبدالغفور عاجزی اور انکساری کے ساتھ پاس گئے اور عرض کی کہ خطا ہوئی معاف فرمایئے۔ سید مذکور نے ان پر بہت شفقت کی اور وہ دولت جو کہ انکے پاس ان کی امانت تھی ان کو سپرد کیا اور اعظم پور کو رخصت کیا۔ (معارف اثریہ صفحہ نمبر ۱۳۲،۱۳۳ جلد ۵ طبع ملتان)

یاد رہے کہ مذکورہ بالا واقعہ میں وسوسہ سے مراد وسوسہ شیطانی ہے۔ کیونکہ وسوسہ شیطانی پر ہی توبہ کی جاتی ہے نہ کہ وسوسہ رحمانی پر۔

عبارت نمبر ۴:

عرض: حضور اگر وہابیہ یہ کہیں کہ باری تعالیٰ کیلئے ظلم اس وجہ سے محال ہے کہ غیر مالک مستقل ہے ہی نہیں تو بالذات محال نہیں اس کا جواب کیا ہے۔

ارشاد: یوں تو کوئی شئے محال بالذات نہ رہے مخالف پوچھے گا یہ کیوں محال ہے جب اسکی وجہ استحالہ بتائے گا وہ کہہ دے گا اس وجہ سے محال ہے نفس ذات میں استحالہ نہیں، محال بالذات وہ شئے ہے جسکی نفس ذات اِبا کرے وجود سے اور وہ عرض بھی محال بالذات ہوتا ہے جو اپنے وجود کے وقت ایسی شئے سے متعلق ہوتا ہے جس کی نفس ذات اِبا کرتی ہے وجود سے اور اگرچہ وہ شئے مستقل نہیں تو جسکے ساتھ اسکا تعلق ہے اسکی نفس ذات اِبا کرے اسکے وجود سے تو وہ بھی محال بالذات ہے وجہ استحالہ بیان کرنے سے شئے محال بالغیر نہیں ہو جاتی۔ اللہ نے خبر دی کہ فلاں بات ہوگی یہ نہ ہوگی اب اسکا خلاف ممکن ہے یا محال۔ ممکن تو ہے نہیں اور محال بالذات ہو نہیں سکتا کہ نفس ذات میں امکان ہے تو محال بالغیر ہوگا۔ رب وہ غیر کیا ہے جسکے سبب سے یہ محال ہے وہ کذب الٰہی سے لازم آئے گا کہ کذب الٰہی بالذات ہو ورنہ محال بالغیر تو ممکن بالذات ہوتا ہے۔ اور ممکن بالذات پر کوئی شئے موقوف ہونے سے محال بالغیر نہیں ہو جاتی۔
(ملفوظات حصہ چہارم صفحہ نمبر ۳۵۲،۳۵۳ مطبوعہ لاہور)

مصنف "رضا خانی مذہب" کی نقل کردہ عبارت

"اللہ نے خبر دی کہ فلاں بات ہوگی یا نہ ہوگی اب اس کا خلاف ممکن ہے۔ یا محال ممکن تو ہے ہی نہیں اور محال بالذات ہو نہیں سکتا کہ نفس ذات میں امکان ہے۔
(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۶ حصہ اول)

الزام نمبر ۳: خدا جھوٹ بولتا ہے۔ (نعوذ باللہ)۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۶ حصہ اول)

جواب:

اہلسنت و جماعت کا مسلک

- اللہ تعالیٰ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے اور ہر اس چیز سے جس میں عیب ونقصان ہے پاک ہے یعنی عیب ونقصان کا اس میں ہونا محال ہے بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کیلئے محال مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہم۔ عیوب اس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے محال کو ممکن ٹھہرانا

ہے اور خدا کو عیبی بتانا۔ خدا سے انکار کرنا اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائے گی باطل محض ہے اس میں قدرت کا کیا نقصان، نقصان تو اس کا محال ہے کہ متعلق قدرت کی اس میں صلاحیت نہیں۔ (بہارِ شریعت صفحہ نمبر ۴، مطبوعہ لاہور از مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ)

- <u>جوہر، عرض، جسم، مکان، زمان، جہت، حرکت، انتقال، تبدل</u> ذاتی و صفاتی، جہل، کذب ممکنات سے مختص ہیں۔ ذاتِ حق پر یہ سب محال بالذات ہیں۔

(عقائد حقہ اہلسنت و جماعت منتخبہ از تصنیفات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ الملتمس مولانا محمد حشمت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۳ مطبوعہ انڈیا)

- کلام الٰہی میں وجودِ کذب محال بالذات ہے خواہ کلام نفسی ہو یا لفظی۔

(تسبیح الرحمٰن، صفحہ نمبر ۴ مطبوعہ لاہور، از علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ)

عبارت مذکورہ بد دیانتی کی بنا پر سیاق و سباق چھوڑ کر ادھوری نقل کی گئی ہے۔ اگر پوری عبارت لکھ دی جاتی تو ایک کم فہم آدمی بھی بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا تھا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ تو فرقہ وہابیہ (دیابنہ) کا ردِ بلیغ کر کے کذب باری تعالیٰ کو محال بالذات ثابت کر رہے ہیں۔

چنانچہ...... ''مصنف رضا خانی مذہب'' کی منقولہ عبارت کے بعد یہ رقم ہے:

''تو محال بالغیر ہوگا اب وہ غیر کیا ہے جس کے سبب سے یہ محال ہے وہ کذب الٰہی ہے لازم آئے گا کہ کذب الٰہی بالذات ہو ورنہ محال بالغیر تو ممکن بالذات ہوتا ہے۔ اور ممکن بالذات پر کوئی شئے موقوف ہونے سے محال بالغیر نہیں ہو جاتی۔

بتلانا مقصود یہ ہے کہ وجہ استحالہ بیان کرنے سے شئی محال بالغیر نہیں ہو جاتی۔ کیونکہ وہ تو غیر مستقل ہے مگر اس کا تعلق مستقل محال بالذات سے ہے مثلاً کسی متعین بات کا خلاف جو کہ مستقل نہیں اس وجہ سے محال ہے۔ کہ کذب باری تعالیٰ مستقلاً محال بالذات ہے۔ ظاہر ہے بیان کرتے وقت تو کہنا ہوگا کہ کذب الٰہی محال بالذات ہونے کی وجہ سے متعین بات کا خلاف محال ہے۔

اس کے بعد والی عبارت میں صراحۃً فرمایا کہ

''ورنہ محال بالغیر تو ممکن بالذات ہوتا ہے اور ممکن بالذات پر کوئی شئے موقوف ہونے سے محال بالغیر نہیں ہو جاتی (یعنی کذب باری تعالیٰ کو محال بالغیر مانا جائے تو بات اور، غیر کا خلاف محال بالغیر کیسے ہوگا۔ یہ دلیل ہے کہ کذب باری تعالیٰ محال بالذات ہے۔

<u>عبارت نمبر ۵:</u> وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے جسے مکان، زمان، جہت، ماہیت ترکیب عقلی سے پاک کہنا بدعت حقیقیہ کے قبیل سے اور صریح کفروں کے ساتھ گننے کے قابل ہے...... الخ

(فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ نمبر ۹۱ ے مطبوعہ فیصل آباد)

<u>الزام نمبر ۴:</u> خدا کا عورتوں کے ساتھ جماع کرنا، لواطت کرنا اور مفعول بننا ممکن ہے۔ (نقل کفر کفر نباشد)۔ (رضا خانی مذہب حصہ اول صفحہ نمبر ۳۹)

<u>جواب:</u> معلوم ہوتا ہے کہ ''مصنف رضا خانی مذہب'' کی بصیرت کی طرح بصارت بھی زائل ہو چکی ہے۔ ورنہ اتنا بڑا جھوٹ نہ بولتے۔ امام احمد رضا بریلوی نے جو وہابی عقیدہ نقل کیا ہے وہ ان کے ذمہ لگا دیا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

''وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے''۔ اس کے بعد متعدد اوصاف و عیوب گنوائے جو اللہ تعالیٰ کیلئے دیو بندی اور وہابی مکتبہ فکر کے مطابق ممکن ہیں۔ مصنف مذکور نے سیاق و سباق چھوڑ کر فقط یہ لکھ دیا کہ احمد رضا بریلوی کے نزدیک معاذ اللہ! خدا کا عورتوں کے ساتھ جماع کرنا۔ لواطت کرنا اور مفعول بننا ممکن ہے۔

حیرت ہے کہ......!

''نقل کفر کفر نباشد'' لکھنے کے باوجود امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے جو وہابیوں کا عقیدہ نقل کیا وہ ان کے سر تھوپ دیا۔

دراصل ۱۸۸۹ء کو دیوبندی مکتب فکر کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن نے اخبار نظام الملک میں ایک بیان دیا:

الملفوظات حصہ ۴ صفحہ نمبر ۳۳۵ مطبوعہ لاہور

’’چوری، شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی، یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے۔ (سبحان السبوح صفحہ نمبر ۱۴۳،۱۴۲ مطبوعہ لاہور)

اس کا عام فہم مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بندہ کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی کر سکتا ہے۔ اس پر رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اوصاف اور عیوب گنوائے جو انسان کر سکتا ہے، مذکورہ بیان کے مطابق وہ سب کام اللہ تعالیٰ بھی کر سکتا ہے۔

فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ فیصل آباد جلد اول صفحہ نمبر ۱۹۷ پر اسی قاعدہ کلیہ کے مطابق فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کے نزدیک خدا کسے کہتے ہیں۔

’’وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے۔ جسے مکان، زمان، جہت، ماہیت، ترکیب عقلی سے پاک کہنا بدعت حقیقیہ کے قبیل سے اور صریح کفروں کے ساتھ گننے کے قابل ہے .... الخ (فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ نمبر ۱۹۷ مطبوعہ فیصل آباد)

<u>عبارت نمبر ۶:</u> سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں:

کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ (ملفوظات حصہ سوم صفحہ نمبر ۳ مطبوعہ لاہور)

’’مصنف رضا خانی مذہب‘‘ کی نقل کردہ عبارت

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۶۰، حصہ اول)

<u>جواب نمبر ۱:</u> اس جگہ چند امور قابل توجہ ہیں:

- علم مناظرہ کا قاعدہ ہے کہ نقل کرنے والا کسی بات کا ذمہ دار نہیں ہوتا، اس سے صرف اتنا مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کا حوالہ اور ثبوت کیا ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اپنے طور پر یہ بات نہیں کی بلکہ حضرت علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شارح مواہب اللدنیہ سے نقل کی ہے اور علامہ زرقانی نے یہ بات علامہ ابن عقیل حنبلی سے نقل کی ہے۔ ملاحظہ ہو، شرح

مواہب اللدنیہ للزرقانی جلد ۶ صفحہ نمبر ۱۹۶ مطبوعہ مصر، اس ثبوت کے بعد امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر کسی قسم کی ذمہ داری نہیں رہتی۔

- شب باشی کا معنی رات گزارنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب، عبدالماجد دریا آبادی کے نام سے ایک مکتوب میں ایک سے زائد بیویوں کے حقوق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

’’صرف دو چیزوں میں عدل واجب ہے............ ایک شب باشی، اس میں اختیار ہے کہ مضاجعت (ایک جگہ لیٹنا) ہو یا نہ ہو۔ مباضعت (عمل زوجیت) ہو یا نہ ہو، دوسری چیز انفاق۔ (حکیم الامت، صفحہ نمبر ۲۷۰ ایچ لاہور ۱۹۹۲ء، از عبدالماجد دریا آبادی)

اس عبارت نے یہ بات صاف کر دی کہ شب باشی کا معنی ایک جگہ پر رات گزارنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور اس کیلئے عمل زوجیت ضروری نہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی ’’جمال الاولیاء‘‘ میں محمد الحضرمی مجذوب کے متعلق لکھتے ہیں:

’’آپ ابدال میں سے تھے۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس (۳۰) شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا ہے۔ اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے۔ (جمال الاولیاء صفحہ نمبر ۱۸۸ مطبوعہ لاہور)

<u>شب باشی کے لغوی معنی</u>

شب باشی: رات کا قیام، رات رہنا۔ (فیروز اللغات صفحہ نمبر ۶۰۷)

شب باشی: (مؤنث) رات گزارنا۔ (اردو لغت، صفحہ نمبر ۲۲۳ مطبوعہ مرکزی اردو بورڈ لاہور، از مرزا مقبول احمد بدخشانی)

شب باش: رات گزارنے والا۔ (رائل اردو ڈکشنری صفحہ نمبر ۳۳۲)

- حیات انبیاء علیہم السلام بعد از وصال کا مسئلہ علماء دیوبند کے نزدیک بھی مسلم ہے۔

<u>المہند</u> جس پر دیوبندی مکتب فکر کے ۲۴ بڑے بڑے علماء کے دستخط موجود ہیں۔ اس میں لکھا ہے:

''ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ...... برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو''۔ (المہند صفحہ نمبر ۱۳)

غور کیجئے!

جب انبیاء کرام علیہم السلام دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں اور دنیاوی زندگی میں امہات المؤمنین سے ملاقات فرماتے رہے اور جنت میں بھی ملاقات فرمائیں گے تو اگر......! ابن عقیل حنبلی نے عالم برزخ میں ملاقات کا ذکر کر دیا تو اس میں گستاخی کا کون سا پہلو ہے۔ جبکہ عالم برزخ میں بھی آپ کی زندگی دنیا کی سی ہے۔ (ماخذ: امام احمد رضا بریلوی اپنوں کی نظر میں از مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ)

جواب نمبر۲:

عالم برزخ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امہات المؤمنین کا ملاقات فرمانا، حدیث نبوی سے ثابت ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض بیویوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم سب میں پہلے آپ سے کون ملے گی۔ فرمایا! تم میں لمبے ہاتھ والی، انہوں نے بانس لے کر ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے۔ تو حضرت سودہ دراز ہاتھ نکلیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ درازی ہاتھ سے مراد صدقہ و خیرات تھا۔ ہم سب میں پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس زینب[۱] رضی اللہ عنہا سدھاریں

[۱] ازواج مطہرات میں سے ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہیں۔ پہلے ان کا نام برہ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام تبدیل فرما کر زینب رکھا۔ وہ پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھی۔ زید نے ان کو طلاق دے دی۔ عدت پوری ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے عقد فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی عورت کو بہت زیادہ نیک اعمال کرنے والی، زیادہ صدقہ خیرات کرنے والی رشتہ داروں کو زیادہ ملانے والی اور اپنے نفس کو ہر عبادت و تقرب کے کام میں مشغول رکھنے والی نہ دیکھا۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۸۱۷ تا ۸۲۱، جلد دوم)

اور وہ خیرات بہت پسند کرتی۔ (مشکوۃ شریف صفحہ نمبر ۱۶۵ مطبوعہ کراچی)

اس سے معلوم ہوا............!

کہ تمام ازواج مطہرات عالم برزخ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات فرمائیں گی۔ اور سب سے پہلے ملاقات کرنے والی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہوں گی۔

جواب نمبر۳: امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ اس عبارت کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر دے انہوں نے دعوظاہر ولا مانع منہ کہہ کر ابن عقیل حنبلی کے قول کو بے غبار کر دیا ہے۔ میں ہزار مرتبہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابن عقیل حنبلی کے اس قول کو مکروہ نہیں جانے گا مگر وہی نفس کا بندہ جو خواہشات نفسانی میں مبتلا ہے۔ اور اللہ کے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حال مطہرہ کا قیاس اپنی مکروہ ذات اور نجس حال پر کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو عالم دنیا میں بھی ان تمام مکروہات سے پاک رہے جن کا تصور کسی کے حق میں کیا جا سکتا ہے۔ چہ جائیکہ عالم برزخ میں تشریف لے جانے کے بعد سرکار کی ذات مقدسہ کے حق میں کوئی سیاہ باطن اس قسم کا ناپاک تصور پیدا کرلے۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ انبیاء و شہداء کرام علیہم السلام کو جنت میں رزق دیئے جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کی نعمتیں کھاتے اور اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے لذتیں اٹھاتے ہیں تو کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ رزق اور نعمتیں اور ان سے لذت کا حصول دنیاوی رزق اور دنیاوی نعمتوں اور دنیا کی لذتوں کی قسم سے ہے۔

ہم اس سے پہلے بارہا تنبیہ کر چکے ہیں کہ برزخ کے حال کا قیاس دنیا کے حال پر صحیح نہیں اور وہاں کے لوازم حیات کی نوعیت قطعاً جداگانہ اور مختلف ہے اور اس اختلاف کی وجہ سے وہاں کی کسی چیز کا قیاس یہاں کی کسی چیز پر نہیں ہو سکتا۔ صالحین اور اہل جنت کے حق میں

(بخاری صفحہ نمبر ۱۹۱ جلد اول، مسلم صفحہ نمبر ۲۹۱ جلد دوم طبع کراچی) (ابو الخلیل فیضی غفرلہ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"ولهم فيها ازواج مطهرة وهم فيها خالدون"۔

ترجمہ: جنتیوں کیلئے جنت میں ازواج مطہرہ (پاک) بیویاں ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

حدیث شریف میں وارد ہے:

"القبور روضة من رياض الجنة او حفرة من حفرات النيران"۔

جب عام مؤمنین کی قبریں جنت کے باغیچے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور بطریقہ اولیٰ جنت کے باغوں میں سے ایک عظیم وجلیل باغ قرار پائے گی۔ اور جنت کے باغوں میں جنت کی ازواج سے استمتاع حقیقت ثابتہ ہے۔ اگر وہاں کوئی امر مانع نہیں تو یہاں کیونکر مانع ہو سکتا ہے۔ ابن عقیل حنبلی کے کلام میں لفظ ازواج میں احتمال نکل سکتے ہیں۔

۱۔ ازواج دنیا۔

۲۔ ازواج آخرت۔

۳۔ ازواج مطہرہ کے حقائق لطیفہ موجود فی عالم المثال۔

لیکن کسی تقدیر پر بھی استراحت اور استمتاع دنیوی نوعیت کا احتمال نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم برزخ میں جلوہ گر ہیں۔ اور اس عالم کے تمام امور کی نوعیت اس عالم دنیا کی نوعیت سے مختلف اور جداگانہ ہے۔ (مقالات کاظمی صفحہ نمبر ۱۰۲، ۱۰۳ جلد ۲)

جواب نمبر ۴: مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

بعض اولیاء ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی۔ ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں۔ کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے اور صاحب حضوری تھے۔ (الافاضات الیومیہ صفحہ نمبر ۱۰۹ جلد ۹ طبع ملتان)

اگر............!

اولیاء کاملین کا عالم برزخ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرنا کاملین کے نزدیک امر واقع ہے تو............! ازواج مطہرات کا عالم برزخ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرنا کیوں ممکن نہیں۔ جبکہ دنیا کے تمام اولیاء اللہ ان کی گرد راہ کو نہیں پا سکتے۔ اور جن کی تطہیر وعظمت پر اللہ تعالیٰ کلام شاہد عادل ہے۔

عبارت نمبر ۷:

عربی شجرہ طریقت پر تنقید اور اس کا جواب

محققین علمائے اہلسنت سلف وخلف کے نزدیک غیر نبی پر درود مستقلاً منع اور جبعاً جائز ہے۔ چونکہ عربی شجرہ میں جبعاً درود کا استعمال ہوا ہے اس لئے اس پر اعتراض کرنا کم علمی اور سعی لاحاصل ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

وقالت طائفة يجوز تبعاً مطلقاً ولايجوزه استقلالاً وهذا قول ابى حنيفة وجماعته۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

وقالت طائفة يكره استقلالاً لا تبعاً وهى رواية عن احمد ۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

وحكى عن الامام مالك كما تقدم وقالت طائفة لايجوز مطلقاً استقلالاً ويجوز تبعاً۔ (القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع صفحہ نمبر ۵۵ مطبوعہ پاکستان از علامہ حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی شافعی م ۹۰۲ھ)

علامہ قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ

وذكر الصلاة على الآل والازواج مع النبى صلى الله عليه وسلم بحكم التبع والاضافة اليه لا على التخصيص۔

(الشفاء عربی صفحہ نمبر ۶۷ حصہ دوم مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

البتہ آل وازواج کا ذکر درود میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے اتباع واضافت میں کر سکتے ہیں نہ کہ مستقلاً خصوصیت کے ساتھ۔

ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

قال ابو محمد الجوینی السلام کالصلاۃ یعنی لایجوز علی غیر الانبیاء والملائکۃ الاتبعاً۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۴۰ جلد ۲ مطبوعہ ملتان از ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۰۱۴ھ)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ولا الصلوٰۃ والسلام فی الصحابۃ استقلالاً ویجوز تبعاً۔
(تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی صفحہ نمبر ۲۸۷ جلد دوم مطبوعہ پاکستان)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

جمہور علماء کا جو مسلک مختار ہے اور جس پر کثیر فقہاء و متکلمین متفق ہیں یہ ہے کہ غیر نبی پر تنہا مستقلاً صلوٰۃ بھیجنا جائز نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور ان کی تعظیم وتوقیر میں اسے شعار و علامت مقرر کیا گیا ہے۔
(مدارج النبوۃ حصہ اول صفحہ نمبر ۵۸۱ مطبوعہ کراچی)

علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

ولایصلی علیٰ غیر الانبیاء والملائکۃ الابطریق التبع۔
(الحدیقۃ الندیۃ صفحہ نمبر ۹ مطبوعہ پاکستان)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

ھل یجوز الصلوٰۃ والسلام علی غیر الانبیاء والصحیح انہ یجوز تبعاً ویکرہ استقلالاً۔ (تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۳۷۹ جلد ۷ مطبوعہ دہلی)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

قال یحییٰ بن یحییٰ لاباس بالصلوٰۃ علی غیر الانبیاء ویعنی الدعا

بھذا اللفظ المخصوص لکن اصل الشرع من المحدثین والفقہاء اصطلحوا علی اختصاص لفظ الصلوٰۃ بالانبیاء او بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم الا تبعاً۔
(تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۴۹۲ جلد ۴)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ جوینی قدس سرہ نے فرمایا "صلوٰۃ" کی طرح "سلام" بھی مستقلاً ممنوع ہے۔
(جواہر البحار فی فضائل النبی المختار (اردو) صفحہ نمبر ۸۹ ۷ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء)

مصنف رضاخانی مذہب کے گھر کی شہادت

مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:

ذھب المفتیون من المذاھب الاربعہ الی ھجرھا وھکذا ینبغی فان لفظ الصلاۃ ھاء شعاراً للانبیاء علیھم السلام فی زماننا فلایصلی علی غیر الا ان یکون تبعاً۔ (فیض الباری علی صحیح البخاری صفحہ نمبر ۲۹ مطبوعہ پاکستان)

مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی پر مستقلاً درود

شجرۂ طریقت میں تبعاً درود کا استعمال ہوا ہے مگر مولوی محمد الکفیل الفاروقی مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ نے مولوی حسین احمد پر مستقلاً درود پڑھا ہے۔

ذرا.........! "مصنف رضاخانی مذہب" ....

اس کے متعلق بھی لب کشائی فرمائیں۔

صلی علیک اللہ من رحمتہ
حیاک من صلوتہ یا مقتدی

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی شیخ الاسلام نمبر صفحہ نمبر ۲۶۸ مطبوعہ پاکستان ۱۹۸۵ء/۱۴۰۵ھ)

عبارت نمبر ۸:

عرض: یہ صحیح ہے کہ شب معراج مبارک جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش بریں پر پہنچے، نعلین پاک اتارنا چاہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادی ایمن میں نعلین شریف

اتارنے کا حکم ہوا، فوراً غیب سے ندا آئی اے حبیب تمہارے مع نعلین شریف رونق افروز ہونے سے عرش کی زینت و عزت ہوگی۔

ارشاد: یہ روایت محض باطل و موضوع ہے۔ (ملفوظات حصہ دوم صفحہ نمبر ۲۳۰ مطبوعہ لاہور)

جواب: اگر "مصنف رضاخانی مذہب" کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔ تو الفاظ حدیث مع سند پیش کریں۔ اور بتائیں کہ یہ حدیث کون سی معتبر و مستند کتاب میں مذکور ہے۔ جو کہ عند الفریقین مسلم ہو۔

مگر ....!

"انشاء اللہ تعالیٰ"

صبح قیامت تک جواب نہ دے سکو گے۔

عبارت نمبر ۹: (مولوی برکات احمد) کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ فرمایا: برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔ (ملفوظات حصہ دوم صفحہ نمبر ۲۳ مطبوعہ لاہور)

الزام نمبر ۵: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقتدی، احمد رضا امام۔

جواب:

عالم رؤیا اور عالم دنیا

یہ دو مختلف عالم ہیں۔ عالم رؤیا کو عالم دنیا پر قیاس کرنا سراسر باطل ہے۔ عالم رؤیا کے حالات و واقعات پر شریعت کے احکام نافذ نہیں ہوتے۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع القلم عن ثلاثة عن النائم حتیٰ یستیقظ و عن الصبی حتی یحتلم و عن المجنون حتیٰ یعقل"۔

(ابوداؤد شریف صفحہ نمبر ۲۵۶ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

[illegible] "جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تین شخص مرفوع القلم [illegible] ہوا جب تک بیدار نہ ہو اور نابالغ جب تک بالغ نہ ہو۔ اور مجنون جب تک ہوش [illegible] نہ ہو"۔

- امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ماہ رمضان میں ایک دن میں نے سخت مشقت کی جس کی وجہ سے مجھ پر سخت کمزوری طاری ہوگئی۔ قریب تھا کہ میں اس بنا پر افطار کر دیتا اور فضیلت صوم کے فوت ہو جانے [illegible] بہت غم ہوتا اس اندوہ میں مجھے اونگھ آگئی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے بہت لذیذ خوشبودار کھانا جسے ہندی زبان میں زردہ پلاؤ کہتے ہیں [illegible] فرمایا۔ میں نے سیر ہو کر کھایا۔ پھر بہت ہی لطیف ٹھنڈا پانی عنایت فرمایا۔ میں نے سیر ہو کر پیا۔ پھر میں بیدار ہو گیا بھوک اور پیاس تمام زائل ہو چکی تھی اور سیر شکمی حاصل ہو گئی تھی۔ [illegible] ہاتھ میں ابھی تک زعفران کی خوشبو باقی تھی۔ بعض عقیدت مندوں نے اسے احتیاط [illegible] کر رکھ لیا۔ اور برکت اور تبرک کے طور پر اس سے روزہ افطار کیا۔

(انفاس العارفین صفحہ نمبر ۷۱ مطبوعہ لاہور از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

دیکھیے خواب میں حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے کھانا کھایا۔ پانی پیا۔ مگر ان کے روزے پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا اور انہوں نے وقتِ مقررہ (یعنی سورج غروب ہونے) پر روزہ افطار کیا۔

[illegible] مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

- علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

النظر فی اعمال امته والاستغفار لهم من السیئات والدعاء بکشف البلاء عنهم والتردد فی اقطار الارض لحلول البرکة فیها وحضور الجنازة [illegible] مات من صالح امته فان هذه الامور من جملة اشغاله فی البرزخ کما

وردت بذلک الحادیث والآثار۔ (الحاوی للفتاوی صفحہ نمبر ۱۸۴، ۱۸۵ جلد دوم مطبوعہ ملتان)

اپنی امت کے اعمال میں نگاہ رکھنا ان کیلئے گناہوں سے استغفار کرنا ان سے دفع بلا کی دعا کرنا، اطراف زمین میں آنا جانا اس میں برکت دینا اور اپنی امت میں کوئی صالح آدمی مرجائے تو اس کے جنازہ میں جانا یہ چیزیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشغلہ ہیں۔ جیسے کہ اس میں احادیث اور آثار آئے ہیں۔

- صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں:

قال الامام الغزالی والرسول علیہ السلام لہ الخیار فی طواف العالم مع ارواح الصحابة لقد راہ کثیر من الاولیاء۔ (تفسیر روح البیان صفحہ نمبر ۹۹ جلد ۱۰ مطبوعہ الریاض)

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں سیر فرمانے کا اپنے صحابہ کرام کی روحوں کے ساتھ اختیار ہے۔ آپ کو بہت سے اولیاء نے دیکھا ہے۔

- حافظ ابن قیم لکھتے ہیں:

بہت دفعہ لوگوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ خواب میں دیکھا کہ ان کی روحوں نے کافروں اور ظالموں کے لشکروں کو شکست دے دی۔ پھر اس کا ظہور بھی ہوا۔ ٹڈی دل لشکر نہتے کمزور اور تھوڑے سے مسلمانوں سے شکست کھا گیا۔ (کتاب الروح صفحہ نمبر ۱۲۶ مطبوعہ کراچی)

تین مستند واقعات

۱۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے رونے کا کیا باعث ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ آپ کا سر مبارک اور ریش مبارک پر گرد پڑی ہوئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو رہے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے رونے کا کیا باعث ہے آپ نے فرمایا میں

حسین کے قتل کی جگہ گیا تھا۔ (ترمذی شریف صفحہ نمبر ۲۱۸ جلد ۲)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اس حدیث کے تحت لکھتا ہے: روح کا بعد مفارقت عالم دنیا کے گو اصل مقام دوسرا ہے۔ لیکن اگر باذن الٰہی کسی وقت پر بطور خرق عادت کے اس عالم میں آجائے تو ممکن ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کا میدان قتال میں تشریف لانا دیکھا گیا۔ اور چونکہ اس کے امتناع کی کوئی دلیل نہیں لہٰذا اس میں تاویل اور صرف الی المجاز کی ضرورت نہیں محمول حقیقت پر ہوگا۔ (التکشف صفحہ نمبر ۳۶۴، ۳۶۵ طبع کراچی)

۲۔ حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک روز سید عبداللہ اور ان کے استاد صاحب دونوں قرآن مجید کا ورد کر رہے تھے کہ کچھ لوگ عرب صورت سبز پوش گروہ در گروہ ظاہر ہوئے ان کے سردار نے مسجد کے قریب کھڑے ہو کر ان قاریوں کی قرأت کو سنا اور کہا بارک اللہ ادیت حق القرآن۔ اور مراجعت فرمائی۔ ان عزیزوں کی عادت تھی کہ قرآن مجید پڑھتے وقت آنکھیں بند کر لیتے تھے اور کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ جب سورۃ ختم کر لی تو سید عبداللہ سے پوچھا کہ وہ کون لوگ تھے ان کی ہیبت سے میرا دل کانپ اٹھا۔ لیکن قرآن مجید کے احترام کی وجہ سے میں کھڑا نہ ہوا۔ سید عبداللہ نے کہا کہ اس قسم کے لوگ تھے جب ان کا سردار پہنچا تو میں بیٹھا نہ رہ سکا۔ میں نے اٹھ کر ان کی تعظیم کی۔ اسی گفتگو میں تھے کہ ایک اور آدمی اسی وضع کا آیا اور کہا۔ گزشتہ رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے مجمع میں تشریف فرما تھے اور اس حافظ کی جو اس جنگل میں ٹھہرا ہوا ہے تعریف فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ علی الصبح میں اس سے ملوں گا اور اس کی قرأۃ سنوں گا آپ تشریف لائے تھے یا نہیں اور اگر تشریف لائے تھے تو کہاں گئے۔ ان دوروں نے جب یہ بات سنی تو دائیں بائیں بھاگے۔ لیکن کوئی نشان نہ ملا۔ راقم الحروف (حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ) کا گمان ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد مدت دراز تک اس جنگل سے خوشبو آتی رہی۔ (انفاس العارفین صفحہ نمبر ۲۴، ۲۵ مطبوعہ لاہور)

۳۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جب دمشق کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ تو

قلعہ فتح نہ ہوتا تھا۔ ایک دن عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ فرما رہے ہیں:

"تفتح المدینة ان شاء اللہ تعالیٰ فی هذه اللیلة"۔

اے ابوعبیدہ آج رات شہر فتح ہو جائے گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی واپس تشریف لے جانے لگے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ جلد واپس جا رہے ہیں۔ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں جانا ہے۔

(فتوح الشام صفحہ نمبر ۴۳ جلد اول مطبوعہ مصر)

جواب دو!

مولوی برکات احمد کی نماز جنازہ مولانا احمد رضا نے پڑھائی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باطنی طور پر اس میں شمولیت کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باطنی طور پر اس میں شمولیت کی۔

اگر......! مولوی برکات احمد صاحب کی نماز جنازہ پڑھانے کی وجہ سے مولانا احمد رضا مورد طعن ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیوں نہیں..............؟

آپ کے فہم کے مطابق اگر مولوی برکات احمد کے واقعہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مقتدی اور امام، احمد رضا"

تو..............!

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے نقل کردہ واقعہ سے بھی تو آپ کے خود ساختہ قاعدہ کے مطابق یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مقتدی اور امام، حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

مگر..............!

آج تک علامہ واقدی کے نقل کردہ واقعہ سے کسی محدث، مفسر، فقیہ اور عالم دین

لئے یہ مطلب نہیں نکالا۔

خدارا..............!

بہتان تراشی، دروغگوئی چھوڑیئے۔

خدا کے حضور توبہ کیجئے، ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔..............

"مصنف رضاخانی مذہب" سے چند سوال

اول:

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکیم برکات احمد علیہ الرحمۃ کی نماز جنازہ میں شرکت باطنی طور پر ہے۔ آپ بتائیں اگر کوئی مرجائے اور خواب میں کسی نے دیکھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھنے کیلئے جا رہے ہیں تو مسلمانوں پر اس کی نماز جنازہ پڑھنی فرض ہے یا نہیں؟
- اگر اس کی نماز جنازہ مسلمان نہ پڑھیں اور یونہی دفن کردیں تو فرض کفایہ کے تارک ہو کر گنہگار ہوں گے یا نہیں؟
- اور اگر اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے تو بغیر جماعت اور امام کے یا امام کے ساتھ؟
- اگر کوئی امام بنایا جائے تو یہ امام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقتدی ہوگا یا امام؟ (بینوا توجروا)

ثانی:

- کسی امتی کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امامت کرنا کفر ہے یا فسق یا مکروہ یا ان میں سے کچھ نہیں......؟
- کیا محض امامت سے امام کا مقتدی سے افضل ہونا لازم ہے؟
- کیا افضل کی موجودگی میں مفضول کا امام ہونا کفر ہے یا فسق یا مکروہ ہے۔

اگر..............!

ان تینوں سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو الملفوظ کی اس عبارت پر اعتراض سوائے فساد

انگیزی کے اور کچھ نہیں۔ اور اگر ان سوالوں کا جواب اثبات میں ہے تو اس حدیث کی کیا تاویل ہوگی جو حضرت مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے۔

فرماتے ہیں:

غزوہ تبوک میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر سے پہلے قضا حاجت کیلئے تشریف لے گئے میں پانی ساتھ لے کر گیا۔ ضرورت سے فارغ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا۔ جس میں موزوں پر مسح فرمایا۔ جب پڑاو پر واپس لوٹے تو جماعت ہو رہی تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف امام تھے۔ ایک رکعت ہو چکی تھی۔ آگے کے الفاظ یہ ہیں۔

فادرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احدی رکعتین فصلی مع الناس الرکعۃ الآخر فلما سلم عبدالرحمن بن عوف قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتم صلوتہ فافزع ذلک الناس فاکثروا التسبیح فلما قضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ اقبل علیھم ثم قال احسنتم اوقال اصبتم۔

(مسلم شریف صفحہ نمبر ۶۲۶ جلد اول (مترجم) مطبوعہ لاہور)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف ایک رکعت ملی اور آپ نے اخیر ہی کی رکعت جماعت کے ساتھ پڑھی۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے جب سلام پھیرا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوگئے اور اپنی نماز پوری کرنے لگے۔ اس پر لوگ گھبرا گئے اور کثرت سے تسبیح پڑھنے لگے جب آنحضور نماز پوری کر چکے تو فرمایا تم نے اچھا کیا یا یہ فرمایا تم نے ٹھیک کیا۔ [1]

مسلم شریف ہی کی دوسری روایت میں یہ زائد ہے۔

فاردت تاخیر عبدالرحمن بن عوف فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعہ۔ (صفحہ نمبر ۶۲۷ جلد اول (مترجم) مطبوعہ لاہور)

میں نے عبدالرحمٰن بن عوف کو پیچھے کرنا چاہا تو آنحضرت نے فرمایا رہنے دو۔ مشکوۃ

---

[1] حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے۔ اور یہ دو مرتبہ ہوا۔ ایک بار ابوبکر کی اقتداء کی اسی قسم کے واقعہ ہی جو عبدالرحمٰن میں گزرا لیکن مرض اخیر میں جو نماز ادا کی اس وقت امام آنحضور ہی تھے اور ابوبکر آنحضور کے مقتدی تھے جیسا کہ اپنے محل میں محقق ہے۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۷۱ حصہ دوم مطبوعہ کراچی)

ک میں تھوڑے تغیر اور اختصار کے ساتھ اتنی زیادتی ہے۔

"فلما احسن بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ذھب یتاخر فاومہ الیہ"۔

"اب مصنف رضاخانی مذہب"............ بتائیں!

- ان کے نزدیک کسی امتی کا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت کرنی قابل اعتراض ہے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟
- آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پیچھے نہیں آنے دیا بلکہ ان کی تحسین فرمائی تا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کیا ارشاد ہے؟
- مذکورہ حدیث کے تحت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فیہ دلیل علی جواز الاقتداء الافضل بالمفضول اذا علم ارکان الصلوۃ۔ (مرقات شرح مشکوۃ)

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

افضل کے ہوتے ہوئے غیر افضل کی امامت جائز ہے۔

(اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۳۲۲ جلد ۲ مطبوعہ لاہور)

- مولوی مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی لکھتے ہیں:

فاضل کی نماز مفضول کے پیچھے درست ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۳ صفحہ نمبر ۲۳۳)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی وضاحت

"الحمد للہ" یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔

یہ الفاظ بطور تشکر مولانا احمد رضا بریلوی نے فرمائے ہیں۔ اس نیک بخت انسان کی نماز جنازہ پڑھانے پر جس کی نماز جنازہ میں باطنی طور پر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدم رنجہ فرمایا۔ نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امام ہونے پر۔

پردہ اٹھتا ہے ذرا............ سنبھلئے

منصف مزاج اور حق شناس انسان کا فرض ہے کہ دوسروں پر طعن و تشنیع کرنے سے

پیشتر اپنے گرد وپیش کے حالات وواقعات کا جائزہ لے اور سوچے کہ جن وجوہات کی بنا پر میں دوسروں پر کیچڑ اچھال رہا ہوں انہیں سے میرا اپنا دامن تو داغدار نہیں۔ تاکہ بعد میں شرمندگی اور خجالت کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔

آیئے.........! ذرا گھر کی خبر لیجئے.........!

اور حق پرستی کا ثبوت دیجئے.........!

<u>خواب نمبر ا:</u> مولوی رشید احمد صدیقی کلکتوی لکھتے ہیں:

الحمد للہ! آج شب یکشنبہ بوقت دو ساعت ۲۳ر شعبان المعظم ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۷ر اپریل ۱۹۵۵ء اس روسیاہ، سراپا عصیاں کو عالم رؤیا میں حضرت سیدنا خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی۔

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام گویا کسی شہر میں جامع مسجد کے قریب ایک حجرہ میں تشریف فرما ہیں......... جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصلیوں کا مجمع بڑا ہے۔ مصلیوں نے فقیر سے فرمائش کی کہ تم حضرت خلیل اللہ سے سفارش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمائیں۔ فقیر نے جرأت کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولانا کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا فرمائی فقیر بھی مقتدیوں میں شامل تھا۔

(روزنامہ "الجمعیۃ" دہلی، شیخ الاسلام نمبر
صفحہ نمبر ۳۲۵، ۳۲۶ مطبوعہ پاکستان (گوجرانوالہ)

دیکھیے مجمع میں امام الاولین والآخرین کے جد کریم ابوالانبیاء حضرت خلیل اللہ علیہ

۱؎ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی واقعات وکرامات کی روشنی میں صفحہ نمبر ۲۰۹ طبع کراچی از مولوی سید رشید الدین حمیدی دیوبندی

۲؎ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے حیرت انگیز واقعات صفحہ نمبر ۲۵ طبع کراچی از مولوی ابوالحسن بارہ بنکوی دیوبندی (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

الصلوٰۃ والسلام جلوہ فرما ہیں۔ مگر دیوبندیوں کو حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بجائے اپنے مولوی حسین احمد کو امام بنانے کا شوق ہے۔ یہ کتنی بڑی جسارت ہے اور مولوی صاحب کی مثل دیکھیے کہ بڑھ کر امام بھی بن جاتے ہیں۔

اگر کسی امتی کا کسی نبی کی امامت کرنا لائق اعتراض ہے تو "مصنف رضا خانی مذہب" بتائیں یہاں کیا ارشاد ہے یہاں تصریح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولانا کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ ملفوظات کی عبارت میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقتدی ہونے کا شائبہ تک نہیں اس پر اتنا چیخنا چلانا شور مچانا گلے پھاڑنا اور یہاں حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقتدی ہونے کی تصریح کے باوجود خاموش رہنا۔ کیا یہ!...... شخصیت پرستی نہیں!

<u>خواب نمبر ۲:</u> شیخ سعید عمروی کہتے ہیں:

کہ میں نے خواب میں دیکھا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہیں اور مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ اور ایک عالم ہندی خلیل احمد کا انتقال ہو گیا ہے ان کے جنازہ کیلئے تشریف لائے ہیں۔

(تذکرۃ الخلیل صفحہ نمبر ۳۷۷ طبع کراچی
مؤلفہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی)

<u>عبارت نمبر ۱۰:</u> زہد وتقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زیارت کا لطف آ گیا یعنی اعلیٰ حضرت قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زہد وتقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر ہیں۔ (وصایا شریف صفحہ نمبر ۷ مطبوعہ لاہور)

<u>مصنف رضا خانی مذہب کی نقل کردہ عبارت</u>

(احمد رضا خاں بریلوی) کے زہد وتقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا ہے کہ ان کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۰۱ حصہ دوم)

<u>الزام نمبر ۶:</u> مولانا احمد رضا بریلوی صحابہ کرام سے افضل ہیں۔

جواب: معلوم ہوتا ہے کہ ''مصنف رضا خانی مذہب'' اور اس کے ہم مسلک علماء نے ''میں نہ مانوں'' کو اپنی حسین زندگی کا مقصد وحید سمجھ رکھا ہے۔ یہ عبارت اور ان جیسی دیگر تمام عبارات کی متعدد بار علمائے اہلسنت تشریح و توضیح کر چکے ہیں۔

مگر............ اب پھر بھی انہیں عبارات کو تحریراً اور تقریراً منظر عام پر لا کر ملکی فضا کو مکدر کرنے پر شب و روز کوشاں ہیں۔

آج سے تقریباً ۳۰ سال قبل ''برق خداوندی'' میں اس عبارت کا جواب چھپ چکا ہے اسی جواب کو بعینہٖ نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

''حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ غلط چھپ گیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ کاتب وہابی (دیوبندی) تھا جس کی وہابیت ظاہر ہونے پر اسے نکال دیا گیا۔ اہم کاموں میں مصروفیت و مشغولیت کے سبب یہ رسالہ (وصایا شریف) بغیر تصحیح کے شائع ہو گیا۔ اصل عبارت یہ تھی:

''زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی زیارت کا لطف آ گیا یعنی اعلیٰ حضرت قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زہد و تقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر اتم تھے''۔

اس عبارت کو اس وہابی کاتب نے تحریف کر کے یہ لکھ ڈالا!

''صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہو گیا''۔

چونکہ میری غفلت و بے توجہی اس میں شامل ہے اس لئے مخالفین کا احسان مانتے ہوئے کہ انہوں نے اس عبارت پر مجھے مطلع کیا میں اپنی غفلت پر توبہ کرتا ہوں وصایا شریف صفحہ نمبر ۲۴ میں اس عبارت کو کاٹ کر عبارت مذکورہ بالا لکھ لیں۔ طبع آئندہ میں انشاء اللہ اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

یہ ہے علمائے اہلسنت کا اخلاص اور خوف خدا کہ ذرا سی غفلت سے بھی توبہ شائع کر

[ہو گئے] ہیں۔ مخالفین کو تو اس سے عبرت حاصل کرتے ہوئے خدا اور رسول کی بارگاہوں میں کی [جانے] والی اہانتوں سے توبہ شائع کرنی چاہیئے تھی مگر انہوں نے اسے عار سمجھ کر تار کو ترجیح دی اور اہلسنت کے خلاف ان کی صفائی و رجوع اور توبہ کے بعد بھی واویلا اور شور مچاتے [ہیں ان کو] شرم نہیں آتی۔

[دیو]بندی، وہابی کاتبوں کے ناپاک منصوبوں کی چند جھلکیاں

- حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ کی تفسیر خزائن العرفان [کو] کنز الایمان کے ساتھ تاج کمپنی لاہور نے شائع کیا تو اس میں چوبیس جگہ وہابی دیوبندی [کات]ب نے تحریف کی۔
- بہار شریعت از صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ اشاعت الاسلام دہلی میں تو کتابت کی بے شمار غلطیاں نظر آتی ہیں۔
- ایک رام پوری دیوبندی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سنی بن کر آیا بعض مسائل لکھوا دیئے۔ نقل کرنے کیلئے فتاویٰ رضویہ کی جلد ہشتم عطا ہوئی اس میں ایک مسئلہ۔

''شریعت میں ثواب پہنچانا ہے۔ دوسرے دن ہو یا تیسرے دن، باقی یہ تعین عرفی [ہیں ج]ب چاہیں کریں انہی دنوں کی گنتی ضروری جاننا جہالت ہے''۔

اس تقیہ باز دیوبندی نے بین السطور ''جہالت ہے'' کے بعد ''و بدعت'' بڑھا دیا [ہے]۔ قلمی فتاویٰ میں غیر قلم کا لکھا ہوا سطر سے اوپر اب تک موجود ہے۔

[عب]ارت نمبر ۱۱: ایک بار عبدالرحمن قاری کہ کافر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹوں پر آ پڑا۔ چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا۔ اسے قرأت [و]الے قاری نہ سمجھو بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے............ اس نے کشتی مانگی انہوں نے قبول فرمائی اس محمدی شیر نے فوک شیطان کو دے مارا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۲۷ حصہ دوم)

الزام نمبر ۷: صحابی رسول پر کفر کا فتویٰ۔

جواب: یہ مصنف رضا خانی مذہب کا کوئی نیا اعتراض نہیں ہے۔ اس سے قبل بھی اعتراض ہو چکا ہے۔ مگر ایک طویل عرصہ سے علماء اہلسنت کی طرف سے یہ مطالبہ ہو رہا ہے۔ کہ عبدالرحمٰن قاری نام کے اگر کوئی صحابی ہیں تو بتاؤ ان کا تذکرہ کس کتاب میں ہے ان کی پیدائش اور وصال کیا ہے مگر ایک طویل مدت میں آج تک کوئی مخالف یہ نہیں ثابت کر سکا کہ عبدالرحمٰن قاری کوئی صحابی ہیں۔

مخالفین کی فریب کاری

فریب دینے کیلئے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو پیش کرتے ہیں۔ محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ تابعی ہیں۔ امام سیر و مغازی واقدی نے ضرور انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ یہ عہد رسالت میں پیدا ہوئے۔ مگر انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سماع ہے نہ ہدایت۔ ان کی وفات ۸۱ھ میں ہوئی جبکہ ان کی عمر ۷۸ سال کی تھی۔ اس حساب سے ان کا سن پیدائش ۳ھ نکلتا ہے۔

- اکمال فی اسماء الرجال میں ہے۔

عبدالرحمن بن عبدالقاری یقال انه ولد علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ولیس له منه سماع ولا روایة وعده الواقدی من الصحابة فیمن ولد علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم المشهور انه تابعی وهو من جملة تابعی المدینة و علمائها سمع عمر بن الخطاب مات سنة احد و ثمانین وله ثمان وسبعون سنة۔

ان کا نام عبدالرحمٰن بن عبدالقاری ہے کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئے لیکن نہ آپ سے حدیث کی سماعت کی نہ ہدایت بیان کی۔ مورخ واقدی نے ان صحابہ کے ذکر میں جو آنحضرت کے زمانہ میں پیدا ہوئے ان کا بھی شمار کیا ہے۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ یہ تابعی ہیں۔ مدینہ کے تابعین اور وہاں کے علماء میں سے ہیں۔ حضرت عمر بن الخطاب سے حدیث سنی۔ ۸۱ھ میں بعمر ۷۸ سال وفات پائی۔

(مشکوٰۃ مع اکمال فی اسماء الرجال (اردو) جلد ۳ صفحہ نمبر ۳۰۳
مطبوعہ لاہور از ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب م ۷۴۳ھ)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری

ولد علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم وقیل اتی به الیه وهو صغیر. روی عن عمرو ابی طلحه و ابی ایوب و ابی هریرة......قال ابن معین ثقة ......وقال ابن سعد توفی بالمدینة سنة (۸۵) فی خلافت عبدالملک وهوا بن (۷۸) سنة..........اجله تابعی اهل المدینة وعلمائهم ......وقال العجلی مدنی تابعی ثقة و ذکره مسلم وابن سعد و خلیفة فی الطبقة الاوّل من تابعی اهل المدینة۔ (تہذیب التہذیب صفحہ نمبر ۲۲۳ جلد ۶ مطبوعہ بیروت)

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عبدالرحمن بن عبدالقاری والقارة، هم ولد الهون بن خزیمة، اخی اسد بن خزیمة ولد علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم، لیس له من سماع، ولا له منه روایة۔

قال الواقدی: هو صحابی، و ذکره فی کتاب الطبقات، فی جملة من ولد علی عهد رسول الله علیه وسلم، وقال: کان مع عبدالله بن الارقم علی بیت المال، فی خلافة عمر بن الخطاب اخرجه ابو عمر۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ صفحہ نمبر ۳۷۷، ۳۷۸، جلد ۳ مطبوعہ دار الفکر)

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جبکہ قول مختار ماخوذ یہی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری تابعی ہیں تو اس کی بھی گنجائش نہیں رہی کہ اس عبدالرحمٰن کو جس کا تذکرہ "ملفوظات حصہ دوم" میں ہے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری فرض کر کے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر تبرا بازی کریں کہ صحابی کو کافر کہہ دیا۔ "مصنف رضا خانی مذہب" تو آج کی پیداوار ہے برس ہا برس تک مخالفین یہ شور مچاتے رہے کہ یہ صحابی ہے صحابی کو کافر کہہ دیا۔ مگر جب صحابی ہونا ثابت نہ کر سکے تو اب فریب دینے کیلئے کہتے ہیں صحابی یا تابعی کو کافر کہہ دیا۔

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری (م ۸۱ھ، ۸۵ھ) صحابی ہوں یا تابعی۔ یہ کسی طرح وہ

عبدالرحمٰن ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ جسے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کافر کہا ہے۔ اور جس کے کفری کارنامے ملفوظات حصہ دوم میں مذکور ہے۔

غزوۂ غابہ یا غزوۂ ذی قرد

یہ غزوہ درحقیقت بنوغزارہ کی ایک ٹکڑی کے خلاف جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مویشیوں پر ڈاکہ ڈالا تھا، تعاقب سے عبارت ہے۔ حدیبیہ کے بعد اور خیبر سے پہلے یہ پہلا واحد غزوہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش آیا۔

امام بخاری نے اس کا باب منعقد کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ خیبر سے صرف تین روز پہلے پیش آیا۔ اور یہی بات اس غزوے کے خصوصی کارپرداز حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ان کی روایت صحیح مسلم میں دیکھی جا سکتی ہے۔ جمہور اہل مغازی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ صلح حدیبیہ سے پہلے کا ہے۔ لیکن جو بات صحیح میں بیان کی گئی ہے۔ اہل مغازی کے بیان کے مقابل وہی صحیح ہے۔ اور غزوہ خیبر محرم ۷ھ میں وقوع پذیر ہوا۔

(۱)..... (صحیح بخاری باب غزوہ ذی قرد صفحہ نمبر ۶۰۳ جلد ۲)

(۲)..... (صحیح مسلم باب غزوہ ذی قرد وغیرہا صفحہ نمبر ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵ جلد ۲)

(۳)..... (فتح الباری صفحہ نمبر ۳۶۰ جلد ۷)

اس غزوہ کے ہیرو حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے جو روایات مروی ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سواری کے اونٹ اپنے غلام رباح کے ہمراہ چرنے کیلئے بھیجے تھے اور میں بھی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے سمیت ان کے ساتھ تھا کہ اچانک صبح ہم عبدالرحمٰن فزاری (جس کا تذکرہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے ملفوظات حصہ دوم میں کیا ہے) نے اونٹوں پر چھاپہ مارا اور ان سب کو ہانک کر لے گیا اور چرواہے کو قتل کر دیا۔ میں نے کہا: رباح! یہ گھوڑا لو۔ اسے ابوطلحہ تک پہنچا دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دو۔ اور خود میں نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مدینہ کی طرف رخ کیا اور تین بار پکار لگائی یا صباحاہ! ہائے صبح کا حملہ۔ پھر میں حملہ آوروں کے پیچھے چل نکلا۔ ان پر تیر برساتا جاتا اور

یہ رجز پڑھتا جاتا۔

انا ابن الاکوع

الیوم یوم الرضع

ترجمہ: "میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن دودھ پینے والے کا دن ہے۔ (یعنی آج پتہ لگ جائے گا کہ کس نے اپنی ماں کا دودھ پیا)"

حضرت سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ بخدا میں انہیں مسلسل تیروں سے چھلنی کرتا رہا۔ جب کوئی سوار میری طرف پلٹ کر آتا تو میں کسی درخت کی اوٹ میں بیٹھ جاتا۔ پھر اسے تیر مار کر زخمی کر دیتا یہاں تک کہ جب یہ لوگ پہاڑ کے تنگ راستے میں داخل ہوئے تو میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور پتھروں سے ان کی خبر لینے لگا۔ اس طرح میں نے مسلسل ان کا پیچھا کیے رکھا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جتنے اونٹ تھے میں نے ان سب کو اپنے پیچھے کر لیا۔ اور ان لوگوں نے میرے لئے ان اونٹوں کو آزاد چھوڑ دیا۔ لیکن میں نے پھر بھی ان کا پیچھا جاری رکھا اور ان پر تیر برساتا رہا یہاں تک کہ بوجھ کم کرنے کیلئے انہوں نے تیس سے زیادہ چادریں اور تیس سے زیادہ نیزے پھینک دیئے وہ لوگ جو کچھ بھی پھینکتے تھے میں اس پر (بطور نشان) تھوڑے سے پتھر ڈال دیتا تھا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے رفقاء پہچان لیں کہ یہ دشمن سے چھینا ہوا مال ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ ایک گھاٹی کے تنگ موڑ پر بیٹھ کر دوپہر کا کھانا کھانے لگے۔ میں بھی ایک چوٹی پر جا بیٹھا۔ یہ دیکھ کر ان کے چار آدمی پہاڑ پر چڑھ کر میری طرف آئے (جب اتنے قریب آئے کہ بات سن سکیں تو) میں نے کہا تم لوگ مجھے پہچانتے ہو؟ میں سلمہ بن اکوع ہوں، تم میں سے جس کسی کو دوڑاؤں گا بے دھڑک پالوں گا اور کوئی مجھے دوڑائے گا ہرگز نہ پا سکے گا۔ میری یہ بات سن کر چاروں واپس چلے گئے اور میں اپنی جگہ پر جما رہا۔ یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سواروں کو دیکھا درختوں کے درمیان سے چلے آ رہے ہیں۔ سب سے آگے اخرم تھے ان کے پیچھے ابوقتادہ اور ان کے پیچھے مقداد بن اسود (محاذ پر پہنچ کر) عبدالرحمٰن اور حضرت اخرم کے درمیان ٹکر ہوئی۔ حضرت

اخرم نے عبدالرحمٰن کے گھوڑے کو زخمی کر دیا لیکن عبدالرحمٰن نے نیزہ مار کر حضرت اخرم رضی اللہ عنہ کو قتل کر لیا اور ان کے گھوڑے پر جا پلٹا۔ مگر اتنے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن کے سر پر جا پہنچے اور اسے نیزہ مار کر زخمی کر دیا۔ بقیہ حملہ آور پیٹھ پھیر کر بھاگے اور ہم نے انہیں کھدیڑنا شروع کیا۔ میں اپنے پاؤں پر اچھلتا ہوا دوڑ رہا تھا سورج ڈوبنے سے کچھ پہلے ان لوگوں نے اپنا رخ ایک گھاٹی کی طرف موڑا۔ جس میں ذی قرد نام کا ایک چشمہ تھا یہ لوگ پیاسے تھے اور وہاں پانی پینا چاہتے تھے لیکن میں نے انہیں چشمے سے پرے ہی رکھا اور وہ ایک قطرہ بھی نہ چکھ سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شہسوار صحابہ دن ڈوبنے کے بعد میرے پاس پہنچے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سب پیاسے تھے اگر آپ مجھے سو (۱۰۰) آدمی دے دیں تو میں زین سمیت ان کے تمام گھوڑے چھین لوں اور ان کی گردنیں پکڑ کر حاضر خدمت کر دوں۔ آپ نے فرمایا۔ اکوع کے بیٹے تم قابو پا گئے ہو تو اب ذرا نرمی برتو، پھر آپ نے فرمایا۔ اس وقت بنی غطفان میں ان کی مہمان نوازی کی جا رہی ہے۔

(اس غزوے پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ آج ہمارے سب سے بہتر شہسوار ابوقتادہ اور سب سے بہتر پیادہ سلمہ ہیں۔ اور آپ نے مجھے دو حصے دیئے ایک پیادہ کا حصہ اور ایک شہسوار کا حصہ اور مدینہ واپس ہوتے ہوئے مجھے (یہ شرف بخشا کہ) اپنی عضباء نامی اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار فرمالیا۔

اس غزوے کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کا انتظام حضرت ابن ام مکتوم کو سونپا تھا۔ (ماخوذ: مدارج النبوۃ و زرقانی، سیرت ابن ہشام سیرت النبی، زاد المعاد وغیرہ)

قارئین کرام!

اولاً...... یہ واقعہ غزوہ ذی قرد کا ہے جو ۶ھ میں ہوا اور عبدالرحمٰن (جس کا تذکرہ ملفوظات میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے کیا ہے) اسی غزوہ میں مقتول ہوا اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ کی ولادت ۲ھ میں ہوئی۔ بھلا چار سال کا بچہ بھی غزوہ میں شریک ہو سکتا ہے۔ مخالفین کو ہوش سے کام لینا چاہیے۔

ثانیاً...... اس عبدالرحمٰن کو (جو غزوہ ذی قرد میں قتل ہوا) صحابی یا تابعی کہنا اپنے دین و ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔ کیونکہ اس عبدالرحمٰن کے بارے میں جو واقعات مذکور ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بلاشبہ کافر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن تھا۔ ملفوظات میں جسے کافر کہا اس کے کرتوت بھی وہیں مذکور ہیں۔

یہ عبدالرحمٰن اپنے ہمراہیوں کے سمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹوں پر ڈاکہ ڈالا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے چرواہے کو قتل کیا۔ اور اونٹ بھی لے گیا۔

سلمہ بن الاکوع نے اس کا اور اس کے ہمراہیوں کا تعاقب کیا۔

اس عبدالرحمٰن (بن عیینہ) کو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

مخالف رضا خانی مذہب جواب دے

- کیا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اونٹوں کو لوٹنے والا صحابی یا تابعی ہوگا؟
- کیا حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے جنگ کرنے والا صحابی یا تابعی ہوگا؟
- کیا حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی یا تابعی کا تعاقب کیا؟
- کیا حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی یا تابعی کو قتل کیا؟

ذرا سی عقل و دین رکھنے والا بھی یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ یہ شخص صحابی یا تابعی ہو سکتا ہے۔ غزوہ ذی قرد کے حالات و واقعات پڑھ کر سب کا یہی فیصلہ ہوگا کہ یہ عبدالرحمٰن ضرور بالضرور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سخت ترین دشمن اور بدترین کافر تھا۔

صرف نسبت کے بدلنے سے مسمیٰ نہیں بدلتا

الملفوظ حصہ دوم میں عبدالرحمٰن کے نام کے ساتھ جو واقعات مفصل مذکور ہیں وہ قطعی طور پر اس بات کو متعین کر رہے ہیں کہ یہ ضرور بالضرور کافر اور یہ عبدالرحمٰن ...... عبدالرحمٰن بن عبدالقاری ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔ اگرچہ اس کافر عبدالرحمٰن کی نسبت

(سامع یا جامع کی غلطی کی وجہ سے) بدل گئی ہے فزاری کی جگہ قاری ہو گیا ہے۔ صرف نسبت کے بدلنے سے مسمیٰ نہیں بدلتا۔ فقہانے تصریح کی ہے کسی نے نماز میں نیت کی کہ میں نے اس امام کی اقتداء کی جو محراب میں کھڑا ہے جس کا نام عبداللہ ہے مگر حقیقت میں وہ جعفر تھا تو اقتداء درست ہے۔

عالمگیری میں ہے۔

ولو كان المقتدى يرى شخص الامام فقال اقتديت بهذا الامام الذى هو عبدالله ولا يرى شخص الامام فقال اقتديت بالامام الذى هو قائم فى المحراب الذى هو عبدالله فاذا هو جعفر جاز كذا فى المحيط۔

(فتاویٰ عالمگیری صفحہ نمبر ۲۷ جلد اول ناشر نورانی کتب خانہ قصہ خوانی بازار پشاور)

یعنی اگر مقتدی امام کو دیکھ رہا ہے اور یوں نسبت کی۔ میں نے اس امام کی اقتداء کی جو محراب میں کھڑا ہے۔ جو عبداللہ ہے حالانکہ وہ جعفر ہے تو درست ہے۔

مقتدی نے امام کا نام بدل کر لیا مگر چونکہ وصف متعین ہے تو نام کی تبدیلی اثر انداز نہیں اور اقتداء درست ہے اور یہاں الملفوظ میں نام صحیح ہے اوصاف صحیح ہیں نام اور اوصاف اس کو اس طرح متعین کر رہے ہیں کہ ذرا بھی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ یہ ''کون ہے''؟ اور جو بھی ہے وہ ضرور کافر ہے۔ پھر بھی نسبت میں غلطی ہو جانے سے جو نام میں غلطی سے بہت خفیف ہے محکوم علیہ کی تبدیلی کا حکم کرنا فریب دہی نہیں تو اور کیا ہے۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرنے سے پہلے گھر کی بھی خبر لیجئے

مولوی رشید احمد گنگوہی کا انوکھا فتویٰ

جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا

ا؎ ملفوظات میں صاحب ملفوظ کی عبارت بعینہا منقول نہیں ہوتی بلکہ یہ روایت بالمعنی ہوتی ہے۔ اور سامع سے غلطی ہو جانا ممکن ہے جیسا کہ اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں اور اس باب میں متعدد مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

حرام ہے۔ اور وہ اپنے اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ نمبر ۱۴۱ مطبوعہ کراچی)

مولوی عبدالشکور کاکوروی دیوبندی کی خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی

جناب امیر کی مجلس میں اعلانیہ فسق ہوتا تھا اور آپ اس کو مطلقاً روا رکھتے تھے۔ روکنا اور منع کرنا تو در کنار آپ اس کو بیان کرنا فخر خیال کرتے تھے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر ان باتوں کو بہت ذوق وشوق سے دیکھتے تھے ورنہ یہ کیوں کر فرماتے کہ وہ عورتیں بلند چھاتیوں والی ہیں یا پست سینوں والی، اسی جملہ کا کسی شاعر نے شعروں میں کیا خوب ترجمہ کیا ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

حیا شرم کا پردہ اٹھایا شرم کیوں نے
سر مجلس نقابیں کھول دیں پردہ نشینوں نے
کیا عہد اطاعت نو رسیدہ نازنینوں نے
ملائے ہاتھ ابھری چھاتیوں والی حسینوں نے
وہ شرماتے تھے گھر میں مجلسوں میں بے نقاب آئے
جو گھونگھٹ رات میں کرتے تھے دن میں بے نقاب آئے

افسوس جناب امیر نے خلافت کی طمع میں ان ناگوار اور خلاف شرع باتوں کا کچھ خیال نہ کیا اور اعلانیہ ظلم وفسق ہوتے دیکھ کر فخریہ اپنے کلام معجز نظام میں درج فرمایا۔ جس خلافت کی ابتداء ان امور منہیہ سے ہو اس کے عواقب کا حال ظاہر ہے۔

(النجم خلافت نمبر بابت ۲۱ اپریل ۱۹۳۲ء صفحہ نمبر ۲۱ بحوالہ تحقیقات از مفتی شریف الحق امجدی صفحہ نمبر ۱۳۴، ۱۳۵ ناشر مکتبہ الحبیب الہ آباد نمبر ۳ (انڈیا)

حدائق بخشش حصہ سوم کے اشعار کا جواب

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر

یہ پھنا پڑتا ہے جو بن میرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر
خوف ہے کشتی ابرو نہ بنے طوفانی
کہ چلا آتا ہے حسن ابلہ کی صورت پڑھ کر

جواب: ان اشعار کے متعلق بار بار تحریری و تقریری مکمل صفائی دی جاچکی ہے۔ مگر بد باطنی کا برا ہو کہ مخالفین اب تک خاموش نہیں ہوئے۔ تفصیل کیلئے ....!

۱۔ فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ
۱۳ ھ ۷۵

مرتبہ: مولانا عزیز الرحمٰن بہاولپوری۔

اور

۲۔ دار الافتاء دہلی کا ''قرآنی فیصلہ'' کا مطالعہ کریں۔

قارئین کرام!

مخالفین کو یہ علم ہی نہیں کہ حدائق بخشش حصہ سوم امام احمد رضا بریلوی کی تصنیف و ترتیب نہیں اور نہ ہی ان کی زندگی میں شائع ہوا۔ یہ حصہ مولانا محبوب علی خاں لکھنوی نے ترتیب دیا اور امام احمد رضا بریلوی کے وصال کے دو سال بعد شائع ہوا۔ مولانا محبوب علی خاں نے ابتدائیہ کے صفحہ نمبر ۱۰ پر ۲۹ رذی الحجہ الحرام ۱۳۴۲ھ کی تاریخ درج کی ہے۔ جبکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا وصال ۱۳۴۰ھ ماہ صفر المظفر میں ہو چکا تھا۔

مولانا محبوب علی خاں سے تیسرے حصہ کی ترتیب و اشاعت میں واضح طور پر چند فروگزاشتیں ہوئی ہیں۔

- انہوں نے اس حصہ کا نام حدائق بخشش حصہ سوم رکھا، صرف یہی نہیں بلکہ ٹائیٹل پر ۱۳۲۵ھ کا سن بھی درج کر دیا حالانکہ حدائق بخشش پہلے اصل دو حصوں کا تاریخی نام تھا جو ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوا تیسرا حصہ تو ۱۳۴۲ھ بلکہ اس کے بھی بعد شائع ہوا۔

- انہوں نے مسودہ نابعہ سٹیم پریس، نابعہ کے سپرد کر دیا۔ پریس والوں نے خود ہی کتابت کروائی اور خود ہی چھاپ دیا۔ مولانا نے اس کے پروف بھی نہیں پڑھے۔ کاتب نے دانستہ یا نادانستہ یا کم علم ہونے کی وجہ سے چند اشعار جو بالکل الگ تھے، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں کہے گئے اشعار کے ساتھ ملا کر لکھ دیئے۔

یہ اشعار حضرت ام المؤمنین کے بارے میں نہیں

قطع نظر اس کے کہ یہ غلط ترتیب سے چھپے ہیں۔ یا جس ترتیب سے چھپے ہیں۔ وہی اس پر نص قاطع ہے کہ یہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نہیں ہیں۔

ان تینوں اشعار کے اوپر جلی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ ''علیحدہ'' یہ اسی لئے لکھا گیا تھا کہ ہر آنکھ والا اسے دیکھ لے یہ سمجھ لے کہ اس کے بعد والے اشعار کا تعلق اوپر والے اشعار سے بالکل نہیں اور اوپر والے اشعار حضرت ام المؤمنین کی مدح میں ہیں اور یہ اس سے علیحدہ ....

تو ثابت ہو گیا کہ یہ اشعار ام المؤمنین کی مدح میں نہیں۔ مگر ....اندھا پن خواہ ظاہری ہو یا باطنی انسان کو ٹھوکر لگا ہی دیتی ہے۔

حدائق بخشش حصہ سوم کے متعلق شاہزادۂ اعلیٰ حضرت مولانا مفتی مصطفٰے رضا خاں کا ارشاد گرامی

برس ہا برس کے بعد اب جب مولانا محبوب علی خان نے اسے پنجاب میں چھپوایا تو خبر ملی کہ یونہی بے ترتیب چھاپ دیا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ بعض کلام اعلیٰ حضرت کا معلوم نہیں ہوتا کسی اور صاحب متخلص بہ رضا کا کلام ہے۔ مولانا یا وہ شخص جس نے اس مجموعے میں وہ قصیدہ درج کیا اس کلام کو بھی اعلیٰ حضرت کا سمجھا۔ اس لئے مجھے ناگوار بھی ہوا کہ یوں ہی اور

ہم لوگوں میں سے کسی کو بے دکھائے چھاپ دیا۔ بارہا لوگوں کے سامنے میں نے اس پر اظہار ناراضگی کیا، الخ (فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ صفحہ نمبر ۳۳ مطبوعہ لاہور)

مفتی مظہر اللہ خطیب مسجد فتح پوری دہلی کا ارشاد گرامی

بلکہ مجھ کو مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار ہی نہیں معلوم ہوتے خدا جانے اس میں کسی کی اور کیا سازش ہے۔ میرے ساتھ بھی کئی مرتبہ ایسی چالیں چلی گئی ہیں۔ الخ

(فتاویٰ مظہری صفحہ نمبر ۴۲۸ مطبوعہ کراچی قرآنی فیصلہ صفحہ نمبر ۱۳)

یہی رائے حضرت موصوف کے صاحبزادگان مولانا مفتی مشرف احمد اور مولانا مفتی محمد احمد صاحبان کی بھی ہے...... اور مولانا مفتی زاہد القادری سابق مفتی آستانہ دہلی بھی اس سے متفق ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھیے دارالافتاء دہلی کا "قرآنی فیصلہ"۔

مولانا ابوالکلام آزاد کا بیان

جب بمبئی میں مخالفین نے ان اشعار کے متعلق فتنہ برپا کیا تو ان کا ایک وفد مولانا ابوالکلام آزاد کے پاس آیا اور یہ قصہ پیش کیا انہوں نے برجستہ کہا:

"مولانا احمد رضا خاں ایک سچے عاشق رسول گزرے ہیں، میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ ان سے توہین نبوت ہو"۔ (تحقیقات صفحہ نمبر ۱۲۵ مطبوعہ انڈیا ۱۹۷۶ء
از مولانا محمد شریف الحق امجدی)

مولانا محبوب علی خاں لکھنوی کا توبہ نامہ

خطیب مشرق مولانا مشتاق احمد نظامی نے بمبئی کے ایک ہفت روزہ میں ایک مراسلہ شائع کروایا اور مولانا محبوب علی خاں کو "حدائق بخشش حصہ سوم" کی غلطی کی طرف متوجہ کیا۔

دوسری طرف دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے شور کے ساتھ یہ مہم چلائی گئی کہ مولانا محبوب علی خاں نے حضرت ام المؤمنین کی شان میں گستاخی کی ہے۔ اس لئے انہیں بمبئی کی جامع مسجد سے برطرف کیا جائے۔

اور مولانا محبوب علی خاں کی صاف دلی اور پاک نفسی دیکھیے کہ جو کچھ ہوا اس میں ان

کا قصد و ارادہ کا کوئی دخل نہ تھا۔ تمام تر غلطی کاتب اور پریس والوں کی تھی اس کے باوجود رسالہ "سنی" لکھنؤ اور روزنامہ "انقلاب" میں اپنا توبہ نامہ چھپوایا۔ اور بار بار زبانی توبہ کی۔

اعلان توبہ

حدائق بخشش حصہ سوم صفحہ نمبر ۳۷، ۳۸ میں بے ترتیبی سے اشعار شائع ہو گئے تھے اس غلطی سے بارہا فقیر اپنی توبہ شائع کر چکا ہے۔ خدا و رسول (جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری توبہ قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین سنی مسلمان بھائی خدا اور رسول کیلئے معاف فرمائیں (جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ (فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ صفحہ نمبر ۳۳ مطبوعہ لاہور)

کتاب و سنت کی روشنی میں توبہ کی اہمیت

- "ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین"۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۲۲)

<u>ترجمہ:</u> "بے شک اللہ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند کرتا ہے خوب پاکی حاصل کرنے والوں کو"۔ (البیان)

- "ومن یعمل سوءًا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما"۔ (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۱۰)

<u>ترجمہ:</u> "اور جو برے کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش مانگے تو وہ اللہ کو بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا پائے گا"۔ (البیان)

- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ جب تک اس کی روح گلے تک نہ پہنچے۔ (یعنی حضور موت کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی)۔ (مشکوٰۃ شریف)

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس سے اگر گناہ صادر ہوں تو بعد میں فوراً توبہ کرے۔

(منہاج العابدین از امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

(سنن ابن ماجہ صفحہ نمبر ۳۱۲ مطبع کراچی (ابوالخلیل فیضی غفرلہ)

- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کے مثل ہے جس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔

(ابن ماجہ صفحہ نمبر ۳۱۳ طبع کراچی)

- مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

توبہ جب خالص دل سے کرے گا قبول ہوگی خواہ کتنی ہی بار ٹوٹی ہو۔

(فتاوی رشیدیہ صفحہ نمبر ۲۲۳)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قدر واضح ارشادات کے ہوتے ہوئے مولانا محبوب علی خاں لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرنا اور مذہب حقہ اہلسنت و جماعت کے خلاف منافرت پھیلانا جہالت وحماقت ہے۔

عبارت نمبر ۱۲: حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ازواج مطہرات سے ایک بی بی جب اندھیرے میں جاتیں تو ایک شمع روشن ہو جاتی۔ ایک روز حضور نے ملاحظہ فرمایا اسے بجھا دیا اور فرمایا کہ یہ شیطان کی جانب سے ہے پھر ایک ربانی نورانی کے ساتھ فرما دیا۔ کما فی بہجۃ الاسرار و معدن الانوار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۵۶ مطبوعہ کراچی)

اعتراض: (۱) یہ ایک من گھڑت قصہ ہے۔

(۲) مولانا احمد رضا نے شیخ عبدالقادر جیلانی کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھ کر صحابہ کی عظمت کو کم کیا ہے۔

(۳) مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ نے غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی زوجہ کی توہین کی ہے۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۳۳ حصہ اول)

جواب: "مصنف رضا خانی مذہب" نے خط کشیدہ سطر کو چھوڑ کر عبارت نقل کی ہے اسے معلوم تھا کہ اگر اس کو تحریر کر دیا تو عبارت مذکورہ پر میرے جاہلانہ تبصرے اور اعتراض نمبر ۱ کی حقیقت بے نقاب ہو جائے گی۔ کیونکہ ....!

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحۃً لکھا ہے کہ یہ واقعہ بہجۃ الاسرار میں ہے،

قارئین کرام!

یہ حضور شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مشہور کرامت ہے جس کو صاحب بہجۃ الاسرار ملا نورالدین ابی الحسن علی بن یوسف الشافعی اللخمی علیہ الرحمۃ، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور امام اجل شیخ الحرمین ابو محمد عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۶۸ھ) کے علاوہ دیگر محققین علمائے اہلسنت نے اپنی اپنی تصانیف و تالیفات میں ذکر فرمایا ہے۔ کرامات اولیاء اللہ اہلسنت کے نزدیک برحق ہیں۔ اور ان کا انکار کرنا معتزلہ کا شیوہ ہے۔

- شیخ ابو محمد عبدالجبار بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ میری والدہ ماجدہ جب بھی کسی کام سے تاریک مکان میں جاتی تو ان کیلئے شمع روشن ہو جاتی۔ ایک دفعہ میرے والد گرامی اچانک تشریف لائے۔ آپ نے وہ شمع دیکھی۔ جونہی آپ کی نگاہ اس پر پڑی وہ خود بخود بجھ گئی۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ یہ روشنی جو تم نے دیکھی تھی۔ یہ شیطان ہے جو بظاہر تمہاری خدمت کیلئے آتا ہے۔ میں نے اسے تجھ سے ہٹا دیا اور اس کی جگہ رحمانی نور کا انتظام کر دیا ہے.................. شیخ عبدالجبار علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ اس کے بعد میری والدہ مکان میں داخل ہوتیں تو چاند کی مثل ایک نور ظاہر ہوتا جس سے مکان کے اطراف بھر جاتے۔

(۱)......(خلاصۃ المفاخر فی مناقب شیخ عبدالقادر صفحہ نمبر ۱۲۳ مطبوعہ لاہور ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء
از امام محمد عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ (م ۷۶۸ھ)

(۲)......(زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۱۱۳ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء/۱۴۰۶ھ
از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۳)......(قلائد الجواہر، از شیخ محمد یحیٰ تاذفی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۲۳۰ مطبوعہ کراچی)

---

[1] مولوی زبیر افضل عثمانی دیوبندی نے قلائد الجواہر کا اردو ترجمہ کیا ہے مگر انہوں نے اس کرامت کے متعلق مصنف رضا خانی مذہب کی طرح اس پر کوئی جاہلانہ تبصرہ نہیں کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اس کرامت کو حق سمجھتے تھے۔

کرامات اولیاء اللہ

- علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اولیائے کرام کی کرامات کا حق ہونا حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے واقع سے نص قرآن کے ذریعے ولادت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت سے ثابت ہے۔

- علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بطور کرامت اہل ولایت سے ایسی باتیں صادر ہوتی ہیں جو خارق عادت اور ناقص طبیعت ہوتی ہیں یہ اہل سنت کیلئے جائز ہیں۔

- امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اولیائے کرام سے کرامات کا ظہور جائز ہے۔

- امام ابو اسحاق اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اولیائے کرام کیلئے کرامات ہوتی ہیں جو قبولیت دعا سے مشابہت رکھتی ہیں۔

- علامہ یوسف نبہانی فرماتے ہیں:

ائمہ اہلسنت کرامات اولیاء کے جواز کے قائل ہیں معتزلہ میں سے ابو الحسن بصری اور اس کا دوست محمود خوارزمی کرامات اولیاء کے قائل ہیں۔ باقی معتزلہ منکر ہیں۔

(جامع کرامات اولیاء صفحہ نمبر ۵،۶،۸۳۲ مطبوعہ لاہور، از علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ)

- علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولیس انکار الکرامۃ من اھل البدع۔ (الحدیقۃ الندیہ صفحہ نمبر ۲۹۲)

- مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں:

کرامات اولیاء اللہ سے ہوتی ہے اور حق ہے کہ کرامات خرق عادت کا نام ہے۔ اس میں کوئی تردد کی بات نہیں۔ اس کا انکار گناہ ہے کہ انکار کرامت کرتا ہے اور کرامت کا حق ہونا مسئلہ اجماعی اہلسنت کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۲۱۹ مطبوعہ کراچی)

- مولوی محمد جمیل الرحمٰن سیوہاروی مفتی دار العلوم لکھتے ہیں:

مشائخ کرام اور اولیاء اللہ کی سوانح کا اہم باب کشف و کرامات بھی ہے، کشف و کرامات اگرچہ لوازم ولایت سے نہیں ہیں لیکن اگر کسی مقبول بندہ کو منجانب اللہ یہ عطا ہوں تو دلیل ولایت ہیں اور اعلیٰ مناقب میں شامل ہیں۔ (روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر صفحہ نمبر ۳۱۹ ناشر مکتبہ مدنیہ گوجرانوالہ)

- مولوی عبد المجید خادم سوہدروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

ٹھیک اسی طرح جو خوارق عادات عامہ اتباع رسول اور خدائے واحد کی پرستش کا ثمر ہوں وہ کرامات اولیاء کہلاتی ہیں۔ جن کے مبارک اور محمود ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

(کرامات اہلحدیث صفحہ نمبر ۴ مطبوعہ اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ)

قارئین کرام!

مصنف رضا خانی مذہب نے احکام شریعت از مولانا احمد رضا بریلوی سے مذکورہ کرامت نقل کرنے کے بعد جو اس پر تبصرہ کیا ہے، سراسر جہالت، دجل اور بغض رضا پرمبنی

اگر..................!

مذکورہ کرامت نقل کرنے کی بنا پر مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مورد سب وشتم ہیں اور انہوں نے حضرت غوث پاک کی زوجہ کی توہین کی ہے تو حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور امام عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی ذرا..................قلم کو جنبش دیجئے ....اور مساوات محمدی کا ثبوت دیجئے..................خدارا..................!

اندھی تقلید چھوڑیئے..................تحقیق کیجئے..................خوف خدا کو دل میں جگہ دیجئے..................توبہ کیجئے..................!

اعتراض نمبر ۲ کا جواب: اگر غوث اعظم کے نام نامی کے ساتھ مولانا احمد رضا بریلوی نے رضی اللہ عنہ لکھ کر حماقت کی ہے اور صحابہ کرام کی عظمت کو کم کرنے کیلئے لفظ رضی اللہ عنہ کا مقام گرا دیا ہے تو..................حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولوی اشرف علی تھانوی، نواب

صدیق حسن بھوپالی اور دیگر علماء دیوبند اور غیر مقلدین کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمایئے
.........کیونکہ ان حضرات سے بھی یہی جرم ثابت ہے۔

● حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ لباس عمدہ پہنتے تھے اور کھانا لذیذ کھاتے تھے۔
(امداد المشتاق، صفحہ نمبر ۹۱ مطبوعہ لاہور، مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

الشیخ العلامۃ القطب الربانی سیدی المولیٰ عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ۔
(الدر المنضود صفحہ نمبر ۸۱ (اردو))

مولوی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

وقد اوضح شیخنا و برکتنا القاضی محمد بن علی الشوکانی رضی اللہ عنہ۔ الخ
(۱)......(دلیل الطالب علی ارجح المطالب صفحہ نمبر ۲۳۲ مطبوعہ انڈیا)
(۲)......(فتاویٰ علمائے حدیث از مولانا علی محمد سعیدی صفحہ نمبر ۷، جلد اوّل طبع دوم ۱۹۷۹ء ناشر مکتبہ سعیدیہ خانیوال)

مولوی ابو یحییٰ امام خاں نوشہری غیر مقلد لکھتے ہیں:

شیخنا المرحوم کی آخری تالیف کتاب "مقالات الاحسان" ہے۔ یہ کتاب ترجمہ ہے فتوح الغیب کا جو کہ سیدنا و مولانا حضرت سید عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کی تالیف ہے۔
(تراجم علمائے ہند صفحہ نمبر ۲۳۹ مطبوعہ لاہور بار دوم ۱۳۹۱ھ)

مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔ (صراط مستقیم صفحہ نمبر ۸۲ مطبوعہ لاہور)

ایک ضروری وضاحت اور بزرگان دین کا عمل

صحابہ کرام کیلئے "رضی اللہ عنہ" بطور جملہ خبریہ استعمال ہوا ہے۔ اور غیر صحابہ کیلئے

۱ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد

دعائیہ استعمال ہوتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

● انبیاء علیہم السلام کے ماسوا، ائمہ و علماء وغیرہ کو غفران و رضوان سے ذکر کیا جائے۔

● اور متاخرین میں بعض دیگر اصطلاحات پیدا ہوگئی ہیں۔ ممالک عرب میں رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ تمام مشائخ کیلئے کہا جاتا ہے اور صاحب ہدایہ اپنے لئے خود فرماتے ہیں:
کمال رضی اللہ عنہ (ہدایہ صفحہ نمبر ۱۳۱ مطبوعہ کراچی)۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۵۸۲، ۵۸۳ جلد اول طبع کراچی)

علامہ ابن قیم حنبلی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اسماعیل بن اسحاق نے سند کے ساتھ عکرمہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے "نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا صلوٰۃ کی صلاحیت دوسرے کو نہیں ہے، ہاں مسلمان و مسلمات کیلئے دعا و استغفار ہے"۔ (جلاء الافہام صفحہ نمبر ۲۸۲ (اردو) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء / ۱۳۹۲ھ)

امام محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"یذکر غیر الانبیاء بالرضیٰ والغفران"۔ (القول البدیع صفحہ نمبر ۵۴ ناشر لاثانی کتب خانہ سیالکوٹ)

غیر صحابہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنے کا ثبوت

علمائے سلف و خلف سے

● **امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:**

"و بروح حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ متوجہ شدم"۔ الخ
(انفاس العارفین صفحہ نمبر ۷۸ ناشر اسلامی کتب خانہ ملتان)

دوسرے مقام پر اپنے والد گرامی کے متعلق لکھتے ہیں:

"سیدنا و مولانا شیخ عبدالرحیم رضی اللہ عنہ"۔ الخ
(انفاس العارفین صفحہ نمبر ۲ ناشر اسلامی کتب خانہ ملتان)

"شفاء العلیل" میں لکھتے ہیں:

"امام الطریقۃ الشیخ ابی محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ"۔ الخ
(شفاء العلیل صفحہ نمبر ۲۹ مطبوعہ ...)

- **حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:**

"شجرہ پیران چشت اہل بہشت رضی اللہ عنہم"۔ (ارشاد مرشد صفحہ نمبر ۱۰ مطبوعہ دہلی)

- **علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:**

۱۔ "وقال الامام الشعرانی رضی اللہ عنہ فی المبحث التاسع والعشرین"۔ الخ

۲۔ "الامام الجلیل احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ"۔ (حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ نمبر ۸۵۳، ۱۵۵ جلد ثانی مطبوعہ استنبول ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء)

- **صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:**

قال ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ لیس فی الاستسقاء۔ الخ (ہدایہ صفحہ نمبر ۱۳۴ مطبوعہ کراچی)

- **امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:**

وکان من حجۃ ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ۔ الخ (معانی الآثار صفحہ نمبر ۲۰۷ جلد ۲ مطبوعہ انڈیا)

- **علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:**

الصوفیۃ الجنید البغدادی رضی اللہ عنہ۔ (الحدیقۃ الندیۃ جلد اول صفحہ نمبر ۱۸۷ مطبوعہ پاکستان)

- **علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:**

شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کے علم کا ان کے سوا کوئی وارث نہ ہوا۔ الخ
(الطبقات الکبریٰ صفحہ نمبر ۳۰۷ مطبوعہ ...)

__عبارت نمبر ۱۳:__ یہاں کیا کہے گا۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو الفاظ ... جلال میں ارشاد کر گئی ہیں۔ دوسرا کہے گا تو گردن ماری جائے۔ اندھوں نے صرف ... عبدیت دیکھی شان محبوبیت سے آنکھیں پھوٹ گئیں۔ (ملفوظات حصہ سوم صفحہ نمبر ۲۵۳ مطبوعہ ...)

__جواب:__ مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایک الزام کا ...

... مذکورہ بالا عبارت تحریر فرمائی ہے۔ اور مقام عبدیت و محبوبیت کے فرق کو واضح کیا

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عائشہ کے درمیان کچھ گفتگو ہوئی۔ یہاں تک کہ دونوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے درمیان حاکم اور ثالث قرار دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یا تو تم اوّل کہو یا میں کہوں۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ ارشاد فرمائیں۔ __لیکن سچ ہی سچ فرمانا__۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے منہ پر ایک ایسا طمانچہ مارا کہ خون نکلنے لگا اور فرمایا کہ اے دشمن جان...... کیا حضرت سچ کے سوا کچھ اور فرمائیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ چاہی اور آپ کی پشت کے پیچھے جا بیٹھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہم نے تم کو اس لئے نہیں بلایا اور نہ تم سے یہ ہمارا مقصود ہے۔

اور ایک بار کسی کلام پر غصہ ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا __کہ آپ ہی کہتے ہیں کہ میں پیغمبر خدا ہوں__ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور حلم و کرم کی راہ سے اس امر کو برداشت کیا۔

(۱)...... (احیائے علوم الدین صفحہ نمبر ۱۷۰، ۲۷۱ جلد دوم مطبوعہ لاہور)

(۲)...... (طبرانی اوسط، ابویعلیٰ، ابن حبان، در کتاب الامثال)

(۳)...... (مکاشفۃ القلوب از امام غزالی صفحہ نمبر ۶۵۳، ۶۵۵ مطبوعہ لاہور)

... یہ انکار نبوت ہوتا تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غضب ناک ہو جاتے یہ تو پیار کی باتیں ہیں جن کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کے دل میں ایمان ہو۔ جس کے دل میں صحابہ کی ... کا کفر بسا ہو۔ اس کے دل کی گندگی میں اضافہ ہی ہوگا۔

یاد رہے کہ صحابہ کرام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات دراصل

قانون سازی کا مقام رکھتے تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ تمام احوال طاری کئے جاتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بے تکلفی سے ہر آنے والا حال پیش کریں تا کہ اس سلسلہ میں مسائل بتائے جائیں۔ آپ کی ازواج مطہرات نے یوں سمجھئے کہ بحکم خداوندی ایسا کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحمل دکھایا۔ اس طرح امت کو سبق ملا کہ ایک مسلمان کی معاشی زندگی کس طرح ہونی چاہئے۔ ان واقعات سے جو شخص ازواج مطہرات کے بارے میں بری رائے قائم کرے گا وہ انتہائی درجے کا خبیث اور بد باطن ہے۔

قارئین کرام!

خط کشیدہ الفاظ شان محبوبیت میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمائے ہیں۔ ان کے علاوہ واقعی اگر کوئی اور ایسے الفاظ استعمال کرے گا تو اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔

قاضی عیاض مالکی اندلسی فرماتے ہیں:

معلوم ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ ہمیں اور تم کو توفیق خیر دے کہ وہ تمام باتیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے بطور سب (گالی) بولی جائیں یا جس سے آپ کی عیب جوئی ہو۔ یا آپ کی ذات شریفہ یا آپ کے دین یا آپ کے اسوہ یا آپ کے فضائل میں سے کسی ایک خصلت میں نقصان لاحق ہوتا ہو یا بطریق سب آپ پر تعریض یا اس کے مشابہ بولے۔ یا بر سبیل سب وشتم استخفاف یا تحقیر و تصغیر شان کرے یا آپ کی نکتہ چینی یا عیب جوئی کرے وہ سب میں شمار ہوگا اور اس کا حکم گالی دینے والے کی طرح حکم قتل ہوگا۔

(۱)..... (الشفاء (اردو) صفحہ نمبر ۲۹۲ جلد ۲)

(۲)..... (الشفاء (عربی) صفحہ نمبر ۱۸۸، ۱۸۹ طبع ملتان)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

وجہ ثانی یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں زبان کھولنے والا نے جبکہ گالی اور گستاخی کا قصد نہ کیا ہو اور وہ نہ اس کا معتقد ہو لیکن شان اقدس میں اس نے

کفر کہا ہو یا لعنت یا دشنام یا تکذیب یا ان کی طرف ایسی چیز کی نسبت کی جو آپ پر جائز نہیں یا ایسی چیز کی نفی کی جو آپ کیلئے واجب ہے۔ غرض کوئی بات جو حضور کے حق میں نقص ہو (الی ان قال) یا کوئی گستاخی کی بات کہی یا برا کلام کیا یا کسی طرح دشنام دی تو اگر چہ اس کے حال سے ظاہر ہو کہ اس نے حضور کی بدگوئی اور دشنام دہی کا ارادہ نہ کیا بلکہ یا تو اس کی جہالت اس قول کا باعث ہوئی یا کسی قلق یا نشہ نے اس کو مضطر کیا یا قلت نگہداشت اور زبان بے قابو ہونے کی وجہ سے یا لاپرواہی یا بے باکی کی وجہ سے اس سے صادر ہوا۔ اس وجہ کا وہی حکم ہے جو درجہ اول کا ہے کہ بے توقف قتل کیا جائے۔ (فتاوی رشیدیہ صفحہ نمبر ۷۶ مطبوعہ لاہور)

فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ پر شیعہ ورافضی الزام کی حقیقت

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ ایک کٹر سنی حنفی مسلمان اور سلف الصالحین کی راہ پر گامزن تھے۔ انہیں رافضی یا شیعہ کہنا دن کو رات کہنے کے مترادف ہے۔ علمائے اہلسنت کو رافضی یا شیعہ کہنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ خارجیوں کا قدیم سے طریقہ چلا آ رہا ہے۔ حتیٰ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس الزام سے نہ بچ سکے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

قالوا ترفضت قلت كلا

ما الرفض ديني ولا اعتقادي

لكن توليت غير شك

خير امام و خير هادي !

ان كان حب الولي رفضا

فانني ارفض العباد

(۱)..... (الصواعق المحرقۃ صفحہ نمبر ۱۳۳، مطبوعہ ملتان، از علامہ ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ)

(۲)..... (نور الابصار جلد اول صفحہ نمبر ۱۰۴، از شیخ مومن بن حسن شبلنجی)

لوگ کہتے ہیں تو رافضی ہو گیا۔ میں کہتا ہوں ہرگز نہیں۔ میرا دین رفض نہیں اور نہ ہی

میرا عقیدہ ہے۔ میں کسی شک و شبہ کے بغیر بہتر امام اور بہتر ہادی سے محبت کرتا ہوں۔ اگر ولی سے محبت رفض ہے تو میں یقیناً سب لوگوں سے بڑا رافضی ہوں۔

نیز امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ان کان رفضا حب آل محمد
فلیشہد الثقلان انی رافضی

(۱)......(الصواعق المحرقۃ صفحہ نمبر ۱۳۳، از علامہ ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ) مطبوعہ ملتان)
(۲)......(نور الابصار جلد اول صفحہ نمبر ۲۰۷، از شیخ مومن بن حسن شبلنجی)

ترجمہ: اگر آل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت رفض ہے۔ تو جن وانس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔

"ردِّ شیعہ" میں امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند رسائل کے نام

۱۔ ردّ الرفضہ (۱۳۲۰ھ)
(روافض زمانہ کے ردّ میں کہ وہ نہ سنی کے وارث نہ ان سے نکاح)

۲۔ الادلۃ الطاعنۃ فی اذان الملاعنۃ (۱۳۰۶ھ)
(روافض کی اذان میں کلمہ خلیفہ بلافصل کا ردّ)

۳۔ اعالی الافادہ فی تعزیۃ الہند و بیان الشہادہ (۱۳۲۱ھ)
(تعزیہ داری کی ممانعت اور شہادت بیان کا حکم)

۴۔ غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق
(حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور آپ کے خلیفہ بلافصل ہونے کا ثبوت)

۵۔ مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین (۱۳۰۰ھ)
(شیخین کریمین کی افضلیت پر مبسوط کتاب)

۶۔ وجہ المشوق بجلوۃ اسماء الصدیق والفاروق (۱۲۹۷ھ)
(شیخین کریمین کے وہ اسماء گرامی جو احادیث میں وارد ہیں)

۷۔ جمع القرآن و بم عزوہ لعثمان (۱۳۲۲ھ)
(قرآن کریم کیسے جمع ہوا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر جامع القرآن کیوں کہتے ہیں)

۸۔ البشریٰ العاجلہ من تحف آجلہ (عربی) (۱۳۰۰ھ)
تفضیلیہ اور مفسقان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ردّ)

۹۔ عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوک الاسلام (۱۳۱۲ھ)
(مناقب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ)

۱۰۔ الجرح الوالج فی بطن الخوارج (۱۳۰۵ھ)
(تفضیلیہ اور مفسقہ کا ردّ)

۱۱۔ الصمصام الحیدری علی حمق العیار المفتری (۱۳۰۴ھ)
(تفضیلیہ اور مفسقہ کا ردّ)

۱۲۔ لمعۃ الشمعۃ لہدی شیعۃ الشنعۃ (۱۳۱۲ھ)
(تفضیل و تفسیق سے متعلق سات سوالوں کا جواب)

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کو شیعہ کہنے والوں کیلئے لمحہ فکریہ

- امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نیابت مطلقہ کو امامت کبریٰ اور اس منصب عظیم پر فائز ہونے والے کو امام کہتے ہیں۔

امام المسلمین، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام امور دینی و دنیوی میں حسب شرع، تصرف عام کا اختیار رکھتا ہے اور غیر معصیت میں اس کی اطاعت تمام

جہان کے مسلمانوں پر فرض ہوتی ہے۔

اس امام کیلئے مسلمان آزاد، عاقل، بالغ قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔

ہاشمی علوی اور معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔

ان کا شرط کرنا، روافض کا مذہب ہے جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ برحق امرائے مومنین، خلفائے ثلثہ، ابوبکر صدیق وعمر فاروق وعثمان غنی رضی اللہ عنہم کو خلافت رسول سے جدا کردیں۔

حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔

مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم وحضرات حسنین رضی اللہ عنہما نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں۔ (اعتقاد الاحباب صفحہ نمبر ۷۳ مطبوعہ لاہور (۱۲۹۸ھ)

• اور ان محبان خدا ونوابان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابداً ابدا سے "شیعان علی" کو زیادہ عداوت کا مبنیٰ یہی ہے کہ ان کے زعم باطل میں استحقاق خلافت حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ میں منحصر تھا۔

جب بحکم الٰہی خلافت راشدہ، اوّل ان تین سرداران مومنین کو پہنچی روافض نے انہیں معاذ اللہ مولیٰ علی کا حق چھیننے والا اور ان کی خلافت وامامت کو غاصبہ قاہرہ ٹھہرایا۔

انتہا نہیں بلکہ تقیہ شقیہ کی تہمت کی بدولت حضرت اسد اللہ غالب کو عیاذاً باللہ سخت نامردہ بزدل وتارک حق ومطیع باطل ٹھہرایا۔

؎ دوستی بے خرداں دشمنی ست

(الغرض آپ کی امامت وخلافت پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے) اور باطل ہے اجماع امت۔ (اعتقاد الاحباب صفحہ نمبر ۷۵ مطبوعہ لاہور (۱۲۹۸ھ)

• اسی طرح ان کے بعد خلافت فاروق پھر امامت ذی النورین، پھر جلوہ فرمائی ابوالحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (اعتقاد الاحباب صفحہ نمبر ۷۶ مطبوعہ لاہور (۱۲۹۸ھ)

• امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں۔ ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے اور راہ خدا میں مال خرچ کیا، جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد، پھر فرمادیا "وکلا وعد اللہ الحسنی" دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کو فرماتا ہے:

"اولئک عنها مبعدون . لا یسمعون حسیسها وهم فی ما اشتهت انفسهم خلدون . لا یحزنهم الفزع الاکبر وتتلقهم الملئکة هذا یومکم الذی کنتم توعدون"۔

ترجمہ: "وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ اس کی بھنک تک نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ قیامت کی وہ سب سے بڑی گھڑی انہیں غمگین نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے۔ تو جو کسی صحابی پر طعنہ کرے، اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔ رب عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمادیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کرکے ساتھ ہی ارشاد فرمایا "واللہ بما تعملون خبیر" اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کرو گے۔ بایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اس کے بعد جو کوئی بکے، اپنا سر کھائے خود جہنم میں جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

ومن یکون یطعن فی معاویۃ
فذاک من کلاب الہاویۃ

"جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں سے ایک کتا ہے"۔

ان چار شخصوں میں عمرو کا قول سچا ہے، زید وبکر جھوٹے ہیں، اور چوتھا شخص سب

سے بدتر خبیث رافضی تبرائی ہے۔ امام کا مقرر کرنا ہر مہم سے زیادہ مہم ہے۔ تمام انتظام دین و دنیا اسی سے متعلق ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنازہ انور اگر قیامت تک رکھا رہتا اصلاً کوئی خلل متحمل نہ تھا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام طاہرہ بگڑتے نہیں۔ سیدنا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد انتقال ایک سال کھڑے رہے۔ سال بھر بعد دفن ہوئے جنازہ مبارکہ حجرہ اُمّ المؤمنین صدیقہ میں تھا جہاں اب مزار انور ہے۔ اس سے باہر لے جانا نہ تھا۔ چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کو اس نماز اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک جماعت آتی اور پڑھتی اور باہر جاتی۔ دوسری آتی۔ یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا۔ اگر تین برس میں ختم ہوتا تو جنازہ اقدس تین برس یوں ہی رکھا رہنا تھا کہ اس وجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھا۔ ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا تو سب سے سخت تر الزام امیر المؤمنین مولیٰ علی پر ہے۔ یہ تو لالچی نہ تھے۔ اور کفن دفن کا کام گھر والوں سے ہی متعلق ہوتا ہے۔ یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔ انہوں نے رسول کا یہ کام کیا ہوتا۔ پچھلی خدمت بجالائے ہوتے۔ تو معلوم ہوا کہ اعتراض ملعون ہے اور جنازہ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصلحت دینی تھا جس پر علی المرتضیٰ اور سب صحابہ نے اجماع کیا۔ مگر

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید بہ نگاہش ہنرا

یہ خبثا خذلہم اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے بلکہ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔

حدیث میں ہے:

"من اذا ھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ و من اذی اللہ فیوشک اللہ ان یاخذہ"۔

ترجمہ: "جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم"۔ (احکام شریعت حصہ اول صفحہ نمبر ۱۰۲ تا ۱۰۳ مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام!

ایسی کھلی تصریحات کے باوجود امام احمد رضا بریلوی کو شیعہ یا رافضی کہنا سراسر ظلم اور زیادتی ہے۔ اللہ معترضین کو ہدایت نصیب کرے۔

مولانا کوثر نیازی کی شہادت

مولانا کوثر نیازی اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں:

بدقسمتی سے ہمارے ہاں اکثر لوگ انہیں بریلوی نامی ایک فرقے کا بانی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اپنے مسلک کے اعتبار سے حنفی اور سلفی ہیں اور بس۔

(امام احمد رضا خاں بریلوی ایک ہمہ جہت شخصیت صفحہ نمبر ۶ طبع لاہور نومبر ۱۹۹۰ء)

امام احمد رضا بریلوی کے شیعہ ہونے کی انوکھی دلیل اور اُس کا جواب

اعتراض: کیونکہ احمد رضا کے شجرۂ نسبت میں جتنے نام آتے ہیں۔ سب کے سب شیعہ طرز پر ہیں اس لئے اعلیٰ حضرت رافضی تھے۔ (ملخصاً رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۷ حصہ اول)

جواب: اگر امام احمد رضا بریلوی کے رافضی و شیعہ ہونے کی یہی دلیل ہے تو مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند، نواب صدیق الحسن خاں بھوپالی۔ مولوی حسین احمد مدنی، سید گل بادشاہ اور سید احمد بریلوی سب سے بڑے شیعہ اور رافضی تھے۔ ذرا ان کے شجرہائے نسبت وطریقت ملاحظہ فرمائیے اور سوچ سمجھ کر جواب دیجئے!

مولانا محمد قاسم نانوتوی کا شجرۂ نسب

محمد قاسم بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن علاؤ الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبدالسمیع بن مولوی محمد ہاشم اور محمد یعقوب بن مملوک العلی۔ الخ

(سوانح قاسمی از مناظر احسن گیلانی حصہ اول صفحہ نمبر ۱۵۵، ۲۰۲، ۲۰۴ مطبوعہ لاہور ایضاً)

استاد کا نام: مہتاب علی

ا روزنامہ جنگ لاہور ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ ۳ راکتوبر ۱۹۹۰ء۔

نواب صدیق حسن خاں (غیر مقلد) کا شجرۂ نسب

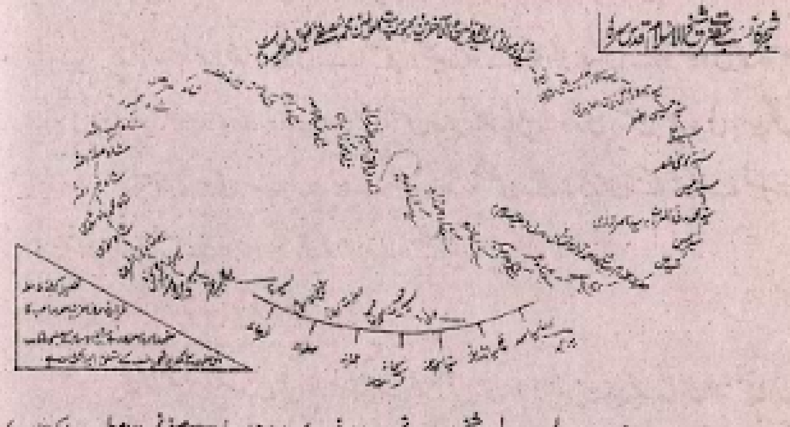
صدیق بن حسن بن علی بن لطف اللہ بن عزیز اللہ بن لطف علی بن علی اصغر بن سید کبیر ابن تاج الدین بن جلال رابع بن سید راجو شہید بن سید جلال ثالث بن حامد کبیر بن ناصر الدین محمود بن جلال الدین بخاری بن احمد کبیر بن جلال اعظم گل سرخ بن علی موید بن جعفر بن احمد بن محمد ابن عبداللہ بن علی بن جعفر زکی بن علی نقی بن محمد تقی بن علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین ۔ الخ

(۱)......(ابقاء المنن بالقاء المحن صفحہ نمبر ۷)
(۲)......(تراجم علمائے حدیث صفحہ نمبر ۲۳۶، ۲۳۷، طبع اول ۱۳۵۶ھ پاکستان، از امام خاں نوشہری)

نواب صاحب کے بیٹوں کے نام

(۱) سید نور الحسن ۔ (۲) سید علی حسن (تراجم علمائے حدیث صفحہ نمبر ۲۶۱)

مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کا شجرۂ نسب



(روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر ۱۵ فروری ۱۹۵۸ء جلد ۳۳ صفحہ نمبر ۱۲ مطبوعہ پاکستان)

مولوی سید گل بادشاہ دیوبندی اکوڑہ خٹک کا شجرۂ نسب

سید بادشاہ گل بن سید مہربان علی بن سید حبیب اللہ ۔ الخ

(ماہنامہ الرشید دار العلوم دیوبند نمبر صفحہ نمبر ۷۳۱، فروری، مارچ ۱۹۷۶ء/۱۳۹۶ھ)

گوشوارہ امیر خلفاء بعد از معرکہ بالاکوٹ تا قیام پاکستان اگست ۱۹۴۷ء

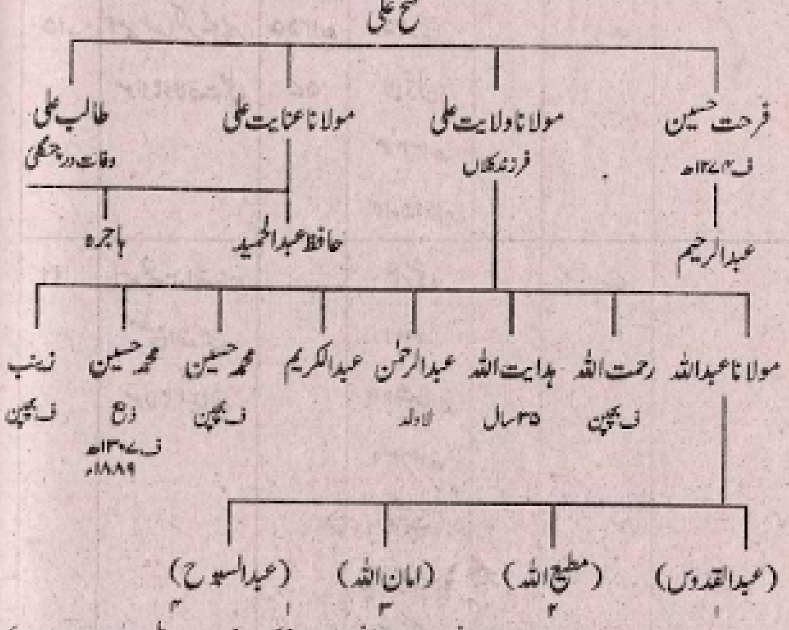
نمبر شمار	نام امیر	پیدائش	شہادت موت	کل عمر	جائے مدفن	کیفیت
۱۔	سید احمد شہید بریلوی	ماہ صفر ۱۲۰۱ھ	۲۴ ذیقعد ۱۲۴۶ھ ۶ مئی ۱۸۳۱ء	۴۶ سال	بالاکوٹ	پہلا دور قافلہ سالار جہاد حریت اوّل
۲۔	مولانا اسماعیل شہید	۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ	۲۴ ذیقعد ۱۲۴۶ھ ۶ مئی ۱۸۳۱ء	۵۳ سال	بالاکوٹ	پہلا دور قافلہ سالار جہاد حریت اوّل
۳۔	شیخ ولی محمد پھلتی					دوسرا دور
۴۔	مولانا نصیر الدین منگلوری		شہید از حملہ فتح خاں پنج تاری ت ہ ش ب ص ۵۵		ٹوپی	نائب شیخ ولی محمد دراگرور وقبائل
۵۔	مولانا سید نصیر الدین دہلوی داماد مولانا اسحاق دہلوی				ستھانہ	تاریخ ہزارہ ش ب ص ۵۵۱
۶۔	حاجی سید عبدالرحیم سورتی					

۷ـ	مولانا محمد قاسم پانی پتی		۱۸۵۲ء		سیالکوٹ	باختلاف روایات
۸ـ	مولانا عنایت علی پہلی بار	۱۲۷۴ھ ۲۴/۲۳ مارچ	چنگی سرحد			بعارضہ ضیق النفس
۹ـ	مولانا ولایت علی زبیری	۱۲۰۵ھ ۱۷۹۱ء	۶ نومبر ۱۸۵۲ء ۱۲۶۹ھ	۱۴ سال	ستھانہ	بعارضہ خناق
۱۰ـ	مولانا عنایت علی		مذکور شد		ستھانہ	دور امارت بالاکوٹ، کاغان-ستھانہ دور امارت بالاکوٹ، سرحد قبائل (چوتھا دور)
۱۱ـ	مولانا ولایت علی	بشرح نمبر ۹	مذکور شد		ستھانہ	دور امارت بالاکوٹ-ستھانہ
۱۲ـ	مولانا نور اللہ شاہ اکرام اللہ میر تقی	مشترکہ دور امارت			علاسرہ چمبلہ لوری	
۱۳ـ	مولانا مقصود علی		شعبان ۱۲۷۸ھ ۱۸۶۲ء			بعارضہ بواسیر موسم بہار

۱۴ـ	مولانا عبداللہ پسر کلاں ولایت علی	۱۲۳۶ھ	۱۳۲۰ھ ۱۹۰۲ء		ٹیلوانی	شاندار دور امارت ۳۲/۳۰ سال رہا
۱۵ـ	امیر عبدالکریم پسر مولانا ولایت علی	۱۲۵۵ھ ۵۷	۲۵ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵،۱۳ء		اسمست	
۱۶ـ	امیر نعمت اللہ بن مطیع اللہ بن مولانا عبداللہ		۴ مئی ۱۹۲۱ء ۲۶ شعبان ۱۳۳۹ھ بوقت چاشت شہید کیے گئے		اسمست	
۱۷ـ	امیر رحمت اللہ بن امان اللہ بن عبداللہ بن مولانا ولایت علی	۱۳۵۵ھ				۱۹۴۷ء کے آخر پاکستان کی جنگ آزادی کشمیر محاذ میں شریک ہوئے

شجرۂ نسب مولانا ولایت علی برادران و خلفائے

مابعد از خاندان مذکور



(روئیداد مجاہدین ہند از محمد خواص صفحہ نمبر ۳۱۴ تا صفحہ نمبر ۳۱۵ ناشر مکتبہ رشیدیہ لاہور طبع ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء)

عبارت نمبر ۱۴: حضرت بہاؤ الحق والدین خواجہ نقشبندی رضی اللہ عنہ بخارا میں حضرت امیر کلال رضی اللہ عنہ کا شہرہ سن کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کو دیکھا مکان کے اندر خاص لوگوں کا مجمع ہے۔ اکھاڑے میں کشتی ہو رہی ہے۔ حضرت بھی تشریف فرما ہیں اور کشتی میں شریک ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبندی عالم جلیل پابند شریعت، انکے قلب نے کچھ پسند نہیں کیا، حالانکہ کوئی ناجائز بات نہ تھی۔ یہ خطرہ آتے ہی غنودگی آگئی، دیکھا کہ معرکہ حشر بپا ہے انکے اور جنت کے درمیان ایک دلدل کا دریا حائل ہے۔ یہ اس کے پار جانا چاہتے ہیں۔ دریا میں اُترے جتنا زور کرتے دھنستے جاتے، یہاں تک کہ بغلوں تک دھنس گئے اب نہایت پریشان کہ کیا کیا جائے، اتنے میں دیکھا حضرت امیر کلال تشریف لائے اور ایک ہاتھ سے نکال کر دریا

اس پار کر دیا۔ آپ کی آنکھ کھل گئی۔ قبل اس کے کہ یہ کچھ عرض کریں۔ حضرت امیر کلال نے فرمایا۔ ہم اگر کشتی نہ لڑیں تو یہ طاقت کہاں سے آئے یہ سن کر فوراً قدموں پر گر پڑے اور بیعت کی۔ (الملفوظات حصہ چہارم صفحہ نمبر ۳۴۲، ۳۴۳ مطبوعہ لاہور)

جواب: کتب احادیث میں مذکورہ شیطان کے بعض قصوں کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی کبھی کبھار سچ بول لیتا ہے۔ مگر "مصنف رضا خانی مذہب" تو اس قدر بھی سچ سے گریزاں ہیں، اولیائے کاملین کے حالات و واقعات کو نقل کر کے اپنی کم علمی اور بدباطنی کے باعث ان سے مختلف قسم کے غلط نتائج اخذ کر کے صالحین کا استہزاء اور ان پر بے جا تنقید کرنا ان کی زندگی کا حسین مشغلہ ہے۔ نہ خدا کا خوف...... نہ حشر کا ڈر...... صوفیاء کرام کی زندگی کے ایک پہلو کو مدنظر رکھ کر دوسرے پہلوؤں کا انکار کرنا عقل مندی نہیں۔

مذکورہ واقعہ کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ علامہ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ نے اپنی مشہور تصنیف "حضرات القدس"[1] میں نقل فرمایا ہے جس کو منظر عام پر آئے ہوئے ایک عرصہ گزر چکا ہے مگر کسی عالم ربانی نے اس پر جرح و تنقید نہیں کی۔ بلکہ علمائے غیر مقلدین اور علمائے دیوبند کی بھی کوئی تحریر اس واقعہ کے خلاف نہیں ملتی۔ مگر آج پندرھویں صدی کا بدبخت انسان واقعہ مذکورہ پر تنقید لاحاصل کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہا ہے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

• اسی زمانہ میں جب حضرت امیر کلال نوجوانی میں کشتی لڑتے تھے۔ آپ کے اردگرد لوگوں کا ہجوم اور ہنگامہ ہوا کرتا تھا۔ ایک روز اثناء کشتی میں ایک شخص کو خیال پیدا ہوا کہ یہ سیدزادہ شیخ ہیں اب کشتی کیوں لڑتے ہیں۔ اور زور آزمائی کرتے ہیں۔ جو اہل بدعت کا طریقہ ہے۔ اس کو اسی اکھاڑہ میں نیند آگئی۔ کیا دیکھتا ہے کہ قیامت برپا ہے اور وہ خود سینہ تک کیچڑ اور مٹی میں

(1) "حضرات القدس" ۱۰۵۳ھ کو پایہ تکمیل کو پہنچی۔ (تعارف "حضرات القدس" صفحہ نمبر ۱۰ مطبوعہ لاہور از علامہ اقبال احمد فاروقی)

پھنس گیا اور مضطرب ہے اتنے میں حضرت امیر کلال آئے اور اس کے دونوں بازو پکڑ کر
کے ساتھ اس کو کیچڑ میں سے نکال لائے۔ جب وہ شخص بیدار ہوا تو آپ نے فرمایا کرام
آزمائی اسی دن کیلئے کرتے ہیں۔ (حضرات القدس[1] (اردو) دفتر اول صفحہ نمبر
لاہور، از علامہ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
اشاعت جمادی الاول ۱۴۰۱ھ)

حضرت سید امیر کلال رضی اللہ عنہ بیس سال تک حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کی
صحبت میں ذکر وفکر وعبادات میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ وہ ہو گئے جو ہو گئے۔ اور
کے خلیفہ اعظم بن گئے۔ (۱)......(جامع کرامات اولیاء صفحہ نمبر ۱۶۵ طبع لاہور، علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ)
(۲)......(الحدائق الوردیہ فی اجلاء النقشبندیہ مؤلفہ شیخ عبدالمجید بن
محمد الخانی نقشبندی[2])
(۳)......(جمال الاولیاء، صفحہ نمبر ۱۵۱ طبع لاہور، اشرف علی تھانوی)
(۴)......(حضرات القدس (اردو) صفحہ نمبر ۱۶۱)

امام احمد رضا بریلوی پر ایک الزام اور اس کی حقیقت

الزام نمبر ۸: مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی مرزا غلام قادر بیگ مولوی احمد رضا کے
ابتدائی استاد تھے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۱۳ حصہ اول)

جواب: بغض اور حسد ایسی روحانی مہلک بیماریاں ہیں کہ جب انسانی دل ودماغ پر اثر انداز
ہوتی ہیں تو انسان کی حق وانصاف کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ تحقیق اور حق کی راہیں مسدود
ہو جاتی ہیں اور انسان شکوک وشبہات کی عمیق دلدل میں پھنس کر راہ حق اور صراط مستقیم سے
کوسوں دور ہو جاتا ہے۔

"مؤلف رضا خانی مذہب" بھی انہیں خطرناک بیماریوں کا شکار ہے، جس کی
سوچ کا جنازہ نکل چکا ہے اور صالحین پر بے جا طعن وتشنیع کرنے کو اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتا

[1] "حضرات القدس" کا اصل فارسی نسخہ مولوی عبدالرشید قاسمی دیوبندی مالک کتب خانہ رشیدیہ لاہور کے
کتب خانہ میں موجود ہے۔
[2] ۱۳۱۷ھ میں قسطنطنیہ میں انتقال ہوا۔

قارئین کرام!
امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے ابتدائی کتب کے استاذ مولانا غلام قادر بیگ اور
مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی مرزا غلام قادر بیگ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں، فاضل بریلوی
علیہ الرحمۃ کے استاذ کو مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی کہنا تحقیق ومطالعہ کی کمی، سراسر ظلم عظیم اور
افتراء پردازی کا سبب ہے۔

مولانا مرزا غلام قادر بیگ بن مرزا حسن جان بیگ علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا حکیم مرزا غلام قادر بیگ ابن حکیم مرزا حسن جان بیگ لکھنوی یکم محرم
۱۲۴۳ھ/۲۵ جولائی ۱۸۲۷ء کو محلہ جھوائی ٹولہ لکھنؤ (یوپی، بھارت) میں پیدا ہوئے۔
آپ کے والد ماجد نے لکھنؤ سے ترک سکونت کر کے بریلی میں رہائش اختیار کر لی تھی، آپ کا
بریلی شہر کے محلہ قلعہ میں جامع مسجد کے مشرقی جانب تھا۔ آپ کا رہائشی مکان بریلی
شریف میں اب بھی موجود ہے۔

آپ کا خاندان نسلاً ایرانی یا ترکستانی مغل نہیں ہے۔ بلکہ مرزا اور بیگ کے خطابات
دور شاہانہ مغلیہ...... کے عطا کردہ ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ
اللہ علیہ سے ملتا ہے اور آپ نسلاً فاروقی تھے۔ اس طرح آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا عمر
فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے اجداد کرام بھی شاہانہ مغلیہ سے وابستہ رہے
اور اسی زمانہ سے ان دونوں خاندانوں کے قریبی روابط رہے ہیں۔ مولانا غلام قادر بیگ کے
بھائی مولانا مرزا مطیع اللہ بیگ کے پوتے مرزا عبدالوحید بیگ بریلوی کی دو ہمشیرگان امام
احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے خاندان میں بیاہی گئیں۔ ایک حضرت مفتی تقدس علی خاں علیہ
الرحمۃ کے تایا زاد بھائی حافظ ریاست علی خاں مرحوم کو اور دوسری فرحت علی خاں کے فرزند
... علی خاں مرحوم کو۔

مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمۃ اور امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے وا
ماجد مولانا نقی علی خاں کے درمیان محبت و مروّت کے پر خلوص تعلقات تھے۔ اس لیے مو
مرزا غلام قادر بیگ نے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی تعلیم اپنے ذمہ لی تھی۔ آپ کے دیگر
آپ کے مطب واقع محلہ قلعہ متصل جامع مسجد بریلی ہی میں درس لیا کرتے تھے مگر مرزا
خاندانی وجاہت کی وجہ سے آپ امام احمد رضا کو ان کے مکان پر ہی درس دیتے تھے[۱]
احمد رضا بریلوی نے ابتدائی کتب میزان، منشعب وغیرہ مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ ا
سے پڑھیں[۲]

مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی لکھتے ہیں: اردو اور فارسی کی ابتدائی کتب آپ (مولانا ا
رضا بریلوی علیہ الرحمۃ) نے مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی علیہ الرحمۃ سے پڑھیں[۳]

ملک العلماء مولانا ظفر الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

میں نے جناب مرزا صاحب مرحوم و مغفور (مولانا غلام قادر بیگ) کو دیکھا گو
رنگ، عمر تقریباً ۸۰ رسال، داڑھی سر کے بال ایک ایک سفید، عمامہ باندھے رہتے، جب
اعلیٰ حضرت (مولانا احمد رضا خاں) کے پاس تشریف لاتے، تو اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ)
ہی عزت و تکریم کے ساتھ پیش آتے۔ ایک زمانہ میں جناب مرزا صاحب کا قیام کلکتہ امرتا
میں تھا۔ وہاں سے اکثر سوالات جواب طلب بھیجا کرتے تھے۔ فتاویٰ رضویہ میں اکثر استف
ان کے ہیں، انہیں کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے رسالہ مبار
"تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء میں تحریر فرمایا[۴]

فتاویٰ رضویہ جلد سوم مطبوعہ پاکستان کے صفحہ نمبر ۳۲ پر ایک استفتاء ہے، جو ۱۳

---

[۱] ماہنامہ سنی دنیا، بریلی ش جون ۱۹۸۸ء

[۲] حیات اعلیٰ حضرت، صفحہ نمبر ۳۲ جلد اوّل مطبوعہ کراچی، مولانا ظفر الدین بہاری

[۳] تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، صفحہ نمبر ۳۹۳ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء، مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی

[۴] حیات اعلیٰ حضرت، صفحہ نمبر ۳۲ جلد اوّل مطبوعہ کراچی، مولانا ظفر الدین بہاری

مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمۃ نے ۲۱ رجمادی الآخر ۱۳۱۴ھ کو ارسال کیا تھا۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ مطبوعہ بریلی (بھارت) بار اوّل ۱۴۰۳ھ کے صفحہ نمبر ۴۵ پر ایک استفتاء ہے جو مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمۃ نے کلکتہ دھرم تلا نمبر ۱ سے ۲۵ رجمادی الآخر ۱۳۱۲ھ کو ارسال کیا تھا۔

پروفیسر محمد ایوب قادری، بریلی کے اسلامی مدارس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مولانا محمد احسن نے بریلی کے اکابر و عمائد کے مشورہ اور معاونت سے ایک مدرسہ باسم تاریخی 'مصباح التہذیب' ۱۲۸۶ھ/۱۸۷۲ء میں قائم کیا...... اس مدرسہ کے پہلے مہتمم مرزا غلام قادر بیگ تھے"[۱]

مولوی محمد حنیف گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں:

"اس مدرسہ (مصباح التہذیب) کے پہلے مہتمم مرزا غلام قادر بیگ تھے۔ اور مولوی سخاوت حسین، سید کلب علی شاہ، مولوی شجاعت، حافظ احمد حسین، اور مولوی حافظ حبیب الرحمٰن درس دیتے تھے"[۲]

مولانا غلام قادر بیگ علیہ الرحمۃ کے دو فرزند اور دو دختران تھیں۔ دونوں فوت ہوگئیں۔ بڑی دختر کے ایک پسر اور چھوٹی دختر کی اولاد بریلی شریف میں موجود ہے۔ فرزند اکبر مولانا حکیم مرزا عبدالعزیز بیگ اور دوسرے فرزند حکیم عبدالحمید بیگ تھے۔ مرزا عبدالعزیز بیگ پہلے رنگون (برما) میں رہے پھر کلکتہ میں طبابت کی۔ آخری ایام میں کلکتہ سے ترک سکونت کر کے بریلی آگئے تھے۔ بڑے ہی علم و فضل والے، عابد، تہجد گزار، متقی اور صاحب کرامت بزرگ تھے[۳]

حکیم مرزا عبدالعزیز بیگ کا وصال ۱۴/۱۵ شعبان ۱۳۷۴ھ کی درمیانی شب کو بریلی

---

[۱] مولانا احسن نانوتوی، صفحہ نمبر ۸۲ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۶ء بار اوّل، پروفیسر محمد ایوب قادری

[۲] ظفر المحصلین باحوال المصنفین، صفحہ نمبر ۲۹۵ مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء، مولانا محمد حنیف گنگوہی

[۳] ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی ش جون ۱۹۸۸ء



تجلی الیقین صفحہ اول کا عکس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ از مونگیر لعل دروازہ معرفت حضرت مرزا غلام قادر بیگ صاحب

غرہ شوال ۱۳۰۵ھ

حضرت اقدس دام ظلہم

میاں وہابیہ نے ایک تازہ شگوفہ اظہار کیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل المرسلین ہونے سے انکار کیا، ہر چند کہا گیا کہ مسئلہ واضح ہے۔ مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے مگر کہتے ہیں قرآن وحدیث سے دلیل لاؤ، میاں کوشش کی مگر قرآن وحدیث میں دلیل نہ پائی لہٰذا مسئلہ حاضر خدمت والا ہے۔ امید کہ بہ ثبوت آیات واحادیث مسلمانوں کو ممنون فرمائیں۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا

الحمد للہ سب خوبیاں اسے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے چاہے برا مانیں مشرک۔ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندہ پر قرآن اتارا کہ سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو اور سب رسل [illegible]

تجلی الیقین ص ۲ کا عکس

[illegible] واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ [illegible]

[illegible] بینوا توجروا۔

الجواب [illegible] واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ [illegible]

[illegible] **سوال** [illegible]

[illegible] واللہ تعالیٰ اعلم بینوا توجروا۔

الجواب [illegible]

فتاوی رضویہ جلد ۳ صـ ۳۲ کا عکس

[illegible]

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ [illegible]

الجواب [illegible]

فتاوی رضویہ جلد ۱۱ صـ ۵۱ کا عکس

میں ہوا[1] اور آپ لاولد فوت ہوئے۔[2]

مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

''خدا کے فضل سے (مولانا غلام قادر بیگ) صاحب اولاد ہیں ایک صاحبزادہ جن کا نام نامی مرزا عبد العزیز بیگ ہے۔ دینیات سے واقف اور طبیب ہیں...... بریلی کی جامع مسجد کے قریب مکان ہے پنجوقتہ نماز اسی مسجد میں ادا کیا کرتے ہیں''۔[3]

دوسرے صاحبزادے مرزا عبد الحمید بیگ پہلے ریاست بھوپال میں رہے، پھر پیلی بھیت کے اسلامیہ انٹر کالج میں ملازم رہے آپ کا وصال وہیں ہوا۔

مرزا محمد جان بیگ رضوی کی بیاض کے مطابق مولانا غلام قادر بیگ کا وصال یکم محرالحرام ۱۳۳۶ھ/۱۸ اکتوبر ۱۹۱۷ء کو نوے (۹۰) سال کی عمر میں ہوا۔ اور محلہ باقر گنج واقع ''حسین باغ'' بریلی میں دفن ہوئے۔[4]

مرزا غلام قادر بیگ بن مرزا غلام مرتضیٰ

مرزا بشیر احمد بن غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

''مرزا غلام مرتضیٰ بیگ جو ایک مشہور اور ماہر طبیب تھا۔ ۱۸۷۶ء میں فوت ہوا اور اس کا بیٹا غلام قادر اس کا جانشین ہوا، مرزا غلام قادر لوکل افسران کی امداد کے واسطے ہمیشہ تیار رہتا تھا اور اس کے پاس ان افسران جن کا انتظامی امور سے تعلق تھا، بہت سے سرٹیفکیٹ تھے۔ یہ کچھ عرصہ تک دفتر ضلع گورداسپور (انڈیا) میں سپرنٹنڈنٹ رہا، اس کا اکلوتا بیٹا صغر سنی میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بھتیجے سلطان احمد کو متبنیٰ بنا لیا تھا۔ جو غلام قادر کی وفات یعنی ۱۸۸۳ء/۱۳۰۱ھ (تقریباً) سے خاندان کا بزرگ خیال کیا جاتا تھا...... اس جگہ یہ بیان کرنا ضروری ہے،

[1] تاریخ روہیل کھنڈ و تاریخ بریلی صفحہ نمبر ۳۰ طبع کراچی ۱۹۶۲ء، مولوی عبد العزیز عاصی

[2] ماہنامہ ''سنی دنیا'' بریلی ش جون ۱۹۸۸ء

[3] حیات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۳۲ جلد اول مطبوعہ کراچی، مولانا ظفر الدین بہاری

[4] ماہنامہ ''سنی دنیا'' بریلی ش جون ۱۹۸۸ء

کہ مرزا غلام احمد جو غلام مرتضیٰ کا چھوٹا بیٹا تھا مسلمانوں کے ایک بڑے مشہور مذہبی سلسلہ کا بانی ہوا، جو احمدیہ[1] سلسلہ کے نام سے مشہور ہوا۔ مرزا غلام احمد ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا۔[2]

مولوی ابو القاسم رفیق دلاوری لکھتے ہیں:

''ان دنوں مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے بھائی غلام قادر دینا نگر (بھارت) کی تھانیداری سے معزول ہو کر عملہ کے پیچھے جوتیاں چٹخاتے پھرتے تھے''۔[3]

موصوف دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''مرزا غلام مرتضیٰ نے ۱۸۷۶ء میں اسی سال کی عمر میں دنیا رفتنی و گزشتنی کو الوداع کہا اُن کی سب سے بڑی اولاد مراد بی بی تھیں۔ جن کی شادی مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے بھائی محمد بیگ یعنی بیگم جان عرہا کے حقیقی چچا سے ہوئی تھی ان سے چھوٹے غلام قادر تھے جنہوں نے اپنی حیات مستعار کے پچپن مرحلے طے کر کے ۱۸۸۳ء میں سفر آخرت کیا، ان سے چھوٹی شاہد بنت نام ایک لڑکی تھی...... اور سب سے چھوٹے مرزا غلام احمد صاحب تھے (سیرۃ المہدی)[4]

مرزا غلام قادر بیگ کے نام انگریزی حکومت کا ایک مکتوب

دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہٗ آپکا خط ۲ ماہ حال کا لکھا ہوا، ملاحظہ حضور ایں جانب میں گزرا۔

''مرزا غلام قادر آپ کے والد کی وفات کا ہم کو بہت افسوس ہوا، مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریز کا اچھا خیر خواہ تھا اور وفادار رئیس تھا ہم خاندانی لحاظ سے آپ کی اسی طرح عزت کریں گے جس طرح تمہارے باپ کی کی جاتی تھی۔ ہم کسی اچھے موقع کے نکلنے پر تمہارے

[1] ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو وزیر اعظم جناب بھٹو صاحب کے دور میں احمدیہ سلسلہ کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ (فتنہ قادیانی صفحہ نمبر ۲۲۹ طبع ملتان)

[2] سیرت المہدی حصہ اول صفحہ نمبر ۱۳۵، مطبوعہ قادیان (انڈیا) ۱۹۳۵ء

[3] رئیس قادیان، صفحہ نمبر ۱۱ جلد اول مطبوعہ ۱۹۷۷ء/ ۱۳۹۷ھ مجلس ختم نبوۃ پاکستان، محمد رفیق دلاوری

[4] رئیس قادیان، صفحہ نمبر ۱۱ جلد اول مطبوعہ ۱۹۷۷ء/ ۱۳۹۷ھ مجلس ختم نبوۃ پاکستان، محمد رفیق دلاوری

My dear friend Ghulam Qadir,

I have perused your letter of the 2nd instant and deeply regret the death of your father Mirza Ghulam Murtaza who was a great well wisher and faithful chief of Government.

In consideration of your family services, I will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration and welfare of your family when a favourable opportunity occurs.

انگریزی خط کا عکس

[illegible]

رئیس قادیان جلد اول ص۸ کا عکس

خاندان کی بہتری اور بحالی کا خیال رکھیں گے"۔ المرقوم ۲۹ رجون ۱۸۷۶ء

الراقم: سر رابرٹ ایجرٹن صاحب فنانشل کمشنر پنجاب[1]

سندات خیر خواہی مرزا غلام مرتضی ساکن قادیان

میں (مرزا غلام احمد قادیانی) ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضی گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کی مدد کی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودیٔ حکام ان کو ملی تھیں، مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیاں جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات پر میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ الخ[2]

پروفیسر محمد ایوب قادری لکھتے ہیں:

یہ تحریر مرزا غلام احمد قادیانی کی ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ یہ خاندان سرکار برطانیہ کا ہمیشہ وفادار رہا ہے۔ اور ۱۸۵۷ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کے والد غلام مرتضی اور بڑے بھائی مرزا غلام قادر نے سرکار برطانیہ کی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے اشتہار "واجب الاظہار" از مرزا غلام احمد قادیانی (قادیان ۱۸۹۷ء) نیز "کشف الغطاء از مرزا غلام احمد قادیانی، قادیان ۱۹۰۶ء"۔[3]

---

[1] سیرت المہدی، حصہ اول صفحہ نمبر ۱۳۲ طبع قادیان ۱۹۳۵ء، مؤلفہ مرزا بشیر احمد بن غلام احمد قادیانی
جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، صفحہ نمبر ۵۱۲ طبع کراچی ۱۹۷۶ء، پروفیسر محمد ایوب قادری

[2] جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، صفحہ نمبر ۵۰۸ طبع کراچی ۱۹۷۶ء، پروفیسر محمد ایوب قادری

[3] جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، صفحہ نمبر ۵۰۹ طبع کراچی ۱۹۷۶ء، پروفیسر محمد ایوب قادری

قارئین کرام!

اس تمام کلام کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ مولانا مرزا غلام قادر بیگ ایک صحیح العقیدہ مسلمان، اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفادار تھے، جبکہ مرزا غلام قادر بیگ قادیانی انگریزی حکومت کا وفادار اور قادیان (انڈیا) کا رئیس تھا۔

۲۔ مولانا مرزا غلام قادر بیگ ماہر علوم دینیہ، کامیاب مدرس اور مدرسہ مصباح التہذیب (بریلی) کے پہلے مہتمم تھے۔ جبکہ مرزا غلام قادر بیگ (قادیانی) دینا نگر (ضلع گورداسپور بھارت) کا معزول تھانیدار تھا۔

۳۔ مولانا غلام قادر بیگ کی عمر ۹۰ رسال ہوئی جبکہ مرزا غلام قادر بیگ قادیانی ۵۵ رسال کی عمر میں اس جہان سے چل بسا۔

۴۔ مولانا غلام قادر بیگ کا سن وصال ۱۹۱۷ء ہے جبکہ مرزا غلام قادر قادیانی ۱۸۸۳ء میں مرا۔

۵۔ مولانا غلام قادر بیگ کے والد گرامی کا اسم گرامی مرزا حسن جان بیگ ہے جبکہ مرزا غلام قادر بیگ قادیانی کے والد کا نام غلام مرتضی بیگ ہے۔

۶۔ مولانا غلام قادر بیگ علیہ الرحمۃ کے دو صاحبزادے تھے۔

(۱) مرزا عبدالعزیز بیگ۔

(۲) مرزا عبدالحمید بیگ۔

جبکہ مرزا غلام قادر بیگ قادیانی کا ایک ہی بیٹا تھا جو کہ صغرسنی میں مر گیا تھا۔

ان تمام حقائق وشواہد سے ثابت ہوا کہ مولانا مرزا غلام قادر بیگ اور مرزا غلام قادر بیگ (قادیانی) دو الگ الگ شخصیتیں ہیں ان کو ایک ہی شخصیت قرار دینا افتراء اور دروغگوئی کے سوا کچھ نہیں، جیسا کہ مؤلف رضا خانی مذہب[1] اور جناب احسان الٰہی ظہیر[2] (غیر مقلد)

---

[1] رضا خانی مذہب حصہ اول صفحہ نمبر ۲۱۳

صفحہ نمبر ۹، ۱۰ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء [2] البریلویہ صفحہ نمبر ۳۱ (اردو ترجمہ) طبع ۱۹۸۸ء

ہے۔ ایک بریلوی مصنف اس نظریئے کا مصداق بنتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ساڑھے تین سال کی عمر شریف کے زمانے میں ایک دن اپنی مسجد کے سامنے جلوہ افروز تھے کہ ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں تشریف لائے اور آپ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی۔ آپ نے ساڑھے تین برس کی عمر میں، فصیح عربی میں ان سے کلام کیا اور اس کے بعد ان کی صورت دیکھنے میں نہیں آئی۔"[1]

ایک صاحب لکھتے ہیں:

"ایک روز استاد صاحب نے فرمایا: احمد میاں! تم آدمی ہو کہ جن؟ مجھے پڑھاتے ہوئے دیر لگتی ہے لیکن تمہیں یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔ ۱۰ برس کی عمر میں ان کے والد جو انہیں پڑھاتے بھی تھے، ایک روز کہنے لگے، تم مجھ سے پڑھتے نہیں بلکہ پڑھاتے ہو۔"[2]

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان کا استاد مرزا غلام قادر بیگ[3] مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی تھا۔

جناب بستوی صاحب کم سنی میں اپنے امام کے علم و فضل کو بیان

---

[1] وصایا شریف ص ۲۴

[2] حیات اعلیٰ حضرت از بہاری ص ۲۲

[3] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد ۲ ص ۴

البریلویہ (اردو) ص ۲۹ کا عکس

...لکھا ہے۔

عبارت نمبر ۱۵:

عرض: حضور ایک صاحب پہلے محدث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں مدرسہ میں پڑھتے تھے اب ان کی حالت یہ ہے کہ اکثر غیبی باتیں بتاتے ہیں لوگوں کا ہجوم زیادہ ہے اور نماز وغیرہ کی پابندی نہیں کرتے۔

ارشاد: ایک صاحب اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے تھے۔ آپ کی خدمت میں بادشاہ وقت قدم بوسی کیلئے حاضر ہوا۔ حضور کے پاس کچھ سیب نذر میں آئے تھے۔ حضور نے ایک سیب دیا اور کہا کھاؤ۔ عرض کیا حضور بھی نوش فرمائیں۔ آپ نے بھی کھائے اور بادشاہ نے بھی۔ اس وقت بادشاہ کے دل میں خطرہ آیا کہ یہ جو سب میں بڑا اچھا، خوش رنگ سیب ہے اگر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مجھ کو دے دیں گے تو جان لوں گا کہ یہ ولی ہیں۔ آپ نے وہی سیب اٹھا کر فرمایا ہم سفر کو گئے تھے وہاں ایک جگہ جلسہ بڑا بھاری تھا۔ دیکھا ایک شخص ہے اس کے پاس ایک گدھا ہے اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے۔ ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے۔ گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جا کر سر جھکا دیتا ہے یہ حکایت ہم نے اس لئے بیان کی کہ اگر یہ سیب ہم نہ دیں تو ولی ہی نہیں اور اگر دے دیں تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال دکھایا۔ یہ فرما کر سیب بادشاہ کی طرف پھینک دیا بس یہ سمجھ گئے کہ وہ صفت جو غیر انسان کیلئے ہو سکتی ہے۔ انسان کیلئے کمال نہیں اور جو غیر مسلم کیلئے ہو سکتی ہے مسلم کیلئے کمال نہیں۔ (ملفوظات حصہ چہارم صفحہ نمبر ۳۳۲، ۳۳۳ مطبوعہ لاہور)

جواب: عوام الناس کے نزدیک ولی اللہ وہ ہے جو انسانی کیفیات سے مطلع ہو کر ان کے دل کی بات بتلا دے۔ مگر محققین علمائے اہلسنت و صوفیاء کرام کے نزدیک کشف و کرامت کا ہونا ولی اللہ کیلئے شرط نہیں۔ بلکہ شریعت کی تابعداری اصل چیز ہے اور کشف و کرامت اس کی فرع ہیں۔ جب تک اصل ثابت نہ ہو فرع ثابت نہیں ہو سکتی۔ پس اتباع شریعت کی بلندیوں، طریقت کی بہتاتیوں اور علم و عمل کی خوشنمائیوں میں بزرگی اور ولایت تلاش کرنے کی ضرورت

ہے۔شعبدہ بازیوں اور نام نہاد انکشافی شہرتوں اور حیرت انگیزیوں میں بعض اوقات ٹھوکر لگ جانے کا احتمال ہے۔جس سے بچنا واجب ہے۔

- **حضرت ابراہیم دسوقی (م ۶۷۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:**

شریعت اصل ہے اور طریقت اس کی فرع ہے۔
(لوح الانوار، صفحہ نمبر ۱۴۳ جلد اول، علامہ شعرانی)

- **حضرت امام یافعی (م ۷۶۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:**

یہ لازم نہیں کہ صاحب کرامت ولی اس ولی سے افضل ہو جو صاحب کرامت نہیں بلکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس ولی کے پاس کرامت نہیں وہ صاحب کرامت ولی سے افضل ہوتا ہے۔ (۱)......(جامع کرامات اولیاء صفحہ نمبر ۱۴۸ مطبوعہ لاہور)
(۲)......(حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ نمبر ۸۵۵ جلد ۲ مطبوعہ استنبول (ترکی)

- **سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:**

ترک کرامات ولی اللہ نہ ہونے کی دلیل نہیں۔ (جامع کرامات اولیاء صفحہ نمبر ۱۵۱)

- **حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:**

کبھی رازہائے قدرت پر بذریعہ کشف مطلع ہونے والے شخص سے وہ شخص مرتبہ میں آگے بڑھ جاتا ہے جسے یہ کشف حاصل نہیں ہوتا۔ (جامع کرامات اولیاء صفحہ نمبر ۱۶۸)

- **حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:**

اگر تم کسی درویش کو ہوا میں پرواز کرتا ہوا دیکھو تو اس کی اس کرامت سے دھوکا نہ کھاؤ۔ جب تک تم یہ نہ دیکھ لو کہ وہ حال و قال، حفظ حدود اللہ اور امر و نواہی میں کیسا ہے۔ اگر شریعت و سنت محمدی کا پابند جانو تو اس کی ولایت کا یقین کرلو۔ (الفقر فخری صفحہ نمبر ۳۰ مطبوعہ لاہور)

- **مولوی جمیل الرحمٰن مفتی دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں:**

کشف و کرامت اگرچہ لوازم ولایت نہیں ہیں۔ لیکن اگر کسی مقبول بندہ کو منجانب

اللہ عطا ہو تو دلیل ولایت ہیں۔ (روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر صفحہ نمبر ۳۱۹ مطبوعہ پاکستان)

- **حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:**

ایمان اور اتباع سنت سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں۔ (لوح الانوار)

ولی اللہ کی تعریف

حضرت عبداللہ بن مبارک نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ ولی اللہ کی تعریف کیا ہے۔ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا ولی وہ ہے جس کے چہرہ میں حیا۔ آنکھوں میں گریہ، دل میں پاکیزگی، زبان پر تعریف، ہاتھ میں بخشش، وعدہ میں وفا اور بات میں اخلاص ہو۔ (الفقر فخری صفحہ نمبر ۳۰)

- **حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:**

ولی وہ ہے جس میں محبت الٰہی کی علامات پائی جائیں۔ اور وہ اخلاق و اعمال میں متابعت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کاربند ہو۔ یعنی اخلاق و افعال میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ادا کرنا ہی علامت اہل اللہ اور یہی درویشی ہے۔ (الفقر فخری صفحہ نمبر ۳۰)

- **حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:**

اولیاء اللہ خدا کی محبت و رضا کو بلا طلب اغراض و اعراض منظور خاطر رکھتے ہیں۔ اور عمل و اخلاص ان کا شیوہ ہوتا ہے۔ نفس کے ساتھ جہاد اور روح کو ذکر الٰہی سے زندہ کرتے ہیں۔ (الفقر فخری صفحہ نمبر ۳۰)

- **حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:**

ولی وہ ہے جو اپنے حال میں فانی اور مشاہدہ حق تعالیٰ میں باقی ہو۔
(ارشادات حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۴۴ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء)

- **حضرت شیخ محمد عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:**

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی تابعداری ہی کا نام طریقت ہے۔
(لوح الانوار، علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ)

ملفوظات حصہ چہارم کی عبارت میں عوام الناس کے اسی نظریہ کا رد ہے جو کہ کشف و کرامت کو ولی اللہ کیلئے ضروری سمجھتے ہیں۔ اور گدھے کا حصہ بیان کرنے کی وجہ خود ہی ولی اللہ نے بیان فرما دی ہے۔ جس سے تمام شک و شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

"یہ حکایت ہم نے اس لئے بیان کی کہ اگر یہ سیب ہم نہ دیں تو ولی ہی نہیں اور اگر دے دیں تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال دکھایا۔ یہ فرما کر سیب بادشاہ کی طرف پھینک دیا"۔
(ملفوظات حصہ چہارم صفحہ نمبر ۳۳۳)

لہٰذا مذکورہ حصہ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ گدھا بھی علم غیب جانتا ہے سراسر افتراء ہے۔ اور عمداً لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے کذب بیانی کا ارتکاب کیا ہے۔ بلکہ یہ انسانی تربیت کا کمال ہے کہ وہ جانوروں کو ایسے اشارے سمجھا دیتے ہیں جس سے وہ مخفی چیز بتلا دیتا ہے۔ جیسا کہ اس عبارت میں گدھا کے قصہ سے عیاں ہے۔

عبارت نمبر ۱۶:

عرض: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اے خداوند عرب کہہ کر ندا کر سکتے ہیں؟

ارشاد: کر سکتے ہیں خداوند عرب کے "معنی" "مالک عرب" ہیں۔

اعتراض: عرب والوں کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا ہوئے تو عجم والوں کا خدا کون ہے؟
(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۶۹ حصہ دوم)

جواب: امام احمد رضا کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "خداوند عرب" بمعنی مالک عرب کہنا درست ہے۔ مگر حقیقی معنی میں یہ لفظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے استعمال نہ ہوگا۔

- فیروز اللغات میں ہے:

خداوند: مالک، آقا، صاحب، اللہ تعالیٰ۔ (صفحہ نمبر ۵۳۵)

- کریم اللغات میں ہے:

صاحب، مالک۔ (صفحہ نمبر ۱۲۰)

مصنف مذکور کا اعتراض اس صورت میں درست ہو سکتا ہے جبکہ امام احمد رضا اللہ

اور حقیقی معنی میں استعمال کرتے۔ جب وہ اس کے حقیقی معنی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے روا نہیں سمجھتے۔ تو اس پر اعتراض کرنا محض لغو ہے۔

توبہ کیجئے!

لفظ خداوند کو حقیقی معنوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نسبت کر کے مصنف "رضا خانی مذہب" نے خود کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ جبکہ امام احمد رضا نے خداوند عرب کے مجازی معنی مالک عرب کئے ہیں۔

جیسا کہ مصنف مذکور لکھتا ہے:

عرب والوں کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا ہوئے تو عجم والوں کا خدا کون ہے؟
(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۶۹ حصہ دوم)

عبارت نمبر ۱۷: سید احمد سجلماسی[1] کی دو بیویاں تھیں۔ سید عبدالعزیز دباغ[2] رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رات تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہم بستری کی، یہ نہیں چاہیے۔ عرض کیا حضور اس وقت وہ سوتی تھی، فرمایا، سوتی نہ تھی، سوتے میں جان ڈال دی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا کہ۔ فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا۔ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے
(ملفوظات حصہ دوم صفحہ نمبر ۵۰ مطبوعہ لاہور)

جواب نمبر ۱: فریق مخالف کے جید عالم مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی اس واقعہ کے متعلق لکھتے ہیں: "چونکہ ان واقعات میں کشف ہی نہیں بلکہ ارشاد و اصلاح ہے ان مخفیات کی اس پر کوئی مطلع ہوتا ہے نہ اس کے متعلق شرعی حکم یا نور و ظلمت کا سوال کیا جاتا ہے اس لئے یہ قصے بیان کر دیئے، ان کو گندا کہہ کر اعتراض نہ کرنا۔
(اردو ترجمہ ابریز، مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی صفحہ نمبر ۶ مطبوعہ کراچی)

---

[1] مولوی عاشق الٰہی دیوبندی لکھتے ہیں: قدوۃ العلماء و زبدۃ الفضلاء امام ہمام علامہ احمد بن مبارک سجلماسی رحمۃ اللہ علیہ۔ (ابریز (اردو) صفحہ نمبر ۳)

[2] مولوی عاشق الٰہی دیوبندی لکھتے ہیں: غوث زماں سید عبدالعزیز دباغ قدس سرہ (ابریز (اردو) صفحہ نمبر ۳)

خدارا! ہماری نہیں...... اپنے بڑوں کی تو مانو...... تعصب اور ضد کو چھوڑو...... [illegible]

تلاش کرو...... اولیائے کرام کے حق میں بدگمانی کا انجام برا ہے......!

- امام ابوتراب بخشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ بندہ جب خدا سے روگردانی کا خوگر ہو جاتا ہے تو اولیاء اللہ کی بدگوئی اس [illegible] مونس بن جاتی ہے۔ (طبقات الکبریٰ، صفحہ نمبر ۲۳ (اردو) علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ)

- شیخ الاسلام حضرت ابویحییٰ زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(اولیاء اللہ) سے خوش اعتقادی سعادت اور بداعتقادی شقاوت ہے۔

(طبقات الکبریٰ صفحہ نمبر [illegible]

جواب نمبر ۴: ملفوظات کی نقل کردہ عبارت میں امام احمد رضا بریلوی اس کے [illegible] ہیں۔ اور ناقل کی ذمہ داری ہے کہ حوالہ دکھا دے چنانچہ یہ واقعہ علامہ احمد بن مبارک رحمۃ [illegible] علیہ نے "الابریز"[1] عربی مطبوعہ مصر کے صفحہ نمبر ۳۴ پر نقل کیا ہے۔

اس کے علاوہ یہ کشف کا معاملہ ہے اور معتزلہ اگرچہ اولیاء کاملین کیلئے کشف کے [illegible] ہیں۔ مگر اہلسنت اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ انبیاء و اولیاء کیلئے بے شمار اشیاء کو منکشف فرما[illegible] ہے اور بسا اوقات ان کے حصہ دار کا دخل نہیں ہوتا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) ارشاد باری تعالیٰ "وکذلک نری ابراھ[illegible] ملکوت السموٰت والارض (الآیۃ) کی تفسیر میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں۔

کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو ملکوت سماوی و ارضی کا مشاہدہ کرا[illegible] انہوں نے ایک شخص کو بدکاری میں معروف دیکھا۔ آپ نے اس کے خلاف دُعا فرمائی تو [illegible]

[1] مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: "الابریز" فی مناقب سیدی عبدالعزیز دباغ مؤلفہ ابن مبارک فاسی جن [illegible] تالیف ۱۱۲۹ھ میں شروع ہوئی تھی...... غرض یہ چالیس سے کچھ کتابیں ہیں جن کی نقل ہے اور پھر ان کے مؤلفین [illegible] ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاق عالم میں ان کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے۔ (ا[illegible] الاولیاء صفحہ نمبر ۵، ۴ مطبوعہ لاہور)

[illegible]ک ہو گیا، پھر دوسرے کو اسی حالت میں دیکھا اس کے خلاف دعا فرمائی تو وہ بھی ہلاک ہو گیا [illegible] تیسرے شخص کو دیکھا اور اس کے خلاف دعا کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا! ابراہیم! [illegible]ستجاب الدعوۃ ہو، میرے بندوں کے خلاف دعا نہ کرو۔ (تفسیر مظہری، جلد ۳ صفحہ نمبر ۲۵۷ مطبوعہ انڈیا)

مصنف رضا خانی مذہب بتائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیا کہا جائے گا ذرا یہ حکایت بھی پڑھیے!

- "شاہ ولی اللہ صاحب جب بطن مادر میں تھے تو ان کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب ایک دن خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور مراقب ہوئے اور ادراک بہت تیز تھا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تمہاری زوجہ حاملہ ہے اور اس کے پیٹ میں قطب الاقطاب ہے اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا۔" (حکایات اولیاء صفحہ نمبر ۲۷ مطبوعہ کراچی از اشرف علی تھانوی)

اسی کتاب میں نانوتوی صاحب کے حوالے سے شاہ عبدالرحیم ولایتی کے مرید عبداللہ خان کے بارے میں لکھا ہے۔

- ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں حمل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرما دیا کرتے تھے کہ تیرے گھر لڑکی ہو گی یا لڑکا اور جو آپ بتلا دیتے وہی ہوتا تھا۔

(حکایات اولیاء صفحہ نمبر ۲۰۰ مطبوعہ کراچی)

اگر......!

مخالفین کو غوث زماں سیدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ کے کشف پر اعتراض ہے حالانکہ ان کا مقصد ایک غیر شرعی عمل سے منع کرنا تھا۔ اظہار کشف مقصود نہ تھا۔ وہ عبداللہ خاں کے عورتوں کے رحموں میں جھانک کر لڑکا یا لڑکی معلوم کرنے پر معترض کیوں نہیں ہوتے......؟ پھر یہ عمل ایک یا دو مرتبہ کا نہ تھا "آپ فرما دیا کرتے تھے" کے الفاظ تو تسلسل اور تواتر کی نشاندہی کرتے ہیں۔

[1] چنانچہ سید احمد سلجماسی رحمۃ اللہ نے کہا بے شک مفتی یہ قول یہی ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں (ابریز صفحہ نمبر ۳۶)

مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی کے دادا پیر حافظ محمد صدیق کا ایک کشف ''مصنف رضا خانی مذہب'' جواب دے

حافظ صاحب کا ایک مرید عرض کرتا ہے کہ ابتدائی ایام جہالت میں مجھے زنا کاری کی عادت تھی بعد میں حضرت والا سے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے شریعت وسنت کی تلقین فرمائی اور میں اپنے قصبہ میں آ کر ورد و وظائف میں مشغول ہو گیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ ایک روز پرانے محبوب نے مجھے پیغام بھیجا کہ مدت گزر گئی ہے کہ تمہارا دیدار نصیب نہیں ہوا۔ میرا دل سخت بے قرار ہے۔ اور اضطراب ہے۔ مجھے ایک لمحے کیلئے بھی آرام وسکون حاصل نہیں ہے میں ہر وقت تیرا راستہ تک رہی ہوں مہربانی فرما کر فلاں روز چاشت کے وقت فلاں نالے کے اندر فلاں جگہ آ کر مجھے ملو۔ فقیر مذکور کا بیان ہے کہ جونہی مجھے یہ پیغام ملا میری رگوں میں خون دوڑنے لگا نفسانی خیال مجھے گدگدانے لگا اور میں نے شیطان کے ہاتھوں مجبور ہو کر وقت ملاقات کا وعدہ دے دیا۔ وقت مقررہ پر اس جگہ پہنچا تو میں نے دیکھا کہ فریقین کے وکیل شیطان نے اسے بھی میری طرح پہلے وہاں پہنچا دیا ہے۔ جب ہم دونوں باہم قریب ہوئے ایک دوسرے کو ملنے اور چومنے چاٹنے کے شغل میں مصروف ہوئے کہ اچانک ایک پتھر کا ڈھیلا اس زور سے میری پیٹھ پر آن لگا کہ میں بلبلا اٹھا ہم دونوں اس واقع سے انتہائی خوفزدہ ہو گئے اور دوڑ کر ایک دوسرے سے دور بھاگ کھڑے ہوئے میں نالے کے کنارے پر پہنچا تو میرے دل میں خیال آیا کہ دوپہر کا وقت ہے ہاڑ کا گرم موسم ہے اس جگہ پر کسی کے آنے کے بھی کوئی امکانات نہیں ہیں۔ آخر یہ قصہ کیا ہے؟

شیطان نے ہمیں پھر اکٹھا کر دیا۔ دوسری دفعہ پھر پتھر کے ڈھیلے کی آواز آئی۔ الغرض تین دفعہ یہی معاملہ پیش آیا پھر میرے دل میں خیال آیا کہ یہ پتھر میرے مرشد کی طرف سے آئے ہیں۔ اور وہ مجھے اس فعل سے بچانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں فوراً وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اور شیطان کی بیل منڈھے نہ چڑھی۔ اس واقعہ کو کافی عرصہ گزر گیا کہ میں حضرت والا کی

زیارت کے ارادے سے درگاہ عالیہ حاضر ہوا۔ میں نے ادباً پاؤں پر ہاتھ رکھے تو آپ نے میرا ہاتھ کھینچتے ہوئے فرمایا: دور ہو کتے، اس کے بعد آپ نے لانگری کو بلا کر حکم دیا کہ اسے لنگر سے کھانا نہ دینا۔ الغرض تین دن بھوکا خدمت عالی میں موجود رہا۔ تین دن کے بعد آپ نے نگاہ کرم سے دیکھا شفقت کا ہاتھ میرے دل پر پھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا، کمینہ اگر رحمت الٰہی تیری دستگیری نہ کرتی تو تو انتہائی ذلیل ہوتا۔ اب توبہ کرو اور کوشش کرو کہ راہ حق سے پیچھے نہ رہ جاؤ۔ (جام عرفان، ملفوظات حافظ محمد صدیق صفحہ نمبر ۱۵۳ تا ۱۵۵ مطبوعہ لاہور)

عبارت نمبر ۱۸:

عرض: غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے۔

ارشاد: بغیر غوث کے زمین وآسمان قائم نہیں رہ سکتے۔ (ملفوظات صفحہ نمبر ۱۱۴، ۱۱۵ مطبوعہ لاہور)

وضاحت: امام احمد رضا کے ارشاد کا مطلب واضح ہے کہ قیامت تک غوث (اولیاء کاملین کا ایک منصب) رہیں گے۔ انہیں کے وجود مسعود کی برکت سے زمین وآسمان قائم ہیں۔ بوقت قیامت ان کا وصال ہو جائے گا۔

- عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الابدال فی امتی ثلثون بهم تقوم الارض وبهم تمطرون و بهم تنصرون . رواه الطبرانی و رواه الحکیم باختلاف یسیر۔

(۱)..... (الحاوی للفتاوی صفحہ نمبر ۲۴۶ جلد ۲ مطبوعہ پاکستان)

(۲)..... (نوادر الاصول صفحہ نمبر ۶۹ مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۲۹۳ھ)

ترجمہ: ''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابدال میری امت میں تیس ہیں انہیں سے زمین قائم ہے۔ انہیں کے سبب سے تم پر مینہ اترتا ہے انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے''۔

ابدال: اولیاء اللہ کے ایک گروہ کا نام ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کے وجود سے زمین کو قائم رکھا ہے۔ اور وہ ستر ہیں۔ چالیس ملک شام میں اور تیس دوسری جگہوں میں، ان میں سے جب

کسی کے انتقال کا وقت قریب آتا ہے تو اسکی جگہ دوسرا قائم کر دیا جاتا ہے۔

(احوال ابدال صفحہ نمبر ۵ مطبوعہ لاہور)

- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میری امت کے چالیس ابدال ہیں۔ بائیس ان میں سے شام میں اور اٹھارہ عراق میں ہیں۔ جب ان میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو قائم مقام فرما دیتا ہے جب قیامت آئے گی سب فوت ہو جائیں گے۔

(۱)......(الحاوی للفتاوی صفحہ نمبر ۲۴۵ جلد ۲)

(۲)......(روض الریاحین (اردو) صفحہ نمبر ۲۰ مطبوعہ کراچی)

- امام عبداللہ یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تین سو اولیاء، ستر نجیب ہیں اور زمین میں چالیس اوتاد، دس نقیب، سات عارف اور تین مختار ہیں۔ اور ایک ان میں سے غوث ہے۔ (روض الریاحین صفحہ نمبر ۲۱)

- نیز امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قطب اور وہ غوث بھی ہوتا ہے اور اس کا مرتبہ اور منزلت اولیاء میں ایسی ہوتی ہے جیسے دائرہ میں نقطہ جو مرکز دائرہ ہوتا ہے تمام عالم کا انتظام اس سے متعلق ہے۔

(روض الریاحین صفحہ نمبر ۲۰)

- حضرت مخدوم سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خاص اولیاء کرام کو عالم کا متصرف کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ تنہا اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے وقف ہو گئے ہیں اور نفس کی متابعت کا راستہ ان پر بند کر دیا ہے۔ تاکہ آسمان سے بارش

---

۱ مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں: آٹھویں صدی ہجری کے بہت بڑے عالم اور ولی اللہ حضرت یافعی یمنی کی کتاب روض الریاحین ایسی ہی کتاب ہے جس کی حکایت و روایت پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ (روض الریاحین صفحہ نمبر ۵ مطبوعہ کراچی)

ان کے قدموں کی برکت سے نازل ہو اور ان کے احوال کی صفائی کی وجہ سے نباتات زمین پر اگیں اور مسلمان ان کی دعا کی توجہ سے کفار پر نصرت حاصل کریں۔

- جو لوگ عالم میں اہل تصرف اور درگاہ حق کے لشکر ہیں وہ تین سو ہیں ان کو اخیار کہتے ہیں۔
- چالیس دوسرے ہیں جنہیں ابدال کہتے ہیں۔
- سات اور ہیں جنہیں ابرار کہتے ہیں۔
- چار اور ہیں جنہیں اوتاد کہتے ہیں۔
- تین اور ہیں جنہیں نقیب کہتے ہیں۔
- ایک اور ہے جسے غوث اور قطب کہتے ہیں۔

(ارشادات حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۴۳، ۴۴ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء بار اول)

- حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ انسان کامل کے متعلق فرماتے ہیں:

جب تو خدا کا محبوب اور ملجا و ماویٰ بن جائے گا اور تیری شان میں لوگوں کی مدح وثنا بالکل سچ اور بجا ہوگی۔ تو ازالہ امراض روحانی کیلئے بذات خود اکسیر بن جائے گا...... تیرے پاس کسب فیض کیلئے ابدال آئیں گے۔ تجھ سے خلق خدا کی مشکلات حل ہوں گی۔ تیری دعا سے باران رحمت کا نزول ہوگا تیری برکت سے کھیتیاں اگائی اور سرسبز و شاداب کی جائیں گی اور تیری دعاؤں سے ہر خاص و عام اہل سرحدات وراعی ورعایا، حاکم ومحکوم، ائمہ امت وافراد امت الغرض تمام مخلوق کی مصیبتیں اور بلائیں رفع کی جائیں گی (فتوح الغیب صفحہ نمبر ۴۴ مطبوعہ لاہور)

- شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انہی نفوس قدسیہ (یعنی اولیاء اللہ) کی بدولت افلاک بھی تھمے ہوئے ہیں۔

(عوارف المعارف صفحہ نمبر ۳۷۱ مطبوعہ لاہور بار اول ۱۹۶۲ء)

- شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ابدال یہ سات سے کم و بیش نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اقالیم سبعہ کی

حفاظت فرماتے ہیں۔ ہر بدل کی ایک اقلیم ہوتی ہے جہاں اس کی ولایت کا سکہ چلتا ہے۔

(جامع کرامات اولیاء، صفحہ نمبر ۲۳۱ مطبوعہ لاہور، علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ)

- حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اوتاد جمع وتد کی ہے یعنی میخ، چونکہ انکی بدولت آفات وزلزلات سے حفاظت رہتی ہے۔ لہٰذا اوتاد کہتے ہیں۔ اور ہر اقلیم میں ہوتے ہیں جب ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے دوسرا قائم مقام کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے انکو ابدال کہتے ہیں۔ میں نے دہلی میں ایک ابدال کو دیکھا تھا ایک آن واحد میں مختلف مقامات پر دیکھا جاتا تھا۔ (امداد المشتاق صفحہ نمبر ۹۳ مطبوعہ لاہور مولوی اشرف علی تھانوی)

- علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

غوث: اس کا مرتبہ و مقام دوسرے اولیاء کرام کی نسبت یوں ہے جیسے دائرہ کے مرکزی نقطہ کا مقام، اسی کی بدولت اصلاح عالم اور اسکی آبادی ہوتی ہے۔

(شواہد الحق صفحہ نمبر ۳۱۸ مطبوعہ لاہور)

- مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

شریح بن عبید سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روبرو اہل شام کا ذکر آیا۔ کسی نے کہا امیر المومنین ان پر لعنت کیجئے۔ فرمایا نہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ابدال (جو ایک قسم ہے اولیاء اللہ کی) شام میں رہتے ہیں۔ اور جو چالیس آدمی ہوتے ہیں۔ جب کوئی شخص ان میں سے مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا شخص بدل دیتا ہے ان کی برکت سے بارش ہوتی ہے ان کی برکت سے اعداء پر غلبہ ہوتا ہے۔ اوران کی برکت سے اہل شام سے عذاب (دنیوی) ہٹ جاتا ہے۔ روایت کیا اسکو احمد نے۔

(مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۵۷۰)

(ف) مسئلہ وجود ابدال وغیرہم ملفوظات ومکتوبات صوفیہ میں ہے۔ ابدال واقطاب واوتاد وغوث وغیرہم الفاظ اوران کے مدلولات کے صفات وبرکات وتصرفات پائے جاتے ہیں۔ حدیث میں جب ایک قسم کا اثبات ہے تو دوسرے اقسام بھی مستبعد نہ رہے۔ ایک نظیر سے

دوسری نظیر کی تائید ہونا امر علم ومعلوم ہے۔ برکات تو اس حدیث سے منصوص ہیں۔ اور تصرفات گویا یہ قرآن مجید میں حضرت خضر علیہ السلام کے قصہ سے ثابت ہوتے ہیں۔

(التکشف عن مہمات التصوف صفحہ نمبر ۴۴۲، طبع کراچی)

- حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محدث محاملی بغدادی (م ۳۳۰ھ) کے حالات میں لکھتے ہیں:

”محمد بن الحسین نے جو اس عہد کے بزرگ شخص ہیں۔ یہ بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے حق تعالیٰ اہل بغداد پر سے بطفیل وبرکت محاملی رحمۃ اللہ علیہ بلا دفع کرتا ہے۔ (بستان المحدثین (اردو) صفحہ نمبر ۱۳۲ مطبوعہ کراچی)

- حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے:

قال لاتقوم الساعة حتی لایقال فی الارض اللہ اللہ۔

(مشکوٰۃ (اردو) صفحہ نمبر ۲۵ جلد ۳)

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت حتیٰ کہ زمین میں اللہ اللہ نہ کہا جاوے گا۔

- حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

ان بقاء العالم ببرکة العلماء العاملین والعباد الصالحین وعموم المؤمنین۔ الخ (مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۲۲۷ جلد ۱۰ مطبوعہ پاکستان)

اس سے معلوم ہوا کہ عامل علماء وصالح بندوں اور عام مومنوں کی برکت سے جہاں باقی ہے۔

احادیث ابدال پر اعتراض اوراس کا جواب

ابن تیمیہ حنبلی نے ”فرقان بین اولیاء الرحمٰن والاولیاء الشیطان“ میں لکھا ہے کہ عدد ابدال یا نقباء یا نجباء یا اوتاد یا اقطاب کی کوئی حدیث صحیح نہیں پائی جاتی۔ الخ

<u>جواب نمبر ۱:</u> یہ جرح مبہم ہے جس کا اعتبار نہیں طرفہ یہ کہ ابدال کے مقدمہ میں لکھتا

ہے، ان میں ایک حدیث روایت کی گئی ہے کہ ابدال چالیس ہیں اور وہ شام میں رہتے ہیں۔ یہ حدیث مسند میں جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے یہ حدیث منقطع ہے ثابت نہیں۔ یہ بات معلوم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ صحابہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہیان اہل شام سے افضل تھے حدیث کی رو سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکری افضل الناس ٹھہرے۔ نہ جناب امیر علیہ السلام کے۔

<u>جواب نمبر ۲:</u> ابن تیمیہ نے وجہ انقطاع کی بیان نہیں کی، اور دلیل جو لکھی وہ محض لغو ہے۔ یہ بات کہاں سے پائی جاتی ہے کہ امیر شام کے فوجی افضل تھے یا خواہ مخواہ امیر شام کے لشکر میں ابدال شریک تھے۔ جب تک یہ امر ثابت نہ ہو۔ حجت قائم نہیں ہو سکتی۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل رسالہ اس موضوع پر تحریر فرمایا ہے اور علامہ موصوف نے مختلف طریقوں پر احادیث اور آثار سے ابدال کا وجود ثابت کیا ہے۔

ابن جوزی کا زعم ہے کہ احادیث ابدال سب موضوع ہیں مگر امام جلال الدین سیوطی نے اس سے منازع کیا اور کہا کہ "خبر الابدال صحیح" ابدال کی حدیث صحیح ہے۔ بلکہ حد تواتر معنوی کو پہنچ چکی ہیں۔ ذہبی بھی ابن جوزی کے ساتھ ہیں۔ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریح کو سب سے احسن بتاتے ہیں۔

سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ احمد و طبرانی اور حاکم نے دس سے زائد طریقوں سے روایت کیا ہے۔ نیز سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حدیث کی تقویت اس سے ہوتی ہے کہ جو بین الائمہ مشہور ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ابدال سے تھے۔ جیسا کہ امام بخاری اور دوسرے حفاظ و نقاد وغیرہم کا قول ہے کہ امام شافعی ابدال سے تھے۔

(احوال ابدال، صفحہ نمبر ۱۷، ۲۷ مطبوعہ لاہور ۱۳۹۳ھ، مولانا محمد عبدالعزیز قدس سرہ)

• علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے اقطاب و اوتاد اور رجال الغیب اور ان کے مقامات وغیرہ پر مشتمل روایات و اخبار کو صحیح قرار دیا ہے۔ (شواہد الحق صفحہ نمبر ۳۲۳ (اردو) مطبوعہ لاہور)

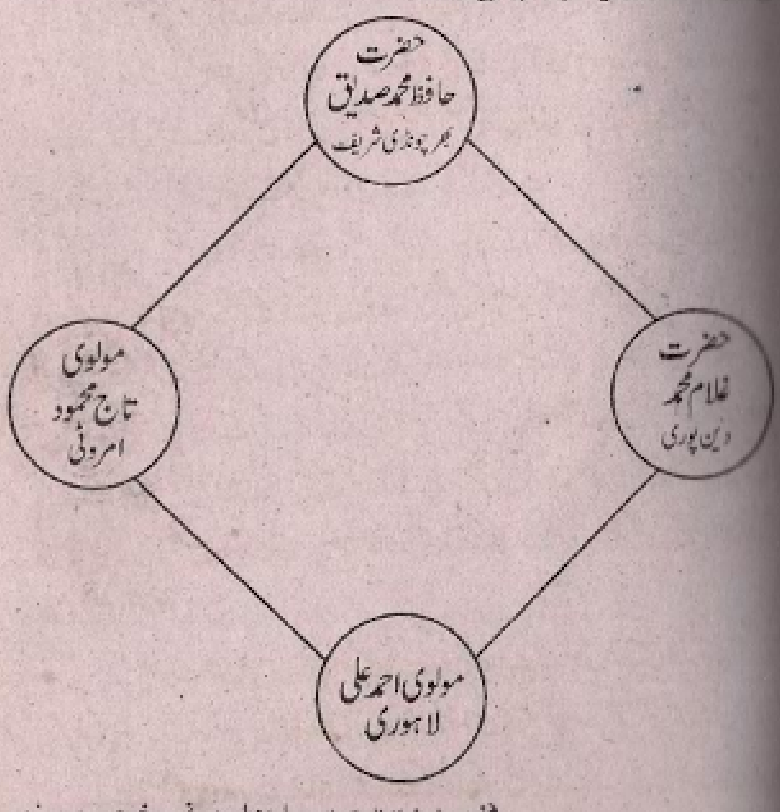
مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی کے دادا پیر حافظ محمد صدیق کا

ایک ملفوظ مصنف رضا خانی مذہب کیلئے لمحہ فکریہ

• ایک دفعہ حضرت والا (حافظ محمد صدیق) نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ساری دنیا میں غوث ایک، قطب چار، اوتاد ۶ اور ابدال چالیس ہوا کرتے ہیں جبکہ اولیاء کی تعداد تین سو رہتی ہے۔ یہ تعداد خلفائے راشدین سے لے کر قیام قیامت تک ہر زمانے میں موجود رہتی ہے اور رہے گی۔ دنیا کا سارا انتظام و انصرام انہی کے حوالے ہے۔

(جام عرفان، ملفوظات حافظ محمد صدیق صفحہ نمبر ۱۰۷ مطبوعہ لاہور)

مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی کا شجرہ طریقت:



(ہفت روزہ خدام الدین لاہور سلسلہ مطبوعات نمبر ۶۱ خصوصی اشاعت)

عبارت نمبر۱۹: آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک کہ مجھ پر سلام نہ کرے اور نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے کہ جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ اس طرح نیا مہینہ نیا ہفتہ نیا دن، مجھ پر سلام کرتے ہیں اور مجھے ہر ہونے والی بات کی خبر دیتے ہیں۔

(الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۱۰۹)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۳۲ حصہ اول)

جواب نمبر۱: روزہ اور قرآن حکیم کا متشکل ہو کر قبر وحشر میں مومن کی شفاعت کرنا برحق اور امر واقع ہے جیسا کہ کتب احادیث میں منقول ہے۔

- حضرت سعید بن سلیم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن کلام پاک سے بڑھ کر کوئی سفارش کرنے والا نہ ہوگا نہ کوئی نبی نہ فرشتہ وغیرہ۔ (قال العراقی، رواہ عبدالملک بن حبیب کذا فی شرح الاحیاء)
- علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "لآلی مصنوعہ" میں محدث بزار کی روایت سے نقل کیا ہے اور وضع کا اس پر حکم نہیں لگایا کہ جب آدمی مرتا ہے تو اسکے گھر کے لوگ تجہیز و تکفین میں مشغول ہوتے ہیں اور اس کے سرہانے نہایت حسین وجمیل صورت میں ایک شخص آتا ہے جب کفن دیا جاتا ہے تو وہ شخص کفن اور سینہ کے درمیان ہوتا ہے۔ جب دفن کے بعد لوگ لوٹتے ہیں اور منکر نکیر آتے ہیں تو وہ اس شخص کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں کہ سوال یکسوئی میں کریں گے مگر یہ کہتا ہے کہ یہ میرا مہمان ہے میرا دوست ہے میں کسی حال میں اس کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔ تم سوالات کے اگر مامور ہو تو اپنا کام کرو میں اس وقت تک اس سے جدا نہیں ہو سکتا کہ جنت میں داخل کراؤں۔ اس کے بعد وہ اپنے ساتھی کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے کہ میں وہ قرآن ہوں۔ جس کو تو کبھی بلند پڑھتا تھا اور کبھی آہستہ، تو بے فکر رہ، منکر نکیر کے سوالات کے بعد تجھے کوئی غم نہیں الخ
- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب عالم دین کا وصال ہو جاتا ہے تو اس کا علم قیامت تک قبر میں اس کو مانوس کرنے کیلئے متشکل ہو کر رہتا ہے اور زمین کے کیڑوں کو دفع کرتا ہے۔ (شرح الصدور، صفحہ نمبر ۱۲۸ امام جلال الدین سیوطی)

- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں: کہ روزہ اور قرآن شریف دونوں بندہ کیلئے شفاعت کرتے ہیں۔ روزہ عرض کرتا ہے یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روکے رکھا، میری شفاعت قبول کیجئے اور قرآن شریف کہتا ہے کہ یا اللہ میں نے رات کو اس کو سونے سے روکا۔ میری شفاعت قبول کر۔ پس دونوں کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (رواہ احمد وابن ابی الدنیا والطبرانی فی الکبیر والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم)
- مولوی محمد زکریا سہارنپوری دیوبندی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: بعض روایات میں آیا ہے کہ قرآن مجید جوانمرد کی شکل میں آئے گا اور کہے گا کہ میں وہ ہوں جس نے تجھے راتوں کو جگایا اور دن کو پیاسا رکھا۔
(تبلیغی نصاب صفحہ نمبر ۳۰۱، ۳۰۲ فضائل قرآن، طبع ملتان)
- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرآن پاک ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (رواہ ابن حبان والحاکم مطولا وصححہ)

اس لئے......!

ماہ وسال کا متشکل ہو کر بطور اکرام وکرامت بارگاہ غوثیت میں حاضر ہونا کوئی بعید بات نہیں۔ بلکہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر علماء عظام واولیاء کرام اس بات کے گواہ شاہد ہیں۔ جیسا کہ صاحب بہجۃ الاسرار ملا نورالدین ابی الحسن علی بن یوسف الشافی اللخمی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی تصانیف میں نقل فرمایا ہے۔

آپ کے صاحبزادے شیخ سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات نقل کی ہے کہ کوئی ایسا مہینہ نہیں تھا جو میرے والد کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ہو۔ اس سے پہلے کہ ہلال ظاہر ہو۔ اگر تقدیر الٰہی میں اس ماہ کے دوران کوئی حادثہ نمودار ہونا لکھا ہوتا اور کسی نقصان شدید کا خطرہ ہوتا یا کسی انعام ونعمت کے ظہور ہونے کا وقت ہوتا تو ان حالات کو آپ پر روز روشن کی

طرح آگاہ کر دیا جاتا تھا۔

ایک دفعہ چند ایک مشائخ وقت سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں [illegible] تھے۔ یہ واقعہ آخر روز جمعہ ماہ جمادی الاخری ۵۶۰ھ کا ہے۔ شیخ گفتگو فرما رہے تھے کہ [illegible] خوبصورت نوجوان اندر آیا اور اس نے سلام کہا اور بتایا کہ میں ماہِ رجیم (رجب) آیا ہوں [illegible] آپ کو مبارکباد کہوں۔ میرے دوران عوام الناس کو بہت خوشیاں اور راحتیں میسر ہوں [illegible] کہتے ہیں اس سال سارا رجب ہر ایک کیلئے مسرت و جاں بخشی لاتا رہا۔ ایک دفعہ میں [illegible] آخری اتوار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ ایک مکروہ اور بدصورت انسان کی شکل [illegible] دکھائی دیا۔ ہم بھی حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے اس نے آ کر [illegible] السلام علیکم یا ولی اللہ" کہا اور بتایا کہ میں ماہ شعبان ہوں۔ میری تقدیر میں لکھا ہے کہ اس ماہ [illegible] دوران بغداد میں بڑی تباہی نازل ہوگی، حجاز میں قحط پڑے گا اور خراسان میں تلوار چلے گی [illegible] چنانچہ ایسے ہی واقعات وحادثات رونما ہوئے۔

ایک بار جناب غوث الابرار ماہ رمضان میں بیمار ہو گئے۔ ہم آپ کی خدمت میں [illegible] بیٹھے تھے اس مجلس میں شیخ علی بن ہیتی بن ابو یوسف عبدالقاہر سہروردی بھی حضرت کے [illegible] بیٹھے تھے دوسرے مشائخ بھی مجلس میں موجود تھے ایک روشن شکل نوجوان جس کے چہرہ [illegible] بڑا وقار تھا آیا اور کہنے لگا "السلام علیک یا ولی اللہ" میں ماہ رمضان ہوں، میں آپ سے معا[illegible] طلب کرنے حاضر ہوا ہوں، میں اس ماہ آپ کو الوداع کہنے کا خواہاں ہوں، کہتے ہیں کہ [illegible] سال آپ واصل بحق ہوئے اور رمضان سے پہلے ہی (یعنی صفر) داعی اجل کو لبیک کہا۔

شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بزاز اور شیخ ابو حفص عمر کیمانی رحمہما اللہ روایت کرتے [illegible] کہ ایک دفعہ شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بادلوں میں سیر کر رہے تھے اور آپ [illegible] اہل مجلس کے سروں پر تھے تو آپ نے فرمایا: جب تک آفتاب مجھے سلام نہ کرے طلوع [illegible] ہوتا۔ ہر سال اپنے آغاز سے پہلے میرے پاس آتا ہے اور مجھے اہم واقعات سے آگاہ [illegible] ہے۔ اسی طرح ماہ و ہفتہ میرے پاس آ کر سلام کہتے ہیں اور اپنے دوران جو چیزیں رونما [illegible]

[illegible] والی ہیں مجھے آگاہ کرتے ہیں۔ (زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۸۰، ۸۲ مطبوعہ لاہور، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

[illegible] بلور تحدیث نعمت حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ غوثیہ [illegible] اپنے اس مقام کی طرف اشارہ کیا ہے۔

وما منها شهور او دهور

تمر وتنقضى الا اتالى

وتخبرني بما ياتي ويجرى

وتعلمنى فاقصر عن جدالى

[illegible] مہینے اور زمانے جو گزر چکے ہیں یا گزر رہے ہیں۔ بلاشک میرے پاس حاضر ہوتے [illegible] اور واقعات ماضیہ اور آئندہ کی مجھے اطلاع دیتے ہیں۔ (منکرو) کج بحثی چھوڑ دو۔

(قصیدہ غوثیہ مع شرح صفحہ نمبر ۵۶ طبع لاہور بار دوم ۱۳۹۵ھ)

امام احمد رضا پر طعن کرنے والو!

شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ عبدالوہاب بن شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ ابو القاسم عمر بن [illegible] شیخ ابو حفص عمر اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کے متعلق کیا حکم ہے؟

[illegible] آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ ہونا حد تواتر و شہرت سے آگے ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ یہ غوث الاعظم رحمۃ [illegible] کا قصیدہ نہیں ہے جہالت کے سوا کچھ نہیں۔ مندرجہ ذیل شواہد اس پر دال ہیں۔

- خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ سیدی رزوق فاسی رحمۃ اللہ علیہ کے [illegible] میں لکھتے ہیں: قصیدہ جیلانیہ کی طرز پر ان کا ایک قصیدہ ہے۔ (بستان المحدثین صفحہ نمبر ۲۰۶ طبع کراچی)
- حضرت عبدالقادر جیلانی قصیدہ غوثیہ کے آخر میں فرماتے ہیں:

انا الجيلي محى الدين اسمى ...... واعلامى على راس الجبال

وعبدالقادر المشهور اسمى ...... وجدى صاحب العين الكمال

- عارف کامل محمد فاضل کلانوری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ غوثیہ کی شرح "رموز خریہ" لکھی جو کہ مبع صادق [illegible] ۱۳۰۶ھ میں طبع ہوئی۔ سال تصنیف ۱۱۰۸ھ ہے۔
- حضرت ابو الفرح محمد فاضل الدین بٹالوی (م ۱۱۵۱ھ) نے بیان الاسرار کے نام سے عربی میں قصیدہ [illegible] کی شرح لکھی جو کہ نہایت ہی مبسوط اور علمی شرح ہے۔
- فخر المحدثین سید شاہ محمد غوث قادری لاہوری (م ۱۱۵۲ھ) نے شرح قصیدہ قمریہ غوثیہ (فارسی) میں لکھی

جواب دو!

عبارت نمبر ۲۰: داڑھی منڈانے اور کتروانے والا فاسق معلن ہے۔ اسے امام بنانا گ
ہے۔ فرض ہو یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں۔ حدیث میں اس پر غضب اور ا
قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں۔۔ اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے۔

(احکام شریعت صفحہ نمبر ۱۷۳ حصہ

الزام نمبر ۹: قرآن کریم میں داڑھی منڈانے والوں پر لعنت کا ذکر نہیں اور
حدیث میں غضب اور ارادہ قتل کا ذکر ہے۔ (نعوذ باللہ) یا احمد رضا کا بالکل جھوٹ ہے۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۵۵ حصہ

جواب: داڑھی ایک مشت تک بڑھانا اور رکھانا باتفاق فقہا واجب ہے اور اس سے
سنت ومستحب تاوقتیکہ حد شہرت اور انگشت نمائی اور تمسخر تک نہ پہنچے۔ اور قبل مٹھی بھر سے ترا
یا منڈانا بالاتفاق حرام، کسی کے نزدیک جائز نہیں۔ اور فی نفسہٖ داڑھی کا بڑھانا اور رکھانا
مؤکدہ متواترہ قدیمہ ہے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی۔ اور تارک واجب بلا عذر شرعی مس
عتاب ہے اور تنزلاً تارک سنت مؤکدہ کا بالاتفاق گمراہ۔

ردالمحتار میں ہے:

- تارکھا یستوجب التضلیل واللوم۔

سنت مؤکدہ کا تارک مستحق گمراہی وقابل مذمت ہے۔

- السنن المؤکدۃ القریبۃ من الوجوب التی یضلل تارکھا لان تر
استخفاف بالدین۔

سنت مؤکدہ قریب واجب کے ہے اس کے تارک کو گمراہ کہا جائے گا کیونکہ اس
چھوڑنا دین کی حقارت ہے۔

- سنۃ مؤکدۃ فی حکم الواجب و صرحوا یفسق تارکھا و تعزیرہ۔

سنت مؤکدہ واجب کے حکم میں ہے اور (فقہاء) نے تصریح فرمائی ہے کہ تار

اس کا فاسق اور قابل تعزیر ہے۔

یہ اس تقدیر پر ہے کہ جب واجب اور سنت کو خفیف اور حقیر جان کر نہ ترک کرے
بلکہ بطور سستی وکاہلی کے ترک کرے ورنہ صورت استخفاف میں اس پر حکم کفر عائد بالاتفاق اور
حسب فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسا تارک سنت کافر اور حقیقتاً ملعون اور صورت
اولیٰ میں بھی اس پر تغلیظاً لعنت وارد اور تحت حدیث مشکوٰۃ۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ لعنتھم و لعنھم اللہ و کل نبی یجاب الزائد فی کتاب اللہ والمکذب بقدر اللہ والمتسلط بالجبروت لیعز من اذلہ اللہ ویذل من اعزہ اللہ والمستحل لحرم اللہ والمستحل من عترتی ما حرم اللہ والتارک لسنتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ چھ شخصوں کو میں نے لعنت کی اور اللہ
نے بھی ان کو لعنت کی۔ اور سب نبی مستجاب الدعوات ہیں۔ اول قرآن شریف میں بڑھانے
والا۔ دوسرے تقدیر کو جھٹلانے والا۔ تیسرے زبردستی غالب آنے والا یعنی ظالم کہ جس کو اللہ
تعالیٰ نے ذلیل کیا اسے عزت دے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے اسے ذلیل کرے۔
چوتھے حلال جاننے والا اللہ تعالیٰ کے حرام کو۔ پانچویں میری اولاد کی بے حرمتی کرنے والا جس
کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ چھٹے میری سنت کو ترک کرنے والا۔

ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

التارک بسنتی ای المعرض عنھا بالکلیۃ او بعضھا استخفافاً او قلۃ مبالاۃ فھو کافر و ملعون و تارکھا تھاونا او تکاسلاً لا عن استخفاف فھو عاص واللعنۃ علیہ من باب التغلیظ انتھی۔

میری سنت کو ترک کرنے والا یعنی تمام سنتوں سے منہ پھیرنے والا یا بعض سنتوں
کو ہلکا جان کر بے پروائی سے، پس وہ کافر اور ملعون ہے اور سنت کا چھوڑنے والا بوجہ سستی کے
نہ بطور خفیف جاننے کے وہ گنہگار نافرمان ہے اس پر لعنت بطور تشدد اور سیاست کے ہے۔

سنت سے ناپسندیدگی کا اظہار کرنے والے کے متعلق

امام قاضی ابو یوسف حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

تفسیر روح البیان میں ہے۔

ذکر فی مجلس ابی یوسف ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یحب القرع فقال رجل انا لا احبہ فافتی ابو یوسف بقتلہ۔

ترجمہ: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں کدو کا ذکر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو پسند فرماتے تھے ایک شخص بولا! میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ امام ابو یوسف نے اسے قتل کا فتویٰ دیا۔

اصول فقہ کا علم رکھنے والے پر یہ بات مخفی نہیں کہ آیات و احادیث کے عموم وغیرہ سے بھی مسائل ثابت ہوتے ہیں۔

ابن جوزی نے قاضی ابو یعلیٰ سے روایت کی ہے کہ قاضی صاحب نے اپنی کتاب المعتمد فی الاصول میں اپنی سند سے جو صالح بن احمد بن حنبل تک پہنچتی ہے روایت کیا ہے کہ صالح نے اپنے والد احمد بن حنبل سے کہا کہ بعض لوگ ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ ہم یزید کے حمایتی ہیں تو امام احمد نے فرمایا کہ بیٹا کیا کوئی اللہ پر ایمان لانے والا ایسا بھی ہوگا جو یزید سے دوستی کا دم بھرے؟ اور میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر اللہ نے اپنی کتاب میں یزید پر لعنت کی ہے؟ فرمایا ان آیات میں فھل عیستم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمیٰ ابصارھم (سورۃ محمد آیت نمبر ۲۲،۲۳) ''فھل یکون فساد اعظم من ھذا القتل''۔

(۱)......(الصواعق المحرقہ صفحہ نمبر ۱۳۲)

(۲)......(شہید کربلا اور یزید: صفحہ نمبر ۱۴۲،۱۴۳)

طبع لاہور قاری محمد طیب دیوبندی)

دیکھیے! قرآن حکیم میں صراحۃً یزید پر لعنت کا حکم نہیں ہے مگر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی دو آیات اس پر منطبق کر کے اس کے عموم سے یزید کو مورد لعنت قرار دیا ہے۔ اسی طرح مندرجہ ذیل آیات قرآنی اور احادیث کے عموم سے امام احمد رضا بریلوی کے فتاویٰ کی تائید و توثیق ہوتی ہے۔

آیاتِ قرآنی

- وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا۔ (سورۃ الحشر آیت نمبر ۷)

''اور رسول جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں رک جاؤ''۔ (البیان)

- اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول۔ (سورۃ النساء آیت نمبر ۵۹)

''اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی''۔ (البیان)

- لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۲۱)

''بیشک اللہ کے رسول میں تمہارے لئے نہایت حسین نمونہ ہے''۔ (البیان)

- اولئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۹۰)

''(یہ) وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی تو آپ (بھی) ان کے طریقے پر چلیں''۔ (البیان)

- یایھا الذین امنوا لا تتبعوا خطوات الشیطن و من یتبع خطوت الشیطن فانہ یامر بالفحشآء و المنکر۔ (سورۃ النساء آیت نمبر ۲۱)

''اے ایمان والو شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو اور جو شیطان کے قدموں پر چلے گا تو بیشک وہ (اسے) بے حیائی اور برائی کا حکم دے گا''۔ (البیان)

احادیث مبارکہ

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دس (امور) فطرت سے ہیں یعنی سنت

انبیاء سے ہیں۔ جو کہ حکم کیے گئے ہم پر کہ ہم ان کی پیروی کریں اور وہ احکام دین اور علامت اسلام سے ہیں۔ لبوں کے بالوں کا کاٹنا اور داڑھی کا رکھنا۔ الخ

(مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بروایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

مشہور غیر مقلد عالم سید محمد شریف گھڑیالوی سابق امیر جماعت اہلحدیث لکھتے ہیں:

"کل انبیاء کی سنت یہی ہے کہ وہ داڑھیاں بڑھاتے تھے۔ لبوں کے بال کترواتے تھے۔ یہ اسلام کی علامت ہے اور اس کا خلاف کرنے والا کل انبیاء علیہم السلام کا مخالف ہے۔"

(رسالہ داڑھی و مونچھ صفحہ نمبر ۱۱ مطبوعہ لاہور)

- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مشرکوں کا خلاف کرو مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں کثیر و وافر رکھو۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طحاوی)

- حضرت ابوامامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مونچھیں کترواؤ اور داڑھیوں کو کثرت دو، یہود و نصاریٰ کا خلاف کرو۔

(طبرانی کبیر، بیہقی شعب الایمان، ابونعیم حلیہ)

- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی۔

(بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی)

- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو میری سنت اختیار کرے وہ میرا اور جو میری سنت سے منہ پھیرے وہ میرا نہیں۔ (ابن عساکر)

- امام طحاوی نے روایت کیا ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے

ایک بال داڑھی کا یا داڑھی کے نیچے سے اس کی دعا قبول نہیں کی جاتی نہ اس پر رحمت نازل ہوتی ہے نہ خدا اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے۔ فرشتے اس کا نام ملعون رکھتے ہیں۔ اور وہ خدا کے نزدیک یہود و نصاریٰ کے مرتبہ میں ہوتا ہے۔

(شمس الضحیٰ فی اعفاء اللحی صفحہ نمبر ۹ از شیخ عبدالحلیم مکی بحوالہ رسالہ داڑھی و مونچھ از سید محمد شریف گھڑیالوی (غیر مقلد) سابق امیر جماعت اہلحدیث پنجاب)

اقوال فقہاء کرام

- امام برہان الملۃ والدین فرغانی ہدایہ پھر امام زیلعی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق پھر علامہ نجم الدین طوری تکملہ البحر الرائق پھر علامہ شرنبلالی غنیہ پھر علامہ سید ابوالسعود ازہری فتح اللہ المعین حاشیہ کنز پھر علامہ سید احمد طحاوی حاشیہ تنویر پھر علامہ سیدی محمد امین آفندی ردالمحتار علی الدرالمختار، سب علماء کتاب الجنایات مسئلہ جنایت بحلق لحیہ میں فرماتے ہیں۔

یؤدب علی ذلک لارتکاب المحرم هذا هو الکل الا الطرفین (فلطهما) یؤدب علی ارتکابه مالا یحل له

داڑھی مونڈنے والے کو سزا دی جائے کہ وہ فعل حرام کا مرتکب ہوا۔

- علامہ تورپشتی شرح مصابیح، پھر علامہ طیبی شرح مشکوۃ پھر ملا علی قاری کی مرقاۃ پھر علامہ فتنی مجمع البحار پھر شیخ محقق لمعات ج میں فرماتے ہیں۔

داڑھی تراشنا پارسیوں کا کام تھا اور اب تو بہت کافروں کا شعار ہے۔ جیسے فرنگی اور ہندو اور وہ فرقہ جس کا دین میں کچھ حصہ نہیں جو قلندریہ کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلامی حدود کو

الہدایہ کتاب الدیات صفحہ نمبر ۵۸۲ جلد ۲، وتبیین الحقائق صفحہ نمبر ۱۳۰ جلد ۶، البحرالرائق صفحہ نمبر ۳۳۱ جلد ۸، غنیہ ذوی الاحکام مع الدرر صفحہ نمبر ۱۰۳ جلد ۲، طحطاوی علی الدرالمختار صفحہ نمبر ۲۸۰ جلد ۴، فتح المعین صفحہ نمبر ۲۱۷ جلد ۳، ردالمحتار صفحہ نمبر ۳۷۰ جلد ۵

لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح صفحہ نمبر ۶۸،۶۷ جلد ۲، مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ نمبر ۴ جلد ۲، شرح الطیبی علی مشکوۃ المصابیح صفحہ نمبر ۵۶ جلد ۳ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

ان سے پاک کرے۔

• کواکب الدراری شرح صحیح البخاری امام کرمانی و مجمع[1] میں ہے۔

سبحان اللہ! کس قدر پوچ عقل ہے ان لوگوں کی جنہوں نے مونچھیں بڑھائیں اور داڑھیاں پست کیں برعکس اس خصلت کے جس پر تمام امم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی فطرت ہے انہوں نے اپنی اصل خلقت ہی بدل دی خدا کی پناہ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ داڑھی رکھنا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ تو جس نے اس کو حقیر سمجھ کر منڈوایا اور یہود و نصاریٰ کی مشابہت کی تو بیشک اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دی اور جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دی تو اس نے خالق کائنات کو تکلیف دی اس پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے۔

قرآن حکیم میں ہے۔

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ۔

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۷)

ترجمہ: ''بیشک جو لوگ اذیت دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ نے ان پر لعنت فرمائی دنیا اور آخرت میں''۔ (البیان)

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینا حرام ہے۔ اور افعال اباحۃ میں بھی یہ جائز نہیں''۔ (الشفاء (اردو) جلد ۲ صفحہ نمبر ۳۱۰)

• دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان باتوں کی قصداً تکذیب کرے جسے آپ نے فرمایا یا آپ لے کر آئے تھے یا آپ کی نبوۃ و رسالت کے وجود کی نفی کرے یا آپ کا انکار کرے۔ چاہے اس کے بعد وہ کسی دوسرے دین و ملت میں جائے بہر حال وہ بالاجماع کافر اور واجب

[1] مجمع بحار الانوار صفحہ نمبر ۱۵۸ جلد ۳ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

القتل ہے۔ (الشفاء (اردو) جلد ۲ صفحہ نمبر ۳۱۲)

• بخاری اور مسلم[1] کی روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو ذوالخویصرہ نے کہا یا رسول اللہ! عدل کیجئے۔ حضور نے فرمایا: تجھے خرابی ہو اگر میں عدل نہ کروں گا تو عدل کون کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن ماردوں۔ حضور نے فرمایا اسے چھوڑ............ الخ

ذوالخویصرہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فعل یعنی مال غنیمت تقسیم کرنے پر اعتراض کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی حکمت کی بنا پر اجازت نہ دی۔

اسی طرح جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی سنت کو حقیر سمجھے یا اس پر اعتراض کرے گا وہ بھی ارادہ قتل کی وعید کا مستحق ہوگا۔

مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی کا فتویٰ

سوال: زید کی داڑھی کٹی ہوئی ہے بمقدار ایک دو انگل کے باقی ہے پوری چار انگل نہیں اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: درمختار میں ہے کہ چار انگشت سے کم داڑھی کا قطع کرانا حرام ہے واما قطعھا وھی دونھا فلم یبحہ احد الخ اور نیز درمختار میں ہے۔ ولذا یحرم علی الرجل قطع اللحیۃ، پس شخص مذکور کے پیچھے نماز مکروہ ہے اگرچہ بحکم صلوا خلف کل بر و فاجر اس کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے لیکن ایسے شخص کو امام بنانا نہ چاہئے۔ لان فی امامتہ تعظیمہ و تعظیم الفاسق حرام۔ (شامی)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۸۱، ۲۳۰ باب الامامت ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

[1] بخاری رقم الحدیث ۳۱۶۸، مسلم صفحہ نمبر ۳۴۲ جلد اول، ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۷۲، سنن کبریٰ للنسائی رقم الحدیث ۸۰۸۷، مسند احمد صفحہ نمبر ۳۵۲، ۳۵۳ جلد ۳ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کا فتویٰ

سوال: داڑھی منڈانے والے امام کے پیچھے فجر وعصر کی نماز پڑھ کر اعادہ نماز کرنا اولیٰ ہے یا نہ کرنا اعادہ کا اولیٰ ہے۔ فقط

جواب: فاسق کا امام بنانا حرام ہے اور اس کے پیچھے اگر کوئی نماز پڑھے تو بکراہت تحریمہ ادا ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کا ثبوت کفر ہو جائے تو ہرگز نماز نہیں ہوتی۔ اوّل تو اس کے پیچھے نہ پڑھے اور اگر پڑھ لی ہے تو اعادہ کر لینا اچھا ہے۔ بعض فقہاء کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر اور فجر کے بعد بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ نمبر ۳۳۸ طبوعہ لاہور)

علمائے غیر مقلدین کے فتاوے

سوال: ایک آدمی جان بوجھ کر داڑھی منڈواتا ہے ایسے آدمی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ شخص فاسق ہے اور فاسق کو قصداً امام نہیں بنانا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اجعلوا ائمتکم خیارکم۔ اگر وہ نماز پڑھا رہا ہو اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنے میں فتن کا خوف نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ اور اگر کوئی پڑھ لے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ (''محدث'' دہلی جلد ۹ شمارہ نمبر ۱)

- مفتی عبداللہ رحمانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

اگر بے داڑھی سے یہ مراد ہے کہ وہ داڑھی منڈا ہے۔ تو اس کو ہرگز امام نہ بنانا چاہیے کہ وہ فاسق ہے۔ (''محدث'' دہلی جلد ۹ شمارہ نمبر ۲)

سوال: داڑھی منڈانے یا کتروانے والے امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اتفاقی طور پر ایسا امام کہیں نماز پڑھا رہا ہو یا عارضی طور پر امام بنا دیا گیا ہو تو اقتداء کر لینی چاہیے۔ تاکہ ملت میں انتشار پیدا نہ ہو۔ ہاں مستقل طور پر سنت کے خلاف چلنے

والے کو امام نہ بنانا چاہیے۔ اور نہ ہمیشہ کیلئے اس کی اقتداء کرنی چاہیے۔ (''قرآنی فطرت'' جلد ۲ شمارہ نمبر ۸)

ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

- سنن ابن ماجہ میں یہ حدیث مروی ہے کہ فاجر مومن کا امام نہ بنے۔ سوائے اس کے کہ حاکم کا ڈر ہو یا لاٹھی اس کو مجبور کرے۔
- ائمہ کا اتفاق ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔
- جو لوگ فاسق امام کے ہٹائے جانے کی مخالفت کرتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ جلد اوّل)

عبارت نمبر ۲۱:

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک بازاری عورت طوائف کا بیٹا ہے بچپن سے زید کی طبیعت علم کی طرف مائل تھی حتیٰ کہ وہ عالم ہو گیا نماز اس کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس کے والد کا پتہ نہیں کہ کون تھا۔ بینوا توجروا

الجواب: نماز جائز ہونے میں تو کلام نہیں بلکہ جبکہ وہ عالم ہو گیا <u>کہ عقیدہ کا سنی ہو اور کوئی وجہ اس کے پیچھے صحیح نماز کی نہ ہو تو وہی امامت کا مستحق ہے جبکہ حاضرین میں اس سے زیادہ کسی کو مسائل نماز وطہارت کا علم نہ ہو۔ کمافی الدرالمختار وغیرہ من الاسفار واللہ تعالیٰ اعلم۔</u> (احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۴۲ مطبوعہ کراچی)

جواب: مصنف رضاخانی مذہب نے خط کشیدہ سطور چھوڑ کر نامکمل عبارت نقل کی ہے۔ اس کو علم تھا کہ اگر میں نے مکمل عبارت نقل کر دی تو میری فریب کاری اور دھوکا دہی آشکارہ ہو جائے گی کیونکہ یہ مسئلہ تو حنفیوں کی مشہور کتاب فتاویٰ شامی، درمختار اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں بھی موجود ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

- الدرالمختار میں ہے۔

ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق و اعمیٰ و مبتدع ....

وولدالزنی هذا ان وجد غیرهم والافلا کراهة۔ (فتاوی شامی صفحہ نمبر ۴۱۷ جلد اوّل طبع بیروت)

ترجمہ: مکروہ ہے امامت غلام کی دیہاتی اور فاسق کی اور اندھے اور حد کفر تک پہنچنے والے بدعتی کی اور ولدالزنا کی جبکہ ان کے علاوہ کوئی اور امامت کا مستحق موجود نہ ہو ورنہ بلا کراہت ان کی امامت درست ہے۔

مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی کا فتویٰ

سوال: جس شخص کے باپ کا حال معلوم نہ ہو کہ کون تھا کیا وہ مسجد کا مستقل امام ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر وہ خود لائق امام بنانے کے ہے مثلاً مسائل نماز سے واقف ہے اور قرأۃ صحیح پڑھتا ہے اور فسق و فجور سے مجتنب ہے تو وہ امام بنایا جاسکتا ہے شامی میں تصریح ہے۔ کہ اگر ولدالزنا خود صالح و عالم وغیرہ ہو تو اس کی امامت بلا کراہت صحیح ہے۔ فقط

(فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۳ صفحہ نمبر ۲۰۴، ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

سوال: شخص ولدالزنا (جو ارکان اسلام سے پورا واقف ہو اور باعمل پرہیزگار ہو) اقتداء و امامت شرعاً جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب: امامت اسکی بلا کراہت درست ہے (فتاوی دارالعلوم دیوبند صفحہ نمبر ۲۱۵، ۲۲۲، ۲۲۶ جلد ۳)

مولوی عبدالجبار غزنوی غیر مقلد کا فتویٰ

سوال: ولدالزنا کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: ولدالزنا کی امامت جمہور کے نزدیک صحیح ہے۔ حافظ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں: کہ جمہور بھی امامت ولدالزنا کی صحت کے قائل ہیں۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس کو ہمیشہ کیلئے امام بنانا مکروہ جانتے تھے۔ (فتاوی غزنویہ صفحہ نمبر ۴۹، مطبوعہ انڈیا)

عبارت نمبر ۲۲:

عرض: کتے کا روواں تو ناپاک نہیں۔

ارشاد: صحیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے۔ بلاضرورت پالنا نہ چاہیے کہ رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ (ملفوظات حصہ ۳ صفحہ نمبر ۷ مطبوعہ لاہور)

الزام نمبر ۱۰: امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے نزدیک کتے کا گوشت اور پاخانہ پاک ہے۔ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ)۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۵۶ حصہ اول)

جواب: قارئین کرام!

"مصنف رضاخانی مذہب" جاہل نہیں بلکہ اجہل ہے جس میں اردو کی ایک سلیس عبارت بھی سمجھنے کی اہلیت نہیں۔ اسے علامہ کہنا علم کی توہین ہے سچ فرمایا: حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

- انّ من اشراط الساعة ان یرفع العلم ویکثر الجهل۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۶۹)
- علماؤهم شر من تحت ادیم السماء۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۸)

بلاشبہ مولوی سعید احمد ان احادیث کا مصداق ہے۔

مسئلہ: حرام جانوروں کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ نجس۔

۲۔ نجس العین۔

کتا نجس العین نہیں۔ اس کا خشک جسم کسی پاک چیز سے مس ہو تو اسے ناپاک نہیں کرتا۔ البتہ جسم پر تری یا نجاست وغیرہ لگی ہو یا وہ اپنا لعاب کسی کو لگائے تو نجس کر دے گا کیونکہ اس کا لعاب پسینہ وغیرہ نجس ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے۔

کتا جب کسی انسان کے عضو یا کپڑے کو منہ سے پکڑے تو اس وقت تک نجس نہ ہوگا

جب تک تری کا اثر ظاہر نہ ہو جائے کتا خصہ میں کاٹنے کیلئے پکڑے یا پیار سے۔
(فتاویٰ عالمگیری صفحہ نمبر ۴۸ جلد اول مطبوعہ پشاور)

جب کتا مسجد کی چٹائی پر سو جائے اگر خشک ہو تو نجس نہیں کرے گا اور اگر تر ہو مگر چٹائی پر نجاست کا اثر ظاہر نہیں پھر بھی نجس نہیں ہوگی۔ اسی طرح فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔
(فتاویٰ عالمگیری صفحہ نمبر ۴۸ جلد اول مطبوعہ پشاور)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی "بہشتی زیور" میں لکھتے ہیں:

"کتے کا لعاب نجس ہے خود کتا نجس نہیں۔ سو اگر کتا کسی کے کپڑے یا بدن کو چھو جائے تو نجس نہیں ہوتا چاہے کتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا۔ ہاں اگر کتے کے بدن پر کوئی نجاست لگی ہو تو اور بات ہے۔ (بہشتی زیور حصہ دوم صفحہ نمبر ۶ طبع لاہور)

- مفتی محمد شفیع دیوبندی کا فتویٰ

سوال: بہشتی زیور میں یہ تحریر ہے کہ کتے کا لعاب دہن ناپاک ہے اور تمام جسم پاک ہے یہ کیونکر ہے؟

جواب: کتے کے بارے میں یہ قول صحیح ہے کہ وہ نجس العین ہے مثل خنزیر کے نہیں ہے۔ اس لئے سوائے اس کے لعاب دہن کے وہ تمام پاک ہے۔ پس مسئلہ بہشتی زیور کا صحیح اور مفتیٰ بہ ہے جیسا کہ در مختار میں ہے واعلم انه ليس الكلب بنجس العين عند الامام و عليه الفتوى الى ان قال ولا خلاف فى نجاسة لحمه و طهارة شعره و فى الشامى وقوله ولا خلاف فى نجاسة لحمه) ولذا اتفقوا على نجاسة سؤر المتولد من لحمه الخ (عزیز الفتاویٰ صفحہ نمبر ۱۴۷ جلد اول طبع کراچی "مفتی محمد شفیع دیوبندی")

- مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی مفتی اول دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ

سوال: کتے کا تھوک اگر کپڑے کو لگ جائے تو نماز کیلئے اس کا دھونا واجب ہے یا نہیں؟

جواب: کتے کا لعاب نجاست غلیظہ ہے اگر مقدار درہم سے زیادہ کپڑے کو لگ جائے تو نماز کیلئے دھونا اس کا فرض ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۳۲۸، ۳۲۹ جلد اول طبع ملتان)

خدارا ......! ...... حق منصفی ادا کیجئے!

جو نازیبا کلمات امام احمد رضا بریلوی کے حق میں استعمال کیے ہیں وہی فقہاء احناف اور علمائے دیوبند کیلئے استعمال کیجئے۔

عبارت نمبر ۲۳: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی جوانی کا تقویٰ"

اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں:

"میں نے خود دیکھا گاؤں میں ایک لڑکی ۱۸ یا ۲۰ برس کی تھی ماں اس کی ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس وقت تک نہ چھڑایا تھا ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی پچھاڑ دیتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۱۰ حصہ اول) (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۳۲۱ حصہ ۳ طبع لاہور)

جواب: امام احمد رضا بریلوی ترک عادت پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جارہے تھے راہ میں ملاحظہ فرمایا کہ ایک عورت اپنے لڑکے کی موت پر نوحہ کر رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا صبر کر، وہ اپنے حال میں ایسی بے خبر تھی کہ اس کو نہ معلوم ہوا کون فرما رہے ہیں، جواب دیا کہ آپ تشریف لے جائیں مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے بعد میں لوگوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا تھا، گھبرائی دوڑی اور بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے معلوم نہ ہوا کہ حضور منع فرما رہے ہیں۔ میں اب صبر کرتی ہوں، ارشاد فرمایا صبر پہلی ہی بار کرتی تو ثواب ملتا پھر تو صبر آہی جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی صبر کرے تو ہو سکتا ہے۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس بچے کی مثل ہے کہ اگر اس کو دودھ پلاتے رہو جوان ہو جائے گا اور پیتا رہے گا اور اگر چھڑا دو چھوڑ دے گا۔

اس کے بعد اپنا ذاتی مشاہدہ نقل فرماتے ہیں:

میں نے خود دیکھا گاؤں میں ایک لڑکی ۱۸ یا ۲۰ برس کی تھی ماں اس کی ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس وقت تک نہ چھڑایا تھا ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی پچھاڑ دیتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی۔

اتفاقاً نظر پڑ جانا اور عمر کا اندازہ ہو جانا امر واقع ہے اور اتفاقاً کسی پر نظر کا پڑ جانا قابل مواخذہ نہیں۔

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اچانک نظر کے بارے میں پوچھا تو فرمایا اپنی نظر پھیر لو۔ یعنی اچانک نظر پڑ جانے پر مواخذہ نہ ہوگا۔ (سنن داری صفحہ نمبر ۳۹۹ (مترجم) طبع کراچی)
- حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

جو نظر قصداً ڈالی جائے وہ حرام ہے اگر بے اختیار پڑ جائے تو حرام نہیں مگر دوسری بار نظر ڈالنا حرام ہے۔ (کیمیائے سعادت صفحہ نمبر ۳۶۸ طبع لاہور)

ممکن ہے کہ مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ گاؤں کے جس گھر میں ٹھہرے ہوں وہ ان کے مریدین یا متوسلین کا گھر ہو اور آپ کے قریب مرد بیٹھے ہوں اور ضعیفہ ذرا دور بیٹھی ہو اور اس کی لڑکی آپ کے قریب سے گزر گئی ہو اور اسی نے اپنی ماں کے پاس جا کر یہ حرکت کی ہو اور آپ کی اتفاقیہ نظر پڑ گئی ہو۔ بعد میں آپ نے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں سے دریافت کیا ہو تو انہوں نے یہ حالت بیان کی ہو۔

اور مشہور قاعدہ ہے۔

"اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال"

معلوم ہوا کہ "مصنف رضا خانی مذہب" نے جو اس واقعہ سے باطل اوہام کی بلڈنگ تیار کی تھی اس احتمال نے اس کا خاتمہ کر دیا۔

مسلمان سے بدظنی گناہ کبیرہ ہے

- باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یاایها الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔

(سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۲)

ترجمہ: "اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں"۔ (الایمان)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں: کہ آیت میں ظن سے مراد تہمت ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن صفحہ نمبر ۳۳۱ جلد ۱۷)

- حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کا خون، مسلمانوں کا مال اور مسلمانوں کے حق میں بدگمانی کرنا، تینوں چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ (کیمیائے سعادت صفحہ نمبر ۳۸۸ مطبوعہ لاہور از امام غزالی)

مگر مذکورہ عبارت پر مصنف رضا خانی مذہب کا بے بنیاد اور جاہلانہ تبصرہ خود اس کی جہالت اور بدباطنی پر دال ہے۔ مثل مشہور ہے۔

"جو کچھ برتن میں ہوتا ہے وہی باہر آتا ہے"

ذرا یہ بھی پڑھیے

(مولوی رشید احمد گنگوہی) نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں۔ ایک بار سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی۔ رنڈیوں نے جواب دیا "میاں صاحب ہم نے اس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو۔ اس نے کہا میں بہت گنہگار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں۔ میں زیارت کے قابل نہیں، میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا۔ چنانچہ رنڈیاں اسے لے کر آئیں۔ جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا "بی تم کیوں نہیں آئی تھیں؟ اس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے "بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے

ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے۔ (مولوی خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی) (تذکرۃ الرشید صفحہ نمبر ۲۴۲ جلد دوم)

والا کون اور کرانے والا کون وہ تو ولی ہے" رنڈی یہ سن کر آگ بگولہ ہوگئی اور خفا ہو کر کہا "لاحول ولاقوۃ" اگرچہ میں روسیاہ و گنہگار ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی"۔ میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اٹھ کر چل دی۔

(تذکرۃ الرشید صفحہ نمبر ۲۴۲ حصہ دوم مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء)

<u>عبارت نمبر ۲۴:</u> عورت کا ذبیحہ جائز ہے جبکہ ذبح صحیح طور پر کر سکے یہودی کا ذبیحہ حلال ہے جبکہ نام الٰہی عزوجل جلالہ لے کر ذبح کرے یونہی اگر واقعی کوئی نصرانی ہو، نہ نیچری دہریہ جیسے آج کل کے عام نصاریٰ ہیں۔ کہ نیچری کلمہ گو مدعی اسلام کا ذبیحہ مردار ہے نہ کہ مدعی نصرانیت کا رافضی تبرائی، وہابی دیوبندی وہابی غیر مقلد، قادیانی چکڑالوی، نیچری ان سب کے ذبیحے محض نجس و مردار حرام قطعی ہیں اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی پرہیزگار بنتے ہوں کہ یہ سب مرتد ہیں "ولا ذبیحۃ لمرتد" ہاں غیر تبرائی یعنی تفضیلیہ کا ذبیحہ حلال ہے جبکہ ضروریات دین سے کسی شے کا منکر نہ ہو نہ ایسے منکر رافضی وغیرہ کو مسلمان جانتا ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔ (احکام شریعت صفحہ نمبر ۱۲۲ طبع کراچی)

<u>جواب:</u> امام احمد رضا بریلوی اور علمائے اہلسنت کی تحقیق کے مطابق بعض علمائے دیوبند کی تصانیف میں ایسی عبارات موجود ہیں جو کہ تنقیص رسالت پر مبنی ہیں۔ ہر ممکن طریقہ سے انہیں ان عبارات سے آگاہ کیا گیا اور توجہ دلائی گئی کہ وہ ان عبارات سے رجوع کریں اور خدا کے حضور توبہ کریں۔

اب بھلائی تو اسی میں تھی کہ وہ ان عبارات سے رجوع کرتے اور مولانا احمد رضا کے احسان مند ہوتے مگر انہوں نے تاویلات باطلہ سے کام لیتے ہوئے ان عبارات کو صحیح و درست ثابت کرنے کی کوشش و سعی کی اور مولانا کے حق میں نازیبا کلمات کہے۔

امام احمد رضا نے بحیثیت مفتی سلف الصالحین کی پیروی کرتے ہوئے کفریہ عبارات کی وجہ سے ان پر فتویٰ کفر لگایا۔ اور اس میدان میں وہ اکیلے ہی نہ تھے۔ بلکہ علمائے حرمین شریفین اور برصغیر پاک و ہند کے علمائے اہل سنت نے بھی مولانا احمد رضا کے فتویٰ کی تائید

دشمنی کی ہے

<u>سلف الصالحین کے اقوال</u>

- محمد بن سحنون فرماتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ شاتم نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور امت مسلمہ کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے۔ (الشفاء صفحہ نمبر ۲۹۳ جلد ۲، اردو)
- قاضی عیاض مالکی اندلسی فرماتے ہیں:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک کے علماء و آئمہ کا اجماع رہا ہے کہ جو کوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے یا تنقیص شان کرے اسے قتل کر دیا جائے۔ (ایضاً)

- ابوبکر بن منذر فرماتے ہیں کہ عالم اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے، وہ قتل کر دیا جائے۔ (الشفاء صفحہ نمبر ۲۹۳ جلد ۲، اردو)

یہ ایک تجربہ شدہ بات ہے کہ جب دیوبندی عوام کے سامنے ان کے علماء کی کفریہ عبارات پڑھ کر سنائی جائیں تو وہ توبہ توبہ کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان عبارات کو نہیں مانتے۔ اس لئے ان کا ذبیحہ حرام نہ ہوگا۔ مگر تعجب ہے دیوبندی حضرات پر کہ علمائے اہلسنت کو مشرک بدعتی اور خدا جانے کن الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور پھر ان کے پیچھے نمازیں بھی پڑھ لیتے ہیں اور ان کا ذبیحہ بھی کھا جاتے ہیں۔

ہاں! اگر کوئی قصاب ان عبارات سے واقف ہے اور ان کو صحیح تسلیم کرتا ہے تو بلاشبہ اس کا ذبیحہ حرام ہوگا۔ اور اہل سنت کو بچنا لازمی و ضروری ہوگا۔

<u>عبارت نمبر ۲۵:</u> نماز میں احتلام ہوا اور منی باہر نہ آئی کہ نماز قائم کر لی اس کے بعد اتری تو غسل واجب ہوگا مگر نماز ہو گئی۔ (فتاویٰ رضویہ) (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۵۷ حصہ اول)

۱؎ الصوارم الہندیہ از مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ

جواب: یہ ایک فقہی مسئلہ ہے کہ اگر اتفاقیہ نماز میں احتلام ہوا یعنی غلبہ شہوت ہوا اور منی باہر نہ آئی اور نماز قائم کرلی (یعنی ختم کرلی) اس کے بعد اتری تو غسل واجب ہوگا مگر نماز ہوگئی۔

اگر آپ کے پاس کتاب وسنت اور فقہ حنفی کی کوئی نص اس کے خلاف موجود ہے تو پیش کیجئے۔ لیکن...... انشاء اللہ...... قیامت تک پیش نہیں کرسکو گے۔ تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

جانِ من! ذرا فتاویٰ رضویہ کی عبارت کے وہ الفاظ ہی بتائیں جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت شہواتی خیال قصداً لایا کرو۔ خدارا!...... دروغگوئی اور بہتان تراشی کو چھوڑ دو کل خداوند قدوس کے حضور پیش ہوکر کیا جواب دوگے۔

عبارت نمبر ۲۶:

عرض: اگر وہابی نکاح پڑھائے تو ہوجائے گا یا نہیں۔

ارشاد: نکاح تو ہو ہی جائے گا اس واسطے کہ نکاح نام باہمی ایجاب وقبول کا ہے۔ اگرچہ بامن پڑھاوے۔ چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے۔ لہٰذا احتراز لازم ہے۔ (احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر ۲۲۵)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷ حصہ اول)

جواب: اگر کوئی شخص مرغی یا اور کوئی حلال جانور ذبح کرنے لگے اور اس قدر تیز چھری چلائے کہ مرغی کی گردن جسم سے بالکل علیحدہ ہوجائے تو علمائے احناف کے نزدیک یہ فعل ناجائز ہوگا مگر مرغی کا گوشت حلال وطیب ہوگا۔

یا اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دے تو اس کا یہ فعل کتاب وسنت کے خلاف ہوگا مگر طلاق واقع ہوجائے گی۔

اسی طرح امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بامن یا وہابی (دیوبندی) سے نکاح پڑھائے تو نکاح ہوجائے گا کیونکہ نکاح نام باہمی ایجاب وقبول کا ہے۔ لیکن وہابی (دیوبندی) سے نکاح پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہوگی اور گستاخ رسول کی تعظیم حرام ہے۔

حضرت ابراہیم بن میسرہ سے روایت ہے۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۱ عربی)

کیونکہ علمائے دیوبند کی کتابوں میں ایسی عبارات موجود ہیں جو کہ تنقیص رسالت پر مبنی ہیں اس لئے ان سے نکاح پڑھوانے میں احتراز لازم ہے۔

مگر مصنف رضا خانی مذہب کا اس عبارت پر جاہلانہ تبصرہ خود اس کی جہالت پر دال ہے جو کہ اردو کی ایک عام فہم عبارت بھی سمجھنے سے قاصر ہے اور خط کشیدہ الفاظ کو نقل نہ کرنا یہود یانہ فعل کا ارتکاب ہے۔ مصنف مذکور کے اعتراضات اس صورت میں صحیح ودرست ہوسکتے تھے جبکہ امام احمد رضا فرماتے کہ بامن یا وہابی کا پڑھایا ہوا نکاح نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ تو وہابی کی تعظیم کو حرام قرار دے رہے ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی کی عبارت کو مزید سمجھنے کیلئے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کا ایک فتویٰ ملاحظہ ہو۔

سوال: اگر کوئی شخص معتقد تعزیوں کا ہو کہ ان سے مرادیں مانگے اور یہ بھی ظاہر کرتا ہو کہ اس میں امام حسین علیہ السلام موجود ہوتے ہیں۔ یا قبروں پر چادریں چڑھاتا ہو الخ تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے یا نہیں الخ؟

جواب: جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے ایسے سے نکاح کرنا دختر مسلمہ کا اس واسطے ناجائز ہے کہ فساق سے ربط ضبط کرنا حرام ہے اگرچہ نکاح اس سے درست ہوجائے گا۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۴۶۹، ۴۷۰ طبع کراچی)

عبارت نمبر ۲۷: (اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ) نے پھر فرمایا، میں نے بندر کو قیام کرتے دیکھا میں اپنے پرانے مکان میں جس میں میرے منجھلے بھائی مرحوم رہا کرتے تھے مجلس میلاد پڑھ رہا تھا ایک بندر سامنے دیوار پر چپکا مؤدب بیٹھا سن رہا تھا جب قیام کا وقت آیا مؤدب کھڑا ہوگیا پھر جب بیٹھے وہ بھی بیٹھ گیا وہ بندر تھا وہابی نہ تھا۔ حدیث[1] میں ہے (ترجمہ) کوئی شے

[1] المعجم الکبیر صفحہ نمبر ۹۲ جلد ۲۲ حدیث ۱۷۶ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوائے سرکش جن اور آدمیوں کے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۳۷۵،۳۷۴ حصہ ۴)،(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۶۸ حصہ اول)

جواب: مصنف رضا خانی مذہب نے حدیث نبوی کو چھوڑ کر اس سے پہلے کی عبارت نقل کی ہے اگر حدیث نبوی کو غور سے پڑھتے تو انہیں ملفوظات کی زیر بحث عبارت پر جاہلانہ تبصرہ کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔

جس طرح از ان پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام اور آپ کے دین وشریعت کی اطاعت، فرمانبرداری اور امتثال امر واجب وفرض ہے اسی طرح جانوروں کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مطیع وفرمانبردار بنایا ہے۔ کیونکہ سعادت مندوں کا طغرہ انسانوں میں سے اہل ایمان کو حاصل ہوا ہے۔ اسی طرح حق سبحانہ وتعالیٰ نے بطریق اعجاز وخرق عادات تمام حیوانات کو آپ کا مطیع ومنقاد بنایا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں حیوانات کا بطور معجزہ حضور کی تعظیم بجالانا کے متعدد واقعات کتب احادیث وسیر میں موجود ہیں۔

- حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک بکری تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے یہاں استراحت (آرام) فرماتے تو وہ بکری خاموش پُرسکون اور آرام وچین سے رہتی اور جب حضور باہر تشریف لے جاتے تو وہ بکری، پریشان و بے قرار اور متوحش بن کر ادھر اُدھر ماری ماری پھرتی۔

(مدارج النبوۃ حصہ اول صفحہ نمبر ۳۴۳ مطبوعہ کراچی، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ)

- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں بکریاں تھیں۔ انہوں نے حضور کو سجدہ (تعظیمی) کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! ہم زیادہ سزاوار ہیں کہ ہم آپ کا سجدہ کریں۔ فرمایا! کسی بشر کو زیبا نہیں کہ وہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے۔ الخ (۱)... (مدارج النبوۃ حصہ اول صفحہ نمبر ۳۴۳ طبع کراچی)

(۲)... (دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصبہانی صفحہ نمبر ۳۲۵ جلد ۲ مطبوعہ مکہ مکرمہ)

حدثنا ابراهيم بن عبدالله بن ابی العزائم ثنا احمد بن ابی عروة قال انا عبدالله بن موسیٰ عن اسامة بن زيد عن محمد بن المنكدر عن سفينة قال: ركبت سفينة فی البحر فانكسرت لوح منها فطرحتنی فی ملتجة ابها الاسد: فقلت: ياأباالحارث انا سفينة مولی رسول الله صلی الله عليه وسلم افطاطا راسه الخ (دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصبہانی (م ۴۳۰ھ) صفحہ نمبر ۵۱۱ مطبوعہ مکہ مکرمہ)

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد محفل ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کسی حیوان کا مؤدب بیٹھنا یا قیام تعظیمی کرنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی معجزہ شمار ہوگا۔ اس پر طنز کرنا سوائے جہالت وحماقت کے اور کچھ نہیں۔

ذرا گھر کی خبر لیجئے

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے فرمایا:

حضرت جنید بغدادی بیٹھے تھے۔ ایک کتا سامنے سے گزرا۔ آپکی نگاہ اس پر پڑگئی۔ اس قدر صاحب کمال ہوگیا کہ شہر کے کتے اسکے پیچھے دوڑے، وہ ایک جگہ بیٹھ گیا۔ سب کتوں نے اسکے گرد حلقہ باندھ کر مراقبہ کیا۔ (امداد المشتاق صفحہ نمبر ۱۰۲ مطبوعہ لاہور مصنف مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی)

عبارت نمبر ۴۸: (اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں: سبع سنابل شریف میں حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی کہ حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرما لیا ہے یہ کیونکر ہوگا۔ شیخ نے فرمایا کہ کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں (بطور استدراج) کئی جگہ موجود ہوگیا۔ فتح محمد اگر چند جگہ (بطور کرامت) ایک وقت میں ہوگیا تعجب ہے الخ

(ملفوظات صفحہ نمبر ۱۱۴ جلد اول طبع لاہور)

جواب: اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جس طرح کا معجزہ نبی سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ ویسی ہی کرامت ولی سے صدور پذیر ہوسکتی ہے۔ اور یہ کرامت دراصل

نبی کا ہی معجزہ ہوتا ہے۔ اس کی صداقت اور اس کے مذہب کے صحیح ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کے نیک اور پسندیدہ آدمی سے خارق عادت باتیں صادر ہوں تو یہ کرامات اولیاء کہلاتی ہیں۔ اور اگر یہ خوارق مردود الطاعۃ کافر ومشرک سے صادر ہوں تو انہیں استدراج کہا جاتا ہے۔ (جامع کرامات اولیاء از علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ)

کرامت کی بہت سی اقسام ہیں ان میں سے ایک قسم ولی اللہ کا ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر حاضر ہونا ہے۔

- حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ (مکتوب نمبر ۵۸، جلد دوم صفحہ نمبر ۱۱۵)

- امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آن میں متعدد جگہوں میں مقبولان الٰہی کے موجود ہونے پر واقعہ معراج سے استدلال کیا ہے اور پھر سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے ایک جمعہ ایک ہی آن میں پچاس جگہ پر پڑھایا اور اس کے علاوہ بزرگان دین کے واقعات ذکر فرمائے ہیں۔ (در القواص صفحہ نمبر ۱۶۶،۱۶۴)

مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری کے واقعہ پر اعتراض اور اس کا جواب

امام احمد رضا بریلوی نے سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف سبع سنابل سے مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ اور انہی کا ارشاد نقل کیا ہے جس میں ولیوں کا ایک وقت میں متعدد جگہ حاضر ہونے کا ذکر ہے۔ اس واقعہ کو امام احمد رضا بریلوی کی طرف نسبت کرنا سراسر بددیانتی ہے۔

سید عبدالواحد بلگرامی (م ۱۰۱۷ھ) اپنی مشہور تصنیف سبع سنابل میں لکھتے ہیں:

ا بعض لوگ معتقدین کرامات ومعجزات کو (جو انبیاء واولیاء سے ارادت رکھتے ہیں) مشرک کہتے ہیں اور شرک فی اوصاف اللہ خیال کر کے کفر کا فتویٰ دیتے ہیں ایسے لوگ غلطی پر ہیں۔ حقیقت میں کوئی شخص انبیاء واولیاء کو خدا نہیں سمجھتا اور نہ ان کو بغیر مشیت اللہ کی چیز پر قادر جانتا ہے۔ (قاقی)

''مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری قدس سرہ کے پاس ماہ ربیع الاول میں بتقریب میلاد مبارک رسول صلی اللہ علیہ وسلم دس جگہ سے استدعا آئی کہ بعد نماز ظہر تشریف لائیں۔ آپ نے ہر جگہ کا بلاوا قبول کر لیا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ اے مخدوم آپ نے دسوں جگہ کا بلاوا قبول کر لیا اور دسوں جگہ ظہر کے بعد چلنا ہے۔ یہ کیسے ہوگا؟ فرمایا کہ کرشن چندر تو کافر تھا (بطور استدراج) اگر ابوالفتح (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہو کر بطور کرامت) دس جگہ موجود ہو جائے تو حیرت کی کیا بات ہے۔ چنانچہ نماز ظہر کے بعد جب اس جگہ سے ڈولی پہنچی، مخدوم حجرے سے باہر تشریف لائے پالکی پر سوار ہو گئے اور تشریف لے گئے۔ یونہی جب دوسری جگہ سے سواری آئی۔ الغرض دسوں جگہ سے سواری آئی، مخدوم ہر مرتبہ حجرہ سے باہر تشریف لائے، پالکی پر سوار ہوتے اور تشریف لے جاتے۔ اور (لطف یہ کہ) حجرہ میں بھی تشریف فرما تھے۔

اے عقلمند! تو اسے تمثیل مت سمجھ لینا۔ یعنی یہ خیال نہ کرنا کہ شیخ کا مثالی وجود اتنے مقامات پر تشریف لے گیا۔ نہیں خدا کی قسم خود شیخ کی ذات ہر جگہ تشریف لے گئی بلکہ یہ تو صرف ایک شہر اور ایک مقام کا واقعہ ہے۔ جبکہ بحر توحید میں مستغرق رہنے والے تمام عالم میں خواہ علویات ہوں یا سفلیات موجود رہتے ہیں۔ (سبع سنابل صفحہ نمبر ۲۲۴، ۲۲۵ مطبوعہ لاہور)

جواب دیجئے

- مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

''محمد الحضرمی مجذوب، چلانے والے عجیب وغریب حالات وکرامات ومناقب والے تھے...... آپ ابدال میں سے تھے۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھایا ہے۔ (جمال الاولیاء صفحہ نمبر ۱۹۸، مطبوعہ لاہور)

اگر..........!

صاحب مقابس المجالس: خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۹ھ)

صاحب تفریح الخاطر: حضرت عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب سبع سنابل: حضرت میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۷ھ)

اور مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس وجہ سے گمراہ اور صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں کہ انہوں نے بطور کرامت "اولیاء اللہ کا بیک وقت کئی جگہ موجود ہونا" کے واقعات اپنی اپنی تصانیف میں ذکر کیے ہیں تو...... مولوی اشرف علی تھانوی کو کس کھاتے میں ڈالو گے...... کیونکہ وہ بھی اس جرم کے مرتکب ہیں۔

یاد رکھیں اگر کوئی ولی اللہ خارق للعادۃ ایک ہی وقت میں مختلف جگہوں پر موجود ہو جائے تو اسے کرامت کہا جائے گا اور کرامات اولیاء برحق ہیں جیسا کہ کتاب اللہ اور احادیث نبویہ میں اس کے شواہد موجود ہیں۔ اگر کسی گنہگار یا کافر سے خارق للعادہ امور ظاہر ہوں تو اسے استدراج کہا جاتا ہے۔

عبارت نمبر ۲۹:

عرض: صحابہ کرام کو بھی کشف ہوتا تھا؟

ارشاد: لا الٰہ الا اللہ! ان کے غلاموں اور اولیاء کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا ہے۔ پھر صحابہ کی شان کا کیا پوچھنا۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی سے دریافت کیا "کیف اصبحت" "تم نے کیونکر صبح کی، عرض کیا" اصبحت مومنا حقا" میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا مومن تھا۔ ارشاد فرمایا: ہر دعویٰ کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس کے دعویٰ کی سچائی ثابت ہوتی ہے۔ تمہارے دعویٰ کی کیا دلیل ہے۔ عرض کی کہ میں نے صبح کی اس حال میں عرش سے تحت الثریٰ تک تمام موجودات عالم میرے پیش نظر ہے۔ جنتیوں کو جنت میں عیش کرتے دیکھ رہا ہوں۔ جہنمیوں کو جہنم میں چیختے چلاتے عذاب پاتے دیکھ رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا تم پہنچ گئے ہو اطمینان رکھو۔

(پھر فرمایا) ماضی تو ماضی مستقبل بھی ان کے پیش نظر ہوتا ہے۔ اولیاء کرام فرماتے ہیں: کوئی پتا سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ میں۔ (ملفوظات صفحہ نمبر ۵۔۶۔۷ حصہ چہارم)

جواب: امام احمد رضا بریلوی نے ایک سائل کے سوال: "صحابہ کرام کو بھی کشف ہوتا تھا؟" کے جواب میں ایک جامع، پر مغز اور مختصر جواب ارشاد فرمایا ہے۔ جو کہ ملفوظات حصہ چہارم میں مرقوم ہے۔ مگر مصنف رضاخانی مذہب نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق عبارت میں سے فقط ایک جملہ "اولیاء کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا ہے" نقل کر کے بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ اس لیے ملفوظات حصہ چہارم کی مکمل عبارت نقل کر دی گئی ہے تاکہ مصنف مذکور کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کا ازالہ ہو سکے۔

اقوال علمائے امت

- ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

نفوس زکیہ قدسیہ جب علائق بدنیہ سے عروج کر کے ملاء اعلیٰ کے ساتھ متصل ہو جاتے ہیں اور ان کو کوئی حجاب نہیں رہتا ہے۔ تو وہ سب کو مثل مشاہدہ کے دیکھتے ہیں۔ (مرقات جلد دوم)

- حضرت عزیزان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

زمین اولیاء کے گروہ کے سامنے ایک دستر خوان کی مثل ہے۔ (نفحات الانس)

- (زمین اولیاء کے گروہ کے سامنے) روئے ناخن کی مثل ہے اور کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔ (نفحات الانس از مولانا جامی)

- حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ عنہ ترقیات کامل کے بارے میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اسے غیب پر مطلع کرتا ہے۔ یہاں تک کہ کوئی چیز نہیں اگتا اور کوئی پتہ ہریا تا مگر اس کی نظر کے سامنے۔ (الطبقات الکبریٰ صفحہ نمبر ۱۴۷)

- حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عارفین کاملین پر ہر چیز روشن اور ظاہر ہو جاتی ہے۔ امور غیبیہ بھی منکشف ہو جاتے ہیں۔ (لمعات ہمعہ صفحہ نمبر ۲۱)

- کمال مطلق کو ولی اللہ کے اس مقام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس میں ولی کامل کو تمام

اشیاء کی حقیقت سے کامل طور پر آگاہی کی جاتی ہے پس وہ ولی ایک ہی وقت میں ربوبیت اور عبودیت کی تمام صفات سے متصف ہوتا ہے۔ (انفاس العارفین)

- عارف باللہ سیدی ارسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"عارف وہ ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایک لوح رکھی ہے کہ جملہ اسرار موجودات اس میں منقوش ہیں اور حق الیقین کے نوروں میں سے اسے مدد دی جاتی ہے۔ کہ وہ ان لکھی ہوئی چیزوں کی حقیقتوں کو خوب جانتا ہے۔

یا آنکہ ان کے حواس کس قدر مختلف ہیں۔ افعال کے راز جانتا ہے۔ تو ظاہری یا باطنی کوئی جنبش ملک یا ملکوت میں واقع نہیں ہوتی مگر یہ اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کی نگاہ اور اس کے معائنہ کی آنکھ کھول دیتا ہے۔ تو عارف اسے دیکھتا ہے۔ اور اپنے علم و کشف سے جانتا ہے۔
(الطبقات الکبریٰ صفحہ نمبر ۲۹۵ از علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ)

- امام اجل سیدی علی وفا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے۔ آسمان و جنت و نار یہی چیزیں محدود کر لے۔ مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام عالم کے پار گزر جائے وہاں اسے موجد عالم سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت کی قدر کھلے گی۔ (الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر از علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ)

- حضرت سید عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں کامل کی وسعت نگاہ میں ایسے ہیں جیسے ایک میدان لق و دق میں ایک چھلا پڑا ہو۔ (الابریز)

- دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

جس نے ایک ایسے ولی کو دیکھا جو بہت بڑے مرتبہ تک پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ اسے تمام مخلوقات جاندار اور بے جان وحوش وحشرات آسمان ستارے زمینیں اور کچھ زمینوں میں ہے سب کا مشاہدہ حاصل تھا۔ اور تمام کرۂ عالم اس سے مدد لیتا تھا وہ ایک لحظہ میں تمام کرۂ عالم کی

اس لیتا تھا۔ اور ہر ایک کو اس کی ضرورت اور مصلحت کی چیز عطا کرتا...... بغیر اس کے کوئی اے دوسرے سے روک رکھے۔ بلکہ جہاں کا اوپر کا حصہ اور نچلا حصہ اس کیلئے ایک جیسے ہے۔ (الابریز)

- حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب تو اللہ تعالیٰ سے صدق کے ساتھ طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ایک آئینہ عطا کرے گا جس کے اندر دنیا و آخرت کے تمام عجائبات تجھ پر ظاہر ہو جائیں گے۔
(غنیۃ الطالبین صفحہ نمبر ۶۶۹ مطبوعہ کراچی)

- حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نظرت الی بلاد اللہ جمعا
کخردلۃ علی حکم اتصال

میں نے خدا کے تمام شہروں کو ملا کر دیکھا تو مجھے رائی کے برابر نظر آئے۔
(قصیدہ غوثیہ صفحہ نمبر ۱۷ مطبوعہ لاہور)

- سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کامل کا دل تمام عالم علوی و سفلی کا بوجہ تفصیل آئینہ ہے۔ (الیواقیت والجواہر)

- امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب جلال الٰہی کا نور (مرد کامل) کی آنکھ ہو جاتا ہے۔ تو بندہ نزدیک و دور سب دیکھتا ہے۔ (تفسیر رازی صفحہ نمبر ۹۱ جز ۲۱)

- حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے طالب تجھے واضح رہے کہ کرامت کے معنی یہ ہیں کہ نفس ناطقہ اس عالم سے عالم غیب کی طرف رجوع کرے اور نور عنایت کو قبول کر کے تمام عالم کے حالات گزشتہ اور آئندہ سے واقف ہو جائے کیونکہ نفس جب تک بدن کے زیر تصرف رہتا ہے زیادہ چیزیں اسے دکھائی نہیں دیتی۔ مگر جب وہ جسم پستی سے بلند ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نور جلال کے سرمہ سے اس

ں پیشانی کو منور کر دیتا ہے جس سے وہ امور خفیہ کو دیکھتا ہے۔ اور جب دل ناظر و مبصر ہو جاتا ہے تو آسمان و زمین کی کوئی چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں رہتی۔ (مجربات غزالی صفحہ نمبر ۲۷ مطبوعہ ...)

- سالک الی اللہ جنت کو اسی دنیا میں دیکھتا ہے۔ اور فردوس اعلیٰ اس کے گوشہ دل میں اس کے ہمراہ رہتی ہے۔ بشرطیکہ وہ اس مقام کو حاصل کرلے۔ (میزان عمل صفحہ نمبر ۱۵)

(نوٹ): یاد رکھیں کہ ہر ولی کو یہ مقام حاصل نہیں ہوتا، بلکہ یہ خواص الخاص اولیاء اللہ کا مقام ہے۔

عبارت نمبر ۳۰: "مصنف رضا خانی مذہب" نے احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۵۷ مطبوعہ کراچی کی ایک عبارت کا فقط ایک جملہ نقل کرکے عوام الناس کو دھوکہ دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ اس لئے اسکے جواب میں احکام شریعت صفحہ نمبر ۱۵۷ کی مکمل عبارت لکھ دینا کافی ہے۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سورۃ فاتحہ و سورہ اخلاص میں خدا تعالیٰ ہی کی تعریف ہے یا رسول کی بھی؟ بینوا توجروا۔

الجواب: سورہ فاتحہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح مدح ہے۔

"الصراط المستقیم" محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اصحاب حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما "انعمت علیہم" کے چاروں فرقوں کے سردار انبیاء ہیں اور انبیاء کے سردار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

شیخ محقق (عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ) نے اخبار الاخیار میں بعض اولیاء کی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) شیخ عبدالوہاب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں
آپ نے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے جس میں اکثر بلکہ تمام قرآن کی تفسیر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت و توصیف سے کی ہے اور اس میں بہت سے دقائق عشق اور اسرار محبت کو جمع کیا ہے۔ ظاہر آپ نے یہ تفسیر جذب حال اور غلبہ استغراق کے وقت کی ہوگی الخ (اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۳۵۴، ۳۵۵ (اردو) از عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

ایک تفسیر تالیف کی ہے جس میں انہوں نے ہر آیت کو نعت کر دیا ہے۔
(احکام شریعت صفحہ نمبر ۱۵۷ حصہ دوم طبع کراچی)

صاحب تفسیر شیخ حاجی عبدالوہاب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

آپ سید جلال الدین بخاری بزرگ کی اولاد میں سے تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے ایک کا نام سید محمود تھا۔ جن کے سید جلال الدین مخدوم جہانیاں بیٹے تھے اور دوسرے بیٹے کا نام سید احمد بزرگ تھا۔ انہی کی اولاد سے شیخ عبدالوہاب تھے۔ جو بہت بزرگ اور علم و عمل، حال و زہد میں کامل تھے۔ سلوک کے ابتدائی زمانے میں آپ اپنے شیخ اور خسر مولوی صدرالدین بخاری کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ انہوں نے فرمایا اس وقت دنیا میں دو نعمتیں ہیں جو تمام نعمتوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ لیکن لوگ ان کی قدر و منزلت نہیں جانتے اور ان کے حصول سے بھی غافل ہیں۔

نعمت اول تو یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک مدینہ میں بصفت حیات موجود ہے اور لوگ اس سعادت سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ دوسری نعمت قرآن کریم ہے جو کلام اللہ ہے اور خدا تعالیٰ اس کے ذریعے بغیر کسی واسطے کے اپنی مخلوق سے کلام فرماتا ہے۔ لیکن لوگ اس نعمت سے بھی غافل ہیں۔ شیخ کی اتنی بات سننے کے بعد آپ مجلس سے اٹھے اور مدینہ منورہ جانے کی اجازت مانگی۔ خشکی کے راستے فوراً مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضری دینے کے بعد فوراً اپنے وطن اوچ ملتان آ گئے۔ ملتان کی اس وقت حالت بہت خراب تھی۔ اس لئے سلطان لودھی کے زمانے میں دہلی تشریف لے آئے۔ سلطان لودھی آپ کا بے حد احترام کرتا تھا۔

آپ نے دوسری بار دہلی سے سفر کر کے حرمین شریفین کی زیارت کی۔ اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے دہلی تشریف لائے۔ ۹۳۲ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار دہلی میں شاہ عبداللہ قریشی کے مقبرہ کے قریب ہے۔ (اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۲۵۳، ۲۵۴)

اگر بقول آپ کے مولانا احمد رضا کا یہ عقیدہ قرآن حکیم کے سراسر خلاف ہے۔

تو ذرا، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ عبدالوہاب بخاری کے متعلق بھی اپنی زبان [illegible]

جنبش دیں۔ کہ ان کے متعلق جناب کا کیا......ارشاد ہے؟

اس کے علاوہ مولانا سبحان محمود اور مولانا محمد فاضل استاد دارالعلوم کراچی نے اخبار

الاخیار مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اس [illegible]

مندرجہ ذیل عبارت: ''شیخ عبدالوہاب بخاری نے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے۔ جس

میں اکثر بلکہ تمام قرآن کی تفسیر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی نعت وتوصیف سے کی ہے''الخ۔

کے تحت کسی قسم کی حاشیہ آرائی نہیں کی۔ جس سے اظہر من الشمس ہے کہ ان [illegible]

علمائے دیوبند کے نزدیک بھی یہ عقیدہ قرآن کے خلاف نہیں۔

ذرا......!

سنبھل کر ان کے متعلق بھی......کچھ......ارشاد فرمائیں اور انصاف کا تقاضا [illegible]

کریں۔

عبارت نمبر ۳۱: اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غیب دانی ان کے اختیار [illegible]

دے دی ہے جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر سکتے ہیں۔ غیب کی بات معلوم کرنا ان [illegible]

اختیار میں ہے۔ (الامن والعلی صفحہ نمبر ۲۰۵)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۹۵ حصہ دوم)

جواب: اگر نیلام گھر میں یہ سوال کیا جائے کہ پاکستان کا سب سے بڑا خائن کون ہے؟

تو اس کے جواب میں مصنف رضا خانی مذہب کا نام لینا صحیح و درست ہوگا۔

قارئین کرام!

امام احمد رضا بریلوی کی تصنیف ''الامن والعلے'' کا اول تا آخر بنظر عمیق مطالعہ کر [illegible]

تو مندرجہ بالا عبارت کا آپ کو کہیں نام ونشان نہیں ملے گا۔

ہاں! صفحہ نمبر ۲۰۵ پر مندرجہ ذیل عبارت مذکور ہے جس کا تعلق علم اولیاء سے نہیں [illegible]

جو شخص چاہے جس وقت چاہے جس آئندہ بات کو چاہے حضور بتادیں گے۔ یہ ای [illegible]

[illegible] ہو سکتی ہے جو بالفعل آئندہ باتوں کو جانتا ہو۔ اطلاع غیب اس کے ارادہ خواہش پر

[illegible] گئی ہو کہ جب چاہے معلوم کرلے۔ الخ (الامن والعلی صفحہ نمبر ۲۰۵ مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور)

اپنے اس دعویٰ پر مولانا احمد رضا نے حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

[illegible] یا ہے۔ جس کو'' مصنف رضا خانی مذہب'' شیر مادر کی طرح ہضم کر گئے نہ خدا کا خوف نہ

[illegible] کا ڈر......اور......!

افسوس صد افسوس ان علمائے دیوبند پر جنہوں نے ایسے کذب و دروغگوئی کے پلندہ

[illegible] لکھ کر اپنی عاقبت خراب کی ہے۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبوت وہ چیز ہے جو نبی کے ساتھ خاص ہے اور نبی اس کے سبب اوروں سے ممتاز

[illegible] کئی قسم کے خاصے ہیں۔ جن سے نبی مختص ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ جو امور اللہ عزوجل کی

[illegible] صفات اور ملائکہ و آخرت سے متعلق ہیں نبی انکے حقائق کا ایسا علم رکھتا ہے کہ اوروں کے

[illegible] معلومات وفزونی تحقیق وانکشاف میں ان سے نسبت نہیں رکھتے۔ دوم یہ کہ نبی کیلئے

[illegible] ات میں ایک وصف ہوتا ہے جس سے افعال خلاف عادت (جنہیں معجزہ کہتے ہیں)

[illegible] تے ہیں۔ جس طرح ہمارے لئے ایک صفت ہے کہ اس سے ہماری حرکات ارادیہ

[illegible] ہوتی ہیں جسے قدرت کہتے ہیں۔ سوم یہ کہ نبی کیلئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ ملائکہ

[illegible] ہے جس طرح انکھیارے کے پاس ایک صفت ہے جس کے باعث وہ اندھے سے ممتاز

[illegible] چہارم یہ کہ نبی کیلئے ایک صفت ہوتی ہے۔ جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیتا

[illegible] اللہ عنہ العلامۃ الزرقانی فی صدر شرح المواہب۔ (الامن والعلی صفحہ نمبر ۲۰۷ مطبوعہ لاہور)

[illegible] نمبر ۳۲: مدعیان توحید پر کلام کیجئے جن میں نصاریٰ بھی باوصف تثلیث اپنے آپ کو

[illegible] امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: نبوت صرف اسی نفس کو حاصل ہوتی ہے جو رذائل سے پاک اور

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

شریک کرتے ہیں اور شرع (ف) مطہر نے بھی ان کے احکام کو احکام مشرکین سے جدا فرمایا۔

حاشیہ پر ہے: (ف) نصاریٰ صراحۃً تثلیث کے قائل ہیں مگر تاویل کے ساتھ لہٰذا شرع مطہر نے انہیں مشرک نہ ٹھہرایا اور ان کے مشرکوں کے احکام میں فرق فرمایا۔ مگر وہابیہ اللہ رسول سے آگے بڑھتے اور پوری توحید لا الٰہ الا اللہ ماننے والے مسلمانوں کیلئے بات بات مشرک کا لفظ گڑھتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ نمبر ۸۲ طبع فیصل آباد)

الزام نمبر ۱۱: تین خدا کا قائل مشرک نہیں۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷۴ حصہ دوم)

جواب: مندرجہ بالا عبارت (متن) اور حاشیہ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ "تین خدا کا قائل مشرک نہیں" سراسر باطل ہے۔ بلکہ ان عبارات میں فرقہ وہابیہ نجدیہ کا رد ہے کہ جو بات بات مسلمانوں کو مشرک کہہ کر پکارتے ہیں۔ فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

نصاریٰ صراحۃً تثلیث کے قائل ہیں مگر تاویل کے ساتھ لہٰذا شرع مطہر نے انہیں مشرک نہ ٹھہرایا اور ان کے اور مشرکوں کے احکام میں فرق فرمایا مگر وہابیہ اللہ و رسول سے آگے بڑھتے ہیں اور پوری توحید لا الٰہ الا اللہ ماننے والے مسلمانوں کیلئے بات بات پر مشرک کا لفظ گڑھتے ہیں۔

اور اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ شریعت میں نصاریٰ کے احکام مشرکین سے جدا ہیں نصاریٰ کو اہل کتاب کہا گیا ہے ان کا ذبیحہ حلال رکھا گیا ان کی عورتوں سے نکاح حلال۔ ارشاد

بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا

فواحش سے منزہ اور فساد سے بعید ہو اور اس کی طبیعت و قوائے پر نقص غالب نہ ہو۔ کیونکہ نفس جب تک ان آفات محسوسہ میں مشغول رہے اس وقت تک ان کی کدورت کے باعث عالم غیب کی طرف رجوع نہیں کر سکتا۔ اور جب وہ آفات اس سے زائل ہو جاتی ہیں اور نقائص و رذائل سے اس کی ذات پاک ہو جاتی ہے تو وہ حجاب جاتا رہتا اور پردے اٹھ جاتے ہیں اور نفس اپنے عالم سے قریب ہو جاتا ہے اور قاعدہ ہے کہ قریب کو وہ باتیں نظر آتی ہیں جو بعید کو نہیں آتی ہیں۔ پھر وہ نفس اپنے جوہر کی صفائی کے باعث جناب غیب کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور اس کے جوہر میں علوم ملکوت منقش ہو جاتے ہیں اور اسی انتقاش کا نام نبوت ہے پھر اس نفس کو وہ چیزیں دکھائی دیتی ہیں جو دوسروں کو دکھائی نہیں دیتی۔ (مجربات امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۲۱۲ مطبوعہ لاہور) (فانی)

فرمایا ہے۔

وطعام الذين اوتوا الكتاب حل لكم وطعامكم حل لهم والمحصنات من المؤمنات والمحصنات من الذين اوتوا الكتاب من قبلكم۔

- مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

(یعنی یہود و نصاریٰ) ان کا ذبیحہ (بھی) تم کو حلال ہے اور (اس کا حلال ہونا ایسا ہی ہے جیسا) تمہارا ذبیحہ ان کو حلال ہے۔ اور پارسا عورتیں بھی جو مسلمان ہوں (تم کو حلال ہیں) اور جیسا مسلمان عورتوں کا حلال ہونا یقینی ہے اسی طرح پارسا عورتیں ان لوگوں میں سے بھی جو تم میں سے پہلے کتاب آسمانی دیئے گئے ہیں (تم کو حلال ہیں)۔

(بیان القرآن جلد اول صفحہ نمبر ۲۲۳)

- علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقال جمهور الامة ان ذبيحة كل نصراني حلال سواء كان من بني تغلب او غيرهم وكذلك اليهود۔ (تفسیر قرطبی صفحہ نمبر ۷۸ جلد ۶)

احکام شریعت کی ایک عبارت

مندرجہ ذیل احکام شریعت کی عبارت مولانا احمد رضا کے مسلک کی واضح دلیل ہے۔ اور اُن تمام شکوک و شبہات کے ازالہ کیلئے کافی ہے جو شیطان بشکل "مصنف رضا خانی مذہب" لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔

مسئلہ: ۲۲ رشوال ۱۳۳۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کفار کتنے قسم کے ہوتے ہیں اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے؟ اور صحبت کون سے کفار کی سب سے زیادہ مضر ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اللہ عز وجل ہر قسم کے کفر و کفار سے بچائے، کافر دو قسم کے ہیں۔ اصلی و مرتد اصلی وہ کہ شروع سے کافر اور کلمہ اسلام کا منکر ہے۔ یہ دو قسم ہے: مجاہر و منافق مجاہر وہ کہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو۔

اور منافق وہ کہ بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں منکر ہو۔ یہ قسم حکم آخرت میں سب اقسام سے بدتر ہے۔

"ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار"۔

ترجمہ: "بے شک منافقین سب سے نیچے طبقہ دوزخ میں ہیں"۔

کافر مجاہر چار قسم ہے:

اول: دہریہ، کہ خدا ہی کا منکر ہے۔

دوم: مشرک، کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود اور واجب الوجود مانتا ہے۔ جیسے ہندو بت پرست کہ بتوں کو واجب الوجود تو نہیں مانتے مگر معبود مانتے ہیں۔ اور آریہ خود پرست کہ روح و مادہ کو معبود تو نہیں مگر قدیم وغیرہ مخلوق جانتے ہیں۔ دونوں مشرک ہیں۔ اور آریوں کا موحد بننا سخت باطل۔

سوم: مجوسی، آتش پرست۔

چہارم: کتابی یہود و نصاریٰ، کہ دہریے نہ ہوں۔

ان اول تین قسم کی ذبیحہ مردار اور ان کی عورتوں سے نکاح باطل اور قسم چہارم کی عورت سے نکاح ہو جائے گا اگرچہ ممنوع و گناہ ہے۔..............الخ

(احکام شریعت حصہ اول صفحہ نمبر ۱۹،۲۰)

ایسی کھلی تصریحات کے باوجود علمائے اہل سنت پر یہ الزام لگانا کہ "تین خدا کا قائل مشرک نہیں" دروغگوئی اور بہتان تراشی کے سوا کچھ نہیں۔

پروردگار عالم جل جلالہ، اپنے خوف کی دولت نصیب فرمائے۔ اور کذب بیانی اور بہتان تراشی سے بچائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

عبارت نمبر ۳۳:

عرض: کافر جو ہولی اور دیوالی میں مٹھائی تقسیم کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا

نہیں؟

ارشاد: اس روز نہ لے، ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثا کے تہوار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھے۔ (ملفوظات حصہ اول صفحہ نمبر ۱۰۳ الطبع لاہور)

اعتراض: جو چیز ایک دن حرام تھی وہ ایک دن بعد حلال کیسے ہوئی۔

اگر دوسرے دن حلال ہے تو پہلے دن حرام کیوں؟

جواب: قارئین کرام! امام احمد رضا بریلوی کی عبارت مذکورہ کا بنظر عمیق مطالعہ کریں تو آپ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ عبارت مذکورہ کے ایک ایک لفظ سے مولانا کی اسلام سے پاسداری، غیرت ایمانی حمیت دینی اور تہوار مشرکین کی لغو اور مشرکانہ رسوم سے پرہیزگاری کا پتہ چلتا ہے۔ مگر چونکہ ہندو نواز علماء کیلئے یہ عبارت سم قاتل تھی اس لئے ان کے ہاں صف ماتم بچھ گئی۔ کہ ہائے ہمارے رہبر و رہنما گاندھی جی کی روح تجھن میں پھڑک گئی ہو گی اس لئے انہوں نے عبارت مذکورہ سے مختلف احتمالات نکال کر علمائے اہلسنت کو بدنام کرنے کی مہم شروع کر دی۔ جبکہ فتویٰ کی مشہور کتاب "ذخیرہ" میں اسی سے ملتی جلتی عبارت مذکور ہے۔ جس کو مشہور حنفی عالم مولانا عبدالحئی لکھنوی نے اپنے فتاویٰ میں نقل فرمایا ہے۔

استفتاء: چہ می فرمایند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ خوردن اشیاء کہ ہنود بروز عید خود پیش اہل اسلام میسازند بطور مروت یا رسم زمینداری چنانچہ نیشکر بروز ڈہوئن و شکر قند بروز سکھئن جائز است یا نہ۔ بینوا توجروا۔

ھوالمصوب: واقعی خوردن، اینچنیں اشیاء کہ ہنود بروز عید ہائے خود برضامی خود پیشکش میسازند جائز است لیکن بہتر ہماں است کہ دراں روز ہدایای شاں قبول نکند تا از شبہ موافقت اجتناب شود در ذخیرہ می آرد۔

لاینبغی للمؤمنین ان یقبل ھدیۃ کافر فی یوم عیدھم ولو قبل لا یعطیھم ولا یرسل الیھم شیئاً ۔ واللہ اعلم

(مجموعہ فتاویٰ جلد دوم صفحہ نمبر ۱۲۱ مطبوعہ فرنگی محل لکھنؤ ۱۹۳۵ء)

<u>ترجمہ:</u> ''مومن کیلئے مناسب نہیں کہ کافروں کے ہدیے ان کی عید والے دن قبول کریں اور اگر قبول کرلیں تو انہیں واپسی میں کچھ نہ دیں اور نہ ان کی طرف کوئی شے بھیجیں''۔

مشرکین و ہنود وغیرہ سے ان کے تہوار کے روز ہدیہ قبول کرنے میں مندرجہ ذیل قباحتیں ہیں۔

۱۔ مشرکین و کفار سے دوستی کا سبب۔

۲۔ مشرکین و کفار کی تعظیم۔

۳۔ مشرکین و کفار کی رسوم میں شرکت اور معاونت۔

چونکہ تہوار کے علاوہ مندرجہ بالا خدشات کا ڈر نہیں۔ اس لئے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں۔ کہ کفار و مشرکین کوئی چیز دیں تو لے لو مگر تعظیماً نہیں بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھ کر اور اپنی غیرت ایمانی کو برقرار رکھو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

- ''یاایھاالذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدولکم اولیاء''۔

(سورۃ الممتحنۃ آیت نمبر۱)

<u>ترجمہ:</u> ''اے ایمان والو! نہ بناؤ دوست میرے اور اپنے دشمنوں کو''۔ (البیان)

- ''ومن یتولھم منکم فانہ منھم ،ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین''۔

(سورۃ المائدہ آیت نمبر۵۱)

<u>ترجمہ:</u> ''اور اگر تم میں سے کسی نے انہیں دوست بنایا تو وہ انہیں میں سے ہوگا''۔ (البیان)

- ''انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلوا کم فی الدین''۔ (سورۃ الممتحنۃ آیت نمبر۹)

<u>ترجمہ:</u> ''اللہ تمہیں انہی لوگوں سے روکتا ہے جنہوں نے دین میں تم سے جنگ کی''۔ (البیان)

- حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من الجفاء ان تاکل مع غیر اھل دینک۔

یعنی یہ شرع کی حد سے تجاوز کرنا ہے کہ تو اس شخص کے ساتھ کھائے جو تیرے دین میں سے نہیں۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۵۸۷ مطبوعہ کراچی از حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

- فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وبخروج الی نیروز المجوس لموافقتہ معھم فی مایفعلون فی ذلک الیوم وبشرائہ لیوم النیروز شیئاً لم یکن یشتریہ قبل ذلک تعظیماً للنیروز وبا ھدایہ ذلک الیوم للمشرکین ولو بیضۃ تعظیم لذلک بتحسین امر الکفار اتفاقاً انتھیٰ بقدر الضرورۃ۔

- صاحب درمختار فرماتے ہیں:

بقصد تعظیم کافر کو ہرگز ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔

- مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:

کفار کے مذہبی میلوں میں جانا اور کچھ خرید و فروخت کرنا درست نہیں۔ اس سے احتراز لازم ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند صفحہ نمبر ۱۵۷ جلد اول)

- مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جملہ امور موانست اور محبت میں کفار سے احتراز اولیٰ ہے۔

(مجموعہ فتاویٰ جلد دوم صفحہ نمبر ۲۸)

نیز فرماتے ہیں:

درایام اعیاد کفار ہدیہ فرستادن بقصد تعظیم آنروز کفر ست واگر مسلم ہدیہ فرستادو تعظیم آن روز منظور نیست کافر نمی شود مگر سزاوار آن ست کہ نہ فرستد وانچہ کفار ہدیہ بمسلمانان درہماں روز بیارند اگر مسلمانان بنظر موافقت براں خوشنودی کفار بگیرند در دین ایشاں ضرورت خواہد رسید واگر بدون آن نظر بگیرند لاباس باست اما احتراز ازیں اولیٰ است الخ

(مجموعہ فتاویٰ صفحہ نمبر ۱۲۵ جلد سوم)

<u>منہ مانگا انعام</u>

''مصنف رضا خانی مذہب'' ''نہ لے'' کا معنی ''حرام'' اگر اردو کی کسی مستند لغت

میں سے دکھادے تو منہ مانگا انعام حاصل کرے۔ ورنہ!

اپنی جہالت ونادانی کا ماتم کرے۔

عبارت نمبر ۳۴: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''ایصال ثواب کا انوکھا طریقہ''

(اعلیٰ حضرت حکایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں)

ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرا کفن خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا۔ صبح کو صاحبزادہ نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں۔ تیسرے روز خبر ملی کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے لڑکے نے فوراً نہایت عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا میری ماں کو پہنچا دینا۔ رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا کہ خدا تمہیں جزائے خیر دے۔ تم نے بہت اچھا کفن بھیجا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۹۵ حصہ اوّل طبع لاہور)، (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۸ حصہ اوّل)

الزام نمبر ۱۲: مصنف رضاخانی مذہب اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے:

بریلوی کے اس عقیدے سے اموات واجداد کو فائدہ پہنچے یا نہ پہنچے مگر کفن چوروں کو فائدہ ضرور پہنچے گا ایک قبر کھلنے سے اسے کئی کئی کفن ملیں گے الخ

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۸ حصہ اوّل)

جواب نمبر ۱: محدث ابن جوزی نے عیون الحکایات میں فریابی سے روایت کی ہے کہ شہر قیساریہ میں ایک عورت نے انتقال کیا اس کی لڑکی نے خواب میں دیکھا کہ وہ کہتی ہے کہ تم لوگوں نے مجھ کو تنگ کفن دیا میں اپنے ساتھیوں میں شرمندہ ہوں۔ گھر میں فلاں جگہ دینار رکھے ہیں اس سے میرے واسطے کفن خرید کر فلاں عورت فلاں روز ہمارے پاس آئے گی اس کے ساتھ وہ کفن بھیج دو۔ لڑکی کہتی ہے کہ صبح کو میں گھر میں اس جگہ گئی دیکھا تو چار دینار موجود ہیں اس کے بعد لڑکی اس عورت کے پاس گئی دیکھا کہ وہ صحیح و سالم ہے لڑکی نے اس سے کہا آج

تیری موت آئے تو مجھ کو خبر دینا۔ تیرے ذریعہ سے ماں کے پاس کچھ بھیجنا ہے۔ یہ عورت اسی روز مر گئی لڑکی نے کفن خرید کر اس کے کفن میں رکھ دیا۔ رات کو لڑکی نے خواب میں دیکھا کہ ماں کہتی ہے کہ فلاں عورت نے تیرا کفن مجھ کو دیا اللہ تعالیٰ تجھ کو جزائے خیر دے۔

(شرح الصدور صفحہ نمبر ۱۰۰ طبع کراچی)

قارئین کرام!

محدث ابن جوزی اور علامہ جلال الدین سیوطی نے اس حکایت کو نقل کیا ہے مگر مولوی سعید دیوبندی کی طرح اس پر جاہلانہ تبصرہ نہیں کیا۔

جواب نمبر ۲: محدث ابن ابی الدنیا (المتوفی ۲۸۱ھ) نے ''کتاب المنامات'' میں اپنی سند سے راشد بن سعد سے روایت کی کہ ایک شخص کی بیوی کا انتقال ہو گیا تو اس نے خواب میں بہت سی عورتیں دیکھیں لیکن اس کی بیوی ان میں نہ تھی اس نے اس عورت کے نہ آنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ تم نے اس کے کفن میں کوتاہی کی اس لئے وہ اب آنے میں شرم محسوس کرتی ہے۔ وہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ کسی ثقہ آدمی کا خیال رکھنا۔ اتفاقاً ایک انصاری کی موت کا وقت قریب آ گیا۔ اس نے انصاری سے کہا کہ میں اپنی بیوی کا کفن دینا چاہتا ہوں انصاری نے کہا کہ اگر مردہ مردے کو پہنچا سکتا ہے تو میں پہنچا دوں گا۔ چنانچہ یہ شخص دو زعفرانی رنگ کے کپڑے لایا اور انصاری کے کفن میں رکھ دیئے اب جو رات کو خواب میں دیکھا تو وہ عورت وہ کپڑے پہنے کھڑی ہے۔ یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن اس کی اسناد میں کچھ حرج نہیں۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور (مترجم) صفحہ نمبر ۱۷۷ بار اوّل طبع کراچی ۱۹۶۹ء از علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

مگر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو لکھنے کے بعد کسی قسم کا مولوی سعید احمد کی طرح کوئی جاہلانہ تبصرہ نہیں کیا۔[1]

---

[1] یہی واقعہ امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اپنی کتاب احکام تمنی الموت صفحہ نمبر ۷۳ پر نقل کیا ہے اور اس کا انکار نہیں کیا ہماری نہیں بلکہ اپنے جد امجد کی مان لو۔ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

__الزام نمبر ۱۳:__ مصنف رضاخانی مذہب نے درج ذیل عنوان "مولانا احمد رضا بریلوی حقیقت کے آئینہ میں" صفحہ نمبر ۲۰۲ سے لے کر صفحہ نمبر ۲۱۰ تک، حدائق بخشش سے ایسے اشعار تحریر کئے ہیں۔ جس میں مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے عجز و انکساری کا ذکر کیا ہے اور پھر اس قدر طعن و تشنیع کی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہتے ہیں۔

__جواب:__ کسی نفوس قدسیہ کے عجز و انکساری پر منحصر الفاظ کو لے کر حقیقت پر محمول کر کے اس کا تمسخر اڑانا انتہائی جہالت اور دجل و فریب ہے۔

__تواضع اور عجز و انکساری کی فضیلت__

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **من تواضع للہ رفعہ اللہ۔**

(الجامع الصغیر صفحہ نمبر ۱۶۸ جلد ۲، رواہ ابی نعیم فی الحلیہ)

جو کوئی خالصتاً اللہ تعالیٰ کیلئے تواضع کرے خدا تعالیٰ اس کو بلند فرمائے گا۔

- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تم لوگ سب سے زیادہ افضل عبادت سے غافل ہو اور وہ تواضع ہے۔
- حضرت حسن بصری فرماتے ہیں تواضع یہ ہے تو باہر جائے اور جسے بھی دیکھے اسے اپنے سے افضل سمجھے۔ (کیمیائے سعادت صفحہ نمبر ۴۸۳، ۴۸۲، از امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ))
- حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

تواضع سے افضل بندگی کا کوئی لباس نہیں (عوارف المعارف (مترجم) صفحہ نمبر ۴۹۳ طبع لاہور)

- علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صاحب تواضع ہر کے پاس بیٹھنے والے سے فیض لے لیتا ہے۔ اس کی طرف فیض خود بخود بہہ کر چلا جاتا ہے۔ (الدر المنضود صفحہ نمبر ۸ مطبوعہ تھانہ بھون)

- حضرت داتا گنج بخش حضرت سید علی ہجویری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

جو بندہ خدا کے حضور بندگی، تواضع سے سر جھکاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دونوں

جہانوں میں سربلند رکھتا ہے۔ (کشف المحجوب (مترجم) صفحہ نمبر ۹۲)

__دامن کو ذرا دیکھ__

- حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں:

اس میں بیان ہے لطف اور احسان کا حضرت مولانا وہادینا و مرشدنا قطب میان دو آب نور الاسلام حضرت خداوندم مولوی نور محمد قدس سرہٗ کا کہ اوپر مجھ __ناکارہ__ __بدراہ__ __روسیاہ__ امداد اللہ چشتی نوری عفا اللہ عنہ کے ہے۔ (رسالہ غذائے روح صفحہ نمبر ۵)

- مولوی حسین احمد ٹانڈوی اپنے متعلق لکھتے ہیں:

میں ایک __نالائق__ __نابکار__ و __گنہگار__ بندہ ہوں۔ افضال الٰہی نے پردہ پوشی رکھی ہے۔
(روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر، صفحہ نمبر ۲۷ مطبوعہ پاکستان)

- تم نے میرا ڈھونگ بنا رکھا ہے۔ (روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر، صفحہ نمبر ۲۷)
- ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ از دار العلوم دیوبند کیم ربیع الثانی مطابق ۱۷ نومبر ۱۹۵۵ء۔ (روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر، صفحہ نمبر ۳۳۹)
- مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے متعلق لکھتے ہیں:

یہاں تو کوئی پھیری نہیں ہے بھائی میں تو فقیر آدمی ہوں۔
(تذکرۃ الرشید صفحہ نمبر ۴۹ جلد ۲ مطبوعہ لاہور)

- مولوی عاشق الٰہی میرٹھی اپنے متعلق لکھتے ہیں:

بندہ سراپا تقصیر عاشق الٰہی عفا اللہ عنہ۔ (تذکرۃ الرشید صفحہ نمبر ۹ جلد اول مطبوعہ لاہور)

- مولوی احتشام الحسن کاندھلوی اپنے متعلق لکھتے ہیں:

یہ میرا حال تھا جو اپنی نالائقی کی وجہ سے تمام بزرگوں سے بات کرنے کا عادی تھا۔
(الجمعیۃ دہلی، صفحہ نمبر ۱۷۳)

- مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند اپنے متعلق لکھتے ہیں:

کمترین انام سراپا گناہ محمد قاسم پس از عرض سلام مسنون می طرازد۔ الخ
(سوانح قاسمی صفحہ نمبر ۳۲۲ جلد اول، از مناظر احسن گیلانی طبع لاہور)

- میں بے حیا ہوں اس لئے وعظ کہہ لیتا ہوں۔ (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ نمبر ۲۰، طبع لاہور)
- میں حیران ہوں، نہ میں ایسا عالم، نہ ایسا محقق، مجھ کو آپ نے کیوں اس کام کیلئے تجویز کیا۔ (سوانح قاسمی جلد اول، صفحہ نمبر ۲۸۸، از مناظر احسن گیلانی طبع لاہور)
- "نہ قاسم نہ فہیم نہ متقیم نہ امام"۔ (سوانح قاسمی صفحہ نمبر ۲۸۸، از مناظر احسن گیلانی طبع لاہور)
- سید ابوذر بخاری بن سید عطاء اللہ شاہ بخاری اپنے متعلق لکھتے ہیں:

راقم السطور بندہ عاصی و مستغفر سید ابوذر بخاری غفر الباری۔

(سواطع الالہام صفحہ نمبر ۳۲ مطبوعہ ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء)

- مولوی محمد یعقوب نانوتوی اپنے متعلق لکھتے ہیں:

بعد سلام مسنون مطالعہ فرمائیں خط تمہارا بجواب احقر آیا۔

(مکتوبات و بیاض یعقوبی صفحہ نمبر ۷۶ طبع کراچی)

<u>عبارت نمبر ۳۵:</u>

<u>سوال:</u> زید اگر ایام حیض میں عورت کی ران یا شکم پر آلات کو مس کر کے انزال کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ <u>اور زید کو شہوت کا زور ہے اور ڈر یہ ہو کہ کہیں زنا میں نہ پھنس جاؤں</u> (فتاوی افریقہ صفحہ نمبر ۱۷)

<u>الجواب: پیٹ پر جائز ہے اور ران پر نا جائز کہ حالت حیض و نفاس میں ناف کے نیچے سے زانوں تک اپنی عورت کے بدن سے تمتع نہیں کر سکتا۔ کما فی المتون وغیرہا واللہ تعالیٰ اعلم۔</u>

<u>(نوٹ) مصنف رضا خانی مذہب نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق یہاں بھی خط کشیدہ</u>

تھانوی جی کہتے ہیں گنہگار ہوں روسیاہ ہوں بدکار ہوں (افاضات یومیہ صفحہ نمبر ۲۷ جلد ۸) ایسا ناکارہ ہوں بھی کوئی کام نہیں کیا (افاضات یومیہ صفحہ نمبر ۲۳۹ جلد اول) نہ علم ہے نہ فضل ہے نہ کمال ہے (افاضات یومیہ صفحہ نمبر ۲۳۸ جلد اول) میں تو واقعی اپنے کو کلب (کتا) اور خنزیر سے بدتر سمجھتا ہوں (افاضات یومیہ صفحہ نمبر ۱۰۳ جلد ۴) مان لو میں نکما ہوں بے کار ہوں (افاضات یومیہ صفحہ نمبر ۲۰۲ جلد ۵) ہم نالائق ہیں گنہگار ہیں سیاہ کار ہیں نابکار ہیں گستاخ ہیں (افاضات یومیہ صفحہ نمبر ۳۱۲ جلد ۶) مولوی محمود الحسن کہتے ہیں بے شرم تو ہم ہی ہیں مفت کو روٹیاں کھاتے ہیں (افاضات یومیہ صفحہ نمبر ۳۱۲ جلد اول و صفحہ نمبر ۲۰ جلد ۲) مولوی محمد یعقوب کہتے ہیں میں بھی خبیث ہوں (افاضات یومیہ صفحہ نمبر ۲۳۸ جلد ۵ و صفحہ نمبر ۲۱ جلد ۶) (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

عبارت کو چھوڑ کر امام احمد رضا بریلوی کا فتویٰ نقل کر کے اپنی یہودیت اور بدباطنی کا ثبوت دیا

<u>وضاحت:</u> علمائے اہلسنت احناف کے نزدیک حیض و نفاس کے دوران زیر ناف سے زانوں تک عورت کے بدن سے مرد کا اپنے کسی عضو سے چھونا جائز نہیں۔ جبکہ کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو شہوت سے ہو یا بے شہوت اور اگر ایسا کپڑا حائل ہو کہ بدن کی گرمی محسوس نہ ہو تو حرج نہیں۔ ناف سے اوپر گھٹنے سے نیچے کے بدن سے مطلقاً ہر قسم کا تمتع جائز ہے۔

فی الدر المختار یمنع حل وقربان ماتحت ازار یعنی مابین سرة و رکبة ولو بلا شهوة وحل ماعداه مطلقا اه و فی ردالمحتار نقل فی الحقائق فی باب الاستحسان عن التحفة و الخانیة یجتنب الرجل من الحائض ما تحت الازار عندالامام وقال محمد یجتنب شعار الدم یعنی الجماع فقط ثم اختلفوا فی تفسیر قول الامام قیل لایباح الاستمتاع من النظر ونحوه بمادون السرة الی الرکبة ویباح ماوراءه وقیل یباح مع الازاره ولا یخفی ان الاول صریح فی عدم حل النظر الی ماتحت الازار والثانی قریب منه و لیس بعد النقل الاالرجوع الیه اه۔ (ردالمحتار علی الدر المختار صفحہ نمبر ۲۹۷ جلد اول طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

- و منها حرمة الجماع هكذا فی النهایة الكفایة وله ان یقبلها ویضاجعها ویستمتع بجمیع بدنها ماخلا مابین السرة والركبة عند ابی حنیفة و ابی یوسف رضی الله عنهما هكذا فی السراج الوهاج۔

(فتاوی عالمگیری صفحہ نمبر ۳۹ جلد اول)

نیز دیکھیے فتح القدیر صفحہ نمبر ۱۴۷ جلد اول۔

"مصنف رضا خانی مذہب" کے گھر کی شہادت

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

مسئلہ نمبر ٦: حیض کے زمانہ میں مرد کے پاس رہنا یعنی صحبت کرنا درست نہیں اور صحبت کے سوا سب باتیں درست ہیں۔ (جس میں عورت کے ناف سے لے کر گھٹنے تک کا جسم مرد کے کسی عضو سے مس نہ ہو) یعنی ساتھ کھانا پینا لیٹنا درست ہے (بہشتی زیور صفحہ نمبر ۹، ۷ طبع ملتان)

عبارت نمبر ٣٦: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان سے لکھتا ہے۔

''ستر ہزار چھوہارے'' (رضا خانی مذہب حصہ اول صفحہ نمبر ۲۹۳)

مسئلہ: میت کے سوم کا کس قدر وزن ہونا چاہیے اگر چھوہاروں پر فاتحہ دلائی جائے تو ان کا کس قدر وزن ہو؟

الجواب: کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں، اتنے ہوں جن میں ستر ہزار عدد پورا ہو جائے۔
(عرفان شریعت صفحہ نمبر ٦ حصہ اول)

تشریح: قرآن کریم اور کثیر احادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ میت کو صدقات و طاعات کا ثواب پہنچایا جاتا ہے پہنچتا ہے۔

- علامہ طحاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

زندوں کا دُعا کرنا اور صدقہ خیرات کرنا مردوں کیلئے نفع بخش ہے۔
(العقیدۃ الطحاویہ (مترجم) صفحہ نمبر ۳۲ طبع لاہور)

- ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان دعا الاحیاء للاموات و صدقتھم عنھم نفع لھم فی علو الحالات الخ (شرح فقہ اکبر صفحہ نمبر ۱۲۹ طبع کراچی)

---

[1] عورت کو مرد کی ناف سے گھٹنے تک بدن کو بھی دیکھنا اس کو ہاتھ لگانا اور اس کا بوسہ لینا وغیرہ جائز ہے لیکن یہ جائز نہیں کہ عورت کا بدن ناف سے گھٹنے تک مرد کے کسی عضو سے مس کرے۔ (بہشتی زیور صفحہ نمبر ۵٦ حصہ دوم) جب یہ مسئلہ علمائے اہلسنت احناف کی معتبر کتب میں مذکور ہے تو بحیثیت حنفی ہونے کے مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ پر اعتراض کیسا؟ اعتراض کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ''مصنف رضا خانی مذہب'' نے فقط عوام کو گمراہ کرنے کیلئے حنفیت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔

بے شک مردوں کیلئے زندوں کی دعا اور صدقہ ان کی بلندی درجات میں نفع مند

- مولوی محمد قاسم بانی دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں:

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کی اطلاع نہ دی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں [1] (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۳۴ مطبوعہ دیوبند)

اسی لئے ہمارے دیار میں کسی مسلمان کے فوت ہو جانے کے دوسرے یا تیسرے دن بعد لوگ اکٹھے ہو کر تلاوت قرآن کرتے ہیں اور کھجور کی گٹھلیوں یا چنوں وغیرہ پر (ایک لاکھ پچھتر ہزار تعداد پوری کرنے کیلئے) کلمہ شریف پڑھ کر میت کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔

---

[1] حضرت ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں شیخ محی الدین ابن العربی نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت پہنچی کہ جس شخص نے ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھا اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور جس کو اس کا ثواب بخش دیا گیا اس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی میں نے ستر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھ لیا اور میں نے بالخصوص کسی شخص کیلئے اس کو بخشنے کی نیت نہیں کی پھر اتفاق سے میں بعض اصحاب کی ایک دعوت میں شریک ہوا ان میں ایک نوجوان تھا اس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ اس کو کشف ہوتا ہے اچانک وہ کھانے کے درمیان رونے لگا میں نے اس کے رونے کا سبب پوچھا اس نے کہا میں نے اپنی ماں کو عذاب میں مبتلا دیکھا ہے (شیخ فرماتے ہیں) میں نے دل ہی دل میں ستر ہزار بار پڑھے ہوئے کلمہ کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا پھر وہ نوجوان ہنسنے لگا اور کہا اب میں اپنی ماں کو اچھے حال میں دیکھ رہا ہوں شیخ فرماتے ہیں میں نے اس حدیث کی صحت کو اس جوان کے کشف سے جان لیا اور اس جوان کے کشف کی صحت کو اس حدیث کی صحت سے جان لیا (مرقات صفحہ نمبر ۹۸، ۹۹ جلد ۳ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان) اس واقعہ کو مولوی حکیم محمد اختر دیوبندی نے اپنی کتاب کشکول معرفت صفحہ نمبر ۴۱ طبع کراچی پر نقل کیا ہے مولوی محمد زکریا سہارنپوری نے یہی واقعہ شیخ ابو یزید قرطبی کے حوالہ سے لکھا ہے (تبلیغی نصاب صفحہ نمبر ۶۸۳ طبع لاہور) (ابو الخلیل فیضی غفرلہ)

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قبر میں میت کی مثال ڈوبنے والے کی طرح ہے۔ جو فریاد کر رہا ہوتا ہے اور اس چیز کا منتظر ہوتا ہے کہ اسکے باپ اور اس کی ماں یا لڑکے یا وفادوست اس کیلئے دعا بھیجیں اور جب وہ دعا بھیجتے ہیں تو اسکی قدر و منزلت اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعاؤں کی برکت سے قبروں سے رحمت کے پہاڑ بھیجتا ہے اور مرے ہوؤں کیلئے دوستوں کا تحفہ یہ ہے کہ وہ ان کیلئے دعائے مغفرت کیا کریں۔ (مشکوٰۃ)

کھجور کی گٹھلیوں اور کنکریوں وغیرہ پر پڑھنے کی اصل شرع میں موجود ہے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھیلی تھی جن میں کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں بھری رہتی۔ ان پر تسبیح پڑھا کرتے اور جب وہ تھیلی ختم ہو جاتی تو ایک باندی تھی جو ان سب کو پھر اس میں بھر دیتی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس رکھ دیتی۔ (ابوداؤد شریف)
- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھیلی میں عجوہ کھجور کی گٹھلیاں جمع رہتیں۔ صبح کی نماز پڑھ کر اس تھیلی کو لے کر بیٹھتے اور جب تک وہ خالی نہ ہوتی بیٹھے پڑھتے رہتے۔
- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی گٹھلیوں اور کنکریوں پر پڑھا کرتے تھے۔ (فضائل ذکر صفحہ نمبر ۱۸۹، ۱۸۸، از مولوی محمد زکریا سہارنپوری)

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور ستر ہزار بار کلمہ شریف پڑھنا ہو تو اس کیلئے چھوہاروں کا کتنا وزن ہونا چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ شرعاً اس کا وزن متعین نہیں۔ جتنی ہمت ہو لے لیں اور اس کی گنتی کریں اور ستر ہزار پر تقسیم کریں جو جواب آئے ان چھوہاروں کا اتنی بار دور کر لیں۔

بتائیں اس میں کون سی شرعی قباحت ہے یا مولانا احمد رضا بریلوی نے کون سا ایٹم بم قصر دیوبند پر گرا دیا ہے کہ اس قدر سیخ پا ہو کر آپ سے باہر ہو رہے ہو۔

<u>عبارت نمبر ۳۷:</u>

<u>مسئلہ:</u> کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شوہر اپنی بی بی اور

بی بی اپنے شوہر کی میت کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں اور اس کا چھونا کیسا ہے یعنی مرد اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو چھو سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

<u>الجواب:</u> زن و شوہر کا باہم ایک دوسرے کو حیات میں چھونا مطلقاً جائز ہے <u>حتیٰ کہ فرج و ذکر کو بہ نیت صالحہ موجب ثواب و اجر ہے۔</u>

کما نص علیہ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

البتہ بحالت حیض و نفاس زیر ناف زن سے زیر زانوں تک چھونا منع ہے علی قول الطرفین رضی اللہ عنہما و بہ یفتی اسی طرح اور عوارض مثل صوم و اعتکاف و احرام وغیرہا کے باعث ان عوارض کے ممانعت ہو جاتی ہے اور شوہر بعد وفات اپنی عورت کو دیکھ سکتا ہے مگر اس کے بدن کو چھونے کی اجازت نہیں لانقطاع النکاح بالموت اور عورت جب تک عدت میں ہے اپنے شوہر مردہ کا بدن چھو سکتی ہے اسے غسل دے سکتی ہے جبکہ اس سے پہلے بائن نہ ہو چکی ہو۔ لبقاء النکاح فی حقها بالعدة نص عن ذلک فی تنویر الابصار و الدر المختار وغیرها من معتمدات الاسفار و الله سبحانه و تعالیٰ اعلم (احکام شریعت صفحہ نمبر ۲۳۹)

<u>اعتراض:</u> خط کشیدہ عبارت کہ فرج و ذکر کو بہ نیت صالحہ چھونا موجب اجر و ثواب ہے۔ کتب فقہ میں یہ تصریح کہیں نہیں ملتی۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۶۲ حصہ اول)

<u>الجواب:</u> فتاویٰ شامی میں ہے:

و عن ابی یوسف سالت ابا حنیفة عن الرجل یمس فرج امرأته وهی تمس فرجه لیتحرک و علیها هل تری بذلک بأسا قال لا وارجو أن یعظم الاجر "ذخیرہ"۔ (رد المحتار علی الدر المختار جلد ۵ صفحہ نمبر ۲۳۴ طبع بیروت)

<u>ترجمہ:</u> حضرت امام یوسف سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا اس بارے میں کہ مرد اپنی عورت کی شرمگاہ کو چھوئے اور عورت اپنے خاوند کی شرمگاہ کو چھوئے تاکہ تحریک پیدا ہو، کیا آپ اس میں کوئی مضائقہ دیکھتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس بڑے اجر کی امید رکھتا ہوں۔

اگر ''مصنف رضا خانی مذہب'' کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک قبول نہیں تو اسے چاہیئے کہ مسلک حنفی کو چھوڑ کر غیر مقلد وہابی بن جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حنفیت کا لبادہ فقط عوام الناس کو دھوکا دینے کیلئے اوڑھ رکھا ہے۔

حدیث مبارکہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مرد اپنی بیوی کا ہاتھ اس کو بہلانے کیلئے پکڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے جب مرد پیار سے عورت کے گلے میں ہاتھ ڈالتا ہے اس کے حق میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب وہ عورت کے ساتھ مباشرت کرتا ہے تو دنیا و مافیہا سے بہتر ہو جاتا ہے اور جب غسل جنابت کرتا ہے۔ تو بدن کے جس بال سے پانی گزرتا ہے اس ہر بال کے عوض اس کی ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور ایک گناہ کم کر دیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین (مترجم) صفحہ نمبر ۱۱۳ طبع کراچی، از شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

عبارت نمبر ۳۸: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

''ساس کی شلوار''۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۶۳ حصہ اول)

عرض: معمولی چھینٹ جس کے پاجامے عورتوں کے ہوتے ہیں خوش دامن کا پاجامہ ایسی چھینٹ کا ہو اس پر سے اس کے جسم کو ہاتھ بشہوت لگائے تو کیا حکم ہے؟

ارشاد: اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ معلوم ہو تو خیر ورنہ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔ (احکام شریعت صفحہ نمبر ۲۳۷ حصہ دوم)

جواب: اپنی سابقہ عادت بد کے مطابق ''مصنف رضا خانی مذہب'' نے مذکورہ بالا عبارت میں بھی خط کشیدہ الفاظ کو چھوڑ کر بد دیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔

تشریح: امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے بارادہ شہوۃ اپنی ساس کو جسم کے کپڑے کے اوپر سے چھویا اور جسم کی حرارت معلوم نہ ہوئی (یعنی کپڑا اس قدر موٹا تھا) تو

حرمت ثابت نہ ہوگی ورنہ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

- صاحب رد المحتار فرماتے ہیں:

(ممسوسۃ بشہوۃ)

(بحائل لایمنع الحرارۃ) ای و لو بحائل الخ فلو کان مانعاً لا تثبت الحرمۃ کذا فی اکثر الکتب۔ (رد المحتار صفحہ نمبر ۲۸۰ جلد ۲ طبع بیروت)

یعنی شہوت سے چھوئی گئی میں حرمت ثابت ہوگی جبکہ ایسا کپڑا حائل ہو جسم کی حرارت سے مانع نہ ہو پس اگر مانع ہو تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ ایسے ہی اکثر کتب (فقہ) میں ہے۔

رہا کنز الدقائق کی عبارت کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے فتویٰ کے خلاف پیش کرنا سراسر جہالت ہے اور اس کو امام احمد رضا کے فتویٰ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

- مفتی عزیز الرحمٰن (مفتی اوّل دار العلوم دیوبند) ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

مس بالشہوت سے اس وقت حرمت ثابت ہوتی ہے کہ بلا حائل غلیظ ہو پس اگر موٹے کپڑے کے اوپر سے مس کیا تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ کذا فی الدر المختار وقال الشامی قولہ بحائل لایمنع الحرارہ) ای ولو بحائل الخ۔ فلو کان مانعاً لا تثبت الحرمۃ کذا فی اکثر الکتب۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند صفحہ نمبر ۳۳۳ جلد ۷ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

عبارت نمبر ۳۹: ''مصنف رضا خانی مذہب'' نے درج ذیل عنوان لکھنے کے بعد ''وصایا شریف'' کی دو عبارتیں لکھ کر ان پر جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔ ''وصیت یا پیٹ پوجا''۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۳ حصہ اوّل)

عبارت نمبر ۱: وصایا شریف میں فاتحہ کے سلسلے میں ہے: اعزاء سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ دودھ برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو۔ مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ، خواہ بکری کا، شامی کباب، پراٹھے اور

بالائی، فیرنی، اردکی پھریری دال مع ادرک ولوازم، گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی، سوڈے کی بوتل، دودھ کا برف، اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کر دیا جیسے مناسب جانو مگر بطیب خاطر میرے لکھنے پر مجبور نہ ہو۔

جواب نمبر ۱: ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ بعد وصال ان اشیاء پر فاتحہ دلانے کا مقصد فقراء کی غمگساری و ہمدردی ہے کہ زندگی میں تو خود ان کی خبر گیری و دستگیری فرماتے رہے بعد انتقال کے یہ انتظام فرما گئے۔ مگر یہ فہرست سن کر مخالفین کے منہ رال ٹپکنے لگی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہمیں اس میں سے کوئی حب بھی ملنے کا نہیں۔ اس لئے اس پر بھی اعتراض جڑ دیا اور اسے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی "وصیت اور پیٹ پوجا[1]" سے تعبیر کیا حالانکہ اس سے پہلے والی وصیت میں صراحۃً فرما چکے ہیں

"فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطرداری کے ساتھ نہ کہ جھڑک کر، غرض کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔

- سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رب تعالیٰ سے دعا کی: اے اللہ میں نیکیاں کرنے اور برائیاں چھوڑتے رہنے اور مساکین سے محبت کرتے رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

جواب نمبر ۲: ہمارے دیار میں یہ ایک بری رسم جاری ہے کہ جو چیز خود کو اور گھر والوں کو پسند نہ ہو وہ غرباء و مساکین کو دے دی جاتی ہے آپ نے اس بری رسم کے خاتمے اور غرباء و

[1] پیٹ پوجا یہ گالی آج سے نہیں بلکہ دورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دی جا رہی ہے غزوہ تبوک میں شامل صحابہ کرام کے بارے میں منافقین نے کہا یہ ہمارے قراء (صحابہ کرام) بڑے پیٹو جھوٹے اور نامرد ہے کیا روم کی باقاعدہ فوجوں سے جنگ کریں گے۔ (تفسیر عثمانی صفحہ نمبر ۲۵۶ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۶۵ حاشیہ نمبر ۹ طبع لاہور) نیز رئیس المحرفین مولوی سرفراز خان صفدر گکھڑوی کی کتاب اتمام البرہان کا مطالعہ فرمائیں کہ بزعم خویش شیخ الحدیث جی نے علمائے اہل سنت کو کیسے نوازا جو سبق اپنے بڑوں سے پڑھا اس کی خوب مشق کر رہے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی (ابو الجلیل فیضی غفرلہٗ)

مساکین کی پاسداری کیلئے ان چیزوں کا انتخاب فرمایا اور جبر نہ فرمایا بلکہ حکم دیا کہ اگر ان میں سے ایک چیز بھی میسر ہو جائے تو فاتحہ دلوا دینا۔ اور ہر شخص جانتا ہے کہ کھانے پینے کا ثواب اموات المسلمین کو پہنچتا ہے۔ اگر بعینہٖ یہ چیزیں ان کی پہنچتی تو پھر معترض کا اعتراض درست تھا۔ جب ایسا نہیں تو پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر یہ اعتراض لغو ہے۔

"مصنف رضا خانی مذہب" کیلئے لمحہ فکریہ

وقت مرگ مشائخ دیوبند کی اچھل ملاحظہ فرمائیں:

کچھ عجیب اتفاق ہے کہ عموماً تمام مشائخ (دیوبند) اور خصوصاً مولانا محمد قاسم نے آخر وقت میں پھل کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کیلئے لکھنؤ سے ککڑی منگائی گئی۔ حضرت (حسین احمد مدنی) نے بھی آخر وقت میں سروے کی خواہش کا اظہار فرمایا...... اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ حضرت نانوتوی کیلئے لکھنؤ سے ککڑی منگائی گئی تھی تو حضرت کیلئے مولانا سجاد حسین کی معرفت کراچی سے اور مولانا حامد میاں نے لاہور سے سردا بھیجا۔ (الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر، صفحہ نمبر ۱۱۴)

عبارت نمبر ۲: وصایا شریف میں ہے:

رضا حسین اور حسنین اور تم سب محبت و اتفاق سے رہو۔ اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

"مصنف رضا خانی مذہب" اس عبارت کے تحت لکھتا ہے:

رضا خانی امت کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ایک طرف تو قرآن و حدیث ہو، فقہ و ائمہ کرام کے اقوال ہوں اور دوسری طرف اگر احمد رضا خاں بریلوی کا کوئی حکم نامہ ہو تو یہ رضا خانی امت اس حکم پر ہر چیز قربان کر دیتی ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ رضا خانی امت کا دین وہ ہے جو احمد رضا بریلوی کی کتب سے ثابت ہے۔ الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۷ حصہ اول)

<u>جواب:</u> اصطلاحاً عملی احکام کو شریعت کہا جاتا ہے اور اعتقادات کو دین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔عوام وخواص سبھی جانتے ہیں کہ احکام شرعیہ بقدر طاقت ہیں۔قرآن کریم ہے ''**لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا**'' مگر ضروریات دینیہ پر ایمان ہروقت ضروری ہے اس میں حتی الامکان کی شرط نہیں۔''**الامن اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان**'' اس جواب سے معلوم ہوا کہ اتباع شریعت کے ساتھ حتی الامکان کی قید نص قرآنی کے مطابق ہے اور دین وایمان پر قائم رہنے کی مذکورہ تاکید اور اس کا ہر فرض سے اہم فرض ہونا بھی قرآن وحدیث کی ہدایت کے بالکل مطابق ہے۔

رہا یہ وسوسہ کہ میرا دین ومذہب سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی الگ دین قائم کیا تو یہ صرف عناد اور ضد و نفسانیت کا نتیجہ ہے۔ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ مسلمان تھے اگر کوئی مسلمان میرا دین ومذہب بولے تو ہر شخص سمجھ لے گا کہ وہ اسلام ہی کو اپنا دین ومذہب کہہ رہا ہے۔مسلمانوں کے محاورات اور علمائے اسلام کی کتابوں میں اس کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔اور کبھی کسی کو یہ خدشہ نہیں گزرتا کہ جس مسلمان نے اسلام کہنے کی بجائے میرا دین ومذہب کہا اس نے کوئی الگ دین قائم کر رکھا ہے۔اس قسم کا وسوسہ صرف دیوبندی ذہن کی خصوصیت ہے۔

خاص بات یہ ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ دیوبندی ذہانت سے خوب آشنا تھے شاید اسی لئے میرا دین ومذہب کہنے پر اکتفانہ کی بلکہ وضاحت کے ساتھ فرمایا ''میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے۔اب اگر مخالفین کے پاس آنکھیں ہوں تو دیکھیں کہ امام اہلسنت کی کتابوں سے کون سا دین ومذہب ظاہر ہو رہا ہے۔اسلامیان عالم تو ایک صدی سے دیکھ رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ہمیشہ اسی دین ومذہب کی تبلیغ واشاعت فرمائی ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے جو چودہ سو برس سے صحابہ و تابعین، تبع تابعین آئمہ مجتہدین، محققین دین اور معتمد علمائے اسلام کا مذہب رہا ہے۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے اسی

اور اس پر قائم رہنے کی تاکید فرمائی ہے اور اسے ہر فرض سے اہم فرض بتایا ہے۔

- اطمینان قلب کیلئے چند شواہد ملاحظہ ہوں:

ا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم۔

ترجمہ: ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا''۔

کیا اس سے مراد یہ ہے کہ تمہارا ایجاد کردہ دین؟

۲۔ نکیرین قبر میں سوال کرتے ہیں ''ما دینک'' تیرا دین کیا ہے؟ مومن بندہ جواب دیتا ہے: ''دینی الاسلام'' میرا دین اسلام ہے۔کیا اس کا یہ معنی ہے کہ میرا ایجاد کردہ دین اسلام ہے۔

''مصنف رضا خانی مذہب'' کیلئے لمحہ فکریہ

۱۹ر رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ کی ایک مجلس شیخ زکریا سہارنپوری کے ملفوظات میں مولوی تقی الدین ندوی مظاہروی نے لکھا ہے (اس مجلس میں مولوی منظور نعمانی اور مولوی ابوالحسن ندوی بھی شریک تھے)

ارشاد فرمایا: مولوی منفعت علی صاحب جو میرے ابا جان (محمد یحییٰ کاندھلوی) کے شاگرد تھے، بعد میں حضرت تھانوی صاحب سے ان کا تعلق ہوگیا تھا انہوں نے مجھے ایک خط لکھا کہ تیری لیگ و کانگرس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ میں نے جواب دیا کہ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں البتہ اپنے دونوں بزرگوں حضرت تھانوی و حضرت مدنی کو آفتاب و مہتاب سمجھتا ہوں ان دونوں میں جس کا اتباع کرو مفید ہوگا۔

ہمارے اکابر حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی نے <u>جو دین قائم کیا تھا</u>۔اس کو مضبوطی سے تھام لو۔اب رشید و قاسم پیدا ہونے سے رہے پس ان کے اتباع میں لگ جاؤ۔

(صحبت اولیاء صفحہ نمبر ۱۲۶ مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ بار اول ۱۳۹۲ھ ر ۱۹۷۲ء
مجلس معارف سرکس سورت گجرات)

جواب: اصطلاحاً عملی احکام کو شریعت کہا جاتا ہے اور اعتقادات کو دین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عوام وخواص سبھی جانتے ہیں کہ احکام شرعیہ بقدر طاقت ہیں۔ قرآن کریم ہے "لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا" مگر ضروریات دینیہ پر ایمان ہر وقت ضروری ہے اس میں حتی الامکان کی شرط نہیں۔ "الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان" اس جواب سے معلوم ہوا کہ اتباع شریعت کے ساتھ حتی الامکان کی قید نص قرآنی کے مطابق ہے اور دین وایمان پر قائم رہنے کی مذکورہ تاکید اور اس کا ہر فرض سے اہم فرض ہونا بھی قرآن وحدیث کی ہدایت کے بالکل مطابق ہے۔

رہا یہ وسوسہ کہ میرا دین ومذہب سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی الگ دین قائم کیا تو یہ صرف عناد اور ضد ونفسانیت کا نتیجہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ مسلمان تھے اگر کوئی مسلمان میرا دین ومذہب بولے تو ہر شخص سمجھ لے گا کہ وہ اسلام ہی کو اپنا دین ومذہب کہہ رہا ہے۔ مسلمانوں کے محاورات اور علمائے اسلام کی کتابوں میں اس کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ اور کبھی کسی کو یہ خدشہ نہیں گزرتا کہ جس مسلمان نے اسلام کہنے کی بجائے میرا دین ومذہب کہا اس نے کوئی الگ دین قائم کر رکھا ہے۔ اس قسم کا وسوسہ صرف دیوبندی ذہن کی خصوصیت ہے۔

خاص بات یہ ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ دیوبندی ذہانت سے خوب آشنا تھے شاید اسی لئے میرا دین ومذہب کہنے پر اکتفانہ کی بلکہ وضاحت کے ساتھ فرمایا "میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے۔ اب اگر مخالفین کے پاس آنکھیں ہوں تو دیکھیں کہ امام اہلسنت کی کتابوں سے کون سا دین ومذہب ظاہر ہو رہا ہے۔ اسلامیان عالم تو ایک صدی سے دیکھ رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ہمیشہ اسی دین ومذہب کی تبلیغ واشاعت فرمائی ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے جو چودہ سو برس سے صحابہ وتابعین، تبع تابعین آئمہ مجتہدین، محققین دین اور معتمد علمائے اسلام کا مذہب رہا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے اسی

ہب پر قائم رہنے کی تاکید فرمائی ہے اور اسے ہر فرض سے اہم فرض بتایا ہے۔

- اطمینان قلب کیلئے چند شواہد ملاحظہ ہوں:

۱۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم۔

ترجمہ: "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا"۔

کیا اس سے مراد یہ ہے کہ تمہارا ایجاد کردہ دین؟

۲۔ نکیرین قبر میں سوال کرتے ہیں "ما دینک" "تیرا دین کیا ہے؟ مومن بندہ جواب دیتا ہے: "دینی الاسلام" میرا دین اسلام ہے۔ کیا اس کا یہ معنی ہے کہ میرا ایجاد کردہ دین اسلام ہے۔

"مصنف رضا خانی مذہب" کیلئے لمحہ فکریہ

۱۹ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ کی ایک مجلس شیخ زکریا سہارنپوری کے ملفوظات میں مولوی تقی الدین ندوی مظاہروی نے لکھا ہے (اس مجلس میں مولوی منظور نعمانی اور مولوی ابوالحسن ندوی بھی شریک تھے)

ارشاد فرمایا: مولوی منفعت علی صاحب جو میرے ابا جان (محمد یحییٰ کاندھلوی) کے شاگرد تھے، بعد میں حضرت تھانوی صاحب سے ان کا تعلق ہو گیا تھا انہوں نے مجھے ایک خط لکھا کہ تیری لیگ وکانگرس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ میں نے جواب دیا کہ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں البتہ اپنے دونوں بزرگوں حضرت تھانوی وحضرت مدنی کو آفتاب ومہتاب سمجھتا ہوں ان دونوں میں جس کا اتباع کرو مفید ہوگا۔

ہمارے اکابر حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا۔ اس کو مضبوطی سے تھام لو۔ اب رشید وقاسم پیدا ہونے سے رہے پس ان کے اتباع میں لگ جاؤ۔

(صحبت اولیا صفحہ نمبر ۱۳۶ مطبوعہ تاج پریس لکھنؤ بار اول ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء
مجلس معارف سرکیس سورت گجرات)

ملاں سعید صاحب!

خط کشیدہ الفاظ کو بار بار پڑھیئے یہاں تو صراحت کے ساتھ لکھا ہوا ہے کہ حضرت گنگوہی و حضرت نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا اس کو مضبوطی سے تھام لو...... اپنی آنکھوں کا شہتیر نظر نہیں آتا اور دوسروں کی آنکھوں میں تنکا تلاش کرتے پھرتے ہو۔

تم بھلا پیچ نکالو گے میری قسمت کے
اپنی زلفوں کے تو بل تم سے نکالے نہ گئے

<u>عبارت نمبر ۳۰:</u> "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"الٹے بانس بریلی کو"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۷۲ حصہ اول)

<u>مسئلہ:</u> کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھانا کیسا ہے اور جو ان کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھنے کیلئے بھیجے اس کیلئے کیا حکم ہے؟

<u>الجواب:</u> حرام حرام اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال و جنایت اسلام۔

- قال اللہ تعالیٰ یاایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا، واللہ تعالیٰ اعلم

(احکام شریعت حصہ سوم صفحہ نمبر ۲۳۷)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۷۲ حصہ اول)

<u>الجواب:</u> فرقہ وہابیہ: مقلد ہو یا غیر مقلد اپنے غلط عقائد و نظریات کی وجہ سے اہلسنت سے خارج ہے اور ان کا شمار بدعتی فرقوں میں ہوتا ہے۔ اور بدعتی کی تعظیم کرنا ایسا ہے جیسا کہ اسلام کی دیوار کو گرانے کا عذاب ہے۔ (مشکوٰۃ)

چونکہ بچوں کو ان کے پاس پڑھانے سے ان کی تعظیم ہوتی ہے اس لئے امام احمد رضا بریلوی نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ اگر بغیر ارادہ تعظیم کے کسی بے دین، کافر و مشرک سے تعلیم حاصل کی جائے تو یہ حرام نہیں اور ایسا کرنا صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جنگ بدر کے واقعات تحریر کرتے ہوئے اسیران بدر کے حالات میں لکھتے ہیں:

ان میں ایک جماعت ایسی تھی جو کتابت کا ہنر جانتی تھی انہیں اس پر مقرر کیا ان میں

سے ہر ایک انصار کے دو بچوں کو لکھنا سکھائے۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۲۷۱ جلد ۲ طبع کراچی)

۴ھ میں حضرت زید بن ثابت نے یہود کی لکھائی سیکھی یعنی یہودیوں سے لکھنا سیکھا۔ (تاریخ اسلام از محمد میاں)

وہابیوں سے مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے "مقیاس حنفیت" کے تحت اور بغیر ارادہ تعظیم اساتذہ تعلیم حاصل کی اور تمام عمر اس گمراہ فرقہ کی تردید کرتے رہے اور ان کے رد میں کتابیں تحریر کیں۔

<u>عبارت نمبر ۳۱:</u> "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

"رنڈیوں کا مال ہضم"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۸۰ حصہ اول)

<u>سوال:</u> (ج) طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

<u>الجواب:</u> اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے۔ مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں، تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کیلئے کوئی شہادت کی ضرورت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا ہے تو اس کا قول مقبول ہوگا۔ کما نص علیہ فی الہندیہ وغیرہا۔ بلکہ اگر شیرینی اپنے مال حرام سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد و نقد جمع نہ ہوئی۔ یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خرید کر وہی حرام روپیہ دیا گیا اگر ایسا نہ ہوا تو مذہب مفتیٰ بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی۔ جو شیرینی اسے خاص اجرت زنا یا غنا میں ملی یا اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اس کی خریداری میں عقد و نقد مال حرام پر جمع ہوئے وہ شیرینی حرام اور اس پر فاتحہ حرام ہے۔ یہ حکم تو شیرینی و فاتحہ کا ہوا تو مگر اس کے یہاں جانا اگرچہ مجلس شریف پڑھنے کیلئے ہو، معصیت یا مظنہ معصیت یا تہمت یا مظنہ تہمت سے خالی نہیں اور ان سب سے بچنے کا حکم ہے حدیث شریف میں ہے۔

من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یقفن مواقع التھم -

جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ ہرگز تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو۔ الخ

اوّل تو اس کی چوکی اور فرش اور استعمالی چیز انہیں احتمالات خباثت پر ہی ہے جو اہل تقویٰ نہیں، اسے ان کے ساتھ قرب آگ اور بارود کا قرب ہے اور جو اہل تقویٰ ہے اس کیلئے وہ لوہار کی بھٹی ہے کہ کپڑے جلے نہیں تو کالے ضرور ہوں گے پھر اپنے نفس پر اعتماد کرنا اور شیطان کو دور سمجھنا احمق کا کام ہے۔ ''ومن وقع حولی الحمی او وشک ان یقع فیہ'' جو رمنے کے گرد چرائے گا کبھی اس میں بھی پڑ جائے گا۔ (احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۳۵، ۱۳۶)

قارئین کرام!

سوال مذکورہ کا جواب مولانا احمد رضا بریلوی نے حدیث نبویہ اور فقہ کی کتابوں سے اس قدر واضح اور احتیاط سے دیا ہے جس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض واقع نہیں ہوتا۔ مگر مصنف رضا خانی مذہب نے سوال مذکورہ کے جواب کا کچھ حصہ نقل کر کے اس پر جاہلانہ تبصرہ کیا۔ جو کہ سراسر کذب بیانی اور فریب و دھوکہ دہی پر مشتمل ہے۔

مولانا عبدالحئی لکھنوی حنفی کا فتویٰ

مال حرام سے امور خیر کرنا اور کھانا پینا اور اس کو تصرف میں لانا سب حرام ہے اگر اس مال کو امور حرام میں صرف کرے گی تو اور زیادہ گنہگار ہو گی۔ اس طائف کو لازم ہے کہ کسی سے روپیہ قرض لے کر اس مال سے ادا کرے اور جس قدر اس کے پاس مال حرام ہے اسی قدر قرض لے کر سب امور خیر کرے اور اس قرض کا ادا اسی مال حرام سے کر دے۔
(مجموعہ فتاویٰ جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۱۸ مطبع لکھنؤ ۱۹۳۵ء)

(ما ھو جوابکم فھو جوابنا)

عبارت نمبر ۴۲: حضرت سید عبدالوہاب اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں حضرت سید احمد کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا۔ اس مجمع میں چلے جاتے تھے ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ بدوی حدیث میں ارشاد ہوا النظرۃ الاولیٰ لک والثانیۃ

علیک: پہلی نظر تیرے لئے ہے اور دوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہو گا پھر نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آئی جب مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ ارشاد فرمایا، عبدالوہاب وہ کنیز پسند ہے عرض کی ہاں، اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانی نہ چاہیے ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز ہبہ کر دی۔ آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور یہ فرماتے ہیں۔ معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی۔ خادم کو ارشاد ہوا، انہوں نے آپکو نذر کر دی ارشاد فرمایا عبدالوہاب دیر کا ہے کی فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔ (ملفوظات حصہ ۳ صفحہ نمبر ۲۹، ۳۰ مطبع لاہور)

جواب نمبر ۱: واقعہ مذکورہ نقل کرنے کے بعد ''مصنف رضا خانی مذہب'' نے اس پر تبرا بازی اور بازاری زبان استعمال کی ہے۔ الامان والحفیظ۔ شیطان لعین بھی پناہ مانگتا ہو گا۔

واقعہ مذکورہ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو کہ عند الفریقین مسلمہ ولی کامل ہیں۔

- مولوی محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:
امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور حضور کے سامنے اپنے آٹھ رفقاء کی معیت میں بخاری شریف پڑھی۔ (فیض الباری جلد اول صفحہ نمبر ۲۰۴ مطبع قاہرہ)

- مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتا ہے: علامہ شعرانی اپنے وقت کے قطب تھے۔ (حاشیہ الدر المنضود حصہ اول صفحہ نمبر ۱۲ اتھانہ بھون ۱۳۳۵ھ)

مگر آج تک مسلک دیوبند سے وابستہ کسی جید محقق عالم نے مذکورہ واقعہ کی وجہ سے علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ کو ہلکے الفاظ سے یاد نہیں کیا۔ محض واقعہ نقل کرنے کی بنا پر امام احمد رضا بریلوی پر طعن کرنا سوائے جہالت کے اور کچھ نہیں۔

- حضرت کریب مولیٰ ابن عباس کو حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے ایک لونڈی آزاد کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت نہ لی۔ جب

ان کی باری کا دن آیا تو عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔ فرمایا کیا تم یہ کام کر چکی ہو۔ عرض گزار ہوئیں کہ ہاں۔ فرمایا کہ اگر تم اپنے ماموں کو دیتیں تو تمہیں بہت زیادہ اجر ہوتا۔

(بخاری کتاب الہبہ صفحہ نمبر ۸۹۸)

مسئلہ: کنیز کو ہبہ کیا اور اس کے حمل کا استثنیٰ کیا یا شرط کی کہ تم اس کو واپس کر دینا یا آزاد کر دینا یا مدبرہ کر دینا یا ام ولد بنانا یا مکان ہبہ کیا اور یہ شرط کی کہ اس میں سے کچھ جزو معین مثلاً کمرہ یا غیر معین مثلاً اس کی تہائی چوتھائی واپس کر دینا یا ہبہ میں یہ شرط کی کہ اس کے عوض کوئی شئے (غیر معین) مجھے دے دینا ان سب صورتوں میں ہبہ صحیح ہوتا ہے۔ (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ: کنیز کے شکم میں جو بچہ ہے اسے آزاد کر کے ہبہ کیا صحیح ہے۔ (درمختار)

جب حدیث وفقہ کی رو سے کنیز (شرعی باندی جو بصورت ملک بغیر نکاح حلال ہے) کا ہبہ ثابت ہے تو پھر واقعہ مذکورہ پر اعتراض بے معنی ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شانِ غوثیت مآب رضی اللہ عنہ میں کہے گئے اشعار پر معترضین کے اعتراضات کا مسکت جواب

مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں! اصیل ایک نوا سنج رہے گا تیرا

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۲۰ الطبع مسلم کتابوی لاہور)

لغات: مرغ (فارسی): مرغا۔ بولتے ہیں: بانگ دیتے ہیں۔ ہاں: البتہ۔ اصیل: اچھی نسل والا، شریف النفس۔ نوا سنج: آواز دینے والا۔

مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اے شیخ سید عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) تمام جہان کے مرغ بانگ ضرور دیتے ہیں، مگر ہر وقت نہیں بلکہ بانگ دیتے ہیں اور پھر ایک عرصہ تک خاموش ہو جاتے ہیں۔ مگر آپ کا مرغ جو بڑی اچھی نسل والا ہے۔ ہمیشہ آواز دیتا رہے گا اور خاموشی اختیار نہیں کرے گا۔

مطلب یہ ہے کہ تمام اولیاء کرام اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے برگزیدہ و مقرب بندے

ہیں مگر ان کی روحانیت اور عظمت و رفعت کا دائرہ محدود ہے لیکن حضور غوث اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) کی شان و شوکت کا ڈنکا قیامت تک بجتا رہے گا۔ اور مندرجہ بالا شعر میں حضرت ابوالو[فا] علیہ الرحمۃ کے ایک قول کی طرف اشارہ ہے آپ فرماتے ہیں۔

اے عبدالقادر (علیہ الرحمۃ) یہ دور تو ہمارا ہے لیکن عنقریب عراق میں تمہارے مر[غ] کے سوا تمام مرغ خاموش کر دیئے جائیں گے اور تمہارا مرغ قیامت تک بانگ دیتا رہے گا (یعنی تمہارا چراغ روحانیت قیامت تک روشن رہے گا)۔

(۱)..... (قلائد الجواہر، صفحہ نمبر ۸۴، محمد یحییٰ تاذفی علیہ الرحمۃ)

(۲)..... (بہجۃ الاسرار، صفحہ نمبر ۲۱۵، ابوالحسن شطنوفی علیہ الرحمۃ)

(۳)..... (نزہۃ الخاطر، صفحہ نمبر ۹۱، ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

- حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں ذرہ بھر کلام نہیں ہے کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مرکز ولایت ہیں اولیاء اللہ میں ان کو برتری حاصل ہے ان کی برکات کا آفتاب روز حشر تک ضیاباریاں کرتا رہے گا۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ، صفحہ نمبر ۲۱ طبع لاہور ۱۹۸۵ء، محمد دین کلیم)

(نوٹ): مثال کے بیان کرنے سے مقصد کسی بات کو عام فہم انداز میں بیان کرنا ہوتا ہے یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ جس چیز کے ساتھ مثال دی جارہی ہے مثال اس کا عین ہو اور ہو بہو اس پر صادق آتی ہو۔

- حافظ ابن قیم (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

انہ لا یلزم من تشبیہ الشئی بالشئی مساواتہ لہ۔

(المنار المنیف صفحہ نمبر ۳۰ طبع بیروت)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

چمن ولایت میں سب مرغان چمن اپنے اپنے وقت پر بول کر چپ ہو گئے لیکن آپ (عبدالقادر جیلانی) ایک ایسے اصیل مرغ ہیں جو چمنستان ولایت میں ہمیشہ نوا سنجی کرتا رہے گا،

قارئین کرام!

غور کریں کہ یہ الفاظ شیخ عبدالقادر جیلانی کی شان میں سخت بے ادبی اور گستاخی پر دال ہیں کیونکہ شیخ عبدالقادر جیلانی کو اصیل مرغ کہنا یہ کون سی تعظیم وتکریم ہے۔ الخ

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۲۲ حصہ اول)

تو ہے نوشاہ براتی ہے یہ سارا گلزار
لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۵)

لغات: نوشاہ: نوجوان، دولہا۔ براتی: وہ لوگ جو شادی کے موقع پر دولہا کے ہمراہ جاتے ہیں۔ گلزار: چمن، مجازاً دنیا۔ فصل: موسم، موسم بہار۔ سمن: چنبیلی کا پھول۔ گوندھ کے: پرو کر۔ سہرا: پھولوں کی لڑیاں جو دولہا کے سر پر باندھی جاتی ہیں۔

مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اے غوث پاک علیہ الرحمۃ آپ ایک نوجوان دولہا ہیں اور آپ سے عقیدت و ارادت رکھنے والے ساری دنیا کے لوگ براتی کی حیثیت سے آپ کے ہمراہ ہیں اور خود رحمت خدا کے موسم بہار نے رحمت و کرامت کی چنبیلی کے پھولوں کو صرف آپ کیلئے پرو کر سہرا بنایا ہے۔ یعنی آپ کا علم و عرفان شباب پر ہے اور آپ پر لطف خداوندی بھی عروج پر ہے۔ اور آپ کے وسیلہ سے آپ کے مریدین و معتقدین بھی نوازشات و عنایات سے مالا مال ہو رہے ہیں۔

- حضرت شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا۔ اگرچہ عبدالقادر (علیہ الرحمۃ) ابھی نوجوان ہیں مگر میں ان کے سر پر دو جھنڈے لگے دیکھ رہا ہوں یہ جھنڈے ولایت کے ہیں ان جھنڈوں کی فرمانروائی تحت الثریٰ سے لے کر ملکوت اعلیٰ تک ہے میں نے اپنے کانوں سے ملکوت اعلیٰ پر سنا ہے۔ کہ انہیں ان القابات سے نوازا جاتا ہے۔ جن سے صدیقین کو نوازا جاتا ہے۔ جب شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی آپ کے پاس آتے تو آپ انہیں مرحبا مرحبا الجبل الراسخ والطور المعالی و سید العارفین کے خطابات سے استقبال کرتے۔ (زبدۃ الآثار، صفحہ نمبر ۷۳ طبع لاہور ۱۴۰۲ھ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

''مصنف رضاخانی مذہب'' کا جاہلانہ تبصرہ

بریلوی حضرات اجازت دیں تو ہم ان کے اعلیٰ حضرت سے ایک سوال کرلوں کہ حضرت جی دولہا تو بڑے پیر ہوئے اور براتی تمام کائنات اور سہرا افضل بہار لائی جس کا علم آپ ہی کو ہوگا کہ وہ کن کن پھولوں اور پتیوں سے ترتیب دیا ہوگا مگر دلہن کو بتانے میں آپ کیوں شرما گئے یہ بھی بتا دیتے تو آج آپ کی امت کو الجھن نہ ہوتی ۔ غالبا دلہن آپ ہوں گے ۔ اور عام طور پر دلہنیں شرمیلی ہوتی ہیں ۔ تو آپ نے شرم کے مارے اپنا ذکر نہیں کیا ، ہاں یہ بات تو آپ بالکل ہی بھول گئے کہ نکاح کس نے پڑھایا وہ شاید کوئی برہمن ہوگا ۔ الخ

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۳۵ حصہ اول)

گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل لوٹ گئے
کشف ساق آج کہاں؟ یہ تو قدم تھا تیرا

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۹)

لغات: گردنیں: جمع گردن ۔ جھکنا: مجازاً تواضع کرنا ۔ سر بچھ جانا: سر زمین پر رکھ دینا ۔ دل لوٹ گئے: دل دہشت زدہ ہوگئے ۔ کشف ساق آج کہاں: یعنی تجلی الٰہی کا یہ ظہور نہ تھا اس میں قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے: یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود (پ ۲۹) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک خاص تجلی فرمائے گا اور سارے اہل ایمان اس تجلی کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑیں گے ۔ مگر منافق و کافر سجدے کی طاقت نہیں رکھیں گے ۔

قدم: پاؤں ۔

۱کان کھول کر سنیے برہمن رشید احمد گنگوہی کا مولوی محمد قاسم نانوتوی سے نکاح ہوا میاں بیوی کی طرح ایک دوسرے کو فائدہ بھی ہوا یقین نہ آئے تو تذکرۃ الرشید صفحہ نمبر ۲۸۹ جلد ۲ طبع لاہور پڑھ کے تسلی کرلیں پھر بھی تشفی محسوس نہ ہو تو ارواح ثلاثہ صفحہ نمبر ۲۷۳ طبع لاہور دیکھیں وہاں تو رشید احمد بھرے مجمع میں محمد قاسم نانوتوی کے ساتھ نازیبا حرکت کرتے ہوئے نظر آئیں گے ساتھ تھانہ بھون کے رنگین مزاج اشرف علی تھانوی اس عمل کی وکالت کرتے ہوئے نظر آئیں گے ۔ (الوالجلیل فیضی غفرلہ)

جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اے غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ قیامت کے دن آپ کے قدم پاک کی تجلی کو دیکھ کر بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ تجلی الٰہی ہے سجدے میں گر پڑے اور دہشت زدہ ہوگئے حالانکہ یہ تجلی الٰہی نہ تھی بلکہ قدم غوث الثقلین کے انوار کا کرشمہ تھا ۔

''مصنف رضاخانی مذہب'' کا جاہلانہ تبصرہ

(مولوی احمد رضا) خدا اور رسول کو چھوڑ کر ایک نیا خدا بناتے ہیں ۔ جب نیا خدا تجویز کرلیا تو پھر اس کے بارے میں بھی متضاد باتیں کرکے قوم کو چکر میں ڈالنے کیلئے ہر حربہ استعمال کیا کہ قوم ان سے بھی متنفر ہوکر سرے سے اسلام کا انکار کردے ...... آپ سرکار انگریز کے دربار میں پرواز کرنے والے ہی تھے کہ یکا یک دھماکہ ہوتا ہے جس سے کل کائنات لرز جاتی ہے اور خان صاحب بریلوی اس دھماکے کی آواز سن کر قصر رضا خانیت سے باہر نکل کر لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ یہ دھماکہ کیا تھا لوگ کہتے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کردیا ہے ۔ اور یہ دھماکہ ان کا اعلان نبوت ہے یہ اعلان سنتے ہی اعلیٰ حضرت پر اوس پڑ جاتی ہے ، اور اپنے خوابوں سے مایوس ہوجاتے ہیں لیکن اس کے باوجود انگریز سرکار نے تسلی دی ۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۳۶ حصہ اول)

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۳۲)

لغات: ذی تصرف: صاحب اختیار ، جسے کمی وبیشی کا اختیار ہو ۔ ماذون: اجازت دیا ہوا ۔ مختار: جسے اختیار دیا گیا ہو ، بااختیار ۔ کار عالم: دنیا کا کام ۔ مدبر: تدبیر کرنے والا ۔

مولانا احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے صاحب اختیار صاحب اجازت اور

کائنات کے مدبر ہیں۔

• حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ کے صاحبزادے خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ اہل تصرف (اولیاء کرام) بہت طرح کے ہیں بعض ماذون و مختار ہیں کہ حق تعالیٰ کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں۔

(ارشادات رحیمیہ، صفحہ نمبر ۴۲ طبع دہلی ۱۳۳۲ھ، از حضرت شاہ عبدالرحیم حنفی فاروقی والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

• شیخ عارف سنجاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ تمام عالم کے سردار اور تمام اولیاء میں منفرد ہیں۔ اور آپ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عالم موجودات اور نظام تکوینی میں تصرف کے اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ وہ شخص خوش قسمت ہے اور بشارت ہے اس کیلئے جو آپ کی صحبت میں بیٹھا، جس کے قلب میں آپ کا تصور آیا (قلائد الجواہر، صفحہ نمبر ۲۶۳ طبع کراچی ۱۹۷۸ء محمد یحییٰ تادلی)

• شیخ شہاب الدین عمر سہروردی علیہ الرحمۃ کے چچا ابو نجیب عبدالقاہر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں اس ہستی (عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ) کا احترام کیسے نہ کروں ...... جو موجودہ دور میں عالم تکوینی میں منفرد ہیں۔ جن کو میرے ہی قلب پر نہیں بلکہ تمام اولیاء کے قلوب پر تصرف کی ایسی قدرت حاصل ہے کہ جس کے احوال کو چاہیں سلب کر لیں اور جس کے چاہیں بحال رکھیں۔ (قلائد الجواہر صفحہ نمبر ۲۶۳)

• حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اولیاء اللہ حق تعالیٰ کی طرف سے مدبران (تدبیر کرنے والے) اور جہان برگزیدہ حضرات ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں حاکمان عالم بنا کر اس کا حل و عقد و بسط و کشاد ان کے ساتھ وابستہ کیا ہے، جہان کیلئے احکام انہیں کے ارادوں پر موقوف فرمایا ہے۔

(کشف المحجوب (اردو) صفحہ نمبر ۲۱۷ طبع لاہور)

• حضرت عبدالعزیز دباغ مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر غوث و قطب جو اصحاب تصرف ہیں جو کام یا تصرف بھی کرتے ہیں وہ اللہ ہی کے حکم سے کرتے ہیں، مگر پھر بھی اسے نبوت یا رسالت نہیں کہا جاتا مگر اکثر لوگ یہ بات نہیں سمجھتے۔ (الابریز اردو ترجمہ تبریزیہ المعارف صفحہ نمبر ۴۱۷ طبع لاہور)

• مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

جاننا چاہیے کہ اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہیں جن کے متعلق خدمت ارشاد و ہدایت و اصلاح قلوب و تربیت نفوس و تعلیم طرق قرب و قبول عنداللہ ہے اور یہ حضرات اہل ارشاد کہلاتے ہیں ...... دوسرے وہ ہیں جن کے متعلق خدمت اصلاح معاش و انتظام امور دنیویہ و دفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور کی درستی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں جن کو ہمارے عرف میں اہل خدمت کہتے ہیں۔ اور ان میں سے جو اعلیٰ اور اقویٰ ہو دوسروں پر حاکم ہوتا ہے۔ اس کو قطب التکوین کہتے ہیں۔ اور ان کی حالت مثل حضرات ملائکہ علیہم السلام ہوتی ہے۔ جن کو مدبرات امر فرمایا گیا ہے۔

(التکشف صفحہ نمبر ۹۳ طبع دہلی)

• مولوی نذیر احمد عرشی دیوبندی لکھتے ہیں:

اولیاء اللہ کی دو جماعتیں ہیں ایک وہ ہیں جن کے سپرد "خلق اللہ" کی ہدایت و ارشاد، قلوب کی اصلاح، نفوس کی تربیت اور قرب حق حاصل کرنے کی تعلیم ہے اور یہ اہل ارشاد کہلاتے ہیں...... دوسرے وہ حضرات ہیں، جن کے متعلق معاش خلق کی اصلاح اور امور دنیا کا انتظام اور دفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور میں تصرف کرتے رہتے ہیں ان کو اہل تکوین کہتے ہیں۔ (مفتاح العلوم (شرح مثنوی) دفتر اول حصہ دوم صفحہ نمبر ۲۷)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تصرف بھی فرما سکتے ہیں خدا کی طرف سے انہیں

اجازت ہے آپ سب اختیار بھی رکھتے ہیں اور اس کارخانہ کائنات کو چلا ہی آپ رہے ہیں۔
(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۳۲ حصہ اول)

کوئی سالک ہے یا واصل ہے یا غوث
وہ کچھ بھی ہو تیرا سائل ہے یا غوث
(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۰۵)

لغات: سالک: قرب خداوندی کا راستہ طے کرنے والا۔ واصل: جس کو قرب خداوندی حاصل ہو۔ سائل: سوال کرنے والا۔

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اے غوث اعظم (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ) سالک ہو یا واصل، سالک کو قرب خداوندی کا راستہ طے کرنے کیلئے اور واصل کو مقام قرب پر استقامت کیلئے آپ کی حاجت وضرورت ہے کیونکہ آپ اپنے زمانے سے لے کر قیامت تک کے اولیاء کے سردار، راہنماء وہادی ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقام غوثیت پر فائز فرمایا ہے۔

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شیخ ابوالبرکات بن صخر اموی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ حضرت سید عبدالقادر علیہ الرحمۃ ہر ولی کے ظاہری وباطنی احوال پر نظر رکھتے ہیں کوئی ولی اپنے ظاہری وباطنی احوال میں آپ کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کرسکتا ایسے ولی اللہ جو بارگاہ الٰہی میں ہمکلام ہونے کے مرتبہ عالی پر فائز ہیں وہ بھی حضرت غوث اعظم کی اجازت کے بغیر دم نہیں مار سکتے ان اولیاء وقت پر موت سے پہلے اور موت کے بعد آپ ہی کا تصرف رہتا ہے۔
(زبدۃ الآثار، صفحہ نمبر ۳۹ طبع لاہور ۱۹۸۳ء، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

- حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

راہ ولایت میں فیوض وبرکات جس کو بھی ہو خواہ وہ اقطاب ونجباء ہوں آپ (سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) کے واسطے سے مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ اور کسی کو میسر نہیں۔ (خلاصہ) (مکتوبات صفحہ نمبر ۱۲۳ جلد ۳)

- عارف باللہ شیخ ابراہیم غارب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ ہمارے سرتاج محققین کے شیخ صدیقین کے امام عارفین کے محبوب اور سالکین کے پیشوا ہیں۔ (خلاصۃ المفاخر، صفحہ نمبر ۱۸۰، امام یافعی)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

سالک سے اولیاء کرام اور واصل سے انبیاء کرام مراد ہوتے ہیں، اب اعلیٰ حضرت بریلوی کے شعر کا ترجمہ کیجئے جو یوں ہوگا کہ اے غوث! انبیاء کرام ہوں یا اولیاء کرام، وہ سب کے سب آپ کے در کے سوالی اور بھکاری ہیں (ھذا بہتان عظیم) اب خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا اس ایک ہی شعر میں بریلویوں کی فرضی محبت کا بھرم ختم نہیں ہو جاتا۔
(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۵۹ حصہ اول)

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں
وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث
(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۷۶)

خوباں چوگل بوعظ عبدالقادر
اعیان رسل بوعظ عبدالقادر
(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۲۶۶)

لغات: ولی: اللہ تعالیٰ کے دوست، اللہ جل جلالہ کے محبوب۔ مرسل: انبیاء کرام، مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ کی محفل وعظ ونصیحت کو یہ شرف حاصل ہے کہ اولیاء کرام تو کیا، انبیاء کرام کی ارواح مقدسہ اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی مجلس میں تشریف لاتے ہیں جس طرح آقا اپنے غلام کو شرف بخشتے ہیں۔

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مشائخ نے اس بیان کی وضاحت کی ہے کہ شیخ قدوۃ ابی سعید[1] قیلوی رحمۃ اللہ علیہ

[1] ابی سعید قیلوی حسن النسب سید اور عراق کے بلند پایہ شیوخ میں سے تھے حضرت غوث اعظم کے دست اقدس سے خرقہ خلافت و ارادت حاصل کیا۔ ۵۵۷ھ/۱۱۳۱ء میں وصال ہوا۔ (سفینۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۸۲ طبع لاہور)

فرماتے ہیں کہ میں چند انبیاء کرام اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو جناب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں تشریف فرما دیکھ چکا ہوں۔ جس طرح آقا اپنے غلاموں کو شرف بخشتے ہیں۔

(۱)......(زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۹۵ طبع لاہور)

(۲)......(بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۳۷ طبع لاہور)

- شیخ عبد القادر اربلی بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

جامع العلوم میں لکھا ہے کہ ایک دن غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے وعظ فرما رہے تھے کہ جلدی سے نیچے کی سیڑھی پر اتر آئے اور دست بستہ متواضع کھڑے ہو گئے پھر کچھ دیر بعد منبر پر چڑھے اور اپنی جگہ بیٹھ کر وعظ فرمایا، حاضرین میں سے بعض نے اس کیفیت کا سبب پوچھا تو فرمایا میں نے اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھا اور پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو میں ادباً نیچے کی سیڑھی پر اتر آیا اور جب تشریف لے جانے لگے تو مجھے اپنی جگہ بیٹھ کر وعظ کرنے کا حکم دیا۔ (تفریح الخاطر صفحہ نمبر ۹۴، از علامہ عبد القادر اربلی بغدادی)

- حضرت ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

کہ شیخ بقا علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں وعظ سن رہا تھا کہ آپ قطع کلام کر کے منبر سے زمین پر اتر آئے، پھر منبر کے دوسرے زینے پر جا بیٹھے میں نے دیکھا کہ پہلا زینہ اس قدر وسیع ہو گیا کہ حد نگاہ تک پھیل گیا۔ اس پر ریشمی فرش بچھ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم بھی ساتھ ہی بیٹھے تھے۔ تو اللہ تعالی نے ہمارے شیخ کے دل پر تجلی ڈالی اور قریب تھا کہ آپ زمین پر گر پڑتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہارا دیا...... چند لمحوں کے بعد یہ سب کچھ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ شیخ بقا علیہ الرحمۃ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کی رؤیت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ارواح عنصری شکل اختیار کرنے کی قدرت رکھتے ہیں جسے اللہ تعالی ان پاکیزہ ارواح کو دیکھنے کی قوت عطا کر دے وہ انہیں دیکھ سکتے ہیں۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر صفحہ نمبر ۳۷، از ملا علی قاری حنفی)

حضرت ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

بیشک انبیاء علیہم السلام کی ارواح آسمان اور زمین میں ایسا چکر لگاتی ہیں جیسا کہ زمانہ میں ہوائیں۔ (بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۳۷ طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

- علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ (م ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اپنے بدن اور روح کے ساتھ قبر میں اور سیر و تصرف فرماتے ہیں زمین و آسمان میں اور آپ کے اندر کوئی تغیر نہیں ہوا۔

(تنویر الحلک صفحہ نمبر ۹ طبع استنبول ترکی)

(نوٹ): دوسرے شعر کی بھی یہی شرح ہے۔

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

اس شعر میں تو احمد رضا نے حد ہی کر دی تمام دنیا کا مرکز حضرت عبد القادر جیلانی کو قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ تمام دنیا کا مرکز تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے احمد رضا خاں بریلوی دراصل نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی ختم نبوت کے قائل نہ تھے (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) اس شعر میں اجرائے نبوت کی طرف اشارہ ہے۔ بندہ خدا کو ذرا بھی شرم و حیاء نہ آئی اتنی بڑی دلیری بغیر دلیل کے کیسے کی جا سکتی ہے۔ الخ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۶۳ حصہ اول)

ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں
جو تیرا ذاکر و شاغل ہے یا غوث

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۷۶)

لغات: ملک: فرشتہ۔ مشغول: مصروف۔ ثنا: تعریف۔ ذاکر: ذکر کرنے والا۔ شاغل: مشغول۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فرشتے اللہ تعالی کی حمد و ثنا میں مشغول ہیں اور چونکہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے حسین لمحات اللہ تعالی

کے ذکر وفکر، عبادت وریاضت، درس وتدریس اور وعظ ونصیحت میں گزارے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ فرشتوں کی جماعت میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ (اپنی شان کے لائق) کرتا ہے۔

مصرعہ ثانی مندرجہ ذیل آیت قرآنی اور حدیث نبوی کا خلاصہ ہے۔

''فاذکرونی اذکرکم''۔(سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۵۲)

ترجمہ: ''تو مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا''۔(البیان)

• حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں بھی اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کی جماعت میں تذکرہ کرتا ہوں (خلاصہ) (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۹۶)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

یعنی فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ غوث اعظم کے ذکر میں لگے رہتے ہیں یہ کتنا بڑا کفر ہے.....مگر ایک اعلیٰ حضرت بریلوی صاحب ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ یہ تصور غلط ہے بلکہ ہر بات فرسودہ ہوگئی ہے، پہلے لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر وعبادت سے اپنی اخروی زندگی کے تحفظ کے سامان مہیا کرتے تھے مگر اب قانون بدل گیا ہے، اب اللہ تعالیٰ شیخ عبدالقادر جیلانی کی عبادت کر کے اپنی خدائی کے بچانے کا حیلہ ڈھونڈتے ہیں۔
(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶ حصہ اوّل)

وہیں سے ابلتے ہیں ساتوں سمندر
جو تیری نہر کا ساحل ہے یا غوث

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۷۶)

لغات: اُبلے: جوش کھانا۔ ساحل: جھیل، دریا اور سمندر کا کنارہ۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ارشاد

فرماتا ہے:۔

''والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر''۔(سورۃ لقمان آیت نمبر ۲۷)

ترجمہ: ''اور سمندر (سیاہی) اس کے بعد اور سات سمندر''۔(البیان)

جس طرح خالق کائنات نے مادی دنیا کی سیرابی کیلئے سات سمندر پیدا فرمائے ہیں۔اسی طرح روحانی دنیا کے فائدے کیلئے اولیاء کرام کے سات طبقات ہیں جن کو اس شعر میں سات سمندروں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

سات سمندروں کے نام

۱۔ بحر کرمان۔
۲۔ بحر قلزم۔
۳۔ بحر ہند۔
۴۔ بحر عمان۔
۵۔ بحر روم۔
۶۔ بحر مغرب۔
۷۔ بحر طبرستان۔

اولیاء کرام کے سات طبقات

۱۔ اولیاء ابدال۔
۲۔ اولیاء اقطاب۔
۳۔ اولیاء اوتاد۔
۴۔ اولیاء نقباء۔
۵۔ اولیاء نجباء۔
۶۔ غوث یا مجدد۔

٧۔ عام اولیاء کرام۔

مولانا احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں اے غوث اعظم علیہ الرحمۃ یہ ساتوں سمندر جو ابل رہے ہیں یعنی طریقت وروحانیت کے تمام سلاسل جو اس وقت اوج ثریا پر ہیں آپ ہی کی ذات کے مرہون منت ہیں کیونکہ آپ قاسم ولایت ہیں گو تمام سلاسل طریقت اپنے اپنے مقام پر ایک سمندر کی حیثیت رکھتے ہیں مگر آپ کے بحر طریقت کے کنارے ہیں اور آپ کے مقام تک رسائی ناممکن ہے۔ آپ اولیاء کاملین کے پیشوا و سردار ہیں۔

• حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے قیامت تک جتنے اولیاء، ابدال، اقطاب، اوتاد، نجباء، غوث یا مجدد ہوں گے سب فیضان ولایت و برکات طریقت حاصل کرنے میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے محتاج ہوں گے۔ بغیر ان کے واسطے اور وسیلہ کے قیامت تک کوئی شخص ولی نہیں بن سکتا۔ (خلاصہ) (مکتوب نمبر ۱۲۳ جلد ۳)

• شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت غوث اعظم علیہ الرحمۃ مقامات غوثی قطبی، قطب الاقطابی سے ترقی کر کے مقام محبوبیت تک پہنچ گئے تھے، اس مقام سے اوپر کوئی مقام کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوا۔

(اقتباس الانوار (اردو) صفحہ نمبر ۹۷ طبع لاہور ۱۹۹۳ء)

نیز فرماتے ہیں:

حضرت غوث اعظم کی ولایت تمام مشائخ کی ولایت سے بالاتر ہے اس وجہ سے کہ آپ مرتبہ محبوبیت سے سرفراز ہوئے اور اگر کوئی ولی اللہ مقام محبوبیت تک پہنچے گا تو حضرت غوث اعظم علیہ الرحمۃ کے واسطہ سے پہنچے گا بلکہ جتنے سلاسل جاری ہوئے ہیں سب حضرت غوث اعظم کی وساطت سے جاری ہوئے ہیں۔ اور قیامت تک انکی شان وشوکت حضرت شیخ کے طفیل برقرار رہے گی اور جس قدر مشائخ عظام کہ اپنے حلقہ ہائے طریقت کے سربراہ ہیں سب نے غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر تربیت حاصل کی ہے۔ (اقتباس الانوار صفحہ نمبر ۱۹۳ طبع لاہور ۱۹۹۳ء)

• حضرت ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

کہ ابو رضا محمد بن احمد بغدادی المعروف بالمفید نے شیخ ابو سعید علیہ الرحمۃ سے قطب کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا۔ قطب وہ شخص ہے جس پر زمانہ کی ولایت ختم ہو ولایت کے تمام بوجھ اس کی لپیٹ میں ہوتے ہیں۔ اور تمام کائنات کے انتظام وانصرام آپ کے ذمہ ہوتا ہے

میں نے پوچھا کہ زمانہ حاضر کا قطب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ۔ (نزہۃ الخاطر الفاتر صفحہ نمبر ۲۹ طبع فیصل آباد)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

یعنی حضرت غوث اعظم کی ایک نہر ہے اور اسی کے کنارے سے سات سمندر نکل رہے ہیں۔ اس شعر پر تو داد دیے بغیر نہیں رہا جاتا، پہلے تو ہم سنتے اور پڑھتے آئے ہیں کہ سمندر بڑا ہوتا ہے اور سمندر سے دریا اور دریا سے نہریں نکلتی ہیں مگر بریلوی مزاج کی تعصب ہی شاید الٹی ہے یہ کہہ رہے ہیں کہ حضرت غوث اعظم کی ایک نہر کے کنارے سے سات سمندر نکلتے ہیں اسے کون عقلمند تسلیم کرے گا اور فرزندان ملت بریلویہ سے پوچھتا ہوں کہ آپ حضرات اس شعر کا مطلب بتا سکتے ہیں؟ یا اسے ایک پاگل کی حالت سکر کی گفتگو کہیں گے۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۲۸ حصہ اول)

کہا تو نے کہ جو مانگو ملے گا!
رضا تجھ سے تیرا سائل ہے یا غوث

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۷۷)

لغات: سائل: سوال کرنے والا۔

شعر کے پہلے مصرعہ میں حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور قول کی طرف اشارہ ہے جس کو مندرجہ علماء اہلسنت کے علاوہ دیگر اجلہ علماء کرام نے بھی اپنی اپنی تصانیف میں نقل فرمایا ہے۔

• حضرت ابو محمد عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت ابوالمعالی کا بیان ہے کہ جب میں نے یہ واقعہ شیخ ابوالحسن علی خباز علیہ الرحمۃ سے بیان کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے شیخ ابوالقاسم عمر بزاز علیہ الرحمۃ کی زبانی سنا ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے سنا آپ نے فرمایا:

جو شخص کسی مصیبت میں مجھ سے فریادرسی کرتا ہے وہ مصیبت اس سے ہٹالی جاتی ہے اور جو شخص کسی تکلیف میں مجھے میرے نام سے پکارتا ہے وہ تکلیف اس سے اٹھالی جاتی ہے اور جو شخص اپنی کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میرا توسل اختیار کرتا ہے وہ حاجت پوری کردی جاتی ہے۔ (خلاصۃ المفاخر صفحہ نمبر ۱۳۲ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرو اس وقت تم میرے متعلق بارگاہ ایزدی میں سوال کیا کرو جو کوئی شخص مصائب و مشکلات میں مجھے پکارتا ہے اس کی مصیبت اور مشکل فوراً دور ہو جاتی ہے اور جو شخص مجھے وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ میرے وسیلے سے اس کی مشکل حل کر دیتا ہے۔ (زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۱۱۵ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

- شیخ مومن بن حسن شبلنجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

امام شعرانی علیہ الرحمۃ نے "منن" (یعنی لطائف المنن والاخلاق) میں کہا ہے کہ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام نہایت ہی نفیس ہے اس میں خوب تدبر کرو۔ "والحمد للہ رب العالمین"۔

سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا بعض منظوم کلام یہ ہے۔

انا قطب اقطاب الموجود حقیقۃ
علی سائر الاقطاب قولی و حرمتی

ترجمہ: میں حقیقتاً دنیا کے اقطاب کا قطب ہوں۔ تمام اقطاب پر میرا حکم اور احترام واجب ہے۔

توسل بنا فی کل ہول شدۃ
اغیثک فی الاشیاء طرا بھمتی

ترجمہ: مصیبت اور سختی میں ہم سے توسل کرو میں اپنی ہمت سے تمام امور میں تمہاری مدد کروں گا۔ (نورالابصار صفحہ نمبر ۳۵۲ طبع اول فیصل آباد)

حدیث قدسی میں ہے (جسے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے روایت کیا ہے) کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے متعلق فرماتا ہے۔

لان سالنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لا عیذنہ۔

(۱)..... (بخاری جلد ۲ صفحہ نمبر ۹۶۳ طبع کراچی)
(۲)..... (مشکوٰۃ کتاب الدعوات)

اگر میرا مقبول بندہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور اس کا سوال پورا کروں گا اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں ضرور اسے پناہ دوں گا۔

مصرعہ ثانی کا مطلب یہ ہے کہ اے غوث پاک رضی اللہ عنہ آپ کے فرمان عالی کے مطابق احمد رضا تجھ سے تیرا سوال کرتا ہے کہ آپ میرے ہو جائیں۔

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی آپ نے جو فرمایا ہے جو مجھ سے مانگو میں وہی دوں گا اس لئے میں تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں، یہاں بھی اعلیٰ حضرت بریلوی نے خیانت سے کام لیا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی نے کہیں ایسا نہیں فرمایا، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں قرآن کریم میں بار بار فرماتا ہے کہ مجھ سے مانگو میں تمہیں عطا کروں گا۔ کیا طائفہ رضا خانیہ اپنے نام نہاد مجدد کے اس جھوٹ کو درست کر سکتا ہے.......... کیا اعلیٰ حضرت بریلوی نے شیخ عبدالقادر جیلانی کو خدا بنانے کی کوشش نہیں کی۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۳۹ حصہ اول)

ملک کے کچھ بشر کچھ جن کے ہیں پیر
تو شیخ عالی و سافل ہے یا غوث

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۷۷)

لغات: ملک: فرشتہ۔ عالی: اعلیٰ، اونچا۔ سافل: ادنیٰ۔

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ ملائکہ، بشر اور جنات ہی کے نزدیک صاحب تعظیم نہیں بلکہ (اپنے زمانہ سے لے کر قیامت تک کے ہر) اعلیٰ و ادنیٰ یعنی سالک و واصل اور خواص و عوام کے نزدیک بھی آپ ولایت کے ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں دس برس کا تھا کہ اپنے شہر کے مدرسہ میں پڑھنے کیلئے جایا کرتا تھا تو میں اپنے اردگرد فرشتوں کو چلتے دیکھتا تھا اور جب میں مدرسہ میں پہنچتا تو میں انہیں یہ کہتے ہوئے سنتا کہ ہٹ جاؤ، اللہ کے ولی کو بیٹھنے کو جگہ دو۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ، صفحہ نمبر ۹۶ طبع لاہور ۱۹۸۵ء، از محمد دین کلیم)

- شیخ ابی سعید قیلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جس وقت غوث اعظم علیہ الرحمۃ نے یہ بات (میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے) کہی حق تعالیٰ نے مجھے یہ مشاہدہ کرایا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملائکہ مقربین اور اولیاء متقدمین و متاخرین یعنی زندہ اولیاء کرام اپنے جسم کے ساتھ اور وصال شدہ اپنے ارواح کے ساتھ موجود تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت شیخ کو خلعت زیب تن کرائی اور ملائکہ اور رجال الغیب حضرت شیخ کی مجلس کے گرداگرد ہوا میں صفیں باندھے کھڑے تھے۔

(اقتباس الانوار، صفحہ نمبر ۱۹۲، از محمد اکرم قدوسی)

- حضرت شیخ بقا ابن بطو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جب شیخ عبدالقادر جیلانی نے "قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" فرمایا تو اس وقت ملائکہ نے زبان حال سے کہا اے اللہ کے بندے آپ نے سچ فرمایا۔ (بہجۃ الاسرار، صفحہ نمبر ۱۸ طبع لاہور ۱۹۹۵ء، ابوالحسن شطنوفی شافعی علیہ الرحمۃ (م ۷۰۳ھ)
- حضرت ابوالمظفر بن عمر البغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد

---

[1] مولانا عبدالحئی لکھنوی حنفی فرماتے ہیں: وذکر مؤلف الحصن الحصین محمد بن محمد الجزری فی تذکرۃ القراء ان مؤلف بہجۃ الاسرار کان من اجلہ مشائخ مصر وکان بینہ وبین الشیخ عبدالقادر واسطتان انتہی (الآثار المرفوعۃ صفحہ ۶۲ طبع گوجرانوالہ)

... انہوں نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے بذریعہ عمل جنات کو بلایا تو انہوں نے ... میں اپنے معمول سے زیادہ دیر لگائی جب جنات حاضر ہوئے تو انہوں نے مجھ سے کہا ... وقت ہم غوث الثقلین کی مجلس میں حاضر ہوں تو ہم کو اس وقت نہ بلایا کریں، میں نے ... کہا کیا تم بھی ان کی مجلس میں حاضر ہوتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا حضرت کی مجلس ... انسانوں کی نسبت ہم لوگ بکثرت حاضر ہوتے ہیں اور جنات کی کثیر تعداد نے آپ کے ... حق پرست پر بیعت کی ہے اور اسلام قبول کیا ہے۔ (قلائد الجواہر، محمد یحییٰ تاذفی رحمۃ اللہ علیہ)

- امام محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ... العلماء والفقراء، امام زمانہ، قطب دوراں اور شیخ الشیوخ تھے۔

(قلائد الجواہر، محمد یحییٰ تاذفی رحمۃ اللہ علیہ)

- شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

بغداد میں شیخ الاسلام سید محی الدین عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس قدر منزلت و ... حاصل ہے کہ کل اقطاب، ابدال، اوتاد اور افراد آپ کے زیر نگیں ہیں اور آپ سب کے ... ہیں۔ (فتوحات مکیہ بحوالہ تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۲۱)

- حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است

(تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۲۲)

- حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

یا غوث معظم نور ہدیٰ مختار نبی مختار خدا!
سلطان دو عالم قطب علیٰ حیران ز جلالت ارض و سما

(تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۲۳)

- علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

آپ سلطان الاولیاء امام الاصفیاء ولایت کے پختہ ستونوں میں سے ستون ہیں۔

آپ ان اولیاء کاملین میں سے ہیں جن کی ولایت پر امت محمدیہ کے علماء وغیرہ تمام لوگوں کا
اتفاق ہے۔ (جامع کرامات اولیاء)

- حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامات بے شمار ہیں جن کو گنا نہیں جاسکتا اور جن اونچے اور مشہور اماموں سے ملا ہوں انہوں نے مجھے بتایا کہ شیخ کی کرامات متواتر یا قریب متواتر ہونے کے ہیں۔ اور بالاتفاق یہ بات معلوم و مشہور ہے کہ جس قدر کرامات حضرت شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ سے ظاہر ہوئی ہیں اس زمانہ کے دوسرے مشائخ سے ان کرامات کا ظہور نہیں ہوا۔ (نفحات الانس (مترجم) صفحہ نمبر ۶۲۳)

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

قطب الاقطاب، فرد الاحباب، الغوث الاعظم، شیخ شیوخ عالم، غوث الثقلین، امام الطائفین، شیخ الطالبین، شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ اکمل الاولیاء اہل بیت از اعاظم سادات حسینیا ست۔ (اخبار الاخیار (فارسی) صفحہ نمبر ۹)

- مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی علیہ الرحمۃ:

سیدنا و شیخنا القطب الربانی والغوث الصمدانی الشیخ محی الدین عبدالقادر الحسنی الجیلانی (علیہ الرحمۃ)۔ (الآثار المرفوعہ صفحہ نمبر ۷۱)

- صاحب مرأۃ الاسرار لکھتے ہیں:

کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اوائل میں فرمایا کرتے تھے کہ پہلے مجھے عراق سپرد کیا گیا اور اب تمام روئے زمین شرق سے غرب تک یعنی تمام بحر و بر جبال میرے سپرد ہیں اور اس وقت اولیاء اللہ میں سے کوئی ولی ایسا نہ تھا جو کہ آپ کی قطبیت تسلیم نہ کرتا ہو اور آپ قطب اکبر اور فرد احباب تھے۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ انسانوں کے بھی شیخ ہیں ملائکہ کے مشائخ ہیں اور جنات کے بھی مشائخ ہیں وانا شیخ الکل (اور میں سب کا شیخ

...)۔ (اقتباس الانوار صفحہ نمبر ۹۰ طبع لاہور، محمد اکرم قدوسی چشتی)

- مولوی احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں:

حضرت شیخ الشائخ قطب الاقطاب، امام الاولیاء محی الملۃ والدین غوث اعظم ابو محمد ... عبدالقادر جیلانی حسنی قدس سرہ سلسلہ قادریہ کے بانی اور سرخیل اولیاء کرام ہیں جو مقامات ... اور مقام قطبیت اور مقام فردانیت سے عروج کر کے مقام محبوبیت تک پہنچے ہوئے ہیں ... آپ نے اپنے متعلق فرمایا "میرے یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہیں" اور تمام اولیاء ... نے سر تسلیم خم کیا۔ اس سے بڑھ کر کیا مقام ہو سکتا ہے۔ جبکہ آپ کا قدم مبارک تمام اولیاء ... کی گردن پر ہے۔ اور تمام بزرگ آپ کے تحت فرمان ہیں۔
(غوث اعظم، صفحہ نمبر ۵ طبع لاہور ۱۹۷۸ء، مولوی احتشام الحسن کاندھلوی)

- محدث ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) علیہ الرحمۃ نے آپ کو اولیاء اللہ میں سب سے ... اصفیاء کے سرتاج، شیخ الاسلام اور پیشوا کے القاب سے یاد کیا ہے۔
(تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۲۲ طبع لاہور)

- حافظ ابن رجب اپنے طبقات میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کو ان القابات سے ... کرتے ہیں۔ شیخ زماں، سرور اہل طریقت، پیشوائے خداشناساں، سلطان پیر۔
(تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۲۲)

... رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

... عالی میں جبرئیل علیہ السلام اور سافل میں تمام انبیاء کرام داخل ہیں یعنی اے شیخ ... عبدالقادر جیلانی آپ جبرئیل اور تمام نبیوں کے پیر ہیں۔ یہ تمام انبیاء کرام کی سخت توہین ہے ... مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ سب کائنات نبی علیہ السلام کی مرید ہے اور احمد رضا بریلوی ... کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام عبدالقادر جیلانی کے مرید ہیں اس سے بڑھ کر کیا کفر ہوگا۔
(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۰۱، حصہ اول)

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو
کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۷۸)

لغات: احد: اکیلا، ایک، اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی۔ احمد: بڑا سراہنے والا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی بشارت اسی مقدس نام سے دی تھی (القرآن الکریم)۔ کن: اللہ تعالیٰ کا حکم، ہو جا، وجود میں آ جا۔ مکن: نہ ہو۔

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالق کائنات جل جلالہٗ نے علم و... عطا فرمائے اور وہ تمام کمالات ومراتب اور محاسن جو مخلوق کے شایان شان تھے نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدرجہ اتم عطا فرمائے۔

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ... تمام درجات ومراتب بارگاہ خیر الانام سے حاصل ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو... صفت کن ومکن کا مظہر اور صاحب مرتبہ بنایا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ کو کن (ہو جا) اور مکن (نہ ہو) کا اختیار حاصل ہے۔ اور یہ سب کچھ آپ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت... سرانجام دیتے ہیں

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سالکین اہل زمین کا مطلوب، مکارم اخلاق کے... کرنے والے، کاملوں کو درجہ کمال تک پہنچانے والے ہیں۔ (اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۲۲)

خاندان نبوت میں سے اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا قطب الاقطاب، بنی آدم کا... جن وانس کا مرجع بنا دیا، حتیٰ کہ شیخ محی الدین (عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ) مجدد دین... اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال تمام اولاد میں درخشاں ہے۔

لیکن حضرت شیخ میں اور ہی قسم کا جمال وکمال ہے اور حضرت شیخ کا جمال و... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال اور انکا کمال درحقیقت رسالت پناہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

لہ افعل مبالغہ فی صفۃ الحمد ومحمد مفعل: بالغۃ من کثرۃ الحمد وھو صلی اللہ علیہ وسلم اجل من حمد وافضل من حمد وا... حمد فھو احمد الخ (مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات، صفحہ نمبر ۳۰۸ طبع فیصل آباد، از امام مہدی الفاسی)

کا کمال ہے۔ (اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۲۰ طبع کراچی)

- شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی تربیت سے آپ کو کمالات لطیفہ قلب عطاء ہوئے ......اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت کبریٰ آپ کو عطاء ہوئی۔

(اقتباس الانوار صفحہ نمبر ۸۷ طبع لاہور)

- حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

......یہ وہ توحید ہے اور حالت محویت فی الذات ہے جو اولیاء اور ابدال کا خاصہ ہے یہاں بندہ کو تکوینی یعنی خلقت وپیدائش اشیاء کی قوت عطا فرمائی جاتی ہے اور باذن الٰہی اس کے حکم کن سے عجائب وغرائب ظہور میں آتے ہیں اور وہ خلق خدا کا ملجا و ماویٰ بن جاتا ہے اسے انشراح صدر ہوتا ہے اور اس کا ذکر خیر دونوں جہانوں میں بلند ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بعض کتابوں میں اس کا ارشاد موجود ہے کہ اے بنی آدم! میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں جس شئے کو کہہ دو کہ کن (ہو جا) وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ پس میری وحدانیت میں فنا ہو کر تو بھی جس شئے کو کہہ دے گا کہ کن (ہو جا) وہ تیرے اذن سے ہو جائے گی۔

(فتوح الغیب (مترجم) صفحہ نمبر ۱۰۸ طبع لاہور)

- شیخ شہاب الدین عمر سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

شیخ عبدالقادر جیلانی بادشاہ طریقت اور موجودات میں تصرف کرنے والے تھے اور منجانب اللہ آپ کو تصرف وکرامتوں کا ہمیشہ اختیار حاصل رہا ہے۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ نمبر ۲۳۹ طبع لاہور)

- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں:

(۱)......(ہمعات (فارسی) صفحہ نمبر ۶۱ طبع ۱۹۶۴ء)

(۲)......(ہمعات (اردو) صفحہ نمبر ۱۲۷)

تصرف والے سب مظہر ہیں تیرے!
تو ہی اس پردے میں فاعل ہے یا غوث

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۶۸)

لغات: تصرف والے: کمی وبیشی کرنے والے، صاحب اختیار (اولیاء اللہ کا ایک طبقہ)
مظہر: اظہار کرنے والے۔

مولانا احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں اے غوث پاک آپ کے زمانہ سے لے کر قیامت تک جتنے بھی صاحب تصرف اولیاء اللہ پیدا ہوں گے وہ آپ ہی کے مظہر ہیں اور ان کے پردے میں آپ کی ہی روح کن کہنے والی ان کی ولایت، عظمت وکرامات اور اختیار و تصرف آپ ہی کے فیضان کا کرشمہ ہے اور ان کی رفعت وعظمت سے آپ کی ہی شان وبلندی کا اظہار ہوتا ہے۔

- حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضرت غوث اعظم کے زمانہ سے قیامت تک جتنے اولیاء، ابدال، اقطاب، اوتاد، نقباء، نجباء، غوث یا مجدد ہوں گے سب فیضان ولایت میں، برکات طریقت حاصل کرنے میں حضور غوث اعظم علیہ الرحمۃ کے محتاج ہوں گے بغیر ان کے واسطے اور وسیلہ کے قیامت تک کوئی شخص ولی نہیں ہوسکتا۔ (مکتوبات، مکتوب نمبر ۱۲۳ صفحہ نمبر ۶۰ طبع کراچی)

- شیخ نجم الدین ابو العباس علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

کہ میرے بھائی ابراہیم اعرب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ محققین کے شیخ، صدیقین کے امام، عارفین کیلئے حجۃ اللہ اور سالکین کیلئے بارگاہ الٰہی میں حاضری کا ذریعہ ہے۔ (بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۶۴۹ طبع لاہور)

- حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

جس کسی کو ظاہری و باطنی فیض حاصل ہوا ہے سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی وساطت سے حاصل ہوا ہے خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو کوئی ولی آپ کی مہر کے بغیر منظور ومعتبر

نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ تمام تصرفات کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں دے دی ہے، جسے چاہیں کسی منصب ولایت پر مقرر فرمائیں اور جسے چاہیں ایک آن میں معزول فرمائیں۔ (اقتباس الانوار)

- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فیض باطنی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں،

اگر امور کے پیش نظر سالک کو کسی خاص روح سے مناسبت ہوجائے اور وہاں سے فیض پہنچے تو اس واقعہ کی اصل حقیقت غالباً یہ ہوگی کہ اسے یہ فیض یا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے حاصل ہوا یا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت سے ملا یا یہ فیض حضرت غوث اعظم کی نسبت سے ملا ہے۔ (ہمعات (اردو) صفحہ نمبر ۱۲۷)

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان حضرات میں سے ایک حضرت سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی بھی ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے آپ کو کائنات میں تصرف اور اقتدار حاصل ہے۔

(شرح فتوح الغیب فارسی صفحہ نمبر ۱۲)

- سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ شاہ فقیر اللہ علوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

کہ سلسلہ قادریہ کے مرید کیلئے نامناسب ہے کہ وہ کسی اور سلسلہ کے پیر سے روحانی استفادہ کرے، اس لئے کہ تمام سلاسل کے مشائخ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ اور اول وآخران ہی کے طفیل ان پر در معرفت وا ہوتا ہے۔

(مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی نقشبندی صفحہ نمبر ۲۱)

ان دونوں اشعار پر مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

(مولوی احمد رضا) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دبے لفظوں میں خدا بنا کر پھر سارے خدائی اختیارات حضرت عبدالقادر جیلانی کو دلواتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کو کن کے سب اختیارات حاصل ہیں، جیسے خدا کی شان ہے کہ کن کہہ کر جو چیز چاہیں پیدا

کردیں آپ کو بھی کن فیکون کی یہ قدرت حاصل ہے۔ سب کن مکن آپ کے ہاتھ میں ہے فرشتے جن کے سپرد تصرفات ہیں سب آپ کے ماتحت ہیں۔ فاعل حقیقی جو اس کارخانہ کائنات کو چلا رہا ہے۔ وہ آپ ہی ہیں۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۴۱ حصہ اول)

- قمر پر جیسے خور کا یوں ترا قرض
سب اہل نور پر فاضل ہے یا غوث
غلط کردم تو واہب ہے نہ مقترض!
تری بخشش تیرا نائل ہے یا غوث

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۸۰)

لغات: قمر: چاند۔ خور: سورج۔ فاضل: بہت زیادہ۔ واہب: بخشنے والا۔ مقترض: قرض دینے والا۔ نائل: عطیہ۔

مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

جس طرح چاند سورج سے روشنی کا محتاج ہے یعنی اسی طرح سب اہل نور یعنی اولیاء اللہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے حصول فیض کیلئے آپ کے مقروض ہیں اور آپ صاحب فضل اور قاسم ولایت ہیں۔

پھر فرماتے ہیں: نہیں نہیں، میں نے غلطی کی، آپ مقترض نہیں کہ قرضہ کی واپسی کا مطالبہ کریں بلکہ یہ تو آپ کی بخشش اور آپ کا عطیہ ہے۔

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے غوث اعظم علیہ الرحمۃ کو "قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا، حتیٰ کہ چاردانگ عالم کے فقہاء علماء طلباء اور فقراء کی توجہ آپ کے آستانہ کی جانب ہوگئی، حکمت ودانائی کے چشمے آپ کی زبان سے جاری ہوگئے اور عالم ملکوت سے عالم دنیا تک آپ کے جلال وکمال کی شہرت ہوگئی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے علامات قدرت وامارت، دلائل کی خصوصیت اور براہین وکرامات آفتاب نصف النہار سے زیادہ واضح اور ظاہر فرمائے۔ اور

ل کے خزانوں کی کنجیاں اور تصرفات وجود کی لگام میں آپ کے قبضہ اقتدار اور دست اختیار کے سپرد فرمائیں۔ (اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۳۳، ۴۳ طبع کراچی)

- حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

گر کسے واللہ بعالم از مے عرفانی است
از طفیل شہ عبدالقادر گیلانی است

(تحفہ قادریہ صفحہ نمبر ۱۶ طبع لاہور)

- شیخ عبدالقادر اربلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

جب اللہ اپنے کسی بندے کو ولی بنانا چاہتا ہے تو حکم دیتا ہے کہ اس کو میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضر کرو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں حاضر کیا جاتا ہے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حکم فرماتے ہیں کہ میرے پیارے بیٹے سید عبدالقادر جیلانی کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ دیکھیں کہ یہ منصب ولایت کے مستحق ہیں یا نہیں۔ پھر غوث پاک علیہ الرحمۃ کے دربار میں حاضر کیا جاتا ہے اگر آپ اس کو منصب ولایت کے قابل دیکھتے ہیں تو اس کا نام دفتر محمدیہ میں لکھ کر مہر لگا دیتے ہیں پھر اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے پیش کیا جاتا ہے۔ اور سرکار غوث پاک کی چٹھی کے مطابق امر نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا جاتا ہے۔ اور ولایت کی خلعت سے آگاہ کیا جاتا ہے جو غوث اعظم علیہ الرحمۃ کے دست اقدس سے عنایت کی جاتی ہے اور وہ شخص اسے پہن لیتا ہے۔ اور عالم غیب وشہادت میں مقبول اور مسلم ہو جاتا ہے اور اس عہدہ پر غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ قیامت تک فائز رہیں گے اور اس مقام میں آپ کا کوئی ولی مماثل اور شریک نہیں ہر وقت اور ہر زمانہ میں آپ سے غوث قطب اور تمام اولیاء کرام مستفیض ہوتے رہیں گے۔ (تفریح الخاطر صفحہ نمبر ۸۸، از علامہ عبدالقادر اربلی)

- حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وصول فیوض وبرکات در ایں راہ بہر کہ باشد از قطباء ونجباء بتوسط شریف او را مفہوم می شود وچوں ایں مرکز غیر او را میسر نہ شد ائ

ترجمہ: اس راہ میں فیوض و برکات وصول جس کو بھی ہو، وہ اقطاب و نجباء ہوں آپ کے واسطے ہی سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ اور کسی کو میسر نہیں ہوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ (بطور تحدیث نعمت) آپ نے فرمایا ہے۔

افلت شموس الاولین و شمسنا
ابدا علی افق العلی لا تغرب

ترجمہ: پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے کناروں پر رہے گا غروب نہ ہوگا۔ (مکتوب نمبر ۱۲۲ جلد ۳ طبع کراچی ۱۹۷۷ء اردو)

● حافظ ابو عبداللہ محمد علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "مشیخۃ البغدادیۃ" میں لکھتے ہیں: شیخ عبدالقادر جیلانی (علیہ الرحمۃ) دین اسلام کے ایک عظیم رکن ہیں عوام الناس اور خواص کو آپ کی ذات اقدس سے فیض حاصل ہوا ہے۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۲۳ طبع لاہور)

● مولانا قاری شاہ محمد سلیمان پھلواری چشتی قادری (م ۱۳۵۴ھ) فرماتے ہیں:

اے عزیز! تم سیر و تواریخ اولیاء اس زمانہ تک کی پڑھ جاؤ دیکھو گے کتنے طریقے پیدا ہوئے پھر ان کا زور شور ہوا...... بخلاف ہمارے طریقہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ تمام طرق اولیاء میں سما گیا اور ہر طریقے میں اس کی زندگی اور ہر شجرے میں اس کی تازگی ہے ہندوستان کے موجودہ طریق و سلاسل کو دیکھ لو، کوئی طریقہ اس کی آمیزش (فیض) سے خالی نہیں، والحمدللہ علی ذلک۔ (شمس المعارف صفحہ نمبر ۴۰۳ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

یعنی جس طرح چاند سورج سے روشنی حاصل کر کے سورج کا مقروض ہے اسی طرح سب نور والے حضرت عبدالقادر جیلانی سے فیض حاصل کر کے آپ کے مقروض ہیں۔ اگلے شعر میں اپنی ہذیانی کیفیت کا اظہار کرتے ہیں اور اسی کیفیت میں ایک اور ہذیان ہو جاتا ہے یعنی غلط گفتم کی جگہ پھر غلط کردم کہہ رہے ہیں اور ہذیان در ہذیان کے بعد کہتے ہیں کہ آپ

مقروض نہیں بلکہ واہب ہیں یعنی قرض دینے والا تو پھر اپنی دی ہوئی چیز واپس لے لیتا ہے اور آپ تو سب نور والوں کو اپنا فیض ہبہ کر دیتے ہیں اور ظاہر ہے بریلوی عقیدہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں جیسا کہ احمد رضا ایک جگہ کہتے ہیں۔

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اب ذرا صغریٰ کبریٰ ملاحظہ فرمائیے اور بریلوی امت سے نتیجہ نکلوا لیجئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں اور نور والے حضرت عبدالقادر جیلانی سے نور (فیض) پاتے ہیں اگر کوئی بریلوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کائنات سے ارفع و اعلیٰ کہتا ہے تو وہ تقیہ ... ہوتی ہے اور اصل عقیدہ آپ نے خود ہی ملاحظہ فرما لیا۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۰۰ حصہ اول)

ہم توئی قطب جنوب و ہم توئی قطب شمالی
نے غلط کردم محیط عالم عرفاں توئی
(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۲۱۰)

لغات: قطب: چکی کی کیل، جس پر چکی گھومتی ہے۔ عندالجغرافیین زمین کے محور کا کنارہ اور وہ دو ہیں قطب شمالی قطب جنوبی، فرقدین اور جدی کے درمیان ایک ستارہ کا نام ہے، جس سے قبلہ کی تعیین کرتے ہیں۔ سردار قوم کو بھی کہا جاتا ہے۔ (مصباح اللغات)

صوفیاء کی اصطلاح میں "قطب" باطنی خلیفہ اور سید اہل زمان ہوتا ہے۔ قطب کو قطب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دنیا کی جہات اربعہ (چاروں سمت) میں اس طرح دورہ فرماتے ہیں، جس طرح فلک اپنی جہات میں دورہ کرتا ہے۔ قطب کو ہر شخص دیکھ اور پہچان نہیں سکتا، مگر اپنی استعداد کے مطابق، یہ مرتبہ بڑا ثقیل (بھاری) ہے۔ (زرقانی)

غلط کا لفظ مندرجہ ذیل مصادر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

کردن، شدن، خوردن، افتادن، گرفتن، خواندن، گفتن۔

نظیر نیشاپوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

آتش غلط نہ کرد کہ کار سپند ساخت ع

غلط کردن کا لفظ پہلی بات سے کہ درجہ کو ترقی دینے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

(بہار عجم [illegible])

محیط: احاطہ کرنے والا۔

مولانا احمد رضا بریلوی، حضرت سیدنا عبدالقادر گیلانی قدس سرہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ آپ جنوب وشمال کے قطب ہیں۔

دوسرے مصرعہ میں فرماتے ہیں: نہیں نہیں! یہ میں نے غلطی کی، بلکہ آپ تو تمام عرفان پر محیط ہیں۔

- ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

بعض منافق اور حاسد رافضی ہمارے آقا وسید تاج المفاخر، قطب ربانی، الصمدانی، سلطان الاولیاء والعارفین محی الملۃ والدین عبدالقادر الحسنی والحسینی کی عظمت سے بے خبر ہو کر الزام تراشی کرتے ہیں۔ (نزہۃ الخاطر الفاتر صفحہ نمبر ۱۸ طبع فیصل آباد)

- شیخ خضر حسینی موصلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ محبین کے قائد، سالکین کے مقتداء، صدیقین کے امام، عارفین کیلئے رحمت اور مقربین کے صدر الصدور ہیں۔ (قلائد الجواہر صفحہ نمبر ۷۸)

- شیخ منصور بطائحی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں جناب غوث الاعظم علیہ الرحمۃ کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا ”عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ سید عبدالقادر کو بہت بلند مقام مل جائے گا۔ دنیا کے تمام عارفین ان کے ماتحت ہوں گے۔

(۱)......(زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۳۹)

(۲)......(بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۴۱۰)

- شیخ خلیفہ شہر ملکی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

جناب غوث اعظم کو دنیا کے تمام اولیاء وابدال اور اقطاب کے احوال واسرار [illegible] کر دیئے گئے ہیں۔ (زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۳۹)

- علامہ عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ہر زمان اور ہر آن میں قطب، غوث اور تمام اولیاء اللہ آپ (حضرت سید عبدالقادر [illegible]) کی ذات منبع برکات سے مستفیض ہوتے رہیں گے (تفریح الخاطر صفحہ نمبر ۱۳ طبع لاہور ۲۰۰۳ء)

- شیخ موسیٰ بن ماہین زولی علیہ الرحمۃ حضرت عبدالقادر جیلانی کا نہایت ادب کیا کرتے تھے۔ جب آپ کے والد گرامی نے اس کی وجہ دریافت کی، تو آپ نے فرمایا وہ سید الاولیاء اور سید العارفین ہیں، آسمان کے ملائکہ بھی ان کا احترام کرتے ہیں۔

(بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۲۸۵)

- سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ حضرت سید محمد گیسو دراز (م ۸۲۵ھ) علیہ الرحمۃ خلیفہ [illegible] حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی کو ان القابات سے یاد کرتے ہیں۔

یا سلطان العارفین، یا تاج المحققین، یا شافی العیا، یا برکت الانام، یا مصباح الظلام، یا غوث الاعظم، یا کنز الحقائق، یا معدن الدقائق، یا شمس الشموس، یا وارث نبی المختار، یا نائب رسول اللہ، یا قرۃ العیون، الخ (اقتباس الانوار، صفحہ نمبر ۱۹۸، از محمد اکرم قدوسی چشتی)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

اس شعر میں بھی اعلیٰ حضرت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحت توہین کا ارتکاب کیا ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے وہ دنیا ہے اور اسی دنیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں اور اعلیٰ حضرت بریلوی نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ آپ تمام دنیا کو معرفت وخدا شناسی میں گھیرے ہوئے ہیں یعنی تمام دنیا سے معرفت میں بڑھے ہوئے ہیں۔ تو گویا حامی بدعت ماحی سنت اعلیٰ حضرت بریلوی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی شیخ عبدالقادر جیلانی کو معرفت وخدا شناسی میں بڑھا ہوا کہا ہے جو سخت کفر ہے نیز اس شعر کے آخری مصرعہ میں اعلیٰ حضرت بریلوی کی علمی بساط بھی واضح ہو گئی ہے کیونکہ نے غلط کردم خود غلط ہے بلکہ اس جگہ غلط گفتم ہونا چاہیے تھا۔ ارخ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۰ حصہ اول)

بہ وحدت او رابع عبدالقادر
یک شاہد و دو سابع عبدالقادر
انجام وے آغاز رسالت باشد
ایں گوہم تابع عبدالقادر

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۲۶۷)

(نوٹ): مخالف نے آخری دو مصرعے نقل کئے ہیں اوّل کے دونوں مصرعے جن کے بغیر مفہوم مکمل نہیں ہوتا تھا شیر مادر کی طرح ہضم کر گئے ہیں۔

لغات: وحدت: یکتائی۔ رابع: چوتھا۔ عبدالقادر: حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ذاتی اسم گرامی۔ شاہد: گواہ۔ سابع: ساتواں۔ آغاز: شروع۔ رسالت: پیغمبری۔

عبدالقادر										رسالت				
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	.....	۱	۲	۳	۴	۵
ع	ب	د	ا	ل	ق	ا	د	ر	.....	ر	س	ا	ل	ت

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی "عبدالقادر" کے محاسن و کمالات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ شان غوثیت میں حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی یکتائی[1] پر لفظ "عبدالقادر" کا چوتھا حرف (جو الف ہے) ایک شاہد ہے اور دوسرا شاہد اسی لفظ "عبدالقادر" کا ساتواں حرف ہے کہ وہ بھی الف کے معنی میں ہے۔

چونکہ حرف الف سے یکتائی کی طرف اشارہ ہوتا ہے اس لئے لفظ عبدالقادر کے چوتھے اور ساتویں حرف "الف" کو امام اہلسنت مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی شان یکتائی پر دو شاہد کے طور پر پیش کیا ہے۔ اور عموماً شہادت کا نصاب بھی دو ہے۔

اس کے بعد اس رباعی کے تیسرے مصرعے میں فرماتے ہیں:

[1] یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی کو اولیاء کاملین میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔

"انجام وے آغاز رسالت باشد" یعنی لفظ عبدالقادر کا انجام یعنی آخری حرف "را" ہے۔ اس لفظ را سے لفظ "رسالت" کا آغاز ہوتا ہے۔ آخری مصرعہ میں فرمایا۔ اے اتباع کرنے والے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی (جب تو نے اس رباعی میں لفظ عبدالقادر کے محاسن کو پالیا) اب اگلی رباعی بھی کہو (جس میں مزید محاسن مذکور ہیں)۔

مختصر یہ کہ اس رباعی میں "لفظ عبدالقادر" کے حروف سے سید عبدالقادر علیہ الرحمۃ کے محامد و محاسن کی طرف اشارہ ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کمالات ولایت کے اس بلند مقام پر فائز ہیں جس کے بعد رسالت کا آغاز ہوتا ہے۔ یعنی ولایت کی جہاں انتہا ہوتی ہے نبوت کی وہاں سے ابتداء ہوتی ہے۔

- امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ولایت کا منتہی اور نقطہ کمال، قطبیت اور غوثیت کے مقامات ہیں۔

- مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

انبیاء صلوٰت اللہ علیہم کے بعد جو حضرات واصل اور مقربین ہیں ان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ مشائخ صوفیاء کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال متابعت میں وصول کا مرتبہ پایا اور اس کے بعد مخلوق کو متابعت کے طریقہ کی دعوت دینے کے واسطے ان کو شرع کی پیروی کی طرف بلانے کیلئے مخلوق پر اپنی توجہ کو مرکوز کرنے پر مامور و مدون کیا۔ اور دوسری جماعت وہ لوگ ہیں کہ ذریعہ کمال پر پہنچنے کے بعد دوسروں کی تکمیل اور مخلوق کا رجوع ہونا ان کے حوالہ نہیں کیا گیا۔ (نفحات الانس (اردو) صفحہ نمبر ۵۸)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہے کبھی کسی کو نبوت نہ ملے گی مگر احمد رضا بریلوی کہتے ہیں کہ حضور کے بعد نبوۃ صرف ۵۶۱ھ تک بند ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے بعد رسالت کا پھر آغاز ہوگا۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۱۴ حصہ اوّل)

نقشہ شاہ مدینہ صاف آتا ہے نظر
جب تصور میں جماتے ہیں سراپا غوث کا

جواب نمبر ۱: امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: چونکہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق وعادات، حسن وجمال اور نور نبوت کے مظہر تھے اس لئے جب غوث پاک کا تصور جماتے ہیں تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔

- شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرا قدم میرے جد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر ہے حضور کا قدم اٹھتے ہی میں نے اپنا قدم آپکے نشان پر رکھا ہے میرا قدم اقدام نبوت پر ہوتا ہے الخ

(زبدۃ الآثار، صفحہ نمبر ۳۲ طبع لاہور ۱۳۱۳ھ
از شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ)

مصنف رضا خطائی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ پیران پیر کی شکل نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے ملتی ہے۔
(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۳ حصہ دوم)

جواب نمبر ۲: چونکہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نائب رسول خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن وجمال کا آئینہ تھے اس لئے مولانا احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ غوث اعظم جب آپ کا تصور جماتے ہیں تو آپ کے آئینہ میں شاہ مدینہ کا صاف نقشہ نظر آتا ہے۔

- خاندان نبوت میں سے اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا قطب الاقطاب، بنی آدم کا غوث اور جن وانس کا مرجع بنا دیا حتیٰ کہ شیخ محی الدین (عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ) مجدد دین بن گئے۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال تمام اولاد میں درخشاں ہے لیکن حضرت شیخ میں اور ہی قسم کا جمال حسن وکمال ہے اور حضرت شیخ کا جمال، دراصل حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا جمال اور ان کا کمال درحقیقت رسالت پناہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کمال ہے۔

(اخبار الاخیار، صفحہ نمبر ۲۰ طبع کراچی)

باب ہشتم

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کہے گئے نعتیہ اشعار پر معترضین کے اعتراضات کا تحقیقی جواب

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۳۲)

لغات: بیت اللہ: کعبہ معظمہ۔ مجرے کو جھکا: ادب واحترام کے ساتھ سلام کرنا۔ ہیبت: خوف، دہشت: رعب داب، گھبراہٹ۔ تھرتھرا کر: کانپ کر، لرز کر۔

(اردو لغت: مرزا مقبول بیگ بدخشانی طبع لاہور)

مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یارسول اللہ! آپ کی تشریف آوری یعنی ولادت باسعادت ہوتے ہی کعبہ معظمہ ادب واحترام کے ساتھ سلام بجالاتے ہوئے جھک گیا اور خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے بتوں پر کچھ ایسا رعب وخوف طاری ہوا کہ ہر بت لرز لرز کر اوندھے منہ گر پڑا۔

حضرت عبدالمطلب سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں شب ولادت کعبہ کے

پاس تھا جب آدھی رات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھکا اور سجدہ کیا اور اس سے تکبیر کی آواز آئی اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد المصطفےٰ الان قد طہرنی ربی من انجاس الاصنام وارجاس المشرکین اور وہ بت جو کعبہ میں گرداگرد نصب تھے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور سب سے بڑا بت جسے ہبل کہتے ہیں منہ کے بل گر پڑا۔

(۱)......(مدارج النبوۃ (مترجم) صفحہ نمبر۲۷ جلد اول، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

(۲)......(شواہد النبوۃ (مترجم) صفحہ نمبر۵۷، از مولانا عبدالرحمٰن جامی)

- امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت کے وقت بت اوندھے منہ گر گئے (الخصائص الصغریٰ (مترجم) صفحہ نمبر۴۳ طبع لاہور ۱۴۰۶ھ)

- ابن عساکر نے عروہ سے روایت کی کہ ایک جماعت قریش جن میں ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو بن فضیل، عبداللہ بن جحش اور عثمان بن حویرث تھے، ان لوگوں کا مشترکہ بت جس کے پاس یہ جمع ہوتے تھے ایک رات جب اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ منہ کے بل اوندھا پڑا ہے انہوں نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی اور اٹھا کر سیدھا کر کے اس کے مقام پر درست کر دیا۔ کچھ دیر گزری ہوگی وہ بت منہ کے بل پھر گر گیا۔ انہوں نے دوبارہ سیدھا کر کے درست کر دیا۔ تیسری مرتبہ پھر اسی طرح گرا۔ اب عثمان نے کہا کہ کوئی خاص بات معلوم ہوتی ہے یہ وہی رات تھی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔

(خصائص کبریٰ صفحہ نمبر۴۳ جلد اول طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

خانہ کعبہ ڈانس کرتا ہے۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر۹۵ حصہ دوم)

زیر بحث شعر کو دوبارہ صفحہ نمبر۱۹۱ پر درج کر کے درج ذیل جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی نے بیت اللہ شریف کو کیسے مکروہ انداز میں بتوں کے ساتھ ملا دیا ہے رسوائے زمانہ احمد رضا خاں نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے عرش الٰہی کیلئے

مجرے کا لفظ استعمال کیا ہے شعر ملاحظہ ہو۔

جھکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزم بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قرباں ہو رہے تھے

(حدائق بخشش جلد اول)

مولوی احمد رضا خان بریلوی کا تمام کلام گستاخی پر مبنی ہے آپ جو شعر بھی پڑھیں گے اس سے گستاخی کی بو آئے گی۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر۱۹۲ حصہ دوم)

شعر کی شرح

مولانا احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ واقعہ معراج کی منظر کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب آپ عرش اعظم پر پہنچے تو وہ آداب بجالایا اور بزم بالا والے (فرشتے) سجدے میں گر پڑے یعنی انتہائی تعظیم بجالائے اور عرش آپ کے قدموں سے آنکھیں مل رہا تھا (یعنی آپ کے قدم عرش کے ساتھ مس تھے) اور بزم بالا کے فرشتوں نے آپ کو جھرمٹ میں لے رکھا تھا۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

(حدائق بخشش صفحہ نمبر۳۴)

لغات: نعمتیں: عطاء و بخشش۔ بانٹتا: تقسیم کرتے ہوئے۔ سمت: طرف، جانب۔ ذیشان: شان و شوکت والا۔ منشی: آغاز کرنے والا، پیدا کرنے والا۔ منشی رحمت: رحمت کا پیدا کرنے والا یعنی اللہ تعالیٰ۔ (کریم اللغات صفحہ نمبر۳۵۶)

صاحب قصیدہ بردہ شریف فرماتے ہیں:

الحمد للہ منشی الخلق من عدم
ثم الصلوٰۃ علی المختار فی القدم

(شرح قصیدہ بردہ صفحہ نمبر۵ طبع کراچی)

قاسم خزائن اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے قاسم خزائن الٰہیہ ماننا ان مسائل

مہمہ سے ہے کہ جن کا تعلق عظمت نبوۃ و رسالت سے ہے۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو ان مسائل کو شرکیہ قرار دیتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے واضح طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مالک نعماء الٰہیہ ہونا ثابت ہے۔ اس عقیدہ کو شرک کہنے والے اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ اذن الٰہی اور عطا خداوندی کے ساتھ شرک کا تصور جمع نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے خزائن نعمت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمانے اور ان میں اپنی حکمتوں کے مطابق تصرف کا اذن دینے پر قادر ہے اور ہر مقدور ممکن ہے اور امر ممکن کا اعتقاد کسی حالت میں شرک نہیں ہوسکتا شرک جب ہی ہوگا کہ ان امور میں محال ذاتی کا اعتقاد ہو، جیسا کہ عطاء الوہیت ممتنع عقلی اور محال بالذات ہے۔ لیکن اپنی نعمتوں کے تقسیم کرنے کا اذن دینا تو محال نہیں بلکہ امر واقع ہے بلکہ شاہد ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کی نفی جن دلائل سے لوگ ثابت کرنے سعی مذموم کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان سب کا مفاد صرف یہ ہے کہ حکم خداوندی کے خلاف اور مشیت الٰہیہ کے منافی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے قطعاً کوئی حکم یا اختیار نہیں ہے۔ اور عطاء الٰہی سے کل اختیارات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے حاصل و ثابت ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے اذن سے قاسم خزائن اللہ ہیں اس لئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں نعمتیں تقسیم فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تقسیم پر اپنی رضامندی کا اظہار فرما دیتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی رضا چاہتا ہے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر کی فرماتے ہیں:

محمد کی مرضی ہے مرضی خدا کی
خدا کی رضا ہے رضائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

قرآن کریم میں ہے:

قد نری تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضھا فول

وجھک شطر المسجد الحرام۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۴۴)

ترجمہ: "بے شک ہم دیکھ رہے ہیں آپ کے رخ (انور) کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا تو آپ کو ضرور پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس پر آپ راضی ہیں تو آپ پھیر لیں اپنا رخ مسجد حرام کی طرف"۔ (البیان)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دلی تمنا تھی کہ کعبہ کو قبلہ بنا دیا جائے اور چشم امید و رحمت کی طرف بار بار اٹھتی تھی اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی یہ ادا اتنی پیاری اور اس کی خوشنودی خاطر اتنی مطلوب تھی کہ اسی آیت میں اعلان فرمایا کہ اے محبوب! جو قبلہ تمہیں پسند وہی مجھے پسند اور تیری رضا کیلئے ہم کعبہ کو قبلہ مقرر فرماتے ہیں۔

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

انما انا قاسم واللہ یعطی۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

ترجمہ: "بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے"۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۵۱۲)

اس حدیث کی شرح میں سلطان العارفین شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اس سے اجناس عالم مراد ہیں تاکہ دنیا والوں کی ذاتی طلب کے مطابق آپ نکال کر عطا فرماتے رہیں۔ (جواہر البحار صفحہ نمبر ۳۰۷ جلد اول)

نیز فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں مرحمت فرمائی گئیں تو ہم نے جان لیا کہ آپ انکی حفاظت کے اہل اور حاجت مندوں کی ضروریات سے خبردار ہیں، پس جو بھی دنیا میں کسی کو رزق ملتا ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر واسطے کے اللہ تعالیٰ کسی کو مرحمت نہیں فرماتا کیونکہ کنجیاں انکے ہاتھوں میں دی

ہیں۔ (جواہر البحار صفحہ نمبر ۳۹۸ جلد اول)

- امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بے شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانوں اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست قدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم ارادہ و اختیار کر دیئے ہیں جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔

(الجواہر المنظم صفحہ نمبر ۴۲ طبع مصر)

- ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ربیعہ کی شرح میں فرمایا ہے:

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو قدرت بخشی ہے اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔ (مرقات صفحہ نمبر ۳۲۳ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی بن خواجہ حضرت مجدد الف ثانی کا ایک مشاہدہ

- حضرت خواجہ معصوم سرہندی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

میں جب مدینہ منورہ حاضر ہوا اور مواجہ شریف میں حاضری دی تو وہاں چشم دل سے مشاہدہ کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک عرش سے فرش تک مرکز کائنات ہے۔ ہر چند کے وہاب مطلق (عطا فرمانے والا) اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن جس کسی کو (جو) ملا پہنچا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے پہنچا ہے۔ اور مہمات ملک وملکوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہتمام سے انصرام پاتی ہیں یعنی صرف جہان کے ہی نہیں بلکہ ملکوت کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہتمم ہیں اور معلوم ہوا کہ ساری خدائی کے انعامات شب و روز روضہ مطہرہ سے پہنچتے ہیں۔ (مقامات امام ربانی، ماہنامہ الجامعہ محمدی شریف (جھنگ) ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

احمد رضا بریلوی نے حدیث انما انا قاسم واللہ یعطی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم بانٹنے والے اور اللہ تعالیٰ دینے والے ہیں) فرماتے ہیں کہ حضور نعمتیں

بانٹتے ہیں مگر یہ نہیں کہتے کہ دینے والا خدا تعالیٰ ہے بلکہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منشی لگا ہوا ہے۔ معاذ اللہ الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷ حصہ اول)

معدن   اسرار   علام   الغیوب
برزخ   بحرین   امکان   و   وجوب

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۲۹۰)

لغات: معدن: کان۔ اسرار: بھید۔ علام الغیوب: غیب کے علوم جاننے والا یعنی حق تعالیٰ۔ برزخ: واسطہ۔ بحرین: بحر کی جمع، سمندر۔

مصرعہ اول کا مفہوم: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسرار الٰہی کی کان ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسرار الٰہی پر مطلع فرمایا ہے (جس قدر آپ کی شان کے لائق تھے)۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ ادراک حقیقت الٰہیہ میں انبیاء و اولیاء عاجز ہیں۔ تجلیات ذاتی و صفاتی و اسمائی انبیاء و اولیاء حسب المراتب دنیا میں ہوتی ہیں۔

اسرار الٰہی کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ وہ اسرار الٰہی جو عام مخلوق پر افشاں کیے گئے۔
۲۔ وہ اسرار الٰہی جو خاص افراد پر آپ نے ظاہر فرمائے۔
۳۔ وہ اسرار الٰہی جو رب العزت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (حروف مقطعات اور قیامت کے وقوع وغیرہ کا علم)۔

- ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

یعنی علوم لوح و قلم کے آپ کے علوم میں سے ہیں اور اس کا بیان یہ ہے کہ آپ کے علوم متنوع ہوتے ہیں کلیات و جزئیات و حقائق و عوارف و معارف کی طرف جو ذات و صفات کے متعلق ہیں اور لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندر میں سے ایک نہر ہے اور آپ کے علوم کی سطروں میں سے ایک حرف ہے۔

(الزبدۃ العمدۃ شرح البردہ صفحہ نمبر ۱۱۷ ناشر جمعیۃ علماء اسکندریہ خیر پور سندھ)

نیز شرح شفا میں لکھتے ہیں:

حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روشن معجزات اور ظاہر آیات میں سے وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا معارف جزئیہ علوم کلیہ مدرکات غلبہ یقینیہ اور اسرار باطنہ انوار ظاہرہ میں سے اور آپ کو دنیا اور دنیا کی تمام مصلحتوں اطلاع کے ساتھ خاص کیا۔ (نسیم الریاض فی شرح الشفاء و بھامشہ شرح الشفاء ملا علی القاری صفحہ نمبر ۲۲۳ جلد ۳ طبع ملتان)

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اور باطن سے مراد آپ کے وہ اسرار ہیں جن کی حقیقت کا ادراک ناممکن ہے۔
(مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ نمبر ۸)

مصرعہ ثانی کو سمجھنے کیلئے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ وجود دو قسم کے ہیں ایک وجود وہ جو اپنے ہونے میں غیر کا محتاج ہے (جیسے انسان) ایک وہ جو غیر کا محتاج نہیں (جیسے خداوند قدوس) اول الذکر کو ممکن کہتے ہیں اور موخر الذکر کو واجب۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے امکان اور وجوب کو دو سمندروں سے تشبیہ دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چونکہ ممکن و واجب یعنی اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک واسطہ اور وسیلہ ہیں اس لئے آپ کو برزخ کہا گیا ہے۔

اب اس مصرعہ ثانی کا مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات گرامی مخلوق اور خالق کے درمیان معرفت الٰہی کا ذریعہ و وسیلہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغیر خدا تعالیٰ تک رسائی ناممکن ہے۔

پروردگار عالم جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم ۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ: ”(اے محبوب اہل کتاب سے) فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری فرمانبرداری کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا

بے حد رحم فرمانے والا ہے“۔ (ایمان)

- حضرت جعفر بن محمد یعنی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ (م ۱۴۸ھ) فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی اطاعت سے عاجز دیکھ کر اس بات کی معرفت عطا فرمائی تاکہ وہ سمجھ جائیں کہ خدمت کے ذریعے وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے تو اپنے اور ان کے درمیان تو اپنی تخلیق کے شاہکار کو واسطہ بنایا جو صورت کے لحاظ سے خود ان کی جنس میں سے ہے اور جس کی خوبی یہ ہے کہ وہ سراپا رافت و رحمت ہے اسے مخلوق کی طرف ایسا مکمل سفیر اور نمائندہ بنا کر بھیجا کہ اس کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور اس کی موافقت کو اپنی موافقت قرار دیتے ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا:

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (الشفاء جلد اول صفحہ نمبر ۴۱)

- حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ارسال کرنے کی نعمت کا شکر یہ کس زبان سے ادا کیا جائے اور کس دل سے اس منعم کا اعتقاد کیا جائے اور وہ اعضاء کہاں ہیں جو اعمال حسنہ کے ساتھ اس نعمت عظمیٰ کا بدلہ ادا کریں اگر ان بزرگواروں کا وجود شریف نہ ہوتا ہم بے سمجھوں کو صانع کے وجود (ذات باری تعالیٰ) اور اس کی وحدت کی طرف کون ہدایت کرتا۔
(مکتوبات (اردو) حصہ چہارم دفتر اول صفحہ نمبر ۵۹۴)

- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

منزل خودی اور مقام ”ہویت“ یہ تمام راستے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی خصوصی توجہ اور ذاتی تربیت و شفقت کے ذریعے طے کرائے ہیں اس لئے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں پڑھ سن کر نہیں بلکہ تربیت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فیضان سے ان مراحل کو عبور کر کے کہہ رہا ہوں۔ (شاہ ولی اللہ دہلوی اور فلسفہ خودی صفحہ نمبر ۲۹ طبع لاہور)

- نیز فرماتے ہیں:

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی آغاز سفر سے انجام سفر تک ہر قدم ہر حال

ہر کیفیت اور ہر سطح پر مرد کامل کی دستگیری کرتی ہے اور راہ خودی کا سفر جام وکمال انجام تک پہنچانے کیلئے مینارہ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ (شاہ ولی اللہ اور فلسفہ خودی)

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتداء میں تخلیق کائنات کا سبب اور آخر میں بنی آدم کی ہدایت کا وسیلہ ہیں باطن میں تربیت کنندہ ارواح اور ظاہر میں تکمیل کنندہ اجسام ہیں۔ ارکان مذاہب کو منہدم کرنے والے، ادیان سابقہ کو منسوخ کرنے والے، انگشتری وجود کا نگینہ اور نگینہ معرفت وشہود کا نقش ہیں۔ پابند تصور اخلاق کا مقصد، سالکین اہل زمین کا مطلوب، مکارم اخلاق کے تکمیل کرنے والے، کامل کو درجہ کمال تک پہنچانے والے، وجود عدم کی منزلوں کو دیکھنے والے، دربار حدوث وقدم کا سنگھم، امکان ووجوب کے جامع، طالب ومطلوب میں واسطہ، مملکت خداوندی کے ذریعہ اور حکومت الٰہیہ کے بادشاہ ہیں۔ حقیقت خلوت کے مظہر، صورت رحمانیت کے جلوہ، عالم لاہوت کے راز سربستہ، خانہ جبروت سے واقف۔ ارواح ملکوتیہ کو تروتازگی بخشنے والے۔ اور عالم ناسوت کو رونق دینے والے ہیں۔ ولایت کے راہنما، دائرہ نبوت کی انتہا، مظہر کامل، رحمت عالم، عقل اول، ترجمان اولین، نوروں کے نور، سرتاپا راہنما، تمام رسولوں کے سردار، اللہ کے سب سے زیادہ محبوب، سب سے زیادہ برگزیدہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۲ طبع کراچی)

- علامہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے خلافت کا سلسلہ کسی اپنی ضرورت اور احتیاج کیلئے جاری نہیں فرمایا کہ ان استحالات میں سے کوئی استحالہ لازم آئے بلکہ جن پر انبیاء علیہم السلام کو خلیفہ بنایا ہے ان کے قصور استعداد اور نقصان صلاحیت کی وجہ سے یہ سلسلہ کیونکہ وہ براہ راست ہدایت اللہ تعالیٰ سے فیض حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اور نہ اس کے احکام اخذ کر سکتے تھے۔

(بیضاوی صفحہ نمبر ۶۲، ۶۳، طبع کراچی ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء، از امام عبداللہ بن عمر بیضاوی علیہ الرحمۃ)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

بریلوی مذہب والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ممکن الوجود یعنی مخلوق نہیں مانتے نہ واجب الوجود کہہ سکتے ہیں کہ اعلانیہ آپ کو خدا ماننا پڑتا ہے۔

ان کے ہاں آپ نہ خالق ہیں نہ مخلوق ایک درمیانی اور برزخی مخلوق ہیں۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۰۲ حصہ اول)

ہے ملک خدا پہ جس کا قبضہ
میرا ہے وہ کامگار آقا

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۲۲)

لغات: ملک خدا: خدا تعالیٰ کا ملک۔ قبضہ: اقتدار۔ کامگار: کامیاب۔

مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

جس ہستی مقدسہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ملک پر اقتدار بخشا ہے۔ میرا وہ کامیاب آقا ہے جن کا اسم گرامی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں:

سرور عالم محمد شاہ دیں
پیشوائے اولین و آخریں
حکم ان کا ہے جہاں میں سربسر
وہ یہاں آئے ہیں سب سے پیشتر

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۵۵ طبع دارالاشاعت کراچی)

بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے
التجا و استعانت کیجیے

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۳۱)

مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اٹھتے بیٹھتے یعنی کثرت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التجا کریں کہ اے اللہ تعالیٰ کے محبوب ہمارے لئے دعا کریں کہ

اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب دنیا اور حسین آخرت عطا فرمائے۔

- حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

محبت محمد کی رکھ جان میں
محمد محمد کہہ ہر آن میں
محمد کی الفت ہے اور چاہ سے
ملے گا تو امداد اللہ سے

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۹۸ ادارۃ الاشاعت کراچی)

ممکن میں قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیران ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۷۳)

لغات: ممکن: مخلوق، یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ قدرت: قوت، طاقت۔ واجب: ذات باری تعالیٰ۔ خطا: غلطی۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیثیت مخلوق ہونے کے اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ شان وشوکت اور عظمت ورفعت عطا فرمائی ہے کہ آپ کا مقام انسانی عقل کی حدود سے وراء الوراء ہے۔

نبوت، رسالت، خلت، محبوبیت، اصطفاء، اسرار، رؤیت باری تعالیٰ، قرب ودنو، وحی، شفاعت عاصیاں، وسیلہ، انبیاء کے ساتھ امام بن کر نماز پڑھنا، بنی آدم کی سرداری، لواء الحمد، بشارت ونذارت، مالک عرش وفرش کا قرب خاص، اطاعت، امانت، ہدایت، ساری کائنات کیلئے رحمت ہونا، عطیہ رضا، سوال، حوض کوثر، کلام الٰہی کا سننا، اتمام نعمت، اگلوں پچھلوں کی مغفرت کا باعث، شرح صدر، مخلوق کا بوجھ ہلکا کرنے والا، رفعت ذکر، تائید ایزدی سے سرفراز، صاحب سکینہ تائید ملائکہ، صاحب کتاب وحکمت، وسبع مثانی وقرآن عظیم، امت کا تزکیہ کرنا، مخلوق کو خدا کی طرف بلانا، اللہ اور ملائکہ کا صلوٰۃ بھیجنا، لوگوں کے درمیان حکم الٰہی سے

منصف ہونا، امت محمدیہ سے اگلی امتوں والی سختیوں کو ہٹانے والا، خدا نے اس کے نام (حیات) کی قسم فرمائی، اجابت دعا، جمادات کا آپ سے کلام کرنا، حالانکہ وہ زبان سے محروم ہیں، مردوں کو زندہ کرنا، بہروں کو سنانا، انگلیوں کے اندر سے پانی کے چشمے بہا دینا، تھوڑے طعام کو زیادہ کرنا۔ چاند کو شق کرنا، سورج کو واپس لوٹانا، قلب ایمان، رعب کے ذریعے مدد کیے گئے، غیوب پر مطلع فرمائے گئے، ابر کا سایہ کرنا، کنکریوں کا تسبیح پڑھنا، رنج والم کا دور فرمانا، لوگوں کے شر سے آپ کو محفوظ فرمانا وغیرہ ایسے کمالات ہیں جن کا کسی سے احاطہ نہیں ہو سکتا غرضیکہ جو شرف وکمالات خزانہ قدرت میں انسان کیلئے شرعاً وعقلاً محال ہیں وہ تمام آپ کو حاصل ہیں۔

جب میں آپ کے اس قدر وسیع اختیارات وکمالات کا مطالعہ کرتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ یہ مقام ومرتبہ مخلوق کو حاصل نہیں ہو سکتا تو کیا آپ واجب ہیں......؟ تو یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ واجب میں عبدیت کا پایا جانا محال ہے۔ پس آپ کو واجب کہنا بھی صحیح نہیں۔ اور عام انسانوں کی صف میں کھڑا کرنا بھی درست نہیں۔ مقام مصطفےٰ کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ آپ مظہر صفات الٰہیہ اور اللہ تعالیٰ کے جمال وکمال کا آئینہ ہیں۔

- علامہ قاضی عیاض مالکی اندلسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اللہ رب العزت کے سوا کسی میں یہ طاقت نہیں کہ وہ کمالات مصطفویہ کا احاطہ کر سکے، علاوہ ازیں (دنیاوی کمالات کے) آپ کے وہ فضائل وکمالات بھی ہیں جو خدائے ذوالمنن نے روز آخرت میں آپ کیلئے ذخیرہ کر چھوڑے ہیں مثلاً اعلیٰ منزل، مقدس درجات، اور سب سے بلند وبالا سرداری کے مراتب، یہ وہ نعمتیں ہیں کہ عقل ان کو سمجھنے میں بے عقل ہے۔ اور ان کی حقیقت کی جانب پرواز کرنے سے مرغان وہم وگمان کے پر جل جاتے ہیں۔

(کتاب الشفاء جلد اول صفحہ نمبر ۱۲۰ مترجم)

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

خیر الوریٰ امام رُسل مظہر اتم
او از خدا و ہر چہ ازو منتخی ازو

آپ بہترین مخلوق امام الانبیاء اور مظہر کامل ہیں آپ خدا سے ہیں اور دوسری چیزیں آپ سے ہیں۔ (اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۱۰ مطبع کراچی)

- حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اور رحمت کاملہ نازل ہو اس ذات پر جو اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم واکمل ہیں اور اس کے حسن وجمال کا جلوہ گاہ ہیں جن کا نام مبارک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ واصل ہیں۔ (انفاس رحیمیہ بحوالہ تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۲۹)

نیز فرماتے ہیں:

اور بہترین تحفے اس کے حبیب پر جو اللہ تعالیٰ کے جمال وکمال کا آئینہ اور اس کے خزائن بخشش کی کنجی ہیں۔ (انفاس رحیمیہ بحوالہ تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۳۰)

- شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری روحوں کی اصل ہیں پس آپ روحانی لحاظ سے اولین باپ ہیں۔ جیسے جسمانی لحاظ سے آدم علیہ السلام اولین باپ ہیں۔

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری مخلوق کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر ایک سے افضل ہیں۔ (جواہر البحار صفحہ نمبر ۳۸۷، ۳۹۱ جلد اول از علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ)

- حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے معرفت کے سمندروں میں غوطہ لگایا تاکہ حقیقت مصطفوی کی معرفت حاصل کروں۔ دیکھا کہ میرے اور حقیقت محمدیہ کے درمیان ایک ہزار پردے حائل ہیں اور مجھے یہ پتہ چلا کہ اگر میں پہلے پردے کی طرف ایک قدم بھی بڑھاتا ہوں تو جل کر راکھ ہو جاتا ہوں جیسے بال آگ میں گر کر اپنے وجود کو جلا بیٹھتا ہے۔ (جواہر البحار صفحہ نمبر ۱۵ جلد ۳)

- شیخ ابوالحسن خرقانی (م ۴۲۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

مجھے تین چیزوں کی غایت وحد معلوم نہ ہوئی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے [illegible] مکر نفس اور معرفت خداوندی۔ (نفحات الانس از مولانا جامی)

اٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے
(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۵۹)

[illegible] قصر دنیٰ: مقام قرب۔ خبر: پتا، اطلاع۔

شب معراج حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سدرۃ المنتہیٰ پر آکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت چھوڑ دی۔ آپ آگے بڑھے قصر دنیٰ (یعنی قرب خداوندی کے پردے) اٹھ گئے۔ ان کیفیات ومشاہدات کو انسان بیان کرنے سے قاصر ہے۔

دوسرے مصرعہ میں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی یعنی قرب اپنے کمال کو پہنچا اور با ادب احباء میں جو نزدیکی متصور ہو سکتی ہے اور وہ اپنی غایت کو پہنچی۔

تو کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس موجود نہ رہی؟ یقیناً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روح مع جسد اطہر وہاں موجود تھے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ثم دنی فتدلی ، فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ (سورۃ النجم آیت نمبر ۸، ۹)

ترجمہ: ''پھر قریب ہوا (اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) پھر زیادہ قریب ہوا تو (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب سے) دو کمانوں کی مقدار (نزدیک) ہوئے بلکہ اس سے (بھی) زیادہ قریب''۔ (البیان)

- امام رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ وہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو بارگاہ خداوندی کے قرب خاص سے مشرف فرمائے گئے تھے۔ کہا گیا ہے

کہ دنیٰ سے قرب اور تدلٰی سے انتہائی قرب (نزدیکی) مراد ہے۔

- حضرت نقاش رحمۃ اللہ علیہ نے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کی ہے (وہ) فرماتے ہیں کہ وہ بندے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ نزدیک ہوا پھر اور قریب سے قریب تر ہوا اور اپنی قدرت اور عظمت سے جو چاہا دکھایا۔
(کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۳۰۷، ۳۰۸ جلد اول از قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ)

- مولوی محمد انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں سرمدی سے آپ کو نوازا اور اپنے فضل واحسان سے عزت افزائی فرمائی۔ (فیض الباری)

- سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

پھر شاہد مستور ازلی نے چہرہ سے پردہ اٹھایا اور خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے وہ پیام ادا ہوئے جن کی لطافت ونزاکت بار الفاظ کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ (سیرت النبی صفحہ نمبر ۳۶۲ جلد ۳)

- قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس جگہ جو خدا کا قرب یا خدا سے قریب مذکور ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق عطا (کرے) اس سے مراد مکانی یا زمانی فاصلے کا قرب نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قریب ہونا یا قرب خدا میں پہنچنا یہ آپ کی عظیم قدر و منزلت، مرتبہ کی بلندی، انوار معرفت کا ظاہر ہونا اور غیبی اسرار کا مشاہدہ کرنا اور قدرت حاصل ہونا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید احسان فرمانا، آپ کو مزید انس دلانا آپ کیلئے کشادگی اور بزرگی کے اظہار کی خاطر ہے اور اس کی تاویل بھی اسی طرح کی جائے گی جس طرح اس فرمان رسالت کی تاویل کی جاتی ہے کہ ہمارا رب آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے۔ اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ اس نزول سے مراد افضال، اجمال قبول اور احسان فرماتا ہے۔

اس تقرب والے ارشاد باری تعالیٰ کی وہی تاویل کی جائے گی جو ارشاد خداوندی من تقرب منی شبرا تقربت منہ ذراعا ومن اتانی یمشی اتیتہ ہرولۃ (جو ایک بالشت میری طرف

آئے میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آئے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ یہاں بھی قرب سے اجابت قبولیت، احسان وکرم فرمانا اور مرادوں سے جلد از جلد جھولیاں بھر دینا مراد ہے۔ (کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۳۰۹، ۳۱۰ جلد اول طبع لاہور)

- ملا معین الکاشفی الہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دنیٰ جو کچھ اہل دنیا کے آثار تھے مٹا دیئے فتدلٰی کی منزل میں انسان کے تمام ادراک کو ختم کر دیا یہاں تک کہ غیبی تائید سے ستر الٰہی سے وراء پہنچے اپنے قرب کے مقام میں ست ٹھہریئے، میرے قرب میں پہنچے پس ادنیٰ منی کے مقام پر بیٹھے درمیان سے شب و روز جاتا رہا، سوز ایک طرف ہو گیا اس قدر نزدیک پہنچے کہ ہیبت جلال و جمال ظاہر ہوئی، عزت ربوبیت نے پکارا کہ اور آگے آیئے بساط قرب پر اس قدر بڑھے کہ حدوث وقدم مناسبت نہ رہی تمام پردے درمیان سے اٹھ گئے۔ فکان قاب قوسین، دو کمانوں کی مقدار، ایک صفت قدم تھی اور ایک صفت حدوث، اگرچہ نزدیک پہنچ گئے لیکن ایک نہ ہوئے کیونکہ اتحاد کی صورت ناممکن ہے۔ (معارج النبوۃ (مترجم) صفحہ نمبر ۳۶۳ جلد ۳)

- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

آپ نے ہر مقام انبیاء کو ہر صاحب مقام کو بہ نسبت اپنے مرتبہ کے جو خداوند تعالیٰ سے عنایت ہوا، پست کر دیا جب آپ اُدن کہہ کر واسطے ترقی مرتبہ کے شل یکتا اور نامور مخص پکارے گئے (یہ ندا یا محمد اس لئے تھی) تاکہ آپ کو وصل حاصل ہو جو نہایت درجہ آنکھوں سے پوشیدہ تھا (اور کوئی مخلوق اس کو دیکھ نہیں سکتی)۔ (نشر الطیب صفحہ نمبر ۱۰۳)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

معراج کی رات جب دنیٰ فتدلٰی کے پردے اٹھے کوئی نہیں بتا سکتا کہ حقیقت کیا کھلی یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہاں دو ہستیاں تھیں، خدا اور اس کا رسول نہیں دو نہ کہہ یہ نہ کہہ آپ ہی وہ نہ تھے (یعنی خدا نہ تھے) ارے حقیقت یہ ہے کہ آپ ہی وہ تھے۔ بریلوی مذہب

میں توحید کا یہی تصور ہے۔ وہ الوہیت کے سوا اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت مانتے ہیں۔ (لاحول ولا قوۃ) (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۰۶ حصہ اول)

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے
(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۶۹)

لغات: اوّل: ابتداء۔ آخر: انتہاء۔ ظاہر: عیاں۔ باطن: پوشیدہ۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہی اوّل، آخر، ظاہر اور باطن ہے۔ اسی کے جلوے یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج اسی ذات اقدس کی ملاقات کیلئے عرش معلی پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔

جس طرح صبح کی روشنی چاند اور ستاروں پر غالب آجاتی ہے اور وہ صبح کی روشنی میں مدغم ہو جاتے ہیں شب معراج احدیت کے جلووں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس کو اپنے جلووں میں سمیٹ لیا۔

- شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کو الوداع کہہ کر رفرف لانے والے فرشتے کے ہمراہ عرش معلی کی جانب پرواز کرنے لگے...... اس کے بعد آپ تجلیات میں گم ہو گئے اور جو فرشتہ آپ کے ہمراہ آیا تھا (رفرف لے کر) وہ پیچھے ہی آپ سے جدا ہو گیا...... اس وقفے کے دوران اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی جانب وحی فرمائی، پھر آگے بڑھے اور خاص مقام قرب میں داخل ہونے کی اجازت بخشی۔ اس وقت پس آپ نے یعنی ذات باری کو دیکھا نہ کہ غیر کو۔ (جواہر البحار جلد اول صفحہ نمبر ۳۴۳، ۳۴۴)

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیوں کو ملاحظہ کر چکے تو اب قرب واختصاص میں باریابی اور حضوری کا وقت آیا اور آپ آخر تک پہنچے اور تمام سے

انقطاع تام ہو گیا آپ تنہا رہ گئے کوئی فرشتہ اور انسان آپ کے ساتھ نہ رہا...... حضرت حق جل شانہ کی ندا آئی اے ساری مخلوق سے افضل قریب ہو جائیے، اے احمد قریب ہو جائیے اے محمد قریب ہو جائیے پھر میرے رب نے مجھے اپنے سے اتنا قریب کیا اور میں اتنا نزدیک ہو گیا کہ جیسا کہ خود فرمایا:

ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی۔

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اُتر آیا تو اس جلوے اور محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۳۰۵ جلد اول)

ہوالاوّل ہوالآخر ہوالظاہر ہوالباطن
بکل شئی علیم لوح محفوظ خدا تم ہو
نہ ہو سکتے ہیں دو اوّل نہ ہو سکتے تھے دو آخر
تم اوّل اور آخر ابتداء تم ہو انتہا تم ہو
خدا کہتے نہیں بنتی جدا کہتے نہیں بنتی
خدا پر اس کو چھوڑا ہے وہی جانے کیا تم ہو

مندرجہ بالا اشعار حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف مدارج النبوۃ کی عبارات کا منظوم ترجمہ ہے۔ تقریباً ۳۷۳ برس مدارج النبوۃ کو منظر عام پر آئے ہوئے گزر چکے ہیں مگر آج تک کسی مذہبی فرقہ کے عالم دین نے ان عبارات کی وجہ سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو طعن وتشنیع کا نشانہ نہیں بنایا۔

مگر سبحان اللہ! آج ''مصنف رضا خانی مذہب'' کو ان عبارات کے منظوم ترجمہ سے گمراہی کی بو آرہی ہے ''کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا'' عبارات ملاحظہ ہوں۔

ہوالاوّل والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شئی علیم۔ وہی ذات اوّل و آخر اور ظاہر و باطن ہے۔ اور وہی ہر شئے کا جاننے والا ہے۔ یہ کلمات اعجاز اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کے حمد وثنا پر

بھی مشتمل ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی کبریائی کے ذکر وبیان کے علاوہ
ارشاد فرمایا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت وصفت کو بھی شامل ہیں۔ کیونکہ حق تعالیٰ
تعالیٰ نے ان اسماء اور صفات کے ساتھ آپ کی توصیف فرمائی۔ باوجود یہ کہ یہ اسماء حسنیٰ بھی
ہیں۔ اور وحی متلو اور وحی غیر متلو ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی قرار دے کر آپ کے حلیہ مبارک حسن وجمال اور کمال وخصال کا
آئینہ دار بنایا ہے۔ اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء صفت سے متخلق و
متصف ہیں۔ اس کے باوجود خصوصیت کے ساتھ ان میں سے کچھ صفات کو نامزد کر کے گنایا
مثلاً نور، علم، حکیم، مومن، مہیمن، ولی، ہادی، رؤف اور رحیم وغیرہ اور یہ چاروں مذکورہ اسماء
صفات یعنی اوّل، آخر، ظاہر اور باطن بھی انہیں قبیل سے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اوّلیت

اب رہا یہ امر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم صفت "اوّل" کیسے ہے تو یہ
اوّلیت اس بنا پر ہے کہ آپ کی تخلیق، موجودات میں سب سے اوّل ہے۔ چنانچہ حدیث شریف
میں ہے اوّل ما خلق اللہ نوری (اللہ تعالیٰ نے سب سے اوّل میرے نور کو وجود بخشا) (۲)
کہ آپ مرتبہ نبوت میں بھی اوّل ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے، میں اس وقت بھی نبی تھا
جبکہ آدم اپنے خمیر میں ہی تھے۔ (۳) یہ کہ آپ ہی روز میثاق سارے جہان سے پہلے جواب
دینے والے تھے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا: الست بربکم (کیا میں تمہارا رب نہیں
ہوں؟) قالوا بلیٰ (سب نے کہا ہاں)۔ (۴) یہ کہ آپ ہی سب سے پہلے ایمان لانے
والے ہیں۔ چنانچہ فرمایا: انا اوّل من امن باللہ و بذلک امرت و انا اوّل المؤمنین
(اللہ پر جو سب سے پہلے ایمان لائے اور اس کے حکم کی تعمیل کی۔ ان میں سب سے پہلے مؤمن
ہوں)۔ (۵) یہ کہ جب زمین شق ہوگی اور لوگ اس سے نکلیں گے تو میرے لئے سب سے
پہلے زمین شق ہوگی۔ (۶) یہ کہ (روز قیامت) سب سے پہلے میں ہی سجدہ کرنے کی اجازت

دیا جاؤں گا۔ (۷) یہ کہ باب شفاعت سب سے پہلے میرے لئے ہی کھلے گا۔ (۸) سب سے
پہلے میں ہی جنت میں داخل ہوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان آخر

اس سبقت اور اوّلیت کے باوجود بعثت ورسالت میں آپ آخر ہیں۔ چنانچہ حق
تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین (لیکن آپ اللہ کے رسول اور آخری
نبی ہیں)۔ اور (۲) یہ کہ کتابوں میں آپ کی کتاب قرآن کریم آخری اور دینوں میں آپ کا
دین آخری ہے چنانچہ فرمایا: نحن الآخرون السابقون۔ تمام امتوں کے باوجود بعثت میں
ہم آخری ہیں کیونکہ بعثت میں یہ آخریت وخاتمیت اور فضیلت میں اوّلیت وسابقیت کا موجب
ہے اس لئے کہ آپ ہی گزشتہ تمام کتابوں اور دینوں کے ماحی اور ناسخ ہیں۔

شان ظاہر وباطن

اب رہا آپ کا ظاہر وباطن ہونا تو آپ ہی کے انوار نے پورے آفاق کو گھیر رکھا ہے
اس سے سارا جہان روشن ہے کسی کا ظہور آپ کے ظہور کی مانند اور کسی کا نور آپ کے نور کے ہم
پلہ نہیں۔ اور باطن سے مراد آپ کے وہ اسرار ہیں جن کی حقیقت کا ادراک ناممکن ہے اور قریب
وبعید کے لوگ آپ کے جمال وکمال میں کھو کر رہ گئے۔

ہر شئے کے جاننے والے

وھو بکل شیء علیم (وہی ہر شئے کا جاننے والا ہے) کا ارشاد بلاشبہ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام ہی کیلئے ہے کیونکہ فوق کل ذی علم علیم (ہر صاحب علم کے اوپر اور زیادہ جاننے
والا ہے) کی صفت آپ ہی میں موجود ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد اوّل صفحہ نمبر ۷، ۸)

- حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب عین (مرکز دائرہ تخلیق) کو پیدا فرمایا تو ان کے منصب کے لحاظ سے سب کا
والی اور سلطان بنایا گیا اور انہیں جسمانی لحاظ سے متاخر کرنے کی وجہ سے ان کے نائب بنائے

پس جو ان کا سب سے پہلا نائب ہوا وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ پھر ان کی اولاد میں اور نسل سلسلہ چلتا گیا جن سے ہر زمانے میں آپ کے خلفاء معین فرمائے گئے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم اطہر کے ظہور کا وقت قریب آ گیا پس آپ تو نصف النہار کی طرح جلوہ افروز ہوئے پس ہر نور آپ کے نور میں داخل ہو گیا ہر حکم آپ کے حکم میں غائب ہو گیا۔ اور تمام شریعتیں آپ کے تابع ہو کر رہ گئیں۔ اور آپ کی سیادت جو پوشیدہ تھی وہ ظاہر و باہر ہو گئی۔

فھو الاوّل والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شئی علیم۔

پس آپ اوّل، آخر، ظاہر اور باطن ہیں۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام اشیاء کا علم دیئے گئے ہیں۔ جیسا کہ فرمان رسالت ہے: کہ مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے گئے ہیں۔ اور اپنے رب کے متعلق فرمایا کہ اپنے دست قدرت کو میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے دست قدرت کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی اور مجھے سب اگلوں اور پچھلوں کا علم ہو گیا۔ پس آپ کو اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے تخلق اور نسبت الٰہی حاصل ہو گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اوّل آخر ظاہر اور باطن ہے نیز ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ (فتوحات مکیہ بحوالہ جواہر البحار جلد اوّل صفحہ نمبر ۳۳۲، ۳۳۳، مطبوعہ لاہور)

- مولوی محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

مجیب منیب نقیب نجیب
حبیب نسیب و نور قدیم
بشیر نذیر سراج منیر
خبیر بصیر دلیل علیم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خبیر یعنی صاحب اسرار ہیں۔ بصیر ہیں رہنما اور علیم ہیں۔ (ماہنامہ "الرشید" لاہور دار العلوم دیوبند نمبر صفحہ نمبر ۵۳۰ جلد ۴ شمارہ نمبر ۲، ۳، فروری مارچ ۱۹۷۶ء، ۱۳۹۶ھ)

دوسرے شعر کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دو اوّل اور دو آخر نہیں ہو سکتے اسی طرح

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صفت اوّل و آخر کی حیثیت سے بھی کوئی ثانی نہیں۔ بلکہ آپ جملہ صفات وکمال کے لحاظ سے بے مثل بے مثال، کامل اور اکمل ہیں۔

تیسرے شعر کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان گنت مراتب کمالات حاصل ہونے کے باوجود خدا کہنا جائز نہیں۔ مگر خدا سے جدا بھی نہیں یعنی آپ کمالات ربانی کا آئینہ اور صفات خداوندی کا مظہر اتم ہیں۔ اور آپ کے مرتبہ و مقام کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

- حضرت خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اتباع لازم جان اور محمد کو خدا کا غیر مت سمجھ اور نہ خدا کو محمد کے اندر منحصر کر۔ جان تو کہ محمد خدا نہیں اور خدا محمد۔ خدا، خدا۔ محمد، محمد۔ محمد اور ہی ہے کمال اور اللہ زیادہ جانتا ہے حقیقت حال کو اور وہی ہے حال کی حقیقت۔
(رسالہ حضرت خواجہ محمد باقی نقشبندی صفحہ نمبر ۳ مطبع مجتبائی دہلی)

- حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام سرداروں کے سردار، آئینہ حق، اور میزان دین اور معیار صدق اور کتاب الٰہی کے حامل اور خدا کے بندے ہیں۔ (مجربات غزالی رحمۃ اللہ علیہ ۲۳ مطبع لاہور)

- قاری محمد طیب دیوبندی مہتمم دار العلوم دیوبند نے مدرسہ خیر المدارس جالندھر (انڈیا) کے پندرہویں سالانہ اجلاس منعقدہ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

پس جبکہ حضور سے زیادہ کسی نے بھی شئون الٰہیہ کا حق ادا نہیں کیا اور آپ سے زیادہ کوئی بھی ان سے قریب تر نہیں ہو سکا۔ تو شئون الٰہیہ کے مورد اکمل ثابت ہوئے آپ میں جمالی شان بھی علی وجہ الاتم آئی اور جلالی شان بھی علی وجہ الاکمل نمایاں ہوئی اور گویا آپ نے وہی کچھ کیا جو صفات الٰہیہ کرتی ہیں۔ یعنی صفات الٰہیہ نے آپ کی ذات اقدس میں جلوہ گر ہو کر اپنا کام انجام دیا ظہور صفات الٰہیہ کا ہوا اور مظہر آپ بنے نمایاں وہ ہوئیں اور آئینہ آپ ہوئے اسی

مظہریت تامہ کے پیش نظر قرآن عزیز نے آپ کے افعال کو خدائی افعال قرار دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بیعت قرار دیا۔ فرمایا:

۱۔ جو لوگ آپ سے بیعت کررہے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کررہے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ (القرآن)

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کنکریا پھینکنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پھینکنا فرمایا۔

اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی لیکن اللہ نے وہ پھینکی۔ (القرآن)

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بولنے کو اللہ نے اپنا بولنا قرار دیا۔

اور نہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں ان کا ارشاد نری وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے۔ (القرآن)

۴۔ حضور کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت قرار دیا۔

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ (القرآن)

غرض آپ کی ہر ادا خداوندی کا جلوہ اور ہر شان شان الٰہی کا پرتو ہے، بلاتشبیہ یوں کہو کہ حضور آئینہ حق نما ہیں جس میں شئون ربانی جلوہ گر ہیں فرق اتنا ہے کہ آئینہ سے باہر اصل ہے اور آئینہ کے اندر عکس ہے۔ مگر ہاں آئینہ کی تصویر تابع مطلق ہے ...... غرض حضور عکس ہیں انوار ربانی کے اور ظل ہیں تجلیات وکمالات الٰہیہ کے۔ ہاں معاذ اللہ حلول وغیرہ کا تخیل پیدا نہ کریں کیونکہ آئینہ میں اصل خود حلول نہیں کرسکتا۔ اس کا عکس اور ظل جلوہ گر ہوتا ہے پس اصل اپنی ہی جگہ ہے اور ظل اپنی ہی جگہ، وہ اصل ہے اور یہ ظل کہلائے گا۔ وہاں وجود اصل ہے یہاں ظل ہے۔ وہاں ثبوت ہے یہاں محض ظہور ہے وہاں حقیقت ہے یہاں مجاز یعنی یہ ایک ایسی اور رہی اشتراکیت ہے حقائق الگ الگ ہیں۔ (شان رسالت تقریر قاری محمد طیب صفحہ نمبر ۴۰، ۴۱
ناشر مدرسہ خیر المدارس ملتان طبع باردوم)

۔ گمان امکان کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے
(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۵۹)

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

جس طرح دائرہ کے متعلق یہ بتانا نہایت مشکل ہے کہ اس کا اول آخر کیا ہے۔ اسی طرح واقعہ معراج، ایک مختصر وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیت الحرام سے مسجد اقصیٰ تک جانا انبیاء کرام کو نماز پڑھانا پھر ساتوں آسمانوں کو پار کرکے سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچنا، اس مقام پر جبرئیل کا رک جانا، رفرف کا آنا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے خاص انوار وتجلیات کا مشاہدہ فرمانا، رب العزت کا دیدار کرنا اللہ تعالیٰ کا وحی فرمانا اور پھر واپس راتوں رات مکہ معظمہ میں تشریف لانا، ایک ایسا معجزہ ہے، جس کو سمجھنے سے انسانی عقل وفہم عاجز ہے لیکن افسوس! حضرت انسان حقیقت معراج اور حقیقت محمدیہ کو سمجھنے کے پھیر میں شب وروز پڑا ہوا ہے۔

فاضل بریلوی نے انسان کو گمان امکاں کا جھوٹا نقطہ قرار دیا ہے۔ حقیقت میں نقطہ ایک ہی ہے، جس کو مرکز سے تعبیر کیا جاتا ہے اس کے علاوہ باقی تمام نقطے عارضی اور فانی ہوں گے دائرہ کا وجود مرکز کا مرہون منت ہے۔

• حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اخص خصائص، اشرف فضائل وکمالات، اباہر معجزات وکرامات میں سے اللہ تعالیٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسریٰ ومعجزات کے ساتھ مخصوص ومشرف فرمانا ہے کیونکہ کسی نبی یا رسول کو اس سے مشرف ومکرم نہ کیا گیا۔ اور جس مقام علیا تک آپ کی رسائی ہوئی اور جو کچھ وہاں دکھایا گیا کوئی ہستی کبھی وہاں تک نہ تو پہنچی ہے اور نہ دیکھا ہے۔
(مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ نمبر ۲۷۸ مطبوعہ کراچی)

بعض لوگوں نے وجود صور کو جب دائرہ امکان عادی سے بعید جانا تو تاویل کی طرف گھوم گئے۔ حالانکہ ایمان اس کے سننے اور ماننے ہی کا نام ہے۔ جیسا کہ اس واقعہ معراج کے سلسلے میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا اور اسی دن سے آپ "صدیق" کے نام ولقب سے موسوم ہوئے۔ اور چند ایک ضعیف الاعتقاد مسلمان دائرہ ایمان سے نکل گئے۔ علم الیقین، عین الیقین سے پہنچتا ہے جب بھی کلام کرنا اور زبان تاویل اور اس کے امکان کا اثبات

ودلائل کلامیہ سے کھولنا عقل اور اس کے حیلوں میں گرفتار ہونا ایمان و بندگی سے بعید ہے اہل ایمانداروں کو خدا اور رسول کے قول سے بڑھ کر کوئی دلیل نہیں ہے جو کچھ ہم ان سے سنیں گے کریں گے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ نمبر ۲۹۰، ۲۹۱ طبع کراچی)

- قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

واقعہ معراج واسراء آپ کے ان خصائص سے ہے جس کے ذریعے آپ کے درجات عالیہ ومقاصد رفیعہ کا اظہار ہوتا ہے اور جن پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خبردار کیا ہے اور صحیح احادیث واخبار نے ان خصائص کی شرح کی ہے۔ (کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۲۶۷ جلد اول)

- حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طلب دیدار کے بعد لن ترانی کا زخم کھا کر (جواب پاکر) بے ہوش ہوگئے اور اس طلب سے تائب ہوئے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو رب العالمین کے محبوب اور تمام موجودات اوّلین وآخرین میں بہتر ہیں باوجود اس کے جسمانی معراج کی نعمت سے مشرف ہوئے ایک عرش وکرسی سے گزر کر حدود زمان ومکان سے بھی آگے تشریف لے گئے۔ (مکتوبات دفتر اول حصہ پنجم مکتوب نمبر ۲۸۳)

- مولوی محمد انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

و اسریٰ بہ ربہ فی السماء
کنور تجلی بلیل بہیم
واتاہ ماشاء من علاء
و اوحی الیہ یوحی رقیم
فاکرم بشان سنی بہی
و عز عزیز و جاہ قویم

(ماہنامہ ارشید دارالعلوم دیوبند نمبر جلد ۴ ش ۲، ۳ فروری، مارچ ۱۹۷۶ء، ۱۳۹۶ھ)

۔ وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۷۲)

مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شب معراج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لامکاں پر تشریف لے گئے اور عرش الٰہی جو اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی گاہ ہے پہنچے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی اور دیدار کا شرف حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مکان سے پاک ہے اور واقعہ معراج میں جن مکیں کا ذکر ہوا ہے ان کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات گرامی ہی سے ہے۔

- حضرت شریک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ (مسجد اقصیٰ) کے بعد براق آپ کو ساتوں آسمان اور سدرۃ المنتہیٰ پر لے گیا اور اس سے بھی آگے ایسے مقام تک پہنچے جس کے متعلق باری تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

(۱)..... (جواہر البحار جلد اول صفحہ نمبر ۱۴۳)
(۲)..... (کتاب الشفاء از قاضی عیاض مالکی اندلسی)

- شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے عربی اشعار کا ترجمہ

۱۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے کو حرم اول سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔

۲۔ حتیٰ کہ ساتوں آسمانوں کو پار کرتے ہوئے بیت المعمور اور ملاء الاعلیٰ تک پہنچے۔

۳۔ بلند سدرۃ المنتہیٰ، محفوظ، کرسی، باعظمت عرش اور روشن مستوی تک پہنچے۔

۴۔ ذات الٰہی کے پردوں کی جانب قصد فرمایا تو روشن آنکھوں کے سامنے سے بصارت کی کوتاہی کے سیاہ بادل چھٹ گئے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ سے اتنا قریب ہونا کہ دو ہاتھوں کا یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ جانا یہ بارغ وتی تک پہنچنا امر الٰہی سے حاصل ہوا تھا۔ (جواہر البحار صفحہ نمبر ۲۴۷ جلد اول)

- امام عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور اور مقدس وادی میں کلام فرمایا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ سے اوپر مقام اعلیٰ میں ہمکلامی کا شرف بخشا۔

(جواہر البحار صفحہ نمبر ۲۵ جلد اول)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وللہ مافی السموٰت ومافی الارض وکان اللہ بکل شئی محیطاً ۔
(سورۃ النساء آیت نمبر ۱۲۶)

<u>ترجمہ:</u> ''اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اور اللہ ہر چیز کو محیط ہے''۔ (البیان)

- امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے سوائی کوئی معبود نہیں۔ وہ تن تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ یکتا و یگانہ ومنفرد ہے۔ وہ بے مثل ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے کوئی اولاد نہیں۔ موجودات اور اشیاء کی خصوصیات سے منزہ ہے وہ نہ عرض ہے نہ جسم۔ نہ صورت ہے نہ انتقال، وہ مکان اور زمان کی حدود سے مبرا ہے اس کا تصور نہ دل میں سما سکتا ہے نہ عقل اس کا ادراک کر سکتی ہے اور نہ ذہن اس کی حقیقت تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ (خصائص الکبریٰ صفحہ نمبر ۷ جلد اوّل)

- مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

کیونکہ اللہ تعالیٰ مکان و زمان کی حدود سے مبرا ہے اس لئے یہ تمام کائنات اس نے اپنے محبوب کیلئے پیدا کی ہے اور یہ سب کچھ ان کی ملک ہے۔

فقد روی الدیلمی عن ابن عباس مرفوعا واتانی جبریل فقال یا محمد لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار وفی روایت ابن عساکر لولاک ما خلقت الدنیا۔
(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر ۱۹۴ رقم الحدیث ۷۵۵)

نیز حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ الٰہی میں التجاء کرنے والی حدیث مبارک میں ہے۔ رب عظیم نے فرمایا۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا نہ کائنات کو۔ (رواہ الحاکم فی المستدرک رقم الحدیث ۴۲۲۸ عن عمر بن الخطاب)

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں
(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۷)

لغات: <u>نور حق</u>: اللہ تعالیٰ کا نور۔ <u>ظل رب</u>: اللہ تعالیٰ کی نعمت (منتہی الارب) <u>ملک</u>: مالک ہونا، قبضہ ہونا۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حق تعالیٰ کا نور اور رب العزت کی نعمت ہیں اور تمام کائنات کے معرض وجود میں آنے کا سبب آپ ہی کی ذات اقدس ہے آسمان زمین و زماں غرضیکہ تمام کائنات کا پروردگار عالم نے آپ کو مالک بنایا ہے۔ اور مخلوق میں سے کوئی شے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت سے خالی نہیں۔

- پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے:

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین ۔ (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۵)

ترجمہ: ''بے شک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب''۔ (البیان)

- امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ان المراد بالنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔
(تفسیر کبیر صفحہ نمبر ۳۹۵ جلد ۳ طبع مصر)

بے شک نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

- حضرت جابر بن عبداللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا آپ نے فرمایا اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ الخ (مصنف عبدالرزاق) (المواہب اللدنیہ جلد اوّل)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا ۔ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۴)

<u>ترجمہ:</u> ''اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں گن نہ سکو گے''۔ (البیان)

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ خدا کی نعمت سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ (کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۵۵ جلد اوّل)

نیز پروردگار عالم فرماتا ہے:

یعرفون نعمة الله ثم ینکرونها ۔ (سورۃ النحل آیت نمبر ۸۳)

ترجمہ: "اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں"۔ (البیان)

حضرت زجاج رحمۃ اللہ علیہ اور سدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "نعمۃ اللہ" سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں۔ یعنی کفار آپ کے معجزات دیکھ کر آپ کو نبی مانتے ہیں پھر عناداً انکار کرتے ہیں۔ (ارشاد المعید صفحہ نمبر ۳۰ طبع ملتان)

- اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا:

لولاک لما خلقت الافلاک لولاک لما اظهرت الربوبیة۔

(مکتوبات صفحہ نمبر ۱۵۲۳ دفتر سوم حصہ نہم مکتوب نمبر ۹۳)

یہ حدیث صوفیاء کی کتابوں میں پائی جاتی ہے جو کہ مفہوماً صحیح ہے۔

- ابن عساکر کی روایت میں ہے اے محبوب اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا "**لولاک ماخلقت الدنیا**" تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ (الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر ۱۹۴)

- نیز اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مخاطب ہو کر فرمایا:

اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا نہ کائنات کو۔

(رواہ الحاکم فی المستدرک رقم الحدیث ۴۲۲۸)

- شیخ ابوالمواہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یا سیدنا یارسول الله انت المقصود من الوجود و انت النور الذی ملاء اشراقه الارضین والسموات۔ (افضل الصلوٰۃ صفحہ نمبر ۱۱۸)

ترجمہ: اے میرے سردار اے اللہ کے رسول! آپ ہی کائنات کے وجود سے مقصود ہیں۔ اور آپ وہ نور ہیں کہ جس کی چمک نے زمینوں اور آسمانوں کو نور سے بھر دیا ہے۔

- شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "فتوحات مکیہ" کے خطبے میں اپنے مخصوص انداز میں حمد باری تعالیٰ کے بعد فرماتے ہیں:

والصلوٰة علی سر العالم و نکته و مطلبه العالم درود اس ذات پر جو سر عالم خدائی بھید اور تخلیق عالم کا مطلوب و مقصود ہیں۔ (جواہر البحار صفحہ نمبر ۳۳۳ جلد اول)

- امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بے شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ جل جلالہ کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست قدرت کے فرمانبردار اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر حکم وزیر ارادہ واختیار کر دیئے ہیں کہ جسے چاہیں (اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اذن سے) عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔ (الجوہر المنظم)

- خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر چند کہ وہاب مطلق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن جس کسی کو فیض پہنچا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے پہنچا ہے اور مہمات ملک وملکوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہتمام سے انصرام پاتی ہیں۔ (مقامات امام ربانی صفحہ نمبر ۱۱۲)

اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی لقمہ تر کھلائے کیوں

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۶۳)

لغات: غنی: دولت مند۔ کریم: کرم کرنے والا۔

یہ مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کہی ہوئی ایک نعت کا شعر ہے۔ فرماتے ہیں اے میرے کریم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی مجھ پر اس قدر نوازشیں ہیں جن کا کوئی شمار نہیں، اگر آپ نے اپنے غلام سے رُخ زیبا موڑنا ہی تھا تو پہلے ہی اس قدر انعام واکرام سے نہ نوازتے جن کی وجہ سے مجھے آپ کی ذات کے سوا کسی سے التفات نہ تھا۔ یہ محبوب ومحب کی باتیں ہیں جن کو خشک زاہد سمجھنے سے قاصر ہے۔

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

جب مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کر دیا...... یہ اعلان سنتے ہی

اعلیٰ حضرت بریلوی پر اوس پڑ جاتی ہے...... مگر اعلیٰ حضرت کی طبیعت کی وہ شگفتہ حالی نہ رہی اور آپ کے کلام سے انگریز سرکار سے کہیں کہیں میٹھا سا شکوہ بھی مترشح ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ انگریز سرکار سے ایک جگہ درخواست کرتے ہیں:

اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی لقمہ تر کھلائے کیوں

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۳۶ حصہ اوّل)

دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا
اب سفر بار ہے کیا ہونا ہے

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۱۱)

مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ موت کے وقت کی منظر کشی کرتے ہوئے بطور عجز وانکساری بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ یہ وقت آنے والا ہے تو دنیا کی طرف راغب نہ ہوتے اب ہم ایک مشکل سفر کی طرف روانہ ہو رہے ہیں رب العزت ہی جانتا ہے کہ اب کیا ہوگا۔

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

ایک جگہ انگریز سے محبت کرنے پر کف حسرت ملتے ہیں۔ پھر یہ شعر لکھا ہے۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۴۷ حصہ اوّل)

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۲۰۳)

لغات: فتح: کھولنا۔ باب: دروازہ۔

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اے نبوت کا دروازہ کھولنے والے آپ پر بے حد درود ہوں۔ یعنی آپ ہی سے نبوت کا آغاز ہوا اور آپ پر ہی رسالت کا دور ختم ہوا۔ یعنی آپ خاتم النبیین ہیں آپ پر لاکھوں سلام ہوں۔

امام احمد رضا بریلوی نے مندرجہ ذیل احادیث کا مفہوم اس شعر میں بیان فرمایا ہے،

عن ابی هريرة قال: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم متى وجبت لك النبوة؟ قال: بين خلق آدم و نفخ الروح فيه۔

(دلائل النبوۃ صفحہ نمبر ۷ طبع مکہ مکرمہ از ابی نعیم اصبہانی (م ۴۳۰ھ))

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

كنت اوّل النبين فى الخلق و آخرهم فى البعث۔

ترجمہ: ''میں تخلیق میں سب انبیاء سے مقدم اور بعثت میں سب سے آخر ہوں''۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔ (ترمذی)

زاہد مسجد احمدی پہ درود
دولت جیش عسرت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۲۱۷)

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: مسجد احمدی یعنی احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد (مسجد نبوی) کے زاہد وعبادت گزار (یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) پر درود ہو۔ جس نے تنگی والے قافلے کی (یعنی غزوہ تبوک کے موقع پر) مدد کی دولت سے اس پر لاکھوں سلام ہوں۔

(نوٹ): کبھی شاعر کو شعر کا وزن پورا کرنے کیلئے ایسا لفظ لگانا پڑتا ہے جو حقیقتاً صحیح بھی ہو اور وزن بھی پورا ہو جائے اس لئے امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی ''احمد'' کی طرف نسبت کرتے ہوئے مسجد نبوی کو ''مسجد احمدی'' اپنے شعر میں استعمال فرمایا ہے۔

قرآن مجید ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان الفاظ میں بشارت دی۔

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد ۔(سورۃ الصف آیت نمبر ۶)

ترجمہ: ''اور ایک (عظمت والے) رسول کی خوشخبری سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے''۔ (البیان)

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی کہ میرے ذریعے سے کفر محو (مٹایا) جائیگا۔الخ (بخاری، مسلم، ترمذی)
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، انھیں ان کی پشتوں پر مطلع فرمایا: وہ ان میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھتے۔ مجھے ان سب کے آخر میں بلند روشن دیکھا، عرض کیا الٰہی یہ کون ہے؟ فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے۔
  یہی اوّل ہے اور یہی آخر ہے۔الخ (ابن عساکر)
- شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

احمد خوئے کہ عالمے بندہ اوست
یوسف روئے کہ شرمندہ اوست

(اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۲۱۶)

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
  غزوہ تبوک کو غزوہ عسرت اور جیش عسرت بھی کہتے ہیں کیونکہ اس لشکر والوں کو مشقت بھوک و پیاس بہت محسوس ہوئی۔ اس غزوہ میں تیس ہزار کا لشکر تھا اس میں سے دو تہائی لشکر کا سامان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فراہم فرمایا۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو جیش عسرت کیلئے سامان فراہم کرے اس کیلئے جنت ہے۔ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بشارت سے مشرف ہوئے۔ (مدارج النبوۃ)

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ ''مسجد احمد'' سے مسجد نبوی مراد ہے۔ اور زاہد مسجد احمد سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

''مصنف رضا خانی مذہب'' کا مسجد احمد (یعنی مسجد نبوی) کو مرزائیوں کی مسجد کہنا اور جان بوجھ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مرزائیوں کی صف میں کھڑا کرنا سراسر کفر ہے۔

اگر ''مصنف رضا خانی مذہب'' کے نزدیک احمدی کا لفظ مرزائی ہونے کی نشانی ہے (پھر مولوی محمد قاسم بانی دار العلوم دیوبند کے متعلق بھی یہی لکھ کر طبع کیجئے جس نے لکھا ہے:

مدد کر اے کرم احمدی !
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی صفحہ نمبر ۸ طبع ملتان)

تو کیا مولوی محمد قاسم مرزائیوں سے مدد طلب کرتے تھے۔ (بقول آپ کے)

- مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے پیر سید احمد کی سوانح عمری ''سوانح احمدی'' کے نام سے شائع ہوئی ہے تو کیا آپ کے اصول کے مطابق وہ مرزائیوں کی سوانح عمری ہے۔

کافی سلطان نعت گویاں ہے رضا
ان شاء اللہ میں وزیر اعظم

مولانا احمد رضا بریلوی شہید جنگ آزادی ۱۸۵۷ء مولانا کافی مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت گوئی کے بڑے مداح تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ان کی شاعری کتاب و سنت کے مطابق ہے۔ اس لئے حضرت کافی کی مدح و تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کافی نعت گو شعراء کے سلطان ہیں۔

اور دوسرے مصرعہ میں بطور تحدیث نعمت کے فرمایا کہ اگر مولانا کافی سلطان ہیں تو میں بھی انشاء اللہ وزیر اعظم ہوں یعنی مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے نعت گوئی کا ملکہ عطا فرمایا ہے۔ اور میدان نعت گوئی میں میری اور مولانا کافی کی حیثیت سلطان اور وزیر اعظم کی سی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

و اما بنعمة ربک فحدث ۔ (سورۃ الضحیٰ آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ: ”اور اپنے رب کی نعمت کا (خوب) بیان فرمائیں“۔ (البیان)

- محدث ابن جوزی تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کرتے تھے۔ میرے زمانے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت شدہ کوئی بھی حدیث میرے سامنے بیان کی جائے تو میں بتا سکتا ہوں کہ یہ صحت وضعف کے کس درجہ پر ہے۔ (مقدمہ الوفا مترجم صفحہ نمبر ۵)

آتے رہے انبیاء کما قیل لہم
والخاتم حقکم کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفتر تنزیل عام
آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۱)

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام آتے رہے جیسا کہ کہا گیا انہیں کتاب وسنت میں اس کا ذکر موجود ہے۔ اور خاتم الانبیاء ہونا آپ کا حق تھا اس لئے آپ تمام انبیاء کرام کے بعد تشریف لائے۔ جب نزول قرآن کا اختتام ہوا تو آخر میں اللہ تعالیٰ نے آیت ”اکملت لکم دینکم“ نازل فرما کر اس پر مہر ثبت فرمادی۔

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی وصال کر جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ بلکہ خلفاء ہوں گے۔ (بخاری کتاب المناقب)

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے تھے مگر کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری کتاب المناقب)

- رہا مصنف رضا خانی مذہب کا یہ کہنا کہ اس رباعی سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا احمد رضا کے نزدیک فقط تشریعی نبوت ختم ہوئی ہے غیر تشریعی نبوت ختم نہیں ہوئی سراسر دروغگوئی ہے بلکہ یہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے جس کو اہلسنت کی طرف منسوب کر کے دھوکہ دیا گیا ہے۔ مولوی محمد قاسم بانی دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں:

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۲۵ مطبع دیوبند)

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مسلمان پر جس طرح لا الہ الا اللہ ماننا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو احد صمد لاشریک لہ جاننا فرض اول ومناط ایمان ہے یونہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً محال وباطل جاننا فرض اجل وجزء ایقان ہے۔

”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ نص قطعی قرآن ہے۔ اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے۔ الخ (فتاوی رضویہ جدید صفحہ نمبر ۶۳۰ جلد ۱۵ مطبع لاہور)

شکل بشر میں نور الٰہی اگر نہ ہو
کیا اس قدر خمیرہ ماء و مدر کی ہے

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۳۶)

لغات: خمیرہ: گوندھا ہوا، ماء: پانی۔ مدر: مٹی۔

کائنات کی ہر شئے سے قبل اللہ تعالیٰ نے نور محمدی کو بلا واسطہ پیدا فرمایا جیسا کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ جس کو مصنف عبد الرزاق نے روایت کیا ہے اور ان سے اکثر محدثین نے نقل کیا۔ ہمارے اس دعویٰ پر صریح دلیل ہے پھر اسی نور محمدی کو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں ودیعت فرمایا جو پشت در پشت ہوتا ہوا ۱۲ ربیع الاول ۵۷۱ء کو قیامت تک کے لوگوں کیلئے رسول وہادی بن کر بشکل بشر جلوہ گر ہوا۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں اگر نور الٰہی یعنی تخلیق کیا ہوا نور محمدی لباس بشر میں نہ آتا تو پانی اور مٹی سے بنے ہوئے بشر کو اس قدر اعلیٰ مقام حاصل نہ ہوتا کہ فرشتے بھی اس کی تعظیم کیلئے سرنگوں ہو گئے اور بشر کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

- حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

جاننا چاہیے کہ خلق محمدی دوسرے افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں ہے بلکہ عالم کے افراد میں سے کسی فرد کی پیدائش سے بھی نسبت نہیں رکھتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خلقت من نور اللہ (میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں) اور دوسروں کو یہ دولت حاصل نہیں ہوئی۔ (مکتوبات امام ربانی صفحہ نمبر ۱۵۵۲ جلد ۳)

- حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ع نہ پیدا اگر ہوتا احمد کا نور
نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور
(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۱۰۸ طبع کراچی)

- امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بے شک جو ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ ان کی پیشانی مبارک میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تھا۔ (تفسیر کبیر)

- حضرت امام غزالی فرماتے ہیں:

جب نور الٰہی (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) جنس شخص میں بند ہوا تو اس بندش کے باعث وہ نور زیادہ ہوا اور جسم کے صغیر ہونے کے باعث دیکھنے والوں کی نظر میں آسان ہو گیا جیسے کہ آفتاب جب ابر میں آجاتا ہے تو دیکھنے والے اسے آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور قلب آدم میں مرکب کیا تو اسی کے باعث حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ کے مستحق ہوئے۔ (مجربات غزالی صفحہ نمبر ۲۳۲ طبع لاہور)

ع اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے

لغات: نور باری: اللہ تعالیٰ کا نور۔ حجاب: پردہ۔

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: یارسول اللہ! اپنے چہرہ مبارک سے بشریت کا پردہ اٹھایئے اور بحیثیت نور باری تعالیٰ (جو سب اشیاء سے پہلے تخلیق ہوا) اپنی زیارت سے مشرف فرمایئے۔

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراقدس سے پاؤں مبارک تک سراپا نور تھے۔ اور آپ کے جمال وکمال کو دیکھتے وقت دیدۂ حیرت اور چشم بینا خیرہ اور حیران ہو جاتی تھی آپ چودھویں کے چاند، آفتاب تاباں کی طرح روشن اور تابناک تھے اگر آپ نے بشریت کا نقاب نہ اوڑھا ہوتا تو کسی آدمی کو آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہ ہوتی۔ اور نہ آپ کے حسن حقیقت کا ادراک ممکن ہوتا آپ کا جوہر نوری تھا جو آباء واجداد کی اصلاب اور امہات ارحام سے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ اقدس سے لے کر حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کے رحم تک منتقل ہوتا رہا۔ (مدارج النبوۃ جلد اول)

- حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ع ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یارسول اللہ
مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یارسول اللہ
(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۲۰۵ طبع کراچی)

ع حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب
(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۳۳)

لغات: حسن یوسف: حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن وجمال۔ کٹیں: کٹ گئیں۔ مصر: ایک ملک کا نام۔ انگشت: انگلی۔ زناں: زن کی جمع، عورتیں۔ مردان عرب: عرب کے جانباز، شیدائی۔

مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: یا رسول اللہ! حضرت یوسف علیہ السلام کے غیر معمولی حسن سے بے خود ہو کر مصر میں عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں اور آپ کے صرف نام سے مردانِ عرب سر کٹانے اور جان لٹانے کو تیار رہتے ہیں۔

اس شعر کے دونوں مصرعوں میں ایک ایک لفظ ایک دوسرے مقابلہ میں ایسا ہے اس سے فن اپنے پورے کمال کے ساتھ جلوہ افروز ہے۔

۱۔ وہاں حسن ہے یہاں نام ہے۔

۲۔ وہاں کٹنا ہے جو عدم قصد پر دلالت کرتا ہے اور یہاں کٹانا جو قصد ارادہ بتاتا ہے۔

۳۔ وہاں مصر کہ اس کی تمدن، معاشرت، علم، تہذیب، شائستگی، شرافت، متانت، کا غلغلہ اور یہاں عرب کے زمانہ جاہلیت میں اسکی جہالت، سرکشی، خباثت، کجروی، تمرد و خودسری کا شور

۴۔ وہاں انگلی یہاں سر۔

۵۔ وہاں عورتیں یہاں مرد۔

۶۔ وہاں انگلیاں کٹیں جو ایک بار وقوع پذیر ہونا بتاتا ہے اور یہاں کٹاتے ہیں جو استمرار (ہمیشگی) پر دلالت کرتا ہے۔

• حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر کے موقع پر حضرت ابو طالب کے اس شعر کو پڑھا۔

ونسلمہ حتی نصرع حولہ
ونذھل عن ابنائنا والحلائل

(زرقانی)

ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کریں گے جب ان کے گرد لڑ کر مر جائیں گے اور ہم ان کیلئے اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جاتے ہیں۔

• اُحد کی لڑائی میں جب مسلمانوں کی لڑائی ہو رہی تھی تو کسی نے یہ خبر اڑا دی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شہید ہو گئے۔ اس خبر سے جو اثر صحابہ پر ہونا تھا وہ ظاہر ہے۔ حضرت انس

رضی اللہ عنہ چلے جا رہے تھے کہ مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نظر پڑے کہ سب حضرات پریشان تھے۔ حضرت انس نے پوچھا کہ کیا ہوا ہے کہ مسلمان پریشان نظر آ رہے ہیں ان حضرات نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے۔ حضرت انس نے کہا کہ پھر حضور کے بعد تم ہی زندہ رہ کر کیا کرو گے تلوار ہاتھ میں لو اور چل کر مر جاؤ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ...... نے خود ہاتھ میں تلوار لی اور کفار کے مجمع میں گھس گئے اور اس وقت تک لڑتے رہے کہ شہید ہو گئے۔ (حکایات صحابہ رضی اللہ عنہم)

عبارت نمبر ۴۳: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"خدا تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشورہ لیتا ہے"۔

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشورہ کرتا ہے کہ میں آپ کی امت کے ساتھ کیا معاملہ کروں، اصل عبارۃ ملاحظہ ہو۔

ان ربی استشار فی امتی ماذا افعل بھم۔

ترجمہ: بے شک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا۔
(الامن والعلیٰ)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

تف ہے ایسے رضاخانیوں پر جو اس قسم کے باطل عقیدے رکھتے ہیں۔ الخ
(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۷ حصہ دوم)

الجواب: حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک میرے رب کریم نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب کیا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کیا اے میرے رب جو کچھ تو چاہے وہی کر، وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ لیا میں نے وہی جواب دیا۔ اس نے تیسری دفعہ مجھ سے مشورہ طلب فرمایا، میں نے پھر وہی جواب دیا، میرے رب کریم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بے شک میں تیری

امت کے معاملہ میں تجھے ہرگز رسوانہ کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ میرے ۷۰ ہزار امتی سب جنتیوں سے پہلے میری ہمراہی میں داخل جنت ہوں گے۔ ان میں سے ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے جن سے حساب نہ لیا جائے گا۔ پھر میرے رب نے قاصد بھیجا کہ میرے حبیب دعا کر تیری دعا قبول کی جائے گی اور مانگ تجھے دیا جائے گا۔ میں نے اپنے رب کریم کے قاصد سے کہا کہ کیا میرا رب میری ہر مانگی ہوئی چیز دے گا؟ تو اس قاصد (فرشتہ) نے عرض کی کہ حضور اسی لئے تو رب تعالیٰ نے آپ کو پیغام بھیجا ہے کہ آپ جو کچھ مانگیں گے آپ کو عطا فرمائے۔ الخ

(۱)...... (مسند احمد صفحہ نمبر ۳۹۳ جلد ۵)

(۲)...... (کنز العمال صفحہ نمبر ۳۲۸ جلد ۱۱)

(۳)...... (خصائص کبریٰ صفحہ نمبر ۲۱۰ جلد ۲)

الحمدللہ! اہل سنت و جماعت کا عقیدہ اس حدیث نبوی کے عین مطابق ہے۔ اور ''مصنف رضاخانی مذہب'' کا اس کو باطل عقیدہ سے تعبیر کرنا، حدیث نبوی پر طعن کرنا ہے جو کہ سراسر کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشورہ کرنے کا مفہوم

ہمارا آپس میں مشورہ طلب کرنا تو احتیاج وعاجزی کی بنا پر اور غلطی کے احتمال کو دور کرنے کیلئے ہوسکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشورہ طلب کرنا احتیاج وعاجزی اور ازالہ احتمال غلطی کیلئے قطعاً نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں غنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بندوں کے مشورہ سے غنی ہونا تو ظاہر ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے ساتھ مشورہ فرمانے سے اس لئے غنی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آسمان سے وحی آتی ہے، نیز یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام کائنات سے زیادہ علم اور عقل والے ہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز کسی کے مشورہ کے محتاج نہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''وشاورھم فی الامر'' کرنے کا حکم فرمایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کریم کے

ارشاد کی تعمیل میں اپنے غلاموں سے مشورہ فرمایا، صرف اس لئے کہ انہیں مشورہ کی تعلیم دیں۔ اور مشورہ کو ان کیلئے رحمت بنائیں اور انہیں استخراج رائے صحیح میں اجتہاد کی رغبت دلائیں اور اس مشورہ لے کر ان کی شان بڑھائیں اور ان کے دلوں کو خوش کریں۔

(مقالات کاظمی صفحہ نمبر ۶ جلد ۲)

- صاحب روح المعانی فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جب آیت کریمہ ''وشاورھم فی الامر'' نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگو خبردار ہو جاؤ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول دونوں مشورہ سے غنی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے میری امت کیلئے رحمت بنایا ہے۔

(روح المعانی صفحہ نمبر ۱۰۷ جلد ۴)

- صاحب تفسیر ابن جریر فرماتے ہیں:

حضرت ربیع سے روایت ہے ''وشاورھم فی الامر'' نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشورہ طلب امور میں حضور کے صحابہ سے مشورہ کرنے کا حکم فرمایا حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی آسمانی آتی ہے صرف ان کے دلوں کو خوش کرنے کی خاطر۔ اسی مقام پر تفسیر ابن جریر میں ایک اور حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں وان کنت عنھم غنیا اے حبیب آپ اپنے صحابہ کی تالیف کیلئے ان سے مشورہ طلب کر لیا کریں اگرچہ آپ ان سے غنی ہیں۔ (تفسیر ابن جریر پ ۴)

- صاحب تفسیر کبیر فرماتے ہیں:

اے حبیب آپ ان سے مشورہ فرمائیں اس لئے نہیں کہ آپ ان کے محتاج ہیں لیکن جب آپ ان سے مشورہ فرمائیں گے تو آپ کے غلاموں میں سے ہر شخص وجہ اصلح کے استخراج میں کوشش کرے گا۔ (تفسیر کبیر جلد ۳)

- صاحب تفسیر نیشاپوری لکھتے ہیں:

باوجود اس بات کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ علم اور

عقل والے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشورہ کا امر فرمایا۔ علماء نے اس کے کئی فائدے ذکر کئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان سے مشورہ فرمانا ان کی علو شان رفعت قدر و منزلت اور ان کے اخلاص و محبت کے زیادہ ہونے کا موجب ہے۔

(تفسیر نیشا پوری پارہ ۴)

- نیز صاحب نیشا پوری فرماتے ہیں:

فرشتوں کو یہ خبر دینے میں یا یہ فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کاموں میں مشورہ کرنے کی تعلیم دے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ کی وجہ سے مشورہ کرنے سے غنی ہے اور یا یہ فائدہ ہے کہ فرشتے یہ خبر سن کر **اتجعل فیها** کے ساتھ سوال کریں اور انہیں **انی اعلم مالا تعلمون** کے ساتھ جواب دیا جائے۔ (تفسیر نیشا پوری پارہ اول)

ثابت ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مشورہ کی تعلیم دینے اور آدم علیہ السلام کی تعظیم و دیگر حکمتوں کی بنا پر حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے پہلے فرشتوں سے مشورہ لیا حالانکہ اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ نیز مشورہ لینا ہمیشہ احتیاج و عاجزی کی وجہ ہی سے نہیں ہوتا بلکہ حکمتوں پر بھی مبنی ہوتا ہے۔

مختلف علمائے اہل سنت کی تالیفات و تصنیفات کی بعض عبارات پر اعتراض اور ان کا جواب

عبارت نمبر ۴۴ : مفتی غلام سرور قادری لکھتے ہیں:

(اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ) کا بچپن ہر طرح کی آلودگیوں سے مبرا تھا ابھی ۶/۵ سال کی عمر تھی کہ ایک لمبا کرتہ زیب تن کئے گھر سے باہر تشریف لائے وہاں سے چند بازاری عورتوں کا گزر ہوا آپ نے انہیں دیکھ کر کرتے کے دامن سے منہ چھپا لیا، ان میں سے ایک عورت نے طنز کے طور پر کہا "واہ صاحبزادے منہ چھپا لیا اور ستر کھول دیا" آپ نے برجستہ فرمایا "نظر بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے دل بہکتا ہے تو ستر بہکتی ہے۔

یہ جواب سن کر وہ عورت لاجواب ہو گئی اور سننے والے آپ کی اس خداداد ذہانت اور حاضر جوابی سے محو حیرت رہ گئے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(الشاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ صفحہ نمبر ۳۶)

مصنف رضاخانی مذہب کا مذکورہ بالا عبارت پر جاہلانہ تبصرہ

اس واقعہ سے احمد رضا خاں بریلوی کی حماقت کا ثبوت ملتا ہے یہاں یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ رضاخانیوں کے مجدد صاحب کی نظر اور ستر ۶/۵ سال کی عمر میں بھٹکنے لگ گئی تھی ۔الخ (رضاخانی مذہب حصہ اول صفحہ نمبر ۲۱۰)

جواب: اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن ہی سے دینی شعور جیسی نعمت سے نوازا تھا۔ (ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء)

مولانا علیہ الرحمۃ کے زمانہ بچپن کا یہ مذکورہ قول حقیقت ثابتہ پر مبنی ہے۔ جس پر کتاب وسنت اور اولیاء کاملین کے ارشادات شاہد عادل ہیں۔

مگر مصنف رضاخانی مذہب کا اس قول کے متعلق بے بنیاد تبصرہ اس کی جہالت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ نہ خوف خدا، نہ آخرت کا ڈر۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم۔ (سورۃ النور آیت نمبر ۳۰)

ترجمہ: "(اے محبوب) آپ مسلمان مردوں سے فرمادیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے بہت پاکیزہ ہے"۔ (البیان)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

نظر نیچی رکھنا دل کو بہت زیادہ پاک کرتا ہے اور اطاعت وخیر میں اضافے کا ذریعہ ہے اور یہ اس لئے ہے کہ اگر تم نظر نیچی نہ رکھو گے بلکہ اسے آزادانہ ہر چیز پر ڈالو تو بسا اوقات تم بے فائدہ اور فضول بھی ادھر ادھر دیکھنا شروع کروگے اور پھر رفتہ رفتہ تمہاری نظر حرام پر پڑنی شروع ہوجائے گی۔ اب اگر قصداً حرام پر نظر ڈالوگے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے اور بہت ممکن ہے کہ تمہارا دل حرام شئی پر فریفتہ ہوجائے اور تم تباہی کا شکار ہوجاؤ۔ (منہاج العابدین صفحہ نمبر ۱۰۴)

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

غیر محرم عورت کے حسن وجمال پر نظر ڈالنا ابلیس کے زہر میں بجھے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ تو جو شخص ایسا کرنا ترک کرے گا اللہ تعالیٰ اسے سرور آمیز عبادت کا مزا چکھائے گا۔ (منہاج العابدین صفحہ نمبر ۱۰۵)

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

اپنے آپ کو نظر حرام سے پوری ضبط سے بچاؤ کیونکہ ایسی بدنظری دل میں شہوت کی تخم ریزی کرتی ہے اور اس گناہ کا ارتکاب کرنے والے کو فتنے میں مبتلا کردیتی ہے۔ (منہاج العابدین صفحہ نمبر ۱۰۴)

- حضرت علاء بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ کسی عورت کی چادر پر نظر نہ ڈال کیونکہ اس سے دل میں شہوت پیدا ہوتی ہے۔ (کیمیائے سعادت صفحہ نمبر ۳۶۷، امام غزالی)

- حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آنکھ کو نظر حرام سے روکنا شہوت سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ (منہاج العابدین صفحہ نمبر ۱۰۴)

- حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ ایک شاعر کا قول نقل کرتے ہیں۔ جب تم ہر وقت نظر نیچی رکھو گے اور اسے بے فائدہ اور لایعنی چیزوں پر نہیں ڈالو گے تو تمہارا سینہ وساوس سے صاف رہے گا دل فارغ ہوگا اور خطرات سے راحت محسوس ہوگی۔ لہٰذا تمہارا نفس آفات سے سلامتی میں رہے گا اور کسب حسنات کی طرف زیادہ توجہ دے سکو گے (منہاج العابدین صفحہ نمبر ۱۰۵)

- شیخ عطاء علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہر وہ نظر جس سے دل میں خواہش پیدا ہو فلاح وخیر سے خالی ہے۔ (عوارف المعارف صفحہ نمبر ۲۴۳ از شیخ شہاب الدین عمر علیہ الرحمۃ)

عبارت نمبر ۳۵: مفتی غلام سرور قادری رضوی لکھتے ہیں:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے وصال کے وقت بیت المقدس میں ایک شامی بزرگ کو

خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار پُر انوار میں حاضری نصیب ہوئی۔ تمام صحابہ کرام اور اولیاء اللہ دربار اقدس میں حاضر تھے۔ لیکن مجلس پر سکوت کا عالم طاری تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے۔ شامی بزرگ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی، میرے ماں باپ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان ہوں کس کا انتظار ہے؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: احمد رضا کا انتظار ہے۔ شامی بزرگ نے عرض کی کہ حضور احمد رضا کون ہے؟ ارشاد فرمایا: کہ ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ بیداری کے بعد وہ شامی بزرگ مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہ کی زیارت کے شوق میں ہندوستان کی طرف چل پڑے اور بریلی شریف پہنچے۔ مگر یہاں آکر انہیں معلوم ہوا کہ امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا قدس سرہ کا اسی روز ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو وصال ہو گیا تھا جس روز انہوں نے خواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے۔ (الشاہ احمد رضا قدس سرہ صفحہ نمبر ۱۷)

اس واقعہ پر "مصنف رضاخانی مذہب" کا جاہلانہ تبصرہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی کمینے اور بدطینت کے انتظار کا کیا معنی! جبکہ تمام عشاق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور کا انتظار فرمایا کرتے تھے۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۷۹ حصہ اول)

جواب: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عبدالواحد بن آدم طوسی نے جو اس زمانہ (تیسری صدی ہجری) کے صلحاء اور اکابر اولیاء میں سے تھے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اپنے اصحاب کے برسر راہ منتظر کھڑے ہیں انہوں نے سلام عرض کر کے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کس کا انتظار ہے؟ آپ نے فرمایا محمد بن اسماعیل بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) کا انتظار کر رہا ہوں۔

وہ فرماتے ہیں کہ اس خواب کے چند روز بعد ہی میں نے بخاری کی وفات کی خبر سنی۔ جب میں نے لوگوں سے وقت وفات کی تحقیق کی تو وہی ساعت معلوم ہوئی جس میں میں

نے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں منتظر دیکھا تھا۔

(بستان المحدثین صفحہ نمبر ۲۷۰ مترجم طبع کراچی، از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

(ما ھو جوابکم فھو جوابنا)

ذرا اس واقعہ پر بھی تبصرہ کریں، جبکہ دونوں خوابیں ایک جیسی ہیں۔ تا کہ تمہاری جہالت آشکارہ ہو سکے۔

عبارت نمبر ۴۶: حضرت مولانا غلام محمود رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضرت علامہ شعرانی کبریت احمر صفحہ نمبر ۱۶۵ پر فرماتے ہیں: حضرت سید علی خواص کو میں نے سنا تھا انہوں نے فرمایا تھا، ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مرید کی تمام حرکات کو نہ جانتا ہو جو الست بربکم سے لے کر جنت یا دوزخ میں پہنچنے تک ہیں۔ یعنی ہر مرید کے انقلابات نسبی اور انقلابات صلبی ازل سے ابد تک نہ جانتا ہو۔

(نجم الرحمن صفحہ نمبر ۱۰۳،۱۰۲ طبع لاہور)

- "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"بریلوی عارف کی پہچان"

عارف کی پہچان ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ عورتوں کے اندام مخصوصہ کو ہر وقت زیر نظر رکھتا ہو۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۳۹ حصہ اول)

جواب: مولانا غلام محمود علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں قلعہ دیدار سنگھ کے ایک وہابی مولوی نے حضرت سید علی خواص علیہ الرحمۃ کے زیر بحث قول کا یہی مفہوم "عارف کی پہچان ان کے (علماء اہلسنت کے) نزدیک یہ ہے کہ وہ عورتوں کے اندام مخصوصہ کو ہر وقت زیر نظر رکھتا ہو۔ اپنی کسی تصنیف میں لکھ کر شائع کیا تھا۔ مولانا غلام محمود علیہ الرحمۃ مولوی دیدار سنگھی کے اس مفہوم کو رسالہ نجم الرحمن میں لکھ کر تردید کی ہے۔ مولوی سعید احمد دیوبندی نے اپنے ہم مسلک دیوبندی مولوی کے قول کو مولانا غلام محمود علیہ الرحمۃ کی طرف نسبت کر کے دروغگوئی سے کام لیا ہے۔

ی الساری صفحہ نمبر ۲۶۶ جلد ۲ بظفر المحصلین با حوال المصنفین صفحہ نمبر ۱۰۸ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

مولانا غلام محمود علیہ الرحمۃ نے اس قول کا جو رد کیا ہے ہم زیر بحث عبارت کے جواب میں لکھا پر ہی اکتفا کرتے ہیں:

"لاحول ولا قوۃ الا باللہ" جہالت اور ضد سخت سخت مہلک بیماریاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بچائے عبارت محولہ کا مطلب تو صرف وسعت علم ہے جس طرح حدیث کتاب تقدیر بذریعہ ملائکہ میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو یہ علم اور تصرف عطا فرما دیتے ہیں نہ یہ کہ ملائکہ عورتوں کے اعضائے مخصوصہ اور شکموں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور ہر شخص کا رزق زندگی اور موت لکھ دیتے ہیں۔

ورنہ یہ زمین سے لپٹ کر نکلنے والے حشرات الارض قسم کے راہب حضرات واللہ یعلم ما فی الارحام کا معنی بھی العیاذ باللہ یہی کریں گے۔

اور روایت ابونعیم عن ابن عباس مرفوعا لم یلتق ابوای قط علی السفاح لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الطیبۃ الی الارحام الطاھرۃ مصفی مھذبا الحدیث

وعنہ فی قولہ تعالیٰ وتقلبک فی الساجدین، ای من نبی الی نبی حتی اخرجتک منھا۔

مواہب لدنیہ صفحہ نمبر ۱۳ جلد اول قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحیاء شعبۃ من الایمان۔

اگر وہابیہ تمام ایمان کے اس شعبہ خاص سے یک بینی و دو گوش نکال باہر نہیں گے تو انہیں قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے معانی میں ذرا شرم و حیا کرنے چاہئیں۔

(نجم الرحمٰن، صفحہ نمبر ۳۰۲، طبع لاہور، از مولانا غلام محمود نور اللہ مرقدہ)

تنبیہ: ہم ہر دل کے علم غیب کے قائل نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس یا حضرت خضر علیہ السلام یا کامل اولیاء اللہ جو صحیح معنوں میں ورثۃ الانبیاء ہیں۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، خبردار آسان سمجھ کر یہ نہ کہہ دینا کہ میں مرد کامل ہوں، الخ (تذکرۃ الاولیاء، ترجمہ شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ)

؎ میں سو جاؤں یا مصطفےٰ کہتے کہتے !
کھلے آنکھ صل علی کہتے کہتے !
حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے !
خدا مل گیا مصطفےٰ کہتے کہتے !

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۷۰ حصہ اول)

تیسرے شعر کے "لفظ حبیب خدا" سے اظہر من الشمس ہے کہ شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہیں مانتے اور کاتب کی غلطی سے لکھا گیا ہے۔

شعر یوں ہے:

حبیب خدا کو ہدیٰ کہتے کہتے

جب یہاں اس شعر میں یہ احتمال واقع ہے تو مشہور قاعدہ ہے "اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال" اس لئے اس مصرعہ کو دلیل بنا کر مذہب حقہ اہل سنت و جماعت پر تنقید کرنا سراسر کم علمی ہے۔

الزام نمبر ۱۴: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل شعر لکھنے کے بعد لکھتا ہے۔

؎ یہ دُعا ہے یہ دُعا ہے یہ دُعا
تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

گویا رضاخانی امت کا خدا احمد رضا ہے الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۳۲ حصہ اول)

جواب: "مصنف رضاخانی مذہب" نے اس سے آگے کا شعر تحریر نہیں کیا جس سے اس شعر کا مطلب آسانی سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔ دونوں اشعار اس طرح ہیں:

؎ یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا
تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

تیری نسل پاک میں پیدا کرے
کوئی تجھ سا دوسرا احمد رضا (نقل درج)

شاعر ان اشعار میں امام احمد رضا کو (نعوذ باللہ) خدا نہیں کہہ رہا بلکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اور سب کے خدا سے دعا کر رہا ہے کہ (اے احمد رضا) تیری نسل پاک میں کوئی تجھ سا عالم دین پیدا کرے۔

الزام نمبر ۱۵: مصنف رضا خانی مذہب نے درج ذیل اشعار لکھ کر اس پر جاہلانہ تبصرہ کیا۔

امام برحق احمد رضا سلام علیک !
جناب نائب غوث الوریٰ سلام علیک
ستائے حشر میں گر مہر کی تپش ہم کو
چھپائے ہم کو زیر ردا سلام علیک
ہمیشہ سر پر غلاموں کے یہ رہیں قائم
جناب مصطفےٰ احمد رضا سلام علیک

(مدائح اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر [illegible])

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ:

ان اشعار سے صاف ظاہر ہے کہ احمد رضا خان بریلوی نے اپنے نبی ہونے کی صراحت کر دی اور اس کی امت نے اسے نبی مان کر اس پر درود بھی بھیجا اور سلام بھی پڑھا۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷۳ حصہ اول)

الجواب: اس جاہلانہ تبصرہ میں مصنف مذکور نے دو جھوٹ بولے ہیں:

۱۔ یہ اشعار احمد رضا بریلوی کے نہیں بلکہ آپ کے کسی عقیدت مند نے آپ کی شان میں تحریر کیے ہیں اور نہ انہوں نے مولانا علیہ الرحمۃ کو نبی کہا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

۲۔ شاعر نے مولانا نور اللہ مرقدہٗ پر سلام بھیجا ہے۔ لفظ درود کا اضافہ کر کے مولوی سعید احمد دیوبندی نے یہودیانہ فعل کا ارتکاب کیا ہے۔

غیر نبی پر سلام بھیجنے کا مسئلہ

غیر نبی پر سلام بھیجنے کا مسئلہ ایک فروعی مسئلہ ہے بعض علماء جائز اور بعض علماء ناجائز قرار دیتے ہیں۔ علامہ سخاوی (م ۹۰۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دوسرے علماء نے الصلاۃ اور السلام میں فرق کیا ہے کہ سلام ہر مومن زندہ مردہ غائب وحاضر کیلئے جائز ہے یہ اہل اسلام کی دعا ہے۔ (القول البدیع صفحہ نمبر ۸۰ طبع لاہور)

لہٰذا ایک فروعی مسئلہ کی بنا پر ایک دوسرے پر طعن وتشنیع سوائے جہالت کے اور کچھ نہیں۔ اشعار کا ترجمہ یوں ہوگا۔

اے امام برحق (یعنی اے اہلسنت کے امام) احمد رضا آپ پر سلام ہو
شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی بغدادی کے نائب آپ پر سلام ہو
جب میدان حشر میں گرمئ آفتاب ستائے
ہم کو اپنی (رحمت) کی چادر میں چھپانا آپ پر سلام ہو
آپ ہمیشہ اپنے مریدوں اور متوسلین کیلئے زندہ رہیں
اے مصطفےٰ احمد رضا آپ پر سلام ہو

الزام نمبر ۱۶: "مصنف رضا خانی مذہب" نے درج ذیل اشعار لکھ کر اس پر جاہلانہ تبصرہ کیا۔

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے
جام کوثر کا پلا احمد رضا
حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو
اپنے سائے میں چلا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۲۷، ۲۸)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ:

رضاخانی امت کی یہ کتنی بڑی ناپاک جسارت ہے دلیری اور گستاخی ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کو ساقی کوثر سمجھنے کی بجائے بریلی کے بڑے حضرت خان صاحب کو ساقی کوثر ظاہر کر رہے ہیں۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۹۲ حصہ اول)

جواب: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے لوگ قیامت کے دن سفارش کریں گے انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔

(رواہ ابن ماجہ، مشکوۃ صفحہ نمبر ۸۷، جلد ۳ مترجم)

- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ قیامت کے دن میری سفارش کریں گے۔ آپ نے فرمایا میں ایسا کروں گا میں نے کہا اے اللہ کے رسول میں آپ کو کہاں تلاش کروں فرمایا سب سے پہلے مجھ کو پل صراط کے پاس تلاش کرنا، میں نے عرض کیا کہ اگر میں پل صراط پر آپ کو نہ مل سکوں تو فرمایا پھر میزان کے پاس مجھ کو ڈھونڈنا، میں نے کہا اگر میزان کے پاس بھی آپ کو نہ مل سکوں فرمایا پھر حوض کوثر کے پاس مجھے ڈھونڈنا، ان تین جگہوں کو میں نہیں چھوڑنے کا۔

(مشکوۃ صفحہ نمبر ۸۷، جلد ۳ مترجم)

- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا میرا حوض عدن سے لے کر عمان بلقاء تک کی مسافت جتنا ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اسکے گلاس آسمان کے ستاروں جتنے ہیں الخ

(مشکوۃ صفحہ نمبر ۸۷، جلد ۳ مترجم)

جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے وارث علماء اور شہداء اللہ تعالیٰ کے اذن سے گنہگاروں کی شفاعت کریں گے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث علماء، اولیاء کاملین اور شہداء آپ کی موجودگی یا غیر موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی مشیت، اذن اور آپ کی رضامندی سے مسلمانوں کو جام کوثر پلائیں گے۔

شاعر کہتا ہے کہ اے مولانا احمد رضا بریلوی آپ ایک عالم دین ہونے کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں اگر آپ کو جام کوثر پلانے پر متعین کیا جائے تو جب گرمی محشر کی وجہ سے پیاس اپنے عروج پر ہو تو مجھے جام کوثر پلانا۔

اور جب قیامت کے روز آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ ہوگا تو اس سایہ میں ہمیں بھی اپنے ساتھ لے جانا۔

الزام نمبر ۱۷: مولانا فیض احمد اویسی مدظلہ العالی بہاولپوری لکھتے ہیں:

قبل اذان صلوۃ وسلام پڑھنے کی ضرورت بھی ہے وہ اس لئے کہ لاؤڈ سپیکر کی خرابی معلوم کرنے کیلئے ہیلو ہیلو ون ٹو تھری وغیرہ کہتے ہیں پھر مساجد میں ان کا رواج بلکہ اب تو مساجد کا لازمی جز سمجھا جارہا ہے تو ہمارے اہلسنت نے انگریزی الفاظ کو مٹا کر درود شریف کا ورد کیا تاکہ سپیکر کی نبض کا پتہ چل جائے۔ (الصلوۃ والسلام عند الاذان صفحہ نمبر ۵)

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۵۲ حصہ اول)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

آپ رضاخانیوں کی جہالت کا اندازہ کریں کہ رضاخانی ملاں لکھتا ہے کہ ہم صلوۃ و سلام کو ہیلو ہیلو ون ٹو تھری کی جگہ پڑھتے ہیں اس سے بڑھ کر صلوۃ وسلام کے ساتھ کیا مذاق ہوگا، الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۵۲)

الجواب: مولانا اویسی صاحب فرماتے ہیں کہ لاؤڈ سپیکر کی نبض معلوم کرنے کیلئے اگر ہیلو ہیلو ون ٹو تھری کی جگہ درود شریف پڑھ لیا جائے تو مقصد بھی حل ہو جائے گا اور ثواب بھی مل جائے گا جبکہ ون ٹو تھری کہنے سے مقصد تو حاصل ہو جائے گا مگر ثواب حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے فائدے والی بات پر عمل کرنا چاہیے۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو میرا امتی حضور قلب کے ساتھ مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر درود بھیجے گا دس درجات بلند فرمائے گا اور اس کے

نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھے گا اور دس خطائیں مٹا دے گا۔ (القول البدیع (مترجم) صفحہ نمبر ۱۹۳ طبع لاہور)

دیگر اعتراضات

۱۔ حقیقت یہ ہے کہ پوری دنیا میں صرف ایک مقام ہے کہ جہاں حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھا جاتا ہے کہ آپ وہاں خود اسے سنتے ہیں وہ یہ کہ جب انسان روضہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر حاضر ہوتا ہے الخ

۲۔ حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں حضرت بلال اذان پڑھتے تھے تو اس کے اوّل و آخر صلوٰۃ وسلام کا پیوند نہیں لگاتے تھے...... اس کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں بھی اذان کے اوّل آخر صلوٰۃ وسلام کا ثبوت نہیں ملتا اور نہ ہی تبع تابعین کے دور میں اس کی کوئی مثال ملتی ہے الخ

۳۔ اذان سے قبل یا بعد درود شریف پڑھنا بدعت ہے۔ (خلاصہ)

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۵۳ حصہ اوّل)

اعتراض نمبر ۱ کا جواب

علماء دیوبند کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں:

عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی بارگاہ میں جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت کا سفید کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی داہنے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے اس کے بعد طاق عدد میں جس قدر ہو سکے اللھم صلی علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ اللھم صلی علی محمد کما ھو اھلہ اللھم صلی

علی محمد کما تحب و ترضاہ اور سوتے وقت اکیس بار سورہ نصر پڑھ کر آپ کے جمال مبارک کا تصور کرے درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف داہنی کروٹ سوئے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھ کر داہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دوشنبہ کی رات کو کرے گا۔ انشاء اللہ مقصد حاصل ہوگا۔

(کلیات امدادیہ در رسالہ ضیاء القلوب صفحہ نمبر ۶۱)

- پھر بعد میں (مولوی اشرف علی تھانوی نے) فرمایا: یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں وہ بھی ان الفاظ سے کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

(نشر الطیب صفحہ نمبر ۱۸ طبع کراچی)

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

اعتراض نمبر ۲ کا جواب

حالات کے تقاضوں کے پیش نظر مسائل میں تبدیلی آجانا ایک امر واقع ہے اور کتب حدیث اور فقہ میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین کے زمانہ بہت ہی کم باطل فرقوں کا ظہور ہوا تھا۔ چونکہ اس دور میں ستر سے زائد گمراہ فرقے پیدا ہو چکے ہیں اس لئے اہلسنت کی مساجد کا تشخص قائم رکھنے کیلئے اذان سے قبل یا بعد وقفہ کے ساتھ درود شریف پڑھا جاتا ہے تاکہ باہر سے آنے والوں یا مقیم حضرات کو معلوم ہو جائے کہ یہ اہل سنت وجماعت کی مسجد ہے اور نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

- علامہ طحطاوی حنفی مصری لکھتے ہیں:

زبان سے نماز کی نیت کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین

۱؎ جسٹس محمد تقی عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں: اگر کوئی شخص بیٹھا ہوا تھا بے اختیار اس کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی آیا اور دل میں اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سامنے تصور کر کے کہہ دیا الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ...... اس میں کوئی گناہ نہیں (بدعت ایک گمراہی صفحہ نمبر ۳۲، ۳۳ طبع لاہور) (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

سے ثابت نہیں ہے[1] (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح صفحہ نمبر ۴۰ طبع کراچی)

اس کے باوجود دیوبندی حضرات زبان سے نماز کی نیت کرتے ہیں اور مولوی فیض احمد ملتانی دیوبندی سابق شیخ الحدیث قاسم العلوم ملتان نے زبان سے نیت کرنے کو مستحب لکھا ہے۔ (دیکھیے نماز مدلل ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

- مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

عیدین کے خطبہ کے بعد دعا مانگنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین سے ثابت نہیں۔ (دیکھیے بہشتی زیور)

اس کے باوجود دیوبندی آئمہ کرام عیدین کے خطبہ کے بعد دعا مانگتے ہیں۔

(ما هو جوابکم فهو جوابنا)

تیسرے اعتراض کا جواب

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(اذان سے قبل یا بعد) صلوٰۃ وسلام کے مستحب یا مکروہ یا بدعت یا مشروع ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے اس کے مستحب ہونے پر وافعلوا الخیر (نیکی کرو) کے فرمان الٰہی سے استدلال کیا گیا ہے یہ بات معلوم ہے کہ صلوٰۃ وسلام اجل القربات سے ہے خصوصاً احادیث اس پر برانگیختہ کرنے کے متعلق کثرت سے وارد ہیں۔ (مثلاً اذان کے بعد دعا کی فصل میں رات کے آخری تیسرے حصہ میں اور فجر کے قرب میں صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا ذکر تاکید کے ساتھ گزرا ہے)۔

درست بات یہ ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے، صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے کو اس کی حسن نیت کی وجہ سے اجر ملے گا۔[2] (القول البدیع صفحہ نمبر ۳۳۱ مترجم طبع لاہور)

---

[1] مفتی محمد عبداللہ دیوبندی نے بھی زبان سے نیت کرنے کو مستحب لکھا ہے (خیر الفتاوی صفحہ نمبر ۲۳۲ جلد ۲ طبع ملتان)

[2] حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان فجر سے قبل یہ دعا پڑھا کرتے تھے اللھم انی احمدک و استعینک علی قریش ان یقیموا دینک اس کے بعد اذان دیتے تھے (ابوداؤد باب الاذان فوق المنارۃ) علاوہ ازیں ربوہ میں دیوبندی مساجد میں اذان کے ساتھ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۴۰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم الخ پڑھی جاتی ہے تو جس طرح اذان کے ساتھ ختم نبوت والی آیت مبارکہ پڑھنی جائز ہے اسی طرح اذان کے ساتھ درود وسلام پڑھنا بھی جائز ہے (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

بدعت کی تعریف

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وہ بدعت ممنوع ہے جو کسی سنت کے خلاف ہو جس کا حکم دیا گیا ہو اور اگر ایسی صورت نہیں ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (یعنی وہ بدعت حسنہ ہوگی)

- حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہر ایک نو ایجاد بدعت کی ممانعت نہیں ہے بلکہ اس بدعت کی ہے جس کے مقابل کوئی سنت قائم ہو اور باوجود کسی امر شریعت کے موجود ہے کہ اس کو دور کر دے بعض احوال میں جب اسباب بدل جائیں بدعت کا ایجاد واجب ہو جاتا ہے الخ

(احیاء علوم الدین صفحہ نمبر ۵ جلد ۲ طبع لاہور)

- علامہ سید محمد علوی مالکی مکی حسنی لکھتے ہیں:

بدعت ضلالہ وہ فعل ہے جو کسی اصل شرعی کے تحت داخل نہ ہو (اگر کسی نئے کام کی اصل کتاب وسنت میں موجود ہو تو وہ کام بدعت حسنہ کہلائے گا)۔

(اصلاح فکر واعتقاد صفحہ نمبر ۱۵۲ مترجم)

''مصنف رضاخانی مذہب'' ذرا غور وخوض کے بعد بتائیں وہ کون سی سنت ہے جو اذان سے قبل یا بعد میں وقفہ کے ساتھ درود شریف پڑھنے سے منقطع ہوتی ہے؟ (ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین)

الزام نمبر ۱۸: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''شکاری نبی''

بریلوی مذہب کے مشہور مولوی احمد یار گجراتی اپنی مایہ ناز تفسیر جاء الحق میں لکھتے ہیں:

قل انما انا بشر مثلکم : اے محبوب فرما دو کہ تم جیسا بشر ہوں نیز اس آیت میں کفار سے خطاب ہے، چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہٰذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں، شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر

شکار کرتا ہے۔ (تفسیر جاء الحق صفحہ نمبر ۱۷۵، ۱۷۶) (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۶۳ حصہ اول)

جواب نمبر ۱: "جاء الحق" دینی مسائل کی کتاب ہے جس کو تفسیر جاء الحق لکھ کر کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ "لعنۃ اللہ علی الکاذبین"

جواب نمبر ۲: جناب مفتی احمد یار خاں نور اللہ مرقدہٗ یہ بیان فرما رہے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین (الآیۃ) میں نور کا مصداق ہیں، محبوب رب العالمین ہیں امام الانبیاء والمرسلین ہیں، اس عظمت و جلالت کے باوجود فرماتے ہیں انما انا بشر مثلکم (الآیۃ) اس میں حکمت یہ تھی کہ کفار اور مشرکین کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود تھا تاکہ قریب آئیں اور دولت ایمان سے مشرف ہوں۔ حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

زاں سبب فرمود خود را مثلکم
تا بگرد آیند و کم گردند گم

اس حقیقت کو بیان کرنے کیلئے ایک مثال بیان کی کہ شکاری، جانور، کی سی آواز نکالتا ہے، اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ شکار قریب آجائے، مثال کے بیان سے مقصد کسی بات کو عام فہم انداز میں بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ جس چیز کیلئے مثال دی جا رہی ہے مثال اس کا عین ہے اور ہو بہو اس پر صادق آتی ہے۔

- محدث حافظ ابن قیم جوزی (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

انہ لا یلزم تشبیہ الشئی بالشئی مساواتہ لہ (النار السیف صفحہ نمبر ۶۰ طبع بیروت)

- حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ اور مشبہ بہ سے برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت (بے وقوفی) ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ (فارسی) صفحہ نمبر ۲۱۳ مطبوعہ لاہور ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء)

مفتی علیہ الرحمۃ کا مقصد صرف اس حقیقت کو مثال سے واضح کرنا ہے کہ کسی کو قریب کرنے کیلئے اس جیسی آواز نکالی جاتی ہے۔ انہوں نے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے شکاری کا لفظ قطعاً استعمال نہیں کیا۔

الزام نمبر ۱۹: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"نبی کو انسان کہنے والا کافر ہے"

احمد رضا بریلوی کی تفسیر کنز الایمان کا اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔

قرآن پاک میں جابجا انبیاء کرام کو بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا ہے۔

(کنز الایمان مع تفسیر نعیم الدین صفحہ نمبر ۵ حاشیہ نمبر ۱۳) (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۴۴ حصہ اول)

جواب نمبر ۱: کنز الایمان کے نام سے مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی قرآن حکیم کی تفسیر نہیں "مصنف رضا خانی مذہب" نے دروغگوئی سے کام لیا ہے۔ مولانا علیہ الرحمۃ نے قرآن کریم کا جو اردو میں ترجمہ کیا ہے اس کا نام "کنز الایمان" ہے اور اس پر صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کا حاشیہ ہے۔

جواب نمبر ۲: مصنف رضا خانی مذہب نے حسب عادت مکمل عبارت نقل نہیں کی۔

مصنف مذکور کی نقل کردہ عبارت

قرآن کریم میں جابجا انبیاء کرام کو بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۴۴ حصہ اول)

مکمل عبارت

مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی قرآن کریم کی ایک آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے اس لئے قرآن پاک میں جابجا انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا اور درحقیقت انبیاء کرام کی شان میں ایسا لفظ ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے۔

(کنز الایمان صفحہ نمبر ۵ حاشیہ ۱۳)

تشریح: اہل سنت و جماعت کے نزدیک انبیاء کرام کی بشریت کا انکار کفر ہے۔ اور ان کی بشریت تمام عیوب ونقائص سے منزہ و پاک ہے رہا انبیاء کرام کو اس لفظ سے یاد کرنا تو چونکہ لفظ لفظ بشر کہنے سے ان کے مقامات وکمالات کا اظہار نہیں ہوتا اس لئے ان نفوس قدسیہ کو اعلیٰ، اکمل اور افضل البشر جیسے القابات سے یاد کرنا چاہیے۔ کیونکہ فقط بشر کہنا اور بشریت کو حقارت کی نظر سے دیکھنا کفار کا طریقہ ہے جیسا کہ قرآن کریم کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں۔

آستانہ علی پور مدینہ منورہ کی طرح مقدس ہے۔ مصنف رضا خانی مذہب درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

مدینہ بھی مطہر ہے، مقدس ہے علی پور بھی
ادھر جائیں تو اچھا ہے اُدھر جائیں تو اچھا ہے

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۵ حصہ دوم)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

آستانہ خبیثہ علی پور کو کسی اعتبار سے بھی مدینہ منورہ جیسے مقدس شہر جیسا سمجھنا بہت بڑی کمینگی ہے الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۵ حصہ دوم)

جواب: شاعر کہتا ہے کہ مدینہ منورہ بھی مطہر ہے (اپنی شان کے لائق) اور علی پور بھی مقدس ہے (اپنی شان کے لائق) جدھر بھی جائیں اچھی بات ہے۔

اس شعر میں فقط لفظی مناسبت ہے کہ دونوں جگہ (اپنی اپنی شان کے اعتبار سے) مقدس ومحترم ہیں۔ رہی مدینہ منورہ کی عظمت ورفعت اور خصوصیات تو وہ اپنی جگہ برقرار ہیں۔

- مدینہ منورہ حرمین شریفین میں داخل ہے

نیز پروردگار عالم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ معظمہ سے ہجرت کا حکم دیا اور مدینہ منورہ میں قیام کا حکم فرمایا۔ جملہ کمالات ظاہرہ و باطن جو عالم قوت و استعداد میں امانت رکھے تھے ان سب کو درجہ فعلیت میں لایا اور اس شہر کو تمام فتوحات کا مبداء اور برکات

خزانوں کی کنجی گردانا، اس کی خاک پاک کو آپ کے گوہر عنصر شریف کیلئے صدف بنا کر مدت تک اس زمین کا خطہ آپ کے وجود پاک سے مشرف ہو کر فیض بخش ملک وملکوت رہے۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خاک مدینہ میں شفا ہے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شیاطین شہر مدینہ میں اپنی عبادت سے مایوس ہو گئے۔ (یعنی لوگوں کو برائی کی طرف انگیختہ کرنے میں)
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مدینہ منورہ میں انتقال کرے اس کیلئے میں قیامت کے دن شفیع ہوں گا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے جو لوگ سب سے پہلے ہماری شفاعت کا شرف حاصل کریں گے وہ اہل مدینہ ہیں اس کے بعد اہل مکہ پھر اہل طائف
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے بخار اور وبائی امراض مدینہ منورہ سے جحفہ چلے جائیں۔

(جذب القلوب از شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) طبع کراچی مترجم)

- یہ شہر مقدس دجال کے وجود اور نجاست سے محفوظ رہے گا۔ بخاری ومسلم کی روایت سے ثابت ہے کہ اس زمانہ میں مدینہ منورہ کی ہر گلی پر فرشتوں کی ایک جماعت مقرر ہو گی کہ اس کی حفاظت کریں۔
- مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے سے دس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ (کتب صحاح ستہ)

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ

قبر شریف سید عالم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات مطلقاً اور بالعموم افضل واکرم ہے خواہ شہر مکہ مکرمہ ہو یا خانہ کعبہ شریف اور خانہ کعبہ سوائے قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہر مدینہ منورہ سے افضل ہے۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۱۳ طبع کراچی مترجم)

الزام نمبر ۲۰: "مصنف رضا مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"عیسیٰ مسیح فیل ہو گئے"

سوال: مسیح علیہ السلام لوگوں کی ہدایت کیلئے اتریں گے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں آئیں گے پس افضل کون؟

جواب: دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہے، امتحان میں دوبارہ وہی لوگ بلائے جاتے ہیں جو فیل ہوں۔ حضرت مسیح علیہ السلام پہلی آمد میں ناکامیاب رہے اور [illegible] کے ڈر کے مارے کام تبلیغ رسالت سرانجام نہ دے سکے اس لئے ان کا دوبارہ آنا تلافی مافات ہے۔ (جامع الفتاویٰ انوار شریعت صفحہ نمبر ۳۸۲)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۵۵ حصہ اول)

الجواب: مولانا نظام الدین ملتانی نے یہ الفاظ کسی عیسائی کے رد میں ذکر کیے ہیں کہ دوبارہ عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کو ان کے افضل ہونے کی دلیل وہی لوگ بنا سکتے ہیں [illegible] کوئی اہل اسلام۔ یہ ایک الزامی جواب ہے لہٰذا اس کو گستاخی اور کفر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس ضمن میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کا ایک عیسائی کو اسی انداز میں الزامی جواب دینا اس حقیقت کو واضح کر دیتا ہے۔

پادری صاحب نے سوال کیا کہ تمہارے پیغمبر حبیب اللہ ہیں، آپ نے فرمایا ہاں، پادری صاحب نے کہا تمہارے پیغمبر نے بوقت قتل امام حسین علیہ السلام کی فریاد نہ کی حالانکہ حبیب اللہ کا محبوب زیادہ تر محبوب ہوتا ہے، خدا تعالیٰ ضرور مدد فرماتا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے جواب دیا۔ پیغمبر صاحب واسطے فریاد کے جو تشریف لے گئے پردۂ غیب سے آواز آئی ہاں تمہارے نواسے پر قوم نے ظلم کر کے شہید کیا لیکن ہم کو اس وقت اپنے بیٹے عیسیٰ کا صلیب پر چڑھانا یاد آیا ہوا ہے۔ سن کر پیغمبر صاحب خاموش ہو گئے۔ (مجموعہ کمالات عزیزی صفحہ نمبر ۲)

کیا کوئی عقل کا اندھا کہہ سکتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا تسلیم کر لیا۔ نیز انہوں نے قرآن کریم کے ارشاد کے برعکس ان کو سولی

[illegible] مانا تسلیم کر لیا حالانکہ یہ کلام اللہ کی تکذیب ہے۔

[illegible] نمبر ۲۱: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"شیطان کی وسعت"

اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک و ناپاک مجالس مذہبی و غیر مذہبی میں [illegible] ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعویٰ کرتے، ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس [illegible] زیادہ تر مقامات میں پایا جاتا ہے۔ (انوار ساطعہ صفحہ نمبر ۱۷۷) (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۹۳ حصہ اول)

[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مع جسم اطہر ایک ہی وقت میں بطور معجزہ مختلف مقامات [illegible] حاضر ہونا ایک حقیقت ثابتہ ہے جیسا کہ اولیاء اللہ کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ [illegible] لکھتے ہیں:

اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد [illegible] مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ (مکتوبات صفحہ نمبر ۵۸ جلد دوم)

امام شعرانی نے ایک آن میں متعدد جگہوں میں مقبولان الٰہی کے موجود ہونے پر [illegible] معراج سے استدلال کیا ہے پھر ایک بزرگ حضرت ابراہیم نامی کا واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے ایک جمعہ ایک ہی آن میں پچاس جگہ پڑھا اس کے علاوہ دیگر بزرگان دین کے واقعات ذکر فرمائے ہیں۔ (درالغواص صفحہ نمبر ۱۶۴ تا ۱۶۶)

اور مولانا عبدالسمیع علیہ الرحمۃ کا یہ فرمانا:

کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام پاک و ناپاک مجالس مذہبی و غیر مذہبی میں حاضر ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے الخ

اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مع جسم اطہر حاضر ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

[illegible] رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمانیت اور بشریت کے بغیر حاضر و ناظر ہونا

بایں طور کہ عالم کا ذرہ ذرہ روحانیت ونورانیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گاہ ہے روحانیت ونورانیت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کیلئے قرب وبعد یکساں ہے کیونکہ عالم زمان ومکان کی قید سے مقید ہے لیکن عالم امر ان قیود سے پاک ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت ورحمت عالمین پر حاوی ہے زمین وآسمان کا کوئی گوشہ نگاہ رسالت سے مخفی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے میرے سامنے دنیا رکھ دیا پس میں اس کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اسے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو۔ (مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۲۸۷ جلد ۸ طبع بیروت)

- حضرت امام غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شخص واحد ہی نہ شمار کرلو اور بشریت کی نگاہ سے ان کی طرف نظر نہ کرو تاکہ ان کو اجزاء بشر میں سے ایک جز دیکھو بلکہ ان کی اس صورت پر نظر کرو جو اس وجود سے پہلے تھی تاکہ تمہیں ایک ایسا نور نظر آئے جس نے تمام موجودات کا احاطہ کر رکھا ہے۔ (مجربات غزالی صفحہ نمبر ۲۲۳ طبع لاہور)

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

اب رہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہر و باطن ہونا تو آپ ہی کے انوار نے پورے آفاق کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۸ جلد اول)

فتاویٰ مظہری کا ایک فتویٰ اور اس کا جواب

سوال: رنڈی کے مکسوبہ مال کو کوئی شخص اپنے مکان کے کرایہ میں لے سکتا ہے یا نہیں اور جو شخص لیتا ہو وہ کسی کی دعوت کرے تو اس کی دعوت کھانی چاہیے یا نہیں؟

الجواب: اگر کسی اس شخص کو کرایہ اس مال سے ادا کرتی ہے جو اس نے ناجائز طریقہ سے حاصل کیا ہے تو مکاندار کو چاہیے وہ ناپاک مال ہے اس کا اپنے صرف میں لانا حلال نہیں۔

ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب

بحوالہ فتاویٰ مظہری صفحہ نمبر ۱۰ جلد ۲ طبع ملتان (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

ولقول علیہ السلام ولایحل ثمن المکلب ولاحلوان الکاھن ولا مہر البغی۔ (رواہ ابوداؤد)

پس جو شخص خالص اس مال کو دعوت میں صرف کرتا ہے جو اس نے رنڈیوں کی ناپاک کمائی سے حاصل کیا ہے تو اس کی دعوت قبول نہ کرنی چاہیے۔ (فتاویٰ مظہری صفحہ نمبر ۲۹۱)

"مصنف رضاخانی مذہب" کا جاہلانہ تبصرہ

اعلیٰ حضرت بریلوی تو فرمارہے ہیں کہ رنڈیوں کا مال تبدیل کرنے سے حلال ہو جاتا ہے مگر مولوی مظہر اللہ کہہ رہے ہیں تبدیلی نص قطعی کے خلاف ہے اور رنڈیوں کا مال ہر حال میں حرام ہے الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۸۵ حصہ اول)

الجواب: مفتی مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

(رنڈی) نے جو مال ناجائز طریقہ سے حاصل کیا ہے (اور مالک مکان کو ادا کیا ہے) تو مکاندار کو چاہیے وہ ناپاک مال ہے اس کا اپنے صرف میں لانا حلال نہیں (خلاصہ)

- مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

(رنڈی نے جو مال ناجائز طریقہ سے حاصل کیا ہے) اس شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے۔ (احکام شریعت حصہ دوم)

اور تبدیلی مال سے مال پاک ہو جانا مفتی علیہ الرحمۃ کے اس فتویٰ میں موجود ہے تو مظہری کی اس عبارت کو "مصنف رضاخانی مذہب" شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر گیا ہے۔ جس سے اظہر من الشمس ہے، کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اور قبلہ مفتی علیہ الرحمۃ کے بیان میں کوئی تضاد نہیں۔

فتاویٰ مظہری کی وہ عبارت جس کو مصنف رضاخانی نے نقل نہیں کیا

ہاں اگر رنڈیوں نے اس کو ناجائز کمائی سے کرایہ نہیں دیا (یعنی کسی شخص سے ادھار لے کر دیا ہے) یا یہ شخص ان کے کرایہ کے علاوہ دوسرے پاک مال کو صرف کر رہا ہے یا رنڈیوں

کا دیا ہوا مال بھی مخلوط ہے مگر پاک مال اس سے زائد ہے تو ان صورتوں میں اس شخص کی

قبول کرنے میں حرج نہیں۔ اشباہ والنظائر میں ہے: اذا كان غالب مال المهدی

فلاباس بقبولیته و اکل ماله لم تبین انه من حرام ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ مظہری صفحہ نمبر ۲۹۱، ۲۹۲)

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی حنفی کا فتویٰ

مال حرام سے امور خیر کرنا اور کھانا پینا اور اس کو تصرف میں لانا سب حرام ہے۔ مال کو امور حرام میں صرف کرے گی تو اور زیادہ گنہگار ہوگی اس طائف کو لازم ہے کہ کسی سے روپیہ قرض لے کر اس مال سے ادا کرے اور جس قدر اس کے پاس مال حرام ہے اس قدر لے کر سب امور خیر کرے اور اس قرض کا ادا اسی مال حرام سے کردے۔

(مجموعہ فتاویٰ جلد دوم صفحہ نمبر ۱۱۸ طبع لکھنؤ)

الزام نمبر ۲۲: "مصنف رضا خانی مذہب" نے مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ کی تالیف مقیاس حنفیت سے مندرجہ ذیل عنوان کے تحت ایک طویل عبارت سے دو سطریں لے کر اس پر جاہلانہ تبصرہ کیا۔

"جماع کے وقت نبی کی حاضری"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم زوجین کے جفت (ہمبستری) ہونے کے وقت بھی حاضر ناظر ہوتے ہیں۔ (مقیاس حنفیت صفحہ نمبر ۲۸۲)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

بریلوی مذہب کے مشہور مولوی محمد عمر اچھروی اپنی مایہ ناز تصنیف میں یوں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میاں بیوی کے جماع کے وقت موجود ہوتے ہیں اور سب دیکھ رہے ہوتے ہیں الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶ حصہ اول)

الجواب: مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل مسلم شریف کی حدیث نقل کی ہے

حضرت انس ابن مالک سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا تو ابو طلحہ (گھر سے) نکلے تو لڑکا فوت ہو گیا پھر جب ابو طلحہ واپس ہوئے تو فرمایا میرے لڑکے کا کیا حال ہے ام سلیم نے عرض کی کہ پہلے سے آرام ہے۔ تو ام سلیم نے عشاء کا کھانا چنا تو حضرت ابو طلحہ نے کھانا تناول فرمایا۔ پھر حضرت ابو طلحہ نے ام سلیم سے ہمبستری کی پھر جب فارغ ہوئے تو ام سلیم نے لڑکے کے ملاحظہ فرمانے کیلئے عرض کیا تو وہ فوت ہو چکا تھا انہوں نے دفن فرمایا، جب صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار اطہر میں حاضر ہوئے تو لڑکے کی فوتیدگی کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کیا تم نے رات کو جماع کیا ہے۔ ابو طلحہ نے عرض کیا کہ جی ہاں تو آپ نے دعا فرمائی، (ایسے صابرین شاکرین کو) یا اللہ برکت دے تو (آپ کی دعا سے) ام سلیم کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ تو مجھے ابو طلحہ نے فرمایا اس بچے کو اٹھا لو حتیٰ کہ تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لا اور بھیجیں اس نے بچے کے ساتھ کھجوریں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا۔ (مسلم صفحہ نمبر ۲۰۹ جلد ۲)

اس کے بعد مولانا اچھروی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

حضرت ابو طلحہ نے بچے کے فوت ہونے کی آپ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے جماع کیا ہے آپ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوجین کے جفت ہونے کے وقت بھی حاضر ناظر ہوتے ہیں یہ علیحدہ امر ہے کہ آپ حمل کرانا کا تعین ایسے حالات سے اپنی نظر کو محفوظ فرمائیں۔ (مقیاس حنفیت صفحہ نمبر ۲۸۲)

• حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اٹھا کر رکھ دیا ہے پس میں اس کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اسے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو۔ (مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۲۸۷ جلد ۸ طبع بیروت)

پس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام دنیا کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ (یعنی ناظر ہیں) اور تمام دنیا آپ کے سامنے موجود ہے۔ یہ بھی آپ کے حاضر

ناظر ہونے کی ایک کیفیت ہے۔ رہا مصنف رضاخانی مذہب کا یہ لکھنا کہ مولانا محمد عمرا
لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میاں بیوی کے جماع کے وقت موجود
ہیں اور سب کچھ دیکھ رہے ہوتے ہیں الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۶۶ حصہ اول)

خط کشیدہ الفاظ مولانا اچھروی علیہ الرحمۃ نے تحریر نہیں کئے بلکہ ''مصنف رضاخانی مذہب'' نے کذب بیانی، دروغگوئی سے کام لیا ہے۔ جبکہ مولانا اچھروی مرحوم نے صاف کھلے الفاظوں میں تحریر کیا ہے:

یہ ایک علیحدہ امر ہے کہ آپ مثل کراماً کاتبین ایسے واقعات سے اپنی نظر کو فرمائیں۔ (مقیاس حنفیت صفحہ نمبر ۲۸۲)

نیز مصنف رضاخانی مذہب کا یہ لکھنا کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب حاصل تھا آپ حاضر ناظر ہیں تو وہ قطعاً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔
(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۶۹ حصہ اول)

تو جواب اس کا یہ ہے کہ غیب مستقل طور پر سارے معلومات الٰہیہ کوئی نہیں جان سکتا۔ اور مخلوق کیلئے ایسا علم غیب ثابت کرنا واقعی کفر ہے۔

- امام ابن حجر مکی (م ۹۷۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہم نے جو کچھ اس آیت کے بارے میں کہا اس کی امام نووی علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاویٰ میں تصریح کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ غیب مستقل طور پر سارے معلومات الٰہیہ کو کوئی نہیں جان سکتا۔ (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ نمبر ۲۱۱ قدیمی کتب خانہ کراچی)

جبکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جمیع معلومات الٰہیہ کو پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا محیط ہو جانا عقلاً ونقلاً دونوں طرح محال ہے۔ بلکہ اگر تمام اولین وآخرین کے سب علوم جمع کرلئے جائیں تو ان کے مجموعہ کو علوم الٰہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ دس لاکھ بوندوں سے ہے۔
(الدولۃ المکیہ صفحہ نمبر ۱۳۰ طبع کراچی، از امام احمد رضا بریلوی)

اور واقعی غیر خدا کو مع جسم ہر جگہ حاضر ماننا کفر ہے۔

الزام ۲۳: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''خدا کو چھوڑو! پیر کو پکڑو!''

بریلوی مذہب کے مولوی احمد یار خاں گجراتی اپنی مایہ ناز تفسیر جاء الحق میں لکھتے ہیں:

۱۔ پیر کا مرید کے پاس حاضر ناظر ہونا۔
۲۔ مرید کا تصور شیخ میں رہنا۔
۳۔ پیر کا حاجت روا ہونا۔
۴۔ مرید خدا کو چھوڑ کر اپنے پیر سے مانگے۔
۵۔ پیر مرید کو القا کرتا ہے۔
۶۔ پیر مرید کا دل جاری کر دیتا ہے۔

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

لیجئے اب تو خدا سے بھی چھٹی ہوئی، جو کچھ لینا ہو بس پیر کی چوکھٹ سے مل جائے گا۔
(العیاذ باللہ)۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲ حصہ اول)

جواب: مفتی احمد یار خاں گجراتی علیہ الرحمۃ نے ''جاء الحق'' میں مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کی تالیف ''امداد السلوک'' سے ایک عبارت نقل کر کے یہ نتائج اخذ کئے ہیں جن کو مصنف رضاخانی مذہب نے مفتی علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کر کے دجل وفریب سے کام لیا ہے۔ قارئین ''امداد السلوک'' کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

- مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں:

مرید بھی یقین سے جانے کہ شیخ کی روح ایک جگہ میں قید نہیں ہے۔ مرید جہاں بھی ہو دور ہو یا نزدیک اگرچہ پیر کے جسم سے دور ہے لیکن پیر کی روحانیت سے دور نہیں جب یہ بات پختہ ہوگئی تو ہر وقت پیر کی یاد رکھے اور دلی تعلق اس سے ظاہر ہو اور ہر وقت اس سے فائدہ

لیتا رہے مرید واقعہ جات میں پیر کا محتاج ہوتا ہے، شیخ کو اپنے دل میں حاضر کر کے زبان حال سے اس سے مانگے پیر کی روح اللہ کے حکم سے ضرور القا کرے گی مگر پورا تعلق شرط ہے اور شیخ سے اسی تعلق کی وجہ سے دل کی زبان گویا ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ کی طرف راہ کھل جاتی ہے اور حق تعالیٰ اس کو صاحب الہام کر دیتا ہے۔ (امداد السلوک صفحہ نمبر ۶۸ طبع لاہور)

الزام نمبر ۴۴: "مصنف رضا خانی مذہب" لکھتا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا فرض اور واجب ہے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۲۶ حصہ اول)

جواب: ہمارے نزدیک ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا مستحسن و مستحب ہے۔

۱۔ مولانا عبدالسمیع رامپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

تحقیق اس مسئلہ قیام کی یہ ہے کہ ہم اس کو مستحسنات میں سمجھتے ہیں مذہب جمہور یہی ہے اور اسی پر عمل ہے تمام بلاد اسلامیہ میں۔ (انوار ساطعہ صفحہ نمبر ۲۳۳ مجتبائی دہلی)

۲۔ مفتی احمد یار خاں گجراتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قیام میلاد کو بھی عام مسلمان مستحب سمجھتے ہیں لہٰذا مستحب ہے۔

(جاء الحق ۲۵۴ ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات)

ممانعت قیام کی احادیث کا مفہوم

۱۔ صحابہ کرام جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے تھے تو کھڑے نہ ہوتے تھے۔

۲۔ جس کو پسند ہو کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں وہ اپنی جگہ دوزخ میں ڈھونڈے۔

۳۔ عجمی لوگوں کی طرح کھڑے نہ ہوا کرو۔ (مشکوٰۃ باب القیام)

جواب: ان احادیث میں مطلق قیام سے منع نہیں کیا گیا بلکہ حسب ذیل امور سے ممانعت ہے۔

۱۔ اپنے لئے قیام چاہنا۔

۲۔ لوگوں کا دست بستہ سامنے کھڑا رہنا اور پیشوا کا درمیان میں بیٹھا رہنا۔

اس قسم کے قیام اہل سنت کے نزدیک بھی منع ہیں۔

قیام کی اجازت

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل قریظہ، سعد کے فیصلے پر راضی ہو گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد کو بلا بھیجا وہ آئے تو آپ نے فرمایا کہ اپنے سردار کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ (بخاری شریف صفحہ نمبر ۴۳۹ جلد ۲ مترجم طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) قدس سرہٗ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: اس حدیث کی وجہ سے جمہور علماء نے علمائے صالحین کی تعظیم کرنے پر اتفاق کیا ہے نووی نے فرمایا کہ بزرگوں کی تشریف آوری کے وقت کھڑا ہونا مستحب ہے الخ
(اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب القیام)

- حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں جب میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا "میں مہاجر سوار کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ آپ نے یہ الفاظ دو مرتبہ فرمائے۔
(عوارف المعارف، صفحہ نمبر ۱۹۰ مترجم طبع لاہور ۱۹۶۲ء، شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ)

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نور اللہ مرقدہٗ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اگر کوئی (کسی بزرگ ہستی کے خیر مقدم کیلئے) کھڑا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ مسنون ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت منقول ہے کہ جب حضرت جعفر آئے تھے تو آپ ان کیلئے کھڑے ہوئے تھے۔ (عوارف المعارف صفحہ نمبر ۱۹۰ مترجم طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

- غیر خدا کی عظمت کرنا، کھڑے ہو کر مصافحہ کر کے جھک جانا ہر طرح جائز ہے۔
(عالمگیری کتاب الکراہیۃ باب ملاقات الملوک)

(ف) اس جگہ جھکنے سے مراد حد رکوع سے کم جھکنا ہے تا حد رکوع جھکنا ناجائز ہے۔

- آنے والے کی تعظیم کیلئے کھڑا ہو جانا جائز بلکہ مستحب ہے جیسے کہ قرآن کریم پڑھنے والے کو عالم کے سامنے کھڑا ہونا جائز ہے۔ (در مختار جلد پنجم کتاب الکراہیۃ)

اس عبارت کے تحت علامہ شامی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

قرآن پڑھنے والے کا آنے والے کی تعظیم کیلئے کھڑا ہو جانا مکروہ جبکہ وہ تعظیم کے لائق ہو۔

الزام نمبر ۲۵: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاضر ناظر ہیں''

اے میرے یسوع میں ایمان رکھتا ہوں تو ہر جگہ موجود ہے۔

اہل بدعت رضاخانیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر ناظر ہیں، اور جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک یا مجلس میلاد منعقد ہوتی ہے وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ناظر ہوتے ہیں۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۳۲ حصہ دوم)

الجواب: عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ یسوع بمعہ جسم ہر جگہ حاضر ناظر ہے جبکہ اہل سنت کا یہ عقیدہ نہیں۔

مسئلہ حاضر و ناظر اور اہل سنت کا موقف

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں جسمانیت اور بشریت کے ساتھ نہیں بلکہ بایں طور کہ عالم کا ذرہ ذرہ روحانیت و نورانیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گاہ ہے اور روحانیت اور نورانیت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کیلئے قرب و بعد یکساں ہے کیونکہ عالم خلق زمان و مکاں کی قید سے مقید ہوتا ہے لیکن عالم امر ان قیود سے پاک ہے۔ لہٰذا بیک وقت متعدد مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف فرما ہونا اور ایک ہی وقت دور دراز مقامات کثیرہ اور امکنہ متعددہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اہل اللہ کا دیکھنا اور کھلم کھلا بیداری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہونا دلائل کی روشنی میں ایسا واضح امر ہے جس کا انکار کوئی مسلمان نہیں کرسکتا۔

- حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شخص واحد ہی نہ شمار کرلو اور بشریت کی نگاہ سے ان کی طرف نظر نہ کرو تاکہ ان کو اجزاء بشر میں سے ایک جز دیکھو بلکہ ان کی اس صورت پر نظر کرو جو

اس وجود سے پہلے تھی تاکہ تمہیں ایک ایسا نور نظر آئے جس نے تمام موجودات کا احاطہ کر رکھا ہے۔ (مجربات غزالی صفحہ نمبر ۳۳۳ طبع لاہور)

- امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اب رہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہر و باطن ہونا تو آپ ہی کے انوار نے پورے آفاق کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۸ جلد اول)

رہا آپ کا متعدد مقامات پر جلوہ افروز ہونا امر واقعہ ہے جس کا انکار نہیں کرے گا مگر جاہل اور حاسد۔ اور آپ سے بغض و عناد رکھنے والا۔

- حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے۔ اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔ (شمائم امدادیہ مصدقہ اشرف علی تھانوی)

- امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ان تمام نقول اور احادیث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جسم مبارک اور روح اقدس کے ساتھ زندہ ہیں اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اطراف زمین اور ملکوت اعلیٰ میں جہاں چاہتے ہیں سیر اور تصرف فرماتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اسی ہیت مبارک کے ساتھ ہیں جس پر وفات سے پہلے تھے۔
(الحاوی للفتاوی صفحہ نمبر ۳۱۹ جلد ۲ طبع ملتان)

- مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے تفسیر روح المعانی سے ایک عبارت فتح الملہم میں نقل کی ہے اور یہ تسلیم کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اپنی قبر شریف میں رونق افروز ہونے کے بیک وقت متعدد مقامات پر دیکھے جاتے ہیں۔[1] (فتح الملہم جلد اول صفحہ نمبر ۳۰۵ طبع مدینہ پریس بجنور)

---

[1] انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ الشریف یتصرف فی الکون باذن اللہ تعالیٰ کیف شاء (حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن خداوندی کون میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں (المہند علی المفند صفحہ نمبر ۱۳ طبع ملتان) (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

• مولوی محمد انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

اور میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جاگتے ہوئے بیداری کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ممکن ہے جس کو اللہ تعالی یہ نعمت عطا فرمائے جیسا کہ سیوطی سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیس مرتبہ دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض احادیث کے متعلق سوال کیا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصحیح کے بعد سیوطی نے ان کو صحیح کرلیا[1] (فیض الباری جلد اول صفحہ نمبر ۲۰۴ طبع قاہرہ)

الزام نمبر ۲۶: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''رضاخانی مذہب میں اللہ تعالی کو ماننے والے بے دین ہیں''

رضاخانی ملاں احمد یار گجراتی اپنی تصنیف جاء الحق میں یوں لکھتے ہیں کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا اللہ تعالی کی صفت ہر گز نہیں ہو سکتی اور جو شخص اللہ تعالی کو ہر جگہ موجود مانے وہ بے دین ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ ''خدا کو ہر جگہ میں (موجود) ماننا بے دینی ہے ہر جگہ میں (موجود) ہونا تو رسول خدا کی شان ہو سکتی ہے''۔ (جاء الحق صفحہ نمبر ۱۶۲)، (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۳۵ حصہ دوم)

''ہر جگہ میں حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہر گز نہیں خدائے تعالی جگہ اور مکان سے پاک ہے''۔ (جاء الحق صفحہ نمبر ۱۶۱)

الجواب: ہم دونوں عبارتوں کو سیاق و سباق سے نقل کرتے ہیں جس سے مصنف کا دجل و فریب خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔ اور ''جاء الحق'' کی عبارتوں کا مفہوم آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔

[1] علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں امام جلال الدین سیوطی کے خط کا ایک ورق آپ کے اصحاب میں سے ایک صاحب کے پاس دیکھا جو کہ آپ نے اس آدمی کے سوال کے جواب میں لکھا تھا اس میں امام سیوطی نے خود ذکر کیا کہ میں ۷۵ بار عالم بیداری میں بالمشافہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مستفیض ہو چکا ہوں (تلخیص) (میزان الشریعۃ الکبریٰ صفحہ نمبر ۴۴ جلد اول)، (لواقح الانوار القدسیہ صفحہ نمبر ۷ طبع بیروت) یہ کشمیری جی کا وہم یا قوت حافظہ کا زور ہے ۷۵ کو ۲۲ بنا دیا یہ تو امام سیوطی نے بوقت ضرورت اس نعمت عظمیٰ کا اظہار کیا علیم وخبیر ذات جانے اس اظہار کے بعد کتنی بار کرم ہوا (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

صفحہ نمبر ۱۶۱ والی مکمل عبارت

ہر جگہ حاضر ناظر ہونا خدا کی صفت ہر گز نہیں خدا تعالی جگہ اور مکان سے پاک ہے۔ کتب عقائد میں ہے ''لا یجری علیہ زمان ولا یشتمل علیہ مکان'' خدا تعالی پر نہ زمانہ گزرے کیونکہ زمانہ سفلی اجسام پر زمین میں رہ کر گزرتا ہے انہیں کی عمر ہوتی ہے چاند سورج تارے حور وغلمان فرشتے بلکہ آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام معراج میں حضور علیہ السلام زمانہ سے علیحدہ ہیں اور نہ کوئی جگہ خدا کو گھیرے خدا تعالی حاضر ہے مگر بغیر جگہ کے اسی لئے ثم استوی علی العرش کو متشابہات سے مانا گیا ہے اور بکل شئی علیم وغیرہ آیات میں مفسرین فرماتے ہیں علما وقدرۃ یعنی اللہ کا علم اور اس کی قدرت عالم کو گھیرے ہوئے ہے۔

صفحہ نمبر ۱۶۲ والی مکمل عبارت

خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے۔ (کیونکہ اللہ تعالی زمان و مکان سے پاک ہے) ہر جگہ ہونا تو رسول خدا ہی کی شان ہو سکتی ہے[1] اور اگر مان بھی لیا جائے بفرض محال تو بھی حضور علیہ السلام کی یہ صفت عطائی، حادث مخلوق قبضہ الٰہی میں ہے اور خدا کی یہ صفت ذاتی قدیم غیر مخلوق ہے کسی کے قبضے میں نہیں اتنے فرق ہوتے ہوئے شرک کیسا؟

''مصنف رضاخانی مذہب'' کی پیش کردہ آیات کا جواب

۱۔ وما کنت لدیھم الخ تو ان کے پاس نہ تھا جبکہ وہ اپنی قلمیں پھینک رہے تھے الخ

۲۔ وما کنت لدیھم الخ اور تو نہیں تھا ان کے پاس جب وہ ٹھہرانے لگے اپنا کام الخ

۳۔ وما کنت بجانب الغربی الخ طور کے غربی جانب جبکہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو احکام کی وحی پہنچائی تھی نہ تو تو موجود تھا اور نہ دیکھنے والوں میں سے تھا۔ (وغیرہ)

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۳۷ حصہ دوم)

اس کا جواب یہ ہے کہ معترض کو یہ سب الجھنیں اس لئے پیش آئیں کہ وہ حاضر و ناظر کے مسئلہ میں اہل سنت کے مسلک کو نہیں سمجھ سکا ان آیات کا کوئی لفظ بھی حضور صلی اللہ علیہ

[1] روحانی طور پر، جسم مثالی کے ساتھ۔

وآلہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کے مسئلہ میں معارض نہیں۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی روحانیت ونورانیت کے ساتھ ہر جگہ حاضر وناظر ہیں۔ اور آیات قرآن کا مفاد یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنی جسمانیت کے ساتھ ان مقامات پر موجود نہ تھے۔ اب آپ بتائیں کہ جسمانی طور پر موجود نہ ہونا روحانی طور پر موجود ہونے کے کس طرح معارض ہو سکتا ہے۔

- علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خلاصہ یہ کہ ارسال رسل اور ان کے زمانہ رسالت کے واقعات پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاضر وناظر وموجود نہ ہونا عالم جسمانی کے اعتبار سے ہے۔ یعنی ان واقعات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمانی حضور نہ تھا اور اگر عالم روحانی کے اعتبار سے نظر کی جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر اپنے زمانہ تک ہر رسول کی رسالت اور تمام واقعات پر حاضر ہیں یہاں تک کہ حضور نے اپنی جسمانیت مطہرہ کے ساتھ ظہور فرمایا لیکن یہ ایسی باتیں ہیں جس کے ساتھ اہل عناد کو خطاب نہیں کیا جا سکتا۔[1]

(تفسیر صاوی، سورہ قصص)

---

[1] علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں: یعنی تو اس وقت کے واقعات تو ایسی صحت وصفائی اور بسط وتفصیل سے بیان کر رہا ہے جیسے وہیں طور کے پاس کھڑا دیکھ رہا ہو حالانکہ تمہارا موقع پر موجود نہ ہونا ظاہر ہے اور ویسے بھی سب جانتے ہیں تم امی ہو کسی عالم کی صحبت میں بھی نہیں رہے نہ ٹھیک ٹھیک صحیح واقعات کا کوئی جید عالم مکہ میں موجود تھا پھر غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ علم کہاں سے آیا حقیقت یہ ہے کہ اقوام دنیا پر مدتیں اور قرن گزر گئے مرور دہور سے وہ علوم محرف ومندرس ہوتے جا رہے تھے اور وہ ہدایات مخفی جا رہی تھیں لہٰذا اس علیم وخبیر کا ارادہ ہوا کہ ایک امی کی زبان سے بھولے ہوئے سبق یاد دلائے جائیں اور ان عبرتناک وموعظت آمیز واقعات کا ایسا صحیح فوٹو دنیا کے سامنے پیش کر دیا جائے جس پر نظر کر کے بے اختیار ماننا پڑے کہ اس کا پیش کرنے والا موقع پر موجود تھا اور اپنی آنکھوں سے من وعن کیفیات کا مشاہدہ کر رہا تھا بس ظاہر ہے کہ تم تو وہاں موجود نہ تھے بجز اس کے کیا کہا جائے کہ جو خدا آپ کی زبان سے بول رہا ہے اور جس کے سامنے ہر غائب بھی حاضر ہے یہ بیان اسی کا ہو گا (تفسیر عثمانی صفحہ نمبر ۵۱۱ حاشیہ نمبر ۳ طبع لاہور) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

''مصنف رضا خانی مذہب'' کی پیش کردہ دوسری آیت کا مفہوم

الم تر ان اللہ یعلم الخ

ترجمہ: کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کی اور زمین کی ہر چیز سے واقف ہے، تین آدمیوں کا مشورہ نہیں ہوتا مگر اللہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ کا مگر ان کا چھٹا وہ ہوتا ہے اور نہ اس سے کم کا اور نہ زیادہ کا مگر وہ ساتھ ہی ہوتا ہے جہاں بھی وہ ہوں پھر قیامت کے دن انہیں ان کے اعمال سے آگاہ کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔

(سورۃ المجادلۃ آیت نمبر ۷)

تشریح: منافقین اسلام کی روز افزوں ترقی سے بڑے ہراساں تھے ان میں یہ بات تو نہ تھی کہ کھل کر مسلمانوں کی مخالفت کریں لیکن ان کا خبث باطن انہیں اسلام کے خلاف سازشیں کرنے اور منصوبے بنانے میں مصروف رکھا کرتا تھا جہاں کہیں تین چار مل بیٹھتے بڑی رازداری سے مسلمانوں کو پریشان کرنے، ان کی بڑھتی ہوئی طاقت کو مفلوج کرنے، ان کی صفوں میں انتشار وافتراق پیدا کرنے کیلئے کھسر پھسر شروع کر دیتے اور یہ خیال کرتے کہ ان سرگوشیوں کی کسی کو خبر نہیں اور ان کی سازشوں پر کوئی آگاہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس غلطی پر انہیں متنبہ فرما رہا ہے کہ تم سراسر غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ تم جہاں کہیں بھی ہو، تمہاری تعداد کتنی ہی ہو میں تمہیں دیکھ رہا ہوں تمہاری سرگوشیوں کو خوب سن رہا ہوں۔ قیامت کے روز تمہاری ایک ایک شرارت پر تمہیں آگاہ کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا چوتھا یا چھٹا ہونے سے مراد بندوں کا دیکھنا اور ان کی گفتگو سننا مراد ہے۔

الزام نمبر ۲۷: ''مصنف رضا خانی مذہب'' نے درج ذیل عنوانات کے تحت مختلف صفحات پر لکھا ہے۔

۱۔ ابو الفتح ہر گھر میں موجود۔ (صفحہ نمبر ۳۸ حصہ دوم)

۲۔ سیدی فتح محمد کا تمام مجالس میں حاضر ہونا۔ (صفحہ نمبر ۳۹ حصہ دوم)

۳۔ شیخ عبد القادر جیلانی ہر جگہ موجود۔ (صفحہ نمبر ۳۹ حصہ دوم)

۴۔ سید عبداللہ صوفی جنگل میں حاضر۔ (صفحہ ۹ حصہ دوم)

۵۔ ایک بزرگ وقت واحد میں ستر جگہ جا سکتا ہے۔ (صفحہ نمبر ۲۰ حصہ دوم)

پھر اپنی خبیث عادت کے مطابق جاہلانہ تبصرہ کیا ہے اور مذہب حقہ اہل سنت پر خوب طعن وتشنیع کی ہے۔

جواب: مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

محمد الحضرمی مجذوب.........کی کرامتوں میں سے ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تمیں شہروں میں خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے تھے الخ (جمال الاولیاء صفحہ نمبر ۱۸۸ ناشر مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور)

(ما ھو جوابکم فھو جوابنا)

الزام نمبر ۲۸: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''شیطان ہر جگہ حاضر وناظر ہے''

مولوی عبدالسمیع بریلوی لکھتے ہیں:

ملک الموت تو ایک فرشتہ مقرب ہے، دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے۔

(انوار ساطعہ صفحہ نمبر ۱۷۳)

- رضا خانی ملاں مفتی احمد یار خاں گجراتی شیطان کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

جب رب نے گمراہ گر (شیطان) کو اتنا علم دیا ہے کہ وہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو سارے عالم کے ہادی ہیں انہیں بھی حاضر وناظر بنایا تا کہ دوا بیماری سے کمزور نہ ہو۔ (تفسیر نور العرفان)

''مصنف رضا خانی مذہب'' کا جاہلانہ تبصرہ

قارئین کرام!

یہ ہے، رضا خانی مذہب کی تعلیم کہ خدا تعالیٰ کے ہر جگہ حاضر وناظر ماننے والے کو کافر

...کو اور شیطان ملعون کے ہر جگہ حاضر ناظر ماننے والے کو پکا سچا مسلمان سمجھو الخ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۴۳ حصہ دوم)

...مولانا عبدالسمیع رامپوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عقیدہ اہل سنت وجماعت کا یہ ...اللہ تعالیٰ کی صفت اسی طرح اور اسی حقیقت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے دوسرے ...ہوتی اور خصوصیت کے معنی یہ ہیں کہ یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ اور روئے ...کل جگہ پر موجود ہو جانا کچھ خاصہ مخصوص خدا کے ساتھ نہیں۔

ملک الموت قابض ہے جمیع ارواح جن وانس و بہائم اور جمیع مخلوقات کا اور اللہ تعالیٰ ...ہے دنیا کو اس کے آگے مثل چھوٹے خوان کے۔

(۱)......(تفسیر معالم التنزیل)

(۲)......(رسالہ برزخ علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ)

(۳)......(شرح مواہب علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ)

...ادھر سے لیتا ہے جان کو اور ادھر۔ اب خیال کرو کہ ایک آن میں مشرق سے ...تک کس قدر چیونٹی مچھر کیڑے مکوڑے اور چرند پرند اور آدمی مرتے ہیں ہر جگہ ملک ...موجود ہوتا ہے۔

نیز ملک الموت وقت موت میت کے سرہانے کھڑا ہو جاتا ہے مومن کے بھی اور کافر ...بھی الخ (مشکوٰۃ)

...قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ نے تذکرۃ الموتی میں طبرانی اور ابن مندہ سے ...نقل کی ہے کہ ملک الموت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا کہ ایسا کوئی ...نیک یا بد آدمیوں کا جس کی طرف مجھ کو توجہ نہ ہو، رات دن دیکھتا رہتا ہوں اور ہر ...بڑے کو ایسا پہچانتا ہوں کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو اس قدر نہیں پہچانتے......

(تذکرۃ الموتی والقبور (مترجم) صفحہ نمبر ۱۳ ضیاء الحق لاہور)

...صاحب درمختار لکھتے ہیں: کہ شیطان اولاد آدم کے ساتھ دن کو رہتا ہے اور ان کا بیٹا ...کے ساتھ رات کو رہتا ہے۔ علامہ شامی نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی

آدم کے ساتھ رہتا ہے مگر جس کو اللہ نے بچا لیا، بعد اس کے لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا ہے۔

ان احادیث نبویہ اور بزرگان دین کے ارشاد کی روشنی میں اگر مولانا عبد... رامپوری علیہ الرحمۃ نے درج ذیل عبارت لکھ دی ہے تو کون سا جرم کیا ہے جس کی ... نے آسمان سر پر اٹھا لیا اور غلط عقائد و نظریات قائم کر کے اہل سنت پر طعن و تشنیع کر ... خوف خدا، نہ حشر کا ڈر۔

ملک الموت علیہ السلام ایک مقرب فرشتہ ہے دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے۔

(انوار ساطعہ صفحہ نمبر ...)

اور قبلہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل عبارت کا بھی یہی ... ہے کہ جب رب کریم نے شیطان کو اتنا علم دیا ہے کہ وہ ہر جگہ بحیثیت علم موجود ہے اور لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمام عالم کیلئے ہادی اور مزکی بن کر آئے ... اگر ان کیلئے محیط زمین کا علم مان لیا جائے تو کونسی خلاف شرع بات ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے میرے سامنے دنیا کو رکھ دیا ہے پس میں ان کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اسے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسا اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو۔ (مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۲۸۷ جلد ۸ طبع بیروت)

اس وضاحت کی روشنی میں مفتی احمد یار نعیمی علیہ الرحمۃ کی عبارت آسانی سے سمجھ میں آجائے گی۔

قبلہ مفتی علیہ الرحمۃ کی عبارت

جب رب نے گمراہ گر (شیطان) کو اتنا علم دیا کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو سارے عالم کے ہادی ہیں انہیں بھی حاضر و ناظر بنایا تا کہ دوا بیماری سے کمزور نہ ہو۔ (تفسیر نور العرفان صفحہ نمبر ۳۳۳)

(نوٹ): رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۴۴، ۴۵ حصہ دوم پر کئے گئے اعتراضات کا جواب ہم اوراق

... پر تفصیلا دے چکے ہیں۔ (دیکھئے صفحہ ۸۷ تا ۹۱)

... عالم پیر مہر علی شاہ گولڑوی نور اللہ مرقدہٗ کی پہلی عبارت کا جواب

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۴۷ حصہ دوم)

پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے قل لا یعلم الخ اور اسی قسم کی دوسری آیات کی تشریح ... جن میں اللہ تعالیٰ کے ذاتی اور لامتناہی علم کا ذکر ہے اور اس کے بعد وہ عبارت ذکر کی ... جس کو مصنف رضاخانی مذہب نے نقل کیا ہے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کے علم لامتناہی، ... اور بلا واسطہ پر علم غیب کا اطلاق ہوتا ہے اس حیثیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ... عطائی اور متناہی پر علم غیب کا اطلاق نہ ہوگا۔ پھر آپ نے تحریر فرمایا ہے۔

پس تمام وہ اخبار جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہیں اور غیب کی باتیں ... کی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے اعلام اور جتوانے سے بتائی ہیں ان آیات کے منافی نہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب نہیں جانتے تھے اس لئے کہ آپ سے نفی وہ علم غیب ہے جو بلا واسطہ ہو۔ الخ (اعلاء کلمۃ اللہ صفحہ نمبر ۱۷۳)

نیز آپ نے علم غیب کے مسئلہ میں اپنا عقیدہ یوں بیان فرمایا ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب بہ حسب نصوص قرآنیہ اور علم ما کان و ما یکون کا از روئے احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام من جانب اللہ عطاء ہوا۔ علم غیب کلی اور بالذات علی سبیل الاستمرار، خاصہ خدائی ہے، عز اسمہ اور علم غیب علی قدر الاعلام والاعطاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوا۔ اور آپ کو "عالم الغیب بہ علم وعطائی و وہبی" کہا جاسکتا ہے۔ (فتاویٰ مہریہ صفحہ نمبر ۱۴)

عبارت نمبر ۲ کا جواب

قبلہ پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ انبیاء و اولیاء سے استمداد لینے کے جواز میں بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: پس معلوم ہوا کہ جو لوگ آیات و احادیث کو بطور شاہد و دلیل پیش

کرتے ہیں اور کاملین کے ارواح سے استعانت کی ممانعت میں ان آیات واحادیث سے
ثابت کرتے ہیں۔ نیز یہ ثابت کرتے کہ ان ارواح کاملین کو اپنے فریاد کرنے والوں کے حالات
پر کوئی اطلاع نہیں ہوتی۔ نیز وہ ان آیات واحادیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
آپ کے تابعین سے نفی علم غیب اضافی کی ثابت کرتے ہیں جاہل اور بے علم ہیں اور حقیقت
حال سے بالکل ناواقف ہیں اب ان آیات اور احادیث کو پیش کیا جاتا ہے جو ان جہال کے
دلائل ہیں۔ پھر قبلہ عالم علیہ الرحمۃ نے ان آیات واحادیث کو نقل فرمایا ہے جن کو ''مصنف رضا
خانی مذہب'' نے غلط رنگ دے کر پیش کیا ہے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۹ حصہ دوم)

اس کے بعد آپ نے ان کا جواب ارشاد فرمایا: ان آیات واحادیث کے متعلق یہ
تاویل ہے کہ نصوص مذکورہ کا مفاد علم غیب حقیقی کا اختصاص (خصوصیت) بحق سبحانہ وتعالی ہے
اور دعوت غیر (یعنی غیر اللہ کو پکارنے) سے مراد دعوت بطریق عبادت ہے۔ اور علم وامداد کی نفی
بھی بطریق اصالت ہے۔ ورنہ بصورت عدم روایت معاملہ عاقبۃ الامر حسب تقاضائے ظاہر
حدیث ''واللہ لا ادری'' الخ پر طویل بحث کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہاں اٹکل پچو سے
جاننے کی نفی ہے۔ پھر اثبات میں احادیث نبویہ پیش کی ہیں کہ آپ آئندہ حالات سے اللہ کی
عطاء سے بالکل باخبر تھے۔ (اعلاء کلمۃ اللہ صفحہ نمبر ۱۸۲)

الزام نمبر۲۹: ''مصنف رضا خانی مذہب'' نے درج ذیل عنوان کے تحت ''احکام
شریعت'' کی ایک عبارت نقل کر کے اس پر اپنا جاہلانہ تبصرہ کیا ہے ''بندر اور گدھے سے نکاح''

عبارت: مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور
پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا ہے یا ضروریات دین میں
سے کسی شئی کا منکر ہے جیسے آج کل کے وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی، جھوٹے صوفی
کہ شریعت پر ہنستے ہیں۔

حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے اس سے جزیہ نہیں لیا جاسکتا، اسکا نکاح کسی مسلم

کافر مرتد اسکے ہم مذہب ہوں یا مخالف مذہب غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہوسکتا۔ جس سے
ہوگا محض زنا ہوگا، مرتد مرد ہو یا عورت (احکام شریعت صفحہ نمبر ۱۱۲ حصہ اول) (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۹)

الجواب: اس عبارت میں لفظ انسان حیوان بطور مبالغہ استعمال ہوا ہے۔ جس سے انتہائی ذلت
وشدت اور ناممکن ہونے کا اظہار کرنا مقصود ہے اور اسکا تعلق مبالغہ کی تیسری قسم سے ہے جسکو
مبالغہ غلو کہتے ہیں جو عقلاً اور عادتاً ناممکن ہوتا ہے (فرہنگ عامرہ صفحہ نمبر ۵۴۲ ناشر مقتدرہ قومی زبان اسلام

- علامہ خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) اپنے ممدوح کے متعلق فرماتے ہیں:

ومن سری و ظلام اللیل معتکر
والبدر یضحک والمرجان من فیه
(بستان المحدثین صفحہ نمبر ۱۲۰ مترجم طبع کراچی)

ترجمہ: اور جو رات کو ایسے وقت سفر کرے کہ تاریکی تہ بتہ ہوگئی ہو، تو میرے ممدوح کا چہرہ
اس کو چاند کی روشنی سے بے پرواہ کر دیتا ہے۔

اور یہ بات ناممکن ہے اور عقلاً محال ہے فقط ممدوح کے چہرے کی تابانی بیان کرنا
مقصود ہے۔ نیز زیر بحث عبارت میں مرتدین کی تذلیل کرنا مقصود ہے۔

الزام نمبر۳۰: مصنف رضا خانی مذہب نے ''ملفوظات اعلیٰ حضرت'' سے ایک
ادھوری عبارت لکھ کر درج ذیل جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔

''اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا تو ضرور یہ بھی عطا فرماتا''۔
(ملفوظات صفحہ نمبر ۲۹ جلد ۱ طبع کراچی)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی نے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی اجازت
نہیں دی تو یہ خدا کے اختیار ہی میں نہ تھا وہ اس پر قادر نہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی
اجازت دے یہ بات زیر قدرت ہوتی تو وہ اس کی بھی اجازت دے دیتا ہے۔
(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۰۶ حصہ اول)

الجواب: مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: میرے ایک وعظ میں ایک نفیس نکتہ مجھ پر القا ہوا تھا اسے یاد رکھو کہ جملہ فضائل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے معیار کامل ہے۔ وہ یہ کہ کسی منعم کا دوسرے کو کوئی نعمت نہ دینا چار ہی طور پر ہوتا ہے۔ یا تو دینے والے کو اس نعمت پر دسترس نہیں یا دے سکتا ہے مگر بخل مانع ہے یا جسے نہ دی وہ اس کا اہل نہ تھا۔ یا وہ اہل بھی ہے مگر اس سے زائد اسے اور کوئی اور محبوب ہے اس کیلئے بچا رکھی۔ الوہیت ہی وہ کمال ہے کہ زیر قدرت ربانی نہیں (یعنی الوہیت عطائی نہیں ہو سکتی) باقی تمام کمالات تحت قدرت الٰہی ہیں اور اللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین ہر جود سے بڑھ کر جواد اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر فضل وکمال کے اہل اور حضور سے زائد اللہ عزوجل کو کوئی محبوب نہیں کہ الوہیت کے نیچے جتنے فضائل جس قدر کمالات جتنی نعمتیں جس قدر برکات ہیں مولیٰ عزوجل نے سب علیٰ وجہ کمال پر حضور کو عطاء فرمائیں اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا ضرور یہ بھی عطا فرماتا، جیسے ارشاد ہوا (ترجمہ) اگر ہم بیٹا چاہتے تو ضرور اپنے پاس سے اگر ہمیں کرنا ہوتا۔ (القرآن) گویا ارشاد ہوتا ہے اے نصرانیو تم مسیح کو اور یہود تم عزیز کو اور عرب کے مشرکو تم ملائکہ کو ہماری اولاد ٹھہراتے ہو ہمیں اگر اپنے لئے بیٹا بنانا ہوتا تو انہیں کو نہ بناتے جو سب سے زیادہ ہمارے مقرب ہیں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (ملفوظات صفحہ نمبر ۱۶۲ جلد ۲)

- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ویتم نعمتہ علیک۔ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۶)

ترجمہ: ''اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے گا''۔ (البیان)

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہر نعمت کہ داشت خدا شد برو تمام۔ (مدارج النبوۃ)

''مصنف رضا خانی'' خداوند قدوس کو حاضر ناظر جان کر جواب دے کہ اس عبارت میں کون سی بات قابل گرفت ہے، فقط عوام کو دھوکہ دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ خدا سے ڈرو

کل بروز محشر خدا تعالیٰ کو کیا جواب دوگے۔

اعتراض: مصنف رضا خانی مذہب درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''مولوی احمد رضا بریلوی کا فتویٰ''

کلب علی، کلب حسن، کلب حسین، غلام علی، غلام حسین، غلام جیلانی، نظام الدین، محی الدین، تاج الدین، شمس الدین، بدر الدین، نور الدین، فخر الدین، شمس الاسلام، بدر الاسلام وغیرہ ذلک سب نام کو سب علماء کرام نے سخت ناپسند رکھا ہے۔ اور مکروہ وممنوع لکھا ہے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۸۷ حصہ اول)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

لہٰذا غلام علی اوکاڑی، غلام حسین گرجروی، غلام حسین فریدی ساہیوال، غلام حسین دیپالپور اور ان کے علاوہ ان سب رضا خانیوں کو اپنے نام نہاد مجدد احمد رضا بریلوی کی تقلید کرتے ہوئے اپنے نام تبدیل کر لینے چاہئیں۔ ورنہ احمد رضا کی تقلید کا قلادہ پھینک دیں الخ
(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۸۷ حصہ اول)

الجواب: مصنف رضا خانی مذہب نے احکام شریعت صفحہ نمبر ۷۷ کے دو جملوں کو ملا کر ایک جملہ بنا کر دھوکہ دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ جن سے عبارت کا مفہوم بدل گیا ہے۔

پہلی عبارت کا مفہوم

مولانا احمد رضا نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں: کلب علی، کلب حسن، غلام علی، غلام حسین کلب حسین وغیرہ اسماء کے ساتھ ''لفظ محمد'' کا اضافہ کرنا جائز نہیں۔

اور اسی میں ادب ہے، نہ کہ آپ نے غلام علی، غلام حسین، کلب حسین وغیرہ نام رکھنے سے منع فرمایا۔

دوسری عبارت کا مفہوم

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: نظام الدین، محی الدین، تاج

الدین اور اسی طرح وہ تمام نام جن میں مسمّٰی کا معظّم فی الدین بلکہ معظم علی الدین ہونا نکلے، جیسے شمس الدین، بدر الدین، نور الدین، فخر الدین، شمس الاسلام، محی الاسلام، بدر الاسلام وغیر ذلک۔ سب کو علمائے اسلام نے سخت ناپسند رکھا اور مکروہ ممنوع رکھا۔ اکابر دین قدس اسرارہم کہ امثال اسامی سے مشہور ہیں یہ ان کے نام نہیں، القابات ہیں کہ ان مقامات رفیعہ تک وصول کے بعد مسلمین نے توصیفاً انہیں ان لقبوں سے یاد کیا۔ جیسے شمس الائمہ حلوائی فخر الاسلام بزدوی، تاج الشریعہ، صدر الشریعہ، یونہی محی الحق والدین حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم۔ معین الحق والدین حضرت خواجہ غریب نواز، وارث النبی سلطان الہند حسن سنجری، شہاب الحق والدین عمر سہروردی، بہاؤ الحق والدین نقشبند، قطب الحق والدین بختیار کاکی، شیخ الاسلام فرید الدین مسعود، نظام الحق والدین سلطان الاولیاء، محبوب الٰہی، محمد نصیر الحق والدین چراغ دہلوی محمود وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین ونفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والدین الخ

- ردالمحتار میں ہے: مصنف کے قول لا بمافیہ تزکیۃ سے معلوم ہوتا ہے منع محی الدین وشمس الدین کے، علاوہ ازیں اس میں جھوٹ بھی ہے الخ

(احکام شریعت حصہ اول صفحہ نمبر ۷۷، ۷۸ طبع کراچی)

عبارت نمبر ۴۷: "مصنف رضا خانی مذہب" لکھتا ہے احمد رضا بریلوی لکھتے ہیں:

ابلیس کا علم، علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔ (خالص الاعتقاد صفحہ نمبر ۶)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

اس عبارت کے معنی اس کے سوا کیا ہے کہ ابلیس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیع ہے مگر وسیع تر نہیں الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۴۲ حصہ اول)

جواب: مولانا احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہ نے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کی درج ذیل عبارت کا رد کیا ہے جس میں وہ شیطان کیلئے زمین کا علم محیط نص قطعی سے مانتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے زمین کا علم محیط ماننے کو نصوص قطعیہ کے خلاف اور شرک

سے تعبیر کرتے ہیں۔

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ بلا دلیل قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان، ملک الموت کی یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کیا جائے"۔

(براہین قاطعہ صفحہ نمبر ۵۱، مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی)

عبارت نمبر ۴۸: "مصنف رضا خانی مذہب" لکھتا ہے کہ رضا خانی ملاؤں کا عقیدہ ہے۔ کہ اولیاء کرام کو بھی خدائی قدرت حاصل ہے العیاذ باللہ، اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

اولیاء از عرش تا تحت الثریٰ دیکھتے ہیں۔ (ملفوظات صفحہ نمبر ۳۷ جلد اول)

جواب: یہ مرتبہ تمام اولیاء اللہ کو حاصل نہیں، خواص اولیاء کاملین کا مرتبہ ہے۔

- حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خبردار آسان سمجھ کر یہ نہ کہہ کہ میں مرد کامل ہوں جب تک کہ ستر برس تک اپنا معاملہ ایسا نہ دیکھے کہ تکبیر اول خراسان میں کہے، سلام کعبۃ اللہ میں کہے۔ اوپر سے عرش تک دیکھے نیچے سے تحت الثریٰ تک دیکھے الخ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۶۵۸)

- حضرت حارث ابن نعمان اور حارث ابن لقمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے سوال فرمایا کہ اے حارث تم نے کس حال میں دن پایا۔ میں نے عرض کیا کہ سچا مومن ہو کر فرمایا تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے میں نے عرض کیا: میں گویا عرش الٰہی کو ظاہر دیکھ رہا ہوں اور گویا جنتیوں کو ایک دوسرے سے جنت میں ملتے ہوئے اور دوزخیوں کو دوزخ میں شور مچاتے دیکھ رہا ہوں۔ (جامع کبیر از امام جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ)

الزام نمبر ۳۱: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"فرمان نبوی سے تصادم"

حامئ شرک و بدعت ماحئ توحید وسنت آدم نما ابلیس مولوی احمد رضا خان بریلوی اپنی تصنیف عرفان شریعت میں اپنی جہالت اور حماقت کا یوں ثبوت دیتے ہیں اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

"اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہوتے"۔
(عرفان شریعت صفحہ نمبر ۸۳)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۹۰ حصہ اول)

الجواب: مولانا احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہٗ سے کسی شخص نے چند سوال کئے تھے جن میں سے ایک سوال یہ تھا" کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو پیران پیر ہوتے؟

مولانا علیہ الرحمۃ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں: ہر حدیث حق ہے ہر حق حدیث نہیں۔ حدیث ماننے اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف نسبت کرنے کیلئے ثبوت چاہیے بے ثبوت نسبت جائز نہیں[1] اور قول مذکور ثابت نہیں۔
(عرفان شریعت صفحہ نمبر ۹۱ طبع کراچی)

اس قدر صریح وضاحت کے باوجود فاضل بریلوی پر طعن و تشنیع کرنا جہالت وحماقت اور بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں ہے[2]

الزام نمبر ۳۲: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"فخر عالم کہنا بے ادبی ہے"

مولوی احمد رضا خاں بریلوی ایک مسئلہ کے جواب میں لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر عالم یا فخر جہاں کہنا بے ادبی ہے اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص قصداً میری طرف سے جھوٹی بات نقل کرے تو چاہیے کہ وہ دوزخ میں داخل ہونے کیلئے تیار ہو جائے (سنن دارمی صفحہ نمبر ۹۰ مترجم طبع کراچی)

[2] امام ابن حجر مکی لکھتے ہیں: امام نووی نے شرح مہذب میں نقل کرتے ہوئے اس شیخ و امام سے جن کی جلالت و صلاحیت و امامت پر اجماع ہے یعنی ابو محمد جوینی علیہ الرحمۃ جن کے تعارف میں کہا گیا ہے کہ اگر اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت میں کسی نبی کو بھیجنا جائز ہوتا تو وہ ابو محمد جوینی ہوتے (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ نمبر ۳۲۴، ۳۲۵، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)، (ابو الجلیل فیضی غفرلہٗ)

مسئلہ نمبر ۵: نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کو فخر جہاں کہنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: فخر عالم یا فخر جہاں کہنا بے معنی (بے ادبی) ہے۔ (عرفان شریعت صفحہ نمبر ۳۸ جلد ۲)
(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷۳ حصہ دوم)

تشریح: "مصنف رضا خانی مذہب" نے اپنی سابقہ عادت کے مطابق عرفان شریعت کی غیر مکمل عبارت نقل کی ہے۔ مکمل عبارت یوں ہے۔

فخر عالم یا فخر جہاں کہنا بے معنی ہے، شاہ جہاں کہہ سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(عرفان شریعت صفحہ نمبر ۳۹ جلد ۲ طبع کراچی)

لفظ بے معنی کا ترجمہ "بے ادبی" کرنا، سراسر جہالت ہے محمد عبداللہ خاں خویشگی صاحب فرہنگ عامرہ لکھتے ہیں: بے معنی: بے مطلب، لایعنی۔
(فرہنگ عامرہ صفحہ نمبر ۱۱۵ ناشر مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد ۱۹۸۹ء)

فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: چونکہ لفظ فخر عالم یا فخر جہاں بے معنی الفاظ ہیں، اس لئے ان کے بجائے شاہ جہاں کہنا چاہیے جو کہ ایک بامعنی لفظ ہے یعنی تمام جہاں سے اعلیٰ، یا تمام جہان کا سردار، بتائیے اس میں کون سی بات بے ادبی پر محمول ہے جس کی وجہ سے کتاب کا حجم بڑھانے کیلئے ایک صفحہ سیاہ کر ڈالا۔

الزام نمبر ۳۳: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"اللہ تعالیٰ کے سامنے احمد رضا"

رضا خانیوں نے مولوی احمد رضا بریلوی کو لوگوں کی نظروں میں عظیم المرتبت ظاہر کرنے کیلئے ایک من گھڑت کہانی کا سہارا لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

آپ اور آپ کے والد صاحب جب سید آل رسول احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہم کی خدمت میں بیعت ہونے کیلئے حاضر ہوئے تو حضرت نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا تشریف لایئے ہم تو کئی روز سے انتظار کر رہے تھے اور ان دونوں کو بیعت کر کے خلافت سے سرفراز فرمایا ، لوگوں نے تعجب کیا کہ آپ تو پہلے بہت مجاہدے اور ریاضتیں اور چلے کرواتے ہیں اور پھر

خلافت دیتے ہیں، آپ نے فرمایا لوگ دل میلا کچیلا لاتے ہیں اور انہیں مجاہدے کی ضرورت ہوتی ہے مگر یہ شفاف دل لے کر آئے ہیں اور انہیں صرف نسبت کی ضرورت تھی جو بیعت ہوتے ہی قائم ہوگئی اور تم احمد رضا کو کیا جانو، مجھے پہلے اس بات کا فکر رہتا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ نے پوچھا کہ اے آل رسول احمد میرے پاس کیا لائے ہو تو کیا جواب دوں گا مگر اب یہ فکر بھی دور ہو گیا اگر اللہ پوچھے گا تو میں احمد رضا کی ذات پیش کروں گا۔ (عرفان شریعت صفحہ نمبر ۳)

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۷۳ حصہ دوم)

<u>الجواب:</u> یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ فاضل بریلوی اور ان کے والد گرامی کے پیر و مرشد نے ان کے تصفیہ قلب اور استطاعت کی بنا پر بیعت فرماتے ہی ان کو خلافت جیسے اہم منصب سے نوازا "مصنف رضا خانی مذہب" کو اس پر اعتراض کرنے کیا حق حاصل ہے۔

- شیخ غلام علی شاہ علوی لکھتے ہیں:

کہ میں نے اپنے کانوں سے مرزا مظہر جان جاناں سے سنا وہ قاضی ثناء اللہ کو اپنے لئے ذریعہ مغفرت ٹھہراتے تھے۔

می فرمودند اگر خدا تعالیٰ بروز قیامت از بندہ پُرسید کہ بہ درگاہ ما تحفہ چہ آوردی؟ عرض کنم ثناء اللہ پانی پتی را۔ (مقامات مظہری صفحہ نمبر ۷۶)

<u>ترجمہ:</u> فرمایا کرتے تھے اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے روز مجھ سے پوچھا کہ ہمارے دربار میں کیا تحفہ لائے ہو؟ تو عرض کروں گا ثناء اللہ پانی پتی کو لایا ہوں۔

(ما ھو جوابکم فھو جوابنا)

<u>الزام نمبر ۳۴:</u> "منصف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"خدا تعالیٰ کو کذاب سمجھو"

خدا کو جھوٹا کذاب سمجھے یا رسول کو گالیاں دے تب بھی اس کا اسلام نہیں بدل سکتا۔

اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

یونہی جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اب خدا کو جھوٹا کذاب سمجھے، چاہے رسول کو سڑی

سڑی گالیاں دے اس کا اسلام نہیں بدل سکتا۔ (تمہید الایمان صفحہ نمبر ۲۶)

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۹۲ حصہ دوم)

<u>الجواب:</u> مصنف رضا خانی مذہب نے "تمہید الایمان" کی مکمل عبارت نقل نہیں کی۔ فقط دو سطور لکھ کر اس پر جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔ ہم مکمل عبارت لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں جس سے قارئین کرام پر خود مصنف مذکور کا دجل و فریب ظاہر ہو جائے گا۔

مولانا احمد رضا بریلوی، ضروریات دین کی اہمیت اور وہابیہ کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فقط لا الہ الا اللہ کہہ لینا ہی کافی نہیں بلکہ ضروریات دین پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ پہلے الزامی جواب دیا ہے کہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہہ دینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے، جس طرح ایک آدمی کا بیٹا اس کو جو کچھ برا بھلا کہے اس کے بیٹے ہونے سے نہیں نکل سکتا، اسی طرح "فقط لا الہ الا اللہ" کہنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر بہتان تراشی کرنے کے بعد بھی بندہ مسلمان کا مسلمان ہی رہے گا۔ یہ عقیدہ باطل ہے بلکہ کلمہ پڑھنے کے بعد ضروریات دین پر ایمان لانا بھی ضروری ہے

"معاندین و دشمنان دین کہ خود انکار ضروریات دین رکھتے ہیں اور صریح کفر کرکے اپنے اوپر سے نام کفر کو مٹانے کو اسلام و قرآن و خدا جل جلالہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم و ایمان کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں اور براہ اغواء و تلبیس و شیوہ ابلیس وہ باتیں بناتے ہیں کہ کسی طرح ضروریات دین ماننے کی قید اٹھ جائے اسلام فقط طوطے کی طرح زبان سے کلمہ رٹ لینے کا نام رہ جائے پس کلمہ کا نام لیتا ہو پھر چاہے خدا جل جلالہ کو جھوٹا کذاب کہے چاہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سڑی سڑی گالیاں دے اسلام کسی طرح نہ جائے۔

(۱)..... (تمہید الایمان صفحہ نمبر ۸۹ طبع کراچی ۲۰۰۲ء)

(۲)..... (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۳۶)

فرمان خداوندی ہے کیا لوگوں نے گمان کرلیا ہے کہ وہ اس کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے الخ۔ (البیان)، (سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۲)

<u>الزام نمبر ۳۵:</u> "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"اولیاء اللہ غیب دان ہیں"

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ اولیاء کرام بھی اللہ تعالیٰ کی طرح عالم الغیب ہیں ۔اور جب چاہیں اپنی مرضی سے ہر بات کو معلوم کر سکتے ہیں ۔اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں اللہ تعالیٰ نے غیب دانی ان کے اختیار میں دے دی ہے جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر سکتے ہیں غیب کی بات معلوم کرنا ان کے اختیار میں ہے۔

(الامن والعلی صفحہ نمبر ۲۰۵)،(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۵۰ حصہ اول)

جواب: مصنف مذکور نے اس مقام پر تین جھوٹ بولے ہیں

جھوٹ نمبر ۱..... اولیاء کرام بھی اللہ تعالیٰ کی طرح عالم الغیب ہیں۔

جھوٹ نمبر ۲..... "الامن والعلی" سے جو عبارت نقل کی ہے بعینہ اس طرح عبارت منقول نہیں۔

جھوٹ نمبر ۳..... "الامن والعلی صفحہ نمبر ۲۰۵ کی عبارت کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب سے ہے۔

وضاحت: فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ "الامن والعلی" میں حدیث ۱۶۹ کے تحت لکھتے ہیں: محمد بن اسحاق ثقہ امام السیر والمغازی نے ابو وجزہ یزید بن عبید سعدی سے روایت کی کہ جب غزوہ حنین میں مشرکین بھاگ گئے مالک بن عوف (کہ اس لڑائی میں سردار کفار ہوازن تھے) بھاگ کر طائف میں پناہ گزین ہوئے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ ایمان لا کر حاضر ہوں تو ہم اس کے اہل و مال اسے واپس دیں یہ خبر مالک بن عوف کو پہنچی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جبکہ حضور مقام جعرانہ سے نہضت فرما چکے تھے۔ سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اہل و مال انہیں واپس دیئے اور سو اونٹ اپنے خزانہ کرم سے عطا فرمائے۔ پھر انہوں نے درج ذیل اشعار حضور اکرم کی شان اقدس میں پڑھے۔

ما ان رایت ولا سمعت بواحد
فی الناس کلھم کمثل محمد

اوفی واعطی للجزیل لمجتد
ومتی تشاء یخبرک عما فی غد

ترجمہ: میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا، سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے فزوں تر سائل کو نفع کثیر عطا بخشنے والے اور جب تو چاہے تجھے آئندہ کل کی خبر بتا دیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ان کی قوم ہوازن اور قبائل ثمالہ وسلمہ و فہم پر سردار فرمایا ۱۔.....معافی نے کتاب الجلیس والانیس میں بطریق حرمازی حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ۔ مالک بن عوف رضی اللہ عنہ رئیس ہوازن اسلام لا کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا قصیدہ نعتیہ سنایا (جس میں اسی مضمون کے شعر ذکر کیئے) فقال لہ خیرا وکساہ حلۃ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں کلمہ خیر فرمایا اور انہیں خلعت پہنایا۔ (الاصابہ صفحہ نمبر ۳۵ جلد ۵ طبع بیروت)

مولانا احمد رضا بریلوی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ صحابی رسول نے یوں فرمایا کہ جب تو چاہے وہ تجھے غیب کی خبریں دیں گے یہاں سائل مطلق مخاطب ہے کسے باشد نہ وہ معین نہ اس کے پوچھنے کا وقت محدود نہ غد معرفہ بلکہ نکرہ غیر مخصوص، تو حاصل یہ ٹھہرے گا کہ جو شخص چاہے، جس وقت چاہے، جس آئندہ بات کو چاہے حضور بتا دیں گے یہ اسی کی شان ہو سکتی ہے جو بالفعل تمام آئندہ باتوں کو جانتا ہو اطلاع غیب اس کے ارادہ خواہش پر کر دی گئی ہو کہ جب چاہے معلوم کر لے ورنہ یہ اطلاق ہرگز صادق نہیں آ سکتا۔ الخ

(الامن والعلی صفحہ نمبر ۲۰۳ تا ۲۰۵ (خلاصہ) طبع لاہور)

- حضرت امام غزالی (المتوفی ۵۰۵ ھ) رحمۃ اللہ علیہ نبوت کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ورابعھا ان لہ صفۃ بھا یدرک ماسیکون فی الغیب۔

(زرقانی شرح مواہب صفحہ نمبر ۱۹، ۲۰ جلد اول)

۱؎ الاصابہ فی تمییز الصحابہ صفحہ نمبر ۴۴، ۳۵، جلد ۵ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

<u>ترجمہ:</u> چہارم یہ کہ نبی کیلئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے یہ تھی اصل حقیقت جس کو مصنف رضا خانی مذہب نے غلط رنگ دے کر پیش کیا تھا۔

<u>الزام نمبر ۳۶:</u> ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

۱۔ ''خدا حاجت روا یا جبرئیل علیہ السلام'' (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷، حصہ دوم)

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاجت روا ہیں: عبارت ملاحظہ ہو،

''جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاجت روا ہیں''۔

(ملفوظات احمد رضا صفحہ نمبر ۱۱۱)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷، حصہ دوم)

۲۔ ''خدا حاجت روا یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام''۔

بریلوی امت کا عقیدہ ہے کہ امام الانبیاء حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات کے حاجت روا، مشکل کشا، دافع البلا ہیں، حتیٰ کہ حضرت جبرئیل کے بھی حاجت روا ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجت روا و مشکل کشا و دافع البلا ماننے میں کس مسلمان کو تامل ہو سکتا ہے وہ تو جبرئیل علیہ السلام کے بھی حاجت روا ہیں (ملفوظات احمد رضا صفحہ ۱۱۱)

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷، ۱۷، حصہ دوم)

<u>الجواب:</u> مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حدیث میں ہے جب کوئی مقبول بندہ رب عزوجل کی طرف اپنی کسی حاجت کیلئے ہاتھ اٹھاتا ہے اور گڑگڑاتا ہے جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ارشاد ہوتا ہے، اے جبرئیل اس کی حاجت رہنے دو کہ مجھے اس کا گڑگڑانا اور میری طرف منہ اٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے اور جب کوئی فاسق اپنی حاجت کیلئے ہاتھ اٹھاتا ہے ارشاد ہوتا ہے، اے جبرئیل! اس کی حاجت جلدی روا کر دو کہ مجھے اپنی طرف اس کا منہ اٹھانا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

اس کے بعد مولانا علیہ الرحمۃ اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس حدیث میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاجت روا ہیں، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاجت روا، مشکل کشا و دافع البلا ماننے میں کس کو تامل ہو سکتا ہے! وہ تو جبرئیل

کے بھی حاجت روا ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم (ملفوظات صفحہ نمبر ۹۹ جلد اول)

- اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام اور بعض اولیاء کاملین کو اپنے اپنے منصب و مقام کے مطابق لوگوں کی حاجت روائی، مشکل کشائی اور بلیات کو دفع کرنے کی قوت و طاقت عطا فرمائی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اذن سے لوگوں کی حاجت روائی اور مشکل کشائی فرماتے ہیں اس لحاظ سے ان کو مشکل کشا اور حاجت روا کہنا جائز ہے۔

- حضرت سید علی المعروف داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لیکن جو اولیاء اللہ مشکلات کو حل کرنے والے اور حل شدہ کو بند کرنے والے بارگاہ حق تعالیٰ کے لشکر ہیں وہ تین سو افراد ہیں ان کو اخیار کہتے ہیں، چالیس اور ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں اور سات اور ہیں ان کو ابرار کہتے ہیں اور چار اور ہیں ان کو اوتاد کہتے ہیں تین اور ہیں جن کو نقباء کہتے ہیں۔ اور ایک وہ ہوتا ہے جسے غوث اور قطب بھی کہتے ہیں الخ

(کشف المحجوب صفحہ نمبر ۲۰۶ طبع لاہور)

نیز فرماتے ہیں: اولیاء اللہ حق تعالیٰ کی طرف سے مدبران و تدبیر کرنے والے اور جہان برگزیدہ حضرات ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں حاکمان عالم بنا کر اس کا حل و عقد و بسط و کشاد ان کے ساتھ واسطہ کر دیا ہے۔ جہان کیلئے احکام انہیں کے ارادوں پر موقوف فرمایا ہے۔

(کشف المحجوب (اردو) صفحہ نمبر ۲۱۷ طبع لاہور)

- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

جاننا چاہئے کہ اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہیں جن کے متعلق خدمت ارشاد و ہدایت و اصلاح قلوب و تربیت نفوس و تعلیم طرق قرب و قبول عند اللہ ہے اور یہ حضرات اہل ارشاد کہلاتے ہیں ...... دوسرے وہ ہیں جن کے متعلق خدمت اصلاح معاش و انتظام امور دنیویہ و دفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور کی درستی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں الخ (التکشف صفحہ نمبر ۳۰ طبع دہلی)

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی سے دنیا کی سختیوں میں سے کوئی سختی دور کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کی سختیوں میں سے

کوئی سختی دُور کرے گا۔ (ترمذی ابواب البر والصلہ)

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی مسلمان کی حاجت روائی کرے وہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام عمر حق تعالیٰ کی عبادت کی۔

(کیمیائے سعادت صفحہ نمبر ۲۲۸ طبع لاہور)

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سات دن میں سے ایک ساعت کسی مسلمان کی حاجت روائی کی اگرچہ حاجت پوری ہو یا نہ ہو لیکن اس کا یہ فعل مسجد میں دو مہینہ اعتکاف کرنے سے زیادہ بہتر ہے الخ (کیمیائے سعادت صفحہ نمبر ۲۲۸ ترجمہ اردو)

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خو بو میں مشابہت رکھنے والے تیس اشخاص زمین پر ضرور ہوں گے انہیں کی بدولت تمہاری فریادرسی جائے گی اور انہیں کے سبب رزق پاؤ گے، اور انہیں کی برکت سے مینہ دیئے جاؤ گے۔ (رواہ ابن حبان فی تاریخہ)

- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ رہیں گے ان کے دل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کے سبب زمین والوں سے بلا دفع کرے گا ان کا لقب ابدال ہوگا۔ (رواہ ابی نعیم فی الحلیہ)

- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اطلبوا الخیر والحوائج من حسان: بھلائی اور حاجتیں خوبصورت چہرے والوں سے مانگو۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر)

(ف) یہ خوبصورت اور روشن چہروں والے اولیاء کرام ہیں کہ حسن ازلی جن سے محبت فرماتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے بعض وہ بندے ہیں جنہیں دیکھ کر خدا تعالیٰ یاد آتا ہے۔ (الادب المفرد از امام محمد بن اسماعیل بخاری م ۲۵۶ھ)

- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے ماموں ہند بن ابی ہالہ

نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ذی شان اور معزز آپ کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا الخ (ترمذی مع شمائل ترمذی صفحہ نمبر ۸۲۱ جلد دوم مترجم)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ روشن چہرے والوں (اولیاء کرام) سے حاجتیں طلب کرو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بدرجہ اتم حاجات طلب کرنا جائز ہوگا اور ان کو حاجت روا کہنا بھی صحیح و درست ہوگا۔

<u>الزام نمبر ۳۷:</u> "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"خدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷ حصہ دوم)

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کرتا ہے،

اصل عبارت ملاحظہ ہو: فقال یا ابن اخی ان ربک الذی تعبدہ لیطیعک فقال وانت یا عماہ لو اطعتہ لیطیعک (ترجمہ) عرض کی اے میرے بھتیجے بے شک حضور کا رب حضور جس کی تم عبادت کرتے ہو حضور کی اطاعت کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے چچا اگر تو اس کی اطاعت کرے تو وہ تیرے ساتھ بھی یونہی معاملہ فرمائے گا۔ (الامن والعلی صفحہ نمبر ۸۴)

نوٹ حوالہ غلط ہے۔ بلکہ صفحہ نمبر ۱۳۱ ہے (مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور)

<u>الجواب:</u> مصنف مذکور نے حسب عادت بد دیانتی کا ارتکاب کرتے ہوئے سیاق و سباق کو چھوڑ کر عبارت نقل کی ہے۔ مکمل عبارت یوں ہے:

- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ابو طالب بیمار پڑے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عیادت کو تشریف لے گئے، ابو طالب نے عرض کی۔ اے بھتیجے میرے اپنے رب سے جس نے حضور کو بھیجا ہے میری تندرستی کی دعا کیجئے، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا کی الٰہی میرے چچا کو شفا دے، یہ دعا فرماتے ہی ابو طالب اٹھ کھڑے ہوگئے جیسے کسی نے بندش کھول دی حضور سے عرض کی اے میرے بھتیجے بے شک حضور کا رب جس کی تم عبادت کرتے ہو حضور کی اطاعت کرتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے (اس کلمہ پر انکار نہ فرمایا

بلکہ اور تاکیداً وتائیداً) ارشاد فرمایا کہ اے چچا اگر تو اس کی اطاعت کرے تو وہ تیرے ساتھ بھی یونہی معاملہ فرمائے گا۔ (ابن عدی[1] من طریق الہیثم البکاء عن ثابت البنانی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۱۲۰، ۱۲۱)

یہاں اطاعت کے معنی ہیں ہر مراد محبوب حسب مراد محبوب فوراً موجود فرما دیتا ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمانا کہ اے چچا اگر تو اس کی اطاعت کرے تو وہ تیرے ساتھ بھی یونہی معاملہ فرمائے گا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اے چچا اگر تو اس کی وحدانیت اور میری رسالت پر ایمان لے آئے اور اس کے احکام کی اطاعت (فرمانبرداری) کرے تو تو بھی جو دعا مانگے گا، اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت بخشے گا۔ حدیث قدسی ہے، اگر میرا مقبول بندہ مجھ سے مانگے گا تو میں ضرور اس کا سوال پورا کروں گا (بخاری) نیز یہ فرمان نبوی ہے اور اس پر طنز کرنا، کفار و مشرکین کا شیوہ ہے۔

<u>الزام نمبر ۳۸:</u> "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے" (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۱۱۹)

<u>مصنف مذکور کا جاہلانہ تبصرہ</u>

رضاخانی عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا در چھوڑ کر مخلوق کے دروازے پر اپنی جبین نیاز جھکاؤ کیونکہ حضور حاکم ہیں اور خدا تعالیٰ محکوم ہیں۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۹۷ حصہ دوم)

<u>الجواب:</u> یہ امام ربانی احمد بن محمد خلیب قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالی ہے جس کو مصنف مذکور نے نامکمل نقل کیا ہے، مکمل عبارت یوں ہے:

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خزانہ راز الٰہی و جائے نفاذ امر ہیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ تعالیٰ

[1] الکامل لابن عدی رقم الحدیث ۲۵۶۱ جلد ۷ طبع بیروت (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

علیہ وآلہٖ وسلم، خبردار رہو میرے ماں باپ قربان ان پر جو بادشاہ و سردار ہیں اس وقت سے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی آب و گل میں ٹھہرے ہوئے تھے وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا تمام جہان میں ان کے حکم کا پھیرنے والا نہیں ہے
(مواہب لدنیہ صفحہ نمبر ۵۶ جلد اول طبع بیروت)

فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اور ہاں کیونکر کوئی جہاں میں ان کا حکم پھیر سکے کہ حکم الٰہی کسی کے پھیرے سے نہیں پھرتا۔ یہ جو کچھ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔
(الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۱۱۹)

- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کرتی ہیں، یا رسول اللہ! میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش میں جلدی و شتابی کرتا ہوا۔ (بخاری، مسلم، سنن نسائی)

<u>الزام نمبر ۳۹:</u> "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان سے لکھتا ہے:

"اولیاء کرام مالک یا مملوک"

اولیاء کرام ہمارے مالک ہیں ہم ان کے مملوک ہیں۔ (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۹۱)
(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۹۷ حصہ دوم)

<u>الجواب:</u> یہاں پر بات خالق اور مخلوق کی نہیں ہو رہی بلکہ مخلوق کا تذکرہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو ایک خاص مقام عطا فرمایا ہے۔ عوام الناس ان کو اپنا رہبر، پیشوا اور آقا مانتے ہیں اور خود کو ان کا خدمتگار، غلام اور نیازمند بتلاتے ہیں۔ اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اولیاء کرام ہمارے مالک (آقا) ہیں ہم ان کے مملوک (خدمتگار) ہیں۔

[1] تھانوی جی لکھتے ہیں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہمارے لئے تمام نعمتوں کے واسطہ ہیں حتیٰ کہ ہم کو جو روٹیاں دو وقت مل رہی ہیں اور عافیت اور تندرستی اور ہمارے علوم یہ سب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہی کی بدولت ہیں (میلاد النبی صفحہ نمبر ۲۱ طبع لاہور ۱۹۸۱ء) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

قارئین کرام!

بتائیں اس عبارت میں کونسی بات شرک وکفر ہے جس کی وجہ سے مصنف مذکور بیچ پا ہو رہا ہے۔

<u>الزام نمبر ۴۰:</u> ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''خزانوں کی کنجیاں اللہ کے پاس نہیں''

خداوند تعالیٰ نے خزانوں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، دوزخ کی کنجیاں، ہر شئے کی کنجیاں، آپ کو دے دیں۔ (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۶۵)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانی عقیدہ ہے کہ جنت و دوزخ، غرض کہ غیب کے خزانوں کی کنجیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں بریلویوں کو اس جرأت پر داد دیجئے کہ کس دلیری کے ساتھ قرآن پاک کی واضح آیات کا انکار کر رہے ہیں اور رضا خانیوں کا عقیدہ مذہب اسلام کے خلاف ہے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۸۱ حصہ دوم)

<u>الجواب:</u> فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) کی تالیف مدارج النبوۃ سے یہ عبارت نقل کی ہے جس کو خیانت کے ساتھ مصنف مذکور نے نقل کیا ہے، مکمل عبارت درج ذیل ہے جس کو غور کے ساتھ پڑھنے سے ''مصنف رضا خانی مذہب'' کے قائم کردہ اوہام باطلہ کا خود بخود ازالہ ہو جائے گا۔

آمدہ است کہ ایستادہ میکند اورا پروردگار وے بمیں عرش و در روایتے بر عرش و در روایتے بر کرسی و وے سپار د بوے کلید جنت۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۲۷۴ جلد اول طبع سکھر)

<u>ترجمہ:</u> ''مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عرش کی دائیں جانب کھڑا کرے گا ایک روایت میں ہے کہ کرسی پر کھڑا کرے گا اور جنت کی چابی آپ کے سپرد فرمائے گا''۔

مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ملا جی انصاف کی کنجی سے دیدۂ عقل کے کواڑ کھول کر یہ کنجیاں دیکھیے جو مالک الملک شہنشاہ قدیر جل جلالہ نے اپنے نائب اکبر خلیفہ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں، خزانوں کی کنجیاں زمین کی کنجیاں دنیا کی کنجیاں نصرت کی کنجیاں نفع کی کنجیاں نار کی کنجیاں۔
(الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۶۵ طبع نوری کتب خانہ لاہور)

- علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

وہ (نبی کریم) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے وہ خلیفہ اعظم ہیں کہ حق جل وعلا اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان سب ان کے ہاتھوں مطیع ان کے ارادے کے زیر فرمان کر دیئے جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔ (جوہر منظم بحوالہ الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۱۰۲)

کیا ان علمائے اسلام کے عقیدے اسلام کے خلاف تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا بارگاہ نبوی میں مقام

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا بحالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے اور صاحب حضوری تھے۔
(الافاضات الیومیہ صفحہ نمبر ۱۰۸ جلد ۹ طبع ملتان)

<u>الزام نمبر ۴۱:</u> ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''احکام شریعت اللہ تعالیٰ کے قبضے میں نہیں''

احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں چاہیں ناجائز فرمائیں جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کر دیں۔
(الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۱۵۱)

صاحب رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

......یاد رکھیں کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کا شریعت محمدی سے قطعاً کوئی تعلق نہیں الخ
(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۸۱ حصہ دوم)

<u>الجواب:</u> یہ حضرت علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالی ہے جس کو علامہ شعرانی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے: یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ان اکابر ائمہ میں ہیں جن کا ادب اللہ عزوجل کے ساتھ بہ نسبت اور آئمہ کے زائد ہے اسی واسطے انہوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ کہ قرآن عظیم سے، تو امام صاحب نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرض میں فرق اور تمیز کردیں اس لئے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ مؤکد ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی طرف سے (اللہ تعالیٰ کی مشیت سے) فرض کردیا، جبکہ اللہ عزوجل نے حضور کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کردیں جسے نہ چاہیں نہ کریں اس میں بارگاہ وحی و تشریع احکام کی تصویر دکھا کر فرمایا: ترجمہ (عربی عبارت) یعنی حضرت عزت جل جلالہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں [1] جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ اگیاہ اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے فرمایا اچھا نکال دی اس کا کاٹنا جائز کردیا ہے [2] اگر اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو حضور ہرگز جرأت نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنیٰ کردیں۔

(میزان الشریعۃ الکبریٰ صفحہ نمبر ۶۰ جلد اول طبع بیروت)

(ما هو جوابكم فهو جوابنا)

---

[1] یاد رکھیں اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں وہی بات القا کرتا ہے جو اس کی منشاء کے مطابق ہوتی ہے اور حضور اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔۱۲

[2] حدیث نمبرا...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! مگر اذخر کو کہ وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتی ہے فرمایا مگر اذخر۔ (یعنی اذخر کا کاٹنا منع نہیں ہے)۔ (بخاری ومسلم)

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

<u>الزام نمبر ۴۲:</u> ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''آسمانوں اور زمین کا مالک کون''

رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں اور زمین کے مالک ہیں عبارت ملاحظہ ہو: حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ساری زمین اور تمام مخلوق کے مالک ہیں۔ (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۸۵)

<u>مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ</u>

رضاخانی عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام مخلوق اور زمین و آسمان کا مالک سمجھو حالانکہ رضاخانیوں کا یہ عقیدہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ اور امام الانبیاء نے اسی بات کی تعلیم دی کہ تمام مخلوق اور زمین و آسمان اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور وہی اس کا خالق ہے۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۸۵ حصہ دوم)

<u>الجواب:</u> اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے وجوب وجود، استحقاق عبادت، خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی و جزوی اس کی ذات سے مختص ہیں۔ (عقائد اہلسنت از مولانا حشمت علی خاں)

یہاں بات خالقیت کی نہیں بلکہ مالکیت کی ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا ملک (جس قدر چاہے) عطا فرمادیتا ہے اور اس کی مالکیت عطائی، حادث اور محدود ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ تمام ملک اللہ تعالیٰ کے ہیں جس قدر چاہتا ہے (اپنے بندوں کو) ملک

بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا

حدیث نمبر۲...... اگر ضعیف کے ضعف، مریض کے مرض کا پاس نہ ہوتا تو میں نماز کو پیچھے ہٹا دیتا یعنی تاخیر سے پڑھنے کا حکم دیتا (المعجم الکبیر صفحہ نمبر ۳۰۹ جلد ۱۱) علامہ شعرانی (م ۹۷۳ھ) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شریعت کی کئی قسمیں ہیں ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی، شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے رب عزوجل نے ماذون فرمایا کہ خود اپنے رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرمائیں مردوں پر ریشم کا پہننا حضور نے اسی طور پر حرام فرمایا اور اسی طرح حرمت مکہ سے گیاہ اذخر کو مستثنیٰ فرمادیا...... اسی باب سے ہے کہ جب حضور نے فرض حج بیان فرمایا کسی نے عرض کی کہ یارسول اللہ! کیا حج ہر سال فرض ہے فرمایا نہ اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہوجائے اور پھر تم سے نہ ہوسکے الخ (میزان الکبریٰ صفحہ ۶۷ جلد اول طبع بیروت، از علامہ شعرانی)۔ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

عطا فرماتا ہے الخ (القرآن) دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: بے شک زمین اللہ کی ہے جس کو چاہتا ہے (اپنے بندوں میں سے) وارث بنا دیتا ہے۔ (القرآن)

- علامہ محمد بن احمد خطیب قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ے الا بابی من کان ملکا و سیدا
و ادم بین الماء والطین واقف

خبردار ہو میرے ماں باپ قربان ان پر جو بادشاہ ہیں اور سردار، اس وقت سے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی آب و گل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ (مواہب لدنیہ صفحہ نمبر ۵۶ جلد اول)

- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا نبی نہیں جس کے وزیر نہ ہوں دو آسمان میں فرشتوں سے اور دو زمین والوں میں سے تو میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے جبرئیل اور میکائیل ہیں زمین والوں میں سے ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما)۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۳۱ جلد ۳ مترجم طبع لاہور)

معلوم ہوا زمین اور آسمانوں کی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاکمیت عطا فرمائی ہے اور آپ تمام مخلوق کے آقا و سردار ہیں۔

<u>الزام نمبر ۴۳:</u> ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''اللہ تعالیٰ معاف کرتا ہے یا حضور'' (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۵)

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام بندوں کے گناہوں کو بخشنے والے ہیں اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گناہ بخشتے ہیں''۔ (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۵۴)

<u>الجواب:</u> سنن دارمی میں ہے: ذکوان ابو صالح کہتے ہیں کہ کعب جس کے پہلے مضمون میں یوں منقول ہے کہ محمد اللہ کا رسول ہے جو مقبول بندہ ہے نہ سخت مزاج ہوگا اور نہ سخت دل ہوگا اور نہ بازار میں چیخ کر بات کرے گا، برائی کے بدلے برائی نہ کرے گا لوگوں کے قصور معاف

کرے گا اور خطا بخش دے گا اسکی پیدائش مکہ میں ہوگی الخ (سنن دارمی صفحہ نمبر ۲۸ مترجم طبع کراچی)

تو زیر بحث عبارت ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گناہ بخشتے ہیں'' کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ برائی کریں، حضور برائی کے بدلے ان سے بھلائی کریں گے، ان کے قصور معاف کر دیں گے اور ان کی خطائیں بخش دیں گے، اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے رہا کبیرہ گناہ کا معاف کرنا تو یہ رب العزت کا منصب ہے جس کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔

<u>الزام نمبر ۴۴:</u> ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''خدا حاجت روا یا حضور''

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کی حاجت روائی فرماتے ہیں، اصل عبارت ملاحظہ ہو، ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قسم کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی مرادیں سب حضور کے اختیار میں ہیں۔ (برکات الامداد صفحہ نمبر ۱۵)

<u>الجواب:</u> اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو مخلوق کی حاجت روائی کرنے کی قوت عطا فرمائی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور مشیت کے تحت لوگوں کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ مقام بدرجہ اتم حاصل ہے۔ اس مسئلہ میں ہم اوراق گزشتہ میں سیر حاصل بحث کر چکے ہیں۔

<u>الزام نمبر ۴۵:</u> ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''اللہ تعالیٰ مختار کل نہیں''

رضا خانی مذہب کے مطابق اللہ تعالیٰ مختار کل نہیں کیونکہ وہ مختار کل اس وقت ہو سکتا تھا جب رضا خانیوں کی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا بنا دیتا ہے۔ اور خود کسی خانقاہ شریف میں چھپ کر کنارہ کش ہو جاتا، چنانچہ مولوی احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

۱۔ اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیرِ قدرت ہوتا تو یہ بھی ضرور عطا فرما دیتا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۴۳ حصہ ۲)

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نظیر محال بالذات ہے تحت قدرت ہی نہیں، ہو ہی نہیں سکتا۔ (ملفوظات صفحہ نمبر ۶۷ حصہ ۳)

۳۔ الوہیت ہی وہ کمال ہے جو زیرِ قدرت ربانی نہیں۔ (ملفوظات صفحہ نمبر ۴۲ حصہ ۲)

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۳۲ حصہ دوم)

الجواب:

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ

جو مملکت و مخلوقات احاطہ ربوبیت الٰہیہ میں داخل ہے جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں پس کوئی حصہ مخلوقات آپ کی دعوت سے خارج نہیں ہوگا۔ جیسا کہ واحد عددی کا بحیثیت اولیت ثانی یا ثالث ہونا محال ہے ویسا ہی بحیثیت عموم و دعوت مذکورہ و اولیت خلق و ختم نبوت و افضلیت مطلقہ و خلافت کبریٰ و اولیت فی الشفاعۃ و فی دخول الجنۃ و اصالت فی کل فضل و وساطت فی کل نعمۃ وغیرہا صفات کثیرہ نا ممکن الاشتراک کے آپ کی نظیر محال و ممتنع ہے۔ (عقائد اہل سنت صفحہ نمبر ۳۹، ۳۸ مطبوعہ انڈیا)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبين۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰)

ترجمہ: ”نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر“۔ (البیان)

تمام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کے خاتم ہیں ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہ ہوگا اور یہی اللہ تعالیٰ کا کامل و اکمل و اتم حکم ہے، وہ اپنے اس حکم کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نظیر پیدا ہونا محال ہے اور محال تحت قدرت نہیں۔

- ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

انه لا يوصف الله تعالىٰ بالقدرة على الظلم لان المحال لا يدخل تحت القدرة و عند المعتزلة انه يقدر ولكن يفعل (شرح فقہ اکبر صفحہ نمبر ۱۳۸ طبع کراچی)

یعنی اللہ تعالیٰ کو ظلم پر قادر ہونا نہ سمجھنا چاہیے ۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے اور یہ کہ محال تحت قدرت نہیں ہے۔ لیکن معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ قادر ہے کرتا نہیں۔

عقائد حافظیہ میں ہے

کہ موصوف نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ ساتھ قدرت کے ظلم، بے وقوفی اور جھوٹ پر، اس واسطے کہ مقرر یہ چیزیں محال ہیں اور محال نہیں ہے داخل تحت قدرت کے۔ پس یہ چیزیں نہیں ہیں داخل تحت قدرت کے اور جو چیز نہیں داخل تحت قدرت کے نہ موصوف ہوگا اللہ تعالیٰ ساتھ اس کے۔

شرح عقائد جلالیہ میں ہے

اور وعدہ اللہ تعالیٰ کا خلاف نہیں مانند قول اللہ تعالیٰ کے ”ان الله لا يخلف الميعاد“ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں خلاف کرتا وعدہ کے۔ پس اگر ہوتا ارادہ ازل میں نبی دوسرے کا نہ فرماتا اللہ تعالیٰ مطلقاً خاتم الانبیاء بلکہ کفایت کرتا قول اپنے پر ”محمد رسول اللہ“ فقط اور جو کہ اس کے ازل میں نبی ہیں وہ خارج ہے تحت قدرت کے۔ (ہدیۃ الحرمین صفحہ نمبر ۳ طبع انڈیا)

لہٰذا امام احمد رضا بریلوی کی زیر بحث عبارت سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نفی کرنا اور یہ لکھنا کہ اللہ تعالیٰ مختار نہیں، سراسر بہتان عظیم ہے۔

اسی طرح الوہیت محال ہے اور محال زیر قدرت نہیں ہوتا، اس سے اللہ تعالیٰ کا عجز لازم نہیں آتا۔

نیز امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ اگر الوہیت زیر قدرت ہوتی تو یہ مقام بھی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرما دیتا، چونکہ الوہیت زیر قدرت نہیں اس لئے الوہیت فقط اور فقط اللہ تعالیٰ ہی کیلئے خاص ہے۔

عبارت نمبر ۴۹: اور یہ بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا الخ

(ملفوظات حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۸۹ طبع لاہور)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۳ حصہ دوم)

الجواب نمبر۱: "رضا خانی مذہب" میں اس عبارت کو ایک شعر کی صورت میں لکھ کر کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۳ حصہ دوم)

الجواب نمبر۲: امام احمد رضا بریلوی نے "بیعت" پر بحث کرتے ہوئے "سبع سنابل" سے ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ مصنف رضا خانی مذہب نے سیاق وسباق چھوڑ کر چند الفاظ نقل کر کے اس پر جاہلانہ تبصرہ کیا ہے مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

بیعت کے معنی بک جانا، سبع سنابل شریف میں ہے ایک صاحب کو سزائے موت کا حکم بادشاہ نے دیا۔ جلاد نے تلوار کھینچی، یہ اپنے شیخ کے مزار کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے ،جلاد نے کہا اس وقت قبلہ کو منہ کرتے ہیں، فرمایا تو اپنا کام کر، میں نے قبلہ کو منہ کر لیا ہے اور یہ بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا اس کا نام ارادت ہے اگر اس طرح صدق وعقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑے تو اس کو فیض ضرور آئے گا الخ

(ملفوظات صفحہ نمبر ۱۸۹ حصہ دوم)

مقصد ان الفاظ کے بیان کرنے کا فقط یہ ہے کہ بیعت کرنے کے بعد مرید کی کیا کیفیت ہونی چاہیے۔ فرماتے ہیں کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا، قبلہ توجہ گاہ کو کہتے ہیں یعنی جس طرح نماز میں یا کعبہ کا طواف کرتے ہوئے انسان اپنی توجہ کعبۃ اللہ کی طرف مبذول کرتا ہے اسی طرح مرید کو چاہیے کہ روحانی طور پر اپنی توجہ شیخ کامل کی طرف رکھے تو "انشاء اللہ" مرید ضرور فیض حاصل کرے گا۔

- مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

مرید بھی یقین سے جانے کہ شیخ کی روح ایک جگہ میں مقید نہیں مرید جہاں بھی ہو، دور ہو یا نزدیک اگر چہ مرید کے جسم سے دور ہے لیکن پیر کی روحانیت سے دور نہیں جب یہ بات

پختہ ہوگئی تو ہر وقت پیر کی یاد رکھے اور دلی تعلق اس سے ظاہر ہو اور ہر وقت اس سے فائدہ لیتا رہے مرید واقعہ جات میں پیر کا محتاج ہوتا ہے شیخ کو اپنے دل میں حاضر کر کے زبان حال سے اس سے مانگے پیر کی روح اللہ کے حکم سے ضرور القا کرے گی لیکن پورا تعلق شرط ہے الخ

(امداد السلوک صفحہ نمبر ۱۰۱)

عبارت نمبر ۵۰: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"سانپ کا محفل میلاد میں آنے کا ثبوت"

مرزا ذاکر بیگ فرماتے ہیں: مجلس میلاد شریف تھی جب خوب مجمع ہو گیا ایک سانپ تیزی سے آیا اور منبر کے نیچے بیٹھ گیا جب تک مجلس شریف ہوتی رہی بیٹھا سنتا رہا بعد ختم چلا گیا، نہ آتے کسی کو آزار پہنچایا نہ جاتے۔ لوگوں نے بہت چاہا کہ اسے ماردیں، مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے سب کو باز رکھا الخ (ملفوظات صفحہ نمبر ۲۶ حصہ ۲) (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۹ حصہ دوم)

الجواب: جنوں کا مختلف صورتوں میں نیک محافل میں آنا ایک امر واقع ہے ممکن ہے کہ یہ سانپ بھی کوئی نیک جن ہو جو سانپ کی شکل اختیار کر کے محفل میلاد کی مجلس میں آیا ہو۔

- حضرت ابو نظر بن عمر البغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے بذریعہ عمل جنات کو بلایا تو انہوں نے حاضری میں اپنے معمول سے زیادہ دیر لگائی، جب جنات حاضر ہوئے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم جس وقت غوث الثقلین کی مجلس میں حاضر ہوں تو ہم کو اس وقت نہ بلایا کریں، میں نے ان سے دریافت کیا، کیا تم بھی ان کی مجلس میں حاضر ہوتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا، حضرت کی مجلس میں انسانوں کی نسبت ہم لوگ بکثرت حاضر ہوتے ہیں الخ

(قلائد الجواہر از محمد یحییٰ تاذفی رحمۃ اللہ علیہ)

الزام نمبر ۳۶: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نسیان کے مریض تھے"۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۱ حصہ دوم)

رضا خانی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان کو بعض آیات کا نسیان ہوا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو:

انا علینا بیانہ اور یہ ممکن ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو۔

(ملفوظات احمد رضا صفحہ نمبر ۱۰)

اب اہل بدعت ہی سوچیں کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہیں کی تو اور کیا ہے؟ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۵۱ حصہ دوم)

الجواب:

اہل سنت وجماعت کا مذہب

۱۔ جب اللہ تعالیٰ کوئی قانون یا حکم بذریعہ قرآن وحدیث نافذ کرنا چاہتا ہے تو اس کے اسباب وذرائع پیدا کر دیتا ہے۔

۲۔ علم کے باوجود اللہ تعالیٰ کسی حکمت کی بنا پر کسی امر خاص کی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ ہٹا دیتا ہے۔

۳۔ یا کوئی خاص بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھلا دیتا ہے۔ کسی حکمت کی بنا پر (خواہ اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ذہول ونسیان کا طاری ہونا ہمارے نزدیک جائز ہے۔

- حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی لانسی او انسی لاسن[1] (موطا امام مالک صفحہ نمبر ۸۴ طبع کراچی)

مجھ کو نسیان نہیں ہوتا لیکن نسیان کرا دیا جاتا ہے تاکہ اس کے متعلق احکام سنت قرار پائیں

[1] مولوی وحید الزماں غیر مقلد وہابی اس حدیث کی شرح میں لکھتا ہے اور لوگوں کا بھولنا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ شیطان ان پر غالب ہو جاتا ہے اور خدا کی یاد سے غافل کر دیتا ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شیطان کا زور نہ چلتا تھا بلکہ اللہ جل جلالہ کی آپ کے بھول جانے یا بھلا دینے میں یہ حکمت تھی کہ امت کو سہو کے مسائل معلوم ہو جائیں اگر آپ نماز میں نہ بھولتے تو لوگوں کو یہ مسئلے کیونکر معلوم ہوتے (موطا امام مالک صفحہ نمبر ۸۸ طبع اسلامی اکادمی لاہور) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

- قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

نبی کریم پر نسیان وسہو کی حالت افادہ علم اور بیان شرع کا سبب ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں خود بھولتا ہوں یا بھلایا جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے سنت بن جائے بلکہ ایک روایت میں آیا ہے کہ میں خود نہیں بھولتا مگر بھلایا جاتا ہوں تاکہ اسے سنت بناؤں۔

آپ کو سہو پر ثبات نہیں رہتا بلکہ فوراً محسوس ہو جاتا ہے تاکہ اشتباہ جاتا رہے اور حکمت کا فائدہ ظاہر ہو جائے۔ (الشفاء (مترجم) صفحہ نمبر ۲۰۴ جلد ۲)

- امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی، صاحب قاموس (م ۸۱۷ھ) فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امت مسلمہ پر دیگر احسانات کے علاوہ نماز میں گاہے بگاہے سہو ونسیان بھی ایک احسان ہے جو تشریع کی خاطر معرض وجود میں آیا الخ

(سفر سعادت (اردو) صفحہ نمبر ۴۲ طبع لاہور)

اب قارئین کو ملفوظات کی عبارت آسانی سے سمجھ میں آجائے گی جس کو مصنف مذکور نے غلط رنگ دے کر پیش کیا ہے۔

''قرآن عظیم کے الفاظ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا اگرچہ معانی ان الفاظ کے ساتھ ہیں لیکن ان معانی کا علم میں ہونا کیا ضرور، نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے ''ثم ان علینا بیانہ'' اور یہ ممکن ہے کہ بعض آیات کا (معنی سمجھنے میں) نسیان ہوا ہو۔ الا ماشاء اللہ۔ (ملفوظات صفحہ نمبر ۲۵۴)

الزام نمبر ۴۷: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''احمد رضا بریلوی کا دعویٰ نبوت''

مولوی احمد رضا نے مرنے سے قبل اپنے اعزا کو وصیت کی کہ جب میرا جنازہ اٹھاؤ تو جنازے کے آگے چلتے ہوئے مجھ پر درود پڑھیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۹ حصہ دوم)

جب میرا جنازہ لے کر جاؤ جنازہ کے آگے پڑھیں: تم پہ کروڑوں درود اور ذریعہ قادری (یعنی کہ بلند آواز) (وصایا شریف صفحہ نمبر ۹) (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۹ حصہ دوم)

الجواب: مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مجموعہ کلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یوں درود شریف نظم کیا ہے:-

کعبے کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود
شافع روز جزا تم پہ کروڑوں درود
دافع جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۴۰)

آپ نے اپنے احباب کو وقت وصال وصیت کی کہ جب میرا جنازہ گھر سے اٹھایا جائے تو طریقہ قادریہ کے مطابق ذرا بلند آواز سے وہ درود شریف جو کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نظم کیا ہے جس کا پہلا شعر ہے:

کعبے کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

جنازہ کے آگے پڑھتے جانا۔

بتایئے اس عبارت میں کون سی بات قابل گرفت اور شریعت کے خلاف ہے اور اس عبارت سے یہ مطلب نکالنا کہ میری ذات پر درود پڑھتے جانا سراسر جہالت، دجل وفریب اور دروغگوئی کے علاوہ کچھ نہیں۔ اور یہ لکھنا کہ مولوی احمد رضا نے دعویٰ نبوۃ کیا ہے بہتان عظیم ہے اس کے سوا ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

امام احمد رضا خاں محدث بریلی شریف نے اپنی زندگی کے شب و روز منکرین ختم نبوت و منکرین عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم و شاتمان اہل اطہار و اولیاء کرام علیہم الرضوان کی سرکوبی کرتے اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس دیتے ہوئے گزارے۔ نبوت کا شوق علمائے دیوبند کے دل میں انگڑائیاں لیتا رہا مگر نصیب غلام قادیانی دجال لے گیا

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

الزام نمبر ۴۸: مولوی احمد رضا خان بریلوی مدینہ طیبہ جیسے مقدس شہر کی بایں الفاظ میں توہین کرتے ہیں۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

"مگر مدینہ طیبہ میں مجاورت ہمارے آئمہ کے نزدیک مکروہ ہے"

(احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر ۸۴)

اس سے بڑھ کر خان صاحب بریلوی کو مدینہ طیبہ کے ساتھ کیا بغض ہوگا۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۴ حصہ دوم)

بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا

چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں (۱) یہ نبوت کا آپ پر فیضان ہوتا ہے اور یہ ثقل (بوجھ) ہے جو حضور کو وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا تم سے حق تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو نبیوں سے لیا جاتا ہے (سوانح قاسمی صفحہ نمبر ۲۵۲ جلد اول)۔ (۲) مولوی محمد قاسم نانوتوی کی قبر عین کسی نبی کی قبر میں واقع ہے (مبشرات دارالعلوم صفحہ نمبر ۲۶)۔ (۳) سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر (تذکرۃ الرشید صفحہ نمبر ۱۷ جلد ۲)۔

(۴) وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت
تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

(مرثیہ گنگوہی صفحہ نمبر ۱۶)

(۵) تھانوی جی تو باقاعدہ کلمہ بھی پڑھوا چکے ہیں (الامداد صفحہ نمبر ۳۳ طبع ۱۳۳۵ھ)۔ (۶) مولانا (الیاس) فرماتے تھے کہ جب میں ذکر کرتا تھا تو مجھے ایک بوجھ سا محسوس ہوتا تھا تو حضرت (گنگوہی) سے کہا تو حضرت تھرا گئے اور فرمایا کہ مولانا محمد قاسم نے بھی شکایت حاجی صاحب (اپنے پیر و مرشد) سے فرمائی تو حاجی صاحب نے فرمایا کہ اللہ آپ سے کوئی کام لے گا (دینی دعوت صفحہ نمبر ۵۱ طبع کراچی) مولوی الیاس کی نانی کہتی تھی کہ مجھے تجھ سے (الیاس) صحابہ کی خوشبو آتی ہے...... تیرے ساتھ مجھے صحابہ کی سی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں (دینی دعوت صفحہ نمبر ۵۱، ۵۲)۔ (۷) تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کیے گئے ہو (ملفوظات الیاس صفحہ نمبر ۵۰) (۸) مولوی الیاس کی موت پر مولوی منظور نعمانی نے مسجد کے نیچے درخت کے تلے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کے مضمون پر ایک برمحل اور موثر تقریر کی (دینی دعوت صفحہ نمبر ۱۰ طبع کراچی)

قارئین کرام! یہ آیہ مبارکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کے موقع پر تلاوت فرمائی تھی اور صحابہ کرام کو یقین دلایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال فرما گئے تو مولوی الیاس کی موت پر اس آیت کو پڑھنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ مولوی الیاس کا منصب کس طرح ایک رسول کے منصب سے کم نہیں (نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات) ہم تو ایسے لوگوں پر چار حرف بھیجتے ہیں (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

الجواب: یہ عبارت مولانا احمد رضا بریلوی نے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمائی ہے۔ مصنف مذکور نے خیانت کرتے ہوئے مکمل عبارت نقل نہیں کی۔ ہم سوال مع جواب نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جس سے مسئلہ کی خود وضاحت ہو جائے گی۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے اگر ہجرت ہی کرنا (یعنی کفار کے غلبہ ہند سے) ہے تو بجائے کابل کے مدینہ منورہ کو ہجرت کروں گا یہ تو ہوگا کہ مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نماز کا ثواب ملے گا۔ اور یہ کہتا ہے دین مدینہ منورہ سے نکلا ہے اور پھر اسی طرف پلٹ جائے گا۔ پس اس جگہ سے کون سی جگہ افضل ہے الخ

الجواب: زید کے بالائی خیالات سب صحیح ہیں بے شک مدینہ منورہ سے کسی شہر کو نسبت نہیں ہو سکتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: المدینة خیر لهم ولو کانوا یعلمون مدینہ منورہ ان کیلئے سب سے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ مگر مدینہ طیبہ میں مجاورت ہمارے آئمہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ حفظ آداب نہیں ہو سکے گا الخ (احکام شریعت صفحہ نمبر ۱۳۶)

مدینہ منورہ میں آداب کی پوری پابندی نہ ہونے کی وجہ سے عوام الناس کیلئے آئمہ کرام نے مدینہ منورہ میں مجاورت کو مکروہ کہا ہے۔ جو شخص پابندی آداب ملحوظ خاطر رکھے اس کیلئے کراہت نہیں، کیونکہ ہندوستان کے متعدد علماء کرام نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں پر وصال ہوا۔

الزام نمبر ۴۹: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''نسبت سے جنت مل گئی''

مولوی احمد رضا خان بریلوی کا ملفوظ ملاحظہ ہو کہ جنت کا دارومدار نسبت پر ہے نہ کہ اعمال صالحہ ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

ایک عالم کی وفات ہوئی ان کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا آپ کے ساتھ

کیا معاملہ ہوا، فرمایا جنت عطا کی گئی نہ علم کے سبب بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت بھونک بھونک کر بھیڑوں کو بھیڑیئے سے ہوشیار کرتا رہتا ہے، مانیں یا نہ مانیں یہ ان کا کام، سرکار نے فرمایا کہ بھونکتے جاؤ اس قدر نسبت کافی ہے لاکھ ریاضتیں، لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان جس کو یہ نسبت حاصل ہے۔ (ملفوظات احمد رضا حصہ ۳ صفحہ نمبر ۴۱)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷، حصہ دوم)

الجواب: مولانا عبدالکریم رضوی چتوڑی نے عزلت نشینی (گوشہ تنہائی) کے متعلق کچھ عرض کیا، اس پر مولانا احمد رضا بریلوی نے ارشاد فرمایا: آدمی تین قسم کے ہیں:

(۱) مفید۔ (۲) مستفید۔ (۳) منفرد۔

مفید: وہ کہ دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔

مستفید: وہ کہ دوسرں سے فائدہ حاصل کرے۔

منفرد: وہ کہ دوسرے سے فائدہ لینے کی اسے حاجت نہ ہو اور نہ دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہو۔

مفید اور مستفید کو عزلت گزینی حرام ہے اور منفرد کو جائز بلکہ واجب، امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا: وہ لوگ جو پہاڑ پر گوشہ نشین ہو کر بیٹھ گئے تھے وہ خود فائدہ حاصل کئے ہوئے تھے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی ان میں قابلیت نہ تھی ان کو گوشہ نشینی جائز تھی اور امام ابن سیرین (رحمۃ اللہ علیہ) پر عزلت حرام تھی۔ اس کے بعد امام احمد رضا فاضل بریلوی نے امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک عالم کا خواب کا واقعہ بیان فرمایا جس کو مصنف مذکور نے نقل کیا ہے۔

جس کے بیان کرنے کا فقط یہ مقصد ہے کہ ایک عالم کو اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات پہنچانے کیلئے کس قدر تکالیف ومصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر اس کا کام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مشن کو جاری وساری رکھے

چاہے کوئی مانے یا نہ مانے۔ پھر راعی اور کتے کی مثال پیش کی کہ کتا بھونک کر بھیڑوں کو بھیڑیئے سے خبردار کرتا ہے ماننا یا نہ ماننا ان کا کام۔

اور اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ کرنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں آپ نے خود ارشاد فرمایا: ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' تو جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ نسبت حاصل ہو جائے ہزاروں مجاہدوں اور چلوں سے بہتر ہے۔

نیز مصنف مذکور کا یہ کہنا کہ مولانا احمد رضا خان کے نزدیک اعمال کی کچھ حیثیت نہیں فقط نسبت سے کام بن جائے گا۔ بہتان کے سوا کچھ نہیں۔

الزام نمبر ۵۰: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے چلتے'' (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۵۷ حصہ دوم)

مولوی احمد رضا خان بریلوی اپنے رسالہ قمر التمام میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے پیچھے چلتے تھے۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

......''غالب اوقات صحابہ کرام کو آگے چلنے کا حکم ہوتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے چلتے''۔ (قمر التمام صفحہ نمبر ۳۲)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۵۷ حصہ دوم)

الجواب: قمر التمام کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام غالب اوقات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے کسی حکمت کی بنا پر آپ کے آگے آگے چلتے تھے[1]۔ بتایئے اس میں کون

---

[1] امام احمد رضا محدث بریلی شریف بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ کیفیت تو اس وقت کی تھی جب صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقی ہوتے اور جو ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوتے تو وہاں باوجود ان وجوہ کے ایک اور بھی تھی کہ غالب اوقات صحابہ کرام کو آگے چلنے کا حکم ہوتا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پیچھے چلتے، آگے آپ نے چار احادیث ذکر کی ہیں (۱) حضرت ہند بن ابی ہالہ روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کو اپنے آگے چلاتے (شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ (۲) حضرت عبداللہ عمرو سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا کہ دو آدمی بھی حضور کے پیچھے چلے ہوں (مسند احمد صفحہ نمبر ۱۶۵ جلد ۲)۔ (۳) حضرت جابر سے روایت ہے کہ

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

سی بات قابل گرفت ہے جبکہ خالق کائنات نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت اور حکم ماننے کا ایمانداروں کو حکم دیا ہے۔ جس پر درج ذیل آیات قرآنی شاہد ہیں۔

۱۔ **قل اطیعوا اللہ والرسول** ۔(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۲)

۲۔ **واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول** ۔(سورۃ المائدہ آیت نمبر ۹۲)

الزام نمبر ۵۱: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضور علیہ السلام اپنے رب کے وزیر اعظم ہیں''

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے وزیر اعظم ہیں، اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......''پھر وہ کون سے حدیث و وعظ ہیں جو وحی الٰہی سے اہم ہیں، بلاشبہ ملک جبار ذوالاقتدار اپنے مقرب کو وزیر اعظم کے پاس اپنے پیام واحکام لے کر بھیجے''۔

(فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۳۲)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷۱ حصہ دوم)

الجواب: امام احمد رضا بریلوی سائل کی درج ذیل روایت:

کہ روزی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در مسجد مدینہ منورہ نشستہ بودند وبا تمامی اصحاب ان صغار وکبار وعظ وحدیث شریف بیان میفر مودند کہ وحی جبرئیل علیہ السلام در خدمت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در آمد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از سبب بیان حدیث و وعظ بطرف وحی علیہ السلام متوجہ نشدند وحی علیہ السلام در دل خود وسوسہ وکدورت بسیار در خاطر کردند الخ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۵۵، ۵۶)

کا رد اور وضاحت کیلئے ملک جبار اور وزیر اعظم کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا

صحابہ کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے چلتے اور پشت اقدس فرشتوں کیلئے چھوڑ دیتے (سنن ابن ماجہ صفحہ نمبر ۲۲، مسند احمد صفحہ نمبر ۳۰۲ جلد ۳، موارد الظمآن صفحہ نمبر ۵۱۵ رقم الحدیث ۲۰۹۹)۔ (۴) امام دارمی نے با اسناد صحیح مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری پیٹھ فرشتوں کیلئے چھوڑ دو (سنن دارمی صفحہ نمبر ۲۹ جلد اول) اب بتایئے کون سی بے ادبی ہے ملاں جی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے بغض وعناد رکھ کر اس قدر مخبوط الحواس ہو گئے کہ ان کی عبارت سمجھ نہیں سکتے، سمجھیں کیسے دماغ میں جو دو ہے (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

پھر وہ کون سے حدیث و وعظ ہیں جو وحی الٰہی سے اہم ہیں (بلاتشبیہ) ملک جبار ذوی الاقتدار اپنے مقرب کو وزیر اعظم کے پاس اپنے پیام واحکام دے کر بھیجے اور وزیر اس وقت رعایا سے مشغول رہے فرمان سلطانی کی طرف التفات نہ کرے اس میں معاذ اللہ فرمان کو گویا ہلکا جاننے کا پہلو نکلتا ہے الخ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۵۹)

"مصنف رضاخانی مذہب" کا مذکورہ عبارت پر بے بنیاد تبصرہ اس کی جہالت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ امام احمد رضا بریلوی نے ہرگز ہرگز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا وزیر اعظم نہیں کہا بلکہ سمجھانے کیلئے ایک مثال پیش کی ہے۔ مثال پیش کرنے سے قبل لفظ بلاتشبیہ موجود ہے جس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی تشبیہ اور مثال سے پاک ہے اور مثال فقط انسانوں کو سمجھانے کیلئے دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "یضرب اللہ الامثال للناس" مثالیں انسانوں کیلئے ہیں۔

اور لفظ "بلاتشبیہ" کو بلاشبہ میں تبدیل کر کے مصنف مذکور نے بددیانتی اور یہودیانہ فعل کا ارتکاب کیا ہے۔

مصنف رضاخانی مذہب کی نقل کردہ عبارت

پھر وہ کون سے حدیث و وعظ ہیں جو وحی الٰہی سے اہم ہیں بلاشبہ ملک جبار ذوی الاقتدار اپنے مقرب کو وزیر اعظم کے پاس اپنے پیام واحکام لے کر بھیجے الخ

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷ حصہ دوم)

اصل عبارت

پھر وہ کون سے حدیث و وعظ ہیں جو وحی الٰہی سے اہم ہیں (بلاتشبیہ) ملک جبار ذوی الاقتدار اپنے مقرب کو وزیر اعظم کے پاس اپنے پیام واحکام لے کر بھیجے الخ

(فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۵۹ طبع کراچی)

الزام نمبر ۵۲: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"ہر قسم کی نعمت خدا سے ملتی ہے یا حضور سے؟" (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۳۷ حصہ دوم)

رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ تمام نعمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسے چاہیں عطا کریں اور جسے چاہیں محروم کردیں یہ سب اختیار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

بے شک نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ عزوجل کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست قدرت کے فرمانبردار اور زیر حکم ارادہ واختیار کردیئے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۱۹)

بریلویوں کا یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے الخ

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۳۷ حصہ دوم)

الجواب: امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خزائن الٰہیہ کو (اپنی مشیت اور اذن سے) تقسیم کرنے کا اختیار دیا ہے پھر آپ نے اس عقیدہ کے اثبات میں حدیث پاک اور بزرگان دین کے اقوال نقل کئے ہیں انہیں اقوال میں سے ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

- حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست قدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم ارادہ واختیار کردیئے جسے عطا فرمائیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے"۔

(الجوہر المنظم فی زیارۃ قبر النبی الکریم صفحہ نمبر ۴۲ عربی طبع مصر)

علمائے اسلام کے عقائد ونظریات کو قرآن وسنت کے خلاف کہنا بدبختی کے سوا کچھ نہیں۔

علامہ ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ) علیہ الرحمۃ کا علمی مقام

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی (۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں: علامۃ الدہر خصوصاً الحجاز فاذا نشرت حلل الفضل وجوہ ای قبلۃ ان حدث عن الفقہ والحدیث الخ (ریحانۃ الالباء صفحہ نمبر ۱۶۳)

- شیخ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ متاخرین علماء کے معتمد علیہ ہیں اور فتویٰ دینے میں رافعی ونووی اور متاخرین میں قاضی ذکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد انہی کے کلام کی طرف مراجعت کی جاتی ہے اور یہی مکہ کے فقیہ، واعظ اور محدث تھے۔

- علامہ شوکانی (غیر مقلد) لکھتے ہیں: وہ زاہد تھے دنیا کو ہیچ سمجھتے تھے اور سلف کے طریقہ پر تھے۔ بھلائی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے تھے مرتے دم تک ان باتوں پر عمل کرتے رہے۔

تقریباً ۴۱ سے زائد بلند پایہ تصانیف یادگار چھوڑیں۔

(فوائد بہ مجالس نافعہ صفحہ نمبر ۳۳۱ تا ۳۳۲ طبع کراچی)

اگر مولانا احمد رضا بریلوی بحیثیت ناقل گمراہ ہیں تو صاحب عبارت علامہ ابن حجر کی کے متعلق بھی قلم کو جنبش دیجئے۔

زیر بحث مسئلہ کے مختصر دلائل

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں، عرض کی کہ میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں حضور کی رفاقت عطا ہو فرمایا بھلا اور کچھ، پس عرض کی میری مراد تو یہی ہے، فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔ (صحیح مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، معجم کبیر طبرانی)

- ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ عطا فرمائیں۔ پھر لکھا، ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ)

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

از اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ تخصیص نکرد بمطلوب خاص میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت کرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خواہد وہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔

(اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۳۹۶ جلد اول)

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "انما انا قاسم واللہ یعطی" اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

- حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور مواجہ شریف میں حاضری دی تو وہاں چشم دل سے مشاہدہ کیا کہ وجود مبارک عرش سے فرش تک مرکز جمیع کائنات ہے ہرچند کہ وہاب مطلق (عطا فرمانے والا) اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن کسی کو فیض پہنچتا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے پہنچتا ہے اور مہمات ملک و ملکوت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہتمام سے انصرام پاتی ہیں اور معلوم ہوا کہ ساری خدائی کو انعامات شب و روز روضہ مطہرہ سے پہنچتے ہیں۔ (مقامات امام ربانی صفحہ نمبر ۱۱۲ مترجم)

الزام نمبر ۵۳: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال وکمال وافضال کے ان (شیخ عبدالقادر جیلانی) میں متجلی ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......"جس طرح ذات حق احدیت مع جملہ صفات ونعوت جلالت آئینہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں تجلی فرمائیں"۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۱۶)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

حضرات انبیاء علیہم السلام کی صفات ایک امتی میں ماننا سراسر جہالت اور شریعت محمدی سے بعد اختیار کرنا ہے اور جو صفات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پائی جاتی ہیں وہ ایک امتی میں تصور کرنا اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شدید توہین ہے الخ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۸۷ حصہ دوم)

الجواب: مصنف مذکور نے خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے نامکمل عبارت نقل کی ہے۔ مکمل

عبارت ملاحظہ ہو۔

حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ حضور اقدس انور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث کامل و نائب تام و آئینہ ذات ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال وکمال وافضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذات عزت احدیت مع جملہ صفات ونعوت جلالت آئینہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تجلی فرما ہے...... تعظیم غوثیت عین تعظیم سرکار رسالت ہے اور تعظیم سرکار رسالت عین تعظیم حضرت عزت ہے الخ

(فتاوٰی افریقہ صفحہ نمبر ۱۱۲ طبع کراچی)

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالٰی کے مظہر اتم واکمل ہیں اور اس کے جمال وجلال اور کمال کا آئینہ ہے۔

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

خیر الورٰی امام رسل مظہر اتم

او از خدا و ہرچہ از مصطفٰی از و

(اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۱ طبع کراچی)

آپ بہترین مخلوق امام الانبیاء اور مظہر کامل ہیں آپ خدا سے ہیں (یعنی سب سے بلا واسطہ آپ (نور محمدی) کو پیدا فرمایا۔ اور دوسری چیزیں آپ سے ہیں (یعنی باقی تمام چیزیں آپ کے طفیل پیدا ہوئیں)۔

- حضرت شاہ عبدالرحیم والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور رحمت کاملہ نازل ہو اس ذات پاک پر جو اللہ تعالٰی کے مظہر اتم واکمل ہیں اور اس کے حسن وجمال کی جلوہ گاہ ہیں جن کا نام پاک محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو اللہ تعالٰی کے ساتھ سب سے زیادہ واصل ہیں۔ (انفاس رحیمیہ بحوالہ تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۲۹)

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

اور بہترین تحفے اس کے حبیب پر جو اللہ تعالٰی کے جمال وکمال کا آئینہ ہیں

اور خزائن بخشش کی کنجی ہیں۔ (انفاس رحیمیہ بحوالہ تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۳۰)

- حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام سرداروں کے سردار آئینہ حق اور میزان دین اور معیار صدق اور کتاب الٰہی کے حامل اور خدا کے بندے ہیں۔ (تجربات غزالی صفحہ نمبر ۲۳۷ طبع لاہور)

- قاری محمد طیب دیوبندی لکھتے ہیں: غرض آپ کی ہر ادا خداوندی کا جلوہ اور ہر شان شان الٰہی کا پرتو ہے بلا تشبیہ یوں کہو کہ حضور آئینہ حق نما ہیں جس میں شئون ربانی جلوہ گر ہیں فرق اتنا ہے کہ آئینہ سے باہر اصل ہے اور آئینہ کے اندر عکس ہے۔ مگر ہاں آئینہ کی تصویر تابع مطلق ہے.......... غرض حضور عکس ہیں انوار ربانی کے اور ظل ہیں تجلیات وکمالات الٰہیہ کے، ہاں معاذ اللہ حلول وغیرہ کا تخیل نہ پیدا کرلیا جائے۔ کیونکہ آئینہ میں بھی اصلی نور حلول نہیں کرسکتا اس کا ظل اور عکس جلوہ گر ہوتا ہے پس اصل اپنی ہی جگہ ہے اور ظل اپنی ہی جگہ وہ اصل ہے یہ ظل ہی کہلاوے گا۔ وہاں وجود اصلی ہے یہاں ظل ہے وہاں ثبوت ہے یہاں محض ظہور ہے وہاں حقیقت ہے یہاں مجاز ہے یعنی یہ ایک رسمی اور اسمی اشتراک ہے حقائق الگ الگ ہیں

(شان رسالت، قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند صفحہ نمبر ۴۱، ۴۰ ناشر مدرسہ خیر المدارس ملتان بار دوم)

- امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اسی طرح حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام کمالات کے مظہر اور صفات مصطفویہ کے آئینہ ہیں۔

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اہل بیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور جلوہ گر ہے جس طرح چاند میں آفتاب کا نور ہوتا ہے۔ خاندان نبوت میں سے اللہ تعالٰی نے جسے چاہا قطب الاقطاب، بنی آدم کا غوث اور جن وانس کا مرجع بنا دیا حتٰی کہ شیخ محی الدین (غوث اعظم) مجدد دین بن گئے اگرچہ رسول اکرم کا جمال تمام اولاد میں درخشاں ہے لیکن حضرت شیخ میں اور ہی قسم کا جمال و کمال ہے اور حضرت شیخ کا جمال دراصل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال اور ان کا کمال

درحقیقت رسالت پناہ کا کمال ہے۔ (اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۲۵، ۲۶ مترجم)

الزام نمبر ۵۴: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''خالق حاجت روایا مخلوق'' (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷ حصہ دوم)

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاجت روا ہیں۔ سب مرادیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار میں ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود۔ الحمدللہ یہ حدیث جلیل ونفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر فقرہ سے وہابیت کش ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعنی فرمایا میری اعانت کر اسی کو استعانت کہتے ہیں یہ درکنار حضور کا مطلق طور پر سل فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت دور فرما سکتے ہیں، دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید وتخصیص فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے۔

(فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۱۸)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷ حصہ دوم)

الجواب: مصنف مذکور نے فتاویٰ افریقہ سے خیانت کے ساتھ یہ عبارت نقل کی ہے: اصل عبارت ملاحظہ ہو: مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

(اب سنیے برکات الامداد سے صفحہ نمبر ۵ حدیث نمبر ۱۴) صحیح مسلم وابوداؤد وابن ماجہ، معجم کبیر طبرانی میں ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے ہے حضور پر نور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں، عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں حضور کی رفاقت عطا ہو، فرمایا بھلا اور کچھ عرض کی بس میری مراد تو یہی ہے فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے (عربی الفاظ)

الحمدللہ! یہ جلیل نفیس حدیث صحیح اپنے ہر فقرہ سے وہابیت کش ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعنی فرمایا کہ میری اعانت کر اسی کو استعانت کہتے ہیں یہ درکنار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلق طور پر سل فرمانا مانگ کیا مانگتا ہے جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے

صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں، دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید وتخصیص فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے۔ اس کے بعد امام احمد رضا نے اس حدیث کے تحت شارحین حدیث نے جو تحریر کیا ہے وہ قلمبند کیا ہے۔

۱۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں: از اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ تخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خواہد وہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔

۲۔ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں: یؤخذ من اطلاقہ صلی اللہ علیہ وسلم...... یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ عطا فرمائیں، پھر لکھا ہے یعنی امام ابن سبع وغیرہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ تعالیٰ نے حضور کی جاگیر کردی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۳۳، ۱۳۴)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنے خزائن کا (جو مخلوق کے قابل ہیں) کا مالک ومختار بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی مشیت کے تحت جس کو چاہیں جب چاہیں عطا فرما سکتے ہیں۔ اس عقیدہ پر طعن کرنا گویا حدیث پاک اور بزرگان دین کے اقوال پر طعن کرنا ہے جو سراسر گمراہی وبے دینی ہے۔

الزام نمبر ۵۵: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''خدا تعالیٰ آدمیوں کے مالک نہیں'' (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۴ حصہ دوم)

......''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام آدمیوں کے مالک ہیں''۔ (الامن والعلیٰ)

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۴ حصہ دوم)

الجواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کونین کا مالک بنایا ہے۔

اور آپ کی یہ ملکیت عطائی اور حادث ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی حاکیت و ملکیت کی نفی نہیں ہوتی۔ فرمان خداوندی ہے: "تمام ملکوں کا مالک ہے جس کو چاہتا ہے اپنا ملک عطا فرما دیتا ہے" (مفہوم) معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام آدمیوں کے مالک ہیں اور وہ حضور کے غلام و خادم ہیں (نوٹ) اوراق گزشتہ پر اس مسئلہ کی ہم وضاحت کر چکے ہیں۔

الزام نمبر ۵۶: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"قرآن نور یا احمد رضا خاں بریلوی"

رضا خانی اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے بارے میں اس قدر غلو سے کام لیتے ہیں کہ ہر کتاب کی پیشانی پر احمد رضا کو حضور پرنور لکھتے ہیں جیسا کہ وصایا شریف اور ملفوظات پر بھی موجود ہے اس کے علاوہ تقریباً ہر کتاب پر موجود ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

۱۔ حضور پرنور اعلیٰ حضرت بریلوی مجدد مائۃ حاضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (احکام شریعت)

۲۔ ملفوظات حضور پرنور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۹۳ حصہ دوم)

الجواب: نور سے مراد ہدایت کا نور ہے۔

پرنور: سراپا نور۔ یعنی آپ کی ذات انسانوں کیلئے مینارہ نور ہے۔

- حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد کے متعلق لکھتے ہیں:

حضرت پیر و مرشد برحق عارف نور مطلق شیخ المشائخ والاولیاء الخ

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۱۵۷)

(ما ھو جوابکم فھو جوابنا)

الزام نمبر ۵۷: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"فاضل بریلوی کا جاہلانہ عقیدہ" (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۹ حصہ دوم)

مولوی احمد رضا بریلوی لکھتے ہیں:

....."اللہ عزوجل نے بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نور سے پیدا کیا جو عین

ذات الٰہی ہے یعنی اپنی ذات سے بلا واسطہ پیدا فرمایا"۔ (مجموعہ رسائل حصہ اول)

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۹ حصہ دوم)

الجواب: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا فرمایا: آپ نے ارشاد فرمایا اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا الخ

(۱)..... (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ نمبر ۹ طبع مصر از امام قسطلانی (م ۹۲۳ھ)

(۲)..... (سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ نمبر ۵۰، از ابوالحسن نور الدین علی بن ابراہیم الحلبی القاہری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۴۴ھ)

(۳)..... (زرقانی شرح مواہب صفحہ نمبر ۴۶ جلد اول طبع مصر ۱۳۲۵ھ، از شیخ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی (م ۱۱۲۲ھ)

(۴)..... مجربات غزالی از امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) صفحہ نمبر ۳۲۸ طبع لاہور)

- امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

من نورہ: عین ذات الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذات الٰہی، ذات رسالت کیلئے مادہ ہے۔ جیسے انسان مٹی سے پیدا ہوا یا عیاذ باللہ، ذات الٰہی کوئی حصہ یا کل ذات نبی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہونے یا کسی شئے میں حلول ہونے سے پاک و منزہ ہے۔ (صلوٰۃ الصفا صفحہ نمبر ۳۷)

- علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں نورہ کی اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے (زرقانی جلد اول) حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو اپنے نور یعنی ذات مقدسہ سے پیدا فرمایا، اسکے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کی ذات، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کا مادہ ہے (نعوذ باللہ) حضور کا نور، اللہ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے۔

(رسالہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ نمبر ۹)

- مدرسہ خیر المدارس ملتان کے سابق مفتی محمد انور دیوبندی لکھتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نور من نور اللہ کہا جاتا ہے یا نور اللہ کہا جاتا ہے یہ اضافت محض تشریفی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ذات خداوندی سے ایک جز لے کر اسے ذات نبوی کیلئے مادہ قرار دیا گیا اور ایسا

کہنا بالکل غلط ہے۔ (خیر الفتاوی صفحہ نمبر ۳۶ جلد اول)

● مولوی اشرف علی تھانوی حدیث جابر کے الفاظ من نورہ کا مطلب لکھتے ہیں: نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اسکا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا۔

(نشر الطیب صفحہ نمبر ۶ ناشر تاج کمپنی لاہور)

● امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: یہ حدیث (نور) بہت سے معانی کا مجموعہ ہے اس کا انکار وہی کرے گا جو کمالات نبوت سے واقف نہ ہوگا۔

(مجربات غزالی صفحہ نمبر ۲۲۸)

اس لئے مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے عقیدہ کو جاہلانہ کہنا خود جاہل ہونے کی دلیل ہے۔

الزام نمبر ۵۸: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''پیر کا ہاتھ خضر علیہ السلام کے ہاتھ سے بہتر ہے'' (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲ حصہ دوم)

......''حضرت یحییٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں ان کے مرید نے عرض کی یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دوں گا حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضرت یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اوران کو نکال لیا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۱۵ حصہ ۲)

الجواب: فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ بیعت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت کے معنی پورے طور سے بکنا ہے۔ (یعنی بیعت ہونے کے بعد کسی اور کی طرف التفات نہ کرے ہاں بزرگان دین کی زیارت کرسکتا ہے) بیعت اس شخص سے کرنا چاہیے جس میں چار باتیں ہوں۔

۱۔ سنی صحیح العقیدہ ہو۔

۲۔ کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی کی امداد کے اپنی ضروریات کے مسائل کتاب

سے نکال سکے۔

۳۔ اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو۔

۴۔ فاسق معلن نہ ہو۔

اسی سلسلے میں آپ نے ارشاد فرمایا: لوگ بیعت بطور رسم ہوتے ہیں، بیعت کے معنی نہیں جانتے (مرید کی اپنے شیخ کے ساتھ پختگی وابستگی بیان کرتے ہوئے فرمایا) کہ حضرت یحییٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں ان کے مرید نے عرض کی، یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضرت یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اوران کو نکال لیا۔ (ملفوظات صفحہ نمبر ۱۶۳، ۱۶۴ حصہ دوم)

ہمت باطنی کی ایک مثال

قطب دوراں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی (م ۱۳۱۳ھ) کے پاس ایک شخص آرہا تھا راستے میں ندی پڑتی تھی اس کا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا جب وہ شخص ڈوبنے لگا تو اس نے آپ کو یاد کیا اور آپ کی امداد و استعانت کا طلب گار ہوا، گھوڑا فوراً دلدل سے نکل آیا جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ حجرے میں چادر اوڑھے بیٹھے تھے اس شخص کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ لوگ مجھے تکلیف دیتے ہیں۔ یہ فرما کر اپنی پشت اس شخص کو دکھائی۔ پشت مبارک پر گھوڑے کے چاروں سم کے نشان مع کیچڑ موجود تھے۔

(جدید تذکرہ اولیائے پاک و ہند صفحہ نمبر ۳۹۲ از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب طبع لاہور)

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

الزام نمبر ۵۹: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''عقیدہ ختم نبوت پر حملہ'' (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۲ حصہ دوم)

مولوی احمد رضا بریلوی رقمطراز ہیں:

حضور کی صحبت میں سب لوگ نبی ہوسکتے تھے قریب تھا کہ یہ امت ساری کی ساری

نبی ہو جائے۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۳۲)

مسیلمہ ہندوستان مرزا غلام احمد قادیانی جزوی رسمی اشتراک رکھنے والے فاضل بریلوی اسی طرح انگریز سرکار کے خادم تھے جس طرح مرزا قادیانی...... اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کو بدنام کیا۔ جن میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیو بند بھی ہیں الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۲۲ حصہ دوم)

الجواب نمبر ۱: مولانا احمد رضا بریلوی ایک حدیث پاک کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے واسطے ایک دعا تھی کہ وہ دنیا میں کر چکا اور میں نے دعا قیامت کیلئے چھپا رکھی ہے وہ شفاعت ہے میری امت کے واسطے اور میں قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور اول میں مرقد اطہر سے اٹھوں گا اور کچھ فخر مقصود نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور کچھ افتخار نہیں آدم اور انکے بعد جتنے ہیں سب میرے زیر نشاں ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں جب اللہ تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور ان کی امت، تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول ہیں۔ ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلے تمام امتیں ہمارے لئے راستہ دیں گی ہم چلیں گے اثر وضو سے درخشندہ رخ تابندہ اعضاء، امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت ساری کی ساری انبیاء ہو جاتے۔ (رواہ احمد، ابن ماجہ، ابو داؤد طیالسی و ابو یعلیٰ) (عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ)

الجواب نمبر ۲: مصنف مذکور نے فتاویٰ افریقہ سے عبارت نقل کرتے وقت خیانت سے کام لیا ہے۔

مصنف مذکور کی نقل کردہ عبارت

......"حضور کی صحبت میں سب لوگ نبی ہو سکتے تھے قریب تھا کہ یہ امت ساری کی ساری نبی ہو جائے"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۲۲ حصہ دوم)

فتاویٰ افریقہ کی اصل عبارت

......"اثر وضو سے درخشندہ رخ و تابندہ اعضاء سب امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت تو ساری کی ساری انبیاء ہو جائے"۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۳۲)

بجز اس کے ہم کیا کہہ سکتے ہیں: لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

الجواب نمبر ۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ...... جب اللہ تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور ان کی امت تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول ہیں ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلے تمام امتیں ہمارے لئے راستہ دیں گی ہم چلیں گے اثر وضو سے درخشندہ رخ و تابندہ اعضاء امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت تو ساری کی ساری انبیاء ہوتی۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۳۲)

خط کشیدہ الفاظ سابقہ امتوں کے الفاظ ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔ مگر آپ نے ان الفاظ کو سن کر ان پر کوئی جرح نہیں فرمائی، مصنف مذکور کو ان پر جرح اور تنقید کرنے کا کیا حق حاصل ہے۔

الجواب نمبر ۴: یہ الفاظ بطور مبالغہ استعمال ہوئے ہیں جن سے امت محمدی کی تعریف و توصیف کرنا مقصود ہے۔

اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

مرزا غلام احمد قادیانی اور مولوی محمد قاسم مسئلہ ختم نبوت میں ہم نوا ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت اور مرزائیوں کا موقف

پس احمدیوں کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعوذ باللہ خاتم النبیین نہیں تھے جو کچھ احمدی کہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ خاتم النبیین کے وہ معنی جو اس وقت مسلمانوں میں رائج ہیں نہ تو قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت (ما کان محمد ابا احد الخ) پر چسپاں ہوتے ہیں اور نہ ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وشان اس طرح ظاہر ہوتی ہے

جس عزت اور شان کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے الخ
(احمدیت کا پیغام صفحہ نمبر ۱۰،۹، پبلشر: عبداللہ الہ دین، حیدر آباد دکن بار دوم ۱۹۵۰ء)

مسئلہ ختم نبوت اور دیوبندیوں کا موقف

مولوی محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے اور اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم[1] کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد ہے اور آپ سب سے آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۳)

اجرائے نبوۃ کا دروازہ کس نے کھولا جس کے ذریعے مرزا غلام احمد قادیانی داخل ہوا

۱۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہے گا۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۱۳)

نیز لکھتے ہیں: ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوۃ لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی افراد مقدورہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔
(تحذیر الناس صفحہ نمبر ۲۳)

۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی یا آپ کی صفت کے ساتھ پورا صلوٰۃ وسلام لکھنا واجب ہے صلعم یا ص لکھنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ بعض فقہاء نے اس کو کفر کہا ہے (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

"مصنف رضاخانی مذہب" ذرا ہوش و حواس کو برقرار رکھتے ہوئے جواب دے کہ انگریز کے خادم مولانا احمد رضا بریلوی تھے، یا مولوی محمد قاسم نانوتوی جس نے اجرائے نبوۃ کا دروازہ کھول کر مرزا غلام احمد قادیانی کو داخل کیا۔[1]

الزام نمبر ۶۰: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتا ہے:

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پردے کے پیچھے"۔

رضاخانی ملاں مولوی احمد رضا خاں بریلوی کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا نائب ثابت کرنے کیلئے ایک خالص جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کو خواب میں حضرت غوث پاک کی زیارت ...... ہوئی میاں صاحب نے عرض کیا حضور اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے اور ارشاد ہوا، فرمایا بریلی میں احمد رضا خاں، بیداری کے بعد حضرت میاں صاحب جلوہ آرائے بریلی ہوئے اور حضور اعلیٰ حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے واپس آ کر فرمایا، میں نے دیکھا کہ ایک پردے کے پیچھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بتاتے ہیں اور احمد رضا بولتے ہیں۔
(عرفان شریعت حصہ نمبر ۳)، (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۰ حصہ دوم)

اس واقعہ کو لکھ کر حسب عادت مصنف مذکور نے غلط اور جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔

الجواب: اس واقعہ کو اور بھی بہت سے علمائے اہل سنت نے اپنی اپنی تصانیف و تالیفات میں نقل کیا ہے جس سے مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فنا فی الرسول اور نائب غوث اعظم

۱۔ قاری محمد طیب دیوبندی لکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخشی بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آ گیا نبی ہو گیا۔ (آفتاب نبوت صفحہ نمبر ۸۲) مزید لکھتے ہیں ختم نبوت کے یہ معنی لینا کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے دنیا کو دھوکہ دینا ہے (خطبات حکیم الاسلام صفحہ نمبر ۵۵ جلد اول طبع ملتان) مولوی عبدالقادر رائے پوری دیوبندی مرزا غلام احمد قادیانی دجال سے شرح صدر کیلئے دعا کراتا رہا اور مرزائی امام کے پیچھے نماز پڑھتا رہا تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو (سوانح عبدالقادر رائے پوری صفحہ نمبر ۵۶ تا ۶۲ طبع کراچی) دیوبندی مرزائی بھائی بھائی (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

رحمۃ اللہ علیہ ثابت کرنا مقصود ہے۔ نیز یہ خواب اور مشاہدہ بھی اس ولی کامل کا ہے جس کی ولایت کے علماء دیو بندی بھی قائل ہیں۔۔ (دیکھیے ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیو بند)

الزام نمبر ۶۱: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"اصل وطن بریلی ہے" (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۱)

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل وطن بریلی شریف ہے جہاں ابولولو احمد رضا کی پیدائش ہوئی ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

حضور علیہ السلام کا وطن بریلی ہے۔ (تمہید الایمان بحوالہ تحفۃ الموحدین صفحہ نمبر ۲۱)

حضرات! ہر باہوش انسان اس بات سے واقف ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل وطن مکہ مکرمہ ہے...... وطن اصل مکہ مکرمہ کی بجائے بریلی کے شرک کے اڈے کو قرار دینا یاوہ گوئی نہیں تو اور کیا ہے؟ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۱۱ حصہ دوم)

الجواب: آج سے کافی عرصہ پہلے جو تمہید الایمان شائع ہوئی تھی اس کی ابتداء میں مولانا احمد رضا بریلوی کے حالات لکھے ہوئے تھے جن میں ایک فقرہ یہ تھا۔

"حضور اعلیٰ حضرت کا وطن بریلی ہے"

اس فقرہ میں خیانت کی کہ "اعلیٰ حضرت" کی جگہ علیہ السلام لکھ کر لفظ حضور کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرف کر دی اور فقرہ یوں بنا ڈالا:

"حضور علیہ السلام کا وطن بریلی ہے" (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

الزام نمبر ۶۲: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"شفاعت کی حاجت نہیں" (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۳ حصہ دوم)

مولوی احمد رضا بریلوی کا عقیدہ ہے کہ یوم النشور پیغمبر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کی کیا ضرورت ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......" کہ محتاج ہی منشا شفاعت ہے جہاں محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا جائے تو شفاعت کی کیا حاجت ہو" ۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۳۸)

اب رضاخانی سوچیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا کون منکر ہوا الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۳ حصہ دوم)

الجواب:

مسئلہ شفاعت اور اہل سنت وجماعت کا موقف

- محبوبیت وشفاعت جو کہ تمام ادیان وشرائع میں خواص بشر کیلئے ثابت کی گئی اس کو ایسا منصب خیال کرنا کہ جس سے عبد خود مختار ہو کر تصرفات الٰہیہ کو (معاذ اللہ) مزاحمت سے روک سکے شرک ہے اور رضائے الٰہی اور اس کی اجازت پر موقوف سمجھنا اور اس میں درحقیقت عنایت الٰہیہ کا ظہور جاننا ایمان وتوحید ہے۔
- شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحق اہل کبائر حق ہے اور آپ کی شفاعت مقبول ہے۔ جن آیات میں نفی شفاعت واقع ہے وہ مقید بعدم رضا و اجازت الٰہی ہے۔

"مصنف رضاخانی مذہب" حسب عادت نامکمل عبارت نقل کی ہے مکمل عبارت ملاحظہ ہو۔

"زید گمراہ کی یہ شدید جہالت وضلالت قابل تماشا کہ دربار الٰہی میں محتاج ہونے کی نفی شفاعت کی دلیل ٹھہرایا حالانکہ محتاجی ہی منشاء شفاعت ہے جہاں محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا جائے شفاعت کی کیا حاجت ہو۔ پھر انبیاء واولیاء سب کی شفاعت سے مطلقاً انکار صریح بے دینی اور بحکم فقہا موجب اکفار ہے" الخ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۳۸)

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے مگر انبیاء واولیاء اللہ تعالیٰ کے مقبول اور برگزیدہ بندے ہونے کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کے اذن سے گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ انبیاء واولیاء کی شفاعت کا انکار کرنا بے دینی ہے۔ الخ

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے لوگ قیامت کے دن سفارش کریں گے۔ انبیاء، پھر علماء پھر شہداء۔ (رواہ ابن ماجہ عن عثمان بن عفان، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۸۷، جلد ۳ مترجم)
- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا میری شفاعت میری امت کے اہل کبار (گنہگاروں) کیلئے ہوگی۔
(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۵۷ جلد ۳)

مصنف مذکور کا یہ کہنا کہ مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ شفاعت کا انکار کرتے ہیں سراسر جھوٹ اور دروغگوئی ہے۔

الزام نمبر ۶۳: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھائی ہیں''

مولوی احمد رضا بریلوی اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھائی ہیں فرمایا کہ

......''اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا احترام واکرام بجالاؤ''۔
(الزبدۃ الزکیہ فی تحریم السجود التحیہ صفحہ نمبر ۷۷)، (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۰، ۲۵۱ حصہ دوم)

الجواب: یہ امام احمد رضا بریلوی کا فرمان نہیں بلکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے آپ نے فرمایا: ''اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم بجالاؤ''۔ ۱؎

یعنی عبادت کے لائق فقط اور فقط اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات پاک ہے اور میں خالق نہیں بلکہ مخلوق ہوں اس ناطے سے میری تعظیم وتکریم کرو، اب مخالفین ہی بتائیں کہ بھائی کہنے میں تعظیم واکرام ہے یا: امام الانبیاء شفیع المذنبین، محبوب کبریا وغیرہ کہنے میں تعظیم کا پہلو پایا جاتا ہے۔

نیز اس حدیث میں ہے کہ اپنے بھائی کی تعظیم کرو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تو نہیں فرمایا کہ مجھے بھائی کہو۔

الزام نمبر ۶۴: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض کی دلیل''

مولوی احمد رضا بریلوی کی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عداوت ملاحظہ ہو،

۱؎ مسند احمد صفحہ نمبر ۷۶ جلد ۶ طبع بیروت (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

لکھتے ہیں کہ

......''اس نیت سے درود شریف نہ پڑھو کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو''۔ (وظیفہ کریمہ صفحہ نمبر ۱۷)، (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۱ حصہ دوم)

الجواب: فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ چند مختصر درود شریف لکھنے کے بعد فرماتے ہیں (بعد نماز عشاء) طاق بار جتنا ہو سکے حصول زیارت اقدس کیلئے اس سے بہتر صیغہ نہیں مگر خالص تعظیم شان اقدس کیلئے پڑھے اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو۔ آگے انکا کرم بے حد وانتہا ہے۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد از وغیر او تمنائے
(الوظیفۃ الکریمہ صفحہ نمبر ۱۳، ۱۴ طبع لاہور)

قارئین کرام!
بتائیں اس میں کون سی بات قابل گرفت تھی جس کو مصنف مذکور نے لکھ کر بغض رسول کی دلیل قرار دیا ہے۔

الزام نمبر ۶۵: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''نالائق اور احمق وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے''

بریلوی ملاؤں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لغزش یا بھول پر متنبہ کرنے اور ادب سکھانے کیلئے نالائق اور احمق وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا (العیاذ باللہ) اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

......مولا کو شایان ہے کہ اپنے محبوب نبی علیہ السلام کو جس عبارت سے (چاہے) تعبیر فرمائے، یوں خیال کرو کہ زید نے اپنے بیٹے عمرو کو اس کی لغزش یا بھول پر متنبہ کرنے ادب دینے کیلئے نالائق، احمق وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا۔
(فتاویٰ رضویہ صفحہ نمبر ۲۳ جلد ۳)، (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۳ حصہ دوم)

الجواب: مولانا احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ تمام کائنات عالم کا خالق و مالک

ہے۔تمام کائنات بلکہ انبیاء کرام بھی اسی کے در کے محتاج ہیں۔ چونکہ انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں اور ان پر عتاب کا ہونا برحق ہے۔

عتاب کا مفہوم

غضب کے معنی ہیں "شدت" جو ہیجان نفس کے ساتھ کبھی بالارادہ انتقال ہوتا ہے اور کبھی بصورت غضب، جو غضب ارادہ انتقام کے بغیر ہو اسے لفظ عتاب سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ مگر یہ عتاب ملامت اور مذمت کیلئے ہوتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ کسی نبی کو ایسا عتاب نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ نبوت عطا فرما کر اپنے نبی کو ملامت یا مذمت کا ہدف بنائے البتہ بظاہر خلاف اولیٰ کام پر انبیاء علیہم السلام کی طرف صورتاً عتاب متوجہ ہوا مگر حقیقت میں وہ محبت بھرا خطاب ہے۔ اہل لغت نے عتاب کے معنی "مخاطبۃ الادلال" لکھے ہیں یعنی محبوب کی لاپرواہی یا بے توجہی پر محبت بھری خفگی کا اظہار۔ (التبیان مع البیان صفحہ نمبر ۳۲، ۳۳ از علامہ سید احمد سعید کاظمی)

ایسی حالت میں رب العزت جل شانہ جن الفاظ سے یاد فرمائے (انبیاء کرام کو) وہ مالک و مختار ہے لیکن امتی کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ اپنے نبی علیہ السلام کیلئے وہی الفاظ استعمال کرے۔

- قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور بعض متکلمین فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی لغزشیں ظاہر میں تو لغزشیں ہوتی ہیں لیکن حقیقت میں وہ ان کی کرامتیں اور قربتیں ہیں۔ (شفاء صفحہ نمبر ۲۳۵ مترجم جلد ۲)

نیز فرماتے ہیں:

بعض علماء نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام سے ایک ذرہ بھر لغزش پر بھی گرفت ہو جاتی تھی کیونکہ خدا کی بارگاہ میں ان کی بڑی منزلت ہوتی ہے الخ (شفاء صفحہ نمبر ۲۳۴ مترجم جلد ۲ طبع لاہور)

اس کے بعد فاضل بریلوی نے عوام الناس کو سمجھانے کیلئے باپ اور بیٹے کی مثال دی ہے کہ باپ اپنے بیٹے کو متنبہ اور ادب سکھانے کیلئے جو چاہے الفاظ استعمال کرے مگر

دوسروں کو اس کے بیٹے کے حق میں کہنا درست نہیں۔

الزام نمبر ۱۹: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"احمد رضا خان بریلوی کا سفید جھوٹ"

آنجہانی فرماتے ہیں کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدین کے نام ہیں۔ جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں حضور پرنور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رب عزوجل نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا ہے کہ منتہائے نظر وسیع تھا اور اس میں قیامت تک کے میرے مریدین کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا وھبتھم لک میں نے سب تمہیں بخش دیئے۔ (ملفوظات احمد رضا بریلوی صفحہ نمبر ۷۷ جلد ۲)۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۸۷ حصہ دوم)

الجواب: حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان عالی امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۱۱۰ طبع لاہور ۱۳۱۳ھ پر نقل کیا ہے۔

- علاوہ ازیں صاحب بہجۃ الاسرار نے بھی شیخ ابوالقاسم عمر بزاز سے روایت کیا ہے۔

عبارت نمبر ۱۷:

۱۔ مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے سورۃ احزاب کی پہلی آیت یایھا النبی کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی)

۲۔ سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۴۸ یایھا النبی کا ترجمہ اے غیب بتانے والے (نبی)

۳۔ اسی طرح سورۃ تحریم کی آیت نمبر ۹ یایھا النبی کا ترجمہ اے غیب بتانے والے (نبی)

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۹۳ حصہ دوم)

الجواب:

نبی اور رسول کی تعریف

نبی اور رسول وہ انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تبلیغی احکام کیلئے مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا۔ (شرح عقائد نسفی از علامہ تفتازانی)

احکام عملی ہوں جیسے عبادات و معاملات وغیرہ یا اعتقادی مثلاً مرنے کے بعد اٹھنا،

فرشتوں، جنت، دوزخ پر یقین رکھنا اور وہ تمام امور جو لوگوں سے غائب ہیں جن کی تبلیغ کیلئے نبی مبعوث ہوتا ہے اور ان سب امور غیبیہ کی انہیں خبر دیتا ہے اس تعریف سے ظاہر ہو گیا کہ غیب کی خبر دینے والے کو نبی اور رسول کہتے ہیں۔

امام نسفی ''بالغیب'' کے تحت لکھتے ہیں: یعنی غیب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو لوگوں سے غائب ہو۔ جن کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دی ہو۔ مرنے کے بعد اٹھنا، حشر و نشر، حساب اور اس کے علاوہ۔

امام قرطبی نے الذین یؤمنون بالغیب میں لفظ ''غیب'' کی تفسیر میں متعدد اقوال نقل کرتے ہوئے فرمایا ایک قول یہ ہے کہ یہاں ''الغیب'' سے مراد قرآن اور اس کے غیوب ہیں۔ دوسرے علماء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دی ہوئی غیب کی وہ سب خبریں مراد ہیں جو انسانی عقول سے بالاتر ہیں، جیسے علامات قیامت، عذاب قبر، حشر و نشر، پل صراط، میزان، جنت اور دوزخ۔

تمام اقوال کے بعد ابن عطیہ کا محاکمہ نقل فرماتے ہیں: یعنی ان تمام اقوال میں کوئی تعارض نہیں۔ بلکہ ان سب چیزوں کو غیب کہا جاتا ہے۔

جلالین میں ہے (الغیب) یعنی غیب ہر وہ چیز ہے جو لوگوں سے غائب ہو، جیسے مرنے کے بعد اٹھنا اور جنت و دوزخ الخ

امام لغت صاحب قاموس فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والے کو نبی کہتے ہیں۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: نبوۃ اللہ تعالیٰ اور اس کے ذوی العقول بندوں کے درمیان سفارت کا نام ہے جو ان کے تمام دنیوی و اخروی امور سے ہر قسم کی خرابی دور کرنے کیلئے ہوتی ہے۔ اور اس کو نبی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ایسی خبریں دیتا ہے جن کی وجہ سے پاکیزہ اور عقول کو تسکین و طمانیت حاصل ہوتی ہے۔ (المفردات القرآن)

صاحب لسان العرب اور صاحب تاج العروس فرماتے ہیں: یعنی فراء نے کہا نبی وہ

ہے جس نے اللہ کی طرف سے خبر دی۔ اس کا ہمزہ متروک ہو گیا الخ

(لسان العرب جلد ا تاج العروس جلد ا)

معلوم ہوا کہ آج تک کسی اہل حق نے نبی کا ترجمہ ''غیب دان'' کے لفظ سے نہیں کیا۔ نبی اس مقدس انسان کو کہتے ہیں جو مبعوث من اللہ ہو کر غیب کی خبریں دینے والا بلند مرتبہ ہو۔ اعلیٰ حضرت نے لفظ نبی کا ترجمہ فرماتے ہوئے جہاں بھی غیب کی خبریں دینے والا ارقام فرمایا تو ان ہی مرادی معنی کے لحاظ سے ہے اور اس معنی کے پیش نظر اعلیٰ حضرت کا ترجمہ یقیناً صحیح ہے۔

<u>الزام نمبر ۶۷:</u> مصنف رضا خانی مذہب لکھتا ہے:

اب اختیارات کلی کی ایک من گھڑت کہانی احمد رضا خان بریلوی کی زبانی سنیے وہ لکھتے ہیں کہ: ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دکان پر کھڑا کہہ رہا تھا ایک روپیہ دے دو، وہ نہ دیتا تھا فقیر نے کہا روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دکان الٹ دوں گا اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہو گئے اتفاقاً ایک صاحب دل کا گزر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے۔ انہوں نے دکاندار سے فرمایا: جلد روپیہ اسے دو، ورنہ دکان الٹ جائے گی۔ لوگوں نے عرض کی حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے۔ فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی، معلوم ہوا کہ بالکل خالی ہے پھر اس کے شیخ کو دیکھا اسے بھی خالی پایا پھر اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا انہیں اہل اللہ سے پایا۔ اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دکان الٹ دوں تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت سے پکڑے ہوئے تھا۔

(ملفوظات احمد رضا خاں صفحہ نمبر ۷۶، ۷۷ جلد ۲)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۸۶ حصہ دوم)

<u>الجواب:</u> یہ اہل اللہ کی باتیں ہیں ''مصنف رضا خانی مذہب'' کور باطن ان کو کیا سمجھے۔ نیز اللہ کے بندوں پر طعن و تشنیع کرنا سوائے بدبختی کے اور کچھ نہیں، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کرنے کے مترادف ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس نے میرے ولی کو تکلیف دی میں اسے جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ (مفہوماً) (مشکوۃ شریف)

(۱) الدولۃ المکیہ ۔ (۲) مجموعہ رسائل اعلیٰ حضرت ۔ (۳) خالص الاعتقاد ۔ (۴) بہار شریعت ۔ (۵) جاء الحق ۔ (۶) مقیاس حنفیت وغیرہ کی عبارات کا جواب جن کا تعلق "مسئلہ علم غیب" سے ہے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۹۷ تا ۲۹۸)

مسئلہ علم غیب اور اہل سنت کا موقف

بہ نسبت علوم اولین وآخرین آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم اعلیٰ واکمل ہے اور آخر عمر مبارک تک ملکوت سماوی وارضی وتمام مخلوقات وجملہ اسمائے حسنہ وآیات کبریٰ وامور آخرت واشراط ساعت واحوال سعدا واشقیاء وعلم ماکان ومایکون پر آپ کا علم محیط ہو چکا ہے تمام علوم بشریہ وملکیہ سے آپ کا علم اعلیٰ واکمل ہے تیج جزئیات خمسہ کا علم جس میں خاص وقت قیامت کا علم بھی شامل ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاصل ہے۔

علم الٰہی (جل جلالہ) اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے علم میں امور ذیل فارق ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا علم مستفاد واسے بالواسطہ بالعرض عطائی اور وہبی کہتے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ممکن ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی سرمدی اور ابدی حقیقی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم حادث ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر مخلوق اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم مخلوق ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم متناہی ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کا علم کسی کے زیر قدرت نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم مقدور ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے زیر قدرت ہے)

۷۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب البقا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم جائز الفناء ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کا علم ممتنع التغیر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم ممکن التبدل۔

۹۔ تمام مخلوقات کے علم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں وہ نسبت ہے جو قطرے کو سمندر سے ہے یعنی تمام مخلوقات کا علم بمنزلہ قطرہ ہے اور ان کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم بمنزلہ سمندر ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ ایسی بھی نہیں ہے۔ جیسے قطرے کو سمندر سے ہوتی ہے۔ ہاں ضرور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ حادث وعطائی اور محدود علم اتنا محدود نہیں جتنا بعض افراد نے سمجھ رکھا ہے اس کی وسعتوں کو دینے والا جانتا ہے یا لینے والا یا سکھانے والے کو پتہ ہے یا سیکھنے والے کو، ہم تم کس گنتی میں ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام بھی وہاں دم مارنے کی مجال نہیں رکھتے فاوحیٰ الی عبدہ مااوحیٰ (القرآن الکریم) اس نے وحی فرمائی اپنے بندے کی طرف جو وحی فرمائی۔ علم ومعرفت کی وہ وسعتیں اور بے کرانیاں جن پر بیان کا ہر جامہ تنگ ہے اس کی حد برآری ہم کرنے لگے تو ٹھوکریں نہیں کھائیں گے تو اور کیا ہوگا۔

۱۰۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم کلی کا یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کل علم آپ کو حاصل ہے بلکہ مخلوق کا کل علم آپ کو عطا کیا گیا ہے اور اسکی تکمیل نزول قرآن کے ضمن میں تدریجاً ہوئی ہے

۱۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کوئی بات جاننے کیلئے توجہ کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ توجہ کا محتاج نہیں۔

مصنف رضا خانی مذہب کی علم غیب کی نفی میں پیش کردہ آیات کا مفہوم

- علامہ سید محمود آلوسی بغدادی (م ۱۲۷۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یعنی حق بات یہ ہے کہ جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص خود بخود نہیں جان سکتا۔ (روح المعانی جلد دوم)

- قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ تقدیر عبارت یوں ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور سکھانے کے بغیر غیب کو نہیں جان سکتا۔ (تفسیر مظہری، سورہ نمل طبع دہلی)

- امام ابن حجر مکی (م ۹۷۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہم نے اس آیت کے بارے میں جو کچھ کہا اس کی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں تصریح کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ غیب مستقل طور پر سارے معلومات الٰہیہ کو کوئی نہیں جان سکتا۔ (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ نمبر ۲۱۱ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

جبکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جمیع معلومات الٰہیہ کو پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا محیط ہو جانا عقلاً و نقلاً دونوں طرح محال ہے۔ بلکہ اگر تمام اولین و آخرین کے سب علوم جمع کر لئے جائیں تو ان کے مجموعے کو علوم الٰہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ دس لاکھ بوندوں سے ہے۔

(الدولۃ المکیہ، صفحہ نمبر ۳۰ طبع کراچی، از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی)

- نیز حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے قاسم خزائن الٰہیہ ماننا ان مسائل مہمہ سے ہے کہ جن کا تعلق عظمت نبوت و رسالت سے ہے۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو ان مسائل کو شرکیہ قرار دیتے ہیں، قرآن و حدیث سے واضح طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مالک نعماء ہونا ثابت ہے۔ اس عقیدہ کو شرک کہنے والے اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ اذن الٰہی اور عطاء خداوندی کے ساتھ شرک کا تصور جمع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے خزائن نعمت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمانے اور انہیں میں اپنی حکمتوں کے مطابق تصرف کا اذن دینے پر قادر ہے۔ اور ہر مقدور ممکن ہے اور امر ممکن کا اعتقاد کسی حال میں شرک نہیں ہو سکتا۔ شرک جب ہوگا کہ ان امور میں محال ذاتی کا اعتقاد ہو، جیسا کہ عطاء الوہیت ممتنع عقلی اور محال بالذات ہے لیکن اپنی نعمتوں کے تقسیم کرنے کا اذن دینا تو محال نہیں بلکہ امر واقع بلکہ شاہد ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کی نفی جن دلائل سے لوگ ثابت کرنے کی سعی مذموم کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان سب کا مفاد صرف یہ ہے کہ حکم خداوندی کے

خلاف اور مشیت الٰہیہ کے منافی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کوئی حکم اور اختیار نہیں ہے اور عطاء الٰہی سے کل اختیارات حضور پرنور سید عالم کیلئے حاصل و ثابت ہیں۔

<u>الزام نمبر ۶۸:</u> ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''سند پکڑنا جائز ہے''

رضا خانی امت کا عقیدہ ہے کہ قرآن و حدیث کے صریح احکامات کو چھوڑ دیں یعنی کہ پس پشت ڈال دو، پس صرف بزرگوں کے قول کو سند پکڑو (العیاذ باللہ) اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

...... ''قرآن و حدیث کے خلاف بزرگوں کے قول کو سند پکڑنا جائز ہے''۔

(الاستمداد صفحہ نمبر ۶۲)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۵۲ حصہ دوم)

<u>الجواب:</u> مفتی اعظم ہند مولانا مصطفٰے رضا خاں علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: تنویر العینین از مولوی اسماعیل دہلوی میں ہے: ایک امام کی پیروی کہ اس کے قول کو سند پکڑے اگرچہ حدیث و کتاب کے خلاف ہی دلیلیں ثابت ہوں اس قول کے موافق ان کی تاویل کرے یہ نصرانی ہونے کا میل اور شرک کا حصہ ہے۔ ''تم ڈرتے نہیں کہ تو نے اماموں کو اللہ کا شریک کر دیا'' تو اہل سنت چاروں مذہب والے معاذ اللہ مشرک و نصرانی ٹھہرے۔

چاروں آئمہ اربعہ کے مذاہب میں بعض قول ایسے ہیں کہ ظواہر کتاب و سنت سے ان کے خلاف پر استدلال ہوتا ہے اور اس کے علماء اتباع امام مذہب ان میں تاویل کرتے ہیں۔ (الاستمداد مع حواشی و تکمیلات صفحہ نمبر ۵۰، ۱۳۰، طبع لاہور ۱۳۹۶ھ)

(نوٹ) اس کے بعد مفتی صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی کے ایک قول کی طرف اشارہ کیا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

قبلہ مفتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جو لوگ اکابر دین کو اصحاب رائے کہتے ہیں اگر مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ نصوص شرعیہ کو نظر انداز کر کے اپنی رائے کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے تو (افتراء اور بہتان کے علاوہ) یہ بھی لازم آتا ہے کہ اہل اسلام کا سواد اعظم گمراہ اور مبتدع ہو بلکہ جز کہ اہل اسلام سے خارج ہو، کوئی

جاہل یا زندیق ہی اس قسم کا عقیدہ رکھ سکتا ہے جو دین کے ایک بڑے گروہ کو برباد کرنا چاہتا ہے یہ لوگ چند حدیثیں یاد کر کے سمجھتے ہیں کہ دین کے تمام مسائل انہیں میں منحصر ہیں جو ان کو معلوم نہیں وہ گویا موجود ہی نہیں۔ ان تعصب پرستوں کے تعصب پر اور ان کی نظر کوتاہ پر افسوس صد افسوس الخ (علماء ہند کا شاندار ماضی صفحہ نمبر ۱۴۷، حصہ اول)

یاد رہے کہ مصنف رضاخانی مذہب نے ایک غلط نظریہ خود ساختہ بنا کر اہل سنت کی طرف منسوب کیا ہے: جب کہ ہمارے نزدیک ادلہ اربعہ یہ ہیں۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، قیاس ا راجماع امت۔

(نوٹ) "فاتحہ کا صحیح طریقہ" کوئی معتبر اور مستند کتاب نہیں جس کے "مصنف رضاخانی مذہب حوالے دیتے ہیں"۔

الزام نمبر ۶۹: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے"۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۵۶ حصہ دوم)

رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ سب کو اپنا بندہ کہو اور فرما دو کہ میرے گنہگار بندو مجھ سے ناامید نہ ہو، اصل عبارت ملاحظہ ہو:

اللہ جل شانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ تم سب کو اپنا بندہ کہو اور ان سے یوں ارشاد فرماؤ کہ اے میرے گنہگار بندو! (غلامو میرے رب کی رحمت سے نا امید نہ ہو)۔

(الاستمداد صفحہ نمبر ۷۵)

بریلوی ملاؤں کا یہ خدا تعالیٰ کی ذات پر افتراء و بہتان ہے خدا تعالیٰ نے ہرگز ایسا نہیں فرمایا۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۵۶ حصہ دوم)

الجواب: علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں: عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل یا عبادی الذین الآیۃ مرجع ضمیر متکلم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں (ترجمہ) مولوی اشرف علی تھانوی قل یا عبادی الذین الآیۃ آپ کہہ دو کہ میرے بندو۔ (رسالہ مکیہ ترجمہ شمائم امدادیہ صفحہ نمبر ۱۳۵)

(ما ھو جوابکم فھو جوابنا)

الزام نمبر ۷۰: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"کن فیکون اللہ کی شان نہیں"۔

رضاخانی جن عقائد کی نشر و اشاعت کو خدمت اسلام سمجھتے ہیں وہ یہ ہیں:

ا۔ کن اولیاء اللہ کی شان ہے اولیاء اللہ جس چیز کو کن کہیں فوراً ہو جاتی ہے اپنے اختیار اور ارادہ سے اپنی مرضی اور پسند سے تمام جہاں میں جس طرح چاہیں تصرف کرتے ہیں جسے چاہیں نہ دیں۔ (شرح الاستمداد صفحہ نمبر ۲۸)

ا۔ آئمہ کرام فرماتے ہیں اولیاء میں ایک مرتبہ اصحاب تکوین کا ہے، جو چیز جس وقت چاہتے ہیں فوراً موجود ہو جاتی ہے جسے کن کہا وہیں ہو گیا۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۷۷ حصہ دوم)

الجواب: حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"...... یہ وہ توحید ہے اور حالت محویت فی الذات ہے جو اولیاء ابدال کا خاصہ ہے یہاں بندہ کو تکوین یعنی خلقت و پیدائش اشیاء کی قوت عطا فرمائی جاتی ہے اور باذن الٰہی اس کے حکم کن سے عجائب و غرائب ظہور میں آتے ہیں اور وہ خلق خدا کا ملجا و ماویٰ بن جاتا ہے اسے انشراح صدر ہوتا ہے اور ان کا ذکر خیر دونوں جہانوں میں بلند ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بعض کتابوں میں اس کا ارشاد موجود ہے کہ اے بنی آدم! میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں جس شئے کو کہہ دوں کہ کن (ہوجا) وہ فوراً ہو جاتی ہے بس میری وحدانیت میں فنا ہو کر تو بھی جس شئے کو کہہ دے گا کہ کن (ہوجا) وہ تیرے اذن سے ہو جائے گی"۔ (فتوح غیب صفحہ نمبر ۱۲۸)

• مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: دوسرے وہ (اولیاء) ہیں جن کے متعلق خدمت اصلاح، اصلاح معاش و انتظام امور دنیویہ و دفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور کی درستی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں جن کو ہمارے عرف میں اہل خدمت کہتے ہیں الخ (التکشف صفحہ نمبر ۱۰۴ طبع دہلی)

"مصنف رضا خانی مذہب" ذرا مولوی اشرف علی تھانوی کے متعلق بھی قلم کو حرکت دیں اور حق منصفی ادا کریں۔

الزام نمبر ۱۷: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"اللہ تعالیٰ مالک نہیں"۔

آسمان سے زمین تک ابدال کی ملک ہے اور عارف کی ملک فرش سے عرش تک۔

(شرح استمداد صفحہ نمبر ۳۱)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷۷ حصہ دوم)

الجواب: صاحب بہجۃ الاسرار، حضرت سیدی ابو مدین شعیب رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں: ملک ال من السماء الی الارض وملک العارف من العرش الی الفرش۔ (بہجۃ الاسرار)

- مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں: یہ بلند منصب والے تمام عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوتے ہیں اور انہیں یہ کہنا پہنچتا ہے کہ عرش سے فرش تک ہماری حکومت ہے۔

(صراط مستقیم صفحہ نمبر ۱۹۹ طبع لاہور)

(ما ھو جوابکم فہو جوابنا)

الزام نمبر ۲۷: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"دونوں جہان میں حق تعالیٰ کا تصرف نہیں"۔

۱۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں زمین و آسمان دونوں جہان میں حضور کا تصرف جاری ہے ہر نعمت حضور ہی کے ہاتھ سے ملتی ہے۔ (شرح استمداد صفحہ نمبر ۱۰۳)

۲۔ ...... ہر شخص جانتا ہے کہ قدرت والے کا نائب کام کرے گا، اس کی طاقت اسے دی جائے گی۔ (شرح استمداد صفحہ نمبر ۱۰۶)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷۸ حصہ دوم)

الجواب: علامہ قسطلانی شارح بخاری (م ۹۲۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خزانہ راز الٰہی ہیں جائے نفاذ امر ہیں، کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے کوئی نعمت نہیں ملتی کسی کو مگر حضور کی سرکار سے۔

(مواہب لدنیہ صفحہ نمبر ۵۶ جلد اول)

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

معلوم شد کہ تصرف وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ تصرف الٰہی جل جلالہ وعم نوالہ زمین و آسمان را شامل ہست پھر آگے فرماتے ہیں: روز روز است بہ حکم علم اوست بحکم رب العالمین۔ (مدارج النبوۃ)

"المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ" کا مقام

- یہ شیخ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد قسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ کی مشہور تالیف ہے۔ اس کے متعلق حاجی خلیفہ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں:

یہ بلند پایہ اور نہایت مفید کتاب ہے اور اپنے موضوع پر بے نظیر ہے۔

- عبدالقادر عیدروسی (المتوفی ۱۰۳۸ھ) لکھتے ہیں:

یہ جلیل القدر عظیم المرتبت اور کثیر المنفعت کتاب ہے اور اپنے موضوع پر نظیر نہیں رکھتی۔ (النور السافر صفحہ نمبر ۱۱۲ طبع بغداد ۱۹۳۴ء)

(نوٹ) شیخ محمد عبدالباقی مالکی المتوفی ۱۱۲۲ھ نے اس کی نہایت مبسوط شرح لکھی ہے جو مصر سے ۱۳۲۸ھ میں آٹھ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

بعض اولیاء ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے۔

(الافاضات الیومیہ صفحہ نمبر ۱۰۸ جلد ۹ طبع ملتان)

الحمد للہ! جن عقائد و نظریات پر "مصنف رضا خانی مذہب" نے طعن و تشنیع کی ہے وہ ان جلیل القدر علماء اسلام کے نظریات ہیں۔

الزام نمبر ۳۷: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"دافع البلاء کون؟"

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دافع البلاء ہیں اور ہر آنے والی مصیبت کو دور فرماتے ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......"حضور علیہ السلام کو دافع البلاء کہنا بھی بمعنی حقیقی عطائی ہے"۔

(شرح استمداد صفحہ نمبر ۱۶)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ حقیقی طور پر مصیبتیں اور بلائیں دُور کرنے والے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حقیقی طور پر بلائیں اور مصیبتیں دور کرنے والے ہیں الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۹۷ حصہ دوم)

الجواب: حضور علیہ السلام نے فرمایا میرا نام احید ہے میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں (الاستمداد (شرح) صفحہ نمبر ۳۰ طبع لاہور ۱۳۹۶ھ)

ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا۔ میں اس لئے سرکار میں حاضر ہوا ہوں کہ میری سختیاں دور فرمائیں۔ (شرح استمداد صفحہ نمبر ۳۰)

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش پر فرمایا:
- یا حمزہ یا کاشف الکربات: اے حمزہ دافع البلا۔ (شرح استمداد صفحہ نمبر ۳۰)
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میرا نام احید ہے میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں[1] اس سے بڑھ کر دافع البلا اور کیا ہے۔ نیز آپ کے وجود مبارک کی برکت سے بلائیں دُور ہوتی ہیں۔ سابقہ امتوں کی طرح گناہوں کی وجہ سے آپ کی امت کے چہرے مسخ نہ ہوں گے۔

نیز حقیقی کی دو قسمیں ہیں، ذاتی کہ خود اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو۔

اور عطائی کہ دوسرے نے اسے حقیقتاً متصف کر دیا ہو خواہ وہ دوسرا خود بھی اس

---

[1] حکیم قلیل رواہ احمد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

وصف سے متصف ہو۔

زیر بحث عبارت میں "حقیقی عطائی" دوسرے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

"مصنف رضا خانی مذہب" نے خط کشیدہ الفاظ کی زیادتی کر کے بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

عبارت نمبر ۵۲: روز اول سے لے کر روز آخر تک کے ذرے ذرے کا علم حضور کو عطا ہوا تمام جہان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر ہے دلوں کے خطروں یعنی خیالات سے آگاہ ہیں

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۳ حصہ دوم)

(بحوالہ الاستمداد (شرح) صفحہ نمبر ۱۰۵ نوری کتب خانہ لاہور)

(بحوالہ الاستمداد (شرح) صفحہ نمبر ۱۱۶، برج منڈی لائلپور)

اس کے بعد مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں سر دست یہی چار آیتیں سنیئے۔

۱۔ علم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا . الامن ارتضیٰ من رسول۔

"اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے

۲۔ وما هو علی الغیب بضنین۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم علم غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔

۳۔ و علمنه من لدنا علما۔

ہم نے خضر علیہ السلام کو اپنے خاص غیب کا علم دیا۔

۴۔ وما کان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء۔

اللہ اس لئے نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کر دے ہاں اللہ اپنے رسولوں میں سے چن لیتا ہے جسے چاہے۔ (شرح استمداد صفحہ نمبر ۱۱۶، برج منڈی لائلپور)

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے میرے لئے دنیا کو اٹھا لیا ہے پس میں اس کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اسے ایسے

دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو۔ (مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۲۰۸ جلد ۸ طبع بیروت)

● حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، آج میں نے اپنے بزرگ و برتر پروردگار کی زیارت کی ہے بڑی حسین اور پیاری صورت میں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا عالم بالا کے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں، میں نے عرض کی تو بہتر جانتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی ہتھیلی میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھی جس کی ٹھنڈک میں نے سینے میں محسوس کی، پھر میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں تھا اور زمین میں تھا۔

(مشکوٰۃ باب المساجد صفحہ نمبر ۶۹)

● شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

پس جو چیز آسمانوں میں تھی اسے بھی میں نے جان لیا اور جو چیز زمینوں میں تھی اسے بھی میں نے جان لیا (پھر فرماتے ہیں) کہ اس ارشاد نبوی کا مقصد یہ ہے کہ تمام علم جزوی اور کلی مجھے حاصل ہو گئے اور ان کا میں نے احاطہ کر لیا۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۳۳۳ جلد اول)

● ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر کا قول نقل کرتے ہیں، اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمام کائنات جو آسمانوں میں تھی بلکہ ان کے اوپر بھی جو کچھ تھا اور جو کائنات سات زمینوں میں تھی بلکہ ان کے نیچے بھی جو کچھ تھا وہ میں نے جان لیا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو تو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھائی تھی اور اسے آپ پر منکشف کیا تھا اور مجھ پر اللہ تعالیٰ نے غیب کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول)

● حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ایک روز ہم سے فرمایا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میرا منہ (قبلہ) کی طرف ہے لیکن خدا کی قسم! تمہارا رکوع اور خشوع اپنی پشت سے بھی (میں ویسا دیکھتا ہوں جیسا سامنے) سے۔

(بخاری کتاب الاذان جلد اول)

<u>عبارت نمبر ۵۳:</u> ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''خدا تعالیٰ پر بے بنیاد الزام''۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۸۳ حصہ دوم)

رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ خود خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! سب کو اپنا بندہ کہو، اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......''خود خدا نے حکم دیا اے محمد سب کو اپنا بندہ کہو''۔ (شرح استمداد صفحہ نمبر ۱۳۵)

(نوٹ) اس عبارت کا جواب ہم اوراق گزشتہ میں دے چکے ہیں۔

<u>عبارت نمبر ۵۴:</u> ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''جبرئیل علیہ السلام نے بیٹا دیا''

رضاخانی ملاں مصطفےٰ رضا خاں بریلوی اپنی تصنیف شرح استمداد صفحہ نمبر ۱۳۳ پر لکھتے ہیں:

......''جبرئیل امین نے حضرت مریم کو بیٹا دیا قرآن مجید میں مسیح علیہ السلام کو رسول بخش کہا''۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۸۳ حصہ دوم)

<u>الجواب:</u> اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا (۱۹، ۱۸) انہوں نے کہا کہ میں تو تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا یعنی فرشتہ ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں پاکیزہ لڑکا بخشوں۔

● علامہ راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

یہاں فرشتے کا لڑکا بخشنے کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرنا محض سبب ہونے کی بنا پر ہے اور درحقیقت بخشنے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور ایک قرأت میں لیھب بھی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے۔ تو یہ نسبت حقیقی ہوگی اور پہلی یعنی فرشتے کی طرف مجازی۔

(مفردات القرآن صفحہ نمبر ۱۳۳ طبع لاہور)

مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ مولوی اسماعیل دہلوی کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

مجازی طور پر کسی کو رسول بخش یا احمد بخش وغیرہ کہنا نام رکھنا جائز ہے جیسا کہ مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہے اور مولوی اسماعیل دہلوی کا اس کو شرک سے تعبیر کرنا سراسر جہالت ہے۔

عبارت نمبر ۵۵: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''اللہ تعالیٰ حکم مانتا ہے''۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۳ حصہ دوم)

۱۔ ......خدا بھی حضور علیہ السلام کا حکم مانتا ہے، اطاعت کرتا ہے۔

(شرح استمداد صفحہ نمبر ۱۰۸)

۲۔ ...... بے شک حضور کا رب حضور کی اطاعت کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم میں تنہا حاکم ہیں۔ (شرح استمداد صفحہ نمبر ۱۰۸)

الجواب: عبارت نمبر ۱، درج ذیل حدیث کا ترجمہ ہے جس کو بگاڑ کر پیش کیا گیا ہے، صحیحین میں ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرتی ہیں، میں حضور کے رب کو حضور کی خواہش میں جلدی ہی کرتا دیکھتی ہوں یعنی جو حضور چاہتے ہیں جلد وہی کر دیتا ہے۔ (شرح الاستمداد صفحہ نمبر ۱۱۸)

عبارت نمبر ۲، درج ذیل ہے جس کو غلط رنگ دے کر پیش کیا گیا ہے۔

شرح شفا امام قاضی عیاض سے گزرا (ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالم میں تنہا حاکم ہیں اور جہان بھر میں کسی کے محکوم نہیں۔ یہ ہیں مسلمانوں کے اعتقاد۔

(شرح الاستمداد صفحہ نمبر ۱۱۸)

عبارت نمبر ۵۶: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضور علیہ السلام کو خدائی قوت دی گئی''۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۳ حصہ دوم)

......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری خدائی طاقت دی گئی ہے جب ہی تو خدا کی طرح مختار کل اور نائب کل۔ (شرح الاستمداد)

۱۔ بخاری صفحہ نمبر ۷۰۶، ۷۶۶ جلد ۲ طبع کراچی، مسلم صفحہ نمبر ۴۷۳ جلد اول طبع کراچی، نسائی صفحہ نمبر ۵۵، ۶۷ جلد ۲ طبع کراچی (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

الجواب: اصل عبارت درج ذیل ہے جس میں خیانت کی گئی ہے۔

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ (بے شک میں زمین میں نائب مقرر کرنے والا ہوں) اور فرماتا ہے یداؤد انا جعلنک خلیفۃ فی الارض (اے داؤد بے شک ہم نے تمہیں زمین میں نائب مقرر کیا) ہر شخص جانتا ہے کہ قدرت والے کا نائب کام کرے گا اس کی طاقت اسے دی جائے گی جسے نہ کسی کام میں دخل نہ اس کی طاقت وہ پتھر ہوگا اور پتھر پتھر ہی کا نائب ہو سکتا ہے نہ کہ قادر کا۔ تو یہ صرف انبیاء کی نہیں بلکہ ان کے رب کی توہین ہے۔ (شرح الاستمداد صفحہ نمبر ۱۱۷)

عبارت نمبر ۵۷: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''نور مجسم لباس بشریت میں''۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۰۰ حصہ دوم)

رضا خانی ملاں محمد بشیر کوٹلی لوہاراں والے لکھتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقت میں نور ہیں اور لباس آپ کا بشریت ہے آپ نور مجسم ہیں اور بشریت کے لباس میں تشریف لائے۔ (کتاب آ تا جا نا نور کا صفحہ نمبر ۲۱۸)

جواب نمبر ۱: مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں:

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار

(قصائد قاسمی صفحہ نمبر ۶)

(ما موجوابکم فہو جوابنا)

جواب نمبر ۲: حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب نور الٰہی (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) جسم قفس میں بند ہوا تو اب بندش کے باعث وہ نور زیادہ ہوا اور جسم کے صغیر ہونے کے باعث دیکھنے والوں کی نظروں میں آسان

ہوگیا، جیسے کہ آفتاب جب ابر میں ہوتا ہے تو دیکھنے والے اسے آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔

جب اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور قلب آدم میں سرکب کیا تو اس کے باعث حضرت آدم علیہ السلام سجود ملائکہ کے مستحق ہوئے۔ (تجربات غزالی صفحہ نمبر ۳۳۲ طبع لاہور)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ذرا چہرہ سے پردے کو اٹھاؤ یارسول اللہ
مجھے دیدار ٹک اپنا دکھاؤ یارسول اللہ

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۵۰ طبع کراچی)

عبارت نمبر ۵۸: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"احمد رضا بریلوی کا غلو خیال"۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۰ حصہ دوم)

آرہا ہے آدمی بن کر فرشتہ نور کا
بڑ گیا ہے طائر سدرہ کو چسکا نور کا

(حدائق بخشش حصہ سوم صفحہ نمبر ۱۸)

الجواب: حدائق بخشش حصہ سوم ہمارے نزدیک غیر معتبر ہے۔ جس پر ہم نے اوراق گزشتہ میں سیر حاصل بحث کردی ہے۔

عبارت نمبر ۵۹: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"انبیاء ایک ولی کی مجلس وعظ میں"

..... مشہور ہے کہ آپ کی مجلس وعظ میں تمام اولیاء، انبیاء جو زندہ تھے وہ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو زندہ نہ تھے اپنی روحوں کے ساتھ موجود ہوتے تھے اسی طرح آپ کی تربیت وتائید کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تجلی فرماتے۔ علی ھذا اکثر اوقات حضرت خضر علیہ السلام بھی مجلس میں آتے اور حضرت خضر علیہ السلام کی جس ولی سے بھی ملاقات ہوتی تو آپ کی مجلس میں حاضر باشی کی نصیحت فرماتے۔ (اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۳۹)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس وعظ سننے آتے ہیں اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی" کو انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دینا بہت بڑی حماقت ہے الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۰ حصہ دوم)

الجواب نمبر ۱: اخبار الاخیار حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی "احوال اولیاء" پر ایک معتبر و مستند تالیف ہے۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے۔

(الافاضات الیومیہ صفحہ نمبر ۱۰۸ جلد ۹ طبع ملتان)

ایسے برگزیدہ اور جلیل القدر عالم دین کے عقائد و نظریات پر طعن و تشنیع کرنا خدا تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی امان و پناہ میں رکھے۔ آمین)

الجواب نمبر ۲: شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) نور اللہ مرقدہ اپنی دوسری تالیف زبدۃ الآثار میں تحریر فرماتے ہیں: مشائخ نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ شیخ قدوہ ابی سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں چند انبیاء اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کئی بار جناب غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تشریف فرما دیکھ چکا ہوں۔ جس طرح آقا اپنے غلام کو شرف بخشتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کرام کے ارواح آسمان و زمین کی وسعتوں میں سیر فرماتے ہیں..... حضرت خضر علیہ السلام کو مجلس میں دیکھا گیا میں نے ان سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، فلاح وکامرانی کیلئے اس مجلس میں آنا بڑا ہی ضروری ہے۔

(۱)..... (زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۶۵ (مترجم) طبع لاہور ۱۴۱۳ھ)

(۲)..... (بہجۃ الاسرار (مترجم)، از ابوالحسن شطنوفی شافعی (م ۷۱۳ھ) صفحہ نمبر ۳۷ طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

- حضرت ابی سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

آپ حسن النسب سید اور عراق کے بلند پایہ شیوخ میں سے تھے۔ حضرت غوث اعظم علیہ الرحمۃ کے دست اقدس سے خرقہ خلافت وارادت حاصل کیا۔ ۵۵۷ھ/۱۱۴۱ء میں وصال ہوا۔ (سفینۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۷۲ طبع لاہور)

مسئلہ نور و بشر اور اہل سنت کا مسلک

(جاء الحق، مقیاس حنفیت وغیرہ کتب کی عبارات کا جواب)

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۷ تا ۲۱۰ حصہ دوم)

قرآن وحدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے لفظ نور بھی وارد ہوا ہے اور لفظ بشر بھی، مثلاً قرآن مجید میں ہے۔ "قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین" (المائدہ آیت نمبر ۱۵)۔ یہاں نور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ نیز قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ (بنی اسرائیل آیت ۹۳)

"آپ فرما دیجئے میرا رب پاک ہے میں نہیں ہوں مگر بشر (اللہ کا) بھیجا ہوا (رسول)" (البیان)

لہذا قرآن وحدیث پر ایمان لانے کا تقاضہ یہ ہے کہ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور بھی مانیں اور بشر بھی تسلیم کریں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا بشر نہ مانیں جس میں بشریت کا کوئی عیب ہو، کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقی معنی میں "محمد" ہیں اور لفظ محمد کے معنی ہیں "بے عیب" اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بھی ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا نور تسلیم کرے کہ بے عیب بشریت کے منافی نہ ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو وجود ہیں۔

ایک اوّل جو نور ہے دوسرا آخر جو بشری اور روحانی ہے۔ بشری وجود سے مراد عام

لوگوں جیسا نہیں، بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بشری، بشریت کے ہر نقص وعیب سے مبرا، انتہائی لطیف اور پاکیزہ ہے۔ جس کا تصور ہی کسی بشر کیلئے ناممکن ہے۔ آپکی ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نور حسی اور نور معنوی دونوں کا پیکر ہے۔

دوسرا یہ کہ آپ کی ذات اقدس کو فقط لفظ بشر سے پکارنا تو چونکہ اس میں آپ کی تعظیم وتوقیر نہیں پائی جاتی اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو قرآن کریم میں آپ کی تعظیم وتکریم کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے "لفظ بشر" سے آپ کو پکارنے سے گریز کرنا چاہیے۔ نیز قرآن کریم نے کفار مکہ کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ وہ انبیاء کرام کو نظر حقارت سے بشر کہتے تھے۔ قالوا ما انتم الا بشر مثلنا (سورۃ یٰس آیت نمبر ۱۵) ولئن اطعتم بشرا مثلکم انکم اذا لخسرون (سورۃ المومنون آیت نمبر ۳۴) (انہوں نے کہا تم نہیں ہو مگر ہم جیسے بشر)، (اور اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی اطاعت کرلی تو اس وقت یقیناً تم ضرور خسارہ پانے والے ہوگے (البیان) لہذا انبیاء کرام کو حقارت کی نظر سے بشر کہنا حرام ہے۔

- فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "ہذا الرجل" یہ مرد اہانت کی نظر سے کہے تو کافر ہے۔
- قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ اہل ایمان کیلئے ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطریق تکریم و تعظیم واجب اور ضروری ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ لفظ بشر کے معنی میں بحسب لغت عربیہ عظمت وکمال پایا جاتا ہے یا حقارت، میری ناقص رائے میں لفظ بشر مفہوماً ومصداقاً متضمن بکمال ہے۔ مگر چونکہ اس کمال تک ہر کس وناکس سوائے اہل تحقیق وعرفاں کے رسائی نہیں رکھتا۔ لہذا اطلاق لفظ بشر میں خواص بلکہ اخص الخواص کا حکم عوام سے علیحدہ ہے۔ خواص کیلئے جائز اور عوام کیلئے بغیر زیادت لفظ دال برتعظیم ناجائز ہے۔ (فتاویٰ مہریہ صفحہ نمبر ۱۱۰)

یعنی عوام الناس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خیر البشر، افضل البشر اور اکمل البشر کہہ کر یاد کریں۔

عبارت نمبر ۶۰: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتا ہے:

''احمد رضا تمام لغزشوں سے محفوظ''۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۴ حصہ دوم)

اس کے بعد ''الشاہ احمد رضا'' مؤلفہ مفتی غلام سرور قادری سے ایک عبارت نقل کرکے اس پر جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔

الجواب: اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام معصوم عن الخطا ہوتے اور اولیاء کرام (بطور کرامت) محفوظ عن الخطا ہوتے ہیں۔ چونکہ مولانا احمد رضا بڑی غور وفکر اور سوچ بچار کے بعد بات کہتے اس پر عمل کرتے اور تحریر میں لاتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور بطور کرامت قول، فعل اور تحریر کی لغزش سے محفوظ رہے۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے:

لوح محفوظ است پیش اولیاء !
ہرچہ محفوظ است محفوظ از خطا

عبارت نمبر ۶۱: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سانپ سے تشبیہ دینا''۔

رضاخانی ملاں احمد یار گجراتی حضور علیہ السلام کو انسانیت سے نکالنے کیلئے آپ کو سانپ سے تشبیہ دینا درست سمجھا تاکہ کسی طرح آپ کی بشریت کا انکار ہوسکے۔

لکھتے ہیں: ..... عصائے موسوی سانپ کی شکل میں ہوکر سب کچھ نگل گیا تھا۔ ہمارے حضور نوری بشر ہیں۔ کھانا پینا، نکاح اس بشریت کے احکام تھے۔

(مرآۃ المناجیح صفحہ نمبر ۴۲ جلد اول)، (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۸ حصہ دوم)

الجواب: مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ بن کر جادوگروں کے تمام سانپ نگل گیا چونکہ سانپ کا وصف ہی کھانا پینا ہے۔ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور لباس بشر میں آیا، کھانے پینے اور نکاح کرنے کا تعلق بشریت سے ہے، ایسا کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔

- حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں: لایلزم من تشبیہ الشئی بالشئی مساواتہ لہ۔ (المنار المنیف صفحہ نمبر ۹۰ طبع بیروت)
- تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ اور مشبہ بہ سے برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت (بے وقوفی) ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ نمبر ۲۲۳ (فارسی) مطبوعہ لاہور طبع چہارم ۱۹۸۳ء)

عبارت نمبر ۶۲: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے بدن پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی''۔

رضاخانی ملاؤں کا عقیدہ ہے کہ جس طرح امام الانبیاء حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی اسی طرح حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے جسم پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ ''حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے بدن مبارک پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر نہیں بیٹھتی تھی (کرامات غوثیہ صفحہ نمبر ۲۵)

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۶ حصہ دوم)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی ذات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قیاس کرنا پیغمبر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعناد کی علامت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو پیغمبر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص سے محفوظ فرمائے الخ

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۶ حصہ دوم)

الجواب نمبر ۱: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس پر مکھی کا نہ بیٹھنا آپ کا معجزہ تھا اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے جسم پاک پر مکھی کا نہ بیٹھنا بطور کرامت تھا اور کرامات اولیاء کا انکار معتزلہ کا مذہب ہے۔

- حضرت شیخ ابی عبداللہ محمد بن الخضر بن عبداللہ الحسینی الموصلی سے روایت ہے کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تیرہ سال تک خدمت کرتا رہا۔ مجھے ایک دن بھی نظر نہیں آیا کہ آپ کے ناک یا گلے سے پانی بہہ نکلا ہو اور میں نے اس

تیرہ سالوں میں آپ کے بدن پر کبھی بیٹھی نہیں دیکھی الخ

(۱)......(زبدۃ الآثار، صفحہ نمبر ۶۳، ۶۲، طبع لاہور ۱۳۱۳ھ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

(۲)......(بہجۃ الاسرار از ابوالحسن شطنوفی (م ۷۰۳ھ) مترجم طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

مصنف رضاخانی مذہب جواب دے۔

کیا؟ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ)

شیخ ابوالحسن شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۰۳ھ)

شیخ ابی عبداللہ محمد بن الخضر الحسینی الموصلی رحمۃ اللہ علیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و حسد رکھتے تھے۔

الجواب نمبر۲: اسی طرح بطور کرامت آپ کے بدن مبارک کا پسینہ معطر و خوشبودار تھا۔ حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی (م ۹۷۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم صحابی تھے آپ کی خدمت کا دنیا میں یہ صلہ ملا کہ آپ کے جسم اقدس سے خوشبو آتی تھی۔ (مفہوماً)

(طبقات الکبریٰ از علامہ شعرانی ترجمہ عبداللہ بن مسعود)

عبارت نمبر۶۳: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مجلس میں موجود''

امام المعطلین حامی شرک و بدعت، ماحیٔ توحید و سنت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے مبتدعین کا عقیدہ خبیثہ ملاحظہ فرمائیں۔

دم بدم پڑھو درود

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ہیں یہاں موجود

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضاخانی مذہب کے بے لگام نعت خواں مذکورہ بالا شعر برملا پڑھتے ہیں کہ نبی علیہ

الصلوٰۃ والسلام ہر محفل میلاد میں اپنے جسم مبارک کے ساتھ شامل ہوتے ہیں الخ

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۴۶ حصہ دوم)

الجواب: اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جسم اطہر کے ساتھ نہیں بلکہ روحانی و رحمت کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں اور شاعر کا بھی اسی طرح اشارہ ہے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم مثالی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اذن سے جہاں چاہیں جاسکتے ہیں اور ایک وقت میں کئی جگہ موجود ہوسکتے ہیں۔ بلکہ آپ کے غلاموں کی یہ شان ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں کئی مقامات پر پائے گئے۔

- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: محمد الحضرمی مجذوب چلانے والے عجیب و غریب حالات و کرامات و مناقب والے تھے......آپ ابدالوں میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ یک وقت پڑھا۔

(جمال الاولیاء صفحہ نمبر ۱۸۸، از اشرف علی تھانوی طبع لاہور)

الزام نمبر۶۴: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''آستانہ علی پور خانہ کعبہ ہے''۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۵۹ حصہ دوم)

پیر جماعت علی کا ایک مرید اپنے پیر کے آستانے کو خانہ کعبہ کا درجہ دیتے ہوئے لکھتا ہے۔ شعر ملاحظہ ہو۔

تیرا آستان ہے وہ آستان کہ حریف بیت الحرام ہے

تیری بارگاہ ہے وہ بارگاہ کہ جو قبلہ گاہ انام ہے

الجواب: شاعر کہتا ہے کہ جس طرح بیت اللہ کی زیارت کیلئے خود بخود لوگوں کے دل کھنچے چلے جاتے ہیں اسی طرح آپ کا آستانہ بھی لوگوں کی توجہ گاہ ہے کہ کثرت سے لوگ آپ کے آستانہ پر حاضری دیتے ہیں۔ اس میں آستانہ علی پور کو ہرگز خانہ کعبہ نہیں کہا گیا۔ یہ مصنف رضاخانی مذہب کا سراسر کذب ہے، بلکہ آستانہ علی پور کو قبلہ گاہ انام یعنی لوگوں کی متوجہ گاہ کہا گیا ہے۔

دامن کو ذرا دیکھ

مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی رشید احمد گنگوہی کی وفات کے موقع پر مرثیہ میں لکھتے ہیں۔

جدھر آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی
پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی

(مرثیہ گنگوہی صفحہ نمبر ۸،۹ ناشر کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

الزام نمبر ۷۵: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''اللہ تعالیٰ کی بادشاہی یا پیر جماعت علی کی''۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۹۷ حصہ دوم)

پیر جماعت علی کا ایک غالی عقیدت مند اپنے پیر صاحب کی مدح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ دونوں جہان میں آپ کی بادشاہت ہے۔ شعر ملاحظہ ہو۔

تم ہو مختار دو عالم دافع رنج و بلا
دین و دنیا میں شاہا بادشاہی آپ کی

(رسالہ انوار صوفیہ)

الجواب:

حل لغات: مختار: پسندیدہ، دافع رنج وبلا: مصائب وآلام کو دور کرنے والے۔

(۱) حدیث مسلم میں ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرنا چاہتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ آسمانوں میں منادی کرو کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو اسی طرح زمین میں منادی کی جاتی ہے۔ (مفہوماً) رواہ المسلم

(۲) ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس عالم کا بقا علماء عاملین اور صالحین کے وجود کی برکت سے ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ)

(۳) حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محدث محاملی (م ۳۳۰ھ) کے حالات میں لکھتے ہیں محمد بن الحسین نے جو اس عہد کے بزرگ شخص ہیں یہ بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے حق تعالیٰ اہل بغداد سے بطفیل و برکت محاملی بلا کو دفع کرتا ہے۔ (بستان المحدثین (مترجم) صفحہ نمبر ۱۲۲ طبع کراچی)

تو شعر کا مطلب یہ ہوا: اے میرے پیرو مرشد آپ دونوں جہان والوں کے نزدیک پسندیدہ ہیں اور آپ کی ذات بابرکات سے بلائیں اور سختیاں دور ہوتی ہیں۔ دیندار ہوں یا دنیا دار سب آپ کو اپنا سردار، پیشوا اور رہبر و رہنما مانتے ہیں۔

الزام نمبر ۷۶: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''کیا انبیاء علیہم السلام پیر جماعت علی کے خادم ہیں''

پیر جماعت علی کا ایک غالی عقیدت مند مرید اپنے پیر کی مدح کرتے ہوئے انبیاء کرام کی بابت الفاظ توہین کرتا ہے، شعر ملاحظہ ہو۔

حور و ملک فلک پر فرش زمیں پہ سارے
خادم ہیں دست بستہ چاروں کتاب والے

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۱۸ حصہ دوم)

الجواب: حور و ملک: حور اور فرشتے۔ فلک: آسمان۔ خادم: غلام، خدمت کرنے والا۔ چاروں کتاب والے: یعنی چاروں کتابوں کو ماننے والے، مسلمان، یہودی، عیسائی، زبور کو ماننے والے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے میں محبت کرتا ہوں فلاں بندے سے تو بھی اس سے محبت کر پھر جبرئیل علیہ السلام محبت کرتے ہیں اس سے اور آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے فلاں سے تم بھی محبت کرو اس

سے پھر آسمان والے فرشتے محبت کرتے ہیں بعد اس کے زمین والوں کے دلوں میں وہ مقبول ہو جاتا ہے۔ (رواہ المسلم، کتاب البر والصلہ)

شاعر کہتا ہے اے میرے پیر و مرشد آپ حوروں، فرشتوں اور زمین پر بسنے والوں کے نزدیک مخدوم اور قابل صد احترام ہیں ہر ایک کی توجہ آپکی طرف ہے اور آپ کی محبت میں سرشار ہیں۔

__الزام نمبر ۷۷:__ ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''کہے جا رہے ہیں''۔

پیر جماعت علی شاہ کا ایک غالی مرید اپنے پیر کی مدح سرائی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے بارے میں یوں ہذیان کا مرتکب ہوتا ہے شعر ملاحظہ ہو۔

فرشتے تیرے چاہ سے سیراب ہو کر
کہے جا رہے ہیں جماعت علی شاہ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۰ حصہ دوم)

__الجواب:__ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ دونوں حضرات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ارشاد فرماتے تھے کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ اپنی مجلس (یعنی فرشتوں) میں تفاخر کے طور پر کرتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

مندرجہ بالا حدیث نبوی کی روشنی میں شاعر کہتا ہے اے میرے شیخ کامل جب آپ محفل ذکر و فکر منعقد کرتے ہیں تو ایک کثیر تعداد آدمیوں کی اس میں شمولیت کرتی ہے اور فرشتے اس مجلس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ اور جب محفل ختم ہو جاتی ہے تو فرشتے بھی لطف اندوز ہو کر واپس چلے جاتے ہیں اور زبان حال سے کہتے ہیں اے جماعت علی شاہ آپ نے خوب محفل ذکر و فکر قائم کی۔

__الزام نمبر ۷۸:__ ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''پیر جماعت علی شاہ مدینہ ہیں''

پیر جماعت علی شاہ کے مریدوں کا اپنے پیر کے بارے میں عقیدہ خبیثہ ملاحظہ فرمائیں

سرکار علی پور بھی ہیں شاہ مدینہ
پروانہ سا وہ عشق محمد میں فنا ہے

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۵ حصہ دوم)

__الجواب:__ شاعر کہتا ہے کہ میرے پیر و مرشد جماعت علی شاہ پروانہ کی طرح عشق رسول میں فنا ہیں زندگی کا اکثر حصہ مدینہ منورہ میں گزارتے تھے اور اپنا رہائشی مکان بھی تعمیر کرلیا تھا جس کو ''جماعت منزل'' کہتے تھے۔ جس طرح علی پور شریف کے باسیوں کے آپ سردار و پیشوا تھے اسی طرح مدینہ منورہ میں اپنے ہم عصر علماء و مشائخ کے سردار اور رہبر و راہنما تھے۔

__عبارت نمبر ۶۴:__ ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختار کل ہیں''

اس ضمن میں ایک عبارت بہار شریعت حصہ اول سے اور دوسری سلطنت مصطفےٰ صفحہ نمبر ۱۳ سے نقل کی ہے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۸۴ حصہ دوم)

__الجواب:__ اس مسئلہ پر ہم اوراق گزشتہ میں سیر حاصل بحث کر چکے ہیں۔

__عبارت نمبر ۶۵:__ ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''اللہ مختار یا حضرت حسینؓ''

.....حضرت امام حسینؓ میں طاقت تھی کہ کربلا میں حوض کوثر منگا لیتے۔

(جاء الحق صفحہ نمبر ۲۰۳)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اختیار تھا کہ کربلا کے میدان

میں حوض کوثر منگا لیتے اور رضاخانیوں کا یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے الخ

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۸۲ حصہ دوم)

الجواب: قبلہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ نے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے یہ بات کہی ہے اور معترض نے مکمل عبارت نقل نہیں کی۔ ہم اعتراض اور اس کا مکمل جواب لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں جس سے قارئین اس مسئلہ کو آسانی سے سمجھ سکیں گے۔

اعتراض: حضرت علی اور امام حسین میں اگر کچھ طاقت ہوتی تو وہ خود دشمنوں سے کیوں شہید ہوتے جب وہ اپنی مصیبت دفع نہ کر سکے تو تمہاری مصیبت کیا دفع کریں گے؟ رب تعالیٰ فرماتا ہے وان یسلبھم الذباب شیئاً لا یستنقذوا منہ۔

جواب: ان میں دفع مصیبت کی طاقت تو تھی مگر طاقت کا استعمال نہ کیا کیونکہ رب تعالیٰ کی مرضی ہی ایسی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کا عصاء فرعون کو بھی کھا سکتا تھا۔ مگر وہاں استعمال نہ کیا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ میں طاقت تھی کہ کربلا میں حوض کوثر منگا لیتے فرات کی کیا حقیقت تھی مگر راضی برضا الٰہی تھے۔ دیکھو رمضان میں پانی ہمارے پاس ہوتا ہے مگر حکم الٰہی کی وجہ سے استعمال نہیں کرتے۔ بخلاف بتوں کے کہ ان میں طاقت ہی نہیں۔ لہٰذا یہ آیت انبیاء و اولیاء کیلئے پڑھنا بے دینی ہے یہ بتوں کیلئے ہے۔ حضرت حسین کے نانا نے بار بار اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہائے یہ پانی جنت سے آتا تھا۔ (جاء الحق صفحہ نمبر ۲۱۳)

الزام نمبر ۷۹: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"خدا حاجت روا یا پیر جماعت علی"

تجھے میں تو مشکل کشا ہی کہوں گا
میری تجھ سے مشکل کشائی ہوئی ہے

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۱۳ حصہ دوم)

الجواب نمبر ۱: مسئلہ استعانت انبیاء و اولیاء پر ہم گزشتہ اوراق میں گفتگو کر چکے ہیں۔ دوبارہ دہرانے کی حاجت نہیں۔

الجواب نمبر ۲: علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ اپنے پیر و مرشد میاں جیو نور محمد کی شان میں لکھتے ہیں۔

سرور عالم شہ دنیا و دیں	......	عاشق و معشوق رب العالمین
یعنی پیر اور مرشد اور مولیٰ میرے	......	حضرت نور محمد نیک پے
ہیں وہ بے شک مظہر انوار حق	......	سر سے پا تک مصدر انوار حق
دیکھ لے ہے چشم دل کی کھول کر	......	ہر جگہ نور محمد جلوہ گر
جس کو ہوئے شوق دیدار خدا	......	ان کی مرقد کی کرے زیارت وہ جا
دیکھنے کو حق کے یہ آنکھیں ہیں دو	......	بے حجاب ہو دیکھ ان سے یار کو

(ما ھو جوابکم فھو جوابنا)

عبارت نمبر ۷۶: "مصنف رضاخانی مذہب" لکھتا ہے: رضاخانی احمد یار بریلوی لکھتے ہیں:

کہ سوال کو مطلق فرمانے سے کہ فرمایا کچھ مانگ لو کسی خاص چیز سے مقید نہ فرمایا الخ

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۸۶ حصہ دوم)

الجواب: مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے غیر اللہ سے مدد مانگنے کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے مشکوٰۃ شریف سے ایک حدیث اور قصیدہ بردہ سے ایک شعر نقل کر کے اس سے جو مفہوم اخذ کیا ہے "مصنف رضاخانی مذہب" نے فقط اس کو لکھ کر حسب عادت بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

مشکوٰۃ باب السجود و فضلہ میں ربیعہ ابن کعب اسلمی سے بروایت مسلم ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کچھ مانگ لو میں نے کہا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں۔ فرمایا کچھ اور مانگتا ہے میں نے کہا صرف یہی فرمایا کہ اپنے نفس پر زیادہ نوافل سے میری مدد کر۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ربیعہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنت مانگی تو یہ نہ فرمایا کہ تم نے خدا کے سوا مجھ سے جنت مانگی تم مشرک ہو گئے بلکہ فرمایا وہ تو منظور ہے کچھ اور بھی مانگو۔ یہ غیر خدا سے مدد مانگنا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں اعنی اے ربیعہ تم بھی اس کام میں میری اتنی مدد کرو کہ زیادہ نوافل پڑھا کرو یہ بھی غیر اللہ سے طلب مدد ہے۔ اسی حدیث پاک کے تحت اشعۃ اللمعات میں ہے "واز اطلاق سوال کہ فرمودہ سل وتخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص معلوم ے شود کہ کار ہمہ بدست وکرامت اوست ہرچہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔

فان من جودک الدنیا و ضرتہا
و من علومک علم اللوح والقلم

سوال کو مطلق فرمانے سے کہ فرمایا کچھ مانگ لو۔ کسی خاص چیز سے مقید نہ فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سارا معاملہ حضور ہی کے ہاتھ کریمانہ میں ہے جو چاہیں جس کو چاہیں اپنے رب کے حکم سے دے دیں کیونکہ دنیا وآخرت آپ ہی کی سخاوت سے ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے اگر دنیا وآخرت کی خیر چاہتے ہو ان کے آستانے پر آؤ اور جو چاہو مانگ لو۔ (جاء الحق صفحہ نمبر ۱۹۵)

<u>عبارت نمبر ۶۷:</u> "مصنف رضا خانی مذہب"

لکھتا ہے کہ مفتی احمد یار خان گجراتی جاء الحق صفحہ نمبر ۱۹۸ پر لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء کرام سے مدد مانگنے میں تو کسی کا اختلاف نہیں قبور اولیاء سے مدد مانگنے میں اختلاف ہے۔ علماء ظاہرین نے انکار کیا۔ صوفیاء کرام اور فقہاء اہل کشف نے جائز فرمایا۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۸۶ حصہ دوم)

<u>الجواب:</u> حسب عادت "مصنف رضا خانی مذہب" نے نامکمل عبارت نقل کی ہے۔

قارئین کرام!

مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں جس سے مسئلہ خود بخود سمجھ میں آجائے گا۔

حاشیہ مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور میں ہے:

نبی علیہ السلام ودیگر انبیاء کرام کے علاوہ اہل قبور سے مدد مانگنے کا بہت سے فقہاء نے انکار کیا اور مشائخ صوفیاء اور بعض فقہاء نے اس کو ثابت کیا ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ موسیٰ کاظم کی قبر قبولیت دعا کیلئے آزمودہ تریاق ہے اور امام محمد غزالی نے فرمایا جس سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے۔ اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔

اس کے بعد مفتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء کرام سے مدد مانگنے میں تو کسی کا اختلاف نہیں۔ قبور اولیاء سے مدد مانگنے میں اختلاف ہے علمائے ظاہرین نے انکار کیا اور فقہاء اہل کشف نے جائز فرمایا۔ (جاء الحق صفحہ نمبر ۱۹۷، ۱۹۸)

<u>عبارت نمبر ۶۸:</u> "مصنف رضا خانی مذہب" نے جاء الحق سے طنزاً یہ عبارت لکھی ہے، کہ مفتی صاحب فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کو قیامت کا بھی علم ملا کہ کب ہوگی۔ (جاء الحق صفحہ نمبر ۴۳)

<u>الجواب:</u> قبلہ مفتی علیہ الرحمۃ نے جاء الحق صفحہ نمبر ۴۳ پر مسئلہ علم غیب کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اہل سنت کا مسلک ہے کہ "حضور علیہ السلام کو قیامت کا علم بھی ملا کہ کب ہوگی پھر آپ نے جاء الحق صفحہ نمبر ۱۱۴ تا ۱۱۷ پر اس کے دلائل پیش کیے ہیں جن کو مصنف مذکور شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر گیا ہے۔

<u>عبارت نمبر ۶۹:</u> "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں"

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان وما یکون کا علم حاصل ہے حتیٰ کہ قیامت کا علم بھی آپ کو دیا گیا۔ اب آپ بریلوی کتب کی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ...... ''جن اشیاء کو ہم عالم غیب میں تصور کرتے ہیں وہ خدا کا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے فضل وکرم سے جانتے ہیں اور ان کی نگاہ دور بین سے ہرگز ہرگز مخفی واوجھل نہیں۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے غیب کو جانتے ہیں۔ (سید المرسلین صفحہ نمبر ۴۵)
(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۹۲ حصہ دوم)

الجواب: بے شک اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ دلائل کیلئے درج ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

۱۔ الدولۃ المکیہ ،از مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ
۲۔ خالص الاعتقاد، از مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ
۳۔ نجم الرحمٰن، از مولانا غلام محمود پپلانوالے نور اللہ مرقدہٗ
۴۔ جاء الحق ،از مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ مقیاس حنفیت، از مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ علم خیر الانام، از مولانا عبد السلام سیالکوٹی (وغیرہ)

عبارت نمبر ۷: (مفتی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں) یایہا النبی اور نبی کے معنی ہیں خبر دینے والا...... یعنی فرشتوں کی اور عرش کی خبریں دینے والا، جہاں تار، اخبار کام نہ آسکیں وہاں نبی کا علم ہوتا ہے معلوم ہوا کہ علم غیب نبی کے معنی میں داخل ہے۔ (جاء الحق صفحہ نمبر ۸۵)
(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۹۴ حصہ دوم)

الجواب: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب ڈھل جانے کے بعد تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھی جب سلام پھیر چکے تو منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا کہ اس سے پہلے بہت سے بڑے بڑے امور ہیں پھر فرمایا کہ جو کچھ پوچھنا چاہو وہ پوچھ لو، خدا کی قسم! میں جب تک اپنی اس جگہ پر ہوں جو کچھ بھی تم مجھ سے پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگ بہت زیادہ رونے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے جاتے ''سلونی'' کہ مجھ سے

پوچھ لو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص آپ کے سامنے کھڑا ہوا اور پوچھا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میرے داخل ہونے کی جگہ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا دوزخ۔ پھر عبد اللہ بن حذافہ کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے آپ پھر برابر فرماتے جاتے تھے ''سلونی سلونی'' کہ مجھ سے پوچھو، پوچھو۔ الخ (بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کلی کا علم حاصل تھا ورنہ سلونی کا اعلان عام نہ فرماتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علوم خمسہ کو اپنے اعلان میں مستثنیٰ فرما دیتے جب آپ نے پانچوں کو مستثنیٰ نہیں فرمایا تو دوسرا کون ہے جو آپ کے اعلان سے علوم خمسہ کو ممتاز کرے اور شارع کے عموم کی تخصیص کرے۔ الخ

بخاری شریف کی جس حدیث سے مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے جو استدلال کیا ہے وہ بالکل صحیح و درست ہے اس کو ''غلط استدلال'' سے تعبیر کرنے والا خود ضال اور مضل ہے۔

الزام نمبر ۸۰: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''پیر جماعت علی حضرت یوسف علیہ السلام سے افضل ہیں''

ایک رضا خانی مرید اپنے پیر جماعت علی کی مدح سرائی کرتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کی بایں الفاظ توہین کرتے ہیں کہ

خادم ہیں تیرے سارے جتنے حسیں جہاں کے
یوسف سے تجھ پہ قرباں شریں مقال والے

(انوار علی پور صفحہ نمبر ۱۰)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۲ حصہ دوم)

الجواب: شاعر کہتا ہے کہ اے میرے پیر و مرشد تمام جہاں کے حسین آپ خادم ہیں اور آپکی

ذات مخدوم کا درجہ رکھتی ہے۔ نیز جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام اپنے عہد میں تمام انسانوں سے سب سے زیادہ حسین وجمیل تھے اسی طرح آپ کے عہد وزمانہ میں جتنے انسان حسن کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے یعنی نہایت ہی حسین وجمیل تھے وہ بھی اے میٹھی بولی بولنے والے آپ پر فدا اور قربان تھے۔

دامن کو ذرا دیکھیے

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

(مرثیہ گنگوہی صفحہ نمبر ۸ طبع دیوبند)

(نوٹ) مرثیہ گنگوہی، مولوی محمود الحسن دیوبندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی وفات پر لکھا تھا۔ اس شعر کو جب شاعر کا نام بتائے بغیر مدرسہ مظہر العلوم کراچی بطور استفتاء بھیجا تو وہاں کے مفتی محمد اسماعیل دیوبندی نے درج ذیل جواب لکھا:

"اس قسم کے اشعار کو شریعت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہے اور اس قسم کے اشعار کی وجہ ہی سے شریعت نے شعراء کو گمراہ لکھا ہے کہ وہ خیالات کی وادیوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں دیکھئے سورہ شعراء کا آخری رکوع پارہ ۱۹ شریعت کی نظر میں شعر وہی درست ہے جس سے دین کی خدمت ہو اور موافقت ہو اور باقی جو واہی تباہی اشعار ہیں ان کی شریعت میں سخت مذمت ہے یہ شعر بھی انہیں اشعار میں شامل کر لیں جو شریعت کو ناپسند ہے۔

واللہ علم بالصواب محمد اسماعیل غفرلہ

مدرسہ عربیہ مظہر العلوم محلہ کھڈہ کراچی پاکستان ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ

ناظرین کرام!

انصاف کیجئے کہ بقول حضرات دیوبند، ہم سنیوں نے انہیں بدنام کیا، یا کہ خود ان کے آوارگی قلم نے انہیں تباہ کیا۔ کہنے والے نے کتنے سچے کی بات کہی ہے۔

آپ کہتے ہیں کیا ہم کو غیروں نے تباہ
بندہ پرور یہ کہیں اپنوں کا ہی کام نہ ہو

عبارت نمبر ۷۱: ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت بریلوی کا اپنا مقولہ نقل کرتے ہیں کہ احمد رضا خود فرمایا کرتے تھے، کہ میرے استاذ کہ جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا مجھے سبق پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دو مرتبہ میں کتاب دیکھ کر کتاب بند کر دیتا جب سنتے تو حرف بحرف لفظ بلفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے ایک دن مجھ سے فرمانے لگے احمد میاں یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن۔ (حیات احمد رضا جلد اول، صفحہ نمبر ۳۲)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۱۱ حصہ اول)

الجواب: ہمارے دیار میں جب کوئی شخص اپنی ہمت وقوت سے زیادہ کام سرانجام دے تو اس کی قوت وہمت کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں بھائی جان! آپ جن ہیں یا انسان یعنی آپ نے اپنی ہمت سے زیادہ کام کیا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی سے مولانا احمد رضا بریلوی کو حد درجہ کی قوت حافظہ عطا فرمائی تھی اس لئے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ان کی قوت حافظہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مولانا بریلوی نے اپنے والد ماجد اور دوسرے اساتذہ سے تحصیل علوم کی۔ ابتدائی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے مولانا بریلوی کہتے ہیں۔

میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا۔ جب سبق سنتے تو حرف بحرف لفظ بلفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے ایک دن مجھ سے فرمانے لگے "احمد میاں یہ تو کہو کہ تم آدمی یا جن، مجھ کو پڑھاتے میں دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرنے میں دیر نہیں لگتی۔

(حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی صفحہ نمبر ۹۳، ۹۴)

بتایئے اس میں کون سی بات قابل اعتراض ہے، یا کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے فقط بغض رضا ہے جس نے "مصنف رضا خانی مذہب" کی فکری صلاحیتوں کو مفلوج کر دیا ہے۔

عبارت نمبر ۷۲: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''درود ابراہیمی نامکمل درود ہے''۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۳۱ حصہ دوم)

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ درود ابراہیمی نامکمل درود ہے الخ

الجواب: مصنف مذکور نے حسب عادت نامکمل عبارت نقل کی ہے ہم مکمل عبارت نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جس سے مسئلہ خود بخود سمجھ میں آجائے گا۔

(اللہ تعالیٰ فرشتوں) کیلئے صرف صلوٰۃ کا ذکر ہوا ہے اور ہم کو صلوٰۃ وسلام دونوں کا حکم ہوا۔ تیسرے یہ کہ درود شریف مکمل وہ ہے جس میں صلوٰۃ وسلام دونوں ہوں۔ نماز میں درود ابراہیمی میں سلام نہیں ہے کیونکہ سلام التحیات[1] میں ہو چکا اور نماز ساری ایک ہی مجلس کے حکم میں ہے۔ مگر نماز سے باہر وہ درود پڑھو جس میں یہ دونوں ہو۔ حضور نے درود کی جو تعلیم درود ابراہیمی سے فرمائی وہاں نماز کی حالت میں درود مراد[2] ہے۔ غرضیکہ درود ابراہیمی نماز میں کامل ہے لیکن نماز سے باہر غیر کامل کہ اس میں سلام نہیں۔ (نور العرفان صفحہ نمبر ۶۸۰، از مفتی احمد یار خاں)

- حضرت ابو سلیمان رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خواب میں فرمایا اے ابو سلیمان! جب تو میرا ذکر کرتا ہے تو درود بھیجتا ہے سلام کیوں نہیں بھیجتا۔ وسلم کے چار حروف ہیں ہر ہر حرف کے بدلے دس دس نیکیاں ہیں تو چالیس نیکیاں چھوڑ دیتا ہے۔

(القول البدیع صفحہ نمبر ۴۳۳ مترجم طبع لاہور ۱۹۹۸ء، از علامہ سخاوی شافعی (م ۹۰۲ھ)

---

[1] حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز کے (قعدہ میں) یہ درود پڑھا کرتے تھے، السلام علی جبرئیل ومیکائیل السلام فلاں وفلاں، تو (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تو خود ہی سلام ہے (اس پر سلام بھیجنے کی کیا ضرورت) لہٰذا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو کہے التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین الخ (بخاری کتاب الصلوٰۃ جلد اول)

[2] علامہ شوکانی غیر مقلد (م ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں: اس حدیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ابراہیمی پڑھنے کو نماز کے ساتھ مقید کیا گیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ روایت کردہ درود ابراہیمی نمازی سے خاص ہے الخ (تحفۃ الذاکرین صفحہ نمبر ۱۱۱)

عبارت نمبر ۷۳: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے حضور کے حرام کرنے کیلئے کتے بلے رکھے''۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۷ حصہ دوم)

رضا خانی ملاں احمد یار گجراتی لکھتے ہیں کہ خنزیر کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا۔ کتے بلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے رکھ چھوڑے تا کہ وہ اس کو حرام فرماویں۔

الجواب: مصنف مذکور کی مندرجہ بالا عبارت کا طرز بیان نہایت ہی گستاخانہ ہے حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے ہرگز ایسا ثابت نہیں ہوتا۔

عبارت ملاحظہ ہو۔

قبلہ مفتی علیہ الرحمۃ آیت کریمہ انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر الخ کے تحت حاشیہ پر لکھتے ہیں: یہاں انما کا حصر اضافی ہے حقیقی نہیں یعنی جن جانوروں کو تم نے حرام سمجھ رکھا ہے جیسے بحیرہ وغیرہ وہ حرام نہیں، حرام صرف یہ ہیں جو ہم نے فرما دیئے اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ کتا بلا حلال ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حرام فرمایا ہوا رب کے حرام کیے ہوئے کی طرح ہے۔ سور کے تمام اجزاء گوشت مغز گردہ وغیرہ۔ رب فرماتا ہے انہ رجس اور رجس یعنی پلید چیز حرام ہی ہوتی ہے لیکن رب کی مرضی یہ تھی کہ سور کا گوشت میں حرام کروں اور اس کے باقی اجزاء میرے حبیب حرام فرمائیں جیسے اس نے صرف سور کو حرام کیا یعنی باقی کتا بلا وغیرہ اس کے حبیب نے۔ (حاشیہ نور العرفان صفحہ نمبر ۳۹، ۴۰)

الزام نمبر ۸۱: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''نبی معصوم نہیں''

رضا خانی ملاں احمد یار گجراتی حضرت آدم علیہ السلام کی شان میں یوں گستاخی کرتے ہیں۔

.....حضرت آدم علیہ السلام پیدائش سے پہلے متقی نہ بنے تھے مگر خلیفۃ اللہ تھے۔

(نور العرفان صفحہ نمبر ۳۲۳)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۱۳ حصہ دوم)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضاخانیوں کے پاس کون سا ایسا آلہ ہے کہ جس سے معلوم کیا گیا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدائش سے پہلے بھی متقی نہ تھے؟

الجواب: حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ متقی ہو کر ولی بنتے ہیں اور بعض لوگ ولی ہو کر متقی بنتے ہیں یعنی پیدائشی ولی ہوتے ہیں ..... حضرت مریم نے حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس پہنچ کر ۳ سال کی عمر میں تقویٰ اختیار نہیں کیا تھا (یعنی بالکل معصوم بچی تھیں) مگر ولی تھیں (یعنی پیدائشی ولیہ تھیں) اور حضرت آدم علیہ السلام پیدائش سے پہلے متقی نہ تھے (جب وجود ہی نہ تھا تو تقویٰ اختیار کرنے کا کیا معنی؟) مگر خلیفۃ اللہ تھے یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں منصب خلافت پر فائز تھے۔

"مصنف رضاخانی مذہب" کا یہ کہنا کہ اہل سنت و جماعت انبیاء کرام کو معصوم نہیں مانتے سراسر دجل و فریب ہے۔

الزام نمبر ۸۲: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"نبی کا معصوم ہونا ضروری نہیں"۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۱۳ حصہ دوم)

رضاخانی ملاں احمد یار گجراتی لکھتے ہیں کہ نبی کا معصوم ہونا ضروری نہیں۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

..... کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سارے فرزند نبی تھے اور نبی کا نبوت سے پہلے معصوم ہونا ضروری نہیں۔ (نور العرفان صفحہ نمبر ۱۶۳)

الجواب: مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کی آیت واوحینا الی ابراھیم و اسمٰعیل و اسحق و یعقوب والاسباط و عیسیٰ و ایوب و یونس و ھرون و سلیمٰن الخ (پ ۶ سورۃ النساء) کے لفظ "الاسباط" کے تحت لکھتے ہیں: بعض علماء نے اس آیت کی بنا پر فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سارے فرزند نبی تھے اور نبی کا نبوت سے

پہلے معصوم ہونا ضروری نہیں ان صاحبوں سے جو خطائیں ہوئیں وہ عطا نبوت سے پہلے تھیں۔ دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ وہ سب نبی نہ تھے اور یہاں اسباط سے مراد ان سب کی اولاد ہے۔ کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد سارے اسرائیلی نبی آپ ہی کی اولاد میں ہوئے۔ اس صورت میں آئندہ عبارت والاسباط کی تفصیل یا تفسیر ہے۔ ان علماء کے نزدیک نبی نبوت سے پہلے اور بعد میں گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ (حاشیہ نور العرفان صفحہ نمبر ۱۶۴)

اہل سنت و جماعت کا مسلک

۱۔ (اعلان نبوت کے وقت) آپ معصوم اور منزہ تھے۔ یہ ایسی بات ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ (الشفاء صفحہ نمبر ۱۹۲ جلد ۲ مترجم طبع لاہور)

۲۔ عقد قلبی میں سے انبیاء علیہم السلام کا نبوت سے پہلے معصوم ہونا بھی ہے چنانچہ اس خصوص میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ اور مذہب حق و صواب یہی ہے کہ انبیاء کرام نبوت سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس میں شک کرنے سے معصوم ہوتے ہیں۔ اور ان کی ولادت کے وقت سے نہایت قوی و مضبوط آثار و اخبار پیدا ہوتے ہیں اور وہ ہر عیب و نقص سے پاک و منزہ ہوتے ہیں الخ (الشفاء صفحہ نمبر ۱۶۹ جلد ۲ مترجم طبع لاہور)

الزام نمبر ۸۳: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"حضور کا دہن مبارک رائفل کی طرح تھا"۔

رضاخانی احمد یار گجراتی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین میں اس قدر آگے نکل گئے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک کیلئے ایک توہین آمیز تشبیہ ایجاد کی۔ رضاخانی ملاں لکھتے ہیں۔

...... "قل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف کی طرف اشارہ ہے یعنی اے میرے محبوب دعا ہماری بتائی ہوا اور زبان تمہاری ہو، کارتوس رائفل سے پوری مار کرتا ہے"۔

(نور العرفان صفحہ نمبر ۸۵۵)، (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۵ حصہ دوم)

الجواب: قبلہ مفتی احمد یار خاں نعیمی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ دعائیہ کلمات اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے ہوں اور محبوب کبریا کی زبان اقدس سے ادا ہوں تو وہ دعا ضرور بالضرور قبول ہوگی جس طرح کہ کارتوس رائفل سے مار کرتا ہے اس جگہ کارتوس رائفل کی تشبیہ سے مراد دعا کا جلدی قبول ہونا ہے۔

- حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

لایلزم من تشبیہ الشئی بالشئی مساواتہ لہ۔ (المنار المنیف صفحہ نمبر ۶۰ طبع بیروت)

- حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ اور مشبہ بہ سے برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت (بے وقوفی) ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ نمبر ۲۱۲ (فارسی) مطبوعہ لاہور طبع چہارم ۱۹۸۲ء)

- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دعا مومن کا ہتھیار، دین کا ستون اور آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

(المستدرک صفحہ نمبر ۴۹۲ جلد اول)

دعا کو اس جگہ تشبیہ دی ہے ہتھیار سے کہ جس طرح ہتھیار سے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں اسی طرح دعا سے مقابلہ مصیبت کا کیا جاتا ہے یعنی لفظ مقابلہ کی وجہ سے تشبیہ دی ہے یہ نہیں کہ دعا ہتھیار ہے۔ (کتاب الداء والدواء صفحہ نمبر ۱۰ طبع لاہور از صدیق حسن بھوپالی)

الزام نمبر ۸۴: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"خدا تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۷۵ حصہ دوم)

(ابلیس نے کہا) کیونکہ میں پرانا صوفی، عابد، عالم فاضل دیوبند ہوں اور آدم علیہ السلام نے ابھی نہ کچھ سیکھا نہ عبادت کی، یعنی آگ خاک سے افضل ہے اور جو افضل سے بنے وہ بھی افضل۔ (نور العرفان صفحہ نمبر ۲۰۷)

الجواب: مصنف مذکور نے عبارت نقل کرنے میں خیانت کی ہے۔ فاضل دیوبند کے الفاظ

اصل عبارت میں نہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

(شیطان نے کہا) کیونکہ میں پرانا صوفی عالم فاضل ہوں اور آدم علیہ السلام نے ابھی نہ کچھ سیکھا نہ عبادت کی۔ یعنی آگ خاک سے افضل ہے اور جو افضل سے بنے وہ بھی افضل ہے۔ (نور العرفان صفحہ نمبر ۲۰۷)

(ف) کیونکہ شیطان فرشتوں کا معلم رہ چکا تھا۔

الزام نمبر ۸۵: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو علم غیب دیا"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۴۹ حصہ دوم)

رضا خانی ملاں مفتری اعظم احمد یار گجراتی خدا تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرتے ہوئے ابلیس کے علم غیب کا یوں اقرار کرتے ہیں کہ

"..... معلوم ہوا کہ رب نے شیطان کو بھی علم غیب دیا ہے کہ اس نے آئندہ کے متعلق جو خبر دی آج ویسا ہی دیکھا جا رہا ہے۔ جب بیماری کی یہ طاقت ہے تو علاج اور دوا کی طاقت زیادہ ہونی چاہیے نبی ولی علاج ہیں اور شیطان بیماری"۔ (نور العرفان صفحہ نمبر ۱۵۳)

الجواب: زیر بحث عبارت مفتی علیہ الرحمۃ نے ۸ کے تحت حاشیہ پر لکھی ہے۔ اس سے پیشتر قرآن کریم میں شیطان کے مختلف طریقوں سے بہکانے کا تفصیلاً ذکر موجود ہے اور جو کچھ اس نے کہا آج وہ پورا ہو رہا ہے (یعنی آئندہ زمانے کی جو اس نے انسانوں کو گمراہ کرنے کی خبریں دیں مفتی صاحب نے ان کو علم غیب سے تعبیر کیا ہے)

پھر لکھتے ہیں:

معلوم ہوا کہ رب نے شیطان کو بھی علم غیب (آئندہ زمانے کی خبروں کا علم) دیا ہے کہ اس نے آئندہ کے متعلق جو خبر دی آج ویسا ہی دیکھا جا رہا ہے، جب بیماری کی یہ طاقت ہے تو علاج اور دوا کی طاقت زیادہ ہونی چاہیے، نبی ولی علاج ہیں شیطان بیماری۔

(نور العرفان صفحہ نمبر ۱۵۳)

(ف) یعنی انبیاء و اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی قوت اور شان و رفعت بخشی ہے جن کو انسان عقل کے ترازو سے تولنے سے قاصر ہے۔

<u>عبارت نمبر ۷۴:</u> ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''شیطان موحد ہے''۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۲۲ حصہ دوم)

رضا خانی مذہب کے مطابق (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ مشرک ہے ہی لیکن شیطان ملعون پکا موحد ہے۔ چنانچہ رضا خانی ملاں احمد یار گجراتی اپنی تفسیر نور العرفان میں لکھتے ہیں:

......''شیطان لوگوں سے شرک کراتا ہے خود کبھی بت پرستی یا شرک نہیں کرتا وہ بڑا موحد ہے ایسا موحد کے اس نے خدا کے حکم سے بھی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ تحیۃ نہ کیا''۔ (نور العرفان صفحہ نمبر ۳۱۱)

<u>الجواب:</u> مصنف مذکور نے حسب عادت نامکمل عبارت نقل کی ہے قبلہ مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمہ ضرورت نبوت و مقام نبوت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان لوگوں سے شرک کراتا ہے خود کبھی بت پرستی یا شرک نہیں کرتا وہ بڑا موحد ہے، ایسا موحد کہ اس نے خدا کے حکم سے بھی آدم علیہ السلام کو سجدۂ تحیۃ نہ کیا۔ کیونکہ اس کو اس سجدہ سے شرک کی بو آتی تھی، یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کر کے ساری ایمانی چیزوں کا ماننا ایمان نہیں۔ شیطان رب تعالیٰ کی ذات صفات، جنت، دوزخ، حشر نشر سب کا قائل تھا مگر کافر رہا، کیونکہ صرف اس لئے کہ نبی کا منکر تھا جس پر مدار ایمان ہے وہ نبوت کا عقیدہ ہے۔ (نور العرفان صفحہ نمبر ۳۱۱)

<u>عبارت نمبر ۷۵:</u> ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''تحریف قرآن کا بدترین مظاہرہ''۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۹ حصہ دوم)

......''کہ اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ بشر کلام نہیں کر سکتا سوائے ان تین مذکورہ طریقوں کے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ بالمشافہ ہمکلام ہوئے بغیر پردے کے اور بغیر

جبرئیل کے''۔ (مقیاس حنفیت صفحہ نمبر ۴۳۹)

<u>الجواب:</u> خدا جانے اس عبارت میں کونسی قابل گرفت بات ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''نہیں طاقت ہے کسی بشر کی کہ اس کو اللہ کلام کرے، مگر وحی سے (یعنی القاء سے) یا پردے کے پیچھے یا جبرئیل بھیج کر تو وحی کرتا ہے وہ اللہ کے اذن کے ساتھ جو چاہتا ہے۔ بے شک وہ اللہ بڑا جاننے والا بڑا دانا ہے''۔ (سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۵۱)

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ بشر کلام نہیں کر سکتا، سوائے ان تین مذکورہ طریقوں کے، اور نبی کریم سے اللہ تعالیٰ بالمشافہ ہمکلام ہوئے بغیر پردے کے اور بغیر جبرئیل کے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ۔ (سورۃ النجم آیت نمبر ۱۰)

''مصنف رضا خانی مذہب'' بتائے کہ اس عبارت میں کون سی تحریف قرآن کی بات ہے، کذب بیانی اور دروغگوئی سے توبہ کرو، ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اسلام میں الزام تراشی انتہائی سنگین جرم ہے۔

<u>الزام نمبر ۸۶:</u> ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''بریلوی امت کا سلام''

رضا خانی اپنے نام نہاد نبی (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) پر بایں الفاظ سلام پڑھتے ہیں آپ بھی وہ سلام ملاحظہ فرمائیں۔

امام برحق احمد رضا سلام علیک
جناب نائب غوث الوریٰ سلام علیک

الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۵ حصہ دوم)

<u>الجواب:</u> مولوی عبدالمالک دیوبندی مدفن ایک مینار مسجد خانیوال کا ایک مرید مداراللہ لکھتا ہے:

السلام اے آفتاب نقشبند ...... السلام اے انتخاب نقشبند
السلام اے پیر کامل السلام ...... السلام اے شیخ فاضل السلام
السلام اے شیخ ایمان السلام ...... السلام اے عاشق خیر الانام
(تجلیات صفحہ نمبر ۱۰۹)

(ما ھو جوابکم فھو جوابنا)

عبارت نمبر ۷۶: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''اللہ کے بندے یا حضور کے بندے''

......''غرض کہ ہر عرشی فرشی اس قاہر حکومت کا بندہ بے زر''۔

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ تمام عرشی فرشی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بندے ہیں ہیں حالانکہ یہ عقیدہ رکھنا سراسر جہالت و گمراہی ہے الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۰ حصہ دوم)

الجواب: حسب عادت مصنف مذکور نے نامکمل عبارت نقل کی ہے۔ مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

غرضیکہ ہر عرشی فرشی اس قاہر حکومت کے بندۂ بے زر، مسلمانو! معلوم ہے وہ دربار کس کا ہے؟ وہ دونوں جہان کے مختار، حبیب کردگار، کونین کے شہنشاہ، دارین کے مالک و مولیٰ، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دربار ہے۔ دوستو! آؤ ہم تم کو قرآن کی سیر کرائیں اور دکھائیں کہ اس نے اس سچے شہنشاہ، کونین کے دولہا (پیارے) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کے کیا ادب سکھائے۔ اس کے بعد قبلہ مفتی علیہ الرحمۃ نے دربار نبوی کے آداب پر بحث کی ہے۔ (سلطنت مصطفیٰ صفحہ نمبر ۲)

(ف) اس عبارت میں بندہ کا لفظ بمعنی غلام استعمال ہوا ہے[1]

---

[1] قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے وانکحوا الایامی منکم والصلحین من عبادکم وامائکم سورۃ النور آیت نمبر ۳۲ یہاں عباد سے مراد غلام ہے عربی میں غلام کو عبد کہا جاتا ہے ہاں جب عبداللہ کہا جائے تو پھر عبد کا معنی بندہ ہوگا (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

عبارت نمبر ۷۷: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''رب ذوالجلال مالک ومختار نہیں''

......''سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم بحکم پروردگار، کونین کے مالک ومختار، زمین کے مالک آسمان کے مالک اپنے رب کی عطا سے جحیم (یعنی کہ دوزخ) کے مالک، جنت کے مالک، رب کے احکام کے مالک، انعام کے مالک''۔ (سلطنت مصطفیٰ صفحہ نمبر ۱۸)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانی حق تعالیٰ کو چھوڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالق و مالک سمجھتے ہیں حالانکہ ہر مسلمان یہ بات جانتا ہے کہ زمین وآسمان اور جنت و دوزخ غرضیکہ ہر چیز کے مالک خدا تعالیٰ ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام کائنات مالک سمجھنے کا عقیدہ رکھنا سراسر باطل ہے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۰، ۸۱ حصہ دوم)

الجواب نمبر۱: اہل سنت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالق کائنات نہیں مانتے، مصنف مذکور نے کذب بیانی سے کام لیا ہے۔

''وجوب وجود، استحقاق عبادت، خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی وجزوی اس کی ذات مقدس سے مختص ہیں۔ (عقائد اہل سنت صفحہ نمبر ۲، از مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ)

الجواب نمبر۲: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مالک دو جہاں ہونے کا نہ تو یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ کسی چیز کا مالک نہ رہا اور نہ یہ مطلب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب تعالیٰ کی مثل مالک ہیں۔ جس سے لازم آجائے کہ عالم کے وہ مستقل مالک ہیں بلکہ رب تعالیٰ کی ملکیت حقیقی قدیم اور ازلی ابدی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت عطائی حادث ہے، جیسے دنیوی بادشاہ اپنی سلطنت کے مالک ہم لوگ اپنے گھر بار کے مالک ہیں، حضرت سلیمان روئے زمین کے مالک ہوئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ رب تعالیٰ ان چیزوں کا مالک نہ رہا، بلکہ وہ حقیقی مالک ہے ہم مجازی، اس کی ملکیت ذاتی ہے ہماری عطائی ہے۔ اسی طرح حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت خدا تعالیٰ کی نسبت سے ہے۔ (سلطنت مصطفےٰ صفحہ نمبر ۱۵)

اس کے بعد اس مسئلہ پر مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ نے کتاب و حدیث کی روشنی میں تفصیلاً بحث کی ہے۔ قارئین کرام اصل کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

ایک شعر کی تشریح: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''خدا مختار یا غوث مختار''

ے یا غوث معظم نور ہدیٰ مختار نبی مختار خدا!
سلطان او عالم قطب علیٰ حیران زجلالت ارض وسما

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۸۶ حصہ دوم)

لغات: معظم: تعظیم کے لائق۔ نور ہدیٰ: ہدایت کے نور۔ مختار: پسندیدہ۔

یہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی شان میں کہی ہوئی منقبت کا ایک شعر ہے، جس پر طنز کرنا سراسر جہالت دے دیتی ہے۔

فرماتے ہیں: اے غوث معظم آپ نور ہدایت ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پسندیدہ ہیں۔ آپ سلطان عالم قطب علیٰ ہیں اور آپ کی شان و رفعت دیکھ کر زمین و آسمان متحیر ہیں۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۱۴۳ محمد دین کلیم طبع لاہور ۱۹۸۵ء)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بھی مختار نہیں ہوسکتا، اور مخلوق کے بارے میں خدا تعالیٰ کی طرح مختار کل ہونے کا عقیدہ رکھنا بہت بڑی جہالت ہے۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۸۶ حصہ دوم)

(نوٹ) خدا تعالیٰ کی طرح مختار کل، اہل سنت کسی نبی، ولی کو نہیں مانتے، گزشتہ اوراق پر ہم نے اپنے عقیدہ کی تشریح کر دی ہے۔

عبارت نمبر ۸۷: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''خدا کن کو اور کہاں ملتا ہے''

ے خدا کے سب ہیں بندے پر خدا ملتا نہیں ان کو
خدا ملتا ہی ان کو ہے جو ہیں بندے محمد کے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ہم گنہگار حاضری دیویں تو ہمیں خدا مل جاتا ہے اس کے علاوہ کوئی دوسری جگہ نہیں، کوئی دروازہ نہیں، کوئی دوسرا دربار نہیں، جہاں سے خدا مل سکتا ہو، اگر محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی اختیار نہ کی جائے تو خدا نہیں مل سکتا۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۵۰، ۱۵۱ حصہ دوم)

الجواب: اس شعر اور عبارت کا مطلب یہ ہے کہ توحید باری تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد جب تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانے کے بعد ان کی غلامی اتباع اور اطاعت نہ کی جائے خداوند تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی جو کہ انسانی تخلیق کا اولین مقصد ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۱۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ (سورۃ الذاریات آیت نمبر ۵۶)

''اور میں نے جن اور انسان کو نہیں پیدا کیا مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں''۔ (البیان)

۲۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

''(اے محبوب اہل کتاب سے) فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو میری فرمانبرداری کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا''۔ (البیان)

''وہ لوگ جو میرے محبوب رسول کا اتباع نہیں کرتے اس کے نقش پا کو اپنا خضر راہ نہیں بناتے اور اس کے ارشادات کے سامنے سمعنا واطعنا کہتے ہوئے سر تسلیم خم کر دیتے اور پھر کہتے ہیں کہ اے رب! ہمارے دل تیری محبت سے سرشار اور سینے تیرے نور عشق سے معمور ہیں۔ وہ جھوٹے ہیں، ان کا تو مجھ سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اگر واقعی انہیں مجھ سے الفت ہے تو

میرے رسول کا اتباع کریں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ میں بھی ان سے محبت کرنے لگوں گا یعنی پہلے وہ صرف محب تھے اور اس دعویٰ محبت کی صداقت پر ان کے پاس کوئی دلیل بھی نہیں تھی لیکن جب میرے رسول کی غلامی کا شرف انہیں حاصل ہو جائے گا تو ان کا دعویٰ بھی مسلم اور انہیں خلعت محبوبیت بھی مبارک۔

۳۔ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنت (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۳)

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اللہ اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا''۔ (البیان)

معلوم ہوا اطاعت کیش اور پاکباز جنت کی ابدی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ اور اس شعر میں لفظ بندے بمعنی غلام استعمال ہوا ہے اور غلام کا کام ہے آقا کی تابعداری کرنا۔

کعبۃ اللہ کا اولیاء کی زیارت کو جانا

اہل سنت کے نزدیک خانہ کعبہ کا بطور کرامت ولی اللہ کی زیارت کیلئے جانا درست ہے مگر'' مصنف رضاخانی مذہب'' اس کو نجس عقیدہ سے تعبیر کرتا ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

رضاخانی چمگادڑوں کا خانہ کعبہ کے بارے میں نجس عقیدہ۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۲ حصہ دوم)

- علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: انصاف کی بات وہ ہی ہے جو امام نسفی نے اس وقت کہی جب کہ ان سے سوال کیا گیا کہ کہا جاتا ہے کہ کعبہ ولی کی زیارت کرنے جاتا ہے کیا یہ کہنا جائز ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کیلئے خلاف عادت کام کرامت کے طریقہ پر اہل سنت کے نزدیک جائز ہے۔ (رد المحتار علی الدر المختار صفحہ نمبر ۱۰ ۴ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان) [1]

[1] مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں: (سوال نمبر ۱۳۹۱) باب استقبال قبلہ شامی و بحرالرائق و طحطاوی بر مراقی الفلاح و باب ثبوت النسب در مختار و شامی وغیرہ معتبرات فقیہ سے جو جواز آنے بیت اللہ شریف کا واسطے اولیاء اللہ کے بلکہ طواف اولیاء کرنے کیلئے ممکن و منجملہ کرامات ہونا لکھا ہے اور روض الریاحین امام یافعی وغیرہ میں وقوع اس کا اور

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

عبارت نمبر ۷۹: '' مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا عقیدہ توحید''

حضرت پیران پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی نے بوقت مرض الموت اپنے بیٹے عبدالوہاب کو وصیت فرمائی۔ اللہ کے تقویٰ اور اس کی عبادت کو اپنا شعار بنا اور کسی سے نہ ڈر اور نہ امید رکھ تمام حاجتیں بزرگ و برتر اللہ کے سپرد کر اور اسی سے مانگ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور پر بھروسہ نہ کر اور نہ اعتماد کہ پاک ہے وہ ذات، توحید کو لازم پکڑ، توحید کو لازم پکڑ، تمام چیزوں کا مجموعہ توحید ہے۔ (تذکرہ سیدنا غوث اعظم صفحہ نمبر ۲۰۹)، (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۵۸ حصہ دوم)

الجواب: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہی عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہے۔

بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا

دیکھنا ثقات آئمہ و علماء کا اس کرامت کو منقول ہے اس کو غیر مقلدین لغو و غلط کہتے ہیں ان کا قول و خیال ہے کہ کعبہ ایسا معظم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اشرف المخلوقات سے ہیں اس کی تعظیم طواف سے کی وہ دوسرے اپنے سے کم درجہ کے طواف و زیارت کرے یہ قلب موضوع ہے اور ناممکن امر ہے۔ ہاں اگر قرآن و حدیث سے یہ امر مدلل کیا جائے تو قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔ لہذا علمائے احناف کی جناب میں گزارش ہے کہ اس عقیدہ کو نصوص احادیث و قرآن سے مدلل فرمائیں۔

(الجواب) قال اللہ تعالیٰ فی قصۃ مریم کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندھا رزقا قال یا مریم انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ الایۃ فی الخازن وفی ہذہ الایۃ دلیل علی جواز کرامات الاولیاء وظہور خوارق العادات علی ایدیہم الخ وفی الدر المختار عن الامام النسفی وسال عما حکی ان الکعبۃ کانت تزور واحدا من الاولیاء ہل یجوز القول بہ فقال خرق العادۃ علی سبیل الکرامۃ لاھل الولایۃ جائز عند اہل السنۃ الخ والمس بالمعجزۃ الخ قولہ والمس بالمعجزۃ الخ جواب من قول المعتزلۃ المنکرین لکرامات الاولیاء الخ (شامی) معلوم ہوا کہ مذہب اہل سنت و جماعت ثبوت کرامات اولیاء اللہ ہے کائنۃ ما کانت غیر ما ثبت بالدلیل عدم امکانہ کما قال فی رد المحتار والمعتمد الجواز مطلقا الا فیما بالدلیل عدم امکانہ کالاتیان بسورۃ الخ انکار کرامات معتزلہ کا مذہب ہے جس کا جواب دیا گیا ہے اور خرق عادت کے یہی معنی ہیں کہ اگرچہ اس سے قلب موضوع لازم آوے مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت واسعہ ہے جس کے ہاتھ پر جو چاہے ظاہر فرما دے واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دار العلوم دیوبند صفحہ نمبر ۵۳ ۷، ۵۲ ۷ جلد اول طبع دار الاشاعت کراچی ۲۰۰۱ء) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

- شفائے مریض، عطائے رزق، ازالۂ تکالیف ومصائب بطور استقلال وخلق اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔
- طبیب، بادشاہ ودیگر اسباب ظاہری وباطنی مثل دعاوہمت انبیاء واولیاء بہ عطائے الٰہی بطور تسبب امور مذکورہ کے منسوب الیہ ہوتے ہیں۔
- حکیم علی الاطلاق کی صفت حکمت کا تقاضہ ہے کہ یہ صفات وافعال الٰہیہ درپردہ اسباب ظہور فرماتے ہیں جیسا کہ بداہۃً معلوم ہے کہ بے شمار معاش وتدابیر، مہمات ومدافعت مظاہر رزاقیت وغیرہ صفات قدیمہ کے ہیں۔ ایسا ہی شرعاً وکشفاً ثابت ہے کہ مقربان درگاہ حق کی دعاوہمت وبرکت وجودات مبارکہ مظہر فیضان عنایات الٰہی ہے۔ صرف اسباب کو مدنظر رکھنا اور مسبب جل شانہٗ کی قدرت کاملہ کا نہ ماننا یا قدرت کاملہ کو بعض اسباب میں ہی منحصر ومحدود کرنا کفر ہے۔ اور اسباب کا کلیۃً نفی کرنا، ابطال حکمت قدیمہ کے علاوہ سعادت دین ودنیا سے محروم رہنا ہے۔ اور اسباب ظاہری وباطنی (اولیاء مقربین) کو جلوہ گاہ صفات الٰہیہ مان کر ان سے مستفید اور مستفیض ہونا بصیرت اور کمال ایمان کا نشان ہے۔

عبارت نمبر ۸۰: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''خدا تعالیٰ متصرف یا ولی''

.......''اولیاء میں سے ایک ولی ایسا ہوتا ہے کہ سوائے حق سبحانہٗ تعالیٰ کے ہر چیز پر غالب ومتصرف رہتا ہے''۔ (مہر چشتیہ صفحہ نمبر ۱۸۷)

اعتراض: مذہب اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بھی متصرف نہیں ہوسکتا تمام کائنات پر حق تعالیٰ کا تصرف جاری ہے الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۶۴ حصہ دوم)

الجواب: خدا تعالیٰ متصرف حقیقی ہے اور ولی اللہ کو یہ طاقت عطا کی جاتی ہے اور ان کا یہ مقام دائمی نہیں بلکہ عارضی ہوتا ہے جس پر فنا آتی ہے اور ولی اللہ، خدا تعالیٰ کے حکم، رضا اور منشاء ومشیت کے تحت کائنات میں تصرف فرماتا...

- سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری لکھتے ہیں:

اولیاء اللہ حق تعالیٰ کی طرف سے مدبران ملک اور جہاں برگزیدہ حضرات ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں حاکمان جہاں بنا کر اس کا حل وعقد بسط وکشاد ان کے ساتھ وابستہ کیا ہے الخ
(کشف المحجوب صفحہ نمبر ۱۷۰ طبع لاہور)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

لیکن، جو اولیاء مشکلات کو حل کرنے والے اور حل شدہ کو بند کرنے والے بارگاہ حق تعالیٰ کے لشکری ہیں وہ تین سو افراد ہیں ان کو اخیار کہتے ہیں۔ چالیس اور ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں اور سات اور ہیں ان کو ابرار کہتے ہیں اور چار اور ہیں ان کو اوتاد کہتے ہیں اور تین اور ہیں ان کو نقباء کہتے ہیں اور ایک وہ ہوتا ہے جسے غوث اور قطب بھی کہتے ہیں یہ سب وہ ہیں جو ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور معاملات اور امور میں ایک دوسرے کی اجازت کے محتاج ہیں۔ اس پر مروی صحیح حدیثیں ناطق ہیں۔ اور اہل سنت جماعت کا ان کی صحت پر اجماع ہے۔
(کشف المحجوب صفحہ نمبر ۳۰۶ طبع لاہور)

- مولوی محمد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

پس جو کچھ تغیرات وانقلابات عالم یا بنی آدم میں پیدا ہوتے ہیں کوئی بھی ان کی قدرت سے نہیں ہوتے اور نہ ہی ان میں بذاتہٖ کسی تصرف کی طاقت ہے بلکہ اللہ رب العزت نے ان کو تصرف عالم کے آثار کی قدرت عطا فرما کر بنی آدم کے کاروبار ان کے سپرد کردیے ہیں پس یہ بحکم خدا اپنی طاقت صرف کرتے اور گوناگوں تصرفات اور رنگارنگ تغیرات عالم کون میں ظاہر کرتے ہیں۔ الخ (منصب امامت صفحہ نمبر ۱۱۲)

- سید عبدالعزیز دباغ مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر غوث وقطب جو اصحاب تصرف ہیں جو کام یا تصرف بھی کرتے ہیں وہ اللہ ہی کے حکم سے کرتے ہیں۔

ان کے تصرف کرنے سے اللہ تعالیٰ کے متصرف ہونے کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ حق

تعالیٰ کی یہ صفت ازلی ابدی اور ذاتی ہے جبکہ اولیاء کی یہ صفت عطائی اور حادث ہے۔
(الابریز اردو ترجمہ تبریز معارف صفحہ نمبر ۱۴۱ ے مطبوعہ لاہور)

- حضرت سیدی ابومدین شعیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ملک الابدال من السماء الی الارض"۔ (بہجۃ الاسرار از علامہ شطنوفی (م ۷۰۳ھ)
آسمان سے زمین تک ابدال کی ملک ہے (اور وہ اللہ کے اذن اور مشیت کے تحت تصرف فرماتے ہیں)

- مولوی محمد اسماعیل دہلوی کہتا ہے:

یہ بلند منصب والے تمام عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوتے ہیں اور انہیں یہ کہنا پہنچتا ہے کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔ (صراط مستقیم صفحہ نمبر ۱۹۹ طبع لاہور)

- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

......دوسرے (اولیاء) وہ ہیں جن کے متعلق خدمت اصلاح معاش وانتظام امور دنیویہ ودفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن اللہ ان امور کی درستی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں، جن کو ہمارے عرف میں اہل خدمت کہتے ہیں اور ان میں سے جو اعلیٰ واقویٰ ہو وہ دوسروں پر حاکم ہوتا ہے اس کو قطب التکوین کہتے ہیں۔ اور ان کی حالت مثل حضرات ملائکہ ہوتی ہے جن کو مدبرات امر فرمایا گیا ہے۔ (التکشف صفحہ نمبر ۹۳ طبع دہلی)

عبارت نمبر ۸۱: "مصنف رضاخانی مذہب" لکھتا ہے:

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریقہ درود وسلام کا بتلایا ہے وہ بقول رضاخانیوں کے نامکمل ہے۔ لیکن جو ۱۲۸۱ھ میں ایجاد ہوا مکمل ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ نیا دین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ما انا علیہ واصحابی کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں مولوی احمد رضا خان بریلوی احکام شریعت میں لکھتے ہیں...... اذان کے بعد (یا پہلے) صلوٰۃ وسلام پڑھنا ۱۲۸۱ھ میں ایجاد ہوا۔ (احکام شریعت حصہ اول صفحہ نمبر ۱۳۲)، (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۳۲ حصہ دوم)

الجواب نمبر ۱: چونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے درود اور سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ (سورہ احزاب)

نماز کے علاوہ درود ابراہیمی میں سلام نہیں ہے۔ اس لئے اس سے خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل نہیں ہوتی، اور نماز کی حالت میں التحیات میں سلام آ جاتا ہے۔ نیز درود ابراہیمی نماز کیلئے مخصوص ہے جیسا کہ کتب حدیث سے ثابت ہے۔ اور علامہ شوکانی کا قول بھی گزر چکا ہے۔ اس لئے نماز کے باہر وہ درود شریف پڑھیں جس میں درود وسلام دونوں ہوں۔

الجواب نمبر ۲: مصنف مذکور لکھتا ہے کہ مولانا احمد رضا بریلوی کہتے ہیں کہ اذان سے قبل یا بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا ۱۲۸۱ھ میں شروع ہوا۔

مگر مولانا احمد رضا بریلوی نے اس درود شریف کی نشاندہی تو نہیں کی فقط درود وسلام کے پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اس بدطینت کا اشارہ درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی طرف ہے اور اس کا اس درود شریف کو بناوٹی کہنا مطالعہ کی کمی اور جہالت ہے۔ اس درود شریف کا پڑھنا جبرئیل امین، صحابہ کرام اور جلیل القدر اولیاء کرام سے ثابت ہے۔

- محدث ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوئے جہاں میں رونق افروز ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔
(بیان المیلاد والنبوی از محدث ابن جوزی صفحہ نمبر ۷۲ طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

- علامہ احمد شہاب بن محمد خفاجی مصری (م ۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں:

"الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" [1] (نسیم الریاض صفحہ نمبر ۴۵۷ جلد ۳ طبع ملتان)

- سیدنا حمزہ وجعفر رضی اللہ عنہما نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ کے بعد سب سے افضل وظیفہ یہ

[1] مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں: صلوٰۃ وسلام کے حکم کی تعمیل ہر اس صیغے سے ہو سکتی ہے جس میں صلوٰۃ وسلام کے الفاظ ہوں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعینہٖ منقول بھی ہوں بلکہ جس عبارت سے بھی صلوٰۃ وسلام کے الفاظ ادا کئے جائیں اس حکم کی تعمیل اور درود شریف کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے (معارف القرآن صفحہ نمبر ۲۲۳ جلد ۷ طبع کراچی) (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

ہے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔ (افضل الصلوات للنبہانی صفحہ نمبر ۱۱۰)

- مشہور بزرگانِ دین کے اسماء گرامی جو زیر بحث درود شریف پڑھتے رہے ہیں:

۱۔ حضرت جہانیاں جہاں گشت (م ۷۸۵ھ) علیہ الرحمۃ۔

۲۔ امام الاولیاء سید علی ہمدانی (م ۷۸۶ھ) علیہ الرحمۃ۔

۳۔ حضرت سلطان سید محمود ناصر الدین بخاری (م ۸۱۵ھ) علیہ الرحمۃ۔

۴۔ حضرت سید راجو ل قتال بخاری (۸۲۷ھ) علیہ الرحمۃ۔

۵۔ حضرت محمد ابو المواہب شاذلی (م ۸۸۱ھ) علیہ الرحمۃ۔

۶۔ صاحب تفسیر روح المعانی علامہ اسماعیل حقی آفندی (م ۱۱۳۷ھ) علیہ الرحمۃ۔

۷۔ سید شیخ برہان الدین ابراہیم الموہبی الشاذلی (م ھ) (نویں صدی ہجری کے مشہور بزرگ ہیں)۔

۸۔ حضرت اخوند درویزہ (م ۱۰۴۸ھ) علیہ الرحمۃ۔

۹۔ امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ۔

۱۰۔ شمس العارفین خواجہ شمس الدین سیالوی (م ۱۳۰۰ھ) علیہ الرحمۃ۔

۱۱۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری (م ۱۳۱۰ھ) علیہ الرحمۃ۔

۱۲۔ قطب عالم پیر مہر علی شاہ گولڑوی چشتی (م ۱۳۵۶ھ) علیہ الرحمۃ۔

۱۳۔ حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی علیہ الرحمۃ۔

۱۴۔ حضرت خواجہ محمد عظمت اللہ تو گیروی (م ۱۲۵۳ھ) علیہ الرحمۃ۔

۱۵۔ خواجہ سلطان محمود تو گیروی (م ۱۲۶۱ھ) علیہ الرحمۃ۔

۱۶۔ حضرت خواجہ غلام رسول تو گیروی (م ۱۲۸۳ھ) علیہ الرحمۃ۔

۱۷۔ حضرت خواجہ کمال الدین تو گیروی (م ۱۳۲۸ھ) علیہ الرحمۃ۔

۱۸۔ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی قدس سرہٗ (م ۱۳۴۸ھ) علیہ الرحمۃ۔

۱۹۔ حضرت مولانا امیر شاہ قادری گیلانی پشاوری علیہ الرحمۃ۔

۲۰۔ قطب عالم حضرت فضل شاہ قادری (م ۱۹۷۸ء) علیہ الرحمۃ۔

۲۱۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی فلسطینی (م ۱۳۵۰ھ) علیہ الرحمۃ۔

۲۲۔ قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی (م ۱۹۳۹ء) علیہ الرحمۃ۔

الزام نمبر ۸۷: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل درود (جو حجا مولانا احمد رضا بریلوی) پر لکھا گیا اللھم صل و سلم و بارک علیہ و علی المولی الھمام امام اھل السنۃ مجدد ملت رسول اللہ وارث علوم رسول اللہ سیدنا اعلیٰ حضرت الشیخ عبدالمصطفےٰ احمد رضا رضی اللہ عنہ۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۳۰ حصہ دوم)

الجواب: محققین علمائے اہل سنت سلف وخلف کے نزدیک غیر نبی پر درود مستقلاً منع اور حبعاً جائز ہے چونکہ عربی شجرہ میں حبعاً درود کا استعمال ہوا ہے اس لئے اس پر اعتراض کرنا کم علمی ہے۔

- امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ۔
وقالت طائفۃ یجوز حبعا مطلقاً ولا یجوز استقلالاً وھذا قول ابی حنیفۃ و جماعۃ۔

- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔
وقالت طائفۃ یکرہ استقلالاً لا حبعاً وھی روایۃ عن احمد۔

- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔
وحکی عن الامام مالک کما تقدم وقالت طائفۃ لا یجوز مطلقاً استقلالاً و یجوز حبعاً۔

(القول البدیع صفحہ نمبر ۵۵، از شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی ۹۰۲ھ)

رہا ''مصنف رضا خانی مذہب'' کا یہ لکھنا: مولوی حشمت علی بریلوی نے جب مریدوں کو شجرہ طریقت عطا کیا جس میں مذکورہ درود مذکور ہے اور وصیت فرمائی کہ ''قبر میں طاق بنا کر اس میں یہ درود رکھ دو، منکر نکیر دیکھ کر واپس چلے جائیں گے اور

سوال بھی نہ کریں گے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۳۰ حصہ دوم)

یہ سراسر مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ پر بہتان عظیم ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

ایک خواب اور اس کا جواب

(فقیر غلام جہانیاں معینی قریشی) نے دوسری رات پھر خواب دیکھا کہ شہر سے باہر خیمے نصب کئے ہوئے ہیں اور اعلان ہوا ہے کہ محبوب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، یہ غلام بھی دوڑا ہوا پہنچتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرۂ انور پر نقاب ڈالا ہوا ہے اس غلام نے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھے پر سوار کر لیا اور اپنے گھر لے آیا جس وقت حضور پلنگ پر تشریف فرما ہوئے، نقاب کھولا تو عین مولانا معین الدین کا چہرہ مبارک تھا۔ (نفت انقلاب صفحہ نمبر ۱۸۸، ۱۸۹)۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۳۵ حصہ دوم)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانیوں نے خواجہ معین الدین اجمیریؒ کی فضیلت ظاہر کرنے کیلئے اس من گھڑت واقعہ کا سہارا لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا ذرہ بھر خیال نہ کیا کہ ہم ولی اور حضور کے امتی کو بلند مقام دے کر پیغمبر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کر رہے ہیں الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۳۵ حصہ دوم)

جواب نمبر ۱: مصنف مذکور کو یہ پتہ بھی نہیں کہ اس میں خواجہ معین الدین علیہ الرحمۃ کا تذکرہ نہیں۔ بلکہ مولانا معین صاحب سجادہ نشین کوٹ مٹھن شریف والوں کا ذکر ہے۔ مولوی سعید احمد (دیوبندی) نے قارئین کرام کو دھوکا دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔

جواب نمبر ۲: مفتی عبدالقادر (دیوبندی) دارالعلوم کبیر والا (خانیوال) کے حالات میں لکھا ہے:

بندہ (مرتب) کے ایک ہم جماعت مولوی عبداللطیف نے خواب میں دیکھا کہ

لوگ دارالعلوم کی طرف دوڑے جا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ دارالعلوم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہوئے ہیں ظہر کا وقت ہے یہ بھی دوڑے، دارالعلوم کی مسجد میں پہنچے لوگوں کا بڑا ہجوم تھا ایک شخص نے اشارہ سے بتایا کہ وہ حضور علیہ السلام سنتیں ادا کر رہے ہیں۔ ہم نے غور سے دیکھا تو ہمیں وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حضرت مفتی صاحب نظر آئے۔ پھر لوگ کہنے لگے کہ حضرت مفتی صاحب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالکل ہم شکل ہیں الخ

(مختصر حالات مفتی عبدالقادر صفحہ نمبر ۳۵ طبع دارالعلوم کبیر والا ۲۰۰۳ء)

(ما هو جوابکم فهو جوابنا)

الزام نمبر ۸۸: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہاولپور آیا کرتے تھے''

اس کے بعد ''مصنف سید المرسلین'' کا واقعہ خود ان کی زبانی لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے: موسم گرما کی سخت گرم دوپہر کا وقت تھا، حسب استطاعت ڈاکٹروں اور طبیبوں سے علاج کروایا، مگر مایوسی ہی مایوسی نظر آئی۔ میں نے دل ہی دل میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا۔ بھری نگاہ سے مدینہ منورہ کی طرف دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بندہ کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے...... بستر کے گرد ایک چکر لگایا، سایہ رحمت سے نوازش فرمائی، چند ہدایات فرمائیں۔ بیماری کا نام و نشان نہ رہا الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۴۸ تا ۳۵۰ حصہ دوم)

الجواب: حضرت ابو سعید قیلوی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے شک انبیاء علیہم

(مولوی عبدالواحد نے ایک یہ خواب دیکھا کہ ایک جنازہ ہے اور اسکے پیچھے اتنا بڑا ہجوم جسے شمار کرنا بھی ممکن نہیں مخلوق جنازہ کے پیچھے دوڑ رہی ہے اور ہجوم بڑھتا ہی جا رہا ہے میں بھی اس ہجوم میں شریک ہو گیا اور لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے بتایا گیا کہ یہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنازہ ہے جسے لوگ تبرکا اور حصول برکت کیلئے کاندھا دینے کیلئے دوڑ رہے ہیں میں نے ہجوم سے کہا ذرا ٹھہرو ٹھہرو میں جناب رسول اکرم کے چہرہ انور کی زیارت کرنا چاہتا ہوں میری بے قراری پر جنازہ مبارک زمین پر رکھ دیا گیا اور ہجوم نعش مبارک کے قریب سمٹنے لگا میں نے چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی تو وہ بعینہ چہرہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا تھا

(حیات کشمیری صفحہ نمبر ۶۸ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

السلام کی ارواح آسمان اور زمین میں ایسا چکر لگاتی ہیں جیسے کے زمانہ میں ہوائیں الخ

(بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۳۰۷ مترجم طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

- علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً زندہ ہیں اپنے بدن اور روح کے ساتھ قبر میں اور سیر وتصرف فرماتے ہیں زمین وآسمان میں اور آپکے اندر کوئی تغیر نہیں ہوا۔

(تنویر الحلک صفحہ نمبر ۹ طبع ترکی)

- علامہ سخاوی (م ۹۰۲ھ) لکھتے ہیں اسی طرح کا ایک واقعہ ابن بشکوال نے عبدالواحد ابن زید سے روایت کر کے لکھا ہے فرماتے ہیں میں حج کے ارادہ سے گھر سے نکلا ایک شخص اٹھتے بیٹھتے آتے جاتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا تھا میں نے اس سے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کئی سال پہلے میں مکہ شریف کا ارادہ کر کے نکلا میرا والد بھی میرے ساتھ تھا، جب ہم واپس لوٹے تو کسی جگہ ہم نے قیلولہ کیا، میں سویا ہوا تھا ایک آنے والا آیا اور کہا اٹھو اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کو موت دے دی ہے اور اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا ہے۔ وہ کہتا ہے میں اٹھا پریشانی کے عالم میں، میں نے اپنے والد کے چہرہ سے کپڑا اٹھایا وہ مردہ تھا اور چہرہ بھی سیاہ تھا دیکھ کر مجھ پر رعب طاری ہو گیا۔ اسی قسم کی حالت میں مجھے پھر نیند آ گئی اچانک میں نے دیکھا کہ چار آدمی ہاتھوں میں گرز لئے ایک سر کی جانب ایک پاؤں کی طرف ایک دائیں اور ایک بائیں جانب کھڑا ہے تو فوراً ایک شخص سفید کپڑوں والے، خوبصورت چہرے والا آیا اس نے اس کو کہا ہٹ جاؤ پھر خود میرے والد کے چہرے سے کپڑا اٹھایا اپنا ہاتھ ان کے چہرے پر پھیرا پھر میرے پاس آیا اور کہا اٹھو اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کے چہرہ کو سفید کر دیا ہے۔ میں نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں تو کون ہے؟ اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ میں نے اپنے والد کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو وہ بالکل سفید تھا میں نے اس کو درست کر کے دفن کر دیا۔ (القول البدیع صفحہ نمبر ۴۱۶ مترجم طبع لاہور)

اسی کی مثل ایک واقعہ مولانا محمد زکریا سہارنپوری دیوبندی نے بھی فضائل درود میں

لکھا ہے۔

(ما هو جوابكم فهو جوابنا)

عبارت نمبر ۸۲: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت''

......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاک بیویوں اور اپنی آل اطہار کیلئے یہ جائز قرار دیا کہ وہ بحالت حیض وجنابت مسجد میں بیٹھیں۔ (مقام رسول صفحہ نمبر ۵۹۵)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

مذکورہ بات حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے ہرگز منقول نہیں۔ اسی قسم کی تمام لغویات رضاخانیوں کی ہی زبان بے لگام سے نکلا کرتی ہیں۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۵ حصہ دوم)

الجواب: مولانا منظور احمد فیضی لکھتے ہیں: کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ازواج مطہرات اور خاتون جنت کو بحالت عارضہ ماہانہ مسجد مبارک میں آنا جائز فرما دیا۔ (مقام رسول صفحہ نمبر ۳۶۳)

- اس کے بعد آپ نے درج ذیل احادیث نقل کی ہیں، جن کو ''مصنف رضاخانی مذہب'' شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر گیا ہے۔

۱۔ الا ان هذا المسجد لا يحل لجنب ولا لحائض الا للنبی صلی الله علیه وسلم وازواجه و فاطمة بنت محمد وعلی الا بینت لكم ان تضلوا۔ (طبرانی)

۲۔ و اخرج البيهقی عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا يحل هذا المسجد لجنب ولا لحائض الا لرسول الله صلی الله علیه وسلم و علی و فاطمه والحسن والحسين ۔ (الخصائص الكبرى صفحہ نمبر ۲۴۳ جلد ۲)

اور پیغمبر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول وفعل پر تمسخر اڑانا کفر ہے۔

(دیکھیے الشفاء از قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ علیہ)

عبارت نمبر ۸۳: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"بحالت جنابت مسجد میں"

رضا خانی ملاں منظور احمد فیضی حضور علیہ السلام اور حضرت علیؓ کی شان میں یوں گستاخی کرتے ہیں کہ

......"حضور صلی اللہ علیہ وسلم وحضرت علیؓ کیلئے بھی مباح کہ حالت جنب مسجد میں رہیں"۔ (مقام رسول صفحہ نمبر ۵۹۵)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانی اکابر چونکہ مساجد میں مخصوص کاروبار کرنے کے عادی ہیں اس لئے ایسی ایسی بکواس کر رہے ہیں الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۱۶ حصہ دوم)

الجواب: و اخرج البیهقی عن ام سلمة قالت قالﷺ رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یحل هذا المسجد لجنب ولا لحائض الا لرسول الله صلی الله علیه وعلی و فاطمه والحسن والحسین ۔ (خصائص کبریٰ صفحہ نمبر ۲۴۳ جلد ۲)

نیز مصنف مذکور کا یہ کہنا کہ رضا خانی اکابر چونکہ مساجد اللہ میں مخصوص کاروبار کرنے کے عادی[1] ہیں۔ اس لئے ایسی بکواس کر رہے ہیں الخ جھوٹ اور فریب کے سوا کچھ نہیں۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کلام پاک کو خط کشیدہ الفاظ سے تعبیر کرنا کفر ہے۔

عبارت نمبر ۸۴: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"بغیر رضا کے عورت سے نکاح"

رسوائے زمانہ رضا خانی ملاں منظور احمد فیضی لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ اختیار تھا کہ بغیر حق مہر اور بغیر گواہی کے عورت سے نکاح کرتے ،اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......"آپ کو یہ بھی اختیار تھا کہ بلا مہر و بلا ولی اور بغیر گواہ اور بغیر عورت کی رضا کے نکاح کر لینا"۔ (مقام رسول صفحہ نمبر ۵۵۱)

[1] المرء یقیس علی نفسہ ۔ (ابو الخلیل فیضی غفرلہ)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

قارئین کرام! رضا خانی ملاؤں کا امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر صریح بہتان ہے الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷۶ حصہ دوم)

الجواب: اخرج البیهقی فی سننه عن ابی سعید قال لا نکاح الا بولی وشهود ومهر الا ما کان النبی صلی الله علیه وسلم نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے نبی ہم نے آپ کیلئے آپ کی وہ بیویاں حلال فرما دیں جنہیں آپ ان کا مہر دے چکے ہیں اور (کنیزیں) جن کے آپ مالک ہیں جو اللہ نے غنیمت میں آپ کو عطا فرمائیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اور ایمان والی عورت اگر (بلا عوض) اپنے آپ کو نبی کیلئے دے دے اگر نبی اسے اپنے نکاح میں لینا چاہیں یہ حکم آپ کیلئے خاص ہے بغیر دوسرے مسلمانوں کے بے شک ہم جانتے ہیں جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر فرمایا ان کی بیویوں اور کنیزوں (کے بارے) میں (آپ کی یہ خصوصیت) اس لئے (ہے) کہ آپ پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ (البیان)

(سورۃ احزاب آیت نمبر ۵۰)

تشریح نمبر ۱: معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کیلئے اس مومنہ عورت کو حلال کیا جو بغیر مہر اور بغیر شروط نکاح اپنی جان آپ کو ہبہ کرے بشرطیکہ آپ اسے نکاح میں لانے کا ارادہ فرمائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس میں آئندہ کے حکم کا بیان ہے۔ کیونکہ وقت نزول آیت حضور کی ازواج میں سے کوئی بھی ایسی نہ تھیں جو ہبہ کے ذریعے مشرف زوجیت ہوئی ہوں۔ (تفسیر احمدی بحوالہ تفسیر خزائن العرفان)

تشریح نمبر ۲: یعنی نکاح بے مہر خاص آپ کیلئے جائز ہے۔ امت کیلئے نہیں۔ امت پر بہر حال مہر واجب ہے۔ (نور العرفان) اور جو عورت بخشے نبی کو اپنی جان یعنی بلا مہر کے نکاح میں آنا چاہے وہ بھی حلال ہے اگر آپ اس طرح نکاح میں لانا پسند کریں یہ اجازت خاص پیغمبر

کیلئے ہے...... پیغمبر پر سے اللہ تعالیٰ نے یہ مہر کی قید اٹھادی تھی برخلاف مؤمنین کے کہ ان کو نہ چار سے زائد کی اجازت نہ بدوں مہر کے نکاح درست۔ (تفسیر عثمانی صفحہ نمبر ۵۵۰)

عبارت نمبر ۸۵: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''بغیر رضا کے نکاح کریں''

رضاخانی ملاں منظور احمد فیضی لکھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی اختیار تھا کہ جس عورت کا جس مرد کے ساتھ بغیر عورت کی رضامندی کے نکاح کریں کر سکتے ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار تھا کہ جس عورت کا جس مرد سے چاہیں بغیر اس کی اجازت ورضا اور بغیر اس کے وارث کی اجازت کے نکاح کردیں''۔

(مقام رسول صفحہ نمبر ۵۵۱)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

میرے سنی بھائیو! مذہب اسلام میں اس بات کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا کہ بغیر عورت کی رضامندی کے نکاح جائز ہو الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۷ حصہ دوم)

الجواب: اہل سنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خداداد یہ اختیار اور ملکیت وتصرف حاصل ہے کہ جس عورت کا جس سے چاہیں نکاح کردیں نہ کوئی مسلم چوں کرسکتا ہے اور نہ کوئی مسلمہ چرا کرسکتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضامندی کو فوقیت و برتری حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے:

وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسوله امرا ان یکون لھم الخیرة من امرھم۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۳۶)

ترجمہ: ''اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ کسی مسلمان عورت کو یہ حق ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول ایک کام کا فیصلہ فرمادیں تو ان کیلئے اپنے (اس) کام میں کوئی اختیار ہو''۔ (البیان)

شان نزول: یہ آیت زینب بنت جحش اسدیہ اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش اور ان کی والدہ اُمیمہ بنت عبدالمطلب کے حق میں نازل ہوئی۔ اُمیمہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ واقعہ یہ تھا کہ زید بن حارثہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کیا تھا اور وہ حضور ہی کی خدمت میں رہتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب کیلئے ان کا پیام دیا۔ اس کو زینب نے اور ان کے بھائی نے منظور نہ کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضرت زینب اور ان کے بھائی اس حکم کو سن کر راضی ہوگئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید کا نکاح ان کے ساتھ کردیا۔

اس آیت و واقعہ سے معلوم ہوا کہ آدمی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہر امر میں (اگرچہ رشتہ کے بارہ میں بھی ہو) واجب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں اپنے نفس کا خود مختار نہیں۔

(۱)...... (تفسیر خزائن العرفان صفحہ نمبر ۶۷۴)

(۲)...... (تفسیر روح المعانی جلد ۲۲)

(۳)...... (تفسیر ابن جریر جلد ۲۲)

(۴)...... (تفسیر مظہری جلد ۷)

عبارت نمبر ۸۶: ''مصنف رضاخانی مذہب درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام''

رضاخانی ملاں منظور احمد فیضی حضور اقدس کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس عورت کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رغبت ہو جاتی تو اس عورت کے خاوند کیلئے ضروری تھا کہ اس کو طلاق دے تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس عورت سے نکاح کریں۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

......''جب آپ کو کسی شادی شدہ عورت سے رغبت ہو جائے تو اس کے خاوند پر لازم تھا کہ اس کو طلاق دے تاکہ حضور علیہ السلام اس عورت سے نکاح کرسکیں''۔

(مقام رسول صفحہ نمبر ۵۵۱)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

قارئین کرام! رضا خانیوں کو گستاخیوں میں داد دیجئے کہ پیغمبر دو عالم پر کس قدر الزام ہے الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷، حصہ دوم)

الجواب: ایک استفتاء کے جواب میں دیوبندی مکتبہ کے دارالعلوم کراچی نے جو کچھ لکھا ہے ہم اسے ہی نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

استفتاء: ایک صاحب علم نے امام عبدالوہاب شعرانی کی کتاب کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۹ مطبوعہ مصر کے حوالہ سے لکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ بلا مہر و بلا ولی اور بغیر گواہ اور بغیر عورت کی رضا کے نکاح کر لینا۔ نیز جب آپ کو کسی شادی شدہ عورت سے رغبت ہو جائے تو اس کے خاوند پر لازم تھا کہ اس کو طلاق دے تا کہ حضور علیہ السلام اس عورت سے نکاح کر سکیں۔ کیا یہ صحیح ہے یا غلط۔ ایک شخص (جو امام بھی ہے) مترجم ناقل پر اور کشف الغمہ پر اعتراض کرتا ہے کہ وہ شیعہ کی کتاب ہے کیا شعرانی شیعہ تھے یا سنی۔ اہل سنت و جماعت (حضرات دیوبند) کے نزدیک شعرانی معتقد ہیں یا نہیں۔ معترض کا اعتراض صحیح ہے یا غلط اگر غلط ہے تو کس درجہ۔ کیا اس معترض کے پیچھے نماز درست ہے۔ جس نے مذکورہ عبارت پر طعن و تشنیع کر کے ہنگامہ برپا کر رکھا ہے الخ

سائل عبدالعزیز رحمانی

۱۴ شوال ۱۳۹۵ھ

الجواب: حامداً ومصلیاً۔

علامہ شعرانی علماء اہل سنت و جماعت میں سے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے غلط نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے بلا مہر، بلا ولی، بغیر گواہ اور بغیر عورت کی رضا کے نکاح کا جائز ہونا آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔ علماء اہل سنت کا اس میں غالباً کوئی اختلاف نہیں۔ اسی طرح آپ کو کسی عورت سے رغبت ہونے کی صورت میں اس عورت کے شوہر پر طلاق دینا واجب ہونے کا مسئلہ بھی غلط نہیں ہے۔ علماء کی تصریحات کے علاوہ قرآنی آیت ان

اراد النبی ان یستنکحها خالصة لک من دون المؤمنین کا تقاضا بھی یہی ہے۔ بہر حال یہ مسائل صحیح ہیں غلط نہیں ہیں۔ معترض کا اعتراض غلط ہے۔ بے چارے معترض کو ان مسائل کا علم نہیں ہے۔ اس لئے یہ الجھن پیش آئی۔ چونکہ اعتراض علم عدم کی وجہ سے ہے اس لئے اس معترض کے پیچھے نماز درست ہے۔ لیکن آئندہ کو توبہ کرے۔ واللہ سبحانہ اعلم

کتبہ محمد عبدالغفار اراکانی عفاءاللہ عنہ

دارالافتاء دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴

۹۵/۸/۱۱ھ، الجواب صحیح محمد عاشق الٰہی

(مقام رسول صفحہ نمبر ۵۸۶)

بقول مفتی عبدالغفار دیوبندی مذکورہ بالا مسائل میں غالباً علماء اہلسنت کا کوئی اختلاف نہیں۔ معلوم ہوا ''مصنف رضا خانی مذہب'' اور درج ذیل علماء دیوبند جنہوں نے اس کتاب پر تصدیقات کی ہیں۔ دائرہ اہل السنت والجماعت سے خارج ہیں۔

۱۔ مولوی محمد شریف (سابق استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند، شیخ الحدیث خیر المدارس ملتان)۔

۲۔ مولوی قاضی شمس الدین (سابق مدرس دارالعلوم دیوبند، شیخ الحدیث جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ)۔

۳۔ مولوی محمد مالک کاندھلوی (شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)۔

۴۔ مولوی حبیب اللہ رشیدی (ساہیوال)۔

۵۔ مولوی عبیداللہ انور (لاہور)۔

۶۔ مولوی مفتی محمد عیسیٰ (استاذ الحدیث نصرۃ العلوم گوجرانوالہ)۔

۷۔ مولوی محمد دین (صدر مدرس جامعہ فضلیہ لاہور)۔

۸۔ پروفیسر نور الحسن خاں (پنجاب یونیورسٹی لاہور)۔

۹۔ مولوی ضیاء القاسمی (فیصل آباد)۔

۱۰۔ مولوی محمد اجمل خان (لاہور)۔

عبارت نمبر ۸۷: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو جلسہ کی طرف بلاتے ہیں''

رضاخانی ملاں بدنام زمانہ منظور احمد فیضی اپنی دستار بندی کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب ''مقام رسول'' میں امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بایں الفاظ توہین کرتا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......''ماہ شوال ۱۳۷۸ھ کا واقعہ ہے جس سال اس فقیر کی دستار بندی ہوئی رازیٔ دوران شیخ الحدیث حضرت قبلہ علامہ سیدی استاذی سید احمد سعید شاہ کاظمی مدظلہ العالی کے مدرسہ انوار العلوم ملتان کا سالانہ جلسہ تھا۔ حضرت مرشد کریم شاہ جمالی رحیم کے بعض مریدوں نے انوار العلوم کی مسجد میں نماز ادا کرتے ہوئے بحالت تشہد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدرسہ انوار العلوم سے جلسہ گاہ انوار العلوم باغ لانگے خاں کی طرف جاتے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک ہاتھ کے اشارہ سے لوگوں کو جلسہ کی شمولیت کیلئے بلاتے تھے۔ فللہ الحمد

(مقام رسول صفحہ نمبر ۵۶۳)، (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۳ حصہ دوم)

الجواب: اگر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلام پر کرم فرمائیں تو کوئی بعید بات نہیں۔ سینکڑوں ایسے واقعات اسلامی کتب معتبرہ میں منقول ہیں۔

- علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً زندہ ہیں اپنے بدن اور روح کے ساتھ قبر میں اور سیر وتصرف فرماتے ہیں زمین وآسمان میں اور آپ کے اندر کوئی تغیر نہیں ہوا۔

(تنویر الحلک صفحہ نمبر ۹ طبع استنبول (ترکی))

- امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ کسی ولی کی حکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ کسی فقیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو اس فقیہ نے ایک حدیث بیان کی۔ ولی نے اس فقیہ سے فرمایا یہ حدیث باطل ہے۔ فقیہ نے کہا تجھے کیسے پتہ چل گیا کہ یہ حدیث باطل ہے ولی نے

فرمایا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے سر پر قیام فرما ہیں، اور فرما رہے ہیں یہ حدیث میں نے نہیں کہی۔ پھر فقیہ سے بھی پردے ہٹا لئے گئے، چنانچہ اس فقیہ نے بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھا (الحاوی للفتاویٰ صفحہ نمبر ۳۱۴ جلد ۲ طبع فاروقی کتب خانہ ملتان)

الزام نمبر ۸۹: ''مصنف رضاخانی مذہب'' لکھتا ہے: یہی نظریہ حلول آج نام نہاد دین تصوف کی رگوں کا خون بنا ہوا ہے اور اسی نظریے کی بنا پر بریلوی کہتے ہیں۔

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفےٰ ہو کر

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۸۳ حصہ دوم)

الجواب: یہ شعر کسی مقتدر عالم دین اہل سنت کا نہیں، اس لئے اس کی نسبت ہماری طرف کرنا کذب بیانی ہے۔

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا چہرۂ انور جمال الٰہی کا آئینہ ہے اور اس کے غیر متناہی انوار کا مظہر ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول)

غرض حضور علیہ الصلوۃ والسلام عکس ہیں انوار ربانی کے اور ظل ہیں تجلیات وکمالات الٰہیہ کے، ہاں معاذ اللہ حلول وغیرہ کا تخیل پیدا نہ کریں۔ کیونکہ آئینہ میں اصل خود حلول نہیں کر سکتا اس کا عکس اور ظل جلوہ گر ہوتا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ اور اس کا جواب

''منصف رضاخانی مذہب'' نے رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۳۰۵ حصہ دوم پر جو فتویٰ نقل کیا اس کا جواب یہ ہے:

اللہ تعالیٰ کی طرح مخلوق کی صفات کو ذاتی، قدیم اور لامتناہی مان کر ان سے استعانت وامداد طلب کرنا اور یہ سمجھنا کہ وہ ذاتی طور پر لامتناہی علم غیب جانتے ہیں واقعی کفر

ہے۔ اگر مظہر عون الٰہی اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں کو (جس قدر اس نے ان کو عطا کی ہیں) مدنظر رکھتے ہوئے ان سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی مشیت کے تحت امداد فرماتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کرام کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ متناہی، عطائی اور حادث علم غیب جانتے ہیں عین راہ حق ہے۔

الزام نمبر ۹۰: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''رضاخانی ملاؤں کی شہادت''

......''ساٹھ سال تک آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی نجات آخرت کا علم نہیں تھا''۔ (العیاذ باللہ) (رسالہ وما ادری صفحہ نمبر ۶ مصدقہ مولوی ابوالبرکات و مولوی ابوالحسنات لاہور)

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۳۰۷ حصہ دوم)

الجواب: صاحب رسالہ ''وما ادری'' ان منکرین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں جو یہ کہتے ہیں: ساٹھ سال تک آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی نجات اخروی کا علم نہیں تھا۔ منکرین کے قول کو ''صاحب رسالہ وما ادری'' کا قول کہہ کر ایک سنی عالم دین پر طعن و تشنیع کرنا سراسر قارئین کرام کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''من غش فلیس منا''۔ (الجامع الصغیر صفحہ نمبر ۱۷۵ جلد ۲)

''جو کسی مسلمان کو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں''۔

- قطب عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی فرماتے ہیں:

نیز اس شرح عقائد میں ہے جو شخص حبیب ازلی اور شاہد لم یزلی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انما انا بشر مثلکم، و ما ادری مایفعل بی ولا بکم و قل انی الخ اور اس کے نظائر وامثال پر نظر کرکے تمام انسانوں کے برابر خیال کرے اور عقیدہ رکھے وہ گمراہ ہے اور گمراہ کرنے والا ہے وہ اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ مثلکم کے بعد یوحی الی نے کس قدر امتیاز پیدا کر دیا ہے اور وما ادری اور لا املک تو باعتبار ذات نفس ذات وارد ہوئی ہیں ورنہ اگر اللہ کی وحی کرنے کا لحاظ کیا جائے اور اعلام الٰہی کو مدنظر رکھا جائے اور تملیک الٰہی کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو علم مایفعل بی

ولا بکم بھی حاصل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے مالک بنانے کا لحاظ کرنے سے ضرر اور رشد کا ملک بھی واضح ہے۔ (اعلاء کلمۃ اللہ صفحہ نمبر ۱۷۹)

(نوٹ) کرامات غوثیہ ہمارے نزدیک معتبر کتاب نہیں ہے ہم اس میں سے صرف وہ باتیں مانتے ہیں جن کا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ''زبدۃ الآثار'' میں ذکر کیا ہے۔

(صفحہ نمبر ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳ کا جواب مکمل ہوا)

شعر: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''مختار کل کون''

خدا جس کو پکڑے چھڑا لیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو پکڑیں چھڑا کوئی نی سکدا

جاہلانہ تبصرہ اور اہل سنت پر الزام

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مختار کل ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ پکڑیں تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو چھڑا لیں گے اور جس کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پکڑ لیں تو اس کو خدا تعالیٰ بھی نہیں چھڑا سکتے کیونکہ حق تعالیٰ کا اپنے پیغمبر کے آگے بس نہیں چلتا۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۳۱۶ حصہ دوم)

الجواب نمبر ۱: مصنف مذکور نے اہل سنت کی طرف جو عقیدہ منسوب کیا ہے کذب بیانی اور دروغگوئی پر مبنی ہے۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

الجواب نمبر ۲: شاعر کہتا ہے کہ اگر کسی مسلمان کا بروز محشر گناہوں کا پلڑا جھک گیا اور اسے سزا کا حکم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دربار خداوندی میں اس کی شفاعت کرکے اس کی سزا کو منسوخ کرا دیں گے۔ اور وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے لوگ قیامت کے دن سفارش کریں گے۔ انبیاء، پھر علماء، پھر شہداء۔

(رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۸۷ جلد ۳ مترجم)

- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا گزشتہ رات میں نے ایک عجیب منظر دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ میرا ایک امتی پل صراط پر کبھی گھٹنوں کے بل اور کبھی پیٹ کے بل رینگ کر چل رہا ہے اور کبھی نیچے لٹک جاتا ہے پس اس کا درود مجھ تک پہنچا (جو دنیا میں مجھ پر پڑھا کرتا تھا) پس میں نے اس کے ہاتھ سے پکڑا اور پل صراط پر سیدھا قائم کر دیا حتیٰ کہ وہ صحیح وسلامت (پل صراط) سے گزر گیا۔ (القول البدیع صفحہ نمبر ۲۱۹ مترجم طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ارشاد فرمایا: (قیامت کے دن) حضرت آدم علیہ السلام پکاریں گے یا احمد یا احمد! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے، لبیک اے ابوالبشر، آدم علیہ السلام کہیں گے آپ کا یہ امتی دوزخ میں جا رہا ہے پس میں بڑی چستی کے ساتھ تیز تیز فرشتوں کے پیچھے چلوں گا اور کہوں گا اے میرے رب کے فرستادو! ٹھہرو وہ کہیں گے ہم سخت فرشتے ہیں جس کا ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے ہم وہی کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم ملا ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے اے میرے پروردگار کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا ہے کہ تو مجھے اپنی امت کے بارے میں رسوا نہ کرے گا عرش سے ندا آئے گی اے فرشتو! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو اور اسے لوٹا دو پھر میں اپنی گود سے سفید کاغذ انگلی کے پورے کی مانند نکالوں گا اور اسے دائیں میزان کے پلڑے میں ڈال دوں گا اور میں کہوں گا بسم اللہ! پس وہ نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ آواز آئے گی خوش بخت ہے سعادت یافتہ ہو گیا۔ اور اس کا میزان بھاری ہو گیا ہے اسے جنت میں لے جاؤ۔ (مفہوماً) (القول البدیع صفحہ نمبر ۲۱۶ مترجم طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

(نوٹ) گو اس کی سند میں کلام ہے مگر ضعیف ہے موضوع نہیں اور بقول امام سخاوی کے شیخ الاسلام ابوزکریا النووی "الاذکار" میں لکھتے ہیں کہ علماء حدیث (یعنی محدثین) اور فقہاء وغیرہ فرماتے ہیں کہ فضائل، اعمال، ترغیب اور ترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز اور مستحب ہے بشرطیکہ وہ موضوع نہ ہو۔ (القول البدیع صفحہ نمبر ۴۴۰ مترجم)

دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی تنقیص رسالت کا مرتکب ہو تو اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ درمختار باب المرتدین میں ہے کہ جو کوئی شان خداوندی میں گستاخی کرے وہ کافر ہے واجب القتل ہے مگر توبہ کرلے تو توبہ سے معافی ہو جائے گی، لیکن جو شخص بارگاہ رسالت میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور اگر بعد میں توبہ بھی کرے تو بھی قتل کیا جائے گا، کیونکہ وہ حق اللہ تعالیٰ کا تھا اور یہ حق نبی اور توبہ سے حق اللہ معاف ہوتا ہے نہ کہ حق عبد[1]۔
(شان حبیب الرحمٰن صفحہ نمبر ۹۷)

مدائح اعلیٰ حضرت، اور باغ فردوس کے اشعار کا جواب

(جو حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی شان میں کہے گئے ہیں)

- حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
اس میں ذرہ بھر کلام نہیں ہے کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مرکز ولایت ہیں اولیاء اللہ میں ان کو برتری حاصل ہے ان کی برکات کا آفتاب روز حشر تک ضیاباریاں کرتا رہے گا۔
(تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۲۱ طبع لاہور ۱۹۵۸ء محمد دین کلیم)

- حضرت شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا۔ اگرچہ عبدالقادر (علیہ الرحمۃ) ابھی نوجوان ہیں مگر میں ان کے سر پہ دو جھنڈے لگے دیکھ رہا ہوں یہ جھنڈے ولایت کے ہیں ان جھنڈوں کی فرمانروائی تحت الثریٰ سے لے کر ملک اعلیٰ تک ہے میں نے اپنے کانوں سے ملکوت اعلیٰ پر سنا کہ انہیں ان القابات سے نوازا جاتا ہے جن سے صدیقین کو نوازا جاتا ہے۔
(زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۷ طبع لاہور ۱۳۰۲ھ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

- شیخ عارف سنجاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تمام عالم کے سردار اور تمام اولیاء میں منفرد ہیں، اور آپ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عالم موجودات اور نظام تکوینی میں تصرف کے

[1] درمختار علی الرد المحتار صفحہ نمبر ۳۰۰ جلد ۳ طبع استنبول (ابو جلیل فیضی غفرلہ)

اختیارات عطا فرمائے ہیں وہ شخص خوش قسمت ہے اور بشارت ہے اس کیلئے جو آپ کی صحبت میں بیٹھا، یا جس کے قلب میں آپ کا تصور آیا۔ (قلائد الجواہر محمد یحییٰ تاذفی صفحہ نمبر ۹۳ طبع کراچی ۱۹۷۸ء)

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شیخ ابوالبرکات بن صخر اموی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ حضرت سید عبدالقادر گیلانی ہر ولی کے ظاہری و باطنی احوال پر نظر رکھتے ہیں کوئی ولی اللہ اپنے ظاہری و باطنی احوال میں آپ کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتا۔ (زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۳۹ طبع لاہور)

- عارف باللہ ابراہیم غارب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہمارے سرتاج محققین کے شیخ صدیقین کے امام، عارفین کے محبوب اور سالکین کے پیشوا ہیں۔ (خلاصۃ المفاخر صفحہ نمبر ۱۸۰ امام یافعی)

- حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

راہ ولایت میں فیوض و برکات جس کو بھی ہو خواہ وہ اقطاب و نجباء ہوں آپ (سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) کے واسطہ ہی سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ اور کسی کو میسر نہیں ہوا۔ (مکتوبات جلد ۳ مکتوب نمبر ۱۲۳)

- شیخ قدوۃ ابی سعید قیلوی (م ۵۵۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ میں چند انبیاء کرام اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کئی بار جناب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں تشریف فرما دیکھ چکا ہوں۔ جس طرح آقا اپنے غلاموں کو شرف بخشتے ہیں۔

(۱) ..... (زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۹۵ طبع لاہور)

(۲) ..... (بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۳۷ طبع لاہور)

- حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ ابو رضا محمد بن احمد بغدادی المعروف بالمفید نے شیخ ابو سعید علیہ الرحمۃ سے قطب کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: قطب وہ شخص ہے جس پر زمانہ کی ولایت ختم ہو،

ولایت کے تمام بوجھ اس کی لپیٹ میں ہوتے ہیں اور تمام کائنات کے انتظام و انصرام آپ کے ذمہ ہوتا ہے۔

میں نے پوچھا کہ زمانہ حاضر کا قطب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ۔ (نزہۃ الخاطر الفاتر صفحہ نمبر ۹۶ طبع فیصل آباد)

- حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرو اس وقت تم میرے متعلق بارگاہ ایزدی میں سوال کیا کرو، جو کوئی شخص مصائب و مشکلات میں مجھے پکارتا ہے اس کی مصیبت اور مشکل فوراً دور ہو جاتی ہے اور جو شخص مجھے وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ میرے وسیلے سے اس کی مشکل حل کر دیتا ہے۔ (زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۱۱۵ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

- مولوی محمد احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں:

حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب امام الاولیاء محی الملۃ والدین غوث اعظم ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی حسنی قدس سرہ سلسلہ قادریہ کے بانی اور سرخیل اولیاء کرام ہیں جو مقام غوثیت اور مقام قطبیت اور مقام فردانیت سے عروج کر کے مقام محبوبیت تک پہنچے ہوئے ہیں۔ (غوث اعظم صفحہ نمبر ۵ ناشر تبلیغی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۸ء)

نیز لکھتے ہیں صاحب لمحات نے لکھا ہے کہ چار اولیاء ہیں جو اپنے مزارات میں زندہ بزرگوں کی طرح روحانی تصرف میں مشغول رہتے ہیں۔ مخلوق خدا کی اصلاح و ہدایت کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ ایک حضرت معروف کرخی دوسرے شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی تیسرے شیخ عقیل منجی چوتھے شیخ حیات حرانی رحمۃ اللہ علیہم۔
(غوث اعظم صفحہ نمبر ۵ ناشر تبلیغی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۸ء)

صاحب مدائح اعلیٰ حضرت اور صاحب باغ فردوس نے بزرگان دین کے انہی ارشادات کو نظم کی صورت میں پیش کیا ہے۔ نیز مولوی احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی کے تاثرات نقل کر دیئے ہیں۔

"مدائح اعلیٰ حضرت" اور "باغ فردوس" میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شان میں کہے ہوئے اشعار کا جواب

علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی اپنے پیر و مرشد میاں جیو نور محمد جھنجانوی کی شان میں لکھتے ہیں:

سرور عالم شہ دنیا و دیں ...... عاشق و معشوق رب العالمین
بانی دریائے توحید خدا ...... مظہر حق ، مصدر سرِّ خدا
واقف اسرار حق دانائے راز ...... بے نیاز عالم سے حق سے بانیاز
شاہ دیں سرخیل جملہ اولیاء ...... تاج بخش اصفیاء و اتقیاء
اختر چرخ جدیٰ ماہ عطا ...... بحر علم معرفت نجم الہدیٰ
قبلہ ارباب و اصحاب یقیں ...... کعبہ عباد و زہاد و اہل دیں
یعنی پیر اور مرشد اور مولیٰ مرے ...... حضرت نور محمد نیک پے
حضرت نور محمد اولیاء ...... پیر و مرشد ہیں مرے اور رہنما
ہیں وہ بے شک مظہر انوار حق ...... سر سے پا تک مصدر انوار حق
دیکھ تک جلوہ ذرا اس نور کا ...... جس سے ہیں پر نور یہ ہر دوسرا
سارے عالم پر ہے اس کا پرتو ...... کون سی جا وہ نہیں جلوہ نما
جس کے سر پر خاص سایہ اس کا ہو ...... ملک غیبی کا ہوا سلطان وہ
دیکھ لے ہے چشم دل کی کھول کر ...... ہر جگہ نور محمد جلوہ گر
چاہیے تجھ کو اگر وصل خدا ...... سایہ نور محمد میں تو آ
گرچہ یہاں سے کر گئے ہیں انتقال ...... فیض باطنی ہے ویسے ان کا بحال
۱۲۵۹ھ میں کرکے انتقال ...... اس جہاں سے چل بسے باذوالجلال
جس کو ہو وے شوق دیدار خدا ...... ان کے مرقد کی کرے زیارت وہ جا

اعتقاد دل سے جو جاوے وہاں ...... اس پہ سب اسرار باطن ہوں عیاں
دیکھتے ہی اس کے مجھ کو ہے یقیں ...... اس کو ہو دیدار رب العالمین
کرتے ہی زیارت مزار پاک کی ...... ہوویں ظاہر اس پہ اسرار خفی
کیوں پھرے ہے جا بجا سر مارتا ...... سایہ نور محمد میں تو آ

....

نیر برج کرم ماہ عطا ...... گوہر درج نعم بحر سخا
صاحب ارشاد و تلقین ہدا ...... عاشق رب نائب خیر الوریٰ
عالم و زاہد ولی اہل مقام ...... متقی و پارسا و نیک نام
یعنی ہیں حافظ محمد ضامن اب ...... فیض کی طالب ہے جن سے خلق سب

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۱۸، ۱۵، ۱۵۹)

دامن کو ذرا دیکھ

مولوی رشید احمد گنگوہی کی وفات پر مرثیہ

از قلم مولوی محمود الحسن کے چند اشعار

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی
زباں پر اہل اہوا کی ہے کیوں اُعل ہبل شاید
اُٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی
قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی
خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولا مرے ہادی تھے بے شک شیخ ربانی

جدھر کو آپ مائل تھے اُدھر ہی حق بھی دائر تھا
میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

چھپائے جامہ فانوس کیوں کر شمع روشن کو
تھی اس نور مجسم کے کفن میں وہی عریانی

شہید وصالح وصدیق ہیں حضرت باذن اللہ
حیات شیخ کا منکر ہو جو ہے اس کی نادانی

وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت
تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

رہے منہ آپ کی جانب تو بعد ظاہری کیا ہے
ہمارے قبلہ و کعبہ ہو تم دینی و ایمانی

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ارنی میری دیکھی بھی نادانی

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا سیف قضائے مبرم

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

پھرتے تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی

''مصنف رضا خانی مذہب'' مندرجہ بالا مرثیہ گنگوہی کے اشعار بار بار پڑھ کر جواب دے کیا یہ اشعار درست ہیں؟

<u>عبارت نمبر ۸۸:</u> ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وزیر اعظم ہیں''

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے وزیر اعظم ہیں، اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......''مگر اس کلمہ محمد کو اللہ کے ساتھ بہت ہی مناسبت ہے......جس سے معلوم ہوا کہ رب سلطان اور محمد رسول اللہ وزیر اعظم ہیں''۔ (شان حبیب الرحمٰن صفحہ نمبر ۱۴۱)

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۳۵ حصہ دوم)

<u>الجواب:</u> مصنف مذکور نے ''شان حبیب الرحمٰن'' سے عبارت نقل کرتے وقت خیانت سے کام لیا ہے، مکمل عبارت ملاحظہ ہو۔

کلمہ محمد حضور علیہ السلام کا اسم ذاتی ہے اور باقی اسمائے طیبہ اسمائے صفاتیہ جیسے کلمہ اللہ، خدا کا اسم ذاتی، باقی اسماء صفاتیہ ہیں، مگر اس کلمہ محمد کو اللہ کے ساتھ بہت ہی مناسبت ہے۔ محمد میں حرف چار ہیں، اللہ میں بھی چار، محمد میں تشدید ایک، اللہ میں بھی ایک، مگر لفظ اللہ کی تشدید پر الف ہے اور یہاں نہیں جس سے معلوم ہوا کہ رب سلطان اور محمد رسول اللہ وزیر اعظم، پھر اللہ بولو تو دونوں لب علیحدہ علیحدہ ہو جائیں اور محمد بولو تو نیچے کا ہونٹ اوپر سے مل جاوے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی ذات بلند و بالا کہ ہم بندوں کی وہاں تک رسائی ناممکن مگر محمد رسول اللہ ان نیچوں کو اس بلند و بالا تک پہنچانے والے ہیں۔ (شان حبیب الرحمٰن صفحہ نمبر ۱۴۱)

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق اور نائب کل ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں (چونکہ ماذون من اللہ ہیں)۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ نمبر ۳۱۵ فارسی)

- حضرت قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انبیاء و رسل اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں جو کہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے احکامات، منہیات اور وعدہ وعید پہنچاتے ہیں اور انہیں وہ باتیں بتاتے ہیں جو وہ نہیں جان

سکتے۔ (الشفاء (مترجم) صفحہ نمبر ۱۲۱ جلد ۲ طبع لاہور)

قارئین کرام!

حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے عوام الناس کو پیش نظر رکھتے ہوئے "خلیفہ مطلق اور نائب کل" کا ترجمہ وزیر اعظم کیا ہے۔

عبارت نمبر ۸۹: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"گجرات شہر کو مدینہ منورہ بنادیں"

رضاخانی ملاں احمد یار گجراتی لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو گجرات شہر کو مدینہ منورہ بنا دیتے، اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

......"حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جسے جو چاہیں بنادیں اگر چاہیں تو گجرات (شہر) کو مدینہ بنادیں"۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۵۳۸ جلد ۸)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضاخانیوں کا خیال ہے کہ مدینہ منورہ گجرات شہر میں ہونا چاہیے تھا تاکہ یہ لوگ روضہ کے مجاور بن کر خانقاہی کرشمے دکھا سکتے۔ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رضاخانی عقیدے کے مطابق (نعوذ باللہ) بہت بڑی غلطی کی ہے الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۶ حصہ دوم)

الزام کا جواب: مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی ایک حدیث کی شرح کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب مختاریت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

غزوہ بدر میں شریک ہونے والے حضرات ان صحابہ سے افضل ہیں جو شریک نہ ہوئے۔ خیال رہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بدر میں حکماً شریک تھے (یعنی بنفس نفیس موجود نہ تھے)۔ کہ اُن کا گھر اُن کیلئے میدان بدر بنادیا تھا کیونکہ وہ حضور علیہ السلام کے حکم سے گھر میں رہے جناب رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیمارداری کیلئے (مگر پھر بھی ان کا شمار بدری صحابہ میں ہوتا ہے) (معلوم ہوا کہ) حضور جسے جو چاہیں بنادیں، اگر چاہیں تو گجرات کو

(اللہ تعالیٰ کے اذن اور مشیت کے تحت) مدینہ بنادیں ہر مومن کی قبر انشاء اللہ مدینہ (راحت کا گھر) ہوگی۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۵۳۸ جلد ۸ نعیمی کتب خانہ گجرات)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہیں تو گجرات شہر کو مدینہ منورہ بنا دیں کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق اور خلیفہ اعظم ہیں اور اس بیان سے فقط آپ کا منصب مختاریت ظاہر کرنا مقصود ہے۔ اس عبارت سے یہ اخذ کرنا کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ گجرات میں ہونا چاہیے تھا سراسر دروغگوئی کذب بیانی اور بہتان عظیم ہے۔

دامن کو ذرا دیکھ

محمد اقبال دیوبندی (ساکن مدینہ منورہ) لکھتے ہیں:

۱۰ر جمادی الاوّل ۱۴۰۱ھ/ ۲۷ر مارچ ۱۹۸۰ء آج بعد عشاء ایک بزرگ نے روضہ اقدس پر صلوٰۃ وسلام کے بعد حضرت (مولانا محمد زکریا) کی صحت اور رمضان شریف کے بارے میں جہاں خیر ہو وہاں کیلئے دعا اور توجہ کیلئے عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکوت فرمایا تھوڑی دیر بعد موصوف نے پھر عرض کیا اور یہ بھی کہ ان کے (حضرت شیخ) دل میں پاکستان آ رہا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دل میں تو اللہ ہی کی طرف سے آرہا ہے۔ موصوف نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی طرف سے بھی کچھ چاہیے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسی دُعا فرمائی شروع کردی۔ کافی دیر تک متجدد ہے اور پھر فرمایا "رحلۃ الکبیر الی باکستان ان شاء اللہ" اس عبارت کو دو تین بار بہت سنجیدگی سے فرمایا۔ پھر جیسے فیصل آباد کا دار العلوم نظر آیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ٹکڑا تو رمضان میں انشاء اللہ ریاض الجنۃ بن ہی جائے گا گوڈکر کثیر کی طرف اشارہ فرمایا الخ

(بہجۃ القلوب صفحہ نمبر ۳۹ مرتبہ محمد اقبال طبع لاہور ۱۴۰۱ء)

● ۲۳ر رجب ۱۴۰۱ھ، ۶ر جون ۱۹۸۰ء آج بعد عشاء عزیز عبد الحفیظ نے صلوٰۃ وسلام کے بعد میری (حضرت شیخ) طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یہاں حرمین

کا رمضان چھوڑ کر پاکستان (فیصل آباد) اس لئے جا رہا ہوں کہ وہاں جا کر لوگوں کو اللہ اور اس کے حبیب کا نام لینا آ جائے اس کیلئے دعا فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس سے بڑھ کر کون سا کام ہو سکتا ہے پھر فرمایا کہ حرمین کا ثواب تو انشاء اللہ کہیں گیا نہیں۔ پھر بہت دیر تک دعا فرماتے رہے الخ (بہجۃ القلوب صفحہ نمبر ۲۱ طبع لاہور ۱۴۰۱ھ)

"مصنف رضاخانی مذہب" ذرا خط کشیدہ الفاظ کو پڑھیں کیا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام مختاریت ثابت نہیں ہوتا۔

عبارت نمبر ۹۰: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"فرشتے عورتوں سے صحبت کرتے ہیں"

اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے بارے میں بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ فرشتے انسانوں کی طرح کھاتے پیتے اور عورتوں سے ہمبستری بھی کرتے ہیں، اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

"......فرشتے شکل انسانی میں آکر کھاتے پیتے بلکہ (عورتوں سے صحبت بھی کرسکتے تھے)"۔ (مراۃ المناجیح صفحہ نمبر ۲۲ جلد اول)، (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۱ حصہ دوم)

الجواب: حضرت قبلہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ حدیث جبرئیل کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت جبرئیل کے بال کالے کپڑے سفید (چٹے) ہونا شکل بشری کا اثر تھا ورنہ وہ خود نوری ہیں لباس اور سیاہ بالوں سے بری ہاروت و ماروت فرشتے شکل انسانی میں آکر کھاتے پیتے بلکہ صحبت بھی کرسکتے تھے عصا موسوی سانپ کی شکل میں ہو کر سب کچھ نگل گیا تھا ایسے ہی ہمارے حضور نوری بشر ہیں کھانا پینا نکاح اس بشریت کے احکام تھے روزہ وصال میں نورانیت کی جلوہ گری ہوتی تھی بغیر کھائے پیئے عرصہ در ہو گزار لیتے تھے آج صدہا سال سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر کھائے پیئے آسمان پر جلوہ گر ہیں یہ نورانیت کا ظہور ہے۔
(مراۃ المناجیح صفحہ نمبر ۲۲ جلد اول)

ہاروت و ماروت کے قصہ کو جلیل القدر صحابہ کرام تابعین اور مفسرین سلف وخلف نے نقل کیا ہے حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

ہاروت ماروت کا یہ قصہ تابعین میں سے بھی اکثر لوگوں نے بیان کیا ہے جیسے مجاہد، سدی، حسن بصری، قتادہ، ابو العالیہ، زہری، ربیع بن انس، مقاتل بن حیان وغیرہ وغیرہ رحمہم اللہ اجمعین اور محققین اور مفسرین نے بھی اپنی اپنی تفسیروں میں اسے نقل کیا ہے لیکن اس کا زیادہ تر دارومدار بنی اسرائیل کی کتابوں پر ہے کوئی صحیح مرفوع متصل حدیث اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں اور نہ قرآن کریم میں اس قدر بسط و تفصیل ہے۔ پس ہمارا ایمان ہے کہ جس قدر قرآن میں ہے صحیح اور درست ہے اور حقیقت حال کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ (قرآن کریم کے ظاہری الفاظ، مسند احمد، ابن حبان (بیہقی وغیرہ کی مرفوع حدیث، حضرت علی، حضرت ابن عباس) ابن مسعود وغیرہ کی موقوف روایات، تابعین وغیرہ کی تفاسیر وغیرہ ملا کر اس واقعہ کی بہت کچھ تقویت ہو جاتی ہے اس میں کوئی محال عقلی ہے نہ اس میں کسی اصول اسلامی کا خلاف ہے۔ پھر ظاہر ہے بے جا ہٹ اور تکلفات اٹھانے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ واللہ اعلم (فتح البیان)، (تفسیر ابن کثیر مترجم صفحہ نمبر ۱۳۷ جلد اول طبع لاہور)

عبارت نمبر ۹۱: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"ابلیس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی آواز نکال سکتا ہے"

مولوی احمد رضا بریلوی کے خلیفہ رضاخانی ملاں احمد یار گجراتی لکھتے ہیں کہ "شیطان اپنی آواز حضور کی آواز کے مشابہ کرسکتا ہے"۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۳)، (مواعظ نعیمیہ جلد ۲)

جواب: اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ لیکن راقم کے نزدیک یہ صحیح نہیں۔ اس سلسلہ میں جو مختلف روایات پائی جاتی ہیں۔ ان میں اضطراب ہے جو کہ قابل استدلال نہیں۔ نیز ان روایات میں ایسی روایات موجود ہیں جو کہ مجاہیل اور متہم بالکذب ہیں۔ طوالت کے پیش نظر مختصر اور جامع و مدلل جواب دینے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

علامہ خفاجی حنفی (م ۱۰۶۹ھ) علیہ الرحمۃ شرح شفا میں لکھتے ہیں:

(۱)۔ (واکثر الطرق) التی روایات منها (عنهم فیها) ای فی هذه القصة

(واهيه) ساقطة الخ۔

(۲)۔ واختلاف كلماته، هو قريب من الاضطراب الخ۔

(۳)۔ وفي سيرة مغلطائي: ان الشيطان القاه في امنيته كما ذكره الكلبي عن باذان عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما، وقد قالوا: انه باطل نقلاً و عقلاً وسيائي مافي سنده۔

(۴)۔ کلبی کے متعلق علامہ جرجانی اور ابن معین فرماتے ہیں:

انه يضع الاحاديث و كذاب لايحتج به۔

(۵)۔ محدث بزار فرماتے ہیں:

انه كذاب وضاع لايوثق به (نسیم الریاض صفحہ نمبر ۲۶۲ تا ۲۶۴ جلد ۵ طبع بیروت ۱۴۲۱ھ)

(نوٹ): علماء سے سہو ہو جانا ممکن ہے مگر اس وجہ سے ان پر طعن کرنا بدبختی ہے۔ نیز مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ کو مولانا احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کا خلیفہ لکھنا سراسر بہتان تراشی اور کذب بیانی ہے۔

<u>عبارت نمبر۹۲:</u> ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''روضہ رسول تین روز خالی رہا''۔

رضا خانی مولوی احمد رضا بریلوی کی شان بیان کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باایں طریقہ توہین کرتے ہیں

.....ایک عورت عالم خواب میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئی وہاں اس نے (حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پایا۔الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۳۵ حصہ دوم)

<u>جواب:</u> اس واقعہ کا تعلق خواب سے ہے اس پر شریعت کا حکم نافذ نہیں ہوتا۔ بخاری شریف میں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ دیوانے سے جب تک وہ ہوش میں نہ آئے اور بچے سے جب تک بالغ نہ ہو جائے۔اور سونے

والے سے جب تک بیدار نہ ہو جائے قلم اٹھالیا گیا ہے۔(بخاری (مترجم) صفحہ ۶۳ جلد ۳)

نیز جس کتاب کا حوالہ دیا ہے وہ ہمارے کسی بھی جید عالم کی کتاب ہی نہیں۔

اور مقام الحدید مصنفہ مولانا عبدالعزیز مبارکپوری میں یہ عبارت منقول ہی نہیں۔

اس لئے اس خواب کے پیش نظر مذہب حقہ اہل سنت پر طعن و تشنیع کرنا سراسر جہالت ہے۔

ضمیمہ

مصنف رضاخانی مذہب کے دس سوال اور اُن کا جواب

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۴۱ حصہ دوم)

سوال کی دس شکلیں

۱۔ اگر اللہ کے سوا کوئی اور ہستی مشکل حل کر سکتی ہے تو بتایئے کہ سائل اور مشکل کشا کے درمیان ہزاروں میل کی دُوری پر وہ زندگی میں یا زندگی کے بعد قبر میں آواز سن سکتا ہے؟

۲۔ بالفرض اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اتنے فاصلوں پر آواز سن سکتا ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ دنیا کی ہر زبان سے واقف ہے یا نہیں؟

۳۔ اگر یہ بات بھی ثابت کر دی جائے کہ وہ ہستی ہر زبان سے واقف ہے تو پھر سوال پیدا ہو گا کہ ایک لمحہ میں سینکڑوں یا ہزاروں لوگ اپنی مشکل اس کے سامنے پیش کریں تو کیا وہ ان سب کی مشکلات اسی لمحہ سن اور سمجھ لے گا یا اس کیلئے قطار بنانے کی ضرورت پیش آئے گی؟

۴۔ کیا اس ہستی کو کبھی نیند بھی آتی ہے یا وہ ہمیشہ جاگتا رہتا ہے اگر کبھی نیند آتی ہے تو پھر ہمارے پاس ایک لسٹ ہونی چاہیئے کہ کب اس کو نیند آتی ہے اور کب وہ جاگ رہا ہوتا ہے تا کہ ہم اپنی مشکل صرف اسی وقت پیش کریں جب کہ وہ سو نہ رہا ہو یا وہ نیند میں بھی سنتا ہے؟

۵۔ ایک شخص بولنے سے قاصر ہے وہ ایسی مشکل میں مبتلا ہے کہ اس کا گلا بند ہو چکا ہے۔ اگر وہ دل میں اپنی مشکل پیش کرے تو کیا وہ اس کی دلی فریاد بھی سن لے گا؟

۶۔ انسان کو پیدائش سے لے کر موت تک چھوٹی بڑی تمام مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اگر وہ تمام مشکلات اللہ تعالیٰ حل کر سکتا ہے تو پھر غیر کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اگر غیر ان تمام مشکلات کو حل کرنے پر قادر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی کیا حاجت؟

۷۔ اگر غیر اللہ مشکل کشا، تمام مشکلات حل کرنے پر قادر نہیں، تو ہو سکتا ہے کہ کچھ مشکلات حل کرنے کا بیڑہ خدا نے اٹھایا ہو اور کچھ مشکلات حل کرنے کے اختیارات کسی غیر کو دے رکھے ہوں۔ ایسی صورت میں تو ہمارے پاس یہ فہرست ہونی چاہیئے کہ کون سی مشکلات

خدا تعالیٰ حل کرنے پر قادر ہے اور کون کون سی مشکلات غیر حل کر سکتا ہے تاکہ سائل اپنی مشکل اسی کے سامنے پیش کر سکے جو اس کو حل کرنے پر قادر ہو؟

۸۔ کیا خدا کے سوا جو ہستی مشکل سے نکال سکتی ہے وہ مشکل میں ڈال بھی سکتی ہے یا اس کی ڈیوٹی صرف حل کرنے پر ہے؟ اگر وہ مشکل حل کر سکتی ہے تو پھر ڈالنے والا کون ہے؟

۹۔ بالآخر نتیجہ یہ نکلے گا کہ خدا تعالیٰ، مشکل ڈالنے والا ہے اور غیر اللہ مشکل حل کرنے والا، بالفرض ایک ہستی مشکل ڈالنے پر مُصر ہو اور دوسری مشکل حل کرنے پر تو دونوں میں سے کون سی ہستی اپنا فیصلہ واپس لے گی؟

۱۰۔ کسی بھی برگزیدہ یا گنہگار ہستی کا جنازہ پڑھتا ہو تو اس کی بخشش کیلئے اللہ کو آواز دی جائے یا کسی مشکل کشا کو؟ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۴۱ تا ۱۴۳ حصہ دوم)

یہ ہے سوال کی مکمل عبارت جو ہم نے لفظ بلفظ نقل کی ہے۔ پیشتر اس کے کہ ہم ان کا تفصیلی جواب لکھیں۔ دو باتیں ذہن نشین کرانا ضروری ہے۔

اوّلاً: دوست، مددگار، کارساز، فریادرس، مشکل کشا، یہ الفاظ اگرچہ علیحدہ علیحدہ ہیں لیکن مفہوم اور مدلول ان سب کا ایک ہی ہے۔ یعنی بیچارگی کی حالت میں کسی کی چارہ گری کرنا۔ اس مفہوم کیلئے قرآن مجید میں لفظ ولی استعمال ہوا ہے جو کہ مذکورہ بالا تمام الفاظ کو شامل ہے۔

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے **لهم دار السلام عند ربهم و هو وليهم** کا یوں ترجمہ کیا ہے۔

"اللہ تعالیٰ یاری کرنے والا اور کارساز اور مددگار ان کا ہے"۔

ثانیاً: اللہ تعالیٰ کی تمام صفات بالاصالت ہیں۔ مخلوق کے کسی بھی فرد میں کوئی صفت بالاصالت ماننا شرک ہے۔ البتہ بعض اوصاف خداوندی ایسے ہیں جو کہ اس کے مقبول و محبوب بندوں کو بالنیابت (نائب کی حیثیت سے) حاصل ہوتے ہیں۔

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ایمانداروں کا ولی یعنی دوست، مددگار، کارساز ہونا خاصہ خداوندی ہے یا اس میں نیابت جاری ہے۔ قرآن مجید اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ

دوستی، مددگاری، کارسازی، بالاصالت تو اللہ تعالیٰ ہی کا خاصہ ہے البتہ ازروئے نیابت رسول اکرم صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم اور آپ کے کامل متبعین بھی اسی صفت سے متصف ہیں۔

ثالثاً: بعض لوگ ہر بات میں اہل سنت کو یہ کہتے ہیں کہ یہ بات قرآن مجید میں دکھاؤ یا حدیث شریف میں دکھاؤ۔ یہ ان لوگوں کی جہالت ہے کسی معاملے کو حل کرنے کی صرف یہ دو ہی راہیں نہیں بلکہ ایک تیسری راہ بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

من عرض له قضاء بعد اليوم فليقض فيه بما في كتاب الله عز و جل، فان جاء ه ماليس في كتاب الله فليقض بما قضى به رسول الله صلى الله عليه وسلم فان جاء ه ما ليس في كتاب الله ولم يقض به رسول الله صلى الله عليه وسلم فليقض بما قضى به الصالحون ۔ (دارمی شریف جز اول صفحہ نمبر ۶۰ مطبوعہ قاہرہ)

ترجمہ: "آج سے لے کر قیامت تک اگر کسی کو معاملے کا فیصلہ درپیش ہو تو وہ قرآن مجید کے مطابق اس معاملے کا فیصلہ کرے اگر قرآن مجید میں اس کا فیصلہ نہ پائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان کے مطابق فیصلہ دے۔ اگر معاملہ ایسا ہے کہ اس کا فیصلہ قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات میں نہ پائے تو صالحین امت کے مطابق اس معاملے کا فیصلہ کرے"۔

مذکورہ حدیث شریف سے پتہ چلا کہ جس طرح قرآن و حدیث کی شہادت مقبول ہے اسی طرح اولیاء امت کی شہادت بھی دنیا اور آخرت میں مقبول ہے۔ ان تینوں میں کسی ایک بھی شہادت کو رد کرنا سراسر ناانصافی ہے۔

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ جو معاملہ ہمیں درپیش ہے (یعنی کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا بھی ہمارا مددگار، کارساز ہے یا نہیں) اس کے بارے میں مذکورہ تینوں شاہد قرآن، حدیث اور اولیاء امت اثبات میں جواب دیتے ہیں یا نفی میں۔

شاہد اوّل قرآن مجید کی شہادت

ارشادِ ربانی ہے:

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا۔ (پارہ ۶، المائدہ آیت نمبر ۵۵)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور اولیاء تمہارے مددگار کارساز ہیں''۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی کارسازی بالاصالت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اولیاء کا مددگار ہونا بالنیابت ہے۔ آیت مبارکہ میں ترتیب اس پر شاہد ہے کہ اولیاء کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نائب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں۔

لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کے نائب نہیں۔ وہ اصلی اور حقیقی کارساز ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اور اولیاء کرام کی کارسازی غیر خدا کی کارسازی نہیں بلکہ مددگاری، فریادرسی، کارسازی میں تینوں کا ایک ہی حکم ہے۔

گھر کی گواہی

محمد بن عبداللہ غزنوی غیر مقلد وہابی تفسیر جامع البیان کے حاشیہ میں لکھتا ہے:

مذکورہ بالا آیت میں لفظ ولیکم ہے اور اولیاء کم نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔

لم یقل اولیآء اشارۃً الی ان المجموع فی حکم واحد والی التنبیہ علی ان الولایۃ علی الاصالۃ للہ تعالیٰ وللباقین تبع۔

(تفسیر جامع البیان حاشیہ نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۷۱، جز اوّل)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ولیکم کی بجائے اولیاء کم نہیں فرمایا اس لئے کہ مجموعہ مذکورہ یعنی اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اولیاء از روئے مددگاری، کارسازی، فریادرسی کے ایک ہی حکم رکھتے ہیں اور اس میں یہ بھی تنبیہ ہے کہ ولایت اللہ تعالیٰ کیلئے بالاصالت ہے اور دوسروں کیلئے بالتبع۔

اس مذکورہ تقریر سے یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور اولیاء کی کارسازی، فریادرسی، مشکل کشائی کو غیر خدا کی کارسازی یا فریادرسی یا مشکل کشائی قرار دینا مصنف رضاخانی مذہب کی جہالت ہے۔

شاہد دوم حدیث شریف کی شہادت

ان للہ تعالیٰ عباداً اختصھم بحوائج الناس یفزع الناس الیھم فی حوائجھم۔ (الجامع الصغیر صفحہ نمبر ۹۳ جلد اوّل)

(طب) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی حاجت روائی کا منصب عطا فرمایا ہے۔ لوگ اپنی حاجت روائی کیلئے ان کی طرف رجوع کرتے ہیں''۔

یہ حدیث طبرانی شریف میں ہے اور حافظ حدیث امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے حسن کا درجہ دیا ہے۔

اولیاء اللہ دین اور دُنیاوی نعمتوں کے خزانے ہیں

محدث عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

خصھم بالنیابۃ عنہ فی خلقہ وجعلھم خزائن نعمہ الدینیۃ والدنیویۃ لینفقوا علی المحتاجین۔ (فیض القدیر جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۷۷)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی مخلوق میں اپنا نائب کیا ہے اور ان کو اپنی دینی اور دنیاوی نعمتوں کے خزانے بنایا ہے تاکہ وہ ان خزانوں کو محتاجوں پر صرف کریں''۔

جب حدیث پاک سے ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو مخلوق کی حاجت روائی کا منصب عطا کیا ہے۔ یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ حاجت روائی کے تمام لوازمات سے بھی وہ مقبول بندے متصف ہیں۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ حاجت روائی کے تمام لوازمات

حاجت روا کو عطا فرمائے بغیر اسے اس منصب پر مقرر فرما دے تو یہ تکلیف مالا یطاق ہوگی جس سے اللہ تعالیٰ بلند اور برتر ہے۔

حاجت روائی کے لوازمات

حاجت روا کیلئے ضروری ہے:

۱۔ کہ وہ دور و نزدیک، حیات اور بعد از وفات ہر حالت میں برابر سنے۔

۲۔ کہ وہ ہر فریادی کی زبان کو سمجھے۔ کیونکہ وہ مخلوق کا حاجت روا ہے اور مخلوق کی مختلف زبانیں ہیں۔

۳۔ کہ وہ (حاجت روا) ہر وقت ہر ایک محتاج کی سنے۔

۴۔ کہ وہ ہر وقت اپنے منصب (حاجت روائی) پر قائم اور دائم ہو نیند یا اونگھ اسے محتاجوں سے غافل نہ کرے۔ جیسا کہ سرور انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں:

تنام عینی ولا ینام قلبی۔

یعنی میری آنکھ سوتی ہے میرا قلب نہیں سوتا۔ اس کی بھی یہ وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق کے ماویٰ اور مرجع ہیں۔ ولی بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل طور پر متبع ہونے کی وجہ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب ہے۔

۵۔ کہ وہ اس بات کا محتاج نہ ہو کہ سائل زبان سے ہی اپنی حاجت پیش کرے بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ اس بات کا محتاج نہیں کہ سائل زبانی ہی عرض کرے تو سنتا ہے بلکہ دل کی بات بھی سنتا ہے۔ یہی وصف اس کے نائبوں کو از روئے نیابت حاصل ہونا چاہیے ورنہ تو وہ بعض کا حاجت روا ہوگا اور بعض کا نہ ہوگا۔ لیکن اس بات کو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث رد کرتی ہے کیونکہ اس میں ہے کہ ان مقبول بندوں کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی حاجت روائی پر مقرر فرمایا ہے۔ لوگوں میں ہر قسم کے انسان ہیں۔ گونگے اور بولنے والے بھی۔

یہاں تک سوال کی پانچ شقوں کا جواب ہو گیا ہے۔ اب صرف اتنا باقی ہے کہ جو

پانچ باتیں لوازمات مشکل کشائی ہیں اور ان کے بغیر حاجت روا اپنے فرض منصبی کو نہیں نبھا سکتا۔

کیا از روئے قرآن مجید یا حدیث شریف یا اکابرین امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ان تمام باتوں کا ان نائبوں کو ملنا ثابت ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی حاجت روائی پر معین و مقرر فرمایا ہے۔

حدیث شریف کی شہادت

ما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر ۱۹۷)

ترجمہ: "میرا بندہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں جب میں اس کو محبت کرتا ہوں تو میں اس کی قوت سامعہ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے"۔

یہ حدیث قدسی ہے۔

اس حدیث مبارکہ پر ہم زیادہ حاشیہ آرائی نہیں کرتے صرف اتنا اشارہ ہی کافی ہے کہ جس انسان کے کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں خدائی قدرت ہوں اس کی طاقت کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا کیونکہ خدائی قدرت کی کوئی انتہا ہے ہی نہیں۔

حضرت امام رازی کا فرمان

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

العبد اذا واظب علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول اللہ کنت لہ سمعاً وبصراً فاذا صار نور جلال اللہ سمعاً لہ سمع القریب والبعید واذا صار ذالک النور بصراً لہ رأی القریب والبعید واذا صار ذالک النور یداً لہ قدر علی التصرف فی الصعب والسہل والبعید والقریب (تفسیر کبیر جز ۲۱ صفحہ نمبر ۹۱)

ترجمہ: ''جب بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس مقام کو پہنچ جاتا ہے جو اللہ نے فرمایا کہ میں اس کی سمع اور بصر ہوتا ہوں۔ سو جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع بن جاتا ہے تو وہ بندہ قریب اور دور سے برابر سنتا ہے۔ جب یہی نور اس کی بصر ہو جاتا ہے تو قریب اور دور سے برابر دیکھتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا یہی نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ خشکی و تری میں قریب و بعید میں تصرف پر برابر قادر ہوتا ہے۔

حضرت عبدالعزیز دباغ کا فرمان

عارف کامل حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے ایک ایسے ولی کو دیکھا جو بہت بڑے مرتبہ تک پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ اسے تمام مخلوقات جاندار اور بے جان وحوش وحشرات آسمان ستارے زمینیں اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب کا مشاہدہ حاصل تھا اور تمام کرہ عالم اس سے مدد لیتا تھا وہ ایک لحظہ میں تمام کرہ عالم کی آواز اور کلام کو سن لیتا تھا۔ اور ہر ایک کو اس کی ضرورت اور مصلحت کی چیز عطا کرتا۔ بغیر اس کے کہ کوئی ایک اسے دوسرے سے روک رکھے بلکہ جہان کا اوپر کا حصہ اور نچلا حصہ اس کیلئے ایک جیسے تھے۔ (کتاب الابریز عربی صفحہ نمبر ۲۶۷ بحوالہ تجربہ معارف صفحہ نمبر ۲۶۸)

حضرت شاہ ولی اللہ کا فرمان

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی صاحب فرماتے ہیں:

الکمال المطلق عبارة عن مقام ولی فیه یعطی الکامل حقائق الاشیاء حقها بالتمام والکمال فیتصف بسائر صفات الربوبیة وبجمیع صفات العبودیة فی آن واحد۔ (انفاس العارفین فارسی صفحہ نمبر ۱۵۱)

ترجمہ: ''کمال مطلق کو ولی اللہ کے اس مقام سے تعبیر کیا جاتا ہے جس میں ولی کامل کو تمام اشیاء کی حقیقت سے کامل طور پر آگاہی کی جاتی ہے پس وہ ولی ایک ہی وقت میں ربوبیت اور عبودیت کی تمام صفات سے متصف ہوتا ہے''۔

از روئے حدیث شریف اور اقوال بزرگاں سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس انسان کو اپنی مخلوق کی حاجت روائی، مشکل کشائی، فریاد رسی کا منصب عطا فرماتا ہے اسے اس منصب کے جمیع لوازمات بھی عطا کرتا ہے۔

چھٹا سوال: مصنف رضا خانی مذہب کے سوال کی چھٹی شکل کا مفہوم:

مصنف رضا خانی مذہب کہتا ہے کہ اگر تمام مشکلات اللہ تعالیٰ حل کرتا ہے تو غیر اللہ کی کیا حاجت؟ اگر تمام مشکلات غیر اللہ حل کرنے پر قادر ہے تو پھر اللہ کی کیا حاجت؟

جواب: ہم پوچھتے ہیں کہ کیا تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے پالنے والا ہے یا نہیں۔ اگر جواب نفی ہے تو یہ بات قرآن کریم کے سراسر خلاف ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے پالنے والا ہے تو اس عقیدے کے مطابق جب ہمارے کوئی بچہ پیدا ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی پرورش پر ہی چھوڑ دینا چاہیے۔ بچے کو ماں اور باپ کی کیا حاجت، اگر پرورش ماں باپ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو سب کے پالنے والا ماننے کی کیا حاجت؟ اس بات کا جو جواب تم سوچو گے وہی جواب مشکل کشائی کے مسئلے کا سمجھ لینا۔

ساتواں سوال: مصنف رضا خانی مذہب کے سوال کی ساتویں شکل:

کیا غیر اللہ مشکل کشا، تمام مشکلات حل کرنے پر قادر ہے یا بعض؟

جواب: اس کا جواب وہ حدیث شریف جو ہم صفحہ نمبر ۵۶۱ پر تحریر کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے بعض مقبولات کو لوگوں کی حاجت روائی پر مقرر کیا ہوا ہے۔ لوگ اپنی حاجتوں میں ان مقبولان بارگاہ ایزدی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں بعض و کل کی کوئی تقسیم نہیں۔ واللہ یهدی من یشآء۔

آٹھواں سوال: مصنف رضا خانی مذہب کے سوال کی آٹھویں شکل:

کیا مشکل کشا، مشکل ڈالتا بھی ہے یا یہ صرف مشکل کشائی کرتا ہے اور ڈالنے والا

کوئی اور ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ کسی کو مشکل میں نہیں ڈالتا اور نہ ہی اس کا نائب کسی کو مشکل میں ڈالتا ہے کیونکہ جو مشکل کشاہ ہے وہ کسی کو مشکل میں کیوں ڈالے گا۔ مشکلات میں تو انسان خود بخود پھنستا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم۔ (سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۳۰)

"یعنی تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ تمہارے برے عملوں کے سبب آتی ہے"۔

من عمل صالحا فلنفسه ومن اساء فعلیها۔ (سورۃ حم السجدہ آیت نمبر ۴۶)

"یعنی جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اس کا فائدہ اُسی کی ذات کو ہے اور جو برائی کماتا ہے۔ اس کی عقوبت میں وہی پھنستا ہے"۔

ثابت ہوا کہ انسان اپنی بدعملی کی عقوبت میں خود پھنستا ہے۔ پھر عقوبت میں پھنسا ہوا انسان ان برگزیدہ ہستیوں کی طرف رجوع کرتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی مشکل کشائی پر مقرر فرمایا ہوا ہے۔ نہ تو اللہ تعالیٰ خود کسی پر مشکل ڈالتا ہے اور نہ ہی اس نے اپنے کسی مقبول بندے کو لوگوں پر مشکلات ڈالنے پر مقرر کیا ہوا ہے۔

مصنف رضا خانی مذہب کی بے شعوری اور نویں سوال کا جواب

مصنف رضا خانی مذہب کو اتنا شعور بھی نہیں کہ جو بت شکن ہیں وہ بت پرست کیسے ہو سکتے ہیں اور جو بت پرست ہیں وہ بت شکنی کیونکر کر سکتے ہیں۔ اس لئے جو مشکل کشاہ ہیں وہ مشکل ڈالنے والے کیونکر ہو سکتے ہیں اور جو مشکل ڈالے گا۔ وہ مشکل کشائی کیوں کرے گا۔

مشکل کشاہ کا کام تو مشکل کشائی کرنا ہے۔ مشکلات میں انسان خود پھنستے ہیں لیکن اتنا ضروری ہے کہ کائنات میں جو کچھ بھی ہوتا ہے۔ سب مشیت ایزدی کے تحت ہوتا ہے۔

ہماری اس تقریر میں سوال نمبر ۹ کا جواب بھی ہو گیا۔

دسواں سوال: مصنف رضا خانی مذہب کے سوال کی دسویں شکل۔

مصنف رضا خانی مذہب کہتا ہے کہ اگر کسی کا جنازہ پڑھنا ہو تو بخشش کیلئے اللہ کو آواز دی جائے گی یا کسی مشکل کشاہ کو؟

جواب: اگر مصنف رضا خانی مذہب ذرا تدبر سے کام لیتا تو اسے سوال کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ موصوف ذرا یہ بتائے کہ مشکل کشائی کے مسئلہ کو بخشش کے مسئلہ سے کیا واسطہ؟

مشکل کشائی، فریادرسی، حاجت روائی، اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت ہے جس میں نیابت جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ بالاصالت مشکل کشاہ، فریادرس اور حاجت روا ہے اور اولیاء اللہ بالتبع ہیں لیکن شان غفاری تو خاصہ خداوندی ہے جس میں نیابت نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

من یغفر الذنوب الا اللہ۔

"یعنی کون ہے گناہ بخشنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے"۔

جس کام میں نیابت نہیں اس میں ایمان دراصل کو ہی پکارے گا اور جس میں نیابت جاری ہے وہاں نائب کی طرف ہی رجوع کیا جائے گا، جس طرح ہم نے قرآن مجید سے ثابت کر دیا کہ شان غفاری خاصہ خداوندی ہے لہٰذا کسی دوسرے کی طرف رجوع نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح اگر کوئی دوست قرآن و حدیث سے یہ ثابت کر دکھائے کہ مشکل کشائی فریادرسی، حاجت روائی خاصہ خداوندی ہے اور یہ صفت ازروئے نیابت کسی میں بھی نہیں پائی جاتی۔ ایسے صاحب کو ایک ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔

(کتاب الولایت صفحہ نمبر ۲۲ تا ۲۳ (بتغیر قلیل) از امام المناظرین حضرت علامہ صوفی محمد اللہ دتا رحمۃ اللہ علیہ)

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ

خواص عباد کی صفات کو باطل نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ ان کی حقیقت واقعہ کا اظہار ہے۔

جس سے صفات ربوبیت کی برتری و تقدس ظاہر ہوتا ہے۔

صفات عبودیت کو صفات ربوبیت میں شریک کرنے والا مشرک ہے اور ان کا مطلقاً

منکر گمراہ اور مبتدع ہے اور ہر ایک کے حقوق پر نگاہ رکھنے والا صراط مستقیم پر ہے۔

(از افادات مولانا حشمت علی خان علیہ الرحمۃ)

اللہ تعالیٰ جو کسی مخلوق کو کوئی کمال عطا فرماتا ہے تو اس کے متعلق صرف یہ اعتقاد مومن ہونے کیلئے کافی نہیں کہ یہ کمال اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اتنی بات تو مشرکین بھی اپنے معبودوں کے حق میں تسلیم کرتے تھے بلکہ مومن ہونے کیلئے ضروری ہے کہ عطائے خداوندی کا عقیدہ رکھتے ہوئے یہ اعتقاد بھی رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ جو کمال کسی مخلوق کو عطا فرماتا ہے وہ عطا کے بعد حکم خداوندی اور ارادہ مشیت ایزدی کے ماتحت ہے ہر آن خدا تعالیٰ کی مشیت اس کے ساتھ متعلق ہے اور اس بندے کا ایک آن کیلئے اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور مستغنی ہونا قطعاً محال ہے۔ (از افادات علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ)

نیز مشکل کشاء ایسا نام نہیں جس کا استعمال قرآن وحدیث نے باری تعالیٰ کیلئے مخصوص قرار دیا ہو اور دوسروں کیلئے شرک بنایا ہو۔ بلکہ یہ لفظ خالق ومخلوق دونوں پر بولا جاسکتا ہے۔ البتہ خالق کیلئے استعمال ہونے کی صورت میں اس کے جو معنی ہوتے ہیں، مخلوق کیلئے وہ معنی مراد نہیں لئے جاتے جس طرح رؤف، رحیم، کریم، سمیع بصیر ہوتے ہیں مگر ہر جگہ معنی الگ الگ ہیں۔

مصنف رضاخانی مذہب سے سولہ (۱۶) سوالات

اہل سنت وجماعت کا یہ اسلامی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء ومرسلین علیہم السلام اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تصرفات عطا فرمائے ہیں جن کی ایک مثال ''قرآن پاک'' میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتی حضرت آصف برخیاء کی ہے۔ جنہوں نے سینکڑوں میل دور سے ملکہ بلقیس کے تخت کو آنکھ جھپکنے سے قبل حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش فرما دیا تھا۔ اس قرآنی حقیقت سے انکار نے والوں سے چند سوالات:

۱۔ کیا شیطان مخلوق ہے اور وہ بھی جنات سے؟

۲۔ کیا شیطان ہر جگہ موجود ہوتا ہے؟

۳۔ کیا شیطان نے مختلف ملکوں کے دورے کیلئے فہرست بنا رکھی ہے اور اوقات مقرر کر رکھے ہیں؟

۴۔ کیا شیطان، انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے؟

۵۔ کیا شیطان انسانوں کے دلوں کے بھید اور خواہشات کو بھانپ جاتا ہے اور اسی لمحہ آپہنچتا ہے؟

۶۔ کیا شیطان کو واقعی نیند، نہ اونگھ آتی ہے؟

۷۔ کیا شیطان تمام زبانیں جانتا ہے یا سمجھ لیتا ہے؟

۸۔ کیا شیطان انسان کو عیاشیوں میں اور بعض اوقات مشکلوں میں بھی مبتلا کر دیتا ہے؟

۹۔ کیا باری تعالیٰ (جل شانہ) شیطان پر قادر نہیں ہے؟

۱۰۔ کیا جن، انسانوں میں داخل ہو کر انسان کی حرکات اور سکنات کو اپنے تابع بنالیتا ہے؟

۱۱۔ کیا چور، ڈاکو، راہزن اور ظالم جو شیطان کے روپ ہیں ان سے نجات حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ (جل جلالہ) کی بجائے تھانیدار، مجسٹریٹ یا جج کے پاس مدد کیلئے جانا شرک ہے؟

۱۲۔ کیا روحانی یا جسمانی مریض اپنی مشکل سے نجات کیلئے اللہ تعالیٰ کی بجائے ڈاکٹر کی طرف رجوع کرتا ہے؟

۱۳۔ کیا ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ سے ناچ گانے کے پروگرام بھی واقعی اللہ تعالیٰ (جل شانہ) کے حکم سے چلتے ہیں؟ اور اسی وجہ سے کیا ہزاروں میل دور دیکھے یا سنے جاسکتے ہیں؟

۱۴۔ کیا انسانوں کے بنائے ہوئے آلات سے ہزاروں میل دور سے گفتگو اور بغیر تار کے ریڈیو اور ٹی وی سے آوازیں اور تصاویر لاکھوں گھروں میں بیک وقت سنی اور دیکھی جاسکتی

ہیں؟

۱۵۔ اگر آپ تمام مندرجہ بالا غیر اللہ کے تصرفات کو مانتے ہیں تو کیا صرف انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے تصرفات سے ہی انکار ہے؟

"بخاری شریف" و "مشکوٰۃ شریف" کی حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے قریب ہوتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اس سے محبت فرماتا ہوں اور جب میں اسے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے"۔ (الخ)

۱۶۔ درج بالا حدیث شریف کو مدنظر رکھیں اور انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے تصرفات کی حدود متعین کریں۔ کیا یہ کام آپ کر سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ایمان اور عقائد کی درستگی عطا فرمائے۔ آمین

کتاب "اوراقِ غم" کی عبارتوں کا جواب

خدا شرے برانگیزد کہ خیرے دران باشد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

سنگ بدگوہر اگر کاسہ زرین شکند
قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود

عرض حال

اوراقِ غم میری ایک تاریخی کتاب ہے۔ جسے تالیف کئے آج سات سال ہو جاتے ہیں۔ اور یہ میری تالیف ہے جو فن تاریخ میں لکھی تھی۔ چونکہ مجھے ریاست الور کے قیام میں روافض کی حقیقت اتنی ظاہر تھی کہ یہ جماعت قرآن کی منکر ہے خلفاء راشدین کو گالیاں دیتی

ہے۔ میں نے قیام الور میں ان کا رد شروع کیا عوام جہلا محرم میں تعزیہ داری وغیرہ اس کثرت سے وہاں کرتے تھے کہ روافض کے صرف دو یا تین تعزیہ نکلتے تھے۔ اور سنیوں کے سینکڑوں کی تعداد میں مجالس ماتم میں زیادہ اجتماع سنیوں کا ہی ہوتا تھا۔ مہندی جتنی زیادہ تعداد نکلتیں۔ وہ عام طور پر سنی جہال کی طرف سے غرضیکہ اس کا سدباب کرنے میں اس قدر مساعی کی گئیں کہ عشرہ کے جلسے مقرر کئے جس سے بفضلہٖ سنی راہ راست پر آئے لیکن پھر بھی تعزیہ داری کا سلسلہ باقی رہا۔ اسی حالت میں مجھے فرمائش کی گئی۔ کہ ایک کتاب تاریخ شہادت پر لکھوں چنانچہ جو کتابیں مجھے وہاں میسر آئیں۔ ان سے میں نے اس کتاب کو جمع کیا جس کی فہرست دیباچہ کتاب میں لکھ چکا ہوں۔ اسکے ساتھ معذرت بھی پیش ناظرین کی ہے۔ کہ اگر کسی مقام پر کہیں غلطی یا لغزش ملاحظہ فرمائیں۔ تو دامن کرم سے اسے مخفی فرما کر زبان طعن دراز نہ کریں۔ بلکہ فقیر کو اس غلطی سے مطلع فرما کر مشکوریت کا موقعہ بخشیں۔

چنانچہ اس پر اگر عمل کیا تو دہلی سے میرے ایک مخلص دوست نے کیا کہ مجھے برادران یوسف علیہ السلام اور فضائل صحابہ کے اندر ایک عبارت کی اصلاح کیلئے لکھا۔ اس واقعہ کو دو سال گزر جاتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے جب کہ مفتی عبدالقادر عبدالحمید کے پردہ میں مجھے الوری رافضی لکھ رہے تھے میں نے اسی وقت ایک دو ورقہ میں عبدالحمید وغیرہ کی شرانگیزی دکھاتے ہوئے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ اور اوراقِ غم کے ساتھ وہ پرچہ جانے لگا۔ ان کی حسد پروری کی سزا خدا نے انہیں دی۔ اور وہ انجام ہوا۔ جو اہالیان لاہور نے دیکھا۔

پھر ہاشم علی نامی ایک شخص نے شاہی جنتری والد قبلہ کو لا کر دکھائی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر علماء احناف سے اس پر ریویو کرایا چونکہ اس جنتری میں کوئی بے دینی نہ تھی۔ سب نے ریویو کر دیا۔ پھر ۳۳ء اور ۳۴ء کی جنتری میں وہ کھیل کھیلا اور اس نے غلط حوالہ کتابوں کے لکھ کر صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے ایمان پر چوٹ کی۔ حضرت امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں وہ گستاخیاں کیں کہ العیاذ باللہ۔ حتیٰ کہ حضرت علی کو مجسم اللہ علی لکھ مارا۔ بڑھتے بڑھتے

یہاں تک بڑھا کہ حضور سے حضرت علی کو افضل لکھ گیا۔ اس پر والد قبلہ نے اس کا رد کیا۔ پھر کیا تھا۔ وہ والد قبلہ کے منہ آتے آتے مجھ پر بھی حملہ کرنے لگا۔ حالانکہ مجھے نہ اس کی جنتری کا علم تھا۔ نہ میں اسے جانتا تھا لیکن جب "باپ بیٹا" عنوان کا پرچہ نظر سے گزرا تو اس کی جنتری دیکھی۔ تو ظاہر ہوا کہ یہ تو کوئی رافضی ہے لیکن اس کے حملوں پر سکوت کیا گیا کیونکہ بہت سے اعتراضات محض لایعنی تھے۔ اور ایسے لایعنی کہ اردو خوان خود انہیں دیکھ کر اس کی جہالت کا اندازہ کرسکتا تھا۔ منجملہ اس کے اس نے لکھا تھا کہ اوراق غم کے صفحہ نمبر ۱۱۱ پر وفات سید المرسلین میں تمہیدی مضمون جو میں نے لکھا ہے۔ اسے کاٹ کر لکھا ہے۔ اور اصل مضمون یہ ہے:

"جس سرد سہی نے چمن وجود میں بلندی حاصل کی۔ اسے اژدہ فنا نے بیخ و بن سے کاٹا جس نہال تازہ نے گلشن حیات میں نشو ونما پائی تیر ممات نے اسے فنا کیا۔

کدامی سرد را داو او بلندی
کہ بادش خم نہ کرد از درد مندی"

اس پر آپ جہالت میں آ کر مجھے لکھتے ہیں "مودی سفتری مؤلف اوراق غم سن اور کان کھول کر سن۔ نیز امام اہل سنت ہونے کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ تو کذاب دریدہ دہن ہے"۔ الخ غرضیکہ ایسی ایسی بیہودہ چیزیں وہ لکھ کر اپنی جہالت دکھاتا رہا۔ میں نے التفات نہ کیا اور اذا خاطبھم الجاھلون قالو سلاما پر عمل کیا۔

پھر جب فیصلہ کن مناظرہ مسجد وزیر خان میں ہوا اور تمام مسلمانان لاہور پر واضح ہوگیا کہ فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ اور ثناء اللہ امرتسریہ یہ سب ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں۔ اور اثناء مناظرہ میں مولوی ثناء اللہ کو جب مولوی احمد علی کی جماعت نے اسٹیج پر براجمان کرایا تو لوگوں نے علی الاعلان کہہ دیا کہ جمعیت الاحناف حقیقتاً جمعیۃ الثنائیہ ہے۔

اس میں میرا کیا قصور تھا جیسا کیا ویسا پایا!!

دوسرے جمعیۃ الاحناف کے سیکرٹری نے تحریر میں یہ لکھا تھا کہ مناظرہ کیلئے مولوی

اشرف علی کو لائیں گے۔ یا ان کے وکیل مناظرہ کو اور مناظرہ حفظ الایمان، براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد، صراط مستقیم اور تحذیر الناس کی عبارات کفریہ پر ہوگا۔ مگر مولوی اشرف علی کو تو نہ آنا تھا نہ آئے اور چونکہ وہ کم از کم عالم ہیں سمجھتے تھے کہ میں اپنے کفر کا وکیل شرعاً کیسے بنا سکتا ہوں۔ انہوں نے بہت کچھ ٹالا جب یہ نمائندے مصر ہوئے تو مجبوراً انہوں نے ایک رقعہ لکھ دیا جس میں لکھا کہ حفظ الایمان کی عبارت کی تفہیم کیلئے فلاں فلاں کو میں بھیجتا ہوں۔ چنانچہ اسی معاملہ میں دو دن نکل گئے کہ اخیر میں مولوی ثناء اللہ کی مدد لینے نے ان کا رہا سہا بھرم خاک میں ملا دیا۔ کافی رسوائی ہوگئی میں بوجہ بیماری اہلیہ اپنی پریشانی میں تھا۔ اس وجہ سے ایام مناظرہ میں شریک مناظرہ بھی نہ ہوسکا۔ اور ناظم جمعیۃ الاحناف نے جب بات بگڑتی دیکھی۔ فوراً کوتوال صاحب سے کہا کہ اب نقص امن کا خوف ہے۔ انہوں نے قانوناً جلسہ بند کردیا۔

پھر کیا ہوا؟

یہ سب جماعت مذبوحی حرکات کیلئے رخنہ کی متلاشی رہی کہ ہاشم علی کی آواز جو ہمارے خلاف سنی بلاخوف مذہب اس کی پیٹھ جا تھپوڑی جب دیکھا کہ اس پر بھی ہمارا کام نہ بنا اور سمجھا کہ جمعیۃ الاحناف کا نام تو بدنام ہو چکا ہے فوراً جماعت المسلمین نام رکھ کر چند خوارج شریک کرکے۔ اس کے پردہ میں مجھ پر حملہ شروع کردیے۔ لیکن ان حملوں میں یہ ضرور کہوں گا کہ بعض حملے میرے حق میں مفید ہوئے کہ مجھے میری غلطی پر اطلاع ملی۔

اس امر میں، میں جماعت المسلمین کا مشکور ہوں

اس لئے کہ نہ صرف میں بلکہ ہماری جماعت بفضلہٖ ہمیشہ سے حق گو اور حق نوش و حق نیوش رہی ہے۔ قبول حق میں ہمیں کبھی عار نہ ہوئی اور خدا کرے کہ کبھی مثل مولوی اشرف علی یا دیوبندی وہابیوں کے ہمیں ضد نہ آئے۔ خدا حق نوشی حق گوئی حق نیوشی پر ہی خاتمہ فرمائے۔

آمین

یہ حملہ کیوں کیا اور اوراق غم کیوں اٹھایا؟

محض اس خیال خام میں کہ اس میں تقریظین مولوی سید احمد اور حضرت قبلہ کی ہیں وہ بدنام ہوں اور خاک بدہن بدخواہ حزب الاحناف کو قوی صدمہ پہنچے جس میں اس وقت کافی تعداد منتہی طلباء کی دورۂ حدیث کر رہی ہے اور ستر (۷۰) کے قریب دیگر علوم منطق فلسفہ دینیات کے طلباء ہیں مگر

ایں خیال است و محال است و جنون

اور یہ خبر نہیں کہ وہ اپنی تقریظوں میں صاف لکھ رہے ہیں۔ کہ اگرچہ من اولہ الی الآخر نہ دیکھ سکا۔ مگر بعض مضامین مختلف مقامات سے دیکھے۔ عمدہ تحقیق کی ہے۔ اور مخالفین بد آئین کو دندان شکن جواب دیئے ہیں۔ پھر آگے تحریر فرمایا ہے۔ اس کتاب میں بوجہ رعایت فصاحت و بلاغت و طرز ناول جو فی زمانہ عام پسند ہے۔ مسلک ادب عالمانہ کا البتہ بعض جگہ خیال نہیں رہا ہے۔ رہیں وہ روایتیں جن میں حضرت خاتون جنت سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی گریہ وزاری کا فراق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ذکر گریہ وزاری اہل بیت کرام کا حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے غم میں کیا گیا ہے وہ روایتیں اول تو مختلف فیہ ہیں۔ الخ

اسی طرح عزیز از جان مولوی ابوالبرکات سید احمد لکھتے ہیں۔ اس کتاب کو فقیر نے چند روز تک اپنے پاس اس غرض سے رکھا کہ میں اس کو از اول تا آخر بغور پڑھوں۔ اور حظ اٹھاؤں۔ اور اگر بعض امور مرے فہم ناقص سے بالاتر ہوں تو حضرت مؤلف ممدوح کی خدمت میں گزارش کروں۔ لیکن ایک جانب تو دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کی مفوضہ اسباق دوسری جانب فتویٰ نویسی۔ الخ

غرضیکہ ہر دو حضرات بالاستیعاب نہ دیکھ سکے۔ لہٰذا ان پر اعتراض بے جا ہے اور مخلصانہ تحقیق ہوتی تو میری ابتدائی معروض کے مطابق مجھے مطلع کرتے مگر جہاں اپنی رسوائی کا انتقام لینا مقصود ہو وہاں حقائق حق کہاں۔ اور چونکہ میں زمانہ تالیف میں انسداد و فتنہ ارتداد میں

بھی مشغول تھا۔ جلدی جلدی مسودہ لکھ کر یہاں لاہور بھیجا۔ اور یہاں کی عدیم الفرصتی اس کے مطالعہ سے مانع رہی۔ افسوس

مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند
سگ را چہ پرس خشم تو با ماہتاب چیست

خیر مختصر یہ کہ مجھے قبول حق میں بھی عار نہیں۔ میں ان غلطیوں کا اعتراف کرتا ہوں اور جو اوراق غم میں ہوئیں۔

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش
عذر بدرگاہ خدا آورد

ناظرین کرام کو چاہیے کہ مندرجہ ذیل مقامات پر اوراق غم میں اصلاح فرمالیں:

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۷	شکار تیر مذلت	مزلت زے ہے۔ فازلہما الشیطان کی طرف اشارہ ہے
۶۳	۳	اتالیق سینہ کوٹتا ہوا آیا	روتا ہوا آیا
۱۷۱	۱۷	تو اب نظر سفلا میں اس کا زوال لازمی ہوا	تو اب ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو کر اس کا اپنے مبداء اصلی کی طرف لوٹنا ضروری ہوا
۱۷۱	۸	ولادت علی کرم اللہ وجہہ	یہ ایک روایت ہے نہ معلوم کہاں تک صحیح ہے اسے بھی کاٹ دیں
۱۷۳	۱	علی علا سے مشتق ہے	اس میں برائی بھی نہیں بلندی کے معنی ہیں ناپسندیدہ ہو کاٹ دیں
۳۰	۱۷،۴	بیوقوفوں، بے رحموں	انہوں نے لکھ لیں

۱۷۶	۱۷	خلافت پر اترے الخ	اس سے اوپر کی عبارت یوں پڑھیں صاحب حدیقۃ المذاہب نے رافضیوں کے مذہب کی تردید میں اپنی مسدس میں خوب لکھا ہے
۲۹۲	۵	زہبہر ماتم آل محمد	اس شعر کو کاٹ دیں
۳۰۸	سطر اول	ہم تو سر ننگے ہیں سے	یہ کسی کا مسدس رقت آمیز لکھ دیا تھا اس سارے مسدس کو نہ پڑھیں

غرضیکہ جماعت المسلمین کے پمفلٹ کو ہمارے اوراق غم کا غلط نامہ سمجھیں اور اصلاح کرلیں۔ دوسرے ایڈیشن میں ہم کافی تحقیق کے ساتھ خود مضامین بدل دیں گے۔ اور جماعت المسلمین نے اپنے بدعت کے جام جم میں سلسلہ حنفیہ کے متعلق جو اعتراض کیا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جماعت المسلمین در حقیقت ایک نمائشی نام ہے ورنہ یہ وہی ہیں جو تنقیص شان سید اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنے والوں کی پردہ پوشی کرتے ہیں۔ مگر ہمارے عقیدہ میں حضور سید اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعطاء الٰہی مختار عالم ہیں اور یہی تمام اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اوراق غم کی غلطیاں جن سے جماعت المسلمین مجھے شیعہ لکھ رہی ہے۔ اس سے مجھ پر کیا حکم لگتا ہے۔ علماء احناف سے اگر استفتاء کیا جائے گا۔ تو غایت مافی الباب ان اغلاط کی صحت پر اصرار کرنے والے کو گنہگار کہہ سکیں گے۔ اور میں تو ان غلطیوں کو تسلیم کر رہا ہوں کیا اس قسم کا غلط پروپیگنڈہ پھیلانے سے وہ اپنے دیوبندی مولویوں کے کفر کو اٹھانا چاہتے ہیں۔

مجھے رافضی لکھ کر

تو رافضی کہنے والے خود رافضی بنے۔ اس لئے کہ رافضی وہ ہے جو سب شیخین

کرے۔ قرآن کریم کو محرف مانے، ماتم کرنے والا، تعزیہ نکالنے والا گنہگار ہوگا۔ نہ کہ خالص رافضی بے دین ہو جائے۔ اس لئے کہ یہ افعال کرنے والا عاصی اور سخت گنہگار ہے۔ روافض کا کفر تو ان کے اعتقادات کی وجہ میں ہے۔ خیر اب دعا ہے کہ جس طرح ہم نے اپنی غلطیاں تسلیم کیں۔

خدا کرے کہ اسی طرح

مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ ان کے علماء حفظ الایمان وغیرہ کی عبارتوں سے رجوع کا اعلان کردیں۔ اور ہمیشہ کیلئے تائب ہوکر زمرہ مسلمین میں داخل ہوجائیں۔ آمین ثم آمین۔ اور خدا کرے کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری بھی اب آخری وقت اپنے چالیس وجہ کے کفر سے توبہ کرلیں۔ جو ان کے اساتذہ اور نجدی مولویوں کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اب

آخری عرض یہ ہے کہ

اوراق غم محض ایک تاریخی کتاب ہے۔ اس کو اعتقادات سے کوئی تعلق نہیں یہی وجہ ہے کہ میں نے جماعت المسلمین کے پمفلٹ کو اپنے اوراق غم کا غلط نامہ تسلیم کیا ہے۔ اس واسطے کہ اگر اس کی تمام روایات کی بھی کوئی مخالفت کرے تو کرے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ ہاں شرکیہ تعلیم کی سرخی جو بدعت کے جام جم میں قائم کی ہے۔ اور ہمارے سلسلہ دینیات کے پہلے نمبر پر حملہ کیا ہے۔ اس کے متعلق ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے۔ وہی ہمارا مذہب ہے۔ اور ان کا اعتراض بالکل غلط ہے۔ باقی صرف اوراق غم کے متعلق جو بھی لکھیں۔ اس پر ہمیں عذر نہیں۔ مگر انصاف یہ چاہتا تھا کہ وہ انصاف سے کام لے کر جہاں بعض اشعار میں سے چند الفاظ لے کر نقل کر دیئے ہیں۔ وہاں اوراق غم کی وہ عبارتیں بھی درج کر دیتے جن میں رافضیوں کا میں نے رد کیا ہے۔ جو مشتے نمونہ از خروارے درج ذیل ہیں۔

اوراق غم صفحہ نمبر ۱۰۸ ''اے پسر عوف محض آنسوؤں سے رونا تو سبب رحمت ہے۔ میں نے جو منع کیا ہے وہ منہ اور سینہ کوٹنے کپڑے پھاڑنے کو کیا ہے'' آگے حدیث ہے۔

اوراق غم صفحہ نمبر ۱۷۸ "اس کے (خلافت) متعلق حضرات شیعہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ اپنی عداوت باطنی کی وجہ سے بہت لمبا چوڑا قصہ بنا گئے ہیں"۔

اوراق غم صفحہ نمبر ۱۸۹ "مگر ہاں سب وشتم کی وہی جرأت کرسکتا ہے جو نفس امر شیر خدا کرے اور حضرت علی کو اپنا پیشوا زبان سے ہی مانے اور دل میں ان کی کوئی وقعت نہ رکھے"۔

اوراق غم صفحہ نمبر ۱۸۰ "اب وہ حضرات جو سب شیخین کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔ ان کے متعلق ہم اس رسالہ میں کچھ لکھ کر لطف مضمون کو خراب کرنا نہیں چاہتے، مگر ہاں اتنا کہنا بے جا بھی نہیں سمجھتے کہ وہ شیر خدا کو دروازہ عرفان سمجھ کر اس محل عرفان کی دو دیواریں منہدم کر کے اس محل کو غیر محفوظ کر چکے ہیں۔ جس مکان جس قلع میں دروازہ مستحکم ہو اور دیواریں منہدم وہ قلعہ کبھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ یہی سبب ہے کہ ان حضرات نے اس ضد میں کہ جامع قرآن عثمان رضی اللہ عنہ بھی ہیں قرآن کریم تک سے انحراف کر کے قرآن کریم کو محرف مان کر اپنا حصہ اسلام سے بھی چھوڑ دیا"۔

اس قسم کے بہت سے مضامین تھے

جو اوراق غم میں ہیں۔ مگر جہاں حسد وعناد ہو۔ وہاں حق گوئی سے کیا تعلق۔ فدک کے مسئلہ پر میں نے اوراق غم کے صفحہ نمبر ۱۶۴ میں کافی بحث کی ہے۔ مگر جہالت وحسد کا برا ہو۔ کہ محض باقتضائے مضمون جو اشعار رقت آمیز لکھے۔ انہیں جوش انتقام میں فتویٰ بنا کر عوام میں فتنہ پھیلا دیا۔

اب ذرا جماعت المسلمین اور دیوبندی جماعت کے عقائد کو بھی ملاحظہ فرمالیں:

شیطان وملک الموت کو حضور سے زیادہ علم تھا

براہین قاطعہ[1] صفحہ نمبر ۴۷، شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک

[1] مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

ثابت کرتا ہے۔

صحابہ کرام کو معاذ اللہ کافر کہنے والا سنی ہے

فتاویٰ رشیدیہ[1] حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۲، جو صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے۔ وہ ملعون ہے۔ ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت وجماعت سے خارج نہ ہوگا۔

حضور جیسا علم معاذ اللہ بچے پاگلوں اور جانوروں کو ہے

حفظ الایمان[2] صفحہ نمبر ۷، پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کیلئے بھی حاصل ہے اور اگر تمام علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس کا بطلان دلیل عقلی ونقلی سے ثابت ہے۔

خدا معاذ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے

براہین قاطعہ[3] صفحہ نمبر ۳، امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا ہے۔ بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے اور بہت سی کتابوں میں اس مسئلہ کو بڑے شد ومد سے لکھا ہے۔

رحمۃ للعالمین حضور کی صفت خاص نہیں

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۳، رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہے۔

علاوہ اس کے ان حضرات کی بہت سی ایسی چیزیں ہیں۔ جو کفر واسلام کا سوال پیدا کرتی ہیں۔ جو انشاء اللہ کسی اور موقعہ پر نذر ناظرین کی جائیں گی۔

[1] مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی
[2] مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی
[3] مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

آخری معروض

ہم بفضلہ تعالیٰ حنفی سنی ہیں، رہی غلطی تو الانسان مرکب من الخطاء والنسیان، ہمارا یہ کام نہیں کہ قبول حق میں عار کی جائے۔ اب اس جماعت والوں کو بھی اللہ توفیق توبہ دے جو دیوبندی مولوی کی طرف داری میں ایمان کی طرف سے بے پرواہ ہیں۔ میں نے اراکین دائرۃ الاصلاح کو حقیقت حال سے مطلع کر دیا ہے۔ اور میری تصدیق پر انہوں نے اپنا اطمینان کر کے ایک اشتہار بعنوان "عزاداری حسین کی حقیقت" شائع بھی کر دیا ہے جس سے حق پسند طبائع حقیقت حال معلوم کر لیں گی اور آئندہ میری نسبت غلط فہمی میں نہ پڑیں گی۔

فقیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد

خطیب مسجد وزیر خان لاہور

عرض ضروری

از جانب سیکرٹری بزم تنظیم مسجد وزیر خان لاہور

چونکہ ہاشم علی کی اشتہار عزاداری حسین میں نہایت چالاکی سے کام لیا گیا تھا۔ یعنی مشتہر کا نام نہایت باریک قلم سے لکھ کر عوام کو جلی خط سے حضرت مولانا کا نام دکھا دیا۔ لیکن الحمدللہ اس کی فریب کاری بہت جلدی ظاہر ہوگئی اور دائرۃ الاصلاح نے اس کا رد چھاپ دیا۔

اب بالخصوص برادران ملت سے گزارش ہے کہ اس پروپیگنڈہ میں سیکرٹری جمعیت الاحناف اور وہ جماعت جو مناظرہ میں زک اٹھا کر گئی ہے۔ شریک ہے میں نے خود جمعیت الاحناف کے سیکرٹری کو ہاشم علی کے ساتھ ساز باز کرتے دیکھا ہے۔ لہٰذا ان کے دام میں آکر آپ اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔ لہٰذا بغرض اطلاع یہ پمفلٹ حاضر کر دیا ہے۔ ممکن ہے کہ ہاشم علی کے پردہ میں اس پمفلٹ پر بھی انہیں صبر نہ آئے اور پھر بھی زہر اگلتے رہیں تو ہم مطلع کر دینا چاہتے ہیں کہ جو چاہیں لکھیں ہم آئندہ جواب دے کر قوم کا پیسہ برباد اور حضرت مولانا کا قیمتی وقت ضائع کرنا نہیں چاہتے۔ ہم وہ کام کرنا چاہتے ہیں جس سے قوم کا بھلا ہو اور

عنقریب اوراق غم کا دوسرا ایڈیشن آپ کے سامنے حاضر کیا جائے گا جس کے مطالعہ سے آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ جس سنی کے پاس اوراق غم ہوگی وہ اپنے آپ کو مذہب شیعہ کا بہترین مناظر سمجھے گا۔ اس لئے کہ دوسرے ایڈیشن میں تمہیدی مضمون خصوصیت سے رد شیعہ کا علیحدہ لکھا جائے گا۔ یہ ایڈیشن زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دو ماہ میں انشاءاللہ مکمل ہو جائے گا اور

ہاشم علی کی جنتری ۳۴ھ

میں اس قدر بد اعتقادیاں ہیں جن کے پڑھنے سے ایک سنی مسلمان اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ یہ جنتری والا یقیناً رافضی ہے۔ اگر ملاحظہ کرنا ہو..... تو دفتر بزم تنظیم میں تشریف لا کر ملاحظہ فرمالیں۔

والسلام

سیکرٹری بزم تنظیم

بادبان، جسارت اور اسلامی جمہوریہ کی غلط بیانی کا پردہ چاک ہو گیا

فیصل آباد میں مولانا نورانی کے بارے میں اسٹیج سیکرٹری سے غلط الفاظ منسوب کئے گئے

جامعہ امینیہ فیصل آباد کے جناب غلام رسول نے جسارت کے ایڈیٹر کو ایک مکتوب تحریر کیا ہے۔ آزادی صحافت کے دعویداروں کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اس کو شائع کریں یا نہ کریں بہرحال مکتوب نگار کی درخواست پر ہم اس خط کا متن افق میں شائع کر رہے ہیں

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب روزنامہ جسارت کراچی!

جسارت کے حالیہ شمارہ کا اداریہ پڑھ کر ازحد افسوس ہوا کہ آپ جیسا سنجیدہ شخص صحافی بھی گندی سیاسیات میں الجھ کر صحافتی اصولوں کو فراموش کر بیٹھا۔

۲۲ رجب ۱۹۷۸ء بروز جمعہ بعد نماز عشاء فیصل آباد میں مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ) کے والد ماجد مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ) کا عرس تھا۔ مہمان خصوصی علامہ شاہ احمد نورانی (رحمۃ اللہ علیہ) تھے۔ میں نے اسٹیج سیکرٹری کی حیثیت سے مولانا کی تقریر سے پہلے یہ کلمات کہے تھے کہ موجودہ دور میں حضرت نورانی کا چہرہ دیکھنا

کفارۂ گناہ ہے مجھے یہ کہنے میں ذرہ بھی باک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس سچے غلام کا چہرہ دیکھنا گناہوں کے معاف کرانے کے مترادف ہے ۔ میں یہ واشگاف الفاظ میں بتادینا چاہتا ہوں کہ میں نے ہرگز ہرگز مندرجہ ذیل الفاظ ادا نہیں کئے کہ "مولانا نورانی کی زیارت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کے برابر ہے"

جب میرا ایمان یہ ہے کہ مولانا نورانی سمیت کل کائنات کو جو بھی مقام ملا ہے وہ سب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی خاک پا کی غلامی کے صدقہ میں ملا ہے۔ یہ منسوبہ الفاظ کہنے کی کس طرح جرأت کرسکتا ہوں۔

میں ایک بار پھر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں منسوبہ الفاظ کو سرور کائنات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں صراحتاً گستاخی سمجھتا ہوں اور ایسے الفاظ سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں ۔ اور خداوند قدوس کے دربار میں یہ عرض کرتا ہوں کہ "الٰہی جو الفاظ میری طرف منسوب کیے گئے ہیں ان پر میں اپنی طرف سے اسلامی جمہوریہ کے رپورٹر، ہفت روزہ بادبان اور روزنامہ جسارت کے مدیر صاحبان کی طرف سے تیرے دربار میں معافی کا طلبگار ہوں خدایا تو ہی گناہوں کو معاف فرمانے والا ہے اور سیدھا راستہ دکھا کر حسد اور کینہ سے بچانے والا ہے۔

فقط والسلام

غلام رسول غازی ایم اے

معرفت جامعہ امینیہ رضویہ محمد پورہ فیصل آباد

(ہفت روزہ وفاق ۲۳ اکتوبر تا ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۸ء/۱۹ ذی قعدہ تا ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ صفحہ نمبر ۱۶)

جھوٹوں پر خدا کی لعنت

مودودی، وہابی رسائل، اسلامی جمہوریہ، نقیب ملت، بادبان اور جسارت کی شرمناک

صحافتی غنڈہ گردی

فیصل آباد میں مولانا شاہ احمد نورانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے بیان سے قبل سٹیج سیکرٹری

نے کہا ہے ۔ کہ معاذ اللہ "مولانا نورانی کی زیارت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کے برابر ہے" ۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ**

پہلے ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ میں یہ خبر شائع کرائی گئی ۔ پھر رسالہ بادبان نے بڑھا چڑھا کر بیان کی ۔ اور بادبان کے حوالہ سے نقیب ملت اور جسارت کراچی نے اس کو اچھالا ۔ اور پھر بغیر کسی تحقیق وحقیقت کے اس خود ساختہ جعلی خبر کو نہایت ڈھٹائی وسینہ زوری کے ساتھ مولانا نورانی و سٹیج سیکرٹری کی گستاخی قرار دے کر فی الواقع بے ادب گستاخ دیوبندی، مودودی اور غیر مقلد وہابیوں نے تحریری وتقریری طور پر ملک بھر میں طوفان بدتمیزی برپا کردیا۔ اور صحافتی غنڈہ گردی کا ایک نیا ریکارڈ قائم کیا کہ خود ہی جھوٹی خبر گھڑی ۔ اپنے ہی راوی تیار کئے اور اپنے ہی مودودی، وہابی خاندان کے رسائل سے یکے بعد دیگر نقل کرتے اور بات کا بتنگڑ بناتے چلے گئے۔

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

حالانکہ مفتی مختار احمد صاحب سے منسوب جعلی بیان کی طرح اس جھوٹی خبر کے تیور ہی بتا رہے تھے ۔ کہ یہ بے تکی سی بات ہے اور نجد و دیوبند کے گستاخوں کو للکارنے والے کسی سنی بریلوی سے ایسی جسارت کی ہرگز توقع نہیں کی جاسکتی ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سٹیج سیکرٹری صاحب کے وضاحتی بیان نے اچھرہ و دیوبند کے گستاخوں کو بے نقاب کردیا اور جھوٹوں کا منہ کالا ہوگیا۔

مولانا غازی غلام رسول صاحب نے فیصل آباد سے اطلاع دی ہے کہ ۲۲ ستمبر ۱۹۷۸ء بعد نماز عشاء فیصل آباد میں مولانا شاہ احمد نورانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے والد ماجد مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس تھا۔ جس میں مہمان خصوصی مولانا شاہ احمد نورانی (رحمۃ اللہ علیہ) اور سٹیج سیکرٹری میں تھا۔ میں نے مولانا نورانی کی تقریر سے پہلے یہ کلمات کہے تھے کہ موجودہ دور میں حضرت نورانی کا چہرہ دیکھنا کفارۂ گناہ ہے ۔ میں یہ واشگاف الفاظ میں بتادینا چاہتا ہوں کہ میں نے ہرگز ہرگز مندرجہ ذیل الفاظ ادا نہیں کئے کہ "مولانا نورانی کی

زیارت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے برابر ہے" جب میرا ایمان یہ ہے کہ مولانا نورانی سمیت کل کائنات کو جو بھی مقام ملا ہے وہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کے صدقہ میں ملا ہے۔ تو میں منسوبہ الفاظ کہنے کی کس طرح جرأت کر سکتا ہوں۔ میں ایک بار پھر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں منسوبہ الفاظ کو سرور کائنات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں صراحتاً گستاخی سمجھتا ہوں اور ایسے الفاظ سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ اس وضاحت سے یہ واضح ہو گیا کہ مودودی وہابی رسائل کا پروپیگنڈہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے اس وضاحت میں "کفارۂ گناہ" کے لفظ میں قیل وقال اور اتفاق وعدم اتفاق الگ چیز ہے لیکن وہ بات ہرگز نہیں جس کا وہابیہ نے تاثر دیا ہے۔ (ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ نومبر ۱۹۷۸ء ذوالحجہ ۱۳۹۸ھ)

ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ اہل سنت و جماعت کا مخالف رسالہ تھا اور مخالف کی روایت قبول کرنا اصول حدیث کے بھی خلاف ہے اور عقل کے بھی خلاف ہے۔ لیکن ہم رعایت دیتے ہیں اور مخالف کو کنز العمال شریف کی ایک حدیث سناتے ہیں۔

من زار العلماء فقد زارنی۔ (کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۸۷۹)

ترجمہ: "یعنی جس نے علماء کی زیارت کی تو بے شک اس نے میری زیارت کی"۔

مولانا نورانی ہی کیا جتنے علماء حق ہیں سب کی زیارت کے بارے میں یہ حدیث ہمیں کچھ بتا رہی ہے۔ کیا معترض بتائیں گے کہ یہ حدیث کیا بتا رہی ہے؟

(ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین)

الحمد للہ رب العالمین

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ

نصرت الحق

Nusratulhaq@Yahoo.com

احمد رضا سلطانپوری قادری

04-04-2012

(5)

...ثنائی کی تعلیم ... نسبت سے ... 140 ... 146 ... 150/152 ... 158-162 ... 169 ... 189 ... 202 ... 227 ... 235 ... 246 ... 249 ... 252 ... 257 ... 259 ... 262 ... 273 ... 284 ... 295 ... 415 ... 419 ... 426

47، 59 ... 50، 51 ... 51 ... 54 ... 191 ... 130

4

استفسار اعلیٰ حضرت

بیک وقت نماز میں ... صفحہ 331

مفتی احمد ... گیا ... صفحہ 333

معدن اسرار علام الغیوب ... 337

ہے ممکن خدا ... کا قفص ... 341

... ضرورت ... واجب ... 342

... دنی کے پر ... 345

... اول وہی آخر ... 348

... حبوب ... ہے ... 344

... امکان ... جھوٹ ... 352

... کو ... لو ... 358

... 361

... 362

... 362

... 363

... انبیاء ... 366

... 367

... باری ... 369

حبیب خدا کو خدا ... 381

... اور ... 381

... امام ... 382

... 383

... گناہ ... 436

... 440

... 441

دیوبندیوں کا جواب

1. ... کو ... 59
2. اولیاء اللہ ... 60
3. دیوبندی ... 157
4. ... 165
5. ... 5

... کو دل ... 375

اعلیٰ حضرت ... ما انا ... 378

... وقت ... 379

... 389

... انسان ... 391

... 392

... 394

... حاضر و ناظر ... 395

... 397

... 398

... 405

... حاضر و ناظر ... 406

... 412

... 410

... نکاح ... 415

... 438

... 411

... 417

... 419

... 429

... 426

3

... 291

... 486

... 488

... 490

... 492

... 494

... 495

... 496

... 500

... 502

... 505

... 507

... 508

... 509

فوائد الفواد ... 53-54 ... 60

... 540

... 60

... 539

... 67

... 531

... 539

... 62

... 528

... 510

... 510

... 511

... 512

... 513

... 514

... 519

... 526

تذکرہ محبوبہ ...

... 527 ... 68

... 444

... 445

... 448

... 448

... 450

... 451

... 456

... 458

... 460

... 461

... 462

... 485

... 487

... 58

... 466

... 468

... 469

... 471

... 476

... 478

... 479

... 480

... 480

... 482

کتاب فوائد فریدیہ [illegible] (1)
جوابات ص 44
معروف محمود کی [illegible] 46
[illegible] شیخ [illegible] 47 (99)
[illegible] فوائد فرید [illegible] ص 57
[illegible] غلام فرید [illegible] ص 57
[illegible] 550
کتاب ذکر [illegible] 68
[illegible] 553
[illegible] مقالات [illegible]
[illegible] 553
(9) [illegible] عبارات ص 87 93
(10) [illegible] ص 92
(11) [illegible] 110
(12) [illegible] ص 117
صبر [illegible] جواب ص 191
[illegible]
[illegible] 226
[illegible] 249
[illegible] 251
[illegible] 254
[illegible] 255
[illegible] 256
[illegible] 259
[illegible] 287

علامہ عبد الرحمن آپنا ص 119
موتی [illegible] ص 124
[illegible] ص 128
[illegible] ص 131
حضرت جنید [illegible] ص 137
[illegible] ص 147
[illegible] ص 149
شب [illegible] ص 150
[illegible] 155
برکات [illegible] ص 157
[illegible] ص 162
عبد الرحمن [illegible] ص 169
[illegible] ص 178
حضور غوث [illegible] 180
غوث اعظم رضی اللہ عنہ [illegible] 183
حضرت [illegible] 186
[illegible] 188
نام [illegible] امام شافعی ص 191
[illegible] ص 197
[illegible] ص 202
غوث [illegible] ص 204
[illegible] ص 220
[illegible] ص 231
[illegible] ص 234
[illegible] 238
(240) [illegible] 247
[illegible] 258

حضور [illegible] 281 282
[illegible] 266
[illegible] 268
[illegible] 279
[illegible] 275
[illegible] 276
[illegible] 283
[illegible] 290
[illegible] 293
[illegible] ص 295
[illegible] 317
[illegible] 320
[illegible] 323
[illegible] 325
[illegible] 330

[illegible] 285
[illegible] 288
[illegible] 292
[illegible] 297
[illegible] 299
[illegible] 301
[illegible] 304
[illegible] 305
[illegible] 306
[illegible] 307
[illegible] 309
[illegible] 311
[illegible] 313

[illegible] 295
[illegible] ص 105 [illegible] 110
[illegible] 68
عوارف المعارف ص 113
[illegible] عبد الغنی نابلسی ص 141
[illegible] ص 144
[illegible] 182
[illegible] ص 125
[illegible] 426
[illegible] 429
[illegible] ص 541
[illegible] 557

279 280
[illegible] 306
غوث اعظم [illegible] 316
[illegible] ص 371
[illegible] 430
[illegible] 431
[illegible] ص 432
[illegible]

تین دیوبندی مولویوں کی مشترکہ تالیف

"انصاف" کا علمی و تحقیقی جائزہ

انوارِ احناف

بجوابِ انصاف

Nusratulhaq@Yahoo.com

تالیف

ابوکلیم محمد صدیق فانی

تقریظ

محمد منشاء تابش قصوری

مکتبہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات

نام کتاب : انوارِ احناف بجواب انصاف

مصنف : ابوکلیم محمد صدیق فانی

کمپوزنگ : شبیر احمد رضوی (خانیوال، کبیروالا)

تصحیح و تحشیہ : مولانا ابوجلیل محمد خلیل خان فیضی

پروف ریڈنگ : محمد شکیل قادری عطاری (خانیوال)

صفحات : 432

ہدیہ : 320 روپے

مکتبہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات
0300-6272130

فہرست عنوان

انتساب

شیخ کامل، جامع شریعت وطریقت، عمدۃ الصالحین، قدوۃ العارفین

بیہقی وقت، سیوطی زماں، آیت من آیات اللہ، فنافی الرسول، شیخ التفسیر والحدیث

حضرت مولانا ابوالفضل **محمد سردار احمد قادری چشتی رضوی** نوراللہ مرقدہٗ

کے نام

جو ہمہ وقت حُسنِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی تجلیوں میں گم رہتے تھے

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

ابوکلیم فانی

اظہارِ عقیدت

پیر طریقت، رہبر شریعت، نباض قوم، مفتی عالم اسلام
نائب محدث اعظم پاکستان فیض یافتہ
امیر ملت خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند
حضرت علامہ مولانا الحاج
ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی
دامت برکاتہم العالیہ
امیر جماعت رضائے مصطفےٰ ﷺ (رجسٹرڈ) پاکستان

ہدیہ تبریک

محسن اہلسنت، پاسبان مسلک رضا، فنافی اللہ، فنافی الرسول
عالم بے ریا، عالم باعمل، زینت علم وقلم، مصنف کتب کثیرہ
حضرت علامہ الحاج
ابوکلیم محمد صدیق نقشبندی
المعروف فانی
نوراللہ مرقدہٗ

مختصر تعارف

جماعت رضائے مصطفےٰ ﷺ (رجسٹرڈ) خانیوال زیر سایہ نباض قوم مفتی عالم اسلام حضرت الحاج ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ عرصہ دس سال سے خدمت دین اسلام کی لگن میں مگن ہے۔ قلیل مدت اور محدود ذرائع ہونے کے باوجود جماعت رضائے مصطفےٰ ﷺ خانیوال کی یہ اڑتیسویں (۳۸) اشاعت ہے اس میں سب سے کارہائے نمایاں مسلک حق اہلسنت و جماعت کا دفاع، بزرگان دین کی تعلیمات اور اصلاح اعمال پر مشتمل لٹریچر کی اشاعتیں شامل ہیں جماعت رضائے مصطفےٰ ﷺ خانیوال کی علمی سرپرستی عالم باعمل، زینت علم و قلم، نازش اہلسنت حضرت علامہ الحاج ابوکلیم محمد صدیق فانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ اور یہ تحریک راقم الحروف محمد شکیل اختر قادری رضوی، محمد شکیل احمد قادری عطاری، حضرت علامہ مولانا ابوالجلیل محمد خلیل خاں فیضی، شبیر احمد رضوی اور اویس رضا رضوی پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت رضائے مصطفےٰ ﷺ (رجسٹرڈ) خانیوال کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور اسی طرح مسلک حق اہلسنت و جماعت بریلوی کی خدمت میں مصروف عمل رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد شکیل اختر رضوی
حال مقیم ساؤتھ افریقہ
یکم دسمبر ۲۰۱۱ء

حرفِ اوّل

از قلم محمد شکیل قادری عطاری

ہمارے مشفق اور مہربان دوست ترجمانِ اعلیٰ حضرت، فخرِ اہل سنت جناب سید صابر حسین شاہ صاحب نے ضلع اٹک سے ”انصاف“ نامی ایک کتاب بذریعہ ڈاک محسن اہلسنت پاسبان مسلک رضا حضرت ابوکلیم محمد صدیق نقشبندی المعروف فانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال فرمائی۔ جو کہ دیوبندی مکتبہ فکر سے وابستہ تین مولویوں کی جدوجہد کا ماحصل تھا۔ حسب الارشاد حضرت سید صابر حسین شاہ صاحب حضرت فانی صاحب نے اُنیس دن میں محققانہ جواب لکھ کر اراکین جماعت رضائے مصطفےٰ (رجسٹرڈ) خانیوال محترم جناب محمد شکیل اختر رضوی (حال مقیم ساؤتھ افریقہ)، محترم جناب شبیر احمد رضوی، محمد اُویس رضوی اور راقم الحروف (محمد شکیل قادری عطاری) کے سپرد فرمادیا کہ مرتبین انصاف نے کوئی نئے گل نہیں کھلائے، وہی پرانی باتیں اور سابقہ اعتراضات ہیں جن کا علماء اہل سنت بارہا تقریراً و تحریراً جواب دے چکے ہیں۔ مخالفین کی قوتِ سمع و بصر ختم ہو چکی ہے فقط امت مسلمہ میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کیلئے اپنے زعم باطل میں دین اسلام کی بہت بڑی خدمت سمجھ رہے ہیں۔

..........☆☆☆☆☆

صوفیاء محققین نے فرمایا ہے کہ بغض و حسد ایک ایسی روحانی مہلک بیماری

ہے جب انسانی قلب و ذہن پر اثر انداز ہوتی ہے تو انسان کی فکری صلاحیتیں مفلوج ہو کر رہ جاتی ہیں۔ یہی حال ”مرتبین انصاف“ کا ہے کہ بغض رضا کے سبب جن کی سوچ و فکر کا جنازہ نکل چکا ہے۔ اور شاید ایسے مدارس سے تعلیم حاصل کی ہے جہاں اخلاقیات پر درس دینا شجر ممنوعہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور جھوٹ بولنے کی خوب مشق کرائی جاتی ہے۔ تمام کتاب کذب بیانی، دروغگوئی اور الزام تراشی کا مرقع ہے۔ آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور فقہاء کرام کے اقوال کے جان بوجھ کر غلط مفاہیم و مطالب پیش کئے گئے ہیں نہ کوئی ربط ہے نہ ضبط، ذہنی مریضوں کی طرح جوبات ذہن میں آئی لکھنی شروع کردی، نیز ایک ہی بات کو بار بار دہرا کر کتاب کے حجم کو بڑھانے کی سعی لاحاصل کی گئی ہے۔

جناب ابوکلیم فانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ”انصاف“ کا ردِ بلیغ لکھ کر عوام اہل سنت پر احسان عظیم فرمایا ہے، مرتبین کی کذب بیانیوں، الزام تراشیوں کو طشت ازبام کیا ہے۔ اور عقائد اہل سنت کی صحیح تصویر عوام الناس کے سامنے پیش کی ہے۔ قرآن وحدیث، اقوال صحابہ و تابعین اور بزرگانِ اسلام سے اپنے عقائد و نظریات کو مدلل کیا ہے۔ اگر مخالفین بغض و حسد کی عینک اُتار کر اس کا مطالعہ کریں گے تو خالق کائنات سے امید واثق ہے کہ ”ان شاءاللہ“ ضرور ان کو راہ ہدایت نصیب ہوگی۔

..........☆☆☆☆☆

کمپوز شدہ مسودہ حضرت فانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابوالجلیل محمد خلیل خاں فیضی مدظلہ کو تصحیح کیلئے دیا علامہ ابوالجلیل محمد خلیل خاں فیضی مدظلہ نے تصحیح کے ساتھ ساتھ حواشی بھی تحریر فرمادیئے۔ کتاب پر نظر ثانی و تصحیح و تحشیہ کا کام مکمل ہو چکا تھا

تو اچانک مورخہ ۲۷ نومبر ۲۰۰۶ء بمطابق ۵ ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ بروز سوموار شریف حضرت فانی کا سانحہ ارتحال پیش آیا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔ حضرت فانی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد کچھ وجوہ کی بنا پر کتاب کی اشاعت نہ ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کرم سے جماعت رضائے مصطفیٰ (رجسٹرڈ) خانیوال کے اراکین نے اشاعت کیلئے محترم جناب شیخ محمد سرور اویسی صاحب مالک اویسی بک سٹال گوجرانوالہ سے بات کی تو محترم نے بخوشی اس کتاب کی اشاعت کی ذمہ داری کو قبول کیا۔ اور اپنے معیار کو قائم رکھتے ہوئے اس ذمہ داری کو خوب نبھایا ہے اللہ رب العزت جل شانہ بطفیل حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کتاب کے مؤلف مصحح، ناشر و جملہ معاونین کو دارین کی سعادتیں اور کامرانیاں عطا فرمائے۔ مؤلف کی اس کاوش و محنت کو اپنے دربار دُربار گہربار میں قبولیت عطا فرمائے اور اس اشاعتی ادارے کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔

۲۹ ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ بروز ہفتہ

آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شکیل قادری عطاری

کالونی نمبر ۱، عامر منزل، مکان نمبر ۵۹۹، خانیوال

تقدیم

از: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۹۲۱ء) نے ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاسبانی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آپ تحریک ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک عظیم مجاہد کے طور پر سامنے آئے اور ساری زندگی گستاخوں کے تعاقب میں رہے جب مولوی قاسم نانوتوی نے ''تحذیر الناس'' میں خاتم النبیین کے معنی تبدیل کئے۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے ''براہین قاطعہ'' میں معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف کو شیطان کے علم سے بھی گھٹانے کی ناپاک حرکت کی اور اس پر مولوی رشید احمد گنگوہی نے تصدیق کی اور مولوی اشرف علی تھانوی نے ''حفظ الایمان'' میں رحمت کائنات فخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف پر ناروا حملہ کیا تو ان نازک ترین حالات میں سرِ حق آگاہ امام احمد رضا قدس سرہٗ تڑپ کر رہ گئے۔ آپ نے ان لوگوں سے مطالبہ کیا کہ یا تو ان

عبارات کا صحیح محمل بیان کیجئے یا پھر توبہ کر کے ان عبارات کو قلم زد کر دیجئے۔ آپ نے ان گستاخوں کو خطوط لکھے۔ رسائل لکھے بار بار یاد دہانی کرائی لیکن جب یہ لوگ بالکل ٹس سے مس نہ ہوئے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے "تحذیر الناس" کی تصنیف کے ۳۰ سال بعد "براہین قاطعہ" کی اشاعت کے قریباً ۱۶ سال بعد اور "حفظ الایمان" کی اشاعت کے قریباً ایک سال بعد ۱۳۲۰ھ میں ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی خاطر مذکورہ بالا قائلین کے بارے میں ان کفریہ عبارات کی بنا پر فتوائے کفر صادر کیا۔ ۱۳۲۴ھ میں حرمین شریفین کے ۳۵ جلیل القدر علماء کرام نے بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے فتوٰی پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے زوردار تقاریظ لکھ دیں جو حسام الحرمین کی صورت میں سامنے آئیں بعد میں پاک و ہند کے جلیل القدر علماء کرام نے بھی تائید کر دی اور ان افراد کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ یہ ہے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا وہ جرم جو معاف نہیں کیا جا رہا۔ مخالفین نے توبہ کرنے کی بجائے ان عبارات کی تاویلات کرنا شروع کر دیں اور امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر سب و شتم شروع کر دیا۔ عصمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت کی بجائے اپنے ان علماء کی حمایت پر کمربستہ ہو گئے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر بے بنیاد الزامات کے انبار لگا دیئے ان کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا کبھی ان کو انگریز کا ایجنٹ کہا گیا کبھی بدعتی کہا گیا کبھی نئے فرقے کا بانی مشہور کیا گیا اگرچہ ان الزامات کی کوئی حقیقت نہ تھی لیکن علماء اہلسنت نے میدانِ عمل میں آ کر ان کے بے بنیاد الزامات کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیے۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے "شہاب ثاقب" میں جو کچھ کہا مفتی سنبھل علامہ سید اجمل شاہ سنبھلی علیہ الرحمۃ نے ردّ شہاب ثاقب میں ایسا بھرپور اور مسکت جواب دیا کہ آج تک ان کی ذریت سنبھل نہ سکی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے "المہند" میں جو فنکاری کی مناظر اسلام مولانا حشمت علی لکھنوی علیہ الرحمۃ نے رادِ

المہند میں ان کے مکر و فریب کا پردہ چاک فرما دیا۔ کسی نے مذہبی دنیا میں دہشت گردی کرتے ہوئے "دھماکہ" کیا تو مولانا محمد حسن علی رضوی نے "قہر خداوندی" بن کر اس کے اثرات کو زائل فرمایا نیز مولانا خلیل اشرف اعظمی علیہ الرحمۃ نے اس دہشت گرد کے منہ پر ایک طمانچہ رسید کیا۔ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ نے باطل کے ایوانوں میں ایک ایسا زلزلہ بپا کیا آج تک تھمنے کا نام نہیں لے رہا۔ جو بھی سامنے آتا ہے۔ علماء اہلسنت کی صفوں میں سے ایک ایک مجاہد آگے بڑھ کر فتنہ پرور کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ اور ان کے ناپاک عزائم خاک میں ملا دیتا ہے۔ حق و باطل کی جنگ روزِ ازل سے جاری ہے۔ اور جاری رہے گی۔ انجمن انوار رضا واہ کینٹ کی جانب سے علامہ حافظ قاضی غلام محمد سیالوی علیہ الرحمۃ (محمدی شریف جھنگ) کی ایک کتاب "لاتفرقوا" شائع ہو کر سامنے آئی۔ جس میں نہایت مدلل اور مثبت انداز میں تفرقہ بازی کو زیر بحث لایا گیا تھا۔ مخالف کیمپ سے افراد ثلاثہ سامنے آئے اور انصاف کے طالب ہوئے۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ یہ لاتفرقوا کا جواب ہے لیکن صرف تین چار جگہوں پر لاتفرقوا کا ذکر ملتا ہے باقی سب کچھ اپنے ان چند علماء کی حمایت میں جن کی کتابیں عصمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہیں اور جی بھر کر عصمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاسبان امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ پر سب و شتم کیا گیا بے بنیاد الزامات لگائے گئے۔ حالانکہ الزامات کا بارہا دفعہ جوابات دیئے جا چکے ہیں۔ لیکن افراد ثلاثہ ایک دفعہ پھر انصاف کے طالب ہوئے ہیں تو اہلسنت کی جانب سے محقق اہلسنت علامہ ابو کلیم محمد صدیق فانی علیہ الرحمۃ (م ۲۷ نومبر ۲۰۰۶ء) اسعاف بجواب انصاف لے کر سامنے آئے ہیں۔ آپ بے دینوں کیلئے ایک سیف المسلول ہیں محب الرسول ہیں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقبول ہیں۔ آپ کی ساری زندگی جہاد بالقلم میں گذری آخر دم تک خامہ فرسائی فرماتے رہے۔

اعتقادی اور نظریاتی دنیا میں آپ کا نام نہایت روشن اور نمایاں ہے۔ علامہ ابوکلیم محمد صدیق فانی علیہ الرحمۃ ۱۹۴۴ء میں پٹیالہ (گورداسپور انڈیا) میں حاجی مراد علی قادری علیہ الرحمۃ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے خانیوال آ گئے۔ یہاں تعلیم حاصل کی۔ پیرِ طریقت امام بخش نقشبندی علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ بچپن ہی سے خوش نویسی کا شوق تھا آپ نے کتابت اور خوش نویسی کو پیشہ کے طور پر اپنایا مایہ ناز خوش نویس عبدالمجید رقم آپ کے استاد تھے۔ آپ ۳۵ سال کتابت اور خوش نویسی کے ساتھ منسلک رہے بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ تلاوت قرآن کریم روز کا معمول تھا کثرت سے درود وسلام پڑھتے تھے۔ ساری زندگی سادگی اور درویشی میں گذاری۔ آپ کی وسیع لائبریری تھی۔ اکثر مطالعہ میں منہمک رہتے تھے۔ ۱۹۷۳ء میں حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین سے سرفراز ہوئے۔ آپ کی بے شمار تصانیف ہیں اکثر شائع ہو چکی ہیں اور چند ایک زیر طبع ہیں۔ ۲۷ نومبر ۲۰۰۶ء کو دنیا اہلسنت کا یہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل آپ کی بخشش فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین

امید ہے آپ کی دیگر تصانیف کی طرح یہ کتاب بھی شہرت عام اور بقائے دوام حاصل کرے گی۔ انشاء اللہ

دعا گو

گدائے کوئے مدینہ

احقر صابر حسین

۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ، ۲۴ر ستمبر ۲۰۰۷ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عمل کا ردِ عمل

تابشِ اہل سنت...... ادیب ملت

حضرت علامہ الحاج محمد منشاء تابش قصوری

مدرس، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

''صراطِ مستقیم'' پر چلنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے انعام کی عظمت سے سرفراز فرمایا اور اُمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں انعام یافتہ ہستیوں کے نقشِ قدم پر چلنے اور ان کی معیت ورفاقت کا حکم دیا۔ قرآنِ مجید کا آغاز اپنی حمد سے فرماتے ہوئے سورۃ الحمد میں دُعا کی خصوصی تعلیم دی کہ مجھ سے یوں طلب کرتے رہیں

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝

﴿پ ۱ سورۃ الفاتحہ آیت ۵ تا ۷﴾

ترجمہ:- ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ اُن کا جن پر تو نے احسان کیا، نہ اُن کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔

واضح ہوا کہ اللہ رب العزت نے اپنے خاص بندوں کو انعام کی دولت عظمیٰ عطا فرمائی، چنانچہ کسی قسم کا ابہام نہ رہنے دیا بلکہ بڑی وضاحت سے فرمایا

فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ
وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ﴿پ ۵ سورۃ نساء آیت ۶۹﴾

ترجمہ:- تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں

پس یہی اہل حق صراطِ مستقیم سے موصوف ہیں ان کی اتباع وپیروی اور نقش قدم پر چلنے سے

انعام ہو سکتے ہیں۔

اور اس دور میں سب سے بڑا انعام صحیح العقیدہ ہونا ہے اور صحیح العقیدہ صرف اور صرف اہل سنت وجماعت ہے اور یہی جماعت ہے جس کے ہر فرد کا اعلان ہے

بندۂ پروردگارم اُمت احمد نبی ...... دوست دار چار یارم تابع اولادِ علی
مذھب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل ...... خاک پائے غوثِ اعظم زیر سایہ ہر ولی

مزید یہ ہے......

صدیق عکس حسن کمال محمد است ...... فاروق ظل جاہ و جلال محمد است
عثمان ضیائے شمع جمال محمد است ...... حیدر بہار و باغ خصال محمد است
اسلام ما اطاعت خلفائے راشدین ...... ایمان ما محبت آل محمد است

زیر نظر کتاب ''انوار احناف'' میں اہل سنت کے عقائد کو دلائل وبراہین سے مرصع کیا گیا ہے اور مخالف کے سوقیانہ انداز سے صرف نظر کرتے ہوئے حقائق کو واضح کیا ہے۔

قارئین کرام! بغور پڑھیں اور اپنے ایمان وایقان کے جسٹس سے فیصلہ کرالیں، کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔

ہمیں ایسی کتاب شائع کرنے کی چنداں ضرورت نہیں تھی، مگر ہمیشہ عمل کا ردِ عمل ہے۔ جو مخالف کا عمل سراسر الزام تراشی پر مبنی تھا تو مجبوراً مصنف کو یہ راہ اختیار کرنا پڑی اور اپنے سچے اور سُچے مسلک پر جو خاک ڈالنے کی بے فائدہ کوشش کی گئی تھی اُس سے گرد کو صاف کرنے کے لئے مصنف نے قلم اُٹھایا اور حق واضح فرمایا۔

دُعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں مسلک حق اہل سنت وجماعت پر ہمیشہ چلنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فقط

محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۸رشوال المکرم ۱۴۳۳ھ/۲رفروری ۲۰۱۲ء چہارشنبہ

تذکرہ صدر الخطاطین علامہ محمد صدیق فانی علیہ الرحمۃ

ولادت باسعادت

حضرت قبلہ محمد صدیق بن حاجی مراد علی قادری ۱۹۴۲ء میں ضلع گورداسپور (انڈیا) کے علاقہ پٹیالہ میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد ۱۹۴۷ء میں گورداسپور سے ہجرت کرکے خانیوال بلاک نمبر ۷ میں قیام فرمایا۔

اسم گرامی

والدین نے آپ کا نام محمد صدیق رکھا، کنیت ابوکلیم، تخلص فانی۔

تعلیم

ابتدائی تعلیم خانیوال ہی میں حاصل کی اور ۱۹۵۸ء میں میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول خانیوال سے پاس کیا۔

آپ کو بچپن ہی سے دینی ماحول میسر آیا۔ آپ کے والد ماجد حضرت حاجی مراد علی قادری رحمۃ اللہ علیہ ایک دین دار شخصیت تھے اور فوج میں ملازم تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نیک اور پارسا، صوم وصلوٰۃ کی پابند خاتون تھیں۔ قبلہ فانی علیہ الرحمۃ بچپن ہی سے شرم وحیا کے پیکر تھے۔

بیعت

آپ نے پیر طریقت، ولی کامل حضرت امام بخش نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ آپ کے پیر ومرشد کا تعلق جڑانوالہ (فیصل آباد) سے تھا۔ آپ شریعت کے انتہائی پابند صوفی بزرگ تھے۔ قبلہ فانی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میرے مرشد کامل کی مجھ پر خاص نظر عنایت اور مجھ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔

ذریعہ معاش

آپ کو بچپن ہی سے خوشنویسی کا شوق تھا۔ آپ نے کتابت اور خوشنویسی کو پیشہ کے طور اپنایا کتابت اور خوشنویسی میں آپ کے استاد پاکستان کے مایۂ ناز خوشنویس عبدالمجید رقم تھے۔ جن کے آپ تنہا شاگرد تھے۔ کتابت اور خوشنویسی میں آپ کے شاگرد پورے پاکستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔

کم وبیش آپ ۳۵ رسال کتابت وخوشنویسی کے پیشہ سے منسلک رہے۔ اس دوران آپ نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ بیشتر کتب احادیث اور فقہ آپ کی کتابت شدہ ہیں۔

ذوقِ عبادت

حضرت فانی علیہ الرحمۃ بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ تلاوتِ قرآن مجید سے قلبی لگاؤ تھا۔ اکثر اوقات تلاوت کلام مجید میں گزارتے اور جمعہ کے روز سورۃ الکہف کا ورد کرتے جو زندگی بھر معمول رہا۔ اس مبارک سورۃ کی برکت سے آپ اصحاب کہف کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

کثرتِ ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔ کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص جس چیز سے محبت کرتا ہے اس کا بکثرت ذکر کرتا ہے

(کنز العمال صفحہ نمبر ۴۲۵ جلد اول طبع بیروت)

حضرت فانی علیہ الرحمۃ سچے عاشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ آپ کا محبوب ومرغوب وظیفہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک تھا۔ دورانِ کتابت جہاں جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی آتا لکھتے وقت درود

شریف پڑھتے قصیدہ بردہ شریف، دلائل الخیرات شریف خصوصی وظائف تھے۔

حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی الھی (متوفی ۸۹۸ھ) کے درج ذیل شعر کا پورا پورا نمونہ تھے۔

جامی ثنائے یار کند انشراح صدر
ہر دم وظیفہ گفتن نام محمد است (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حق گوئی

آپ نے ہمیشہ حق اور سچائی کی بات کی ہے۔ اگر اپنوں میں کوئی کمی محسوس کی تو ان کی تحریری طور پر اصلاح کرنے کی کوشش فرمائی۔

حق اور سچ کے متلاشی لوگ آپ کی کتب سے اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے۔

آپ شب بدعقیدگی میں صبح صادق کے نقیب قرار پائے۔ قبلہ فانی علیہ الرحمۃ نے ہمیشہ اپنی زبان اور قلم سے حق کی ترجمانی فرمائی۔ اور حق بات کرنے میں کبھی نہیں گھبرائے۔ آپ کی ذات اہلسنت کیلئے بہت بڑی نعمت تھی۔

اہلسنت وجماعت کے خلاف کوئی تحریر موصول ہوتی حضرت فوراً اس کا رد تحریر فرماتے اشاعت کی کوشش فرماتے اور اکثر کتب بلاقیمت تقسیم فرماتے بالخصوص سرزمین خانیوال میں جس کسی نے اہلسنت کے خلاف زہر اگلا تحریراً یا تقریراً حضرت فانی علیہ الرحمۃ نے رات ورات اس کا رد بلیغ لکھ کر شائع کیا بسا اوقات جواب الجواب کا سلسلہ بھی چل نکلا لیکن چند اقساط کے بعد مخالفین گالی گلوچ پر اتر آئے حضرت کے دلائل سے عاجز ولاجواب ہوگئے۔ رفع یدین کے موضوع پر خانیوال کے ایک غیر مقلد کو شوق چرایا حضرت کے ساتھ تحریری مناظرہ شروع کردیا حضرت نے ایسے محققانہ انداز سے غیر مقلد کے اعتراضات کا قلع قمع کیا کہ غیر مقلد نے راہ فرار اختیار کی تحریری مناظرہ حضرت کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ نجدیت ووہابیت کے رد میں حضرت

فانی علیہ الرحمۃ نے آئینہ اہلسنت بجواب رضاخانی مذہب، شاہراہ اہلسنت بجواب شاہراہ بہشت، براہین اہلسنت بجواب کشف حقیقت، افتخار اہلسنت بجواب انوار اہلسنت، میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوت اسلامی بجواب میٹھی میٹھی سنتیں یا بدعتیں تحریر فرمائیں علمائے اہلسنت بالخصوص مناظرین اہلسنت نے خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ایک محفل میں مناظر اہلسنت علامہ مفتی محمد عبدالحمید چشتی مدظلہ مہتمم جامعۃ الرسول خانیوال نے ارشاد فرمایا جس نے مناظر بننا ہے وہ فانی صاحب کی کتب پڑھے۔ حضرت فانی علیہ الرحمۃ کی تحقیق سے مزین کتب میں سے اسعاف بجواب انصاف پیش خدمت ہے یہ حضرت فانی علیہ الرحمۃ کی آخری تصنیف ہے دیگر کتب کی طرح اس کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں مقبول و مشکور فرمائے۔

اخلاق وعادات

آپ سلف الصالحین کی سیرت کا کامل نمونہ تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی عملی تفسیر تھے۔ اپنا ہو یا غیر حق بات کہنے سے نہیں ڈرتے تھے۔ سخاوت اور مہمان نوازی ایسی صفات سے مزین تھے۔ مہمان کے آنے پر دلی فرحت محسوس کرتے اور بذات خود مہمان نوازی کے فرائض انجام دینے کو عار نہیں سمجھتے تھے، انتہائی متواضع، منکسر مزاج اور رحمدل تھے۔ علماء اہل سنت سے نہایت ہی ادب و احترام اور تعظیم وتکریم سے پیش آتے اور صحیح العقیدہ سنی سادات کرام کی بے حد تعظیم کرتے، بے دینوں کیلئے برہنہ تلوار تھے۔

نام ونمود سے دوری

آپ نے ہمیشہ نام ونمود سے پاک زندگی بسر کی۔ نام ونمود کو ناپسند فرماتے تھے تمام زندگی اتباع سنت میں بسر کی۔ اپنے تخلص فانی کی نسبت سے اپنے نفس کو فنا کر رکھا تھا۔ کسی قسم کی کوئی دنیاوی خواہش نہ تھی۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی شرعی حیثیت کے نام سے ایک پُرمغز مقالہ تحریر فرمایا شائع ہوا یہی مقالہ کراچی سے بھی انجمن انوار قادریہ نے بہت خوبصورت انداز میں شائع کیا ٹائٹل پہ حضرت کے نام کے ساتھ علامہ لکھ دیا جب حضرت فانی علیہ الرحمۃ کے پاس چند نسخے آئے تو آپ نے ایک نسخہ از راہ محبت راقم الحروف کو عنایت فرمایا۔ راقم نے کتاب کے ٹائٹل پر دیکھا سیاہی پھری ہوئی ہے سورج کی روشنی میں دیکھا تو لفظ علامہ لکھا ہوا تھا۔ راقم نے عرض کیا آپ نے اس لفظ پہ سیاہی کیوں پھیری حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا فیضی صاحب ناشر نے میرے نام کے ساتھ علامہ لکھ دیا میں اس قابل کہاں؟ اللہ اکبر! حضرت سعید علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا۔

نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمین

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بندہ تواضع کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ساتویں آسمان تک بلند کرتا ہے۔ (احیاء العلوم صفحہ ۳۳۱ جلد ۳ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت)

وسعت مطالعہ

آپ کو مطالعہ کا اس قدر شوق تھا کہ ساری ساری رات مطالعہ کرتے۔ ایک بار کثرت مطالعہ کی بناء پر طبیعت ناساز ہوگئی۔ نشتر ہسپتال ملتان داخل کیے گئے کئی روز تک زیر علاج رہے ڈاکٹروں نے مکمل آرام کرنے کا مشورہ دیا۔ حضرت علیہ الرحمۃ جیسے ہی صحت یاب ہوئے۔ گھر آتے ہی مطالعہ شروع کر دیا۔ جس کتاب کا ایک بار مطالعہ فرماتے۔ اس کے مضامین ہمیشہ کیلئے حافظہ میں محفوظ ہوجاتے۔ اخیر عمر میں کمزوری کے باعث زیادہ دیر بیٹھ نہیں سکتے تھے تو لیٹے ہوئے بھی مطالعہ فرماتے رہتے۔

زیارت حرمین شریفین

۱۹۷۳ء میں بذریعہ بس حج بیت اللہ اور زیارت گنبد خضریٰ سے آپ مشرف ہوئے۔ اور زیارت حرمین شریفین کے موقع پر خوب فیوض و برکات حاصل کیے۔

مزاراتِ اولیاء کاملین پر حاضری

قبلہ فانی علیہ الرحمۃ نے جن مزارات پر حاضری دی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ (بغداد، عراق)، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ (بغداد، عراق)، حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ (کاظمین، عراق)، حضرت امام محمد یوسف ہمدانی رضی اللہ عنہ (ہمدان، ایران)، حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ (مشہد، ایران)، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری (لاہور)، حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر (پاکپتن)، حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی (ملتان)، حضرت شاہ رکن عالم (ملتان)، حضرت محدث اعظم پاکستان محمد سردار احمد قادری (فیصل آباد) ،حضرت شاہ بخش ملتانی (خانیوال)، حضرت بابا ملنگ (خانیوال)، حضرت بابا خورشید عالم (خانیوال)، حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ (ملتان)، حضرت مولانا حامد علی خاں (ملتان)، حضرت سید یوسف شاہ گردیزی (ملتان)، حضرت میاں ولی محمد چادر والی سرکار (ملتان)، حضرت سلطان باہو (جھنگ)، حضرت خواجہ غلام فرید (کوٹ مٹھن) رحمۃ اللہ علیہم اور پاکستان کے دیگر مزارات اولیاء کاملین پر حاضری دی۔

شاعری

آپ کو اللہ تعالیٰ نے فن شاعری سے بھی نوازا تھا۔ آپ کی شاعری میں حمد باری تعالیٰ، نعت رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اصلاح معاشرہ کی جھلک پائی جاتی ہے۔

اندازِ تحریر

حضرت قبلہ فانی علیہ الرحمۃ جب کوئی مضمون یا مقالہ لکھتے تو سب سے پہلے ایک رجسٹر پہ اس مضمون کی سرخیاں قائم کرتے۔ پھر کتب سے عبارات درج کرتے تکمیل کے بعد دوبارہ پڑھتے۔ مشکل عبارات کو عام فہم انداز میں تحریر کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وقت اور قلم میں بہت برکت رکھی تھی۔ کم وقت میں ضخیم کتب تحریر ہوئیں۔ جب بھی کوئی کتاب تحریر فرماتے انتہائی مدلل اور مستند حوالہ جات کے ساتھ تحریر فرماتے تھے۔

بزرگوں کی صحبت اور حلقہ احباب

- حضور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رضوی (فیصل آباد)
- غزالی زماں رازیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ (ملتان)
- حکیم اہلسنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور)
- حضرت مولانا عبدالقادر سعیدی رحمۃ اللہ علیہم (خانیوال) کی صحبت خاص میسر آئی

آپ کا حلقہ احباب یوں تو بہت وسیع تھا جن میں سے چند مشہور احباب یہ ہیں:

پاسبان مسلک رضا حضرت الحاج مولانا ابوداؤد محمد صادق رضوی (گوجرانوالہ) ماہر رضویات حضرت علامہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد (کراچی)، حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (ایڈیٹر ماہنامہ جہان رضا، لاہور)، حضرت مولانا میاں زبیر احمد قادری (لاہور) حضرت مولانا جمیل احمد رضوی (شیخوپورہ)، حضرت علامہ افتخار احمد حبیبی (کوئٹہ)، حضرت علامہ علاؤ الدین صدیقی (وائس چانسلر محی الدین یونیورسٹی آزاد کشمیر)، پیر طریقت حضرت سید ممتاز حسین شاہ سہروردی (خانیوال)، حضرت مولانا مفتی محمد اشفاق احمد رضوی (حال مقیم برطانیہ)، حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری (لاہور)، حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی

(پرنسپل جامعہ نعیمیہ لاہور)، رئیس التحریر حضرت علامہ فیض احمد اویسی (بہاولپور)، حضرت مولانا حسن علی رضوی (میلسی)، حضرت مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری قادری (برہان شریف ضلع اٹک)، خلیل احمد رانا (جہانیاں)

کرم ہی کرم

حضرت فانی علیہ الرحمۃ کو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی بہت خواہش تھی۔ ایک دن صبح فقیر کو فرمانے لگے۔ شکیل بیٹا آج تو کرم ہوگا۔ کل رات رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آج طبیعت بہت خوش ہے۔ فرمانے لگے شکیل بیٹا اپنی کتاب براہین اہلسنت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول کتاب ہے۔ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی یہ کتاب میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں دیکھی۔

کوہ استقامت

آپ نے کسمپرسی کے باوجود بھی تحریری کام کو متاثر نہ ہونے دیا۔ انتہائی سادہ زندگی بسر کی۔ خدمت دین کیلئے آپ کا گھر دن رات کھلا رہتا تھا۔ جب بھی کوئی سائل مسئلہ کے سلسلہ میں آپ کے پاس حاضر ہوتا تو آپ قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی تسلی وتشفی فرماتے۔ اس کو اللہ جل جلالہ اور اس کے محبوب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا درس دیتے اور فرماتے تھے کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اصل دین ہے۔

؎ محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

آپ کی شخصیت انتہائی متاثر کن تھی۔ جو بھی آپ کے پاس تشریف لاتا وہ متاثر ہوئے بغیر نہ جاتا۔ عرس محدث اعظم پاکستان کے موقع پر صاحبزادہ ابوالرضا محمد

داؤد رضوی صاحب (گوجرانوالہ) خانیوال تشریف لائے۔ محمد شکیل اختر رضوی کے ہمراہ قبلہ فانی علیہ الرحمۃ کے گھر پر حاضر ہوئے تو آپ نے اپنی تحریر کردہ کتاب براہین اہلسنت پیش کی۔ مولانا صاحب نے پوچھا حضرت یہ کتاب کتنے عرصہ میں لکھی ہے، فرمایا ایک ماہ کے عرصہ میں، میں نے یہ کتاب مکمل کی ہے۔ مولانا صاحب فرمانے لگے کہ اس کیلئے کم از کم ایک سال کا عرصہ لگنا تھا۔ بعد میں جب محمد شکیل اختر رضوی گوجرانوالہ حاضر ہوئے تو مولانا محمد داؤد رضوی صاحب فرمانے لگے کہ شکیل صاحب آپ نے میری ملاقات فانی صاحب سے پہلے کیوں نہیں کروائی۔ میں نے وہاں بیٹھ کر بہت روحانیت محسوس کی ہے۔ محمد شکیل اختر کہنے لگے اللہ والوں کی باتیں، اللہ والا ہی جانتا ہے۔

مہمان نوازی

حضرت فانی علیہ الرحمۃ مہمان نوازی میں کبھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے جو بھی آپ سے ملاقات کیلئے آتا تو حضرت بنفس نفیس اس کی خاطر تواضع فرماتے۔ ایک بار مفتی شوکت علی سیالوی اپنے استاد محترم کے ہمراہ حضرت علیہ الرحمۃ کے دارالمطالعہ میں تشریف لائے تو حضرت فانی علیہ الرحمۃ نے چائے اور بسکٹ سے تواضع کی۔ محمد شکیل اختر چائے اور بسکٹ لے کر آئے تو سیالوی صاحب فرمانے لگے کہ فانی صاحب مجھ سے پوچھ تو لیتے، تو جواباً حضرت فانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا یہی فرق ہے علماء اور درویشوں میں۔ علماء پوچھتے ہیں اور درویش پوچھا نہیں کرتے۔ سیالوی صاحب نے فرمایا حضرت آپ کے ملفوظات میں ایک اور اضافہ ہوا۔

رونمائی مطلع انوار

۱۹ررمضان المبارک، ۱۳رستمبر ۲۰۰۶ء آستانہ عالیہ خورشیدیہ پر قبلہ فانی علیہ الرحمۃ کی آخری کتاب مطلع انوار کی پروقار تقریب رونمائی ہوئی۔ جس میں جاوید ہاشمی

ایڈووکیٹ، پروفیسر محمد مقبول، محمد شکیل اختر رضوی نے کتاب کی افادیت پر روشنی ڈالی اور مصنف کی عملی تحقیق کو خراج تحسین پیش کیا۔اس کے قبلہ فانی علیہ الرحمۃ نے علم کی اہمیت پر مختصر مگر جامع خطاب فرمایا۔آخر میں دربار عالیہ خورشیدیہ کے سجادہ نشین حضرت حافظ عبدالرحمٰن نقشبندی، خلیفہ مجاز ڈاکٹر محمد سلیم خورشیدی، خلیفہ مجاز ڈاکٹر محمد صدیق خورشیدی، خالد شریف (ناظم)، خوشی محمد پہلوان خورشیدی، ڈاکٹر مسرت حسین سہو نے قبلہ فانی علیہ الرحمۃ اور محمد شکیل اختر رضوی کی دستار بندی کی۔

وفات حسرت آیات

۲۵ رنومبر ر۳ ذیقعد بروز ہفتہ ۹ بجے شب محمد شکیل عطاری آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے مسلم شریف کی حدیث پاک کی شرح بیان فرمائی اور کافی دیر دینی مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔اس وقت آپ کو کھانسی کی شکایت زیادہ ہوئی تو آپ نے آرام کرنے کی اجازت چاہی۔۲۶ رنومبر کی رات آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی آپ کو ہسپتال لے جایا گیا آپ کو اس وقت دل کی تکلیف محسوس ہوئی۔آپ کو شوگر کا مرض کافی عرصہ پہلے لاحق ہوا تھا۔اس کی وجہ سے آپ کی صحت کافی کمزور تھی۔

۲۷ رنومبر کی صبح فجر کے وقت آپ نے اپنی جان جانِ آفرین کے حوالے کردی۔

موت سے کس کو رستگاری ہے وہ کسی کا لحاظ نہیں کرتی۔حضرت فانی علیہ الرحمۃ اپنے مشن میں کامیاب ہو کر گئے اور اپنے مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر گئے اور برملا کہتے ہوئے گئے۔

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

میں اپنی زندگی پر خوش جارہا ہوں میں نے کام کیا ہے!

واقعی حضرت نے کام کیا ہے۔موت اس کو مارتی ہے جو موت سے ڈرتا ہے اور جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کا حوصلہ رکھتا ہے اس کیلئے زندگی ہی زندگی

ہے۔

ہو اگر خودنگر و خودگر و خودگیر خودی

یہ بھی ممکن ہے کہ موت سے بھی مرنہ سکے

وقت کی قدر

راقم نے آپ کو کبھی وقت ضائع کرتے نہیں دیکھا پیرانہ سالی کے باوجود ایک لحہ بھی فارغ بیٹھے نہیں دیکھا گیا طلباء آرہے ہیں حضرت فلاں موضوع پر مقالہ لکھ دیں۔محققین آرہے ہیں حضرت فلاں حوالہ درکار ہے۔غرضیکہ آپ کے پاس ہروقت محفل جمی رہتی۔مزید مطالعہ کیلئے ملاحظہ ہو"تذکرہ فانی مع تاثرات نورانی" مطبوعہ جماعت رضائے مصطفےٰ (رجسٹرڈ) خانیوال۔

تصنیفات وتالیفات

آپ نے بے شمار کتب تحریر فرمائی ہیں۔جو بہت ہی اہم موضوعات پر ہیں۔ آپ کی چند مشہور کتب درج ذیل ہیں۔

- تخریج احادیث المکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی (علیہ الرحمۃ)
- الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی شرعی حیثیت
- آئینہ اہلسنت بجواب رضاخانی مذہب
- براہین اہل سنت بجواب کشف حقیقت
- افتخار اہل سنت بجواب انوار اہل سنت
- شاہکار قدرت کے علم کی وسعتیں
- یاصاحب الجمال ویاسید البشر
- اندھیر اگھر اکیلی جان
- گلدستہ احادیث
- مسئلہ ایصال ثواب
- دو درخشندہ ستارے
- مفتیان کرام
- امہات المومنین

• جمہور علماء کا فیصلہ (زیر طبع)	• نیر تاباں
• تنویر الصحیفہ فی تائید ابی حنیفہ	• حقوق المسلمین
• میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوت اسلامی	• تذکرہ کافی شہید
• مختصر تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ عطاری	• تذکرہ امام ابوحنیفہ
• شاہراہ اہلسنت بجواب شاہراہ بہشت	• سیدنا صدیق اکبر
• اسعاف بجواب انصاف	• تذکرہ مدراسی شہید
• دعوت اسلامی اور سبز عمامہ	• سلاسل الذہب
• مختصر احوال معین الدین چشتی	• تحفہ رضویہ
• طلوع سحر	• تذکرہ شہید کے
• جراتوں کا قافلہ	• ذوالنورین
• سیرت امام ناصر الدین سونی پتی	• مطلع انوار

اللہ رب العزت جل مجدہٗ حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ کو اپنے دامن رحمت میں جگہ عطا فرمائے مرقد کو اپنے نور سے بھر دے اور مرقد پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت کا سائبان سایہ فگن رہے۔

آمین بجاہ طہٰ ویٰس

ابوالجلیل محمد خلیل خاں فیضی

۲۲رنومبر ۲۰۱۱ء

0346-7907453



اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔ (کنزالایمان)

امام المعقولات مولانا محمد دین بدھوی رحمۃ اللہ علیہ

اکابر اہل سنت میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ ۱۸۸۴ء موضع بدھو ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا قاضی سید رسول قدس سرہٗ سے حاصل کی۔ صرف اور نحو کی تعلیم فتح جنگ ضلع کیمبلپور میں مکمل کی۔ بعد ازاں رام پور میں مولانا فضل حق رامپوری علیہ الرحمۃ اور ٹونک میں مولانا حکیم برکات احمد ٹونکی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں کسب فیض کرتے رہے۔ رام پور اور ٹونک میں مجموعی طور پر سات سال رہ کر تکمیل کی اور وطن واپس تشریف لائے۔ آپ قطب عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نور اللہ مرقدہٗ کے مرید خاص تھے۔

پہلے چند سال بدھو میں درس دیا۔ جس میں بخارا، کابل اور علاقہ غیر کے طلبہ شریک ہوئے۔ بعد زاں اہل سنت کے مدارس امرتسر، مکھڈ شریف، ملتان، سیال شریف، وزیر آباد، بھیرہ شریف، وڑچھ، شرقپور شریف، بندیال، ہری پور ہزارہ، چکوال وغیرہ مقامات پر تشنگانِ علوم کو سیراب فرماتے رہے۔

شوال، ۲۵/فروری (۱۳۸۳ھ/۱۹۶۴ء) کو تقریباً اسی (۸۰) سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت مولانا عبدالرزاق مدرس جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت صفحہ نمبر ۴۶۶، از مولانا عبدالحکیم شرف قادری)

- حضرت مولانا شاہ حسین گردیزی لکھتے ہیں:

آپ ایک باخبر عالم دین تھے۔ زمانے کے رُخ اور حالات کو بہتر طور پر سمجھتے تھے۔ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے کاموں میں شریک ہوتے تھے۔ اپنے دور کی سیاسی تحریکوں کی حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے۔ جمعیت علماء ہند کی شاطرانہ قلابازیوں، جماعت اسلامی کی دورنگی، خاکساروں کی خود فریبی اور انجام کوری اور کانگریس کی مسلم دشمن پالیسی سے خوب واقف تھے۔ اور علمائے اہل سنت و جماعت کی مومنانہ فراست و بصیرت کے معترف و مداح تھے۔ اس لئے ان تمام جماعتوں کو نظر انداز کر کے مسلم لیگ میں باقاعدہ شامل ہو گئے۔ (تجلیات مہر انور صفحہ نمبر ۸۸۲)

اس لئے آپ کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے ترمذی شریف مولوی محمود الحسن دیوبندی سے پڑھی تھی سراسر کذب بیانی ہے۔ (انصاف، عنوان دعائیہ کلمات)

ہندوستان میں انگریزوں کا پہلا قدم

اوران کی وفادار دو مشہور شخصیتیں

جب انگریزوں نے ہندوستان کی سیاست میں مداخلت کر کے اپنی سلطنت کا سنگ بنیاد رکھا تو اس کے ساتھ ہی انہیں انگریزی سلطنت کو مضبوط اور مستحکم بنانے کیلئے فکر دامن گیر ہوئی، پھر چونکہ سب سے بڑا خطرہ ان کو مسلمانوں سے تھا کیونکہ ہندوستان کی حکومت انہوں نے مسلمانوں ہی سے چھینی تھی، اس لئے انہوں نے بڑی غور و خوض کے بعد یہ طے پایا کہ جب تک مسلمان قوم کا ایمان واسلام باقی ہے اور ان کی اجتماعی قوت برقرار ہے اس وقت تک ہندوستان میں انگریزی حکومت کا قدم نہیں جم سکتا، لہٰذا مسلمانوں کو ان کے ایمان وعقیدہ سے برگشتہ کرنا اور ان کی اجتماعی قوت کو پاش پاش کر دینا انتہائی ضروری ہے، پھر اس خطرناک سکیم کے تحت انگریزوں نے کرائے کے مولویوں اور لیڈروں کو اس کام پر تیار کیا کہ وہ مسلمانوں کے درمیان قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سنا سنا کر ان کے عقائد کو متزلزل اور اسلامی خیالات کو تبدیل کریں تا کہ جب کچھ مسلمانوں کے عقائد خراب ہو جائیں گے تو پرانے اور نئے عقائد والے مسلمان آپس میں لڑیں اور جھگڑیں گے اور مختلف جماعتوں اور فرقوں میں بٹ کر تتر بتر ہو جائیں گے۔ چنانچہ ان ہوشیار مولویوں اور چالاک لیڈروں نے پہلے تو

اپنے نمائشی اعمال کا ڈھونگ رچایا، اسلام کے خادم بنے، قرآن کے حافظ اور حدیث کے محدث بنے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر پاک کر کے خود روئے اور مسلمانوں کو خوب خوب رلایا پھر جب ان کا عالمانہ، عاشقانہ اور صوفیانہ سکہ مسلمانوں کے دلوں میں اچھی طرح بیٹھ گیا تو انگریزی سازش کے مطابق قرآن کی آیتیں پڑھ کر، حدیثیں سناسنا کر باطل اور کفریہ عقائد پھیلانے لگے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان میں مسلمان کئی ایک فرقوں میں بٹ گئے، ان کا شیرازہ بکھر گیا ان کی اجتماعی قوت پاش پاش ہوگئی۔ سادہ لوح مسلمان سمجھتے رہے کہ راستہ وہی سیدھا ہے اور عقیدہ وہی حق ہے جو یہ مولوی اور لیڈر بتا اور سکھا رہے ہیں کیونکہ یہ لوگ مولانا، محدث، صوفی اور مصلح ہیں اور پھر بار بار آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پیش کر رہے ہیں۔ افسوس اور صد افسوس! اگر وہ مسلمان کسی طرح آگاہ ہو گئے ہوتے کہ یہ خطرناک جال عیسائی انگریزوں کا پھیلایا ہوا ہے اور ان کے یہ مقرر کیے ہوئے مولوی اور لیڈر دین کے بھیڑیے ہیں جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر سامنے آئے ہیں تو روز اول ہی سے انگریزوں کی تباہ کن سکیم تہس نہس ہو گئی ہوتی اور آج مسلمان چند در چند جماعتوں میں تقسیم ہو کر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جاتے۔ لیکن اسلام کے خلاف یہ سازش اتنی گہری اور خطرناک تھی کہ اس کی حقیقت سے سینکڑوں مسلمان ناواقف ہو کر اپنے ایمان کا ہیرا کھو بیٹھے۔ بالآخر انگریزوں کی خواہش کے مطابق ان مولوی اور لیڈروں نے نئے نئے عقائد و نظریات پھیلا کر مسلمانوں کو آپس میں خوب لڑایا اور اس طرح ان کی اجتماعی طاقت کو نیست و نابود کر کے ہندوستان میں انگریزی حکومت کی بنیادیں مستحکم کر دیں۔

یوں تو انگریزوں نے بہت سے مولویوں اور لیڈروں کو اسلام کے خلاف غلط عقائد و خیالات پھیلانے کیلئے مقرر کیا تھا لیکن ہمیں صرف ان مولویوں اور لیڈروں کا پردہ چاک کرنا ہے جو پورے ہندوستان اور پاکستان میں مشہور ہیں اور جن کا ظاہری تقدس آج بھی بیشتر مسلمانوں کی گمراہی کا باعث بنا ہوا ہے۔ حضرت مولانا

حسن جان سرہندی علیہ الرحمۃ نے ان کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

’’جن کے ظاہر خد و خال یہ ہیں کہ اگر ان کے ظاہر پر نظر کی جائے تو پختہ مسلمان ہیں اور باطنی خباثت پر اطلاع ہو تو بدتر از شیطان ہیں، بظاہر اصلاح سے آراستہ ہیں، ان کا لباس سفید و پاکیزہ ہے ریشمیں دراز ہیں نمائشی تقویٰ کے مجسمے ہیں انکی زبانیں نرم اور شیریں ہیں مگر ان کا باطن امت مرحومہ پر لعن طعن کی خباثت سے آلودہ ہے‘‘۔ (الاصول الاربعہ صفحہ نمبر ۱۸ مطبوعہ لاہور ۲۰۰۳ء)

- **نام نہاد امیر المؤمنین سید احمد صاحب (المتوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء)**

دنیائے دیوبندیت میں جناب سید احمد، غازی، صوفی، پیر اور مجدد پیش کیے گئے ہیں۔ لیکن تاریخی واقعات گواہ ہیں کہ دیوبندیوں کا یہ مصلح انگریزی حکومت کا وفادار، پولیٹیکل ایجنٹ، قابل اعتماد مشیر کار تھا۔ پیر و مرشد بن کر اس شخص نے سینکڑوں مسلمانوں کے ایمان و مذہب کو خراب کیا۔ انگریزی سلطنت کی حمایت پا کر وہابیت کا خوب چرچا کیا۔ انگریزوں کے اس غازی اور مجاہد کا بیان ملاحظہ ہو۔

- صاحب تواریخ عجیبہ لکھتے ہیں:

ہم (سید احمد اور ہمارے ساتھی) سرکار انگریز پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گرادیں...... کسی کا ملک چھین کر ہم بادشاہت نہیں کرنا چاہتے نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا۔ (تواریخ عجیبہ از جعفر تھانیسری صفحہ نمبر ۹۱)

- صاحب حیات طیبہ لکھتے ہیں:

لارڈ ہیسٹنگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا، دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا، اس میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا ،امیر خاں، لارڈ ہیسٹنگ اور سید احمد، سید احمد صاحب نے امیر خاں کو بڑی مشکل سے شیشہ میں اتارا تھا[1] (حیات طیبہ صفحہ نمبر ۳۲۰ طبع لاہور ۱۹۸۴ء)

---

[1] مولوی عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں: سید صاحب نے پہلا جہاد یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا تذکرہ الرشید صفحہ نمبر ۲۷۰ جلد ۲ طبع لاہور، بتایئے یار محمد انگریز کا نام ہے یا مسلمان کا؟ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

قارئین کرام! یہ امیر خاں وہی شخص ہے جس نے انگریزوں کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ اسی شخص کو انگریزوں کے ایجنٹ سید احمد نے شیشہ میں اُتار کر یعنی جھانسہ دے کر انگریزی حکومت کا حامی اور طرفدار بنایا جس کے باعث لارڈ ہیسٹنگ سید احمد صاحب کی اس قسم کی بے نظیر کارگزاریوں سے بہت خوش ہوتا تھا۔

● صاحب تواریخ عجیبہ لکھتے ہیں:

اس سوانح اور مکتوبات منسلک سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید (احمد) صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا۔ وہ (سید احمد) اس آزادی عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اُس وقت دل سے چاہتی تھی کہ (پنجاب میں) سکھوں کا زور کم ہو۔ (تواریخ عجیبہ، از جعفر تھانیسری صفحہ نمبر ۱۸۲)

حوالہ مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہوگیا کہ وہابیوں اور دیوبندیوں کے مشترکہ امام سید احمد انگریزی سلطنت کو اپنی ہی سلطنت سمجھتا تھا نیز سید احمد اور مولوی اسماعیل دہلوی نے سکھوں سے اس لئے جنگ کی تاکہ صوبہ پنجاب اپنے انگریزی علاقہ میں شامل ہوجائے اور انگریزوں کا دلی مقصد پورا ہو۔

● صاحب سیرت سید احمد لکھتے ہیں:

اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکیوں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں۔ حضرت (سید احمد) نے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں۔ انگریز گھوڑے سے اترا اور ٹوپی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہنچا اور مزاج پُرسی کے بعد کہا کہ تین روز سے میں نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کردئیے تھے آپکی اطلاع کریں، آج انہوں نے کہا کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت سید احمد قافلہ کے ساتھ آج تمہارے مکان کے سامنے پہنچیں یہ اطلاع پا کر

غروب آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا، تیار کرانے کے بعد لایا ہوں۔ سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کرلیا جائے، کھانا لے کر قافلہ میں تقسیم کردیا گیا اور (وہ) انگریز تین گھنٹہ ٹھہر کر چلا گیا۔

(سیرت سید احمد از ابوالحسن ندوی حصہ اول صفحہ نمبر ۱۹۰)

انگریز...... بہادر کا...... تین دن سے انتظار کرنا......اور پھر......سید احمد اور ان کے لشکر کیلئے......راشن کا انتظام کرنا......صاف بتا رہا ہے......کہ سید احمد کا...... انگریزوں سے ساز باز تھا......اور یہ لشکر انگریزوں ہی کی حمایت میں......لڑنے کیلئے جا رہا تھا۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ وہابیوں اور دیوبندیوں کا مشترکہ پیشوا سید احمد صاحب انگریزوں کے آلۂ کار، معتمد علیہ ایجنٹ، بے نظیر خدمت گزار اور وفادار غلام تھے۔

● انگریز کا دوسرا وفادار سپاہی مولوی اسماعیل دہلوی (المتوفی ۱۸۳۱ء)

دیوبندیوں اور وہابیوں کے مشترکہ پیشوا اور رہبر جناب مولوی اسماعیل صاحب دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۱۷۶ھ) کے پوتے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (۱۲۳۹ھ) کے بھتیجے، نیز سید احمد کے مرید تھے اپنے پیر صاحب کی طرح مولوی اسماعیل دہلوی نے انگریزی سلطنت کا قدم جمانے میں جس وفاداری کا ثبوت دیا وہ انہیں کا حصہ ہے۔

● صاحب تواریخ عجیبہ لکھتے ہیں:

یہ بھی روایت صحیح ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ میں ایک روز مولانا اسماعیل شہید وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار (انگریزی) پر کسی طرح جہاد کرنا درست نہیں ہے۔ (تواریخ عجیبہ از جعفر تھانیسری صفحہ نمبر ۷۳)

معلوم ہوا کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے انگریزوں سے لڑنا اور ان پر جہاد کرنا حرام ٹھہرایا تو اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ اس وقت ہندوستانی مسلمان کمزور تھے ان کے پاس اسلحہ جنگ اور لڑائی کے سامان نہ تھے، بلکہ جہاد کو حرام قرار دینے کا سبب یہ ہے کہ سید صاحب اور ان کے مرید مولوی اسماعیل نصرانی نظامِ حکومت کی رضا و رغبت قبول کر چکے تھے اور انگریزی حکومت کو خود اپنی حکومت قرار دے چکے تھے۔ اس لئے بے دھڑک فتویٰ صادر کر دیا کہ مسلمانوں کو انگریزی سلطنت سے لڑنا جائز نہیں بلکہ اگر کوئی جماعت انگریزی حکومت کو مٹانا چاہے تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس جماعت سے لڑیں انگریزی سلطنت پر آنچ نہ آنے دیں۔[1]

اگر ایک طرف مولوی اسماعیل دہلوی کا وعظ یہ تھا کہ انگریزوں سے جہاد کرنا حرام ہے اور ان کی حمایت میں لڑنا ان پر جان فدا کرنا فرض ہے تو دوسری طرف انگریزوں کے اشارہ پر مسلمانوں کا ایمان اور اسلامی عقیدہ برباد کرنے کیلئے یوں تبلیغ کر رہے تھے کہ:

۱۔ جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی قوم کا سردار ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۶۱)

تبصرہ: اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کرام کو اپنی امت پر وہ سرداری حاصل ہے جو کسی مخلوق کیلئے ثابت کرنا توہین رسالت ہے۔

۲۔ اور یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۱۴)

تبصرہ: اس عبارت میں جملہ "چمار سے بھی ذلیل ہے" کس قدر گستاخانہ اور لرزا دینے والا جملہ ہے کہ چمار اتنا ذلیل نہیں جس قدر اللہ کے نزدیک انبیاء اولیاء ذلیل ہیں۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ "چھوٹی مخلوق" کے لفظوں سے چھوٹے مرتبہ کی کل مخلوقات

[1] حیات طیبہ صفحہ نمبر ۲۲۳ طبع لاہور (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

اور ہر "بڑی مخلوق" کے لفظوں سے بڑے رتبہ کی کل خاص مخلوق کے معنی ہر شخص کی سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بڑے مرتبہ کی خاص مخلوق انبیاء کرام، ملائکہ عظام اور اولیاء اللہ ہیں۔

۳۔ اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۵۴)

تبصرہ: اللہ تعالیٰ کی شان بہت بڑی ہے اس کا کون بدبخت منکر ہے لیکن عبارت میں یہ جملہ کہ سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں کا صریح مطلب یہ ہے کہ ذرہ ناچیز اس قدر کمتر نہیں جتنے انبیاء اور اولیاء کمتر ہیں۔ معاذ اللہ۔

۴۔ یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو وہی کرو سو اس میں بھی اختصار کرو۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۳۵)

تبصرہ: اہل سنت کے نزدیک ہر بزرگ کی تعریف اس کی شان اور مرتبہ کے لائق کی جائے گی حتی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف بشر کی سی تو ہو گا در کنار ملائکہ مقربین سے بھی زیادہ ہوگی۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ ان سے بلند و بالا ہے۔

۵۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۴۲)

تبصرہ: اہل سنت کا مذہب ہے، مالک و مختار بالاستقلال تو خاصۂ خداوندی اور ملک و اختیار ذاتی کسی فرد مخلوق کیلئے ثابت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا اختیار اور اس کی عطا کی ہوئی ملک عام انسانوں کیلئے دلائل شرعیہ سے ثابت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں علی الاطلاق یہ کہہ دینا کہ وہ کسی چیز کے مالک و مختار نہیں شانِ اقدس میں صریح توہین ہے اور ان تمام نصوص شرعیہ اور ادلہ قطعیہ کے قطعاً خلاف ہے جن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے اللہ کی دی ہوئی مِلک اور اختیار ثابت ہوتا ہے۔

۶۔ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۴۲)

تبصرہ: اہل سنت کے نزدیک انبیاء علیہم السلام باوجود موت عادی طاری ہونے کے حیات حقیقی کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں اور ان کے اجسام صحیح وسالم رہتے ہیں۔

۷۔ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور اس سے نہ ڈر۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۹)

تبصرہ: اہل سنت کے نزدیک اللہ کے سوا کسی کو نہ ماننا یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ صرف اللہ پر ایمان لانا چاہیے اور کسی پر ایمان لانا جائز نہیں کفر خالص ہے۔ دیکھیے تمام امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ جب تک اللہ، ملائکہ، آسمانی کتابوں، اللہ کے تمام رسولوں، یوم آخرت اور خیر وشر کے منجانب اللہ مقدر ہونے اور مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان نہ لائے اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا۔

۸۔ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی اور رسول جن اور فرشتے، جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔

(تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۱۶)

تبصرہ: اہل سنت کے نزدیک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل ونظیر کے پیدا کرنے سے قدرت ومشیت ایزدی کا متعلق ہونا محال عقلی ہے۔

۹۔ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک دل میں لانا، بیل گدھے کے تصور میں غرق ہونے سے بدرجہا بدتر ہے۔ (صراط مستقیم صفحہ نمبر ۸۶ مفہوماً)

تبصرہ: اہل سنت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال مبارک تکمیل نماز کا موقوف علیہ[1] ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت کریمہ کو دل میں حاضر کرنا مقصد عبادت کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ عظمیٰ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال مبارک دل میں لانے کو گائے بیل کے تصور میں غرق ہوجانے سے بدتر کہنا

[1] نماز میں تشہد پڑھنا ضروری ہے اور امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اور اپنے دل میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی ذات پاک کو حاضر جانو اور کہو السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (احیاء علوم الدین جلد اول صفحہ نمبر ۱۶۹ طبع مصر) (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین شدید ہے۔

یہ چند نمونے برطانوی سیاسی ایجنٹ مولوی اسماعیل دہلوی کی تبلیغ و وعظ کے پیش کیے گئے ہیں۔ انہیں سے ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ انگریزوں کے اس آلہ کار مولوی نے مسلمانوں میں تفرقہ پھیلانے اور گمراہ کرنے کے فرائض کتنی خوبی سے انجام دیے۔

● **مولوی محمد اسماعیل دہلوی کا اعتراف (المتوفی ۱۲۴۶ھ)**

(پہلے میں نے اس کتاب (یعنی تقویۃ الایمان کو عربی میں لکھا) خان صاحب نے فرمایا اس کے بعد (مولانا محمد اسماعیل) نے اس کو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا جن میں سید احمد صاحب مولوی عبدالحئی صاحب، شاہ اسحاق صاحب، مولانا محمد یعقوب صاحب مولانا فرید الدین صاحب مراد آبادی، مومن خان، عبداللہ خان علوی (استاذ امام بخش صہبائی اور مملوک علی صاحب) بھی تھے اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ تیز الفاظ بھی آگئے ہیں بعض جگہ شدت بھی ہوگیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے جلی لکھ دیا گیا ہے ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔ مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہوجائیں گے (حکایات اولیاء ازاشرف علی تھانوی صفحہ نمبر ۸۳، ۸۴، طبع لاہور) (خلاصہ)

تبصرہ: مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے ایسا کرنے سے احکام میں تبدیلی آجاتی ہے کیونکہ شرک خفی کا مرتکب اسلام سے خارج نہیں ہوتا جبکہ شرک جلی کا مرتکب اسلام سے خارج ہوکر مشرک وکافر ہوجاتا ہے اور یہ مولوی اسماعیل دہلوی کی اتنی بڑی جرأت ہے جو چودہ سو برس کے عرصہ میں کسی مسلمان نے نہیں کی اور یہی احداث فی الدین ہے۔

● حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ایک بار روئے ان سے کہا گیا کیوں روئے؟

فرمایا کہ ایک بار میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا، تو وہ بات مجھے یاد آگئی تو اس نے مجھے رلایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا میں اپنی امت پر شرک (خفی) خفیہ شہوت سے ڈرتا ہوں، میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرے گی؟ فرمایا ہاں! لیکن وہ سورج یا چاند یا پتھروں یا بتوں کو نہیں پوجیں گے مگر اپنے (نیک) اعمال کو دکھلائیں گے یعنی ریاکار ہوں گے اور خفیہ شہوت یہ ہے کہ تم میں سے کوئی روزے کی حالت میں صحبت کرے گا اور اپنی شہوت کے باعث روزہ توڑے گا۔ (رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۵۵، ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

نیز اس مجلس میں موجود علماء کا مولوی اسماعیل دہلوی کے اس نظریے کی تردید نہ کرنا اور خاموش بیٹھے رہنا، ایسے اشخاص کو حدیث میں گونگے شیطان کہا گیا ہے۔

• **مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ (المتوفی ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)**

اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت ہی عمدہ کتاب ہے، اور رد شرک و بدعت میں لاجواب کتاب ہے۔ استدلال اسکے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۷۸، جلد اول طبع کراچی)

• بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں اور تمام تقویۃ الایمان پر عمل کرے
(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۸۵ جلد اول طبع کراچی)

تبصرہ: یعنی شرک خفی کو شرک جلی اور جلی کو شرک خفی کہنا درست ہے کہ یہ عقیدہ اسلام کے خلاف نہیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

• انگریزوں نے تقویۃ الایمان کو اس قدر اہمیت دی کہ اس کا انگریزی ترجمہ کروا کر شائع کیا۔ ظاہر ہے بلاوجہ اتنی اہمیت نہیں دی گئی۔ سرسید لکھتے ہیں۔

"جن چودہ کتابوں کا ذکر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب میں کیا ہے ان میں ساتویں کتاب تقویۃ الایمان ہے چنانچہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ رائل

ایشیاٹک سوسائٹی (لندن) کے رسالہ جلد ۱۳، ۱۸۵۲ء میں چھپا تھا"۔
(مقالات سرسید طبع لاہور صفحہ نمبر ۱۷۸ جلد ۲)

• **مولوی محمد اسماعیل دہلوی اور انکے پیر سید احمد کا قتل مسلمانوں کے ہاتھ سے ہوا**

پیر اور مرید کے متعلق دیوبندیوں اور غیر مقلدین نے مشہور کر رکھا ہے کہ وہ سکھوں کے ہاتھوں سے شہید ہوئے اسی لئے ان کو شہید کے نام سے عوام میں مشہور کر رکھا ہے۔ مگر تاریخی واقعات اس امر کے خلاف ہیں۔ دراصل اختلاف عقائد کے سبب، سید صاحب عامۃ المسلمین کو منافق قرار دیتے تھے اور ان کا خاتمہ بھی تحریک کے مقاصد میں اہم مقصد کی حیثیت رکھتا تھا کون نہیں جانتا کہ سرحد اور افغانستان کے مسلمان کٹر سنی حنفی ہیں۔ ان کے بارے میں سید صاحب، رئیس قلات خان خاناں خلجائی کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

جناب والا! خود غزنی کے نواح میں منافقین پر چھاپے مارنے شروع کریں..... اور میں بھی ادھر سے پشاور کے منافقوں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، جب منافقین بدکار کی موجودگی سے وہ مقام پاک ہوجائے تو میں جلال آباد پہنچ جاؤں گا اور اسی طرح پھر وہاں سے کابل جاؤں گا، اس طرح مردود منافقین جو پشاور سے قندھار تک پھیلے ہوئے ہیں ان کے پاؤں ایسے اکھڑ جائیں گے
(مکتوبات سید احمد شہید از جعفر تھانیسری صفحہ نمبر ۲۸ ناشر نفیس اکیڈمی کراچی)

یہ کون لوگ ہیں جنہیں منافقین کہا جا رہا ہے اور جن کے استیصال کیلئے اس قدر منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ سرسید کی زبانی سنیئے۔

"مجھے صدہا پہاڑی لوگوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا، لیکن میری نظر سے آج تک کوئی پہاڑی پٹھان ایسا نہیں گزرا جو سوائے حنفی مذہب کے اور کسی مذہب کا پیروکار ہو یا وہابیت کی جانب ذرا بھی میلان رکھتا ہو"
(مقالات سرسید صفحہ نمبر ۱۳۹ حصہ نہم ناشر مجلس ترقی ادب لاہور)

تاریخ بنانے والے اہل قلم سرحدی پٹھانوں کو غدار کہتے ہوئے یہ نہیں سوچتے کہ نظریاتی اور اعتقادی اختلاف برداشت کرنے کی بجائے جب تشدد کی راہ اختیار کی گئی، سیدھے سادے مسلمان پٹھانوں کو منافقین قرار دیا گیا ان کے خلاف میدان کارزار گرم کیا گیا، ان پر چھاپے مارے گئے، ان کی بیوہ خواتین سے زبردستی نکاح کیا گیا تو ان سے خیر خواہی کی توقع کس طرح کی جاسکتی تھی؟ وہ بجا طور پر مجاہدین کے خلاف کوئی بھی قدم اٹھا سکتے تھے۔

مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں:

''ان کی بے اعتدالیاں حد سے زیادہ بڑھ گئیں تھیں اور بعض اوقات نوجوان خواتین کو مجبور کرتے تھے کہ ان سے نکاح کرلیں اور بعض اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ عام طور پر دو تین دوشیزہ لڑکیاں جارہی ہیں مجاہدین میں سے کسی شخص نے انہیں پکڑا اور زبردستی مسجد میں لے جاکر نکاح پڑھالیا...... مجاہدین میں سب طرح کے آدمی تھے برے بھی اور بھلے بھی بلکہ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ برے زیادہ اور بھلے کم تھے''۔

(حیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی مطبوعہ لاہور صفحہ نمبر ۲۸۰)

- پھر پٹھانوں پر اپنے مذہبی عقائد ٹھونسنے کی بھی کوشش کی گئی جس میں کامیابی نہ ہوسکی۔

سرسید احمد لکھتے ہیں:

''پہاڑی قومیں ان کے عقائد کے مخالف تھیں اس لئے وہابی ان پہاڑیوں کو ہرگز اس بات پر راضی نہ کرسکے کہ وہ انکے مسائل کو بھی اچھا سمجھے''۔

(مقالات سرسید صفحہ نمبر ۱۳۹، ۱۴۰، حصہ نہم)

اس تشدد کا نتیجہ سوائے تباہی کے کچھ نہ نکلا۔

سرسید احمد لکھتے ہیں:

''چونکہ یہ قوم مذہبی مخالفت میں نہایت سخت ہے اس سبب سے اس قوم نے آخر میں وہابیوں سے دغا کرکے سکھوں سے اتفاق کرلیا اور مولوی محمد اسماعیل صاحب

اور سید احمد کو شہید کردیا'' (مقالات سرسید صفحہ نمبر ۱۴۰، حصہ نہم)

قارئین کرام! اس موضوع پر تفصیلی حالات کیلئے درج ذیل کتب کا مطالعہ کافی ہوگا۔

۱۔ سید احمد شہید کی صحیح تصویر از وحید احمد مسعود بدایونی۔
۲۔ امتیاز حق از راجہ غلام محمد۔
۳۔ حقائق تحقیق بالاکوٹ از شاہ حسین گردیزی۔
۴۔ تاریخ تناولیاں از سید مراد علی۔
۵۔ حقیقت افسانہ جہاد از سید نور محمد قادری۔

الزام: مرتبین ''انصاف'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''انگریزی حکومت کے دو زبردست حامی''۔

پہلا شخص مرزا غلام احمد قادیانی۔ دوسرا شخص جس نے کلمہ کی پہلی جز لا الہ الا اللہ کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی پوری عمر اپنی کتابیں لکھنے میں گزار دی جس سے مسلمان توحید و سنت سے دور ہوں۔ شرک و بدعت میں مبتلا ہوں یہ شخصیت بریلوی اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۲)

الجواب: مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی زندگی میں بھی بعض مخالفین و معاندین نے درج ذیل الزامات لگائے تھے۔

۱۔ نینی پال پر لیفٹیننٹ گورنر سے ملاقات کی۔
۲۔ گورنمنٹ کی خوشی کیلئے اس کے حسب منشاء فتویٰ لکھا۔
۳۔ گورنمنٹ سے تنخواہ پاتے تھے۔ (السواد الاعظم (مراد آباد) شمارہ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ)

اسکے جواب میں امام احمد رضا نے تمام الزامات کا ایک جواب دیا جو سب پر بھاری ہے آپ نے فرمایا: ان کا جواب اس سے بہتر میرے پاس کیا ہے ''لعنۃ اللہ علی الکاذبین'' جس نے ایسا کیا ہو اس پر قیامت تک اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے نیک بندوں کی لعنت ہو۔

(السواد الاعظم (مراد آباد) شمارہ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ)

ممکن ہے کہ اس صفائی اور وضاحت کے باوجود بھی ''مرتبین انصاف'' کو اطمینان نہ ہو تو ان کیلئے ایک ایسے شخص کی گواہی پیش کرتے ہیں جو تحریک ترک موالات میں امام احمد رضا کے مخالفین میں شمار ہوتے تھے یعنی مولانا سید جعفر شاہ پھلواری، سنیئے وہ کیا کہتے ہیں:

''ترکِ موالات کی تحریک جب تک زوروں پر رہی مجھے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ترکِ موالاتیوں نے ان کے متعلق مشہور کر رکھا تھا کہ ''نعوذ باللہ'' وہ سرکار برطانیہ کے وظیفہ یاب ایجنٹ ہیں اور تحریک ترکِ موالات کی مخالفت پر مامور ہیں...... دراصل ہر دور میں کسی کو بدنام کرنے کیلئے کوئی چلتا ہوا لفظ اختیار کرلیا جاتا ہے جس کے تماشے میں اپنی زندگی میں بہت دیکھ چکا ہوں...... اس قسم کی خبریں خواہ ایک فیصد اپنے اندر صداقت نہ رکھتی ہوں لیکن عام لوگ کسی تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھتے بلکہ کوئی ثبوت طلب کئے بغیر ایمان لے آتے ہیں ایسے مواقع کیلئے یہ محاورہ بنا ہے ''کوا کان لے اڑا'' تحریک ترکِ موالات کے جوش میں تحقیق کا ہوش نہ تھا اس لئے ایسی افواہوں کو غلط سمجھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی لیکن جیسے جیسے شعور آتا گیا مذہبی تعصب اور تنگ دلی کا رنگ ہلکے سے ہلکا ہوتا گیا۔

(خیابان رضا از محمد مرید چشتی بحوالہ گناہ بے گناہی صفحہ نمبر ۶۵ طبع لاہور)

- اسی طرح امام احمد رضا کے معاصر اور عینی شاہد سید الطاف علی بریلوی نے لکھا ہے:

''سیاسی نظریہ کے اعتبار سے حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی بلاشبہ حریت پسند تھے انگریز اور انگریزی حکومت سے دلی نفرت تھی ''شمس العلماء'' قسم کے خطاب وغیرہ کو حاصل کرنے کا ان کو یا ان کے صاحبزادگان کو کبھی تصور بھی پیدا نہ ہوا۔ والیان ریاست اور حکام وقت سے بھی قطعاً راہ و رسم نہ تھی''۔

(اخبار جنگ، شمارہ ۲۵ رجنوری ۱۹۷۹ء)

نیز ''مرتبین انصاف'' کا یہ کہنا کہ عمر بھر شرک و بدعت کی اشاعت میں گزاری کذب بیانی، دروغگوئی اور الزام تراشی کے سوا کچھ نہیں اور حقیقت شرک و

بدعت سے جاہل ہونے کی دلیل ناطق ہے اور یہ سبق انہوں نے اپنے جدامجد مولوی محمد اسماعیل قتیل سے سیکھا ہے جو خواہ مخواہ مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی بنا کر اپنی عاقبت خراب کر رہا ہے۔

الزام: مرتبین ''انصاف'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''بریلوی اعلیٰ حضرت کی طرف سے انگریز کی حمایت''۔

''مرتبین انصاف'' لکھتے ہیں، چونکہ مولانا احمد رضا بریلوی نے ہندوستان کو دارالاسلام کہا ہے اس لئے وہ انگریزوں کے حمایتی تھے۔ (مفہوماً) (انصاف صفحہ نمبر ۱۲)

الجواب: فقط مولانا احمد رضا بریلوی ہی نے ہندوستان کو دارالاسلام قرار نہیں دیا تھا بلکہ اس دور کے دیگر علمائے اہل سنت کے علاوہ دیوبندی اور غیر مقلد علماء بھی آپ کے ہمنوا تھے۔ اب ہم اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو اور اس کا پس منظر بیان کرتے ہیں۔

مولانا احمد رضا بریلوی کے عہد شباب میں جبکہ آپ کی عمر ۲۴ سال کی ہوگی، ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء میں بدایون کے ایک مستفتی مرزا علی بیگ نے استفتاء پیش کیا جس میں تین سوال تھے۔

۱۔ پہلا سوال ہندوستان کے دارالحرب یا دارالاسلام ہونے کے متعلق تھا۔[1]

۲۔ دوسرا سوال یہود و نصاریٰ کے بارے میں ہے کہ وہ کتابی ہیں یا مشرک۔[2]

۳۔ تیسرا سوال روافض اور مبتدعین کے بارے میں ہے کہ مرتد ہیں یا نہیں۔[3]

پہلے سوال کا جواب یہ دیا ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے کیونکہ دارالحرب وہ ہے جہاں شریعت اسلامیہ کے احکام و شعائر مطلقاً جاری نہ ہونے پائیں اور ہندوستان میں یہ صورت نہیں اس لئے یہ دارالاسلام ہے۔ یہ فتویٰ خالصۃً فقہی ہے سیاسی نہیں کیونکہ اس جواب میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جس سے یہ ادنیٰ گمان ہو سکے کہ یہ انگریزوں کو خوش کرنے کیلئے لکھا ہے۔

---

۱ اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام مطبوعہ بریلی ۱۹۲۷ء)
۲ ایضاً ۹ تا ۱۵
۳ ایضاً ۱۵ تا ۲۳

حقیقت واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں بعض علماء وامراء ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر یہ چاہتے تھے کہ سود کے جواز کی صورت نکل آئے کیونکہ دارالحرب میں حربی سے سود لینا جائز ہے۔ جواب میں امام احمد رضا نے ایسے لوگوں کا تعاقب کیا اور لکھا کہ دارالحرب قرار دے کر سود لینے کو تو تیار ہیں مگر ہجرت کو تیار نہیں جو بصورت دارالحرب واجب ہے۔ گویا جواب کا اصل محرک سود کے عدم جواز کیلئے شرعی بنیاد فراہم کرنا تھا نہ کہ کسی کو خوش کرنا تھا، مولوی اشرف علی تھانوی بھی

اس مسئلہ میں مولانا احمد رضا بریلوی کے ہم نوا تھے۔ اور دارالاسلام ہونے کو ترجیح دیتے تھے۔ (تحذیر الاخوان عن الربوٰ فی ہندوستان از اشرف علی تھانوی مطبوعہ تھانہ بھون ۱۹۰۵ء)

- مولانا عبدالحئی لکھنوی حنفی فرنگی محلی نے ایک فتوئی میں فرمایا کہ بلاد ہند دارالحرب نہیں۔

بلاد ہند جو نصارٰی کے قبضہ میں ہیں دارالاسلام ہیں اور احکام دارالاسلام، کے دارالحرب ہونے کی شرائط ان میں موجود نہیں ہیں اگرچہ ان میں احکام کفر جاری ہیں مگر باایں ہمہ اصول و ارکان اسلام بھی جاری ہیں بلکہ کفار بعض امور میں علماء کی رائے پر فیصلہ کرتے ہیں۔ الخ (مجموعہ فتاوئی صفحہ نمبر ۲۲۷ جلد اول مطبوعہ لکھنؤ بار دوم ۱۹۳۵ء)

- مولوی نذیر حسین دہلوی نے بھی ہندوستان کو دارالامان قرار دیا ہے۔
(الحیات بعد الممات، مطبوعہ کراچی ۱۳۴ از فضل بہاری)

- مولوی محمود الحسن بھی ہندوستان کو ایک حیثیت سے دارالحرب قرار دیتے تھے مگر دوسری حیثیت سے دارالاسلام۔ (سفرنامہ شیخ الہند از حسین احمد مطبوعہ لاہور صفحہ نمبر ۱۶۶)

مولوی کرامت علی جونپوری (المتوفی ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء) خلیفہ سید احمد بریلوی

نے ۲۳ نومبر ۱۸۷۰ء کو کلکتہ کے ایک مذاکرہ علمیہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

"مملکت ہندوستان جو بالفعل بادشاہ عیسائی مذہب کے قبضہ اقتدار میں ہے۔ مطابق مذہب فقہ حنفی کے دارالاسلام ہے اور اسی پر فتوئی ہے"۔

ان کی تقریر کے بعد مولوی فضل علی، مولوی ابوالقاسم عبدالحکیم، مولوی

عبداللطیف سیکرٹری مجلس، شیخ احمد آفندی انصاری مدنی، سید ابراہیم بغدادی نے اپنی تقاریر میں مولانا کرامت علی جونپوری کی تائید کی۔

اس کے علاوہ اس رسالہ میں حضرت شیخ جمال بن عبداللہ حنفی مفتی مکہ معظمہ، علامہ سید احمد دحلان مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ، شیخ حسین بن ابراہیم مفتی مالکیہ مکہ معظمہ، علامہ عبدالحق خیر آبادی اور مفتی سعداللہ کے فتاوئی موجود ہیں کہ ہندوستان دارالاسلام ہے۔ (اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ از مولانا کرامت علی جونپوری صفحہ ۳ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

اگر مولانا احمد رضا بریلوی آپ کے اصول کے مطابق کہ انہوں نے ہندوستان کو دارالاسلام کہا ہے انگریزوں کے ایجنٹ ہیں تو مولوی اشرف علی تھانوی، مولانا عبدالحئی لکھنوی مولوی محمود الحسن دیوبندی اور دیگر علماء کو بھی انگریزوں کے ایجنٹس کی فہرست میں شمار کرو۔ ل

دیکھتے ہیں...... تینوں...... دیوبندی مولویوں کا...... قلم کب حرکت میں آتا ہے؟

الزام: "مرتبین انصاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"بریلوی اعلیٰ حضرت کا خاندان بھی انگریز کا حامی تھا"۔ (انصاف صفحہ ۱۳)

بریلوی اعلیٰ حضرت کا انتخاب انگریزوں کی طرف سے محض اتفاقی نہیں تھا بلکہ خان صاحب بریلوی خاندانی طور پر انگریز کے حامی چلے آرہے تھے چنانچہ ان کا ایک عقیدت مند شاگرد لکھتا ہے:

"مولوی احمد رضا خان صاحب کے پردادا حافظ کاظم علی خان نے انگریزی حکومت کی پولیٹیکل خدمات انجام دیں" (انصاف صفحہ نمبر ۱۳)

الجواب ا: اگر "مرتبین انصاف" "خط کشیدہ الفاظ" "حیات اعلیٰ حضرت" صفحہ

ل رشید احمد گنگوہی جی کہتے ہیں: دارالحرب ہونا ہندوستان کا مختلف علماء حال میں سے اکثر دارالاسلام کہتے ہیں اور بعض (یعنی چند) دارالحرب کہتے ہیں۔ فتاوئی رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۷ طبع محمد سعید اینڈ سنز کراچی گنگوہی جی کے جواب میں پڑھ لینا چاہیے کہ اکثر علماء دارالاسلام کہتے ہیں کیا یہ سب انگریز کے ایجنٹ تھے۔ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

نمبر ۳ پر دکھادیں تو مبلغ ۵۰۰۰ روپے نقد انعام حاصل کریں، ورنہ ہم یہ کہنے کے حق بجانب ہوں گے۔لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین"۔

حقیقت یہ ہے کہ حافظ کاظم علی خان دور سلطنت مغلیہ میں شہر بدایون کے تحصیلدار تھے انگریزوں اور بادشاہ سلطنت مغلیہ میں کچھ مناقشات ہوگئے آپ چاہتے تھے کہ دونوں کے درمیان تصفیہ ہوجائے تا کہ سلطنت مغلیہ قائم ودائم رہے اس مقصد کیلئے حافظ صاحب کو (مسلمانوں کے سفیر کی حیثیت سے) کلکتہ جانا پڑا۔

● مولانا ظفرالدین بہاری لکھتے ہیں:

حضرت کاظم علی خان صاحب شہر بدایوں کے تحصیلدار تھے اور یہ عہدہ آج کل کلکٹری کے قائم مقام تھا...... وہ اس جدوجہد میں تھے کہ سلطنت مغلیہ اور انگریزوں میں جو کچھ مناقشات تھے ان کا تصفیہ ہوجائے۔ چنانچہ اسی تصفیہ کیلئے حضرت حافظ صاحب کلکتہ تشریف لے گئے۔

(حیات اعلیٰ حضرت، صفحہ نمبر ۳ جلد اول ناشر مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۹۹۲ء)

الجواب ۲: مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں:

۱۲۳۱ھ تک سید صاحب امیر خاں کی ملازمت میں رہے، مگر ایک نامور کام آپ نے یہ کیا کہ انگریزوں اور امیر خاں کی صلح کرادی...... لارڈ ہیسٹنگ سید احمد کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا۔ دونوں لشکر کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا اور اس میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا جس میں امیر خان، لارڈ ہیسٹنگ اور سید احمد شامل تھے۔ سید احمد خاں صاحب نے امیر خاں کو بڑی مشکل سے شیشہ میں اتارا۔ (حیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی صفحہ نمبر ۳۲۰)

اگر حافظ کاظم علی خاں سلطنت مغلیہ اور انگریزوں میں تصفیہ کرانے کی وجہ سے بقول "مرتبین انصاف" انگریزی حکومت کی پولیٹکل خدمات انجام دیں تو سید احمد صاحب نے کیا انگریزی حکومت کی پولیٹکل خدمات انجام نہیں دیں؟

ذرا سید احمد کے متعلق بھی قلم کو حرکت دیں۔

نیز اس وقت انگریزی حکومت تو قائم ہی نہیں ہوئی تھی، انگریزی عہدہ کہاں سے قبول کرلیا اور پروفیسر ایوب قادری کا حوالہ بھی غلط ہے نہ صفحہ درج ہے نہ مقام اشاعت۔

قارئین کرام! "مرتبین انصاف" کا یہ کہنا بھی کذب بیانی پر مبنی ہے کہ خان صاحب بریلوی خاندانی طور پر انگریزوں کے حامی چلے آرہے ہیں" (انصاف صفحہ نمبر ۱۳)

الجواب: اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے جد امجد اوں میں سے محمد سعادت خاں جو مغلیہ فوج کے سپہ سالار تھے اور سلطنت وقت کے حکم سے انہوں نے اہل ہنود سے بریلی کا علاقہ فتح کر کے مسخر کیا تھا۔

● مجاہد اعظم مولانا رضا علی خاں اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء

جب دہلی کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر پر انگریز غالب ہونے لگے اور انگریزوں سے مقابلہ کیلئے جنرل بخت خاں شاہ احمد اللہ مدراسی نے جہاد کمیٹی بنائی تو دہلی سے مولانا فضل حق خیر آبادی اور کاکوری سے مولانا مفتی عنایت احمد کاکوری مصنف علم الصیغہ اور بریلی سے مولانا رضا علی خاں کو منتخب کیا۔

جب روہیل کھنڈ بریلی کے اکناف میں انگریزی اقتدار بڑھنے لگا تو جنرل بخت خاں نے مجاہد جلیل مفتی عنایت احمد کو مجاہدین کی تربیت کیلئے بریلی بھیجا اور انہیں ہدایت کی گئی کہ مولانا رضا علی خاں کی ہدایات سے مکمل استفادہ کیا جائے۔ مولانا نے اپنا مال ومنال مجاہدین پر صرف کردیا۔ مفتی صاحب نے آپ کے پاس ہی رہ کر میدان کارزار کے منصوبے بنا کر انگریزوں کو شکستوں پر شکستیں دیں، مولانا رضا علی خاں کے فرزند ارجمند حضرت مولانا نقی علی خاں (والد ماجد امام احمد رضا) کی ڈیوٹی مجاہدین کو ہر قسم کا رسد پہنچانے پر لگی ہوئی تھی۔ آپ کی جامع مسجد میں ہر وقت دیگیں، چولہوں پر رہتیں اور مجاہدین کیلئے لنگر عام جاری رہتا تھا۔

بدقسمتی سے بعض غدار مسلمانوں اور ہندوؤں کی سازشوں سے تحریک جنگ

آزادی کامیاب نہ ہوسکی۔ انگریزوں نے ملک پر قابض ہو کر اکابر بریلی علماء وفضلاء مجاہدین پر بے پناہ مظالم کئے، کئی تو شہید ہو چکے تھے اور بچے کھچے گرفتار کر کے جزیرہ انڈومان کی کال کوٹھڑیوں میں محصور کر دیئے گئے۔ چنانچہ مجاہدین کی سرگرمیوں کی بنا پر مولانا رضا علی خاں بریلوی کے وارنٹ جاری ہوئے اور ایک انگریز سارجنٹ سپاہی لے کر بریلی پہنچا جس وقت وہ آپ کی مسجد میں گیا آپ تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے، سارجنٹ نے اِدھر اُدھر دیکھا اسے کچھ نظر نہ آیا، باوجود تلاش وہ خائب وخاسر چلا آیا۔ انہیں ایام میں ملکہ برطانیہ نے عام معافی کا اعلان کر دیا اس طرح آپ کو خدا تعالیٰ نے فرنگی استبداد سے محفوظ فرمایا۔

(۱)...... (مجاہدین اکابرین علماء وشہدائے تحریک آزادی از مولانا غلام مہر علی صفحہ نمبر ۵ تا ۷ (مقالہ)
(۲)...... (حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری صفحہ نمبر ۳ حصہ اول)

شاد باش اے سرزمین بریلی شاد باش
شاد باش اے موطن شاہ احمد رضا شاد باش
شاد باش اے مرکز جہاد شاد باش
شاد باش اے میدان غزا شاد باش

• حضرت شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی (المتوفی ۱۲۳۹ھ) علیہ الرحمۃ کا فتویٰ اور اس کا جواب

"مرتبین انصاف" لکھتے ہیں:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد مرحوم کی فکر کو عملی جامہ پہناتے ہوئے سب سے پہلے یہ فتویٰ دیا کہ: ہندوستان دارالحرب ہے۔
(فتاویٰ عزیزی) (انصاف صفحہ نمبر ۱۴)

الجواب: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) نے اپنے زمانہ کے حالات و واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہندوستان کو دارالحرب فرمایا تھا۔ اور یہ بات اہل علم پر مخفی نہیں کہ حالات اور تقاضوں کے پیش نظر مسائل میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ جب

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی فرنگی محلی، مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا احمد رضا بریلوی نے ہندوستان کو دارالاسلام کہا تھا اس وقت ہندوستان پر دارالحرب کی بجائے دارالاسلام کا اطلاق آتا تھا۔ نیز یہ ایک فروعی مسئلہ ہے اور فروعی مسائل میں اختلاف دور صحابہ سے لے کر آج تک علماء میں چلا آرہا ہے۔

• علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیہ ابواللیث ثمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلے میں تین باتوں کی ممانعت کا فتویٰ دیا کرتا تھا اور اب ان کے جواز کا فتویٰ دیتا ہوں۔ پہلے میں فتویٰ دیتا تھا کہ تعلیم قرآن پر اُجرت لینا حلال نہیں، اسی طرح فتویٰ دیتا تھا کہ عالم کیلئے جائز نہیں کہ وہ دیہاتوں میں اُجرت پر وعظ کرنے جائے اور عالم کیلئے جائز نہیں کہ وہ سلطان (بادشاہ کی صحبت) اختیار کرے مگر اب تعلیم قرآن کے ضیاع کے خوف، لوگوں کی حاجت اور دیہاتیوں کی جہالت کی وجہ سے میں نے ان سے رجوع کر لیا۔ (رسائل ابن العابدین جلد اول صفحہ نمبر ۱۵۷ مطبوعہ لاہور)

• حضرت شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی کے زمانہ میں ہندوستان کی سیاست اور بغاوتیں

موصوف ۱۷۴۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۲۴ء میں وصال فرمایا:

صاحب جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر لکھتے ہیں: ان زیادتیوں کے علاوہ (جو مسلمانوں پر کی گئیں) ڈلہوزی نے (۱) پیشوا باجی راؤ ثانی کی وفات پر اس کے متبنیٰ نانا راؤ کو اس کی آٹھ لاکھ روپے کی پنشن سے محروم کر دیا۔ (۲) نواب کرناٹک کا انتقال ۱۸۵۳ء میں ہوا، اگرچہ اس کے جانشین موجود تھے مگر ڈلہوزی نے عہد ناموں کو نظر انداز کر کے اس کے خطابات اور وظائف ضبط کر لئے یہی حشر تنجور کا ہوا۔ (۳) یہ بھی فیصلہ کر دیا گیا کہ مغل شہنشاہ کی وفات پر اس کی اولاد کو جملہ اختیارات، خطابات شاہانہ اور قلعہ کے قیام سے محروم کر دیا جائے گا۔

مختصر یہ کہ ان اقدام کے خلاف ۱۸۵۷ء کے درمیانی عرصہ میں ہندوستان

میں سول یا فوجی بغاوتیں ہوتی ہیں۔ ان کے اسباب سال چھ ماہ کی پیداوار نہ تھے بلکہ اس ایک صدی میں بتدریج مہیا ہوتے رہے۔ میر قاسم کی بغاوت پہلا کھلا ردعمل تھا جو کمپنی کے جابرانہ راج کے خلاف ہوا...... ۱۷۶۴ء میں فوج نے بنگال کے میر جعفر کی لوٹ کھسوٹ میں سے اپنا حصہ لینے کیلئے شورش کی اور اسے لے کر چھوڑا۔ یہ بنگال آرمی کی پہلی شورش تھی اس میں پانچ بٹالین شامل تھیں۔ اس شورش کے سات ماہ بعد بنگال آرمی کی دوسری شورش ہوئی۔ یہ بغاوت سب سے پرانے بٹالین نے کی۔ فرنگیوں نے اس کے دیسی قائدین کو سب کے سامنے توپ سے اڑا دیا۔ ۱۷۶۹ء میں دھلبم کے راجاؤں کی بغاوت ہوئی جو پانچ سال تک جاری رہی۔ ۱۷۸۳ء میں ایک بغاوت رنگ پور اور ۱۷۸۹ء میں دوسری بغاوت بشون پور میں ہوئی۔ ۱۷۹۰ء میں وزیگاپٹم اور ۱۷۹۴ء میں وزیرام راؤنزسی کی بغاوتیں ہوئی، جو جنوبی ہندوستان میں برپا ہوئیں۔ ۱۷۹۶ء میں پانچ راجا نے بھی جنوبی ہندوستان ہی میں علم بغاوت بلند کیا۔ یہ اتنی شدید تھی کہ ۱۸۰۵ء تک جاری رہی۔ ۱۷۹۹ء میں تین بغاوتیں بنگال اور شمالی ہندوستان میں ہوئیں یہ چوارس اور وزیر علی کی شورشیں تھیں اور سلہٹ کے ہنگامے ان کے علاوہ تھے۔ جنوبی ہندوستان میں بدنور میں ڈھندیا کی بغاوت دو سال تک جاری رہی ۱۸۰۰ء میں گنجام میں جدوجہد ہوئی جو پانچ برس تک جاری رہی۔ ۱۸۰۱ء میں ٹنی دیلی میں پولی گرز کی جدوجہد ہوئی جنوبی ہندوستان کی اس بغاوت کو فرو کرنے میں چار سال لگے۔ پھر ۱۸۰۳ء میں شمال ارکاٹ کی جدوجہد شروع ہوئی۔ ۱۸۰۵ء تک جاری رہی۔ ۱۸۰۶ء میں مدراس کی چھاؤنی میں ویلور کی بغاوت ہوئی۔ فرنگی کمانڈر نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ داڑھی مونچھیں صاف کریں۔ پگڑی میں چمڑے کا استعمال کریں تا کہ وہ انگریزی ہیٹ کی مثل نظر آئے۔ ہندوؤں کو ماتھے پر تلک نہ لگانے کا حکم ملا۔ ہندو سپاہی اٹھ کھڑے ہوئے اور قلعے میں جا کر سو سے زائد فرنگی افسروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ان تمام سپاہیوں کو بعد میں گولی مار دی گئی۔ ۱۸۰۶ء ہی میں دکن میں حیدرآباد، نندی ورگ، پالیم کوٹ اور والا جاہ آباد کے مقامات پر بغاوتیں ہوئی۔

۱۸۰۷ء میں ریاست ٹراونکو میں دیوان اور ریذیڈنٹ کے درمیان بگاڑ پیدا ہوا اور شورش ہوئیں۔ ریذیڈنٹ کے بھاگ جانے کے بعد اس کی مختصر سی جمعیت کو ہلاک کر دیا گیا۔ ۱۸۰۸ء میں شمالی ہندوستان میں بندھیل کھنڈ میں فسادات ہوئے جو چار برس تک جاری رہے۔ ۱۸۰۹ء میں جاٹوں نے بغاوت بلند کی۔ اسی سال مدراس آرمی نے بغاوت کی۔ ۱۸۱۰ء میں بمبئی پریذیڈنسی میں عبدالرحمٰن نے بغاوت کی۔ ۱۸۱۰ء میں بنارس میں شورش ہوئی جو اگلے برس بھی جاری رہی۔ ۱۸۱۳ء میں پرلاکیمری میں جاگیروں میں فسادات ہوئے جو سترہ برس جاری رہے۔ ۱۸۱۶ء میں بریلی میں ایک سخت بلوہ پھوٹ پڑا۔ مقامی مفتی صاحب نے جہاد کا فتویٰ دے دیا۔ اس طرح فوج پر حملہ کر دیا گیا فوج نے مجاہدین پر سخت آتش باری کر کے ان کو تہ تیغ کر دیا۔ ۱۸۱۷ء میں شمالی ہندوستان میں کیونک کے مقام پیکس کی بغاوت ہوئی جو اگلے سال ہی دبائی جا سکی۔ ۱۸۱۸ء میں جنوبی ہندوستان میں بھلس کا دھماکہ ہوا جو ۱۸۳۱ء تک جاری رہا۔ ۱۸۲۰ء میں مروڑا میں مرگی بغاوت ہوئی۔

(جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۱۲۰، ۱۲۱ از محمد صدیق قریشی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے فتویٰ کا متن

یعنی یہاں روسائے نصاریٰ (عیسائی حکام) کا حکم ہے بے جھجک و بے دھڑک جاری ہے اور ان کا حکم جاری اور نافذ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ملک داری، انتظامات رعیت، خراج و باج، عشر، مال گزاری، اموال تجارت، ڈاکوؤں اور چوروں کے معاملات، مقدمات کے فیصلوں اور جرائم کی سزاؤں میں یہ لوگ خود ہی حاکم اور مختار مطلق ہیں۔ بے شک نماز جمعہ، عیدین، اذان اور ذبیحہ گاؤ جیسے احکام میں وہ رکاوٹ نہیں ڈالتے، لیکن جو چیز ان سب کی جڑ اور آزادی کی بنیاد ہے وہ قطعاً بے حقیقت اور پامال ہے۔ چنانچہ یہ لوگ بے تکلف مسجدوں کو مسمار کر دیتے ہیں۔ عوام کی شہری آزادی ختم ہو چکی ہے۔ یہاں تک کہ کوئی مسلمان یا غیر مسلم ان کی اجازت و اطمینان کے بغیر اس شہر یا اس کے اطراف و جوانب میں نہیں آسکتا۔ عام مسافروں یا

تاجروں کو شہر میں آنے جانے کی جو اجازت ہے وہ بھی ملکی مفاد یا عوام کی شہری آزادی کی بنا پر نہیں بلکہ خود اپنے مفاد کے خاطر ہے۔ اس کے بالمقابل خاص خاص اور ممتاز و نمایاں حضرات مثلاً شجاع الملک اور ولایتی بیگم ان کی اجازت کے بغیر اس ملک میں داخل نہیں ہو سکتے، دہلی سے کلکتہ تک انہی کی عملداری ہے بے شک کچھ دائیں بائیں حیدر آباد، لکھنؤ، رامپور میں چونکہ وہاں کے فرمانرواؤں نے اطاعت قبول کر لی ہے۔ براہ راست نصاریٰ کے احکام جاری نہیں ہوتے۔ (فتاویٰ عزیزی جلد اول)

شاہ صاحب نے اس فتوے کے علاوہ ایک اور فتویٰ بھی جاری کیا تھا جس میں دلائل سے ثابت فرمایا تھا کہ ہندوستان اب دار الحرب ہو گیا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی جلد اول)

● مولانا محمد اسحاق بھٹی لکھتے ہیں: شاہ صاحب کے یہ دونوں فتوے اپنے مندرجات و مشمولات میں صاف اور واضح ہیں ان کی رو سے بلاشبہ اس زمانے میں ہندوستان دار الحرب تھا۔ (فقہائے پاک و ہند جلد اول صفحہ نمبر ۸، ۹ طبع لاہور)

یہ تھے وہ حالات جن کے پیش نظر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ہندوستان کو دار الحرب قرار دیا تھا۔ لیکن جب مولانا عبدالحئی لکھنوی فرنگی محلی، مولوی اشرف علی تھانوی نے اور مولانا احمد رضا نے ہندوستان کو دار الاسلام کہا تھا اس وقت ہندوستان کے یہ حالات نہ تھے جن کا ہم نے تفصیلاً ذکر کیا ہے۔

● **مکتوبات کا جواب**

''مرتبین انصاف'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''شاہ اسماعیل شہید کی تحریک کی اصل منزل''۔

مجاہد کبیر سید احمد شہید نے شاہ بخارا کے نام جو خط لکھا اس سے واضح ہے کہ اس تحریک کا نصب العین سارے ہندوستان کی تحریک آزادی تھا۔ اس کے بعد شاہ بخارا کے نام تین خطوط اور شاہزادہ کامران کے نام ایک خط کا اردو ترجمہ نقل کیا ہے۔ پھر اس کے بعد ''مرتبین انصاف'' لکھتے ہیں:

''امت مرحومہ کی بدقسمتی ہے کہ سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی اس

تحریک جہاد کی عظمت کم کرنے کیلئے کبھی تو یہ کہا گیا ان کا مقصد انگریز کی بجائے سکھوں کے خلاف جہاد تھا، حالانکہ یہ ان کے جہاد کی ابتداء تھی اصلی مقصد انگریز تھے جیسا کہ مکاتیب سے واضح ہے''۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۵، ۱۶، ۱۷)

الجواب: حق چھپائے چھپتا نہیں ایک روز ضرور ظاہر ہو کر رہتا ہے سید صاحب نے مصلحت کے تحت انگریزوں سے اپنے روابط اور تعلقات کو چھپانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ سید صاحب جہاں بھی گئے انگریز دوستی کی خبر پہلے پہنچ چکی تھی۔

● غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

کارو (سندھ) میں سید چورن شاہ ایک ممتاز بزرگ تھے سید صاحب کے حکم سے سید حمید الدین اور سید اولاد حسین نے ان سے ملاقات کی۔ وہ سید صاحب کی ملاقات کیلئے آئے اور ایک بڑا بھینسا بطور نذرانہ پیش کیا۔ انہیں سے معلوم ہوا کہ لوگ عام طور پر سید صاحب کو انگریزوں کا جاسوس سمجھتے ہیں اسی لئے بدکتے ہیں۔ (سید احمد شہید صفحہ نمبر ۲۸۴)

آخر عام لوگوں میں جو شہرت ہوئی تو اس کی کوئی بنیاد ضرور ہے، اسی بنیاد کو سید صاحب اپنے خیال میں چھپائے ہوئے تھے لیکن سندھ کی طرح سرحدی لوگ بھی اس راز سے واقف ہو گئے تھے۔ غلام رسول مہر لکھتے ہیں، وہاں کے لوگوں نے کہا:

انگریزوں نے انہیں (سید صاحب کو) تمہارے ملک کا حال معلوم کرنے کی غرض سے جاسوس بنا کر بھیجا ہے۔ (سید احمد شہید صفحہ نمبر ۲۸۴)

سید صاحب نے ایک وفد میاں جی محی الدین چشتی کی سرکردگی میں شاہ بخارا کے پاس حصول امداد کیلئے بھیجا چونکہ انگریز دوستی کی خبر وہاں بھی پہنچ چکی تھی اس لئے ناکامی ہوئی۔

غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

معلوم ہوا کہ وہاں کے درباریوں نے غلط بیانیوں کے ذریعے سے شاہ (بخارا) کو بدظن کر دیا ہے۔ غلط بیانی یہ تھی کہ سید صاحب جہاد کیلئے نہیں آئے بلکہ انگریزوں نے اپنا جال وسط ایشیا میں پھیلانے کی غرض سے انہیں بھیجا ہے لہٰذا ان کی

امداد نہ کرنی چاہیئے ۔(جماعت مجاہدین صفحہ نمبر ۱۸۸)

معلوم ہوا کہ سید احمد نے یہ مکتوبات شاہ بخارا کو اپنی انگریز دوستی پر پردہ ڈالنے کیلئے لکھے تھے جن سے یہ صفائی پیش کرنا چاہتے تھے کہ ان کا نصب العین سارے ہندوستان کی تحریک آزادی تھا لیکن یہ بات حقیقت سے دور ہے۔

سید صاحب خود بعد میں پہنچتے ہیں انگریز دوستی کی شہرت پہلے پہنچ جاتی ہے مشہور محاورہ ہے" زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو" کیا عام لوگ اس شبہ میں حق بجانب تھے یا نہیں؟

- محمد اسماعیل پانی پتی لکھتے ہیں:

جب حضرت شہید بہ عزم جہاد صوبہ سندھ اور سرحد کے علاقے میں داخل ہوئے (جو اس وقت انگریزی عملداری میں نہ تھے) تو ان کے متعلق عام طور پر یہ شبہ کیا گیا کہ یہ انگریزوں کے جاسوس ہیں اور یہ شبہ اس بنا پر کیا گیا کہ حضرت شہید کے تعلقات انگریزوں سے نہایت درجہ خوشگوار تھے۔(حاشیہ مقالات سرسید حصہ شانزدہم صفحہ نمبر ۲۵۱)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ سید صاحب کے انگریزوں سے مراسم کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی۔ سندھی اور سرحدی مسلمانوں کا یہ شبہ حق پر مبنی تھا۔

آج جو لوگ سید صاحب کو انگریز دوست نہ ثابت کرنے کیلئے ناجائز طریقے استعمال کر رہے ہیں کذب وافتراء سے کام لے رہے ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ صمیم قلب سے اس حقیقت کو تسلیم کرلیں کہ سید صاحب انگریز دوست تھے۔ اور انہوں نے کبھی بھی انگریزوں سے کسی قسم کی مخاصمت مول نہیں لی۔

. شہزادہ کامران کے پاس بھی کسی سبب سے یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ سید صاحب انگریزوں کے خیر خواہ ہیں اور خراسان پر قابض ہونا چاہتے ہیں تو اپنی انگریز خیر خواہی پر پردہ ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں" ہمارا اصلی مقصد پورے ہندوستان پر لشکر کشی ہے نہ کہ خراسان کے علاقہ کو وطن بنالینا"۔

الزام: "مرتبین انصاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"بریلوی اعلیٰ حضرت کے نزدیک سکھ نیک لوگ ہیں"۔

بریلوی اعلیٰ حضرت کا شعر ہے۔

وہ وہابیہ نے جسے لقب دیا ہے شہید وذبیح کا
وہ شہید لیلیٰ ہے وہ قتیل تیغ خیار ہے

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۵۸)

خیار نیک لوگ، سکھ فوج کو فرمارہے ہیں۔(انصاف صفحہ نمبر ۱۷)

الجواب: چونکہ مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے پیر ومرشد سید احمد بالاکوٹ کے مقام پر سرحدی پٹھانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے جیسا کہ ہم اوراق گزشتہ میں تفصیلاً تحریر کر چکے ہیں۔ اس شعر میں خیار سے مراد سرحدی سنی حنفی پٹھان ہیں۔ [1]

ڈاکٹر ہنٹر نیک اور دیگر انگریز مؤرخین کے متعلق مرزا حیرت دہلوی" صاحب حیات طیبہ" کی رائے

ان کی ۲۱۸ صفحے کی کتاب غلطیوں کے انبار سے بھری ہوئی ہے اسی طرح بے جا تحکم اور غلط منطق کی ہر جگہ جھلکی پائی جاتی ہے۔ الخ (حیات طیبہ صفحہ نمبر ۲۲۲)

[1] مرتبین انصاف بغض رضا میں اس قدر مدہوش ہو گئے اعلیٰ حضرت کا شعر لکھنا بھی نہ آیا شعر اس طرح ہے۔

وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید وذبیح کا
وہ شہید لیلی نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے

(حدائق بخشش ۲۵۰ طبع مسلم کتابوی لاہور)

شعر کا مطلب ، وہابی دیوبندی مولوی اسماعیل دہلوی کو شہید ذبیح (گردن کٹ کر مرا ہوا) کے القاب سے یاد کرتے ہیں مگر حقیقت میں اسماعیل دہلوی لیلی نجد محمد بن عبدالوہاب نجدی کا عاشق تھا اس کی گواہی دیتا تھا نجدی کی کتاب التوحید کا ترجمہ تقویۃ الایمان کرکے اپنے آپ کو نجدی ثابت کر دیا اور اس کو ذبح کرنے والی تلوار صحیح العقیدہ سنی حنفی مسلمانوں کی تھی۔ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

اس تحریر سے ڈاکٹر ہنٹر کی اصلی معاملات سے بے خبری اور خیالی پلاؤ پکانے اور ایک معاملہ پر فرضی رائے قائم کرنے کا پورا حال کھلتا ہے۔ (حیات طیبہ صفحہ نمبر ۴۲۱)

نیز مرزا صاحب تو ان مسلمانوں سے بھی نالاں ہیں جو انگریزوں کی تحریروں پر اعتماد کرتے ہیں، لکھتے ہیں:

سب سے زیادہ ان پر افسوس آتا ہے کہ جو اپنے کو مسلمان سمجھتے ہیں اور انکا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن میں معاذ اللہ کذب کو جگہ ہو سکتی ہے مگر انگریز کے ہاتھ کا لکھا ہوا کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا، خدا ان پر رحم کرے اور انہیں ہدایت کا راستہ دکھائے۔ (حیات طیبہ صفحہ نمبر ۴۲۹)

اس لئے ایسی من گھڑت کتابوں کے حوالہ جات کو ہم ماننے کیلئے ہرگز تیار نہیں۔

● "مرتبین انصاف" لکھتے ہیں:

۱۔ کہ لفظ وہابی انگریز کی ایجاد ہے۔ (انصاف صفحہ نمبر ۲۰)

جواب: یہ خواب خیالی ہے۔ مولانا عبید اللہ سندھی لکھتے ہیں:

شیخ محمد بن عبدالوہاب نے جب دعوتِ اسلام شروع کی تو موصوف درعیہ تشریف لے گئے۔ یہ واقعہ ۱۱۵۹ھ کا ہے اس کے بعد وہابی تحریک کو فروغ حاصل ہوا۔ (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک صفحہ نمبر ۲۸)

نیز لکھتے ہیں:

آپ ہی کی طرف وہابی جماعت منسوب ہے۔

۲۔ جانباز وہابی کا مقصد مذہبی سلطنت قائم کرنا تھا۔

۳۔ مذہبی سلطنت قائم ہو چکی تھی لیکن سید احمد شہید کی ناگہانی وفات سے ختم ہو گئی

۴۔ مذہبی سلطنت کو سکھوں نے ختم کیا جو کہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک نیک لوگ ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۲۰)

الجواب:

سید صاحب کی قائم کردہ مذہبی سلطنت اور اس کے ظلم وستم

● مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں:

تمام ملک پشاور پر آفت چھا رہی تھی۔ انتظام سلطنت ان مسجد کے ملانوں کے ہاتھ میں تھا، جن کا جلیس سوائے مسجد کے دادو رسن کے کبھی کچھ نہ رہا تھا اور اب ان کو منتظم امور سلطنت بنا دیا گیا۔ (حیات طیبہ صفحہ نمبر ۲۸۱)

● شیخ اکرام لکھتے ہیں:

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سید صاحب کے بعض ساتھیوں کا رویہ ہمدردی اور معاملہ فہمی کا نہ تھا، بلکہ وہ جلدی ہی فاتحانہ تشدد پر اتر آئے۔

(موج کوثر از شیخ محمد اکرام صفحہ نمبر ۳۱)

اب فاتحہ تشدد کی حکایت بھی ملاحظہ فرمائیں:

مولوی مظہر علی نے یہ اعلان دے دیا کہ تین دن کے عرصے میں ملک پشاور میں جتنی رانڈیں (عورتیں) ہیں سب کے نکاح ہو جانے ضروری ہیں ورنہ اگر کسی گھر میں بے نکاح رانڈ رہ گئی تو اس کے گھر کو آگ لگا دی جائے گی۔ (جبکہ سید احمد کے خاندان کی کافی بیوہ عورتیں بغیر نکاح ثانی کے وفات فرما گئیں)

یہ ہے فاتحانہ تشدد کا ادنیٰ مظاہرہ، یہ معاملہ افہام وتفہیم سے نہیں ہو سکتا تھا۔

کیا انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ایک عورت نکاح ثانی نہیں کرنا چاہتی تو آپ اس کے مکان کو آگ لگا دیں۔ کیا قرآن وسنت میں کوئی ایسا حکم ہے۔ عیش وعشرت کے دلدادہ اور عورتوں کے رسیا نام نہاد مجاہدوں نے نکاح ثانی کی آڑ میں کیا کھیل کھیلے۔ اپنوں کی زبانی سنیئے۔

سید صاحب نے صدہا غازیوں کو مختلف عہدوں پر مقرر فرمایا تھا کہ وہ شرع محمدی کے مطابق عملدرآمد کریں مگر ان کی بے اعتدالیاں حد سے زیادہ بڑھ گئی تھیں۔

وہ بعض اوقات نوجوان خواتین کو مجبور کرتے تھے کہ ان سے نکاح کرلیں اور بعض اوقات یہ دیکھا گیا کہ عام طور پر دو تین دوشیزہ لڑکیاں جا رہی ہیں مجاہدین میں سے کسی

شخص نے انہیں پکڑا اور مسجد میں لے جا کر نکاح پڑھالیا۔

(حیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی صفحہ نمبر ۲۸۰)

کیا یہی نکاح ثانی کے شرعی تقاضے ہیں، مزید سنیئے اور نام نہاد مجاہدین پر لاحول ولاقوۃ پڑھیئے۔ ایک نوجوان خاتون نہیں چاہتی تھی کہ میرا نکاح ثانی ہو، مگر مجاہد صاحب زور دے رہے ہیں، نہیں ہونا چاہیئے۔ آخر ماں باپ اپنی نوجوان لڑکی کو حوالہ مجاہد کرتے اور ان کو کچھ چارہ نہ تھا۔ (حیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی صفحہ نمبر ۲۸۱)

یاد رہے کہ یہ وہ مجاہد ہیں جو سکھوں سے جہاد کرنے سرحد آئے اور اب مسلمان لڑکیوں سے زبردستی نکاح کر کے نفس کو جہاد شہواتی کی تربیت دے رہے ہیں

• کسانوں پر ظلم وستم

ایک ایک چھوٹے چھوٹے ضلع قصبہ گاؤں میں ایک ایک عمال سید صاحب کی طرف سے مقرر ہوا تھا وہ بے چارہ جہانداری کیا خاک کرسکتا تھا، الٹے سیدھے شریعت کی آڑ میں نئے نئے احکام بے چارے غریب کسانوں پر جاری کرتا تھا اور وہ اف نہ کرسکتے تھے۔ کھانا پینا، بیٹھنا، اٹھنا، شادی بیاہ کرنا سب ان پر حرام ہوگیا تھا نہ کوئی منتظم تھا نہ کوئی داد رس تھا۔ (حیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی صفحہ نمبر ۲۸۱)

• سرحدی علماء اسلام کی ناموس پر تنقید

سید احمد کے خوشہ چیں غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

کہ پہلے سرحدی علماء اپنی گزر بسر کیلئے مسلمانوں سے عشر لیتے تھے وہ سید صاحب لینے لگے اور دوسرا صوبہ سرحد میں فقہ حنفی کے مطابق میت کا حیلہ ہوتا تھا (اس سے علماء کو کافی رقم مل جاتی تھی) جسے سید صاحب نے بند کرادیا۔

مہر صاحب بڑے دوراندیش آدمی ہیں وہ سمجھتے تھے کہ سرحدی علماء اسلام کی مخالفت وہابیت ایسی چیز ہے۔ جسے پردہ اخفا میں رکھنا ناممکن ہے اس لئے علماء کی مخالفت کو اعتقادی اور ظالمانہ حکومت سے اختلاف کی بجائے معاشیات سے وابستہ کر کے سید صاحب کو منزہ عن العیوب اور علماء سوء قرار دے دیا اور بعد والوں نے بھی

سمجھا کہ مہر صاحب چونکہ مسلمان ہیں اور مسلمان جھوٹ نہیں بولتا نہ لکھتا ہے جوں کا توں تسلیم کرلیا۔

لیکن مخالف علماء میں حضرت مولانا شیخ عبدالغفور اخوند سواتی، (جنہوں نے تقویۃ الایمان کا رد لکھوایا) حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، حضرت مولانا نصیر احمد قصہ خوانی اور ملا عظیم اخوندزادہ سرفہرست ہیں جن کا زہد تقوی اور علم وعرفان میں بلند مقام ہے اس لئے مہر صاحب کی الزام تراشی حقیقت سے بعید معلوم ہوتی ہے

ان شواہد سے معلوم ہوا کہ سرحدی علماء نے مندرجہ ذیل اعتراضات کئے تھے وہ بالکل صحیح و درست ہیں۔

(۱)۔ مجاہدین نفسانیت کے پیرو ہیں اور لذات جسمانی کے جویا۔

(۲)۔ وہ ظلم وتعدی کے خوگر ہیں بلاشبہ شرعی مسلمانوں کے اموال ونفوس پر دست درازی کرتے ہیں۔

(۳)۔ وہ افغانوں کی لڑکیوں کو جبراً جدید الاسلام ہندوستانیوں کے حوالے کرتے ہیں۔ (سید احمد شہید از غلام رسول مہر صفحہ نمبر ۷۶۰)

یہ ہے سید احمد کی قائم کردہ مذہبی سلطنت جس کا مختصر خاکہ دلائل وشواہد کی روشنی میں ہم نے مختصر بیان کیا ہے۔

چونکہ سید احمد اور مولوی اسماعیل دہلوی بالاکوٹ کے مقام پر سرحدی پٹھانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے اس لئے مولانا احمد رضا بریلوی نے ان کو اخیار کہا ہے جس پر ہم اوراق گزشتہ میں تفصیلی گفتگو کرچکے ہیں۔

۵۔ شاہ شہید کے بچے ہوئے ساتھیوں نے انگریز کو خوب پریشان کیا۔

(انصاف صفحہ نمبر ۴۰)

الجواب: جب سید احمد صاحب انگریزی حکومت کے خیر خواہ تھے اور انگریز ہر مقام پر ان کی امداد واعانت کرتا رہا تو پھر کیسے ممکن ہے کہ ان کے بچے کھچے ساتھیوں نے انگریز کو پریشان کیا ہو؟ یہ بات حقیقت سے بعید ہے اور ایک افسانہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

• جمعیۃ الہند کے صدر اور دیو بند کے شیخ الحدیث حسین احمد ٹانڈوی لکھتے ہیں:

جب سید احمد کا ارادہ سکھوں سے جنگ کرنے کا ہوا تو انگریزوں نے اطمینان کا سانس لیا اور جنگی ضرورتوں کو مہیا کرنے میں سید صاحب کی مدد کی۔

(نقش حیات از حسین احمد ٹانڈوی صفحہ نمبر ۱۲ جلد ۲)

• مولوی منظور احمد دیو بندی لکھتے ہیں:

مشہور یہ ہے کہ آپ نے انگریزوں سے مخالفت کا کوئی اعلان نہیں کیا بلکہ کلکتہ یا پٹنہ میں ان کے ساتھ تعاون کا اظہار کیا اور یہ بھی مشہور ہے کہ انگریزوں نے بعض موقعوں پر آپ کی امداد بھی کی۔ (الفرقان لکھنؤ شہید نمبر ۱۳۵۵ھ صفحہ نمبر ۷۶)

• سید احمد صاحب اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

(ترجمہ) اس خاکسار کا معاملہ "کالشمس رابعۃ النہار" کی طرح واضح ہے میں اہل عناد قوم سکھ سے جہاد کرنے کیلئے مامور ہوں۔

(مکتوبات احمدی از جعفر تھانیسری صفحہ نمبر ۲۳۶)

• مولانا جعفر تھانیسری لکھتے ہیں:

سید احمد کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی۔ (سوانح احمدی صفحہ نمبر ۱۳۹)

نیز یہ بھی لکھتے ہیں:

یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ میں جب ایک دفعہ مولانا محمد اسماعیل وعظ فرما رہے تھے ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا سرکار انگریزی سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں۔

(سوانح احمدی صفحہ نمبر ۱۷۱)

• مولوی عبدالرحیم (غیر مقلد) صادق پوری لکھتے ہیں:

سید احمد کی برابر روش یہ رہی ہے کہ ایک طرف لوگوں کو سکھوں کے مقابل آمادۂ جہاد کرتے رہے۔ اور دوسری جانب حکومت برطانیہ کی امن پسندی جتا کر لوگوں کو اس کے مقابلے سے روکتے۔ (الدر المنثور از عبدالرحیم صادق پوری صفحہ نمبر ۲۵۲)

• شیخ اکرام لکھتے ہیں:

جب آپ سکھوں سے جہاد کرنے کو تشریف لے جاتے تھے کسی شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ اتنے دور سکھوں سے جہاد کرنے کو کیوں جاتے ہو انگریز جو اس ملک پر قابض ہے وہ دین اسلام کے کیا منکر نہیں؟ گھر کے گھر میں جہاد کر کے ملک ہندوستان ان سے لے لو۔ یہاں لاکھوں آدمی آپ کا شریک اور مددگار ہو جائے گا..... سید صاحب نے جواب دیا سرکار انگریز گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کچھ ظلم اور تعدی نہیں کرتی، اور نہ ان کو فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے۔ الخ

(موج کوثر از شیخ اکرام صفحہ نمبر ۲۰)

قارئین کرام! کتنا واضح سوال اور کتنا واضح جواب ہے اس پر بھی اگر کوئی سید صاحب کو انگریز دشمنی کا طعنہ دے تو اسے خلل دماغ ہی کہا جا سکتا ہے۔

الزام: "مرتبین انصاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"بریلوی اعلیٰ حضرت کے پیر خانہ کی طرف سے انگریزی حکومت کی حمایت"۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا پیر خانہ مارہرہ اس کے گدی نشین مولوی فضل رسول بدایونی پہلے شخص ہیں جنہوں نے تحریک آزادی کے چراغ جلانے والے خاندان ولی اللّٰہی کے خلاف انگریز آقا کو خوش کرنے کیلئے زبان کھولی اور اپنی کتاب "البوارق المحمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ" میں لکھتے ہیں: شاہ ولی اللہ نے جو کچھ لکھا اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے..... مولوی اسماعیل نے وقت کو اسلامی حکومت سے فارغ دیکھا اور بڑے علماء سے خالی پایا طبعی تیزی کو اور تیز کر کے اس چنگاری کو جو خاک تلے بجھی تھی بھڑکا دیا۔ (انصاف صفحہ نمبر ۲۰،۲۱)

الجواب ۱:

”مرتبین انصاف“ کی کذب بیانی

مولانا فضل رسول رحمۃ اللہ علیہ کو مارہرہ شریف کا سجادہ نشین کہنا سراسر کذب بیانی اور دجل وفریب ہے۔ مولانا فضل رسول بدایونی کے دور میں مارہرہ شریف کے سجادہ نشین شاہ آل رسول نور اللہ مرقدہٗ تھے۔

(دیکھو تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ از مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی طبع لاہور)

الجواب ۲: حضرت شاہ ولی اللہ فاروقی محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں شاہ صاحب کی علمی وعملی شہرت سے بعض لوگوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا اور اپنے عقائد ونظریات کو (جو اہل سنت وجماعت کے خلاف تھے) رسائل وکتب کی صورت میں لکھ کر ان کی نسبت موصوف کی طرف کردی اور جعلی قلم سے ان پر آپ کا اسم گرامی لکھ دیا۔ علاوہ ازیں ان کی بعض تصانیف میں تحریف کردی۔ حالانکہ ان تمام جعلی کتب میں آپ کی اصل کتب میں درج عقائد کے برخلاف باتیں درج تھیں۔ مولانا فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسی جعلی کتب کو دیکھتے ہوئے خط کشیدہ الفاظ فرمائے ہیں کیونکہ ان کے سرورق پر جلی حروف میں حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا اسم گرامی لکھا ہوا تھا۔ اور ابھی تک شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کی جعلی کتب کی نشاندہی بھی نہیں ہوئی تھی۔

- مولانا حکیم محمود احمد برکاتی نے ”شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کی تحریرات میں تحریف کا عنوان دے کر دردانگیز مضمون لکھا ہے۔ ان حضرات کی تالیفات کی کمیابی اور نایابی اور ان میں تحریفات کا سلسلہ تو سقوط دہلی سے پہلے ہی شروع ہو چکا تھا اور بارہ کتابوں کے متعلق (۶۱ میں سے) لکھا ہے، خاکسار کے علم میں ان کتابوں کا کوئی مخطوطہ نہیں نہ ہے اور لکھا ہے کہ مصنفات کو نایاب کرکے دوسرا قدم یہ اٹھایا کہ اپنے مصنفات کو شاہ صاحب کی طرف منسوب کردیا اور اپنے نظریات کی تبلیغ شاہ صاحب کے نام پر کی گئی۔ آپ نے (۱) البلاغ المبین۔ (۲) تحفۃ الموحدین۔ (۳) اشارۃ

مستمرہ۔ (۴) قول السدید کے نام لکھے ہیں اور دو قرۃ العین فی ابطال شہادۃ الحسین، الجویۃ العالیہ فی مناقب المعاویۃ لکھے ہیں کہ ان دو کو ارباب تشیع نے ایک دوسرے پہلو سے آپ کی طرف منسوب کیا ہے۔ نیز مکمل رسائل وکتب تصنیف کرکے شاہ صاحب کی طرف منسوب کردینے کے علاوہ ایک ہلاکت خیز حرکت یہ کی گئی کہ شاہ صاحب کی تالیفات میں جابجا ترمیم واضافہ اور تحریف بھی کردی گئی اور دس بارہ سطر کے بعد لکھا ہے یہی معاملہ شاہ صاحب کے اخلاف کرام کی تالیفات کے ساتھ کیا گیا۔

تقسیم ہند کے بعد اس فعل شنیع میں اضافہ

افسوس صد افسوس کہ اب تقسیم ہند کے بعد سے اس فعل شنیع میں بہت اضافہ ہوگیا ہے یہ صاحبان اصلاح کے نام پر اپنے باطل عقائد کی تبلیغ کررہے ہیں یہ طریقہ یہود کا تھا جس کی مذمت کئی جگہ اپنے کلام پاک میں اللہ تعالیٰ نے کی ہے فرمایا:

”ولاتلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق و انتم تعلمون“۔

ترجمہ: ”اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ“۔ (البیان)

مولانا برکاتی نے ”البلاغ المبین“ وغیرہ کا ذکر کرکے لکھا ہے۔ متعدد رسائل میں اہل سنت وجماعت کے نظریات سے متضاد نظریات اور وہ متشددانہ افکار پیش کئے گئے۔ جن کو یہ حضرات ”تمسک بالکتاب والسنۃ“ کا نام دیتے ہیں اور جو ”کتاب التوحید“ کی بازگشت ہے۔ (مقدمہ القول الجلی (مصنفہ شاہ ولی اللہ دہلوی) اردو از مولانا ابوالحسن زید فاروقی دہلوی نور اللہ مرقدہٗ صفحہ نمبر ۵۶، ۵۷ طبع لاہور ۱۹۹۹ء)

مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی طبع تیزی

علامہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی لکھتے ہیں:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان میں مسلمان دو فرقوں میں بٹے رہے۔ ایک اہل سنت وجماعت اور دوسرے شیعہ اب مولانا اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا...... ان کا میلان محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا

اور نجدی کا رسالہ ''رد الاشراک'' اس کی نظر سے گزرا انہوں نے اردو میں ''تقویۃ الایمان'' لکھی۔ اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا۔ اور کوئی غیر مقلد اور کوئی وہابی بنا کوئی اہلحدیث کہلایا یا کسی نے اپنے آپ کو سلفی کہلایا آئمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا ختم ہوا۔ معمولی نوشت خواند (یعنی کم پڑے لکھے) افراد امام بننے لگے اور افسوس اس بات کا کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہ نبوت کی تعظیم وتکریم میں تقصیرات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ یہ سب قباحتیں ماہ ربیع الاول ۱۲۴۰ھ کے بعد ظاہر ہونی شروع ہوئیں۔ اس وقت کے تمام جلیل القدر علماء کرام کا دہلی کی جامع مسجد میں اجتماع ہوا اور ان حضرات نے بالاتفاق اس کتاب کا رد کیا۔

(مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۹ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء)

مولوی محمد اسماعیل دہلوی کا اعتراف

......مولوی اسماعیل نے جب تقویۃ الایمان لکھی تو اپنے ہم خیال چند علماء کے سامنے پیش کی۔ اور کہا'' میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ تیز الفاظ بھی آگئے ہیں بعض جگہ شدت بھی ہوگیا ہے۔ الخ (ارواح ثلاثہ)

اور اسی طبع تیزی کا ذکر مولانا فضل رسول بدایونی نے کیا ہے۔

الزام: ''مرتبین انصاف'' لکھتے ہیں۔

''بریلوی تحریک کا مقصد تفریق ملت''۔

چنانچہ انکے ایک معتقد قاری احمد پیلی بھیتی سوانح اعلیٰ حضرت کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

۱۲۹۷ھ میں مولانا شاہ احمد رضا خاں نے قلم اٹھایا۔ کثرت سے کتابیں لکھیں فتوے صادر کئے حرمین شریفین کے سفر میں مشاہیر علماء حرمین سے علماء دیوبند کی تحریروں کے خلاف تصدیقات حاصل کیں...... مولانا احمد رضا خان پچاس سال سے مسلسل اسی جدوجہد میں منہمک رہے یہاں تک کہ مستقل دو مکتب فکر قائم ہوگئے

......الخ (سوانح اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۸) (انصاف صفحہ نمبر ۲۱)

الجواب: قاری احمد پیلی بھیتی کی یہ بات خلاف واقعہ ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلی علیہ رحمۃ سے قبل سنی وہابی کا تنازعہ اور مسلکی اختلاف موجود تھا دیوبندی، وہابی، شیعہ، رافضی، نیچری، قادیانی وغیرہ موجود تھے علمائے اہلسنت میں سے حضرت علامہ ابن عابدین شامی حنفی، علامہ احمد زینی دحلان مکی، علامہ سلیمان بن عبدالوہاب، علامہ فضل حق خیرآبادی، علامہ فضل رسول بدایونی، علامہ رضا علی خاں، علامہ نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہم باطل قوتوں کا رد فرما رہے ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلی کی کوشش سے دو مکتب فکر نہیں ہوئے بلکہ پہلے سے موجود تھے ہاں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے بے ادب گستاخ فرقوں کی بے مثال گردن زنی فرمائی اور بدمذہبیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکا۔ لہٰذا قاری احمد کی بات ہمارے لئے حجت نہیں کیونکہ وہ واقعہ کے سراسر خلاف ہے۔

الزامات:

۱۔ ''بریلوی اعلیٰ حضرت کا پیرخانہ انگریز کا حامی''۔

۲۔ انکے پیرخانہ کے بزرگ مولوی فضل رسول بدایونی انگریز کے وظیفہ خوار تھے۔

(اکمل التاریخ صفحہ نمبر ۳۷، ۳۸) (انصاف صفحہ نمبر ۲۲)

۳۔ اسی خاندان کے چشم وچراغ محمد یعقوب ضیاء القادری انگریز کے ایجنٹ تھے ۱۷ روپے اور ۱۱ روپے یومیہ انہیں وظیفہ ملتا تھا۔

۴۔ مارہرہ کے گدی نشین سفید فام آقا کے وظیفہ خوار تھے۔ (انصاف صفحہ نمبر ۲۳)

الجواب ۱: اس عبارت میں ''مرتبین انصاف'' نے دو فحش غلطیاں کی ہیں، نمبر ۱ اکمل التاریخ کا حوالہ کسی دیوبندی کی کتاب سے لکھا ہے اور اندھی تقلید کرتے ہوئے صفحہ بھی غلط لکھا ہے اور جلد نمبر بھی لکھنا گوارہ نہیں کیا جبکہ یہ حوالہ صفحہ نمبر ۵۱ جلد ۲ مطبوعہ انڈیا پر ہے جس کو غلط رنگ دے کر بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ نمبر ۲ مولانا فضل رسول بدایونی

اور مولانا محمد یعقوب ضیاء القادری کو مارہرہ شریف کے خاندان کی طرف منسوب کیا ہے۔ جبکہ مارہرہ شریف کے بزرگوں کا تعلق سادات خاندان سے تھا اور مولانا فضل رسول بدایونی اور محمد یعقوب ضیاء القادری غیر سید تھے۔

الجواب ۲: مولانا فضل رسول بدایونی حکومت انگریزی کی ملازمت میں اول (کچھ دن) مفتی عدالت ساڑھے تین سال کلکٹری میں سررشتہ دار رہے اس زمانہ میں بدایون کا صدر مقام سہسوان تھا۔

(۱)...... (تذکرہ علمائے ہند از مولوی رحمٰن علی، مرتبہ پروفیسر ایوب قادری طبع کراچی ۱۹۶۱ء حاشیہ نمبر ا)

(۲)...... (تذکرہ علماء اہل سنت از محمود احمد کانپوری صفحہ نمبر ۲۰۹ ناشر سنی دار الاشاعت فیصل آباد)

نیز ایک ہوتا ہے وظیفہ خوار یعنی بغیر کام کئے انگریزی حکومت گزر اوقات کیلئے ماہانہ کچھ رقم مقرر کردے۔ دوسرا یہ کہ انگریزی حکومت کی نوکری کرنی اور ماہانہ مقرر شدہ رقم وصول کرنی، اور انگریزی حکومت کی نوکری کرنی جائز ہے جبکہ کوئی خلاف شرع کام نہ کرنا پڑے اور نوکری کرنے کے بعد جو ماہانہ رقم وصول ہو اس کو وظیفہ خواری سے تعبیر کرنا سراسر جہالت اور بے وقوفی ہے۔

- سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (المتوفی ۱۲۳۹ھ)

قدس سرہ العزیز کا فتویٰ

سوال: انگریز کی نوکری کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (از سوالات قاضی)

جواب: اگر نوکری میں ایسے کام کرنے کا خدشہ ہو جو کہ کبیرہ گناہ ہیں مثلاً فوج کی نوکری ہو اور خدشہ ہو کہ شراب اور مردار اور خنزیر کا گوشت لانا ہوگا تو اس طرح کی نوکری اور روزگار کرنا منع ہے اور جس نوکری اور روزگار میں اس طرح کی منہیات نہ ہوں مثلاً اس نوکری میں یہ کام ہو کہ عدالت کے امور لکھے جائیں یا مثلاً منشی گری کا کام ہو یا قافلہ پہنچانے کا کام ہو یا اس طرح کا اور دوسرا کام ہو تو اس طرح کی نوکری اور روزگار منع نہیں ہے۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۲۷۵ طبع کراچی ۱۹۷۳ء)

الجواب ۳: صاحب تذکرہ علمائے ہند، مولوی محمد قاسم نانوتوی (بانی دار العلوم دیوبند) کے حالات میں لکھتے ہیں:

۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء دہلی میں پہنچے مروجہ درسی کتابیں مولانا مملوک علی نانوتوی مدرس اول مدرسہ عربی دہلی سے پڑھیں اور حدیث کی سند شاہ عبد الغنی محدث دہلوی سے حاصل کی اور تحصیل علوم سے فراغت حاصل کرکے کچھ دنوں مدرسہ انگریزی واقع دہلی میں تدریس کرتے رہے۔ (تذکرہ علمائے ہند از رحمٰن علی صفحہ نمبر ۳۶۵ مطبوعہ کراچی)

- صاحب علمائے ہند کا شاندار ماضی لکھتے ہیں:

ان دونوں بزرگوں (مولوی محمد قاسم اور رشید احمد گنگوہی) نے درس کی اکثر کتابیں درسیہ حضرت مولانا مملوک علی صاحب سے پڑھیں جو اس مدرسہ کے مدرس تھے جس کو ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کی جانب سے علوم عربیہ دینیہ کی تعلیم کیلئے قائم کیا گیا تھا کہ نیم غلام مسلمانوں کے سامنے علم دوستی اور مذہب پروری کا مظاہرہ کرکے ان کو پورا غلام بنالیا جائے۔ (علمائے ہند کا شاندار ماضی از سید محمد میاں، حصہ اول صفحہ نمبر ۶۲ ناشر مکتبہ رشیدیہ کراچی ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء)

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

نیز کیا مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی مملوک علی بھی انگریز کے وظیفہ خوار تھے؟

الجواب ۴: "مرتبین انصاف" کا یہ کہنا کہ (۱) اسی خاندان کے چشم و چراغ محمد یعقوب ضیاء القادری انگریز کے ایجنٹ تھے۔ ۷ اروپے اور ۱۱ روپے یومیہ انہیں وظیفہ ملتا تھا۔ (۲) مارہرہ کے گدی نشین سفید فام آقا کے وظیفہ خوار تھے۔ (انصاف صفحہ نمبر ۲۳)

یہ دونوں باتیں کذب بیانی اور دروغگوئی پر مشتمل ہیں اگر "مرتبین انصاف" اکمل التاریخ میں سے یہ دونوں باتیں دکھادیں تو مبلغ ۵۰۰۰ روپے نقد انعام حاصل کریں۔ (ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین)

- اصل حقیقت کیا ہے؟

مولانا فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ جب سہسوان میں ملازمت کرتے تھے

تو اکثر لوگ ان کے مہمان ہوتے، آپ مہمان نوازی کا بہت اہتمام فرماتے اور ساری تنخواہ اسی طرح خرچ ہو جاتی بعض مرتبہ وطن سے رقم منگوانی پڑتی، جب آپ نے ملازمت ترک کر کے بدایوں میں جا کر مدرسہ کا انتظام سنبھالا دور دراز کے طالبان علم آ کر علم کی دولت سے مالا مال ہونے لگے۔ جب ایک بار آپ سیاحی میں حیدر آباد دکن گئے تو آپ کے عقیدت مندوں نے والیٔ ریاست سے سفارش کر کے ۱۷ روپے یومیہ مقرر کروا دیئے۔ حافظ محمد علی خیر آبادی خلیفہ مجاز حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے چند مریدین تقرر یومیہ کی فکر میں تھے اور اکثر آپ کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو مغموم پا کر اپنے یومیہ سے ۶ روپے ان کیلئے وقف کر دیئے جو ایک عرصہ دراز تک ان کو ملتے رہے۔ صاحب اکمل التاریخ لکھتے ہیں:

جب آپ نے (ملازمت) کے سلسلہ سے بھی قطع تعلق کیا مدرسہ عالیہ میں مستقل طور پر حلقہ استفادہ کا اجراء فرمایا، برابر اہل سہسوان تحصیل علم کی دھن میں بدایون آتے رہتے اور حضرت تاج الفحول اور مولانا فیض احمد صاحب کی شاگردی کا فخر حاصل کرتے۔ مشائخانہ سیاحی میں جب زیادہ تر حیدر آباد دکن میں (جہاں کی باطنی خدمت سرکار غوثیت مآب کی جانب سے آپ کے سپرد تھی) جانا ہوا۔ نواب آصف جاہ خلد مکانی اور امراء وارکین ریاست کو آپ سے عقیدت وارادت ہوئی تھی۔ آپ کے مصارف کیلئے عالی جناب نواب محی الدولہ بہادر خاص مصاحب حضور نظام سابق جنت آشیانی کوشش کر کے ۱۷ روپے یومیہ مقرر کرائے لیکن اسی زمانہ میں چند مریدین زبدۃ العرفاء حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب سجادہ خانقاہ خیر آباد تقرر یومیہ کی کوشش میں تھے اکثر فائز خدمت میں ہوا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو مغموم اور کبیدہ خاطر دیکھ کر اپنی علو ہمتی سے اس یومیہ میں سے ۶ روپے یومیہ ان کے نام فرما دیئے اور مستقل طور پر خانقاہ خیر آباد کیلئے یومیہ منتقل کرا دیا۔

(اکمل التاریخ صفحہ نمبر ۵۲ جلد ۲ مطبوعہ انڈیا)

قارئین کرام! یہ تھی حقیقت اس الزام کی جس کو غلط رنگ دے کر ''مرتبین

انصاف'' نے پیش کیا ہے نہ خوف خدا، نہ حشر کا ڈر، نہ قبر کا خطرہ۔

الزام: بریلوی اعلیٰ حضرت نے ان تمام علماء اور لیڈر حضرات کی تکفیر کی جو کسی طرح بھی انگریز کی مخالفت کر رہے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: بلا شبہ وہابیہ مذکورین اور ان کے پیشوائے مستور (شاہ اسماعیل شہید وسید احمد شہید وغیرہما) پر بوجوہ کثیرہ قطعاً یقیناً کفر لازم اور ان پر حکم کفر ثابت وقائم اور بظاہر ان کا کلمہ پڑھنا اس کلمہ کو نافی اور انکو نافع نہیں ہو سکتا۔ (الکوکبۃ الشہابیہ) (انصاف صفحہ نمبر ۲۲)

الجواب: یہ سراسر فاضل بریلوی پر الزام ہے کہ انہوں نے تمام علماء اور لیڈروں کی تکفیر کی جو انگریز کی مخالفت کر رہے تھے نیز اس دعویٰ پر جو دلیل پیش کی ہے اس کو دعویٰ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی نے اپنی بعض کتب میں ایسی غیر اسلامی عبارات تحریر کی ہیں جو کہ تنقید رسالت پر مبنی ہیں۔ اس لئے بظاہر ان کا کلمہ پڑھنا مفید نہ ہوگا جب تک وہ ان غیر اسلامی عبارات سے توبہ نہ کریں۔

کسی مسلمان کو کافر کہنا مسلمان کی شان نہیں، ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے کا وبال کہنے والے پر عائد ہوتا ہے۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ علمائے بریلی اور ان کے ہم خیال کسی عالم نے آج تک کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا، خصوصاً اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز مسئلہ تکفیر میں اس قدر محتاط واقع ہوئے تھے کہ امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی کے بکثرت اقوال کفریہ نقل کرنے کے باوجود لزوم اور التزام کفر کو ملحوظ رکھتے ہوئے یا امام طائفہ کی توبہ مشہور ہونے کے باعث از راہ احتیاط مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمایا اگرچہ وہ شہرت اس درجہ کی نہ تھی کہ کف لسان کا موجب ہو سکے، لیکن اعلیٰ حضرت نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا، ملاحظہ ہو (الکوکبۃ الشہابیہ مطبوعہ اہل سنت وجماعت بریلی صفحہ نمبر ۲۶)

حیرت ہے کہ ایسے محتاط عالم دین پر تکفیر المسلمین کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔

دراصل اس پراپیگنڈے کا پس منظر یہ ہے کہ جن لوگوں نے بارگاہ نبوت میں صریح گستاخیاں کیں تو انہوں نے اپنی سیاہ کاریوں پر نقاب ڈالنے کیلئے اعلیٰ حضرت اور ان

کے ہم خیال علماء کو تکفیر المسلمین کا مجرم قرار دے کر بدنام کرنا شروع کر دیا تاکہ عوام کی توجہ ہماری گستاخیوں سے ہٹ کر اعلیٰ حضرت کی تکفیر کی طرف مبذول ہو جائے اور ہمارے مقاصد کی راہوں میں کوئی چیز حائل نہ ہونے پائے باخبر لوگ پہلے بھی باخبر تھے اور اب بھی اس سے بے خبر نہیں۔

الزام: بریلوی اعلیٰ حضرت نے تکفیر مسلمین کا جو سبق شروع کیا تھا ان کے شاگردوں نے اس کی انتہا کر دی۔ جوش تکفیر ٹھنڈا کرنے کیلئے کتابوں کے انبار لگائے گئے۔

۱۔ قہر القادر علی الکفار اللیاڈر۔ (ملقب بہ لیڈروں کی سیاہ کاریاں)

۲۔ مسلم لیگ کی بخیہ دری۔

۳۔ احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ۔ (مولوی حشمت علی خاں)

۴۔ الجواب السنیہ السوالات الگیہ۔

۵۔ تجانب اہل سنت۔

۶۔ الدلائل القاہرہ علی الفیاچرہ۔ (انصاف صفحہ ۲۳)

الجواب: نمبر ۱ سے لے کر نمبر ۵ تک کتابوں میں مسلم لیگ پر تنقیدہ کی گئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت کی اکثریت تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کی حامی تھی جبکہ چند ایک علماء و مشائخ اس کے مخالف بھی تھے جن میں مولانا حشمت علی خان مرحوم پیش پیش تھے۔ مگر انہوں نے پاکستان بننے کے بعد اپنے فتاویٰ سے رجوع کر لیا تھا توبہ کے بعد کسی شخص کو بدنام کرنے کیلئے اس کے سابقہ گناہوں کو منظر عام پر لانا جہالت کے سوا کچھ نہیں۔

تجاویز منظور کردہ آل انڈیا سنی کانفرنس

منعقدہ ۲۷ رتا ۳۰ راپریل ۱۹۴۶ء بمقام بنارس (انڈیا)۔

بموجودگی ہزار ہا علماء و مشائخ و نمائندگان صوبہ جات ہند۔

مجلس اول ۲۷ راپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۵ ر بجے تا ۶ ر بجے شام اندرون باغ فاطمان۔

مجلس سوم ۲۹ راپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۹ ر بجے صبح تا ۱ ر بجے دوپہر اندرون باغ فاطمان۔

حسب ذیل تجاویز باتفاق آراء منظور ہوئیں۔

پاکستان

۱۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کیلئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔ الخ (ماہنامہ فیضان فیصل آباد، جلد ۱۵، ماہ ستمبر، اکتوبر شمارہ ۲، ۳، ۱۹۷۸ء، صفحہ نمبر ۲۵)

- مولانا محمد اول شاہ بن مولانا اجمل شاہ فرماتے ہیں کہ مولانا حشمت علی خاں سنبھل تشریف لائے اور والد صاحب کو آکر ملے، اس موقع پر میں بھی موجود تھا، تھوڑی دیر والد گرامی سے بحث و تمحیص کے بعد مولانا حشمت علی خاں تحریری طور پر اپنی کتاب سے رجوع کرنے پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے معافی نامہ لکھ کر دے دیا اور فیصلہ یہ طے پایا کہ مولانا موصوف اپنی کتاب کی تمام کاپیاں تلف کر دیں گے اور آئندہ اس کی اشاعت نہیں کریں گے۔ تفصیل کیلئے ماہنامہ فیضان، فیصل آباد، ماہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۸ء ملاحظہ فرمائیں۔

- علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

مولانا حشمت علی خاں کے بارے میں مشہور اور ناقابل انکار واقعہ ہے کہ انہوں نے بریلی شریف جا کر مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے قیام پاکستان اور مسلم لیگ کی جماعت میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کی مخالفت

سے توبہ کرلی تھی۔ (قلمی یادداشت غزالیٔ زماں ۲۹/اکتوبر ۱۹۸۲ء محفوظ نزد علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری)

نیز فرماتے ہیں تجانب اہل سنت کسی غیر معروف شخص کی تصنیف ہے جو ہمارے نزدیک قطعاً قابل اعتماد نہیں۔

(قلمی یادداشت غزالیٔ زماں ۱۹۸۲/۲۹ء محفوظ نزد علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری)

- مولانا محمد احمد قادری (استاذ مدرسہ احسن المدارس قدیم) کانپور

مولانا حشمت علی خاں کے حالات میں لکھتے ہیں:

بزرگوں کے بڑے ادب شناس تھے اپنی غلطی معلوم ہونے پر معافی طلب کرنے میں تاخیر نہ فرماتے۔

(تذکرہ علماء اہل سنت صفحہ نمبر ۸۲، ناشر سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد)

مسلم لیگ اور تحریک پاکستان مخالفین اہل سنت کی نظر میں

ابوالکلام آزاد

یہ بھی دیوبندی وہابی فرقہ کے راہنما ہندوؤں کے ہمنوا اور تحریک پاکستان کے شدید ترین مخالف تھے۔ ان کی اسی کانگرس نوازی و ہندوؤں کی بنا پر بانیٔ پاکستان مسٹر محمد علی جناح نے انہیں شوبوائے کا خطاب دیا تھا یعنی کانگرس کا بچہ جمورا۔

(روزنامہ مشرق ۱۹۶۳/۱۲/۸ء)

حسین احمد مدنی

صدر دیوبند کانگرس کے آلہ کار ہندوؤں کے ہمنوا اور تحریک پاکستان کے سخت مخالف تھے اور ان ہی کی سرپرستی میں دیوبند پاکستان کے دشمنوں اور کانگرس کا بہت بڑا گڑھ تھا۔ مولوی حسین احمد کی پاکستان دشمنی کا یہ حال تھا کہ کانگرس کے تقسیم ہند قیام پاکستان کی قرارداد منظور کر لینے کے باوجود انہوں نے اس پر رضامندی ظاہر نہیں کی اور یہاں تک کہا کہ اگر میں تسخیر قلوب کا عالم و عامل ہوتا تو آج ہندوستان میں کوئی مسلمان مسلم لیگی نہ ہوتا سب کے قلوب کو جمعیۃ العلماء اور کانگرس کی طرف

پھیر دیتا۔ (روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر)

مولوی حسین احمد اپنے کانگرسی نظریات و گاندھی کی پیروی میں اتنے متشدد تھے کہ بقول عامر عثمانی صاحب انہوں نے یہ اصول اپنے لئے بنالیا کہ جس میت کا کفن کھدر کا نہ ہوگا۔ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھاؤں گا۔ نماز جیسے خالص دینی معاملہ میں ان کا یہ طرز فکر انتہا پسندی کا شاہکار ہے۔ (ماہنامہ تجلی دیوبند اگست ستمبر ۱۹۵۷ء)

۱۹۵۴ء یوم آزادی کے موقع پر مولوی حسین احمد کی ہندو دوستی۔ مدنی کے نام سات سو روپے کا منی آرڈر ایک مسلم لیگی نے پکڑلیا۔ جس پر مولوی ظفر علی خاں نے مولوی حسین احمد کو مخاطب کر کے حسب ذیل اشعار لکھے۔

اسلام کو نہ مفت میں بدنام کیجئے ...... حجرے میں جا کر بیٹھے آرام کیجئے
چوکھٹ پہ جاکے گاندھی کی سر جھکایئے ...... وردھا میں یا پرستش اصنام کیجئے
غداری وطن کا صلہ سات سو فقط ...... ایمان ہی بیچنا ہے سستا نہ کیجئے

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳/نومبر ۱۹۵۴ء)

عطاء اللہ شاہ بخاری (المتوفی ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء)

مولوی موصوف بھی قیام پاکستان کے سخت مخالف تھے اور مشہور کانگرسی احراری لیڈر تھے، اور چونکہ یہ مشہور عوامی مقرر تھے اس لئے انہوں نے بالخصوص اپنی تقاریر میں پاکستان کے خلاف بہت زیادہ زہر اگلا، پاکستان اور مسلم لیگ کے لیڈروں کے خلاف ان کے دل میں عناد و مخالفت تھی اس کا اندازہ ان کی تقاریر کے چند اقتباسات سے لگایا جاسکتا ہے۔

۱۔ ہندو اخبار روزنامہ ملاپ لاہور نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۷/دسمبر ۱۹۴۵ء میں احراری لیڈر عطاء اللہ شاہ بخاری کی ایک تقریر شائع کی جو انہوں نے علی پور کی احرار کانفرنس میں کی تھی اس تقریر میں انہوں نے ڈنکے کی چوٹ پر یہ اعلان کیا تھا کہ مسلم لیگ کے لیڈر بے عملوں کی ٹولی ہے جنہیں اپنی عاقبت بھی یاد نہیں اور جو دوسروں کی بھی عاقبت خراب کر رہے ہیں اور وہ جس ملک کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان

نہیں خاکستان ہے۔

۲۔ پسرور میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے۔ (استقلال نمبر، روزنامہ جدید نظام ۱۹۵۰ء)

۳۔ مسلم لیگ عاقبت کوشوں اور رجعت پسندوں کی جماعت ہے۔ ان کا مقصد ملک میں غیر ملکی اقدام کو مستحکم کرنا ہے اس کے باوجود ہم سے کہا جاتا ہے کہ ہم مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں مسلم لیگ اور احرار کے مقاصد میں بعد المشرقین ہے۔

(روزنامہ آفاق لاہور، ۱۹/مارچ ۱۹۵۵ء)

۴۔ مولوی ظفر علی نے اپنے مجموعہ منظومات میں لکھا ہے، احرار کی شریعت کے امیر عطاء اللہ شاہ بخاری نے امروہہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سور اور سور کھانے والے ہیں۔ (چمنستان صفحہ ۱۶۵، مطبوعہ لاہور)

حبیب الرحمٰن لدھیانوی

بقول مولوی ظفر علی خاں "میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر مجلس احرار اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ دس ہزار جنا اور شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جا سکتے ہیں۔ اس پر میں نے یاروں کی فرمائش یوں پوری کی۔

کیا کہوں آپ سے ہیں کیا احرار
کوئی لچا ہے اور کوئی لقہ

(چمنستان صفحہ نمبر ۱۶۵)

نمبر ۶ کتاب، میں نیچریوں کا رد ہے اور علمائے دیوبند بھی نیچریت کے خلاف تھے پھر علمائے اہل سنت پر اعتراض کیسا؟

● سرسید احمد خان (المتوفی ۱۸۹۸ء) پر مولوی انور شاہ کشمیری کا فتویٰ

سرسید عور جل زندیق ملحد او جاہل ضال (تتمیۃ البیان لمشکلات القرآن صفحہ نمبر ۳۳۰)

"یعنی سرسید (احمد خان) وہ بے دین ہے ملحد ہے، جاہل و گمراہ ہے"۔ ۱

● مولوی شبلی نعمانی (المتوفی ۱۳۳۲ھ) پر فتویٰ

مفتی کفایت اللہ نے ۱۹۳۴ء میں علامہ شبلی پر فتویٰ دیا اور یہ فتویٰ تحفہ ہند پریس دہلی میں چھپا جس میں لکھا ہے، شبلی اہل سنت سے خارج اور معتزلہ اور مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں اور ملاحدہ کے ہمنوا بلکہ چودھویں صدی میں ان کی یادگار ہیں۔

● مولوی انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں: "یعنی میں شبلی نعمانی کی بدعقیدگی اور بدمذہبی لوگوں پر اس لئے ظاہر کرتا ہوں کہ دین اسلام میں کافر کے کفر کو چھپانا جائز نہیں"۔ (مقدمہ مشکلات القرآن) ۲

---

۱ تھانوی جی لکھتے ہیں سرسید کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیلی یہ نیچرت زینہ ہے اور جڑ ہے الحاد و بے دینی کی اس سے پھر شاخیں چلی ہیں یہ قادیانی اس نیچرت ہی کا اول شکار ہوا اور آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ استاد یعنی سرسید احمد خاں سے بھی بازی لے گیا۔ (افاضات یومیہ صفحہ نمبر ۲۳۶ جلد ۶ طبع ملتان) سرسید نے ایک کعبہ تیار کیا تھا اب علماء کو بلا بلا کر اس کو کنیسہ بنانا چاہتے ہیں یہ ان لوگوں کے خیالات ہیں جس پر مسلمانی کا دعویٰ ہے اور قوم کے رفامر کہلائے جاتے ہیں اب اگر علماء ان حرکات پر کچھ کہتے ہیں تو اس پر کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کا مشغلہ بھی ہے کہ بیٹھے ہوئے کافر بنانا کریں یہ الزام ہے علماء پر میں کہا کرتا ہوں کہ علماء کافر بناتے نہیں کافر تو خود ہوتے ہیں علماء ان کا کافر ہونا بتا دیتے ہیں۔ (افاضات یومیہ صفحہ نمبر ۸۱ جلد ۲ طبع ملتان) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

۲ تھانوی جی لکھتے ہیں فلاں صاحب نعمانی (یہ نعمانی خوب لگایا جس سے دھوکہ ہوتا ہے کہ شاید امام صاحب کی اولاد میں ہوں) یہ بھی سرسید احمد خان کے قدم بہ قدم ہی ہیں سیرت نبوی لکھی ہے جس پر آج کل کے نیچری فریفتہ ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو شانیں ہیں نبوت، سلطنت ان میں سے صرف ایک شان سلطنت کو ان لوگوں نے لیا اس کو شبلی نے بھی لیا ہے دوسری شان کو قریب قریب چھوڑ دیا یہ لوگ اس کو بڑا کمال سمجھتے ہیں حالانکہ اصل شان نبوت ہے ملکیت اس کی تابع ہے مگر اس کا کہیں نام و نشان نہیں یہ سب نیچریت کا اثر ہے۔ (افاضات یومیہ صفحہ نمبر ۲۸۲ جلد ۶ طبع ملتان) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

لمحہ فکریہ!

مولانا انور شاہ کشمیری کی خط کشیدہ عبارت کے اصول کے مطابق اگر مولانا احمد رضا بریلوی نے تحریک ترک موالات کے لیڈروں اور نیچریوں پر تنقید کی ہے اور ان کی گمراہیوں کو طشت از بام کیا ہے پھر ان پر طعن و تشنیع کیوں؟

نیز "مرتبین انصاف" کا یہ کہنا کہ کتاب نمبر ۵ پر تمام بریلوی علماء کے دستخط ہیں کذب بیانی، دروغگوئی اور الزام تراشی ہے۔

علاوہ ازیں "مرتبین انصاف" کا یہ کہنا کہ کتاب نمبر ۶ میں جو نیچریوں پر فتوئی لگایا تھا وہ بعد میں مسلم لیگ پر لگایا گیا۔ اس فتوئی پر مولوی نعیم الدین مراد آبادی، مولوی دیدار علی شاہ خطیب مسجد وزیر خاں لاہور اور نورانی میاں کے والد مولوی عبدالعلیم میرٹھی سمیت اسی علماء کے دستخط ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۲۳)

__الجواب:__ یہ سراسر جھوٹ ہے کہ بعد میں یہی فتوئی مسلم لیگ پر لگایا گیا، جس پر علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علامہ سید دیدار علی شاہ، اور نورانی میاں کے والد علامہ عبدالعلیم میرٹھی سمیت اسی علماء کے دستخط ہیں۔ بلکہ اسی علماء کے دستخط اس رسالہ پر ہیں جو نیچریت کے خلاف ہے۔

- آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کا جو اجلاس ۲۹ راپریل ۱۹۴۶ء کو اندرون باغ فاطماں میں ہوا تھا۔ اس میں صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی، حضرت مبلغ اعظم مولانا عبدالعلیم میرٹھی بھی دیگر جید علماء کے علاوہ موجود تھے جس میں مندرجہ ذیل قرارداد پاس کی گئی تھی۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پُر زور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کیلئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں۔ الخ

(ماہنامہ فیضان، فیصل آباد ماہ ستمبر اکتوبر ۱۹۷۸ء)

- مولانا عبدالعلیم میرٹھی کے سوانح نگار لکھتے ہیں:

علامہ عبدالعلیم صدیقی نے ۱۹۴۶ء میں بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس میں شرکت فرما کر تقویت پہنچانے میں نمایاں حصہ لیا اور اس کے فوراً بعد مسلم لیگ کی طرف سے متعدد عرب ممالک کا دورہ کیا۔ انگلینڈ اور مصر میں کانگرسی ایجنٹوں سے پاکستان کے حق میں مباحثے کئے اور نظریہ پاکستان کی اتنے مؤثر انداز میں وکالت کی کہ عرب علماء و عوام تہہ دل سے پاکستان کے مطالبہ کی حمایت پر آمادہ ہو گئے۔ اس دورہ میں عظیم الشان کامیابی کے بعد آپ جب اکتوبر ۱۹۴۶ء میں وطن واپس ہوئے تو کراچی کی بندرگاہ پر مسلمانوں کے ایک اجتماع نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔

(مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی از خلیل احمد رانا صفحہ نمبر ۲۳)

- __اہل سنت و جماعت اور مسئلہ تکفیر__

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہو اس حدیث سے لوگوں کو غلط فہمی لگتی ہے۔ اس لئے اس کا ازالہ ضروری ہے۔ اصطلاح ائمہ، فقہاء میں اہل قبلہ وہ ہیں جو تمام ضروریات دین پر اعتقاد و ایمان رکھتے ہوں۔ اگر ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا انکار کریں تو وہ بالیقین اور بالاجماع کافر و مرتد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر، صوم و صلوٰۃ، توحید و نبوت، جنت دوزخ، فرشتے، ختم نبوت، خدا تعالیٰ کا ہر عیب سے پاک ہونا وغیرہ وغیرہ سب ضروریات دین میں سے ہیں۔ چنانچہ کتب فقہ میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر و عذاب کا مستحق ہے۔ شرح فقہ اکبر و مواقف وغیرہ میں ہے کہ اہل قبلہ میں سے کوئی اگر ضروریات دین میں سے کسی ایک کا منکر ہو تو وہ کافر ہو گیا اور اہل قبلہ نہ رہے گا

علماء اہل سنت پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے علماء دیو بند کو کافر کہا، رافضیوں، نیچریوں، وہابیوں اور بہائیوں حتیٰ کہ ندویوں، کانگرسیوں، لیگیوں بلکہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے۔

اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہا جائے گا کہ سبحانک ھذا بہتان عظیم۔

کسی مسلمان کو کافر کہنا مسلمان کی شان نہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے کا وبال کہنے والے پر عائد ہوتا ہے۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ علمائے اہل سنت یا ان کے ہم خیال کسی عالم نے آج تک کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا۔ دراصل اس پراپیگنڈہ کا پس منظر یہ ہے کہ جن لوگوں نے بارگاہ نبوت میں صریح گستاخیاں کی ہیں انہوں نے اپنی سیاہ کاریوں پر نقاب ڈالنے کیلئے اعلیٰ حضرت اور ان کے ہم خیال علمائے اہل سنت کو تکفیر مسلمین کا مجرم قرار دے کر بدنام کرنا شروع کر دیا تاکہ عوام کی توجہ ہماری گستاخیوں سے ہٹ کر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں کی تکفیر کی طرف مبذول ہو جائے اور ہمارے مقاصد کی راہ میں کوئی چیز حائل نہ ہونے پائے۔ لیکن باخبر لوگ پہلے بھی خبردار تھے اور اب بھی وہ اس حقیقت سے بے خبر نہیں۔

- علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

مسئلہ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کفر بول کر اپنے قول و فعل سے التزام کفر کرے گا تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے خواہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لیگی ہو یا کانگرسی، نیچری ہو یا ندوی اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک لیگی نے کلمہ کفر بولا تو ساری لیگ کافر ہو گئی یا ایک ندوی نے التزام کفر کیا تو معاذ اللہ سارے ندوی کافر ہو گئے۔ ہم تو بعض دیوبندیوں کی عبارات کفریہ کی بنا پر ہر ساکن دیوبند کو کافر نہیں کہتے چہ جائیکہ تمام لیگی اور سارے ندوی کافر ہوں۔ ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا کہ ہم کسی دیوبندی یا لکھنؤ والے کو کافر نہیں کہتے، ہمارے نزدیک صرف وہی لوگ کافر ہیں جنہوں نے معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و محبوبان ایزدی کی شان میں صریح گستاخیاں کیں۔ اور باوجود تنبیہ شدید کے انہوں نے اپنی گستاخیوں سے توبہ نہ کی۔ نیز وہ لوگ جو ان گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں۔ اور گستاخیاں کرنے والوں کو مومن اہل حق اور اپنا مقتدا اور پیشوا مانتے ہیں اور بس ان کے علاوہ

ہم نے کسی مدعی اسلام کی تکفیر نہیں کی۔ ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی ہے ان کو ٹٹولا جائے تو وہ بہت قلیل اور محدود افراد ہیں۔ ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے نہ بریلی کا نہ لیگی اور نہ ندوی ہم سب مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ (الحق المبین)

- دامن کو ذرا دیکھ

- قائداعظم پر فتویٰ کفر

نوائے وقت کے کالم نگار اور شاعر جناب وقار انبالوی لکھتے ہیں:

"علمائے دیوبند کی اکثریت بلکہ غالب اکثریت حضرت قائداعظم سے سوئے ظن رکھتی تھی علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے ہمنوا (چند) علماء کے سوا بھی مخالفت کا اظہار کرتے تھے۔ کبھی مسلم لیگ اور قائداعظم کا نام لے کر جلی کٹی سناتے تھے جو کسی غیر مسلم کے منہ سے بھی زیب نہ دیتی مثال کے طور پر قائداعظم کو انہی (دیوبندی) بزرگوں نے کافراعظم کہا...... الخ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹ رجنوری ۱۹۷۹ء)

- علامہ اقبال پر فتویٰ

سہیل دیوبندی علامہ اقبال کے متعلق لکھتا ہے۔

نظر نہ بودن و بادیدہ درافتادن
دو گونہ شیوہ بوجہلی است و بولہبی است

(علی گڑھ میگزین اقبال نمبر، اپریل ۱۹۳۸ء صفحہ نمبر ۱۷۲)

- مولوی شبیر احمد عثمانی پر فتویٰ

(مولوی شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں) دارالعلوم کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کئے ہیں جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا ہے اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ (مکالمۃ الصدرین صفحہ نمبر ۳۲)

- چند سوالات اور ان کا جواب

"مرتبین انصاف" لکھتے ہیں: بریلوی مکتبہ فکر سے چند سوالات۔

(انصاف صفحہ نمبر ۲۴)

سوال نمبر۱: کیا بریلوی اعلیٰ حضرت کا خاندان انگریز کا ایجنٹ نہیں تھا؟

جواب: ہذا بہتان عظیم۔ اس کا بطلان دلائل قاہرہ سے ہم اوراق گزشتہ پر کر چکے ہیں۔

• حضرت مولانا رضا علی خاں (دادمحترم امام احمد رضا خاں) اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء

جب دہلی کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر پر انگریز غالب ہونے لگے اور انگریزوں سے مقابلہ کیلئے جنرل بخت خاں شاہ احمد اللہ مدراسی نے جہاد کمیٹی بنائی تو دہلی سے مولانا فضل حق خیر آبادی اور کاکوری سے مولانا مفتی عنایت احمد کاکوری مصنف علم الصیغہ اور بریلی سے مولانا رضا علی خاں کو منتخب کیا۔

جب روہیل کھنڈ بریلی کے اکناف میں انگریزی اقتدار بڑھنے لگا تو جنرل بخت خاں نے مجاہد جلیل مفتی عنایت احمد کو مجاہدین کی تربیت کیلئے بریلی بھیجا اور انہیں ہدایت کی گئی کہ مولانا رضا علی خاں کی ہدایات سے مکمل استفادہ کیا جائے۔ مولانا نے اپنا مال ومنال مجاہدین پر صرف کردیا۔ مفتی صاحب نے آپ کے پاس ہی رہ کر میدان کارزار کے منصوبے بنا کر انگریزوں کو شکستوں پر شکستیں دیں، مولانا رضا علی خاں کے فرزند ارجمند حضرت مولانا نقی علی خاں (والد ماجد امام احمد رضا) کی ڈیوٹی مجاہدین کو ہر قسم کا رسد پہنچانے پر لگی ہوئی تھی۔ آپ کی جامع مسجد میں ہر وقت دیگیں، چولہوں پر رہتیں اور مجاہدین کیلئے لنگر عام جاری رہتا تھا۔

• گل محمد فیضی لکھتے ہیں:

بریلی مجاہدین آزادی کا مرکز تھا، یہاں مجاہدین کی ہر قسم کی امداد واعانت مولانا رضا علی خاں اور مولانا نقی علی خاں کر رہے تھے۔ آپ نے (یعنی مولانا عنایت احمد کاکوری نے) ان کے ساتھ مل کر بڑی خدمات انجام دیں۔

بدقسمتی سے بعض غدار مسلمانوں اور ہندوؤں کی سازشوں سے تحریک جنگ

آزادی کامیاب نہ ہو سکی انگریزوں نے ملک پر قابض ہو کر مجاہدین پر بے پناہ مظالم کئے۔ چنانچہ اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں کی بنا پر مولانا رضا علی خاں کو فرنگی مظالم کا نشانہ بننا تھا چنانچہ آپ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوگئے۔ اور ایک انگریزی سارجنٹ سپاہی لے کر بریلی پہنچا جس وقت وہ آپ کی مسجد میں پہنچا آپ تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے۔ سارجنٹ نے مسجد میں ادھر ادھر دیکھا اسے کچھ نظر نہیں آیا باوجود تلاش وہ خائب وخاسر لوٹا۔ انہی ایام میں ملکہ برطانیہ نے عام معافی کا اعلان کردیا اس طرح آپ کو خدا تعالیٰ نے فرنگی استبداد سے محفوظ فرمالیا۔

(۱)......(مقالہ مجاہدین واکابرین علماء وشہداء جنگ آزادی از مولانا غلام مہر علی صفحہ نمبر ۵ تا ۸)
(۲)......(حیات اعلیٰ حضرت، مولانا ظفر الدین بہاری حصہ اول)
(۳)......(آزادی کی ان کہی کہانی، گل محمد فیضی بی اے صفحہ نمبر ۱۱۰)

• حضرت مولانا احمد رضا خان کے جد امجد محمد سعادت یار خاں جو مغلیہ فوج کے سپہ سالار تھے اور سلطنت وقت کے حکم سے انہوں نے اہل ہنود سے بریلی کا علاقہ فتح کر کے مسخر کیا تھا۔ (مقالہ مجاہدین واکابرین جنگ آزادی ۱۸۵۷ء)

سوال نمبر۲: کیا بریلوی اعلیٰ حضرت نے انگریزوں کے منحوس دور کو دار الاسلام نہیں کہا؟

جواب: اس دور میں فقط مولانا احمد رضا خاں ہی نے نہیں بلکہ مولوی اشرف علی تھانوی، مولانا عبدالحئی فرنگی محلی، مولانا محمود الحسن دیوبندی اور مولوی نذیر حسین دہلوی نے بھی ہندوستان کو دار الاسلام کہا ہے کہ اگر مولانا احمد رضا خاں مجرم ہیں تو دوسرے علماء مجرم کیوں نہیں؟

(۱)......(تحذیر الاخوان، طبع تھانہ بھون ۱۹۰۵ء)
(۲)......(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی فرنگی محلی جلد اول)
(۳)......(سفر نامہ شیخ الہند از حسین احمد مدنی طبع لاہور صفحہ نمبر ۱۲۶)
(۴)......(الحیات بعد الممات از فضل بہاری طبع کراچی صفحہ نمبر ۱۳۲)

(ماھوجوابکم فھوجوابنا)

مولانا احمد رضا فاضل بریلوی کا نقطہ نظر

صاحب اکابرین پاکستان لکھتے ہیں:

مولانا احمد رضا خاں نے مسلمانوں کی کئی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا اور انہیں صحیح اسلامی نقطہ نظر سے کسی ملک کے دار الحرب ہونے کے بارے میں وقیع اور اہم معلومات فراہم کیں۔ ان کے خیال میں غیر منقسم ہندوستان میں مسلمانوں کا پورا پورا حق تھا انہوں نے ایک ہزار سال سے زیادہ کامیاب حکومت کی تھی۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی مسلمانوں کے اس حق سے دستبردار ہونے کے حق میں نہیں تھے، اپنے اس مؤقف کی تائید میں مولانا احمد رضا نے ایک رسالہ اعلام الاعلام بھی لکھا تھا اور یہ واضح کیا تھا کہ ہندوستان دار الحرب نہیں بلکہ دار الاسلام کا درجہ رکھتا ہے۔ اس رسالہ کی جو روح ہے اس سے مترشح ہوتا ہے کہ مولانا احمد رضا ہندوستان پر انگریزوں کے قبضے کو غاصبانہ سمجھتے تھے اور مسلمانوں کو یہ حق دیتے تھے کہ وہ بقدر استطاعت ملک کی آزادی کیلئے کوشش کریں۔ ملک کو در اصل دار الحرب قرار دے کر ترکِ موالات کر جانا ایک طرح کا کمزور احتجاجی عمل تھا۔ اور اس ترک موالات کر جانے سے مسلمان عملاً اپنے حق سے دستبردار ہو جاتے تھے۔ ایسی صورت احوال ہندو لیڈروں اور کانگرس کیلئے زیادہ سود مند تھی وہ اس طرح حکمران انگریزوں سے کسی طرح کی سودے بازی کر سکتے تھے۔ (اکابرین تحریک پاکستان، تذکرہ مولانا احمد رضا بریلوی مطبوعہ لاہور)

سوال نمبر ۴: کیا انہوں نے شاہ اسماعیل شہید کو پہلے کافر ثابت نہیں کیا؟ اور پھر کہا کہ علما محتاطین کافر نہ کہیں۔ (تمہید الایمان صفحہ نمبر ۴۲) پہلا فتویٰ انگریز آقا کیلئے، دوسرا حقیقت کا اظہار۔ (انصاف صفحہ نمبر ۴۴)

جواب: مولانا احمد رضا بریلوی نے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی کے بکثرت اقوال کفریہ نقل کرنے کے باوجود لزوم اور التزام کفر کے فرق کو ملحوظ رکھنے یا امام الطائفہ کی توبہ مشہور ہونے کے باعث از راہ احتیاط مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے کف

لسان فرمایا اگرچہ یہ شہرت اس درجہ کی نہ تھی کہ کف لسان کا موجب ہو سکے لیکن اعلیٰ حضرت نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ (الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ نمبر ۲۶)

- اور ”مرتبین انصاف“ کا یہ کہنا کہ پہلا فتویٰ انگریز آقا کو خوش کرنے کیلئے تھا۔ ”لزوم اور التزام کفر“ کی اصطلاح سے جاہل ہونے کی بین دلیل ہے ورنہ ہرگز یہ نہ لکھتے کہ پہلا فتویٰ انگریز آقا کو خوش کرنے کیلئے تھا۔ در اصل اس پراپیگنڈے کا پس منظر یہ ہے کہ جن دیوبندی مولویوں نے بارگاہِ رسالت مآب میں صریح گستاخیاں کی ہیں تو ان کے حواریوں نے اپنی سیاہ کاریوں پر پردہ ڈالنے کیلئے اعلیٰ حضرت اور ان کے ہم خیال علماء کو تکفیر مسلمین کا مجرم قرار دے کر بدنام کرنا شروع کر دیا تاکہ عوام کی توجہ ہماری گستاخیوں سے ہٹ کر اعلیٰ حضرت کی تکفیر کی طرف مبذول ہو جائے اور ہمارے مقاصد کی راہوں میں کوئی چیز حائل نہ ہونے پائے۔

سوال نمبر ۵: کیا حسام الحرمین کا فتویٰ اصول فتویٰ کے سراسر خلاف نہیں؟

کیا علمائے دیوبند سے ان کی عبارات کے بارے میں استفسار کیا؟

جواب: ایک عرصہ دراز تک مولوی اشرف علی تھانوی سے خط و کتابت ہوتی رہی مگر انہوں نے خاموشی کی راہ اختیار کی۔ مولوی اشرف علی کے نام جو آخری خط ارسال کیا اس کا مضمون درج ذیل ہے۔

نقل...... معاوضہ عالیہ امام بریلی قدس سرہٗ

بنام

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

السلام علیکم علی من اتبع الھدیٰ، فقیر بارگاہِ عزیز قدیر عز جلالہٗ میں تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے اب حسب معاہدہ قرارداد مراد آباد پھر محرک ہے۔

کہ آپ سوالات و مواخذاتِ حسام الحرمین کی جوابدہی کو آمادہ ہوں، میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سنا دیں اور وہی دستخطی پرچہ اسی وقت فریقین مقابل کو

دیئے جائیں کہ فریقین میں کسی کو کہہ کے بدلنے کی گنجائش نہ رہے۔ معاہدہ میں ۲۷ر صفر مناظرہ کیلئے مقرر ہوئی ہے۔ آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی ۔گیارہ روز کی مہلت کافی ہے وہاں بات ہی کتنی ہے۔اسی قدر کہ یہ کلمات شانِ اقدس حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں توہین ہیں یا نہیں۔

یہ بعونہ تعالیٰ دو منٹ میں اہل ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے۔لہٰذا فقیر اس عظیم ذوالعرش کی قدرت ورحمت پر توکل کر کے یہی ۲۷ر صفر روز جان افروز دوشنبہ اس کیلئے مقرر کرتا ہے۔آپ فوراً قبول کی تحریر اپنی مہر ودستخطی روانہ کریں اور ۲۷ر صفر کو صبح مراد آباد میں ہوں اور آپ بالذات اس امر اہم واعظم (میں دین کے) طے کر لیں۔اپنے دل کی آپ جیسے بتائیں گے وکیل کیا بتائے گا۔عاقل بالغ مستطیع غیر مخدرہ کی توکیل کیوں منظور ہو؟معہذا یہ معاملہ کفر واسلام کا ہے،کفر واسلام میں وکالت کیسی؟

اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آسکتے اور وکیل کا سہارا ڈھونڈ لے تو یہی لکھ دیجئے۔اتنا تو حسب معاہدہ آپ کو لکھنا ہی ہوگا کہ وہ آپ کا وکیل مطلق ہے۔اس کا تمام ساختہ وپرداختہ قبول سکوت،نکول،عدول سب آپ کا اور اس قدر اور بھی ضرور لکھنا ہوگا کہ اگر بعون العزیز المقتدر عزوجلالہ آپ کا وکیل مغلوب یا معترف یا ساکت یا فار ہوا تو کفر سے توبہ علی الاعلان آپ کو کرنی اور چھاپنی ہوگی کہ توبہ میں وکالت ناممکن ہے اور اعلانیہ کی توبہ اعلانیہ لازم۔

میں عرض کرتا ہوں کہ آخر بار آپ ہی کے سر رہتا ہے کہ توبہ کرنی ہوئی تو آپ ہی پوچھیں جائیں گے۔پھر آپ خود ہی دفعہ اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں؟ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے کو آپ تھے اور بات بنانے دوسرا آئے۔لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔آپ برسوں سے ساکت اور آپ کے حواری رفع خجلت کی سعی بے حاصل کرتے ہیں۔ہر بار ایک ہی طرح کے جواب ہوتے ہیں آخر تا کجے؟ یہ اخیر دعوت ہے اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو

الحمدللہ میں فرضِ ہدایت ادا کر چکا۔آئندہ کسی غوغہ پر التفات نہ ہوگا۔منوا دینا میرا کام نہیں،اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے۔واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ، وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد وآلہٖ و صحبہ اجمعین والحمدللہ رب العالمین۔

مہر

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۱۵ر صفر المظفر روز چہار شنبہ ۱۳۲۹ھ

(مکتوبات بنام مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ نمبر ۱۲ تا ۱۶ مطبوعہ لاہور ۱۳۲۳ھ) [1]

- مولانا نعیم الدین مراد آبادی، منشی شوکت علی رامپوری اور سید حبیب صاحب ایڈیٹر سیاست لاہور کو لے کر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں مولانا خلیل احمد "مصنف براہین قاطعہ" کے پاس پہنچے، ہر چند سمجھایا، آخرت کی دردناک پکڑ سے ڈرایا، بار بار توبہ کا مطالبہ کیا آخر میں مجبور ہو کر مولوی خلیل احمد نے کہا آپ مجھے کافر نہیں اکفر کہیں، مگر میرے پاس جواب نہیں۔

(تذکرہ علمائے اہل سنت صفحہ نمبر ۲۵۳ ناشر سنی دار الاشاعت فیصل آباد ۱۹۹۲ء)

- نیز مولانا احمد رضا بریلوی سے قبل شوال ۱۳۰۶ھ بہاولپور میں "براہین قاطعہ" کی کفریہ عبارت پر مولانا غلام دستگیر قصوری اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے درمیان تحریری مناظرہ ہو چکا تھا جس کے فیصل خواجہ غلام فرید چشتی نظامی تھے اور انہوں نے اپنے ساتھی علماء سمیت مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو اہل سنت سے خارج قرار دیا تھا۔اس لئے مولوی خلیل احمد سے استفسار کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔
- "تحذیر الناس" مؤلفہ محمد قاسم نانوتوی کے مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے قبل متعدد رسائل رد میں لکھے جا چکے تھے جن کی تفصیل یہ ہے۔

[1] کلیات مکاتیب رضا صفحہ نمبر ۱۷۹، ۱۸۰ طبع لاہور ۲۰۰۵ء از ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی پورنوی (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

۱۔ قول الفصیح: مولانا فصیح الدین بدایونی کی کتاب ہے، جو تحذیر الناس کے رد میں لکھی گئی مطبع مہتاب چند میرٹھ میں چھپی۔

۲۔ ابطال اغلاط قاسمیہ: مولانا عبید اللہ امام جامع مسجد بمبئی کے ایما پر مولانا عبدالغفار نے تحریر فرمائی۔

۳۔ کشف الالتباس فی اثر ابن عباس: تحذیر الناس کے رد میں ہے۔

۴۔ قسطاس فی موازنہ اثر ابن عباس۔

۵۔ مناظرہ دہلی: تحذیر الناس کے مضامین پر مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اور مولانا شاہ محمد پنجابی (متوفی ۱۳۰۵ھ) کے درمیان دہلی میں مناظرہ ہوا۔ دونوں کے اقوال مرتب کر کے محب الرسول مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی، مولانا محب احمد بدایونی، مولانا فصیح الدین، مولانا عبید اللہ امام مسجد بمبئی، جیسے جلیل القدر اکابر علماء کرام کے تصدیقی دستخطوں سے شائع ہوئی۔

(محمد احسن نانوتوی از پروفیسر ایوب قادری صفحہ نمبر ۹۲ تا ۹۳ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء)

اس لئے استفسار کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

- کیا ان کی اردو عبارات کی عربی کسی غیر جانبدار سے کرائی؟

الجواب: غیر جانبدار سے کیا مراد ہے؟ کیا کسی شیعہ، مرزائی، چکڑالوی اور نجدی سے عربی بنواتے۔

- کیا علمائے عرب جو اردو نہ جانتے تھے کیوں ان سے ہی فتویٰ لیا؟

الجواب: فقط علمائے عرب سے ہی فتویٰ نہیں لیا۔ بلکہ برصغیر پاک و ہند کے اکثر جید علمائے کرام سے بھی فتویٰ لیا جو کہ "الصوارم الہندیہ" کے نام سے چھپ چکا ہے۔

- کیا علماء دیوبند کو صفائی کا موقع دیا؟
- کیا علماء دیوبند کی خان صاحب کے مفہوم سے بیزاری کے بعد رجوع کیا؟

الجواب: علماء دیوبند کی کفریہ عبارتیں صریح کفر پر مبنی ہیں اور صریح لفظ میں تاویل نہیں ہوسکتی۔

- مولوی انور شاہ صاحب کشمیری لکھتے ہیں: حبیب ابن ربیع نے کہا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جاتا اور اگر باوجود صراحت تاویل کی گئی تو وہ تاویل فاسد ہوگی اور تاویل فاسد جو بمنزلہ کفر ہے۔ (اکفار الملحدین صفحہ نمبر ۲۷)

نیز لکھتے ہیں: التاویل الفاسد کالکفر (تاویل فاسد کفر کی طرح ہے)۔

(اکفار الملحدین صفحہ نمبر ۶۲)

نیز مفتی قرطاس پر لکھی ہوئی عبارت کے مطابق فتویٰ دیتا ہے اور علمائے دیوبند کی کفریہ عبارتیں ان کی کتب میں چھپی ہوئی موجود ہیں اور انہیں عبارتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مولانا احمد رضا بریلوی نے انہیں غیر اسلامی قرار دیا ہے۔

- تین اصولی باتیں

۱۔ توہین کا تعلق عرف عام اور محاورات اہل زبان سے ہوتا ہے۔

۲۔ توہین رسول میں قائل کی نیت کا اعتبار نہیں ہوتا۔

۳۔ توہین کا دارومدار واقعیت پر نہیں ہوتا۔

توہین کا تعلق عرف عام اور محاورات اہل زبان سے ہوتا ہے

بعض لوگ کلمات توہین کے معنی میں قسم قسم کی تاویلیں کرتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ اگر کسی تاویل سے معنی مستقیم بھی ہو جائیں تو سب تاویلات باطل ہوں گی۔ مثلاً ایک شخص اپنے والد یا استاد کو کہتا ہے کہ آپ بڑے ولد الحرام ہیں اور تاویل یہ کرتا ہے کہ لفظ حرام کے معنی فعل حرام نہیں بلکہ محترم کے ہیں جیسے مسجد الحرام، بیت الحرام، لہٰذا ولد الحرام سے مراد محترم ہے اور معنی یہ ہیں کہ آپ بڑے ولد محترم ہیں تو یقیناً کوئی اہل انصاف کسی بزرگ کے حق میں اس تاویل کی رو سے لفظ ولد الحرام بولنے کو جائز نہیں رکھے گا۔ اور ان کلمات کو بربنائے عرف و محاورات اہل زبان کلمات توہین ہی قرار دے گا۔ لہٰذا ہم ناظرین کرام سے درخواست کریں گے کہ وہ علمائے دیوبند کی توہین آمیز عبارات پڑھتے وقت اس اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے دیکھیں

کہ عرف ومحاورہ کے اعتبار سے اس عبارت میں توہین ہے یا نہیں۔

توہین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قائل کی نیت کا اعتبار نہیں ہوتا

قارئین کرام! آپ سے گزارش ہے کہ وہ توہین آمیز عبارات پڑھتے وقت یہ خیال بھی دل میں نہ لائیں کہ قائل کی نیت توہین کی ہے یا نہیں؟ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں توہین آمیز الفاظ بولتے وقت نیت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اور کلمہ توہین بہر صورت توہین قرار پاتا ہے، بشرطیکہ قائل کو یہ علم ہو جائے کہ یہ کلمہ توہین ہے یا یہ کلمہ توہین کا سبب ہوسکتا ہے۔ تو ایسی صورت میں بغیر توہین نیت کے بھی اس کلمے کا بولنا یقیناً موجب توہین ہوگا۔ دیکھیے صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہ نیت تعظیم راعنا کہہ کر خطاب کرتے تھے لیکن یہودی چونکہ اس کلمہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں بہ نیت توہین استعمال کرتے تھے یا ادنیٰ تصرف سے اس کلمہ کو توہین بنا لیتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو راعنا کہنے سے منع کر دیا اور اس حکم کے بعد اس کلمہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں بولنا توہین اور موجب عذاب الیم قرار دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ ابنائے زمانہ کی رکیک تاویلوں سے منصب نبوت بہت بلند ہے۔ اور مؤولین کی من گھڑت تاویلات ان کو توہین کے جرم عظیم سے نہیں بچا سکتیں۔

توہین کا دارومدار واقعیت پر نہیں ہوتا

بعض لوگ توہین کو واقعیت پر موقوف سمجھتے ہیں حالانکہ توہین وتنقیص کا تعلق الفاظ وعبارات سے ہوتا ہے۔ بسا اوقات کسی واقعہ کو اجمال کے ساتھ کہنا موجب توہین نہیں ہوتا۔ لیکن اسی امر واقع میں بعض تفصیلات کا آجانا توہین کا سبب ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ان تفصیلات کا بیان واقع کے مطابق کیوں نہ ہو۔ ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں: عالم میں کوئی شئے ایسی نہیں جس کے ساتھ ارادہ الٰہیہ متعلق نہ ہو اور اس بنا پر اگر یہ کہہ دیا جائے کہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مراد (یعنی ارادہ کی ہوئی) ہے تو اس میں کوئی توہین نہیں۔ لیکن اگر اسی واقع کو اس تفصیل سے کہا جائے کہ ظلم،

چوری، شراب خوری اللہ تعالیٰ کی مراد ہیں تو اگرچہ یہ کلام واقع کے مطابق ہے لیکن ظلم و فسق وغیرہ کی تفصیلات آجانے کے باعث خلاف ادب اور توہین آمیز ہوگیا اسی طرح بدلیل قرآنی "اللہ خالق کل شئی" یہ کہنا بالکل جائز ہے اللہ تعالیٰ ہر شئے کا خالق ہے لیکن اللہ تعالیٰ گندگیوں اور دوسری بری چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے یہ کہنا جائز نہیں کہ ذلیل اور رذیل اشیاء کی تفصیل ایہام کفر کی وجہ سے یقیناً موجب توہین ہے۔

(الحق المبین از علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ)

- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

اسی لئے حق تعالیٰ کو خالق کل شئی کہنا درست اور خالق الکلاب والخنزیر (کتوں اور سوروں کا خالق کہنا) بے ادبی ہے۔ (بوادر النوادر صفحہ نمبر ۲۰۹) اس لئے ان غیر اسلامی عبارتوں سے بیزاری کا اظہار کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا جب تک توبہ نہ کریں۔ اس لئے رجوع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

- کیا مسلم لیگ، علامہ اقبال اور قائداعظم کو کافر کہنے سے بریلوی علماء نے رجوع کیا اور کب کیا تحریری ثبوت دیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۴۵)

الجواب: مسلم لیگ کے خلاف چند سنی علماء ومشائخ تھے اور ان کے پیش پیش مولانا حشمت علی خاں تھے۔ مولانا حشمت علی کی توبہ کا واقعہ اس طرح ہے کہ مولانا اول شاہ بن مولانا اجمل شاہ فرماتے ہیں کہ والد گرامی نے مولانا حشمت علی کی مسلم لیگ پر تنقید کے جواب میں ۵۰، ۶۰ صفحات پر مشتمل ایک کتاب "رضوی تیشہ برخلاف شیر بیشہ ہشتاد سوالات بر چہاردہ جہالات" لکھی۔ جب یہ کتاب شائع ہوگئی۔ تو ایک روز مولانا حشمت علی خاں کسی کام کیلئے سنبھل آئے، والد صاحب نے اپنی کتاب دے کر مجھے مولانا حشمت علی خاں کے پاس بھیجا، میں نے جب یہ کتاب مولانا حشمت علی خاں کو دی تو انہوں نے سوال کیا آپ کون ہیں، میں نے جواب دیا میں اپنا تعارف کرانے نہیں آیا اس کتاب کا جواب لینے آیا ہوں۔ دراصل مجھے خود ان کی لکھی ہوئی کتاب کا

بہت افسوس تھا اور میں ان سے زیادہ گفتگو نہ کرنا چاہتا تھا۔ اور میں نے دوبارہ وہی جواب دیا۔ پھر ان کے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص نے انہیں بتایا یہ مولانا اجمل شاہ صاحب کے صاحبزادے ہیں یہ سن کر وہ کھڑے ہوگئے اور انہوں نے مجھے گلے لگایا اور کہنے لگے آپ تو ہمارے بھتیجے ہیں اس کے بعد انہوں نے پوری کتاب میری موجودگی میں پڑھی اور پھر وہ اگلے روز والد صاحب کو ملنے کیلئے تشریف لائے اس موقع پر میں بھی موجود تھا تھوڑی دیر بحث وتمحیص کے بعد مولانا حشمت علی خاں تحریری طور پر اپنی کتاب سے رجوع کرنے پر آمادہ ہوگئے اور انہوں نے معافی نامہ لکھ کردے دیا اور یہ معاملہ طے پایا کہ مولوی حشمت علی خاں اپنی کتاب کی تمام کاپیاں تلف کردیں گے اور آئندہ اس کی اشاعت نہیں کریں گے اور مولانا اجمل شاہ صاحب اس کے رد میں لکھی ہوئی کتاب کی تمام کاپیاں تلف کرکے آئندہ اس کی اشاعت نہیں کریں گے ......مولانا حشمت علی کا معافی نامہ میرے والد صاحب (مولانا اجمل شاہ) کے پاس سنبھل میں محفوظ تھا۔ میں ۱۹۵۹ء میں پاکستان آگیا...... بہرحال خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اقبال احمد نوری، ساجد علی خاں (داماد حضرت مفتی اعظم ہند) اور مولانا سید مصطفےٰ علی سنبھلی اس واقعہ کے عینی شاہد ہیں۔

(ماہنامہ فیضان فیصل آباد، جلد۵ شمارہ ۲، ۳ ماہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۸ء)

نیز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے ساتھ نیک ظن رکھنے کا حکم دیا ہے اس لئے امید قوی ہے کہ مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ کے ساتھیوں نے بھی اپنے موقف سے توبہ کرلی ہوگی۔

الزام: ''مرتبین انصاف'' لکھتے ہیں بریلوی اعلیٰ حضرت کی زندگی کا خاکہ مولانا ظفر علی خان مرحوم نے کیا خوب کھینچا ہے۔

اوڑھ کر احمد رضا خاں آئے بدعت کا لحاف
ذات ان کی ہے مجدد بات ان کی لام کاف

الخ۔ (نگارستان)، (انصاف صفحہ نمبر ۲۵)

الجواب:

۵۰۰۰ روپے نقد انعام

اگر ''مرتبین انصاف'' مولوی ظفر علی خاں کی ''کتاب'' میں سے نقل کردہ نظم کے پہلے شعر میں احمد رضا خاں دکھادیں تو مبلغ ۵۰۰۰ روپے نقد انعام حاصل کریں۔ بلکہ پہلے شعر میں ''حامد رضا خاں'' کا نام ہے اور آپ صاحبان نے یہ خیانت جان بوجھ کر کی ہے (لعنۃ اللہ علیہ الکاذبین)۔

نیز مولانا حامد رضا کو کوئی بھی مجدد نہیں مانتا بلکہ اہل سنت کے نزدیک اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی چودھویں صدی کے مجدد برحق ہیں۔ مولوی ظفر علی خان نے کذب بیانی، الزام تراشی سے کام لیا ہے اور اسی طرح تمام نظم دروغگوئی پر مشتمل ہے۔

- مولوی ظفر علی خاں کے درج ذیل اشعار بھی ملاحظہ ہوں۔

کانگرسی دولہا اور احرار دلہن

باوا تھے مسلمان تو بیٹے تھے مجوسی ...... پوتے جو ہیں احرار وہ کہلائے فلوسی
مل جائے جہاں چندہ وہی ہے وطن انکا ...... ہندی ہیں نہ مصری ہیں نہ چینی ہیں نہ روسی
جو بوند مرے خون کی مہاجن سے بچی تھی ...... پنجاب کے احرار ستم پیشہ نے چوسی
نہرو جو ہے دولہا تو دلہن مجلس احرار ...... ہو پیر بخاری کو مبارک یہ عروسی

(احرار اور مسجد شہید گنج) (امروہہ ۳ر دسمبر ۱۹۳۷ء، چمنستان صفحہ نمبر ۱۵۹)

نرالی وضع کا مومن ہے طبقہ احرار ...... کہ سر جھکا ہوا مشرک کے آستاں پر ہے
اس آرزو میں کہ نہرو کسی طرح خوش ہو ...... نگاہ خشم سکندر حیات خاں پر ہے
خدا کے گھر کی تباہی میں حصہ دار ہوئے ...... یہ ظلم انہوں نے کیا آپ اپنی جان پر ہے
اشارہ پا کے ادھر سے شہید گنج کا شور ...... کئی دنوں سے ان اشرار کی زباں پر ہے

(لاہور ۲۳ر دسمبر ۱۹۳۷ء، چمنستان صفحہ نمبر ۱۶۸)

﴾بت خانہ احرار﴿

سرکار مدینہ سے ملا مجھ کو بھی کمبل ...... سکھوں نے بخاری کو جو بخشا ہے دوشالا

(بٹالہ ۲۰ر دسمبر ۱۹۳۶ء، چمنستان صفحہ نمبر ۹۴)

ہندوؤں سے ہے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے ...... گلہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے

آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل ...... تو یہ سب ذلت اسی طبقہ غدار سے ہے

(۷ر جولائی ۱۹۳۶ء، چمنستان صفحہ نمبر ۴)

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار ...... اسلام اور ایمان احسان سے بیزار

ناموس پیغمبر کے نگہبان سے بیزار ...... کافر سے موالات مسلمان سے بیزار

اسی پر ہے یہ دعویٰ کہ ہیں اسلام کے احرار ...... احرار کہاں کے یہ ہیں اسلام کے غدار

(نگارستان)

﴾دیوبند کے مصرعوں پر بریلی کی گرہ﴿

باعث شورش اسلام ہے فتنہ گر ہے ...... وہ جو کافر کو مسلمان کہے کافر ہے

قصر دیوبند کی بنیاد نہ ہلتی کیونکر ...... ضربت حیدر کرار میرا جوہر ہے

سیرت پاک پہ آیا ہے کرنے تقریر! ...... دین اسلام کی پھٹکار مگر منہ پر ہے

(جناب افضل کوٹلوی)

﴾اے قصر دیوبند﴿

توہین محمد کا تجھے ٹھیکہ ملا ہے ، کیوں جھوم رہا ہے
زہر ہلاہل تو سمجھتا ہے جسے قند اے قصر دیوبند
مانا کہ تجھے راس نہیں آتا مدینہ ، سینے میں ہے کینہ
لیکن تیری امت ہے پرستار ہری چند اے قصر دیوبند
توہین نبی ، کذب خدا ، شرک بہتان یہ ہیں تیرے سامان
مردوں کیلئے تیرے ، درود اور دعا بند اے قصر دیوبند

امداد نہیں لیتے نبی اور ولی سے ، جلتے ہیں انہیں سے
گاندھی سے مدد لیتے ہیں، لیکن تیرے فرزند اے قصر دیوبند
اللہ کے بندوں سے تو رکھتے ہیں نفرت ، پر ہے یہ حقیقت
نہرو کی محبت میں جکڑا ہوا ہر بند اے قصر دیوبند (صارم ملتانی)

جنگ آزادی ودیگر تحریکوں میں اہل سنت کا کردار

• **مولانا فضل حق خیر آبادی**

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں فتویٰ جہاد دیا اور عملاً نمایاں کردار ادا کیا، حکومت انگریزی نے حبس دوام بہ عبور دریائے شور کی سزا دی۔ قید کے ایام پورے کرنے کے بعد آپ کو جزیرہ انڈیمان پہنچا دیا گیا وہیں آپ کا وصال ہوا۔

(جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۱۱۶ مطبوعہ لاہور)

• **مولانا کفایت علی کافی**

فخر الدین کلال نامی ایک شخص کی مخبری پر مولانا کافی گرفتار ہوئے مختلف الزامات کی روشنی میں معمولی کاروائی کے بعد پھانسی کا حکم ہوا۔ اس پر مولانا نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ ۳۰ر اپریل ۱۸۵۸ء کو مراد آباد میں تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔

(جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۱۵۲)

• **منشی رسول بخش کاکوروی**

آپ فرنگیوں کے سخت دشمن تھے ۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں نمایاں کارکردگی کے جوہر دکھائے۔ پولیس کے اہلکار نے کرنل بلی (انگریز) کے پاس جا کر ان کی شکایت کی ۔ آپ کے بڑے فرزند منشی عبدالصمد اور دیگر شریک کار ۱۸ر نفوس سمیت گرفتار کر لئے گئے ۔ ان تمام کو شاہ پیر محمد کے ٹیلہ پر پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا گیا۔ (جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۱۶۰ مطبوعہ لاہور)

احمد اللہ شاہ مدراسی شہید

آپ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے روح رواں تھے۔ اپنی بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔ آپ کی گرفتاری یا شہادت پر انگریز نے پچاس ہزار روپے کا انعام رکھا تھا۔ ایک غدار نے انعام کی خاطر آپ کو شہید کر کے آپ کا سر انگریز کے سامنے پیش کیا اور انعام حاصل کیا۔ پھر اس انگریز نے سر کے چاروں طرف لکڑیاں چنوا کر مٹی کا تیل چھڑکوا کر آگ لگادی اور راکھ پر گدھے دوڑائے۔

(۱)......(آزادی کی ان کہی کہانی از گل محمد فیضی)
(۲)......(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء پروفیسر محمد ایوب قادری)

مفتی عنایت احمد کاکوروی

جب جنگ آزادی کے شعلے بھڑکنے لگے آپ نے اس میں بڑھ کر حصہ لیا۔ بریلی کی انقلابی جماعت کی مشاورتی کمیٹی میں برابر شریک ہوتے رہے۔ نواب خان بہادر کی قیادت میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ آخر انگریزی حکومت کا تسلط قائم ہوگیا آپ گرفتار ہوئے حبس دوام بہ عبور دریائے شور کی سزا مقرر ہوئی۔
(آزادی کی ان کہی کہانی صفحہ نمبر ۱۰۹، ۱۱۰)

مولانا فیض احمد بدایونی

مولانا فضل حق خیر آبادی نے جہاد کی فرضیت کیلئے جو فتوئی جہاد لکھا تھا۔ اس پر آپ نے بھی دستخط کئے۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں خوب کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ (اکمل التاریخ از مولانا محمد یعقوب ضیاء القادری)

مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی

جنگ آزادی میں فتوئی جہاد پر دستخط کئے۔ اس کی وجہ سے گرفتاری، عزل منصبی اور ضبطی جائیداد کی نوبت پہنچی، چند ماہ کے بعد رہائی ہوئی، نصف جائیداد واگزاشت ہوئی قریب تین لاکھ روپے کی مالیت کا کتب خانہ ۱۸۵۷ء میں ضبط ہوگیا۔
(تذکرہ علمائے ہند از رحمان علی، مرتبہ ایوب قادری صفحہ نمبر ۲۲۸ حاشیہ نمبر ۱)

امام بخش صہبائی

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بھرپور حصہ لیا، دہلی کی جنگی کونسل کے رکن تھے۔ ایک دن صبح کی نماز پڑھتے وقت آپ کی مشکیں کس لی گئیں اور آپ کے خاندان کے اکیس افراد کو بھی گرفتار کرلیا گیا حکم ہوا کہ جمنا کی ریتی میں قلعے کے نیچے گولی ماردی جائے۔ چنانچہ سپاہیوں نے گولیوں کی ایک ہی مار سے شہید کردیا۔
(آزادی کی ان کہی کہانی صفحہ نمبر ۱۱۶)

حضرت مولانا رضا علی خاں بریلوی (مولانا احمد رضا کے دادا جان)

آپ نے تحریک آزادی ۱۸۵۷ء میں شب و روز بریلی کے گردونواح میں مجاہدین کی تربیت و ترغیب کی۔ باوجود ضعیفی العمری کے کئی معرکوں میں بھی خود شمشیر بکف ہوکر حصہ لیا۔ انگریز کیلئے پیغام اجل ثابت ہوئے۔ آپکے وارنٹ جاری ہوئے، سارجنٹ وارنٹ لے کر بریلی پہنچا۔ آپ مسجد میں تلاوتِ قرآن پاک فرمارہے تھے مگر اس کو آپ نظر نہ آئے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپکی حفاظت فرمائی۔

(۱)......(حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری طبع لاہور حصہ اول)
(۲)......(آزادی کی ان کہی کہانی از گل محمد فیضی وغیرہ)

- جناب میاں محمد صادق قصوری لکھتے ہیں:

شاہ رضا علی بریلوی (ودیگر) بے شمار رہنماؤں اور ان کے ارادتمندوں نے انگریزی سامراج کا تختہ الٹنے کیلئے جو بیش بہا قربانیاں دیں ان کے بغیر جنگ آزادی کا (۱۸۵۷ء) کا تصور تک ممکن نہیں۔ (اکابر تحریک پاکستان صفحہ نمبر ۳۱)

مولانا عبدالجلیل شہید علی گڑھی

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں مجاہدین نے انگریزوں کو علی گڑھ سے نکال دیا تو زمام قیادت آپ کے حوالے کی گئی دوبارہ انگریزوں نے چڑھائی کی تو دشمن سے مقابلہ میں بہت سے مجاہدین شہید ہوئے مولانا عبدالجلیل بھی ان شہداء میں حیات

ابدی ہو گئے۔(تواریخ انقلاب آزادی ۱۸۵۷ء)

• مولانا وہاج الدین

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں بھرپور حصہ لیا۔ اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ لڑائی کرتے کرتے گولیوں کی بوچھاڑ میں شہید ہو گئے۔ مولانا اور ان کے خاندان کی جائیداد ضبط کر لی گئی۔

• تحریک مسلم لیگ اور قیام پاکستان

۱۹۴۶ء بنارس سنی کانفرنس میں ہزارہا علماء و مشائخ نے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی حمایت کی۔ (ماہنامہ فیضان فیصل آباد ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۸ء)

نیز پیر جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا جو مرید مسلم لیگ کی حمایت نہیں کرے گا وہ مسلمان نہیں ہے۔ (یعنی کامل مسلمان نہیں) اس وقت دو جھنڈے ہیں ایک ہلالی مسلم لیگ کا اور دوسرا کفر کا اب فیصلہ کرو تم کس کے ساتھ ہو۔

(اکابر تحریک پاکستان صفحہ نمبر ۷۳)

• علامہ ابوالحسنات لاہوری

مجاہدین اسلام کشمیر کے محاذ پر حق خود ارادیت کے حصول کیلئے جانبازی کا مظاہرہ کرتے رہے مولانا نے فتویٰ دیا کہ یہ جنگ آزادی جہاد فی سبیل اللہ ہے اور مسلمانوں کو ہر ممکن طریقہ سے مجاہدین کی امداد کرنی چاہیے۔ اسی (۸۰) ہزار روپیہ کا سامان خرید کر مجاہدین میں تقسیم کیا۔ اور آپ نے بنفس نفیس احباب سمیت محاذ کشمیر کے کئی دورے کئے۔ اور مجاہدین کی ہمت افزائی کی۔ ان مساعی جمیلہ کی بنا پر آپ کو غازی کشمیر کا لقب دیا گیا۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت از مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صفحہ نمبر ۲۲۳، ۲۲۴ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء)

• تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء

مولانا علامہ ابوالحسنات متفقہ طور پر صدر مقرر ہوئے۔

علامہ موصوف اور صاحبزادہ فیض الحسن شاہ نے تحریک ختم نبوت میں نمایاں کردار ادا کیا دونوں حضرات کو گرفتار کر کے سکھر جیل میں محبوس کر دیا گیا۔ علاوہ ازیں ملک کے دوسرے حصوں میں سے علماء اہل سنت گرفتار ہوئے اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ابھی علامہ ابوالحسنات اور صاحبزادہ صاحب جیل ہی میں تھے کہ عطاء اللہ شاہ بخاری، محمد علی جالندھری اور داؤد غزنوی نے ۱۰ / مئی ۱۹۵۳ء کو تحریک سے مکمل استعفیٰ دے دیا۔ تمام تحریک اور مطالبات کا خاتمہ کر دیا۔ ان کا یہ عجیب اور بے سروسامان بیان جنگ کراچی میں شائع ہوا۔ مولوی داؤد غزنوی کے بیان کے چند الفاظ یہ ہیں۔

ہم بشمولی عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا محمد علی جالندھری اس بات پر متفق ہیں کہ مرکز اور صوبہ میں وزارتی تبدیلی کے بعد ہم کو ہر قسم کی سول نافرمانی بند کر دینی چاہیے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۰ / مئی ۱۹۵۳ء)

• تحریک ختم نبوت جس میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا شاہ احمد نورانی کے علاوہ دیگر علماء اہل سنت اور عوام اہل سنت نے نمایاں کردار ادا کیا۔ آخر جدوجہد رنگ لائی اور مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

(قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف صفحہ نمبر ۱۳)

• تحریک نظام مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اس تحریک میں جمعیت علماء پاکستان اور عوام اہل سنت کا کردار کسی سے پوشیدہ نہیں، جمعیت کے عہدیداروں اور کارکنوں نے قید و بند کی صعوبتیں اور مصائب و آلام کی تکالیف کو برداشت کیا۔ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا حامد علی خاں کی بے مثال کارکردگی سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔

قاری محمد طیب (مہتمم دارالعلوم دیوبند) کا

راجندر پرشاد (صدر جمہوریہ) کی

خدمت میں سپاس نامہ

۱۳/جولائی ۱۹۵۷ء کی تاریخ دارالعلوم دیوبند میں وہ تاریخی دن تھا جب دارالعلوم میں عالی جناب ڈاکٹر راجندر پرشاد صاحب بالقابہ نے صدر جمہوریہ ہند کی حیثیت سے قدم رنجہ فرمایا۔ پروگرام کے مطابق صبح کے ۸/بجے صدر جمہوریہ اپنے سیلون سے برآمد ہوئے تو حضرت مولانا مدنی اور مولانا محمد طیب صاحب جو سیلون کے دروازے کے قریب کھڑے تھے آگے بڑھے، مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے ان حضرات کا تعارف کرایا۔ اولاً حضرت مولانا مدنی سے اور پھر حضرت مولانا محمد طیب صاحب سے صدر محترم نے مصافحہ کیا۔ حضرت مہتمم صاحب نے صدر کو ہار پہنایا ۔۸ بج کر ۱۰ منٹ پر صدر محترم دارالعلوم دیوبند کیلئے اپنی کار میں روانہ ہوئے۔ اسٹیشن سے لے کر دارالعلوم تک راستہ خیر مقدم کیلئے بنائے ہوئے خوشنما دروازوں اور رنگ برنگ کی جھنڈیوں سے آراستہ تھا۔ دیوبند اور قرب وجوار کے ہزاروں اشخاص سڑک پر دورویہ صدر کے استقبال کیلئے کھڑے ہوئے تھے۔ دارالعلوم سے تقریباً تین چار فرلانگ کے فاصلہ تک طلباء دارالعلوم کی دورویہ قطاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ ہندو بیرونِ ہند کے طلباء کے علیحدہ علیحدہ گروپ بنادیئے گئے تھے جو متعدد "ماٹو" لئے ہوئے تھے جب طلباء کی ان دلکش قطاروں کے درمیان سے صدر محترم کی کارگزاری تو دیوبند کی فضاء استقبالیہ نعروں سے گونج اٹھی۔ کتب خانہ کے معائنہ کے بعد صدر جمہوریہ ٹھیک ۹ بجے استقبالیہ جلسے میں شرکت کیلئے پنڈال میں تشریف لے گئے۔ عظیم الشان اور حسین پنڈال مختلف گیلریوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ صدر محترم نے جونہی ڈائس پر قدم رکھا پورا مجمع صدر راجندر پرشاد کے احترام میں کھڑا ہوگیا۔ حضرت مولانا مدنی

نے صدر محترم کو سنہرا ہار پہنایا۔ دارالعلوم کی جانب سے صدر محترم کا خیر مقدم کیا گیا۔ اور ضلع کے حکام کی جانب سے سرکاری رسوم کے مطابق قومی ترانہ پیش کیا گیا جسے انگریزی سکول کے بچوں نے پڑھا۔ ترانہ ختم ہوتے ہی صدر محترم اور پورا مجمع بیٹھ گیا اور جلسہ کی کارروائی شروع کی گئی۔ سب سے پہلے دارالعلوم کی جانب سے حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے صدر محترم کی قدم رنجہ فرمائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا: "آج دارالعلوم کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہورہا ہے۔ صدر محترم ہندوستان کی صرف ایک عظیم شخصیت ہی نہیں بلکہ جنگ آزادی کے ایک جانباز سپاہی بھی ہیں۔ آج وہ صدر جمہوریہ کی حیثیت سے یہاں رونق افروز ہیں۔ آپ کی قدم رنجہ فرمائی پر ہمیں مسرت ہے اور ہم اس کیلئے شکر گزار ہیں"۔ اس کے بعد تلاوت قرآن سے جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز ہوا۔ نظموں کے بعد حضرت مہتمم صاحب نے سپاسنامہ پڑھا۔ جس میں دارالعلوم کی چند ضرورتوں پر صدر محترم کی توجہ دلائی گئی۔ صدر جمہوریہ کو یہ سپاسنامہ ایک منقش صندوقچی میں رکھ کر پیش کیا گیا جلسہ کے اختتام پر صدر جمہوریہ ریلوے اسٹیشن پر تشریف لے گئے۔ دارالعلوم کی جانب سے دوپہر کا کھانا صدر محترم کو ان کے سیلون ہی میں کھلایا گیا۔ حضرت مولانا مدنی مدظلہٗ، حضرت مہتمم مدظلہٗ اور دوسرے متعدد حضرات کھانے میں شریک تھے۔

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ستمبر ۱۹۵۷ء)

اگلے روز جناب مہتمم صاحب (قاری محمد طیب) نے نہ صرف یہ کہ کامیابی کی مٹھائی تقسیم فرمائی، بلکہ جلسہ عام میں جناب صدر راجندر پرشاد کی خوش اخلاقی، فراخ نظری، روحانیت، شفقت، جودوسخا، انسانیت پروری، علم ورافت اور بندہ نوازی کو بڑے وزنی الفاظ میں بہت مسرت ودلی جوش کے ساتھ سراہا۔

(ماہنامہ تجلی دیوبند اگست، ستمبر ۱۹۵۷ء)

انگریز: عیسائی مشرک۔

راجندر پرشاد: ہندو مشرک۔

تاریخ دارالعلوم دیوبند

برصغیر کے مسلمانوں کا سب سے بڑا دینی کارنامہ

اسلامی تعلیم و ثقافت اور ملت کی نشاۃ ثانیہ کا سرچشمہ
دارالعلوم دیوبند کی عظیم دینی و ملی خدمات اور سیاسی سرگرمیوں کا تاریخی جائزہ

بایماء
مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند

حسب ہدایت
حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتبہ: **سید محبوب رضوی**

ادارہ اسلامیات
لاہور - کراچی
پاکستان

مولانا ابوالکلام آزاد نے سنہ ۱۳۷۰ھ میں تشریف آوری کے موقع پر فتاویٰ کے اس ذخیرے کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ "اس سے ایک دوسرا تاتارخانیہ مرتب ہو سکتا ہے، یہ ایک بڑی دینی خدمت ہے اس سے لوگوں کی مشکلات حل ہوتی ہیں"۔[1]

سنہ ۱۳۷۶ھ، صدر جمہوریہ ہند دارالعلوم میں

اس سال کے اہم واقعات میں صدر جمہوریۂ ہند ڈاکٹر راجندر پرشاد کی دارالعلوم میں تشریف آوری ہے۔

صدر جمہوریہ ۱۴ر ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۶ھ (۱۳ر جولائی سنہ ۱۹۵۷ء) کو دارالعلوم میں تشریف لائے، یہ کسی سربراہِ مملکت کے دارالعلوم میں آنے کا پہلا موقع تھا۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حفظ الرحمٰنؒ، حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم اور حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی کے علاوہ موتمرِ اسلامی کے نمائندے شیخ عبدالمنعم النمر اور شیخ عبدالعال العقبادی وغیرہ حضرات نے ریلوے اسٹیشن پر

---

[1] فتاویٰ تاتارخانیہ، فتاویٰ عالمگیری کی طرح فقہ کی ایک ضخیم کتاب ہے جو ہندوستان میں مدوّن ہوئی ہے، یہ کتاب الجواب ہدایہ کی ترتیب پر مرتب کی گئی ہے۔

آٹھویں صدی ہجری میں خاندانِ تغلق کے عہد میں خانِ اعظم تاتار خان کی فرمائش پر شیخ عالم بن علاء الحنفی نے فقہ حنفی کا یہ مجموعہ چار ضخیم جلدوں میں مرتب کیا ہے، فیروز شاہ تغلق کے عہد میں خانِ اعظم تاتار اس وزارت کے منصب پر فائز تھے، ایک زمانے میں فتاویٰ تاتارخانیہ کی خاصی شہرت رہی ہے، حلب کے عالم ابراہیم بن محمد نے اس کتاب کی ایک تلخیص بھی تیار کی ہے، کشف الظنون میں لکھا ہے کہ اس کتاب کا کوئی نام تجویز نہیں کیا گیا تھا، اس لئے خانِ اعظم کی طرف منسوب ہو کر فتاویٰ تاتارخانیہ کے نام سے مشہور ہو گئی۔

(کشف الظنون مطبوعہ استنبول جلد اول ص ۲۱۱)

صدر جمہوریۂ ہند کا خیر مقدم کیا، صدر جمہوریہ کی کار جب دارالعلوم کے لئے روانہ ہوئی تو دیوبند اور قرب و جوار کے ہزاروں آدمی سڑک پر دو رویہ صدر کے استقبال کے لئے کھڑے ہوئے تھے، دارالعلوم کی تاریخ میں اس نوعیت کا استقبال اس سے قبل دیکھنے میں نہیں آیا، پورا راستہ رنگ برنگ جھنڈیوں سے آراستہ تھا، اسٹیشن کے قریب سب سے پہلے دروازے پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی:۔

دیدہ و دل فرشِ راہ

احاطہ دارالعلوم کے باہر طلبائے دارالعلوم کی دو رویہ قطاریں کھڑی ہوئی تھیں، اس موقع پر ہند و بیرونِ ہند کے طلبار کے علیحدہ علیحدہ گروپ تھے، طلبارِ دارالعلوم ہندوستان کی تقریباً سبھی ریاستوں کی نمائندگی کر رہے تھے۔

صدر جمہوریہ نے دارالعلوم کا تفصیلی معائنہ فرمایا، عمارتیں دیکھیں، کتب خانہ کے نوادر مخطوطات ملاحظہ فرمائے، آزادیٔ وطن کی راہ میں علمائے دیوبند کی قربانیوں کی داستان سنی، اساتذہ اور طلبار کا سادہ طرزِ معاشرت دیکھا، قرآن مجید کے ایک فارسی ترجمے کو بڑی توجہ سے ملاحظہ فرمایا اور اس میں راقم سطور سے چند آیتوں کا ترجمہ پڑھوا کر سنا، معائنہ دارالعلوم کے بعد خیر مقدم کے ایک عظیم الشان جلسہ میں حضرت مہتمم صاحب نے سپاس نامہ پیش کیا، صدر نے اُس کے جواب میں دارالعلوم کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"دارالعلوم کے بزرگوں نے صرف اس ملک کے رہنے والوں ہی کی خدمت نہیں کی بلکہ آپ نے اپنی خدمات سے اتنی شہرت حاصل کر لی ہے کہ غیر ملک کے طالب علم بھی آپ کے یہاں آتے ہیں اور یہاں سے تعلیم پا کر اور جو کچھ یہاں انھوں نے سیکھا ہے اپنے ملکوں میں واپس جا کر اس کی اشاعت کرتے ہیں، یہ بات اس ملک کے سبھی باشندوں کے لئے قابلِ فخر

ہے، میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ جس خلوص، نیک نیتی اور جس عزم و ارادے کے ساتھ اس کام کو آج تک کرتے آئے ہیں آئندہ بھی اسے جاری رکھیں گے، مجھے اُمید ہے کہ یہ دار العلوم دن بدن ترقی کرتا جائے گا، اور صرف اس ملک ہی کی نہیں بلکہ غیروں کی بھی خدمت کرتا رہے گا۔"

سہ پہر میں عصرانے کے موقع پر صدر جمہوریۂ ہند نے اراکین دار العلوم شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا:۔

"دار العلوم کے بزرگ علم کو علم کے لئے پڑھتے پڑھاتے رہے ہیں، ایسے لوگ پہلے بھی ہوئے ہیں، مگر کم جنھوں نے علم کو محض علم کی خدمت کے لئے سیکھا اور سکھایا، ان لوگوں کی عزت بادشاہوں سے بھی زیادہ ہوتی تھی، آج دار العلوم کے بزرگ اسی طرز پر چل رہے ہیں، اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف دار العلوم یا مسلمانوں کی خدمت نہیں بلکہ پورے ملک اور دنیا کی خدمت ہے۔

آج دنیا میں مادیت کے فروغ سے بے چینی پھیلی ہوئی ہے، دلوں کا اطمینان اور چین مفقود ہے، اس کا صحیح علاج روحانیت ہے، میں دیکھتا ہوں کہ سکون اور اطمینان کا وہ سامان یہاں کے بزرگ دنیا کے لئے مہیا فرما رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر خدا کو اس دنیا کو رکھنا منظور ہے تو دنیا کو بالآخر اسی لائن پر آنا ہے اس لئے دار العلوم کے بزرگ جو اہم علمی خدمت انجام دے رہے ہیں وہ آگے بڑھے گی اور کام اسی طرح جاری رہے گا میں دار العلوم میں آکر بہت زیادہ مسرور ہوا اور یہاں سے کچھ لیکر جا رہا ہوں، میں تمام ذمہ داران دار العلوم کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"[1]

---

[1] صدر جمہوریۂ ہند دار العلوم دیوبند میں، ص ۲۰ - ۲۳ مرتبہ سید محبوب رضوی شائع کردہ دار العلوم دیوبند

حضرت مہتمم صاحب نے صدر جمہوریۂ ہند کی نسبت اپنے تاثرات کا حسب ذیل الفاظ میں اظہار فرمایا:۔

"صدر جمہوریۂ ہند کو میں نے نہ صرف ایک عظیم عہدے کا پر وقار مسند نشین دیکھا بلکہ انھیں ایک نہایت ہی صوفی منش اور بزرگانہ انداز کا مشفق اور پابند مذہب واخلاق انسان بھی پایا۔"

دار العلوم میں صدر جمہوریۂ ہند کی آمد کے موقع پر ہندوستان کے انگریزی پریس خصوصاً ہندوستان ٹائمز نے دار العلوم کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے نامناسب نہ ہوگا اگر اُن کو بجنسہ یہاں پیش کر دیا جائے، آج کل جدید تعلیم یافتہ طبقے میں جو ترقی پسند رجحانات پائے جاتے ہیں، "ہندوستان ٹائمز" نے اپنے مقالے میں اُن کی ترجمانی کی ہے اس نے لکھا ہے:۔

"ہندوستان میں بہت کم لوگ ایسے اداروں کے متعلق زیادہ معلومات کا دعویٰ کر سکتے ہیں جن کی پبلسٹی بہت ہی کم ہوتی لیکن جو عرصے سے اپنے خاموش اور اصولی کام سے افراد اور واقعات پر اثر انداز ہوتے رہے ہیں، ایک ایسا ادارہ دیوبند میں اسلامی درسگاہ "دار العلوم" ہے جہاں صدر جمہوریۂ ہند گئے تھے، ایک مذہبی اکیڈیمی کے اعتبار سے دار العلوم کا تمام دنیائے اسلام میں الازہر یونیورسٹی قاہرہ کے بعد دوسرا درجہ ہے اس لئے یہ بات باعث تعجب نہیں کہ الازہر کے دو اساتذہ کا ایک ڈیلی گیشن گذشتہ دو سال سے دار العلوم میں کام کر رہا ہے، جن لوگوں نے ۱۸۶۶ء میں دیوبند کی درسگاہ کی بنیاد رکھی ان میں وہ علماء تھے جنھوں نے دس سال پہلے جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا، غالباً مدرسہ کی بنیاد رکھنا غیر ملکی حکومت کے قیام کا ایک ردِ عمل تھا کیونکہ اس کے بعد سے دیوبند کے رہنماؤں نے خود کو ان تمام تحریکوں کیساتھ سرگرمی کے ساتھ وابستہ رکھا جن کا مقصد ملک کے لئے آزادی حاصل کرنا تھا جمعیۃ علماء ہند کے بیشتر رہنما قوم پرست علماء کی ایک طاقتور جماعت ہیں، دار العلوم دیوبند کے فارغ

ہی رہے ہیں، نہ تو مسلم لیگ کی پرو برٹش (برطانیہ نواز) پالیسیاں اور نہ ہی دو قوموں کی تھیوری کسی وقت بھی با حوصلہ علماء کو قومی کیریکٹر کی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے باز رکھ سکیں،

وہ خلافت کے دور میں برطانیہ کے خلاف تھے اور ۱۹۴۲ء میں انھوں نے جنگِ عظیم دوم کے زمانے میں کانگریس کے رجحان کی تصدیق کی، لیکن اس درسگاہ نے صرف ملک کی سیاسی زندگی ہی میں اہم حصہ ادا نہیں کیا ہے بلکہ اس کے مذہبی کام جن میں دیوبند کی کتابوں کی تیاری بھی شامل ہے دنیائے اسلام میں سراہے گئے ہیں، تعلیم کے میدان میں اس نے اسلامی مطالعے کی روایات کو قائم رکھا، عربی اور فارسی میں دلچسپی کو برقرار رکھا اور اردو کے کاز کو ترقی دی۔

دیوبند کی درسگاہ پر جو نکتہ چینی کی جا سکتی ہے وہ یہ کہ سماجی طور پر اور اکیڈیمک میدان میں یہ زیادہ ترقی پسند نہیں رہی ہے، کلاسیکل قسم کے جمود اور قدامت پرستی پر اس کا اصرار قابل تعریف ہو سکتا ہے لیکن اگر وہ اثر استعمال کرنے کی خواہش رکھتی ہے جو اس کو رکھنی چاہیے تو اس کو اپنے طریقِ کار میں موجودہ حالات کے مطابق اعتدال پیدا کرنا ہوگا، نیشنلزم نے اب نئے معنی اختیار کر لئے ہیں اور مذہب کی بھی موجودہ حالات کے مطابق نئی تشریح ہونی چاہئے، مختلف مذہبی رہنماؤں کی طرف سے اپنے پیروؤں میں زیادہ مفاہمت اور یکسانیت پیدا کرنے کی تحریک خاص توجہ کی مستحق ہے، تاہم کوشش استدلالی بنیاد پر نہیں ہونی چاہئے، یہ اس درسگاہ جیسے باوقار اداروں کا کام ہے کہ وہ ایسے نظریات کو فروغ دینے کے سلسلے میں عملی اقدامات کرنے میں امداد دیں کہ جو تمام مذاہب کے اصولوں اور عبادت کے احترام کے حامل ہوں اور ساتھ ہی خالص اور صحت مند نیشنلزم کے جدید رجحان کو نظر میں رکھتے ہوئے حوصلہ افزائی کریں۔

"ہندوستان ٹائمز" نے اپنے اداریہ کے آخر میں دار العلوم کو جو مخلصانہ مشورہ دیا ہے

لے "ہندوستان ٹائمز" مورخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۵۷ء

اس پر روزنامہ "الجمعیۃ" دہلی نے اسی وقت تبصرہ کیا تھا، اس تبصرے کے بعد مزید کسی جواب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ "الجمعیۃ" کا تبصرہ حسب ذیل ہے:۔

صدر جمہوریۂ ہند ڈاکٹر راجندر پرشاد کو حال ہی میں دیوبند تشریف لے جانے کا اتفاق ہوا، تشریف بری کی غرض یہ تھی کہ ہندوستان کی سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی دار العلوم دیوبند کا معائنہ فرمائیں اور اس مرکز علوم سے جو ایک صدی تک تحریکِ آزادی کا سرچشمہ رہا ہے رابطہ پیدا کریں، آپ نے وہاں پہنچ کر دار العلوم کے کتب خانے پر نظر ڈالی، اس کے نادر و نایاب مخطوطات کو معائنہ کا شرف بخشا، اساتذۂ کرام سے تبادلۂ خیال فرمایا، اور اپنی تقریر میں دار العلوم کی طویل خدمات کو سراہا، اور اس کی تاریخی اور مذہبی عظمت کا اعتراف کیا اور اس کی طرف سے بہترین جذبات لے کر واپس ہوئے۔

معاصر "ہندوستان ٹائمز" نے بھی صدرِ محترم کے اس مختصر دورے کو خاص اہمیت دی ہے، اور پوری سیر چشمی کے ساتھ دار العلوم کے شاندار ماضی کو خراجِ تحسین ادا کیا ہے، اس نے بجا طور پر اعتراف کیا ہے کہ دار العلوم دیوبند اُن اداروں میں سے ہے جس نے اپنی خاموش اور مسلسل خدمات سے اشخاص اور واقعات کو ہمیشہ متاثر کیا ہے، اور ہندوستان میں صرف یہی ایک اسلامی یونیورسٹی ہے جو عالمِ اسلام میں ازہر یونیورسٹی قاہرہ کے بعد خاص اہمیت رکھتی ہے، اس کے بانیوں میں وہ لوگ شامل ہیں جنھوں نے مدتوں پہلے جنگِ آزادی میں حصہ لیا اور آزادی کی ہر تحریک کو پنپایا، جمعیۃ علماء ہند جو قوم پرور علماء کا سب سے زیادہ طاقتور ادارہ ہے اس کی کارفرما شخصیتیں اسی دار العلوم دیوبند کی پیداوار ہیں، ان علماء کو نہ تو مسلم لیگ کی پرو برٹش پالیسی متاثر کر سکی اور نہ دو قومی نظریہ ان کے زاویۂ نگاہ کو بدل سکا، تحریکِ آزادی کے دور میں بھی علماء کانگریس کے فیصلوں کی تصدیق میں پیش پیش رہے، معاصر نے ان سطور میں دار العلوم دیوبند اور جمعیۃ علماء اور اس کے سربراہوں کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس کی بنیاد صرف واقعات ہیں اور ہم خوش ہیں کہ واقعات کا اعتراف اس خوش دلی

کے ساتھ کیا گیا۔

معاصر نے ان اعتراضات کے ساتھ یہ مشورہ بھی دیا ہے کہ دارالعلوم کو اپنی قدامت پسندی پر قائم رہتے ہوئے اتنی لچک پیدا کرنی چاہیے کہ وہ جدید مسائل تک رسائی حاصل کر سکے، اس نے لکھا ہے کہ دارالعلوم پر اگر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ اس نے سماجی اور اکاڈمی میدان میں خاطر خواہ ترقی نہیں کی، لیکن ہمارے نزدیک اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں، ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی کو مشورہ دینے اور اس کی بعض خامیوں پر انگلی رکھنے کا مجاز ہے، اور ہم بھی اسی بھائی چارہ کی اسپرٹ میں عرض کریں گے کہ ترقی اور قدامت پسندی کا مفہوم اضافی RELATWE بھی ہو سکتا ہے، ممکن ہے کہ معاصر کے نزدیک دارالعلوم کے کردار میں جمود ہو مگر فی الواقع ایسا نہ ہو، دارالعلوم جن مقاصد کے لئے قائم کیا گیا ہے وہ اُن کے لیے ہمیشہ کوشاں رہا ہے، اگر ملک کی تقسیم عمل میں نہ آتی اور حالات کی تبدیلی اس کی مالیات پر اثر انداز نہ ہوتی تو اس کے دائرہ کار میں مزید وسعت پیدا ہوتی، اور اس کے قدم ترقی کے میدان میں اور آگے بڑھتے، مگر ایسا نہ ہو سکا جس کا ہمیں اپنے معاصر سے زیادہ احساس ہے۔

معاصر کے مشوروں میں یہ مشورہ بھی شامل ہے کہ آج نیشنلزم کو نئے معنے دیئے جا رہے ہیں، اسی طرح مذہب کی تشریح اور تعبیر بھی ایسی ہونی چاہیے جو موجودہ حالات سے مطابقت پیدا کر سکے، شاید معاصر کو یہ سن کر خوشی ہو کہ اسلام کے اصول ہر زمانے سے مطابقت رکھتے ہیں، اور ہم کسی ایسی تعبیر پر مجبور نہیں ہیں جو اصولوں کو مسخ یا ان کی نفی کرنے کے مرادف ہو، تجربہ شاہد ہے کہ عالمگیر اصولوں میں مساوات، انسانی بھائی چارہ اور احترام آدمیت اور شخصی قوانین میں طلاق، وراثت اور عورت کے املاکی حقوق اسلام ہی کی رہنمائی کا نتیجہ ہیں، اور دوسروں نے اسلام کے ان ہی اصولوں اور قوانین کی پیروی کر کے اپنی تجدد پسندی کا ثبوت بہم پہنچایا ہے، جہاں تک مذہب کی نئی تعبیر کا تعلق ہے، دوسروں کو اس کی ضرورت ہمیشہ پیش آتی ہے، اسلام تو بذاتِ خود ایسی تعبیر ہے جو ہر زمانے کے مزاج پر حاوی ہے

اور سوسائٹی کی ہر ضرورت کو پورا کرتی ہے۔

معاصر کا یہ کہنا صحیح ہے کہ ہر مذہب کے لیڈروں کو مفاہمت کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیئے، نیز دارالعلوم دیوبند جیسے ادارے کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام مذہب کے اصول و اعمال کا احترام کرتے ہوئے ایسے خیالات کو نشوونما دے جو موجودہ رجحانات کے ساتھ حقیقی اور صحت مند نیشنلزم کو فروغ دے سکیں، بلاشبہ اس مشورے سے اختلاف کرنا مشکل ہے لیکن اگر نیشنلزم کے وہ معنے نہیں ہیں جو اپنی تنگ دامانی اور تعصب کے لئے مشہور ہے تو اس کے علم بردار ہمیشہ علماء دیوبند ہی رہے ہیں، تحریکِ آزادی کے ابتدائی دَور میں جب کہ نیشنلزم دُودھ پیتے بچے سے زیادہ نہ تھا جب علماء دیوبند نے اپنی حکومت کا نقشہ بنایا تو اس کی صدارت کے لئے اُن کی نظرِ انتخاب راجہ مہندر پرتاپ پر پڑی، ہمیں کہنے دیجئے کہ اس سے بہتر اور صاف اور ستھرا نیشنلزم آج تک پیدا نہ ہو سکا، اور آئندہ بھی اس کی توقع پورے یقین کے ساتھ نہیں کی جا سکتی، ہم نے معاصر کے اشارات کے لئے اشارات ہی کی زبان اختیار کی ہے اور ہمیں اُمید ہے کہ اس زبان کو سمجھنے میں اسے دشواری پیش نہیں آئے گی۔[1]

حضرت مہتمم صاحب کا سفر برما

اس سال کے اہم حالات میں حضرت مہتمم صاحب کا سفر برما بھی شامل ہے، اس سفر کے محرک رنگون کے ایک اہلِ خیر جناب حاجی اسمٰعیل محمد باگیا صاحب تھے، موصوف سورت کے رہنے والے ہیں مگر مدت سے تجارت کے سلسلے میں رنگون میں قیام ہے، حضرت مہتمم صاحب کا یہ سفر ۱۵ جمادی الاولیٰ سے ۲۸ رجب تک جاری رہا، اور برما کے مختلف شہروں میں وہاں کے اہلِ خیر حضرات کی دعوت پر جانا ہوا، حضرت مہتمم کے اس طویل سفر سے برما میں دارالعلوم کا تعارف خواص سے گذر کر عوام تک ہو گیا، اور دارالعلوم کے حلقۂ اثر میں غیر معمولی توسیع ہوئی، عوام اور حکومت دونوں حضرت مہتمم صاحب کی شخصیت سے متاثر ہوئے،

[1] روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۱۹ جولائی ۱۹۵۶ء۔

تاریخ دارالعلوم دیوبند صفحہ ۱۹۴

لگائے ہوئے طلب علم کے شوق میں پڑے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنی ہمت عالی کا ثمرہ عنایت فرمائے۔[1]

دارالعلوم کے ہندو معاونین

دارالعلوم سے تعاون اور چندے کے سلسلے میں شروع ہی سے یہ عمل رہا ہے کہ اس میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کے چندے کو قبول کیا جاتا رہا ہے، دارالعلوم کے آئین چندے کی پہلی دفعہ یہ ہے:

"چندے کی کوئی مقدار مقرر نہیں اور نہ خصوصیت مذہب و ملت"۔

چنانچہ دارالعلوم کی رودادوں میں جا بجا اہلِ ہنود اور دوسرے غیر مسلم چندہ دہندگان کے نام درج ہیں، اور یہ سلسلہ شروع سے لے کر اب تک جاری ہے، اس کے علاوہ دارالعلوم کے ابتدائی سالوں میں فارسی و ریاضی کے درجات میں مسلمان بچوں کے دوش بدوش ہندو بچے بھی نظر آتے ہیں، دارالعلوم میں ہندو بچوں کی تعلیم کا سلسلہ ایک عرصے تک جاری رہا ہے، جب برطانوی حکومت نے سرکاری ملازمتوں کے لئے سرکاری اسکولوں کی سند کو ضروری قرار دے دیا تو سرکاری ملازمتوں کے خواہشمند مسلم بچوں کی طرح ہندو بچوں کی تعلیم کا رُخ بھی سرکاری اسکولوں کی طرف پھر گیا۔

نقد چندے کے علاوہ کتابوں کی فراہمی میں بھی غیر مسلموں اور بالخصوص ہندوؤں کا بڑا حصہ رہا ہے، اس سلسلے میں ہندوستان کے مشہور مطبع نول کشور لکھنؤ کے مالک آں جہانی منشی نول کشور صاحب کے نام کو دارالعلوم کی تاریخ میں نمایاں مقام حاصل ہے، منشی نول کشور جب تک زندہ رہے اپنے پریس کی مطبوعات کے نسخے دارالعلوم کو ضرور عنایت کرتے رہے، ۱۲۸۶ھ کے حالات میں اوپر گزر چکا ہے کہ:

"امداد کتب کی نسبت جو سال گذشتہ میں لکھا گیا تھا بہت سے اہلِ ہمت نے

[1] روداد جلسہ انعام ۱۲۹۰ھ ص ۱۱ و ۱۲

موجود ہیں۔ (احمد رضا)

اس طرف توجہ فرمائی، کتب قیمتی و کارآمد سے امداد فرمائی، بالخصوص منشی نول کشور صاحب مالک چھاپہ خانہ اعظم مقام لکھنؤ، اس امر میں زیادہ تر قابلِ مشکوری ہیں کہ باوجود بُعدِ مسافت بہت سی کتب کارآمد سے معاونت کی"۔

۱۲۸۹ھ کی روداد میں منشی نول کشور صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اربابِ مشورہ مدرسہ نہایت شکرگذار ہیں جناب منشی نول کشور صاحب مالک مطبع اعظم لکھنؤ کے جنھوں نے کمال دریا دلی کا کام فرمایا اور چند کتب مفیدہ سے امداد مدرسہ میں ہمت فرمائی، خاص کر نسخہ قاموس سے کہ لغت میں بے نظیر ہے اور منشی صاحب نے اس کتاب کو نہایت خوبی اور صحت سے طبع فرمایا ہے، مدرسہ میں اس سے پہلے کوئی نسخہ اس کتاب کا نہ تھا، یہ کتاب ایسی محتاج الیہ ہے کہ ہر مدرس اور طالب علم کو اس کی حاجت رہتی ہے"۔

غرض کہ دارالعلوم کی روداد میں جا بجا اُن کے عطیاتِ کتب کا ذکر ہے، اور بار بار ان کا شکریہ ادا کیا گیا ہے، نول کشور پریس سے شائع ہونے والا مشہور "اودھ اخبار" بھی ہمیشہ اعزازی طور پر دارالعلوم میں آتا رہا ہے، ۱۲۹۴ھ کی روداد میں لکھا ہے:

"جناب منشی نول کشور مالک "اودھ اخبار" لکھنؤ اور جناب راؤ ام سنگھ صاحب مالک اخبار "سفیر" بڈھانہ کا بالخصوص شکریہ، باوجودیکہ یہ دونوں صاحب اہلِ ہنود سے ہیں مگر آفریں ہزار آفریں ان کی سخاوت اور عنایت پر کہ اپنے اپنے اخبارات گراں بہا اس مدرسہ کو عنایت فرماتے ہیں، جملہ اربابِ مشورہ مدرسہ ہٰذا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور سب صاحبوں کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ ان کے اخبارات اور کارخانہ جات کو دم بدم ترقی عطا فرمائے اور ان کی قوت و آزادی کو قائم رکھے"۔

۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء میں پنجاب یونیورسٹی کے انگریز رجسٹرار ڈاکٹر جی، ڈبلیو لیٹر نے بھی مختلف علوم و فنون کی تقریباً دو درجن کتابیں کتب خانے کے لئے بھیجیں

سوانح قاسمی

یعنی

سیرت شمس الاسلام

سیدنا الامام الکبیر حضرت مولانا محمد قاسم النانوتوی قدس سرہ

حصہ دوم   حصہ سوم

رئیس القلم حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ رحمانیہ
اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ
اردو بازار
لاہور

وہاں کے ایک منچلے ٹھاکر جن کا نام راؤ امر سنگھ تھا۔ "سفیر بوڈھانہ" کے نام سے ایک اخبار بھی اسی قصبہ سے نکالا کرتے تھے۔ اور اس کی ایک کاپی مدرسہ کے نذر بھی التزاماً کیا کرتے۔ ۱۲۹۴ھ کی روداد میں ان دونوں (اودھ اخبار اور سفیر بوڈھانہ) کا ذکر کرتے ہوئے جن الفاظ میں شکریہ ادا کیا گیا ہے، جی چاہتا ہے کہ ان کو نقل کر دیا جائے۔

"شکریہ مہتمان اخبار و مطابع" کا عنوان قائم کر کے عمومی شکریہ کے بعد اسی روداد میں ہے کہ:

"جناب منشی نول کشور صاحب مالک اودھ اخبار لکھنؤ" اور جناب راؤ امر سنگھ مالک اخبار سفیر بوڈھانہ" کا بالخصوص کہ باوجود دونوں صاحب اہل ہنود سے ہیں۔ مگر آفریں، صد ہزار آفریں ان کی سخاوت اور عنایت پر کہ اپنے اپنے اخبارات گراں بہا اس مدرسہ کو مفت عنایت فرماتے ہیں، جملہ ارباب شوریٰ مدرسہ ہذا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔"

اور بات اسی پر ختم نہیں ہو گئی۔ آگے کے الفاظ پڑھئے،

"اور سب صاحبوں کے حق میں اور ان کے اخبارات کے حق میں دعاء خیر کرتے ہیں، کہ خداوند تعالیٰ ان کے اخبارات اور کارخانجات کو دم بدم ترقی عطا فرمائے۔"

اور آخر میں یہ کہ

"ان کی قوت اور آزادی کو قائم رکھے۔" ص ۶۳ روداد ۱۲۹۴ھ

مدرسہ دیوبند کی پہلی مجلس شوریٰ جس کے جزو کل درحقیقت سیدنا الامام الکبیر رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے، اسی مجلس شوریٰ کے "جملہ ارباب شوریٰ" کی طرف سے شکریہ اور دعاء خیر کے ان الفاظ میں غور کیجئے اور سوچئے، کہ حکومت متغلبہ و متسلطہ کی بڑی سی بڑی امدادی پیشکشوں کو اپنی پوری تاریخ میں جس مدرسے نے کبھی آنکھ نہیں لگائی، اسی کا طرز عمل اسی ملک کے دوسرے ہم وطنوں کے ساتھ کیا تھا، اور کس قسم کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میٹھ بھائی کے سلسلہ میں یاد آگیا، اسی اودھ اخبار کا ذکر غالب نے بھی اپنے خطوط میں (اردوئے معلی) میں کیا ہے، مگر اس کو بھی منشی جی ہدیۃً یہ اخبار دیتے تھے، لیکن محصول ڈاک ٹکٹوں کی شکل میں بیچارے غالب کو خود بھیجنے پڑتے تھے۔

ہندوؤں کی عنایت آخر کیوں؟

تعلق کو وہ ان کے ساتھ قائم رکھنا چاہتا تھا۔

عہد قاسمی کی ان ہی قدیم رودادوں میں "دستور العمل چندہ" و "ذکر آئین چندہ" کا عنوان قائم کر کے پہلی دفعہ اسی دستور اور آئین کی بابت الفاظ اس زمانہ کی ہر روداد میں جو ملتی ہے یعنی

"چندہ کی کوئی مقدار مقرر نہیں، اور نہ خصوصیت مذہب و ملت"

اسی کے ساتھ ان ہی رودادوں میں چندہ دینے والوں کی فہرست میں دیکھیے اسلامی ناموں کے پہلو بہ پہلو، منشی تلسی رام، رام سہائے، منشی ہردواری لال، لالہ بیجناتھ، پنڈت سری رام، منشی موتی لال، رام لال، سیوارام سوار وغیرہ اسماء بھی مسلسل ملتے چلے جاتے ہیں، سرسری نظر ڈال کر شاذ چند نام جو سامنے آ گئے، وہ چن لئے گئے ہیں۔

ظاہر ہے کہ دیوبند مسلمانوں کا خالص دینی مدرسہ تھا، اس مدرسہ کی امداد میں کسی ملت و مذہب کی خصوصیت کو قطعی طور پر ختم کر کے مسلمانوں کے سوا ملک کے دوسرے مذہبی اقوام و طبقات کے لئے دروازہ کو کھلے رکھنے کی پہلے ہمت ہی کیسے کی گئی، اور کسی مصلحت سے لکھنے کو اگر یہ لکھ بھی دیا جاتا تھا، تو عملاً غیر مسلم اقوام کی امداد اس دینی کام میں قبول ہی کیسے کی گئی، اور اس سے بھی زیادہ تعجب اس پر ہوتا ہے، کہ لینے والے لینے پر کسی وجہ سے آمادہ بھی ہو گئے تھے، تو یہ جانتے ہوئے کہ دیوبند کے مدرسہ میں مسلمانوں کے خالص دینی علوم پڑھے پڑھائے جاتے ہیں، غیر اسلامی دائرے کے افراد کی طرف سے امدادی رقوم کیسے پیش ہو رہی تھیں۔ میں یہ مانتا ہوں کہ چندہ دینے والوں میں جیسا کہ چاہئے تھا، زیادہ اور بہت زیادہ تعداد مسلمانوں ہی کی تھی، مسلمانوں ہی کا یہ مدرسہ تھا، وہ اس کی امداد نہ کرتے، تو اور کون کرتا، لیکن بایں ہمہ جو مسلمان نہ تھے، وہ اس مدرسہ کی مدد کیوں کرتے تھے، مزید حیرت اس پر ہوتی ہے، کہ ان غیر مسلم افراد کے ان چندوں کی نوعیت وقتی چندے کی نظر نہیں آتی، بلکہ دوامی چندہ دینے والوں کی فہرست میں ان ہی اکثر ناموں کو ہم پاتے ہیں۔ میرے لئے یہ سارے سوالات آج معمہ بنے ہوئے ہیں۔ …کیا ہے۔ کل کیا تھا! آج کی تاریخ کل کی تاریخ سے کیوں بدل گئی کیسے بدل گئی اور کس حد تک بدل گئی!

…خود دل ان باتوں کو سوچتا ہے، اور سوچ کر دم بخود ہو جاتا ہے۔ اف!

سکین کے بعد کتاب کا بقیہ حصہ ملاحظہ کیجئے گا

اگر پنجاب کے بعض پیر صاحبان حاکم وقت عیسائی مشرک کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کریں تو مجرم۔ اور اگر دارالعلوم کے صدر صاحب حاکم وقت راجندر پرشاد کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کریں تو کیوں مجرم نہیں؟ (ماھو جوابکم فھو جوابنا)

جید علماء دیوبند کا گورنر یوپی (انگریز) کی خدمت میں

سپاس نامہ

پروفیسر ڈاکٹر غلام جعفر یونیورسٹی آف بلوچستان اپنے مضمون ''مولانا عبیداللہ سندھی'' میں دارالعلوم دیوبند کے متعلق لکھتے ہیں:

''دارالعلوم دیوبند کے ارباب اہتمام اور انگریزی سرکار کے درمیان دوستانہ تعلقات کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ گورنر یوپی کو دارالعلوم میں مدعو کیا گیا اور اس کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ جس پر حکومت وقت کا شکریہ ادا کیا گیا کہ حکومت نے حافظ محمد احمد کو شمس العلماء کا خطاب عطا فرما کر علماء کی عزت افزائی فرمائی۔ سپاس نامہ کے الفاظ کچھ یوں تھے۔

''یور آنر کی خدمت میں ان کے توسط سے ہندوستان کے حکمران ہز ایکسیلنسی وائسرائے کی خدمت میں مولانا محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم[1] (دیوبند) کو شمس العلماء کا خطاب اور خصوصی سند مرحمت فرمانے پر جو کہ علماء کی عزت افزائی اور شاہی عطایا کی روایت کا نمونہ ہے اور اپنے پُرخلوص قلبی جذباتِ تشکر کا اظہار کرتے ہیں۔ حکومت کے عمل سے یہی ثابت نہیں ہوتا کہ وہ انہی مسلمان لیڈروں اور راہنماؤں کی عزت کرتی ہے جو اس کے اہل ہیں بلکہ آزادی کے دعویداروں کے اس سوال کا جواب بھی فراہم ہو جاتا ہے کہ اعزازات واقعی اہل لوگوں کو دیے جاتے ہیں یہ درست ہے اور حقیقت کو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مادی اور دنیاوی مفادات حاصل

[1] مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم کے فرزند۔

کرنے کیلئے کوشاں رہنا نہ تو ہمارا فطری رجحان ہے اور نہ ہمارے دینی فرائض کا حصہ، لیکن خدا کی مرضی کے مطابق ہمارے موجودہ حکمران اگر ہمیں کوئی اعزاز دیں تو ہم اسے کیوں نہ قبول کریں اور شایان شان طور پر ان کی ستائش کیوں نہ کریں اگر ہم ایسا کریں (یعنی اعزاز کی قدر اور اس پر شکر گزاری کا اظہار نہ کریں ...... تو خدا معاف کرے گویا ہم ممنونیت اور شکر گزاری کے اس فرض سے روگردانی کریں گے جس کی ہمارے پاک مذہب نے ہمیں تعلیم دی ہے اس سے غفلت برت کر ہم حکومت کی نظر میں خدا اور رسول کے آگے اور تمام اخلاقی اصولوں کے آگے ذلیل وخوار ہوں گے۔

یور آنر! اگرچہ آج ہم ایک خاص ''احسان وعنایت'' کا شکریہ ادا کرنے کیلئے حاضر ہوئے ہیں، جو صرف منیجر (مہتمم) صاحب ہی پر نہیں بلکہ ہمارے پورے طبقہ پر کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ہمارے پیش نظر دارالعلوم کیلئے آپ کی نوازشیں بھی ہیں۔ جن کا حال منیجر صاحب وقتاً فوقتاً بتلاتے رہتے ہیں، اسی نظر کرم کی وجہ سے مسلم پبلک کا دارالعلوم پر اعتماد بحال ہوگا اور اس سے ہماری اس پالیسی کو تقویت ملے گی جسکی تعریف یورپ کے بڑے بڑے آفیسر کرتے رہے ہیں ...... ہمارا ایک اور صرف مقصد ہے اور وہ ہے مذہبی آزادی کا تحفظ اور صرف مذہبی آزادی کا تحفظ! اس سے ہٹ کر کسی سیاسی تحریک کو مسترد کرنا یا قبول کرنا ہمارے قائم اور نا قابل تبدیل نظریے کے باہر ہے۔

(اسکے بعد پروفیسر صاحب لکھتے ہیں) سپاس نامہ کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ ارباب دارالعلوم (دیوبند) کے حکومت برطانیہ سے دوستانہ تعلق استوار ہو چکے تھے۔

(ڈاکٹر غلام جعفر، مضمون مولانا عبیداللہ سندھی، سہ ماہی مجلہ العارف لاہور، جلد ۲۹ شمارہ جمادی الاول تا رجب ۱۴۱۷ھ / جولائی تا ستمبر ۱۹۹۶ء، صفحہ نمبر ۲۱، ۲۲، ۲۳، بحوالہ ابوسلمان شاہ جہانپوری، مولانا عبیداللہ سندھی کا دارالعلوم دیوبند سے اخراج رسالہ ''الولی'' حیدر آباد سندھ جلد ۱۵، شمارہ ۲، ۳/ ۱۹۹۱ء، ص ۳۲، ۳۰)

الزام: ''مرتبین انصاف'' نے درج ذیل عنوان کے تحت چند عبارتیں تحریر کی ہیں:

''رضا خانی توحید''

عبارت نمبر۱: اور اگر کہے کہ اللہ پھر رسول خالق السمٰوٰت والارض ہیں۔ اللہ اور پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق جہان ہیں تو شرک نہ ہوگا۔

(الامن والعلی صفحہ نمبر ۱۵۱) (انصاف صفحہ نمبر ۳۵)

الجواب: ''مرتبین انصاف'' نے ''الامن والعلی'' سے عبارت نقل کرتے وقت خیانت کی ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ آسمان وزمین کا خالق ہونا اپنی قدرت سے، تمام اولین وآخرین کا رازق ہونا خدا کی شانیں ہیں کیا اگر کوئی یوں کہے کہ اللہ ورسول خالق السمٰوٰت والارض ہیں، اللہ ورسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق عالم ہیں جبھی شرک ہوگا۔ اور اگر کہے کہ اللہ پھر رسول خالق السمٰوٰت والارض ہیں، اللہ پھر رسول اپنی ذات قدرت سے رازق جہاں ہیں تو شرک نہ ہوگا (یعنی ہوگا) یہاں عبارت میں لفظ ''نہ'' استفہام انکاری کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

اللہ سے ڈرو! کل بروز محشر خدا کو کیا جواب دو گے، مسلمانوں کو دھوکا دینا گناہِ عظیم ہے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''من غش فلیس منا''۔ (الجامع الصغیر صفحہ نمبر ۱۷۵ جلد ۲ عربی)

ترجمہ: ''جو کسی مسلمان کو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں''۔

یعنی وہ ہمارے طریقے پر نہیں بلکہ صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا ہے۔

عبارت نمبر۲: بے شک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب کیا۔ (الامن والعلی صفحہ نمبر ۸۵)

جاہلانہ تبصرہ: گویا اللہ تعالیٰ مشورہ کا محتاج ہے[1]۔ (انصاف صفحہ نمبر ۳۵)

الجواب: یہ ایک طویل حدیث نبویہ کا ایک ٹکڑا ہے جس کو ''مرتبین انصاف'' نے حسب عادت سیاق وسباق چھوڑ کر نقل کیا ہے۔ مکمل حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو۔

حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

[1] تھانوی جی کی سنیئے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم کے حالات میں لکھتے ہیں اللہ کے نزدیک صاحب عزت تھے...... مالک دو جہاں مشورہ کریں کہ اگر کہو تو سب کو ڈبو دوں۔ (افاضات الیومیہ صفحہ نمبر ۲۳ جلد ۵ طبع ملتان) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

نے فرمایا:

بے شک میرے رب کریم نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب کیا میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کیا، اے میرے رب جو کچھ تو چاہے وہی کر، وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ طلب کیا میں نے وہی جواب دیا، اس نے تیسری بار مجھ سے مشورہ لیا، میں نے پھر وہی جواب دیا۔ میرے رب کریم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے احمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بے شک میں تیری امت کے معاملہ میں تجھے ہرگز رسوا نہ کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستر ہزار امتی سب امتوں سے پہلے میری ہمراہی میں داخل جنت ہوں گے ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے جن سے حساب نہ لیا جائے گا۔ پھر میرے رب نے قاصد بھیجا کہ میرے حبیب تو دعا کر تیری دعا قبول کی جائے گی۔ اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا۔ میں نے اپنے رب کریم کے قاصد سے کہا کہ کیا میرا رب میری ہر مانگی ہوئی چیز دے گا؟ تو اس قاصد (فرشتہ) نے عرض کی کہ حضور اسی لئے تو رب تعالیٰ نے آپ کو پیغام بھیجا ہے کہ آپ جو کچھ مانگیں آپ کو عطا فرمایا جائے۔ الخ (۱)...... (مسند امام احمد صفحہ نمبر ۳۹۳ جلد ۵ طبع المکتب الاسلامی بیروت)

(۲)...... (کنز العمال صفحہ ۳۴۸ جلد ۱۱ موسسۃ الرسالہ بیروت)

(۳)...... (خصائص الکبریٰ صفحہ نمبر ۲۱۰ جلد ۲ طبع گجرات ہند)

● اللہ تعالیٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشورہ طلب کرنا اور اس کا مفہوم

ہمارا آپس میں مشورہ کرنا تو احتیاج وعاجزی کی بنا پر ہوتا ہے نیز غلطی کے احتمال کو دور کرنے کیلئے ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مشورہ طلب کرنا احتیاج وعاجزی اور ازالہ احتمال غلطی کیلئے قطعاً نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دونوں غنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بندوں کے مشورہ سے غنی ہونا تو ظاہر ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امت کے ساتھ

مشورہ فرمانے سے اس لئے غنی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آسمان سے وحی الٰہی آتی ہے نیز یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام کائنات سے زیادہ علم اور عقل والے ہیں۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہرگز مشورہ کے محتاج نہیں، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''وشاورہم فی الامر'' فرما کر مشورہ کرنے کا حکم دیا۔ اور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کریم کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے غلاموں سے مشورہ طلب فرمایا صرف اس لئے کہ انہیں مشورہ کی تعلیم دیں اور مشورہ کو ان کیلئے رحمت بنائیں اور انہیں استخراج رائے صحیح میں اجتہاد کی رغبت دلائیں اور ان سے مشورہ لے کر ان کی شان بڑھائیں اور ان کے دلوں کو خوش کریں۔

- صاحب تفسیر روح المعانی علامہ محمود آلوسی بغدادی آیت کریمہ ''وشاورہم فی الامر'' کے تحت اسی مضمون کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور اس مضمون کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے ابن عدی اور شعب الایمان میں بیہقی نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب آیت کریمہ ''وشاورہم فی الامر'' نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، لوگو! خبردار ہو جاؤ بے شک اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول دونوں مشورہ سے غنی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے میری امت کیلئے رحمت بنایا ہے۔ (تفسیر روح المعانی صفحہ نمبر ۱۰۷ جلد ۴)

- صاحب تفسیر ابن جریر فرماتے ہیں: حضرت ربیع سے روایت ہے ''وشاورہم فی الامر'' نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشورہ طلب امور میں حضور کے صحابہ سے مشورہ کرنے کا حکم دیا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی آسمانی آتی تھی صرف ان کے دلوں کو خوش کرنے کی خاطر۔

اسی مقام پر تفسیر ابن جریر میں ایک اور حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں ''وان کنت عنہم غنیا'' اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے صحابہ کی تالیف کیلئے ان سے مشورہ طلب کر لیا کریں اگرچہ آپ ان سے غنی ہیں۔ (تفسیر ابن جریر پارہ نمبر ۴)

- صاحب تفسیر کبیر لکھتے ہیں: اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان سے مشورہ فرمائیں اس لئے نہیں کہ آپ ان کے محتاج ہیں۔ لیکن آپ ان سے مشورہ فرمائیں گے تو آپ کے غلاموں میں سے ہر شخص وجہ اصلح کے استخراج کی کوشش کرے گا۔ (تفسیر کبیر پارہ نمبر ۴)

- صاحب تفسیر نیشاپوری لکھتے ہیں: باوجود اس بات کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ علم اور عقل والے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشورہ کا حکم فرمایا۔ علماء نے اس کے کئی فوائد ذکر کئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان سے مشورہ فرمانا ان کی علوشان، رفعت، قدرومنزلت اور ان کے اخلاص ومحبت کے زیادہ ہونے کا موجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا تخلیق آدم سے قبل فرشتوں سے مشورہ طلب کرنا

تفسیر مدارک میں ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں سے مشورہ کرکے) اپنے بندوں کو اس بات کی تعلیم دی کہ وہ اپنے کام کرنے سے پہلے مشورہ کر لیا کریں اگرچہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے اور اسکی حکمت بالغہ مشورہ سے غنی ہے (تفسیر مدارک جلد اول)

<u>عبارت نمبر ۳:</u> ہم سب رسول کے بندے ہیں۔

(شرح استمداد صفحہ نمبر ۵۷) (انصاف صفحہ نمبر ۳۶)

<u>الجواب:</u> بندہ کے معنی غلام کے بھی ہیں۔

علماء دیوبند کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں۔

عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''قل یاعباد الذین الخ'' (سورہ الزمر آیت نمبر ۱۰)۔ مرجع ضمیر متکلم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (ترجمہ) مولوی اشرف علی تھانوی: ''قل یا عبادی الذین الآیۃ'' (سورہ الزمر آیت نمبر ۵۳) آپ کہہ دو کہ میرے بندو۔ (شمائم امدادیہ صفحہ نمبر ۱۳۵)

<u>عبارت نمبر ۴:</u> جبرائیل نے مریم کو بیٹا دیا۔

(شرح استمداد صفحہ نمبر ۶۸) (انصاف صفحہ نمبر ۳۶)

الجواب: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

"قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا"۔

(سورہ مریم آیت ۱۹)

ترجمہ: "(جبرائیل نے) کہا (اے مریم) اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں تا کہ تمہیں پاک بیٹا دوں"۔ (البیان)

• علامہ راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"یہاں فرشتے کا لڑکا بخشنے کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرنا محض سبب ہونے کی بنا پر ہے اور در حقیقت بخشنے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ایک قرأت میں لیھب بھی ہے جو اللہ کی طرف منسوب ہے تو یہ نسبت حقیقی ہوگی اور پہلی یعنی فرشتے کی طرف مجازی"۔ ۱ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۱۱۴۳ مطبوعہ لاہور)

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ مولوی اسماعیل دہلوی کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجازی طور پر کسی کو رسول بخش، احمد بخش وغیرہ کہنا نام رکھنا جائز ہے جیسا کہ مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہے اور مولوی اسماعیل دہلوی کا اس کو شرک سے تعبیر کرنا سراسر جہالت ہے۔

عبارت نمبر ۵: رسول اللہ کو پوری خدائی طاقت دی گئی ہے جب ہی وہ خدا کی طرح مختار کل اور نائب کل۔ (الامن والعلی صفحہ نمبر ۵۱)، (انصاف صفحہ نمبر ۳۶)

الجواب: "الامن والعلی" میں عبارت نمبر ۵ کا نام ونشان نہیں۔

"مرتبین انصاف" نے اپنی طرف سے من گھڑت عبارت بنا کر "الامن والعلی" کا حوالہ دیا ہے۔ (ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین)

---

۱ مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں: یعنی گھبراؤ نہیں میری نسبت کوئی خیال آیا ہو تو دل سے نکال دو میں آدمی نہیں تیرے اس رب کا (جس کی تو پناہ ڈھونڈتی ہے) بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اس لئے آیا ہوں کہ خداوند قدوس کی طرف سے تجھ کو ایک پاکیزہ صاف ستھرا اور مبارک و مسعود لڑکا عطا کروں الخ (تفسیر عثمانی صفحہ نمبر ۴۰۰ حاشیہ نمبر ۱۱، طبع لاہور)۔ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

بلکہ اصل عبارت اشعۃ اللمعات کے ۳۱۵ جلد ۴ پر از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح موجود ہے۔ وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفہ مطلق و نائب کل جناب اقدس است ہے کند وے دہد ہر چہ خواہد باذن وے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق اور نائب کل ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں (چونکہ ماذون من اللہ ہیں)۔

یاد رکھیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو اللہ تعالیٰ نے اختیارات عطا فرمائے ہیں وہ حادث اور متناہی ہیں، اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی مشیت کے تحت کائنات میں تصرف فرماتے ہیں۔

• شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

"بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے۔ اور صاحب حضوری تھے۔

(الافاضات الیومیہ صفحہ نمبر ۱۰۸ جلد ۹ طبع ملتان)

• شارح بخاری سید غلام علی بلگرامی (م ۱۲۰۰ھ) لکھتے ہیں: موصوف (یعنی شیخ عبدالحق محدث دہلوی) نے علوم کی اشاعت کی اور حدیث کی بالخصوص ایسی خدمت کی ہے کہ ان کی طرح متقدمین و متاخرین میں سے کسی نے بھی بلاد ہند میں نہیں کی۔ (المرجان فی آثار ہندوستان صفحہ نمبر ۵۲ طبع ممبئی ۱۳۰۳ھ)

قارئین کرام! اگر یہ عقیدہ غلط ہے تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو بارگاہ نبوی میں یہ مقام کیسے حاصل ہو گیا۔ معلوم ہوا یہ عقیدہ بالکل صحیح اور قرب الٰہی و قرب رسول کا ذریعہ ہے اس عقیدہ کو گمراہی سے تعبیر کرنے والے خود ضال و مضل ہیں۔

عبارت نمبر۶: رضاخانی توحید میں اللہ تعالیٰ کے ان اللہ علی کل شئی قدیر ہونے کا انکار۔

- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظیر محال بالذات ہے، تحتِ قدرت ہی نہیں، ہو ہی نہیں سکتا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم صفحہ نمبر ۵۹)
- لکھتے ہیں: الوہیت عطا کرنا بھی اگر زیرِ قدرت ہوتا تو وہ بھی عطا فرمادیتے

الجواب:

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ

جو مملکت ومخلوقات احاطہ ربوبیت الٰہیہ میں داخل ہے جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں پس کوئی حصہ مخلوقات آپ کی دعوت سے خارج نہیں ہوگا۔ جیسا کہ واحد عددی کا بحیثیت اوّلیت ثانی یا ثالث ہونا محال ہے ویسا ہی بحیثیت عموم دعوت مذکورہ واوّلیت خلق وختم نبوت وافضلیت متعلقہ وخلافت کبریٰ و اوّلیت فی الشفاعۃ وفی دخول الجنۃ واصالت فی کل فضل ووساطت فی کل نعمۃ وغیرہما صفات کثیرہ ناممکن الاشتراک کے آپ کی نظیر محال وممتنع ہے۔

(عقائد اہل سنت صفحہ نمبر ۳۸، ۳۹ مطبوعہ انڈیا)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین"۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰)

ترجمہ: "نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر"۔ (البیان)

تمام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کے خاتم ہیں۔ ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کا کامل و اکمل وائل حکم ہے، وہ اپنے اس حکم کے خلاف ہرگز نہیں کرتا اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا نظیر پیدا ہونا محال ہے اور محال تحت قدرت نہیں۔

- ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "انہ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ و عند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل"۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ نمبر ۱۳۸، طبع کراچی)

ترجمہ: "یعنی اللہ تعالیٰ کو ظلم پر قادر ہونا نہ سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے اور یہ کہ محال تحت قدرت نہیں، لیکن معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ قادر ہے کرتا نہیں"۔

- عقائد حافظیہ میں ہے کہ موصوف نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ ساتھ قدرت کے ظلم، بے وقوفی اور جھوٹ پر، اس واسطے کہ مقرر یہ چیزیں محال ہیں اور محال نہیں ہے داخل تحت قدرت کے۔ پس یہ چیزیں نہیں ہیں داخل تحت قدرت کے اور جو چیز نہیں داخل تحت قدرت کے نہ موصوف ہوگا اللہ تعالیٰ ساتھ اس کے۔
- شرح عقائد جلالیہ میں ہے اور وعدہ اللہ تعالیٰ کا خلاف نہیں مانند قول اللہ تعالیٰ کے:

ان اللہ لا یخلف المیعاد "بے شک اللہ تعالیٰ نہیں خلاف کرتا وعدہ کے"۔

پس اگر ہوتا ارادہ ازل میں نبی دوسرے کا نہ فرماتا اللہ تعالیٰ مطلقاً خاتم الانبیاء بلکہ کفایت کرتا قول اپنے پر "محمد رسول اللہ" فقط اور جو کہ اس کے ازل میں نہیں وہ خارج ہے تحت قدرت کے۔ (ہدیۃ الحرمین صفحہ نمبر ۳۲ مطبوعہ انڈیا)

لہٰذا امام احمد رضا بریلوی کی زیر بحث عبارت سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نفی کرنا اور یہ لکھنا کہ اللہ تعالیٰ مختار نہیں، سراسر بہتانِ عظیم ہے۔

اسی طرح الوہیت محال ہے اور محال زیر قدرت نہیں ہوتا، اس سے اللہ تعالیٰ کا عجز لازم نہیں آتا۔

نیز امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ اگر الوہیت زیر قدرت ہوتی تو یہ مقام بھی

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا فرمادیتا چونکہ الوہیت زیر قدرت نہیں اس لئے الوہیت فقط اور فقط اللہ تعالیٰ ہی کیلئے خاص ہے۔

عبارت نمبر ۷: ''مسئلہ'' کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص میں خدا ہی کی تعریف ہے یا رسول اللہ کی بھی؟

الجواب: سورہ فاتحہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صریح مدح ہے۔

(احکام شریعت صفحہ نمبر ۹۲ جلد ۲) (انصاف صفحہ نمبر ۳۶)

نمبر ۱...... مسئلہ کی عبارت میں ''یا رسول اللہ کی'' کے آگے لفظ بھی موجود ہے جس کو ''مرتبین انصاف'' شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے، جس سے مفہوم میں تبدیلی آجاتی ہے۔

نمبر ۲...... ''مرتبین انصاف'' نے احکام شریعت کی مکمل عبارت نقل نہیں کی جو کہ ان کی خیانت پر بین دلیل ہے۔ مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

سورہ فاتحہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صریح مدح ہے۔ ''الصراط المستقیم'' ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے اصحاب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما۔'' ''انعمت علیھم'' کے چاروں فرقوں کے سرور انبیاء ہیں اور انبیاء کے سردار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں بعض اولیاء کی ایک تفسیر بتائی ہے جس میں انہوں نے ہر آیت کو نعت کر دیا ہے جس میں سورہ اخلاص بھی داخل ہے۔

(احکام شریعت صفحہ نمبر ۷۵ حصہ دوم)

سورہ فاتحہ کے متعلق تو آپ نے وضاحت کردی ہے۔ مگر سورہ اخلاص کو شیخ عبدالوہاب بخاری (م ۹۳۲ھ) کی تفسیر پر قیاس کیا ہے۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: غالباً آپ نے یہ تفسیر جذبہ حال اور غلبہ استغراق کے وقت کی ہوگی۔

(اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۳۵۴ تا ۳۵۵ (اردو) مطبوعہ کراچی)

نیز صوفیاء کی غلبہ حال واستغراق کی باتیں دین میں حجت نہیں ہیں [1] مگر ان پر طعن کرنا بھی درست نہیں۔ نیز سورۃ اخلاص کی ابتداء میں لفظ قل ہے جس کے

[1] حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: عمل صوفی کا حل وحرمت میں حجت نہیں ہے۔
(مکتوبات جلد اول)

مخاطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اس وجہ سے بعض علماء نے اس سورۃ کو بھی نعت کہا ہے۔

عبارت نمبر ۸: ''مرتبین انصاف'' درج عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''حاضر ناظر ہونا اولیاء کے اختیار میں ہے''

عرض: حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟

ارشاد: اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ دعوت قبول کرسکتے ہیں۔ (ملفوظات حصہ اول صفحہ نمبر ۱۱۰)، (انصاف صفحہ نمبر ۳۶)

الجواب: اگر اللہ تعالیٰ کے نیک اور پسندیدہ بندہ سے خارق عادت باتیں صادر ہوں تو یہ کرامات اولیاء کہلاتی ہیں اور اگر یہ خوارق مردود الطاعۃ کافر مشرک سے صادر ہوں تو انہیں استدراج کہا جاتا ہے۔ کرامت کی بہت سی اقسام ہیں ان میں سے ایک قسم ولی اللہ کا ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر حاضر ہونا ہے۔

- حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ (مکتوب نمبر ۵۸، جلد دوم صفحہ نمبر ۱۱۵)

- امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آن میں متعدد جگہوں میں مقبولان الٰہی کو موجود ہونے پر واقعہ معراج سے استدلال کیا ہے اور پھر سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے ایک جمعہ ایک ہی آن میں پچاس جگہ پڑھایا اور اس کے علاوہ بزرگان دین کے واقعات ذکر فرمائے ہیں۔ (درالغواص صفحہ نمبر ۱۶۳، ۱۶۶)

- مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

محمد الحضرمی مجذوب، چلانے والے عجیب وغریب حالات وکرامات ومناقب والے تھے...... آپ ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھایا۔

(جمال الاولیاء صفحہ نمبر ۱۸۸ مطبوعہ لاہور)

عبارت نمبر۹: ''مرتبین انصاف'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''کافر بھی حاضر ناظر''

کرشن کنہیا، کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا۔ پھر ولی کیوں اتنی جگہ موجود نہیں ہو سکتا۔ (ملفوظات حصہ اول صفحہ نمبر ۱۱۵، ۱۱۶)، (انصاف صفحہ نمبر ۳۷)

الجواب: سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی (م ۱۰۱۷ھ) اپنی تصنیف سبع سنابل میں لکھتے ہیں:

مخدوم شیخ ابوالفتح جون پوری قدس سرہ کے پاس ماہ ربیع الاول میں بتقریب میلاد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس جگہ سے استدعا آئی کہ بعد نماز ظہر تشریف لائیں۔ آپ نے ہر جگہ کا بلاوا قبول کرلیا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ اے مخدوم آپ نے دسیوں جگہ کا بلاوا قبول کرلیا اور دسیوں جگہ ظہر کے بعد جانا ہے یہ کیسے ہوگا، فرمایا کہ کرشن چندر تو کافر تھا (بطور استدراج) اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا پھر اگر ابوالفتح (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہو کر بطور کرامت) دس جگہ موجود ہو جائے تو حیرت کی کیا بات ہے۔ الخ (سبع سنابل صفحہ نمبر ۳۳۴، ۳۳۵)

مرتبین کو چاہیئے کہ مولانا احمد رضا بریلوی کی بجائے سیدنا عبدالواحد بلگرامی اور مخدوم شیخ ابوالفتح پر طعن وتشنیع کریں، مولانا احمد رضا خان تو ایک ناقل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

عبارت نمبر۱۰: ''مرتبین انصاف'' درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتے ہیں:

''مرید کے جماع کے وقت پیر پاس ہوتا ہے''

انہی سیدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں۔ سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہم بستری کی یہ نہیں چاہیئے۔ عرض کیا حضور وہ اس وقت سوتی تھی فرمایا سوتی نہ تھی۔ سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا فرمایا، جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا، عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا، فرمایا اس پر میں تھا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم)، (انصاف صفحہ نمبر ۳۷)

الجواب نمبر۱: فریق مخالف کے جید عالم مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی اس واقعہ کے تحت لکھتے ہیں: ''چونکہ ان واقعات میں کشف ہی نہیں ہوتا بلکہ ارشاد و اصلاح ہے ان مخفیات کی جن پر نہ کوئی مطلع ہوتا ہے نہ اس کے متعلق شرعی حکم یا نور وظلمت کا سوال کیا جاتا ہے اس لئے چند قصے بیان کر دیئے ان کو گندا سمجھ کر اعتراض نہ کرنا''۔ [1]

(اردو ترجمہ ابریز از مولوی عاشق الٰہی میرٹھی صفحہ نمبر ۲۶ طبع کراچی)

- مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں: قدوۃ العلماء زبدۃ الفضلاء امام ہمام علامہ احمد بن مبارک سجلماسی رحمۃ اللہ علیہ۔ (ابریز اردو ترجمہ صفحہ نمبر ۳)
- غوث زماں سید عبدالعزیز دباغ قدس سرہٗ اللہ۔ (ابریز اردو ترجمہ صفحہ نمبر ۳)

خدارا! ہماری نہیں...... اپنے بڑوں کی مانو...... تعصب اور ضد کو چھوڑو...... راہ حق تلاش کرو...... اولیاء کرام کے حق میں بدگمانی کا انجام برا ہے......!

- امام ابوتراب بخشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ بندہ جب خدا سے روگردانی کا خوگر ہو جائے تو اولیاء اللہ کی بدگوئی اس کی مونس ہو جاتی ہے۔

(طبقات الکبریٰ علامہ شعرانی صفحہ نمبر ۱۲۳ اردو)

- شیخ الاسلام حضرت ابو یحییٰ زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (اولیاء اللہ) سے خوش اعتقادی سعادت اور بد اعتقادی شقاوت ہے۔

(طبقات الکبریٰ علامہ شعرانی صفحہ نمبر ۱۲۳ اردو)

الجواب نمبر۲: ملفوظات کی نقل کردہ عبارت میں امام احمد رضا بریلوی اس کے ناقل ہیں اور ناقل کی ذمہ داری یہ ہے کہ حوالہ دکھادے۔ چنانچہ یہ واقعہ علامہ احمد (م ۱۱۵۶ھ) بن مبارک نے ''الابریز'' میں نقل کیا ہے۔ نیز آپ نے کشف کے وقت کراماً کاتبین کی طرح اپنا رخ موڑ لیا ہوگا۔

عبارت نمبر۱۱: ''مرتبین انصاف'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

(وہابی) ''کیا جماع کے وقت بھی حاضر ناظر ہوتے ہیں''۔

---

[1] الابریز صفحہ نمبر ۴۷، ۴۸ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت طبع اول ۲۰۰۶ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

(محمد عمر) ضرور جب نطفہ شرم گاہ میں گر رہا ہوتا ہے اسے بھی ملاحظہ فرماتے ہیں۔ (مقیاس حنفیت صفحہ نمبر ۲۸۲)، (انصاف صفحہ نمبر ۳۸)

الجواب نمبر ۱: ”مرتبین انصاف“ نے مقیاس حنفیت کی عبارت نقل کرتے وقت خیانت سے کام لیا ہے۔

قارئین کرام! اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زوجین کے جفت ہونے کے وقت بھی حاضر ناظر ہوتے ہیں یہ علیحدہ امر ہے کہ آپ مثل کراماً کاتبین ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرمائیں“۔ (مقیاس حنفیت صفحہ نمبر ۲۸۲)

الجواب نمبر ۲: مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل حدیث مسلم شریف کی نقل کی ہے: انس بن مالک سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا تو ابوطلحہ (گھر سے) نکلے تو لڑکا فوت ہو گیا پھر جب ابوطلحہ واپس ہوئے تو فرمایا میرے لڑکے کا کیا حال ہے؟ ام سلیم نے عرض کی کہ پہلے سے آرام ہے۔ تو ام سلیم نے عشاء کا کھانا چنا تو حضرت ابوطلحہ نے کھانا کھایا۔ پھر حضرت ابوطلحہ نے ام سلیم سے ہم بستری کی پھر جب فارغ ہوئے ام سلیم نے لڑکے کے ملاحظہ فرمانے کیلئے عرض کیا وہ فوت ہو چکا تھا انہوں نے دفن فرمایا جب صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئے تو لڑکے کی فوتیدگی کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے رات کو جماع کیا ابوطلحہ نے عرض کی جی ہاں آپ نے دعا فرمائی (ایسے صابرین و شاکرین کو) یا اللہ برکت دے تو (آپ کی دعا سے) ام سلیم کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو مجھے ابوطلحہ نے فرمایا اس بچے کو اٹھا لو حتیٰ کہ تو اس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں لا اور بھیجیں اس نے بچے کے ساتھ کھجوریں تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو قبول فرمایا (مسلم صفحہ نمبر ۲۰۹ جلد ۲) اس کے بعد مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

حضرت ابوطلحہ نے بچے کے فوت ہونے کی آپ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کیا تم نے جماع کیا ہے آپکے ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

زوجین کے جفت ہونے کے وقت بھی حاضر ناظر ہوتے ہیں یہ علیحدہ امر ہے کہ آپ مثل کراماً کاتبین ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرمائیں (مقیاس حنفیت صفحہ نمبر ۲۸۲)

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا کو رکھ دیا ہے۔ پس اس کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اسے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسا اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو“۔

(مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۲۸۷ جلد ۸ طبع بیروت)

الجواب نمبر ۳: مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی کے دادا پیر حافظ محمد صدیق

کا کشف ”مرتبین انصاف“ کیلئے لمحہ فکریہ

حافظ صاحب کا ایک مرید عرض کرتا ہے کہ ابتدائی ایام جہالت میں مجھے زنا کاری کی عادت تھی بعد میں حضرت والا سے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے شریعت وسنت کی تلقین فرمائی اور میں اپنے قصبہ میں آکر ورود وظائف میں مشغول ہو گیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ ایک رز پرانے محبوب نے مجھے پیغام بھیجا کہ مدت گزر گئی ہے تمہارا دیدار نہیں ہوا میرا دل سخت بے قرار ہے اور مضطرب ہے، مجھے ایک لمحے کیلئے بھی آرام وسکون حاصل نہیں۔ میں ہر وقت تیرا راستہ تک رہی ہوں مہربانی فرما کر فلاں روز چاشت کے وقت فلاں نالے کے اندر فلاں جگہ آکر مجھے ملو۔ فقیر مذکور کا بیان ہے کہ جونہی مجھے یہ پیغام ملا۔ میری رگوں میں خون دوڑنے لگا نفسانی خیال مجھے گدگدانے لگا اور میں نے شیطان کے ہاتھوں مجبور ہو کر وقت ملاقات کا وعدہ دے دیا۔ وقت مقررہ پر اس جگہ پہنچا تو میں نے دیکھا کہ فریقین کے وکیل نے اسے بھی میری طرح وہاں پہنچا دیا جب ہم دونوں باہم قریب ہوئے ایک دوسرے کو ملنے اور چومنے چاٹنے کی شکل میں مصروف ہوئے کہ اچانک ایک پتھر کا ڈھیلا اس زور سے میری پیٹھ پر آن لگا کہ میں بلبلا اٹھا ہم دونوں اس واقع سے انتہائی خوف زدہ ہو گئے اور ڈر کر ایک دوسرے سے دور بھاگ کھڑے ہوئے میں نالے کے کنارے پر پہنچا تو میرے دل میں خیال آیا کہ دوپہر کا وقت ہے کچھ ہاڑ کا گرم موسم ہے اس جگہ پر کسی کے آنے کے

بھی امکانات نہیں ہیں آخر یہ قصہ کیا ہے؟ شیطان نے ہمیں پھر اکٹھا کر دیا۔ دوسری دفعہ پھر پتھر کے ڈھیلے کی آواز آئی۔ الغرض تین دفعہ یہی معاملہ پیش آیا پھر میرے دل میں خیال آیا کہ پتھر میرے مرشد کی طرف سے آئے ہیں۔ اور وہ مجھے اس فعل سے بچانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں فوراً وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا...... کافی عرصہ کے بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ادباً پاؤں پر ہاتھ رکھے تو آپ نے میرا ہاتھ کھینچتے ہوئے فرمایا: دُور ہو کتے۔ الخ

(جام عرفان، ملفوظات حافظ محمد صدیق صفحہ نمبر ۱۵۳ تا ۱۵۵ طبع لاہور)

(ماھو جوبکم فھو جوابنا)

عبارت نمبر ۱۲: اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر ناظر ماننا بے دینی ہے۔ حاضر ناظر ہونا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی شان ہے۔ (جاء الحق صفحہ نمبر ۱۴۲)، (انصاف صفحہ نمبر ۳۸)

الجواب نمبر ۱: ہر جگہ حاضر ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں خدا تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے۔ کتب عقائد میں ہے "لا یجری علیہ زمان ولا یشتمل علیہ مکان" خدا تعالیٰ پر نہ زمانہ گزرے کیونکہ زمانہ سفلی اجسام پر زمین میں رہ کر گزرتا ہے...... اور نہ کوئی جگہ خدا کو گھیرے مگر بغیر جگہ کے، اسی لئے "ثم استوی علی العرش" کو متشابہات سے مانا گیا ہے۔ اور "بکل شئی علیم" وغیرہ آیات میں مفسرین فرماتے ہیں علماً وقدرۃ یعنی اللہ کا علم اور اس کی قدرت عالم کو گھیرے ہوئے ہے۔

خدا کو ہر جگہ ماننا بے دینی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ زمان ومکان سے پاک ہے (روحانی طور پر) ہر جگہ حاضر ناظر ہونا تو رسول خدا کی شان ہو سکتی ہے۔ اور اگر مان بھی لیا جائے بفرض محال تو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ صفت عطائی، حادث، مخلوق قبضہ الٰہی میں ہے اور خدا کی یہ صفت ذاتی قدیم غیر مخلوق ہے کسی کے قبضہ میں نہیں، اتنے فرق ہوتے ہوئے شرک کیسا؟

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے

سامنے دنیا کو رکھ دیا ہے پس میں اس کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اسے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسا اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو۔

(مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۲۸۷ جلد ۸ مطبوعہ بیروت)

● شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اب رہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہر وباطن ہونا تو آپ کے انوار نے پورے آفاق کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے۔

(مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۸ جلد اوّل)

● امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شخص واحد ہی شمار نہ کرو اور بشریت کی نگاہ سے ان کی طرف نظر نہ کرو تا کہ اجزائے بشر میں سے ایک جز دیکھو بلکہ ان کی اس صورت پر نظر کرو جو اس وجود سے پہلے تھی تا کہ تمہیں ایک ایسا نور نظر آئے جس نے تمام موجودات کا احاطہ کر رکھا ہے۔ (مجربات غزالی صفحہ نمبر ۲۴۴ مطبوعہ لاہور)

● مولوی عبدالمالک صدیقی دیوبندی (مدفن ایک مینار مسجد کالونی نمبر ۱ خانیوال)

اوّلین رحمت جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عالم ظہور میں ظاہر فرمایا وہ ظہور نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اس نور کو صورت علمیہ سے بغیر کسی وسیلہ وذریعہ اور سبب کے صرف اپنے امر وقدرت سے جیسا کہ اس کے کمالات علم الٰہیہ میں تھے۔ فی الخارج ظاہر فرمایا اور یہ تمام کائنات اس نور کے دائرے کے اندر ہی اندر ہے۔ الخ

(مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ از افادات مولوی عبدالمالک صفحہ نمبر ۵۷)

عبارت نمبر ۱۳: "مرتبین انصاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"یا اللہ کی بجائے یا جنید کی تعلیم" (انصاف صفحہ نمبر ۳۸)

الجواب: ملفوظات کی عبارت

عرض: حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یا اللہ فرمایا اور دریا میں اتر گئے۔ پورا واقعہ یاد نہیں۔

ارشاد: غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ

اللہ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اسے پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا، عرض کی میں کس طرح آؤں فرمایا: یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا جب بیچ دریا میں پہنچا، لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلاتے ہیں۔ میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا، پکارا حضرت میں چلا، فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت یہ کیا بات ہے۔ آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں۔ فرمایا ارے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں، اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ نمبر ۱۰۴، ۱۰۵ مطبوعہ لاہور)

__الجواب نمبر ا:__ اصولی بات یہ ہے کہ دنیا کے مسلمہ اصول کے مطابق ہر علم و فن کا موضوع اس کی غرض و غایت، اس کی اصطلاحات اور اس کے ماہرین جدا ہوتے ہیں اور اسی اعتبار سے ہر علم و فن کا اسلوب بیان بھی الگ ہوتا ہے جو شخص کسی علم و فن کا ماہر نہ ہو اور نہ ہی تجربہ کار، بسا اوقات اس فن کی کتابیں پڑھ کر شدید غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی عام آدمی میڈیکل سائنس کی کتابیں پڑھ کر اس سے اپنا علاج شروع کر دے تو یہ اس کی ہلاکت کا سبب بھی بن سکتا ہے یہی معاملہ اسلامی علوم کا ہے کہ تفسیر حدیث فقہ عقائد اور تصوف میں سے ہر ایک علم کا طریقہ اس کی اصطلاحات اور اس کا اسلوب بالکل الگ ہے اور ان میں سب سے زیادہ دقیق اور پیچیدہ تعبیرات ان کتابوں میں ملتی ہیں جو تصوف اور اس کے فلسفہ پر لکھی گئی ہیں۔ کیونکہ ان کتابوں کا تعلق نظریات اور ظاہری کے بجائے ان باطنی تجربات اور ان واردات و کیفیات سے ہے جو صوفیائے کرام پر اپنے اشغال کے دوران طاری ہوتی ہیں۔ اور معروف الفاظ و کلمات کے ذریعے ان کا بیان دشوار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں تک دین کے

بنیادی مسائل، عقائد اور عملی احکام کا تعلق ہے وہ نہ علم تصوف کا موضوع ہیں اور نہ ہی علمائے امت نے تصوف کی کتابوں کو ان معاملات میں کوئی ماخذ یا حجت قرار دیا ہے اس کے بجائے عقائد کی بحثیں علم کلام میں اور عملی احکام وقوانین کے مسائل علم فقہ میں بیان ہوتے ہیں۔ اور ان ہی علوم کی کتابیں اس معاملے میں معتبر سمجھی جاتی ہیں خود صوفیاء کرام ان معاملات میں انہی کی کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور تصریح کرتے ہیں کہ جو شخص تصوف کے ان باطنی اور نفسیاتی تجربات سے نہ گزرا ہو اس کیلئے ان کتابوں کا دیکھنا بھی جائز نہیں۔ بسا اوقات ان کتابوں میں ایسی باتیں نظر آتی ہیں جن کا بظاہر کوئی مفہوم سمجھ میں نہیں آتا بعض اوقات جو مفہوم بادی النظر میں معلوم ہوتا ہو وہ بالکل عقل کے خلاف ہوتا ہے لیکن لکھنے والے کی مراد کچھ اور ہوتی ہے اس قسم کی عبارتوں کو شطحیات کہا جاتا ہے۔ اس لئے کسی بنیادی عقیدے کے مسئلہ میں تصوف کی کتابوں سے استدلال ایک ایسی اصولی غلطی ہے جس کا نتیجہ گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔

- __علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (م ۱۱۴۳ھ) فرماتے ہیں:__

اے بھائیو! پہلی بات تم کو معلوم ہونی چاہیئے کہ مشائخ طریقت کے نزدیک ان کے مفرد و مرکب کسی بھی لفظ کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی کہ وہ خاص لغت میں گفتگو فرماتے ہیں ان کے کلام کو اسی لغت خاص پر محمول کیا جانا چاہیئے خواہ کلام عربی زبان میں ہو یا کسی دوسری زبان میں"۔ (الکلام الجلی صفحہ نمبر ۱۳۲ از مولانا وکیل احمد سکندر پوری)

- __امام ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:__

اولیاء کرام پر اعتراض کرنے والے لوگ ان کے مصطلح معانی و مطالب سے بالکل جاہل و بے خبر ہیں کیونکہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کو علم مکاشفات میں رسوخ و مہارت حاصل ہو۔ بلکہ انہوں نے تو ان علوم کی بو تک نہیں سونگھی۔

(فتاویٰ حدیثیہ بحوالہ شواہد الحق از علامہ نبہانی صفحہ نمبر ۶۰۶ مطبوعہ لاہور)

• مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

مشائخ سے جو اقوال وارشادات (غلبہ حال میں) ظاہر ہوئے ہیں ان کا تعلق انہی کے مرتبہ کے ساتھ ہے۔ (دوسروں کے فہم سے بالا ہیں) اور بعض اہل ظواہران اقوال کو شطحیات کہتے ہیں اس لئے کہ ظاہر شریعت کے خلاف ہیں۔ چنانچہ یہ قول لیس فی الدارین غیر اللہ اور انا الحق اور سبحانی ان کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ ان کا انکار اور رد جائز نہیں کیونکہ اہل حق اور اہل سنت وجماعت کے اقوال ہیں اور قبول کرنا بھی لازم نہیں کہ وہ معصوم نہیں ممکن ہے کہ ان کو لغزش ہوگئی ہو...... ایسے مشائخ پر انکار کرنے سے بڑی محرومی ہوتی ہے کیونکہ منکر کو کوئی مرتبہ نہیں حاصل ہوتا بجز رسوا اور ذلیل ہونے کے کچھ نہیں ہوتا۔ صاحب عوارف فرماتے ہیں جس نے انکار کیا گمراہ ہوا اور حد سے آگے نکل گیا۔ اور تصدیق کرنے والا اگرچہ (ابھی تک) ان کے درجہ تک نہیں پہنچا۔ (لیکن) امید ہے کہ تصدیق کی وجہ سے ان کی صحبت اور خدمت میں رہ کر بزرگوں کے کمالات حاصل کرے اور اس کو خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو۔

(التہ الجلیہ صفحہ نمبر ۴۹، ۵۰ مطبوعہ الہ آباد از مولوی اشرف علی تھانوی)

الجواب نمبر ۲: ملفوظات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی عبارت ابتداء تا انتہا پڑھنے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ مذکورہ واقعہ کے متعلق آپ سے حوالہ دریافت کیا گیا ہے جس کے جواب میں آپ نے حوالہ اور ساتھ ہی اس واقع کی تفصیل اپنے لفظوں میں ارشاد فرمائی ہے اگر فقط حوالہ بتانے کی وجہ سے مولانا احمد رضا بریلوی اور ان کے متوسلین (نعوذ باللہ) گمراہ و بے دین ہیں تو علامہ عبدالوہاب شعرانی اور علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی کے متعلق کیا حکم ہے جنہوں نے اس واقعہ کو مسائل تصوف بیان کرتے ہوئے بطور استدلال نقل فرمایا ہے۔ یاد رہے کہ یہ واقعہ حضرت جنید بغدادی کا نہیں بلکہ محمد حنفی شاذلی (م ۸۴۷ھ) کا ہے۔ اسی لئے فاضل بریلوی نے بطور احتیاط اپنے جواب سے پیشتر لفظ غالباً استعمال کیا ہے۔ اگر واقعہ مذکورہ نقل کرنے کی بنا پر علامہ عبدالوہاب شعرانی کی قطبیت اور علامہ عبدالغنی

نابلسی کی مسلمانی میں فرق نہیں آتا تو مولانا احمد رضا اور ان کے معتقدین گمراہ کیوں...... خدا سے ڈرو...... کذب بیانی اور دروغگوئی اور بہتان تراشی چھوڑو...... کل بروز محشر خدا کے حضور حاضر ہو کر کیا جواب دو گے۔ [1]

• علامہ شعرانی کے متعلق علمائے دیوبند کے تاثرات

مولوی اشرف علی تھانوی

علامہ شعرانی اپنے وقت کے قطب تھے۔

(حاشیہ الدر المنضود حصہ اول صفحہ نمبر ۴ طبع تھانہ بھون ۱۳۳۸ھ)

مولانا عبدالحلیم چشتی فاضل دیوبند

علامہ شعرانی سنت کے بڑے پابند تھے ورع و تقویٰ میں مبالغہ کرتے تھے۔ اپنے اوقات کو تصنیف و تالیف، عبادت اور ریاضت، درس و تدریس اور سلوک کی تعلیم میں تقسیم کر رکھا تھا۔ (فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ صفحہ نمبر ۲۳۸)

• علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی علمائے اہل سنت کی نظر میں

مولوی فقیر محمد جہلمی علیہ الرحمۃ

---

[1] علامہ جلال الدین امجدی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں اگر کوئی کہے کہ یا جنید یا جنید کہے تو نہ ڈوبے اور اللہ اللہ کہے تو ڈوب جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو ایسا کہنے والے کو صوبہ بہار اشر پونہ بھیج دیا جائے کہ اسی کے قریب حضرت قمر علی درویش رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے وہاں ایک بڑا گول پتھر ہے جس کا وزن نوے کلو بتایا جاتا ہے وہ قمر علی درویش کہنے پر انگلیوں کے معمولی سہارا دینے سے اوپر اٹھتا ہے اور اللہ کہنے سے نہیں اٹھتا میں بذات خود اس کا تجربہ کر چکا ہوں اس میں کیا راز ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ (فتاوی فقیہ ملت صفحہ نمبر ۱ جلد اول طبع لاہور) نیز امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے اس حکایت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ محض افتراء ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تو اللہ اللہ مت کہہ یا جنید کہنا (ملخصاً) (فتاوی رضویہ جدید صفحہ نمبر ۲۳۶ جلد ۲۶ طبع لاہور) باقی ملفوظات شریف میں اس حکایت کو درج کیا گیا ہے وہ یقیناً الملفوظ کے مرتب کو سہو ہوا ہے اور اعلیٰ حضرت کا اس حکایت کی تردید میں فتویٰ موجود ہے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر الزام کیسا؟ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی دمشقی، عالم محقق فاضل مدقق تھے۔ الخ

(حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۴۵۸ طبع لاہور)

شیخ سید احمد طحطاوی حنفی قدس سرہٗ

قال العارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی۔ (الحاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح)

شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ

الشیخ عبدالغنی بن اسماعیل النابلسی الدمشقی، الحنفی اشہر الاولیاء العارفین من عصرہ الی الان اخذ عن کثیر من ائمۃ العلماء والاولیاء اخذ عنہ کثیر منہم۔

(جامع کرامات اولیاء صفحہ نمبر ۱۹۲ جلد ۲)

- یہ واقعہ درج ذیل کتب میں موجود ہے۔

۱۔ کشف النور عن اصحاب القبور صفحہ نمبر ۲۰ مطبوعہ لاہور از عبدالغنی نابلسی حنفی (م ۱۱۴۳ھ)

۲۔ الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ جلد دوم، از علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی۔

۳۔ لواقح الانوار القدسیہ از علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ (م ۹۷۳ھ)۔

- مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

احترام باطنی یہ ہے کہ شیخ پر کسی بات سے انکار نہ کرے اور ظاہر کی طرح باطن میں بھی قولاً فعلاً سکوناً حرکۃً رعایت رکھے ورنہ منافق ہو جائے گا۔

(امداد السلوک صفحہ نمبر ۱۰۱)

- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

شیخ عبدالغفور اعظم پوری کو جب مولانا عبدالقدوس گنگوہی نے خلافت سے نوازا اور اپنے وطن واپس جانے کی اجازت بخشی تو وصیت فرمائی کہ تمہارا کچھ حصہ نعمت باطنی کا ایک سید مجذوب ملامتیہ مشرب کے پاس ہے، قصبہ ہتھیادر میں رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد ہتھیادر میں گئے، سید صاحب کو دیکھا کہ صراحی شراب کی سامنے رکھے بیٹھے ہیں ان کو خیال ہوا کہ یہ شخص خلاف شرع ہے۔ واپس آگئے اور ہتھیادر شہر

کی ایک مسجد میں قیلولہ کیا۔ احتلام ہو گیا، مسجد کے کنویں سے پانی نکالا وہ شراب تھا پھر دوسری مسجدوں میں گئے تو یہی حالت پائی۔ مجبور ہو کر ایک ندی کے کنارے گئے لیکن ندی کا پانی بھی شراب تھا۔ خیال ہوا کہ یہ سید صاحب کا تصرف ہے۔ مجبور ہو کر اپنے وسوسہ (شیطانی) سے توبہ کی اور ان کی خدمت میں پہنچے اور ان سے فیض حاصل کیا۔

(تلخیص) (السنۃ الجلیہ صفحہ نمبر ۱۳۲ مطبوعہ الٰہ آباد (انڈیا)

یاد رہے کہ مذکورہ واقعہ میں وسوسہ سے مراد شیطانی وسوسہ ہے کیونکہ وسوسہ شیطانی پر ہی توبہ کی جاتی ہے نہ کہ وسوسہ رحمانی پر۔

عبارت نمبر ۱۴: حضرت کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی (کاٹھیاواڑ)۔ (انصاف صفحہ نمبر ۳۹)

الجواب: حضرت شاہ منور علی (الٰہ آبادی) عبدالقاہر سہروردی کے بھانجے تھے۔ منور علی شاہ ۱۷ ربیع الاول ۵۸۷ھ بروز دوشنبہ بوقت عصر بغداد شریف میں دوبارہ حضرت شاہ دولہ سید کبیر الدین کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ ۵۱۹ھ بروز یکشنبہ بعد نماز مغرب سید عبدالقادر جیلانی کے دست مبارک پر بیعت کی۔ ۲۲ برس وضو کرانے کی خدمت پر مامور ہے۔ پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے حکم سے ۵۴۸ھ میں حضرت کبیر الدین شاہ دولہ کی خدمت میں سرگرم عمل رہے۔ حضرت عبدالقادر گیلانی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد شاہ کبیر الدین نے مجھے الٰہ آباد ہندوستان بھیج دیا۔ اور خود بغداد شریف میں حضرت سیف الدین عبدالوہاب صاحبزادہ کلاں کو صاحب سجادہ کر کے گجرات (انڈیا) تشریف لے آئے۔ (تلخیص) (حقیقت گلزار صابری بحوالہ قطب مدینہ از خلیل احمد رانا ۱۸۳،۱۸۴)

- پروفیسر شریف کنجاہی لکھتے ہیں:

بعض مؤرخین کو بلدہ گجرات سے دھوکہ ہوا اور انہوں نے اسے گجرات، پنجاب تصور کیا اور حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی (پنجابی) علیہ الرحمۃ کو سید کبیر الدین شاہ دولہ بغدادی گجراتی کاٹھیاواڑی جانا، حالانکہ یہ درست نہیں۔

(حضرت شاہ دولہ دریائی گجرات، حیات و تعلیمات صفحہ نمبر ۱۴۸ طبع لاہور ۱۹۸۵ء)

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ کو بھی بعض مؤرخین کی طرح سہو ہوا ہے۔

اور انسان نسیان وخطا کا پتلا ہے۔

عبارت نمبر ۱۵: ''مرتبین انصاف'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''بریلوی اعلیٰ حضرت کا شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں عقیدہ۔

ا۔ جب کبھی میں نے استعانت کی یا غوث ہی کہا یک در گیر محکم گیر۔

(ملفوظات حصہ ۳ صفحہ نمبر ۵۹)، (انصاف صفحہ نمبر ۳۰)

الجواب ۱: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرو اس وقت تم میرے متعلق بارگاہ ایزدی میں سوال کیا کرو۔ جو کوئی شخص مصائب و آلام میں مجھے پکارتا ہے اسکی مصیبت اور مشکل فوراً دور کردی جاتی ہے۔ جو شخص مجھے وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ میرے وسیلے سے اس کی مشکل حل کردیتا ہے''۔

(۱)...... (خلاصۃ المفاخر صفحہ نمبر ۱۲۲ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

(۲)...... (زبدۃ الآثار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۱۱۵ مطبوعہ لاہور ۱۳۱۳ھ)

● داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لیکن جو اولیاء اللہ مشکلات کو حل کرنے والے اور حل شدہ کو بند کرنے والے بارگاہ حق تعالیٰ کے لشکری ہیں وہ تین سو افراد ہیں۔ الخ

(کشف المحجوب صفحہ نمبر ۲۰۶ مطبوعہ لاہور)

نیز فرماتے ہیں:

اولیاء اللہ حق تعالیٰ کی طرف سے مدبران ملک اور جہان برگزیدہ ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں حاکمان عالم بنا کر اس کا حل وعقد، بسط وکشاد اس کے ساتھ وابستہ کیا ہے جہان کیلئے احکام انہیں کے ارادوں پر موقوف فرمائے ہیں۔

(کشف المحجوب صفحہ نمبر ۲۱۷ طبع لاہور)

● مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

دوسرے (اولیاء اللہ) وہ (ہیں) جنکے متعلق خدمت اصلاح معاش وانتظام امور دنیویہ ودفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور کی درستی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں الخ (کلید مثنوی صفحہ ۲۳۳ جلد اول طبع ملتان)

● حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (فرائض ادا کرنے کے بعد) میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ساتھ مجھ تک تقرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو دوست بنالیتا ہوں تو جب میں اس کو دوست بنالیتا ہوں تو پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اسکے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ الخ (رواہ البخاری)

ثابت ہوا کہ جب کوئی بندہ نوافل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرلیتا ہے تو خدا کا دوست بن جاتا ہے جس کو ولی اللہ کہتے ہیں۔ تو پھر اس کا یہ حال ہوجاتا ہے کہ اس کے کان خدائی کان بن جاتے ہیں یعنی اس کی قوت سامعہ اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ خدا کی قوت سامعہ کا مظہر بن جاتی ہے جس طرح خدا کی سمع قرب وبعد سب جگہ سنتی ہے اسی طرح ولی کی قوت سامعہ قرب وبعد سے برابر سنتی ہے۔ الخ

جب بندہ مصائب و آلام میں ایسے اولیاء اللہ کو پکارتا ہے جن کو یہ مقام حاصل ہے یا جنہوں نے بطور تحدیث نعمت اپنے اس مقام کو بیان فرمادیا ہے جیسا کہ غوث پاک کا آپ ارشاد پڑھ چکے ہیں تو وہ مصیبت زدہ کی پکار سن کر بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو شرف قبولیت فرما کر پکارنے والے کی مشکل حل کردیتا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے۔

''لان سالنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ''۔

(مشکوٰۃ کتاب الدعوات صفحہ نمبر ۱۹۷)

ترجمہ: ''اگر میرا مقبول بندہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور اس کا سوال پورا کروں گا''۔ الخ

الجواب ۲: مولوی قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں:

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی مطبوعہ مراد آباد صفحہ نمبر ۸)

• علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
میری کشتی کنارے پر لگاؤ یارسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو یا ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۲۰۵ طبع کراچی)

یارسول کبریا فریاد ہے ...... یا محمد مصطفٰے فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل ...... اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۹۰، ۹۱ طبع کراچی)

• مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

یا شفیع العباد خذ بیدی ...... انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میرے نبی ...... کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی
ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف ...... اے میرے مولیٰ خبر لیجئے میری

(نشر الطیب صفحہ نمبر ۱۹۴)

(یہ ایاک نستعین پر علمائے دیوبند کا عمل ہے) مؤلف

• حضرت شیخ عبد العزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ محدث سید زروق فاسی کے حالات میں لکھتے ہیں: قصیدہ جیلانیہ (غوث اعظم) کی طرز پر ان کا

ایک قصیدہ ہے جس کے بعض ابیات یہ ہیں۔

ترجمہ: ''میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں جب زمانہ نکبت وادبار سے اس پر حملہ آور ہو''۔

ترجمہ: ''اگر تو کسی تنگی بے چینی میں اور وحشت میں ہو تو، یا زروق! کہہ کر پکار میں فوراً آموجود ہوں گا''۔ (بستان المحدثین صفحہ نمبر ۲۰۶ مترجم مطبوعہ کراچی)

(مگر سراج الہند شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے اسے ایاک نستعین کے خلاف نہیں فرمایا)

عبارت نمبر ۱۶: یا غوث سو دفعہ وظیفہ کرنے سے دنیاوی و اخروی آفات سے نجات ہو۔ (وظیفہ کریمہ)۔ (انصاف صفحہ نمبر ۳۰)

عبارت نمبر ۱۷: ایک ایک گھڑی کے حال کی غوث اعظم کو خبر ہونا۔ ہر شقی وسعید کا ان پر پیش کیا جانا۔ لوح محفوظ کا ان کے سامنے پیش نظر رہنا۔ (الامن والعلی صفحہ نمبر ۸۶)، (انصاف صفحہ نمبر ۳۰)

عبارت نمبر ۱۸: سورج چاند بھی حضرت کے اختیار میں دیئے ہیں۔

عبارت نمبر ۱۹: آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک غوث اعظم پر سلام نہ کرے۔

(الامن والعلی صفحہ نمبر ۸۵) (انصاف صفحہ نمبر ۳۰)

الجواب: ''مرتبین انصاف'' نے مندرجہ بالا عبارات کو بگاڑ کر پیش کیا ہے آپ رضی اللہ عنہ کا فرمان عالی درج ذیل ہے۔

امام اجل حضرت ابو القاسم عمر بن مسعود بزار و حضرت ابو حفص عمر کیمانی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہمارے شیخ حضور سیدنا عبد القادر رضی اللہ عنہ اپنی مجلس میں برملا زمین سے بلند کرہ ہوا پر مشی فرماتے اور ارشاد کرتے آفتاب طلوع نہیں کرتا یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے، نیا سال جب آتا ہے، مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ ہونے والا ہے نیا مہینہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے نیا ہفتہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ ہونے والا ہے مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم تمام سعید وشقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں

میری آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہوئی ہے یعنی لوح محفوظ میرے پیش نظر ہے، میں اللہ عزوجل کے علم ومشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں۔ میں تم سب پر حجت الٰہی ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اور زمین پر حضور کا وارث ہوں۔

(بہجۃ الاسرار از علامہ شطنوفی [1] (م ۷۰۳ھ)

● **شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ**

فرماتے ہیں: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے صاحبزادے شیخ سیف الدین عبدالوہاب نے یہ بات نقل کی ہے کہ کوئی ایسا مہینہ نہیں تھا۔ جو میرے والد کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ہو۔ اس سے پہلے کہ ہلال ظاہر ہو، اگر تقدیر الٰہی میں اس ماہ کے دوران کوئی حادثہ نمودار ہونا ہوتا اور کسی شدید نقصان کا خطرہ ہوتا یا کسی انعام ونعمت کے ظہور ہونے کا وقت ہوتا تو ان حالات کو آپ پر روز روشن کی طرح آگاہ کر دیا جاتا تھا۔ (زبدۃ الآثار)

● **شیخ عبدالوہاب متقی مکی علیہ الرحمۃ**

نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو رخصت کرتے وقت یہ نصیحت فرمائی "اگر تم مشائخ کی کتابوں کا مطالعہ کرو اور ان سے استفادہ کرو تو بہتر اور قابل مبارک بات ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ یہ کہ جہاں تک ہو سکے مبہم اور شک میں ڈالنے والی باتوں میں نہ پڑنا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ پھر اگر تم دیکھو کہ اہل طریقت کے کچھ کلمات ظاہر شریعت کے خلاف ہیں تو ان کی تردید کی صورت یہ ہے کہ کبھی تو ان بزرگوں کی طرف ان کلمات کی نسبت سے انکار کر دو، اور کبھی ان کی تاویل کر لو۔ اور ظاہر شریعت اور امور دین حق سے ان کی متابعت بیان کرو اور پھر اگر تطبیق و تاویل آسانی سے نہ کر سکو تو بہتر یہ ہے کہ اس میں سکوت وخاموشی اختیار کرو"۔

(مجالس نافعہ مع فوائد جامعہ از شارح عبدالحلیم چشتی صفحہ نمبر ۲۲۲ طبع کراچی)

---

[1] مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وذکر مؤلف الحسن الحسین محمد بن محمد الجزری فی تذکرۃ القراء ان مؤلف بہجۃ الاسرار کان من اجلۃ مشائخ مصر وکان بینہ وبین الشیخ عبدالقادر وسلطان۔ الخ (الآثار المرفوعہ صفحہ نمبر ۶۲ مطبوعہ گوجرانوالہ)

● **شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ**

فرماتے ہیں کہ صوفیاء کے ساتھ حسن ظن اور خوش عقیدگی کا اظہار بڑا ضروری ہے اور ان کے معاملات کو محض تشنیع کا نشانہ بنانے کی بجائے یوں گمان کرنا چاہیے کہ یہ امور ظاہری طور پر مخالف شریعت ہیں مگر حقیقت میں مخالف نہیں۔ یا بالفرض اگر مخالف بھی ہوں تو حالت سکر وحال اور وجد میں صادر ہوئے ہیں۔ ان بزرگان دین کی عزت وکمال کا میدان طعن وتشنیع کے گرد وغبار سے صاف ومبرا ہے۔

(مرج البحرین از شیخ عبدالحق دہلوی صفحہ نمبر ۱۳۲ مطبوعہ لاہور)

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ نے علامہ شطنوفی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تالیفات سے شیخ عبدالقادر جیلانی کا فرمان نقل کیا ہے اور اس پر طعن وتشنیع کرنا جہالت وبے وقوفی ہے جبکہ ناقل حضرات نے اس پر طعن وتشنیع نہیں کی۔

● حضرت عبداللہ بن عمرو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ روزہ اور قرآن شریف دونوں بندہ کیلئے (قیامت کے دن) شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا کہ یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روکے رکھا میری شفاعت قبول کیجئے۔ اور قرآن شریف کہے گا کہ یا اللہ میں نے رات کو اس کو سونے سے روکا میری شفاعت قبول کیجئے پس دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ قرآن مجید جوان مرد کی شکل میں آئے گا اور کہے گا کہ میں وہی ہوں جس نے تجھے راتوں کو جگایا اور دن میں پیاسا رکھا۔ (اور وہ بندہ کی شفاعت کرے گا)۔ (فضائل قرآن از مولانا زکریا سہارنپوری صفحہ نمبر ۲۵۳)

اسی طرح اگر سال، مہینے، ہفتے اور دن و آفتاب متشکل ہو کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں بطور کرامت حاضر ہو جائیں تو ممکن ہے اور کرامات اولیاء برحق ہیں۔ معتزلہ کرامات اولیاء کے منکر ہیں۔

نیز "مرتبین انصاف" کا یہ کہنا کہ مولانا احمد رضا بریلوی کہتے ہیں کہ یا غوث سو دفعہ وظیفہ کرنے سے دنیاوی واخروی آفات سے نجات ہو۔ سراسر کذب بیانی ہے۔

میری آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہوئی ہے یعنی لوح محفوظ میرے پیش نظر ہے، میں اللہ عزوجل کے علم ومشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں۔ میں تم سب پر حجت الٰہی ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اور زمین پر حضور کا وارث ہوں۔

(بہجۃ الاسرار از علامہ شطنوفی[1] (م ۷۰۳ھ)

- **شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ**

فرماتے ہیں: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے صاحبزادے شیخ سیف الدین عبدالوہاب نے یہ بات نقل کی ہے کہ کوئی ایسا مہینہ نہیں تھا۔ جو میرے والد کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ہو۔ اس سے پہلے کہ ہلال ظاہر ہو، اگر تقدیر الٰہی میں اس ماہ کے دوران کوئی حادثہ نمودار ہونا ہوتا اور کسی شدید نقصان کا خطرہ ہوتا یا کسی انعام ونعمت کے ظہور ہونے کا وقت ہوتا تو ان حالات کو آپ پر روز روشن کی طرح آگاہ کر دیا جاتا تھا۔ (زبدۃ الآثار)

- **شیخ عبدالوہاب متقی مکی علیہ الرحمۃ**

نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو رخصت کرتے وقت یہ نصیحت فرمائی "اگر تم مشائخ کی کتابوں کا مطالعہ کرو اور ان سے استفادہ کرو تو بہتر اور قابل مبارک بات ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ یہ کہ جہاں تک ہو سکے مبہم اور شک میں ڈالنے والی باتوں میں نہ پڑنا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ پھر اگر تم دیکھو کہ اہل طریقت کے کچھ کلمات ظاہر شریعت کے خلاف ہیں تو ان کی تردید کی صورت یہ ہے کہ کبھی تو ان بزرگوں کی طرف ان کلمات کی نسبت سے انکار کر دو، اور کبھی ان کی تاویل کر لو۔ اور ظاہر شریعت اور امور دین حق سے ان کی متابعت بیان کرو اور پھر اگر تطبیق و تاویل آسانی سے نہ کر سکو تو بہتر یہ ہے کہ اس میں سکوت وخاموشی اختیار کرو"۔

(عجالہ نافعہ مع فوائد جامعہ از شارح عبدالحلیم چشتی صفحہ نمبر ۲۲۲ طبع کراچی)

[1] مولانا عبدالحئی لکھنوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وذکر مؤلف الحسن الحسین محمد بن محمد الجزری فی تذکرۃ القراء ان مؤلف بہجۃ الاسرار کان من اجلۃ مشائخ مصر وکان بینہ وبین الشیخ عبدالقادر و اسطتان۔ الخ (الآثار المرفوعہ صفحہ نمبر ۶۲ مطبوعہ گوجرانوالہ)

- **شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ**

فرماتے ہیں کہ صوفیاء کے ساتھ حسن ظن اور خوش عقیدگی کا اظہار بڑا ضروری ہے اور ان کے معاملات کو محض تشنیع کا نشانہ بنانے کی بجائے یوں گمان کرنا چاہیے کہ یہ امور ظاہری طور پر مخالف شریعت ہیں مگر حقیقت میں مخالف نہیں۔ یا بالفرض اگر مخالف بھی ہوں تو حالت سکر وحال اور وجد میں صادر ہوئے ہیں۔ ان بزرگان دین کی عزت وکمال کا میدان طعن وتشنیع کے گرد وغبار سے صاف ومبرا ہے۔

(مرج البحرین از شیخ عبدالحق دہلوی صفحہ نمبر ۱۳۲ مطبوعہ لاہور)

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ نے علامہ شطنوفی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تالیفات سے شیخ عبدالقادر جیلانی کا فرمان نقل کیا ہے اور اس پر طعن وتشنیع کرنا جہالت و بے وقوفی ہے جبکہ ناقل حضرات نے اس پر طعن وتشنیع نہیں کی۔

- حضرت عبداللہ بن عمرو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ روزہ اور قرآن شریف دونوں بندہ کیلئے (قیامت کے دن) شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا کہ یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روکے رکھا میری شفاعت قبول کیجئے۔ اور قرآن شریف کہے گا کہ یا اللہ میں نے رات کو اس کو سونے سے روکا میری شفاعت قبول کیجئے پس دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ قرآن مجید جوان مرد کی شکل میں آئے گا اور کہے گا کہ میں وہی ہوں جس نے تجھے راتوں کو جگایا اور دن میں پیاسا رکھا۔

(اور وہ بندہ کی شفاعت کرے گا)۔ (فضائل قرآن از مولانا زکریا سہارنپوری صفحہ نمبر ۲۵۳)

اسی طرح اگر سال، مہینے، ہفتے اور دن و آفتاب متشکل ہو کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں بطور کرامت حاضر ہو جائیں تو ممکن ہے اور کرامات اولیاء برحق ہیں۔ معتزلہ کرامات اولیاء کے منکر ہیں۔

نیز "مرتبین انصاف" کا یہ کہنا کہ مولانا احمد رضا بریلوی کہتے ہیں کہ یا غوث سو دفعہ وظیفہ کرنے سے دنیاوی واخروی آفات سے نجات ہو۔ سراسر کذب بیانی ہے۔

آپ کی تصنیف وظیفہ کریمہ میں اس بات کا نام ونشان ہی نہیں۔ (ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین)

عبارت نمبر ۲۰: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج حضور سیدنا غوث اعظم کے دوش پر پا انور رکھ کر سوار ہوئے۔ الخ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۲۷)، (انصاف صفحہ نمبر ۴۰)

الجواب نمبر ۱: آپ سے درج ذیل رباعی کے متعلق دریافت کیا گیا ہے؟

تم شب معراج آکر ...... دوش بر پائے پیمبر
لے چڑھے عرش بریں پر ...... المدد یا عبدالقادر

امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ تفریح الخاطر میں یہ مذکور ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دوش مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر سوار ہوئے مگر آپ نے اس واقعہ کی تصدیق وتوثیق نہیں کی۔ نیز جبکہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ، نعلین شریف کے ساتھ عرش پر جانے کی روایات کو موضوع قرار دیتے ہیں تو پھر ایسی بے سروپا روایت کو کیونکر قبول کر سکتے ہیں

- ترجمان مسلک امام احمد رضا مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ اس زیر بحث روایت کے متعلق لکھتے ہیں۔

آج (بعض) جاہل مسلمانوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ یا غوث پاک کے متعلق عجیب روایت گھڑلی کہ معراج میں حضور انور کو غوث پاک نے کندھا دے کر عرش پر چڑھایا۔ (تفسیر نعیمی پارہ نمبر ۳ صفحہ نمبر ۴۷، ناشر مکتبہ اسلامیہ گجرات)

اس لئے ہمارا ہرگز ہرگز یہ مسلک نہیں ہے جس کو "مرتبین انصاف" نے اہلسنت کی طرف منسوب کیا ہے۔

الجواب نمبر ۲: علمائے دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں: کہ منقول ہے کہ شب معراج کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقی ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استفسار فرمایا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل جو آپ نے کہا ہے کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی حاضر ہوئے اور سلام باضافہ الفاظ برکاتہٗ ومغفرتہ وغیرہ عرض کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ طوالت بزرگوں کے سامنے کرتے ہو۔ آپ (امام غزالی) نے عرض کیا۔ آپ سے حق تعالیٰ نے صرف اس قدر پوچھا تھا ماتلک بیمینک یا موسیٰ تو آپ نے کیوں جواب میں اتنا طول دیا کہ ھی عصای اتوکؤا علیھا واھش بھا علیٰ غنمی ولی فیھا مارب اخریٰ الایۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ادب یا غزالی ادب کرو۔ اے غزالی (شمائم امدادیہ مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ)

"مرتبین انصاف" کو چیلنج ہے کہ قیامت تک اگر وہ اس واقعہ کو قرآن و حدیث سے ثابت کردیں تو مبلغ ۵۰۰۰ روپے نقد انعام حاصل کریں۔ (ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین)

- حضرت شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

"علم میں راسخ علماء تمام مخلوق کے ارادوں سے واقف ہوتے ہیں"۔ اس سے مراد یہ ہے کہ صحیح معنوں میں متقی پرہیزگار اور مرد زاہد کا باطن صاف ہو جاتا ہے، بلکہ اس کے دل کا آئینہ اس قدر مصفّٰی ہو جاتا ہے کہ وہ ایک حد تک لوح محفوظ کے سامنے پہنچ جاتا ہے۔ الخ

(عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین سہروردی صفحہ نمبر ۷۱ طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

"مرتبین انصاف" کے تحریر کردہ اشعار کی مختصر شرح

(انصاف صفحہ نمبر ۴۱، ۴۲)

بندہ قادر کا قادر بھی عبدالقادر
سر باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر

عبدالقادر، قادر مطلق (اللہ جل شانہٗ) کا باقدرت (بااختیار) بندہ ہے۔

اور عبدالقادر ظاہر و باطن کا رازدار بھی ہے۔

● ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ابو رضا محمد بن احمد بغدادی المعروف بالمفید ابو سعید علیہ الرحمۃ سے قطب کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: قطب وہ شخص ہے جس پر زمانہ کی ولایت ختم ہو، ولایت کے تمام بوجھ اس کی لپیٹ میں ہوتے ہیں اور تمام کائنات کا انتظام و انصرام اس کے ذمہ ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ زمانہ حاضر کا قطب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ۔ (نزہۃ الخاطر الفاتر صفحہ نمبر ۹۶ مطبوعہ فیصل آباد)

● حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان حضرات میں سے ایک حضرت سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی بھی ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے آپ کو کائنات میں تصرف اور اقتدار حاصل ہے۔ (شرح فتوح الغیب فارسی صفحہ نمبر ۱۲)

● حضرت شیخ محمد اکرم چشتی صابری قدوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

جس کسی کو ظاہری و باطنی فیض حاصل ہوا ہے سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے حاصل ہوا ہے۔ (اقتباس الانوار مطبوعہ لاہور)

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی ہے مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

سیدنا عبدالقادر کو زمانے میں تصرف کرنے کی قدرت بھی ہے اور رد و بدل کی اجازت بھی اور اس مختار اعظم (یعنی رب العزت) نے آپ کو اختیارات بھی دے رکھے ہیں اور جہان کے کاروبار میں آپ کو تدبیر کم و بیشی کرنے کی صلاحیت بھی عنایت فرمائی ہے۔

● حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ کے صاحبزادے خواجہ محمد یحییٰ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: کہ اہل تصرف (اولیاء کرام) بہت طرح کے ہیں بعض ماذون و مختار ہیں کہ حق تعالیٰ کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہیں تصرف کرتے

ہیں۔ (ارشادات رحیمیہ صفحہ نمبر ۴۴ مطبوعہ دہلی ۱۳۳۳ھ از شاہ عبدالرحیم حنفی فاروقی والد گرامی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۱۷۶ھ)

● شیخ عارف سنجاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر تمام عالم کے سردار اور تمام اولیاء میں منفرد ہیں۔ اور آپ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عالم موجودات اور نظام تکوینی میں تصرف کے اختیارات عطا فرمائے ہیں الخ (قلائد الجواہر از محمد یحییٰ تاذنی صفحہ نمبر ۲۶۳ طبع کراچی ۱۹۷۸ء)

● شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) علیہ الرحمۃ کے چچا ابو نجیب عبدالقاہر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

میں اس ہستی (عبدالقادر جیلانی) کا احترام کیسے نہ کروں...... جو موجودہ دور میں عالم تکوینی میں منفرد ہیں جن کو میرے ہی قلب پر نہیں بلکہ تمام اولیاء کے قلوب پر تصرف کی ایسی قدرت حاصل ہے کہ جس کے احوال کو چاہیں سلب کر لیں اور جس کے چاہیں بحال رکھیں۔ (قلائد الجواہر از محمد یحییٰ تاذنی صفحہ نمبر ۲۶۴ طبع کراچی ۱۹۷۸ء)

● حضرت داتا گنج بخش لاہوری (م ۴۶۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اولیاء اللہ حق تعالیٰ کی طرف سے مدبران (تدبیر کرنے والے) اور جہان برگزیدہ حضرات ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں حاکمان عالم بنا کر اس کا حل و عقد، بسط و کشاد ان کے ساتھ وابستہ کیا ہے، جہان کیلئے احکام انہیں کے ارادوں پر موقوف فرماتے ہیں۔ (کشف المحجوب (اردو) صفحہ نمبر ۲۱۷ طبع لاہور)

● مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

......دوسرے (اولیاء اللہ) وہ (ہیں) جن کے متعلق خدمت اصلاح معاش و انتظام امور دنیویہ و دفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور کی درستی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں۔ (کلید مثنوی صفحہ ۳۴۳ جلد اول طبع ملتان)

قد بے سایہ ظل کبریا
تو اس بے سایہ ظل کا ظل ہے یا غوث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بغیر سائے والا جسم اقدس، اللہ تعالیٰ کے نور کا پرتو تھا تو آپ غوثِ اعظم اس ظل اللہ نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظل، پرتو اور سایہ ہیں۔

تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب
قلم رو میں حرم تا حل ہے یا غوث

(اے غوث اعظم) مشرق سے مغرب تک تمام آپ کی ملکیت اور جاگیر ہے۔ آپ کی حکومت اور بادشاہت میں حرم اور غیر حرم تمام جہان شامل ہے۔

• شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی فرماتے ہیں کہ صاحب مرأۃ الاسرار لکھتے ہیں: حضرت غوثِ اعظم اوائل میں فرمایا کرتے تھے کہ پہلے مجھے عراق سپرد کیا گیا اور اب تمام روئے زمین مشرق سے مغرب تک یعنی تمام بحر و بر و جبال میرے سپرد ہیں۔ الخ (اقتباس الانوار، محمد اکرم قدوسی چشتی صفحہ نمبر ۲۰۹ طبع لاہور)

• حضرت ابو مدین شعیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آسمان سے زمین تک ابدال کی ملک ہے۔ الخ (بہجۃ الاسرار از علامہ شطنوفی م ۷۰۳ھ)

جسے عرش دوم کہتے ہیں افلاک
وہ تیری کرسی منزل ہے یا غوث

آسمانوں میں جسکو دوسرا عرش کہتے ہیں اے غوث اعظم وہاں تک آپکی ملک میں ہیں۔

• شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عارف کی ملک عرش سے فرش تک ہے۔ (بہجۃ الاسرار مطبوعہ لاہور)

• مولوی محمد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں: یہ بلند منصب والے (اولیاء اللہ) تمام عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوتے ہیں اور انہیں یہ کہنا پہنچتا ہے کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔ (صراط مستقیم صفحہ نمبر ۱۹۹)

اگال اس کا ادھار ابرار کا ہو
جسے تیرا اُلش حاصل ہے یا غوث

اے غوثِ اعظم جس نے آپ کا جھوٹا (اُلش) پس خورہ استعمال کرلیا ہے اس کا اگلا ہوا تھوک اتنا بابرکت ہے کہ بڑے بڑے متقی پرہیزگار ابرار اس کو قرض لے کر جاتے ہیں۔ یعنی آپ کے منہ مبارک سے جو علم و حکمت کی باتیں نکلتی ہیں جو لوگ موجود نہیں ہوتے وہ آپ کے در پر موجود لوگوں سے سن کر محفوظ کرلیتے ہیں۔

نہ کیوں ہو تیری منزل عرش ثانی
کہ عرش حق تیری منزل ہے یا غوث

دوسرا عرش اے غوثِ اعظم آپ کی منزل کیوں نہ ہوگا کیونکہ آپ کی اصل منزل تو عرش حق تعالیٰ ہے۔ یعنی آپ کی روحانی پرواز عرش حق تعالیٰ تک ہے۔

کہا تو نے کہ جو مانگو ملے گا
رضا تجھ سے ترا سائل ہے یا غوث

اے غوثِ اعظم آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم سے جو چیز بھی طلب کروگے وہ چیز ہم اپنے سائل کو دیں گے تو اے سرکار یہ احمد رضا آپ سے آپ کا سوالی ہے میں تجھ سے تجھے مانگتا ہوں تو سن لے میں کیا مانگتا ہوں۔

• شیخ ابو القاسم عمر بزار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے سنا، فرمایا: جو شخص اپنی کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میرا توسل اختیار کرتا ہے وہ حاجت پوری کردی جاتی ہے۔

(خلاصۃ المفاخر صفحہ نمبر ۱۲۲ از ابو محمد عبداللہ بن اسعد یافعی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء)

لان سائلنی لاعطینہ۔ الخ (۱)......(بخاری جلد ۲ صفحہ نمبر ۹۶۳ طبع کراچی)

(۲)......(مشکوٰۃ کتاب الدعوات صفحہ نمبر ۱۹۷)

اگر میرا مقبول بندہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور اس کا سوال پورا کروں گا۔

تری چڑیاں ہیں تیرا دانہ پانی
ترا میلا تری محفل ہے یا غوث

اے غوثِ اعظم تمام اولیاء اللہ آپ کی چڑیاں ہیں اور آپ کا دانہ پانی کھاپی

کر آپ کے میلے کی محفلوں میں آپ کا چرچا کرتی ہیں، یعنی اولیاء اللہ آپ کے در اقدس سے مستفیض ہوکر اپنے اپنے مقامات پر جا کر لوگوں کو مستفید فرماتے ہیں۔

- شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: بغداد میں شیخ الاسلام سید محی الدین عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس قدر منزلت و مرتبت حاصل ہے کہ کل اقطاب، ابدال، اوتاد اور افراد آپ کے زیر نگیں ہیں۔ اور آپ سب کے قائد ہیں۔

(فتوحات مکیہ بحوالہ تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۲۱)

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے غوث اعظم کو قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا حتیٰ کہ چار دانگ عالم کے فقہاء، علماء، طلباء اور فقراء کی توجہ آپکے آستانہ کی جانب ہوگئی حکمت و دانائی کے چشمے آپکی زبان سے جاری ہوگئے اور عالم ملکوت سے عالم دنیا تک آپکے کمال و جلال کی شہرت ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے علامات قدرت و امارت دلائل خصوصیت اور براہین و کرامات آفتاب نصف النہار سے زیادہ واضح اور ظاہر فرمائے اور بخشش کے خزانوں کے کنجیاں اور تصرفات جو کہ احکام ہیں آپ کے قبضہ اقتدار اور دست اختیار کے سپرد فرمائیں۔ (اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۳۳، ۳۴ مطبوعہ کراچی)

- حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اس راہ میں فیوض و برکات وصول جس کو بھی ہو، وہ اقطاب و نجباء ہوں آپ کے واسطہ ہی سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ اور کسی کو میسر نہیں ہوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ (بطور تحدیث نعمت) آپ نے فرمایا: (ترجمہ) پہلے لوگوں کے سورج غروب ہوگئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے کناروں پر رہے گا غروب نہ ہوگا۔

(مکتوب صفحہ نمبر ۱۲۳ جلد ۳ طبع کراچی ۱۹۷۲ء اردو)

- ولی کیا مرسل آئیں تو خود حضور آئیں
وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

ولیوں کا کیا شمار بلکہ انبیاء مرسلین اور خود سرور کونین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین بھی

اے غوث اعظم آپ کی محفل وعظ میں تشریف لاتے ہیں۔

جاہلانہ تبصرہ: ایک امتی ولی کی تعریف میں انبیاء فرشتوں کی یہ توہین الخ

(انصاف صفحہ نمبر ۴۱)

الجواب:

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"مشائخ نے اس بیان کی وضاحت کی ہے شیخ قدوۃ ابی سعید قیلوی[1] رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں چند انبیاء کرام اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کئی بار جناب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں تشریف فرما دیکھ چکا ہوں جس طرح آقا اپنے غلاموں کو شرف بخشتے ہیں۔

(۱)......(زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۹۵ مطبوعہ لاہور)

(۲)......(بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۲۷۳ مترجم طبع لاہور)

- حضرت ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

شیخ بقا علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں سیدنا عبدالقادر علیہ الرحمۃ کی مجلس میں وعظ سن رہا تھا کہ آپ قطع کلام کر کے منبر سے زمین پر اتر آئے پھر منبر کے دوسرے زینے پر جا بیٹھے، میں نے دیکھا کہ پہلا زینہ اس قدر وسیع ہوگیا کہ حد نگاہ تک پھیل گیا اس پر ریشمی فرش بچھ گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم بھی ساتھ ہی بیٹھے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیخ کے دل پر تجلی ڈالی اور قریب تھا کہ آپ زمین پر گر پڑتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہارا دیا...... چند لمحوں کے بعد یہ سب کچھ میری نظر سے اوجھل ہوگیا۔ شیخ بقا علیہ الرحمۃ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کی رؤیت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ان کے ارواح عنصری شکل اختیار کرنے کی قدرت رکھتے ہیں جسے اللہ

[1] ابی سعید قیلوی حسن النسب سید اور عراق کے بلند پایہ شیوخ میں سے تھے۔ حضرت غوث اعظم کے دست اقدس سے خرقہ خلافت و ارادت حاصل کیا۔ ۵۵۷ھ/۱۱۶۱ء میں وصال ہوا۔ (سفینۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۸۲ مطبوعہ لاہور)

تعالیٰ ان پاکیزہ اجسام کو دیکھنے کی قوت عطا کردے وہ انہیں دیکھ سکتے ہیں۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر از ملاعلی قاری صفحہ نمبر ۴۷)

• حضرت ابوسعید قیلوی (م ۵۵۷ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: کہ بے شک انبیاء علیہم السلام کی ارواح مقدسہ آسمان اور زمین میں ایسا چکر لگاتی ہیں جیسا کہ زمانہ میں ہوائیں۔ الخ (بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۲۷۳ مطبوعہ لاہور)

• علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً زندہ ہیں اپنے بدن اور روح کے ساتھ قبر میں اور سیر وتصرف فرماتے ہیں زمین اور آسمان میں اور آپ کے اندر کوئی تغیر نہیں ہوا۔ (تنویر الحلک صفحہ نمبر ۱۹ مطبوعہ استنبول ترکی)

ے ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں
وہ تیرا ذاکر و شاغل ہے یا غوث

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں فرشتے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں مصروف ہیں اور چونکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی زندگی کے حسین لمحات اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر، عبادت وریاضت، درس وتدریس اور وعظ نصیحت میں گزارے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ فرشتوں کی جماعت میں سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ (اپنی شان کے لائق) کرتا ہے۔

مصرعہ ثانی درج ذیل آیت قرآنی اور حدیث نبوی کا خلاصہ ہے۔

"فاذکرونی اذکرکم"۔ (القرآن الکریم پ۲)

ترجمہ: "سوتم مجھے یاد کیا کرو، میں تمہیں یاد کیا کروں گا"۔

• حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے، اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں

کے مجمع میں تذکرہ کرتا ہوں۔ (خلاصہ) (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۹۶)

کیا! (۱)۔ شیخ ابی سعید قیلوی بغدادی (م ۵۵۷ھ)۔
(۲)۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ)۔
(۳)۔ شیخ ملاعلی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ)۔

نے نعوذ باللہ ایک امتی ولی کی تعریف میں انبیاء وفرشتوں کی توہین کی ہے۔ اگر مولانا احمد رضا بریلوی مجرم ہیں تو مذکورہ بالا بزرگانِ دین مجرم کیوں نہیں "مرتبین انصاف" سوچ سمجھ کر جواب دیں۔

۱۔ شیخ ابی سعید عراق کے بلند پایہ مشائخ میں سے ہیں۔ (سفینۃ الاولیاء)

۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو ہر شب بارگاہ نبوی میں حاضری کا شرف حاصل تھا۔
(الافاضات الیومیہ صفحہ نمبر ۱۰۸ جلد ۹)

۳۔ ملاعلی قاری، مشہور زمانہ ہو کر سن ہزار کے سرے پر درجہ مجددیت کو پہنچے۔
(حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۳۴۱)

بے شک مولانا احمد رضا بریلوی نے اسی راستہ پر چلنے کی وصیت کی تھی جو مذکورہ بالا اولیاء کرام کا راستہ تھا۔

ے اے ظل اللہ شیخ عبدالقادر
اے بندہ پناہ شیخ عبدالقادر

اے اللہ کی رحمت کے سایہ اور بندہ کو پناہ دینے والے شیخ عبدالقادر۔

ے محتاج و گدائم و تو ذوالتاج و کریم
شیئاً للہ شیخ عبدالقادر

میں محتاج اور تو ذوالتاج وکریم ہے، اے شیخ عبدالقادر اللہ کیلئے میری مدد کیجئے۔

ے عبدالقادر کریم عبدالقادر
عبدالقادر عظیم عبدالقادر

شیخ عبدالقادر کریم النفس اور عظیم المرتبت ہیں۔

؎ تجھ ذور کتا رضا پیاسا مرجائے
اپنے دریا کی موج سے اک قطرہ اور دے

تجھ سے دور تیرا وفادار پیاسا مرجائے، مجھے اپنے دریا کی موج سے ایک قطرہ اور دے۔

؎ حمد لک اے الٰہ عبدالقادر
اے مالک و بادشاہ عبدالقادر

سب تعریف عبدالقادر کے خدا کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحانی جہان کے مالک و بادشاہ ہیں۔

- شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:

بغداد میں شیخ الاسلام سید محی الدین عبدالقادر گیلانی کو اس قدر منزلت و مرتبت حاصل ہے کہ کل قطاب، ابدال، اوتاد اور افراد آپ کے زیر نگیں ہیں اور آپ سب کے قائد ہیں۔ (فتوحات مکیہ بحوالہ تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۲۱)

- حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

؎ بادشاہِ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرورِ اولادِ آدم شاہ عبدالقادر است

(تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۲۲)

- محدث ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) علیہ الرحمۃ نے آپ کو "اولیاء اللہ میں سب سے زیادہ بلند، اصفیاء کے سرتاج شیخ الاسلام اور پیشوا کے القاب سے یاد فرمایا ہے"۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۲۲)
- حافظ زین الدین المشہور ابن رجب اپنے طبقات میں حضور غوث پاک کو ان القاب سے یاد کرتے ہیں۔ "شیخ زماں، سرور اہل طریقت، پیشوائے خداشناساں، سلطان پیر"۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۲۲)
- مولوی محمد احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں:

حضرت شیخ المشائخ، قطب الاقطاب، امام الاولیاء محی الملۃ والدین غوث اعظم ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی حسنی قدس سرہ سلسلہ قادریہ کے بانی اور سرخیل اولیاء کرام ہیں۔ الخ (غوث اعظم از مولوی احتشام الحسن کاندھلوی صفحہ نمبر ۵ طبع لاہور ۱۹۷۸ء)

اب ہم ایک ایسے عالم کا فتویٰ درج کرتے ہیں جو کہ علمائے دیوبند کے پیشوا اور مفتی ہیں یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی۔ اصل میں منشی محمد حسن خان صاحب متوطن کوٹلہ متصل کرت پور ضلع بجنور نے ایک استفتاء بخدمت علماء دین بھیجا تھا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ قاضی صاحب منگوری نے منشی صاحب موصوف کی نسبت اس وظیفہ یا شیخ کے پڑھنے کی وجہ سے یہ مشہور کردیا تھا کہ منشی صاحب کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اس کے جواب میں اکابر علماء اہل السنۃ والجماعت نے اس کا جواز لکھا تھا جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ مولانا مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری۔
۲۔ مولانا مولوی محمد لطف اللہ صاحب علی گڑھی۔
۳۔ مولانا مولوی احمد حسن صاحب کانپوری۔
۴۔ مولانا مولوی محمد نعیم صاحب لکھنوی۔
۵۔ مولانا مولوی محمد عین القضاۃ صاحب حیدر آبادی۔
۶۔ مولانا مولوی محمد مسعود صاحب دہلوی۔
۷۔ مولانا مولوی محمد گوہر علی صاحب رامپوری وغیرہم مگر یہاں پر مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا فتویٰ نقل کردیتے ہیں جو علماء دیوبند کیلئے حجۃ قاطعہ ہے۔ یہ رسالہ فتویٰ جواز یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کے نام سے ۱۸۹۰ء میں طبع ہوا تھا۔

"عبارت فتویٰ: اس کا پڑھنا شرک اس وقت ہے کہ شیخ کو عالم الغیب و متصرف مستقل (ذاتی طور پر بغیر خدا تعالیٰ کی عطا کے) جانے اور جو اس لفظ میں برکت واثر جان کر پڑھے تو بعض مشائخ قادریہ کا معمول ہے۔ ایسے پڑھنے پر نہ تکفیر ہوسکے نہ تفسیق۔ اگرچہ ایسے وظیفہ کا پڑھنا اولیٰ بھی نہیں۔ اور کسی مسلمان پر گمان شرک

فسق کا کرنا جب تک تاویل اس کے قول کی حسن ہو سکے درست نہیں۔ ہاں اگر وہ اقرار کرے کہ میری مراد کفر کے معنی ہیں۔ (حالانکہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہہ سکتا) تو مضائقہ نہیں اور جب تک کہ وہ اقرار کچھ نہ کرے تو تاویل کر کے مسلمان بنا دے اور جو تاویل اچھی بیان کرے (جیسا کہ عام مسلمان کرتے ہیں) تو اس پر گمان بد کرنا خود معصیت ہے۔ ان بعض الظن اثم۔ لہٰذا ایسے شخص کی امامت بھی درست ہے اور باہم اتفاق واجب ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی [1]

(سرور الخاطر والفاتر فی ندا یا شیخ عبدالقادر از پروفیسر سید احمد علی بٹالوی صفحہ نمبر ۵۲ طبع لاہور ۱۳۲۵ھ)

- **قبلہ عالم حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی نور اللہ مرقدہٗ**

سے ایک شخص نے عرض کیا کہ بعض مولویوں نے فتویٰ دیا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ نہ پڑھا جاوے، فرمایا! ہم تو ملائی کام نہیں کرتے، جن لوگوں کا برزخ سے تعلق ہے انہیں صحیح حال معلوم ہے۔ مفتیوں سے اگر پوچھیں تو وہ تو یہ بھی کہیں گے کہ "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" بھی نہ کہا جائے۔ الخ

(تفصیل کیلئے ملفوظات مہریہ صفحہ نمبر ۱۲۵، ملفوظ نمبر ۱۶۷ کا مطالعہ فرمائیں)۔

- **علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں:**

وظیفہ یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کا اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجر الی الشرک

[1] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۶۸ طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۹۸۸ء

تھانوی جی (یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ) کے بارے لکھتے ہیں صحیح العقیدہ سلیم الفہم کیلئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ (امداد الفتاویٰ صفحہ ۳۵۷ جلد ۵ مطبوعہ مکتبہ دار العلوم کراچی ۲۰۱۰ء)

مولوی انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں واعلم ان الوظیفۃ المعصودۃ یا شیخ سید عبدالقادر یا جیلانی شیئاً للہ ان حملنا علی الجواز (فیض الباری صفحہ ۲۶۶ جلد ۲ مکتبہ الرشیدیہ کوئٹہ)

تھانوی جی مولوی رشید احمد گنگوہی سے استغاثہ کرتے تھے یا سیدی للہ شیئاً انہ، انتم لی الجدی وانی جاری۔ ترجمہ: اے میرے سردار خدا کے واسطے کچھ تو دیجئے آپ معطی ہیں میرے میں ہوں سوالی للہ (تذکرۃ الرشید صفحہ نمبر ۱۱۴، ۱۱۵ جلد اول طبع لاہور) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

ہو گا ہاں اگر وسیلہ یا ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں۔ الخ (کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۸۲ طبع کراچی)

- **علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب درمختار فتاویٰ خیریہ میں فرماتے ہیں:**

"قولہم یا شیخ عبدالقادر نداء فما الموجب لحرمتہ"۔

ترجمہ: لوگوں کا کہنا کہ یا شیخ عبدالقادر یہ ایک ندا ہے پھر اسکی حرمت کا سبب کیا ہے

(فتاویٰ خیریہ از علامہ خیر الدین رملی صفحہ نمبر ۲۸۲ جلد ۲ مطبوعہ افغانستان)

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو
کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالق کائنات جل شانہٗ نے علم و حکمت دیئے اور وہ تمام کمالات و مراتب اور محاسن جو مخلوق کے شایان شان تھے بدرجہ اتم عطا فرمائے۔ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو تمام درجات و مراتب بارگاہِ خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی صفت کن و مکن کا مظہر اور صاحب مرتبہ بنایا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ کو کن (ہو جا) اور مکن (نہ ہو) کہنے کا اختیار حاصل ہے۔

- شیخ محمد اکرم چشتی قدوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی تربیت سے آپ کو کمالات لطیفہ قلب عطا ہوئے ...... اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت کبریٰ حاصل ہوئی۔

(اقتباس الانوار صفحہ نمبر ۸۷۱ مطبوعہ لاہور مترجم)

- حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

...... یہ وہ توحید ہے اور حالت محویت فی الذات ہے جو اولیاء ابدال کا خاصہ ہے یہاں بندہ کو تکوینی یعنی خلقت و پیدائش اشیاء کی قوت عطا فرمائی جاتی ہے اور باذن الٰہی اس کے حکم کن سے عجائب و غرائب ظہور میں آتے ہیں اور وہ خلق خدا کا ملجاو ماویٰ بن جاتا ہے اسے انشراح صدر ہوتا ہے اور اس کا ذکر خیر دونوں جہانوں میں بلند

ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بعض کتابوں میں اس کا ارشاد موجود ہے کہ اے بنی آدم! میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں جس شئے کو کہہ دوں کہ کن (ہو جا) وہ فوراً ہو جاتی ہے، پس میری وحدانیت میں فنا ہو کر تو بھی جس شئے کو کہہ دیگا (کن) ہو جا وہ تیرے اذن سے فوراً ہو جائیگی۔ (فتوح الغیب از شیخ عبدالقادر جیلانی صفحہ نمبر ۱۲۸ طبع لاہور)

عجم کیا عرب حل کیا حرم میں
جمی ہر جا تیری محفل ہے یا غوث

عرب و عجم ہی نہیں بلکہ حل و حرم کیا ہر جگہ آپ کی یاد میں محفلیں منعقد ہو رہی ہیں اور آپ کے نام نامی اسم گرامی کا چرچا کیا جا رہا ہے۔

ہے شرح اسم القادر تیرا نام
یہ شرح اس متن کی حامل ہے یا غوث

القادر اسم ذات باری کی شرح آپ کا نام اے غوث اعظم عبدالقادر ہے اور اسم القادر متن ہے اور آپکا نام اس نام کی شرح مبین ہے جس نے قادر کی قدرت کو اپنی کرامات میں ظاہر کیا۔

• مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

......دوسرے (اولیاء اللہ) وہ (ہیں) جن کے متعلق اصلاح معاش و انتظام امور دنیویہ و دفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور کی درستی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں جن کو ہمارے عرف میں اہل خدمت کہتے ہیں اور ان میں سے جو اعلیٰ اور اقویٰ (ہو) وہ دوسروں پر حاکم ہوتا ہے اس کو قطب التکوین کہتے ہیں اور ان کی حالت مثل حضرات ملائکہ علیہم السلام کے ہوتی ہے۔

(کلید مثنوی صفحہ ۴۳۳ جلد اول طبع ملتان)

دیکھیے! مولوی اشرف علی تھانوی اولیاء اللہ کیلئے خدائی اختیارات ثابت کر رہے ہیں۔

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

• مولوی محمد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

پس حکیم مطلق ان (اولیاء اللہ) کو تصرفات کونیہ میں واسطہ بناتا ہے مثلاً نزول بارش و پرورش اشجار، سبزی و نباتات و بقائے انواع حیوانات و آبادی قریہ و امصار، تقلب احوال و ادوار و تحویل اقبال و ادبار سلاطین و انقلاب حالات اغنیاء و مساکین اور ترقی و تنزلی صغار و کبار، اجتماع و تفرق جنود و عساکر و رفع بلا و دفع وباء وغیرہ۔ الخ (منصب امامت صفحہ نمبر ۱۱۰ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء)

نیز مولوی صاحب لکھتے ہیں:

پس جو تغیرات اور انقلابات، اطراف عالم یا بنی آدم میں پیدا ہوتے ہیں کوئی بھی ان کی قدرت سے پیدا نہیں ہوتے اور نہ ان میں بذاتہٖ کسی تصرف کی طاقت ہے، بلکہ رب العزت نے ان کو تصرفات عالم کے آثار کی قدرت عطا فرما کر بنی آدم کے کاروبار ان کے سپرد کردیے ہیں، پس یہ بحکم خدا اپنی طاقت صرف کرتے ہیں اور گوناگوں تصرفات اور رنگارنگ تغیرات عالم کون میں پیدا کرتے ہیں۔ الخ

(منصب امامت صفحہ نمبر ۱۱۱، ۱۱۲ طبع ۱۹۸۸ء)

• حجۃ الاسلام امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

جب بندہ اطاعت الٰہی میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بے شمار نعمتوں سے نوازتا ہے جس میں سے بیسویں نعمت یہ ہے کہ:

وہ اللہ سے جو کچھ مانگتا ہے اس کو دیتا ہے اور اگر کسی کی سفارش کرتا ہے تو اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہے تو وہ جس طرح بھی چاہے ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی ان میں سے پہاڑ کی طرف اشارہ کرے تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ جاتا ہے وہ زبان سے سوال کرنے کا محتاج نہیں اگر اس کے دل میں کسی چیز کا خیال آتا ہے تو وہ حاضر ہو جاتی ہے اور وہ ہاتھ سے بھی اشارہ کرنے کا محتاج نہیں ہوتا۔ (منہاج العابدین صفحہ نمبر ۳۳۹ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء)

’ہفت اقطاب‘‘ کے اشعار کا جواب

’’مرتبین انصاف‘‘ نے درج ذیل عنوان:

’’پیروں میں خدائی اختیارات‘‘

کے تحت ’ہفت اقطاب‘‘ مؤلفہ خواجہ غلام فرید چشتی نظامی سے چند اشعار لکھ کر طعن و تشنیع مولانا احمد رضا بریلوی پر کی ہے۔ (انصاف صفحہ نمبر ۴۳،۴۴)

الجواب ا: اشعار خواجہ غلام فرید چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کے اور طعن و تشنیع مولانا احمد رضا بریلوی پر یہ کیسی کھلی جہالت اور دروغگوئی ہے۔

- **خواجہ غلام فرید چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کے متعلق علمائے دیوبند کے تاثرات**

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء)
پنجاب میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے جلیل القدر مشائخ میں سے ہیں۔ الخ
(ماہنامہ الرشید، لاہور، دارالعلوم دیوبند صفحہ نمبر ۷۶۱)

- **کوثر نیازی**

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ اس علاقہ کے روحانی پیشوا تھے۔ آپ کے علمی مقام، فکری مرتبے اور شاعرانہ عظمت پر غور فرمائیے، مجھے تو خواجہ صاحب سرائیکی زبان کے رومی نظر آتے ہیں۔ الخ
(شرح دیوان فرید از مولانا نور احمد خان صفحہ نمبر ۱۴۱ مطبوعہ ملتان)

- **سید عطاء اللہ شاہ بخاری**

سرمہ چشم شد بخاری را
خاکپائے غلام خواجہ فرید

(۱)...... (سواطع الالہام از سید عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ نمبر ۱۰۲ مطبوعہ ملتان)
(۲)...... (شرح دیوان فرید از مولانا نور احمد خان صفحہ نمبر ۱۴۶ مطبوعہ ملتان)

- **سید ابوذر بخاری بن سید عطاء اللہ شاہ بخاری لکھتے ہیں:**

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب فاروقی چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ مدفون چاچڑاں شریف۔ (حاشیہ سواطع الالہام صفحہ نمبر ۱۰۱ مطبوعہ ۱۳۷۴ھ)

- **مولوی لال حسین اختر (سابق ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان) لکھتے ہیں:**

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب عارف ربانی رحمۃ اللہ علیہ۔
(سلسلہ اشاعت نمبر ۲ مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ، ۲ مارچ ۱۹۶۷ء صفحہ نمبر ۱)

نیز لکھتے ہیں: حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب خواجہ غلام فرید صاحب قدس سرہٗ۔ (ایضاً صفحہ نمبر ۸)

اگر بقول مرتبین انصاف، خواجہ صاحب کے یہ اشعار گمراہی و ضلالت پر مبنی ہیں تو ان کو گمراہ کہنے کی بجائے جن علماء دیوبند نے ان کی مدح کی ہے وہ کس زمرے میں شمار ہوں گے؟ سوچ سمجھ کر جواب دو!

الجواب ۲: علمائے دیوبند کے پیر و مرشد اپنے پیر صاحب کی قبر کے متعلق لکھتے ہیں۔

جس کو ہووے شوق دیدار خدا
ان کے مرقد کی کرے زیارت و جاہ
(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۱۵۸ مطبوعہ کراچی)

یعنی حاجی امداد اللہ صاحب کے پیر کی قبر کی زیارت کرنا خدا کی زیارت کرنا ہے۔

- **مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:**

قسم بقبلہ روئے تو یارسول اللہ
رواست سجدہ بسوئے تو یارسول اللہ
(النبیۃ الجلیہ صفحہ نمبر ۱۰ مطبع الہ آباد)

جوان اشعار کا جواب مرتبین انصاف دیں گے وہی خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے اشعار کا جواب ہوگا۔

الجواب ۳: مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

خواجہ بایزید قدس سرہ العزیز نے فرمایا، لوائی اعظم من لواء محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (السنۃ الجلیہ صفحہ نمبر ۳۶)

- **مولوی نذیر احمد عرشی دیوبندی لکھتے ہیں:**

یعنی اولیاء کرام اللہ کی دولہنیں ہوتی ہیں۔ الخ (مفتاح العلوم صفحہ نمبر ۱۹۶ جلد ۱)

- **مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:**

جنہوں نے حضرت شیخ (حاجی امداد اللہ) کو دیکھا گویا انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ (قصص الاکابر صفحہ نمبر ۹۰)

حاجی امداد اللہ صاحب نے مولوی احمد حسن کے جواب میں فرمایا کہ شیخ عین رسول ہے بلکہ عین حق ہے نہیں بلکہ صورت حق ہے۔ ۱

(فیوض الرحمن صفحہ نمبر ۱۹ طبع پشاور ۱۹۲۷)

جوان عبارات کا جواب ہوگا وہی خواجہ صاحب کے اشعار کا جواب ہوگا۔

؎ تیرا آستان ہے وہ آستان کہ حریم بیت الحرام ہے
تیری بارگاہ ہے وہ بارگاہ کہ جو قبلہ گاہ انام ہے

(انصاف صفحہ نمبر ۴۳)

الجواب: شاعر کہتا ہے کہ جس طرح بیت اللہ کی زیارت کیلئے خود بخود لوگوں کے دل کھنچے چلے جاتے ہیں اسی طرح آپ (یعنی پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ) کا آستانہ بھی لوگوں کی توجہ گاہ ہے کہ کثرت سے لوگ آپ کے آستانہ پر حاضری دیتے ہیں۔ اس میں آستانہ علی پور کو ہرگز خانہ کعبہ نہیں کہا گیا۔ بلکہ آستانہ علی پور کو قبلہ گاہ انام یعنی لوگوں کی توجہ گاہ کہا گیا ہے۔

۱ ملفوظات حکیم الامت صفحہ نمبر ۲۰۳ جلد ۱۵ طبع ملتان (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

دامن کو ذرا دیکھ

مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی رشید احمد گنگوہی کی وفات کے موقع پر مرثیہ میں لکھتا ہے

؎ جدھر آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

؎ پھریں تے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

(مرثیہ گنگوہی صفحہ نمبر ۸، ۹ ناشر کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

؎ مدینہ بھی مطہر ہے، مقدس ہے علی پور بھی
اُدھر جائیں تو اچھا ہے اِدھر جائیں تو اچھا ہے

(انصاف صفحہ نمبر ۴۳)

الجواب: شاعر کہتا ہے کہ مدینہ منورہ بھی مطہر ہے (اپنی شان کے لائق اور علی پور بھی مقدس ہے، اپنی شان کے لائق) جدھر بھی جائیں اچھی بات ہے۔

اس شعر میں فقط لفظی مناسبت ہے کہ دونوں جگہیں (اپنی اپنی شان کے اعتبار سے) مقدس و محترم ہیں۔ رہی مدینہ منورہ کی عظمت و رفعت اور خصوصیات تو وہ اپنی جگہ برقرار ہیں۔

- مدینہ شریف حرمین شریفین میں داخل ہیں۔

نیز پروردگار عالم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ معظمہ سے ہجرت کا حکم دیا اور مدینہ منورہ میں قیام کا حکم فرمایا۔ جملہ کمالات ظاہر و باطن جو عالم قوت و استعداد میں امانت رکھے تھے۔ ان سب کو درجہ فعلیت میں لایا اور اس شہر کو تمام فتوحات کا مبداء اور برکات کے خزانوں کی کنجی گردانا۔ اس کی خاک پاک کو آپ کے گوہر عنصر شریف کیلئے صدف بنا کر قیامت تک اس زمین کا خطہ آپ کے وجود پاک سے مشرف ہو کر فیض بخش ملک و ملکوت رہے۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خاک مدینہ میں شفا ہے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مدینہ منورہ میں انتقال کرے اس کیلئے میں قیامت کے دن شفیع ہوں گا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے جو لوگ سب سے پہلے ہماری شفاعت حاصل کریں گے وہ اہل مدینہ ہیں اس کے بعد اہل مکہ پھر اہل طائف۔ (جذب القلوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ

قبر شریف سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلقاً اور بالعموم افضل ومکرم ہے۔ خواہ شہر مکہ مکرمہ ہو یا خانہ کعبہ شریف اور خانہ کعبہ سوائے قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے افضل ہے۔ (جذب القلوب مترجم صفحہ نمبر ۱۴ مطبوعہ کراچی)

- یہ شہر مقدس دجال کے وجود اور نجاست سے محفوظ رہے گا۔ بخاری ومسلم کی روایت سے ثابت ہے کہ اس زمانے میں مدینہ منورہ کی ہر گلی پر فرشتوں کی ایک جماعت مقرر ہوگی کہ اس کی حفاظت کریں۔
- مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنا ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ (بخاری جلد اول صفحہ نمبر ۱۵۹ طبع کراچی)

ایک ضروری مسئلہ اور اُس کی وضاحت

- ''مرتبین انصاف'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

رضاخانی درود شریف

۱۔ اللّٰھم صل وسلم علیه وعلیهم وعلی عبدالمصطفیٰ مولانا احمد رضا وعلی آل احمد رضا۔

۲۔ اللّٰھم صل وسلم علیه وعلیهم و علی مولانا عبدک الفقیر ابی فتح عبد الرضا محمد حشمت علی۔

۳۔ اللّٰھم صل وسلم علی محمد وسیدنا وھادینا و مرشدنا مخدومنا حافظ سید جماعت علی شاہ۔ (انصاف صفحہ نمبر ۴۴)، (فیضان علی پور صفحہ نمبر ۶)

الجواب: مندرجہ بالا نمبر ۱، نمبر ۲ درود میں پہلے نبی کریم، پھر بزرگانِ دین اور بعد میں مولانا احمد رضا بریلوی اور مولانا حشمت علی پر درود وسلام پیش کیا گیا ہے۔ اور نمبر ۳ میں پہلے نبی اکرم پر پھر پیر جماعت علی شاہ پر درود وسلام پیش کیا گیا ہے۔ مستقلاً درود نہیں بھیجا بلکہ تبعاً درود بھیجا ہے اور یہ محققین علماء کے نزدیک جائز ہے۔

- **امام ابوحنیفہ (م ۱۵۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ**

وقالت طائفة یجوز تبعاً ولایجوزہ استقلالاً وھذا قول ابی حنیفة و جماعته۔

- **امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ**

وقالت طائفة یکرہ استقلالا لا تبعاً و ھی روایة عن احمد۔

- **امام مالک (م ۱۷۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ**

رحکی عن الامام مالک کما تقدم وقالت طائفة لایجوز مطلقاً استقلالاً و یجوز تبعاً۔ (القول البدیع از امام سخاوی (م ۹۰۲ھ) صفحہ نمبر ۵۵ طبع پاکستان)

- **علامہ قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ**

رذکرالصلوۃ علی الآل وازواج مع النبی صلی الله علیه وسلم بحکم التبع والاضافة الیه لاعلی التخصیص۔
(الشفاء (عربی) صفحہ نمبر ۶۷ حصہ دوم ناشر فاروقی کتب خانہ ملتان)

البتہ آل وازواج کا ذکر درود میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے اتباع واضافت میں کر سکتے ہیں۔ نہ کہ مستقلاً خصوصیت کے ساتھ۔

- **ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ**

قال ابو محمد جوینی السلام کالصلوۃ یعنی لایجوز علی

غیر الانبیاء والملائکۃ الا تبعاً۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از ملا علی قاری حنفی صفحہ نمبر ۳۴۰ جلد ۳ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

- **شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ**

جمہور علماء کا جو مسلک مختار ہے اور جس پر کثیر فقہاء و متکلمین متفق ہیں یہ ہے کہ غیر نبی پر تنہا مستقلاً صلوٰۃ بھیجنا جائز نہیں ہے بلکہ یہ ایسی چیز ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور ان کی تعظیم و توقیر میں اسے شعار و علامت مقرر رکھا گیا ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ نمبر ۵۸۱ مطبوعہ کراچی مترجم)

- **امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ**

ولا الصلوٰۃ والسلام علی الصحابۃ استقلالاً و یجوز تبعاً۔
(تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی حصہ دوم صفحہ نمبر ۸۷)

- **علامہ عبدالغنی نابلسی (م ۱۱۴۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ**

ولا یصلی علی غیر الانبیاء والملائکۃ الا بطریق التبع۔
(الحدیقۃ الندیہ صفحہ نمبر ۹)

- **قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ**

ھل یجوز الصلوٰۃ والسلام غیر الانبیاء والصحیح انہ یجوز تبعاً و یکرہ استقلالاً۔ (تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۳۷۹ جلد ۷ مطبوعہ دہلی)

- **علامہ یوسف نبہانی (م ۱۳۵۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ**

علامہ جوینی قدس سرہٗ نے فرمایا "صلوٰۃ" کی طرح "سلام" بھی مستقلاً ممنوع ہے۔ (جواہر البحار فی فضائل نبی المختار)

- **"مرتبین انصاف" کے گھر کی شہادت**

ذھب المفتیون من المذاھب الاربعہ الی ھجرھا و ھکذا

ینبغی فان لفظ الصلوٰۃ ھاء شعاراً للانبیاء علیھم السلام فی زماننا فلا یصلی غیر الا ان یکون تبعاً۔ (فیض الباری علی صحیح البخاری) ¹

الزام: بریلوی اعلیٰ حضرت عبدالقادر پرستی اور ہر جگہ کعبہ و مدینہ بنانے کے بعد اس قدر بے نیاز ہوئے کہ ایک فرضی غیر مستند درود کے بعد لکھا:

اس نیت کو بھی جگہ نہ دے مجھے زیارت رسول نصیب ہو (انصاف صفحہ نمبر ۴۵)

الجواب: فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ چند مختصر درود شریف لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

(بعد نماز عشاء) طاق بار جتنا نبھ سکے حصول زیارت اقدس کیلئے اس سے بہتر صیغہ نہیں مگر خالص تعظیم شان اقدس کیلئے پڑھے اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو، آگے ان کا کرم بے حد و انتہا ہے۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد از وغیر او تمنائے !

قارئین کرام! بتائیں اس میں کون سی بات قابل گرفت ہے، معلوم ہوتا ہے بغض رضا نے "مرتبین انصاف" کے عقل و فہم کو مفلوج کر دیا ہے۔

- محدثین کا خود ساختہ درود شریف، "مرتبین انصاف" کیلئے لمحہ فکریہ......!

۱۔ امام بخاری (م ۲۵۶ھ) علیہ الرحمۃ۔
۲۔ امام مسلم (م ۲۶۱ھ) علیہ الرحمۃ۔
۳۔ امام ترمذی (م ۲۷۹ھ) علیہ الرحمۃ۔

¹ صاحب اصول الشاشی فرماتے ہیں والسلام علی ابی حنیفۃ واحبابہ اصول الشاشی صفحہ نمبر ا طبع ملتان مولوی نعیم احمد دیوبندی اس کی شرح میں لکھتے ہیں صلوٰۃ کا لفظ مستقلاً غیر نبی کیلئے نہیں بولا جا سکتا البتہ ضمناً بولا جا سکتا ہے۔ مثلاً یوں کہیں حضرت محمد و ابوبکر و عمر علیہم الصلوٰۃ، لفظ سلام پر بحث کرتے ہوئے لکھا بعض لوگوں کا مسلک یہ ہے کہ سلام کا لفظ نبی و فرشتے کے غیر کیلئے بھی مستقلاً بولا جا سکتا ہے۔ (انتہی بلفظہ) اور بعض باتیں جو فرط محبت و عقیدت میں کہی جائیں معاف ہو جاتی ہیں (ملخصاً) خیر الحواشی شرح اصول الشاشی صفحہ نمبر ۱۳، ۱۴ مکتبہ امدادیہ ملتان (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

۴۔ امام ابوداؤد (م ۲۷۵ھ) علیہ الرحمۃ۔

۵۔ امام ابن ماجہ (م ۲۷۳ھ) علیہ الرحمۃ۔

۶۔ امام نسائی (م ۳۰۳ھ) علیہ الرحمۃ۔

و دیگر محدثین کرام کا یہ طریقہ کار ہے کہ وہ حدیث رسول نقل کرتے وقت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے ہیں یہ درود شریف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، بلکہ یہ محدثین کا خود ساختہ ہے۔ اس لئے مرتبین اس کو بھی نہ پڑھا کریں

الزام: بغداد کی محبت نے بریلوی اعلیٰ حضرت کو مدینہ کی محبت سے محروم کردیا۔

''مگر مدینہ میں مجاورت ہمارے آئمہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ فقط آداب نہ کر سکے گا''۔ (احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر ۸۲)، (انصاف صفحہ نمبر ۳۵)

الجواب: یہ عبارت مولانا احمد رضا بریلوی نے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمائی ہے۔ ''مرتبین انصاف'' نے خیانت کرتے ہوئے مکمل عبارت نقل نہیں کی۔ ہم سوال مع جواب نقل کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ جس سے مسئلہ کی خود بخود وضاحت ہو جائیگی

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے اگر ہجرت ہی کرنا (یعنی کفار کے غلبہ ہند سے) ہے تو بجائے کابل کے مدینہ منورہ کو ہجرت کروں گا یہ تو ہوگا کہ مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نماز کا ثواب ملے گا (ابن ماجہ)۔ یہ کہتا ہے دین مدینہ سے نکلا ہے اور پھر اسی جگہ پلٹ جائے گا۔ پس اس جگہ سے کون سی جگہ افضل ہے۔ الخ

الجواب: زید کے بالائی خیالات سب صحیح ہیں بے شک مدینہ منورہ سے کسی شہر کو نسبت نہیں ہوسکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ المدینة خیر لھم ولو کانوا یعلمون ، مدینہ منورہ ان کیلئے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ مگر مدینہ منورہ میں مجاورت ہمارے آئمہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ حفظ آداب نہیں ہوسکے گا۔ الخ

(احکام شریعت صفحہ نمبر ۱۳۶ طبع کراچی)

مدینہ منورہ میں آداب کی پوری پابندی نہ ہونے کی وجہ سے عوام الناس کیلئے آئمہ کرام نے مدینہ طیبہ میں مجاورت کو مکروہ لکھا ہے۔ جو شخص پابندی آداب ملحوظ خاطر رکھے اس کیلئے کراہت نہیں، کیونکہ ہندوستان کے متعدد علمائے کرام نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں وصال فرمایا۔

ایک خواب وعبارت کی تشریح

مولانا احمد رضا فرماتے ہیں (ایک دفعہ میں درد کمر اور سینہ میں مبتلا تھا) ایک روز دیکھا کہ حضرت (والد گرامی) تشریف لائے اور حضرت کے شاگرد و مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کہ میرے پیر بھائی اور حضرت مرشد برحق رضی اللہ عنہ کے فدائی تھے۔ کم ایسا ہوا ہوگا کہ حضرت پیرومرشد کا نام پاک لیتے اور ان کے آنسو رواں نہ ہوتے۔ جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اُترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی الخ

(انصاف صفحہ نمبر ۳۵)، (ملفوظات حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۴۲)

اگر اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے کی قبر سے اس کے فضل وکرم سے خوش بو محسوس ہو تو اس میں کون سا استحالہ ہے۔

● امام بخاری رحمۃ اللہ کی قبر سے خوشبو کا آنا

امام بخاری کی وفات کے بعد ایک عرصہ تک آپ کی قبر کی مٹی سے خوشبو آتی رہی، اور بطور تبرک مٹی اٹھاتے رہے۔ الخ

(ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۱۰۸ از مولوی محمد حنیف گنگوہی، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء)

● پروفیسر ڈاکٹر نور احمد نور نشتر میڈیکل کالج ملتان لکھتے ہیں:

چند برس پہلے کی بات ہے راجن پور کے قبرستان میں ایک مردے کو دفن کرنے کیلئے ایک قبر تیار کی گئی۔ ابھی تک لوگ مردے کو لے کر پہنچے نہیں تھے کہ پورے قبرستان میں عجیب فرحت انگیز خوشبو مہک رہی تھی، لوگ حیران ہوئے کہ یہ

خوشبو کہاں سے آرہی ہے جبکہ قبرستان میں صرف دو جال کے درخت اور چند جنگلی پودے تھے جو کہ خوشبو نہیں دے سکتے تھے۔ تلاش کرنے پر معلوم ہوا کہ خوشبو کا منبع نئی تیار کی گئی قبر کی تہہ میں موجود ایک سوراخ ہے۔ لوگوں نے جب اس سوراخ کو بڑا کیا تو نیچے سے ایک قبر نکلی، جس میں ایک سفید ریش بزرگ ہمیشہ کی نیند سو رہے تھے۔

(ماہنامہ اصلاح معاشرہ پاکستان جلد ۲ شمارہ ۲ فروری 1995ء صفحہ نمبر ۲۱)

- حضرت ابوالحسن بن براء نے ''کتاب الروضہ'' میں اپنی سند سے روایت کی کہ ابراہیم گورکن نے مجھے اطلاع دی کہ مجھے قبر کھودتے وقت ایک اینٹ ملی، اب جو میں نے اسے سونگھا تو اس میں مشک کی خوشبو مہک رہی تھی میں نے قبر کے اندر دیکھا تو ایک بوڑھا بیٹھا ہوا قرآن پڑھ رہا تھا۔

(شرح الصدور مترجم صفحہ نمبر ۱۷۵ از علامہ سیوطی طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

<u>عبارت:</u> ''مرتبین انصاف'' درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتے ہیں:

''بریلوی اعلیٰ حضرت ان کمالات کی وجہ سے اپنی قلبی کیفیت بیان فرماتے ہیں''

بحمداللہ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہا کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن الحمدللہ سنتیں کبھی نہیں چھوڑیں، نفل البتہ اس روز سے چھوڑ دیے ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۳۵)، (ملفوظات حصہ چہارم صفحہ نمبر ۵۰)

<u>الجواب:</u> اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنے بڑھاپے کی حالت بیان کرتے ہوئے یہ بات لکھی ہے کہ میں اس قدر کمزور ہو چکا ہوں کہ ایسی حالت میں فقہاء کرام نے سنتیں ترک کرنے کی اجازت دی ہے مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کبھی سنتیں ترک نہیں ہوئیں البتہ نفل چھوٹ گئے ہیں۔ ''مرتبین انصاف'' بتائیں اس میں کونسی بات قابل گرفت ہے جسکی وجہ سے اس قدر سیخ پا ہو رہے ہو۔

<u>الزام:</u> بریلوی اعلیٰ حضرت کا اصل جھگڑا انگریز کی وفاداری تھا۔ الخ

(انصاف صفحہ نمبر ۳۶)

<u>الجواب:</u> فاضل بریلوی پر اس اعتراض کا تفصیلاً جواب ہم اوراق گزشتہ پر لکھ چکے ہیں۔ تاہم کچھ اور شواہد پیش کرتے ہیں۔

ہم شواہد و حقائق کی روشنی میں پورے وثوق و یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ انگریزوں نے جس طرح مولوی سید احمد بریلوی کی دعوت کی تھی امام احمد رضا کی اس طرح دعوت نہ کی۔ (مخزن احمدی صفحہ نمبر ۱۶۷ از محمد علی مطبوعہ آگرہ)

نہ جس طرح انگریزوں نے مولوی سید احمد کی مدد کی تھی امام احمد رضا کی بھی مدد کی۔ (نقش حیات صفحہ نمبر ۱۲، ۱۳ جلد دوم از حسین احمد مطبوعہ دہلی ۱۹۵۴ء)

نہ امام احمد رضا نے مولوی اسماعیل دہلوی کی طرح انگریزوں کے متعلق یہ اظہار خیال کیا۔ ''ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح کی آزادی ہے بلکہ ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں''۔ (حیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی صفحہ نمبر ۲۹۶ مطبوعہ دہلی)

نہ امام احمد رضا کو انگریز کمشنر نے مولوی نذیر حسین کی طرح پروانہ وفاداری عنایت کیا۔

''مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے مقتدر عالم ہیں جنہوں نے نازک وقتوں میں اپنی وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ظاہر کی''۔

(مکتوب کمشنر دہلی محررہ ۱۰ اگست ۱۸۸۳ء الحیات بعد الممات صفحہ نمبر ۱۴۰ از فضل حسین بہاری)

نہ سرسید کی طرح انگریزوں کی بدخواہی اور بغاوت کو جرم قرار دیا۔

''میں خود وہابی ہوں وہابی ہونا جرم نہیں بلکہ گورنمنٹ (انگریزی) کی بدخواہی جرم ہے۔ (حیات جاوید صفحہ نمبر ۱۷۵، ۱۷۴ از الطاف حسین حالی مطبوعہ لاہور ۱۹۶۵ء)

نہ ہی مولوی رشید احمد گنگوہی کی طرح انگریزوں کے اقتدار اعلیٰ کا اعتراف کرتے ہوئے اس قسم کے خود سپردانہ کلمات کہے۔

میں جب حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اور اسے اختیار ہے جو چاہے

کرے۔ (تذکرۃ الرشید از عاشق الٰہی میرٹھی صفحہ نمبر ۸۰ جلد اول طبع لاہور)

نہ امام احمد رضا نے مولوی شبلی کی طرح یہ فتویٰ صادر فرمایا:

''مسلمانوں پر انگریزی حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری مذہباً فرض ہے''۔ (شبلی نامہ صفحہ نمبر ۲۴۵، از محمد اکرام)

نہ اپنے دار العلوم منظر اسلام کا ندوۃ العلماء کی طرح کسی انگریز سے سنگ بنیاد رکھوایا۔ (شبلی نامہ صفحہ نمبر ۱۷۸، از محمد اکرام)

نہ ندوۃ العلماء کی طرح منظر اسلام کیلئے انگریزوں کی طرف سے کوئی رقم مختص کی گئی (ایضاً)

نہ قاضی محمد سلیمان کی طرح یہ اظہار خیال کیا۔

مجھے امید ہے کہ کوئی مسلمان بھی بغاوت یا مجرمانہ سازش یا معاندت سلطنت کا روادار نہیں۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یاد رہے اور ہمیشہ یاد رہنا چاہیئے۔

(خطبات سلیمان صفحہ نمبر ۲۷، شائع کردہ مسلمان کمپنی سوہدرہ ۱۹۷۲ء)

نہ دار العلوم دیوبند کی طرح دار العلوم منظر اسلام کیلئے کسی انگریز لیفٹیننٹ گورنر کے معتمد نے اس رائے کا اظہار کیا۔

یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار، ممد و معاون سرکار ہے۔

(اخبار انجمن پنجاب لاہور مجریہ ۱۹ فروری ۱۸۷۵ء)

نہ کسی انگریز معتمد نے یہ اظہار خیال کیا۔

مجھے افسوس ہے آج سر ولیم میسور صاحب (گورنر صوبہ متحدہ) موجود نہیں ورنہ بکمال ذوق و شوق اس مدرسہ کو دیکھتے اور طلباء کو انعام دیتے۔

(ماہنامہ الرشید، دار العلوم دیوبند نمبر لاہور فروری، مارچ ۱۹۷۶ء صفحہ نمبر ۱۹۶)

نہ امام احمد رضا نے دار العلوم دیوبند کی طرح اپنے علمی اور مذہبی اجلاس میں کبھی کفار و مشرکین کو بلایا اور نہ ان کو کرسی صدارت پر بٹھا کر مجلس علماء کو ذلیل و خوار

کیا۔ (اخبار جنگ (کراچی) مندرجہ ذیل شمارے)

۱۶ مارچ ۱۹۸۰ء، ۲۰ مارچ ۱۹۸۰ء، ۲۱ مارچ ۱۹۸۰ء
۲۲ مارچ ۱۹۸۰ء، ۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء، ۳ اپریل ۱۹۸۰ء

نہ مولوی اشرف علی تھانوی کی طرح انگریزوں کی حمایت میں صراحۃً یہ فتویٰ دیا۔

چونکہ قدیم سے مذہب و قانون جملہ مسیحی لوگوں کا یہ ہے کہ کسی مذہب و ملت سے پرخاش اور مخالفت نہیں کرتے اور نہ کسی کی مذہبی آزادی میں دست اندازی کرتے ہیں اور اپنی رعایا کو ہندوستان میں جو مملوکہ و مقبوضہ اہل مسیح ہے، اور ان کا رعیت بننا درست ہے۔ (اوراق گم گشتہ صفحہ نمبر ۳۲۴، از رئیس احمد جعفری)

نہ امام احمد رضا کے کسی معتقد نے ان کے متعلق یہ بات کہی جو مولانا شبیر احمد نے مولانا اشرف علی تھانوی کیلئے فرمائی۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، ہمارے آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو کہتے سنا گیا ہے کہ ان کو چھ سو روپے ماہواری حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت مولانا تھانوی کو اس کا علم نہیں تھا کہ روپے حکومت دیتی ہے۔

(مکالمۃ الصدرین، از طاہر احمد قاسمی)

نہ امام احمد رضا کے کسی عقیدت مند نے یہ بات کہی جو مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاس صاحب کیلئے فرمائی۔

مولانا محمد الیاس صاحب کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء حکومت سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہوگیا۔ (مکالمۃ الصدرین صفحہ نمبر ۸)

- پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ مندرجہ بالا حضرات میں سے بعض نے زمانے کے نشیب و فراز کے ساتھ انگریزوں کے خلاف بھی جدوجہد میں حصہ لیا مگر ان کا دامن سیاست انگریز نوازی کے داغ سے بالکل پاک نہ رہ سکا۔ برخلاف امام احمد رضا کے ان کا دامن سیاست زندگی میں ہر مرحلے پر اس خلوص میں بے داغ رہا۔ یہ بات

تاریخی شواہد سے ثابت ہو چکی ہے۔ اور اس کا اعتراف کیا جانا چاہئے۔ جن لوگوں نے زندگی کے کسی نہ کسی مرحلے پر انگریزوں کی حمایت کی اور ان کی تعریف میں رطب اللسان رہے اگر ان کے ساتھ یہ رعایت کی جاتی ہے اور ان کا دامن انگریز نوازی کے داغ سے پاک دکھایا جاتا ہے تو امام احمد رضا اس رعایت کے زیادہ مستحق ہیں، ان کی مذندگی انگریز نوازی کے الزام سے ایسی بَری ہے کہ کسی قسم کی مجرمانہ چشم پوشی کے تکلف کی ضرورت نہیں۔ بس اتنی سی بات ہے کہ تاریخ میں وہی لکھا جائے حقائق جس کی شہادت دے رہے ہیں۔

(گناہ بے گناہی صفحہ نمبر ۳۷، از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب طبع لاہور)

الزام: حسام الحرمین نام سے تکفیری فتویٰ جس جھوٹ مکروفریب سے بریلوی اعلیٰ حضرت نے حاصل کیا اس کی مثال نہیں ملتی۔ (انصاف صفحہ نمبر ۳۶)

الجواب: اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر یہ الزام قطعاً بے بنیاد ہے کہ انہوں نے دیوبندیوں کی عبارتوں میں ردّ و بدل کیا ہے۔ یا غلط عقائد ان کی طرف منسوب کیے ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ حسام الحرمین شائع ہونے کے بعد دیوبندی حضرات نے اپنی جان بچانے کیلئے عبارتوں میں خود قطع و برید کی اور اپنے اصلی عقائد کو چھپا کر (جن کو امام احمد رضا خاں بریلوی نے علماء حرمین شریفین کو دکھا کر فتویٰ طلب کیا تھا) علمائے عرب و عجم کے سامنے اہل سنت کے عقیدے ظاہر کیے جن پر علمائے دین نے تصدیق فرمائی۔ طوالت کے پیش نظر ہم اپنے دعویٰ پر دو دلیلیں پیش کرتے ہیں۔

● حرمین شریفین میں علمائے دیوبند کی دوغلی پالیسی

جب علمائے حرمین شریفین نے دیوبندیوں سے سوال کیا کہ بتاؤ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق کیا اعتقاد ہے۔ وہ کیسا آدمی تھا تو حیلہ سازی سے کام لیتے ہوئے اپنا اصل مذہب چھپایا۔ اور لکھ دیا ہم اسے خارجی اور باغی سمجھتے ہیں۔

مثال نمبر ۱: مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (م ۱۳۴۶ھ) لکھتے ہیں:

ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا۔ اس کے

چند سطر بعد لکھا ہے کہ علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں محمد بن عبدالوہاب کے متبعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے آپ کو حنبلی بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہلسنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ الخ (المہند علی المفند صفحہ نمبر ۳۸، ۳۹)

● مولوی رشید احمد گنگوہی (م ۱۳۲۳ھ) کا فتویٰ

محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں اور ان کے عقائد عمدہ تھے

(فتاوٰی رشیدیہ صفحہ نمبر ۲۸۰ طبع کراچی)

تبصرہ: دیکھیے یہاں اپنے مذہب کو کیسا چھپایا اور فتاوٰی رشیدیہ کی عبارت کو صاف کر گئے۔

مثال نمبر ۲: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے، جو معناً حد تواتر تک پہنچ گئیں اور نیز اجماع امت سے، سو حاشا کہ ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے کیونکہ جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے اس لئے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا۔ الخ

(المہند صفحہ نمبر ۵۲، ۵۳)

یہاں تو صاف صاف اعلان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر الانبیاء ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ آیت اور احادیث متواترۃ المعنی اور اجماع سے ثابت بتایا اور نص قرآنی کو اس معنی میں صریح قطعی مانا اور اپنے آپ کو خالص سنی ظاہر کیا اور ہندوستان میں اپنا عقیدہ کچھ اور ظاہر کیا۔ جیسا کہ مولوی محمد قاسم (۱۲۹۷ھ) بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین

معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ الخ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۳)

نیز مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

ومیدانی کہ بعد ارتفاع کلام ربانی ازیں جہان فانی آمدن قیامت تقدیر یافتہ ورنہ بشرط بقائے عالم آں وقت اگر نبی دیگری آید مضائقہ نبود۔ (قاسم العلوم (مکتوبات نانوتوی، مکتوب اول بنام مولوی محمد فاضل صفحہ نمبر ۵۶)

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس جہان فانی سے کلام ربانی (قرآن مجید) کے اٹھ جانے کے بعد قیامت کا آنا مقدور ہو چکا ہے ورنہ بشرط بقائے عالم اس وقت اگر دوسرا نبی آجائے تو مضائقہ نہ ہوگا۔ یعنی قرآن مجید اٹھ جانے کے بعد کچھ عرصہ قیامت نہ آئے اور عالم باقی رہے تو اس وقت دوسرے نبی کے آنے میں کوئی حرج نہیں۔

قارئین کرام! اس عبارت میں نانوتوی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطلقاً آخری نبی ہونے کا انکار کیا ہے اور قرآن مجید کے اس فانی جہان سے اٹھ جانے تک حضور کو خاتم النبیین مانا ہے اور صاف کہا ہے کہ قرآن پاک اٹھ جانے کے بعد قیامت کا آنا مقدور ہو چکا ہے ورنہ قرآن مجید اٹھ جانے کے بعد قیامت سے پہلے اگر عالم باقی رہے تو دوسرے نبی کے آنے میں مضائقہ نہیں۔ اگر نانوتوی صاحب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علی الاطلاق خاتم النبیین مانتے تو یوں کہتے کہ قرآن مجید اٹھ جانے کے بعد اگر عالم باقی رہا تو پھر بھی کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ حضور صلی

ا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی یا آپ کی صفت کے ساتھ پورا صلوٰۃ وسلام لکھنا واجب ہے اور "ص" یا ﷺ لکھنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ بعض علماء نے اس کو کفر کہا ہے۔ (خلاصہ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار صفحہ نمبر ۶ طبع بیروت ۱۳۹۵ھ)، (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الاطلاق خاتم النبیین ہیں۔

اس کے بعد ہم بتانا چاہتے ہیں کہ اس جہان فانی سے قرآن مجید اٹھ جانے کے بعد بھی قیامت سے پہلے عالم باقی رہے گا اور بقائے عالم کی شرط پائی جائے گی۔ جس کے ساتھ نانوتوی صاحب کسی دوسرے نبی کے آنے کو مشروط قرار دے رہے ہیں۔ دیکھیے تھانوی صاحب بہشتی زیور میں لکھتے ہیں۔

"جب سب مسلمان مرجائیں گے اس وقت کافر حبشیوں کا ساری دنیا میں عمل دخل ہوجائے گا اور قرآن کریم دلوں اور کاغذوں سے اٹھ جائے گا اور خدا کا خوف اور خلقت کی شرم اٹھ جائے گی اور کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا۔ اس وقت ملک شام میں بڑی ارزانی ہوگی لوگ اونٹوں اور سواریوں پر، پیدل ادھر جھک پڑیں گے اور جو رہ جائیں گے ایک آگ پیدا ہوگی اور سب کو ہانکتی ہوئی شام میں پہنچا دے گی۔ اور حکمت اس میں یہ ہے کہ قیامت کے روز سب مخلوق اسی ملک میں جمع ہوگی پھر وہ آگ غائب ہوجائے گی اور اس وقت دنیا کو بڑی ترقی ہوگی تین چار سال اسی حال سے گزریں گے کہ صور پھونک دیا جائے گا۔ (بہشتی زیور حصہ ہفتم صفحہ نمبر ۳۴۰ طبع کراچی)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید اٹھ جانے کے بعد کئی واقعات رونما ہوں گے۔ اس وقت دنیا کو بڑی ترقی ہوگی تین چار سال اسی حال میں گزریں گے پھر قیامت آئے گی۔ ا

قرآن مجید کے اٹھ جانے کے بعد قیامت سے پہلے کم از کم تین چار سال تک بقائے عالم کی تصریح تھانوی صاحب کے اس کلام میں موجود ہے۔ اب دیکھیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دوسرے نبی کی شرط (بقائے عالم) جو نانوتوی

ا نانوتوی جی کی وکالت کرتے ہوئے دیوبندی اکابر واصاغر نانوتوی جی کی کتاب مناظرہ عجیبہ سے چند عبارتیں پیش کرکے کہتے ہیں کہ وہ خاتمیت زمانی کے منکر نہیں تھے۔ جواباً گذارش ہے تحذیر الناس کی جن عبارات سے خاتمیت زمانی کا انکار لازم آتا ہے ان عبارات سے رجوع نہیں اوران کو بحالہا قائم رکھا اس وجہ سے ان کی تکفیر کی گئی۔ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

صاحب نے لگائی وہ پائی گئی۔ نتیجہ واضح ہے کہ اس تین چار سال کے عرصہ میں اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو نانوتوی صاحب کے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں۔ اب کہاں گیا وہ عقیدہ تاخر زمانی اور ختم نبوت؟

یہ تو دو مثالیں تھیں تمام کتاب المہند کا یہی حال ہے کہ جان بچانے کیلئے اپنے مذہب پر پردہ ڈال دیا اپنی کفریہ عبارات کو بھی چھپایا۔

● ”مرتبین انصاف“ کا مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی تصنیف سے انحراف

حالانکہ (صراط مستقیم) میں ملفوظات ہیں سید احمد شہید بریلوی کے اور اس کے جمع کرنے والے بھی شاہ اسماعیل شہید کی بجائے مولانا غلام یحیٰ ہیں۔

(انصاف صفحہ نمبر ۴۷)

الجواب: صراط مستقیم مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں سید احمد بریلوی کے دعویٰ تجدید کو ثابت کیا گیا ہے۔ ہم اپنے اس دعویٰ پر چند مؤرخین کی شہادتیں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر محمد باقر ایم اے، پی ایچ ڈی (لندن)

صراط مستقیم: یہ کتاب شاہ صاحب کی تصانیف میں سے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ یہ بھی فارسی میں لکھی گئی۔ اس کتاب میں سید احمد بریلوی کے دعویٰ تجدید کو برحق ثابت کیا گیا ہے۔ (اسماعیل شہید صفحہ نمبر ۳۵ مرتبہ عبد اللہ بٹ مقالہ (ڈاکٹر محمد باقر مطبوعہ لاہور ۱۹۳۶ء)

۲۔ حکیم محمود احمد برکاتی

صراط مستقیم شاہ محمد اسماعیل کی تصنیف ہے۔ (۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء میں لکھی گئی)۔ (شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان صفحہ نمبر ۱۹۹، از حکیم محمود احمد برکاتی مطبوعہ لاہور)

۳۔ مولوی رحمان علی

رسالہ اصول فقہ، رسالہ توحید، صراط مستقیم، تنویر العینین، تقویۃ الایمان ان کی مشہور تصنیفات ہیں۔ (تذکرہ علمائے ہند از مولوی رحمان علی صفحہ نمبر ۳۱۲ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء)

۴۔ پروفیسر محمد ایوب قادری

(رسالہ اصول فقہ، رسالہ توحید، صراط مستقیم، تنویر العینین، تقویۃ الایمان کے علاوہ) بحث امکان النظیر وامتناع النظیر، رسالہ ایضاح الحق، منصب امامت رسالہ بے نمازاں اور رسالہ یک روزی بھی ہیں۔

(تذکرہ علمائے ہند مرتبہ پروفیسر محمد ایوب قادری صفحہ نمبر ۳۱۲ مطبوعہ کراچی حاشیہ نمبر ۱)

۵۔ مولوی محمد اسحاق مدیر کتب خانہ رحیمیہ دیوبند (یوپی)

موصوف نے ”صراط مستقیم“ کے سرورق پر یوں تحریر کیا ہے۔

صراط مستقیم

مترجم اردو

مؤلفہ فارسی

جناب مستطاب جرنیل حضرت شاہ محمد اسماعیل صاحب شہید

اس قدر شواہد وحقائق ہونے کے باوجود ”مرتبین انصاف“ کا یہ کہنا کہ یہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی تصنیف نہیں دن کو رات کہنے کے مترادف ہے۔

● نماز میں تصور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولوی محمد اسماعیل کے نزدیک نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال مبارک دل میں لانا بیل گدھے کے تصور میں غرق ہوجانے سے بدرجہا بدتر ہے

”از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است وصرف ہمت بسوئے شیخ و امثال از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ از استغراق درصورت گاؤ خر خود است“۔ (صراط مستقیم صفحہ نمبر ۸۶ مطبوعہ مجتبائی دہلی)، (انصاف صفحہ نمبر ۴۶)

اہل سنت وجماعت کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال مبارک نماز میں دل میں لانے کو گائے بیل کے تصور میں غرق ہوجانے سے بدتر کہنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ سخت توہین شدید ہے جس کے تصور سے مومن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، ہم ایسا کہنے والے کو جہنمی اور ملعون تصور کرتے ہیں۔

• **مولوی عبدالماجد کا نماز میں قصداً تھانوی صاحب کا خیال لانا**

مولوی عبدالماجد دریا آبادی تھانوی جی کو لکھتے ہیں:

نماز میں جی نہ لگنے کا مرض بہت پرانا ہے لیکن کبھی یہ تجربہ ہوا ہے کہ عین حالت نماز میں جب کبھی بجائے اپنے جناب کو یا نماز پڑھتے فرض کر لیا تو اتنی دیر تک نماز میں دل لگ گیا لیکن معصیت یہ ہے کہ خود یہ تصور یعنی عرصہ تک قائم نہیں رہتا بہر حال یہ عمل عمدہ ہو تو تصویب فرمائی جائے ورنہ آئندہ احتیاط رکھوں۔ جواب ملا محمود ہے جب دوسروں کو اطلاع نہ ہو، ورنہ سم قاتل ہے (حکیم الامت صفحہ نمبر ۶۳ مطبوعہ لاہور)

محققین صوفیاء کرام اور علمائے اسلام کے ارشادات

• **شیخ شہاب الدین عمر سہروردی (م ۶۳۲ھ) بانی سلسلہ سہروردیہ علیہ الرحمۃ**

''اس کے بعد (تشہد) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام بھیجے اور آپ کو اپنے قلب کے پیش نظر رکھے اور اس کے بعد خدا کے تمام بندوں پر سلام بھیجے'' الخ (عوارف المعارف (مترجم) صفحہ نمبر ۳۰۷ مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء)

قارئین کرام! خط کشیدہ الفاظ ''مرتبین انصاف'' کو دعوت فکر دیتے ہیں۔

• **حجۃ الاسلام حضرت محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ**

اور اپنے دل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ کی ذات پاک کو حاضر جانو اور کہو: السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(احیاء العلوم جلد اول، صفحہ نمبر ۱۶۹ مطبوعہ مصر)

• **علامہ عبدالوہاب شعرانی (م ۹۷۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ**

فرماتے ہیں۔ میں نے سید علی خواص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ شارع (حقیقی) نے (قعدہ) تشہد میں نمازی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم صرف اس لئے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو

اس بات پر تنبیہ فرمادے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اس لئے کہ وہ دربار خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے پس نمازی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالمشافہ (روبرو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔ (المیزان الکبریٰ صفحہ نمبر ۱۴۵ مطبوعہ مصر)

• **حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ**

اہل عرفان کے طریقہ پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکیت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حی لایموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس بات کی تنبیہ کی گئی کہ بارگاہ خداوندی میں جو انہیں یہ شرف حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت ومتابعت کا طفیل ہے۔ نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر ہو کر بارگاہ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہے یعنی دربار خداوندی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہیں حضور کو دیکھتے ہی ''السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہتے ہوئے حضور کی طرف متوجہ ہوئے۔

(فتح الباری جلد ۲ صفحہ نمبر ۲۵۰ مطبوعہ مصر)

علاوہ ازیں یہی مضمون درج ذیل کتب میں موجود ہے طوالت کے پیش نظر فقط نام لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

۱۔ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد نمبر ۶، صفحہ نمبر ۱۱۲، طبع مصر۔
۲۔ مواہب الدنیہ جلد ثانی صفحہ نمبر ۲۳۰۔
۳۔ زرقانی شرح مواہب صفحہ ۳۲۹، جلد ۷۔
۴۔ رزقانی شرح موطا امام مالک جلد اول صفحہ ۱۷۰۔
۵۔ سعایہ جلد ثانی صفحہ ۲۲۷۔
۶۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۷ جلد اول۔

۷۔ اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ نمبر ۱۰۴ طبع ملتان۔ا

حضرت شاہ ابوالخیر علیہ الرحمۃ کا صراط مستقیم کی عبارت سے اظہار نفرت

ایک دفعہ حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین فاروقی نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۲۳ء) سجادہ نشین خانقاہ مرزا مظہر جان جاناں دہلوی، خانقاہ میں تشریف فرما تھے مولانا سیف الرحمٰن مدرس مدرسہ عالیہ فتح پوری، مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی اور چند دوسرے علماء اور اہل حلقہ بیٹھے تھے کہ شاہجہان پور کے مولانا ریاست علی خاں تشریف لائے۔ یہ مولانا ارشاد حسین رامپوری کے شاگرد اور مرید تھے۔ انہوں نے التحیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصور مبارک کے متعلق صراط مستقیم (از مولوی اسماعیل دہلوی) کی گندی عبارت کا ترجمہ آپ کو روتے ہوئے سنایا اور کہا کہ حضرت یہ لوگ ایسی عبارتیں لکھ رہے ہیں آپ کو نہایت ملال ہوا۔ اور یہ آیت ان الذین یؤذن اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرہ پڑھ کر فرمایا ایسے افراد پر لعنت ہے۔ اور نہایت ہی رنج والم کی وجہ سے آپ اٹھ کر حرم سرا میں چلے گئے۔ (مقامات خیر، صفحہ نمبر ۵، ۶، از ابوالحسن زید فاروقی مطبوعہ دہلی ۱۹۷۲ء)

دیوبندی مذہب

اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان)

اہل سنت کے نزدیک یہ عبارت انبیاء کرام و اولیاء عظام کی سخت توہین کا نمونہ ہے۔ بڑی مخلوق کے معنی رسل کرام اور اولیاء کرام کا ہونا متعین ہوگیا۔ چھوٹی

ا؎ مسک الختام شرح بلوغ المرام صفحہ ۳۵۹، ۳۶۰ جلد اول
مدارج النبوت فارسی صفحہ ۱۳۵ جلد اول
تیسیر القاری شرح بخاری صفحہ ۲۸۱،۲،۳۱۷،ا جلد اول طبع لکھنؤ
فتح الملہم صفحہ ۳۳ جلد ۲
اوجز المسالک شرح موطا مالک صفحہ ۲۶۵ جلد اول (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

مخلوق کے لفظ سے چھوٹے مرتبہ کی کل مخلوقات عامہ بغیر تاویل و تامل کے ہر شخص کی سمجھ میں آتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بڑے مرتبہ کی خاص مخلوق انبیاء علیہم السلام، ملائکہ کرام اور اولیاء عظام ہی ہیں اب انہیں بارگاہ خداوندی میں معاذ اللہ چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل کہنا اس قسم کی شدید توہین ہے جو محتاج تشریح نہیں۔

عوارف المعارف کی عبارت میں خیانت

''مرتبین انصاف'' لکھتے ہیں عوارف المعارف باب نمبر ۶۳ میں ہے۔

یعنی کسی شخص کا ایمان کامل نہیں ہوسکتا جب تک تمام مخلوق اسے ایسی دکھائی نہ دے، جیسے اونٹ کی مینگنی۔ (انصاف صفحہ نمبر ۴۸)

اصل عبارت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا آدمی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا۔ جب تک عام لوگ اس کے نزدیک بکری کی مینگنیوں کی طرح نہ ہو جائیں اس کے بعد جب وہ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے تو اسے کمترین سے کمترین سمجھے۔ اس حدیث پاک میں اس طرف اشارہ ہے کہ مخلوق سے قطع تعلق کیا جائے اور ان کی عادتوں کی پابندی ترک کردی جائے۔ (عوارف المعارف باب نمبر ۶۳ ترجمہ اردو حافظ رشید احمد ارشد ایم اے، مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۶۲ء)

جبکہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنانے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔ ''لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ'' (الاحزاب آیت نمبر ۲۱)

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگوں کا راستہ اختیار کرو اور ہر نمازی نماز کی ہر رکعت میں یہی دعا کرتا ہے کہ اے پروردگار مجھے ان لوگوں کی راہ پر چلا جن پر تیرے انعامات ہوئے۔ اور قرآن کریم کی رو سے وہ چار گروہ ہیں۔ انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین۔

معلوم ہوا عوارف المعارف میں عام لوگ مراد ہیں نہ کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام وغیرہم۔

• خواجہ نظام الدین دہلوی کی عبارت (انصاف صفحہ نمبر ۴۸) کا جواب

بعض لوگ توہین کو واقعیت پر موقوف سمجھتے ہیں۔ حالانکہ توہین و تنقیص کا تعلق الفاظ و عبارات سے ہوتا ہے۔ بسا اوقات کسی واقعہ کو اجمال کے ساتھ کہنا موجب توہین نہیں ہوتا لیکن اسی امر واقع میں بعض تفصیلات کا آجانا توہین کا سبب ہو جاتا ہے اگرچہ تفصیلات کا بیان واقع کے مطابق ہی کیوں نہ ہو۔

• حضرت ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ عالم میں کوئی شئے ایسی نہیں جس کے ساتھ ارادہ الٰہیہ متعلق نہ ہو اور اس بنا پر اگر یہ کہہ دیا جائے کہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مراد (یعنی پیدا کی ہوئی) ہے تو اس میں کوئی توہین نہیں لیکن اگر اسی واقع کو اس تفصیل سے کہا جائے کہ ظلم، چوری شراب خوری، اللہ تعالیٰ کی مراد ہیں تو اگرچہ کلام واقعیت کے مطابق ہے لیکن ظلم، فسق وغیرہ کی تفصیل آجانے کے باعث خلاف ادب اور توہین آمیز ہو گیا۔ اسی طرح بدلیل قرآنی اللہ خالق کل شئی کہنا بالکل جائز ہے اللہ تعالیٰ ہر شئے کا خالق ہے لیکن اللہ تعالیٰ گندگیوں اور دوسری بری چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے کہنا جائز نہیں کہ ذلیل اور رذیل اشیاء کی تفصیل ایہام کفر کی وجہ سے یقیناً موجب کفر ہے۔ ایسے ہی مولوی اشرف علی تھانوی نے بوادر النوادر صفحہ نمبر ۲۰۹ پر لکھا ہے۔ خواجہ صاحب کی عبارت میں عموم پایا جاتا ہے اس لئے قابل گرفت نہیں۔ (آپ نے اسماعیل دہلوی کی طرح چھوٹی (عوام الناس) یا بڑی مخلوق (انبیاء و اولیاء) کی تخصیص نہیں کی)۔

• روض الریاحین سے شیخ شہاب الدین کی طرف منسوب کر کے جو عبارت لکھی ہے آپ کی تصانیف میں اس کا نام و نشان نہیں، شیخ موصوف کی اصل عبارت عوارف المعارف سے ہم نقل کر چکے ہیں۔

• ایک حدیث اور اُس کا صحیح مفہوم

(انصاف صفحہ نمبر ۴۸ کا جواب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو۔ یعنی عبادت کے لائق فقط اور فقط اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور میں خالق نہیں بلکہ مخلوق ہوں اس ناطے سے میری تعظیم کرو۔

یہ حدیث مبارک تحریر کرنے کے بعد مولوی محمد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

"یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اس کو چاہیئے پس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء و امام زادے، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑائی دی ہے وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۵۸)

تقویۃ الایمان کی عبارت کا مفہوم و مطلب بالکل واضح ہے کہ انبیاء و اولیاء اور امام وغیرہ سب انسان ہی ہیں اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی یعنی فضیلت دی وہ بڑے بھائی ہوئے اور ان کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کیجئے اور انبیاء میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یقیناً داخل ہیں۔ لہٰذا عبارت کی رو سے آپ بھی بڑے بھائی ٹھہرے اور آپ کی تعظیم بھی بڑے بھائی کی سی کرنی ہوگی۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

علماء دیوبند کا فتویٰ

"جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اسکے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے"۔ (المہند صفحہ نمبر ۲۲)

"مرتبین انصاف" سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اپنے پرائے کی تمیز کئے بغیر

سوچ سمجھ کر جواب دیں۔ دیکھتے ہیں اونٹ کس کروٹ بدلتا ہے۔

مسئلہ بشریت اور اہل سنت کا موقف

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ اور آپ کی نورانیت کا انکار کرنے والا گمراہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۶)

قرآن وحدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے لفظ نور بھی وارد ہوا ہے اور لفظ بشر بھی، مثلاً قرآن مجید میں ہے۔ ''قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین'' (المائدہ آیت نمبر ۱۵)

یہاں نور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ نیز قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قل سبحان ربی ھل کنت الا بشراً رسولا۔ (بنی اسرائیل آیت ۹۳)

'' آپ فرما دیجئے میرا رب پاک ہے میں نہیں ہوں مگر بشر (اللہ کا) بھیجا ہوا (رسول)''۔ (البیان)

لہٰذا قرآن وحدیث پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور بھی مانیں اور بشر بھی تسلیم کریں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا بشر نہ مانیں جس میں بشریت کا کوئی عیب ہو، کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقی معنی میں ''محمد'' ہیں اور لفظ محمد کے معنی ہیں ''بے عیب'' اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ بھی ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا نور تسلیم کرے کہ بے عیب بشریت کے منافی نہ ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو وجود ہیں۔

ایک اول جو نور ہے دوسرا آخر جو بشری اور روحانی ہے۔ بشری وجود سے مراد عام لوگوں جیسا نہیں، بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود بشری، بشریت کے ہر نقص وعیب سے مبراء، انتہائی لطیف اور پاکیزہ ہے۔ جس کا تصور ہی کسی

بشر کیلئے ناممکن ہے۔ آپکی ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور حسی اور نور معنوی دونوں کا پیکر ہے۔

- قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی (المتوفی ۱۳۵۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ اہل ایمان کیلئے ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ طریق تکریم وتعظیم واجب اور ضروری ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ لفظ بشر کے معنی میں بہ حسب لغت عربیہ عظمت وکمال پایا جاتا ہے یا حقارت، میری ناقص رائے میں لفظ بشر مفہوماً ومصداقاً متضمن بکمال ہے۔ مگر چونکہ اس کمال تک ہر کس وناکس سوائے اہل تحقیق وعرفاں کے رسائی نہیں رکھتا۔ لہٰذا اطلاق لفظ بشر میں خواص بلکہ اخص الخواص کا حکم عوام سے علیحدہ ہے۔ خواص کیلئے جائز اور عوام کیلئے بغیر زیادت لفظ دال بر تعظیم ناجائز ہے۔ (فتاویٰ مہریہ صفحہ نمبر ۱۰ از مجدد گولڑوی)

یعنی عوام الناس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خیر البشر، افضل البشر اور اکمل البشر کہہ کر یاد کریں۔

مسئلہ تکفیر اور مولوی محمد اسماعیل دہلوی

(انصاف صفحہ نمبر ۴۹ کا جواب)

مولانا احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہٗ تو مسئلہ تکفیر میں اس قدر محتاط تھے کہ امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی کے بکثرت اقوال کفریہ نقل کرنے کے باوجود لزوم اور التزام کفر کے فرق کو ملحوظ رکھتے یا امام الطائفہ کی توبہ مشہور ہونے کے باعث از راہ احتیاط مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ اگرچہ وہ شہرت اس درجہ کی نہ تھی کہ کف لسان کا موجب ہو سکے لیکن اعلیٰ حضرت نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ (ملاحظہ فرمائیے الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ نمبر ۲۶ طبع اہل سنت وجماعت بریلی)

الزام: بریلوی اعلیٰ حضرت مصنف حسام الحرمین نے فتویٰ کفر بنانے کیلئے عبارت تین جگہ سے لی۔ درمیان میں نہ صفحہ نمبر دیا نہ اشارہ۔ بلکہ تینوں مقامات کی عبارت کو ملا

کر ایک عبارت بنادی تاکہ ان کا خود ساختہ جھوٹا الزام مولانا نانوتوی پر لگ سکے۔

- ایک ٹکڑا ...... تحذیر الناس صفحہ نمبر ۱۴ سے لیا۔
- دوسرا ٹکڑا ...... تحذیر الناس صفحہ نمبر ۲۸ سے لیا۔
- تیسرا ...... تحذیر الناس صفحہ نمبر ۳ سے لیا۔

ان تین مقامات سے عبارت سیاق سباق سے کاٹ لی درمیان میں نہ صفحہ کا حوالہ نہ تقدم نہ تاخر کا نشان...... اس طرح صحیح عبارت کو کفری معنی پہنائے جس سے انگریز آقا کو خوش کرنے کا ذریعہ نکالا۔ الخ (انصاف صفحہ نمبر ۱۵)

الجواب: یاد رہے کہ اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز نے تحذیر الناس کی تین عبارتوں کو مسلسل کلام میں بیان فرمایا ہے لیکن حضرت موصوف پر یہ الزام سراسر غلط ہے کہ انہوں نے ناتمام فقروں کو مختلف صفحات سے لے کر ایک ہی فقرہ بناڈالا۔ حقیقت یہ ہے کہ حسام الحرمین میں تحذیر الناس کی تین مستقل عبارتوں کا خلاصہ مسلسل کلام میں بیان کردیا گیا ہے۔ حسام الحرمین کی عبارت حسب ذیل ہے

''قاسم النانوتوی صاحب تحذیر الناس وھو القائل فیہ لو فرض فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم بل لو حدث بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی جدید لم یخل ذلک بخاتمیۃ وانما یتخیل العوام انہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی اخر النبیین مع انہ لا فضل فیہ اصلا عند اھل الفھم''۔ (حسام الحرمین صفحہ نمبر ۱۰۰)

اس عبارت میں تحذیر الناس کی تین مستقل عبارتوں کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے وہ تین عبارتیں حسب ذیل ہیں۔

(۱)۔ غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۱۳)

(۲)۔ ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں

سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی افراد مقدر پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ میں بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۲۳)

(۳)۔ بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ الخ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۳)

فاضلِ بریلوی نور اللہ مرقدہٗ پر آپ کا اعتراض غلط ہے

آپ کا یہ اعتراض کہ حسام الحرمین میں تین مختلف صفحات سے بے ترتیب تین ناتمام فقروں کو لے کر ایک ہی فقرہ بناڈالا قطعاً غلط ہے۔ ہم نے تحذیر الناس کے تینوں بے ترتیب فقرے مختلف صفحات سے خط کشیدہ کی صورت میں نقل کردیئے ہیں اور ساتھ ہی زائد عبارت بھی نقل کردی ہے تاکہ ہر فقرہ کا تمام یا ناتمام ہونا اچھی طرح واضح ہو جائے۔ نیز ان کے مضمون کا وہ خلاصہ بھی ذہن نشین ہو جائے جسے حسام الحرمین میں بیان کیا گیا ہے۔

تینوں فقرے مکمل ہیں

ہر منصف مزاج آدمی تحذیر الناس کے منقولہ بالا تینوں فقروں کو پڑھ کر یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگا کہ یہ تینوں مستقل فقرے ہیں (جو کہ اسلامی عقائد کے بالکل خلاف ہیں)۔ صفحہ نمبر ۱۴ والے فقرے کا صاف وصریح مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی اگر کوئی نبی پیدا ہو جاتا تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی فرق نہ آتا۔ ''بالفرض'' کے لفظ سے ''پیدا'' ہونے کے معنی نکلتے ہیں۔ کیونکہ پہلے انبیاء میں سے کسی نہ کسی نبی کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں ہونا تو امر واقعی ہے۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام۔ امر واقع کو ''بالفرض'' سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے زمانہ نبوی میں کہیں کسی اور نبی کا ہونا ''مطلقاً ہونے'' کے معنی نہیں دیتا بلکہ پیدا ہونے کے معنی میں دلالت کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک مستقل مضمون ہے جسے مستقل فقرہ میں صاحب تحذیر الناس نے بیان کیا ہے۔ نیز یہی معنی مرزائی تجویز کرتے ہیں اور یہ ایسے معنی ہیں جنہیں اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کسی نے تجویز نہیں کیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جدید نبی

صفحہ نمبر ۲۳ والے دوسرے فقرے کا واضح اور روشن مفہوم یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اگر کوئی جدید نبی مبعوث ہو جائے تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ یہ بھی ایک مستقل مفہوم ہے۔ جسے مکمل عبارت میں صاحب تحذیر الناس نے بیان کیا ہے۔

صفحہ نمبر ۳ والے تیسرے فقرے کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ تاخر زمانی میں فضیلت ماننا اور خاتم النبیین کے یہ معنی سمجھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں عوام کا خیال ہے سمجھدار لوگوں کے نزدیک اس میں کچھ فضیلت نہیں۔ لہٰذا یہ معنی غلط ہیں کیونکہ اگر یہ معنی صحیح ہوں تو مقام مدح میں اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمانا غلط ہو جائے گا یہ مضمون بھی مکمل ہے جسے مستقل عبارت میں بیان کیا گیا ہے۔

تین عبارتوں کا مفہوم

ان تینوں عبارتوں اور ان کے واضح مطلب کو دیکھنے اور سمجھنے کے بعد یہ کہنا کہ نامکمل اور بے ترتیب فقروں کو جوڑ کر کفریہ معنی پیدا کئے گئے ہیں سراسر ظلم اور زیادتی

نہیں تو اور کیا ہے۔ تحذیر الناس کی ان تینوں عبارتوں کو ترتیب سے پڑھا جائے یا بے ترتیب، ایک عبارت کو پڑھا جائے یا تینوں کو ہر ایک کا وہی مطلب ہوگا جو بیان کیا جا چکا ہے اور یہ تینوں عبارتیں اسلام کے تین اصولی عقیدوں کے خلاف ہیں۔

(۱)۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی کسی نبی کا پیدا ہونا اسلامی عقیدہ کے منافی ہے مگر تحذیر الناس کی پہلی عبارت (ہماری ترتیب کے مطابق) میں صاف مذکور ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی (پیدا) ہو جب بھی آپ کا خاتم النبیین ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (صفحہ نمبر ۱۳)

(۲)۔ دوسری عبارت میں واضح طور پر مذکور ہے کہ ''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

(صفحہ نمبر ۲۳)

حالانکہ بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کسی نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا اسلام کے بنیادی عقیدہ کے قطعاً مخالف ہے۔

(۳)۔ تیسری عبارت میں بھی صاف صاف مذکور ہے کہ ''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب سے آخری نبی ہیں'' مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ (صفحہ نمبر ۳)

ہر مسلمان قطعاً یقیناً جانتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بلاشبہ اس معنی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔

مذکورہ بالا خط کشیدہ عبارت میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کو عوام کا خیال قرار دینا معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ اور اس وقت تک کی

ساری امت کو عوام میں شمار کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔

نیز دیکھنا چاہیئے کہ خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں کس کس نے لیا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ حسب زعم نانوتوی صاحب وہ ناسمجھ عوام کون لوگ ہیں۔ ذات قدسیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، ائمہ مجتہدین اور علمائے راسخین ہیں جنہوں نے لفظ خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں لیا ہے۔ لہذا بمعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اخیار امت بلکہ کل امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ "معاذ اللہ" ناسمجھ عوام میں داخل ہو گئے۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی اور عقیدۂ بدعت ضلالہ

نبوت و رسالت میں ذاتی اور عرضی کی تفریق باطل ہے۔ نبوت کو بالذات اور بالعرض میں تقسیم کرنا نانوتوی صاحب کی اتنی بڑی جرأت ہے جو چودہ سو (۱۴۰۰) برس کے عرصہ میں کسی مسلمان نے نہیں کی اور یہ عقیدہ بدعت ضلالہ ہے۔

علاوہ ازیں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم میں جو لفظ خاتم النبیین وارد ہوا ہے اس کے معنی منقول متواتر آخر النبیین ہی ہیں جو شخص اس کو عوام کا خیال بتاتا ہے، قرآن کریم کے معنی منقول متواتر کا منکر ہے۔

(افادات علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ)

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اور انبیاء کی مثال اس طرح سمجھو کہ ایک محل ہے جس کی تعمیر عمدہ ہے ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہے دیکھنے والے اس کے گرد گھومتے ہیں مگر اس ایک اینٹ کی جگہ کی کمی محسوس کرتے ہیں۔ میں نے اس اینٹ کی جگہ پُر کر دی میرے ساتھ عمارت مکمل کر دی گئی اور میرے ساتھ رسول ختم کر دیئے گئے۔ ایک

روایت میں ہے وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں"۔

(متفق علیہ مشکوٰۃ[1] مترجم صفحہ نمبر ۱۱۶ جلد نمبر ۳، طبع لاہور)

(۲)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

چھ چیزوں کی مجھ کو دوسرے انبیاء پر فضیلت ہے۔ میں جوامع الکلم دیا گیا ہوں، رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے، غنائم میرے لئے حلال کر دی گئی ہیں زمین میرے لئے مسجد اور پاکیزہ بنا دی گئی ہے، میں سب لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور میرے ساتھ انبیاء ختم کر دیئے گئے ہیں۔

(مسلم، مشکوٰۃ[2] مترجم صفحہ نمبر ۱۱۶ جلد ۳، طبع لاہور)

- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ستائیس[3] (۲۷) دجال اور کذاب ہوں گے جن میں سے چار عورتیں ہوں گی حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

(مسند احمد صفحہ نمبر ۳۹۶ جلد ۵)

---

1. صحیح البخاری رقم الحدیث ۳۵۳۵، صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۲۸۶، السنن الکبریٰ للبیہقی رقم الحدیث ۱۱۳۲۲، مسند احمد رقم الحدیث ۷۴۷۹ طبع بیروت۔

2. مسلم رقم الحدیث ۵۲۳، ترمذی شریف رقم الحدیث ۱۵۵۳، مسند احمد صفحہ نمبر ۴۱۲ جلد ۲۔
(ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

3. حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا (الی قولہ) عنقریب میری امت میں تیس (۳۰) کذاب (پیدا) ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا گمان ہوگا کہ وہ نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ابوداؤد رقم الحدیث ۴۲۵۲، مسلم رقم الحدیث ۲۸۸۹، ترمذی رقم الحدیث ۲۲۰۲، ابن ماجہ رقم الحدیث ۳۹۵۲، بخاری شریف رقم الحدیث ۷۱۲۱ میں ہے عنقریب تیس (۳۰) کذاب نکلیں گے ان میں سے ہر ایک کا زعم ہوگا کہ وہ رسول اللہ ہے (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)۔

- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔(ابن حبان)
- حضرت مالک ابن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ علیہما السلام کے ساتھ تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔[1]
(مستدرک، طبرانی)
- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور تمام انبیاء کا خاتم اور آخر۔(بیہقی، مستدرک اور حاکم نے اس کی تصحیح فرمائی)

منکر ختم نبوت باجماع صحابہ وتابعین کافر ہے

مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دعویٰ نبوت کیا اور بہت سے لوگ اس کے پیروکار ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب سے پہلا اہم جہاد جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں کیا وہ اسی کی جماعت پر تھا۔ جمہور صحابہ مہاجرین وانصار نے اس کو محض دعویٰ نبوت کی وجہ سے اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی بنا پر کافر سمجھا اور باجماع صحابہ وتابعین ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے اور یہی سب سے پہلا اجماع

[1] تخریج احادیث: بخاری رقم الحدیث ۳۴۱۶، مسلم رقم الحدیث ۲۴۰۴، ترمذی رقم الحدیث ۳۷۳۱، سنن کبریٰ للنسائی رقم الحدیث ۸۴۳۵، المعجم الکبیر رقم الحدیث ۳۳۴، ۲۰۳۵، ۳۰۲۶، المستدرک صفحہ ۱۱۷ جلد ۳، سنن بیہقی صفحہ ۴۰ جلد ۹، صحیح ابن حبان صفحہ ۶۹۲۷، منصف عبدالرزاق رقم الحدیث ۹۷۴۵، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۶۰ جلد ۱۲ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

تھا حالانکہ مسیلمہ کذاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کا منکر نہ تھا۔
(ختم نبوت حصہ سوم صفحہ نمبر ۲۰۲ از مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی)

- حضرت قاضی عیاض مالکی اندلسی (المتوفی ۵۴۴ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ کی طرف سے یہ خبر دی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اسی پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل و تخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔
(شفا صفحہ نمبر ۲۴۸، ۲۴۷ جلد نمبر ۲، از قاضی عیاض مالکی اندلسی طبع دار الفکر بیروت)

- امام طحاوی حنفی (المتوفی ۳۲۱ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اور دعویٰ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بغاوت اور گمراہی ہے اور آپ ہی تمام مخلوق جن وانس کیلئے رسول ہیں۔

- علامہ خفاجی حنفی (المتوفی ۱۰۶۹ھ) علیہ الرحمۃ شرح شفا میں لکھتے ہیں:

اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول اور نہ آپکے عہد میں (پیدا ہوگا)۔(نسیم الریاض صفحہ ۳۵۶، ۳۵۵ جلد ۶ دار الکتب العلمیہ بیروت)

- فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

جب تک کوئی آدمی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں۔(فتاویٰ عالمگیری جلد نمبر ۳)

- ملا علی قاری حنفی (المتوفی ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باجماع کفر ہے۔(شرح فقہ اکبر)

- حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔

(میزان العقائد)

● حضرت امام محمد غزالی (المتوفی ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

بے شک امت نے اس لفظ خاتم النبیین اور (لا نبی بعدی) سے اور قرائن احوال سے باجماع یہی سمجھا ہے کہ آپکے بعد اب تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے نہ تخصیص۔

(الاقتصاد صفحہ نمبر ۱۲۸ طبع مصر بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی)

تمام معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱)۔ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمائے اسکی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے وہی معنی بیان فرمائے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمائے دنیا میں کوئی شخص ہے جو یہ ثابت کردے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے علاوہ بیان فرمائے ہوں بلکہ اس کے بغیر اس مضمون کی تمام احادیث میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہی وارد ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' میں خاتم النبیین ہوں یعنی آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی معنی صحابہ کرام کو تعلیم فرمائے اور صحابہ کرام نے تابعین عظام کو علیٰ ہذا القیاس تمام محدثین، مفسرین، ائمہ مجتہدین کل علماء راسخین نے خاتم النبیین کے معنی صرف آخر النبیین سمجھے ہیں اور اسی پر ایمان لائے۔ اگر کوئی شخص یہ ثابت کردے کہ صحابہ یا تابعین یا ائمہ مجتہدین میں سے کسی نے خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے علاوہ بیان کئے ہوں تو ہم اپنی غلطی تسلیم کرلیں گے۔

(۳)۔ قرآن کریم کے لفظ خاتم النبیین کے معنی صرف آخر النبیین قطعی اجماعی ہیں جیسا کہ ہم نے شفاء از قاضی عیاض مالکی اندلسی علیہ الرحمۃ جلد نمبر ۲ سے نقل کرچکے ہیں۔

مرزائی بھی خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کو عوام کا خیال بتاتے ہیں:

پس احمدیوں کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ خاتم النبیین نہیں تھے جو کچھ احمدی کہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ خاتم النبیین کے وہ معنی جو اس وقت مسلمانوں میں رائج ہیں (یعنی آخری نبی) نہ تو قرآن کریم کی متذکرہ بالا آیت پر چسپاں ہوتے ہیں اور نہ ہی اس سے رسول کریم کی عزت اور شان اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس عزت اور شان کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔

(احمدیت کا پیغام صفحہ نمبر ۱۰ طبع حیدرآباد دکن بار دوم ۱۹۵۰ء / ۱۳۷۰ھ)

مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔

''مرتبین انصاف'' دونوں عبارتوں کو بغض و عناد کی عینک اتار کر پڑھیں جن سے اظہر من الشمس ہے کہ دونوں حضرات خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کو مقام مدح میں تسلیم نہیں کرتے اور خاتم النبیین کے قطعی اور اجماعی معنی آخری نبی کو تسلیم نہیں کرتے ہے

● ''مرتبین انصاف'' کی تحریر کردہ ایک عبارت اور اُس کا جواب

''مرتبین انصاف'' لکھتے ہیں کہ آپ کی ختم نبوۃ زمانہ کے لحاظ سے بھی ہے کہ آپ آخری نبی ہیں عام معنی یہی لیا جاتا ہے اور آپ کی ختم نبوت مراتب کے لحاظ

قاری محمد طیب دیوبندی لکھتے ہیں ختم نبوت کا یہ معنی لینا کہ نبوت کا دروازہ بند ہوگیا یہ دنیا کو دھوکہ دینا ہے (خطبات حکیم الاسلام صفحہ نمبر ۵۵ جلد اول طبع ملتان ۱۴۰۰ھ) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

سے بھی ہے کہ آپ پر تمام مراتب ختم ہیں۔ (انصاف نمبر ۵۰)

الجواب: مرتبین کا یہ کہنا کہ ختم نبوت کی طرح آپ پر تمام مراتب بھی ختم ہیں۔ اس قول کی بنا پر سد باب ہی کے لزوم پر بات ختم نہیں ہوتی بلکہ ایمان وایقان، علم وعمل، ہدایت وتقویٰ غرض ہر خوبی اور ہر کمال کا دروازہ بند ہونا لازم ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جس طرح کسی نبی کے آنے کے استحالہ کا لزوم مانا گیا ہے اسی طرح مومن، صالح، شقی مجتہد کے وجود کو بھی حضور کے بعد محال ماننا پڑے گا کیونکہ تحذیر الناس کا بنیادی نکتہ ہی یہ ہے کہ موصوف بالذات کیلئے تاخر زمانی لازم ہے۔

(المنیر بردالتحذیر صفحہ نمبر ۲۴، ناشر مکتبہ فریدیہ ساہیوال)

گنگوہی کے فتویٰ وقوع کذب باری تعالیٰ کی عبارت

سوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم،

ماقولکم رحمکم اللہ! دو شخص کذب باری تعالیٰ میں گفتگو کرتے تھے ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک الخ لفظ "ما" عام ہے شامل ہے معصیت قتل مومن کو پس آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار مغفرت مومن قاتل بالعمد بھی فرمادے گا۔ اور دوسری آیت میں ہے ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا الخ لفظ من عام ہے شامل ہے مومن قاتل بالعمد کو، اس سے معلوم ہوا کہ قاتل مومن بالعمد کی مغفرت نہ ہوگی۔ اس قائل کے خصم نے کہا کہ آپ کے استدلال سے وقوع کذب باری ثابت ہوتا ہے کیونکہ آیت میں ویغفر ہے نہ ویمکن ان یغفر، یہ سن کر اس قائل نے جواب دیا میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب کا قائل نہیں ہوں اور دوسرا قول اسی قائل کا یہ ہے کہ کذب علی العموم قبیح بمعنی منافر للطبع نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے بعض مواضع جائز رکھا ہے اور توریہ وعین کذب بعضے مواضع میں دونوں اولیٰ ہیں نہ فقط توریہ، آیا یہ قائل مسلمان

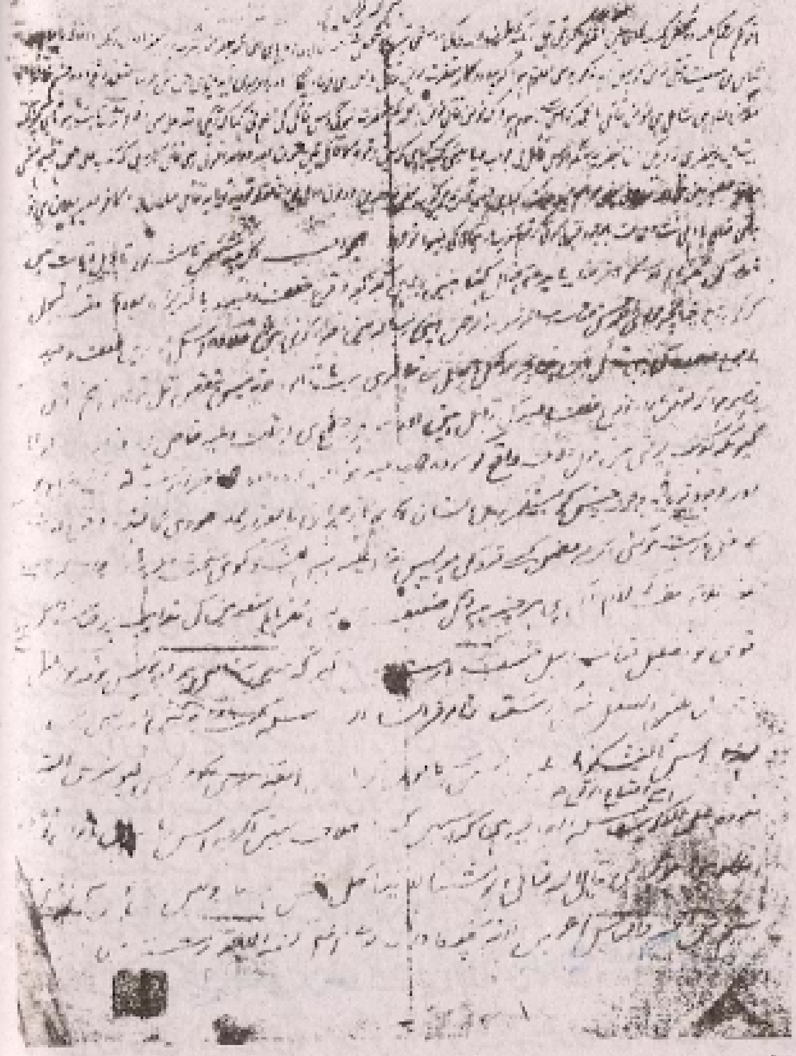
ہے یا کافر اور مسلمان ہے تو بدعتی ضال یا اہل سنت وجماعت باوجود قبول کرنے کے کذب باری تعالیٰ کے، بینوا توجروا۔

الجواب...... اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیے کیونکہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علماء وسلف کی قبول کرتی ہے چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب رسالہ تنزیہ الرحمن اپنے رسالہ میں تصریح کرتے ہیں بقول علاوہ اس کے مجوزین خلف وعید وقوع خلف کے بھی قائل ہیں۔ چنانچہ ان کے دلائل سے ظاہر ہے: حیث قالوا لانہ لیس بنقص بل ھو کمال۔ الخ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ بعض علماء خلف وعید کے قائل ہیں اور یہ بھی واضح ہے خلف وعید خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو۔ سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے۔ گاہے وعدہ گاہے خبر اور سب کذب کے انواع اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہوگا۔ لہٰذا وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو۔ پس بناء علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے کہ اس میں تکفیر علماء سلف کی لازم آتی ہے ہر چند یہ قول ضعیف ہے مگر تاہم مقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب دلیل ضعیف ہے مگر تاہم مقدمین کے مذہب پر صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں دیکھو کہ حنفی شافعی پر اور بعکس بوجہ قوۃ دلیل اپنی کے طعن وتضلیل نہیں کرسکتا انا مومن انشاء اللہ کا مسئلہ کتب عقائد میں خود لکھتے ہیں لہٰذا اس ثالث کو تضلیل وتفسیق سے مامون کرنا چاہیے البتہ بہ نرمی اگر فہمائش ہو بہتر ہے البتہ قدرۃ علی الکذب مع امتناع الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے اس میں کسی کا خلاف نہیں اگرچہ اس زمانے میں لوگوں کو اعتقاد بیجا ہوگیا ہے۔ قال اللہ ولو شئنا کل نفس ھداھا ولکن حق القول منی لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین الآیہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد

نوٹ: اس قلمی فتویٰ کا عکس اگلے صفحے پر ملاحظہ ہو۔



اہل سنت وجماعت کا مسلک

جوہر، جسم، عرض، مکان، زمان، جہت، حرکت، انتقال، تبدیل، ذاتی و صفاتی، جہل، کذب ممکنات سے مختص ہیں۔ ذات حق پر یہ سب محال بالذات ہیں۔

مولانا عبدالحئی لکھنوی حنفی (المتوفی ۱۳۰۴ھ) ایک طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں۔

الغرض عبارات مذکورہ سے اس کی صراحت ہوگئی کہ خدا کو محالات مثلاً شریک باری وغیرہ کے پیدا کرنے پر قدرت نہیں اور یہ نقص (عجز) نہیں عین کمال ہے اسی پر تمام متکلمین کا اتفاق ہے اور عقل ونقل دونوں یہی بتاتی ہیں اس کا انکار ایک عجیب بات ہے۔ (مجموعہ فتاوی صفحہ نمبر ۵ مطبوعہ لکھنو ۱۹۳۵ء)

نیز فرماتے ہیں: کسی ایسے کام پر قادر نہ ہونا جو درحقیقت تعلق قدرت کے لائق ہی نہیں نقص نہیں بلکہ عین کمال ہے اس کی صراحت کتب فقہ وکلام میں موجود ہے۔ (مجموعہ فتاوی صفحہ نمبر ۲ مطبوعہ لکھنو ۱۹۳۵ء)

- **مسئلہ حاضر وناظر اور اہل سنت کا موقف**

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مع جسم اطہر ایک ہی وقت میں بطور معجزہ مختلف مقامات پر حاضر ہونا ایک حقیقت ثابتہ ہے جیسا کہ اولیاء اللہ کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

اکمل اولیاء اللہ کو تبارک وتعالی نے یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ (مکتوبات صفحہ نمبر ۵۸ جلد دوم)

- علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آن میں متعدد جگہوں میں مقبولان الٰہی کے موجود ہونے پر واقعہ معراج سے استدلال کیا ہے۔ پھر ایک بزرگ حضرت ابراہیم نامی کا واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے ایک جمعہ ایک ہی آن میں پچاس جگہ پڑھایا، اس کے علاوہ دیگر بزرگان دین کے واقعات ذکر فرمائے ہیں (درالغواص صفحہ نمبر ۱۶۴ تا ۱۶۶)
- امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً زندہ ہیں اپنے بدن اور روح کے ساتھ قبر میں اور سیر وتصرف فرماتے ہیں زمین اور آسمان میں اور آپ کے اندر کوئی

۱ خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں فھو صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ الشریف یتصرف فی الکون باذن اللہ تعالی کیف شاء، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن خداوندی کون میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں (المہند صفحہ نمبر ۱۳۱ طبع ملتان)۔ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

تغیر نہیں ہوا۔ (تنویر الحلک صفحہ نمبر ۱۹ مطبوعہ استنبول ترکیہ)

رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمانیت اور بشریت کے بغیر حاضر ناظر ہونا بایں طور کہ عالم کا ذرہ ذرہ روحانیت اور نورانیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گاہ ہے اور روحانیت ونورانیت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کیلئے قرب و بعد یکساں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت ورحمت تمام عالمین پر حاوی ہے۔ زمین وآسمان کا کوئی گوشہ نگاہ رسالت سے مخفی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا کو رکھ دیا ہے پس میں اس کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اسے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسا اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو۔ (مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۲۸۷ جلد ۸ طبع بیروت)

• حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اب رہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہر وباطن ہونا تو آپ کے انوار نے پورے آفاق کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۸ جلد اول)

• امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شخص واحد ہی شمار نہ کرو اور بشریت کی نگاہ سے ان کی طرف نظر نہ کرو تا کہ ان کو اجزائے بشر میں سے ایک جز دیکھو بلکہ ان کی اس صورت پر نظر کرو جو اس وجود سے پہلے تھی تا کہ تمہیں ایک ایسا نور نظر آئے جس نے تمام موجودات کا احاطہ کر رکھا ہے۔ (مجربات غزالی صفحہ نمبر ۳۳۲ طبع لاہور)

• قطب عالم پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے عرض کی کہ جہاں درود شریف پڑھا جائے کیا وہاں روح محمدی موجود ہوتی ہے حضور قدس سرہٗ نے فرمایا کہ روح مبارک کا تشریف لانا اس طرح سمجھنا چاہیئے جیسے سورج اپنی جگہ پر قائم ہے لیکن اس کی روشنی ہر جگہ موجود ہے روحانی سفر میں قرب وبعد عنصری نہیں ہوتا۔ حقیقت محمدیہ جمیع حقائق امکان پر مقدم واعلیٰ واکمل وافضل ہے۔

(ملفوظات مہریہ صفحہ نمبر ۱۲۵)

• **مولوی عبدالمالک صدیقی دیوبندی خانیوال**

اوّلین رحمت جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عالم ظہور میں ظاہر فرمایا وہ ظہور نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس نور کو صور علیہ سے بغیر کسی واسطہ وذریعہ اور سبب اپنے امر وقدرت سے جیسا کہ اس کے کمالات علم الٰہیہ میں تھے فی الخارج ظاہر فرمایا اور یہ تمام کائنات اس نور کے دائرے کے اندر ہی اندر ہے۔ الخ

(مفہومات صادقیہ یعنی فیوضات صدیقیہ صفحہ نمبر ۱۵۷ از افادات مولوی عبدالمالک دیوبندی)

مسئلہ علم غیب اور اہل سنت کا موقف

بہ نسبت علوم اوّلین وآخرین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اعلیٰ واکمل ہے اور آخر عمر مبارک تک ملکوت سماوی وارضی وتمام مخلوقات وجملہ اسمائے حسنہ وآیات کبریٰ وامور آخرت واشراط ساعت واحوال سعد واشقیاء علم ماکان ومایکون پر آپکا علم محیط ہو چکا ہے۔ تمام علوم بشریہ وملکیہ سے آپکا علم اعلیٰ واکمل ہے۔ جمیع جزئیات خمسہ کا علم جس میں خاص وقت قیامت کا علم بھی شامل ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حاصل ہے۔

علم الٰہی (جل جلالہٗ) اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے علم میں امور ذیل فارق ہیں

(۱)۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا علم مستفاد، اسے بالواسطہ، بالعرض، عطائی اور وہبی کہتے ہیں۔

(۲)۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ممکن ہے۔

(۳)۔ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی سرمدی اور ابدی حقیقی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم حادث ہے

(۴)۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم متناہی ہے۔

(۵)۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر مخلوق اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم مخلوق ہے۔

(۶)۔ اللہ تعالیٰ کا علم کسی کے زیر قدرت نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم مقدور ہے۔(یعنی اللہ تعالیٰ کی زیر قدرت ہے)۔

(۷)۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب البقاء اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم جائز الفناء ہے۔

(۸)۔ اللہ تعالیٰ کا علم ممتنع التغیر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ممکن التبدل ہے۔

(۹)۔ تمام مخلوقات کے علم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں وہ نسبت ہے جو قطرے کو سمندر سے ہے۔یعنی تمام مخلوقات کا علم بمنزلہ قطرہ ہے اور ان کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم بمنزلہ سمندر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ ایسی بھی نہیں جیسے قطرے کو سمندر سے ہوتی ہے۔

پس جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو اللہ تعالیٰ جیسا علم مانے اور اللہ جل جلالہٗ ہی کی طرح حاضر ناظر جانے پس اہل سنت کے نزدیک کافر ہے۔اور اسی کی طرف مختلف فقہاء نے اپنی اپنی تصانیف میں اشارہ کیا ہے۔

الزام: ''مرتبین انصاف'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت بریلوی کی صریح گستاخی''

میرے بھائی برکات احمد صاحب کے انتقال کے دن مولوی سید احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔عرض کی یا رسول اللہ! کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے (بریلوی اعلیٰ حضرت نے فرمایا) الحمد للہ! یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔(ملفوظات حصہ دوم صفحہ نمبر ۳۵)،(انصاف صفحہ نمبر ۵۵)

الجواب:

عالم رؤیا اور عالم دنیا

یہ دو عالم ہیں عالم رؤیا کو عالم دنیا پر قیاس کرنا سراسر باطل ہے۔عالم رؤیا کے حالات و واقعات پر شریعت کے احکام پر نافذ نہیں ہوتے۔جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

''حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص مرفوع القلم ہیں، سویا ہوا، جب تک بیدار نہ ہو اور نابالغ جب تک بالغ نہ ہو اور مجنون جب تک ہوش درست نہ ہوں۔(ابوداؤد شریف صفحہ نمبر ۲۵۶ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

- امام الہند شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ میرے والد شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں ماہ رمضان میں ایک دن میں نے سخت مشقت کی جس کی وجہ سے مجھ پر سخت کمزوری ہو گئی قریب تھا کہ میں اس بنا پر افطار کر دیتا اور فضیلت صوم کے فوت ہونے سے مجھے بہت غم ہوگا۔اس اندوہ میں مجھے اونگھ آ گئی۔میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے بہت لذیذ خوشبودار کھانا جسے ہندوستان میں زردہ پلاؤ کہتے ہیں۔عنایت فرمایا، میں نے سیر ہو کر کھایا۔پھر بہت ہی لطیف ٹھنڈا پانی عنایت فرمایا۔میں نے سیر ہو کر پیا۔پھر میں بیدار ہو گیا۔بھوک و پیاس تمام زائل ہو چکی تھی اور سیر شکم حاصل ہو گئی تھی میرے ہاتھ میں ابھی تک زعفران کی خوشبو باقی تھی بعض عقیدت مندوں نے اسے احتیاط سے دھو کر رکھ لیا اور برکت اور تبرک کے طور پر اس سے روزہ افطار کیا۔

(انفاس العارفین صفحہ نمبر ۷۱ مطبوعہ لاہور از حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

دیکھیے خواب میں حضرت شاہ عبدالرحیم نے کھانا کھایا، پانی پیا مگر ان کے روزے پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔اور انہوں نے وقت روزہ (یعنی سورج غروب ہونے) پر روزہ افطار کیا۔

- **مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**

علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اپنی امت کے اعمال میں نگاہ رکھنا ان کیلئے گناہوں سے استغفار کرنا، ان کیلئے دفع بلا کی دعا کرنا، اطراف زمین میں آنا جانا، اس میں برکت دینا اور اپنی امت میں کوئی صالح آدمی مر جائے تو اسکے جنازہ میں جانا۔یہ چیزیں حضور صلی اللہ علی وآلہ وسلم کا مشغلہ ہیں جیسے کہ اس میں احادیث اور آثار آئے ہیں۔(الحاوی للفتاوی صفحہ نمبر ۱۵۳ مطبوعہ

● صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں سیر فرمانے کا اپنے صحابہ کرام کی روحوں کے ساتھ اختیار ہے آپ کو بہت سے اولیاء اللہ نے دیکھا ہے۔ (تفسیر روح البیان صفحہ نمبر ۹۹، جلد دہم، مطبوعہ الریاض سعودی عرب)

● حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

بہت دفعہ لوگوں نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مع حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما خواب میں دیکھا کہ ان کی روحوں نے کافروں اور ظالموں کے لشکروں کو شکست دے دی پھر اس کا ظہور بھی ہوا۔ اور ٹڈی دل لشکر، نہتے کمزور اور تھوڑے مسلمانوں سے شکست کھا گیا۔ (کتاب الروح صفحہ نمبر ۱۲۶ مطبوعہ کراچی)

● تین مستند واقعات

۱۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور وہ رو رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے رونے کا کیا باعث ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ آپ کا سر مبارک اور ریش مبارک پر گرد پڑی ہوئی ہے اور آپ رو رہے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے رونے کا کیا باعث ہے؟ آپ نے فرمایا میں حسین کے قتل کی جگہ گیا تھا۔ (ترمذی شریف صفحہ نمبر ۲۱۸ جلد ۲)

● مولوی اشرف علی تھانوی اس کے تحت لکھتے ہیں:

حضور روح اور مقام روح کا بعد مفارقت عالم دنیا کے گو اصلی مقام دوسرا ہے لیکن اگر باذن الٰہی کسی وقت پر بطور خرق عادت اس عالم میں آجائے تو ممکن ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح مبارک کا میدان قتال میں تشریف لانا دیکھا گیا اور چونکہ اس کے امتناع کی کوئی دلیل نہیں لہٰذا اس میں تاویل اور صرف الی المجاز کی ضرورت نہیں، محمول حقیقت پر ہوگا۔ (التکشف صفحہ نمبر ۴۰۵ مطبوعہ دہلی)

۲۔ حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی فرماتے ہیں:

ایک روز سید عبداللہ اور ان کے استاذ صاحب دونوں قرآن مجید کا ورد کر رہے تھے کہ کچھ لوگ عرب صورت سبز پوش گروہ در گروہ ظاہر ہوئے ان کے سردار نے مسجد کے قریب ہو کر ان قاریوں کی قرأۃ کو سنا اور کہا: "بارک اللہ اویت حق القرآن"۔ اور مراجعت فرمائی۔ ان عزیزوں کی عادت تھی کہ قرآن مجید پڑھتے وقت آنکھیں بند کر لیتے تھے اور کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ جب سورۃ ختم کر لی تو سید عبداللہ سے پوچھا کہ وہ کون لوگ تھے ان کی ہیبت سے میرا دل کانپ اٹھا۔ لیکن قرآن مجید کے احترام کی وجہ سے میں کھڑا نہ ہوا۔ سید عبداللہ نے کہا کہ اس قسم کے گھوڑے تھے۔ جب انکا سردار پہنچا تو میں بیٹھا نہ رہ سکا میں نے اٹھ کر انکی تعظیم کی اسی گفتگو میں تھے کہ ایک اور آدمی اسی وضع کا آیا اور کہا کہ گزشتہ رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے صحابہ کے مجمع میں تشریف فرما تھے اور اس حافظ کی تعریف فرماتے تھے جو اس جنگل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ تعریف فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ علی الصبح میں اس سے ملوں گا اس کی قرأۃ سنوں گا۔ آپ تشریف لائے تھے یا نہیں؟ اور اگر تشریف لائے تھے تو کہاں گئے ان دونوں نے جب یہ بات سنی تو دائیں بائیں بھاگے لیکن کوئی نشان نہ ملا۔ راقم الحروف شاہ ولی اللہ کا گمان ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد مدت دراز تک اس جنگل سے خوشبو آتی رہی (انفاس العارفین صفحہ نمبر ۲۴، ۲۵ مطبوعہ لاہور)

۳۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح جب دمشق کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ تو قلعہ فتح نہ ہوتا تھا۔ ایک رات عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے۔ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا آپ فرما رہے تھے۔ "تفتح المدینۃ ان شاء اللہ تعالیٰ فی ھذہ اللیلۃ" اے ابوعبیدہ آج رات شہر فتح ہو جائے گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد ہی واپس جانے لگے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ جلد واپس جا رہے ہیں۔ کیا بات ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں جانا ہے۔ (فتوح الشام از علامہ واقدی صفحہ نمبر ۳۵ جلد ۲ مطبوعہ مصر)

جواب دو؟

مولوی برکات احمد کی نماز جنازہ مولانا احمد رضا نے پڑھائی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باطنی طور پر اس میں شمولیت فرمائی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے باطنی طور پر شمولیت فرمائی۔

اگر......! مولوی برکات احمد کی نماز جنازہ پڑھانے کی وجہ سے مولانا احمد رضا مورد طعن ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیوں نہیں؟

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے قول کی وضاحت

الحمد للہ! یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔ یہ الفاظ مولانا احمد رضا ن نے بطور تشکر فرمائے ہیں اس نیک بخت انسان کی نماز جنازہ پڑھانے پر جس کی نماز جنازہ میں باطنی طور پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شرکت فرمائی۔ نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے امام ہونے پر۔[1]

---

[1] نبی اکرم ﷺ کی حکیم برکات احمد کی نماز جنازہ میں شرکت باطنی طور پر ہے مرتبین انصاف اور مقلد و غیر مقلد وہابی مل کر بتائیں نمبر ۱ اگر کسی مسلمان کا انتقال ہو جائے اور کسی نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کیلئے تشریف لے جارہے ہیں تو اب مسلمانوں پر اس آدمی کا جنازہ پڑھنا فرض ہے یا نہیں؟ اگر بغیر نماز جنازہ پڑھے دفن کر دیں فرض کفایہ کے تارک ہونے پر گنہگار ہوں گے یا نہیں؟ اور نماز جنازہ بغیر جماعت و امام کے پڑھی جائے یا جماعت و امام کے ساتھ اگر امام بنایا جائے تو یہ امام نبی اکرم ﷺ کا مقتدی ہوگا یا امام؟ نمبر ۲ حضور ﷺ کی موجودگی یعنی حالت ظاہری میں کسی امتی کا آپ کی امامت کرنی کفر ہے یا فسق یا مکروہ ہے؟ نمبر ۳ صرف امام بننے سے امام کا مقتدی سے افضل ہونا لازم ہے؟ نمبر ۴ کیا افضل کی موجودگی میں مفضول کا امام بننا کفر ہے یا فسق و مکروہ ہے؟ اگر ان سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر اعتراض سوائے بغض و حسد کے کچھ نہیں اگر ان سوالات کا جواب اثبات میں ہے تو آنکھیں کھول کر ان احادیث مبارکہ کا جواب دیجئے (مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۳۲ اور ۱۸۰ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی) میں ہے دوران سفر نبی کریم ﷺ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے پیچھے نماز ادا فرمائی نمبر ۲ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے ایام علالت میں سترہ نمازیں پڑھائیں

"مرتبین انصاف" اور جاء الحق کی عبارات میں تحریف

عبارت نمبر ۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صلحاء کے جنازہ میں جسم پاک سے تشریف لاتے ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۵۵)

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۹۶ جلد اول) اس سے وہ اعتراض کا جواب بھی ہو گیا کہ اگر حضور ﷺ حاضر و ناظر ہیں تو تم مصلی پہ کیوں کھڑے ہوتے ہو حضرت صدیق اکبر نے نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں سترہ نمازیں مسجد نبوی شریف میں مصلی رسول پر کھڑے ہو کر پڑھائیں نمبر ۳ جب نبی اکرم ﷺ نے وصال فرمایا تو آپ نے آخری نماز حضرت صدیق اکبر کے پیچھے ادا فرمائی (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۱۰۲ جلد ۳) نمبر ۴ علامہ بدر الدین حنفی علیہ الرحمۃ المتوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں کہ ایام علالت میں نبی اکرم ﷺ نے تین بار حضرت صدیق اکبر کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی ہے (عمدۃ القاری شرح بخاری جز ۵ صفحہ ۱۹۰ طبع بیروت) حاسدین رضا بتائیں ان کے نزدیک کسی امتی کا نبی اکرم ﷺ کی امامت کرنی بے ادبی و گستاخی ہے تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ نیز حضور ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کی اقتداء میں پانچ نمازیں ادا فرمائی ہیں (بخاری رقم الحدیث ۵۲۱، ۳۲۱۱، ۴۰۰۷ جلد اول صفحہ ۷۵، ۴۵۷، جلد ۲ صفحہ ۵۷۱ طبع کراچی، مسلم صفحہ ۲۲۱ جلد اول طبع کراچی، ترمذی صفحہ ۲۱ جلد اول طبع دہلی، ابوداؤد صفحہ ۶۲ جلد اول طبع ملتان، سنن نسائی صفحہ ۸۶ جلد اول طبع کراچی، سنن ابن ماجہ صفحہ ۴۹ طبع کراچی، موطا امام مالک صفحہ ۳ طبع کراچی) نیز قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ اکٹھے ہوں گے تو امام حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے (نزہۃ القاری شرح بخاری صفحہ ۲۰۳ جلد ۲ طبع لاہور) اب حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ نمبر ۵ تمہارے عقیدہ کے مطابق حضور ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں جیسا کہ تقویۃ الایمان صفحہ ۶۱ طبع دہلی میں ہے میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ نعوذ باللہ، تو تمہیں چیخنے چلانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ جبکہ تمام امت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ حقیقی جسمانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں اب ذرا اپنے گھر کی خبر لیجئے۔ ایک دن اعلیٰ حضرت (حاجی امداد اللہ) نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ اٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے اس کے مہمان علماء ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا (تذکرۃ الرشید صفحہ ۳۶ جلد اول طبع لاہور) شیخ سعید نکروفی کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ سرور عالم ﷺ تشریف فرما ہیں اور مجھ سے کسی نے کہا

اصل عبارت: علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اپنی امت کے اعمال میں نگاہ رکھنا ان کیلئے گناہوں سے استغفار کرنا ان سے دفع بلا کی دعا کرنا، اطراف زمین میں آنا جانا (جسم مثالی کے ساتھ) اس میں برکت دینا اور اپنی امت میں کوئی صالح آدمی مرجائے تو اس کے جنازہ میں جانا، یہ چیزیں حضور علیہ السلام کا مشغلہ ہیں جیسے کہ اس پر احادیث اور آثار آئے ہیں۔

(الحاوی للفتاویٰ صفحہ نمبر ۱۸۴، ۱۸۵، جلد ۲ طبع ملتان)

عبارت نمبر ۲: اسی طرح محفل میلاد شریف اور نعت خوانی کی مجالس میں بھی جسم پاک سے تشریف لاتے ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۵۵)

یہ رسول اللہ ہیں اور ایک عالم ہندی خلیل احمد کا انتقال ہو گیا ہے ان کے جنازہ کی شرکت کیلئے تشریف لائے ہیں (تذکرۃ الخلیل صفحہ ۳۰۴ طبع کراچی) حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام گویا کسی شہر میں جامع مسجد کے قریب ایک حجرہ میں تشریف فرما ہیں جامع مسجد قریب بوجہ جمعہ (مصلیوں) نمازیوں کا مجمع بڑا ہے مصلیوں (نمازیوں نے) نے فقیر سے فرمائش کی کہ تم حضرت خلیل اللہ سے سفارش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمائیں فقیر نے جرأت کر کے (واقعی تم جرأت کر سکتے ہو، فیضی غفرلہ) عرض کیا کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا مدنی کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا فرمائی فقیر بھی مقتدیوں میں شامل تھا (حیرت انگیز واقعات صفحہ ۴۵، از ابوالحسن بارہ بنکوی دیوبندی طبع مکتبہ رشیدیہ کراچی) (سید حسین احمد مدنی واقعات و کرامات کی روشنی میں ۳۰۹، از رشید الدین حمیدی دیوبندی طبع اسلامی کتب خانہ کراچی) بولو دیوبندیو کسی امتی کی قبر پر نبی اکرم ﷺ کا تشریف لانا تمہارے نزدیک محال ہے مگر تمہارے مولویوں کا کھانا پکانے کیلئے بہ حیثیت باورچی تشریف لانا ایمان ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بجائے ٹانڈہ کے ملاں جی کو امام بنانے کا شوق ہے پھر ٹانڈوی جی آگے بڑھ کر امام بن جاتے ہیں کتنی بڑی بدتمیزی ہے مرتبین انصاف بتائیں یہاں کیا ارشاد ہے یہاں تصریح ہے کہ ٹانڈوی جی کے پیچھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نماز پڑھی۔

مجھ سے سب یہ کہتے ہیں کہ رکھ نیچی نگاہ اپنی
کوئی ان سے نہیں کہتا نہ نکلو یوں عیاں ہو کر

(ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

الجواب: اگر لوگ یہ عقیدہ رکھیں کہ حضور علیہ السلام کی روح اور آپ کی مثال (یعنی جسم مثالی کی صورت میں) مولود شریف پڑھنے اور ختم رمضان اور نعت خوانی کرتے وقت آتی ہے تو جائز ہے۔ (شرح الصدور صفحہ نمبر)

یاد رکھیں اہل سنت و جماعت ہر نیک محفل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی یا جسم مثالی کے ساتھ تشریف آوری کے قائل نہیں ہیں۔

- امام غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں سیر فرمانے کا اپنے صحابہ کرام کی روحوں کے ساتھ اختیار ہے۔ (تفسیر روح البیان صفحہ نمبر ۹۹ جلد ۱۰ مطبوعہ ریاض)

- مولانا محمد عاشق پھلتی فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''قدیم طریقہ کے موافق بارہ ربیع الاول کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ نیاز تقسیم کی اور آپ کے بال مبارک کی زیارت کرائی تلاوت قرآن پاک کے دوران ملاء اعلیٰ کا ورود ہوا۔ فرشتے نازل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح نے اس فقیر اور اس سے محبت کرنے والوں کی طرف بہت التفات فرمائی۔ (یعنی حاضرین پر)۔

(القول الجلی صفحہ نمبر ۶۹ مطبوعہ لاہور ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء)

- حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (پیر و مرشد علمائے دیوبند) فرماتے ہیں:

رہا اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے۔ (جیسا کہ مرتبین انصاف نے لکھا ہے) کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا، یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے۔ یہ ضعیف شبہ ہے کہ آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جائیں بہر حال ہر

طرح یہ امر ممکن ہے۔الخ (کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۹۷ طبع کراچی)

- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

لیکن اگر (روح مبارکہ) باذن الٰہی کسی وقت پر بطور خرق عادت اس عالم میں آجائے تو ممکن ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام کی روح مبارکہ کا میدان قتال میں تشریف لانا دیکھا گیا اور چونکہ اس کے امتناع کی کوئی دلیل نہیں لہٰذا اس میں تاویل اور صرف الی المجاز کی ضرورت نہیں محمول حقیقت پر ہوگا۔

(التکشف صفحہ نمبر ۲۰۵، مطبوعہ دہلی)

فتاویٰ بزازیہ، قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۵۶)

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ مشائخ کی روحیں ہر وقت حاضر نہیں ہوتیں۔ہاں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کا بعض مواقع پر حاضر ہونا کوئی بعید نہیں۔اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔مگر اس عقیدے سے پکارنا کہ مشائخ کی ارواح ہر وقت ہمارے پاس موجود ہیں ایک غیر اسلام عقیدہ اور اسی طرف صاحب فتاویٰ بزازیہ اور قاضی صاحب کا اسلامی طرف اشارہ ہے۔

- قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے ان (شہداء) کی روحوں کو جسموں کی قوت دیتا ہے وہ زمین و آسمان اور جنت میں جہاں چاہیں جاتے ہیں اور وہ اپنے دوستوں کی امداد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔(انشاء اللہ تعالیٰ)

(تفسیر مظہری پارہ دوم زیر آیت ولا تقولوا لمن یقتل الخ)

- تصرفات ملائکہ کیلئے جس طرح کسی آلہ وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑتی اسی طرح تصرفات ارواح کا معاملہ ہے ہمارے دنیاوی قوانین وہاں نہیں چلتے کیونکہ وہ ایک دوسرا عالم ہے...... بلاشبہ ارواح کو اتنی آزادی ہے کہ وہ زندوں کے برابر بلکہ ان سے زیادہ ہی کسی پکارنے والے کی پکار سن سکتے ہیں۔اور مدد چاہنے والے کی مدد

کر سکتے ہیں۔(اصلاح فکر و اعتقاد صفحہ نمبر ۲۳۲ مترجم از سید محمد علوی مالکی مکی حسنی)

نیز فرماتے ہیں: جو شخص کسی زندہ یا وفات یافتہ سے استعانت یا استغاثہ یا طلب یا سوال یا ندا کرے اور اس کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ جسے ندا دے رہا اور استعانت وغیرہ کر رہا ہے وہ بالذات مالک نفع و نقصان ہے تو ایسا شخص مشرک ہے۔(ایضاً نمبر ۲۲۲)

اور اگر پکارنے والے کا یہ عقیدہ ہو کہ جس کو میں پکار رہا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی عطا، اذن اور مشیت کے تحت میری مدد کرتا ہے تو یہ عقیدہ غیر اسلامی نہیں۔

<u>تشریح:</u> حدیث قدسی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرا بندہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی قوت سامعہ بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔الخ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۹۷، بخاری صفحہ نمبر ۹۶۳ جلد ۲ طبع کراچی)

- امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

جب بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس کی سمع اور بصر ہوتا ہوں، جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع بن جاتا ہے تو وہ بندہ قریب و بعید سے برابر سنتا ہے جب یہی نور اس کی بصر بن جاتا ہے تو قریب اور دور سے برابر دیکھتا ہے۔جب اللہ تعالیٰ کا یہی نور اسکا ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ خشکی و تری میں قریب و بعید میں تصرف پر برابر قادر ہو جاتا ہے۔(تفسیر کبیر صفحہ نمبر ۹۱ جلد ۲۱)

اس لئے جب کوئی بندہ مصائب و آلام میں کسی ولی اللہ کو پکارتا ہے (جس کی ولایت مشہور و معروف اور تواتر سے ثابت ہو) تو وہ اللہ کا مقبول بندہ اس کی صدا سن کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کیلئے دست بدعا ہوتا ہے رب کائنات اس کی دعا قبول فرما کر پکارنے والے کی مشکل حل کر دیتا ہے۔جیسا کہ زیر بحث حدیث کے آخر میں ہے کہ جب وہ بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں ضرور اس کا سوال پورا کرتا ہوں۔یہ بھی

یادر ہے کہ یہ مقام تمام اولیاء اللہ کو حاصل نہیں ہوتا۔

● فتاویٰ قاضی خاں کی عبارت کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۵۶)

رجل تزوج بغیر شہود فقال الرجل و المرءة خدا و رسول را گواہ کردیم قالوا یکون کفرا لانہ اعتقاد ان رسول اللہ علیہ السلام یعلم الغیب ۔الخ (فتاویٰ قاضی خاں)

__الجواب:__ قاضی خاں کی عبارت میں ہے ''قالوا'' لوگوں نے کہا اور قاضی خاں وغیرہ فقہاء کی عادت یہ ہے کہ وہ قالوا اس جگہ بولتے ہیں جہاں ان کو یہ قول پسند نہ ہو۔

لفظة قالوا تذکر فیما فیہ خلاف ۔(شامی جلد پنجم) لفظ قالوا وہاں بولا جاتا ہے جہاں اختلاف ہو۔

● غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی بحث قنوت میں ہے۔ قاضی خاں کا کلام ان کی ناپسندیدگی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ انہوں نے کہا قالوا الخ۔ ان کے قالوا کہنے میں اشارہ ادھر ہے کہ یہ قول پسندیدہ نہیں اور یہ اماموں سے مروی نہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ الخ

● علامہ شامی نے تاتارخانیہ سے نقل کیا:

ملتقط میں ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا کیونکہ تمام چیزیں حضور علیہ السّلام کی روح پر پیش کی جاتی ہیں اور رسول بعض غیب جانتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ پس نہیں ظاہر فرماتا اپنے غیب پر کسی کو سوائے پسندیدہ رسول کے میں کہتا ہوں کہ کتب عقائد میں ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات میں سے بعض غیبوں پر مطلع ہونا بھی ہے۔

● شامی باب المرتدین میں ہے: دعویٰ علم غیب نص قرآنی کے خلاف ہے کہ اس سے کافر ہوگا۔ مگر جبکہ اس کو صراحۃً یا دلالۃً کسی سبب کی طرف نسبت کردے جیسے کہ وحی یا الہام (یعنی پھر کافر نہ ہوگا)

● مضمرات میں ہے صحیح یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا۔ کیونکہ انبیاء کرام غیب جانتے ہیں اور ان پر چیزیں پیش کی جاتی ہیں پس یہ کفر نہ ہوگا۔ (معدن الحقائق شرح کنز الدقائق)

● براہین قاطعہ کی کفریہ عبارت

(انصاف صفحہ نمبر ۵۸)

الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان، ملک الموت کی یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کیا جائے۔ (براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی صفحہ نمبر ۵۱)

__تبصرہ:__ اہل سنت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں شیطان کیلئے علم محیط زمین کا ثابت کرنا اور حضور کی ذات اقدس سے اس کی نفی کرنا بارگاہ رسالت کی توہین ہے۔ اہل سنت کے نزدیک شیطان و ملک الموت کے محیط زمین کے علم پر قرآن و حدیث میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی جو شخص نص کا دعویٰ کرتا ہے وہ قرآن و حدیث پر نہایت ہی ناپاک بہتان باندھتا ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے علم کو نصوص قطعیہ کے خلاف کہنا بھی قرآن و حدیث پر افترا عظیم ہے۔ قرآن و حدیث میں کوئی ایسی نص وارد نہیں ہوئی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں محیط زمین کے علم کی نفی ہوتی ہو بلکہ قرآن و حدیث کی بے شمار نصوص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ہر چیز کا علم ثابت ہے نیز کسی مخلوق کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے علم کی کمی ثابت کرنا اہل سنت کے نزدیک حضور کی شان اقدس میں بدترین گستاخی ہے۔ (الحق المبین صفحہ نمبر ۲۷ طبع لاہور)

مولانا رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اور دوسری بات یہ ہے کہ براہین قاطعہ میں انوار ساطعہ کے جواب میں کوئی فقرہ نہ ہوگا کہ اس کے مصنف (مولوی عبدالسمیع رامپوری) کو صراحۃً کلمات فحش سے

یاد نہ کرتے ہوں۔ الخ (تقدیس الوکیل صفحہ نمبر ۳۲۱ طبع لاہور)

معلوم ہوا کہ مولانا کیرانوی علیہ الرحمۃ کو سیاق و سباق کے ساتھ براہین قاطعہ کی عبارت ذہن نشین تھی۔ اور انہوں نے اول تا آخر براہین قاطعہ کا مطالعہ کیا تھا یا کسی سے سنی تھی۔ براہین قاطعہ از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، چونکہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی مصدقہ ہے۔ اس لئے مولانا کیرانوی نور اللہ مرقدہٗ مولوی رشید احمد گنگوہی کو مخاطب ہو کر اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں:

اور بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کمتر ہے اور اسی عقیدے کے خلاف کو شرک فرمایا۔ الخ

(تقدیس الوکیل صفحہ نمبر ۳۱۹ طبع لاہور)

یہی مفہوم مولانا احمد رضا بریلوی نے براہین قاطعہ کی عبارت کا سمجھا ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

''ابلیس لعین کیلئے تو زمین کے علم محیط پر ایمان لاتا ہے اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا ہے تو کہتا ہے یہ شرک ہے''۔

(حسام الحرمین صفحہ نمبر ۱۴ مطبوعہ لاہور، عربی اردو)

تبصرہ: ''براہین قاطعہ'' کی عبارت کا جو مفہوم مولانا احمد رضا بریلوی نے تحریر کیا ہے وہی مفہوم مولانا رحمت اللہ کیرانوی مکی نے بیان کیا ہے۔ اگر مولانا احمد رضا بریلوی اس مفہوم کی وجہ سے مورد طعن ہیں تو مولانا کیرانوی کے متعلق خاموشی کیوں؟

● مولانا معین الدین اجمیری اور براہین قاطعہ کی عبارت

مولانا اپنے ایک خط میں جو کہ مولانا حامد رضا قدس سرہ العزیز کے نام ہے لکھتے ہیں:

۷۸۶

جناب محترم مولانا زاد مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

براہین قاطعہ کے قول شیطانی کو (جس میں معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اکمل کے مقابلے میں اپنے شیخ نجدی (یعنی شیطان کے علم کو وسیع کہا ہے) دیکھ کر فقیر کا یہی فیصلہ ہے کہ یہ کلمات قطعاً کلمات کفر ہیں اور ان کا قائل کافر، باقی اغلوطات اہل دیوبند کو بعد صحت کے انشاء اللہ تعالیٰ دیکھ کر فیصلہ کروں گا۔ آپ اگر بعد جمعہ حسب وعدہ تشریف لے آؤ تو اس وقت اس کے متعلق بسط سے گفتگو ہو سکتی ہے۔

والسلام

فقیر معین الدین غفرلہٗ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ

(نوادرات محدث اعظم پاکستان صفحہ نمبر ۱۸۲ جلد نمبر ۲ طبع لاہور)

● مولانا محمد صدیق بڑودی فاضل مدرسہ دیوبند سابق مفتی سورتی مسجد رنگون

شیطان کیلئے تمام روئے زمین کا علم محیط نص سے ماننا اور حضور پرنور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا علم اس سے کم تر بتانا کما حررہ السائل یہ یقینی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین توہین ہے اور ایسا تحریر کرنے والا قطعاً مرتد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی تو وہ شان ہے کہ شیطان تو درکنار اولوالعزم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اس کے قریب نہیں پہنچے۔ الخ (الصوارم الہندیہ صفحہ نمبر ۱۵۱ طبع لاہور)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

''مرتبین انصاف'' لکھتے ہیں کہ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی نے فرمایا:

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو بندہ پر الزام لگایا ہے بالکل بے اصل اور لغو ہے میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد و ملعون جانتے ہیں۔ جو شیطان علیہ اللعین کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ کہے براہین قاطعہ کی کسی عبارت میں نہ صراحۃ ہے نہ کنایۃ۔ الخ

(انصاف صفحہ نمبر ۵۸)

الجواب:

یاد نہ کرتے ہوں۔ الخ (تقدیس الوکیل صفحہ نمبر ۳۲۱ طبع لاہور)

معلوم ہوا کہ مولانا کیرانوی علیہ الرحمۃ کو سیاق و سباق کے ساتھ براہین قاطعہ کی عبارت ذہن نشین تھی۔ اور انہوں نے اول تا آخر براہین قاطعہ کا مطالعہ کیا تھا یا کسی سے سنی تھی۔ براہین قاطعہ از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، چونکہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی مصدقہ ہے۔ اس لئے مولانا کیرانوی نور اللہ مرقدہٗ مولوی رشید احمد گنگوہی کو مخاطب ہو کر اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں:

اور بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کمتر ہے اور اسی عقیدے کے خلاف کو شرک فرمایا۔ الخ

(تقدیس الوکیل صفحہ نمبر ۳۱۹ طبع لاہور)

یہی مفہوم مولانا احمد رضا بریلوی نے براہین قاطعہ کی عبارت کا سمجھا ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

”ابلیس لعین کیلئے تو زمین کے علم محیط پر ایمان لاتا ہے اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا ہے تو کہتا ہے یہ شرک ہے“۔

(حسام الحرمین صفحہ نمبر ۱۴ مطبوعہ لاہور، عربی اردو)

تبصرہ: ”براہین قاطعہ“ کی عبارت کا جو مفہوم مولانا احمد رضا بریلوی نے تحریر کیا ہے وہی مفہوم مولانا رحمت اللہ کیرانوی مکی نے بیان کیا ہے۔ اگر مولانا احمد رضا بریلوی اس مفہوم کی وجہ سے مورد طعن ہیں تو مولانا کیرانوی کے متعلق خاموشی کیوں؟

• مولانا معین الدین اجمیری اور براہین قاطعہ کی عبارت

مولانا اپنے ایک خط میں جو کہ مولانا حامد رضا قدس سرہ العزیز کے نام ہے لکھتے ہیں:

۷۸۶

جناب محترم مولانا زاد مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

براہین قاطعہ کے قول شیطانی کو (جس میں معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اکمل کے مقابلے میں اپنے شیخ شیخ نجدی (یعنی شیطان کے علم کو وسیع کہا ہے) دیکھ کر فقیر کا یہی فیصلہ ہے کہ یہ کلمات قطعاً کلمات کفر ہیں اور ان کا قائل کافر، باقی اغلوات اہل دیوبند کو بعد صحت کے انشاء اللہ تعالیٰ دیکھ کر فیصلہ کروں گا۔ آپ اگر بعد جمعہ حسب وعدہ تشریف لے آؤ تو اس وقت اس کے متعلق بسط سے گفتگو ہو سکتی ہے۔

والسلام

فقیر معین الدین غفرلہٗ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ

(نوادرات محدث اعظم پاکستان صفحہ نمبر ۱۸۲ جلد نمبر ۲ طبع لاہور)

• مولانا محمد صدیق بڑودوی فاضل مدرسہ دیوبند سابق مفتی سورتی مسجد رنگون

شیطان کیلئے تمام روئے زمین کا علم محیط نص سے ماننا اور حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا علم اس سے کم تر بتانا کما حررہ السائل یہ یقینی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین توہین ہے اور ایسا تحریر کرنے والا قطعاً مرتد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی تو وہ شان ہے کہ شیطان تو درکنار اولوالعزم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اس کے قریب نہیں پہنچے۔ الخ (الصوارم الہندیہ صفحہ نمبر ۱۵۱ طبع لاہور)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

”مرتبین انصاف“ لکھتے ہیں کہ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی نے فرمایا:

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو بندہ پر الزام لگایا ہے بالکل بے اصل اور لغو ہے میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد و ملعون جانتے ہیں۔ جو شیطان علیہ اللعین کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ کہے براہین قاطعہ کی کسی عبارت میں نہ صراحۃً ہے نہ کنایۃً۔ الخ

(انصاف صفحہ نمبر ۵۸)

الجواب:

- مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

۱۔ میں سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کافر جانتا ہوں۔
(اشتہار ۲ / اکتوبر ۱۸۹۱ء [۱] منقول از مجدد اعظم صفحہ نمبر ۲۵۰)

۲۔ جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (تقریر واجب الاعلام دہلی)

۳۔ مجھے کب جائز ہے کہ نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہوں اور کافروں کی جماعت میں جاملوں۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ نمبر ۹۷ ، منقول از مجدد اعظم صفحہ نمبر ۲۲۵)

۴۔ مسئلہ ختم نبوت میں مرزا قادیانی کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔
(منقول از مجدد اعظم صفحہ نمبر ۲۵۹)

ہست او خیر الرسل خیر الانام
نبوت را برو شد اختتام

ان عبارات کے علاوہ بکثرت عبارات مرزا غلام احمد قادیانی کی ایسی ہیں جن میں اس نے صاف اور واضح طور پر ختم نبوت کا عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مدعی نبوت کو کاذب اور کافر ثابت کیا ہے آپ ان عبارات کی بنا پر مرزا کو ختم نبوت کا قائل و معتقد مان لیں گے؟ جبکہ دوسرے مقامات پر اس کا دعویٰ نبوت موجود ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ مرزا غلام احمد نے ختم نبوت سے انکار نہیں کیا اور اپنے دعویٰ نبوت سے توبہ نہیں کی۔

لہٰذا اس کی یہ تمام عبارات ناقابل قبول ہیں جب تک وہ ختم نبوت کا اقرار اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو کاذب و کافر قرار نہ دے۔

اسی طرح جب تک مولوی خلیل احمد انبیٹھوی براہین قاطعہ کی غیر اسلامی عبارت سے توبہ نہ کریں گے ''مرتبین انصاف'' کا نقل کردہ بیان ہرگز قبول نہ ہوگا۔

---

[۱] مجموعہ اشتہارات صفحہ ۲۳۰ جلد ۱ مورخہ ۲ / اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت صفحہ ۲ جلد ۲ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

مفتی سائل کی قرطاس پر لکھی ہوئی عبارت کے مطابق جواب دیتا ہے جس میں سائل کی نیت کو دخل نہیں ہوتا۔

مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۳۶۷ھ) نے مولوی خلیل احمد پر آخری حجت قائم کردی

مولانا محمود احمد قادری استاذ مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور لکھتے ہیں:

''مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، منشی شوکت علی رامپوری اور سید حبیب ایڈیٹر سیاست لاہور کو لے کر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں پہنچے مولانا خلیل احمد ''مصنف براہین قاطعہ'' کے پاس پہنچے ہر چند سمجھایا، آخرت کی دردناک پکڑ سے ڈرایا اور بار بار توبہ کا مطالبہ کیا۔ آخر میں مجبور ہو کر مولوی خلیل احمد نے کہا'' آپ مجھے کافر نہیں اکفر کہیئے مگر میرے پاس جواب نہیں''۔
(تذکرہ علمائے اہل سنت صفحہ نمبر ۲۵۳ طبع علیمیہ پریس بار دوم ۱۹۹۲ء)

یاد رہے کہ مفتی صاحب کا کام قرطاس پر لکھی ہوئی عبارت کے مطابق جواب دینا ہوتا ہے اس میں سائل کی نیت کا دخل نہیں ہوتا۔ اس لئے جب تک علمائے دیوبند مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی کفریہ عبارت سے توبہ نہ کریں گے۔ جاء الحق کی عبارت پیش کرنے سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

کیا علم غیب عطائی پر لفظ غیب کا استعمال صحیح ہے؟ (انصاف صفحہ نمبر ۵۹)

<u>جواب نمبر ۱:</u> اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

''وعلمناہ من لدنا علما''۔ (سورۃ کہف آیت نمبر ۶۵)

<u>ترجمہ:</u> ''اور سکھایا تھا اسے اپنے پاس سے (خاص) علم''۔ (البیان)

مفسرین کرام نے علم خضر علیہ السلام (وعلمناہ من لدنا علما) کی تفسیر علم غیب فرمائی ہے اور علم غیب کو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بیان فرمایا ہے جو کہ حکما مرفوع ہے۔ (۱)......(تفسیر بیضاوی صفحہ نمبر ۱۹ جلد دوم طبع بیروت ۱۹۶۸ء)

(۲)......(تفسیر ابن جریر صفحہ نمبر ۱۸۱ جلد ۵ طبع بیروت)

(۳)......(تفسیر ابو السعود صفحہ نمبر ۲۰۳ جلد ۴ طبع بیروت ۱۴۱۶ھ از علامہ ابو السعود محمد بن محمد حمادی حنفی (م ۹۸۲ھ) لکھتے ہیں: یعنی وہ علم سکھایا جس کی کنہ کو پایا نہیں جاسکتا نہ ان کی مقدار کا اندازہ ہوسکتا ہے اور وہ علم الغیب ہے)۔

(۴)......(علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں: وہ علم الغیوب اور اسرار العلوم الخفیہ (روح المعانی صفحہ نمبر ۲۷۵ جلد ۱۵ طبع بیروت ۱۴۱۷ھ)

جواب نمبر ۲: مولوی محمد حنیف گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں: بعض حضرات نے صحابہ وتابعین کے اقوال وافعال کو بھی حدیث مانا ہے جیسا کہ فتح الباقی شرح الفیہ العراقی میں منقول ہے حدیث کی اس تعریف کی وجہ سے حضرت ابن عباس کا قول حدیث قرار پائے گا۔ (قرۃ العیون فی تذکرۃ الفنون صفحہ نمبر ۵۸ طبع کراچی ۱۹۸۶ء)

- **حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تفسیری مقام**

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کیلئے دعا فرمائی۔ اے اللہ اس کو دین کا فہم عطا فرما اور اسے قرآن کی تفسیر سکھادے۔

۲۔ ابن عباس خاندان نبوت میں پروان چڑھے اور آغاز طفولیت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ فتراک رہے۔ اس کے نتیجہ میں انہوں نے آپ سے بہت کچھ سنا، اور آپ کے وصال کے بعد کبار صحابہ کرام کی صحبت سے فائدہ اٹھایا۔

۳۔ حضرت مجاہد تابعی فرماتے ہیں: ابن عباس جب کسی آیت کی تفسیر کرتے ہیں تو اس سے نور کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب ابن عباس قرآن کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ (ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا باریک پردہ کی اوٹ میں غیبی حقائق کو بچشم خود دیکھتے ہیں۔

۵۔ حضرت ابن عمر کا قول ہے کہ رسول کریم پر جو کتاب نازل ہوئی ابن عباس

اس کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

(تاریخ تفسیر ومفسرین صفحہ نمبر ۶۹ تا ۷۱ تالیف غلام محمد حریری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء)

- قطب عالم سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب بہ حسب نصوص قرآنیہ اور علم ما کان وما یکون از روئے احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام من جانب اللہ عطا ہوا۔ علم غیب کلی اور بالذات علیٰ سبیل الاستمرار خاصہ خدائی ہے عز اسمہٗ۔ اور علم غیب علیٰ قدر الاعلام والاعطاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوا۔ اور آپکو "عالم الغیب بہ علم عطائی و وہبی" کہا جاسکتا ہے۔ (فتاوی مہریہ صفحہ نمبر ۱۴)

"مرتبین انصاف" کی علم غیب کی نفی میں پیش کردہ آیات کا اجمالی جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۵۹ تا ۶۵)

اس باب میں جو آیات قرآنی پیش کی گئی ہیں ان میں سے ہر آیت نزول قرآن کی تکمیل سے قبل کی ہے قطعاً اور یقیناً اور ہمارا دعویٰ علم ما کان وما یکون کے حصول تدریجی کا ہے اس لئے یہ آیات بمعہ تفسیری حوالہ جات کے ہمارے دعویٰ کے خلاف اور اس کے معارض یا منافی نہیں ہیں کیونکہ نزول قرآن کی تکمیل یقیناً ان آیات کے نزول سے مؤخر ہے۔ نیز ان آیات میں ذاتی واستقلالی علم غیب کی نفی ہے۔

"مرتبین انصاف" کی پیش کردہ پہلی آیت اور اس کا جواب

آیت ۱: قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ۔

(سورۃ النمل آیت نمبر ۶۵)

- علامہ سید محمود آلوسی بغدادی (م ۱۲۷۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یعنی حق بات یہ ہے کہ جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص خود بخود نہیں جان سکتا۔

(روح المعانی مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۷ھ)

- قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ تقدیر عبارت یوں ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور سکھانے کے بغیر غیب کو نہیں جان سکتی۔ (تفسیر مظہری، سورۃ نمل طبع دہلی)

- امام ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہم نے اس آیت کے بارے میں جو کچھ کہا اس کی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوٰی میں تصریح کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ غیب مستقل طور پر سارے معلومات الٰہیہ کو کوئی نہیں جان سکتا۔ (فتاوٰی حدیثیہ صفحہ نمبر ۲۱۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

جبکہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ جمیع معلومات الٰہیہ کو پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا محیط ہو جانا عقلاً و نقلاً دونوں طرح محال ہے۔ بلکہ اگر تمام اولین و آخرین کے سب علوم جمع کر لئے جائیں تو ان کے مجموعہ کو علوم الٰہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی، یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی جو ایک بوند دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ دس لاکھ بوندوں سے ہے۔ (الدولۃ المکیہ صفحہ نمبر ۳۱، از مولانا احمد رضا بریلوی طبع کراچی)

- علامہ احمد شہاب خفاجی (م ۱۰۶۹ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردد کی گنجائش نہیں۔ کہ اس میں احادیث بکثرت آئی ہیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لئے بہت خیر جمع کر لیتا۔ اس لئے کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتانے ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب ملنا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔ (نسیم الریاض صفحہ نمبر ۱۵۰ جلد ۳ مطبوعہ بیروت)

آیت ۲: وعنده مفاتح الغيب لايعلمها الاهو۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۵۹)

اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا انہیں سوائے اس کے، اس سے پہلی آیت میں بتایا کہ ہر قسم کا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے اس آیت میں ارشاد

باری تعالیٰ ہے کہ اللہ کے پاس ہی غیب کے خزانوں کی کنجیاں ہیں اور تصریح فرمائی کہ علم کامل اور محیط سے بھی فقط وہی متصف ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ خدا صرف وہی ہو سکتا ہے۔ جو بے پایاں قدرت اور بیکراں علم کا مالک ہو۔ لیکن اس آیت سے یہ سمجھنا کسی طرح درست نہیں کہ وہ کسی کو علم غیب دیتا بھی نہیں بلکہ وہ جس کو چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے عطا فرماتا ہے کوئی بخیل اس کی بخشش و عطا کا ہاتھ نہیں روک سکتا۔ جو کچھ اس نے سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمایا ہے اس کا اندازہ لگانا کسی کے بس کی بات نہیں۔

- علامہ قرطبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

یعنی غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور علم غیب تک پہنچنے کے ذریعے بھی اسی کے دست قدرت میں ہیں۔ کوئی ان کا مالک نہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کو غیب کا علم دینا چاہتا ہے دے دیتا ہے اور جس کو محروم رکھنا چاہتا ہے۔ اسے محروم کر دیتا ہے اور امور غیب پر آگاہی صرف رسولوں کے ذریعے ہی حاصل ہو سکتی ہے جن پر علوم غیب کا فیضان فرمایا جاتا ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ انعام)

آیت ۳: ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم مافى الارحام ط و ما تدرى نفس ماذا تكسب غداً وما تدرى نفس باىّ ارض تموت ط ان الله عليم خبير۔ (سورۃ لقمان آیت نمبر ۳۴)

ترجمہ: بیشک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہ مینہ برساتا ہے اور جانتا ہے جو رحموں میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کل وہ کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا وہ کہاں مرے گا بیشک اللہ (ہی) خوب جاننے والا (جسے چاہے) خوب خبر دینے والا ہے۔ (البیان)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لا تاتيكم الا بغتة۔ (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۸۷)

ترجمہ: ''قیامت تمہارے پاس اچانک ہی آئے گی''۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کے مکذب نہیں مصدق تھے اس

لئے آپ نے قرآن مجید کے صدق کو قائم رکھنے کیلئے سن نہیں بتایا اور اپنا علم ظاہر فرمانے کیلئے باقی سب کچھ بتادیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علوم خمسہ اور علم روح وغیرہ دیئے جانے کے متعلق علماء اسلام کے نظریات

قیامت کب واقع ہوگی، بارش کب ہوگی، ماں کے پیٹ میں کیا ہے، انسان کل کیا کرے گا اور کون شخص کس جگہ مرے گا، یہ وہ امور خمسہ ہیں جن کا ذاتی علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، بحث اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا فرمایا ہے یا نہیں۔ بعض علماء سلف نے نیک نیتی کے ساتھ یہ کہا کہ یہ علوم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور اس نے مخلوق میں سے کسی کو ان پانچ چیزوں پر مطلع نہیں فرمایا، اور اکثر اہل اسلام نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو عموماً اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خصوصاً ان پانچ چیزوں کے علوم میں سے بھی حظ وافر عطا فرمایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علوم خمسہ وعلم روح وغیرہ دیئے جانے کے متعلق جمہور علماء اسلام کی تصریحات

- علامہ ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم المالکی القرطبی المتوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت کے بغیر ان پانچ چیزوں کے جاننے کا دعویٰ کرے وہ اس دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

(المفہم، جلد اول صفحہ نمبر ۱۵۶ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت ۱۴۱۷ھ)

- علامہ بدرالدین عینی حنفی، علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ احمد قسطلانی، ملا علی قاری اور شیخ عثمانی نے بھی اپنی شروح میں علامہ قرطبی کی اس عبارت کو ذکر کیا ہے۔

(۱)......(عمدۃ القاری جلد اول صفحہ نمبر ۲۹۰)

(۲)......(فتح الباری جلد اول صفحہ نمبر ۱۲۴)

(۳)......(ارشاد الساری جلد اول صفحہ نمبر ۱۳۸)

(۴)......(مرقات جلد اول صفحہ نمبر ۶۵)

(۵)......(فتح الملہم جلد اول صفحہ نمبر ۱۷۲)

- علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

بعض علماء نے کہا کہ (سورہ بنی اسرائیل کی) آیت میں یہ دلیل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روح کی حقیقت پر مطلع نہیں کیا، بلکہ احتمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو روح کی حقیقت پر مطلع کیا ہو اور آپ کو اس کی اطلاع دینے کا حکم نہ دیا ہو، قیامت کے علم کے متعلق بھی علماء نے اسی طرح کہا ہے۔ واللہ اعلم۔

(فتح الباری جلد ۸ صفحہ نمبر ۴۰۳)

- علامہ احمد قسطلانی الشافعی نے بھی یہ عبارت نقل کی ہے۔

(ارشاد الساری جلد ۷ صفحہ نمبر ۲۰۳)

- علامہ زرقانی "المواہب" کی شرح میں لکھتے ہیں:

علم قیامت اور باقی ان پانچ چیزوں کے متعلق جن کا سورہ لقمان کی آخری آیت میں ذکر ہے علماء نے یہی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا فرمایا اور آپ کو انہیں مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا۔ (شرح المواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ نمبر ۲۶۵)

- علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی لکھتے ہیں:

اور بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امور خمسہ کا علم دیا گیا ہے اور وقوع قیامت کا اور روح کا بھی علم دیا گیا ہے اور آپکو ان کے مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (۱)......(شرح الصدور صفحہ نمبر ۳۱۹ مطبوعہ بیروت)

(۲)......(الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ نمبر ۳۳۵ بیروت ۱۴۰۵ھ)

- علامہ صاوی مالکی لکھتے ہیں:

علماء کرام نے فرمایا کہ حق بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے اس وقت تک وفات نہیں پائی، جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچ

چیزوں کے علوم پر مطلع نہیں فرمادیا، لیکن آپ کو ان علوم کے مخفی رکھنے کا حکم فرمایا۔
(تفسیر صاوی جلد ۳ صفحہ نمبر ۲۱۵)

- اور علامہ آلوسی حنفی فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو ہر اس چیز کا علم نہیں دے دیا جس کا علم دینا ممکن تھا۔
(روح المعانی جلد ۱۵ صفحہ نمبر ۱۵۴)

نیز علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

اور یہ بات جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وقوع وقت قیامت پر مکمل اطلاع دی ہو مگر اس طریقہ پر نہیں کہ اس سے علم الٰہی کا اشتباہ ہو الا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس کا اخفاء واجب کردیا ہو اور یہ علم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواص میں سے ہو، لیکن مجھے اس پر کوئی قطعی دلیل حاصل نہیں ہوئی۔ (روح المعانی جلد ۲۱ صفحہ نمبر ۱۱۳)

- امام رازی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے مخصوص غیب یعنی قیامت قائم ہونے کے وقت پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا، البتہ انکو مطلع فرماتا ہے جن سے وہ راضی ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۰، صفحہ نمبر ۶۷۸)

- علامہ علاؤالدین خازن نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔ (تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ نمبر ۳۱۹)
- علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

اور جواب یہ ہے کہ یہاں غیب عموم کیلئے نہیں ہے بلکہ مطلق ہے یا اس سے غیب خاص مراد ہے یعنی وقت وقوع قیامت اور آیات کے سلسلہ ربط سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور یہ بات مستبعد نہیں کہ اللہ تعالیٰ بعض رسولوں کو وقت وقوع قیامت پر مطلع فرمائے خواہ وہ رسل ملائکہ ہوں یا رسل بشر۔ (شرح المقاصد جلد ۵ صفحہ نمبر ۶ طبع ایران)

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

حق یہ ہے کہ قرآن کی آیت میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روح کی حقیقت پر مطلع نہیں کیا بلکہ جائز ہے کہ مطلع کیا ہو اور لوگوں کو بتلانے کا حکم آپ کو نہ دیا ہو۔ اور بعض علمائے نے علم قیامت کے بارے میں بھی یہی قول کیا ہے اور بندہ مسکین (اللہ اس کو نور علم اور یقین کے ساتھ خاص فرمائے) یہ کہتا ہے کہ کوئی مومن عارف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روح کے علم کی کیسے نفی کرسکتا ہے وہ جو سید مرسلین اور امام العارفین ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور صفات کا علم عطا فرمایا ہے اور تمام اولین اور آخرین کے علوم آپ کو عطا کئے ہیں، ان کے سامنے روح کے علم کی کیا حیثیت ہے۔ آپ کے علم کے سمندر کے سامنے روح کے علم کی ایک قطرہ سے زیادہ کیا حقیقت ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۰)

- سید عبدالعزیز دباغ عارف کامل فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان پانچ چیزوں کا علم کیسے مخفی ہوگا، حالانکہ آپ کی امت شریفہ میں سے کوئی شخص اس وقت تک صاحب تصرف نہیں ہوسکتا جب تک اس کو ان پانچ چیزوں کی معرفت نہ ہو۔ (الابریز صفحہ نمبر ۴۸۳)

- علامہ احمد قسطلانی شافعی متوفی ۹۲۳ تحریر فرماتے ہیں:

کوئی غیر خدا نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی سوا اس کے پسندیدہ رسولوں کے کہ انہیں اپنے جس غیب پر چاہے اطلاع دے دیتا ہے۔ (یعنی وقت قیامت کا علم بھی ان پر بند نہیں) رہے اولیاء وہ رسولوں کے تابع ہیں ان سے علم حاصل کرتے ہیں۔ (ارشاد الساری جلد ۷، صفحہ ۱۷۸)

- علامہ بیجوری شرح بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پانچوں غیبوں کا علم دے دیا۔

- علامہ شنوانی نے جمع النہایہ میں اسے بطور حدیث بیان کیا ہے کہ:

بے شک وارد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا

جب تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام اشیاء کا علم عطا نہ فرمایا۔

- حافظ الحدیث سیدی احمد ماکلی غوث الزماں سید شریف عبدالعزیز مسعود حسنی رضی اللہ عنہ سے راوی:

یعنی قیامت کب آئے گی، مینہ کب اور کہاں اور کتنا برسے گا۔ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، کل کیا ہوگا۔ فلاں کہاں مرے گا۔ یہ پانچوں غیب جو آیہ کریمہ میں مذکور ہیں ان میں سے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مخفی نہیں اور کیونکر یہ چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوشیدہ ہیں حالانکہ حضور کی امت سے ساتوں قطب ان کو جانتے ہیں اور ان کا مرتبہ غوث کے نیچے ہے۔ غوث کا کیا کہنا پھر ان کا کیا پوچھنا جو سب اگلوں پچھلوں سارے جہان کے سردار اور ہر چیز کے سبب ہیں اور ہر شئے انہیں سے ہے۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) [1]

(۱)......(خالص الاعتقاد صفحہ نمبر ۴۳ طبع کراچی)

(۲)......(ماخوذ از تفسیر تبیان القرآن جلد ۴ صفحہ نمبر ۳۴۷ تا ۳۵۱، از محدث کبیر علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی)

---

[1] امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری المتوفی ۳۱۱ھ لکھتے ہیں:

اولین اور آخرین کی خبروں اور ماکان وما یکون میں سے جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے وہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا۔ (جامع البیان جز ۵ صفحہ ۳۷۳ طبع بیروت)

علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

نبوت کی بیالیسویں صفت یہ ہے کہ ان کو ما یکون (امور مستقبلہ) کا علم ہو اور تینتالیسویں صفت یہ ہے کہ ان کو ماکان (امور ماضیہ) کا علم ہو جن کو ان سے پہلے کسی نے نہ بیان کیا ہو۔

مولوی مرتضیٰ حسین چاندپوری دیوبندی خلیفہ مجاز تھانوی جی نے لکھا ہے حاصل یہ ہے کہ سرور عالم ﷺ کو علم مغیبات اس قدر دیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام علوم بھی اگر ملائے جائیں تو آپ کے علم کے برابر نہ ہوں۔ (توضیح البیان فی حفظ الایمان صفحہ ۱۲) (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

• ایک حدیث مبارکہ کی مختصر تشریح

"مرتبین انصاف" لکھتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لئے علم غیب ثابت کرنے والے کو منع فرمایا۔ ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں میری شادی کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے میرے پاس دو لڑکیاں یہ شعر گا رہی تھیں۔

وفینا نبی یعلم مافی غد۔ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ یہ مت کہو کیونکہ کہ آئندہ کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(ابن ماجہ)، (در منثور جلد ۵ صفحہ نمبر ۱۷۰)، (انصاف صفحہ نمبر ۲۶)

<u>الجواب:</u> مرتبین انصاف نے حدیث کے ترجمہ میں خیانت کی ہے، مکمل ترجمہ درج ذیل ہے۔

......ربیع بنت معوذ نے فرمایا میری شب عروسی کی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میرے پاس دو لڑکیاں گا رہی تھیں اور اپنے ان آباء کا جو بدر میں شہید کئے گئے تھے ذکر کر رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں۔ اور ہم میں ایسا نبی موجود ہے جو کل کی بات بھی جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ بات نہ کہو آئندہ کل کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (ابن ماجہ صفحہ نمبر ۵۳۲ جلد اول)

- ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

منع فرمایا علم غیب کی نسبت اپنی طرف کرنے کو، کیونکہ علم غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا (یعنی ذاتی علم غیب) اور رسول وہ غیب جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بتائے بطور کرامت (یعنی عطائی علم غیب) یا یہ ناپسند فرمایا کہ آپ کا ذکر دف بجانے میں یا مقتولین کے مرثیہ کے درمیان کیا جاوے کہ آپ کا درجہ اس سے اعلیٰ ہے۔

(مرقات صفحہ نمبر ۲۱۰ جلد ۶ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

- حجۃ الاسلام امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آپ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ اس کو ترک کردو اور جو کچھ پہلے کہتی تھیں وہی کہو، اس کی وجہ یہ تھی کہ نبوت کی شہادت تھی اور راگ کھیل ہے اور شہادت نبوت کھیل نہیں، تو اس کو ایسی چیز سے ملانا نہ چاہیئے۔ (احیاء علوم الدین صفحہ نمبر ۲۷۵ جلد دوم طبع لاہور)

• شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

شارحین نے کہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو منع اس لئے کیا ہے کہ اس میں علم غیب کی نسبت حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے لہٰذا آپ کو ناپسند آئی۔ اور بعض نے فرمایا کہ آپ کا ذکر شریف کھیل کود میں مناسب نہیں۔

(اشعۃ اللمعات، صفحہ نمبر ۱۱۷، جلد ۳ مطبوعہ ملتان)

اس حدیث مبارکہ میں کئی احتمالات ہیں اور مشہور قاعدہ ہے "اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال" اس لئے اس حدیث شریف کو نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے عطائی علم غیب کی نفی میں پیش کرنا سراسر جہالت ہے۔

• رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کا خود اپنے علم غیب عطائی کا اقرار کرنا

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ جب (غزوہ حنین میں) مشرکین بھاگ گئے۔ مالک بن عوف (کہ اس لڑائی میں سردار کفار ہوازن تھے) بھاگ کر طائف میں پناہ گزین ہوئے۔ رحمت عالم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر وہ ایمان لاکر حاضر ہو تو ہم اس کے اہل و مال واپس دے دیں گے۔ یہ خبر مالک بن عوف کو پہنچی، خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جبکہ حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم مقام جعرانہ سے نہضت فرما چکے تھے، امام الانبیاء صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اہل و مال انہیں واپس دیے اور ۱۰۰ اونٹ بھی عطاء کئے۔ فقال مالک بن عوف رضی اللّٰہ عنہ یخاطب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم من قصیدۃ۔

ما ان سمعت ولا رأیت بمثلہ
فی الناس کلھم کمثل محمد (ﷺ)
او فی واعطی للجزیل اذا اجتدی
واذا تشاء یخبرک عما فی غد

یعنی میں نے تمام جہانوں کے لوگوں میں محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے زیادہ فقروں تر سائل کو نفع کثیر بخشنے والے اور جب تو چاہے تجھے آئندہ کی خبریں بتادیں۔۱؎

(۱)..... (مختصر سیرت الرسول از عبداللّٰہ بن محمد بن عبدالوہاب صفحہ نمبر ۳۶۸ طبع لاہور ۱۳۹۹ھ)

(۲)..... (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ نمبر ۳۰۷ ناشر مکتبہ فاروقیہ ملتان)

(۳)..... (سیرت رسول پاک بروایت ابن اسحاق تابعی صفحہ نمبر ۶۸۶ طبع لاہور ۱۴۲۱ھ)

• حفظ الایمان کی کفریہ عبارت اور اس کی وضاحت

(انصاف صفحہ نمبر ۶۸ کا جواب)

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے۔ یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے، چار سطور کے بعد لکھا اور اگر تمام علوم مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔ (حفظ الایمان صفحہ نمبر ۷، ۸)

تبصرہ: اس ناپاک عبارت سے حضور اقدس صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین و تنقیص بالکل ظاہر بلکہ اظہر ہے یہ عبارت کوئی جرمنی، چینی، جاپانی زبان میں نہیں ہے جس کا مطلب و مراد سمجھنے میں کوئی دشواری ہو بلکہ صاف و صریح معمولی اردو ہے اور ہر اردو زبان جاننے والا اس کا مطلب و مراد بآسانی خوب سمجھتا ہے کہ اس عبارت میں تھانوی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کی ہیں بعض غیب اور کل غیب۔ دوسری قسم کل غیب کو تو حضور کیلئے نقلاً و عقلاً باطل بتایا اور نہ کوئی اہلسنت حضور کیلئے غیر متناہی علم کا

۱؎ امام محمد غزالی رحمۃ اللّٰہ علیہ مقام نبوت پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: چہارم یہ کہ "ان لہ صفۃ بھا یدرک ماسیکون فی الغیب" نبی کیلئے ایک صفت ہوتی ہے۔ وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے۔ (شرح مواہب از علامہ زرقانی) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

قائل ہے جب دوسری قسم باطل ہوگئی تو صرف پہلی قسم بعض علم غیب ہی رہی اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ثابت مانا اور وہی واقعی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ہے۔ اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے یعنی کوئی تخصیص نہیں اس میں صاف صاف تخصیص کی نفی ہے جب تخصیص کی نفی ہوگئی تو یہ آپ کی صفت خاصہ کمالیہ نہ رہی اس لئے کہا کہ ایسا علم غیب جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے تو ایسا زید وعمر یعنی عام آدمیوں کو بلکہ ہر صبی و مجنون یعنی تمام نابالغ بچوں اور پاگلوں کو بلکہ جمیع حیوانات کو بہائم یعنی تمام حیوانوں اور تمام چوپاؤں کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔

اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کو بچوں پاگلوں اور تمام جانوروں کے علم سے تشبیہ دے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت توہین کی گئی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کفر ہے۔

● حضرت مولانا محمد عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمۃ

مولانا محمود احمد قادری کانپوری (استاذ مدرسہ احسن المدارس قدیم، کانپور) حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی قدس سرہ العزیز کے حالات میں لکھتے ہیں۔ پھر آپ ہی کے حکم سے مولانا اشرف علی تھانوی کی بہشتی زیور اور حفظ الایمان فرنگی محل میں جلائی گئی تھی۔ آپ نے مولانا تھانوی کی حفظ الایمان کی کفریہ عبارت سے توبہ کیلئے بارہا متوجہ کیا مگر ان کو توبہ کی توفیق نصیب نہ ہوئی[1]

(تذکرہ علمائے اہل سنت صفحہ نمبر ۲۰۷ بار دوم ۱۹۹۲ء ناشر سنی دارالاشاعت، فیصل آباد)

● مولانا محمد صدیق بڑودوی فاضل مدرسہ دیوبند سابق مفتی سورتی مسجد رنگون

حضور فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ واتم التسلیمات کا علم شریف وہ بحر ذخار اور

[1] خود تھانوی نے اعتراف کیا کہ بعض مقامات پر بہشتی زیور کو جلایا گیا۔ (الافاضات الیومیہ صفحہ ۱۳۶ جلد ۵ طبع ملتان)، (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

دریائے ناپیدا کنار ہے جس کی کوئی حد وغایت نہیں آپ کو اولین وآخرین کا علم عطا ہوا ہے۔ حدیث مقدس علمت علم الاولین والآخرین (او کما قال) اس کیلئے دلیل ناطق وشاہد صادق ہے ہاں حق سبحانہ وتعالیٰ کا علم اور آپ کا علم مساوی اور برابر نہیں دونوں میں فرق بین ہے۔ علم باری تعالیٰ محیط اور علم حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام محاط، وہ علم قدیم یہ حادث، وہ ذاتی یہ عطائی اور پھر کیفیت ومقدار کا فرق بھی موجود یعنی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف حق سبحانہ وتعالیٰ کے علم کے مقابلے میں ایسا (بھی نہیں) ہے کہ جیسا کہ سات دریاؤں میں سے ایک قطرہ لیکن مخلوقات میں کوئی آپ کے علم کے برابر نہیں، یہاں تک کہ انبیاء سابقین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو جس قدر بھی علم عطا ہوا وہ آپ کے علم شریف کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا کہ سات دریاؤں میں سے ایک قطرہ۔ چنانچہ روح المعانی میں قولہ تعالیٰ ولا یحیطون بشیء من علمہ کے تحت مرقوم ہے۔ علم الاولیاء من الانبیاء بمنزلۃ قطرۃ من سبعۃ ابحر وعلم الانبیاء من علم نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہذہ المنزلۃ وعلم نبینا صلی اللہ علیہ وسلم من علم الحق سبحانہ بہذہ المنزلۃ قصیدہ بردہ شریف میں ہے۔

فان من جودک الدنیا وضرتہا
ومن علومک علم اللوح والقلم

غرضیکہ بہ نسبت مخلوقات کے آپ کے علم کی کوئی انتہا وغایت نہیں ہے۔

پس ایسے علم شریف ناپیدا کنار کو جانوروں اور پاگلوں کے علم کی طرح تحریر کرنا اور اس کے ساتھ تشبیہ دینا صراحۃً کفر وجہالت اور کھلی حماقت ونادانی ہے۔ نبی برگزیدہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے اور آپکی شان اقدس میں ایک شمہ برابر گستاخی کرنے والا قطعاً مرتد ہے۔ اللّٰہم احفظ۔ (الصوارم الہندیہ صفحہ نمبر ۱۵۱ ناشر مکتبہ فریدیہ ساہیوال)

مولوی محمد شریف کشمیری دیوبندی (سابق مدرس دارالعلوم دیوبند) کے استاذ گرامی

مولانا مہر محمد اچھروی علیہ الرحمۃ کا ارشاد گرامی

استاذ العلماء حضرت مولانا عطاء محمد بندیالوی علیہ الرحمۃ سے دس سال قبل

لئے گئے انٹرویو سے ایک اقتباس۔

سوال: آپ مولانا مہر محمد رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ فرما رہے تھے کیا وہ سنی عقیدہ رکھتے تھے؟

جواب: جی ہاں! وہ بڑے پکے سنی تھے حضور اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔

ایک دفعہ ان کی خدمت میں مولوی اشرف علی کی حفظ الایمان کی عبارت پیش کی گئی تو انہوں نے برملا فرمایا کہ یہ عبارت دیکھ کر ثابت ہوتا ہے کہ دیوبندیوں کے صوفی بھی گستاخ ہوتے ہیں۔ (استاذ العلماء صفحہ نمبر ۱۱۸۷، از محب الرسول قادری)

ایک شبہ اور اُس کا ازالہ

رہ گیا تھانوی صاحب کا یہ کہنا کہ میں نے ایسا خبیث مضمون نہیں لکھا وغیرہ وغیرہ اپنے رسالہ حفظ الایمان میں یہ مضمون چھاپنے کے بعد انکار کرنے سے اس کفر سے نہیں بچ سکتے۔ مجرم کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ اپنے جرم سے انکار کیا کرتا ہے۔ اسی طرح جب ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (اپنے رسالہ میں) توہین کر لی تو زندگی بھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعریف کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ جب تک کہ پہلے کفر شنیع سے توبہ نہ کرے۔

• مولوی انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

کفر کے حکم کا دارومدار ظاہر پر ہے قصد اور قرائن حال پر نہیں۔

(اکفار الملحدین صفحہ نمبر ۳۷)

نیز لکھتے ہیں: علماء نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرأت و دلیری کفر ہے اگر چہ توہین مقصود نہ ہو۔ (اکفار الملحدین صفحہ نمبر ۸۶)

کفریہ عبارات سے بعض علمائے دیوبند کا اظہار نفرت

• **مولوی محمد ادریس کاندھلوی (المتوفی ۱۳۹۴ھ) لاہور**

میں صراط مستقیم، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، رسالہ امدادیہ اور مرثیہ محمود الحسن

نامی کتابوں کے مصنفین اور علمائے دیوبند کا عقیدت مند ہوں لیکن ان کی عبارت میرے دل کو نہیں لگ سکی ہیں۔ (بیان مولوی ادریس احمد مندرجہ ماہنامہ تجلی دیوبند اگست، دسمبر ۱۹۵۷ء)

مولوی احمد رضا بجنوری لکھتے ہیں حضرت (انور شاہ) نے فرمایا مولانا محمد اسماعیل کا رسالہ رد بدعت میں ایضاح الحق الصریح بہت اچھا اور میں تقویۃ الایمان سے زیادہ راضی نہیں ہوں۔ اس لئے راضی نہیں ہوں کہ محض ان عبارات کی وجہ سے بہت سے جھگڑے ہو گئے ہیں۔ (ملفوظات محدث کشمیری صفحہ نمبر ۱۷۷، ۱۷۸، طبع ملتان ۱۴۲۶ھ)

• **مولوی ماہر القادری دیوبندی (ایڈیٹر ماہنامہ فاران کراچی)**

ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض موحدین علماء سے لفظوں میں بے احتیاطی ضرور ہوگئی ہے۔ بات قرینہ اور خوبصورتی کے ساتھ محتاط انداز میں کہنی چاہیے تھی۔ ہمیں اعتراف ہے کہ لفظوں کی بے احتیاطی اور بدسلیقگی کے باعث خود ان کے مشن کو نقصان پہنچا ہے۔ (ماہنامہ فاران کراچی، جون ۱۹۵۷ء، صفحہ نمبر ۱۹)

• **مولوی عامر عثمانی دیوبندی (ایڈیٹر ماہنامہ تجلی دیوبند)**

۱۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ نہ صرف الشہاب الثاقب (مصنفہ حسین احمد دیوبندی) کا انداز تحریر واقعی غیر محمود لائق اجتناب ہے بلکہ ہم وہابیوں کے، اور بھی بزرگوں سے کہیں کہیں از راہ بشریت الفاظ و انداز میں ایسی لغزشیں ہوگئی ہیں کہ انہیں قابل اصلاح کہنا چاہیے۔ (ماہنامہ تجلی دیوبند فروری، مارچ ۱۹۵۹ء)

۲۔ میں صاف کہتا ہوں کہ ان علمائے (دیوبند) کی بظاہر قابل اعتراض غلو آمیز اور وحشت آفریں تحریروں میں بھی نہ صرف یہ کہ الفاظ و اسلوب کے لحاظ سے ہی بہت سے ایسے ٹکڑے ہیں جنہیں فرق مراتب کے ساتھ قابل اصلاح اور قابل ترمیم اور لائق حذف کیا جا سکتا ہے بلکہ معنوی اعتبار سے بھی کتنے ہی ٹکڑے لائق نظر ہیں۔

(ماہنامہ تجلی دیوبند اگست و ستمبر، دسمبر ۱۹۵۷ء)

۳۔ حضرت مولانا مدنی ارشاد فرمائیں کہ انہوں نے بڑے بڑے ائمہ حق کی

پیروی میں کہاں تک اہل حق کا فریضہ انجام دیا ہے اور اکابر دیوبند اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی وخلیل احمد ورشید احمد گنگوہی کی غلطیوں سے رجوع کرنے میں کہاں تک خلوص وللہیت سے کام لیا ہے۔ (ماہنامہ تجلی دیوبند فروری، مارچ ۱۹۵۷ء)

- **مولوی غلام نبی دیوبندی فورٹ عباس**

پہلی فرصت میں یہ مسائل ان کتابوں سے کھرچ دیجئے تاکہ مسلمان گمراہ نہ ہوں۔ (الی قولہ) دنیا والوں کو تاویلوں اور تحریفوں سے دھوکہ دیا جاسکتا ہے۔ کیا خبیر و دانا کو بھی فریب دیا جاسکتا ہے۔ (روزنامہ تسنیم لاہور ۱۸ اگست ۱۹۵۸ء)

- **مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کا حفظ الایمان کی عبارت پر تبصرہ**

واضح ہو کہ ایسا لفظ فقط مانند اور مثل کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہیں۔

(توضیح البیان فی حفظ الایمان صفحہ نمبر ۸)

- **مولوی حسین احمد ٹانڈوی کا حفظ الایمان کی عبارت پر تبصرہ**

حضرت مولانا تھانوی صاحب عبارت میں ایسا فرمارہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرمارہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو اور چیزوں کے برابر کردیا۔ (الشہاب الثاقب صفحہ نمبر ۱۰۳)

نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کی توجیہ اور تاویل کی بنا پر مولوی حسین احمد ٹانڈوی صاحب کافر ہو جاتے ہیں اور مولوی حسین احمد کی توجیہ کے مطابق مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کافر ہوئے ہیں۔

اب اس معمہ کا ''مرتبین انصاف'' ہی بہتر حل فرماسکتے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی کے رسالہ حفظ الایمان کی کفریہ عبارت کا رد کرنے پر دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خوشنودی کا پروانہ

دہلی کے مشہور بزرگ حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی نے ''مقامات ابوالخیر'' کے نام سے اپنے والد ماجد حضرت شاہ ابوالخیر مجددی کی سوانح حیات تصنیف کی ہے جو کافی ضخیم اور معلومات کا بیش بہا ذخیرہ ہے۔

موصوف اپنی اس کتاب میں حیدر آباد (دکن) کے ایک مشہور بزرگ سید محمد جیلانی رفاعی قادری خالدی نقشبندی حیدرآبادی ثم المدنی کا ایک ایمان افروز واقعہ ان کے پوتے حضرت سید نذیر احمد کی روایت سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

میرے دادا کے پاس حیدر آباد کے لوگ مولوی اشرف علی صاحب کا رسالہ حفظ الایمان لائے اور اس کے متعلق آپ سے دریافت کیا آپ نے رسالہ پڑھ کر فرمایا کہ علم غیب کے متعلق مولوی اشرف علی نے نہایت قبیح عبارت لکھی ہے۔ اس کے چند روز بعد مکہ مسجد میں مولوی اشرف علی تھانوی بیٹھے تھے میرے دادا نے منبر پر کھڑے ہو کر مولوی اشرف علی تھانوی کے رسالہ کی قباحت بیان کی اور کہا کہ عبارت سے بوئے کفر آتی ہے۔ اور چند روز کے بعد مولانا حافظ احمد فرزند مولوی قاسم نانوتوی کے مکان پر علماء کا اجتماع بھی بلایا اور آپ تشریف لے گئے وہاں پر حفظ الایمان کی عبارت پر علماء سے اظہار خیال کیا آپ نے اس رسالہ کی قباحت کا بیان کیا اور رسالہ کے خلاف فتویٰ دیا۔

پھر تھوڑے دنوں کے بعد آپ (سید محمد جیلانی) نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے رسالہ حفظ الایمان کی عبارت کا رد کرنے اور اس کو قبیح کہنے پر اظہار خوشی فرمارہے ہیں اور آنحضرت نے

آپ سے فرمایا ہم تم سے خوش ہوئے تم کیا چاہتے ہو، آپ نے عرض کیا کہ میری تمنا ہے کہ اپنی باقی زندگی مدینہ منورہ میں بسر کروں اور مدینہ کی پاک مٹی میں دفن ہوں۔ آپ کی عرض منظور ہوئی اور آپ اس کے بعد مدینہ منورہ ہجرت کر گئے دس سال وہاں مقیم رہے۔ ۱۳۶۴ھ میں وصال فرما گئے۔ (مقامات ابوالخیر صفحہ نمبر ۲۱)

• **پیر محمد کرم شاہ الازہری**

قرآن کریم کی آیات طیبات اور ان احادیث صحیحہ کے بعد ہم کسی سے اپنے مومن ہونے کا سرٹیفکیٹ لینے کیلئے یا زبان پر لانے کیلئے بھی تیار نہیں کہ شیطان کا علم فخر عالم سے زیادہ یا ایسا علم تو گاؤ خر اور ہر سفیہ کو بھی حاصل ہے۔ (العیاذ باللہ)
(تفسیر ضیاء القرآن صفحہ نمبر ۶۸۴ جلد نمبر ۲ بار اول)

• **عبد ماذون**

''مرتبین انصاف'' طنزاً لکھتے ہیں کہ واہ کینٹ کے تازہ کتابچہ ''ولا تفرقوا'' میں ہے:

''عبد ماذون، مالک حقیقی کے ملک پر مالک کے اذن سے ہر لحظہ ہر آن مختار کل محبوب ذی شان حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ہے جو ذات باری تعالیٰ کی صفات واسماء کے مظہر اتم ہے''۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۷)

الجواب:

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ

اللہ تعالیٰ جو کسی مخلوق کو کوئی کمال عطا فرماتا ہے تو اس کے متعلق صرف یہ اعتقاد مومن ہونے کیلئے کافی نہیں کہ یہ کمال اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے اتنی بات تو مشرکین بھی اپنے معبودوں کے حق میں تسلیم کرتے تھے بلکہ مومن ہونے کیلئے ضروری ہے کہ عطائے خداوندی کا عقیدہ رکھتے ہوئے یہ اعتقاد بھی رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کمال کسی مخلوق کو عطا فرمایا ہے وہ عطا کے بعد حکم خداوندی، ارادہ ومشیت ایزدی کے

تابع ہے ہر آن اللہ تعالیٰ کی مشیت اس کے ساتھ معلق ہے اور ان بندوں کا ایک آن کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور مستغنی ہونا قطعاً محال ہے۔

• شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفہ مطلق ونائب کل جناب اقدس است ے کند وے دہد ہر چہ خواہد باذن وے۔

فان من جودک الدنیا و ضرتہا
و من علومک علم اللوح والقلم

(اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۳۱۵ جلد ۴)

ترجمہ: ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق اور نائب کل ہیں، جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں (چونکہ ماذون من اللہ ہیں)''۔ (یارسول اللہ) دنیا وآخرت کی ہر نعمت آپ کے جود لامحدود سے کچھ حصہ ہے اور آپ کے علوم (کثیرہ) سے لوح وقلم کا علم بعض حصہ ہے۔

نیز فرماتے ہیں: ہمارے نبی کی قدرت اور کائنات میں تصرف کی قوت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت اور قرب سلیمان علیہ السلام کی قدرت اور تصرفات حضور کو مکمل اور اعلیٰ درجہ الاتم حاصل تھے۔ (شرح سفر السعادت صفحہ نمبر ۴۳۲ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

• **علامہ سلیمان بن عمر المعروف بالجمل (م ۱۲۰۴ھ) علیہ الرحمۃ**

فرماتے ہیں:

آپ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم قثم کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

امور خلق کے منتظم اور جمیع امور عالم کی تدبیر کرنے والے۔
(جواہر البحار صفحہ نمبر ۳۶۲ جلد ۲)

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ''اسم وکیل'' کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یعنی وکیل اسم مفعول کے معنی میں ہے یعنی جن کی طرف تمام کاروبار عالم سپرد کردیے گئے اور ان امور کے منتظم ہیں۔ تو اس معنی میں اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور نیابت و خلافت کون و مکان میں تصرف کرنے کا متولی بنایا ہے۔ یہ امر قطعی طور پر ثابت ہے جس کے ثبوت میں اور حضور کیلئے حصول میں شک نہیں۔ (جواہر البحار صفحہ نمبر ۳۸۲ جلد ۲)

• مفسر قرآن علامہ احمد بن محمد صاوی (متوفی ۱۲۲۳ھ) فرماتے ہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام علی الاطلاق ایسے خلیفہ ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ملک وملکوت میں تصرف بخشا ہے۔ اس سبب سے کہ ان پر اسماء وصفات کے راز اتارے اور بسائط ومرکبات میں ان کو تصرف کرنے کی قوت بخشی۔ (جواہر البحار صفحہ نمبر ۲۸ جلد ۳)

• حضرت عارف تِجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے جنس انسان سے اکوان میں خلیفہ مقرر فرمایا اور وہ فرد جامع ہیں۔ کل عالم کو محیط ہیں کل عالم ان کے قبضہ میں ہے اور ان کے حکم کے اور تصرف کے ماتحت ہے اس میں جس طرح چاہتے ہیں کرتے ہیں بغیر منازع اور مدافع کے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جہاں رب کی الوہیت وہاں مصطفےٰ کی خلافت کوئی چیز اکوان سے اللہ کی ربوبیت سے خارج نہیں اور اسی طرح اکوان سے کوئی چیز اس فرد جامع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلطنت سے خارج نہیں اس مملکت خداوندی میں رب کے اذن سے تصرف فرماتے ہیں۔ (جواہر البحار صفحہ نمبر ۶۰ جلد ۳)

• حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ والد گرامی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

اور رحمت کاملہ نازل ہو اس ذات پر جو اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم واکمل ہیں۔ اور اس کے حسن وجمال کی جلوہ گاہ ہیں۔ جن کا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ واصل ہیں۔

(انفاس رحیمیہ۔ بحوالہ تسکین الخواطر از علامہ احمد سعید کاظمی صفحہ نمبر ۱۹)

• شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

خیر الوریٰ امام الرسل مظہر اتم

• امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

کہ بظاہر لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات اسی حد تک جانتے ہیں جتنے مؤرخین محدثین نے چند کتابوں میں لکھ دیے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بہ نظر غائر (غور) دیکھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات آپ کسی کے حق میں فرمادیتے تھے (اس ہر بات میں) ایک علیحدہ معجزہ ہوتا تھا۔ اس لئے کہ حضرت مبداء ومعاد سے خبر دیتے تھے..... (اور ایسی باتیں) سو اس شخص کے جو علام الغیوب کا مظہر اتم ہو کسی دوسرے میں نہیں پائی جاتیں اور اسی طرح ملت اور خانہ داری کے مسائل نیز امت کے سیاست سے آپ بخوبی واقف تھے جو کچھ بھی ارشادات فرمائے اگر تمام کاملین کی عقلیں بھی یکجا ہوجائیں تو اس کے سمجھنے سے عاجز آجائیں اور وہ یقین کرلیں گے کہ ان مراتب حکمت کا اظہار اس شخص کے سوا جس کو علیم الحکیم نے مجلّی کردیا ہو اور وہ جمہور وخواص اور عوام کی تہذیب (سنوارنے) کیلئے مبعوث ہوا ہو، دوسرے سے ممکن نہیں اور ہر وہ کلمہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے کسی کے حق میں صادر ہوا پیدائش کے وقت سے لے کر اس کے آخر تک کا احاطہ کرلینے کے بعد صادر ہوا۔ اور اس کے آثار بے کم وکاست اس سے ظاہر ہوئے گویا وہ کلمہ ایک خلعت ہے جو اس شخص سے زیب تن کردی گئی ہے اور اس قدر نفوس انسانیہ کی استعدادات کے کمالات بغیر اس خلیفہ اعظم کے جو اسم "لطیف" کا خلیفہ اعظم ہے کسی اور سے ممکن نہیں، اور اگر کوئی شخص ذوق سعادت رکھتا ہے تو ہر امر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعجاز کا ادراک کرسکتا ہے۔ (القول الجلی صفحہ نمبر ۲۱۶، ۲۱۷ (اردو) مطبوعہ لاہور ۱۳۲۰ھ)

• حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ کے صاحبزادے خواجہ محمد یحییٰ علیہ الرحمۃ

اولیاء اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

اہل تصوف (اولیاء کرام) بہت طرح کے ہیں بعض ماذون ومختار ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں۔
(ارشادات رحیمیہ از شاہ عبدالرحیم دہلوی صفحہ نمبر ۴۴ طبع دہلی ۱۳۳۳ھ)

● شیخ عارف سنجاوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ تمام عالم کے سردار اور تمام اولیاء میں منفرد ہیں اور آپ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عالم موجودات اور نظام تکوینی میں تصرف کے اختیارات عطا فرمائے ہیں۔
(قلائد الجواہر از محمد یحییٰ تاذفی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۲۶۳ طبع کراچی ۱۹۷۸ء)

● حضرت داتا گنج بخش لاہوری نور اللہ مرقدہٗ

اولیاء اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

اولیاء اللہ حق تعالیٰ کی طرف سے مدبران (تدبیر کرنے والے) اور جہان برگزیدہ حضرات ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں حاکمانِ عالم بنا کر اس کا حل وعقد، بسط وکشاد ان کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ جہان کیلئے احکام انہیں کے ارادوں پر موقوف فرمائے ہیں۔ (کشف المحجوب (اردو) صفحہ نمبر ۲۱۷ مطبوعہ لاہور)

"مرتبین انصاف" کے گھر کی شہادتیں

۱۔ دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن مدرس دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں جمادات ہوں یا حیوانات بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم۔ اگر کوئی صاحب پوچھیں گے اور فہیم ہوں گے تو شاید ہم اس بات کو آشکارا بھی کر دیں۔ القصہ آپ اصل میں مالک ہیں۔ (ادلہ کاملہ صفحہ نمبر ۹)

۲۔ بانی دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں:

اور اس وجہ سے اس (اللہ) کو مالک حقیقی سمجھنا چاہیئے دوسرے رتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت سمجھئے کیونکہ اول تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم) محققین کے نزدیک وسیلہ تمام فیوض اور واسطہ فی العروض تمام عالم کیلئے ہیں۔ [1] (آب حیات صفحہ نمبر ۱۸۶)

۳۔ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

......دوسرے (اولیاء اللہ) وہ (ہیں) جن کے متعلق خدمت اصلاح معاش وانتظام امور دنیویہ ودفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور کی درستی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں جن کو ہمارے عرف میں اہل خدمت کہتے ہیں اور ان میں سے جو اعلیٰ اور اقویٰ (ہو) وہ دوسروں پر حاکم ہوتا ہے اس کو قطب [2] التکوین کہتے ہیں اور ان کی حالت مثل حضرات ملائکہ علیہم السلام کے ہوتی ہے۔ جن کو "مدبرات امر" فرمایا گیا ہے۔ (کلید مثنوی صفحہ ۳۲۳ جلد اول طبع ملتان)

۴۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنے مرشد کے بارے میں لکھتے ہیں:

ہیں وہ بے شک مظہر انوار حق
سر سے پا تک مصدر انور حق

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۱۵۸)

● انجیل کی عبارت کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۲۷)

۱؎ اشرف علی تھانوی جی لکھتے ہیں کارخانہ تکوینیہ اکثر مجذوبین کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ افاضات الیومیہ صفحہ ۳۵ جلد ۷ طبع ملتان (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

۲؎ ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ابو رضا محمد بن احمد بغدادی المعروف بالمفید نے شیخ ابو سعید علیہ الرحمۃ سے قطب کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا قطب وہ شخص ہے جس پر زمانہ کی ولایت ختم ہو، ولایت کے تمام بوجھ اس کی لپیٹ میں ہوتے ہیں اور تمام کائنات کے انتظام وانصرام اس کے ذمہ ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ زمانہ حاضر کا قطب کون ہے؟ آپ نے فرمایا، شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ۔ (نزہۃ الخاطر الفاتر صفحہ نمبر ۹۶)

موجودہ انجیل تحریف شدہ ہے اس لئے اس سے استدلال کرنا جہالت ہے۔
اگر موجودہ انجیل کی بات مانتے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بھی مانو۔

● غنیۃ الطالبین کی عبارت کا جواب

اہل سنت و جماعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جہان کے پیدا کرنے کی قوت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں بلکہ ہمارا خالق فقط اللہ جل شانہٗ ہے۔ رہا کائنات میں تدبیر کرنا تو آپ اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی مشیت کے تحت یہ فریضہ انجام دیتے ہیں۔

شیعہ فرقہ کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آئمہ کو زمین و آسمان کے تمام اختیارات سونپ دیئے ہیں اور وہ جو چاہیں کریں۔ جبکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی مقام عطا فرمایا ہے تو وہ مقام عطا ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ سے مستغنی نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور مشیت کے تحت ہوتا ہے۔

● مسئلہ گیارہویں شریف

(انصاف صفحہ نمبر ۴۷)

مؤرخین اور علماء اسلام میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے یوم وصال کی تاریخ میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن ہمارے دیار میں ۱۱ ربیع الثانی مشہور و معروف ہے۔

● حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:
حضرت غوث پاک کا عرس نویں ربیع الثانی کو منایا جاتا ہے۔ بہجۃ الاسرار، کی روایت کے مطابق یہی صحیح تاریخ ہے اگرچہ ہمارے دیار میں گیارہویں تاریخ مشہور ہے۔ (زادالمتقین از شیخ عبدالحق محدث دہلوی اردو ترجمہ مطبوعہ کراچی صفحہ نمبر ۱۲۵)

قرآن و حدیث میں اموات المسلمین کیلئے ایصال ثواب کی ترغیب دی گئی

ہے لیکن ایصال ثواب کیلئے کسی ایک طریقہ کو خاص نہیں کیا گیا۔ حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں

"جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایصال ثواب کا مسئلہ دریافت کیا تھا تو یہی دریافت کیا تھا کہ جو ہم اپنی جانب سے صدقہ کر چکے کیا اس کا ثواب پہنچ سکتا ہے؟ اسی طرح آپ سے ایک عورت نے دریافت کیا تھا کہ میں اپنی ماں کی طرف سے حج کر سکتی ہوں، اور ایک آدمی نے دریافت کیا تھا کہ میں اپنے والد کی طرف سے حج کر سکتا ہوں تو آپ نے حج کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی، اپنی طرف سے کیے ہوئے اعمال کے ایصال ثواب کے بارے میں تو کسی نے دریافت ہی نہیں کیا۔ الخ (تا کہ آپ اس کیلئے کوئی طریقہ متعین فرما دیتے)

(کتاب الروح ۲۲۳، ۲۲۴ مطبوعہ لاہور)

اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایصال ثواب کا کوئی خاص طریقہ منقول نہیں بلکہ اس عمل کو مختلف انداز میں اپنانے کی اجازت اور رخصت دی گئی۔ جیسا کہ کتب حدیث کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانانِ عالم ابتداء ہی سے مختلف انداز میں ایصال ثواب کا اہتمام کرتے رہے کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے موجودہ دور میں ایصال ثواب کے پروگرام مختلف ناموں سے جانے پہچانے جاتے ہیں جن میں سے ایک طریقہ گیارہویں شریف کا بھی آتا ہے۔ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی سے عقیدت ومحبت کی وجہ سے ہر اسلامی مہینے کی گیارہ تاریخ کو مسلمان اکٹھے ہو کر یا انفرادی طور پر آپ کی روح کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔ گیارہ تاریخ کو ایصال ثواب کرنے کی وجہ سے اس ایصال ثواب کا نام گیارہویں مشہور ہو گیا ہے۔ ایصال ثواب قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ نام بدلنے سے کوئی خرابی نہیں آتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں تعلیم گاہ کا نام صفہ تھا اب اس کے کئی نام ہیں مثلاً مدرسہ، مکتب، سکول وغیرہ۔ گیارہویں کا ایصال ثواب کے علاوہ کوئی اور مطلب اور مفہوم نہیں، باقی ہر قسم کے

اعتراضات، شکوک وشبہات من گھڑت اور بے بنیاد باتیں ہیں۔

مسلمانانِ اہل سنت اس ایصال ثواب کو فرض، واجب اور سنت نہیں سمجھتے نہ ہی اہل سنت کے کسی معتبر و مستند عالم دین کی تحریر میں ایسا ملے گا۔ اہل سنت صرف اسے مستحسن یعنی ایک اچھا فعل سمجھتے ہیں اور کسی مسلمان بزرگ کو ایصال ثواب کرنا اچھا فعل ہی ہے برا کام تو نہیں، باقی جھوٹے الزامات لگا کر مسلمانوں کے متعلق بدگمانی کرنا اچھا نہیں، جیسا کہ "مرتبین انصاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"مسئلہ گیارہویں شریف"

......اور دوسرا پہلو ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نبی یا ولی کے نام کا صدقہ اس نیت سے دینا کہ دینے سے نفع ہوگا اور نہ دینے سے نقصان اور وہ بزرگ خوش ہو کر میری حاجت روائی فرمائیں گے نہ دینے سے وہ ناراض ہو کر نقصان پہنچائیں گے یہ عقیدہ شرکیہ ہے۔ الخ (انصاف صفحہ نمبر ۲۷)

یہ سب بہتان تراشی ہے، قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رو سے مومن کے حق میں بدگمانی حرام ہے، قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم"۔

ترجمہ: "اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں"۔ (البیان) (سورۃ الحجرات آیت ۱۲)

ایک حدیث شریف میں ہے: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بدگمانی سے دور رہو بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔

(بخاری رقم الحدیث ۶۰۶۶، ابوداؤد، رقم الحدیث ۴۹۱۷، مؤطا امام مالک رقم الحدیث ۱۷۳۰)

دوسری حدیث شریف میں ہے: تو نے اس کے دل کو چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ تجھے معلوم ہو جاتا کہ اس نے (دل سے کلمہ کہا ہے یا نہیں)۔

(مسلم شریف صفحہ نمبر ۶۸ جلد اول طبع کراچی)

• گیارہویں شریف صالحین کی نظر میں

برصغیر پاک و ہند میں حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے

وصال کی تاریخ گیارہ ربیع الثانی مشہور ہے۔ اہل سنت ہر سال گیارہ ربیع الثانی کو آپ کے عرس یعنی یوم وصال کے دن آپ کی روح کو ایصال ثواب کرتے ہیں، بعض بزرگوں کے نزدیک آپ کے وصال کی تاریخ نو ربیع الثانی ہے۔ وہ ہر سال نو ربیع الثانی کو آپ کے عرس کے دن ایصال ثواب کا اہتمام کرتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں ہر اسلامی ماہ کی گیارہ تاریخ کو آپ کی روح کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ یعنی ایصال ثواب میں کوئی بندش نہیں ہے۔ چاہے ہر سال ثواب کیا جائے چاہے ہر مہینہ چاہے ہر روز کیا جائے اسلام میں سال کے سارے دنوں میں ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے۔

• حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

میرے پیر و مرشد شیخ عبدالوہاب متقی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ۹ ربیع الثانی کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس کرتے تھے۔ بے شک ہمارے ملک میں آج کل گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ آپ کی ہندی اولاد و مشائخ میں مشہور ہے۔ (ماثبت بالسنۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی (عربی اردو) صفحہ نمبر ۱۶۷ مطبوعہ دہلی)

• شیخ امان اللہ پانی پتی (المتوفی ۹۹۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا معمول

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ گیارہ ربیع الثانی کو غوث پاک کا عرس کیا کرتے تھے۔

(اخبار الاخیار (اردو) صفحہ نمبر ۴۹۸ مطبوعہ کراچی)

• حضرت شاہ عبدالعزیز (المتوفی ۱۲۳۹ھ) محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

گیارہویں شریف کے متعلق فرماتے ہیں:

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ، شہر کے اکابر جمع ہوتے، نماز عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور آپ کی مدح اور تعریف میں منقبت پڑھتے، مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے ارد گرد مریدین اور حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکر جہر کرتے

اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی، اُس کے بعد طعام شیرینی جو نیاز تیار کی ہوتی، تقسیم کی جاتی اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے۔ ۱

(ملفوظات عزیزی، فارسی، مطبوعہ میرٹھ صفحہ نمبر ۶۲)

نیز یہ تعیین شرعی نہیں ہوتا کہ اس دن کرو گے تو ثواب ہوگا۔ بلکہ عرفی تعیین ہوتا ہے جو کہ لوگوں کی سہولت کیلئے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ ہر ماہ لوگوں کو اطلاع نہ دینی پڑے اور وہ خود بخود مقررہ جگہ پر پہنچ جائیں۔

- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے وعظ کیلئے جمعرات کا دن مقرر کر رکھا تھا لوگوں نے عرض کی روزانہ وعظ فرمایا کیجئے، فرمایا تم کو تنگی میں ڈالنا مجھ کو پسند نہیں۔ (بخاری کتاب العلم جلد اول)

مسئلہ نذر و نیاز اور اہل سنت کا مسلک

- نذر کی دو قسمیں ہیں:

۱ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ کا ایک مکتوب درج کیا ہے کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک وسیع چبوترہ دیکھا جس میں نبت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں ہیں اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند دوزانو اور حضرت جنید تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں استغنٰی ماسوا اللہ اور کیفیات فنا آپ میں جلوہ نما ہیں پھر یہ سب حضرات کھڑے ہو گئے اور چل دیئے میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے استقبال کیلئے جا رہے ہیں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ تشریف لائے آپ کے ساتھ ایک گلیم پوش مرد اور پاؤں سے برہنہ ژولیدہ بال ہیں حضرت علیؓ نے ان کے ہاتھ کو نہایت عزت اور عظمت کے ساتھ اپنے مبارک ہاتھ میں لیا ہوا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہیں جواب ملا یہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں پھر ایک حجرہ شریف ظاہر ہوا جو نہایت صاف تھا اور اس پر نور کی بارش ہو رہی تھی یہ تمام باکمال بزرگ اس میں داخل ہو گئے میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو ایک شخص نے کہا کہ آج حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس (گیارہویں شریف) ہے عرس پاک کی تقریب میں تشریف لے گئے ہیں۔
(کلمات طیبات صفحہ ۷۸ طبع دہلی) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

۱۔ نذر شرعی۔
۲۔ نذر عرفی۔

- **نذر شرعی کا مفہوم**

امام راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اَلنَّذْرُ: کے معنی کسی حادثہ کی وجہ سے غیر واجب چیز کو اپنے اوپر واجب کر لینے کے ہیں، چنانچہ محاورہ ہے: نَذَرْتُ لِلّٰہِ نَذْراً: میں نے اللہ تعالیٰ کیلئے نذر مانی۔

قرآن کریم میں ہے:

''انی نذرت للرحمن صوما''۔ (سورہ مریم آیت نمبر ۲۶)

ترجمہ: ''میں نے خدا کیلئے روزے کی نذر مانی''۔

(مفردات القرآن صفحہ نمبر ۱۰۳۸ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

معلوم ہوا کہ نذر شرعی کے معنی عبادت کے ہیں۔ عبادت فقط اللہ جل جلالہٗ کیلئے خاص ہے اور استحقاق عبادت کیلئے صفات مستقلہ لازم ہیں۔ چونکہ صفات مستقلہ مناط استحقاق عبادت ہیں اس لئے ان کا وجود، وجود الوہیت کو مستلزم ہوگا۔

تمام عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کو مستحق عبادت کہنا اس کیلئے استقلال ذاتی ثابت کرنا ہے اور کسی کو مستقل بالذات ماننا اسے مستحق عبادت قرار دینا ہے۔ جو کہ صریح کفر ہے۔

- **نذر عرفی کا مفہوم**

کسی صاحب تعظیم انسان مثلاً ولی اللہ یا عالم ربانی کی خدمت میں نقدی، فروٹ اور کپڑے وغیرہ پیش کرنے کو ہمارے دیار میں نذر یعنی ہدیہ، نذرانہ کہتے ہیں اور وصال شدہ بزرگان دین کیلئے نذر شرعی مان کر اس کا ثواب ان کی ارواح مقدسہ کو تحفۃً ہدیۃً پیش کیا جاتا ہے اسے عرف عام میں ''نذر عرفی'' کہتے ہیں۔

- حضرت شاہ رفیع الدین (متوفی ۱۲۳۳ھ) بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

(متوفی ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

نذر کہ ایں جا مستعمل میشود نہ بر معنی شرعی است ...... عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگان مے برند، نذر و نیازمی گویند۔

(رسالہ نذور بزرگان از شاہ رفیع الدین محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۲۱ طبع دہلی)

جو نذر کہ اس جگہ مستعمل ہوتی ہے وہ اپنے معنی شرعی پر نہیں بلکہ معنی عرفی پر ہے۔ اس لئے کہ جو کچھ بزرگوں کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں اس کو نذر و نیاز کہتے ہیں۔

- حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

اگر کوئی شخص مالیدہ اور شیر برنج کسی بزرگ کی فاتحہ کیلئے پکا کر کھلاوے اور اس سے اس بزرگ کی روح کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں یہ جائز ہے اور جو کھانا اللہ تعالیٰ کی نذر ہو تو اس کا کھانا مالدار کیلئے حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نذر کا کھانا یہ ہے کہ مثلاً کوئی کہے کہ اگر فلاں بیمار اچھا ہو جائے یا میرا فلاں شخص جو مسافرت میں ہے آجائے یا میرا فلاں کام ہو جائے تو خدا کی نذر کا اس قدر کھانا میرے ذمہ ہو جائے گا تو یہ اللہ تعالیٰ کیلئے نذر ہوئی۔ اور اگر کوئی چیز کسی بزرگ کے نام پر فاتحہ کی جائے تو اس کا کھانا مالدار کیلئے جائز ہے۔ واللہ اعلم

(فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۱۵۸ طبع کراچی ۱۹۷۳ء/۱۳۹۳ھ)

نیز فرماتے ہیں: اگر نذر خدا کے واسطے ہو اور ولی کا ذکر صرف اس خیال سے ہو کہ مثلاً اس ولی کو ثواب رسانی کی جائے گی یا اس ولی کی قبر کے خدام کے صرف میں اس نذر کا مال آئے گا تو یہ نذر جائز ہے۔ اور حقیقت اس نذر کی یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کھانا کھلا دیا جائے یا مال بطور خیرات وغیرہ کے دیا جائے اور میت کی روح کو ثواب رسانی کی جائے اور یہ امر مسنون ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

(فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۱۶۰ طبع کراچی ۱۹۷۳ء/۱۳۹۳ھ)

علاوہ ازیں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں (ولی اللہ کے مزار پر نذر ماننے کا طریقہ یہ ہے کہ) کہا جائے کہ اے خدا میں نے تیرے لئے نذر

مانی ہے کہ اگر تو فلاں مریض کو شفا بخشے یا ایسی ہی کوئی دوسری مراد پوری ہونے کیلئے کہے تو کھانا ان فقراء کو دوں گا جو سید نفیس کے دروازے (یعنی مزار پر ہیں) یا بجائے سید نفیس کے کسی دوسرے شخص کا نام لے یا یہ کہے اے خدا اگر تو میری فلاں مراد پوری کر دے تو مسجد کیلئے چٹائی خرید کر دوں گا یا اس مسجد کی روشنی کیلئے روغن زیتون خرید کر دوں گا۔ یا جو شخص مسجد کی خدمت کرتا ہے اس کو روپیہ دوں گا اور کوئی ایسا امر کہے جس میں فقراء کا فائدہ ہو تو ان صورتوں میں نذر جائز ہوگی۔

(فتاویٰ عزیز صفحہ نمبر ۱۵۲ مطبوعہ کراچی ۱۳۹۳ھ)

- علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی مثنوی کا درس دیا کرتے تھے "جب مثنوی ختم ہوگئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے نہیں ہے۔ بلکہ ناجائز اور شرک ہے دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہو تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیئے نہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔

(شمائم امدادیہ صفحہ نمبر ۶۸ ناشر کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ مغربی پاکستان)

نوٹ: "رسائلہ نذور بزرگان" اور اس کے علاوہ شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ کے مزید ۸ فارسی رسائل کو ایک مجموعہ کی صورت میں "مجموعہ رسائل تسعہ" کے نام سے مولوی سید ظہیر الدین ولی اللٰہی نے مطبع احمدی دہلی سے شائع کیا تھا۔

(شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان از حکیم محمود احمد برکاتی صفحہ نمبر ۱۲۰ طبع لاہور)

- علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (متوفی ۱۱۴۳ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اولیاء کیلئے جو نذر مانی جاتی ہے اور اسے مریض کی شفا حاصل ہونے یا غائب کے آنے پر معلق کیا جاتا ہے تو وہ نذر مجاز ہے اس سے اولیاء اللہ کے قبور پر خادمین کیلئے

صدقہ کرنا مراد ہوتا ہے۔ (حدیقہ ندیہ بحوالہ مقالات کاظمی صفحہ نمبر ۳۸۷ جلد ۲ طبع ۱۴۱۸ھ)

• غیر اللہ کی نذر ماننے والے نے اگر اپنی نذر سے غیر اللہ کی طرف تقرب (علی وجہ العبادۃ) کا ارادہ کیا اور یہ گمان کیا کہ تمام امور میں میت ہی متصرف ہے نہ اللہ تعالیٰ تو اس کی نذر باطل اور حرام ہے اور اس کا مرتد ہونا ثابت ہے اور اگر اس نے اس نذر سے تقرب الی اللہ کا اردہ کیا اور اولیاء اللہ کو ثواب پہنچانے کی نیت کی اور وہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی ذرہ متحرک نہیں ہوتا اور وہ اولیاء اللہ کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وسائل قرار دیتا ہے تاکہ اس کے مقاصد حل ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اس کا ذبیحہ حلال وطیب ہے۔

عہد رسالت میں صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھجوریں اور دودھ پینے کے جانور وغیرہ پیش کرتے تھے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

• حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقبل الھدیۃ ویثیب علیھا"۔

(شمائل ترمذی مع شرح صفحہ نمبر ۳۱۸ طبع کراچی)

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہدیہ قبول فرماتے اور اس پر بدلہ بھی دیا کرتے تھے

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ لوگ جب کسی نئے پھل کو دیکھتے تو اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لا کر پیش کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا پڑھتے: اللھم بارک لنا فی ثمارنا الخ اس کے بعد جس چھوٹے بچے کو دیکھتے اس کو مرحمت فرما دیتے۔

(شمائل ترمذی مع شرح صفحہ نمبر ۱۵۱ طبع کراچی)

• حضرت ربیع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے میرے چچا معاذ بن عفراء نے تازہ کھجوروں کا ایک طبق جس میں چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیاں بھی تھیں دے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ آپ کو ککڑی مرغوب تھی۔ میں جس

وقت وہ تھال لے کر حاضر خدمت ہوئی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بحرین کے کچھ زیورات آئے ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے ایک ہاتھ بھر کر مجھے مرحمت فرمایا۔ (شمائل ترمذی مع شرح صفحہ نمبر ۱۵۴ طبع کراچی)

• حضرت ربیع رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک طبق کھجوروں اور چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیوں کا لے کر گئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو ایک ہاتھ بھر کر سونا یا زیورات مرحمت فرمایا۔ (شمائل ترمذی مع شرح صفحہ نمبر ۱۵۵ طبع کراچی)

وصال شریف کے بعد صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کا آپ کی خدمت میں ثواب کا ہدیہ پیش کرنا

• حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے آپ دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے ایک نبی اکرم صلی اللہ علی وآلہ وسلم کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے۔ آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس کا حکم دیا تھا۔ میں ہمیشہ ایسا ہی کرتا رہوں گا، کبھی نہ اسے چھوڑوں گا۔

(ترمذی صفحہ نمبر ۳۷۶ جلد اول طبع کراچی)

• حضرت شاہ ولی اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ کے شاگرد مولانا محمد عاشق پھلتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ ۱۲ ربیع الاول کو حسب دستور قدیم میں نے قرآن کریم پڑھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیاز تقسیم کی اور موئے مبارک کی زیارت کی، اثنائے تلاوت، ملاء اعلیٰ حاضر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پُرفتوح نے اس فقیر پر نیز فقیر کے دوستوں کی طرف التفات فرمایا۔ الخ (القول الجلی صفحہ نمبر ۱۸۲ طبع لاہور ۱۴۳۰ھ)

• حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (متوفی ۱۰۳۴ھ) علیہ الرحمۃ کا معمول چند سال پہلے فقیر کا یہ معمول تھا کہ للہ طعام پکاتا اور اس کا ثواب اہل عبا کی

ارواح پاک کو نذر کر دیتا، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وحضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرات امامین رضی اللہ عنہما کو شامل کر لیتا۔ ایک رات فقیر نے عالم خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ فقیر نے سلام نیاز عرض کیا تو آپ نے فقیر کی طرف توجہ نہ کی بلکہ چہرہ مبارک پھیر لیا۔ پھر ارشاد فرمایا: کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر کھانا کھاتا ہوں، جس کسی نے مجھے طعام بھیجنا ہو، وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجا کرے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ نہ فرمانے کا باعث یہ تھا کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو شریک طعام نہیں کرتا تھا۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا بلکہ تمام امہات المؤمنین کو اہل بیت میں شمار کر لیتا ہوں۔ اور تمام اہل بیت کو اپنے لئے وسیلہ بناتا ہوں۔

(مسلک مجدد صفحہ نمبر ۲۸ طبع استنبول ۱۹۷۶ء)

• حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ اس روز ہم نے حکم کیا کہ قسم قسم کے کھانے پکائے جائیں جو نیاز نبوی کیلئے ہوں اور ایک خوشی کی محفل قائم کی جائے۔ (مکتوبات شریف جلد ۳ طبع کراچی)

اسی طرح اولیاء کاملین اور علماء ربانیین کی خدمت میں نذر (بصورت نقدی اور پھل وغیرہ) پیش کرنا موجب رحمت وبرکت ہے۔ اور دفع بلیات وآفات کا ذریعہ ہے۔ اور بعد از وصال ثواب کا تحفہ ونذرانہ پیش کرنا جائز اور مستحسن عمل ہے۔

• ابن ابی شیبہ نے ابن جعفر سے روایت کیا کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی طرف سے (برائے ایصال ثواب) غلام آزاد کرتے تھے۔ (شرح الصدور صفحہ نمبر ۲۹۱ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

• ابن سعد نے قاسم بن محمد سے روایت کی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کے ایصال ثواب کیلئے

ایک غلام آزاد کیا۔ (۱)...... (صراط مستقیم (مترجم) صفحہ نمبر ۱۰۱، از اسماعیل دہلوی)

(۲)...... (شرح الصدور صفحہ نمبر ۳۱۹ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

• سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

جس کھانے کا ثواب حضرت امامین (امام حسن، امام حسین) کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ وقل ودرود شریف پڑھا جائے وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت خوب ہے۔ (فتاوی عزیزی صفحہ نمبر ۱۶۷، طبع کراچی ۱۳۹۳ھ)

• امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اس کے بعد ۳۶۰ مرتبہ سورہ الم نشرح لک الخ پھر ۳۶۰ بار وہی دعا پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی سی شیرینی پر فاتحہ تمام خواجگان چشت کے نام سے پڑھے اور اپنی حاجات اللہ تعالیٰ سے عرض کرے اس طرح ہر روز کرے (انشاء اللہ) چند روز میں مقصد حاصل ہوگا۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء صفحہ نمبر ۱۱۴)

• حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نذر ونیاز

حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں: حضرت امیر وذریت او تمام امت برشال پیران ومرشدان می پرستند وامور تکوینیہ را بایشاں وابستہ می دانند وفاتحہ ودرود وصدقات ونذر ومنت بنام ایشاں...... رائج ومعمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد پاک کو تمام افراد امت پیروں اور مرشدوں کی طرح مانتے ہیں۔ امور تکوینیہ کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ مانتے ہیں اور فاتحہ درود وصدقات اور نذر ونیاز انکے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ تمام اولیاء کا یہی طریقہ ومعمول ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ (فارسی) صفحہ نمبر ۲۱۴ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۹۷۵ء)

"تحفہ اثنا عشریہ" کے اردو ترجمہ میں وہابیہ کی تحریف

مشہور دیوبندی مقلد وہابی ناشر، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی نے "تحفہ اثنا عشریہ" کا جو اردو ترجمہ شائع کیا ہے اس میں اس عبارت کا ترجمہ غائب۔

کر دیا ہے جو کہ وہابیہ کی اہل بیت کرام سے بغض وحسد کی بیّن دلیل ہے۔

• احادیث مبارکہ

۱۔ حضرت زرین بن حبیش سے روایت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اس خدا کی قسم جس نے پھاڑا دانہ اور پیدا کیا ذی روح کو، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا میری طرف یہ کہ دوست نہیں رکھے گا تجھ کو مگر مومن، اور دشمن نہیں رکھے گا مگر منافق۔ (مشکوٰۃ (مترجم) ۲۳۸ جلد ۳ طبع لاہور)

۲۔ حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا میں دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے۔

(مشکوٰۃ (مترجم) ۲۳۹ جلد ۳ طبع لاہور)

۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے علی (رضی اللہ عنہ) کو برا کہا اس نے مجھ کو برا کہا۔

(مشکوٰۃ (مترجم) ۲۴۱ جلد ۳ طبع لاہور)

۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اپنے آخری حج میں عرفہ کے دن اپنی قصوا اونٹنی پر بیٹھ کر خطبہ فرما رہے تھے۔ اے لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑ چلا ہوں اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑو گے گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی اہل بیت کرام۔ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ (مترجم) ۲۵۲ جلد ۳ طبع لاہور)

وما اہل لغیر اللہ بہ کی صحیح تفسیر

یہ قرآن کریم کی درج ذیل آیت کا ایک حصہ ہے۔

”اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ“۔

(سورۃ نحل آیت نمبر ۱۱۵)

ترجمہ: ”اس نے تم پر حرام کیا ہے صرف مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جس پر بلند کیا گیا ہو غیر اللہ کا نام ذبح کے وقت، پس جو مجبور ہو جائے (ان کے کھانے پر بشرطیکہ) وہ لذت کا جویاں نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو (تو کوئی حرج نہیں) بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے“۔

• علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اس آیت کا یہ حصہ خصوصی توجہ کا مستحق ہے کیونکہ اس کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کے باعث ملت اسلامیہ میں افتراق وانتشار کا دروازہ کھل گیا ہے......اور بڑی شدومد سے ان تمام جانوروں کو حرام ومرتد کہا جاتا ہے جنہیں کسی بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کیلئے ذبح کیا گیا ہو، خواہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ہی لیا گیا ہو۔ آیئے اس آیت کریمہ کو اپنی آراء اور اہواء کا اکھاڑا نہ بنائیں۔ بلکہ اسے سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور لغت عرب کی روشنی میں سمجھنے کی مخلصانہ کوشش کریں تا کہ حقیقت عیاں ہو جائے......“۔ آیت کا جو مفہوم سلف الصالحین اور علماء متقدمین نے سمجھا ہے اور ہمیں سمجھایا ہے وہ تو یہ ہے کہ اگر کسی جانور کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ جانور حرام ہے۔ جس طرح مشرکین ”باسم اللات والعزی کہہ کر جانوروں کو ذبح کرتے تھے۔ (تفسیر ضیاء القرآن صفحہ نمبر ۱۱۵ جلد ۲ طبع قدیم لاہور)

• امام ابوبکر جصاص حنفی (متوفی ۳۷۰ھ) علیہ الرحمۃ اپنی شہرۂ آفاق ”تفسیر احکام القرآن“ میں آیت کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

”ولاخلاف بین المسلمین ان المراد به الذبیحة اذا اهل بها لغیر الله عند الذبح“۔ (تفسیر احکام القرآن صفحہ نمبر ۱۵۴ جلد اول طبع بیروت)

ترجمہ: ”یعنی سب مسلمان اس بات پر متفق ہیں اس سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے“۔

اور یاد رہے کہ اجماع امت کے خلاف قول کرنا گمراہی ہے۔

• حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس سے اہلسنت کے موقف کی تائید ہوتی ہے

امام ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ مجھے امام سمعانی تمیمی مروزی (متوفی ۵۱۰ھ) کے واسطہ سے ابوالطفیل کی یہ حدیث ملی ہے:

قال: قیل لعلی رضی الله هل ترک رسول الله صلی الله علیه وسلم کتابا عندکم؟

قال: ماترک کتابا نکتمه الاشیاء فی علاقة سیفی: فوجدنا صحیفة صغیرة

فیها: لعن الله من تولی غیر مو الیه لعن الله من اهل لغیر الله لعن الله من ذحزج منار الارض (اخرجہ مسلم من حدیث شعبہ عن ابی بزۃ)۔

(۱)......(تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۲۶۹، ۲۶۷، جلد ۳ (عربی)

(۲)......(صحیفہ علی بن ابی طالب صفحہ نمبر ۱۷، ۱۶، الطبع لاہور)

کہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو کوئی تحریر دے گئے ہیں، بولے بجز اس رقعہ کے جو میری تلوار کی حمائل سے بندھا ہوا ہے آپ ہمیں کوئی تحریر نہیں دے گئے۔ ہم نے دیکھا تو وہ ایک چھوٹا سا صحیفہ تھا جس میں لکھا تھا جو شخص اپنے آزاد کرنے والے آقا کے سوا اپنی نسبت کسی اور کی طرف کرتا ہے اس پر خدا کی لعنت، جو شخص غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے اس پر بھی خدا کی لعنت اور جو شخص زمین کی حد مٹا کر اپنے قبضہ میں اضافہ کرتا ہے اس پر بھی خدا کی لعنت۔ اس حدیث کو امام مسلم نے شعبہ عن ابی بزہ کے واسطے سے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔

● مسلم شریف کی اس حدیث کے اس جملہ "لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ" کے تحت امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اور ذبح لغیر اللہ سے مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کے نام پر کوئی ذبح کرے، جیسے کسی نے بت یا صلیب کیلئے ذبح کر دیا۔ یا موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) کیلئے یا کعبہ وغیرہ کیلئے ذبح کر دیا تو سب حرام ہے اور یہ ذبیحہ حلال نہیں، برابر ہے کہ ذبح کرنے

والا مسلمان ہو یا یہودی یا عیسائی، امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ اور ہمارے اصحاب نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اگر اس ذبیحہ لغیر اللہ کے ساتھ اس غیر اللہ کی تعظیم اور عبادت بھی مقصود ہو تو یہ کفر ہے۔ لہٰذا اگر ذبح کرنے والا پہلے مسلمان تھا تو اس ذبیحہ کے بعد مرتد ہو جائے گا۔ اور شیخ ابراہیم مروزی نے جو ہمارے اصحاب میں سے ہیں ذکر فرمایا کہ سلطان کے استقبال کے وقت اس کی طرف تقرب حاصل کرنے کیلئے جو جانور ذبح کئے جاتے ہیں، اہل بخارا نے ان کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔ کہ وہ وما اھل لغیر اللہ بہ سے ہیں۔ امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ جانور، جو لوگ امیر کے آنے کی خوشی میں ذبح کرتے ہیں تو وہ بچہ پیدا ہونے کے وقت عقیقہ کے ذبح کی طرح ہے اور ایسا ذبح حرمت (حرام ہونے) کو واضح نہیں کرتا۔

(نووی بر مسلم صفحہ نمبر ۱۶۱ جلد ۲)

علامہ نووی کے اس کلام سے حدیث لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ کے معنی بھی واضح ہو گئے کہ اس سے مراد ذبح بغیر اسم اللہ ہے۔ علاوہ ازیں قارئین کرام مندرجہ ذیل تفاسیر کا مطالعہ فرمائیں

۱۔ تفسیر ابن عباس، از عبداللہ بن عباس (المتوفی ۶۸ھ) رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد تھے۔ سلطان المفسرین، ترجمان القرآن، حبر الامت انکے القاب تھے۔

۲۔ تفسیر ابن منذر از امام ابوبکر محمد بن ابراہیم نیشاپوری (متوفی ۳۱۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۔ تفسیر مجاہد از حضرت ابوالحجاج مجاہد بن جبیر (متوفی ۱۰۳ھ) تابعی رحمۃ اللہ علیہ۔

(نوٹ)......یہ تفسیر کتب خانہ خدیویہ مصر میں موجود ہے۔

۴۔ تفسیر قتادہ از حضرت قتادہ بن دعامہ (متوفی ۱۱۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۔ تفسیر ابن جریر از ابوجعفر ابن جریر (متوفی ۳۱۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

٦۔ تفسیر نیشاپوری از شیخ ابوالقاسم حسن بن محمد (متوفی ۷۲۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

٧۔ تفسیر معالم التنزیل از شیخ ابی محمد حسین بن مسعود البغوی (متوفی ۷۲۸ھ) علیہ الرحمۃ۔

٨۔ تفسیر کبیر از امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی (متوفی ۶۰۶ھ) علیہ الرحمۃ۔

٩۔ تفسیر مدارک التنزیل از امام ابوالبرکات عبداللہ حافظ الدین نسفی بن احمد (متوفی ۷۱۰ھ) علیہ الرحمۃ۔

١٠۔ تفسیر خازن از علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی (متوفی ۷۴۱ھ) علیہ الرحمۃ۔

١١۔ تفسیر البحر المحیط از شیخ ابوحیان محمد بن یوسف اندلسی (متوفی ۷۵۴ھ) علیہ الرحمۃ۔

١٢۔ تفسیر قرطبی از شیخ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) علیہ الرحمۃ۔

١٣۔ تفسیر بیضاوی از قاضی ابی سعید ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) علیہ الرحمۃ۔

١۴۔ تفسیر جامع البیان از سید معین نور الدین بن صفی الدین (متوفی ۸۸۹ھ) علیہ الرحمۃ۔

١۵۔ تفسیر در منثور از امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ۔

١٦۔ تفسیر ابوالسعود از ابوسعود بن محی الدین محمد بن مصطفیٰ عمادی (متوفی ۹۸۲ھ) علیہ الرحمۃ۔

١٧۔ التفسیرات الاحمدیہ از ملا جیون امیٹھوی حنفی (متوفی ۱۱۳۰ھ) علیہ الرحمۃ۔

١٨۔ تفسیر روح البیان از شیخ اسماعیل حقی آفندی (متوفی ۱۱۳۷ھ) علیہ الرحمۃ۔

١٩۔ تفسیر موضح القرآن از شاہ عبدالقادر دہلوی (متوفی ۱۲۳۰ھ) علیہ الرحمۃ۔

(نوٹ) طوالت کے پیش نظر چند ایک تفاسیر کے نام تحریر کیے گئے ہیں۔

• چند شبہات اور اُن کا ازالہ

موجودہ دور کے بعض افراد اس آیت کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ جس جانور پر غیر اللہ کا نام دیا جائے اور وہ اس غیر کے نام سے مشہور ہو جائے تو ایسے جانور کو اگر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بھی ذبح کیا جائے تو وہ حلال نہیں ہوگا، بلکہ حرام ہوگا۔ جس طرح کتے اور خنزیر کو اگر اللہ تعالیٰ کا نام دے کر ذبح کیا جائے تو وہ ناپاک ہی رہتا ہے۔ وہ اپنے اس مفہوم کی تائید میں کہتے ہیں کہ لغت عرب میں اور عرف عام میں اُھِلَّ کا معنی ذبح کرنا نہیں کوئی شعر کوئی عبارت ایسی پیش نہیں کی جاسکتی جس میں کسی فصیح و بلیغ نے اُھِلَّ کو ذبح کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہو۔ بلکہ اہل لغت کے نزدیک اھل کے معنی آواز بلند کرنا ہے اور کسی چیز کو شہرت دینا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اگر مان بھی لیا جائے تو یہ کسی طرح مراد نہیں ہوسکتا۔ اس لئے آیت کا جو معنی تم نے کیا ہے وہ تو صاف تحریف آیت ہے۔

جواب نمبر ۱

قبلہ عالم حضرت پیر مہر علی شاہ نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں:

آیت کریمہ کا جملہ "ما اھل بہ لغیر اللہ" سورہ بقرہ میں آیا ہے اور جملہ "وما اھل لغیر اللہ بہ" تین جگہ سورۃ مائدہ، سورۃ انعام اور سورۃ نحل میں آیا ہے۔ اور چاروں جگہ باب تحریم کے لفظ "حرم" فعل ماضی معلوم صیغہ واحد مذکر غائب اور "حُرِّمَتْ" فعل ماضی مجہول صیغہ واحد مؤنث غائب اور محرماً سے آیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ میتہ دم مسفوح، لحم خنزیر اور ما اھل بہ لغیر اللہ چاروں چیزیں قطعاً حرام ہوگئیں۔

پہلی تین چیزیں میتہ، دم مسفوح اور لحم خنزیر کے حرام قطعی ہونے کی بات تو واضح ہے کہ جب کسی جانور کا میتہ ہو جانا متحقق ہوگیا تو اب اس کا کس طرح حلال ہونا ناممکن ہوگیا۔ اور جب کسی خون کا دم مسفوح ہونا ثابت ہوگیا تو اب اس کا حلال ہونا محال ہوگیا۔ اور جب کسی گوشت کا لحم خنزیر ہونا طے ہوگیا تو اس کا حلال ہونا محال ہوگیا

۔تو اب ان تینوں چیزوں کو کوئی چرا کر لے جائے یا مالک ہبہ کردے یا فروخت کرے تو بھی یہ تینوں چیزیں کسی طرح کہیں جا کر بھی دوبارہ حلال نہیں ہوسکتیں اب رہ گیا چوتھا جملہ "ما اھل بہ لغیر اللہ یا ما اھل لغیر اللہ بہ" تو اس سے اہلال بوقت ذبح مراد لے کر اس کی جان کا بھی اسی تکبیر کے ساتھ نکل جانا مراد نہ لیا جائے بلکہ پہلے سے نامزد ہوتے ہی پہلی تین چیزوں کی طرح حرام قطعی تصور کر لیا جائے تو یہ معنی ثابت نہیں ہوسکتا۔

اول...... اس لئے کہ ناذر نے پہلے غیر خدا کیلئے نامزد کیا پھر اس کو معلوم ہوا کہ غیر خدا کیلئے نامزد کرنا صحیح نہیں تو اس نے استغفار کر کے نیت صحیح کر لی اور اس کے بعد ذبح کیا تو یہ جانور بالاتفاق حلال ہے۔ تو اگر یہ پہلی نامزدگی سے حرام قطعی ہو چکا ہوتا تو پھر حلال کس طرح ہو گیا۔

دوم...... ناذر نے پہلے غیر خدا کیلئے نامزد کیا پھر اس کو فروخت کر دیا یا کسی کو ہبہ کر دیا، اس نے جانور کو ذبح کر دیا، خود کھایا، بانٹ دیا، فروخت کر دیا تو وہ گوشت بالکل حلال ہے۔ اگر وہ پہلی صورت میں حرام قطعی ہو چکا تو حلال کیسے ہوا۔

سوم...... ایک کافر نے ایک بکرا غیر خدا کیلئے نامزد کیا اور پھر اسی غیر خدا کا نام لے کر اسے ذبح کرنے کیلئے لٹایا اور بکرا پھڑک کر بھاگ نکلا، آگے کسی مسلمان کو مل گیا اس نے اللہ کا نام لے کر اسے ذبح کر دیا تو وہ جانور بالکل حلال ہے اور اگر محض نامزدگی کی خنزیر کی طرح حرام ہو چکا ہے تو پھر ان تمام صورتوں میں بالفرض بکرے کی جگہ اگر خنزیر رکھا جائے تو اس کو حلال ہونا چاہیئے تھا مگر وہ کسی صورت میں بھی حلال نہیں ہوسکتا تو یہ بکرا ان صورتوں میں کیسے حلال ہو گیا۔

اسی لئے تمام مفسرین اور محدثین نے "وما اھل بہ لغیر اللہ" کی تفسیر میں آیت کا معنی ما صیح فی ذبحہ لغیر اللہ اور ما صیح عند ذبحہ لغیر اللہ" سے کیا ہے۔ اور حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی نے "فوائد موضح القرآن" میں سورۃ انعام والی آیت میں کہا ہے کہ: اور جو خدا کے نام کے سوا کسی کے نام پر ذبح کیا گیا ہو"۔...... ملا جیون حنفی نے بھی "تفسیرات احمدیہ" میں لکھا ہے کہ اولیاء کی منت مانی ہوئی گائے حلال وطیب ہے

کیونکہ اس کی ذبح میں غیر خدا کا نام نہیں لیا گیا۔ اور شرح مسلم میں امام نووی علیہ الرحمۃ نے آیت کریمہ "وما اھل بہ لغیر اللہ" کی تفسیر میں بالکل یہی لکھا ہے کہ رفع الصوت عند ذبحہ لغیر اللہ تعالیٰ اور مزید یہ کہ جانور کے حلال ذبح ہونے کیلئے چار باتوں کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ بوقت ذبح قلبی نیت اللہ کیلئے ہو۔
۲۔ ذبح اللہ کے نام سے ہو۔
۳۔ اس تکبیر کے ساتھ فوراً ذبح بھی کر دیا جائے۔
۴۔ ذبح میں جانور کی چار میں سے اکثر رگیں بھی کٹ جائیں۔

(تجلیات مہر انور صفحہ نمبر ۸۸۷، از شاہ حسین گردیزی)

• علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ہم بصد ادب ان (حضرات) کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر اھل کا معنی وہ لیا جائے جو تم نے کیا ہے کہ آواز بلند کرنا یا شہرت دینا تو چاہیئے یہ کہ تمام ایسے جانور جن پر غیر خدا کا نام لے دیا جائے یا انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کیلئے نامزد کر دیا جائے تو وہ ابدی حرام ہو جائیں اور اگر تکبیر پڑھ کر ان کے گلے پر چھری پھیر دی جائے تب بھی وہ حلال نہ ہوں حالانکہ ایسا نہیں۔ کیونکہ بحیرہ، سائبہ، وغیرہ جانور وہ اپنے بتوں کیلئے نذر مانتے تھے اور ان سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا اپنے اوپر حرام کر دیتے تھے۔ حالانکہ اگر کوئی مسلمان ان کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو وہ حلال ہیں۔ ان جانوروں کو بتوں کے نام پر نامزد بھی کیا گیا۔ انہیں کے نام سے وہ مشہور بھی ہوئے حالانکہ اگر انہیں تکبیر پڑھ کر ذبح کیا جائے تو وہ اس کے باوجود حلال ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں صراحۃً مرقوم ہے کہ اگر کسی مجوسی نے اپنے آتش کدہ کیلئے یا کسی مشرک نے اپنے باطل خداؤں کیلئے کسی جانور کو نامزد کیا اور کسی مسلمان نے اسے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اسے ذبح کر دیا تو اسے کھایا جائے گا کیونکہ مسلمان نے اسے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا۔ (فتاویٰ عالمگیری کتاب الذبائح)

اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ کسی چیز پر محض غیر اللہ کا نام لے دینے سے وہ حرام نہیں ہو جاتی۔ نیز ان کا یہ دعویٰ کرنا کہ اھل کا لفظ ذبح کے معنی میں لغۃً اور عرفاً مستعمل نہیں ہوتا یہ بھی درست نہیں کیونکہ فصاحت و بلاغت کے امام حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے اھل کو ذبح کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہے اور آپ کا قول بلا اختلاف حجت اور سند ہے آپ کا ارشاد ہے یعنی جب تم سنو کہ یہود و نصاریٰ غیر خدا کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں تو ان کا ذبیحہ نہ کھاؤ اور اگر نہ سنو تو کھا لو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبیحہ کو حلال کیا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔

(۱)......(فتح البیان جلد اول صفحہ نمبر ۲۲۲)

(۲)......(احکام القرآن صفحہ نمبر ۱۵۵ جلد اول طبع بیروت)

آپ کے اس قول میں یہلون[1] بمعنی یذبحون مستعمل ہے اس لئے ان کا یہ کہنا کہ اھل کا لفظ ذبح کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا صحیح نہ ہوا۔

قدما مفسرین نے بھی اھل کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اھل کا لغوی معنی تو آواز بلند کرنا ہے لیکن اب عرف میں یہ ذبح کرنے کے معنی میں ذبح کے وقت آواز بلند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لغت کے امام اصمعی سے اھل کی تحقیق کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

اصمعی نے کہا کہ اہلال اصل میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں تو ہر آواز بلند کرنے والا مُہِل کہلائے گا۔ یہ اہلال کا لغوی معنی ہے۔ پھر محرم کو بھی مہل کہتے ہیں کیونکہ احرام باندھتے وقت وہ بلند آواز سے تلبیہ (لبیک اللھم لبیک) کہتا ہے۔ اور ذبح کرنے والے کو بھی مہل کہتے ہیں کیونکہ مشرکین عرب جانوروں کے ذبح کرتے وقت بلند آواز سے اپنے بتوں کا نام لیا کرتے تھے۔

---

[1] اذا سمعتم الیھود و النصاریٰ یھلون لغیر اللہ فلا تاکلوا اذا لم تسمعوھم فکلوا فان اللہ قد حل ذبائحھم و ھو یعلم مایقولون ۔ (احکام القرآن صفحہ نمبر ۱۵۵ جلد اول طبع بیروت) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

علامہ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور اپنی لغت کی شہرۂ آفاق کتاب لسان العرب میں اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"واصل الاھلال رفع الصوت و کل رافع الصوتہ فھو مھل و کذلک قولہ عزوجل وما اھل لغیر اللہ بہ ھو ما ذبح للالھۃ وذلک لان الذابح کان یسمیھا عند الذبح فذلک ھو الاھلال"۔

علاوہ ازیں صاحب تفسیر خازن، ابن عباس، امام مجاہد اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس لفظ کے یہی معنی کئے ہیں۔ ان ان گنت اور واضح تصریحات کے باوجود یہ کہنا اھل ذبح کے معنی میں نہ لغۃً استعمال ہوتا ہے نہ عرفاً یہ حق و انصاف سے اعراض کرنا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم صفحہ نمبر ۶۱۰ تا ۶۱۲، طبع لاہور)

- امام راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اھل الھلال کے معنی چاند نظر آنے کے ہیں اور استھل کے معنی رویت ہلال کے ہیں۔ لیکن کبھی استھلال بمعنی حلال بھی آجاتا ہے، جیسے استجابۃ بمعنی اجابۃ قولہ الاھلال کے معنی چاند نظر آنے پر آواز بلند کرنے کے ہیں۔ پھر یہ لفظ عام آواز بلند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اسی سے تشبیہاً اھل الصبی کا محاورہ ہے جس کے معنی ہیں بچے نے آواز بلند کی۔ اور آیت وما اھل بہ لغیر اللہ (۲،۳:۱۷۳) جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے کے معنی ہیں کہ جس چیز پر غیر خدا کا نام پکارا جائے یعنی جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ (مفردات القرآن از امام راغب اصفہانی صفحہ نمبر ۱۱۲۶ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

نیز مخالفین کا یہ کہنا کہ "ما اھل لغیر اللہ بہ" کا یہ معنی بیان کرنا کہ غیر خدا کے نام سے کسی جانور کو ذبح کرنا تحریف ہے، یہ بھی درست نہیں کیونکہ علامہ نووی (متوفی ۶۷۶ھ) شارح مسلم نے حدیث شریف کے ان الفاظ "لعن اللہ" کا یہ معنی کیا ہے۔ اما الذبح لغیر اللہ ان یذبح باسم غیر اللہ۔ یعنی جس کو اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی نام سے ذبح کیا جائے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے ترجمہ میں اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔ "و آنچہ ذکر کردہ شد نام غیر خدا بر ذبح وے"

یعنی ذبح کے وقت جس پر غیر خدا کا نام ذکر کیا جائے۔

کیا اس تحریف کا الزام آپ ان حضرات پر بھی عائد کرنے کی جسارت کر سکتے ہیں۔

- حدیث: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، یارسول اللہ! میری والدہ فوت ہو گئی اب کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا! پانی، انہوں نے کنواں کھدوایا کہ یہ سعد کی ماں کیلئے ہے۔ (یعنی اس کا ثواب سعد کی ماں کو پہنچے) یعنی اس کا نام بیر (کنواں) ام سعد رکھا گیا تھا۔

(۱)......(سنن ابوداؤد صفحہ نمبر ۶۲۸ جلد اول (مترجم) طبع لاہور ۱۴۰۳ھ)

(۲)......(بخاری صفحہ نمبر ۳۸۶ جلد اول)

اگر کسی غیر کا صرف نام لے دینے سے کوئی چیز ناپاک ہو جاتی ہے تو اس کنویں کا پانی بھی ناپاک ہو جاتا اسے پینا اس سے وضو یا غسل کرنا اور اس سے کپڑے دھونا سب ممنوع قرار پاتا۔

- مشہور حنفی عالم دین ملاجیون (م ۱۱۳۰ھ) زیر آیت وما اھل بہ لغیر اللہ لکھتے ہیں:

اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بے شک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کیلئے مانی جائے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے حلال وطیب ہے۔ (تفسیرات احمدیہ صفحہ نمبر ۴۵ طبع پشاور)

قول فیصل

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب خون بہانا تقرب الی غیر اللہ کیلئے ہو تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا اور جب خون بہانا اللہ کیلئے ہو اور تقرب الی غیر کھانے اور نفع حاصل کرنے کے ساتھ مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔ (فتاویٰ عزیزی (فارسی) صفحہ نمبر ۴۷ جلد اول مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۲ھ)

ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ کوئی مسلمان (اہلسنت) اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کا نام لے کر ذبح نہیں کرتا، بلکہ ان کے پیش نظر ایصال ثواب ہوتا ہے بفرض محال اگر کوئی شخص اپنی جہالت کی وجہ سے کرتا ہے تو اسے فوراً تائب ہونا چاہیئے۔

محض جہلاء کے افعال کو پیش نظر رکھ کر مذہب حقہ اہلسنت پر طعن وتشنیع کرنا اور انہیں کافر ومشرک کہنا سراسر گمراہی و بے دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی امان میں رکھے۔ (آمین)

- **مزید ایک ضروری وضاحت**

بعض لوگ اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی "تفسیر عزیزی" کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ ایصال ثواب کی خاطر جس جانور کی نسبت کسی بزرگ کی طرف کر دی ہو وہ حرام ہے اگرچہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا ہی نام لیا جائے۔

جواب نمبر ۱

قطب عالم پیر مہر علی شاہ نوراللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

اور جو حوالہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تفسیر عزیزی کا اس سلسلہ میں دیا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں آپ کے شاگرد حضرت مولانا رؤف احمد[1] نے تفسیر رؤفی میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز کا یہ مسلک نہیں تھا کہ جو جانور منذور للاولیاء ہو اور پھر تکبیر کے ساتھ ذبح کیا جائے وہ حرام ہے یہ کسی نے بعد میں ان کی تفسیر میں الحاق کر دیا ہے۔ (تجلیات مہر انور صفحہ نمبر ۸۸۹)

جواب نمبر ۲

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے تفسیر عزیزی اور فتاویٰ عزیزی کی داخلی شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہی جانور حرام ہے جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے گا، محض کسی بزرگ کی نسبت کر دینے سے جانور حرام نہیں ہوتا۔ ذیل میں علامہ موصوف کے رسالہ مبارکہ "تصریح المقال فی حل امر الاہلال" سے اس بحث کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

---

[1] مولانا رؤف احمد حضرت مجدد الف ثانی کے خاندان سے تھے۔ ۱۲۰۱ھ میں رام پور میں پیدا ہوئے۔ دوسرے علماء کے علاوہ شاہ عبدالعزیز دہلوی سے علوم اخذ کئے۔ ۱۲۵۳ھ میں وفات پائی، حضرت غلام علی شاہ دہلوی انہیں دین کا ستون فرمایا کرتے تھے۔ (حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۴۹۰، ۴۹۷)

"حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں انواع شرک کے تحت مشرکین کے چند فرقے شمار کئے ہیں، ان میں چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا ہے، اس کے متعلق محدث دہلوی نے فرمایا، چوتھا گروہ پیر پرست ہے جب کوئی بزرگ کمال ریاضت اور مجاہدہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول دعاؤں اور مقبول شفاعت والا ہو کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کی روح کو بڑی قوت و وسعت حاصل ہو جاتی ہے، جو شخص اس کے تصور کو واسطہ فیض بنالے یا اس کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ یا اس کی قبر پر سجدہ اور تذلل تام کرے۔ (اس جگہ اصل عبارت یہ ہے)

"درمکان نشست و برخاست او، یا بر گور او سجود و تذلل تام نماید"۔

تو اس بزرگ کی روح وسعت اور اطلاق کے سبب خود بخود اس پر مطلع ہو جاتی ہے۔ اور اس کے حق میں دنیا اور آخرت میں شفاعت کرتی ہے۔

(تفسیر عزیزی صفحہ نمبر ۱۲۷ (سورۃ بقرہ) مطبوعہ لال کنواں دہلی)

یہ گروہ واقعی مشرک تھا جو قبروں پر تذلل تام کے ساتھ سجدہ کرتا تھا۔ علامہ ابن العابدین شامی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"العبادة عبارة عن الخضوع والتذلل"۔

(ردالمحتار (عربی) مطبوعہ مصر صفحہ نمبر ۱۲۵ جلد ۳)

ترجمہ: "خضوع اور تذلل تام کو عبادت کہتے ہیں"۔

آج کل کے خوارج کی ستم ظریفی ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے عقیدت مند اہلسنت و جماعت کو پیر پرست کہہ کر مشرک قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ عامۃ المسلمین عبادت انتہائی تعظیم صرف اللہ تعالیٰ کیلئے مانتے ہیں۔ کسی دوسرے کیلئے نہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کا روئے سخن اس گروہ مشرکین کی طرف ہے۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ جانور کی جان دینے کی نذر شیخ سدو وغیرہ کیلئے مانتے اور اس کی تشہیر کرتے تھے۔ پھر اسی نیت کے تحت شیخ سدو وغیرہ کیلئے خون بہانے کی نیت سے اسے ذبح کرتے

تھے، ظاہر ہے کہ یہ ذبح کسی طرح حلال نہیں ہو سکتا، کم فہم لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت شاہ صاحب نے محض کسی بزرگ کی طرف نسبت کرنے کی بنا پر ان جانوروں کو حرام قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے اور شاہ صاحب پر بہتان صریح ہے۔

شاہ صاحب نے تفسیر عزیزی میں اپنے موقف کی وضاحت کیلئے تین دلیلیں پیش کی ہیں۔

- پہلی دلیل...... یہ حدیث ہے "ملعون من ذبح لغیر اللہ" ملعون ہے جس نے غیر اللہ کیلئے ذبح کیا"۔ اس حدیث میں صراحۃً لفظ ذبح مذکور ہے۔
- دوسری دلیل...... عقلی ہے اس میں یہ تصریح ہے "وجان ایں جانور از آں غیر قرار دادہ کشتہ اند"۔ یعنی اس جانور کی جان غیر کی ملک قرار دے کر اس جانور کو ذبح کیا ہے۔ اس عبارت میں دو باتیں ہیں۔

۱۔ جانور کی جان غیر کیلئے مملوک قرار دی۔

۲۔ اس کو ذبح کیا۔

صاف ظاہر ہے کہ اس جانور میں اس لئے خبث پیدا ہوا کہ اسے غیر خدا کیلئے ذبح کیا گیا۔

- تیسری دلیل...... تفسیر نیشاپوری کی ایک عبارت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور اس ذبح سے غیر اللہ کا تقرب (بطور عبادت) مقصود ہو تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے۔

اس عبارت سے بھی غیر اللہ کے تقرب کی نیت سے ذبح کا ذکر ہے۔ ثابت ہوا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محض کسی اللہ کے بندے کی نسبت کے مشہور کر دینے کو حرمت کا سبب قرار نہیں دیتے بلکہ ان کے نزدیک غیر اللہ کیلئے ذبح کرنے سے جانور حرام ہو جاتا ہے۔ اور یہی تمام امت مسلمہ کا عقیدہ ہے۔ نیز شاہ صاحب نے اہل کا ترجمہ اصل لغت کے اعتبار سے کیا ہے کہ آواز دی گئی ہو اور شہرت دی گئی ہو لیکن اس سے ان کی مراد وہی شہرت ہے جس پر ذبح واقع ہو۔ نیز شاہ

صاحب فرماتے ہیں۔

جب خون بہانا تقرب الی غیر اللہ کیلئے ہو تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا اور جب خون بہانا اللہ کیلئے ہو اور تقرب الی غیر کھانے اور نفع حاصل کرنے کے ساتھ مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔ (فتاویٰ عزیزی (فارسی) صفحہ نمبر ۴۷ جلد اول مطبوعہ دہلی ۱۳۲۲ھ)

الزام: ''مرتبین انصاف'' لکھتے ہیں:

گیارہویں شریف کی اصل اسلام سے پہلے مصر کے مشرکین گیارہ تاریخ کو ایک لڑکی زیورات پہنا کر دریائے نیل کے نذر کرتے تھے اس شرکیہ رسم کو امیر المومنین حضرت عمر فاروق نے بند فرمایا۔ (انصاف صفحہ نمبر ۸۴)

الجواب: امام سید احمد مرزوق علیہ الرحمۃ نے فرمایا: خبیث گمان صرف خبیث دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ الخ (شرح طریقہ محمدیہ از عبدالغنی نابلسی حنفی)

جبکہ گیارہویں کے ختم کا طریقہ سلسلۂ قادریہ کے بزرگوں سے شروع ہوا ہے۔

گیارہویں تاریخ کی تاریخی اہمیت

قدرت کو ابتدائی ہی سے دن دسواں اور رات گیارہویں محبوب و مرغوب رہی ہے چنانچہ رب تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور ولیوں کو آزمانے اور پھر اعلیٰ مراتب سے نوازنے کیلئے اکثر یہی تاریخ منتخب فرمائی۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ اسی تاریخ کو۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔

۲۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑی پر ٹھہری۔

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے آتش نمرود گلزار ہوئی۔

۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کنویں سے نجات پائی۔

۵۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں میں روشنی واپس آئی۔

۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کو شکست دی اور دریائے نیل میں فرعون کا لشکر غرق ہوا۔

۷۔ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے بطن سے نجات پائی۔

۸۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کی۔

(۱)......(کنز العمال جلد ۴)

(۲)......(ماثبت بالسنۃ)

(۳)......(غنیۃ الطالبین)

اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کے محبوب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی جان عزیز کے ساتھ اپنے عزیز و اقارب کی جانوں کا نذرانہ اسی تاریخ کو رب تعالیٰ کے حضور پیش کیا۔ (تاریخ الخلفاء از سیوطی تذکرہ امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما)

● ختم غوثیہ کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۸۵)

مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں: اشغال طریقہ چشتیہ

طالب کو چاہیے کہ پہلے باوضو دو زانو بطور نماز بیٹھ کر اس طریقہ کے بزرگوں حضرت معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ حضرات کے نام کا فاتحہ پڑھ کر بارگاہ خداوندی میں ان بزرگوں کے توسط اور وسیلہ سے التجا کرے اور نیاز بے اندازہ اور زاری بے شمار کے ساتھ اپنے کام کے فتح یاب ہونے کیلئے دعا کرے ذکر دو ضربی شروع کرے۔ الخ (صراط مستقیم صفحہ نمبر ۲۲۱ مطبوعہ اسلامی اکیڈمی اردو بازار لاہور)

''مرتبین انصاف'' مولوی اسماعیل دہلوی کا اختراع کیا ہوا ''اشغال طریقہ چشتیہ'' قرآن و حدیث سے ثابت کریں، ورنہ مولوی اسماعیل دہلوی کو بدعتی قرار دیں۔

آیت کریمہ و من اضل ممن یدعوا الخ کا مفہوم

(انصاف صفحہ نمبر ۸۷)

ترجمہ: ''اور کون زیادہ گمراہ ہے اس (بدبخت) سے جو پکارتا ہے اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبود کو جو قیامت تک اس کی فریاد قبول نہیں کر سکتا وہ ان کے پکارنے ہی سے غافل ہیں''۔

مشرکین بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے انہوں نے بیت اللہ شریف میں ۳۶۰ بت نصب کر رکھے تھے۔ اپنے اپنے گھروں میں جو مورتیاں سجا رکھی تھیں وہ ان کے علاوہ تھیں۔ ان کی اس کھلی گمراہی بلکہ حماقت کو بڑے مؤثر انداز میں پیش کیا جا رہا ہے۔ کہ اے عقل کے اندھو تم ان بتوں کی پوجا کرتے ہو جو نہ سن سکتے ہیں نہ جواب دے سکتے ہیں وہ بھلا کسی مشکل وقت میں تمہاری مدد کیا خاک کریں گے۔ اس سے زیادہ نادان اور گمراہ کون ہو سکتا ہے۔

- علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یعنی اس آدمی سے زیادہ گمراہ کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتا ہے اور ان سے ایسی چیزیں مانگتا ہے جو وہ قیامت تک نہیں دے سکتے جو وہ کہہ رہا ہے وہ اس سے غافل ہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں جو بالکل بہرے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۶)

- علامہ ابو حیات اندلسی لکھتے ہیں:

یعنی وہ ایسے بے جان پتھر کو پکارتے ہیں جو انہیں نہ جواب دے سکتا ہے اور نہ اس میں جواب دینے کی طاقت ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۴)

اس آیت مبارکہ کو اہل سنت پر چسپاں کرنا سراسر جہالت و حماقت ہے۔ بلکہ خوارج کا وطیرہ ہے۔

بحمدہ تعالیٰ اہل سنت میں سے کوئی ان پڑھ سے ان پڑھ بھی اللہ جل جلالہٗ کے سوا کسی کی خدائی اور الوہیت کا عقیدہ فاسدہ نہیں رکھتا انبیاء کرام اور اولیاء عظام اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت و طاقت کے مطابق اس کی رضا، اذن اور مشیت کے تحت اپنے غلاموں اور عقیدت مندوں کی امداد و استعانت فرماتے ہیں جب وہ انہیں مصائب و آلام کی ساعتوں میں دل کی گہرائیوں سے یاد کرتے ہیں۔ اور ایک مدت سے امت محمدیہ میں یہ عمل جاری و ساری ہے۔

- **امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ**

اپنے مشہور زمانہ قصیدہ بردہ شریف میں التجا کرتے ہیں۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه

سواک عند حلول الحادث العمم

ترجمہ: "اے بہترین مخلوق آپکے سوا میرا کوئی نہیں کہ عام مصیبت کے وقت جس کی پناہ لوں"۔

- **حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ**

بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں۔

یارحمة للعالمین ادرک لذین العابدین

محبوس ایدی الظمین فی موکب المزدهم

ترجمہ: "اے رحمۃ للعالمین زین العابدین کی مدد کو پہنچو وہ اس اژدحام میں ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہے"۔ (قصیدہ امام زین العابدین)

- **حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ**

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض گزار ہیں۔

یاسید السادات جئتک قاصداً ارجو رضاک واحتمی بحماک

ترجمہ: "اے پیشواؤں کے پیشوا میں دلی قصد سے آپ کے حضور آیا ہوں آپ کی رضا کا امیدوار ہوں اور اپنے کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں"۔ (قصیدہ نعمان)

- **حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ**

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب اطیب النغم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں اس طرح فریاد کرتے ہیں۔

مشرکین بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے انہوں نے بیت اللہ شریف میں ۳۶۰ بت نصب کر رکھے تھے۔ اپنے اپنے گھروں میں جو مورتیاں سجا رکھی تھیں وہ ان کے علاوہ تھیں۔ ان کی اس کھلی گمراہی بلکہ حماقت کو بڑے موثر انداز میں پیش کیا جا رہا ہے۔ کہ اے عقل کے اندھو تم ان بتوں کی پوجا کرتے ہو جو نہ سن سکتے ہیں نہ جواب دے سکتے ہیں وہ بھلا کسی مشکل وقت میں تمہاری مدد کیا خاک کریں گے۔ اس سے زیادہ نادان اور گمراہ کون ہو سکتا ہے۔

- علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یعنی اس آدمی سے زیادہ گمراہ کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتا ہے اور ان سے ایسی چیزیں مانگتا ہے جو وہ قیامت تک نہیں دے سکتے جو وہ کہہ رہا ہے وہ اس سے غافل ہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں جو بالکل بہرے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۶)

- علامہ ابوحیات اندلسی لکھتے ہیں:

یعنی وہ ایسے بے جان پتھر کو پکارتے ہیں جو انہیں نہ جواب دے سکتا ہے اور نہ اس میں جواب دینے کی طاقت ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۴)

اس آیت مبارکہ کو اہل سنت پر چسپاں کرنا سراسر جہالت وحماقت ہے۔ بلکہ خوارج کا وطیرہ ہے۔

بحمدہ تعالیٰ اہل سنت میں سے کوئی ان پڑھ سے ان پڑھ بھی اللہ جل جلالہٗ کے سوا کسی کی خدائی اور الوہیت کا عقیدہ فاسدہ نہیں رکھتا انبیاء کرام اور اولیاء عظام اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت وطاقت کے مطابق اس کی رضا، اذن اور مشیت کے تحت اپنے غلاموں اور عقیدت مندوں کی امداد و استعانت فرماتے ہیں جب وہ انہیں مصائب وآلام کی ساعتوں میں دل کی گہرائیوں سے یاد کرتے ہیں۔ اور ایک مدت سے امت محمدیہ میں یہ عمل جاری وساری ہے۔

- **امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ**

اپنے مشہور زمانہ قصیدہ بردہ شریف میں التجا کرتے ہیں۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه

سواک عند حلول الحادث العمم

ترجمہ: ''اے بہترین مخلوق آپکے سوا میرا کوئی نہیں کہ عام مصیبت کے وقت جس کی پناہ لوں''۔

- **حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ**

بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں۔

یا رحمة للعالمین ادرک لذین العابدین

محبوس ایدی الظمین فی موکب المزدهم

ترجمہ: ''اے رحمۃ للعالمین زین العابدین کی مدد کو پہنچو وہ اس اژدحام میں ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہے''۔ (قصیدہ امام زین العابدین)

- **حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ**

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض گزار ہیں۔

یاسید السادات جئتک قاصداً ارجو رضاک واحتمی بحماک

ترجمہ: ''اے پیشواؤں کے پیشوا میں دلی قصد سے آپ کے حضور آیا ہوں آپ کی رضا کا امیدوار ہوں اور اپنے کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں''۔ (قصیدہ نعمان)

- **حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ**

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب اطیب النغم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں اس طرح فریاد کرتے ہیں۔

محققین صوفیاء اور علمائے اہل سنت اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے علاوہ کسی کو مستعان حقیقی نہیں سمجھتے بلکہ مظہر عون الٰہی غیر مستقل سمجھ کر ان کو کبھی کبھار ندا کرتے ہیں۔ (اس مسئلہ پر ہم نے تفصیلاً گفتگو کر دی ہے)

حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے کشف کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۸۷)

صوفیاء کا کشف دینی مسائل میں حجت شرعی نہیں۔ جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی نے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے۔ بلکہ دینی مسائل ادلہ اربعہ (قرآن، حدیث، قیاس اور اجماع امت) کی روشنی میں حل کئے جاتے ہیں۔

نیز اہلسنت ہرگز غائب مردوں کو اس نیت سے نہیں پکارتے کہ وہ حاضر ہیں اس لئے ملا حسین خباز کو ہمارے خلاف نقل کرنا سراسر جہالت ہے۔

• تفسیر روح المعانی کی عبارات کا جواب

"مرتبین انصاف" نے تفسیر روح المعانی از علامہ محمود آلوسی جلد ۵ سے دو عبارتیں نقل کی ہیں جو کہ اولیاء اللہ کو پکارنے وغیرہ کے رد میں ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۸۲،۸۳)

الجواب: یہ دونوں عبارتیں تفسیر روح المعانی میں تحریف شدہ ہیں جن کا پس منظر یہ ہے کہ صاحب تفسیر روح المعانی کے بیٹے نعمان آلوسی کی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد وہابی سے کسی مقام پر ملاقات ہوگئی تو انہوں نے نعمان آلوسی کو روپوں کا لالچ دے کر مسلک حنفی سے منحرف کر دیا اور انہوں نے وہابی نجدی مسلک اختیار کر لیا۔ جب تفسیر روح المعانی ان کی نگرانی میں طبع ہوئی تو انہوں نے بہت سے مقامات پر وہابی نجدی عقائد داخل کر دیئے۔ زیر بحث دونوں عبارتوں کا تعلق انہیں تحریف شدہ عبارات سے ہے۔

• مشہور دیوبندی عالم مولوی عبدالحلیم چشتی فاضل دیوبند لکھتے ہیں:

نعمان آلوسی نے تو اپنے والد ماجد کی تفسیر کی طباعت میں بھی دیانت داری

سے کام نہیں لیا، اگر کوئی اس کا اس نسخے سے جس کو خود مؤلف نے سلطان عبدالحمید خاں کی خدمت میں پیش کیا تھا جو آج بھی استنبول میں راغب پاشا کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ مقابلہ کرے گا تو اس کو اس امر کا اطمینان ہو جائے گا۔

(فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ از مولانا عبدالحلیم چشتی دیوبندی صفحہ نمبر ۲۵۲ طبع کراچی ۱۳۸۳ھ)

• حدیث نہی رسول اللہ ﷺ ان یزاد علیہا غیر ترابہا کی تشریح

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا کہ قبر پر اپنی مٹی کے علاوہ اس پر مزید مٹی کا اضافہ کیا جائے۔

اہل سنت و جماعت کا یہی مسلک ہے جیسا کہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں: جتنی مٹی قبر سے نکلے اس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ نمبر ۳۶۹ مطبوعہ لاہور)

نیز جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن فرمایا تو ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نصب کیا اور فرمایا! ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اسی جگہ اپنے اہل بیت کے اموات کو دفن کریں گے۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۴۹ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

حضرت خارجہ فرماتے ہیں ہم زمانہ عثمان رضی اللہ عنہ میں تھے ہم میں بڑا کودنے والا وہ تھا جو کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کو پھلانگ جاتا۔

(بخاری شریف جلد اوّل صفحہ نمبر ۱۸۱ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء)

ان دونوں روایات سے ثابت ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان برقرار رکھنے کیلئے قبر کچھ اونچی کر دی جائے یا پتھر وغیرہ سرہانے کی طرف قبر پر لگایا جائے تو جائز ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔

علاوہ ازیں اس حدیث مبارکہ میں لفظ نہی آیا ہے جو محض تنزیہی ہے اور کئی ایسے امور جو بلفظ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیث میں آئے ہیں لیکن

محدثین میں سے کسی نے بھی ان امور کو ناجائز وحرام نہیں کہا۔

ا۔ نهى عن النفخ في الشراب (مؤطا امام مالک صفحہ نمبر ۷۱ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔

۲۔ نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن اكل البصل والكراث ۔ (صحیح مسلم صفحہ نمبر ۲۰۷ جلد اول مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیاز اور گندنا کھانے سے منع فرمایا۔

اسی طرح کسی ضرورت کے پیش نظر قبر سے نکلی ہوئی مٹی سے زیادہ ڈال دینا ناجائز وحرام نہیں کتاب الآثار میں بغیر کسی ضرورت کے قبر کو پختہ بنانے اور لپائی کرنے کو مکروہ کہا گیا ہے۔

اور مکروہ سے مکروہ تنزیہی مراد ہے۔

- علامہ شیخ احمد طحطاوی حنفی مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقد اعتاد اهل مصر وضع الاحجار حفظا للقبور ۔الخ
(طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ نمبر ۳۳۵ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ: ''مصر کے لوگ قبروں پر پتھر کے رکھنے کے عادی ہیں تاکہ وہ مٹنے اور اکھڑنے سے محفوظ رہیں''۔

- **کتاب الآثار کی عبارت میں تحریف**

اصل عبارت: امام محمد نے کہا اسی کو ہم لیتے ہیں اور نہیں دیکھتے ہم کہ زیادہ کیا جائے اس چیز پر جو کہ اس سے نکلے اور مکروہ رکھتے ہیں ہم یہ کہ گچ کی جائے یا مٹی سے لیپی جائے اس کے پاس مسجد بنائی جائے (یعنی اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے) یا نشان بنایا جائے یا اس پر لکھا جائے...... الخ (کتاب الآثار صفحہ نمبر ۱۳۶)

''مرتبین انصاف'' کی نقل کردہ عبارت (صفحہ نمبر ۹۰)

امام محمد فرماتے ہیں ہم اس بات کو جائز نہیں سمجھتے کہ قبر سے نکلی ہوئی مٹی سے زیادہ ڈالی جائے اور ہم اس بات کو بھی مکروہ جانتے ہیں کہ قبر پختہ بنائی جائے اور ان

کی لپائی کی جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے یہی قول الخ۔

نوٹ: خط کشیدہ الفاظ اصل عبارت میں نہیں ہیں۔

الزام: ''مرتبین انصاف'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''بریلوی مذہب کی علامت قبروں کے طواف اور سجدے''۔

اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مرض الوفات کی وصیت میں فرمایا لعن اللہ الیهود والنصاری اتخذوا قبور انبیاء هم مساجد۔الخ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۶۹)، (انصاف صفحہ نمبر ۹۰)

الجواب: یہ اہل سنت پر بہتان عظیم ہے۔ اگر جہلا کہیں ایسے افعال کا ارتکاب کرتے ہیں تو ہم اس کے ذمہ دار نہیں اور نہ ہی ان کے افعال کی وجہ سے اہل سنت پر لعن طعن کرنی چاہیے۔ اخبار کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں کہ ہر روز کہیں نہ کہیں سے زنا، ڈاکہ زنی اور دیگر جرائم کی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں تو کیا ان افراد کے ان غیر شرعی افعال کی وجہ سے مذہب اسلام پر طعن کریں گے۔ یہ ان افراد کا اپنا ذاتی فعل ہے۔ جس کے وہ خود خدا کے ہاں جوابدہ ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کا فتویٰ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیائے کرام اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً از روئے شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے۔ خصوصاً مزارات طیبہ اولیاء کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ فاصلہ سے کھڑا ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل (بوسہ) کیونکہ متصور ہے یہ وہ فتویٰ ہے کہ جس کا

فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے۔اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے۔لکل مقام مقال و لکل مقال رجال ولکل رجال مجال و کل مجال منال نسأل اللہ حسن المنال وعندہ العلم بحقیقة کل حال ۔واللہ تعالیٰ اعلم

(احکام شریعت صفحہ نمبر ۲۳۲ حصہ سوم طبع کراچی)

● ایک حدیث مبارکہ کی تشریح

نهیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یجصص القبور وان یقعد علیه وان یبنیٰ علیه ۔(مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۴۸)

لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم زائرات القبور والمتخذین علیها المساجد والسراج۔(صفحہ نمبر ۷۱)

جواب: بے شک بغیر کسی ضرورت کے عامۃ المسلمین کی قبور کو پختہ بنانا جائز نہیں فتاویٰ کبریٰ[1] میں ہے کہ لوگوں نے قبر کو اکھڑ جانے سے محفوظ رکھنے کیلئے کچی اینٹ سے کوہان نما (شتر کی طرح) قبر بنانے کی عادت کرلی ہے اور اس کو اچھا سمجھا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمان جس بات کو اچھا سمجھیں۔وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے۔(ردالمحتار صفحہ نمبر ۱۴۴ جلد ۳)

اور اگر کوہان کی طرح بنانے اور اس پر پانی چھڑکنے کے باوجود اکھڑ جانے کا خوف ہو تو حرج نہیں کہ پتھر یا پختہ اینٹ رکھی جائے اور پختہ اینٹ ظاہر قبر پر مکروہ نہیں ہے۔ غیاثیہ میں اس پر فتویٰ ہے (اباحة السلف البناء علیٰ قبور المشائخ والعلماء صفحہ نمبر ۳۷ مطبوعہ لاہور)

اولیاء اللہ کی قبور کو اس لئے پختہ بنایا جاتا ہے تاکہ وہ زیادہ دیر تک قائم و دائم رہیں اور لوگ انکی زیارت کرتے رہیں۔اور کاملین ان سے استفادہ کرسکیں اور بعض علماء نے فرمایا کہ ممانعت اس حدیث میں میت کے اردگرد پختہ قبر بنانے کی ہے اوپر سے پختہ بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

[1] فتاویٰ کبریٰ از شیخ عمر بن عبد العزیز معروف بہ صدر الشہید المتوفی ۵۳۶ھ۔

قبر پر بیٹھنا

● قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تجلسوا علی القبور ۔ الخ (صحیح مسلم مترجم صفحہ نمبر ۳۹۸ ح دوم طبع لاہور ۱۹۸۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قبر پر مت بیٹھو۔الخ

● حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی ایک انگارے پر بیٹھے اور اس کے کپڑے جل جائیں اور آگ اس کی کھال تک پہنچے تو بھی بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھے۔

(صحیح مسلم مترجم صفحہ نمبر ۳۹۸ ح دوم طبع لاہور ۱۹۸۱)

● حاکم وطبرانی عمارہ بن حزم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا اور فرمایا: انزل من القبر لاتؤذی صاحب القبر ولا یؤذیک ۔قبر سے اتر جا صاحب قبر کو تکلیف نہ دے اور نہ وہ تجھے تکلیف دے۔(مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۶۱ جلد ۳، المستدرک للحاکم صفحہ نمبر ۶۸۲ جلد ۳، الترغیب والترہیب صفحہ نمبر ۳۷۴ جلد ۴)

● مزارات پر گنبد بنانا

مسلمان دو طرح کے ہیں ایک تو عام مومنین اور دوسرے علماء ومشائخ اولیاء اللہ، جن کی تعظیم وتوقیر کرنا کتاب وسنت سے ثابت ہے۔عامۃ المسلمین کی قبروں کو پختہ یا ان پر قبہ وغیرہ بنانا چونکہ بے فائدہ ہے۔اس لئے منع ہے اور علماء ومشائخ اولیاء اللہ جن کے مزارات پر خلقت کا ہجوم ہوتا ہے لوگ وہاں بیٹھ کر قرآن خوانی اور فاتحہ وغیرہ پڑھتے ہیں۔لوگوں کی آسائش (یعنی گرمی وسردی) طوفان وآندھی اور بارش وغیرہ سے بچ سکیں) اور صاحب قبر کی عظمت کیلئے اس کی قبر کے آس پاس (لوگوں کیلئے سایہ) کے واسطے گنبد بنانا شرعاً جائز ہے۔

● خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زینب بنت جحش کی قبر کھودنے والوں پر گزرے وہ گرمی میں قبر کھود رہے تھے۔آپ نے فرمایا، اگر میں ان پر خیمہ لگا

دوں (تو بہتر ہوگا) اور یہ پہلا خیمہ تھا جو (بقیع قبرستان) میں لگایا گیا۔

(المستدرک للحاکم، صفحہ نمبر ۲۶ جلد ۳ طبع بیروت)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی ضرورت کیلئے قبر پر خیمہ لگانا درست ہے۔

● جب امام حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم فوت ہوئے تو اس کی زوجہ (فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما) نے ان کی قبر پر قبہ (خیمہ) لگایا۔ ایک سال کے بعد اٹھا دیا تو ہاتف سے آواز آئی کیا انہوں نے جو کچھ گم کیا تھا پالیا دوسرے نے جواب دیا بلکہ ناامید ہوئے اور واپس ہو گئے۔ (بخاری شریف (مترجم) صفحہ نمبر ۵۰۲ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

اس حدیث سے قبر پر (قبہ) خیمہ لگانا جائز ثابت ہوتا ہے۔ اگر منع ہوتا تو امام حسین رضی اللہ عنہ کی دختر یہ کام ہرگز نہ کرتی اور ہاتف کا پکار کر کہنا منع کی دلیل نہیں بن سکتا بلکہ تسلی وصبر کیلئے ہے کہ سال بھر قبر پر ڈیرہ ڈالنے سے کیا حاصل ہوا آخر نا کام واپس ہونا پڑا۔ جو میت تھی وہ تو واپس نہ آسکی۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ لگایا۔

پھر آگے فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کی قبر پر خیمہ لگایا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اتار دیا۔

(ف) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اجتہاد میں بدرجہا افضل ہیں ان کے قول وفعل کو ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول وفعل پر ترجیح ہے۔

نیز لکھتے ہیں: محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ لگایا۔ (عمدۃ القاری عینی شرح بخاری صفحہ نمبر ۱۳۴ جلد ۸ طبع بیروت)

● بخاری شریف میں ہے: ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی قبر پر قبہ (خیمہ) دیکھا۔ پس آپ نے فرمایا کہ اے لڑکے اس کو علیحدہ کر دو کیونکہ ان پر ان کے اعمال سایہ کر رہے ہیں۔ (بخاری جلد اول کتاب الجنائز)

ثابت ہوا کہ اگر میت پر سایہ کرنے کیلئے قبہ (خیمہ) لگایا تو منع ہے کیونکہ

میت پر اعمال کا سایہ کافی ہے۔ زائرین کی سہولت کیلئے بنایا تو جائز ہے۔

علامہ بدرالدین حنفی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

قبر پر خیمہ نصب کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے میت کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اسکے نیک اعمال نے سایہ کیا ہوا ہے۔ (عینی شرح بخاری صفحہ نمبر ۱۸۳ جلد ۸ طبع بیروت)

● ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

''اذا کانت الخیمۃ لفائدۃ مثل ان یقعد القراء تحتھا فلا تکون منھیہ (الی قولہ) و قد اباح السلف البناء علی قبر المشائخ والعلماء المشھورین لیزورھم الناس ویستریحوا بالجلوس فیہ''

(مرقات صفحہ نمبر ۶۹ جلد ۴ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

ترجمہ: ''جب (قبر پر) خیمہ کسی فائدہ کی بنا پر لگایا جائے مثلاً تاکہ خیمہ کے نیچے قاری بیٹھ کر قرآن مجید پڑھیں تو پھر اس کی (حدیث میں) ممانعت نہیں ہے اور سلف الصالحین نے مشہور علماء اور مشائخ کی قبروں پر عمارت بنانے کو جائز قرار دیا ہے تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور آرام سے بیٹھیں''۔

● علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

میرے شیخ علی اور بھائی افضل الدین عام لوگوں کی قبروں پر گنبد بنانے، تابوت رکھنے اور چادریں چڑھانے کو مکروہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ قبروں پر گنبد اور چادریں صرف انبیاء علیہم السلام اور اکابر اولیاء کی شان کے لائق ہیں۔ رہے ہم! تو ہمیں ان لوگوں کے قدموں کے نیچے راستے میں دفن کر دینا۔

(لواقح الانوار القدسیہ صفحہ نمبر ۴۲۶ مطبوعہ مصر ۱۳۱۸ھ)

● شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں:

آخر زمانہ میں چونکہ عام لوگ محض ظاہر بین رہ گئے ہیں۔ مشائخ اور صلحاء کی قبروں پر عمارت بنانے میں مصلحت دیکھ کر کچھ چیزوں کا اضافہ کر دیا ہے تاکہ وہاں مسلمانوں اور اولیاء اللہ کی ہیبت وشوکت ظاہر ہو۔ خصوصاً ہندوستان میں جہاں ہندو

تعالیٰ یہود کو مار ڈالے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔

یعنی نماز کا قبلہ بنایا جس کی طرف وہ نماز میں رخ کرتے تھے۔ یا ان کی قبروں پر مسجدیں بنائیں۔ جن میں وہ نماز پڑھتے تھے۔

یاد رہے جس حدیث میں قبور کو مسجد بنانے کی ممانعت ہے وہ نفس قبر کو سجدہ گاہ بنانے کے بارے میں ہے نہ کہ یہ کہ صلحاء کی قبور کے جوار میں بھی مسجد نہ بنائی جائے۔

(نورالایمان صفحہ نمبر ۵۳، از مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی (م ۱۲۵۰ھ))

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

لیکن کسی نبی یا ولی کے مزار کے قریب مسجد بنانا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے جبکہ نماز سے قبر کی تعظیم اور نماز میں قبر کی طرف رخ نہ ہو بلکہ مقصود یہ ہو کہ ان کی روح پاک کی برکت سے عبادت کی تکمیل ہو۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ)

(نورالایمان بزیارت آثار حبیب الرحمٰن صفحہ نمبر ۵۳، از مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی)

- قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ

قرآن کریم کی آیت: قال الذین غلبوا علی امرھم لنتخذن علیھم مسجداً۔

کہنے لگے وہ لوگ جو غالب تھے اپنے کام پر کہ بخدا ہم تو ضرور ان پر ایک مسجد بنائیں گے۔

کے تحت لکھتے ہیں کہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات کے قریب ان سے تبرک حاصل کرنے کیلئے مسجد بنانا جائز ہے۔ اس کے بعد علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ جن احادیث میں مسجد بنانے کی ممانعت مذکور ہے وہاں مراد یہ ہے کہ قبر کی طرف سجدہ نہ کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے نہ قبروں پر بیٹھو نہ ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ (تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۲۳، ۲۴، طبع کوئٹہ)

- **مزارات اولیاء پر چراغ جلانا اور چادریں چڑھانا**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ انما الاعمال بالنیات اور

جو کام دینی فائدے اور دنیوی نفع جائز دونوں سے خالی ہو عبث ہے۔ اور عبث خود مکروہ ہے اس میں مال صرف کرنا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین ۔ اور مسلمانوں کو نفع پہنچانا بلاشبہ محبوب شارع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ رواہ مسلم عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ"۔

ترجمہ: "تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہنچائے تو پہنچائے"۔

اور معظمات دینی کی تعظیم قطعاً مطلوب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

"ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب"۔

ترجمہ: "جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں"۔

"ومن یعظم حرمٰت اللہ فھو خیر لہ عند ربہ"۔

ترجمہ: "جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کیلئے بہتر ہے اس کے رب کے پاس"۔

اور قبور اولیائے کرام و عباد اللہ الصالحین بلکہ عام مقابر مومنین ضرور مستحق ادب و تکریم ہیں، ولہٰذا ان پر بیٹھنا ممنوع، چلنا ممنوع، پاؤں رکھنا، یہاں تک کہ ان سے تکیہ لگانا ممنوع۔ امام احمد و حاکم و طبرانی کبیر میں عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے بسند حسن راوی۔

"رانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جالساً علی قبر فقال یا صاحب القبر انزل من القبر لا تؤذی صاحب القبر ولا یؤذیک"۔

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ تعالیٰ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا، فرمایا او قبر والے! قبر پر سے اتر آ نہ تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے"۔

- امام احمد کی روایت یوں ہے:

"رانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متکئا علی قبر

فقال لاتوذ صاحب هذا القبرا ولا تؤذه"۔

ترجمہ: "مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ تعالیٰ وسلم نے قبر پر تکیہ لگائے دیکھا۔ فرمایا اس قبر والے کو ایذا نہ دے یا فرمایا اسے نہ ستا"۔

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"لان امشی علی جمرۃ او سیف او اخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر مسلم رواہ ابن ماجۃ عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند جید"۔ (سنن ابن ماجہ صفحہ نمبر ۱۱۲، طبع کراچی)

ترجمہ: "یہ کہ میں آگ یا تلوار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنے پاؤں سے گانٹھوں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں"۔

یہ پانچ اصول شرعیہ ہیں۔ مسائل مسئولہ کی صور مختلفہ کے احکام انہیں اصول پر مبنی ہیں قبر پر چراغ جلانے سے اگر اس کے معنی حقیقی مراد ہیں یعنی خاص قبر پر چراغ رکھنا تو مطلقاً ممنوع ہے اور اولیائے کرام کے مزارات میں اور زیادہ ناجائز ہے کہ اس میں بے ادبی و گستاخی اور حق میت میں تصرف و دست اندازی ہے۔ قنیہ وغیرہا میں امام علاترجمانی سے ہے: یاثم بوط القبور لان سقف القبر حق المیت۔ حدیث والمتخذین علیھا المساجد و السراج کی حقیقت یہی ہے۔ علی القبر کے حقیقی معنی یہی ہیں کہ خاص قبر پر ہو۔ والہٰذا کنار قبر میں مسجد بنانا ہرگز ممنوع نہیں، بلکہ مزار بندہ صالح سے تبرک مقصود ہو تو محمود ہے۔ مجمع بحار الانوار میں ہے:

"من اتخذ مسجدا فی جوار صالح او صلی فی مقبرۃ قاصدا بہ الاستظھار بروحہ او وصول اثر من اثار اوتہ الیہ لاالتوجہ نحوہ والتعظیم لہ فلا حرج فیہ الا یری ان مرقد اسمٰعیل علیہ الصلوۃ والسلام فی الحجر المسجد الحرام والصلوۃ فیہ افضل"۔

ترجمہ: یعنی جو کسی نیک بندے کے قرب مزار میں مسجد بنائے یا مقبرہ میں اس ارادہ سے نماز پڑھے کہ میت کی روح سے استمداد کرے یا اپنی عبادت کا اثر برکات اس تک

پہنچانا چاہے۔ نہ یہ کہ نماز میں اس کی طرف منہ کرے یا نماز سے اس کی تعظیم کا قصد رکھے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں کیا نہیں دیکھتے کہ سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار پاک خود مسجد الحرام شریف میں حطیم مبارک میں ہے پھر اس میں نماز تمام مساجد سے افضل ہے"۔[1]

یہ اس تقدیر پر ہے کہ حدیث مذکور کی صحت مان لی جائے۔ ولا فقیہ باذام ضعیف وان حسنہ الترمذی فقد عرف رحمہ اللہ تعالیٰ بالتساھل فیہ کما بیناہ فیہ مدارج طبقات الحدیث۔

اور اگر قبر سے جدا روشن کریں اور وہاں نہ کوئی مسجد ہے نہ کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کیلئے بیٹھا ہے۔ نہ وہ قبر سرراہ واقع ہے نہ کسی معظم ولی اللہ یا عالم دین کا مزار ہے۔ غرض کسی منفعت و مصلحت کی امید نہیں تو ایسا چراغ جلانا ممنوع ہے کہ جب مطلقاً فائدے سے خالی ہوا اسراف ہوا اور بحکم اصل دوم ناجائز ٹھہرا۔ خصوصاً جبکہ اسکے ساتھ یہ جاہلانہ زعم ہو کہ میت کو اس چراغ سے روشنی پہنچے گی ورنہ اندھیرے میں رہے گا۔ کہ اب اسراف کے ساتھ اعتقاد بھی فاسد ہوا، والعیاذ باللہ تعالیٰ، اور اگر وہاں مسجد ہے، یا تالیان قرآن یا ذاکران رحمٰن کیلئے روشن کریں، یا قبر سرراہ ہو اور نیت یہ کی جائے کہ گزرنے والے دیکھیں اور سلام و ایصال ثواب سے خود بھی نفع پائیں اور میت کو بھی فائدہ پہنچائیں۔ یا وہ مزار ولی یا عالم دین کا ہے۔ روشنی سے نگاہ عوام میں اس کا ادب و اجلال پیدا کرنا مقصود ہے تو ہرگز ممنوع نہیں۔ بلکہ بحکم چار اصول باقیہ مذکورہ مستحب و مندوب ہے بشرطیکہ حد افراط پر نہ ہو۔ مجمع البحار میں ہے:

"ان کان ثم مسجد او غیرہ ینتفع فیہ للتلاوۃ والذکر فلا باس بالسراج فیہ"۔

---

[1] حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر کسی صورت میں حطیم میں میزاب کے نیچے ہے اور حطیم میں اور حجر اسود اور میزاب کے درمیان ستر انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات ہیں (مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۲۰۲ جلد ۲) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

ترجمہ: ''اگر وہاں مسجد وغیرہ کوئی ایسی چیز ہو جس میں اس چراغ سے نفع ہوتا ہو تو تلاوت اور ذکر کیلئے تو چراغ جلانے میں کوئی حرج نہیں''۔

- امام علامہ عارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں:

''ھذا کلہ اذا خلاف من فائدة واما اذا کان موضع القبور مسجدا او علیٰ طریق او کان ھناک احد جالس او کان قبر ولی من الاولیاء او عالم من المحققین تعظیماً لروحہ المشرقة علی تراب جسدہٖ کا شراق الشمس علی الارض اعلاما للناس انہ ولی لیتبرکوا بہ ویدعوا اللہ تعالیٰ عندہ فیستجاب لھم فھو امر جائز لا منع منہ والاعمال بالنیات''۔

ترجمہ: ''یعنی قبور میں شمعیں روشن کرنے کی ممانعت صرف اس حالت میں ہے کہ نفع سے بالکل خالی ہو ورنہ اگر موضع قبور میں مسجد ہو یا قبر راہگور پر ہے یا وہاں کوئی بیٹھا ہے یا کسی ولی یا عالم محقق کا مزار ہے اس کی روح مبارک کہ اس کی خاک بدن پر اس طرح پرتو ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر اس کی تعظیم کیلئے شمعیں روشن کیں تاکہ لوگ جانیں کہ یہ ولی اللہ کا مزار ہے اس سے برکت حاصل کریں اور اس کے پاس اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا قبول ہو تو یہ جائز بات ہے جس سے اصلاً ممانعت نہیں اور کام نیتوں پر ہے''۔

انہیں اصول سے مزارات اولیائے کرام پر چادر ڈالنے کا بھی جواز ثابت ہے عوام میں قبور عامہ مسلمین کی حرمت باقی نہ رہی۔ آنکھوں دیکھا ہے کہ بے تکلیف ناپاک جوتے پہنے قبور مسلمین پر دوڑے پھرتے ہیں۔ اور دل میں خیال بھی نہیں آتا کہ یہ کسی عزیز کی خاک عزیز زیر پا ہے۔ یا کبھی ہمیں بھی یونہی خاک میں سونا ہے۔ اور بارہا دیکھا کہ جہال قبروں پر بیٹھ کر جوا کھیلتے، فحش بکتے، قہقہے لگاتے ہیں۔ اور بعض کی یہ جرأت کہ معاذ اللہ مسلمان کی قبر پر پیشاب کرنے میں باک نہیں رکھتے۔ انا للہ وانا

الیہ راجعون۔

لہٰذا دردمندان نے ادھر مزارات اولیائے کرام کو ان جرأتوں سے محفوظ رکھنے ادھر جاہلوں کو ان کے ساتھ گستاخی کی آفت عظیم سے بچانے کیلئے مصلحت و حاجت شرعیہ سمجھی کہ مزارات طیبہ عام قبور سے ممتاز رہیں تاکہ عوام کی نظر میں ہیبت و عظمت پیدا ہو اور بے باکانہ برتاؤ کر کے ہلاکت میں پڑنے سے باز رہیں۔ اس سے کم حاجت کے باعث علمائے نے مصحف شریف کو سونے وغیرہ سے مزین کرنا مستحسن سمجھا ہے کہ ظاہر بیں اسی ظاہری زینت سے جھکتے ہیں اور غور کیجئے تو پوشش کعبہ معظمہ میں بھی ایک بڑی حکمت یہی ہے۔ تو یہاں کہ نہ فقط قلت تعظیم، بلکہ معاذ اللہ ان شدید بے حرمتیوں کا اندیشہ تھا۔ چادر ڈالنے، روشنی کرنے، امتیاز دینے، قلوب عوام میں وقعت لانے کی سخت حاجت ہوئی۔ اب اس سے منع کرنے والے یا تو سخت کج فہم و جاہل اور حالت زمانہ سے نرے غافل ہیں، یا وہی بے ادب محروم ہیں جن کے قلوب میں عظمت اولیاء سے خار ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

- سید علامہ محمد ابن عابدین شامی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں کشف النور عن اصحاب القبور تصنیف امام علامہ سیدی نابلسی قدس سرہٗ ونفعنا اللہ ببرکاتہ سے نقل فرماتے ہیں:

''لکن نحن الان نقول ان کلن القصد بذلک التعظیم فی اعین العامة حتی لا یحتقروا صاحب ھذا القبر الذی وضعت علیہ الثیاب والعمائم لجلب الخشوع والادب ولقلوب الغافلین الزائرین لان قلوبھم نافرة عندالحضور فی التادب بین یدی اولیاء اللہ تعالیٰ المدفونین فی تلک القبور کما ذکرنا من حضور روحانیتم المبارکة عند قبورھم فھو امر جائز لاینبغی النھی عنہ لان الاعمال بالنیات ولکل امری مانوی''۔

ترجمہ: ''لیکن ہم اس وقت میں یہ کہتے ہیں کہ اگر اس سے مقصود عوام کی نگاہ میں

مزارات اولیاء کی تعظیم پیدا کرنی ہوتا کہ جس مزار پر کپڑے اور عمامے رکھے دیکھیں مزار ولی جان کر اس کی تحقیر سے باز رہیں اور تا کہ زیارت کرنے والے غافلوں کے دلوں میں خشوع و ادب آئے کہ مزارات اولیاء کے حضور حاضری میں ان کے دل ادب کیلئے نرم نہیں ہوتے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ مزارات کے پاس اولیائے کرام کی روحیں حاضر ہوتیں ہیں تو اس نیت سے چادر ڈالنا امر جائز ہے جس سے ممانعت نہ چاہیئے اس لئے کہ اعمال نیتوں پر ہیں اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے جو اس کی نیت ہے"۔(احکام شریعت حصہ اول مطبوعہ کراچی)

مسلمان آج سے ایک ہزار سال سے زائد عرصہ قبل مزارات اولیاء پر چادریں چڑھاتے رہے ہیں

حضرت داتا گنج بخش لاہوری (م ۴۶۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں ایک دن حضرت شیخ ابو سعید کے مزار پر عادت کے مطابق تنہا بیٹھا تھا میں نے ایک سفید کبوتر دیکھا وہ آیا اور قبر کے اوپر کی چادر کے نیچے چلا گیا میں نے خیال کیا شاید یہ کسی کا چھوڑا ہوا ہو جب میں اٹھا اور چادر کے نیچے نگاہ ڈالی تو وہاں کچھ نہ تھا دوسرے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ میں حیرت اور تعجب میں پڑ کر رہ گیا یہاں تک کہ ایک رات میں نے انہیں خواب میں دیکھا اور اس واقعہ کی بابت ان سے دریافت کیا فرمایا وہ کبوتر میرے معاملہ کی صفائی ہے جو روزانہ قبر میں میری ہم نشینی کیلئے آتا ہے۔

(کشف المحجوب صفحہ نمبر ۲۲۵ طبع لاہور)

معلوم ہوا کہ عرصہ ہزار سال سے زائد پہلے سے مسلمان اولیاء اللہ کی قبور پر ان کی تعظیم و تکریم اور جاہ و جلال کی وجہ سے چادریں چڑھاتے رہے ہیں، اس طریقہ کو مولانا احمد رضا کی اختراع کہنا جہالت ہے۔ نیز قدیم سے یہ مسلمانوں کا طریقہ چلا آ رہا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی پسندیدہ ہے۔

- صاحب تفسیر روح البیان زیر آیت انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ فرماتے ہیں: علماء، اولیاء اور صالحین کی قبروں پر عمارت بنانا اور ان پر غلاف اور عمامہ اور کپڑے چڑھانا جائز کام ہے۔ جبکہ اس سے مقصود ہو کہ عوام کی نگاہوں میں ان کی عزت ہو اور لوگ ان کو حقیر نہ جانیں۔ نیز فرماتے ہیں۔ اس طرح اولیاء و صالحین کی قبروں کے پاس قندیل اور موم بتیاں جلانا ان کی عظمت کیلئے چونکہ اس کا مقصد صحیح ہے۔ لہٰذا جائز ہے اور اولیاء کیلئے تیل اور موم بتی کی نذر ماننا تا کہ ان کی عزت کیلئے ان کی قبروں کے پاس جلائی جائیں جائز ہے اس سے منع نہ کرنا چاہیئے۔

• شامی کی عبارت میں بد دیانتی

علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

یعنی فتاویٰ حجہ میں ہے کہ قبروں پر غلاف پردے مکروہ ہیں۔(انصاف صفحہ نمبر ۸۹)

الجواب: علامہ شامی اس کے بعد لکھتے ہیں: لیکن ہم کہتے ہیں کہ آج کل اگر اس سے عوام کی نگاہ میں تعظیم مقصود ہوتا کہ وہ صاحب قبر کی حقارت نہ کریں بلکہ غافلوں کو اس سے ادب اور خشوع حاصل ہو تو جائز ہے کیونکہ عمل کا دار و مدار نیت پر ہے۔

(شامی صفحہ ۳۱۹ جلد ۵ کتاب الکراہت باب اللبس مطبوعہ استنبول)

قارئین کرام! حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک پر سبز رنگ کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔(مرتبین انصاف اس کے متعلق ذرا قلم کو حرکت دیں)

• تفہیمات الٰہیہ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ایک عبارت اور اس کا جواب

"مرتبین انصاف" لکھتے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو شخص اجمیر میں خواجہ چشتی کی قبر پر یا سالار مسعود غازی کی قبر پر یا ان کی کسی قبر پر اس لئے گیا کہ وہاں جا کر دعا کرے گا اور اس کی دعا قبول ہوگی تو اس نے ایسا گناہ کیا جو قتل اور زنا سے بھی بدترین گناہ ہے۔(تفہیمات الٰہیہ صفحہ نمبر ۴۵ جلد ۲)،(انصاف صفحہ نمبر ۹۱)

• ''مرتبین انصاف'' کی تحریف پر تحریف

عبارت تفہیمات الٰہیہ کا ترجمہ: ہر وہ شخص جو کسی حاجت کیلئے شہر اجمیر یا سالار مسعود کی قبر کو (بہرائچ) جائے یا ان سے مشابہ کسی دوسری جگہ جائے اس نے گناہ کیا جو قتل کرنے اور زنا کرنے سے بڑا گناہ ہے۔ الخ یاد رکھیں خط کشیدہ الفاظ

• تحریف شدہ عبارت میں بھی نہیں ہیں۔

• زیر بحث عبارت اور اس کا پس منظر

مولوی سید ظہیر الدین احمد ولی اللٰہی، خاندان رحیمی کے متاخرین میں سے ہیں۔ ان کی متعدد خدمات کی بنا پر ان کو ایک اہم اور قابل ذکر مقام حاصل ہے۔ حکیم محمود احمد برکاتی لکھتے ہیں:

......مولوی سید احمد کی تیسری اہم خدمت یہ ہے کہ انہوں نے نہ صرف یہ کہ اپنے اسلاف کرام کی تالیفات شائع کیں بلکہ ایک مہم ان حضرات کے خلاف بھی چلائی جو اپنے افکار ونظریات کیلئے شاہ ولی اللہ اور ان کے ابناء کرام کا نام استعمال کر رہے تھے اور ان بزرگوں کی طرف وہ کتابیں منسوخ کر کے شائع کر رہے تھے جو درحقیقت ان کی نہیں تھیں یا ان کی کتابوں میں اپنی طرف سے اضافات کر رہے تھے۔

پہلے تاویل الاحادیث کے خاتمہ میں لکھا:

آج کل بعض لوگوں نے بعض تصانیف کو اس خاندان کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اور درحقیقت وہ تصانیف اس خاندان میں سے کسی کی نہیں اور بعض لوگوں نے جو ان کی تصانیف میں اپنے عقیدہ کے خلاف بات پائی تو اس پر حاشیہ جڑا اور موقع پایا تو عبارت کو تغیر وتبدل کر دیا تو میرے کہنے سے یہ غرض ہے کہ جو اب تصانیف ان کی چھپی ہیں اچھی طرح اطمینان کر لیا جائے، جب خریدنی چاہئیں۔

(شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان از محمود احمد برکاتی صفحہ نمبر ۱۹۶ مطبوعہ لاہور)

حضرت ابوالحسن زید فاروقی (سجادہ نشین درگاہ ابوالخیر شاہ دہلی) فرماتے

ہیں: جس امر کی طرف سید ظہیر الدین احمد نے اشارہ کیا ہے کہ صرف جعلی کتابیں ہی نہیں بلکہ الحاقات بھی ہوئے ہیں، مثال کے طور پر شاہ صاحب کی تفہیمات کی عبارت پیش کی جاسکتی ہے الخ......

عاجز کہتا ہے کہ شاہ ولی اللہ کی عبارت میں اس باطل کو ملانے والا شریعت مطہرہ کے اصول وقواعد سے بے بہرہ ہے اس کو یہ معلوم نہیں کہ کسی فعل کے ثواب یا گناہ فرض قطعی کے ثواب سے یا حرام قطعی گے گناہ سے زیادہ اور بڑا قرار دینا اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام ہے کوئی دوسرا اس کا بیان نہیں کر سکتا۔ اس شخص کو یہ نہیں معلوم کہ قتل کرنے زنا کرنے کے گناہ کا منکر کافر ہے اور اجمیر شریف اور بہرائچ شریف کسی حاجت کی طلب کیلئے جانے والا اگر کہتا ہے کہ اس میں گناہ نہیں تو وہ کافر نہیں۔ (مقدمہ القول الجلی از ابوالحسن زید فاروقی صفحہ نمبر ۵۸ طبع لاہور مترجم ۱۴۲۰ھ اردو)

نیز ''مرتبین انصاف'' کی پیش کردہ فوز الکبیر اور حجۃ اللہ البالغہ کی عبارات بھی الحاقی ہیں:

• مرتبین انصاف درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''قبروں پر منتیں اور چڑھاوے''

اس کے متعلق درمختار کا حوالہ گزر چکا ہے کہ قبروں کے چڑھاوے جو ان کے تقرب کیلئے لائے جاتے ہیں بالاجماع حرام ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۹۱)

الجواب: شرح وہبانیہ اور درمختار وغیرہا میں ہے: ہم کسی مسلمان کے حق میں ہرگز یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس فعل ذبح کے ذریعے کسی آدمی کا تقرب حاصل کرتا ہے۔

• ردالمحتار جلد ۵ صفحہ نمبر ۲۱۸ میں اس عبارت کے تحت ہے۔

یعنی تقرب علی وجہ العبادۃ: اس لئے کہ تقرب علی وجہ العبادۃ ہی کفر کا موجب ہے۔ اور ایسا تقرب مسلمان کے حال سے بہت دور ہے۔

اہل سنت وجماعت اولیاء کرام کے ساتھ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں مگر انہیں اللہ نہیں مانتے، کسی قسم کا استقلال ذاتی ان کیلئے ثابت نہیں کرتے نہ انہیں مستحق

عبادت جانتے ہیں نہ واجب الوجود، محض عباد اللہ الصالحین سمجھتے ہیں اور کوئی چیز از قسم نقد و جنس وغیرہ ان کیلئے مقرر کرتے ہیں اس کو ان کا ہدیہ (نذرانہ) جانتے ہیں اور وصال شدہ بزرگوں کیلئے ایصال ثواب کی نیت سے کرتے ہیں۔ اس قصد و نیت کے ساتھ اگر وہ کسی جانور کو یا غیر جانور کو بزرگانِ دین کی طرف منسوب کر کے ان کے نام پر مشہور بھی کر دیں تب بھی جائز ہے اور وہ چیز حلال و طیب ہے اسے ما اھل بہ لغیر اللہ کے تحت لا کر حرام قرار دینا باطل محض اور گناہ عظیم ہے۔ ۱

- ہمارے نزدیک صحیح اعتقاد کے ساتھ اولیائے کرام کیلئے لفظ نذر بمعنی عرفی بولنا یا دل میں اس کی نیت کرنا یا اسی نیت سے انکے مزارات پر کوئی چیز لانا جائز ہے۔

---

۱ صحابی رسول کا بکری کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرنا

محمد، ابو حنیفہ، عطاء بن ابو رباح، عبداللہ بن رواحہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی اور اپنی لونڈی کو اس کی وصیت کی کہ اس کی نگہبانی کرے چنانچہ وہ اس کی نگہبانی کرتی تھی اور اس کی طرف دیکھتے تھے جبکہ بکریوں میں آتے یہاں تک کہ وہ بکری خوب موٹی اور فربہ ہوئی ایک دن وہ آئے اور اس بکری کو گم پایا تو اس لونڈی سے اس کا حال پوچھا اس نے کہا کہ وہ بکری ضائع ہو گئی اس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا، جب ان کا غصہ دور ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس قصے کی خبر دی اور کہا کہ میں بے بس ہو گیا تھا اور غصے پر قابو نہ پا سکا۔ یہ معاملہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دشوار گزرا اور فرمایا کہ شاید وہ ایماندار ہے انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ سیاہ ہے حضرت نے فرمایا اس کو لے آؤ۔ وہ جب اس کو لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا، کیا تو ایماندار ہے اس نے کہا ہاں فرمایا خدا کہاں ہے اس نے کہا آسمان میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں کون ہوں اس نے کہا آپ خدا کے رسول ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار ہے، عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ آزاد ہے۔ (کتاب الآثار از امام محمد صفحہ نمبر ۱۷۰، ۱۷۱ طبع کراچی)

(ف) معلوم ہوا کوئی چیز کسی کی طرف منسوب کرنے سے حرام نہیں ہوتی۔ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

جیسا کہ تحریر مختار لرد المختار جلد اول صفحہ نمبر ۱۲۳ میں علامہ رافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ تیل اور شمع کی نذر ماننا اولیاء اللہ کیلئے کہ چراغ روشن کئے جائیں ان کی قبروں کے نزدیک ان کی تعظیم اور محبت کیلئے تو یہ بھی جائز ہے اس سے منع کرنا بھی مناسب نہیں۔

یاد رہے کہ "مرتبین انصاف" نے نذر کے رد میں فقہاء کرام کی جتنی بھی عبارات نقل کی ہیں اس سے نذر شرعی مراد ہے جو کہ عبادت کا درجہ رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کیلئے لائق نہیں۔ ہم فقط اور فقط نذر عرفی کے قائل و عامل ہیں۔

- **بزرگانِ دین کے عرس کی حقیقت**

عرس کی حقیقت یہی ہے کہ ولی کی تاریخ وفات میں اہل اسلام جمع ہو کر دعاء قرآن خوانی، صدقہ اور ایصال ثواب کریں اور صاحب قبر کے فیوض و برکات سے مستفید ہوں۔

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بعض متاخرین مشائخ مغرب نے فرمایا کہ وہ دن جس میں اولیاء کرام بارگاہ عزت اور حلقہائے قدس میں پہنچتے ہیں اس دن میں تمام دنوں سے زیادہ خیر و برکت اور نورانیت کی امید ہے اور متاخرین ہی کے مستحسن بتائے اعمال میں سے تو ہے ۱ (ما ثبت بالسنۃ)

---

۱ سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں حضر موت میں ایک مقام ہے جہاں لوگوں نے حضرت ہود کا مزار بنا رکھا ہے اور وہ قبر ہود کے نام سے بھی مشہور ہے ہر سال پندرہ شعبان کو وہاں عرس ہوتا ہے اور عرب کے مختلف حصوں سے ہزاروں آدمی وہاں جمع ہوتے ہیں۔ (تفہیم القرآن صفحہ نمبر ۶۱۵ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۳ء) تھانوی جی اپنے پردادا کے بارے لکھتے ہیں کہ بہت عرصہ تک ان کا عرس بھی ہوتا رہا (اشرف السوانح صفحہ ۱۵ جلد اول) خود تھانوی جی حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں گئے اور وہاں فضائل اولیاء اللہ کے عنوان سے تقریر بھی کی (خلاصہ) (اشرف السوانح صفحہ نمبر ۶۳، ۶۴ جلد اول طبع ملتان) کیا اب بھی یہ کہا جائے گا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کا عرس منانا بریلویوں کی بدعت ہے (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

• حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

اول یہ کہ کوئی دن (بزرگوں کی قبر کی زیارت کیلئے) مقرر کریں اور اس دن صرف ایک ایک آدمی یا دو دو کر کے جائیں اور قبر کی زیارت کر آویں۔ مگر زیادہ آدمی ایک ہی دفعہ بہیئت اجتماعیہ نہ جائیں تو اس قدر روایات سے ثابت ہے چنانچہ تفسیر درمنثور میں منقول ہے کہ ہر شروع سال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (شہداء احد) کے مقابر میں تشریف لے جاتے تھے۔ اور دعا اہل قبور کی مغفرت کے واسطے کرتے تھے اس قدر ثابت ہے اور مستحب ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ بہیئت اجتماعیہ مردمان (یعنی آدمی) کثیر جمع ہوں اور ختم قرآن شریف کریں اور شیرینی یا کھانا پر فاتحہ کریں اور اس کو حاضرین میں تقسیم کریں۔ ایسا عمل زمانہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وخلفائے راشدین میں نہ تھا۔ لیکن ایسا کرنے میں مضائقہ بھی نہیں اس واسطے کہ اس میں کوئی برائی نہیں۔ بلکہ اس میں احیاء واموات کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۱۵۶)

• مولوی محمد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں: پس امور مروجہ میں سے اس قدر امر یعنی اموات کیلئے فواتح اور عرسوں اور نذر نیاز کرنے کی خوبی میں شک وشبہ نہیں۔ (صراط مستقیم صفحہ نمبر ۵۵)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (پیر ومرشد علمائے دیوبند) لکھتے ہیں: لفظ عروس ماخوذ اس حدیث سے ہے نم کنومۃ العروس یعنی بندہ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر۔ کیونکہ موت مقبولان الٰہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے...... چونکہ ایصال ثواب بروح اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض وبرکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور ہر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب ازدیاد محبت وتزاید برکات ہے نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اس میں جس سے عقیدت ہو اس کی غلامی

اختیار کرلے۔ اس لئے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلہ کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جائے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچایا جاوے یہ مصلحت ہے تعین یوم میں۔ رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اس میں اسرار مخفیہ ہیں ان کا اظہار ضروری نہیں...... مشرب فقیر کا اس میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر ومرشد کی روح کو ایصال ثواب کرتا ہوں اول قرآن خوانی ہوتی ہے۔ اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اسکا ثواب بخش دیا جاتا ہے الخ (کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۸۲، ۸۳ طبع کراچی)

• حدیث لاتشد الرحال الخ کا صحیح مفہوم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد**۔ (نسائی جلد اول)، (انصاف صفحہ نمبر ۹۱)

دور سے سفر صرف تین مساجد کی طرف کئے جائیں۔

مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی حنفی (م ۱۲۸۵ھ) قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

ان تینوں مسجدوں (مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی) کے علاوہ سب مسجدیں فضیلت میں برابر ہیں۔ اس لئے دنیا کی تمام مسجدوں کی طرف فضیلت کے اعتبار سے سفر کرنا جائز نہیں۔ حدیث کا لفظ لاتشد نہی کے معنی میں ہے یعنی ان مسجدوں کے علاوہ کسی اور کیلئے رخت سفر نہ باندھو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "احیاء العلوم" میں لکھا ہے، مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ لاتشد الرحال سے استدلال کرنے والے انبیاء کرام حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کے مزارات کی زیارت سے کیونکر روکتے ہیں ان سے منع کرنا بالکل محال ہے۔

نیز بعض احادیث بعض کی تفسیر کرتی ہیں چنانچہ مسعر سے یہ روایت مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابوسعید خدری سے سنا کہ جب ان کے پاس کوہ طور پر نماز

پڑھنے کا ذکر آیا تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی مسجد کیلئے اس میں نماز کے ارادے سے رخت سفر باندھنا مناسب نہیں سوائے مسجد، حرام، مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد کے۔

عینی نے بخاری کی شرح میں لکھا ہے اس حدیث کی سند حسن ہے۔ محدث محمد عبدالروف مناوی شافعی نے "الجامع الصغیر کی شرح میں لکھا ہے مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی اور مقصد مثلاً علم یا زیارت کیلئے سفر دراصل کسی جگہ کا سفر نہیں ہوتا بلکہ صاحب مقام کیلئے ہوتا ہے۔

عینی بخاری کی شرح میں راقم ہیں مساجد ثلثہ کے علاوہ طلب علم، تجارت، بزرگوں کی ملاقات، دوسری زیارت گاہوں اور بھائیوں سے ملنے کیلئے سفر کرنا منع میں داخل نہیں۔ (نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن صفحہ نمبر ۶۱ تا ۶۵ مترجم)

- **شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:**

اس حدیث میں مراد ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کیلئے سفر کرنے کی ممانعت ہے جیسا کہ نحو کا قاعدہ ہے کہ مستثنیٰ منہ مستثنیٰ کی جنس سے ہونا چاہیئے۔ پس مطلق سفر کی ممانعت جو ان مساجد کے علاوہ ہو لازم نہیں آتی اور ان تین مسجدوں کے علاوہ سفر کرنا کس طرح منع ہو سکتا ہے حالانکہ بالاتفاق سفر حج و سفر جہاد اور دار کفر سے ہجرت کرنا نیز تجارت اور تمام مصالح دنیویہ کیلئے سفر کرنا جائز ہے۔

(جذب القلوب صفحہ نمبر ۲۲۹ مطبوعہ کراچی)

- **حدیث لاتجعلوا قبری عیداً کا مفہوم**

(انصاف صفحہ نمبر ۹۲)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: حدیث لاتتخذو اقبری عیداً۔ کا سوا اس کے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلا لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت و آرائش دھوم دھام کا اہتمام یہ ممنوع ہے۔ کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت و تذکرہ آخرت ہے۔ نہ غفلت اور زینت کیلئے اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ

قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ اقدس منع ہوتی بالخصوص حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً و اجتماعاً دونوں طرح جائز ہے اور ایصال ثواب قرأت و طعام بھی جائز اور تعین بہ مصلحت بھی جائز سب مل کر بھی جائز۔ الخ (کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۸۲، ۸۳ طبع کراچی)

- **شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:**

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، احتمال ہے کہ آپ کی مراد قبر شریف کی کثرت زیارت پر انگیختہ کرنا ہو اور اس بات کی جانب اشارہ ہو کہ آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت عید کی طرح مت بناؤ کہ سال میں ایک دو مرتبہ سے زائد نہ آؤ۔ اور سبکی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے مراد زیارت کیلئے تعین وقت کی ممانعت ہے جیسا کہ عید کیلئے وقت مقرر ہے بلکہ تمام سال اور پوری زندگی زیارت کا وقت ہے۔ یا عید سے تشبیہ دینے کا مقصد یہ ہوگا کہ اس میں زینت و آرائش اور اجتماع سے پرہیز کیا جائے (جس میں انسان اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کو پس پشت ڈال دیتا ہے) جیسا کہ عید میں رسم ہے بلکہ چاہیئے کہ زیارت و سلام اور دعا پر ہی بس کریں انتہیٰ اس بات سے یہ لازم نہیں آتا کہ مرقد شریف پر بصفت سکون و وقار، شوق و محبت سے اور ادب و انکسار کے ساتھ حاضر ہونے اور دعا مانگنے اور کثرت سے زاری اور التجا کرنے میں کوئی کراہت ہو۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۳۳، ۲۳۴ طبع کراچی)

- **ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ کی عبارت کا جواب**

مرتبین انصاف لکھتے ہیں اس کی شرح میں فرمایا، یعنی میری قبر کو عید کی طرح نہ بناؤ جو سال میں ایک بار آتی ہے یعنی ایک دن زیارت کیلئے مقرر نہ کرو۔

(مرقات حاشیہ مرقات صفحہ نمبر ۸۶) (انصاف صفحہ نمبر ۹۲)

"مرتبین انصاف" نے خط کشیدہ الفاظ کی زیادتی خود کی ہے، اصل عبارت یوں ہے۔

قال الطیبی وقیل یحتمل ان یکون المراد الحث کثرۃ الزیارۃ

ای و لا تجعلوا کالعید الذی لایاتی السنة الامرة۔ طیبی فرماتے ہیں احتمال ہے آپ کی مراد قبر شریف کی کثرتِ زیارت پر انگیختہ کرنا ہو اور اس بات کی جانب اشارہ ہو کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت عید کی طرح مت بناؤ کہ سال میں ایک دو مرتبہ سے زائد نہ آؤ۔ (مشکوۃ صفحہ نمبر ۸۶، حاشیہ ۸)

● فتاویٰ عزیزی کی عبارت میں تحریف

قارئین کرام! فتاویٰ عزیزی کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو۔

زیارت قبور کیلئے کوئی دن مقرر کرنا بدعت اور فی نفسہٖ اصل زیارت جائز ہے اور تعین وقت کی عادت سلف میں نہ تھی۔ یہ بدعت اس قسم کی ہے جو فی نفسہٖ جائز ہے (یعنی بدعت حسنہ ہے) صرف خصوصیت وقت کی بدعت ہے۔ جیسا کہ مصافحہ بعد عصر کے ہے کہ ملک توران وغیرہ میں رائج ہے۔ عرس کا دن اگر اس غرض سے مقرر کیا جاوے کہ جس بزرگ کا عرس ہو وہ یاد رہیں اور اس وقت ان کے حق میں دعا کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن دعا کرنے کیلئے خاص اسی دن کا التزام کر لینا یہ بھی اسی طرح کی بدعت ہے جس کا ذکر اوپر ہوا۔ (یعنی بدعت حسنہ ہے)

(فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۱۵۱ طبع کراچی)

● تفسیر مظہری کی عبارت کا جواب

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ جاہل لوگ حضرات اولیاء اور شہداء کے مزارات کے ساتھ جو معاملہ کرتے ہیں وہ سب ناجائز ہیں مثلاً قبروں کو سجدے کرنا اور ان کے گرد طواف کرنا الخ۔ (انصاف صفحہ نمبر ۹۲)

الجواب: جاہل لوگوں کا عمل ہمارے لئے حجت نہیں، قبروں کو سجدہ کرنا (تعظیمی) اور ان کے گرد (بطور عبادت) طواف کرنا ہمارے نزدیک حرام ہے اور قبروں کو سجدہ عبادت کرنے والا مشرک ہے۔ عرس کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا موقف ہم اوراق گزشتہ میں بیان کر چکے ہیں۔

● علماء دیو بند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا معمول اور اجتماع کرنا

مشرب فقیر کا (عرس کے بارے میں) یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کو ایصال ثواب کرتا ہوں اول قرآن خوانی ہوتی ہے۔ اور گاہ گاہے اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔ الخ (کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۸۲، ۸۳ طبع کراچی)

● حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنے مرید مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتویٰ کی زد میں

سوال: جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی عرس اور مولود شریف میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۱۳۲، طبع کراچی)

معلوم ہوا کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی بقول مولوی رشید احمد گنگوہی ناجائز کام کرتے تھے۔ پھر گنگوہی صاحب نے ان کی بیعت کیوں کی؟

(نوٹ) ہم جب کسی بزرگ کا عرس کرتے ہیں تو محفل کے آخر میں یوں دعا کرتے ہیں۔ اے اللہ! جو کچھ ہم نے نیک اعمال کئے ہیں ان کو قبول فرما اور ان کا ثواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، انبیاء کرام، صحابہ عظام، امہات المومنین، اہل بیت، تابعین، تبع تابعین، تمام اولیاء اللہ اور مومنین کو پہنچا۔ اس لئے مشہور اولیاء اللہ کے عرائس منائے جاتے ہیں۔ جن میں تمام مقدس ہستیاں بھی شامل ہوتی ہیں۔

• سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ):

قدس سرہ کا معمول

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سال میں دو مجلسیں فقیر کے مکان پر منعقد ہوا کرتی ہیں مجلس ذکر وفات شریف اور مجلس شہادت حسنین اور یہ مجلس بروز عاشورہ یا اس سے دو ایک دن قبل ہوتی ہے چار پانچ سو آدمی بلکہ ہزار آدمی ہوتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں اس کے بعد جب فقیر آتا ہے تو لوگ بیٹھتے ہیں اور فضائل حسنین رضی اللہ عنہما کا ذکر جو حدیث شریف میں وارد ہے، بیان کیا جاتا ہے...... پھر ختم قرآن مجید کیا جاتا ہے اور پنج آیات پڑھ کر کھانے کی جو چیز موجود ہوتی ہے اس پر فاتحہ کیا جاتا ہے اور اس اثناء میں اگر کوئی شخص خوش الحان سلام پڑھتا ہے یا شرعی طور پر مرثیہ پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے تو اکثر حضار مجلس اور اس فقیر کو بھی حالت رقت اور گریہ طاری ہو جاتی ہے۔ اس قدر عمل میں آتا ہے، اگر یہ سب کچھ فقیر کے نزدیک اس طریقہ سے جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ جائز نہ ہوتا تو ہرگز فقیر ان چیزوں پر اقدام نہ کرتا۔

(فتاویٰ عزیزی (اردو) مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء صفحہ نمبر ۱۷۷)

• رئیس المحرفین مولوی محمد سرفراز خاں گکھڑوی دیوبندی لکھتے ہیں:

بلاشبہ مسلک دیوبند سے وابستہ جملہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو اپنا روحانی پدر تسلیم کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں، بلاشبہ دیوبندی حضرات کیلئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ حکم آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔

(اتمام البرہان حصہ اول، مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۹۸۱ء صفحہ نمبر ۱۳۸)

اب ''مرتبین انصاف'' مولوی محمد سرفراز گکھڑوی سے جا کر پوچھیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ جنگ بدر، احد اور حنین وغیرہ میں شہید ہونے والے صحابہ کو چھوڑ کر فقط امام حسین رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت کیوں مناتے تھے۔ اور تمام

انبیاء کرام (کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار) کو چھوڑ کر صرف حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم وصال کو کیوں اہمیت دیتے تھے۔ موصوف جو جواب دیں گے وہی ہمارا جواب ہوگا۔ یا مولانا محمد اسحاق شاہ صاحب سے دریافت کریں جو ہر سال دہلی میں بادشاہ کے ہاں ذکر شہادت حسین کی محفل منعقد کرتے تھے۔

(تقدیس الوکیل، تقریظ مولانا رحمت اللہ کیرانوی مکی)

عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور جلوس نکالنا

ہمارے نزدیک حضور پرنور سید عالم ﷺ کے یوم پیدائش پر مسرت وانبساط کا اظہار کرنا، دکانوں اور مکانوں کو حتی المقدور سجانا، صاف ستھرے کپڑے پہننا، غرباء ومساکین کو کھانا کھلانا، رشتہ داروں اور دوستوں کو تحائف بھیجنا، محافل ذکر وفکر اور محافل میلاد منعقد کرنا، جن میں آپ کی ولادت باسعادت کے واقعات ومعجزات اور آپ کی سیرت طیبہ بیان کرنا اور آپ کی ذات بابرکات پر کثرت سے درود وسلام پڑھنا تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں آپ کی محبت اور سنت نبوی پر عمل کرنے کا جذبہ بیدار ہو مستحب ومستحسن امور ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے رب العزت جل شانہٗ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا وخوشنودی حاصل ہوگی۔ اور اس دن کو لغوی معنوں میں ''لفظ عید'' سے تعبیر کرنا صحیح ودرست ہے۔ یاد رہے کہ شرعی عیدین کے احکام اس عید پر نافذ نہیں ہوں گے۔

• امام راغب (حسین بن محمد) اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) فرماتے ہیں:

(عید کے لغوی معنی) ہر وہ دن جس میں کوئی شادمانی حاصل ہوا اس پر عید کا لفظ بولا جانے لگا ہے۔ [1] (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۳۶۷ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

[1] مولوی اشرف علی تھانوی نے قرآن مجید کی تفسیر بیان القرآن کے نام سے لکھی جب سورۃ الکہف مکمل کی تو یہ اشعار لکھے۔

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ حَمْدًا سَابِقًا عَلٰى مَزِيْدٍ...... وَالْيَوْمُ يَوْمُ عِيْدٍ...... وَبَخِىْ بَخْتُ سَعِيْدٍ...... حَيْثُ وَفَّقَنِى اللّٰهُ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ...... لِاِتْمَامِ النِّصْفِ الْاَكْثَرِ مِنْ تَفْسِيْرِ

- صاحبِ قاموس امام مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ)

لکھتے ہیں:

الْقُرانِ الْمَجِيْدُ......يَوْمَ الْاَرْبَعَاءِ الْخَامِسَ عَشَرَ مِنْ رَجَبَ سنه ۱۳۲۴ هِجْرِىْ مِنْ هِجْرَةِ خَيْرِ الْمَجِيْدُ......صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَدَ الْاَبِيْدُ......وَاَرْجُوْاللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ يَـاْتِىَ عَلٰى عِيْدٍ آخَرَ جَدِيْدُ......وَيُقَرِّبَ اِلَىَّ الْبَعِيْدُ......يَوْمَ اَقُوْلُ بِمَلَاءٍ فِىَّ وَقَدُ...... كَمُلَ التَّفْسِيْرُ بِالتَّطْرِيْبِ وَالتَّغْرِيْدُ......اَلَا اَيُّهَا الْاَحْبَابُ عِيْدٌ عَلٰى عِيْدٌ......اِنَّهٗ يَفْعَلُ مَايَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَايُرِيْدُ.

ترجمہ: اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں ایسی تعریفیں جو گزریں زیادتی اور اضافے کے ساتھ (علی باء کے معنی میں ہے) اور آج کا دن (میرے لئے) عید اور خوشی و فرحت کا دن ہے اور میرا مقدر اور نصیب عظیم نصیب ہے (یعنی آج میں خوش بخت اور خوش قسمت ہوں کیوں اس لئے کہ) اس حیثیت سے کہ اللہ تعالیٰ جو غنی عن الخلق ہے لائق ستائش ہے مجھے توفیق عطا فرمائی ہے قرآن مجید کی تفسیر میں سے نصف اکثر کو مکمل کرنے کی (قرآن کریم کا نصف تو والیتلطف پر ہو جاتا ہے تو اس سے آگے والے حصے کو اختتام سورۃ تک کو اکثر کہہ رہا ہے حالاکہ الکثیر کا لفظ کہتا جو کہ موزوں اور بہتر ہوتا) (فیضی) بدھ کے دن چودہ رجب المرجب شریف ۱۳۲۴ھ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بہترین بندے کی ہجرت سے رحمت کاملہ بھیجے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر اور سلام بھیجے اللہ تعالیٰ ابدالآباد یعنی تا قیام قیامت اور میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ دوسری جدید عید بھی عطا فرمائے گا (قرآن کریم کی تفسیر کے اختتام وانتہاء پر جو عید کا سماں ہوگا وہ بھی لے آئے گا) اور قریب کر دے اللہ تعالیٰ میری طرف بعید چیز کو (یعنی قرآن مجید کی تفسیر کا دوسرا نصف) جس دن میں اپنے منہ کو بھر کر کہوں گا (فی دراصل فمی تھا) اس حال میں کہ تحقیق قرآن کریم کی تفسیر مکمل و اکمل ہو گئی ہے (کیسے کہوں گا) بہت زیادہ خوشی کرنے کے ساتھ (خوشیوں کی دھمالیں ڈالتے ہوئے) اور پرندوں کی طرح چہچہاتے ہوئے (کوئل کی طرح نغمہ سرائی اور گیت گاتے ہوئے) کہ اے میرے دوستو! اے میرے عقیدت مندو اے میرے مریدو آج اختتام تفسیر قرآن کا دن عید پہ عید ہے خوشی پر خوشی ہے بے شک وہ کر گزرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم نافذ کرتا ہے جس کا ارادہ رکھتا ہے (بیان القرآن صفحہ ۲۵۹ جلد ۲) جب تفسیر مکمل ہو گئی تو اختتام پر یہی اشعار لکھے اور یہ بھی لکھا کہ جس دن سورۃ الکہف مکمل ہوئی اس دن کو میں نے عید کا دن قرار دیا ہے۔

جس دن تفسیر قرآن مکمل ہو وہ دن عید ہو سکتا ہے۔ ولادت رسول اکرم ﷺ والا دن تو عیدوں کی عید ہے اس دن کو عید کہنے سے عداوت کیوں؟ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

جمعہ امت محمدیہ کی عید ہے جو ہر ہفتہ ہوتی ہے۔ (سفر سعادت صفحہ نمبر ۸۲ طبع لاہور)

- کتاب اللہ سے ایک مثال

"ربنا انزل علينا مائدة من السماء تكون لنا عيداً"۔

(سورۃ المائدہ آیت ۱۱۴)

ترجمہ: "اے رب ہمارے، ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو"۔

(ترجمہ کنزالایمان صفحہ نمبر ۲۰۳ طبع تاج کمپنی لاہور)

- امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

(آیت مذکورہ میں) عید سے شادمانی (خوشی) کا دن مراد ہے۔

(مفردات القرآن صفحہ نمبر ۷۳۶)

- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مؤمنین کیلئے پانچ عیدیں ہیں۔

۱۔ مؤمن پر دن گزرے اور اسکے گناہ نہ لکھے جائیں۔ وہ اس کیلئے عید کا دن ہے۔

۲۔ دنیا سے ایمان اور شہادت کے ساتھ اور شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ روانہ ہو، وہ بھی اس کیلئے عید کا دن ہے۔

۳۔ پل صراط سے گزرنے اور قیامت کے ڈر سے دشمنوں کے ساتھ ہاتھ اور زبان سے مامون ہے وہ دن اس کیلئے عید ہے۔

۴۔ جنت میں داخل ہو اور جہنم سے مامون ہو وہ دن اس کیلئے عید ہے۔

۵۔ جس میں رب کائنات کا دیدار کرے وہ دن اس کیلئے عید ہے۔

(درۃ الناصحین[1] صفحہ نمبر ۲۶۳ زمانہ تالیف ۱۲۲۴ھ)

نیز مولوی عبدالقادر روپڑی غیر مقلد کی زیر نگرانی نکلنے والے رسالہ "ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث" لاہور ۱۹۶۳ء میں بھی حدیث منقول ہے۔

"عن عبيد بن السباق مرسلاً قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسم فى جمعة من الجمع يا معشر المسلمين ان هذا يوم

---

[1] یہ شیخ عثمان بن حسن بن احمد شاکر الخویدی الرومی، محدث، مفسّر، واعظ کی تصنیف ہے (معجم المؤلفین صفحہ نمبر ۲۵۳ جلد ۶ طبع بیروت)

جعله الله عيداً فاغتسلوا "۔الخ

(۱)......(مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۳۳ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۲)......(ابن ماجہ صفحہ نمبر ۷۷ طبع کراچی، پاکستان)

(۳)......(شرح سفر السعادت صفحہ نمبر ۱۸۸ طبع سکھر ۱۹۷۸ وروہ ابو ہریرۃ)

اس حدیث مبارکہ میں لغوی طور پر لفظ عید کا استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ عیدین کے احکام جمعہ کے دن پر نافذ نہیں ہوتے۔

- خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"وكل يوم لا يعصى الله فيه فهو عيد"۔

(نہج البلاغہ صفحہ نمبر ۱۹۳۲ ارشاد نمبر ۴۲۸ طبع لاہور)

ترجمہ: "یعنی ہر وہ دن جس میں بندہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے وہ اس کیلئے عید ہے"۔

(غنیۃ الطالبین از سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۳۱۰ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

- پروفیسر ابو بکر غزنوی بن مولوی محمد داؤد غزنوی (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

عید وہ ہے جو بار بار آئے، قرآن مجید میں لفظ عید مسرت (خوشی) کے معنوں میں استعمال ہوا ہے:"انزل علينا مائدة من السماء تكون لنا عيداً"۔ (روزنامہ کوہستان لاہور یکم شوال ۱۳۸۴ھ)

- ڈاکٹر محمد میاں صدیقی لکھتے ہیں:

عیداً: عید خوشی کا دن، عید جو بار بار لوٹ کر آئے۔الخ [1]

(قرآن مجید کا عربی اردو لغت صفحہ نمبر ۱۰۳ طبع راولپنڈی)

---

[1] مفتی محمد تقی عثمانی دیوبندی اپنے بھائی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر روز عید کوئی نہ ہوتا جب وہ کراچی آجاتے (نقوش رفتگاں صفحہ ۳۱ مکتبہ معارف القرآن کراچی) مولوی ذوالفقار احمد دیوبندی لکھتے ہیں کسی نے بزرگ سے پوچھا کہ حضرت عید کب ہوگی انہوں نے جواب میں فرمایا کہ بھائی جب دید ہوگی تب عید ہوگی یعنی جب محبوب کی دید ہوگی تب ہماری عید ہوگی ...... جب وہ کعبہ کی دید کرتے تھے پھر ان کی عید ہو جایا کرتی تھی (سوئے حرم صفحہ ۱۹ مکتبہ الفقیر فیصل آباد ۲۰۰۹ء) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا نزول ہو، اس دن کو عید بنانا، خوشی منانا، عبادت خداوندی کرنا، اور شکر الٰہی کا بجالانا، اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ افراد قدسیہ اور صالحین وکاملین کا طریقہ ہے۔ اور اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس جہان رنگ وبو میں تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے دن عید منانا یعنی خوشی ومسرت کا اظہار کرنا، میلاد شریف اور سیرت نبوی کا وعظ کرنا اور لوگوں کا اس میں شریک ہونا، شکر الٰہی کا بجالانا اور حدود شرعیہ میں رہتے ہوئے اظہار فرح وسرور کرنا مستحسن ومحمود فعل ہے اور مقربان الٰہی کا طریقہ ہے، اور یہ کہنا کہ صحابہ کرام نے کبھی اس طور سے میلاد خوانی کی نہ جلوس نکالا، ممانعت کیلئے دلیل نہیں بن سکتی، کہ کسی جائز کام کو کسی کا نہ کرنا اس کو ناجائز نہیں کر سکتا۔

تقریباً گیارہ سو (۱۱۰۰) سال سے مسلمانان عالم اس دن (یعنی ولادت باسعادت کے یوم) خوشی ومسرت کا اظہار کرتے چلے آرہے ہیں۔ شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ (مصر) رقمطراز ہیں:

امام ابو شامہ علیہ الرحمۃ شیخ نووی (امام ابوزکریا محی الدین بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے کا نیا مگر بہترین اختراع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم ولادت کا جشن منانے کا عمل ہے۔ جس میں اس مبارک خوشی کی مناسبت سے صدقہ وخیرات، محفلوں کی زیبائش وآرائش، اور اظہار مسرت کیا جاتا ہے۔ یہ مبارک تقریبات فقراء سے حسن سلوک کے علاوہ امتیوں کی آنحضرت سے والہانہ عقیدت ومحبت اور اہل محفلوں میں آپکی فضیلت وعظمت کی پختگی اور آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجنے کے قلبی شکر وامتنان کا احساس دلاتی ہیں۔

امام سخاوی (م ۹۰۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: کہ میلاد شریف کا رواج تین صدی بعد ہوا ہے (یعنی آج سے ۱۱۰۰ سال پہلے) اس کے بعد سے تمام ممالک و

امصار میں مسلمانانِ عالم عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مناتے چلے آرہے ہیں وہ ان دنوں میں خیرات وصدقات کرتے ہیں اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجالس منعقد کرتے ہیں جن کی برکتوں سے ان پر حق تعالیٰ کا عام فضل وکرم ہوتا ہے۔

علامہ محدث عبد الرحمٰن (متوفی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس سے سال بھر امن وعافیت رہتی ہے۔ یہ مبارک عمل ہر نیک مقصود میں فوری کامیابی کی بشارت کا موجب ہے۔

سلاطین اسلام میں سے اس طریقہ کو رائج کرنے والے سب سے پہلے شاہ اربل سلطان مظفر ابو سعید تھے۔ جن کی فرمائش پر حافظ ابن دحیہ علیہ الرحمۃ نے اس موضوع پر ایک کتاب ''التنویر فی مولد البشیر النذیر'' تالیف کی تھی۔ اس پر بادشاہ نے خوش ہو کر مؤلف علیہ الرحمۃ کو ایک ہزار دینار انعام عطا فرمایا تھا۔ اسی سلطان نے سب سے پہلے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منعقد فرمایا تھا۔ وہ ہر سال ماہ ربیع الاول میں یہ جشن انتہائی اہتمام کے ساتھ بہت اعلیٰ پیمانے پر منایا کرتا تھا وہ طبعاً نہایت سخی جواں مرد، شیر دل، فیاض طبع، نہایت زیرک ودانا اور منصف مزاج تھا۔

سلطان ابو محمد موسیٰ شاہ تلمسان بھی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عظیم جشن منایا کرتا تھا، جیسا کہ ان کے زمانہ میں اور ان سے قبل مغرب اقصیٰ واندلس کے سلاطین بھی منایا کرتے تھے۔

ہمارے زمانہ میں بھی مسلمانانِ عالم اپنے اپنے شہروں میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ مصر کے علاقہ میں یہ محفلیں مسلسل منعقد کی جاتی ہیں۔ خاص کر شہر قاہرہ میں اس روز ظہر کے بعد ایک پیادہ جلوس کمشنر آفس کے سامنے سے گزرتا ہوا عباسیہ میدان کی طرف روانہ ہوتا ہے، جو پولیس کے حفاظتی دستوں کے ساتھ سڑکوں سے گزرتا ہے۔ یہ جلوس مقامات غوریہ اشراقیہ، کوتلہ بازار اور حسینیہ گزرتا ہوا، عباسیہ میدان میں ختم ہوتا ہے...... اس دن تمام دفاتر میں تعطیل ہوتی ہے نیز بمقام مشہد حسینی کمشنر مصر کی موجودگی میں سیرۃ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا بیان ہوتا ہے۔ الخ

(تلخیص)۔ (محمد رسول اللہ، صفحہ نمبر ۳۲ تا ۳۵ طبع کراچی)

- علامہ ابن حجر قسطلانی (م ۹۲۳ھ) شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آرہے ہیں، اور خوشی کے ساتھ کھانے پکانے اور دعوت طعام کرتے رہے ہیں اور ان راتوں میں انواع واقسام کی خیرات کرتے رہے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولد کریم کی قرأۃ کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں جن کی برکت سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوتا ہے...... اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں نازل فرمائے جس نے ماہ میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنایا تا کہ یہ عید (خوشی) میلاد سخت ترین علت ومصیبت ہو جائے اس شخص پر جس کے دل میں مرض وعناد ہے۔ (مواہب الدنیہ صفحہ نمبر ۲۷ جلد اول طبع مصر)

- محدث ابن جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ترغیب میں کلام کو بہت کچھ طول دیا گیا ہے اور یہ عمل حسن ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مصر، یمن، شام، تمام عرب اور مشرق ومغرب کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے۔ اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں اور ماہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں مناتے ہیں۔ الخ

(المیلاد النبوی از محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۵۸ طبع لاہور)

نیز فرماتے ہیں: جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے میلاد کی خوشی میں حضور کی محبت کی وجہ سے اپنی قدرت اور طاقت کے موافق خرچ کرتا ہے۔ قسم ہے میری عمر کی اس کی جزاء یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے جنات نعیم میں داخل کرے۔ (مواہب الدنیہ جلد اول صفحہ نمبر ۹۲ طبع لاہور ۲۰۰۴ء)

- علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

میلاد شریف دراصل ایک ایسی تقریب مسرت ہے جس میں لوگ جمع ہو کر

بقدر سہولت قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سراپا نور کے سلسلہ میں جو خوشخبریاں احادیث وآثار میں آئی ہیں اور جو خوارق عادات اور نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں انہیں بیان کیا جاتا ہے، پھر شرکاء محفل کے سامنے دستر خوان بچھایا جاتا ہے۔ اور وہ حسب طلب اور بقدر کفالت ماحضر تناول کرتے ہیں اور دعائے خیر کر کے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں منعقد کی جانے والی تقریب عید، بدعت حسنہ (ایک نیا کام ہے) جس کا اہتمام کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ اس لئے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم شان اور آپ کی ولادت باسعادت پر فرحت وانبساط کا اظہار پایا جاتا ہے۔

(حسن المقصد فی عمل المولد، صفحہ نمبر ۴۵ طبع سیالکوٹ)

نیز فرماتے ہیں: ہمارے لئے مستحب ہے کہ ہم میلاد شریف منعقد کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر اظہار شکر کریں، جس میں دعوت طعام ہو اور اس طرح کے دیگر امور خیر سرانجام دیئے جائیں اور خوشیاں منائی جائیں۔

(حسن المقصد فی عمل المولد، صفحہ نمبر ۶۵ طبع سیالکوٹ)

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اور اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کے مہینے میں الخ (اسکے بعد آپ نے علامہ قسطلانی کی عبارت نقل فرمائی ہے جس کو ہم "مواہب الدنیہ" کے حوالے سے صفحہ گزشتہ میں نقل کر آئے ہیں)۔ (ماثبت بالسنۃ صفحہ نمبر ۹۷)

- ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ہمیشہ سے اہل اسلام ہر سال (ربیع الاول کے مہینے میں) محفل میلاد منعقد کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میلاد خوانی کرتے ہیں جس کی برکت سے ان پر فضل خداوندی کی بارش ہوتی ہے۔ (تلخیص)۔ (المورد الروی فی میلاد النبوی)

- علامہ طاہر پٹنی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

نے اپنی کتاب مجمع البحار کو جب ربیع الاول میں اخیر تک مکمل کر لیا تو خاتمہ پر یہ عبارت لکھی۔

ترجمہ: "خدا کے فضل وتوفیق سے کتاب مجمع البحار کا آخر ثلث پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کی رات کو خوشی اور کامرانی کا مہینہ ہے اور انوار ورحمت کا سرچشمہ ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہر سال اس موقع پر اظہار مسرت کیا کریں"۔

(مجمع البحار صفحہ ۵۵۰ جلد ۳ طبع بیروت)

- حضرت مجدد الف ثانی (متوفی ۱۰۳۴ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

(مولود شریف) میں اچھی آواز کے ساتھ قرآن شریف، نعتیہ قصائد اور مناقب وفضائل پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے منع تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف کو تبدیل وتحریف کیا جائے اور مقامات نغمہ کا التزام کرنا اور الحان کے طریق سے آواز کو پھیرنا اور اس کے مناسب تالیاں بجانا جو کہ شعر میں بھی جائز نہیں ہیں۔

(مکتوب نمبر ۷۲ جلد ۲ بنام خواجہ حسام الدین)

- مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

کہ میلاد صرف اس امر کا نام ہے کہ آیات قرآنیہ اور احادیث پڑھی جائیں اوران کی تشریح کرتے ہوئے کچھ معجزات نبوی، حسب ونسب نبویہ اور حالات پیدائش معہ خوارق ونشانہائے آسمانی بیان کیے جائیں جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب "النعمۃ الکبریٰ علی العالم" میں بیان کیا ہے اس میلاد کا وجود عہد نبوت اور عہد صحابہ میں تھا۔ اگرچہ اس وقت اس مجلس کو میلاد نہیں کہتے تھے۔ پھر اسی سلسلہ بیان کو جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ خلاصہ یہ ہے کہ میلاد شرعی مستحسن شرعی ہے۔ یا تو اس وجہ سے کہ اس کا وجود (خواہ کسی عنوان سے ہو) قرون ثلاثہ میں تھا اور یا اس وجہ سے کہ اس کا جواز سند شرعی میں درج ہے اور کسی نے اس کے مستحب ہونے سے انکار نہیں کیا۔ سوائے چند اشخاص کے جن کا سرکردہ تاج الدین مالکی ہے مگر اس کا قول معتبر نہیں ہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۳۳ پر لکھتے ہیں کہ علمائے حرمین شریفین قیام بھی کرتے

ہیں۔ الخ (مجموعہ فتاویٰ صفحہ نمبر ۱۱ جلد ۲ طبع فرنگی محل (لکھنؤ)

کرم ہی کرم

● حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی شاہ عبدالرحیم فاروقی قادری حنفی (متوفی ۱۱۳۱ھ) علیہ الرحمۃ نے خبر دی۔

فرمایا کہ میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روز کھانا پکوایا کرتا تھا، میلاد پاک کی خوشی میں، ایک سال میں اتنا تنگدست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر چنے بھنے ہوئے وہ میں نے لوگوں میں تقسیم کردیے تو کیا دیکھتا ہوں (یعنی خواب میں) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو وہ بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں۔ اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں۔

(درثمین فی مبشرات النبی الامین از مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۴۰ طبع لائل پور ۱۹۷۰ء)

● امام سہیلی علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابولہب جب مرگیا تو میں نے ایک سال بعد خواب میں دیکھا کہ وہ بہت ہی برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ مرنے کے بعد مجھے کوئی راحت نصیب نہ ہوئی، لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کردی جاتی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اس وجہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابولہب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اسے آزاد کردیا۔[1]

(فتح الباری شرح بخاری صفحہ نمبر ۱۱۸ جلد ۱۹ از ابن حجر عسقلانی شافعی (م ۸۵۲ھ)

● علامہ محبی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد بن احمد عجیلی (متوفی ۱۰۱۱ھ) علیہ الرحمۃ کی اپنی ایک تحریر دیکھی جس میں عبارت یہ ہے کہ شیخ صالح نجم

---

[1] ابولہب کے تخفیف عذاب کا واقعہ صحیح بخاری میں بھی موجود ہے ملاحظہ ہو بخاری صفحہ نمبر ۷۶۴ جلد ۲ طبع کراچی)۔ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

الدین بن قیولی مصری نے مجھے بتایا کہ انہوں نے عیدالفطر کے دن اونگھ کی حالت میں ۷۰۰ھ میں دیکھا کہ گویا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور کی جگہ پر باہر سامنے تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے سارے جسم پاک سے نور نکل رہا ہے لیکن سینہ اقدس سے جو نور نکل رہا ہے وہ تو ایسی کیفیت کئے ہوئے ہے۔ جو جسمانی ہے اور اس کی مقدار اتنی تھی یہ کہ آپ نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کا حلقہ بنایا اور یہ نور اپنی جگہ سے پھیل کر سید محمد عجیلی تک پہنچتا ہے اور وہ محفل میلاد وذکر اپنی مسجد میں اس وقت قائم کئے ہوئے تھے اور یہ نور ان کے سینہ میں لگاتار داخل ہوتا چلا جاتا ہے۔

(جامع کرامات اولیاء از علامہ نبہانی صفحہ نمبر ۹۷۸ طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

● حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے فرمایا:

قدیم طریقہ کے مطابق بارہ ربیع الاول کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیاز (کچھ) تقسیم کی، اور آپ کے بال مبارک کی زیارت کرائی تلاوت قرآن پاک کے دوران ملاء الاعلیٰ کا ورود ہوا۔ (فرشتے نازل ہوئے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پرفتوح نے اس فقیر اور اس سے محبت کرنے والوں کی بہت التفات فرمائی

اس وقت میں نے دیکھا کہ ملاء الاعلیٰ (فرشتوں کی ٹولی) ان کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت نیازمندی اور عاجزی کی بنا پر بلند (عروج کررہی ہے) ہو رہی ہے۔ (اوپر اٹھ رہی ہے) اور اس کی کیفیت کی برکتیں اور لپٹیں نازل ہو رہی ہیں۔

(القول الجلی فی ذکر آثار الولی (مترجم اردو) صفحہ نمبر ۱۸۲ طبع لاہور ۱۴۲۰ھ)

۱۔ ابن تیمیہ لکھتا ہے۔ ”واللہ قد یثیبھم علی ھذا المحبة والاجتھاد“۔

(اقتضاء الصراط، صفحہ نمبر ۲۹۴ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

یعنی حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحت جو لوگ میلاد مناتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس محبت اور کوشش وسعی کا ثواب دیگا۔

۲۔ شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتا ہے:

”وارضعته صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ثویبة عتیقة ابی لهب، اعتقها حین بشرته بولادته صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و قد رؤی ابو لهب بعد موته فی النوم فقیل له: ماحالک؟ فقال: فی النار، الا انه خفف عنی کل اثنین وأمص من بین اصبعی هاتین ماء واشار برأس اصبعه: وان ذالک باعتاقی ثویبة عندما بشرتنی بولاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وبارضاعها له، قال ابن الجوزی: فاذا کان هذا ابولهب الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی بفرحه لیلة مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم به فما حال المسلم الموحد من امته صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یسر بمولده؟“۔

(مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طبع لاہور ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء) ۱

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی خوشخبری ثویبہ نے ابولہب کو پہنچائی تو اس نے اس خوشی میں ان کو آزاد کر دیا اور ثویبہ نے بھی آپ کو پہلے پہل دودھ پلایا کسی نے ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ بولا جہنم میں ہوں ہاں پیر کے دن میرے عذاب میں کچھ کمی ہو جاتی ہے اور دونوں انگلیوں کے درمیان سے کچھ پانی چوستا ہوں (اور اس نے اپنی انگلیوں کے سرے کی طرف اشارہ کیا) اور اس کا سبب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی خوشخبری سنانے پر میرا ثویبہ کو آزاد کرنا اور اس کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دودھ پلانا ہے۔

- نواب صدیق حسن خان بھوپالی (غیر مقلد وہابی) لکھتا ہے:

جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول

---

۱ وہابیہ کا ترجمان ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور ۲۵ جولائی ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے، ہم مولانا مدنی اور ان کے ادارے کو اس حسین مرقع (یعنی مختصر سیرت الرسول) کی اشاعت پر دلی مبارک پیش کرتے ہیں۔

پر اس نعمت کے نہ کرے، وہ مسلمان نہیں۔ ۱

(الشمامة العنبریہ من مولد خیر البریہ صفحہ نمبر ۱۲ طبع انڈیا ۱۳۰۵ھ)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

”۱۲ ربیع الاوّل کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش ہوئی اور یہی تاریخ آپ کی وفات مبارکہ کی ہے۔ اس لئے اس دن خوشی منانا جائز نہیں“۔

حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت، ہم پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے، اور آپکی وفات ہمارے لئے سب سے بڑا اندوہ والم۔ مگر شریعت نے نعمتوں پر اظہار شکر کی ترغیب دلائی ہے اور مصائب پر صبر وسکون اور خاموشی کی تلقین کی ہے۔ شریعت نے ولادت کے موقع پر عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے، جس سے بچے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار ہوتا ہے اور موت کے وقت جانور ذبح کرنے کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی ایسی کسی بات کا بلکہ نوحہ وجزع فزع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا قواعد شرعیہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس ماہ مقدس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کے سلسلے میں خوشی منانا وفات پر غم کرنے سے بہتر ہے۔

(حسن المقصد فی عمل المولد صفحہ نمبر ۳۶، ۳۵ طبع سیالکوٹ)

نیز علماء کرام حضرت محدث ابن جوزی، علامہ سخاوی نے علامہ جلال الدین

---

۱ اسماعیل دہلوی کے پیر سید احمد جہاز میں سفر کر رہے تھے کہ رات کے وقت سمندر کی حالت خطرناک ہو گئی آخر جب رات خیریت سے گزر گئی اور صبح ہوئی اور جہاز خطرے کی جگہ سے نکل آیا تو جہاز کے کپتان نے اس شکریہ میں حلوہ تیار کر کے مجلس میلاد شریف منعقد کی اور بعد پڑھنے عربی قصائد (یعنی نعت خوانی ہوئی فیضی غفرلہ) اور مولود مسعود کے اس حلوے کو تقسیم کر دیا۔ (مخزن احمدی صفحہ ۸۵) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

سیوطی، علامہ ابن حجر مکی، ملا علی قاری حنفی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ برہان الدین حلبی وغیرہ نے وفات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قانونِ شرعی کی روشنی میں منانے کو ترجیح دی ہے۔

- **ایک شبہ اور اس کا ازالہ**

میلاد ایک عیاش بادشاہ کی اختراع ہے۔

بقول مولانا عبدالحئی لکھنوی مرحوم وحسب تصریحات دیگر آئمہ عظام اس کی اصلیت عہد رسالت سے ثابت ہے ہاں مختلف زبانوں میں اہل حق کے ہاں بھی اس کی مختلف تصریحات ہوتی رہی ہیں جن سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ مجلس کسی طرح بھی باعث خیر وبرکت نہیں۔ یا کم از کم درجہ اباحت تک بھی نہیں پہنچتی، ورنہ ایسے سخت گیر اور متشدد مخالفین سے جب ان کی اپنی بدعات نو پیدا کردہ سے سوال کیا جائے تو چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔

اس کے بعد ہم یہ بھی کہیں گے ''الحکمۃ ضالۃ المؤمن'' مومن کو ہر جگہ سے مفید مطلب چیز حاصل کر لینا ضروری ہے۔ اس اصل پر حجاج بن یوسف کی کوشش سے قرآن شریف کے حرکات وسکنات اور دیگر اجزاء حاصل کئے گئے ہیں۔ اسی طرح آج کل بھی یورپ سے کئی مفید امور حاصل کیئے جارہے ہیں۔

(المیلاد فی القرآن صفحہ نمبر ۱۸، ۱۹ از مولانا محمد عالم آسی طبع لاہور ۲۰۰۱ء)

اعتراض

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجلس میلاد کے انعقاد کو ترک کرنا اس کی حرمت اور ناجائز ہونے کی واضح دلیل ہے۔

جواب

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شئے کو ترک فرمایا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں لیا جاسکتا کہ وہ فعل ناجائز یا حرام ہے۔ رب کائنات ارشاد فرماتا ہے،

- ''وما اتکم الرسول فخذوہ ومانھکم عنہ فانتھوا''۔

ترجمہ: ''اور جو کچھ رسول تمہیں دیں لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رُک جاؤ''۔

اس میں یہ تو نہیں فرمایا: ''وما ترکہ فانتھوا عنہ'' جسے آپ نے ترک فرمایا اس سے رُک جاؤ''۔

- رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: جس کا میں تمہیں حکم دوں اسے اپنی طاقت کے مطابق بجالاؤ اور جس سے میں منع کروں اس سے بچو۔

آپ ﷺ نے یہ تو نہیں فرمایا: جسے میں ترک کروں اس سے بچو۔

اسی طرح اسلاف کا کسی عمل کو ترک کرنا یعنی اسے بجا نہ لانا اس کے ممنوع ہونے پر دلالت نہیں کرتا

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر وہ فعل وعمل جس کی سند شرع میں ہو بدعت نہیں ہوا کرتا اگرچہ اس پر کسی سلف نے عمل نہ کیا ہو۔ کیونکہ ان کا اس وقت بجا نہ لانا کسی عذر کی وجہ سے ہوسکتا ہے یا وہ اس سے افضل پر عمل پیرا ہوں۔

- **ترک کی مثالیں**

کچھ ایسے اعمال ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا: (۱) مروجہ محفل میلاد۔ (۲) محفل شب معراج۔ (۳) شب بارات کے موقع پر شب بیداری۔ (۴) جنازہ کے ساتھ ذکر۔ (۵) گھر میں میت پر تلاوت قرآن۔ (۶) قبر کے پاس تلاوت قرآن۔

جو شخص ان کو یا ان کے ہم مثل اشیاء کو اسی دعوٰی کی بنا پر حرام کہے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نہیں کیا اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان فٹ آئے گا۔ ''اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون'' کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو''۔ اس لئے جب تک کسی شئے کے بارے میں کوئی نہی وارد نہ ہو جو

ان کے حرام یا مکروہ ہونے کا تقاضا کرے تو اصل اباحت ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

"وما سکت عنه فهو عفو"۔ جس سے رب تعالیٰ خاموش ہے وہ معاف ہیں (یعنی انکی اجازت ہے)۔

(مسئلہ ترک از امام عبداللہ محمد بن الصدیق الغماری (مترجم) تلخیص طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

• امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۴ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

میلاد شریف کو مروجہ اہتمام کے ساتھ منعقد کرنے کی ابتداء (بادشاہوں میں) اربل کے حکمران سلطان مظفر نے کی...... اس کا شمار عظیم المرتبت سلاطین اور فیاض امراء میں ہوتا ہے۔ اس نے کئی اور نیک کارنامے انجام دیئے اور یادگاریں قائم کیں۔ کوہ قاسیون کے دامن میں جامع مظفری تعمیر کرائی۔

• ابن کثیر اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

سلطان مظفر ربیع الاول کے مہینے میں میلاد شریف کا نہایت شان وشوکت اور تزک واحتشام سے اہتمام کرتا تھا اس سلسلے میں ایک عظیم الشان جشن منعقد کرتا تھا۔ وہ ایک زکی القلب، دلیر، بہادر، زیرک، عالم اور عادل حکمران تھا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے...... اس کی وفات ۶۳۰ھ میں شہر عکہ میں ہوئی اس وقت اس نے فرنگیوں کا محاصرہ کر رکھا تھا مختصر یہ کہ انتہائی نیک سیرت اور پاک طینت آدمی تھا۔

(حسن المقصد فی عمل المولود صفحہ نمبر ۲۶ مترجم مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۲ء)

الزام: یہ مسرف بادشاہ رعایا کی لاکھوں کی رقم اس بدعت پر خرچ کرتا تھا۔

(انصاف صفحہ نمبر ۹۵)

الجواب: نیز عیاشی اور فضول خرچی یہ ہوتی ہے جس سے نہ دنیا کا فائدہ ہو نہ آخرت کا۔ اور کیا رعایا اس کے دور میں تنگ اور پریشان تھی کہ حقوق العباد ترک کر کے محفل میلاد پر ایک کثیر رقم خرچ کرتا تھا جب ایسا ثابت نہیں تو خواہ مخواہ ایک مسلمان پر بدظنی کرنا گناہ ہے۔ رب کائنات فرماتا ہے: اے ایمان والو اکثر گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔ (سورۃ الحجرات)

• حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بدگمانی سے بچو، بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔

اور وہ فقط عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں ہر سال محفل منعقد کرتا تھا جس میں وقت کے علماء ومشائخ، سرکاری ملازمین اور ہزاروں دیگر افراد شمولیت کرتے تھے۔ پھر قرآن خوانی، نعت خوانی، درود شریف پڑھا جاتا تھا۔ پھر آپ کی سیرت، معجزات اور میلاد کا بیان ہوتا تھا۔ لوگوں کو گناہوں سے برگشتہ کر کے عبادت واطاعت کی طرف راغب کرتے تھے۔ اس کے بعد حاضرین کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ اس کے بعد حاضرین کو انعامات دیئے جاتے تھے۔ اور سخاوت کی فضیلت حدیث مبارکہ سے ثابت ہے سخی اللہ تعالیٰ کے قریب جنت کے قریب ہے۔ اور لوگوں کے قریب ہوتا ہے۔ (ترمذی ابواب البر والصلہ صفحہ نمبر ۹۱۶ جلد اول)

اس لئے شاہ اربل کو عیاش اور مسرف سلطان کہنا الزام تراشی کے سوا کچھ نہیں۔

محفل میلاد منعقد کرنا یہ مسلمانوں کیلئے اظہار محبت اور ایمان کی علامت ہے

21...... علمائے دیوبند کا متفقہ فیصلہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک ولادت باسعادت، واقعات، غزوات، افعال اور کردار عظیمہ اور آپ کی اخلاق حسنہ پر محفل میلاد منعقد کرنا یہ مسلمانوں کیلئے اظہار محبت اور ایمان کی علامت ہے محدث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے اسی بارے میں سوال پوچھا گیا؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا:

الجواب: عندی ان اصل عمل المولد الذی هو اجتماع الناس و قرأة ماتیسر من القرآن وروایة الأخبار الواردة فی مبدء امر النبی صلی الله علیه وسلم و ماوقع فی مولده من الایات ثم یمدلهم سماط یاکلونه و ینصرفون من غیر زیادة علی ذلک هو من البدع الحسنة التی یثاب

علیها صاحبها لما فیه من تعظیم قدر النبی صلی الله علیه وسلم و اظهار الفرح والاستبشار بمولده الشریف ،الحاوی للفتاوی صفحہ نمبر ۱۸۹ جلد اول ، اس کے علاوہ اور علماء کرام بھی اس کے قائل ہیں علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں ورسائل لکھے ہیں نحو" النعمة الکبری علی العالم بمولد سید ولد آدم للحافظ ابن حجر مولد رسول الله لابن کثیر المورد الروی فی المولد النبی للعلامه علی القاری مولد النبی لابن حجر الهیثمی التنویر فی مولد البشیر والنذیر للعلامه ابن دحیه عرف التعریف بالمولد الشریف لابن جوی """ چند مسلمات وحسنات" فضل الذاکرین صفحہ نمبر ۷ وفیات الاعیان صفحہ نمبر ۲۷۳ جلد ۳، نور الاسلام صفحہ نمبر ۱۳۷، ماثبت بالسنۃ صفحہ نمبر ۶۰ ، درثمین صفحہ نمبر ۴۱، باب جنت صفحہ نمبر ۱۳۷، جامع الکمالات صفحہ نمبر ۲۵۷، مقالات الکوثری صفحہ نمبر ۳۷۳ ، مقالات غازی صفحہ نمبر ۵۷، جمع الفوائد صفحہ نمبر ۳۸۳ جلد اول برحاشیہ نسائی شریف صفحہ نمبر ۳۵۶ ، مجمع الفتاوی صفحہ نمبر ۲۹۷ ، تنبیہ: محفل میلاد ہمارے علماء دیوبند کے نزدیک بھی ثابت ہے عقائد علماء دیوبند صفحہ نمبر ۲۱۲، السعایۃ صفحہ نمبر ۲۷ جلد ۲، فیض الباری صفحہ نمبر ۳۰۱ جلد ۲، بہشتی زیور صفحہ نمبر ۱۳۷، المهند علی المفند صفحہ نمبر ۱۳۲، طریقہ مولود للتھانوی ، مجموعۃ الفتاوی صفحہ ۱۵۳، اثبات الاعراض صفحہ نمبر ۱۴۱۔

تصدیقات علماء کرام ومشائخ عظام

۱۔ شیخ الحدیث فقیہ العصر مولانا مفتی اعظم پاکستان محمد فرید صاحب۔

۲۔ شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت مولانا محمد حسن جان مدنی۔

۳۔ شیخ الحدیث والفقہاء حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی صاحب۔

۴۔ شیخ الحدیث اکابر العلماء حضرت مولانا فتح محمد صاحب۔

۵۔ شیخ الحدیث والعلوم حضرت مولانا فضل واحد صاحب۔

۶۔ شیخ الحدیث وفقیہ النفس حضرت مولانا چاند بادشاہ صاحب۔

۷۔ شیخ الشریعت والطریقت سید علی آغا صاحب۔

۸۔ شیخ الشریعت والطریقت سید بادشاہ آغا صاحب۔

۹۔ شیخ الحدیث ورئیس الاتقیاء مولانا رحیم اللہ صاحب۔

۱۰۔ شیخ الشریعت والطریقت مولانا عبد الرؤف آغا صاحب۔

۱۱۔ شیخ الشریعت والطریقت حضرت مولانا جان محمد صاحب۔

۱۲۔ شیخ الشریعت والطریقت حضرت مولانا عبید اللہ صاحب۔

۱۳۔ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد حمید آغا صاحب۔

۱۴۔ قاضی القضات استاذ العلماء حضرت مولانا عبد الغفور سنائی صاحب۔

۱۵۔ جامع الفنون حضرت مولانا نور محمد صاحب۔

۱۶۔ شیخ الشریعت والطریقت حضرت مولانا سید عبد الباری آغا۔

۱۷۔ امیر المجاہدین حضرت مولانا خیر محمد صاحب۔

۱۸۔ شیخ الحدیث والعلماء حضرت مولانا محمد علی صاحب۔

۱۹۔ حضرت مولانا محمد نبی صاحب۔

۲۰۔ قائد علماء افغانستان مولوی محمد نبی "محمدی" صاحب۔

۲۱۔ علامہ پروفیسر وکیل اسلام عبد العزیز "خلجی"۔

اشتہار الیواقیت والجواہر "یعنی اقوال الاکابر"

فی

تحقیق مسائل العصر الحاضر

مرتب وناشر: محمود الزمان، شیخ الحدیث مولانا غازی محمد صاحب "کمال"

تحقیق ونظر ثانی: شیخ الحدیث مولانا محمد ملنگ جان صاحب

حضرت مولانا محمد فضیل صاحب "پشین"

Monthly"Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat"Multan.Regd.M.No.32

توحید و ختم نبوت کے علمبردارو، ایک ہو جاؤ (سید ابو ذر بخاری)

تحفظ ختم نبوت کانفرنس

۳۰ ویں سالانہ دو روزہ

۱۱، ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ ✽ جامع مسجد احرار، چناب نگر

زیر صدارت

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

حضرت صاحبزادہ

عزیز احمد مدظلہ

(خانقاہ سراجیہ کندیاں)

مہمانان خصوصی

شیخ الحدیث

مولانا زاہد الراشدی

سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل

حضرت

مولانا مجاہد الحسینی

مدیر ماہنامہ "صوت الاسلام" فیصل آباد

جناب

حافظ حسین احمد صاحب

مرکزی رہنما جمعیت علماء اسلام

مولانا

عبدالرشید انصاری

مدیر ماہنامہ "نور علی نور" کراچی

مشائخ عظام، جید علماء اور دانشور کانفرنس کی مختلف نشستوں سے خطاب کریں گے

جلوس

زیر اہتمام: تحریک تحفظ ختم نبوت ✽ مجلس احرار اسلام پاکستان

رابطہ: چناب نگر 047-6211523 ملتان 061-4511961 لاہور 042-5865465 چیچہ وطنی 040-5482253 کراچی 0301-2684157

واہ کینٹ (دسمبر ۱) میں دیوبندی اہل حدیث ... لیکن ... نانا

محمد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ ربنا جل جلالہ

عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس

الداعی الی الخیر

منتظمین سیرت کمیٹی واہ کینٹ تحصیل ...

مرکزی رابطہ آفس مدنی مسجد 43

44 مسجد الصدیق

مرکزی جامع مسجد السلفیہ

مسجد اویس شہید

مسجد اہلحدیث

پروگرام ان شاء اللہ

یکم مئی 2004ء، 10 ربیع الاول

بروز ہفتہ

بوقت: 1:00 بجے دن

بمقام: لائق علی چوک واہ کینٹ

جسمیں ملک بھر سے جید علماء کرام، مشائخ عظام، دانشور، وکلاء، مذہبی سکالرز، عظیم قراء اور نعت خواں حضرات تشریف لا رہے ہیں آپ حضرات ولادت مصطفیٰ کا پیغام اپنے ...

[redacted]

QIRTAS GRAPHICS Wah Cantt : 0300-5336906

عظمتِ رسول ﷺ کانفرنس

بمقام

لائق علی چوک
واہ کینٹ

پروگرام

مورخہ 21 اپریل 11 ربیع الاول
بروز جمعرات بوقت 1:00 بجے دن

برائے رابطہ

مدنی مسجد	536343:
مسجد الصدیق	511344:
مرکزی مسجد الاسلامیہ	510165:
مسجد اویس شہید	541363:
مسجد اہلحدیث	536397:

جس میں ملک بھر سے
جید علماء کرام، مشائخ عظام
دانشور، وکلاء، قراء اور نعت خوان
حضرات تشریف لا رہے ہیں۔

الداعی الی الخیر

انتظامیہ سیرت کمیٹی واہ کینٹ تحصیل ٹیکسلا

شیخ احمد عبدالعزیز المبارک چیف جسٹس عدالت شرعیہ متحدہ عرب

امارات کا فیصلہ کن فتویٰ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر جمع ہونے کے بارے میں مجھ سے مسئلہ پوچھا گیا ہے، ان اجتماعات کے موقع پر مساجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ، واقعات وغزوات بیان کئے جاتے ہیں، اور اکثر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں قصیدے پڑھے جاتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اجتماعات کو جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس پر خوشی اور مسرت کا اظہار ہوتا ہے، نیز ان کی مبارک زندگی اور غزوات کے واقعات سے عبرت حاصل کرنے کیلئے ان کو بیان کیا جاتا ہے۔ اور آپ کی سیرت واخلاق سے لوگوں کو رغبت دلانے کیلئے اور ہدایت حاصل کرنے کیلئے ان کا انعقاد عمل میں آتا ہے، ایک مباح (جائز) عمل قرار دیا گیا ہے۔ اگر چہ (بعض کو یہ مرغوب نہ ہو، کیونکہ اس تقریب نے لوگوں کے کردار بنانے اور جذبات (محبت رسول) کے ابھارنے میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ اگر چہ وہ تقریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور صحابہ کے زمانے میں نہ منائی گئی ہو تو اس کو ناپسندیدہ بدعت قرار نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ بدعت یا تو قابل مذمت ہے یا مستحسن یا جائز۔ بخاری اور موطا میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تراویح کیلئے جمع کیا اور فرمایا ''نعمت البدعۃ ھذہٖ'' یہ بدعت اچھی ہے۔

فتح الباری میں اس کی شرح میں لکھا ہے کہ بدعت کی اصل یہ ہے کہ سابق میں اس کی مثال نہ ہو اور اگر اس کو سنت کے مقابل عمل قرار دیا جائے تو وہ قابل مذمت ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ اس عمل کو شرع میں اگر مستحسن قرار دیا جائے تو وہ اچھی ہے یعنی وہ بدعت حسنہ ہے اگر اس کو شرع میں فرض قرار دیا جائے تو بری ہے ورنہ مباح ہے اور

احکام خمسہ میں ایک ہے، اور اسی میں ایک حدیث ہے کہ ''بے شک سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت ہے اور کاموں میں برے کام وہ ہیں جو بعد میں نکالے گئے ہوں'' کے ذیل میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ بدعت دو قسم کی ہے، ایک محمود (اچھی)، دوسری مذموم (بری) جو سنت کے موافق ہو وہ محمود ہے اور جو اس کے مخالف ہو وہ مذموم۔ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ ہی کا قول ہے جو بیہقی نے اپنے مناقب میں نقل کیا ہے کہ بدعتیں دو قسم کی ہیں، ایک جو کتاب وسنت، اثر اور اجماع کے خلاف ہو، وہ گمراہ بدعت ہے۔ جو خیر کیلئے نکالی اور ان کے خلاف نہ ہو وہ قابل قبول بدعت ہے۔ بعض علماء نے بدعت کو اعمال خمسہ میں شمار کیا ہے۔ وہ واضح ہے۔

الباجی منتقی میں فرماتے ہیں کہ ''یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے صراحت ہے کہ انہوں نے رمضان کے قیام کو ایک امام کے تابع کیا اور مساجد میں اس کو قائم کیا، حالانکہ بدعت وہ ہے جس کی بدعت نکالنے والا ابتداء کرے اور اس سے قبل کسی نے ایسا نہ کیا تھا، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بدعت کو جاری کیا اور صحابہ کرام نے اس کی اتباع کی اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل صحت پر مبنی تھا۔

شہاب الدین قرافی نے کتاب الفروق میں لکھا ہے کہ بدعت احکام خمسہ میں شامل ہے، یہ قسمیں شرع کی قسمیں ہیں۔ واجب، حرام، مستحب، مکروہ اور مباح، انہوں نے اس کو طوالت سے فرق ثانی (صفحہ نمبر ۲۵۰) میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہ بات فتح الباری سے اوپر نقل کردہ تحریر کے مانند ہے۔

بعض مالکی فقہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو عید کی مشابہت میں مکروہ قرار دیا ہے۔ یعنی جیسے عید کے دن روزہ رکھنا درست نہیں، ویسا ہی ولادت باسعادت کے دن بھی روزہ رکھنا درست نہیں کیونکہ وہ دن عید کے مانند ہے۔ (مترجم) ان کی رائے میں اس دن خوشی اور فرحت کا اظہار شرع کے

لحاظ سے درست ہے، اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیے۔

مواہب جلیل علی مختصر خلیل میں عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن المعروف بہ خطاب مالکی (م ۹۵۴ھ) نے لکھا ہے کہ شیخ زروق شرح قرطبیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو ایسے لوگوں نے جو ان کے زمانے کے قریب تھے اور تقویٰ میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔ مکروہ قرار دیا ہے۔ چونکہ وہ مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید کا دن ہے چاہیے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔ اور ہمارے شیخ قوری اس کثرت سے ذکر کیا کرتے اور اس کو اچھا سمجھتے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن عباد نے اپنے رسائل کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا دن مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید ہے اور تقاریب میں سے ایک تقریب ہے اور وہ چیز جو فرحت و سرور کا باعث ہو آپ کی ولادت کے دن مباح اور جائز ہے، مثلاً روشنی کرنا اچھا لباس پہننا، جانوروں کی سواری کرنا، اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔ ان امور کے بدعت ہونے کا حکم اس وقت ہے جبکہ کفر و ظلمت اور خرافات وغیرہ ظاہر ہونے کا خوف ہو، اور یہ دعویٰ کرنا کہ عید میلاد اہل ایمان کی مشروع تقریبوں میں نہیں مناسب نہیں ہے۔ اور اس کو نیروز و مہرجان سے ملانا ایک ایسا امر ہے جو سلیم الطبع انسان کو منحرف کرنے کے برابر ہے عرصہ قبل میں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن سمندر کے ساحل کی طرف جانکلا، وہاں میں نے الحاج ابن عاشر کو ان کے ساتھیوں کے ساتھ پایا۔ وہاں ان میں سے بعض نے کھانے کیلئے مختلف قسم کی چیزیں نکالیں اور مجھے بھی اس میں بلایا، میں اس روز روزہ سے تھا، اس لئے میں نے کہا میں روزہ سے ہوں۔ ابن عاشر نے میری طرف ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور کہا اس کا کیا مطلب ہے۔ آج خوشی اور مسرت کا دن ہے، اس میں روزہ رکھنا ایسا ہی ناپسندیدہ ہے جیسا کہ عید کے دن، میں نے ان کے کلام پر غور کیا اور میں نے اس کو حق پایا۔ گویا کہ میں سو رہا تھا پس انہوں نے بیدار کر دیا۔

حاشیہ کنون میں ابن عباد کے کلام "تاج الفاکہانی کا یہ ادعا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی تقریب منانا مذموم بدعت ہے"۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس پر ایک رسالہ بھی لکھ دیا۔ صحیح نہیں ہے۔ ان کے اس بیان پر زین العراقی اور علامہ سیوطی نے اعتراض کیا ہے اور لکھا ہے کہ مالکی فقہاء میں سے اکثر نے ابن عباد، ابن عاشر زروق اور کنون کا مسلک اختیار کیا ہے، ان میں قابل ذکر محمد البانی نے حاشیہ زرقانی پر اور الرسوقی نے حاشیہ شرح الکبیر مؤلفہ دردیر پر اور صاوی نے اپنے حاشیہ شرح صغیر پر اور محمد علیش نے اپنی شرح خلیل پر اور برہان الدین حلبی نے اپنی سیرت حلبیہ میں (ایسا ہی بیان کیا ہے)۔

ابن حجر الہیثمی رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر سب متفق ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی تقریب منانا اور اس میں جمع ہونا ایسا ہی ہے یعنی بدعت حسنہ ہے اسی وجہ سے امام ابوشامہ فرماتے ہیں، کیا ہی اچھا ہے وہ شخص جس نے ہمارے زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن صدقات دینے اچھے کام کرنے اور زینت اختیار کرنے اور مسرت کا اظہار کرنے کا طریقہ اپنایا، اس میں غریبوں کی مدد کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اظہار بھی ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔

علامہ سخاوی نے فرمایا کہ "عید میلاد" کو اسلاف میں کسی تین قرن (یعنی بہ زمانہ رسالت مآب وصحابہ و تابعین) میں نہیں منایا۔ بلکہ اس کے بعد اس کا سلسلہ جاری ہوا۔ لیکن اس کے بعد سے برابر تمام ملکوں اور شہر میں اہل اسلام عید میلاد مناتے رہے ہیں۔ اس رات میں لوگ مختلف صدقات دیتے ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے واقعات سناتے ہیں جس کے برکات عامہ ان پر ظاہر ہوتے آئے ہیں۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ عید میلاد کی تقریب منانا سال بھر امان سے رکھتا ہے۔ اور بہت جلد مقصد کے حاصل ہونے اور اس میں کامیاب ہونے

کی بشارت دیتا ہے، اسی طرح ابن حجر الہیثمی کے نوازل حدیثیہ میں اس کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے مضمون میں جواباً کہا ہے کہ "عید میلاد کا اجتماع اگر خیر وشر پر مشتمل ہو تو اس کا چھوڑنا واجب ہے کیونکہ فساد کا روکنا اچھائیوں کے حاصل کرنے سے بہتر ہے۔ خیر یہ ہے کہ صدقہ دیا جائے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا جائے اور برائی یہ ہے کہ عورتیں اور مرد باہم خلط ہو جائیں۔ لیکن اگر یہ تقریب اس برائی سے پاک ہے اور وہ صرف حضور کے ذکر درود وسلام اور اسی قسم کی باتوں پر مشتمل ہے تو وہ سنت ہے۔ پھر انہوں نے دو حدیثوں سے استدلال کیا ہے جس میں سے ایک انہوں نے نوازل میں بیان کی ہے۔ کہ "جب قوم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کیلئے بیٹھتی ہے تو ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں۔ اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے دربار میں ان کا ذکر کرتا ہے"۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے اور دوسری حدیث بھی اس کی مثل بیان کی ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ ان دونوں حدیثوں سے خیر کیلئے جمع ہونے اور بیٹھنے کی فضیلت ظاہر ہے۔

ہم نے حافظ ابن حجر کی کتاب[1] سے اور انہوں نے امام شافعی سے اور ابو نعیم اور بیہقی کے طریق سے نقل کیا ہے اور ہم نے باجی سے اور انہوں نے فروق القرانی سے جو نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہم نے پیش کی ہے اس پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ بدعت کا مدار اس کے ہونے والے اچھے اور برے امور پر منحصر ہے۔ اگر وہ اچھے ہیں تو وہ پسندیدہ ہیں اور اگر وہ برے ہیں تو قابل مذمت۔

اور ایسا ہی مالکی فقہا اور شافعی فقہا مثلاً زین العراقی، علامہ سیوطی، ابن حجر الہیثمی، علامہ سخاوی پھر ابن جوزی، حنبلیوں میں سے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی تقریب منانے اور اس پر جمع ہونے کو بہتر عمل قرار دیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اس میں غلو کرتے ہیں اور اس کو نصرانیوں کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی

[1] فتح الباری صفحہ نمبر ۲۵۳ جلد ۴ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

تقریب سے مشابہ قرار دیتے ہیں۔ وہ قیاس مع الفارق کرتے ہیں (اور غلط مثال دیتے ہیں) کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا یوم (نعوذ باللہ) ان کے خدا ہونے یا خدا کا بیٹا ہونے یا تیسرا خدا ہونے کے لحاظ سے منایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بے شک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے" اور "نصاریٰ نے کہا کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے۔ اور کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے"۔ "اللہ تعالیٰ وہ جو کچھ کہتے ہیں اس سے اعلیٰ وارفع ہے"۔ لیکن مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر خوشی مناتے ہیں اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے ہونے سے آپ کیلئے شرف ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی شان میں فرماتا ہے۔ "پاک ہے وہ پروردگار جو اپنے بندے کو رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا"۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے"۔ پس آپ ایسے بشر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی اور رسالت سے مشرف کیا ہے اور آپ کو تمام انسانوں میں افضل بنایا اور آپ کو وہ سب کچھ عطا فرمایا جو کسی اور کو نہیں دیا گیا۔

جامع ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمام لوگوں میں سب سے پہلے قیامت میں اٹھایا جاؤں گا۔ میں ان کا خطیب ہوں، جب وہ خاموش ہوں رہیں گے۔ میں ان کا شفیع ہوں جب وہ گرفتار ہوں گے، اور میں ان کو خوشخبری سنانے والا ہوں، جب وہ مایوس ہوں گے۔ بزرگی اور (جنت کی) کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور میں اللہ کے پاس تمام اولادِ آدم میں سب سے زیادہ بزرگ ہوں مگر مجھے اس پر فخر نہیں"۔[1]

دوسری حدیث جس کو ابن اسحاق[2] نے اپنی سیرت میں دو فرشتوں کے

[1] مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۲۱ جلد ۳ مطبوعہ لاہور

[2] محمد بن اسحاق مشہور تابعی ۱۵۰ھ میں بغداد میں انتقال فرمایا (ابو الجلیل فیضی)

شق صدر کرنے کے واقعہ میں بیان کیا ہے کہ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ہے کہ ان کو وزن کرو ان کی امت کے دس آدمیوں میں سے۔ پس انہوں نے میرا وزن کیا اور میں ان سب سے زیادہ وزن میں ہوا۔ پھر کہا کہ سو کے ساتھ وزن کرو، میرا وزن کیا گیا اور میں ان سب سے وزنی ہوا۔ پھر کہا کہ ان کی امت کے ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو، میرا وزن کیا گیا اور میں ان میں سے بھی زیادہ وزن دار رہا۔ پھر انہیں فرشتوں نے کہا ان کو چھوڑ دو، اگر ان کا وزن ساری امت سے بھی کیا جائے تو بھی زیادہ نکلیں گے۔ سیرت ابن ہشام میں بھی ایسا ہی ہے پس بے شک وہ بشر ہیں مگر سارے انسانوں میں افضل ترین، اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام عالموں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، تا کہ لوگوں کو اللہ کے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالیں اور عزت والے اور حمد کے قابل پروردگار کے راستے کی طرف بلائیں۔

مساجد میں درس کیلئے جمع ہونا جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے مسلمانوں میں کوئی جدید بات نہیں اس پر سینکڑوں سال سے مالکی اور دیگر فقہاء نے عمل کیا ہے اور اس کے بارے میں کافی لکھا ہے۔ اور ہم نے اس کے بارے میں دلیلیں بیان کی ہیں ،لہٰذا اس مسئلے میں اب کوئی اعتراض باقی نہیں رہا۔ خصوصاً جب کہ ہمارے شہروں (متحدہ عرب امارات) میں مسجدوں میں اجتماعات ہوتے ہیں، اور وہاں عورتوں کو داخلے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

اگر چہ بعض مقامات پر اس خوشی میں کھیل کود کے مظاہرے بھی ہوتے ہیں لیکن اگر اس میں حرام اور خلاف شرع امر نہ ہوں تو مباح ہیں۔ جیسا کہ حبشیوں نے مسجد نبوی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کیا ہے جس کی صحیح مسلم میں تصریح موجود ہے اگر ان کھیلوں میں حرام اور خلاف شرع حرکتیں مل جائیں تو وہ ناجائز اور حرام ہیں جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض مقامات پر ہوتا ہے، ایسا ہی ذہبی نے ذکر کیا ہے۔

بہتر یہی ہے کہ ان اجتماعات کو مساجد تک ہی محدود رکھیں تا کہ منکرات کا دروازہ نہ کھلنے پائے، بعض جرائد و اخبارات نے لکھا ہے کہ (عرب ممالک) کے بعض ہوٹل اس موقع پر استحصال کرتے ہیں، اور ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی محفل منکرات کے ساتھ منانا مسلمانوں کی پیشانی پر کلنک کا داغ ہے اور اس میں عجیب وغریب خرافات رقص وسرود کی محفلیں منعقد کرنا یہ سب فساد پر مشتمل ہے، میں شدت کے ساتھ اس کو روکنے کی خواہش رکھتا ہوں، اور میں (تمام مسلمانوں سے) درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایسے عمل بند کریں اور ایسے لوگوں کا محاسبہ کریں جو کھلم کھلا منکرات پر عمل کر رہے ہیں اور ارض اسلام میں اسلام کے معاملات میں مکر سے کام لے رہے ہیں۔ بشکریہ

(ماہنامہ منار الاسلام جمادی الآخرہ ۱۴۰۱ھ، اپریل ومئی ۱۹۸۱ء) (روزنامہ جنگ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۱ء)

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر جلوس نکالنا

کسی عظیم المرتبت شخصیت کی آمد پر جلوس نکالنا حدیث مرفوع سے ثابت ہے۔ جس سے آنے والے کی تعظیم وتوقیر اور اس سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کرنا مقصود ہوتا ہے۔

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

جب انصار محبت شعار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت کی خبر سنی تو روزانہ مدینہ منورہ کی چوٹیوں پر آتے اور آفتاب جمال با کمال محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طلوع کے منتظر رہتے، جب سورج گرم ہو جاتا اور دھوپ سخت ہو جاتی تو گھروں کو لوٹ جاتے تھے۔ اچانک ایک یہودی نے جو اس مقام پر کھڑا تھا، ایک جماعت پر نظر پڑی اس نے جان لیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ تو قبیلہ انصار کو جو کہ اس کے قریب ہی تھے آواز دی کہ یہ آ رہے ہیں تمہارے

مقصود۔ تمام مسلمان اپنے اپنے ہتھیاروں سے لیس ہو کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کیلئے نکل پڑے۔ انہوں نے "بالائے حرۃ" (کے مقام پر) ملاقات کی۔ مرحبا اہلاً وسہلاً کہتے ہوئے مبارک بادی و خوشی و مسرت کا اظہار کرنے لگے۔ ان کا ہر جوان بچہ، عورت و مرد اور چھوٹا بڑا کہنے لگا "جآء رسول اللہ و جآء نبی اللہ" اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور اللہ جل جلالہ کے نبی نے قدوم میمنت لزوم فرمایا: اور اپنی عادت کے مطابق خوشی و مسرت میں اچھلنے لگے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہجرت کے موقع پر حضرت بریدہ اسلمی اور ان کے قبیلہ کے ستر افراد نے اسلام قبول کیا۔ حضرت بریدہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت آپ کے ساتھ ایک جھنڈا ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے اپنے سر سے عمامہ اُتار کر نیزے پر باندھ دیا اور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے آگے چلنے لگے۔[1]

آمد مدینہ منورہ کے موقع پر قبیلہ بنو نجار کی بچیاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی و شادمانی میں دف بجاتی اور گاتی ہوئی نکل آئیں۔

نحن جوارٍ من بنی النجار

یا حبذا محمدا من جار

نیز قبائل انصار کی پردہ نشین عورتیں اپنے اپنے گھروں کی چھتوں، دروازوں اور گلیوں میں کھڑے ہو کر یہ تہنیت گانے لگیں۔

طلع البدر علینا ۔۔۔ من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا ۔۔۔ ما دعا للہ داع

---

[1] حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ عین زمانہ ہجرت میں مشرف باسلام ہوئے سولہ غزوات میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شرکت کی ۶۳ھ میں وصال فرمایا (الاصابہ صفحہ نمبر ۱۳۶ جلد اول) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس زمانہ میں آٹھ یا نو سال کا تھا۔ آپ کی آمد سے در و دیوار ایسے منور و روشن ہو گئے جس طرح آفتاب طلوع کے وقت کرتا ہے۔ (مدارج النبوۃ حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۰۵، ۱۰۶ (اردو) طبع ۱۹۷۴ء کراچی)

حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

"فصعد الرجال والنسآء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یا محمد یارسول اللہ یا محمد یارسول اللہ"۔ (مسلم شریف جلد ۲، صفحہ نمبر ۴۱۹، طبع کراچی)

ترجمہ: "تو عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرق ہو گئے، نعرے لگاتے پھرتے تھے یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ"۔

- منیر احمد السلفی (غیر مقلد وہابی) لکھتے ہیں:

مرفوع: جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہو، خواہ وہ آپ کا فرمان ہو یا آپکا اسوۂ عمل ہو یا آپکے سامنے وہ کام کیا گیا ہو اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سکوت فرمایا۔ (تقویم، تذکرۃ الحفاظ (اردو) از علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) صفحہ نمبر ۲۴ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

- مولوی سلطان محمود آف جلالپور پیر والہ (شجاع آباد) غیر مقلد وہابی لکھتا ہے:

المرفوع: جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہو۔

اس کی تین قسمیں ہیں۔

قولی ...... جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہو۔

فعلی ...... جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل ہو۔

تقریری ...... وہ قول جو آپ کے سامنے کہا گیا ہو یا وہ فعل جو آپ کی موجودگی میں کیا گیا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس پر انکار منقول نہ ہو۔

(اصطلاحات المحدثین از مولوی سلطان محمود صفحہ نمبر ۶ طبع ملتان ۱۹۸۶ء)

● حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

المرفوع: جو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے منقول ہوگا وہ صریحاً یا حکماً (آپ کا) قول یا فعل یا تقریر ہے، اسے حدیث مرفوع کہا جاتا ہے۔ (تقریر سے وہ قول وفعل مراد ہے جو کہ آپ کے سامنے ادا ہوا آپ نے منع نہ فرمایا)۔

(شرح النخبۃ صفحہ نمبر ۴۲ طبع کراچی)

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر خوشی اور محبت کے اظہار کیلئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جلوس نکالنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ کرام کے اس فعل پر خاموشی اختیار فرمانا، اس بات کی واضح دلیل ہے، کہ قیامت تک جو مسلمان بھی کسی خوشی ومسرت یا کسی نعمت کے حصول کے موقع پر حدود شرعیہ کے اندر رہ کر جلوس نکالیں گے وہ جائز ومستحسن امر ہوگا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر اللہ جل جلالہ کی کون سی نعمت ہوگی جنکی اس جہاں آب وگل میں آمد کے موقع پر مسرت وشادمانی کیلئے جلوس نکالنا امر ممنوع قرار پائے گا۔

نیز اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا حکم دیا ہے:

رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

۱۔ ''وتعزروہ و توقروہ''۔ (سورۃ فتح آیت نمبر ۹)

ترجمہ: ''اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو''۔

۲۔ ''لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم''۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۴)

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر احسان ہوا کہ ان میں ان کا رسول بھیجا''۔

اس آیت مبارکہ میں آپ کی بعثت پر، اللہ تعالیٰ ہم پر احسان عظیم جتلا رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی اپنی نعمت پر احسان نہیں جتلایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی سب نعمتوں سے بڑی نعمت بلکہ ہر نعمت کے حصول کیلئے وسیلہ عظمیٰ ہیں۔

۳۔ ''الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفراً''۔ (سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۸)

ترجمہ: ''وہ لوگ کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر کرکے تبدیل کر ڈالا''۔

حضرت عطاء بن یسار تابعی (متوفی ۹۷ھ) تلمیذ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے تحت فرمایا: الذین سے مراد قریش اور نعمت سے مراد محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ہیں۔ (تفسیر در منثور صفحہ نمبر ۸۵ جلد ۴ طبع ایران از امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)

۴۔ ''یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونھا''۔ (سورہ نحل آیت نمبر ۸۳)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جاننے پہچاننے کے باوجود منکر ہو جاتے ہیں''۔

حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: نعمت اللہ سے حضور ﷺ مراد ہیں یعنی کفار آپکے معجزات دیکھ کر آپ کو نبی مانتے ہیں پھر عناداً انکار کرتے ہیں۔ (تفسیر در منثور صفحہ نمبر ۱۲۷ جلد ۴ طبع ایران از امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)

(ف) ان کا پورا نام یہ ہے: اسماعیل بن عبدالرحمٰن سدی (متوفی ۱۲۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ

(تاریخ تفسیر صفحہ نمبر ۹۶ طبع لاہور از پروفیسر صارم)

نیز صاحب معانی القرآن معروف بہ تفسیر الزجاج از شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن سری (متوفی ۳۱۰ھ) نے بھی ''نعمت اللہ'' سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو ہی لیا ہے

● عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما انا رحمۃ مھداۃ (تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) صفحہ نمبر ۷۷۵ جلد ۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدیہ کے طور پر رحمت ہوں''۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پاک ایک دوسری سند کے ساتھ زیاد بن یحیٰ کے واسطہ سے بھی ملی ہے۔ اس میں انہوں نے ''یاایھا الناس'' کا اضافہ کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) صفحہ نمبر ۷۷۶ جلد ۳)

ان آیات قرآنیہ اور حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی سب سے بڑی نعمت ورحمت ہیں۔

اور رب العزت ارشاد فرماتا ہے

''واما بنعمة ربک فحدث''۔ (سورۃ الضحیٰ آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ: ''اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو''۔

عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر جلوس نکالنا فقط اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چرچا کرنا مقصود ہے۔ اور لوگوں کو اس میں شمولیت کر کے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت و عقیدت کا اظہار اور خداوند قدوس کے احسان کا شکریہ ادا کرنا ہے۔

مدینہ منورہ میں محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد

- امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے۔

(الوفا باحوال المصطفےٰ صفحہ نمبر ۳۹۹ از محدث ابن جوزی)

- امام نووی شارح مسلم علیہ الرحمۃ نے کتاب سیر میں روضہ سے ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں تشریف لانے پر جزم کیا ہے۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۱۰۶ جلد ۲ مطبوعہ کراچی)

- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دوشنبہ (پیر) کے روز ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ پہنچے۔ (نشر الطیب صفحہ نمبر ۱۱۱ مطبوعہ لاہور)

اوراق گذشتہ میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سرکار دوعالم کی آمد پر فرحت محبت میں جلوس نکالا اور یا محمد یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نعرے بلند کئے جیسا کہ صحیح مسلم میں منقول ہے۔

اگر مرتبین انصاف کے قول کے مطابق موجودہ اسلامی مدارس ''صفہ'' کی نقل ہیں تو ہم ببانگ دہل کہتے ہیں کہ موجودہ زمانے میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس جہان رنگ بو میں تشریف آوری پر جلوس نکالنا ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں آپ کی آمد پر صحابہ کرام کے جلوس نکالنے کی نقل ہے۔

اس لئے عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر جلوس نکالنے کو شرک و بدعت ضلالہ سے تعبیر کرنا سراسر جہالت و بدبختی ہے۔ اور مسلمانوں کو دارین کی سعادتوں سے محروم رکھنے کا باعث ہے۔

- شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ (مصر) لکھتے ہیں:

شاہ اربل سلطان مظفر ابوسعید طبعاً نہایت سخی، جواں مرد، شیر دل، فیاض، نہایت زیرک و دانا اور منصف مزاج تھا۔ (محمد رسول اللہ)

- محدث ابن جوزی لکھتے ہیں: شاہ مظفر ابوسعید، زیرک، دانا، بہادر اور مرد میدان تھا۔ دانشور اور عدل گستر تھا۔ اس کا عہد حکومت کافی طویل ہوا یہاں تک کہ اس نے ۶۳۰ھ میں اس حالت میں وفات پائی کہ اس نے عکہ کے شہر میں جہاں صلیبیوں نے قبضہ کر رکھا تھا اس کا محاصرہ کیا ہوا تھا اس کا ظاہر و باطن بہت ہی پسندیدہ تھا۔ (محمد رسول اللہ)

الزام: اربل کا سلطان بے دین تھا تاریخ ابن خلکان میں اور امام محمد بن محمد مالکی فرماتے ہیں کہ (میلاد کرنا) ایک بے دین کی ایجاد ہے۔ (انصاف صفحہ نمبر ۹۵)

الجواب: سلطان مظفر ابوسعید ایک سخی، فیاض، مرد دانا اور منصف مزاج جیسے صفات کے حامل مسلمان تھے انہیں بے دین کہنے والے خود بے دین ہیں۔

- امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

میلاد شریف کو مروجہ اہتمام کے ساتھ منعقد کرنے کی ابتداء (بادشاہوں میں) اربل کے حکمران سلطان مظفر نے کی...... اس کا شمار عظیم المرتبت سلاطین اور فیاض امراء میں ہوتا ہے اس نے کئی اور نیک کارنامے انجام دیئے اور یادگاریں قائم

کیں کوہ ناسیلون کے دامن میں جامع مظفری تعمیر کرائی۔

● ابن کثیر اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

سلطان مظفر ربیع الاوّل کے مہینے میں میلاد شریف کا نہایت شان و شوکت اور تزک واحتشام سے اہتمام کرتا تھا اس سلسلہ میں ایک عظیم الشان جشن منعقد کرتا تھا وہ ایک ذکی القلب، دلیر، بہادر، زیرک، عالم اور عادل حکمران تھا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے...... اسکی وفات ۶۳۰ھ میں شہر عکہ میں ہوئی اس وقت اس نے فرنگیوں کا محاصرہ کر رکھا تھا مختصر یہ کہ انتہائی نیک سیرت اور پاک طینت آدمی تھا۔

(حسن المقصد فی عمل المولود صفحہ نمبر ۲۲، ۲۳، مترجم مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۳ء)

● علامہ قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے رہے اور دعوت طعام کرتے رہے اور ان راتوں میں انواع واقسام کی خیرات کرتے رہے اور سرور ظاہر کرتے چلے آرہے ہیں اور نیک کاموں میں ہمیشہ زیادتی کرتے رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولد کریم کی قرأت کا اہتمام خاص کرتے رہے ہیں جس کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوتا رہا ہے اور اس کے خواص سے یہ امر مجرب ہے کہ انعقاد محفل اس سال میں موجب امن وامان ہوتا ہے اور ہر مقصود و مراد پانے کیلئے جلد آنے والی خوشی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے جس نے ماہ مبارک کی ہر رات کو عید بنالیا تاکہ یہ عید میلاد سخت ترین علت و مصیبت ہو جائے اس شخص پر جس کے دل میں مرض و عناد ہے اور علامہ ابن الحاج نے مدخل میں طویل کلام کیا ہے ان چیزوں کے انکار کرنے میں جو لوگوں نے بدعتیں اور نفسانی خواہش پیدا کر دی ہیں اور آلات محرمہ کے ساتھ مولود شریف میں ان کو شامل کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو ان کے مقصد جمیل پر ثواب دے اور ہمیں سنت کی راہ پر چلائے، بے شک وہ ہمیں کافی ہے۔ اور بہت اچھا وکیل ہے۔ (مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ نمبر ۱۷ مطبوعہ مصر)

● علامہ ابن امیر الحاج مالکی اور دیگر علماء کی عبارت کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۹۶)

علامہ ابن الحاج نے مدخل میں جو انکار کیا ہے وہ انعقاد محفل میلاد پر نہیں بلکہ ان بدعات اور نفسانی خواہشات پر ہے جو لوگوں نے محافل میلاد میں شامل کر دی تھیں۔ آلات محرمہ کے ساتھ گانا بجانا میلاد شریف کی محفلوں میں شامل کر دیا گیا تھا۔ ایسے منکرات پر صاحب مدخل نے انکار فرمایا اور ایسے ناجائز امور پر ہر سنی مسلمان انکار کرتا ہے۔ صاحب مدخل کی عبارت سے دھوکہ دینے والوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ امام قسطلانی نے ان کا یہ طلسم بھی توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ اور محفل میلاد منعقد کرنے والوں کو مسلمان قرار دیا ہے۔ انہیں بدعتی اور جہنمی کہنے والے خود بدعتی اور جہنمی ہیں۔

● حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ کفر اسکی طرف لوٹ آتا ہے۔

(مؤطا امام محمد صفحہ نمبر ۳۲۲ طبع کراچی)

● علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ابن الحاج کے مذکورۃ الصدر بیان کا حاصل یہ ہے کہ انہوں نے میلاد کی مذمت نہیں کی بلکہ ان چیزوں کی مذمت کی ہے جو شرعاً حرام و مکروہ ہیں۔ ان کے آغاز کلام سے واضح ہے کہ اس ماہ مقدس کو خصوصیت دی جائے اور اس کی تعظیم و تکریم کی جائے، اس میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کیے جائیں بڑھ چڑھ کر عبادات و خیرات و صدقات اور ایسی دوسری نیکیاں کی جائیں۔ میلاد شریف منانے کا یہ وہ طریقہ ہے جسے انہوں نے مستحسن قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس میں تلاوت قرآن مجید اور دعوت طعام کے سوا کچھ نہیں ہوتا اور یہ خیر و ثواب کا کام ہے۔ جہاں تک ان کے اس قول کا تعلق ہے کہ یہ بدعت ہے...... اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے۔ الخ

(حسن المقصد فی عمل المولد از سیوطی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۳۸ مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۳ء)

امام ابن دحیہ کلبی اندلسی علیہ الرحمۃ

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: آپ کی کنیت ابوالخطاب اور نام عمر بن حسن بن علی ہے اندلس کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور نامور عالم ہیں، آپ کو علم حدیث میں بصیرت تامہ حاصل تھی، علم لغت سے حصہ وافر پایا۔ ادب اور دیگر علوم وفنون سے بھی بہرہ مند تھے۔ آپ نے مصر میں بوصیری اور اس طبقہ کے دوسرے اہل علم سے حدیث کا سماع کیا۔ واسط میں مندائی سے مسند امام احمد اور صیدلانی سے پوری معجم طبرانی کا سماع کیا۔ ۶۰۰ھ میں موطا امام مالک پڑھایا جس کو مشہور محدث ابوعمرو بن صلاح نے بھی ان سے سنا۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں میں نے حافظ شرف الدین حنبلی سے سماع کیا ہے جن کو ان کی طرف سے اجازت حاصل تھی۔ ان کے زمانہ کے دو تین علماء نے ان پر جرح بھی کی ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۹۶۳ تا ۹۲۶ جلد ۴ (تلخیص) طبع لاہور)

ابن خلکان نے حافظ ابوالخطاب ابن دحیہ کے حالات زندگی میں لکھا ہے:

وہ جید علماء اور مشاہیر فضلاء سے تھے۔ مغرب سے شام وعراق آئے راستے میں ۶۵۴ھ میں اربل کے علاقہ سے گزرے اس کے حکمران ملک معظم مظفر الدین بن زین الدین کو دیکھا کہ وہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانے کا اہتمام کرتا ہے تو اس کیلئے کتاب التنویر فی المولود البشیر النذیر لکھی اور خود اسے پڑھ کر سنائی۔ ابن خلکان کہتے ہیں ہم نے اس کتاب کو سلطان کے ہاں چھ نشستوں میں سنا ہے۔

(حسن المقصد فی عمل المولد از سیوطی صفحہ نمبر ۴۴)

نیز ہم عصر علماء کی جرح اتنی پختہ نہیں ہوتی، ممکن ہے کہ بڑھاپے میں کمزوری حافظہ کی وجہ سے یہ کوتاہیاں ہوئی ہوں۔ (واللہ اعلم) (اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی

اگر کسی (نیک) عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہو تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیئے نہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا

ہے۔ (شمائم امدادیہ صفحہ نمبر ۶۸)

علامہ شامی کی عبارت میں تحریف

قارئین کرام! اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں: علامہ شامی نے مجلس میلاد شریف کو حرام نہ کہا بلکہ جس محفل میں گانے باجے اور لغویات ہوں اور اس کو لوگ میلاد کہیں، کار ثواب سمجھیں اس کو منع فرمایا ہے چنانچہ وہ اس بحث میں فرماتے ہیں:

واقبح منہ نذر بقراءۃ المولد فی المنابر مع اشتمالہ علی الغناء واللعب و ایھاب ثواب ذلک الی حضرت المصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ (شامی جلد ۲ کتاب الصوم بحث نذر اموات)

اس سے بھی بری میناروں میں مولود پڑھنے کی نذر ماننا ہے۔ باوجود یہ کہ اس مولود میں گانے اور کھیل کود ہوتے ہیں اس کا ثواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدیہ کرنا۔ بے شک اہل سنت اس قسم کے میلاد کو اچھا نہیں سمجھتے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد

(انصاف صفحہ نمبر ۹۶ کا جواب)

موصوف محفل میلاد کو جائز قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"جس میلاد شریف میں اگر اچھی آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کی جائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت شریف، صحابہ کرام، اہل بیت عظام اور اولیاء کرام کی منقبت پڑھی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں"۔

ناجائز تو یہ ہے کہ قرآن کریم کے حروف میں تغیر کیا جائے، موسیقی کے قواعد کی پابندی کی جائے، تالیاں بجائی جائیں۔ (مکتوبات جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۱۶ مکتوب نمبر ۱۶۳)

معلوم ہوا کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے میلاد کو جائز قرار دیا ہے۔ ہاں البتہ ایسی محفل کو منع کیا ہے جس میں تالیاں بجائی جائیں اور قرآن کے حروف میں تغیر کیا جائے، اہل سنت بھی ایسی محافل میلاد کے قائل نہیں۔ مخالفین نے انصاف صفحہ

نمبر ۹۶ پر جو مکتوب نقل کیا اس کا بھی یہی مفہوم ہے۔

- مرزا حسام الدین نے ایک نامور بزرگ کے صاحبزادہ کے متعلق آپ کو لکھا کہ انہوں نے محفل میلاد میں غیر شرعی افعال کو جگہ دے دی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں مرزا صاحب کو ایک طویل مکتوب تحریر فرمایا جس میں ایک جملہ یہ بھی لکھا: آپ نظر انصاف سے کام لیں اگر بالفرض حضرت ایشاں قدس سرہٗ اس وقت دنیا میں زندہ ہوتے اور مجلس اور اجتماع ان کی موجودگی میں منعقد ہوتا تو حضرت قدس سرہ اس سے راضی ہوتے اور اس اجتماع کو پسند کرتے الخ

(مکتوبات شریف، دفتر اول حصہ پنجم مکتوب نمبر ۲۷۳)

یاد رہے اس مکتوب میں حضرت ایشاں قدس سرہ سے مراد صاحبزادہ صاحب کے والد حضور ہیں حضرت ایشاں سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کو لینا، مرتبین انصاف کی سراسر بددیانتی اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر بہتان عظیم ہے۔

اور مخالفین کا یہ کہنا کہ مجدد صاحب بدعت کو حسن نہیں مانتے تو یہ بھی کم فہمی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ مجدد صاحب کا مطلب تو یہ تھا کہ جو بدعت حسن ہو اس کو سنت کہنا چاہیے کیونکہ وہ کسی سنت کے رافع نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان ''من سن فی الاسلام'' الخ (رواہ المسلم) کے تحت سنت قرار پائے گی۔

نیز بغرض تسلیم یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ فقہاء کرام کے اقوال اور حضرت عمر فاروق و حضرت ابراہیم نخعی (تابعی) رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں مجدد الف ثانی کا قول قابل قبول نہ ہوگا۔ کیونکہ تمام فقہاء کرام، خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق اور حضرت ابراہیم نخعی نے بدعت کی ایک قسم کو حسن قرار دیا ہے۔ جیسا کہ کتب حدیث و فقہ میں مذکور ہے۔ نمبر ا حسنہ، نمبر ۲ سیئہ۔

بدعت حسنہ اس نیک کام کو کہتے ہیں جو صحابہ و تابعین کے زمانہ میں (جیسے

تراویح باجماعت کا اہتمام اور مسئلہ تھویب وغیرہ) یا اس کے بعد پیدا ہوا ہو۔ مگر وہ کسی سنت کو رفع نہ کرے اور اس کی اصل کتاب وسنت میں موجود ہو۔

- ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

یعنی جو شخص نئی بات اسلام میں پیدا کرتا ہے اپنی عقل اور مرضی سے جس کی دلیل قرآن و حدیث سے نہیں ملتی نہ دلیل ظاہری نہ دلیل مخفی نہ دلیل لفظی نہ دلیل استنباطی پس وہ کام مردود ہے۔ (مرقات المفاتیح)

اور بدعت سیئہ وہ ہے جو سنت کی رافع ہو۔ اور خود مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے محفل میلاد کو مستحسن قرار دیا ہے جبکہ اس میں امور شرعیہ ممنوعہ نہ ہوں۔

مخالفین نے ''انصاف صفحہ نمبر ۱۲۷'' پر حضرت مجدد ثانی علیہ الرحمۃ کا جو قول نقل کیا ہے۔ وہ بدعت سیئہ کے متعلق ہے جو ہمارے خلاف نہیں۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں ''کہ جو چیز دین میں نئی نکالی گئی ہو'' اور اس کو ضروریات دین سے سمجھا جائے واقعی وہ بدعت سیئہ ہوگی۔

- **علماء اہل سنت وجماعت کی تفسیری خدمات**

۱۔ تفسیر ابن جریر از ابو جعفر ابن جریر (م ۳۱۰ھ)۔ (جامع البیان)
۲۔ تفسیر یاقوت التاویل از امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ)
۳۔ تفسیر معالم التنزیل از محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود البغوی (م ۵۱۷ھ)۔
۴۔ انوار الفجر از شیخ ابن العربی (م ۵۴۳ھ)۔ (احکام القرآن)
۵۔ تفسیر رازی از امام فخر الدین ابو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسین الرازی (م ۶۰۶ھ) (تفسیر کبیر)۔
۶۔ تفسیر بیضاوی از ابو سعید ناصر الدین عبداللہ بن عمر البیضاوی (م ۶۸۵ھ)
۷۔ تفسیر خازن از علاؤ الدین بن علی بن محمد بغدادی (م ۷۲۵ھ)۔
۸۔ تفسیر در منثور از امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)۔

٩۔ تفسیر ارشاد العقل السلیم از مفتی ابوالسعود (م ۹۸۲ھ)۔

١٠۔ تفسیر نظامی از شیخ نظام الدین م (۱۰۲۴ھ)۔

١١۔ تفسیر جمل تفسیر جلالین پر حاشیہ (م ۱۲۰۰ھ)۔

١٢۔ تفسیر ابن الاثیر از ابوسعادت مبارک بن محمد بن اثیر جزری (م ۶۰۶ھ)۔

١٣۔ عرائس البیان معنی حقائق القرآن از ابو محمد روزبھان ابی نصر بقلی شیرازی (م ۶۰۶ھ)۔

١۴۔ تفسیر قرطبی از ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی (م ۶۷۱ھ)۔ (الجامع الاحکام القرآن)

١۵۔ تفسیر مدارک التنزیل از امام ابوالبرکات عبداللہ حافظ الدین نسفی (م ۷۱۰ھ)۔

١٦۔ تفسیر فتوح الغیب عن قناع الریب از شیخ شرف حسن بن محمد مشہور بہ طیبی (م ۷۴۳ھ)۔

١٧۔ البحر المحیط از ابوحیان محمد بن یوسف اندلسی (م ۷۵۴ھ)۔

١٨۔ تفسیر خواجہ پارسا از خواجہ محمد پارسا بن محمود بخاری (م ۸۲۲ھ)۔

١٩۔ احکام البیان از حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ)۔

٢٠۔ تفسیر جلالین از جلال الدین محلی (م ۸۶۴ھ)، جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)۔

٢١۔ تفسیر فتح الرحمن از قاضی زکریا بن محمد الانصاری (م ۹۳۶ھ)۔

٢٢۔ تفسیر علی قاری از نورالدین علی بن سلطان (م ۱۰۱۴ھ)۔

٢٣۔ تفسیر احمد از ملاجیون امیٹھوی (م ۱۱۳۰ھ)۔

٢۴۔ تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ)۔

٢۵۔ تفسیر رؤفی از شاہ رؤف احمد (مطبوعہ ۱۲۷۲ھ)۔

٢٦۔ تفسیر روح المعانی از محمود آلوسی بغدادی (م ۱۲۷۰ھ)۔

٢٧۔ خزائن العرفان از علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی (م ۱۳۶۷ھ)۔

٢٨۔ تفسیر ضیاء القرآن از پیر کرم شاہ الازہری۔

٢٩۔ تفسیر نعیمی از مولانا مفتی احمد یار خاں گجراتی (م ۱۳۹۱ھ)۔ (نور العرفان)

٣٠۔ التبیان از علامہ سید احمد سعید کاظمی (م ۱۴۰۶ھ) پارہ اول

٣١۔ تبیان القرآن از مولانا غلام رسول سعیدی۔

● دیوبندی تبلیغی جماعت اور مفتی سعودی عرب کا فتویٰ

ویقول السائل: هل النصيحة بالخروج معهم داخل البلاد السعودية وخارجها ام لا؟
والجواب: ان اقول: اما جماعة التبليغ فانهم جماعة بدعة وضلالة، وقد ذكر العلماء العارفون بجماعة التبليغ كثيرا مما هم عليه من البدع والخرافات والضلالات وانواع المنكرات وفساد العقيدة، ولا سيما في توحيد الالوهية، سائل نے یہ پوچھا ہے کہ آپ مجھے اس بارے میں کیا نصیحت فرماتے ہیں کہ میں اس جماعت کے ساتھ مملکت عربیہ سعودیہ اور اس کے باہر جا سکتا ہوں یا نہیں میرا جواب یہ ہے کہ تبلیغی جماعت گمراہ اور بدعتی جماعت ہے۔ ان لوگوں کے حالات سے واقف علماء نے ان کی بدعات خرافات وضلالات اور منکرات وفساد عقیدہ کے بارے میں بہت کچھ ذکر کیا ہے۔ خاص کر توحید الوہیت کے باب میں (القول البلیغ صفحہ نمبر ۷، ۸ طبع ریاض ۱۹۹۳ء) تالیف محمد بن عبداللہ التجمی بجری الطبعة الاولی ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء المملكة العربية السعودية۔

مولوی محمد جوناگڑھی اہلحدیث کے ترجمہ قرآن کے علاوہ تمام دیگر

تراجم قرآن کریم سعودی عرب میں سمندر برد کر دیئے گئے

ماہ جون ۲۰۰۶ء میں ہمارے دوست کاشف علی سکنہ خانیوال عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کیلئے سعودی عرب گئے۔ واپسی پر راقم الحروف کو بتایا کہ ترجمہ قرآن اردو

مولوی محمود الحسن دیوبندی حاشیہ مولوی شبیر احمد عثمانی اور دیگر اسی قسم کے تراجم کو سعودی حکومت نے سمندر برد کر دیا۔ فقط مولوی محمد جونا گڑھی کے ترجمہ قرآن کے پڑھنے کی اجازت ہوگی۔

- ترجمہ کنز الایمان (قرآن کریم) اور ہفت روزہ الاعتصام (اہلحدیث) لاہور فاضل بریلوی (شاہ احمد رضا خاں صاحب) ترجمہ اور ترجمانی کی درمیانی راہ اختیار کی اور ان کی تمام تر توجہ اس امر پر رہی کہ قرآن مجید کے ان بعض الفاظ جو عربی اور اردو زبانوں میں مختلف مفہوم رکھتے ہیں کا ایسا ترجمہ کیا جائے کہ غیر مسلم ان پر جو اعتراض کرتے ہیں اس کی نوبت ہی نہ آئے بلاشبہ بعض الفاظ کے ترجمہ کی حد تک وہ کامیاب بھی رہے۔ الخ (ہفت روزہ الاعتصام (اہلحدیث) لاہور ۲۲ تا ۲۹ ستمبر ۱۹۸۹ء)

- دیوبندی مکتبہ فکر کے ترجمان ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی اور ترجمہ کنز الایمان مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے ترجمہ (قرآن) کو ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی، جون ۱۹۶۴ء)

- علامہ محمد غافر بخش مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی (سعودی عرب)

اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کی امتیازی شان کا پتہ اس وقت چلتا ہے، جب موجودہ دور کے دوسرے تراجم سے کنز الایمان کا تقابلی جائزہ لیا جائے۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ دار العلوم دیوبند کے سرپرست مولانا اشرف علی تھانوی کے اس بیان سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ کہ قرآن کریم کی معرفت اگر اس زمانہ میں کسی کو حاصل ہے تو وہ مولانا احمد رضا خاں ہیں۔ (معارف رضا شمارہ ۹ صفحہ نمبر ۱۳۹ طبع ۱۹۸۹ء)

- **کنز الایمان ایک اہلحدیث کی نظر میں**

(از علامہ سعید بن عزیز یوسف زئی امیر جمعیت برادران اہلحدیث پاکستان)

اب آیئے اصل مضمون کی طرف جو کنز الایمان کے بارے میں ہے کہ ہمارا اس بارے میں کیا نظریہ ہے۔ میں نہایت وضاحت کے ساتھ کہوں گا کہ الم سے لے

کر والناس تک ہم نے کنز الایمان میں نہ تو کوئی تحریف پائی ہے اور نہ ہی ترجمہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کو پایا ہے۔ نہ ہی کسی بدعت اور شرک کے کرنے کا جواز پایا ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسا ترجمہ قرآن مجید ہے کہ جس میں پہلی بار اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جب ذات باری تعالیٰ کیلئے بیان کی جانے والی آیتوں کا ترجمہ کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ اس کی جلالت، علوت، تقدس و عظمت و کبریائی کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے جبکہ دیگر تراجم خواہ وہ اہلحدیث سمیت کسی بھی مکتب فکر کے علماء کے ہوں ان میں یہ بات نظر نہیں آتی ہے۔ اسی طرح وہ آیتیں جن کا تعلق محبوب خدا، شفیع روز جزاء سید الاولین و آخرین امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے یا جن میں آپ سے خطاب کیا گیا ہے۔ تو بوقت ترجمہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہاں بھی اوروں کی طرح صرف لفظی اور لغوی ترجمہ سے کام نہیں چلایا ہے۔ بلکہ صاحب ما ینطق عن الھویٰ اور ورفعنا لک ذکرک کے مقام علی شان کو ہر جگہ ملحوظ خاطر رکھا ہے، یہ ایک ایسی خوبی ہے جو کہ دیگر تراجم میں بالکل ہی ناپید ہے الخ

(معارف رضا، کراچی ۱۹۸۹ء، الاعتصام ستمبر ۱۹۸۹ء)

- پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں:

لندن یونیورسٹی کے شعبہ ابلاغیات کے صدر پروفیسر ڈاکٹر حنیف اختر فاطمی نے ایک بڑا کام یہ کیا۔ ۱۹۷۴ء میں امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کو انگریزی میں منتقل کیا یہ کام انہوں نے کویت یونیورسٹی کے زمانہ قیام میں کیا تھا۔ یہ ترجمہ لاہور اور انگلستان سے شائع ہو چکا ہے۔ پروفیسر موصوف ۱۹۸۰ء میں پاکستان آئے۔ کراچی میں راقم کی ان سے ملاقات ہوئی۔ دوران گفتگو انہوں نے فرمایا کہ جب میں ترجمہ مکمل کر چکا تو ایک عیسائی فاضل سے ملاقات ہوئی اس نے کہا کہ میں اسلام کا مطالعہ کر رہا ہوں، قرآن کریم کے بہت سے انگریزی تراجم دیکھے مگر دل کو اطمینان نہیں ہوا، پروفیسر صاحب نے جواباً فرمایا، میں نے ایک ترجمہ کیا ہے اس کو بھی پڑھ لیں۔ چنانچہ مسودہ اس کو دے دیا گیا، جب وہ عیسائی فاضل ترجمہ پڑھ چکا تو اتنا متاثر ہوا کہ

مشرف باسلام ہو گیا۔ (امام احمد رضا اور عالمی جامعات از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

الزام: ''مرتبین انصاف'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''بریلوی اعلیٰ حضرت کے ترجمہ میں تحریف''

''ویکون الرسول علیکم شهيدا''۔ (البقرہ پ۲)

ترجمہ: ''اور یہ رسول تمہارے نگہبان اور گواہ ہیں''۔

اور تفسیر نعیمی (حاشیہ) میں اس کی شرح یہ کی گئی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکرم الٰہی نور نبوت سے ہر شخص کا حال اور اس کی حقیقت ایمان اور نیک اعمال وبد اور اخلاص ونفاق سب پر مطلع ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۰۱)

الجواب: سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''ویکون الرسول علیکم شهيدا''۔ باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا نکہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست وحجاب کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او مے شناسد گناہان شمار اور درجات ایمان شمار او اعمال نیک وبد شمار او اخلاص ونفاق شمارا۔ (تفسیر عزیزی جلد اول زیر آیت ویکون الرسول الخ)

ترجمہ: ''تمہارا رسول تم پر گواہی دے گا کیونکہ وہ جانتے ہیں اپنی نبوت کے نور سے اپنے دین کے ہر ماننے والے کے رتبہ کو کہ میرے دین میں اس کا کیا درجہ ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ کون سا پردہ ہے جس سے اسکی ترقی رکی ہوئی ہے۔ پس وہ تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں، تمہارے ایمان کے درجوں کو تمہارے نیک وبد سارے اعمال کو اور تمہارے اخلاص اور ایمان کو بھی خوب جانتے ہیں''۔

● مولوی سرفراز خاں گکھڑوی دیوبندی لکھتے ہیں:

بے شک مسلک دیوبند سے وابستہ جملہ حضرات، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو اپنا روحانی پدر تسلیم کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں، بلاشبہ دیوبندی

حضرات کیلئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ حکم آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔

(اتمام البرہان از محمد سرفراز گکھڑوی، حصہ اول ۱۳۸ مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۹۸۱ء)

● مرتبین انصاف خوف محشر کو پیش نظر رکھتے ہوئے جواب دیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی محرف قرآن تھے۔

(ما ھو جوابکم فھو جوابنا)

اعتراض: ...... جب تک اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم نہ بتلایا تو کسی کو بھی پتہ نہ چل سکا۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۰۲)

جواب نمبر۱: ...... اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جس روز سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا امام الانبیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اسی روز سے رب ذوالجلال نے آپ کو ان کی پاکدامنی اور پاکیزگی کا علم عطا فرما دیا تھا۔

کیونکہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہونا تقدیر الٰہی میں لکھا جا چکا تھا اور اللہ تعالیٰ کے انتخاب میں کسی قسم کا نقص ہونا امر محال ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین راتوں تک تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی۔ فرشتہ ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں تیری تصویر لاتا رہا۔ فرمایا یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے تیرے چہرے سے کپڑا اٹھایا وہ تو ہی تھی۔ میں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر مقدور ہے تو ہو کر رہے گا۔ (۱)...... (مسلم، کتاب الفضائل صفحہ ۱۱۸ حصہ ۶)

(۲)...... (مشکوۃ، باب مناقب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

جواب نمبر۲: ...... تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درج ذیل حدیث نقل کی ہے۔

ما زنت امرأۃ نبی قط

ترجمہ: ''کسی نبی کی بیوی نے کبھی بے حیائی کا کام نہیں کیا''۔

یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتے بلکہ یقیناً حضور علیہ السلام سے سن کر فرمارہے ہیں لہٰذا یہ حدیث حکماً مرفوع ہوگی۔

اس حدیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے امر کا بیان فرمایا جو لوازمات نبوت سے ہے اور وہ یہ کہ کسی نبی کی بیوی بدکار نہیں ہوسکتی۔ اس لئے مخالفین کا یہ کہنا کہ وحی نازل ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم نہ تھا سراسر ضلالت و گمراہی ہے۔

<u>جواب نمبر ۳:</u>..........وحی نازل ہونے سے قبل امام الانبیاء سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

یا معشر المسلمین من یعذرنی فی رجل قد بلغنی اذاہ فی اھل بیتی فوا للہ ماعلمت علی اھلی الا خیراً ۔[1]

(مسلم کتاب التوبہ صفحہ ۳۳۶ حصہ ۶)

"اے گروہ مسلمانان! اس شخص کے بارے میں مجھے کون معذور رکھتا ہے۔ جس کی اذیت رسانی میرے اہل خانہ کے بارے میں مجھ تک پہنچی ہے۔ بخدا میں اپنے اہل کیلئے خیر کے بغیر کچھ نہیں جانتا"۔

---

[1] اسامہ بن زید نے کہا یارسول اللہ! عائشہ آپ کی بیوی ہے اور ہم تو سوا بہتری کے اور کوئی بات اس کی نہیں جانتے۔ حضرت بریرہ (لونڈی) جو کہ حضرت عائشہ کے پاس رہتی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا۔ اے بریرہ تو نے کبھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسی بات دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاکدامنی میں شک پڑے۔ بریرہ نے کہا قسم اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اگر میں انکا کوئی کام دیکھتی کبھی تو میں عیب بیان کرتی۔ (مسلم کتاب التوبہ صفحہ ۳۳۶ حصہ ۶) منکرین کیلئے لمحہ فکریہ۔ جب حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا قسم کھا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کی شہادت دے رہی ہے تو پھر یہ کہنا کہ رحمت عالم ﷺ کو وحی نازل ہونے سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم نہیں تھا انتہائی ظلم عظیم ہے۔ بقیہ اگلے صفحہ پر

اگر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے قسم کھانے کے باوجود جو احمق کہے کہ آپ کو وحی نازل ہونے سے قبل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم نہ تھا تو وہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔

- علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری کا ایمان افروز بیان:

آج کل بھی بعض لوگ بڑے سوقیانہ انداز میں اس واقعہ کو عام جلسوں میں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے منافقین کے جھوٹ کا یقین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات سے محفوظ رکھا ہے کہ آپ کے جسم پر مکھی بیٹھے کیونکہ مکھی نجاست پر بیٹھ کر نجاست سے آلودہ ہوتی ہے تو جب اللہ تعالیٰ نے اتنی معمولی نجاست والی چیز کے مس سے آپ کو محفوظ رکھا ہے تو آپ کو اس فاحشہ کے ساتھ ملوث ہونے والی عورت سے کیسے محفوظ نہیں رکھے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے سائے کو زمین پر پڑنے سے محفوظ رکھا ہے تاکہ کسی انسان کا اس سائے پر قدم نہ پڑے تو جب کسی شخص کیلئے آپ کے سائے پر قدم رکھنا ممکن نہیں ہے۔ تو کسی شخص کیلئے آپ کی زوجہ کی عزت کو پامال کرنا کس طرح ممکن ہوگا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو بھیج کر آپ کو یہ خبر دی کہ آپ کے نعلین میں گھناؤنی چیز ہے اور آپ کو یہ حکم دیا کہ آپ اپنے پائے اقدس سے نعلین اتار دیں تاکہ آپ کے پاؤں مبارک میں وہ گھن والی چیز نہ لگے تو اگر بالفرض آپ کی زوجہ اس فاحشہ سے ملوث ہوگئی ہوتیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ان سے الگ ہونے کا حکم ضرور دیتا حضرت ابوایوب انصاری نے اپنی بیوی سے کہا کیا تم کو اس چیز کی خبر ہے؟ ان کی بیوی نے کہا یہ بتاؤ اگر تم حضرت صفوان بن معطل کی جگہ ہوتے تو کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم محترم کے ساتھ کسی فاحشہ کا ارادہ کرسکتے تھے؟ انہوں نے کہا ہرگز نہیں انہوں نے کہا کہ اگر میں حضرت عائشہ کی جگہ ہوتی تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خیانت کا ارادہ نہ کرتی اور حضرت عائشہ مجھ سے افضل ہیں اور حضرت صفوان تم سے افضل ہیں تو ان کے متعلق اس فاحشہ کا تصور کیسے ہوسکتا ہے۔ (مدارک التنزیل صفحہ نمبر ۳۴۳ جلد ۳ طبع دار الکتب العربیہ پشاور) (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

بیان کرتے ہیں اور اپنے نبی پاک کی بے علمی ثابت کرنے کیلئے عجیب وغریب موشگافیاں کرتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوتا تو رنجیدہ خاطر کیوں ہوتے ، اگر علم ہوتا تو صاف الفاظ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا اعلان کیوں نہ کردیتے وغیرہ۔ جنہیں سن کر دل درد سے بھر جاتا ہے اور کلیجہ شق ہونے لگتا ہے اور یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ صاحب جو اپنا سارا زور بیان اور قوت استدلال اپنے نبی کی بے علمی ثابت کرنے کیلئے صرف کررہے ہیں ان کا اس نبی سے قلبی تعلق نہ سہی رسمی تعلق بھی ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتے وہ خود سوچیں اگر ان کی بہو بیٹی پر ایسا بہتان لگایا جائے یا خود ان کی اپنی ذات کو ہدف بنایا جائے اگرچہ انہیں اپنی پاکدامنی کا حق ویقین بھی ہو تو کیا ان کا جگر چھلنی نہیں ہوجائے گا نزول وحی میں تاخیر کی جو حکمتیں ہیں ان کا آپ کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ابتلا میں شدت اس کی مدت میں طوالت بایں ہمہ صبر واستقامت کا مظاہرہ ان تمام امور میں بھی لطف ہے اس کی قدر ومنزلت اہل محبت ہی جانتے ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن صفحہ ۳۰۲، جلد ۳ طبع لاہور)

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ایک مہینہ یا اس سے زائد تک اس معاملہ کے طول دینے کی حکمت بھی یہی تھی کہ اگر جلدی سے معاملہ ختم کردیا جاتا تو لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات رہ جاتے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت عملی کے مطابق معاملہ کو طول دیا کہ جس طرح چاہو اس طویل عرصہ میں واقعات کی چھان بین کرلو، جب کوئی برائی موجود ہی نہیں تو ظاہر کہاں سے ہوگی۔

نیز فرماتے ہیں:

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم تھا مگر ان حکمتوں کے پیش نظر بے توجہی اور تحقیق وتفتیش کرائی گئی اور معاملہ کو طول دیا گیا تاکہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی ہر طریقہ سے ظاہر ہوجائے، اسی حکمت کے تحت ان کی برأت قرآن مجید میں تاخیر سے نازل ہوئی۔ (مقالات کاظمی صفحہ ۱۲۷ جلد دوم)

● حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں:

منکرین علم غیب رسول کا اس واقعہ افک سے (یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ) سے دلیل پکڑنا سراسر غلط ہے۔ انبیاء واولیاء جس طرف بھی نظر کرتے ہیں۔ دریافت وادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے۔ (شمائم امدادیہ صفحہ)

اعتراض:...... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام امت کے احوال سے واقف ہیں تو اس کے بعد جو سورتیں اتریں اور ان میں ایسے واقعات پیش آئے کہ آپ کو ان کا علم نہ تھا۔

۱۔ سورۃ منافقین اتری جس میں منافقین کے مکر وجھوٹ کا ذکر ہے وغیرہ۔

(انصاف صفحہ نمبر ۱۰۲)

۲۔ (بعض احوال کو) آیات سے آپ کو صورت حال سے آگاہ کیا گیا (تلخیص)۔

(انصاف صفحہ نمبر ۱۰۲)

الجواب نمبر ۱:...... کیونکہ اہل سنت وجماعت جمیع ماکان ومایکون کے علوم کے حصول تدریجی کے نزول قرآن کی تکمیل کے بعد کے قائل ہیں اس لئے (۱) یہ آیت بھی ہمارے خلاف نہیں کیونکہ نزول قرآن کی تکمیل سے قبل کی نفی ہے بعد کی نہیں۔ (۲) نفی کلی جمیع ماکان ومایکون کی ہے جس کے حصول کے بوقت نزول آیت منقولہ کے ہم بھی قائل نہیں۔

الجواب نمبر ۲:...... علم کے باوجود اللہ تعالیٰ کسی حکمت ومصلحت کی بنا پر کسی امر خاص کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ ہٹا دیتا ہے۔ (خواہ اسے ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ذہول ونسیان کا طاری ہونا ہمارے نزدیک جائز ہے۔

● حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ان الانسی او انسیٰ لاسن"۔ (مؤطا امام مالک صفحہ نمبر ۸۴ طبع کراچی)

ترجمہ: "مجھ کو نسیان نہیں ہوتا لیکن نسیان کرادیا جاتا ہے۔ تاکہ اس کے متعلق احکام سنت پائیں"۔

● قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نسیان وسہو کی حالت افادہ علم اور بیان شرع کا سبب ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں خود بھولتا ہوں یا بھلایا جاتا ہوں تا کہ وہ تمہارے لئے سنت بن جائے بلکہ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ میں خود نہیں بھولتا مگر بھلایا جاتا ہوں۔ تا کہ اسے سنت بناؤں۔

آپ کو سہو پر ثبات نہیں رہتا بلکہ فوراً محسوس ہو جاتا ہے تا کہ اشتباہ جاتا رہے اور حکمت کا فائدہ ظاہر ہو۔ (الشفاء (اردو) صفحہ نمبر ۲۰۴ جلد دوم)

- امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب قاموس (م ۸۱۷ھ) فرماتے ہیں:

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امت مسلمہ پر دیگر احسانات کے علاوہ نماز میں گاہے گاہے سہو ونسیان بھی ایک احسان ہے جو تشریع کی خاطر معرض وجود میں آیا۔ الخ (سفر السعادت صفحہ نمبر ۴۴۲ طبع لاہور)

یاد رہے کہ یہ شان اللہ تعالیٰ ہی کی ہے کہ ذہول ونسیان وعدم توجہ وغیرہ سے پاک ہے، حضرت زید بن ارقم کے واقعہ کا تعلق بھی عدم توجہ کا باعث ہے۔ نیز جو اعتراض ہم پر کرتے ہو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی پر بھی تو کرو۔ ہم کو برا کہتے ہو اور انہیں اپنا پیشوا مانتے ہو۔

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

<u>اعتراض:</u> آپ نے اپنے اوپر شہد حرام فرمایا، سورۃ اتری تب اصل حال کا آپ کو علم ہوا۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۰۲)

<u>الجواب:</u>

واقعہ شہد اور اس کا پس منظر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یا یھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک ۔ الخ

"اے نبی (مکرم) آپ کیوں حرام کرتے ہیں اس چیز کو جسے اللہ تعالیٰ نے

آپ کیلئے حلال کر دیا ہے۔ (کیا یوں) آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں"۔

صاحب تفسیر کشاف زمخشری معتزلی (م ۵۳۸ھ) اور اس کے پیروکاروں نے اس مقام پر ایسی باتیں لکھیں ہیں جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن عصمت [1] پر حرف آتا ہے۔ آپ ائمہ اہل سنت کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حق فہمی اور محبت مصطفوی دونوں نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے۔

اس سورۃ کے شان نزول کے بارے میں دو روایات مروی ہیں مگر مفسرین کرام نے درج ذیل روایت کو قوی قرار دیا ہے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ نماز عصر کے بعد ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور تھوڑا تھوڑا وقت ہر رفیقہ حیات کے پاس تشریف رکھتے ایک بار ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں کسی نے شہد تحفۃً بھیجا۔ حضور علیہ السلام جب ان کے کاشانہ اقدس میں رونق افروز ہوتے تو وہ بڑے اہتمام سے شہد پیش کرتیں۔ حضور کو طبعی طور پر شہد بہت پسند تھا اس لئے شوق فرماتے۔ اس طرح حضرت زینب کے ہاں معمول سے زیادہ قیام ہو جاتا۔ حضرت زینب کی مسرت کی حد نہ تھی۔ انہیں اللہ کے محبوب اور اپنے سرتاج کے روئے زیبا کے دیدار کا زیادہ موقع ملتا۔ لیکن جن امہات المؤمنین کے حصہ سے یہ لمحے صرف ہوتے، ان کیلئے یہ صورت حال ناقابل برداشت ہوتی گئی۔ محبت جتنی زیادہ ہوتی ہے رقابت کا جذبہ اتنا ہی قوی ہوتا ہے۔ آخر حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ضبط نہ ہو سکا انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت زینب کے پاس سے اٹھ کر ان میں سے جس کے ہاں آئیں وہ یہ کہے کہ حضور! آپ کے دہن مبارک سے مغافیر کی بو آ رہی ہے کیا حضور نے مغافیر تناول فرمایا ہے؟ (مغافیر: غرفت درخت کی گوند ہے جس میں خفیف سی بساند ہوتی ہے) انہیں علم تھا کہ حضور اپنی نفاست مزاج کے باعث بدبو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

[1] ۔ النماذج الخیریہ صفحہ ۳۱۰ از تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ۔ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

نے فرمایا میں نے مغافیر تو نہیں کھایا البتہ زینب کے ہاں شہد نوش کیا ہے۔اس کے بعد میں شہد نہیں پیوں گا۔تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔"فلن اعود لہ فقد حلفت لاتخبری بذلک احدا" اس وقت یہ آیتیں نازل ہوئی۔

- امام ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں اپنی رائے ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں

یعنی میرے نزدیک صحیح قول یہ ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر ایک ایسی چیز کو حرام کردیا جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے حلال کیا تھا۔

- صحیح مسلم کی شرح میں امام نووی کہتے ہیں:

کہ درست بات یہ ہے کہ یہ آیت شہد کے قصہ میں نازل ہوئی ہے۔

- علامہ ابی حیان اندلسی اپنی تفسیر "البحر المحیط" میں تحریر فرماتے ہیں:

"یایھا النبی نداء اقبال و تشریف" یعنی اللہ تعالیٰ نے یایھا النبی سے خطاب فرما کر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کیا اور شرف ندا سے سرفراز فرمایا ہے۔ لم تحرم سوال تلطف یعنی از راہ لطف و محبت دریافت کیا ہے کہ اے حبیب! آپ نے ایسا کیوں کیا۔اس کا قرینہ یہ ہے کہ پہلے بڑے احترام سے خطاب فرمایا، پھر سوال کیا جس طرح عفا اللہ عنک لم اذنت لھم میں ہے۔پھر فرماتے ہیں تحریم سے مراد تحریم شرعی نہیں یعنی جس طرح وحی الٰہی سے کسی چیز کو جو پہلے حلال تھی حرام کردیا جاتا ہے۔اور اس کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہوتا ہے۔کہ یہ حرام ہے بلکہ یہاں تحریم سے مراد امتناع ہے۔یعنی کسی چیز کے استعمال سے رک جانا۔جیسے کوئی شخص کسی حلال اور مباح چیز کے استعمال کرنے سے اپنے آپ کو باز رکھ لیتا ہے۔اور کبھی یہ امتناع کسی کی دلجوئی کیلئے ہوتا ہے جس کی خوشنودی مطلوب ہوتی ہے۔آخر میں لکھتے ہیں کہ ہم زمخشری کی عبارت نقل کرنے سے دانستہ گریز کر رہے ہیں کیونکہ اس نے ایسی باتیں لکھی ہیں جو عصمت نبوت کے لائق نہیں۔

علامہ آلوسی نے بھی تحریم کا مفہوم امتناع ہی بیان کیا ہے والمراد بالتحریم الامتناع (روح المعانی) مطلب یہ ہے کہ آپ ایک حلال چیز کو استعمال کرنے سے کیوں اجتناب کرتے ہیں۔

واللہ غفور رحیم

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

علامہ آلوسی اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فیہ تعظیم شانہ صلی اللہ علیہ وسلم لان ترک الاولیٰ بالنسبة الیٰ مقامہ السامی الکریم یعد کالذنب وان لم یکن فی نفسہ کذلک یعنی اگرچہ آپ نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا، زیادہ سے زیادہ اولیٰ کا ترک ہوا۔لیکن آپ کے عالی اور کریم مقام کیلئے یہ بھی مناسب نہ تھا، لیکن ہم غفور ہیں ہم نے معاف کردیا۔مزید فرماتے ہیں کہ آیت میں جو عتاب ہے وہ کسی ناراضگی کی وجہ سے نہیں بلکہ مزید اعتنا کی وجہ سے ہے۔اللہ تعالیٰ کو آپ کی ہر ہر ادا کا خیال ہے۔اسے یہ گوارہ نہیں کہ آئینہ نبوت پر ادنیٰ سا غبار بھی پڑے۔زمخشری کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس کا قدم حسب عادت یہاں بھی پھسل گیا ہے۔اس نے تحریم سے مراد شرعی تحریم لی ہے۔جو گناہ ہے اور غفور میں اسی گناہ کی آمیزش کی طرف اشارہ ہے۔

آلوسی کہتے ہیں کہ ابن منیر[1] نے یہاں زمخشری کے خوب بخیے ادھیڑے ہیں ابن منیر کی تنقید کا حاصل یہ ہے کہ زمخشری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں جو کچھ کہا ہے وہ اس کا اپنا گھڑا ہوا افترا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اس سے بری ہے۔کیونکہ حلال کی تحریم کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ کسی حلال چیز کو حرام اعتقاد کرلیا جائے یہ ممنوع ہے بلکہ کفر ہے۔اور نبی معصوم سے اس کا صدور ممکن نہیں۔دوسری صورت یہ ہے کہ حلال کو حلال ہی سمجھا جائے لیکن اس کے استعمال سے

1۔ پورا نام یہ ہے: قاضی احمد بن محمد بن منصور المنیر مالکی (اسکندریہ کے قاضی تھے) آپ نے کشاف پر ایک جامع حاشیہ الانصاف کے نام سے لکھا ہے (تاریخ تفسیر ومفسرین صفحہ ۳۲۸)

اجتناب کیا جائے اور ایسا کرنا مباح اور حلال ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریم کی یہی صورت تھی۔

اللہ تعالیٰ کے عتاب کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کی خوشنودی کیلئے اپنے اوپر پابندی عائد کرلی۔ جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف اور مشقت کا سامنا کرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ کو ہرگز یہ گوارہ نہیں کہ اس کے محبوب کو تکلیف پہنچے، اس لئے فرمایا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ کو اپنی ازواج کی خوشنودی مطلوب ہے اور مجھے آپ کا آرام اور آپ کی راحت مرغوب ہے۔ ایسی ناروا پابندیوں کی اجازت میں آپ کو کیونکر دے سکتا ہوں۔

قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا تمہارے لئے تمہاری قسموں کی گرہ کھولنے کا طریقہ یعنی کفارہ''۔

یعنی اللہ نے وہ چیز بیان کردی جس سے تمہاری قسموں کی گرہ کھل جاتی ہے یعنی کفارہ۔ یعنی قسم کھا کر جو گرہ تم نے ڈال دی تھی اس کے کھولنے کا طریقہ تمہیں بتادیا کہ کفارہ ادا کرو اور پابندی سے آزاد ہو جاؤ۔

ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما

''اگر تم دونوں اللہ کے حضور توبہ کرلو اور تمہارے دل بھی (توبہ کی طرف) مائل ہو چکے ہیں۔ (تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے)۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

(اے امہات المؤمنین) تم پر واجب تو یہ تھا کہ ہر بات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کرتیں۔ جو چیز حضور کو پسند ہوتی تم بھی اس کو پسند کرتیں، جو چیز حضور کو ناپسند ہوتی تم بھی اسے ناپسند کرتیں۔ لیکن تم نے ایسا نہ کیا تمہارے لئے یہ کسی طرح مناسب نہ تھا۔ اس لئے اس فروگزاشت سے جتنی جلد توبہ کروگی تمہارے لئے اتنا ہی بہتر ہوگا۔ (ماخوذ: تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ملخصاً)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ازواج مطہرات نے ایک ایسی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی جو واقعہ کے خلاف تھی یعنی حضور کے دہن پاک سے مغافیر کی بو تو نہیں آتی تھی تو انہوں نے ایسی بات کہی۔ اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے میری ذات کی طرف وہ بات منسوب کی جو واقعی مجھ میں نہیں ہے اسے چاہیئے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی متعمدًا فلیتبوا مقعدہٗ من النار. (سنن ابن ماجہ صفحہ ۴۰ جلد اول)

● غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہٗ اس شبہ کے جواب میں فرماتے ہیں: میرے نزدیک اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ کیونکہ غرفت کے پودے جس کا وہ گوند مغفور کہلاتا ہے عرب میں بکثرت ہوتے تھے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ جو درخت کسی جگہ ہوں شہد کی مکھیاں اسی درخت کی پتیوں کا عرق چوستی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف علاقوں کے شہد کا مزا بھی مختلف ہوتا ہے۔ بلکہ آپ اس ایک ہی جگہ کو لیجئے۔ مکھیوں کا جو ایک گھر بنا ہوتا ہے اگر وہ کسی پھلواری میں ہو اس کی لذت اور خوشبو بالکل الگ ہوگی اور اگر وہ کسی آم یا کینوؤں کے باغ میں ہوگا، تو اس کے شہد کی لذت اور خوشبو اوروں سے مختلف ہوگی۔ یہ ایک حقیقت ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ حجاز مقدس میں غرفت کے پودے کثرت سے ہوتے تھے اور جب شہد کی مکھیاں وہ رس چوستی تھیں تو اس کے شہد سے مغفور کی خوشبو آتی تھی یہی بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مغفور نہیں کھایا۔ لیکن یہ تو ہوسکتا ہے کہ شہد کی مکھی غرفت کے پودے پر جا کر بیٹھی اور وہاں اس نے اس کے پتے کا رس چوسا تو اس کا اثر تو شہد میں آنا ہوا اور جب شہد آپ نے تناول فرمایا تو خفیف سے خفیف اثر شہد میں آیا ہوگا اتنا ہی اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن پاک

سے محسوس ہوا ہوگا۔ بس یہ اس کا صحیح جواب ہے کہ اس میں یہ بات واقعہ کے خلاف نہ تھی .... اور ازواج مطہرات اس بات سے پاک ہیں کہ وہ خلاف واقعہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کی طرف منسوب کریں۔

(البیان العظیم فی تفسیر سورۃ التحریم صفحہ نمبر ۳۰، ۳۱ طبع راولپنڈی (تلخیص)

آیت نمبر۲: ''قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ''۔ (سورۃ انعام آیت نمبر ۵۰)

ترجمہ: ''فرمادیجئے میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہیں جانتا میں غیب اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں''۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبانی تین باتوں کا اعلان کروایا۔

۱۔ میرے قبضے میں اللہ کے خزانے نہیں۔

۲۔ میں غیب نہیں رکھتا۔

۳۔ میں فرشتہ نوری نہیں ہوں۔

۴۔ مولوی احمد رضا نے لااعلم الغیب کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:

''اور نہ میں یوں کہوں کہ آپ غیب جان لیتا ہوں (اور یہ تحریف ہے)۔

(انصاف صفحہ نمبر ۱۰۲، ۱۰۳)

الجواب: لغت عرب میں ترجمہ کا لفظ دو معانی کیلئے بولا جاتا ہے۔

۱۔ کلام کو ایک زبان سے دوسری زبان میں نقل کرنے کو ترجمہ کہتے ہیں۔

۲۔ ترجمہ کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ کلام کا مطلوب و مقصود دوسری زبان میں پوری وضاحت کے ساتھ بیان کردیا جائے۔

• صاحب تاج العروس لکھتے ہیں:

کسی زبان کی تشریح و توضیح کرنے والے کو ''ترجمان'' کہتے ہیں۔ کلام کو دوسری زبان میں واضح کرنے کا نام ترجمہ ہے۔ مشہور لغوی جوہری کا قول ہے کہ کلام کو

ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنے کو ترجمہ کہتے ہیں۔ (تاج العروس جلد ۸)

ترجمہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) لفظی ترجمہ۔ (۲) تفسیری ترجمہ۔

• لفظی ترجمہ: کے معنی یہ ہیں کہ کلام کو ایک زبان سے دوسری زبان میں اسی نظم و ترتیب کے ساتھ منتقل کردیا جائے، جیسے کہ وہ پہلے ہے اس کے ساتھ ساتھ اصل کلام کے معنی و مفہوم کو بہر نوع قائم رکھا جائے اور اس میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو۔

• تفسیری ترجمہ: سے مراد یہ ہے کہ ایک کلام کا مطلب دوسری زبان میں کھل کر بیان کردیا جائے۔ اس میں سابقہ نظم و ترتیب اور کلام کے اصل تمام معانی کا قائم رکھنا ضروری نہیں۔ (تاریخ تفسیر و مفسرون صفحہ نمبر ۲۲)

اور ایسا عام لوگوں کی آسانی کیلئے کیا جاتا ہے تاکہ وہ کسی تذبذب کا شکار نہ ہوجائیں۔

• قاضی ثناء اللہ پانی پتی (متوفی ۱۲۲۵ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

''یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جان سکتا مگر اسکے جتلانے اور سکھانے سے''۔

آخر میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یعنی میں کہتا ہوں کہ تقدیر عبارت یوں ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور سکھانے کے بغیر غیب نہیں جان سکتی۔ (تفسیر مظہری سورۃ نمل طبع دہلی)

• علامہ سید محمود آلوسی (م ۱۲۷۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی حق بات یہ ہے کہ جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا سے کوئی نہیں جانتا اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص خود بخود نہیں جان سکتا۔ الخ (۱)......(روح المعانی صفحہ نمبر ۱۱ جلد ۲)

(۲)......(ضیاء القرآن ص ۶۸۴ جلد ۳ طبع لاہور)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے زیر بحث آیت میں تفسیری ترجمہ کیا ہے جس کو تحریف سے تعبیر کرنا جہالت ہے۔ اور حقیقت تحریف سے لاعلمی کی روشن دلیل ہے۔

(نوٹ) باقی اعتراضات کا جواب ہم اوراق گزشتہ میں دے چکے ہیں۔

آیت نمبر۳:

اس کے علاوہ درج ذیل آیات نقل کی ہیں۔

۲۔ قل لا املک لنفسی نفعاً ولا ضراً الا ماشاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر ۔الخ (سورہ الاعراف صفحہ نمبر ۱۸۸)

۳۔ قل انی لا املک لکم ضراً ولا رشداً۔

۴۔ وما اکثر الناس ولو حرصت بمومنین۔ (سورہ یوسف آیت نمبر ۱۰۳)

۵۔ انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء۔

انصاف صفحہ نمبر ۵۶ "مرتبین انصاف" لکھتے ہیں: ان آیات کے برعکس بریلوی فرقہ عقیدہ رکھتا ہے کہ دنیا و آخرت کی تمام مرادیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار میں ہیں، جنت و دوزخ حضور کے اختیار میں ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۰۴)

الجواب نمبر۱: ان نصوص مذکورہ کا مفاد علم غیب حقیقی کا اختصاص بحق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ (اعلاء کلمۃ اللہ، صفحہ نمبر ۱۸۴ مطبوعہ راولپنڈی ۱۳۸۵ھ)

الجواب نمبر۲: ان آیات بینات میں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات مقدسہ سے الوہیت کی نفی فرما رہے ہیں کہ میں خدا نہیں کیونکہ خدا وہ ہے جس کی قدرت کاملہ اور اختیار مستقل ہے جو چاہے کر سکتا ہے نہ کسی کام سے اسے کوئی روک سکتا ہے اور نہ اسے کسی کام پر کوئی مجبور کر سکتا ہے اور مجھ میں یہ اوصاف نہیں پائے جاتے۔ میرے پاس جو کچھ ہے میرے رب کا عطیہ ہے اور میرا اختیار اسی کا عنایت فرمودہ ہے، لا املک کے کلمات سے اپنے اختیار کامل کی نفی فرمائی اور "الا ماشاء اللہ" اس غلط فہمی کا ازالہ دور کر دیا کہ کوئی نادان ان سے یہ نہ سمجھے کہ حضور کو نفع و نقصان کا کچھ اختیار ہی نہیں۔ فرمایا مجھے اختیار ہے اور یہ اختیار اتنا ہی ہے جتنا میرے رب کریم نے مجھے عطا فرمایا ہے اب رہی یہ بات کہ کتنا عطا فرمایا ہے تو انسانی عقل کا کوئی پیمانہ اور کوئی اندازہ اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔

الجواب نمبر۳: صاحب تفسیر خازن علاؤ الدین بن علی (م ۷۴۱ھ) لکھتے ہیں کہ امور غیبیہ کی خبر دینا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعظم معجزات سے ہے تو یہاں اس کی نفی کیوں کی جا رہی ہے خود ہی جواب دیتے ہیں کہ حضور کا فرمانا بر سبیل تواضع و انکسار اور ادب تھا اس صورت میں آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے مطلع نہ کرے میں غیب نہیں جان سکتا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور کا یہ ارشاد اس وقت ہو جب غیب پر آگہی نہیں بخشی گئی تھی اور جب آگاہ فرما دیا تو ارشاد فرمایا "فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول" ۔الخ (تفسیر خازن پ ۹ سورۃ الاعراف)

الجواب نمبر۴: اگر اس آیت کے الفاظ میں غور کیا جائے تو علامہ خازن کی تحقیق بالکل درست معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہاں حروف شرط میں سے لو مستعمل ہوا ہے اور علامہ جمال الدین ابن ہشام نے اپنی گرانقدر تالیف المغنی (جلد اول صفحہ نمبر ۲۰۶) میں اس پر طویل بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

لو تین امور پر دلالت کرتا ہے۔

۱۔ شرط کو سبب اور جزا کو مسبب بناتا ہے۔

۲۔ دونوں کا تحقق زمانہ ماضی میں ہوتا ہے۔

۳۔ سبب ممتنع ہوتا ہے۔

اس تحقیق کو ذہن نشین کر لینے کے بعد آیت میں غور کیجئے کہ یہاں علم غیب سے مراد علم ذاتی جو قدرت ذاتی سے مستلزم ہے نہ لیا جائے تو سبب نہیں بن سکتا۔ کیونکہ صرف علم، خیر کثیر جمع کر لینے اور دفع ضرر کو دور کرنے کا سبب نہیں ہوا کرتا کیونکہ کسی تکلیف کے وقوع کا علم از وقت ہو جاتا ہے لیکن انسان اس سے بچ نہیں سکتا۔ موٹی سی بات ہے کسی شخص کو عدالت عالیہ سے پھانسی کا حکم ہو جائے تو وہ یہ جانتے ہوئے کہ مجھے پھانسی دے دی جائے گی اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا۔ اس لئے حصول خیر اور دفع ضرر کا سبب علم ذاتی ہی ہو سکتا ہے جو قدرت ذاتی کو مستلزم ہے۔ تب ہی "لو" شرط اور

جزاء میں سببیت کا علاقہ پیدا کرسکتا ہے جو اس کا پہلا خاصہ ہے اس کا دوسرا خاصہ کلام کو زمانہ ماضی کے ساتھ مخصوص کرنا ہے اور زمانہ ماضی میں کسی چیز کی نفی اس امر کو مستلزم نہیں کہ آئندہ بھی یہ نہ پایا جائے۔اور لو کا تیسرا خاصہ یہ ہے کہ وہ سبب کے ممتنع ہونے پر دلالت کرتا ہے اور علم غیب جس کا حصول ممتنع ہے وہ علم غیب ذاتی ہی ہے اللہ تعالی کے بتانے سے کسی غیب کو جان لینا کسی کے نزدیک بھی ممتنع نہیں بلکہ سب اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالی کے سکھا دینے سے علم غیب حاصل ہو جاتا ہے۔اب لو سے جس علم غیب کی نفی کی جارہی ہے وہ وہ ہے جس کا حصول ممتنع ہے وہ علم غیب ذاتی ہے اس لئے آیت کریمہ سے علم غیب عطائی کی نفی نہیں ہوتی اور ہم یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلام اللہ تعالی غیب کا علم حاصل تھا۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد ۲ سورہ اعراف)

● اللہ تعالی نے فرمایا اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت کا تعلق "حب" سے نہیں بلکہ میری مشیت سے ہے اور میری اور تیری مشیت میں اختلاف نہیں (کیونکہ انبیاء واولیاء) اللہ تعالی کی مشیت واذن کے تحت ہوتے ہیں اور ایک لمحہ کیلئے بھی ذات کبریا سے مستغنی نہیں ہوتے۔

کیونکہ ھدیٰ کا تعلق مشیت سے ہے اور مشیت اس کی ہے جو خالق اھتدیٰ ہے اور جو مشیت خالق اھتدیٰ کی ہوگی وہی مشیت مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوگی، تو "انک لاتھدی کے معنی اظہر من الشمس ہیں کہ جسے اللہ تعالی ازل سے جانتا ہے ہدایت قبول کرے گا اس کیلئے ہدایت پانے کی صورت پیدا کردیتا ہے۔اور حضور علیہ السلام کا اپنے چچا ابو طالب کو بار بار اسلام کی دعوت دینا تقاضا رحمۃ للعالمینی تھا اللہ تعالی فرماتا ہے:

"انک لتھدی الی صراط المستقیم"۔(الشورا آیت نمبر ۵۲)

ترجمہ: "(اے حبیب) بے شک آپ ضرور سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرماتے

ہیں"۔

آیت نمبر ۴: "و ما علمناہ الشعر ومایبنغی لہ" (سورہ یٰس آیت نمبر ۶۹)

ترجمہ: "ہم نے اس رسول کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ہی ان کے مناسب ہے"۔

اعتراض: جب من گھڑت عقیدہ ماکان و مایکون کی نفی بریلوی اعلیٰ حضرت نے دیکھی تو ترجمہ یوں کیا "اور ہم نے انکو شعر کہنا نہ سکھایا" تو اس سے بھی عالم ماکان و مایکون کی نفی ہوگئی۔آیت میں اس بات کی نفی ہے کہ اللہ تعالی نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو شعر کا علم نہیں دیا۔(انصاف صفحہ نمبر ۱۰۶)

الجواب: بہت سے مفسرین نے یہ سمجھا ہے کہ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شعر بمعنی منظوم اور مقفیٰ کلام بنانے کی تہمت لگائی تھی حتیٰ کہ وہ قرآن کریم میں ہر آیت کی تاویل کرنے لگے جس میں وزن پایا جاتا تھا جیسے وجفان کالجواب وقد ور رسیات اور تبت یدا ابی لہب وتب۔لیکن بعض شناس لوگوں نے کہا ہے کہ ان سے ان کا مقصد منظوم اور مقفیٰ کلام بنانے کی تہمت لگانا نہیں تھا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ قرآن اسلوب شعری سے مبرا ہے اور اس حقیقت کو عوام عجمی بھی سمجھ سکتے ہیں پھر فصحاء عرب کا کیا ذکر ہے بلکہ وہ آپ پر (نعوذ باللہ) جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے کیونکہ عربی زبان میں شعر بمعنی کذب اور شاعر بمعنی کاذب استعمال ہوتا ہے حتیٰ کہ جھوٹے دلائل کو "ادلۃ شعریۃ" کہا جاتا ہے اس لئے قرآن کریم نے شعراء کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں۔(یعنی وہ شاعر جن کا کلام قرآن وسنت کے خلاف ہو)۔(مفردات القرآن صفحہ نمبر ۵۴۱ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء)

● علامہ اسماعیل حقی صاحب تفسیر روح البیان لکھتے ہیں:

اور تحقیقی بات یہ ہے کہ قرآن کریم کے فرمان "ومایبنغی لہ" کا مطلب یہ ہے۔کہ منصب نبوت کے اعتبار سے شعر کہنا آپ کے مناسب نہیں ہے۔کیونکہ معلم عن اللہ سواحق کے کچھ نہیں کہتا اور یہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے فی نفسہ شعر گوئی پر قادر ہونے کے منافی نہیں۔اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ شعر کی اچھائی اور برائی کو جانتے تھے اور اس

کے وزن اور قافیہ وغیرہ سے واقف تھے اور جو نظم کرنے کو جانتا ہو وہ اس پر قادر کیسے نہیں ہوسکتا کہ ان ہی مسائل اور احکام کو نظم کی شکل میں بیان کرے۔ لیکن قدرت اس باب میں فعلیت کو مستلزم نہیں ہے تا کہ احکام شرعیہ لفظ شعر اور شاعری کے اطلاق سے محفوظ رہیں۔ کیونکہ یہ لفظ کذب اور تخیلات کا وہم پیدا کرتا ہے۔ (روح البیان جلد ۳)

اب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا ترجمہ: ''اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا''۔ بالکل درست اور صحیح ہے۔

- تفسیر مدارک میں اسی آیت کے تحت ہے: ہم نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شعر کہنا نہ سکھایا، ہم نے ان کو قرآن کی تعلیم سے شعر نہ سکھایا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم شعر نہیں۔

- تفسیر خازن میں ہے: جب کہ اس کی تردید فرمادی کہ قرآن کریم شعر کی جنس سے ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں ہے وہ مگر نصیحت اور روشن قرآن نیز تفسیر خازن میں ہے: کہا گیا ہے کہ کفار قریش نے کہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شاعر ہیں اور وہ جو کچھ کہتے ہیں (قرآن) وہ شعر ہے اس تکذیب کیلئے رب تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

اس لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا ترجمہ ''اور ہم نے ان کو شعر نہ سکھایا'' مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں بالکل صحیح و درست ہے۔ اور یہ تفسیری ترجمہ ہے جس پر ہم نے اوراق گزشتہ میں تفصیلاً گفتگو تحریر کردی ہے۔ اس لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے ترجمہ کو تحریف سے تعبیر کرنا سراسر جہالت ہے۔

- **اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کا جواب**

(انصاف صفحہ نمبر ۱۰۵)

آپ ان لوگوں کا رد فرما رہے ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و اولیاء کو اپنے کلی اختیارات سونپ دیئے ہیں وہ جو چاہیں کریں، خداوند تعالیٰ معطل

ہو چکا ہے۔ نعوذ باللہ۔ (خلاصہ) ۱

- **اہل سنت و جماعت کا عقیدہ**

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مالک دو جہان ہونے کا نہ تو یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ کسی چیز کا مالک نہ رہا اور نہ یہ مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب تعالیٰ کی مثل مالک ہیں جس سے لازم آئے کہ عالم کے وہ مستقل مالک ہیں بلکہ رب تعالیٰ کی ملکیت حقیقی قدیم ازلی ابدی اور لا متناہی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت عطائی حادث ہے جیسے دنیوی بادشاہ اپنی سلطنت کے مالک ہیں ہم لوگ اپنے گھر بار کے مالک ہیں، حضرت سلیمان علیہ السلام روئے زمین کے مالک ہوئے اس کا مطلب یہ نہیں کہ رب تعالیٰ ان چیزوں کا مالک نہ رہا، بلکہ وہ حقیقی مالک ہے ہم مجازی، اس کی ملکیت ذاتی ہے ہماری عطائی ہے اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت خدا تعالیٰ کی نسبت سے ہے۔

---

۱ مکتوبات طیبات معروفہ بمہر چشتیہ کے مرتب فتح الدین لکھتے ہیں اس مجموعہ میں تمام تحریریں جو درج کی گئی ہیں ان میں اس امر کا التزام کیا گیا ہے کہ اس تحریر پر حضرت قبلہ عالم دام ظلہم العالی کے دستخط ہوں یا آپ کا اپنا رقم فرمودہ ہو۔ ایک ملفوظ بھی درج ہوا ہے جس کا باعث یہ ہے کہ حضرت چچا میاں عبداللہ صاحب مرحوم مغفور اس کے راوی تھے اور وہ اصرار کرتے تھے کہ ملفوظ شریف ضرور درج کیا جائے ملاحظہ ہو مکتوبات طیبات صفحہ نمبر ا طبع لاہور۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بتانا کیسے درست ہوسکتا ہے نہ یہ حضرت اقدس قدس سرہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور اس عبارت کا حضرت کی تصانیف میں کہیں نام و نشان نہیں یہی وجہ ہے دوسرے ایڈیشن میں اس پورے ملفوظ کو خارج کردیا گیا اگر سید مہر علی شاہ کا یہی عقیدہ ہوتا تو ان کے جانشین حضرت بابو جی سرکار اس عبارت کو قائم رکھتے اس عبارت سے سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ کا دامن پاک ہے۔ حضرت سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے ملفوظات شریف لکھنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں اس کیلئے قوت علم کا ہونا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سامع نے کچھ سے کچھ لکھوا دیا ہاں اگر ملفوظ حضرت کو تحریر کرکے دکھایا جاتا آپ تصدیق کرتے تو پھر تمہارا اعتراض درست ہوتا جیسے تھانوی جی کی سوانح اور ملفوظات تھانوی جی کے مصدقہ ہیں۔ فافھم وتدبر ولا تکن من الوہابیین۔ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

- نیز اللہ تعالیٰ جو کسی مخلوق کو کوئی کمال عطا فرماتا ہے تو اس کے متعلق صرف مومن ہونے کیلئے کافی نہیں کہ یہ کمال اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے اتنی بات تو مشرکین مکہ بھی اپنے معبودوں کے حق میں تسلیم کرتے تھے۔ بلکہ مومن ہونے کیلئے ضروری ہے کہ عطائے خداوندی کا عقیدہ رکھتے ہوئے یہ اعتقاد بھی رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کمال کسی مخلوق کو عطا فرمایا ہے وہ عطا کے بعد حکم خداوندی، ارادہ اور مشیت ایزدی کے ماتحت ہے ہر آن اللہ تعالیٰ کی مشیت اس کے متعلق ہے اور اس بندے کا ایک آن کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور مستغنی ہونا قطعاً محال ہے۔
- محبوبیت وشفاعت جو کہ تمام ادیان اور شرائع میں خواص بشر کیلئے ثابت کی گئی ہے اس کو ایسا منصب خیال کرنا کہ جس سے عبد خود مختار بن کر تصرفاتِ الٰہیہ کو (معاذ اللہ) مزاحمت سے روک سکے شرک ہے اور رضائے الٰہی اور اس کی اجازت پر موقوف سمجھنا اور اس میں درحقیقت عنایت الٰہیہ کا ظہور ماننا ایمان وتوحید ہے۔
- حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے قاسم خزائن الٰہیہ ماننا ان مسائل مہمہ سے ہے کہ جن کا تعلق عظمت نبوت ورسالت سے ہے حیرت ہے ان لوگوں پر جو ان مسائل کو شرکیہ قرار دیتے ہیں۔ قرآن وحدیث سے واضح طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مالک نعماء الٰہیہ ہونا ثابت ہے۔ اس عقیدہ کو شرک کہنے والے اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ باذن الٰہی اور عطاء خداوندی کے ساتھ شرک کا تصور جمع نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے خزائن نعمت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمانے اور ان میں اپنی حکمتوں کے مطابق تصرف کا اذن دینے پر قادر ہے اور ہر مقدور ممکن ہے اور امر ممکن کا اعتقاد کسی حال میں شرک نہیں ہوسکتا شرک جب ہی ہوگا کہ ان امور میں محال ذاتی کا اعتقاد ہو جیسا کہ عطاء الوہیت ممتنع عقلی اور محال بالذات ہے لیکن اپنی نعمتوں کے تقسیم کرنے کا اذن دینا تو محال نہیں بلکہ امر واقع ہے بلکہ شاہد ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات کی نفی جن دلائل سے لوگ ثابت کرنے کی سعی مذموم کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان سب کا مفاد صرف یہ ہے

کہ حکم خداوندی کے خلاف اور مشیت الٰہیہ کے منافی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے قطعاً کوئی حکم یا اختیار نہیں ہے اور عطاء الٰہی سے کل اختیارات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے حاصل وثابت ہیں۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (بروز محشر) کرامت اور جنت کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ الخ (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)
- حضرت ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ حدیث سل کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے۔ کہ اللہ جل جلالہٗ نے حضور کو طاقت بخشی ہے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔ (پھر لکھا) امام ابن سبع وغیرہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کردی ہے اس میں سے جو چاہیں جس کیلئے چاہیں بخش دیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ نمبر ۳۲۳ طبع ملتان)

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آپکو اپنے خزانوں میں سے ہر اس چیز کے عطا کرنے پر قدرت دی ہے جس کا آپ ارادہ فرمائیں اور یہ کہ آپ مانگنے والوں میں سے جس کو چاہیں جس چیز کے ساتھ چاہیں خاص کرلیں کیونکہ آپ فضل وکرم اور کمال کا ایسا سمندر ہیں جسکا کوئی ساحل نہیں ہے۔ (لمعات صفحہ نمبر ۲۷۱ جلد ۴ طبع لاہور)

نیز فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مطلقاً فرمایا کہ مانگو اور اسے کسی خاص مطلوب کے ساتھ مقید نہیں کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام امور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم ہاتھ میں ہیں جو کچھ چاہتے ہیں جس کو چاہتے ہیں اپنے پروردگار کے اذن سے عطا فرماتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۹۶ جلد اول طبع ملتان)

تھانوی جی لکھتے ہیں بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے اور صاحب حضوری تھے۔ (الافاضات الیومیہ صفحہ نمبر ۱۰۸ جلد ۹ طبع ملتان ۱۳۱۶ھ) (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

- علامہ ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست قدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم وزیر ارادہ واختیار کردیئے ہیں جسے چاہیں عطا فرمائیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔ (الجواہر المنظم صفحہ نمبر ۴۲)

آیت نمبر ۵: یاایہا النبی: اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

"اے غیب کی خبریں بتانے والے"۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۰۶)

الجواب:

نبی اور رسول کی تعریف

نبی اور رسول وہ انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تبلیغ احکام کیلئے مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا۔ (شرح عقائد نسفی)

احکام عملی ہوں، جیسے عبادات و معاملات وغیرہ یا اعتقادی مثلاً مرنے کے بعد اٹھنا، فرشتوں، جنت، دوزخ، پر یقین رکھنا اور وہ تمام امور جو لوگوں سے غائب ہیں جن کی تبلیغ کیلئے نبی مبعوث ہوتا ہے اور ان سب امور غیبیہ کی انہیں خبر دیتا ہے۔

اس تعریف سے ظاہر ہوگیا کہ غیب کی خبریں دینے والے کو نبی اور رسول کہتے ہیں۔

- امام نسفی "بالغیب" کے تحت لکھتے ہیں یعنی غیب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو لوگوں سے غائب ہو جن کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دی ہو، مرنے کے بعد اٹھنا، حشر ونشر، حساب اور اس کے علاوہ۔ (تفسیر مدارک جلد اول)
- امام قرطبی نے "الذین یؤمنون بالغیب" میں لفظ غیب کی تفسیر میں متعدد اقوال نقل کرتے ہوئے فرمایا ایک قول یہ ہے کہ یہاں الغیب سے مراد قرآن میں مذکورہ غیوب ہیں۔ دوسرے علماء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دی ہوئی غیب کی وہ سب خبریں مراد ہیں جو انسانی عقلوں سے بالاتر ہیں، جیسے علامات قیامت، عذاب قبر، حشر، نشر، پل صراط، میزان، جنت اور دوزخ۔

تمام اقوال کے بعد ابن عطیہ کا محاکمہ نقل فرماتے ہیں یعنی ان تمام اقوال میں کوئی تعارض نہیں بلکہ ان سب چیزوں کو غیب کہا جاتا ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن صفحہ نمبر ۱۶۳ جلد اول طبع ایران ۱۳۸۷ھ)

- جلالین میں ہے (الغیب) یعنی غیب ہر وہ چیز ہے جو لوگوں سے غائب ہے جیسے مرنے کے بعد اٹھنا اور جنت و دوزخ۔ الخ
- امام لغت صاحب قاموس فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والے کو نبی کہتے ہیں۔
- امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: نبوۃ اللہ تعالیٰ اور اس کے ذوی العقول بندوں کے درمیان سفارت کا نام ہے جو ان کے تمام دنیوی واخروی امور سے ہر قسم کی خرابی دور کرنے کے لئے ہوتی ہے اور اس کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایسی خبریں دیتا ہے جن کی وجہ سے پاکیزہ عقول کو تسکین وطمانیت حاصل ہوتی ہے۔

(مفردات القرآن صفحہ نمبر ۱۰۲۳، مطبوعہ لاہور)

- صاحب لسان العرب اور صاحب تاج العروس فرماتے ہیں یعنی فراء نے کہا کہ نبی وہ ہے جس نے اللہ کی طرف سے خبر دی (اس کا ہمزہ متروک ہوگیا)۔ الخ

(لسان العرب جلد اول، تاج العروس جلد اول)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی اس مقدس انسان کو کہتے ہیں جو مبعوث من اللہ ہو ر غیب کی خبریں دینے والا بلند رتبہ ہو۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لفظ نبی کا ترجمہ ماتے ہوئے جہاں بھی غیب کی خبریں دینے والا ارقام فرمایا ہے تو ان ہی مرادی معنی لحاظ سے ہے اور اس معنی کے پیش نظر اعلیٰ حضرت کا ترجمہ یقیناً صحیح ہے۔

یت نمبر ۶: "قل انما انا بشر مثلکم"۔ (سورہ کہف آیت نمبر ۱۱۰)

اس کا ترجمہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے یہ کیا ہے۔

جمہ: "آپ کہہ دیں میں ظاہری صورت میں تم جیسا بشر ہوں"۔

راض: یہ ظاہر صورت میں انوار رضا کے متوالے بتائیں قرآن کے کس لفظ کا

ترجمہ ہے۔ موجودہ بریلویت انبیاء علیہم السلام کو بشر کہنے والوں کو کافر قرار دیتی ہے۔

الخ (انصاف صفحہ نمبر ۱۰۷)

الجواب: امام راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اَلْبَشَرَۃُ: کے معنی انسان کی جلد کی اوپر کی سطح اور اَدَمَۃٌ کے معنی باطنی سطح کے ہیں عام ادباء کا یہی قول ہے...... بشرۃ کی جمع بَشَرٌ وَاَبْشَارٌ آتی ہے اور اسی سے انسان کو بشر کہا جاتا ہے کہ اس کی جلد بالوں سے صاف ہوتی ہے اس کے برعکس دیگر حیوانات کی کھال پر اون، بال یا پشم ہوتی ہے...... قرآن کریم میں جہاں کہیں انسان کی جسمانی بناوٹ اور ظاہری جسم کا لحاظ کیا ہے تو ایسے موقع پر خاص کر اسے بشر کہا گیا ہے۔ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۹۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء)

مولانا احمد رضا بریلوی نے "قل انما انا بشر مثلکم" کا ترجمہ: آپ کہہ دیں میں ظاہری صورت میں تم جیسا بشر ہوں۔ لغوی طور پر یہ ترجمہ کیا ہے۔ رہا آپ کا باطنی مقام، انسانی عقل وفہم سے وراء ہے۔

• قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لیکن ان کی ارواح قدسیہ اور باطنی کیفیات انسانیت کی ان اعلیٰ درجہ کی صفات پر فائز ہوتی ہیں جو ملاء اعلیٰ سے متعلق ہوتی ہیں۔ الخ (الشفاء جلد دوم صفحہ نمبر ۱۲۱)

الزام: موجودہ بریلویت انبیاء علیہم السلام کو بشر کہنے والوں کو کافر قرار دیتی ہے۔

(انصاف صفحہ نمبر ۱۰۷)

الجواب: نہ کسی کتاب کا حوالہ نہ صفحہ (ھذا بہتان عظیم) اہل سنت و جماعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت کا انکار کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت کا انکار کرنے والا گمراہ ہے۔

• علامہ راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کفار انبیاء علیہم السلام کو کسر شان کیلئے ان کو بشر کہہ کر پکارتے تھے جیسے ان ھذا الا قول البشر۔

(مفردات صفحہ نمبر ۹۲)

اس لئے علمائے اہل سنت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیر البشر، افضل البشر اور اکمل البشر کہہ کر یاد کرنا چاہیئے۔

• ایک حدیث اور اُس کا مفہوم

"مرتبین انصاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ پر دوزخ پیش کی گئی جو میرے اور تمہارے درمیان تھی، یہاں تک کہ اس کی آگ کی روشنی میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا"۔

نیز سایہ رسول کا ذکر (طبقات ابن سعد صفحہ نمبر ۱۲۸، مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ نمبر ۴۵۶، مسند احمد صفحہ نمبر ۳۳۶ جلد ۶، مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ نمبر ۳۲۳ میں بھی ہے)۔

(انصاف صفحہ نمبر ۱۱۱)

الجواب: "مرتبین انصاف" نے حدیث تو نقل کر دی مگر اس کا حوالہ نہیں دیا۔ معلوم ہوتا ہے کسی دوسری کتاب سے نقل کی گئی ہے۔ مکمل حدیث مع حوالہ درج ذیل ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک دن صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر حضور نے اپنا مبارک ہاتھ بڑھایا پھر اسے پیچھے ہٹالیا۔ سلام پھیرنے کے بعد حضور سے عرض کیا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اس نماز میں آپ نے وہ کام کیا جو اس کے علاوہ کسی دوسری نماز میں آپ نے کبھی نہیں کیا تھا (یعنی ہاتھ اٹھا کر پیچھے ہٹانا) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت دیکھی اور اس میں انگور کی بیل کے خوشے دیکھے جو بہت قریب تھے ان کے دانے کدو کی طرح (بڑے) میں نے ان سے لینا چاہا تو میری طرف وحی کی گئی کہ محبوب آپ آگے نہ بڑھیں چنانچہ میں فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ پھر میں نے اپنے اور تمہارے درمیان نار (دوزخ) کو دیکھا، یہاں تک کہ میں نے اپنے ظل اور تمہارے ظل کو ملاحظہ کیا الخ (حاوی الارواح از ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) صفحہ نمبر ۴۲ مطبوعہ مصر)

اس حدیث مبارکہ میں ظل بمعنی سایہ نہیں جو کہ روشنی میں کسی جسم کا ہوتا ہے۔ بلکہ یہاں ظل بمعنی شخص اور جسم و بدن کے ہیں۔

- صاحب قاموس ظل کے مختلف معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ہر چیز کے شخص اور بدن کو بھی ظل کہا جاتا ہے۔ الخ (القاموس المحیط جلد ۴)
- مجمع البحار الانوار میں علامہ محمد طاہر پٹنی "حرف ظ ل" میں ظل کے معنی جسم کے لکھ کر اس کے آگے فرماتے ہیں: **وظلهم و شخصهم** یعنی ان کے ظلال سے ان کے روشنی میں یعنی اجسام مراد ہیں۔

سایہ ہمیشہ روشنی میں ہوتا ہے اور دوزخ کی آگ دنیاوی آگ کی طرح روشن نہیں بلکہ وہ سیاہ اور تاریک ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۵۰۳) [ا]

اس لئے یہاں ظل بمعنی سایہ نہیں، کیونکہ اندھیرا میں کسی کا سایہ نہیں ہوتا۔

آپ کے فرمان عالی سے ثابت ہوتا ہے کہ میں نے اپنی اور تمہاری ذات کو دیکھا۔

- نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"لایرون فیها شمساً ولا زمهریرا"۔ (سورۃ الدھر آیت نمبر ۱۳)

ترجمہ: "نہ اس میں سورج کی گرمی ہوگی نہ زمہریر کی سردی"۔

یعنی وہاں خوشگوار موسم ہوگا جیسے طلوع اور غروب کے وقت ہوتا ہے۔ (تفسیر نیشاپوری)

اور اس وقت عام انسانوں کا بھی سایہ نہیں ہوتا تو حدیث مبارکہ کے الفاظ ظلی وظلکم سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس اور صحابہ کرام کی ذوات عالیہ مراد ہیں۔

- **اسماء گرامی علماء سلف وخلف جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمانی سایہ کے قائل نہ تھے**

ا تفسیر ابن کثیر صفحہ نمبر ۳۷۸ جلد ۲ از حافظ عماد الدین ابن کثیر مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور۔ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

۱۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (شہادت ۳۵ھ) تفسیر مدارک مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۔

۲۔ حضرت امام عبداللہ محمد الحکیم الترمذی (م ۲۵۵ھ) نوادر الاصول صفحہ ۳۱۸۔

۳۔ حضرت قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) شفا شریف صفحہ نمبر ۲۴۲ جلد اول۔

۴۔ حضرت امام راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) مفردات القرآن۔

۵۔ حضرت برہان الدین حلبی (م ۱۰۴۴ھ) سیرت حلبیہ۔

۶۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) خصائص کبریٰ صفحہ نمبر ۶۸ جلد اول۔

۷۔ حضرت علامہ محمد طاہر پٹنی (م ۹۸۶ھ) مجمع بحار الانوار۔

۸۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۱۱۸ جلد اول، صفحہ نمبر ۱۲۱ جلد ۲۔

۹۔ حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) مشکوٰۃ الانوار۔

۱۰۔ حضرت علامہ ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ) افضل القریٰ صفحہ نمبر ۲۷۔

۱۱۔ حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) مکتوبات امام ربانی صفحہ نمبر ۱۸۷ جلد ۲۔

۱۲۔ حضرت علامہ خفاجی حنفی (م ۱۰۶۹ھ) نسیم الریاض صفحہ نمبر ۲۸۲ جلد ۳۔

۱۳۔ حضرت علامہ قسطلانی (م ۹۲۳ھ) مواہب اللدنیہ جلد اول۔

۱۴۔ حضرت شیخ عبدالباقی زرقانی (م ۱۱۲۲ھ) زرقانی شرح مواہب جلد ۴ صفحہ نمبر ۲۲۰۔

۱۵۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ نمبر ۲۱۹۔

۱۶۔ حضرت مولانا روم (م ۶۷۳ھ) مثنوی دفتر پنجم۔

۱۷۔ حضرت مولانا بحر العلوم فرنگی محلی (م ۱۲۲۵ھ) شرح مثنوی دفتر پنجم۔

۱۸۔ حضرت علامہ حسین بن دیار بکری (م ۹۶۶ھ) کتاب الخمیس النوع الرابع۔

۱۹۔ حضرت مفتی عنایت احمد کاکوروی (م ۱۲۷۹ھ) تاریخ حبیب اللہ صفحہ نمبر ۱۳۷۔

● طائفہ دیوبندیت کے گھر کی شہادتیں

۱۔ مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

......اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور فرمایا اور تواتر سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ سایہ نہ رکھتے تھے۔الخ (امداد السلوک صفحہ نمبر ۱۰۲ طبع لاہور)

۲۔ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

ہمارے حضور (ﷺ) سرپا نور ہی نور تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ظلمت نام کو بھی نہ تھی اس لئے آپ کا سایہ نہ تھا۔(شکر النعمۃ صفحہ نمبر ۳۱ مطبوعہ کراچی)

۳۔ مولوی عابد میاں (ڈابھیل) اپنی تصنیف "رحمۃ للعالمین" میں لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کا جسم مبارک نورانی تھا جس وقت آپ دھوپ اور چاندنی رات میں آمدورفت فرماتے تو مطلقاً سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔(رحمۃ للعالمین صفحہ ۳۵ مطبوعہ دہلی)

اس کتاب پر مندرجہ ذیل اکابر دیوبند کی تقاریظ اور تائیدات درج ہیں۔

(۱) مفتی کفایت اللہ دہلوی۔(۲) مولوی انور شاہ کشمیری۔(۳) مولوی اصغر حسین۔(۴) مولوی شبیر احمد عثمانی۔(۵) مولوی حبیب الرحمٰن۔(۶) مولوی اعزاز علی۔(۷) مولوی عبد الشکور لکھنوی۔(۸) مولوی احمد سعید دیوبندی۔

● فتاویٰ دار العلوم دیوبند

سوال: وہ حدیث کون سی ہے جس میں یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا؟

الجواب: امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پر واقع نہ ہونے کے بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یکن یری لہ ظل فی الشمس ولا قمر ۔الخ اور تواریخ حبیب اللہ میں مفتی عنایت صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کا بدن نور تھا اس وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند صفحہ نمبر ۱۳۲ اشاعت اول کراچی ۱۹۷۶ء)

نیز طبقات ابن سعد، مستدرک حاکم، مسند احمد، مجمع الزوائد میں مندرجہ احادیث کا بھی یہی جواب ہے، کہ وہاں ظل کے معنی شخص (ذات) اور جسم کے ہیں۔

● "مرتبین انصاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"تفسیر نعیمی کی ایک جھلک"

"ایاک نعبدو ایاک نستعین" پر لکھتے ہیں۔

اس آیت سے یہ سمجھنا کہ انبیاء واولیاء سے مدد چاہنا شرک ہے۔

عقیدہ باطل ہے کیونکہ مقربان حق کی امداد، امداد الٰہی ہے استعانت بالغیر نہیں۔الخ (انصاف صفحہ نمبر ۱۱۱)

الجواب: سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور اگر توجہ محض اللہ کی طرف ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر جانے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور کارخانہ اسباب پر نظر کرتے ہوئے اس غیر سے ظاہراً استعانت کرے تو یہ راہ معرفت سے دور نہ ہوگا اور شریعت میں جائز اور روا ہے، اس قسم کی استعانت انبیاء واولیاء نے غیر سے کی ہے۔درحقیقت استعانت کی یہ قسم غیر سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔(تفسیر عزیزی، پارہ اول (فارسی) جلد اول صفحہ نمبر ۸ مطبوعہ دہلی)

● مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی زیر بحث آیت کے تحت لکھتے ہیں:

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے

حقیقت میں مدد مانگنی بالکل جائز نہیں۔ ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کریں تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔ (ترجمہ محمود الحسن، حاشیہ شبیر احمد عثمانی حاشیہ نمبر ۵)

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

- حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت جو مرتبین انصاف نے صفحہ نمبر ۱۱۱ پر نقل کی ہے یہ الحاقی عبارت ہے اس کا جواب ہم اوراق گزشتہ پردے چکے ہیں۔
- ''مرتبین انصاف'' لکھتے ہیں، ممارزقنھم ینفقون کی تفسیر میں مولوی نعیم الدین لکھتے ہیں:

مسئلہ: تیجہ، گیارہویں، چالیسواں بھی اس میں داخل ہیں۔

الجواب: سورہ بقرہ کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی چند صفات کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے ایک صفت یہ ہے ''و ممارزقنھم ینفقون'' اور وہ ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں چونکہ گیارہویں، تیجہ وغیرہ اموات المسلمین کو ایصال ثواب کرنے کے مختلف نام ہیں جن کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ خیرات کر کے اس کا ثواب اموات کو بخشا جاتا ہے یا فقط اپنے حصول ثواب کیلئے مال خرچ کیا جاتا ہے بتایئے اس میں کون سی بات ناجائز، حرام اور شرک ہے۔

- ''ومن اھل المدینۃ مردو اعلی النفاق لاتعلمھم نحن نعلمھم''۔

ترجمہ: ''اور کچھ مدینہ والے ان کو خو ہوگئی ہے نفاق کی تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں''۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۱۲ کا جواب)

مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ ایسا جاننا جس کا اثر انہیں معلوم ہو وہ ہمارا جاننا ہے کہ ہم انہیں عذاب کریں گے یا حضور سے منافقین کے حال جاننے کی نفی باعتبار ما سبق ہے اور اس کا علم بعد کو ہوا۔ جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: ولتعرفنھم فی

لحن القول (جمل) کلبی اور سدی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز جمعہ خطبہ کیلئے قیام کر کے نام بنام فرمایا نکل اے فلاں تو منافق ہے نکل اے فلاں تو منافق ہے تو مسجد سے چند لوگوں کو رسوا کر کے نکالا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو اس کے بعد منافقین کے حال کا علم عطا فرمایا گیا۔ (کنزالایمان صفحہ نمبر ۳۲۵ ف ۲۳۲)

خط کشیدہ الفاظ حاشیہ کے ہیں جس میں علم خدوندی کا بیان ہے۔ نیز مرتبین انصاف کا یہ کہنا قرآن کریم کے کن الفاظ کا یہ معنی ہے جہالت کے سوا کچھ نہیں۔ (یہاں پر تفسیری مفہوم بیان کیا گیا ہے)۔ ۱؎

- اذان سے قبل یا بعد درود شریف پڑھنا مستحسن ہے

(انصاف صفحہ نمبر ۱۱۳ کا جواب)

امام سخاوی (م ۹۰۲ھ مدفن مدینہ منورہ) فرماتے ہیں: صلوٰۃ وسلام کے مستحب یا مکروہ یا بدعت یا مشروع ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ اس کے مستحب

۱؎ اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کو منافقوں سے جہاد اور ان پر سختی کرنے کا حکم دیا (التوبہ آیت نمبر ۷۳ پارہ نمبر ۱۰) اگر آپ ﷺ کو منافقین کا علم نہیں تھا تو ان سے جہاد اور ان پر سختی کیسے؟ تین سو منافق مرد اور ایک سو ستر عورتیں منافقات کے نام لے کر مسجد سے نکالا کیسے؟ ملاحظہ ہو شرح شفا صفحہ ۲۴۱ جلد اول طبع بیروت از ملا علی قاری علیہ الرحمۃ، نسیم الریاض صفحہ ۲۳ جلد ۲ طبع ملتان

الروض الانف وبھامشہ السیرۃ النبویہ صفحہ ۳۰،۲۹ جلد ۲ طبع ملتان

اللہ رب العزت نے نبی اکرم ﷺ کو منافقین کا علم عطا فرمایا ہے ملاحظہ ہو تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۲۶۱ جلد ۲ طبع بیروت ۱۴۱۴ھ، الجامع لاحکام القرآن جز ۸ صفحہ ۱۲۲ طبع بیروت ۱۴۱۵ھ، تفسیر کبیر صفحہ ۹۳ جلد ۶ دار احیاء التراث العربی بیروت، ابن جریر صفحہ ۱۵ جلد ۱۱، تفسیر القرآن صفحہ ۱۸۷۰ جلد ۶ از امام ابن ابی حاتم، تفسیر سمرقندی صفحہ ۷۱ جلد ۲، الوسیط صفحہ ۵۲۱ جلد ۲، کشاف صفحہ ۲۹۱ جلد ۲، المحرر الوجیز صفحہ ۲۶۲ جلد ۸، اس کے علاوہ بکثرت نام اور بھی ہیں طوالت کے خوف سے نہیں لکھے۔ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

ہونے پر "وافعلوا الخیر" (نیکی کرو) کے فرمانِ الٰہی سے استدلال کیا گیا ہے۔ یہ بات معلوم ہے کہ صلوٰۃ وسلام اجل القربات سے ہے۔ خصوصاً احادیث اس پر برانگیختہ کرنے کے متعلق کثرت سے وارد ہیں۔ (مثلاً) اذان کے بعد کی دعا رات کے آخری تیسرے حصہ میں اور فجر کے قرب میں صلاۃ وسلام پڑھنے کا ذکر تاکید کے ساتھ گزرا ہے۔ درست بات یہ ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے، صلاۃ وسلام پڑھنے والے کو اس کی حسن نیت کی وجہ سے اجر ملے گا۔[1] (القول البدیع صفحہ نمبر ۳۳۱ مترجم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء)

بوقت اذان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا اور درود شریف پڑھنا

(انصاف صفحہ نمبر ۱۱۳ کا جواب)

- علامہ شیخ احمد طحطاوی (م ۱۲۳۳ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

قہستانی نے کنز العباد سے ذکر کیا ہے کہ مستحب ہے کہ اشہد ان محمدا رسول اللہ جب مؤذن پہلی بار کہے تو (سننے والا) کہے صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسری بار اشہدان محمدا رسول اللہ کہنے کے وقت (سننے والا) کہے قرۃ عینی بک یارسول اللہ، اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر اپنے دونوں انگوٹھوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر پڑھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت میں اس کے قائد ہوں گے اور دیلمی نے فردوس میں ذکر کیا ہے حضرت ابوبکر صدیق کی حدیث سے مرفوعاً دونوں ہاتھوں کی دونوں انگلیوں کے پوروں کا بوسہ لے کر آنکھوں پر ملنا مؤذن کے اشہدان محمدا رسول اللہ کہنے کے وقت الخ

---

[1] اذان سے قبل یا بعد درود وسلام پڑھنے کے استحباب، جواز، کراہت اور بدعت ہونے میں علماء کا اختلاف ہے تاہم مستند علماء نے اس کو بدعت حسنہ قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو درمختار علی حاشیہ الردالمختار صفحہ نمبر ۳۶۲ جلد اول طبع استنبول ۱۳۲۷ھ۔ حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ نمبر ۱۱۴ طبع مصر ۱۳۵۶ھ۔ الفتاوی الکبری صفحہ نمبر ۱۹۱ جلد اول النہر الفائق صفحہ نمبر ۱۷۲ جلد ۲ حاشیۃ الدرالمختار صفحہ نمبر ۱۸۶ جلد اول (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

تو اس کو میری شفاعت لازمی ہے۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ نمبر ۱۱۱ مطبوعہ کراچی)

- ملا علی قاری حنفی[1] (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جان لو کہ بے شک اذان کی پہلی شہادت کے سننے پر صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسری شہادت کے سننے پر قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہنا مستحب ہے پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن (چوم کر) اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

(فتح الغایۃ فی شرح نقایہ باب الاذان)

نیز فرماتے ہیں: یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہی اس فعل کا ثبوت عمل کو کافی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت۔ (الموضوعات الکبری صفحہ نمبر ۲۰۱ مطبوعہ کراچی)

- مولانا عبدالحئی لکھنوی حنفی (م ۱۳۰۴ھ) فرنگی محلی لکھتے ہیں:

بعضے فقہا مستحب نوشتہ اند وحدیثے ہم درین باب نقل میسازند مگر صحیح نیست دورامر مستحب فاعل وتارک ہر دو قابل ملامت وتشنیع نیستند، جامع الرموزی آرد اعلم انہ یستحب ان یقال عند سماع اول من شہادۃ صلی اللہ علیک یارسول اللہ وعند سماع الثانیۃ قرۃ عینی بک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم یقال اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر وبعدہ وضع ظفر الیدین علی العینین فانہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون قائدا لی الجنۃ کذا فی کنز العباد انتہی۔[2] (مجموعہ فتاویٰ صفحہ نمبر ۲۷ حصہ سوم طبع لکھنؤ ۱۹۳۵ء)

---

[1] مولوی عبدالحئی لکھنوی حنفی لکھتے ہیں: آپ کی تصانیف مفید ہیں اور آپ کو دسویں صدی کے مجدد ہونے تک پہنچا دیا ہے۔ (الفوائد البہیہ صفحہ نمبر ۹ مطبوعہ کراچی) (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

[2] مولوی عبدالشکور لکھنوی دیوبندی لکھتے ہیں: بعض احادیث اس مضمون کی وارد ہوئی ہیں کہ اذان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام گرامی سن کر انگوٹھوں کو چومنا چاہیے مگر کوئی حدیث ان جلیل القدر محدثین کے نزدیک صحت کو نہیں پہنچتی سب ضعیف ہیں ان ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے (علم الفقہ صفحہ نمبر ۲۳ جلد ۲ طبع کراچی) (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

ولا یصح کا مفہوم

حدیث کی تین مشہور قسمیں ہیں۔(۱) صحیح۔(۲) حسن۔(۳) ضعیف۔

اور محدثین کرام کا کسی حدیث کے متعلق "لا یصح" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث میں "صحیح حدیث" کے اوصاف نہیں پائے جاتے اس سے اس حدیث کے حسن یا ضعیف ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔

- ابن حجر مکی (م۹۷۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اور کسی محدث کا یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ صحیح لذاتہ نہیں۔ اس سے اس کے حسن لغیرہ کی نفی نہیں ہوتی اور حسن لغیر سے حجت پکڑی جاسکتی ہے۔ (الصواعق المحرقۃ (اردو) صفحہ نمبر ۷۱ طبع لاہور)

- حافظ ابن حجر عسقلانی (م۸۵۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

نفی الصحۃ لاینتفی الحسن (تخریج کتاب الاذکار از علامہ نووی)

نیز لکھتے ہیں

حسن لذاتہ گو رتبہ میں کم ہے صحیح لذاتہ سے۔ تاہم قابل احتجاج ہونے میں اس کی شریک ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر صفحہ نمبر ۱۹ طبع کراچی)

- ملا علی قاری حنفی (م۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

لایلزم من عدم صحتہ نفی وجودہ حسنہ وضعیفہ۔

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر ۶۶ طبع کراچی)

لایصح: لاینافی الضعف والحسن، یعنی کسی حدیث کو لا یصح کہنے سے اس حدیث کے حسن یا ضعیف ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔ (ایضاً صفحہ نمبر ۲۳۶)

- علامہ عبدالباقی زرقانی (م۱۱۲۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

نفی الصحۃ لاینافی انہ حسن کما علم۔ (رفیق العلم ماہنامہ کراچی ۳۰ رجون ۱۹۹۷ء)

- علامہ سمہودی (م۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: یعنی کبھی حدیث صحیح نہیں ہوتی اور اسکے باوجود قابل حجت ہے اس لئے کہ حسن کا درجہ صحیح اور ضعیف کے درمیان ہے۔

- شارح ابوداؤد لکھتے ہیں: امام داؤد کا یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ضعیف ہے بلکہ لازم آئے گا کہ وہ حسن ہے۔

(بذل المجہود از خلیل احمد انبیٹھوی صفحہ نمبر ۲۱)

- امام محمد، محمد بن امیر الحاج حلبی (م۸۷۹ھ) لکھتے ہیں، اصطلاح حدیث کی رو سے صحت کی نفی حسن ہو کر ثبوت کی نافی نہیں۔ (حلیہ شرح منیہ)

لہٰذا حدیث حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ "لا یصح" کہنے سے موضوع قرار نہیں پائے گی بلکہ یہ حدیث حسن اور ضعیف ہوگی۔

ضعیف حدیث کا حکم

عندالمحدثین اعمال وفضائل میں حدیث ضعیف قابل قبول ہے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ الموضوعات الکبریٰ از ملا علی قاری حنفی مکی (م۱۰۱۴ھ) صفحہ نمبر ۶۳ طبع کراچی

۲۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از ملا علی قاری حنفی مکی (م۱۰۱۴ھ) صفحہ نمبر ۸۳ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان۔

۳۔ مقدمہ مشکوٰۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م۱۰۵۲ھ) صفحہ نمبر ۹ طبع لاہور۔

۴۔ قوت القلوب از امام ابو طالب محمد بن علی المکی (م۳۸۳ھ) صفحہ نمبر ۳۸۳ جلد اول۔

۵۔ مقدمہ ابن صلاح از امام ابی عمرو عثمان بن عبدالرحمٰن (م۶۴۳ھ) صفحہ نمبر ۴۹ طبع ملتان۔

۶۔ تدریب الراوی از امام جلال الدین سیوطی (م۹۱۱ھ) صفحہ نمبر ۲۹۸ جلد اول طبع لاہور۔

۷۔ کتاب الاذکار از محدث ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی (م۶۷۶ھ) صفحہ نمبر ۳۸ جلد اول طبع کراچی۔

۸۔ القول البدیع از علامہ سخاوی (م۹۰۲ھ) صفحہ نمبر ۲۵۸ طبع سیالکوٹ۔

۹۔ احادیث ضعیفہ در فضائل اعمال معمول بہا است۔

(مسک الختام شرح بلوغ المرام از نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد (م ۱۳۰۷ھ) صفحہ نمبر ۲۷۵ جلد اول)۔

۱۰۔ ضعیف حدیث پر بھی فضائل واعمال میں عمل کرنا درست ہے۔

(فتاوٰی دارالعلوم دیوبند صفحہ نمبر ۱۰۷ جلد ۲ مطبوعہ کراچی)

۱۰۰۰۰ روپے کا نقد انعام

''مرتبین انصاف'' لکھتے ہیں: علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ تمام حدیثیں جن میں انگوٹھے چومنے اور انہیں آنکھوں پر لگانے کا ذکر آیا ہے کلھا موضوعات وہ سب موضوع اور جعلی ہیں۔ (تیسیر المقال)۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۱۳)

''تیسیر المقال'' نامی مولانا جلال الدین سیوطی نے کوئی کتاب تالیف نہیں کی، اگر ''مرتبین انصاف'' دنیا کی کسی لائبریری میں یا انکی کتب فہرست میں اس کا نام دکھادیں۔ تو مبلغ ۱۰۰۰۰ روپے نقد انعام حاصل کریں۔[۱] (ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین)

---

[۱] مفتی محمد تقی عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں کسی نے اذان سنی اور اس میں کلمہ اشھد ان محمدا رسول اللہ سنا تو اس شخص کے دل میں سرکار دو عالم ﷺ کی محبت کا داعیہ پیدا ہوا تو آپ کا اسم گرامی سنا تو محبت سے بے اختیار ہو کر اس نے انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں کو لگائے تو کوئی گناہ اور بدعت کی بات نہیں (بدعت ایک گمراہی صفحہ ۳۱ طبع لاہور)

اہلسنت وجماعت محبت میں نام اقدس چومتے ہیں جیسے ہی نبی اکرم ﷺ کا نام مبارک سنتے پڑھتے ہیں اہل محبت جھومتے اور چومتے ہیں بقول تقی عثمانی کے دل میں محبت کا داعیہ پیدا ہو جو دیوبندی وہابی نام گرامی نہیں چومتے بدعت بدعت کی رٹ لگاتے ہیں اور مجوزین کو منع کرتے ہیں تو ان کے دل محبت رسول ﷺ سے خالی ہیں انہوں نے کبھی نام اقدس نہیں چوما گویا ان کے دل میں محبت کا داعیہ پیدا ہی نہیں ہوا۔ واہ دیوبندیوں کے مفتی اپنے ہی قلم سے دیوبندیوں کا محبت رسول ﷺ سے خالی ہونے کا اقبالی جرم کا اعتراف کرلیا۔ اذان سن کر نام اقدس چومنے پر چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ ردالمحتار صفحہ ۳۷۰ جلد اول، جامع الرموز صفحہ ۱۲۵ جلد اول، حاشیہ جلالین صفحہ ۳۵۷، فتاوٰی دارالعلوم دیوبند صفحہ ۱۲۵، ۱۰۷، ۹۰ طبع ملتان، بوادر النوادر للتھانوی صفحہ ۲۰۹، بدعت ایک گمراہی صفحہ ۳۱، مفتی تقی عثمانی دیوبندی۔ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

• جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذکر کرنا

فقہاء کرام نے جنازہ کے پیچھے بلند آواز سے ذکر کرنا بدعت فرمایا۔

(انصاف صفحہ نمبر ۱۱۴)

الجواب: مرتبین اصول فقہ سے ناواقف ہیں، حالات اور تقاضوں کے پیش نظر فتاوٰی میں تبدیلی آجانا ایک امر واقعہ ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فقیہ ابواللیث سمرقندی سے نقل فرماتے ہیں کہ پہلے میں تین باتوں کی ممانعت کا فتوٰی دیا کرتا تھا اور اب ان کے اثبات کا فتوٰی دیتا ہوں۔ پہلے میں فتوٰی دیتا تھا کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا حلال نہیں۔ اسی طرح فتوٰی دیتا تھا کہ عالم کیلئے جائز نہیں کہ وہ سلطان (بادشاہ) کی صحبت اختیار کرے اور عالم کیلئے جائز نہیں کہ وہ دیہاتوں میں اجرت پر وعظ کرنے کیلئے جائے۔ مگر اب تعلیم قرآن کے ضیاع کے خوف، لوگوں کی حاجت کی اور دیہاتیوں کی جہالت کی وجہ سے میں نے ان سے رجوع کرلیا ہے۔

(رسائل ابن عابدین جلد اول صفحہ نمبر ۱۵۷ مطبوعہ لاہور)

• علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ علامہ حضرت علی الخواص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب معلوم ہوا کہ جنازے کے ساتھ جانے والے بیہودہ باتیں نہیں چھوڑتے اور دنیاوی حالات میں مشغول ہیں تو مناسب ہے کہ ان کو کلمہ پڑھنے کا حکم دیں کیونکہ کلمہ پڑھنا نہ پڑھنے سے افضل ہے اور فقیہ عالم کو مناسب نہیں کہ اس کا انکار کرے مگر یا تو نص سے یا مسلمانوں کے اجماع سے اس لئے کہ شارع علیہ السلام کی طرف سے مسلمانوں کو کلمہ پڑھنے کا اذن عام ہے جس وقت بھی چاہیں اور سخت تعجب ہے اس اندھے دل سے جو اس کا انکار کرے۔ (لواقح الانوار القدسیہ از امام شعرانی)

• علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں (زمانہ کے حالات کے پیش نظر) بعض مشائخ نے جنازے کے آگے اور پیچھے بلند آواز سے ذکر کرنے کو جائز فرمایا تاکہ اس سے اس میت اور زندوں کو تلقین ہو اور غافلوں کے دلوں سے غفلت اور سختی دنیا کی محبت دور ہو۔ (حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ)

• علامہ شعرانی اپنی کتاب عہود المشائخ میں فرماتے ہیں: لوگوں کا جنازے کے آگے کلمہ طیبہ پڑھنا یا جنازے کے آگے کسی کا قرآن پڑھنا، جو شخص اس کو حرام کہے وہ شریعت کے سمجھنے سے قاصر ہے۔۔۔۔۔اگر تم آج کل کے لوگوں کی غالب حالت میں غور کرو تو تم ان کو جنازے کے ساتھ ساتھ دنیاوی قصوں میں مشغول پاؤ گے، ان کے دل میت سے عبرت نہیں پکڑتے اور جو کچھ ہو چکا اس سے غافل ہیں بلکہ ہم نے تو بہت سے لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا۔ الخ

چونکہ پہلے زمانہ میں مسلمانوں کی یہ حالت نہ تھی اس لئے فقہاء نے ان حالات کے پیش نظر جنازے کے ساتھ ذکر بالجہر کو منع فرمایا، لیکن اس زمانہ میں اس کے ناجائز ہونے کا حکم دینا درست نہیں بلکہ جائز ہونے ہی کا حکم کرنا چاہیئے۔

• مدینہ منورہ میں قاری فتح محمد پانی پتی دیوبندی کا جنازہ لے جاتے وقت کلمہ بالجہر پڑھا گیا۔

مرتبین انصاف کیلئے لمحہ فکریہ!

......نماز ظہر کے بعد امام حرم نبوی شریف علی عبدالرحمن الحذیفی مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی جورات کو ملاقات کر گئے تھے۔ نماز کے بعد جنازہ مسجد سے باہر نکلا تو ہاتھوں پر سروں سے اونچا اٹھایا گیا، کندھوں پر آنے نہیں دیا۔ نیچے کرو نیچے کرو انزلو انزلوا کی آوازیں تھیں۔ لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ کا ورد تھا، ہزاروں عربوں، عجمیوں کا مجمع مستانہ وار جنت البقیع تک ساتھ گیا۔[1] الخ

(ماہنامہ الخیر ملتان صفحہ نمبر ۱۷، جلد ۴ شمارہ ۱۰، شوال المکرم، جون ۱۹۸۷ء)

۱۔ مولوی شفیق احمد قاسمی، مولوی محمد عمر پالن پوری کے حالات میں لکھتے ہیں عشاء کی نماز تک بستی نظام الدین کے گلی کوچے انسانوں سے بھر چکے تھے مجمع کثیر ہونے کی بنا پر نماز جنازہ ہمایوں کے مقبرے کے بالمقابل پارک میں ہوئی پھر وہاں سے قبرستان پنج پیران کی طرف قافلہ روانہ ہوا راستہ میں لا الہ الا اللہ کی صدائیں گونج رہی تھیں۔ (حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری کی آخری تقریر اور مختصر حالات زندگی صفحہ نمبر ۳۵ طبع ادارہ نشر العلوم ملتان) (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

کیا یہ منافقت نہیں؟ کیا یہ بدعت کا ارتکاب نہیں۔

پاکستان میں بدعت، مدینہ منورہ اور ہندوستان میں جائز۔

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

بقول "مرتبین انصاف" کیا یہ صریح حدیث کی مخالفت نہیں؟

(انصاف صفحہ نمبر ۱۱۴)

• **مسئلہ قوالی اور اہل سنت کا موقف**

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

صوفیاء کرام نے اپنے سماع کیلئے چند شرطیں مقرر کی ہیں۔

۱۔ سننے والے کا دل ذکر الٰہی سے مطمئن ہو اور اسکی یاد میں مشغول ہو، کسی غیر کی طرف التفات نہ ہو

۲۔ گانے والا اہل شہوت نہ ہو، عورت یا نوخیز لڑکا نہ ہو۔

۳۔ محفل سماع اغیار سے خالی ہو۔

۴۔ نماز اور دیگر عبادات کی ادائیگی کا وقت بھی نہ ہو۔

جب یہ شرائط پائی جائیں تو سماع جائز بلکہ مستحب ہے۔ کیونکہ سماع کی یہ تاثیر ہے کہ دل میں محبت کا جو جذبہ خفتہ اور چسپاں ہوتا ہے۔ سماع اس محبت کی آگ کو بھڑکا دیتا ہے۔ جن لوگوں کے دل میں عورتوں کا عشق سمایا ہوتا ہے ان کیلئے سماع حرام ہے کیونکہ وہ نفس کو برائی پر بھڑکاتا ہے لیکن جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت خیمہ زن ہوتی ہے سماع ان کے ذوق وشوق میں اضافہ کا موجب ہوتا ہے ان کیلئے سماع مستحب ہے۔

قرآن کریم میں "لہوالحدیث" کو حرام کہا گیا ہے اور صوفیاء کا سماع "لہوالحدیث" کے زمرے میں نہیں ہے۔ وہ احادیث جن سے غنا کی حرمت ثابت ہوتی ہے وہ بھی مخصوص یا بعض ہیں۔ کیونکہ ایسی احادیث بھی ہیں جن سے غنا کا مباح اور جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق اس طرح کریں گے کہ

جو غنا فسق و فجور کا محرک ہو وہ حرام ہے اور جو یاد الٰہی کی آگ بھڑکا دے وہ جائز ہے۔
(تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۲۲۸ جلد ۵ مطبوعہ انڈیا)

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، سماع صوفیاء کیلئے لوازم ضرور یہ سے نہیں ہمارے خواجہ نے بھی فرمایا کہ سماع اہل اللہ کیلئے مقصود بالذات نہیں لیکن سماع سے انکار بھی نہ کرنا چاہیے کیونکہ بہت سے اکابر اہل سماع گزرے ہیں اور ان کا مقتدر ہونا بدرجہ تواتر پہنچا ہوا ہے سماع کے بارے میں شاہ نقشبند بھی فرماتے ہیں۔ نہ ایں کارے مے کنیم نہ انکارے مے کنیم، پھر اور کسی کے کہنے کی کیا حاجت ہے۔ اصل طریقہ بین بین ہے اور ادھر ادھر ہونے سے افراط و تفریط پیدا ہوتی ہے۔ ہمیں انصاف کا راستہ چلنا چاہیے۔ الخ (ملفوظات مہریہ صفحہ نمبر ۸۷ مقام اشاعت گولڑہ شریف ۱۹۸۶ء)

یاد رہے مولانا احمد رضا بریلوی بھی اس سماع کے خلاف ہیں جو انسان کو برائی کی طرف لے جائے۔ اہل سماع اہل اللہ کے مخالف نہیں۔

● مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتویٰ کا رد

سوال: محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا بروایت صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی و نیز سبیل لگانا چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا چندہ سبیل اور شربت میں دینا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ نمبر ۱۳۹)، (انصاف صفحہ نمبر ۱۱۴)

الجواب: اہل سنت کے مسلک میں روایات صحیحہ کے ساتھ محرم وغیرہ میں حضرات حسنین علیہما السلام کا ذکر شہادت باعث رحمۃ و برکت ہے اسی طرح شہداء کرام کو ایصال ثواب کیلئے شربت دودھ وغیرہ پلانا، سب جائز اور مستحسن ہے۔ تشبہ بالروافض کی آڑ لے کر ان امور مستحسنہ کو ناجائز و حرام کہنا مسلمانوں کو حصول خیر و برکت سے محروم رکھنا ہے۔

فتویٰ مذکورہ پر مولانا رحمت اللہ کیرانوی مکی کی تنقید

حضرات علمائے دیوبند کی تحریر و تقریر بطریق تواتر مجھ تک پہنچی کہ تمام افسوس سے کچھ کہنا پڑا چپ رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا۔ سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید احمد کو رشید سمجھتا تھا مگر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے جس طرف آئے اس طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں ان کی تحریر و تقریر دیکھنے سے رونا کھڑا ہو جاتا ہے ...... پھر حضرت مولوی رشید احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کی طرف متوجہ ہوئے، اور ان کی شہادت کے بیان کو بڑی شدت سے محرم کے دنوں میں گو کیسا ہی روایت صحیحہ سے ہو منع فرمایا، اور حالانکہ شاہ ولی اللہ صاحب سے لے کر جناب مولانا محمد اسحاق مرحوم تک عادت تھی کہ عاشورہ کے دن بادشاہ دہلی کے پاس روایات صحیحہ سے بیان حال شہادت بیان کرتے تھے ...... میں نے خود تجربہ کیا کہ جب ہندوستان میں تھا اور عاشورہ کے دن حال شہادت بیان کرتا تھا مجلس میں کم از کم ہوں تو ہزار آدمی سے زیادہ ہوتے تھے اور اس بیان شہادت میں تعزیوں کے بنانے کی برائی اور جو رسوم اور بدعات تعزیوں کے سامنے کی جاتی تھیں ان کی برائی بیان کرتا تھا۔ الخ
(تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل صفحہ نمبر ۳۱۵ تا ۳۱۸، طبع لاہور (تلخیصا) از مولانا غلام دستگیر قصوری)

● قطب عالم حضرت پیر مہر علی شاہ نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا: سچے حالات اور واقعات اہل علم واعظین کی زبان سے سننا اچھی بات ہے اور جس مجلس میں وعظ ہو رہا ہو تو وہ عرس کی صورت ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ اس مجلس میں ایسی باتیں نہ ہوں جیسے منہ پر طمانچے مارنا گریبان پھاڑنا وغیرہ۔ (ملفوظات مہریہ صفحہ نمبر ۹۴، ۹۵ طبع لاہور، ۱۹۸۶ء)

تبصرہ: کفار و مشرکین اور ہنود جو اپنے تہواروں پر مسلمانوں کو پوریاں اور کچوریاں وغیرہ بھیجیں آیا وہ جائز ہیں یا نہیں اور ان کا کھانا حلال ہے یا حرام۔ یہ ایک الگ بات ہے۔ علماء اہل سنت مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتویٰ پر جو تنقید کرتے ہیں اس کا ماحصل یہ ہے کہ جب تشبہ بالروافض کی آڑ لے کر ذکر حسنین رضی اللہ عنہما اور ان کے فاتحہ کے

شربت کو حرام کہا گیا ہے اور اس کے مقابل تشبہ بالہنود سے آنکھیں بند کر کے ہندوؤں کے مشرکانہ تہوار ہولی اور دیوالی کی پوری کو جائز و حلال قرار دیا گیا ہے۔ یہ اہل بیت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ بدترین دشمنی کی دلیل ہے اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کے فتویٰ کو دلیل بنانا قیاس مع الفارق ہے۔

• مرتبین انصاف نے کفار کے مال کے پاک ہونے کی دلیل جو بحر الرائق سے پیش کی ہے اس کا تعلق مال غنیمت سے ہے جس کو مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتویٰ کی حمایت میں پیش کرنا انتہائی جہالت اور بے وقوفی ہے۔

• اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے فتویٰ میں تحریف

(انصاف صفحہ نمبر ۱۱۵ کا جواب)

سوال: طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جبکہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو، اور یہ لوگ جب کوئی چیز کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کیلئے کوئی شہادت کی ضرورت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا تو اس کا قول مقبول ہوگا۔ کمال نص علیہ فی الہندیہ وغیرھا۔ بلکہ اگر شیرینی اپنے مال حرام سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد و نقد جمع نہ ہوئی یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خرید کر وہی حرام روپیہ دیا گیا اگر ایسا نہ ہوا ہو تو مذہب مفتی بہ وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی۔ جو شیرینی اسے خاص اجرت زنا یا غنا میں ملی یا اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اس کی خریداری میں عقد و نقد مال حرام پر جمع ہوئے وہ شیرینی حرام اور اس پر فاتحہ حرام ہے یہ حکم تو شیرینی و فاتحہ کا ہوا، تو مگر اس کے یہاں جانا اگرچہ مجلس شریف پڑھنے کیلئے ہو، معصیت، یا مظنہ معصیت یا تہمت یا مظنہ تہمت سے خالی نہیں اور ان سب سے بچنے کا حکم حدیث شریف میں ہے۔ من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلایقص مواقع التہم (ترجمہ) جو اللہ عزوجل

اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ ہرگز تہمت کی جگہ کھڑا نہ ہو۔

اول تو اس کی چوکی اور فرش اور استعمالی چیزیں احتمالات خباثت پر ہے جو اہل تقویٰ نہیں، اسے ان کے ساتھ قرب آگ اور بارود کا قرب ہے۔ اور جو اہل تقویٰ ہے اس کیلئے وہ لوہار کی بھٹی ہے کہ کپڑے جلے نہیں تو کالے ضرور ہوں گے پھر اپنے نفس پر اعتماد کرنا اور شیطان کو دور سمجھنا احمق کا کام ہے "ومن وقع حول الحمی او شک ان یقع فیہ" جو اپنے کے گرد چرائے گا کبھی اس میں بھی پڑ جائے گا۔

(احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۴۴، ۱۴۵)

سوال مذکورہ کا جواب مولانا احمد رضا بریلوی نے حدیث نبویہ اور فقہ کی کتابوں سے دیا ہے۔ مرتبین انصاف نے سوال مذکورہ کے جواب کا کچھ حصہ نقل کر کے اس پر جاہلانہ تبصرہ کیا ہے جو کہ سراسر کذب بیانی اور دجل و فریب پر مشتمل ہے

• مولانا عبدالحیٔ لکھنوی حنفی کا فتویٰ

مال حرام سے امور خیر کرنا اور کھانا پینا اور اس کو تصرف میں لانا سب حرام ہے اگر اس مال کو امور حرام میں صرف کرے گی تو اور زیادہ گنہگار ہوگی۔ اس طائف کو لازم ہے کہ کسی سے روپیہ قرض لے کر اس مال سے ادا کرے اور جس قدر اس کے پاس مال حرام ہے اسی قدر قرض لے کر سب امور خیر کرے اور اس قرض کا ادا اسی مال حرام سے کر دے۔ (مجموعہ فتاویٰ جلد ۲ طبع لکھنؤ ۱۹۳۵ء)

• فاضل بریلوی کے فتویٰ میں تحریف

(انصاف صفحہ نمبر ۱۱۵)

عرض: کافر جو ہولی اور دیوالی میں مٹھائی تقسیم کرتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اس روز نہ لے، ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثا کے تہوار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھے۔

(ملفوظات حصہ اول صفحہ نمبر ۱۰۳ طبع لاہور)

قارئین کرام! امام احمد رضا کی عبارت مذکورہ کا بنظر عمیق مطالعہ کریں تو آپ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ عبارت مذکورہ کے ایک ایک لفظ سے مولانا کی اسلام سے پاسداری، غیرت ایمانی، حمیت دینی اور ہنود و مشرکین کی لغو اور مشرکانہ رسوم سے پرہیزگاری کا پتہ چلتا ہے۔

● مولوی عبدالحئی لکھنوی حنفی کا فتوی

استفتاء: چہ می فرمایند علماء دین اندریں مسئلہ کہ خوردن اشیاء کہ ہنود بروز عید خود پیش اہل اسلام میسازند بطور مسرت بارسم زینداری چنانچہ تیشکر بروز ڈھون و شکر قند بروز سکھشن جائز است یانہ۔ بینوا توجروا۔

ھوالمصوب: واقعی خوردن ہچو اشیاء کہ ہنود بروز عید ہائے خود برضامی خود پیشکش میسازند جائز است لیکن بہتر ہماں کہ دراں روز ہدایای شاں قبول نکند تا از شبہ موافقت اجتناب شود و رز خیرہ ئی آرد، لا ینبغی للمومنین ان یقبل ھدیۃ کافر فی یوم عیدھم ولو قبل لا یعطیھم ولا یرسل الیھم شیئاً ۔حررہ محمد عبدالحئی عفا عنہ۔ (مجموعہ فتاوی جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۲۱ مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۳۵ء)

ترجمہ: ''مومن کیلئے مناسب نہیں کہ کافروں کے ہدیے ان کی عید والے دن قبول کریں۔ اور اگر قبول کریں تو انہیں واپسی میں کچھ نہ دیں اور نہ ان کی طرف کچھ بھیجیں''۔

رنڈی کو مکان کرایہ پر دینے کا مسئلہ

(انصاف صفحہ نمبر ۱۱۶)

عرض: رنڈی کو مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اس کا اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں ہے۔ باقی رہا اس کا زنا کرنا یہ اس کا فعل ہے اس واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۳۰ جلد ۳)

الجواب: ''مرتبین انصاف'' نے ملفوظات کی عبارت نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا ہے۔

اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

ارشاد: اس کا اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں، رہنے کے واسطے مکان کرایہ پر دینا کوئی گناہ نہیں، باقی رہا اس کا زنا کرنا یہ اس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا۔ (خط کشیدہ الفاظ شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر گئے ہیں)۔

نیز مؤلف مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ پر اس کی وضاحت بھی کر دی ہے۔

ے......اگر رنڈی کے پاس سوا اس ناپاک کمائی کے اور مال نہیں جس سے کرایہ ادا کرے تو وہ مال زنا نہ لینا چاہیئے اور اگر اور ہو خواہ یوں کہ مال حلال قرض لے کر دے تو حرج نہیں۔ ۱۲ مؤلف غفرلہ۔ (ملفوظات صفحہ نمبر ۱۷۸ جلد ۳ حاشیہ)

● مسئلہ زاغ معروفہ اور علمائے دیوبند

(انصاف صفحہ نمبر ۱۱۶ کا جواب)

علماء دیوبند کے پیشواؤں کے نزدیک زاغ معروفہ (مشہور کوا جو عام طور پر پایا جاتا ہے) کھانا ثواب ہے۔

مسئلہ: جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والوں کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کو کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ؟ ثواب ہوگا نہ عذاب؟

الجواب: ثواب ہوگا۔ فقط رشید احمد (فتاوی رشیدیہ صفحہ ۵۹۷ طبع کراچی)

تبصرہ: ہمارے دیار میں مشہور کوا یہی ہے جو عام طور پر پایا جاتا ہے۔ کسی تعلیم یافتہ یا جاہل سے بھی پوچھ لیں کہ مشہور کوا کون سا ہے تو وہ فوراً اسی کوا کی طرف اشارا کریں گے جو عام طور پر ہمارے ہاں پایا جاتا ہے۔

نیز کچھ عرصہ پہلے بعض دیوبندی علماء کا اسی کوؤں کو جو ہمارے ہاں پائے جاتے ہیں ذبح کرکے کھانا اس بات کی بین دلیل ہے کہ زاغ معروفہ اس کوا کے سوا کسی کو نہیں کہتے اور مرتبین انصاف نے جس کوا کو حلال لکھا ہے اس کو اکثر لوگ جانتے ہی نہیں پھر وہ زاغ معروفہ کیسے بن گیا۔

● سلاں والی (۶ راگست محمد اکبر نامہ نگار) یہاں جمعیۃ العلمائے اسلام ہزاروی گروپ سے تعلق رکھنے والے متقدر علمائے کرام نے کوئے کے گوشت کو حلال قرار دیا ہے اور اپنے فتوے پر عمل کرتے ہوئے کوؤں کے گوشت سے اپنے کام و دہن کی تواضع بھی کی۔ یہ علمائے کرام مدرسہ جامعہ حسینیہ حنفیہ میں جمع تھے۔ جس میں جمعیۃ العلماء اسلام ہزاروی سرگودھا کے حکیم شرف الدین، قاری فتح کراچی والے، قاری محمد صدیق جھنگ والے اور حافظ محمد ادریس سلاں والی شامل تھے۔ ان علماء کا متفقہ فیصلہ تھا کوے کا گوشت حلال ہے اور کوے کا ذبیحہ کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ انہوں نے اپنے اس فتوے پر اس طرح عمل کیا کہ کوے کے گوشت کی ایک دعوت میں اس سے لطف اندوز ہوئے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۷ راگست ۱۹۷۶ء) (صفحہ نمبر ۲، کالم نمبر ۳)

● <u>اہل سنت کا مذہب</u>

اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ پاک غذا پاک لوگوں کیلئے ہے اور خبیث اور ناپاک غذا خبیثوں اور ناپاکوں کیلئے زاغ (مشہور کوا) حرام اور خبیث ہے جس کا کھانا مؤمنین کیلئے جائز نہیں کوا کھانے والے حرام خور اور عذاب آخرت کے سزاوار ہیں۔

---

۱ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں: کہ مولوی ولایت حسین فرماتے ہیں کہ عرصہ ۱۲/۱۳ سال کا ہوا میں فقہی کتب بینی میں مشغول تھا دفعۃ چند روایات دیکھ کر میرے ذہن میں خیال پیدا ہوا کہ یہ دیسی کوا ہے جسکو عام آدمی حرام سمجھے ہوئے ہیں احناف (دیوبند) کے نزدیک تو حلال ہے میں نے اپنے خیال کی تصدیق کو گنگوہ کی حاضری پر محول رکھا چنانچہ جب حاضر آستانہ ہوا تو اتفاق سے مجلس شریف میں کوئی شخص کہنے لگے کہ کوے غلہ کو بہت نقصان پہنچاتے ہیں میں نے کہا فقہ کی کتابوں میں تو اس کوے کو حلال لکھا ہے حضرت امام ربانی (یعنی رشید احمد) میری اس تقریر کو سن رہے تھے مسکرائے اور فرمایا ہاں کھانا شروع کردو کسی طرح تو کم ہوں (تذکرۃ الرشید صفحہ نمبر ۱۷۷ جلد ۲ طبع لاہور ۱۹۸۶ھ) رشید احمد گنگوہی کا اعلان ہے سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے۔ (تذکرۃ الرشید صفحہ نمبر ۱۷ جلد ۲) اس مہنگائی کے دور میں گوشت کے شوقین دیوبندی علماء و عوام کیلئے گنگوہی جی کا فتویٰ بہت مفید رہے گا۔ فافہم وتدبر (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

<u>حاشیہ تفسیر نعیمی سورہ توبہ (پ ۱۱) صفحہ نمبر ۲۹۷ کا جواب</u>

مرتبین انصاف لکھتے ہیں: سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر کو مسلمان بناتے وقت اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کی تفسیر دیکھ لیتے (یہ سراسر جھوٹ ہے اعلیٰ حضرت بریلوی نے فقط قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے) (قانی)۔ تو اس تحریف کے مرتکب نہ ہوتے الخ۔ اور اپنے دعوئی میں یہ آیت بھی پیش کی ہے۔ (ترجمہ) اور ابراہیم علیہ السلام کی استغفار اپنے باپ کیلئے ایک مدت کیلئے تھی جب واضح ہو گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو آپ اس سے بیزار ہو گئے الخ (انصاف صفحہ نمبر ۱۱۹)

<u>الجواب:</u> جب انسان فوت ہو جائے تو زندوں پر اس کا حق ہوتا ہے کہ وہ اس کیلئے طلب مغفرت کرتے رہیں تاکہ ان کے استغفار سے پروردگار عالم اس میت کو بخش دے لیکن آیت کریمہ میں واضح طور پر بیان کر دیا گیا کہ مغفرت صرف ان کیلئے ہے جن کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو۔ اور جو کفر و شرک کی حالت میں مرے ہوں ان کیلئے مغفرت کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اس لئے اس آیت نے بتا دیا کہ جن کے متعلق تمہیں علم ہو کہ وہ حالت کفر میں مرے ان کیلئے کسی قسم کی دعائے مغفرت نہ کرنی چاہئیے۔ اور وہ تمام آیات جن میں یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اپنے رسول کو منع فرمایا ہے کہ وہ اپنے والدین کے حق میں دعائے مغفرت نہ کریں کیونکہ ان کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا تھا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے خوب سیر حاصل تبصرہ کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس قسم کی تمام روایات ضعیف اور معلول ہیں۔ اس لئے قابل سند نہیں اور علامہ پانی پتی نے حافظ ابن حجر شارح صحیح بخاری کا یہ قول بھی نقل کیا ہے۔ وقد تاملتها (الطريق) فوجدتها كلها معلول (مظہری)۔

● اس کے بعد قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) فرماتے ہیں:

آیت سابقہ میں مرے ہوئے کافروں کیلئے دعائے مغفرت سے منع کر دیا گیا تھا۔ یہاں اس وسوسہ کا ازالہ کیا جا رہا ہے۔ کہ اگر حکم یہ ہے تو پھر حضرت خلیل علیہ

السلام نے آزر کیلئے مغفرت کی دعا کیوں کی۔ فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے آزر سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کیلئے استغفار کریں گے اور اس وقت آپ کا یہی خیال تھا کہ شاید اسے ایمان لانے کی توفیق عنایت ہو جائے (کیونکہ ہدایت کا خالق اللہ ہے) لیکن جب وہ کفر پر ہی مرگیا تو آپ اس سے بری الذمہ ہو گئے۔ لابیہ سے مراد آزر ہے جو کہ آپ کا چچا تھا۔ آپ کے والد کا نام تارخ تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد میں کوئی کافر نہ تھا (ترجمہ) ابیہ سے مراد آزر ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ آپ کے والد کا نام تارخ تھا نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بسند صحیح مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے بنی آدم کے بہترین زمانہ میں مبعوث فرمایا گیا، اس لئے ناممکن ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباؤ اجداد میں کوئی کافر گزرا ہو۔ (تفسیر مظہری پارہ ۱۱، التوبہ ۹)

- حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر نہ تھا بلکہ تارخ تھا۔ (تفسیر ابن کثیر سورہ انعام (مترجم) صفحہ نمبر ۸۱ جلد ۲ مطبوعہ لاہور)

- مولوی ابوالکلام آزاد دیوبندی لکھتے ہیں:

یہاں باپ کا مقصود حقیقی باپ ہے یا چچا، جس نے بطور باپ کے پرورش کیا تھا تو زیادہ قوی یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ آزر ان کا چچا تھا اور یہ معاملہ اس کے ساتھ پیش آیا[1] (ترجمان القرآن صفحہ نمبر ۱۱۶ جلد ۲)

نیز درج ذیل تفاسیر کا مطالعہ فرمائیں۔

[1] مولوی محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں: تحقیق یہ ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اس کو مجاز متعارف کے طور پر باپ کہا گیا ہے اور آپ کے باپ کا نام تارخ ہے بعض محققین علماء جنہوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباء سے کفر کی نفی کی ہے انکی یہی تحقیق ہے...... حضرت ابراہیم کے اس چچا پر باپ کا اطلاق اس لئے کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم کا اختلاط اور انکی الفت اپنے چچا کے ساتھ بہت زیادہ تھی۔ (خلاصہ) (التعلیق الصبیح صفحہ نمبر ۳۰۱ جلد ۶ طبع لاہور) (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

۱۔ جامع البیان صفحہ نمبر ۳۱۶ جلد ۷۔

۲۔ تفسیر امام ابن ابی حاتم صفحہ نمبر ۱۳۲۵ جلد ۴۔

۳۔ تفسیر در منثور صفحہ نمبر ۳۰۰ جلد ۴۔

- **حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مہمان فرشتوں کا قصہ اور اسکا جواب**

(انصاف صفحہ نمبر ۱۲۱)

جواب نمبر ۱: ان آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف کے آخر حصہ تک یعنی وصال مبارک تک ما کان وما یکون کے حصول کی نفی نہیں ہوتی۔ نفی پہلے کی ہے جو ہمارا مدعا نہیں، ہمارا دعویٰ حصول تدریجی ہے۔ جسکی تکمیل کے وصال کے قبل تک کا امکان رد نہیں کیا جا سکتا۔

جواب نمبر ۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توجہ مکمل طور پر آنے والے مہمانوں کی طرف مبذول ہو چکی تھی اور آنے والوں کی ملکیت سے (فرشتہ ہونے) عدم توجہ کی وجہ سے ملکیت کا پتہ نہ چلا اور فوراً اس مہمان نوازی کے جذبہ کے تحت بچھڑا بھون کر پیش کر دیا۔ اور انسانوں کی طرح میزبانی کے فرائض کی ادائیگی میں مشغول ہو گئے۔ نیز عدم توجہ کو عدم علم کی دلیل بنانا درست نہیں۔

جواب نمبر ۳: انبیاء کرام کے حق میں نسیان و ذہول جائز ہے ہو سکتا ہے کہ باری تعالیٰ نے بر بنائے حکمت ان پر نسیان یا ذہول طاری فرما دیا ہو جو مثبت علم ہے نافی علم ہر گز نہیں۔

- **قصہ ہاروت و ماروت اور تفسیر نعیمی پر اعتراض کا جواب**

(انصاف صفحہ نمبر ۱۲۱)

قصہ ہاروت و ماروت (جیسا کہ تفسیر نعیمی میں ہے) کے متعلق حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

''الغرض ہاروت و ماروت کا یہ قصہ تابعین میں سے بھی اکثر لوگوں نے

بیان کیا ہے جیسے مجاہد، سدی، حسن بصری، قتادہ، ابوالعالیہ، زہری، ربیع بن انس، مقاتل بن حیان وغیرہ وغیرہ رحمہ اللہ علیہم اور متقدمین اور متاخرین مفسّرین نے بھی اپنی اپنی تفسیروں میں نقل کیا ہے لیکن اس کا زیادہ تر دارومدار بنی اسرائیل کی کتابوں پر ہے کوئی صحیح مرفوع متصل حدیث اس بات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں۔ اور نہ قرآن کریم میں اس قدر بسط و تفصیل ہے۔ پس ہمارا ایمان ہے کہ جس قدر قرآن میں ہے صحیح اور درست ہے اور حقیقت حال کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

(قرآن کریم کے ظاہری الفاظ) مسند احمد، ابن حبان، بیہقی وغیرہ کی مرفوع حدیث حضرت علی، حضرت ابن عباس، ابن مسعود وغیرہ کی موقوف روایات تابعین وغیرہ کی تفاسیر وغیرہ ملا کر اس واقعہ کی بہت کچھ تقویت ہو جاتی ہے نہ اس میں کوئی محال عقلی ہے نہ اس میں کسی اصول اسلامی کا خلاف ہے پھر ظاہر ہے بے جاہٹ اور تکلفات اٹھانے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ (واللہ اعلم)۔

(فتح البیان) (تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحہ نمبر ۱۷۳ جلد اول مترجم مطبوعہ لاہور)

اگر اس قصہ ہاروت و ماروت کو نقل کرنے کی بنا پر صاحب تفسیر نعیمی مورد طعن ہیں تو ذرا اصحابہ و تابعین اور متقدمین و متاخیر مفسّرین کے متعلق بھی قلم کو جنبش دیں جنھوں نے اس کو بیان کیا اور اپنی اپنی تفاسیر میں اس کو نقل کیا ہے۔

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

- ''مرتبین انصاف'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''تحریف کی مثال''

اس منافق طبقہ نے ایک مسجد بنائی جسے قرآن مجید میں مسجد ضرار کہا گیا اور اپنے اس عقیدہ کی بنا پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلع علی الغیب نہیں ہیں، حضور کو اس مسجد میں نماز پڑھانے کی دعوت دی۔

یہ کہنا کہ منافقین نے اس عقیدہ کی بنا پر آپ مطلع علی الغیب نہیں ہیں اس وجہ سے نماز کی درخواست کی یہ سب انوار رضا کی اختراعات ہیں الخ (انصاف صفحہ نمبر ۱۲۴)

الجواب: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب (سورۃ التوبہ آیت نمبر ۶۵)

ترجمہ: ''اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو گے تو کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے''۔

شانِ نزول

عن مجاهد انه قال فی قوله تعالیٰ سالتهم الخ قال قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی كذا و كذامن يوم كفرا و كفرا ومايدری بالغيب۔

(تفسیر در منثور صفحہ نمبر ۲۵۴ جلد ۳، وتفسیر جامع البیان صفحہ نمبر ۱۰۵، ۱۲۰ ج ۱۰)

حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ اس آیت کے نزول کے بارے میں ایک منافق نے کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خبر دیتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں جنگل میں ہے ان کو غیب کی کیا خبر[1]

معلوم ہوا کہ منافقین کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطلع علی الغیب نہیں، اس کو انوار رضا کی اختراعات کہنا جہالت کے سوا کچھ نہیں۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واپسی پر نماز پڑھنے کا وعدہ کرنا (اللہ تعالیٰ کی مشیت) نسیان اور عدم توجہ کی وجہ سے تھا کیونکہ یہ واقعہ آیت کے نزول کا سبب بنتا تھا۔ جس سے ان کے فاسد ارادوں کا اظہار فرما کر آپ کے علم میں مزید اضافہ فرما دیا گیا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے محبوب تیری ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بلند تر ہے۔

- امام فخر الدین رازی آیت کریمہ سنعذ بھم مرتین کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

[1] تفسیر امام ابن ابی حاتم صفحہ نمبر ۱۸۳۰ جلد ۶ تفسیر زاد المسیر صفحہ نمبر ۳۶۵ جلد ۳ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

حضرت سدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعہ کے دن خطبہ دیا فرمایا نکل اے منافق۔ الحدیث

(تفسیر کبیر صفحہ نمبر ۱۳۱ جلد ۶)

- ابو سعود نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کی تفسیر میں فرمایا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ نے جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا نکل اے منافق۔ (الحدیث)

۱۔ امام جلال الدین سیوطی نے اسی آیت کے تحت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کا ذکر کیا ہے۔ (در منثور صفحہ نمبر ۲۷۳ جلد ۳ طبع لاہور)

نیز ملاحظہ ہوں۔

۲۔ تفسیر سراج المنیر۔

۳۔ تفسیر معالم التنزیل صفحہ نمبر ۲۷۲ جلد ۲۔

۴۔ تفسیر خازن صفحہ نمبر ۲۹۱ جلد ۲۔

۵۔ تفسیر ابن جریر صفحہ نمبر ۱۵ اج ۱۱۔

۶۔ تفسیر جمل۔

۷۔ تفسیر صاوی میں اسی آیت کے تحت سدی کی روایت ذکر کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ بہت سے جلیل القدر علمائے رفن نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

- دیوبندیوں کے مولوی شبیر احمد عثمانی نے اپنی تفسیر میں اس حدیث کو دو جگہ ذکر کیا ہے۔ ایک سورہ محمد کی آیت نمبر ۳۰ پر ولتعرفنهم فی لحن کی تفسیر میں اور دوسری سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۰۱ سنعذبهم مرتین کی تفسیر میں لکھتے ہیں مثلاً ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے مواقف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے روز منبر پر کھڑے ہو کر تقریباً چھتیس (۳۶) آدمیوں کو نام بنام پکار کر فرمایا: اخرج فانک منافق یعنی تو منافق

ہے مسجد سے نکل جا۔ (تفسیر عثمانی سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۰۱ حاشیہ نمبر ۳ سورۃ محمد آیت نمبر ۳۰ حاشیہ نمبر ۵)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

اس حدیث کی سند پر ناقدین حدیث نے شدید جرح کی ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یعنی امام ترمذی نے اس سے اشارہ فرمایا کہ اس حدیث کو قول علماء سے قوت مل گئی اور بے شک متعدد آئمہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اہل علم کی موافقت بھی صحت حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگرچہ اس کیلئے کوئی سند قابل اعتماد نہ ہو

(التعقبات علی الموضوعات صفحہ نمبر ۱۱ مطبوعہ علوی انڈیا (۱۳۰۴ھ)

- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول "قالت من انباک ہذا" ہمارے مسلک اہل سنت کے خلاف نہیں کیونکہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عطائی علم غیب مانتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں وہ نسبت بھی نہیں مانتے جو سمندر کے ایک قطرہ کو کروڑوں حصہ کو سمندر سے ہوتی ہے۔

- مرتبین انصاف لکھتے ہیں: بریلویت عیسائی پادریوں کی نقل ہے۔

(انصاف صفحہ نمبر ۱۲۳)

<u>الجواب: یہ اکبر شاہ نجیب آبادی کی کذب بیانی، دروغگوئی اور الزام تراشی ہے۔ لعنۃ</u>

---

۱ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۶۶ میں اللہ تعالیٰ نے علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض کرنے والوں کو کافر کہا ہے امام ابو جعفر محمد بن جریر لکھتے ہیں حضرت قتادہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کے سفر میں جا رہے تھے اور آپ کے آگے کچھ منافق تھے ان میں سے کسی نے کہا اس شخص (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ امید ہے کہ یہ شام کے محلات اور قلعے فتح کرے گا حالانکہ یہ بہت بعید ہے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات سے مطلع کر دیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان سواروں کو روکو (صحابہ کرام نے روکا) آپ نے پوچھا تم نے اس طرح کہا تھا انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی ہم تو محض خوش طبعی اور دل لگی کرتے تھے۔ (جامع البیان صفحہ نمبر ۲۲۱ جلد ۱۰ طبع بیروت ۱۴۱۵ھ) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

اللہ علی الکاذبین۔

- مولانا حسن جان سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے دیوبندیت کا یوں نقشہ کھینچا ہے۔

بظاہر (دیوبندیوں) کے خدوخال یہ ہیں کہ اگر ان کے ظاہر پر نظر کی جائے تو پختہ مسلمان ہیں اور باطنی خباثت پر اطلاع ہو تو بدتر از شیطان ہیں۔ بظاہر صلاح سے آراستہ ہیں ان کا لباس سفید و پاکیزہ ہے ریشیں دراز ہیں، نمائشی تقویٰ کے مجسمے ہیں ان کی زبان نرم اور شیریں ہے...... مگر ان کا باطن امت مرحومہ پر لعن وطعن کی خباثت سے آلودہ ہے۔ (الاصول الاربعہ صفحہ نمبر ۱۸ مطبوعہ لاہور ۲۰۰۳ء)

- مرتبین انصاف درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''موجودہ بریلویت میں انوار رضا کی مخالفت''۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۲۵)

الجواب نمبر ۱: بے شک جس عرس کی تقریب میں خلاف شرع افعال ہوں گے وہ ناجائز و حرام ہوگا۔ خلاف شرع افعال کو روکنا چاہیئے نہ کہ عرس کی صحیح محافل پر تنقید کی جائے۔

الجواب نمبر ۲: جو قوالی صوفیاء کرام کے شرائط کے مطابق ہوگی وہ درست و صحیح ہے۔ اور مولانا احمد رضا بریلوی بھی اس کے مخالف نہیں ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

الجواب نمبر ۳: مولانا احمد رضا بریلوی نے مولوی اسماعیل دہلوی کی شہرتِ توبہ ہونے کی وجہ سے تکفیر نہیں کی، لیکن اب جو کوئی بھی ان کی کفریہ عبارات کو صحیح تسلیم کرے گا اس پر کفر کا حکم ہوگا۔

(نمبر ۴ تا ۶) بے شک مولانا احمد رضا بریلوی نے جو کچھ فرمایا ہے حق و درست ہے۔ اگر بعض جہلا اس قسم کی خرافات میں مبتلا ہیں تو وہ خود جوابدہ ہوں گے۔ اہل سنت و جماعت ہرگز ہرگز ایسے افعال کو پسند نہیں کرتے۔ بعض جہلا کے خلاف شرع حرکات کو مدنظر رکھتے ہوئے مذہب حقہ اہل سنت و جماعت پر طعن و تشنیع کرنا شیوۂ انصاف نہیں۔

بدعت ممنوعہ اور بدعت حسنہ

(انصاف صفحہ نمبر ۱۲۶ تا ۱۲۸ کا جواب)

- حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہ بدعت ممنوع ہے جو کسی سنت کے خلاف ہو جس کا حکم دیا گیا ہو اور اگر ایسی صورت نہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (عوارف المعارف صفحہ نمبر ۲۳۸ مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء)

- حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہر ایک نو ایجاد بدعت کی ممانعت نہیں، بلکہ اس بدعت کی ہے جس کے مقابل کوئی سنت قائم ہو اور باوجود کسی امر شریعت کے موجود ہے کہ اس امر کو دور کردے بلکہ بعض احوال میں جب اسباب بدل جائیں بدعت کا ایجاد واجب ہو جاتا ہے۔ الخ (احیاء علوم الدین جلد ۲ صفحہ نمبر ۵ مطبوعہ لاہور)

- علامہ سید محمد علوی مالکی مکی حسنی لکھتے ہیں:

کچھ ایسے نو وارد و دخیل حضرات بھی ہیں جو سلف الصالحین کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہوئے نہایت ہی جاہلانہ وحشی پن اندھی عصبیت، بیمار و بنجر عقل و فہم اور تنگ دلی کے ساتھ سلفیت کی دعوت دیتے ہیں۔ ہر نئی چیز سے جنگ، ہر مفید اختراع سے تکدر و نفرت اور دعویٰ یہ کہ یہ تو بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

انواع بدعت میں ان کے یہاں کوئی فرق نہیں، حالانکہ روح شریعت اسلامی کا تقاضا ہے کہ انواع بدعت کے درمیان فرق و امتیاز رکھ کر یہ کہا جائے کہ کچھ بدعتیں حسنہ ہوتی ہیں اور کچھ سیئہ ہوتی ہیں یہی عقل و شعور اور فکر و نظر کا تقاضا ہے۔

اس امت کے اسلاف میں جو علماء اصول ہیں ان کی یہی تحقیق ہے جیسے عزالدین بن عبدالسلام، امام نووی، علامہ جلال الدین سیوطی، امام محلی، علامہ ابن حجر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (اصلاح فکر و اعتقاد از علامہ محمد علوی مالکی صفحہ نمبر ۱۵۱،۱۵۲ طبع لاہور ۱۹۹۹ء)

نیز فرماتے ہیں: بدعت ضلالہ وہ فعل ہے جو کسی اصول شرعی کے تحت داخل نہ ہو۔ (اگر کسی نئے کام کی اصل کتاب و سنت میں موجود ہو تو وہ کام بدعت حسنہ

کہلائے گا)(ایضاً صفحہ نمبر ۱۵۲)

- زمانہ صحابہ کرام سے بدعت حسنہ کی ایک مثال

حضرت عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی رات میں مسجد کی طرف گیا وہاں لوگوں کو دیکھا کہ کوئی الگ نماز پڑھ رہا ہے اور کہیں ایک شخص نماز پڑھا رہا ہے تو اس کے ساتھ کچھ لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ ان سب کو ایک ہی قاری پر متفق کردوں۔ تو زیادہ بہتر ہو۔ پھر اس کا ارادہ کرکے ان کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کردیا۔ پھر میں ان کے ساتھ دوسری رات میں نکلا، لوگ ایک قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ ایک اچھی بدعت ہے اور رات کا وہ حصہ یعنی آخری حصہ جس میں لوگ سوجاتے ہیں اس سے بہتر ہے جس میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ابتدائی حصہ میں کھڑے ہوتے تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب الصیام (مترجم) صفحہ نمبر ۷۰۹ جلد اول مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء)

- بدعت حسنہ پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اظہار خوشی

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ماہ رمضان کو اول رات میں گھر سے باہر نکلے اور مسجدوں میں قرآن پڑھتے سنا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو اللہ تعالیٰ روشن کرے کیونکہ انہوں نے خدا کی مسجدوں کو قرآن کی روشنی دی۔ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ ایک دوسری روایت میں اس طرح آیا کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجدوں کے پاس سے گزرے اور ان میں قندیلیں روشن ہورہی تھیں اور لوگ تراویح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس طرح ہماری مسجدوں کو روشن کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو روشن کرے۔

(غنیۃ الطالبین صفحہ ۳۹۸ طبع لاہور ۱۳۹۳ھ)

- زمانہ تابعین سے بدعت حسنہ کی ایک مثال

حضرت حماد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابراہیم (نخعی) سے تثویب کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ ان چیزوں میں سے ہے جو لوگوں نے نئی ایجاد کر رکھی ہے لیکن یہ ان نئی باتوں میں سے صحیح ہے۔ (اچھی بدعت ہے)۔

(کتاب الآثار، صفحہ نمبر ۷۵ بروایت امام محمد مطبوعہ کراچی)

- تثویب کا مفہوم

تثویب کے معنی ہیں نماز کے واسطے پکارنا یعنی اذان کے بعد دوسری بار لوگوں کو پکارنا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس پر عمل کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا یہی قول ہے۔ (کتاب الآثار، صفحہ نمبر ۷۵ بروایت امام محمد مطبوعہ کراچی)

- ایک حدیث مبارکہ کی مختصر اور جامع شرح

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر کلام کتاب اللہ اور سب سے بہتر راہ جادۂ محمدی ہے اور بدتر وہ چیز ہے جو نئی [illegible] بدعت گمراہی ہے۔ (یعنی کل بدعۃ ضلالۃ) (رواہ مسلم)

- حضرت ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ حضرت ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف معروف بہ امام نووی (م ۶۷۶ھ) کے حوالہ سے اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

جس کی مثال زمانہ سابق میں نہ ہو۔ اور اصطلاح شریعت میں ایسی نئی چیز کو بدعت کہا جاتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات میں نہ ہو اور ارشاد "کل بدعۃ ضلالۃ" عام مخصوص ہے (یعنی وہی بدعت گمراہی ہے جو بدعت سیئہ ہے)۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد اول صفحہ نمبر ۳۶۸ طبع کوئٹہ)

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: جاننا چاہیئے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری کے بعد پیدا ہونے والی چیز بدعت ہے اور اس میں سے جو چیز سنت رسول کے اصول و قواعد کے مطابق ہو، اور اسی پر رائے قیاس کیا گیا ہو، وہ بدعت حسنہ ہے، جو چیز اصل

سنت کے خلاف ہو اسے بدعت ضلالہ کہا جاتا ہے اور "کل بدعۃ ضلالۃ" کی کلیت اسی پر محمول ہے۔ (یعنی وہ بدعت گمراہی ہے جو اصول سنت کے خلاف ہو)۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ نمبر ۱۲۵ طبع ملتان)

● لفظ "کل" کا مفہوم

امام حسین بن محمد راغب اصفہانی (م ۵۰۲ ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

کل کا لفظ کسی شئے کے اجزاء کو یکجا کرنے پر بولا جاتا ہے اور یہ دو طرح استعمال ہوتا ہے۔ نمبر ۱ کبھی اس سے کسی چیز کی ذات اور اس کے اجزا خصوصی کا مجموعہ مراد ہوتا ہے۔ اور لفظ تمام کے معنی دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "ولا تبسطها كل البسط" (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۹) اور نہ بالکل کھول ہی دو۔ نمبر ۲ کبھی اس سے کئی چیزوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۹۲۳)

چنانچہ زیر بحث حدیث میں لفظ "کل" نمبر ۱ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی لفظ کل عام مخصوص ہے ان بدعات کا جن کی اصل کتاب و سنت میں نہ ہو اور جن پر عمل کرنے سے سنت نبویہ منقطع ہوتی ہو۔ اور اس کے برعکس جو بدعت ہو اس پر بدعت حسنہ کا اطلاق ہوگا اور اس پر عمل کرنے سے ثواب ہوگا۔ جس کا مژدہ خود محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنایا "جو شخص اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کرے تو اسے وہ طریقہ رائج کرنے اور اس پر اس کے جو عمل کرتے رہنے والوں کا ثواب ہے اسے ملتا رہے گا اور کسی کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اور جو شخص اسلام میں کوئی برا طریقہ رائج کرے گا تو اس پر اس کے رائج کرنے اور اس طریقہ پر اس کے بعد عمل کرنے والوں کا گناہ اسے ہوگا اور کسی کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

(۱)...... (رواہ مسلم جلد اول صفحہ نمبر ۳۲۷ طبع کراچی)

(۲)...... (سنن دارمی صفحہ نمبر ۱۴۱ طبع کراچی)

(۳)...... (ریاض الصالحین از علامہ نووی صفحہ نمبر ۱۱۴ جلد اول طبع لاہور ۱۴۰۶ھ)

(۴)...... (مشکوۃ صفحہ نمبر ۳۳، ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

لہٰذا معمولات اہل سنت و جماعت کو بدعت ضلالہ سے تعبیر کرنا، کتاب و سنت کے رموز و اسرار سے جہالت کا نتیجہ ہے۔

● علمائے اسلام کے اقوال

شیخ عزالدین بن عبدالسلام "القواعد" میں لکھتے ہیں:

بدعت کی کئی قسمیں ہیں، واجب، حرام، مندوب، مکروہ اور مباح اور جاننے کیلئے کہ کوئی چیز کیسی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اس بدعت کو شریعت کے قواعد پر پرکھیں گے اگر یہ قواعد ایجاب میں داخل ہے تو یہ واجب ہے اگر تحریم میں ہے تو یہ حرام ہے اگر ندب میں ہے تو یہ مندوب اگر مکروہ میں ہے تو مکروہ اور اگر جائز میں ہے تو مباح ہے۔

پھر لکھتے ہیں: بدعت مندوبہ کی کئی مثالیں ہیں مثلاً مسافر خانے اور مدرسے بنانا ہے۔ اور ہر قسم کا کار خیر جو پہلے زمانے میں نہیں کیا گیا (اور بعد میں ایجاد ہوا۔ مثلاً تراویح (باجماعت) دقائق تصوف کا بیان، علم کلام و مناظرہ اور مسائل میں استدلال کیلئے محافل کا انعقاد، بشرطیکہ ان سے رضائے الٰہی کا حصول مدنظر ہو۔

(خلاصہ) مشکوۃ صفحہ نمبر ۲۷ حاشیہ نمبر ۷)

● بیہقی نے مناقب شافعی میں خود امام شافعی سے اپنی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو کتاب و سنت اثر و اجماع کے خلاف ہو یہ بدعت ضلالہ ہے، دوسری وہ جسے کسی نیک مقصد کیلئے ایجاد کیا گیا ہو اور کتاب و سنت اور اثر و اجماع میں سے کسی کے مخالف نہ ہو، ایسی بدعت غیر مذمومہ ہے (یعنی شرعاً اس میں کوئی برائی نہیں) جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قیام رمضان (تراویح) کے بارے میں فرمایا "نعمت البدعۃ ہذہ" (کتنی اچھی بدعت ہے یہ) یعنی یہ اختراع ایسی ہے جو پہلے نہ تھی اور اب شروع ہوئی ہے۔ تو اس میں پہلی کسی چیز کی تردید نہیں پائی جاتی (حسن المقصد فی عمل المولد از سیوطی (م ۹۱۱ ھ) صفحہ نمبر ۳۲ تا ۳۳)

یاد رہے کہ بدعت حسنہ کا مقام مستحب امر کا ہے جس کے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر کوئی گناہ نہ ہوگا اور اگر بدعت حسنہ کو مستحب کا مقام دینے کی بجائے اسے ضروریاتِ دین کا مقام دیا جائے اور ضروریاتِ دین ان کو کہتے ہیں کہ جن میں سے کسی ایک چیز کا انکار کرنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے تو ایسی بدعت، بدعت سیئہ یا بدعت ضلالہ کہلائے گی۔ اور یہی مطلب ہے، حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کا جو کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد“۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلح جلد اول، صحیح مسلم، جلد ۲، مسند احمد حدیث نمبر ۲۵۹۱۱)

جو ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی بات پیدا کرے جو اس میں نہ ہو تو وہ ردّ ہے۔

- ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

”فهو رد“، المعنی یعنی جو شخص نئی بات اسلام میں پیدا کرتا ہے اپنی عقل و مرضی سے جس کی دلیل قرآن وحدیث سے نہیں ملتی نہ دلیل ظاہری نہ دلیل خفی نہ دلیل لفظی نہ دلیل استنباطی، پس وہ کام مردود ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح جلد اول)

- شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

جس نے نکالی ہمارے اس دین میں جو روشن وظاہر ہے (مالیس منہ) ایسی چیز جو اس میں سے نہ ہو۔ یعنی ایسی نئی بات نکالی جو کتاب وسنت میں نہ تو صراحۃً مذکور ہو اور نہ ہی قواعد استنباط سے اخذ کی گئی ہو اور نہ ہی کتاب نے اس کی صحت کی تصدیق کی ہو ہمارے اس معنی کے مطابق ”فی امرنا ہذا“ میں اجماع اور قیاس بھی داخل ہو گیا۔ غرض یہ کہ ایسی چیز مراد ہے جو کتاب وسنت کے خلاف اسے تبدیل کرنے والی ہو

(فھو رد) تو وہ چیز یا ایسی بات نکالنے والا شخص باطل ومردود ہے۔

(اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۴۲۱ جلد اول)

• اشعۃ اللمعات کی عبارت کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۱۲۸)

شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علمائے کرام میں اس بات پر اتفاق ہے باوجود کہ بلند آواز سے نیت کے الفاظ کہنا منع نہیں اس میں اختلاف ہے کہ نیت کو الفاظ میں ادا کرنا صحت نماز کیلئے شرط ہے یا نہیں؟ مذہب صحیح یہ ہے کہ شرط نہیں ہے اور اسے شرط قرار دینا خطا ہے تاہم فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ زبان سے کہہ لینا بھی بہتر و مستحب ہے۔ تاکہ زبان کی دل سے موافقت اور ظاہر باطن میں مطابقت ہو جائے اور نیت کے الفاظ ذکر کرنے سے ان کا معنی سمجھنا اور دل میں اس کا استحضار بھی آسان ہو جاتا ہے۔ (یہ فقہاء کرام کا مذہب ہے، پھر محدثین کا مذہب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں)۔

محدثین کرام فرماتے ہیں کہ کسی روایت میں نہیں آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زبان سے نیت کرتے تھے۔ صرف اس قدر آیا ہے کہ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو صرف اللہ اکبر کہتے، اگر زبان سے بھی آپ نے کچھ پڑھا ہوتا تو محدثین ضرور روایت کرتے۔ لہٰذا طریقہ سنت اور اس کی اتباع یہی ہے کہ دل کی نیت پر اکتفا کیا جائے اور جس طرح کسی کام کے کرنے میں آپ کی اتباع ضروری ہے اسی طرح کسی کام کے نہ کرنے میں بھی اتباع ضروری ہے۔ پس جو شخص وہ کام ہمیشہ کرے اور پابندی سے کرے جو شارع علیہ السلام نے نہیں کیا تو ایسا شخص بدعتی ہے جیسا کہ محدثین کرام نے فرمایا ہے۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۱۸۶ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

یعنی ترک کی اتباع کرنا محدثین کا مذہب ہے، لیکن فقہاء احناف نے زمانے کے حالات اور تقاضوں کے پیش نظر نماز میں زبان سے نیت کرنے کو مستحسن

اور جائز قرار دیا ہے۔[1] لیکن اگر کوئی شخص زبان سے نیت کرنے کو لازمی اور واجب سمجھتا ہے اور اس کے تارک کو مجرم اور گنہگار ٹھہراتا ہے تو واقعی وہ بدعتی ہے۔

● فقہائے احناف کا مذہب

زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں، ہاں قلبی نیت کے استحضار کیلئے زبان سے نیت کرنا مستحسن ہے۔

(فتح القدیر صفحہ نمبر ۱۳۲ جلد اول، فتاوئ عالمگیری صفحہ نمبر ۶۵ جلد اول)

● علامہ طحطاوی حنفی مصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

نماز میں زبان سے نیت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین عظام کے زمانہ میں نہیں تھا مگر (اب) یہ بدعت حسنہ ہے یعنی ایک مستحسن فعل ہے۔[2] (شرح مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ)

● مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں

بعد نماز عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

---

[1] جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے زمانے کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت حیات ظاہری میں ہوتے تو ضرور عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع فرمادیتے۔ (احیاء علوم الدین از امام غزلی علیہ الرحمۃ) (ترمذی ابواب عیدین جلد اول صفحہ ۳۱۹ مترجم)

[2] مفتی محمد عبداللہ دیوبندی لکھتے ہیں: دل سے نیت کرنا فرض میں زبان سے مروجہ طریق کے مطابق نیت کرنا نہ فرض اور نہ ہی واجب، البتہ متاخرین نے دونوں کو حاضر کرنے اور جمع کرنے کی بنا پر مستحب قرار دیا ہے لہٰذا اس مسئلہ میں بحث و منازعت غیر مناسب ہے جو زبان سے نیت کرے اس پر بھی نکیر نہ کی جائے اور جو دل سے نیت کرے وہ بھی سنت کا عامل ہے آگے درمختار سے عربی عبارت نقل کی ہے جس کے آخر میں ہے کہ زبان سے نیت کرنا بدعت ہے بدعت پر مرتب فتاوئ نے علامہ شامی کی عبارت نقل کی ہے کہ بدعت سے مراد بدعت حسنہ ہے۔ (خیر الفتاوئ صفحہ نمبر ۲۴۲، ۲۴۳ جلد ۲ طبع ملتان) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

ان کے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں مگر چونکہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا۔

(بہشتی زیور صفحہ نمبر ۹۱۹ گیارہواں حصہ)

قارئین کرام! باوجود عیدین کی نماز کے بعد دعا نہ کرنا آپ سے ثابت ہے لیکن پھر بھی تھانوی صاحب اس کو بقول "مرتبین انصاف" بدعت کہنے کے بجائے (عموم سے استدلال کرکے) مسنون قرار دے رہے ہیں۔

اس لئے مرتبین کا یہ کہنا کہ صحابہ کرام اور فقہائے اسلام نے ایسے ہر کام کو بدعت فرمایا جس کا نہ کرنا آپ سے ثابت نہ تھا۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۲۸) سراسر جہالت ہے۔ نیز معلوم ہوا عدم نقل عدم ثبوت کی دلیل نہیں۔ ممکن ہے کہ وہ کام ہوا ہو مگر نقل نہ ہو سکا ہو۔

مولوی مفتی جمیل احمد تھانوی نذیر دیوبندی لکھتے ہیں: اگر زبان سے بھی نیت کرلی جائے تو بھی جائز ہے۔

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ نماز صفحہ نمبر ۱۰۳ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

● فتاوئ عالمگیری کو مرتب کرنے والے چند جید حنفی علمائے کرام

۱۔ شیخ نظام الدین برہانپوری (جو تدوینی کمیٹی کے سربراہ تھے)۔

۲۔ شیخ نظام الدین ٹھٹھوی سندھی۔

۳۔ ابوالخیر ٹھٹھوی۔

۴۔ قاضی رضی الدین بھاگلپوری۔

۵۔ مولانا محمد جمیل جونپوری۔

۶۔ مفتی وجیہہ الدین گوپاہوی۔

۷۔ مفتی ابوالبرکات دہلوی۔

۸۔ شیخ احمد بن ابی النصر گوپاہوی۔

۹۔ قاضی عصمت اللہ لکھنوی۔

۱۰۔ مولانا عبدالفتاح صدانی۔

۱۱۔ مولانا محمد سعید شہید سہالوی۔

- امام ابن ہمام حنفی صاحب فتح القدیر

"مرتبین انصاف" سوچ سمجھ کر ان علماء کے خلاف فتویٰ صادر کریں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل ترک کو چھوڑنے کی بجائے اس پر عمل کرنے کو جائز اور مستحسن فرمایا ہے۔

مرتبین کی پہلی دلیل اور اس کا جواب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دعا میں اس طرح تمہارا ہاتھ بدعت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام دعاؤں میں سوا استسقاء کے سینہ سے زیادہ (ہاتھ) نہیں اٹھاتے تھے۔ مسند احمد۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۲۸)

الجواب: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کو بشر بن حرب الازدی نے روایت کیا ہے اس کو ابن معین، ابوزرعہ، نسائی اور ابوحاتم نے ضعیف قرار دیا ہے اور امام بخاری نے کہا ہے کہ علی بن المدینی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے، امام احمد نے کہا یہ حدیث میں قوی نہیں ہے۔

(حاشیہ مسند احمد جلد ۹ صفحہ نمبر ۲۰۲ رقم الحدیث: ۵۲۶۳ مطبوعہ بیروت، ۱۴۱۶ھ)

علاوہ ازیں یہ ضعیف اثر، احادیث صحیحہ کے خلاف ہے اس لئے یہ حدیث منکر بھی ہے

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا میں دونوں ہاتھ بلند کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۲۷۱)

- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے

اپنا اور حضرت ابو عامر کا ماجرہ بیان کیا اور یہ بتایا کہ انہوں نے کہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنا کہ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ آپ نے پانی منگوایا وضو کیا اور دونوں ہاتھ بلند کئے اور یہ دعا کی اے اللہ! اپنے بندے عامر کی مغفرت فرما۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ الخ (یعنی اتنے ہاتھ بلند کئے)۔ (بخاری رقم الحدیث ۴۳۲۳، بیہقی جلد ۵ رقم الحدیث ۸۷۸۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب

"مرتبین انصاف" لکھتے ہیں، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا گزر ایسی مسجد سے ہوا جس میں ذاکرین کی ایک جماعت کنکریوں پر ایک شخص کے کہنے پر سو بار کلمہ سو بار سبحان اللہ وغیرہ ذکر کر رہے تھے آپ نے اس اجتماعی حیثیت اور اہتمام کو دیکھ کر فرمایا، اللہ کی قسم تم نے ایک تاریک بدعت نکالی ہے۔ تم اصحاب رسول سے بھی بڑھ گئے ہو۔ (سنن دارمی)، (انصاف صفحہ نمبر ۱۲۸، ۱۲۹)

اس کے بعد شامی کے حوالے سے اسی قسم کی ایک روایت نقل کی ہے۔

(انصاف صفحہ نمبر ۱۲۹)

الجواب نمبر ۱: معلوم ہوتا ہے کہ مرتبین انصاف کو اصل حدیث کی کتاب سنن دارمی دیکھنی نصیب نہیں ہوئی ورنہ یہ ہرگز نہ لکھتے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا گزر ایک ایسی مسجد سے ہوا۔ جبکہ یہ واقعہ ان کی اپنی مسجد کا ہے۔ مکمل روایت درج ذیل ہے۔

عمرو بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ اپنے والد سے نقل کرتے تھے کہ صبح کی نماز سے پہلے ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے رہتے تھے جب وہ باہر نکلتے تھے تو ہم ان کے ساتھ مسجد کو جاتے (ایک روز) ابوموسیٰ اشعری ہمارے پاس آئے اور کہا کہ کیا اب تک ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود) تمہارے پاس نہیں آئے ہم نے کہا نہیں تو وہ ہمارے پاس بیٹھے یہاں تک کہ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما باہر آئے، جب وہ باہر آئے تو ہم سب ان کے ساتھ کھڑے ہوگئے تو ان سے ابوموسیٰ نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن اس وقت میں نے مسجد میں ایک ایسی بات دیکھی جو مجھے (بہت) بری معلوم ہوئی اور اللہ کا شکر ہے میں نے خیر ہی دیکھی ہے کہا وہ کیا بات ہے کہا اگر آپ زندہ رہیں گے تو قریب ہے آپ بھی دیکھیں گے ابوموسیٰ نے کہا میں نے ایک جماعت کو حلقہ در حلقہ ہوکر مسجد میں بیٹھے دیکھا جو نماز کا انتظار کر رہی تھی ہر حلقہ میں ایک شخص تھا اور ان کے ہاتھوں میں کنکریاں تھیں وہ شخص کہتا تھا کہ سو مرتبہ اللہ اکبر کہو تو وہ سو مرتبہ اللہ اکبر کہتے تھے۔ اور کہتا تھا سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہو تو وہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہتے تھے۔ اور کہتا تھا سو مرتبہ سبحان اللہ کہو تو وہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہتے تھے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا تم نے ان سے کیا کہا۔ آپ کے حکم یا آپ کے انتظار میں میں نے ان سے کچھ نہیں کہا انہوں نے کہا تم نے انہیں کیوں نہیں حکم دیا کہ وہ اپنے گناہوں کو گنیں (اور کیوں نہیں) تم ضامن ہوگئے کہ ان کی نیکیاں ضائع نہیں کی جائیں گی، پھر چلے اور ہم (بھی) ان کے ساتھ چلے یہاں تک کہ ان حلقوں میں سے ایک حلقہ کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ کیا بات ہے جو تم کو میں کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں انہوں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن کنکریاں ہیں جن پر ہم تکبیر و تہلیل اور تسبیح کو گنتے ہیں فرمایا اپنے گناہوں کو شمار کرو میں تمہارا ضامن ہوں کہ تمہاری نیکیاں نہیں ضائع کی جائیں گی۔ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر افسوس ہے تم کتنی جلد ہلاک ہوگئے یہ لوگ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کثرت سے موجود ہیں اور یہ آپ کے کپڑے ہیں جو ابھی پرانے نہیں ہوئے اور (یہ) آپ کے برتن ہیں جو ٹوٹے نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم ایسے طریقے پر ہو جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے سے زیادہ ہدایت ہے یا تم نے گمراہی کا دروازہ کھولا ہے انہوں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن ہمارا تو صرف نیکی کا ارادہ تھا فرمایا بہت سے لوگ نیکی کا ارادہ کرتے ہیں جنہیں نیکی حاصل نہیں ہوتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک قوم قرآن پڑھے گی جو

ان ہنسلیوں سے نیچے نہ اترے گا اور قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا ہوں شاید ان میں کے اکثر لوگ تمہیں میں سے ہوں پھر آپ ان میں سے واپس آئے۔ عبدالرحمٰن بن سلمہ کہتے ہیں کہ ان حلقوں کے تمام لوگوں کو ہم نے دیکھا کہ (واقعہ) نہروان کے دن خارجیوں کے ساتھ ہو کر ہم پر طعن کر رہے تھے۔ (سنن دارمی صفحہ نمبر ۸۵، ۸۶ طبع کراچی)

الجواب نمبر ۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے دور میں خارجیوں کا بہت زور تھا اور وہ مسلمانوں کو تنگ کرنے کا ہر حربہ استعمال کرتے تھے اور مساجد میں جا کر جس وقت جماعت میں تھوڑی دیر ہوتی لوگ سنن پڑھنے میں مشغول ہوتے یا جماعت کی انتظار میں بیٹھے ہوئے خاموشی سے تسبیح و تہلیل کرتے، جا کر حلقہ بناتے اور ذکر بالجہر شروع کر دیتے جس سے سنن پڑھنے والے تنگ ہوتے ان کے اس رویے کے پیش نظر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں بدعتی کہا اور مسجد سے نکلوا دیا۔

الجواب نمبر ۲: شیخ الحدیث مولانا غازی محمد "کمال" دیوبندی لکھتے ہیں: یہ اثر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے مخالف ہے اس کا جواب معتمد کتابیں دیتی ہیں۔

الحاوی للفتاویٰ صفحہ نمبر ۳۹ جلد اول، فتاویٰ شامی صفحہ نمبر ۶۱۶ جلد اول، تفسیر روح البیان صفحہ نمبر ۳۷ جلد ۳، فتاویٰ بزازیہ صفحہ نمبر ۳۷۸ جلد ۶، تفسیر روح المعانی صفحہ نمبر ۴۸ جلد ۱۲ (مختصر) (اشتہار الیواقیت الجواہر)

الجواب نمبر ۳: یہ حدیث مذکور منقطع ہے۔ (مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۱۸۲ جلد اول)

اشتہار الیواقیت والجواہر "یعنی اقوال الاکابر" فی تحقیق مسائل العصر الحاضر۔

(نوٹ) اس اشتہار پر ۲۱ علمائے دیوبند کی تصدیقات ہیں۔

نیز ذکر بالجہر حالات اور واقعات کو پیش نظر رکھ کر کیا جاتا ہے اس لئے فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ ذکر بالجہر ایسی جگہ نہیں کرنا چاہیئے جہاں نماز پڑھنے والے تلاوت کرنے والے، تعلیم میں مشغول طالب علم اور سونے والے تنگ ہوں۔ ثابت ہوا ذکر بالجہر ہر جگہ منع نہیں۔

مثال نمبر ۱: جہاد کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع صحابہ کرام

ایک گھاٹی پر چڑھے باآواز بلند تکبیر کہنے لگے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے لوگو اپنی جانوں پر نرمی کرو، تم نہ تو بہرے کو پکارتے ہو نہ غائب کو تم تو سمیع وبصیر کو پکارتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ الخ (مشکوٰۃ)

کیونکہ وہ جنگ کا موقع تھا آپ نے ذکر بالجہر سے اس لئے منع فرمایا کہ کہیں دشمن کو مسلمانوں کے آنے کی خبر نہ ہو جائے۔

مثال نمبر۲: بیہقی نے واقدی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال شہداء احد کی قبروں کی زیارت کیلئے جاتے جب گھاٹی پر پہنچتے تو باآواز بلند فرماتے: سلام علیکم۔ الخ (شرح الصدور صفحہ نمبر ۱۹۳ طبع کراچی)

معلوم ہوا کہ ہر جگہ ذکر بالجہر کی ممانعت نہیں بلکہ موقع ومحل کے پیش نظر اس کا حکم ہے۔

• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک شخص نے چھینک ماری اور کہا الحمد للہ وسلام علی رسول اللہ، اس پر انہوں نے فرمایا میں بھی الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ کہتا ہوں لیکن آپ نے اس طرح کہنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ ہمیں یہ تعلیم ہے کہ ہم الحمد للہ علی کل حال کہا کریں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۲۹)

الجواب: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت فرماتے ہیں۔ جسے چھینک آئے وہ الحمد للہ علی کل حال، کان من حال وصلی اللہ علی محمد وعلی اہل بیتہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بائیں نتھنے سے ایک پرندہ نکالتا ہے جو کہتا ہے اے اللہ ایسا کہنے والے کی مغفرت فرما۔

(دیلمی نے مسند الفردوس میں اس کو ذکر کیا ہے اس کی سند ضعیف ہے)

ابن بشکوال نے ابن عباس کی حدیث سے مرفوعاً الایسر تک تو مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت کی ہے۔ الخ (القول البدیع صفحہ نمبر ۳۹۵ مترجم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء)

ممکن ہے کہ ان تک یہ حدیث نہ پہنچی ہو تبھی انہوں نے یہ فرمایا ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں (چھینک کے وقت درود پڑھنے کا) حکم نہیں دیا۔

اور ہمارے دعویٰ پر یہ دلیل کافی ہے۔

حضرت نافع سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص نے چھینک ماری (اور کچھ نہ کہا) تو اسے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تو نے بخل کیا ہے تو نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کیوں نہیں بھیجا۔ اس کو البیہقی، ابوموسیٰ المدینی نے تخریج کیا ہے۔ (القول البدیع صفحہ نمبر ۳۹۶)

• ضحاک بن قیس سے روایت ہے ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس چھینک ماری اور کہا الحمد للہ رب العالمین، پھر خاموش ہو گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھ کر اس کو مکمل کیوں نہیں کیا۔

(القول البدیع صفحہ نمبر ۳۹۶ مترجم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء)

• حضرت سالم رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت سالم کے سامنے کسی نے چھینک ماری اور کہا الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ تو آپ نے فرمایا تجھ پر اور تیری ماں پر سلام ہو وہ شخص ناراض ہوا تو فرمایا میں نے وہی کہا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۲۹)

الجواب نمبر۱: ممکن ہے کہ حضرت سالم رضی اللہ عنہ تک وہ حدیث نہ پہنچی ہو، جس میں چھینک مارنے کے وقت الحمد للہ کے ساتھ درود پڑھنے کا بھی ذکر ہے۔ مشہور قاعدہ ہے "اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال"۔

• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کا جواب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک مسجد میں داخل ہوئے مؤذن نے اذان کے بعد الصلوٰۃ الصلوٰۃ سے بلایا آپ نے اپنے شاگرد مجاہد کو فرمایا، مجھے اس بدعتی کی مسجد سے لے چل اور پھر اس مسجد میں نماز نہ پڑھی۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۲۹)

الجواب: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بینائی کو حجاج کی مخالفت کی وجہ سے نقصان پہنچا تھا اس لئے آپ زمانہ کے نشیب وفراز سے زیادہ واقف نہ تھے جس شخص نے اذان کے بعد بطور تثویب الصلوٰۃ الصلوٰۃ کے الفاظ کہے آخر وہ صحابی یا تابعی ضرور ہوں گے ۔ نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ اس دور کے جلیل القدر صحابہ و تابعین سے اس کا انکار منقول نہیں بلکہ حضرت حماد نے حضرت ابراہیم (نخعی تابعی) سے تثویب (الصلوٰۃ الصلوٰۃ) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ ان چیزوں میں سے ہے جو لوگوں نے نئی ایجاد کر رکھی ہیں لیکن یہ ان نئی باتوں میں سے اچھی ہے (اچھی بدعت ہے)۔ (کتاب الآثار (مترجم) بروایت امام محمد طبع کراچی)

اگر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کو بدعت ضلالہ پر منطبق مانا جائے تو اس طرح کئی ایک صحابہ وتابعین کو بدعت ضلالہ کا مرتکب ماننا پڑے گا جو کہ انکی شایان شان نہیں، اس لئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کو بدعت حسنہ پر محمول کیا جائے گا یا لغوی معنی لئے جائیں گے۔

● نماز عید سے پہلے یا بعد نفل پڑھنا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو منع فرمایا جو نماز عید سے پہلے نفل پڑھ رہا تھا۔ الخ (انصاف صفحہ نمبر ۱۲۸)

الجواب: یہ مسئلہ صحابہ وتابعین میں مختلف فیہ تھا، امام ترمذی روایت کرتے ہیں:
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن تشریف لائے اور دو رکعات نماز پڑھی پھر نہ تو عید سے پہلے نماز (نفل) پڑھی اور نہ ہی عید کے بعد۔ الخ۔

امام ترمذی فرماتے ہیں حدیث ابن عباس حسن صحیح ہے۔ بعض صحابہ کرام اور تابعین کا اس پر عمل ہے، امام شافعی، احمد اور اسحٰق رحمہم اللہ بھی اس کے قائل ہیں۔ بعض صحابہ وتابعین عید سے پہلے اور بعد نماز نفل جائز قرار دیتے تھے۔ پہلا قول زیادہ صحیح

ہے۔ (ترمذی صفحہ نمبر ۳۱۸ جلد اول مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء)

(ف) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان نوافل کو ترک کرنا امت کی آسانی کیلئے تھا، نہ کہ ناجائز اور حرام ہونے کی وجہ سے، ورنہ وہ صحابہ اور تابعین جو نماز عید سے قبل یا بعد نماز (نفل) پڑھتے تھے مجرم قرار پائیں گے۔

● علمائے احناف کا مذہب

امام محمد نے کہا کہ عید کی نماز سے قبل کوئی نماز نفل نہیں، لیکن عید کی نماز کے بعد اگر تم چاہو تو پڑھو اور اگر تم نہ پسند کرو تو نہ پڑھو اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ (مؤطا امام محمد صفحہ نمبر ۱۰۱)

● ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کی نماز سے قبل نفل نہیں پڑھتے تھے۔ لیکن نماز سے فارغ ہو کر گھر میں تشریف لاتے تو دو رکعتیں نماز پڑھتے۔ (ابن ماجہ)

● مالک، عبدالرحمٰن، بن قاسم اپنے والد قاسم بن محمد بن ابی بکر سے روایت ہے کہ قاسم ابن محمد اپنے گھر میں چار رکعت نماز پڑھ کر عیدگاہ جاتے۔
(مؤطا امام محمد صفحہ نمبر ۱۰۱ مطبوعہ کراچی)

مسئلہ عقیقہ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ کسی نے کہا دو بکروں کی جگہ عقیقہ میں دو اونٹ ذبح کریں گے فرمایا نہیں دو بکرے کافی ہیں کیونکہ سنت یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک کافی ہے۔ (مستدرک صفحہ نمبر ۲۳۸ جلد ۴)، (انصاف صفحہ نمبر ۱۳۰)

الجواب نمبر ۱: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنے کا حکم فرمایا۔ (ترمذی ابواب قربانی جلد اول)

• حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ میں سات آدمیوں کی طرف سے اونٹ کی قربانی دی اور سات ہی کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔ (ترمذی ابواب قربانی جلد اول)

یعنی کم از کم عقیقہ کا نصاب لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا سنت ہے اس سے زائد یا اونٹ وغیرہ ذبح کرنے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ جس طرح گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی مالدار ہے تو وہ اکیلا ہی گائے یا اونٹ کی قربانی کر سکتا ہے۔ یا گائے میں ایک حصہ قربانی اور باقی حصص بچوں کی طرف سے عقیقہ کے بھی شامل کر سکتا ہے۔

الجواب نمبر ۲: حدیث حاکم میں درج ذیل الفاظ موجود ہیں۔

فقالت عائشه رضی الله عنها لا بل السنة افضل عن الغلام شاتان یلح (المستدرک صفحہ نمبر ۲۶۶ جلد ۴ مطبوعہ بیروت)

یعنی افضل طریقہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک کافی ہے۔ معلوم ہوا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان میں دو اونٹ ذبح کرنے کو منع نہیں کیا گیا۔ بلکہ افضل اور غیر افضل کی بات ہے۔

ہدایہ وغیرہ کی عبارات کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۱۳۰)

ان تمام اعمال میں جن کو "مرتبین انصاف" نے نقل کیا ہے۔ آپ نے ان مواقع پر جو کچھ کرنا تھا وہ بیان فرما دیا آپ کے اس اسوۂ حسنہ میں زیادتی ناجائز ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے **ان السکوت فی مقام البیان یفید الحصر** (بوقت بیان خاموشی حصر کا فائدہ دیتی ہے)۔

مذکورہ قاعدہ کا احادیث سے ثبوت

جن احادیث میں بوقت بیان سوال سے منع کیا گیا ہے وہ اس قاعدہ کا

ثبوت فراہم کر رہی ہیں۔

۱۔ امام بزار نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جسے حلال فرما دیا وہ حلال ہے اور جسے حرام کر دیا ہے وہ حرام ہے اور جس پر اس نے خاموشی اختیار فرمائی وہ معاف ہے پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے عافیت قبول کرنا سیکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی بھول طاری نہیں ہو سکتی۔

اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وما کان ربک نسیا "اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں"۔

امام بزار اس حدیث کی سند کے بارے میں کہتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۲۔ امام دار قطنی نے حضرت ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرائض لازم قرار دیے ہیں انہیں ضائع نہ کرو، حدود مقرر فرما دی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو، کچھ اشیاء حرام فرما دی ہیں ان کی بے حرمتی نہ کرو اور جن اشیاء سے وہ خاموش ہے وہ بھول نہ سمجھو بلکہ تم پر رب کی رحمت ہے لہٰذا ان کے بارے میں بحث ہی نہ کرو۔

ان دونوں احادیث میں قاعدہ مذکورہ کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔

(نوٹ) جس ترک کا قولاً فعلاً اور تقریراً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس ترک اور مذکورہ بالا ترک میں فرق ہے اور ایک مسئلہ کا دوسرے کے ساتھ التباس نہیں ہونا چاہیے۔

• حدیث کوثر کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۱۳۱)

جواب نمبر ۱: امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عرضت علیٰ اعمال امتی حسنها و سیئها.

(مشکوٰۃ باب المساجد عن ابوذر غفاری)

ترجمہ: "میری امت کے تمام اعمال اچھے اور برے مجھ پر پیش کیے گئے"۔

جب امت کے تمام اعمال اچھے اور برے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیے گئے تو ان مرتدین کا ارتداد جو برا عمل ہے وہ بھی ضرور پیش ہوا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے اعمال کا علم نہ ہونا کیونکر متصور ہو سکتا ہے۔

جواب نمبر ۲: نیز مسلم شریف میں یہ حدیث ان الفاظ سے منقول ہے:

"فیقال اماشعرت ماعملوا بعدک"۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں جو کام انہوں نے تمہارے بعد کیے۔

"ماشعرت" جملہ منفیہ پر ہمزہ استفہام انکاری داخل ہوا ہے۔ نفی کا انکار ثابت ہوا ہے لہٰذا حدیث مبارکہ سے مرتدین کے اعمال کا علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ثابت ہوا۔ چونکہ واقعہ ایک ہے صرف اس کی روایتوں میں تعدد ہے۔ اس لئے جب ایک روایت میں ہمزہ استفہام مذکور ہو گیا تو ہر روایت میں اس کے معنی ملحوظ رہیں گے۔

جواب نمبر ۳: جب کریم کو سخاوت کیلئے بٹھا دیا جائے اور کریم کا دریائے سخاوت جوش پر ہو تو پھر اس کی توجہ اپنے پرائے، دوست دشمن پر نہیں رہتی اور وہ لوگوں کے دامن بھرے جاتا ہے لیکن جب اس کی توجہ دلائی جائے تو وہ متوجہ ہوتا ہے۔ اسی طرح روز محشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حوض کوثر پر موجود ہوں گے، امتیوں کو جام کوثر پلا رہے ہوں گے، دریائے رحمت جوش پر ہوگا، مرتدین کی ایک جماعت ادھر سے گزرے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے اعمال کا مکمل علم ہوگا مگر دریائے جود وسخا میں جوش آنے کی وجہ سے ان کی بداعمالیوں کی طرف خیال ہی نہیں جاتا، غلبہ حال کی وجہ سے فرماتے ہیں یہ میرے اصحاب ہیں یہ میرے اصحاب ہیں لیکن جب

توجہ دلائی گئی کہ اے میرے محبوب آپ کو معلوم تو ہے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ رحمت عالم ان کی بداعمالیوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں سحقاً سحقاً دور لے جاؤ دور لے جاؤ۔

اس لئے اس حدیث پاک سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے علمی ثابت کرنا انتہائی حماقت ہے، بلکہ اس کو نسیان وذہول اور بے توجہی پر محمول کریں گے۔

جواب نمبر ۴: یہ واقعہ بروز محشر ہوگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آج سے چودہ سو برس پہلے ہی اس کو بیان فرما رہے ہیں، کیا یہ علم غیب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (عطائی) نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ منکرین کو ہدایت نصیب فرمائے۔

- **مرتبین انصاف کی گپ**

صحیح بات یہ ہے کہ اعراب ابوالاسود نے لگائے جو سیدنا علی المرتضیٰ کے شاگرد رشید تھے۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۳۱)

الجواب: امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اعراب کا جو طریقہ آج کل مشہور ہے وہ حروف سے اخذ کی گئی حرکتوں کے ساتھ تلفظ کا منضبط کرنا ہے اس دستور کو خلیل نحوی نے ایجاد کیا۔ اور یہی بکثرت رائج اور واضح ترین طریقہ ہے۔ اور عمل بھی اسی پر ہے۔ (الاتقان جلد دوم صفحہ نمبر ۳۲۰ طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

- پروفیسر عبدالرسول لکھتے ہیں:

حجاج بن یوسف نے عجمیوں کی سہولت کیلئے حروف پر اعراب (زیر، زبر، پیش) لگانے کا طریقہ بھی رائج کیا۔ اس سے لوگوں کو قرآن کریم پڑھنے میں بڑی سہولت ہوگئی۔ (تاریخ اسلام صفحہ نمبر ۳۱۹)

- مولوی محمد حنیف گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں:

(نحو) کے واضع اول حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ آپ ہی کے بتائے ہوئے چند اصولوں کو سامنے رکھ کر ابوالاسود دوئلی نے قواعد نحویہ جمع کیے۔

ان کے بعد آپ کے تلامذہ نے بتدریج اس علم (نحو) کو ترقی دی۔ اور کچھ زمانے کے بعد ابو عمر بصری اور ان کے شاگرد خلیل بن احمد نے اس کو باضابطہ مرتب و مہذب کیا۔ خلیل کے مشہور شاگرد سیبویہ نے اس علم میں ایک جامع کتاب لکھی۔ الخ

(قرۃ العیون فی تذکرۃ الفنون صفحہ نمبر ۱۱۹ طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

معلوم ہوا کہ مرتبین انصاف کا یہ کہنا کہ قرآن کریم پر اعراب ابو الاسود نے لگائے تھے گپ کے سوا کچھ نہیں۔

- ''مرتبین انصاف'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

(مغالطہ نمبر ۱)

کہا جاتا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے حالانکہ یہ مذہب معتزلہ کا ہے۔

جمہور اہل سنت فقہاء احناف کے نزدیک اصل اشیاء میں توقف ہے۔

(درمختار صفحہ نمبر ۲۰۵ جلد اول)، (انصاف صفحہ نمبر ۱۳۲)

__الجواب:__ علامہ شامی علیہ الرحمۃ ''درمختار'' کی زیر بحث عبارت کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(ترجمہ) میں کہتا ہوں ''التحریر'' میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ جمہور احناف اور شوافع کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور علامہ ابن ہمام کے شاگرد علامہ قاسم نے اس کی اتباع کی ہے اور ''الہدایہ'' کی فصل الحداد میں بھی یہی ذکر ہے اور فتاویٰ قاضی خان کے ''الحظر والاباحت'' کے اوائل میں بھی یہی ہے اور ''تحریر'' کی شرح میں مذکور ہے کہ یہ بصرے کے معتزلہ اور اکثر شوافع اور اکثر احناف، خاص طور پر عراقیوں کا قول ہے اور امام محمد نے بھی اسی پر یہ مسئلہ متفرع کیا ہے کہ جس آدمی نے کسی کو یہ دھمکی دی تم مردار کھاؤ یا شراب پیو ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا اس شخص نے ایسا نہیں کیا حتیٰ کہ دھمکی دینے والے نے اس کو قتل کر دیا۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

۱۔ رہا یہ امر کہ بعض معتزلہ نے بھی اباحت کا قول کیا ہے تو کیا کریں اب ہم بھی خدا کو ایک ماننا اس لئے چھوڑ دیں کہ معتزلہ بھی خدا کو وحدہٗ لاشریک مانتے ہیں۔ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

مجھے یہ خطرہ ہے کہ وہ شخص گنہگار ہوگا کیونکہ مردار کھانا اور شراب پینا صرف قرآن کی ممانعت کی وجہ سے حرام ہیں پس امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اباحت کو اصل قرار دیا۔ اور کہا کہ تحریم ممانعت کے عارض ہونے کی وجہ سے ہے۔ شرح اصول بزدوی میں بھی یہی لکھا ہے۔ اباحت کا اصل ہونا ہمارے اکثر اصحاب کا قول ہے اس سے معلوم ہوا کہ شارح یعنی علامہ حصکفی نے استیلاء الکفار کے باب میں جو یہ لکھا ہے کہ اباحت معتزلہ کی رائے ہے، اس پر اعتراض ہے۔ ہمیں اس میں غور کرنا چاہیئے۔

(رد المحتار علی الدر المختار جلد اول صفحہ نمبر ۱۹۹ مطبوعہ بیروت)

- علامہ محب اللہ بہاری لکھتے ہیں:

اصل افعال میں اباحت ہے جس طرح اکثر احناف اور شوافع کا مسلک ہے۔ یا حرمت جو بعض دوسرے لوگوں کا مسلک ہے۔ (مسلم الثبوت صفحہ نمبر ۲۱)

- حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے چند چیزوں کو فرض کیا ہے پس ان فرائض کو مت ضائع کرو۔ اور کچھ چیزیں حرام کر دیں ان محرمات کی پردہ دری مت کرو اور بعض چیزوں کی حدود مقرر فرمائیں پس ان حدود سے تجاوز مت کرو۔ اور باقی اشیاء سے اللہ تعالیٰ نے بغیر نسیان کے سکوت فرمایا پس ان میں بحث مت کرو۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۲)

- ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ''باقی چیزوں میں بحث مت کرو''۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ (مرقاۃ جلد اول)

- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

پس جسے اللہ نے حلال کیا وہ حلال ہے جسے حرام کیا وہ حرام ہے اور جس سے اللہ نے سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔ (مشکوٰۃ)

- شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۳)

• مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے:

اصول شرعیہ میں سے ہے اور نیز قواعد عقلیہ میں سے یہ امر مسلم ہے کہ جو فعل نہ مامور بہ ہو نہ منہی عنہ یعنی نصوص شرعیہ میں ان کے کرنے کی ترغیب اور نہ اس کے کرنے کی ممانعت ہو ایسا امر مباح ہوتا ہے۔ (طریقہ مولود صفحہ نمبر ۱۲)

اشیاء میں اصل اباحت ہے

اشتہار الیواقیت والجواہر "یعنی اقوال الاکابر" فی تحقیق مسائل العصر الحاضر۔

زیر نگرانی: شیخ القرآن والحدیث مناظر اسلام حضرت مولانا حمد اللہ جان صاحب۔ وحضرت مولانا محمد علی صاحب "المقری"

مرتب وناشر: محمود الزمان، شیخ الحدیث مولانا غازی "محمد کمال"

تحقیق ونظر ثانی: شیخ الحدیث مولانا محمد ملنگ جان صاحب وحضرت مولانا محمد فضیل صاحب "پشین"

اس اشتہار پر مندرجہ ذیل ۲۰ علمائے دیوبند کے تصدیقات ہیں۔

۱۔ شیخ الحدیث فقیہ العصر مولانا مفتی اعظم پاکستان محمد فرید صاحب۔

۲۔ شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت مولانا محمد حسن جان مدنی۔

۳۔ شیخ الحدیث والفقہاء حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی صاحب۔

۴۔ شیخ الحدیث اکابر العلماء حضرت مولانا فتح محمد صاحب۔

۵۔ شیخ الحدیث والعلوم حضرت مولانا فضل واحد صاحب۔

۶۔ شیخ الحدیث وفقیہ النفس حضرت مولانا چاند بادشاہ صاحب۔

۷۔ شیخ الشریعت والطریقت سید علی آغا صاحب۔

۸۔ شیخ الشریعت والطریقت سید بادشاہ آغا صاحب۔

۹۔ شیخ الحدیث ورئیس الاتقیاء مولانا رحیم اللہ صاحب۔

۱۰۔ شیخ الشریعت والطریقت مولانا عبدالرؤف آغا صاحب۔

۱۱۔ شیخ الشریعت والطریقت حضرت مولانا جان محمد صاحب۔

۱۲۔ شیخ الشریعت والطریقت حضرت مولانا عبید اللہ صاحب۔

۱۳۔ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد حمید آغا صاحب۔

۱۴۔ قاضی القضات استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالغفور ستانی صاحب۔

۱۵۔ جامع الفنون حضرت مولانا نور محمد صاحب۔

۱۶۔ شیخ الشریعت والطریقت حضرت مولانا سید عبدالباری آغا۔

۱۷۔ امیر المجاہدین حضرت مولانا خیر محمد صاحب۔

۱۸۔ شیخ الحدیث والعلماء حضرت مولانا محمد علی صاحب۔

۱۹۔ حضرت مولانا محمد یحیٰ صاحب۔

۲۰۔ علامہ پروفیسر وکیل اسلام عبدالعزیز "خلجی"۔

• حدیث من سن الخ کا ترجمہ

(انصاف صفحہ نمبر ۱۳۲)

یہ حدیث سنن دارمی میں بھی موجود ہے۔ جس کا ترجمہ کسی دیوبندی عالم نے یوں کیا ہے

"جو شخص کوئی اچھا طریقہ جاری کرے تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور پھر، لوگوں کے برابر ثواب ملے گا جو اس پر عمل کریں گے۔ الخ

(سنن دارمی صفحہ نمبر ۱۲۱ محمد سعید اینڈ سنز تاجران، کتب قرآن محل، اردو بازار کراچی)

اس حدیث میں لفظ "سن" لغوی معنی کے اعتبار سے "ابدع" کے ہم معنی ہے یعنی جس نے اسلام میں کوئی اچھی (نئی) راہ نکالی تو اس کو اس کا اجر ملے گا یہاں سے بدعت حسنہ کا تصور ابھرتا ہے اسی طرح "من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ" سے بدعت سیئہ کی طرف اشارہ ہے۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس سے تو صرف ''سنت'' ہی مراد ہے بدعت مراد نہیں لی جا سکتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ (معاذ اللہ) اگر اس سے مراد صرف سنت ہی ہے تو کیا وہاں ''حسنہ'' کہنے کی ضرورت تھی کیا کوئی سنت غیر حسنہ بھی ہوتی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ عمل کرنے کے حوالے سے ''من عمل'' تو کہہ سکتے ہیں مگر ''من سن'' کہنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ جو سنت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو تو پھر عام آدمی اس سے کیا راہ نکالے گا وہ تو صرف عمل اور اتباع کا پابند ہے پس ثابت ہوا کہ سن سے مراد نیا عمل اور بدعت ہے۔

اسی حدیث کے دوسرے حصے میں فرمایا کہ ''من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ'' یعنی جس نے اسلام میں بری راہ نکالی یہاں پر ''سنۃ سیئۃ'' کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہاں ''سن'' سے مراد معروف معنوں میں سنت نہیں ہے بلکہ یہاں لغوی معنیٰ یعنی راستہ اور نئی راہ کا نکالنا مراد ہے۔

- بدعت کی مندرجہ بالا تقسیم (بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ) مندرجہ ذیل ائمہ حدیث اور فقہاء کرام کی کتب میں پائی جاتی ہے۔

۱۔ فتح الباری از ابن حجر عسقلانی ۴، ۲۵۳۔
۲۔ احیاء علوم الدین از امام غزالی ۲، ۳۔
۳۔ منہاج السنۃ از ابن تیمیہ ۴، ۲۲۴۔
۴۔ الاعتصام از علامہ شاطبی۔
۵۔ تہذیب الاسماء واللغات از امام نووی ۳، ۲۲۔
۶۔ قواعد الاحکام فی مصالح الانام از عز الدین بن عبد السلام ۲، ۱۷۳۔
۷۔ شرح مؤطا از امام زرقانی ۱، ۲۳۸۔
۸۔ جامع العلوم والحکم از ابن رجب حنبلی۔
۹۔ فتاویٰ الحدیثیہ از ابن حجر مکی ۲۰۵۔
۱۰۔ التبیین بشرح الاربعین ۲۴۱۔

۱۱۔ جامع الاصول از علامہ ابن اثیر۔
۱۲۔ مصباح الزجاجہ حاشیہ ابن ماجہ از امام جلال الدین سیوطی۔
۱۳۔ رد المحتار شرح در المختار از علامہ شامی۔
۱۴۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از ملا علی قاری۔
۱۵۔ مدارج النبوۃ از شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔

ان ساری تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر عمل کو اس ڈھب پر نہیں پرکھا جاتا کہ یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ہوتا تھا یا نہیں اور بعد میں کب شروع ہوا۔ اس لئے کہ کسی عمل کی ہیئت کبھی رسم و رواج پر منحصر ہوتی ہے اور کبھی وقت کی ضرورتوں اور تقاضوں پر مبنی ہوتی ہے۔ کبھی اس کام میں حکمتیں کارفرما ہوتی ہیں۔ اور کبھی کئی مصلحتیں پیش نظر ہوتی ہیں۔

دیکھئے غور و فکر کرنے کی بات یہ ہوتی ہے کہ کیا اس کی کوئی اصل قرآن و سنت سے ثابت ہے یا نہیں؟ کیا بالواسطہ یا بلاواسطہ اس کا کوئی ثبوت قرآن و سنت میں موجود ہے، یا پھر وہ کام اس لئے بھی قابل مذمت ٹھہرتا ہے کہ اس سے کسی واجب، سنت اور مستحب وغیرہ پر اثر پڑتا ہے یا اس سے ان کے ساتھ اختلاف ہوتا ہے۔

اگر کوئی اس کی اصل قرآن حکیم یا سنت نبوی سے ثابت ہو جائے تو پھر وہ طعن و تشنیع اور گمراہی یا گناہ وغیرہ کا باعث نہیں رہتی اور اگر وہ بغرض محال قرآن و سنت سے بالواسطہ یا بلاواسطہ ثابت نہ بھی ہو لیکن اس سے قرآن و سنت کی مخالفت نہ ہوتی ہو تو پھر بھی کسی قسم کی قباحت کا باعث نہیں بنتی اور نہ ہی اس پر طعن و تشنیع جائز ہے۔ ہاں صرف اس صورت میں کوئی بدعت ناجائز اور قبیح کے زمرے میں شامل ہو کر قابل مذمت ٹھہرے گی جب قرآن و سنت پر پرکھنے کے بعد یہ ثابت ہو جائے کہ یہ قرآن و سنت کی فلاں نص کے خلاف ہے یا شریعت کے فلاں حکم کے خلاف ہے یا پھر یہ دیکھا جائے گا کہ یہ نیا کام دین کے عمومی مزاج اور اس کی روح کے منافی تو نہیں۔

یاد رہے جیسا کہ (بدعت کی تعریف کرتے ہوئے) وضاحت ہو چکی ہے کہ کوئی بھی نیا کام اس وقت ناجائز اور حرام پاتا ہے جب وہ شریعت اسلامیہ کے کسی حکم کی مخالفت کر رہا ہو اور اسے ضروریات دین سمجھ کر قابل تقلید ٹھہرا لیا جائے یا پھر اسے ضروریات دین شمار کرتے ہوئے اس کے نہ کرنے والوں کو گناہ گار سمجھا جائے اور کرنے والے ہی کو مسلمان، تو ایسی صورت میں بلاشبہ جائز اور مباح بدعت بھی ناجائز اور قبیح ہو جاتی ہے۔ اور اگر جائز اور مستحسن بدعت میں ناجائز امور کو شامل کر لیا جائے جن کی رو سے روح اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہو تو وہ بدعت بھی قابل مذمت بن جاتی ہے۔ (تصور بدعت اور اس کی شرعی حیثیت صفحہ نمبر ۵۲ تا ۵۵)

یاد رہے کہ دیوبندیوں سے ہمارا فروعی اختلاف نہیں بلکہ اعتقادی اور دینی اختلاف ہے اور وہ کفریہ عبارتیں ہیں جو کہ بعض دیوبندی علماء کی کتب میں مذکور ہیں۔

• مکتوبات حصہ چہارم صفحہ نمبر ۹۴ کی عبارت کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۱۴۴)

اس عبارت میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے غیر مقلدین کا رد فرمایا ہے جو کہ ائمہ مجتہدین پر شب و روز تنقید کرتے ہیں۔ ”مرتبین انصاف“ کا اس عبارت کو اہل سنت کے خلاف پیش کرنا سراسر جہالت ہے۔

الحمد للہ رب العالمین

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

۳ رمئی ۲۰۰۶ء بروز بدھ

۱؎ مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں: احادیث میں ممانعت احداث فی الدین کی ہے احداث للدین کی نہیں یعنی کسی منصوص دینی مقصد کو پورا کرنے کیلئے بضرورت زمان و مکان کوئی نئی صورت اختیار کر لینا ممنوع نہیں۔ (سنت و بدعت صفحہ نمبر ۳ طبع کراچی) (ابو الخلیل قطبی غفرلہ)

کیا یہ دوغلی پالیسی نہیں؟

جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرو میں ناجائز | ڈیرہ اسماعیل خاں اور ربوہ میں جائز



Miss Page

وَصَلِّ یٰ عَلَیْکَ اللّٰہُ یَاخَیْرَ خَلْقِہٖ
وَیَاخَیْرَ مَامُوْلٍ وَخَیْرَ وَاہِبٍ

(اطیب النغم صفحہ نمبر ۱۵۶)

ترجمہ: "اے اللہ جل شانہ کی ساری کائنات سے بزرگ ترین رسول اور اے تمام ان لوگوں سے بہتر جن سے خیر کی امید وابستہ کی جاسکتی ہے اور اے ان تمام جود و عطا کرنے والوں سے زیادہ سخی آپ پر اللہ تعالیٰ کے درود ہوں"۔

یہی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اسی قصیدہ میں آگے لکھتے ہیں۔

وَاَنْتَ مجیری من ھجوم ملمۃ
اِذَا انشبت فِی الْقَلْبِ شَرَ الخالب

ترجمہ: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے پناہ دینے والے ہیں جب مصیبت ہجوم کر کے آجائے اور اپنے اذیت ناک تیز پنجے میرے دل میں گاڑ دے"۔

- مرتبین انصاف جواب دیں؟

مرتبین انصاف نے مختلف اقوال لکھنے کے بعد لکھا ہے، ملا حسین خباز فرماتے ہیں: اور کفریہ کلمات میں سے ہے۔غائب مردوں کو اس عقیدہ سے پکارنا کہ حاضر ہیں، جیسا کہ یارسول اللہ، یا شیخ عبدالقادر جیلانی (مفتاح القلوب) الخ۔

(انصاف صفحہ نمبر ۸۷)

- علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں:

یا رسولِ کبریا فریاد ہے ...... یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل ...... اے میرے مشکل کشا فریاد ہے
چہرۂ تاباں کو دکھلا دو مجھے ...... تم سے اے نور خدا فریاد ہے
قید و غم سے اب چھڑا دیجئے مجھے ...... یا شہ ہر دوسرا فریاد ہے

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۹۰، ۹۱ طبع کراچی)

- مولوی محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند کی پکار

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامیء کار

(قصائد قاسمی صفحہ نمبر طبع ملتان)

- مولوی اشرف علی تھانوی کی پکار

یا شفیع العباد خذ یدی
انت فی الاضطرار معتمدی

اے بندوں کے شفاعت کرنے والے میری دستگیری فرمائیے آپ مشکلات میں میری آخری امیدگاہ ہیں۔

لیس لی ملجاء سواک اغث
مسنی الضر سیدی و سندی

آپ کے سوا میرا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں، اے میرے آقا میری فریاد سنیئے میں سخت تکلیف میں مبتلا ہوں۔ (نشر الطیب صفحہ نمبر ۱۹۴)

"مرتبین انصاف" جواب دیں کیا، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی اشرف علی تھانوی، مشرک و کافر تھے۔ (ماھو جوابکم فھو جوابنا)

ارشادالطالبین کی عبارت کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۸۷)

بعض جاہل لوگ شیخ عبدالقادر جیلانی اور خواجہ شمس الدین کو مستقل بالذات ، مستعان حقیقی جان کر استمداد کرتے ہیں جو کہ سراسر شرک ہے۔

- قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

صوفیاء کرام نے شرع کے خلاف کوئی کام نہیں کیا، شریعت کا بگاڑ تو ان جاہلوں کی وجہ سے ہوا جو صوفیاء کے پیچھے آئے (اور تصوف کے علمبردار بنے)۔

(تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۲۶۰ جلد ۲ مترجم)

دعوۃ الحق

کل بدعۃ ضلالۃ

دیوبندی بریلوی اختلاف

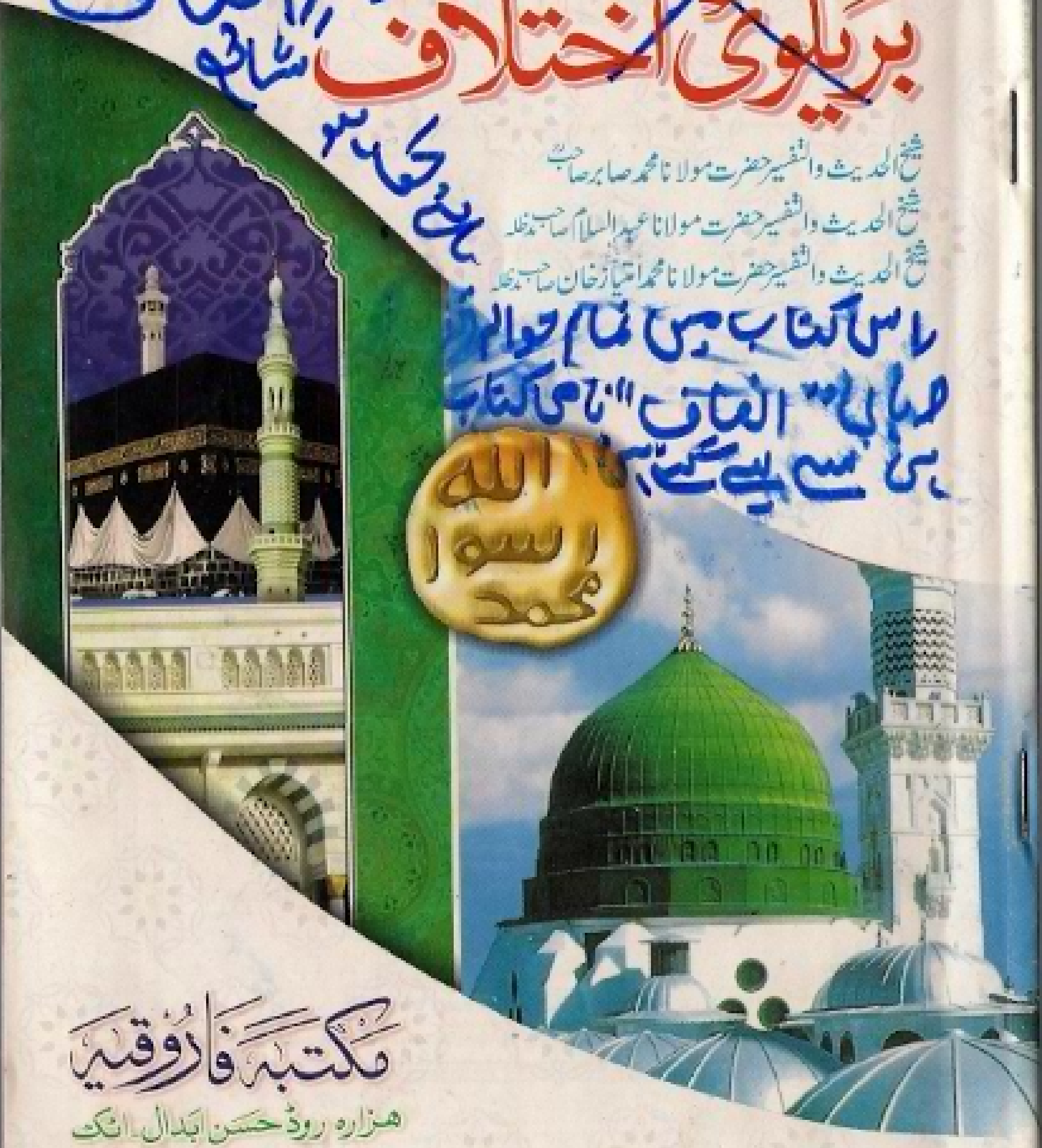
۱/ اس کا جواب "انوار احناف" شائع ہو چکا ہے

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد صابر صاحب

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا عبدالسلام صاحب مدظلہ

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد امتیاز خان صاحب مدظلہ

۲/ اس کتاب میں تمام حوالہ جات "انصاف" نامی کتاب ہی سے لیے گئے ہیں



مکتبہ فاروقیہ

ہزارہ روڈ حسن ابدال۔ اٹک

اعدلوا هو اقرب للتقوى انصاف کرو کہ یہ تقوی کے بہت قریب ہے

انصاف

جس میں قرآن عزیز اور احادیث صحیحہ کے ٹھوس دلائل فقہا احناف کے مستند حوالہ جات اور بزرگان دین کے اقوال سے اسلام کے اصل نقشہ کو محض عامۃ المسلمین کی راہنمائی کے لئے پیش کیا گیا ہے اور تاریخ کے ناقابل تردید شواہد سے انگریز کے ثناخوانوں اور خوشامدیوں کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ تحریک آزادی کے صحیح مجاہدین اور تحریک پاکستان کے اصل حامیوں کی نشاندہی کی گئی ہے

۱/ اس کا جواب "انوار احناف" شائع ہو چکا ہے

مرتبہ:-

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا عبدالسلام صاحب مدظلہ العالی

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد امتیاز خان صاحب مدظلہ العالی

مکتبہ فاروقیہ

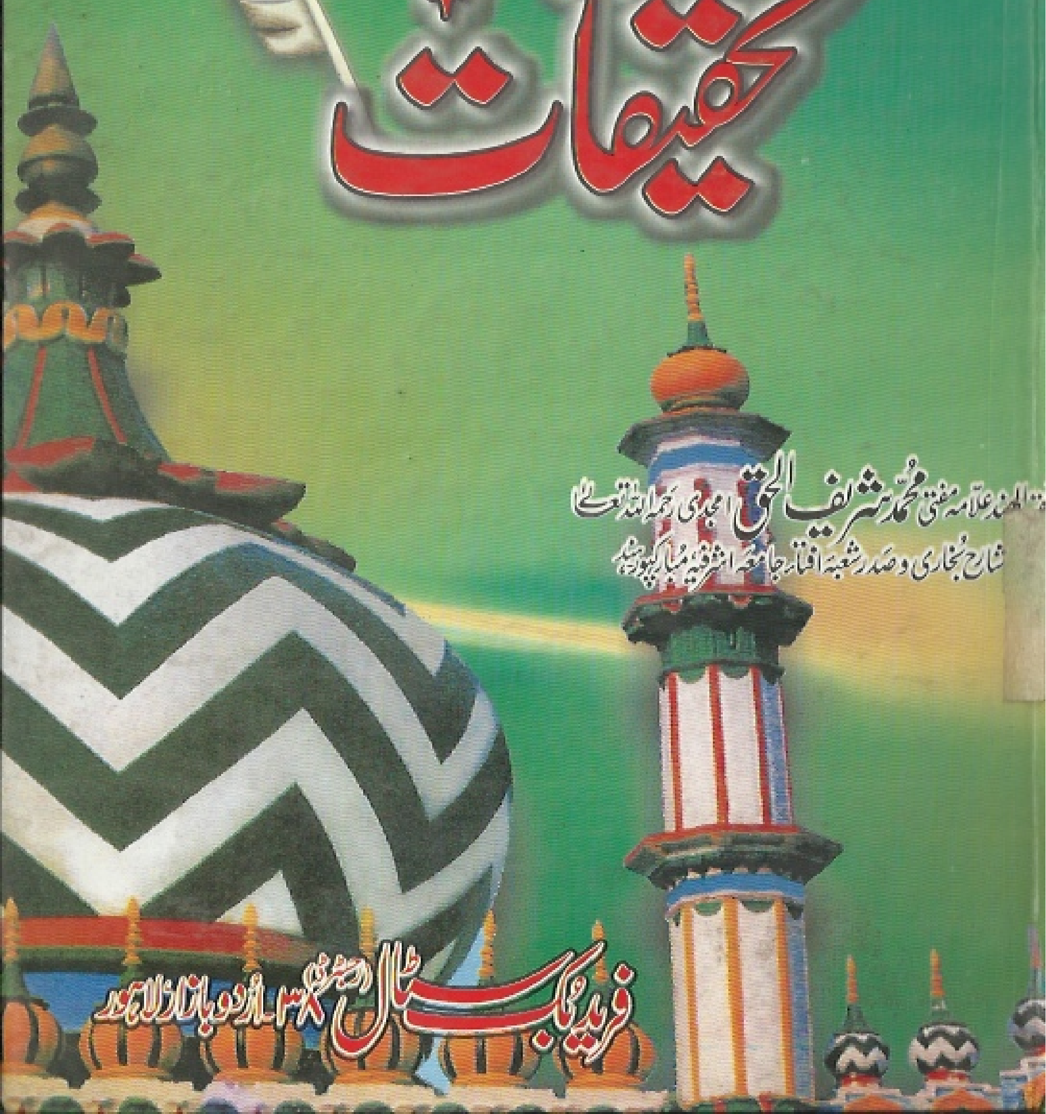
ہزارہ روڈ حسن ابدال ضلع اٹک

جو تم پر زیادتی کرے اس پر تم بھی اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے کی ہے

مختسب خم شکست ، من سرِ اُو
سِن بالسِن و الجروح قصاص

محتسب نے گھڑا توڑا، میں نے اس کا سر دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے بدلے زخم

تحقیقات



شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ
شارح بخاری و صدر شعبہ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸ - اردو بازار لاہور

فَمَنِ اعۡتَدٰی عَلَیۡکُمۡ فَاعۡتَدُوۡا عَلَیۡہِ بِمِثۡلِ مَا اعۡتَدٰی عَلَیۡکُمۡ (الآیۃ)

جو تم پر زیادتی کرے اس پر تم بھی اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے کی ہے

محتسب خم شکست، من سرِاُو

سِنَّ بِالسِّنِّ وَالۡجُرُوۡحُ قِصَاصٌ

محتسب نے گھڑا توڑا، میں نے اس کا سر، دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے بدلے زخم

تحقیقات

اہلِ سُنّت وجماعت اور دیوبندی مکتبۂ فکر کے اختلافات اور
امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ پر کیے جانیوالے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ

فقیہ الہند علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ
شارح بُخاری وصدر شعبۂ افتاء جامعہ اشرفیہ مُبارکپور ہند

ناشر
فرید بُک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸-اُردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب — تحقیقات

تصنیف وتالیف — علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمہ اللہ تعالٰے

مطبع — ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز، لاہور

الطبع الاوّل — محرم الحرام ۱۴۲۳ھ / مارچ ۲۰۰۲ء

ہدیہ — -/125 روپے

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اُردو بازار لاہور

فون نمبر 042-7312173 ، فیکس نمبر 092-042-7224899

ای۔میل نمبر Email:info@faridbookstall.com

ویب سائٹ Visit us at : www.faridbookstall.com

فہرست مضامین

تحقیقات

باب چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بابِ اول

(دیوبندیوں کی تلبیسات)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ وعلیٰ الہ وصحبہ ومحبیہ ومتبعیہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک غیب کی خبر

صحیح حدیث میں ہے کہ ایک بار حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دریائے کرم جوش پر تھا سرکار نے دعا فرمائی۔ اے اللہ ہمارے لئے یمن اور شام میں برکت دے۔ یہ سن کر نجد کے ایک باشندے نے عرض کی اور ہمارے نجد میں۔ یارسول اللہ! حضور نے دوبارہ یمن اور شام کے حق میں دعائے برکت فرمائی۔ نجد کے ان باشندے نے پھر اپنی درخواست پیش کی تو حضور نے پھر یمن وشام کے لئے دعا فرمائی۔ دوسری یا تیسری بار۔ نجد کے لئے درخواستِ دعا پر فرمایا۔

هنالك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان[1]

وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہیں وہاں سے شیطان کے ساتھی نکلیں گے۔

حضور صادق ومصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے بموجب اخیر بارہویں صدی میں یہ شیطان کے ساتھی ابن عبدالوہاب اور اس کے اتباع کی شکل میں نمودار ہوئے جن کا عقیدہ یہ تھا کہ دنیا میں صرف یہی لوگ مسلمان ہیں۔ بقیہ سب کافر ہیں۔ اس نے اگلے گمراہوں کے اصول وفروع سے استخراج کر کے اپنے عقائد کی ایک کتاب لکھی جس کا نام کتاب التوحید رکھا۔

اسی کتاب التوحید کا اردو ترجمہ "تقویۃ الایمان" کے نام سے مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھ کر شائع کیا۔ یہ کتاب دیوبندیوں کے نزدیک کس درجہ کی ہے وہ اس تعارف سے ظاہر ہے۔

---

[1] بخاری ص۱۰۵۱ ج ۲

ایک تعارف

دیوبندی مذہب میں تقویۃ الایمان کا مرتبہ قرآن سے بڑھا ہوا ہے

دیوبندیوں کے امام ابوحنیفہ" مولوی رشید احمد گنگوہی" اپنے فتاویٰ میں تقویۃ الایمان کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

"تقویۃ الایمان" نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ کراچی ص۴۱)

ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآن کریم کو ماننا عینِ اسلام ضرور ہے۔ قرآن کریم کا رکھنا اور پڑھنا اس پر عمل کرنا باعث ثواب وموجب خیر وبرکت ضرور ہے۔ مگر قرآن کریم کا رکھنا پڑھنا اور اس پر عمل کرنا عین اسلام نہیں۔ مثلاً کوئی شخص قرآن مجید کو حق مانتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے اس کے پاس قرآن نہیں ہے یا ہے۔ لیکن پڑھتا نہیں۔ تو ضرور وہ مسلمان ہے۔ اسی طرح کوئی مسلمان نماز روزے کا پابند نہیں تو وہ قرآن پر عمل کرنے والا نہیں ہوا وہ گنہگار تو ضرور ہے۔ مگر ہے مسلمان۔ کافر نہیں۔ مگر تقویۃ الایمان کے بارے میں جب دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ "اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے"۔ تو جس کے پاس تقویۃ الایمان نہیں وہ مسلمان نہیں، جو اسے پڑھتا نہیں وہ مسلمان نہیں، جو اس پر عمل نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں، ثابت ہوگیا کہ "تقویۃ الایمان" کا درجہ دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید سے بھی زائد ہے

تقویۃ الایمان مسلمانوں کو لڑانے کے لئے لکھی گئی ہے

وہابیوں، دیوبندیوں کے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے انگریزوں[1] کی شہ پر مسلمانوں میں اختلاف اور شقاق پیدا کرنے کی نیت سے تقویۃ الایمان لکھی جس کے بارے میں ارواح ثلٰثہ صفحہ ۸۰-۸۱ میں یہ مذکور ہے۔

"مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویۃ الایمان اول عربی میں لکھی تھی۔ چنانچہ اس کا ایک نسخہ میرے پاس اور ایک نسخہ مولانا گنگوہی کے پاس اور ایک نسخہ مولوی نصر اللہ خاں خورجوی کے کتب خانہ میں بھی تھا اس کے بعد مولانا نے اس کو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا جن میں سید[2] صاحب، مولوی عبدالحی صاحب شاہ اسحٰق صاحب، مولانا محمد یعقوب صاحب، مولوی فریدالدین صاحب مرادآبادی، مومن خاں، عبداللہ خاں علوی (استاذ امام بخش صہبائی و مولانا مملوک علی صاحب) بھی تھے اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو میں آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا لیکن اس وقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی کے بعد عزم جہاد

---

[1] تفصیل کے لئے، اسباب زوال، انگریزی ایجنٹ، تاریخ اعیان وہابیہ کا مطالعہ کریں۔

[2] سید احمد رائے بریلوی۔ اسمٰعیل دہلوی کے پیر

ہے۔ اس لئے میں اس کام سے معذور ہو گیا اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس بار کو اٹھائے گا نہیں۔ اس لئے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے۔ گو اس سے شورش ہوگی۔ مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہ میرا خیال ہے۔ اگر آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جاوے۔ ورنہ اسے چاک کر دیا جاوے اس پر ایک شخص نے کہا کہ اشاعت تو ضرور ہونی چاہئے۔ مگر فلاں فلاں ترمیم ہونی چاہئے۔ اس پر مولوی عبدالحی صاحب شاہ اسحٰق صاحب اور عبداللہ خاں علوی و مومن خاں نے مخالفت کی اور کہا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں۔ اس پر آپس میں گفتگو ہوئی۔ اور گفتگو کے بعد بالاتفاق یہ طے پایا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اسی طرح شائع ہونی چاہئے چنانچہ اسی طرح اس کی اشاعت ہو گئی۔ اشاعت کے بعد مولانا شہید حج کو تشریف لے گئے۔"

(ارواح ثلٰثہ مطبوعہ دیوبند ص۔)

ناظرین غور کریں! اندرون خانہ بیٹھ کر کس صفائی کے ساتھ خود امام الطائفہ اقرار کرتے ہیں کہ اس میں بعض جگہ الفاظ تیز ہیں۔ بعض جگہ تشدد ہے، شرک خفی کو شرک جلی لکھ دیا ہے۔ اس کی اشاعت سے شورش ہوگی۔ لڑائی جھگڑا ہوگا۔ مگر پھر بھی اسے دیوبندیوں کے تمام پیشواؤں نے باصرار شائع کرایا۔

تقویۃ الایمان سے اس کے مصنف کی اور دیوبندیوں کے اکابر کی جو توقعات وابستہ تھیں وہ بدرجۂ اتم پوری ہوئیں اور اس کے شائع ہوتے ہی ابتداءً دلی میں اور رفتہ رفتہ پورے ملک میں ایک آگ لگ گئی شہر شہر، نگر نگر، ڈگر ڈگر، گھر گھر جھگڑے شروع ہو گئے اور باپ بیٹے سے، بھائی بھائی سے، میاں بیوی سے الگ ہو گئے۔ اختلاف و شقاق کا وہ طوفان اٹھا کہ پورا ملک چیخ اٹھا۔

اس صورت حال کو دیکھتے ہی علماء اہلسنت نے اس کا رد لکھا اس کے بخیے ادھیڑ دیئے۔ لگاتار دس بارہ کتابیں اس کے رد میں لکھی گئیں اور پھر

تقریروں میں اس کے کفریات اور ضلالات سے مسلمانوں کو خبردار کیا گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ تقویۃ الایمان کے اثرات تقریباً معدوم ہو گئے۔

مگر بدقسمتی سے انھیں ایام میں ۱۸۵۷ء کا وہ حادثہ رونما ہوا جس نے ہندوستان سے مسلمانوں کے رہے سہے اقتدار کا بھی جنازہ نکال دیا اور پورے ملک پر درۂ خیبر سے لے کر راس کماری تک دیوبندیوں کے آقایان نعمت انگریزوں کا تسلط ہو گیا۔

چونکہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے ہیرو علماء اہلسنت ہی تھے اس لئے تسلط کے بعد انگریزوں نے مسلمانان اہلسنت پر ایسے مظالم کئے کہ انہیں برسہا برس تک سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملا اور انگریزوں کے ظل عاطفت میں چین کرنیوالے یہ انگریزوں کے نمک خوار اپنا کام کرتے رہے۔ اور ۱۲۸۲ھ میں دیوبند میں دینی تعلیم کے نام سے مدرسہ قائم کیا جس کے لئے سادہ لوح مسلمانوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالتے رہے اور انہیں کے بچوں کو اس مدرسہ میں دینی تعلیم کے نام سے بلا بلا کر وہابیت کے جراثیم کا انجکشن لگاتے رہے۔ جب یہ دیکھ لیا کہ ہمارے پاؤں کچھ جم گئے ہیں اور ہمارے دینی لبادہ کے جال میں پھنس کر ایک معتدبہ طبقہ ہمارے گرد جمع ہو گیا ہے تو ترکش کے اخیر تیر نکالنے شروع کر دیئے۔

بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس لکھی جس میں صاف صاف لکھ دیا۔

"بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔"

(تحذیر الناس ص ۱۶، ۳۳ مطبوعہ دیوبند)

پھر مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے اپنے پیر و مرشد مدرسہ دیوبند کے سرپرست مولوی رشید احمد گنگوہی کے ایماء پر براہین قاطعہ لکھی جس میں یہ لکھ مارا۔

"الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کے وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔" (ص ۵۱ براہین قاطعہ، مطبوعہ دیوبند)

اور اس کے بعد اسی مدرسہ دیوبند کے فرزند مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں یہاں تک لکھ دیا کہ۔

"آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔"

(حفظ الایمان ص ۸ مطبوعہ دیوبند)

امام الطائفہ نے جس جھگڑے کی بنیاد تقویۃ الایمان لکھ کر رکھی تھی وہ ابھی ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ ان عبارتوں سے ملک کے گوشے گوشے میں آتش فشاں بھڑک اٹھا۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ اگرچہ ابتدا ہی سے وہابیت کی بیخ کنی میں ہمہ تن مصروف تھے مگر اہانت محبوب خدا کے اس ننگے ناچ پر تڑپ اٹھے، اور اپنی پوری جسمانی اور روحانی توانائیوں کے ساتھ فتنہ وہابیت کے خلاف نبرد آزما ہو گئے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ابتداءً اکابر دیوبند میں جو زندہ تھے ان کے پاس بذریعہ رجسٹری خطوط بھیجے جس میں انھیں تلقین فرمائی کہ وہ اہانت رسول علیہ السلام سے توبہ کریں مگر انھیں توفیق نہ ہوئی۔

ان کی توبہ سے مایوس ہونے کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ان پر

حکم شرعی صادر فرمایا کہ یہ لوگ اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے کی وجہ سے کافر مرتد ہیں۔ خود ہی فتویٰ دینے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ ان عبارات کو علماء حرمین طیبین کی خدمات میں پیش فرمایا۔ علماء حرمین طیبین نے بالاتفاق اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے اس فتویٰ کی تصدیق فرمائی کہ بلاشبہہ یہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین ہے اور ان عبارتوں کے لکھنے والے گستاخ رسول دین سے خارج مرتد ہیں۔

اور یہ تصدیقات حسام الحرمین کے نام سے اردو ترجمے کے ساتھ شائع کردی گئیں حسام الحرمین کے شائع ہوتے ہی دیوبند کے پرستاروں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، ہوش گم ہوگئے۔ چاروں شانہ چت گر گئے۔

یہاں خاص بات قابل لحاظ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ۱۳۲۴ھ میں جب علماء حرمین طیبین سے یہ تصدیقات حاصل ہوئیں فرمایا تو وہاں دیوبندیوں کے اقنوم ثالث مولوی خلیل احمد موجود تھے اور انھوں نے انتھک کوشش کی کہ علمائے حرمین طیبین تصدیقات نہ لکھیں مگر انہیں اس کوشش میں شدید رسوائی اور ناکامی ہوئی اور مدینہ طیبہ میں تو مولوی حسین احمد ٹانڈوی ان دنوں مقیم ہی تھے انہوں نے بھی بہت ہاتھ پیر مارے کہ علمائے مدینہ طیبہ تصدیق نہ کریں مگر ان کی بھی ایک نہ چلی اور وہ بھی خائب و خاسر ہوکر اپنا منھ لے کر رہ گئے اس لئے کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ علمائے حرمین اردو سے ناواقف تھے انہیں مغالطہ دے کر یہ فتویٰ حاصل کیا گیا۔ ان دونوں مولویوں نے ہر عالم کے پاس جا جا کر دہائیاں دیں صفائی دینے کی کوششیں کیں، روئے دھوئے نذرانے پیش کرنے چاہے مگر علمائے حرمین طیبین پر جب حق واضح ہوگیا تو انھوں نے بلاخوف لومۃ لائم انکے بارے میں فیصلہ فرمادیا کہ یہ لوگ گستاخ رسول دین سے خارج، کافر مرتد ہیں۔

اگر دیوبندی مولویوں میں حق پسندی ہوتی، اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف ہوتا شرم وحیا ہوتی تو ان کفری عبارتوں سے توبہ کرتے اللہ

عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی چاہتے، غلطی کا اعتراف کرتے مگر اس کی انہیں توفیق نہ ہوئی اور نہ آج تک کسی گستاخ رسول کو توبہ نصیب ہوئی۔ بلکہ الٹے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر سب وشتم۔ گالی گلوج کو اپنا شعار بنالیا۔ چھوٹوں کی گالیوں کو جانے دیجئے ان کے بڑوں کے دامن اس گندگی سے داغدار ہیں۔ صرف مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے اپنی ایک سو گیارہ صفحات کی کتاب میں چھ سو چالیس گالیاں لکھی ہیں۔

مگر ناموس رسالت کے لئے اپنی جان ومال، عزت وآبرو کو سپر بنانے والے مرد مجاہد پر ان گالیوں کا کچھ اثر نہ ہوا بلکہ محبوب رب العلمین کے اس عاشق صادق نے ان شاتمان رسول کی دشنام طرازیوں کا جواب یہ دیا۔

فان ابی ووالدتی وعرضی — لعرض محمد منکم وقاء

بیشک میرے ماں باپ اور میری آبرو — حضور علیہ السلام کی ناموس کے لئے سپر ہیں۔

بلکہ صاف صاف اعلان فرمادیا کہ

ع "نہ مرا ہوش بمدحے نہ مرا گوش ذمے"

جب گالیوں سے کام نہ چلا تو جھلا کر دیوبندی کذابوں نے افتراآت کئے۔ بہتان تراشیاں کیں۔ فرضی کتابوں سے فرضی عبارتیں گڑھ گڑھ کر اپنے مولویوں کی کفری عبارتوں کی تائید میں پیش کیں۔ تفصیل کے لئے رد شہاب ثاقب ص۴، ۵ ص۱۴۱، لغایت ص۲۱۰ دیکھئے۔ (مصنفہ مفتی اجمل شاہ صاحب سنبھلی)

جب وہابیوں کی ان افتراء پردازیوں کا علماء اہل سنت نے پردہ چاک کردیا اور ان کا یہ مکروکید الٹے انہیں کے گلے کی آنت بن گیا تو پوری دیوبندی برادری بوکھلا اٹھی۔ بالآخر ان کے شاطرین نے عوام کے ذہن کو ان اصولی اور بنیادی نزاع سے ہٹانے کے لئے یہ چال چلی کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اور دیگر علمائے اہلسنت کثرہم اللہ کی تصانیف پر لغو، مہمل اعتراضات شروع کردیئے۔

تقسیم ہند کے بعد اس شاطرانہ چال پر اتنا زور دیا کہ اب تک اس قسم

کے دسیوں پمفلٹ اور اشتہارات شائع کر چکے ہیں۔ جن میں وہی باتیں بار بار دہرائی جاتی ہیں مگر اب تک جتنے بھی پمفلٹ و اشتہارات سامنے آئے یا تو سب کے سب غیر معروف غیر ذمہ دار دیوبندی اطفال الموالی کے نام سے شائع ہوئے یا ان کے پھکڑ باز قصاص و مناظرین نے اپنی تقریروں میں اسے بیان کیا اور حسب ضرورت ان کے جوابات بھی دیئے گئے۔

ابھی حال ہی میں ٹانڈہ کے ایک پھکڑ باز افسانہ نویس نے دیوبندی تہذیب کی ایک عریاں تصویر پیش کی ہے جس کا ترکی بہ ترکی جواب خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی مدظلہ نے "انکشافات" کے نام سے شائع کیا ہے۔

مگر میں انگشت بدنداں رہ گیا جب ابھی حال میں دار العلوم امجدیہ ناگپور (مہاراشٹر) کی جانب سے منعقدہ دینی تعلیمی کانفرنس میں شرکت کے لئے ۲۸ ربیع الاول کو حاضر ہوا اور وہاں دار العلوم دیوبند کے دفتر تبلیغ کی جانب سے شائع شدہ ایک اشتہار نظر سے گذرا جس کی سرخی یہ تھی۔

"رضاخانی عقائد باطلہ ان کے اقوال کے آئینہ میں"

بڑھ گئی زینت میکدہ اور بھی — جب سے رندوں میں اک پارسا آگیا

یہ اشتہار کیا ہے؟ افترا، بہتان، دجل، فریب کی پوٹ ہے۔

ازراہ ہوشیاری اس اشتہار کے مشتہر نے اپنا نام نہیں لکھا اس لئے کہ وہ خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کے مخاطبین جب اس کے تار، پود ادھیڑنے بیٹھ جائیں گے تو اس کے قصر شدادی کی کوئی اینٹ بھی سلامت نہیں رہ سکے گی۔

لیکن اہل دانش خوب جانتے ہیں کہ کسی ذمہ دار ادارہ کے دفتر سے کسی بات کو مشتہر کرنے والا کون ہوتا ہے۔ اس بنا پر ہم بلا کسی جھجک کے یہ یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ یہ "اشتہار" دار العلوم دیوبند کے پورے دفتر کے واحد ذمہ دار دار العلوم کے مہتمم جناب قاری محمد طیب صاحب کے رشحات قلم کا مرہون منت ہے لیکن

حیرت اس پر ہے کہ جناب مہتمم دار العلوم کو جب میدان میں آنے کا شوق تھا تو گھونگھٹ ڈال کر کیوں آئے۔

آپ تو اس جری و بیباک شمع محفل کے فرزند ہیں جو گنگوہ کی بھری خانقاہ شریف میں اپنے رفیق جانی کے ساتھ چارپائی پر لیٹ کر اختلاط کا عادی تھا[1]۔ اس اشتہار میں جو باتیں درج ہیں وہ کوئی نئی نہیں۔ دیوبندی قصاص و مناظرین و مؤلفین اسے بار بار دہراتے رہے ہیں اور ان سب کے دنداں شکن جواب پاتے رہے ہیں۔

انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ اگر دیوبندیوں کا منشا فتنہ و فساد نہیں تو جواب الجواب دیتے، ہمارے جوابات کا رد کرتے، مگر ہمارے جوابات سے منہ موڑ کر اصل سوالات ہی کو بار بار دہراتے جانا اس بات کی دلیل ہے کہ دیوبندی جماعت حسام الحرمین کی کاری ضربوں کے اذیت ناک زخموں سے ایسی حواس باختہ ہے کہ اسے سوائے ہائے ہائے، آہ آہ کرنے کے اور کچھ بولنے کی تاب ہی نہیں۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اب جب کہ امت دیوبندیہ کے امام وقت قاری طیب لنگوٹ کس کر میدان میں آگئے ہیں تو ان کی حیثیت عرفی کا لحاظ کرتے ہوئے ضروری ہوا کہ ان مزخرفات کی پوری قلعی کھول دی جائے۔ تاکہ عوام دیکھ لیں کہ پوری دیوبندی برادری کے سوچنے اور سمجھنے کا انداز کیا ہے؟

"وعلی اللہ التوکل وھو المستعان"

محمد شریف الحق امجدی

۲۹ ربیع الآخر ۱۳۹۱ھ

شب جمعرات

[1] پورا واقعہ ملاحظہ ہو۔ ارواح ثلثہ مطبوعہ دیوبند

اس اشتہار کی ہر ہر سطر افترا بہتان سے بھری ہوئی ہے لفظ لفظ میں دجل و تلبیس ہے۔ مگر عنوان بارہ قائم کئے گئے ہیں ان میں تلبیس نمبر ایک یہ ہے۔

"رضاخانی فرقہ تقریباً نصف صدی سے ظہور میں آیا ہے اس سے پہلے اس کا کوئی نام و نشان نہ تھا۔" اعلیٰ حضرت بریلوی" اس کے بانی ہیں۔ اس کی بنیاد بھی اعلیٰ حضرت کے وصایا پر ہے اور وصایا شریف کے بعینہ الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

"میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔"

اعلیٰ حضرت بریلوی کے آخری بعینہ الفاظ جو ۱۲ بجکر ۲۱ منٹ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ وصایا میں قلم بند ہوئے۔ اب اس میں کوئی شبہہ کی گنجائش باقی نہ رہی کہ یہ فرقہ نیا ہے۔"

قاری طیب کا جھوٹ

عنایت مجھ پہ فرماتے ہیں شیخ و برہمن دونوں
موافق اپنے پاتے ہیں میرا چلن دونوں

قبلہ! آپ نے یہاں دو دعوے کئے ہیں۔

ایک :۔ یہ کہ رضاخوانی فرقہ تقریباً نصف صدی سے ظہور میں آیا ہے اس کی بنیاد بھی اعلیٰ حضرت کے وصایا پر ہے۔ جو ۱۲ بجکر ۲۱ منٹ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ میں قلمبند ہوئی۔

دوسرا :۔ یہ کہ اس کے بانی اعلیٰ حضرت (قدس سرہٗ) ہیں۔

آپ کے یہ دونوں دعوے اسی وقت صحیح ہو سکتے ہیں کہ وصایا قلمبند ہونے کے وقت یعنی ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ ۱۲ بجکر ۲۱ منٹ پر یا اس کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کوئی ایسی کتاب تصنیف فرمائی ہو۔ جس میں اپنے اس مذہب کے اصول و

فروع، ضوابط درج فرمائے ہوں۔

اگر آپ جھوٹے، کذاب، مفتری نہیں! تو بتایئے ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کے ۱۲ بجکر ۲۱ منٹ کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کون سی کتاب تصنیف فرمائی ہے؟ اگر آپ یہ نہیں ثابت کر سکتے تو خود آپ کے اس کلام سے آپ کا مفتری و کذاب ہونا ثابت ہو گیا۔

سچ ہے چور بھاگتا ہے نشان قدم چھوڑتا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ ۲۵ صفر ہی کو وصایا قلمبند کرانے کے دو گھنٹہ بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا وصال ہو گیا۔ اس درمیان میں ایک سطر بھی نہیں تحریر فرمائی اور نہ کسی سے کچھ لکھوایا۔ پھر نئے مذہب کی بنیاد کیسے ڈالی؟ اس کے اصول و فروع، قواعد و ضوابط کب منضبط فرمائے؟

میرا دین و مذہب کا مطلب

دیوبندی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے اس ارشاد سے کہ "میرا دین و مذہب جو میری کتابوں سے ظاہر ہے" استدلال کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا مذہب ان کا خود ایجاد کردہ ہے۔ یہ بھی کوئی نیا الزام نہیں۔ برسہا برس کا فرسودہ ہے ۱۳۵۲ھ کے ادری کے مناظرہ میں پھر بریلی کے مناظرہ میں منظور سنبھلی نے پیش کیا تھا پھر مقامع الحدید میں بیان کیا اور اس کا جواب "العذاب الشدید" میں دیا گیا۔ پھر آئینہ باطل میں اعادہ کیا جس کا جواب "برق خداوندی" میں ۱۳۷۱ھ میں دیا گیا اور اب قاری صاحب نے پھر اسی مردود کو لوٹایا ہے۔

یہ قاری صاحب کی اعلیٰ سمجھ کا کرشمہ ہے کہ میرے دین و مذہب کا مطلب میرا ایجاد کردہ لیا۔ حالانکہ ہر شخص جانتا ہے کہ میرے دین اور میرے مذہب کا مطلب "میرا اختیار کردہ پسندیدہ مذہب ہے۔" کسی عرف کسی لغت میں میرے دین کے معنی ایجاد کردہ نہیں ہے۔

اللہ عز و جل فرماتا ہے۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ آج میں نے تمہارے

لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔

قبلہ فرمایئے! یہاں تمہارے دین کے معنی کیا ہیں۔ جو یہاں مراد ہے وہی وصایا شریف کی عبارت میں بھی مراد ہے۔

حدیث میں ہے کہ منکر نکیر قبر میں سوال کریں گے مَا دِیْنُکَ تیرا دین کیا ہے؟ مومن جواب دے گا میرا دین اسلام ہے۔

قاری صاحب! بولئے! یہاں "میرا دین" سے کیا مراد ہے جو مراد یہاں ہے وہی وصایا شریف کی عبارت میں ہے۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ثم اعتقادی مذهب النعمان۔ یعنی قیامت کے دن کے لئے جو اندوختہ جمع کیا ہے وہ مذہب نعمان پر میرا اعتقاد ہے۔

بولئے حضرت جی! مذہب نعمان کے کیا معنی ہیں"۔

جو اس مصرع میں مذہب نعمان کے معنی ہیں وہی وصایا شریف کی عبارت کے ہیں۔

دیوبندی مذہب دیوبندی اکابر کا ایجاد کردہ ہے

حضرت جی! جب آپ کی تحقیق انیق یہ ہے کہ میرے دین و مذہب کے معنی "میرا ایجاد کردہ دین و مذہب ہے" تو لیجئے سنئے۔ دیوبندی دھرم دیوبندی مولویوں کا ایجاد کردہ ہے اور گڑھا ہوا ہے۔

آپ کے حکیم الامت تھانوی صاحب نے حفظ الایمان میں سوال اول کے جواب میں سات جگہ لکھا ہے "ہماری شریعت! ہماری شریعت"۔

دین و مذہب اور شریعت کی متکلم کی طرف اضافت کے معنی آپ کے زعم میں "متکلم کا گڑھا ہوا، اور اختراع کردہ ہے"۔ تو ثابت ہو گیا کہ تھانوی صاحب جسے ہماری شریعت! ہماری شریعت کہہ رہے ہیں۔ وہ تھانوی جی کی گڑھی

ہوئی اور اختراعی شریعت ہے۔ اس کے سارے دیوبندی پابند ہیں۔

مدارِ حقانیت دیوبندی اکابر کی زبان ہے

اس الزام سے قطع نظر مقام تحقیق میں آیئے تو معلوم ہو جائے گا کہ دیوبندی دھرم یقیناً دیوبندی مولویوں کا ایجاد کردہ اور گڑھا ہوا ہے۔ "تذکرۃ الرشید" حصہ دوم ص۱۷ پر ہے۔

"آپ (گنگوہی) نے کئی مرتبہ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے۔ اور میں بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ بھی نہیں۔ مگر اس زمانہ میں ہدایت اور نجات موقوف ہے میرے اتباع پر"۔

قبلہ قاری صاحب! اگر آپ کی آنکھ کا موتیا بند دور ہو چکا ہے تو خود ورنہ کسی کفش بردار یا کسی دفتری سے بار بار پڑھوا کر اپنے قطب الاقطاب کا یہ ارشاد بغور سنیں اور سمجھنے کی کوشش کریں اور اگر بوجہ کبر سنی، قوت فہم ناقص ہو گئی ہے تو ہم سے سنیں۔ ارشاد ہے۔

"سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے"۔ واضح ہو کہ یہ نہیں فرمایا کہ "جاری ہوتا ہے"۔ بلکہ فرمایا "نکلتا ہے"۔

"جاری ہوتا ہے" اور "نکلتا ہے" کے درمیان فرق کو ذہن نشین کرنے کے لئے سنئے۔

بارش کا پانی زمین پر جاری ہوتا ہے۔ زمین سے نکلتا نہیں۔ بلکہ بادلوں سے نکلتا ہے۔ آپ کے قطب الاقطاب کے ارشاد میں لفظ نکلتا ہے معنی یہ ہوئے کہ جو کچھ میری زبان سے نکلے وہ حق ہو، اور جو نہ نکلے وہ حق نہیں! اگرچہ میری زبان پر اضطراراً مصلحتاً جاری ہو جائے۔

ظاہر ہے کہ قرآن واحادیث وارشادات صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین و

اسلاف گنگوہی جی کی زبان پر جاری ضرور ہوئے ہوں گے مگر وہ ان کی زبان سے نکلے ہرگز نہیں! اس لئے قرآن وحدیث ارشادات صحابہ وائمہ مجتہدین واسلاف حق نہیں! بلکہ حق حضرت جی کے ایجاد کردہ، اختراع کردہ، وہ ارشادات ہیں جو ان کی زبان سے نکلے ہیں جس کی مزید توضیح وتاکید آگے ہے کہ۔

"ہدایت ونجات موقوف ہے۔ میرے اتباع پر۔"

ہم مسلمانوں کے نزدیک ہدایت اور نجات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر موقوف ہے۔ مگر مسلمانوں کے برخلاف دیوبندی مذہب میں ہدایت ونجات گنگوہی کی اتباع پر موقوف ہے۔

بولئے! اب دیوبندی مذہب آپ کے قبلہ گنگوہی جی کا ایجاد کردہ ہوا کہ نہیں۔؟

"گنگوہی سے پہلے قرآن وحدیث حق نہیں تھے"

پھر اگر "جاری ہونے" اور "نکلنے" کو کسی ایرپھیر سے ہم معنی بھی مراد لے لیں تو بھی یہ الزام قائم رہے گا کہ قرآن واحادیث، ارشادات سلف 'حق ہونے کے لئے محتاج ہیں۔ گنگوہی کے زبان کے، جو اس کی زبان پر جاری ہوئے وہ حق ہے جو نہیں جاری ہوئے وہ ناحق، جب جاری ہوئے حق۔ اور جب تک جاری نہیں ہوئے تھے ناحق۔

لہذا گنگوہی کے مسند ارشاد پر قائم ہونے کے پہلے نہ قرآن حق تھا نہ احادیث اور نہ ارشادات سلف۔

نیز ظاہر ہے کہ احادیث وتفاسیر کتب فقہ کے تمام دفاتر ان کی زبان سے نہیں نکلے۔

لہذا جو نکلے وہ دیوبندی دھرم میں حق ہوئے۔ اور جو نہیں نکلے وہ ناحق کیا قبلہ! یہ ثابت کرسکتے ہو کہ احادیث وتفاسیر وکتب فقہ کے تمام دفاتر

گنگوہی جی کی زبان سے نکلے؟

میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہرگز نہیں۔

تو بولئے! بیک جنبش لسان گنگوہی نے آیاتِ کریمہ، کتب تفاسیر وفقہ کے اکثر حصے کو ناحق بتایا۔

حق گنگوہی کے پیچھے پھرتا تھا

قاری صاحب! یہ ہوتا ہے! گڑھا ہوا دین، اختراع کیا ہوا مذہب اور جعلی شریعت: یہی وجہ ہے کہ آپ کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن نے گنگوہی کی شان میں کہا۔

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے مولیٰ مرے آقا تھے حقانی سے حقانی (مرثیہ رشید احمد)

گنگوہی کے علاوہ دوسری جگہ حق ڈھونڈنے والا گمراہ ہے

اس نے مزید لکھا ہے۔

ہدایت جس نے ڈھونڈھی دوسری جا گہ ہو اگمراہ
وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی

لیجئے! آپ کے شیخ صاحب نے نص قرآنی سے ثابت مانا کہ جو گنگوہی کے علاوہ کہیں اور جگہ ہدایت ڈھونڈھے وہ گمراہ ہے۔

دوسری جگہ کے عموم میں اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں۔

قاری صاحب! یہ ہوتا ہے نیا دین اور نیا مذہب"

گنگوہی اور نانوتوی نے اسلام کو بھی منسوخ کردیا

اور سنئے! یہی شیخ صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

شرک وبدعت سے کیا صاف رہ سنت کو   پھر غلط کیا ہے کہ ہیں ناسخ ادیاں دونوں

لیجئے! یہ بات بالکل صاف ہوگئی. گنگوہی اور نانوتوی ناسخ ادیان ہیں یعنی انہوں نے اپنے زمانہ میں موجودہ اور گذشتہ تمام دینوں کو منسوخ کردیا اور اپنا دین چلایا۔ ان کے زمانہ میں اسلام بھی موجود تھا اس لئے یہ دونوں اسکے بھی ناسخ ہوئے۔

معلوم ہوا کہ دیوبندی دھرم میں اسلام منسوخ ہے۔ اور بالاجماع منسوخ پر عمل جائز نہیں! اس لئے ثابت ہوگیا کہ دیوبندی دھرم میں مذہب اسلام پر عمل جائز نہیں۔

اب بانیان دیوبندیت نے جو دھرم گڑھ کر بنایا اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ اسی لئے گنگوہی جی نے فرمایا ہے کہ "اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر"۔

اب بھی اگر طمانیت قلب حاصل نہ ہوئی ہو تو لیجئے سنئے۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھی کی کتاب المہند کے بارے میں لکھا ہے۔

"جن کو مولانا خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ واقعی ہیں اس قابل ہے کہ ان پر اعتماد کیا جاوے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جائے۔"

ناظرین "مذہب قرار دیا جائے" کے لفظ پر غور کریں۔ دیوبندی دھرم، قرآنی دھرم نہیں بلکہ انبیٹھی دھرم ہے جس میں "نجات اخروی" کبھی گنگوہی جی کے اتباع پر لٹک جاتی ہے اور کبھی تھانوی جی کے "چرن" دھوکر پینے پر۔

چنانچہ تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۱۱۳ پر ہے۔

"واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھوکر پینا نجات اخروی کا سبب ہے"۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

سیدھی سی بات تھی کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فرمارہے ہیں کہ مذہب اہلسنت وجماعت جو میرا پسندیدہ واختیار کردہ دین ومذہب ہے جس کے اصول وفروغ اردو زبان میں قرآن واحادیث وارشادات سلف سے نقل کرکے میں نے اپنی تصانیف میں جمع کردیئے ہیں ان پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

حضرت جی! کیا آپ کو اس سے انکار ہے کہ مذہب اہلسنت پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

ضرور آپ کو انکار ہوگا جبھی تو اس پر اعتراض جڑ دیا۔ آپ کے نزدیک تو گنگوہی کی زبان سے جو کچھ نکلا ہے۔ انبیٹھی نے جو کچھ لکھا ہے ان پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اس لئے جو اس کے برخلاف مذہب اہل سنت پر قائم رہنے کی دعوت دے گا وہ ضرور آپ کے نزدیک لائق تعزیر ہوگا۔

تلبیس نمبر ۲

پھر اس اشتہار میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی وصیت پر جو اپنی فاتحہ کے بارے میں فرمائی ہے حضرت قبلہ قاری جی نے بھی بازاری بھانڈوں کی طرح سے اپنے سوقیانہ پن کو آزمایا ہے۔ وصیت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

میں وصیت نامہ احمد رضا خاں دیکھ کر
کیوں نہ کہہ دوں قبر میں بھی پیٹ ہی کی فکر ہے

قاری طیبؔ کی جہالتؔ

دیکھ اے دل نہ چھیڑ قصۂ زلف
کہ یہ ہیں پیچ وتاب کی باتیں

صرف ہم ہی نہیں ملک کا پورا سنجیدہ ومتین طبقہ سربگریباں ہے کہ اس وصیت پر اعتراض کا کیا حاصل؟ اعلیٰ حضرت نے یہ تو نہیں فرمایا کہ اب میرا

اخیر وقت ہے یہ چیزیں لاؤ ان میں میری روح اٹکی ہوئی ہے۔

یہ تو نہیں فرمایا کہ یہ چیزیں میری قبر میں رکھ دینا، یہ تو نہیں فرمایا کہ میرے بعد میری اہلیہ میرے صاحبزادوں کو دے دینا۔

بلکہ وصیت کی تو یہ کہ میرے بعد میری فاتحہ میں یہ چیزیں فقرا کو دیجائیں اور وہ بھی مشروط ہے کہ اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو۔ ! چھینا جھپٹی نہیں، کسی کی جیب پر ڈاکہ نہیں، مگر معلوم نہیں قاری صاحب اور ان کے دادا کی امت کو کیوں برا لگا۔ وہ آج پچاس برس سے اس پر اپنے مسخرہ پن کو آزما رہے ہیں۔ اور اس پر اپنے سفلہ پن کا وہ ننگا ناچ ناچتے ہیں کہ پیشہ ور بھانڈ بھی شرما جاے۔

وصیت مبارکہ کی تشریح

مساکین سے محبت ان کی خاطر و مدارات ایک پسندیدہ فعل ہے حتیٰ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نیکیوں کے کرنے، برائیوں کے ترک اور مساکین کی محبت کا۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اپنی زندگی بھر حتی الوسع مساکین کی طرح طرح سے مدد فرماتے رہے وصایا کے وقت بھی ان کا خیال رہا۔

شہزادوں کی جس طرح تربیت کی تھی اس سے اطمینان تھا کہ یہ لوگ ضرور میری اتباع میں مساکین کی مدد کرتے رہیں گے۔ مگر غایت کرم کہ پھر بھی وصیت فرمائی۔ عموماً لوگ مساکین کو معمولی کھانے دیتے ہیں اور خود عمدہ سے عمدہ کھاتے ہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو مساکین کے ساتھ جو محبت تھی اس کے پیش نظر وصیت کی تشریح کردی کہ اچھے سے اچھے کھانے دیئے جائیں۔

یہ وصیت عاقل کریم کے نزدیک اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے اخلاق کریمانہ کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔ مگر دیوبندی اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ صرف فقرا،

اہلسنت کے لئے ہے انھیں ان میں سے کچھ نہ ملے گا اس لئے چڑھ کر اسے اپنے سوقیانہ سرشت کا نشانہ بنالیا۔

ان بدبختوں کی قسمت میں کوتے، پکورے، بتوں کے چڑھاوے کی پوری کچوریاں ہی ہیں ہی زندگی بھر کھاتے رہے۔[1] اس وصیت میں نعما ربانی کی فہرست دیکھ کر منھ میں پانی بھر آیا مگر جب دیکھا کہ ہمیں ملے گا تو ہے نہیں تو انگور کھٹے ہو گئے۔

اکابر دیوبند کو اخیر وقت اپنے پیٹ کی فکر تھی

سنو! کہ تمہارے اقنوم اول نانوتوی جی اور شیخ ٹانڈوی جی کو دم نکلنے کے وقت اپنے ہی پیٹ کی پڑی تھی۔

دیکھو الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص ۱۱۴ کالم ۲ و ۳

”کچھ عجیب اتفاق ہے کہ عموماً تمام مشائخ (دیوبند) اور خصوصاً مولانا محمد قاسم نے آخر وقت میں پھل کی خواہش کا اظہار فرمایا چنانچہ مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے لکھنؤ سے لکڑی منگائی گئی۔ حضرت (ٹانڈوی) نے بھی آخر میں سردے کی خواہش کا اظہار فرمایا اور منجانب اللہ اسلاف کی سنت پر طبیعت اس درجہ مجبور ہوئی کہ مولانا قاسم صاحب اور مولانا شاہد صاحب فاخری ملاقات کو تشریف لائے تو فرمایا کہیے کیا آج کل سردا نہیں مل سکتا۔ انھوں نے فرمایا ضرور مل جائے گا چونکہ اس کے قبل مولانا اسعد صاحب مولانا فرید الوحیدی صاحب وغیرہ نے دہلی، سہارنپور، میرٹھ ہر جگہ تلاش کیا۔ مگر کہیں دستیاب نہ ہوا اس لئے حضرت نے فرمایا کہاں مل سکتا ہے

---

[1] ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ رشیدیہ

مولانا وحید الدین صاحب قاسمی نے عرض کی کہ انشاء اللہ دہلی میں مل جائے گا۔ مولانا شاہد صاحب نے عرض کیا جی ہاں تلاش کے بعد بہت امید ہے کہ مل جائے۔

اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ حضرت نانوتوی کے لئے لکھنؤ سے لنگڑی منگائی گئی تھی تو حضرت کے لئے مولانا سجاد حسین کی معرفت کراچی سے اور مولانا حامد میاں صاحب نے لاہور سے سردہ بھیجا۔"

مرد مومن کا جب وقت قریب آتا ہے تو لقاء ربانی کے شوق میں دنیا وما فیہا سے بے نیاز ہو کر رب العٰلمین کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

مگر دیوبندی ملّوں کو اپنی آتش شکم سرد کرنے کی پڑی رہتی ہے کوئی لنگڑی کے انتظار میں ہے، کوئی سردہ کے لئے بے چین ہے۔ کسی کی روح لنگڑی میں اٹکی ہوئی ہے کسی کی سردہ میں۔

"بولو! کیا مردان حق آگاہ کا یہی وتیرہ ہے۔؟"

تھانوی کو مرتے وقت اپنی بیگم کے پیٹ کی فکر تھی

اور سنو! یہ تو مرتے دم تک اپنے تغار بھرنے کی فکر میں رہے اور تمہارے بزرگ تھانوی جی اپنی داہن کے لئے فکرمند اور مریدوں کو وصیت کرتے ہوئے مرے۔

"میرے بعد بھی مرے تعلق کا لحاظ غالب ہو، وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہوار ان (بیوی صاحبہ) کے لئے اپنے ذمہ رکھ لیں تو امید ہے کہ ان کو تکلیف نہ ہوگی۔"

(تنبیہات وصیت ص۲)

ناظرین غور کریں کتنا تفاوت ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی وصیت اور تھانوی کی وصیت میں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو خیال ہے تو غربا کا اور مساکین کا اور تھانوی جی کو فکر ہے تو اپنی بیگم صاحبہ کے پیٹ کی اور مرتے مرتے بیگم صاحبہ کے لئے مریدین سے ماہواری جاری کرنے کے لئے کہہ گئے۔

کوئی مرتے وقت لنگڑی کے لئے کروٹیں بدل رہا ہے، کسی کی سردہ پر رال ٹپک رہی ہے۔ کوئی ہائے بیگم، ہائے بیگم پکار رہا ہے۔ یہ ہے دیوبندی مولویوں کے آخری وقت کا حال۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَلْبَابِ

شیخ ٹانڈہ کی مٹھائی کھانے کی عادت اور چھینا جھپٹی

ایسا بھی نہیں کہ اکابر دیوبند زندگی بھر فاقہ کرتے رہے ہوں اس لئے آخر وقت اکابر دیوبند کی مٹھائی کھانے کی دبی ہوئی شہوت ابھر آئی ہو۔ بلکہ پوری زندگی شکم پروری کے دلچسپ قصوں سے بھری ہوئی ہے۔ بطور نمونہ دو مزید قصے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

پہلے الجمعیۃ کے شیخ الاسلام نمبر میں ٹانڈوی جی کی اپنے ایک عاشق زار کیساتھ چھینا جھپٹی ملاحظہ ہو۔

"حضرت (ٹانڈوی) جی فرماتے۔ حاجی (بدرالدین) صاحب آپ مٹھائی کیوں نہیں لائے۔؟ تو میں عرض کرتا۔ کہ حضور میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ تو حضرت طالب علموں کو حکم دیتے کہ ان کی تلاشی لیجائے۔ پھر کیا تھا جتنے بھی طالب علم ہوتے سب کے سب میرے اوپر ٹوٹ پڑتے اور جو رقم میرے پاس ہوتی سب کی مٹھائی منگائی جاتی اور حصہ سے تقسیم ہوتی اور کبھی کبھی تو حضرت میری شیروانی مذاق سے چھین کر

اپنے پاس رکھ لیتے اور کہتے کہ جب واپس ہوگی جب مٹھائی کے واسطے پیسے دوگے۔ جب مجھ کو پیسے دینے پڑتے۔ حضرت کو بھلا کس بات کی کمی تھی، آپکے پاس ہزاروں من مٹھائیاں تھیں۔"

ناظرین! آپ نے دیکھا دیوبندیوں کے شیخ الاسلام کی مٹھائی کھانے کی عادت کہ غریب عاشق اگر مٹھائی نہ لاتا تو چھینا جھپٹی ہوتی وہ غریب جان بچانے کے لئے جھوٹ بولتا کہ پیسے نہیں ہیں مگر طلبہ کی فوج چھوڑ دی جاتی۔ زبردستی پیسے چھیننے جاتے دارالحدیث میں جیب پر ڈاکہ پڑتا۔ شیروانی چھین لی جاتی۔ بغیر مٹھائی کے پیسے دیئے واپس نہ ہوتی۔ یوں ہزاروں من مٹھائی اسٹاک میں رہتی۔ یہ پیٹ تھا کہ ہوشربا کی زنبیل۔

دھول دھپا اس بت طناز کا شیوہ نہیں
پیش دستی کر ہی بیٹھے ہم ہی غالب ایک دن

نانوتوی کی مٹھائی کھلانے کی عادت

یہ تو تھا مٹھائی کھانے کا شوق اب مٹھائی کھلانے کی عادت ملاحظہ کریں۔ بانیٔ مدرسہ دیوبند نانوتوی صاحب کے بارے میں ہے۔

"ایک مرتبہ مولانا محمد قاسم صاحب کے پاس آپ کے خادم مولوی فاضل حاضر تھے۔ مولانا نے ان کو مٹھائی تقسیم کرنے کے واسطے فرمایا۔ (کیونکہ مولانا کا کوئی جلسہ مٹھائی سے خالی نہ ہوتا تھا اگر کہیں سے آئی ہوئی موجود نہ ہوتی تو خود منگوا کر تقسیم فرماتے) انھوں نے تقسیم کر دی۔ آخر میں اتفاق سے اس میں تھوڑی سی مٹھائی بچ گئی تو آپ نے فرمایا۔ الفاضل للقاسم۔ انہوں نے جواب دیا الفاضل للفاضل والقاسم محروم

(ارواح ثلثہ ص۲۶۰)

یہ ہے بانیٔ دیوبند کی مٹھائی کھلانے کی لت اور یہ ہے دیوبند جا کر پڑھنے والے طلبہ کے جال میں پھنسانے کا چارہ۔

دیوبندی اکابر کا مٹھائی کھانے اور کھلانے کا شغف اتنا بڑھا ہوا تھا کہ مرنے کے بعد بھی ان لوگوں کو مٹھائیاں کھلایا کرتے تھے۔ جنھیں زندگی میں کھلانے کی عادت تھی۔

"مولوی اشرف علی تھانوی اپنے پردادا کے بارے میں لکھتے ہیں۔ شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا۔ شب کے وقت اپنے گھر مثل زندوں کے تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لا کر دی۔ اور فرمایا کہ تم کسی سے ظاہر نہ کرو گی تو اسی طرح روزانہ آیا کریں گے لیکن ان کے گھر والوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شبہہ کریں، اس لئے ظاہر کر دیا اور آپ تشریف نہیں لائے۔ یہ واقعہ خاندان میں مشہور ہے۔"

(اشرف السوانح حصہ اول ص۱۲)

جب دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرکر مٹی میں مل گئے تو تھانوی جی کے پردادا کیسے زندہ رہے؟

اس لئے یہ سوال باقی رہتا ہے کہ یہ مٹھائی تھانوی کے پردادا ہی لائے تھے یا کوئی اور۔؟ اس کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑ دیتا ہوں۔ ؎

محتسب خم شکست من سر او
السن بالسن والجروح قصاص

دیوبندی

ابلیس کا علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ مانتے ہیں

قاری صاحب اور ان کی پوری برادری کا یہ عقیدہ ہے کہ شیطان لعین کے علم کی وسعت نص سے ثابت ہے۔ مگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسعت علم کی کوئی نص (آیت، حدیث) نہیں۔ شیطان کے لئے وسعت علم ماننا ان کا ایمان ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسعت علم ماننا شرک ہے ان کی پوری جماعت کے قطب الاقطاب اور ان کے خلیفہ اعظم انبیٹھی جی اپنی مشہور و معروف کتاب براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں۔

"الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں، تو کون سا ایمان کا حصہ ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔ ص ۵۱

ناظرین غور کریں پہلے قاری صاحب کے ان دونوں بزرگوں نے شیطان لعین کے لئے زمین کا علم محیط مانا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ کہہ دیا کہ نصوص قطعیہ کے خلاف ہے اور شرک ہے۔ پھر صاف صاف لکھ دیا شیطان اور ملک الموت کے لئے وسعت علم نص یعنی قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ مگر فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسعت علم پر کوئی نص نہیں۔ بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسعت علم ماننا شرک ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک شیطان کے علم کی وسعت

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔

معاذ اللہ صد بار معاذ اللہ! ابلیس لعین، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ہے۔ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا (ترجمہ) قریب ہے کہ آسمان و زمین پھٹ پڑیں اور پہاڑ ڈھ جائیں۔

تلبیس نمبر ۳

مگر قاری صاحب اپنے اس افترا و بہتان کی پوٹ ہیں، گندہ نالہ بہانے کی سعی لاحاصل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"خود اعلیٰ حضرت اس بات کے قائل ہیں کہ شیطان لعین کا علم حضور پاک سے وسیع ہے، چنانچہ خالص الاعتقاد ص۵ میں عقائد کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں: شیطان کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے وسیع تر نہیں ہے۔ دیکھا آپ نے کہ خاں صاحب بریلوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت شیطان کے علم کی وسعت سے مقابلہ میں کم کر کے خود رسول اللہ کی توہین کے ساتھ شیطان کو اپنا علمی پیشوا بنانے کی کیسی بیباک جرأت کی ہے"۔

کسی مست کی لگی ہے مگر اسکے سر کو ٹھوکر
جو پڑا ہے میکدے میں یہ خم شراب اوندھا

اولاً:۔ خط کشیدہ عبارت، خالص الاعتقاد میں کہیں نہیں۔

قاری صاحب! اور ان کی پوری برادری کو عام چیلنج ہے کہ یہ خط کشیدہ عبارت خالص الاعتقاد میں دکھا دیں تو انہیں اختیار ہے کہ جو چاہیں میرا نام رکھ دیں اور اگر نہیں دکھا سکتے اور میں دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ کبھی نہیں دکھا سکتے تو اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ الآیہ پڑھ پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کریں۔

دجالو! جب اپنے بڑے بوڑھوں کے کفریات اٹھانے سے عاجز آگئے تو جھوٹ فریب، مکر وکید، دجل و فریب، افترا و بہتان کی آندھی چلا کر دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہو۔ مگر تابکے۔

ثانیاً:۔ اس عبارت کا تو پتہ نہیں کہاں ہے البتہ رماح القہار میں ایک عبارت ہے جو اس عبارت کے ہم معنی ہے۔ مگر رماح القہار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تصنیف نہیں۔ مولانا سید عبدالرحمن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے۔ اگر بفرض محال اس عبارت میں کوئی نقص ہے تو اس کے ذمہ دار مولانا سید عبدالرحمن ہیں نہ کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ۔

اے مفتریو! اگر تمھیں شرم و حیا ہو تو اپنے دجل و فریب کی چاک دامانی کے بعد کہیں ڈوب مرو۔

جنھوں نے قاری طیب صاحب کو دیکھا ہوگا وہ ان کی گربہ نما مسکین صورت کا تصور کریں اور اس بڑھاپے میں وہ اپنی قبر میں اپنے ساتھ دجل و فریب کا جو دستاویز لے جا رہے ہیں اسے دیکھیں تو بے اختیار اقبال کا یہ شعر یاد آجائیگا

الٰہی یہ ترے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

ناظرین آئیں اور ان چند سطروں میں ان حضرت جی کی نہایت باریک چند دستکاریاں ملاحظہ کریں۔

۱ــــ اپنی طرف سے ایک عبارت گڑھ کر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی طرف منسوب کر دیا۔

۲ــــ اس کے لئے خالص الاعتقاد کتاب بھی گڑھ لی۔

۳ــــ اس کا صفحہ ۵ بھی اختراع کر لیا۔

۴ــــ بعینہ یہ عبارت تو نہیں اس کے ہم معنی اگر کوئی عبارت تھی تو رماح القہار کی جسے خالص الاعتقاد کی بتایا۔

۵ــــ بعینہ یہ عبارت تو نہیں اس کے ہم معنی اگر کوئی عبارت تھی تو مولانا سید عبدالرحمن کی اسے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی بتایا۔

۶ــــ بعینہ یہ عبارت تو نہیں اس کے ہم معنی اگر کوئی عبارت تھی تو رماح القہار کے ص۵ پر تھی۔ اسے خالص الاعتقاد ص۵ پر بتایا۔

۷ــــ رماح القہار کی اس عبارت میں بھی یہ مجرمانہ خیانت کی کہ صرف آدھی نقل کی اس کے متصل اوپر کی وہ عبارت جس کا یہ عبارت تتمہ ہے۔ جو انکے اخذ کئے ہوئے مطلب کے لئے سیف براں تھی ہضم کر گئے۔

۸ــــ اس عبارت سے وہ مطلب نکالا جس سے ان کے امام الکل فی الکل کی اعلیٰ درجے کی مدح ثابت ہوئی۔

۹ــــ اپنا ملعون عقیدہ، اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے سر تھوپا۔

۱۰ــــ اپنا ملعون عقیدہ اہل سنت کی کتاب رماح القہار کی اس عبارت سے نکالا جو خود ان کے اسی گندے عقیدے پر تعریض ہے۔

ثالثاً:۔ رماح القہار میں معاذ اللہ، معاذ اللہ یہ نہیں کہ شیطان لعین کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے وسیع ہے۔ آپ نے جو عبارت پیش کی ہے اس سے یہ مطلب کس طرح نکلتا ہے۔ لازم تھا کہ آپ اسکی توضیح کرتے۔

غالباً آپ نے اس اشتہار کا مضمون اس وقت لکھا تھا جب ابتداء نزول الماء میں آپ کی آنکھوں میں بھنگے ناچا کرتے تھے ورنہ اس عبارت اور اس خبیث مضمون میں کسی طرح دور دراز کے مقدمات در مقدمات لگانے سے بھی اتنا بھی لزوم نہیں نکلتا جتنا آپ میں اور بصیر میں ہے۔

چونکہ آپ بہت بھولے بھالے ہیں اور آپ ہی کے بہت سے نیاز مند یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کان کے بھی بہت کچے ہیں۔ اسی وجہ سے اب آپ اپنے اذناب کے ہاتھ میں کھلونا بن کر رہ گئے ہیں جس کے نتیجہ میں ابھی گذشتہ برسوں

میں آپ کے موروثی مدرسہ دیوبند میں اتنی بھیانک ہڑتال ہوئی تھی کہ آپ کو عاجز آکر المدد یا پولیس المدد یا پولیس والا اپنی برادری کا مجرب وظیفہ جپنا پڑا تھا۔ اس لئے یہ بھی ممکن ہے کہ یہ استخراج آپ کا نہ ہو۔ آپ کے کسی نیاز مند کا ہو۔ جس نے کچھ نقد یا خوشنودی مزاج کے عوض اسے آپ کی نذر کر دیا ہو۔ اور آپ نے یہ سوچ کر کہ دادا پر کفر کے فتوے کا بدلہ ہو گیا اسے اپنے اشتہار میں درج کر دیا ہو۔ اس لئے آپ کے بڑھاپے پر ترس کھاتے ہوئے اس کا آپ سے مطالبہ بھی نہیں کرتا بلکہ آپ کو بتا دیتا ہوں کہ آپ کے اذناب نے کس طرح اس عبارت سے یہ خبیث مضمون نکالا ہے۔

ابھی ابھی بھجن گاؤں ضلع گونڈہ کے ۲۵ جون ۷۱ء والے مناظرہ میں جس میں درجنوں آپ کی برادری کے سر برآوردہ مناظرین آئے تھے جن میں آپ کے بہت سے نوکر از قسم مدرسین و مبلغین شریک تھے۔ خصوصیت کے ساتھ وارڈ نمبر افتاء کے ہیڈ محمود صاحب بھی تھے ان لوگوں کو یہ ہمت تو نہ ہوئی کہ خود میدان میں آتے البتہ ایک کودک نادان اور ایک جاہل مطلق کے پس پشت پردہ نشین ہو کر ناوک افگنی کرتے رہے۔

اس مناظرہ میں اس گھٹنے پر وار کر کے بھوں پر زخم دیکھنے کی وجہ سے درجنوں دیوبندی شرکار مناظرہ نے متفقہ مشورہ کے بعد یہ وجہ بیان کی۔

نفی جب مقید پر داخل ہوتی ہے تو صرف قید کی نفی کرتی ہے۔ اسلئے اس عبارت میں وسیع تر کی نفی سے وسیع کا اثبات شیطان کے لئے لازم آیا۔

اس کا وہاں اہلسنت کی طرف سے جو جواب دیا گیا اس سے تو آپکے نوکروں نے یہ کہہ کر جان بچائی کہ یہ قاعدہ عربی کا ہے اردو کا نہیں۔

قاری صاحب! آپ تو اپنے نوکروں کی اس پینترہ بازی پر ضرور واہ واہ کریں گے مگر اہل انصاف فوراً ان کا دامن پکڑ کر یہ پوچھیں گے کہ جس قاعدہ سے آپ لوگوں نے یہ خبیث مضمون استخراج کیا ہے وہ بھی تو عربی کا ہے اپنے خصم پر کیچڑ

اچھالنے کے لئے عربی قواعد کی پناہ لینی اور اپنے بچاؤ کے لئے عربی قاعدے سے فرار کس لغت میں حقانیت ہے؟

تم پری زاد ہو وعدہ تو پری زاد نہیں
آپ اڑتے ہو اڑو بات اڑاتے کیوں ہو

رابعاً ـــــ قاری صاحب! آپ اپنے ان نوکروں کو بتا دیں کہ یہ قاعدہ "مقید کی نفی سے صرف قید کی نفی ہوتی ہے۔" مطلقاً ہر جگہ بلا کسی شرط کے جاری نہیں اس کی کچھ شرط بھی ہے۔ اگر اس قاعدہ کا ہر جگہ مطلقاً جاری ہونا لازم ہو تو کتنی نصوص میں تحریف معنوی لازم آئے گی۔ بطور نمونہ دو ملاحظہ کریں۔ ارشاد باری ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً

اے مومنو! دونا دون سود نہ کھاؤ۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۳)

یہاں نفی مطلق ربٰو پر وارد نہیں۔ اَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً کے ساتھ مقید پر ہے تو بقول آپ کے اذناب کے لازم آیا کہ مطلق سود حلال ہو اور صرف دونا دون حرام ہو۔

دوسری آیت میں ہے۔

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا (نور آیت ۳۳)

اپنی باندیوں کو زنا پر مجبور نہ کرو اگر وہ پاک دامن رہنا چاہیں

یہاں بھی نفی مقید پر داخل ہے کیا آپ میں یا آپ کے نوکروں میں سے کسی میں جرأت ہے کہ وہ کہہ دیں کہ چونکہ آیت میں نفی مقید پر داخل ہے اس لئے باندیوں کو زنا پر مجبور کرنا اسی حالت میں ممنوع ہے جب کہ وہ پاک دامن رہنا چاہیں۔ اور اگر وہ پاک دامن نہ رہنا چاہیں تو انھیں زنا پر مجبور کرنے کی اجازت ہے۔ مثلاً ایک باندی اپنے کسی مخصوص آشنا سے تعلق رکھنا چاہتی ہے مگر ایک مالک یہ چاہتا ہے کہ وہ شاہدان بازاری کی طرح ہر وارد صادر

کے لئے اپنے کو عام رکھے تو آپ کے اذناب کی تحقیق کے بموجب اس کی اجازت ہونی چاہیئے

قاری صاحب! اگر آپ بوجہ ریٹائرڈ ہونے کے نہ بتا سکیں تو اپنے نوکروں سے پوچھ کے بتائیں وہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ جو وہ ان آیتوں کا جواب دیں گے وہی ہماری جانب سے رماح القہار کی عبارت پر آپ کے شبہے کا جواب ہوگا۔

خامساً ——— قاری صاحب اور ان کے نوکروں سے خطاب پورا ہوگیا۔ اب ناظرین کی الجھن دور کرنے کے لئے ہم اس مسئلہ کا فیصلہ کن حل پیش کرتے ہیں۔ کتربیونت دیوبندیوں کی فطرۃ ثانیہ ہے۔ اہلسنت کو بدنام کرنے کے لئے اس قاعدے میں بھی یہی حرکت ان لوگوں نے کی ہے۔ یہ قاعدہ مطلق اور غیر مشروط نہیں۔ اس کی اہم شرطیہ ہے۔ مقید پر داخل ہونے والی نفی صرف قید کے ساتھ مختص اس صورت میں ہوتی ہے جب کہ اس قید کا کوئی دوسرا فائدہ نہ ہو۔ علامہ سعد الدین تفتازانی اپنی مشہور و معروف کتاب مختصر المعانی میں آیتہ کریمہ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا پر کلام کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

فان قیل تعلیق النھی عن الاکراہ بارادتھن التحصن یشعر بجواز الاکراہ عند انتفائھا علی ماھو مقتضی التعلیق بالشرط اجیب بان القائلین بان التقید بالشرط یدل علی نفی الحکم عند انتفائہ انما یقولون بہ اذا لم یظھر للشرط فائدۃ اخری ویجوز ان یکون فائدتہ

اکراہ سے نہی باندیوں کے پاکدامنی کے ارادے پر معلق کرنا یہ بتاتا ہے کہ اگر وہ پاکدامنی نہ چاہیں تو انہیں زنا پر مجبور کرنا جائز ہے جیسا کہ شرط پر معلق کرنے کا مقتضا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جو لوگ اسکے قائل ہیں کہ شرط پر معلق کرنا شرط کے انتفاء کے وقت حکم کی نفی پر دلالت کرتا ہے وہ اسکے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں۔ بشرطیکہ اس شرط کا کوئی

فی الایۃ المبالغۃ فی النھی عن الاکراہ یعنی انھن اذا اردن العفۃ فالمولیٰ احق بارادتھا

(مختصر المعانی ص ۱۶۶-۱۶۵ مجیدی)

اور فائدہ نہ ہو" اس آیت میں یہ دوسرا فائدہ اکراہ سے ممانعت میں مبالغہ ہے۔ جب باندیاں پاکدامن رہنا چاہتی ہیں تو مولیٰ کو بدرجہ اولیٰ اپنی باندیوں کو پاکدامن رکھنا چاہیئے۔

ابھی قاری صاحب کے نوکروں کے لئے یہ گنجائش ہے کہ وہ یہ کہہ دیں کہ حضرت علامہ نے یہ شرط۔ شرط کے لئے تحریر کی ہے اور رماح القہار کی عبارت میں شرط نہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ انھیں ان کے گھر تک پہنچا دیا جائے۔ ایک کے بجائے دو۔ انہی قاری صاحب کی برادری کے حاشیہ برداروں نے اسی مختصر المعانی کے اسی ص ۱۶۶ پر حاشیہ ۳ پر لکھا ہے۔

وحیث کان للتقید بالشرط ھنا فائدۃ اخریٰ ماسوی الاخراج سقط اعتبار مفھوم الشرط لان مفھوم المخالفۃ انما یعتبر اذا کان القید للاخراج لا لفائدۃ اخریٰ۔

اور جب شرط کے ساتھ مقید کرنے کا یہاں اخراج کے علاوہ دوسرا فائدہ ہے تو شرط کا اعتبار ساقط ہوگیا۔ اس لئے کہ مفہوم مخالف وہیں معتبر ہوتا ہے جہاں قید کسی اخراج کے لئے ہو (یعنی احترازی ہو) دوسرے فائدہ کے لئے نہ ہو۔

حاشیہ میں قاری صاحب کے ان دونوں برادری والوں نے بات صاف کردی کہ شرط مذکور صرف شرط کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر قید کے لئے ہے۔

اب ان دونوں آیتوں کا مطلب بالکل واضح ہوگیا۔ جس طرح آیہ کریمہ لَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ الآیۃ میں قید کا فائدہ مبالغہ ہونے کی وجہ سے اسکے مفہوم مخالف کا اعتبار ساقط ہے اور مطلقاً زنا پر مجبور کرنا ممنوع ہے۔ اسی طرح آیتہ کریمہ لَا تَأْكُلُوا الرِّبَوٰا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً میں بھی اضعافا مضاعفۃ کا دوسرا فائدہ موجود ہے۔

وہ اہل جاہلیت پر تعریض ہے۔ ان کی عادت تھی، جب قرض کے ادائگی کی میعاد پوری ہو جاتی ہے اور قرضدار ادا نہ کر پاتا تو قرض خواہ سود میں اضافہ کی شرط پر میعاد میں اضافہ کر دیتا۔ اس طرح بار بار کے اضافے کے بعد نتیجہ یہ ہوتا کہ اصل رقم سے سود بڑھ جاتا اسی پر تعریض کرتے ہوئے ارشاد ہوا۔

”دونا دون سود مت کھاؤ“ چونکہ یہ قید تعریض کے افادے کے لئے ہے۔ (احترازی نہیں) اس لئے مفہوم مخالف معتبر نہیں۔

اسی طرح رماح القہار کی عبارت ”وسیع تر“ میں ”تر“ کی قید احترازی نہیں بلکہ دیوبندیوں پر تعریض کے لئے ہے اس لئے اسکا بھی مفہوم مخالف معتبر نہیں۔

چونکہ دیوبندیوں کا یہ ناپاک عقیدہ ہے کہ ”ابلیس لعین کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے وسیع تر ہے“ جیسا کہ ابھی براہین قاطعہ کی عبارت گزر چکی ہے دیوبندیوں کے اسی گندے عقیدہ پر تعریض کرتے ہوئے مولانا سید عبدالرحمن صاحب فرماتے ہیں کہ ”ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے۔ ابلیس لعین کا علم، معاذ اللہ! علم اقدس سے وسیع تر نہیں۔ جیسا کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ابلیس لعین کا علم معاذ اللہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اقدس سے وسیع تر ہے“۔

چونکہ ”وسیع تر“ میں ”تر“ کی قید احترازی نہیں بلکہ دیوبندیوں کے عقیدے پر تعریض کے لئے ہے اس لئے اس کا مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوگا اور جب مفہوم مخالف معتبر نہیں تو وسیع تر کی نفی سے وسیع کا اثبات صحیح نہیں۔ اسلئے اس عبارت کا یہ مطلب کسی طرح درست نہیں کہ اس سے لازم آتا ہے کہ ابلیس لعین کا علم، علم اقدس سے وسیع ہو۔ بالکل اسی طرح جیسے مذکورہ دونوں آیتوں میں قید کے احترازی نہ ہونے اور دوسرے فائدہ کے لئے ہونے کی وجہ سے اس قید کی نفی نہیں بلکہ قید اور مقید دونوں کی۔ اسی طرح رماح القہار کی اس

عبارت میں قید کے احترازی نہ ہونے اور تعریض کے لئے ہونے کی وجہ سے صرف قید کی نفی نہیں بلکہ قید اور مقید دونوں کی۔

لہذا صرف وسیع تر کی نفی نہیں ہوئی بلکہ وسیع ہونے کی بھی۔ جس پر دلیل قطعی اس کے اوپر والی عبارت ہے جو بالکل اس کے متصل ہے جسے قاری صاحب نے صرف عوام کو فریب دینے کے لئے اڑا لیا ہے پوری عبارت یہ ہے۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے۔ ابلیس لعین کا علم معاذ اللہ! علم اقدس سے وسیع تر نہیں“۔

اگر یہاں وسیع تر کی نفی سے وسیع کا اثبات مراد ہوتا یا کم از کم اس عبارت کا یہ مدلول ہوتا تو ایک ہی عبارت کے یہ دونوں حصے متعارض ہوتے۔ ذرا بھی ہوش رکھنے والا ایک ہی عبارت میں دو متعارض باتیں کبھی بھی نہیں لکھ سکتا۔ وہ بھی اس رسالہ میں جو حریف کے رد میں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ نفی کے مقید پر داخل ہونے سے صرف قید کی نفی اور مقید کا اثبات مراد لینا، مفہوم مخالف ہے اور مفہوم مخالف وہیں مراد ہوتا ہے جہاں قید صرف احتراز کے لئے ہو کسی دوسرے فائدہ کے لئے نہ ہو۔

رماح القہار کی عبارت ”وسیع تر“ میں ”تر“ کی قید احترازی نہیں بلکہ تعریض کے لئے ہے اس لئے یہاں مفہوم مخالف معتبر نہیں اور جب مفہوم مخالف معتبر نہیں تو یہاں وسیع تر کی نفی سے وسیع کا اثبات ایسی ہی جہالت ہے جیسے آیۃ کریمہ لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً سے سود کا جواز اور آیۃ کریمہ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا سے بدچلن باندیوں کو زنا پر مجبور کرنے کی اجازت کا اثبات ہے۔

اور جیسے ان آیتوں میں نفی کے مقید پر داخل ہونے کے باوجود مطلق سود کا جواز ثابت نہیں۔ بدچلن باندیوں کو زنا پر مجبور کرنے کی اجازت ثابت نہیں۔ تو رماح القہار کی عبارت میں وسیع تر کی نفی سے وسیع کا اثبات لازم

نہیں۔

سادساً ——— اب اخیر میں چلتے چلتے ہم قاری صاحب اور ان کے نوکروں سے ایک سوال کرتے چلیں۔

حضرت جی! جب آپ کے اور آپ کے نوکروں کے نزدیک یہ قاعدہ کلیہ بلا کسی شرط کے ہر جگہ جاری ہے تو بتایئے۔

"حدیث جبریل ما المسئول عنہا باعلم من السائل میں بھی نفی اسم تفضیل پر داخل ہے تو یہاں بھی نفی مقید کی ہوئی۔ تو کیا آپ یہاں یہ کہنے کے لئے تیار ہیں کہ اس ارشاد میں صرف اَعلَم ہونے کی نفی ہے اور نفس علم کا اثبات ہے۔ اگر راضی ہیں تو لازم آیا کہ وقت قیام ساعت کا علم، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل امین دونوں حضرات کو ہے۔"

بولئے! اس پر ایمان آپ کا ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں تو آپ لوگ حدیث صحیح کا انکار کر کے گمراہ۔ ضال مضل ہوئے کہ نہیں؟

اور اگر مولانا سید عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کافر بنانے کے شوق میں اس پر ایمان لاتے ہو تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل امین کو قیام ساعت کا علم مان کر اپنے اکابر کے فتوؤں سے کافر، مرتد، بے ایمان ہوئے کہ نہیں۔؟

اگر اس دو دھاری تلوار سے بچنے کے لئے آپ یہ کہتے ہیں کہ یہاں نفس علم کی نفی ہے تو کس قاعدے سے؟

اور وہ قاعدہ رماح القہار کی عبارت میں کیوں نہیں جاری ہوتا، مابہ الفرق بتایئے۔! ؎

تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اڑیں گے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے یہ تماشا نہ ہوا

سابعاً ——— یہ کلام اس تقدیر پر تھا کہ "لفظ تر" کو تفضیل کے لئے مانا جائے۔ اور یہی بنیادی غلطی ہے۔ "لفظ تر" معنی تفضیل میں متعین نہیں۔ بلکہ اردو و فارسی دونوں زبانوں میں بکثرت "زائد" واقع ہوتا ہے۔ اولیٰ تراہم تر روزمرہ کے محاورات میں بولا جاتا ہے۔ لغت کے ساتھ ادنیٰ سی ممارست رکھنے والا خوب جانتا ہے کہ ان کلمات میں تر زائد ہے۔ اس کے نظائر بکثرت ملیں گے

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "اشعۃ اللمعات" میں ثم کا ترجمہ۔ پستر کیا ہے۔ یہاں بھی متعین ہے کہ "تر" زائد ہے۔ اسکے علاوہ متعدد جگہ خود حضرت شیخ کے کلام میں تر دوسرے کلمات کے ساتھ زائد مستعمل ہے۔ اشعۃ اللمعات میں ہے۔

احتکار چہل روز را ایں حکم و ایں جزاست واگر کمتر کند آنرا نیز جزاست ولیکن کمتر ازین واگر بیشتر کند بیشتر ازیں خواہد بود و ظاہر آنست کہ مراد آن باشد کہ حد احتکار تا چہل روز باشد و در کمتر ازاں اثم نبود وبجہت قلت مدت مغفور بود۔ (ص۴۴ ج ۳)	چالیس دن کے احتکار کا یہ حکم اور جزا ہے اور اگر اس سے کم احتکار کرے اسکی بھی جزا ہے مگر اس سے کم اور اگر زیادہ کرے اس سے زائد ہوگی ظاہر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ احتکار کی حد چالیس دن ہے۔ اس سے کم میں گناہ نہیں۔ مدت کی کمی کی وجہ سے مغفور ہوگا۔

اس عبارت میں متعین ہے کہ کمتر اور بیشتر کا "تر" زائد ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ اکثر زائد بھی ہوتا ہے تو ہم یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ رماح القہار کی اس عبارت میں "تر" زائد ہے۔ اور جب یہ زائد ہے تو نہ یہاں مقید ہے نہ قید۔ اور نہ مقید پر نفی داخل۔ اس لئے اس عبارت سے اپنے شیخ نجدی کے علم ناپاک کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اقدس سے وسیع ثابت کرنے کی قاری صاحب کے نوکروں کی ساری کوششیں رائیگاں گئیں۔ اب اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ ابلیس لعین کا علم معاذ اللہ

علم اقدس سے وسیع نہیں ۔

اور یہاں لفظ "تر" کے زائد ہونے پر قرینہ اس عبارت کا اگلا حصہ ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے ۔

تلبیس نمبر ۴

چوتھی تلبیس قاری صاحب نے یہ کیا ہے کہ ہم اہل سنت تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں۔

" رضا خوانی فرقہ کے نزدیک تمام دنیا کے مسلمان کافر ہیں جو ان کے ہم مسلک نہ ہوں "

تمام دنیا کے علماء اہلسنت اعلیٰ حضرت کے ہم مذہب ہیں

دشنام یار طبع حزیں پر گراں نہیں
اے ہم نفس نزاکت آواز دیکھنا

(۱) دیوبندی سربراہ نے اس فقرے میں جو دجالیاں کی ہیں انھیں دیکھ کر ابلیس بھی ان کی شاگردی کا دم بھرنے کو تیار ہو جائے گا۔ اس کے جھوٹ اور فریب ہونے کی دلیل حسام الحرمین اور الدولۃ المکیۃ اور فتاوی الحرمین میں موجود ہے جس میں علمائے حرمین طیبین، دمشق، مصر، شام، قسطنطنیہ، انڈونیشیا کی تصدیقات موجود ہیں

اگر ہم اہلسنت تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہتے تو یہ تمام دنیا کے مسلمان بلکہ مفتیان ہمارے فتاوی کی تائید و تصدیق کرتے ؟

آج بھی حرمین طیبین اور دنیا کے ہزار ہا علماء ہمارے مؤید اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مدح خواں ہیں جس کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ ابھی ابھی حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفی رضا خاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ حج و

زیارت کے لئے گئے تو حرمین طیبین و دیگر بلاد سے آنے والے علماء نے حضرت مفتی اعظم ہند کے دست حق پرست پر بیعت کی ان سے احادیث و سلاسل اولیاء اللہ کی اجازتیں لیں ۔

حرم کعبہ کے شیخ الحدیث کی شہادت

مکہ معظمہ کے سب سے بڑے عالم مولانا سید محمد مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو حرم مکہ میں شیخ الحدیث تھے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے بارے میں فرمایا۔

اذا جاء رجل من الهند نسئله عن الشيخ احمد رضا خان فان مدحه علمنا انه من اهل السنة وان ذمه علمنا انه من اهل البدع هذا هو المعيار عندنا	جب ہندوستان سے کوئی آتا ہے تو ہم اس سے مولانا شیخ احمد رضا خاں صاحب کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ اگر وہ انکی تعریف کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ یہ سنی ہے اور اگر ان کی برائی کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ یہ بدمذہب ہے۔ یہی ہماری کسوٹی ہے۔

یہ اس دور کے ان اکابر علماء حرم میں سے تھے جو مسجد حرام میں باب السلام کے پاس درس حدیث دیا کرتے تھے اور یہ باشندے الجزائر کے تھے اس کے باوجود یہ الزام کہ ہم ساری دنیا کے مسلمان کو کافر کہتے ہیں افتراء دجل فریب نہیں تو اور کیا ہے مگر قاری صاحب کیا کریں انکے اکابر سے انھیں ترکہ میں یہی ملا ہے ؎

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی بات چیت
بنتی نہیں ہے خلق کو دھوکہ دیئے بغیر

(۲) رہ گیا قاری صاحب کے دس بیس ناموں کی فہرست یا پانچ دس انجمنوں کی فہرست ۔ تو یہ بھی ان کا بہت ہی باریک فریب ہے ؎

یہ مانا دونوں ہی دھوکے ہیں رندی ہو کہ درویشی
مگر یہ دیکھنا ہے کون ساز نگین دھوکا ہے

مگر یہ بالکل سچ ہے کہ علماء اہل سنت عرب و عجم، حل و حرم، ہند و سندھ نے مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی محمد قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھی، مولوی اشرف علی تھانوی کو کافر کہا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ جو ان کے کفریات قطعیہ پر مطلع ہونے کے بعد ان کو اپنا پیشوا جانے ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اس لئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کا یہی حکم ہے۔ شامی وغیرہ میں ابن سحنون مالکی قدس سرہٗ سے منقول ہے۔

اجمع المسلمون علیٰ ان شاتمہٗ کافر من شك فی عذابہ وکفرہٖ کفر۔	مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنیوالا کافر ہے جو اسکے عذاب اور کفر میں شک کرے کافر ہے۔

یہ حکم صاف صاف بلا کسی جھجک کے علماء اہل سنت کی کتابوں میں خصوصاً اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی کتابوں میں مصرح ہے۔

اب وہ زید ہو یا عمرو، بکر ہو یا خالد، دیوبند کا فارغ ہو یا بریلی شریف کا کسی کی تخصیص نہیں جو بھی ان اساطین دیوبندیت کے ان کفریات قطعیہ پر مطلع ہو کر انھیں مسلمان جانے، پیشوا مانے وہ کافر ہے۔ ایسے لوگوں کی فہرست آپ نے دس بارہ پیش کی ہے۔ ہم ہزاروں بتا سکتے ہیں۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

آپ لوگ بھی رافضیوں، قادیانیوں کو کافر کہتے ہیں اور اس شان سے کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر انھیں کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے تو اگر کوئی رافضی قادیانی ہند، ایران، عراق، لندن، امریکہ، جرمنی کے مولویوں اور ان کی انجمنوں کے نام لکھ کر یہ پروپگنڈہ کرے کہ دیکھو دیوبندیوں نے ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہدیا تو آپ ضرور اسے دجل و فریب کہیں گے۔

اسی طرح یہ بھی آپ کا دجل ہے کہ علماء اہلسنت نے صرف چار کو کافر کہا اور آپ پروپگنڈہ یہ کرتے ہیں کہ سارے جہاں کو کافر کہدیا۔ گویا دنیا کی ساری آبادی صرف چار افراد کا نام ہے۔

اپنے تسلیم کردہ کافروں کو مسلمان کہہ دیا

۳ــــــ پھر ان ناموں میں بہت سے ایسے ہیں کہ جنھیں خود دیوبندی مولوی بھی علی الاعلان کافر کہہ چکے ہیں اور لکھ چکے ہیں۔ مثلاً سر سید، سر سید نے قرآن کریم کی تفسیر کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں اس نے ہزارہا ضروریات دین کا انکار کیا ہے۔ مثلاً وحی، فرشتے، جنت، دوزخ، وغیرہ، اس پر اس وقت کے تمام علماء نے (بلا استثنا) اس کو کافر مرتد کہا، جن میں اکابرِ دیوبند خود بھی داخل ہیں۔ یہ بات قبلہ مہتمم صاحب سے پوشیدہ نہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ مگر اہلسنت کو بدنام کرنے کے لئے جو خود ان کے عقیدے میں کافر ہے۔ اس کو مسلمان کہہ کر یہ حکم لگا دیا کہ اہلسنت نے ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہہ دیا۔

جب دیوبندیوں کے نزدیک خود سر سید ضروریات دین کے انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہو گیا تو اس کے حوالی موالی جتنے ایسے ہیں جو اس کے ہم عقیدہ ہوں اس کے کفریات میں اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوں۔ اسے اپنا پیشوا مانتے ہوں خود ہی کافر ہو گئے۔

ارشاد باری ہے اِنَّکُمْ اِذاً مِّثْلُهُمْ علماء نے فرمایا الرضا بالکفر کفر[1] یہ خود دیوبندیوں کو مسلّم ہے۔ پھر ان میں سے بعض وہ ہیں جن پر دیوبندیوں نے مستقلاً کفر کے فتوے دیئے ہیں جیسے شبلی اعظم گڑھی پھر یہ کتنا بڑا کید ہے کہ جنھیں آپ بھی کافر کہیں۔ صرف علماء اہلسنت کو بدنام کرنے کے لئے ان کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل کر کے یہ پروپگنڈہ کریں کہ اہلسنت نے تمام دنیا کو کافر کہہ دیا۔ اگر سر سید اور اس کے نورتن کا نام ساری دنیا ہے تو جناب! ہم سے پہلے آپ کے اکابر نے ساری دنیا کو کافر کہا۔ ؏

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

دیکھئے کتاب حکیم الامت میں ہے۔

[1] کفر پر راضی رہنا بھی کفر ہے۔

"مولانا تھانوی کا فتویٰ شائع ہوگیا، مولانا شبلی اور مولانا حمید الدین فراہی کافر ہیں۔ اور چونکہ مدرسہ انہی دونوں کا مشن ہے اس لئے مدرسۃ الاصلاح، مدرسۂ کفر و زندقہ ہے اور اس کے تمام متعلقین کافر و زندیق ہیں، یہاں تک کہ جو علماء اس مدرسہ کے جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و بے دین ہیں۔" ص۴۷۵

اور اسی کے مطابق ندوہ لکھنو بھی تھانوی کے فتویٰ کی رُو سے مدرسہ کفر و زندقہ ہے اور دار المصنفین بھی تھانوی کے فتویٰ کی رو سے دار الملحدین ہے۔ پھر اسی قاعدے سے سر سید اور سر سید کے جملہ نورتن کافر ہیں اور ملحد، اس کی تمام تحریکات تھانوی کے نزدیک کفر و زندقہ کی تحریکیں ہیں۔ تو جب آپ کے اکابر خود ان سبھوں کو کافر مرتد مانتے ہیں ان کے مدرسوں، ان کے اداروں کو کفر و زندقہ کے مدرسے و ادارے مانتے ہیں، حتیٰ کہ جو ہم نے نہیں کہا وہ آپ کے مرشد نے کہا کہ جو علماء اس مدرسے کے جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و بے دین ہیں تو آپ کو شرم نہ آئی کہ ہمیں اس پر الزام دیتے ہیں۔ جب اہل سنت سے آپ لوگوں کی عداوت کا یہی حال ہے تو وہ دن دور نہیں جب رفاض، قادیانیوں، بلکہ مشرکین کی تکفیر پر بھی ہماری پگڑی اچھالنے کی مقدس خدمت انجام دیں گے۔

بعض علماء کی تکفیر کا بہتان

۴ ــــــ مولانا عبد الباری فرنگی محلی کو بھی آپ نے اپنی فہرست میں داخل کر لیا حالانکہ ان کی تکفیر کا کوئی فتویٰ کبھی کسی سنی عالم نے نہیں دیا ہے۔ میری سمجھ کام نہیں کرتی کہ میں آپ کی اس چابکدستی کو کون سا نام دوں۔

۵ ــــــ جماعتوں کی فہرست جو آپ نے دی ہے ان کے تمام شرکاء کو کبھی کسی نے کافر نہیں کہا اور نہ ان کی شرکت کو مطلقاً کفر کہا گیا ہے۔

البتہ جس جماعت کے افراد نے کفر کیا ان پر کفر کا فتویٰ ضرور دیا گیا

مثلاً لیگیوں میں جو رافضی تھے ان کو کافر کہا گیا۔ جن بے دینوں نے مسٹر جناح کو سیاست کا نبی قانون کا پروردگار کہا انھیں کافر کہا گیا اور آپ نے یہ لکھ دیا کہ اہلسنت نے ان تمام جماعتوں کے شرکاء کو کافر کہہ دیا۔ اگر اسی کا نام دینی خدمت ہے تو گمراہ گردی کے لئے لغت میں کوئی لفظ نہیں مل سکے گا۔

دیوبندیوں کے نزدیک تمام دنیا کے مسلمان کافر ہیں

قاری صاحب! اصل میں آپ کی برادری کا یہ عقیدہ ہے کہ دنیا میں اب کوئی مسلمان نہیں۔ تمام دنیا مسلمانوں سے خالی ہو چکی ہے جس کا صریح مطلب یہ ہوا کہ تمام دنیا کے مسلمان کافر ہیں، مگر از راہ ہوشیاری آپ نے ہمیں الزام دیا کہ ہم تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں، تاکہ دنیا آپ لوگوں کے اس گندے عقیدے سے غافل رہ جائے۔ لیجئے سنئے۔

آپ کے امام الطائفہ آپ لوگوں کے عین اسلام "تقویۃ الایمان" میں لکھتے ہیں۔

★ "پھر اللہ آپ ایسی ایک باو، بھیجے گا کہ سب اچھے بندے کہ جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا مر جائیں گے۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔" (ص۳۶)

یعنی چل گئی وہ باو، (ہوا) اور مر گئے وہ سب بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان تھا اور رہ گئے نرے کافر۔

بولئے قاری صاحب! یہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی تکفیر ہوئی کہ نہیں۔؟

اکابر دیوبند کے نزدیک مولوی اسمٰعیل دہلوی کافر ہیں

قریب ہے یارو! روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا

مسلمانوں کو کافر کہنا تو آپ لوگوں کے دل کی ٹھنڈک اور آنکھوں کا نور ہے

ساری دنیا کے مسلمانوں کی تکفیر کرتے کرتے جب تھک گئے تو خود اپنوں ہی پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ لیجئے شمار کیجئے۔

دیوبندیوں کے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی صاحب تقویۃ الایمان نے اپنی مشہور کتاب ایضاح الحق میں لکھا ہے۔

تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان وجہت و اثبات رویت بلاجہت و محاذات ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد۔

اللہ عزوجل کا زمان و مکان وجہت سے منزہ ماننا اور اسکی رویت بلاجہت و محاذات کے ثابت کرنا بدعات حقیقیہ سے ہے اگر ایسے عقیدے والا اس کو عقائد دینیہ سے شمار کرے۔

اس عبارت پر علماء دیوبند کا ایک فتویٰ مع سوال وجواب کے درج ذیل ہے۔

سوال:- کیا ارشاد ہے علماء دین کا اس شخص کے بارے میں جو کہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان سے پاک اور اس کا دیدار بے جہت حق جاننا بدعت ہے۔؟ بیّنوا وتوجروا

الجواب:- یہ شخص عقائد اہل سنت سے جاہل اور بے بہرہ اور وہ مقولہ کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

______ بندہ رشید احمد (گنگوہی)

الجواب صحیح ______ اشرف علی (تھانوی) عفی عنہ

۲ حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے منزہ ماننا۔ عقیدہ اہل ایمان ہے۔ اس کا انکار الحاد و زندقہ ہے اور دیدار حق تعالیٰ آخرت میں بے کیف و بے جہت ہوگا۔ مخالف اس عقیدے کا بد دین و ملحد ہے۔

______ کتبہٗ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند

الجواب صحیح ______ بندہ محمد حسن عفی عنہ مدرس اول دیوبند

۳ وہ ہرگز اہلسنت سے نہیں۔ ______ حررہٗ المسکین عبد الحق

الجواب صحیح ______ محمود حسن مدرس دوم مدرسہ شاہی مرادآباد

۴ ایسے عقیدے کو بدعت کہنے والا دین سے ناواقف ہے۔

______ ابوالوفا ثناء اللہ

نتیجہ یہ نکلا کہ امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی مصنف ایضاح الحق ان دیوبندی وغیر مقلد مفتیوں کے نزدیک عقائد اہلسنت سے جاہل بے بہرہ ہے۔ بد دین، ملحد ہے، ہرگز اہل سنت سے نہیں۔ دین سے ناواقف ہے اس کا یہ مقولہ کفر ہے۔

مولوی قاسم نانوتوی کافر ہیں۔ دیوبندی مفتیوں کا فتویٰ

قاری صاحب! آپ کے دادا بانیٔ مدرسہ دیوبند کے قصائد قاسمی ہیں ص۶ پر ایک شعر ہے ؎

جو چھو بھی دیوے سگ کوچہ ترا اسکی نعش
تو پھر تو خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

اس شعر کے بارے میں متعدد دیوبندی مولویوں سے استفتار کیا گیا تو ان کے مندرجہ ذیل جوابات موصول ہوئے مع سوال و جواب ملاحظہ کریں۔

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک میلاد خواں نے محفل مولود میں مندرجہ ذیل شعر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں پڑھا ؎

جو چھو بھی دیوے سگ کوچہ ترا اسکی نعش
تو پھر تو خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

الجواب:- ______ یہ شعر پڑھنا حرام و کفر ہے۔ اگر یہ سمجھ کر پڑھے کہ اسکا اعتقاد اور پڑھنا کفر ہے۔ تب تو اس کا ایمان باقی نہ رہا۔ اور اگر یہ علم نہ ہو کہ اس کا پڑھنا اور اعتقاد کفر ہے تو یہ شخص فاسق

اور سخت گنہگار ہے۔ اس کو تا مقدور اس حرکت سے روکنا شرعاً لازم ہے۔

احمد حسن۔ ۱۵ شوال ۱۳۶۹ھ سنبھل

۲ — اس شعر کا مفہوم کفر ہے۔ لکھنے والا اور عقیدہ سے پڑھنے والا خارج از ایمان ہے۔ ایسے صریح الفاظ میں تاویل کی گنجائش نہیں"

ظہور الدین سنبھل

۳ — کسی بیہودہ اور جاہل آدمی کا شعر ہے۔ بے وقوف اور بیہودہ لوگ ہی ایسے مضمون سے محظوظ ہوتے ہیں۔ اگر یہ اس کا عقیدہ ہے تو کفر ہے۔ دیندار آدمی کو اس کے سننے سے بھی احتیاط چاہئے۔

سعید احمد سنبھل

۴ — اس شعر کا نعت میں لکھنا اور پڑھنا دونوں کفر ہے۔

وارث علی عفی عنہ سنبھل

۵ — تینوں حضرات دام ظلہم العالی کے جوابات کی میں بالکل موافقت کرتا ہوں۔ محمد ابراہیم عفی عنہ

مدرسۃ الشرع سنبھل

۶ — شعر مذکور اگرچہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں شاعر نے کہا ہے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ شاعر شرعی اصول سے واقف نہیں ہے۔ شعر میں حد درجہ کا غلو ہے جو اسلامی اصول کے کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ شاعر کافر اس وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ شعر کا پہلا مصرع شرط ہے (جو معنی میں اگر کے ہے۔ اور محال چیز کو فرض کر رکھا ہے، شرط کا وجود محال ہے۔ اس لئے دوسرا مصرع جو بطور جزا کے ہے اس کا مرتب ہونا بھی محال ہے۔ مگر شعر نعت رسول میں بہت گرا ہوا اور رکیک ہے ایسے غلو سے شاعر کو بچنا

فرض اور ضروری ہے ایسے اشعار سے آپ کی تعظیم نہیں ہوتی ہے بلکہ توہین کا پہلو نمایاں ہو جاتا ہے یہ صحیح ہے کہ قرآن کے حکم کیمطابق ابلیس جنت میں نہیں جائے گا۔ مگر اس شعر کے قائل کو کافر نہیں کہہ سکتے کہ اس میں محال کو فرض کر رکھا ہے۔ جب تک صحیح توجیہ کلام کی ہو سکتی ہے۔ اس وقت تک اس کے قائل کو کافر کہنا جائز نہیں۔ ایسے اشعار مولود میں پڑھنا نہیں چاہئے۔ واللہ اعلم

(کتبہ سید مہدی حسن صدر مفتی دار العلوم دیوبند

۱۳ ۲/۷ جمعہ

نتیجہ:- ان دیوبندی مفتیوں کے نزدیک مولوی قاسم نانوتوی کافر بے ایمان، فاسق، سخت گنہگار، جاہل، بیہود، شرعی اصول سے ناواقف ہیں، اور توہین رسالت کے مرتکب ہیں۔ ان کا یہ شعر بہت گرا ہوا اور رکیک ہے اس کا مفہوم ایسا کفر ہے جس میں تاویل کی گنجائش نہیں، اس کا نعت میں لکھنا اور پڑھنا دونوں کفر ہے۔ اس میں حد درجہ غلو ہے — بولئے قاری صاحب! آپ کیا فرماتے ہیں۔؟

ہفت روزہ اخبار "دور جدید" کی ہولناک سرخیاں

مہتمم دیوبند کے خلاف مفتی دیوبند کا فتویٰ۔

ملحد، بے دین، عیسائیت و قادیانیت کی روح۔

قاری طیب جب تک توبہ نہ کریں ان کا بائیکاٹ کیا جائے۔

جناب ابو محمد امام الدین رام نگری اپنے ماہنامہ انوار اسلام صفحہ بابت ماہ فروری سنہ ۶۳ء کالم ۲ پر رقمطراز ہیں۔

"یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ سرخیاں کتنی ہولناک اور پریشان کن ہیں۔ دور جدید کی اسی اشاعت میں دوسری جگہ استفتاء اور صدر مفتی

دارالعلوم دیوبند مولانا سید مہدی حسن صاحب کا فتویٰ بھی نظر سے گذرا واقعہ یہ ہے کہ حضرت مولانا قاری طیب صاحب کی کوئی نئی کتاب شائع ہوئی ہے جس کا نام ہے "اسلام اور مغربی تہذیب" اس کتاب کے بعض اقتباسات سے کسی نے استفسار کر کے مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب کے پاس بھیج دیا۔ اور کتاب کا حوالہ نہیں دیا، مفتی صاحب نے شریعت کا حکم بیان کر دیا۔ بعد ازاں مستفتی نے استفسار اور فتویٰ اس وضاحت کے ساتھ کہ اقتباسات حضرت مہتمم صاحب کی کتاب کے ہیں۔ اخبار دعوت میں شائع کر دیا۔ وہ استفسار اور فتویٰ بحوالہ سہ روزہ اخبار دعوت بابت ۲۲ر دسمبر ۱۹۶۲ء صفحہ اول یہ ہے۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی عالم دین فَاَرْسَلْنَا اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا۔ کی تشریح اور اس سے درج ذیل نتائج اخذ کرتے ہوئے اس طرح لکھے۔

اقتباس نمبر ۱ ——— یہ دعویٰ تخیل یا وجدان محض کی حد سے گزر کر ایک شرعی دعویٰ کی حیثیت میں آجاتا ہے کہ مریم عذراء کے سامنے جس شبیہہ مبارکہ اور بشر سوی نے نمایاں ہو کر پھونک ماردی وہ شبیہہ محمدی تھی۔ اس ثابت شدہ دعویٰ سے بین طریق پر خود بخود کھل جاتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا اس شبیہہ مبارکہ کے سامنے بمنزلہ زوجہ کے تھیں جب کہ اس کے تصرف سے حاملہ ہوئیں۔

اقتباس نمبر ۲ ——— پس حضرت مسیح کی ابنیت کے دعوے دار ایک ہم بھی ہیں مگر ابن اللہ مان کر نہیں۔ بلکہ ابن احمد کہہ کر خواہ وہ ابنیت تمثالی ہو۔

اقتباس نمبر ۳ ——— حضور تو بنی اسمٰعیل میں پیدا ہو کر کل انبیاء کے خاتم قرار پائے اور عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں پیدا ہو کر اسرائیلی انبیاء کے خاتم کئے گئے جس میں ختم نبوت کے منصب میں یک گونہ مشابہت پیدا ہو گئی۔ الولد سِرٌّ لابیہ۔

اقتباس نمبر ۴ ——— بہر حال اگر خاتمیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کو حضور سے کامل مناسبت دی گئی تھی تو اخلاق خاتمیت میں بھی مخصوص مشابہت و مناسبت دی گئی۔ جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسوی کو بارگاہ محمدی سے خُلقاً وخَلقاً رتبۃً ومقاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا باپ بیٹوں میں ہونی چاہئے۔

براہ کرم مندرجہ بالا اقتباسات کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اس کی صحت اور عدم صحت ظاہر کر کے بتائیں کہ ایسا شرعی دعویٰ کرنے والا اہل سنت والجماعت کے نزدیک کیسا ہے؟ فقط

الجواب ——— جو اقتباسات سوال میں نقل کئے ہیں اس کا قائل قرآن عزیز کی آیات میں تحریفات کر رہا ہے۔ بلکہ در پردہ وہ آیات کی تکذیب اور ان کا انکار کر رہا ہے۔ جملہ مفسرین نے تفاسیر میں تشریح کی کہ وہ جبریل علیہ السلام تھے جو مریم علیہا السلام کی طرف بھیجے گئے۔ وہ شبیہہ محمدی نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے کبھی یہ نہ سمجھا کہ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝ کَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ فَاَرْسَلْنَا اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا (الی قولہ تعالیٰ) فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا قَالَ رَبُّکِ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ وَلِنَجْعَلَہٗ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ الی اٰخر الاٰیات۔ مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے قائل تھے۔ اور اس پر اجماع امت ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو حضرت مریم کو خوشخبری سنانے آیا تھا۔

شخص مذکور ملحد و بے دین ہے۔ عیسائیت و قادیانیت کی روح اس کے جسم میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اور اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدے عیسی ابن اللہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا

ہے۔ جس کی تردید علیٰ رؤس الاشہاد قرآن عزیز نے کی ہے۔ نیز لاتطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ بن مریم (الحدیث) ببانگ دہل شخص مذکور کی تردید کرتی ہے۔

الحاصل یہ اقتباسات قرآن وحدیث اور جملہ مفسرین اور اجماع امت کے خلاف ہیں مسلمانوں کو ہرگز اس طرف کان نہ لگانا چاہئے بلکہ ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کرنا چاہئے۔ جب تک توبہ نہ کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

سید مہدی حسن

مفتی دارالعلوم دیوبند

کہئے قاری صاحب! اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ختم نبوت کے انکار کی بنا پر آپ کے دادا کو کافر کہہ دیا تھا تو ان کی امت نے آسمان سر پر اٹھا لیا اور آپ نے یہ اشتہار دے دیا کہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہٗ) نے ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہہ دیا۔ اب جب کہ آپ کے مفتیوں نے آپ کے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کو اور آپ کے دادا مولوی قاسم نانوتوی کو۔ اور خود آپ کو کافر، ملحد، دین سے خارج لکھ دیا تو اب آپ کیا فرماتے ہیں کَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ۔

یہ ہے حق کی فتح مبین کہ جو فتویٰ آپ کی جماعت کے بارے میں علمائے اہلسنت دیتے تھے۔ وہی فتویٰ اب آپ کی جماعت خود آپ لوگوں کے بارے میں دینے لگی ہے۔ کیا آپ یا آپ کی برادری یہاں بھی کہنے کی جرأت کر سکتی ہے کہ اہلسنت نے آپ کے ان مفتیوں کو دھوکا دیا۔ یا یہ اردو نہیں جانتے تھے اس لئے فریب میں آ گئے بولئے کیا ارشاد ہے۔

آ چلے ہیں حضرت واعظ بھی اب کچھ راہ پر
تا درِ میخانہ آ جاتے ہیں سمجھاتے ہوئے

ان حالات میں ہمیں یہ یقین ہو چلا ہے کہ اگر ابتداءً تحذیر الناس، براہین

قاطعہ، حفظ الایمان کی عبارتوں پر مصنفین کا نام لئے بغیر دیوبندی مولویوں ہی سے استفسار کیا جاتا تو یقیناً وہی فتویٰ ملتا جو حسام الحرمین میں مذکور ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک علماء حرمین کے مقابلہ میں علماء دیوبند کا فتویٰ مقبول ہے

تمام دنیا کے علماء کے بارے میں دیوبندیوں کا کیا خیال ہے؟ اس کا اندازہ اس سے کریں کہ علمائے حرمین کے بارے میں یہ لوگ کیا کیا لکھ چکے ہیں۔

"فتویٰ نویسی میں کچھ دے کر جو چاہو لکھوا لو۔ اگر ان کو عصیان سے کوئی مطلع کر دیوے تو مارنے کو موجود ہو جاویں اور خود شیخ العلماء نے جو معاملہ ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ کے ساتھ کیا وہ کسی پر مخفی نہیں۔ اور بغدادی، رافضی سے کچھ روپیہ لے کر ابو طالب کو مومن لکھ دیا۔ خلاف روایت صحاح احادیث کے اور علیٰ ہذا کہاں تک لکھوں کہ طول ہے اور شرم بھی آتی ہے کہ ہجو علمائے حرمین کی لکھوں مگر ناچار لکھنا پڑا پس اگر کسی نے ایسی حالت میں علماء دیوبند کو علماء حرمین پر ترجیح بوجہ اعتماد کے دے دی تو کون سا غضب کیا اہل فہم انصاف کریں کہ ایسی حالت میں علمائے دیوبند کا فتویٰ قابل اعتماد ہوگا یا علمائے حرمین گا۔"

(البراہین القاطعہ ص۲۳)

دیوبندی مولویوں کا حال

جب علمائے حرمین دیوبندیوں کے نزدیک قابل اعتماد نہیں تو دیگر بلاد کے علماء کس گنتی میں ہیں۔ رہ گئی حقیقت حال کیا ہے اس کو کوئی معلوم کرنا چاہے تو اوپر مذکورہ تینوں سوالوں کو نام لے کر کوئی پوچھ دیکھے تو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ یہی قلم جو انجانے میں اتنا تیز چلتا ہے نام معلوم ہونے کے بعد ٹوٹ کر رہ

جاتا ہے۔

چنانچہ ایضاح الحق کی عبارت اور قصائد قاسمی کے شعر کے سلسلہ میں اس کا تجربہ ہوچکا ہے جب نام نہیں معلوم تھا تو وہ فتویٰ آیا اور جب نام لے کر پوچھا گیا تو پہلے سوال کے جواب میں بہت ہی بھولے پن سے لکھ دیا۔

"ایضاح الحق بندہ کو یاد نہیں ہے کیا مضمون اور کس کی تالیف ہے"۔ ———— (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۳۶ رحیمیہ دیوبند)

اور دوسرے سوال کے جواب میں ایک جدید مفتی نے لکھا ہے۔

"یہ شعر بہت بڑے قصیدہ کا شعر ہے جس میں شاعر نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کی ہے۔ وہ سارا قصیدہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہے"۔ ———— (فتویٰ نمبر ۶۴۸/ب)

اور مہدی حسن صاحب چونکہ قاری صاحب کے دست نگر تھے نتیجہ یہ نکلا کہ ہزار عذر خواہی کی مگر دیوبند کے دارالافتار سے الگ ہونا پڑا۔

کیا اسی کا نام حقانیت ہے؟

اب ناظرین کو معلوم ہوگیا کہ کون ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہتا ہے اور کس کے قلم کی بنیاد کتاب اللہ اور احادیث ہیں۔؟

اور کس کے دارالافتار کا قلم ناموں کی تبدیلی سے بدلتا رہتا ہے؟

تلبیس نمبر ۵

قاری صاحب! اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر یہ افترا کرتے ہوئے کہ انھوں نے کسی صحابی یا تابعی کو کافر کہا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"اعلیٰ حضرت بریلوی نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ عبدالرحمٰن قاری کافر تھا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ان کو قرأت سے قاری نہ سمجھا جائے بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھے۔ قبیلہ بنی قارہ میں

جو عبدالرحمٰن قاری ہیں وہ یا تو صحابی ہیں یا تابعی ہیں۔ ثبوت میں الملفوظ حصہ دوم ص۴۲ کی یہ عبارت پیش کی ہے۔

ایک بار عبدالرحمٰن قاری، اپنے ہمراہیوں کے ساتھ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آن پڑا۔ چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا۔

اس پر دیوبندیوں کا اعتراض یہ ہے کہ "یہ عبدالرحمٰن، جس کا یہاں تذکرہ ہے صحابی ہے۔ اسے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کافر کہہ دیا"۔

اعتراض کرنے کو تو دیوبندیوں نے کر دیا مگر تیس سال سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ عبدالرحمٰن قاری نام کے اگر کوئی صحابی ہیں تو بتاؤ۔ ان کا تذکرہ کس کتاب میں ہے ان کا سن پیدائش اور وصال کیا ہے۔

لیکن تیس سال کی طویل مدت میں آج تک کوئی دیوبندی یہ نہیں ثابت کرسکا کہ عبدالرحمٰن قاری، کوئی صحابی ہیں۔

"فریب دینے کے لئے، عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو پیش کرتے ہیں۔ محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ تابعی ہیں۔ امام سیر و مغازی واقدی نے ضرور انھیں ان صحابہ میں شمار کیا ہے۔ جو عہد رسالت میں پیدا ہوئے۔ مگر انھیں نہ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع ہے نہ روایت۔ ان کی وفات ۸۱ھ میں اس وقت ہوئی جب کہ ان کی عمر اٹھہتر ۷۸ سال کی تھی اس حساب سے ان کا سن پیدائش ۹ھ نکلتا ہے۔ الاکمال میں انھیں طبقات تابعین میں شمار کیا ہے لکھتے ہیں۔

عبد الرحمن بن عبد القاری یقال انہ ولد علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیس لہ منہ سماع ولا روایۃ۔ وعدہ	عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو نہ سماع ہے نہ روایت

الواقدی من الصحابة فیمن ولد علی عهد النبی صلی اللہ علیه وسلم المشهور انه تابعی وهو من جملة تابعی المدینة وعلمائها سمع عمر بن الخطاب مات سنة احد وثمانین وله ثمان وسبعون سنة ۔

واقدی نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے جو عہد رسالت میں پیدا ہوئے مشہور یہ ہے کہ یہ تابعی ہیں یہ مدینہ کے تابعین اور علما میں سے ہیں حضرت عمر سے حدیث سنی، ۸۱ھ میں وفات پائی۔ اس وقت انکی عمر ۷۸ سال کی تھی۔

اس سے ظاہر ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کے صحابی ہونے کے قول میں۔ امام واقدی منفرد ہیں۔ قول مشہور و ماخوذ یہی ہے کہ یہ تابعی ہیں الاکمال میں اپنا فیصلہ یہی دیا۔

ھو من جملة تابعی المدینة وعلمائها یہ مدینہ کے تابعین اور علماء میں سے ہیں اور یہی قاری طیب کے مقرر مفتی محمود نے بھی لکھا ہے جس پر اور بھی لوگوں کے دستخط ہیں۔

" اصطلاح محدثین میں یہ صحابہ میں شمار نہیں۔ بلکہ مدینہ کے تابعین میں داخل ہیں۔

فتویٰ ص۶۴۸ ب محررہ بروز اتوار بتاریخ ۱۶/۸/۸۷ھ

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب کہ قول مختار ماخوذ یہی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری تابعی ہیں تو اس کی بھی گنجائش نہیں رہی کہ اس عبدالرحمٰن کو جس کا تذکرہ الملفوظ حصہ دوم ص۴۲ پر ہے، عبدالرحمٰن بن عبدالقاری فرض کرکے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر تبرا بازی کریں کہ صحابی کو کافر کہہ دیا۔

برسہا برس تک یہی شور مچاتے رہے کہ یہ صحابی ہیں صحابی کو کافر کہہ دیا۔ مگر جب صحابی ہونا ثابت نہ کرسکے تو اب جھینپ مٹانے کے لئے یہ کہتے ہیں۔ صحابی یا تابعی کو کافر کہہ دیا۔ کیا بتاؤں ؎

دکھاؤں عشق کی خودداریاں جگر میں بھی
جو ایک بات پر قائم غرور وناز رہے

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری، صحابی ہوں یا تابعی۔ یہ کسی طرح وہ عبدالرحمٰن ہرگز ہرگز نہیں۔ جسے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کافر کہا ہے اور جس کے کفری کارنامے الملفوظ میں یہاں مذکور ہیں۔

اولاً:۔ اس لئے کہ یہ واقعہ غزوہ ذات القرد کا ہے۔ جو ۶ھ محرم میں ہوا۔ اور یہ عبدالرحمٰن اسی واقعہ میں مقتول ہوا۔ اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کی ولادت ۹ھ میں ہوئی جو شخص ابھی دنیا میں نہیں آیا اس کی طرف وہ واقعات کیسے منسوب ہوسکتے ہیں۔ جو اس کی پیدائش سے تین سال پہلے رونما ہوئے۔

ثانیاً:۔ اس عبدالرحمٰن کو، صحابی یا تابعی کہنا اپنے دین و ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔ کیونکہ اس عبدالرحمٰن کے بارے میں جو واقعات وہیں مذکور ہیں ان سے ظاہر ہے کہ یہ بلاشبہہ خبیث ترین، کافر، اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عدو محارب تھا۔ الملفوظ میں جسے کافر کہا اس کے یہ کرتوت بھی وہیں مذکور ہیں۔

(۱) یہ عبدالرحمٰن اپنے ہمراہیوں کے ساتھ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آپڑا۔

(۲) سرکار کے چرواہے کو قتل کیا۔

(۳) سرکاری اونٹ لے گیا۔

(۴) سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، اس کا اور اس کے ہمراہیوں کا تعاقب کیا۔ انھیں قتل کیا ان کا سامان چھینا۔

(۵) اس عبدالرحمٰن سے، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلے بھی کبھی آمنا سامنا ہوچکا تھا۔

(۶) اس عبدالرحمٰن کو ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا۔

ہر دیندار غور کرلے۔ کیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں

کو لوٹنے والا صحابی یا تابعی ہوگا ؟

کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنگ کرنے والا صحابی یا تابعی ہوگا۔ ؟

کیا حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی صحابی یا تابعی کا تعاقب کیا ؟ کسی صحابی یا تابعی کے سامان کو چھینا۔ ؟

کیا حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی صحابی یا تابعی کو قتل کیا ؟

ذرا سی عقل و دین رکھنے والا کبھی بھی یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ یہ شخص صحابی یا تابعی ہو سکتا ہے۔ سب کا یہی فیصلہ ہوگا کہ یہ عبد الرحمٰن ضرور بالضرور۔ اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت ترین دشمن اور بدترین کافر ہے۔ یہی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے لکھا ہے۔ مگر تمام دیوبندی برادری اور ان کے امام وقت مہتمم دیوبند بھی۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی عداوت کے جوش میں اندھے ہو کر اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایسے خبیث ترین دشمن کو صحابی یا تابعی کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر ڈاکہ ڈالنے والا بھی صحابی یا تابعی ہے ؟ سرکاری چرواہے کو قتل کرنے والا بھی صحابی یا تابعی ہے ؟ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس سے جہاد فرمائیں وہ بھی صحابی یا تابعی ہے ؟

صحابۂ کرام حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں جسے قتل کریں جس کے اموال کو غنیمت بنائیں وہ بھی صحابی یا تابعی ہے ؟

اگر ایسا بدترین کافر بھی صحابی یا تابعی ہے تو وہ دن دور نہیں جب کہ دیوبندی امت ابو جہل، عتبہ، شیبہ، امیہ، ولید وغیرہم شیاطین کو بھی صحابی یا تابعی کہنے لگیں مگر دیوبندیوں سے اس قسم کی باتیں کیا مستبعد۔ جب کہ ان کے نزدیک اللہ عزوجل کو کاذب کہنے والا قطب الاقطاب ہے۔ شیطان لعین کے ناپاک علم کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک سے زیادہ ماننے والا ان کے دھرم میں غوث اعظم ہے ختم نبوت کا منکر ان کے یہاں حجۃ الاسلام قاسم العلوم

والخیرات ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کو بچوں پاگلوں کے علم سے تشبیہ دینے والا ان کے اعتقاد میں حکیم الامت ہے تو پھر ان سے اس کی کیا شکایت کہ اللہ عزوجل اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن، ان سے لڑنے والے کو صحابی یا تابعی کہہ دیا۔

صرف نسبت کے بدلنے سے مسمیٰ نہیں بدلتا

عبد الرحمٰن کے نام کے ساتھ جو واقعات مفصل مذکور ہیں وہ قطعی طور پر اس کو متعین کر رہے ہیں کہ یہ ضرور بالضرور کافر تھا۔ اور یہ عبد الرحمٰن، عبد الرحمٰن بن عبد القاری ہرگز ہرگز نہیں۔ اگرچہ اس کافر عبد الرحمٰن کی نسبت بدل گئی ہے کہ فزاری کی جگہ قاری ہو گیا ہے۔ صرف نسبت کے بدلنے سے مسمیٰ نہیں بدلتا۔ فقہا نے تصریح کی ہے کسی نے نماز میں نیت کی کہ میں نے اس امام کی اقتدا کی جو محراب میں کھڑا ہے جس کا نام عبد اللہ ہے مگر حقیقت میں وہ جعفر تھا تو اقتدا، درست ہے۔ عالمگیری میں ہے۔

ولوکان المقتدی یری شخص الامام فقال اقتدیت بالامام الذی ھو قائم فی المحراب الذی ھو عبد اللہ ناذا ھو جعفر جاز۔

اگر مقتدی امام کو دیکھ رہا ہے اور یوں نیت کی میں نے اس امام کی اقتدا کی جو محراب میں کھڑا ہے جو عبد اللہ ہے حالانکہ وہ جعفر ہے تو بھی درست ہے۔

مقتدی نے امام کا نام بدل کر دیا مگر چونکہ وصف سے متعین ہے تو نام کی تبدیلی اثر انداز نہیں اور اقتدا، درست ہے اور یہاں الملفوظ میں نام صحیح ہے اوصاف صحیح ہیں۔ نام اور اوصاف اس کو اس طرح متعین کر رہے ہیں کہ ذرا بھی شبہہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ "یہ کون ہے" اور جو بھی ہے وہ ضرور کافر ہے پھر بھی نسبت میں غلطی ہو جانے سے جو نام میں غلطی سے بہت خفیف ہے محکوم علیہ کی تبدیلی کا حکم کرنا دسیسہ کاری فریب دہی نہیں تو اور کیا ہے ؟

دیوبندیوں کے نزدیک صحابہ کی تکفیر کرنے والا سنی مسلمان ہے

ہم اہل سنت کے نزدیک صحابہ یا تابعین کی تکفیر کرنے والا یقیناً اہلسنت وجماعت سے خارج رافضی یا خارجی ہے۔ مگر دیوبندیوں کے عقیدے میں صحابہ کو کافر کہنے والا سنی مسلمان ہے۔ اے دیوبندیو! یہاں فراری کی جگہ قاری ہوجانے سے اسے کھینچ تان کر دھاندلی کرکے صحابی یا تابعی کی تکفیر قرار دینے والو اپنے امام وپیشوا کا فتویٰ دیکھو۔

"جو شخص صحابہ کرام کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے۔ اور وہ اس کبیرہ کے سبب سنت وجماعت سے خارج نہ ہوگا" (فتاوی رشیدیہ ص۱۳۱)

رہ گیا ملعون ہونے کا سوال تو اسے اپنے دوسرے فتویٰ سے ختم کردیا۔ لکھتے ہیں۔

"جب تک کسی کا کفر پر مرنا محقق نہ ہوجائے اس پر لعنت کرنا نہیں چاہیے کہ اپنے اوپر عود لعنت کا اندیشہ ہے"۔ (ایضاً ص۲۹)

ہر ادنیٰ سی عقل رکھنے والے پر ظاہر ہے کہ صحابہ کی تکفیر کرنے والا جب اہلسنت وجماعت سے خارج نہیں یعنی سنی ہے تو ضرور مسلمان ہے اب مثلاً زید نے صحابہ کی تکفیر کی تو وہ سنی مسلمان ہی رہا اس پر اس فتویٰ کی رو سے لعنت نہیں کی جاسکتی اس لئے زید کو ملعون بھی نہیں کہا جاسکتا۔

"اس کی مزید تائید انہیں قبلہ کے دوسرے فتویٰ سے ہوتی ہے۔ جو شخص حضرات صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے"۔ (ایضاً ص۹۶)

تلبیس نمبر ۶ (الف)

مہتمم دیوبند نے اس نمبر میں، ہم اہل سنت پر یہ بہتان باندھا ہے کہ ہم قرآن کو محفوظ نہیں مانتے۔ لکھتے ہیں

روافض بھی تقریباً قرآن حکیم کے بارے میں، اسی قسم کی باتیں کرتے ہیں۔

"اعلیٰ حضرت بریلوی خود یہ فرماتے ہیں ان کے ملفوظ کے بعینہ الفاظ درج ذیل ہیں۔ قرآن عزیز کے الفاظ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ اگرچہ معانی ان الفاظ کے ساتھ ہیں لیکن ان معانی کا علم ہونا کیا ضرور نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ اور یہ ممکن ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو۔ (ملفوظ حصہ سوم ص۹۸)

تشریح قرآن کریم میں خطاب بلاواسطہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ہے آیات کے معنی نہ سمجھنا یا بھولنے کا امکان ماننا اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ موجودہ قرآن مکمل نہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ کیونکہ بعض آیتوں کا بھول جانا آپ کے لئے ممکن ہے اور معانی کا سمجھنا بھی ضروری نہیں ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی اس سے بڑی کوئی توہین ہوسکتی ہے۔؟

انتہی بلفظہ

مہتمم دیوبند نے الملفوظ کی اس عبارت کی بنا پر تین انتہائی سنگین الزامات اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر عائد کئے ہیں۔

(۱) اس سے لازم کہ قرآن محفوظ نہیں۔

(۲) اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی توہین ہے۔

(۳) اس میں قرآن کی بھی سب سے بڑی توہین ہے۔

مہتمم دیوبند نے یہ تینوں الزامات اس بنیاد پر عائد کئے ہیں کہ ان کے زعم میں الملفوظ کی اس عبارت میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے لکھ دیا گیا ہے کہ آپ نے آیات کے معنی نہیں سمجھے یا آپ کے لئے آیات کے معنی سمجھنا ضروری نہیں اور بعض آیات کا نسیان آپ سے ممکن مانا گیا ہے۔

مہتمم دیوبند کی بہتان طرازی

ذہن مفلوج روایت کی تھکن چہرے پر
ہائے کس شان سے محفل میں سخنور آئے

مجھے حیرت ہے کہ آخر بڑھاپے میں مہتمم صاحب کو ہو کیا گیا ہے۔ قبر میں پاؤں لٹکانے کے باوجود اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی عداوت میں ان کے خلاف ہزناکردنی کرگئے اور ہزناگفتنی کہہ گئے۔ الملفوظ کی عبارت خود مہتمم صاحب کی نقل کردہ پوری کی پوری آپ کے سامنے ہے۔ اس میں یہ تو ضرور ہے۔ ممکن ہے کہ بعض آیتوں کا نسیان ہوا ہو۔

مگر کہیں یہ نہیں کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ کہا گیا ہو کہ آپ نے آیات کے معنی نہیں سمجھے یا یہ کہا گیا ہو کہ آپ کے لئے آیات کے معنی سمجھنا ضروری نہیں۔

ہاں یہ ضرور لکھا ہے کہ نبی کلام الٰہی کے معنی سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہے ہر عاقل پر روشن کہ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس کی دلیل بھی ساتھ ہی بیان فرمادی ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ اسی آیت کا صریح مفہوم ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا یہ ارشاد۔

نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہے۔

قرآن مجید کا انکار کرنا اس کے متفق علیہ اجماعی معنی کا انکار کرکے تاویل کی بھول بھلیاں میں غائب کرنے کی کوشش مہتمم صاحب کے گھر کی پرانی ریت ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس آیت کی وہ تشریح جو خود ان کے سکنڈ پیر تھانوی صاحب نے کی ہے۔ نقل کردوں۔ اختصار بیان القرآن میں اسی آیت کے تحت ہے۔

"قرآن آپ کے سینے میں جمع کردینا یعنی یاد کرا دینا اور آپ کے لئے اس کی قرأت آسان کردینا اور اس کا صاف مطلب و مفہوم سمجھا دینا سب کچھ ہمارے ذمہ ہے"

اگر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے اس ارشاد "کہ نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کے محتاج ہیں یہ مطلب ہے کہ معاذ اللہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیات کے معانی نہیں سمجھا، یا سمجھنا ضروری نہیں تو پھر آپ کے مرشد برحق کے ارشاد کا بھی یہی مطلب ہوا۔ اب اگر ہمت ہے تو اپنے مرشد برحق کو بھی وہی جلی کٹی سنائیں جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو سنائی ہیں۔ تو ابھی آپ کے دھرم کرم کا سارا بھرم سب پر کھل جائے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے جو کچھ فرمایا وہ حق اور آیت کا مفہوم اور مہتمم دیوبند نے اس کی جو تشریح کی وہ سراسر افترا، بہتان کذب بحت اور یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ حدیث شریف میں آپ کی برادری کی یہی علامت بیان فرمائی ہے۔

اذا حدث کذب — جب بولے جھوٹ بولے۔

مہتمم دیوبند کا انکار قرآن

ہاں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے یہ ضرور فرمایا کہ ممکن ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو۔ لیکن اس پر اعتراض کرنا اپنے دین و ایمان سے ہاتھ دھونا ہے اور قرآن کریم کی نص صریح کا انکار ہے۔ قبلہ؟ ہم نے سنا ہے کہ بچپن میں آپنے قرآن مجید حفظ کیا تھا اور اب بھی اہل دول کی رضاجوئی کے لئے بمبئی وغیرہ تراویح سنانے جاتے ہیں۔ آپ کو پہلے ہی پارہ کی یہ آیت یاد نہیں۔

وَمَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا	ہم کسی آیت کے حکم کو موقوف کردیتے ہیں
نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَا اَوْ مِثْلِہَا	یا اس آیت ہی کو ذہنوں سے فراموش کردیتے
(البقرہ پ ۱)	ہیں تو اس آیت سے بہتر یا اس آیت کے

مثل لے آتے ہیں۔ (ترجمہ تھانوی)

اور آپ بھول گئے تو کسی پارہ عم پڑھنے والے بچے سے پوچھ لیجئے وہ آپ کو یہ آیت بتا دے گا۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ۔ اس قرآن کی نسبت ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم جتنا قرآن نازل کرتے جائیں گے آپ کو پڑھا دیا کریں گے۔ یعنی یاد کرا دیا کریں گے۔ پھر آپ اس میں سے کوئی جز نہیں بھولیں گے۔ مگر جس قدر بھلانا اللہ کو منظور ہو کہ نسخ کا ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ (ترجمہ تھانوی)

اسی کے حاشیہ پر ہے۔

"جب محفوظ رکھنا مصلحت ہوتا ہے محفوظ رکھتے ہیں جب بھلا دینا مصلحت ہوتا ہے۔ بھلا دیتے ہیں۔"

مہتم صاحب کے امام الطائفہ کے عم نسب، جد طریقت پدر شریعت حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر میں نُنْسِهَا کے تحت لکھتے ہیں۔

یعنی ما فراموش بکنانیم آن آیت را از خاطر پیغمبر و دیگر قاریاں — یعنی ہم وہ آیت پیغمبر اور دوسرے قاریوں کے دل سے بھلا دیتے ہیں۔

قاری صاحب! قرآن کو تاویل کی بھول بھلیاں میں پھنسانے کا راستہ آپ کے سکنڈ پیر اور استاذ الاساتذہ نے بند کر دیا۔ اب آپ ان دونوں آیات کو اور اپنے مرشد برحق ۲ کے ترجمے تفسیر کو سنبھل کر ہوش و حواس مجتمع کر کے پڑھئے اور اپنے شتر بے مہار قلم سے نکلے ہوئے جملوں کو یہاں بھی جوڑ کر بتائیے کہ آپ کا یہ فرمانا کہ۔

"آیات کے بھولنے کا امکان ماننا اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ موجودہ قرآن مکمل نہیں۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی اس سے بڑی توہین ہو سکتی ہے۔"

ان دونوں آیتوں کا انکار ہے یا نہیں ہے اور ضرور ہے تو بولئے تلبیس کے

بارے میں آپ نے جو کفری جال اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے لئے بچھایا تھا اس میں خود پھنسے کہ نہیں اگر حافظہ نباشد والی بات ہو تو ہم سے سنئے۔ آپ نے لکھا تھا۔

"قرآن حکیم میں کسی بات کا اثبات کیا گیا ہو۔ اس کی نفی کر دی جائے اور کسی چیز کی نفی ہو اس کا اثبات کر دیا جائے تو وہ کافر ہے بات بھی صحیح ہے۔ علماء حق کا عقیدہ بھی یہی ہے۔

"اللہ عزوجل"
دیوبند کے تکفیری راکٹ کا نشانہ

مہتم صاحب نے بعض آیات کا نسیان ممکن ماننے کو آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن کی سب سے بڑی توہین بتایا اور صریح نص قرآنی سے ثابت کیا کہ بعض آیات کا نسیان ممکن تو لازم کہ اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی توہین کی اور قرآن و آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کفر تو نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی تشریح کے بموجب معاذ اللہ اللہ عزوجل کافر ہے۔

شاہ عبدالعزیز اور تھانوی صاحبان اور خود مہتم دیوبند
اپنی کفری مشین گن کی زد پر

حضرت شاہ صاحب اور آپ کے سکنڈ مرشد تھانوی نے بھی یہی لکھا تو یہ دونوں بھی آپ کی تشریح کے بموجب توہین قرآن و رسالت کر کے کافر مرتد ہوئے۔

اور آپ خود ان دونوں کے اس مضمون پر مطلع ہوتے ہوئے ان کو امام و پیشوا مان کر کافر بقلم خود ہوئے

قرآن کریم کے کسی مضمون کو موجب کفر بتانا شدید تر کفر ہے اور آپ نے علیٰ رؤس الاشہاد ایک قرآنی مضمون کو مستلزم کفر بتایا تو یوں بھی آپ ڈبل کافر بقلم خود ہوئے۔

قاری صاحب اب موقع آگیا ہے اس شعر کے پڑھنے کا پڑھئے اور جھوم جھوم کر پڑھئے ؂

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اور ہم سے ایک عدد مزید سنئے ؂

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

کہاں ہیں پیشہ ور قصاصین و مناظرین جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر الزام لگاتے پھرتے ہیں کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہہ دیا۔ آئیں اور اپنے مہتمم صاحب کا اس بڑھاپے میں یہ دم خم دیکھیں کہ بیک جنبش قلم۔ معاذ اللہ معاذ اللہ امت تو امت رسول تو رسول اللہ عزوجل تک کو کافر بنا ڈالا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کفری انبار کو سر پہ لئے قارون کی طرح ایسے دھنسے کہ کبھی بھی ابھرنے کا امکان نہیں۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ	اس سے بڑا ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے
وَکَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَاءَہٗ	اور حق کو جھٹلائے جب اسکے پاس آئے۔

مہتمم دیوبند کے نزدیک تمام فرشتے جملہ انبیاء جمیع امت کافر ہیں

قرآن مجید کے حرف حرف نقطہ نقطہ پر تمام امت کا ایمان ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

ہم بعض آیتوں کو بھلا دیتے ہیں۔ جسے اللہ چاہے بھلا دے۔

مہتمم دیوبند کہتے ہیں کہ یہ آنحضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی توہین ہے۔ نیز یہ مستلزم کہ قرآن محفوظ نہ ہو اور تینوں باتیں کفر ہیں تو ثابت ہوگیا

کہ مہتمم دیوبند کے نزدیک آیۃ کریمہ ننسہا اور آیۃ کریمہ سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰی اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ پر ایمان رکھنے والے تمام فرشتے جملہ انبیاء حتیٰ کہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم و جمیع امت نہ صرف ایک بلکہ تین تین کفر کے مرتکب ہیں۔

اور اگر ان تینوں کفروں سے بچنے کے لئے ان دونوں آیتوں کا انکار کریں تو قرآن کریم کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر۔ غرض کہ مہتمم دیوبند کی اس تشریح کے بموجب تمام فرشتے جمیع انبیاء جملہ امت کسی طرح کفر سے بچ نہیں سکتے۔

ناظرین فیصلہ کریں ایسا شقی انسان جس کے بدمست شرابی کی طرح بہکے ہوئے قلم نے اتنا بڑا ستم ڈھایا ہو وہ صرف کلمہ پڑھنے داڑھی بڑھانے اور کسی عربی مدرسے کے لئے لاکھوں چندہ کر لینے کی وجہ سے فقط حافظ قاری مولوی کہلانے کی وجہ سے مسلمان ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز ہرگز نہیں۔

قرآن کریم کے محفوظ ہونے کی بحث

اولاً:۔ مہتمم صاحب۔ جب آپ بھی قرآن کریم پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں تو چونکہ قرآن کریم میں "نُنْسِہَا" فَلَا تَنْسٰی اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ موجود ہے اور آپ اسے قرآن کے محفوظ ہونے کے منافی جانتے ہیں تو آپ کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس گتھی کو سلجھائیں اور نہیں تو اپنے چھوٹے پیر صاحب تھانوی اور استاذ الاساتذہ حضرت شاہ صاحب کے لکھے ہوئے کو تو ضرور حق مانتے ہوں گے اس طرح بھی آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس تنافی کا حل بتائیں۔

ثانیاً:۔ جہاں تک مہتمم دیوبند کی اس شرمناک گمراہ گردی کی قلعی کھولنے کا معاملہ تھا وہ مکمل ہو گیا مگر ناظرین کے خلجان کو دفع کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اصل مسئلہ کو منقح کر دیا جائے۔ بغور ملاحظہ کریں۔

ا ـــــ قرآن کریم نے جہاں اگلی کتابوں کو منسوخ فرما دیا ہے وہاں

خود قرآن کریم کی بعض آیتوں نے بعض کو بھی منسوخ فرمایا ہے اس کی تین صورتیں ہیں۔

اول :۔ تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوں۔

دوئم :۔ صرف تلاوت منسوخ ہو۔ حکم باقی ہو۔ جیسے آیۂ رجم۔

سوئم :۔ صرف حکم منسوخ ہو۔ تلاوت باقی ہو جیسے "لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْن"۔

مرقاۃ وشرح مشکوٰۃ میں ہے۔

والمنسوخ انواع منها التلاوة والحكم معا وهو ما نسخ من القران في حياة الرسول صلى الله عليه وسلم بالانساء حتى روى ان سورة الاحزاب كانت تعدل سورة البقرة منها الحكم دون التلاوة كقوله تعالى لكم دينكم ولى دين ومنها التلاوة دون الحكم كاية الرجم صـ۲۱۵ ج۔۱

منسوخ کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوں۔ یہ قرآن کا وہ حصہ ہے جو رسول کی حیات ظاہری میں بھلا کر منسوخ کیا گیا یہاں تک کہ مروی ہے کہ سورۂ احزاب سورۂ بقرہ کے برابر تھی۔ ایک یہ کہ حکم منسوخ ہو تلاوت باقی ہو۔ جیسے لکم دینکم ولی دین ایک یہ کہ تلاوت منسوخ ہو نہ حکم۔ جیسے آیت رجم۔

ان تینوں قسم کے نسخ کو سورۂ بقرہ کی آیۂ کریمہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَا میں بیان کیا گیا ہے انساء۔ نسخ ہی کی ایک قسم ہے۔ جیسا کہ تھانوی صاحب کا قول اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ ملا احمد جیون قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

فيكون المراد من قوله ننسخ منسوخ احدهما فقط ومن قوله اوننسها منسوخ التلاوة والحكم جميعا وانما اعادها مع دخوله في المنسوخ اظهارا لكماله حيث في النسخ لا يبقى منه اثر لا في اللفظ ولا في المعنى

پس ننسخ سے مراد صرف منسوخ التلاوۃ یا صرف منسوخ الحکم ہے۔ اوننسہا سے منسوخ الحکم والتلاوۃ مراد ہے۔ باوجودیکہ یہ منسوخ میں داخل ہے اس کا اعادہ اس کے کمال نسخ کو ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ اس کا کوئی نشان باقی نہیں نہ لفظ میں نہ معنی میں۔

(تفسیرات احمدیہ صـ۱۹)

حضرت ملا علی قاری اور ملا احمد جیون دونوں اس پر متفق ہیں کہ ننسہا سے مراد وہ آیات ہیں جن کی تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہیں جیسے سورۂ احزاب کے بارے میں گزر چکا کہ وہ سورۃ بقرۃ کے برابر تھی اور سورۂ طلاق کے بارے میں بھی وارد ہے کہ یہ سورۂ بقرۃ سے بھی بڑی تھی۔

تفاسیر اور احادیث سے اور بھی منسوخ التلاوۃ والحکم کا پتہ چلتا ہے تفسیر ابن کثیر میں ہے۔

عن قتادة في قوله ما ننسخ من اية او ننسها قال كان عزوجل ينسي نبيه صلى الله عليه وسلم ما يشاء وينسخ ما يشاء عن الحسن انه قال في قوله اوننسها ان نبيكم صلى الله عليه وسلم قرء قرانا ثم نسيه ۔ عن ابن عباس انه قال كان ينزل على النبي صلى الله عليه وسلم الوحي بالليل وينسها بالنهار فانزل الله ما ننسخ من اية اوننسها نات بخير منها اومثلها (صـ۱۵ ج۔۱)

قتادہ سے آیۂ کریمہ ما ننسخ الآیۃ کی تفسیر میں مروی ہے۔ اللہ عزوجل اپنے نبی کو جو چاہتا بھلا دیتا۔ جو چاہتا منسوخ فرما دیتا۔ حسن بصری سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ قرآن پڑھا پھر اسے بھول گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رات میں وحی نازل ہوتی اور دن میں بھول جاتے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

بیہقی شریف میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری رات میں تہجد کے لئے اٹھے سورہ فاتحہ کے بعد جو صورت ہمیشہ تلاوت کیا کرتے تھے اس کو پڑھنا چاہا لیکن وہ بالکل یاد نہ آئی صبح کو دوسرے صحابی سے ذکر کیا انھوں نے بتایا کہ میرا بھی یہی حال ہے۔ دونوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ آج شب میں وہ صورت اٹھالی گئی اس کا حکم اور تلاوت دونوں منسوخ ہو گیا۔ جن کاغذوں پر لکھی تھی ان پر نقش

تک باقی نہیں۔

۳ـــــ مع ہذا بعض حضرات کو بعض منسوخ التلاوۃ والحکم آیات کے الفاظ یاد بھی تھے۔ جیسے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت تھی عشر رضعات یحرمن اس کے حکم اور تلاوت دونوں منسوخ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ منسوخ التلاوۃ والحکم کی دو قسمیں ہیں۔ بعض ذہنوں میں محفوظ رہیں بعض بالکل محو ہوگئیں۔

۴ـــــ مذکورہ بالا تشریحات سے ثابت ہوگیا کہ قرآن منزل من اللہ کا ایک حصہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام امت کے ذہنوں سے اس طرح اٹھا لیا گیا کہ وہ کسی کو بالکل یاد نہ رہا۔ حتیٰ کہ جن کاغذوں پر لکھا تھا ان پر نقش تک باقی نہ رہا۔ قرآن کریم کا یہ حصہ موجودہ مصحف میں مابین الدفتین موجود نہیں اس لئے اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ کا یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں کہ جتنا قرآن مجید نازل ہوا تھا وہ سب کا سب اس مصحف میں مابین الدفتین محفوظ ہے اور رہے گا۔ اس کا ادعا کرنا خود قرآن کریم اور احادیث کو جھٹلانا ہے۔

قرآن کے محفوظ ہونے کا مطلب

اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ سے مراد یہ ہے کہ نسخ تلاوت اور انساء کے بعد جو کچھ بچا جس کی تحدید اور ترتیب حسب الارشاد ربانی خود آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں ہی فرما دی تھی۔ جو مختلف اشیا پر مکتوب اور آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے سینوں میں محفوظ تھا۔ جسے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے ایک صحیفہ میں جمع کیا گیا اور جس کی کثیر نقلیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلاد اسلامیہ میں بھجوائیں جو عہد صدیق سے لے کر آج تک مصحف میں مابین الدفتین موجود ہے۔ وہ پورا پورا محفوظ ہے اور محفوظ رہے گا۔ اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل ترمیم و تنسیخ۔ ازدیاد و نقص تقدم

و تاخر راہ نہیں پا سکتا۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں حسب منشاء ربانی بعض آیتوں کے نسیان کو، قرآن کے محفوظ ہونے کے منافی سمجھنا اپنی دیانت اپنے دین سے ہاتھ دھونا ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک قرآن، کلامِ الٰہی نہیں

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

مہتمم دیوبند نے بیان الملفوظ پر تو بڑے شد و مد سے اعتراض کر دیا مگر انھیں اپنے گھر کی خبر نہیں۔ ان کے امام الطائفہ لکھتے ہیں۔

"اس کے دربار میں ان کا تو حال یہ ہے کہ جب وہ کچھ فرماتا ہے۔ یہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔ اور رعب و دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں۔ سوائے آمنا صدقنا کے کچھ نہیں کر سکتے۔"

(تقویۃ الایمان ص۲۴ دیوبند)

قبلہ بولئے! جب آپ کے امام الطائفہ کا یہ خیال ہے کہ انبیاء کرام، ارشاد ربانی صادر ہوتے ہی بے حواس ہو جاتے ہیں اور سننا حواس ہی کا کام ہے تو اس کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ انبیاء کرام نے کچھ سنا ہی نہیں اور جب سنا ہی نہیں تو آپس میں تحقیق سے کیا حاصل اور جو حاصل ہوا وہ آپس کی بات چیت کا مجموعہ ہوا۔ کلام ربانی کہاں ہوا؟

بولئے آپ کا اپنے امام کے بارے میں کیا حکم ہے؟

دیوبندیوں کے نزدیک موجودہ قرآن کا محفوظ نہ رہنا ممکن ہے

الملفوظ کی اس عبارت پر جو قرآن و احادیث کا مفہوم ہے تقریباً مہتمم دیوبند نے آسمان سر پر اٹھا لیا اور اپنے امام کو کچھ نہیں کہا جنہوں نے موجودہ قرآن کی بعض آیتوں کا بالکلیہ نسیاً منسیا ہو جانا بلکہ سب ممکن کہہ دیا۔ ناظرین دیکھیں رسالہ یکروزی میں مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

بعد اخبار ممکن ہست کہ ایشان را فراموش گردانیدہ شود. پس قول بامکان مثل، اصلاً منجر بتکذیب نصے از نصوص نگردد و سلب قرآن بعد انزال ممکن است۔ (ص ۱۴۴)	ممکن ہے کہ یہ آیت (وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ) لوگوں کو بھلا دی جائے تو اب یہ کہنا کہ حضور جیسا دوسرا ممکن ہے کسی نص کو جھوٹا کہنے کا موجب نہ ہوگا اور اتارنے کے بعد سلب قرآن ممکن ہے۔

علمائے اہل سنت نے فرمایا تھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام صفات کمالیہ میں آپ کا شریک و ہمسر ہونا محال ہے کیونکہ حضور خاتم النبیین ہیں لہذا اگر حضور کا مثل ممکن ہو تو لازم آئے گا کہ یہ آیۃ کریمہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ جھوٹ اور اللہ عزوجل جھوٹا ہو۔ العیاذ باللہ

اس کے جواب میں دہلوی صاحب نے مذکورہ بالا عبارت لکھی ہے کہ ممکن ہے کہ یہ آیت دلوں سے بھلا دی جائے سلب قرآن ممکن ہے جب آیت کسی کو یاد ہی نہ رہے گی تو کیسے جھوٹ کہیں گے اور اللہ عزوجل کو جھوٹا کہیں گے۔ نیز یہ بھی لازم ہے کہ مصحف شریف سے اس آیت کے نقوش بھی مٹا دیے جائیں ورنہ لوگ اس میں دیکھ کر یاد کر لیں گے۔

ناظرین انصاف کریں۔ یہ آیۃ کریمہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ مصحف شریف میں ما بین الدفتین موجود ہے۔ اس کے تمامی

امت کے ذہنوں سے فراموش او مصحف شریف سے مٹانے کو ممکن کہا۔ یہ ضرور قرآن کے محفوظ ہونے کا انکار اور کفر ہے۔ مگر مہتمم دیوبند اور تمام دیوبندی ایمان بنائے ہوئے ہیں۔

ذرا ان دیوبندیوں کا اللہ عزوجل کے بارے میں ایمان تو ملاحظہ کریں۔ ان کے نزدیک واقعہ میں اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا کوئی عیب نہیں۔ بندوں کے ڈر سے نہیں بولتا اگر ایسی ترکیب نکل آئے کہ اسے کوئی جھوٹا کہہ نہ سکے تو کوئی حرج نہیں۔ غرض کہ سارا ڈر بندوں کے جھوٹا کہنے کا ہے بندوں کی ڈر کی وجہ سے جھوٹ نہیں بولتا۔ بندوں سے ڈرتا ہے، دبتا ہے، مغلوب ہے۔ بولئے قاری صاحب۔

یہ کون دھرم ہے۔؟

تلبیس نمبر ۶ جز ب

اسی نمبر میں ایک اور سوال مرتب کیا ہے۔ "کیا اعلیٰ حضرت بریلوی کا نہ ماننے والا دین حق سے پھرنے والا مرتد ہے؟ جواب میں تحریر ہے۔

"فرقہ رضاخانیت کے ماننے والوں کا یہی عقیدہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیے"

تم سے کیا وہ دین حق سے پھر گیا | جو پھرا تم سے تمہارا احمد رضا
دونوں عالم میں اسے کھٹکا نہیں | جو تمہارا ہو گیا احمد رضا

ہر جگہ تو مہتمم دیوبند نے حوالہ دیا ہے۔ صحیح یا غلط مگر یہاں کوئی حوالہ نہیں دیا کہ یہ اشعار کس کے ہیں کس نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے بارے میں لکھے ہیں اصولاً ضروری ہے کہ پہلے تصحیح نقل ہو لے پھر جواب دیا جائے۔ ہم پر حجت صرف معتمد علماء اہل سنت کے ہی ارشادات ہو سکتے ہیں۔ "ہر کہ ومہ عامی کا قول نہ حجت نہ اس کی تصحیح ہمارے ذمہ! اس لئے جواب کے درجہ میں بات یہیں ختم ہو گئی کہ جب حوالہ نہیں تو ہمارے ذمہ جواب ضروری نہیں جب مہتمم

دیوبندیہ بتائیں گے کہ یہ اشعار کس کے ہیں اور ہم یہ دیکھیں گے کہ وہ ہمارا معتمد عالم ہے تو جواب دینا لازم ہوگا۔

لیکن دیوبندیوں کی عادت ہے کہ وہ عاجز آنے کے بعد ڈوبنے والے کی طرح تنکے کا سہارا لیتے ہیں اگر ان اشعار پر کچھ نہ لکھا جائے تو سارے رد کو بھول جائیں گے اور یہی شور مچائیں گے کہ دیکھو اس کا جواب نہیں ہوا اس لئے کچھ نہ کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ ایک سچے نائب رسول اپنے وقت کے مجدد اسلام وسنت کی نشر واشاعت حمایت ونصرت فرمانے والے بدمذہبی بے دینی کفر و ضلالت، بدعت وشیطنت کی بیخ کنی کرنے والے تھے جن کے فضل وکمال کی شہادت علماء حرمین طیبین عرب وعجم نے ان الفاظ میں دی ہے۔

"علامۂ کامل استاذ ماہر جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی طرف سے جہاد وجدال کرتا ہے۔ معرفت کا آفتاب جو ٹھیک دوپہر کو چمکتا ہے۔ فضائل کا دریا علماء اور عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک امام پیشوا، روشن ستارہ، وہابیہ کی گردن پر تیغ براں، زمانے کی برکت ہمارا سردار ہمارا پیشوا، ہمارا مولا، عالم باعمل، یکتائے زمانہ، وہ کیوں نہ ایسے ہوں کہ علماء مکہ اس کے لئے ان فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا تو علماء مکہ اس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے۔"

بلکہ میں کہتا ہوں اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو بلاشبہ حق وصحیح ہے۔ دین کے اصول وفروع میں ان کی تصانیف متکاثر ان کی بعض تصانیف کے مطالعہ سے مشرف ہوا تھا جن کے نور سے حق روشن ہوا تو ان کی محبت میرے دل میں جم گئی میں نے وہ کمال ان میں دیکھے جو بیان طاقت سے باہر ہے۔ علم کا کوہ بلند نور کا ستون معرفتوں کا دریا ایسے علموں والے جن سے فساد بند کئے

گئے، علم کلام وفقہ وفرائض پر غلبہ کے ساتھ حاوی۔ توفیق الٰہی سے مستحبات وسنن وواجبات فرائض پر محافظت والا۔ ان فتنوں کے زمانے میں دین کو زندہ کرنے والا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث علماء مشاہیر کا سردار معزز فاضلوں کا مایۂ افتخار۔ دین اسلام کی سعادت، ہر کام میں پسندیدہ، صاحب عدل عالم باعمل، آفتاب سعادت، دائرۂ علوم کا مرکز، مسلمانوں کا یاور، ہدایت یافتہ لوگوں کا نگہبان، حجتوں کی تیغ براں، بے دینوں کی زبان کو کاٹنے والا، ایمان کے روشن ستون کو بلند کرنے والا، شریعتِ روشن کا حامی، میری سند، اللہ کا خاص بندہ۔ مخالفین دین کا دفع کرنے والا، عالمان باعمل کا معتمد، فاضلان راسخین کا خلاصہ سب مسلمانوں کو ان کی زندگی سے بہرہ مند فرمائے۔ اور مجھے ان کی روش نصیب کرے۔ ان کی روش سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روش ہے جو اللہ کی رسی مضبوط تھامے ہے۔ دین وشریعت کے روشن ستون کا نگہبان۔ جس کا شکر پورا ادا کرنے سے زبان بلاغت قاصر ہے۔ دریائے ذخار۔ حق ودین کی مدد کرنے اور بے دینوں کی گردنیں قطع کرنے پر قائم۔ ستودہ، پرہیزگار، ستھرا افاضل۔ کامل پچھلوں کا معتمد۔ اگلوں کے قدم بہ قدم، فخر اکابر، اللہ اس کے امثال کثیر کرے اور مسلمانوں کو اس کی درازیٔ عمر سے نفع بخشے۔ جن کا اللہ ورسول جل جلالہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک بڑا اقتدار ہے۔ اللہ کا پسندیدہ بندہ جسے اس نے خدمت شریعت کی توفیق بخشی۔ دقیقہ رس عقل دے کر اس کی مدد کی کہ جب کبھی شبہہ کی رات اندھیری ڈالے وہ اپنے آسمان علم سے ایک چودہویں رات کا چاند چمکاتا ہے۔ تمام عالم کے لئے برکت اگلے کریموں کا بقیہ ویادگار، دنیا سے بے رغبت امام کامل، عابد محبوب مقبول۔ پسندیدہ جس کی باتیں اور کام سب ستودہ، ان حافظانِ شریعت

اعلیٰ درجہ کے کامل علماء پرکھنے والوں میں سب سے زیادہ عظمت والا کثیر العلم دریائے عظیم الفہم، مرشد محقق، اللہ عزوجل کی پاکیزہ عطاؤں والا، فائدہ لینے والوں کا معتمد، مشکلات علوم کا کشادہ کرنے والا۔"

(حسام الحرمین وغیرہ)

ان ارشادات کی روشنی میں یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اسلام وسنت کے حامی وناصر بلکہ محی تھے اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے وہی پھرے گا جسے اسلام ومذہب اہل سنت سے بیر ہوگا۔ عداوت ہوگی۔ اور اس سے کسے انکار کہ جس دل میں اسلام ومذہب اہل سنت وجماعت سے نفرت وعداوت ہوگی۔ وہ ضرور دین حق سے پھرا ہوا ہے۔ مگر مہتمم دیوبند کو اس پر اعتراض کا حق کیا ہے۔ جب کہ ان کے پیران پیر خود اپنے منہ میاں مٹھو بن کر یہ اعلان کرچکے ہیں۔

"سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اس زمانہ میں ہدایت ونجات میرے اتباع پر موقوف ہے۔

(تذکرۃ الرشید ص۱۷ ج ۲)

اور جب کہ مہتمم دیوبند کے پیر شیخ الہند محمود الحسن صاحب گنگوہی جی کے بارے میں لکھ چکے ہیں ؎

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے آقا مرے مولا تھے حقانی سے حقانی

ہدایت جس نے ڈھونڈھی دوسری جاگہہ ہوا گمراہ
وہ میزاب ہدایت تھے کہوں کیا نص قرآنی

زمانے نے دیا اسلام کو داغ اسکی فرقت کا
کہ تھا داغ غلامی جس کا تمغائے مسلمانی

ناظرین نوٹ کریں۔ کیا کیا دعوے ہیں حق منحصر ہے گنگوہی کی زبان سے نکلنے میں ہدایت اور نجات موقوف ہے گنگوہی کی اتباع پر جدھر گنگوہی مڑتے حق ادھر ہی گھومتا ہے گنگوہی کے علاوہ دوسری جگہ، ہدایت ڈھونڈنے

والا گمراہ ہے، خواہ وہ جگہ کوئی ہو مسلمان وہی ہے۔ جو گنگوہی کی غلامی سے داغدار ہو جو اس داغ سے پاک ہے وہ مسلمان نہیں۔ بولو مہتمم صاحب کیا ارشاد ہے

اسی طرح دوسرے شعر پر طنز بھی مہتمم دیوبند کی علت روحانی کے ماسوا اور کچھ نہیں۔ چونکہ ان کا یہ عقیدہ ہے۔ تمام اولیاء انبیاء ذرہ ناچیز سے کمتر اور ہمارے برابر عاجز ونادان چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ اس لئے محبوبان بارگاہ کی مدح انہیں نہیں بھاتی۔

سنو! اپنے اعتقاد کو اپنے گھر رکھو ہم اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے حضرت امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ اپنی مشہور ومعروف کتاب "میزان الشریعۃ الکبریٰ" میں فرماتے ہیں۔

واذا کان مشائخ الصوفیۃ یلاحظون اتباعھم ومریدیھم فی جمیع الاحوال والشدائد فی الدنیا والاٰخر فکیف بائمۃ المذاھب	جب مشائخ صوفیہ ہر مصیبت وسختی کے وقت اپنے متبعین ومریدین کا دنیا اور آخرت میں خیال رکھتے ہیں تو ائمہ مذاہب کا کیا کہنا۔

نیز یہی امام اپنی دوسری کتاب "لوائح الانوار القدسیۃ" میں فرماتے ہیں۔

کل من کان متعلقاً بنبیٍ ورسول او ولی فلابد ان یحضرہ ویاخذ بیدہ فی الشدائد	جو کسی نبی یا رسول یا ولی سے متعلق ہوگا ضرور وہ نبی رسول ولی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور اس کی دستگیری فرمائیں گے۔

تقویۃ الایمانی فتویٰ سے سارے دیوبندی مشرک

لیکن آپ اپنے گھر کی خبر لیجئے۔ ایک طرف تو تقویۃ الایمان میں یہ ہے۔

"مارنا، جلانا، روزی کی کشائش اور تنگی کرنی، اور تندرست اور بیمار کردینا، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب

اللہ ہی کی شان ہے اور انبیاء اولیاء بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اس سے مرادیں مانگیں مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر خواہ وہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہے۔"

(تقویۃ الایمان ملخصاً ص۹ م دیوبند)

اور دوسری طرف آپ کے پیر نمبر ایک گنگوہی جی کے مرنے پر یوں نوحہ خواں ہیں ؎

حوائج دین ودنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
اٹھا وہ قبلۂ حاجات روحانی وجسمانی

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولا مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

اور کہیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چیلنج کر رہے ہیں۔

؎ مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

اور سنئے یہی انہیں گنگوہی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

؎ نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا ۔ ۔ ۔ !
ان کا جو حکم تھا تھا سیف قضا مبرم

اب بولئے تقویۃ الایمانی فتویٰ کی رو سے آپ کے پیر صاحب اور پیران پیر دونوں اور آپ خود مشرک ہوئے کہ نہیں ؟

تلبیس نمبر ۷

اس نمبر میں حضرت قاری صاحب نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر دو الزامات

لگائے ہیں۔ (۱) انبیاء کو مغلوب مانا (۲) قرآن کا انکار کیا۔ اول و دوم کے ثبوت میں رقم طراز ہیں۔

"اعلیٰ حضرت بریلوی کے ملفوظ حصہ چہارم ص۲ کو ملاحظہ فرمائیے۔ جس سے اندازہ ہوگا کہ انبیاء کو مغلوب مانا۔ رسولوں کی شہادت کا انکار کیا۔ جس سے قرآن کی کتنی آیتوں کا انکار صریح لازم آیا۔"

ناظرین کی تقریب فہم کے لئے ضروری ہے کہ الملفوظ شریف کی اس موقع کی پوری عبارت نقل کردی جائے۔

عرض :- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ تو بعض انبیاء شہید کیوں ہوئے۔

ارشاد :- "رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا انبیاء البتہ شہید کئے گئے۔ رسول کوئی شہید نہ ہوا"

جامۂ احرام زاہد پر نہ جا تھا حرم میں لیک نامحرم رہا

الملفوظ کے اس سوال وجواب کو ناظرین غور سے پڑھیں اور دیوبندی جماعت کے اپنے وقت کے امام کی فہم وفراست کی داد دیں۔ دیکھیں عبارت میں انبیاء کرام کے مغلوب ہونے کا دور دور تک شائبہ بھی نہیں کوئی اشارہ و کنایہ انبیاء کی مغلوبی کا نہیں مگر قاری صاحب نے یہ الزام بھی جڑ دیا! اگر اس عبارت سے کسی طرح انبیاء کی مغلوبی مترشح ہوتی تھی تو اسے ظاہر کرنا ضروری تھا۔ مگر یہ تو قاری صاحب کی جبلت ہے کہ الزام لگانے میں شیر ہیں۔ اور ثبوت میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ! ورنہ بات بالکل صاف ہے۔ سائل کا گمان یہ تھا کہ شہادت مغلوب ہونا ہے اور شہادت غلبہ کے منافی ہے۔ اسے اس گمان پر یہ شبہہ ہوا کہ انبیاء کرام کا مغلوب ہونا آیۃ مذکورہ کے معارض ہے اسلئے اس نے یہ عرض کیا۔

جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اور مرے رسول غالب ہوں گے تو بعض

انبیار کیوں شہید ہوئے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے جواب وہ ارشاد فرمایا کہ سرے سے اس آیۂ کریمہ پر شبہہ ہی وارد نہ ہو۔ فرمایا۔ رسولوں میں کون شہید ہوا۔ رسول کوئی شہید نہ ہوا۔ اور آیت میں رسول کے غالب آنے کو فرمایا ہے تو اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ شہادت مغلوب ہونا ہے اور شہادت غلبہ کے منافی ہے تو بھی کسی شبہہ کی گنجائش نہیں اس لئے کہ اس آیت میں رسولوں کے غلبہ کو فرمایا گیا۔ اور رسول کوئی شہید ہی نہیں ہوا۔ لہٰذا کوئی معارضہ نہیں۔

شہادتِ رُسل کی بحث

قاری صاحب دوسرے الزام کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

"حالانکہ قرآن شریف میں متعدد آیتیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی شہادت کا ذکر کیا ہے۔ وہ آیتیں یہ ہیں دیکھو سورہ بقرہ رکوع ۱۱۔ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ۔

دوسری آیت دیکھو۔ سورہ آل عمران رکوع ۱۹۔

قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِىْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِىْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

تیسری آیت دیکھو۔ سورہ مائدہ رکوع ۱۰

كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُهُمْ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے اس ارشاد "رسول کوئی شہید نہیں ہوا" کے معارض ان آیات کو بتانا۔ عوام کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے خلاف اکسانے کی ایک بہت ہی دقیق چال کے سوا اور کچھ نہیں۔

درس نظامی کا طالب علم بھی جانتا ہے کہ یہاں قاری صاحب اور ان

کی برادری کیا مغالطہ دینا چاہتی ہے ؎

بہت باریک ہیں واعظ کی چالیں
لرز جاتا ہے آوازِ اذان پر

اصل جواب سمجھنے کے لئے چند مقدمات ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔ ناظرین پوری توجہ سے سنیں۔

مقدمہ اولیٰ:۔ نبی اور رسول اصطلاح شرع میں دو مختلف معانی کے لئے خاص ہیں۔

نبی:۔ وہ انسان ہے جس کی جانب وحی کی جائے۔ عام اس سے کہ وہ صاحب شریعت جدیدہ ہو یا نہ ہو۔

رسول:۔ وہ نبی ہے جو صاحب شریعت جدیدہ ہو۔ اس تعریف کی بنا پر نبی عام ہے اور رسول خاص ہیں۔ ہر رسول نبی ہے مگر ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں جیسے حضرت شعیا، زکریا، یحییٰ علیہم الصلوٰۃ والتسلیم۔ قاضی بیضاوی آیت کریمہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِىٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِىْٓ اُمْنِيَّتِهٖ الآیۃ کے تحت فرماتے ہیں۔

الرسول من بعثه الله بشريعة مجددة يدعو الناس اليها والنبي يعمه ومن بعثه لتقرير شرع سابق كانبياء بني اسرائيل الذين كانوا بين موسىٰ وعيسىٰ عليهما السلام ولذالك شبه النبي صلى الله عليه وسلم علماء امته بهم النبي اعم من الرسول ويدل عليه انه عليه الصلوٰة والسلام سئل عن الانبياء فقال مائة واربعة وعشرون

رسول وہ ہے جسے اللہ عزوجل نے شریعت جدیدہ کے ساتھ بھیجا ہو کہ لوگوں کو اس طرف دعوت دے اور نبی عام ہے اس سے کہ وہ صاحب شریعت جدیدہ ہو یا شریعت سابقہ کی استواری کے لئے بھیجا گیا ہو جیسے وہ انبیار بنی اسرائیل جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے مابین آئے اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے علمار کو انکے

الفاقیل فکو الرسل منهم قال ثلث مائة وثلثة عشر جماً غفیراً
(بیضاوی ص۲۷ج ۲)

ساتھ تشبیہ دی۔ نبی رسول سے عام ہے اس پر یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ انبیا کتنے ہیں۔ فرمایا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار عرض کیا گیا ان میں رسول کتنے ہیں۔ فرمایا تین سو تیرہ جم غفیر۔

نبی و رسول کے مابین یہی فرق اور انکی یہی تعریف تھانوی صاحب نے بھی کی ہے۔ دیکھئے اختصار شدہ بیان القرآن سورہ مریم زیر آیت کریمہ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝

رسول وہ ہے جو مخاطبین کو شریعت جدیدہ پہنچائے۔

نبی وہ ہے۔ جو صاحب وحی ہو۔ خواہ شریعت جدیدہ کی تبلیغ کرے یا شریعت قدیمہ کی۔

مقدمہ ثانیہ :۔ نبی اور رسول ان معنوں میں قرآن کریم کی متعدد آیتوں میں وارد ہے۔ سورہ مریم شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے

۱۔ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا۔ بلاشبہ وہ مخلص اور رسول نبی تھے۔

اسی میں حضرت اسمٰعیل کے بارے میں ارشاد ہے۔

۲۔ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا یقیناً وہ وعدے کے سچے اور نبی رسول تھے۔ مدارک میں اسی کے تحت ہے۔

الرسول الذی معہ کتاب من الانبیاء والنبی الذی ینبئ عن اللہ عز وجل وان لم یکن معہ کتاب کیوشع

رسول وہ نبی ہے جس کے ساتھ کتاب ہو اور نبی وہ ہے جو اللہ عز وجل کے بارے میں خبر دے۔ اگرچہ اس کے ساتھ کتاب نہ ہو جیسے یوشع۔ (علیہ السلام)

(۳)۔ سورہ حج کی آیۃ مذکورہ :۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّا الاٰیۃ :۔

ان تینوں آیتوں میں رسول اور نبی کے معنیٰ مذکور مراد ہیں۔

مقدمہ ثالثہ :۔ مگر دوسری متعدد آیتوں میں رسول بمعنیٰ نبی وارد ہے۔ مثلاً

(۱) كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ

سب اللہ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اسکے رسولوں پر ایمان لائے۔

(۲) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ

اور بیشک ہم نے تم سے پہلے بہت سے رسول بھیجے ان میں سے بعض کے حالات تم سے بیان فرمائے بعض کے نہیں۔

اس کے تحت صاوی میں ہے۔

قولہ رسلا المراد بهم ما یشمل الانبیاء

یہاں رسلاً کا وہ معنی مراد ہے جو انبیاء کو بھی شامل ہے۔

ان دونوں آیتوں میں رسل سے مراد انبیاء ہیں خواہ صاحب شریعت جدیدہ ہوں خواہ نہ ہوں۔ ان کے علاوہ اور کثیر آیتوں میں رسول سے نبی ہی مراد ہیں۔

مقدمہ رابعہ :۔ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے مابین کوئی نبی صاحب شریعت جدیدہ مبعوث نہیں ہوا اور اس درمیان جتنے انبیاء کرام تشریف لائے سب کے سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پابند تھے۔ اخیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت جدیدہ لے کر تشریف لائے اور شریعت موسویہ کو منسوخ فرمایا ابھی تفسیر بیضاوی کی عبارت گزری۔

کانبیاء بنی اسرائیل الذین

جیسے وہ انبیاء بنی اسرائیل جو حضرت

كانوا بين موسیٰ وعيسیٰ عليهما السلام

(موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے مابین تھے (ان میں کوئی صاحب شریعتِ جدیدہ نہ تھا)

تفسیر کبیر میں ہے۔

روی ان بعد موسیٰ عليه السّلام الی ايام عيسیٰ كانت الرسل تتواتر ويظهر بعضهم فی اثر بعض والشريعة واحدة فانه صلوات الله عليه جاء بشريعة مجددة واستدلوا علی صحة ذالك بقوله تعالیٰ وقفينا من بعده بالرسل فانه يقتضی انهم علیٰ حد واحد فی الشريعة يتبع بعضهم بعضا (ص۲۱۲ ج۱)

روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسیٰ علیہ السلام تک پیغمبر متواتر آئے ایک کے بعد ایک آتا اور شریعت ایک تھی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جدید شریعت لائے اس کی صحت پر اللہ عزوجل کے اس ارشاد سے استدلال کیا گیا کہ فرمایا ہم نے ان کے بعد پے درپے پیغمبر بھیجے یہ ارشاد چاہتا ہے کہ وہ شریعت میں ایک ہی طریقہ پر تھے۔ بعض بعض کے متبع۔

صاوی میں ہے۔

المراد التبع فی العمل بالتوراة فكل الانبياء الذين بين موسیٰ وعيسیٰ يعملون بالتوراة بوحی من الله لا لاتقليداً الموسیٰ (ص۲۱ ج۱)

قفینا سے مراد توراۃ پر عمل میں تابع ہونا ہے حضرت موسیٰ و عیسیٰ کے مابین تمام انبیاء توراۃ پر عمل کرتے تھے منجانب اللہ وحی کی وجہ سے نہ موسیٰ علیہ السلام کی تقلید میں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ میں فرماتے ہیں۔

وہمہ ایشان بر شریعت حضرت موسیٰ گزشتند و مقصود از فرستادن ایشان جاری کردن احکام آں شریعت بود کہ بسبب تکاسل و تہاون بنی اسرائیل

اور تمام حضرات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے۔ ان کے بھیجنے سے مقصود اس شریعت کے احکام کا جاری کرنا تھا جو بنی اسرائیل کی سستی اور ڈھیلے پن کی وجہ سے

مندرس می شد و بسبب تحریفات علماء سوء ایشان متغیر و متبدل میگشت پس ایں رسولان در بنی اسرائیل مانند علماء ربانیین و مجددان دین ایں امت اند چنانچہ در حدیث شریف وارد شدکہ ان الله تعالیٰ يبعث لهذه الامة علی راس كل مائة من يجدد لها دينها۔

مٹ جاتے اور ان کے علماء سوء کی تحریفات سے بدل جاتے پس پیغمبر بنی اسرائیل میں اس امت کے علماء ربانیین اور دین کے مجددین کے مانند ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ "اللہ عزوجل اس امت کے لئے ہر صدی کے سرے پر اسے بھیجے گا جو ان کے لئے ان کے دین کی تجدید کرے گا"۔

مقدمہ خامسہ:۔ ان تینوں آیتوں میں جن انبیاء کرام کی شہادت کا تذکرہ ہے یہ وہی ہیں جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے مابین مبعوث ہوئے۔ اس لئے کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی آیتوں میں مخاطب اور سورۂ مائدہ کی آیت میں ضمیر غائب کے مرجع یہود ہی ہیں جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ ان آیتوں میں جنھیں انبیاء کرام کے شہید کرنے کا مجرم گردانا گیا ہے۔ وہ یہودی ہی ہیں۔ اور اس میں کسی کا ذرہ برابر اختلاف نہیں کہ یہود کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے اس لئے ان آیات کی روشنی میں یہ طے ہے کہ وہی حضرات انبیاء شہید ہوئے جو حضرت کلیم اور حضرت مسیح کے مابین تشریف لائے تھے۔

مقدمہ سادسہ:۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے اس ارشاد میں "رسول کوئی شہید نہ ہوا۔ انبیاء البتہ شہید ہوئے۔ نبی اور رسول کے اصطلاحی معنی مراد ہیں جس پر رسول اور نبی کا تقابل قرینہ واضحہ ہے یعنی رسول بمعنی صاحب شریعت جدیدہ اور نبی بمعنی ـــــ وہ انسان جس کی طرف وحی کی گئی ہو۔ خواہ صاحبِ شریعتِ جدیدہ ہو۔ خواہ صاحبِ شریعت جدیدہ نہ ہو۔

رسول (بمعنی صاحبِ شریعتِ جدیدہ) کوئی شہید نہیں ہوا

مقدمہ رابعہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے مابین کوئی رسول بمعنی صاحب شریعت جدیدہ مبعوث نہیں ہوا بلکہ جتنے حضرات مبعوث ہوئے وہ شریعت موسویہ کے متبع تھے اور حسب تصریح حضرت شاہ صاحب اس امت کے مجددین کے مثل تھے اور جس سے ظاہر ہوگیا کہ وہ اصطلاحی معنیٰ کے اعتبار سے رسول نہیں تھے۔ نبی تھے۔ مقدمہ خامسہ سے ثابت ہوا کہ جو انبیاء کرام شہید کئے گئے۔ وہ انہیں میں سے ہیں جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے مابین مبعوث ہوئے تھے ان دونوں کو ملانے سے آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہوگیا کہ کوئی رسول بمعنی صاحب شریعت جدیدہ شہید نہیں ہوا۔ جتنے حضرات شہید ہوئے وہ سبھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پابند تھے اور حسب اصطلاح نبی تھے۔ اور جب رسول کے معنی صاحب شریعت جدیدہ کے اصطلاح شرع میں ہے۔ جیسا کہ مقدمہ اولیٰ میں بیضاوی اور خود تھانوی جی کی تصریح گزر چکی ہے تو رسول کے یہ معنی مصطلح مراد لے کر یہ کہنا بالکل درست ہے کہ کوئی رسول شہید نہیں ہوا اور یہی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا ہے اس لئے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے کلام میں یہاں رسول کے اصطلاحی معنی یعنی صاحبِ شریعت جدیدہ مراد ہونا متعین ہے جیسا کہ مقدمہ سادسہ میں بتایا جا چکا ہے۔

اب واضح ہوگیا کہ یہ کہنا کہ کوئی رسول شہید نہیں ہوا۔ ہر قسم کے اعتراض سے پاک ہے۔

یہ دوسری بات ہے کہ قاری صاحب اور ان کی برادری اپنی بے علمی میں یا جوشِ انتقام میں نابینائی یا ناواقف عوام میں شورش آفرینی کے شوق

میں کچھ نہ سمجھیں یا سمجھ بوجھ کر ناسمجھ بنتے رہیں۔

آیتِ کریمہ کی توجیہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے اس ارشاد کے معارضہ میں قاری صاحب نے جو تین آیات پیش کی ہیں وہ بھی درحقیقت معانی قرآن سے ناواقفی اور تفاسیر سے بے بہرہ ہونے کی دلیل ہے ورنہ علم تفسیر سے ادنیٰ سی ممارست رکھنے والے پر روشن ہے کہ یہ آیات اس ارشاد کے معارض نہیں اس لئے کہ مقدمہ ثالثہ میں ہم بتا آئے ہیں کہ رسول اور نبی میں باعتبار اصطلاح کے فرق ہوتے ہوئے بھی قرآن کریم ہی کی متعدد آیات میں رسول بہ معنی نبی مراد ہے۔

وہ تینوں آیتیں جنہیں قاری صاحب نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ارشادات کے معارضہ میں پیش کی ہیں ان میں بھی رسل بمعنی انبیاء ہے چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیتِ کریمہ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ کی تفسیر میں ابن جریر لکھتے ہیں۔

یعنی بالرسل الانبیاء (ص۳۰۴ ج ۱)

رسل سے مراد انبیاء ہیں

صاوی میں یہیں ہے

وقولہ بالرسل مرادہٗ مایشمل الانبیاء

رسل کا وہ معنی مراد ہے جو انبیاء کو شامل ہے۔

اس کا ماحصل بھی یہی نکلا کہ انبیاء مراد ہیں۔ اس لئے کہ رسل کا وہ معنی جو انبیاء کو بھی شامل ہے یہی ہے وہ انسان جس کی جانب وحی کی گئی ہو خواہ وہ صاحب شریعت جدیدہ ہو خواہ نہ ہو۔

خازن میں سورۂ آل عمران شریف کی آیت مبارکہ کے تحت ہے۔

یعنی فلم قتلتم الانبیاء الذین اتوابما طلبتم منهم مثل زکریا و یحیٰ وسائر من قتلتم من الانبیاء

پھر تم نے ان انبیاء کو کیوں شہید کیا جو وہ لائے جسے تم نے طلب کیا جیسے زکریا اور یحییٰ اور تمام انبیاء جن کو تم نے

شہید کیا۔ (تفسیر خازن)

آیت کریمہ میں "رسل" کا لفظ تھا۔ صاحب خازن نے اس کی تفسیر انبیاء سے کی۔ یہ دلیل ہے کہ یہاں رسل سے مراد انبیاء ہیں۔

عامۂ تفاسیر حتیٰ کہ جلالین تک میں ان تینوں آیتوں کے تحت تمثیل میں ہے مثل زکریا و یحییٰ۔ اور متفق علیہ امر ہے کہ حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام صاحب شریعت جدیدہ نبی نہیں اس لئے تمثیل کی صحت برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان تینوں آیتوں میں رسل بمعنی انبیاء ہو۔ رسل بہ معنی اصحاب شرائع جدیدہ نہ ہو۔

اب جب کہ ثابت ہوگیا کہ ان تینوں آیتوں میں رسل بمعنی انبیاء ہے تو ان آیات کے معنی یہ ہوئے۔

یہود نے انبیاء کے ایک گروہ کو جھٹلایا اور انبیاء کے ایک گروہ کو شہید کیا۔ یہی بتانے کے لئے کہ ان آیات میں رسول بمعنی نبی ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے آیت کریمہ اَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰى اَنْفُسُكُمْ کے ترجمے میں "بین القوسین" انبیاء کا اضافہ فرمایا ہے کنز الایمان تقطیع کلاں مطبوعہ مراد آباد ص۱۵ پر ہے۔

"ان" انبیاء" کے ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو۔"

اب ناظرین پر کالشمس والامس۔ واضح ہوگیا کہ ان تینوں آیتوں سے بھی صرف انبیاء کی شہادت ثابت، رسولوں کا شہید ہونا ثابت نہیں۔ اس لئے ان آیات کو رسول بمعنی صاحب شریعت جدیدہ کی شہادت پر دلیل لانا۔ اور الملفوظ کی عبارت مذکورہ کو ان آیات کا انکار بتانا اہل دیوبند کی معانی قرآن مصطلحات شرعیہ سے نابلد اور کورے ہونے کی دلیل ہے۔

تحریف قرآن کے الزام کا جواب

سائل نے اپنی عرض میں جو آیت تلاوت کی ہے وہ الملفوظ میں غلط چھپی ہے کتب اللہ کی جگہ ختم اللہ چھپا ہے۔ اس پر قاری صاحب اس نمبر میں تو صرف یہی کہہ کر گزر گئے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے غلط آیت کو صحیح کئے بغیر جواب دیا۔ چند سطر بعد ہے۔ اعلیٰ حضرت کے جواب سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ الفاظ سے بھی ناواقف اور معنی سے بھی جاہل تھے کہ آیت کو صحیح کئے بغیر جواب عنایت فرمایا مگر اس کے بعد والے نمبر میں اسے تحریف لفظی کہا ہے۔ برادری کے دوسرے افراد خصوصاً ان کے مخصوص نوکر مولوی ارشاد جو درحقیقت اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کے مصداق ہیں بار بار کہہ چکے ہیں کہ یہاں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے قرآن مجید کی تحریف کی۔ بولیا کے مناظرہ میں مفتی محمود کے سامنے کہا۔ ناگپور میں جلسہ عام میں کہا اور جب قاری سہیل احمد صاحب زید مجدہم مدرس دار العلوم امجدیہ نے اسٹیج پر چڑھ کر گریبان پکڑ کر پوچھنا چاہا کہ بتاؤ کہاں تحریف ہے تو بھاگ گئے اور ابھی بھجن گاؤں کے مناظرے میں یہ لکھ کر دے بھی دیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے قرآن کی تحریف کی۔

اس لئے ضروری ہوا کہ اس الزام کے بارے میں بھی چند مفید باتیں ہدیہ ناظرین کر دوں۔

(۱) ________ یہاں قابل لحاظ یہ امر ضروری ہے کہ کَتَبَ کے بجائے خَتَمَ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے نہیں پڑھا ہے۔ بلکہ سائل نے، تحریف قرآن کا الزام اگر عائد ہو سکتا ہے تو سائل پر نہ کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر۔

(۲) ________ بلا قصد غلط قرآن پڑھنے پر کسی کو محرف قرآن ٹھہرانا دین و دیانت سے ہاتھ دھونا ہے۔ ایسا بہت ہوتا ہے کہ بھول چوک کر بلا قصد

واختیار قاری سے غلطی ہوجاتی ہے۔ سامع اگرچہ حافظ ہوتا ہے مگر اس غلطی پر بعض اوقات وہ بھی متوجہ نہیں ہوتا۔ نماز پنجگانہ تراویح میں ایسا بہت ہوتا ہے کہ امام کو تشابہ لگ جاتا ہے مقتدیوں میں حافظ بھی ہوتے ہیں مگر انھیں اس غلطی کا پتہ نہیں چلتا۔ محض اس بنا پر کہ امام کو سہو ہوا تشابہ لگا دنیا کا کوئی خدا ترس مفتی اسے تحریف قرآن ٹھہرا کر امام یا مقتدی کو نہ کافر کہتا ہے نہ فاسق اس لئے کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے۔

رفع عن امتی الخطأ والنسیان   میری امت سے بھول چوک معاف ہے،

پھر یہاں سائل نے اگر سہواً بلاقصد "کتب" کے بجائے "ختم" پڑھا اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ یا حضرت جامع مدظلہ کا ذہن اس طرف نہ گیا تو اسے تحریف قرآن، قرار دے کر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو نشانہ لعن وطعن بنانا، عداوت وبغض کا خمار نہیں تو اور کیا ہے؟

اگر سہواً قرآن مجید میں غلطی کرنے والے کو محرف قرآن ٹھہرایا جائے تو پھر دنیا میں کوئی مسلمان مشکل سے ملے گا جو محرف قرآن نہ ہو۔ سوچیے۔ قرآن مجید کی تلاوت میں کس سے غلطی نہیں ہوتی کون اس سے مبرا ہے۔ پھر ساری دنیا کو چھوڑ کر صرف اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ غلط تلاوت کرنے پر بوجہ عدم التفات تصحیح نہ کرنے پر محرف قرآن کہنا ہٹ دھرمی، خبث باطنی نہیں تو اور کیا ہے؟

(۳) ———— پھر یہ کہ محض اس بنا پر کہ سائل نے "کتب" کی جگہ "ختم" پڑھا اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اور حضرت جامع مدظلہ العالی نے سن کر اسکی تصحیح نہیں کی تو یہ دونوں حضرات محرف قرآن ہوگئے۔ اگر تمہارے نزدیک یہ تحریف قرآن ہے تو بتاؤ؟

دیوبندی مولویوں نے الملفوظ کو برسہا برس بار بار پڑھا غلطی نکالنے کی نیت سے پڑھا۔ ان کے بڑے بڑے مایہ ناز مناظرین نے پڑھا خصوصاً ان کی ناک کے بال مناظر مولوی منظور سنبھلی نے بھی پڑھا۔ اپنی جہالت اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی عداوت کی وجہ سے اس پر اول فول لغو اعتراضات کرتے رہے۔ اسے اپنی ماہواری تحریروں میں چھاپتے رہے۔ دیوبندی مناظرین وقصاص مناظروں اور تقریروں میں بیان کرتے رہے مگر آج سے چند برس پہلے کسی کو نہیں سوجھا کہ یہاں غلطی ہے۔ "کتب" کی جگہ "ختم" ہے۔ اگر انھیں پہلے سوجھا ہوتا تو آج کل کی طرح پہلے ہی سے چلاتے پھرتے۔

اب دیوبندی مفتی صاحبان فتویٰ دیں کہ تمہارے جن جن افراد خصوصاً مولویوں نے الملفوظ کا یہ حصہ پڑھا اور انھیں پتہ نہیں چلا کہ کتب کی جگہ ختم ہوگیا ہے وہ سب تمہاری اس منطق کی بنار پر محرف قرآن ہوکر کافر مرتد ہوئے کہ نہیں۔ اگر واقعی حق پرست ہو اصول کے پابند ہو تو ان سب کے بارے میں بھی وہی فتویٰ لگاؤ جو محرف قرآن پر ہے تو پتہ چل جائے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر یہ اعتراض دیانت ہے یا خباثت ؎

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی
گو مشت خاک ماہم برباد کردہ باشی

(۴) ———— یہ کلام اس تقدیر پر تھا کہ سائل نے "ختم" پڑھا۔ حضرت جامع دامت برکاتہم القدسیہ نے ختم ہی قلم بند کیا۔

ایک احتمال قوی یہاں یہ بھی ہے کہ سائل نے "کتب" ہی پڑھا تھا حضرت جامع مدظلہ العالی نے کتب ہی سنا اور یہی تحریر فرمایا۔ مگر کاتب نے غفلت یا شرارت کی وجہ سے اسے ختم لکھ دیا اور یہ غلطی بعد کی مطبوعات میں بھی نقل درنقل ہوتی چلی آئی۔

کاتبوں سے اس قسم کی غلطیاں ہمیشہ ہوتی چلی آئی ہیں اور آج کل تو بہت عام ہیں۔ جو مطالعہ کتب کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں خود دیوبندی جہاں آج کل کتابوں کا کاروبار کر رہے ہیں ان کو دیکھئے انہوں نے تو غلطیوں کا ریکارڈ مات

کر دیا ہے۔

خود ان کے قطب الاقطاب گنگوہی جی کاتبوں کی غلطیوں کا رونا رو چکے ہیں۔

بہت پرانی بات ہے کہ ایک دیوبندی مفتی نے محفل میلاد کے عدم جواز کے فتویٰ پر ان الفاظ میں تصدیق کی تھی ھذہ امسئلۃ جواب صحیحہ اس پر مولانا عبد السمیع صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ نے انوار ساطعہ میں کڑی گرفت کی تو گنگوہی جی تلملا کر لکھتے ہیں۔

"اور جس حسن علی کے دستخط ہوں خواہ مخواہ اس پر مطاعن لفظی کرنی بھی دور از دیانت ہے کیونکہ مطبع کی غلطی کا احتمال قوی ہے چنانچہ اس فتوی میں بہت الفاظ غلط موجود ہیں۔ سو حسن ظن کرنا اور کاتب اور صاحب مطبع کی غلطی پر حمل کرنا مناسب تھا مگر یہ تو جب ہوتا کہ مؤلف کو حسن ظن پر عمل کرنا مد نظر اور اندیشۂ آخرت ہوتا۔ اور چونکہ تخطیہ معنوی کا تو مؤلف کو سلیقہ و ملکہ نہیں۔ تخطیہ لفظی سے تسلی کرتا ہے۔

خیر یہ تو سہل ہے لیکن مشکوٰۃ اور قرآن شریف دہلی کے مطبع کے مثلاً مؤلف دیکھ کر جو اس میں غلطی کاتب ملاحظہ کرے گا۔ تو مبادا حق تعالیٰ اور جناب فخر عالم پر مواخذہ نہ کرنے لگے۔

کیونکہ مؤلف کی عادت تو یہی ٹھہری کہ اصل مؤلف کو الزام لگاتا ہے۔ کاتب کی خطا پر تو حمل کرتا ہی نہیں۔" (البراہین القاطعہ ص۳۱)

دیوبندیوں کے یہ قبلہ اب موجود تو ہیں نہیں کب کے مر کے مٹی میں مل گئے ورنہ ان کی غیر بادری اولاد کے یہ کرتوت لکھ کر ان سے ضرور پوچھتا۔ کہ ان کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔

غالباً موجودہ دیوبندی برادری نے اپنے قبلہ کا یہ مضمون نہیں پڑھا ورنہ اس اطلاع پر معاذ اللہ، اللہ عز وجل کو محرف قرآن کہنے لگیں گے۔

اب لگے ہاتھوں کاتبوں کی بے شمار غلطیوں میں سے ایک مزیدار غلطی

ناظرین دیکھتے چلیں شیخ ٹانڈہ کے مشہور و معروف گالی نامے کو "کتب خانہ اعزازیہ دیوبند" نے شائع کرایا ہے اس کے ص۹۷ پر ہے۔

"دجال زمانہ حضرت شمس العلماء العالمین و بدر الفضلاء الکاملین (تا) مولانا الحافظ المولوی اشرف علی تھانوی صاحب پر تہمت لگائی۔"

میں یہ عبارت دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گیا کہ شیخ ٹانڈہ جیسے شمس العلماء بدر الفضلاء لکھ رہے ہیں۔ انھیں کو "دجال زمانہ" کیسے لکھ دیا پھر خیال آیا کہ شمس العلماء بدر الفضلاء، اور دجال زمانہ میں منافاۃ نہیں۔ حدیث میں ہے۔

شرار الخلق شرار العلماء — بدترین مخلوق برے علماء ہیں۔

لیکن شیخ ٹانڈہ کو جناب تھانوی صاحب سے جو نیاز مندی ہے اسکے پیش نظر ہمیں یہی حسن ظن ہے کہ یہاں "دجال زمانہ" کاتب کا اضافہ ہے۔ شیخ صاحب اس جرأت سے پاک ہیں۔

اس خیال کی تائید اس سے اور ہوتی ہے کہ "الشہاب الثاقب" تھانوی جی کے لیگ کی حمایت میں فتویٰ دینے سے بہت پہلے کی کتاب ہے ہاں اگر اس کے بعد کی ہوتی تو شاید ہم اس حسن ظن کی گنجائش نہیں پاتے۔

کاتب کبھی غفلت کی وجہ سے غلطی کرتا ہے کبھی دل کی بیماری کی وجہ سے قصداً غلط لکھتا ہے۔۔۔۔ اس کی مثالیں دیکھنا ہو تو "کنز الایمان و خزائن العرفان" مطبوعہ تاج کمپنی لاہور دیکھیں۔

جن میں سے چند مثالیں ر۱۱ میں آئیں گی۔

قاری صاحب کو الملفوظ میں کُتِبَ کے بجائے خُتِمَ نظر آگیا۔ اور اپنے اشتہار میں ففریقاً کی جگہ ففریقاً نظر نہ آیا کہ "فا" "قاف" سے بدل گیا ہے۔

دیوبندی مفتی بولیں یہ تحریف قرآن ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں! اور جب یہ تحریف قرآن نہیں تو کُتِبَ کی جگہ خُتِمَ تحریف قرآن کیوں ہے؟ وجہ فرق بتاؤ۔

اس الزام کے سب سے بڑے پروپیگنڈسٹ قاری صاحب کے نفس ناطقہ

مبلغ دار العلوم دیوبند ارشاد صاحب ناگپور میں اسی عبارت پر اعتراض کی تحریر لکھ آئے ہیں جس میں لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِيْ کو لَأَغْلِبَنَّ عَلٰی رُسُلِيْ لکھا ہے دیوبندی مفتی بولیں یہ تحریف قرآن ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو فوراً قاری صاحب کے نفس ناطقہ سے توبہ تجدید ایمان و تجدید نکاح کرائیں اور توبہ کا اعلان کرائیں اور اگر نہیں تو کیوں اور جب یہ تحریف قرآن نہیں تو کَتَبَ کی جگہ خَتَمَ الملفوظ میں کیوں تحریف قرآن ہے۔ فَمَا جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا۔

قاری صاحب اور ان کی پوری برادری ؟ یہ ہے اللہ عزوجل کے ایک برگزیدہ بندے پر کیچڑ اچھالنے کی سزا۔ من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب۔

جو اس پر اعتراض کرنے اٹھتا ہے اس سے سنگین تر الزام میں پکڑا جاتا ہے۔

مولوی محمود الحسن کی تحریف قرآن!

دیوبندیو! الملفوظ کی اس عبارت پر اتنی اچھل کود کر رہے ہو مگر اپنی پوری برادری کے شیخ الہند علی الاطلاق مولوی محمود الحسن صاحب قبلہ شیخ ٹانڈہ کے استاذ قاری صاحب کے استاذ اور پیر کی ایضاح الادلہ میں اس جرأت پر سونٹھ کی ناس کیوں لے رکھی ہے کہ انھوں نے آیت کریمہ میں اپنی طرف سے ایک لفظ بڑھا دیا۔ ایسا غلط جس پر نحو میر پڑھنے والا بھی تف کئے بغیر نہیں رہے گا۔ دیکھو۔ لکھتے ہیں۔

"یہی وجہ ہے کہ ارشاد ہوا"

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ وَإِلٰى أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ اور ظاہر ہے کہ أُولُو الْأَمْرِ سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور کوئی ہیں"۔ (صفحہ ۹۳ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند۔)

قرآن کریم کے تیسوں پارے دیکھ جایئے۔ آپ کو یہ آیت ضرور ملے گی۔ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

مگر شیخ الہند کی مفروضہ آیت فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ وَإِلٰى أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ کہیں نہیں ملے گی۔ لفظ إِلٰى أُولُو الْأَمْرِ مِنْكُمْ یہاں شیخ صاحب کا اضافہ ہے۔ وہ بھی اتنی قابلیت سے کہ الی کے مدخول اولو کو واؤ کے ساتھ۔

تف ہے دیوبندیو! تم پر کہ ایسے جاہل ذاہل کو اپنا شیخ بنا رکھا ہے جسے یہ بھی معلوم نہیں کہ اولو کا اعراب کیا ہے۔

خیر یہ تو کاتب کے سر جائے گا۔ مگر اب آنجہانی شیخ صاحب کے جتنے ایں جہانی اذناب واتباع ہیں سب یا تو قرآن میں یہ آیت دکھائیں یا وہی سب وشتم جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر شہر شہر، نگر نگر، ڈگر ڈگر، کرتے پھرتے ہو اپنے متبوع، مذنوب شیخ جی پر کرو تو جانیں۔ کہ بڑے قرآن کے محافظ، اور ٹھیکیدار ہو۔

یہاں ایسا بھی نہیں کہ کسی سائل نے حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کیا ہو اور عدم توجہ کی بنا پر ذہن اس طرف نہ گیا ہو۔ ایسا بھی نہیں کہ حضرت شیخ نے کسی سوال کے جواب میں زبانی ارشاد فرمایا ہو۔ اور ناقل نے جو سنا وہ یا اونچا سننے کی بنا پر غلط لکھ لیا۔

ایسا بھی نہیں کہ کاتب کی غفلت یا شرارت کا نتیجہ کہا جاسکے۔ یہاں متعین ہے کہ حضرت شیخ صاحب نے بالقصد والارادہ بہ نفس نفیس اپنے قلم فیض رقم سے اسے مستزاد فرمایا ہے اس لئے کہ یہی مستزاد مدار استدلال ہے۔ اور اگر یہ مستزاد نہ ہو تو حضرت شیخ کی ساری تحقیق ملیامیٹ ہو جائے۔

اب آں جہانی شیخ صاحب کے ایں جہانی اتباع واذناب بولیں۔ آپ لوگوں کے شیخ جی نے یہ جو بالقصد والارادہ قرآن کریم میں اضافہ کیا ہے یعنی والی اولو الامر منکم کا، یہ تحریف قرآن ہے کہ نہیں ؟ نہیں تو کیوں ؟ ہے تو آپ

لوگوں کے یہ شیخ صاحب تحریف قرآن کر کے کافر مرتد ہوئے کہ نہیں ؟

اور تمام دیوبندی انہیں اپنا امام پیشوا مان کر کافر مرتد ہوئے کہ نہیں ؟

آنجہانی شیخ صاحب کی اس تحریف قرآن پر برسہا برس غیر مقلدین نے متنبہ کیا۔ اور دیوبندہی کے ماہنامہ رسالہ "تجلی" نے بڑے شدومد کے ساتھ اس پر ریمارک لکھا۔ مگر اب تک ایضاح الادلہ میں تصحیح نہ ہوسکی۔ وہی محرف آیت اب بھی چھپ رہی ہے۔

بولو اس تحریف پر مطلع ہونے کے بعد دیوبندیوں نے نہ تصحیح کی اور نہ اشاعت بند کی۔ ایضاح الادلہ کے یہ ناشرین طابعین تحریف قرآن پر راضی ہو کر بلکہ اس کی اشاعت میں ممد و معاون ہو کر کافر مرتد ہوئے کہ نہیں۔

ایک اور دیوبندی بزرگ کی تحریف قرآن

تذکیر الاخوان کے صـ۶ پر سورہ روم کی یہ آیت کریمہ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا کی نقل میں دو تحریفیں کی ہیں۔

(۱) ایک من المشرکین کو غائب کر دیا ہے۔

(۲) دوسرے مِنَ الَّذِينَ کو کالذین لکھا ہے۔ "من" کو کاف سے بدل دیا ہے۔ یہاں بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کاتب کی غلطی ہے یہاں بھی متعین ہے کہ یہ مصنف کی غلطی ہے۔

اس پر ترجمہ شاہد ہے۔

دیوبندی مفتی بولیں اپنے ان قبلہ کے لئے کیا ارشاد ہے یہ تحریف قرآن کر کے کافر مرتد ہوئے کہ نہیں ؎

قاضی و محتسب و رند ہمہ مستان اند
قصہ ماست کہ در کوچہ و بازار بماند

قول فیصل

قرآن کریم کی قرأت یا کتابت میں بلاقصد و ارادہ لغزش یا غلط قرأت یا تلاوت کی عدم توجہ کی بنا پر تصحیح نہ کرنی، تحریف قرآن تو کیا معمولی گناہ بھی نہیں جس پر تمام امت کا اتفاق ہے اور اس قسم کی لغزش بہت سے اکابر کی کتابوں میں آج تک موجود ہے۔

(۱) ـــــــــ حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی سے کون انکار کر سکتا ہے۔ مگر ان کی مشہور و معروف کتاب مختصر المعانی نیز مطول میں آیت کریمہ "ورفع بعضهم درجٰت" یوں تحریر ہے ورفع بعضهم فوق بعض درجٰت۔ مختصر مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ صـ۸۲ مطول مطبوعہ مجتبائی صـ۸۲ اور حد یہ ہے کہ مختصر مطول کے تمام محشین حتیٰ کہ دسوقی تک خاموش۔ کیا کسی میں یہ جرأت ہے کہ وہ کہہ دے حضرت علامہ سعد الدین اور مختصر و مطول کے محشین نے تحریف قرآن کی۔

(۲) ـــــــــ حضرت ملا عبد الرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی کی جلالت علم سے کون انکار کر سکتا ہے مگر ان سے بھی آیت کریمہ:- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا کی نقل میں یہ تسامح ہو گیا ہے کہ:

"من احدهم ملء الارض ذهبا کی جگہ تو بتھم ہو گیا مگر آج تک کسی نے ان حضرات کو نہ محرف قرآن کہا اور نہ اس لغزش پر لعن طعن کیا۔ یہ دیوبندیوں ہی کی اختراع ہے کہ بلاقصد و ارادہ قرآن مجید کی تلاوت و کتابت میں غلطی ہو جانے پر نہ صرف قرأت و کتابت ہی میں غلطی ہو جانے پر یا غلط تلاوت سن کر یا غلط لکھی ہوئی آیت کی بوجہ عدم توجہ تصحیح نہ کرنے پر تحریف قرآن کا مجرم گردانتے ہیں۔

مگر اب دیکھنا ہے کہ اپنے حکیم الاسلام قاری طیب صاحب اور اپنے شیخ محمود الحسن صاحب اور اپنے تیسرے قبلہ مولوی سلطان حسن صاحب اور قاری صاحب کے نفس ناطقہ ارشاد مبلغ دیوبند کا دامن داغدار دیکھ کر دیوبندی دار الافتا کیا فتویٰ دیتا ہے ؎

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں
دے گا تمام عقل کے بخیئے اُدھیڑ تو

تلبیس نمبر ۸

اس نمبر میں قاری صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ چونکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے خود اس کا اقرار کیا ہے کہ۔

"قرآن کریم میں کسی بات کا اثبات کیا گیا ہو اس کی نفی کر دی جائے اور کسی چیز کی نفی ہو۔ اس کا اثبات، تو وہ کافر ہے۔"

اور چونکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے رسولوں کی شہادت کا انکار کیا ہے جو قرآن کا انکار ہے۔ اس لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ بقول خود کافر ہو گئے۔ اس پر قاری صاحب نے بڑے غرور کے ساتھ یہ شعر پڑھا ہے ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

مگر قاری صاحب کو کیا معلوم تھا کہ ان کے غرور کی بنیاد ہی کج ہے۔

ابھی ابھی میں دلائل قاہرہ سے ثابت کر آیا کہ ان آیات میں رسولوں کی شہادت کا ذکر نہیں۔ البتہ انبیاء کرام کی شہادت مذکور ہے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ انبیاء کرام کی شہادت کے قائل ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ رسول کوئی شہید نہ ہوا۔ ان آیات کا انکار نہیں۔ اور آیات کا انکار نہیں تو کفر بھی نہیں۔ اب قاری صاحب کو اپنے فریب نفس میں مبتلا ہو کر غرور کرنے کی سزا

میں ماتم کرنا چاہئے اور اس کی تان پر یہ شعر پڑھتے رہنا چاہئے۔

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی بات چیت
بنتی نہیں ہے خلق کو دھوکا دیئے بغیر

تلبیس نمبر ۹

اس تلبیس کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

"رضا خوانی جماعت کے سب سے بڑے یعنی اعلیٰ حضرت بریلوی ہی توہین صدیقہ کے مرتکب ہیں ان کے رشحات فکر کا نتیجہ ہے۔ کتاب کا تاریخی نام "حدائق بخشش" ہے اس کے صفحہ ۳۷ پر حضرت عائشہ کی شان میں جو گستاخانہ الفاظ درج کئے گئے ہیں ان کا لکھنا تو در کنار پڑھنا بھی دشوار معلوم ہوتا ہے۔"

اس کے بعد وہ تین اشعار نقل کئے ہیں جو گیارہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں ہیں جن کا تذکرہ اس حدیث صحیح میں ہے۔ جو خود ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے اور عامہ کتب حدیث حتیٰ کہ صحیحین میں مذکور ہے یہ اشعار حقیقت میں حدیث میں وارد لفظ ملا رکسار ہا کا قریب قریب ترجمہ ہے۔

ان اشعار کی بنا پر مہتمم دیوبند کا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو نشانہ سب و شتم بنانا اسی فطرت کا نتیجہ ہے جو دیوبندی عوام وخواص کی ہے۔

اگرچہ ان اشعار سے متعلق بار بار تحریری و تقریری مکمل صفائی دی جا چکی ہے مگر بد باطنی کا برا ہو کہ دیوبندی اب تک خاموش نہیں ہوئے۔ ان توجیہات کا خلاصہ ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ انصاف پسند حضرات کو اطمینان ہو جائے۔ تفصیل کے لئے فیصلہ مقدمہ شرعیہ اور دار الافتاء دہلی کا قرآنی فیصلہ کا مطالعہ کریں۔

یہ تینوں اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے نہیں

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات وصحابہ کرام وعلماء ملت و اولیا امت کے ساتھ جو عشق ہے اور ان حضرات کی جو عظمت وعقیدت اور ادب اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے دل میں ہے اس سے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ورع واحتیاط سے جو لوگ واقف ہیں وہ اس پر متفق ہیں کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے نہیں۔

حبر امت امام ملت فقیہ النفس سیدی وسندی حضرت مولانا الحاج شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم ہند شاہزادہ اعلیٰ حضرت مدظلہٗ سے زیادہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے کلام کو جاننے والا، پہچاننے والا، پرکھنے والا دوسرا کون ہوسکتا ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں۔

"میں نے برابر کہا کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت کے نہیں کہے جاسکتے منقبت حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں تو بالقطع والیقین یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے شعر نہیں تشبیب میں بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو جس نے دیکھا ہے وہ ان اشعار کو اعلیٰ حضرت کے اشعار خیال بھی نہیں کرسکتا یہ تینوں شعر کسی اور کے اس مجموعہ میں درج ہوگئے ہوں گے"۔ (فیصلہ قرانیہ ص۱۳)

حضرت العلام مولانا الحاج حافظ قاری مفتی مظہر اللہ خطیب مسجد فتحپوری مفتی اعظم دہلی فرماتے ہیں۔

"بلکہ مجھ کو مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ کے یہ اشعار ہی نہیں معلوم ہوتے خدا جانے اس میں کس کی اور کیا سازش ہے۔ میرے ساتھ بھی کئی مرتبہ ایسی چالیں چلی گئی ہیں"۔ (ایضاً ص۹)

یہی رائے حضرت موصوف کے صاحبزادگان مولانا مفتی مشرف احمد اور

"مجھے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کچھ کلام جواب تک چھپا نہیں ہے بڑی کوشش اور جانفشانی سے بریلی شریف و سرکار مارہرہ مطہرہ، پیلی بھیت ورام پور وغیرہ وغیرہ مختلف مقامات سے دستیاب ہوا جو آج برادران اہل سنت کی خدمت میں حدائق بخشش حصہ سوم کی شکل وصورت میں پیش کر رہا ہوں"۔

(۳) ـــــــ مرتب نے یہ تفصیل نہیں بتائی کہ ان مختلف مقامات سے انھیں یہ کلام کن افراد کے ذریعہ اور کس کیفیت اور کس حال میں ملا۔

(۴) ـــــــ ۱۳۴۲ھ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے دونوں شہزادے حضرت حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند اور اجلہ خلفاء وتلامذہ مثلاً حضرت صدر الشریعہ وحضرت عید الاسلام وحضرت صدر الافاضل وحضرت ملک العلماء وحضرت برہان ملت وحضرت مولانا حسنین رضا خان صاحب سبھی بقید حیات تھے ان میں سے کسی کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ انھیں دکھایا جانا یا ان سے استصواب کرنا تو علیحدہ بات ہے۔

چنانچہ حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ بڑی حسرت سے اس فروگذاشت کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

"برسہا برس کے بعد اب جب مولانا مولوی محبوب علی صاحب نے اسے پنجاب میں چھپوایا تو خبر ملی کہ یونہی بے ترتیب چھاپ دیا اور یہ بھی کہا گیا کہ بعض کلام اعلیٰ حضرت کا معلوم نہیں ہوتا۔ مولانا یا وہ شخص جس نے اس مجموعے میں وہ قصیدہ درج کیا اس کلام کو بھی اعلیٰ حضرت کا سمجھا اس لئے مجھے ناگوار بھی ہوا کہ یونہی اور ہم لوگوں میں سے کسی کو بے دکھائے چھاپ دیا۔ بارہا لوگوں کے سامنے میں نے اس پر اظہار ناراضگی کیا۔ (فیصلہ مقدمہ شرعیہ قرانیہ ص۱۲)

(۵) ـــــــ اب ہر ذی عقل منصف کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ کلام

جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے محفوظ کتب خانہ سے نہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے معتمدین کے ذریعہ نہیں بلکہ نامعلوم مجہول افراد کے ذریعہ مرتب تک پہنچا اس کے بارے میں تغیر و تبدل الحاق و ازدیاد سے مامون ہونے کی کیا گارنٹی ہے جیسا کہ ابھی حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کا ارشاد گزرا کہ۔

"بعض کلام اعلیٰ حضرت کا نہیں معلوم ہوتا"

خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ مخالفین رام پوری کے ایک دسیسہ کار کے ذریعہ فتاویٰ رضویہ کے قلمی بیاض میں اضافہ کرا چکے ہیں جس کی تفصیل ص ۱۱ میں آتی ہے اس لئے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے نہیں وہ اپنے اس قول میں حق بجانب ہیں اور جب یہی متیقن نہیں کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ہیں تو ان اشعار کی بنا پر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو نشانہ سب و شتم بنانا دیانت نہیں خباثت ہے۔ علماء نے تو یہاں تک تصریح کی ہے کہ کسی مسلمان کی جانب بلا ثبوت کسی کبیرہ کی نسبت جائز نہیں۔ چہ جائیکہ ایسے سنگین ارتکاب کی۔

اب یہاں ایک سوال یہ باقی رہتا ہے کہ جب یہ متیقن نہیں کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ ہی کے ہیں۔ تو پھر اسے حضرت غازی ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مجموعہ کلام میں داخل کیوں فرمایا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اکابر محدثین سے یہ فروگذاشت ہوگئی ہے کہ وضع پر مطلع نہ ہونے کی بنا پر رواۃ پر اعتماد کر کے۔ انھوں نے اپنی تصنیف میں موضوع احادیث درج فرما دی ہیں کیا وضع کا علم نہ ہونے کی بنا پر ان کا موضوع احادیث کا اپنی تصنیفات میں درج کرنا ان کے فسق و کفر کا موجب ہے؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو حضرت غازی ملت کا بھی ان اشعار کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مجموعہ کلام میں درج کرنا ان لوگوں پر اعتماد کر کے جن کے ذریعہ

یہ ان کو ملے۔ کسی سب و شتم کا موجب نہیں۔

یہ اشعار حضرت ام المومنین کے بارے میں نہیں

قاری طیب اور ان کی برادری کا یہ الزام کہ یہ اشعار حضرت ام المومنین کے بارے میں ہیں۔ سراسر فریب و دجل ہے۔

قطع نظر اس کے کہ یہ غلط ترتیب سے چھپے ہیں جس ترتیب سے چھپے ہیں وہی اس پر نص قاطع ہے کہ یہ ام المومنین کے بارے میں نہیں ہیں۔

ان تینوں اشعار کے اوپر جلی قلم سے لکھا ہوا ہے "علیحدہ" یہ اسی لئے لکھا گیا تھا کہ ہر آنکھ والا اسے دیکھ کر یہ سمجھ لے کہ اس کے بعد والے اشعار کا تعلق اوپر والے اشعار سے بالکل نہیں۔ اوپر والے اشعار حضرت ام المومنین کے مدح میں ہیں اور یہ اس سے علیحدہ تو ثابت ہوگیا کہ یہ اشعار ام المومنین کی مدح میں نہیں۔ مگر نابینائی خواہ ظاہری خواہ باطنی انسان کو ٹھوکر لگا ہی دیتی ہے۔

حضرت غازی ملت کا توضیحی بیان اور توبہ

ان اشعار کے بارے میں حضرت مرتب غازی ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنا بارہا توضیحی بیان اور اپنی غفلت پر توبہ کا اعلان کر چکے ہیں جو اخبار انقلاب بابت ۱۰ اگست ۵۵ء اخبار الوارث بابت ۱۰ جولائی ۵۵ء اور رسالہ ماہنامہ سنی لکھنؤ بابت ۲۴ جولائی ۵۵ء اور پوسٹر میں بار بار شائع ہو چکا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس قصیدہ کے سات اشعار ان گیارہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں ہیں۔ جن کا تذکرہ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی شریف وغیرہ کتب احادیث میں موجود ہے یہ تین اشعار بھی انھیں سات اشعار میں سے تھے۔ یہ اشعار درحقیقت حدیث میں وارد کلمہ ملا رکسارہا کا قریب قریب ترجمہ ہیں۔ یہ سات اشعار ابتداء کے تھے مگر ناقل کاتب

کی غلطی سے یہ تین اشعار وسط میں اور کچھ اشعار اخیر میں آ گئے اور فساد پرست عناصر کو یہ شور مچانے کا موقع مل گیا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان اقدس میں ایسے اشعار لکھ دیئے گئے۔

چونکہ حدائق بخشش حصہ سوم کی پوری ذمہ داری مرتب رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے۔ مرتب کو لازم تھا کہ وہ کاپی کی پوری تصحیح کرتے مگر وہ دیگر اپنی مصروفیات کی وجہ سے نقل و کتابت کے بعد تصحیح نہ کر سکے۔ اس لئے انھوں نے اپنی اس غفلت و فروگذاشت پر توبہ کی اور اس کا اعلان بھی فرما دیا۔ اس توضیح اور توبہ کے بعد مرتب پر بھی کوئی الزام باقی نہ رہا۔

حدیث میں وارد ہے۔

رفع عن امتی الخطاء والنسیان — میری امت سے بھول چوک معاف ہے

قرآن کریم میں فرمایا گیا۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ — اللہ عزوجل توبہ کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے

اب ان اشعار کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا قرار دے کر اور اسے حضرت ام المومنین کی شان میں مان کر، اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو حضرت عائشہ صدیقہ کی توہین کا مرتکب قرار دینا دیوبندیوں کی شرپسندی اشاعت فاحشہ کی ذلیل ترین اور شرمناک ترین حرکت ہے۔ آج وہ جو چاہیں کرلیں۔ مگر کل کے لئے سن لیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ — وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کا چرچا ہو۔ ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

ایک اور الجھن کا ازالہ

بعض ذہنوں میں یہ بات ضرور کھٹکے گی کہ مشرکہ عورتوں ہی کے بارے

میں یہ تین اشعار حضرت غازی ملت نے شائع کیوں کیا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے نہ ہی کسی کے تھے ان کی اشاعت کسی طرح مناسب نہیں۔ ایسے اذہان کی کھٹک دور کرنے کیلئے یوسف زلیخا کے چند اشعار ہدیہ ناظرین ہیں جو حضرت زلیخا کے بارے میں ہیں۔

دو پستان ہر یکے چوں قبہ نور — حبابے خواستہ از عین کافور
دو نار تازہ بر رستہ زیک شاخ — کف امید شان ناکردہ گستاخ
سر نیش کوہ اما سیم سادہ — چو کوہے کز کمر زیر اوفتادہ

اور حضرت امیر خسرو کی ہشت بہشت کے دو شعر سن لیں۔

برچو نارنج نو بشاخ درخت — سخت رستہ زصحبت دل سخت
رگ صافی بروں ز لطف بدن — ہمچو رشتہ دروں درعدن

ان سے قطع نظر قرآن کریم کی ان آیات کا ترجمہ دیکھ لیں سارا الجھاؤ دور ہو جائے گا۔

حُوْرٌ عِیْنٌ کَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَکْنُوْنِ۔ کَوَاعِبَ اَتْرَابًا۔ اِنَّا اَنْشَاْنٰھُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰھُنَّ اَبْکَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا

تھانوی صاحب کی ام المومنین کی شان میں گستاخی

قاری صاحب یہ اشعار تو ام المومنین سے متعلق نہیں مگر ام المومنین کی اہانت کے شوق کی تسکین کے لئے ام المومنین کی شان میں فرض کر کے آپ اور آپ کے نوکر دن رات ڈھنڈھورا پیٹ رہے ہیں مگر آپ اپنے مرشد ثانی تھانوی صاحب کی اس جرأت کا کیا عذر تلاش کریں گے کہ وہ اپنے ماہواری الامداد بابت صفر ۳۵ھ میں لکھتے ہیں۔

"ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انھوں نے مجھ سے کہا مرا ذہن

معًا اسی زنی کمسن جورو، کی طرف منتقل ہوا۔ اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تھا حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا۔ اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے۔"

انتہائی گیا گذرا انسان حتیٰ کہ بھنگی چمار بھی اپنے گھر ماں کے آنے کی خبر سن کر یہ خیال نہ کرے گا کہ کوئی نئی نویلی کم سن جورو ہاتھ آئے گی وہ بھی کون ماں، وہ ماں جن کی خاکِ پا پر کروڑوں مائیں قربان۔ وہ ماں جن کے حریم میں جبرئیل امین بے اذن نہ آئیں۔ وہ ماں جن کے دامن عفت پر دھول اڑانے والوں کے لئے وحی ربانی تازیانے لے کے آئے۔ وہ ماں جن کے تقدس و تطہیر کا شاہد رب العلمین ہے۔

مگر تھانوی جی کی ہوسناکی کا گلہ کس سے کیا جائے کہ جس طرح ساون کے اندھے کو ہر جگہ ہریالی نظر آتی ہے انھیں بڑھاپے میں ہر جگہ نئی نویلی دلہن کمسن جورو ہی دکھائی دیتی ہے اور کیوں نہ دکھائی دے۔ ع

پھڑکتا ہے چراغ سحر جب خاموش ہوتا ہے

مگر قاری صاحب آپ کیوں خاموش ہیں۔ بولئے اپنے مرشد ثانی کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

کیوں نہیں بولتے صبح کے طیور
کیا شفق نے کھلا دیئے سیندور

دیوبندیوں کے امام کاکوری صاحب کی شیر خدا کی شان میں گستاخی

ایڈیٹر النجم امام الخوارج جناب کاکوری صاحب امیر المومنین حضرت شیر خدا کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"جناب امیر کی مجلس میں علانیہ فسق ہوتا تھا۔ اور آپ اس کو مطلقًا روا رکھتے تھے، روکنا اور منع کرنا تو در کنار آپ اس کو بیان کرنا فخر خیال فرماتے تھے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر ان باتوں کو بہت ذوق شوق سے دیکھتے تھے۔ ورنہ یہ کیوں کر فرماتے کہ وہ عورتیں بلند چھاتیوں والی ہیں یا پست سینوں والی۔ اسی جملہ کا کسی شاعر نے شعروں میں کیا خوب ترجمہ کیا ہے یشاعر کہتا ہے۔

حیا و شرم کا پردہ اٹھایا شرمگینوں نے — سر مجلس نقابیں کھول دیں پردہ نشینوں نے
کیا عہد اطاعت نو رسیدہ نازنینوں نے — ملائے ہاتھ ابھری چھاتیوں والی حسینوں نے

جو شرماتے تھے گھر میں مجلسوں میں بے نقاب آئے
جو گھونگٹ رات میں کرتے تھے دن میں بے نقاب آئے

افسوس جناب امیر نے خلافت کی طمع میں ان ناگوار اور خلاف شرع باتوں کا کچھ بھی خیال نہ آیا اور علانیہ ظلم فسق ہوتے دیکھ کر فخریہ اپنے کلام معجز نظام میں درج فرمایا۔ جس خلافت کی ابتدا ان امور منہیہ سے ہو اس کے عواقب کا حال ظاہر ہے۔"

(النجم خلافت نمبر بابت ۲۱ اپریل ۱۹۳۴ء ۲۱)

العیاذ باللہ الغیاث باللہ یہ بیہودگی یہ گندہ الزام کس عظیم المرتبت ذات گرامی کے شان میں جن کے بارے میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اما ترضی ان تکون بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ جن کے لئے ارشاد ہوا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ امام الاولیاء رب العلمین یعسوب المسلمین امیر المومنین خلیفۃ رحمۃ للعلمین اسد اللہ صھر رسول اللہ۔ کی شان میں اور اس پر دعویٰ سنیت نہ صرف سنیت بلکہ سنیوں کی امامت کا۔ اگر یہی سنیت ہے تو خارجیت کس کا نام ہے یہ کون بتائے۔

وہ شیفتہ کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی — میں کیا بتاؤں رات مجھے کس کے گھر ملے

قاری صاحب آپ کو اس کی کاہے کو خبر ہوگی اور اگر خبر ہوگی تو اس سے کیا۔ حضرت شیر خدا کی توہین تو آپ کے دل کا چین آنکھوں کا نور ہے اور کیوں نہ ہو۔ آپ کے مذہب کی بنیاد ہی محبوب بارگار کی اہانت پر ہے۔ آخر آپ کے امام نے آپ لوگوں کے عین ایمان تقویۃ الایمان میں لکھ ہی دیا ہے۔

"ہر مخلوق خواہ چھوٹی ہو، خواہ بڑی اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۱۳)

تمام اولیاء انبیاء اس کے آگے ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں

اللہ ہی کو مان اوروں کو مت مان اوروں کو ماننا خبط ہے۔

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔"

پھر آپ سے اس کی کیا شکایت کہ حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں وہ سب لکھ دیا مگر ایسے گندے گھنونے عقیدے رکھتے ہوئے آپ کو حق کیا ہے کہ دوسروں پر اعتراض کریں وہ بھی محض فرضی و جعلی بنیاد پر۔

تلبیس نمبر ۱۰

بادشمالی کی نافرمانی

زرقانی علی المواہب، سیرت حلبیہ، مدارج النبوۃ وغیرہ میں غزوہ احزاب کے اختتام کا یہ واقعہ مذکور ہے بہ نظر اختصار صرف مدارج کی عبارت پیش ہے۔

ابن مردویہ در تفسیر خویش از ابن عباس رضی اللہ عنہما نکتہ غریب آوردہ ولیلۃ الاحزاب بادصبا، با، بادشمال گرگفت در بیا تا بروِیم ورسول خدا رایاری دہیم	ابن مردویہ اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک عجیب نکتہ نقل کرتے ہیں کہ لیلۃ الاحزاب میں بادِ صبا نے بادشمال سے کہا چلو رسول خدا کی مدد

بادشمال در جواب گفت ان الحرۃ لاتسیر باللیل زن اصیل آزاد سیر نمی کند در شب، حق تعالیٰ بر شمالی غضب کرد، و وے را عقیم گردانید۔	کریں۔ شمال ہوا نے جواب دیا شریف آزاد عورت رات میں نہیں نکلتی۔ حق تعالیٰ نے شمالی ہوا پر غضب فرمایا اور اسے بانجھ کر دیا۔

(جلد دوم ص۲۳)

سورۂ احزاب میں مذکور ہے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا	ہم نے کافروں پر ہوا اور ایسا لشکر بھیجا جو تمہیں نظر نہ آیا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ہم نے کافروں پر ہوا بھیجی۔ اور حدیث میں ہے کہ پروائی نے شمالی سے کہا چلو رسول خدا کی مدد کریں ان دونوں میں تطبیق کی یہی صورت ہے کہ حکم ربانی شمالی کو بھی ہوا مگر بذریعہ بادصبا، یعنی اللہ عزوجل نے بادصبا کو حکم دیا کہ تم اور شمالی دونوں جاؤ اور میرے حبیب کی مدد کرو۔ شمالی نے سرتابی کی۔ مورد غضب ہو کر سزایاب ہوئی۔

اگر یہ فرض کیا جائے کہ بادشمالی کو حکم ربانی نہیں ہوا تھا تو اسے مورد غضب ٹھہرانے اور سزا دینے کی وجہ کیا تھی؟

توضیح مزید کے لئے یوں لیجئے۔ یہاں احتمالات تین ہیں۔

اول ـــــــ حکم ربانی دونوں میں کسی کو نہیں تھا۔ بادِ صبا اپنی خوشی سے گئی تھی تو فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا فرمانا غلط ہوا۔

دوم ـــــــ حکم ربانی صرف پروائی کو تھا اس نے اپنی طرف سے شمالی سے کہا۔ تو شمالی پر غضب اور اس کو سزا بے قصور ہوئی اور یہ ظلم ہوا۔

سوم ـــــــ حکم دونوں کو تھا ایک کو براہ راست دوسرے کو بذریعہ بادِ صبا، بادصبا نے تعمیل حکم کی اور سرخرو ہوئی۔ شمالی نے نافرمانی کی سزایاب ہوئی... یہی ہمارا مدعا ہے۔

مولانا مفتی محمد احمد صاحبان کی بھی ہے ـــــ اور مولانا مفتی زاہد القادری صاحب سابق مفتی آستانہ بھی اس سے متفق ہیں تفصیل کے لئے۔ دیکھئے دار الافتاء دہلی کا قرآنی فیصلہ۔

حد تو یہ ہے کہ جب بمبئی میں یہ فتنہ اٹھا تو فتنہ پروروں کا ایک وفد مسٹر ابو الکلام آزاد کے پاس گیا۔ اور یہ قصہ پیش کیا۔ انھوں نے برجستہ کہا۔

"مولانا احمد رضا خان ایک سچے عاشق رسول گزرے ہیں
میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ ان سے توہین نبوت ہو"

حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کے لئے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے والد ماجد قدس سرہ کی حمایت میں انکار کر رہے ہیں۔ لیکن حضرت مولانا مفتی محمد مظہر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاجزادگان و مولانا مفتی زاہد القادری کے بارے میں تو اس بدگمانی کا کوئی موقع ہی نہیں یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے نہ مرید ہیں نہ تلمیذ، ان کی اس بارے میں رائے ہر قسم کے دباؤ اور حمایت بیجا سے بری ہے۔ اور مسٹر ابو الکلام آزاد تو ایک طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے کدورت بھی رکھتے تھے مگر اس مسئلہ میں ان کے منھ سے بھی کلمۂ حق ہی نکلنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا قلم ان اشعار کے تلوث سے پاک ہے۔

ناظرین اپنی مزید تشفی کے لئے مندرجہ ذیل باتوں پر غور کریں۔

(۱) ـــــ حدائق بخشش کے دو حصے ۱۳۲۵ھ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی حیات مبارکہ میں چھپے اور یہ تیسرا حصہ ۲۷ سال بعد ۱۳۴۲ھ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے وصال کے دو سال بعد مرتب ہوا۔ اور غالباً ۱۳۶۶ھ میں پہلی بار طبع ہوا۔

(۲) ـــــ مرتب رحمۃ اللہ علیہ کو اس تیسرے حصے میں مندرج کلام کیسے ملا۔ اس کے بارے میں وہ خود فرماتے ہیں۔

اسی واقعہ کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے الملفوظ حصہ چہارم ص۳۶ پر بیان فرمایا ہے کہ:۔

"جب مجمع ہوا کفار کا، مدینہ طیبہ پر کہ اسلام کا قلع قمع کر دیں غزوۂ احزاب کا واقعہ ہے۔ رب عز وجل نے مدد فرمانا چاہی اپنے حبیب کی۔ شمالی ہوا کو حکم ہوا۔ جا اور کافروں کو نیست و نابود کر دے اس نے کہا الحلائل لا یخرجن باللیل بیبیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں فاعقمہا تو اللہ نے اس کو بانجھ کر دیا۔ اسی وجہ سے شمالی ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا"

اس پر قاری صاحب کے تین اعتراض ہیں۔

اوّل: ـــــ یہ کہ خدا کا حکم شمالی ہوا پر نہیں چلا۔

دوم: ـــــ یہ کہ یہ دعویٰ کہ شمالی ہوا سے پانی نہیں برستا کس مستند حدیث سے ماخوذ ہے۔

سوم: ـــــ یہ کہ واقعات بکثرت شاہد ہیں کہ ہندوستان کے طول و عرض میں شمالی ہوا سے پانی برستا ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت کا پہاڑ سے بڑا جھوٹ ہے۔

پہلے اعتراض کے جواب میں گزارش ہے کہ یہ آپ کا سراسر بہتان ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے یہ لکھا ہے۔ یا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے کلام سے یہ بات بطور لزوم ہی سہی نکلتی ہے۔ کہ شمالی ہوا پر اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں چلا۔ جو واقعات اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے بیان فرمائے ہیں۔ ان سے ظاہر یہ ہے کہ شمالی ہوا نے حکم خداوندی کی تعمیل نہیں کی تعمیل حکم نہ کرنے اور حکم نہ چلنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مگر قرآن کریم کی تحریف لفظی و معنوی کے پرانے مجرموں سے اس کی کیا شکایت "حکم نہ چلنا حاکم کے عجز کی دلیل ہے۔ اور کسی سرکش کا تعمیل حکم نہ کرنا اور تمرد و نافرمانی کی سزا پانا عجز کی

دلیل نہیں۔ بلکہ حاکم کے قادر ہونے کی دلیل ہے۔ یہاں دوسری صورت ہے پہلی نہیں، مگر یہ مہتمم دیوبند کی حکمت عملی ہے کہ جوبات اس قادر قیوم کی قدرت کاملہ ذوالبطش الشدید ہونے پر دلیل تھی۔ الفاظ کے ہیر پھیر سے اسے اس کے عجز کی دلیل بنا دیا۔ ناظرین غور کریں۔

۱ ـــــــ اللہ عز وجل نے ابلیس لعین کو حکم دیا کہ حضرت آدم کو سجدہ کر اس نے سجدہ نہیں کیا۔ یہ شیطان کی سرکشی و نافرمانی ہے۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ شیطان نے نافرمانی کی۔ یہ تعبیر غلط ہے کہ شیطان پر اللہ کا حکم نہیں چلا۔

۲ ـــــــ اللہ عز وجل نے جن وانس کو حکم دیا کہ ایمان لاؤ۔ اکثر نے نافرمانی کی۔ اس کی صحیح تعبیر یہی ہے کہ اکثر نے نافرمانی کی۔ یہ تعبیر غلط ہے کہ اللہ عز وجل کا حکم نہیں چلا۔

۳ ـــــــ اللہ عز وجل نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اوامر شرعیہ کی پابندی کرو نواہی سے بچو۔ اکثر نے نافرمانی کی اس کی صحیح تعبیر یہی ہے کہ اکثر نے نافرمانی کی۔ یہ تعبیر غلط ہے کہ اللہ عز وجل کا حکم نہیں چلا۔

اسی طرح بادشمال کو اللہ عز وجل کا حکم ہوا کہ کافروں کو نیست و نابود کر اس نے نافرمانی کی۔ اس کی بھی صحیح تعبیر یہی ہے کہ اس نے تعمیل حکم نہیں کی نافرمانی کی۔ اس کو بدل کر یوں کہنا کہ اس سے یہ لازم آیا کہ اللہ عز وجل کا حکم بادشمال پر نہیں چلا۔ دنیائے صحافت کا بدترین جرم ہے

مہتمم دیوبند کا اللہ عز وجل کو عاجز ماننا

مہتمم صاحب اگر کسی نافرمان سرکش کے حکم خداوندی نہ ماننے کا یہ مطلب ہے کہ اس پر اللہ عز وجل کا حکم نہیں چلا جو یقیناً اللہ عز وجل کے عاجز ہونے کے مرادف ہے۔ تو لازم ہے کہ جب شیطان نے حکم ربانی کے باوجود حضرت

آدم کو سجدہ نہیں کیا تو یہ اللہ عز وجل کا عجز ہوا۔ اکثر جن وانس نے حکم الٰہی کے باوجود ایمان قبول نہیں کیا۔ تو ہر ہر کافر کی تعداد کے برابر اللہ عز وجل کا عجز ہوا۔ اگر مسلمانوں نے حکم خداوندی کے باوجود اوامر کی پابندی نہیں کی نواہی سے اجتناب نہیں کیا تو عاصیوں کی گنتی کے برابر اللہ عز وجل کا عجز ہوا۔ بلکہ نظر دقیق سے دیکھئے تو اللہ عز وجل کے عجز کی گنتی محال عادی ہوگی۔ جتنے ایمان کے افراد ہیں ان افراد میں جس جس کو ایک کافر نے نہیں مانا اتنے عدد صرف ایک کافر سے متعلق عجز ہوا۔ مثلاً فرعون نے خدا کو نہیں مانا۔ یہ ایک ہوا۔ اپنے کو خدا کہلایا یہ دو ہوا۔ حضرت موسیٰ کو رسول نہیں مانا۔ یہ تین ہوا۔ توارت کو خدا کی کتاب نہیں مانا یہ چار ہوا۔ فرشتوں کو نہیں مانا۔ فرشتوں کی تعداد کے برابر الگ عجز ہوا۔

بولئے مہتمم صاحب آپ کی تشریح پر خدا کے عجز کی کوئی گنتی ہو سکتی ہے؟ اور لطف یہ کہ اللہ عز وجل کا یہ عجز قرآن و احادیث سے ثابت ہوگا۔ بولئے پھر کیا آپ تیار ہیں کہ یہ مان لیں کہ اللہ عز وجل جبار، قہار، قادر، قیوم نہیں؟ عاجز و درماندہ ہے۔ مگر آپ لوگوں سے کیا مستبعد۔ جب کہ آپ لوگ کذب مان چکے۔ سچ ہے۔ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

حیوانات و نباتات میں بھی مادہ معصیت ہے

اس اشتہار میں تو قاری صاحب گول کر گئے۔ مگر بولیا وغیرہ کے مناظروں میں ان کے مشہور و معروف ملازم مبلغ دیوبند ارشاد صاحب نے یہ کہا تھا کہ۔

"اللہ عز وجل کی نافرمانی کا مادہ صرف جن وانس میں ہے ان کے علاوہ اور کسی مخلوق میں نہیں۔"

اس کا جو جواب وہاں مناظر اہلسنت علامہ ارشد القادری نے دیا

تھا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ اس اشتہار میں ان مردودات کو نہیں لوٹایا مگر اس کا امکان ہے کہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق کبھی پھر اسے اچھالا جائے اس لئے اس کا بھی قلع قمع کر دیا جانا ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اس ارشاد میں یہی افادہ فرمایا ہے کہ مادہ معصیت حیوانات، نباتات، جمادات میں بھی ہے۔ دو سطر اوپر ہے۔

"ان (حیوانات و نباتات، جمادات) میں مادہ معصیت بھی ہے ان کے لائق جو سزا ہوتی ہے وہ ان کو دی جاتی ہے۔ اہل کشف فرماتے ہیں۔ تمام جانور تسبیح کرتے ہیں۔ جب تسبیح چھوڑ دیتے ہیں اسی وقت ان کو موت آتی ہے ہر پتا پتا تسبیح کرتا ہے جس وقت تسبیح سے غفلت کرتا ہے اسی وقت درخت سے جدا ہو کر گر پڑتا ہے اسکے بعد وہ عبارت ہے۔ جب مجمع ہوا کفار کا۔ الخ

باد شمالی کی نافرمانی اور سزا یابی کا واقعہ اسی کے استشہاد میں بیان فرمایا ہے۔ مزید ثبوت پیش ہے۔

بخاری میں ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

ان رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتل الوزغ وقال وکان ینفخ علی ابراھیم علیہ السّلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا وہ ابراہیم علیہ السلام پر پھونکتا تھا۔

حضرت شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں گرگٹ ہی کے بارے میں دوسری حدیث یہ ذکر فرمائی۔

اگر بیت المقدس سوزد وزغ نفخ کند

اگر بیت المقدس جلے تو گرگٹ اس پر پھونک مارے

غالباً آتش نمرود اور جلتے ہوئے بیت المقدس پر پھونک مارنا دیوبندیوں کے نزدیک سب سے بڑی عبادت ہوگی؟

ابن راہویہ نے اپنی مسند میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ماصید صید ولا عضدت عضاۃ ولا قطعت وشیجۃ الا بقلۃ التسبیح

جو جانور بھی شکار ہوتا ہے۔ جو درخت کاٹا جاتا ہے وہ تسبیح کی کمی کی وجہ سے۔

(تاریخ الخلفاء اشرفی ص۹۲)

امام احمد کتاب الزہد میں میمون بن مہران سے راوی ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک چوڑے بازو والا مردہ کوا لایا گیا اسے دیکھ کر فرمایا۔

ماصید من صید ولا عضت من شجرۃ الا ضیعت من التسبیح

(ایضاً ص۱۰۳ اشرفی بکڈپو)

کوئی شکار نہیں کیا جاتا اور کوئی درخت کاٹا نہیں جاتا مگر جب کہ تسبیح ضائع کرے۔

تفسیر مدارک میں زیر آیت کریمہ۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ

امام سُدی سے مروی ہے۔

قال علیہ السلام ما اصطید حوت فی البحر ولا طائر یطیر الا بما یضیع من التسبیح اللہ تعالیٰ (ص۳۶ ج۱)

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سمندر میں کوئی مچھلی اور کوئی پرندہ شکار نہیں ہوتا مگر اس سبب سے کہ وہ تسبیح ضائع کرتا ہے

اگر حیوانات و نباتات میں مادہ معصیت نہیں تو وہ جس تسبیح کے مامور ہیں کیوں ترک کر کے سزا پاتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز اپنی تفسیر پارہ عم میں ناقل۔

از حضرت ابن عباس و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم مرفوعاً و موقوفاً روایت آمدہ است کہ در روز فصل و قضا بعد از آنکہ جانوران باہم قصاص گرفتہ خواہند فرمود کہ

حضرت ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مرفوعاً اور موقوفاً روایت آئی ہے۔ روز جزا بعد اس کے کہ جانور آپس میں قصاص لے چکیں گے

خاک شوید۔ حکم ہوگا کہ خاک ہو جاؤ۔

اگر جانوروں نے کوئی گناہ نہیں کیا تو قصاص کیسا اور اگر گناہ کیا تھا تو ان میں مادہ معصیت موجود۔ احادیث وتفاسیر سے یہ بات ثابت ہے کہ جن وانس کے علاوہ حیوانات وغیرہ بھی اللہ عزوجل کی نافرمانی کرتے ہیں اور اسکی سزا بھگتتے ہیں۔ مگر دیوبندیوں کا ان احادیث کے علی الرغم یہ عقیدہ ہے کہ حیوانات وغیرہ اللہ عزوجل کی نافرمانی کر ہی نہیں سکتے اس کا صریح مطلب یہ ہوا کہ جن وانس کے علاوہ بقیہ تمام مخلوقات دیوبندیوں کے عقیدے کے مطابق معصوم ہیں۔

قاری صاحب آپ بتایئے اس خصوص میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اور بتایئے کیا اب بھی آپ بیتہ ہ ہ خم ہے کہ ان نافرمان حیوانات ونباتات کی نافرمانی پر یہ کہہ دیں کہ ان پر اللہ عزوجل کا حکم نہیں چلا۔؟

دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اوپر روایت گذری ویرا عقیم کرد" اللہ نے اسے بانجھ کر دیا۔ بانجھ کر دیا کا مطلب یہی ہے کہ اس سے پانی نہیں برستا۔

تیسرے اعتراض کے جواب میں سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عداوت میں دیوبندی اتنے اندھے بہرے ہیں کہ انھیں کچھ سوجھائی نہیں دیتا۔

اے عقل کے دشمنو! یہ واقعہ عرب شریف کا ہے۔ عربوں سے پوچھ لو وہاں باد شمالی سے کبھی پانی نہیں برستا۔ ہندوستان پر عرب کو قیاس کرنا وہ مجتہدانہ قابلیت ہے جس پر ان کے بھائی غیر مقلدین بھی جھوم اٹھے ہوں گے۔

تلبیس نمبر ۱۱

مہتمم دیوبند نے اس نمبر میں اہلسنت کے سر یہ الزام رکھا ہے کہ

اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ۔

"اعلیٰ حضرت بریلوی کا درجہ صحابہ کرام سے زیادہ تھا"

اس کے ثبوت میں لکھتے ہیں کہ وصایا کے صد ۲۴ پر جناب مولوی حسنین رضا خاں تحریر فرماتے ہیں۔

"کہ زہد وتقویٰ کا یہ عالم تھا کہ بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ ان کو (اعلیحضرت کو) دیکھ کر صحابہ کرام کی زیارت کا شوق کم ہوگیا"

اس کا جواب آج سے چھتیس ۳۶ سال پہلے "قہر خداوندی" میں دیا جا چکا ہے پھر "العذاب الشدید" پھر "برق خداوندی" میں بیس سال پہلے چھپ چکا ہے مگر دیوبندی اس کے جواب سے آنکھ بند کر کے ابلہ فریبی گمراہ گردی کے لئے اسے اب بھی بار بار زبان پر لاتے رہتے ہیں، ہم یہاں برق خداوندی کا جواب بعینہ نقل کرتے ہیں۔

"حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ یہ غلط چھپ گیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ کاتب وہابی تھا جس کی وہابیت ظاہر ہونے پر اس کو نکال دیا گیا۔ اہم کاموں میں مصروفیت ومشغولیت کے سبب یہ رسالہ (وصایا شریف) بغیر تصحیح کے شائع ہوگیا۔ اصل عبارت یہ تھی۔

زہد وتقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زیارت کا لطف آگیا یعنی اعلیٰ حضرت قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زہد وتقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر اتم تھے۔

اس عبارت کو اس وہابی کاتب نے تحریف کر کے یہ لکھ ڈالا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم

ہو گیا چونکہ میری غفلت و بے توجہی اس میں شامل ہے اس لئے مخالفین کا احسان مانتے ہوئے کہ انھوں نے اس عبارت پر مجھے مطلع کیا اپنی غفلت پر توبہ کرتا ہوں۔ وصایا شریف صہ۲۴ میں اس عبارت کو کاٹ کر عبارت مذکورہ بالا لکھ لیں۔

حضرت جی! اگر آپ کے حصہ میں شرم نہیں آئی ہے تو کسی سے منگنی مانگ لیتے۔ چھتیس ۳۶ سال سے جب برابر اعلان ہو رہا ہے کہ یہ عبارت غلط چھپی ہے۔ کاتب کی خیانت ہے پھر بھی اس پر اعتراض کرنا۔ ایسا زبردست مکر و کید ہے جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

دیوبندیوں پر جب ان کی کفری عبارتوں پر ہر چہار طرف سے دار و گیر شروع ہوئی تو انھوں نے تقیہ کر کے سنی بن کے ہماری کتابوں میں تحریف کی ایک منظم تحریک چلا رکھی ہے۔ دیوبندیوں کی دسیسہ کاری کا یہی ایک واقعہ نہیں بیسوں واقعات ہو چکے ہیں۔ ناظرین ملاحظہ کریں۔

۱ ـــــــ ایک رام پوری دیوبندی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں سنی بن کر آیا بعض مسائل لکھوائے۔ نقل کے لئے فتاویٰ رضویہ کی جلد ہشتم عطا ہوئی اس میں ایک مسئلہ یہ تھا۔

"شریعت میں ثواب پہنچانا ہے۔ دوسرے دن ہو یا تیسرے دن۔ باقی یہ تعیین عرفی ہے جب چاہیں کریں انھیں دنوں کی گنتی ضروری جاننا جہالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس تقیہ باز دیوبندی نے بین السطور "جہالت ہے" کے بعد "بدعت" بڑھا دیا۔ قلمی فتاویٰ میں غیر قلم کا لکھا ہوا، سطر سے اوپر اب تک موجود ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دوم صہ۴۸۳)

پھر بھی محرف فتاویٰ رشیدیہ میں چھاپا گیا اس سے اندازہ کر لیں کہ اس سازش کی بنیاد کہاں تک ہے۔

۲ ـــــــ صدر الافاضل استاذ العلما حضرت مولانا الحاج محمد نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تفسیر خزائن العرفان مع ترجمہ اعلیٰ حضرت تاج کمپنی لاہور نے چھاپا ہے۔ اس میں چوبیس جگہ وہابی کاتب نے تحریف کی۔ بطور نمونہ چند ملاحظہ کریں۔ سورہ ہود شریف کی آیت کریمہ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا کی تفسیر کی اصل عبارت یہ ہے۔

"اس گمراہی میں بہت سی امتیں مبتلا ہو کر اسلام سے محروم رہیں۔ اس امت میں بھی بہت سے بدنصیب سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہتے ہیں، اور ہمسری کا خیال فاسد رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں گمراہی سے بچائے۔

وہابی کاتب نے اسے یوں بدل دیا۔

"اس امت میں بھی بہت سے بدنصیب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کرتے اور قرآن و حدیث کے منکر ہیں"۔

۳ ـــــــ سورہ اسرار کی آیت کریمہ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ کی تفسیر میں اصل عبارت یوں ہے۔

"اس سے معلوم ہوا کہ مقرب بندوں کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنانا جائز اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے"۔

اسے وہابی کاتب نے یوں لکھا ہے۔

"مقرب بندوں کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنانا جائز نہیں"۔

اسی سورہ مبارکہ کی آیت مبارکہ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَلَا یَمْلِكُوْنَ الاٰیۃ کے تحت تفسیر میں ہے۔

"جب بتوں کو خدا مانتے ہو تو اس وقت انھیں پکارو وہ تمہاری مدد کریں گے"۔

یہودی صفت اس وہابی کاتب نے یہاں لکھ مارا۔

"جب مقرب لوگوں کو خدا مانتے ہو تو اس وقت انھیں پکارو۔"

دیوبندی ففتھ کالم کی چیرہ دستیاں ایک طرف تو یہ ہیں دوسری طرف ان کے بڑے بڑے عمائد فرضی کتابوں سے فرضی عبارتیں گڑھ گڑھ کر اپنے عقیدے کی تائید میں پیش کرتے تھے چنانچہ پوری دیوبندی برادری کے شیخ الاسلام اور قاری صاحب کے مخصوص نوکر ٹانڈوی صاحب تک اس جعل و فریب میں ملوث ہیں۔

۱۔ ٹانڈوی صاحب اپنے مشہور و معروف گالی نامہ میں، حفظ الایمان کی کفری عبارت کی تائید میں، اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جد طریقت حضور سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی فرضی کتاب خزینۃ الاولیاء کی یہ جعلی عبارت گڑھ لی۔

"علم غیب صفت خاص ہے رب العزت کی جو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔"

(الشہاب الثاقب ص۱۳۱)

اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جد امجد مولانا رضا علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے دوسری کتاب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ سیتاپور گڑھ کر اس کی یہ عبارت بنالی۔

"حضور سید العالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بواسطہ تھا۔" ایضاً

قاری صاحب اور جملہ دیوبندیو! اگر اپنے شیخ الاسلام کی برائی کا تمھیں پاس ہے تو لاؤ دکھاؤ حضور سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کون سی ایسی کتاب بنام خزینۃ الاولیاء ہے جس میں مذکورہ بالا عبارت ہے۔ حضرت مولانا رضا علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وہ کتاب بنام ہدایۃ الاسلام کہاں ہے جس میں شیخ ٹانڈوی کی ذکر کردہ عبارت درج ہے اور اگر تم نہیں دکھا سکتے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر تمہارے اگلے پچھلے سب اکٹھے ہو جائیں پھر بھی کہیں نہیں دکھا سکتے۔ تو اقرار کرو کہ تمہارے مذہب کی بنیاد افترا، بہتان، دجل و فریب

جعل و اختلاق پر ہے۔

دیوبندیوں کے افترا، بہتان دسیسہ کاری کے وہ حقائق ہیں جو آفتاب سے زیادہ روشن ہیں تو پھر ایسی قوم سے کیا مستبعد کہ وہ اپنی برادری کے مشن کو کامیاب کرنے کے لئے اہلسنت کے اداروں میں گھس آئیں اور اہلسنت کی کتابوں میں تحریف کریں اس لئے مولانا حسنین رضا خاں صاحب مدظلہ العالی کے اس بیان میں بھرپور صداقت ہے کہ مطبع حسنی میں وہابی کاتب تقیہ کر کے ملازم ہو گیا اور اس نے وصایا شریف کی عبارت بدل دی۔

دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی افضل الصحابہ کے رتبہ پر فائز تھے

مہتمم دیوبند کے استاذ فرسٹ پیر محمود الحسن دیوبندی، دیوبندیوں کے پیران پیر گنگوہی جی کے بارے میں لکھتے ہیں ۔

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہئے عجب کیا ہے
تہجد میں شہادت نے قدم بوسی کی گر ٹھانی

صدیق افضل الصحابہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور فاروق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب خاص ہے اس لئے اس شعر کا صریح مطلب یہ ہوا کہ دیوبندی کے عقیدے کے مطابق "گنگوہی" بیک وقت ابوبکر صدیق بھی تھے اور عمر فاروق بھی۔ اور یہ حضرات باتفاق اہل سنت تمام صحابہ سے افضل تو لازم ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی تمام صحابہ سے افضل اور حضرات شیخین کے ہم رتبہ تھے۔

گنگوہی جی منصب رسالت پر فائز

حضرات شیخین کے مرتبہ ہی پر نہیں ان سے بدرجہا افضل انبیاء کرام سے بھی اونچے منصب رسالت پر گنگوہی جی اور ان کے رفیق جانی نانوتوی

جی براجمان تھے یہی شیخ الہند فرماتے ہیں۔

شرک و بدعت سے کیا صاف رہ سنت کو
پھر غلط کیا ہے کہ ہیں ناسخ ادیاں دونوں

ناسخ ادیاں ہونا رسول کا خاصہ ہے گنگوہی اور نانوتوی کو ناسخ ادیان کہہ کر درپردہ ان دونوں کی رسالت کا اعلان ہے اور رسول تمام انبیاء کرام سے افضل تو لازم کہ یہ دونوں جملہ صحابہ اور انبیاء کرام سے بھی افضل تھے۔

گنگوہی جی کی حضرت عیسیٰ پر برتری

اسی میں یہی مہتمم دیوبند کے فرسٹ پیر صاحب گنگوہی جی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر برتری کا اعلان بابانگ دہل یوں کر رہے ہیں۔

مُردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا مشہور معجزہ مردوں کو زندہ کرنا تھا، مگر زندوں کو مرنے نہ دینا یہ ان کا اعجاز ثابت نہیں گنگوہی جی کو ان پر ایک درجہ آگے بڑھا کر یہ کہا جا رہا ہے کہ ہمارے گنگوہی مُردے تو جلاتے ہی تھے زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتے تھے آؤ اے ابن مریم تم بھی دیکھ لو۔

شیخ ٹانڈہ مقام محمدی پر محکم

یہ نہیں کہ صرف ان کا ایک ہی مولوی ایسا ہوا ین خانہ تمام آفتاب است شیخ ٹانڈہ کے بارے میں شیخ الاسلام نمبر میں صفحہ ۴۴ پر ہے۔

جلال عشق مصاف خودی جہاد و ستیز
حسین ما بمقام محمدی محکم

عشق کے جلال خودی کی جنگ جہاد اور لڑائی میں ہمارے حسین احمد مقام

محمدی پر پختگی کے ساتھ قائم تھے۔

قاری صاحب بولئے! مقام محمدی پر شیخ ٹانڈہ کو محکم مان کر ان کو تمام صحابہ تمام انبیاء جملہ رسول سے افضل مانا کہ نہیں اور یہ خاتم النبیین کا انکار ہے یا نہیں؟

تھانوی صاحب کی نبوت اور دیوبندیوں کا نیا کلمہ

یہی نہیں کہ دیوبندی صرف زبانی اپنے مولویوں کی نبوت و رسالت کا اعلان کرتے ہیں۔ ان کا کلمہ بھی پڑھتے ہیں۔ اٹھا کے دیکھ لو رسالہ الامداد بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ جس میں ایک دیوبندی نے اشرف علی رسول اللہ پڑھا۔ اللھم صل علی سیدنا نبینا و مولانا اشرف علی پڑھا خواب میں بھی اور بیداری میں بھی۔

جب تھانوی صاحب کو اس کی اطلاع دی تو انھوں نے یہ لکھا اس میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع ہوتے ہو وہ متبع سنت ہے۔

دیوبندی مولویوں کے لئے خدائی کا اثبات

گنگوہی جی رب العلمین ہیں منصب رسالت ہی پر بس نہیں ان کے ایک چھوڑ دو دو مولوی خدا بھی تھے۔ لیجئے مرثیہ گنگوہی میں ہے۔

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

مربی خلائق ہم معنی ہے رب العلمین کا۔ اور رب العلمین اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے تو ثابت ہوا کہ دیوبندی گنگوہی کو رب العلمین اور خدا مانتے ہیں۔

شیخ ٹانڈہ انسان کے بھیس میں خدا ہیں

شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۵۹ پر ہے۔

"تم نے کبھی خدا کو بھی اپنے گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے؟ کبھی خدا کو بھی اس کے عرش عظمت وجلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے؟ تم کبھی تصور بھی کرسکتے کہ رب العلمین اپنی کبریائی پر پردہ ڈال کے تمہارے گھروں میں آکر رہے گا؟ تم سے ہم کلام ہوگا؟ تمہاری خدمتیں کرے گا؟ نہیں ہرگز نہیں ایسا نہ کبھی ہوا ہے نہ کبھی ہوگا۔ تو پھر میں کیا دیوانہ ہوں مجذوب ہوں کہ بڑ ہانک رہا ہوں؟ نہیں بھائیو! یہ بات نہیں ہے، سڑی ہوں نہ سودائی۔ جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ ہے مگر سمجھ کا ذرا سا پھیر ہے۔ حقیقت ومجاز کا فرق ہے۔ تو پھر خدارا بتاؤ کہ جن آنکھوں نے گزی گاڑھے میں ملفوف اس بندے کو دیکھا ہے وہ کیوں نہ کہیں ہم نے خود اللہ بزرگ برتر کا جلوہ اپنی اس سرزمین پر دیکھا ہے۔"

ہندو غریب گلی گلی پکارتے پھرتے ہیں بھگوان کبھی ایک دن انسان بن کے دیکھ مگر ان کے ایشور نے ان کی پرارتھنا نہ سنی لیکن دیوبندیوں کو بن پرارتھنا اللہ بزرگ برتر حسین احمد کے روپ میں آگیا اسی کو کسی نے کہا ہے۔

ع بن مانگے موتی ملے، مانگے ملے نہ بھیک

شیخ ٹانڈہ کے لیے سجدہ

ٹانڈوی صاحب جب انسانی روپ میں دیوبندیوں کے عقیدے میں خدا تھے تو دیوبندیوں نے بلا دریغ انھیں سجدہ بھی کیا ہے۔ لیجئے شیخ الاسلام نمبر ص۱۲۹ پر ہے۔

وخضعوا له اعناقهم	ان لوگوں نے حضرت (ٹانڈوی) کے روبرو
وجباههم تائبوا	اپنی گردنوں پیشانیوں کو جھکا دیا وہ لوگ
وللاذقان خروا	تائب ہوئے اور منھ کے بل سجدہ کرتے

سجدا ہوئے گر پڑے۔

بولیے مہتم صاحب یہ کون دھرم ہے۔

ے نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

تلبیس نمبر ۱۲

اس نمبر میں قاری صاحب نے ہم اہل سنت پر یہ افترا کیا ہے کہ ہم یہ مانتے ہیں، اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے پیر بھائی کی قبر میں روضہ انور کی خوشبو ہے اور یہ کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے سرور دوجہاں کی امامت کی۔ ثبوت میں الملفوظ حصہ دوم ص۱۲ کی یہ عبارت پیش کی ہے۔

"جب مولوی برکات احمد کا انتقال ہوا اور دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی ان کے انتقال کے بعد مولوی سید احمد صاحب مرحوم، خواب میں زیارت حضور سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لیے جاتے ہیں۔ عرض کی کہ یا رسول اللہ کہاں تشریف لے جاتے ہیں فرمایا کہ برکات احمد کی نماز جنازہ پڑھنے الحمد للہ یہ جنازہ مبارک میں نے پڑھائی۔"

ان دونوں افترا ات کی پردہ دری علماء اہلسنت متعدد بار کرچکے ہیں۔

(۱) ـــــ سب سے پہلے ۱۳۵۱ھ میں رنگون کے وہابیوں نے یہ افترا کیا اس کا جواب اسی وقت صیحۂ رنگون بر حزب بندگان شیطان ملعون میں دیا گیا۔

(۲) ـــــ پھر یوپی کے دیوبندیوں نے دہرایا اس کا رد جماعت رضائے مصطفےٰ کی جانب سے ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوا۔

(۳) ـــــ پھر بمبئی کے دیوبندیوں نے اچھالا اس کی ۱۳۵۵ھ میں

بمبئی کے سنیوں نے دھجیاں بکھیر دیں۔ دیکھو قہر خداوندی۔

(۴) ـــــــ پھر مبارک پور کے دیوبندیوں نے لوٹایا اس کا دنداں شکن جواب "العذاب الشدید" میں دیا گیا۔

(۵) ـــــــ پھر بگھیروی نے اپنے کچا چٹھا میں ذکر کیا جس کا قاہر رد "برق خداوندی" میں ہوا۔

اس کے علاوہ مناظروں میں اس پر دیوبندیوں کی پوری درگت جو بنی ہے وہ اس شمار سے باہر ہے۔ انصاف کا مقتضٰی تو یہ تھا کہ اہل سنت کے جوابات کا رد کرتے۔ مگر آج تک کسی دیوبندی کو اس کی جرأت نہیں ہوئی اور بے حیائی سے اسی مردود مطرود افترا کو بار بار دہراتے رہتے ہیں اور یہی مہتمم دیوبند نے کیا ہے، حرمین کی طمانیت کے لئے پھر اس افترا کا پردہ چاک کرنا ضروری ہے۔

حکیم برکات احمد صاحب سے متعلق عبارت کی توضیح

الملفوظ شریف کی اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ حکیم برکات احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقبول بارگاہ رسالت تھے۔ ان کے انتقال پر سرکار نے ان پر کرم خاص فرمایا نماز جنازہ میں تشریف لائے اور قبر پر جلوہ فرمایا۔

مقبولان بارگاہ پر سرکار کے اس قسم کے کرم کی صدہا مثالیں، علماء و مشائخ کے حالات میں موجود ہیں پھر اگر حکیم برکات احمد صاحب پر یہ کرم ہوا تو دیوبندی کیوں چیں بجبیں ہیں۔

دیوبندی عقیدہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے

اصل بات یہ ہے کہ دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے جیسا کہ ان کے سید الطائفہ نے تقویۃ الایمان صفحہ ۵

پر لکھا ہے۔

"میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"

اب جب یہ سنتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی خادم کے گھر تشریف لائے کسی کے جنازہ پر کرم فرمایا کسی کی قبر پر رونق افروز ہوئے تو چیخنے چلانے لگتے ہیں کہ ہائے ہائے اس سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ہمارا عقیدہ فنا ہو جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات حقیقی جسمانی

لیکن ہم اہل سنت کا چونکہ عقیدہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ حیاتِ حقیقی جسمانی دنیوی زندہ ہیں اور یہ قدرت رکھتے ہیں کہ جہاں چاہیں تشریف لے جائیں اس لئے ہمارے نزدیک نہ اس میں استبعاد ہے نہ ہمیں تحیر اور یہی تمام امت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

حضرت شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجمع البرکات میں فرماتے ہیں۔

وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر احوال امت مطلع است و بر مقربان و خاصان درگاہ خود ممد و مفیض و حاضر و ناظر است۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم امت کے احوال پر مطلع اور اپنے مقربان و خاصان درگاہ کے مددگار اور فیض بخش اور حاضر و ناظر ہیں۔

سلوک اقرب السبل میں فرماتے ہیں۔

باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علماء امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ حقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی ست و بر اعمال امت حاضر و ناظر و مر طالبان حقیقت را و متوجہان آنحضرت

باوجود ان اختلافات و کثرت مذاہب کے جو علماء امت میں ہیں کسی ایک شخص کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی حیات کے ساتھ بغیر شائبہ مجاز و توہم تاویل کے دائم اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر اور حقیقت کے طلب گاروں

رامفیض و مربی اور آنحضور کی طرف توجہ کرنیوالوں کے لئے فیض رساں اور تربیت فرما ہیں۔

ملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں۔

لان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوتِ اھل الاسلام	اس لئے کہ روح نبوی تمام مسلمانوں کے گھروں میں جلوہ فرما ہے۔

جب تمام امت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی جسمانی حیات کے ساتھ زندہ اور باقی ہیں۔ حاضر ناظر ہیں تو پھر کسی برگزیدہ بارگاہ امتی کی قبر پر تشریف لانا جنازے میں شرکت فرمانا ہرگز ہرگز قابل اعتراض نہیں جو اعتراض کرے وہ جاہل فسادی اور ہٹ دھرم ہے۔

دیوبندیوں کے عقیدے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ملّوں کے باورچی ہیں

دیوبندیو! تمھیں اپنے اس عقیدے کی بنا پر کہ حضور جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے۔ حکیم برکات احمد صاحب مرحوم کی قبر پر تشریف لانا قابل اعتراض نظر آیا۔ مگر اپنے پیران پیر حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ان کے مہمانوں کے کھانا پکانے کے لئے آنا قابل اعتراض نہیں سوجھائی دیا۔ دیکھو تذکرۃ الرشید میں ہے۔

"ایک دن اعلیٰ حضرت (حاجی امداد اللہ) نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ اٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے اس کے مہمان علماء ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا اعلیٰ حضرت (حاجی صاحب)

کی اس مبارک خواب کی تعبیر حضرت امام ربانی محدث گنگوہی قدس سرہ سے شروع ہوئی"۔ (تذکرۃ الرشید ص۴۶ ج۱)

کیوں قاری صاحب کسی سنی مرتاض بزرگ کی قبر پر سرکار کا تشریف لانا تمھارے نزدیک محال ہے۔ مگر تمھارے مولویوں کا کھانا پکانے کے لئے بہ حیثیت باورچی تشریف لانا ایمان ہے۔؟

دیوبندیوں کا عقیدہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیل میں

اخبار الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر میں ہے

"ایک دفعہ حضرت (ٹانڈوی) جب جیل سے تشریف لائے تو فرمایا کہ کاش میں جیل ہی میں رہتا وہاں کوئی شب ایسی نہیں گزری جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نہ ہوئی ہو۔ (ص۴۶ ک۴)

قبر پر تشریف آوری

قبر میں نکیرین کے سوال ما تقول فی شان ھذا الرجل کی توجیہ میں حضرت شیخ فرماتے ہیں۔

اما با حضار ذات شریف وے درعیان	یا تو عیاناً ذات شریف جلوہ گر فرمائی جائیگی

قاری صاحب آپ بہت بڑے دینی ادارے کے مہتمم بنتے ہیں اور علم دین کے نام پر لاکھوں کا چندہ جمع کرتے ہیں۔ بولئے اب کیا ارشاد ہے اگر حکیم برکات احمد صاحب کی قبر پر سرکار کی خوشبو محسوس کی گئی تو تعجب کیا ہے؟

دوسرے افتراء کی پردہ دری

سرکار کی خواب میں نماز جنازہ میں شرکت پر یہ پھبتی کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امامت کی۔ قاری صاحب اوران کی برادری کی پہلی ابلہ فریبی نہیں۔ اس کا جواب تو پہلے بار بار ہو چکا ہے ہم یہاں قاری صاحب سے صرف چند سوالات پر اکتفا کرتے ہیں۔

اول :- حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکیم برکات احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ میں شرکت باطنی طور پر ہے۔ مہتمم دیوبند اوران کے سب نوکر چاکر اور پوری برادری مل کر بتائے کہ اگر کوئی مرجائے اور خواب میں کسی نے دیکھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے جارہے ہیں تو مسلمانوں پر اس شخص کی نماز جنازہ فرض ہے یا نہیں ؟ اگر اس کی نماز جنازہ مسلمان نہ پڑھیں اور یوں ہی دفن کردیں تو فرض کفایہ کے تارک ہو کر گنہگار ہوں گے یا نہیں ؟ اور اگر اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے تو بغیر جماعت اور امام کے یا امام کے ساتھ۔ اگر کوئی امام بنایا جائے تو یہ امام حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقتدی ہو گا یا امام۔ بینوا توجروا

ثانی :- کسی امتی کا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرنی کفر ہے یا فسق یا مکروہ یا ان میں سے کچھ نہیں ؟

ثالث کیا محض امامت سے امام کا مقتدی سے افضل ہونا لازم ہے ؟

رابع کیا افضل کی موجودگی میں مفضول کا امام ہونا کفر یا فسق یا مکروہ ہے ؟

اگر ان سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو الملفوظ کی اس عبارت پر اعتراض سوائے فساد انگیزی کے اور کچھ نہیں اور اگر ان سوالوں کا جواب اثبات میں ہے تو اس حدیث کی کیا تاویل ہو گی جو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم شریف میں مروی ہے

فرماتے ہیں۔ غزوۂ تبوک میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے پہلے قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ میں پانی لے کر ساتھ ہو گیا ضرورت سے فارغ ہو کر آنحضرت نے وضو فرمایا جس میں موزوں پر مسح فرمایا۔ جب پڑاؤ پر واپس لوٹے تو جماعت ہو رہی تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ امام تھے۔ ایک رکعت ہو چکی تھی۔ آگے کے الفاظ کریمہ یہ ہیں۔

فادرك رسول الله صلى الله عليه وسلم احدى الركعتين فصلى مع الناس الركعة الآخرة فلما سلم عبد الرحمٰن بن عوف قام رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يتم صلوته فافزع ذالك الناس فاكثروا التسبيح فلما قضى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ثم قال احسنتم او قال اصبتم۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک رکعت ملی اور آپ نے اخیر ہی کی رکعت جماعت کے ساتھ پڑھی۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سلام پھیرا تو رسول خدا کھڑے ہو گئے اور اپنی نماز پوری کرنے لگے اس پر لوگ گھبرا گئے اور کثرت سے تسبیح پڑھنے لگے جب آنحضور نماز پوری فرما چکے تو فرمایا تم نے اچھا کیا۔ یا یہ فرمایا تم نے ٹھیک کیا۔

مسلم شریف کی دوسری روایت میں یہ زائد ہے۔

فاردت تاخير عبد الرحمٰن بن عوف فقال النبى صلى الله عليه وسلم دعه۔

میں نے عبدالرحمٰن بن عوف کو پیچھے کرنا چاہا تو آنحضرت نے فرمایا رہنے دو۔

مشکوٰۃ شریف میں تھوڑے تغیر اور اختصار کے ساتھ اتنی زیادتی ہے۔

فلما احس بالنبى صلى الله عليه وسلم ذهب يتاخر فاومى اليه (مشکوٰۃ ص۵۳)

جب انھوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آہٹ پائی تو پیچھے ہونے لگے تو حضور نے ارشاد فرمایا۔ (اپنی جگہ رہو)

اب مہتمم دیوبند بتائیں۔ ان کے نزدیک کسی امتی کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرنی قابل اعتراض ہے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

بارے میں کیا حکم ہے۔؟

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیچھے آنے نہیں دیا بلکہ اس کی تحسین فرمائی بولئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا فتویٰ ہے؟

اس حدیث کے تحت حضرت ملا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں۔

فیہ دلیل علی جواز الاقتداء الافضل بالمفضول اذا علم ارکان الصلوٰۃ (ج اول ص۳۶۲)

اس میں اس پر دلیل ہے کہ افضل کو مفضول کی اقتدار کرنی جائز ہے اگر مفضول ارکان نماز جانتا ہے۔

حضرت شیخ محقق دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

ازیں حدیث معلوم شد کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعض اصحاب اقتدار کردہ است و مجموع آن دو بار است یک بار دیگر بابی بکر صدیق کرد در مثل ہمیں واقعہ کہ بعبد الرحمن بن عوف گزارد و اما آنکہ در مرض اخیر گزارد آنجا امام آنحضرت بود و ابو بکر مقتدی بود بوئے چناں کہ در محل خود تحقیق یافتہ است۔ (اشعۃ اللمعات ص۴۵۹ ج۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضور نے بعض صحابہ کی اقتدار کی اور یہ دو مرتبہ ہوا ایک بار ابو بکر صدیق کی اقتدار کی۔ اسی قسم کے واقعہ میں جو عبد الرحمن پر گزرا لیکن مرض اخیر میں جو نماز ادا فرمائی۔ اس وقت امام آنحضور ہی تھے اور ابو بکر آنحضور کے مقتدی تھے جیسا کہ اپنے محل میں محقق ہے۔

مہتمم دیوبند حضرت ملا علی قاری اور حضرت شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہما کے بارے میں کیا فتویٰ دیں گے؟ دیکھنا ہے۔ رہ گئی یہ بات کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے یہ کیوں فرمایا۔ الحمد للہ یہ نماز جنازہ میں نے پڑھائی تھی۔ یہ اظہار تشکر ہے۔ ایک مقبول بارگاہ بندہ مرتاض کی نماز جنازہ پڑھانے پر۔ نہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امام ہونے پر۔

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

الملفوظ کی اس عبارت پر چالیس برس سے مسلسل دیوبندی برادری چیخ اور چلا رہی ہے۔ مگر بھول گئی ہے کہ خود یہ بھی اسی جرم کے مرتکب ہیں۔ دیکھو تذکرۃ الخلیل۔ لکھا ہے:-

"شیخ سعید تکرونی کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ رسول اللہ ہیں اور ایک عالم ہندی خلیل احمد کا انتقال ہو گیا ہے ان کے جنازہ کی شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔" (ص۳۰۳)

دیوبندیو! بولو جس نے بھی انبیٹھی کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مقتدی ہوئے اور وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امام ہوا الملفوظ کی اس عبارت پر برسہا برس سے ماتم کرتے کرتے تمہارے سینے پھٹ گئے۔ مگر اپنے اس من گڑھت خواب پر جوں تک نہیں رینگی اور لو دیکھو یہ الجمعیۃ کا شیخ الاسلام نمبر ہے اس میں مذکور ہے۔

"حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام گویا کسی شہر میں جامع مسجد کے قریب ایک حجرہ میں تشریف فرما ہیں۔ جامع مسجد کے قریب بوجہ جمعہ مصلیوں کا مجمع بڑا ہے مصلیوں نے فقیر سے فرمائش کی کہ تم حضرت خلیل اللہ سے سفارش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام، مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمائیں۔ فقیر نے جرأت کر کے عرض کیا کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔ فقیر بھی مقتدی تھا

میں شامل تھا" (ک ۳ صـ۱۶۴)

مسلمان دیکھیں مجمع میں امام الاولین والآخرین کے جد کریم ابوالانبیاء حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جلوہ فرما ہیں۔ مگر دیوبندیوں کو حضرت خلیل اللہ کے بجائے اپنے شیخ ٹانڈہ کو امام بنانے کا شوق ہے۔ کتنی بڑی بدتمیزی ہے۔ اور ٹانڈہ کے شیخ جی کی شیخی دیکھئے کہ بڑھ کر امام بھی بن جاتے ہیں اگر کسی امتی کا کسی نبی کی امامت کرنا لائق اعتراض ہے تو قاری صاحب بتائیں یہاں کیا ارشاد ہے ؟ یہاں تصریح ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولانا کی اقتدار میں نماز پڑھی۔

آدمی بڑا بنے تو کم از کم اتنا تو بنے۔ الملفوظ کی عبارت میں تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتدی ہونے کا شائبہ تک نہیں اس پر اتنا چیخنا چلانا شور مچانا گلے پھاڑنا اور یہاں حضرت خلیل اللہ کے مقتدی ہونے کی تصریح کے باوجود دُم سادے رہنا ٹانڈوی معرفت کا خمار نہیں تو اور کیا ہے ؟

ے
مجھی سے سب یہ کہتے ہیں کہ رکھ نیچی نگاہ اپنی
کوئی ان سے نہیں کہتا نہ نکلو یوں عیاں ہو کر

حیات النبی

الملفوظ حصہ سوم صـ۲۹ پر ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسّی دنیاوی ہے ـــــ اس حیات پر احکام دنیویہ ہیں ـــــ ان کا ترکہ بانٹا نہ جائیگا ـــــ ان کی ازواج سے نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں ـــــ بلکہ سید محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں ـــــ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔

آج سے تقریباً اکتالیس بیالیس سال پہلے بھیرہ تحصیل محمد آباد گوہنہ ضلع اعظم گڑھ میں ٹانڈہ کے مشہور افسانہ گو، بہتان طراز نور محمد ٹانڈوی نے یہ کہا تھا ـــــ جو دکھا دے

کہ علامہ زرقانی نے یہ کہیں لکھا ہے تو ہر ہر لفظ پر پانچ سو روپے انعام۔

یہ خادم اس وقت بریلی شریف تھا بھیرہ کے احباب نے مجھے لکھا میں نے زرقانی علی المواہب جلد سادس صـ۱۵۹ سے یہ عبارت نقل کر کے بھیج دی۔

نقل السبکی فی طبقاتہ عن ابن فورك انہ علیہ السلام حیٌ فی قبرہ علی الحقیقۃ لا المجاز یصلی فیہ باذان واقامۃ۔ قال ابن عقیل ویضاجع ازواجہ ویتمتع بھن اکمل من الدنیا وحلف علی ذالك وھو ظاھر ولا مانع عنہ۔

سبکی نے اپنے طبقات میں ابن فورک سے نقل کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں حقیقی حیات کے ساتھ نہ کہ مجازی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔ اذان و اقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔ ابن عقیل نے کہا اور اپنی ازواج کے ساتھ ہمبستری فرماتے ہیں۔ اور دنیا میں جس طرح ان سے تمتع حاصل فرماتے تھے اس سے بڑھ کر تمتع حاصل فرماتے ہیں۔ ابن عقیل نے اس پر قسم کھائی اور یہ ظاہر ہے اس سے کوئی چیز مانع نہیں۔

بھیرہ کے احباب نے یہ عبارت مقامی دیوبندیوں کو بھی دکھائی اور ٹانڈوی کے پاس بھی بھیجی سب کو سانپ سونگھ گیا۔ دیوبندیوں میں حیا ہوتی تو خاموش رہتے لیکن انہیں حیا کہاں برسوں خاموشی کے بعد اب نور محمد ٹانڈوی کے ساختہ پرداختہ کچھ دیوبندی مولوی اس پر تین اعتراض کرتے ہیں۔ اول :۔ زرقانی میں ابن عقیل کا قول صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ اور الملفوظ میں یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں۔ الخ

دوم :۔ موت سے نکاح ختم ہو جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی باتفاق امت موت طاری ہوئی اگرچہ ایک آن کے لئے۔ پھر یہ بات کیسے درست ہوگی۔

سوم :۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ مُردہ قبر میں رہتے ہوئے بھی اپنی قبر کے ارد گرد بہت دور تک دیکھتا ہے ـــــ وہیں حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بھی مزارات ہیں۔ یہ کتنی بڑی بے حیائی کی بات ہوگی۔

تیسرے پیراگراف پر دیوبندی وہ پھکڑ بازیاں کرتے ہیں جنہیں سن کر انسانیت شرم سے پانی پانی ہو جاتی ہے۔ اب ناظرین ہر سوال کا ترتیب وار جواب سنیں۔

جواب ۱ جب کوئی بات کسی صنف یا کسی نوع کے ایک فرد یا چند افراد کیلئے

ثابت ہو تو پوری صنف اور نوع کی طرف اسکی نسبت درست ہے۔ جیسے فرمایا گیا "وخلق الانسانَ ھلوعًا" انسان بے صبرا پیدا کیا گیا ــــ اور فرمایا "وکان الانسان اکثر شیٔ جَدَلا" انسان سب سے بڑا جھگڑالو ہے ــــ کیا انسان کا ہر فرد بے صبرا ہے؟ کیا انسان کا ہر فرد سب سے بڑا جھگڑالو ہے؟ اسی طرح اگرچہ ابن عقیل اور ابن فورک نے یہ بات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لکھی ہے تو اس کی اسناد انبیاء کرام کی صنف کی طرف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

جواب ۲ یہ صحیح ہے کہ موت سے عام مُردوں کا نکاح ختم ہو جاتا ہے۔ مگر انبیاء کرام علیہم السلام خصوصًا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہیکہ اگرچہ ان حضرات پر ایک آن کیلئے موت طاری ہوئی پھر بھی ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح ختم نہیں ہوا۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ انبیاء کرام کے وصال کے بعد انکی ازواج پر نہ عدت ہے اور نہ انہیں یہ جائز ہے کہ کسی اور کے ساتھ نکاح کریں۔

نیز اس کی دلیل ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہیکہ فرمایا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے بعد حجرہ مبارکہ میں بغیر کسی خاص پردہ کے جاتی اور کہتی "انما ھو زوجی" "یہ تو میرے شوہر ہی ہیں بعد وصال زوجیت کا باقی رہنا اس کی دلیل ہے کہ وصال سے نکاح ختم نہیں ہوا۔ باقی رہا۔

یہ تو اپنے سنی بھائیوں کیلئے تھا۔ اب دیوبندیوں کو مزہ چکھانے کیلئے ان سے ایک سوال ہے۔ ــــ یہ صحیح ہے کہ موت سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے علاوہ تمام مومنوں کا نکاح ختم ہو جاتا ہے اور یہ بھی ثابت ہیکہ جنت میں مسلمانوں کو ان کی بیویاں ملیں گی ــ جن سے وہ جنت میں ہمبستری کریں گے۔ اور کسی روایت میں کہیں مذکور نہیں ہے کہ جنت میں ان سے دوبارہ نکاح ہوگا۔ جنت میں بلا جدید نکاح اپنی بیویوں سے ہمبستری کرنا حرام ہے یا جائز؟ اور جائز ہے تو کیسے؟ جو تمہارا جواب ہوگا وہی ہمارا بھی جواب ہوگا۔

جواب ۳ برزخ اور آخرت کی باتوں کو دنیا کی باتوں پر قیاس کرنا جہالت ہی نہیں ضلالت ہے اور گمراہ گردی۔

یہ صحیح ہے کہ حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام فرما ہیں مگر حدیث میں یہ بھی ہے کہ مومن صالح کی قبر حد نظر تک وسیع کر دیجاتی ہے اسکے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کم از کم حد نظر تک وسیع ضرور ہوگی۔

مشکوٰۃ شریف باب اثبات عذاب القبر فصل ثانی میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ویفسح لہٗ فیھا مُدَّ بصرہٖ ــ حد نظر تک اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔

جب مزار اقدس حد نظر تک وسیع کر دی گئی تب وہاں پہلو میں نہ حضرت صدیق اکبر ہیں نہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ دیوبندیوں نے بہت سوچ سمجھ کر اپنے چچازاد بھائی رافضیوں کو خوش کرنے کیلئے یہ اعتراض کیا ہے۔ جب اسکے جواب میں کہا جائے گا کہ مزار اقدس حد نظر تک وسیع کر دی گئی۔ تو اب پہلو میں نہ صدیق اکبر ہیں اور نہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ وہ تو مدینہ طیبہ سے بہت دور کسی جنگل میں ہوں گے۔ پھر یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حد نظر محدود نہیں۔ طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھٰذہٖ ــ اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے پیش نظر کر دی میں پوری دنیا کو اور دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو۔

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حد نظر پوری دنیا ہے تو لازم آیا کہ حضرات صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں دنیا میں رہی ہی نہیں۔ ناظرین حیرت میں ہوں گے مگر یہ حیرت کی بات نہیں۔ عالم برزخ اور آخرت کے احوال کو دنیا کے احوال پر قیاس کرنا ہی جہالت ہے۔

ماء مستعمل کی بحث

فتاویٰ رضویہ جلد اول میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ اگر کوئی عورت حیض و نفاس کی حالت میں بے نیت قربت غسل کرے تو غسالہ مستعمل نہیں۔ اس سے وضو جائز ہے۔ یہ مسئلہ فتاویٰ رضویہ میں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ چار جگہ مذکور ہے۔ ص۲۶۳، ص۲۶۷، ص۴۵۶، ص۵۵۷۔

دیوبندی پھکڑباز اس مسئلہ پر اپنے مسخرہ پن کا ایسا مظاہرہ کرتے ہیں کہ اس سے لکھنؤ کے بھانڈ بھی شرما جائیں جس سے دیوبندی مقررین کو یہ فائدہ ضرور حاصل ہوتا ہے کہ ان کی مانگ بڑھ جاتی ہے۔ اور جاہل دیوبندی ان کی اجرت بھی بڑھا دیتے ہیں۔ عوام جاہل سمجھ نہیں پاتے اور مزہ لیتے ہیں ــــ آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں یہ مسئلہ فقہ کی ایک دو نہیں دسیوں کتابوں میں مذکور ہے، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ خلاصہ، خانیہ، بحر الرائق، غنیہ، عالمگیری، ردالمحتار۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے جہاں یہ مسئلہ ذکر فرمایا ہے وہیں خلاصہ، اور خانیہ کا

حوالہ بھی لکھ دیا ہے۔ اگر دیوبندیوں کے اندر ذرّہ برابر حیا یا دیانت ہوتی تو اس کو اپنے تمسخر کا نشانہ بنانے سے پہلے حوالہ سے مطابقت کر لیتے اگر حوالہ صحیح نہ ہوتا تو جتنا چاہتے چلاتے ——— لیکن دیوبندی مولویوں نے اپنا یہ اصول بنا رکھا ہے کہ اپنے عوام کو خوش کرنے کے لئے اور ان سے زیادہ سے زیادہ فیس وصول کرنے کیلئے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے تحریر کردہ فرمودہ ایسے مسائل کو عوام میں پھیلاؤ کہ جاہل اس کو سمجھ نہ پائیں۔ اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے بھڑک جائیں خواہ اس میں حنفیت ذبح ہو۔ مشائخ احناف کا استہزاء ہو انہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ——— ہم ناظرین کے اطمینان کے لئے خانیہ کی عبارت نقل کئے دیتے ہیں۔

ولو وقعت الحائض بعد انقطاع الدم و لیس علیٰ اعضائہا نجاسۃ فھی کالرجل الجنب۔ فان وقعت قبل انقطاع الدم و لیس علیٰ اعضائہا نجاسۃ فھی کالرجل الطاھر اذا انغمس للتبرد لانہا لاتخرج عن الحیض بھذا لوقوع فلا یصیر الماء مستعملا (جلد اول ص۹ علیٰ ھامش الھندیۃ۔)

خون بند ہونے کے بعد حائضہ پانی میں گرے اور اسکے اعضاء پر نجاست نہیں تو وہ جنبی مرد کی طرح ہے۔ اور اگر خون بند ہونے سے پہلے ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے پانی میں گئی اور اسکے اعضاء پر نجاست نہیں تو یہ پاک مرد کے مثل ہے کیونکہ اس وقت پانی میں جانے کی وجہ سے حیض سے نہیں نکلے گی تو پانی مستعمل نہ ہوگا۔

ہو سکتا ہے جیسے ڈوبنے والا تنکے کا سہارا لیتا ہے کوئی دیوبندی مولوی یا اسے کرایہ پر بلانے والے یہ کہدیں کہ خانیہ کی عبارت میں یہ شرط ہے ——— کہ حائضہ کے جسم پر نجاست نہ ہو۔ اور فتاویٰ رضویہ میں یہ شرط غائب ہے۔ اسکے جواب کیلئے غنیہ کی عبارت لکھتا ہوں۔ اس میں یہ شرط مذکور نہیں۔

لو وقعت الحائض ان کان بعد انقطاع الحیض۔ فھی کالجنب۔ وان قبل الانقطاع فکالطاھر

اگر حائضہ خون ختم ہونے کے بعد پانی میں جائے تو یہ جنب کے مثل ہے۔ اور اگر خون ختم ہونے سے قبل جائے تو پاک مرد کے مثل ہے۔

جس بنا پر غنیہ میں یہ شرط مذکور نہیں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے بھی یہ قید ذکر نہیں فرمائی ——— بات یہ ہے کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ بحث یہ فرما رہے تھے کہ وہ کون سی صورتیں ہیں جن میں استعمال کرنے کے باوجود پانی مستعمل نہیں ہوتا۔

انہیں میں ایک صورت یہ بھی ہے کہ عورت ایام حیض میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے نہائے یا کسی برتن میں پانی ہو اس میں ہاتھ ڈال دے یا اس میں پورا جسم ڈبا دے ———

پانی مستعمل نہیں ہوا۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ اگر کسی کے بدن پر نجاست لگی ہو اور بدن کا وہ حصہ پانی میں چلا جائے تو وہ پانی ناپاک ہو جائے گا۔ علماء کا قاعدہ ہے کہ جو باتیں معلوم و مشہور ہوتی ہیں اور اس سے بحث بھی نہیں ہوتی ہے۔ تو اس سے صرف نظر کر کے صرف موضوع کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: یہی علامہ امیر الحاج نے کیا اور یہی مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کیا۔

اس مسئلہ کی توضیح یہ ہے کہ ماء مستعمل وہ پانی ہے جس سے حدث دور ہوا ہو یا کیا گیا ہو ——— یا بہ نیت عبادت استعمال کیا گیا ہو۔ حائضہ اور نفاس والی عورت ایام حیض و نفاس میں لاکھ نہائے پاک نہ ہوگی تو جب وہ ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے پانی میں گئی تو اس پانی سے نہ تو حدث دور ہوا اور نہ بہ نیت قربت اسے استعمال کیا گیا۔ اس لئے یہ پانی مستعمل نہیں ہوا۔ اصلی حالت پر طاہر و مطہر باقی رہا ——— لیکن فقہی دقائق کو سمجھنا سب کے بس کی بات نہیں۔ یہ ملکہ اسی کو دیا جاتا ہے جو اللہ عزوجل کا بندۂ خاص ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے۔

من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین۔

اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا فرماتا ہے۔

اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے بھکڑ بازی کرنے والے اس سے محروم ہیں۔

بعض دیوبندی مقررا اس پر یہ کہتے ہیں جب خون آ رہا ہے اور عورت پانی میں جائے گی تو حیض کا خون پانی میں ملے گا۔ جس سے یقیناً پانی ناپاک ہو جائے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً عورتیں ان دنوں میں کرسُف استعمال کرتی ہیں جس سے خون باہر نہیں آتا۔ اس لئے یہ ضروری نہیں کہ حائضہ جب پانی میں جائے تو اس کا خون بھی پانی میں جائے۔ ثانیاً یہ ضروری نہیں کہ حیض کے دنوں میں مسلسل خون آئے بلکہ ایام حیض میں خون گھنٹہ دو گھنٹہ نہیں چوبیس گھنٹے بھی خون بند رہتا ہے۔ بلکہ فرض کیجئے ایک عورت کو عادت کے دنوں میں ایک گھنٹہ خون آیا پھر ستر گھنٹے تک نہیں آیا اس کے بعد آ گیا تو بھی ستر گھنٹہ یا کل بہتر گھنٹے ایام حیض کے مانے جائیں گے۔ اس سلسلے میں فقہ کی چھوٹی چھوٹی کتابوں میں یہ مذکور ہے۔

الطھر المتخلل بین الدمین

دو خونوں کے درمیان جو طہر ہے وہ بھی دم

دمِ حیض کے حکم میں ہے۔

لیکن بات وہی ہے کہ دیوبندی علم دین سے محروم ہیں۔

عزیز اسعد وارشد حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب زید مجدہم مفتی جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے اس پر یہ اضافہ فرمایا[1]

حائضہ کے اس مسئلے کو لے کر پوری دیوبندی برادری مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو گندہ ذہن اور غلیظ آدمی بتاتی پھرتی ہے۔ اب آیئے دیوبندی برادری کے امام اہلسنت مولوی عبدالشکور کاکوروی اپنی کتاب "علم الفقہ" میں لکھتے ہیں۔

"حائضہ یا وہ عورت جس کو بچہ پیدا ہونے کے بعد خون آتا ہے (یعنی نفاس والی عورت) خون بند ہونے سے پہلے اگر نہائے اور جسم اس کا پاک ہو تو یہ پانی مستعمل نہیں۔ اور وضو و غسل اس سے درست ہے۔" (ص۹ ج ۱)

ندائے عرفات کے شاخسانہ نویس اور پوری دیوبندی برادری بتائے کہ ان کے یہ امام گندہ ذہن غلیظ آدمی ہوئے یا نہیں ؎

کیوں نہیں بولتے صبح کے طیور
کیا شفق نے کھلا دیئے سیندور

دیوبندی شریعت

اب ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے دیوبندی مکتب فکر کے صرف دو مسئلے ذکر کئے جاتے ہیں۔

بہشتی زیور حصہ دوم صفحہ ۶ پر ہے۔

اگر ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی اس کو کسی نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو بھی پاک ہو جائے گا۔

اب کوئی دیوبندی یہ کہہ سکتا ہے کہ ہاتھ کی تخصیص نہیں جسم کے کسی بھی حصہ میں نجاست لگی ہو تو زبان سے چاٹ لینے سے پاک ہو جائے گا۔ اسی طرح نجس چیز اپنے عموم کے اعتبار سے پیشاب پاخانہ کو بھی شامل ہے ـــــ اب دیوبندیوں کو مبارک ہو تمہارے حکیم الامت نے طہارت کا بڑا آسان طریقہ بتا دیا پیشاب کرو تو اپنی بیگم سے کہو کہ پیشاب کا مقام تین مرتبہ چوس لے تو پاک ہو جائے گا۔ پاخانہ کر کے اپنی بیگم سے گذارش کریں کہ تین مرتبہ چاٹ لو طہارت ہو جائے گی، نہ لوٹے کی ضرورت نہ پانی کی حاجت۔

ـــــ دیوبندیو! طہارت کا کتنا عمدہ طریقہ ہے۔

[1] اضافہ طبع دہم ۱۹۹۹ء

دوسرا مسئلہ

تذکرۃ الخلیل ص۹۶ و ص۹۷ پر تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس کی نانی سب دیوبندیوں کی امی کے بارے میں ہے۔

"مرض الموت میں تین سال کامل صاحب فراش رہیں ـــــ جس مریض کو تین سال مرض اسہال میں اس طرح گذریں کہ کروٹ بدلنا بھی دشوار ہوا۔ اس کے متعلق یہ خیال بے موقع نہ تھا کہ بستر کی بدبو دھوبی کے یہاں بھی نہ جائے گی ـــــ مگر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ غسل کے لئے چارپائی سے اتارنے پر پوتڑے نکالے گئے جو نیچے رکھ دیئے جاتے تھے تو ان میں بدبو کی جگہ خوشبو اور ایسی نرالی خوشبو پھوٹتی تھی کہ ایک دوسرے کو سونگھاتا اور ہر مرد عورت تعجب کرتا تھا۔ چنانچہ بغیر دھلائے ان کو تبرک بنا کر رکھ لیا گیا۔"

اس پر ایک واقعہ یاد آ گیا۔ ایک بار ایک بھنگی بھولے سے لکھنؤ اصغر علی محمد علی کے عطر کے کارخانہ میں چلا گیا۔ جاتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ کارخانے والوں نے اس کو ہوش میں لانے کے لئے عطر حنا اول نمبر، اس کی ناک میں ٹپکایا۔ اور عرق گلاب اور کیوڑہ منھ پر چھڑکا۔ مگر اس کی حالت اور غیر ہوتی گئی اتنے میں ایک بوڑھا بھنگی آ گیا اس نے کارخانہ والوں کو ڈانٹا۔ ہاں، ہاں کیا کر رہے ہو مر جائے گا اس کی دوا میں جانتا ہوں۔ وہ سڑک پر گیا اور کہیں سے کتے کا سوکھا ہوا پاخانہ لایا اس کو ہتھیلی پر رکھ کر انگوٹھے سے خوب ملا۔ جیسے کھینی کھانے والے سرتی ملتے ہیں جب وہ خوب باریک، ہو گیا تو اس بے ہوش بھنگی کی ناک میں ڈالا اسکے اثر سے وہ بھنگی ہوش میں آ گیا ـــــ یہی حال دیوبندیوں کا ہے ـــــ ایک بڑھیا کے پاخانہ میں لاجواب خوشبو محسوس ہوئی یہ اپنے اپنے ذوق کی بات ہے۔

اور خاص بات یہ ہے کہ پاخانہ بہرحال ناپاک ہے، پاخانہ سے لتھڑے ہوئے پوتڑے کو تبرک بنا کر رکھا ـــــ یہ ہے دیوبندی شریعت وہ جس کا چاہیں پاخانہ پاک بنا دیں۔ پاک ہی نہیں تبرک بنا دیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بابِ دوئم

(دیوبندیوں کی تاویلات کی حقیقت)

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوۃ والسلام علی حبیبہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین

یہ سب کو معلوم ہے کہ وہابی مذہب کی بنیاد ہندوستان میں مولوی اسماعیل دہلوی نے رکھی اور تقویۃ الایمان لکھ کر اس میں وہابی عقائد کی بنیادی باتیں تحریر کر دیں جس کا رد اسی عہد میں علمائے اہل سنت نے بڑے شد و مد سے کیا۔

تقویۃ الایمان کے رد میں اسماعیل دہلوی کے معاصر علمائے اہلسنت نے متعدد کتابیں لکھیں جس کی فہرست تحقیق الفتوی کے آخر میں موجود ہے جس کے نتیجے میں وہابیت قریب قریب ختم ہو چکی تھی۔ دلی میں مولوی نذیر حسین سورج گڈھی مونگیری نے دورۂ حدیث کے بہانے اپنے گرد طلبہ کی بھیڑ اکٹھا کر لی۔ اپنے اسباق میں وہ وہابیت کے ساتھ غیر مقلدیت کا بھی زہر گھول کر پلایا کرتے تھے۔

چونکہ دلی اس عہد میں اہم علماء کا مرکز تھا۔ بکثرت مدارس تھے جن میں منتخب روزگار علماء درس دیا کرتے تھے اسلئے پورے ہندوستان سے تحصیل علم کا شوق رکھنے والے دلی پہنچتے تھے۔ مگر کسی مدرسہ میں صرف حدیث پڑھانے کا التزام نہ تھا میاں نذیر حسین صاحب نے صرف حدیث پڑھانے کا شغل شروع کیا۔ احادیث کی کشش طلبہ کو ان کے یہاں پہنچا دیتی تھی جس سے وہ فائدہ اٹھا کر وہابیت اور غیر مقلدیت کی خفیہ خفیہ تعلیم دیتے رہتے جس کے نتیجہ میں بہت سے سنی حنفی گھرانوں کے بچے میاں نذیر حسین صاحب مذکور کی تعلیم کے اثر سے وہابی غیر مقلد ہو گئے۔

مگر یہ کام بہت خفیہ خفیہ ہوتا تھا۔ اس کا اثر فوری طور پر عوام تک نہیں پہنچا۔ جب میاں صاحب کے غیر مقلد مولوی اپنے اپنے وطن گئے یا اپنے دوسرے ٹھکانوں پر گئے تو انہوں نے وہابیت غیر مقلدیت پھیلانی شروع کی۔ جس کے نتیجہ میں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں غیر مقلدیت کا زہر پھیل گیا۔ غیر مقلدین کے کئی مدرسے قائم ہوگئے۔

دوسری طرف ۱۲۸۳ھ میں جب دار العلوم دیوبند قائم ہوا تو وہابیت دیوبندیت کا لبادہ اوڑھ کر سامنے آئی۔ مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہم دار العلوم دیوبند کی آڑ میں حنفیت کا لبادہ اوڑھ کر وہابیت پھیلاتے رہے۔ اور وہابی عقائد کی نشر و اشاعت میں دیوبند کے فارغین ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ ابتداءً دیوبندیت کی اشاعت نجی مجلسوں میں خفیہ خفیہ کرتے رہے۔ وہابیت کی تائید میں فتوے دیتے رہے۔ چھوٹے موٹے رسائل لکھتے رہے جس پر علمائے اہل سنت نے دیوبندیوں کا سخت رد زبانی بھی، تحریری بھی فرمایا۔

چونکہ اس کے قبل دینی تعلیم کے لئے کوئی ایسا مدرسہ نہ تھا جہاں سارے علوم کی تعلیم باقاعدگی کے ساتھ دی جاتی جہاں طلبہ کے قیام و طعام کا بندوبست ہوتا۔ دلی میں طلبہ کا یہ حال تھا کہ کوئی ان کا پرسان حال نہ ہوتا پھر ایک کتاب صبح کو کسی کے یہاں ہوتی دوسری کتاب شام کو کہیں اور ہوتی۔ استاذ کا موڈ آیا تو پڑھایا اور موڈ نہیں آیا تو رخصت کر دیا۔ انگریزوں کا جب دلی پر قبضہ ہوگیا تو انہوں نے عربک کالج قائم کیا جس میں باقاعدہ نظم و ضبط کے ساتھ درس نظامی کی تعلیم ہونے لگی۔ اس کالج میں قاسم نانوتوی صاحب نے بھی کچھ دن تک پڑھا ہے۔ اسی کالج کے پڑھے ہوئے دیوبند کے حقیقی بانیوں میں مولوی فضل الرحمٰن، مولوی ذو الفقار علی بھی ہیں جو مدت العمر گورنمنٹ کے ملازم اور پنشن خوار رہے اور اسی کالج کے پڑھے ہوئے مولوی محمد یعقوب نانوتوی بھی ہیں جو دار العلوم دیوبند کے صدر مدرس بھی رہ چکے ہیں۔ مولوی فضل الرحمٰن اور مولوی ذو الفقار علی نے عربک کالج کے نظم و ضبط کے مطابق دیوبند میں دار العلوم قائم کیا۔ دیوبند چونکہ دلی سے قریب تھا اور علمائے

دیوبند کی وہابیت ظاہر بھی نہیں ہوئی تھی اس لئے دلی سے طلبہ کی فوج دیوبند پہنچنے لگی انہوں نے دیکھا کہ دلی کی بہ نسبت یہاں آسائش بھی اور ایک ہی جگہ رہ کر اطمینان سے پڑھنا بھی بنے تو ان کا مرجوعہ دیوبند کی طرف ہوگیا۔

دیوبند جانے والے طلبہ سبھی کے سبھی سنی صحیح العقیدہ ہوتے اور دیوبند کے مدرسین کو سنی صحیح العقیدہ سمجھ کر دیوبند پڑھنے جاتے اور دیوبند کے چالاک وہابی مدرسین کی تعلیم و تلقین سے اکثر وہابی ہوکر نکلتے۔ جب دیوبندی مذہب کے بانیوں نے دیکھ لیا کہ ہماری ہمنوا ایک فوج تیار ہو چکی ہے تو ان لوگوں نے اپنے وہابی عقائد کی بنیادی کتابیں لکھیں۔ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان وغیرہ لکھ کر چھاپیں، جس پر جگہ جگہ علمائے اہلسنت نے ان لوگوں کا رد کیا۔ کتابیں لکھیں مناظرے کئے، لیکن یہ سیلاب نہیں تھما۔

جب مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ منصب ارشاد و ہدایت پر جلوہ گر ہوئے تو انہوں نے وہابیوں خصوصاً دیوبندیوں کی بیخ کنی میں پوری توانائی صرف کی۔ جس کے اثر سے پورے ہندوستان میں دیوبندیت ننگی ہوگئی۔ اگر دیوبندیو میں دین ہوتا اور خود ان کو اس کا یقین ہوتا کہ ہمارا مذہب سچا ہے تو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی کتابوں کا جواب دیتے۔ ناظرین کو حیرت ہوگی کہ قریب قریب پانچ سو کتابیں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی رد وہابیہ میں ہیں۔ مگر کسی ایک کتاب کا بھی جواب کسی ایک دیوبندی سے آج تک نہیں ہوسکا۔

مگر عوام میں اپنا بھرم رکھنے کے لئے اب وہ یہ کر رہے ہیں کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی کتابوں سے ایسے مسائل چھانٹ چھانٹ کر اچھالتے ہیں جس پر ناواقف عوام بھڑک جائیں اگرچہ وہ مسائل خود دیوبندیوں کی کتابوں میں بھی مذکور ہیں۔ دیوبندی اکابر خود اس کو لکھ چکے ہیں اور فقہ حنفی کی کتابوں میں ان کی تصریح موجود ہے۔ مثلاً دیوبندیوں کے امام مولوی عبد الشکور کاکوروی اپنی کتاب علم الفقہ میں لکھتے ہیں۔

"حائضہ یا وہ عورت جس کو بچہ پیدا ہونے کے بعد خون آتا ہے (یعنی نفاس والی عورت) خون بند ہونے سے پہلے اگر نہائے اور جسم اس کا پاک ہو تو یہ پانی مستعمل نہیں اور وضو و غسل اس سے درست۔"

(جلد اول ص۹)

علاوہ ازیں یہ مسئلہ فقہ حنفی کی دسیوں بنیادی کتابوں میں مذکور ہے مثلاً خلاصہ خانیہ، غنیہ، کبیری، صغیری، بدائع صنائع، درمختار وغیرہ۔

لیکن اسی مسئلہ کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فتاویٰ رضویہ میں لکھ دیا تو برسہا برس سے دیوبندی مولوی اس کا تمسخر کر رہے ہیں۔

ماہواری رسالوں میں چھاپ رہے ہیں۔ ان سب باتوں سے ان کا مقصود صرف یہ ہے کہ عوام کو ان فروعی مسائل میں الجھائیں اور مسئلہ تکفیر کی طرف ان کی توجہ نہ ہو۔ چونکہ جامعہ اشرفیہ کا تعلق پوری دنیا کے مسلمانوں سے ہے اس لئے جگہ جگہ سے اس سلسلہ میں سوالات ہمیشہ آتے رہتے ہیں اس لئے میں نے ضروری جانا کہ ان سب مسائل پر بقدر ضرورت روشنی ڈال دی جائے۔ باوجود عدیم الفرصتی کے میں نے عزیزم مولانا مفتی محمد نسیم سلمہ کے تعاون سے لکھنا شروع کیا۔ پھر معلوم ہوا کہ جناب مولانا مفتی نظام الدین صاحب زید مجدہم کے پاس دکن سے بھی کبھی اس سلسلہ میں کچھ سوالات آئے تھے اور انہوں نے ان کے بہت مدلل مفصل مسکت جوابات لکھے تھے۔

قصہ یہ ہوا کہ صوبہ کرناٹک کے مشہور شہر شیموگہ سے دیوبندیوں کا ایک ہفت روزہ اخبار "ندائے عرفات" کے نام سے نکلتا ہے اور مودودیوں کا ایک "صدائے سحر" کے نام سے۔ ان اخبارات میں مستقل عنوان "شاخسانہ" چھپتا ہے جو مستقل طور پر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر افترار، بہتان، لعن طعن کرنے کے لئے مخصوص ہے۔

ندائے عرفات مورخہ ۲۰/۹/۱۹۷۹ء اور ۲۷/۹/۱۹۷۹ء کے چند اقتباسات

جناب مولانا ثناء اللہ صاحب صدر المدرسین مدرسہ رضویہ زینت العلوم جامع مسجد موڈگیرا ضلع چک منگلور اور مدرسہ ہذا کے اراکین نے جناب مولانا مفتی محمد نظام الدین صاحب زید مجدہم کے پاس بھیجے تھے جس کے جواب میں انہوں نے بڑی عرق ریزی سے پورا رسالہ تحریر کر دیا تھا لیکن وہ کسی وجہ سے اب تک چھپ نہیں سکا جب مجھے اس کا علم ہوا تو جن شبہات کے جوابات میں لکھوا چکا تھا وہیں رک گیا اور جن کے جوابات لکھوا نہیں پایا تھا ان کو اس کے لئے مفتی صاحب موصوف کے تحریر کردہ جوابات کو اس کتاب میں شامل کر دیا۔

میری دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل مسلمانان اہل سنت کو اس سے نفع دے اور وہابیوں کے شرور و فتن سے محفوظ رکھے اور عزیز موصوف جناب مولانا مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب زید مجدہم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی صحت، قوت، علم، فضل کو مزید در مزید فرمائے۔ آمین

محمد شریف الحق امجدی

خادم افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

یکم شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ ـــــ مطابق ـــــ ۲۱ نومبر ۱۹۹۸ء

حرمین پر کافر کی حکومت

وہابیوں کے تمام فرقے دیوبندی، غیر مقلد، مودودی جب دلائل سے عاجز آجاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ وہی ہے جو نجدیوں کا ہے اگر ہم کافر تو نجدی بھی کافر، اور حدیث میں ہے کہ حرمین طیبین پر کافروں کی حکومت نہیں ہوگی۔ تو اس لئے ثابت کہ نجدی کافر نہیں۔ ہم اور وہ دونوں ہم عقیدہ ہیں اس لئے ہم بھی کافر نہیں۔ اس پر مندرجہ ذیل گذارشات ہیں۔

اولاً ـــــ تمام وہابی دیوبندیوں اور غیر مقلدین، مودودیوں کو عام چیلنج ہے کہ وہ دکھادیں کہ یہ حدیث کہاں ہے کہ حرمین طیبین پر کافروں کی حکومت نہیں ہوگی۔ سارے وہابی مرتے مرجائیں گے مگر یہ حدیث کہیں نہیں دکھا سکتے ہیں یہی دلیل ہے کہ ان گمراہوں کو جب کہیں پناہ نہیں ملتی تو اپنے آپ کو بچانے کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھتے ہیں اور انہیں بشارت ہو کہ جھوٹ باندھ کر ان سب نے اپنا ٹھکانا جہنم بنایا۔ مشہور حدیث ہے جسے بہت سے علماء نے متواتر بھی کہا ہے صرف بخاری میں پانچ صحابی سے مروی ہے کہ فرمایا من کذب علی فلیتبوا مقعدہ من النار جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

ثانیاً ـــــ دیوبندیوں کی عادت ہے کہ وہ اپنے کفری عقائد پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنے عوام کو مطمئن کرنے کے لئے مسلسل افتراء و بہتان کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ جھوٹی حدیثیں بھی گڑھ کر پھیلاتے ہیں بلکہ کبھی کبھی ایسی باتیں بھی کہہ جاتے

ہیں جو خود ان کے بڑے بوڑھوں کے خلاف ہوتی ہے۔ آیئے ہم بانی دیوبندیت جناب گنگوہی صاحب کی تصریح دکھائیں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ عرب میں کفر و شرک پھیلے گا ایک حدیث ہے۔ ان الشیطان قد یئس ان یعبدہ المصلون فی جزیرۃ العرب؛ شیطان اس سے مایوس ہو گیا کہ نمازی اسے جزیرۃ العرب میں پوجیں۔ اور مشکوۃ ہی میں ایک دوسری حدیث ہے کہ فرمایا۔

لاتقوم الساعۃ حتی تضطرب الیات	قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب
نساء دوس حول ذی الخلصۃ وذو الخلصۃ	تک دوس کی عورتیں ذو الخلصہ کے گرد
طاغیۃ دوس التی کانوا یعبدون فی	ناچ نہ لیں گی ذو الخلصہ قبیلۂ دوس کا بت
الجاھلیۃ۔ ص ۴۸۱	تھا جسے وہ جاہلیت میں پوجتے تھے۔

بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعارض تھا، بانی دیوبندیت گنگوہی صاحب سے سوال ہوا کہ اس کی توجیہ کیا ہے انہوں نے فرمایا۔

"شیطان نے جو قوت اسلام اور رسوخ مسلمین دیکھا تو مایوس ہو گیا کہ مسلمون ہرگز شرک نہ کریں گے بلکہ اس سے یاس ہوئی مصلین یعنی مسلمین سے نہ کہ کفار سے دیکھو حضرت ابلغ البلغاء کے کلام کو کہ مسلمانوں سے یاس شیطانی فرمائی نہ وجود شرک سے اور شیطان کی بقاء توقع کفار میں باقی رکھی، اول تو ظاہر ہے کہ یاس کو عدم الوقوع لازم نہیں تو کیا ضرور ہے کہ شیطان کی یاس کو عدم الشرک لازم ہو۔ کمال قوت دیکھ کر مایوس ہوا مگر انجام وہ قوت نہ رہے رفتہ رفتہ وہ نوبت پہنچے کہ فقط کلمہ بھی باپ دادا کے سنے سنائے پڑھیں کوئی نہ جانے کہ کیا چیز ہے۔ جب سائل نے قوت اسلام اور وضوح دلائل اسکے دیکھے تو پوچھا کہ بعد آپ کے ایسا ہی حال رہے گا یا مثل یہودی اور نصرانی کے آپ کی امت اجابت میں شرک ہو جائے گا تو حضرت نے فرمایا کہ شرک جلی تو نہ ہوگا البتہ خفی آجاوے گا اور جو شخص مرتد ہوا اجابت کی

شان سے نکل گیا۔ اور جب ریح چلے گی تو اس سے سب مسلمان مرجاویں گے اس کے بعد بت پرستی عرب میں شروع ہووے گی۔ تو وہ لوگ بھی امت اجابت نہیں، ہاں امت دعوت ہیں کہ سوال سے خارج ہیں۔ ہاں اہل ہوار کا خدشہ رہا سو یا بطور محدثین کافر ہو یا بطور متکلمین فاسق۔"

(تذکرۃ الرشید حصہ اول ص۱۶۱-۱۶۰)

ناظرین غور کریں گنگوہی صاحب نے بڑی صفائی کے ساتھ قبول کر لیا کہ اس حدیث میں یہ ہے کہ شیطان مایوس ہو گیا مگر اس سے لازم نہیں آتا کہ عرب میں شرک واقع نہ ہو پھر بعد میں تصریح کر دی کہ ایک وقت آئے گا عرب میں بت پرستی پھیلے گی اور بد مذہب عرب میں بھی پیدا ہوں گے۔

ثالثًا ــــــــ یہ کہنا کہ حرمین طیبین پر کافر کی حکومت نہ ہو گی واقعے کے خلاف ہے سب کو معلوم ہے کہ حرمین طیبین پر یزید کی حکومت تھی جب کہ یزید کو امام احمد بن حنبل اور دوسرے بہت سے ائمہ و علماء نے کافر کہا ہے اگرچہ ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں سکوت فرمایا۔ شرح فقہ اکبر میں ہے۔

قال ابن ھمام فاختلف فی اکفار یزید قیل نعم یعنی لما روی عنہ ما یدل علی کفرہ من تحلیل الخمر و من تفوھہ بعد قتل الحسین واصحابہ انی جازیتھم بما فعلوا باشیاخ قریش وصنادیدھم فی بدر و امثال ذالک ولعلہ وجہ ما قال الامام احمد بتکفیرہ لما ثبت عندہ نقل وقیل لا اذلم یثبت لنا تقریرہ عنہ

امام ابن ہمام نے کہا یزید کو کافر کہنے میں اختلاف کیا گیا ایک قول یہ ہے کہ وہ کافر ہے کیوں کہ اس سے وہ باتیں مروی ہیں جو اس کے کفر پر دلالت کرتی ہیں مثلاً شراب کو حلال جاننا اور حضرت امام حسین اور ان کے ساتھیوں کے قتل کے بعد اس کا یہ بکنا کہ میں نے اس کا بدلہ لے لیا جو ان لوگوں نے قریش کے سرداروں کے ساتھ بدر میں کیا تھا اور اس کے مثل اور بھی باتیں ہیں۔ امام احمد نے جو اس کو کافر کہا شاید

تلک الاسباب الموجبۃ ای لکفرہ وحقیقہ الامر اللتوقف فیہ

ص۸۸

اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے نزدیک اس کا ثبوت شرعی ہوا اور ایک قول یہ ہے کہ اسکو کافر نہیں کہا جائے گا کیونکہ ہمارے نزدیک وہ اسباب جو کفر کو واجب کرنیوالے ہیں ثابت نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اسکے بارے میں توقف کیا جائے۔

یزید کے بارے میں یہی فتویٰ بانیٔ دیوبندیت گنگوہی صاحب کا بھی ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص۴۹)

رابعًا ــــــــ تاریخ کی کتابیں اٹھا کر دیکھئے مصر کے عبیدی فاطمی بدترین قسم کے رافضی تھے۔ ان کی حکومت بھی تقریبًا دو صدی تک حرمین طیبین پر رہی۔ ان خبثا میں حاکم بامر اللہ سب سے بدتر تھا اس نے یہ حکم دیا کہ جب خطبے میں میرا نام لیا جائے تو سب لوگ صف بستہ کھڑے ہو جائیں اس نے یہ حکم سارے ممالک میں دیا تھا حتیٰ کہ حرمین شریفین میں بھی اس کی خرد ماغی یہاں تک بڑھ گئی تھی کہ فرعون کی طرح خدائی کا دعویٰ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اب سارے وہابی مل کر بتائیں کہ اگر ان کا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ حرمین طیبین پر کسی کافر کی حکومت نہیں ہو سکتی تو عبیدی خبثار کی تقریبًا دو صدی تک کیسے حکومت رہی۔

خامسًا ــــــــ کیا قرامطہ بھی وہابیوں کے ہم مذہب تھے۔ اور انکے زعم میں مسلمان جنھوں نے مکہ معظمہ فتح کیا کعبہ شریف سے حجر اسود اکھاڑ لے گئے بائیس سال تک کعبہ بغیر حجر اسود کے رہا۔ (البدایۃ والنہایہ ص۱۶۱ ج ۱۱)

سادسًا ــــــــ بخاری وغیرہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یخرب الکعبۃ ذو السُّوَیْقَتَیْنِ من الحبشۃ (ج اول ص ۲۱۶)

چھوٹی چھوٹی تپلی پنڈلیوں والا حبشی کعبہ کو برباد کرے گا۔

بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"گویا ٹانگیں پھیلا کر چلنے والے اس کالے حبشی کو دیکھ رہا ہوں جو کعبے کے ایک ایک پتھر کو اکھاڑے گا (جلد اول ص۲۱۷)

سابعًا ـــــ غالبًا یہ حبشی بھی وہابی ہوگا جو وہابی مذہب کے مطابق ٹھاٹھ سے مسلمان ہوگا۔ ان ابحاث سے ہٹ کر ہم کو یہ تحقیق کرنا ہے کہ نجدیوں کے عقائد کیا ہیں؟ دیوبندی جماعت کے شیخ الاسلام ٹانڈوی صاحب اپنے مشہور گالی نامے "الشہاب الثاقب" میں لکھتے ہیں

"صاحبو! محمد بن عبدالوہاب چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اہل سنت والجماعت سے قتل وقتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیال کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھتا رہا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصًا اور اہل حجاز کو عمومًا اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم وباغی خونخوار فاسق شخص تھا اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصًا اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے۔ اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ قوم نصاریٰ سے نہ قوم مجوس سے نہ ہنود سے۔ غرض کہ وجوہات مذکورۃ الصدر کی وجہ سے ان کو اس کے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بیشک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا بھی چاہئے کہ وہ لوگ یہود و نصاریٰ سے اس قدر رنج و عداوت نہیں رکھتے کہ جتنی وہابیت سے

رکھتے ہیں۔ ص۴۲

دیوبندیو! اپنے شیخ الاسلام کے ارشادات عالیہ بغور سنو انہوں نے ابن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں کیا کیا لکھا ہے۔ ـــــ وہ خیالات باطلہ رکھتا تھا، عقائد فاسدہ رکھتا تھا۔ اہل سنت وجماعت کے قتل کرنے کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا تھا۔ ان کے اموال کو مال غنیمت جانتا تھا۔ اہل حجاز خصوصًا اہل حرمین کو اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں جس کی تاب نہ لاکر بہت سے لوگوں کو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ سلف صالحین اور ان کے متبعین کی شان میں گستاخ تھا وہ بالجبر لوگوں کو اپنے مذہب میں لانے کی کوشش کرتا تھا۔ اس نے ہزاروں مسلمانوں کو شہید کرایا۔ اہل عرب اس سے اتنا بغض رکھتے ہیں کہ اتنا بغض نہ یہود سے رکھتے ہیں نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے۔

اب چند سوالات پیدا ہوگئے ہیں کہ ابن عبدالوہاب نجدی جو عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس کی رو سے وہ کافر تھا یا مسلمان؟ دیوبندی شیخ الاسلام صاحب نے تصریح کی ہے کہ وہ مسلمانوں کے قتل کرنے کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا تھا۔ اس سے لازم کہ مسلمانوں کے قتل کو حلال جانتا تھا۔ اور اس پر اجماع ہے کہ مسلمان کے قتل کو حلال جاننا کفر ہے، جب کہ وہ مسلمان باغی، ڈاکو، قاتل نہ ہو، بخاری ومسلم وغیرہ میں ہے۔

سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر۔ (بخاری ص۱۲ ج۱، مسلم ص۵۸ ج۱) — مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر۔

اس کی شرح میں تمام علماء نے بالاتفاق یہ لکھا کہ اگر مسلمان کے قتال کو حلال جان کر قتال کیا تو کافر ہے۔ علامہ نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں۔

اما قتالہ بغیر حق فلا یکفر بہ عند اھل الحق کفرا یخرج بہ عن الملۃ الا اذا استحلہ (ص۵۸ ج اول) — مسلمان سے بغیر حق کے قتال کرنے والے کو کافر نہیں کہا جائے گا مگر یہ کہ جب اسے حلال جانے۔

اب دیوبندی سوچیں ان کے شیخ الاسلام کے ارشاد سے ثابت ہوگیا کہ نجدی کافر ہیں۔ مگر مزید اور آگے سنئے۔ اسی میں ہے۔

"محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمانانِ دیارِ شرک اور کافر ہیں ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال وجائز بلکہ واجب ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں (غیر مقلد) نے اس کے ترجمہ میں ان دونوں باتوں کی تصریح کی ہے۔" (الشہاب الثاقب ص۴۵)

اس پر تو امت کا اجماع ہے کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہنا تو بڑی بات ہے کسی ایک مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر، اور یہ خود حدیث میں مذکور ہے بخاری ومسلم وغیرہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ایما امرئٍ قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما ان کان کما قال والا رجعت علیہ۔
(بخاری ص۹۰۱ ج۲ مسلم ص۵۷ ج۱)

جو شخص کسی کلمہ گو کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی اگر جسے کہا وہ حقیقۃً کافر تھا جب تو خیر ورنہ یہ کلمہ اسی کہنے والے پر پلٹے گا۔

جب ایک مسلمان کو کافر کہنے والا کافر ہے تو سارے جہان کے مسلمانوں کو کافر کہنے والا نجدی تھوک کے حساب سے کافر ہے۔

دیوبندیوں کے یہی مایہ ناز بزرگ لکھتے ہیں۔

"شانِ نبوت وحضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانِ تبلیغ کی مانتے ہیں۔" (الشہاب الثاقب ص۴۷)

اب مسلمان سوچیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہایت گستاخی کرنے والے بھی اگر مسلمان ہیں تو پھر دنیا میں کافر کون ہوگا؟ معمولی پڑھا لکھا مسلمان

بھی جانتا ہے کہ کسی نبی کی شان میں معمولی گستاخی کرنے والا یقیناً قطعاً کافر ومرتد ہے۔ لیکن چونکہ وہابیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنا کوئی جرم نہیں کیونکہ ان کے مذہب میں یہ جرم ہوتا تو خود گستاخی نہ کرتے اسلئے سارے وہابی شان نبوت ورسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کے نہایت گستاخ نجدیوں کو مسلمان مانتے ہیں۔ مسلمان ہی نہیں اپنی تقریروں میں تو ان کو اللہ عزوجل کا محبوب مانتے ہیں۔

ثامناً ــــــــ آپ لوگ کہتے ہو کہ حرمین طیبین پر کافروں کی حکومت نہیں ہوگی آپ لوگوں کے اس کہنے سے لازم آیا کہ ہم اہل سنت وجماعت حق پر ہیں۔ اسلئے کہ ترکیوں کی حکومت حرمین طیبین پر تقریباً ڈھائی سو سال تک رہی اور ترکی عقیدے اور عمل میں ہمارے ساتھ ہیں جس کی دلیل حسام الحرمین اور الدولۃ المکیۃ کے علاوہ انوار ساطعہ اور تقدیس الوکیل عن توہین الخلیل والرشید پر اس وقت کے دونوں حرم کے چاروں مذہب کے مفتیان کرام اور چاروں مصلوں کے ائمہ اور دوسرے علمائے کرام کی تصدیقات ہیں اور سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہابیوں کے تینوں فرقوں کے مذہب میں مزارات پر گنبد بنانا حرام وگناہ ہے لیکن ترکیوں نے جنت البقیع اور جنت المعلیٰ میں اہم حضرات کے مزارات پر گنبد بنوائے تھے جسے نجدیوں نے ڈھا دیا اور ترکی لوگ بہت دھوم دھام سے میلاد شریف کرتے تھے اور مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر سال پابندی سے ۱۲ ربیع الاول شریف شاہانہ اہتمام کے ساتھ میلاد شریف ہوتا تھا جس کا تذکرہ شاہ ولی اللہ صاحب نے فیوض حرمین میں بھی کیا ہے انہوں نے لکھا ہے۔

"۱۲ ربیع الاول شریف کی رات میں اس مقدس مکان میں جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے مجلس میلاد شریف منعقد ہوئی۔ میں اس میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آسمان سے انوار اتر رہے ہیں۔ میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ انوار فرشتوں کے تھے۔"

ترکی بزرگانِ دین کے تصرف کے قائل تھے اور ان سے بوقت حاجت استعانت کرتے تھے اور آج بھی ترکی وہابیوں نجدیوں کا شد و مد کے ساتھ رد کرتے ہیں حتی کہ وہ لوگ کتابیں چھاپ کر مفت پوری دنیا میں بانٹتے ہیں اس لئے وہابیوں دیوبندیوں کے عقیدے کے مطابق ترک بھی مشرک تھے مگر جب کہ وہابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حرمین طیبین پر کافروں مشرکوں کی حکومت نہیں ہوگی لیکن جبکہ حرمین طیبین پر ترکیوں کی ڈھائی سو سال تک حکومت رہی تو ثابت ہوا کہ ترکی کافر اور مشرک نہیں تھے۔ اسی سے ثابت ہوگیا کہ مزارات پر قبہ بنوانا بزرگانِ دین سے استعانت کرنا میلاد اور قیام کرنا فاتحہ اور عرس کرنا نہ شرک ہے نہ کفر، نہ بدعت ہے نہ حرام بلکہ جائز و مستحسن ہے۔

اب آیئے چند غیر جانبدارانہ شہادتیں نجدیوں کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں مولانا ابوالحسن زید صاحب فاروقی دہلوی مقامات خیر میں لکھتے ہیں۔

"حجاز مقدس پر نجدیوں کے تصرف کا تیسرا سال تھا ان لوگوں میں نہ علم ہے اور نہ تہذیب، محمد بن عبدالوہاب کو یہ لوگ مانتے ہیں جو کچھ اس نے کہہ دیا ہے وہ بمنزلہ منزل من اللہ ہے۔ اس کی علمیت کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام عالم کے مسلمان مشرک ہیں اور ان کا قتل جائز ہے نجدیوں نے حجاز مقدس کے مقامات مقدسہ اور مزارات مبارکہ کی جو توہین کی یقیناً وہ شیطانی عمل ہے۔ وہ مبارک مقام جہاں محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی تھی اور جہاں خیزراں والدہ ہارون نے سنہ ۱۶۰ھ میں مسجد شریف بنوائی تھی کوڑا ڈالنے کی جگہ بنائی گئی۔"

نجدیوں کے فتنے سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ فرمایا ہے۔

صحیح بخاری شریف میں یہ حدیث شریف ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنهما قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اللّٰهم بارك لنا فی شامنا، اللّٰهم بارك لنا فی یمننا، قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ هنالك الزلازل والفتن وبها یطلع قرن الشیطان

اے اللہ ہمارے شام میں برکت دے اے اللہ ہمارے یمن میں برکت دے، کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں، میں گمان کرتا ہوں کہ تیسری مرتبہ میں فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہیں وہاں سے شیطان کے ساتھی نکلیں گے۔

(مقامات خیر ص۲۷۶)

تاسعاً ــــــــ اگر اب بھی اطمینان نہ ہو تو اب اخیر میں علمائے دیوبند کا نجدیوں کے بارے میں اخیر فیصلہ سنئے مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے لکھا۔

"ہمارے نزدیک ان (نجدیوں) کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے۔ اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی۔ تاویل سے ان کا حکم باغیوں کا ہے۔ اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہلسنت اور علمائے اہلسنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی"۔ (المہند ص۴۱)

اس کتاب پر اس وقت کے تقریباً تمام علمائے دیوبند کی تصدیقات ہیں۔ مثلاً تھانوی صاحب، مولوی محمود الحسن، مفتی عزیز الرحمٰن، مفتی کفایت اللہ وغیرہ وغیرہ دیکھئے صاف تصریح ہے کہ نجدیوں کا حکم وہی ہے جو خوارج کا ہے اور خارجیوں کے گمراہ بددین ہونے پر اہلسنت کا اتفاق ہے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ دیوبندی علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ نجدی اہلسنت سے خارج ضال مضل گمراہ بددین ہیں۔ دیوبندیو! اہلسنت کی نہیں سنتے نہیں مانتے تو اپنی جماعت کے اجماعی فیصلے پر تو ایمان

لاؤ !

نوشیرواں عادل نہیں تھا

الملفوظ حصہ چہارم صـ۹ میں ہے۔

عرض :۔ نوشیرواں کو عادل کہہ سکتے ہیں یا نہیں ؟

ارشاد :۔ نہیں۔ اگر اس کے احکام کو حق جان کر کہے کفر ہے ورنہ حرام۔

اس پر دیوبندی برادری میں بڑی کھلبلی ہے۔ بیچاروں کو اس کا بہت دکھ ہے کہ ان کے ایک چہیتے بادشاہ کو عادل کہنے سے منع کر دیا۔ بیچارے کہتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ولدت فی زمن الملك العادل ... میں عادل بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوا

کٹک کے مناظرے میں دیوبندی مناظر سے جب پوچھا گیا کہ یہ حدیث کہاں ہے تو اس نے بہت جھک کر بوستاں کے حاشیہ کا حوالہ دیا جب کتاب منگا کر دیکھی گئی تو وہ حاشیہ بھی کسی دیوبندی کا تھا۔ دیوبندی مناظر کو ذرا بھی شرم نہ آئی کہ اپنے مدعا کے ثبوت میں ایک دیوبندی کا قول پیش کیا یہ بالکل ایسے ہی ہوا کہ جیسے کوئی ہندو کہے کہ رام چندر جی ایشور کے اوتار تھے اور جب اس سے کوئی دلیل مانگی گئی تو اس نے کہا رامائن میں یہی لکھا ہے۔

ناظرین توجہ سے سنیں یہ حدیث موضوع باطل کسی ایرانی کی من گھڑت ہے۔

حضرت ملا علی قاری موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں۔

قال السخاوی لا اصل له قال الزرکشی کذب باطل وقال السیوطی قال البیهقی فی شعب الایمان تکلم شیخنا ابو عبد الله الحافظ بطلان ما یرویه بعض الجهلاء عن نبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ولدت فی زمن الملك العادل یعنی انوشروان (صـ۹)

سخاوی نے کہا اسکی کوئی اصل نہیں۔ زرکشی نے کہا کذب باطل ہے۔ سیوطی نے کہا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں فرمایا کہ ہمارے شیخ ابو عبداللہ حافظ نے اسکے باطل ہونے کو بیان فرمایا جو بعض جاہل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں بادشاہ عادل کے زمانے میں پیدا ہوا یعنی نوشیرواں۔

علامہ ابو طاہر فتنی مجمع بحار الانوار کے تکملہ میں لکھتے ہیں۔

لا اصل له ولا یجوز ان یسمی من یحکم بغیر حکم الله عادلا (صـ۲۱۹ ج خامس)

اس کی کوئی اصل نہیں جو شخص اللہ کے حکم کے خلاف حکم کرے اس کو عادل کہنا جائز نہیں

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں۔

ونزد محدثین ایں صحیح نیست وچوں درست باشد وصف مشرک بعدل وحال آنکہ شرک ظلم عظیم است قال الله تعالیٰ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ وی گویند کہ مراد بعدل ایں جا سیاست رعیت و دادستانی و فریاد رسی است کہ اہل عرف آں را عدل می خوانند اما جریان اسم عادل بر زبان سید انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ بعید است۔ (جلد دوم صـ۲۲۴)

محدثین کے نزدیک یہ صحیح نہیں اور مشرک کا وصف عدل کے ساتھ کیسے درست ہوگا حالانکہ شرک ظلم عظیم ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک شرک ضرور ظلم عظیم ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ مراد عدل سے اس جگہ رعایا کی سیاست اور دادستانی ہے اور فریاد رسی ہے کہ اہل عرف اس کو عدل کہتے ہیں لیکن عادل کا لفظ سید الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہ کی زبان پر جاری ہونا بعید ہے۔

ناظرین دیکھیں محدثین فرما رہے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں یہ جھوٹ باطل ہے صاف فرما رہے ہیں کہ نوشیرواں مجوسی مشرک کو عادل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کہہ سکتے ہیں جب کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ شرک ظلم عظیم ہے مگر دیوبندی ان سب تصریحات سے آنکھیں بند کر کے گلستاں کے اپنے مذہب کے ایک محشی پر اعتماد کر کے اس کو حدیث کہہ کر اپنا رہا سہا بھرم کھو رہے ہیں۔ بلکہ بنظر دقیق

اسے حدیث کہہ کر اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا رہے ہیں جیسا کہ ابھی حدیث گذری کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنائے بلکہ ایک حدیث میں اس سے واضح تر ہے کہ فرمایا

من یکذب علیّ مالم اقل فلیتبوأ مقعدہ من النار

جس نے میری طرف منسوب کر کے وہ بات کہی جو میں نے نہیں کہی ہے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنائے۔

جب یہ ثابت ہوگیا کہ ولدت فی زمن الملك العادل حدیث نہیں تو اس علم کے بعد جو شخص اسے حدیث کہے وہ یقیناً اس وعید کا مستحق ہے اخیر میں ہم ایک بہت بڑے دیوبندی بزرگ دیوبندی ہی نہیں غیر مقلد بزرگ بھی جو بہ یک وقت دیوبندی بھی تھے اور غیر مقلد بھی تھے۔ اور دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کے مرید بھی تھے یعنی سلیمان ندوی صاحب کی تحقیق پیش کرتے ہیں شاید دیوبندیت اور غیر مقلدیت کے مجمع البحرین کی بات وہابی برادری مان لے۔ لکھتے ہیں۔

" ایرانیوں میں اس (نوشیرواں) کی عدل پروری اب تک مشہور ہے مگر اس کو یہ مبارک لقب اپنے عزیزوں اور افسروں اور ہزاروں بے گناہوں کے قتل کی بدولت ملا۔ (سیرۃ النبی ج ۴ ص ۱۶۴)

ہزاروں بے گناہوں کے قتل کا نام عدل مجوسی لغت کے ساتھ ساتھ دیوبندی لغت میں ہو سکتا ہے مگر دنیا کی کسی لغت میں نہیں ہو سکتا۔ دیوبندیو! تمہیں کچھ شرم نہیں آتی، ایسے ظالم کو عادل کہتے ہو اور عادل نہ کہنے پر فساد مچلتے ہو۔

دلھن کے پاؤں دھونے کا مسئلہ

فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۴۵۵ پر ہے۔

دلھن کو بیاہ کر لائیں تو مستحب ہے کہ اس کے پاؤں دھو کر پانی مکان کے چاروں گوشوں میں چھڑکیں اس سے برکت ہوتی ہے۔

دیوبندی اس کو بیان کر کے زندگی بھر کے سیکھے ہوئے سارے کرتب دکھا ڈالتے ہیں۔ اور اکابر علمائے اہلسنت کا نام لے لے کر چیخ چیخ کر چیلنج کرتے ہیں کہ لاؤ دکھاؤ یہ کہاں ہے۔ اور یہ بھی مسخرہ پن کرتے ہیں کہ جب اس پانی سے برکت ہوتی ہے تو رضا خانی اسے تبرک کے طور پر اپنے گھروں میں لے جائیں نہیں۔

چونکہ فتاویٰ رضویہ میں حوالہ نہیں دیوبندی یہ جانتے تھے کہ عامہ کتب میں یہ ہے نہیں کوئی حوالہ کہاں سے نکالے گا۔ یہ بات ایک حد تک صحیح بھی تھی کیونکہ جس کتاب میں یہ مذکور ہے وہ نایاب تھی کہیں ملتی نہ تھی لیکن ماضی قریب میں استنبول میں شائع ہوئی اور اس کے کچھ نسخے ہندوستان میں بھی آئے۔ دیوبندیو! تم بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پڑھو اور اپنے مولویوں کی جہالت اور خیانت پر ماتم کرو۔

امام ابن جلیلین محمد بن ابی بکر امام زادہ اور یعقوب بن سید علی "شرعۃ الاسلام" اور اس کی شرح "مفاتیح الجنان" یوں لکھتے ہیں۔

من السنۃ ان یغسل الزوج رجلیھا و یرش ذالك الماء فی زوایا البیت یدخل من ذالك الماء برکۃ ص۲۴۰

سنت ہے کہ شوہر دلھن کے پاؤں کو دھو دے اور اس پانی کو گھر کے کونوں میں چھڑک دے اس سے برکت آئے گی۔

فتاویٰ رضویہ میں صرف یہ تھا کہ یہ مستحب ہے اور ان دونوں کتابوں میں اسے

سنت کہا گیا ہے۔

دیوبندیو! اپنے کسی دار الافتار سے پوچھو سنت کا تمسخر کرنے والے کا کیا حکم ہے یقین رکھو اگر زید و عمرو کے نام سے سوال کرو گے تو دیوبندی دار الافتار سے بھی وہی جواب آئے گا جو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے دیوبندیوں کے بارے دیا ہے۔

دیوبندیت ایسی بیماری ہے کہ اس کا علاج، علاج بالمثل کے سوا کچھ بھی نہیں قرآن حکیم پڑھو اینٹھتے رہیں گے، حدیث پاک سناؤ منہ بسورتے رہیں گے ہاں اگر ان کے کسی حضرت جی کا ارشاد سناؤ تو گھر میں گھس جائیں گے۔

تھانوی جی کا ایک نسخہ

دیوبندی امت کے حکیم جی تھانوی صاحب بہشتی زیور حصہ ہفتم میں لکھتے ہیں۔

"اگر کسی کو نظر لگ جائے جس پر شبہہ ہو کہ اس کی نظر لگی ہے اس کا منھ اور دونوں ہاتھ کہنی سمیت اور دونوں پاؤں اور دونوں زانوں استنجا کا موقع (پیشاب پاخانہ کا مقام) کو دھلوا کر پانی جمع کر کے اس شخص کے سر پر ڈالو جس کو نظر لگی ہے اس کو شفا ہو جائے گی"۔

انصاف پسند حضرات غور کریں کہ "شرعۃ الاسلام اور مفاتیح الجنان" میں تو صرف یہ تھا دلہن کے دونوں پاؤں دھوئیں گھر کے کونوں پر چھڑکیں اس سے برکت ہوتی ہے۔ اس پر دیوبندی اپنا سارا کرتب دکھاتے ہیں اور یہاں یہ ہے کہ صرف پاؤں ہی نہیں اس کے پیشاب کا مقام بھی دھوئیں اس کے پاخانے کا مقام بھی دھوئیں مریض کے سر پر ڈالیں اس کو شفا ہو جائے گی۔ اگر یہ بات ہماری کسی کتاب میں ہوتی تو دیوبندی نقال خوب خوب چک پھیریاں کرتے کرتب دکھاتے۔ جب دین نہیں، دیانت نہیں خدا کا خوف نہیں، رسول سے شرم نہیں، آخرت کے مواخذے کا اندیشہ نہیں تو پھر ڈر کا ہے کا۔ دیوبندیو! جب یہ پیشاب پاخانے کا دھوون آب شفا ہے۔ تو تم اس کو گھروں میں لے جا کر رکھو۔ پیو پلاؤ تقسیم کرو۔

دوسرا نسخہ

اعمال قرآنی میں دیوبندی برادری کے انہیں حکیم جی نے امساک کے لئے یعنی عورت کے ساتھ دیر تک ہمبستری کرنے کے لئے یہ عمل لکھا ہے۔

"انگور کی پتی پر آیتہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ یُمۡسِکُ السَّمٰوٰتِ الآیۃ لکھ کر ران پر باندھیں"۔

جس پتی یا کاغذ پر آیتہ کریمہ لکھی ہو اس کا چھونا جنب تو جنب ہے بے وضو کو بھی جائز نہیں۔ جب کہ ہمبستری سے وضو بھی ٹوٹے گا اور غسل واجب ہو گا۔ کتنی عمدہ دیوبندی تعلیم ہے۔ کہ لذت نفسانی کے لئے جی بھر کر قرآن مجید کی بے حرمتی کا سبق دیا جا رہا ہے۔

غوث وقت کی شان میں گستاخی

ابریز شریف ص۲۱ پر عارف باللہ حضرت سید احمد سجلماسی قدس سرہٗ نے اپنا یہ واقعہ لکھا ہے۔

میں نے ایک رات اپنی دونوں بیویوں کو ایک خواب گاہ میں اکٹھا کیا ان میں سے ہر ایک بچھونے پر تنہا سوئی اور میں ایک بچھونے پر تنہا سویا۔ ——— اور گھر میں ایک بچھونا خالی رہ گیا جس پر کوئی نہیں سویا ——— میں نے یہ گمان کر کے کہ دوسری بیوی سو رہی ہے ایک بیوی سے ہمبستری کر لی ——— تھوڑی دیر سونے کے بعد یہ گمان کر کے کہ پہلی بیوی سو گئی ہے دوسری سے بھی ہمبستری کی ——— اس کے بعد جب میں حضرت شیخ عبد العزیز دباغ قدس سرہٗ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ——— میں اکثر ان کی زیارت کو جاتا تھا اگرچہ وہ کتنی ہی دور ہوں، ایک دن جب میں حاضر ہوا تو مجھ سے تفریح فرمانے لگے یہاں تک کہ فرمایا تم لوگ کیا کہتے ہو اس کے بارے میں کہ دو عورتوں کو ایک مکان میں جمع کرنا اور دونوں سے وطی کرنا کیسا ہے؟ ———

میں سمجھ گیا کہ انہوں نے مجھ سے جو سرزد ہوا ہے اس کی طرف اشارہ فرمار ہے ہیں میں نے عرض کیا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا ـــــ تو فرمایا ـــــ چوتھے بچھونے پر کون سویا تھا ؟ میں نے عرض کیا سیدی میں نے گمان کیا تھا کہ دونوں سو رہی ہیں فرمایا نہ پہلی سوئی تھی اور نہ دوسری ـــــ علاوہ ازیں یہ مناسب نہیں ۔ اگرچہ دونوں سو رہی ہوں ـــــ میں نے عرض کیا یا سیدی یہی مذہب ہے اور میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں ۔

اس واقعہ کو اختصار کے ساتھ الملفوظ حصہ دوم میں ذکر کیا گیا ہے ۔ اس پر دیوبندی انتہائی پھوہڑ پن کے ساتھ تنقید کرتے ہیں لیکن بے چارے بے علم یہ نہیں جانتے کہ یہ واقعہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا گڑھا ہوا نہیں بلکہ تصوف کی انتہائی معتبر کتاب ابریز میں لکھا ہوا ہے اس واقعہ پر دیوبندی یا کوئی اور اعتراض کرے تو حقیقت میں اس کا اعتراض عارف باللہ حضرت سید احمد سجلماسی اور غوث وقت حضرت سیدنا عبد العزیز دباغ پر ہوگا ۔ اب دیوبندی جتنا چاہیں اس پر پھکڑ بازی کریں ۔

الملفوظ میں یہ ہے کہ جب حضرت سید احمد سجلماسی نے پوچھا کہ حضور کو کس طرح علم ہوا ، فرمایا جہاں وہ سو رہی تھیں کوئی اور پلنگ بھی تھا عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا ـــــ فرمایا اس پر میں تھا ۔

چونکہ بعینہٖ یہی الفاظ ابریز شریف میں نہیں اس لئے جس طرح ڈوبتے ہوئے کو تنکے کا سہارا کافی ہوتا ہے ، دیوبندی اس پر بہت اچھلتے کودتے ہیں لیکن یہ بھی ان کی جہالت یا شرارت ہے ۔ یہ مضمون عبارت کے ردوبدل کے ساتھ ابریز شریف میں موجود ہے ۔ حضرت سید احمد سجلماسی کے اس پوچھنے پر کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا حضرت شیخ نے فرمایا ۔ " من نام علی الفراش الرابع " چوتھے بچھونے پر کون سویا تھا ؟ یہ استفہام تقریری ہے ۔ اس کا حاصل یہی نکلتا ہے کہ اس چوتھے فراش پر میں سویا تھا ۔ ورنہ سوال وجواب میں مطابقت نہ ہوگی ، وہ پوچھ رہے ہیں حضور کو کیسے معلوم ہوا اس کا جواب اسی وقت بنے گا کہ " من نام علی الفراش الرابع " سے مراد یہ ہو کہ اس خالی چوتھے بچھونے پر میں سویا تھا ۔

ہر شخص جانتا ہے کہ واقعات کے بیان کرنے میں الفاظ کا ردوبدل عام طور پر رائج ہے ۔ اگر میں اس کی نظیر میں علمائے دیوبند کی کتابوں سے پیش کروں تو کتاب طویل ہو جائے گی ۔

ناظرین کے اطمینان کے لئے ابریز شریف ہی سے اس قسم کا ایک اور واقعہ نقل کر دیتا ہوں ۔ شیخ عبد الرحمٰن کہتے ہیں ـــــ میں شیخ کی زیارت کے لئے گیا جب بیٹھ گیا تو دریافت فرمایا ۔ تونے اتوار کی رات میں کیا کیا ۔ میں نے عرض کیا یا سیدی میں نے کیا کیا ؟ فرمایا تو اپنی بیوی سے جماع کر رہا تھا ۔ اور اپنے بچے کو بچھونے پر بٹھا رکھا تھا ـــــ کیا تونے یہ نہیں جانا کہ میں تیرے ساتھ موجود تھا ۔ ص ۲۷

اب دیوبندی بولیں کیا کہتے ہیں یہاں صاف تصریح ہے کہ میں تمہارے ساتھ موجود تھا ۔ ناظرین کے خلجان کو دور کرنے کے لئے عرض ہے کہ باطنی طور پر کسی ذات کا ہمارے پوشیدہ احوال کو دیکھنا عیب نہیں ـــــ کیا اللہ عزوجل ہمارے ہر ظاہر و پوشیدہ اعمال وافعال کو نہیں دیکھتا ؟ کیا اللہ تعالیٰ کا دیکھنا بے حیائی ہے ؟ باطنی امور کو ظاہری امور پر قیاس کرنا جہالت بھی ہے شرارت بھی ہے اور گمراہی کا ذریعہ بھی ۔

دیوبندیوں کے پیرانِ پیر کی کرامت

مگر میں جانتا ہوں کہ دیوبندی اب بھی خاموش نہیں رہیں گے ـــــ اس لئے ضروری ہے کہ ان کے علاج کے لئے ان کے نہاں خانۂ خاص کا ایک راز فاش کر دوں ۔ جس کا تعلق بانئ دیوبندیت گنگوہی صاحب اور ان کے پیر جی حاجی امداد اللہ صاحب سے ہے ۔

ارواح ثلثہ ص ۲۹ پر ہے ۔

" ایک دفعہ حضرت گنگوہی جوش میں تھے ـــــ فرمایا ـــــ کہ

تین سال کامل حضرتِ امداد کا چہرہ میرے قلب میں رہا اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا"۔

اب دیوبندی بتائیں کہ جن تین سالوں میں جناب حاجی امداد صاحب کا چہرہ گنگوہی صاحب کے قلب میں رہا ان تین سالوں میں جب جب گنگوہی صاحب نے اپنی بیوی یا اپنے رفیقِ جانی نانوتوی صاحب سے ہم بستری کی حاجی صاحب ٹکر ٹکر دیکھتے رہے یا نہیں؟ صرف ٹکر ٹکر دیکھتے ہی نہیں رہے بلکہ جب گنگوہی صاحب کے قلب میں گھسے رہے تو ہم بستری کی لذت سے بھی لطف اندوز ہوتے رہے۔

سبحان اللہ! دیوبندی مذہب کتنا مزیدار ہے کہ ہم بستری کرے مرید اور لطف اندوز ہو مرید کے ساتھ پیر بھی۔

دیوبندیو! اگر تم پکے منافق نہیں آخرت کی پرسش پر ایمان ہے تو بولو حضرت شیخ احمد سجلماسی قدس سرہٗ کے واقعہ میں تصریح ہے کہ انہیں معلوم نہیں تھا کہ ان کے شیخ یہاں تشریف فرما ہیں۔ اس پر دیوبندیوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا، لیکن گنگوہی صاحب کو معلوم تھا کہ میرے پیر جی میرے دل میں ہیں اور میری ہر حرکت کو ٹکر ٹکر دیکھ رہے ہیں۔ پھر بھی کبھی بیوی سے ہمبستری کرتے ہیں اور کبھی اپنے رفیق جانی نانوتوی صاحب سے۔ کبھی خواب میں کبھی بیداری میں۔ بولو کیا کہتے ہو۔؟

یہاں مزے کی بات یہ ہے کہ گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے یعنی حضرت امداد سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔ اس کا صاف صریح مطلب یہ ہے کہ اگر بیوی سے ہمبستری کرنی چاہی تو پوچھا۔ حضور! بیوی سے ہمبستری کروں کہ نہیں؟ اپنے رفیق جانی نانوتوی صاحب سے ہمبستری کرنی چاہی تو پوچھا۔ جب حضرت امداد نے بیوی سے ہمبستری کی اجازت دی تو بیوی سے ہمبستری کی۔ اور جب اپنے رفیق جانی نانوتوی صاحب سے ہمبستری کرنے کی اجازت دی تو نانوتوی صاحب سے ہمبستری کرنے کی اجازت دی، تو نانوتوی صاحب کے ساتھ ہمبستری کی۔

دیوبندیو! پیر ہو تو ایسا؟ کہ مرد کے ساتھ بھی ہمبستری کرنے کی اجازت دے غالباً دیوبندی مذہب میں راہِ سلوک طے کرنے کا یہ بھی کوئی طریقہ ہے۔

دیوبندیو! خفا مت ہو کہ میں نے یہ لکھ دیا کہ گنگوہی صاحب اپنے رفیق جانی نانوتوی کے ساتھ ہمبستری کرتے تھے۔ یہ خود تمہاری کتابوں میں، تمہارے ان بزرگوں کے حالات میں لکھا ہے۔ اٹھا کر دیکھو تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص۲۸۱ اور ارواح ثلثہ ص۲۸۲ ان دونوں کتابوں کی اصل عبارت حصہ اول میں زیر عنوان "دیوبندی برادری کی اشاعت فاحشہ" میں مذکور ہے۔

اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز بات ناظرین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ جو خود حدیث شریف میں ہے بخاری کتاب الحیض، کتاب الانبیاء، کتاب القدر میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ تبارك وتعالیٰ وكل بالرحم مَلَكاً يقول يارب نطفة يارب علقة يارب مُضغة فاذا اراد الله ان يقضي خلقه قال هل ذكر ام انثى شقي ام سعيد فما الرزق فما الاجل قال فيكتب في بطن امه

جلد اول ص۴۶ جلد دوم ص۹۷۶

اللہ تعالیٰ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے وہ کہتا ہے اے پروردگار نطفہ ہے اے پروردگار بستہ خون ہے اے پروردگار گوشت کا لوتھڑا ہے جب اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما دیتا ہے اس کی پیدائش کا تو فرشتہ پوچھتا ہے مرد ہے یا عورت؟ بدبخت ہے یا نیک بخت؟ اسکی کتنی روزی ہے؟ کتنی عمر ہے یہ سب لکھ لیا جاتا ہے اور بچہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔

کتاب الانبیاء کی روایت میں یہ ہے۔

وكّل في الرحم مَلَكاً

رحم میں ایک فرشتے کو مقرر فرماتا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ فرشتہ رحم میں داخل ہوتا ہے بلکہ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ عن الاعمش کی روایت میں یہ لفظ ہے۔

اذا استقرت النطفة فی الرحم اخذ ھا الملك بكفه وقال ای رب اذکرٌ اَو انثیٰ (فتح الباری ج ۱۱ ص ۴۰۸)

جب نطفہ رحم میں ٹھہر جاتا ہے فرشتہ اس کو اپنے ہاتھ میں لے کر پوچھتا ہے اے رب یہ مرد ہے یا عورت ؟

دیوبندیو! تمہارے مذہب کے مطابق کتنی بڑی بے حیائی کی بات ہے کہ فرشتہ رحم میں جا کر یا کم از کم عورت کی بچہ دانی میں ہاتھ ڈال کر نطفے کو ہاتھ میں لیتا ہے کیا شوہر کے علاوہ کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ بچے دانی کے اندر جانا یا اس میں ہاتھ ڈالنا تو بڑی بات ہے اس کو دیکھ بھی سکتا ہے ۔ بولو دیوبندیو! کیا جواب ہے ۔ اسکے علاوہ قرآن مجید کی متعدد آیتوں اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ ہر انسان کے ساتھ کچھ فرشتے ہمیشہ رہتے ہیں ان میں کراماً کاتبین ان کے نامۂ اعمال لکھتے ہیں اور کچھ فرشتے انسان کی حفاظت پر مامور ہیں ۔ فتح الباری اور عینی میں ہے کہ یہ کبھی انسان سے جدا نہیں ہوتے ۔ اب بتاؤ جب انسان اپنی اہلیہ سے ہمبستری کرتا ہے فرشتے موجود ہیں دیکھ رہے ہیں ۔ دیوبندی بتائیں کہ یہ بے حیائی ہے یا نہیں ؟

دیوبندیوں کو جانے دیجئے انصاف پسند ناظرین سے ہماری درخواست ہے کہ عالمِ غیب کی باتوں کو عالمِ شہادت کی باتوں پر قیاس کرنا ہی دیوبندیوں کی گمراہی ہے اگر عالمِ غیب کی باتوں کو عالمِ شہادت پر قیاس کریں گے تو جینا دوبھر ہو جائے گا ۔ غور کیجئے ہر مسلمان جانتا ہے کہ ہمارے ساتھ کراماً کاتبین ہیں وہ ہمارے سارے احوال و افعال کو دیکھتے اور سنتے ہیں ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سب اعمال و افعال کو دیکھتا ہے پھر بھی انسان اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے حقوق زوجیت ادا کرتا ہے اور یہاں علامہ سید احمد سجلماسی اور حضرت مولانا عبد الرحمٰن کو اس کا شائبہ بھی نہ تھا کہ حضرت عبد العزیز دباغ قدس سرہٗ ہمارے کمرے میں موجود ہیں ۔ اس پر دیوبندی اتنا طوفان اٹھاتے ہیں اب ان سے کوئی پوچھے کہ اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے اور کراماً کاتبین کے موجود ہونے کو کیا کہتے ہیں ۔

اولیائے کرام سے استعانت کا راز

ابریز شریف ص ۱۷۳ میں ہے ۔

عارف باللہ حافظ الحدیث علامہ سید احمد سجلماسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے مرشد سید عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ عوام اللہ عزوجل سے اپنی حاجتیں نہیں طلب کرتے ، بلکہ اولیائے کرام مثلاً شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے حاجتیں طلب کرتے ہیں تو حضرت شیخ نے یہ جواب ارشاد فرمایا ۔

ولو توجهت ذات الظلمانية اليه تعالیٰ بجميع عروقها وبكل جواهرها وسئلته امرا ومنعها ولم يطلعها علی سر القدر فی المنع فربما وقع لها وسواس فی وجود الحق سبحانه فتقع فی ما هوا دهیٰ وأمر من عدم قضاء حاجتها فكان من المصلحة ما فعله اهل الديوان من ربط عقول الناس بعباد الله الصالحين لانه اذا

ظلماتی ذات (عوام) اگر اللہ تعالیٰ کی طرف پورے طور پر متوجہ ہوں اور اس سے کچھ مانگیں اور اللہ تعالیٰ اسے نہ دے اور نہ دینے میں جو راز ہے اس پر مطلع نہ کرے تو بسا اوقات اسے حق سبحانہٗ کے وجود میں وسوسہ پیدا ہو جائے گا جس کی وجہ سے وہ حاجت پوری نہ ہونے سے بڑی مصیبت میں مبتلا ہو جائیگی ۔ اس لئے مصلحت یہی تھی کہ جو اہلِ دیوان نے کیا کہ لوگوں کی عقلوں کو اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ وابستہ کر دیا اس لئے کہ جب انہیں کسی کے ولی

وقع لھم وسواس فی کونھم اولیاء — ہونے کے بارے میں وسوسہ ہو جائے

فان ذالک لایضرھم — یہ ان کے ایمان کو مضر نہیں۔

اسی مضمون کو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اپنی کتاب فقہ شہنشاہ میں اپنے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت علامہ سجلماسی رحمۃ اللہ علیہ کتاب ابریز میں اپنے شیخ حضرت سیدنا عبد العزیز سے روایت کرتے ہیں۔

حضرات اولیاء نے ان کو قصداً ادھر لگالیا ہے کہ دعا میں مراد ملنی نہ ملنی دونوں پہلو ہیں۔ عوام مراد نہ ملنے کی حکمتوں پر مطلع نہیں کئے جاتے ــــ کہ اگر بالکلیہ خالص عزوجل ہی سے مانگتے پھر مراد ملتی نہ دیکھتے تو احتمال تھا کہ خدا کے وجود ہی سے منکر ہو جاتے اس لئے اولیاء نے ان کے دلوں کو اپنی طرف پھیر لیا کہ اب اگر مراد نہ ملنے پر بے اعتقادی کا وسوسہ آیا بھی، اس ولی کی نسبت آئے گا جس سے مدد چاہی تھی اس میں ایمان تو سلامت رہے گا۔ (ص ۴۹۔ ۵۰)

دیوبندی حساد واعظین اس صاف ستھری واضح بات کو مسخ کر کے یہ کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے یہ لکھ دیا کہ اللہ عزوجل سے مانگنے میں گمراہی کا اندیشہ ہے۔ اور اولیاء کرام سے مانگنے میں یہ اندیشہ نہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے شروع ہی میں لکھ دیا ہے کہ۔

حضرت علامہ سجلماسی رحمۃ اللہ علیہ کتاب ابریز میں اپنے شیخ حضرت سیدنا عبد العزیز سے روایت کرتے ہیں۔ (ص ۴۹)

ایسی صورت میں اس پر جو تیر و نشتر برسانا تھا وہ غوث وقت حضور سیدنا شیخ عبد العزیز دباغ قدس سرہٗ پر برساتے۔ ان پر لعن طعن کرتے ــــ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ صرف ناقل ہیں۔ انہیں کچھ نہ کہنا صرف اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو نشانہ

ملامت بنانا یہ باطنی خباثت کے ساتھ ساتھ شرارت بھی ہے ــــ پھر اگر انہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر سب وشتم کا شوق تھا تو اسے پورا کر لیتے لیکن ہمت تھی تو وہی جملہ حضرت شیخ عبد العزیز دباغ قدس سرہٗ کو بھی کہتے۔ کہیں یا نہ کہیں جب بات حضرت شیخ عبد العزیز دباغ کی ہے تو اس پر سارا لعن طعن حقیقت میں انہیں پر پڑیگا۔

لیکن دیوبندیوں سے کوئی مستبعد نہیں، ان کے مذہب کی بنیاد ہی انبیاء کرام اور اولیاءِ عظام کی اہانت اور ان پر سب وشتم پر ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی بات پر لعن طعن کرنے سے پہلے سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے کہ یہ بات صحیح ہے یا غلط واقعہ کے مطابق ہے یا خلاف واقعہ۔

عوام کالانعام کی عادت ہے کہ اگر ان کی مراد پوری نہیں ہوتی تو اللہ عزوجل کی جناب میں جو جی میں آتا ہے بکنے لگتے ہیں۔ وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ جو دعا مانگ رہے ہیں ان کے حق میں مفید ہے یا مضر۔ اللہ عزوجل خوب جانتا ہے بندے پر مہربانی کی بنا پر اس کی ایسی دعا قبول نہیں کرتا جو بندے کے لئے مضر ہے۔ بندہ اس راز کو نہیں جانتا اس پر ناراض ہو جاتا ہے۔

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے گلستاں میں یہ حکایت لکھی ہے کہ میرے ایک دوست کے اولاد نہیں تھی میں جب سفر سے واپس ہوا تو وہ صاحب اولاد ہو چکے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کیسے ہوا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے ایک صاحب نے بتایا کہ فلاں درخت کے نیچے جا کر دعا کرو۔ وہاں جو دعا کی جاتی ہے قبول ہوتی ہے۔ میں نے اس درخت کے نیچے جا کر دعا کی اللہ عزوجل نے میری دعا قبول فرمائی اور یہ بیٹا ہوا ــــــــ حضرت شیخ سعدی لکھتے ہیں کہ اس لڑکے نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ وہ کون سا درخت ہے تو میں وہاں جا کر یہ دعا مانگتا کہ اے اللہ میرے باپ کو موت دیدے۔ ناظرین خود سوچیں کہ اس شخص کے حق میں دعا قبول ہونا کتنا مضر تھا۔ یہ بات شروع ہی سے چلی آرہی ہے۔

حدیث میں ہے کہ بدو اسلام قبول کرتے، اسلام قبول کرنے کے بعد اگر اسکی بیوی کے بیٹا ہوتا اور اونٹنی کو اونٹنی، تو کہتا دین بہت اچھا ہے۔ اور اگر اس کے برخلاف ہوتا تو کہتا دین بہت برا ہے۔

عوام کا حال یہ ہے کہ اگر کسی پیر سے مُرید ہوئے اور ان کا روبار ترقی کرنے لگا تو پھر کیا کہنا پیر صاحب کی ولایت میں اس کو کوئی شبہہ نہیں رہتا اور اگر مرید ہونے کے بعد کاروبار خراب ہوگیا تو ساری ولایت ختم۔

اگر کسی شخص کی دکان پر کوئی عالم یا شیخ بیٹھ گیا اور اس دن اس کی خوب بکری ہوئی تو یہ عالم اور پیر ولی ہوگیا۔ اور اگر اس دن بکری کم ہوگئی تو وہ عالم اور شیخ منحوس ہوگیا۔

اس ماحول میں اگر کسی کم ظرف نے اللہ عزوجل سے کچھ مانگا اور بار بار مانگا اور نہیں ملا تو اس کا خطرہ ہے کہ اپنی کم ظرفی سے وہ اللہ کے وجود کا منکر ہوجائے ایسی صورت میں اس کا ایمان کہاں باقی رہا۔ اور اگر کسی ولی سے مانگا اور مراد پوری نہیں ہوئی تو زیادہ سے زیادہ وہ اس ولی کی ولایت کا منکر ہوگا۔ بہر حال یہ بات طے ہے کہ کسی ولی کی ولایت سے انکار کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔

میں تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ اتنی صاف ستھری بات دیوبندیوں کے ذہن میں نہیں آئی ہوگی جب کہ عام سمجھدار آدمی اس کو سمجھتا ہے۔ مگر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے عوام کو برگشتہ کرنے کے لئے اس صاف ستھری بات کو اس رنگ میں پیش کرتے ہیں کہ کم عقل لوگ الجھ جائیں۔

ایک دیوبندی عبادت

اب تک جو کچھ ہم نے لکھا یہ بجواب آں غزل تھا اب ہم اپنے ان خاص مہربانوں کی خدمت میں ایک بہت لذیذ تحفہ پیش کرتے ہیں جو ان کے مذہب کی خاص پرلطف عبادت ہے ایسی عبادت جس میں شروع سے اخیر تک لذت ہی لذت ہے۔ ناظرین خصوصاً دیوبندی بہت غور سے پڑھیں۔ دیوبندی جماعت کے

شیخ الاسلام جناب شبیر احمد صاحب عثمانی نے اپنے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب کے ترجمے پر جو تفسیر لکھی ہے اس میں سورہ نسار کی آیت کریمہ "اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ" کے تحت لکھا ہے۔

سو فعل زنا میں آنکھ کا حصہ تو دیکھنا ہے اور زبان کا حصہ یہ ہے کہ اس سے وہ باتیں کی جائیں جو فعل زنا کی مقدمات اور اسباب ہوں اور نفس کا حصہ یہ ہے کہ زنا کی تمنا اور اس کی خواہش کرے ——— لیکن فعل زنا کا ترتب اور اس کا بطلان در اصل فرج یعنی شرمگاہ پر موقوف ہے۔ یعنی اگر فرج سے زنا کا صدور ہوگیا تو آنکھ، زبان، دل سب کا زانی ہونا متحقق ہوگیا اور اگر باوجود تحصیل جملہ اسباب و ذرائع صرف فعل فرج کا تحقق نہیں ہوا بلکہ زنا سے توبہ و اجتناب نصیب ہوگیا تو اب تمام وسائل زنا جو کہ فی نفسہ مباح تھے فقط زنا کی تبعیت کی باعث گناہ قرار دیئے گئے تھے وہ سب کے سب لائق مغفرت ہوگئے یعنی ان کا زنا ہونا باطل ہوگیا ——— اور گویا اس کا قلب ماہیت ہوکر بجائے زنا عبادت بن گئی ——— کیونکہ فی نفسہٖ تو وہ افعال نہ معصیت تھے نہ عبادت بلکہ مباح تھے سب اس وجہ سے کہ زنا کے لئے وسیلہ بنتے تھے معصیت میں داخل ہوگئے جب زنا کے لئے وسیلہ نہ رہے بلکہ زنا ہی بوجہ اجتناب معدوم ہوچکا تو اب ان وسائل کا زنا کے ذیل میں شمار ہونا اور ان کو معصیت قرار دینا انصاف کے صریح مخالف ہے"۔

دیوبندیو! تمہارے شیخ التفسیر صاحب نے کتنی عمدہ مزے دار عبادت ایجاد کردی ہے ——— طوائف کے کوٹھے پر چلے جاؤ اسے خوب دیکھو اس سے خوب باتیں کرو، ہنسی مذاق کرو، مول بھاؤ کرو اور رات بھر کرتے رہو مگر زنا نہ کرو تو یہ چیزیں عبادت ہوگئیں، رنڈی کے کوٹھے پر جانا عبادت تنہائی میں اس کے ساتھ اکٹھے رہنا عبادت، ہنسی مذاق کرنا عبادت، مول بھاؤ

کرنا عبادت۔ اس سے چھیڑ خانی کرنا عبادت۔

پھر رنڈی ہی کی تخصیص نہیں اگر کسی مشتہاۃ لڑکے کے ساتھ یہی معاملہ ہو اور دخول نہ ہو تو سب عبادت۔

غالباً اسی عبادت کو ادا کرنے کے لیے گنگوہ کی بھری خانقاہ میں اپنے رفیق جانی نانوتوی صاحب کو چارپائی پر چت لٹا کر گنگوہی جی انکی چھاتی پر ہاتھ رکھا کرتے تھے۔ رہ گئی بیچ میں توبہ کی بات تو اولاً توبہ سے گناہ معاف تو ہو جاتے ہیں مگر عبادت نہیں ہوتے، ثانیاً اپنے شیخ التفسیر کی تحقیق غور سے پڑھو، انہوں نے صاف تصریح کی ہے۔

کیونکہ فی نفسہٖ وہ افعال نہ معصیت تھے نہ عبادت بلکہ مباح تھے۔

اور جب مباح تھے معصیت نہیں تھے تو ان سے توبہ کیسی اس سے ظاہر ہے کہ توبہ کا ذکر دھوکہ کی ٹٹی ہے۔ غالباً مالدار طبقہ اس لئے دیوبندی ہوتا ہے کہ چلو رات بھر رنڈی کے کوٹھے پر رہیں گے اسے جی بھر کر دیکھیں گے ہنسی مذاق کرینگے شہوانی باتیں کریں گے چھیڑ خانی کریں گے پوری رات عبادت میں بسر ہو گئی اور رنڈی کے کوٹھے پر رہتے ہوئے عابد شب زندہ دار کہلائیں گے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر کا مسئلہ

○ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر کے سلسلہ میں وہابیوں کے دو شبہات ہیں۔ اول یہ کہ مجدد اعظم قدس سرہٗ نے "الکوکبۃ الشہابیۃ" میں لکھا

○ یہاں انبیا، وملائکہ وقیامت وجنت ونار وغیرہ تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا یہ کفر بھی صدہا کفریات کا مجموعہ ہے۔ ص ۸۱

○ وہابی صاحبو! تمہارے پیشوا نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں کیسی صریح گستاخی کی۔ ص ۲۴

○ مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس جگر سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب ودشنام کے لفظ لکھدیئے۔ ص ۲۷

○ اور انصاف کیجئے! تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں ص ۲۹

وہابیوں کا پہلا شبہہ یہ ہے کہ جب مولوی اسمٰعیل دہلوی نے ایسا کفر بکا جو صدہا کفریات کا مجموعہ ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں صریح گستاخی کی۔ ان کی جناب میں بے دھڑک صریح سب و دشنام کے لفظ لکھدیئے جس میں کسی تاویل کی جگہ نہیں۔ تو پھر مولوی اسمٰعیل کی تکفیر سے کف لسان کیوں فرمایا۔ "الکوکبۃ الشہابیۃ" کے اخیر میں لکھا۔

"ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار (یعنی کافر کہنے) سے کف لسان (یعنی زبان روکنا) ماخوذ ومختار ومرضی ومناسب۔ اور سل

السیوف الہندیہ میں فرمایا ہے۔

یہ حکم فقہی متعلق بکلمات سفہی تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علمار کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے اس طائفہ کے پیر سے سچے مسلمانوں کو نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں باایں ہمہ نہ شدت غضب دامن احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی ہے۔ نہ قوت انتقام حرکت میں آتی ہے اور اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لزوم التزام میں فرق ہے۔ اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ——— ہم احتیاط برتیں گے۔ جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔ سبحان السبوح میں فرمایا۔

ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل باقی نہ رہے صہ ۸۰

جواب سے پہلے ہم ناظرین کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے مولوی اسمٰعیل دہلوی پر جو الزامات لگائے ہیں وہ اپنی جگہ صحیح ہیں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب "تقویۃ الایمان" کے صہ پر لکھا اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔ ——— پھر صہ ۱۲ اور صہ ۱۵ پر تفصیل سے یوں لکھا۔

"یعنی جتنے پیغمبر آئے سو اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانیں اور اس کے سوا کسی کو نہ مانیں"

ناظرین خود فیصلہ کریں کہ جب وہ صاف صاف لکھ رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانیں اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔ اس کا صاف صریح مطلب یہ ہوا کہ نہ رسولوں کو مانیں نہ انبیاء کو مانیں، نہ فرشتوں کو مانیں، نہ قیامت کو مانیں، نہ جنت و دوزخ کو مانیں کیا یہ صدہا کفریات کا مجموعہ نہیں۔

انہیں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے صراط مستقیم میں صاف صاف لکھا۔

"نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال لانا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ صہ ۹۵

انہیں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں صہ پر ایک حدیث لکھنے کے بعد "ف" لکھ کر یہ جڑ دیا (یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں)

ہر انصاف پسند بتائے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال لانے کو بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر بتانا اور آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مر کر مٹی میں ملنے والا بتانا صریح دشنام اور کھلی گستاخی نہیں۔

وہابیوں پر لازم تھا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ان کے امام الطائفہ پر جو الزام لگائے تھے اس کی صفائی دیتے لیکن ایک صدی سے زائد گذرنے کے باوجود وہابی برادری کے کسی فرد کو توفیق نہ ہوئی کہ ان الزامات کو غلط ثابت کرے ——— غلط کیسے ثابت کریں گے جب کہ یہ ساری عبارتیں دہلوی صاحب کی کتابوں میں موجود ہیں ——— رہ گیا یہ سوال کہ پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اسمٰعیل دہلوی صاحب کی تکفیر سے کف لسان کیوں فرمایا؟

اس کے جوابات یہ ہیں ——— اولاً یہی جرم آپ لوگوں کے امام الکل فی الکل گنگوہی صاحب نے بھی کیا ——— فتاویٰ رشیدیہ صہ پر ہے۔ ان افعال کو کفر ہی کہنا چاہئے مگر مسلم کے فعل کی تاویل لازم ہے۔ ان افعال میں گستاخی آیت ظاہر ہے پس ان کا لکھنا کفر ہوگا۔ اب سب دیوبندی مجھے بتائیں کہ افعال کفر گر قائل کو کافر کہنے سے اجتناب کس بنیاد پر ہے۔ جس دن کوئی دیوبندی اپنے قطب الارشاد کے اس ارشاد کی توجیہہ کر دے گا اسی دن اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ارشاد کی توجیہہ خود دیوبندیوں کے منہ سے سامنے آجائے گی۔

لیکن میں جانتا ہوں کہ دیوبندی ایک بہت ہی چالاک قوم ہے وہ کبھی بھی اپنے شیخ الکل فی الکل کے قول کی کوئی توجیہہ نہیں کریں گے۔ وہ جانتے ہیں کہ پھر ہمارا سارا کیا کرایا مٹی میں مل جائے گا۔

اور ہم اہل سنت کا مقصود نہ عوام کو اُلجھن میں ڈالنا ہے نہ فساد پھیلانا ہے بلکہ ناواقف عوام کو مطمئن کرنا اور فساد کو بیخ و بُن سے اکھاڑ پھینکنا ہے اسلئے ہم چند مختصر باتیں لکھ دیتے ہیں۔ ویسے دیوبندیوں کے اس شبہہ کا جواب علمائے اہل سنت بارہا تحریر فرما چکے ہیں۔ "الموت الاحمر" "العذاب الشدید" وغیرہ میں اس کی پوری تفصیل درج ہے۔

ہم انہیں کتابوں کے چند اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔ اس کے لئے چند تشریحی نوٹ ذہن نشین کرلیں۔

صریح کی دو قسمیں ہیں صریح متبین اور صریح متعین ــــــ اول ایسا کلام جس کا ظاہر معنی کفر ہے اور اس کی کوئی تاویل قریب نہیں۔ اگرچہ تاویل بعید ہو۔ اس کو صریح متبین کہتے ہیں۔ تقریب فہم کے لئے کلمات کفر سے ہٹ کر کے اسکی مثال لفظ طلاق ہے ــــــ نکاح ختم کرنے کے معنی میں یہ صریح ہے کہ یہی اس کا ظاہر معنی ہے۔ جب بیوی کی طرف نسبت کرکے بولتے ہیں تو اس سے ہر شخص یہی سمجھتا ہے ــــــ لیکن اس کا دوسرا معنی بندش کھولنا بھی ہے۔ اور یہ بھی مستعمل ہے۔ لیکن یہ معنی بعید ہے اگرچہ لغوی ہے حتیٰ کہ اس کے مراد ہونے کیلئے قرینہ کی ضرورت ہے۔

فقہاء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ لفظ طلاق سے بلا نیت طلاق پڑ جائے گی بلکہ اگر بولنے والا کہے کہ میری نیت کی نہ تھی جب بھی حکم یہی ہوگا کہ طلاق پڑ گئی۔

ہدایہ میں ہے۔

الطلاق ضربان صریح وکنایۃ فالصریح انت طالق لا یفتقر الی النیۃ لانہ صریح فیہ لغلبۃ الاستعمال ولو نوی الطلاق عن وثاق لم یُدَیَّن فی القضاء لانہ خلاف الظاہر ویدین فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ لانہ نوی ما یحتملہ

طلاق کی دو قسمیں ہیں صریح اور کنایہ۔ صریح جیسے "اَنْتِ طَالِق"

ــــــ اور یہ نیت کا محتاج نہیں۔ اس لئے کہ وہ غلبۂ استعمال کی وجہ سے طلاق کے معنی میں صریح ہے۔ اور اگر قائل کہے کہ میں نے بندش کھولنے کی نیت کی تھی تو اس کا اعتبار نہیں اس لئے کہ وہ خلاف ظاہر ہے ــــــ ہاں فی ما بینہ وبین اللہ معتبر ہے اس لئے کہ اس نے اس معنی کی نیت کی جس کا لفظ احتمال رکھتا ہے۔

اسی کے تحت فتح القدیر میں ہے۔

ما غلب استعمالہ فی معنی بحیث یتبادر حقیقۃ أو مجازاً صریح فان لم یستعمل فی غیرہ فاولی بالصراحۃ

لفظ جس معنی میں غالب استعمال ہو وہ صریح ہے اس حیثیت سے کہ اس لفظ سے ذہن اس معنی کی طرف سبقت کرتا ہے خواہ وہ معنی حقیقی ہو یا مجازی اور اگر دوسرے معنی میں مستعمل نہ ہو تو بدرجۂ اولیٰ صریح ہے۔

چند سطر کے بعد ہے۔

والغلبۃ فی مفہومہا الاستعمال فی الغیر قلیلا

غلبۂ استعمال کے مفہوم میں داخل ہے کہ دوسرے معنی میں بھی قلیل استعمال ہوتا ہو

"یحتملہ" کے تحت عنایہ میں ہے۔

اذا الطلاق من الاطلاق یستعمل فی الابل والوثاق

اسلئے کہ لفظ طلاق اونٹ کھولنے اور بندش کھولنے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔

ان سب کا حاصل یہ نکلا کہ صریح بول کر کبھی یہ مراد لیتے ہیں کہ اسکا ظاہر معنی یہ ہے اگرچہ اس کا کوئی اور خفی معنی ہو اور لفظ طلاق اسی قسم سے ہے کہ اس کا ظاہر معنی طلاق شرعی ہے لیکن بندش کھولنے کے معنی میں بھی مستعمل ہے (جو خفی ہے)۔ اس لئے یہ پہلے معنی میں ظاہر ہے کیونکہ جب طلاق بولا جاتا ہے تو ذہن طلاق شرعی کی طرف منتقل ہوتا ہے اور دوسرا معنی مراد لینے کے لئے قرینہ کی حاجت ہوتی ہے اس لئے لفظ طلاق سے بلا نیت طلاق پڑ جاتی ہے بلکہ اگر شوہر کہے کہ میری نیت

طلاق کی نہیں تھی۔ جب بھی پڑجائے گی اسی کو صریح متبین کہتے ہیں۔

نیز ان عبارتوں سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ صریح کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اس میں دوسرے معنی کا قطعاً احتمال نہ ہو۔ جیسا کہ امام ابن ہمام نے فرمایا فان لم یستعمل فی غیرہ فاولی بالصراحۃ اگر وہ لفظ دوسرے معنی میں استعمال نہ کیا جائے تو بدرجۂ اولیٰ صریح ہے۔ اس کو صریح متعین کہتے ہیں۔

اسی قبیل سے وہ کفری کلام ہے جس کا معنی کفر ہی ہو ظاہر معنی بھی کفر ہو اور خفی معنی بھی کفر ہو۔ نہ اس میں تاویل قریب کی گنجائش ہو نہ بعید کی۔ جیسے یہ کہنا کہ اللہ موجود نہیں۔ اس سے کلام کی دو قسمیں ثابت ہوگئیں۔ صریح متبین، صریح متعین۔

——— جمہور فقہاء کرام ایسے کلام جو کفری معنی میں صریح متبین ہو قائل کو کافر کہتے ہیں۔ ——— کتب فقہ میں سیکڑوں کلمات ایسے مذکور ہیں جو کفری معنی میں صریح متبین ہیں اور فقہاء ان کے قائل کو کافر کہتے ہیں۔ البحر الرائق، عالم گیری وغیرہ میں ایسے کلمات مذکور ہیں۔

الاعلام بقواطع الاسلام میں ہے۔

علمنا بما دل علیہ لفظہ صریحا وقلنا لہ انت حیث اطلقت ھذا اللفظ ولم تؤل انت کافرا وان کنت لم تقصد ذالک لان انما نحکم بالکفر باعتبار الظاھر وقصدک وعدمہ انما ترتبط بہ الاحکام باعتبار الباطن فاللفظ اذا کان محتملا لمعان کان فی بعضھا اظھر عمل علیہ وکذا استوت ووجد

ہم لفظ صریح کے مدلول پر عمل کریں گے اور کہیں گے کہ تم نے جب یہ لفظ کہا اور تاویل نہیں کی تو کافر ہوگیا۔ اگرچہ تونے اس کا قصد نہ کیا ہو۔ کیونکہ ظاہر معنی کے لحاظ سے کفر کا حکم کرتے ہیں اور تیرے قصد اور عدم قصد پر احکام باطنی کا تعلق ہے۔ اس لئے لفظ اگرچہ چند معانی کا احتمال رکھے تو اگر بعض میں زیادہ ظاہر ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا یوں ہی اگر سب برابر ہوں اور کسی ایک کے لئے کوئی مرجح ہو تو بھی اسی پر

لاحدھا مرجح بل ارادۃ و عدمھا لاشغل لنا بھا

عمل کریں گے۔ ارادہ اور عدم ارادہ سے ہمیں مطلب نہیں۔

صاف صاف فرمایا ہم لفظ کے معنی صریح پر عمل کرتے ہیں ہم ظاہر معنی کے لحاظ سے کافر کہتے ہیں۔ جب لفظ چند معنی کا احتمال رکھے اور ایک معنی زیادہ ظاہر ہو تو ہم لفظ کو اسی پر محمول کرتے ہیں۔ اگر کفری معنی زیادہ ظاہر ہو اور قائل سے تاویل منقول نہ ہو تو ہم اس کے کافر ہونے کا حکم دیتے ہیں اس کی چھان بین نہیں کرتے۔

اس ارشاد کی روشنی میں دہلوی صاحب کے چند اقوال کفریہ بطور نمونہ جو آور نقل کئے ہیں ان کو ناظرین دیکھیں اور خود فیصلہ کریں کہ ان کا مدلول ظاہر کفر ہے یا نہیں؟ ہر منصف کو ماننا پڑے گا کہ دہلوی صاحب کے ان اقوال کا ظاہر مدلول صریح کفر ہے گستاخی ہے۔ اس لئے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا یہ فرمانا کہ اس پر کفر لازم ہے جماہیر فقہاء و اصحاب فتویٰ کی تصریحات کے بموجب یہ مرتد ہے کافر ہے بلاشبہ حق و صحیح ہے۔

محققین فقہاء و متکلمین کا مذہب

لیکن محققین فقہاء و متکلمین فرماتے ہیں کہ اگر قائل کی نیت معلوم نہیں اور کلام میں کسی تاویل کی گنجائش ہے اگرچہ وہ بعید ہو ہم اسے کافر کہنے سے زبان روکیں گے جس کا حاصل یہ نکلا کہ یہ حضرات صریح متبین پر تکفیر نہیں فرماتے ہاں اگر صریح متعین ہو تو یہ بھی کافر کہتے ہیں۔

البحر الرائق میں ہے۔

وفی الخلاصۃ وغیرھا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی أن یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم

خلاصہ وغیرہ میں ہے جب کسی مسئلے میں متعدد وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ تکفیر سے روکتی ہو تو مفتی پر واجب ہے کہ اسی وجہ کا اعتبار کرے جو تکفیر سے منع کرتی ہو مسلمان کے ساتھ حسن ظن کی بنا،

الا اذا صرح بارادۃ موجب الکفر فلا ینفعہ التاویل حینئذ وفی التاتارخانیۃ لا یکفر بالمحتمل (جلد خامس ص۱۳۴)

پر جب کہ کفری معنی کے مراد ہونے کی صراحت ہو تو اسے تاویل نفع نہ دے گی۔ اور تتارخانیہ میں ہے محتمل پر تکفیر نہیں کی جائے گی۔

اسی بنا پر علامہ ابن نجیم نے ان الفاظ کفر کو نقل کرنے کے بعد جن پر فقہائے قائل کو کافر کہا تھا فرماتے ہیں۔

فاکثر الفاظ التکفیر المذکورۃ لا یفتی بالتکفیر بہا ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشی منہا (البحر الرائق ج ۵ ص۱۳۵)

تکفیر کے اکثر الفاظ جو مذکور ہوئے انکے قائل کو کافر ہونے کا فتویٰ نہ دیا جائے اور میں نے اپنے اوپر یہی لازم کرلیا ہے۔

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ بحر الرائق میں مذکورہ کلمات کفر پر علمار نے قائل کی تکفیر کی لیکن علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ ان کفریہ کلمات کے قائل کو کافر نہیں کہوں گا آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر جھک جھک کر اعتراض کرنے والے دیوبندیوں میں ہمت ہے تو اس کو بتائیں لیکن میں جانتا ہوں کہ پوری دیوبندی برادری مرتے مرجائے گی اس کو نہیں بتائے گی۔ بتادیں تو خود ان کے قلم سے ان کے منھ سے انکا اعتراض ہباءً منثورا ہوجائے گا۔ لیکن ناظرین کی الجھن دور کرنے کے لئے ہم بتائے دیتے ہیں۔

بات وہی ہے کہ اکثر یہ کلمات کفر صریح متبین ہیں لیکن ان کا ظاہر معنی کفر ہے ان میں کسی تاویل قریب کی گنجائش نہیں اگرچہ تاویل بعید ہوسکتی ہے اس لئے جمہور فقہار ان کلمات کے قائل کو کافر کہتے ہیں۔ لیکن علامہ ابن نجیم کا مختار محققین فقہار کا مذہب ہے کہ جب تک کلمۂ کفر صریح متعین نہ ہو تکفیر سے کف لسان کرتے ہیں اگر کسی کلام میں تاویل بعید کی گنجائش ہو تو تکفیر سے احتیاط برتیں گے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اپنے اس قول میں اس کو واضح بھی فرمادیا ہے

لکھتے ہیں۔

"اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزما قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم اور بلا شبہہ جماہیر فقہار کرام و اصحاب فتویٰ اکابر اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر ہیں" ص۵۴

جماہیر فقہار کرام و اصحاب فتویٰ کی قید سے واضح ہے کہ یہ حکم جمہور فقہا کی روش پر ہے کہ وہ صریح متبین پر قائل کو کافر کہتے ہیں۔ جیسا کہ عامۂ کتب فقہیہ میں مذکور اکثر کلمات کفر پر فقہار کرام نے تکفیر فرمائی مگر محققین متکلمین نے کف لسان فرمایا۔ یہ بات ایسی نہیں کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے واضح نہ فرمائی ہو۔ "الکوکبۃ الشہابیۃ" "سل السیوف الہندیۃ" میں نہایت وضاحت سے بیان فرمادیا ہے۔ سل السیوف الہندیۃ میں ہے۔

"لزوم والتزام میں فرق ہے اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ہم احتیاط برتیں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔ ص۲۲

سبحان السبوح میں تحریر فرمایا۔

امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا، ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ جبتک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہوجائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ ص۸۰

ناظرین ضعیف سے ضعیف احتمال اور محمل پر غور کریں یہ صاف اس بات کی تصریح ہے کہ تکفیر سے کف لسان اس بنا پر ہے کہ اس کے کلمات میں تاویل بعید کی گنجائش ہے۔ اس کا حاصل یہی نکلا کہ محققین فقہا اور جمہور متکلمین کے مذہب کی بنا پر تکفیر سے زبان روکی۔ اسی تقریر سے دیوبندیوں کا یہ مغالطہ بھی رد ہوگیا کہ

وہ کہتے ہیں کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے الکوکبۃ الشہابیۃ میں دہلوی کی کفریات کے بارے میں یہ لکھا۔

"وہابی صاحبو! تمہارے پیشوا نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کیسی صریح گستاخی کی۔" ص۲۴

"اس نے کس جگر سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیئے۔" ص۲۵

انصاف کیجئے اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔

الکوکبۃ الشہابیۃ، سل السیوف الہندیہ کفر فقہی کے بیان میں ہے۔ اسلئے ان میں جو شرعی اصطلاحی الفاظ آئے ہیں ان میں وہی معنی مراد ہوں گے جو فقہا کی اصطلاح ہے۔ فقہا جب صریح بولتے ہیں تو ان کی مراد صریح متبین ہوتی ہے اور جب یہ فرماتے ہیں کہ اس میں تاویل کی گنجائش ہے یا تاویل کی گنجائش نہیں تو ان کی مراد تاویل قریب ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جب ان کے نزدیک تاویل بعید معتبر نہیں تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ اس لئے الکوکبۃ الشہابیۃ، یا سل السیوف الہندیۃ میں جہاں لفظ صریح آیا ہے۔ اس سے مراد صریح متبین ہوتا ہے اور جہاں فرمایا کہ تاویل کی گنجائش نہیں اس سے مراد تاویل قریب ہے اور ہر شخص کو معلوم ہے کہ تاویل قریب کی گنجائش نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تاویل بعید نہ ہو۔

متکلمین کے نزدیک جب تاویل بعید بھی معتبر ہے تو اگر وہ یہ فرمائیں کہ اس کلام میں تاویل کی گنجائش ہے تو ان کی مراد تاویل قریب بھی ہو سکتی ہے۔ اور تاویل بعید بھی۔ اور جب یہ فرمائیں کہ تاویل کی گنجائش نہیں تو ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ نہ قریب کی گنجائش نہ بعید کی۔

اب بات واضح ہوگئی کہ الکوکبۃ الشہابیۃ اور سل السیوف الہندیۃ میں چونکہ جمہور فقہا کی روش پر کلام تھا۔ جب فرمایا کہ اس میں تاویل کی گنجائش نہیں اس سے

مراد یہ ہے کہ تاویل قریب کی گنجائش نہیں اور اخیر میں متکلمین کے مذہب کے مطابق جب اپنا فیصلہ سنایا کہ جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔ یہاں مراد تاویل بعید ہے۔ لفظ "ضعیف سا ضعیف" اس کی نشاندہی کر رہا ہے اس لئے ان ارشادات میں نہ کوئی تضاد ہے اور نہ کوئی تناقض۔

بانیٔ دیوبندیت گنگوہی صاحب نے بھی تصریح کی ہے کہ بعض فرقے محدثین کے نزدیک کافر ہیں اور متکلمین کے نزدیک کافر نہیں صرف فاسق ہیں۔ تذکرۃ الرشید میں ان کا قول منقول ہے کہ۔

"کہا ہاں اہل ہوا کا خدشہ رہا سو یا بطور محدثین ان کو کافر کہو یا بطور متکلمین فاسق۔" (حصہ اوّل ص۱۶۱)

دوسرا شبہہ

صلح کلی، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کے مصنفین کو کفر سے بچانے کے لئے اس کا بہت زوروں سے پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ استاذ الاساتذہ فضل حق خیرآبادی اور ان کے معاصر علمائے اہلسنت نے اسمٰعیل دہلوی کی قطعی یقینی حتمی تکفیر کی یہاں تک حکم دیا کہ جو اس کے ان کفریات پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ "تحقیق الفتویٰ" اور "سیف الجبار" وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

لیکن مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمایا ہے اس کے باوجود اہل سنت ان دونوں بزرگوں کو اپنا امام اور مقتدیٰ تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ اگر علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کو حق پر مانتے ہیں۔ تو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو کافر مانیں۔

اسی طرح مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اور ان کے معاصر علمائے اہل سنت حتیٰ کہ علمائے حرمین طیبین نے نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھی، تھانوی صاحبان کو اگر کافر کہا اور وہ بھی اس تفصیل کے ساتھ کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر انہیں کافر نہ جانے تو خود بھی کافر ہے پھر کوئی ان کی تکفیر سے کف لسان کرے تو وہ

کافر نہ ہوگا۔ جیسے علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے معاصر علماء نے اسمٰعیل دہلوی کو اسی تفصیل کے ساتھ کافر کہا مگر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اس کی تکفیر سے کف لسان فرمایا پھر بھی سب اہلسنت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو اپنا امام اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور علامہ فضل حق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کو بھی۔

ازالہ شبہہ

یہ صلح کلیوں کا ایک مغالطہ عامۃ الورود ہے۔ چونکہ عوام تو عوام علماء تک مسئلہ تکفیر کے سلسلہ میں پیچیدگیوں سے واقف نہیں اس لئے الجھن میں پڑجاتے ہیں۔ اللہ عزوجل رحم فرمائے کہ اس مغالطہ نے ہزاروں آدمیوں کو گمراہ کردیا۔ اس لئے ناظرین پورے طور سے متوجہ ہوکر حاضر دماغی سے میری گذارشات کو پڑھیں۔

اس مغالطہ پر سب سے پہلی گذارش یہ ہے کہ اگر اسے تسلیم کرلیا جائے تو لازم کہ پھر کسی کو کافر نہ کہا جائے۔ اگرچہ وہ صریح سے صریح کفر بکے اس لئے کہ کسی کفر بکنے والے کو اگر کسی مفتی نے کافر کہا تو وہ یہی مغالطہ پیش کردے گا کہ ٹھیک ہے آپ کافر کہتے ہیں۔ مگر میں کافر نہیں کہتا جیسے علامہ فضل حق خیرآبادی نے اسمٰعیل دہلوی کو کافر کہا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے کافر نہیں کہا۔ اور دونوں مقتدا مثلاً قادیانیوں کا حامی کہے کہ آپ لوگ قادیانیوں کو کافر کہتے ہیں۔ میں کافر نہیں کہتا مثال میں یہی بات ذکر کردے۔

منکرین حدیث چکڑالویوں کا کوئی وظیفہ خوار یہ کہے آپ کافر کہتے ہو کہو میں نہیں کہتا اور نظیر میں وہی مذکورہ بالا بات پیش کردے۔

تو یہ صلح کلی لوگ بتائیں کہ اس کا کیا جواب ہوگا اگر صلح کلی اس کا جواب دے دیں تو ہم کو پھر کچھ کہنے کی حاجت نہیں رہے گی۔ انھیں کے جواب سے ہم دیوبندی کے اقانیم اربعہ کا قطعی حتمی کافر ہونا ثابت کردیں گے اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر میں اختلاف کے باوجود ــــ لیکن ہم جانتے ہیں کہ کوئی صلح کلی اس گتھی کو سلجھانے کی ہمت

نہیں کرے گا۔ کیوں کہ اس گتھی کو سلجھانا حقیقت میں اپنے گلے میں پھانسی کا پھندہ ڈالنا ہے۔

سنجیدہ متین سمجھدار طبقہ کو اتنے ہی سے اطمینان ہوجانا چاہئے اور جسے اطمینان نہ ہو تبلائیے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ روح اور مادہ قدیم ہیں اسے ایک شخص کافر کہتا ہے اور دوسرا شخص کافر نہیں کہتا۔ ایک شخص کہتا ہے کہ قیامت نہیں آئے گی اسے ایک شخص کافر کہتا ہے اور دوسرا کافر نہیں کہتا۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معبود نہیں اسے ایک کافر کہتا ہے دوسرا کافر نہیں کہتا۔ کیا دونوں صحیح کہہ رہے ہیں؟ ظاہر ہے کہ ان میں سے ایک صحیح کہہ رہا ہے۔ دوسرا غلط کہہ رہا ہے مگر مغالطہ عامۃ الورود مذکورہ کی بنا پر صلح کلیوں کو ماننا پڑے گا کہ دونوں صحیح ہیں۔ پھر ایمان اٹھ جائے گا۔ جس کا جو جی چاہے بکے کوئی ان سے باز پرس نہیں کرسکتا۔ سارا دین سارا مذہب برباد۔ ایمان غائب خدا نا ترسوں کو چھٹی مل گئی وہ جو چاہیں بکیں

ناظرین حیرت میں ہوں گے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ ناظرین اپنی حیرت دور کرنا چاہتے ہیں تو صلح کلیوں سے مندرجہ ذیل استفتا کرلیں اور ان سے کسی طرح جواب حاصل کرلیں۔ اگر کوئی صلح کلی ان سوالات کے جوابات دے دیگا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے جواب سے میں بتادوں گا کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان اقانیم اربعہ کے کفریات میں کیا فرق ہے۔

ا ــــ زید نے کہا کہ کوئی کافر جہنم میں نہیں جائے گا اس پر ایک عالم سے استفتاء ہوا انہوں نے فتویٰ دیا کہ زید کافر ہے کیونکہ اس نے ضروریات دین میں سے ایک دینی ضروری عقیدہ کا انکار کیا اس لئے کہ کافروں کا جہنم میں جانا ضروریات دین سے ہے قرآن مجید کی سیکڑوں آیتوں سے ثابت ہے۔

ــــ دوسرے عالم سے یہ سوال ہوا انہوں نے جواب دیا کہ زید کو کافر کہنے سے کف لسان کرنا چاہئے کیونکہ اس کے کلام میں تاویل کی گنجائش ہے ہوسکتا ہے کہ اس کی مراد یہ ہو کہ قیامت کے دن سارے کافر مومن ہوجائیں

گے۔ جب وہ سب کچھ دیکھ لیں گے تو ایمان لانے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ لیکن چونکہ معتبر ایمان بالغیب ہے قیامت کے دن کا ایمان معتبر نہ ہوگا۔ اس لئے جو دنیا میں کافر تھے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ اور جہنم میں ڈالتے وقت کافر نہ ہوں گے مومن ہوں گے اس لئے اس تاویل کی بنا پر یہ کہنا صحیح ہے کہ کوئی کافر جہنم میں نہیں جائے گا ——— علاوہ ازیں ہو سکتا ہے اس کی مراد کافر سے کافر بالطاغوت ہو جیسا کہ فرمایا گیا۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ (البقرہ آیت ۲۵۶) جو طاغوت کے ساتھ کفر کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے۔

۲ ——— ایک شخص نے کہا کوئی مومن جنت میں نہیں جائے گا! اس پر ایک عالم نے اس کی تکفیر کی۔ دوسرے نے کہا کہ میں کافر نہیں کہتا، ہو سکتا ہے اس کی مراد مومن بالطاغوت ہو بولئے ان دونوں میں کس مفتی کا فتویٰ صحیح ہے؟ اگر دوسرے عالم کا فتویٰ صحیح ہے تو پہلے عالم کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جنہوں نے زید کو کافر کہا نیز کافر کو کافر کہنا ضروریات دین سے ہے۔ کافر کو کافر نہ ماننا کفر ہے تو پہلے مفتی کے فتوے کی رو سے دوسرے عالم کافر ہوتے ہیں کہ نہیں؟

۳ ——— عمرو نے کہا کروڑوں معبود برحق ہیں عمرو سے مواخذہ کیا گیا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (البقرہ آیت ۱۶۳) ——— تمہارا معبود ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تم نے اس آیت کا انکار کیا اس لئے تم کافر ہو گئے عمرو نے جواب میں کہا کہ مجھے دارالعلوم دیوبند میں پڑھایا گیا ہے کہ تنوین کبھی تعظیم کے لئے آتی ہے اور "لا" کبھی نفی کمال کے لئے آتا ہے ——— جیسے لافتی الا علی، لاسیف الا ذوالفقار کوئی جوان نہیں مگر علی۔ کوئی تلوار نہیں مگر ذوالفقار ——— اس کی روشنی میں "اِلٰهٌ وَّاحِدٌ" میں "اِلٰه" کی تنوین تعظیم کے لئے ہے! اسی طرح

لَآ اِلٰهَ میں "لا" نفی کمال کے لئے ہے۔ اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ بڑا معبود ایک ہے یہ اس کے منافی نہیں کہ چھوٹے چھوٹے کروڑوں معبود برحق ہوں مگر ایک مفتی نے عمرو کی اس تاویل کو قبول نہیں کیا اسے رد کرتے ہوئے فتویٰ دیا کہ عمرو بلاشبہ کافر و مرتد ہے جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ مگر ایک دوسرے مفتی نے فتویٰ دیا کہ چونکہ عمرو تاویل کرتا ہے اس لئے وہ مسلمان ہے۔

ناظرین خود دیوبند کے دارالافتاء میں سوال بھیج کر معلوم کرلیں کہ عمرو اور دوسرے مفتی کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ ہم چونکہ سلجھانے کے موڈ میں ہیں اس لئے ہم ناظرین سے یہی کہیں گے کہ اگر ہم کچھ کہیں تو بے جا یاسداری پر محمول کیا جائے گا اس لئے ضروری یہ ہے کہ کوئی صلح کلی یا وہابی ان سوالوں کا جواب دے۔

لیکن ہمیں معلوم ہے کہ کوئی صلح کلی یا کوئی وہابی ان سوالوں کے جوابات مرتے دم تک نہیں دے گا کون اپنے ہاتھ سے ذبح ہونے کے لئے تیار ہوگا۔

ہم پہلے بتا آئے کہ مسئلہ تکفیر بہت نازک اور دقیق ہے عوام تو عوام بہت سے علمائے کرام اسے سمجھنے سے عاجز رہتے ہیں لیکن قیامت تک اللہ کے ایسے بندوں سے زمین خالی نہیں ہوگی جو مشکل سے مشکل مسائل کو حل کرسکیں۔

اقول وباللہ التوفیق ٭ ہم نے پہلے شبہ کے جواب میں جو کچھ تحریر کیا ہے اس میں جو بھی غور کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ اس پر روشن ہو جائے گا کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے کلمات اور دیوبندیوں کے اقانیم اربعہ کے کلمات میں کیا فرق ہے؟ لیکن ہم ناظرین کی آسانی کے لئے اعادہ کئے دیتے ہیں۔

کلمات دو قسم کے ہیں ایک جو اپنے ظاہر معنی کے اعتبار سے کفر ہیں۔ مگر ان میں ایسے معنی کا بھی احتمال ہے جو کفر نہیں اور یہ احتمال صحیح ہو اگرچہ خفی و بعید ہو جیسے یہ جملہ کوئی کافر جہنم میں نہیں جائے گا اس کا ظاہر معنی کفر ہے اور

یہ معنی کفری میں صریح و متبین ہے مگر اس کا بھی احتمال ہے کہ اس کی مراد یہ ہو کہ چونکہ قیامت کے دن قیامت کے احوال و اہوال دیکھ کر کوئی کافر نہیں رہے گا سب مسلمان ہو جائیں گے۔ ایسے کلمات کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر معلوم ہو کہ قائل کی مراد معنی کفری ہے تو وہ بلاشبہ قطعاً یقیناً کافر ہے۔ اور اگر یہ معلوم ہو کہ قائل کی مراد وہ معنیٰ بعید ہے جو کفر نہیں تو وہ مسلمان ہے —— اور اگر یہ معلوم نہیں کہ قائل کی مراد کیا ہے؟ تو اس کے بارے میں سکوت کیا جائے گا یہی محققین فقہاء اور متکلمین کا مذہب ہے جو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا مختار ہے۔

لیکن جمہور فقہاء ایسے کلمات کے قائل کو بھی کافر کہتے ہیں منح الروض میں ہے۔

عدم التکفیر مذهب المتکلمین و التکفیر مذهب الفقهاء فلا یتحد القائل بالنقیضین فلا محذور۔

عدم تکفیر ایسے کلمات میں متکلمین کا مذہب ہے اور تکفیر فقہا کا مذہب ہے اسلئے نقیضین کا قائل شخص واحد نہیں تو کوئی خرابی نہیں۔

دوسرے وہ کلمات جس کے ایک معنیٰ ہوں یا چند اور سب کفری ہیں ان میں نہ تاویل قریب کی گنجائش ہے نہ بعید کی جیسے یہ کہنا کہ اللہ عز و جل معبود نہیں ایسے کلمات کے قائل کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ وہ ضرور بالضرور حتماً جزماً کافر ہے ایسا کہ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی کے کلمات قسم اول سے ہیں اور دیوبندیوں کے اقانیم اربعہ کے کلمات قسم ثانی سے، جو کفری معنی میں متعین ہیں ان کا کوئی معنی خفی سے خفی بعید سے بعید ایسا نہیں جو کفر نہ ہو جس پر قائلین اور ان کے ہمنواؤں کی توجیہات اور علمائے اہل سنت کے رد شاہد عدل ہیں۔

دیوبندی تاویل کی حقیقت

بسط البنان میں تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کی عبارت کی اور دوسری کتابوں میں دوسرے دیوبندی مولویوں نے ان کفری عبارات کی جو

توجیہیں کی ہیں وہ تاویل نہیں عبارت کی تغیر اور تبدیل ہے جس کی پوری تفصیل وقعات السنان اور الموت الاحمر وغیرہ میں مذکور ہے۔ ان کتابوں کے چھپے ہوئے ایک صدی کے قریب قریب ہو رہی ہے۔ مگر کسی دیوبندی سے ان کا جواب نہ ہو سکا۔ یہ کتابیں تھانوی صاحب کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیجی گئیں مگر دم سادھ گئے۔ پھر میں نے دس سال پہلے ان سب ابحاث کا خلاصہ منصفانہ جائزہ میں لکھ کر شائع کر دیا مگر ابھی تک صدائے برنخواست۔

ہم ناظرین کے اطمینان کے لئے صرف حفظ الایمان کی عبارت پر تھوڑا سا کلام کئے دیتے ہیں۔ حفظ الایمان کی اصل عبارت یہ ہے۔

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے“

اس عبارت میں تھانوی صاحب نے اس علم غیب کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے دو قسمیں کی ہیں۔ کل علوم غیبیہ اور بعض علوم غیبیہ۔ کل علوم غیبیہ کے لئے بعد میں لکھا کہ اس کا حصول عقلاً و نقلاً باطل ہے۔ رہ گئے بعض علوم غیبیہ اس کے بارے میں لکھا۔

اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب زید و عمرو و بکر بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چوپایوں) کے لئے بھی حاصل ہے۔

اس میں بلاشبہ یقیناً حتماً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو بچوں پاگلوں جانوروں اور چوپایوں کے علم ایسا کہنا بلاشبہ توہین ہے۔ اس عبارت کی توجیہہ میں تھانوی صاحب کے خون گرم

حامی مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی توضیح البیان میں لکھتے ہیں۔

"عبارت متنازعہ میں لفظ "ایسا" بمعنی اس قدر، واتنا ہے پھر تشبیہ کیسی۔ نہ اس میں تشبیہ ہے نہ توہین۔" ص ۱۳

اس کا ماحصل یہ نکلا کہ اگر لفظ "ایسا" تشبیہ کے لئے ہوتا تو ضرور توہین ہوتی مگر چوں کہ اس عبارت میں لفظ "ایسا" تشبیہ کے لئے نہیں اتنا اور اس قدر کے معنی میں ہے اس لئے توہین نہیں۔ اب آیئے اس عبارت کے بارے میں دربھنگی صاحب سے بھی بھاری بھرکم شخصیت کی توجیہہ سنئے، دیوبندی برادری کے شیخ الاسلام مولوی حسین احمد ٹانڈوی اپنے مشہور گالی نامے "الشہاب الثاقب میں لکھتے ہیں۔

"حضرت مولینا (تھانوی) اس عبارت میں لفظ "ایسا" فرما رہے ہیں لفظ "اتنا" تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ "اتنا" ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اوروں کے علم کے برابر کر دیا لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے"۔

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر اس عبارت میں بجائے ایسا کے اتنا ہوتا تو لازم آتا تھا کہ تھانوی صاحب نے معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علم کو ہر کس و ناکس بچوں، پاگلوں، جانوروں چوپایوں گدھوں خچروں سوروں کے برابر کر دیا۔ اور یہ یقیناً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے اس کا خلاصہ یہ نکلا کہ اگر اس عبارت میں بجائے لفظ 'ایسا' کے لفظ 'اتنا' ہوتا تو اس میں ضرور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی مگر اس عبارت میں لفظ اتنا نہیں ایسا ہے جو کلمہ تشبیہ ہے اب ناظرین ملاحظہ کریں دربھنگی صاحب نے کہا کہ اگر "ایسا" کلمہ تشبیہ ہوتا تو اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی اس لئے کہ لازم آتا کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو خسیس رذیل چیزوں سے تشبیہ دی ہے۔ اور ٹانڈوی صاحب فرما رہے ہیں کہ "ایسا" کلمہ تشبیہ ہے تو دربھنگی اور ٹانڈوی صاحب کا اس پر اجماع مؤلف ہو گیا کہ اس عبارت میں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔

اور ٹانڈوی صاحب فرما رہے ہیں کہ اگر اس عبارت میں بجائے "ایسا" کے "اتنا" ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی۔ اور دربھنگی صاحب فرما رہے ہیں کہ اس عبارت میں لفظ ایسا اتنا اور اس قدر کے معنی میں ہے تو پھر دربھنگی اور ٹانڈوی صاحب کا اجماع مؤلف ہو گیا کہ اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔

اقول هوالمستعان :- یہ دیوبندی مولویوں کی چالاکی ہے کہ عوام کو لفظ "ایسا" کے بھول بھلیوں میں پھنسا کر بہکانا چاہتے ہیں۔

ہر عاقل منصف سوچے کہ اس عبارت میں لفظ ایسا کو تشبیہ کے لئے مانو تو بھی توہین ہے کیونکہ لازم آئے گا کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ہر کس و ناکس بچوں پاگلوں جانوروں چوپایوں گدھوں کتوں سوروں کے علم سے تشبیہ دی ہے یہ بلاشبہ توہین ہے جس سے کوئی عاقل انکار نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اگر لفظ ایسا کو اتنا اور اس قدر کے معنی میں مانیں تو لازم آئے گا کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ہر کس و ناکس بچوں و پاگلوں جانوروں و چوپایوں گدھوں کتوں سوروں کھٹملوں کے علم کے برابر کر دیا اس میں یقیناً حتماً قطعاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔

ثابت ہو گیا کہ حفظ الایمان کی عبارت کفری معنی میں متعین ہے اس کی جو بھی توجیہہ کی جائے وہ کفر ہی ہوگی۔ اس میں تاویل قریب تو دور کی بات ہے تاویل بعید کی بھی گنجائش نہیں۔ اور تھانوی صاحب نے خود جو کچھ لکھا ہے اور ان کے حامیوں نے جو کچھ کہا ہے وہ یا تو اس عبارت کی تاویل نہیں تغیر و تبدیل ہے۔ یا پھر وہ بھی کفر ہے جیسا کہ ہم نے ٹانڈوی صاحب اور دربھنگی صاحب کی توجیہہ سے ثابت کر دیا۔

ایک اور توجیہ کی حقیقت

مسلسل مناظروں میں زک اٹھانے کے بعد پوری پارٹی سر جوڑ کر اب ایک نئی توجیہ کرنے لگی ہے۔ کہ اس عبارت میں "ایسا" کا اشارہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی طرف نہیں بلکہ مطلق بعض کی طرف ہے۔

اس پر دو گذارش ہے پہلی یہ کہ اگر "ایسا" کا اشارہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم پاک نہ ہوتا مطلق بعض ہوتا تو ٹانڈوی صاحب کا یہ کہنا کیسے درست ہوتا؟

"اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ
حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا۔"

ٹانڈوی صاحب کا یہ فرمانا اسی وقت درست ہوگا جب کہ لفظ ایسا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم پاک مراد ہو۔

نیز دربھنگی صاحب نے لکھا۔

عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ "ایسا" بمعنی اس قدر و اتنا ہے
پھر تشبیہ کیسی؟ نہ اس میں تشبیہ ہے نہ توہین۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اس عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے لئے ہوتا تو اس میں توہین ہوتی اگر لفظ ایسا کا اشارہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کی طرف نہ ہوتا تو اسے تشبیہ کے لئے ماننے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کیسے ہوتی؟

واضح ہو کہ ٹانڈوی صاحب اور دربھنگی صاحب کی حیثیت عرفی دیوبندی برادری میں بہت بڑی ہے۔ اول دیوبندی جماعت کے شیخ الاسلام اور مدرسہ دیوبند کے شیخ الحدیث اور جمعیۃ علماء ہند کے صدر تھے اور دربھنگی صاحب مدرسہ دیوبند کے ناظم تعلیمات اور تھانوی صاحب کے وکیل تھے۔ جب دیوبندی جماعت کے دو بھاری بھرکم گواہوں سے ثابت کہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا کا اشارہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کی طرف ہے۔ ان کے مقابل دیوبندی اطفال الموالی کی باتوں کا کیا اعتبار؟

دوسری گذارش یہ ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت میں مطلق بعض مذکور ہی نہیں کہ اسکی طرف اشارہ ہو تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کی دو قسمیں کی ہیں۔ کل علوم غیبیہ اور بعض۔ مقسم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم پاک ہے کل علوم غیبیہ اور بعض اس کے اقسام ہیں مقسم کا اقسام پر صدق لازم ورنہ قسم، قسم نہ رہے گی اسے ہر مبتدی بھی جانتا ہے۔ جب حفظ الایمان کی عبارت میں مطلق بعض مذکور نہیں تو مطلق بعض کو "ایسا" کا مشارٌ الیہ ٹھہرانا ہوائی فائر ہے۔ ہاں عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حاصل بعض علوم غیب مذکور ہے۔ "ایسا" سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور ایسا سے وہی مراد ہے اس لئے عبارت میں یقیناً حتماً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ اور یہ عبارت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں متعین۔ نہ اس میں تاویل قریب کی گنجائش ہے نہ تاویل بعید کی۔ اسی لئے علمائے حل و حرم عرب و عجم ہند و سندھ نے باتفاق فرمایا کہ اس عبارت کے لکھنے والے مولوی اشرف علی تھانوی اہانت رسول کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ ایسے کہ جو ان کے کفر پر مطلع ہو کر ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔

او رتہی حال تحذیر الناس اور براہین قاطعہ کی عبارتوں کا بھی ہے کہ وہ دونوں بھی کفری معنی میں متعین ہیں ان میں تاویل بعید کی بھی گنجائش نہیں جس کو میں نے منصفانہ جائزہ میں دلائل قاہرہ سے ثابت کیا ہے اس لئے اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان کا بہانہ بنا کر ان اقانیم اربعہ کی تکفیر سے کف لسان کرنا اپنے ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔

اب ایک سوال یہ رہ جاتا ہے کہ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ اوران کے معاصر علمائے اہلسنت نے اسمٰعیل دہلوی کی قطعی تکفیر کی اور فرمایا کہ جو شخص اس کے کفریات پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور اس کے کفریات میں کوئی تاویل مسموع نہیں اس کے دو جوابات ہیں

اول یہ ہوسکتاہے کہ حضرت علامہ خیرآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مختار جمہور فقہا کا مذہب ہو کہ وہ صریح متبین پر تکفیر کرتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ تاویل کی اس میں گنجائش نہیں اس سے مراد تاویل قریب ہو اور ہم پہلے تفصیل سے بتا آئے کہ کسی کلام میں تاویل قریب کا نہ ہونا اس کے منافی نہیں کہ تاویل بعید بھی نہ ہو۔ اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا مختار مذہب متکلمین ہے کہ جب قائل کی مراد معلوم نہ ہو تو وہ صریح متبین پر تکفیر نہیں کرتے کلام میں جب تک ضعیف سے ضعیف احتمال باقی ہو تو کف لسان کرتے ہیں۔ اب کوئی تعارض نہیں۔ منح الروض کی عبارت پہلے گذر چکی ہے۔

عدم التکفیر مذهب المتکلمین والتکفیر مذهب الفقهاء فلا محذور	(ایسے کلمات میں تکفیر نہ کرنا) متکلمین کا مذہب ہے اور تکفیر فقہاء کا مذہب اس لئے کوئی خرابی نہیں۔

دوم ——— ایک مفتی کے سامنے ایک قول پیش ہوا ——— اور یہ مفتی واقعی مفتی ہے صحیح العقیدہ بھی ہے، خداترس بھی ہے، دیندار بھی ہے، ذہین وفطین بھی ہے، اس کی طبیعت اخاذ اور اس کا ذہن وقاد بھی ہے اس نے اس کلمہ میں حتی الوسع پورا پورا غور وخوض کیا اسے اس کلمہ میں کوئی اسلام کا پہلو نہیں ملا اس کو اس میں تاویل قریب تو قریب بعید تاویل بھی سمجھ میں نہیں آتی۔ جس کی بنا پر اس نے اس کلمہ کو اپنی صوابدید کے مطابق کفری معنی میں متعین جانا ایسی صورت میں اس مفتی پر فرض ہے کہ وہ یہ فتویٰ دے کہ اس کلمہ کا قائل کافر ہے ایسا کہ جو اس کے کفر پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ مانے وہ بھی کافر۔

لیکن وہی قول کسی اور مفتی کے سامنے پیش ہوا اس مفتی کو اس کلام میں کوئی تاویل سمجھ میں آئی اور قائل کی نیت معلوم نہیں تو اسے یہ حق ہے کہ احتیاطاً اس کے قائل کی تکفیر سے کف لسان کرے۔ اور اس سلسلہ میں خود میرے ساتھ متعدد واقعات پیش آئے۔

اول ——— ایک مقرر نے اپنی تقریر میں کہا کہ کبھی کبھی سچ بولنا کفر ہوتا ہے اور جھوٹ بولنا عبادت۔ اس پر مفتی صاجبان سے استفتار ہوا بہت سے مفتیان کرام نے قائل کو کافر کہا۔ مجھ سے بھی سوال ہوا میں نے جواب دیا کہ قائل کافر نہیں یہ قطعی یقینی ہے کہ اللہ عزوجل ہر چیز کا خالق ہے اور ہر چیز میں سور اور بندر بھی داخل ہیں مگر علمار نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کو خالق القردۃ والخنازیر کہنا کفر ہے

ایک ظالم ایک بے گناہ کو قتل کرنے کے لئے دوڑا رہا ہے مظلوم ایک شخص کے گھر میں گھس گیا پیچھے پیچھے ظالم بھی آیا اس نے مالک مکان سے پوچھا کہ فلاں شخص تمہارے مکان میں تو نہیں چھپاہے۔ علمار نے فرمایا کہ مالک مکان پر واجب ہے کہ کہے کہ نہیں، میرے مکان میں نہیں چھپاہے وہ اس طرف بھاگ گیاہے۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے اور اسے یہی کہنا واجب اور ہر واجب عبادت تو ثابت ہوگیا کہ کبھی کبھی جھوٹ بولنا عبادت ہوتا ہے۔

شامی میں ہے۔

لورای معصوما اختفی من ظالم یرید قتله او ایذاءه فالکذب هنا واجب (ص۲۷۴ جلد خامس)	کسی بے گناہ کو دیکھا کہ وہ ایسے ظالم سے جان بچانے کے لئے چھپا ہوا ہے جو اسے قتل کرنا چاہتا ہے یا اسے ایذا پہنچانا چاہتا ہے تو یہاں جھوٹ بولنا واجب ہے۔

دوم ——— اسی طرح ایک مقرر نے اپنی تقریر میں کہا کہ قیامت کے دن عام لوگ اللہ تعالیٰ کے یہاں حساب دینے جائیں گے اور انبیار کرام اور اولیائے عظام اللہ تعالیٰ سے حساب لینے جائیں گے۔

ایک بہت مشہور، معتمد، مستند، محقق مفتی صاحب سے سوال ہوا تو انہوں نے حکم فرمایا کہ اس کا قائل کافر ہے۔ پھر یہی سوال میرے یہاں پیش ہوا میں نے جواب میں لکھا کہ عرف عام میں حساب لینے کا ایک معنی مزدوری لینے کا بھی آتا ہے مزدور بولتے ہیں کہ ہم حساب لینے جارہے ہیں، ہمارا حساب وصول ہوگیا۔ اس

تقدیر پر کلام مذکور کا معنی یہ ہوا کہ انبیاء کرام اور اولیائے عظام بارگاہ خداوندی میں اپنے اعمال حسنہ کا ثواب حاصل کرنے جائیں گے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس قسم کے قول سے احتراز کرنا چاہئے خصوصاً عوام کے سامنے۔

سوم ـــــــ بریلی شریف کے قیام کے زمانہ میں ایک طالب علم نے مشقی جلسہ میں تقریر کی۔ اس نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ اگر وہ گناہ پسند کرلیں تو عبادت ہوجاتی ہے اور میں یہ ذمہ داری سے بول رہا ہوں میرے پاس اس کا ٹھوس ثبوت موجود ہے قصداً نماز چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے مگر منزل صہبار پر مولیٰ المسلمین امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر قضاء کی۔ لیکن جب حضور نے اس کو پسند فرمالیا تو یہ عبادت ہوگئی تو اس سے ثابت ہوگیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی گناہ پسند فرمالیں تو وہ عبادت ہوجائے گی۔

اس پر کچھ طلبہ نے واہ واہ کی مگر کچھ طلبہ کو یہ بات کھٹکی انہوں نے اور لوگوں کی طرف رجوع کیا مگر معاملہ صاف نہیں ہوا حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ تشریف فرما نہیں تھے اخیر میں معاملہ میرے یہاں پیش ہوا میں نے جواب تحریر کیا کہ یہ کہنا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم گناہ پسند فرمالیں کلمہ کفر ہے۔ مقرر کو دھوکہ لگا منزل صہبار پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند پر نماز قربان کرنا گناہ نہیں تھا بات یہ ہے کہ جب بیک وقت دو فرض عائد ہوں تو حکم یہ ہے کہ ان میں جو اہم ہو اس کو ترجیح دی جائے گی منزل صہبار پر امیر المومنین مولی المسلمین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم پر بیک وقت دو فرض عائد تھے۔

۱ ـــــ اطاعت رسول ۲ ـــــ ادائیگی نماز، ان دونوں میں اطاعت رسول اہم تھا۔ اسلئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ترجیح دی اس وقت نماز عصر چھوڑنا گناہ نہیں تھا بلکہ بیک وقت عائد ہونے والے دو فرائض میں سے ایک کو اختیار کرنا تھا اور یہ گناہ نہیں بلکہ اگر اس کا برعکس کرتے تو گناہ

ہوتا۔

بخاری وغیرہ میں ہے کہ حضرت سعید بن معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پکارا وہ کچھ دیر کے بعد حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دیر سے حاضری کا سبب پوچھا، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نماز پڑھ رہا تھا اس لئے حاضری میں تاخیر ہوئی۔ فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا؟

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (انفال آیت ۲۴)

اے ایمان والو اللہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کیلئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

(بخاری جلد ثانی صفحہ ۶۶۹)

دوسری حدیث میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بھی ایسا ہی وارد ہے۔ ناظرین ان تینوں واقعات کو بغور پڑھیں اور ان کی روشنی میں میرے معروضات پر غور کریں۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی کے کلمات کفریہ استاذ الاساتذہ علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے معاصر علماء کرام کی خدمت میں پیش ہوئے ہوسکتا ہے کہ باآں جلالت شان و ذکاوت و فطانت ان حضرات کو ان کلمات میں کوئی تاویل سمجھ میں نہیں آئی نہ قریب، نہ بعید، ان حضرات کی نظر میں اس کے کلمات کفریہ صریح متعین نظر آئے جن کی بناء پر ان حضرات نے اسمٰعیل دہلوی کی قطعی تکفیر فرمائی۔

لیکن جب وہ کلمات مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے علم میں آئے تو بمصداق "فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ" ان میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو اسلام کا پہلو سمجھ میں آیا اگرچہ وہ بعید ہو، ضعیف ہو، اس لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کف لسان فرمایا

ایسا بہت ہوتا ہے کہ بعض دفعہ بڑوں بڑوں کا ذہن ایک طرف منتقل

نہیں ہوتا مگر ان سے کم درجے کے دوسرے فرد کا ذہن اس طرف منتقل ہو جاتا ہے اس کی صدہا مثالیں موجود ہیں۔ حضرت قتادہ بن دعامہ سدوسی اجلۂ تابعین میں سے ہیں۔ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص تلمیذ ہیں کوفہ تشریف لائے تو ان کے پاس طالبین کی بھیڑ جمع ہو گئی حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابتدائی عہد تھا شہرت سنکر حضرت امام اعظم بھی حضرت قتادہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان سے دریافت فرمایا کہ جس چیونٹی نے سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لشکر کو دیکھ کر یہ کہا تھا اے چیونٹیو! اپنی بلوں میں چلی جاؤ کہیں سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر تم کو کچل نہ ڈالے یہ چیونٹی نر تھی یا مادہ؟ یہ سوال سن کر حضرت قتادہ کچھ دیر تک سوچتے رہے پھر فرمایا مجھے نہیں معلوم، آپ بتاؤ وہ چیونٹی نر تھی یا مادہ؟ حضرت امام اعظم نے فرمایا مادہ تھی۔ حضرت قتادہ نے پوچھا کیسے معلوم ہوا تو حضرت امام نے فرمایا اللہ عزوجل نے اس کے لئے مؤنث کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ ارشاد ہے "قَالَتْ نَمْلَةٌ"

قاضی ابن ابی لیلیٰ کوفے کے قاضی تھے اور بہت جاہ و جلال کے قاضی تھے جب سے قضاۃ اور ججوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک کے قاضیوں کے صفِ اول میں ان کا شمار ہوتا ہے ایک دفعہ ایسا ہوا کہ مجلس قضا سے اٹھ کر گھر جا رہے تھے راستے میں ایک عورت کا کسی سے جھگڑا ہو رہا تھا عورت نے اس شخص کو یا ابن الزانیین کہہ دیا یعنی اے زانی اور زانیہ کے بیٹے قاضی صاحب نے حکم دیا کہ عورت کو پکڑ کر مجلس قضا میں لے چلو، یہ بھی واپس آئے اور مسند قضا پر بیٹھے اور حکم دیا کہ عورت کو کھڑی کر کے قذف کی دہری سزا دی جائے یعنی ایک سو ساٹھ کوڑے مارے جائیں۔ جب امام اعظم کو اس کی اطلاع ملی تو فرمایا کہ ابن ابی لیلیٰ نے اس میں چھ غلطیاں کی ہیں۔

۱۔ مجلس قضا سے باہر آنے کے بعد دوبارہ فوراً واپس آکر فیصلے کیلئے بیٹھے

۲۔ مسجد میں حد مارنے کا حکم دیا۔

۳۔ عورت کو بٹھا کر حد مارنی چاہئے انہوں نے کھڑی کرا کے درے لگوائے۔

۴۔ ایک ہی حد لازم تھی انہوں نے دو جاری کی۔

۵۔ ایک ساتھ لگاتار دو حدیں لگوائیں حالانکہ اگر کسی پر دو حد لازم بھی ہو تو ایک حد کے بعد ملزم کو چھوڑ دینا چاہئے جب اس کے زخم اچھے ہو جائیں تو دوسری حد لگانی چاہئے۔

۶۔ جسے عورت نے ابن الزانیین کہا تھا اس نے مطالبہ نہیں کیا تھا تو قاضی صاحب کو مقدمہ قائم کرنے کا حق نہ تھا۔

غرض کہ یہ کوئی نئی بات نہیں کہ کسی چیز کی طرف ایک بڑے کا ذہن نہیں گیا اور دوسرے کا چلا گیا اسی طرح یہاں بھی ہوا کہ علامہ فضلِ حق خیر آبادی وغیرہ کا ذہن اس ضعیف اور بعید احتمال کی طرف نہیں گیا اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا ذہن مبارک اس طرف منتقل ہوا۔ ان حضرات نے اسمٰعیل دہلوی کے کفریات کو کفری معنی میں متعین جانا اور اسے قطعی طور پر کافر کہا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تحقیق میں وہ صریح متبین تھا اس لئے کف لسان فرمایا۔

دیکھئے مولانا عبد الحیٔ لکھنوی کو لے لیجئے ان کے جامع معقول و منقول ہونے میں کسی کو کلام نہیں مگر کتنے مسائل میں ان سے صریح غلطیاں ہوئیں ہیں مثلاً ان سے سوال ہوا کہ "ہدایت علی" نام رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ انہوں نے جواب کہ ایہام شرک کی وجہ سے یہ نام رکھنا جائز نہیں ہے۔ ہدایت علی کے دو معنی ہیں ارارۃ الطریق اور ایصال الی المطلوب، اور "علی" اسمائے عزوجل سے بھی ہے اور مولی المسلمین امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی اسم گرامی ہے۔ اب احتمالات چار ہوئے ہدایت سے مراد ارارۃ الطریق اور علی سے مراد باری عزاسمہٗ یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہدایت سے مراد ایصال الی المطلوب اور علی سے مراد باری عزاسمہٗ یہ تینوں احتمالات صحیح ہیں چوتھا احتمال یہ ہے کہ ہدایت سے مراد ایصال الی المطلوب

اور "علی" سے مراد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اس صورت میں سائل نے اس کو اسمائے شرکیہ میں سے شمار کیا اور لکھا کہ جو نام اسمائے شرکیہ اور غیر شرکیہ میں دائر ہو اس سے احتراز واجب ہے۔

جناب مولانا عبدالحیٔ صاحب نے سائل کی اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے حکم اس پر یہ لکھا کہ چونکہ لفظ ہدایت بھی مشترک ہے اور لفظ علی بھی مشترک ہے اس لئے ہدایت علی نام رکھنے میں امر ممنوع کا اشتباہ موجود ہے اور ایسے نام رکھنے سے احتراز لازم جس میں امر غیر مشروع کا ایہام ہو۔

(مجموعہ فتاویٰ عبدالحیٔ جلد دوم صہ۴۵ تا صہ۴۶)

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے سوال ہوا کہ ہدایت علی نام رکھنا جائز ہے یا ناجائز؟ جواب تحریر فرمایا ہدایت کا جواز ویسا ہی ظاہر و باہر جس میں اصلاً عدم جواز کی بو نہیں۔ ۱۲

مولوی عبدالحیٔ صاحب لکھنوی کے اس نام پر اعتراض دیکھا گیا اول کلام میں تو صرف خلاف اولیٰ ٹھہرایا تھا آخر کلام میں ناجائز و گناہ قرار دے دیا حالانکہ یہ محض غلط ہے اس پر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے انیس ایرادات فرمائے ہیں جو احکام شریعت میں مفصل مذکور ہیں۔ جن میں سے دو تحریر کر دیتا ہوں۔ مولانا نے محض اپنے اس زعم پر کہ اس میں معنی شرک کا احتمال ہے۔ اسے ایہام شرک قرار دے کر ناجائز لکھ دیا، حالانکہ محض احتمال اور چیز ہے اور ایہام اور شیٔ۔ دیگر محض احتمال سوء سے کوئی کلمہ ناجائز نہیں ہوتا ہاں ایہام سوء ضرور عدم جواز کا باعث فرماتے ہیں۔

ممنوع ایہام ہے نہ مجرد احتمال ولو ضعیفاً و بعیداً ایہام و احتمال میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایہام میں تبادر درکار ہے۔ ذہن اس معنی ممنوع کی طرف سبقت کرے۔ نہ یہ کہ شقوق محتملہ عقلیہ میں کوئی شق معنی ممنوع کے بھی نکل سکے

تلخیص میں ہے۔

الایہام ان یطلق لفظ لہ معنیان قریب وبعید ویراد بہ البعید

ایہام یہ ہے کہ کوئی ایسا لفظ بولا جائے جس کے دو معنی ہوں قریب اور بعید اور معنی بعید مراد لیا جائے۔

علامہ سید شریف قدس سرہٗ الشریف کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں۔

الایہام ویقال لہ التخییل ایضًا ان یذکر لفظ لہ معنیان قریب وغریب فاذا سمعہ الانسان سبق الی فہمہ القریب ومراد المتکلم غریب

ایہام ہی کو تخییل بھی کہا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ کوئی ایسا لفظ ذکر کیا جائے جس کے دو معنی ہوں قریب اور غریب جب اسکو کوئی انسان سنے تو اس کا ذہن قریب کی طرف سبقت کرے اور متکلم کی مراد معنیٰ غریب ہو۔

مجرد احتمال اگر موجب منع ہو تو عالم میں کم کوئی کلام منع و طعن سے خالی رہے گا۔ نماز میں وتعالیٰ جدك تو شاید آپ بھی پڑھتے ہوں گے۔ "جد" کے دوسرے مشہور و معروف بلکہ مشہور تر معنی یہاں کیسے صریح شدید کفر ہیں۔ عجب کہ اتنے بڑے کفر کا ایہام جان کر اسے حرام نہ مانا ــــــ تو یہ بات وہی ہیکہ ایہام میں تبادر و سبقت و اقربیت درکار ہے۔ وہی ممنوع ہے نہ مجرد احتمال۔

دوسرا ایراد یہ فرمایا جو بہت دلچسپ ہے۔

سائل نے اپنی جہالت سے صرف عبداللہ میں شرک سے سوال کیا تھا حضرت مجیب نے اپنی نبالت سے وغیرہ بھی بڑھا دیا تاکہ اپنے نام نامی کو • ایہام شرک سے بچالیں مگر جناب کی دلیل سلامت ہے تو اس ایہام سے سلامت بخیر ہے۔ عبدالحیٔ میں دو جزء ہیں اور دونوں کے دو۲ دو۲ معنی ایک عبد مقابل الٰہ دوسرا مقابل آقا۔ قال تعالیٰ

وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ

اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا نکاح کرو۔

دیکھو حق سبحانہٗ نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا۔ یونہی ایک "حی" اسم الٰہی کہ حیات ذاتیہ ازلیہ ابدیہ واجبہ سے مشعر اور دوسرا امن و تو و زید و عمرو سب پر صادق جس سے آیت کریمہ "تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ" وغیرہا مظہر اب اگر عبد معنی اول اور حی معنی دوم لیجئے قطعاً شرک ہے۔

وہی چار صورتیں ہیں اور وہی ایک صورت پر شرک موجود عبد الحی ایہام شرک سے کیونکر محفوظ۔ اس سے بھی احتراز لازم تھا یعنہٖ یہی تقریر مولوی عبد الحیٔ صاحب کے نام میں بھی جاری ہوگی ملاحظہ ہو کہ یہ تشقیق و تدقیق کہاں تک پہنچی۔

اقول! عبد الحیٔ عبد الحلیم ہی کی تخصیص نہیں مسلمانوں کے اکثر نام اسی زد پر ہیں مثلاً عبد العلی، عبد الحلیم، عبد الرشید، عبد السمیع، عبد البصیر، عبد الحفیظ، عبد العزیز عبد الرحیم، عبد الکریم، عبد الرؤف وغیرہ یہ سب اسمار مولینا عبد الحیٔ صاحب کے اس فتویٰ کی رو سے موہم شرک ہونے کی وجہ سے ناجائز ٹھہریں گے۔ مجھے بتانا یہی ہے کہ اس کی صدہا نظیریں موجود ہیں کہ بڑوں بڑوں کا ذہن ایک بات کی طرف نہیں گیا لیکن دوسرے علمار کا ذہن اس طرف گیا۔ اسی طرح اسمٰعیل دہلوی کے کفریہ کلمات میں اس ضعیف اور بعید احتمال کی طرف اگر استاذ الاساتذہ علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ذہن نہیں گیا اور انہوں نے اپنی دانست میں ان کلمات کو کفری معنی میں متعین جانا اور قائل کو قطعی یقینی کافر کہا مگر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا ذہن مبارک کسی ضعیف بعید ایسے پہلو کی طرف منتقل ہوا جس کی بنا پر کف لسان فرمایا تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی یہ کہے کہ جیسے استاذ الاساتذہ علامہ فضل حق خیرآبادی اور ان کے معاصر علمائے اہلسنت کو اسمٰعیل دہلوی کی کفریات میں کوئی تاویل سمجھ میں نہیں آئی جس کی بنار پر انہوں نے اسمٰعیل دہلوی کی قطعی تکفیر کی۔ —— مگر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو ان کلمات میں

تاویل نظر آگئی جس کی بنار پر انہوں نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کے بارے میں کف لسان کیا۔

اسی طرح اس کا امکان ہے کہ اساطین دیوبند کے کلمات کفریہ میں آئندہ کسی صاحب کو کوئی تاویل سمجھ میں آجائے جس کی بنار پر وہ کف لسان کرے اس پر دو گذارش ہے۔

اوّل :- محض اس احتمال پر کہ شاید آئندہ کسی صاحب کو ان میں کوئی تاویل سمجھ میں آجائے قائل کو کافر نہ کہنا کسی طرح جائز نہیں ورنہ وہی خرابی لازم آئے گی کہ پھر کسی کلمۂ کفر کے بکنے والے کو کافر کہنا درست نہ ہوگا۔ اب نہ قادیانیوں کو کافر کہنا درست ہوگا نہ چکڑالویوں کو اسلئے کہ سب کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ شاید آئندہ ان کے کفریات کی کوئی تاویل نکل آئے۔ بنار کار اس پر ہے کہ جس مفتی کے سامنے مسئلہ پیش ہے اسے از خود یا کسی کے بتانے سے اس کلمہ میں کوئی تاویل ملی یا نہیں اگر نہیں ملی تو اس پر فرض ہے کہ قائل کو کافر ہونے کا فتویٰ دے اس توہم پر کہ شاید آئندہ کوئی صاحب کوئی تاویل نکالدیں تکفیر سے کف لسان کرنا خدا ناترسوں کو کفریات بکنے پر جری کرنا ہے۔

دوم :- دوسری خاص بات یہ ہے کہ علمائے دیوبند کو یہ احتمال اس وقت مفید ہوتا اگر انہوں نے اپنی عبارتوں کی توجیہہ میں کچھ کہا نہ ہوتا۔ ان سب نے اپنی اپنی عبارتوں کی توجیہیں کی ہیں۔ جن میں سے کچھ ایسی ہیں جن کا ان عبارتوں سے کوئی لگاؤ نہیں اور خود ان کی تصریحات کی معارض ہیں یا پھر وہ توجیہات کفری ہیں جس کی نظیر حفظ الایمان کی عبارت کی توجیہہ میں گذری۔

پہلی کی مثال تحذیر الناس کی عبارت میں یہ کہنا ہے کہ نانوتوی صاحب کی مراد یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی صرف آخری نبی نہیں بلکہ آخری نبی اور خاتم بالذات دونوں کے ہیں۔

یہ توجیہہ خود تحذیر الناس ص۱۱ اور ص۲۷ کی عبارتیں رد کر رہی ہیں جن میں

صاف صاف لکھا ہوا ہے۔

بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ ص۱۴

بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

یہ بالکل بدیہی بات ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا بعد میں کسی نبی کا پیدا ہونا آخری نبی ہونے کے منافی ہے۔ اب اگر خاتم النبیین کا معنی نانوتوی صاحب کے نزدیک آخری نبی ہونا بھی ہوتا تو وہ کیسے لکھتے کہ پھر بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے اور اس سے خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

ص۱۴ اور ص۲۷ کی یہ دونوں عبارتیں ہیں کہ نانوتوی صاحب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء نہیں مانتے اور خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین تسلیم نہیں کرتے اسلئے مذکورہ بالا توجیہ خود نانوتوی صاحب کی تصریح سے باطل ہے۔

توضیح مزید

جو کلام کئی معنی کا احتمال رکھتا ہو بعض کفر ہو اور بعض کفر نہ ہو ایسے کلام کا کہنے والا اس وقت کفر سے بچے گا جب کہ وہ بتائے کہ میری مراد وہ معنی ہے جو کفر نہیں اور اس معنی کا اس کلام میں احتمال بھی ہو یعنی اس کلام کا وہ معنی صحیح ہو اور اگر قائل نے اپنی مراد ایسے معنی کو بتایا جو خود کفر ہو یا اس معنی کی گنجائش اس کلام میں قطعاً نہ ہو تو قائل یقیناً حتماً کافر ہے کسی دوسرے کی تاویل صحیح اس کو کفر سے نہیں بچا سکتی۔ درمختار وغیرہ میں ہے۔

اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ ثم لونیتہ ذالک فمسلم والا لم ینفعہ حمل المفتی علی خلافہ۔

جب مسئلے میں چند وجہیں ہوں تو مفتی پر واجب ہے کہ اس معنی پر حکم لگائے جو کفر نہیں۔ اب اگر قائل کی مراد وہی معنی ہے تو وہ مسلمان ہے ورنہ مفتی کا اس معنی پر حمل کرنا قائل کو نفع نہ دے گا۔

اس قسم کا واقعہ مجھ پر گزر چکا ہے ایک صاحب نے اپنی تقریر میں کہا قرآن مجید اللہ کی بنائی ہوئی کتاب ہے۔ اس پر ایک عالم نے انہیں ٹوکا تو انہوں نے کہا قرآن اگر اللہ کی بنائی ہوئی کتاب نہیں تو کس کی بنائی ہوئی ہے؟ ان عالم نے فرمایا کسی کی بنائی ہوئی نہیں عقائد میں تصریح ہے۔ القرآن کلام اللہ غیر مخلوق معاملہ حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوا حضرت مفتی اعظم ہند نے مقرر صاحب سے فرمایا کہ آپ کو توبہ کرنی چاہئے۔ انہوں نے توبہ کر لیا۔

پھر سال دو سال کے بعد مقرر صاحب نے فرمایا کہ میری مراد کلام لفظی تھی۔ اس پر ایک مفتی صاحب نے مقرر صاحب سے کہا اگر واقعی آپ کی مراد یہی تو جب حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو توبہ کرنے کا حکم دیا تھا اس وقت آپ بتاتے اس وقت آپ نے نہیں بتایا اور چپ چاپ توبہ کر لیا تو ثابت ہو گیا کہ آپ کی مراد یہ نہیں تھی بعد میں آپ نے سوچ کر نکالا ہے اس لئے یہ مفید نہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ اب جب کہ ان کفری عبارتوں کے قائلین نے ان عبارتوں کی جو توجیہات و تاویلات کیں وہ ان عبارتوں کے منافی و معارض ہیں۔ ان کا ان عبارتوں سے کوئی تعلق نہیں خود انہیں کتابوں کی دوسری عبارتیں اسے رد کر رہی ہیں لہذا وہ تاویلات کفری معنی میں متعین ہیں۔ تو اب جب کہ ان کو جہاں جانا تھا جا چکے اب کسی کا ان عبارتوں کی کوئی تاویل صحیح نکالنا ان کو مفید نہیں ہو سکتا۔ ان کو مفید اس وقت ہوتا جب یہ ثابت ہوتا کہ ان کی نیت یہ معنی صحیح تھی لیکن انہوں نے اپنی مراد یہ معنی نہیں بتایا بلکہ ان عبارتوں سے متعلق اُن مل بے جوڑ باتیں لکھیں اور کہیں اسلئے وہ کفر سے نہیں بچ سکتے یہ اخیر کی گفتگو اس تقدیر پر تھی کہ ان کفری عبارتوں کی کوئی صحیح تاویل کوئی صاحب نکال سکیں مگر ہمیں یقین ہے کہ قیامت تک کوئی صاحب ان عبارتوں کی کوئی ضعیف سی ضعیف بعید سے بعید ایسی تاویل نہیں نکال سکتے جو ان کو کفر سے بچا سکے۔

بابِ سوئم

(سُنّی دیوبندی اختلافات کا منصفانہ جائزہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

عام طور سے لوگ یہی جانتے ہیں کہ "سُنّی دیوبندی" اختلاف چند امور کے جواز و عدم جواز تک محدود ہے ـــــ لیکن حقیقت حال کیا ہے، اس کا اعتراف خود دیوبندی جماعت کے نقیبوں کو بھی ہے۔ مولوی منظور سنبھلی کی کتاب فیصلہ کن مناظرہ کی ابتدا میں ہے:

> شاید بہت سے لوگ ناواقفی سے یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ میلاد و قیام، عرس و قوالی، فاتحہ و تیجہ، دسواں و بیسواں، چالیسواں و برسی وغیرہ رسوم کے جائز و ناجائز اور بدعت وغیر بدعت ہونے کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں جو نظریاتی اختلاف ہے یہی دراصل "دیوبندی اور بریلوی اختلاف ہے"! مگر یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ ص۵

پھر اصل اختلاف کیا ہے ـــــ یہ دونوں فریق کو تسلیم ہے کہ وہ تقویۃ الایمان، صراطِ مستقیم، فتاوٰی رشیدیہ، تحذیر الناس، براھین قاطعہ، حفظ الایمان کی عبارات اور تکذیبِ باری کا فتوٰی ہے۔ ان میں چار اخیر کے سب سے اہم ہیں۔ ان پر علماء اہل سنت کے یہ اعتراضات ہیں کہ ان میں ضروریات دین کا انکار اور اللہ عزوجل اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح اور شدید توہین ہے۔ اپنے قائدین کی صفائی میں دیوبندی افراد نے حتی الوسع پوری کوشش کی، مگر وہ صفائی میں قطعاً ناکام رہے جس کی تفصیل وقعات السنان، ادخال السنان، الموت الاحمر، العصوب السنّیہ، روداد مناظرہ اوری

روداد مناظرۂ بریلی میں دیکھی جا سکتی ہے ـــــ مگر اخیر دور میں مولوی سنبھلی صاحب نے اپنے متقدمین کی ساری تاویلات اور توجیہات کو سامنے رکھ کر ایک رسالہ "فیصلہ کن مناظرہ" لکھا ہے جس کے بارے میں ان کا دعویٰ ہے کہ یہ حسام الحرمین کا رد ہے۔ اگرچہ اس میں جو کچھ توجیہہ و تاویل ہے ان سب کے مکمل و مفصل جوابات مذکورہ بالا کتابوں میں موجود ہیں۔ انصاف و دیانت کا تقاضا تو یہ تھا کہ اپنے متقدمین کی باتوں کو نقل کرنے کے ساتھ ساتھ علماءِ اہلِ سنت نے اس کے جو، جوابات دیئے تھے ان کے جواب الجواب دیتے۔ انھوں نے یہ خیال کرکے کہ سب کو اس کی کیا خبر۔ صرف اپنے متقدمین کی باتوں کو اپنے الفاظ میں اس طرح پیش کیا ہے گویا انھیں کی تحقیقِ انیق ہے۔

ادھر کچھ دنوں سے تبلیغی جماعت کی سرگرمیوں سے پورے ملک میں پھر ایک طوفان برپا ہے۔ اگر کچھ سکون ہوتا ہے تو پھر تبلیغی جماعت اسے اٹھا دیتی ہے جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے:

فاذا قيل انقضت تمادت يصبح الرجل مؤمنا ويمسي كافراً۔
(مشکوٰۃ ص ۴۶۴ بحوالہ ابوداؤد)

کبھی کبھی بظاہر دب جائے گا کہ کہا جائیگا ختم ہو گیا پھر پہلے سے زیادہ بھڑک اٹھے گا صبح کو انسان مومن ہوگا اور شام کو کافر۔

اس لیے میں نے ضروری جانا کہ ان خطرناک کتابوں کے صحیح خدوخال نیک نیتی، انصاف، دیانت، متانت و سنجیدگی کے ساتھ عوام المسلمین کی خدماتِ عالیہ میں پیش کر دیا جائے۔ اور سنبھلی صاحب اور ان کے دوسرے بزرگوں نے ان عبارات کی توجیہہ و تاویل میں جو کچھ کہا ہے اور حسام الحرمین پر جو کیچڑ اچھالی ہے، اس کی قلعی بھی کھول دی جائے۔

اپنی کتاب کے مقدمہ میں سنبھلی صاحب نے جو تعلیاں، بالاخوانیاں کی ہیں مثلاً گھیر گھیر کے مناظرے اور مناظروں میں اپنی فتح وغیرہ کی ڈینگیں ماری ہیں، میں نے ان سے کوئی تعرض نہیں کیا ہے۔ ان کا یہ رسالہ ان کی زندگی بھر کی کد و کاوش کا ثمرہ ہے جس سے ظاہر ہے کہ وہ اپنے اکابر کی صفائی میں زندگی کے کسی لمحے میں

اس سے زائد کچھ نہ کہہ سکے ہوں گے۔ مجھے حق الیقین ہے کہ ان کی پوری زندگی کی تحقیقِ انیق پھر ہماری ان گزارشات کو جو اس رسالے میں درج ہیں جو بھی خدا ترس انصاف پسند پڑھے گا وہ خود فیصلہ کرے گا کہ سنبھلی صاحب کی ان تعلیوں اور بالاخوانیوں کی حقیقت کیا ہے۔ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔

محمد شریف الحق امجدی
خادم الافتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ (یوپی)
شب جمعہ۔ ۲۹ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ۔
۱۱ نومبر ۱۹۸۸ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَبَّنَا افۡتَحۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡفَاتِحِیۡنَ ط
وَرَبُّنَا الرَّحۡمٰنُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوۡنَ ط

اکابر دیوبند کی خدمات

پہلا کارنامہ

سنہ ۱۲۴۰ھ میں جب کہ مسلمانوں کا ہزار سالہ جاہ و جلال چراغِ سحری بن چکا تھا۔ جب کہ انگریز اپنی طاقت اور اپنی عیاری سے راس کماری سے لے کر دلّی تک کا خود مختار مالک بن چکا تھا۔ شاہ جہاں اور اورنگ زیب کا وارث انگریزوں کا وظیفہ خوار بن چکا تھا۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ دین و ملت بچانے کے لیے نہیں تو عزت و آبرو کی زندگی گزارنے کے لیے ہندوستان کے مسلمان متفق و متحد ہو کر اپنی بچی کھچی توانائیوں کو اکٹھا کر کے انگریز عفریت سے نجات حاصل کرنے کے لیے جد و جہد کرتے۔ مگر اس کے برعکس دیوبندی جماعت کے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنے آباء و اجداد کے اثر و رسوخ سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی نیت سے ”تقویۃ الایمان“ لکھی۔ ارواحِ ثلاثہ میں خود ان کا بیان مرقوم ہے:

”میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرکِ خفی تھے شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے سورش ضرور ہو گی۔ گو اس سے سورش ہو گی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ ص۸۱

اس کتاب میں اور اپنی دوسری کتابوں میں انھوں نے انبیاءِ کرام، اولیاءِ عظام

کی توہین کی۔ سارے جہان کے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہا وہ بھی معمولی نہیں بلکہ ابو جہل کے برابر۔ اس کے مندرجات کی اجمالی فہرست ملاحظہ کریں۔

- ایک حدیث کا ترجمہ یہ کیا۔ پھر اللہ آپ ایسی ایک باؤ (ہوا) بھیجے گا کہ سب اچھے بندے کہ جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہو گا مر جاویں گے اور وہی لوگ رہ جائیں گے کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں ——— اس کے بعد اپنی طرف سے لکھا:
سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا ——— یعنی بھیج چکا اللہ ایسی باؤ جس سے وہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان تھا مر گئے۔ اور اب کوئی مسلمان باقی نہ رہا۔
- خدائے تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے (رسالہ یکروزی ص۱۴۵)
- اللہ تعالیٰ کو غیب کا علم ہر وقت نہیں رہتا بلکہ جب چاہتا ہے غیب کی بات دریافت کر لیتا ہے (ماخوذ از تقویۃ الایمان ص۲۶)
- ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا (نبی ہو یا ولی) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۱۹)
- اپنی اولاد کا نام عبد النبی، عبد الرسول، علی بخش، نبی بخش، پیر بخش، غلام محی الدین، غلام معین الدین رکھنا شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۸)
- سب انبیاء اور اولیاء اللہ کے سامنے ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص۲)
- رسول اللہ کو (غیب کی) کیا خبر؟ (تقویۃ الایمان ص۵۷)
- رسولِ خدا کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ص۵۷)
- رسولِ خدا مر کر مٹی میں مل گئے ہیں۔ (ماخوذ از تقویۃ الایمان ص۷۹)
- جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص۵۲)
- رسول اللہ کا خیال نماز میں لانا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے

سے بدرجہا بدتر ہے۔ (صراطِ مستقیم)

- اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ (تقویۃ الایمان ص۲۳)
- اللہ کو ماننے اور اس کے سوا کسی کو نہ ماننے (تقویۃ الایمان ص۱۹)
- اولیاء و انبیاء و امام زادہ، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تقویۃ الایمان ص۵۸)

ان عبارتوں سے مولوی اسمٰعیل صاحب کی توقع سو فیصدی پوری ہوئی۔

تقویۃ الایمان کے شائع ہوتے ہی دہلی میں آگ لگ گئی۔ اس وقت کے تمام اکابر حتیٰ کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے ابناءِ عم مولانا محمد موسیٰ اور مولانا مخصوص اللہ صاحبان نے بھی اس کا شدید رد کیا۔ مولانا محمد موسیٰ صاحب نے "سوال وجواب اور حجۃ العمل فی ابطال الحیل" اور مولانا مخصوص اللہ صاحب نے "معید الایمان" رد تقویۃ الایمان لکھا۔ استاذ الحکما والمتکلمین علامہ فضلِ حق خیر آبادی نے "تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ" اور امتناع نظیر لکھا۔ اس وقت کے سارے علماءِ دہلی نے بالاتفاق مولوی اسمٰعیل صاحب کی تکفیر کی۔ تحقیق الفتویٰ میں مسند الوقت علامہ فضلِ حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

"اس (اسمٰعیل دہلوی) کا کلام بلاشبہ بارگاہِ الٰہی کے مقربین کے سردار، انبیاء، ملائکہ، اصفیا، مشائخ اور اولیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کی تنقیصِ شان پر مشتمل ہے اور استخفاف پر دلالت کرتا ہے۔

اس بیہودہ کلام کا قائل از روئے شریعت کافر اور بے دین ہے اور ہرگز مسلمان نہیں ہے اور شرعاً اس کا حکم قتل اور تکفیر ہے ص۲۴۷۔

اس فتوای کی تصدیق دہلی کے صفِ اوّل کے سترہ علمائے کرام نے کی۔ جن میں حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کے دونوں صاحبزادے حضرت مولانا مخصوص اللہ صاحب اور حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب اور خاص بات یہ ہے کہ حضرت مفتی

صدر الدین صاحب اور حضرت مولانا شاہ احمد سعید مجددی صاحب کی بھی تصدیقات ہیں۔ ان میں حضرت مفتی صدر الدین صاحب گنگوہی اور نانوتوی دونوں صاحبان کے اور حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب مجددی گنگوہی صاحب کے استاذ ہیں[1]۔ اور حضرت مولانا مخصوص اللہ صاحب ان دونوں کے استاذ الاستاذ ہیں۔ نانوتوی اور گنگوہی صاحبان نے حدیث شاہ عبد الغنی سے پڑھی ہے اور حضرت مولانا شاہ مخصوص اللہ شاہ عبد الغنی کے استاذ ہیں۔

ان حضرات اکابر نے اسمٰعیل دہلوی صاحب کا صرف تحریری ہی رد نہیں فرمایا بلکہ انھیں گھیر گھیر کر پکڑ پکڑ کر مناظرے کیے۔ جس کے نتیجے میں جامع مسجد دہلی میں مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان کے دست راس مولوی عبد الحی کو سخت ذلت کا سامنا کرنا پڑا جس کے نتیجے میں دہلی میں اس وقت ان کی یہ تحریک بالکلیہ ختم ہوگئی۔ اس میں ناکام ہونے کے بعد رسوائی کا داغ مٹانے کے لیے مولوی اسمٰعیل صاحب مع حوارین حج کے لیے چلے گئے۔

دوسرا کارنامہ

انگریز اگرچہ ہندوستان میں اپنے قدم مضبوطی سے جما چکا تھا اور اکثر حصہ پر قابض تھا۔ دلی کو اپنے حصار میں لے کر بے بس کر چکا تھا۔ مگر پنجاب اور سرحد ابھی اس کی دسترس سے باہر تھے۔ پنجاب میں سکھوں کی ایک مستحکم حکومت تھی۔ اور سرحد کے افغان اپنی فطری شجاعت اور جنگ جوئی کی بدولت آزاد تھے۔ انھیں زیر کرنے کے لیے انگریزوں نے مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان کے پیر سیّد احمد رائے بریلوی کی خدمات حاصل کیں[2]۔ جب یہ لوگ حج سے واپس ہوئے تو اب تقویۃ الایمان کی دعوت کے بجائے سکھوں کے خلاف جہاد کی تحریک چلائی[3]۔ انگریز نے اس تحریک کی کھلی چھٹی دے دی۔ وقتاً فوقتاً امداد بھی کی۔

دنیا آج بھی حیرت میں ہے کہ ایک نئی قائم شدہ حکومت میں وہ طبقہ جس سے تخت و

---

[1] تذکرۃ الرشید اول ص۳۱،۳۲ ـ [2] ایضاً ص۲۹ [3] تفصیل کے لیے امتیازِ حق وتحریک بالاکوٹ کا مطالعہ کریں۔

تاج چھینا گیا، کھلے بند جہاد کی تحریک چلا رہا ہے اور حکومت خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے بلکہ اس تحریک کی حامی ہے۔ پیسے، فوج اور اسلحے جمع ہو رہے ہیں اور اسے کوئی باک نہیں۔ اگر انگریزوں کی ملی بھگت نہیں تھی تو پھر کیا بات تھی کہ کھلے بند مولوی اسمٰعیل صاحب نے بھرے مجمع میں کہا ــــ کہ انگریزوں سے لڑنا جائز نہیں بلکہ اگر کوئی انگریزوں پر حملہ کرے تو انگریزوں کی حمایت میں اس سے لڑنا فرض ہے۔

سکھوں کے خلاف جہاد کرنے والے حامیانِ دین کا لشکر تیار ہوا۔ اور سرحد روانہ ہوا۔ راستے میں انگریز افسران نے دعوتیں کیں۔ مگر دنیا حیرت میں پڑ گئی کہ ان مجاہدین نے سرحد جا کر سب سے پہلا جہاد ــــ یار محمد خاں حاکم باغستان سے کیا۔ خدا کی مرضی کہ پیر و مرید دونوں مسلمان افغانوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔

تیسرا کارنامہ انگریزوں نے صرف اسی پر قناعت نہیں کی کہ ملک مسلمانوں کے قبضے سے لے لیا۔ بلکہ یورپ سے پادریوں کو بلا کر ہندستانیوں کو عیسائی بنانے کی بھی بھرپور جد وجہد کی۔ اور اس کے لیے طرح طرح کے دباؤ ڈالنے اور ظلم کرنے لگے۔ انگریزوں کے ان مظالم سے تنگ آکر آخرکار انگریزوں کے پنجۂ استبداد سے آزاد ہونے کے لیے رمضان ۱۲۷۲ھ / مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ چھاؤنی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جگہ جگہ انگریزوں کے خلاف جنگ شروع ہو گئی۔ اس وقت دیوبندی مذہب کے بانیان نانوتوی صاحب اور گنگوہی صاحب نے انگریزوں کی حمایت میں ان آزادی کے طلب گاروں سے باقاعدہ جنگ کی۔ گنگوہی صاحب کے تذکرہ نگار عاشق الٰہی صاحب میرٹھی تذکرۃ الرشید میں لکھتے ہیں:

"ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی اپنے رفیقِ جانی مولانا قاسم العلوم اور طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ نبرد آزما

ـــــــــــــ

ؔ تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۲۷۰ - ارواحِ ثلاثہ

دلیر جتھا اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا اس لیے اٹل پہاڑ کی طرح پر جا کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جاں نثاری کے لیے تیار ہو گیا۔ اللہ رے شجاعت و جوانمردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھوں میں تلواریں لیے جمِ غفیر بندوقچیوں کے سامنے ایسے جمے رہے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لیے ہیں۔ چنانچہ آپ پر فیریں ہوئیں اور حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیرِ ناف گولی کھا کر شہید ہوئے۔[۱]

اس عبارت میں "اپنی سرکار" سے انگریز اور باغیوں سے مجاہدینِ آزادی ہی مراد ہیں۔ اس پر انھیں تذکرہ نگار کے اسی کتاب میں اسی سلسلے میں لکھے ہوئے یہ کلمات دلیل ہیں۔ لکھتے ہیں:

حضرت امام ربانی (گنگوہی) پر اپنی سرکار سے باغی ہونے کا الزام لگایا گیا۔ تباہ ہونے والی رعایا کی نحوست تقدیر نے جو کچھ بھی سمجھایا ہو ان کا انھوں نے نتیجہ دیکھا جن کے سروں پر موت کھیل رہی تھی انھوں نے کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نگاہ سے نہ دیکھا۔ اور اپنی رحمدل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔ فوجیں باغی ہوئیں۔ حاکم نافرمان نہیں۔ قتل و قتال کا بند بازار کھولا اور جوانمردی کے غرہ میں اپنے پیروں پر کلہاڑیاں ماریں[۲] ــــ رحمدل گورنمنٹ کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پا کر باغیوں کی سرکوبی شروع کی۔[۳] آپ حضرات (نانوتوی گنگوہی صاحبان مع متعلقین) اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے۔ اور تا زیست خیر خواہ ہی ثابت رہے[۴] ــــ میں (گنگوہی) جب حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار رہا ہوں۔ تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے۔ اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔[۵]

ـــــــــــــ

[۱] تذکرۃ الرشید اول ص ۷۵۔ [۲] ایضا ص ۷۳۔ [۳] ایضا ص ۷۶۔ [۴] ایضا ص ۷۹۔ [۵] ایضا ص ۸۰

ان انگریزوں کے وفاداروں، رضاکاروں اور ان جیسے دوسرے دسیسہ کاروں کی بدولت انگریز نے آزادی کے طلب گاروں کو کچل کر رکھ دیا۔ پھر جزم ضعیفی کی سزائیں ہزاروں بے گناہوں کو مرگ مفاجات سے ہمکنار ہونا پڑا۔ جلاوطن ہونا پڑا۔ اپنے گھربار جائداد املاک سے ہاتھ دھونا پڑا جس کے نتیجے میں پورے ملک میں سناٹا چھا گیا۔ مگر انگریز جیسی چالاک قوم اس عارضی سناٹے پر مطمئن کیسے رہ سکتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ جو قوم ہزار سال ہندوستان پر حکومت کر چکی ہے وہ جب بھی موقع پائے گی تو اپنی میراث کی واپسی کے لیے سر بکف میدان میں آ سکتی ہے تو اس نے مسلمانوں کو لڑا لڑا کر اپنے ہی میں الجھے رہنے اور آپس میں ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہونے کے لیے اپنے ترکش کا آخری تیر نکالا لڑاؤ اور حکومت کرو کے فارمولے پر عمل کرنے کے لیے اپنے ان وفاداروں کی خدمات حاصل کیں جنھوں نے ۱۸۵۷ء کے بُرے وقت میں اپنے بھائیوں سے لڑ کر انگریزی سامراج کی بنیادوں میں اپنا پسینہ ہی نہیں خون بھی دیا تھا۔

مدرسہ دیوبند

۱۵ محرم ۱۲۸۲ھ م ۱۴ اپریل ۱۸۶۶ء کو مولوی فضل الرحمن، مولوی ذوالفقار علی اور حاجی عابد حسین نے دیوبند کی چھتہ مسجد میں مدرسہ عربی کی بنیاد ڈالی۔ ان میں پہلے صاحب مولوی شبیر احمد اور مفتی عزیز الرحمن مفتی دیوبند کے اور دوسرے صاحب مولوی محمود الحسن صدر مدرس مدرسہ دیوبند کے والد تھے۔ یہ دونوں بزرگ انگریزوں کے عربک کالج دہلی کے تعلیم یافتہ ہیں۔ فراغت کے بعد انگریزوں کے ملازم رہے۔ اس وقت پنشن پا رہے تھے[1] حاجی عابد حسین تعویذ گنڈہ جھاڑ پھونک کرتے تھے جس کی وجہ سے قصبہ اور ملحقات میں ان کا اچھا خاصا اثر تھا۔ حقیقت میں مدرسہ دیوبند کے لیے سونے کا انڈا دینے والی مرغی یہی تھے۔

اس مدرسہ کے پہلے شیخ الحدیث مولوی محمد یعقوب نانوتوی ہیں جو دہلی عربک کالج کے مشہور مدرس مولوی مملوک العلی کے صاحبزادے اور شاگرد بھی ہیں۔ مدرسہ دیوبند سے پہلے گورنمنٹ برطانیہ کے ملازم ڈپٹی انسپکٹر تھے ڈیڑھ سو روپئے ماہانہ تنخواہ پاتے

---

[1] سوانح قاسمی دوم ص ۲۳۵

تھے۔ مگر یہ نوکری چھوڑ کر پچیس روپے پر مدرسہ دیوبند میں آ گئے۔ یہ بزرگ تھانوی صاحب کے بھی استاذ ہیں[1]۔

اس وقت نانوتوی صاحب میرٹھ کے مطبع مجتبائی میں تصحیح کے لیے نوکر تھے۔ ان کو تدریس کے لیے دیوبند بلایا بھی گیا تو انکار کر دیا[2]۔ مگر پھر تھوڑے ہی عرصے کے بعد ڈرامائی انداز میں دیوبند پہنچ گئے اور اس مدرسہ پر بالکلیہ قبضہ کر لیا۔ اور اب حال یہ ہے کہ اصل بانیوں کو کوئی نہیں جانتا۔ نانوتوی صاحب کے نیازمندوں کے دروغ مسلسل نے پوری دنیا کو یقین دلا دیا ہے کہ مدرسہ دیوبند کے بانی نانوتوی صاحب ہی ہیں[3]۔ پہلے انکار پھر یک بیک دیوبند جانے میں کیا راز سربستہ تھا اسے کون جانے اتنی بات ظاہر ہے کہ عقائد، افکار، نظریات پھیلانے کے لیے بے تنخواہ پروپیگنڈسٹ مدارس دینیہ میں بڑی آسانی کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ دوسرے بغیر محنت کے اچھی طرح جیب گرم کرنے کی کنجی بھی ہے۔ اس کے چھ مہینے کے بعد اسی سال رجب میں سہارنپور میں ایک اور مدرسہ کی ابتدا ہوئی جس کا نام مظاہر العلوم رکھا گیا۔ علم دین کی نشر و اشاعت اور تعلیم و تعلم کے لیے مدرسہ قائم کرنا بہت اہم دینی خدمت ہے اس سے کسے انکار مگر دنیا حیرت زدہ رہ گئی جب مدرسہ کے قیام کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد انگریز بہادر نے مدرسہ سے اپنی خوشنودی اور رضامندی کا سرٹیفکٹ عطا فرما دیا[4]۔

جب یہ مدرسہ جم گیا اور اس کی بدولت نانوتوی صاحب کی کچھ قدر و منزلت بڑھ گئی اور ان کی ہر بات کو حق ثابت کرنے والوں کی ایک فوج بھی تیار ہو گئی تو نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس

---

[1] انوار الباری اول ۲۱۹ ـ [2] تذکرۃ العابدین ص ۱۷۔ [3] دیوبندیوں نے اس غلط بات کو اتنی مشہور کر دیا ہے کہ نانوتوی صاحب مدرسہ دیوبند کے بانی ہیں کہ اگر اب اس کے خلاف کچھ کہا جائے تو لوگ اسے جھوٹ سمجھیں گے حالانکہ صحیح یہ ہے کہ مدرسہ دیوبند کے بانی نانوتوی صاحب نہیں بلکہ مولوی فضل الرحمن وغیرہ ہیں۔ [4] یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون سرکار اور ہمدردیان سرکار ہے۔ روزنامہ نئی دنیا دہلی کا عظیم مدنی نمبر رپورٹ جان پامر کلارک ص ۴۳

لکھی جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونے کا انکار کیا۔ تفصیل کے لیے اسی رسالے کے ص۵ تا ص۸۰ کا مطالعہ کریں۔

تحذیر الناس کے خلاف شورش

تحذیر الناس جہاں بھی پہنچی وہاں کے علماء نے اس سے بیزاری ظاہر کی۔ اس کا زبانی بھی اور تحریری بھی رد کیا۔ تحذیر الناس سے پوری امت بیزار رہی۔ اس کو تھانوی صاحب نے اپنے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"جس وقت مولانا نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحی کے" (الافاضات الیومیہ جلد چہارم ص۵۸ ملفوظ ۹۲۷)

نانوتوی صاحب ایک بار ریاست رام پور تشریف لے گئے۔ اس کا قصہ ارواحِ ثلاثہ میں یوں لکھا ہے:

اپنے کو ایک ملازم کی حیثیت سے ظاہر کیا۔ اس لیے کہ خفیہ پہنچیں۔ جب رامپور پہنچے تو حضرت نے اپنا نام خورشید حسن (تاریخی نام[1]) بتایا اور لکھا دیا۔ اور ایک نہایت ہی غیر معروف سرائے میں مقیم ہوئے۔ اس میں بھی ایک کمرہ چھت پر لیا۔ یہ وہ زمانہ تھا ـــــ کہ تحذیر الناس کے خلاف اہلِ بدعات میں ایک شور برپا تھا۔ مولانا کی تکفیر تک ہو رہی تھی۔ حضرت کی غرض اس اخفا سے یہی تھی کہ میرے علانیہ پہنچنے سے اس بارہ میں جھگڑے اور بحثیں نہ کھڑی ہو جائیں۔ ص۲۶۱

تھانوی صاحب ایک تجربہ کار گرم و سرد چشیدہ بزرگ تھے۔ انھوں نے تحذیر الناس کے خلاف پورے ملک میں جو شورش تھی، اسے بہت ہلکے الفاظ میں یوں بیان کیا ـــــ

---

[1] نانوتوی صاحب کی پیدائش ۱۲۴۸ھ میں ہوئی ہے۔ اور خورشید حسن کے اعداد ۱۲۳۸ھ ہیں۔ پھر یہ تاریخی نام کیسے ہوا۔ فاعتبروا یا اولی الالباب۔

... ملک میں کسی نے موافقت نہیں کی ـــــ مگر ارواحِ ثلاثہ کے سیدھے سادے راوی نے پوری بات کہہ دی ـــــ کہ ایک شور برپا تھا ـــــ مولانا کی تکفیر تک ہو رہی تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ اسے اہلِ بدعات کی طرف منسوب کیا۔ مگر تھانوی صاحب نے پورے ملک سے تعبیر کیا۔ اب اس کی دو ہی توجیہ ہو سکتی ہے یا تو یہ کہیے کہ پورا ملک اہلِ بدعات تھا۔ یا یہ کہیے کہ تحذیر الناس کے کفری مضمون کے خلاف کچھ کہنا ہی دیوبندی مذہب میں بدعت ہے۔

رہ گئی مولانا عبدالحی کی موافقت تو پتہ نہیں کون مولانا عبدالحی ہیں اور کس کتاب میں کیا موافقت کی ہے۔

براہین قاطعہ

تحذیر الناس پر مسلمانوں میں جو بے چینی تھی وہ ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ ۱۳۰۳ھ میں گنگوہی صاحب نے براہین قاطعہ لکھ کر اپنے مرید انبیٹھی صاحب کے نام سے چھپوائی۔ جس میں ان سارے معمولات کو جو اس وقت پوری دنیا کے مسلمانوں میں رائج تھے۔ شرک، بدعت، حرام، گناہ کہا بلکہ یہاں تک جرأت کا مظاہرہ کیا کہ میلاد مبارک کو "کنہیا" کے جنم کے سانگ سے تشبیہ دی[1]۔ اور فاتحہ کے وقت کھانے پر قرآن مجید کی آیات اور سورتیں پڑھ کر فاتحہ دینے کو ویدپڑھنا[2] کہہ دیا۔ اس سبوح وقدوس عزوجل کے لیے امکانِ کذب کا قول[3] کیا حتیٰ کہ شیطان لعین کے علم ناپاک کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ وسیع[4] مانا۔ تفصیل کے لیے اس کتاب کے ص۸ نعایت ص۱۰۱ کا مطالعہ کریں۔

براہین قاطعہ کے خلاف شورش

اس کتاب کے چھپتے ہی ایک عام بے چینی اور شورش پیدا ہو گئی۔ یہ کتاب چوں کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی کے نام سے چھپی تھی وہ اس وقت پنجاب ریاست بھاولپور میں ملازم تھے اور تقیہ کیے ہوئے سُنّی بنے تھے[5] اور اسی وجہ سے بھاولپور ریاست کے مدرسے

---

[1] براہین قاطعہ ص۱۵۲ [2] ایضاً ص۱۴۹ [3] ایضاً ص۲۱ [4] ایضاً ص۵۱ [5] مقدمہ تقدیس الوکیل ص

میں مدرس بھی بنائے گئے تھے اور اسی وجہ سے حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے دوستوں میں بھی تھے۔ جب براہین قاطعہ کی اطلاع مولانا غلام دستگیر صاحب کو ہوئی تو انھوں نے بھاولپور جا کر انبیٹھی صاحب کو سمجھایا مگر وہ نہ مانے۔ جس کے نتیجے میں اسی براہین قاطعہ کے گمراہ کن مضامین پر وہیں بھاولپور ہی میں نواب بھاولپور محمد صادق عباسی کی نگرانی میں حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب اور انبیٹھی صاحب کے درمیان شوال سنہ ۱۳۰۶ھ میں تحریری مناظرہ ہوا جو تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل میں چھپ چکا ہے۔

اس مناظرے میں انبیٹھی صاحب کو شکستِ فاش ہوئی۔ مناظرے کے حکم شیخ المشائخ مولانا شاہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فیصلہ دیا:

یعنی خلیل احمد انبیٹھی وغیرہ وہابی ہیں اور اہلِ سنت سے خارج ہیں[1]

جس کے نتیجے میں انبیٹھی صاحب کو ریاست سے نکال دیا گیا۔

اس تاریخی مناظرے میں دیوبندی ہار گئے۔ حکم نے ان کے خلاف فیصلہ دیا، ریاست سے نکال دیئے گئے مگر دیوبند اور سہارنپور کے مدارس سے جو رنگروٹ تیار ہوتے رہے وہ بہرحال دیوبندی اعتقادیات اور نظریات کی اشاعت کرتے رہے جس کے نتیجے میں ملک کی فضا معتدل ہونے کے بجائے اور مسموم ہوتی گئی۔

وقوعِ کذب کا فتویٰ

ابھی تحذیر الناس اور براہینِ قاطعہ کے ذریعہ لگائی ہوئی آگ بھڑک ہی رہی تھی کہ دیوبندی مذہب کے قطب الارشاد مولوی رشید احمد گنگوہی نے یہ فتویٰ دے دیا کہ اللہ کے لیے "وقوعِ کذب" کے معنی درست ہو گئے اس کے قائل کو تضلیل و تفسیق سے مامون رکھنا چاہیے۔ وہ اہلِ سنت سے خارج نہیں۔ اسے کوئی سخت کلمہ بھی نہیں کہنا چاہیے۔

اس فتویٰ پر پورے ملک میں کہرام مچ گیا۔ میرٹھ، بمبئی، پٹنہ، احمد آباد، گجرات

---

[1] تقدیس الوکیل ص۱۱۱

نے اس کا رد چھاپا مگر ان پتھر کے دلوں پر کوئی اثر نہ ہوا اور مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ لڑانے بھڑانے کی مہم میں کوئی کمی نہیں آئی۔

حفظ الایمان

ان بھڑکتے ہوئے شعلوں میں کوئی کمی نہ ہو پائی تھی کہ اس مذہب کے حکیم الامت دیوبند کے مدرسہ کے فارغ التحصیل مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان لکھ کر مسلمانوں کے ماحول کو آتش فشاں بنا دیا اور اب شرق و غرب میں آگ پھیل گئی۔ پورا ملک اس کی لپیٹ میں آ گیا۔ ہر طبقے کے علماء نے اس کا رد لکھا۔[1] مگر دیوبندی مدارس کے فارغین نے اپنے اساتذہ کے وقار کو بچانے کے لیے وہ سب کیا جس کی مشاقی دیوبندی مدارس میں ان کو کرائی گئی تھی۔

ان تفصیلات سے ظاہر ہو گیا کہ وہابی دیوبندی مذہب کی بنیاد مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی نے سنہ ۱۲۴۰ھ میں رکھی اور اسی وقت سے جہاں جہاں یہ فتنہ پہنچا وہاں کے علماء نے اس کا بھرپور رد کیا۔ علماءِ دہلی، بدایوں، رامپور، بمبئی، پٹنہ، کلکتہ، احمد آباد، سلہٹ وغیرہ کے رد وہابیہ کے رسائل آج بھی ملتے ہیں حتیٰ کہ دیوبندی مذہب کے بانیوں کے پیر بھائی اور پڑوسیوں نے بھی ان کا رد کیا۔ حضرت مولانا عبد السمیع صاحب بیدل رامپوری، حضرت مولانا احمد حسن کانپوری بھی جناب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مرید ہیں۔ بلکہ علماءِ پنجاب و پشاور نے بھی پوری قوت سے اس کا مقابلہ کیا۔ جس کے ثبوت میں تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل موجود ہے

پانچواں کارنامہ

پورے ملک کے علمائے اہلِ سنت کی کوششوں سے دیوبندیت دم توڑنے لگی تھی کہ دفعۃً مدرسہ دیوبند کے صدر مدرس مولوی محمود الحسن صاحب نے کانگریس میں شریک ہو کر اپنے آپ کو شیخ الہند بنا کر پیش کیا۔ کانگریسیوں کو اپنی طاقت بڑھانے کے لیے ضرورت تھی کہ کچھ مقدس صورتیں بھی ہماری گود میں آ جائیں۔ انھوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور شیخ الہند بنا کر پورے ملک کا دورہ کرایا۔

---

[1] اسی کتاب کا ص۱۱۱ تا غایت ص۱۲۲

اس سے دیوبندی جماعت کو یہ فائدہ ہوا کہ پورے ملک میں مدرسہ دیوبند کا تعارف ہوگیا اور عوام کی بہت بڑی بھیڑ یہ سمجھنے لگی کہ یہ مدرسہ واقعی ایک دینی ادارہ ہے۔ اس طرح مدرسہ دیوبند میں طلبہ کی بھیڑ دن بدن بڑھتی گئی اور دیوبندیت پھیلانے کے لیے زیادہ سے زیادہ رنگروٹ خود بخود پیدا ہوتے گئے۔

مُجدّدِ اعظم اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرّہٗ

پورے ملک کا یہ ماحول تھا۔ اس ماحول میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ہوش سنبھالا اور مسندِ ارشاد و ہدایت پر متمکن ہوئے اور اپنی فراست و بصیرت سے دیکھ لیا کہ اسلام کی بنیادی قدروں میں تحریف کرنے والوں میں سب سے زیادہ خطرناک اور مہلک دیوبندی ہیں۔ شیعہ سنی الگ تھے، وہابیت کی دوسری شاخ غیر مقلدیت اپنی ایجاد کردہ نئی نماز کے طریقوں سے پہچانی جاتی تھی مگر دیوبندی اپنے کو حنفی نہ صرف حنفی بلکہ چشتی قادری نقشبندی سہروردی ظاہر کرتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ میلاد، قیام، فاتحہ وغیرہ سبھی اہلِ سنت کے مراسم بھی ادا کر لیتے۔ انبیٹھی صاحب کا بھاولپور[1] میں اور تھانوی صاحب کا کانپور میں ابتدائی[2] دور اسی طرح گزرا ______ اس لیے ان کا پہچاننا بہت مشکل ہے اور حال یہ ہے کہ انبیاءِ کرام اولیاءِ عظام کی شانِ اقدس میں جتنی صریح اور کھلّم کھلّا توہین انھوں نے کی ہے کسی نے بھی نہیں کی۔

اس لیے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے یوں تو ہر باطل فرقے کا رد فرمایا مگر سب سے زیادہ توجہ دیوبندی فرقے کی طرف مبذول فرمائی۔ خداداد علمی تبحر اور ذہانت و فطانت

---

[1] تقدیس الوکیل ص۹۔ [2] تذکرۃ الرشید جلد اول ص۱۱۷-۱۱۸

سے ان کے باطل نظریات کے خلاف عمر بھر نبرد آزما رہے۔ اصولی، فروعی تمام مختلف فیہ مسائل پر ایسی فیصلہ کن ابحاث تحریر فرمائیں کہ نہ تو موافق کے لیے زیادتی کی گنجائش باقی رہی اور نہ مخالف کے لیے کسی حیلہ و بہانہ کی جگہ ______ قرآن مجید کی آیات، احادیث، اقوالِ سلف و خلف سے اپنے عقائد و اعمال کو ایسا مبرہن اور دیوبندی عقائد و اعمال کو باطل ثابت فرمادیا کہ ان کی تردید سے پوری برادری آج تک عاجز ہے اور قیامت تک عاجز رہے گی۔

حسامُ الحرمین

مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ۱۳۲۰ھ م ۱۹۰۲ء میں المعتمد المستند تصنیف فرمائی۔ جسے حضرت مولانا قاضی عبد الوحید صاحب رئیس پٹنہ نے اسکی متن المعتقد المنتقد کے ساتھ ۱۳۲۱ھ م ۱۹۰۳ء میں چھپوایا۔

المعتمد المستند میں گنگوہی، نانوتوی، انبیٹھی، تھانوی صاحبان کی تحذیر الناس تکذیب باری عز اسمہٗ کے فتوای اور براہینِ قاطعہ، حفظ الایمان کی کفری عبارتوں کی بناء پر قطعی تکفیر مذکور ہے۔

اس کی اطلاع ان میں جو لوگ زندہ تھے انھیں ہوئی بھی مگر ان لوگوں نے اپنی صفائی نہیں دی۔ نہ اس کی کوئی تاویل کی نہ توجیہ کی جس کا اعتراف ان لوگوں کے ترجمانِ اعظم سنبھلی صاحب کو بھی ہے[1]

ان کتابوں کی یہ عبارتیں کفری معنی میں ایسی واضح اور غیر مبہم ہیں کہ اس کا انکار کرنا آفتاب کے وجود سے انکار کے مترادف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پانچ سال تک نہ ان میں سے کسی کو کچھ بولنے کی گنجائش ملی نہ ان کے تلامذہ کو نہ خلفاء کو۔

---

[1] فیصلہ کن مناظرہ ص۱۹

۱۳۲۳ھ میں بلا کسی سابقہ ارادے اور قصد کے یک بیک باطنی کشش کی بنا پر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ حج و زیارت کے لیے گئے۔

تو اسی فتویٰ کی تائید و تقویت کے لیے المعتمد المستند کا وہ حصہ جس میں ان لوگوں کی نام بنام تکفیر تھی، علماءِ حرمین طیبین کی خدماتِ عالیہ میں پیش فرمایا۔ اور دونوں حرم کے اجلہ علماءِ کرام مفتیانِ عظام خطباءِ ذوی الاکرام مدرسین ذوی الفخام نے اس کی دھوم دھامی تصدیقیں فرمائیں۔ اور سب نے نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھی، تھانوی صاحبان کے بارے میں یہ فتویٰ دیا کہ یہ لوگ ضروریاتِ دین کے انکار اور شانِ الوہیت و رسالت میں صریح گستاخی کرنے کی وجہ سے دین سے خارج کافر مرتد ہیں

حج و زیارت سے واپسی کے بعد ان تمام تصدیقات کو "حسام الحرمین" کے نام سے چھپوا دیا۔ دیوبندی پہلے ہی کہیں منھ دکھانے کے لائق نہیں تھے اب جبکہ اللہ کے گھر اور اس کے حبیب کے در سے بھی ان کے بارے میں وہی حکم آگیا جو ۱۳۲۰ھ سے ہندوستان کے ہر طبقے کے علماء دیتے آئے تھے، تو انھیں کہیں پناہ نظر نہ آئی۔ اس لیے انھوں نے یہ پروپیگنڈہ کرنا شروع کیا کہ علماءِ حرمین طیبین چونکہ اردو نہیں جانتے تھے اور اعلیٰ حضرت نے حد درجہ ان کی خوشامد اور چاپلوسی کی اس لیے وہ دھوکے میں آگئے اور فتویٰ تکفیر کی تصدیق کر دی۔

اس کا جواب اولاً ان علماء میں شیخ الدلائل استاذ العلماء مولانا عبد الحق مہاجر مکی تفسیر اکلیل کے مصنف بھی ہیں۔ یہ ضلع الٰہ آباد قصبہ نارہ کے باشندے تھے۔ یہ تو اردو جانتے تھے۔ گنگوہی صاحب کے سوانح نگار عاشق الٰہی میرٹھی کے بقول گنگوہی صاحب کو بھی جانتے تھے[۱] انھوں نے کیسے تصدیق کر دی؟ حسام الحرمین میں ان کی تصدیق پانچویں ہے۔ ثانیاً۔ اس سال مکہ معظمہ میں انبیٹھی صاحب اور کچھ ریاست کے وزراء بھی موجود تھے۔ اس کی انھیں اطلاع بھی ملی اور

---

[۱] تذکرۃ الرشید حصہ اول ص۹۲

اپنی صفائی کی کوشش بھی کی۔ مگر علماءِ مکہ نے قبول نہیں فرمایا۔

جب رئیس العلماء مولانا صالح کمال، علی پاشا (شریف مکہ) کے دربار میں دولت مکیہ سنانے تشریف لے گئے تو اسی اثناء میں آپ نے شریف علی پاشا سے خلیل احمد انبیٹھی کے عقائدِ باطلہ اور ان کی کتاب براہین قاطعہ کا بھی ذکر کر دیا تھا خلیل احمد انبیٹھی کو خبر ہوئی تو آپ کے پاس کچھ اشرفیاں نذرانہ لے کر پہنچے اور عرض کی کہ حضرت! آپ مجھ پر کیوں ناراض ہیں۔ حضرت مولانا نے فرمایا کیا تم خلیل احمد ہو؟ بولے جی ہاں میرا نام خلیل احمد ہے۔ آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس تو نے براہین قاطعہ میں وہ شنیع باتیں کیسے لکھیں ہیں تو تجھے (تقدیس الوکیل میں) زندیق لکھ چکا ہوں۔ اس سے پہلے مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری لاہوری کتاب "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" لکھ کر علماءِ مکہ سے تقریظیں لے چکے تھے۔ اس کتاب پر مولانا صالح کمال کی بھی تقریظ ہے۔ اس میں آپ نے خلیل احمد انبیٹھی اور رشید احمد گنگوہی کو زندیق لکھا ہے۔

مولوی انبیٹھی صاحب نے مولانا صالح کمال سے کہا کہ حضرت جو باتیں میری طرف منسوب کی گئی ہیں وہ میری کتاب میں نہیں ہیں، لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تمھاری کتاب چھپ کر شائع ہو چکی ہے، وہ میرے پاس بھی موجود ہے جب خلیل احمد نے دیکھا اب بھانڈا پھوٹنے والا ہے تو بول پڑے کہ کیا حضرت کفر سے توبہ نہیں ہوتی۔ حضرت مولانا نے جواب دیا ہوتی ہے۔ پھر آپ نے چاہا کہ کسی مترجم کو بلائیں اور انبیٹھی صاحب کو براہین قاطعہ دکھا کر ان کلماتِ باطلہ کا اقرار کرا کر توبہ لیں مگر انبیٹھی صاحب رات ہی میں جدہ بھاگ گئے۔[۱]

اس واقعہ سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) علماءِ مکہ معظمہ انبیٹھی اور گنگوہی صاحبان کی براہین قاطعہ سے بہت پہلے سے واقف تھے۔ نیز اس سے بھی واقف تھے کہ اس کتاب میں ان لوگوں نے

---

[۱] الملفوظ حصہ دوم ص۱۳۰

کفریات وضلالات لکھے ہیں۔ اس کا ذریعہ امام المناظرین مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل ہے جو بھاولپور کے تحریری مناظرہ کی روداد ہے۔ ۱۳۰۶ھ میں جب مولانا موصوف حج وزیارت کے لیے گئے تو اس کا عربی میں ترجمہ کرکے علماءِ حرمین کی خدماتِ عالیہ میں پیش کیا۔ اس وقت سے علماءِ حرمین طیبین ان لوگوں اور ان کے عقائدِ باطلہ سے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی اس حاضری سے سترہ سال پہلے سے واقف تھے۔

② علماءِ حرمین طیبین براہین قاطعہ کی کفری وگمراہ کن عبارتوں کی بنا پر سترہ سال پہلے ہی اس کے مؤلف اور مصدق کو زندیق لکھ چکے تھے۔

③ براہین قاطعہ ان حضرات کے پاس موجود تھی۔

④ ان حضرات نے چاہا کہ انبیٹھی صاحب کے رُو در رُو ان کے کفریات وضلالات کو پیش کرکے انھیں قائل کرکے توبہ کرائی جائے

⑤ اس وقت تک انبیٹھی صاحب کے پاس براہین قاطعہ کی کفری عبارتوں کی کوئی ایسی تاویل وتوجیہ ذہن میں نہ تھی جسے پیش کرکے وہ اپنی صفائی دے سکتے تھے۔

⑥ مکہ معظمہ میں ان حضرات کے علم میں ایسے مترجم تھے کہ اُردو کا عربی میں ترجمہ کرسکتے تھے اگر انھیں حسام الحرمین کے مضامین کے بارے میں کوئی شبہہ ہوتا تو ان مترجمین سے ترجمہ کرا کے تحقیق کرسکتے تھے۔ مگر چونکہ تحقیق کے تمام مراحل سترہ سال پہلے طے ہو چکے تھے اس لیے اس کی ضرورت ہی نہ تھی۔

تاشا۔ کسی کے کافر ہونے کا فتویٰ ایسا ہلکا نہیں کہ یہ اجلہ علماءِ کرام بلاتحقیق صرف کسی کی خوشامد، چاپلوسی سے متاثر ہوکر کسی کے کافر ہونے کا فتویٰ دے دیں گے کسی کی نام بنام تکفیر تو بہت اہم مسئلہ ہے۔ بلکہ بابِ افتاء کا سب سے اہم مسئلہ ہے۔ ان حضرات کا حال تو یہ معلوم ہے کہ کسی ظنی فرعی مسئلہ میں اگر انھیں اتفاق نہ ہوتا تو تصدیق نہ فرماتے بلکہ برملا انکار فرما دیتے جس کی نظیر الدولۃ المکیہ کی تصدیق ہے۔

مدینہ طیبہ میں مفتی شافعیہ علامہ احمد برزنجی نے صرف اس وجہ سے اس کی تصدیق نہیں کی کہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قیامِ قیامت کا علم ثابت کیا گیا تھا۔ اور علامہ برزنجی اس سے متفق نہ تھے۔ حالانکہ یہ مسئلہ ظنی ہے۔ اثبات یا نفی کسی صورت میں تفسیق بھی نہیں۔ مگر حسام الحرمین کی تصدیق انھوں نے بھی فرمائی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان علماءِ دیوبند کی تکفیر سے ان کو بالکلیہ اتفاق تھا۔

دیوبندی مذہب کے شیخ الاسلام ٹانڈوی صاحب نے ان کی تصدیق کو بے اثر کرنے کے لیے لکھا ہے:

> چنانچہ مفتی صاحب دام ظلہٗ نے حسام الحرمین پر جو تقریظ لکھی تھی اس پر سے اپنا نام مٹا دیا۔ اور بہت سخت وسست ان کو کہا۔ مگر دوسرے دن مجدد صاحب نے اپنے صاحبزادے کو مفتی صاحب کے مکان پر بھیجا اور بہت کچھ عاجزی وغیرہ کرنے کے بعد مفتی صاحب نے پھر اپنی تقریظ پر اپنی مہر کر دی اور فرمایا کہ چونکہ میں نے اپنی تقریظ میں شرط لگا دی ہے اس لیے تم کو میری تحریر ہرگز نفع نہ دیوے گی۔ الشہاب ص ۳۰

صاحب شہاب ثاقب کے اس بیان میں کتنی صداقت ہے اسے معلوم کرنے کے لیے "ردِ شہاب ثاقب" کا مطالعہ کیجیے۔ مجھے صرف اتنی گزارش کرنی ہے کہ جو بزرگ اتنا محتاط ہو کہ ایک ظنی فرعی مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے الدولۃ المکیہ کی تصدیق نہ کرے اس کے بارے میں یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ جب اسے یقین ہو گیا تھا کہ چاروں اس الزام سے بری ہیں جو حسام الحرمین میں ان پر لگائے گئے ہیں ان کی تکفیر پر کیسے دستخط اور مہر کر دے گا اگرچہ مشروط ہی طریقے سے۔ بلکہ اگر ذرا بھی شبہہ ہوتا تو کبھی بھی تصدیق نہ فرماتے۔

حقیقت یہ ہے کہ صاحب شہاب ثاقب نے حسام الحرمین پر تقریظ کے جرم میں حضرت مفتی شافعیہ سے انتقام لیا ہے کہ ان کا حال یہ تھا کہ عاجزی اور خوشامد سے جو چاہو ان سے لکھوا لو۔ حالانکہ ان کے کردار کی مضبوطی الدولۃ المکیہ پر تقریظ نہ لکھنے

سے ظاہر ہے کہ جو شخص اتنا بلند ہو کر ایک ظنی فرعی مسئلہ میں خوشامد عاجزی چاپلوسی سے متاثر نہ ہوا وہ تکفیر کے مسئلہ میں کیسے راضی ہو جائے گا۔

رہ گئی شرط تو قبلہ ذرا سوچ سمجھ کر بات کیجیے وہ ہمیں کیسے مضر جبکہ آپ کے بزرگوں کی کتابوں میں وہ عبارتیں موجود ہیں جن پر تکفیر ہے۔ چلیے یہاں تو شرط کی آڑ لے لی مگر ان ہی مفتی شافعیہ نے اسی اپنی تقریظ میں اعلیٰ حضرت کو جو یہ لکھا اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ لکھتے ہیں:

انی قد وقفت ایها العلامة النحریر۔ والعلم الشهیر ذو التحقیق والتحریر۔ والتدقیق والتحبیر عالم اهل السنة والجماعة۔ جناب الشیخ احمد رضا خان البریلوی۔ ادام الله توفیقه وارتفاعه علی خلاصة من کتابك المسمی بالمعتمد المستند فوجدتها علی اکمل الدرجات من حیث الاتقان والمنتقد۔ وقد ازلت بها الاذی عن طریق المسلمین ونصحت فیها الله ورسوله ولائمة الدین۔ واثبتت فیها براهین الحق الصحیحة وامتثلت فیها قوله صلی الله علیه وسلم الدین النصیحة: فهی وان کان غنیة عن الاطراء والتبجیل والثناء الجمیل لکنی احببت ان اجاریها فی مضمارتبیانها۔ لکی اشارك صاحبها فیما استوجب من الحظ الجمیل والاجر الجزیل عند الله والثواب الجزیل۔

اے علامہ کامل ماہر مشہور و معروف صاحب تحقیق و تنقیح و تدقیق و تزئین عالم اہل سنت و جماعت جناب شیخ احمد رضا خاں بریلوی اللہ ان کی توفیق اور بلندی ہمیشہ قائم رکھے میں آپ کی کتاب المعتمد المستند کے خلاصہ پر واقف ہوا۔ میں نے اسے اتقان و انتقاد کے اعلیٰ درجہ پر پایا۔ اس کے ذریعہ آپ نے مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز دور کی اور اس میں آپ نے اللہ اور اس کے رسول اور ائمۂ دین کی خیر خواہی کی۔ اور اس میں آپ نے براہین حقہ صحیحہ سے مدعیٰ کو ثابت کیا ہے۔ اور اس میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تعمیل کی ہے کہ دین خیر خواہی ہے۔ آپ کی تحریر اگرچہ مدح تعظیم ثنائے جمیل سے بے نیاز ہے مگر مجھے پسند آیا کہ اس کی جولان گاہ میں اس کا ساتھ دوں اور اس کے روشن بیان کے میدان میں بعض اور وجوہ ظاہر کروں تاکہ مصنف نے اس اچھے حصے میں جو اس نے اپنے لیے واجب کر لیا اور اس اجر اور عمدہ ثواب میں جو اللہ عزوجل کے حضور ذخیرہ ہے شریک ہو جاؤں۔

(حسام الحرمین مترجم ص ۳۱۶، ۳۱۷)

اس عبارت سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے:

(۱) علامہ سید احمد برزنجی کے نزدیک مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ علامہ نحریر یعنی حاذق ماہر صاحب عقل سمجھ دار ہیں۔ صاحب تحقیق تنقیح توفیق اور لائق تعظیم اہل سنت و جماعت کے عالم شیخ ہیں۔

(۲) **المعتمد المستند** مسلمانوں کے راستے سے موذی کو ہٹانے والی ہے۔ اس میں اللہ اور رسول اور ائمۂ دین کی خیر خواہی ہے اور اس کے دلائل حق اور صحیح ہیں۔ یہ کتاب حسد، عناد، بغض و عداوت، حب جاہ و ریاست کے لیے نہیں لکھی گئی ہے بلکہ خیر خواہی کی نیت سے لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب ایسی کامل، اکمل، عمدہ ہے کہ تعریف و توصیف سے بے نیاز ہے۔

(۳) اس کتاب کے مصنف اس کتاب کے لکھنے کی وجہ سے اجر جمیل اور ثواب عظیم کے حقدار ہیں۔

(۴) اس کتاب کی تائید کرنے والا بھی اجر جمیل اور ثواب عظیم کا مستحق ہے۔

(۵) اس کتاب کی تصنیف پر مصنف کو یہ دعا دی۔ اللہ عزوجل ہمیشہ ان کو توفیق خیر دیتا رہے اور ان کے درجوں کو بلند کرتا رہے۔

کیا کسی سے ناراض ہونے والا، کسی کو سخت و سست کہنے والا اس قسم کے مدحیہ اور دعائیہ کلمات لکھتا ہے۔ کیا یہ تحریر چاپلوسی، عاجزی، منت و سماجت کا نتیجہ ہو سکتی ہے۔

ان علامہ برزنجی صاحب کا حال تو یہ ہے کہ انھوں نے بہت مبسوط، مفصل، مدلل تقریظ لکھی اور فرمایا اسے مستقل رسالہ کر کے[1] چھاپیے گا۔ چنانچہ ان کی خواہش کی تکمیل

---

[1] الملفوظ دوم ص ۳۷

کی گئی۔ ان کی تقریظ کا نام تاریخی الکلم العلیہ لمفتی الشافعیہ رکھا گیا۔

رابعًا۔ اب آئیے مدینہ طیبہ یہاں صاحب الشہاب الثاقب دیوبندیوں کے شیخ الاسلام پہلے ہی سے اپنی نجی مصلحتوں کے حصول کے لیے موجود تھے اور جیسا کہ ان کا دعوٰی ہے کہ میں نے مناظرہ کے لیے چیلنج بھی دیا۔ لکھتے ہیں:

اگر حقیقۃً اعلانِ حق مقصود تھا تو ہم نے جب مجدد صاحب سے ان امورِ اربعہ میں گفتگو طلب کی تھی تو کیوں فرار کیا تھا اور کیوں کہا تھا کہ اپنے استادوں کو بلاؤ۔ تم ہمارے قرین نہیں ہو۔ الشہاب الثاقب ص ۹۶۔ بالفاظ دگر ص ۳۲۔

صاحب شہاب ثاقب کے اس ارشاد سے یہ معلوم ہوا کہ انھیں اس کا علم ہو چکا تھا کہ ہمارے اکابر کی تکفیر کے فتوٰی پر علماءِ مدینہ طیبہ تصدیقیں فرما رہے ہیں اور یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ تکفیر کے وجوہ چار ہیں تبھی تو آپ نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے گفتگو کرنی چاہی اور وہ بھی ان امورِ اربعہ میں۔

اب گزارش ہے کہ آپ بہت پہلے سے مدینہ طیبہ میں مخصوص ڈیوٹی پر متعین تھے اور بقولِ خود مسجد نبوی میں درسِ حدیث دیتے تھے تو لازم کہ آپ کے تعلقات علماءِ مدینہ طیبہ سے یقینًا تھے اور پھر آپ نے اپنے اکابر کی صفائی میں جی جان سے کوشش کی ہو گی، مگر آپ کامیاب نہ ہو سکے اور ایک پردیسی جو چند روز کے لیے حاضر ہوا تھا وہ غالب آیا۔ اس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ علماءِ مدینہ طیبہ نے طرفین کے بیانات سن کر الزام اور صفائی پر مطلع ہو کر پوری تحقیق کے بعد آپ کے اکابر کی تکفیر کا فتوٰی دیا ہے۔

صاحب شہاب ثاقب نے تو اپنی جماعت میں اپنی بڑائی جتانے کے لیے یہ تعلی کی تھی مگر یہی خود ان کی باتوں کو رد کر گئی کہ پہلے لکھا ہے کہ انتہائی عاجزی اور تعظیم و تکریم سے متاثر ہو کر علماءِ حرمین طیبین نے ان کی حمایت کر دی۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ حاصلِ کلام یہ کہ علماءِ حرمین طیبین نے ان اساطین دیوبندیت کی تکفیر عجلت اور نادانی میں نہیں کی ہے بلکہ پوری تحقیق اور اطمینان کے بعد کی ہے۔ بلکہ ان میں سے بہت سے حضرات ان دیوبندی بزرگوں کے کفری اقوال پر بہت پہلے سے مطلع تھے

اور انھوں نے جو بھی فتوٰی دیا ہے کما حقہٗ تحقیق کے بعد دیا ہے۔

المھند

نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھی اور تھانوی صاحبان کی وہ عبارتیں جو اس رسالہ کا موضوع ہیں ایسی صریح اور واضح کفر ہیں جو مسلمان بھی انھیں عصبیت بے جا اور حمیتِ جاہلیہ کے جذبے سے خالی ہو کر دیکھے گا، پکار اٹھے گا کہ یہ ضرور، ضرور کفر ہیں۔ مگر جب مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان عبارتوں پر فتوٰی کفر دیا تو مسلمانوں کا اذعان اطمینان کی منزل تک پہنچ گیا۔ اور جب علماءِ حرمین طیبین نے اس کی تصدیق فرما دی تو واضح ہو گیا کہ ان اکابر دیوبند کا کفر اجماعی ہے۔ اسی وجہ سے جب حسام الحرمین شائع ہوئی تو دیوبندی علماء کہیں منہ دکھانے کے لائق نہ رہے۔ اس کا اعتراف دبے دبے الفاظ میں خود دیوبندی مبلغین کو بھی ہے۔ سنبھلی صاحب رقم طراز ہیں:

اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ مولوی احمد رضا خاں کی اس چال نے ہندستانی مسلمانوں میں ایک طوفانی فتنہ کھڑا کر دیا۔ اور شاید ہزاروں یا لاکھوں سادہ دل بندے جو مولوی احمد رضا خاں صاحب کے فتوے بازی سے بالکل متاثر نہ تھے، علماءِ حرمین کے نام سے اس فتنہ میں مبتلا ہو گئے۔ فیصلہ کن ص۱۹

اللہ عز و جل اور اس کے محبوبِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی اور توہین پر پردہ ڈالنے کے لیے انبیٹھی صاحب نے یہ چال چلی کہ خود ہی ۲۶ سوالات بنائے اور خود ہی ان کے جوابات لکھے اور پھر خود اپنے علماء سے تصدیقیں کرائیں اور حرمین طیبین میں ادھر ادھر سے آ کر رہنے والے کچھ آفاقیوں سے تصدیقات کرائیں اور اسے المھند کے نام سے چھاپ کر یہ ظاہر کر دیا کہ علماءِ حرمین ہمارے ساتھ ہیں۔ اصل حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لیے ظاہر یہ کیا کہ یہ چھبیس ۲۶ سوالات مدینہ طیبہ کے علماء کی طرف سے تحقیقِ حال کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ چنانچہ المھند کی تمہید میں ہے:

خاں صاحب کی اس مجرمانہ کارروائی کی خبر بعض علماء مدینہ کو ہوئی تب ان حضرات نے چھبیس سوالات حضرات علماءِ دیوبند کی خدمت مبارک میں بھیجے کہ آپ کا ان میں کیا خیال ہے۔ اس کو صاف لکھیئے تاکہ حق و باطل واضح ہو جائے۔ چنانچہ فخر العلماء والمتکلمین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے ان کے جوابات لکھ کر الخ ص ۴، ۵

المہند کی پوری حقیقت واقعیہ معلوم کرنے کے لئے صدر الافاضل سندالاماثل حضرت علامہ شاہ نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرادآبادی کے رسالہ مبارکہ "التحقیقات لدفع التلبیسات" کا اور امام المناظرین عمدۃ المتکلمین شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ شاہ ابو الفتح حشمت علی خاں صاحب علیہ الرحمہ والرضوان کے رسالہ مقدسہ "رد المہند" کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ المہند حقیقت میں دیوبندی مذہب کی جڑوں کو کھوکھلی کر گئی ہے۔ اور یہ غیر شعوری طور پر حسام الحرمین کی تصدیق ہے۔ ہم صرف چند باتیں عرض کیے دیتے ہیں۔

(۱) اگر واقعی یہ چھبیس سوالات علماءِ مدینہ میں سے کسی عالم نے کیے تھے تو ان کا نام ظاہر کرنے میں کیا چیز مانع تھی جب کہ حالات کا تقاضا یہ تھا کہ ان کا نام ضرور ظاہر کیا جاتا تو ان لوگوں کے حق میں حد درجہ مفید ہوتا۔ سائل کا نام ظاہر نہ کرنا کسی رازِ درونِ خانہ کی غمازی کر رہا ہے۔

(۲) جن چند علماءِ حرمین کی تصدیقات چھاپی ہیں تو پوری بعینہٖ نہیں چھاپی ہیں بلکہ ان کا خلاصہ چھاپا ہے اور اکثر تو نام ہی پر اکتفا کیا گیا ہے چنانچہ المہند کے ص۵۵ پر ہے:

هذه خلاصة التصديقات لسادتنا العلماء بمكة المكرمة — یہ مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کے علماء کی تصدیقات کا خلاصہ ہے،

اور ص۶۲ پر ہے — خلاصۂ تصادیق علماءِ مدینہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً

آخر پوری تصدیقات یا تصادیق لفظ بہ لفظ شائع نہ کرنا اور خلاصہ پر اقتصار کرنا کسی اہم بنیادی مقصد ہی کے لیے ہے۔ یہ بہت ہی غور طلب اور دوررس نتائج کا حامل ہے۔

(۳) مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ اور علماءِ اہلِ سنت نے کفر کا فتویٰ تحذیر الناس اور براہینِ قاطعہ اور حفظ الایمان اور گنگوہی صاحب کے دستخطی مہری فتویٰ پر دیا ہے۔ ان سوالوں کے جواب میں ان کتابوں کی عبارتیں کیوں نہیں لکھی گئیں۔ المعتمد المستند اور حسام الحرمین کی تصنیف بلکہ اشاعتِ اول کے وقت تک المہند کا وجود ہی نہ تھا۔ المہند میں جو عبارتیں درج ہیں ان پر کس نے کفر کا فتویٰ دیا تھا کہ اسے لکھ کر مکہ معظمہ مدینہ طیبہ میں بسنے والے چند آفاقیوں سے تصدیق کرائی بلکہ علماءِ حرمین طیبین ہی سے کرالی تو اس سے کیسے ثابت ہو گیا کہ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان اور گنگوہی صاحب کا تکذیب باری والا فتویٰ کفر نہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انبیٹھی صاحب اور اس وقت کے سارے دیوبندی پیشواؤں کو اس کا یقین تھا کہ تحذیر الناس وغیرہ کی یہ عبارتیں ضرور بالضرور کفر ہیں۔ اگر بعینہٖ وہی عبارتیں لکھی جائیں گی تو وہی فتویٰ آئے گا جو حسام الحرمین میں آچکا ہے۔ یہی یقین و اذعان اس کا باعث ہوا کہ ان کتابوں کی اصل عبارت کا ترجمہ نہیں لکھا۔ یہ ہے نظارہ ارشادِ ربانی کا کہ فرمایا:

وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا (نمل) — ظلم اور تعلی کی وجہ سے وہ نہ مانے (ضد پر اڑے رہے) حالانکہ ان کے دل مان چکے تھے۔

المہند بھی چھپی ہوئی ہے اور حسام الحرمین بھی جس کا دل چاہے حسام الحرمین میں ان کتابوں کی عبارتوں کا جو ترجمہ ہے اسے ان کتابوں سے ملالے۔ پھر المہند دیکھے آپ کو اس میں وہ عبارتیں نہیں ملیں گی۔ ع

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

❊

دیکھو اسے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

ابھی تک اکابر دیوبند کی ان عبارتوں پر کلام تھا جن پر اکابر علماءِ حرمین پھر ہندو پاک کے ۲۶۸ علماء نے کفر کا فتویٰ دیا مگر علماءِ دیوبند اسے تسلیم نہیں کرتے۔ اب آئیے ہم آپ کو دیوبندی مذہب کے بانیوں کی ایسی عبارتیں دکھائیں جن کا کفر ہونا خود علماءِ دیوبند کو تسلیم ہو چکا ہے۔

۱۔ اسمٰعیل دہلوی صاحب کا کفر

تقویۃ الایمان کے مصنف مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی نے اپنی مشہور کتاب ایضاح الحق میں لکھا ہے:

تنزیہہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات رویت بلاجہت و محاذات از قبیل بدعاتِ حقیقیہ است اگر صاحب آن اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد۔

اللہ عزوجل کا زمان و مکان اور جہت سے منزہ ماننا اور اس کی رویت بلا جہت محاذات کے ثابت کرنا بدعاتِ حقیقیہ سے ہے اگر ایسے عقیدہ والا اس کو عقائد دینیہ سے شمار کرے۔

اس پر ایک استفتاء مرتب کر کے دہلوی صاحب کے نیازمندوں کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ یہ سوال و جواب درج ذیل ہیں:

سوال[1]: کیا ارشاد ہے علماءِ دین کا اس شخص کے بارے میں جو کہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان سے پاک اور اس کا دیدار بے جہت حق جاننا بدعت ہے۔

جوابات: —— یہ شخص عقائدِ اہلِ سنت سے جاہل اور بے بہرہ اور وہ مقولہ کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد (گنگوہی) الجواب صحیح۔ اشرف علی (تھانوی)

---

[1] رسالہ "دیوبندی مولویوں کا ایمان"

عفی عنہ۔

حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے منزہ ماننا عقیدۂ اہلِ ایمان ہے۔ اس کا انکار الحاد و زندقہ ہے۔ اور دیدارِ حق تعالیٰ آخرت میں بے کیف و بے جہت ہوگا مخالف اس عقیدہ کا بددین و ملحد ہے۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند۔ الجواب صحیح۔ بندہ محمود حسن عفی عنہ مدرس اول دیوبند۔

وہ ہرگز اہلِ سنت سے نہیں۔ حررہ المسکین عبد الحق۔ الجواب صحیح۔ محمد حسن مدرس دوم مدرسہ شاہی مرادآباد

۲۔ نانوتوی صاحب کا کفر

قصائد قاسمی ص۸ پر ایک شعر ہے ؎

جو چھو بھی دیوے سگ کوچہ تیرا اس کی نعش — تو پھر تو خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

اس شعر کے بارے میں متعدد دیوبندی اکابر سے استفتاء کیا گیا تو ان کے مندرجہ ذیل جوابات موصول ہوئے۔ مع سوال و جواب ملاحظہ کریں:

سوال[1]: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ ایک میلاد خواں نے محفلِ مولود میں مندرجہ ذیل شعر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں پڑھا ؎

جو چھو بھی دیوے سگ کوچہ ترا اسکی نعش — تو پھر تو خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

الجواب: —— یہ شعر پڑھنا حرام و کفر ہے۔ اگر یہ سمجھ کر پڑھے کہ اس کا اعتقاد اور پڑھنا کفر ہے تب تو اس کا ایمان باقی نہ رہا اور اگر یہ علم نہ ہو کہ اس کا پڑھنا اور اعتقاد کفر ہے تو یہ شخص فاسق اور سخت گنہگار ہے۔ اس کو تا مقدور اس حرکت سے روکنا شرعاً لازم ہے۔

(احمد حسن ۱۵ ؍ شوال ۱۳۶۹ھ سنبھلی)

---

[1] لطائف دیوبند

۲/ اس شعر کا مفہوم کفر ہے، لکھنے والا اور عقیدہ سے پڑھنے والا خارج از ایمان ہے۔ ایسے صریح الفاظ میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ (ظہور الدین سنبھلی)

۳/ کسی بیہودہ اور جاہل آدمی کا شعر ہے۔ بیوقوف اور بیہودہ لوگ ہی ایسے مضمون سے محظوظ ہوتے ہیں۔ اگر یہ اس کا عقیدہ ہے تو کفر ہے۔ دیندار آدمی کو اس کے سننے سے بھی احتیاط کرنا چاہیے۔ (سعید احمد سنبھلی)

۴/ اس شعر کا نعت میں لکھنا اور پڑھنا دونوں کفر ہے۔ (وارث علی عفی عنہ سنبھلی)

۵/ تینوں حضرات دام ظلہم العالی کے جوابات کی میں بالکل موافقت کرتا ہوں۔
(محمد ابراہیم عفی عنہ مدرسۃ الشرع سنبھلی)

۶/ شعر مذکور اگرچہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں شاعر نے کہا ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ شاعر شرعی اصول سے واقف نہیں ہے۔ شعر میں حد درجہ کا غلو ہے جو اسلامی اصول کے کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ شاعر کا فراس وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ اس شعر کا پہلا مصرع شرط ہے جو معنی ہیں اگر کے ہے اور محال چیز کو فرض کر رکھا ہے۔ شرط کا وجود محال ہے اس لیے دوسرا مصرع جو بطور جزا کے ہے اس کا مرتب ہونا بھی محال ہے مگر شعر نعتِ رسول میں بہت گرا ہوا رکیک ہے۔ ایسے غلو سے شاعر کو بچنا فرض اور ضروری ہے۔ ایسے اشعار سے آپ کی تعظیم نہیں ہوتی بلکہ توہین کا پہلو نمایاں ہو جاتا ہے۔ ایسے اشعار مولود میں پڑھنا نہیں چاہیے۔ واللہ اعلم۔ کتبہ سید مہدی حسن صدر مفتی دار العلوم دیوبند ۱۲/۲ جمعہ

۳۔ نانوتوی صاحب کا کفر

(۲) نانوتوی صاحب کے کتابچہ تصفیۃ العقائد صفحہ ۲۵ پر ہے بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شانِ نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔

اس پر دار العلوم دیوبند کا فتویٰ ملاحظہ کریں۔

فتویٰ ۳۶ الجواب۔ انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں ان کو مرتکب معاصی

سمجھنا (العیاذ باللہ) اہل سنت والجماعت کا عقیدہ نہیں۔ اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات کا پڑھنا جائز بھی نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ سید احمد علی سعید۔ نائب مفتی دار العلوم دیوبند۔ جواب صحیح ہے۔ ایسے عقیدہ والا کافر ہے جب تک وہ تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح نہ کرلے اس سے قطع تعلق کریں۔ مسعود احمد عفی اللہ عنہ۔ مہر دار الافتاء دیوبند۔ الہند۔ تجلی دیوبند صفحہ ۱ ماہ اپریل ۱۹۵۶ء بسہ روزہ دعوت دہلی ۱۷ر جنوری ۱۹۵۶ء

۴۔ قاری طیب کا کفر

قاری طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند نے ایک کتاب لکھی تھی اسلام اور مغرب کی تہذیب۔ اس کتاب کے بعض اقتباسات لکھ کر کسی نے دار العلوم دیوبند کے صدر مفتی مہدی حسن صاحب کے پاس استفتاء کیا تھا۔ یہ استفتاء اور اس کا جواب ہدیۂ ناظرین ہے۔

سوال ـــــ کیا فرماتے ہیں علماءِ دین شرعِ متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی عالمِ دین فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشرا سویا کی تشریح میں اور اس سے درج ذیل نتائج اخذ کرتے ہوئے اس طرح لکھے:

اقتباس ۱/ یہ دعوائے تخیل یا وجدانِ محض کی حد سے گزر کر ایک شرعی دعویٰ کی حیثیت میں آجاتا ہے کہ مریم عذراء کے سامنے جس شبیہِ مبارک اور بشرِ سوی نے نمایاں ہو کر پھونک ماردی وہ شبیہِ محمدی تھی اس ثابت شدہ دعوای سے بین طور پر خود بخود کھل جاتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا اس شبیہِ مبارک کے سامنے بمنزلہ زوجہ کے تھیں جب کہ اس کے تصرف سے حاملہ ہوئیں۔

اقتباس ۲/ پس حضرت مسیح کی ابنیت کے دعویدار ایک ہم بھی ہیں مگر ابن اللہ مان کر نہیں بلکہ ابن احمد کہہ کر خواہ وہ ابنیت تمثالی ہو۔

اقتباس ۳/ حضور تو بنی اسمٰعیل میں پیدا ہو کر کل انبیاء کے خاتم قرار پائے عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں پیدا ہو کر اسرائیلی انبیاء کے خاتم کیے گئے جس میں ختم نبوت کے منصب میں ایک گونہ مشابہت پیدا ہو گئی۔ الولد سر لابیہ۔

اقتباس ۴۲: بہر حال اگر خاتمیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کو حضور سے کامل مشابہت دی گئی تھی تو اطلاق خاتمیت میں بھی مخصوص مشابہت اور مناسبت دی گئی جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسوی کو بارگاہِ محمدی سے خلقاً و خُلقاً و رتبتاً و مقاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا باپ بیٹوں میں ہونی چاہیے۔ براہ کرم مندرجہ بالا اقتباسات کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اس کی صحت و عدم صحت ظاہر کر کے بتائیں کہ ایسا شرعی دعوٰی کرنے والا اہل سنت والجماعت کے نزدیک کیسا ہے۔

الجواب

جو اقتباسات سوال میں نقل کیے ہیں اس کا قائل قرآن عزیز کی آیات میں تحریف کر رہا ہے بلکہ در پردہ آیات کی تکذیب اور ان کا انکار کر رہا ہے۔ جملہ مفسرین نے تفاسیر میں تشریح کی کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو مریم علیہا السلام کی طرف بھیجے گئے تھے۔ وہ شبیہِ محمدی نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام نے کبھی یہ نہ سمجھا کہ ان مثل عیسٰی عند اللہ کمثل اٰدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون۔ کلمتہ القاھا الی مریم و روح منہ۔ فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا (الی قولہ تعالٰی) فقال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما ذکیا۔ قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ اٰیۃ للناس (الی اٰخر الاٰیہ) ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ کے قائل تھے اور اس پر اجماع امت ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو حضرت مریم کو خوش خبری سنانے آیا تھا۔ شخص مذکور ملحد و بے دین ہے۔ عیسائیت و قادیانیت کی روح اس کے جسم میں سرایت کیے ہوئے ہے اور اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدہ عیسٰی ابن اللہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے جس کی تردید علی رؤس الاشہاد قرآن عزیز نے کی ہے نیز لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی ابن مریم (الحدیث) بہ بانگ دہل شخص مذکور کی تردید کرتی ہے۔ الحاصل یہ اقتباسات قرآن و حدیث اور جملہ مفسرین اور اجماعِ امت کے خلاف ہیں مسلمانوں کو ہرگز اس طرف کان نہ لگانا چاہیے بلکہ ایسے عقیدہ

والے کا بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ جب تک توبہ نہ کر لے۔ واللہ تعالٰی اعلم بسید مہدی حسن مفتی دار العلوم دیوبند۔ سہ روزہ دعوت دہلی۔ بابت ۲۲ دسمبر ۱۹۶۲ء۔

ناظرین! اگر دنیا سے انصاف اٹھ نہیں گیا ہے تو انصاف ہی کا واسطہ دے کر علماء دیوبند کے معتقدین کو دعوت فکر دے رہا ہوں کہ آخر یہ سب کیا ہے۔ وہ ان فتاوٰی کو بغور پڑھیں۔ اس میں خود جماعت دیوبند کے ذمہ دار مفتیوں نے مولوی اسماعیل دہلوی کو اور نانوتوی صاحب کو کافر، فاسق، خارج از ایمان، بیہودہ، جاہل آدمی لکھا اور قاری طیب صاحب کو قرآن کا محرّف، آیات کا مکذب منکر کہا بلکہ ملحد، بے دین اور ایسا شخص بتایا جس کے جسم میں عیسائیت اور قادیانیت کی روح سرایت کیے ہوئے ہے۔ نانوتوی صاحب اور قاری طیب صاحب کے بارے میں تو یہ بھی لکھا کہ ان سے قطع تعلق اور بائیکاٹ کرنا چاہیے۔

علمائے اہل سنت پر تو آپ کا یہ الزام ہے کہ حسد اور نام آوری کے لیے ان پر کفر کا فتوٰی دیا ہے مگر اپنے مولویوں کے بارے میں سوچو کہ آخر انھوں نے ایسا فتوٰی کیوں دیا اور اگر ان فتاوٰی پر پوری تنقید سننا چاہتے ہو تو ماہنامہ تجلی بابت ماہ اپریل ۱۹۵۶ء اور ماہنامہ تجلی دیوبند خاص نمبر مارچ، اپریل ۱۹۶۳ء کا مطالعہ کرو۔ خاص بات یہ ہے کہ یہ فتاوٰی اسی وقت تک کے لیے تھے جب تک قائلین کے نام نہیں معلوم تھے اور نام معلوم ہونے کے بعد سارے فتاوٰی بدل گئے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مفتیان دیوبند کے اعتقاد کا مدار قرآن و حدیث نہیں بلکہ ان کے اکابر ہیں۔

اس ماحول میں ہمیں یقین کامل ہے کہ اگر ابتداءً تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کی وہ عبارتیں جو ہمارے اس رسالے کا موضوع ہیں، خود دیوبندی مفتیوں کے یہاں بھیجی گئی ہوتیں اور نام ظاہر نہ کیا گیا ہوتا تو وہی فتوٰی آتا جو حسام الحرمین میں مذکور ہے۔ ان واقعات سے تو یہ بات ظاہر ہو گئی کہ دیوبندی جماعت کے اکابر جانے یا انجانے طور پر ایسی باتیں لکھ گئے ہیں جو خود انھیں کے ذمہ دار افراد کے نزدیک کفر ہے یا پھر یوں کہیے کہ علماء دیوبند کفر اور ایمان میں تمیز نہیں رکھتے۔

رازِ درونِ خانہ

یہاں تک پہنچنے کے بعد ایک بہت اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ان لوگوں نے ایسا کیوں کیا؟

جو لوگ اسلام کی تاریخ سے واقف ہیں انھیں اس کا جواب دینا کچھ مشکل نہیں۔ اسلام کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر اسے تباہ و برباد کرنے والوں کا ایک مسلسل طبقہ عہدِ صحابہ ہی سے چلا آرہا ہے بلکہ عہدِ رسالت ہی سے۔ جو اپنے کو سچا پکا مخلص اللہ والا مسلمان ظاہر کرکے مسلمانوں میں گھل مل کر طرح طرح کی دسیسہ کاری ریشہ دوانی کرکے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی کوشش کرتا رہا ہے۔

عبداللہ بن سبا کا حال کون نہیں جانتا کہ یہودی ہوتے ہوئے مسلمان بن کر وہ کیسے کیسے ہنگامے برپا کرتا رہا۔ خوارج نے عمر بھر اسد اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو چین نہیں لینے دیا۔ روافض کی قرناً بعد قرنٍ نسلاً بعد نسلٍ ریشہ دوانیوں نے کتنی بار مسلمانوں کو موت و زیست کی کش مکش میں مبتلا کردیا ہے۔ تاتاریوں کے ہاتھوں بغداد کی بربادی اور نادر شاہ درانی کے ہاتھوں دہلی کا قتلِ عام کون نہیں جانتا۔ میر جعفر، میر صادق کی غداری کے قصے سبھی کو معلوم ہیں۔ انگریز ہندوستانی حکمرانوں کی باہمی چپقلش اور ان کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ہندوستان کا مالک ضرور بن تھا، مگر یہ چالاک جانتا تھا کہ ہندوستانیوں میں اگر کبھی غلامی کی ذلت کا احساس پیدا ہوا تو ہمارا ہندوستان میں ٹکنا محال ہو جائے گا۔ اس لیے اسے ضرورت تھی کہ ہندوستانی خصوصاً مسلمان چین سے بیٹھنے نہ پائیں۔ کہ انھیں غلامی کی ذلت کا احساس ہو اس کے لیے انگریز نے دو طرفہ کوشش کی۔ ایک یہ کہ ہندو مسلمان آپس میں لڑیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمان بھی متحد رہ نہ پائیں۔ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہیں۔ اس کے لیے بہت ذہین ہوشیار آدمیوں کی ضرورت تھی۔ ہندوؤں کو مسلمانوں سے کیسے اور کس کے ذریعہ لڑایا۔ اس وقت اس سے بحث نہیں مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی مہم کی مختصر داستان یہ ہے۔ پہلے

گزر چکا کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے مسلمانوں کو لڑانے کی نیت سے تقویۃ الایمان لکھی ان کو خود اعتراف ہے۔

گو اس سے شورش ہو گی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔[1]

مولوی اسمٰعیل دہلوی کی یہ توقع پوری ہوئی۔ اس سے مسلمانوں میں لڑائی جھگڑا، اقتال خونریزی ہوئی اور اب تک ہو رہی ہے مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ گھر گھر اختلاف پیدا ہوا۔ بھائی بھائی کا دشمن ہو گیا اور ہو رہا ہے۔ رہ گئی یہ توقع کہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔ آئیے اسی جماعت کے ایک محقق کی رائے سنیے۔ مولوی احمد رضا بجنوری دیوبندی لکھتے ہیں:

افسوس ہے کہ اس کتاب تقویۃ الایمان کی وجہ سے مسلمانانِ ہند و پاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فی صد حنفی المسلک ہیں دو گروہوں میں بٹ گئے ہیں۔ ایسے اختلافات کی نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطے میں بھی ایک امام ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں۔[2]

انگریزوں نے تقویۃ الایمان مفت تقسیم کی۔

اب مسلمان اپنے سینے پر پتھر کی سل رکھ کر سنیں۔ تقویۃ الایمان کو انگریزوں نے مفت تقسیم کیا۔ ڈاکٹر قمر النساء ایم۔ اے نے عربی میں ایک بہت ہی تحقیقی کتاب "العلامہ فضل حق الخیرآبادی"، لکھی ہے جس پر عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن نے انھیں ڈاکٹریٹ کا ڈپلوما دیا ہے۔ اس کتاب کو مکتبہ قادریہ لاہور نے بہت اہتمام اور آب و تاب سے چھاپا ہے۔ اس کے ص ۸، ۱۸۷ پر ہے:

شاع کتاب تقویۃ الایمان اولا من رائل ایسیاٹک سوسائٹی (ROYAL ASIATIC SOCIETY) وقد اعترف

تقویۃ الایمان پہلی بار (کلکتہ) رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے چھاپی اور پروفیسر محمد شجاع الدین صدر شعبۂ تاریخ، دیال سنگھ کالج لاہور نے

---

[1] ارواح ثلثہ ص ۷۱۔ [2] انوار الباری ص ۱۰۷ جلد ۱۱

البروفیسر محمد شجاع الدین
(المتوفی ۱۹۶۵ء) رئیس قسم التاریخ
بکلیۃ دیال سنگھ بلاھور
فی مکتوبہ الی البروفیسر خالد
البزمی بلاھور ان الانجلیزیین
قدوزعوا کتاب تقویۃ الایمان
بغیر ثمن۔ (سیف الجبار ص ۱۸، ۱۹
بحوالہ الجریدۃ تبصرۃ لاھور۔
یولیو ۱۹۶۵ ص ۶)

اپنے ایک خط میں جو انھوں نے لاہور پروفیسر خالد بزمی کو لکھا تھا یہ اعتراف کیا ہے کہ انگریزوں نے تقویۃ الایمان مفت تقسیم کی۔

رائل ایشیاٹک سوسائٹی انگریزوں کا خاص ادارہ ہے۔ اب ہر دیندار خدا ترس کو سوچنا یہ ہے کہ جو کتاب دیوبندی مذہب کے قطب الارشاد گنگوہی صاحب کے فتوی کے مطابق عین اسلام ہے۔ اسے پہلی بار چھاپنے کی سعادت بھی انگریزوں کے حصے میں آئی اور اسے بلا قیمت مفت تقسیم کرنے کی بھی۔ آخر تقویۃ الایمان اور انگریز میں کیا رشتہ تھا۔ وہ انگریز جو اس وقت جب کہ وہ پورے ہندوستانیوں کو تثلیث پرست بنانے کے لیے پوری قوت صرف کیے تھا "توحید خالص سے بھرپور" کتاب چھاپ کر مفت تقسیم کر رہا ہے، پھر ذرا یہ بھی ملاحظہ فرمائیں، کتاب لکھی گئی دہلی میں اور چھپ رہی ہے کلکتہ میں اور چھاپ رہا ہے انگریزوں کا ادارہ۔

تقویۃ الایمان لندن میں چھپی

دیوبندیوں کا عین اسلام اور توحید خالص تقویۃ الایمان انگریزوں کو اتنی بھائی کہ اس کا انگریزی ترجمہ لندن میں شائع کیا۔ سرسید احمد خاں لکھتے ہیں:

"جن چودہ کتابوں کا ذکر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب میں کیا ہے ان میں ساتویں کتاب تقویۃ الایمان ہے۔ چنانچہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی (لندن) کے رسالہ (ج ۱۳، ۱۸۵۲ء)

میں چھپا۔ [۱]

قدردانی کی اس سے بڑی اور کیا مثال ہوسکتی ہے کہ تثلیث کے داعی، ردشرک کی سب سے اعلیٰ کتاب کا انگریزی ترجمہ حکومتی سطح پر چھاپ رہے ہیں۔ ع

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

اور آگے پڑھیے۔ اسی تقویۃ الایمان کے مصنف مولوی اسمٰعیل دہلوی نے کلکتہ کے ایک مجمع عام میں علانیہ یہ فتویٰ دیا:

"ایسی بے رو، ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد درست نہیں"
(سوانح احمدی ص ۵۷) بلکہ اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔
(حیات طیبہ ص ۲۹۱)

اب ہر شخص کی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ تقویۃ الایمان کی اتنی پذیرائی انگریزوں نے کیوں کی۔ یہ ان کے انتہائی مخلص جاں نثار کی تصنیف ہے، جو انگریزوں کی حکومت کو بے رو ریا غیر متعصب سرکار علی رؤس الاشہاد کہہ رہا ہے۔ اور صاف صاف فتوای دے دیا ——— کہ انگریزوں سے "جہاد" درست نہیں۔ بلکہ اگر کوئی انگریزوں پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ انگریزوں کی حفاظت کریں ان پر سے دفاع کریں ——— اس فتوای میں کوئی کا لفظ خاص توجہ کا مستحق ہے۔ یہ لفظ بتا رہا ہے کہ انگریزوں پر کوئی مسلمان بھی حملہ آور ہو تو اس سے بھی ہندوستان کے مسلمان کو لڑنا فرض ہے۔ اسی فرض کی ادائیگی تھی کہ گنگوہی اور نانوتوی صاحبان ۱۸۵۷ء کے مجاہدین آزادی سے لڑے جیسا کہ گزر چکا۔

انگریزوں کا پلان

مولانا ابوالحسن زید فاروقی نے اپنی کتاب مولانا محمد اسماعیل اور تقویۃ الایمان

---

[۱] مقالات سرسید (مجلس ترقی ادب لاہور جلد ۹ ص ۱۷۸)

میں لکھا ہے:

۱۸۷۰ء وائٹ ہاؤس لندن میں کانفرنس منعقد ہوئی جس میں کمیشن مذکور کے نمائندگان کے علاوہ ہندوستان میں متعین مشن کے پادری بھی دعوت خاص پر شریک ہوئے تھے۔ جس میں دونوں نے علیحدہ علیحدہ رپورٹ پیش کی۔ جو کہ دی اریول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا کے نام سے شائع کیا گئی جس کے دو اہم اقتباس پیش کیے جاتے ہیں۔

رپورٹ سربراہ کمیشن سر ولیم ہنٹر

مسلمانوں کا مذہبًا عقیدہ یہ ہے کہ وہ کسی غیر ملکی کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے۔ اور ان کے لیے غیر ملکی حکومت کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے۔ جہاد کے اس تصور سے مسلمانوں میں جوش اور ولولہ ہے۔ اور جہاد کے لیے ہر لحہ تیار ہیں۔ ان کی یہ کیفیت کسی وقت بھی انھیں حکومت کے خلاف ابھار سکتی ہے۔

رپورٹ پادری صاحبان

یہاں کے باشندوں کی ایک بہت بڑی اکثریت پیری، مریدی کے رجحانات کی حامل ہے۔ اگر اس وقت ہم کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں جو ظلی نبوت کا دعوی کرنے کو تیار ہو جائے تو اس کے حلقۂ نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہو جائیں گے لیکن مسلمانوں میں اس قسم کے دعوی کے لئے کسی کو تیار کرنا ہی بنیادی کام ہے۔ یہ کام ہو جائے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ ہم اس سے پہلے برصغیر کی تمام حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست دے چکے ہیں۔ وہ مرحلہ اور تھا۔ اس وقت فوجی نقطۂ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی تھی لیکن اب جبکہ ہم برصغیر کے چپہ چپہ پر حکمراں ہو چکے ہیں۔ اور ہر طرف امن و امان

بھی بحال ہو گیا ہے تو ان حالات میں کسی ایسے منصوبے پر عمل کرنا چاہیے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار کا باعث ہو۔

دونوں رپورٹوں کو پڑھیے۔ رپورٹ تو ۱۸۷۰ء میں دی گئی ہے۔ مگر یہی رپورٹ انگریزوں کے اس فارمولا کا آئینہ ہے جس پر عمل کر کے وہ برصغیر کی تمام مسلمان حکومتوں کو تباہ و برباد کر کے سب کا مالک بن بیٹھا تھا۔ اسی فارمولا کے مطابق مسلمانوں کے عزم جہاد کا رُخ اپنے سے پھیر کر سکھوں کی طرف کرنے کے لیے اسمٰعیل دہلوی کو سکھوں کے خلاف جہاد کا وعظ کہنے پر آمادہ کیا تھا۔ اسی فارمولا کے مطابق اکابر دیوبند نے اپنے نبی ہونے کی تمہید شروع کر دی تھی۔ اور امت کی نبض ٹٹولنے لگے تھے۔ نانوتوی صاحب کا خاتم النبیین کے نئے معنی کی ایجاد اور تھانوی صاحب کے مرید باصفا کا ان کا کلمہ پڑھنا، اسی کے پیش خیمہ تھے۔ مگر یہ لوگ نبض ہی ٹٹولتے رہ گئے، قادیانی دجال سبقت کر گیا۔

ایک جاسوس کی ڈائری

اٹھارھویں صدی عیسوی میں برطانیہ نے ایک بہت ہی چالاک ذہین جاسوس بلاد اسلامیہ میں بھیجا جس کا نام ہمفرے تھا۔ اس نے اسلامی ممالک میں گھوم کر مسلمانوں کے ہر طبقے میں، علماء و مشائخ کی خانقاہوں اور مدارس میں رہ کر ایک خفیہ یادداشت مرتب کی۔ اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کی ترکیبیں بھی لکھیں۔ اس اہم ڈائری کا ترجمہ پاکستان میں چھپ چکا ہے۔ اس کے چند اقتباسات درج ذیل ہیں۔

پہلے اس نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ مسلمانوں میں یہ دیوانگی آئی کہاں سے ہے کہ مسکرا مسکرا کر جان دیتے ہیں مگر پیٹھ نہیں دکھاتے۔ ان کی قوت کے خزانوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

(۱) پیغمبر اسلام (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) اہل بیت اور علماء و صلحاء کی زیارت گاہوں کی تعظیم اور ان مقامات اور اجتماع کو مرکز قرار دینا۔ [۱]

---

[۱] ہمفرے کے اعترافات مطبوعہ لاہور ص ۹۸

(۲) سادات کا احترام اور رسول اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا اس طرح تذکرہ کرنا گویا وہ ابھی زندہ ہیں اور درود وسلام کے مستحق ہیں۔ [۱]

ہمفرے نے مسلمانوں کی ناقابلِ تسخیر قوت کے ان دو سرچشموں کا تذکرہ کرنے کے بعد ان کی قوت کو ختم کرنے اور انھیں تباہ و برباد کرنے کے بہت سے راستے بتائے ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) ضروری ہے کہ دلائل سے یہ ثابت کیا جائے کہ قبروں کو اہمیت دینا اور ان کی آرائشات پر توجہ دینا بدعت اور خلافِ شرع ہے۔ آہستہ آہستہ ان قبروں کو مسمار کرکے لوگوں کو ان کی زیارت سے روکا جائے۔

(۲) دوسرا کام ہمیں یہ کرنا ہوگا کہ ہم حقیقی سادات اور علماءِ دین کے سروں سے ان کے عمامے اتروائیں تاکہ پیغمبرؐ سے وابستگی کا سلسلہ ختم ہو اور علماء کا احترام چھوڑ دیں۔ [۲]

(۳) پیغمبر اسلام (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کے جانشینوں اور کلی طور پر اسلام کی برگزیدہ شخصیتوں کی اہانت کا سہارا لے کر اور اسی طرح شرک و بدعت پرستی کے آداب و رسوم کو مٹانے کے بہانے مکہ و مدینہ اور دیگر شہروں میں جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کی زیارت گاہوں اور مقبروں کی تاراجی۔ [۳]

مسلمان ان یادداشتوں کو بغور پڑھیں اور پھر دیوبندی اکابر، ابن عبدالوہاب نجدی، اسمٰعیل دہلوی وغیرہ کے کارنامے، عقائد و افکار جو کتاب التوحید، تقویۃ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، براہین وغیرہ میں درج ہیں پڑھیں تو اس جماعت کے صحیح خد و خال سامنے آجائیں گے اور معلوم ہو جائے گا کہ دیوبند کا خفیہ مرکز کہاں ہے۔

٭ ٭ ٭

[۱] ہمفرے کے اعترافات مطبوعہ لاہور ص ۹۸
[۲] " " " " ص
[۳] " " " " ص

دہلی عربک کالج

اسی فارمولے پر عمل کرنے کے لئے پہلے انگریزوں نے دہلی میں عربک کالج قائم کیا جس نے ایک دو نہیں متعدد اعلیٰ درجے کے بڑے نامی گرامی وفادار انگریزوں کو دیئے جنھوں نے اپنی مایہ ناز خدمات کی بدولت بڑے بڑے خطابات اور عہدے حاصل کئے۔ اسی عربک کالج کے متعلم اور تربیت یافتہ نانوتوی صاحب بھی ہیں۔ اور اسی شہرۂ آفاق کالج کے پڑھے ہوئے دیوبند مدرسہ کے بانی مولوی فضل الرحمٰن اور مولوی ذوالفقار بھی ہیں جو گورنمنٹ کے مدت العمر ملازم اور پنشن خوار رہے۔

اتنی بات ذہن میں رکھنے کے بعد آگے بڑھئے۔

۱۸۶۶ء میں دیوبند کا مدرسہ قائم ہوا۔ اس کو ابھی پورے نو سال بھی نہ ہوئے تھے کہ ۱۸۷۵ء میں انگریزی حکومت اس مدرسہ کو سند دیتی ہے۔

"یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون سرکار اور ہمدردیاں سرکار ہے۔" [۱]

ناظرین ملاحظہ کریں۔ انگریزوں کے حاکم اعلیٰ لفٹیننٹ گورنر بہادر کا نمائندہ مدرسہ دیوبند کے بارے میں یہ رپورٹ دیتا ہے۔ (۱) یہ سرکار کے خلاف نہیں (۲) اسی پر بس نہیں۔ کہتا ہے۔ بلکہ سرکار کے موافق ہے (۳) اتنا ہی نہیں بلکہ سرکار کا ممد و معاون، مددگار، ہمدرد ہے۔ کیا وفاداری اور سعادتمندی کی اس سے بھی بڑی اور کوئی سند ہو سکتی ہے۔ اللہ اللہ دین کی ترویج و اشاعت کے لئے جو کارخانہ قائم ہے وہ اسلام کے دشمنوں کا ممد و معاون، ہمدرد ہے۔ کیا امریکہ کا مشہور زمانہ محکمہ سی آئی اے بھی اس ترقی کے دور میں اس کا ہمدوش ہو سکا ہے؟

[۱] روزنامہ نئی دنیا کا عظیم مدنی نمبر ص ۴۳ کالم دو۔ رپورٹ جان پامر کلارک فرستادہ لفٹیننٹ ممالک مغربی و شمالی۔

انگریزوں کے وظائف

شاید یہ راز ہمیشہ راز ہی رہ جاتا۔ مگر اللہ عزوجل کو منظور تھا کہ یہ فاش ہو جائے اس لئے اس کے اسباب پیدا فرما دیئے۔

مولوی شبیر احمد اور مولوی حسین احمد میں دیرینہ عداوت تھی جس کے نتیجہ میں شبیر احمد صاحب کو دیوبند چھوڑ کر ڈابھیل میں ٹھکانا بنانا پڑا۔ مولوی حسین احمد سو فیصدی کانگریسی جمیعۃ العلماء کے مالک تھے۔ شبیر احمد صاحب نے اس کے بالمقابل جمیعت علماء اسلام بنائی۔ اول الذکر کانگریس کی آلۂ کار تھی اور ثانی الذکر مسلم لیگ کی۔ جمیعۃ العلماء ہند کے اس وقت کے ناظم مولوی حفظ الرحمٰن سیوہاروی کی کوشش سے شبیر احمد صاحب کے مکان پر کانگریسی جمیعۃ العلماء کے ممتاز افراد حتی کہ اس کے صدر حسین احمد صاحب بھی گئے اور اس وقت کے حالات پر باہمی گفتگو ہوئی۔ جو مکالمۃ الصدرین کے نام سے چھپ گئی ہے۔ اس میں حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی نے انکشاف فرمایا:

کلکتہ میں جمیعت علماء اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی ہے۔ ص۷ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ یہ اس قدر یقینی روایت ہے کہ اگر آپ اطمینان فرمانا چاہیں تو ہم اطمینان کرا سکتے ہیں۔

سیوہاروی صاحب نے مزید کہا

کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت (برطانیہ) کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا۔ پھر بند ہو گیا۔ ص۸

اس کے جواب میں شبیر احمد صاحب نے اس سنسنی خیز راز سے پردہ ہٹایا جس نے علماء دیوبند کے باطنی کیریکٹر کو دنیا میں بے نقاب کر دیا۔ کہتے ہیں:

دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ۔ ان کو چھ سو روپئے ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔ اسی کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ۔ مگر مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہیں تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے مگر حکومت ایسے عنوان سے دیتی تھی کہ ان کو اس کا شبہ بھی نہ گزرتا تھا۔ اب اسی طرح اگر حکومت مجھے یا کسی شخص کو استعمال کرے مگر اس کو یہ علم نہ ہو کہ اسے استعمال کیا جا رہا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ شرعاً اس میں ماخوذ نہیں ہو سکتا۔ ص۹، ۱۰

یہاں قابل غور دو باتیں ہیں۔ حفظ الرحمٰن صاحب نے شبیر احمد صاحب کی جمیعت علماء اسلام کے بارے میں کہا۔ کہ یہ حکومت یعنی انگریزوں کے ایماء اور اس کی امداد سے قائم ہوئی ہے، نیز تبلیغی جماعت کے بانی کے بارے میں بتایا کہ انھیں بھی انگریزوں سے ابتداء میں کچھ روپئے ملتے تھے۔ اور گنگوہی صاحب کے ہم نام ایک حاجی صاحب کے مقدس ہاتھوں سے۔ اس کی شبیر احمد صاحب نے کوئی تردید نہیں کی بلکہ صفائی میں یہ کہا کہ یہ کوئی نئی، اور قابل اعتراض بات نہیں، ہمارے بزرگوں کی سنت ہے۔ دیکھئے ہمارے اور آپ کے مشترک بزرگ تھانوی صاحب کو بھی انگریز روپئے دیتے تھے۔ اس کی حفظ الرحمٰن صاحب کوئی تردید نہیں کر سکے۔ تو ثابت کہ دونوں باتیں صحیح ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ تبلیغی جماعت اور تھانوی صاحب کو انگریز بہادر کس خوشی اور کس صلے میں روپئے دیتے تھے۔ اس موقع پر ناظرین یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ تھانوی صاحب کے بھائی "اکبر علی" صاحب گورنمنٹ برطانیہ کے سی، آئی، ڈی محکمے کے اعلیٰ افسر تھے۔

نانوتوی اور گنگوہی کے زمانۂ طالب علمی کا پلان

دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب جیسے معتبر راوی قصص الاکابر میں لکھتے ہیں:

یہ (نانوتوی اور گنگوہی) حضرات جب دلی میں پڑھتے تھے تو آپس میں ایک دوسرے سے (مزاحًا) کہتے۔ کہ میاں کیا بات ہے؟ کہ ہم ان بڈھوں (استادوں) سے کسی بات میں کم نہیں۔ بلکہ ہمارا علم تازہ ہے اور ان بڈھوں کا علم پرانا ہوگیا۔ پھر ہم ذہین بھی ان سے زیادہ ہیں مگر پھر بھی ان کی قدر ہے۔ ہماری نہیں۔ ان کے سامنے ہم کو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ یہ کیا بات ہے؟ دوسرے صاحب کہتے۔ کہ میاں ذرا ان بڈھوں کو کھسکنے (مرنے) تو دو بس پھر تو ہم ہوں گے اور تم ہوگے۔

(الہادی جمادی الثانی ۵۱ھ ۔ از سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۲۴)

یہ بات یاد رکھئے کہ سوانح قاسمی جناب قاری طیب صاحب کی تصحیح و تصویب کے بعد انھیں کے اہتمام سے چھپی ہے۔ اس روایت سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

(۱) نانوتوی اور گنگوہی صاحبان میں حسد کا مادہ وافر مقدار میں تھا۔ کہ اپنے اساتذہ سے بھی حسد رکھتے تھے۔

(۲) مزاج میں حد درجہ تعلی تھی اور خود ستائی بھی۔ کہ اپنے آپ کو طالب علمی کے زمانے میں اپنے اساتذہ سے بڑا عالم اور ذہین جانتے تھے۔

(۳) بزرگوں، اساتذہ کی شان میں بے ادب و گستاخ تھے۔ کہ انھیں بڈھوں سے تعبیر کیا

(۴) اپنے اساتذہ کی موت کا انتظار کر رہے تھے۔

(۵) طالب علمی ہی کے زمانے میں ایسے پلان بنالیا تھا۔ کہ اپنے زمانے میں بس ہم اور تم ہوں گے۔

اور جب یہ بڈھے کھسک گئے تو اپنے اس پلان پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ اسکی داستان

ان کے سوانح نگاروں کی زبانی سُنئے۔ مناظر احسن گیلانی نے لکھا۔

(۱) اس کا مطلب یہ ہوا کہ نظریہ عدم تعقید کے امام الائمہ اس وقت جوان تھے۔ جبکہ دیوبندی تحریک کے بانی (نانوتوی صاحب) ابھی بارہ ساڑھے بارہ برس کی عمر سے متجاوز نہ ہوئے تھے۔ (سوانح قاسمی اول ص ۲۱۹)

قاری طیب صاحب نے لکھا:

حقیقی سوانح عمری یہ ہے کہ انھوں (نانوتوی صاحب) نے اپنے علم لدنی اور وہبی علوم سے جس حکمت کی بنیاد ڈالی وہ کیا ہے کن اصولوں پر مبنی ہے۔ دارالعلوم کی اس معنوی اور علمی تاسیس میں جو کام ہوا وہ یقیناً بلا شرکت غیر کے تھا۔ جس کا نام دیوبندیت ہے۔

(خاتمہ سوانح قاسمی چوتھی جلد کی تمہید۔ ص ۱۷۶، ۱۷۷)

ان دونوں عبارتوں کا صریح مطلب یہ ہوا کہ نانوتوی صاحب ایک نئی تحریک کے بانی ہیں اور انھوں نے ایک نئی حکمت کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ تحریک دیوبندی تحریک ہے اور یہ حکمت دیوبندیت ہے۔ بانی ہونا بنیاد ڈالنا اسی وقت صحیح ہوگا جبکہ وہ پہلے سے نہ ہو۔

(۲) اسی وجہ سے دیوبندیت کے ان بانیوں کے بہت بڑے نقیب مولوی زکریا نے ہدایت کی ہے۔ ہمارے اکابر حضرت گنگوہی، حضرت نانوتوی نے ۔۔ جو دین قائم کیا تھا۔ اس کو مضبوطی سے تھام لو۔ اب قاسم و رشید پیدا ہونے سے رہے۔ بس ان کی اتباع میں لگ جاؤ۔

(صحبتے با اولیاء ص ۱۲۶)

دین قائم کرنے کا جملہ بتا رہا ہے۔ کہ جو دین ان لوگوں نے قائم کیا وہ پہلے سے قائم نہ تھا۔ جس کا صریح مطلب یہ ہوا کہ نانوتوی اور گنگوہی صاحبان نے ایک نیا دین قائم کیا اسی لئے گنگوہی صاحب نے فرمایا:

(۳) سُن لو! حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے۔ اور بقسم

کہتا ہوں کہ میں کچھ بھی نہیں۔ مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ (تذکرۃ الرشید دوم ص ۱۷)

آخر میں ہم تمام مسلمانوں کے سامنے مذکورہ بالا حوالجات کی روشنی میں یہ چند سوالات کر کے اپنے اصل مقصد کو پیش کرتے ہیں۔

(۱) آخر اسمٰعیل دہلوی صاحب انگریزوں پر کیوں اتنے زیادہ مہربان تھے۔ کہ یہ فتویٰ دیا کہ اگر کوئی انگریزوں سے لڑے تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سے لڑیں۔

(۲) تثلیث پھیلانے کے لئے پورا زور صرف کرنے والے انگریزوں کو تقویۃ الایمان میں کیا بات اپنے مطلب کی ملی کہ انھوں نے سب سے پہلے اسے چھپوایا۔ اور اسکا انگریزی ترجمہ بھی شائع کیا؟

(۳) اگر مدرسہ دیوبند انگریزوں کی اعانت اور ایما سے نہیں قائم ہوا تو لفٹیننٹ بہادر کے نمائندے نے کیوں اسے یہ سراپا افتخار سند دی کہ یہ مدرسہ موافق سرکار بلکہ ممد و معاون سرکار و ہمدرد یان سرکار ہے۔

(۴) اگر دیوبندی اکابر انگریزوں کے آلۂ کار نہیں تھے تو ان کو گرانقدر وظائف کیوں دیئے جاتے تھے۔ اگر تبلیغی جماعت انگریزوں کا کچھ کام نہیں کرتی تھی تو اسے انگریزوں نے کیوں روپئے دیئے۔

(۵) اگر دیوبندیت (دیوبندی مناسب) اسلام سے ہٹ کر کوئی اور مذہب نہیں تو اس کی بنیاد ڈالنے والے اس کے بانی اس کے قائم کرنے والے نانوتوی اور گنگوہی صاحبان کیسے ہوئے۔ اور پھر حق گنگوہی صاحب کی زبان میں اور ہدایت و نجات ان کی اتباع میں کیوں منحصر ہے؟

ان سوالوں کے جواب صرف یہ ہیں ۔۔ پادریوں کی رپورٹ کے مطابق انگریزوں کو وہ افراد مل گئے جو مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی خدمت بحسن و خوبی انجام دینے لگے اور اسی مقصد کے لئے دارالعلوم دیوبند قائم ہوا۔ اور وہاں سے مسلمانوں کو لڑانے والے سورما پورے ملک میں پھیلتے گئے۔ اور اسی مقصد کے لئے خصوصیت سے

براہین قاطعہ اور حفظ الایمان لکھی گئیں۔ جس کا نتیجہ ہے کہ آج مسلمانوں کی شاید ہی کوئی ایسی خوش قسمت بستی ہو جہاں اختلاف و نفاق اور جھگڑا لڑائی نہ ہو۔ دیوبند آپس میں لڑنے والوں کا وہ اڈہ ہے کہ جہاں انھیں مقابلے پر اہلسنت نہیں ملتے تو اپنے ہی میں خونخوار درندوں کی طرح لڑتے ہیں جس کی نظیر دارالعلوم کے جشن صد سالہ کے بعد کے لرزہ بر اندام کرنے والے معرکے مسلمانان ہند کے یادداشت میں محفوظ ہیں۔

اب آیئے نانوتوی اور گنگوہی صاحبان نے ۔۔ اپنے طالب علمی کے زمانے میں اپنے طے کردہ منصوبہ پر ۔ کہ ان بڈھوں کو ذرا کھسکنے تو دو پھر ہمیں اور تم ہوں گے۔ ۔ عمل کرنے کے لئے جو نیا دین بنام دیوبندیت قائم کیا۔ اس کے دستور اساسی ۔ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کا منصفانہ جائزہ لیں۔

تحذیر الناس میں نانوتوی صاحب نے ۔ خاتم النبیین کے متواتر قطعی یقینی اجماعی معنی یعنی آخر الانبیاء ہونے کا انکار کر کے صاف صاف لکھ دیا کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یا بعد میں اور کوئی نبی پیدا ہو تو بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

گنگوہی صاحب نے براہین قاطعہ میں لکھا ۔ شیطان کے علم کی وسعت (زیادتی) نص و قرآن و حدیث سے ثابت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسعت (زیادتی) علم کی کوئی نص قطعی نہیں۔ حضور کے لئے وسعت علم ماننا شرک ہے ۔۔ گنگوہی صاحب نے اپنے ایک فتویٰ میں لکھدیا ۔۔ وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے۔ یعنی خدا جھوٹ بول چکا۔ جس کا ایسا عقیدہ ہو وہ کافر فاسق تو دور ہے اہل سنت و جماعت سے خارج بھی نہیں بلکہ اسے کوئی سخت کلمہ بھی نہیں کہنا چاہئے۔ تھانوی صاحب نے حفظ الایمان میں لکھا ۔ کہ حضور ایسا علم تو ہر زید و عمرو و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے ۔۔ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا۔ قریب ہے کہ آسمان ٹوٹ پڑیں زمین پھٹ پڑے، پہاڑ ڈھ جائیں ۔۔ اس اجمال کے بعد تفصیل کا مطالعہ کریں۔

نانوتوی صاحب کی کفری عبارت

مولوی قاسم نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھتے ہیں:

اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم[1] کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

پھر مقامِ مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔

مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اسمیں ایک تو خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہے۔

آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جنکو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے؟ جو اس کو ذکر

[1] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کے ساتھ صلعم۔ ص۔ ؏ وغیرہ مہمل الفاظ لکھنا منع ہیں ہمیں یہ حکم ہے کہ اس موقع پر درود شریف لکھیں نہ کہ مہمل الفاظ جنکے کوئی معنی نہیں۔ اسی طرح کچھ لوگ صحابۂ کرام کے ناموں کے اوپر رض یا ؓ وغیرہ لکھتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے۔ علامہ سید احمد طحطاوی[1] حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں یکرہ الرمز بالصلوٰۃ والترضی بالکتابۃ بل یکتب کلہ بکمالہ درود اور رضی لکھنے میں رمز مکروہ ہے بلکہ یہ پورا کا پورا لکھا جائیگا۔ امام[2] نووی نے شرح مسلم میں فرمایا ومن اغفل ھذا حرم خیرا عظیما وفوت فضلا جسیما جو اس سے غافل ہوا اجر عظیم سے محروم رہا اور بڑے فضل سے۔ [1] از فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۸۲ [2] از فتاوی افریقہ ص ۲۶

کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔

دوسرے رسول اللہ صلعم کی جانب نقصانِ قدر کا احتمال۔ کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں۔ اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے۔

باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا۔ اس لئے سدِ باب اتباعِ مدعیان نبوت کیا ہے۔ جو کل کو جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہ قابلِ لحاظ ہے۔

پر جملہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں کیا تناسب تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا۔

اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سدِ باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقعے تھے۔

بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سدِ باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے ص ۳،۴

خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین کا انکار

ہم نے تحذیر الناس کی اس موقعے کی عبارت پوری بتمامہ لفظ بلفظ نقل کر دی۔ ناظرین اسے بغور پڑھیں۔ چونکہ عبارت بہت گنجلک اور پیچیدہ ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ ایک بار پڑھنے سے نہ سمجھ میں آئے تو بار بار پڑھیں اور عربی الفاظ کے ترجمے کسی لغت کی کتاب میں دیکھ لیں۔ ہم نے کوئی تشریح اس لئے نہیں کی کہ ہو سکتا ہے نانوتوی صاحب کے کسی نیاز مند کو یہ کہنے کی گنجائش مل جائے چونکہ تحذیر الناس کی عبارت کا مطلب غلط بتایا ہے اس لئے اس کے معنی کفری ہوگئے ہیں۔

نانوتوی صاحب نے اس عبارت میں بڑے شد و مد، زور و شور سے یہ ثابت کیا ہے

کہ۔ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین نہیں۔ اور نہ یہ معنی کسی طرح بن سکتے ہیں۔
خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین ہونے کو انھوں نے سترہ طریقوں سے باطل کیا ہے۔
اول۔ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونا، ناسمجھ عوام کا خیال ہے۔ واضح ہو کہ یہاں اس عبارت میں۔ عوام۔ کے مقابلے میں اہل فہم بولے ہیں۔ جس سے متعین ہے کہ عوام سے مراد ناسمجھ لوگ ہیں۔

دوم۔ اسے خیال بتایا۔ عقیدہ نہیں۔ خیال کے معنی وہم، گمان، رائے کے ہیں۔ اب اسکا مطلب یہ ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی عقیدہ نہیں جو قطعی، یقینی، غیر متزلزل ہوتا ہے۔ بلکہ عوام کالانعام کی رائے ہے۔ جو انھوں نے از خود قائم کرلی ہے۔ قرآن و احادیث و اقوال سلف سے ثابت نہیں۔

سوم:۔ آخری نبی ہونے کو مقام مدح میں یعنی تعریف کے موقعے پر ذکر کرنا صحیح نہیں۔ اور یہ آیت کریمہ مقام مدح میں ہے۔ اس لئے اس آیت میں خاتم النبیین آخری نبی کے معنی میں نہیں۔ اس کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ آخر الانبیا ہونے میں کوئی مدح نہیں، کچھ فضیلت نہیں نہ بالذات نہ بالعرض۔

چہارم:۔ اس آیت کو مقام مدح نہ مانیں۔ اور خاتم النبیین کو اوصاف مدح میں نہ مانیں۔ تو خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہونا درست ہو سکتا ہے۔ مگر چونکہ یہ آیت مقام مدح ہے اور خاتم النبیین وصف مدح ہے۔ اس لئے اس آیت میں خاتم النبیین کا معنی آخر نبی ہونا درست نہیں۔

پنجم:۔ اگر خاتم النبیین کے معنی آخری نبی مراد لیں گے تو خدا کے بیہودہ گو، لغو گو ہونے کا وہم ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آخری نبی ہونا بیہودہ، لغو وصف ہے جسمیں کچھ بھی فضیلت نہیں نہ بالذات نہ بالعرض۔

ششم:۔ آخری نبی ہونا۔ قد و قامت وغیرہ ایسے اوصاف میں ہے جنھیں فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ اس کا صاف صاف بالکل واضح غیر مبہم یہ معنی ہوا کہ آخر الانبیا، ہونے میں کچھ فضیلت نہیں۔ نہ بالذات نہ بالعرض۔

ہفتم:۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقصان قدر کا احتمال لازم آئے گا یعنی یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ کم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آخری نبی ہونا ناقص وصف ہے جسمیں کچھ فضیلت نہیں۔ نہ بالذات نہ بالعرض۔
ہشتم:۔ آخری نبی ہونا ایسے ویسے یعنی معمولی درجے کے لوگوں کے اوصاف کی طرح ہے اس کا بھی حاصل یہی ہے کہ آخری نبی ہونے میں کچھ فضیلت نہیں۔ نہ بالذات نہ بالعرض۔
نہم:۔ اگر خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین لیں گے۔ تو اس آیت کے پہلے والے جملے اور اس میں تناسب نہ رہیگا۔
دہم:۔ ایک کا دوسرے پر عطف درست نہ ہوگا۔
یازدہم:۔ ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو مستدرک بنانا صحیح نہ ہوگا۔
دوازدہم:۔ اللہ کے کلام معجز نظام میں بے ربطی بے ارتباطی لازم آئے گی۔
سیزدہم:۔ نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے اتباع کو روکنے کے لئے۔ اس آیت میں خاتم النبیین نہیں فرمایا گیا۔ اگر یہ روکنا مقصود ہوتا تو ضرور خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہوتے مگر یہ روکنا اس سے مقصود نہیں۔ اس لئے اس آیت میں خاتم النبیین کے آخر النبیین معنی نہیں۔

چہاردہم:۔ اس کا یہ موقع نہیں اس کے بیسیوں اور موقعے تھے۔
پانزدہم:۔ آخری نبی ہونے پر بنا، خاتمیت نہیں۔ کسی اور بات پر ہے۔
خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں اس پر نانوتوی صاحب نے ابتدا ہی میں اکٹھے مسلسل پندرہ دلائل قائم کر دئے ہیں مگر ان جیسے نکتہ رس، دقیقہ آفریں، محقق، مدقق کا شہب قلم اسی پر قناعت نہیں کرتا بلکہ بڑھ کر اور جولانی دکھاتا ہے صفحہ ۲ پر ہے:
"سو اسی طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپکے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض۔ اوروں کی نبوت آپکا فیض ہے پر

آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔"

اب بات بالکل صاف ہوگئی، اور اس کا بھی فیصلہ ہوگیا کہ جب خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں، تو آخر اس کے کیا معنی ہیں۔ اور جب یہ بناء خاتمیت نہیں تو اور کیا ہے۔

نانوتوی صاحب نے اپنی اعلیٰ فیاضی کا ثبوت دیتے ہوئے وہ بھی بتادیا۔ کہ خاتم النبیین کے معنی نبی بالذات کے ہیں اور بنار خاتمیت بالذات نبی ہونے پر ہے۔

شانزدہم:۔ مگر اس وقت نانوتوی صاحب کا بحر فیض پوری طغیانی پر ہے۔ تحقیقات و تدقیقات کے موتی پر موتی لٹاتے ہوئے ص۱۴ پر رقمطراز ہیں:

غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا، بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

ہفدہم:۔ اور جب دریائے سخاوت کی موجیں اور تند و تیز ہوئیں تو ص۲۸ پر یہ در نایاب عطا فرمایا:

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔"

یہ کل سترہ وجوہ ہوئے جن سے نانوتوی صاحب نے اپنا یہ عقیدہ ثابت کیا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین نہیں بلکہ نبی بالذات کے ہیں نیز یہ بھی واضح کر دیا کہ نبی بالذات ہونے کو آخری نبی ہونا کسی طرح لازم بھی نہیں۔ اولاً نانوتوی صاحب جیسا بیدار مغز، ماہر مناظر اگر نبی بالذات ہونے کو آخری نبی ہونا لازم مانتا تو ص۱۴ پر یہ نہیں لکھتا

بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپکا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

ثانیاً۔ نیز ص۲۸ پر یہ نہ لکھتا:

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم کوئی نبی پیدا ہو تو، پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔"

ظاہر ہے کہ۔ اگر واقعی خاتمیت ذاتی کو زمانی لازم ہوتی تو حضور کے زمانے میں کسی نبی کے ہونے سے آپ کا خاتم ہونا ختم ہو جاتا۔ اور آپ کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت محمدی رخصت ہو جاتی

اس لئے کہ ہر ادنیٰ سی عقل رکھنے والے پر یہ بات واضح ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا اس بات کے منافی ہے کہ حضور کے عہد مبارک یا بعد میں کوئی نیا نبی کہیں بھی پیدا ہو۔ اور نانوتوی صاحب جب یہ تصریح کر رہے ہیں کہ آپکے زمانے میں یا آپ کے بعد کسی جدید نبی ہونے کے باوجود آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہے گا۔ آپ کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا، تو ثابت کہ وہ نبی بالذات ہونے کو آخری نبی ہونا لازم نہیں مانتے۔ اس لئے کہ جو چیز لازم کے منافی ہے وہ ملزوم کے بھی ضرور منافی ہے۔ تو جو خاتمیت زمانی کے منافی وہ خاتمیت ذاتی کے بھی ضرور منافی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حضور اقدس کے زمانے میں یا بعد میں کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی ضرور ختم ہو جائے گی۔ اور جب یہ ختم تو اس کا ملزوم خاتمیت ذاتی بھی ختم۔ تو جب صورت مذکورہ میں خاتمیت ذاتی اور زمانی دونوں ختم تو یہ کہنا باطل ہو جاتا ہے کہ۔ آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہے گا۔ خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔

ثالثاً:۔ نانوتوی صاحب ابتدا ہی میں چودہ وجوہ سے یہ ثابت کر آئے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء ہونا باطل ہے اور بطلان لازم بطلان ملزوم کو مستلزم ہے۔ تو اگر ان کے عقیدے کے خلاف کوئی صاحب خاتمیت ذاتی کو زمانی لازم مانیں تو لازم آئیگا کہ خاتمیت ذاتی بھی باطل ۔اب نہ ذاتی رہی نہ زمانی۔

رابعاً:۔ نانوتوی صاحب کے نیازمندان پر ناحق کی تہمت رکھتے ہیں، اس کا ہمارا پاس علاج خود نانوتوی صاحب ہوتے۔ تو کیا علاج۔ نانوتوی صاحب نے خود لکھا۔

"ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور رتبی سے عام لیجئے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا۔ پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی خاتمیت رتبی ہے نہ زمانی۔
تحذیر الناس ص۳

اس کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ خاتمیت زمانی یعنی آخر الانبیاء ہونا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان نہیں۔ اور جب آخر الانبیاء ہونا شایان شان نہیں تو اسے لازم ماننے سے کیا فائدہ۔ بلکہ الٹے لازم آئیگا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان جو وصف نہیں اسے حضور کے لئے ثابت مانا۔ کیا اسمیں خود بقول نانوتوی صاحب نقصان قدر کا احتمال اور اللہ عزوجل کی طرف بیہودہ بکواس کا توہم نہیں۔ نیز اخیر کے اس جملے نے خاتمیت زمانی کا بالکل صفایا کر دیا۔ کہ جب یہ شایان شان نہیں تو خاتمیت کو مطلق مانیں، خواہ اس میں عموم مجاز کا قول کریں۔ یہ جب شایان شان نہیں۔ تو کسی طور سے مانیں۔ لغو اور بے فائدہ ہوگا۔ نیز اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ص۳ پر بالذات کی قید صرف داشتہ بکار آید کے طور پر ہے ورنہ یہ قید لغو ہے "شایان شان محمدی نہیں" کا مطلب یہی ہے کہ اس میں کچھ فضیلت نہیں۔ نہ بالذات نہ بالعرض۔

ثابت ہو گیا کہ نانوتوی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ جو تحذیر الناس کی ان عبارات سے ظاہر ہے۔ کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء نہیں۔ صرف نبی بالذات کے ہیں جسے آخر الانبیاء ہونا لازم بھی نہیں۔ اسی وجہ سے انھوں نے ص۱۴، ص۲۸ پر صاف صاف بلا کسی ابہام کے لکھ دیا کہ۔

"اگر حضور کے زمانے میں کوئی اور نبی پیدا ہو جائے تو بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ بلکہ اگر بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔"

خاتم النبیین کا معنی صرف آخر الانبیاء ہے

اب جبکہ آپ نانوتوی صاحب کا عقیدہ معلوم کر چکے تو آیئے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور پوری امت کا قطعی، یقینی، اجماعی عقیدہ ملاحظہ فرمایئے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تمام صحابۂ کرام نے بلکہ پوری امت نے "خاتم النبیین" کا معنی صرف آخر الانبیاء بتایا۔ وہ بھی اس قید کیسا تھ کہ اس میں نہ تو کسی تاویل کی گنجائش ہے نہ کسی تخصیص کی۔ اگر کوئی کسی قسم کی تاویل یا کوئی تخصیص کرے تو کافر ہے۔ جس پر احادیث کریمہ اور ارشادات سلف و خلف نص جلی ہیں جسے اس کی تفصیل دیکھنی ہو وہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا رسالہ مبارکہ "جزاء اللہ عدوہ باباہ ختم النبوۃ" کا مطالعہ کرے جسمیں ۱۲۱ احادیث اور ۳۰ ارشادات علماء سے یہ ثابت فرمایا ہے۔

کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ایسا قطعی، یقینی معلوم و مشہور ہے کہ علماء تو علماء عوام بھی یہی جانتے ہیں۔ عوام سے بھی پوچھو کہ خاتم النبیین کے معنی کیا ہیں تو وہ بھی بلا توقف بتاویں گے کہ "آخری نبی" اسی وجہ سے یہ ضروریات دین سے ہے۔

(۱) امام قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں:

لانه اخبر صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انه خاتم النبیین لا نبی بعده و اخبر عن الله تعالیٰ انه خاتم النبیین وانه ارسل کافة للناس۔ اجمعت الامة علی حمل هذا الکلام علی ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاویل ولا تخصیص فلا شك

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی کہ وہ خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ خبر دی کہ اللہ عزوجل نے انھیں خاتم النبیین بنایا اور پوری مخلوق کا رسول بنایا۔ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام (خاتم النبیین) اپنے ظاہر معنی پر محمول ہے اور اس کا جو مفہوم ہے یعنی آخری نبی ہونا۔ یہی مراد ہے جسمیں نہ کوئی تاویل ہے

فی تکفیر هؤلاء الطوائف کلها قطعا

تخصیص ہے۔ تو مذکورہ بالا لوگوں کے کافر ہونے میں ہرگز ہرگز کوئی شک نہیں

شفا کی اس عبارت کو محمد شفیع صاحب مفتی دیوبند نے بھی اپنی کتاب ختم النبوۃ فی الآثار میں قادیانیوں کے خلاف بطور سند ذکر کیا ہے۔

(٢) حجۃ الاسلام امام غزالی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں:

ان الامة فهمت من هذا اللفظ انه افهم عدم نبی بعده ابدا و عدم رسول بعده ابدا وانه لیس فیه تاویل ولا تخصیص ومن اوله بتخصیص کلامه من انواع الهذیان لا یمنع بتکفیره لانه مکذب بهذا النص الذی اجمعت الامة علی انه غیر مؤول ولا مخصوص۔

اس میں شک نہیں کہ امت نے "خاتم النبیین" سے یہ سمجھا ہے کہ اسکا مفہوم یہ ہے کہ حضور کے بعد کبھی بھی نہ کوئی نبی ہوگا نہ رسول نیز یہ کہ اسمیں نہ تو کوئی تاویل ہے نہ کوئی تخصیص اگر کوئی اسمیں تاویل و تخصیص کرے تو وہ ہزیان کی قسم سے ہے اور اسے کافر کہنے سے کوئی مانع نہیں کیونکہ وہ قرآن کی اس نص کو جھٹلا رہا ہے جس کے بارے میں امت نے اجماع کیا ہو کہ نہ اسمیں تاویل ہے نہ تخصیص۔

(٣) علامہ عبد الغنی نابلسی شرح الفوائد میں لکھتے ہیں:

فساد مذهبهم غنی عن البیان بمشاهدة العیان کیف وهو یؤدی الی تجویز نبی مع نبینا صلی الله علیه وسلم او بعده وذالك یستلزم تکذیب القرآن اذ قد نص علی انه خاتم النبیین وآخر المرسلین وفی السنة انا العاقب ولا نبی بعدی واجمعت الامة علی ابقاء هذا الکلام علی

یعنی فلاسفہ کا یہ قول کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے ایسا کھلا ہوا فاسد ہے جو محتاج بیان نہیں کیسے فاسد نہیں ہوگا جبکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا حضور کے بعد کسی نبی کا ہونا جائز ہے۔ اور اسے قرآن کی تکذیب لازم ہے اس لئے کہ قرآن نے اس پر نص فرمادی ہے کہ حضور خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہیں اور حدیث میں ہے کہ میں سب میں پچھلا نبی

ظاهرة وهذه احدی المسائل المشهورة کفرنا بها الفلاسفة لعنهم الله تعالی

ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور امت نے اس پر اجماع کیا ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر معنی پر باقی ہے اور یہ ان مسائل میں سے ایک ہے جس کی بناء پر ہم نے فلاسفہ کو کافر کہا ہے۔ اللہ ان پر لعنت فرمائے۔

(١) ناظرین! غور کریں۔ ان تینوں عبارتوں سے ظاہر ہوگیا کہ پوری امت کا اس پر قطعی یقینی اجماع ہے کہ۔ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے معنی صرف یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی، آخری رسول ہیں۔ حضور کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی نبی ہونے کو جائز جاننے والا کافر ہے۔ خواہ وہ نبی بالعرض مانے یا ظلی بروزی بہر حال کافر ہے۔

(٢) حضور کے زمانے میں یا حضور کے بعد کوئی نبی جائز ماننا خاتمیت محمدی کے منافی ہے۔ اس کے معارض ہے۔ قرآن کی تکذیب ہے۔

(٣) لہذا یہ کہنا کہ اگر حضور کے زمانے میں یا حضور کے بعد کوئی اور نبی پیدا ہو تو آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا قرآن کی تکذیب ہونے کی وجہ سے کفر ہے اور ایسا کہنے والا کافر۔

(٤) ان عبارتوں نے بتایا کہ امت کا اس پر بھی اجماع ہے کہ اسمیں نہ کسی تاویل کی گنجائش ہے نہ کسی تخصیص کی بلکہ کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کرنے والا کافر ہے۔ اسلئے یہ کہنا کہ خاتم النبیین کے معنیٰ۔ نبی بالذات کے ہیں ضرور کفر اور ایسا کہنے والا ضرور کافر۔

اس عبارت پر شرعی مواخذے

نانوتوی صاحب نے دیدہ و دانستہ بالقصد والارادہ تحذیر الناس کی ان عبارتوں میں مندرجہ ذیل قطعی یقینی ایسے کفریات کا ارتکاب کیا جسمیں کسی قسم کے شک کی ذرہ

برابر گنجائش نہیں۔ نہ تاویل قریب کی گنجائش ہے نہ تاویل بعید کی

(۱) قرآن مجید کے ارشاد "خاتم النبیین" کے معنی سب میں پچھلا نبی، آخری نبی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے، صحابہ کرام نے بتائے، پوری امت نے بتائے اور اس پر پوری امت نے قطعی یقینی اجماع کر لیا کہ۔ خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں وہ بھی اس تشریح کے ساتھ کہ اس میں کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کی ذرہ برابر گنجائش نہیں۔ اس کو نانوتوی صاحب نے "عوام بمعنی ناسمجھ کا خیال بتایا۔

(۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نافہم عوام میں داخل کیا۔ نیز صحابہ کرام اور پوری امت کو بھی۔

(۳) اس اعلیٰ درجے کے وصف مدح کو مقام مدح میں ذکر کے قابل ہونے سے انکار کیا اور اسے وصف مدح ماننے سے بھی انکار کیا۔

(۴) اسے زیادہ گوئی، بیہودہ گوئی، لغو گوئی کہا۔

(۵) اسے فضیلت سے بالکلیہ خالی کہا۔

(۶) اسے ایسے ویسے گئے گزرے لوگوں کے احوال میں داخل کیا۔

(۷) اسے اللہ عزوجل کے کلام معجز نظام کے منافی کہا۔

(۸) اسے قرآن کے تناسب وارتباط میں مخل مان کر کہا۔ اس سے قرآن میں بے ربطی، بے ارتباطی لازم آئے گی۔ نہ عطف درست ہوگا نہ استدراک۔

(۹) اسے جھوٹے مدعیان نبوت کے جھوٹے دعویٰ نبوت کے سدباب کیلئے نہیں مانا۔ اس آیت مبارکہ کو اس کا موقع نہیں مانا۔

(۱۰) اسے بنار خاتمیت ماننے سے انکار کیا۔ بناء خاتمیت دوسری بات کو رکھا۔

(۱۱) خاتم النبیین کے معنی اپنے جی سے یہ گڑھا کہ۔ آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوائے آپ کے اور انبیاء موصوف بوصف نبوت بالعرض

(۱۲) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں جدید نبی پیدا ہونے کو خاتمیت

محمدی کے منافی نہ جانا۔

(۱۳) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی جدید نبی کے پیدا ہونے کو خاتمیت محمدی کے معارض نہیں مانا۔

ناظرین سے سوال ہے۔ کیا اتنے کفریات کے ارتکاب کے باوجود بھی تحذیر الناس کے مصنف نانوتوی صاحب مسلمان ہی رہے۔ اس کا فیصلہ آپ حضرات پر چھوڑتا ہوں۔

شبہات اور انکے جوابات

نانوتوی صاحب کے نیازمندوں نے تحذیر الناس کی ان عبارات کی توجیہ میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے وقفے وقفے کے بعد سستا سستا کر، دم لے لے کر ان کے کفر کو اٹھانے کی کوشش کی ہے مگر قریب ایک صدی کی انتھک کوششوں کے باوجود کوئی صاحب (ان کی) کوئی ایسی توجیہ نہ کر سکے جو ان عبارتوں کے کفریات کو اٹھا سکے۔ توجیہ کے نام سے جو بھی کہا گیا وہ ان عبارتوں کی توجیہ نہیں۔ تحویل و تبدیل ہے تحریف ہے۔ اب ہم ان توجیہات کو پیش کر کے فیصلہ خود ناظرین کے حوالے کرتے ہیں۔

اول ص۳، ۴ پر نانوتوی صاحب نے جو کچھ لکھا وہ اس بنیاد پر ہے۔ کہ خاتم النبیین کے معنی صرف آخر الانبیاء لئے جائیں اور اگر آخر الانبیاء کے ساتھ ساتھ نبی بالذات بھی لئے جائیں تو وہ ایرادات نہیں۔ نانوتوی صاحب کے ارادت مندوں سے کچھ کہنا بیکار ہے وہ تو سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے ان کے کلام کو تبدیل کر رہے ہیں البتہ ناظرین توجہ کے ساتھ سنیں۔

اولاً قابل غور یہ بات ہے کہ نانوتوی صاحب نے ص۳، ۴ پر آخری نبی ہونے کو اوصاف مدح سے نہیں جانا، صاف صاف لکھا

"ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔"

نانوتوی صاحب کی اس تحقیق کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ خاتمیت زمانی اور

مدح میں سے قطعاً نہیں۔ آگے اور واضح کر دیا ہے۔

"خاتمیت زمانی اور قدوقامت، شکل ورنگ وحسب ونسب وسکونت وغیرہ اوصاف میں جنھیں فضائل میں کچھ دخل نہیں، کوئی فرق نہیں"۔ اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ خاتمیت زمانی میں کوئی فضیلت نہیں۔

اب مذکورہ بالا توجیہہ کے مطابق جب خاتم النبیین سے نبی بالذات ہونا مراد ہو اور آخر الانبیاء ہونا اسے لازم مان لیں تو آخر الانبیاء ہونا فضل وکمال اور اوصاف مدح میں سے کس طرح ہو جائیگا۔ یہ وہ لاینحل گتھی ہے جسے آجتک کوئی دیصاحب حل نہیں کرسکے اور نہ قیامت تک حل کر پائیں گے۔ اسی پر بس نہیں۔ اس کو بھی کوئی صاحب واضح کر دیں کہ خاتمیت زمانی کو خاتمیت ذاتی کے لئے لازم مان لینے سے وہ سولہ ایرادات کیسے اُٹھ جائیں گے۔

ثانیاً۔ نانوتوی صاحب تو صاف صاف کہیں کہ یہ اس کا موقع نہیں۔ اسکے بیسیوں اور موقعے ہیں۔

ثالثاً۔ وہ انتہائی وضاحت سے لکھیں۔ "بلکہ بنار خاتمیت اور بات پر ہے"۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ خاتمیت زمانی پر نہیں۔

رابعاً۔ اس بنار کو وہ نہایت صفائی سے بیان کریں۔

"سواسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمایئے کہ آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض"۔

اب یہ نانوتوی صاحب پر سراسر بہتان اور افترا نہیں تو اور کیا ہے کہ وہ خاتم النبیین سے ختم زمانی اور ذاتی دونوں مراد لیتے ہیں۔ کسی مصنف کے سر بہتان باندھنا اس کے قول کی تاویل یا توجیہہ ہے یا تحریف وتبدیل۔

خامساً۔ اگر نانوتوی صاحب کے نیازمند یہ کہیں کہ ہماری توجیہہ کا مطلب یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی نبی بالذات کے ہیں اور آخر الانبیاء اسے لازم ہے۔ تو عرض ہے

گزر چکا۔ پھر ص۱۴ کی اس عبارت کی چول کسی طرح نہیں بیٹھتی۔ کہ لکھا

"بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپکا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔

اور اسی طرح ص۲۸ کی اس عبارت کی بھی۔ کہ لکھا

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا"۔

کیا یہ اجلیٰ بدیہیات سے نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یا بعد میں کسی نبی کا ہونا آخر الانبیاء ہونے کو باطل کر دیگا۔

سادساً۔ اس لزوم کے بطلان کو ابتدا میں ص۵۹ پر چار طریقے سے باطل کیا جاچکا ہے اس میں ایک یہ بھی ہے کہ۔ پھر خاتمیت ذاتی بھی رخصت ہو جائے گی۔ مزید ایک اور وجہ بھی سنئے۔ نانوتوی صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ نبوت کی طرح ایمان سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم متصف۔ بالذات ہیں۔ تحذیر الناس ص۱۳۔ اب اگر یہ صحیح تسلیم کرلیا جائے کہ اتصاف ذاتی کے لئے تاخر زمانی لازم ہے تو لازم آئے گا کہ جسطرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اسی طرح حضور کے بعد یا حضور کے زمانے میں کوئی مومن ہی نہ ہو حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی مومن تھے اور بعد میں بھی ہوئے، اور اب بھی ہیں تو ثابت کہ اتصاف ذاتی کے لئے تاخر زمانی کے لزوم کا قول سراسر باطل۔

سابعاً۔ شفا شریف، الاقتصاد، اور شرح الفوائد کی عبارتیں گزریں جنمیں تصریح ہے کہ۔ پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ خاتم النبیین۔ کے معنی صرف آخر الانبیاء ہیں اور یہی مراد ہے۔ جو اس میں تاویل کرے یا تخصیص کرے یا دوسرا معنی بتائے وہ کافر ہے۔ جب آپ لوگوں کا دعویٰ یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنیٰ نبی بالذات ہے تو بتایئے کہ ان ارشادات کی روشنی میں نانوتوی صاحب کیا ہوئے؟

نانوتوی صاحب کے کچھ نیازمندوں نے کہا کہ

"حضرت مولانا نانوتوی مرحوم اور بعض دوسرے محققین کی تحقیق یہ ہے الخ" اور ایک بہت بڑے کفش بردار نے لکھا

"عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے۔" (الشہاب الثاقب ص۷۶)

اب ہمارا یہ سوال پچیس برس سے ہے کہ وہ محققین اور خواص مفسرین کون ہیں جنھوں نے یہ لکھا ہے کہ خاتمیت سے زمانی اور ذاتی یا رتبی سب مراد ہیں۔ مگر آجتک کوئی نہ بتا سکا۔ نہ قیامت تک بتا سکتا ہے اور بتائیگا کیسے۔ خود نانوتوی صاحب اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۲۶ پر اقرار کر چکے۔

"اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا اور کسی نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہدی تو کیا، تنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا۔"

گاہ باشد کہ کودک ناداں — کبھی ہوتا ہے ناسمجھ بچہ
بغلط بر ہدف زند تیرے — غلطی سے نشانے پر تیر مار دیتا ہے

یہ نانوتوی صاحب پر کتنا بڑا ظلم ہے کہ وہ تو اسے اپنی ایجاد بتائیں اور آپ انکے نیاز مند کفش بردار ہوتے ہوئے کہیں۔ نہیں یہ پہلے کے بھی محققین کی تحقیق ہے۔

حسام الحرمین

حسام الحرمین میں تحذیر الناس کی اس طول طویل عبارت کے اختصار کا عربی ترجمہ یہ کیا گیا تھا۔

لو فرض فی زمنه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بل لو حدث بعده صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نبی جدید لم یخل ذالك بخاتمیته وانما یتخیل العوام انه صلی الله	اگر بالفرض آپکے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ عوام کے خیال

تعالیٰ علیه وسلم خاتم النبیین بمعنی اخر النبیین مع انه لافضل فیه اصلا عند اهل الفهم۔	میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

اس پر نانوتوی صاحب کے ایک کفش بردار بہت غضبناک ہوئے اور انتہائی غصے میں باپ دادا کی موروثی شرافت کا کل خزانہ خالی کر کے اسے دجل فریب اور اسکے جملہ مرادفات سے تعبیر کیا ہے۔ اس غیظ و غضب کی وجہ تین باتیں لکھی ہیں؛

اول ص۱۴ اور ص۲۸ کی عبارت پہلے لکھیں اور ص۳ کی بعد میں۔

دوم ص۱۴ اور ص۲۸ کی عبارتوں کو آپس میں اس طرح خلط کر دیا ہے کہ ایک معلوم ہو رہی ہیں۔ بیچ میں ڈیش تک نہیں لگایا۔

سوم۔ تحذیر الناس میں تھا۔ بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ بالذات حذف کر کے یہ لکھدیا۔ کچھ فضیلت نہیں۔

اوّل کا جواب بندہ نواز غصہ تھوکئے۔ حقائق کا سامنا کیجئے۔ یہ تینوں عبارتیں تین مستقل کفر ہیں۔ ان کو علیحدہ علیحدہ لکھو تو کفر۔ کتاب کی ترتیب سے لکھو تو کفر اور ترتیب بدل کر لکھو تو کفر۔ یہ کہنا۔ کہ

"اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپکا خاتم ہونا بدستور رہتا ہے"۔

مستقل کفر ہے کیونکہ یہ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونے کا انکار ہے

اور یہ کہنا کہ۔

"اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا"

مستقل کفر کیونکہ یہ بھی آخر الانبیاء ہونے کا انکار ہے

اور یہ کہنا کہ

"عوام کے خیال میں آپ کا خاتم النبیین ہونا بمعنی آخر النبیین ہے۔ حالانکہ اہل فہم کے نزدیک اس میں کچھ فضیلت نہیں۔"

یہ بھی مستقل کفر۔ کیونکہ خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین ہونا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ درجے کے ان فضائل میں سے ہے۔ جن میں اور کوئی حضور کا شریک نہیں اور اللہ عزوجل نے اسے مقام مدح میں ذکر فرمایا۔ اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے کمالات میں بیان فرمایا۔ پوری امت عہد صحابہ سے لے کر آجتک اسے اعلیٰ درجے کی فضیلت جانتی اور مانتی ہے اور مدح کے طور پر ذکر کرتی ہے۔

چند مستقل چیزوں کی ترتیب کے بدلنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مثلاً نانوتوی صاحب کے نیاز مند ولید نے کہا

"عوام کا خیال ہے کہ اللہ عزوجل کے واحد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ اس میں کوئی فضیلت نہیں۔ فضیلت یہ ہے کہ وہ معبود بالذات ہو۔"

اس معنی کے لحاظ سے اگر اللہ کے علاوہ چند اور معبود مان لئے جائیں تو اللہ کی وحدانیت میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ اس پر ایک مسلمان نے کہا۔ اے ولید تو کافر مرتد ہو گیا۔ توبہ کر کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو۔ ولید نہیں مانا۔ تو اس مسلمان نے استفتاء مرتب کیا۔ ولید نے یہ کہا ہے اگر اللہ کے علاوہ چند اور معبود مان لئے جائیں تو اللہ کی وحدانیت میں کچھ فرق نہ آئیگا وہ معبود بالذات ہے۔ یہ عوام کا خیال ہے کہ اللہ کے واحد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ اس میں کوئی فضیلت نہیں۔ ہر انصاف پسند بتائے، کیا یہ دجل ہے؟ فریب ہے؟ اس کو دجل و فریب وہی لکھے گا جو خود دجال فریب کار ہوگا۔

نزاع ختم کرنے کے لئے کوئی صاحب ہمارے اس سوال کا جواب دیدیں۔

(۱) حسام الحرمین میں جو ترتیب مذکور ہے۔ اس میں اور تحذیر الناس میں جو ترتیب ہے اس سے معنی میں، مفہوم میں کیا فرق پڑا؟

(۲) حسام الحرمین میں تحذیر الناس کا جو ترجمہ درج ہے وہ کفر ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر شکایت کا کیا حاصل کہ ترتیب بدل دی۔ اور اگر کفر ہے تو اقرار کر لیجئے۔ پھر قدرت خداوندی کا کرشمہ دیکھئے۔

دوم کا جواب اس میں کوئی شک نہیں کہ دو مختلف جگہ کی ایسی عبارتوں کو جن کے معنی مختلف ہوں اس طرح ایک کرنا کہ معنی بدل جائیں ضرور دجل ہے فریب ہے۔ مثلاً دو آیتیں ہیں

ان الابرار لفی نعیم ٥ وان الفجار لفی جحیم ٥ ان میں لفی نعیم حذف کر کے پڑھا جائے تو صریح کفر ہے۔ کیونکہ پہلے معنی یہ تھے۔ بیشک نیک لوگ نعمت میں ہیں اور بیشک بدکار جہنم میں ہیں۔ اور اب معنی یہ ہوئے۔ بیشک نیک اور بد جہنم میں ہیں۔

لیکن اگر دو مختلف جگہ کی عبارتوں کو اس طرح کچھ حذف کر کے ملا دیا جائے کہ معنی میں کچھ تفاوت نہ ہو تو نہ دجل ہے نہ فریب۔ بلکہ لمبی عبارت کے مختصر کرنے کا یہی طریقہ ہے مثلاً سورہ حج میں فرمایا۔ فالذین آمنوا وعملوا الصلحت فی جنت النعیم (۵۶) تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ نعمت والے باغوں میں رہیں گے۔ اور سورہ ملک میں ہے۔

ان الذین یخشون ربھم بالغیب لھم مغفرۃ واجر کبیر (۱۲) اور جو لوگ بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں انکے لئے مغفرت اور بھاری اجر ہے۔

اب کوئی یہ کہتا ہے کہ قرآن مجید میں ہے جو لوگ مومن اور صالح ہیں اور جو لوگ اللہ عزوجل سے ڈرتے رہتے ہیں ان سب کیلئے بخشش اور بھاری اجر ہے۔ تو کیا یہ کلمہ کفر ہے، ہرگز نہیں۔ کون دیندار اسے کلمہ کفر کہہ سکتا ہے۔ حالانکہ یہاں بھی بقول آپ کے پہلے کا مسند الیہ حذف کر کے صرف دوسری آیت کا مسند الیہ ذکر کیا گیا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ قرآن مجید میں بالقصد اس قسم کی تبدیل، تحریف لفظی ہے جو کفر ہے۔ مگر تحریف لفظی ہونا اور قرآن مجید میں اس کے بالقصد ارتکاب کا کفر ہونا اور بات ہے۔ اور مضمون کا کفر ہونا اور بات ہے۔ کیا تحذیر الناس بھی قرآن کی طرح منزل من اللہ ہے؟ کہ اسمیں بھی معنی باقی

رکھتے ہوئے لفظ کو بدلنا کفر ہے۔ چلئے اپنی بول چال کی مثال لے لیجئے۔

ولید نے کہا اگر اللہ عزوجل کے علاوہ ہزاروں معبود ہوں تو بھی اللہ کا وحدہٗ لاشریک رہنا باقی رہتا ہے۔ اور اگر لات وہبل، رام وکرشن خدا ہوں تو بھی وحدانیت الٰہیہ میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ ولید کے ان دونوں شرکیہ اقوال کی حکایت عمرو نے یوں کی۔ ولید کہتا ہے۔ اگر اللہ کے علاوہ ہزاروں معبود ہوں۔ لات وہبل، رام وکرشن خدا ہوں تو بھی وحدانیت الٰہیہ میں کوئی فرق نہیں آئیگا، تو کون ایمان دار خدا ترس ہے جو اسے خیانت، فریب اور دجل کہیگا۔

سیدھی بات ہے کہ جب دونوں جملوں میں بقول آپ کے مسندالیہ معنیً متحد ہیں صرف الفاظ بدلے ہوئے ہیں تو صرف ایک مسندالیہ کو ذکر کرنا نہ خیانت ہے نہ فریب ہے۔ اس فرق کو آپ بھی بخوبی جانتے ہیں مگر تحذیر الناس کے کفری مضمون سے عوام کا ذہن ہٹانے کے لئے بالقصد آپ نے یہ سب لکھا ہے۔

حسام الحرمین میں پہلی صورت نہیں دوسری ہے۔ اس لئے اسے دجل فریب کہنا خود دجل فریب ہے۔ ناظرین ص۱۴ اور ص۲۸ کی عبارتوں کو بار بار پڑھ چکے ہیں پھر ایک نظر ڈالیں ص۱۴ کی عبارت یہ ہے

"بالفرض آپکے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

اور ص۲۸ کی عبارت یہ ہے

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

حسام الحرمین میں دونوں صفحات کی ابتدائی عبارت کا خلاصہ بعینہٖ ہے۔ اور نہ اس پر

لہ تحذیر الناس ص۱۴ اور ص۲۸ دونوں کی عبارتیں جملہ شرطیہ ہیں۔ ص۱۴ پر۔ جب بھی آپکا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ اور ص۲۸ پر۔ پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ جزا ہے مگر سنبھلی صاحب نے اسے مسندالیہ بتایا ہے مگر انکی اس گرامی قدر شخصیت سے کیا شکایت جو بریلی کے مناظرے میں تعلیق بالمحال کو۔ تالیق بالمحال لکھ چکا ہو۔

نانوتوی صاحب کے کسی نیازمند کو اعتراض ہے البتہ تحذیر الناس کے بعد کے حصے کے الفاظ بدلے ہوئے ہیں مگر معنیٰ دونوں کے ایک ہیں

ص۱۴ پر ہے۔ "آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

اور ص۲۸ پر ہے۔ "خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔" یہ دونوں ہم معنی ہیں۔ اب خواہ یہ کہو کہ۔ آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ خواہ یہ کہو۔ خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ مفہوم اور مطلب میں کوئی فرق نہیں۔ پھر اختصار کے لئے دو ہم معنی عبارتوں میں ایک کو ذکر کر دیا تو اس میں کیا نقص ہے۔

اس کو یوں ذہن نشین کیجئے۔ کسی مجلس میں زید اور عمرو آخر تک شریک رہے۔ بکر نے اس کو یوں بیان کیا۔ اس مجلس میں زید موجود رہا۔ اور عمرو بھی شریک رہا۔ بکر سے سنکر خالد نے کہیں یوں کہا۔ اس مجلس میں زید اور عمرو دونوں شریک رہے۔ بولئے کیا فرق پڑا کیا تحریف ہوئی۔ کیا تبدیلی ہوئی۔ کہ دجل وفریب ہوگیا۔

اس کو علمی رنگ میں یوں سمجھئے۔ دو مختلف شرطوں کی جزا اگر متضاد ہوں جب تو ضروری ہے کہ ہر شرط کیساتھ اس کی جزا کو ذکر کیا جائے۔ ایک شرط کو حذف کر کے دوسری اس کی متضاد شرط کو دونوں کی جزا قرار دینا ضرور تحریف ہے۔ لیکن اگر دو مختلف شرطوں کی جزا ہم معنی ہوں تو اختصار کے موقعہ پر ان دونوں جزا میں سے صرف ایک کو ذکر کرنا نہ دجل ہے نہ فریب ہے، بلکہ اختصار کا یہی طریقہ ہے۔ یہی حسام الحرمین میں ہوا ہے۔ یہاں دونوں جزا۔ "آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے" اور خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئیگا،" ہم معنی ہیں۔ اگر اختصار کے لئے صرف دوسری ذکر کی اور پہلی چھوڑ دی تو نہ معنی میں تبدیلی ہوئی اور نہ کوئی دجل ہوا نہ فریب۔

اگر اب بھی نانوتوی صاحب کے نیازمندوں کو اطمینان نہ ہو تو نوٹ کریں۔ تحذیر الناس ص۱۴ پر حاشیے پر ہے

"یعنی اگر بالفرض آپ کے زمانے میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئیگا۔"

وہی[1] بزرگ جو "حسام الحرمین" کے اختصار کو دیدہ دلیری، جعلسازی کہہ رہے ہیں۔ خود اسی دیدہ دلیری اور جعلسازی کا ارتکاب اسی رسالے میں کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو

"کہ یہ ایسی خاتمیت ہے کہ اگر بفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی ہو تب بھی آپ کی اس خاتمیت میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ (فیصلہ کن مناظرہ ص۴۹)

ناظرین انصاف کریں۔ تحذیر الناس کے حاشئے اور آنجناب کی عبارتیں۔ حسام الحرمین میں نقل کردہ عبارت کی کاپی ٹو کاپی ہے۔ ان دونوں عبارتوں میں بھی ص۱۴ اور ص۲۸ کے پہلے فقروں کو توڑ پھوڑ کر ایک ہی فقرہ بنا ڈالا گیا ہے۔ اس طرح کہ پہلے فقرے کا مسند الیہ حذف کیا اور دوسرے ہی کے مسند الیہ کو پہلے کا بھی مسند الیہ بنا دیا۔ جس کے بعد کسی کو وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ مختلف جگہ کی عبارتیں ہیں۔

اگر بقول آپ کے حسام الحرمین میں دیدہ دلیری، جعلسازی کی انتہا ہے۔ تو پھر تحذیر الناس کے حاشئے میں اور خود آپ نے بھی دیدہ دلیری اور جعلسازی کی انتہا کر دی ہے۔

رہ گیا — آپ کا شروع میں — یہ ایسی خاتمیت ہے — کا — اور بیچ میں — اس کا اضافہ تو اس سے کیا فائدہ۔ جب آپ کے خیال میں ص۱۴ اور ص۲۸ کی عبارتوں کے مسند کو اکٹھا کر کے صرف ص۲۸ کے مسند الیہ کو دونوں کا مسند الیہ قرار دینا توڑ پھوڑ ہے تو وہ اب بھی موجود ہے۔ اس اضافے سے توڑ پھوڑ ختم ہوئی یا اور بڑھ گئی۔

تیسری وجہ

تیسرا یہ اعتراض ہے کہ تحذیر الناس ص۳ کی عبارت اس طرح تھی۔

"مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"

مگر حسام الحرمین میں اس کا عربی ترجمہ یوں کیا گیا ہے "لا فضل فیہ اصلا" اسمیں کچھ فضیلت نہیں" ظاہر ہے کہ بالذات فضیلت کی نفی سے بالکلیہ فضیلت کی نفی نہیں ہوتی بلکہ بالعرض فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔ اس پر یہ صاحب بہت خفا ہیں۔ اسے نہایت

[1] یہ سارے کلمات طیبات جناب منظور سنبھلی صاحب کے ہیں جو انھوں نے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کیلئے استعمال کئے ہیں

افسوسناک خیانت قرار دیا ہے۔

جواب اس پر گذارش ہے کہ یہ آپ کی غایت درجہ کی مہربانی ہے کہ آپ نے حسام الحرمین کی اس عبارت کو تحذیر الناس کی مذکورہ بالا عبارت کا ترجمہ قرار دیا ہے، حالانکہ واقعہ یہ نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ

حسام الحرمین میں تحذیر الناس کی طویل طویل عبارت کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ لفظی ترجمہ نہیں ہے۔ ہم نے ابتدا میں تحذیر الناس کی پوری عبارت نقل کر دی ہے۔ ناظرین اسے دوبارہ پڑھ لیں۔ تحذیر الناس میں مذکورہ بالا عبارت کے بعد ہے۔

"پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے ص۳"

اگر واقعی نانوتوی صاحب کے عقیدے کے مطابق آخری نبی ہونے میں کچھ بھی فضیلت ہوتی۔ بالذات نہ سہی بالعرض تو ان کا یہ کہنا کیسے صحیح ہوتا۔ کہ پھر مقام مدح میں خاتم النبیین کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مقام مدح میں جیسے وہ اوصاف ذکر کئے جاتے ہیں جو بالذات فضیلت ہیں۔ اسی طرح وہ اوصاف بھی مذکور ہوتے ہیں جو بالعرض فضیلت ہیں۔ جیسے نانوتوی صاحب کے نزدیک دیگر انبیا کرام موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں۔ اور ان کی نبوت کو قرآن واحادیث میں مقام مدح میں ذکر فرمایا گیا۔ اسلئے ماننا پڑیگا کہ نانوتوی صاحب نے "بالذات" کی قید اسی دن کے لئے ذکر کی تھی۔ ورنہ وہ یہی بتانا چاہتے ہیں کہ آخری نبی ہونے میں قطعاً کوئی فضیلت نہیں نہ بالذات اور نہ بالعرض۔ انھوں نے خود بعد میں بالکل واضح کر دیا ہے

"ہاں اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔"

دیکھئے! کیا صریح دو ٹوک صاف صاف فیصلہ ہے "کہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی" یعنی

خاتم النبین کے معنی آخری نبی ہونا اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ اس وصف یعنی آخری نبی ہونے کو اوصاف مدح میں سے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے، دوسرے الفاظ میں اس کی یہ تعبیر ہوگی کہ آخری نبی، وصف مدح نہیں۔ جس کا حاصل یہی ہوا کہ اس میں کچھ فضیلت نہیں۔ نہ بالذات نہ بالعرض۔ اگر اب بھی کچھ تردد ہے تو آگے بڑھیئے۔ اس کے ایک سطر بعد ہے۔

"آخر اس وصف میں اور قد وقامت وشکل ورنگ وحسب ونسب سکونت وغیرہ اوصاف میں جنکو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے۔"

پہلی عبارت میں کچھ ایچ پیچ تھا تو اس عبارت نے اسے بھی ختم کر کے صاف صاف غیر مبہم الفاظ میں بتا دیا کہ آخری نبی ہونا ان اوصاف کی طرح ہے جنکو فضائل میں کچھ دخل نہیں۔

کوئی بھی دیانت دار مجھے بتائے کہ۔ فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ کا ترجمہ یا خلاصہ۔ لافضل فیہ اصلاً کے سوا اور کیا ہوگا۔ نانوتوی صاحب اپنے نیازمندوں کی طرح نہیں تھے کہ اپنے دل کی بات چھپائے رکھتے۔ اور آگے بڑھئے لکھتے ہیں۔

"دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نقصان قدر کا احتمال۔ کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں۔"

اس عبارت نے نہایت جرأت وصفائی کے ساتھ بتا دیا کہ آخری نبی ہونا کمال نہیں بلکہ یہ ایسے ویسے گئے گزرے لوگوں کے اس قسم کے احوال میں سے ہے جو کمال نہیں۔ اس عبارت کا بھی ماحصل یہی ہوا کہ آخری نبی ہونے میں کچھ فضیلت نہیں۔ کمال نہ ہونا، فضیلت نہ ہونا ایک ہی بات ہے۔

یہ بزرگ تو یہ سب لکھنے کے بعد حج کر کے اللہ والے ہو چکے ہیں۔ مگر نانوتوی صاحب کے ہر نیازمند سے میرا سوال ہے کہ کیا ان تینوں عبارتوں کے ہوتے ہوئے یہ کہنا واقع کے

عین مطابق نہیں ہے کہ نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس ص۳ پر یہ کہا ہے کہ۔ "آخری نبی ہونے میں کچھ فضیلت نہیں۔" اور ابتداءً بالذات کی قید صرف ایک ٹٹی ہے جو صرف اس لئے کھڑی کی گئی ہے کہ وقت پر اس کی آڑ لیجائے۔

نیز یہ کہ ان تینوں عبارتوں کے ہوتے ہوئے۔ حسام الحرمین کی عبارت کو نہایت افسوسناک خیانت کہنا تحذیر الناس کے مفہوم کی تبدیل، تغیر اور تحویل نہیں تو اور کیا ہے؟

درون خانہ اعتراف

ہر شخص جانتا ہے کہ مصنف اپنی مراد کما حقہٗ سمجھتا ہے۔ نانوتوی صاحب نے اپنے ایک مکتوب میں اپنے ایک معتمد خصوصی کو لکھا ہے۔ "معنیٰ خاتم النبیین در نظر ظاہر پرستاں ہمیں باشد کہ زمانہ نبوی آخرست از زمانہ گذشتہ۔ باز نبی دیگر نخواہد آید۔ مگر می دانی کہ ایں سخنے است کہ مدحی است و دراں نہ ذمے۔ (قاسم العلوم ص۵۵ مکتوب اول بنام مولوی محمد فاضل)۔"

ترجمہ:۔ خاتم النبین کا معنیٰ سطحی نظروں کے نزدیک تو یہی ہے کہ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم گذشتہ انبیاء کے زمانے سے آخر کا ہے اور اب کوئی نبی نہیں آئیگا مگر آپ جانتے ہیں کہ یہ ایسی بات ہے کہ اسمیں خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ تو کوئی تعریف ہے اور نہ کوئی برائی۔

(انوار النجوم ترجمہ قاسم العلوم ص۵۵)

ناظرین انصاف کریں۔ یہاں بات گھر کے اندر ہو رہی ہے تو اپنے معتمد کے یہاں صاف صاف لکھ دیا کہ مدحے است و دراں نہ ذمے۔ کہ اس میں نہ کوئی مدح ہے نہ کوئی ذم۔ یہاں بالذات کی قید اڑا دی۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ تحذیر الناس میں بالذات کی قید صرف دھوکے کی ٹٹی ہے۔ ان کا اصل عقیدہ یہی ہے کہ آخری نبی ہونے میں کوئی مدح کوئی فضیلت نہیں۔ اب بھی اگر نانوتوی صاحب کے نیازمند اس پر مصر ہیں کہ "حسام الحرمین" میں بالذات کی قید نہ ذکر کرنا خیانت ہے تو انہیں کہنا پڑے گا کہ نانوتوی صاحب خود

اس خیانت کے مرتکب ہیں۔

تحذیر الناس میں نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی بتانے والوں کو عوام، نادان، بے فہم کہا۔ مکتوب میں ظاہر پرست، سطحی نظر رکھنے والے جبکہ خاتم النبیین کا صحیح معنی خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔ صحابہ نے بتایا، تابعین نے بتایا، حتیٰ کہ پوری امت نے بتایا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ، کل تابعین اور پوری امت، عوام کم فہم، نادان، ظاہر پرست سطحی نظر رکھنے والی ہے۔ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عوام، کم فہم، ظاہر پرست کہنے کے باوجود نانوتوی صاحب کا ایمان سلامت رہا؟

نانوتوی صاحب کے تمام نیازمند شروع سے کہتے آرہے ہیں کہ۔ نانوتوی صاحب تو اسی تحذیر الناس میں اور اپنے دوسرے کتابچوں میں یہ لکھ چکے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونے کا جو انکار کرے وہ کافر ہے پھر خود کیسے اس کا انکار کر سکتے ہیں۔

یہ کوئی لاینحل بات نہیں ہے۔ اس کی نظیر مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ جس نے نانوتوی صاحب کی اس نکتہ سنجی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مگر وہ بھی یہی کہتا ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء نہ مانے وہ کافر ہے کیا قادیانیوں کی اس تضاد بیانی سے مان لیا جائے کہ واقعی وہ ختم نبوت کے منکر نہیں۔

قادیانی دیوبندی اتحاد

قادیانی دجال نے اپنے کتابچے " بحث خاتم النبیین" ص۹ پر لکھا۔

" اگر یہی معنیٰ جو ہم نے بیان کئے ہیں۔ نہیں ہیں۔ اور خاتم النبیین کا معنیٰ نبیوں کا ختم کرنے والا ہے تو یہ نہ کوئی فضیلت کی بات ہے اور نہ کوئی کسی قسم کی خصوصیت، حضرت سرور کائنات کی ثابت ہوتی ہے کیونکہ آخری نبی ہونا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ بر خلاف اس کے جو معنیٰ ہم نے پیش کئے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام

نبیوں پر ثابت ہے۔

اب ناظرین تحذیر الناس کی ص۳ والی عبارت سے " قادیانی دجال" کی اس عبارت کا موازنہ کریں۔ سوائے لب ولہجہ کی پیچیدگی اور لفظ کے اختلاف کے دونوں کے معنیٰ ایک ہیں۔

اب فیصلہ آپ حضرات کو کرنا ہے۔ کہ مذکورہ بالا عبارت لکھنے کی وجہ سے قادیانی دجال کیوں کافر ہے اور اسی کے ہم معنیٰ عبارت لکھنے کے باوجود نانوتوی صاحب کیسے حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات کے منصب رفیع پر فائز رہے۔

قادیانی دجال کی مزید ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتا ہے۔

" آٹھویں شہادت اس زمانے کے مولانا مولوی محمد قاسم نانوتوی محدث اعلیٰ دیوبند ضلع سہارنپور اپنی کتاب تحذیر الناس کے متعدد مقامات پر مثلاً ص۲۵ پر فرماتے ہیں ــــ بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔" (خاتم النبیین ص۱۶)

ایک اور اس دجال کے امتی کی سنئے۔ لکھتا ہے

مولوی قاسم صاحب نانوتوی تحذیر الناس ص۲ پر فرماتے ہیں۔ بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ پس آنحضرت کا خاتم النبیین ہونا اور آپ کی شریعت کا کامل ہونا کسی طرح سے بھی ظلی نبوت کے دروازوں کو بند نہیں کرتا بلکہ اس کے برعکس پورے طور سے کھول دیتا ہے۔

(تبلیغی ٹریکٹ ختم نبوت مطبوعہ قادیان ص۱۵)

دیکھئے یہ سب کس خوشی سے تحذیر الناس کی عبارت اپنی تائید میں پیش کر رہے ہیں۔ کیا نانوتوی صاحب کے کسی کفش بردار کے پاس اس کا کوئی جواب ہے۔ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی اعدت للکافرین۔ ان کفریات کے باوجود نانوتوی صاحب کی طرح وہ بھی لکھتا ہے

" میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ

سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔

(مرزا غلام احمد کا اشتہار، مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۲)

بقدر نصاب شہادت ایک اور اقرار سماعت فرمایئے؛

ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہلسنت و جماعت کا مذہب ہے۔ اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار کرتا ہوں۔ اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں ۔۔۔ کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

مرزا غلام احمد قادیانی کا تحریری بیان جو بتاریخ ۲۳ر اکتوبر جامع مسجد دہلی کے جلسۂ عام میں دیا گیا ہے۔ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۴۴

اب نانوتوی صاحب کے نیاز مند بولیں۔ کیا ان بیانوں سے قادیانی مسلمان ہو گیا۔ ختم نبوت کا کفر اٹھ گیا۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو نانوتوی صاحب کا کفر کیسے اٹھا۔ وجہ فرق بتائیں۔

تحذیر الناس کی عبارت آپ کے سامنے ہے۔ اسمیں ص ۳ ص ۴ پر صاف صاف ہے تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ یہ اوصاف مدح سے نہیں۔ اسے فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ یہ ایسے ویسے لوگوں کے گئے گذرے احوال کی طرح ہے۔ ص ۹ پر ہے۔ کہ بنا رخاتمیت اس پر ہے۔ کہ آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں۔ ص ۱۴ پر ہے کہ اگر بالفرض آپکے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپکا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے ص ۲۸ پر ہے اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

ان صریح غیر مبہم عبارتوں کے ہوتے ہوئے بھی کسی شبہے کی گنجائش ہے کہ نانوتوی صاحب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونے کے منکر نہیں۔ رہ گیا دوسرے مواقع پر اقرار یہ اس کفر کو اٹھا نہیں سکتا جبتک کہ اس کفر سے توبہ نہ کیجائے۔

نانوتوی صاحب کے انکار ختم نبوّت کی

ایک اور شہادت

نانوتوی صاحب نے اپنے ایک مکتوب میں اپنے معتمد خصوصی کو دل کا راز یوں لکھا۔

دمی دانی کہ بعد از انتفاع کلام ربانی ازیں جہان فانی آمدن قیامت تقدیر یافتہ ورنہ بشرط بقائے عالم آں وقت اگر نبی دیگر می آید، مضائقہ نبود

(قاسم العلوم۔ مکتوب اول بنام مولوی فاضل ص ۵۶)

اور تم جانتے ہو کہ کلام ربانی (قرآن مجید) کے اس دار فانی سے اٹھ جانے کے بعد قیامت کا آنا مقدر ہو چکا ہے ورنہ بشرط بقا ءعالم اسوقت اگر دوسرا نبی آجائے تو مضائقہ نہیں۔

یعنی جب قرآن مجید دنیا سے اٹھا لیا جائے اگر اسوقت فوراً قیامت نہ آئے تو دوسرا نبی آسکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نانوتوی صاحب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اسوقت تک خاتم النبیین جانتے ہیں جبتک قرآن مجید دنیا میں باقی رہے۔ اور جب اٹھا لیا جائے تو خاتم النبیین نہیں۔ اس کے بعد بھی دنیا باقی رہے تو دوسرا نبی آسکتا ہے کوئی مضائقہ نہیں۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ قرآن مجید دنیا سے اٹھاتے ہی فوراً بلا تاخیر قیامت آئے گی یا کچھ وقفے کے بعد۔ اگر یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ قیامت کچھ وقفے کے بعد آئے گی تو اس وقفے میں بقول نانوتوی صاحب، نبی آسکتا ہے۔ اس سلسلے میں ہم دیو بندیوں کے مسلم الثبوت حکیم الامت جناب تھانوی صاحب کی تحقیق ذکر کر رہے ہیں۔ ناظرین اسے پڑھیں اور سر دھنیں۔ مقبول بہشتی زیور حصہ ہفتم ص ۴۷ پر ہے۔

"جب سب مسلمان مرجائیں گے اس وقت کافر حبشیوں کا ساری دنیا میں عمل دخل ہوگا۔ قرآن شریف دلوں سے اور کاغذوں سے اٹھ جائے گا اور کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہیگا (الی ان قال) اور اسوقت دنیا کو بڑی ترقی ہوگی۔ تین چار سال اسی حال سے گزریں گے کہ دفعۃً جمعہ کے دن محرم کی دسویں تاریخ صبح کے وقت سب لوگ اپنے اپنے کام میں لگے ہوں گے کہ صور پھونک دیا جائے گا۔"

نانوتوی صاحب نے اپنے معتمد خصوصی سے ایک راز نہانی کہا ہے۔ کہ دنیا سے قرآن مجید کے اٹھ جانے کے بعد اگر دنیا باقی رہے گی تو دوسرا نبی آسکتا ہے۔ تھانوی صاحب نے بتادیا کہ دنیا سے قرآن مجید کے اٹھ جانے کے بعد بھی تین چار سال دنیا باقی رہے گی۔ نتیجہ ظاہر کہ ان تین چار سال میں دوسرا ہی آسکتا ہے۔

کہاں گئے دیوبندیوں کے شیخ الاسلام ٹانڈوی صاحب اور مایہ ناز مناظرین چاندپوری اور سنبھلی صاحبان۔ اب بتائیں کہ آپ لوگوں نے تو یہ دعوی کیا تھا کہ نانوتوی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کو جائز مانے وہ کافر ہے۔ دیکھئے نانوتوی صاحب کو جس پر مکمل اعتماد تھا کہ یہ راز نہاں فاش نہیں کرے گا اسے کیسے بتادیا کہ۔ میرا اصل عقیدہ یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء نہیں۔ حضور کے بعد کوئی نبی آجائے تو کوئی حرج نہیں۔ البتہ چونکہ اس وقت اس میں قرآن مجید مخل ہے۔ کوئی نبوت کا دعوی کریگا تو لوگ قرآن کی آیت کریمہ خاتم النبیین سے اس کا جھوٹا ہونا ثابت کردیں گے۔ بس قرآن کے اٹھنے کا انتظار کرو۔ جب قرآن اٹھ جائیگا تو نبی آسکتا ہے۔ مگر کوئی اسکا کچھ بگاڑ نہیں سکے گا۔ اس پر جو بندش تھی قرآن کیوجہ سے تھی۔ جب قرآن ہی نہ ہوگا تو پھر بندش کیسی کیا کروں میں نے اس بندش کے توڑنے میں اپنی پوری ذہنی توانائی صرف کردی مگر برا ہو احمد رضا خاں کا کہ انھوں نے میری بندش کا ایک ایک تار و پود ادھیڑ کر پھینک دیا۔

انور شاہ کشمیری کی نانوتوی صاحب کیخلاف تحقیق

انور شاہ کشمیری صاحب کی حیثیت دیوبندی جماعت میں صرف ایک عالم کی نہیں جمعیۃ العلماء کی ہے محدث، فقیہہ، متکلم، ادیب وغیرہ وغیرہ سارے علوم وفنون کی ایک لائبریری کی ہے۔ وہ نانوتوی صاحب کی اس توجیہہ کا رد کرچکے ہیں کہ نبوت کی دو قسمیں ہیں بالذات اور بالعرض۔ اور جب یہ تقسیم صحیح نہیں تو خاتم النبیین کا معنی نبی بالذات لینا باطل اور پھر تحذیر الناس کی پوری عمارت زمیں بوس۔

انور شاہ کشمیری صاحب اپنے رسالہ خاتم النبیین صہ۳ پر لکھتے ہیں:

وارادۂ ما بالذات وما بالعرض عرف فلسفہ است نہ عرف قرآن مجید و حوار عرب و نہ نظم قرآن را ہیچ گونہ ایماء و دلالت براں پس اضافۂ استفادۂ نبوت زیادت است بر قرآن بمحض اتباع ہویٰ۔	یعنی ما بالذات اور ما بالعرض کا ارادہ (جیساکہ تحذیر الناس میں ہے) فلسفہ کا عرف ہے قرآن مجید کا عرف یا عرب کا محاورہ نہیں اور نہ نظم قرآن کا اسکی طرف کوئی اشارہ ہے۔ پس اضافۂ استفادہ نبوت محض اتباع ہوی کیوجہ سے قرآن پر زیادتی ہے۔

یہی انور صاحب اسی مضمون کو اپنے ایک دوسرے رسالہ عقیدۃ الاسلام میں صہ۲۵ پر لکھتے ہیں

واما الختم بمعنی انتہاء ما بالعرض الی ما بالذات فلا یجوز ان یکون ظہر هذه الآیۃ لان ھذا المعنی لا یعرفہ الا اھل المعقول والفلسفۃ والتنزیل نازل علی متفاھم لغۃ العرب لا علی الذھنیات المخرجۃ۔

دیکھئے یہ بھی نانوتوی صاحب کے بہت خاص نیاز مند ہیں۔ مگر تحذیر الناس نے جو قرآن مجید کی تمام امت کیخلاف تفسیر بالرائے کی اسے رد کر رہے ہیں۔ صرف رد ہی نہیں اسے اتباع ہوی یعنی خواہش نفسانی کی پیروی میں قرآن مجید پر زیادتی قرار دے رہے ہیں۔

کیا دیوبندیوں کے نزدیک تمام امت کی قطعی، اجماعی تفسیر کیخلاف اتباع ہوئی سے قرآن مجید پر زیادتی کرنے والا بھی مسلمان ہے؛ فاعتبروا یا اولی الابصار

غالبًا انور صاحب کا یہی جرم وہ جرم نا بخشیدہ تھا جس کی سزا میں دارالعلوم دیوبند چھوڑنا پڑا جس کو وہ بڑی حسرت و یاس سے کہا کرتے تھے کہ ہمنے کلمۂ حق کہا تو اسکی وجہ سے یہاں ڈابھیل میں آنا پڑا۔

نانوتوی صاحب کے نیاز مندوں کے بس میں جو سزا تھی وہ تو انھوں نے ان کے ہر مخالف کو دیدی اور دے رہے ہیں اور آئندہ بھی دیں گے۔ مگر اس سے نہ تو تحذیرالناس کی مذکورہ بالا عبارتیں ایمانی ہو جائیں گی اور نہ کفر اٹھ جائیگا۔ دار جزا دنیا نہیں آخرت ہے۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

گنگوہی اور انبیٹھی صاحبان کی مشترکہ کفری عبارت

جب دیوبندیوں نے میلاد، قیام، نیاز و فاتحہ، عرس کیخلاف پوری طاقت سے مہم چلائی اور اہلسنت کے معمولات کیخلاف متعدد فتاوی، کتابچے شائع کئے تو حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی سنجیدگی اور متانت کے ساتھ دلائل و براہین سے ان معمولات کے ثبوت میں ایک مبسوط کتاب انوار ساطعہ لکھی۔ جس پر گنگوہی صاحب کو بہت طیش آیا اور انھوں نے اس کے رد میں براہین قاطعہ لکھی۔ اور اپنے مرید و خلیفہ خلیل احمد صاحب انبیٹھی کے نام سے چھپوائی۔ یہ کتاب گنگوہی صاحب ہی کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کے مورخ عاشق الہی میرٹھی نے اسے ان کی تصنیفات کی فہرست میں داخل کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

براھین قاطعہ — یہ انوار ساطعہ کا جواب اور رد بدعات و تحقیق سنت میں وہ لاثانی کتاب ہے جس کو حضرت کے کمالات علمیہ و عملیہ کا مظہر کہیں تو بجا ہے، سنت کے عشق میں جو غصیا وہ انداز اور شان جلالی کا اظہار اس میں نظر آتا ہے دیگر تصانیف میں کم ہے۔

(تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۳۴۱)

رہ گیا ابتدا میں جو لکھا ہے کہ یہ کتاب حضرت امام ربانی کے حکم سے لکھی گئی ہے۔ اگر بیچارہ اتنا بھی نہ لکھتا تو کیا پوری جماعت کے اجتماعی جھوٹ کی دستاویز لکھدیتا۔

علاوہ ازیں گنگوہی صاحب نے خود اقرار کیا ہے کہ اس کتاب مستطاب براہین قاطعہ کو اول سے آخر تک بغور دیکھا۔ الحق بندہ کے نزدیک یہ رد اور جواب کافی اور الزام حجت وافی ہے۔ (پشت براہین قاطعہ)

تو اس کتاب کے جملہ مضامین کی ذمہ داری گنگوہی صاحب پر بھی ضرور عائد۔ نیز یہ جب صراحۃً قبول ہے کہ ان کے حکم سے لکھی گئی ہے۔ تو بھی وہ اس کے ذمہ دار ہیں اسلئے بہ نظر اختصار ہمارا خطاب گنگوہی صاحب سے ہوگا۔ ماموریوں بھی آمر کے تابع ہوتا ہے برعکس اسلئے نہیں کیا کہ مامور کے تابع آمر نہیں ہوتا نیز بے ادبی بھی ہے۔

مولوی عبدالجبار عمر پوری دیوبندی نے لکھا تھا؛

حضرت کی نسبت یہ اعتقاد کہ جہاں مولود شریف پڑھا جاتا ہے تشریف لاتے ہیں' شرک ہے۔ ہر جگہ موجود اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی'' (انوار ساطعہ بلائے براہین قاطعہ ص ۵۲)

نانوتوی، گنگوہی، تھانوی صاحبان کے پیر بھائی مولانا عبدالسمیع صاحب رام پوری رحمۃ اللہ علیہ نے۔ انوار ساطعہ میں اس کو دو طریقے سے رد فرمایا۔ ایک یہ کہ جہاں جہاں مولود شریف پڑھا جاتا ہے وہاں وہاں تشریف لانے کا مطلب ہر جگہ موجود ہونا کہاں ہے؟ دوسرے زمین میں ہر جگہ تشریف لیجانے کو اللہ عزوجل کا خاصہ جاننا باطل ہے۔ شرق سے غرب تک ہر روح کو حضرت عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام قبض کرتے ہیں' ہر مکان کو رات دن دیکھتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا ان کے آگے مثل چھوٹے سے خوان کے کردی ہے۔ یہ تو ایک فرشتۂ مقرب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو یہ قدرت دی ہے کہ وہ تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے۔ حاصل یہ کہ جب مخلوق اور غیر اللہ کو یہ قدرت دی گئی ہے تو ہرگز یہ

خاصۂ الوہیت نہیں۔ اور جب یہ خدا کی خاص صفت نہیں تو اگر رسول کیلئے کوئی اسے مانے تو ہرگز یہ شرک نہیں۔

اس رد کا گنگوہی صاحب سے کوئی جواب نہیں بن پڑا اور نہ قیامت تک کسی سے بن پڑے گا۔ گنگوہی صاحب نے اس رد کو استدلال ٹھہرایا۔ یعنی یہ کہ مولانا عبدالسمیع صاحب حنفی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر جگہ موجود ہونے پر یہ دلیل دی ہے کہ۔ جب شیطان اور ملک الموت ہر جگہ موجود ہیں تو حضور چونکہ ان دونوں سے افضل ہیں اسلئے وہ بھی ہر جگہ موجود ہیں۔ حالانکہ مولانا موصوف پر یہ کھلا ہوا افترا ہے۔ مولانا موصوف نے جناب عمر پوری پر نقض وارد فرمایا تھا۔ نہ کہ اپنے مدعا پر استدلال فرمایا تھا۔ مگر ان بزرگوں کی یہ عادت متواترہ ہے کہ جہاں گاڑی پھنستی ہے اپنے حریف پر افترا کرنے سے نہیں چوکتے بہر حال گنگوہی صاحب نے اس نقض کو استدلال ٹھہرا کر اس پر لکھا

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے ؟ کہ شیطان و ملک الموت کو یہ (علم کی)، وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے

(براہین قاطعہ ص ۵۵)

اس پر ہمارے مواخذے

(۱) زمین کا علم محیط گنگوہی صاحب نے شیطان اور ملک الموت کیلئے نص یعنی قرآن و حدیث سے ثابت مانا پھر اسی علم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شرک بتایا۔ اور یہ شرک اسی وقت ہوگا جبکہ اسے باری عزاسمہ کی صفت خاصہ مانیں۔ اور جب اسے اللہ عزوجل کی صفت خاصہ مانیں گے تو شیطان اور ملک الموت کیلئے اسے ثابت ماننے، وہ بھی نص سے ثابت ماننے، کا مطلب یہ ہوگا کہ شیطان ور ملک الموت خدا کے شریک ہیں۔ اور گنگوہی صاحب نے ان دونوں کے لئے ثابت مانا تو لازم کہ

انھوں نے شیطان اور ملک الموت کو خدا کا شریک مانا۔ یہ اس عبارت کا ایک صریح کفر اور شرک ہوا۔ مسلمانوں کو بات بات پر مشرک بنانے والے خود اسی گڑھے میں گرے۔

ع چاہ کن را چاہ در پیش

(۲) پھر اس کفر و شرک کو نص یعنی قرآن و حدیث سے ثابت مانا۔ یہ دوسرا کفر ہوا۔

(۳) اخیر میں ہے

"شیطان اور ملک الموت کو یہ (علم کی) وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

یعنی شیطان اور ملک الموت کے علم کی وسعت اور زیادتی نص یعنی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اس لئے شیطان و ملک الموت کا علم وسیع اور زیادہ ہے مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسعت علم یعنی علم کا زیادہ ہونا چونکہ نص قطعی سے ثابت نہیں اور نصوص قطعیہ کے خلاف ہے اس لئے حضور کے لئے وسعت علم ماننا شرک ہے۔

اس کا صریح مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زیادہ نہیں اب دونوں کو ملائیے۔ شیطان اور ملک الموت کا علم زیادہ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زیادہ نہیں ــ تو ثابت کہ شیطان کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے: تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ھدا ـــ قریب ہے کہ آسمان ٹوٹ پڑیں۔ زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ڈھ جائیں۔

لطائف

اس براہین قاطعہ میں چند مزیدار باتیں یہ ہیں۔

(۱) شیطان کی وسعت علم کے ثبوت کے لئے صرف نص پر قناعت کی گئی۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کے لئے صرف نص کو کافی نہیں جانا۔ نص قطعی کا مطالبہ کیا گیا۔

(۲) اس کے برخلاف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کی نفی کے ثبوت کے لئے ایک بے اصل روایت کو پیش کیا اور اسے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ

کی طرف منسوب کر دیا ـــ عبارت مذکورہ بالا کے چند سطر پہلے ہے

"شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھے دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔"

یہ حضرت شیخ قدس سرہٗ پر افترا ہے۔ انھوں نے مدارج النبوۃ جلد اول ص۹ پر اس روایت کو بالکلیہ رد فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں:

اینجا اشکال می آرند کہ در بعض روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم من بندہ ام نمی دانم آنچہ در پس ایں دیوار است جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ است۔	اس جگہ اشکال لاتے ہیں کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں بندہ ہوں، میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اس بات کی کوئی اصل نہیں اور یہ روایت صحیح نہیں۔

کیا کسی ایسے شخص سے جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا۔ ایسی جسارت ممکن ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو گھٹانے کے لئے خود حضور پر جھوٹ باندھے اور من کذب علیّ متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار (جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے) کا بھی خوف نہ کرے۔ پھر جرأت بالائے جرأت یہ کہ جس بزرگ نے اسے رد فرمایا اسے راوی بتائے۔ مگر صاحب براہین نے جس مذہب کی بنیاد ڈالی ہے اسکی خشت اول ہی یہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس جماعت کے پیشواؤں نے اس پر جی کھول کر عمل کیا ہے۔ گنگوہی صاحب کے مرید باصفا اور ان کے مذہب کے شیخ الاسلام حسین احمد صاحب ٹانڈوی نے اپنے گالی نامے "الشہاب الثاقب" ص۹۸، ۹۹ میں لکھا۔

جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم، خزینۃ الاولیا، مطبوعہ کانپور صفحہ پندرہ میں ارقام فرماتے ہیں

وہ علم غیب صفت خاص رب العزت کی جو عالم الغیب والشہادۃ

ہے۔ جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہے وہ بے دین۔ اس واسطے کہ آپکو بذریعہ وحی کے علوم مخفیہ کا علم ہوتا تھا جسے غیب کہنا گمراہی ہے۔ ورنہ جمیع مخلوقات نعوذ باللہ عالم الغیب ہے۔ انتہیٰ

اور حال یہ ہے کہ سلطان الواصلین سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہ کی کوئی کتاب "خزینۃ الاولیاء" نام کی نہیں جو کانپور میں طبع ہوئی ہو جسمیں مذکورہ بالا عبارت ہو۔

اسی پر بس نہیں۔ یہی دیوبندیوں کے شیخ الاسلام اسی کتاب میں چند سطر بعد پھر اپنی ایک اور کرامت کا اظہار فرماتے ہیں۔ لکھتے ہیں

"علاوہ ازیں جناب بندہ درہم و دینار (اس سے ان کی مراد، اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ ہیں غالباً دیوبندی لغت میں یہ گالی نہیں) کے دادا یعنی مولوی رضا علی خانصاحب "ہدایت الاسلام" مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صہ۲ میں فرماتے ہیں ـــ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بواسطہ تھا۔ یعنی بذریعہ وحی تعلیماً معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ علی قدر مراتب سب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق و بذات کا اعتقاد رکھنا مفضی الی الکفر ہے اور نص قطعی کے خلاف ـــ اسمیں تاویل اور ایر پھیر کرنا بے دین کا کام ہے۔"

یہاں بھی وہی قصہ ہے ـــ کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے جد کریم حضرت مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی کتاب "ہدایت الاسلام" نام کی نہیں جو مطبع صبح صادق سیتاپور میں چھپی ہو، جسمیں مذکورہ بالا عبارت ہو۔ یہ شیخ الاسلام صاحب تو اپنے ابدی مقر تشریف لے گئے۔ ان کے فرزندوں، شاگردوں، مریدوں میں سے کوئی صاحب مذکورہ بالا کتابوں کا ہمیں پتہ ہی بتا دیں کہ دنیا کی کس لائبریری میں ہم مشکور ہوں گے۔ ناظرین انصاف کریں جس کے مذہب کی بنیاد حقانیت پر ہوتی ہے کیا وہ اس طرح فرضی کتابیں فرضی عبارتیں اپنے عقیدے کی تائید میں گڑھا کرتا ہے۔ کیا جس کو اپنے مذہب کے حق ہونے کا یقین ہوگا وہ ایسی کرامتیں دکھائیگا۔ یہ جملہ معترضہ تو صرف ان اللہ والوں کے تعارف کے لئے تھا اب آیئے اصل بحث پر

تاویلات اور انکی حقیقت

گنگوہی صاحب کے نیازمندوں نے اپنی پوری ذہنی توانائی صرف کرکے ابتک اس کی توجیہ میں جو کہا ہے وہ یہ ہے:

اعتراض اول کی توجیہ

اس پر پہلا اعتراض یہ ہے کہ براہین کی اس عبارت میں شیطان اور ملک الموت کے لئے جو علم ثابت مانا اسی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شرک بتایا۔ جس سے ثابت ہوا کہ گنگوہی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ شیطان اور ملک الموت اس وحدہٗ لاشریک کے شریک ہیں اور یہ قطعی یقینی کفر ہے۔ اس کفر کو دفع کرنے کے لئے ایک نیازمند صاحب نے دس مقدمے قائم کئے اور پھر توجیہ میں یہ خامہ فرسائی کی کہ

"شیطان اور ملک الموت کے لئے جو ثابت مانا گیا ہے وہ علم عطائی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیسے

اس تاویل نے ہمارے اس یقین کو اور پختہ کر دیا۔ کہ گنگوہی صاحب کے نیازمندوں کے ضمیر کی آواز یہی ہے کہ یہ الزام بالکل حق ہے، ورنہ یہ لوگ اتنے سادہ لوح نہیں کہ یہ بھی نہ جانتے ہوں کہ اس تاویل کا براہین کی اس عبارت سے اتنا بھی تعلق نہیں جتنا زمین کو آسمان سے ہے اس کے وجوہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

پہلی وجہ

خود گنگوہی صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم عطائی ماننا شرک ہے، تقویۃ الایمان کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے

"بندہ کے نزدیک سب مسائل اس (تقویۃ الایمان) کے صحیح ہیں۔ اگر کوئی اس کتاب کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے تو وہ مبتدع، فاسق ہے اور تمام تقویۃ الایمان پر عمل کرے (فتاوی رشیدیہ صہ۴۲ مطبوعہ کراچی)

تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اس کے استدلال بالکل کلام اللہ

اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا، پڑھنا، عمل کرنا عین اسلام ہے۔"

ایضاً صد ۴۱، ۴۲

گنگوہی صاحب کے اس عین اسلام میں اشراک فی العلم میں لکھا ہے

"اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء سے رکھے خواہ بھوت سے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دیئے سے۔ ہر طرح شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان ص)

اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ یہ توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ گنگوہی صاحب کو کیے مفید۔ کیا آپ گنگوہی صاحب کو تقویۃ الایمان نہ ماننے کی وجہ سے بتدع اور فاسق بنانا چاہتے ہیں۔ خیر اختیار بدست مختار۔ آگے بڑھئے۔

دوسری وجہ اختلاف کی بنیاد آپ کے مقتدا مولوی عبدالجبار عمرپوری کی یہ عبارت تھی۔

"ہر جگہ موجود اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ سبحانہٗ نے اپنی صفت دوسرے کو عطا نہیں فرمائی۔"

یہ عبارت اسمیں صریح ہے کہ عمرپوری صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صفت عطائی ہی کی نفی کی ہے اور اسی کو گنگوہی صاحب کے پیر بھائی اور تمام دیوبندی افراد کے چچا پیر مولانا عبدالسمیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انوار ساطعہ میں رد فرمایا۔ اس کا صاف اور صریح مطلب یہ ہوا کہ انوار ساطعہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عطائی ہی علم ثابت فرمایا، اسی کا رد کرتے ہوئے گنگوہی صاحب نے براہین میں اسے شرک بتایا۔ تو ثابت کہ گنگوہی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم عطائی ماننا شرک ہے۔ اور یہی علم عطائی شیطان کے لئے گنگوہی صاحب نے ثابت مانا۔ تو آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہو گیا کہ گنگوہی صاحب نے شیطان نیز ملک الموت کو خدا کا شریک مانا۔

تیسری وجہ گنگوہی صاحب کا بھی دعویٰ ہے اور آپ کو بھی تسلیم ہے کہ ان کے برادر طریقت اور آپ لوگوں کے عم طریقت مولانا عبدالسمیع صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیطان اور ملک الموت کی وسعت علم پر قیاس کر کے حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زمین کا علم محیط مانا ہے۔ اگر گنگوہی صاحب شیطان و ملک الموت کے لئے علم عطائی مانتے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم ذاتی کے اثبات کا رد کرتے تو اپنی فطرت سرشت کیمطابق فوراً کہدیتے کہ انوار ساطعہ کا مصنف مجنون ہے (جیسا کہ اکثر مقامات پر یوں ہی برسے ہیں)۔ اسے یہ بھی تمیز نہیں کہ جب شیطان اور ملک الموت کا علم عطائی ہے تو اس پر قیاس کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ذاتی کیسے ثابت کر دیا ہے، کیا اسے یہ بھی خبر نہیں کہ قیاس میں مقیس علیہ کے حکم کو مقیس کے لئے ثابت کیا جاتا ہے اور یہاں مقیس علیہما کا علم عطائی ہے اور مقیس یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ذاتی۔ یہ نہ کہکر یہ کہنا کہ

"شیطان اور ملک الموت کیلئے وسعت علم ثابت ہے اور فخر عالم کے لئے کوئی نص قطعی نہیں بلکہ شرک ہے۔" اس سے گنگوہی صاحب نے صاف صاف بتا دیا کہ انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم عطائی ماننے ہی کو شرک کہا ہے۔ اس لئے ہمارا اعتراض اپنی جگہ باقی ہے۔ اور ان کے نیاز مندوں کی مذکورہ بالا توجیہ براہین کی عبارت سے بالکل ہی بے تعلق ہے۔

چوتھی وجہ گنگوہی صاحب نے ص پر لکھا

"جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا البتہ وہ مشرک ہے۔"

اب فیصلہ اس پر ہے کہ۔ انوار ساطعہ کے مصنف حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عطائی اور بالواسطہ علم مانتے ہیں یا ذاتی؟ اگر انھوں نے انوار ساطعہ میں کہیں علم ذاتی مانا ہو تو گنگوہی صاحب کے نیاز مندوں کی تاویل درست۔ اور اگر علم عطائی اور بالواسطہ مانا ہو تو تاویل مذکور تاویل نہیں۔ گنگوہی صاحب کی عبارت کی تبدیل اور ان پر افترا ہے۔

پوری انوار ساطعہ پڑھ جائیے۔ کہیں بھی آپ کو یہ نہیں ملیگا کہ حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب نے علم ذاتی کا دعویٰ کیا ہے۔ اور علم ذاتی کا دعویٰ کرتے بھی کیسے جبکہ انکا حدیث علم عطائی کی نفی کر رہا ہے۔ انھوں نے صرف ایک جگہ نہیں متعدد جگہ صراحت کیساتھ

علم عطائی کا اثبات فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ براہین طبع دوم کے صت ۲۰۳ لغایت ص ۲۰۷ پر انوار ساطعہ کی جو عبارت منقول ہے اسمیں ایک جگہ ہے۔

"اہلسنت کا اعتقاد ہے کہ اصل عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہے۔ کوئی ایسا نہیں جو بلا تعلیم حق جان سے ہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو خبریں غیب کی دیتا ہے۔"

اس کے بعد ہے

شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا ——— "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر امتی کو جانتے ہیں کہ وہ کس درجے کا ہے۔ فرشتے خبریں پہنچاتے رہتے ہیں اور نور نبوت سے حضرت پہچانتے ہیں سب امتیوں کو۔"

اس کے بعد ہے

محفل شریف میں کثرت سے درود و سلام پڑھا جاتا ہے۔ جب جلسہ کا درود شریف پہنچاتے ہوں گے، پھر کیوں نہیں خبر ہوتی ہو گی۔" اس جلسہ کی"

پھر لکھا

"فکر (غور) کرنا چاہیے ان حدیثوں میں۔ کرامت کے اعمال پر مطلع کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک روز جمعہ اجمالاً — دوسرے ہر صبح شام تفصیل۔"

اس کے بعد ہے

خبر ہو گئی ان وسائط سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

اس کے بعد لکھا

"آیات و احادیث و اقوال و مشائخ و علماء سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ انعقاد محافل میلاد کی آنحضرت صلی اللہ علیہ کو خبر بعض واسطوں سے پہنچ جاتی ہے۔"

انوار ساطعہ کی یہ عبارتیں انتہائی وضاحت کے ساتھ غیر مبہم طور پر بتا رہی ہیں۔ مؤلف

انوار ساطعہ نے علم عطائی ہی کو ثابت مانا ہے، اسی کو گنگوہی صاحب نے کہا

"جس کا عقیدہ مولف کی تحریر کے موافق ہو گا البتہ وہ مشرک ہے"

تو ثابت ہو گیا کہ گنگوہی صاحب کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم عطائی ماننا شرک ہے اور اسی کو ص ۵۵ پر لکھا

"فخر عالم کیلئے ثابت کرنا شرک نہیں تو ایمان کا کون سا حصہ ہے۔"

پانچویں وجہ

براہین میں ص ۵۵ پر ہے ——— شیطان کو جو یہ وسعت علم دی۔" اور اسی پر قیاس کر کے حضور کے لئے ماننے کو شرک کہا گزر چکا کہ قیاس میں وہی حکم مقیس کے لئے ثابت مانا جاتا ہے جو مقیس علیہ کے لئے ثابت ہو۔ اور شیطان کے لئے علم عطائی ہے تو گنگوہی صاحب نے علم عطائی ہی کے اثبات کو شرک کہا۔

چھٹی وجہ

دور کیوں جایئے اسی عبارت میں ہے۔

"شیطان کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کیلئے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔"

اور آپ کا دعویٰ ہے۔ کہ شیطان کے لئے علم عطائی ثابت کیا ہے۔ تو اس کا حال دیکھکر علم عطائی ہی ثابت ہو گا۔ اور اسی کو ایسا شرک کہا کہ اسمیں ایمان کا کوئی حصہ نہیں تو واضح ہو گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم عطائی ماننے ہی کو گنگوہی صاحب نے شرک کہا۔

ساتویں وجہ

یہیں متصل ہی آگے ہے

"شیطان کو یہ (علم کی) وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔"

اس عبارت میں جس علم کو شیطان کے لئے نص سے ثابت مانا۔ اسی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی کی۔ اور اسے شرک کہا اس بنا پر کہ شیطان کے لئے نص ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نص قطعی نہیں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نص قطعی ہوتی تو مان لیتا۔ گنگوہی صاحب تو اب رہے نہیں یہ نیاز مند

لوگ بتائیں۔ کیا گنگوہی صاحب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ذاتی مان لیتے ہیں؟ سامنے کی بات ہے اور آپ لوگوں کو بھی تسلیم ہے کہ شیطان کا علم عطائی ہے۔ اور اسی کی حضور سے نفی کی تو علم عطائی ہی کی نفی کی اور اسی کو شرک کہا

آٹھویں وجہ ص۵۵ پر ہے

"شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اس کا حال مشاہدہ اور نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا۔ عقائد مسائل کے قیاسی نہیں بلکہ قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں۔ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں۔ مولف قطعیات سے ثابت کرے ملخصاً"

یہ عبارت اس پر نص ہے کہ جس علم کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی کی، اسے اگر نصوص قطعیہ سے ثابت کیا ہوتا تو گنگوہی صاحب مان لیتے۔ اب سوال یہ ہے کہ — کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ذاتی گنگوہی صاحب مان لیتے؟ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ذاتی کا اثبات نصوص قطعیات سے تو بہت دور کی بات ہے خبر آحاد سے بھی شرعاً ممکن ہے؟ اس لئے یہ مانے بغیر چارہ نہیں کہ ساری بحث علم عطائی کے اثبات و نفی میں ہو رہی ہے۔ اسی کو حضرت مولانا عبد السمیع صاحب نے ثابت فرمایا اسی کو گنگوہی صاحب نے رد کیا اور علم عطائی ہی کے اثبات کو شرک کہا۔

چند اور شبہات اور انکے جوابات

گنگوہی صاحب کے نیازمند یہ بھی کہتے ہیں کہ گنگوہی صاحب نے خود ص۵۳ پر تصریح کر دی ہے کہ

"یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا عقیدہ ہے"

جبکہ گنگوہی صاحب نے تصریح کر دی ہے کہ یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپکو کوئی ثابت کرے۔ تو مصنف کی بیان کردہ مراد کے خلاف اس کی مراد بتانا انتہائی سنگین خیانت ہے۔

جواب ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے۔ کہ اولاً۔ جب آٹھ وجوہ سے ثابت ہو چکا کہ ساری بحث از ابتدا تا انتہا علم عطائی میں ہے تو یہاں علم ذاتی کو علم عطائی کا مقابل سمجھنا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا اور نہ ہم تو نہیں کہہ سکتے گستاخی ہوگی مگر لازم ضرور آئیگا کہ گنگوہی صاحب یہ عبارت لکھتے وقت باہوش و حواس نہ تھے کاش کہ ایسا ہی ہوتا تو کم از کم براہین کی اس عبارت کی وجہ سے تکفیر سے بچ جاتے مگر ان کے نیازمند آسمان سر پر اٹھالیں گے۔ ہمارے قاضی الحاجات، رحمۃ للعالمین، صدیق، فاروق، عثمان و علی، ابو حنیفہ، شافعی الخ کے عطر مجموعہ کو ایسا کہدیا۔ اس لئے مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ آپ سے کس نے کہدیا۔ کہ یہاں ذاتی عطائی کا مقابل ہے۔ کیا ذاتی کے اور معنی نہیں جو یہاں بن سکیں اور عبارات میں خبط نہ ہو۔ کیا ذاتی عرضی کا مقابل نہیں آتا۔

ثانیاً۔ یہاں ذاتی، عطائی کا مقابل نہیں ہیں۔ اس کو متصلاً گنگوہی صاحب نے خود ہی بتا دیا ہے۔ فرمایا

"جیسا جہلا کا عقیدہ ہے"

گنگوہی صاحب تو جا چکے آپ لوگ بتائیں۔ جہلا میں کس جاہل کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ذاتی بمعنی مقابل عطائی کے ہے۔

ثالثاً:۔ آگے ہے

"جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے مطابق ہوگا البتہ وہ مشرک ہے"

چوتھی وجہ میں گزر چکا کہ انوار ساطعہ کے مصنف نے علم عطائی ہی کو ثابت فرمایا۔ اور اسے گنگوہی صاحب شرک کہہ رہے ہیں۔ کیا چند سطر پہلے جو لکھ چکے ہیں وہ یاد نہ تھا؟

افسوس ہے ان نیازمندوں پر کہ گنگوہی صاحب کے کلام کو بھی نہیں سمجھ پائے۔

رابعاً۔ پہلی وجہ میں گزر چکا کہ گنگوہی صاحب کا عقیدہ تقویۃ الایمان کے مطابق ہے

[1] ملاحظہ ہو مرقع رشید احمد از مولوی محمود الحسن و تذکرۃ الرشید از عاشق الٰہی میرٹھی

اور تقویۃ الایمان میں علم عطائی کو بھی شرک بتایا تو کیا براہین لکھتے لکھتے یہاں پہنچکر اپنے عقیدے سے مرتد ہوگئے کہ وہ یہاں ذاتی بول کر عطائی کا مقابل مراد لیں گے۔

اس جگہ علم ذاتی کا ذکر بالکل اسی طرح ہے جیسے تحذیر الناس کی ص۳ کی عبارت میں بالذات کی قید ہے کہ وہ بھی بوقت ضرورت کے لئے بڑھائی تھی۔ ورنہ حقیقت میں لغو اور مہمل ہے۔ ویسے ہی یہاں۔ علم ذاتی۔ کا تذکرہ بھی۔ نوشتہ بکار آید کے طور پر ہے کہ بوقت ضرورت اس کی آڑ لی جائے۔

فرق یہ ہے کہ نانوتوی صاحب گنگوہی صاحب کی بہ نسبت زیادہ زیرک اور دور اندیش تھے تو انھوں نے قدم الخروج قبل الولوج کے طور پر پہلے لکھدیا۔ اور گنگوہی صاحب زود رنج جلالی بزرگ تھے اس لئے ابتداً تو جو عقیدہ تھا لکھدیا۔ بعد میں ہوش آیا تو یہ ٹپی کھڑی کردی۔

خاص سا۔ گنگوہی صاحب کے نیاز مندوں سے درخواست ہے کہ وہ گنگوہی صاحب پر ترس کھائیں۔ وہ بیچارے ایسی غلطی کیسے کرسکتے ہیں کہ ذاتی سے عطائی کا مقابل مراد لیں۔ جبکہ وہ غیر خدا کے لئے علم ذاتی کے اثبات کو کفر بھی نہیں مانتے، اپنے فتاوی میں لکھ چکے ہیں ؛

جو یہ عقیدہ رکھے کہ خود بخود آپکو بدون اطلاع حق تعالیٰ کے علم غیب تھا تو اندیشہ کفر کا ہے۔ کافر کہنے سے زبان روکے اور تاویل کرے۔

(فتاوی گنگوہی مطبوعہ کراچی ص۹۶)

ب وہ علم ذاتی مقابل عطائی کو کفر بھی نہیں صرف اندیشہ کفر بتاتے ہیں تو براہین میں سے شرک کیسے کہدیں گے۔ کیا آپ لوگوں نے ان کو اتنا حواس باختہ سمجھ رکھا ہے۔

نعوذ باللہ من ذالک

۲) گنگوہی صاحب کے ایک نیاز مند لکھتے ہیں

"مصنف براہین قاطعہ اس بحث میں اس قیاس کو رد فرما رہے ہیں کہ جب شیطان اور ملک الموت کو علم کی یہ وسعت حاصل ہے تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی افضلیت کیوجہ سے اس سے زیادہ خود ہی پیدا کرلیں گے۔ اور اسی خیال کو صاحب براہین نے شرک قرار دیا ہے۔ براہین قاطعہ میں جس جگہ یہ بحث ہے اس کی پہلی سطر یہ ہے۔

تمام امت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فخر عالم علیہ السلام کو اور سب مخلوقات کو جسقدر علم حق تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ اور بتلادیا۔ اس سے ایک ذرہ زیادہ کا بھی علم ثابت کرنا شرک ہے۔ سب کتب شرعیہ سے یہی مستفاد ہے۔ فیصلہ ص۱۲۴

جواب **اولاً** یہ عبارت اس کتاب میں کہاں ہے؟ آپ تو کبرسنی اور امراض مزمنہ کیوجہ سے معذور ہیں۔ آپ اس کا عذر پیش کرسکتے ہیں مگر اپنی جماعت کے کسی دیدہ ور کو حکم کرسکتے ہیں کہ وہ انوار ساطعہ کی وہ عبارت دکھادیں جسمیں اس کے مصنف نے مذکورہ بالا قیاس کیا ہے۔ زبانی مناظروں کی روداد میں اہلسنت کے مناظرین پر افتراء کی عادت نے آپ کو اتنا جری کردیا ہے کہ چھپی ہوئی شائع شدہ بلکہ خود اپنے مذہب کی کتابوں کے ساتھ چھپی ہوئی کتاب پر افتراء کرنے لگے کیا اب آپ کا ایمان۔ انما یفتری الکذب الذین لایومنون۔ پر بھی نہیں رہ گیا ہے۔

ناظرین اطمینان رکھیں۔ پوری انوار ساطعہ میں مذکورہ بالا قیاس کہیں نہیں کہیں نہیں، کہیں نہیں۔ البتہ عمر پوری صاحب کے اس قول پر۔ کہ یہ عقیدہ "کہ جہاں مولود پڑھا جاتا ہے تشریف لاتے ہیں شرک ہے۔" بطور نقض انوار ساطعہ میں یہ ضرور ہے۔ کہ اگر محافل میلاد میں تشریف لانا شرک ہوتا تو کسی کو یہ قدرت نہ ہوتی کہ زمین میں جہاں چاہے جائے آئے۔ حالانکہ ملک الموت علیہ السلام کو یہ قوت ہے۔ بلکہ شیطان لعین کو بھی ہے، اس میں کہاں قیاس ہے۔ کہاں ہے کہ

جب شیطان اور ملک الموت کو علم کی یہ وسعت حاصل ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی افضلیت کیوجہ سے اس سے زیادہ خود ہی پیدا کرلیں گے۔"

اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو آپ اور آپ کے ہمنوا کیا بولیں گے؟ ناظرین فیصلہ کریں کیا اپنے حریف پر بہتان باندھ کر، افترار کر کے کسی کا کفر اٹھ سکتا ہے۔ اس طرح تو ہر کافر اپنے کفر کو دفع کر سکتا ہے۔

جب انوار ساطعہ میں مذکورہ بالا قیاس کا وجود ہی نہیں تو اس پر براہین کی کفری عبارت کی تاویل کی بنیاد رکھنا بنار علی الباطل ہی نہیں بنار علی المعدوم ہے پھر اس تاویل کو براہین کی عبارت کی تاویل کہنا کسی طرح درست نہیں یہ کسی اور ذہنی عبارت کی تاویل ہوگی۔

ثانیا:۔ صاحب براہین نے جسے سب امت کا اعتقاد بتایا وہ امت کے نہ کسی فرد کا اعتقاد ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ ایسی احمقانہ بات پوری امت تو بہت عظیم ہے کسی عقل والے کا بھی اعتقاد نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی زیادہ علم عطائی ثابت کرے تو شرک کس منطق سے ہوگا، یہ کسی عاقل کی سمجھ میں آسکتا ہے؟ یہ زائد علم عطائی زیادہ سے زیادہ باطل ہوگا۔ شرک کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ ایسے اعتقاد کو پوری امت کا اعتقاد بتانا افترار اور بہتان ہے۔

ثالثا:۔ پوری امت نہیں، امت کے دو چار ہی مستند و معتمد افراد کا قول دکھا دیجئے۔ کہ انھوں نے اس اعتقاد کو شرک لکھا ہے۔

رابعا:۔ براہین کے مؤلف گنگوہی صاحب جانتے تھے کہ میں پوری امت پر افترار کر رہا ہوں۔ اس پر گرفت ہوگی۔ مطالبہ ہوگا کہ دکھاؤ امت کے کن کن افراد نے اپنا یہ اعتقاد بتایا ہے۔ پھر بڑی رسوائی ہوگی۔ اس لئے اخیر میں پینترا بدل دیا۔ اور یوں گھما دیا۔

"سب کتب شرعیہ سے یہی مستفاد ہوتا ہے"

آپ کے سارے نیازمندوں کو صلائے عام ہے۔ سب کتب شرعیہ سر دست رہنے دیجئے۔ دو چار ہی کی وہ عبارتیں دکھا دیں جس سے وہ احمقانہ اعتقاد مستفاد ہوتا ہے۔ ہم ناظرین کو اطمینان دلاتے ہیں کہ جب سو سال سے وہ عبارتیں نہ دکھا سکے تو اب کون ہے جو دکھائے یہ کتب شرعیہ پر گنگوہی صاحب کا افترار اور بہتان ہے۔ اور اگر امت سے مراد آپ کی

اپنی امت ہو تو دوسری بات ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کو گھٹانے کی سزا میں جب کہیں پناہ نہیں ملی تو افترار پر افترار کر رہے ہیں۔ بہتان پر بہتان باندھ رہے ہیں۔ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور ان کی محبت کا یہی تقاضا ہے؟ ہنود و یہود، نصاری و مجوس نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں یہ دھندے نہ کئے ہوں گے۔

خامسا:۔ پوری امت کا یہ اعتقاد کیسے ہو سکتا ہے۔ جبکہ یہ اعتقاد عوام ہی نہیں خواص کو مشرک بنانے کی خود کار (آٹومیٹک) مشین ہے۔ ناظرین ملاحظہ کریں۔ نانوتوی صاحب کے ایک مرید نے کہا کہ نانوتوی صاحب کا علم گنگوہی صاحب سے زیادہ تھا اس پر گنگوہی صاحب کے مرید نے کہا، نہیں۔ گنگوہی صاحب کا علم نانوتوی صاحب سے زیادہ تھا۔ ظاہر ہے ان دونوں میں ایک ضرور غلط کہہ رہا ہے۔ تو وہ اس آٹومیٹک کفری مشین کی رو سے ضرور بالضرور مشرک اس لئے کہ اس نے اپنے ممدوح میں اس سے زیادہ علم مانا۔ جتنا اللہ عزوجل نے دیا تھا۔ اس لئے اس آٹومیٹک کفری مشین کی رو سے مشرک۔

پھر یہ بحث انھیں دونوں میں منحصر نہیں۔ اور بھی دیوبندی بزرگوں میں ہو سکتی ہے بلکہ ہوئی ہے اور ہوتی رہتی ہے مثلاً انبیٹھی صاحب کا علم زیادہ ہے یا تھانوی صاحب کا۔ انور صاحب کشمیری کا زیادہ ہے یا عثمانی صاحب کا۔ زکریا صاحب کا زیادہ ہے یا ٹانڈوی صاحب کا۔ اور اس قسم کے ہر اختلاف میں ایک ضرور مشرک ہوا۔ بلکہ یہ مقابلہ اور اختلاف امت کے کسی بھی دو عالم کے مابین ہو سکتا ہے بلکہ ہوا ہے اور ہوگا۔ تو ان میں ایک فریق دیوبندی مذہب کی اس آٹومیٹک مشین کی رو سے مشرک ہوا۔

سادسا:۔ ان سب خرافات کی بنیاد ہی فاسد ہے۔ کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کا علم محیط نہیں عطا فرمایا۔ اور یہ نصوص قطعیہ کے خلاف ہے۔ مجدد اعظم اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اپنی تصنیفات مبارکہ الدولة المکیة، الفیوض الملکیہ۔ انباء المصطفےٰ۔ خالص الاعتقاد وغیرہ میں اور ان کے خلف الرشید وارث علم و فضل، ان کے جانشین حضرت مفتی اعظم ہند مولانا

مصطفیٰ رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ادخال السنان میں اور ان کے خلیفہ حضرت صدر الافاضل علامہ نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے الکلمۃ العلیا میں۔ قرآن مجید کی آیات مبارکہ اور سیکڑوں احادیث سے ثابت فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جمیع ماکان ومایکون کو محیط ہے جسمیں زمین ضرور داخل۔ یہ وہ رسائل ہیں جن کے جواب سے تمام منکرین علم غیب آجتک عاجز ہیں۔ جبکہ ان میں سے بعض کو ایک صدی کے قریب ہو رہا ہے اب کیا امید کہ کوئی جواب دے پائیگا۔ تو جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین ہی کا علم محیط نہیں اس سے لاکھوں گنا زائد اللہ عزوجل نے عطا فرمایا تو اس گنگوہی مغالطہ عامۃ الوردو سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زمین کا علم محیط ثابت کرنا شرک نہ ہوا۔ پھر اس مغالطہ عامۃ الورود کے ذکر سے فائدہ؟ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ پوری امت پر افترا کیا۔ بہتان باندھا اور کال نہ کٹا۔ کیسے کٹے۔ ع دروغ را فروغ نہ باشد۔ مگر دیوبندیوں کا اصول یہ ہے الکذب ینجی والصدق یھلک۔

تیسرا شبہہ گنگوہی صاحب کے نیاز مند یہ بھی کہتے ہیں کہ شیطان کو جو علم دیئے گئے وہ رذیل اور حقیر تھے اور ان رذیل و حقیر علم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ماننا شرک ہے۔

جواب اولاً شیطان کو جو علوم رذیلہ، حقیرہ حاصل ہیں وہ اللہ عزوجل کی عطا سے حاصل ہیں یا اللہ عزوجل کی عطا کے بغیر اس نے خود پیدا کر لئے ہیں۔ بر تقدیر ثانی۔ اس کا علم ذاتی ہوا اور آپ سب لوگوں کو تسلیم کہ ذاتی خاصہ خدا ہے۔ تو لازم کہ گنگوہی صاحب کے عقیدے کے مطابق شیطان خدا ہے یا خدا کا شریک۔ اور بر تقدیر اول جب وہ علوم اللہ عزوجل کی عطا سے شیطان کو حاصل ہوئے۔ تو لازم کہ اللہ عزوجل خود اس سے متصف ہو۔ اور بقول آپلوگوں کے یہ علوم رذیل و حقیر تو لازم کہ اللہ عزوجل حقیر و رذیل کیساتھ متصف بالفعل ہے اور یہ کفر ہے۔

ثانیاً یہ بھی ہوش نہ رہا کہ شیطان کے ساتھ براہین میں حضرت ملک الموت علیہ السلام والتسلیم بھی ہیں۔ کیا ان کے علوم بھی رذیل و حقیر ہیں۔ اگر ہیں تو آپ لوگوں نے ایک ملک مرسل، فرشتۂ مقرب کے وصف کو رذیل، حقیر کہکر اسکی توہین کی یا نہیں؟ اور ان کی توہین کفر ہے یا نہیں؟

ثالثاً قرآن مجید میں ہے

وعلم آدم الاسماء کلھا۔ اور اللہ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔ (بقرہ آیت ۳۱)

عامۂ تفاسیر میں سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں فرمایا حتی القصعۃ والقصیعۃ والملحقۃ والفسوۃ والفسیۃ بتایئے یہ علوم کمالات تھے یا نہیں۔ اگر نہیں تو یہ تعلیم الٰہی لغو ہوئی اور اس سے بھی زیادہ لغویت یہ ہوگی کہ حضرت آدم کے انھیں علوم کو ملائکہ پر فضیلت کی دلیل بتائی کسی میں ہمت ہے تو کہدے یہ لغو کام ہوا۔ اور اگر یہ کمالات ہیں اور ضرور ہیں تو ثابت کہ علوم دینیہ کی طرح دنیوی علوم بھی کمال ہیں۔ پھر علم کی، کمال اور غیر کمال کی طرف تقسیم باطل۔

رابعاً بات بالکل واضح ہے۔ علم کسی چیز کا نہ ذلیل ہے نہ رذیل نہ حقیر۔ علم ہر چیز کا کمال ہے۔ اللہ عزوجل اپنا وصف خود بیان کرتا ہے۔ وھو بکل شیئ علیم وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ یہاں۔ شیئ بمعنی مایعلم ومایخبر بہ ہے جو واجبات ممتنعات اور جمیع ممکنات کو عام ہے خواہ وہ موجود ہوں یا ازلاً ابداً معدوم —— اور اللہ عزوجل کا ہر وصف کمال تو مطلق علم خواہ کسی چیز کا ہو کمال۔ حتی کہ کفریات محرمات کا علم بھی قبیح نہیں البتہ کفریات، محرمات افعال قبیحہ کا ارتکاب ضرور قبیح ہے۔ شیطان کا خبث یہ ہے کہ وہ قبائح کا خود ارتکاب کرتا ہے اور کراتا ہے۔ مثلاً زنا کسے کہتے ہیں، چوری کسے کہتے ہیں، یہ جاننا قبیح نہیں، قبیح چوری کرنا زنا کرنا ہے۔ شیطان دھوکہ دہی وغیرہ کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے وہ شیطان ہے۔ لوگوں کو کفر پر ابھارتا ہے

حرامکاری پر اکساتا ہے اس لئے وہ شیطان ہے خبیث ہے۔
کسی کے خواب میں بھی یہ وہم نہ ہوگا کہ گنگوہی صاحب کے نیازمند اس فرق کو نہ جانتے ہوں گے، ضرور جانتے ہیں خوب جانتے ہیں۔ صرف بیچارے عوام کے ذہن کو اس عبارت کے کفر سے پھیرنے کے لئے، اتنی بڑی جسارت کر رہے ہیں کہ ارتکاب کے قبیح ہونے کو علم کے قبیح ہونے پر ڈھال دیا کیا اسی کا نام توجیہہ ہے کیا اسی کا نام تاویل ہے۔ کسی مجرم کے جرم کو چھپانے کے لئے آنکھوں میں دھول جھونکنا اس جرم میں شریک ہونا اور خود بہت بڑا جرم ہے۔ الحکم اذا اشتبہم۔

دوسرے اعتراض کی توجیہہ اور اس کا رد

براہین کی عبارت میں — دوسرا کفر یہ تھا کہ — کفر و شرک کو نص سے ثابت مانا۔ یہ کفر پہلے کفر کی فرع ہے۔ اگر پہلا اُٹھ جاتا تو یہ خود بخود ختم ہو جاتا مگر جب پہلا کفر ثابت ہے تو یہ بھی ثابت ہے۔

تیسرا کفر

شیطان لعین کے علم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زائد مانا

اس عبارت کا اخیر حصہ یہ ہے:

"شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے؟ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

اس عبارت میں خط کشیدہ جملہ "فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے؟" بہ بانگ دہل پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس عبارت کا قائل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ مطلقاً وسعت علم کا انکار کر رہا ہے۔ یہاں کسی خاص علم کی تخصیص نہیں کی ہے نہ زمین کے علم کی اور نہ اِس علم کی اور نہ اُس علم کی۔ تو بداہۃً یقیناً قطعاً یہ مطلق وسعت

علم کی نفی ہوئی اور اس کا وہی دو، دو چار کی طرح یہی مطلب ہوا کہ گنگوہی صاحب یہی بتا رہے ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم وسیع نہیں۔ اور شیطان کیلئے صاف صاف لکھا ہے کہ یہ یعنی علم کی وسعت نص سے ثابت ہے تو صاف صاف عیاں ہے کہ گنگوہی صاحب نے شیطان لعین کے علم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زائد مانا۔

توجیہہ اور اس کی تردید

گنگوہی صاحب کے نیازمندوں نے اس کفر کو اٹھانے کے لئے جو جو جتن کئے ہیں۔ سب کے بیان کے لئے دفتر درکار ہے۔ زیادہ تر یہ کہا ہے۔ کہ نفی صرف زمین کے علم محیط کی ہے اور شیطان کے لئے اس کو ثابت مانا گیا ہے۔ ایک جزئی علم کے شیطان کے لئے ثابت ماننے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس مخصوص جزئی کا علم ثابت نہ ہونے سے شیطان کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم ہونا لازم نہیں آتا جبکہ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوسرے ایسے علوم کثیرہ مانتے ہیں جو شیطان کو حاصل نہیں۔

تردید براہین میں کہیں صرف زمین کے علم محیط کی نفی ہوگی۔ یہاں نہ زمین مذکور ہے نہ اس پر دلالت کرنے والا کوئی لفظ مثلاً اسم اشارہ یا ضمیر وغیرہ یہ، اِس، اُس وہ۔ بغیر ان قیودات کے مطلق وسعت علم کی نفی کی ہے اور مطلق کی نفی کیلئے استغراق لازم ہے۔ اگر مطلق کی نفی کے لئے استغراق لازم نہ ہو تو مطلق کی نفی نہ ہوگی۔ کیونکہ مطلق کا اثبات اس کے کسی ایک فرد کے اثبات سے ہو جاتا ہے تو اگر مطلق کی نفی کا مطلب یہ ہو کہ اس کے کچھ افراد کی نفی ہو کچھ کا اثبات تو حقیقت میں یہ مطلق کی نفی نہیں بلکہ مطلق کے بعض افراد کی نفی ہوئی اور مطلق کا اثبات ہوا۔ مثلاً کسی نے کہا میں نے مدینہ طیبہ نہیں دیکھا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آج تک کبھی نہیں دیکھا ہے۔ نہ بچپنے میں نہ جوانی میں نہ بڑھاپے میں نہ اکیلے نہ کسی کے ساتھ۔ اس کا یہ مطلب

نہیں ہوتا کہ بچپنے میں دیکھا ہے جوانی اور بڑھاپے میں نہیں دیکھا ہے یا جوانی میں دیکھا ہے بچپنے اور بڑھاپے میں نہیں دیکھا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کا سبب یہی ہے کہ مطلق کی نفی اسی وقت صحیح ہے جب استغراق ہو۔

یہاں براہین میں جب مطلق وسعت علم کی نفی ہے تو اسے بھی استغراق لازم۔ اب اس کا صریح مطلب یہ ہوا کہ گنگوہی صاحب یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں — کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی علم کی وسعت ثابت نہیں۔ نہ زمین کے علم کی نہ آسمان کے علم کی نہ دینی علم کی نہ دنیوی علم کی۔ نیز یہ بھی کہ کسی بھی علم کی وسعت ثابت ماننا شرک ہے خواہ دنیوی علوم کی وسعت مانیں خواہ دینی بہرحال شرک ہے۔

اگر گنگوہی صاحب کا منشا صرف علم محیط زمین کی نفی ہوتا تو یوں لکھتے — شیطان کے لئے زمین کا علم محیط نص سے ثابت ہے اور فخر عالم کے علم محیط زمین کی کونسی نص قطعی ہے — اختصار ملحوظ ہوتا تو یوں لکھتے — فخر عالم کی اس وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے — یہ نہ کہہ کر بصیغہ اطلاق یوں کہنا۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے؟ — صاف صاف بتا رہا ہے کہ ان کی مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلق علم کی نفی ہے۔ اس لئے یہ ماننے بغیر کسی انصاف پسند کو چارہ نہیں کہ گنگوہی صاحب نے اس عبارت میں شیطان لعین کے علم کو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ وسیع مانا اور اس عبارت پر ہمارا یہی الزام ہے جو بلا کسی ادنیٰ شک و شبہ کے ثابت ہے اور گنگوہی صاحب کے نیاز مندوں کی تاویل مذکور اس عبارت کی تاویل نہیں تحویل و تبدیل ہے بلکہ تحریف ہے۔

دوسرے علماء کی تائیدات

مناظرہ بہاولپور

آج ایک صدی سے زائد ۱۳۰۶ھ کی بات ہے۔ ریاست بہاولپور میں براہین کی مختلف عبارتوں کے ساتھ اس کی مذکورہ بالا عبارت پر بھی ایک انتہائی اہم اور فیصلہ کن مناظرہ ہوا تھا۔ جسمیں دیوبندیوں کی طرف سے

اس وقت کے سب سے بڑے عالم ان کے شیخ الہند محمود الحسن صاحب اور خود انبیٹھی صاحب بھی شریک ہوئے تھے جن کے نام سے براہین چھپی ہے۔ اہلسنت کیجانب سے امام المناظرین حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری مناظر تھے اور چاچڑاں شریف کے شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس مناظرے کے حکم تھے۔ جو نواب بہاولپور کے پیر، مرشد تھے حضرت موصوف نے اس مناظرے پر جو فیصلہ دیا ہے وہ یہ ہے [1]

"مؤلف مذکور مع اپنے معاونین کے وہابی اہلسنت سے خارج ہے۔"

جس کے نتیجے میں انبیٹھی صاحب بہاولپور سے نکالے گئے۔

یہ مناظرہ تحریری تھا۔ اس کی روداد تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل کے نام سے چھپ چکی ہے۔ اس میں حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے براہین کی اس عبارت پر انبیٹھی صاحب کو یہی الزام دیا ہے۔ کہ انھوں نے اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو شیطان کے علم سے کم لکھا ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔

"فقیر کان اللہ لہٗ کا اعتراض یہ ہے — کہ سرور کائنات اعلم مخلوقات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی وسعت علم کا جو انکار کیا ہے اور شیطان کے علم سے آپ کے علم کو کم لکھ دیا ہے یہ نہایت درجہ کی توہین ہے۔" [2]

اسی تقدیس الوکیل کی تصدیق میں مولانا رحمۃ اللہ کیرانوی مہاجر مکی نے لکھا ہے:

"میں مولوی رشید احمد کو رشید سمجھتا تھا مگر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے۔ بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت کا علم شیطان لعین کے علم سے کمتر ہے اور اس عقیدے کے خلاف کو شرک فرمایا" [3]

حضرت مولانا رحمۃ اللہ کیرانوی وہ بزرگ ہیں جنھیں سلطان ترکی نے پایۂ حرمین کا خطاب دیا۔ اور جنھیں خود براہین ہی میں [4] — ہمارے شیخ الہند مولوی رحمۃ اللہ

---

[1] تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل ص ۲

[2] ایضاً ص ۱۹۳ [3] ایضاً ص ۳۱۹ [4] براہین ص ۲۳

ـــ لکھا۔ یہ بھی اس عبارت سے وہی سمجھے جو دوسرے علماء اہلسنت نے سمجھا۔

خود حضرت مولانا غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نہ مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ کے تلمیذ ہیں۔ نہ ہم سبق ہیں، نہ پیر بھائی ہیں۔ انھوں نے بھی اس عبارت کا یہی مطلب سمجھا اور انبیٹھی صاحب اور محمود الحسن صاحب کو رد در رد الزام دیا۔ جس کی وہ لوگ کوئی ایسی توجیہہ نہ کر سکے جس کی رو سے اس عبارت کا کوئی ایسا مطلب نکلتا جس کی بنا پر یہ عبارت کفر نہ رہتی۔ تو جب جن بزرگ کے نام سے یہ کتاب چھپی ہے جو بقلم نیاز مندانِ گنگوہی صاحب مصنف ہیں تو اگر بفرض محال اب کوئی صاحب کوئی دوسرا مطلب نکال بھی لیں تو انھیں یا گنگوہی صاحب کو کیا مفید۔ واضح ہو کہ گنگوہی صاحب اس وقت بقید حیات اور بقید ہوش و حواس تھے اگر اس عبارت کا کوئی مطلب اور ہوتا تو وہ ضرور بتاتے، ان کے دو عظیم مرید اور خلیفہ اس مناظرے میں شریک تھے۔ انھوں نے واپس آکر روداد ضرور سنائی ہوگی۔ مناظرے میں نہ بتا سکے تھے تو بعد میں بتا دیتے۔ نظام الملک اخبار میں وہ بھی چھپ جاتا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ گنگوہی صاحب کے پاس بھی اس کی کوئی تاویل نہیں تھی جو انھیں کفر سے بچا سکے۔ آخر اس صریح جملے کی کیا تاویل ہو سکے گی۔

”فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے؟ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“

اس کا صاف صریح مطلب صرف یہ ہے کہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی نہیں یہ نصوص کے خلاف ہے اور شرک ہے۔

تھانوی صاحب کی کفری عبارت

دیوبندیوں کے حکیم الاُمّت اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنے ایک کتابچے ”حفظ الایمان“ کے صـ۸ پر لکھا:

”پھر یہ کہ آپکی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمر و بکر بلکہ ہر صبی (بچے)، مجنون (پاگل)، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔“

چند سطر بعد ہے

”اور اگر تمام علوم غیبیہ مراد ہیں اس طرح کہ ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے۔“

اس عبارت کا صاف صاف صریح وہ بھی صریح متعین مطلب یہ ہے کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ہر کس و ناکس، زید و عمر و بکر بلکہ بچوں، پاگلوں بلکہ جانوروں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی۔ یا[1] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ان کے مساوی بتایا۔ اور اس پر فریقین کا اتفاق کہ ان دونوں باتوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی توہین اور تحقیر ہے اور کسی نبی کی توہین وہ بھی سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین باجماع امت کفر ہے اور توہین کرنے والا کافر۔

اس عبارت سے مضمون مذکور بلا کسی ابہام و خفا کے بے ایر پھیر کے واضح ہے۔ مزید توضیح کے لئے عرض ہے:

---

[1] یہ تردید اس بنا پر ہے کہ تھانوی صاحب کے نیاز مند خود آپس میں الجھے ہوئے ہیں کہ اس عبارت میں ”ایسا“ تشبیہ کے لئے ہے یا اتنا اور اس قدر کے معنی میں تفصیل آگے آ رہی ہے۔

(۱) ابتداء میں ہے — آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا — اس کا مطلب صرف یہ ہے — یہ کہنا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب جانتے تھے۔ اسلئے کہ حکم کے یہی معنی ہیں کہ ایک چیز دوسرے کے لئے ثابت کیجائے — آگے ہے — اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اس عبارت میں — اس — کا اشارہ پہلا ذکر کردہ غیب ہے یعنی جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے جو حضور کو حاصل تھے — اس لئے بعض غیب سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا علم غیب مراد ہوا۔ اور یہی مراد ہونا متعین ہے۔ اس لئے کہ مقسم کا صدق اقسام پر ضروری ہے ورنہ قسم، قسم نہ رہے۔ بیگانۂ محض ہو جائے۔

اس کے بعد ہی بعض علم غیب کو جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں — یہ کہا — اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو ہر زید و عمرو و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

اس لئے بلا کسی ادنیٰ شک و شبہہ اور بغیر ذرہ برابر تردد کے واضح ہو گیا کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی یا ان کے برابر بتایا۔ اسی کو اور مختصر عبارت میں یوں کہہ لیجئے — کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو علم غیب حاصل مانا بقول زید اس کی دو قسمیں بکیں — بعض غیب یا کل غیب — کل کے حاصل ہونے کو عقلاً نقلاً باطل مانا۔ تو لازم کہ انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بعض علم غیب حاصل مانا۔ اور اسی کے بارے میں لکھا کہ ایسا علم غیب تو ہر زید و عمرو و بکر یعنی ہر کس و ناکس بلکہ بچوں پاگلوں، چوپایوں کو بھی حاصل ہے۔ اب اگر لفظ "ایسا" کو تشبیہ کے لئے مانیں تو انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم ارفع و اعلیٰ کو ان خسیس چیزوں کے کہتر و ادنیٰ علم سے تشبیہ دی — اس میں یقیناً حتماً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی ہوئی توہین ہے۔

اور اگر — لفظ ایسا — کو اتنا اور اس قدر کے معنی میں مانیں۔ تو لازم کہ حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کے علم وافر و کثیر کو جس کی مقدار کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل بھی نہیں جان سکا۔ ان رذیل چیزوں کے علم کے برابر کر دیا۔ یہ بھی بدترین توہین ہے۔

حسام الحرمین کی اشاعت کے بعد سے ابتک حفظ الایمان کی اس عبارت کی تاویل میں تھانوی صاحب کے چھوٹے بڑے تمام نیازمندوں نے ایڑی چوٹی تک زور لگایا مگر کوئی بزرگ اس کی ایسی تاویل نہ کر سکے جو اس عبارت کی تاویل ہو اور کفر نہ ہو۔ کتابچوں پر کتابچے لکھے۔ اشتہار پر اشتہار چھاپے۔ تقریریں کیں مناظرے کئے۔ مگر ہوا یہی کہ اس عبارت کو جسقدر بنانے کی کوشش کی اتنے ہی الجھتے گئے۔ جتنی زیادہ صفائی کی جدوجہد کی اتنا ہی زیادہ اس عبارت کا کفر اجاگر ہوتا گیا۔ اس کی تفصیل اگرچہ بہت مفید اور دلچسپ ہے۔ مگر ہمارا مقصود اسوقت صرف الزام دینا نہیں بلکہ افہام و تفہیم ہے اس لئے اس سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف بنیادی بات پر بحث کرتے ہیں۔

ابتک اس عبارت کی تاویل میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ ان سب کا حاصل یہ ہے :

"کہ اس عبارت میں "ایسا" سے مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم نہیں بلکہ مطلق بعض ہے اس لئے یہ عبارت بے غبار ہے"

اس موضوع پر لکھے ہوئے سارے کتابچوں، مناظرے کی رودادوں کو دیکھ ڈالئے سب میں قدر مشترک یہی نکلے گا۔ البتہ طرز بیان، طرز استدلال الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ مگر محور یہی ہے۔

یہ تاویل نہیں عبارت کی تبدیلی ہے

ہمارا یہ کہنا ہے کہ — یہ کہنا کہ لفظ ایسا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مبارک مراد نہیں مطلق بعض مراد ہے۔ اس عبارت کو مسخ کرنا اور بالکلیہ بدل دینا بلکہ مہمل اور لغو بنا دینا ہے۔

اولاً لفظ "ایسا" سے جو بھی مراد ہو اس کا پہلے ذکر ہونا لازم ہے۔ ورنہ ایسا کہنا مہمل

ہوگا۔ اور اس سے پہلے صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم پاک مذکور ہے۔ اس لئے اس سے صرف وہی مراد ہو سکتا ہے۔ مطلق بعض مذکور ہی نہیں اس لئے وہ کسی طرح مراد ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے علم مبارک کی۔ بعض غیب اور کل غیب کی طرف تقسیم کی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم پاک مقسم ہے۔ اور بعض غیب اور کل غیب اس کے اقسام۔ اور اقسام پر مقسم کا صدق لازم ورنہ اقسام اقسام نہ رہیں۔ اجنبی محض ہو جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مقسم مع قید ہی کا نام قسم ہے۔

مثلاً نحوی کلمہ کی تین قسمیں اسم، فعل، حرف کرتے ہیں۔ کلمہ ہی کیساتھ جب معنی مستقل پر دلالت اور عدم اقتران بزمان کی قید لگاتے ہیں تو وہ اسم ہے۔ اور کلمہ ہی کے ساتھ جب معنی مستقل پر دلالت کرنے اور اقتران بزمان کی قید لگاتے ہیں تو وہ فعل ہے۔ علی ہذا القیاس۔ کلمہ کیساتھ معنی غیر مستقل پر دلالت کرنے کی قید لگا دیں تو حرف ہے اس لئے اسم اور فعل اور حرف تینوں کا کلمہ ہونا ضروری ہے، جو لفظ کلمہ نہ ہوگا وہ نہ اسم ہوگا نہ فعل نہ حرف۔

اسی طرح جب تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کی دو قسمیں کیں۔ بعض اور کل۔ تو یہاں بعض سے مراد حضور ہی کا علم ہوگا نہ کہ مطلق بعض۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ نہ مطلق بعض مذکور ہے نہ وہ لفظ ایسا ہے سے مراد ہو سکتا ہے اسے مراد بتانا عبارت کو مہمل بنانا ہے۔

اس ایراد سے بچنے کے لئے تھانوی صاحب کے نیازمند یہ کہتے ہیں کہ یہاں اس کی بحث ہی نہیں کہ حضور کو علم غیب حاصل تھا یا نہیں۔ بحث اس سے ہے کہ آپ کی ذات پر عالم الغیب کا اطلاق درست ہے کہ نہیں یعنی آپ کو عالم الغیب کہنا صحیح ہے کہ نہیں؟ کیا کروں۔ میں نہیں چاہتا کہ کچھ کہوں۔ مگر یہاں اتنا کہے بغیر چارہ نہیں کہ۔ آم بول کر املی مراد لینا اگر درست ہے تو ضرور۔ تھانوی صاحب کے اس قول ـــ "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو؟" کا مطلب۔ عالم الغیب کا اطلاق

صحیح ہو۔ درست ہو سکتا ہے؟ پھر اس طرح تو نہ کوئی کفر، کفر رہے گا۔ نہ کوئی گالی، گالی رہے گی۔ ایک مسخرے نے زید کو حرامی کہا۔ زید نے غصے میں آکر اسے چانٹا رسید کرنا چاہا تو مسخرے نے کہا۔ زید تو جاہل ہے۔ حرامی کے معنی عزت والا ہے۔ مسجد حرام، شہر حرام، بلد حرام میں دیکھ "حرام" کے معنی عزت والے کے ہیں۔ اسی سے حرامی بنا ہے۔ کیوں خفا ہو رہا ہے۔ زید تو زید کوئی عزت والا آدمی اس مسخرے کی بات مان لے گا؟ واقعی یہاں حرام کے معنی عزت والے کے تھے بھی مگر اس مسخرے کی تاویل قبول نہ ہوئی۔ اور حفظ الایمان کی عبارت میں۔ جو ہے "علم غیب کا حکم کیا جانا" اس میں اور عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا۔ میں یہ بھی تعلق نہیں۔

اب یا تو یہ کہئے کہ تھانوی صاحب خود اطلاق اور حکم کے فرق کو نہیں جانتے تھے یا آپ لوگ نہیں جانتے۔ مگر یہ دونوں کی جناب میں گستاخی ہے۔ ہم حد ادب میں رہتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ ـــ

تھانوی صاحب بھی جانتے تھے اور آپ لوگ بھی جانتے ہیں اور خوب جانتے ہیں۔ اور جان بوجھ کر عوام کو مغالطے میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تھانوی صاحب نے بالقصد والارادہ ـــ عالم الغیب کا اطلاق ـــ کے بجائے "علم غیب کا حکم کیا جانا" لکھا ہے اور آپ لوگ بھی دونوں کے فرق کو جانتے ہوئے ان کی مراد و منشا کے خلاف ان کے کلام کو بدل رہے ہیں۔

اطلاق اور حکم کا فرق

مگر عوام بیچارے نہیں جانتے وہ الجھن میں ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اطلاق اور حکم کا فرق واضح کر دیا جائے۔ اس کو مثال سے سمجھئے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری کائنات سے زیادہ عزت و جلالت حاصل ہے۔ مگر نام نامی کے ساتھ عزوجل کہنا ممنوع ہے اس لئے کہ یہ صیغہ اللہ عزوجل کیساتھ عرف اور شرع میں خاص ہے۔ اس بنا پر اس کا اطلاق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر

کرنا صحیح نہیں. مگر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عزت وجلالت حاصل ہے تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر عزت وجلالت کا حکم کرنا حق اور ایمان ہے اور اس حکم کرنے کا مطلب یہی ہوتا ہی کہ عزت وجلالت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ حضور کے لئے ثابت ہے کیونکہ حکم کرنے کے یہی معنیٰ ہیں کہ محمول کا معنیٰ موضوع کے لئے ثابت کیا جائے، عزوجل کے بھی معنیٰ یہی ہیں۔ عزت والا، جلال والا مگر چونکہ یہ صیغہ اللہ عزوجل کے ساتھ عرف وشرع میں خاص ہے اس لئے اسکا اطلاق ممنوع ہے۔ علامہ شامی نے لکھا

ان قولنا "عزوجل" مخصوص بالله تعالی۔ فلایقال محمد عزوجل وان کان عزیزا جلیلا (جلد خامس ص۳۲۴)	عزوجل کا صیغہ اللہ تعالیٰ کیساتھ مخصوص ہے تو محمد عزوجل نہیں کہا جائیگا اگرچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عزیز وجلیل ہیں۔

تھانوی صاحب کے بہت بڑے نیازمند اور مدعی وکالت سنبھلی صاحب لکھتے ہیں:-

کسی صفت کا واقع میں کسی ذات کے لئے ثابت ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ اسکا اطلاق بھی اس پر جائز ہو۔ قرآن کریم میں حق تعالیٰ کو ہر چیز کا خالق بتایا گیا ہے اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ عالم کی ہر چیز صغیر ہو یا کبیر، عظیم ہو یا حقیر سب اسی کی مخلوق ہے۔ لیکن بایں ہمہ فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ اس کو خالق القردۃ والخنازیر کہنا ناجائز ہے۔ علیٰ ہٰذا قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے زرع (کھیتی) کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے لیکن اس کی ذات پاک پر زارع کا اطلاق درست نہیں۔ اسی طرح بادشاہ کی طرف سے لشکر کو جو عطایا اور وظائف دیئے جاتے ہیں اہل عرب ان پر رزق کا اطلاق کرتے ہیں چنانچہ لغت کی عام کتابوں میں یہ محاورہ لکھا ہوا ہے کہ "رزق الامیر الجند"، لیکن بایں ہمہ بادشاہ کو رازق یا رزاق کہنا ہرگز درست نہیں۔ اور حضور کے خصائل مبارکہ کے باب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ خود ہی اپنی نعل مبارک کو ٹانک لیا کرتے

تھے اور خود ہی اپنی بکری دوہ لیا کرتے تھے الخ لیکن اس کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو "خاصف النعل" (جفت دوز) اور حالب الشاۃ (بکری دوہنے والا)، نہیں کہا جا سکتا۔ بہر حال یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ بعض اوقات ایک صفت کسی ذات میں پائی جاتی ہے اور اس کا اطلاق درست نہیں ہوتا۔ فیصلہ ص۱۴۰

اس سے معلوم ہوا کہ کہیں کوئی حکم صحیح ہوتو اسے یہ لازم نہیں کہ اس کا اطلاق بھی درست ہو ایسا بہت ہے کہ حکم صحیح ہے مگر اطلاق ممنوع ہے۔ یہ قصہ یہاں بھی ہے کہ جب قرآن مجید اور احادیث کثیرہ اور اقوال سلف وخلف سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بعطاء الٰہی حاصل ہے تو حضور کی ذات مقدس پر علم غیب کا حکم کیا جانا صحیح ہے۔ مگر چونکہ۔ لفظ عالم الغیب ۔ کا اطلاق اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے تو حضور کی ذات مقدس پر لفظ ۔ "عالم الغیب" کا اطلاق صحیح نہیں۔

اس لئے تھانوی صاحب کے نیازمندوں کا "حفظ الایمان" میں وارد اس جملے سے کہ لکھا

"آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر صحیح ہو" سے "لفظ عالم الغیب" کا اطلاق مراد لینا باطل ہے اور بالکل ایسے ہی ہے جیسے آم بول کر املی مراد لی جائے۔

بناءً علیہ یہ قطعی ہے کہ یہاں گفتگو لفظ "عالم الغیب" کے اطلاق کی نہیں۔ علم غیب کے حکم کئے جانے یعنی اس کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا یا نہیں۔ اسی کے لئے پوری عبارت لائی گئی ہے۔ اس لئے یہاں تقسیم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم پاک ہوا۔ اور بعض غیب اور کل غیب اسی کے اقسام تو۔ بعض علوم غیبیہ سے حضور نبی کا علم مراد ہونا متعین۔ اور اسی کو کہا: "ایسا علم تو زید وعمرو وبکر الخ"،

ثانیاً:- چلئے آپ کی ضد سے تھوڑی دیر کے لئے مان لیتے ہیں کہ لغت اور عرف کیخلاف آسمان بول کر ریسمان ہی مراد ہے اور علم غیب کے حکم کرنے سے "عالم الغیب" کا اطلاق مراد ہے تو گذارش ہے کہ ـــ یہ اطلاق اسی وقت درست ہوگا جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہو، آپ کے لئے علم غیب ثابت ہو، کیونکہ مبدأ اشتقاق کے

ثبوت کے بغیر مشتق کا کسی چیز پر اطلاق بداہۃ باطل ہے مثلاً جسے علم حاصل نہ ہو اسے عالم کہنا درست نہیں۔ اس پر عالم کا اطلاق باطل

یہاں تھانوی صاحب "عالم الغیب" کے اطلاق کی صحت تسلیم کر کے اس پر اعتراض کر رہے ہیں۔ تو اسے لازم کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ثابت بھی مانیں۔ ورنہ اتنی لمبی عبارت کی ضرورت ہی نہ تھی، اتنا کہنا کافی تھا۔ کہ چونکہ حضور کو علم غیب حاصل نہیں اس لئے آپ کی ذات پر علم غیب کا اطلاق باطل۔ جیسے زید کو علم حاصل نہ ہو اور کوئی اسے عالم کہے تو اس کے بطلان میں اتنا کہنا کافی ہے کہ اسے علم ہی نہیں پھر عالم کہنا کسی طرح درست نہیں۔

اس لئے ماننا پڑے گا کہ تھانوی صاحب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ثابت مان کر گفتگو کر رہے ہیں کہ

اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل

اس میں۔ اس غیب سے مراد وہ غیب ہوگا جو عالم الغیب کے اطلاق کی علت ہے اور یہ علت وہی علم غیب ہے جو حضور کو حاصل ہے۔ کیونکہ جو حاصل نہ ہو وہ اطلاق کی علت ہی نہیں۔ تو اب پھر وہی علم غیب رہا جو حضور کو حاصل ہے۔ اور بعض غیب ہی کی قسم تو اب۔ بعض علوم غیبیہ سے مراد بلاشک وشبہہ حضور ہی کے علوم غیبیہ ہوئے اور انہیں کو کہا۔ ایسا علم غیب تو زید وعمرو و بکر الخ

ثالثاً۔ "ایسا" اگر کلمۂ تشبیہ ہے۔ جیسا کہ صاحب الشہاب الثاقب نے کہا ہے

حضرت مولانا (تھانوی) لفظ "ایسا" فرما رہے ہیں۔ لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں۔ اگر لفظ "اتنا" ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا۔ یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ اس سے بھی قطع نظر کریں تو لفظ "ایسا" تو کلمہ تشبیہ کا ہے"۔ ص ۱۰۳

"ادھر لفظ "اتنا" نہیں کہا۔ بلکہ تشبیہ فقط بعضیت میں دے رہے ہیں"۔ ص ۱۰۳

اب تھانوی صاحب کے تمام نیازمند سنبھل جائیں۔ تشبیہ کے تین رکن ہیں۔ مشبہ، مشبہ بہ، وجہ شبہہ۔ یعنی ایک وہ جس کو تشبیہ دی گئی۔ دوسرے وہ جس کے ساتھ تشبیہ دی گئی، تیسرے کس بات میں تشبیہ دی گئی۔ مثلاً کسی نے کہا۔ زید شیر کے مثل ہے۔ تو زید مشبہ، شیر مشبہ بہ، بہادری وجہ شبہہ۔ حفظ الایمان کی عبارت میں مشبہ بہ صراحۃ مذکور ہے۔ یعنی زید وعمرو و بکر، ہر صبی ومجنون، بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کا علم۔ اور وجہ شبہہ صاحب "الشہاب الثاقب" نے بتا دیا۔ فرمایا۔ "تشبیہ فقط بعضیت میں ہے" اب سوال یہ ہے کہ "مشبہ کیا ہے؟ مطلق بعضیت میں" زید وعمرو و بکر بلکہ ہر بچے، پاگل ہر جانور، ہر چوپائے کے علم سے، کس کے علم کو تشبیہ دی ہے؟ ادنیٰ سمجھ رکھنے والا بھی پکار اٹھے گا کہ یہاں مشبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا علم غیب ہے۔ مطلق بعض مشبہ نہیں ہو سکتا کیونکہ مذکور ہی نہیں۔ مذکور تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض علم غیب ہیں۔ اس لئے یہ صاحب الشہاب الثاقب کی کہ مکرنی کے برعکس مکرنی ان کہی ہو گئی علاوہ ازیں۔ تشبیہ فرد کی فرد سے ہوتی ہے۔ فرد کی مطلق سے نہیں ہوتی۔ فرد کی مطلق سے تشبیہ لغو اور مہمل ہے۔ مثلاً یہ کہا جاتا ہے۔ زید عمرو کے مثل ہے، شیر کے مثل ہے، یہ کہنا لغو ہے کہ زید مطلق انسان کے مثل ہے اس لئے اگر مطلق بعض کو مشبہ ٹھہرائیں گے تو پھر حفظ الایمان کی عبارت مہمل ہو جائے گی۔ تو متعین کہ مشبہ حضور ہی کا علم پاک ہے۔

رابعاً: اگر لفظ "ایسا" کو تشبیہ کے لئے نہ مانیں بلکہ اتنا اور اسقدر کے معنیٰ میں مانیں جیسا کہ دربھنگی اور سنبھلی صاحبان کی تحقیق ہے۔ تو بھی ان ایرادات سے چھٹی نہیں۔ اول الذکر نے توضیح البیان میں لکھا

"واضح ہو کہ "ایسا" کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنیٰ میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنیٰ اسقدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہیں" ص ۸

"اور اگر وجہ تکفیر کی تشبیہ علم نبوی بعلم زید وعمرو ہے۔ تو یہ اس پر موقوف ہے کہ لفظ "ایسا" تشبیہ کے لئے ہو۔ حالانکہ یہ یہاں غلط ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام بلکہ مسخ کلام کا"۔ ص ۱۳

"عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا بمعنی اسقدر اور اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی"۔ ص۱۴

ناظرین ذہن کا مزہ بدلنے کے لئے اس خانہ جنگی کا بھی لطف حاصل کرلیں۔ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث فرمارہے ہیں۔ کہ اس عبارت میں۔ ایسا کلمہ تشبیہ ہے اور اسی دارالعلوم کے ناظم شعبۂ تبلیغ یہ لکھ رہے ہیں کہ یہ یعنی تشبیہ محتاج ہے حذف کلام اور مسخ کلام کو۔ تو مدرسہ دیوبند کے شیخ الحدیث صاحب نے حفظ الایمان کی تاویل و توجیہہ نہیں کی اسے مسخ کردیا اور خود ناظم صاحب نے کیا کیا، وہ اگر شیخ الحدیث صاحب زندہ ہوتے تو بتاتے۔ مگر ناظرین نہ گھبرائیں آگے آرہا ہے۔

اور سنبھلی صاحب روداد مناظرہ بریلی میں لکھتے ہیں۔

"حفظ الایمان کی اس عبارت میں ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے بلکہ وہ یہاں بدون تشبیہ کے "اتنا" کے معنیٰ میں ہے۔ ص۳۴

وہ بغیر تشبیہ کے اتنا کے معنیٰ میں ہے"۔ ص۴۱

"ایسا" تشبیہ کے علاوہ دوسرے معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور حفظ الایمان کی عبارت میں وہ بلا تشبیہ کے اتنا کے معنیٰ میں مستعمل ہے"۔ ص۴۲

اس پر بھی وہی گذارش ہے کہ — ایسا بمعنی اتنا بھی مرادلیں تو اس کا اشارہ اس عبارت میں ماقبل مذکور کی طرف ہوگا۔ اور بارہا گذرچکا کہ ماقبل مذکور وہی — بعض علوم غیبیہ ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں۔ مطلق بعض مذکور ہی نہیں۔ پھر اس کی طرف اشارہ ممکن ہی نہیں۔ تو اب حفظ الایمان کی اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ جتنا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ ایسا یعنی اتنا زید وعمرو و بکر وغیرہ کو بھی حاصل ہیں۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کی زید وعمرو و بکر کے علوم سے برابری ہوگئی۔ علاوہ ازیں پھر وہی استحالہ۔ کہ فرد فرد کے مساوی ہوتا ہے۔ فرد مطلق کے مساوی نہیں ہوتا۔ مثلاً یہ کہا جاتا ہے زید اتنا لمبا ہے جتنا عمرو۔ یہ کہنا لغو او رجہل ہے کہ زید اتنا لمبا ہے جتنا مطلق انسان۔ اور یہاں فرد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ہے۔ اس لئے لازم آیا کہ اس عبارت میں زید و عمرو و بکر کے علم غیب کے مساوی حضور ہی کے علم غیب کو بتایا گیا ہے۔

ایک اور احتمال کی تردید

کبھی "ایسا" کسی وصف کی اچھائی اور عمدگی بتانے کیلئے بھی آتا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ زید نے ایسا وعظ کہا کہ طبیعت خوش ہوگئی۔ تم نے ایسا لکھا ہے کہ جی چاہتا ہے تمھارے منہ پر ماردوں۔

جواب

یہ احتمال اگر تھانوی صاحب کے کوئی نیازمند اختیار کرلیں تو اس عبارت کا توہین کے لئے ہونا اجلیٰ طور پر ظاہر ہوجائیگا۔ "ایسا" اس معنیٰ میں وہیں مستعمل ہوتا ہے جہاں ایسا سے مراد صفت مع موصوف ہو یا فعل مع فاعل ہو۔ مثلاً زید نے ایسا وعظ کہا۔ زید کا بیان ایسا تھا۔ مطلق بعض صرف وصف ہے۔ اس لئے یہ ایسا سے مراد نہیں ہوسکتا۔ جب مراد ہوگا تو حضور ہی کا علم غیب ہوگا۔ اور ایسا کے بعد جو مذکور ہے جو خست پر دلیل ہے تو لازم کہ حفظ الایمان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی صراحۃً تحقیر و تذلیل کی گئی۔ کیونکہ اب اس عبارت کا مطلب یہ ہوا۔ کہ وہ بعض علوم غیبیہ جو حضور کو حاصل ہیں۔ ایسے ہیں کہ زید و عمرو و بکر کو بھی حاصل ہیں۔

خامسًا

تھانوی صاحب اپنے مذہب کے حکیم الامت تھے۔ اور حکیم کا کوئی قول بھی فعل کی طرح حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ان کے رموز کو یہ نیازمند لوگ کیا جانیں۔ انھوں نے یہ لکھکر۔ "تو حضور ہی کی کیا تخصیص ہے؟" اس پر مہر کردی ہے کہ وہ حضور اقدس ہی کے علم کو لکھ رہے ہیں کہ — ایسا علم غیب تو زید وعمرو و بکر کو بھی حاصل ہے اس لئے کہ یہ جملہ استفہامیہ معنیٰ میں نفی کے ہے۔ اب اس کا مطلب یہ ہوا۔ حضور کی کوئی تخصیص نہیں حضور کے اس وصف میں ہر کس و ناکس حتی کہ بچے، پاگل جانور چوپائے بھی شریک ہیں۔ یہ وصف کیا ہے وہی جو پہلے مذکور ہے۔ حضور کے لئے بعض علوم غیبیہ کا حصول۔ اس لئے کہ تخصیص کی نفی کو مشارکت لازم ہے۔

سادسًا

تھانوی صاحب نے خود بھی اور ان کے نیازمندوں نے بھی عوام کو بھول بھلیوں میں لے کر پھنسانا چاہا تھا اس لئے ہم کو بھی عوام کو بچانے کی کوشش کرنی پڑی۔ ورنہ اس عبارت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین دو اور دو چار کی طرح واضح ہے۔

تھانوی صاحب یہاں یہ تسلیم کرکے گفتگو کر رہے ہیں کہ ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا، پھر اس کی دو قسمیں کیں بعض اور کل ۔ کل کے حاصل ہونے کو بعد میں عقلاً، نقلاً باطل مانا۔ اب حضور کو حاصل نہ رہا مگر بعض ۔ اور اسی بعض کو کہا ایسا علم غیب تو زید و عمرو و بکر بلکہ ہر بچے، پاگل بلکہ ہر جانور ہر چوپائے کو بھی حاصل ہے بعد میں اپنی اس مراد پر تھانوی صاحب نے مزید توثیق کر دی لکھتے ہیں ۔

"کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہونگا تو پھر غیب منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے۔ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبویہ سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ اور اگر تمام علوم غیبیہ مراد ہیں اس طرح کہ اسکا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی اور نقلی سے ثابت ہے"

اس عبارت کی شرعی قباحت سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ناظرین ایک بات ذہن نشین کرلیں۔ عَالِم کے معنیٰ جاننے والے کے ہیں اور تھوڑا بہت علم ہر مسلمان بلکہ ہر انسان کو حاصل ہے مگر سب کو عالم نہیں کہتے۔ عالم اسے کہتے ہیں جسے کثیر وافر قدر معتد بہ علم حاصل ہو۔ اسی طرح یہاں بھی یہ احتمال سامنے کا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ غیب کے علوم کثیرہ وافرہ حاصل ہیں۔ اتنے کہ نہ کسی ملک مقرب کو اس کا عشر عشیر حاصل ہے نہ کسی نبی مرسل کو تو حضور کی ذات مقدس پر علم غیب کا حکم ان کثیر وافر علوم غیب کے حصول کی بنا پر بلاشبہ صحیح ہے۔ اور اسی بنا پر غیب داں ہونا بلاشبہ کمالات نبوت سے ہے اور یہی نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق ہے۔

اب اگر تھانوی صاحب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ہر کس و ناکس بچوں، پاگلوں، جانوروں چوپایوں کے علم قلیل و اقل کے مثل نہ مانتے بلکہ کثیر وافر مانتے جو غیب داں کہلانے کے لئے کافی تھا تو ــــ پھر یہ کبھی نہ لکھتے ؛

"تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے" ــــ اور نہ یہ لکھنے کی ہمت کرتے کہ "پھر غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے" اور نہ اس کی جرأت کرتے کہ صاف صاف لکھدیں ۔

"تو نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے"۔

اس لئے کہ اس صورت میں جواب بالکل ظاہر تھا ــــ کہ سب کو عالم الغیب اس لئے نہیں کہتے کہ ان کا علم اقل قلیل لایعبا بہ کے درجے میں ہے۔ غیب کا علم کمالات نبوت سے اس بنا پر ہے کہ انبیاء اتنا کثیر و وافر علم غیب جانتے ہیں کہ دوسروں کو اس کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں۔ اور ان رذیل چیزوں کو اگر بقول تھانوی صاحب حاصل ہے تو اقل قلیل نا کے برابر اور نبی غیر نبی میں فرق یہ ہے کہ نبی کثیر وافر غیب جانتا ہے ــــ اور یہ رذیل چیزیں بقول تھانوی صاحب بہت تھوڑی معمولی "حا" کے برابر ۔

اس عظیم و جلیل فرق کے ہوتے ہوئے یہ بانگ دہل یہ لکھدینا کہ "تو چاہیے کہ سبکو عالم الغیب کہا جائے"۔ "پھر غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے؟" "نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے"۔ اس پر برہان قاطع ہے کہ تھانوی صاحب کا واقعی عقیدہ یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم پاک ہر کس و ناکس، بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کے رذیل علم کے مشابہ اور ان کے اقل قلیل علم کے مساوی ہے ورنہ لازم آئے گا کہ حفظ الایمان کی یہ عبارت لغو و مہمل ہو۔ اس کے دعویٰ اور دلیل میں مطابقت نہ ہو اور سوال از آسمان جواب از ریسمان والا مضمون ہو جائے۔

غیر جانبداروں کی شہادتیں

حفظ الایمان کی اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ایسی کھلی ہوئی دو ٹوک ہے کہ جو بھی اسے سنتا ہے۔ وہ اسے توہین اور گستاخی ہی سمجھتا ہے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے بارے میں تو دیوبندی مذہب کے اکابر، اصاغر عداوت، حسد پر محمول کرتے ہیں۔ اس لئے ہم کچھ غیر جانبدار حضرات کی شہادات پیش

کرتے ہیں۔ جنھوں نے نہایت واضح غیر مبہم الفاظ میں یہ فرمایا ہے کہ حفظ الایمان کی یہ عبارت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کھلی ہوئی شدید گستاخی ہے۔

پہلی شہادت

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ان کے وارث حضرت مولانا محی الدین شاہ ابوالخیر دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرٹھ، الٰہی بخش صاحب کی کوٹھی میں تھے۔ وہاں امام المناظرین حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے حامی ایک بزرگ پیر سید گلاب شاہ اور تھانوی صاحب اور قاری طیب کے والد حافظ احمد بھی تھے۔ کہ

"پیر سید گلاب شاہ نے، مولوی اشرفعلی صاحب کی کتاب "حفظ الایمان" کے صہ کا حوالہ دیتے ہوئے سنایا ـــ دریافت طلب یہ امر ہے ـــ کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے الخ۔ یہ سنکر آپ (مولانا ابوالخیر صاحب) نے مولوی اشرفعلی سے کہا۔ کیا یہی دین کی خدمت ہے۔ تمھارے بڑے تو ہمارے طریقے پر تھے۔ تم نے اس کیخلاف کیوں کیا۔ مولوی صاحب (اشرفعلی) نے کہا۔ میں نے اس عبارت کی توضیح اپنے دوسرے رسالہ میں کردی ہے۔ آپ (مولانا ابوالخیر صاحب) نے بجواب ارشاد فرمایا تمھارے اس رسالے کو پڑھ کر کتنے لوگ گمراہ ہوگئے۔ ہم دوسرے رسالہ کو لے کر کیا کریں گے۔

(بزم خیر از زید ص۱۱، مقامات خیر ص۲۴۲ ص۲۴۹)

اور خود تھانوی صاحب نے اسے بیان کیا کہ حضرت مولانا ابوالخیر صاحب نے تھانوی صاحب کو اپنی جماعت میں شریک ہونے سے روک دیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اپنی فطری موروثی خوش اخلاقی کیوجہ سے خوبصورتی کے ساتھ جب جماعت تیار ہوگئی تو

مولانا ابوالخیر صاحب نے مصلی پر جاتے ہوئے فرمایا۔ میری جماعت والوں کے سوا جو اور لوگ ہوں وہ علاحدہ ہو جائیں۔ (بزم جمشید)

حالانکہ جب تھانوی صاحب آئے تھے تو شاہ ابوالخیر صاحب باوجود پیرانہ سالی

ضعف کے کھڑے ہو کر ملے تھے۔ مگر محبوب خدا کی شان اقدس میں گستاخی پر مطلع ہونے کے بعد نماز میں شریک نہ ہونے دیا۔

انھیں حضرت مولانا شاہ ابوالخیر صاحب کے صاحبزادے جناب مولانا ابوالحسن زید صاحب لکھتے ہیں؛

"حفظ الایمان کی عبارت، براہین قاطعہ کی (کنھیا والی) عبارت سے قباحت اور شناعت میں بڑھی ہوئی ہے ـــ وہ لکھتے ہیں۔ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب الخ۔ اس رسالہ کے چھپتے ہی ہندوستان کے طول وعرض میں عام طور پر مسلمانوں میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ اللہ کے نیک بندے متحیر تھے کہ مولوی صاحب نے کیا لکھا ہے۔ کہاں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف "چاہے وہ علم شریف ایک بدیہی امر کا کیوں نہ ہو" ـــ اور کہاں زید وعمرو اور صبی ومجنون اور حیوانات وبہائم کا علم۔"

(بزم خیر از زید ص۲۲)

اس رسالے کے چھپتے ہی مولوی صاحب پر اعتراضات شروع ہوگئے۔ مولوی صاحب اپنی عبارت پر صاف دل سے غور کرتے۔ یقیناً ان پر ظاہر ہو جاتا کہ عبارت میں بڑا سقم ہے اور اس کا ازالہ واجب ہے۔ لیکن دس سال تک مولوی صاحب نے خاموشی اختیار کی اور ۱۳۲۹ھ کو مولوی مرتضیٰ حسن صاحب (در بھنگی) کے استفسار پر مولوی صاحب نے چار پانچ صفحہ کا رسالہ "بسط البنان" تحریر کر دیا۔ اس رسالہ میں انھوں نے اپنی عبارت کی تاویل کی ہے، حالانکہ یہ ایک امر بدیہی ہے کہ تشریح اور تاویل اسی وقت کیجاتی ہے جب کلام میں کوئی غموض یا ابہام ہو یا پھر اس کے سمجھنے سے بیشتر افراد قاصر ہوں۔ مولوی صاحب کی تاویلات میں سے ایک تاویل یہ ہے کہ۔ لفظ ایسا ہمیشہ تشبیہ کے لئے نہیں آتا۔ بلغا، اہل لسان اپنے محاورات فصیحہ میں بولتے ہیں کہ اللہ ایسا قادر ہے مثلاً الخ مولوی صاحب کو خیال کرنا چاہئے تھا۔ کہ یہ رسالہ عوام کے لئے لکھا گیا ہے، اسمیں ایسی عبارت لکھنے کی کیا

ضرورت تھی جس کے سمجھنے سے عوام کیا خواص اور علما تک قاصر ہیں اور پھر لفظ "ایسا" تو لغوی بحث ہے۔ اردو کی مستند کتابوں میں اسکو دیکھ لیا جائے صورت حال ظاہر ہو جائے گی۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ لفظ "ایسا" دو طرح استعمال ہوتا ہے۔

یا تو یہ لفظ صفت واقع ہوتا ہے اور اس صورت میں اس کے معنی مماثل، مساوی اور "اس قسم" کے ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ خط تم نے لکھا، ایسا خط تو بچہ بھی لکھ لے۔ یہ کام تم نے کیا، ایسا کام تو کوئی ہوشمند نہ کرے۔

اور یا یہ (ایسا) لفظ تابع فعل واقع ہوتا ہے اور اس صورت میں اسکے معنیٰ "اسقدر" اور "عمدہ" کے ہوتے ہیں۔ مثلاً تم نے ایسا خط لکھا کہ دل خوش ہو گیا۔ ایسی بات کہی کہ دل بیٹھ گیا۔ مولوی صاحب کی عبارت میں لفظ ایسا صفت واقع ہو رہا ہے اور یہ عبارت کہ "حضور ہی کی کیا تخصیص" معاملہ کو واضح تر کر رہی ہے۔ مولوی صاحب نے اس رسالہ میں اپنی دس سالہ خاموشی کی وجہ اس طرح بیان کی ہے کہ "کسی نے بھلے مانسوں کی طرح پوچھا ہی نہیں تھا"۔

سبحان اللہ کیا خوب علت بیان کی ہے۔ مسئلہ کی نزاکت کا خیال نہیں، عوام کے ایمان برباد ہونے کا احساس نہیں اور بھلے مانسوں اور بڑے مانسوں کے لکھنے کا اثر لیا جا رہا ہے۔ آخر ایسی عبارت لکھی ہی کیوں جس سے مسلمانوں کے دل متالم (دکھی) ہوتے۔ (بزم خیر ص۲۴)

ان دونوں حضرات کو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ سے کسی قسم کا کوئی لگاؤ نہ تھا، نہ استادی شاگردی کا نہ پیری مریدی کا نہ نسبت کا نہ رشتہ کا حتی کہ دوستی کا بھی لگاؤ نہ تھا۔ بلکہ ان میں سے موخر الذکر نانوتوی صاحب کے تلمیذ مولوی عبد العلی میرٹھی کے شاگرد تھے۔ اور نانوتوی، گنگوہی صاحبان شاہ عبد الغنی صاحب کے تلمیذ تھے جو حضرت مولانا ابوالخیر صاحب کے دادا شاہ احمد سعید کے بھائی تھے۔ بلکہ گنگوہی صاحب شاہ احمد سعید

کے بھی تلمیذ تھے۔ اس طرح دیوبندی مذہب کے بانیوں سے ان حضرات کا ایک گونا تعلق تھا مگر پھر بھی انھوں نے حفظ الایمان کی عبارت کو ایمان برباد کرنیوالی، مسلمانوں کے دلوں کو رنجیدہ کرنے والی وغیرہ فرمایا۔ اور اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بتایا۔ انھیں کیا حسد تھا، کیا کمی تھی اور کیا غرض وابستہ تھی، صاف تصریح ہے کہ

"اس رسالے کے چھپتے ہی ہندوستان کے طول و عرض میں عام طور پر مسلمانوں میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ مولوی صاحب پر اعتراضات شروع ہو گئے۔"

کیا پورا ہندوستان مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا مرید، تلمیذ تھا۔ بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے ایمان نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر انھیں بے چین کر دیا۔

تیسری شہادت

مقامات خیر ص۶۱۶ کے حاشیے پر حضرت مولانا پیر سید محمد جیلانی بغدادی رفاعی، قادری نقشبندی، خالدی، حیدرآبادی ثم المدنی کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کے پوتے سید نذیر الدین ولد سید معین الدین کہتے ہیں

"میرے دادا (پیر سید محمد بغدادی) کے پاس حیدرآباد کے کچھ لوگ مولوی اشرف علی کا رسالہ "حفظ الایمان" لائے اور اس کے متعلق آپ سے دریافت کیا۔ آپ نے رسالہ پڑھ کر فرمایا۔ علم غیب کے متعلق مولوی اشرف علی نے نہایت قبیح عبارت لکھی ہے۔ اس کے چند روز بعد "مکہ مسجد" میں مولوی اشرف علی بیٹھے تھے۔ میرے دادا نے کھڑے ہو کر مولوی اشرف علی کے رسالہ کی قباحت بیان کی اور کہا کہ اس عبارت سے بوئے کفر آتی ہے۔ پھر چند روز بعد مولانا حافظ احمد (فرزند مولانا قاسم) کے مکان پر علماء کا اجتماع ہوا۔ چونکہ حافظ (احمد) صاحب کو میرے دادا سے محبت تھی اسلئے انھوں نے آپ کو بلایا اور آپ تشریف لے گئے۔ وہاں حفظ الایمان کی عبارت پر علماء نے اظہار خیال کیا۔ آپ نے اس رسالہ کی قباحت کا بیان کیا اور رسالہ کے خلاف فتویٰ دیا۔ پھر تھوڑے دن بعد آپ نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے رسالہ

"حفظ الایمان" کی عبارت رد کرنے اور اس کو قبیح کہنے پر اظہار خوشی فرما رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا۔ ہم تم سے خوش ہوئے۔ تم کیا چاہتے ہو۔ آپ نے عرض کی۔ کہ میری تمنا ہے کہ اپنی باقی ماندہ زندگی مدینہ منورہ میں بسر کروں۔ اور مدینہ کی پاک مٹی میں مدفون ہوں۔ آپ کی درخواست منظور ہوئی اور آپ اس کے بعد مدینۂ طیبہ ہجرت کر گئے۔ دس سال وہاں مقیم رہے اور ۱۳۶۲ھ میں رحلت فرما گئے۔"

حفظ الایمان کی اس عبارت کے سلسلے میں جو حضرات بھی کسی قسم کے تذبذب کے شکار ہوں ان کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ ان مولانا حضرت سید پیر محمد صاحب بغدادی کو تھانوی صاحب سے کیا حسد تھا۔ کیا عداوت تھی۔ کہ انھوں نے اس عبارت کے خلاف فتویٰ دیا وہ بھی تھانوی صاحب کے محب خاص کے گھر بیٹھکر اور تھانوی صاحب کے روبرو اس کا رد فرمایا اور صاف صاف فرمایا کہ "اس عبارت سے بوئے کفر آتی ہے۔ اصل بات وہی ہے کہ یہ عبارت چینی، جاپانی، لاطینی، سنسکرت میں نہیں کہ اسے کوئی نہ سمجھے۔ ہر اردو داں جو معمولی سمجھ بوجھ رکھتا ہے وہ اسے پڑھکر اول وہلہ میں کہدے گا اس میں بلا کسی شک و تردد کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی ہوئی توہین ہے۔

شرح مواقف اور شرح طوالع کی عبارتیں

تھانوی صاحب نے خود بھی اور ان سے سیکھکر ان کے نیاز مند بھی اس کفر جلی بلکہ اجلی سے جان بچانے کے لئے شرح مواقف اور شرح طوالع کی عبارتیں پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ـــ للہ انصاف درکار ہے۔ کیا ان عبارتوں کا وہی مفہوم نہیں ـــ جو حفظ الایمان کا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان دونوں عبارتوں کو نقل کر کے حفظ الایمان کی عبارت اور ان کتابوں کے فرق کو واضح کر دیں۔ شرح مواقف میں ہے۔

قلنا ماذکرتم مردود بوجوہ اذ الاطلاع علی جمیع المغیبات لایجب لنبی اتفاقا منا ومنکم ولھذا قال سید الانبیاء ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر ومامسنی السوء والبعض ای الاطلاع علی البعض لایختص بہ ای بالنبی

اے فلاسفہ تم نے جو کہا وہ کئی وجہ سے مردود ہے کیونکہ اس پر ہمارا تمہارا اتفاق ہے کہ تمام مغیبات پر نبی کیلئے مطلع ہونا ضروری نہیں اسی وجہ سے سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں (کل) غیب جانتا تو خیر کثیر جمع فرما لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی اور بعض غیب پر مطلع ہونا نبی کے ساتھ خاص نہیں۔"

(موقف سادس، مرصد اول، مقصد اول ص ۲۱۹)

مطالع الانظار شرح طوالع الانوار للبیضاوی کی عبارت یہ ہے:

فذھب الحکماء الی ان النبی من کان مختصا بخواص ثلث۔ الاولی ان یکون مطلعا علی الغیب بصفاء جوھر نفسہ وشدۃ اتصالہ بالمبادی العالیۃ من غیر سابقۃ کسب وتعلیم وتعلم الی قولہ قد اورد علی ھذا بانھم ان ارادوا بالاطلاع الاطلاع علی جمیع الغائبات فھو لیس بشرط فی کون الشخص نبیا بالاتفاق وان ارادوا بہ الاطلاع علی بعضھا فلایکون ذالک خاصۃ

فلاسفہ کا مذہب یہ ہے کہ نبی وہ ہے جس میں تین خاصے ہوں پہلا یہ کہ بغیر تعلیم وتعلم کے اپنے نفس کے جوہر کی صفائی اور مبادی عالیہ سے کمال شدت اتصال کی بدولت غیب پر مطلع ہو۔ اس پر یہ اعتراض وارد کیا گیا ہے کہ انھوں نے غیب پر مطلع ہونے سے اگر تمام غیوب پر مطلع ہونا مراد لیا ہے تو بالاتفاق کسی کے نبی ہونے کیلئے یہ شرط نہیں۔ اور اگر انھوں نے بعض غیب پر مطلع ہونا مراد لیا ہے۔ تو یہ نبی کا خاصہ نہیں اس لئے کہ بعض غیب پر مطلع ہونا ہر ایک کیلئے تعلیم وتعلم کے بغیر ممکن ہے اور نیز تمام نفوس بشریہ متحد بالنوع ہیں

لنبی اذمامن احد الا ویجوز
ان یطلع علی بعض الغائبات
من دون سابقۃ تعلیم وتعلم
وایضا النفوس البشریۃ
کلہا متحدۃ بالنوع فلا
تختلف حقیقتہا بالصفا و
الکدر فما جاز لبعض جاز
ان یکون لبعض اخر فلا یکون
خاصۃ للنبی۔

توصفائی اور کدورت سے اس کی
حقیقت بدل نہیں سکتی تو جو چیز ایک
کے لئے ممکن ہے دوسرے کیلئے بھی ممکن
ہے تو یہ نبی کا خاصہ نہ ہوگا۔

(طبع استانبول ص ۴۰۸)
(طبع مصر ص ۱۹۹)

تھانوی صاحب نے بسط البنان میں شرح مواقف کی عبارت نقل کرکے لکھا

" انصاف درکار ہے۔ کیا لا یختص کا وہی مفہوم نہیں جو حفظ الایمان کا ہے"۔

اور حاشیئے میں شرح طوالع کی عبارت یہ کہہ کے نقل کی

" اس عبارت سے بھی اصرح حاشیہ مطالع الانظار شرح طوالع الانوار للبیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ذیل ہے۔

مگر ہمیں حیرت ہے کہ تھانوی صاحب نے جس عبارت کو اصرح کہا اسے ان کے مدعی وکالت سنبھلی صاحب نے اپنے کتابچے " فیصلہ کن مناظرہ" میں نہیں نقل کیا۔ کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے۔

ناظرین! شرح مواقف اور شرح طوالع کی جتنی عبارت تھانوی صاحب نے اپنی تائید میں نقل کردی ہے۔ جو حضرات عربی جانتے ہیں وہ عربی عبارت کو ایک بار پھر بغور پڑھیں۔ اس کے بعد حفظ الایمان کی عبارت سے موازنہ کریں تو ان پر واضح ہوجائیگا۔ کہ دونوں میں کتنا فرق ہے۔

اولاً بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ بطور کلیہ اجمال کیساتھ صحیح اور حق اور ایمان ہیں۔ مگر اس کلیے کی بعض جزئیات کی تفصیل ممنوع بلکہ کفر ہوجاتی ہے۔ مثلاً بلا شبہ اللہ عزوجل

ہر چیز کا خالق ہے۔ اور یہی ایمان ہے۔ اگر کوئی کسی بھی چیز کا خالق اللہ عزوجل کو نہ مانے تو کافر۔ مگر اللہ عزوجل کو خالق القردۃ والخنازیر یعنی بندروں اور سوروں کا خالق کہنا سخت ممنوع بلکہ بہت سے علماء نے کفر لکھا ہے۔ اور اتنی بات تھانوی صاحب کے نیازمندوں کو بھی تسلیم ہے۔ ایک نیازمند کا قول گزرچکا۔ دوسرے صاحب کی سنئے۔ صاحب الشہاب الثاقب، لکھتے ہیں:

" دیکھئے جملہ اشیاء کا پیدا کرنے والا خداوند کریم ہے لیکن اس کو خالق القردۃ والخنازیر یعنی پیدا کرنے والا سوروں اور بندروں کا ممنوع ہوا بوجہ اہانت کے۔ ص ۱۰۵

یہی معاملہ یہاں بھی ہے۔ شرح مواقف میں ہے۔ الاطلاع علی البعض لا یختص بالنبی اور شرح طوالع میں ہے فلا یکون ذالک خاصۃ لنبی اذ ما من احد والا یجوز ان یطلع علی البعض۔ یعنی بعض غیب پر مطلع ہونا نبی کا خاصہ نہیں۔ ہر شخص بعض غیب پر مطلع ہوسکتا ہے۔

کہاں یہ۔ اور کہاں حفظ الایمان کی یہ عبارت کہ

" اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو ہر زید و عمرو و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون، جملہ حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے"۔

اس عبارت میں حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خصوصیت سے ذکر کرکے خاص حضور کے علم پاک کو ہر کس و ناکس حقیر و رذیل چیزوں کے علم سے تشبیہ دی یا برابر کہا۔ پہلے تخصیص کی نفی کی جس سے ان رذیل و حقیر چیزوں کے علم میں مشارکت ثابت کی پھر اس کی تصریح کردی کہ ایسا علم غیب تو سب کو حاصل ہے۔

انصاف شرط ہے کیا بالکل وہی فرق نہیں جو خالق کل شئی۔ اور خالق القردۃ والخنازیر میں ہے

ثانیاً۔ ہر انسان اللہ عزوجل کا بندہ ہے۔ خواہ وہ شیخ ہو یا چمار۔ یہ کہنا صحیح ہے کہ ہر انسان اللہ عزوجل کا بندہ ہے۔ مگر یہ کہنا۔ کہ زید چمار کے مثل یا چمار کے برابر اللہ کا بندہ ہے۔ ضرور زید کی توہین ہے۔ حفظ الایمان میں یہ دوسری صورت ہے۔

کیونکہ صاف صاف کہا۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو و بکر الخ کو بھی حاصل ہے اسلئے اس میں یقیناً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے، بخلاف شرح مواقف وشرح طوالع کی عبارتوں کے کہ وہ پہلی مثال کے مطابق ہیں۔

ثالثاً۔ حفظ الایمان کی عبارت کے شروع میں ہے:

"آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو
دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل"

جس کا حاصل یہ نکلا کہ تھانوی صاحب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ثابت مان کر پوچھ رہے ہیں کہ اس غیب سے مراد بعض ہے یا کل۔ یعنی حضور کو بعض غیب حاصل ہے یا کل۔ کل کو عقلاً، نقلاً باطل مانا تو حضور کو بعض ہی غیب حاصل ہوا اور اسی کو کہا

"ایسا علم غیب تو زید و عمرو و بکر الخ کو بھی حاصل ہے"

شروع میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر بحث کرتے ہوئے اسی کی تقسیم کی اسی کی ایک قسم کو وہ لکھا۔ بخلاف ان دونوں کتابوں کے کہ ان میں نہ تو نبی کا علم مقسم ہے نہ کسی نبی کے علم کی تقسیم ہے اور نہ کسی نبی کے علم کی حقیر چیزوں کے علم سے تشبیہ ہے نہ تساوی پھر ان دونوں کتابوں کی عبارتوں کو حفظ الایمان کی عبارت کے اشبہہ کہنا آنکھ میں دھول جھونکنا ہے۔

رابعاً۔ یہ کلام برسبیل تنزل تھا۔ ورنہ یہاں معاملہ ہی کچھ اور ہے۔ تھانوی صاحب اور ان کے ہم مذہب لوگ علمائے اہلسنت کو ہمیشہ یہ طعن دیتے آئے ہیں ہم انکے بزرگوں کی پوری کتاب نقل نہیں کرتے۔ کتر بیونت کرکے صرف اتنی عبارت نقل کرتے ہیں جن پر اعتراض ہوتا ہے۔ حالانکہ جو عبارت بھی نقل کیجاتی ہے وہ پوری ہوتی ہے۔ اس کا مبتداء خبر کے ساتھ اور خبر مبتدا کیساتھ مع لواحق فعل فاعل کیساتھ مع متعلقات مذکور ہوتے ہیں۔ اس کی کوئی نظیر نہیں پیش کرسکتا کہ کبھی ایسی عبارت نقل کی گئی ہو جسمیں مبتدا ہو خبر نہ ہو۔ خبر ہو مبتدا نہ ہو۔ فعل ہو اور فاعل غائب ہو یا فاعل ہو فعل مذکور نہ ہو یا انکے متعلقات

جو مذکور ہوں چھوڑ دیئے گئے ہوں۔ مگر تھانوی صاحب نے یہاں کتر بیونت، کاٹ چھانٹ کا ریکارڈ قائم کر دیا ہے جس کی وجہ سے یہ شبہہ پیدا ہو گیا ہے کہ جو کچھ مذکور ہے وہ ان علماء کا اپنا فرمودہ ہے۔ حالانکہ وہ فلاسفہ کی بکواس ہے اور انھیں کا رد انھیں کے مسلمات سے ہے۔ شرح مواقف کی جو عبارت بسط البنان میں منقول ہے۔ اسکی ابتدا ان کلمات سے ہے ماذکرتم مردود۔ تمنے جو کہا وہ مردود ہے۔ تو ضروری تھا کہ فلاسفہ نے جو کہا تھا۔ اسے بھی بتایا جاتا۔ مگر اسے کیسے بتاتے۔ تھانوی صاحب نے خود اپنے بارے میں تحریر فرمایا ہے:

کہ میری پیدائش کا مادہ تاریخ کرم عظیم ہے۔ اسے مکر عظیم بھی کہا جا سکتا ہے اور میں قوم کا شیخ ہوں میرے اندر یہ مادہ ہے۔ اپنی اس قومی ذہانت سے جانتے تھے کہ اگر فلاسفہ کی بات نقل کر دیں گے تو پھر سارا بنا بنایا کھیل ختم ہو جائیگا۔ بات یہ ہے کہ متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ نبوت کسبی نہیں خالص وہبی ہے اور فلاسفہ کہتے ہیں کہ مجاہدہ، ریاضت سے بھی نبوت حاصل ہو سکتی ہے۔ جسمیں تین باتیں پائی جائیں وہ نبی ہوگا۔ مواقف اور اس کی شرح میں مذکورہ بالا عبارت کے پہلے متکلمین اور فلاسفہ کے مسلک کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

النبی فھو عند اھل الحق	اشاعرہ وغیرہ مذہب کے پابند اہل حق کے
من الاشاعرۃ وغیرھم	نزدیک نبی وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے
من الملیین من قال لہ تعالی	اپنے ان بندوں میں سے جن کو اس نے
ممن اصطفیناہ من عبادہ	منتخب فرمالیا ہے۔ یہ فرمایا ہو میں نے
ارسلتک او بلغھم عنی	تمھیں رسول بنایا۔ یا یہ فرمایا ہو میرا
ونحوہ ولایشترط فیہ شرط	پیغام پہنچا دو۔ اور اس میں مجاہدات
من الاعراض والاحوال	وریاضت سے کسب کئے ہوئے اعراض
المکتسبۃ بالریاضات	اور احوال کی اور استعداد ذاتی کی کوئی
والمجاھدات والاستعداد	شرط نہیں۔ جیسا کہ فلاسفہ گمان کرتے
الذاتی کما تزعمہ الحکماء بل اللہ	ہیں۔ بلکہ اللہ سبحانہ اپنے بندوں میں

سبحنه يختص برحمته من يشاء من عباده فالنبوة رحمة موهبة متعلقة بمشيته فقط هذا الذى ذهب اليه اهل الحق بناء على القول بالقادر المختار الذى يفعل مايشاء ويختار مايريد واما الفلاسفة فقالوا النبى من اجتمع فيه خواص ثلث يمتاز بها من غيره — اولها ان يكون له اطلاع على المغيبات الكائنة والماضية والاتيه

نے اپنی رحمت کیساتھ جسے چاہتا ہے خاص فرماتا ہے۔ نبوت، رحمت اور عطاء ربانی ہے جو صرف اسکی مشیت سے متعلق ہے۔ یہی اہل حق کا مذہب ہے جو اس پر مبنی ہے کہ اللہ عز و جل قادر مختار ہے جو چاہے کرے اور جسے چاہے منتخب کرے۔ فلاسفہ نے کہا۔ نبی وہ ہے جسمیں تین خواص مجتمع ہوں ایک یہ کہ اسے کچھ نہ کچھ ان غیوب کی اطلاع ہو جو موجود ہیں یا ہو چکے ہیں یا ہونے والے ہیں۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ فلاسفہ کے اس قول میں یہ ہے۔ له اطلاع على المغيبات اس میں۔ لفظ اِطّلاعٌ۔ نکرہ ہے۔ جو قلیل و کثیر سب پر صادق تو فلاسفہ کا مذہب یہ ہوا کہ جو ایک دو بات بھی گذشتہ یا موجودہ یا آئندہ کی جانے اس پر بھی صادق۔ ناظرین! فلاسفہ کی اس حماقت کو ذہن میں اچھی طرح بٹھالیں۔ کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ دو ایک غیب کی بات اقل قلیل جاننا نبی کا خاصہ مانتے ہیں۔

اس کے بعد نہایت واضح الفاظ میں فلاسفہ کا قول نقل کرتے ہیں۔ کہ وہ سفہاء اس کے قائل ہیں کہ پاگلوں، بیماروں سونے والوں کو بھی علم غیب حاصل ہے۔ فلاسفہ کا یہ قول ان الفاظ میں نقل فرمایا

وكيف يستنكر ذالك الاطلاع فى حق النبى وقد يوجد ذالك فيمن قلت شواغله

(فلاسفہ نے کہا، نبی کے ان غیبات پر مطلع ہونے سے کیسے انکار کیا جاسکتا ہے۔ یہ ان لوگوں میں موجود ہے جنکے

بالرياضة بانواع المجاهدات اومرض صارف للنفس عن الاشتغال بالبدن واستعمال آلة ونوم ينقطع به احساساته الظاهرة فان هٰؤلاء قد يطلعون على مغيبات ويخبرون عنها كما يشهد به التسامع والتجارب بحيث لايبقى فيه شبهة للمنصفين۔

شواغل مجاہدوں کی ریاضت یا کسی ایسے مرض کیوجہ سے کم ہوں جو نفس کو بدن کیساتھ مشغولیت اور آلے کے استعمال سے روکنے والا ہو یا ایسی نیند کیوجہ سے کم ہوں جس سے ظاہری احساسات منقطع ہو گئے ہوں یہ لوگ بھی کبھی کچھ مغیبات پر مطلع ہو جاتے ہیں اسے بتاتے ہیں جس پر تسامع اور تجربہ شاہد ہے جسمیں اہل انصاف کو ذرا بھی شبہہ نہیں۔

دیکھئے یہاں بھی ـــ قد يطلعون على مغيبات ـ میں مغیبات نکرہ ہے جو قلیل و کثیر سب پر صادق ـ تو فلاسفہ کا ہذیان یہ ہوا ـــ کہ بیمار، پاگل، نائم بھی کچھ نہ کچھ غیب پر کبھی کبھار مطلع ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ دو چار باتوں پر ہی۔

ان دونوں عبارتوں سے ظاہر ہو گیا ـ کہ فلاسفہ نے تین باتیں کہی تھیں۔ اول یہ کہ نبوت وہبی نہیں، کسبی ہے دوم یہ کہ نبی کا خاصہ یہ ہے کہ وہ غیوب پر تھوڑی بہت اطلاع رکھتا ہو اگرچہ وہ اقل قلیل دو ایک ہی باتوں پر مطلع ہو۔ له اطلاع على المغيبات ـ میں اطلاعٌ کی تنکیر سے یہی ثابت ہے۔ تیسرے یہ کہ بیمار، پاگل، نائم بھی کچھ نہ کچھ غیب پر مطلع ہوتے ہیں اگرچہ وہ اقل قلیل دو چار باتوں پر ہی سہی۔

فلاسفہ کے اس ہذیان کو رد کرنے کے لئے ان بزرگوں نے وہ فرمایا۔ جو تھانوی صاحب نے بسط البنان میں اپنی تائید میں نقل کیا۔ ان بزرگوں نے گربہ روز اول با ید کشت پر عمل فرماتے ہوئے شروع ہی میں فرمادیا۔ ماذكرتم مردود بوجوه ـ اے فلسفیو! تم نے جو کچھ ذکر کیا کئی طریقے سے مردود ہے۔ پہلے رد کا حاصل یہ ہے۔ کہ فلاسفہ کی جوتی فلاسفہ کے سر ماری کہ تم نے اقل قلیل علم غیب کو بھی نبی کا خاصہ بتایا۔ حالانکہ تمھیں نے خود کہا کہ اقل قلیل

علم غیب تو بچاروں، پاگلوں کو بھی حاصل ہے۔ پھر تمہارے ہی مسلمات پر اتنی قلیل علم غیب کا حصول نبی کا خاصہ کہاں رہا۔ اب اس کے بعد حفظ الایمان کی عبارت پڑھئے لکھتے ہیں:

"اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اسمیں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو و بکر الخ"

کیا اس عبارت کو مواقف اور اس کی شرح کی عبارتوں سے اتنا بھی تعلق ہے جتنا زمین کو آسمان سے۔ مشرق کو مغرب سے، دن کو رات سے۔ کہاں فلاسفہ کے ہذیان کا رد انھیں کے مسلمات سے۔ اور کہاں اپنے عقیدے کا بیان۔

ایک مسلمان نے اپنا یہ عقیدہ بیان کیا۔ علم غیب کی دو قسمیں ہیں بالذات۔ اس معنی کر عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ اور بواسطہ۔ اس معنی کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے۔ زید کا یہ استدلال اور عقیدہ و عمل کیسا ہے۔

اس کے جواب میں حفظ الایمان میں تھانوی صاحب نے اپنا یہ عقیدہ بیان فرمایا۔ کہ زید نے جو یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بواسطہ علم غیب حاصل ہے۔ اس سے اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اسمیں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمرو و بکر الخ

اور کہاں فلاسفہ کے اس ہذیان پر کہ نبوت کسبی ہے۔ ان کے مسلمات سے انھیں الزام دینا کہ خود تمہاری تسلیم کردہ باتوں پر لازم کہ علم غیب نبی کا خاصہ نہ رہے۔ ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے

ع کیں رہ کہ تو می روی بترکستان ست

ایسی صورت میں جبکہ مجدد اعظم اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہ اور ان سے وابستہ ہی افراد نہیں دوسرے غیر متعلق لوگ بھی حفظ الایمان کی اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بتا رہے ہیں۔ پھر بھی تھانوی صاحب کے نیازمند اور تمام دیوبندی مذہب کے پرستار اس کی بے جا، بے تکی تاویلیں کر رہے ہیں۔ جو حقیقت

میں تاویل نہیں اس عبارت کی تبدیل و تحریف ہے۔ اس کی کیا امید کیجا سکتی ہے کہ ان لوگوں کو قبول حق کی توفیق ہوگی۔ ہم ان کے معاملے کو داور محشر کے سپرد کر کے رخصت ہو رہے ہیں۔ وہی احکم الحاکمین ہے۔ البتہ جو لوگ اپنے سینے میں ایمان کی ذرا بھی رمق محسوس کرتے ہیں ان سے گزارش ہے کہ وہ اکابر دیوبند کی مذکورہ بالا عبارتیں اور ان کے نیازمندوں کی توجیہیں۔ اور پھر ان پر ہمارے معروضات کو خالی الذہن غیر جانبدار ہو کر پڑھیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان پر واضح ہو جائیگا کہ یہ عبارتیں کفری ہیں۔ ان میں ضروریات دین کا انکار ہے۔ اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔

حفظ الایمان میں اللہ عزوجل کے عالم الغیب ہونے کا انکار

حفظ الایمان جس سوال کے جواب میں لکھی گئی ہے وہ ابھی مذکور ہوا ہے۔ اس پر ایک نظر ڈال لیں۔ زید نے یہ کہا ہے۔ علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔ بالذات۔ اس معنی کر عالم الغیب حق تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ اس کے جواب میں بعد اللتیا والتی اخیر میں لکھا

"اجوبۂ مذکورہ سے واضح ہوگیا کہ زید کا عقیدہ اور قول سراسر غلط اور خلاف نصوص شرعیہ ہے ہرگز اس کا قول کرنا کسی کو جائز نہیں۔ زید کو چاہئے کہ توبہ کرے اور اتباع سنت اختیار کرے۔" حفظ الایمان ص ۹

جب زید کا عقیدہ اور قول ـ سراسر غلط ہوا ـ تو اس کا یہ عقیدہ اور قول بھی غلط ہوا جو اس نے کہا تھا:

اس معنی کر عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔

اس جملے کے چار اجزا ہیں ـ اول اللہ تعالیٰ کا علم بالذات ہے۔ دوم اللہ عزوجل عالم الغیب ہے ـ سوم اللہ عزوجل کے سوا اور کسی کا علم بالذات نہیں۔ چہارم یہ کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کوئی عالم الغیب نہیں۔

جب تھانوی صاحب نے زید کے عقیدے اور قول کو سراسر غلط بتایا تو ثابت ہوا کہ — یہ چاروں باتیں بھی غلط ہیں۔ تو لازم کہ اللہ تعالیٰ کا علم بالذات نہیں ہے۔ اور اللہ عز وجل عالم الغیب نہیں ہے۔ اور اللہ کے سوا اوروں کا علم بالذات ہے۔ اور وہ عالم الغیب ہیں۔ تھانوی صاحب کے نیازمند اب کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

گنگوہی صاحب کا کفری فتویٰ

کسی شخص نے گنگوہی صاحب کے یہاں مندرجہ ذیل استفتار بھیجا:۔

ما قولکم رحمکم اللہ۔ دو شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے، ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ لایغفر ان یشرك به ویغفر مادون ذالك الخ لفظ ما عام ہے، شامل ہے معصیت قتل مومن کو، پس آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار مغفرت مومن قاتل بالعمد بھی فرما دیگا۔ اور دوسری آیت میں ہے من قتل مومنا متعمدا فجزاءہ جهنم خالدًا — الخ لفظ من عام ہے شامل ہے مومن قاتل بالعمد کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن قاتل مومن بالعمد کی مغفرت نہ ہوگی۔ اس قائل کے خصم نے کہا کہ۔ آپ کے استدلال سے وقوع کذب باری ثابت ہوتا ہے کیونکہ آیت میں ویغفر ہے نہ ویمکن ان یغفر۔ یہ سنکر اس قائل نے جواب دیا میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کا قائل نہیں ہوں۔ اور دوسرا قول اسی قائل کا یہ ہے کہ کذب علی العموم قبیح بمعنی منافر للطبع نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض مواضع میں جائز رکھا ہے اور توریہ وعین کذب بمعنی بعض مواضع میں دونوں اولیٰ ہیں۔ نہ فقط توریہ۔ آیا یہ قائل مسلمان ہے یا کافر؟ اور مسلمان ہے تو بدعتی ضال یا اہلسنت وجماعت باوجود کرنے کذب باری تعالیٰ کے۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب:۔ اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیات میں خطا کی، مگر تاہم اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہئے کیونکہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علمار سلف کی قبول کرتی ہے چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب رسالہ تنزیہ الرحمٰن اپنے رسالہ میں تصریح کرتے ہیں، بقولہ علاوہ اس کے مجوزین خلف وعید وقوع خلف کے بھی قائل ہیں چنانچہ ان کے دلائل سے ظاہر ہے حیث قالوا انه لیس بنقص بل هو کمال الخ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ بعض علما، وقوع خلف وعید کے قائل ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ خلف وعید خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو، سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے گاہ وعدہ گاہ خبر۔ اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہوگا لہذا وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو۔ پس بناءً علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہئے کہ اس میں تکفیر علمار سلف کی لازم آتی ہے۔ ہر چند یہ قول ضعیف ہے، مگر تاہم متقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں۔ دیکھو کہ حنفی، شافعی پر اور بر عکس بوجہ قوت دلیل اپنی کے طعن وتضلیل نہیں کر سکتا۔ انا مومن انشاءاللہ کا مسئلہ کتب عقائد میں خود لکھتے ہیں۔ لہذا اس ثالث کو تضلیل وتفسیق سے مامون کرنا چاہئے البتہ نرمی اگر فہمائش ہو بہتر ہے۔ البتہ قدرۃ علی الکذب مع امتناع الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں۔ اگرچہ اس زمانے میں لوگوں کو ابعاد بیجا ہوگیا ہے۔ قال اللہ ولو شئنا لاتینا کل نفس هدا ها ولکن حق القول منی لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعین الایة۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [رشید احمد]

خلاصہ فتویٰ

سوال میں تصریح ہے۔ کہ قائل نے یہ کہا — میں نے کب کہا ہے۔ کہ میں وقوع کا قائل نہیں ہوں — اس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ اس قائل کا عقیدہ یہ ہے کہ — اللہ عزوجل جھوٹ بول چکا — اس سبوح قدوس عزوجل کو جھوٹا کہنے والے پر گنگوہی صاحب کی شفقت وعنایت بے غایت ملاحظہ فرمائیے — جواب میں ارشاد فرماتے ہیں

اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیئے۔ وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے اگرچہ بعض کسی فرد کے ہو۔ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے۔ اس ثالث کو تضلیل (گمراہ کہنے) وتفسیق (فاسق کہنے سے) مامون کرنا چاہیئے۔

یعنی اللہ عزوجل سے کذب کا وقوع ہوچکا۔ وہ جھوٹ بول چکا ہے۔ اس لئے جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول چکا۔ وہ کافر نہیں۔ کافر ہونا تو کوسوں دور ہے، بدعتی گمراہ بھی نہیں۔ بدعتی گمراہ ہونا بھی دور بہت دور ہے فاسق بھی نہیں۔ فاسق ہونا دور ہے، کوئی سخت کلمہ بھی اس کو نہیں کہنا چاہیئے۔ اتنی مہربانی کیوں نہ فرماتے آخر اپنے مذہب کے رحمۃ للعالمین جو ہیں۔

سارے کلمہ پڑھنے والوں سے کلمہ کا واسطہ، نام اسلام کا واسطہ۔ کیا اس سبوح قدوس عزوجل کو جھوٹا مان لینے کے بعد بھی کوئی مسلمان رہ سکتا ہے؟ ایسے صریح و شنیع کفر کے بعد بھی گنگوہی صاحب کو کافر نہ کہا جائے تو پھر کفر کس چیز کا نام ہے یہ معمہ کوئی صاحب حل کردیں۔

پوری دنیا کے مسلمانوں کا اس پر تعامل ہے — کہ وہ بذریعہ ڈاک مفتی صاحبان کے پاس اور دارالافتاء میں سوالات بھیجتے ہیں اور مفتی صاحبان اس کا جواب لکھکر اپنی دستخط اور مہر کرکے بذریعہ ڈاک ہی سائل کو واپس کرتے ہیں۔ تمام دنیا کے مسلمان اس پر اعتماد کرتے ہیں اور اس کے مطابق عمل درآمد کرتے ہیں۔ اور یہ یقین کرتے ہیں کہ یہ انھیں مفتی صاحب کا فتویٰ ہے جنکے اس پر مہر اور دستخط ہیں۔ اور یہ اعتماد جسطرح عملیات

کے سلسلے میں ہوتا ہے اسی طرح اعتقادیات میں بھی ہوتا ہے حتی کہ اگر کسی کے بارے میں کفر کا فتوی ہوتا ہے تو مسلمان اس مفتی کے فتویٰ کے مطابق اسے کافر مانتے ہیں اور اسکے ساتھ کافروں جیسا برتاؤ کرتے ہیں۔

بذریعہ ڈاک آئے ہوئے فتاوی ہی کی یہ خصوصیت نہیں بلکہ دستی حاصل کئے ہوئے فتاوی کی بھی یہی حیثیت ہے کہ مفتی کے دستخط اور مہر پر اعتماد کرکے اسے قابل عمل جانتے ہیں۔

آج تک کسی نے بھی کسی مفتی کے فتوی کو یہ کہہ کے رد نہیں کیا ہے کہ اس دستخط اور مہر کا کیا اعتبار الخط یشبہ الخط۔ الخاتم یشبہ الخاتم۔ اور نہ آجتک کسی فتوی کے بارے میں ثبوت کے لئے گواہان شرعی بقدر نصاب طلب کیا گیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ خط مفتی حجت شرعیہ ہے۔

اور اگر گنگوہی صاحب کے نیاز مند نہ مانیں تو لازم کہ دارالعلوم دیوبند اور دیوبندی مولویوں کے سارے فتاوی لغو اور مہمل۔ ردی اور لاشئی محض۔ دیوبندیوں کو چاہیئے کہ اعلان عام کردیں۔ کہ اب ہمارے یہاں بذریعہ ڈاک سوالات نہ بھیجے جائیں اور نہ کوئی دستی سوال لے کر کیلئے آئے۔ جس کو جواب لینا ہو وہ گواہان عادل بقدر نصاب لے کر آئے اور اپنے اور ان گواہوں کے روبرو ہم سے جواب لے۔ اور جہاں کا قصہ ہو وہاں کے قاضی کے یہاں حاضر ہوکر سائل دعوی کرے کہ فلاں مفتی صاحب کا فتویٰ ہے۔ اور گواہان گواہی دیں پھر قاضی حکم دے تو معتبر ہوگا۔

اسی پر بس نہیں فتاوی رشیدیہ کا کیا اعتبار جو گنگوہی صاحب کے مرنے کے برسوں بعد مرتب ہوا،۔ کیا کوئی صاحب اس پر گواہان شرعی ہی نہیں غیر شرعی بھی بقدر نصاب نہیں تو ایک ہی بھی پیش کرسکتے ہیں کہ فتاوی رشیدیہ میں چھپے ہوئے سارے فتاد لے گنگوہی صاحب نے ہمارے سامنے لکھے ہیں۔ آپلوگوں نے اچھی تدبیر نکالی ہے کہ سارا دیوبندی مذہب ہی لغو اور مہمل ہوجائے۔ خدا مبارک کرے۔

اسی لئے مسلمانوں کا یہ تعامل ہے کہ کسی مفتی کے دستخط اور مہر کو دیکھکر یقین کرتے ہیں کہ یہ حقیقت میں اسی کا فتوی ہے۔

اس کیمطابق گنگوہی صاحب کی خدمت میں ایک سوال گیا وہاں سے گنگوہی صاحب کے دستخط اور مہر سے مزین ایک جواب آیا تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے انکا فتویٰ نہ مانا جائے۔ اور اسے افترا اور بہتان کہا جائے، مسلمانوں کے اجماعی عمل اور تعامل کی بنا پر۔ کہ خط مفتی حجت شرعیہ ہے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اور نہ صرف انھوں نے بلکہ جس نے بھی اسے دیکھا اس نے یقین کیا کہ یہ گنگوہی صاحب ہی کا فتویٰ ہے اور اس پر جو حکم شرعی تھا وہ صادر فرمایا۔ یہ کوئی جُرم نہیں۔ بلکہ اگر نہیں کرتے تو مجرم ہوتے۔ حدیث میں فرمایا گیا،

الساکت عن الحق شیطان اخرس — حق بات کہنے سے جو چپ رہے وہ گونگا شیطان ہے

اگر واقعی یہ گنگوہی صاحب کا فتویٰ نہیں تھا۔ تو جب انھیں معلوم ہوا کہ میری جانب ایسا خطرناک فتویٰ منسوب کیا جا رہا ہے تو انھیں لازم تھا کہ فوراً بلا تاخیر اسکی تردید شائع کرتے۔ مگر ہوا یہ کہ انھیں بالکل شروع ہی میں اس کا علم ہوا جیسا کہ صاحب فیصلہ کن لکھتے ہیں:۔

نیز جب پہلے پہل اس بہتان کا چرچا بریلی میں ہوا تو یہاں سے حضرت کے بعض متوسلین نے گنگوہ عریضہ بھیجکر حقیقت حال دریافت کی۔ اسکے جواب میں بھی حضرت مرحوم نے اپنی بیزاری ظاہر فرمائی اور حضرت مرحوم کی وہ جوابی تحریر بعینہٖ خانصاحب کو دکھائی گئی مگر بیچر کے دل پر کوئی اثر نہ ہوا۔

(فیصلہ کن ص ۶۹)

یہ تحریر اعلیٰ حضرت کو دکھائی گئی کہ نہیں۔ سر دست اس سے ہمیں بحث نہیں۔ ان گنگوہی صاحب کے متوسلین پر لازم بلکہ فرض تھا کہ تحریر کو شائع کر دیتے۔ اعلیٰ حضرت کے خلاف ان متوسلین نے بارہا پوسٹر نکالے اس میں کیا رکاوٹ تھی کہ اس جوابی تحریر کو شائع کر دیتے۔ ان متوسلین نے اگر نہیں شائع کی تھی تو گنگوہی صاحب پر فرض تھا کہ اگر وہ فتویٰ ان کا نہیں تھا تو خود اپنی طرف سے تردید شائع کر دیتے۔ اہلسنت کے اوپر افتراء کے دفتر لکھ لکھکر شائع کرتے رہے۔ مگر بقول نیازمندان اپنے اوپر اتنے سنگین بہتان کی تردید نہیں شائع کر سکتے تھے۔ جبھیں ان کی آبرو بھی محفوظ رہتی اور ایک انتشار ختم ہو جاتا۔ میلاد و فاتحہ

پر تو جوش کا وہ عالم کہ ۲۸ صفحات کی کتاب لکھ ڈالی۔ اور اتنے سنگین الزام کی تردید میں چپ رہنا اس کی دلیل ہے کہ وہ فتویٰ انھیں کا تھا۔ وہ ان نیازمندوں کی طرح بزدل نہیں تھے کہ ایک بات لکھکر اس سے انکار کریں۔ اپنے عقیدے کو ظاہر کر کے مکر جائیں۔

ناظرین اس فتوے کی پوری تاریخ ملاحظہ فرمائیں،

وہ فتویٰ جسمیں گنگوہی صاحب نے اللہ عزوجل کو صاف صاف کاذب، جھوٹا مانا۔ اس کی اصل مع مہر اور دستخط کے محفوظ ہے، اس کے متعدد فوٹو لئے گئے جو مختلف علماء اہلسنت کے پاس محفوظ ہیں۔ جسکا خط بعینہٖ گنگوہی صاحب کا خط ہے۔ مُہر انھیں کی ہے۔ گنگوہی صاحب کی تحریر کا عکس مکاتیب رشیدیہ کے ص۲۰ پر خود انکے نیازمندوں کا چھاپا ہوا ہے جسے شبہہ ہو اس سے ملاکے مزید اطمینان کے لئے کسی ماہر فن شناخت سے جانچ کرالے تو معلوم ہو جائیگا کہ یہ انھیں کی تحریر ہے۔

واضح ہو کہ گنگوہی صاحب کا یہ فتویٰ جب ماہ ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں میرٹھ سے چھپ کر شائع ہوا تو ملک میں اس کے خلاف بڑی ہلچل مچی اس پر ہر طرف سے اعتراضات شروع ہوئے، مولانا نذیر احمد خانصاحب رام پوری ثم احمد آبادی نے وقوع کذب باری تعالیٰ ماننے کے سبب مولوی رشید احمد پر کفر کا فتویٰ دیا جو ۱۳۰۹ھ میں مطبع خیر المطابع میرٹھ سے چھپ کر شائع ہوا۔ مولوی رشید احمد کے اس ایمان سوز فتویٰ کے رد میں ایک رسالہ "صیانۃ الناس" مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ سے چھپ کر شائع ہوا پھر ان کا یہی فتویٰ مع رد بلیغ ۱۳۱۸ھ میں مطبع گلزار حسنی بمبئی سے چھپ کر شائع ہوا پھر یہی فتویٰ مع رد قاہر ۱۳۲۰ھ میں مطبع تحفۂ حنفیہ پٹنہ سے چھپ کر شائع ہوا۔ مسلسل پندرہ برس تک مولوی گنگوہی صاحب اپنے کافر و مرتد ہونے کا اعلان خاموشی کے ساتھ سنتے رہے اور پھر ۱۳۲۳ھ میں مر بھی گئے۔ ان کی زندگی میں ان کے مریدین، معتقدین تلامذہ اور خلفاء بھی چپ چاپ گونگے بہرے بنے رہے۔ بس گنگوہی صاحب کا مرنا تھا کہ مرید شاگرد خلیفہ سب کے منہ میں زبان پیدا ہو گئی اور سب صاحب قلم ہو گئے اور کہدیا۔ کہ یہ فتویٰ ہمارے حضرت گنگوہی صاحب کا لکھا ہوا نہیں ہے۔ لیکن چھوٹے بڑے ہر وہابی کو معلوم ہونا

۱؎ سوانح اعلحضرت امام احمد رضا ص ۲۳۲ بحوالہ رد شہاب ثاقب وحیات اعلحضرت

چاہئے کہ اس فتوے سے انکار کا حق صرف گنگوہی صاحب کو تھا جب انھوں نے انکار نہیں کیا اور ان کی زندگی میں ان کے معتقدوں نے بھی انکار نہیں کیا تو گنگوہی صاحب کے مرجانے کے بعد ٹانڈوی، سنبھلی، اور دربھنگی وغیرہ کسی وہابی کو اب نہ تو انکار کا حق ہے اور نہ انکار صحیح مانا جائے گا۔

کیا کسی عاقل کی سمجھ میں یہ بات آسکتی ہے کہ گنگوہی صاحب کی طرف ایک ایسا فتویٰ علانیہ منسوب ہو جسمیں کفر صریح ہو جسکی بنا پر انھیں کافر کہا جاتا ہو اور وہ اس کے بعد پندرہ سال زندہ رہیں اور انھیں اس کی خبر بھی ہو جائے اور وہ ایکدم خاموش رہیں کیا کوئی عاقل یہ ماننے پر تیار ہوگا کہ اس چپ کا مطلب یہ ہے کہ انھیں اس سے انکار ہے یا ان کے ذہن میں اس کا مطلب کچھ اور ہے۔

اس فتویٰ پر ان کا دستخط اور مہر بھی اس کا ثبوت ہے کہ یہ فتویٰ یقیناً انھیں کا ہے۔ اطلاع کے بعد چپ رہنا، تردید نہ کرنا اس کی تائید ہے کہ انھیں کا فتویٰ ہے۔

نیازمندوں کی صفائی

یہ فتویٰ گنگوہی صاحب کا نہیں یہ ثابت کرنے کے لئے ان کے نیازمندوں نے بہت زور آزمائی کی۔ حیلے پر حیلے نکالے کچھ بس نہ چلا تو گالیوں کی بوچھار کی۔ مگر کوئی صاحب بھی اپنی پوری ذہنی توانائیوں کو صرف کرنے کے باوجود یہ ثابت نہ کرسکے کہ یہ فتویٰ گنگوہی صاحب کا نہیں، اس سلسلے میں متعارض باتیں بھی کی ہیں۔ غلط حیلہ جوئی کا انجام بھی یہی ہوتا ہے:

پہلا حیلہ یہ ہے کہ۔ فقہ کا مسلم اور مشہور مسئلہ یہ ہے کہ الخط یشبہ الخط یعنی خط، خط کے مشابہ ہوتا ہے۔ جب رویت ہلال جیسی معمولی باتوں میں خط کا اعتبار نہیں تو پھر تکفیر جیسے اہم معاملہ میں کیونکر اس کا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔"

(فیصلہ کن ص۶۳)

اگر آپ کی یہ بات صحیح ہے تو دیوبندیوں کے دارالافتاء سے جاری کئے ہوئے سارے فتاویٰ غیر معتبر اور لغو۔ اور خود گنگوہی صاحب کا مجموعہ فتاویٰ ردی کی ٹوکری۔ آپ کو خبر بھی ہے کہ فقہاء نے جن جن لوگوں کے خط کو معتبر مانا ہے ان میں امرا اکابر اور مفتی بھی ہیں ؛- ردالمحتار جلد رابع ص۳۵۴ پر۔ :

یفید عدم الاقتصار علی الصراف والسمسار والبیاع بل مثله کل ما جرت العادة فیه فیدخل فیه ما یکتبه الامراء و الاکابر ممن یتعذر الاشهاد فاذا کتب وصولا او صکا بدین علیه وختمه بخاتمه المعروف فانه فی العادة یکون حجة علیه بحیث لا یمکنه الانکار ولو انکره یعد بین الناس مکابرا

اس سے یہ افادہ ہوا کہ صرف صراف دلال بیاع ہی کا خط معتبر نہیں بلکہ جن جن لوگوں کے خط کے حجت ہونے کی عادت جاری ہے سب حجت ہیں۔ اسی میں وہ بھی داخل ہے جو امرا اور اکابر لکھتے ہیں جنھیں گواہ بنانا متعذر ہو، اگر وصولیابی کی رسید یا قرض کا دستاویز لکھا اور اس پر اپنی مشہور و معروف مہر کردی تو اس پر حجت ہے یہی عادت ہے۔ اس سے انکار ممکن نہیں اور اگر انکار کریگا تو لوگوں میں مکابرہ کرنیوالا شمار کیا جائیگا۔

نیز اسی میں ص۳۰۶ پر ہے

ان القاضی اذا اشکل علیه الامر یکتب الی فقها مصر آخر لان المشاورة بالکتاب سنة قدیمة فی الحوادث

قاضی پر جب کوئی معاملہ مشکل ہو جائے تو دوسرے شہر کے فقہا کو لکھے۔ اسلئے کہ حوادث میں بذریعہ خط باہمی مشورہ سنت قدیمہ ہے۔

تبلاً آپ کو کچھ خبر بھی ہے کہ فقہاء نے۔ الخط یشبہ الخط کہاں غیر معتبر مانا ہے۔ آپ اسے بخوبی جانتے ہیں مگر حیلہ جوئی کے لئے کلمۂ حق بول کر باطل مراد نہ لیتے تو کیا کرتے۔ جناب! یہ اسوقت ہے جبکہ جس کی طرف خط منسوب ہے وہ انکار کرے۔ مثلاً زید نے عمرو پر کوئی

دعوی کیا۔ عمرو نے دعویٰ سے انکار کیا۔ زید نے ثبوت میں عمرو کی تحریر پیش کی، عمرو نے اس تحریر سے بھی انکار کیا، تو وہ تحریر معتبر نہیں۔ اس موقعہ پر فرمایا گیا کہ۔ کیوں معتبر نہیں۔ الخط یشبہ الخط۔

یہاں پہلے تو یہ بات ثابت کیجئے کہ گنگوہی صاحب نے انکار کیا ہے۔

ہم فقہاء کے ارشاد سے ثابت کر آئے کہ خط مفتی حجت ہے۔ جب اس فتوی پر گنگوہی صاحب کے دستخط بھی ہیں مہر بھی ہے تو بلا کسی دغدغہ کے ثابت کہ یہ انھیں کا فتویٰ ہے۔

رہ گئیں وہ روایتیں جو آپ نے گنگوہی صاحب کے انکار کی لکھی ہیں۔ وہ سب من گڑھت اور جعل ہیں جو آپ لوگوں نے تراش لیا ہے۔ ورنہ کیا سبب ہے کہ دربھنگی صاحب اور بریلی کے دیوبندیوں نے گنگوہی صاحب کی وہ تحریر بلفظہ شائع نہیں کی۔ اگر واقعی گنگوہی صاحب نے انکار اور بیزاری کی کوئی تحریر لکھی تھی تو اس کا آسان حل یہ تھا کہ اسے شائع کر دیا جاتا۔ اور کہدیا جاتا کہ اصل تحریر فلاں جگہ محفوظ ہے۔ ان کے مرنے کے بعد یہ دعوی کرنا اور ان کی زندگی بھر خاموش رہنا اس کی غمازی کر رہا ہے کہ یہ سب بلذت عشق بنا یا گیا ہے۔

پھر بات کیجئے تو یاد دکھا کیجئے کہ پہلے کیا لکھ چکے ہیں۔ گنگوہی صاحب کی صفائی میں آپ بھی یہی لکھتے ہیں

"اسی وقت حضرت کی خدمت میں گنگوہ عریضہ لکھا۔ تو جواب آیا" ص ۶۹

اور بریلی کے متوسلین کے بارے میں ہے:

> گنگوہ عریضہ لکھکر حقیقت حال دریافت کی۔ اور حضرت مرحوم کی جوابی تحریر بعینہٖ خانصاحب کو دکھلائی گئی۔ ایضاً

ان سب کا حاصل یہ نکلا کہ گنگوہی صاحب نے بقول آپ کے بذریعہ ڈاک انکاری تحریر بھیجی۔

جب آپ ص ۶۳ پر تحقیق فرما چکے کہ خط کا اعتبار نہیں۔ فقہ کا مسلمہ مسئلہ ہے الخط یشبہ الخط تو پھر گنگوہی صاحب کا یہ خط کیسے معتبر ہوا۔ ایک تحریر معتبر، دوسری غیر معتبر

یہ منطق کسی کی سمجھ میں آ سکتی ہے؟

تعارض

آپ نے ص ۶۵ پر لکھا

> اگر خانصاحب کے بیان کو صحیح سمجھکر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ یہ فتویٰ متعدد بار مع رد کے حضرت گنگوہی مرحوم کی حیات میں چھپ کر شائع ہوا جب بھی لازم نہیں آتا کہ حضرت کے پاس بھی پہنچا ہو یا ان کو اطلاع بھی ہوئی ہو الخ

اور یہاں ص ۶۹ پر آپ بھول گئے کہ پہلے کیا لکھا۔ کہ تحریر کر رہے ہیں۔

> نیز جب پہلے پہل اس بہتان کا چرچا بریلی میں ہوا تو یہاں سے بھی حضرت کے بعض متوسلین نے گنگوہ عریضہ بھیجکر حقیقت حال دریافت کی الخ

کیا فرقہ بندی کی حمیت نے آپ کو اتنا حواس باختہ کر دیا ہے کہ ایک ہی موضوع پر بحث کرتے ہوئے دو تین صفحے پہلے کہی ہوئی بات بھول گئے۔ اب انصاف ناظرین کے ہاتھ ہے یہ تو یقینی ہے کہ ان دونوں باتوں میں ایک ضرور غلط ہے۔

دوسرا حیلہ

فتاویٰ رشیدیہ میں یہ فتویٰ نہیں۔ اس پر صرف اتنی گذارش ہے کہ کیا آج کے مطبوعہ فتاویٰ رشیدیہ میں وہ سب فتاویٰ موجود ہیں جو انھوں نے اپنی حیات میں لکھے تھے۔ اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی ہی ہے تو پھر مطبوعہ فتاویٰ رشیدیہ میں نہ ہونے سے کہاں لازم آتا ہے کہ یہ فتویٰ ان کا لکھا ہوا نہ ہو۔ فتاویٰ رشیدیہ گنگوہی صاحب کی وفات کے برسوں بعد جمع کیا گیا ہے۔ اسوقت تک اس فتوے کے زہریلے اثرات ظاہر ہو چکے تھے۔ تو کیا فتاویٰ رشیدیہ کے جامع اور شائع کنندہ اپنے مذہب اور اپنے مذہب کے بانی کے دشمن تھے کہ اسے چھاپ دیتے۔

اور اگر آپ کہیں کہ نہیں، گنگوہی صاحب نے اپنی طول طویل حیات میں جتنے فتاویٰ لکھے تھے سب اس میں چھپ چکے ہیں تو ایک دفعہ لکھکر اسے شائع کر دیجئے پھر ہم آپ کو بتا دیں گے کہ ان کے لکھے ہوئے کتنے فتاوی کو اسمیں شامل نہیں کیا گیا ہے۔

پھر فتاویٰ رشیدیہ محفوظ کہاں ہے کہ اسمیں ہونا نہ ہونا معیار بنایا جاسکے جس پر تفصیلی گفتگو ابھی آرہی ہے۔

تیسرا حیلہ فتاویٰ رشیدیہ میں اس کے خلاف فتویٰ موجود ہے۔

یہ حیلہ اسوقت کارگر ہوتا کہ مطبوعہ فتاویٰ رشیدیہ محفوظ ہوتا۔ اس میں ردو بدل نہ کیا گیا ہوتا۔ مگر اس کے نظائر موجود ہیں کہ اس میں ردو بدل کیا گیا ہے۔ تو اس فتویٰ کے خلاف مطبوع فتاویٰ رشیدیہ میں ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ یہ فتویٰ ان کا ہو۔ سردست بقدر نصاب شہادت دو شاہد حاضر ہیں۔

پہلی شہادت فتاویٰ رشیدیہ مطبوع باراول افضل المطابع مرادآباد میں ص۱۵ پر جلد سوم پر ہے۔

سوال: گائے کی اوجھڑی اور کپورے کھانے درست ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ درست ہیں۔ فقط

مگر بعد کے تمام مطبوع میں "کپورے کھانے" کو بدلکر "کھیری کھانی" کردیا ہے،

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب مطبوع کراچی ص۴۵۵)

مگر جواب میں تبدیل کا خیال نہ رہا۔ تو وہی باقی رہا — درست ہیں — کیا اس سوال کے جواب میں کہ "بکری کی اوجھڑی اور کھیری کھانی درست ہے یا نہیں — یہ کہنا — درست ہیں — صحیح ہے۔

یہ ان ملاہے جوڑ جواب بتا رہا ہے۔ کھیری کھانی۔ کے بجائے۔ کپورے کھانے ہی تھا۔ مگر اسے بالقصد بدلا گیا ہے۔ سچ ہے چور بھاگتا ہے اور نشان قدم چھوڑتا جاتا ہے۔

خیر یہ تو ایک لطیفہ تھا۔ اب ہمارا کہنا ہے کہ جو نا خداترس افراد چھپنے کے بعد فتاویٰ رشیدیہ میں تحریف کرسکتے ہیں وہ چھپنے سے پہلے اس میں بہی چلتی بھر کچھ کمی کئے ہونگے۔

دوسری شہادت فتاویٰ رشیدیہ مبوب مطبوع کراچی کے ص۱۳۱ پر ہے

اور جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے۔ اور وہ اس کبیرہ کے سبب سنت

جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

افضل المطابع میں پہلی بار ۱۳۰۰ھ سے لے کر ابتک کے چھپے ہوئے سب میں یہی ہے۔

غیر مبوب میں حصہ دوم ص۱۱ پر ہے۔

اس پر سیدی، استاذی، استاذ العلماء، جلالۃ العلم علامہ حافظ عبدالعزیز صاحب بانی الجامعۃ الاشرفیہ قدس سرہٗ نے المصباح الجدید میں مواخذہ فرمایا — تو آپ ہی نے اپنے ایک کفش بردار کے نام اس کے جواب میں یہ لکھا

"زیر بحث فتویٰ میں مطبع کی غلطی سے خارج ہوگا کے بجائے خارج نہ ہوگا۔ چھپ گیا ہے"

اتنی فاش غلطی مطبع نے چھاپی اور آج تک چالیس برس سے زائد ہوگئے۔ کسی کو تصحیح کی نہ سوجھی تو اب فتاویٰ رشیدیہ کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے کہ اس فتویٰ میں جسے سنبھلی صاحب نے نقل کیا ہے — مطبع نے اسی قسم کی غلطی کی ہو۔

ثانیاً۔ گنگوہی صاحب کے مطبوع فتاویٰ میں بیشمار تعارض ہیں۔

تناقض فتاویٰ رشیدیہ مبوب مطبوعہ کراچی ص۹۸ پر ہے

"پس عقیدہ زید کا اس سبب سے ہے کہ آپ کو حق تعالیٰ نے علم دیا تھا۔ تو ایسا سمجھنا خطائے صریح ہے اور کفر نہیں۔ اور جو یہ عقیدہ ہے کہ خود بخود آپ کو علم تھا، بدون اطلاع حق تعالیٰ کے" تو اندیشہ کفر کا ہے۔ لہذا پہلی صورت میں امامت درست ہے اور دوسری شق میں امام نہ بنانا چاہیئے۔ اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان روکے اور تاویل کرے"

اس فتویٰ کا حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی عطا سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم غیب ماننا، کفر و شرک ہونا تو بہت دور ہے گمراہی اور فسق بھی نہیں۔ حتی کہ جو شخص علم غیب عطائی کا معتقد ہو اس کی امامت بھی درست ہے۔ اور یہ عقیدہ کہ آپ کو (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خود بخود علم غیب حق تعالیٰ کی عطا کے بغیر حاصل تھا۔ یہ بھی

کفر نہیں۔ اس میں اندیشۂ کفر ہے۔ ایسے عقیدے والا کافر نہیں۔ اس کو کافر کہنے سے زبان روکے۔

آپ آگے بڑھیے

تناقض نمبر ۱ صفحہ ۴۷ پر ہے:۔ علم غیب خاصہ خدا ہے۔ اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔

تناقض نمبر ۲ صفحہ ۹۳ پر ہے:۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا

تناقض نمبر ۳ صفحہ ۹۶ پر ہے:۔ اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔

تناقض نمبر ۴ صفحہ ۶۶ پر ہے:۔ جب انبیاء کرام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہے اگر یہ عقیدہ کرکے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔ اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر کلمہ مشابہ بکفر ہے۔

تناقض نمبر ۵ صفحہ ۴۳ پر ہے:۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے۔ سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک وکافر ہے۔ اور جو یہ کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ کا عطا کیا ہوا ہے۔ سو محض باطل ہے اور خرافات میں سے ہے۔

تناقض نمبر ۶ صفحہ ۹۵ پر ہے:۔ سوال ـ اشعار اس مضمون کے پڑھنے "یا رسول کبریا فریاد ہے" کیسے ہیں

جواب:۔ بعقیدہ عالم الغیب اور فریاد رس ہونے کے شرک ہے

تناقض نمبر ۷ صفحہ ۹۹ پر ہے:۔ بعضے شخص کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر عمر میں کل علم غیب عنایت فرمائے ہیں۔ سو یہ بات غلط ہے

تناقض نمبر ۸ غیر مبوب حصہ سوم صفحہ ۷ پر ہے:۔ علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔

تناقض نمبر ۹ صفحہ ۲۹۹ پر ہے:۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب جو خاصہ حق تعالیٰ ہے ثابت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز نادرست ہے۔ اس کے حاشیے میں لکھا لانہ کفر۔ اس لئے کہ یہ کفر ہے۔

تناقض نمبر ۱۰ صفحہ ۶۲ پر ہے:۔ جو شخص اللہ جل شانہٗ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا علم مانے وہ بیشک کافر ہے اس کی امامت اور اس سے میل جول، مودت سب حرام ہیں۔

تناقض نمبر ۱۱ صفحہ ۶۶ پر ہے:۔ عقیدہ کرنا کہ انبیاء کرام علیہم السلام سب غیب کو جانتے ہیں شرک قبیح جلی ہوئے گا۔

صفحہ ۸ پر تو یہ بخل کہ اگر یہ عقیدہ ہو کہ آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم خود بخود بدون اطلاع حق تعالیٰ علم حاصل ہو تو کفر نہیں صرف اندیشۂ کفر ہے۔ قائل کو کافر کہنے سے بھی زبان روکے۔ تاویل کرے۔ اور پھر یہ سخاوت کہ۔ یہ خاصہ خدا ہے کسی بھی تاویل سے کسی دوسرے پر اطلاق ایہام شرک سے خالی نہیں۔ شرک صریح ہے۔ کفر ہے۔ یہ عقیدہ رکھنے والا کافر مشرک ہے۔ اس کے پیچھے نماز نادرست ہے۔ میل جول حرام ہے۔ اب تعارض کی دوسری قسط ملاحظہ کریں۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۴ پر یہ سوال ہے

پڑھنا ان اشعار کا جنہیں استعانت بغیر اللہ ہو کیسا ہے؟ مثلاً یہ شعر

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا　　　یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ هَمٍّ مُّغْرَقٌ　　　خُذْ یَدِیْ سَهِّلْ لَنَا اِشْكَالَنَا

پس یہ اشعار جائز ہیں یا مستحب یا ممنوع اور شرک۔ ان اشعار کا پڑھنا اس ملک میں بہت رائج ہے، مساجد اور خانقاہوں میں روبرو علماء ومشائخ کے پڑھے جاتے ہیں اور کوئی تعرض نہیں کرتا۔ ملخصًا

سوال میں مذکورہ اشعار میں غیر خدا سے مدد مانگنا بھی ہے غیر خدا کو دور سے پکارنا بھی ہے غیر خدا سے مشکل دور کرنے کی استدعا بھی ہے اور عام مجمعوں میں پڑھنا بھی مذکور ہے ان سب کے باوجود گنگوہی صاحب یہ جواب ارشاد فرماتے ہیں:۔

"ندا غیر اللہ کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم، سامع مستقل عقیدہ کرے اشعار بزرگان فی حد ذاتہٖ نہ شرک ہیں نہ معصیت' ہاں

بوجہ موہم ہونے کے مجامع میں کہنا مکروہ ہے۔ کہ عوام کو ضرر ہے۔ اور
فی حد ذاتہ ایہام بھی ہے لہذا ایسے اشعار کا پڑھنا منع ہے نہ اسکے مولف
پر طعن ہو سکتا ہے اور کراہت موہم ہونے کی بوجہ غلبہ محبت کے منجر ہو جاتی
ہے مگر ایسی طرح پڑھنا اور پڑھوانا کہ اندیشہ عوام کا ہو بندہ پسند نہیں کرتا
گو اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا۔"

یہاں سب کچھ جائز معصیت بھی نہیں زیادہ سے زیادہ مکروہ گنگوہی ہے۔ اب ذرا فتاوی
رشیدیہ شریف کا مطالعہ کیجئے تو طبیعت باغ باغ ہو جائے گی۔

تعارض (۱) اسی فتاوی کے حصہ اول صفہ ۲۹ پر ہے

"مشابہ بشرک ہے۔ کہ غیر اللہ تعالی سے طلب حاجت معصیت ہے"

تعارض (۲) حصہ اول صفہ ۳ پر ہے۔ "موہم الفاظ کا پڑھنا معصیت ہے"

تعارض (۳) اسی صفحہ اسی حصے میں ہے

"اگر عالم الغیب و متصرف مستقل جان کر کہتا ہے تو خود شرک محض ہے
اور جو یہ عقیدہ نہیں تو بھی ناجائز ہے"

تعارض (۴) اسی حصہ اول اسی صفہ ۳ پر ہے۔

"جو لفظ موہم معنی شرک ہو۔ اس کا بولنا بھی ناروا ہے۔"

تعارض (۵) حصہ سوم صفہ ۶ پر ہے۔ "اور مدد مانگنا اولیاء سے حرام ہے۔"

تعارض (۶) اسی حصے اسی صفہ پر ہے۔

"سو غیر اللہ سے مدد مانگنا اگرچہ ولی ہو یا نبی شرک ہے۔"

تعارض (۷) اسی حصہ سوم کے صفہ ۸ پر ہے۔

"جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں۔ یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا۔"

تعارض (۸) اسی کے صفہ ۱۶ پر ہے۔

"اور وجہ فسق کی احتمال فساد عقیدہ عوام اور اپنے اوپر تہمت شرک کہنا ہے۔"

تعارض (۹) "صاحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کر دو۔ یہ شرک ہے خواہ قبر کے

پاس کہے خواہ قبر سے دور کہے۔"

تعارض (۱۰) حصہ اول صفہ ۱۱۲ پر ہے۔

"اس طور سے دعا کرنا، اے صاحب قبر میرا کام کر دے تو حرام اور
شرک بالاتفاق ہے"

جن باتوں کو حصہ سوم صفہ ۱۴ پر شرک تو بہت دور ہے معصیت اور حرام، ناجائز تک
نہ مانا۔ انھیں کو ناجائز بھی کہا، حرام بھی، معصیت بھی کہی حتی کہ شرک بالاتفاق کہدیا۔

تناقض کے پیچھے تعارض کا شور ـــ تعارض کی دُم میں تناقض کی ڈور

اب جن اصحاب کو خدا کا خوف ہے۔ عاقبت کی پرسش کا ڈر ہے۔ وہ خود فیصلہ کریں۔
جن بزرگ کے مطبوع فتاوی میں ایک ہی مسئلے میں دس، دس تعارض، تناقض ہوں
اگر ان کے کسی غیر مطبوع فتوی، اور مطبوع فتوی میں ایک تعارض ہو تو کیا تعجب کی بات ہے۔

رابعاً پھر گنگوہی صاحب ان بزرگوں میں ہیں جن کے شریک کار کا حال گذر چکا۔
کہ نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس کے صفحہ ۳، ۱۴، ۲۸ پر
بہانگ دہل اس سے انکار کیا کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہے۔ پھر خود اسی تحذیر
الناس میں اس کے منکر کو کافر کہا ـــ تھانوی صاحب نے حفظ الایمان میں حضور
اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ہر کس و ناکس بلکہ بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں
کے علم کے مثل یا مساوی کہا۔ اور بسط البنان میں ایسے قائل کو کافر کہا۔ انبیٹھی صاحب
نے براہین میں شیطان لعین کے علم ناپاک کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے
زیادہ وسیع مانا۔ اور مہند میں اس کے قائل کو کافر کہا۔ تو اگر گنگوہی صاحب نے
اپنے ایک فتوی میں ایسے قائل کو کافر کہدیا تو کون سے تعجب کی بات ہے۔

ترکی بہ ترکی

سنبھلی صاحب نے گنگوہی صاحب کی نیازمندی کے جوش میں لکھ مارا

"کسی جعلساز کے لئے کسی کے مہر و دستخط بنالینا کیا مشکل ہے؟

کیا دنیا میں جعلی سکے اور جعلی دستاویزیں تیار کرنے والے موجود نہیں۔

مشہور ہے کہ بریلی اور اس کے اطراف میں تو اس فن کے بڑے بڑے کامل

رہتے ہیں جنکا ذریعہ معاش یہی جعلسازی ہے" فیصلہ کن ص ۵۹

خوشی اس بات کی ہے کہ آپ نے یہ تو تسلیم کرلیا کہ اس فتوی پر جو دستخط اور مہر ہے وہ گنگوہی صاحب کے دستخط اور مہر کے اتنی مشابہ ہے کہ ہوبہو انھیں کی معلوم ہورہی ہے ورنہ اگر یہ لکھدیتے کہ دستخط اور مہر مشابہ بھی نہیں تو کوئی آپ کا کیا بگاڑ لیتا۔ البتہ گنگوہی صاحب کے قائم کردہ مذہب میں آپ کا وقار اور بڑھ جاتا۔ رہ گیا آپ نے بریلی اور اسکے اطراف کے بارے میں جو کچھ تحریر کیا ہے وہ یا تو آپ کے احساس کمتری کا نتیجہ ہے یا انکساری اور تواضع ہے۔ ورنہ گذرچکا کہ آپ تو ان بزرگوں کے فیض یافتہ ہیں جو ـــــ رد کرنے والے کو راوی بنالیتے ہیں۔ دیکھئے اسی کتاب کا ص ۵۰ بحوالہ براہین قاطعہ ص ۵۱ اور ان مایہ الافتخار کاریگروں کے پروردہ و منظور نظر ہیں ـــــ جنھوں نے ایسی کتابیں گڑھ لی ہیں اور ان کی ایسی عبارتیں بنالیں جنکا دنیا میں کہیں کوئی وجود نہیں دیکھئے اسی کتاب کا ص ۹۶ بحوالہ الشہاب الثاقب۔ ص ۹۸-۹۹

اگر ابھی آپ کی قد آور شخصیت کا بھرپور تعارف نہ ہوا ہو تو سنئے آپ تو ایسے کامل، اکمل، ماہر و اماہر کے وارث ہیں جنھوں نے آیتیں بنالیں۔ لیجئے ملاحظہ کیجئے۔ آپ کے شیخ الاسلام نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

"من یرمہ بہ بریا فقد احتمل الایۃ   اثم مبین میں داخل

ہوکر طوق کفر و لعنت اپنی گردن میں حسب حدیث مشہور ڈالا ہے"

(الشہاب الثاقب ص ۵)

اور دیکھئے ان کے بھی بزرگ اور مطاع اور آپ سب لوگوں کے شیخ الہند محمود الحسن صاحب ایضاح الادلہ ص ۹۳ پر لکھتے ہیں

"یہی وجہ ہے کہ ارشاد ہوا۔ فان تنازعتم فردوہ الی اللہ و الرسول والی اولوا الامر منکم"

کوئی صاحب بتائیں کہ یہ آیت قرآن مجید میں کہاں ہے وہ بھی "الی" ہونے ہوئے ـــــ اولوا الامر کے ساتھ۔

اور اگر ابھی ھل من مزید کا نعرہ ہے تو ملاحظہ کیجئے ـــــ آپکے شیخ الاسلام حضرت نانوتوی کی مستند و معتمد کتاب "سیف النقی" میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے والد ماجد کے نام سے ایک فتویٰ چھاپا۔ جسمیں جو مہر چھاپی اس میں سنہ ۱۳۰۱ھ ہے جبکہ حضرت کا وصال ۱۲۹۷ھ میں ہوچکا تھا۔

اور نیز اپنے فتاویٰ رشیدیہ سے لیجئے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا ایک فتویٰ قلمی بیاض میں ہے۔ سوال یہ ہے: "تین برس کے بچے کی فاتحہ دوجے کی ہونی چاہئے یا سوم کی؟" اسکا جواب اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے یہ تحریر فرمایا تھا:

"شریعت میں ثواب پہنچاتا ہے دوسرے دن یا تیسرے دن۔ باقی یہ تعیین عرفی ہیں۔ جب چاہیں کریں۔ انھیں دنوں کی گنتی ضروری جاننا جہالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ فتویٰ مبوب مطبوعہ کراچی کے ص ۱۲۲ اور غیر مبوب کے حصہ اول ص ۸۵ پر چھپا ہے۔ اس میں اخیر میں جہالت کے بعد "و بدعت" بڑھا دیا ہے۔ اس کے اوپر لکھا ہے،

"فتویٰ مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی موصولہ از مولوی عبدالصمد صاحب رامپوری مجموعہ فتاویٰ قلمی مولوی احمد رضا خانصاحب منقول از جلد رابع کتاب الحظر والاباحۃ ص ۳۰۱"

قصہ یہ ہے کہ یہی مذکورہ بالا بزرگ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ مسائل لکھوائے۔ انھیں واپسی کی جلدی تھی اور اسوقت اتفاق سے کوئی ناقل نہ تھا۔ بظاہر مولوی صورت، مقدس سیرت تھے ان پر شبہہ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، انھیں فتاویٰ مبارکہ کی وہ جلد جو کتاب الحظر کے ان مسائل پر مشتمل تھی دیدی گئی کہ جو فتاوی لکھوائے ہیں نقل کر دیں۔ انھوں نے گنگوہی صاحب سے اپنی نیازمندی کا ثبوت دیتے ہوئے فتویٰ مذکورہ میں اپنے ہاتھ سے بین السطور جہالت کے بعد بڑھا دیا "و بدعت" ہے۔ آج بھی فتاویٰ مبارکہ جلد ہشتم کتاب الحظر صفحہ ۲۱ میں موجود ہے۔ کوئی بھی دیکھکر بخوبی معلوم کریگا۔ کہ یہ — و بدعت — دوسرے قلم سے کسی اور کا اضافہ ہے۔

سنبھلی صاحب آپ بلاوجہ احساس کمتری کا شکار ہیں۔ آپکے ہم مذہب اور آپکے گنگوہی صاحب کے نیازمند اس میدان کے ایسے ایسے شہسوار گزرے ہیں جو اپنے حریف کے گھر جاکر، اس کے گھر بیٹھکر اسکی قلمی کتابوں میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ تو اپنی مطلب براری کے لئے اپنی کتابوں میں کیا کچھ کیا ہوگا اس کا علم آپ کو بخوبی ہے ویسے براہ تواضع اور انکساری جو چاہیں ارشاد فرمائیں۔

ناظرین اس پر بھی غور کریں۔ کہ آخر وہ کون سا رشتہ تھا جسکی وجہ سے یہ محرف فتویٰ تحریف کے ساتھ فتاوی گنگوہی میں چھپا۔ آخر گنگوہ شریف پہنچا کیسے؟

یہ سب فیض ہے آپ حضرات کے قطب الارشاد گنگوہی صاحب کا "براہین قاطعہ" صہ کی کارِ دیگری مذکور ہو چکی اس سے بھی بڑھکر ایک اور کرامت پیش خدمت ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ مبوب مطبوعہ کراچی کے صفحہ ۵۰ پر گنگوہی صاحب کا یہ ارشاد ملاحظہ کیجئے:

"چونکہ حدیث میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود ارشاد فرمایا تھا — کہ مجھکو بھائی کہو" بایں رعایت تقویت الایمان میں اس لفظ کو لکھا ہے

"مجھکو بھائی کہو" حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ مگر گنگوہی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لکھدیا۔ جو بزرگ اپنے عین اسلام کو صحیح ثابت کرنے کیلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھ چکے ہیں وہ بھی بار بار۔ اگر انکے نیازمند اپنے مذہب کے بانی

کو بچانے کیلئے قصے گڑھیں، روایتیں وضع کریں۔ تو کوئی حیرت کی بات نہیں۔ مگر حیرت سنبھلی صاحب کے احساس کمتری پر ہے۔

اس فتویٰ کی تائید

صرف یہی نہیں کہ گنگوہی صاحب نے اپنے اس فتوے سے انکار نہیں کیا ہے بلکہ اپنے نیازمندوں کے علی الرغم اسکی تائید بھی فرمادی ہے۔ گنگوہی صاحب نے خود ایک کتابچہ لکھا جسکا نام تقدیس القدیر ہے۔ جسے انھوں نے حسب عادت اپنے ایک شاگرد مولوی محمد حسین مرادآبادی کے نام سے چھپوایا ہے۔ اس کے صفحہ ۸ پر ہے۔

جواز وقوعی میں بحث ہے

پھر صفحہ ۹ پر ہے

"گفتگو جواز وقوعی میں ہے نہ جواز امکانی میں" — جواز وقوعی کا مطلب یہ ہے جسکا واقع ہونا جائز ہو یعنی نہ عقلاً کوئی استحالہ ہو اور نہ شرعاً۔ وہ نہ محال بالذات ہو نہ محال بالغیر اسکے مقابل جواز امکانی ذکر کر کے اس معنی کو قطعی طور پر متعین کر دیا ہے۔

تو اب تقدیس القدیر کی اس عبارت کا مطلب یہ ہوا — کہ اللہ عزوجل بالفعل جھوٹ بول دے۔ تو کوئی حرج نہیں۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ اگر کوئی یہ کہدے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول چکا تو کافر ہونا بڑی بات ہے وہ اہلسنت سے خارج بھی نہ ہوگا۔ یہی اس مہری دستخطی فتویٰ میں ہے۔

پھر گنگوہی صاحب کے نیازمندوں کا یہ کہنا کہ انھوں نے اس فتوی سے انکار کیا۔ تبری کی۔ صداقت سے کتنا دور ہے اسے بتانے کی ضرورت نہیں۔

خلاصۂ کلام یہ نکلا۔ کہ جب تکذیب باری جل و علا والے فتوی پر گنگوہی صاحب کے دستخط اور انکی مہر موجود ہے اور خط مفتی جحت۔ اور گنگوہی صاحب نے اخیر دم تک باوجود اطلاع کے اس سے انکار نہیں کیا بلکہ انکی تصنیف تقدیس القدیر میں اسکے مطابق عبارت موجود ہے تو بلاشبہہ وہ انھیں کا فتویٰ ہے اور اس فتویٰ پر جو حکم شرعی ہے وہ یقیناً گنگوہی صاحب پر لاگو ہے۔ اور اپنے فتاویٰ میں جو کچھ لکھا ہے اگر وہ واقعی انھیں کا لکھا ہو تو اس سے اس کفر سے بری نہ ہوئے بلکہ ارتکاب کفر کے اقراری مجرم ہوئے۔

بابِ چہارم

(دیوبندیوں کا فقہ حنفی سے ارتداد)

کیانابالغ کا حدث اسکے لئے ناقضِ طہارت ہے؟

(پہلا مسئلہ)

اگر دس بارہ برس کا لڑکا ایک مرتبہ وضو کرے تو پھر چاہے پیشاب کرے یا پاخانہ، خون نکلے، یا پیپ، ہر حالت میں اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا ــــ وضو کیا ہوا لوہے کی لاٹ ہے نہ توڑے سے ٹوٹے، نہ کاٹے سے کٹے، ــــ اگر ایسا لڑکا کسی عورت سے صحبت کرے تو اس پر غسل بھی فرض نہیں۔ فتاوی رضویہ جلد ۱ صـ۲۴۷ کی عبارت یہ ہے۔ ”نابالغ نہ کبھی بے وضو ہو، نہ جنب۔ انہیں وضو و غسل کا حکم عادت ڈالنے اور آداب سکھلانے کے لئے ہے، ورنہ کسی حدث سے ان کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ نہ جماع سے ان پر غسل فرض ہے۔“

(ندائے عرفات صـ۴۲)

اس دیوبندی ایڈیٹر نے یہاں مسئلہ شرعیہ کا مذاق بھی اڑایا ہے اور خیانت بھی کی ہے۔ خیانت یہ ہے کہ فتاویٰ رضویہ شریف میں اصل عبارت یہ ہے۔

”نابالغ نہ کبھی بے وضو ہو، نہ جنب۔“ الخ

اور شاخسانہ نویس نے اسے بگاڑ کر یوں بیان کیا کہ۔

”اگر دس بارہ برس کا لڑکا ایک مرتبہ وضو کرے تو پھر چاہے پیشاب کرے یا پاخانہ ــ ہر حالت میں اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔“

ناظرین غور کریں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے نابالغ کا حکم فرمایا ہے اور یہ دیوبندی بارہ برس کے لڑکے کا بھی وہی حکم بیان کر رہا ہے۔ بیچارے کو کیا خبر

کہ بارہ برس کا لڑکا بالغ بھی ہوسکتا ہے ـــــــ اپنے کسی مولوی سے پوچھ لیں کہ بارہ برس کا لڑکا بالغ ہوسکتا ہے یا نہیں ؟ اگر وہ بھی اہل سنت و جماعت سے اس مسئلے میں اتفاق رائے کرلیں اور جواب میں "ہاں" کہیں تو پھر جناب والا ارشاد فرمائیں کہ جو حکم نابالغ کے لئے تھا اس کو بارہ برس کے لڑکے پر چسپاں کرنا کون دھرم ہے۔

یہ مسئلہ احناف کا ایک مسلم الثبوت مسئلہ ہے جس کی شہادت فقہ حنفی کی معتمد اور متداول کتابوں میں صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ اگر شاخسانہ نویس نے فتاویٰ رضویہ شریف خود دیکھا ہوتا تو انہیں اس میں مل گیا ہوتا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے یہ مسئلہ کہاں سے لیا ہے، یا ہوسکتا ہے کہ آنجناب نے دیکھا ہو مگر بیچارے الف، ب، ت، ث، یا زیادہ سے زیادہ اے. بی. سی. ڈی. اور D. C. B. A کے علاوہ کچھ جانتے ہی نہ ہوں ورنہ فتاویٰ رضویہ شریف میں اسی صفحے پر یہ عبارت موجود ہے۔

فانّ حکم الحدث انما یلحق المکلف وقد نصوا. ان مراھقاً جامعَ او مراھقۃ جُومِعَت انما یومران بالغسل تخلقا واعتیاداً کما فی الخانیۃ و الغنیۃ وغیرھما وفی الدر. یومر بہ ابن عشر تادیباً فحیث لم یسقط الفرض لانعدام الافتراض لم یرتفع الحدث ایضا لانعدام الحکم بہ اھ

بیشک حدث کا حکم صرف مکلف (عاقل بالغ) کو لاحق ہوتا ہے فقہاء نے تصریح کی ہے کہ قریب بلوغ لڑکے نے جماع کیا، یا قریب بلوغ لڑکی سے جماع کیا گیا تو ان دونوں کو صرف عادت ڈالنے کے لئے غسل کا حکم دیا جائے گا جیسا کہ "خانیہ" "غنیہ"، اور انکے علاوہ فقہ کی دوسری کتابوں میں ہے اور "درمختار" میں ہے کہ ـــ دس سال کے لڑکے کو ادب سکھانے کے لئے غسل کا حکم دیا جائے گا، ـــ تو جب کہ فرض نہیں ساقط ہوا کیونکہ ان پر غسل کرنا فرض ہی نہیں تھا تو حدث بھی نہیں اٹھا اس لئے کہ ان پر حدث

(فتاویٰ رضویہ صـ۲۴۷ جلد ۱)

کا حکم ہی نہیں تھا۔

فتاویٰ قاضی خاں میں امام اجل فقیہہ النفس حضرت علامہ فخر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

غلام ابن عشر سنین جامعَ امرأتہ البالغۃ علیھا الغسل لوجود السبب - وھو مواراۃ الحشفۃ بعد توجہ الخطاب ولا غسل علی الغلام لانعدام الخطاب الا انہ یؤمر بالغسل اعتیاداً وتخلقاً کما یؤمر بالطھارۃ والصلاۃ - اھ

(صـ۲۱ ج ۱ م نول کشور)

دس سال کے بچے نے اپنی بالغہ بیوی سے جماع کیا تو عورت پر غسل واجب ہے، کہ سبب وجوب پایا گیا یعنی خطاب الٰہی متوجہ ہونے کے بعد عورت کے آگے کے مقام میں حشفہ کا غائب ہونا۔ البتہ اس بچے پر غسل واجب نہیں کیونکہ اسکے حق میں خطاب معدوم ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ عادت ڈالنے کیلئے اس کو غسل کا حکم دیا جائے گا جیسا کہ عادت ڈالنے کیلئے طہارت اور نماز کا حکم دیا جاتا ہے۔

غنیہ میں ہے۔

صبیّ ابن عشر جامع امرأتہ البالغۃ علیھا الغسل لوجود مواراۃ الحشفۃ بعد توجہ الخطاب. ولا غسل علی الغلام لانعدام الخطاب الا انہ یؤمر بہ تخلقاً کما یؤمر بالوضوء والصلاۃ۔ اھ۔

(غنیہ صـ۴۶)

دس سال کے بچے نے اپنی بالغہ عورت سے جماع کیا تو عورت پر غسل واجب ہے، کہ وہ احکام شرعیہ کی مخاطب ہے، اور مقام خاص میں حشفہ کا دخول پایا گیا۔ ہاں اس بچے پر غسل واجب نہیں کہ وہ احکام شرعیہ کا مخاطب نہیں ہے البتہ اسے عادت ڈالنے کیلئے غسل کا حکم دیا جائے گا جیسا کہ اسی مقصد کے تحت وضو اور نماز کا حکم دیا جاتا ہے۔

فتاویٰ عالم گیری جلد اول صـ۳۸ میں ہے۔

غلام ابن عشر سنین جامع

دس سال کے بچے نے بالغ عورت سے

امرأة بالغة فعليها الغسل ولا غسل على الغلام الا انه يؤمر بالغسل تخلقا واعتيادا كما يؤمر بالصلاة تخلقا واعتيادا اھ

جماع کیا تو عورت پر غسل ہے اور اس لڑکے پر غسل نہیں ـــــ مگر عادت ڈالنے کے لئے اس کو غسل کا حکم دیا جائے گا جیسا کہ عادت ڈالنے کے لئے نماز کا حکم دیا جاتا ہے۔

درمختار شرح تنویر الابصار جلد اول ص۱۰۹ میں ہے۔

لو کان مکلفین ـــــ ولو احدهما مكلفا فعليه فقط دون المراهق ـــــ ويؤمر ابن عشر تاديبا اھ

(حشفہ غائب ہونے سے دونوں پر غسل واجب ہے) بشرطیکہ دونوں مکلف ہوں اور اگر ان میں ایک مکلف ہو تو صرف اسی مکلف پر واجب ہے، اور جو بالغ ہونے کے قریب ہے اس پر غسل نہیں البتہ دس سال کے بچے کو ادب سکھانے کیلئے غسل کا حکم دیا جائے گا۔

واضح ہو کہ "مکلف" عاقل بالغ شخص کو کہتے ہیں۔

"مراقی الفلاح شرح نور الایضاح" میں ہے۔

فیلزمهما الغسل لو مكلفين و يؤمر به المراهق تخلقا اھ

(ص۵۵ مراقی)

ان دونوں پر غسل واجب ہے اگر دونوں مکلف ہوں اور مراہق کو غسل کا حکم عادت ڈالنے کے لئے دیا جائے گا۔

طحطاوی علی المراقی میں خلاصہ پھر مبسوط کے حوالہ سے ہے۔

اى لا عليه ـ لكنه يمنع من الصلاة حتى يغتسل كما فى الخلاصة عن الاصل وفى الخانية يؤمر به ابن عشر اعتيادا وتخلقا كما يؤمر بالطهارة والصلاة اھ

نابالغ بچے پر غسل نہیں جیسا کہ خلاصہ میں اصل یعنی مبسوط سے ہے البتہ وہ نماز سے روکا جائے گا۔ اور خانیہ میں ہے کہ دس سال کے بچے کو غسل کا حکم عادت ڈالنے کیلئے دیا جائیگا جیسا کہ طہارت اور نماز کا حکم دیا جاتا ہے۔

رد المحتار علی الدر المختار اور قنیہ ص۱ میں ہے۔

(قوله المكلفين) اى عاقلين، بالغين (وقوله تاديبا) فى الخانية وغيرها يؤمر به اعتيادا وتخلقا ـ كما يؤمر بالصلاة والطهارة ـ وفى القنية قال محمد "وطى صبية يجامع مثلها يستحب لها ان تغتسل" ـــــ كانه لم يرجبرها وتاديبها على ذالك اھ

(ص۱۰۹ ج ۱)

"مکلف" سے مراد عاقل، بالغ ہیں۔ خانیہ اور اسکے علاوہ قنیہ کی دوسری کتابوں میں ہے کہ نابالغ کو عادت ڈالنے کے لئے غسل کا حکم دیا جائے گا جیسا کہ نماز اور طہارت کا حکم دیا جاتا ہے ـــــ اور قنیہ میں ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ۔ مرد نے ایسی نابالغ بچی سے ہمبستری کی کہ اس جیسی لڑکی سے جماع کیا جاتا ہو تو اس بچی کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔ گویا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس کو غسل کرنے پر مجبور کرنے کو جائز نہیں جانتے تھے۔

ان عبارتوں سے یہ بات بخوبی واضح ہے کہ نابالغ بچے یا بچی کو وضو، یا غسل کا حکم محض ان امور کی عادت ڈالنے اور شریعت کے آداب سکھانے کے لئے ہے ورنہ کسی بھی حدث سے ان کا وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی جماع کرنے سے ان پر غسل واجب ہوتا ہے۔

پس یہیں سے پورے طور پر اس بات کا ثبوت بھی فراہم ہو گیا کہ مجدد برحق، امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے جو مسئلہ زیب قرطاس کیا ہے وہ بلاشبہ امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب مہذب کی سچی ترجمانی ہے ـــــ یہاں یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ اس مسئلہ خاص کے متعلق کہیں بھی، کسی کتاب میں، کسی کا کوئی اختلاف مذکور نہیں ہے جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ ائمہ احناف علیہم الرحمۃ والرضوان کا یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اور ایک متفق علیہ حکم شرعی کا مذاق اڑانا کتنا بڑا جرم ہے دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے منصفو بتاؤ۔

حکم مذکور کا بنیادی سبب

یہ حقیقت ہے کہ وضو یا غسل حدث کی وجہ سے واجب ہوتا ہے اور یہ مسلم ضابطہ ہے کہ فرض وواجب وغیرہ احکام کا تعلق ان لوگوں کی ذات سے ہے جو عاقل بالغ ہیں اور نابالغوں پر کوئی چیز فرض یا واجب نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وضو یا غسل عاقل وبالغ پر فرض ہے جیساکہ صاحب درمختار و مراقی الفلاح نے فرمایا "لو مکلفین" جس کی تشریح علامہ شامی نے اپنے الفاظ میں "عاقلین بالغین" سے کی اس کا مطلب یہ ہے کہ "مرد وعورت پر جماع سے غسل اس وقت واجب ہے جب کہ وہ مکلف یعنی عاقل وبالغ ہوں"۔ اور نابالغوں پر غسل واجب نہ ہونے کی وجہ بھی ہے کہ وہ مکلف نہیں ہیں، جیساکہ فتاویٰ خانیہ وغنیہ میں یہ حکم بیان کر کے صاف صاف تحریر کیا "لِعدمِ الخطاب" لانعدام الخطاب" یعنی نابالغ بچہ، یا بچی فرائض وواجبات کے احکام کے مخاطب نہیں ہیں اس وجہ سے ان پر غسل بھی واجب نہیں۔

اب یہیں سے اس امر کا کامل طور پر انکشاف ہوجاتا ہے کہ پاخانہ، پیشاب، خون، پیپ یا جماع وغیرہ کے باعث حدث وجنابت کا حکم صرف ان لوگوں پر ہوگا جو احکامِ فرض وواجب کے مخاطب اور عاقل وبالغ ہیں۔ اور وہ لوگ جن کو شریعت طاہرہ نے ان احکام کا مکلف نہ ٹھہرا کر سن بلوغ تک ایک طرح سے آزادی عنایت کی ہے ان پر کسی بھی سبب سے حدث یا جنابت کا حکم نہیں عائد ہوگا ــــ یا بلفظ دیگر یوں سمجھ لیجئے کہ ــــ شریعت طاہرہ نے جس پر وضو یا غسل کو فرض قرار دیا ہے اسی پر حدث کا حکم بھی جاری کیا ہے اور جس پر ان فرائض کی ذمہ داری عائد نہیں کی ہے اس کو حکم حدث سے بھی بری اور مستثنیٰ کر دیا ہے ــــ خلاصہ یہ ہے کہ ــــ حدث کا حکم صرف عاقل وبالغ کو لاحق ہوگا، کسی نابالغ پر حدث کا حکم نہیں نافذ ہوگا ــــ پس جب یہ بات اپنی جگہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ "نابالغ پر شریعت نے حدث کا حکم نہیں نافذ کیا ہے"۔ تو یہیں سے

روز روشن کی طرح یہ بات بھی آشکارا ہوگئی کہ وہ پیشاب کرے، یا پاخانہ اس کے جسم سے خون نکلے یا پیپ۔ وہ محدث نہیں ہوگا، اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا یونہی جماع کرنے سے اس پر جنابت نہیں طاری ہوگی اور اس پر غسل کے واجب ولازم ہونے کا فیصلہ نہیں دیا جائے گا۔

اور حدیث میں جو فرمایا گیا کہ۔

مُرُوا اَبْنَاءَ کُمْ بالصَّلٰوۃِ وھم ابناء سبع سنین۔ واضربوھم علیھا وھم ابناءُ عشر سنین	جب بچے سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو۔ اور جب دس سال کے ہوجائیں تو انھیں مار کر پڑھاؤ۔

تو یہ اس لیئے نہیں فرمایا گیا کہ نابالغوں پر نماز فرض ہے بلکہ اس حکم کا مقصد یہ ہے کہ بچے بالغ ہونے تک نماز پڑھنے کا طریقہ اچھی طرح سیکھ لیں اور انھیں نماز پڑھنے کی عادت پڑ جائے ــــ جیساکہ خانیہ، غنیہ، عالمگیری، طحطاوی اور شامی کے حوالے سے بیان ہوا، خانیہ کے الفاظ یہ ہیں۔

اِلّاَ اَنّہ یؤمر بالغسل اعتیاداً وَتخلقا کما یؤمر بالطہارۃ والصلاۃ اھ۔ ص۲۱ ج ۱	نابالغ کو عادت ڈالنے کے لئے غسل کا حکم دیا جائے گا۔ جیساکہ وضو اور نماز کا حکم دیا جاتا ہے

یہاں تک ہم نے مبسوط سے لے کر ردالمحتار تک فقہ حنفی کی دس کتابوں سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ فتاویٰ رضویہ شریف میں جو مسئلہ مذکور ہے وہ حق وصداقت کا آئینہ دار اور مذہب حنفی کی صحیح ترجمانی ہے۔ اور دیوبندی اس سے انکار کرتے ہیں یہ مذہب حنفی سے ارتداد ہے۔

آئینۂ دیوبند

یہ تو ہم جانتے ہیں کہ دیوبندیوں کی تسکین خاطر ان کتابوں سے نہ ہوگی جنکی تصریحات ہدیۂ ناظرین ہوئیں اس لئے ہم آئینۂ دیوبند میں ان کو انھیں کے گھر کا

مشاہدہ کراتے ہیں تاکہ انھیں بھی اعتراف حق میں کوئی عذر اور حیلہ باقی نہ رہے۔ اور ناظرین پر ان کی حق پرستی، وراست گوئی کا بھرم کھل جائے۔

فتاویٰ امدادیہ کا ایک فتویٰ

دیوبندی جماعت کے ایک عظیم رکن اور حکیم الامۃ جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنے مجموعہ فتاویٰ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"یہ علامت بلوغ کی نہیں۔ ہاں مراہقہ (یعنی لڑکی کے قریب بلوغ) ہونے کی دلیل ہے جماع سے اس پر غسل فرض نہیں۔ البتہ تعلیماً واعتیاداً وتادیباً (یعنی سکھانے، عادت ڈالنے اور ادب دینے کے لئے) اس پر تاکید غسل کی جاوے گی"۔ (ص۱ جلد اول)

اس عبارت میں تھانوی صاحب نے صاف لکھا ہے کہ۔ اگر مراہقہ یعنی قریب البلوغ لڑکی سے کسی نے ہمبستری کی تو اس پر غسل فرض نہیں۔

بہشتی زیور کا ایک مسئلہ

یہی مولوی صاحب موصوف اپنی دوسری تصنیف بہشتی زیور میں اس سے زیادہ واضح لفظوں میں لکھتے ہیں کہ

"مسئلہ:۔ چھوٹی لڑکی سے اگر مرد نے صحبت کی جو ابھی جوان نہیں ہوئی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ لیکن عادت ڈالنے کے لئے اس سے غسل کرانا چاہیے"۔

(بہشتی زیور حصہ اول ص۳۰ مطبع محمود المطابع کانپور و ص۴۹ مطبوعہ دین محمدی)

بہشتی گوہر کا بیان

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

"اگر کوئی مرد کسی کمسن عورت کے ساتھ جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا بشرطیکہ منی نہ گرے"۔

(ص۱۹ مطبع نزاتی کانپور۔ ص۱۵ مطبع مجیدی)

یہ تینوں مسائل اگرچہ نابالغہ بچی کے متعلق ہیں مگر یہی حکم نابالغ بچے کا بھی ہوگا کیونکہ نابالغہ بچی سے جماع کی وجہ سے اس پر غسل آخر کیوں نہیں واجب ہوتا۔؟ اسکی علت وہی ہے جو اجلۂ فقہائے حنفیہ نے بیان فرمائی کہ وہ نابالغی کی وجہ سے احکام الٰہیہ کی مخاطب نہیں تو پھر یہ علت نابالغ بچے کے حق میں بھی موجود ہے لہٰذا دونوں کا حکم یکساں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بوسہ

مفسد نماز ہے یا نہیں؟

دوسرا مسئلہ

"مرد نماز میں تھا عورت نے اس کا بوسہ لیا اس سے مرد کی خواہش پیدا ہوئی تو نماز جاتی رہی اگرچہ یہ فعل اس کا اپنا فعل نہ تھا۔ اور عورت نماز پڑھتی ہو مرد بوسہ لے عورت کی خواہش پیدا ہو تو عورت کی نماز نہ جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۶۷)

یا شاء اللہ خان صاحب کی شریعت کیا ہے ایک اچھا خاصہ تماشہ اور کھیل ہے صورت ایک ہے لیکن مرد کی نماز نہیں ہوگی اور عورت کی ہو جائے گی"۔ (ندائے عرفات ص ۴۹)

کسی شخص کا جاہل ہونا ضرور عیب ہے مگر اتنا بڑا عیب نہیں جتنا بڑا عیب یہ ہے کہ جاہل ہوتے ہوئے اپنے آپ کو علامہ حتیٰ کہ فقیہ و مفتی بھی سمجھنے لگے ؎

آں کس کہ نداند و بداند کہ بداند
در جہل مرکب ابدالدہر بماند

آدمی اگر جاہل ہو اور اسے معرفت نفس بھی حاصل کہ میں جاہل ہوں تو جو بات اسے معلوم نہ ہو، یا اس کی سمجھ میں نہ آئے اس کو علماء سے پوچھتا ہے لیکن جاہل ہوتے ہوئے جہل مرکب میں مبتلا ہو کر یہ سمجھے کہ میں ہمہ داں ہوں تو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہالت کے دلدل میں پھنسا رہے گا۔ دیوبندیوں کی خاص بیماری یہی ہے کہ وہ ہوتے ہیں جاہل مطلق، مگر اپنے کو مجتہد عصر سمجھتے ہیں، یہی بیماری "ندائے عرفات" کے اس مضمون نگار میں بھی ہے۔ الٹا سیدھا مضمون لکھ لینا اور بات ہے اور دقائق فقہیہ کو سمجھنا اور بات۔ مسئلہ مذکورہ میں فرق واضح ہے مگر کسی کالم نگار یا ایڈیٹر کی سمجھ میں نہ آئے تو اس کو اپنی سمجھ پر ماتم کرنا چاہئے، حکم شرعی کا مذاق اڑا کر شریعت کو بازیچۂ اطفال بنانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔"

اس مسئلہ کی بنیاد فقہ حنفی کے دو مسلم الثبوت اصولوں پر ہے۔

اصل اول :- کسی نمازی کی نماز دوسرے کے فعل سے فاسد نہیں ہوتی مگر اس وقت جب کہ دوسرے کے فعل سے کوئی ایسی بات صادر ہو جو نماز فاسد کرنیوالی ہو ـــــ مثلاً نمازی کے سامنے کوئی ہنس رہا ہو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر مصلی بھی ہنسنے لگے تو مصلی کی نماز فاسد ہو جائے گی ـــــ یا ـــــ کسی نے نمازی کو مارا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی جب تک کہ وہ چیخے نہیں یا آواز نہ نکالے ـــــ لیکن نمازی اگر کسی کو مارے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ درمختار میں ہے۔

مَعَہٗ حَجَرٌ فرمابہ ..... انسانًا نفسد کضرب ولو مرۃً لانّہٗ مخاصمۃٌ اَو تادیبٌ او ملعبۃٌ وھو عمل کثیر۔ اھ

(ص۸۷ ج ۱)

نمازی کے پاس تپھر تھا اس کو کسی انسان پر پھینکا تو نماز فاسد ہو جائے گی جیسے کسی کو مارے تو نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ ایک ہی مرتبہ ہو اسلئے کہ یہ جھگڑا کرنا ہے یا ادب دینا ہے یا کھیل کرنا ہے اور یہ عمل کثیر ہے۔

اصل ثانی :- جو چیز جماع کے دواعی سے ہے نماز میں اس کا ارتکاب مفسد نماز ہے۔ چنانچہ غنیہ میں ہے۔

ولو قبّلَ ھو أی المصلی امراتہ بشھوۃٍ او بغیر شھوۃ فسدت صلاتہ اھ

ص۴۴۹

نمازی نے اپنی بیوی کو بوسہ لیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی چاہے شہوت کے ساتھ اس نے بوسہ لیا ہو یا بغیر شہوت کے۔

اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ بوسہ مرد لے تو یہ اس کے حق میں "معنی جماع" میں ہے۔

لیکن اگر بوسہ عورت لے تو یہ مرد کے حق میں "معنی جماع" ہے یا نہیں، قابل غور ہے، فقہاء نے صراحت فرمائی ہے کہ جماع مرد کا فعل ہے عورت کا نہیں۔ اور اس پر انہوں نے احکام بھی متفرع کئے ہیں پس اگر عورت نے مرد کا بوسہ لیا اور مرد کو خواہش پیدا ہوئی تو یہ خواہش بھی مرد کے حق میں "معنی جماع" میں ہے کہ وہ فاعل جماع ہے لیکن عورت کے حق میں خواہش "معنی جماع" میں نہیں کہ وہ فاعل جماع نہیں ہے۔

اب فتاویٰ رضویہ شریف کا مسئلہ لیجئے اور وجہ فرق سمجھئے۔

"مرد نماز میں تھا عورت نے اس کا بوسہ لیا اس سے مرد کو خواہش پیدا ہوئی نماز جاتی رہی۔"

یہ اسلئے نہیں کہ عورت نے بوسہ لیا کیونکہ یہ بوسہ لینا غیر نمازی کا فعل ہے اسلئے اس کا بوسہ لینا۔ اور نہ لینا کالعدم ہے۔ جیسا کہ اصل اول میں گذرا۔ بلکہ نماز اسلئے فاسد ہوئی کہ عورت کے بوسہ لینے سے مرد کو خواہش پیدا ہو گئی اور بوسے کے بعد جماع کی خواہش "جماع کے معنی" میں ہے تو نمازی سے حالت نماز میں مفسد نماز کا صدور ہوا ـــــ یہی مفاد ہے درمختار وغیرہ کی اس عبارت کا۔

لا لو قبلتہ ولم یشتھھا۔[1] اھ

عورت نے مرد کا بوسہ لیا اور اسے خواہش نہیں پیدا ہوئی تو نماز نہیں فاسد ہوگی۔

---

[1] درمختار ص۴۲۲ ج ۱ شامی ص۴۲۲ ج ۱ بحوالہ خلاصہ۔ غنیہ ص۴۴۹۔ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، طحطاوی علی المراقی۔ خزانۃ الروایات قلمی ص۲۲۹ ذخیرہ، خزانۃ الفتاویٰ

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر مرد کو خواہش پیدا ہو گئی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

اب دوسرا مسئلہ لیجئے۔

"عورت نماز پڑھتی تھی مرد بوسہ لے عورت کو خواہش پیدا ہو تو عورت کی نماز نہ جائے گی۔"

یہ اسلئے کہ جب عورت کی خواہش "جماع کے معنی" میں نہیں تو نمازی کی جانب سے کوئی چیز مفسدِ نماز نہ پائی گئی پس اس صورت میں نماز کے فاسد ہونے کا حکم بلا سبب ہوگا۔ ——— رہ گیا مرد کا بوسہ لینا تو وہ نماز پر اثر انداز نہیں ہوگا جیسا کہ ہم اصل اول میں بتا آئے کہ غیر نمازی کا فعل نماز کو فاسد نہیں کرتا۔

اسی لئے مجتبیٰ شرح زاہدی اور جوہرہ نیرہ میں یہی صراحت فرمائی جسے محقق ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے بحر میں اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حاشیہ در مختار میں نقل فرمایا چنانچہ رد المحتار میں ہے۔

ھذا۔ وذکر فی البحر عن شرح الزاھدی انہ لو قبل المصلیۃ لاتفسد صلاتھا ومثلہ فی الجوھرۃ۔اھ (ص۴۲۲ ج۲)	بحر الرائق میں شرح زاہدی کے حوالہ سے ہے کہ اگر کسی نے نماز پڑھنے والی عورت کا بوسہ لیا تو عورت کی نماز فاسد ہوگی اور اسی کے مثل جوہرہ نیرہ میں ہے۔

اس عبارت کو نقل کرکے علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ۔

وعلیہ فلا فرق اھ (ص۴۲۲ ج۱)	اور اس بنا پر کوئی فرق نہیں ہے

یعنی مرد عورت کا بوسہ لے، یا عورت مرد کا بوسہ لے دونوں میں کوئی فرق نہیں ——— یا یوں کہیے کہ ——— غیر نمازی سے دواعیٔ جماع کا صدور نماز کو فاسد نہیں کرتا چاہے یہ صدور مرد سے ہو یا عورت سے۔

خلاصہ کلام :۔ یہ ہوا کہ فتاویٰ رضویہ شریف کے دونوں مسئلوں میں نماز کے فاسد ہونے اور نہ ہونے کا جو حکم ہے اس کا مدار مرد یا عورت کے بوسہ

لینے پر نہیں اسلئے کہ وہ غیر نمازی کا فعل ہے جو نمازی کی نماز کو فاسد نہیں کرسکتا۔

"مسئلہ اولیٰ" میں نماز کے فاسد ہونے کا حکم اس لئے نہیں کہ عورت نے اس کا بوسہ لے لیا بلکہ اس بنا پر ہے کہ عورت کے بوسہ لینے سے خود مرد کو نماز میں خواہش پیدا ہوئی اور بوسہ کے بعد مرد کو جماع کی خواہش ہونا جماع کے معنی میں ہے تو اس صورت میں نمازی سے نماز کی حالت میں مفسدِ صلاۃ کا صدور ہوا، اس لئے نماز فاسد ہو گئی اور دوسرے مسئلہ میں عورت کو خواہش پیدا ہوئی مگر عورت کی خواہش جماع کے معنی میں نہیں اس لئے اس کی نماز نہیں فاسد ہوگی۔

الغرض :۔ مدار کار غیر کا بوسہ لینا نہیں بلکہ مدار کار خود نمازی سے حالت نماز میں مفسدِ نماز کا صدور یا عدم صدور ہے بوسہ کے بعد اگر جماع کی خواہش مرد کو ہے تو مفسدِ نماز ہے، اور اگر عورت کو ہے تو مفسد نماز نہیں اس لئے کہ فاعل جماع مرد ہے نہ کہ عورت۔

یہاں یہ نہ کہا جائے کہ مجتبیٰ کتب ضعیفہ سے ہے کیونکہ یہ مسئلہ جوہرہ نیرہ میں بھی ہے جو کتب معتمدہ سے ہے۔

ویسے یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اکثر فقہاء کا موقف یہ ہے کہ شوہر کے بوسہ لینے سے عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی جس کی توجیہہ خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے "جد الممتار" میں یہ فرمائی ہے کہ شوہر کا اپنی بیوی کو شہوت کے ساتھ بوسہ لینا جماع کے معنی میں ہے اور جماع مفسدِ نماز۔ (ص۲۹۰ ج۱)

اس طرح اس باب میں فقہاء کے دو قول ہوئے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے فتاویٰ رضویہ میں اسی کو اختیار فرمایا ہے کہ شوہر کے بوسہ لینے سے عورت کی نماز فاسد نہ ہوگی کہ اس میں عورت کی طرف سے نماز کے منافی کوئی فعل نہ پایا گیا مگر اکثر فقہاء کا قول بھی باقوت ہے اس لئے "جد الممتار" حاشیہ "رد المحتار" میں فرماتے ہیں کہ زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ اکثر کے قول پر عمل کیا جائے۔ رقم طراز ہیں

کتب الزاھدی غیر موثوق بھا	زاہدی کی کتابیں قابل وثوق نہیں۔ لہٰذا وہ

فلا تقاوم الخلاصة وغيرها من الكتب	خلاصہ وغیرہا کتب معتمدہ کے مقابل نہیں ہوسکتیں
المعتبرة والجوهرة وان كانت معتمدة	اور جوہرہ نیرہ اگرچہ فقہ کی معتمد کتاب ہے تاہم
فالعمل بما عليه الاكثر. هو الأحوط	عمل اکثر کے قول پر ہے اور یہی احوط ہے۔

(ص ۲۹۶ ج اول، طبع اول)

یہاں تین باتیں ہیں۔

(الف) ـــــ اصل حکم

(ب) ـــــ احتیاط

(ج) ـــــ احوط ـــــ یعنی زیادہ احتیاط

تو فتاویٰ رضویہ کا مسئلہ اصل حکم کے مطابق ہے اور "جد الممتار" کا احوط کے مطابق۔ جس کا حاصل یہ نکلا کہ نماز تو فاسد نہ ہوگی لیکن زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ عورت نماز دہرالے۔

اس کی بنیاد دراصل اس ضابطۂ فقہیہ پر ہے کہ کسی مسئلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہو تو مستحب یہ ہے کہ عمل میں دونوں قولوں کا لحاظ کیا جائے اس پر اجماع ہے۔ درمختار میں ہے۔

يندب للخروج من الخلاف، لا سيما للامام لكن بشرط عدم ارتكاب مكروه مذهبه ام

یہاں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے احوط پر عمل کا فیصلہ کرکے اسی مندوب پر عمل کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

شرمگاہ کی تری پاک

یا

ناپاک ہونے کی بحث

تیسرا مسئلہ

”بکری کا بچہ اسی وقت پیدا ہوا، ابھی اس کا بدن رطوبت رحم سے گیلا ہے اسے گود میں اٹھا کر نماز پڑھی تو کچھ حرج نہیں ہے اگر بچہ پانی میں گر گیا تو پانی ناپاک نہ ہوگا، اس لئے کہ شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۵۸۶)

”خان صاحب بریلوی کی اس نقد دانی کی داد دینی چاہیئے۔ اگر خدانخواستہ خان صاحب تھوڑے دن اور زندہ رہ جاتے تو حیض و نفاس کے خون کو بھی پاک بتلادیتے۔“ العیاذ باللہ

(ندائے عرفات ص ۴۵)

چوتھا مسئلہ

”گائے، بکری، کسی پاک جانور کا بچہ پیدا ہوتے ہی اس کی تری کی حالت میں جو وقت پیدائش کے بدن پر ہوتی ہے، کنوئیں یا لگن میں گر جائے اور زندہ نکل آئے تو پانی پاک رہے گا۔“

(فتاویٰ رضویہ ص ۵۶۳ ج ۱)

”رہنما خوانی بھائیو! خانصاحب کے اس نوایجاد مسئلہ کی بنا پر

کیا آپ اس ناپاک پانی پینے کے لئے تیار ہو، توپی کر دکھاؤ، ورنہ خدا سے شرما کر خان صاحب کے اس جدید مذہب کو ترک کر دو۔ اور صدق دل سے توبہ کر لو۔"

(ندائے عرفات ص ۵۲ و ص ۴۶)

ان دونوں مسئلوں کا ماحصل صرف یہ ہے کہ ——— **شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے** ——— اس لئے اگرچہ بچے کا بدن ابھی شرمگاہ کی رطوبت (تری) سے گیلا ہو تاہم اس کو گود میں لینے، یا اس کے پانی میں گرنے سے کپڑا ناپاک نہ ہوگا لہذا نماز صحیح ہوگی۔ اور پانی بھی ناپاک نہ ہوگا لہذا اس سے وضو وغسل درست ہوگا۔

یہ اعلیٰ حضرت مجدد اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کا جدید مذہب اور نو ایجاد مسئلہ نہیں، بلکہ یہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب مہذب ہے۔

فقہ حنفی کی معتمد و مستند کتاب درمختار اور جوہرہ نیرہ میں ہے۔

اما عندہ فھی طاھرۃ، کسائر رطوبات البدن۔ جوھرۃ۔اھ

(الدر المختار علی ھامش رد المحتار ص ۲۰۸ ج ۱)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے جیسے بدن کی دوسری رطوبتیں (پسینہ، ناک کا پانی، رال وغیرہ پاک ہیں۔

ردالمحتار میں علامہ شامی نے اس عبارت پر نوٹ تحریر کیا۔

(قولہ: اما عندہ) أی عند الامام الاعظم۔ وظاھر کلامہ فی اٰخر الفصل الاٰتی: انہ المعتمد۔اھ

(ردالمحتار ص ۲۰۸ ج ۱، نعمانیہ)

یہ مسلک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور صاحب درمختار کے کلام سے جو اس فصل کے آخر میں آرہا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ یہی معتمد ہے۔

فتاویٰ تتارخانیہ میں بھی یہی منقول ہے چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں۔

نقل فی التاترخانیۃ: ان رطوبۃ الولد عند الولادۃ طاھرۃ۔اھ

(۲۲۳ ج ۱ - ۲۰۸ ج ۱)

تتارخانیہ میں منقول ہے کہ پیدائش کے وقت بچے کے جسم پر جو رطوبت ہوتی ہے وہ پاک ہے۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے۔

ان رطوبۃ المخرج لیست بنجسۃ

اھ۔ (ص ۲۵، فصلٌ فی مسائل الاٰبار۔)

بلا شبہ شرمگاہ کی تری ناپاک نہیں۔

دیوبندیو! کیا امام اعظم اور دوسرے اجلۂ فقہائے حنفیہ علیہم الرحمۃ والرضوان کے بارے میں بھی یہ جسارت کروگے کہ شرمگاہ کی تری پاک ہے تو اسے چاٹو؟ گستاخان رسول سے یہ کچھ بھی بعید نہیں۔

مسلمان بھائیو! آپ لوگ غور فرمائیں کہ جب پاک جانور شرمگاہ کی رطوبت لعاب اور پسینہ وغیرہ کی طرح سے پاک ہے تو اس رطوبت سے جو بچہ گیلا ہو اس کے اٹھانے، یا پانی میں گرنے سے کپڑا یا پانی کیوں ناپاک ہوگا، اس لئے اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ نے جو مسئلہ بیان فرمایا وہ حنفی مذہب کے عین مطابق ہے۔

پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے یہ مسئلہ اپنی طرف سے نہیں بیان کیا ہے، بلکہ آپ نے حلبی **کبیر** کا ایک جزیہ نقل فرمایا ہے جو عربی زبان میں جسے عام لوگ سمجھ نہیں سکتے تو آپ نے اس کا فائدہ عام کرنے کے لئے اردو زبان میں اسی کا مطلب خیز ترجمہ حاشیہ پر لکھ دیا ہے۔

فتاویٰ رضویہ ص ۵۶۳ ج ۱ میں اسی موقع پر حلبی کا جزیہ یوں منقول ہے۔

السخلۃ اذا وقعت من امھا رطبۃ فی الماء لا تفسدہ کذا فی کتب الفتاوی۔اھ

(حلبی کبیر ص ۱۵۰)

گائے یا بکری کا بچہ پیدا ہوتے ہی پانی میں گر گیا اور وہ ابھی شرمگاہ کی رطوبت سے گیلا تھا تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ ایسا ہی کتب فتاویٰ میں ہے۔

تو یہ مسئلہ حلبی کبیر و کتب فتاویٰ کا ہوا، اسے اعلیٰ حضرت کا نو ایجاد مسئلہ قرار دینا کتنا بڑا جھوٹ اور فریب ہے۔

ہم کو غلط کہو، تو تمہاری ادا ہے یہ
پر سچ بتلایئے کہ یہ کس کا قصور ہے

نیز یہ مسئلہ فقہ حنفی کی بہت سی کتب شروح وکتب فتاویٰ میں بھی واضح لفظوں میں موجود ہے۔ نمونہ کے طور پر کچھ جزئیات اور ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ خزانۃ الفتاویٰ ص۱۳ میں ہے۔

البیضۃ اذا خرجت من الدجاجۃ فوقعت فی الماء رطبۃ۔ او یبست ثم وقعت فی الماء۔ لا تفسد الماء والثوب۔ و ھکذا حکم السخلۃ رطبۃ او یابسۃ فی قیاس قول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اھ

(خزانۃ الفتاوی ص ۱۳)

انڈا مرغی کے شکم سے باہر نکلا، اور فوراً اسی تری کی حالت میں پانی میں گر پڑا، یا خشک ہونے کے بعد پانی میں گرا تو یہ انڈا نہ پانی کو فاسد کرے گا (کہ وہ وضو وغسل کے لائق نہ رہ جائے) اور نہ ہی کپڑے کو (کہ اسے پہن کر نماز نہ ادا کی جا سکے) اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر قیاس کے مطابق یہی حکم گائے اور بکری کے بچہ کا ہے (یعنی پانی اور کپڑا ناپاک نہوں گے۔) چاہے وہ ابھی شرمگاہ کی تری سے گیلا ہو یا خشک ہو چکا ہو۔

۲۔ ردالمحتار علی الدرالمختار کے باب الانجاس میں ہے۔

نقل فی التاترخانیۃ ان رطوبۃ الولد عند الولادۃ طاھرۃ۔ وکذا السخلۃ اذا خرجت من امھا، وکذا البیضۃ۔ فلا یتنجس بھا الثوب ولا الماء اذا وقعت فیہ لکن یکرہ التوضی بہ للاختلاف۔ وکذا الانفخۃ ھو المختار۔ اھ

(شامی ص۲۳۳ ج ۱۔ ایضا ص۲۰۸ ج۱)

تاتارخانیہ میں یہ مسئلہ نقل فرمایا کہ پیدائش کے وقت بچے کے جسم پر (شرمگاہ کی) جو رطوبت ہوتی ہے وہ پاک ہے اسی طرح گائے یا بکری کا بچہ جس وقت وہ اپنی ماں کے شکم سے باہر آئے (پاک ہے) اور اسی طرح انڈا بھی۔ پس ان کے (مثلاً گود میں اٹھا لینے) کے سبب سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا۔ اور اگر ان میں سے کوئی پانی میں گر پڑے تو نجس نہیں ہوگا، ہاں اختلاف کی وجہ سے اس پانی سے وضو کرنا مکروہ ہے اور یہی حکم انفخہ[1] کا ہے یہی مسلک مختار ہے۔

ان عبارات سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ پیدائش کے وقت بچے کے جسم پر جو رطوبت لگی ہوتی ہے وہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک کے مطابق پاک ہے اس وجہ سے اس بچے کو گود میں اٹھانے، یا اس کے پانی میں گر جانے سے کپڑے یا پانی کی طہارت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، بلکہ وہ بدستور طاہر اور پاک رہیں گے۔ اور ظاہر ہے کہ جب وہ کپڑا پاک ہے تو اسے زیب تن کر کے نماز ادا کرنے میں شرعاً کوئی حرج لاحق نہیں ہوگا۔

۴۔ فتاویٰ قاضی میں ہے۔

بیضۃ سقطت من الدجاجۃ فی مرقۃ او ماء۔ لا تفسد ذالک وکذ السخلۃ اذا سقطت من امھا ووقعت فی الماء مبتلۃ لا تفسد اھ

(ص، ج ۱)

انڈا مرغی کے پیٹ سے شوربے یا پانی میں گر پڑا تو وہ انھیں فاسد نہ کرے گا۔ اور اسی طرح گائے یا بکری کا بچہ جس وقت اپنی ماں کے پیٹ سے باہر نکلا اور شرمگاہ کی تری سے بھیگا ہی تھا کہ پانی میں گر پڑا تو وہ پانی کو ناقابل طہارت نہ کرے گا۔

۵۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے۔

لا ینجس المائع وقوع بیضۃ

مرغی کے پیٹ سے نکلنے والا تر انڈا کسی

[1] انفخہ بکری کا جو بچہ ابھی صرف دودھ ہی پیتا ہو اس کے پیٹ سے دودھ جیسی ایک چیز نکلتے ہیں اور کپڑے میں لت پت کر لیتے ہیں پھر وہ پتھر کی مانند گاڑھا ہو جاتا ہے عوام اس کو مجتبنہ کہتے ہیں۔

طریۃ من بطن دجاجۃ ولا وقوع سخلۃ من بطن امہا ولو کانت رطبۃ مالم یعلم ان علیہما قذرا لان رطوبۃ المخرج لیست بنجسۃ اھ (طحطاوی علی مراقی ص۲۵ فصل فی سائل الآبار)

رقیق بہنے والی چیز میں گر کر اسے ناپاک نہیں کرے گا اور نہ ہی گائے یا بکری کا بچہ جو ابھی ماں کے شکم سے باہر آیا ہو، اگرچہ وہ (شرمگاہ کی رطوبت سے) بھیگا ہوا ہو جب تک کہ یہ نہ معلوم ہو جائے کہ ان پر کوئی ناپاک چیز لگی ہوئی تھی اسلئے کہ شرمگاہ کی تری ناپاک نہیں ہے۔

۶۔ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی اور صغیری میں ہے

السخلۃ اذا وقعت من امہا رطبۃ فی الماء لاتفسدہ اھ (وزاد فی الغنیۃ) کذا فی کتب الفتاوی اھ (غنیہ ص۱۵۰ و ص۸۳)

گائے یا بکری کا بچہ پیدا ہوتے ہی اسی تری کی حالت میں جو پیدائش کے وقت اسکے بدن پر ہوتی ہے، پانی میں گر جائے تو وہ پانی کو ناقابل طہارت نہ کرے گا فتاویٰ کی کتابوں میں ایسا ہی مذکور ہے۔

۸۔ فتح القدیر شرح ہدایۃ میں ہے۔

لو وقعت البیضۃ من الدجاجۃ فی الماء رطبۃ ــــــ او یبست ثم وقعت۔ وکذا السخلۃ اذا سقطت من امہا رطبۃ اویبست لایتنجس الماء اھ (ص۳۵ ج۱۔ باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء ومالایجوز)

۹۔ ومثلہ فی البحر الرائق شرح کنز الدقائق ص۹۴ ج۱)

۱۰۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

وقشر البیضۃ الخارجۃ والسخلۃ الساقطۃ من امہا وھی مبتلۃ طاھرۃ عند ابی حنیفۃ۔ کذا (۱۱) فی المحیط السرخسی اھ (ص۱۳ ج۱ فصل فیما لایجوز بہ التوضی)

۱۲۔ خزانۃ الروایات میں ہے۔

۱۳۔ فی العتابیۃ: السخلۃ والبیضۃ خرجت ووقعت فی الماء لا یفسدہ رطبۃ کانت اویابسۃ وکذا الانفخۃ من الشاۃ المیتۃ طاھرۃ عند ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھو المختار۔

ان کتابوں کی تصریحات کا حاصل بھی یہی ہے کہ انڈا یا گائے بکری کا بچہ جو ابھی مرغی یا اپنی ماں کی شرمگاہ کی رطوبت سے گیلے ہوں اور پانی میں گر جائیں تو یہ پانی پاک ہے کیونکہ وہ انڈا یا بچہ گیلے پن کی حالت میں بھی پاک ہے۔

شرمگاہ کی تری کے پاک ہونے کی تائید میں ہم نے نمونے کے طور پر مذہب حنفی کی پندرہ فقہی کتابوں مثلاً: (۱) محیط سرخسی (۲) فتاویٰ قاضی خاں (۳) فتح القدیر (۴) بحرالرائق (۵) غنیہ (۶) عالمگیری (۷) طحطاوی (۸) درمختار (۹) ورد المحتار وغیرہ سے فقہائے کرام کے واضح بیانات تحریر کردیئے اور روز روشن کی طرح یہ ثابت کر دکھایا کہ رطوبت فرج کے پاک ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور یہی مسلک معتمد ہے ــــــ تو اب میں شاخسانویس صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ اپنے بقول شرمگاہ کی رطوبت چاٹنے کے لئے تیار ہو، اگر ہو تو چاٹ کر دکھاؤ، ورنہ خدا سے شرما کر اپنی اس عناد پرستی اور احناف دشمنی سے باز آجاؤ اور صدق دل سے توبہ کرلو۔

مولوی عبدالشکور صاحب کاکوروی علم الفقہ میں یہ لکھتے ہیں۔

"زندہ عورت بچہ جنے اور وہ بچہ اسی وقت کنوئیں میں گر جائے اور زندہ نکل آئے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔" ص۸ ج۱

دیوبندی جماعت کے حکیم الامت بوادر النوادر ص۲۱۳ پر لکھتے ہیں۔ ــــــ

امام صاحب و صاحبین مختلف ہیں اور بوجہ ابتلاء کے اصل جواب میں قول بالطہارت پر فتویٰ دیا گیا ہے ــــــ پھر اسی کتاب کے ص۳۴۲ پر رد المحتار کی وہ عبارت جو ہماری اس کتاب کے ص۸ پر درج ہے نقل کرنے کے بعد یہی حکیم جی لکھتے

ہیں۔

"اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں اختلاف ہے لیکن امام صاحب کا مذہب ہونے کے سبب بھی اور اس زمانے میں ضرورت ہونے کا سبب بھی اسی کو کہے کہ وہ پاک ہے اور اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا۔"

اور شاخسانہ نویس صاحب نے جو یہ لکھا کہ یہ پانی جب پاک ہے تو اسے پی کر دکھاؤ۔ اس پر ہماری گذارش ہے کہ یہ دیوبندی یہ بتلائے کہ انسان کا تھوک، پان کی پیک، ناک کی رینٹھ دیوبندی مذہب میں بھی پاک ہے آپ پہلے ان سب کو چاٹ لیجئے پھر ہم سے رحم کی رطوبت پینے کا مطالبہ کیجئے پھر جب آپ کے حکیم الامت صاحب نے اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا ہے تو پہلے آپ اسے چاٹ لیں پھر ہم سے بات کریں۔

جناب من آپ پہلے اپنے گھر کی خبر لیں پھر ہم سے بات کریں، آپ کے حکیم الامت کے وطن تھانہ بھون میں ایسے باذوق گزرے ہیں جنھوں نے عورت کی شرمگاہ کی رطوبت کو روٹی لگا کر کھایا ہے۔ لیجئے افاضات الیومیہ جلد ۳ ص ۱۱۱، چہارم ص ۱۴۷، اٹھا کر دیکھئے۔ تھانوی صاحب نے اپنی خانقاہ شریف میں راہ سلوک طے کرنے والوں کے سامنے اپنی زبان فیض ترجمان سے بیان فرمایا۔

"مکتب کے لڑکوں نے حافظ جی کو نکاح کی ترغیب دی کہ حافظ جی نکاح کرلو بڑا مزہ ہے، حافظ جی نے کوشش کر کے نکاح کیا اور رات بھر روٹی لگا لگا کر کھائی مزہ کیا خاک آتا صبح کو لڑکوں پر خفا ہوتے ہوئے آئے کہ سسرے کہتے تھے کہ بڑا مزہ ہے بڑا مزہ ہے ہم نے روٹی لگا کر کھائی ہیں تو نہ نمکین معلوم ہوئی نہ میٹھی نہ کڑوی۔ لڑکوں نے کہا کہ حافظ جی مارا کرتے ہیں ـــــ آئی شب حافظ جی نے بیچاری کو خوب زدوکوب کیا ـــ دے جوتا دے جوتا ـــــ تمام محلہ جاگ اٹھا اور جمع ہوگیا اور حافظ جی کو برا بھلا کہا پھر صبح کو آئے اور کہنے لگے سسروں نے دق کر دیا رات ہم نے مارا بھی کچھ بھی مزہ نہ آیا اور رسوائی بھی ہوئی ـــــ تب لڑکوں نے کھول کر حقیقت بیان کی کہ مارنے سے یہ مراد ہے ـــــ اب جو شب آئی تب حافظ جی کو حقیقت منکشف ہوئی ـــــ صبح کو جو آئے تو مونچھوں کا ایک ایک بال کھل رہا تھا اور خوشی میں بھرے ہوئے تھے۔"

ناظرین تھانوی صاحب کے ان کلمات طیبات کو بغور پڑھیں اور خود نتیجہ اخذ کریں کہ خانقاہ امدادیہ میں بیٹھ کر تھانوی صاحب جو رشد و ہدایت کا سبق دیتے تھے وہ کس قسم کا تھا۔ ایسی فحش بات ایک شریف آدمی تنہائی میں بھی اپنے بے تکلف دوستوں سے بھی کہنا گوارہ نہیں کرے گا مگر تھانوی صاحب اللہ والوں کے مجمع میں بلا تکلف مزہ لے لے کر بیان فرماتے تھے اور صرف ایک ہی بار نہیں بیان فرمایا بار بار بیان فرمایا ہے اٹھا کر دیکھئے الافاضات الیومیہ جلد ۱ ص ۲۲۷ نیز جلد ۳ ص ۱۱۱ نیز جلد ۴ ص ۱۴۷۔

اب شاخسانہ نویس صاحب بتائیں کہ وہ تو ہمیں مشورہ دے رہے تھے کہ شرمگاہ کی رطوبت جب پاک ہے تو اسے پیو اور ان کے یہاں تو روٹی لگا کر کھائی گئی ہے۔ شاخسانہ نویس صاحب کو چاہئے کہ اپنے بزرگوں کی سنت پر خود عمل کریں۔

کافرو مرتد کا پڑھایا ہوا نکاح صحیح ہے
یا
نہیں؟

پانچواں مسئلہ

"اگر وہابی نکاح پڑھائے تو ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب ـــــ نکاح تو ہو ہی جائے گا، اس واسطے کہ نکاح باہمی ایجاب و قبول کا نام ہے اگرچہ برہمن پڑھائے چونکہ وہابی کے پڑھانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے لہٰذا احتراز لازم ہے۔"

(احکام شریعت ص۹)

رضا خوانی بھائیو! دیکھو تمھارے مقتدا و گرو نے یہ کیسا عجیب و غریب اور نادر فیصلہ کیا ہے کلمہ پڑھنے والے مسلمان کو تو ضد و نفسانیت سے وہابی کہا جاتا ہے اس سے نکاح پڑھوانا حرام ہے اور برہمن جو کروڑوں دیوتاؤں کو پوجنے والا ہے اور اللہ و رسول کا منکر ہے اس سے نکاح پڑھوانا جائز ہے ـــــ غالباً یہی خانصاحب کا نیا مذہب ہے جس پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔"

(ندائے عرفات ص۵۶)

جناب! یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا نیا مذہب نہیں ہے بلکہ سراج الامۃ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے جسے عہد قدیم سے امت مسلمہ کے کثیر علما، صلحا، اور فقہا، و مشائخ نے اختیار کیا ہے ـــــ البتہ حنفی ہونے

کا دعویٰ کر کے مسلک احناف پر آپ کے حملے کرنے کا یہ انداز ضرور نیا ہے۔

ساغر نہ مینا اور نہ پیمانہ نیا ہے
ساقی تیرا انداز ظریفانہ نیا ہے

اس سے پہلے کہ میں اصل حقیقت کے چہرے سے نقاب کشائی کروں ایک نکتہ ذہن نشین کیجئے۔

ایک نکتہ کافر و مرتد کے پڑھائے ہوئے نکاح کا صحیح اور منعقد ہو جانا اور بات ہے اور "ان سے نکاح پڑھوانا حرام ہے" یہ اور بات ہے دونوں میں کھلا ہوا فرق ہے۔

یہ ایک متفق مسئلہ ہے کہ "جب شئی کے ارکان و شرائط پائے جاتے ہیں تو وہ شئی موجود اور متحقق ہو جاتی ہے اگرچہ کسی اور وجہ سے اس کے تحقق میں کسی حرام کا ارتکاب ہو گیا ہو۔" مثال کے طور پر یوں سمجھ لیجئے کہ

۱۔ خلاف ترتیب قرآن عظیم پڑھنا حرام ہے لیکن اگر کسی شخص نے نماز کی ادائیگی میں ترتیب کی رعایت کئے بغیر قرآن حکیم کی تلاوت کی تو اس کی نماز بلا کراہت صحیح ہو جائے گی البتہ خلاف ترتیب پڑھنے کی وجہ سے گنہگار ضرور ہوگا۔

۲۔ یوں ہی حیض کی حالت میں بیوی کو طلاق دینا حرام و گناہ ہے لیکن طلاق دینے سے بلاشبہ اس کی بیوی پر طلاق پڑ جائے گی۔

ان دونوں مسئلوں میں سنی، اور دیوبندی دونوں گروپ کے اصحاب فتاویٰ یہی حکم نافذ کریں گے کہ نماز صحیح ہے اور طلاق بلاشبہ واقع ہے مگر اس حکم کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ مذکورہ طریقے پر نماز پڑھنا حلال و روا ہے اور طلاق دینا مباح و بجا۔ بلکہ اس طریقے پر نماز پڑھنا، اور طلاق دینا بلاشبہہ حرام و گناہ ہے ـــــ ٹھیک اسی طرح نکاح خوانی کے مسئلے کو بھی سمجھنا چاہیے کہ ـــــ اہل کفر و ارتداد سے نکاح پڑھوانا حرام ہے لیکن اگر پڑھا دیں گے تو نکاح ہو جائے گا کیونکہ نکاح نام ہے شرائط مخصوصہ کے ساتھ باہمی ایجاب و

قبول کا اور ظاہر ہے کہ کافر و مرتد کے پڑھانے سے بھی نکاح کے یہ ارکان اور شرائط پائے جاتے ہیں۔ اور حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان سے نکاح پڑھوانے میں ان کی تعظیم و تکریم ہوتی ہے اور علماء کرام و ائمہ عظام فرماتے ہیں کہ کافر و مرتد تو درکنار فاسق کی تعظیم و تکریم بھی شرعی نقطۂ نظر سے حرام ہے۔ چنانچہ شامی جلد اول صفحہ ۳۷۶ تبیین الحقائق، فتح المعین اور طحطاوی حاشیہ درمختار میں صاف صاف لفظوں میں بتایا گیا ہے کہ۔

قد وجب علیھم اھانتہ شرعًا۔ اھ	فاسق کی توہین شرعًا واجب ہے۔

علامہ محقق سعد الملۃ والدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "مقاصد" و "شرح مقاصد" میں فرماتے ہیں۔

حکم المبتدع البغض والعداوۃ والاعراض عنہ، والاھانۃ والطعن واللعن۔ اھ	بدمذہب کے لئے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و عداوت رکھیں، روگردانی کریں اس کی توہین و تذلیل کریں اور اس سے لعن و طعن کے ساتھ پیش آئیں۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَن وَقَّرَ صاحب بدعۃ فقد اعان علیٰ ھدم الاسلام	جس نے کسی بدمذہب کی توقیر و تعظیم کی اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد کی

(طبرانی کبیر، حلیہ، شعب الایمان للبیہقی وغیرہ)

پس جب فاسق کی تعظیم و توقیر حرام ہے تو وہابی سے نکاح پڑھوانا بدرجۂ اولیٰ حرام قرار پائے گا۔ یوں ہی برہمن سے نکاح پڑھوانا بھی حرام ہوگا لیکن اس کے بارے میں یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہ تھی کیونکہ ہر مسلمان برہمن سے نکاح پڑھوانا ناجائز ہی مانتا ہے اور برہمن کی مثال اس لئے یہاں پیش کی تاکہ عوام اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ نکاح صحیح ہونے کے لئے نکاح خواں کا مسلمان

ہونا ضروری نہیں کیونکہ برہمن کا پڑھایا ہوا نکاح صحیح ہے۔ مگر اسکے باعث کوئی بھی اسے مسلمان نہیں مانتا تو اگر وہابی، دیوبندی کا پڑھایا ہوا نکاح صحیح ہو تو اس سے یہ کبھی نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہ مسلمان ہے۔ بسا اوقات دیوبندی اسی مسئلے کا سہارا لے کر سادہ لوح مسلمانوں پر اپنے ایمان کی دھونس جماتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ جبھی تو ہمارا پڑھایا ہوا نکاح صحیح ہے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنی خداداد ذہانت اور دور اندیشی سے ایسے فریب کاروں کے فریب کی جڑ ہی کاٹ دی تاکہ۔

؎ پر وہی گر پڑے کبوتر کا	جس میں نامہ بندھا ہو دلبر کا

اسی سے جل بھن کر شاخسانہ نویس اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر گستاخانہ انداز میں یہ افترا کرتا ہے۔

"کلمہ پڑھنے والے مسلمان کو تو ضد و نفسانیت سے وہابی کہا جاتا ہے اس سے نکاح پڑھوانا حرام ہے اور برہمن جو کروڑوں دیوتاؤں کو پوجنے والا ہے اور اللہ و رسول کا منکر ہے اس سے نکاح پڑھوانا جائز ہے۔"

حالانکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے ارشاد کا ایک حرف بھی اس بات کا اشارہ نہیں کرتا کہ برہمن سے نکاح پڑھوانا جائز ہے وہ تو صرف اتنا فرما رہے ہیں کہ نکاح ہو جائے گا اور ہم نے ثابت کیا ہے کہ نکاح ہو جانا اور بات ہے مگر پڑھوانا حرام ہی رہے گا اب اصل مسئلہ کا ثبوت ملاحظہ کیجئے۔

مرتد کے پڑھائے ہوئے نکاح کی صحت اور اس کا شرعی ثبوت۔

نکاح خواں اصطلاح فقہ کے اعتبار سے عورت کا وکیل ہوتا ہے اور شرعی نقطۂ نظر سے کافر و مرتد کو نکاح یا کسی بھی کام کا وکیل بنانا درست ہے چنانچہ فقہ حنفی کی بہت سی معتبر اور قابل استناد کتابوں میں اس جزئیہ کی روشن وضاحت موجود ہے۔ ذیل میں صرف چند کتابوں کی عبارتیں ہدیۂ ناظرین ہیں۔

(١) بدائع الصنائع فی ترتیب احکام الشرائع میں ہے۔

وکذا ردۃُ الوکیل لا تمنع صحۃ الوکالۃ ـــ فتجوز وکالۃ المرتد بان وَکّلَ مسلمٌ مرتدًا لان وقوف تصرفات المرتد لوقوف ملکہ، والوکیل یتصرف فی ملک الموکل وانہ نافذ التصرفات ـــ وکذا لو کان مسلمًا وقت التوکیل ثم ارتد فھو علی وکالتہ الا ان یلحق بدار الحرب فتبطل وکالتہ، لما نذکر فی موضعہ اھ

(بدائع ص٢٠ ج ٦ مطبع جمالیہ مصر)

وکیل کے مرتد ہونے سے وکالت کی صحت پر اثر نہیں پڑتا لہذا اگر مسلمان نے کسی مرتد کو وکیل بنایا تو یہ وکالت صحیح ہوگی، کیونکہ مرتد کے تصرفات موقوف یا غیر نافذ اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ اسکی ملک ہی موقوف یا غیر نافذ اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ اس کی ملک ہی موقوف وغیر نافذ ہوا کرتی ہے اور وکیل تو موکل کی ملک میں تصرف کرتا ہے جس کے سارے تصرفات بلاشبہہ نافذ ہوتے ہیں (لہذا یہاں مرتد کا تصرف بھی نافذ ہوگا) اسی طرح اگر وہ وکیل بنانے کے وقت مسلمان تھا پھر مرتد ہوگیا تو وہ اپنی وکالت پر باقی ہے ہاں اگر وہ دار الحرب میں چلا جائے تو اسکی وکالت باطل ہوجائے گی اس کی وجہ ہم اسکے مقام پر ذکر کریں گے۔

(٢) عالمگیری میں ہے۔

وتجوز وکالۃ المرتد بان وکل مسلم مرتدا وکذا لو کان مسلمًا وقت التوکیل ثم ارتد فھو علی وکالتہ الا ان یلحق بدار الحرب فتبطل وکالتہ اھ

(عالمگیری ص٢٥٢ ج ٣۔ مطبع مجیدی)

اور مرتد کی وکالت بایں طور صحیح ہے کہ مسلمان کسی مرتد کو اپنا وکیل بنائے اور یوں ہی اگر وہ وکیل بنانے کے وقت مسلمان تھا پھر مرتد ہوگیا تو وہ اپنی وکالت پر باقی ہے البتہ اگر وہ دار الحرب سے جا ملے تو اس کی وکالت باطل ہوجائے گی۔

"بحر الرائق شرح کنز الدقائق" پھر "رد المحتار علی الدر المختار" میں ہے۔

ومایرجع الی الوکیل فالعقل فلا یصح توکیل مجنون، وصبی لا یعقل لا البلوغ، والحریۃ وعدم الردۃ فیصح توکیلُ المرتد ولا یتوقف لان المتوقف ملکہ اھ

(بحر ص١٣٠ ج ، مطبع دار المعرفۃ بیروت۔
رد المحتار ص٣٠٠ ج ٣ مکتبہ نعمانیہ دیوبند)

وکیل کے لئے عاقل ہونا شرط ہے لہذا کسی پاگل اور ناسمجھ بچے کو وکیل بنانا صحیح نہیں البتہ بالغ ہونا، آزاد ہونا اور مرتد ہونا (وکیل کے لئے) شرط نہیں ہے لہذا مرتد کو وکیل بنانا صحیح و درست ہے اور یہ وکالت موقوف نہیں رہے گی، کیونکہ موقوف مرتد کی ملک ہوا کرتی ہے۔

نیز فتاوی ھندیہ میں ہے۔

ویجوز التوکیل بالبیاعات والاشربۃ والاجارات والنکاح والطلاق۔

(مرتد کو) نکاح وطلاق اور معاملات بیع وغیرہ میں وکیل بنانا صحیح ہے۔

(ص٢٥٢ ج ٣)

ان واضح تصریحات سے یہ بات روز روشن کی طرح آشکارا ہوجاتی ہے کہ مرتد کو نکاح کا وکیل بنانا درست ہے اور اس کا تصرف صحیح و نافذ ہوگا کیونکہ وکیل ہونے کے لئے مرتد نہ ہونا شرط نہیں ہے

پس اگر عورت نے کسی کافر یا مرتد کو اپنے نکاح کا وکیل بنایا اور اس نے اُس کی طرف سے ایجاب کے الفاظ ادا کئے تو نکاح ہوجائے گا۔

اب مسلمان بھائی انصاف کریں کہ ایسے شرعی و اسلامی مسئلے پر کیچڑ اچھالنا

اور اسے مشرکانہ عقیدہ ٹھہرانا حق کی حمایت ہے یا پس پردہ مذہب حنفی سے بغاوت و عداوت ہے۔

نگاہِ لطف سے اک اک ادا نے لوٹ لیا!
وفا کے بھیس میں اک بے وفا نے لوٹ لیا

حیض و نفاس والی عورت کے غسل کا پانی قابلِ وضو ہے یا نہیں؟

چھٹا مسئلہ

حائضہ و نفساء عورت نے خون کے بند ہونے سے پہلے بے نیت قربت اگر غسل کیا تو یہ پانی بھی قابل وضوء ہے۔

فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۵۶

رضا خوانی بھائیو! اپنے اعلیٰ حضرت کو اس فراست کی داد دو کہ وہ حیض و نفاس والی عورت کے خون بند ہونے سے پہلے بے نیت قربت غسل کے پانی کو پاک، اور اس سے وضو جائز بتلا رہے ہیں۔ کیا ایسی گندی ذہنیت رکھنے والا مجدد ہو سکتا ہے؟ کیا ایسے غلیظ اور غلط آدمی کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہنا درست ہے۔؟

ندائے عرفات ص ۵۲

یہ مسئلہ شریعت طاہرہ کا ایسا محقق و مسلم الثبوت مسئلہ ہے کہ جس کی حقانیت کے آگے بعض اکابر علماء دیوبند نے بھی جبین اعتراف خم کیا ہے اور حنفی مذہب کے ائمہ و علماء و مشائخ و فقہاء نے اس کی شہادتیں پیش کی ہیں نمونہ کے طور

پر چند شواہد آپ بھی ملاحظہ کیجئے۔

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔

لو وقعت الحائض بعد انقطاع الدم ولیس علی اعضائها نجاسة فهی کالرجل الجنب ولو وقعت قبل انقطاع الدم ولیس علی اعضائها نجاسة فهی کالرجل الطاهر اذا انغمس للتبرد لانها لا تخرج عن الحیض بهذا الوقوع فلا یصیر الماء مستعملا۔ اھ

(ص ۵ ج ۱)

حیض والی عورت خون بند ہونے کے بعد کنویں میں گئی اور اسکے اعضاء پر نجاست نہیں لگی ہے تو عورت جنبی مرد کی طرح ہے اور خون بند ہونے کے پہلے گئی اور اسکے اعضاء پر نجاست نہیں لگی ہے تو اس کا حکم طاہر مرد کی طرح ہے بشرطیکہ اس نے ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت سے غوطہ لگایا ہو (نہ کہ قربت کی نیت سے) اس لئے کہ وہ اس غوطہ لگانے سے حیض سے الگ نہیں ہوگی لہذا پانی مستعمل (ناقابل وضوء) نہ ہوگا۔

اس عبارت میں امام اجل، فقیہ النفس، حضرت علامہ فخر الدین قاضی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۵۹۲ھ) نے یہ واضح کیا ہے کہ ___ خون بند ہونے سے پہلے حیض والی عورت نے ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت سے کنویں میں غوطہ لگایا یا بلفظ دیگر غسل کیا تو اس کا حکم وہی ہے جو طاہر مرد کا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر طاہر یعنی غیر جنبی شخص ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت سے کنویں میں نہائے تو پانی پاک اور وضو، و غسل کے لائق رہتا ہے یا نہیں؟ تو اس کے بارے میں خود ہی امام موصوف اپنے فتاویٰ کے اسی صفحے میں چند سطر اوپر اس طرح رقم طراز ہیں۔

اما الاول فالآدمی الطاهر اذا وقع فی البئر لطلب الدلو

طاہر آدمی کنویں میں ڈول لینے یا ٹھنڈک حاصل کرنے کی غرض سے گیا اور اسکے

اوالتبرد ولیس علی اعضائہ نجاسۃ وخرج حیافانہ لا یفسدہٗ والماء طاھر وطھور

(فتاوی قاضی خاں صہ۵ ج ۱)

اعضاء پر نجاست نہیں ہے نیز زندہ نکل آیا تو یہ کنوئیں کا پانی فاسد نہیں کریگا پانی پاک بھی ہے اور پاک کرنیوالا بھی۔ (یعنی قابل وضو وغسل ہے۔)

یہاں سے ثابت ہوا کہ حیض والی عورت نے خون بند ہونے سے پہلے اگر پانی میں غوطہ لگایا یا غسل کیا اور قربت وکار ثواب کی نیت نہیں کی تو وہ پانی فاسد نہیں ہوگا جیسے کہ طاہر آدمی کے پانی میں جانے سے پانی فاسد نہیں ہوتا بلکہ وہ بدستور پاک اور وضوء وغسل کے لائق رہتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ حیض والی عورت کا جو حکم بیان کیا گیا ہے ٹھیک یہی حکم نفاس والی عورت کا بھی ہے جس کو بچہ پیدا ہونے پر خون آتا ہے چنانچہ بحر الرائق، بدائع الصنائع اور خلاصہ میں ہے۔

قیدنا اصل المسئلۃ بالجنب لان الطاھر اذا انغمس لطلب الدلو ولم یکن علی اعضائھا نجاسۃ لا یصیر الماء مستعملا اتفاقا لعدم ازالۃ الحدث، واقامۃ القربۃ۔ وان انغمس للاغتسال صار مستعملا اتفاقاً لوجود اقامۃ القربۃ۔ وحکم الحدث حکم الجنابۃ ذکرہ فی البدائع۔

ہم نے اصل مسئلہ کو جنبی کیساتھ اس لئے مقید کیا ہے کہ طاہر آدمی ڈول نکالنے کے لئے اگر غوطہ لگائے اور اس کے اعضاء پر نجاست نہ ہو تو وہ پانی بالاتفاق مستعمل نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہاں نہ حدث دور ہوا اور نہ ہی قربت پائی گئی اور اگر غسل کرنے کی نیت سے اس نے غوطہ لگایا تو قربت کے پائے جانے کی وجہ سے وہ پانی بالاتفاق مستعمل ہوجائے گا اور حدث کا حکم وہی ہے جو جنابت کا ہے۔ بدائع الصنائع میں اس کو ذکر کیا ہے۔

وکذا حکم الحائض، والنفساء

اور حیض ونفاس والی عورتوں کا بھی

اذا انزلا بعد الانقطاع۔ اما قبل الانقاع ولیس علیٰ اعضاھما نجاسۃ فانھما کالطاھر اذا انغمس للتبرد لانھا لا تخرج من الحیض بھذا الوقوع فلا یصیر الماء مستعلا کذا فی الخلاصۃ ۔ اھ

(بحر صہ۱۰۳-۴ ج ۱ بحوالہ بدائع وغیرہ)

یہی حکم ہے (کہ پانی مستعمل، ناقابل وضو و غسل ہوجائے گا) جبکہ وہ خون بند ہونے کے بعد کنوئیں میں اتری ہوں، لیکن خون بند ہونے سے پہلے تو یہ دونوں طاہر آدمی کے حکم میں ہیں جبکہ ان کے اعضاء پر نجاست نہ لگی ہو اور ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت سے انہوں نے غوطہ لگایا ہو کیونکہ وہ اس غسل سے حیض سے الگ نہیں ہوتی ہیں لہٰذا پانی مستعمل نہ ہوگا۔ خلاصہ میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔

مزید تائید وتقویت کے لئے عبارات ذیل کا بھی مطالعہ کیجئے۔

غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی اور صغیری میں ہے۔

"حیض والی عورت اگر حیض بند ہونے کے بعد کنوئیں میں گئی تو وہ جنبی آدمی کی طرح ہے اور اگر بند ہونے کے پہلے گئی تو طاہر یعنی غیر جنبی والے آدمی کے حکم میں ہے اور طاہر آدمی کا حکم آب مستعمل کے بیان میں گذر چکا ہے۔"

آب مستعمل کے بیان میں علامہ حلبی (صاحب غنیہ وصغیری) نے طاہر آدمی کا حکم بیان کرتے ہوئے جو صراحت پیش کی ہے وہ انھیں کے الفاظ میں یہ ہے۔

"طاہر آدمی نے قربت کی نیت سے کنوئیں میں غسل کیا تو یہ پانی کو فاسد کردے گا اور اگر ڈول تلاش کرنے کے لئے غوطہ لگایا اور اس کے بدن پر نہ نجاست ہے اور نہ ہی اس نے اس میں اپنا جسم ملا تو یہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بالاتفاق پانی کو فاسد نہ کرے گا ——— میں کہتا ہوں کہ اسی طرح میل دور کرنے کے لئے اگر اس نے اپنے جسم کو

ملا تو اس کے باعث بھی پانی فاسد نہیں ہونا چاہئے کیونکہ فرض یہ کیا گیا ہے کہ وہ آدمی طاہر ہے اور اس نے قربت کی نیت نہیں کی ہے۔"

(غنیہ ص۱۵۳، صغیری ص۸۴)

فتاویٰ عالمگیری معروف بہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔

"حیض والی عورت کنوئیں میں گئی تو اگر یہ خون بند ہونے کے بعد ہے اور اس کے اعضاء پر نجاست نہیں ہے تو یہ عورت جنبی کے حکم میں ہے اور اگر خون بند ہونے سے پہلے ہے تو یہ طاہر مرد کے حکم میں ہے اس لئے کہ وہ عورت کنوئیں میں جانے کی وجہ سے حیض سے الگ نہیں ہوتی۔"

(عالمگیری ص۱۲ ج۱)

التعلیق المجلی شرح منیۃ المصلی میں ہے۔

"حیض والی عورت اگر حیض بند ہونے کے بعد کنوئیں میں گئی تو جنبی مرد کی طرح ہے اور حیض بند ہونے کے پہلے گئی تو طاہر آدمی کے حکم میں ہے اور طاہر آدمی کا حکم آبِ مستعمل کے بیان میں گذر چکا۔"

(التعلیق ص۱۲)

ان تصریحات سے روشن طور پر اس بات کا ثبوت فراہم ہو گیا کہ اعلیٰحضرت قدس سرہ کا بیان فرمودہ حکم در اصل مذہب حنفی کی صحیح ترجمانی ہے۔

یہاں تک ہم نے فقہی جزئیات کے آئینے میں مسئلہ مذکورہ کی حقانیت کا مشاہدہ کرایا اب یہ عیاں کرنا چاہتا ہوں کہ آخر آب مذکور کے پاک و قابل وضو و غسل ہونے کی اصلی اور بنیادی وجہ کیا ہے؟

آب مذکور کے پاک اور قابل وضو ہونیکا بنیادی سبب

جس پاک پانی سے غسل کیا گیا اس کے قابل وضو ہونے اور نہ ہونے کی بنیاد اس بات پر ہے کہ وہ پانی فقہاء کی اصطلاح کے اعتبار سے مستعمل ہے یا نہیں؟ اگر مستعمل نہیں ہے

تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ پانی ائمہ حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ بلکہ جمیع سلف و خلف کے نزدیک بالاتفاق بلا انکار نکیر پاک اور قابل وضو ہے۔

اب اہل نظر کے لئے یہ بات قابل غور ہے کہ اس پانی کے مستعمل اور غیر مستعمل ہونے کے متعلق شریعت طاہرہ نے کیا فیصلہ سنایا ہے تو اس سلسلے میں ہم فتاویٰ قاضی خان اور بحر الرائق وغیرہ کی تصریحات پیش کر چکے ہیں کہ وہ پانی مستعمل نہیں ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

لانها لا تخرج عن الحیض بهذا الوقوع فلا یصیر الماء مستعملاً

اھ

عورت کنوئیں میں غوطہ لگانے کی وجہ سے حیض سے الگ نہیں ہوتی ہے لہذا پانی مستعمل نہیں ہوگا۔

علاوہ ازیں اگر آب مستعمل کی تعریف جان لی جائے اور انصاف و دیانت کے ساتھ ادنیٰ سی بھی توجہ اور غور و فکر سے کام لیا جائے تو اس پانی کے مستعمل ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں بآسانی ایک صحیح رائے قائم کی جا سکتی ہے۔ اب تعریف سنئے اور فیصلہ کیجئے۔

آبِ مستعمل کی تعریف سے حکم مذکور کی تقویت

حنفی مذہب کی مشہور و معروف اور معتمد و مستند کتاب ہدایہ شرح بدایہ میں ہے۔

الماء المستعمل هو ماءٌ ازیل به حدث، او استعمل فی البدن علی وجه القربة۔ (ہدایہ ص۱۸ ج۱ مجیدی)

آبِ مستعمل وہ پانی ہے جس کے ذریعہ حدث دور کیا گیا ہو یا قربت (کار ثواب) کے طور پر بدن میں استعمال کیا گیا ہو۔

اس تعریف میں پانی کے مستعمل ہونے کی دو صورتیں بتائی گئی ہیں۔ ایک ازالۂ حدث، اور دوسری نیت قربت کے ساتھ پانی کا بدن پر استعمال۔

اور اتنی بات ہر مسلمان جانتا ہے کہ اگر حیض یا نفاس والی عورت خون کے بند ہونے سے پہلے ایک نہیں ہزاروں بار غسل کرلے پھر بھی اس کے بدن سے حدث

دور نہیں ہوگا اسے نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، تلاوت کرنے اور کلام اللہ شریف چھونے کی شرعاً اجازت نہیں دی جائے گی ـــــ پس جب کہ ان عورتوں نے قربت کی نیت سے غسل نہیں کیا اور ان کے بدن سے حدث بھی نہیں دور ہوا تو ناظرین خود انصاف کریں کہ وہ پانی شریعت کے نزدیک کیسے مستعمل ہوگا اور وضو کے قابل کیوں نہیں رہے گا۔

شاید شاخسانہ نویس صاحب ائمہ کرام کے ان بیانات کو ناقابل اعتبار قرار دیں اس لئے ان کی تشفی خاطر و تسکین قلب کے واسطے انہیں کے گھر کے ایک بزرگ کی شہادت پیش کرتا ہوں ؎

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے حق وہ ہے جو سر پہ چڑھ کے بولے

ایک دیوبندی پیشوا کی شہادت

ارباب دیوبند کے امام اہلسنت مولوی عبدالشکور صاحب کاکوروی اپنی کتاب "علم الفقہ" میں لکھتے ہیں۔

"حائضہ یا وہ عورت جس کو بچہ پیدا ہونے کے بعد خون آتا ہے (یعنی نفاس والی عورت) خون بند ہونے سے پہلے اگر نہائے اور جسم اس کا پاک ہو تو یہ پانی مستعمل نہیں اور وضو اور غسل اس سے درست ہے۔ (ص۹ ج۱)

ایک دلچسپ نکتہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گندہ ذہن اور غلیظ آدمی اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے حیض و نفاس والی عورت کے خون بند ہونے سے پہلے بے نیت قربت غسل کے پانی کو پاک اور قابل وضو بتا دیا۔ ـــــ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص خون بند ہونے سے پہلے حیض و نفاس والی عورت کے غسل کے پانی کو ناپاک اور ناقابل وضو بتلائے وہ ان کے نزدیک بڑا پاکیزہ خیال اور طیب و طاہر ہے ـــــ یہ ہے معیار دیوبندیوں کی طہارت و غلاظت کا

لہٰذا اگر کوئی حیض یا نفاس والی عورت خون بند ہونے سے پہلے نہالے تو ان پارساؤں کے نزدیک اس عورت کے بدن سے حدث دور ہو جائے گا اور وہ پاک ہو جائے گی پھر تو اس کے لئے دیوبندی مذہب میں کلام اللہ شریف کی تلاوت بھی جائز ہوگی نیز اسے چھونا اور روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا سب حلال ہوگا اور لطف یہ ہے کہ ان کے لئے اس عورت سے ہمبستری بھی حلال ہو جائے گی۔ نعوذ باللہ من ذالک

اب مسلمان بھائی انصاف کریں کہ ـــــ کیا طہارت و نظافت اسی کا نام ہے کہ حیض و نفاس کا خون بند ہونے سے پہلے عورت کے لئے نماز پڑھنا حلال قرار دیا جائے، روزہ رکھنا جائز بتا دیا جائے، مسجد میں جانا، قرآن شریف چھونا، اور اس کی تلاوت کرنا مباح مانا جائے، اس کے ساتھ ہمبستری کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھا جائے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

سچ ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
یہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

واللہ تعالیٰ اعلم

کیا رنڈی کو رہنے کے لئے کرایہ پر مکان دینا جائز ہے؟

ساتواں مسئلہ

سوال :۔ رنڈی کو کرایہ پر مکان دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب :۔ اس کا (رنڈی کا) اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں۔ رہنے کے واسطے مکان کرایہ پر دینا کوئی گناہ نہیں۔ باقی رہا اس کا زنا کرنا، یہ اس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا ہے

خان صاحب کے ملفوظات حصہ سوم ص۳۲

(ندائے عرفات ص۵۸)

یہ مذہب بھی امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کا ہے اور اسے بھی ندائے عرفات میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے جدید مسائل، اور شیر بیشۂ اہلسنت کے مشرکانہ عقائد سے شمار کیا گیا ہے ——— میں سمجھ نہیں پاتا کہ آخر اس مسئلے میں وہ کون سی بات ہے جو ان کی کفر زدہ نگاہوں میں شرک و بدعت نظر آرہی ہے کسی نے سچ کہا ہے ؎

وہ کافر نگاہیں خدا کی پناہ   جدھر اٹھ گئیں فیصلہ ہو گیا

یہ تو ان مدعیان توحید کی غیرت وحیا اور ذمہ داری کی بات ہے کہ اس مسئلے کے جس لفظ سے انہیں عقیدۂ شرک کی بو محسوس ہو رہی ہے اس کو متعین طور پر واضح کر کے اس پر ثبوت و برہان قائم کریں۔ ہمیں اس سے کوئی

بحث نہیں۔ ہمارے لئے ان کے کذب و افترا کے جواب میں صرف اہل اسلام کا فیصلۂ ایمانی کافی ہے۔ مگر چونکہ اس کو جدید مسئلہ اور بدعت بتا کر فقہ حنفی کے خلاف سادہ لوح عوام اہل اسلام کو دام تزویر کے پھندوں میں جکڑا جا سکتا ہے کیونکہ پڑھے لکھے لوگ اس قسم کے مسائل سے عموماً ناآشنا ہوا کرتے ہیں اس لئے ہم اپنے مسلمان بھائیوں پر ان کے مکر و فریب کی قلعی کھولنے کے لئے حقیقت مسئلہ کا انکشاف کر رہے ہیں جس کے اجالے میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ارشاد مبارک کی حقانیت بخوبی نمایاں ہو کر سامنے آجائے گی۔

اگر زناکار عورت کو کرائے پر مکان دینا اس لئے ناجائز و گناہ کہا جائے کہ وہ اس میں زنا جیسے قبیح جرم کا ارتکاب کرے گی تو کافروں اور مشرکوں کو کرائے پر مکان، یا دکان دینا بدرجۂ اولیٰ ناجائز و حرام ہونا چاہئے کیونکہ وہ اس مکان میں جیسا کہ مشاہدہ کیا جاتا ہے اعمالِ کفر و شرک کا ارتکاب کریں گے بلکہ روز اول ہی جب دکان کی افتتاحی تقریب ہوتی ہے تو وہ اپنے دھرم کے مطابق کیا کیا مشرکانہ مراسم ادا کرتے اور کیسے کیسے غیر اسلامی شگوفے کھلاتے ہیں یہ کسے نہیں معلوم ہے۔ کوئی حصول برکت کے لئے پوجا پاٹ کرتا ہے کوئی بہت سے کفری رسوم وغیرہ لغو و خرافات کا اظہار کرتا ہے کسی کی دکان میں ان کے معبودوں کی تصویریں رکھی جاتی ہیں اور کسی کی دکان دیوتاؤں سے آراستہ ہوتی ہے پھر یہ لوگ صبح و شام ان تصویروں اور مجسموں کو پوجتے اور اسطرح روزانہ اعمالِ کفر و شرک کا اظہار کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب کفر و شرک سب سے بدترین جرم ہیں اور غیر مسلم اپنی دکان و مکان میں پوجا پاٹ اور کفری رسوم ادا کرتے ہیں تو ان کو کرائے پر دکان یا مکان دینا دیوبندی دھرم کے مطابق ہرگز ہرگز جائز نہیں، ہونا چاہئے حالانکہ اہل اسلام اس کو جائز سمجھتے ہیں اور اپنی دکان و مکان کفار کو کرائے پر دیتے ہیں، بلکہ مسلمان تو مسلمان دیوبندی مکتبہ

فکر کے حامی بھی اس پر عمل پیرا ہیں وہ بھی اپنی دکان و مکان انھیں کرائے پر دیتے اور زبان سے نہیں تو عملی طور پر اس کے جواز کا اظہار ضرور کرتے ہیں۔ اب میں یہ نہیں بتا سکتا کہ یہ لوگ اپنا یہ عمل کسی مصلحت کی وجہ سے جائز سمجھتے ہیں یا انھیں اپنا ہم مذہب، اور دینی بھائی سمجھنے کی وجہ سے۔ جو بھی وجہ ہو ہم کو اس سے کوئی غرض نہیں ہم صرف اپنے مسلمان بھائیوں کو اس بات پر متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر زناکار عورت کو کرایہ پر مکان دینا ناجائز اور مشرکانہ عقیدہ ہو تو کفار کو کرایہ پر مکان یا دکان دینا کتنا بڑا ناجائز و گناہ اور مشرکانہ عقیدہ ہوگا پھر اسطرح دنیا بھر کے بے شمار مسلمان جنھوں نے کفار کو کرائے پر مکان یا دکان دیئے ہیں کیا وہ شرک سے محفوظ رہ سکیں گے؟ اگر گنتی کی جائے تو دنیا میں کڑوروں مسلمان ایسے بھی نظر آئیں گے جو مسلمان ہونے کے باوجود بھی ان دیوبندی حضرات کے مذہب کے مطابق مسلمان نہیں ہوں گے۔ نعوذ باللہ

شرک ہووے جس میں کار مسلمیں

اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے

اب ذیل میں اپنے مسلمان بھائیوں کی تشفی اور اطمینان قلب کے لیے فقہی تصریحات ہدیۂ ناظرین کر رہا ہوں جن سے حقیقت مسئلہ کے انکشاف کے ساتھ یہ آشکارا ہو جائے گا کہ مسلمانوں کا یہ عمل شرعی نقطۂ نظر سے جائز و روا ہے۔

فقہی تصریحات اور انکشاف حقیقت

فقہ حنفی کی معتمد کتاب محیط، پھر عالم گیری میں ہے۔

واذا استاجر الذمی من المسلم دارا یسکنها فلا باس بذالك وان شرب فیها الخمر او عبد فیها الصلیب او ادخل فیها الخنازیر ولم یلحق المسلم فی

غیر مسلم ذمی نے رہنے کے لئے مسلمان سے کرایہ پر گھر لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں اگرچہ وہ کافر اس میں شراب پیئے یا صلیب کی پوجا کرے، یا اس میں خنزیر رکھے اور اس اجارہ کے باعث مسلمان

ذالك باس لان المسلم لم یؤاجرها لذالك۔ انما اجرها للسکنی کذا فی المحیط۔ اھ

(عالم گیری ص ۵۲۶ ج ۴)

پر کوئی گناہ نہ ہوگا کیونکہ اس نے اپنا مکان ان معصیت کاریوں کے لئے کرائے پر نہیں دیا ہے بلکہ محض رہنے کے واسطے دیا ہے۔ محیط میں ایسا ہی ہے۔

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔

لا باس لمسلم ان یواجر دارہ من ذمی یسکنها۔ وان شرب فیه الخمر، او عبد فیه الصلیب او ادخل فیه الخنازیر۔ فذالك لا یلحق المسلم کمن باع غلاما ممن یقصد به الفاحشة او باع جاریة ممن یاتیها فی غیر الماتی۔ اھ

(فتاوی قاضی خان ص ۴۳۳ ج ۳)

اپنا مکان کسی ذمی کافر کو رہنے کے لئے کرائے پر دے تو اس کی وجہ سے اس پر گناہ نہ ہوگا اور اگر وہ کافر اس میں شراب پئے یا صلیب کی پوجا کرے یا خنزیر رکھے تو بھی مسلمان اس کی وجہ سے گنہگار نہیں ہوگا جیسے کہ وہ شخص گنہگار نہیں ہوتا جس نے اپنا غلام ایسے آدمی کے ہاتھ بیچا جو اس کے ساتھ برائی کرنے کی نیت رکھتا ہے یا اپنی باندی کو ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جو اسکے پیچھے کے مقام میں وطی کرے۔

ناظرین انصاف کریں کہ مسئلہ مذکورہ کی تائید میں ایسی واضح شہادتیں اور روشن تصریحات کے ہوتے ہوئے اس کو شرک و بدعت کس نظریہ کے تحت قرار دیا گیا ہے کہ یہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی آڑ میں حنفی مذہب سے بغاوت اور ائمہ احناف کی حرمتوں پر نارو احملہ نہیں ہے۔

اب آگے بڑھیے اور ان کے گھر کے بعض اندرونی حالات کا جائزہ لیجیے، جس کو ان کے حکیم الامت نے ظاہر کرنے کی اجازت نہیں دی اور اسے "سر مکنون" بتا کر پردۂ راز میں رکھنے کی وصیت کر گئے۔ الفاظ یہ ہیں۔

لا ناذن لهم باذاعته للعوام

ہم اس کی اجازت نہیں دیتے کہ اس

(فتاویٰ اشرفیہ صـ۵۳ ج ۳) مخفی راز کو عوام میں فاش کر دیا جائے ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

یعنی ؎

ہے خلاف مصلحت افشائے راز
ورنہ ان کی بزم میں کیا کیا نہیں

تھانوی صاحب کا سِرِّ مکنون

دیو بندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے ارباب ہوش و خرد ابخصوصی توجہ کے ساتھ غور فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے صرف یہ فرمایا کہ "رنڈی کو رہنے کے واسطے کرائے پر مکان دینا کوئی گناہ نہیں"، جو قرین قیاس بھی ہے اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب بھی۔ تو اس پر آپ کے نمائندوں نے کیا کیا نہ کہا۔ اب دیکھئے کہ آپ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے کیا شگوفے کھلائے ہیں انہوں نے تو حد کر دیا اور اتنا آگے بڑھ گئے کہ زبانِ قلم بیان سے نادم ہے۔

موصوف اپنی کتاب فتاویٰ اشرفیہ میں ایک جگہ رقم طراز ہیں کہ۔

"کسی نے امۃ (لونڈی، باندی) کو اجیر خاص (مزدور) کے طور پر نوکر رکھا اور غرض و معقود دل میں یہ رکھا کہ اس سے بدکاری کریں گے تو چونکہ معقود علیہ تسلیم نفس ہے لہذا اجارہ باطل نہ ہوگا اور چونکہ بقرائن مقامیہ، یا مقالیہ اس اجارہ میں (زنا کرنے کی) یہ شرط بھی معلوم ہے اور "المعروف کالمشروط" قاعدہ متقررہ ہے پس جیسا صراحۃً معقود علیہ تسلیم نفس ہو اور اس میں ایسی شرط ہو جو حرام و گناہ ہو جیسے یہاں پر زنا کرنے کی شرط تو بوجہ مشروع باصلہ اور غیر مشروع بوصفہ ہونے کے اجارہ فاسد ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی ہوگا۔ بلکہ اگر ہم اس غرض کو مصرح "قولاً" بھی مان لیں (یعنی مرد صاف صاف لفظوں

میں اپنی یہ غرض ظاہر بھی کر دے کہ ہم تیرے ساتھ زنا کریں گے) تب بھی یہ توجیہ مذکور دافع اشکال ہے"۔

(فتاویٰ اشرفیہ معروف بفتاویٰ امدادیہ، باب الاجارۃ الفاسدہ صـ۵۲ ج ۳)

اسی کی توضیح کرتے ہوئے موصوف نے "السر المکنون" کے زیر عنوان جو خامہ فرسائی کی ہے اس کی تلخیص یہ ہے۔

ان من استاجر امراۃً لیزنی بھا وجد ھٰھنا صورۃ الاجارۃ۔ فوجب العقر بالمقدمۃ الرابعۃ ولا یکون ھذا العقر خبیثاً للمرأۃ اھ ملخصاً

(کسی شخص نے کسی عورت کو تنخواہ یا مزدوری پر رکھا تاکہ اس کے ساتھ زنا کرے تو بلا شبہہ یہاں اجارہ کی صورت پائی جائے گی لہذا مقدمہ رابعہ کی وجہ سے زنا کا عوض واجب ہو جائے گا اور یہ عوض عورت کے لئے خبیث نہیں ہے (بلکہ حلال وطیب ہے۔)

اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ ـــــ اگر کسی نے عورت یا لونڈی کو یہ کہا کہ تم میرے گھر ایک گھنٹہ رہو، میں تمہارے ساتھ زنا کروں گا، اس کے عوض ایک روپیہ دوں گا اور ایسا ہو گیا یعنی عورت یا لونڈی مرد کے یہاں ایک گھنٹہ رہی مرد نے اس کے ساتھ زنا کیا تو مرد پر واجب ہے کہ مقررہ پیسے عورت کو ادا کرے اور یہ پیسے اس عورت کے لئے حلال ہوں گے۔ مسلمانو!

ع آواز دو انصاف کو انصاف کہاں ہے؟

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے یہ بیان فرمادیا کہ "رنڈی کا مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں اس کو رہنے کے واسطے کرایہ پر مکان دینا کوئی گناہ نہیں" تو دیو بندیوں نے سر پر آسمان اٹھالیا اور آپے سے بالکل باہر ہو گئے ـــــ اور ان کے حکیم الامت نے زنا کرنے کے لئے عورت کو مزدوری پر رکھنا جائز قرار دے دیا اور اس کی

اجرت کو نہ صرف مباح بلکہ واجب بھی فرما دیا، تو ان کے بدن پر جوں تک نہیں رینگی اور سب کچھ مرغ مسلم سمجھ کر چٹ کر گئے!

اپنے اور بیگانے میں یہ تفریق روا رکھ کر جس کردار کا مظاہرہ کیا گیا ہے وہ یقیناً انسانیت کے خلاف اور انصاف و دیانت کے صریح منافی ہے۔

ہم نہ کہتے تھے اے ناداں میرے خامہ کو نہ چھیڑ
اب وہ برہم ہے تو ہے تجھ کو قلق یا ہم کو

واللہ تعالیٰ اعلم

کیا آوارہ عورت کی اولاد اس کے شوہر کی وارث ہے؟

آٹھواں مسئلہ

اگر زید کی منکوحہ خالد کے ساتھ بھاگ جائے اور چند سال کے بعد چند حرامی لڑکے، لڑکیاں لے کر آئے اور زید کا انتقال ہو گیا وہ زنا کی اولاد زید کی متصور ہو گی زید کے ترکہ کی مستحق ہو گی یا بوجہ اولاد الزنا ہونے کے ترکہ سے محروم رہے گی؟ اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ــــ وہ سب (حرامی بچے) زید کی اولاد قرار پائیں گے اور زید کا ترکہ ان کو ملے گا۔

(احکام شریعت حصہ دوم ص۵۳ و ص۵۵)

رضا خانی بھائیو! اپنے مجدد صاحب کی اس تجدید پر قربان ہو جاؤ اپنے اعلیٰ حضرت کی خوب داد دو کہ انہوں نے کس خوبصورتی کے ساتھ تمہیں اسلام سے بے گانہ بنایا ہے۔

(ندائے عرفات ص۳۸)

جناب من۔ اگر اسی کا نام اسلام سے بے گانہ بنانا ہے تو دور جانے کی کیا بات ہے آئینے میں آپ کو آپ کے گھر کا دلآویز نظارہ کرا دوں اور وہ جلوہ دکھا دوں کہ جس کے حسن کرشمہ ساز نے بڑی خوب صورتی کے ساتھ آپ لوگوں کو اسلام سے بے گانہ بنایا ہے

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

دار العلوم دیوبند کا فتویٰ کہ رنڈی کی اولاد اسکے شوہر کی وارث ہے۔

سوال ۹۳۲۔ بکر کی زوجہ بلا ہمبستری خاوند کے گھر سے ناراض ہو کر بھاگ گئی دوسری جگہ جا کر علانیہ اس نے پیشۂ زناکاری اختیار کیا اور تیس سال سے زیادہ اسی بدفعلی میں مشغول رہی اور تین چار لڑکے بھی ولد الزنا جنے اور خاوند کے گھر آباد ہونے سے بالکل انکار کر دیا۔ ہمیشہ بکر اس کے واسطے یہ وصیت کرتا رہا کہ میری نافرمانی کی وجہ سے نکاح فسخ ہو گیا ہے لہٰذا وہ بعد وفات میرے محروم ہو جاوے گی اور لڑکے بھی میری جائداد میں وارث نہ بنیں۔ اب بکر تین بیوہ چھوڑ کر مرا ہے اور ان ازواج کے حق مہر اور حصۂ میراث میں جائداد متروکہ زمین وغیرہ جو ان کے حق مہر وغیرہ میں ناکافی ہے اب وہ لڑکے ولد الزنا بھی دعویدار ہوتے ہیں اور جائداد متروکہ میں سے حصہ لینا چاہتے ہیں اب از روئے شریعت کیا حکم ہے؟

الجواب :- ہندہ (رنڈی) کا نکاح بکر سے قائم ہے کیونکہ زنائے ہندہ کی وجہ سے نکاح اس کا بکر سے نہیں ٹوٹا اور بکر نے اس کو طلاق بھی نہیں دی لہذا ہندہ کی جو اولاد ہوئی وہ بکر سے سمجھی جاوے گی اور نسب اس کا بکر سے ثابت ہوگا اور وہ وارث بکر کے ہوں گے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر۔ اور ہندہ بھی وارث ہوگی، اور دو بیوہ جو بکر نے چھوڑی وہ بھی وارث ہوں گی پس تینوں بیوائیں بکر کے ترکہ سے آٹھواں حصہ پائیں گی وہ آٹھواں حصہ تینوں زوجات کو برابر تقسیم ہوگا اور باقی اولاد کو ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ششم ص۴)

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب میں اپنے قارئین سے خصوصی توجہ چاہوں گا کہ جو عورت محض چند سال باہر رہی لیکن اس نے نہ زنا کا پیشہ اختیار کیا اور نہ ہی وہ کھلے طور پر زنا میں ملوث ہوئی اس کی اولاد کے بارے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے شریعت اسلامی کا یہ مسلمہ و متفقہ قانون بیان فرمادیا کہ وہ اس کے شوہر کے وارث ہیں تو ایڈیٹر ندائے عرفات اور ان کے کرائے کے مولویوں کو شرک کا آزار ستانے لگا اس حکم شرعی کی وجہ سے توحید کے ان واحد اجارہ داروں کو اسلام سے بیگانہ بنانے کا خواب نظر آنے لگا حالاں کہ اس فتویٰ کو کتاب و سنت کی روشنی میں تحریر کیا ہے اس میں انہوں نے قرآن حکیم کی دو آیتیں پیش کی ہیں اور سرکار علیہ التحیۃ والثناء کے ارشاد مبارک سے استناد کیا ہے۔ پھر مذہب حنفی کی معتمد و مختار فقہی کتابوں کی تصریحات سے اسے مزین کر کے ساتھ ہی ساتھ عقلی طور پر ایسی لطیف و نفیس بحث فرمائی ہے جس نے اس شرعی مسئلے کو عقل و قیاس کے بالکل قرین و قریب کر دیا ہے۔

لیکن یہ وقت کا کتنا بڑا المیہ اور دردناک سانحہ ہے کہ جس عورت کے ساتھ اس کے شوہر نے ہمبستری نہ کی ہو، جو تیس سال سے زیادہ کھلم کھلا برا کام کراتی رہی ہو، جس نے بدکاری کو اپنا پیشہ زندگی بنا لیا ہو ایسی فاجرہ فاحشہ اور رنڈی عورت کے بارے میں دیوبندی دارالافتا جب وہی حکم نافذ کرتا ہے جو اس رنڈی سے بہتر عورت کے بارے میں اعلیٰ حضرت نے نافذ کیا تھا اور صاف صاف لفظوں میں یہ فیصلہ سناتا ہے کہ اس رنڈی عورت کی اولاد اس کے شوہر کی سمجھی جائے گی اور ان کا نسب بکر سے ثابت ہوگا اور وہ بکر کے وارث ہوں گے تو ان حضرات کو اس میں کوئی عیب اور قابل اعتراض بات نہیں نظر آتی اور نہ انہیں شرک کا آزار ستاتا ہے اور نہ ہی یہ لوگ اسلام سے بیگانہ ہوتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ جو حکم ایک جگہ اسلام سے بیگانہ بنانے کا باعث ہو سکتا ہے تو دوسری جگہ بعینہ وہی حکم اس سے بدرجہ بدتر حادثے میں اسلام سے برگشتہ کرنے کا سبب کیوں نہیں ہو سکتا ؎

اللہ رے خودساختہ قانون کا نیرنگ
جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

تھانوی صاحب کا فتویٰ

دیوبندی جماعت کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے بیان کئے ہوئے دو مسئلے ملاحظہ فرمائیے، موصوف اپنی مایۂ ناز تصنیف بہشتی زیور میں رقم طراز ہیں۔

مسئلہ :- نکاح ہو گیا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا پیدا ہو گیا تو وہ لڑکا شوہر ہی سے ہے حرامی نہیں ہے اور حرامی کہنا درست نہیں ہے۔ (ص۵۵ ج۴ مطبوعہ دین محمدی پریس لاہور)

پھر لکھتے ہیں۔

مسئلہ :- میاں پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی، برسیں گذر

گئیں کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہوگیا تب بھی وہ حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے۔ (حوالہ مذکورہ)

دیوبندی صاحبان ارشاد فرمائیں کہ حکیم الامت صاحب یہ مسائل بیان کرکے اسلام سے بیگانہ ہوئے یا نہیں؟

ائمہ حنفیہ کی تصریحات

ائمہ حنفیہ نے ثبوت نسب کے بارے میں جو جزئیات تحریر کئے ہیں اور ثابت النسب ہونے کا جو معیار قائم کیا ہے ان سے اس بات کا کامل طور پر ثبوت فراہم ہوجاتا ہے کہ ہندہ اپنے ہمراہ جن بچوں کو لے کر آئی ہے وہ اسی کے قرار پائیں گے۔ جس کی یہ بیوی ہے۔

مثلاً درمختار میں ہے۔

قد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربیۃ مشرقیۃ بینہما سنۃ فولدت لستۃ اشہر مذ تزوجہا لتصورہ کرامۃ او استخداما

(فتح، درمختار ص۶۳ ج ۲)

نوٹ:۔ یہ مسئلہ بہشتی زیور میں بھی مذکور ہے۔ ۱۲ منہ

فقہاء نے ثبوت نسب کے لئے قیام فراش (وجود نکاح) کو کافی قرار دیا ہے اگرچہ بظاہر وطی یا خلوت نہ ہوئی ہو جیسے مغرب میں رہنے والے مرد نے مشرق میں رہنے والی عورت سے نکاح کیا اور دونوں کے درمیان سال بھر کی راہ ہے۔ پھر عورت نے وقت نکاح سے ٹھیک چھ مہینے پر بچہ جنا تو نسب ثابت ہوگا کیوں کہ وطی کرامت یا جنوں سے حصول خدمات کے ذریعہ ممکن ومتصور ہے۔

فتح القدیر میں ہے۔

التصور ثابت فی المغربیۃ لثبوت کرامات الاولیاء والاستخدامات

مغرب میں رہنے والی عورت کے مسئلے میں وطی کا تصور ثابت ہے۔ اولیاء کی

فیکون خطوۃ او جنی اھ

(شامی ص۶۳ ج ۲)

کرامات اور جنوں سے حصول خدمات کے ثابت ہونے کی وجہ سے۔ تو ممکن ہے کہ شوہر صاحب قدم ہو یا کوئی جن اسکا تابع ہو۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ زوجین کے درمیان بظاہر ملاقات کے وسائل بالکل ناپید ہیں اور ان کے بیچ اتنی طویل وعریض مسافت حائل ہے کہ اگر شوہر ملاقات کے لئے جائے تو بیوی کے پاس پہنچتے پہنچتے پورا سال گذر جائے لیکن چونکہ کرامت کے ذریعہ یا جنوں کی خدمات حاصل کرکے وصال کا ایک امکان پایا جارہا ہے اس لئے ائمہ کرام نے صرف ایک امکان کی بنیاد پر ثابت النسب ہونے کا فیصلہ سنادیا اور اس کی چھان بین کی کوئی ضرورت نہیں محسوس کی کہ حقیقت واقعہ کیا ہے، پس جس طرح شریعت مصطفویہ کے ان امینوں اور حامیوں نے احتیاط پہ عمل کرتے ہوئے صرف امکان کی بنا پر ثبوت نسب کا حکم نافذ کیا۔

ٹھیک اسی طرح اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا قدس سرہ نے مفرورہ عورت کی اولاد کے بارے میں ثابت النسب ہونے کا فتویٰ دیا اور میراث کا حق دار بتایا کیوں کہ اگرچہ بظاہر یہاں بھی میاں بیوی کے درمیان ایک عرصہ تک ملاقات نہیں ہوئی ہے لیکن ملاقات اور مباشرت کے وہ سارے امکانات یہاں بھی موجود ہیں جو زن مشرقیہ کے مسئلے میں فقہاء نے بیان کئے ہیں پس اگر قیام فراش کے بعد امکان دخول کی بنیاد پر ایک جگہ ثبوت نسب کا حکم دیا جاسکتا ہے تو وہ کون سی قباحت ہے کہ اسی جیسے ایک دوسرے حادثے میں ثبوت نسب کا حکم نہ دیا جائے۔

حدیث نبوی سے ثبوت

اب اس مسئلے کی تائید میں پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا مطالعہ کیجئے۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ۔

انها قالت اختصم سعد بن ابی وقاص وعبد بن زمعة فی غلام فقال سعد: هذا یارسول الله ابن اخی عتبة بن ابی وقاص عهد الیّ انه ابنه انظر الی شبهه۔

وہ فرماتی ہیں کہ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ نے ایک بچے کے بارے میں باہم جھگڑا کیا تو سعد نے کہا کہ یارسول اللہ یہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے۔ وہ مجھے وصیت کر گیا ہے کہ یہ اس کا لڑکا ہے۔ آپ ذرا اس کی شکل و شباہت کی طرف نظر فرمائیے۔

وقال عبد بن زمعة هذا اخی یارسول الله! ولد علی فراش ابی من ولیدته فنظر رسول الله صلی الله علیه وسلم الی شبهه فرای شبها بینا بعتبة فقال هولك یا عبد "الولد للفراش وللعاهر الحجر" واحتجبی منه یا سودة بنت زمعة۔ فقالت فلم یر سودة قط

(مسلم شریف ص۴۷۱ ج ۲ نسائی ص۲۳ ج ۲)

اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یارسول اللہ یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کے بستر پر ان کی ام ولد کے شکم سے پیدا ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کی شکل و شباہت پر نظر فرمائی تو اسے کھلے طور پر عتبہ کے مشابہ و ہم شکل پایا۔ پھر فرمایا کہ اے عبد یہ تیرے لئے ہے بچہ صاحب فراش[1] کا ہے۔ اور زانی کے لئے پتھر۔ اور اے زمعہ کی بیٹی سودہ تم اس بچے سے پردہ کرنا حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اس بچے نے کبھی بھی حضرت سودہ کو نہیں دیکھا کہ وہ اس سے پردہ کرتی تھیں۔

اور بخاری شریف کی روایت میں ہے۔

احتجبی لما رای من شبهه

حجاب کرنے کا حکم حضور نے اس وجہ سے

---

[1] صاحب فراش وہ شخص ہے کہ عورت جسکی بیوی یا باندی ہو۔ ۱۲ نظام الدین غفرلہٗ

بعتبة

(بخاری ص۲۰۶ ج ۱)

دیا کہ اس بچے کو شکل و شباہت میں عتبہ کے جیسا پایا۔

اور نسائی شریف کی ایک روایت میں اس طرح ہے۔

عن عبد الله بن زبیر قال کانت لزمعة جاریة یتطئها فجاءت بولد شبه الذی کان یظن به، فمات زمعة وهی حبلی۔ فذکرت ذالك سودة لرسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم، فقال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم "الولد للفراش" واحتجبی منه یا سودة! فلیس لك باخ۔

(نسائی شریف ص۲۳ ج ۲)

عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ زمعہ کے پاس ایک باندی تھی جس کے ساتھ وہ وطی کیا کرتا تھا اور ایک آدمی پر یہ گمان تھا کہ وہ اس سے زنا کرتا ہے پھر اس باندی کے ایک بچہ پیدا ہوا جو اسی شخص کے مشابہ و ہم شکل تھا جس پر زمعہ کو گمان تھا اور ابھی یہ باندی حاملہ ہی تھی کہ زمعہ کا انتقال ہو گیا بعد ولادت حضرت سودہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس واقعہ کو بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ بچہ صاحب فراش کا ہے۔ اور اے سودہ تم اس سے پردہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا بھائی نہیں ہے۔

مذکورہ روایات پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ان امور کا انکشاف ہوتا ہے کہ۔ زمعہ[1] کو اپنی باندی کے بارے میں اس بات کا ظن تھا کہ کسی شخص سے اس کے ناجائز تعلقات ہیں۔ اور[2] عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی کو وصیت کر کے ولیدہ زمعہ سے اپنی شناسائی کا سربستہ راز منکشف بھی کر دیا۔ پھر یہ[3] واقعہ بھی ان کے غلط روابط کی تائید کرتا ہے کہ اس باندی کا بچہ ہو بہو عتبہ کے مشابہ تھا۔ بلکہ[4] اسی مشابہت کی بنیاد پر حضور پر نور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی رفیقہ حیات اور زمعہ کی بیٹی سے پردہ کرنے کا حکم نافذ فرما دیا اور نسائی

شریف کی روایت کے مطابق تو صاف صاف حضرت سودہ اور اس بچے کے مابین رشتۂ اخوت کا انکار بھی فرمادیا۔

یہ ایسے قرائن وشواہد ہیں کہ جن سے عتبہ بن ابی وقاص اور زمعہ کی ام ولد کے مابین ناروا آشنائی کے ساتھ اس بات کا بھی ایک اشارہ ملتا ہے کہ ولیدۂ زمعہ کے شکم سے پیدا ہونے والا بچہ زمعہ کا نہیں تھا بلکہ عتبہ بن ابی وقاص کا تھا لیکن رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام فراش کی بنیاد پر ان تمام شواہد وقرائن سے صرفِ نظر کرتے ہوئے صاف صاف یہ فیصلہ سنادیا کہ۔

الولد للفراش وللعاھر الحجر۔ — بچہ صاحبِ فراش (زمعہ) کا ہے اور زانی کے لئے پتھر۔

اب ذرا ناظرین خاص طور سے توجہ فرمائیں کہ جب ایسے واضح قرائن وشواہد کے پائے جانے کے باوجود قیام فراش کو ترجیح دے کر بچے کو صاحب فراش کے لئے تسلیم کیا جاسکتا ہے تو جہاں ایسے قرائن وشواہد کا ثبوت بھی نہ ہو وہاں بچے کو صاحبِ فراش کے لئے کیوں نہیں مانا جاسکتا اور قیام فراش کو اوہام باطلہ اور ظنون مطرودہ پر کیوں نہیں ترجیح دیا جاسکتا۔

علاوہ ازیں جب سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واضح لفظوں میں یہ بیان فرمادیا کہ زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہے اور بچہ صاحب فراش کے لئے ہے تو زیر بحث مسئلے میں وہ آوارہ عورت اگرچہ زانیہ کہی جائے لیکن اس کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچے کیا زانی کے قرار پائیں گے جس کے لئے بحکم حدیث پتھر ہے۔ یا اس عورت کے شوہر کے ہوں گے جو صاحب فراش ہے۔ ناظرین خود انصاف فرمائیں کہ یہاں پر اس حدیث کی روشنی میں آخر کیا حکم نافذ کیا جائے گا۔ یہاں سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے ان بچوں کو ہندہ کے شوہر کا قرار دے کر دین مصطفوی میں کوئی نئی بات ایجاد کی ہے یا اسی حکم پر عمل فرمایا ہے جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

ارشاد مبارک سے ثابت ہوتا ہے۔

ندائے عرفات کے ایڈیٹر صاحب تھوڑی ہی دیر کے لئے حق کی پاسداری کیجئے، اور یہ بتائیے کہ جس طرح ہندہ والے مسئلے میں آپ نے اوہام وخیالات کا سہارا لے کر ایک عالم اہل سنت کا تمسخر اور استہزاء کیا ہے اور اس کے خلاف عوام کو بھڑکانے کی ناپاک کوشش کی گئی ہے کیا اسی طرح ولیدہ زمعہ والے مسئلے میں ویسے ہی اوہام وخیالات بلکہ مذکورہ بالا قرائن وشواہد کی بنیاد پر اس عناد کی تکمیل نہیں کی جاسکتی پھر بتائیے کہ کیا رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک آپ کے تمسخر اور استہزاء کی زد سے محفوظ رہ سکے گا۔ کیا انہوں نے مسلمانوں کو اسلام سے بے گانہ بنایا ہے، کیا ان کی تعلیمات کا مقصد لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنا اور بے گانہ بنانا تھا، کیا وہ مشرکانہ عقائد کی تعلیم دینے کے لئے مبعوث ہوئے تھے؟ اگر نہیں تو آپ نے اس مسئلے کو جو ارشاد رسول "الولد للفراش وللعاھر الحجر" کے عین موافق ومطابق ہے مشرکانہ عقائد سے کیوں شمار کیا! اگر آپ کو ذات رسالت سے کوئی کد ہے تو کھل کر سامنے کیوں نہیں آتے اور اعلیٰ حضرت کو آڑ کیوں بناتے ہیں ؎

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

اب ذیل میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذکورہ فتویٰ من وعن درج کیا جاتا ہے اسے بغور مطالعہ فرمائیے اور حق کا ساتھ دیجئے۔

مسئلہ ۹۹:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی منکوحہ عورت خالد کے ساتھ بھاگ گئی اور آٹھ دس برس کے بعد چند لڑکے اور لڑکیاں لے کر آئی زید کا انتقال ہوگیا وہ اولاد زید کی اولاد شرعاً متصور ہوکر زید کا ترکہ پائیں گی یا بوجہ اولاد الزنا ہونے کے ترکہ سے محروم رہیں گے۔ بیّنوا توجروا

الجواب :- بچہ اپنی ماں کا یقینی جز ہے جس میں شک و احتمال کو اصلاً گنجائش نہیں۔ نہیں کہہ سکتے کہ جو بچہ اس عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا شاید کسی دوسرے کا ہو اور باپ کی جزئیت جب تک خارج سے کوئی دلیل قاطع مثل اخبار خدا و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قائم نہ ہو نظر بحقیقت ظنی ہے اگرچہ بحسب حکم شرعی و عرفی کالقطعی ہے جس میں تشکیک مخذول و نامقبول۔

الولد للفراش والناس امناء علی انسابھم — لڑکا اس کے لئے ہے جس کی یہ فراش ہے (یعنی یہ جس کی بیوی ہے) اور لوگ اپنے نسب پر امین ہیں۔

و لہذا نسب پر شہادت بتسامع و شہرت روا ہے پھر بھی اسی فرق حقیقی کا ثمرہ ہے کہ روز قیامت شان ستاری جلوہ فرمائے گی اور لوگ اپنی ماؤں کی طرف نسبت کر کے پکارے جائیں گے یہی فرق ہے کہ قرآن عظیم نے امہات کے حق میں اخبار فرمایا۔

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ — انکی مائیں وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں۔

اور حق آبا میں صرف اتنا فرمایا۔

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ — انہیں ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے پکارو یہ زیادہ انصاف کی بات ہے اللہ کے یہاں۔

مگر کرامت انسان کے لئے رب عزوجل نے نسب باپ سے رکھا ہے کہ بچہ محتاج پرورش ہے، محتاج تربیت ہے، محتاج تعلیم ہے اور ان باتوں پر مردوں کو قدرت ہے نہ عورتوں کو۔ جب کہ عقل بھی ناقص، دین بھی ناقص اور خود دوسرے کی دست نگر و لہذا بچہ پر رحمت کے لئے اثبات نسب میں ادنیٰ بعید سے بعید، ضعیف سے ضعیف احتمال پر نظر رکھی کہ آخر فی نفسہ عند الناس

محتمل ہے، قطع کی طرف انھیں راہ نہیں، غایت درجہ وہ اس پر یقین کر سکتے ہیں کہ فلاں نے عورت سے جماع کیا، یا اس قدر اور بھی سہی کہ اس کا نطفہ اس کے رحم میں گرا، پھر اس سے بچہ اس کا ہونے پر کیوں یقین ہو، ہزار بار جماع ہوتا ہے نطفہ رحم میں گرتا ہے اور بچہ نہیں بنتا تو عورت جس کے پاس اور جس کے زیر تصرف ہے اس میں بھی احتمال ہی ہے اور شوہر کہ دور ہو احتمال اس کی طرف سے بھی قائم ہے کہ ممکن ہے کہ وہ طی ارض پر قدرت رکھتا ہو کہ ایک قدم میں دس ہزار کوس جائے اور چلا آئے ممکن ہے کہ جن اس کے تابع ہوں، ممکن ہے کہ صاحب کرامت ہو، ممکن کہ کوئی ایسا عمل جانتا ہو، ممکن کہ روح انسانی کی طاقتوں سے کوئی باب اس پر کھل گیا ہو، ہاں اتنا ضرور ہے کہ یہ احتمالات عادۃً بعید ہیں مگر وہ پہلا احتمال شرعاً و اخلاقاً بعید ہے۔ زنا کے پانی کے لئے شرع میں کوئی عزت نہیں تو بچے اولاد زانی نہیں ٹھہر سکتے اولاد اس کی قرار پانی ایک عمدہ نعمت ہے جسے قرآن عظیم نے بلفظ ھبہ تعبیر کی۔ (پ ۲۵ سورہ ۴۲)

یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ — جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے۔ (ترجمہ رضویہ)

اور زانی اپنے زنا کے باعث مستحق غضب و سزا ہے، نہ کہ مستحق ھبہ و عطا لہذا ارشاد ہوا "وللعاھر الحجر" زانی کے لئے پتھر۔ تو اگر اس احتمال بعید از روئے عادت کو اختیار نہ کریں بے گناہ بچے ضائع ہو جائیں گے کہ ان کا کوئی باپ، مربی معلم، پرورش کنندہ نہ ہوگا لہذا ضروری ہوا کہ دو احتمالی باتوں میں کہ ایک کا احتمال عادۃً قریب ہے اور شرعاً و اخلاقاً بہت بعید سے بعید۔ اور دوسری کا احتمال عادۃً بعید اور شرعاً و اخلاقاً بہت قریب سے قریب، اسی احتمال ثانی کو ترجیح بخشیں اور بُعد عادی کے لحاظ سے بُعد شرعی و اخلاقی کو کہ اس سے بدرجہا بدتر ہے اختیار نہ کریں۔ اس میں کون سا خلاف عقل و روایت ہے بلکہ اس کا عکس ہی خلاف شرع و اخلاق و رحمت ہے لہذا عام حکم ارشاد ہوا کہ "الولد

للفراش وللعاهر الحجر" زید اگر اقصیٰ مشرق میں ہے اور ہندہ منتہائے مغرب میں اور بذریعہ وکالت ان میں نکاح منعقد ہوا ان میں بارہ ہزار میل سے زائد فاصلہ اور صدہا دریا، پہاڑ، سمندر حائل ہیں اور ایسی حالت میں وقت شادی سے چھ مہینے بعد ہندہ کے بچہ پیدا ہوا، بچہ زید ہی کا ٹھہرے گا اور مجہول النسب یا ولد الزنا نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے درمختار اور فتح القدیر کے درج بالا جزئیات اور بخاری و مسلم کی مذکورہ حدیث ثبوت میں نقل فرمائی ہے۔ پھر لکھتے ہیں۔

بالجملہ ان میں جو بچے زید کی زندگی میں پیدا ہوئے یا زید کی موت کے بعد عدت کے اندر یا چار مہینے دس دن پر عورت نے عدت گذر جانے کا اقرار نہ کیا ہو تو موتِ زید سے دو برس کے اندر یا اقرارِ انقضاء عدت کر چکی ہو تو اس دن سے چھ مہینے کے اندر پیدا ہوئے ہوں وہ سب شرعًا اولادِ زید قرار پائیں گے اور زید کا ترکہ ان کو ملے گا، ہاں جو موتِ زید سے دو برس بعد یا بصورت اقرارِ زن بانقضائے عدت اسی دن سے چھ مہینے کے بعد پیدا ہوئے وہ نہ اولاد زید ہیں، نہ اس کا ترکہ پائیں گے۔ درمختار میں ہے۔

یثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منھما (ای من سنتین ش) من وقت الموت اذا کان کبیرۃ ولو غیر مدخول بھا وان لاکثر منھا من وقتہ لا یثبت۔ بدائع الصنائع

موت کی عدت گذارنے والی عورت کے بچہ کا نسب ثابت ہو جائے گا بشرطیکہ وہ وقتِ وفات سے دو سال سے کم میں پیدا ہوا ہو اور عورت بالغہ ہو اگرچہ شوہر نے بظاہر اس کے ساتھ وطی نہ کی ہو۔ اور اگر بچہ کی ولادت وقتِ وفات سے مدتِ مذکورہ سے زیادہ مدت میں ہوئی ہو تو بچہ ثابت النسب نہ ہوگا۔ (

وکذا المقرۃ لمضیھا لو لاقل من اقل مدتہ من وقت الاقرار للتیقن بکذبھا والا لا۔ لاحتمال حدوثہ بعد الاقرار اھ ملخصًا۔

واللہ تعالیٰ اعلم (احکام شریعت صـ۴۴ و صـ۴۵ و صـ۴۶ جلد دوم)

اور جس عورت نے عدت وفات کے ختم ہو جانے کا اقرار کر لیا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے (یعنی اس کے بچے کا نسب اس کے شوہر سے ثابت ہوگا) جب کہ بچہ کی پیدائش اقرار کے وقت سے حمل کی سب سے کم مدت (چھ ماہ) سے بھی کم میں ہوئی ہو کیونکہ یہاں عورت کا جھوٹ یقینی ہے اور اگر اتنی مدت سے زیادہ میں ولادت ہو تو وہ ثابت النسب نہ ہوگا کیوں کہ اب احتمال ہے کہ حمل کا وجود (یعنی استقرار) اقرار کے بعد ہوا ہو۔

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم
دیدیم کہ باقی ست ہمہ فتنہ غنودیم

واللہ تعالیٰ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلم، وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

کیا جانور کے ہر حکم میں ماں کا اعتبار ہے؟

نواں مسئلہ

جانور کے ہر حکم میں ماں کا اعتبار ہے۔ اگر ماں حلال ہے تو بچہ بھی حلال۔ جیسے بکری کا بچہ بھیڑئیے، یا کتے سے پیدا ہو۔"

(فتاویٰ رضویہ صـ۴۴۴ ج ۱)

مسلمانو! بالخصوص رضا خوانی بھائیو! اس جدید رضا خوانی دھرم کا خلاصہ یہ ہے کہ بکری اور کتے کی جفتی سے جو پیدا ہو وہ حلال ہے اور اسی طرح گائے اور گدھے کی جفتی سے جو بچہ پیدا ہو وہ حلال ہے۔ مولوی حشمت علی کے یہ دو شعر اس مقام کیلئے مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ مولوی احمد رضا خانصاحب کی بارگاہ میں مولوی حشمت علی اس طرح بول رہے ہیں ؎

میرے آقا میرے داتا مجھے ٹکڑا مل جائے
دیر سے آس لگائے ہے یہ کُتا تیرا

اس عبید رضوی پر ہو کرم کی نظر
بد سہی، چور سہی ہے تو یہ کتا تیرا

(مولانا) حشمت علی خان صاحب نے خود کو اعلیٰ حضرت کا کُتا یقین کر کے ٹکڑا مانگا ہے۔ اور اپنے بد ہونے، چور ہونے کا اقرار کیا ہے۔ شاید مجدد بریلوی نے اس مسئلہ میں ایسے ہی کتوں کی رعایت کی ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ کتے سے اگر بکری کے بچہ پیدا ہو تو وہ حلال ہے۔ معاذ اللہ

(ندائے عرفات صـ۲۰ وصـ۲۹)

یہ ہے دیوبندی تہذیب، جس پر انہیں ناز ہے، "جانوروں کے ہر حکم میں ماں کا اعتبار ہے"۔ یہ حنفی مسلک کا ایسا معروف و مشہور اور محقق اور مسلم الثبوت ضابطہ ہے کہ فقہ سے ادنیٰ سا بھی مس رکھنے والے کسی صاحب ہوش سے اسکے انکار کا وہم و گمان نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ ذیل کے شواہد سے بخوبی اندازہ ہوگا۔ تحفۃ الاقران میں ہے۔

نتیجۃ الاھلی، والوحشی تلحق بالام علی المرضی

بکری اور ہرن کی جفتی سے پیدا ہونے والا بچہ پسندیدہ اور مختار مسلک کے مطابق ماں کے ساتھ لاحق ہوگا۔ (یعنی احکام میں ماں کے تابع ہوگا)

ومثلہ نتیجۃ المحرم مع المباح یا اخی فاعلم

اور اے میرے بھائی جان لو کہ حلال و حرام جانور کی جفتی سے جو بچہ پیدا ہوگا اس کا بھی یہی حکم ہے (کہ مذہب مختار پر ماں کے حکم میں ہوگا)

(شامی صـ۱۵۱ ج ۱ بحوالہ تحفۃ الاقران، باب الاضحیۃ)

ردالمحتار میں ہے۔

المشھور فی کلامھم من اطلاق ان العبرۃ للام۔ (کتاب مذکور صـ۱۵۱ ج ۱)

فقہاء کے کلام میں یہ مشہور ہے کہ (جانوروں میں) علی الاطلاق ماں کا اعتبار ہے۔

غنیہ المستملی شرح منیۃ المصلی اور نہر الفائق، پھر شامی میں ہے۔

ان الاصل فی الحیوانات الالحاق بالام کما صرحوا بہ فی غیر موضع (وزاد فی ش) ونحوہ فی النہر اھ

(غنیہ ص ۱۲۰، شامی ص ۱۵۰ ج ۱ مطلب، ست تورث النسیان)

بے شک جانوروں کے باب میں ضابطہ یہ ہے کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ لاحق ہوتے ہیں جیسا کہ فقہاء نے کثیر مقامات پر اس کی تصریح فرمائی ہے اور نہر الفائق میں اسی کے ہم معنی صراحت ہے۔

ہدایہ شرح بدایہ میں ہے۔

المولود بین الاھلی، والوحشی

بکری اور ہرن کی جفتی سے جو جانور پیدا

يتبع الام - لانها الاصل فى التبعية اھ (ہدایہ ص ۴۴۹ ج ۴)

ہوگا وہ ماں کے تابع ہوگا کیونکہ بچہ کے تابع ہونے میں ماں ہی اصل اور بنیاد ہے۔

بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے۔

الام هى المعتبرة فى الحكم اھ (بحر الرائق ص ۱۴۱ ج ۱)

(جانوروں کے) حکم میں ماں ہی کا اعتبار ہے۔

مجمع الانہر اور بنایہ شرح ہدایہ میں ہے۔

فان كانت امه بقرة يوكل بلاخلاف - لان المعتبر فى الحل، والحرمة الام فيما تولد من ماكولٍ وغير ماكول - اھ ونحوه فى البناية - اھ

اگر خچر کی ماں گائے ہے تو وہ بالاتفاق کھایا جائے گا۔ اس لئے کہ اس جانور کے حلال وحرام ہونے میں جو ماکول اور غیر ماکول سے پیدا ہو ماں کا اعتبار ہے (کہ ماں حلال ہے تو بچہ بھی حلال ہے اور ماں حرام تو بچہ بھی حرام۔

خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے حاشیہ درمختار میں اس مسئلہ خاص کی شہادت فراہم کرتے ہوئے بدائع الصنائع فی ترتیب احکام الشرائع کے حوالہ سے ایک نہایت لطیف ونفیس تحقیق پیش کی ہے وہ خصوصی توجہ کے ساتھ پڑھنے کے قابل ہے۔ علامہ موصوف نے اپنے حاشیہ میں اس بات کا انکشاف فرمایا ہے کہ آخر جانوروں میں بچہ کیوں ماں کے تابع ہوتا ہے یا ان کی حلت وحرمت وغیرہ کے احکام ماں کی حلت وحرمت وغیرہ پر کیوں مبنی ہیں؟ علامہ شامی رقم طراز ہیں:۔

(قوله: اعتبار اللام) لانها الاصل فى الولد لانفصاله منها وهو حيوانٌ متقومٌ ولا ينفصل من الاب الاماءً

فقہاء نے ماں کا اعتبار اس لئے کیا کہ ماں ہی بچہ کی اصل اور جڑ ہے کیونکہ بچہ ماں سے جدا ہوتا ہے۔ جو حیوان متقوم ہے (تو یہ ماں کا جزء ہوا اور ماں اس کی اصل ہوئی

مهينا ولهذا يتبعها فى الرق والحرية - وانما اضيف الآدمى الى ابيه تشريفا له وصيانة له عن الضياع والا فالاصل اضافته الى الام كما فى البدائع اھ (رد المحتار ص ۱۵۰ و ص ۱۵۱ ج ۱)

اور باپ سے تو صرف حقیر پانی جدا ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ غلام ہونے اور آزاد ہونے میں بچہ ماں کے تابع ہوتا ہے اور آدمی جو اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتا ہے وہ محض اس کی اظہار شرافت کیلئے اور اس کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھنے کے لئے ورنہ اصل یہی ہے کہ آدمی بھی اپنی ماں کی طرف منسوب ہو۔ بدائع الصنائع میں ایسا ہی مذکور ہے۔

فاضل جلیل علامہ اخی چلپی یوسف بن جنید توقانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۰۵ھ) نے بھی اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے اسی کے مناسب اور ہم معنی وضاحت پیش کی ہے چنانچہ وہ اپنی مایہ ناز اور قابل افتخار تصنیف "ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح صدر الشریعۃ العظمیٰ" معروف بہ "حاشیہ چلپی" میں لکھتے ہیں۔

"ہرن اور گائے کے اختلاط سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ ماں کے تابع ہوگا، اس لئے کہ بچہ کے تابع ہونے میں ماں ہی اصل اور بنیاد ہے۔ کیونکہ بچہ ماں کا جزء ہے اور اسی بناء پر وہ غلام اور آزاد ہونے میں ماں کے تابع ہوتا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ نر کے جسم سے پانی الگ ہوتا ہے جو اس حکم کا محل نہیں ہے (یعنی منی میں اس بات کی صلاحیت ہی نہیں ہے کہ بچے کو اس کا تابع قرار دیا جائے) اور ماں سے حیوان جدا ہوتا ہے جو اس حکم کا یعنی تابع ہونے کا محل ہے۔ پس بچہ کی تبعیت کا اعتبار ماں کے ساتھ کیا گیا ہے"۔

(ص ۵۷۴ ج ۴، اضحیۃ، نول کشور)

ان عبارات میں جانوروں کے متعلق یہ اصل وضابطہ بتایا گیا ہے کہ ان

کے احکام میں علی الاطلاق ماں کا اعتبار ہے۔ اور یہ ایسا ضابطہ ہے جو فقہاء عظام وعلماء کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے کلام میں درجۂ شہرت پر فائز ہے۔ اور یہی ان کے نزدیک مختار اور راجح ہے۔ اب خاص بھیڑیا والے مسئلہ کا جزیہ ملاحظہ فرمایئے۔

بھیڑیئے کا حکم، فقہی تصریحات سے

بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے۔

ان الذئب لونزا علی شاۃ فولدت ذئبا حل اکلہ، ویجزی فی الاضحیۃ اھ۔ (بحر الرائق ص۱۴۱ ج ۱)

بھیڑیئے نے اگر بکری سے جفتی کیا اور بکری نے بھیڑیا جنا تو اس بچے کو کھانا حلال ہے اور وہ قربانی کے لئے کافی ہے۔

ہدایہ کے باب الاضحیہ میں ہے

ان نزا الذئب علی الشاۃ یضحی بالولد اھ (ہدایہ ص۴۴۹ ج ۴)

اگر بھیڑیئے نے بکری کے ساتھ جفتی کیا تو بچے کی قربانی ہو سکتی ہے۔

بنایہ شرح ہدایہ کتاب الطہارت میں ہے۔

ان الذئب اذا نزعلی شاۃ فولدت ذئبا حل اکلہ ویجزی فی الاضحیۃ ذکرہ صاحب الکافی فی الاضحیۃ۔ اھ

بھیڑیئے نے اگر بکری سے جوڑ کھایا اور بکری نے بھیڑیا جنا تو اس کا کھانا حلال ہے اور وہ قربانی کے لئے کافی ہو جائے گا۔ صاحب کافی نے قربانی کے بیان میں اس کو ذکر کیا ہے۔

اب کتے اور بکری کے جماع سے پیدا ہونے والے بچے کا حکم ملاحظہ فرمایئے۔

کتے کے حکم کے متعلق ایک جزئیہ

مجمع الانہر میں قہستانی کے حوالے سے منقول ہے۔

وان شاۃ لوحملت من کلب و رأسُ ولدھا راس کلب اُکل

بکری اگر کتے سے بچہ جنے اور اس بچے کا سر کتے کا سر ہو تو وہ کھایا جائے گا

الا راسُہ ان اکل العلف دون اللحم اھ (ص۵۱۳ ج ۲)

مگر اس کا سر نہیں کھایا جائے گا اگر گھاس کھاتا ہو اور گوشت کھاتا ہو تو نہیں کھایا جائے گا۔

اس عبارت میں جو یہ تفصیل بیان کی گئی ہے کہ "وہ بچہ اگر گھاس کھاتا ہو تو اسے کھایا جائے گا اور گوشت کھاتا ہو تو نہیں" تو یہ حکم اس وقت ہے جب کہ وہ بچہ کتے کی شکل وصورت پر ہو۔ اور اگر اس کی شکل وصورت بکری ہی جیسی ہے تو وہ بغیر کسی اختلاف کے کھایا جائے گا۔

یہاں سے یہ امر واضح ہو گیا کہ کتے کی جفتی سے اگر بکری نے بکری کا سا بچہ جنا تو وہ بالاتفاق حلال ہے۔

ان تفصیلات کی روشنی میں اب ناظرین خود ہی فیصلہ کرلیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے جو مسئلہ بیان فرمایا ہے وہ ان کا اختراع اور تراشیدہ ہے؟ یا مذہب حنفی کی دیانتدارانہ ترجمانی؟ ؎

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو می گویم
تو خواہ ازیں سخنم پند گیر خواہ ملال

دار العلوم دیوبند کا فتویٰ اور اعتراف حقیقت

اب آگے بڑھئے اور شاخسانہ نویس صاحب کے گھر کا حال بھی معلوم کر لیجئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ______ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہائے ذیل کے بارے میں۔

۱۔____ بکری جو کہ ہرن سے جوڑ کھا کر بچہ دے اس بچہ کی قربانی کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور وہ بکری کے حکم میں ہوگا کہ ہرن کے۔

۲۔____ خچر جس کی ماں گھوڑی ہو اس کا جوٹھا کھانا حرام ہے یا مکروہ۔ گھوڑے کے حکم میں ہے کہ خچر کے۔؟

المستفتی محمد ابو الکلام رنگ ساز

کریم الدین پور۔ گھوسی ضلع اعظم گڑھ ۔ ۲۸ ؍ جولائی ۷۹ء

باسمہٖ سبحانہٗ

الجواب نمبر ۵۴ حامداً و مصلیاً۔ (۱) ــــــ جانوروں کے متعلق ایک ضابطہ ”الاشباہ والنظائر“ میں یہ لکھا ہے ”الولد یتبع الام“ یعنی بچہ ماں کے تابع ہوتا ہے۔ جو حکم ماں کا وہی بچہ کا۔ اس کا تقاضہ یہ ہے کہ جس بچہ کی ماں بکری ہے اور باپ ہرن اس کی قربانی درست ہو ــــــ مگر ایک دوسرا قاعدہ یہ بھی لکھتے ہیں۔ ”اذا اختلطا[۱] الحلال والحرام غلب الحرام“ یعنی جب حلال حرام مخلوط ہو جائیں تو حرام کا اثر غالب رہے گا“ بکری کی قربانی درست ہرن کی نادرست۔ ان کے اختلاط کے نتیجے میں قربانی نادرست ہونی چاہیے۔ قول اول (یعنی بچہ ماں کے تابع ہوتا ہے) راجح ہے۔ (۳) اس کا حال بھی نمبر ا سے ظاہر ہے۔ واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم۔ ۴؍۹؍۱۳۹۹ھ

اس فتوے سے یہ بات صاف عیاں ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے جانوروں کے متعلق جو ضابطہ نقل فرمایا ہے دیوبندیوں کے نزدیک بھی وہی راجح ہے یعنی بچہ اپنے احکام میں ماں کے تابع ہوگا جو حکم ماں کا ہوگا وہی اس کا بھی قرار پائے گا۔ اور سوال نمبر ۳ کے جواب سے یہ امر بھی اچھی طرح نمایاں ہے کہ مسلک راجح کے مطابق وہ خچر گھوڑے کے حکم میں ہے جس کی ماں گھوڑی ہو تو اب قارئین کرام انصاف فرمائیں کہ ــــــ ماں کے گھوڑی ہونے کی وجہ سے خچر اگر گھوڑے کے حکم میں ہو سکتا ہے تو بکری کا بچہ جو بھیڑیے یا ہرن یا کتے کے جماع سے پیدا ہو بکری کے حکم میں کیوں نہیں ہو سکتا۔

---

[۱] اس فتویٰ میں ایک علمی کمال کا مظاہرہ یہ کیا گیا ہے کہ اشباہ و نظائر کے دوسرے والے قاعدہ کو اس طرح بیان کیا گیا۔ ”اذا اختلطا الحلال والحرام“ یعنی فعل کو تثنیہ استعمال کیا گیا حالانکہ علم نحو کے ابتدائی درجہ کا طالب علم بھی اس بات سے بخوبی واقف ہوتا ہے کہ جب فاعل ظاہر ہو تو فعل بہر حال واحد لایا جائے گا۔ ۱۲ منہ

درسِ عبرت

جناب شاخسانہ نویس صاحب نے اپنی تحریر ند کور میں شیر بیشۂ سنت حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے جن شرافتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ ان سے ان کی فطرت اور ان کے مذاق کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے ــــــ ہم جناب کو صرف درس عبرت دینے کے لئے اکابر دیوبند کے چند ارشادات سپرد قلم کر رہے ہیں۔ آپ بھی مطالعہ فرمائیے اور چاشنی بدلئے ۔ ؎

نوارا تلخ ترمی زن چوں ذوق نغمہ کم یابی
حدے را تیز تر میخواں چوں محمل را گراں بینی

ا ــــــ بانیٔ مدرسہ دیوبند، اور دیوبندی جماعت کے قاسم العلوم والخیرات مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب قصائد قاسمی میں نغمہ زن ہیں۔

تیرے بھروسے پہ رکھتا ہے عزۂ طاعت — گناہ قاسم برگشتہ بخت، بد اطوار
کروڑوں جرم کے آگے یہ نام کا اسلام — کرے گا یا نبی اللہ کیا مرے یہ پکار
امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ — کہ ہو سگانِ مدینہ میں میر انام شمار

کہئے جناب! کیا آپ اپنے بقول مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے بارے میں یہ ارشاد فرمائیے گا کہ ــــــ انہوں نے اپنے کو بد اطوار، بہت بڑا مجرم، اور نام کا مسلمان یقین کر کے بڑی حسرت کے ساتھ کتا بننے کی آرزو ظاہر کی ہے۔

۲ ــــــ دیوبندی گروپ کے مربیٔ خلائق، مطاعُ العالم اور بانیٔ اسلام کے ثانی جناب، مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنی مایۂ ناز تصنیف فتاویٰ رشیدیہ میں ان الفاظ میں دستخط کئے ہیں۔

”کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی“

اور براہین قاطعہ کی تقریظ میں ”احقر الناس بندہ رشید احمد گنگوہی“

تحریر کیا ہے ـــــ انہیں حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے حفظ الایمان میں کتبہ الاحقر لکھ کر دستخط کیا ہے ـــــ "الاحقر" کا معنی ہے ـــــ "بہت زیادہ ذلیل وحقیر" ـــ اور "احقر الناس" کا معنی ہے ـــ "لوگوں میں سب سے زیادہ ذلیل وحقیر اور سب سے کمتر" ـــــ کھلی ہوئی بات ہے کہ جب آپ کے ان بزرگوں نے اپنے آپ کو ـــــ "الاحقر" اور "احقر الناس" تحریر کیا ہے تو بلفظ دیگر انہوں نے اس بات کا اعتراف واقرار کیا ہے کہ ـــــ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ ذلیل وحقیر اور سب سے کمتر ہیں۔

اب سوال اس بات کا ہے کہ رب السمٰوٰت والارض کی وہ کون سی مخلوق ہے جو سب سے زیادہ ذلیل وخوار ہے ـــــ تو اس کا واضح جواب قرآن حکیم میں موجود ہے، خود خالق کائنات جل جلالہٗ نے ان کا امتیازی اور نمایاں وصف بتا کر ان کا چہرہ اور صحیح خد وخال اس طرح پیش کیا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادُّوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ (المجادلہ)	بے شک وہ لوگ جو اللہ و رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ (البینہ)	بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔

ثناخسانہ نویس صاحب! اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو ارشاد فرمائیے کہ: کیا آپ ان قرآنی آیتوں کے پیش نظر اپنے گھر کے بزرگوں کی شان میں بھی اس طبعی شرافت کا مظاہرہ کیجیے گا جس کا اظہار کہیں آپ نے بڑے جوش وخروش کے ساتھ نہایت غیر مہذب انداز میں کیا ہے۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کے پتھر ہیں پھینکتے ـــ دیوار آہنی پر حماقت تو دیکھئے

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے ـــ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

عورت کے مرتد ہونے سے اس کا نکاح فسخ نہیں ہوتا

دسواں مسئلہ

اب فتویٰ اس پر ہے کہ مسلمان عورت (معاذ اللہ) مرتد ہو کر بھی نکاح سے نہیں نکل سکتی، وہ بدستور اپنے شوہر مسلمان کے نکاح میں ہے مسلمان ہو کر، یا بلا اسلام وہ دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۳۹۳)

مسلمانو! مجدد البدعات بریلوی کی خرافات وہفوات کے چند نمونے آپ کے سامنے ہم نے پیش کیے ہیں۔ غور سے ملاحظہ فرمانے کے بعد خان صاحب کے دین و مذہب کا آپ کو پتہ چل جائے گا، اور خان صاحب کی حق پوشی اور ناحق کوشی بھی روز روشن کی طرح سے آپ پر واضح ہو جائے گی۔

(ندائے عرفات ص۴۴)

ایڈیٹر صاحب! امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان پر تیر و نشتر چلانے سے پہلے آپ کو اپنے گھر کی بھی خبر لینی چاہئے تھی، ملاحظہ کیجئے۔ دار العلوم دیوبند کا فتویٰ۔

مفتی محمد شفیع صاحب سے یہ سوال ہوا۔

"ہندہ زوجۂ زید تقریباً دو تین سال سے اپنے خاوند سے ناشزہ رہی اب چھ ماہ سے اسلام کو ترک کر کے مذہب عیسائی اختیار کر لیا ہے تو نکاح قائم ہے یا منقطع ہوگیا۔ اگر ہندہ پھر اسلام قبول کرے تو زید کا نکاح عود کرے گا یا نہیں؟ (ص۱۲۴ ج ۱)

اس کے جواب میں پہلے انہوں نے یہ خامہ فرسائی کی۔

"مرتد ہو جانے سے ہندہ کا نکاح فسخ ہوگیا، پھر جب کبھی وہ اسلام قبول کرے اس کو زید ہی کے نکاح میں رہنا ہوگا، مگر نکاح جدید کرنا پڑے گا۔"

(امداد المفتیین ج ۱ ص۱۲۴)

پھر جب حالات زمانہ پر نظر ڈالی تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے پیروکار ہوگئے، اور اس فتوے پر یہ حاشیہ تحریر کیا۔

"یہ حکم ظاہر الروایہ کے مطابق لکھا گیا تھا لیکن بعد میں حوادث و حالات اور ضروریات اسلامیہ پر نظر کر کے بمشورہ اکابر دوسرا حکم جو دوسری روایت پر مبنی ہے اور جس کو مشائخ بلخ وغیرہ نے پہلے ہی اختیار کیا تھا اس کو اختیار کرنا ضروری سمجھا گیا۔ اور احقر نے اس پر مستقل رسالہ "حکم الازدواج مع اختلاف دین الازواج" لکھا جو رسالہ "حیلۂ ناجزہ" کا جز ہو کر شائع ہوا ہے بہر حال اب فتویٰ یہ ہے کہ عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔

محمد شفیع عفی عنہ۔ صفر ۱۳۶۶ھ

(فتاویٰ دار العلوم۔) (امداد المفتیین ج ۱ ص۱۲۴)

یہ فیصلہ اکابر دیوبند کے مشورے سے مفتی شفیع صاحب نے آج سے پینتیس ۳۵ برس پہلے صادر کیا تھا۔ تو ایڈیٹر صاحب فرمائیے، کیا ان پر بھی آپ وہی تبرا کریں گے جس کی مشاقی آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے لئے کی ہے ؎

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

واقعہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے جو مسئلہ تحریر فرمایا ہے وہ مشائخ حنفیہ علیہم الرحمۃ والرضوان کی ترجمانی ہے اور آپ اس باب میں انہیں کے نقش قدم کے پیروکار ہیں جیسا کہ ذیل کے فقہی جزئیات سے بخوبی اندازہ ہوگا۔

فقہ حنفی کی معتمد کتاب الدر المختار میں اس مسئلے پر یوں روشنی ڈالی گئی۔

وافتیٰ مشائخ بلخ بعدم الفرقۃ بردتہا زجراً، وتیسیراً لا سیما التی تقع فی المکفر ثم تنکر۔

بلخ کے مشائخ کرام نے عورتوں کو کفر سے روکنے اور لوگوں کی آسانی کے لئے یہ فتویٰ صادر کیا کہ عورت کے مرتد ہونے سے میاں بیوی کے درمیان فرقت نہیں واقع ہوگی خاص کر اس عورت کے مرتد ہونے سے جو کفر کا ارتکاب کر کے انکار کر بیٹھتی ہے۔

قال فی النہر:۔ والافتاءُ بہذا اولیٰ من الافتاء بما فی النوادر۔ اھ (الدر المختار شرح تنویر الابصار علی ہامش رد المحتار ص۳۹۲ ج ۱ باب نکاح الکافر نعمانیہ)

نہر میں فرمایا کہ اس قول پر فتویٰ دینا نوادر پر فتویٰ دینے سے راجح ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور زمانہ حاشیہ میں نہر کی اصل عبارت نقل فرمائی ہے، وہ یہ ہے۔

عبارتہٗ: ولا یخفیٰ ان الافتاء بما اختارہ بعض ائمۃ بلخ من الافتاء بما فی النوادر۔

یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ بعض ائمہ بلخ نے جو موقف اختیار کیا ہے اس پر فتویٰ دینا روایت نوادر پر فتویٰ دینے سے راجح ہے۔

ولقد شاهدنا من المشاق في تجديدها، فضلاً عن جبرها بالضرب ونحوه مالا يعد ولا يحد۔

ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ مرتد ہونے والی عورت سے نکاح جدید کرنے میں بے حد وبیشمار مشقتیں ہیں تو پھر اسکی پٹائی وغیرہ کر کے تجدید اسلام پھر تجدید نکاح پر اسے مجبور کرنا کس درجہ مشقت کا باعث ہوگا.

وقد كان بعض مشائخنا من علماء العجم ابتلى بامرأة تقع فيما يوجب الكفر كثيرا ثم تنكر، وعن التجديد تأبى۔ ومن القواعد "المشقة تجلب التيسير والله الميسر لكل عسير۔

ہمارے بعض مشائخ عجم کے سر ایک عورت کی مصیبت یہ آگئی کہ وہ اکثر کفر کا ارتکاب کرتی پھر مکر جاتی، ساتھ ہی تجدید اسلام وتجدید نکاح سے بھی انکار کرتی اور قاعدہ شرعیہ ہے کہ مشقت آسانی لاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر دشواری کو آسان کرنے والا ہے۔

(رد المحتار ص۳۹۲ ج۱، نعمانیہ۔ منحۃ الخالق حاشیۃ البحر الرائق ص ۲۳۰ ج ۳)

.بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں بھی یہ مسئلہ منقول ہے۔

بعض مشائخ بلخ ومشائخ سمرقند افتوا بعدم الفرقة بردتها حسماً لباب المعصية والحيلة للخلاص منه۔ اھ

بعض مشائخ بلخ ومشائخ سمرقند نے فتویٰ دیا کہ عورت کے مرتد ہونے سے فرقت نہیں واقع ہوگی۔ تاکہ شوہر سے رہائی حاصل کرنے کیلئے کفر کو حیلہ بنانے کی جڑ کٹ جائے اور معصیت کا دوازہ بند ہوجائے۔

(البحر الرائق ص ۲۳۰ ج ۳)

ذخیرۃ العقبیٰ شرح صدر الشریعۃ العظمیٰ میں ہے۔

"بلخ اور سمرقند کے مشائخ کرام اور امام حاکم شہید رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عورت کا اپنے دین سے پھر جانا نکاح کے فاسد بنانے میں اثر انداز نہ ہوگا، اور نہ ہی اس کے باعث تجدید نکاح واجب ہوگا۔ تاکہ عورتوں کے ارتداد کا دروازہ بند ہوجائے"۔

(ذخیرۃ العقبیٰ معروف بہ حاشیہ چلپی ص ۱۰۶، اخیر باب نکاح الرقیق والکافر مطبع نول کشور۔)

واقعہ یہ ہے کہ اس باب میں مذہب حنفی کی دو روایتیں ہیں۔

(۱) ظاھر الروایۃ (۲) نادر الروایۃ

اس زمانے میں دونوں ہی روایتوں پر عمل حد درجہ دشوار، بلکہ ناممکن ہے جیسے اسلامی حدود وتعزیرات کا نفاذ ناممکن ہے اب اگر ان روایات کے مطابق فسخ نکاح کا حکم صادر کیا جائے تو پھر اس سے پیدا ہونے والے ضرر عام کے مٹانے کی کوئی سبیل نہ ہوگی، عورتوں میں شوہروں سے آزادی حاصل کرنے کے لئے اپنے مذہب سے ارتداد عام ہوجائے گا اور اس پر کنٹرول ناممکن ہوگا اس لئے فقہائے کرام نے قواعد مذہب کو سامنے رکھتے ہوئے عدم فسخ کا فرمان جاری کردیا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ عورت اگر مذہب اسلام سے پھر جائے مثلاً خدائے پاک جل جلالہ یا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کردے یا تصدیق کے منافی کوئی بات بول دے یا کام کردے تو اس کا نکاح فوراً ختم کردیا جائے گا، لیکن اس کے ساتھ عورت پر ایسی عبرتناک اور ہوش ربا پابندیاں عائد کی گئی ہیں کہ وہ شوہر سے کسی طرح آزادی نہیں حاصل کرسکتی۔

ظاہر الروایہ میں اس کی سزا یہ مقرر ہے کہ اسے پچھتر کوڑے مارے جائیں اس کو اسلام لانے پر مجبور کیا جائے، اگر اسلام نہ قبول کرے تو اسے زندگی بھر سزا قید میں مبتلا رکھا جائے، اور اگر اسلام قبول کرلے تو قاضی شرع زبردستی اسی شوہر کے ساتھ اس کا نکاح معمولی مہر کے بدلے میں کردے۔

نادر الروایۃ میں عورت اسلام سے پھر جانے کے بعد مسلمانوں کے لئے مال غنیمت ہوجاتی ہے اس لئے شوہر کو اس سے نکاح کرنے کی حاجت باقی نہیں رہ جاتی۔ اگر وہ مال غنیمت کا مصرف ہے تو اسے اپنی لونڈی بنا کر تصرف میں رکھے ورنہ حاکم اسلام سے خرید کر تصرف میں لائے۔

فتح القدیر میں ہے

وعامة مشائخ بخاریٰ افتوا بالفرقة وجبرها علی الاسلام وعلی النکاح مع زوجها الاول، لان الحسم بذالک یحصل۔

عامۂ مشائخ بخارا نے یہ فتویٰ دیا کہ عورت کے مرتد ہونے سے نکاح ختم ہو جائے گا اور عورت اسلام قبول کرنے اور شوہر اول کے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور کی جائے گی کہ اس کی وجہ سے ارتداد کو فسخ نکاح کا حیلہ بنانے کی جڑ کٹ جائے گی۔

ولکل قاضٍ ان یجدّد النکاح بینهما بمهرٍ یسیرٍ ولو بدینارٍ رضیت ام لا۔ وتعزر خمسة وسبعین، ولا تسترق المرتدة ما دامت فی دار الاسلام فی ظاهر الروایة۔

اور ہر قاضی کو یہ اختیار ہے کہ ان دونوں کے درمیان تجدید نکاح کر دے، اور مہر معمولی ہو اگرچہ ایک دینار، چاہے عورت راضی ہو یا نہ ہو۔ اس عورت کو پچھتر کوڑے سزا میں مارے جائیں گے اور جب تک وہ دار الاسلام میں ہے باندی نہیں بنائی جائے گی یہ ظاہر الروایہ میں ہے۔

وفی روایة النوادر عن ابی حنیفة تسترق۔ اھ (فتح القدیر ص ۲۹۰ جلد ۳ - والدر المختار ورد المحتار ص۳۹۲ ج ۲)

اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نوادر کی روایت ہے کہ اسے باندی بنا لیا جائے گا۔

درمختار میں ہے۔

وحاصلها: انها بالردة تسترق وتکون فیئاً للمسلمین عند ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ ویشتریه الزوج من الامام او یصرفها الیه لو مصرفاً۔ اھ

روایت نوادر کا حاصل یہ ہے عورت مرتد ہو جائے تو وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک باندی بنائی جائے گی اور وہ مسلمانوں کے لئے مال غنیمت ہو گی، شوہر اسے سلطان اسلام سے خرید لے

(الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص۱۹۵ ج ۳ البحر الرائق ص۲۳ ج ۳)

اور اگر وہ مال غنیمت کا مصرف ہو تو سلطان اسے بلا معاوضہ عطا کر دے۔

ہر دانشمند اپنے اہل و عیال کو اپنے مذہب اور اپنی تہذیب کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے اور خلاف ورزی پر اس کے ساتھ تادیبی کاروائی کرتا ہے اور اگر کوئی بغاوت کر بیٹھے تو اس کی سرزنش میں کوئی دریغ نہیں کرتا ورنہ کسی بھی قوم کی تہذیب اور اس کا تشخص برقرار نہ رہے گا، اسی طرح اسلام نے بھی اپنے ماننے والوں کی اصلاح کے لئے ممکن تدابیر اختیار کرنے کی اجازت دی ہے، ورنہ جہاں میاں بیوی میں کچھ ان بن ہوئی عورت اپنے مذہب سے بغاوت کا علم بلند کر دے گی، اس لئے نہیں کہ دوسرا مذہب اسلام سے اچھا ہے بلکہ صرف اپنے شوہر کو جلائے اور اس کی ضد میں نکاح سے رہائی کے لئے یہ حیلہ اختیار کرے کہ وہ وہابی یا دیوبندی ہو جائے۔

الغرض یہ امر تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ایک ہندوستان ہی نہیں دنیا کے کسی بھی خطے میں اب دونوں روایتوں پر عمل نہیں ہو سکتا۔ نہ تو عورت کو پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کو باندی بنایا جا سکتا ہے۔ اسی لئے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے مشائخ بلخ و سمرقند کے مذہب مختار کے مطابق فتویٰ دیا کہ اب عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ نہیں ہوگا اور احکام شریعت جلد دوم ص۵۹ اور ص۶۰ میں اس کی دلنشین انداز میں وضاحت بھی فرما دی، اور خود فتاویٰ رضویہ جلد اول میں بھی ـــــ جہاں سے اس دیوبندی ایڈیٹر نے یہ مسئلہ نقل کیا ہے ـــــ ضمنی طور پر اس کی علت بیان فرما دی ہے اور اس کو اتنا واضح تو کر ہی دیا ہے کہ قاری میں کچھ بھی انصاف کی خو بو ہو تو وہ مصلحت شرعیہ سے لبریز اس فتوے کے آگے سر تسلیم خم کر دے۔

فرماتے ہیں۔

" اسی وجہ سے میں نے بار بار یہ فتویٰ دیا ہے کہ مسلمان کی

عورت مرتد ہو جائے تو بھی اس کا نکاح فسخ نہ ہوگا کیونکہ میں نے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ وہ نکاح ختم کرنے کے لئے مرتد ہونے میں بڑی دلیری و جسارت کے ساتھ جلدی کرتی ہیں اور ہمارے بلاد میں نہ ان کو باندی بنانا ممکن ہے، نہ ہی اسلام قبول کرنے کے لئے انھیں کوڑے مارنا اور مجبور کرنا ہمارے بس میں ہے۔ میں نے اپنے فتاویٰ کے کتاب السیر میں اسے کھول کر بیان کر دیا ہے"

(عربی سے ترجمہ) فتاویٰ رضویہ ص ۳۹۳ و ص ۳۹۴ ج ۱)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جس پس منظر میں یہ مسئلہ بیان کیا ہے اس میں بڑی خوب صورتی کے ساتھ اس حقیقت کو بھی اجاگر کر دیا ہے کہ یہ مذہب سے انحراف نہیں ہے، بلکہ مذہب کے قواعد عامہ کے عین موافق و مطابق ہے۔

میں اس مقام پر پہنچ کر یہ سوچتا ہوں کہ آخر شاخسانہ نویس نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی آڑ میں فقہائے حنفیہ پر یہ کیچڑ کیوں اچھالی ہے اور ارتداد کا دروازہ بند کرنے پر یہ اس طرح آپے سے باہر کیوں ہو رہے ہیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ اپنی تعداد میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم

کتبہ

محمد نظام الدین الرضوی

خادم الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکفور

۱۱ رجب ۱۴۰۱ھ

الشفاء

بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اردو ترجمہ بنام

دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ضروری حقوق و آداب (مکمل)

تصنیف: امام المحدثین قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ: مولانا علامہ سید احمد علی شاہ بٹالوی سابق پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء

محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ

حالاتِ زندگی، اخلاق و کردار، کشف و کرامات
تعلیمات اور نامور خلفاء کا تذکرہ

تالیف

ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی مدظلہ العالی

ایم اے، پی ایچ ڈی

پرنسپل شمس العلوم، گھوسی انڈیا

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸-اردو بازار لاہور

تخلقوا باخلاق اللہ (الحدیث)

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اخلاق اختیار کرو

اسلامی اخلاق و آداب

جن کے اختیار کرنے سے انسانی شخصیت میں
عجیب جاذبیت، دلکشی اور دل نوازی پیدا ہو جاتی ہے

صدر الشریعہ مولانا علامہ محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ

(مصنف بہارِ شریعت)

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸-اردو بازار لاہور

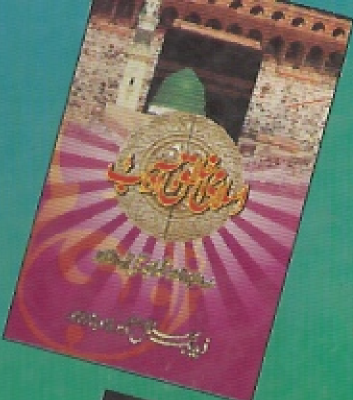
لا تُشرِک بِاللّٰہِ اِنّ الشِّرکَ لَظُلمٌ عَظِیم
کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے

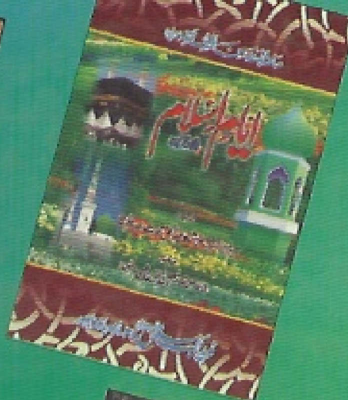
حقیقتِ شرک

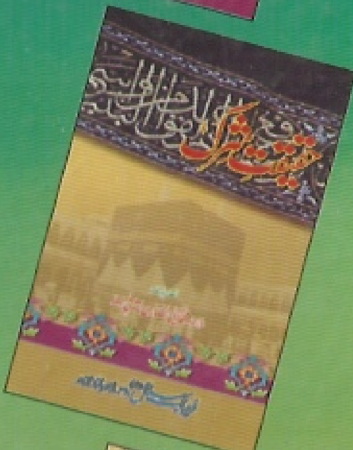
توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اسے سمجھنے کیلئے شرک کا سمجھنا ضروری ہے جو توحید کے مقابل ہے یہی اس کتاب کا موضوع ہے، نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد رہے کہ: ہمیں یہ خوف نہیں کہ تم ہمارے بعد شرک میں مبتلا ہو گے (بخاری شریف)

مؤلف
مولانا علامہ محمد یحییٰ انصاری اشرفی مدظلہ

ناشر
فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

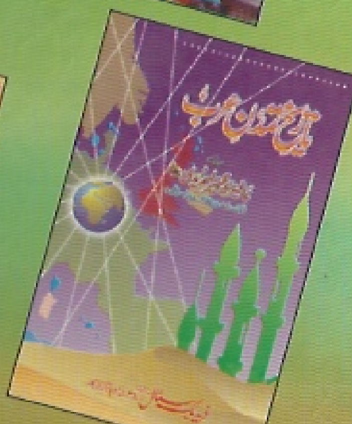





حقیقت شرک






تاریخ تمدن عرب

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

قہرِ خداوندی

بر

دھماکۂ دیوبندی

ترتیب و تدوین: مولانا محمد حسن علی رضوی

زیرِ اہتمام: حضرت علامہ سید مظفر حسین شاہ

ناشر: مکتبۂ قاسمیہ رضویہ
سبزی منڈی نزد فیضانِ مدینہ کراچی

[redacted]

الرابطہ:-
احمد رضا
قادری
سلطانپوری

Nusratulhaq@Yahoo.Com

۹۲

دیوبند سے نجد تک کی وہابیت کو عام

چیلنج

مبلغ دس ہزار روپیہ نقد انعام
10000

ہر اس شخص کو دیا جائے گا جو اس کتاب میں مذکور حوالہ جات کو غلط ثابت اور اس کا مکمل جواب شائع کرے۔ عدم ادائیگی کی صورت میں بذریعہ عدالت بھی یہ روپیہ وصول کیا جاسکتا ہے۔

محمد حسن علی
قادری رضوی بریلوی
مہتمم مدرسہ حنفیہ غوثیہ انوار رضا
میلسی

نام کتاب ____ قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی
مصنف ____ مولانا محمد حسن علی رضوی
باہتمام ____ حضرت علامہ سید مظفر حسین شاہ
ناشر ____ مکتبہ قاسمیہ رضویہ، کراچی
قیمت ____

ناشر:-

مکتبہ قاسمیہ رضویہ
سبزی منڈی نزد
فیضان مدینہ کراچی

انتساب

میں اپنی اس تالیف کو بصد اخلاص و احترام امام اہل سنت فارق نور و ظلمت نائب اعلیٰحضرت مظہر صدر الشریعت سیوطیِ زماں بیہقیِ دوراں محدثِ اعظم پاکستان حضرت قبلہ شیخ الحدیث استاذ الاساتذہ استاذ العلماء سلطان الفقہاء علامہ ابو الفضل ثم ابو الفضل

محمد سردار احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ الحدیث مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف و بانی جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور شریف

کے نام نامی اسم گرامی سے منتسب کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں جن کے نعرۂ حق کی گونج سے ایوانِ نجد و دیوبند لرزہ براندام ہیں جن کے علمی و روحانی فیوض و برکات کے چشمے انشاء اللہ العزیز صبح قیامت تک جاری و ساری رہیں گے اور "حسام الحرمین" کا پرچم آب و تاب کے ساتھ لہراتا رہے گا۔

کہاں ہیں زہرہ باز دریدہ ناکوں سے پوچھنا چاہیے

کہ ناکوں پر ہے قبضہ جا بجا سردار احمد کا

محمد حسن علی رضوی بریلوی

مہتمم مدرسہ حنفیہ غوثیہ انوار رضا میلسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اظہار تشکر

گذشتہ چند ماہ سے دیوبندی وہابی فرقہ نے نہ معلوم کس سوچی سمجھی سکیم کے تحت یکے بعد دیگرے مسلک اہل سنت کے خلاف الزام تراشیوں سے بھرپور متعدد کتب و رسائل شائع کیں، بالخصوص تاجدار اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت علامہ الشاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ کی ذات ستودہ صفات پر رکیک و ذلیل حملے کئے، جس سے ملک کے سواد اعظم میں بے چینی پھیل گئی ان سب میں سب سے زیادہ شر انگیز و پر فتن کتاب دیوبندیوں کا "دھماکہ" تھی شائد آج تک کسی نے بھی اتنی غلیظ کتاب نہ دیکھی ہو، فقیر راقم الحروف اور دیگر علماء و مشائخ اہلسنت نے اس کے جواب کے لیے واقف اسرار رموز نجدیت کاشف کرائف دیوبندیت مجاہد اہل سنت مولانا محمد حسن علی قادری رضوی کو مجبور کیا انہوں نے جس جامعیت اور ناقابل تردید دلائل کے ساتھ اس فتنہ کا منہ بند کیا اور اہل دھماکہ کو دندان شکن جواب دیا اس کو اس دور میں سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندہ و تابندہ کرامت قرار دیا جا سکتا ہے، ہم عوام و حکام اور ملک کے سنجیدہ مزاج اعتدال پسند طبقہ پر یہ حقیقت واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس فتنہ کی تمام تر ذمہ داری دیوبندی وہابی فرقہ پر ہے، ممکن ہے بعض معتدل مزاج احباب زیر نظر کتابچہ میں تلخی یا تیزی محسوس کریں لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ گذارش کریں گے کہ وہ بنظر انصاف دیوبندی شاہکار "دھماکہ" اور زیر کتاب "قہر خداوندی" کا بنظر انصاف مطالعہ کریں اور دلائل نفی و اثبات کا جائزہ لیں حقیقت سمجھنا کوئی اتنا دشوار

نہ ہوگا۔ اس کتاب میں دیوبندیت وہابیت کی ابتداء آفرینش سے لیکر آج تک کے سنسنی خیز واقعات، اعتقادی گمراہی اخلاقی دیوالیہ پن دیوبندیت کے پس منظر اور پیش منظر کو اس مکتب فکر کے ذمہ دار علماء کی مستند کتب سے قلمبند کیا گیا ہے۔ دھماکہ کی خیانتوں اور جعلسازیوں کا راز طشت از بام کیا گیا ہے۔ بلاشبہ زیر نظر کتاب قہر خداوندی نے کفر و ارتداد اور گمراہی کا ایک سیل رواں روک کر رکھ دیا ہے۔ یہ کتاب جہاں عام احباب کے لئے دیندار و دین پسند افراد کیلئے مفید ہے وہاں مبلغین و مناظرین اہل سنت کے لئے ایک یادگار تحفہ اور عظیم سرمایہ ہے۔ بلاشبہ ایک عام مسلمان اس کتاب کے مطالعہ سے بڑے سے بڑے دیوبندی وہابی مناظر مبلغ کے دانت کھٹے کر سکتا ہے اپنے ایمان کو ارتداد کی آندھیوں سے بچا سکتا ہے۔

اہل دیوبند سے درخواست

ہم دیوبندی وہابی مکتب فکر کے غیر متعصب انصاف پسند افراد سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ دھماکہ اور اس کا زیر نظر جواب قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی لے کر بیٹھ جائیں حوالہ جات کی اصل کتابوں سے مطابقت کریں ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ انصاف اور دیانت کے ساتھ اس کا مطالعہ کرنے والا انشاء اللہ العزیز دیوبندیت وہابیت کے چکروں سے نجات حاصل کرے گا۔

قابل ضبط کتابیں

ہم اس موقعہ پر ارباب حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ اس ملک میں مذہبی و اعتقادی اختلافات کی اصل بنیاد تحذیر الناس مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی صاحب، براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد صاحب و مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی، حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی، تقویۃ الایمان و صراط مستقیم مصنفہ مولوی اسماعیل صاحب دھلوی، فتاویٰ رشیدیہ مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی ہیں، جن

کے مندرجات گمراہ کن گستاخانہ کفریہ عبارات مسلمان کیلئے ناقابل برداشت ہیں۔ اور جلیل القدر علمائے عرب و عجم نے ایسے گستاخانہ عقائد اور انکے حاملین پر ارتداد کے فتاویٰ مبارکہ صادر کئے ہیں اس مملکت خداداد سے ہمیشہ کیلئے فتنہ و فساد کی جڑ اکھاڑنے کیلئے متذکرہ بالا کتب کی ضبطی از بس ضروری ہے۔ جہاں تک زیر نظر کتاب قہر خداوندی کا تعلق ہے یہ ایک آئینہ ہے اس میں فاضل مصنف نے زبانی لن ترانیوں کی بجائے حقائق اور دلائل کو مد نظر رکھا ہے کوئی صاحب تلخی یا تیزی محسوس کرنیکی بجائے اصل کتابوں سے حوالہ جات کی مطابقت کر سکتا ہے۔ فقیر راقم الحروف کو مسرت ہے کہ اس کتاب میں دھماکہ کے جملہ دلائل کا تجزیہ اور خرافات و افتراعات کا بڑی خوش اسلوبی سے پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔ ورنہ عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ کسی کتاب کا جواب لکھنے والے چند موٹی موٹی باتوں کا جواب دیتے ہیں لیکن فاضل مصنف نے دلائل کی قوت اور استدلال کی طاقت سے دھماکہ کا پوری طرح محاسبہ کیا ہے۔

علماء و مشائخ و احبابِ اہل سنت سے اپیل

ہم اپنے جلیل القدر علماء و مشائخ و احباب اہلسنت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ سادہ لوح سنی مسلمانوں کو اعتقادی آندھیوں سے بچانے کیلئے اس عظیم کتاب کی اپنے احباب میں اشاعت کریں اپنے مدرسوں دینی انجمنوں اور اداروں کی لائبریریوں میں رکھیں اور دینی مدارس کے مہتمم حضرات یا انتظامیہ کے افراد کامیاب ہونے والے طلباء کو قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی بطور انعام دیں حضرت مشائخ طریقت پیران عظام اپنے حلقہ ارادت کے احباب کو زیر نظر کتاب سے استفادہ کی تلقین فرمائیں کیونکہ اس پر فتن دور میں ایمان کی دولت کا بچانا اور خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے عزائم اور گمراہ کن تحریک سے خبردار رہنا از بس ضروری ہے۔

شاہد القادری لائلپور شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مقدمہ

دل اعدا کو رضاؔ تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

حال ہی میں دیوبندی وہابی مکتب فکر کی طرف سے ایک کتابچہ بنام دھماکہ منظر عام پر آیا ہے جس کے گمنام مصنف و مرتب نے کمال ڈھٹائی کے ساتھ علماء اہلسنت کو افتراق و انتشار کا ذمہ دار ٹھہرا کر علماء عرب و عجم کے ممدوح اس صدی کے مجدد برحق امام اہلسنت اعلیحضرت عظیم البرکت شیخ الاسلام والمسلمین حجۃ اللہ علی الارضین مولانا شاہ علامہ عبد المصطفٰے امام احمد رضا خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات پر رکیک و ذلیل حملے کئے اور آپ کی تصانیف جلیلہ و اشعار مبارکہ و عبارات طیبہ کو موروثی خیانت و بے ایمانی کے ساتھ اپنی باطل مراد کے لئے توڑ مروڑ کر پیش کیا۔ بے موقع و بے محل عبارات نقل کیں۔ اشعار کو غلط اور سراسر خلاف معنی پہنائے گئے اور حد یہ کہ الزام تراشی اور بہتان طرازی کی انتہا کر دی۔ سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلالت علمی کی گواہی تو علماء عرب و عجم نے دی۔ آپ کی تصانیف جلیلہ کو سمجھنا اور ان کی علمی و تحقیقی گہرائی و گیرائی کو پانا بڑی بات تھی ان کے اشعار مبارکہ کے صحیح مفہوم کو سمجھنا قرآن و حدیث کے اسرار و رموز سے واقف اہل زبان و کلام کا کام تھا۔ مصنف دھماکہ کی علمی بے بضاعتی کا تو یہ عالم ہے کہ وہ بے چارہ سیدنا شاہ آل احمد حضرت اچھے میاں مارہروی علیہ الرحمۃ کی مدح میں کہے گئے اشعار حضور اقدس

نبی اکرم رسول محترم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح میں اور سیدنا سرکار دو عالم نور مجسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں کہے گئے اشعار سیدنا غوث اعظم شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں سمجھ رہا ہے حتیٰ کہ سیدنا حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت کے اشعار لاکھوں سلام کو مرزا غلام احمد قادیانی دجال کی مسجد کے زاہدوں کی مدح میں تصور کر رہا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۴۷، صفحہ ۵۰، صفحہ ۵۳ از «دھماکہ»۔

علمی استعداد اور قابلیت تو دور کی بات ہے جس شخص کو اتنی سوجھ بوجھ بھی نہیں کہ اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا کونسا شعر کس کی مدح میں ہے اُسے اعلیحضرت کی عبارات و اشعار پر تنقید کا شوق چرایا ہے۔ شاید مصنف دھماکہ نے پوری دُنیا کو گنگوہی کی طرح اندھا سمجھ لیا ہے۔

اور پھر جہالت کا یہ عالم کہ «دھماکہ» میں جگہ جگہ مذہب اسلام، مذہب اسلام لکھا ہے۔ اسلام مذہب یا دین ——— ؟

قارئین کرام بالخصوص اہل علم و انصاف یہیں سے مصنف دھماکہ کی استعداد و قابلیت اور بغض و عناد کی اندرونی کیفیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

مصنف نے یہ کتابچہ بظاہر مبلغ یورپ مولانا ارشد القادری مدظلہ العالی کی شہرۂ آفاق تصنیف زلزلہ کے جواب میں لکھا ہے اور اس کا نام اسی انداز میں دھماکہ منتخب کیا ہے مگر دھماکہ کو اوّل تا آخر حرفاً حرفاً پڑھ جائیے۔ اس میں زلزلہ کی کسی ایک دلیل کو چھوا تک بھی نہیں نہ مصنف زلزلہ کے حوالہ جات کو چیلنج کیا۔ اصول و انصاف کا تقاضہ تھا کہ مصنف زلزلہ کے دلائل و حوالہ جات کا توڑ کرکے پھر مصنف زلزلہ پر الزام تراشی و سیدنا اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زبان درازی کی جاتی۔ زلزلہ آج بھی زلزلہ ہے۔ زلزلہ نام ہے خدائے قہار کے قہر و غضب کا جو ایوان کفر و ارتداد پر نازل ہوا۔ اہل توہین و تنقیص زلزلہ کے متاثرین ہیں جو چیخ و پکار کر رہے ہیں۔ بدحواسی میں کچھ کا کچھ بول رہے ہیں اور لکھ رہے ہیں دھماکہ نام ہے ایک مغربی ایجاد کا۔ چونکہ ان کی رگیں سرکار انگریز سے ملتی ہیں۔ اُن سے اُن کا ذہنی فکری اور قلبی رُوحانی رشتہ ہے۔

لہٰذا ان کو وہی نام پسند ہوگا جس میں اُن کے آقا انگریز سے کوئی تعلق ونسبت ہو۔

دھماکہ تو ویسے بھی تخریب وشرارت کی علامت ہے۔ ایک دھماکہ وُہ ہے جو مملکت خداداد پاکستان کے ازلی دشمن نے راجھستان میں کیا ہے۔ ایک دھماکہ وُہ ہے جو تخریب کار بلوچستان و سرحد میں کرتے ہیں اور ایک دھماکہ یہ ہے کہ اُن کے ایجنٹوں نے ملک کے سواد اعظم کے خلاف پنجاب میں کیا۔ مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ اپنے اس تخریبی دھماکہ کے ساتھ ہی انتشار و افتراق کا الزام بھی ملک کے سواد اعظم کو دیا جا رہا ہے۔

زلزلہ تو ہے ہی زلزلہ۔ زلزلہ اور دھماکہ کی تباہی میں زمین وآسمان کا فرق ہوتا ہے کہاں خدائی آفت اور کہاں حادث قوت۔ دھماکہ میں ہے کیا۔ دھماکہ بجائے خود زلزلہ کے لاجواب ہونے کی دلیل ہے ورنہ بتایا جائے زلزلہ کی کس بات کا دھماکہ کے کس صفحہ پر جواب ہے ـــــ؟ کیوں نہ ہو

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

دھماکہ میں اگر کوئی نئی بات ہے تو وُہ یہ ہے اور یہ مصنف دھماکہ نے اپنی جان میں بہت بڑا تیر مارا ہے کہ شاہ فیصل کی آڑ میں علماء اہلسنت کے خلاف زبان درازی کی گئی ہے اور درحقیقت اپنی وہابیت نجدیت کا اعتراف بھی کیا گیا ہے۔

اور پھر مصنف دھماکہ نے ہزار قسم کی الزام تراشی اپنے اکابر کی توہین آمیز کفریہ عبارات پر پردہ ڈالنے کے لئے سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اور دیگر علمائے اہلسنت پر توہین وتنقیص کے بے بنیاد و من گھڑت الزام لگائے لیکن اس کے باوجود وہ "گذارش احوال واقعی" کے تحت ان کو مسلمان بھی تسلیم کرتا ہے اور لکھتا ہے

"تقسیم برصغیر کے بعد جو مسلمان بھارت میں رہ گئے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وُہ

اتحاد واخوت سے اپنی تمام تر مساعی غلبۂ اسلام اور قومی تشخص کو برقرار رکھنے پر صرف کرتے ـــــــ غیر مسلم اکثریت کی سیاسی جماعتیں بھی مسلمانوں کے تعاون کے بغیر اپنی کامیابی کو خیال خام ہی تصور کرتی ہیں" مگر

اے بسا آرزو کہ خاک شُدہ۔

اب اس عقل کے دشمن سے کون پوچھے کہ جب آپ انہیں (معاذ اللہ) تنقیص خداوندی توہینِ مصطفوی صحابہ کرام واہل بیت اطہار کی گستاخی و بے ادبی کا مرتکب قرار دے رہے ہو تو پھر ان کو مسلمانوں میں کس منہ سے شمار کر رہے ہو۔ کیا (معاذ اللہ) خدا و رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی توہین وتنقیص اور صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کی بے ادبی وگستاخی کرنے والے بھی مسلمان ہوتے ہیں

کیا یہ حقیقت نہیں کہ تنقیص وتوہین بے ادبی وگستاخی کے یہ سارے الزامات محض آپ کے اندرونی بغض وعناد کی عکاسی کرتے ہیں۔ کتاب دھماکہ کی اشاعت کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ مصنف دھماکہ فی الواقع سیدنا اعلیحضرت بریلوی قدس سرہٗ و دیگر علماء اہلسنت کو بے ادب وگستاخ اور توہین وتنقیص کا مرتکب سمجھتا ہے ہرگز نہیں بلکہ دھماکہ کی اشاعت کا مقصد تو مصنف دھماکہ خود بیان کرتے ہیں ایک بزرگ ارشد القادری صاحب جو علامہ بھی کہلاتے ہیں نے ایک کتاب زلزلہ لکھی جو ہندوستان میں چھپی، برطانیہ پہنچی اور اب افادہ عام کے لئے پاکستان میں اس کی اشاعت عام ہو رہی ہے۔

اب پاکستان میں زلزلہ کی اشاعت کے بعد تصویر کا دوسرا رُخ دکھانے کے لئے دھماکہ کی اشاعت ناگزیر تھی۔ پاکستان میں یہ کتاب بخوشی نہیں بقلب حزیں شائع کی جا رہی ہے" ملاحظہ ہو گذارش احوال واقعی از دھماکہ گویا دھماکہ کی اشاعت محض ضد وعناد کے طور پر حقیقت کا منہ چڑانے کے لئے ہے۔

اگر زلزلہ میں ان کے اکابر کی گستاخانہ عبارت وعقائد کا پوسٹ مارٹم نہ ہوتا تو یہ بھی اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ ودیگر علماء اہل سنت پر الزام

تراشی نہ کرتے۔ گذارش احوال واقعی کے یہ الفاظ خصوصی توجہ کے مستحق ہیں، یہ کتاب (دھماکہ) بخوشی نہیں بلکہ بقلب حزیں شائع کی جارہی ہے کیوں ۔۔؟ ۔ اس لئے کہ زلزلہ شائع ہو گیا اور اس میں دیوبندیت کے ڈھول کا پول کھول کر رکھ دیا گیا۔

ناظرین کرام کو حیرت ہوگی کہ آج تک وہابیہ دیوبندیہ سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی اور آپکے متبعین وہم عقیدہ علماء پر حضور علیہ السلام کو حد سے بڑھانے اور خدا سے ملانے کے فتوے لگاتے رہے ہیں، مگر مصنف دھماکہ نے جب یہ دیکھا کہ دیوبندی علماء کا یہ فن ناکام رہا اور عوام انکے خانہ ساز شرک و بدعت کو قبول نہیں کرتے تو انہوں نے اپنا پرانا طریقہ چھوڑ کر علمائے اہلسنت کے انداز میں حقیقت کا منہ چڑاتے ہوئے اپنے اکابر کی گستاخیوں اور توہین آمیز کفریہ عبارتوں پر پردہ ڈالنے اور عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کیلئے معاذ اللہ اعلیٰحضرت جیسے عاشق صادق اور فنا فی الرسول اور دیگر علماء پر توہین انبیاء کرام و اولیائے عظام و اہل بیت اطہار بے ادبی و گستاخی کا الزام لگانا شروع کر دیا جس کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ ؎

جنوں کا نام خرد رکھ دیا، خرد کا جنوں جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اگر اعلیٰحضرت یا دیگر علماء اہلسنت واقعی ایسے تھے جیسا کہ ان پر الزامات لگائے گئے ہیں تو اکابر دیوبند نے انہیں حضرات انبیاء و رسل صحابہ کرام و اہلبیت اطہار کا بے ادب گستاخ قرار دیکر ان پر حکم شرعی کیوں نہیں کی جس چیز کو وہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی گستاخی یا توہین تنقیص سمجھتے تھے انکے مرتکبین پر فتویٰ شرعی دیا جیسا کہ خود سرکار اعلیٰحضرت نے حقیقی گستاخان رسالت مرتکبین شان الوہیت پر فتویٰ شرعی جاری فرمایا بالخصوص ضروریات دین کا منکر قرار دیا، جاری کرتے مگر نہیں اکابر علماء دیوبند نہ صرف اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ اور آپکے متبعین کو مسلمان سمجھتے ہیں بلکہ انکی اقتداء میں نماز کو بھی جائز سمجھتے ہیں جیسا کہ آگے آئیگا۔ کیا کسی گستاخ رسول علیہ السلام و گستاخ صحابہ و اہلبیت رضی اللہ عنہم کی اقتداء میں نماز ہو جاتی ہے ورنہ مصنف دھماکہ کی الزام تراشی و کاوش بازی کا کیا مقصد؟

دھماکہ کی گذارش احوال واقعی سے انکی دوغلی پالیسی واضح ہو جاتی ہے۔ ایک طرف وہ بھارتی مسلمانوں کو اتحاد و

اتفاق اخوت کا درس دیتے ہوئے لکھتے ہیں، ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ وہ (بھارتی مسلمان) اتحاد و اخوت سے اپنی تمام تر مساعی غلبہ اسلام اور قومی تشخص کو برقرار رکھنے پر صرف کرتے۔" اور دوسری طرف نہایت بھولے پن اور سادگی سے لکھتے ہیں: "خدا جانے یہ لوگ (اہلسنت وجماعت) تعمیری اور مثبت کام کرنا کیوں پسند نہیں کرتے اور یہ کہ متذکرہ کتاب (دھماکہ) کی اشاعت کا مقصد فرقہ وارانہ جذبات کو بھڑکانا نہیں بلکہ پراگندگی خیال کو دفع کرنا ہے اور بس۔ ؎

بڑے پاک باز اور بڑے پاک طینت
جناب آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

اگر آپ کو غلبہ اسلام اور ہندوستانی مسلمانوں کے اتحاد کا ایسا خیال تھا تو پھر کیا ابوالکلام آزاد، مولوی حفظ الرحمان، مولوی حسین احمد مدنی صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند کفایت اللہ دہلوی، مولوی محمود الحسن دیوبندی، عطاء اللہ بخاری، حبیب الرحمان لدھیانوی وغیرہ مسلمانوں کو چھوڑ کر گاندھی نہرو کے اشارہ پہ کانگریس کی حمایت کرتے اور قیام پاکستان کی راہ میں روڑے اٹکانے کے لئے ہم نے کہا تھا جمعیت العلماء ہند اور نام نہاد احرار اسلام اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے حکم سے قائم کی گئی تھیں۔ دیوبند کو کانگریس گڑھ بنانے کے لئے آستانہ عالیہ رضویہ کا فرمان جاری ہوا تھا

تعجب ہے کہ بھارتی مسلمانوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑیں آپ اور آپ کے اکابر اور الزام ہم پر۔ ؎

آپ ہی اپنی جفاؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر بات کریں گے تو شکایت ہوگی

کاش! کہ آپ اپنے بابائے صحافت مولوی ظفر علی بانی اخبار زمیندار سے پوچھ لیتے تو وہ آپ کو بتا دیتے کہ اسلامیان ہند کی ذلت و رسوائی کا ذمہ دار دیوبند کے پیشہ ور تبلیغی تاجروں کا احراری گروہ ہے۔ ؎

ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے
گلہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے

آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
سب یہ ذلت اسی طبقۂ غدار سے ہے (چمنستان ص۲)

سمجھے جناب! ہند میں مسلمانوں کی ذلت کا باعث اور غدار کون ہیں۔ یہی دیوبندی احراری اگر ظفر علی پر بھی یقین نہ ہو تو شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال سے پوچھ لیں۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است (ارمغان حجاز)

ملاحظہ کی آپ نے اپنے شیخ دیوبند کے سیاسی دیوالیہ پن کی تصویر اور وطنیت پرستی، اور اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری۔ گاندھی کے اشارہ پر مذہب پر وطن کو فوقیت دینا ______؟

نا معلوم آپ کے نزدیک مثبت اور تعمیری کام کی تعریف کیا ہے۔ کیا آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے اسٹیج سے ۵ ہزار سے زائد علماء و مشائخ کا یک آواز مطالبہ پاکستان کی تائید و حمایت تعمیری کام نہیں ______؟ کیا سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا پچاس مختلف علوم و فنون میں ایک ہزار سے زائد علمی و تحقیقی کتب فتاویٰ رضویہ اور ترجمہ قرآن عظیم ایک تعمیری کام نہیں ______؟ مولانا عبد الحامد بدایونی، پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، علامہ ابوالحسنات قادری، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی، حضرت ابوالمحامد محدث کچھوچھوی، مولانا عبد الغفور ہزاروی، پیر مانکی شریف، پیر بھرچونڈی شریف، شیخ الاسلام حضرت خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی، مولانا عبد العلیم صدیقی قدست اسرارھم، جیسے اکابر علماء و مشائخ کا تحریک پاکستان کے لئے ایک تاریخ ساز اہم کردار ادا کرنا انگریز اور ہندوؤں اور ان پٹھوؤں کانگریسی احراری علماء

کا منہ بند کر دینا اور برصغیر کے مسلمانوں میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کا ولولہ اور غیر فانی جذبہ پیدا کرنا تعمیری کام نہیں۔

آج پاکستان میں اسی فیصد سے زائد مساجد اور سینکڑوں کی تعداد میں دینی مدارس تعمیری کام نہیں۔ تحریک ختم نبوت ۵۳ء اور گذشتہ سال مرزائیوں کے خلاف تحریک میں نمایاں کردار تعمیری کام نہیں۔ خلیفۂ اعلیٰحضرت صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب کی عظیم کتاب بہار شریعت مولانا علامہ عبد العلیم صدیقی سیاح عالم مبلغ اعظم افریقہ و یورپ کا انگریزی زبان میں ترجمہ قرآن مجید اور مذاہب باطلہ سے مناظرے اور ہزاروں غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کرنا تعمیری کام نہیں، مولانا عبد العلیم صدیقی، مولانا عبد الحامد بدایونی، مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ شاہ عارف اللہ قادری، مولانا محمد ابراہیم خوشتر، مولانا ارشد القادری، مولانا عبد الوہاب، مولانا عبد الستار نیازی، مولانا سعادت علی جیسے حضرات کا افریقی و یورپی ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے آنا جانا وہاں مدارس و مساجد تعمیر کرانا تعمیری کام نہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

جب آنکھ ہی نہ ہو تو کھلا دن بھی رات ہے

تعجب ہے کہ یہ لوگ آتش غیظ و غضب میں اس قدر اندھے ہو گئے۔ برمنگھم برطانیہ میں مرزائیوں کی زیر تعمیر مساجد میں فساد اور مقفل ہونے پر بھی آنسو بہانے شروع کر دیئے۔ مسجد کے مقفل ہونے کا الزام عائد کرتے وقت انہوں نے مولانا شاہ احمد نورانی کی طرف سے اخبارات میں شائع شدہ اس وضاحت کو بھی مدنظر رکھا کہ وہ مرزائیوں کی مسجد تھی وہ مسلمانانِ اہلسنّت کے قبضہ میں نہ آئی لیکن مقام شکر ہے کہ قادیانیوں کا تو ایک اڈہ بند ہوا وہ اسلام کے نام پر مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے تھے۔

گذارش احوال واقعی کے محرر اور دھاکہ کے مرتب نے بے ربط اور بے مقصد باتیں بہت کی ہیں اور جم کر کسی ایک مسئلہ پر یا نمبر وار مختلف مسائل پر گفتگو کی نہ دلائل و شواہد کی ضرورت سمجھی۔ جس طرف دھیان گیا یا جو منہ میں آیا لکھتا چلا گیا اور بولی

باتوں سے اپنا دل بہلایا۔ ایک جگہ لکھتے ہیں۔ "ان کو سوادِ اعظم ہونے کا بھی دعویٰ ہے لیکن اس پندار کا نتیجہ حال ہی میں لاہور کے ضمنی انتخاب میں جہاں ڈیڑھ لاکھ میں سے صرف دو ہزار افراد نے ان کے حق میں اپنی رائے کا اظہار کیا۔ ظاہر ہو گیا ہے شاید اب یہ نشہ ہرن ہو گیا ہو۔

کاش! کہ یہ صاحب اپنے مفتی محمود سے یہ پوچھ لیتے کہ کونسا ضمنی انتخاب آزادانہ اور غیر جانبدارانہ ہوا ہے۔ نمبر ۲۔ انہیں یہ اعلان بھی کر دینا چاہیئے تھا کہ جمعیت العلماء پاکستان جیسی اسلامی آئین کی حامی جماعت کو جب دو ہزار ووٹ ملے ہیں اور سوشلزم کی حامی پیپلز پارٹی کے امیدواروں کو ہزاروں ووٹ ملے ہیں تو یہ سوشلزم کی کامیابی ہے۔ علمبرداران سوشلزم اس ملک میں سوادِ اعظم کی جمعیت سمیت کسی بھی جماعت کو اسلامی آئین کے مطالبہ کا حق نہیں ہے کیونکہ عوام کی اکثریت اُن کے ساتھ نہیں۔

نمبر ۳۔ یہ کہاں ضروری ہے کہ تمام سوادِ اعظم اہل سنت نے جمعیت کے نمائندہ کو ووٹ دیئے ہیں۔ ہزاروں اہلسنت نے ملک غلام مصطفیٰ کھر اور پیپلز پارٹی کے تمام نمائندہ کو بھی ووٹ دیئے ہیں۔ جمعیت کا نمائندہ کامیاب نہ ہوا۔ اس سے سوادِ اعظم ہونے پر کیا اثر پڑتا ہے اور پھر یہ سوال تو جماعت اسلامی، مسلم لیگ، جمعیت علمائے اسلام سمیت سبھی سے ہو سکتا ہے۔ ان سب جماعتوں پر مشتمل متحدہ جمہوری محاذ کے امیدوار متعدد جگہ شکست کھا گئے تو کیا اس سے یہ لازم آیا کہ ... کی اکثریت نے پیپلز پارٹی کو ووٹ دیئے ہیں۔ لہٰذا مخالف جماعتوں کو اپنا امیدوار کھڑا کرنے اور اسلامی آئین کے نفاذ کا مطالبہ کرنیکا حق نہیں۔ پاکستان میں اکثریت سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ پڑھنے والوں کا ہے مگر مسلمانوں کی اکثریت داڑھی منڈواتی ہے سینما گھروں میں ہے مسجدوں میں نمازی کم اور سینما میں لوگ زیادہ ہوتے ہیں۔ تو کیا کسی غیر مسلم کو یا اہل دھاکہ میں سے کسی کو یہ کہنے کا حق ہے کہ لوگوں نے اسلام کے مقابلہ میں فواحش اور ... فرنگی تہذیب کو اپنا کر اسلام کو چھوڑ دیا ہے۔ اب اس ملک میں اسلام کے نام لیوا کم اور انگریزوں کے پیروکار زیادہ ہیں۔ سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار آپ کو چھوڑ گئے ہیں اور اب مسلمان اقلیت میں ہیں۔ الغرض اہل دھاکہ نے اس قسم کی سطحی الزام تراشیوں اور دل ترانیوں سے دل بہلایا ہے جن کا نمبر وار جواب انشاء اللہ العزیز آگے آرہا ہے۔

سببِ تالیف

جیسا کہ ہر خاص و عام سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ برصغیر پاک و ہند و دیگر ممالک اسلامیہ میں واضح اکثریت اہل سنّت و جماعت بریلوی مکتب فکر کی ہے بخصوصاً برِّ صغیر میں دیوبندیت وہابیت اپنی کفریہ عبارات اور گستاخانہ عقائد کے باعث اس قدر بدنام و ناکام ہو چکی ہے کہ یہاں ان پر اپنے جدید فرقہ کی تبلیغ کی راہیں مسدود ہو چکی ہیں۔ وہابیت نے اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے سینکڑوں رنگ بدلے ہزاروں مکاریوں سے کام لیا مگر ناکام رہے۔ کبھی تبلیغی جماعت کا لیبل لگا کر سامنے آئے تو کبھی جماعتِ اسلامی کے نام سے لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ کبھی مجلس احرار اسلام کے نام سے عوام کے لئے مغالطہ کا سبب بنے تو کبھی مجلس تحفظ ختم نبوّت کا نام رکھ کر وہابیت کا زہر مسلمانوں کو پلانے کی کوشش کی۔ کبھی جمعیۃ العلماء ہند اور کبھی جمعیۃ العلماء اسلام کا سائن بورڈ لگا کر سامنے آئے۔ کبھی تنظیم اہل سنّت اور کبھی خدام التوحید والسنّۃ کے دلکش و پُرفریب نام اختیار کئے لیکن علماء اہلسنّت و مشائخ طریقت و پیرانِ عظام نے ان کی عیاریوں و مکاریوں کیا دلوں کا پردہ چاک کر کے رکھ دیا۔

بالخصوص سیدنا اعلیٰحضرت مجدّدِ اعظم امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے جلیل القدر خلفاء و تلامذہ و احباب نے وہابیت کی وہ بے مثال سرکوبی فرمائی کہ ہر مسلمان اُن کے مکر و فریب سے واقف ہو گیا۔ برصغیر میں ناکامی کے بعد سرکار انگریزی سے چھ سو روپیہ ماہوار لینے والے انگریزی کٹھ پتلی حکیم الامّت کے بیمار اور بذریعہ حاجی رشید احمد گورنمنٹ برطانیہ سے روپیہ وصول کرنے والے مولوی الیاس صاحب کی تبلیغی جماعت کے ہونہار بریڈ فورڈ۔ برمنگھم لندن کی طرف کلمہ و نماز کی تبلیغ کے نام پر سوائے عالم تقویۃ الایمان، صراطِ مستقیم، براہین قاطعہ، تحذیر الناس، فتاوٰی رشیدیہ کی تبلیغ کرنے اور برصغیر پاک و ہند سے آئے ہوئے سنّی مسلمانوں کو وہابی

دیوبندی بنانے کے مشن پر روانہ ہوئے اور بکمال مکاری سے سُنّی بن کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے لگے، جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت وغیرہ وغیرہ کے دفتر کھل گئے۔ بریڈفورڈ، برمنگھم وغیرہ کے سُنّی مسلمان جو برصغیر کے ممالک سے تعلیم یا کاروباری سلسلہ میں گئے ہوئے تھے سخت حیران پریشان کہ یہ عجیب سنّی ہیں کہ نعرۂ رسالت شرک و بدعت، عید میلاد شرک و بدعت، صلوٰۃ و سلام شرک و بدعت، گیارھویں شریف شرک و بدعت وغیرہ وغیرہ۔ جب وہاں گئے ہوئے سُنّی مسلمانوں کو وہابیوں، دیوبندیوں، مودودیوں کی مکاری وعیاری کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنے علماء اہلسنّت و مشائخ طریقت کو بُلانا شروع کیا۔ ورلڈ اسلامک مشن کے نام سے عالمی سُنّی تبلیغی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

علامہ ارشد القادری، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار نیازی، مولانا شاہ عارف اللہ قادری، مولانا عبدالوہاب وغیرہم متعدد علماء کرام کو دعوت دی گئی۔ علماء و مشائخ اہلسنّت کا دورہ برطانیہ ہمہ وشمار نجدیت پر ایٹم بم ثابت ہوا۔ وہابیت تلملا اٹھی، مسلمانوں کو مشرک و بدعتی بنانے کے سارے منصوبے ناکام ہو گئے تو "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے مصداق اخوت و محبت اور صلح کلیت کا درس دینے والے دیوبندیوں وہابیوں نے چند ماہ کی مسلسل کوششوں سے پاک و بھارت کے اکابر وہابیہ سے طویل صلاح مشورہ کرنے کے بعد حقیقت کا منہ چڑانے کے لئے دھماکہ نامی کتابچہ شائع کیا۔

مگر اس طرح وہابیت کی ڈوبتی کشتی کو تنکے کا سہارا نہ دیا جا سکتا تھا۔ دھماکہ شائع ہوتے ہی خود بخود بلی تھیلے سے باہر آ گئی اور بفضلہٖ تعالیٰ وہاں کے سُنّی عوام کو پتہ چل گیا کہ ان کے امام و مجدد سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی و شیخ طریقت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری جیسے اکابر اہلسنّت پر رکیک و ذلیل حملے کرنے والے دراصل دیوبندی وہابی ہیں جو اپنی وہابیت کو سنّیت کا لیبل لگا کر پیش کر رہے ہیں۔ اس کتابچہ میں انبیاء و رسل علیہم السلام اور بزرگان دین و اولیاء کاملین کے متعلق ان کے

دل کا بخار خود ہی ظاہر ہو گیا اور اُن کی چار سو بیسی کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ گیا۔ اور اس کا درد یوں محسوس ہوا کہ مولانا احمد رضا خاں کے پوتے اپنے دادا کی تکفیری دستاویز لے کر یہاں برطانیہ پہنچے۔ مولوی محمد عمر اچھروی کو دعوت دی گئی وُہ فوت ہو گئے اُن کا لڑکا آ گیا۔ بھارت سے دو مولوی آئے۔ اصل تکلیف تو یہ ہے کہ علماء اہلسنّت نے برطانیہ میں کیوں قدم رنجہ فرمایا اور وہابیت کی چار سو بیسی کے منصوبوں کو کیوں خاک میں ملایا۔ تکفیری دستاویز کا پہنچنا تو ضروری تھا کیونکہ اس سے قبل توہین آمیز گستاخانہ دستاویز بھی تو پہنچ چکی تھیں۔ ناظم اعلیٰ انجمن خدام التوحید والسنۃ برمنگھم کو اس بات کا بہت ہی صدمہ ہے کہ امام اہلسنّت سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر علماء اہلسنّت کا یہ فتویٰ ہے کہ وہابیہ نجدیہ سب کافر و مرتد ہیں۔ نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کے پیچھے نماز نماز (دھماکہ ص۲)

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ اپنے خانہ ساز مذہب سے عدم واقفیت کے باعث ہے کاش! کہ ان نئے نئے ناظم اعلیٰ صاحب نے مولوی حسین احمد کانگرسی صدر دیوبند کی "الشہاب الثاقب" مولوی خلیل انبیٹھوی کی "المہند" اور مولوی انور کاشمیری کا مقدمہ "فیض الباری" ملاحظہ کیا ہوتا تو وہ علماء اہلسنّت کو الزام نہ دیتے۔

مذکورہ بالا اکابر دیوبند نے متذکرہ کتب میں محمد بن عبدالوہاب نجدی اور دیگر وہابیہ نجدیہ کی سخت مخالفت کرتے ہوئے ان کو مکفر ظالم و باغی فاسق و فاجر علماء اہلسنّت کے قاتل، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بے ادب و گستاخ قرار دیا ہے جیسا کہ آگے تفصیل سے آ رہا ہے۔ تو بتایا جائے خود اکابر علماء دیوبند کی تصریحات کی روشنی میں جو شخص مکفر المسلمین ہو، علماء اہلسنّت کا قاتل ہو، فاسق و فاجر ہو، بے ادب گستاخ ہو اس کے پیچھے نماز کا کیا مطلب ——— ؟

اور پھر علماء اہلسنّت سے اس کی اقتداء میں نماز کو ناجائز قرار دینے کی شکایت کیسی ——— ؟ سے کوئی تبلائے کہ ہم بتلائیں کیا۔

علمائے اہلسنّت یا امام اہلسنّت نے حسین احمد، انور کاشمیری، خلیل انبیٹھوی سے

کونسی بات زیادہ کہی جس کی تکلیف شدید محسوس کی جارہی ہے

کتابچہ مذکورہ کے تعارف نگار نے ہندوستان سے برطانیہ آنیوالے علماء اہلسنّت کا ذکر بڑے جلے ہوئے دل سے (بھارت سے دو مولوی آئے، بھارت کے ان مولویوں) کے الفاظ کے ساتھ کیا ہے۔ گویا علماء اہلسنّت کا بھارتی ہونا یا بھارت میں رہنا بھی کوئی جُرم ہے

حالانکہ اس نے گریبان میں جھانک کر نہیں دیکھا کہ ان کا مرکزی مدرسہ دیوبند بھی بھارت میں ہے جو ایک عرصے سے کانگرس اور نظریۂ پاکستان کے مخالفین کا گڑھ ہے۔ کانگریسی کٹھ پتلیاں حسین احمد، کفایت اللہ، حفظ الرحمان اور ابوالکلام آزاد بھی بھارتی تھے اور بھارتی رہے اور پاکستان و عالم اسلام کی دشمنی پر ان کا خاتمہ ہوا۔ اور علمائے اہلسنّت میں بفضلہٖ تعالےٰ کوئی بھی کانگریسی نہ تھا نہ ہے۔ اور آج بھی جو علمائے اہل سنّت بھارت میں ہیں وہ نظریۂ پاکستان کے حامی اور تحریک پاکستان کے صفِ اوّل کے مجاہدین میں سے ہیں۔ اور ان کی عظیم خدمات تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔ اس کتابچہ میں جس فراخدلانہ انداز میں دروغگوئی سے کام لیا ہے شاید قادیانی دھرم میں بھی اس کی مثال نہ ملے

لکھتے ہیں: "مولانا نورانی نے بریڈ فورڈ کی ایک مجلس میں افغانستان سے بھی تعاون دینے کا اشارہ دیا۔ سعودی عرب کے خلاف ورلڈ اسلامک مشن کی سرگرمیاں شروع سے تیز تھیں حکومت پاکستان کی مخالفت مولانا نورانی کی آمد ثانی سے شروع ہوئی"

یہ متضاد باتیں ذہنی خلفشار و پاگل پن کی علامت ہیں جس کی نہ کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی ثبوت۔ آخر یہ اس قدر کذب و افتراء سے کام کیوں نہ لیں جبکہ ان کے مذہب نامہذب میں معاذ اللہ خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے۔ اپنے ان لمبے چوڑے مبنی بر کذب و افتراء دعووں پر کسی دلیل اور ثبوت کی قطعاً ضرورت ہی محسوس نہیں کی اور اہلسنّت دشمنی میں جو ناپاک ذہن میں آتا گیا گھسیٹتا گیا۔ یا پھر اپنے ہی ایک ڈھنڈورچی اخبار ملّت کے چند حوالے نقل کر دیئے۔

اہلِ انصاف یہیں سے وہابیہ دیابنہ کی فریب کاریوں کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہابی دیوبندی مکتب فکر کے مسلکی ہمنوا ترجمان ملّت میں علماء اہلسنّت کے بیانات شائع ہونیکا کیا مقصد؟ شاہ فیصل کی آڑ میں باتیں بنانے سے قبل یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ شاہ فیصل پاکستان کے ہمدرد و خیر خواہ تھے۔

لیکن مولوی شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں: "دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے (حمایت پاکستان کے جرم میں گندی گالیاں، فحش اشتہارات، اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کئے جن میں ہم کو (حمایت پاکستان کے جرم میں) ابوجہل تک کہا گیا، ہمارا جنازہ نکالا گیا

(مکالمۃ الصدرین ص ۳۲)

دیوبندی امیر شریعت عطاء اللہ بخاری احراری نے کہا کہ جو لوگ (پاکستان کے لئے) مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سُور ہیں اور سور کھانے والے ہیں

(چمنستان از مولوی ظفر علی ص ۱۶۵)

شاہ فیصل پاکستان کی حمایت کرتے تھے۔ لیکن دیوبندی علماء اور طلباء (بلکہ امیر شریعت) پاکستان کی حمایت کرنے والوں کو ابوجہل اور سُور اور سور کھانے والے قرار دیتے ہیں۔ بتایئے اور حقیقت نہ چھپایئے کہ آپ کے ذمّہ دار اکابر علماء اور مرکزی مدرسہ دیوبند کے طلباء کے فتووں اور نعروں کی رُو سے شاہ فیصل ابوجہل سُور اور سُور کھانے والے ہوئے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر آپ کے اکابر علماء نے شاہ فیصل اور متحدہ ہندوستان کے ان مسلمانوں کو جنھوں نے پاکستان کی حمایت کی ابوجہل اور سور کہہ کر اسلام و پاکستان اور مسلمانوں سے غداری کی یا نہیں ——— ؟

اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں الشہاب الثاقب، المہند، مقدمہ فیض الباری، مکالمۃ الصدرین اور چمنستان کو پیش نظر رکھیں اور بتائیں آپکے آباء و اجداد و اکابر نے شاہ فیصل کو کب مانا۔ وہابیہ نجدیہ کو وہابی نجدی کہنا جرم ہے تو مولوی حسین احمد، مولوی انور کاشمیری، مولوی خلیل انبیٹھوی مجرم ہیں یا نہیں ——— ؟

آخر میں ہم عالم اسلام پر یہ حقیقت واضح کرتے ہیں کہ دیوبندی فرقہ م[illegible]ی قاسم نانوتوی

قوم شیخ جی اور مولوی رشید احمد گنگوہی قوم جولاہے کی پیداوار ہے۔ ملاحظہ ہو سوانح قاسمی و تذکرۃ الرشید گورنمنٹ برطانیہ کے ایک چھ سو روپیہ کے ماہوار ملازم اشرف علی تھانوی کو یہ لوگ مجدّد مانتے ہیں اور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضور غوث اعظم سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بجائے نانوتوی، گنگوہی، تھانوی قسم کے مولویوں کے پیروکار ہیں جن کا سُنّی کہلانا چودھویں صدی کا سب سے بڑا فراڈ ہے۔

اس رسالہ سے جن دوستوں کو دیوبندی وہابی فرقہ سے توبہ کی توفیق نصیب ہو اُن سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانانِ عالم کو حقیقی اور جعلی سنیوں میں امتیاز کی توفیق دے اور مذہب حق اہلسنّت پر استقامت بخشے۔

(آمین)

اِبتدا غلط انتہا جھوٹ

مؤلف رسالہ دھماکہ نے کمال بے حیائی کے ساتھ واضح تاریخی حقائق کو مسخ کرتے ہوئے مقدمہ کے ذیل میں "مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے کی ضرورت" کی سرخی جما کر بلا دلیل و ثبوت اس کی ذمہ داری سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ڈال دی ہے۔ ترکوں کے خلاف اعلیحضرت کی کتب سے کوئی معقول حوالہ یا عبارت نقل کرنے کی بجائے محض "دوام العیش" نامی رسالہ کا نام لکھ دینا کافی سمجھا۔ دراصل یہ بھی انگریز کی ایک سازش ہے کہ اس نے اپنے پروردہ و تربیت یافتہ و وظیفہ خوار علماء کو ابتدا ہی میں سبق سکھا دیا تھا کہ تم اپنے دفاع کے لئے پہلے مسلمانوں کے جلیل القدر اکابر کو انگریز کا ایجنٹ وغیرہ قرار دینا شروع کر دینا تاکہ تمہاری اپنی حقیقت و اصلیت واضح نہ ہو جائے۔ کسی مسئلہ کی تحقیق شرعی پیش کرنا اور بات ہے اور انگریز کی حمایت اور بات ہے

مؤلف رسالہ دھماکہ یا نجد سے دیوبند تک کا کوئی بھی باغیرت دیوبندی وہابی یہ ثابت کر دے کہ اعلیحضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے انگریز کی حمایت کی تو ہم ہر حوالہ پر ایک ہزار روپیہ نقد انعام کا چیلنج کرتے ہیں اور عدم ادائیگی کی صورت میں یہ روپیہ ہم سے بذریعہ عدالت بھی وصول کیا جا سکتا ہے۔

ترک مُسلم بھائیوں کی حالتِ زار پر سیدنا امام اہلسنّت اعلیحضرت قدس سرہٗ کو جو بیقراری تھی وُہ ان کے مضامین و مکاتیب سے واضح ہے۔ ملاحظہ ہو اخبار "دبدبہ سکندری" رام پور جلد ۴۹ شمارہ ۲۷ ۱۳۳۱ھ و السواد الاعظم جلد ۲ شمارہ ۱

مسلمانانِ ہند کو کس طرح اعلیحضرت قدس سرہٗ نے درد بھرے خیر خواہانہ انداز میں سلطنت ترکی کی امداد کی ترغیب دلائی اور مفید و جامع تجاویز پیش فرمائیں۔ کاش مصنف دھماکہ نے ایمانداری سے "دوام العیش" ہی کو دیکھا ہوتا۔ جس میں اعلیحضرت

علیہ الرحمۃ نے صاف لکھا ہے: "نہ صرف عثمانیہ ہر سلطنت اسلام نہ صرف سلطنت ہر جماعت اسلام نہ صرف جماعت ہر فرد اسلام کی خیر خواہی ہر مسلمان پر فرض ہے۔

الخ (دوام العیش ص۱۴)

بہرحال سلطنت ترکیہ کے متعلق سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے دردمندانہ افکار و تخیلات واضح ہیں۔ مصنف دھماکہ اگر اس کے باوجود الزام تراشی سے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرتا ہے تو یہ اس کا مقدر مگر یہ بات ہر ذی فہم و شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ مصنف دھماکہ محض سنیت بریلویت دشمنی میں اپنے اندرونی عناد سے مجبور ہو کر ترکیہ اور عرب ممالک کی مخالفت کا الزام اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے سر تھوپ کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرتا ہے اور اس الزام کے ثبوت میں کوئی تاریخی دستاویز پیش نہیں کرتا۔ لیکن اس کے برعکس اس کی اپنی حالت یہ ہے کہ وہ بظاہر ترکی کی حمایت کے دعوی کے باوجود ان حقائق سے دیدہ دانستہ چشم پوشی کرتا ہے۔ اسی حکومت ترکیہ نے خلافت عثمانی کے سلطان محمد دوم کے زمانہ میں محمد علی پاشا کے بیٹے ابراہیم پاشا کی کمان میں مصری فوج نے ۱۸۱۰ء میں مکۂ معظمہ اور مدینہ منورہ پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ نجد میں سعودی خاندان کے مستقر ریاض کو تباہ کر دیا اور محمد بن سعود کے جانشین اور پہلے دور میں سعودی خاندان کے چوتھے حکمران عبداللہ بن سعود کو گرفتار کرلیا جس کے بعد سعودی خاندان نے کویت میں پناہ لی۔

تاہم بیس سال بعد سعودی خاندان نے نجد کو مصریوں اور ترکوں کے تسلط سے آزاد کرانے کی دوبارہ جد و جہد شروع کی۔ ۱۸۲۳ء میں سعودی خاندان کے امیر ترکی ابن عبداللہ ابن محمد ابن سعود نے ریاض پر دوبارہ قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ وہ اگرچہ اپنی پہلی کوشش میں ناکام رہے مگر اگلے سال نجد کا وسطی علاقہ مصریوں کے تسلط سے آزاد کرالیا۔ اس طرح ریاض دوبارہ سعودی خاندان کا مرکز بن گیا۔

۱۹ مئی ۱۸۳۴ء کو ترکی ابن عبداللہ السعود کو قتل کر دیا گیا۔ ان کی جگہ نئے امام فیصل ابن ترکی السعود مقرر ہوئے۔ مصری فوج نے نئے امام فیصل ابن ترکی کے

خلاف پھر کاروائی کی جس میں فیصل ابن ترکی کو شکست ہوئی مگر فیصل نے ہمت نہیں ہاری اور ۱۸۴۵ء میں وسطی نجد کے علاقہ پر پھر اپنا تسلط قائم کرلیا۔ وہ اس علاقے پر ۱۸۶۵ء میں اپنی وفات تک حکمران رہے۔ انہیں بھی ترکوں اور مصریوں کے خلاف وہابی تحریک کے پیروکاروں کی امداد حاصل رہی۔ ۱۸۹۱ء میں سعودی خاندان کو ایک بار پھر ترک اور مصری فوجوں کے آگے بے بس ہونا پڑا۔ الخ (ملخصاً امروز ۲۰ اپریل ۱۹۷۵ء اشاعت خاص صفحہ آخر)

اب اس کا دو ٹوک جواب مصنف دھماکہ ہی دے سکتا ہے اور دیانت اور حق گوئی کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ وہ صاف صاف بتائے ان جنگوں میں مصر اور ترکی حق پر تھے یا سعودی خاندان حق پر تھا۔ اعلیحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو نہ ترکوں سے جنگ لڑی نہ ان کے خلاف فتوٰی دیا نہ انگریزوں کی کسی بھی عنوان سے قطعاً کوئی امداد فرمائی نہ اس کا ثبوت۔ لیکن مصنف دھماکہ نے جس بے شرمی سے جو الزام اعلیحضرت پر عائد کر دیا کیا سعودی خاندان پر بھی وہ یہ الزام عائد کرے گا۔؟

کیا ان کے نزدیک اُن کے اپنے الفاظ میں "مسلم ممالک میں ترکی سب سے زیادہ طاقتور تھا۔ اور پورے یورپ پر اس کا رعب تھا" سعودی خاندان نے ایسے عظیم اسلامی ملک کے خلاف مسلسل جنگ لڑ کر انگریزوں کے ہاتھ مضبوط اور ترکی جیسے عظیم مسلم ملک کو کمزور کیا یا نہیں؟ خلافت بقول آپ کے ترکوں کا حق تھا تو سعودی خاندان نے یہ حق پامال کر کے اپنی بادشاہت قائم کرنے کے لئے خونریز جنگیں کیں یا نہیں؟ آیا سعودی خاندان اعلیحضرت بریلوی قدس سرہ کا شریک جرم یا شریک الزام ہے یا نہیں؟

امروز کے مذکورہ بالا حوالہ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ کسی کو وہابی کہنے کی اصطلاح اعلیحضرت نے رائج نہیں کی بلکہ اعلیحضرت سے بہت پہلے وہابی مسلم ممالک سے برسرپیکار رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک مخصوص گروہ کو وہابی کہنے کا استعمال عام تھا۔ ترکی اور مصر نے وہابیت کی سرکوبی میں اعلیحضرت سے پہلے میدان جنگ میں اہم کردار انجام دیا۔ ان تاریخی حقائق کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ وہابی کو وہابی کہنے والے اعلیحضرت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی پہلے شخص نہ تھے اور بلاشبہ یہ اعلیٰحضرت کا عظیم و زریں کارنامہ اور اس گئے گذرے دور میں مسلمانانِ عالم پر احسانِ عظیم ہے کہ آپنے برِّ صغیر میں حقیقت کے پردہ میں چھپنے اور حنیت کا لبادہ اوڑھنے والی وہابیت یعنی دیوبندیت کو بے نقاب کر دیا۔ ایسی ضربات قاہرہ پہنچائیں کہ زخم گہرا اور گہرا ہوتا جا رہا ہے۔

۲۔ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز پر یہ الزام عائد کیا کہ "مولانا احمد رضا خانصاحب نے دوسرا کام یہ کیا کہ مسلمانوں کو ایک نئے اختلاف سے روشناس کیا ——— ایک خدا ——— ایک رسول ——— ایک قبلہ ———

ایک کتاب کے ہوتے ہوئے مسلمانوں میں کفر و اسلام کے دو محاذ بتلائے اور مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیا۔ اسلام کی پچھلی بارہ صدیوں میں مسلمانوں میں صحابہ کرام پر کچھ اختلاف تھا یا مجتہدین عظام کی عملی راہیں کہیں کہیں مختلف تھیں ...... وغیرہ (دھماکہ ص۸)

کیا یہ عامیانہ وغیر ذمہ دارانہ گفتگو دھماکہ کہلانے کی مستحق ہے۔ مولانا احمد رضا خانصاحب نے مسلمانوں کو ایک نئے اختلاف سے روشناس کرایا۔

کیوں جناب! کیا تحذیر الناس اعلیٰحضرت نے لکھی تھی یا آپ کے حکم سے لکھی گئی تھی؟ حفظ الایمان اعلیٰحضرت نے لکھی تھی یا آپ کے حکم سے لکھی گئی تھی؟ براہین قاطعہ اور فتاوی گنگوہی اعلیٰحضرت نے لکھا تھا یا آپ کے حکم سے ایسا ہوا تھا۔ جو بات بارہ صدیوں میں کسی نے نہ کہی تھی وہ آپ کے اکابر نے کہی۔ ملاحظہ ہو تحذیر الناس ص۳ مطبوعہ راشد کمپنی دیوبند۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں۔

۱۔ اوّل معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقامِ مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد اسی کتاب میں ص۲۴ پر ہے کہ "اگر بالفرض بعد

زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"

۲۔ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی "حفظ الایمان" مطبوعہ مکتبہ تھانیہ دیوبند ص۱۰-۱۱ "و مطبوعہ علیمی دہلی ص۸ "پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے"

۳۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی مؤلفہ اور مولوی رشید گنگوہی کی مصدقہ کتاب براہین قاطعہ ص۵۱ پر ہے۔ "الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعتِ علم نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے" اس کے علاوہ گنگوہی صاحب اور دیگر علماء دیوبند کا امکان کذب و وقوع کذب پر فتوٰی .... کیا یہ سب کچھ کسی حقیقی واقعی مسلمان کے زبان و قلم سے نکل سکتا ہے۔ اگر مذکورہ بالا اور اس قسم کی دیگر گستاخانہ کفریہ عبارات منظر عام پر نہ آئیں تو سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ و اکابر علماء عرب و عجم کو حکم شرعی واضح کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر اختلاف کی نئی شاہراہ قائم کرنے کا الزام اپنی بداعمالیوں، سیاہ بختیوں پر پردہ ڈالنے کے مترادف اور ہر لمحہ انگریز کی سازش کا عکاس و آئینہ دار ہے۔ اور یہ الزام قطعی بیہودہ اور جان چھڑانے کا ایک حربہ ہے کہ معاذ اللہ اعلیٰحضرت بریلوی نے اکابر دیوبند کی

توہین آمیز کفریہ عبارات میں کوئی کتر بیونت کی یا اپنی طرف سے ان کے مفہوم کو غلط معنی پہنائے یا الفاظ میں کھینچا تانی کی یا کفریہ عبارات میں اپنے معنی داخل کئے۔ ان عبارات پر سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنّت ہی نہیں برصغیر کے اکابر و مشاہیر علماء اور چوٹی کے مشائخ کرام اور نہ صرف یہ بلکہ جلیل القدر علماء و فقہاء عرب و عجم نے کفر کا حکم شرعی لگایا ہے کیا معاذ اللہ وہ سب نا اہل تھے انگریز کے ایجنٹ تھے، مسلم اتحاد کے دشمن تھے۔؟

ہماری اس مختصر گفتگو سے واضح ہو گیا کہ فی الواقع خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم، کے ماننے پر مسلمانوں میں نہ اختلاف تھا نہ ہے اور جنہوں نے اختلاف کیا گستاخیاں کیں، کفریات بکے، وہ اپنے عقائد کفریہ یقینیہ کی بنا پر خود ہی مسلمانوں سے علیحدہ ہو گئے اور محاذ بنانے اور اختلاف پیدا کرنے کی ذمہ داری بھی انہی پر عائد ہوتی ہے نہ تحذیر الناس، حفظ الایمان، براہین قاطعہ اور ان کی گستاخانہ عبارات کا عالم میں ظہور ہوتا نہ ان پر حکم شرعی واضح ہوتا۔

~

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا،
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

مؤلف دھماکہ کا یہ کہنا کہ بارہ صدیوں میں صحابہ کرام پر کچھ اختلاف تھا سراسر خلاف واقع اور روافض کی خوشنودی و تائید و حمایت حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اس سے دیوبندیت کے دل میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بغض ظاہر ہوتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو ان کے قطب العالم مولوی رشید احمد گنگوہی بھی کہہ گئے ہیں کہ "صحابہ کی تکفیر کرنے والا بھی سنّت جماعت سے خارج نہ ہوگا"

(فتاوی رشیدیہ صفحہ ۲۳) لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ

اور پھر یہ بات بھی سمجھ سے بالاتر ہے کہ کیا کوئی شخص ایک خدا، ایک رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم، ایک قبلہ ایک کتاب پر محض ایمان لانے کا دعویٰ کرنے کے بعد بالکل آزاد ہو جاتا ہے کہ زبان سے تو ایمان لانے کا دعویٰ کرتا رہے اور خدا

ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم، کی شان میں جسطرح چاہے دریدہ دہنی کرتا رہے۔؟

اگر یہ صحیح ہے تو پھر مرزائی، قادیانی، نیچری، پرویزی، رافضی وغیرہ بھی کم از کم ایک خدا ایک رسول، ایک قبلہ اور ایک کتاب پر ایمان لانے کے دعویدار ہیں اُنکی تکفیر کیسی؟ ممکن ہے دیابنہ اپنے ان اعتقادی بھائیوں کو ان کے عقائد کفریہ کے باوجود مسلمان مانتے ہوں یا پھر انہوں نے کہیں سے خصوصی طور پر تنقیصِ خداوندی اور توہینِ مصطفوی کرنے اور بدستور مسلمان رہنے کا پرمٹ حاصل کر لیا ہے اس کو کہتے ہیں چوری اور سینہ زوری۔ کفریات بکیں۔ توہین و تنقیص کریں اور مسلمان کے مسلمان رہیں۔ اگر خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم، کی توہین و تنقیص ہی ایمان و اسلام ہے تو پھر ایمان و اسلام کس چیز کا نام ہے؟ اس طرح ہر بے دین کو کھلی چھٹی مل جاتی ہے وہ جو چاہے خرافات بکے اور سینہ زوری سے مسلمان بنا رہے۔

مذہب کی نسبت کی بحث

مؤلف کتابچہ دھماکہ کے لئے جس دیدہ دلیری اور بے ایمانی سے سیدنا اعلیٰحضرت و دیگر علماء اہلسنّت کی کتب کے حوالوں میں مجرمانہ خیانت و بد دیانتی کا مظاہرہ کیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ جب اصل کتب سے مطابقت کی جاتی ہے کم و بیش ایک دو لفظ تو یقیناً زیادہ ملتے ہیں۔ اور پھر اپنی مرضی کے غلط معنی پہنانا تو اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ کیونکہ اب غالباً دیابنہ کو یقین ہو گیا ہے کہ سچائی کی بنیاد پر اہل سُنّت کی مزاحمت ان کے بس کی بات نہیں لہٰذا جس قدر پیٹ بھر کر جھوٹ بولا جائے اُس میں ہی دیوبندیت کی عافیت اور بچاؤ کی صورت ممکن ہے لہٰذا "مذہب کی نسبت کس کی طرف ہوتی ہے" کا گنوار سا عنوان جما کر لکھتا ہے۔ "اللہ کا پسندیدہ دین اسلام ہے۔ اجتہادی مسائل میں مذہب کی نسبت مجتہدین کی طرف ہوتی ہے۔ مذہب کی نسبت اتباع اور پیروی اللہ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی طرف ہوتی ہے تو وہ صحابہ کرام اور مجتہدین عظام ہیں۔ ہاں امتحان اور تعارف کے لئے آپ کسی سے

بھی پوچھ سکتے ہیں کہ تیرا مذہب کیا ہے؟ لیکن اتباع کی غرض سے مذہب کی نسبت مجتہدین کے بعد کسی شخص نے اپنی طرف نہیں کی"۔ (دھماکہ ص۱۰۹)

۱۔ مؤلف دھماکہ کی یہ علمی بے بضاعتی ہے کہ اس نے مذہب کی مذکورہ بالا نسبت کی تفصیل بتاتے ہوئے عقائد کی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا اور چند الفاظ کو خود مرتب کر کے بلا دلیل و ثبوت اس کو مذہب کی نسبت کا عنوان دے دیا۔

۲۔ یہ کتابچہ مذکورہ میں بکثرت مقامات پر مذہب اسلام لکھنے اور اپنی جہالت کا فوٹو چھاپنے کے بعد ص۱۰۹ پر مذکورہ زیر بحث حوالہ میں مذہب کی نسبت مجتہدین کی طرف کر دی اور اس عبارت کی ابتدا میں دین اسلام قرار دیا۔ اور اس سے پہلے اور بعد میں متعدد مقامات پر مذہب اسلام تحریر کیا۔ اب جس شخص کی بے چارگی اور بے بضاعتی کا یہ عالم ہے کہ اس کو یہ پتہ نہیں کہ دین اسلام ہے یا مذہب اسلام ہے اور مذہب کی نسبت کس طرف ہوتی ہے۔ وُہ عرب و عجم کے ممدوح امام اہلسنّت اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی تصانیف جلیلہ پر نکتہ چینی کا شوق لئے پھرتا ہے۔

ے شرم اُن کو مگر نہیں آتی

۳۔ وُہ ثابت تو یہ کرنا چاہتا ہے کہ مذہب کی نسبت کس طرف ہونی چاہیئے اور کس کی طرف نہیں لیکن بے بسی کے عالم میں اس کو اعلیٰحضرت کی کتب سے مذہب کی نسبت کا تو کوئی حوالہ ملا نہیں جس سے وہ یہ ثابت کرتا کہ اعلیٰحضرت نے فرمایا ہو تم جسطرح مجتہدین یا آئمہ کرام کی طرف منسوب ہو کر حنفی، شافعی، حنبلی یا مالکی کہلاتے ہو میری نسبت سے تم رضوی یا بریلوی کہلایا کرو۔ لہٰذا میرے دین و مذہب پر قائم رہنے کا حوالہ اپنی باطل مراد ثابت کرنے کے لئے جڑ دیا۔ اعلیٰحضرت نے تو کہیں نہیں فرمایا۔ نہ اپنے قلم سے کسی عقیدتمند محب و مخلص شاگرد و مرید کو رضوی بریلوی تحریر کیا۔ مصنف دھماکہ

کا یہ پاگل پن ہے کہ وہ اپنی اس تصریح کے باوجود کہ "مذہب کی نسبت مجتہدین کی طرف ہوتی ہے"۔ دھماکہ ص۳-۲ پر متعدد بار خود بریلوی مذہب بریلوی مذہب اور ص۴۲ پر بریلوی مذہب کی فہرست لکھ کر اپنے دماغی توازن درست نہ ہونے کا ایک سے ایک نمونہ پیش کر رہا ہے۔

۴۔ اسی عبارت میں لکھتا ہے "مذہب کی نسبت اتباع اور پیروی کی غرض سے اللہ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی طرف ہوتی ہے تو وہ صحابہ کرام اور مجتہدین عظام ہیں"۔

اہل دیوبند میں اگر کوئی اہل علم ہے تو ہمیں بتلائے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی اتباع اور پیروی کا کیا مطلب؟ اور اللہ تعالیٰ کی پیروی کوئی کس طرح کر سکتا ہے؟ اور جہالت و حماقت کا یہ عالم کہ ایک ہی معنی کے دو لفظ ایک دم استعمال کر کے اپنی لفاظی و لغت فہمی کا دباؤ ڈال رہا ہے۔ اتباع اور پیروی جیسے دیوبند کا کوئی دوسرا فاضل کہے آب زمزم کا پانی، کوہ طور کا پہاڑ۔ آب بھی پانی اور پانی تو پانی ہی ہے۔ کوہ بھی پہاڑ کو کہتے ہیں اور پہاڑ بھی پہاڑ ہے اس طرح اتباع کا معنی پیروی ہے تو اتباع کے بعد پھر دوبارہ پیروی کا کیا مطلب۔ جہالت کے اسی زعم میں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کی تصانیف جلیلہ کا مواخذہ ہو رہا ہے؟

۵۔ ص۱۰۹ کی سب سے نچلی سطر میں لکھا ہے۔ "ہاں امتحان اور تعارف کیلئے آپ کسی سے پوچھ سکتے ہیں کہ تیرا مذہب کیا ہے معلوم نہیں یہاں امتحان سے کونسا امتحان اور تعارف سے کونسا تعارف مراد ہے لیکن ہم حیران ہیں کہ وہ جس چیز کا رد کرنا چاہتا ہے کہ اعلیٰحضرت بریلوی نے فرمایا میرا دین و مذہب، وہ تو خود اس کے قلم سے ثابت ہو رہا ہے اس نے خود اجازت دی ہے کہ "ہاں امتحان اور تعارف کے لئے آپ کسی سے پوچھ سکتے ہیں کہ تیرا مذہب کیا ہے۔ . . . . . ؟ جب آپ کسی سے پوچھیں گے کہ تیرا

مذہب کیا ہے تو وہ لازماً کہے گا کہ میرا مذہب یہ ہے۔

تو میرا مذہب اور تیرا مذہب کہنا تو خود آپ کے قلم سے ثابت ہو گیا پھر اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ پر اعتراض کیسا؟ آپ خود کسی کو تیرا مذہب کہہ سکتے ہیں تو کیا اعلیٰحضرت خود میرا مذہب نہیں کہہ سکتے؟ اب آئیے وصایا شریف کی اصل عبارت کی طرف کہ اعلیٰحضرت نے بوقتِ وصال اپنے وصایا میں فرمایا "رضا حسین حسنین اور تم سب محبت و اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباعِ شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے"۔

مصنف دھاکہ کا سارا انحصار اسی عبارت پر ہے اس کے متعدد جواب ہیں۔

۱۔ عبارت مذکورہ بالا میں سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے دو چیزیں بیان فرمائی ہیں (۱) اتباعِ شریعت اور (۲) دین و مذہب

احکامِ عملیہ کا نام شریعت ہے اور اعتقادیات کا نام دین ہے بدیہیات شرعیہ میں سے ہے کہ احکامِ شریعت بقدرِ وسعت ہیں لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا مگر ضروریاتِ دین پر ایمان ہر وقت ضروری ہے۔ اس میں حتی الامکان کی شرط نہیں۔ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَ قَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے ازراہِ محبت دینِ اسلام کو اپنا دین فرمایا۔ جیسے کوئی کہے میرا رب، میرے رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم، اسی طرح اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کو اپنا دین فرمایا۔ اور پھر یہ تصریح موجود ہے کہ جو میری کتب سے ظاہر ہے۔ اعلیٰحضرت کی کتب میں کیا ہے بفضلہٖ تعالیٰ قرآن و احادیث اقوالِ آئمہ و فقہاء ایک ایک مسئلہ پر صدہا نصوص مصنف دھاکہ اور اس کے اکابر و مشاہیر تا قیامِ قیامت اعلیٰحضرت کی کتب سے قرآن و احادیث کے خلاف کچھ نہ دکھا سکیں گے۔ اعلیٰحضرت نے بالخصوص اپنی کتب کی تصریح اس لئے فرمائی کہ اس دور میں مرزائی قادیانی

نیچری، رافضی، دیوبندی وہابی چکڑالوی سب ہی قرآن و حدیث کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں اور اپنی باطل مراد کے لئے غلط معنی پہنا کر گمراہ کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کی کتب پر نہیں بلکہ میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر قائم رہنا۔ اب اعلیٰحضرت کی کتب سے جو ظاہر ہے وہ ہر آنکھ والا دیکھ سکتا ہے۔ مگر نہ جانے مصنف دھاکہ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ اپنے دین و مذہب سے اعلیٰحضرت کی مراد شریعت محمدی نہ تھی اپنا علیحدہ مذہب تھا۔ یہ کچھ اعلیٰحضرت کی کتب سے تو ظاہر نہیں اور قلبی کیفیات پر مطلع ہونا اور دل میں چھپی ہوئی غیب کی بات جاننا بالذات اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے۔ لیکن مصنف دھاکہ نے اپنے اکابر کے مذکورہ عقیدہ کے خلاف اپنے علمِ غیب کا دعویٰ کس طرح کر دیا۔ یا محض ابلیسی وسوسہ ہے ——؟

بہرحال یہ مصنف دھاکہ کا جاہلانہ اعتراض اور دھوکہ ہے۔ ہم مصنف دھاکہ سے پوچھتے ہیں اسلام آپ کا دین ہے یا نہیں؟ اگر آپ کہیں ہاں تو آپ اپنے فتویٰ سے کافر ہوئے۔ کیونکہ دین کو اپنی طرف اضافت کرنے کے معنی آپ کے نزدیک یہ ہیں آپ کا گھڑا ہوا اور ایجاد کردہ دین اس طرح اسلام کو آپ اپنا دین بتا کر کافر ہوئے اور اگر آپ کہیں اسلام ہمارا دین نہیں تو آپ ہمارے فتویٰ سے بحکمِ شریعت کافر ہوئے ؎

دو گونہ عذاب است جانِ مجنوں را

بلائے صحبتِ لیلیٰ و فرقتِ لیلیٰ

۲۔ احادیثِ صحیحہ میں ہے کہ مردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں تو منکر نکیر آ کر سوال کرتے ہیں مَنْ رَّبُّکَ تیرا رب کون ہے۔ مَا دِیْنُکَ تیرا دین کیا ہے۔ آپ کے قول پر یہ مطلب ہوا کہ نکیرین علیہم السلام مردے سے اسلام کے علاوہ خود اس کا گھڑا ہوا دین پوچھتے ہیں یوں نہیں کہتے کہ عَلٰی اَیِّ دِیْنٍ کُنْتَ تو کس دین پر تھا بلکہ یہی کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے۔ مصنف دھاکہ کو چاہیئے کہ وہ کہہ دے میرا کوئی

دین نہیں۔ میں تو بے دین ہوں لَا دِیْنَ لِیْ۔ مسلمان مردہ یہ نہیں کہتا کہ انا علی دین الاسلام یعنی میں اسلام پر ہوں۔ بلکہ وہ کہتا ہے دینی الاسلام میرا دین اسلام ہے۔

۲۔ سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی اس وصیت کے بارہ میں مولوی ضیاء احمد دیوبندی وہابی اپنی کتاب التحقیق العجیب فی بیان انواع التثویب کے صہ۲۳ پر لکھتے ہیں: "اور وصیت کنندہ اور اسکی وصیت عین شریعت ہوگی پھر اسی صہ۲۴ پر ہے "متبع وصیت مذکورہ عند اللہ مصاب و مثاب ہے" اس جواب پر آپ کے دیوبندی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مدرس مولوی عبد اللطیف صاحب کی تصدیق بھی موجود ہے۔

بتائیے مولوی ضیاء احمد دیوبندی اور مولوی عبد اللطیف سہارنپوری اعلیحضرت کے شریک جرم ہوئے یا نہیں۔ انہوں نے معاذ اللہ گھڑے ہوئے یا ایجاد کردہ دین کی تائید کی یا نہیں ——؟

جیساکہ ہم گذشتہ اوراق میں بالتفصیل واضح کر آئے ہیں کہ دھماکہ ایک بہت بڑا فریب گڑھ ہے جس کی بنیاد کذب وافترا پر رکھی گئی اور بڑی دیدہ دلیری اور ڈھٹائی کے ساتھ الزام تراشی و دروغ گوئی کا مظاہرہ کیا گیا اور حد یہ کہ حوالہ جات نقل کرنے میں موضوع و مسئلہ زیر بحث کی مناسبت کا بھی خیال نہیں رکھا گیا اور کچھ نہیں تو مذہبی خودکشی کی شرمناک مثال" کا مسئلہ زیر بحث سے قطعاً غیر متعلق عنوان جماکر مولانا علامہ ارشد القادری صاحب کا تضاد ثابت کرنے کے لئے جوڑ توڑ شروع کر دیا۔ لکھتے ہیں بریلوی مذہب کے ایک صاحب ارشد نام کے ہیں۔ آپنے مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کی کتاب میں کہیں دیکھ لیا کہ مولانا رشید احمد صاحب نے اپنے اتباع کا کہا تھا۔ اس پر ارشد صاحب لکھتے ہیں

"نائب رسول ہونے کی حیثیت سے علماء کرام کا منصب صرف یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اتباع رسول کی دعوت دیں۔ اپنے اتباع کی دعوت دینا قطعاً ان کا منصب نہیں" (زلزلہ صہ۱۳)

علامہ مولانا ارشد القادری صاحب کے ان الفاظ پر مصنف دھماکہ کا احمقانہ تبصرہ ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں۔

"ارشد صاحب نے جس نفیس پیرایہ میں اعلیحضرت کے مذہب کا خون کیا ہے ہم اُس کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے .... ارشد صاحب نے یہاں مولانا احمد رضا خاں صاحب کا نام کیوں نہیں لیا۔ جب ان کی قلم کی تلوار کا لہو اعلیحضرت پر جلی صورت میں ٹپکا تو وہ کونسا داعیہ ہے جو انہیں اعترافِ حق سے روکتا رہا۔ مذہبی انحراف کی ایسی شرمناک مثال کسی فرقہ کی تاریخ میں شاید ہی مل سکے ایک صحیح الدماغ آدمی یہ سوچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس قسم کی عبارتیں جب احمد رضا خاں صاحب کے قلم سے نکلتی ہیں تو بریلوی حضرات انہیں عین اسلام قرار دیتے ہیں۔ اور ایسی کوئی بات خواہ اپنے الفاظ میں اُن سے کتنی ہی کمزور اور سادہ کیوں نہ ہو۔ جب دوسروں کی زبان سے سنتے ہیں تو ان لوگوں کے دماغ کا لاوا اُبلنے لگتا ہے یہ کیا انصاف ہے حق کا کیا یہی تقاضہ ہے۔ (وغیرہ وغیرہ)

مصنف دھماکہ کی اس طویل چرب زبانی اور لفاظی کا ماحصل یہ ہے کہ مولانا علامہ ارشد القادری صاحب نے جسطرح رشید گنگوہی کی اپنے اتباع کی تلقین پر ڈانٹ ڈپٹ کی ہے۔ اسی طرح اعلیحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلاف کیوں نہیں کہا گیا۔ اتنی ڈینگیں مارنے اور شیخی بگھارنے اور ہوائی اڑانے سے پہلے اگر آپ نے اپنے دماغی پاگل پن کا علاج کرا لیا ہوتا اور پھر مولوی رشید گنگوہی اور اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کی عبارات کو سامنے رکھا ہوتا تو اس بیہودہ گوئی کی ضرورت پیش نہ آتی۔ مولوی رشید گنگوہی اور اعلیحضرت بریلوی کی عبارات میں دن رات کا فرق ہے۔ لفظی اور معنوی طور پر قطعاً کوئی مناسبت نہیں اگر آپ بھی گنگوہی صاحب کی طرح ہیں اور کچھ نظر نہیں آتا تو عبارات کسی دوسرے سے پڑھوا کر تضاد ثابت کیا ہوتا۔ پھر انصاف اور حق پسندی کی دہائی دی ہوتی۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی واضح طور پر صاف الفاظ میں اپنی اتباع کی تلقین کر رہے ہیں اور اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کھلے الفاظ میں "حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو" فرما رہے ہیں۔ مولوی رشید گنگوہی کے کلام میں پی اتباع اعلحضرت

کے کلام میں اتباع شریعت ہے

جب آنکھ ہی نہ ہو کھلا دن بھی رات ہے
جان کے بنتے ہیں گنگوہی یہ کیسی بات ہے

کیا اعلیٰحضرت سے اسی لئے عناد ہے کہ انہوں نے اتباع شریعت کا فرمایا اور گنگوہی کی اتباع سے نجات دلائی۔ اعلیٰحضرت اور مولوی رشید گنگوہی کے الفاظ میں زمین و آسمان اور رات دن کا فرق ہے۔ لیکن یہ انصاف و حق پسندی کی دہائی دینے والے ہر چیز کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک رہے ہیں۔

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد اُدا نہ دے

مصنف دھماکہ نے نہایت جعلسازی سے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ معاذ اللہ اعلیٰحضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبارک کلام بھی (معاذ اللہ) مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید گنگوہی، مولوی خلیل انبیٹھوی، مولوی اشرف علی تھانوی کی طرح گستاخانہ ہے۔ اگر خدا نخواستہ فی الواقع ایسا ہوتا تو پھر جھگڑا ہی کیا تھا۔ ؟ ۔ مگر ایسا نہیں اور ہرگز نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو برصغیر و عرب و عجم کے علماء فقہاء ان کے ہمنوا نہ ہوتے اور خود ہم لوگ ان کی تائید و حمایت نہ کرتے۔ مولانا علامہ ارشد القادری صاحب نے اپنی شہرۂ آفاق عظیم تالیف زلزلہ میں سینکڑوں کی تعداد میں دیوبندی تضادات ثابت فرمائے ہیں۔ اس قسم کی لن ترانیوں سے قبل مصنف دھماکہ کو اکابر دیوبند کے ان اقوال میں یکسانیت ثابت کرنے کی توجرأت نہ ہوئی جبکہ علامہ قادری نے اپنے سوالات قاہرہ سے دیوبندیت، وہابیت کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا۔ انہوں نے ہزاروں سوالات کی اکابر و اصاغر دیوبند کے سروں پر ایک دیوار کھڑی کر دی۔ زلزلہ کے جھٹکوں سے صنم کدہ دیوبند فارس بنا ہوا ہے اور مصنف دھماکہ ہیں کہ حقیقت کا منہ چڑا کر اپنا دل بہلا رہے ہیں۔ کم از کم دنیا کو یہ تو بتایا جائے کہ

بریلوی مذہب کے جو ایک صاحب ارشد نامی ہیں ہم دیوبندیوں نے نجد سے دیوبند تک کی متعدد کوششوں سے ان کی فلاں بات کا فلاں جواب دیا ہے۔ دنیا دیکھ رہی ہے زلزلہ آج بھی زلزلہ ہے۔ لاجواب تھا اور لاجواب ہے اور انشاء اللہ العزیز حاملانِ توہین و تنقیص کے واصل جہنم ہونے تک لاجواب رہے گا۔ کیونکہ:۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

اکابر دیوبند اور ابن عبدالوہاب نجدی

بریلوی تکفیر کی گولہ باری کے

زیر عنوان لکھا گیا ہے کہ "اس حقیقت سے کوئی مبصر انکار نہیں کر سکتا کہ بریلوی مذہب کے بانی احمد رضا خانصاحب آنجہانی جناب عبدالوہاب صاحب نجدی ۱۲۰۶ھ اور ان کے تمام پیروکاروں کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

قطع نظر اس سے کہ اعلیٰحضرت نے مرتدین پر جو احکام شرعی نافذ فرمائے مصنف دھماکہ کے پاس ان کا کیا جواب ہے ؟

قارئین کرام اور خود مصنف دھماکہ اپنے ہی الفاظ میں اپنی مذہبی خودکشی کا تماشا بھی دیکھ لیں۔ صد ۱۲ کی خط کشیدہ آخری سطر میں جناب عبدالوہاب صاحب نجدی ۱۲۰۶ھ کے تمام پیروکاروں نے لکھا ہے اور "پیروکاروں" اتباع کرنے یا تقلید کرنے والوں کو کہتے ہیں۔ ابھی ایک ہی ورق پہلے اتباع کا لفظ مصنف دھماکہ کے لئے قیامت بنا ہوا تھا اور وہ مولانا ارشد صاحب کو حق و انصاف کی دہائی دے رہا تھا۔ اردو کی کسی بھی لغت کو اٹھا کر دیکھ لیں۔ اتباع کا معنی پیروی کرنا ہے۔ فیروز اللغات صد ۳۹ پیروی کا معنی تقلید، فرمانبرداری۔ صد ۱۸۶ پیروکاروں کا معنی اتباع کرنے والوں۔ مصنف دھماکہ اپنے ہی الفاظ میں خود بتائے کہ اس نے جس نفیس پیرایہ میں دیوبندی دھرم کا خون کیا ہے۔ پوری دنیا اس کی داد دیئے بغیر رہ سکے گی۔ ہم بھی قوم کے سامنے یہ استغاثہ پیش کرنے پر مجبور ہیں۔ مصنف دھماکہ نے اتباع کے

حکم کی اعلیحضرت کی طرف غلط نسبت کر کے نہ صرف خیانت مجرمانہ کا ارتکاب کیا کیا بلکہ اپنے ہی طے کردہ اس معیار سے اپنے ہی قلم کی تلوار سے اپنا ہی سر قلم کر لیا اور اس کا لہو کذب و افترا خیانت و فریب کی صورت میں دھماکہ کے صفحات پر بکھرا پڑا ہے۔ اب خود بتائیے کہ وہ کونسا داعیہ ہے جو اس کو اعترافِ حق سے روکتا ہے۔ ؎

غیر کی آنکھوں کا تجھے تنکا تو آتا ہے نظر
دیکھ غافل آنکھ اپنی کا ذرا شہتیر بھی

باقی رہا وہابیہ دیابنہ وغیرہ کے متعلق اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی و تحقیقی شرعی فتاویٰ مبارکہ تو ان کا اثر محض پھبتیوں سے زائل نہیں کیا جا سکتا۔ اعلیحضرت نے مرتدین و منکرین ضروریاتِ دین پر جو شرعی احکام جاری کئے ہیں ان دلائل کا مواد ہے ان کا جواب لائیے۔ حوالہ جات تو نقل کر دیئے مگر اُن کے دلائل کو چھوا تک بھی نہیں۔ بتائیے حسام الحرمین، الکوکبۃ الشہابیہ، سبحان السبوح کا جواب کس کے پاس ہے، اور کیا ہے ——؟

یہ عجیب بات ہے کہ مصنف دھماکہ نے نجدی اور اس کے پیروکاروں پر اعلیحضرت کے فتاویٰ کا رونا تو رو دیا۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ ان لوگوں پر فتاویٰ شرعی کیوں جاری کئے گئے، عبدالوہاب نجدی کون تھا اور کیا تھا۔ ذرا اپنے اکابرین سے دریافت فرمائیے وہ کیا کہتے ہیں ملاحظہ ہو۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

سوال :۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو کیا مشرب ہے ——؟

جواب :۔ ہمارے نزدیک اس (محمد بن عبدالوہاب نجدی) کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے۔ (و) خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے

امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے۔ ...... علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے

جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتلاتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو اُن کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے۔ اسی بنا پر انہوں نے اہلسنت اور علماء اہلسنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی (الخ)

(المہند۔ یعنی عقائد علمائے دیوبند ص ۲۲-۲۳)

نوٹ :۔ اس کتاب پر دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن مدرس اوّل مدرسہ دیوبند دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی محمد احمد سابق مہتمم مدرسہ دیوبند، مولوی حبیب الرحمٰن نائب مہتمم مدرسہ دیوبند، مصنف تذکرۃ الرشید مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، مولوی کفایت اللہ مفتی و صدر جمعیت علماء ہند دہلی جیسے چوٹی کے اکابر دیوبند کی تصدیقات ہیں۔ الغرض ان سب کی تائید و تصدیق اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے جواب اور ردالمحتار و علامہ شامی کے حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ :۔

۱۔ وہابیت خوارج کی ایک جماعت ہے

۲۔ انہوں نے امام پر چڑھائی کی

۳۔ یہ جماعت قتال کو واجب کرتی ہے

۴۔ یہ جماعت نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئی ورنہ ہمیشہ سے یہاں نہیں تھے۔

۵۔ ان کا عقیدہ تھا بس وہی مسلمان ہیں اور جو اُن کے عقیدہ کے خلاف ہو مشرک ہے۔

۶۔ انہوں نے اہلسنت و علماء اہلسنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا

بتایا جائے جو شخص اپنے سوا ہر کسی کو مشرک قرار دے، اہلسنت اور اُن کے

علماء کے قتل کو مباح سمجھے ایسے شخص کے متعلق اگر سیدنا اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لکھ دیا اور شرعی حکم واضح فرمادیا تو کونسا جرم کیا

مولوی حسین احمد صدر دیوبند لکھتے ہیں۔ "صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ عقائد فاسدہ رکھتا تھا۔ اس لئے اس نے اہل سنت و جماعت سے قتل و قتال کیا۔ ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً ابن (محمد بن عبدالوہاب نجدی) نے تکالیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور متبعین کی شان میں نہایت گستاخی و بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ الغرض وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔" (الشہاب الثاقب ص ۴۲)

مولوی انور کاشمیری شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند

لکھتے ہیں "اما محمد بن عبد الوهاب النجدی فانه کان رجلا بليدا قليل العلم فكان يشارع الى الحكم بالكفر" یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی ایک کم علم اور کم فہم انسان تھا۔ اور اس لئے کفر کا حکم لگانے میں اُسے کوئی باک نہ تھا۔

کیوں جناب مصنف دھاکہ صاحب! سُنئے آپ نے صدر دیوبند اور شیخ الحدیث دیوبند کے اقوال۔ معلوم ہوتا ہے آپ اس میدان میں نئے آئے ہیں۔ کاش آپ حسین احمد مدنی سے مشورہ کرکے آتے تو وہ بتاتا محمد بن عبدالوہاب نجدی اہل سنت و علماء اہلسنت کا قاتل اور ظالم و باغی خونخوار و فاسق شخص تھا۔ شیخ الحدیث دیوبند سے مشورہ کرکے آتے تو وہ بتاتا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی ایسا تھا کہ اُس کو

کفر کا حکم لگانے میں کوئی باک نہ تھا۔ خلیل انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی، محمود الحسن دیوبندی، کفایت اللہ دہلوی اور عاشق الٰہی میرٹھی سے پوچھا ہوتا تو وہ بتاتے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اپنے عقیدہ کے خلاف ہر شخص کو مشرک قرار دیتا تھا۔ آپ اپنی حماقت سے زبان طعن دراز کر رہے ہیں۔ اعلیحضرت پر کہ انہوں نے اس کو کافر کہہ دیا اُس کو کافر کہہ دیا۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی کو کافر کہہ دیا بلکہ آپ کے اکابر کہتے ہیں محمد بن عبدالوہاب نجدی خود اپنے ما سوا سب کو کافر و مشرک قرار دیتا تھا۔

اکابر علماء دیوبند کے مذکورہ بالا اقوال سے آپ کو ایک گرہ اور پلّے باندھ لینی چاہیے کہ آئندہ عوام کو یہ دھوکہ نہ دیں کہ وہابی حرمین شریفین پر ہمیشہ سے قابض ہیں

مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پر

کُفّار کے قبضہ کی بحث

دھاکہ کے کذاب مصنف نے صہ۱ پر اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے مذہب اسلام اور بریلوی مذہب سے منسوب کرکے علیحدہ علیحدہ دو عقیدے درج کئے ہیں اور اپنے بقول مذہب اسلام کا جو عقیدہ بیان کیا ہے اپنی جہالت اور بے علمی کے باعث صہ۶ پر جتنی احادیث مبارکہ نقل کی ہیں وہ اگرچہ حق و صحیح ہیں لیکن مصنف دھاکہ اپنی علمی بے بضاعتی کے باعث ایک حدیث بھی ایسی پیش نہیں کر سکا جس کے واضح الفاظ یہ ہوں کہ "مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ پر کفار کا قبضہ نہ ہو سکے گا۔" اور اپنے الفاظ میں بریلوی مذہب اور سیدنا اعلیحضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ جو کچھ لگایا اس میں سو فیصدی خیانت اور بے ایمانی و خبث باطنی کا ثبوت دیا ملاحظہ ہو احکام شریعت حصہ دوم مسئلہ ۹ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے اگر ہجرت ہی کرنا ہے تو بجائے کابل کے مدینہ منورہ

کو ہجرت کروں گا۔ کم از کم یہ تو ہوگا کہ مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نماز کا ثواب ملے گا۔ اور کہتا ہے دین مدینہ سے نکلا ہے اور پھر اسی طرف پلٹ جائے گا۔ پس اس جگہ سے کونسی جگہ افضل ہوگی اور اس زمانہ میں جبکہ نصاریٰ کا قبضہ اس جگہ ہے۔ کابل سے ہزار درجہ اس جگہ کی ہجرت کو افضل کہتا ہے اور اپنے لئے باعث سلامتی دین و شفاعت تصور کرتا ہے۔ زید کا یہ خیال درست ہے یا نہیں؟ اور اگر ہجرت میں یہ نیت کرے کہ جب تک بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ پر کفار کا قبضہ ہے اتنی مدت اپنے وطن میں نہ آئے گا۔ ایسی نیت اُس کی درست ہوگی یا نہیں ــــ؟ بینوا و توجروا۔

اس سوال کے جواب میں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ لکھتے ہیں:۔

جواب:۔ زید کے بالائی خیالات سب صحیح ہیں۔ بیشک مدینہ منورہ سے کسی شہر کو نسبت نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ وَالْمَدِیْنَةُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۔ مدینہ منورہ ان کے لئے سب سے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ مگر مدینہ طیبہ میں مجاورت ہمارے آئمہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ حفظ ادب نہ ہو سکے گا اور قبضہ کفار کا بیان غلط ہے اور ہو تو یہ نیت کہ ان کے قبضہ تک وہیں رہے گا الٹی نیت ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

ملاحظہ ہو دیوبندیت کی وکالت کرنے والے مصنف دھماکہ کی بے ایمانی و دغابازی۔ سوال کے آخری اور جواب کے ابتدائی الفاظ نقل کر دیئے اور سوال و جواب کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنی ناپاک مراد کو ثابت کرنے کے لئے بڑی بے شرمی سے یہ لکھ دیا۔

مسئلہ:۔ اگر ہجرت میں یہ نیت کرے کہ جب تک بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ پر کفار کا قبضہ ہے اتنی مدت اپنے وطن میں واپس نہ آئے گا ایسی نیت اس کی درست ہوگی یا نہیں؟

جواب:۔ زید کے بالائی خیالات سب صحیح ہیں (احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۴۴)

گویا اب دیوبندیت کا دفاع صرف اسطرح ممکن ہے کہ جھوٹ پر جھوٹ بولتے چلے جاؤ۔ حالانکہ مصنف دھماکہ اگر گنگوہی کی طرح اندھا نہ ہوتا تو اس کو صاف نظر آتا کہ سوال کے اس جز کے متعلق سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے واضح الفاظ موجود ہیں . . . . اور قبضہ کفار کا بیان غلط ہے اور ہو تو یہ نیت کہ ان کے قبضہ تک وہیں رہے گا الٹی نیت ہے۔ کیا اسی بے ایمانی کے بل بوتے پر دیوبندیت کا بچاؤ ہو رہا ہے ــ؟

ممکن ہے مصنف دھماکہ اپنی عادت و طبیعت سے مجبور ہو کر مزید غلط تاثر دے واضح رہے کہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں آج بھی اکثریت اہلسنت کی ہے اور خدام و غلامان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہی وہاں غلبہ رہے گا۔ اگر پاکستان میں چند روز کے لئے سکندر مرزا شیعہ برسر اقتدار آگیا تو کیا پاکستان پر رافضیوں کا قبضہ ہو گیا ــــ؟

اگر مصنف دھماکہ ہماری اس تاویل کا قائل نہیں تو پھر وہ جواب دے جیسا کہ ہم نے اوپر مفصل نقل کیا ہے۔ اور خلیل احمد انبیٹھوی کی "المہند" کی تحریر اور مولوی اشرف علی تھانوی، محمود الحسن دیوبندی، عاشق الٰہی میرٹھی اور کفایت اللہ دہلوی کی تائید و تصدیق سے ثابت کیا کہ وہابی، نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے ان کا عقیدہ تھا بس وہی مسلمان ہیں جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب نجدی حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اور جن کے نزدیک ان کے سوا کوئی مسلمان نہیں۔ اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے تو کیا نجدی کے غلبہ و قبضہ سے قبل مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پر غیر مسلموں اور مشرکوں کا قبضہ تھا؟ اگر آپ یہ کہیں کہ وہاں کفار کا قبضہ تھا تو آپ نے خود شرمناک مذہبی خودکشی کی۔ اگر یہ نہیں تو پھر بتائیں کہ اپنے سوا کسی کو مسلمان نہ سمجھنے والا اور اپنے عقیدہ کے خلاف تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دینے والا خود کون ہوا اور اس پر یہ کفر پلٹا یا نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ صحیح بخاری جلد دوم ص ۹۰۱ صحیح مسلم جلد اول ص ۵۷ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کی روایت حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد۔ ایما امرئ قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما ان کان کما قال والا رجعت الیہ۔

ترجمہ :- یعنی جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے - ان دونوں میں ایک پر یہ بلا ضرور پڑے - اگر جسے کہا وہ سچ کافر تھا جب تو خیر ورنہ یہ لفظ اسی کہنے والے پر پلٹ آئے گا۔

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مطبوعہ مصر ۱۲۷۶ھ جلد دوم ص۱۵۶ کذلک یا مشرك ونحوہ۔ اسی طرح کسی کو مشرک یا اس کے مثل کوئی لفظ کہا جب کہ وہ مشرک نہ تھا تو کہنے والا خود مشرک ہو گیا۔

مولوی انور کاشمیری مقدمہ فیض الباری میں لکھتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کو کفر کا حکم لگانے میں کوئی باک نہ تھا اور خلیل احمد انبٹھوی صاحب اشرف علی تھانوی محمود الحسن دیوبندی اور عاشق الٰہی میرٹھی کی تائید و تصدیق کے ساتھ لکھتے ہیں - "ان (عبدالوہاب نجدی) کا عقیدہ تھا۔ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے

مصنف دھماکہ بتائے فرمان نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق یہ کفر و شرک محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف پلٹا یا نہیں -؟

اور پھر یہ بھی بتائیں جیسا کہ مولوی حسین احمد مدنی صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں "اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس (محمد بن عبدالوہاب نجدی) نے تکالیف شاقہ پہنچائیں .... اور بہت لوگوں کو بوجہ اس تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا - ہزاروں آدمی اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے -

(الشہاب الثاقب ص۴۴)

اس کے بعد آپ دھماکہ کے ص۶ پر اپنی نقل کردہ حدیث شریف "جو شخص مدینہ شریف کے لوگوں سے برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اس طرح گھلا دیں گے جس طرح

نمک پانی میں گھل جاتا ہے" کے آئینہ میں مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پر متغلب ہونے والے اور اہل حرمین کو تکلیف شاقہ پہنچانے والے اور مسلمانان مدینہ کو مدینہ شریف چھوڑنے پر مجبور کرنے والے اور وہاں کے ہزاروں کی سنی لوگوں کو شہید کرنے والے محمد بن عبدالوہاب نجدی وہابی کا اور اپنا چہرہ دیکھ لیں ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اور یہ بھی بتائیں کہ سلطان عبدالعزیز کی بادشاہت سے قبل مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پر شریف حسین کا قبضہ تھا - عبدالعزیز نے اُن سے قتل و قتال کیا - آیا سلطان عبدالعزیز نے ان سے بحیثیت کافر و مشرک قتل و قتال کیا تھا یا محض حصول اقتدار کے لئے ان کو مسلمان سمجھتے ہوئے اُن کا خون بہایا ــــ؟

اگر پہلی بات صحیح ہے کہ شریف مکہ معاذ اللہ کافر و مشرک تھا تو آپ نے مکہ و مدینہ پر کفار و مشرکین کا قبضہ تسلیم کیا - اگر آپ یہ کہیں کہ سلطان عبدالعزیز نے محض اقتدار کے لئے قتل و قتال کیا تو یہ بتائیں کہ مسلمانوں بالخصوص مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے لوگوں پر ظلم و زیادتی اور ان سے قتل و قتال کرنے والے پر کم سے کم حکم شرعی اور سزا کیا ہے -؟

یاد رہے کہ اس لڑائی میں شریف حسین کی فوج کے تین ہزار سے زائد مسلمان سپاہیوں کو ہلاک کیا گیا -

امروز ۲۰ر اپریل - ٹائیٹل صفحہ آخر بتایا جائے ان تین ہزار سپاہیوں کے قتل اور خون کا بار کس کی گردن پر ہوا ہے؟ اور ساتھ ہی یہ بھی بتائیں کہ اسلام میں بادشاہت کا شرعاً کیا جواز ہے؟ ہماری ان معروضات کا مقصد یہ نہیں کہ ہم پاکستان کے کسی دوست ملک کے خلاف اپنی طرف سے کوئی معاندانہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں بلکہ دیوبندیوں کے شرمناک معاندانہ پراپیگنڈہ اور کانگریسی ذہنیت اور نظریہ پاکستان کے مخالف علماء کی الزام تراشیوں سے جو صورت حال پیدا ہو رہی ہے اس کا ازالہ کر رہے ہیں۔

اور اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ مصنف دھماکہ نے خود ص۱۲-۱۳ پر نجدیوں

وہابیوں پر فتاوی کا مسئلہ چھیڑ دیا تو ہمیں ثابت کرنا پڑا کہ اس کے اکابر کا مسلک بھی یہی ہے جس پر وہ پردہ ڈال کر عوام کو غلط تاثر دے رہا ہے اور اس کے اس موضوع کو چھیڑنے کے نتائج اس کے سامنے ہیں جس کا جواب اس سے صبح قیامت تک انشاء اللہ العزیز نہیں بن سکتا۔

مصنف دھماکہ نے نجدی وہابی قبضہ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے چند احادیث مبارکہ بھی دھماکہ کے صفحہ ۲۶ پر نقل کی ہیں ان کا ترجمہ مصنف کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔

۱۔ فرشتے مدینہ شریف کا پہرہ دے رہے ہیں وہاں طاعون اور دجال داخل نہ ہو سکیں گے۔

۲۔ مدینہ شریف میں دجال اکبر کا رعب داخل نہ ہو سکے گا۔ اس دن مدینہ شریف کے سات دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے پر دو فرشتے پہرہ دیں گے۔

۳۔ دجال مشرق کی طرف سے مدینہ کے ارادے سے نکلے گا۔ احد پہاڑ کے پیچھے نزول کرے گا۔ پھر فرشتے اس کا رخ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہاں وہ ہلاک ہو گا۔

متذکرہ بالا احادیث طیبہ تو جان وہابیت پر کروڑ کروڑ ٹن کے پہاڑ ہیں ـــ جو نبی اکرم واقف اسرار لوح وقلم رسول غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قیامت تک علم غیب شریف پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ مصنف دھماکہ کی ستم کوری اور محرومی ہے کہ اس کو ان احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب شریف اور فضائل وکمالات کا جلوہ تو نظر آیا نہیں اور ان احادیث کا سہارا لے کر نجدی کی قصیدہ خوانی شروع کر دی حالانکہ نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت تک کے واقعات کی خبر دے رہے ہیں۔

حضور ان فرشتوں کا مشاہدہ فرما رہے ہیں جو مدینہ طیبہ کا پہرہ دے رہے ہیں

اور غیب کی خبر دے رہے ہیں کہ مدینہ میں دجال اور طاعون داخل نہ ہو گا۔ مدینہ شریف کے سات دروازے ہوں گے۔ مدینہ شریف میں دجال اکبر کا رعب داخل نہ ہو سکے گا۔ دجال مشرق کی جانب مدینہ طیبہ میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔ احد پہاڑ کے پیچھے نزول کرے گا۔ فرشتے اس کا رخ شام کی طرف پھیر دیں گے۔ وہ وہاں ہلاک ہو گا۔ بتایا جائے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مبارکہ میں غیب کی خبریں دیں یا نہیں ـــــ؟ جبکہ دیوبندیوں وہابیوں کا عقیدہ یہ ہے۔

۱۔ جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے کرے گا دنیا خواہ قبر خواہ آخرت وحشر میں اس کی حقیقت کسی کو نہیں معلوم نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال معلوم نہ دوسروں کا۔

۲۔ میں (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) نہیں جانتا میرے اور آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ (براہین قاطعہ صہ۵۵ از مولوی خلیل انبیٹھوی)

۳۔ ...کل کیا ہو گا۔ کس جگہ موت آئے گی ...... یہ اللہ کو معلوم ہے نبی ولی کو علم نہیں ملخصا (از فتح بریلی کا دلکش نظارہ صہ۹۲)

لیکن مذکورہ بالا احادیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ بتا رہے ہیں۔ کل ہی نہیں قیامت تک کی خبریں دے رہے ہیں اور واضح طور پر ارشاد فرما رہے ہیں کہ دجال شام میں ہلاک ہو گا۔

کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہو جائے گا
دین نجدی پائمال سنیاں ہو جائے گا

مذہبی خودکشی کی بدترین مثال

مصنف دھماکہ نے صہ۱ اور صہ۲۶ پر احادیث مبارکہ کے حوالہ سے لکھا ہے مدینہ طیبہ میں دجال داخل نہ ہو سکے گا اور وہابیوں کی جماعت اسلامی کا بانی مودودی متعدد بار مدینہ طیبہ جا چکا ہے جبکہ دیوبندیوں کے شیخ التفسیر مولوی احمد علی لاہوری

اور دیوبندی امیر شریعت عطاء اللہ بخاری کا فتویٰ یہ ہے۔ "میری سمجھ میں ان تیس دجالوں میں ایک مودودی ہے"

(رسالہ حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب صفحہ ۹۶)

مذکورہ حوالہ سے ثابت ہوا کہ اکابر علماء دیوبند کے نزدیک مودودی صاحب تیس دجالوں میں سے ایک ہیں تو یہ مدینہ طیبہ کئی بار گیا ہے۔ مصنف دھماکہ یا تو یہ تسلیم کریں کہ دیوبندی علماء غلط فتوے دے دیتے ہیں۔ یا پھر یہ تسلیم کریں اکابر دیوبند کا احادیث شریفہ کے خلاف یہ عقیدہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں دجال جا سکتا ہے۔ جو احادیث طیبہ کو جھٹلائے اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

؎ الزام اوروں کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

جوڑ توڑ کی بدترین مثال

۲۵ مارچ ۱۹۷۵ء کو شاہ فیصل کو ان کے حقیقی بھتیجے فیصل بن مساعد نے قتل کیا حق تبارک وتعالیٰ کو اسی طرح منظور تھا۔ قتل خواہ کسی کا بھی ہو قابل ملامت ہے۔ لیکن مصنف دھماکہ کی اہلسنت دشمنی اور شقاوت قلبی ملاحظہ ہو کہ اس واقعہ کی تمام ذمہ داری علماء اہلسنت پر ڈال کر اس بنیاد پر حق و باطل کا فیصلہ کرنا شروع کر دیا۔ پوری دنیا میں مصنف دھماکہ کے سوا شاید ابلیس کے خیال اور قادیانی مرزا ناصر کے وہم و گمان میں بھی یہ نہ آیا ہوگا کہ یہ قتل علماء اہلسنت کی سازش ہے ورنہ شاہ خالد کی حکومت اپنے حقیقی بھتیجا کی بجائے مولانا علامہ ارشد القادری یا مولانا شاہ احمد نورانی کا سر قلم کرتی یا کم از کم پاکستان اور بھارت کی حکومتوں سے احتجاج کرتی مگر کسی کے وہم و گمان اور تصورات کی گہرائیوں میں جو بات نہیں وہ مصنف دھماکہ سوچ رہا ہے اور الزام تراشی و دروغ گوئی سے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کر رہا ہے۔

اپنے دہابی نواز روزنامہ ملت لندن ۲۸ مارچ ۱۹۷۵ء کے حوالہ سے صرف اتنا ثابت کیا۔ بریڈ فورڈ جمعیت تبلیغ الاسلام کے عارف نوشاہی نے شاہ فیصل کی شہادت پر شاہ خالد اور برطانیہ میں سعودی عرب کے سفیر کے نام تعزیتی تار میں کہا ہے کہ شاہ فیصل کی شہادت

عالم اسلام کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ جمعیت کل بعد نماز جمعہ مرحوم کے لئے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کا اہتمام کر رہی ہے۔

روزنامہ جنگ کے نمائندہ کے حوالہ سے صرف اتنا لکھا کہ بریڈ فورڈ جامع مسجد تبلیغ الاسلام ساؤتھ فیلڈ سکوائر میں خطبہ جمعہ سے پہلے ایک جلسہ میں شاہ فیصل کی شہادت کو عالم اسلام کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا گیا۔ امام مسجد مولانا ابو المحمود نشتر نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس زمانہ میں ایسا شخص جس نے عالم اسلام کو ایک لڑی میں پرونے کی کوشش کی اور اس میں ایک حد تک کامیاب ہوا۔ ان کا اسطرح ناگہانی طور پر جدا ہونا انتہائی رنج کی بات ہے۔ نماز جمعہ کے بعد مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے مسجد میں قرآن خوانی کی گئی۔ (دھماکہ صہ ۱۴ و صہ ۱۵)

بس ان دو بھل حوالوں پہ آسمان سر پہ اٹھا لیا اور بے حیائی و بدزبانی کا وہ مظاہرہ کیا کہ ابلیس بھی اس کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا ہوگا۔

۱۔ تو عیاری یہ کے حوالے ایسے اخبارات کے دیئے جو پاکستان میں دستیاب نہیں برطانیہ میں شائع ہوتے ہیں یہ اس لئے تاکہ اس کی چور بازاری کا پتہ نہ چل سکے۔

۲۔ یہ کہ یہ کہاں ضروری ہے کہ اخبارات کی خبر سو فیصد درست ہوتی ہے۔ یہاں بھی رپورٹر یا نامہ نگار بیان دینے والے کی مرضی کے خلاف ان سے منسوب کر کے بہت کچھ لکھ دیتے ہیں اور بعد میں تردیدی بیان جاری ہوتے ہیں۔

۳۔ اخبارات کے دونوں حوالوں میں مولٰنا علامہ ارشد القادری صاحب کا کہیں نام نہیں ان کے زلزلہ کے جھٹکوں سے صنم کدہ دیوبندیت زمین بوس ہو چکا ہے اور مصنف دھماکہ اپنے زخم چاٹ چاٹ کر ان کو کوس رہا ہے اور بے مقصد بدزبانی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

۴۔ شاہ فیصل کے متعلق ان کے اپنے افکار کیا ہیں ملاحظہ ہو:۔

شاہ فیصل کا عقیدہ

لاہور۔ ۲۲ اپریل (چیف رپورٹر) سعودی عرب کے شاہ فیصل نے جمعہ کو یہاں انجمن حمایت اسلام کی طرف سے دی گئی دوپہر کے کھانے کی دعوت میں تقریر کرتے ہوئے انجمن کے کارکنوں

کو مشورہ دیا کہ "وہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور اپنے نیک اقدامات میں کوتاہی نہ آنے دیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اعمال کو دیکھ رہے ہیں" (روزنامہ نوائے وقت لاہور۔ یکم محرم الحرام ۱۳۹۶ھ)

مذکورہ تقریر میں شاہ فیصل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر مانا اور اس عقیدہ کا برملا اظہار فرمایا کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اعمال کو دیکھ رہے ہیں۔ مصنف دھماکہ خود بتائے اور حق پسندی کا اعلان کرے کہ شاہ فیصل کا یہ عقیدہ صحیح تھا یا نہیں؟ جہاں تک علماء دیوبند کا تعلق ہے وہ صاف کہتے ہیں۔ ؎

نبی کو جو حاضر ناظر کہے
بلاشک شرع اسکو کافر کہے (جواہر القرآن ص۹)

(از مولوی غلام اُلّو خاں دیوبندی وہابی)

"جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے"

جواہر القرآن ص۲ بتایئے دیوبندی مولوی غلام خاں کے فتویٰ کی زد شاہ فیصل پر پڑی یا نہیں —— اور پھر یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ شاہ فیصل کے ایصال ثواب سے تو ان کو اتنی پریشانی ہوئی کہ اس کو آڑ بنا کر سنیت کے خلاف زبان درازی شروع کر دی۔ لیکن اپنے اکابر علماء دیوبند کو کیا کہیں گے جنہوں نے گاندھی کا فوٹو سامنے رکھ کر قرآن خوانی کی ملاحظہ ہو:۔

"تلک ہال میں مہاتما گاندھی کا یوم شہادت بڑی دھوم دھام سے منایا گیا —— حافظ سعیت اللہ (دیوبندی وہابی) اور بابا خضر (دیوبندی) نے گاندھی کی تصویر کے سامنے بیٹھ کر قرآن خوانی کی .... جناب حافظ سعیت اللہ رکن جمعیۃ العلماء ہند اور حضرت بابا خضر محمد سابق سرپرست جمعیۃ العلماء ہند کانپور نے مہاتما گاندھی کی روح کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیتیں اُن (گاندھی) کی تصویر کے سامنے بیٹھ کر پڑھیں اور اُن کی روح کو بخش دیں۔ ایک طرف لوگ (ہندو) بھجن گا رہے تھے تو دوسری طرف (دیوبندی) جمعیۃ العلماء ہند کے کچھ ذمہ دار ارکان (گاندھی

کے لئے) تلاوت قرآن مجید کر رہے تھے۔

(اخبار سیاست کانپور۔ یکم فروری ۱۹۵۷ء)

شاہ فیصل کے لئے تو قرآن خوانی آپ کو ناگوار تھی لیکن مہاتما گاندھی کے لئے قرآن خوانی کونسی دلیل شرعی سے جائز ہے —— ؟ کیا مذہبی خودکشی کی ایسی شرمناک مثال دیوبندی دھرم کے سوا اور کہیں مل سکتی ہے؟

مصنف دھماکہ کو چاہیئے اگر وہ شاہ فیصل کا واقعی شیدا ہے تو حکومت پاکستان کو مشورہ دے کہ ڈاکٹر اقبال کے یوم ولادت و یوم وصال اور بانی اخبار زمیندار اور آپ کے اور آپ کے بابائے صحافت مولانا ظفر علی کا دن منانے پر فوراً پابندی عائد کر دے کیونکہ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے شاہ فیصل کے والد بزرگوار سلطان عبدالعزیز کے متعلق لکھا ہے ؎

سجود نیست اے عبدالعزیز! ایں
بروبم از مژدہ خاک در دوست (ارمغان حجاز ص۴۳)

امید ہے مصنف دھماکہ ارمغان حجاز کی ضبطی کا بھی مطالبہ کریں گے اور مولوی ظفر علی ایڈیٹر وہابی اخبار زمیندار لکھتے ہیں ؎

ابن سعود کیا ہے؟ فقط اک حرم فروش
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر
اسلامیوں پہ اس نے برسوائیں گولیاں
پھر کیوں نہ کشتنی ہو زمیندار کا مدیر

(نگارستان ص۲۵۲ از بابائے صحافت مولوی ظفر علی)

اُمید ہے اب آپ کی پوری طرح تشفی ہو گئی ہو گی لیکن ہم آپ کی حق گوئی کا لوہا اسوقت مانیں گے کہ سعودی خاندان کے خلاف لکھنے کے جرم میں آپ ڈاکٹر اقبال اور مولوی ظفر علی کی کتابوں کی ضبطی اور ان کے یوم منانے پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کر کے اپنی حق گوئی و حق پسندی کا ثبوت دیں گے

وہابیت کی دلالی کرتے ہوئے مصنف دھماکہ نے علماء اہلسنت پر وہابیوں کی

اقتدار میں نماز نہ ادا کرنے اور وہاں سے محروم لوٹنے کی پھبتی بھی کستی ہے۔ ہم کہتے ہیں یہ بھی بہت بڑا دھوکہ ہے اور عوام کو فریب دینے کا حربہ ہے جیسا کہ ہم اوپر مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی، مولوی اشرف علی تھانوی، محمود الحسن دیوبندی، صدر دیوبندی مولوی حسین احمد مدنی، مولوی انور شاہ کاشمیری سے ثابت کر آئے ہیں کہ نجدی وہابی نجد سے نکلے حرمین شریفین پر متغلب ہوئے۔ اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے اور کافر و مشرک قرار دیتے تھے۔ وہ فاسق و فاجر باغی وظالم خونخوار ہیں۔ انہوں نے اہلسنت وعلماء اہلسنت کے قتل کو مباح سمجھا وغیرہ

تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جیسا کہ نجدی کے متعلق اکابر دیوبند نے تصریح فرمائی ایسے بدعقیدہ کے پیچھے کونسی دلیل شرعی سے نماز ہو جاتی ہے جب اکابر دیوبند نجدی وہابیوں اور ان کے پیشوا محمد بن عبدالوہاب نجدی پر اس قدر شدید وکثیر الزام عائد کر رہے ہیں تو پھر مصنف دھماکہ خود فیصلہ کرے کہ سنی مسلمان نجدیوں وہابیوں کی اقتدار میں نماز پڑھ کر آخر کونسے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یا پھر آپ ان کو صحیح العقیدہ اور پابند شرع متقی و پرہیزگار قرار دیں یا پھر نماز کو سمجھیں۔ آخر یہ دوغلا پن کیوں ہے۔ ان میں ہزار برائیاں ثابت کر رہے ہیں اور ان کی اقتدار میں نماز بھی پڑھ رہے ہیں درحقیقت آپ کے ہاں نماز کی کچھ حقیقت نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے صراط مستقیم ص۹۶ پر لکھا کہ نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال (معاذ اللہ) گدھے اور بیل کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔

کیا دنیا پر اب بھی یہ ظاہر نہ ہوگا کہ آپ اصول وانصاف اور حقیقت پسندی سے کتنا دور ہیں اور ہر بات میں عیاری ومکاری اور جوڑ توڑ سے کام لیتے ہیں۔ کیوں نہ ہو دیوبندی فرقہ کی ساری عمارت ہی کذب وفریب کی بنیاد پر کھڑی ہے۔

لیگ اور قائداعظم پر فتویٰ

مصنف دھماکہ نے بڑے طمطراق سے الجوابات السنیہ و تجانب اہلسنت کے حوالے بھی نقل کئے ہیں۔ کہ بریلوی علماء نے لیگ کے خلاف فتوے دیئے وغیرہ وغیرہ۔

ہم کہتے ہیں کہ بانی پاکستان محمد علی جناح کیا خود ایک زمانہ میں کانگریس میں نہیں تھے؟ اور پھر آپ نے الزام تراشی کے جنون میں مبتلا ہو کر یہ بھی غور نہیں کیا کہ بعض علماء اہلسنت نے تو اس وقت کے حالات کے تحت صرف لیگ کے خلاف فتاویٰ دیئے لیکن آپ کے ابوالکلام آزاد صدر دیوبند حسین احمد مدنی، کفایت اللہ دہلوی عطاء اللہ بخاری، حفظ الرحمٰن نے احرار اور جمعیت العلمائے ہند بنا کر اور براہ راست کانگریس میں شامل ہو کر کانگریس کی دلالی اور گاندھی نہرو کی نمک حلالی نہیں کی۔

ذرا ادھر بھی نظر ڈال لیتے کہ قائداعظم کو کافر اعظم کہنے والے کون تھے ملاحظہ ہو۔

"مولانا حسین احمد صاحب (صدر دیوبند) کا بے بنیاد و بے دلیل فتویٰ نئی دہلی ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء مولانا حسین احمد صاحب نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا اور قائداعظم کو کافر اعظم کا لقب دیا"

(مکالمۃ الصدرین ص۴۸)

مولانا عثمانی نے جو پیغام جمعیت علمائے اسلام کے اجلاس کلکتہ کے موقع پر بھیجا تھا اس میں صاف طور پر لکھ دیا تھا کہ یہ پرلے درجے کی شقاوت وحماقت ہے کہ قائداعظم کو کافر اعظم کہا جائے"

(مکالمۃ الصدرین ص۳۲)

صدر دیوبند کی کانگریس پرستی لیگ اور جناح دشمنی وطنیت پرستی اور دین سے دوری دیکھ کر ہی ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا

عجم ہنوز نداند رموزِ دین ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمدؐ عربی است

میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی صدر دیوبندی مجلس احرار اس

قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے غصہ میں آکر ہونٹ چباتے جاتے تھے کہ دس ہزار جناح اور شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جا سکتے ہیں،[1] یہ دیوبندی کا لڑکی ہی تھے جو کہتے تھے مسلم لیگ کو (پاکستان کیلئے) ووٹ دینے والے سُور ہیں اور سُور کھانے والے ہیں۔[2]

حضرت علامہ مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب مدظلہ العالی اور شیر بیشۂ اہلسنت مولانا حشمت علی خاں صاحب قدس سرہ کے فتاویٰ تو آپ کو نظر آگئے مگر حسین احمد صدر مدرسہ دیوبند امیر شریعت عطاء اللہ بخاری وغیرہ کے فتوے آپ کو نظر نہیں آئے۔ تاریخ گواہ ہے دنیا جانتی ہے ۵ ہزار سے زائد علماء و مشائخ اہلسنت آل انڈیا سُنی کانفرنس بنارس کے اسٹیج سے مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی سو فیصد حمایت کر رہے تھے یہ علماء اہلسنت ہی تھے جنہوں نے نظریۂ پاکستان کے مخالف کانگریسی علماء کا منہ بند کر دیا تھا۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی صحیح ہے کہ علماء اہلسنت نے لیگی قائدین کو خدا اور رسول اور نبی نہیں مان لیا تھا۔ لیگیوں کے بعض غیر شرعی الفاظ پر بعض علماء اہلسنت نے فتاویٰ شرعی بھی دیئے جیسا کہ ایک نظم میں امیر الہ آبادی لیگی نے لکھا تھا۔

اے محمدؐ اور علیؓ کی چلتی پھرتی یادگار
تیرے رُخ سے پرتو شبیرؓ و شبرؓ آشکار
تیرا سپیکر خالدؓ و طارق کا زندہ شاہکار
تو سیاست کا نبی قانون کا پروردگار

ملاحظہ ہو مسلم لیگی اخبار انقلاب بمبئی - ۲۶ دسمبر ۱۹۴۵ء اور ایک اور لیگی شاعر حیرت مالے صاحب نے لکھا تھا۔

جگایا ہے مسلمانانِ ہندی کو بھلا کس نے
بنایا ہے مسلماں کو سیاست کا خدا کس نے

ہم خدا کو خدا، رسول کو رسول، نبی کو نبی مانتے ہیں (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) لیگی قائدین کو خدا، رسول اور نبی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ مذکورہ بالا اشعار میں اگر شرعی لغزش نہیں تو آپ موجودہ اکابر دیوبند میں سے کسی سے ان اشعار پر فتویٰ لے کر دیکھ

---

[1] چمنستان صفحہ ۱۶۵ [2] چمنستان ظفر علی خاں صفحہ ۱۶۵

لیں، حق واضح ہو جائے گا
مگر آپ حق کے متلاشی کہاں آپ تو اس مسئلہ میں محض سطحی باتیں بنا کر حکومت اور عوام کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ علماء اہلسنت پاکستان کے خلاف تھے اور دیوبندی مُلاں قائد اعظم کو کافر اعظم اور پاکستان کو پلیدستان کہنے کے باوجود پاکستان کے حامی تھے

قریب ہے یار و روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

مسئلہ ایصالِ ثواب

مصنف دھماکہ نے رسالہ تصنیف کرتے وقت غالباً یہ عہد کیا تھا وہ لازماً ہر بات غلط کرے گا اور حوالوں میں قطع برید کرے گا بلکہ بے ربط و بے مقصد حوالے نقل کرتا چلا جائے گا۔ اور جب کوئی سُنی اس سے یہ کہے گا کہ بھئی فلاں عبارت کا تو یہ مطلب ہے تم کھینچا تانی مت کرو تو میں فوراً کہہ دوں گا تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کی توہین آمیز گستاخانہ عبارات کو عین اسلام تسلیم کر لو۔ لہٰذا جان بوجھ کر اور جی بھر کر غلط باتیں اور الزام تراشیاں کی گئی ہیں۔ صفحہ ۱ پر ایصال ثواب کے بارے میں عنوان جما کر مذہب[1] اسلام اور بریلوی مذہب کی ذیلی سرخیوں کے تحت ایصال ثواب پر اپنے مسخرے پن کا ڈرامہ شروع کر دیا۔ مذہب اسلام کے تحت تسلیم کیا کہ نیک اعمال کا ثواب اُن کی نیتوں کے مطابق مرحومین کو پہنچتا ہے۔ جب مصنف کو یہ تسلیم ہے تو پھر غرباء اور حاجت مندوں کو کھانا کھلانا بھی تو نیک عمل ہے اس کا ثواب نہ پہنچے گا

اس کے بعد لکھتا ہے ایصال ثواب برحق ہے مگر چیزوں کو ہی بھیج دینا کہیں

---

[1] مذہب اسلام کوئی چیز نہیں یہ اصطلاح غلط ہے اور مصنف دھماکہ کی جہالت ہے

ثابت نہیں۔ بشکر ہے اتنا تو تسلیم کیا کہ چیزوں (طعام واشیاء) کا ثواب پہنچتا ہے
مگر اصل چیزیں نہیں پہنچتیں۔ مگر یہ کہا کس نے ہے کہ اصل چیزیں پہنچ جاتی ہیں۔ عام
لوگوں کو اپنے مردوں کو اصل چیزیں ہی بھیج دینی چاہئیں ایسا کسی نے بھی نہیں لکھا۔
ملفوظاتِ اعلیٰحضرت حصہ اوّل سے یہ نقل کرنا کہ "ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب
میں اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرا کفن ایسا خراب ہے مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے
شرم آتی ہے۔ پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن
رکھ دینا۔ صبح کو صاحبزادے نے اٹھ کر اُس شخص کا دریافت کیا معلوم ہوا وہ بالکل
تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں۔ تیسرے روز خبر ملی کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ لڑکے
نے فوراً نیا عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا کہ یہ میری ماں کو پہنچا دینا۔
رات کو وُہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا خدا تمہیں جزائے خیر دے
تُم نے بہت اچھا کفن بھیجا۔

(یہ واقعہ بیان کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ ہر شخص اس طرح کفن اور کھانے پینے
کی دیگر اشیاء نئے مرنے والوں کے ساتھ بھیجتا رہے۔ نہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے
تحریر فرمایا نہ کسی اور سُنّی بریلوی عالم سے یہ ثابت ہے) اس واقعہ پر چند طریقوں سے غور
لازم ہے۔ اوّل یہ خواب کا واقعہ پھر اعلیٰحضرت قدس سرہ نے تحریر فرمایا وہ صالحہ
تھیں ولیہ تھیں۔ ہم اہلسنّت کا عقیدہ ہے شہدا و اولیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں رزق دیئے
جاتے ہیں۔ اس واقعہ میں ان صالحہ ولیہ بزرگ خاتون کی کرامت پوشیدہ ہے۔ مصنّف
دھماکہ بھول گیا اس کو واقعہ کے اس جُز پر بھی اعتراض کرنا چاہیئے تھا کہ یہ غلط ہے وُہ
تندرست آدمی کیسے مر گیا۔ کون کب مرے گا یہ غیب کی بات ہے اللہ ہی جانے وَلی ولیہ
کو کیا خبر۔

حاشیہ :- دین اسلام ہے نہ کہ مذہب اسلام، اور بریلوی مذہب کہنا خود مصنّف دھماکہ کی
تصریحات کی روشنی میں غلط۔ لیکن وہ دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے بار بار لکھے جا رہا ہے۔

بہر حال ہم اہلسنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ عزّ وجل کی عطا سے انبیاء علیہم السلام و
اولیاء کرام قدست اسرارہم کو اُن کی شان کے لائق علم غیب حاصل ہے۔ اُن کی یہ کرامت
کہ صالحہ خاتون نے بتا دیا کہ فلاں شخص آنے والا ہے۔ جب وہ اپنی کرامت سے یہ
معلوم کر سکتی ہیں کہ فلاں مرنے والا ہے اور آنے والا ہے تو کرامت کے طور پر اُن کے
اس کفن [illegible] کیا بعید ہے۔ ہر شخص صاحب کرامت نہیں ہوتا۔ نہ ہر شخص کو کفن
بھیجا جاتا نہ کھانا بھیجا جاتا ہے۔ البتہ شہدا کی یہ شان ہے کہ اللہ عزّ وجل خود فرماتے ہیں
کہ ان کو رزق بھی دیا جاتا ہے۔ ہر کسی کے لئے یہ حکم نہیں۔ اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہٗ
نے کرامت کے طور پر اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔

(افسوس اگر مصنّف دھماکہ چند ایک سطر آگے اور پڑھ لیتا تو اعتراض کر کے مسخرے
پن کا مظاہرہ کرنے کی جرأت نہ کرتا۔ امام اہلسنّت اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے ایک سطر
آگے حضرت ربیان بن صیفی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ لکھا ہے۔ ان کے کفن میں
ایک تہبند نا مُد چلا گیا شب کو اپنے صاحبزادے کی خواب میں تشریف لائے اور فرمایا
یہ تہبند بدلے لو اور الگنی پہ ڈال دیا صبح کو ان کی آنکھ کھلی تو وہیں رکھا ملا۔
یہ صحابی رسول رضی اللہ عنہ کی عظیم کرامت ہے کہ کفن واپس آ گیا۔ وہ صالح ولیہ
کی کرامت ہے کہ فلاں آنے والا ہے اس کے ساتھ کفن بھیج دینا۔ مگر جو کرامات کا
دشمن ہے وہ ضرور پھبتیاں کسے گا اور اعتراض کرے گا۔ کاش کہ مصنّف دھماکہ
صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ کو بھی بیان کر دیتا تو جواب خود بخود ہو جاتا۔ مگر اس نے
خیانت کرنے کا عہد کیا ہوا ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ اپنے
دادا دادی پھر اُن سے آگے جو اجداد گذر چکے ہیں ان کو کفن بھیجتے رہو۔ من گھڑت

حاشیہ :- حقیقت یہ ہے کہ سیدنا امام اہلسنّت اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی بیان فرمودہ
بات یا کوئی مسئلہ اگر کسی کو کہیں نہ ملے یا وہ اس کی اصل نہ پا سکے تو یہ اس کی اپنی علمی بے بضاعتی
ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ جیسا بحرِ ذخار کوئی بات بلا دلیل و ثبوت کیسے تحریر فرما

باتوں سے اپنے طائفہ کا دل بہلانا ہی شعار ہو تو کیا کیجئے۔)

اس کے بعد اس عنید مصنف نے پھر سیدنا امام اہلسنت اعلیحضرت قدس سرہٗ کی اس نصیحت پر اعتراض کر کے مذاق اڑایا ہے۔

(بقیہ حاشیہ) سکتا ہے۔ مصنف دھاکہ نے اپنی علمی بے بضاعتی کے باعث کفن بھیجنے پر اعتراض کر دیا۔ امام اجل علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بھی "بشری الکئیب[1] بلقاء الحبیب" میں کفن بھیجنے کا بالکل اسی قسم کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے، ملاحظہ ہو۔

ابن ابی الدنیا، "کتاب المقامات" میں مرسلاً ایسی سند کے ساتھ جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ راشد ابن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کی بیوی فوت ہو گئی، بخواب میں بہت سی عورتوں کو دیکھا لیکن ان میں اپنی بیوی کو نہ دیکھا تو اس نے ان سے اس کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے کہا چونکہ تم نے اسکو کم کفن دیا ہے اس لئے وہ ہمارے ساتھ نکلنے میں شرم محسوس کرتی ہے۔ پھر وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا دیکھو کوئی ثقہ شخص دنیا سے رخصت ہونے والا ہے؟ تو ایک انصاری ملا جو قریب الموت تھا۔ اس نے اس سے اس کا تذکرہ کیا تو اس انصاری نے کہا اگر کوئی مردہ کو پہنچا سکتا ہے تو میں پہنچا دوں گا۔ اس کے بعد اس انصاری کا انتقال ہو گیا۔ پھر دو کپڑے زعفران میں رنگے ہوئے لایا اور ان دونوں کپڑوں کو انصاری کے کفن میں رکھ دیا۔ اس کے بعد جب رات آئی تو اس نے عورتوں کو دیکھا اور ان کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی اور اس پر وہی زرد رنگ کے کپڑے تھے۔ اب مصنف دھاکہ کو چاہیئے کہ علامہ جلال الدین سیوطی نہ صرف آپ بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے ارشاد فرمایا کہ کوئی ثقہ شخص دنیا سے رخصت ہونے والا ہے فرمایا، پر اسی طرح زبان طعن دراز و تمسخر کا ذکر کر کے جہنم کا صحیح حق دار ہو جائے جس طرح اعلیحضرت علیہ الرحمۃ پر اس قسم کا واقعہ بیان کرنے پر خرافات کا مظاہرہ کیا تھا۔

علاوہ ازیں سعید بن منصور علیہ بنت ابان بن صیفی غفاری صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے ہمیں وصیت (بقیہ اگلے صفحہ پر)

[1] یہ کتاب امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کی ہے کتب فریدیہ سے دستیاب ہے۔

اعزاء سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی بھیج دیا کریں۔ دودھ کا برف خانہ ساز۔ اگر بھینس کا دودھ ہو۔ مرغ کی بریانی مرغ پلاؤ خواہ بکری کا ہو، شامی کباب، پراٹھے اور بالائی۔ فیرنی۔ اُرد کی پھیری دال مع ادرک و لوازم گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی۔ سوڈے کی بوتل دودھ کا برف۔

(وصایا شریف ص۱۰ مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور)

اس عبارت کے نقل کرنے میں مصنف نے یہ کاریگری دکھائی کہ گنگوہی اور نانوتوی سے ورثہ میں ملی ہوئی یہودیانہ خیانت سے کام لے کر فاتحہ پر مشتمل اسی وصیت کے یہ الفاظ اپنے بے ایمانی کے خلاف سمجھتے ہوئے کاٹ دیئے۔

اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کرو جیسے مناسب جانو مگر بطیب خاطر میرے لکھنے پر مجبور نہ ہو اور اسی وصیت کے مندرجہ ذیل ابتدائی الفاظ بھی اپنی خیانت کی نذر کر دیئے۔ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے وصیت کی ابتداء میں فرمایا

"فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطرداری کے ساتھ نہ کہ جھڑک کر۔ غرض کہ کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔"

بقیہ صفحہ گذشتہ: کی تھی کہ قمیص میں مجھے کفن نہ دینا۔ فرماتی ہیں کہ ان کی وصیت کے برعکس قمیص کا کفن دے دیا تو ان کے دفن کر دینے کے دوسرے دن صبح کو اچانک ہم نے دیکھا کہ جس قمیص میں انہیں کفن دیا گیا تھا وہ کھونٹی پر لٹکی ہوئی ہے۔

دیوبندی اعلیحضرت کی کس کس بات کو غلط ثابت کریں گے۔ اعلیحضرت دشمنی میں سارا ہی اسلام چھوڑنا پڑے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیحضرت کی کوئی بات بلا دلیل و ثبوت نہیں ہوتی۔

ان مختصر معروضات کے بعد اب ہم مصنف دھاکہ کے حکیم الامت کے گھر سے ایسی معتبر ترین شہادت پیش کرتے ہیں جس سے ایوان دیوبندیت وہابیت میں گہرے شگاف پڑ جائیں گے۔

مصنف دھاکہ کو ایک صالح خاتون کے کپڑا دکفن منگوانے پر تو تعجب ہوا اور اس نے جذبۂ عناد سے مغلوب ہو کر اسکو اہلسنت کا مستقل عقیدہ قرار دے دیا۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مصنف نے اپنی غلیظ روح کو تسکین پہنچانے کے لئے اعلیٰحضرت قدس سرہ کو سوڈے کی بوتل فاتحہ میں شامل کرنے پر لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی سوڈے کی بوتل بہت پسند تھی گویا یہ اس مردود کو سوڈے کی بوتلیں پیش کرنے کے لئے حاضر رہتا تھا۔ ہم کہتے ہیں قادیانی مردود کو تو پانی بھی پسند تھا۔ کیا قاسم نانوتوی اور رشید گنگوہی نے پانی پینا چھوڑ دیا تھا ــــــ؟ ورنہ گنگوہی اور نانوتوی پانی پی کر قادیانی کے ہم پسند ہوئے۔

اعلیٰحضرت کی عظمت وشان اور فقراء پروری کے قربان جائیے آخری وقت میں بھی غرباء کا خیال، بہترین کھانوں کی فقراء کے لئے وصیت اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی مرتے وقت محمود الحسن سے کہہ رہے تھے کہیں سے ککڑی لاؤ۔ مولوی محمود الحسن کہتے ہیں میں تمام کھیتوں میں پھرا مگر صرف ایک چھوٹی سی ککڑی ملی (ارواح ثلاثہ ص۲۷۱) (وہ بھی چوری کی جو مولوی محمود الحسن بلااجازت وبغیر قیمت ادا کئے کھیتوں میں سے توڑ کر لائے۔ آخری وقت میں چوری کا مال کھا رہے) ۹۸ سال کا عرصہ ہو گیا دیوبندی فرقہ والوں نے آج تک پتہ نہیں دیا کہ ککڑی کی قیمت ادا کر دی گئی یا نہیں۔ اور صدر مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد مدنی نے مرتے وقت کہا مجھے لاہور سے سردے منگوا دو۔ (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر) دیکھا مصنف صاحب آپ نے اپنے اکابر کا حال نہ خدا ورسول یاد نہ کلمہ واستغفار آخری وقت میں ککڑیاں وسردے کھانے کی فکر ہے۔

بقیہ حاشیہ

شیخ کی وفات پہلے ہو گئی۔ آپ کی وفات کے بعد معزز لوگوں میں سے متعدد پیامات بھیجے گئے انہوں نے وفاء عہد کے لئے نکاح کرنا پسند نہ کیا۔ اتفاق سے شیخ مبارزین خانم نے جو شیخ کے مرید تھے ان کے گھر والوں کو پیام دیا۔ ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ شیخ کے بعد بھی یہ بزرگ مشہور تھے قبول کر لیا .... شیخ مرحوم کا ایک کپڑا تھا جس کو وہ پہنا کرتے تھے اور دفن کے وقت ان کی وصیت کے مطابق وہ اُن کے ہمراہ دفن کیا گیا تھا۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

وصیت کے ابتدائی اور آخری حصہ کو یہ یہودیوں کا تربیت یافتہ مصنف اپنی بے ایمانی سے تلف نہ کرتا تو اس کا جواب ہمیں دینے کی ضرورت ہی نہ تھی اس وصیت پر مصنف نے عامیانہ انداز میں جو حاشیہ آرائی فرمائی ہے شیطان بھی توبہ کر گیا ہوگا۔

بھلا اس وصیت پر بدزبانی کا کیا موقعہ تھا۔ کفن ساتھ بھیج دیا گیا تو اعتراض کی گنجائش نکال لی مگر اعلیٰحضرت نے یہاں تو یہ فرمایا تھا کہ فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں۔ اعلیٰحضرت کو آخری وقت میں اپنا نہیں فقراء کا خیال تھا، غرباء کا خیال تھا۔ باقی رہا گیارہ نمبر پر فقراء کو دینے اور بارہ نمبر پر ان چیزوں کو بھیجنے کا مغالطہ تو یہ اس کی اپنی عادت وطبیعت کی مجبوری کے باعث ہے۔ بارہ نمبر میں بھی اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ یہاں بھی فاتحہ کا لفظ نمایاں طور پر موجود ہے جو اندھے پن کے باعث نظر نہیں آرہا یعنی فاتحہ کے لئے بھیج دیا کریں نہ کہ خود میری قبر میں اور ابتداء میں بھی یہی مذکور ہے۔ فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیں۔ مصنف کا مدعا تو جب ثابت ہوتا کہ اعلیٰحضرت یہ فرماتے فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیں میرے لئے مزار میں بھیج دیا کریں۔ مگر اسے اول وآخر کچھ نظر نہیں آتا۔ گنگوہی کو کچھ نظر آیا ہو تو اُسے نظر آئے۔

بقیہ حاشیہ:۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو صالحہ کو کپڑا بھیجنے کا لکھا تھا۔ لیکن حکیم الامت تھانوی صاحب تو فرما رہے ہیں کہ قبر سے کپڑا واپس آ بھی سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں۔

"ابو عبداللہ محمد بن ظفر شیری بڑے شیخ عارف مربی صاحب کرامات وعلامات تھے۔ آپ کی ایک کرامت یہ نقل کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی بیوی بہت نیک تھیں۔ آپ نے اُن کے علاوہ اور کوئی نکاح نہیں کیا تھا۔ دونوں میں آپس میں محبت تھی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

دیوبندی ملاؤں کی دورنگی پالیسی کا یہ حال ہے۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی فاتحہ کے کھانوں کی نصیحت پر اعتراض کرڈالا۔ لیکن نانوتوی صاحب کی آخری وقت لکڑی کی خواہش اور مداتی کے سروے منگوانے پر کوئی مروڑ نہیں اٹھا۔

یاد رہے کہ مصنف دھماکہ نے یہ جملہ خرافات اپنے ہی قلم سے صـ۲ پر اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ سے احکام شریعت جلد اوّل صـ۲ کا حوالہ نقل کرنے کے بعد بکی ہیں "فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا تو ویسے ہی منع ہے جیسے چراغ اس پر رکھ کر جلانا۔ اور اگر قبر سے جدا رکھیں تو حرج نہیں ہے"

جب مصنف کے علم ویقین میں یہ سب کچھ تھا تو پھر آخر اس قدر مسخرے پن کا رنگ بھرنے کا کیا موقع تھا؟ چٹ پٹ کھانے نہ اعلیٰحضرت اپنے لئے منگوارہے ہیں نہ اُن کو لازمی قرار دے کر اہل خانوادہ کو مجبور اور پابند کیا جس پر بطیب خاطر کا لفظ واضح ثبوت ہے اور پھر ان کھانے کھلانے کا فائدہ جو کچھ ہے وہ فقراء کے لئے ہے۔

بقیہ حاشیہ

خواب میں (شیخ ابو عبداللہ محمد بن خفیف شیرازی) کو دیکھا۔ فرماتے ہیں، اے فلاں کیا معاہدہ والے کے ساتھ ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ میں نے اُن سے معذرت کی کہ ان لوگوں نے مجھے مجبور کیا۔ اس پر فرمایا کہ اچھا تمہارا قصور نہیں ہے۔ بس تم اس کے متعلق ان سے کہہ دینا۔ انہوں نے اپنا یہ کپڑا بطور علامت کے تمہارے لئے بھیجا ہے تاکہ تم مجھ کو اس پر مجبور نہ کرو۔ ان لوگوں نے وہ کپڑا شیخ مبارذین خانم کو دکھایا اور سب حال سنایا۔ شیخ مبارز نے اسے دیکھا تو ان پر ایک حال طاری ہوا اور ان کو طلاق دیدی" (جمال الاولیاء صـ $\frac{186}{187}$)

اب مصنف دھماکہ اپنے حکیم الامت تھانوی جی صاحب سے کہے کہ حضرت آپنے کیا بجلی گرائی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ شیخ ابو عبداللہ شیرازی جیسا بزرگ اور عارف کامل سنت و شریعت کے خلاف اپنی بیوی کو دوسرا نکاح نہ کرنے کے لئے کس طرح پابند کر سکتا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

سرکارِ بغداد و سرکارِ سرہند

قدست اسرارہم

مصنف نے نامعلوم اپنی کس باطل خواہش کی تکمیل کے لئے سرکار بغداد غوث اعظم حضور شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ و سرکار سرہند مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام گرامی کے ساتھ اپنے پسندیدہ دو حوالے بھی نقل کئے ہیں اوّل تو اُن کے شرک و بدعت افروز مذہب میں سرکار بغداد اور سرکار سرہند لکھنا شرک خالص ہونا چاہیئے۔ دوم یہ کہ مصنف مذکور کے ان ہر دو پسندیدہ حوالوں پر اوّل تا آخر نظر ڈال کر دیکھیں اس میں کوئی ایک لفظ بھی مسلک اہلسنّت و شریعت کے خلاف اور دیوبندیت کی تائید میں نہیں۔ شرک و بدعت سے روکنا اور اتباع سنّت و فتاویٰ و مضامین تلقین کرنا ہمارے مؤقف کے خلاف نہیں۔ بخود سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے صدہا فتاوی ومضامین شرک و بدعت کے رد میں حتیٰ کہ جو عبارت کھانوں کی فہرست کے طور پر مصنف نے نقل کی ہے اس میں صـ۱۱ یہ بات واضح ہے۔

"غرض کوئی بات خلافِ سُنّت نہ ہو" اس سے دو سطر اوپر ہے۔ "کفن پر کوئی

بقیہ حاشیہ

پھر یہ کہ ہم تو فاضل بریلوی پر صالحہ کو کپڑا (کفن) بھیجنے پر معترض تھے۔ آپ قبر سے کپڑا منگوا کر فاضل بریلوی سے بھی آگے بڑھ کر اور خود اپنے ہی دست کرم سے دیوبندیت کو موت کے گھاٹ اتار دیا) تھانوی کا دادا قبر سے مٹھائی [illegible] دیکھو [illegible]

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب الافاضات الیومیہ جلد چہارم صـ۱۹ پر ہے۔ ملفوظ صـ۲۵۲ "ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اچھی عمدہ اور مقوی غذائیں کھانا چاہیئے اور خوب کام کرنا چاہیئے۔ ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے چار انگشت حریر کو جو جائز فرمایا گیا ہے اس میں بھی فقہاء نے یہی حکمت لکھی ہے جیسا کہ ہدایہ میں مذکور ہے "لیکون انموذجا من حریر الجنۃ"

دوشالہ قیمتی چیز یا شامیانہ نہ ہو۔ کوئی بات خلافِ سنّت نہ ہو" صـ۹ اور صـ۱۱ پر ہے "غسل وغیرہ مطابق سنّت ہو" الغرض خود امام اہلسنّت سیدنا اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے ہر گام و ہر مقام پر سنّت کو مدِّ نظر رکھا سرکارِ بغداد و سرکارِ سرہند نے بھی اپنے اقوال میں سنّت پر عمل کی تلقین کے ساتھ شرک و بدعت کے من بلنے فتاویٰ نہیں دیئے۔ ہر چیز و ہر بات کو دیوبندیوں کی طرح شرک و بدعت قرار نہیں دیا۔ مصنّف دھماکہ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سرکارِ بغداد و سرکارِ سرہند کے یہ ارشادات بھی ہیں۔

بِلَادُ اللہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ ٭ وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ
نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللہِ جَمْعًا ٭ کَخَرْدَلَۃٍ اِلٰی حُکْمِ اتِّصَالِیْ

بتائیے حضور غوث اعظم قدس سرہ کے یہ اشعار مبارکہ دیوبندی دھرم میں خالص شرک و بدعت ہیں یا نہیں ——؟ اور سرکارِ سرہند حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

"خواجہ محمد اشرف در دِشش نسبت رابطہ را نوشتہ بود ند کہ بحدے استیلا یافتہ است کہ در صلوٰۃ آں را مسجود خود می دانند و می بینند و اگر فرضاً نفی کنند منتفی نمی گردد و محبت اطوار ایں دولت متمنائے طلاب است از ہزاراں یکے را مگر بد ہند صاحب ایں معاملہ مستعد تمام المناسبۃ است یحتمل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات او را انجذب نماید رابطہ را چرا نفی کنند کہ مسجود الیہ است نہ مسجود لہ چرا محاریب و مساجد را نفی نہ کنند ظہور ایں قسم دولت سعادتمنداں را متوجہ او باشند نہ در

بقیہ حاشیہ:۔ امام اہلسنّت اعلیٰحضرت قدس سرہ بلا شبہ اہل اللہ بلکہ اہل اللہ کے پیشوا تھے۔ عمدہ غذاؤں پر فاتحہ کی نصیحت بلا شبہ جنت کی نعمتوں کے مشاہدہ کے تحت کی جارہی تھی۔ ؎ مدّعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

رنگ جماعہ بے دولت کہ خود را مستغنی دانند و قبلہ توجہ را شیخ خود منحرف سازند و معاملہ خود را برہم زنند"

مکتوبات مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ صـ۴۶ جلد دوم مکتوب سیم ۳ مطبوعہ لکھنؤ میں لکھا کہ تصور شیخ اس قدر غالب ہے کہ نمازوں میں اس کو اپنا مسجود جانتا ہے صورت شیخ ہی کو سجدہ نظر آتا ہے۔ جناب شیخ مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ دولت سعادتمندوں کو ملتی ہے طالبانِ حق کو اس دولت کی تمنا ہوتی ہے

بتائیے حضرت مجدّد الف ثانی سرکارِ سرہند کی یہ عبارت شرک خالص ہے یا نہیں؟ مکتوبات شیخ مجدّد دیوبندیوں کے نزدیک شرک و بدعات کا مجموعہ ہے یا نہیں —— ؟ کہیں مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے تو جناب سرکارِ بغداد حضور غوث اعظم و سرکارِ سرہند مجدّد الف ثانی (قدست اسرارھم) کا نام گرامی نہیں لیا جارہا ورنہ ان بندگانِ دین کے ارشادات کا تو ایک ایک لفظ وہابیت کے لئے نشتر ہے۔ سرکارِ بغداد و سرکارِ سرہند کے مسلک و تحقیق کے خلاف خود ان سرکاروں کا نام لینا کتنا بڑا فراڈ ہے۔ ؎ بریں عقل و دانش بباید گریست

لو آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

مسئلہ ایصالِ ثواب پر احکامِ شریعت میں سیدنا اعلیٰحضرت مجدّد دین و ملّت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دلائل سے لاجواب ہو کر ان کا مدلّل تحقیق توڑ پیش کرنے کی بجائے مصنّف دھماکہ نے اس موقع پر بھی لفظی ہیر پھیر کے ذریعہ چکّر چلانے کی ناکام کوشش کی مگر وہ اپنے دام میں خود ہی پھنس کر رہ گیا۔ ہزاروں لن ترانیوں کے باوجود بھی کہیں جائے فرار نہ پا کر بالآخر اس کو یہ تسلیم کرنا پڑا: "مذہبِ اسلام مرحومین کو ثواب پہنچانے کا عقیدہ برحق زندوں کے نیک اعمال کا ثواب ان کی نیتوں کے مطابق مرحومین کو پہنچتا ہے۔ لیکن یہ بات اپنی جگہ واضح ہے کہ ثواب پہنچتا ہے اصل چیزیں نہیں پہنچتیں"

(دھماکہ صـ۱۸)

اور صـ۲۲ پر لکھا ہے :۔

"اسلام میں ایصال ثواب کے لئے چیزوں کی کوئی خاص مقدار معین نہ تھی"

گویا اپنے ہی بقول اگر ایصال ثواب میں چیزوں کی مقدار معین نہ ہو تو جائز ہے۔ مقدار معین کئے بغیر کھانے پینے کی ہر چیز پر فاتحہ ایصال ثواب ہو سکتا ہے اُن کو اختلاف ہے تو مقدار معین کرنے سے ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو آج تک علماء دیوبند میں سے کسی نے بھی نہ کہی تھی اور آج تک تقریبًا تمام علماء دیوبند سرے سے ایصال ثواب میں چیزوں کو سامنے رکھنے ہی کے مخالف تھے۔ مگر مصنف دھماکہ نے اپنے مذہب کی وکالت میں اپنے مذہب کا خون اور اپنے اکابر کا قتل کرتے ہوئے یہ لکھ دیا کہ "اسلام میں ایصال ثواب کے لئے چیزوں کی کوئی خاص مقدار معین نہیں"۔ دھماکہ صـ۲۲ چیزوں کی مقدار معین کئے بغیر فاتحہ جائز ہے تو پھر اختلاف کیا رہا —؟ یہی اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر علماء مشائخ اہلسنت فرماتے ہیں جیسا کہ چند ہی سطر میں اسی صـ۲۲ پر مصنف دھماکہ خود بھی اعلیٰحضرت سے نقل کرتے ہوئے اعتراف کر رہا ہے کہ اعلیٰحضرت نے لکھا ہے "الجواب کوئی وزن شرعًا مقرر نہیں" اس اعتراف کے باوجود عناد کا کیا معنیٰ ہے —؟

دروغ گو را حافظہ نباشد

جھوٹے آدمی کے حافظہ کمزور ہونے کے متعلق یہ محاورہ زبان زد عام و خاص ہے مگر آج اس کا مشاہدہ بھی ہو گیا۔ مصنف دھماکہ ایک طرف تو اپنے بقول اعلیٰحضرت پر یہ افترا کرتا ہے کہ انہوں نے وصیت فرمائی کہ یہ چیزیں مجھے بھیج دیا کریں....

...... جن چیزوں کے بھیجنے کا امر فرمایا تھا وہ درج ذیل ہیں ....

...... دھماکہ صـ۱۹ مگر اس کے ایک ہی صفحہ بعد اسی دھماکہ کے صـ۲۱ پر خود ہی یوں رقمطراز ہے کہ "بہرحال اعلیٰحضرت نے جن چیزوں کا امر فرمایا تھا انہیں قبر سے ذرا جدا رکھنا چاہیئے........ مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا تو

ویسا ہی منع ہے جیسے چراغ قبر پر رکھ کر جلانا اور اگر قبر سے جدا رکھیں تو حرج نہیں"۔ مصنف دھماکہ کی اگر عقل ہوتی تو وہ سمجھ سکتا تھا کہ جب اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ قبر کے اوپر کھانا رکھنے کی ممانعت فرما رہے ہیں تو قبر کے اندر لے جانے یا بھجوانے کا امر کس طرح فرما سکتے ہیں؟

مگر مصنف دھماکہ نے یہاں مرزائیانہ تحریف اور خیانت سے کام لیا اور اعلیٰحضرت کی وصیت کے الفاظ توڑ مروڑ کر ان اشیاء سے بھی کچھ بھجوا دیا کریں کی بجائے یہ چیزیں مجھے بھیج دیا کریں۔ حالانکہ ان اشیاء سے بھیجنے کا مطلب ان کا ثواب ہے۔ حالانکہ اصل اشیاء جو وصیت میں مذکور ہیں کے متعلق تو وہ خود فرماتے ہیں "فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں (وصایا شریف صـ۱۱) جب وصیت میں یہ مذکور ہے تو پھر قبر میں بھیجنے کا واہمہ کیوں ہوا؟ اس کا مقصد محض مغالطہ دے کر اپنے مذہب نامہذب کو حق ثابت کرنا ہے۔ کفن بھیجنے کا معاملہ اس سے مختلف ہے، نہ وہ سب کے لئے عام ہے، نہ کفن کھانے پینے کی چیزوں میں سے کوئی کھانے کی چیز ہے۔ اور یہ ایک صالح کی اپنی بشارت و طلبی پر موقوف ہے اور جیسا کہ ہم اوپر نقل کر آئے ہیں۔ علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کی بشریٰ الکئیب بلقاء الحبیب اور ابن ابی الدنیا کی کتاب المقامات میں راشد ابن سعید کی روایت اس کی سند ہے اس پر ٹھٹھا و تمسخر درحقیقت اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ پر نہیں بلکہ علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ ابن ابی الدنیا اور راشد ابن سعید جیسے مقتدر حضرات سے ٹھٹھہ۔ تمسخر ہے اور بزرگانِ دین پر اعتراض ٹھٹھہ و تمسخر ان کے ذہن و فکر کی مرغوب غذا ہے۔ ہماری اس مختصر مدلل گفتگو سے واضح ہو گیا کہ سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں نہ تو تضاد ہے نہ کھانے پینے کی چیزوں کو قبر پر بھیجنے کا حکم۔ اور یہ سب کچھ مصنف دھماکہ کی اپنی اختراع اور ذہنی خلفشار کا نتیجہ ہے۔

*

ف یہ کتاب مکتبہ قریدیہ سے طلب فرمائیں۔

دماغی توازن بگڑنے کی انتہا

مصنف دھماکہ اپنے پاگل پن پر جتنا ماتم کرے کم ہے۔ اس کی ہر بات الٹی اور فہم و فراست کے دیوالیہ کی عکاسی کرتی ہے۔ اُس کے دماغی توازن بگڑنے کی انتہا ملاحظہ ہو۔ اس نے احکام شریعت میں کہیں یہ دیکھ لیا "مسلمانوں کو دنیا سے جانے کے بعد جو ثواب قرآن مجید کا تنہا یا کھانے وغیرہ کے ساتھ پہنچاتے ہیں عرف عام میں اسے فاتحہ کہتے ہیں کہ اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اولیاء کرام جو ایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں" (احکام شریعت ص۱۲۱) اس پر اس کی رگ تحریف پھڑکی نذر نیاز کے عدم جواز پر تو دلائل قائم نہ کر سکا اور کچھ نہیں اپنی عادت و طبیعت سے مجبوری کے باعث اس عبارت میں سے بیچ کے الفاظ کہ اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے اپنے مقصد کے خلاف سمجھتے ہوئے کاٹ کر اس پر یہ ذلیل تبصرہ کر ڈالا۔

مولانا احمد رضا خاں نے یہاں اولیاء اللہ کو مسلمانوں کے مقابلہ میں ذکر کیا ہے کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے —؟ اگر اس میں بے حیائی اور بے شرمی کی بات نہ ہوتی تو وہ اعلیٰحضرت قدس سرہ کے ان الفاظ سے سمجھ سکتا تھا کہ اولیاء کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں۔ کیا اعلیٰحضرت معاذ اللہ اولیاء اللہ کو کفار سمجھتے ہوئے ان کی فاتحہ کو نذر و نیاز کہنے کا حکم دے رہے ہیں۔ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے عام مسلمانوں کے مقابلہ میں اولیاء کرام مقبولان بارگاہ الٰہی کا ذکر کیا ہے مگر مصنف دھماکہ کا اندھا پن ہے کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں اولیاء اللہ کو معاذ اللہ کفار سمجھ رہا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ اس کو درد اس بات کا ہے کہ اعلیٰحضرت نے اولیاء کرام کی تمام مسلمانوں سے بڑھ کر تعظیم کیوں فرمائی اور اُن کی فاتحہ کو تعظیماً نذر و نیاز کیوں کہا۔ یہ اُن کے مذہب کے مخالف ہے۔ یہ سب کو ایک جیسا سمجھتے ہیں۔ اپنی مثل جانتے ہیں۔ انہیں یہ کس طرح گوارا ہو کہ اولیاء اللہ کو عام مسلمانوں سے ذرا تعظیم و عزت سے ذکر کیا جائے۔ لہٰذا اس بدبخت نے الٹا یہ تاثر دیا کہ کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے؟

ے نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

ختم میں ستر ہزار چھوہارے

یہ عنوان جما کر مصنف دھماکہ نے عرفان شریعت کا ایک حوالہ نقل کیا اور پھر حسب عادت اس پر بھی ہوائیاں اڑائیں اور مسخرے پن کا مظاہرہ کیا۔ حالانکہ بات صرف اتنی ہے اگر سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہوتا کہ شرعاً ستر ہزار چھوہارے اس سے کم و بیش نہ ہوں تو واقعی قابل اعتراض بات تھی۔ لیکن اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ تو عرفان شریعت میں برملا فرما رہے ہیں کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں۔ اتنے ہوں ستر ہزار پورا ہو جائے عرفان شریعت ص۱ جب کوئی شرعاً وزن مقرر نہیں تو پھر کوئی شخص ستر ہزار چھوہارے تو کیا ستر لاکھ سونے کی ڈلیوں کو خیرات کرے تو کس طرح اعتراض کیا جا سکتا ہے اور اس کی ممانعت کونسی دلیل شرعی سے ہے۔ یہ آدمی کی اپنی گنجائش پر منحصر ہے۔

عرفان شریعت ہمارے پاس بریلی شریف کا مطبوعہ ہے اس میں کسی جگہ کہیں بھی چھوہاروں کا نام و نشان نہیں اور نہ ہی آج تک کسی جگہ چھوہاروں پر سوئم کا فاتحہ ہوا۔ غالباً اس عرفان شریعت میں جو مصنف دھماکہ نے دیکھی غالباً سہو کتابت کے باعث چنوں کی بجائے چھوہارے لکھا گیا۔ چھوہاروں پر سوئم کے فاتحہ سے خود ہمیں بھی تعجب ہوا مگر بریلی کے مطبوعہ عرفان شریعت میں ایسا نہ نکلا تو ہم نے سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد کے شائع کردہ عرفان شریعت سے مطابقت کی تو وہاں ص۲ پر اگرچہ چھوہاروں کا ذکر ہے لیکن اس کی فہرست مضامین میں ص۹۵ پر میت کے سوئم کے چنوں کا وزن کس قدر ہونا چاہیئے" یہی ہے۔ لہٰذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ کتابت کی غلطی سے چنوں کا چھوہاروں لکھا گیا ورنہ ایسی کوئی مثال ہی نہیں۔ سوئم

کا فاتحہ چھوہاروں پر ہوا ہو۔ اور چھوہارے بھی ہوتے تو کونسی قیامت آنے لگی تھی حسب استطاعت اس سے بھی بڑھ کر کر سکتے ہیں۔ مگر جیسا کہ اعلیٰحضرت نے خود فرمایا کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں۔ بتائیے اس سے شریعت میں کیا مداخلت ہوتی ہے۔ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے جو ستر ہزار عدد کا فرمایا تو یہ اس لئے ہے کہ ستر ہزار چنوں پر کلمہ شریف پڑھا جائے۔ اس کلمہ شریف کا ثواب فوت ہونے والے کی روح کو بخشا جائے۔ اس کی غرض وغایت صرف اتنی ہے خواہ کسی چیز پر بھی ستر ہزار کلمہ شریف پڑھا جائے اور ایصالِ ثواب کیا جائے۔ جب مصنّف خود ایصالِ ثواب کا قائل ہے جیسا کہ دھماکہ صد۱۸ پر تحریر ہے تو پھر یہاں کلمہ کے ایصالِ ثواب پر بدزبانی کرنے کا کونسا موقع تھا۔

اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے تو ستر ہزار لکھا تھا۔ لیکن بانی مدرسہ دیوبند مولوی خورشید حسین عرف قاسم نانوتوی صاحب اپنی تحذیر الناس کے صد۵۹ پر لکھتے ہیں:۔

"حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہوگیا۔ آپ نے سبب پوچھا بروئے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں حضرت جنید نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا تو یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اسقدر کلمہ کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ دی۔ مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر پوچھا۔ اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنّت میں دیکھتا ہوں" مصنّف دھماکہ اب اپنے بانی دار العلوم دیوبند سے دریافت کرے کہ حضرت آپ نے ہمیں کیوں الٹی چھری سے ذبح کر دیا۔ ہم تو اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے ستر ہزار کلمہ پڑھوانے پر معترض تھے۔ آپ نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار کلمہ پڑھنے اور بخشنے پر دوزخ سے رہائی اور جنّت میں داخلہ کی بشارت دے دی۔ اور نہ صرف یہ بلکہ بانی مدرسہ دیوبند نے یہ بھی مان لیا کہ حضرت جنید تو حضرت جنید ان کے مریدوں کی اتنی طاقت ہے کہ وہ جنّت اور دوزخ پر نظر رکھتے ہیں اور ان کو علم ہوتا ہے کہ

کون جنّت میں ہے اور کون دوزخ میں ہے اور کس کو دوزخ سے نکال کر جنّت میں داخل کر دیا گیا ہے۔

واہ رے یہ وہی جنید ہیں جو صد۱۵ پر مصنّف دھماکہ کے لئے موت بن گئے ہیں۔ مصنّف دھماکہ اپنے مخصوص انداز میں قاسم نانوتوی کی روح سے ذرا سوال کرے کہ حضرت آپ کیا فرما رہے ہیں کہ مرید کی ماں دوزخ میں چلی گئی پھر ایک لاکھ یا پچھتر ہزار کلمہ شریف کے ایصالِ ثواب کے بعد وہ جنّت میں داخل ہوگئی۔ کیا قیامت قائم ہوگئی۔ میزان سے فراغت ہوگئی۔ تو آج تک اپنے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے براہین قاطعہ کے فرمان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں مانتے اور آپ ہیں کہ حضرت جنید کے مرید کو جنّت و دوزخ کا علم مان رہے ہیں یہ کیا ہے؟ کہاں کی توحید ہے؟

مصنّف دھماکہ میں اگر ذرّہ بھر بھی دیانت ہے تو وہ خود بتائے کہ مذہبی خودکشی کی ایسی بدترین مثال دنیا کے کسی مذہب میں بھی دیکھی گئی۔ چنوں یا چھوہاروں یا کسی چیز کے ستر ہزار عدد کا مقصد ستر ہزار کلمہ شریف پڑھوا کر ایصالِ ثواب کرانا ہے اور اس پر دوزخ سے رہائی اور جنّت کی بشارت کی سند۔ تحذیر الناس صد۵۶ پر موجود ہے۔

مزاروں پر لڑکیوں کے چڑھاوے کا افتراء

دھماکہ کے مصنّف کی مُفتری

حسبِ عادت الملفوظ حصّہ سوئم کے ایک حوالہ سے افترا کیا ہے "بریلوی مذہب میں بزرگوں کی قبر پر خوبصورت عورتوں کا چڑھاوا بھی چڑھتا ہے۔ مزارات اولیاء اللہ کے قریب کے حجروں میں وہ لڑکیاں ہی بھیج دی جاتی ہیں اور مریدان باصفا ان حجروں میں ان سے حاجت پوری کرتے ہیں"!

اصولِ دیانت کا تقاضہ یہ تھا کہ یہ ذلیل افترا کرنے سے پہلے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب سے یہ ثابت کیا جاتا کہ مزاراتِ اولیاءاللہ

پر لڑکیوں کا چڑھاوا چڑھانے اور مریدوں کو ان سے حاجت پوری کرنے کا فتویٰ دیا ہے۔ لیکن بے شرمی کی بھی انتہا ہوتی ہے دعویٰ کچھ اور دلیل کچھ۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت سیدی عبدالوہاب اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں۔ حضرت سیدی احمد کبیر بدوی کے مزار پر بہت بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا اس مجمع میں چلے آتے تھے۔ ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ حدیث میں ارشاد ہے۔

النظرة الاولى لك والثانية عليك۔ پہلی نظر تیرے لئے ہے اور دوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کوئی گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہوگا۔ خیر نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آئی جب مزار شریف پر حاضر ہوئے (حضرت سیدی احمد بدوی نے) ارشاد فرمایا کہ عبدالوہاب وہ کنیز تمہیں پسند آئی۔ عرض کی ہاں اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیئے۔ ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز ھبہ کی اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی اور حضور ھبہ فرماتے ہیں معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی۔ خادم کو اشارہ ہوا انہوں نے آپ کی نذر کر دی۔ ارشاد فرمایا: "اب دیر کا ہے کی فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔

دیوبندیوں کے جدید وکیل مصنف دھماکہ نے شرعی فقہی مسائل سے ناواقفیت اور اپنے طائفہ کے اکابر سے ورثہ میں ملی ہوئی جہالت سے اعلیٰحضرت کی اس عبارت پر اعتراض جڑا ہے۔ اول تو اس بدبخت کو اگر اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں تو کم از کم سیدی امام شعرانی علیہ الرحمۃ اور آپ کے شیخ طریقت حضرت سیدی احمد کبیر بدوی علیہ الرحمۃ کا تو پاس و لحاظ اور ادب و احترام کرنا چاہیئے تھا۔ یہ وہ امام عبدالوہاب شعرانی ہیں جن کو مصنف دھماکہ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے "جمال الاولیاء" ص ۵۷ پر دو بار اور ص ۱۹۹ پر امام شعرانی امام شعرانی کہہ کر حوالہ جات نقل کئے ہیں۔ ان بزرگوں کا بھی نہ سہی کم از کم اپنے حکیم الامت

کی حیا کی ہوتی کہ وہ انہیں امام شعرانی علیہ الرحمۃ کو امام مان رہے ہیں۔ ان کے حوالوں کو معتبر و مستند سمجھ رہے ہیں۔ یہ اعلیٰحضرت کا اپنا واقعہ یا کوئی من گھڑت کہانی تو نہ تھی وہ تو صرف ناقل ہیں۔ کیا اس ساری زبان درازی اور لغو گفتگو کی زد براہِ راست علامہ امام شعرانی اور آپ کے پیر و مرشد سیدی احمد کبیر بدوی پر نہیں پڑتی۔ اعلیٰحضرت کے بغض و عناد میں یہ لوگ کہاں کہاں تک ہاتھ صاف کر رہے ہیں۔ مصنف دھماکہ نے نہ تو نقل پر اعتراض کیا نہ حوالہ کا انکار کیا اور اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے خلاف بکواس بازی شروع کر دی۔ اس عبارت پر عنوان "مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا" بھی اپنے ذیل کے مضمون سے یکسر مختلف ہے۔ عنوان میں تو یہ تاثر دیا گیا ہے کہ مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا چڑھتا ہے لیکن ذیل میں کنیز کا ذکر ھبہ کرنے کا ذکر ہے۔ شرعی باندھی کا ہبہ کونسی دلیل شرعی سے ناجائز ہے۔ یہ تو خدائے قہار کا قہر و غضب ہے کہ دیوبندی قوم سے علم سلب کر لیا گیا ہے۔ یہ کتنی بڑی خیانت اور کتنا بڑا ڈاکہ ہے۔ کنیز شرعی باندھی کو تو لڑکی بنا دیا اور ہبہ کرنے کو چڑھاوا قرار دیدیا اور بے ایمانی کے اس جوڑ توڑ کو اعلیٰحضرت قدس سرہ کے ذمہ لگا کر بریلویوں کا مستقل مذہب قرار دیا کہ مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا چڑھایا جاتا ہے۔ ہمیں اختصار مانع ہے ورنہ خود دیوبندی کتب کی روشنی میں ہبہ کے مسائل اور کنیز (شرعی باندی) کے احکام تفصیل سے بیان کرتے حدیث شریف صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں میں نے ایک کنیز آزاد کی تھی جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے حضور کو اس کی اطلاع دی۔ فرمایا اگر تم نے اپنے ماموں کو ہبہ کی ہوتی تو تمہیں زیادہ ثواب ملتا۔ ہدایہ اور درمختار میں ہے کنیز کو ہبہ کیا اور اس کے حمل کا استثناء کیا یا یہ شرط کی کہ تم اسے واپس کر دینا یا آزاد کر دینا یا ہدیہ کر دینا یا ام ولد بنانا یا مکان ہبہ کیا اور یہ شرط کی کہ اس میں سے کچھ جزو معین مثلاً کمرہ یا غیر معین مثلاً اس کی تہائی چوتھائی

واپس کر دینا یا ہبہ میں یہ شرط کی کہ اس عوض میں کوئی شے (غیر عین) مجھے دے دینا۔ ان سب صورتوں میں ہبہ صحیح ہو گا (ہدایہ در مختار) اور در مختار ہی میں ہے کنیز کے شکم میں جو بچہ ہے اسے آزاد کر کے ہبہ کیا صحیح ہے۔ اور اگر حمل کو مدبر کر کے جاریہ کو ہبہ کیا صحیح نہیں۔ اب دیوبندی طائفہ یا تو کنیز کے ہبہ کا انکار کرے اور اس کو شریعت اسلامیہ سے بحوالہ کتب ثابت کریں اور کنیز (شرعی باندھی) جو بصورت ملک بغیر نکاح حلال ہے اس کا حرام ہونا بحوالہ کتب احادیث وفقہ ثابت کریں یا پھر سیدی احمد کبیر بدوی علیہ الرحمۃ کے کئے ہوئے ہبہ اور حضرت علامہ امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کے کنیز کو حجرہ میں لے جانے اور حاجت پوری کرنے پر اعتراض کریں۔ کیا یہ حضرات جلیل القدر آئمہ دین واولیاء کاملین مصنف دھاکہ جتنی بھی استعداد نہ رکھتے تھے۔

نیز یہ حوالہ الابریز شریف میں موجود ہے جہاں سے اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہ نے نقل کیا ہے تو اعتراض الابریز پر ہونا چاہیے لیکن ان پر بھی کیا اعتراض جبکہ اپنی نوعیت اور متعلقات کے ساتھ اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں جیسا کہ مفصل مذکور ہوا۔

وَلٰكِنَّ الْوَهَابِيَّةَ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُوْنَ ط

ازواجِ مطہرات کی شان میں

گستاخی کا اتہام

مصنف دھاکہ نے صدا پر سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر ازواجِ مطہرات کی گستاخی کا الزام عائد کیا ہے مگر یہ اس کی بے حیائی ہے کہ اپنے اکابر کو تو حضرات انبیاء ورسل علیہم السلام بلکہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی گستاخی وبے ادبی

اور تنقیص پر کچھ کہنے کی جرأت نہیں کرتا اور نہ اس گستاخی وتنقیص کو گستاخی وتنقیص سمجھتا ہے لیکن اس کے برعکس عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی کا ڈھنڈورہ پیٹ رہا ہے وہ کیا گستاخی ہے جو ازواج مطہرات کی شان میں کی گئی۔ کس نے کی سیدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ ملفوظات حصہ سوئم میں صـ۳ پر لکھتے ہیں۔ "انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدہ الہیہ کے لئے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا ان کی ازواج کو نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں۔ بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔"

اگر مصنف دھاکہ یہ پوری عبارت نقل کر دیتا تو اس کی بے ایمانی اسی کے دھاکہ کی زد میں آجاتی۔ اسے ازواج مطہرات کی گستاخی سے کوئی سروکار نہیں یہ ایک حقیقت ہے جب یہ لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کی گستاخی کو گستاخی نہیں سمجھتے تو ازواج مطہرات کی گستاخی کو گستاخی کیسے سمجھیں گے۔ بات دراصل یہ ہے کہ سیدنا اعلیحضرت قدس سرہ کے اس ایمان افروز ارشاد سے اس کا تقویۃ الایمان دھرم خطرہ میں پڑجاتا ہے۔ کیونکہ اسماعیل قتیل مر کے مٹی میں ملنے کے قائل ہیں اور اعلیحضرت کا ایمان افروز ارشاد حیات انبیاء علیہم السلام کی عکاسی کرتا ہے جو اس کے لئے تیر ونشتر کا حکم رکھتا ہے اب اگر یہ علی الاعلان حیات انبیاء علیہم السلام کا انکار کرتا تو برملا اس کی گستاخی وبے ایمانی کا اظہار ہو جاتا۔ لہٰذا اس نے بڑی عیاری سے ازواج مطہرات کی گستاخی کا بہانہ بنا کر حیات انبیاء علیہم السلام کا انکار کیا ہے۔ حقیقتاً یہی اس کا اصل مدعا ہے اور اگر یہ نہیں تو پھر یہ خود ہی بتائیے کہ جب اس اعلیحضرت کے ارشاد کی پوری عبارت میں نہ تو انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی دنیاوی پر اعتراض کیا نہ

واپس کر دینا یا ہبہ میں یہ شرط کی کہ اس عوض میں کوئی شے (غیر عین) مجھے دے دینا۔ ان سب صورتوں میں ہبہ صحیح ہوگا (ہدایہ درّ مختار) اور درّ مختار ہی میں ہے کنیز کے شکم میں جو بچہ ہے اسے آزاد کر کے ہبہ کیا صحیح ہے۔ اور اگر حمل کو مدبر کر کے جاریہ کو ہبہ کیا صحیح نہیں۔ اب دیوبندی طائفہ یا تو کنیز کے ہبہ کا انکار کرے اور اس کو شریعت اسلامیہ سے بحوالہ کتب ثابت کریں اور کنیز (شرعی باندھی) جو بصورت ملک بغیر نکاح حلال ہے اس کا حرام ہونا بحوالہ کتب احادیث و فقہ ثابت کریں یا پھر سیدی احمد کبیر بدوی علیہ الرحمۃ کے کئے ہوئے ہبہ اور حضرت علامہ امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کے کنیز کو حجرہ میں لے جانے اور حاجت پوری کرنے پر اعتراض نہ کریں۔ کیا یہ حضرات جلیل القدر آئمہ دین و اولیاء کاملین مصنف دھماکہ جتنی بھی استعداد نہ رکھتے تھے۔

نیز یہ حوالہ الابریز شریف میں موجود ہے جہاں سے اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہ نے نقل کیا ہے تو اعتراض الابریز پر ہونا چاہیئے لیکن ان پر بھی کیا اعتراض جبکہ اپنی نوعیت اور متعلقات کے ساتھ اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں جیسا کہ مفصل مذکور ہوا۔

وَلٰكِنَّ الْوَهَّابِيَّةَ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ؕ

ازواجِ مطہرات کی شان میں

گستاخی کا اتہام

مصنف دھماکہ نے صفحہ ۴۸ پر سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر ازواجِ مطہرات کی گستاخی کا الزام عائد کیا ہے مگر یہ اس کی بے حیائی ہے کہ اپنے اکابر کو تو حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام بلکہ حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی گستاخی و بے ادبی

اور تنقیص پر کچھ لکھنے کی جراُت نہیں کرتا اور نہ اس گستاخی و تنقیص کو گستاخی و تنقیص سمجھتا ہے لیکن اس کے برعکس عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی کا ڈھنڈورہ پیٹ رہا ہے وہ کیا گستاخی ہے جو ازواج مطہرات کی شان میں کی گئی۔ جس نے کی سیدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ ملفوظات حصّہ سوئم میں صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں۔ "انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لئے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا ان کی ازواج کو نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں۔ بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔"

اگر مصنف دھماکہ یہ پوری عبارت نقل کر دیتا تو اس کی بے ایمانی اُسی کے دھماکہ کی زد میں آجاتی۔ اسے ازواج مطہرات کی گستاخی سے کوئی سروکار نہیں یہ ایک حقیقت ہے جب یہ لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کی گستاخی کو گستاخی نہیں سمجھتے تو ازواج مطہرات کی گستاخی کو گستاخی کیسے سمجھیں گے۔ بات دراصل یہ ہے کہ سیدنا اعلیحضرت قدس سرہ کے اس ایمان افروز ارشاد سے اس کا تقویۃ الایمانی دھرم خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اسماعیل قتیل مر کے مٹی میں ملنے کے قائل ہیں اور اعلیحضرت کا ایمان افروز ارشاد حیات انبیاء علیہم السلام کی عکاسی کرتا ہے جو اس کے لئے تیر و نشتر کا حکم رکھتا ہے اب اگر یہ علی الاعلان حیات انبیاء علیہم السلام کا انکار کرتا تو برملا اس کی گستاخی و بے ایمانی کا اظہار ہو جاتا۔ لہٰذا اس نے بڑی عیاری سے ازواج مطہرات کی گستاخی کا بہانہ بنا کر حیات انبیاء علیہم السلام کا انکار کیا ہے حقیقتاً یہی اس کا اصل مدعا ہے اور اگر یہ نہیں تو پھر یہ خود ہی بتائیے کہ جب اس اعلیحضرت کے ارشاد کی پوری عبارت میں نہ تو انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی دنیاوی پہ اعتراض کیا نہ

احکامِ دنیویہ پر اعتراض کیا نہ ترکہ باٹنے پر اعتراض کیا نہ انبیاء علیہم السلام کی ازواج کے نکاح حرام ہونے پر اعتراض کیا نہ عدت نہ ہونے پر اعتراض کیا نہ قبور میں کھانے، پینے اور نماز پڑھنے پر اعتراض کیا تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ حقیقی دنیاوی حسی کا قائل ہے تو پھر شب باشی سے اس پر کون سی قیامت ٹوٹ پڑی اور کون سے ضابطہ شرعی سے اس نے اس کو ازواج مطہرات کی گستاخی پر محمول کر لیا جب یہ قبور میں کھانے پینے نماز پڑھنے تک کو خاموشی سے قبول کر رہا ہے، حیاتِ حقیقی حسی دنیاوی تک کے الفاظ پر معترض نہیں تو پھر شب باشی میں گستاخی کی راہ کیسے نکال لی۔ جب انبیاء علیہم السلام کو حیاتِ حقیقی دنیاوی حاصل ہے تو پھر شب باشی سے گستاخی کسطرح ہوگئی اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ ایک آن کے وعدہ الہیہ سے قبل جب انبیاء علیہم السلام ہماری ظاہری آنکھوں کے سامنے تھے تو معاذ اللہ شب باشی سے اسوقت بھی ازواج مطہرات کی گستاخی ہوتی رہی۔ یا تو مصنف دھماکہ ایک آن کے وعدہ سے قبل بھی شب باشی کا انکار کرے اور اگر نہیں تو پھر یہ اپنے ہی بقول شب باشی کا الزام عائد کرکے یہ خود بھی ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا یا نہیں؟ اور اگر یہ حیاتِ انبیاء علیہم السلام کا قائل ہے تو پھر شب باشی سے گستاخی کیسے ہوگئی؟ اور اگر خدانخواستہ یہ اس کے نزدیک گستاخی ہی ہے تو پھر شب باشی سے انبیاء علیہم السلام کی بھی توہین ہوئی تو مصنف دھماکہ نے اپنے ضابطہ کے اعتبار سے توہینِ انبیاء علیہم السلام سے تو چشم پوشی کی اور درگزر سے کام لیا لیکن ازواج مطہرات کی گستاخی کو محسوس کیا جو شخص ان ازواج مطہرات کے مقدس سرتاجوں کی توہین کی پرواہ نہ کرے وہ ان کی ازواج کی عزت و آبرو کے معاملہ میں کہاں تک مخلص ہو سکتا ہے؟ اس کا فیصلہ قارئین اور ہر حقیقت پسند ذی فہم و شعور انسان پر چھوڑا جاتا ہے۔ اور پھر مصنف دھماکہ کو اتنی شرم نہیں کہ اعلیحضرت قدس سرہ نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں فرمائی اور صاف لکھا ہے کہ سیدی

محمد بن عبد الباقی زرقانی (صاحب شرح مواہب لدنیہ) فرماتے ہیں۔

(ویضاجع ازواجہ ویتمتع بہن اکمل من الدنیا)

(شرح زرقانی جلد ۶ صد ۱۴۹)

لہٰذا اعلیحضرت تو صرف ناقل ہیں۔ اگر کوئی اعتراض تھا تو علامہ امام زرقانی پر ہونا چاہیئے تھا نہ کہ اعلیحضرت پر لیکن مصنف دھماکہ نے نہ اعلیحضرت کے پیش کردہ حوالہ کو جھٹلایا نہ اس کا انکار کیا نہ علامہ زرقانی سے اس نظریہ کو غلط ثابت کیا اور اندھا دھند اعلیحضرت کے خلاف اپنی خرافاتی توپ کا دہانہ کھول دیا۔ اگر شب باشی کی صورت بھی ہو تو اس میں وجہِ اعتراض کیا ہے؟ جب انبیاء علیہم السلام بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں اور پھر شب باشی کا لفظ بھی عام ہے اور اس کا معنی فیروز اللغات صد ۱۴۱ پر رات رہنے کو لکھا ہے۔ شب باش۔ رات رہنے والا ہے۔ شب باشی باہمی ملاپ ہی کو مستلزم نہیں ہے۔ اور اگر یہی صورت مراد لی جائے تو کیا جنت میں ایسا نہیں ہوگا؟ اور کیا قبورِ انبیاء روضۃ من ریاض الجنۃ نہیں ہیں؟ اب آیئے دیوبندی حکیم الامت جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی سنیئے وہ فرماتے ہیں۔ محمد الحضرمی مجذوب ...... آپ ابدال میں سے تھے۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیرہ شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھائے۔ اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے تھے (جمال الاولیاء صد ۱۸۸) اب مصنف دھماکہ اپنی الٹی کھوپڑی سے کیا ہی تصور کرے گا۔ کہ جن بزرگ کو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ابدال اور صاحب کرامت مان رہے ہیں وہ کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باشی (باہمی میل ملاپ) فرماتے تھے۔ اب وہ خود ہی بتائے کہ شب باشی کا جو مطلب اس کے نزدیک ہے وہ ایک شب میں کئی کئی جگہ ایک وقت میں متعدد خواتین سے کس طرح ممکن ہے! انبیاء علیہم السلام کو حیاتِ حقیقی دنیاوی حاصل ہے یہ عقیدہ فقط سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی نہیں ہے۔ علامہ اجل حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بھی اس مسئلہ پہ انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء تحریر فرمایا اور اس کے مستند ہونے کے لئے علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا نام گرامی کافی ہے اور نہ صرف یہ بلکہ دیو بندیوں کے رئیس المحدثین مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب براہین قاطعہ میں اپنی اور اپنے اکابر کی گستاخی پہ پردہ ڈالتے ہوئے حضرات انبیاء علیہم السلام کی حقیقی دنیاوی کا اعتراف اور علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے۔ . . . یہ حیات برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ "انباء الاذکیا بحیات الانبیاء" میں بتصریح لکھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء اور شہید کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے" (الخ)

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے" رسالہ المہند از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب صفحہ ۱۹) کاش مصنف دھماکہ آنکھوں پہ پٹی باندھ کر دیو بندیت کی اندھی وکالت کرنے سے پیشتر اپنے بانی مدرسہ دیو بند مولوی قاسم نانوتوی کی آبحیات ایک نظر دیکھ لیتا تو آج یہ ذلت و ندامت نہ ہوتی جس میں مصنف بانی دار العلوم دیو بند نے حیات دنیاوی پہ دلائل جمع کئے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی حیات دنیاوی کا اعتراف کیا ہے اور اس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ جب یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو حیات دنیوی حقیقی حاصل ہے تو پھر سیدی علامہ زرقانی امام محمد بن عبد الباقی نے کیا جرم کیا جو یہ لکھ دیا کہ انبیاء علیہم السلام کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ شب باشی فرماتے ہیں اور پھر اس کا الزام سیدی اعلیٰحضرت پہ کیسا؟ کیا مصنف

کی شرم اور دیانت ختم ہو گئی۔

مصنفِ دھماکہ کا اکابر دیو بند سے تصادم

مصنفِ دھماکہ بڑی بے حیائی

سے الملفوظ کی مذکورہ عبارت کو صفحہ ۴۶ پر بھی زیر بحث لایا ہے اور اس جگہ اس کا اکابر دیو بند سے خونریز تصادم ہو گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

جناب مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی المہند صفحہ ۱۹ پہ لکھتے ہیں "ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں آپ کی حیات دنیا کی سی ہے . . . یہ حیات برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے"

اس کتاب پہ دیو بندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب مدرس اول مدرسہ دیو بند۔ دیو بندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی صدر جمعیت العلماء ہند دہلی۔ مصنف تذکرۃ الرشید مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی۔ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی مدرسہ دیو بند۔ مولوی میر احمد حسن صاحب امروہی۔ مولوی حبیب الرحمان صاحب سابق نائب مہتمم مدرسہ دیو بند۔ مولوی محمد احمد صاحب سابق مہتمم مدرسہ دیو بند جیسے چوٹی کے اکابر و مشاہیر علماء دیو بند کی تصادیق موجود اور دستخط ثبت ہیں اور اس کے علاوہ صدر مدرسہ دیو بند مولوی حسین احمد صاحب مدنی کانگریسی اپنے شہاب ثاقب صفحہ ۴۵ پر نجدیوں کے عقائد کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں "نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے۔ بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں بعد وفات ان کو حیات ہے۔ تو وہی حیات ان کو برزخ ہے . . . حضرت مولانا نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب تحریر فرمائی جو کہ

مشہور بین العالم ہے اس میں کس زور شور سے حیات نبوی کا اثبات کیا ہے
. . . . مولانا (رشید) گنگوہی قدس اللہ سرہ ہدایۃ الشیعہ اور رسالہ حج وغیرہ میں بھی اس کی تصریح و تائید فرما رہے ہیں۔"

صدر دیوبند نے بھی حیات برزخ پر تنقید کر کے انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی دنیاوی کا برملا اعتراف کیا ہے اور اپنی تائید میں بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب اور دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو اپنی تائید میں لائے ہیں

اب قارئین کرام غور فرمائیں کہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی۔ دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی، دیوبندی رئیس المحدثین مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی۔ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی۔ سابق مہتمم مدرسہ دیوبند مولوی محمد احمد صاحب۔ نائب مہتمم مدرسہ دیوبند مولوی حبیب الرحمٰن صاحب۔ مصنف تذکرۃ الرشید مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی۔ مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی۔ مولوی میر احمد حسن صاحب امروہی۔ مفتی مدرسہ دیوبند مولوی عزیز الرحمان صاحب دیوبندی۔ صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب وغیرہ چھوٹے بڑے اکابر دیوبند ایک طرف اور دھماکہ کا بے بصیرت اندھا مصنف ایک طرف یہ ان سب سے منہ موڑ کر اور ان سب کے مسلک انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی دنیوی، کو چھوڑ کر مذہب اسلام کا ٹھیکیدار بن کر علی الاعلان کہتا ہے۔ مذہب اسلام حضور اپنے روضہ مبارکہ میں زندہ اور عالم برزخ کے مطابق وہاں نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔" (دھماکہ صفحہ ۴۶) ثابت ہوا کہ یہ تمام اکابر دیوبند کے مقابلہ حیات برزخی کا قائل ہے جبکہ وہ سب حیات دنیاوی کا اعتراف کرتے ہیں اور کتنے مرے ہوئے دل اور مری ہوئی زبان سے کہتا ہے عالم برزخ کے مناسب وہاں نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ (دھماکہ صفحہ ۴۶) حالانکہ مولوی خلیل احمد صاحب

انبیٹھوی صاحب براہین قاطعہ لکھتے ہیں علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء اور شہید کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔" (المہند صفحہ ۱۶) مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی مذکورہ بالا اکابر دیوبند کی تصدیق و تائید کے ساتھ کہتے ہیں۔ انبیاء کی حیات دنیا جیسی ہے قبر میں نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے لیکن دھماکہ کے مصنف کی اپنی انفرادی و ذاتی تحقیق اکابر دیوبند کے مقابلہ میں یہ ہے کہ وہ عالم برزخ کے مناسب وہاں نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ باہمی تصادم اور مذہبی خودکشی کی ایسی بدترین مثال دیوبندی فرقہ کے سوا کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔

کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہو جائیگا
دین نجدی پائمال سُستیاں ہو جائیگا

جب یہ جملہ اکابر دیوبند بظاہر حیات دنیوی کے قائل ہیں تو پھر انبیاء علیہم السلام کا قبور میں دنیاوی حالات سے ہمکنار ہونا کونسی دلیل شرعی سے ناجائز و حرام ہو سکتا ہے؟ اور شبِ ہاشمی کو کس طرح ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی قرار دیا جا سکتا ہے؟

اور پھر مصنف دھماکہ کا مبلغ علم ملاحظہ ہو بے چارگی و مایوسی کے عالم میں اسی عبارت پر بحث کے دوران دماغی توازن کھو کر لکھتا ہے "محمد بن عبد الباقی نے یہ لغویات کہاں کہی ہے ہو سکتا ہے اس بے چارے پر جھوٹ ہی باندھا گیا ہو۔" دھماکہ صفحہ ۴۹) اب ہو سکتا ہے کہ سوا مصنف دھماکہ کا کیا سہارا ہے؟ بے چارہ محمد بن عبد الباقی زرقانی نہیں بے چارہ مصنف دھماکہ ہے جس کو نہ اپنے اکابر کے عقیدہ مسلک کی تحقیق نہ علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی علیہ الرحمۃ کے عقیدہ و مسلک کی تحقیق مقام غور و فکر ہے جس شخص کو اپنے ہی اکابر کے مذہب و مسلک اور عقیدہ کی خبر نہ ہو وہ کس طرح اور کس منہ سے فاضل بریلوی جیسے علماء عرب و عجم کے ممدوح کے مسلک و عقیدہ پہ تنقید کر سکتا ہے جس شخص کو تحقیق مذاہب اور کتب

عقائد سے کوئی واسطہ ہی نہ ہو وہ کس منہ سے یہ کہہ سکتا ہے کہ "بہرحال جس نے بھی یہ بات کہی بڑی لغو بات کہی ہے" اپنی استعداد و قابلیت کا تو یہ حال ہے کہ یہ علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ کی کسی کتاب کا نام تک نہیں جانتا اور ہر جگہ اس کی بے چارگی آڑے آتی ہے۔

شب باشی کے نام سے تو اس پر سکتہ کا عالم طاری ہو گیا ہے لیکن اس کو کیا کہے گا کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں "محمد یمنی محسن بڑے عارفین میں تھے۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور نے ایک روٹی عطا فرمائی جس میں سے کچھ تو انہوں نے حضور کے سامنے کھالی اور کچھ اپنی برابر رکھ لی۔ جب بیدار ہوئے تو روٹی برابر میں موجود پائی" (جمال الاولیاء صد ۱۶۹)

اب مصنف دھماکہ بتائے انبیاء علیہم السلام بحیات حقیقی زندہ نہیں اور اُن کی حیات دنیوی نہیں تو پھر یہ خواب میں دی گئی روٹی فی الواقع کس طرح برابر میں موجود پائی گئی۔ کیا مصنف دھماکہ اپنے ستر ہزار چھوہاروں والے انداز میں یہاں بھی اپنے حکیم الامت اشرف علی صاحب تھانوی سے ویسا ہی سوال کرے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس قبر میں روٹی کہاں سے آئی۔ معاذ اللہ کیا حضور نے خود پکائی اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک اُمتی ایک ایک روٹی بھی دیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت لگ بھگ ایک ارب ہے اتنی روٹیاں کہاں سے آئیں گی۔ کون پکائے گا۔ کس طرح تقسیم ہوں گی اگر ایک روٹی دو چھٹانک کی بھی ہو تو ایک ارب روٹیوں کا کتنا وزن بن جائے گا۔ تھانوی صاحب کے قلم سے اس ایک بزرگ کی ایک کرامت کے باعث تمام بریلوی مسلک کو اپنانا پڑے گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خواب میں روٹی عطا فرمادیں اور باقی برابر میں موجود پائی جائے تو آپ کی حیات حقیقی دنیاوی ثابت ہوئی۔ روٹی تقسیم فرمادیں تو قاسم نعمت ہوئے۔ ہر نعمت کے حضورؐ کے دستِ کرم سے

ملتی ہے یہ ماننا پڑے گا خواب میں جس طرح ایک اُمتی کو شرفِ زیارت بخشا اسی طرح ہر اُمتی کو شرفِ ملاقات بخش سکتے ہیں یہ مان لیا تو اقرار کرنا پڑے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہر اُمتی سے واقف ہیں علم غیب کا اقرار کرنا پڑے گا ہر اُمتی کو ہر جگہ روٹی عنایت فرمائی گئی تو آپ کو حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔ ارے حکیم الامت یہ آپ نے کیا لکھا اس طرح تو رہے سہے دیوبندی جو پہلے ہی اقلیت میں ہیں دیوبندیت چھوڑ جائیں گے۔

مصنف دھماکہ اور اہل دھماکہ کو غور کرنا چاہیئے جس طرح ازواج مطہرات کا پیش کیا جانا دنیاوی معاملہ ہے اسی طرح روٹی خواب میں عنایت فرمانا اور بیداری کے بعد برابر موجود پانا نہ صرف دنیاوی معاملہ بلکہ آپ کی حقیقی دنیاوی حیات پر دلالت کرتا ہے شب باشی ناممکن ہے تو روٹیوں کی تقسیم کس طرح ممکن ہو گئی۔؟

بے شرع جاہل پیروں سے مرعوب کرنیکی تدبیر کا الزام

مصنف دھماکہ نے اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے زیادہ تر ہوائی باتوں اور لفاظی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور سیدنا اعلیٰ حضرت الامام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ پر ملفوظات حصہ دوم کے حوالہ سے بے شرع جاہل پیروں سے مرعوب کرنے کا الزام لگایا ہے۔ ہم مصنف دھماکہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ خود اور ان کے اکابر باشرع اہل پیروں کو مانتے ہیں اور حقیقی شرعی پیروں سے مرعوب ہوتے اور ان کی نیازمندی اختیار کرتے ہیں۔؟ ہرگز نہیں حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی طائفہ حقیقی پیروں سچے بزرگوں اور حضرات اولیاء اللہ کا تو بے شرع جاہل پیروں سے بھی بڑا دشمن اور سخت مخالف ہے۔ تقویۃ الایمان میں ہے "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے صد ۱۵ سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں صد ۲۶

تو صاحب مولوی اسماعیل صاحب بے دریغ ہر چھوٹی بڑی مخلوق نبی ہوں یا ولی خاص بندگانِ خدا ہوں یا عام سب کو اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل بتا رہا ہے گویا اللہ کے ہاں چمار کی تو عزت ہے لیکن نبی اور ولی کی کوئی عزت نہیں وہ چمار سے بھی ذلیل ہے۔ یہی نہیں بلکہ خطۂ پنجاب میں دیوبندیوں کے واحد شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری نے تو یہاں تک جسارت سے کام لیا اور دیوبندی تو اولیاء اللہ کی کرامات اور فیوض و برکات ہی کا انکار کرتے ہیں لیکن مولوی احمد علی لاہوری نے برصغیر پاک و ہند کے مشہور ممتاز روحانی پیشوا امام الاولیاء شیخ العرفاء سیدنا حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری رضی اللہ تعالیٰ کے موجودہ مزار پُرانوار ہی کا انکار کر ڈالا ملاحظہ ہو۔ "یہ مقبرہ ہجویر کے رہنے والے ایک بزرگ کا ضرور ہے مگر یہ علی ہجویری (داتا گنج بخش) کا نہیں۔ . . . مجھے (احمد علی صاحب) کو خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل جو نورِ قلب بخشا ہے اس کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ راز میرے سینے میں لوح محفوظ کی طرح ہے کہ حضرت داتا صاحب کا مقبرہ کس جگہ ہے اور میں اس بات پر قادر ہوں۔ آپ کو انگلی رکھ کر بتا سکتا ہوں کہ آپ کا سر کہاں ہے اور پاؤں کہاں ہیں۔" (روزنامہ آفاق لاہور یکم فروری ۱۹۵۷ء صـ۲) امام الائمہ سراج الامۃ سیدنا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خداداد عظمت کو مٹانے کی یوں کوشش کی کہ اپنے ایک ملّاں کو سیدنا امام اعظم علیہ الرحمۃ سے بڑھا دیا ملاحظہ ہو۔ "میں نے شام سے لیکر ہند تک اس (دیوبندی مولوی انور کاشمیری) کی شان کا کوئی محدث اور عالم نہیں پایا۔ . . اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ (انور کاشمیری) امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں تو میں اس دعوٰی میں کاذب نہ ہوں گا۔" (خدام الدین لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۶۲ء)

اور پیرانِ پیر غوث اعظم قطب عالم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق خود مصنف نے دعا کے صـ۳۲-۳۳) پر سخت بے ادبی گستاخی کی: اور آپ کے خداداد کمالات و اختیارات اور مسلمہ کرامات کا مذاق اڑایا ہے مذکورہ بالا

حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ بے شرع جاہل پیر تو کیا دیوبندی طائفہ تو باشرع عالم پیروں کا بھی سخت دشمن اور بدگو ہے اور یہ اُن کا فراڈ ہے کہ بے شرع جاہل پیروں کا بہانہ بنا کر محبوبانِ خدا حضرات اولیاء اللہ پر ہاتھ صاف کرتے ہیں اور مخلوقِ خدا کو اُن سے روک کر گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ بتایا جائے سیدنا امام الاولیاء حضرت داتا گنج بخش لاہوری۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ۔ حضور سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد (قدست اسرارھم) سے بڑھ کر اور کون سا باشرع عالم پیر و شیخ طریقت ہوگا؟ جب دیوبندی طائفہ ان حضرات کی شانِ رفیع میں گستاخیوں سے باز نہیں آتا تو اور کسی کو کیا سمجھے گا؟

ان مختصر جامع معروضات کے بعد اب آیئے ملفوظات اعلیحضرت حصہ دوم کی زیر بحث عبارت کی طرف تو ہر شخص الملفوظ حصہ دوم کو دیکھ سکتا ہے اس میں کہیں بھی بے شرع جاہل پیروں سے مرعوب کرنے کی کوئی بات نہیں اور اگر کچھ ہے تو وہ باشرع پیروں اور بندگانِ خدا اولیاء اللہ کی عظمت کی بات ہے یہی اس عبارت پر نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ اعلیحضرت نے بیعت کے کیا معنی ہیں یہ بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا: بیعت کے معنی بک جانا۔ اور پھر سبع سنابل شریف کے حوالہ سے ایک حوالہ نقل کر کے ثابت فرمایا ہے صدقِ عقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑے تو اس کا فیض ضرور آئے گا۔ اور ماحصل یہ کہ نسبت صحیح ہو شیخ خالی ہے شیخ کا شیخ خالی نہ ہوگا اور بالفرض وہ بھی نہ سہی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو معدن فیض و منبع انوار ہیں ان سے فیض آئے گا سلسلہ صحیح اور متصل ہونا چاہیے اور بھیک مانگنے والا فقیر جو دو کاندار سے کہہ رہا تھا کہ ایک روپیہ دے ورنہ دوکان الٹ دوں گا تو اس سے کوئی بھی مرعوب نہ ہوا تھا نہ کسی نے روپیہ دیا۔ بلکہ ایک صاحب دل ولی کامل نے جب دیکھا یہ تہی جالی ہے اس کا شیخ بھی خالی ہے پھر اس کے شیخ پر نظر ڈالی تو وہ اہل اللہ سے تھا اس پر اس صاحب دل نے دوکاندار سے کہا روپیہ دیدو تو روپیہ تو ملا اہل اللہ کے

نام پہ بے شرع جاہل سے نہ کوئی مرعوب ہوا نہ اس کے نام پر روپیہ دیا اور جس کے نام سے مرعوب ہوئے وہ کامل تھا۔ اہل اللہ سے تھا۔ بتایا جائے اس میں اعتراض کی کونسی اور کیا بات ہے؟ اعلیحضرت نے اس یا کسی بھی بے شرع جاہل پر سے بیعت ہونے کا بھی نہیں لکھا اور اس کا تذکرہ بھیک مانگنے والا فقیر کہہ کر کیا ہے اعلیحضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ نے شیخ کامل کے متعلق جو شرائط بیان فرمائیں وہ مصنف دھاکہ نے دیکھنے کی زحمت کی ہوتی تو اسطرح اندھے کی لاٹھی کھانے کی نوبت نہ آتی اعلیحضرت نے جو شرائط شیخ و مرشد کے متعلق بیان فرمائیں وہ یہ ہیں۔

۱:۔ شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح ہو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہو بیچ میں منقطع نہ ہو۔

۲:۔ شیخ سُنی صحیح العقیدہ ہو۔ بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا۔

۳:۔ شیخ عالم ہو اقوال فقہ اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی اور لازم کہ عقائدِ اہلسنت سے پورا واقف کفر و اسلام و ضلالت و ہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو۔

۴:۔ فاسق معلن نہ ہو۔

کتنے واضح اور صریح ارشادات ہیں بے شرع جاہل پیروں سے بچانے کے اور وہ بھیگ مانگنے والا فقیر تو پیر تھا ہی نہیں مگر مصنف دھاکہ نے اس کو بے شرع و جاہل ہی سہی پیر مان لیا۔ اور پھر یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ مصنف دھاکہ فاسق فی العمل پیر پر تو معترض ہے لیکن فاسق فی العقیدہ نام نہاد پیروں مثل مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی جو منکر ضروریاتِ دین اور گمراہ گر ہیں کے متعلق کوئی حرف اس کی زبان پر نہیں آیا۔

★

اشعارِ اعلیحضرت اور مصنف دھاکہ کی علمی بے بضاعتی

و ذہنی پراگندگی

کَلَامُ الْاِمَامِ اِمَامُ الْکَلَامِ ۞ کَلَامُ الْمَلِکِ مَلِکُ الْکَلَامِ

اعلیحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی جلالت علمی پر اپنے بیگانے رشک کرتے ہیں ان کی تصانیف ہیں علم و تحقیق کے بادل گرج رہے ہیں۔ ان کے علمی دینی کارناموں پر عرب و عجم جھوم رہے ہیں جن کی ایمان افروز وجد آور اور کیف و سرور سے بھرپور نعتیہ شاعری سے ارباب عشق و محبت کے میکدے آباد ہیں جن کے شاعرانہ ادب کی پختہ کاری کا لوہا۔ اقبال و حفیظ جالندھری، محسن کاکوروی۔ اور ضیاء القادری اکبر وارثی جیسے مشاہیر زمانہ شعراء نے مانا۔ جو تحدیث نعمت کے طور پر خود فرماتے ہیں۔

؎ جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حسن کیونکر آئے
لا اُسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں

یہ اعلیحضرت کا کلام ہے جو آداب شریعت کی پابندی، زبان کی پاکیزگی محاورات کی لطافت، الفاظ کی وضاحت، کلام کی بلاغت، عبارت کی رنگینی مضامین کی دلکشی و بلندی تشبیہات کی عُمدگی اور استعارات کی خوبی سے مزیّن ہے جن کا کوئی شعر ایسا نہیں جس کا ثبوت آیاتِ قرآنیہ، احادیث نبویہ اقوال آئمہ و اصفیاء سے نہ ملتا ہو اگر کسی کو نہ ملے تو یہ اس کی اپنی علمی بے بضاعتی حدائق بخشش کا سن ۱۳۲۵ھ ہے۔ گویا آج پورے ستر سال ہوتے ہیں اس دوران سینکڑوں مناظرے ہوئے اور ہزاروں کتابیں لکھی گئیں لیکن مشاہیر و اکابر دیوبند میں سے کسی کو اعلیحضرت کے کسی شعر پہ اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آج ستر سال بعد دھاکہ کا گمنام مصنف اعلیحضرت کے اشعار مبارکہ پر بزعم خود معترض ہوا ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک مصنّف دھماکہ جیسے بزعم خود بہت بڑے ادیب و شاعر تھے. کسی نے ڈاکٹر اقبال کے اس شعر کا مطلب پوچھا

؎ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

تو اس نے جھٹ کہا کہ خودی کو اتنا بلند کرتا چلا جا کہ تقدیر کے اوپر جا چڑھ اور وہاں پہنچ کر جب تجھے سردی لگنے لگے تو پھر خدا خود تیرے سے پوچھے گا بتا تیری رضائی کہاں ہے؟ یہی حال مصنّف دھماکہ کا ہے:

ع ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ

اعلحضرت کا شعر جو سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اُس کو نانوتوی کے چھوٹے بھائی غلام احمد قادیانی کی احمدی مسجد کے زاہدوں کی شان میں نظر آتا ہے۔

؎ آہ اس شوخ ستم گار سے جس کی آنکھیں
ذوق رکھتی ہیں ڈھٹائی کا بدل جانے کا

اعلحضرت قدس سرہ کے اشعار مبارکہ پر تنقید و تبصرہ کے ابتدائیہ میں "خدا تعالیٰ کے بارے میں" کا عنوان جما کر مذہب اسلام یہ بتایا ہے اللہ تعالیٰ واجب الوجود اور لاشریک ہے۔ اس کے سوا جو کچھ ہے وہ حادث ہے مخلوق ہے اور ممکن الوجود ہے اور واجب الوجود اور کوئی نہیں۔ نہ ممکن الوجود سے بالا کوئی برزخی درجہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس میں بعض باتیں تو ایسی ہیں جن پر نہ تو کسی کو اعتراض ہے نہ انکار ہے لیکن بعض باتیں وہمی خیالی ہیں۔ اگرچہ مصنّف دھماکہ نے ان کو کسی کی طرف منسوب نہیں کیا لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ بحوالہ کتب یہ بھی بیان کر دیا جاتا کہ کس نے کہا کہ بشریت کے پردہ میں خدا زمین پر اتر پڑا۔ کس نے کہا خدا کسی کا ماتحت ہے کس نے کہا خدا پر کسی کا رعب ہے۔ کس نے کہا خدا تعالیٰ نے اپنے اختیارات کسی مخلوق کو مستقل طور پر دے رکھے ہیں یا اللہ تعالیٰ نے اپنی خدائی کا چارج

کسی کو دیدیا ہے. یہ سب وہابیانہ چکنہ بازیاں ہیں کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے۔

کاش مصنّف اپنا اور اپنے مخاطب کا عقیدہ بحوالہ کتب معتبرہ بیان کرتا اور پھر کوئی تبصرہ کرتا تو بھی کوئی بات تھی لیکن مصنّف نے ایسا نہیں کیا اور فرضی باتوں سے اپنا جی بہلایا۔ اور کچھ نہیں سوجھا تو یہ دے مارا کہ بریلوی مذہب (بشریت کے پردے میں خدا) خط کشیدہ الفاظ کو بریکٹ میں نامعلوم کون سے ادبی ضابطہ کے تحت بند کیا ہے۔ بریکٹ میں وہ الفاظ ہوتے ہیں جن کے پہلے الفاظ کی وضاحت مقصود ہوتی ہے۔ خیر اس سُرخی کے ضمن میں لکھا ہے "بریلوی عقیدہ میں حضور علیہ السلام خدا کے نور کا ٹکڑا تھے جو بشریت کے پردہ میں زمین پر اترا تھا۔ مولانا احمد رضا خان صاحب حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔

؎ اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے

(حدائق بخشش حصہ اوّل ص۳)

اور خود ہی تشریح بھی کر دی۔ بشریت کے پردہ میں آپ باری تعالیٰ کا نور ہیں پردہ اٹھا دیں تو واضح ہو جائے گا کہ آپ خود خدا ہیں۔ (دھماکہ ص۲۹) دیکھا آپ نے مصنّف نے کس قدر بے ایمانی اور دجل سے کام لیا ہے دعویٰ تو سرخی میں یہ کیا گیا ہے کہ:۔

۱:۔ بریلوی مذہب میں بشریت کے پردے میں خدا۔

۲:۔ حضور علیہ السلام خدا کے نور کا ٹکڑا تھے۔ بشریت کے پردے میں زمین پر اترا۔ قطع نظر اس سے کہ یہ بات بلا دلیل و ثبوت ہے دو متضاد نظریات علماء بریلی کے ذمّہ لگائے جا رہے ہیں۔ پہلے فقرہ میں تو مصنّف یہ کہتا ہے کہ بریلوی عقیدہ یہ ہے کہ بشریت کے پردے میں خدا اور دوسرے فقرہ میں مصنّف کہتا ہے خدا کے نور کا ٹکڑا۔ علماء بریلی کی کتب میں تو یہ دونوں ہی باتیں کہیں نہیں ملتیں۔ مگر مصنّف کو کم از کم اتنا تو چاہیئے کہ بیک وقت دو متضاد الزام تو عائد نہ کرے جب اس کے

بقول علماء بریلی بشریت کے پردہ میں خدا مانتے ہیں تو پھر خدا کے نور کا ٹکڑا کا کیا مطلب؟ یہ مصنف دھماکہ کا اندھا پن اور عقل و شعور و شرم و حیا سلب ہونے کی علامت ہے کہ بلا دلیل و ثبوت متضاد الزام لگا کر اپنی آتش انتقام کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ اگر علماء بریلی کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود خدا ہیں تو خدا کے نور کا ٹکڑا کون کہہ رہا ہے اور اگر نور کا ٹکڑا علماء بریلی کا عقیدہ ہے تو خود خدا کون مانتا ہے؟ اور علماء بریلی کا یہ عقیدہ کہاں مذکور ہے؟ اور "تھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے"۔ میں یہ کس لفظ کا معنیٰ ہے کہ آپ خود خدا ہیں۔؟ اس ڈھٹائی اور سینہ زوری کا بھی کوئی ٹھکانا ہے۔ کچھ تو شرم اور غیرت چاہیئے۔ ایک عام فہم مصرعہ میں اس قدر خیانت آمیز مغالطہ دیا جاتا ہے تو دقیق اشعار میں کیا کچھ بے ایمانی نہ ہوگی۔ اور اس شعر کہ

؎ شکل بشر میں نور الٰہی اگر نہ ہو
کیا قدر اس خمیرۂ مادہ و مدرکی ہے (حدائق صہ۹۲)

کی تشریح میں یہ خدا کا اپنا نور ہے، کس لفظ کا معنیٰ ہے؟ اس کا تو صاف اور سیدھا معنیٰ یہ ہے۔ بشر کی شکل میں اگر اللہ کا نور نہ ہو تو اس خمیرہ کی کیا قدر تھی جو مٹی اور پانی سے بنا۔ گویا کہ مصنف کو یہ بھی گوارا نہیں کہ کوئی بھی بشر کی قدر حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے نور ہیں یا نہیں؟

عبدالرزاق نے اپنے مسند میں حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی سے روایت کی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُّوْرِہٖ۔ اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام جہان سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا ممکن ہے اس حدیث کو مصنف دھماکہ وہابیت کا دورہ پڑنے کے باعث خانہ ساز دودھ کے انداز میں خانہ ساز حدیث قرار نہ دے۔ یہ واضح کرتا چلا جاؤں اور اس

کے لئے کہیں جائے فرار نہ چھوڑوں کہ یہ وہابیت شکن حدیث پاک دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے نشر الطیب صہ۵ پر نقل فرمائی ہے۔ اس میں (نور نبیك من نورہ) صاف طور پر نظر آ رہا ہے۔ مصنف دھماکہ کو ڈبل شیشہ والی عینک لگانے کی ضرورت نہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ اگر کوئی سنی مسلمان بریلوی صحیح ایمان اپنے آقا و مولیٰ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور خدا یا اللہ تعالیٰ کا نور کہہ دے تو دیوبندیوں کے کفر و شرک کی ہنڈیا میں اُبال آجاتا ہے۔ حالانکہ خود بانیٔ مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں

؎ کہاں وہ رتبہ کہاں عقل نارسا اپنی
کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدۂ زار (قصائد قاسمی صہ۵)

لیکن اگر یہ خود اپنے کانگریس کے ڈھنڈورچی مولویوں کو اللہ تعالیٰ کا نور قرار دیں تو کوئی قباحت نہیں اور کفر و شرک کے سارے فتوے سرنخانہ کی نذر ہو جاتے ہیں، ملاحظہ ہو: "یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ قطب الاقطاب جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ تعالیٰ کے انوار میں سے ایک نور تھے"۔

(خدام الدین لاہور ۲۴ر مئی سنہ ۱۹۶۲ء صہ۱)

یہ دیوبندیوں کی انصاف پسندی جو بات نبی کے لئے شرک و کفر تھی۔ اپنے مولوی کے لئے ایمان و اسلام قرار پا گئی۔ احمد علی کو نور خدا کہا تو شرک و کفر کے سارے فتوے بھول گئے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ان کے دل میں انبیاء و رسل علیہم السلام کی عزت و توقیر اپنے مولویوں جتنی بھی نہیں۔

امام اہلسنت اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا ایک شعر ہے۔

؎ معدن اسرار علام الغیوب
برزخ بحرین امکان و وجوب

اس شعر کے سمجھنے میں مصنف دھماکہ کو ٹھوکریں کھانا پڑیں حالانکہ اس کا سیدھا سادا مطلب فقط اسقدر ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) علام الغیوب (خدا تعالیٰ) کے

اسرار کی کان ہیں اور ذات واجب الوجود اور ممکن الوجود مخلوق کے درمیان برزخ یعنی وسیلہ ہیں اور اس کی تفصیل اعلحضرت ہی کے ایک دوسرے شعر میں ہے۔ فرماتے ہیں۔

ـــہ
حق یہ کہ ہیں عبد الٰہ اور عالم امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سرِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

یعنی عالم امکاں میں عام نہیں ہمارے تمہارے جیسے نہیں بلکہ شاہ ہیں اور الٰہ نہیں بلکہ عبد الٰہ ہیں۔ بتلایئے اس میں کونسا شرک ہے، کون سا کفر ہے، اور اس پر دلیل کیا ہے؟ مزید فرماتے ہیں۔

ـــہ ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں!

بلاشبہ یہ مقام حیرت ہے عظمت وشانِ رسالت ہماری فہم وادراک سے بالاتر ہے ممکن میں یہ قدرت کہاں۔ کہ ڈوبے سورج کو واپس کریں۔ چاند کے دو ٹکڑے کریں۔ انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کریں۔ پتھروں سے کلمہ پڑھوائیں مگر سرکار ایسا فرما رہے ہیں اور واجب (خدا تعالیٰ) میں عبدیت کہاں یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی بندہ واجب الوجود ہو واجب میں عبدیت نہیں۔ مگر سرکار عبد الٰہ ہیں اور اپنے رب کے عبادت گزار ہیں۔ لہٰذا نہ سرکار عالم میں عام ہیں نہ ہی واجب الوجود ہیں بلکہ

ع برزخ ہیں وہ سرِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

مصنف دھماکہ نے صہ۲۸ پر لکھا ہے "جب آپ خالق بھی نہیں تو مخلوق بھی نہیں تو آخر ہیں کیا؟" اور صہ۳۰ پر ہے کہ "بریلوی مذہب والوں کو یہ اعتراف ہے کہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں وہ کسی قطعی اور یقینی عقیدے پر نہیں"۔

ہم کہتے ہیں ـــہ یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

آپ یہ بات مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب سے پوچھیں وہ کہتے ہیں۔

ـــہ رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کچھ بھی کسی نے بجز ستار (قصائد قاسمی صہ۹)

یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے جمال پر بشریت کا حجاب رہا اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ جان سکا اور لکھتے ہیں۔

ـــہ ع۔ رخ عقل ہے گو اس کے نور کے آگے
زبان کا منہ نہیں جو مدح میں کرے گفتار

مصنف دھماکہ کو معلوم ہے کہ یہ عظمت وشانِ رسالت کا معاملہ ہے یہاں تو بانی مدرسہ دیوبند کو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بجز ستار (اللہ تعالیٰ) کے کوئی بھی نہ جان سکا اور ان کی خود کی عقل بھی "ع رخ ہے گل اس کے نور کے آگے" تو پھر آپ ایک دیوبندی ہو کر اپنی عقل کی کمند سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالنے کی ناکام کوشش کیوں کرتے ہیں اور بریلویوں کو کیوں موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔ کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کسی قطعی یقینی عقیدہ پر نہیں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خالق بھی نہیں۔ مخلوق بھی نہیں تو کیا ہیں۔ اس کا بہتر جواب بانی مدرسہ دیوبند نانوتوی صاحب نے قصائد قاسمی میں دیا ہے۔

ـــہ کہاں وہ رتبہ کہاں عقل نارسا اپنی
کہاں وہ نورِ خدا اور کہاں یہ دیدۂ زار (قصائد قاسمی صہ۵)

اعلحضرت نے اپنے اشعار مبارکہ میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نورِ الٰہی کہہ دیا تو مصنف دھماکہ نے آسمان سر پہ اٹھا لیا دیکھئے اب مولوی قاسم نانوتوی پر کیا بلا نازل فرماتے ہیں۔ وہ مندرجہ بالا شعر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نورِ خدا کہہ رہے ہیں۔

اوّل و آخر کی بحث

دھاکہ کے بے بصیرت مصنف نے اپنی محدود سوجھ بوجھ کے مطابق سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے شہزادہ والاجاہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب نوری رضوی قدس سرہ کے ان اشعار مبارکہ پر بھی اعتراض کیا ہے جن میں اوّل و آخر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ اشعار یہ ہیں۔ ؎

کمان امکاں کے جھوٹے نقطو تم اوّل و آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

ظاہر و باطن اوّل و آخر زیب فروغ زین اصول
باغ رسالت میں ہے تو ہی گل غنچہ جڑ پتی شاخ

(حدائق اوّل ص۲۵)

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

لوح محفوظ خدا تم ہو۔ نہ ہو سکتے ہیں دو اوّل نہ ہو سکتے ہیں دو آخر۔ تم اوّل اور آخر ابتدا، تم انتہا تم ہو۔ مصنف دھاکہ نے ص۲۹-۳۰ پر یہ اشعار نقل تو کر دیئے ہیں لیکن نہ اس کو یہ سمجھ کہ کونسا شعر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں ہے۔ اور پھر ہم سمجھتے ہیں مصنف کی یہ محنت بھی برباد گئی کہ ان اشعار کو دلائل شرعیہ کی روشنی میں غلط ثابت نہ کر سکا۔ البتہ ص۲۹ پر قرآن کریم کی آیت هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (پ۲۷ الحدید) اللہ تعالیٰ کی شان

بتے لکھا ہے۔

گویا مصنف کی اس تحریر سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ اوّل و آخر ہونا اللہ تعالیٰ کی شان ہے اس لئے اوّل و آخر کا اطلاق دوسرے پر ناجائز ہے۔ اس کے متعدد جواب ہیں۔

اوّل مصنف نے شعر سمجھنے میں سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ اس کو یہ معلوم ہی نہیں کہ اعلیٰحضرت کا یہ شعر۔ ؎

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

کس کے متعلق ہے۔ اس کا اندھا تعصب اس کو کچھ سوجھنے نہیں دیتا حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا یہ شعر حق تبارک و تعالیٰ کے متعلق ہے کہ وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کی دلیل کیا ہے۔ اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے۔ اگر اوّل و آخر کے الفاظ پر مشتمل ہے پہلے مصرعہ سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک کو لیا جائے جیسا کہ مصنف دھاکہ نے سمجھا تو پھر شعر کا سارا مفہوم ہی بدل جاتا ہے اور مصرعہ ثانی اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے یہ نتیجہ بر آمد ہوتا ہے کہ معراج پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بجائے خود حق سبحانہ و تعالیٰ تشریف لے گئے تھے۔

یہ ہے دیوبندیوں کی شعر فہمی بھلا جس شخص کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ شعر میں کس لفظ کی ضمیر کس کی طرف پلٹتی ہے وہ اپنی کم علمی و بے بضاعتی کا ماتم کرنے کی بجائے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی پر اعتراض کر رہا ہے اور اس شعر کے مفہوم کا حلیہ بگاڑ کر لکھتا ہے۔ "آپ (یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم) خود ہی ذات اوّل تھے اور خود ہی آخر ہیں اور آپ معراج کی رات خود اپنے آپ ہی سے ملنے گئے تھے۔"

(دھاکہ ص۲۹)

حالانکہ صحیح مفہوم یہ ہے کہ وہی ہے اوّل یعنی اللہ وہی آخر یعنی اللہ وہی ہے ظاہر یعنی اللہ وہی ہے باطن یعنی اللہ اور اسی کے جلوے (یعنی حضور اقدس نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم، اسی (اللہ تعالیٰ) سے ملتے اُسی سے اس کی طرف گئے تھے بتائیے اس میں شرعاً کیا اعتراض ہے؟

قصیدہ معراجیہ کے اس حصہ میں اتنی دقیق باتیں ہیں جن کا تحمّل الفاظ نہیں کر سکتے۔ اور ان تک علم ناتمام کی رسائی ممکن نہیں۔ ان کا بیان کر دینا اعلیٰحضرت ہی کا کام ہے جو لوگ ان حقائق کی گر د تک نہیں پہنچے وہ انہیں کیا جانے وہ ضرور اعتراض کریں گے

باقی رہا رسول پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اوّل و آخر ہونا وہ اپنی شان کے لائق اوّل و آخر ہے۔ اللہ عزّ وجلّ بایں معنی اوّل و آخر ہے قدیم ہر شے سے قبل بے ابتدار کہ وہ تھا اور کچھ نہ تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بایں معنی کہ سب مخلوق میں اوّل جیسا کہ حدیث شریف میں اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ اس حدیث شریف کو دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے نشر الطیب میں صہ پر نقل کیا ہے اور دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ صہ ۳۷ پر لکھتے ہیں "شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کو نقل کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔" معلوم ہوا مخلوق کے اعتبار سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اوّل اور اللہ تعالیٰ بایں معنی آخر کہ ہر شے کے ہلاک و فناء ہونے کے بعد رہنے والا سب فنا ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس کے لئے انتہا نہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بایں معنی آخر کہ آپ خاتم النّبیین ہیں سب سے آخری نبی ہیں مصنف دھاکہ نے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرّہٗ سے بغض کے نشہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اول و آخر ہونے پر اعتراض کر کے درحقیقت مرزائیت و قادیانیت کی تائید و ہمنوائی کی ہے۔ کیونکہ قادیانی مرزائی بھی مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی طرح حضور

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے جیسا کہ تحذیر الناس صہ ۵-۶ پر لکھا ہے۔ "مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

اب معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تقدم و تاخر زمانی اور اوّل و آخر ہونے سے کیسی چڑ ہے۔ اس کی وجہ صرف مرزائیت کا حق نمک ادا کرنا ہے۔ باقی رہا آیت کریمہ ھو الاوّل والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم[1] تو شیخ المحققین شیخ محقق شیخ عبد الحق محدّث دہلوی قدس سرّہٗ العزیز اپنی شہرۂ آفاق کتاب مدارج النبوت کے خطبہ میں فرماتے ہیں:-

"این کلمات اعجاز لمات ہم مشتمل بر حمد و ثنائے الٰہی است وہم متضمن نعت و وصف حضرت رسالت پناہی است صلی اللہ علیہ وسلم

(مدارج النبوۃ جلد اوّل صہ ۲)

حاشیہ

[1] شیخ محقق علامہ عبد الحق محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ خطبہ مدارج النبوت میں فرماتے ہیں ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم ۔ این کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر ثنائے الٰہیت تعالیٰ و تقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریائی خود خواندہ وہم متضمن نعت حضرت رسالت پناہی است کہ وے سبحانہ او را بدان تسمیہ و توصیف فرمودہ۔

اور مولانا فاضل قاری علامہ تلمسانی سے شرح شفا شریف میں ناقل کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا۔ السلام علیک یا اوّل السلام علیک یا اٰخر السلام علیک یا ظاھر السلام علیک یا باطن۔ میں نے فرمایا اے جبریل یہ صفات تو اللہ عزّ وجلّ کی ہیں اسی کو لائق ہیں مجھ سے مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہیں۔ جبریل نے عرض کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ حضور پر یوں سلام عرض کروں۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

یعنی یہ آیات حمدِ الٰہی بھی ہے اور نعت مصطفائی بھی۔ صفاتِ الٰہی بھی ہے اور صفاتِ رسول بھی۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مصنف دھماکہ کو معلوم ہو کہ یہ وہی شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کو انہوں نے خود دھماکہ کے صد ۲۸ پر "شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں" کہہ کر معتبر مانا ہے الکو محدث تسلیم کیا ہے۔ ان کی تصانیف کو مستند سمجھا ہے ورنہ ان کی تصانیف کے حوالوں کی کیا ضرورت تھی۔ وہی شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس آیت کریمہ کو حمدِ الٰہی بتا رہے ہیں اور نعتِ مصطفائی بھی۔ جو مصنف دھماکہ کے لئے موت ہے۔ مصنف دھماکہ خود بتائے کہ اس کے خانہ ساز شرک کی زد شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ پر پڑتی ہے یا نہیں؟

مصنف دھماکہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ اوّل و آخر ہے دوسرے کو خواہ کسی بھی عنوان سے ہو اوّل و آخر کہنا شرک ہوا مگر اللہ تعالیٰ تو کریم بھی ہے اور ارشاد ہے يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ۔ لیکن مصنف دھماکہ صد ۲۹ پر لکھتا ہے۔ لہ "قرآن کریم کی آیت" وہ قرآن کو کریم مان کر خود اپنے شرک کے فتوای کی زد میں خود آیا یا نہیں؟ جس تاویل کے ساتھ قرآن مجید کو کریم کہنا جائز ہوگا اسی تاویل کے ساتھ حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کو اوّل و آخر کہنا جائز ہوگا۔

بقیہ حاشیہ:۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر اُن کو خصوصیت بخشی اپنے نام و صفت سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے۔ وسماك بالاول لانك اول الانبياء خلقا وسماك بالاخر لانك اخر الانبياء في العصر خاتم الانبياء الى اخر الامم۔ حضور کا اوّل نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانہ میں مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی امت کے آخر میں ہیں باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہری نور سے ساق عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے دو ہزار سال پہلے ابد تک لکھا

مصنف دھماکہ صد ۲۹ کے حاشیہ پر اپنے مخصوص مسخرے انداز میں لکھتا ہے "خانصاحب بریلوی نرے شاعر ہوتے تو اسے مبالغہ قرار دے کر ہم آگے نکل جاتے۔ نرے صوفی ہوتے تو اسے شطحیات صوفیہ میں جگہ ملتی" کیوں کیا شریعت پر مصنف دھماکہ یا اس کے آباء و اجداد کی اجارہ داری ہے۔ وہ شاعروں اور صوفیوں کو کونسی دلیل شرعی پر نظر انداز کرتے ہیں اور ان کے "شرک" کو ایمان و اسلام قرار دے کر آگے نکل جانے کے عزم کا اظہار کرتے ہیں؟ مصنف دھماکہ کے نزدیک اگر کوئی صوفی اور شاعر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اوّل و آخر کہتا تو اس کو کوئی اعتراض نہیں۔ صوفی اور شاعر کا شرک قبول ہے معلوم نہیں صوفیوں اور شاعروں کو اس نے کونسی دلیل شرعی سے کھلی چھٹی دے دی ہے اور اس کا اختیار اس کو کہاں سے مل گیا ہے؟

اس کے بعد ہم ذیل میں ایک ایسے صاحب کے اشعار نقل کرتے ہیں جو صرف ڈاکٹر نہ تھے جو صرف شاعر نہ تھے۔ بلکہ مصنف دھماکہ کے اپنے الفاظ میں "نقاش پاکستان

بقیہ حاشیہ:۔ پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا۔ میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجے اور ہزار سال بھیجے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا خوشخبری دیتا ڈر سناتا اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلاتا اور چمکتا سورج حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل سموات و ارض پر ظاہر و آشکارا کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پر نور پر درود نہ بھیجے ہوں اور اللہ حضور پر درود بھیجے عز ربك محمود وانت محمد وربك الاول والظاهر والباطن وانت الاول والاخر والظاهر والباطن۔ پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد حضور کا رب اوّل و آخر و ظاہر و باطن ہے حضور اوّل و آخر ظاہر و باطن ہیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا الحمد لله الذى فضلنى على جميع النبيين حتى فى اسمى وصفتى۔ یہ سب خوبیاں اللہ عز وجل کو کہ جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام و صفت میں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(تجلی الیقین صد ۴۲) ۱۲ منہ

علامہ ڈاکٹر اقبال :۔ دھماکہ صہ۱۷؎ یہی علامہ اقبال بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں ؎

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ
وہ دانائے سبل ختم رسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

فرمائیے صاحب :۔ نقاشِ پاکستان علامہ ڈاکٹر اقبال کے متعلق صاف و صریح حکم شرعی کیا ہے ——؟ یا تو علامہ اقبال کے متعلق حکم شرعی بیان کریں۔ ورنہ اتنا تو بتائیں کہ علماء عرب و عجم کے ممدوح امام اہلسنّت الامام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی کیا عناد ہے ——؟

مصنّف نے اعلیٰحضرت قدس سرہ کے لفظ اوّل و آخر کے حامل اشعار پر اپنے جاہلانہ تبصرہ کے بعد صہ۳۰؎ پر سیدی حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ خلف اکبر و خلیفۂ اعظم امام اہلسنّت اعلیٰحضرت قدس سرہ کے جو تین اشعار نقل کئے تھے ؎

ھُوَ الْاَوَّلُ ھُوَ الْاٰخِرُ ھُوَ الظَّاھِرُ ھُوَ الْبَاطِنُ
بِکُلِّ شَیٍٔ عَلِیْمٌ لوحِ محفوظ خدا تم ہو
نہ ہو سکتے ہیں دو اوّل نہ ہو سکتے ہیں دو آخر
تم اوّل اور آخر ابتدا، تم انتہا، تم ہو
خدا کہتے نہیں بنتی جُدا کہتے نہیں بنتی!
خدا پر اس کو چھوڑا وہی جانے کہ کیا تم ہو!

ان میں اوّل الذکر دو اشعار پر برائے نام بھی تنقید و تبصرہ ذکر سکا اور آخری مصرعہ

خدا پر اس کو چھوڑا ہے وہی جانے کہ کیا تم ہو!

پر وہی کچھ کہہ ڈالا جو اس سے قبل سابقہ اوراق پر کہہ چکا تھا یعنی "بریلوی مذہب والوں کو یہ اعتراف ہے کہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں وہ کسی قطعی اور یقینی عقیدے پر نہیں" اگر مصنّف دھماکہ اپنے قاسم العلوم والخیرات مولوی محمد قاسم

صاحب نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند کا دروازہ کھٹکھٹاتے تو انہیں قصائد قاسمی سے یہ شہادت مل جاتی ؎

رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریت
نہ جانا کچھ بھی کسی نے تجھے بجز ستار

بتائیے اس میں کیا فرق ہے شہزادہ اعلیٰحضرت مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز فرما رہے ہیں ؎

خدا پر اس کو چھوڑا ہے وہی جانے کہ کیا تم ہو!

اور بانیٔ مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کہتے ہیں۔

؎ نہ جانا کچھ بھی کسی نے تجھے بجز ستار

ایک ہی چیز کو دو مختلف فقروں میں بیان کیا گیا ہے لیکن مصنّف دھماکہ اپنی خانہ ساز شریعت سے ایک کو معاف کر رہے ہیں اور دوسرے کو اسی جرم کی بنا پر مجرم ٹھہرا رہے ہیں۔ ؎ غیر کی آنکھوں کا تجھ کو تنکا آتا ہے نظر
دیکھ غافل آنکھ اپنی کا ذرا شہتیر بھی

مصنّف دھماکہ نے اسی ضمن میں صہ۲۹؎ کے حاشیہ پر الملفوظ حصہ اول سے دفع وسوسہ کے لئے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے اس ارشاد پر پھبتی کسی ہے۔ "اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ" مگر یہ نہیں بتایا کہ اس پر اسے کیا تکلیف ہے ——؟ ہماری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ مولوی محمد اسماعیل صاحب قتیل نے تقویۃ الایمان میں جو شرکیات کا ضابطہ جاری کیا تھا" اللہ کے سوا کسی کو نہ مان" (تقویۃ الایمان صہ۱۸؎)

اور اس سے قبل صہ۸؎ پر ہے "اوروں کو ماننا محض خبط ہے" لیکن اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے برعکس یہ فرمایا "اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" یعنی میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ لہٰذا مصنّف دھماکہ کو اعلیٰحضرت قدس سرہ کا یہ ایمان افروز جملہ قتیل بالاکوٹ کے وہابیانہ احکام کے معارض نظر آیا لہٰذا

بلا کسی دلیل اس پر بھی اپنی عادت و طبیعت سے مجبوری کے باعث پھبتی کس ڈالی اور بس ——— جی راضی ہو گیا کاش کہ مصنف دھماکہ اوّل و آخر کی بحث کا آغاز کرتے اور سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے اشعار مبارکہ نقل کرتے وقت اپنا ہی نقل کردہ شعر

ظاہر و باطن اوّل و آخر زیبِ فروع زینِ اصول
باغِ رسالت میں ہے تو ہی غنچہ جڑ ہی شاخ

پیشِ نظر رکھتا اور سمجھنے کی کوشش کرتا تو اس کی تسلی ہو سکتی تھی اور مصرعہ ثانی میں پہلا لفظ باغِ رسالت اس کی تشفی کے لئے کافی ہو سکتا تھا۔ لیکن یہ سچ ہے کہ بے حیا کفار بھی قیامت کے دن اللہ عزّ وجل کے حضور نہ چوکیں گے وہاں بھی زبان چلتی ہی جائے گی یہاں تک کہ زبان پر مہر فرمائی جائے گی اور اعضاء کو حکم ہوگا بولو۔ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ۔

لہٰذا مصنف دھماکہ نے بھی بے حیا زبان دراز کفار کے اتباع میں جو منہ میں آیا بے دھڑک کہہ دیا اور صفحہ ۳۰ کی پہلی سطر میں نمایاں طور پر لکھ دیا۔ "یہ وہ مقام ہے جہاں بریلوی واضح طور پر حضور کو خدا تسلیم کر رہے ہیں۔"

خدانخواستہ اگر واقعی بریلوی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واضح طور پر خدا تسلیم کر رہے ہیں تو اکابر علماء دیوبند نے ان کو مسلمان کیوں تسلیم کیا۔ ان کی اقتداء میں نماز کو جائز کیوں قرار دیا ——— ؟ اس کو ہم آگے مفصل بیان کریں گے۔ اور تو اور خود مصنف دھماکہ نے بھی دھماکہ کے ابتدائیہ میں زیرِ عنوان گذارش احوالِ واقعی "جو مسلمان بھارت میں رہ گئے" کہہ کر مسلمان تسلیم کیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ بڑی ڈھٹائی سے یہ بھی کہہ رہا ہے یہ وہ مقام ہے جہاں بریلوی واضح طور پر حضور کو خدا تسلیم کر رہے ہیں۔ (دھماکہ صفحہ ۳۰)

گویا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واضح طور پر خدا تسلیم کرے وہ مسلمان ہی رہتا

ہے ——— ؟ یہ سچ ہے جہاں وہابیت ہو وہاں عقل نہیں رہتی اور جہاں عقل ہو وہاں وہابیت نہیں آتی۔ ایک سانس میں دو متضاد باتیں اور اس پر سینہ زوری اور بلند بانگ دعووں کا کچھ ٹھکانہ نہیں

صفحہ ۳۰ پر اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصیدہ معراجیہ سے یہ شعر نقل کیا گیا ہے

اٹھے جو قصرِ دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے۔

اس شعر کی تشریح میں اس کے مفہوم کا حلیہ اس طرح بگاڑا گیا ہے جس طرح انہوں نے اپنے ایمان و اسلام کا حلیہ بگاڑا تھا۔ بالکل بے ربط و بے مقصد الفاظ استعمال کئے گئے۔ شعر کا مفہوم تو یہ بے چارہ کیا واضح کرتا اس کو یہ خبر ہی نہیں کہ اس کا قلم کیا گھسیٹ رہا ہے۔ مصرعہ ثانی کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے کیا گنواروں کی سی زبان استعمال کی گئی ہے: "یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہاں دو ہستیاں تھیں خدا اور اس کا رسول نہیں دو نہ کہہ یہ نہ کہہ آپ ہی وہ نہ تھے (یعنی خدا نہ تھے) ارے حقیقت یہ ہے کہ آپ ہی وہ تھے۔"

بتائیے یہ دھکا پیل اعلیٰحضرت قدس سرّہٗ العزیز کے کونسے شعر یا مصرعہ کی تشریح ہے؟ حالانکہ اس شعر شریف کی صاف اور سیدھی غیر مبہم واضح تشریح یہ ہے ؎ اٹھے جو قصرِ دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے

اس لئے کہ:۔ وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی

جب وہاں دوئی (دوسرے) کی جا ہی نہیں تو کوئی کیا خبر دے ——— ؟

نہ کہہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے

دوئی کی نفی دوسروں کے لحاظ سے ہے (یعنی محب و محبوب کے سوا) یہ نہ سمجھنا اور کہنا وہاں وہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہ تھے ارے وہ تھے۔ ان کے علاوہ دوئی کی جا نہیں۔ لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَّ لَا نَبِیٌّ

مؤمن:۔

مصنف دھماکہ نے چونکہ دیوبندیت کی دلالی میں ہر سیدھی بات کو الٹا کر کے پیش کرنے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ اس لئے اعلیحضرت قدس سرہ کے الملفوظ شریف حصہ دوم سے اس ایمان افروز ارشاد پر اعتراض کر ڈالا "اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا تو ضرور یہ بھی عطا فرماتا" بتایئے اس میں اعتراض کی کونسی بات ہے جو ایک دم معاذ اللہ کا بند باندھ دیا گیا۔ دھماکہ کا مصنف غالباً اس سے اس لئے چونک پڑا کہ اعلیحضرت کے اس ارشاد سے اس کی اس مکاری کا پردہ چاک ہو گیا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں بریلوی واضح طور پر حضور کو خدا تسلیم کر رہے ہیں۔ (ص ۳۱)

اعلیحضرت کے متذکرہ بالا ارشاد سے اس کے اس فریب کا بھانڈا پھوٹ گیا اس لئے وہ اس پر اپنی ڈوبتی ناؤ کو بچانے کے لئے اعتراض کر رہا ہے۔ اگر اعلیحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کا یہ ارشاد "اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہے تو ضرور یہ بھی عطا فرماتا" غلط ہے تو کیا مصنف دھماکہ کا یہ عقیدہ الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہے ؟ ورنہ اعتراض کا کیا معنی ؟

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

اس کے بعد مصنف دھماکہ "نور محمد" نامی مجموعہ نعت حمید بک ڈپو نولکھا بازار لاہور کے سہارے آگے بڑھتے ہیں اور لکھتے ہیں "مولانا احمد رضا خاں کے ایک مرید بریلویوں کے مشہور نعت خواں "نور محمد" امین آبادی اپنے مجموعۂ کلام میں لکھتے ہیں :۔

میں سو جاؤں یا مصطفےٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صلِّ علیٰ کہتے کہتے
حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے
خدا بن گیا مصطفےٰ کہتے کہتے

ان اشعار کے اندراج اور مولینا نور محمد کے نام منسوب کرنے میں کس قدر بدنیتی

کی گئی۔ اس کا انکشاف تب ہوا جب ہم نے شیخ غلام حسین کتب فروش کشمیری بازار لاہور کا شائع کردہ کتابچہ "نعت نور محمد" کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ مصنف دھماکہ کی خیانتیں ملاحظہ ہوں۔ نہ تو مولانا نور محمد صاحب مرحوم اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کے مرید ہیں نہ شیخ غلام حسین کے شائع کردہ کتابچہ پر مولانا نور محمد امین آبادی کا نام مذکور ہے۔ البتہ

حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے

ضرور لکھا ہے جو سراسر غلط ہے۔ مگر اس کی ذمہ داری اعلیحضرت فاضل بریلوی پر کیونکر آ گئی ؟ یا دوسرے بریلویوں کو کس طرح مورد الزام ٹھہرایا جا سکتا ہے اس نظم کا یہ مصرعہ اس طرح ہے۔

حبیب خدا مجتبےٰ کہتے کہتے

جو کسی غیر ذمہ دار یا بد عقیدہ کاتب کی غلطی یا بد عقیدگی کے باعث "حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے" لکھا گیا۔ اس مصرعہ میں حبیب خدا کا لفظ ہی بتا رہا ہے کہ شاعر حبیب خدا کا قائل ہے ــــ حبیب خدا کو خدا کہنے کا قائل نہیں ورنہ حبیب خدا نہ کہتا۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ یہ مصرعہ حقیقتاً اس طرح ہے "حبیب خدا مجتبےٰ کہتے کہتے" اور مصنف دھماکہ کی یہ بات تو بالکل ہی غیر ذمہ دارانہ اور سراسر افتراء ہے کہ ان (بریلویوں) کے نعت خواں برملا پڑھتے ہیں

جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا وہ مدینے میں مصطفےٰ ہو کر

مصنف دھماکہ نے پہلے اعلیحضرت کے حوالوں میں کتر بیونت اور چوری کی غلط مفہوم پہنائے حتیٰ کہ مولانا نور محمد مرحوم کے ذمہ غلط اشعار تھوپنے۔ ان میں کمی بیشی کی اور آخر میں آکر ہوائی فائرنگ شروع کر دی۔ نہ شعر کہنے والے کا نام نہ کتاب کا نام اور بے شرمی یہ کہ ان کے نعت خواں برملا پڑھتے ہیں لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن کا سوالاکھ یومیہ ورد کریں تاکہ شیخ نجدی دور ہو۔

مصنف دھماکہ اشعار پر اعتراضات کے خبط میں مبتلا ہو کر جو جی میں آیا بے سوچے سمجھے لکھتا چلا گیا حتیٰ کہ مندرجہ ذیل اشعار کو بھی ہدفِ تنقید بنایا۔

؎ وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

وہی نورِ حق وہی ظلِ رب انہیں سے سب انہیں کا سب
نہیں ان کے ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

(حدائق بخشش ص۴۳)

لکھتا ہے "اسلام کا عقیدہ ہے کہ ہر چیز کو وجود خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے (اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ) پ۲۴ (پ) یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے مگر بریلوی مذہب یہ ہے کہ ہر چیز کو وجود حضور سے ملتا ہے۔

؏ ہے انہیں سے سب انہیں کا سب

(ان لفظوں پر غور کیجیے) اولاً تو مصنف دھماکہ کی کتنی بڑی جہالت ہے کہ وہ "اسلام کا عقیدہ ہے" لکھ رہا ہے۔ اسلام تو دین ہے عقیدہ تو اس کو اپنانے والوں کا ہو کا ہو گا نہ کہ خود اسلام کا البتہ یہ کہا جا سکتا تھا کہ اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے۔ کیا اسلام خود بھی کوئی عقیدہ اختیار کئے ہوئے ہے۔؟

ثانیاً مصنف دھماکہ اپنا یہ دعویٰ کونسے شعر کے کس حصہ سے ثابت کرے گا۔ ہر چیز کو وجود حضور سے ملتا ہے ___؟ اور پھر وہ دعویٰ تو یہ کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ تو اس پر لازم تھا کہ وہ علماء اہلسنت یا سرکار اعلیٰحضرت کی کتب سے یہ ثابت کرتا کہ علماء اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر چیز کے پیدا کرنے والے ہیں یہ وہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اس نے کمالِ ہوشیاری سے اس کے مقابلہ میں یہ لکھ دیا کہ بریلوی مذہب یہ ہے کہ ہر چیز کو وجود حضور سے ملتا ہے۔ پیدا کرنا اور بات ہے وجود ملنا اور بات ہے۔ "ہے انہیں سے سب" کہنا اور بات ہے۔ مصنف دھماکہ کی جہالت ہے ان چیزوں کو

علیحدہ علیحدہ سمجھنے میں آڑے آ رہی ہے۔ اس بیچارے کو تو یہ خبر بھی نہیں کہ شعر لکھتے وقت کونسی نشانی لگائی جاتی ہے۔ لہٰذا وہ اپنی اس جہالت کے باعث ص۳۲ پر "ہے انہیں سے سب انہیں کا سب" پر تبصرہ کرنے سے پیشتر اس مصرعہ پر شعر کی نشانی ؎ لگاتا ہے حالانکہ مصرعہ کے لئے ؏ ہوتا ہے اور پھر ادبی صلاحیتوں کا فقدان ملاحظہ ہو کہ جب چاہا موقعہ بے موقعہ الفاظ کو بریکٹ میں بند کر دیا۔ اور بے ربط و بے مقصد بنا کر رکھ دیا۔

بہر حال اعلیٰحضرت قدس سرہ کے متذکرہ بالا دو اشعار میں سے اس کو مؤخر الذکر شعر پہ اعتراض ہے۔ پہلے شعر پر اپنی علمی بے بضاعتی کے باعث ہاتھ نہیں ڈال سکا چونکہ اس کی آنکھ میں رڑکتے اور دل میں کھٹکتے تھے اس لئے نقل دونوں ہی کر دیئے۔ آدمی کی اپنی طبیعت و عادت کی مجبوری بھی ہوتی ہے، چونکہ یہ بے چارہ پہلے شعر "وہی لامکاں کے مکیں ہوئے" پر ایک لفظ بھی تنقید کا نہیں بھول سکا۔ لہٰذا ہم بھی اس کے چھوڑتے ہوئے اس کے ہدفِ تنقید شعر

؎ وہی نورِ حق وہی ظلِ رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

پر ہی مختصر گفتگو کرتے ہیں۔ مصنف دھماکہ بریکٹ میں بند کر کے لکھتا ہے (ان لفظوں پر غور کیجیے) "ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب۔ کیا بہتر ہوتا کہ وہ اپنے دل نا بکار بھی ظاہر کر دیتا کہ شعر کے اس حصہ پر اسے کیا اعتراض اور کونسا درد لاحق ہے" آیئے ہم خود بتاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ "ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب"۔ بلاشبہ عالم کائنات کا ذرہ ذرہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں بنایا گیا اور یہ سب ؎

ہے انہیں کے دم قدم کی باغ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہیں عالم نہیں

ابن عساکر سیدنا سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضرت عزت

جل جلالہ نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی بھیجی۔ میں نے ابراہیم کو خلیل اللہ کہا، تمہیں اپنا حبیب کہا اور تم سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت و کرامت والا کوئی نہیں بنایا۔ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَاَهْلَهَا لِاُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِيْ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا۔ میں نے دنیا اور مخلوقات دنیا اسی لئے بنائی کہ میری بارگاہ میں جو منزلت و عزت تمہاری ہے ان پر ظاہر فرمادوں۔ اگر (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) تم نہ ہوتے تو میں دنیا نہ بناتا۔ یعنی دنیا و آخرت کچھ نہ ہوتی کہ آخرت دار الجزاء ہے اور دار الجزاء پر دار العمل کا تقدم ضروری۔ جب دار العمل بلکہ عاملین ہی نہ ہوتے تو دار الجزاء کہاں سے آتی۔ حاکم نے صحیح مستدرک میں روایت کی حضرت عزت جل وعلا نے آدم علیہ السلام کو وحی بھیجی لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ وَلَا اَرْضًا وَلَا سَمَاءً۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے نہ میں تجھے پیدا کرتا نہ آسمان و زمین بناتا۔ یہی اعلیحضرت نے فرمایا کہ "ہے انہیں سے سب " " " " اب آیئے ہم مجدد مائۃ حاضرہ اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ایمان افروز عقیدہ کی تائید و تصدیق امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ابن عساکر اور سیدنا سلیمان فارسی، حاکم اور مستدرک مصنف دھماکہ کے لئے قابل قبول نہ ہوں۔ اگرچہ اکابر علماء دیوبندان کو معتبر مانتے ہیں۔ مگر چونکہ فضائل و کمالات نبوت و رسالت کے منانے اور گھٹانے میں اس کا مؤقف اکابر سے بھی مختلف ہے جیسا کہ ہم گذشتہ اوراق میں بیان کر آئے ہیں اور آگے بھی کریں گے۔ لیکن مجدد الف ثانی قدس سرہ کی ذات گرامی اس کے نزدیک یقیناً معتبر اور حجت ہے۔ کیونکہ یہ خود دھماکہ کے ص۱۲ پہ سرکار سرہند شریف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب ۲۳ سے ایک حوالہ نقل کیا ہے اور ص۱۴ پر بھی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے اب ہم انہی کا حوالہ پیش کرتے ہیں جن کو یہ امام ربانی مجدد الف ثانی کہتا ہے ان کے مکتوبات کو "مکتوبات شریف" کہہ کر معتبر و متبرک سمجھتا ہے۔ ملاحظہ ہو یہی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث

قدسی میں ہے کہ حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے عرض کیا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ وَاَنَا وَمَا سِوَاكَ تَرَكْتُ لِاَجْلِكَ۔ یعنی اے اللہ تو ہے اور میں ہوں اور تیرے سوا جو کچھ ہے سب کو میں نے تیرے لئے چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا يَا مُحَمَّدُ اَنَا وَاَنْتَ وَمَا سِوَاكَ خَلَقْتُ لِاَجْلِكَ۔ اے محبوب میں ہوں اور تو ہے اور تیرے سوا جو کچھ ہے سب کو میں نے تیرے ہی لئے پیدا کیا ہے۔ (مکتوبات شریف جلد دوم مکتوب ۸ ص۱۸) اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ارشاد فرمایا۔ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ۔ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا۔ لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِيَّةَ۔ یعنی اے محبوب اگر تم کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں زمین کو پیدا نہ کرتا۔ اگر تمہارا پیدا کرنا مجھے مقصود نہ ہوتا تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔ (مکتوبات شریف ص۲۳۲ مکتوب ۱۲۲)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرکار سرہند شریف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اگرچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ نہ دنیا کو پیدا کرتا نہ آسمانوں کو پیدا کرتا بلکہ اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔ تو ثابت ہوا "ہے انہیں سے سب"۔ اور مکتوب ۸ ص۱۸ سے گذرا۔ اے محبوب سب کو میں نے تیرے ہی لئے پیدا کیا ہے تو ثابت ہوا ہے انہیں کا سب۔

معلوم ہوا کہ سرکار اعلیحضرت کا یہ شعر "ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب" احادیث مبارکہ اور سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اقوال ہی کا عکاس و آئینہ دار ہے اور مصنف دھماکہ درحقیقت اعلیحضرت پر تبرا بازی کے پردہ میں فی الحقیقت احادیث مبارکہ کو جھٹلا رہا ہے اور مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر تبرا بازی کر رہا ہے۔ جب احادیث شریفہ اور اقوال امام ربانی علیہ الرحمۃ سے یہ ثابت ہو گیا کہ "ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب" تو پھر مصرعہ ثانی پر کیا اعتراض ہے مصنف دھماکہ خود بتائے ان تصریحات کی روشنی میں کیا۔

ع نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں یا زماں نہیں — ؟

بانی مدرسہ دیوبند قصائد قاسمی صٓ پر لکھتے ہیں:-

طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی
بجا ہے کہیئے اگر تم کو مبداء الآثار
جلو میں تیرے سب آئے عدم سے تا بوجود
قیامت آپ کی تھی دیکھئے تو اک رفتار

اس پر مختصر گفتگو اور سن لیجیے۔ حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملک میں آسمان اور زمین وزمان ہیں یا نہیں۔ ملاحظہ ہو قرآن مجید میں ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى اور بیشک عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ اور ایک دوسری آیت کریمہ میں فرمایا۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ اس کے ترجمہ شائع کردہ شیخ برکت علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور میں دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں۔ بیشک ہم نے آپ کو کوثر (ایک حوض کا نام) اور خیر کثیر بھی اس میں داخل ہے عطا فرمائی (ترجمہ تھانوی صاحب صفحہ ۹۶) قرآن مجید میں ہے (قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ) یہاں کل متاع دنیا کو قلیل فرمایا لیکن اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ عطا فرمایا وہ کثیر نہیں، اکثر نہیں بلکہ کوثر ہے یعنی بہت ہی زیادہ اور اس سے قبل فرمایا تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ جب حق تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب کو بہت ہی زیادہ دیا اور اتنا زیادہ کہ جس پر فرمایا تم راضی ہو جاؤ گے تو پھر زمین و آسمان کی کیا شے ہے جو حضور اقدس علیہ السلام کو عطا نہ فرمائی گئی ہو اور آپ کی ملکیت نہ ہو۔ نیز قرآن مجید ہی میں ہے۔ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔ اور انہیں کیا بُرا لگا یہی نہ کہ اللہ ورسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

غنی: دولت مند کون کر سکتا ہے جس کے اپنے پاس سب کچھ ہو۔ یا وہ جو

کسی چیز کا بھی مختار نہ ہو یا جس کے پاس اپنا گذارہ ہو وہ کیا غنی کر سکتا ہے۔ غنی وہی کر سکتا ہے جس کے پاس سب کچھ ہو۔ ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملکیت میں سب کچھ ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ بخاری ومسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور مالک المفاتیح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ بَيْنَمَآ اَنَا نَآئِمٌ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدَيَّ۔ میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں پر رکھ دی گئیں۔ معلوم ہوا کہ ساری زمین کے سارے خزانوں کی ساری کنجیاں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرما کر مالک ومختار بنایا جبھی تو

ع نکل جاتی ہے سچی بات منہ سے مستی میں

کے زیر مصداق بانی مدرسہ دیوبند جناب مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ لکھتے ہیں۔

؎ فلک پہ عیسیٰ وادریس ہیں تو خیر سہی
زمیں پہ جلوہ نما ہیں محمد مختار،

یہاں نانوتوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار تسلیم کیا ہے اور لکھتے ہیں۔

؎ ثنا کر اس کی اگر حق سے کچھ لیا چاہے
تو اس سے کہہ کہ اگر اللہ سے ہے کچھ درکار

یہی اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ع ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب

اور:- بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر،
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

ان روشن تصریحات کے بعد کوئی اندھا ہی اس بات کا انکار کر سکتا ہے کہ

اعلیٰحضرت نے یہ غلط لکھا ہے کہ "ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سبؒ" باقی رہا شعر کا ابتدائی حصّہ "وُہی نورِ حق وہی ظلِّ رب" تو اس کا ثبوت اوّل و آخر اور نورانیت کی بحث میں احادیثِ شریفہ اور اکابر دیوبند کے حوالہ گزر چکا ہے۔

حضرت غوث پاک کو

کُن مکُن کے اختیارات

مصنّف دھماکہ اس عنوان کے تحت لکھتا ہے۔ "حضور کو دبے لفظوں میں خدا بنا کر پھر سارے اختیارات حضور غوث پاک کو دلواتے ہیں۔"

بھلا اس سے بڑھ کر حضور پر نور سیّدنا غوث اعظم سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور کیا کرامت ہوگی، اور حقانیت مذہب اہلسنّت کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اُن کا بدترین دشمن اور بدگو اور آپ کے خداداد فضائل و کمالات کا منکر بھی آپ کو حضرت غوث پاک کہہ رہا ہے اور ایک جگہ نہیں متعدد مقامات پر کہہ رہا ہے ملاحظہ ہو دھماکہ ص۳۵ و ص۳۹ ص۴۰ ص۴۱ ص۴۳ و شمائم امدادیہ ص۶۲ از حاجی امداد اللہ صاحب) وغیرہ۔ غوث کا معنی ہے فریاد کو پہنچنے والا۔ ملاحظہ ہو فیروز اللغات ص۵۷۴۔

اب اس بھلے آدمی سے کون پوچھے کہ جناب جب تم خود انہیں غوث پاک مان رہے ہو تو آخر عناد کس بات کا ہے جب حضور سیّدنا غوث پاک سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فریاد کو پہنچنے والے ہیں تو اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہہ دیا تو کونسا قصور کیا۔

شعر
احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو
کُن اور سب کُن مکُن حاصل ہے یا غوث

تصرّف والے سب مظہر ہیں تیرے
تو ہی اس پردے میں فاعل ہے یا غوث (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مصنّف دھماکہ اگر ایک دو جگہ غوث پاک لکھ دیتا تو کتابت کی غلطی پہ محمول کر لیا جاتا لیکن بکثرت مقامات پر غوث پاک کہنا فی الحقیقت ایک تابندہ و درخشندہ کرامت ہے۔ حضور سیّدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب غوث فریاد کو پہنچنے والا سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرّہٗ کو تسلیم کر لیا تو یہ ماننا پڑے گا کہ وُہ ہر فریاد کرنے والے سے واقف ہیں اور ہر ایک کا علم ہے خواہ وُہ دنیا کے کسی علاقہ و خطّہ میں ہو۔ اور اس بات کا اقرار بھی کرنا پڑے گا کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواہ فریاد کرنے والے ہزار ہوں ہزاروں کی فریاد کو پہنچتے ہیں اور ایک وقت میں متعدد مقامات پر جلوہ گر ہو سکتے ہیں۔ جب وہ ہزاروں فریاد کرنے والوں کی فریاد کو پہنچتے ہیں تو سب کی حاجتیں یقیناً ایک دوسرے سے مختلف ہیں تو مختلف لوگوں کی مختلف حاجتوں کو پورا فرمانا (کن مکن) کا اختیار ہی تو اور کیا ہے یا تو سرے سے آپ کے غوث (فریاد کو پہنچنے والے) ہی کا انکار کرتے لیکن اس اقرار کے بعد کہیں جائے فرار نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ فریاد کو پہنچنے والے تو ہوں لیکن پہنچ کر کسی کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکتے ہوں تو پھر پہنچنا ہی بیکار۔ جب پہنچنے کی طاقت حاصل ہے تو پھر یہ ماننا پڑے گا

شعر
احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو
کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

ایک بیچارہ مصنّف دھماکہ ہی نہیں بانی وہابیت ہند مولوی اسماعیل صاحب دہلوی مصنّف تقویۃ الایمان اپنی "صراط مستقیم" کے ص۶۲ و ص۱۵۱ پر مولوی مناظر احسن صاحب گیلانی صدر دیوبند مولوی حسین احمد مدنی کانگریسی کی مصدقہ اور جناب قاری طیب صاحب کی تصحیح کردہ سوانح قاسمی ص۸۴ جلد ۱ پر مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی تذکرۃ الرشید کے ص۴۵ و ص۱۰۶ و ص۱۰۷ پر غوث اعظم

وغوث پاک، غوث الثقلین[1] کہہ کر آپ کو فریاد کو پہنچنے والا تسلیم کر رہے ہیں تو پھر مصنف دھماکہ کا کن مکن کے اختیار سے انکار سراسر بے معنی اور مبنی برحماقت ہے اور اس کا انکار وہی کر سکتا ہے جس کے دماغ میں دیوبند ہو۔

ہم آگے چل کر اس کو قرآن مجید واحادیث شریفہ واقوال آئمہ ومشائخ کرام بلکہ اکابرین دیوبند سے پوری طرح واضح کریں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ قارئین کو یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ مصنف دھماکہ جھوٹا بھی ہے اور جھوٹے آدمی کا حافظہ نہیں رہتا۔ ملاحظہ ہو لکھتا ہے۔

"یہ وہ مقام ہے جہاں بریلوی واضح طور پر حضور کو خدا تسلیم کر رہے ہیں" صد۳۰

اس کے بعد لکھتا ہے۔ "حضور کو دبے لفظوں میں خدا بنا کر پھر سارے خدائی اختیار حضرت غوث پاک کو دلواتے ہیں" (دھماکہ صد۳۲) جب واضح طور پر خدا تسلیم کرنے کا الزام لگا چکا ہے تو اس کے بعد آخر دبے پاؤں خدا بنانے کا الزام لگانے کا کیا مطلب؟ ایک ہی سانس میں دو متضاد دعوے کیا پاگل پن کی علامت نہیں۔ اور پھر اعلیحضرت قدس سرہٗ العزیز کے متذکرہ بالا اشعار کی من گھڑت تشریح میں یہ کہنا کہ "اللہ تعالیٰ نے حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور حضور نے آپ (غوث پاک) کو کُن کے سب اختیارات حاصل ہیں جیسے خدا کی شان ہے" (دھماکہ صد۳۲) بتایا جائے کہ یہ جیسے خدا کی شان ہے یہ شعر کے کس حصے کا ترجمہ ہے — ؟ خدا تعالیٰ کی یہ صفت ذاتی ہے۔ قدیم وازلی ہے اور محبوبان خدا کو جملہ اختیارات عطائی ہیں بلا عطاء خداوندی ایک ذرہ کا اختیار ماننا بھی کفر ہے۔ اور خود سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ نے خالص الاعتقاد وغیرہ میں ان امور کو مفصل بیان فرمایا ہے۔ اور جب واضح طور پر یہ موجود ہے۔

کُن اور سب کُن مکن حاصل ہے یا غوث

کیا حاصل ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ قائل اللہ تعالیٰ کے برابر یا اللہ تعالیٰ جیسے یا اللہ تعالیٰ جتنے اختیارات کا عقیدہ نہیں رکھتا۔ اگر یہ نہیں تو پھر بعض اختیارات

[1] غوث الثقلین کے معنی ہیں انس وجان کی فریاد کو پہنچنے والے

کے تو اکابر دیوبند بھی قائل ہیں جن کو کُن میں شامل کیا جا سکتا ہے جس کا مفصل بیان آگے آرہا ہے، تو کیا یہ خالص شرک نہ ہوگا؟ کیا بعض امور میں شرک عین اسلام ہو جائے گا۔ کیا شرک اسی وقت شرک رہتا ہے جب جملہ امور میں کسی کو خدا کا شریک ٹھہرایا جائے — ؟ مصنف دھماکہ نے اشعار مبارکہ کے اگلے صد۳۳ پر امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور شعر اسی قسم کا نقل کیا ہے۔

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے

کارِ عالم کا مُدبّر بھی ہے عبدالقادر

میرے خیال میں پہلا اور یہ شعر نقل کر کے اپنے حیا باختہ انداز میں معاندانہ تبصرہ کرنا سراسر جہالت اور اکابر آئمہ ومحدثین کے اقوال سے بے خبری ہے۔ کاش مصنف نے اعتراض بازی سے قبل شیخ محقق علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی "زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار" کا مطالعہ کیا ہوتا تو اس قسم کے اعتراضات کی جرأت نہ کرتا۔ اعلیحضرت قدس سرہٗ کے متذکرہ بالا ہر دو اشعار "زبدۃ الآثار" بہجۃ الاسرار کے کلام سے ہی ماخوذ ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

شیخ اعزاز یحییٰ نے پیشین گوئی کی تھی کہ ۴۷۱ھ میں ایک نوجوان جس کا نام سید عبدالقادر ہوگا ظاہر ہوگا۔ اس کی ہیبت سے ہی مقامات ولایت ظاہر ہوں گے اور اس کی جلالت سے کرامات ظاہر ہوں گی وہ ہر حال پر چھا جائیں گے اور محبت خداوندی کی بلندیوں پر پہنچ جائیں گے۔ تمام عالم امکان ان کے حوالے کر دیا جائے گا۔

شیخ منصور بطائحی کی مجلس میں جناب غوث الاعظم کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ سیدنا عبدالقادر کو بہت بلند مقام مل جائے گا۔ دنیا کے تمام عارفین ان کے ماتحت ہوں گے اور انہیں اس حالت میں وصال ہوگا کہ ان سے بڑھ کر خدا اور رسول کی نظروں میں زمین پر محبوب ترین انسان دوسرا نہیں ہوگا۔

شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چلا تو آپ نے فرمایا: "اگرچہ سیدنا عبدالقادر ابھی نوجوان ہیں مگر میں ان کے سر پر دو جھنڈے لگے دیکھ رہا ہوں۔ یہ جھنڈے ولایت کے ہیں ان جھنڈوں کی فرمانروائی تحت الثریٰ سے لیکر ملکوت اعلیٰ تک ہے۔" (زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار ص۳۲ از شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ) اور اس کے تھوڑا سا آگے یوں ہے۔ ابوسعید قیلوی سے قطب وقت کے اوصاف دریافت کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ قطب تمام امور وقت کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور کون ومکان کے تمام امور کا اختیار اسے دیدیا جاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا پھر ایسا قطب وقت آپ کی نظروں میں کون ہے ---؟ آپ نے فرمایا شیخ سید عبدالقادر جیلی ہی ایسی شخصیت ہیں۔"

شیخ عقیل منبجی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جناب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ بیان کیا گیا کہ ایک نوجوان ولی اللہ بغداد میں ظاہر ہوا ہے تو آپ نے فرمایا اس کا حکم آسمانوں پر بھی چلتا ہے وہ بڑا رفیع الشان نوجوان ہے۔ ملکوت میں اسے سفید باز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔"

(زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار ص۳۸۔۳۹)

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اپنے چچا ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ (۵۶۰ھ) جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو آیا۔ میرے چچا نے آپ کا نہایت ہی ادب کیا۔ آپ کے سامنے دو زانو ہوکر نفس گم کر رہ بیٹھے رہے۔ جب میں مدرسہ نظامیہ میں گیا تو اپنے چچا سے پوچھا کہ آپ اس قدر مؤدب کیوں ہو گئے تھے ---؟ آپ نے فرمایا: "میں ادب کیوں نہ کرتا اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیارات وجود وملکوت میں بھی عطا فرمائے ہیں میں اس کا ادب کیوں نہ کروں جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں ادب کرنے کا حکم دیا ہے۔"

شیخ موسیٰ الزولی رحمۃ اللہ علیہ [illegible] شیخ کا نہایت ادب کیا کرتے تھے جب

لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ وہ سلطان الاولیاء ہیں، وہ سید العارفین ہیں۔ میں ان کا کیسے ادب نہ کروں جبکہ ان کے سامنے فرشتے بھی ادب سے حاضر ہوتے ہیں۔"

(زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار ص۴۱)

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصور تو صرف اتنا ہے کہ شیخ المحدثین شیخ محقق علامہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے کلام اور شیخ عزاز بطایحی، شیخ منصور بطایحی، شیخ حماد دباس، شیخ عقیل منبجی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ موسیٰ الزعلی (قدست اسرارہم) جیسے اکابر اولیاء اللہ کے اقوال وبیانات کو منظوم کر دیا۔ لیکن مصنف دھماکہ اپنی آنکھوں پر عناد کی مضبوط پٹی باندھ کر مذکورہ بالا اولیاء کرام اور شیخ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی طرف تو دیکھتا بھی نہیں اور بنت نئی بدزبانی والزام تراشی کا مظاہرہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی کے خلاف کر رہا ہے۔ بتائیے اس کی زد براہ راست مذکورہ بالا اکابر اولیاء کرام (قدست اسرارہم) و شیخ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ پر پڑتی ہے یا نہیں ---؟

اور اعلیٰحضرت امام اہلسنت کا یہ شعر:

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کارِ عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

اس کا کونسا حصہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے کلام سے مختلف ہے؟ یہ وہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں جن کو سوانح قاسمی ص۳۱ ج۲ پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور فتاویٰ رشیدیہ میں گنگوہی صاحب معتبر مانتے ہیں اور بلکہ خود مصنف دھماکہ بھی ص۳۸ پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر معتبر مانتا ہے۔ معاذ اللہ کیا شیخ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور متذکرہ بالا حضرات اولیاء وشیوخ کرام مشرک تھے۔ آخر کچھ تو شرم وحیا چاہیئے۔

مصنف دھماکہ نے بھاگتے بھاگتے ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ اول ص۱۲۹ سے

ایک حوالہ نقل کر کے اپنی کور باطنی کا ثبوت دیا ہے کہ "بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے" اس پر اُسے کیا اعتراض ہے اور اس کی کیا دلیل ہے؟ بلا غور و فکر محض حوالہ نقل کر دینا ہی تو کافی نہیں ہوتا۔ مصنف دھاکہ اور دیوبند سے نجد تک کے وہابیہ کو جان لینا چاہیئے کہ یہ فاضل بریلوی ہیں اُن پر اُن کے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ کرم ہے کہ ان کی زبان و قلم سے کوئی بات بلا دلیل و ثبوت نہیں نکلتی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ معاندین منکرین مار مار کر مر جائیں اور انہیں حوالہ نہ ملے یہ ان کی اپنی بے بسی تو ہو سکتی ہے مگر سرکار اعلیحضرت مجدد دین و ملت کے ہاں ایسا نہیں کہ کوئی بات بلا دلیل و ثبوت کہی جائے۔

کاش مصنف دھاکہ نے کبھی یہ حدیث شریف دیکھی ہوتی تو وہ بھاگتے بھاگتے اپنے اس اعتراض کا روڑا نہ پھینکتا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلْاَبْدَالُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلٰثُوْنَ بِھِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَبِھِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِھِمْ تُنْصَرُوْنَ"۔ ابدال میری امت میں تیس ہیں۔ انہیں سے زمین قائم ہے۔ انہیں کے سبب تم پر مینہ اترتا ہے۔ انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے۔ (اَلطَّبْرَانِیْ فِی الْکَبِیْرِ عَنْ عُبَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ)

مصنف دھاکہ کی دیدہ دلیری اس انتہا کو پہنچی ہے کہ وہ اپنے محدود مطالعہ یا عدم واقفیت کا ماتم تو کرتا نہیں اور بڑی ڈھٹائی سے محبوبانِ خدا کے خداداد فضائل و کمالات کا انکار بے دریغ کرتا چلا جاتا ہے۔ ص۳۳ پر لکھتا ہے کہ مولانا احمد رضا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی طرف نسبت کر کے لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ "آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک مجھے سلام نہ کرے" نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے....... الخ الامن والعلی ص۱۲۲) اور یہ کہ مولانا احمد رضا کے صاحبزادے مصطفیٰ رضا اپنی کتاب شرح "استمداد" میں لکھتے ہیں۔ "اولیاء میں ایک مرتبہ اصحاب التکوین کا ہے جو چیز جس وقت چاہتے ہیں موجود ہو جاتی ہے جیسے کُنْ کہا ویسی ہو گیا۔ (شرح استمداد ص۲۸)

مصنف دھاکہ نے حوالے تو بڑی جلد نقل کر دیئے مگر سیدی امام اہلسنت مجدد دین و ملت قدس سرہ العزیز اور سیدی امام العلماء حضور مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب مدظلہ العالی نے جو زبردست دلائل قائم فرمائے ان کو چھوتے ہوئے مصنف کے دانت کھٹے ہوتے تھے۔ دیوبندی قوم میں ذرہ بھر غیرت اور رتی بھر علم تھا تو اعلیحضرت فاضل بریلوی اور آپ کے شہزادہ والاجاہ حضرت مفتیٔ اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے دلائل کا توڑ کرتی زبانی باتوں سے نہ اپنا جی بہلاتے نہ عوام کو گمراہ کرنے کی مساعی کرتے۔ معلوم نہیں مصنف دھاکہ کی غیرت کہاں رخصت ہو گئی تھی۔ حوالہ تو نقل کر دیا۔ مولانا احمد رضا (الامن والعلی) میں یوں لکھتے ہیں۔ مولانا احمد رضا کے صاحبزادہ مصطفےٰ رضا شرح استمداد میں یوں لکھتے ہیں۔ ٹھیک ہے لکھتے ہیں مگر کیا آپ کی طرح بے دلیل و بے ثبوت لکھتے ہیں وہمی خیال اور زبانی باتوں سے دل بہلاتے ہیں۔ انہوں نے دیوبندی قوم پر دلائل کی ایک دیوار کھڑی کر دی ہے۔ زبان درازی اور قلمی خرافات بنت نئے تجربے تو ہو رہے ہیں لیکن انہوں نے جو کچھ لکھ دیا اور جو دلائل قائم فرمائے اُن کا جواب کہاں ہے ——؟

الامن والعلی اور شرح استمداد آج چھپی ہیں ——؟ الامن والعلی کا سن تالیف ۱۳۱۱ھ الاستمداد کا سن تالیف ۱۳۳۷ھ ہے۔ گویا الامن و العلی آج سے ۸۵ سال قبل اور الاستمداد آج سے ۵۹ سال پہلے سے شائع ہوئیں۔ جب سے اب تک مولوی قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند۔ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب، مولوی اشرف علی تھانوی صاحب۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب۔ مولوی انور کاشمیری صاحب اور مولوی محمود الحسن دیوبندی صاحب جیسے کئی ہوئے اور گذرے لیکن کسی کو الامن والعلی یا الاستمداد کے ایک حرف پر بھی جرأت لب کشائی نہ ہوئی یا اکابر دیوبند ۸۵ سال تک شرک قبول کرتے رہے۔ اور آج دیوبندی قوم میں مصنف دھاکہ ہی ایک فاضل اور شرک

وتوحید میں امتیاز کرنے والا پیدا ہوا۔ دیوبندی قوم مصنّف دھماکہ کی پھبتیوں پرخوش تو ہوسکتی ہے لیکن دنیا اب بہت آگے نکل چکی ہے۔ اہل علم کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونکی جاسکتی۔ ہر ذی فہم وشعور ومنصف مزاج دیکھ رہا ہے جب امام اہلسنّت سیّدی اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلم کا جواب نانوتوی، گنگوہی تھانوی، انبیٹھوی وغیرہ سے نہ ہوسکا تو بیچارہ مصنّف دھماکہ کس شمار وقطار میں ہے۔ بلاشبہ

؎

یہ وہ دربار سلطان قلم ہے
یہاں پر سرکشوں کا سر قلم ہے

اب آئیے سیّدی اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے جو کچھ ارقام فرمایا اس کا حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں امام اجل سیّدی نور الدین، ابوالحسن علی شطنوفی قدس سرہ الرؤفی (جنہیں امام جلیل عارف باللہ سیّدی عبداللہ بن اسعد مکی یافعی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مرآۃ الجنان میں الشیخ الامام الفقیہ العالم المقرادیٔ سے وصف کیا۔ کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں بسند خود روایت ہیں۔

«اخبرنا ابو محمد عبد السلام بن ابی عبد اللہ محمد بن عبد السلام بن ابراھیم بن عبد السلام البصری الاصل البغدادی المولد والدار بالقاھرۃ سنۃ احدی وسبعین وست مائۃ قال اخبرنا الشیخ ابوالحسن علی ابن سلیمن البغدادی ان محباء بغداد سنۃ ثلث وثلثین وستمائۃ قال اخبرنا الشیخان الشیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود البزار والشیخ ابو حفص عمر الکیمانی ببغداد سنۃ احدی وتسعین وخمس مائۃ قالا کان شیخنا الشیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمشی فی الھواء علی رؤس الاشھاد فی مجلسہ ویقول ما تطلع الشمس حتی تسلیم

علی وتجیئ السنۃ الیٰ وتسلم علی وتخبرنی بما یجری فیھا ویجی الشھر ویسلم علی ویخبرنی وبما یجری فیہ۔ ویجیئ الیوم ویسلم علی ویخبرنی بما یجری فیہ وعزۃ ربی ان السعداء والاشقیاء علی عینی فی اللوح المحفوظ انا غائص فی بحار علم اللہ ومشاھدتہ انا حجۃ اللہ علیکم جمیعکم انا نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ووارثہ فی الارض۔»

یعنی امام اجل حضرت ابوالقاسم عمر بن مسعود بزاز وحضرت ابو حفص عمر کیمیانی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ہمارے شیخ حضور سیّدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مجلس میں برملا زمین سے بلند کرتہ ہوا پر مشی فرماتے اور ارشاد فرماتے آفتاب طلوع نہیں کرتا یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے۔ نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو اس میں ہونے والا ہے۔ نیا مہینہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ نیا ہفتہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ نیا دن جو آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم تمام سعید اور شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ میری آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہے یعنی لوح محفوظ میرے پیش نظر ہے۔ میں اللہ عزوجل کے علم ومشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں۔ میں تم سب پر حجت الٰہی ہوں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب ہوں اور زمین میں حضور کا وارث ہوں۔

یہی کچھ شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زبدۃ الآثار صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں کہ شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزاز اور شیخ ابو حفص عمر کیمیانی رحمہم اللہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ شیخ سیّدنا عبدالقادر جیلانی بادلوں میں سیر کر رہے تھے اور آپ تمام اہل مجلس کے سروں پر تھے تو آپ نے فرمایا جب تک مجھے آفتاب سلام نہ کرے طلوع نہیں ہوتا۔ ہر سال اپنے آغاز سے پہلے میرے

پاس آتا ہے اور مجھے اہم واقعات سے آگاہ کرتا ہے اسی طرح ماہ و ہفتہ میرے پاس آکر سلام کہتے ہیں اور اپنے دوران جو چیزیں رونما ہونیوالی ہوتی ہیں مجھے آگاہ کرتے ہیں۔

فرمائیے جناب اس میں امام اہلسنّت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا کیا قصور ہے؟ مصنف دھماکہ کو اعلیحضرت دشمنی میں سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بزاز، شیخ ابو حفص عمر کیمیانی رحمہم اللہ وغیرہ اکابر و آئمہ دین سب ہی سے منہ موڑنا پڑے گا۔ اس دیوبندی دلال کی دیانت کا یہ عالم ہے کہ اوّل تو بے سوچے سمجھے اعلیحضرت کے ذمہ کوئی الزام تھوپتا ہے پھر اعلیحضرت کو مورد الزام ٹھہرانے سے قبل ان جلیل القدر آئمہ دین اور شیوخ کی طرف نہیں دیکھتا جن سے اعلیحضرت کچھ نقل فرماتے ہیں۔ اور نہ صرف یہ بلکہ ان کے جواب کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتا اور ستم بالائے ستم یہ کہ اعلیحضرت قدس سرہ کی عبارات تو من مانی تراش کے ساتھ نقل کر دیتا ہے۔ لیکن اُن کے ساتھ جو دلائل اور اکابر علماء و آئمہ دین کے حوالہ جات ہیں انہیں ہضم کر جاتا ہے تاکہ اس کی بے ایمانی کے ڈھول کا پول نہ کھُلے۔ بتائیے مذکورہ بالا میں اعلیحضرت قدس سرہٗ نے کونسی بات اپنی طرف سے لکھی تھی ـــ؟

باقی رہی "استمداد" کی عبارت کہ "اولیاء میں ایک مرتبہ اصحاب[۱] التکوین کا ہے جو چیز جس وقت چاہتے ہیں فوراً موجود ہو جاتی ہے جسے کُنْ کہا وہی ہو گیا"۔ مصنف دھماکہ نے یہ کچھ لکھنے کے بعد وہ سب کچھ ہضم کر لیا جو اسکی جعلسازی کی نقاب کشائی کرنے کے لئے کافی تھا۔ آگے پڑھیے ملاحظہ ہو۔

حاشیہ [۱] مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں حضرت امیر و ذریۂ طاہرہ او را تمام امت بر مثال پیراں و مرشداں مے پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ می دانند۔

ترجمہ:- حضرت امیر المومنین علی اور آپکی اہلبیت پاک رضی اللہ عنہم کو تمام امت مرشدوں کی طرح مانتی ہے۔ اور امور تکوینیہ کو ان کے ساتھ وابستہ جانتی ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۳۲۶ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۴۳ھ)

امام محمد بن عبدالرحمٰن نے فرمایا اللہ عزّ وجل کا ہر نام اپنے معنی کے مناسب نہائت فعل کرنے والا ہے اور اللہ کے کچھ بندے ہیں کہ جب اسماء الٰہیہ کے ساتھ متحقق ہوتے ہیں اشیاء ان کے لئے تکوّن پاتی ہیں جیساکہ اللہ تعالیٰ نے نوح و عیسٰی اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وعلیہما وسلّم سے خبر دی جس کا ذکر قرآن و حدیث میں ہے اور یہ رسولوں کے پیروؤں میں اس قدر کثرت سے جاری ہے کہ گنا نہ جائے۔ اسی میں امام ابو العباس احمد اقلیشی کی تفسیر ہے۔

"قال وهيب بن الورد من الابدال لو قال بسم الله صادقا على جبل نزالی والى هذا اشارة بعض اهل الاشارات قوله بسم الله منك بمنزلة كن منه"

یعنی وہیب بن ورد قدس سرّہٗ کہ ابدال سے تھے فرماتے تھے کہ اگر صدق والا پہاڑ پر بسم اللہ کہے تو پہاڑ ٹل جائے گا۔ اور اسی طرح بعض اولیائے کرام نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا کہ عارف کا بسم اللہ کہنا خالق کے کُنْ فرمانے کی جگہ ہے۔ اسی میں ہے۔ وعد الحاتمی من الكرامات اسماء التكوين اما بمعرفة الاسماء واما بمجرد الصدق لان بسم الله منك حينئذ بمنزلة كن منه كما اشار اليه بعض العارفين من اهل التكوين وهو صحيح. یعنی امام محی الملّت والدین حاتمی نے کرامات سے اشیاء موجود کر دینے کے ناموں کو شمار کیا۔ خواہ یوں کہ وہ معلوم ہو جس سے شے موجود ہو جاتی ہے اسے لیا اور معدوم شے موجود ہو گئی یا مجرد اپنے صدق سے کہ صادق کا بسم اللہ کہنا خالق کے کُنْ فرمانے کی جگہ ہے۔ بعض اولیائے کہ خود اصحاب تکوین میں سے تھے اس کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ صحیح ہے۔

یہ مصنف دھماکہ کی سینہ زوری ہے کہ نہ اصل عبارت نقل کرتا ہے نہ اُن کے ساتھ مذکورہ دلائل کا جواب دیتا ہے اور بس اعتراض کر کے ایک طرف ہو جاتا ہے کیا محض اعتراض کرنا ہی کافی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ کسی دلیل کی

ضرورت نہیں ہوتی۔ ۔۔۔؟

جس شخص نے بھی دھماکہ کا بالغ نظری کے ساتھ مطالعہ کیا ہے وہ مصنف دھماکہ کی خیانتوں میں اعلیٰ مہارت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ سیدنا امام اہلسنت اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مدح میں عرض کرتے ہیں۔ ؎

ان کا حکم جہاں پہ نافذ
قبضہ کُل پہ رکھتے یہ ہیں
قادرِ کل کے نائبِ اکبر
کُنْ کا رنگ دکھاتے یہ ہیں (الخ)

لیکن مصنف دھماکہ اس پہ اپنا جہالت افروز تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے "قرآن کریم نے کُنْ فَیَکُوْنُ خدا کی شان بتلائی ہے اور اسے خدائی قدرت کا نشان کہا ہے مگر بریلوی مذہب میں تدبیرِ کائنات کے سب اختیارات حضرت غوث پاک کو حاصل ہیں"

غور کیجئے کہ خدا تعالیٰ کے دستِ تصرف میں کیا باقی رہا۔ زندہ کرنا، مارنا، رزق دینا، تنگی دینا، بیمار کرنا، شفا دینا، یہ سب قدرتیں خدا تعالیٰ نے حضرت غوث پاک کو حقیقی طور پر دے رکھی ہیں۔ حضرت غوث پاک کی طرف ان قدرتوں کی نسبت مجازی نہیں۔ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ یہ تمام صفات بعطاءِ الٰہی حضرت غوث پاک کو حقیقی طور پہ حاصل ہیں۔

یہ ہے دیابنہ کی شعر فہمی۔ شعر ہے حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفیع میں۔ یہ صاحب ان کو حضرت غوث پاک قدس سرہ کی مدح میں سمجھ کر وہ کچھ تبصرہ کر رہے ہیں کہ عقل و دیانت سر پیٹ لیتی ہے۔ حالانکہ مصنف دھماکہ کے پیش کردہ تینوں شعروں میں درمیان کا شعر۔

؎ قادرِ کل کے نائبِ اکبر ٭ کُنْ کا رنگ دکھاتے یہ ہیں

بھی واضح طور پر اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ شعر حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ہے۔ ان کو یہ بھی پتہ نہیں کہ قادرِ کل کا نائبِ اکبر کون ہے (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

مصنف دھماکہ نے مندرجہ بالا عبارت میں کتنے دعوے کئے ہیں کتنی متضاد باتیں کی ہیں اور پھر سب کچھ زبانی کلامی اور وہمی خیالی نہ کوئی دلیل نہ کوئی ثبوت۔ اول دعوے یہ کیا قرآن کریم نے کُن فیکون کی شان بتلائی ہے۔ (اگرچہ وہ اپنی علمی بے بضاعتی کے باعث مدلل ثبوت پیش نہ کر سکا) مگر اس کے مقابلے میں جس چیز کو وہ لایا اس کو وہ خود اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتا ہے۔ "مگر بریلوی مذہب میں تدبیر کائنات کے سب اختیارات حضرت غوث پاک کو حاصل ہیں" (اور ثبوت مع حوالہ اس کا بھی نہیں) بہرحال ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کیا کُن فیکون اور تدبیرِ کائنات ایک ہی چیز ہے؟ اگر نہیں تو اس کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں لاکر بیان کرنے کا مقصد دھوکہ دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ مصنف دھماکہ بزعم خود رد تو کرنا چاہتا ہے غیر خدا کے لیے کُن فیکون کی شان کا لیکن حملہ آور ہو رہا ہے تدبیرِ کائنات پر۔ کیا یہ دونوں چیزیں ایک ہی ہیں؟ ایک شخص پر الزام تو لگایا جاتا ہے کہ یہ قاتل ہے مگر ثبوت فراہم کیا جاتا ہے چوری کا۔ معلوم ہوتا ہے دیابنہ کی عقل سلب کر لی گئی ہے۔ جہالت افروز تبصرہ کے بعد حماقت افروز تضاد ملاحظہ ہو دھماکہ کے صفحہ ۲۳ پر ہے۔ "یہ سب قدرتیں خدا تعالیٰ نے حضرت غوث پاک کو حقیقی طور پر دے رکھی ہیں" اس سے ایک سطر آگے یوں ہے۔ "یہ تمام صفات بعطائے الٰہی حضرت غوث پاک کو حقیقی طور پر حاصل ہیں" حماقت کی بھی حد ہو گئی ایک ہی سانس میں دو باتیں۔ خود اعتراف کرتا ہے کہ بعطائے الٰہی اور پھر حقیقی طور پر لکھ رہا ہے اس سے پہلے خود اعتراف کیا کہ یہ قدرتیں خدا تعالیٰ نے حضرت غوث پاک کو حقیقی طور پر دے رکھی ہیں۔ جب بعطائے الٰہی ہے، دے رکھی ہیں کے الفاظ خود لکھ رہا ہے تو پھر حقیقی کا کیا مطلب۔؟ اور پھر اسی جگہ کی ایک عبارت یہ بھی ہے "حضرت غوث پاک کی طرف ان قدرتوں کی نسبت مجازی نہیں" (دھماکہ صفحہ ۲۳) گویا

مجازی ہوتی تو اس کے لئے قابلِ قبول تھی۔ تو ہم اس کی آگاہی کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ محبوبانِ خدا کی طرف ان اختیارات کی نسبت یقیناً مجازی ہے۔ حقیقی قدرتیں اللہ عزّ وجلّ قادرِ مطلق کو حاصل ہیں۔ اور اس کا واضح ثبوت مصنّف دھاکہ کے وہ جملے ہیں کہ بعطائے الٰہی حاصل ہیں، دے رکھی ہیں۔ "بعطائے الٰہی حاصل ہونا، دینا" اس بات کی علامت ہیں کہ محبوبانِ خدا کو جو کچھ بھی قدرتیں حاصل ہیں وہ مجازی ہیں اور اللہ عزّ وجلّ کو حقیقی۔ مگر وہ اس تفریق کو سمجھنے کے باوجود دیدہ دانستہ دھوکہ دے رہا ہے۔

مصنّف دھاکہ نے اپنے اسی مضمون میں ایک اور بہت ہی عجیب بات کہی ہے۔ لکھتا ہے۔ "تدبیرِ کائنات کے سب اختیارات حضرت غوث پاک کو حاصل ہیں۔ غور کیجئے کہ اب خدا تعالیٰ کے دستِ تصرّف میں کیا باقی رہا۔ زندہ کرنا، مارنا، رزق دینا، تنگی دینا، بیمار کرنا، شفا دینا یہ سب قدرتیں خدا تعالیٰ نے حضرت غوث پاک کو حقیقی طور پر دے رکھی ہیں۔"

خدا تعالیٰ کے دستِ تصرّف میں کیا باقی رہا، یہ بھی خوب۔ ہم پوچھتے ہیں جب خدا تعالیٰ نے کچھ نہیں بنایا تھا۔ زندگی، موت، رزق، بیماری اور شفا وغیرہ کو پیدا نہیں فرمایا تھا اس وقت خدا تعالیٰ کے دستِ تصرّف میں کیا تھا؟ وہابیہ تو یہی کہیں گے کہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ اس وقت خالی ہاتھ تھا اس کے دستِ تصرّف میں کچھ بھی نہ تھا۔ اگر کہیں سب کچھ تھا تو پھر خدا تعالیٰ اپنے محبوبوں کو دے کر خالی ہاتھ کیسے ہو گیا ۔۔۔؟ حضرت غوث پاک کو اختیارات دیئے۔ غوث پاک تو اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ وہ تمام قدرتیں بھی اللہ قادرِ مطلق کے قبضۂ قدرت میں ہیں جو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہیں۔ وہابیہ بھی اپنے گھروں کو کہتے ہیں یہ ہمارا گھر ہے۔ یہ میرا کرتہ یا پاجامہ ہے۔ شاہ خالد کو سعودی عرب کا فرمانروا مانتے ہیں۔ سیاہ و سفید کا مالک مانتے ہیں۔ بتایا جائے آپ کا مکان خدا تعالیٰ کا نہ رہا۔ آپ کا کرتہ پاجامہ خدا تعالیٰ کا نہ رہا۔ سعودی عرب کیا اللہ تعالیٰ

کے دستِ تصرّف میں نہ رہا۔ معاذ اللہ کیا خدا تعالیٰ اپنے مقبولانِ بارگاہ کو دیکر خالی ہاتھ ہو جاتا ہے ۔۔۔؟

باقی رہی تدبیرِ کائنات تو اس کے اختیارات تو فرمانِ خداوندی کے مطابق فرشتوں کو بھی حاصل ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا۔ قسم اُن فرشتوں کی کہ تمام کاروبارِ دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ "قسم ان فرشتوں کی جو ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں۔" (ترجمہ تھانوی صاحب ص۱۹۳ شائع کردہ شیخ برکت علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور) جب تدبیرِ دنیا کے اختیارات خود اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سپرد فرمائے ہیں تو لازم آئے گا یقیناً انبیاء و رسل علیہم السلام اور خصوصاً سید الانبیاء حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سے کہیں زیادہ تدبیرِ کائنات کے اختیارات حاصل ہیں اور فرشتوں کو تدبیرِ دُنیا کے اختیارات دینے سے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ خالی نہیں ہوتا تو حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام یا سیدی حضور غوث پاک قدس سرّہٗ کو تدبیرِ کائنات کے اختیار دینے سے کس طرح اللہ تعالیٰ کا ہاتھ خالی ہو گیا یا اُس قادرِ مطلق کے دستِ قدرت میں کیوں کچھ نہ رہا ۔۔۔؟

مصنّف دھاکہ لکھتا ہے کہ زندہ کرنا، مارنا، رزق دینا، تنگی دینا، بیمار کرنا، شفا دینا، یہ سب قدرتیں خدا تعالیٰ کی ہیں۔ بریلویوں کا عقیدہ ہے خدا تعالیٰ نے حضرت غوث پاک کو دے رکھی ہیں۔ (ص۳۵)

ہم کہتے ہیں خدا تعالیٰ کے عطا فرمانے میں آپ کو کیا اعتراض ہے ۔۔۔؟ اگر ہے تو مندرجہ ذیل امور کا جواب دیجئے۔

دیکھئے زندہ کرنا خدا تعالیٰ کی صفت ہے لیکن خود اللہ عزّ وجلّ اپنے پیارے نبی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے۔ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي۔ اور جب تو بناتا مٹی سے

پرندے کی شکل میری پروانگی سے پھر پھونک مارتا اس میں تو وہ ہو جاتی ہے پرندہ میری پروانگی سے اور تو اچھا کرتا ہے مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری پروانگی سے۔ اور جب تو قبروں سے مردے زندہ نکالتا ہے میری پروانگی سے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اِنِّیْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ (اِلٰی قَوْلِهٖ) وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ۔ ترجمہ:۔ میں بناتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی صورت پھر پھونکتا ہوں اس میں تو وہ ہو جاتی ہے پرندہ اللہ کی پروانگی سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور بگڑے بدن کو اور میں زندہ کرتا ہوں مردے اللہ کی پروانگی سے اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے اور جو گھروں میں جمع رکھتے ہو۔ اور تاکہ حلال کردوں میں تمہارے لئے بعض چیزیں جو تم پہ حرام تھیں۔ سبحان اللہ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

(۱) خلق کرتا ہوں،

(۲) شفا دیتا ہوں

(۳) مردے جلاتا ہوں

(۴) بعض حراموں کو حلال کرتا ہوں۔

اب مصنف دھماکہ بتائے کہ خدا تعالیٰ کے دستِ تصرف میں کچھ باقی رہا یا نہیں یا (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ خود اپنے دستِ کرم سے خلق کرنا، زندہ کرنا، شفا دینا، مردے جلانا، حرام حلال کرنا وغیرہ اختیارات عیسیٰ علیہ السلام کو دے کر وہابیت کے لایعنی معیار سے بے تصرف قدرت ہوا یا نہیں ــــ؟ اگر نہیں ہوا تو بتایا جائے کس طرح ــــ؟ اور یہ قرآن مجید کا صریح انکار ہے یا نہیں ــــ؟ اگر نہیں نہیں تو پھر ہمارے آقا و مولا اور اپنے محبوب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا اپنے محبوب بندہ سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو یہی اختیار عطا فرمانے سے کس طرح خالی ہاتھ ہو گیا۔ کس طرح اس کے دستِ تصرف میں کچھ نہ رہا ــــ؟ جب ایک نبی اللہ کے حکم سے خلق کر سکتا ہے تو اس اللہ تعالیٰ کے حکم سے رزق نہیں دے سکتا۔ مردے زندہ کر سکتا ہے تو کیا رزق نہیں دے سکتا۔؟

دیوبندی وہابی انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام محبوبانِ خدا کے خداداد فضائل و کمالات کے خلاف اس بیباکی سے واویلا کرتے ہیں جیسے انہوں نے معاذ اللہ خدا تعالیٰ کو پابند کیا ہوا ہے کہ کسی کو کچھ نہ دے اور ان کی سب سے بڑی حماقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے زعم باطل میں انبیاء و رسل علیہم السلام اور محبوبانِ خدا کو اللہ جل و علا کا مدِ مقابل یا حریف سمجھا ہوا ہے لیکن اسی طرح اعلیٰحضرت دشمنی میں انہیں قرآن مجید سے بھی منہ موڑنا پڑے گا کیونکہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انبیاء و رسل علیہم السلام کو اتنا ہی مانا ہے جتنا قرآن و حدیث کے روشن دلائل اور واضح شواہد سے ثابت ہے۔ لیکن وہابیہ دیابنہ کی غلیظ روح کی غذا یہ ہے کہ وہ محبوبانِ خدا و مقبولانِ بارگاہ کے خداداد فضائل و کمالات کے گھٹانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ اور پھر حیرت اس بات کی ہے کہ جو اختیارات یہ لوگ حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا سیدنا غوث اعظم قدس سرہ کے ماننے کے لئے تیار نہیں وہ اپنے مولویوں میں بدرجہ اتم مانتے ہیں اور اس کو ایمان و اسلام جانتے ہیں۔ مثلاً یہی کہ زندہ کرنا، مارنا، شفا دینا وغیرہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کسی قیمت پر کسی عنوان ماننے کو تیار نہیں۔ ذاتی اور عطائی، حقیقی اور مجازی اختیارات کی تفریق تسلیم کرنے کو تیار نہیں لیکن جہاں ان کے اپنے خود ساختہ قطب عالم مولانا رشید احمد گنگوہی کا نام آگیا فوراً پکار اٹھیں گے۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا ؎

اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

(مرثیہ گنگوہی صفحہ ٣) یعنی اے ابن مریم عیسیٰ علیہ السلام آپ نے تو ایک ہی کام کیا کہ مردوں کو زندہ کیا لیکن ہمارے قطب عالم نے ڈبل کام کیا مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا۔ یہ ہے دیوبندیوں کے قطب عالم کا عقل وادراک سے وراء کام کہ مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ جب گنگوہی صاحب نے کسی کو مرنے ہی نہ دیا تو مردوں کو زندہ کیسے کر دیا۔ زندہ تو وہ ہوتا ہے جو مر گیا ہو لیکن جب گنگوہی نے کسی کو مرنے ہی نہ دیا تو زندہ کس کو کر دیا گیا۔ اور وہ خود اور ان کی زندگی میں مولوی قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند کیسے مر گئے؟ اس فلسفہ کو اگر گنگوہی صاحب اپنے آپ کو بھی نہ مرنے دیتے تو وہی سمجھاتے اس عقدہ کا حل مصنف دھماکہ کے بس کا روگ نہیں۔ البتہ وہ اتنا ضرور بتا سکتا ہے کہ مردوں کو زندہ کرنا اور زندوں کو مرنے نہ دینا کس ممکن کے اختیارات سے بھی دو ہاتھ آگے ہے یا نہیں ــــ؟

اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیار سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رزق دینا تو خالص فیصد شرک ہے۔ لیکن دیوبندی قطب گنگوہی صاحب کی قدرت اور اختیار کا یہ عالم ہے کہ کوئی چھوٹا موٹا دیوبندی نہیں بلکہ شیخ الہند مولوی محمود الحسن دیوبندی کہتے ہیں۔

خدا ان کا مربیّ وہ مربیّ تھے خلائق کے،
میرے مولا میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

مربیّ یا تو پالنے والے کو کہتے ہیں یا سرپرست کو۔ اگر پہلا معنی مراد لیا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ خدا تعالیٰ نے صرف اور صرف مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو پالا اور مولوی رشید گنگوہی صاحب نے ساری خلقت کو پالا کیوں خلائق جمع خلق کی ہے جس میں جن وانس اور فرشتے چرند و پرند سب داخل ہیں گویا سب ... رزق مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی فراہم کرتے تھے اور اگر دوسرے معنی مراد لئے جائیں تو مطلب یہ ہو گا کہ صرف مولوی رشید احمد صاحب کا سرپرست خدا تعالیٰ ہے اور مولوی رشید احمد صاحب

گنگوہی پوری خلقت کے سرپرست ہیں جس میں انبیاء ورسل، ملائکہ جن وانس وغیرہ سبھی شامل ہیں۔

نیز دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے ترجمہ قرآن شائع کردہ شیخ برکت علی اینڈ سنز لاہور کے صفحہ ٢ پر الحمد للہ رب العلمین ، کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ "سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربیّ ہیں ہر ہر عالم کے۔" گویا اللہ تعالیٰ مربیّ پالنے والا ہر ہر عالم کا اور دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مربیّ خلائق۔ خلائق جمع ہے خلق کی۔ یعنی پوری خلقت کے پالنے والے، بغیر رزق کے کوئی کس طرح پل سکتا ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ پوری خلقت کو رزق دینے والے جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی یہ سو فیصد خالص شرک نہیں تو اور کیا ہے۔ باقی رہا شفا دینا تو یہ بھی دیوبندی حضرات اپنے مولویوں کے دست قدرت میں ہی نہیں بلکہ ان کی قبر کی مٹی میں بھی شفا مانتے ہیں ملاحظہ ہو۔

"فرمایا کہ مولوی معین الدین صاحب حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی استاد مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے وہ حضرت مولانا کی ایک کرامت جو بعد وفات واقع ہوئی بیان فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں (کیا نانوتہ خدا تعالیٰ کا نہ رہا؟) جاڑہ بخار کی بہت کثرت ہوئی۔ سو جو شخص مولانا کی قبر سے مٹی لے جاکر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا۔ بس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈلواؤں تب ہی ختم۔ کئی مرتبہ ڈال چکا۔ پریشان ہو کر ایک دفعہ مولانا کی قبر پر جاکر کہا (یہ صاحبزادے بہت تیز مزاج تھے) آپ کی تو کرامت ہو گئی اور ہماری مصیبت ہو گئی۔ یاد رکھو کہ اگر اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے ایسے ہی پڑے رہیو۔ لوگ جوتا پہنے تمہارے اوپر سے ایسے ہی چلیں گے بس اسی دن سے پھر کسی کو آرام نہ ہوا۔ جیسے شہرت آرام کی ہوئی تھی ویسے ہی یہ شہرت ہو گئی کہ اب آرام نہیں ہوتا پھر لوگوں نے مٹی لیجانا بند کر دیا۔"

(ارواحِ ثلاثہ صفحہ ۲۷۵ حکایت ۲۳۶) تمام دیوبندی علماء مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو حکیم الامّت مانتے ہیں۔ بتایا جائے ان حکیم الامّت صاحب سے کسی کو شفا حاصل ہوئی یا نہیں اگر نہیں تو پھر حکم کیسا؟ اگر شفا ہوئی تو ان میں خدائی قدرت ماننا شرک ہے یا نہیں ——؟

اب مصنّف دھماکہ بتائے کہ زندہ کرنا، مارنا، رزق دینا، شفا دینا یہ سب اختیار تو دیوبندی مولویوں کے قبضہ میں ہیں۔ انہوں نے عطائی یا مجازی کی اوٹ بھی نہیں لی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے دستِ تصرف میں کیا باقی رہا۔ کیا یہ بات مصنّف دھماکہ خود یا اپنے اکابر سے پوچھ کر بتا سکتا ہے —؟ یا معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا سیّدنا غوث پاک قدس سرہ کو اختیار عطا فرمانے سے ہی اللہ تعالیٰ بے اختیار ہو جاتا ہے اور اس کے دستِ تصرف میں کچھ نہیں رہتا۔

ع
جعل مزہ جھوٹ غذا ہو گیا
ہائے دیانت تجھے کیا ہو گیا

اعلیٰحضرت قدس سرہ نے اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ ارفع میں یہ کہہ دیا: ع

اُن کا حکم جہاں میں نافذ
قبضہ کُل پہ رکھاتے یہ ہیں!
قادرِ کُل کے نائبِ اکبر
کُن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں

دیوبندیت کے فرزند دلبند نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ خانہ ساز توحید کے ایوان میں زلزلہ آ گیا لیکن اس کو کیا کہیئے کہ دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب اپنے مربی خلائق مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے حکم کی عظمت اور کن مکن کے اختیار کی قدرت یوں بیان کرتے ہیں۔

ع
نہ رُکا پر نہ رُکا پر نہ رُکا ، ان کا جو حکم تھا، تھا سیفِ قضائے مبرم

(مرثیہ گنگوہی صفحہ ۱۳ شائع کردہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند۔ یوپی)

سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں عرض کیا۔ ع ان کا حکم جہاں میں نافذ۔ تو قیامت ٹوٹ پڑی لیکن دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن بڑے ہی وثوق و اعتماد اور یقینِ کامل کے ساتھ جنون اور انتہائی مبالغہ کی کیفیت میں مکرّر در مکرّر کہہ رہے ہیں:

ع
نہ رُکا پر نہ رُکا پر نہ رُکا ،
ان کا جو حکم تھا، تھا سیفِ قضائے مبرم

قضائے مبرم کا معنی ہے نہ ٹلنے والا حکم اور سیف بمعنی تلوار۔ یعنی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا حکم نہ ٹلنے والے حکم کی تلوار کا تھا۔ بتایئے مولوی محمود الحسن صاحب کن فیکون کے اختیار سے کتنا آگے بڑھے جا رہے ہیں اگر یہی شعر سیّدنا اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ ارفع میں کہہ دیتے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم تو ایسا ہے کہ: ع

نہ رُکا پر نہ رُکا پر نہ رُکا ،
ان کا جو حکم تھا، تھا سیفِ قضائے مبرم

تو شرک کدہ دیوبند سے شرک کے ہزاروں فتاویٰ جاری ہو جاتے ہیں لیکن مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو مرے اور مولوی محمود الحسن صاحب کو یہ شعر کہے ۷۲ سال ہو گئے۔ کیونکہ گنگوہی کی وفات ۱۳۲۳ھ میں ہوئی تھی۔ لیکن صبح کے ناشتہ سے شام کے وظیفہ تک شرک کی تسبیح پڑھنے والے چھوٹے بڑے دیوبندی مولوی لب باندھے دم سادھے بیٹھے ہیں اور اس شعر پر شرک و کفر کا کوئی فتویٰ صادر نہیں ہوتا۔ نہ اس میں انہیں کوئی شرک نظر آتا ہے۔ شرک و کفر کے سارے فتاویٰ محبوبانِ خدا کی خداداد عظمت گھٹانے کے لئے وقف ہیں۔

اختیاراتِ تکوین پر

مصنفِ دھاکہ کے دلائل کا تجزیہ

دھاکہ صد ۳۴ پر نظر پڑتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی سے مونچھیں بڑھ گئیں۔ کتاب کا متن محض چند سطریں اور حواشی صد ۳۴ تا صد ۳۵ نہایت باریک قلم سے نصف سے زائد صفحہ پر پھیلتے چلے گئے ہیں جس میں اپنے بغض وعناد کی بھرپور لیلغار کے ساتھ محبوبانِ خدا کے خداداد فضائل وکمالات کو گھٹانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ مصنفِ دھاکہ کا اس کتاب کی ابتدا سے یہ معمول رہا ہے کہ وہ محض اعتراض کے طور پر حوالہ اور اپنا جاہلانہ تبصرہ وتشریح کرتا چلا آیا ہے۔ اور کسی بھی موقعہ پر دلائل کی ضرورت نہیں سمجھی لیکن مسئلہ اختیارِ تکوین پر حواشی میں کچھ دلائل بھی نقل کئے ہیں۔ جن کا جواب ہمارے ذمہ ہے اور ہم عرض کرتے ہیں لیکن اس سے پیشتر کہ ہم ان کے دلائل کا توڑ کریں بہتر ہوتا کہ مصنفِ دھاکہ صد ۳۴ تا صد ۳۶ کے حواشی کے دلائل کی روشنی میں مرشدِ گنگوہی۔ ارواحِ ثلاثہ کے مصنفین ومرتبین کا مقام متعین کر لیتے۔ کہیں مصنفِ دھاکہ کے ان حواشی کی زد اپنے مرشد واہلِ ارواحِ ثلاثہ کے مصنفین پر تو نہ پڑے گی؟ مصنفِ دھاکہ کے دلائل کی ترتیب کچھ اس طرح ہے کہ امامِ ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا قول پہلے اور احادیث شریفہ بعد میں معلوم ہوتا ہے یہ لوگ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے قول کو حدیث شریف سے زیادہ مانتے ہیں۔ بہرحال اس کے دلائل اور ان کا جواب پیش کیا جاتا ہے۔ مصنف صد ۳۴ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

۱:۔ تکوین یکے از صفات حقیقیہ واجب الوجود است تعالیٰ وتقدس اشاعرہ تکوین را از صفات اضافیہ دانند وقدرت وارادہ را در ایجاد عالم کافی مے انگارند وحق آنست کہ تکوین صفتِ حقیقیہ علیحدہ است اورا قدرت وارادت۔

جواب:۔ مصنفِ دھاکہ کی پہلی بڑی غلطی تو یہ کہ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے یہ عبارت نقل کرتے وقت اس کے ترجمہ کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ عوام کے ذہنوں پر اثر ڈالنے کے لئے مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے نام گرامی کو محض مرعوب کرنے اور دھوکہ دینے کے لئے استعمال کیا گیا اگر وہ خود ہی اس کا ترجمہ بھی درج کر دیتا تو اس کی بے ایمانی کا بھانڈا پھوٹ گیا ہوتا۔ ترجمہ ہم پیش کرتے ہیں۔

"واجب الوجود (اللہ) کی حقیقی صفات میں سے تکوین ایک صفت ہے اشاعرہ (ایک گروہ) تکوین کو اضافی صفات میں سے جانتے ہیں اور قدرت وارادہ عالم کے پیدا کرنے میں کافی جانتے ہیں سچی بات یہ ہے کہ قدرت وارادہ کے علاوہ تکوین ایک علیحدہ حقیقی صفت ہے"۔

مذکورہ بالا عبارت میں یہ کہیں مذکور نہیں کہ بعطاءِ الٰہی کسی کو بھی تکوین کے مجازی اختیار بھی حاصل نہیں۔ اگر ذاتی وعطائی حقیقی ومجازی کا فرق ملحوظ نہ رکھا گیا تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بحکمِ الٰہی مردے جلانا۔ شفا دینا وغیرہ سے اس کی مطابقت کیسے ہو سکے گی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو خداوند تعالیٰ کی طرف سے تکوین کے حاصل اختیار کا انکار کر کے قرآن مجید کا (معاذ اللہ) انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا مٹی کے پرندے بنانا اور پھونک مار کر اللہ کے حکم سے اڑانا ثابت ہے۔ ہماری اس بات کا ثبوت خود مصنفِ دھاکہ کے پیش کردہ حوالوں سے ملتا ہے وہ خود لکھتا ہے۔

۲:۔ امام بخاری نے کیا خوب لکھا ہے۔ "ماجاء فی تخلیق السموٰت والارض وغیرھا من الخلائق وھو فعل الرب تبارک وتعالیٰ وامرہ فالرب بصفاتہ وفعلہ وامرہ وھو الخالق ھو المکون غیر مخلوق وما کان بفعلہ وامرہ وتخلیقہ وتکوینہ فھو مفعول مخلوق ومکون"۔ (صحیح بخاری جلد ۹۔ صد ۱۶۵ بلفظہ)

اس کا ترجمہ خود مصنفِ دھاکہ کے اپنے الفاظ میں یہ ہے "نہ اکے نقل مراد۔

تکوین ہے جس کو جو ملا وہ مفعول ہے مخلوق ہے اس کی تکوین ہوئی ہے وہ خود صاحب تکوین نہیں مکون حقیقی صرف خدا ہے۔ (دھماکہ صد۳۴)

جواب:۔ دیکھئے، بخاری شریف کی حدیث پاک کس شد و مد کے ساتھ ہمارے مؤقف کی تائید کر رہی ہے۔ جسے حماقت سے مصنف دھماکہ بغیر سوچے سمجھے اپنی تائید میں پیش کر رہا ہے۔ خط کشیدہ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ خدا کے فعل امر اور تکوین سے جس کو جو ملا وہ مفعول ہے مخلوق ہے اس میں عطا کا ذکر ہے۔ اور ترجمہ میں یہ الفاظ واضح طور پر موجود ہیں کہ "مکون حقیقی صرف خدا ہے" اس میں کس کو انکار ہے مکون حقیقی بلاشبہ خدا تعالیٰ ہے۔ اس میں مجازی کی نفی نہیں حقیقی کی نفی ہے اور دونوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا مصنف دھماکہ کی جہالت ولاعلمی ہے۔ مگر اس کے باوجود اس عبارت کو ڈھٹائی کے ساتھ اپنے غلط مؤقف کی تائید میں پیش کر رہا ہے۔ اور حدیث کی مذکورہ عبارت کا یہ جملہ بھی بلاشبہ اپنی جگہ صحیح ہے۔ خدا کے فعل امر اور تکوین سے جس کو جو ملا وہ مفعول ہے مخلوق ہے۔ بلاشبہ وہ خدا نہیں ہو جاتا۔ اس میں کسی کو بھی اعتراض نہیں۔

۲:۔ شرح فقہ اکبر صد۱۲۳ میں ہے۔ التکوین قدیم والمتعلق بہ ھو المکون وھو حادث مصنف دھماکہ کے اپنے الفاظ میں اس کا ترجمہ یہ ہے۔ جس کی تکوین ہوئی وہ حادث ہے مخلوق ہے۔ لیکن تکوین کی صفت خود قدیم ہے۔ کسی کی شان تکوین کا خود اقرار کرنا اسے قدیم اور خدا ماننا ہے۔ فالصفات الازلیۃ عندنا ثمانیۃ (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صد۲۵) اس کا ترجمہ مصنف دھماکہ کے اپنے الفاظ میں یہ ہے ہم حنفیہ کے نزدیک تکوین ازلی صفت ہے جو خدا تعالیٰ کی شان ہے۔

جواب:۔ شرح فقہ اکبر کی اول الذکر عبارت میں اس بات کا بیان ہے جس کی تکوین ہوئی وہ حادث ہے مخلوق ہے اور تکوین کی صفت قدیم ہے اور اس کے آگے کے الفاظ خط کشیدہ عبارت اس کی اپنی کاریگری ہے اور کسی لفظ کا یہ ترجمہ

نہیں کہ کسی کی شان تکوین کا اقرار کرنا اسے قدیم اور خدا ماننا ہے۔ عبارت میں یہ خیانت و تصرف مجرمانہ فعل ہے اور اسی طرح شرح فقہ اکبر صد۲۵ کی مؤخر الذکر عبارت کا ترجمہ بھی من مانا ہے اور خیانت و بے ایمانی کی نذر ہو گیا۔ اس عبارت کا صاف اور سیدھا ترجمہ صرف یہ ہے کہ صفات ازلیہ ہمارے نزدیک آٹھ ہیں۔ آٹھ کے لفظ کو مصنف دھماکہ مطلقاً ہی کھا گیا اور اس کی جگہ یہ شامل کر دیا ہم حنفیہ کے نزدیک تکوین ازلی صفت ہے جو خدا تعالیٰ کی شان ہے بتایا جائے کہ یہاں تکوین کون سے لفظ کا ترجمہ ہے اور "جو خدا تعالیٰ کی شان ہے" کون سے لفظ کا ترجمہ ہے؟ ترجمہ میں تحریف اور بے ایمانی سے ہی دیوبندی دھرم کی حقانیت ثابت کرنا تھی تو شرح فقہ اکبر تک ہی کیوں قناعت کی قرآن مجید کی آیات مبارک لکھ لکھ کر اختیارات تکوین عطائی کی نفی کر دی ہوتی تاکہ عوام قرآن عظیم کے نام سے مرعوب ہوتے صرف کتب فقہ تک ہی کیوں محدود رہتے۔

۴:۔ حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

المفوضۃ فھم القائلون ان اللہ فوض تدبیر الخلق الی الائمۃ وان اللہ اقدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی خلق العالم وتدبیرہ۔ (غنیۃ الطالبین صد۲۲۱)

جواب:۔ مصنف دھماکہ نے اپنی چوربازاری کو چھپانے کے لئے اگرچہ غنیہ کی اس عبارت کا ترجمہ درج نہیں کیا۔ لیکن اس میں بھی وہی کچھ ہے جس کو ہم پہلے جواب میں مختصراً بیان کر آئے ہیں۔ یعنی یہ عقیدہ مفوضہ کا ہے کہ وہ دنیا کو پیدا کرنے اور تدبیر کائنات کے مستقل حقیقی اختیارات حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آئمہ کرام کو مانتے تھے تو اس میں مفوضہ کے عقائد باطلہ کا رد ہے۔ جو عالم کی خلقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آئمہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ہم اہلسنت کا یہ عقیدہ نہیں کہ ساری دنیا و عالم کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا آئمہ نے پیدا فرمایا ہے اور اس میں تدبیر کی جو نفی ہے وہ حقیقی تدبیر کی نفی ہے ورنہ شیخ سیدنا عبدالقادر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول قرآن مجید کی اس آیت سے مختلف ہوگا۔ فالمدبرات امرا۔ قسم ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔ لہٰذا یہ ممکن نہیں کہ سرکار غوث پاک قدس سرہٗ کا مبارک قول قرآن مجید سے مختلف ہو لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یہاں تدبیر کی جو نفی ہے وہ حقیقی کی نفی ہے۔

۵:۔ شرح مواقف میں ہے۔ المفوضة قالوا ان الله فوض خلق الدنيا الى محمد صلى الله عليه وسلم۔

جواب:۔ اس عبارت کا بھی مصنف دھماکہ نے محض عوام کو دھوکہ دینے کے لئے ترجمہ نہیں کیا ہم پہلے حوالہ کے جواب میں اس کا مختصر جواب دے آئے ہیں۔ ترجمہ یہ ہے۔ مفوضہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے دنیا کی پیدائش محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سونپ دی ہے۔ اس میں واضح طور پر مفوضہ کا رد ہے اور جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ دنیا کی پیدائش حضور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سونپ دی گئی حالانکہ ہم اہلسنّت کا یہ عقیدہ نہیں کہ ساری دنیا کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا فرمایا ہے۔ مصنف دھماکہ کے حوالوں میں جوڑ توڑ کے سوا کچھ بھی نہیں مصنف دھماکہ جوڑ توڑ سے کام کیوں نہ لیں۔ جبکہ بانی مدرسہ دیوبند جوڑ توڑ کا کھیل کھیلتے تھے (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۱۶) یہ ہے دیوبندیوں کی شرح مواقف والی ردّ اہلسنّت کا کر رہے ہیں حوالے مفوضہ کے رد پر مشتمل پیش کئے جا رہے ہیں۔ بھلا مفوضہ سے ہمارا کیا واسطہ۔ اُن کے اور اہلسنّت کے عقائد میں دن رات کا فرق ہے۔

۶:۔ حضرت امام ابوحنیفہ نے حضرت امام جعفر صادق سے پوچھا۔ هل فوض الله الامر الى عباده:۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے کام اپنے بندوں کو سونپ رکھے ہیں حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا۔ الله تعالىٰ اجل من ان يفوض الربوبية الى العباد۔ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ اس سے بالا ہے کہ اپنی ربوبیت اپنے بندوں کے سپرد فرمائے (مکتوب حضرت خواجہ محمد معصوم صفحہ ۹۳) یہ سنی مذہب کا بیان تھا اس کے مقابلہ میں

بریلوی مذہب آپ دیکھ چکے ہیں۔

ے ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبّر بھی ہے عبدالقادر

جواب:۔ مذکورہ بالا قول میں بھی امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے یہی دریافت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کام اپنے بندوں کو سونپ رکھے ہیں (یعنی وہ مخصوص کام جو شانِ خداوندی کے لائق ہیں)، اس میں اللہ تعالیٰ کے اپنے کاموں کا ذکر ہے۔ اور جواب میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے بھی کیا خوب وہابیت شکن جواب ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بالا ہے کہ اپنی ربوبیت اپنے بندوں کے سپرد فرمائے۔ اس میں ربوبیت سپرد نہ کرنے کی نفی ہے۔ اختیار عطا فرمانے کی نہیں بلاشبہ ہرگز اہلسنّت کا یہ عقیدہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت اپنے محبوب بندوں کے سپرد فرمائی ہے البتہ دیوبندیوں کا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے متعلق یہ عقیدہ ہے جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا

ے خدا اُن کا مربّی وہ مربّی تھے خلائق کے
میرے مولا میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی (مرثیہ گنگوہی)

درحقیقت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک قول کی زد مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی کے مذکورہ بالا شعر پر پڑتی ہے لیکن مصنف دھماکہ اپنی بلا دوسروں کے سر ڈال رہا ہے۔

مصنف دھماکہ نے یہ ساری جعل سازی اور بے موقع ربط حوالوں کا اندراج یہ جانتے ہوئے کیا ہے۔ اُسے صفحہ ۳۵ کے حاشیہ پر اس کا اعتراف بھی ہے کہ "بریلوی حضرات عطائے الٰہی کی اوٹ میں اللہ تعالیٰ کی صفات حقیقی طور پر حضور اور حضرت غوث پاک میں موجود مانتے ہیں"۔ یہ حقیقی طور پر اس کی اپنی بے ایمانی ہے ورنہ عطاء الٰہی کی اوٹ لکھنے کے بعد حقیقی کہنے کا کوئی جواز باقی نہ رہ گیا تھا اور دالامن والعلی صفحہ ۱۵ الامن والعلی صفحہ ۱۴۳ سے حقیقی کی دو قسمیں جو بیان کی ہیں۔ وہ مسئلہ زیر بحث

سے متعلق نہیں احکام الٰہیہ پر مشتمل ہیں اور اس میں ذاتی کی نفی موجود ہے۔

مصنف دھاکہ نے ص۵۳ پر لکھا ہے۔ بریلوی مذہب میں ہے کہ شب برات تقدیروں کا فیصلہ بھی حضور ہی کرتے ہیں۔ (شرح اربعین نوویہ ص۱۳) افسوس کہ یہ کتاب ہمارے پاس نہیں ہے ورنہ نانوتوی صاحب کی معنوی اولاد کا جوڑ توڑ معلوم کر لیا جاتا۔ کیونکہ دیوبندیوں کا کوئی حوالہ قابل اعتماد نہیں۔ لیکن جہاں تک تقدیر میں تصرف کا تعلق ہے شیخ المحدثین علامہ عبدالحق محدث دہلوی نے زبدۃ الآثار ص۵ پر خود حضرت غوث پاک قدس سرہٗ کا قول یوں نقل فرمایا ہے "میں نے تقدیر خداوندی سے لڑائی کی ہے اور اللہ کے حکم سے ان احکامات قدریہ کو درست کیا ہے۔ مرد کامل وہ ہوتا ہے جو تقدیر سے لڑے نہ تقدیر کے سامنے سرنگوں ہو جائے"

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں لکھتے ہیں "حضور پر نور سیدنا غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ جو قضا لوح محفوظ میں بشکل مبرم لکھی ہوئی ہے اور اس کی تعلیق صرف علم خداوندی میں ہے ایسی قضا و (تقدیر) میں بھی باذن اللہ تصرف فرما سکتے ہیں" (مکتوبات شریف ص۲۲۳ جلد اول، مکتوب ۲۱۷) مکتوبات شریف مصنف دھاکہ کے نزدیک معتبر قابل حجت ہے ملاحظہ ہو ص۱۲ دھاکہ۔ اور مصنف دھاکہ اپنے الفاظ نقاش پاکستان علامہ ڈاکٹر اقبال (دھاکہ ص۳) فرماتے ہیں۔ ؎

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقیں کامل تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

بتایئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ مجدد الف ثانی۔ ڈاکٹر اقبال کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟ اقبال تو حضور علیہ السلام کی نہیں بلکہ ہر مرد مومن کی یہ طاقت مان رہے ہیں اور خود رشید احمد گنگوہی کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ بیان ہو چکا ہے۔ کہ ؎

اس کا جو حکم تھا، تھا سیف قضائے مبرم

مصنف دھاکہ ص۳۶ پر لکھتے ہیں۔ بریلوی مفتی احمد یار خاں صاحب ایک مقام پر

لکھتے ہیں "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ اختیار دیا گیا کہ جس کے لئے چاہیں اس کی زندگی ہی میں توبہ کا دروازہ بند کر دیں۔ کہ وہ توبہ کرے اور قبول نہ ہو۔ جس کے لئے چاہیں بعد موت بھی دروازہ کھول دیں اور اس کو زندہ فرما کر مسلمان کر دیں" (سلطنت مصطفیٰ ص۵۱) اس پر حسب عادت جاہلانہ تبصرہ یوں ہوتا ہے۔

"یہاں اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ بریلوی مذہب میں خدا اور اس کے رسول پاک میں تقسیم کار کیا ہے؟ خدا تعالیٰ کے دست قدرت سے بھی کوئی کام سرزد ہوتا ہے یا نہیں۔ پھر خدا تعالیٰ اور حضرت غوث پاک دونوں میں سے کس کا حکم کس پر چلتا ہے"؟ یہاں اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ بند باندھنے سے پہلے مصنف دھاکہ کو چاہیئے تھا کہ مفتی صاحب مرحوم کے قول کا مدلل رد کرتا اور پھر کسی بات کی تحقیق پڑتا مفتی صاحب کے دعویٰ کو جھٹلانے کی تو مصنف میں جرأت و سکت نہیں اور اس بات کی تحقیق ضروری ہے اور اس بات کی تحقیق ضروری ہے کا ٹھیکہ لئے پھرتا ہے۔ حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمۃ جیسے فاضل و محقق اور بلند پایہ مصنف کے اس دعویٰ کی صداقت میں کیا شبہ ہے۔ انہوں نے کونسی بات غلط کہی ہے۔ بلاشبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کے لئے چاہیں اس کی زندگی ہی میں توبہ کا دروازہ بند فرما دیں۔

واقعہ یہ ہے کہ ثعلبہ ابن حاطب نے ایک بار زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا سرکار کو یہ ناگوار خاطر ہوا پھر ثعلبہ زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا مگر منظور نہ ہوئی۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں زکوٰۃ لایا مگر وہاں بھی نامنظور پھر زمانہ فاروقی میں پھر خلافت عثمانی میں زکوٰۃ پیش کرتا رہا۔ مگر کسی خلیفہ راشد نے قبول نہ فرمائی یہی جواب دیا گیا کہ جس کی زکوٰۃ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رد فرما دی ہم میں جرأت نہیں کہ اسے قبول کریں۔ اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ ملاحظہ ہو تفسیر کبیر و تفسیر روح البیان اسی آیت کریمہ کے تحت یہ واقعہ مفصل مذکور ہے مگر مصنف

دھماکہ اپنی جہالت ولاعلمی سے اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔ باقی رہا موت کے بعد زندہ فرما کر مسلمان کرنا۔ علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اور علامہ شامی سے منقول ہے بلکہ شامی کے باب المرتدین میں ہے کہ حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر مردے زندہ ہو کر اسلام لائے حتیٰ کہ حضرت آمنہ خاتون اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والدین کریمین کو بھی زندہ فرما کر مشرف بہ اسلام کیا مگر یہ مصنف دھماکہ ہے جس کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات سے ازلی عناد ہے اور کسی صورت اس کا یہ مرض کم نہیں ہوتا۔ مفتی صاحب مرحوم نے جو کچھ لکھا وہ بلاشبہ حق اور سچ ہے۔

مصنف دھماکہ کا بے بسی کے عالم میں یہ پوچھنا کہ اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت سے بھی کوئی کام سرزد ہوتا ہے یا نہیں۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جو اس کے پاگل پن کی علامت ہے۔ یہ مصنف دھماکہ خود خدا تعالیٰ سے پوچھے کہ اس نے اپنے قبضۂ قدرت میں بھی کچھ رکھا ہے یا نہیں ہم تو یہی کہتے ہیں جو سرکارا علیحضرت فاضل علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ؎

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب ومحب میں نہیں میرا تیرا

اور بلاشبہ ؎

بخدا خدا کا یہی ہے در

نہیں اور کوئی مفر، مقر،

جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو

جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں۔

بات ہو رہی ہے محبوب ومحب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجل جلالہ کی لیکن مصنف دھماکہ تھک ہار کر اور کہیں جائے فرار نہ پا کر پھر سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر معترض ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اور حضرت غوث پاک دونوں میں سے کس کا حکم کس پر چلتا ہے؟ تو جناب گذارش یہ ہے کہ جب آپ کو اتنا بھی پتہ نہیں تو پھر کیا کسی ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ دھماکہ جیسا کذب وافتراء کا مجموعہ شائع کرو ورنہ آپ کو عناد

کے مرض سے افاقہ نہ ہوگا۔ جب آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ اور حضرت غوث پاک قدس سرہ میں کس کا حکم کس پر چلتا ہے اور اس بارہ میں بریلوی مسلک کیا ہے تو پھر چپ رہنا ہی بہتر تھا اپنی جہالت وعدم واقفیت کا بھانڈا تو چوراہے میں نہ پھوڑا ہوتا۔

منشیِ رحمت کا قلمدان

اور

مصنّف دھماکہ کا ہذیان

مصنّف دھماکہ صفحہ پر خدا تعالیٰ کو حضور کا منشی سمجھنے کی گستاخی کا عنوان جما کر لکھتا ہے "بریلوی مذہب میں خدا تعالیٰ حضور پاک کے ماتحت ہیں" کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے جائیں اور اللہ تعالیٰ آپ کا منشی بن کر قلمدان لئے ساتھ ساتھ تعمیل حکم کرتا جائے (معاذاللہ استغفراللہ) مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا ؎

ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

اس پر یہ جاہلانہ تبصرہ کہ مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ بریلوی مذہب میں نہیں بلکہ دیوبندی دھرم میں خدا تعالیٰ (معاذاللہ) مولوی رشید احمد گنگوہی کا ماتحت ہے ملاحظہ ہو۔ ؎ جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا

میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

اعلیحضرت قدس سرہ کے شعر مبارک کا تو مختصر واضح مفہوم یہ ہے کہ جس طرف بھی نعمتیں بانٹتا وہ نبی ذیشان گیا لوگوں کی تقدیریں بدل گئیں۔ اور منشی رحمت (فرشتگان تقدیر) نے بد قسمت لوگوں کی قسمت میں بھلائیاں اور دین ودنیا کی نعمتیں لکھ دیں جس پر حضور کی نظر رحمت ہو گئی اس کی تقدیر بدل گئی، منشی بن کر قلمدان ساتھ ساتھ پھرنا یہ گستاخانہ

جملہ اعلحضرت کے شعر کے کون سے حصّہ کا ترجمہ یا مفہوم ہے ۔؟ اور یہ کہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماتحت ہے ۔ کیا مصنّف دھماکہ کی یہ شانِ الوہیت ورسالت میں از خود سراسر باغیانہ جسارت نہیں ہے ۔ قرآن مجید میں ہے اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔ تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا تو کیا مصنّف دھماکہ اس کا مطلب یہ لے گا کہ معاذ اللہ ، اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے ماتحت تھا ۔ ماسٹر بن کر آپ کو قلم سے لکھنا سکھانے کے لئے قلم دوات لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا ۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بدادا نہ دے

انما انا قاسم واللہ یعطی ، ۔ ایک مشہور و معروف حدیث شریف ہے جو صحیح بخاری شریف جلد چہارم صـ۱۳ اور مشکوٰۃ شریف صـ۳۲ پر موجود ہے مصنّف دھماکہ نے اس کو اپنے بعض علما کی طرح جھٹلایا یا ضعیف تو نہیں بتایا البتہ فضائل و کمالات مصطفوی میں بے اثر ثابت کرنے کے لئے یہ گرہ لگا دی کہ اس حدیث کو محدثین باب العلم میں روایت کرتے ہیں اور اس کے پس منظر میں یہ حاشیہ آرائی فرمائی کہ اس سے مراد علمی فیوض وبرکات کی تقسیم ہے .... اور یہ کہ اس حدیث سے کن فیکون کے اختیارات اور رزق دینا ، اور اولاد دینا ، شفا دینا ، زندگی دینا وغیرہ کی نعمتیں مراد نہیں ہیں ۔ (دھماکہ صـ۳ حاشیہ) کیا بہتر ہوتا کہ مصنّف دھماکہ اپنے اس دعویٰ پر کوئی دلیل بھی قائم کر دیتا ۔ بلاشبہ یہ حدیث شریف مشکوٰۃ شریف باب العلم میں ہے ۔ مگر یہاں یہ بات قابلِ غور اور دیوبندیوں کی جلسازیوں کا طلسم توڑنے کے لئے ضروری ہے کہ حدیث شریف کے ہر جز یعنی اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ اور وَاللّٰہُ یُعْطِیْ ۔ دونوں ہی باب العلم میں ہیں فقط اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ ہی نہیں ۔ جب آپ یہ کہیں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقسیم سے مراد علمی فیوض وبرکات کی تقسیم ہے

رزق دینا ، شفا دینا نہیں ہے تو اس کی زد صرف قاسم ہی پر نہیں معطی پر بھی پڑے گی ۔ کیونکہ دونوں جز قاسم اور معطی باب العلم میں ہیں ۔ اس سے عند الوہابیہ لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ بھی صرف علمی فیوض وبرکات ہی عطا فرماتا ہے اور یہ اکابر وعلماء ومحدثین کی تصریحات اور حدیث پاک انما انا قاسم واللہ یُعطی کے واضح حقیقی مفہوم کے خلاف ہے ۔ حدیث شریف کے اصل اپنے الفاظ میں کسی چیز کی تخصیص نہیں جس نعمت کا بھی رب تبارک تعالیٰ معطی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قاسم ہیں ۔ علم وحکمت مال ودولت سب ہی اسمیں شامل ہیں ۔ اللہ عز وجل خود فرماتا ہے ۔ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ انہیں غنی کر دیا اللہ ورسول نے اپنے فضل سے ۔ اور فرماتا ہے ۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اللہ ورسول کے دیئے پر راضی ہوتے اور کہتے ہمیں خدا کافی ہے ۔ اب ہمیں دیتا ہے اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ۔ ہم اللہ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں ۔ حدیث شریف میں ہے ۔ لما خلق اللہ العرش کتب علیہ بقلم نور طول القلم ما بین المشرق والمغرب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بہ اخذ واعطی و امتہ افضل الامم وافضلها ابو بکر نِ الصدیق ۔ جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا ۔ لکھا ۔ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں میں انہیں کے واسطے سے لوں گا اور انہیں کے وسیلے سے دوں گا ان کی امّت سب امتوں سے افضل ہے ۔ ان کی امت میں سب سے افضل ابو بکر صدیق ہیں ۔ الرفعی عن سلمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث میں بلا تخصیص لینے اور دینے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ (ذریعہ) کو لازم ٹھہرایا ۔ صحیح مسلم شریف وسنن ابی داؤد وسنن ابن ماجہ و معجم کبیر وطبرانی میں سیدنا ربیعہ ابن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

ہے۔ قَالَ كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهُ بِوَضُوْئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِيْ سَلْ ۔ وَلَفْظُ الطَّبْرَانِيْ فَقَالَ يَوْمًا يَارَبِيْعَةُ سَلْنِيْ فَاُعْطِيْكَ رَجَعْنَا اِلٰى لَفْظِ مُسْلِمٍ ۔ قَالَ فَقُلْتُ اَسْاَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ اَوَغَيْرَ ذَالِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ ۔ میں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رات کو حاضر رہتا۔ ایک شب حضور کے لئے آب وغیر ضروریات حاضر لایا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بحر رحمت جوش میں آیا، ارشاد فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں میں نے عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ اوغیر ذالک۔ فرمایا کچھ اور میں نے عرض کی میری مراد تو صرف یہی ہے۔ رزق۔ اولاد۔ علم وغیرہ تو دنیا کی نعمتیں ہیں لیکن اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ آخرت کی نعمت اور نعمتہائے جنت کے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قاسم اور بعطائے الٰہی مالک ومختار ہیں اور پھر یہ نہیں بلکہ فرمایا۔ اوغیر ذالک کچھ اور اس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین ودنیا کی تمام نعمتوں کا قاسم بنایا ہے۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث شریف کے نیچے فرماتے ہیں۔ از اطلاق سوال کہ فرمودہ سَلْ بخواہ تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہرچہ خواہد وہر کرا خواہد باذن پروردگار خود دہد، علامہ فاسی علیہ الرحمۃ مطالع مسرات شرح دلائل الخیرات شریف میں نقل فرماتے ہیں۔ کل ما ظہر فی العالم وانما یعطیہ سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الذی بیدہ المفاتح فلا یخرج من الخزائن الالٰہیۃ شیٔ الا علی یدیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جو نعمت تمام عالم میں کہیں ظاہر ہوتی ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی عطا فرماتے ہیں کہ انہیں کے ہاتھ سب کنجیاں ہیں تو اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے کوئی چیز نہیں نکلتی مگر محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر۔

امام ربانی احمد ابن محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں هُوَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِزَانَةُ السِّرِّ وَمَوْضِعُ نُفُوْذِ الْاَمْرِ فَلَا يَنْفُذُ اَمْرٌ اِلَّا مِنْهُ وَلَا يُنْقَلُ خَيْرٌ اِلَّا عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم خزانہ راز الٰہی وجائے نفاذ امر ہیں۔ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی لکھتے ہیں۔

ثنا کر اس کی اگر حق سے کچھ لیا چاہے
تو اس سے کہہ اگر اللہ سے ہے کچھ دیکا

قصائد قاسمی صـ۵، نانوتوی صاحب نے بھی بلا تخصیص کہا ہے۔ اللہ سے کچھ لیا چاہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا کر۔ حضور سے کہہ اگر تجھے کچھ اللہ سے لینا ہے۔ کیونکہ قاسم ہر نعمت تو یہی ہیں۔ مندرجہ بالا آیات واحادیث واقوال آئمہ ومحدثین اور حوالۂ نانوتوی سے ثابت ہوا کہ بلا شبہ حضور اقدس قاسم ہر نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کے قاسم اور مالک ومختار ہیں تو پھر سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے اس ارشاد۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں،

اور حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خان صاحب مدظلہ العالی کے شرح استمداد میں اس فرمان "حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں زمین وآسمان اور دونوں جہان میں حضور کا تصرف جاری ہے۔ ہر نعمت حضور کے ہاتھ سے ملتی ہے" میں شرعًا کیا اعتراض ہے اور اس کی کیا دلیل ہے اور بلا شبہ شہزادۂ اعلیٰحضرت کا یہ قول حق ہے جس کو مصنف دھاکہ نے تراش کریوں پیش کیا کہ "ہر شخص جانتا ہے کہ قدرت والے کا نائب جو کام کرے گا اس کی طاقت اسے دی جائے گی" (شرح استمداد

ص۱۰۱) حالانکہ سیدی مفتی اعظم شہزادہ اعلیٰحضرت نے اس کو مدلل یوں بیان فرمایا تھا اللہ عزوجل آدم علیہ السلام کے لئے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ بیشک میں زمین میں نائب مقرر کرنے والا ہوں۔ اور فرماتا ہے یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ۔ اے داؤد بیشک ہم نے تمہیں زمین میں نائب مقرر کیا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ قدرت والے کا نائب جو کام کرے گا اس کی طاقت اسے دی جائے گی جسے نہ کسی کام میں دخل نہ اس کی طاقت وہ پتھر ہوگا۔ پتھر پتھر ہی کا نائب ہو سکتا ہے نہ کہ قادر کا تو یہ صرف انبیاء کی نہیں بلکہ ان کے رب کی توہین ہے۔" (الاستمداد ص۱۰۱) کیا ہی ایمان افروز بات ہے۔ جس کو مصنف دھماکہ نے اپنی جہالت سے کس غلط رنگ میں اور کانٹ چھانٹ کر نقل کیا۔ تعجب ہے کہ دیوبندی حضرات کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قاسم ہر نعمت ہونے میں تامل ہے۔ لیکن نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند اس حدیث شریف کا خود ہی اپنی ذات پر اطلاق کرنے اور اپنے آپ کو قاسم ہر نعمت کہنے میں کوئی تامل نہیں کرتے۔ چنانچہ ارواح ثلاثہ میں ہے "فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے مولانا گنگوہی کا تو قدم قدم پر انتظام اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ لاابالی کہیں کی چیز کہیں پڑی ہے کچھ پرواہ ہی نہیں اسوقت ایک گروہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا کہ ہم بھی آپ کے ہمراہ حج کو چلیں گے آپ نے فرمایا زادِ راہ بھی ہے انہوں نے کہا ایسے ہی توکل پر چلیں گے مولانا نے فرمایا جب ہم جہاز کا ٹکٹ لیں گے تو تم چیکر کے سامنے توکل کی پوٹلی رکھ دینا بڑے آئے توکل کرنے جاؤ اپنا کام کرو۔ پھر ان لوگوں نے حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا تو آپ نے اجازت دے دی۔

ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

راستہ میں جو کچھ بھی ملتا وہ سب لوگوں کو دے دیتے اور ساتھیوں نے کہا کہ حضرت آپ تو سب ہی دے دیتے ہیں کچھ تو اپنے پاس رکھیئے تو فرمایا اِنَّمَا اَنَا

قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ" الخ سب کچھ دے دیتے ہیں۔ اس حدیث پاک کا اطلاق اپنی ذات پر کر لیا اور خود قاسم ہر نعمت بن گئے۔ بتائیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کچھ جائز نہ تھا اور نہ آپ کو یہ اختیار حاصل تھے۔ نہ ہر نعمت کے آپ قاسم ہیں لیکن نانوتوی صاحب کو سب اختیار حاصل ہیں۔ ہر نعمت کے قاسم اور بخاری و مشکوٰۃ شریف کی اس حدیث کے یہ خود مصداق ہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

مصنف دھماکہ کے دلائل کا تجزیہ

مصنف دھماکہ نے عظمت حبیب خدا شہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں اس حدیث شریف کی اہمیت کم کرنے کے لئے چند برائے نام عقلی و نقلی دلائل بھی پیش کئے ہیں جن میں کوئی جان نظر نہیں آتی بہرحال ہر واہمہ کا جواب ہمارے ذمہ ہے لہٰذا نمبروار جوابات ملاحظہ ہوں۔

۱: یہ حدیث باب العلم میں ہے اور اس سے علمی فیوض و برکات کی تقسیم مراد لینا۔ رزق کی تقسیم مراد لینا صحیح نہیں۔

جواب: یہ حدیث شریف مشکوٰۃ شریف باب العلم میں مذکور ہے لیکن اس سے محض علمی فیوض و برکات کی تقسیم مراد لینا تفسیر بالرائے ہے جو اکابر علماء و محدثین کی روشن تصریحات کے خلاف ہے ورنہ لازم آئے گا کہ اللہ عزوجل بھی صرف علم کا معطی ہے۔ مگر نہیں یہ حدیث کے واضح و غیر مبہم مفہوم کے منافی ہے لہٰذا ماننا پڑے گا۔ جس چیز کا بھی دینے والا اللہ ہے ہر اس چیز کے تقسیم فرمانے والے حضور قاسم ہر نعمت نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ جیسا کہ مواہب شریف اور مطالع المسرات و آیات قرآنیہ کے حوالوں سے گذرا ہر شخص جانتا ہے کہ رزق کے مقابلہ میں علم حاصل کرنا مشکل ہے کیونکہ رزق تو ہر جاندار حاصل کر ہی لیتا ہے لیکن علم ہر جاندار تو کیا ہر انسان بھی حاصل نہیں کر پاتا۔ جب مشکل چیز ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرماتے ہیں تو کیا آسان چیزوں کو تقسیم فرمانے کے اختیارات سے محروم ہیں (معاذ اللہ) یہ نہیں ہو سکتا کوئی

شخص دس میل تو پیدل سفر کرلے لیکن چار میل گھوڑے پر سفر نہ کر سکے یا کوئی شخص ایک سیر دودھ تو پی لے۔ لیکن ایک پاؤ پانی نہ پی سکے۔ اور پھر یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ اللہ عزوجل کی ایک صفت کسی دوسرے میں ماننے سے تو شرک لازم نہ آئے اور پندرہ بیس کے ماننے سے شرک لازم آجائے ایک امر تو ناجائز نہ ہوا اور چند امور ناجائز ہوجائیں مثلاً علم غیب اللہ تعالیٰ کی حقیقی صفت ہے لیکن مصنف دھماکہ ص۲۲ پر خود تسلیم کرتا ہے اور اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ جب اور جتنی غیب کی خبریں دیں تو یہ نورِ سنت کا فیض ہے ان پاک ہستیوں کو امور غیبیہ پر اطلاع جب بھی ملے اور جتنی بھی ملے سرامۃ ملتی ہے" تو یہ ایک بات تو شرک نہ ہوا اور اسی طرح کی چند کرامات جمع ہوجائیں تو ناجائز بھی ہے شرک بھی ہے۔ جب علم جو اللہ تعالیٰ کی حقیقی صفت ہے اس کی تقسیم سے شرک لازم نہیں آتا تو رزق کی تقسیم سے کونسا شرک کس طرح لازم آئے گا۔ اور پھر یہی علم سیکھ کر آدمی رزق حاصل کرتا ہے تو یہ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم کا صدقہ ہے۔ اس طرح حضور قاسم ہر نعمت قرار پاتے ہیں وہابیت دیوبندیت کے لئے کہیں پناہ نہیں ہر شخص حضور سے علمی فیوض و برکات حاصل کر کے تبلیغ و اشاعت و تعلیم و تعلم کے ذریعہ صنعت و حرفت کے ذریعہ۔ تجارت کے ذریعہ جو رزق حاصل کرلے گا وہ یقیناً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم ہوگی۔ لہٰذا سرکار اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر حق ہے۔

> رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
> رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں،

حالانکہ اس شعر میں اعلیحضرت یہی فرمارہے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس سے نہیں بلکہ رزق اس (اللہ) کا ہے اور کھلاتے یہ ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم۔ بتائیے اس میں کیا خرابی ہے۔

علم اس کا ہے پھیلاتے یہ ہیں تو جائز ہے لیکن رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں یہ ناجائز اور باعث تکلیف ہوگیا اور پھر جناب قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کو

کیا کہیے گا وہ بلا تخصیص فرما گئے ہیں۔

> نثار کر اسکی اگر حق سے کچھ لینا چاہے
> تو اس سے کہہ اگر اللہ سے ہے کچھ درکار (قصائد قاسمی ص۵)

اس میں علمی فیوض و برکات تک محدود نہیں بلکہ حق سے کچھ لیا چاہے مطلق ہے اگر اللہ سے ہے درکار بھی مطلق ہے محدود نہیں جس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ رزق، دولت، اولاد، ایمان، اسلام جو کچھ حق تبارک و تعالیٰ سے لیا ہے اس (حبیب خدا) کی نثار کر اور اس حبیب خدا سے کہہ۔ اگر اللہ سے کچھ درکار ہے۔ کیوں نہ ہو کہ قاسم ہر نعمت اور قادرِ مطلق کے نائب اعظم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مصنف دھماکہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام گرامی سے بھاگتا ہے لیکن تمام علماء دیوبند کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اپنے پیر و مرشد جناب نور محمد صاحب کو ان کے وصال کے بعد دین و دنیا کا آسرا اور اپنا حاجات روا مشکل کشا سمجھتے اور مدد کے لئے پکارتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

> آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
> تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
> بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا
> آپ کا دامن پکڑ کر یوں کہوں گا برملا

جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اپنے پیر و مرشد کو دین و دنیا کا آسرا مان رہے ہیں اور ان پر اتنا اعتماد کہ تم سوا (خواہ اللہ تعالیٰ ہی ہو) اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا۔ اور پھر صرف دنیا ہی میں نہیں بلکہ دن محشر کے اور خاص اس وقت میں جس وقت قاضی ہو خدا۔ آپ (جناب پیر نور محمد صاحب) کا دامن پکڑ کر یوں کہوں گا برملا۔ میرے پیر و مرشد اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا فرمائیے صاحب۔ کیسا علم۔ کیسا رزق۔ کیسی امداد، کیسی شفا، عین اس وقت جبکہ عدل قائم ہوگا اس وقت بھی حاجی امداد اللہ صاحب تو اپنے پیر و مرشد کا دامن پکڑ کر ہی امداد کے لئے

عرض کریں گے۔ اور پھر اسی پر بس نہیں کہاں تک اختصار سے کام لیا جائے خود معمار دیوبندیت بانی مدرسہ دیوبند جناب مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے تو کمال ہی کر دیا۔ فرماتے ہیں ؎

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار (قصائد قاسمی ص۸)

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے تو یہی فرمایا تھا کہ

مع دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

یا مصنف دھاکہ کے لئے باعث تکلیف مصرعہ

مع رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

اعلیٰحضرت قدس سرہ نے ہر مقام پر اللہ عزوجل قادر مطلق کے ذکر کو پہلے رکھا حقیقی قوت اُس حیّ باقی کی تسلیم کی لیکن نانوتوی صاحب خود حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ آپ کے کرم سے امداد مانگ رہے ہیں ظاہر ہے کہ کرم کریم کی ایک صفت ہے نانوتوی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کریم بھی مانا پھر براہ راست حضور سے نہیں بلکہ آپ کی صفت کرم سے مدد طلب کی اور وہ بھی اس انداز سے کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار۔ بتائیے نانوتوی صاحب تو حقیقی کارساز قادر مطلق کو بھی بھول گئے۔ اب مصنف دھاکہ کی اگلی پچھلی ہر گلی بند ہو گئی۔ اب وہ اپنے امام طائفہ دہلوی کا تصور دل میں جما کر زبانِ حال سے کہے ؎

نکتہ چیں ہے غم دل تجھ کو سنائے نہ بنے
کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

۲: علامہ توریشی حنفی اس (حدیث) کی شرح میں فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ کا اشارہ ما یلقی الیہم من العلم و الحکمۃ کی طرف ہے۔

انما انا قاسم ای للعلم واللہ یعطی الفہم فی العلم بمعناہ والتفکر فی معناہ والعمل بمقتضاہٗ۔ (مرقات جلد۱۔ ص۲۶)

ترجمہ: میں بانٹنے والا ہوں یعنی علم اور اللہ تعالیٰ اس کا فہم اس کے معنی میں تفکر اور اس تقاضوں پر عمل عطا فرماتے ہیں۔ (دھاکہ ص۳۹)

جواب: علامہ توریشی کی متذکرہ بالا عبارت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قاسم ہر نعمت ہونے کی ہرگز نفی نہیں کرتی اور خود مصنف کے پیش کردہ ترجمہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو پھر یہ لازم آئے گا جیسا کہ ہم گذشتہ اوراق پر لکھ چکے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف علم و حکمت کا قاسم مانا جائے تو اللہ کو بھی صرف علم و حکمت کا معطی ماننا پڑے گا؟ حالانکہ ایسی کوئی قید نہیں۔ پھر یہ بھی بتائیے کہ رزق بشفاء، اور دنیا کی دیگر نعمتیں کیا علم و حکمت اور کتاب و سنت سے باہر ہیں؟ جبکہ قرآن مجید میں ہے۔ ونزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شیءٍ۔ ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

۳: شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ ان الامر کلہ بید اللہ وھو المعطی لمن شاء ما شاء۔ تنقیح اللمعات جلد۱۔ ص۲۵۴ سب اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور وہی دینے والا ہے جسے چاہے دے اور جتنا چاہے دے۔

جواب: اس عبارت پر دو طرح غور لازم ہے اوّل سب اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں کو اپنے ہاتھ فرمایا ہے۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ۔ اور فرمایا۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔ جب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ ہیں حضور کا خاک پھینکنا اللہ تعالیٰ کا خاک پھینکنا ہے تو کیا اللہ کی عطا سے حضور کا رزق تقسیم فرمانا، شفا دینا، اور اللہ تعالیٰ کا نہ دینا ہوگا

حقیقتاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کو گھٹانا اللہ تعالیٰ جل وعلا
کی قدرت کو جھٹلانا ہے اور وہابیت بے دینیت کی بنیاد بھی دو باتوں پر ہے قرآن
کی تکذیب انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین اس کے بغیر وہابی وہابی نہیں
رہ سکتا ۔ دوم وہی دینے والا ہے جسے چاہے دے اور جتنا چاہے دے ۔ شیخ محقق
علیہ الرحمۃ کی عبارت کے ان الفاظ نے فیصلہ ہی کر دیا کہ جسے چاہے دے اور جتنا چاہے
دے ۔ قرآن مجید ہی میں ہے ۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۔ اے محبوب
تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے اور فرمایا ۔ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰى ۔
اور تمہیں حاجتمند پایا پھر غنی کر دیا ۔ تو جس محبوب کی یہ شان ہو کہ اللہ قادر مطلق اس سے
یوں فرمائے تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے ۔ تو پھر رزق کی تقسیم شفاء
وغیرہ کس قطار و شمار میں ہیں اور کیا کچھ نہ دیا ہو گا ۔ یہ نہیں فرمایا تمہیں حاجتمند پایا حاجت
پوری کر دی نہیں بلکہ فرمایا تمہیں حاجتمند پایا پھر غنی (دولتمند) کر دیا دنیا جانتی ہے
کہ دولت مند کی دولت میں غریب و فقیر ہر ضرورتمند کا حصہ ہوتا ہے قُلْ مَتَاعُ
الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۔ دنیا کی تمام نعمتیں قلیل ہیں ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دیا وہ
کثیر ہے ۔ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۔ یعنی کثیر نہیں ۔ اکثر نہیں بلکہ کوثر فرمایا ۔ یعنی بہت
ہی زیادہ اور اپنے رب جل وعلا کے فضل سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود غنی ہیں
یہی شیخ محقق محدث دہلوی نے فرمایا وہی (اللہ) دینے والا ہے جسے چاہے دے اور
جتنا چاہے دے ۔ تو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا کچھ نہ دیا ہو گا ۔ ؟

۴ :- کچھ محدثین کرام نے اس سے اسلامی جنگوں کے غنائم کی
تقسیم مراد لی ہے ۔ اس تقسیم میں بھی حضور اللہ کے حکم کے تابع ہیں یہ نہیں کہ خدا
آپ کا منشی لگا ہوا ہے ۔ (دھماکہ ص ۳۹)

جواب :- کیا بہتر ہوتا کہ ان کچھ محدثین کرام کے نام اور مکمل حوالے بھی نقل کر دیئے
جاتے (مگر ہوتے تو لازماً کر دیئے جاتے) بس اب کچھ ہی کا سہارا ہے اور کچھ نہیں
مصنف دھماکہ کی اس برائے نام دلیل کا بھی وہی نتیجہ نکلے گا جو اس سے پہلے علمی

فیوض و برکات کی تقسیم کی دلیل کا نکلا ۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم محض اسلامی جنگوں کے غنائم تقسیم فرماتے ہیں تو اللہ بھی (معاذ اللہ) صرف غنائم
کا معطی ہو گا ۔ لیکن یہ بھی خلاف واقع ہو گا ۔ غنائم جنگوں سے حاصل ہوتے ہیں
نہ کہ اللہ تعالیٰ براہِ راست دیتا ہے اور یہ بھی اس کے لئے معیبت کہ حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دشمنوں سے میدانِ جنگ میں حاصل کردہ مالِ غنیمت تو تقسیم
فرما سکیں لیکن اپنے کریم رب العلمین کا عطا فرمودہ کچھ تقسیم نہ کر سکیں ۔ مصنف دھماکہ
کی یہ بات دماغی توازن کھو بیٹھنے کی علامت ہے کہ اس تقسیم میں بھی حضور اللہ
کے حکم کے تابع ہیں یہ نہیں کہ خدا آپ کا منشی لگا ہوا ہے ۔ معلوم نہیں کس شیطان
نے اس کے دماغ میں یہ بٹھا دیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حریف یا
مدمقابل ہیں اور دونوں میں معاذ اللہ زور آزمائی ہو رہی ہے ۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کا منشی نہیں لگا ہوا مگر مصنف دھماکہ بھی تو اللہ تعالیٰ کا منشی
نہیں لگا ہوا وہ کس وثوق سے اس انداز میں بولتا ہے جیسے منشی رجسٹر کھول کر
بتاتا ہے کہ اس کو کچھ نہیں دیا اس کو اتنا دیا ۔

۵ :- امام بخاری حضرت ابوھریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے
فرمایا ۔ ما اعطیکم ولا امنعکم انا قاسم اضع حیث امرت ۔
(صحیح بخاری جلد ۴ ص ۱۰۳) میں نہ تمہیں دیتا ہوں نہ چھوڑتا ہوں ۔ میں تو
بانٹنے والا ہوں ۔ وہیں رکھتا ہوں جہاں کا مجھے حکم ہوتا ہے ۔

جواب :- یہ حدیث شریف ہمارے مؤقف کی زبردست تائید کر رہی ہے ۔
بتایئے اس میں ہمارے خلاف کونسی بات ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
دینے کی نفی فرمائی اور اپنے بانٹنے کا اعلان فرمایا یہی سرکار اعلیحضرت علیہ الرحمۃ
فرماتے ہیں ۔ ؎ دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
بہرحال اس میں کوئی بات ایسی نہیں جو ہمارے خلاف ہو اگر کچھ ہے تو وہ سو
فیصد ہماری تائید و حمایت ہے ۔ مصنف بے محل احادیث نقل کر کے اپنا رعب

قائم کرنا چاہتا ہے۔

۶:۔ امام مسلم نے حدیث انما انا قاسم صدقات کے سلسلے میں بھی روایت کی ہے امام نوویؒ (۶۷۶ھ) اس کی شرح میں لکھتے ہیں معناہ ان المعطی حقیقۃ ھو اللہ ولست انا معطیا وانما انا الخازن علی ما عندی ثم اقسم ما امرت بقسمۃ علی حسب ما امرت بہ فالامور کلہا بمشیۃ اللہ تعالیٰ وتقدیرہ والانسان مصروف مربوب (شرح مسلم شریف) صہ ۳۳۲ کتاب الزکوٰۃ) ترجمہ۔ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ دینے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ میں دینے والا نہیں ہوں خدا نے مجھے خازن بنایا ہے میں اسی کے حکم کے ماتحت اس کی تقسیم کرتا ہوں سب معاملے اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہیں مگر مولانا احمد رضا خاں اس باب میں علم نبوت کے فیوض و برکات یا غنائم کی تقسیمات سے آگے گذر کر رزق کے فیصلے بھی حضور پاک کے ہاتھوں سے کراتے ہیں

(دھماکہ صہ ۳۹)

جواب:۔ اس حدیث شریف پر امام نووی کی شرح نے تو دیوبندیت کی ننھی سی جان کو موت کی نیند سلا دیا پہلے تو یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقسیم فرمانے پر ہی معترض تھا اور یہ صدا اس کو چین نہ لینے دیتا تھا۔ مگر اب امام نووی کی تشریح نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خازن بتا کر اور قیامت ڈھا دی۔ بتلایئے آج تک کسی نے علم غنائم کی تقسیم کرنے والے کو خازن کہا ہے؟ خازن تو وہ ہوتا ہے جس کے پاس خزانہ ہو۔ امام مسلم نے اگر اس حدیث کو صدقات کے سلسلہ میں نقل فرمایا ہے۔ یا یہ کتاب الزکوٰۃ میں ہے تو اس کا یہ مطلب نہ ہوگا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم محض زکوٰۃ وصدقات کے قاسم ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ بھی فقط صدقات اور زکوٰۃ کا معطی ہو اور یہ سراسر خلاف واقع ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ وصدقات تو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے مسلمان دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے زکوٰۃ یا صدقات دینے یا حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے محض زکوٰۃ وصدقات کے خازن ہونے کا کیا مطلب؟ بہر حال اس حدیث پاک سے بھی اس کی باطل مراد پوری نہیں ہوتی اور اس حدیث شریف اور امام نووی کی شرح کا ایک لفظ بھی اس کی تائید نہیں کرتا اور بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قاسم ہر نعمت وخازن ہر نعمت ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور سرکار اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر یقیناً حق ہے۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں!

کُن کا رنگ

مصنف دھماکہ اللہ تعالیٰ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منشی کی پھبتی کسنے کے بعد قرآن وحدیث آئمہ ومحدثین کے اقوال اور خود اکابر علماء دیوبندی کی تصریحات کے خلاف بزعم خود اللہ تعالیٰ کا منشی بن کر بڑی ڈھٹائی اور سینہ زوری سے لکھتا ہے مارنا، زندہ کرنا، رزق دینا، اولاد دینا شفاء دینا یہ اختیارات اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیئے کیونکہ معاذ اللہ بزعم خود یہ اللہ تعالیٰ کا منشی ہے اور یہ اس کے رجسٹر میں نہیں لکھا) اس لئے وہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر یا اپنے قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی آنکھوں میں اترنے والے موتیا سے استفادہ کرتے ہوئے قرآن وحدیث سے منہ موڑ کر وہ سب کچھ کہہ رہا ہے جس کا قرآن وحدیث میں کہیں نام ونشان نہیں۔ مثلاً صہ ۳۷ پر ہے رزق دینا۔ اولاد دینا شفاء دینا۔ زندگی دینا اور صہ ۳۸ پر ہے بریلوی مذہب میں مارنا زندہ کرنا۔ رزق دینا اولاد دینا۔ شفاء دینا وغیرہ یہ سب خدائی قدرتیں ہیں اور کن فیکون کے سب اختیارات بعطائے الٰہی حضور پاک۔ بلکہ حضرت غوث پاک کو بھی حاصل ہیں۔ اس میں سے ہم بعطائے الٰہی شفاء دینا اور زندہ کرنا و مارنا۔ قضا مبرم کے اختیارات پر مفصل گفتگو کر چکے ہیں۔ رزق دینا۔ اولاد دینا۔ زندگی دینا وغیرہ امور پہ مزید گفتگو کی حاجت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیارات کسی کو عطا فرمائے ہیں یا نہیں۔ یہ بات یاد رہے کہ سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے جو کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں یہ مصنف

دھماکہ کی صـ۳۲ پر نقل کردہ الاستمداد صـ۲۹ کی عبارت میں صرف دو سطر پہلے ہے۔ "وہی خاص رنگ کُن ہے" جاننا چاہیئے کُن کی قدرتیں اور چیز ہے۔ کُن کے اختیارات یا کُن کا رنگ اور چیز ہے۔ سیدنا اعلیٰحضرت اور آپ کے صاحبزادہ والاجاہ نے کُن کا رنگ تحریر فرمایا ہے۔ یا سرکار غوث اعظم قدس سرہ کی مدح میں یہ ملتا ہے تجھے سب کن مکن حاصل ہے یا غوث یہاں بھی حاصل ہوتا ہے کُن کی قدرتیں لامتناہی مراد نہیں ہیں جو صرف اللہ عزوجل کی شان ہے۔ اور زندہ کرنا۔ مارنا۔ رزق دینا۔ اولاد دینا شفاء دینا۔ زندگی دینا۔ بلاشبہ یہ تمام قدرتیں حقیقی طور پر اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہیں لیکن اگر اللہ عزوجل خود اُن کے بعض اختیارات حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام یا اپنے محبوبوں کو دے دے تو اس میں کس کا چارہ ہے اور اس قادر مطلق کو کون روکنے اور نہ دینے پر پابند کرنے والا ہے، یہاں اس تفریق کو لازماً مدنظر رکھنا پڑے گا کہ اللہ عزوجل کے لئے تمام قدرتیں حقیقی طور پر ہیں اور اس کی یہ شانیں ازلی و ابدی ہیں۔ لیکن انبیاء، و رسل علیہم السلام و دیگر محبوبانِ خدا کو اس قادر مطلق جل و علا کی عطا سے مجازی طور پر حاصل ہیں ازلی و ابدی نہیں اور اللہ تعالیٰ جیسی اور اللہ تعالیٰ جتنی نہیں اگر کوئی ذاتی و عطائی حقیقی و مجازی کے فرق کو ملحوظ رکھے گا اور اس پر ایمان نہ لائے گا تو کبھی قرآن و حدیث کے قہروں سے پناہ نہ پائے گا اور صرف اس ایک بات کو تسلیم کرنے سے سینکڑوں مسائل اختلافیہ کا تصفیہ ہو سکتا ہے۔

مارنا:۔ دیکھئے مارنا اللہ تعالیٰ کی شان ہے خود فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ۔ یعنی اللہ ہے کہ موت دیتا ہے جانوں کو مگر خود ہی فرماتا ہے ھَلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ۔ فرمایا تمہیں موت دیتا ہے وہ مرگ کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔ نیز فرمایا تَوَفَّتْہُ رُسُلُنَا۔ موت دی اسے ہمارے رسولوں نے۔ دیکھئے یہاں اللہ عزوجل خود قرآن عظیم میں فرمارہا ہے کہ موت فرشتہ دیتا ہے اور موت دی ہمارے رسولوں نے خود مصنف دھماکہ لکھتا ہے ع امت کو مار ڈالا کافر بنا بنا کر۔

گویا اس کے نزدیک اعلیٰحضرت کو مارنے کے اختیار بھی حاصل ہیں۔ اولاد دینا پیدا کرنا حقیقی صفت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ خود فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ (پ۲۴)، نیز فرمایا۔ اَللّٰہُ خَلَقَکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ۔ اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری جان قبض کرے گا۔ (پ۲۱)، لیکن اللہ تعالیٰ خود ہی فرماتا ہے۔ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا۔ جبریل نے مریم سے کہا میں عطا کروں تجھے ستھرا بیٹا۔

مددگار ہونا:۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے وہی حقیقی مددگار اور کارساز ہے قرآن عظیم میں ہے۔ مَا لَھُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّلِیٍّ۔ یعنی اللہ کے سوا کسی کا کوئی مددگار نہیں۔ نیز سورۃ فاتحہ میں فرمایا اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنے کو مددگار فرماتا ہے لیکن خود ہی فرماتا ہے، اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ۔ یعنی اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ اپنے علاوہ رسول اور نیک بندوں کو بھی مددفرمانے والا فرمارہا ہے اور فرماتا ہے۔ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَہِیْرٌ۔ بے شک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔ یہاں اللہ عزوجل نے سیدنا جبریل علیہ السلام اور نیک بندوں کو مددگار فرمایا۔

رزق دینا حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کی شان ہے خود فرماتا ہے۔ قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ الخ۔ اے نبی ان کافروں سے فرماؤ کون ہے جو تمہیں آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے۔ لیکن خود ہی اللہ فرماتا ہے۔ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَھَآءَ اَمْوَالَکُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْھُمْ فِیْھَا وَاکْسُوْھُمْ وَقُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔ نادانوں کو اپنے مال کہ خدا نے تمہاری ٹیک بنائے ہیں نہ دو اور انہیں ان میں سے رزق دو اور کپڑے

پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو۔ نیز فرماتا ہے۔ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُو الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔ جب ترکہ بانٹتے وقت قرابت والے اور یتیم اور مسکین آئیں تو انہیں ان میں سے رزق دو اور ان سے اچھی بات کہو۔ ان آیات میں خود اللہ تعالیٰ بندوں کو کہتا ہے تم رزق دو۔ حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا۔ جسے ہم نے کسی کام پر مقرر کیا پس ہم نے اسے رزق دیا۔ ابوداؤد الحاکم بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ قاسم ہر نعمت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزید فرماتے ہیں اصبروا وابشروا فانی قد بارکت علی صاعکم ومدکم۔ صبر کرو اور شاد ہو کہ بے شک میں نے تمہارے رزق کے پیمانوں پر برکت دی ہے۔ (اسندہ عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔)

تدبیر کرنا

قرآن مجید میں ہے۔ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی اب کہہ دیں گے کہ اللہ تو فرما پھر ڈرتے کیوں نہیں۔ قرآن کریم کہتا ہے صفت اللہ کی ہے کافر و مشرک تک اس کا اختصاص جانتے ہیں اگر ان سے پوچھو کہ کام کی تدبیر کرنے والا کون ہے تو اللہ ہی کو بتائیں گے۔ لیکن خود ہی فرماتا ہے۔ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا قسم ان فرشتوں کی تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔ معالم التنزیل شریف میں ہے۔ قال ابن عباس هم الملئكة وكلوا بامور عرفهم الله تعالى العمل بها قال عبد الرحمن بن سابط يدبر الامر فى الدنيا اربعة جبريل و ميكائيل وملك الموت واسرافيل عليهم الصلوة والسلام فاما جبريل فموكل بالرياح والجنود واما ميكائيل فموكل بالقطر والنبات واما ملك الموت فموكل بقبض الانفس واما اسرافيل فهو ينزل بالامر عليهم۔ یعنی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ مدبرات الامر ملائکہ

ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کیے گئے جن کی کاروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی عبد الرحمان بن سابط نے فرمایا دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبرئیل میکائیل۔ عزرائیل۔ اسرافیل علیہم الصلوۃ والسلام جبرائیل تو ہواؤں پر اور لشکروں پر موکل ہیں کہ ہوائیں چلانا لشکروں کو فتح و شکست دینا ان کے تعلق میں ہے) اور میکائیل باران و روئیدگی پر مقرر ہیں کہ مینہ برساتے اور درخت اور گھاس اور کھیتی اگاتے ہیں اور عزرائیل قبض ارواح پر مسلط ہیں اور اسرافیل ان سب پر حکم لے کر اترتے ہیں علیہم الصلوۃ والسلام اجمعین۔ اللہ اکبر قرآن عظیم وہابیوں پر ایک سے ایک سخت آفت ڈالتا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ہماری اس جامع تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں کو اپنی صفات کا مظہر بنایا ہے اور وہ اپنے رب کے فضل و کرم سے اور عطا سے زندہ کرنا، شفا دینا، رزق میں برکت دینا اولاد دینا وغیرہ کے اختیارات رکھتے ہیں اور جو کمالات تمام انبیاء و رسل و ملائکہ وصحابہ و اولیاء (علیہم السلام و رضی اللہ عنہم وقدست اسرارہم) میں ہیں، سارے جہاں کے سارے کمالات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہیں۔

؎ حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں دارند تو تنہا داری

اور بانی مدرسہ دیوبندی مولوی خورشید حسین عرف محمد قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں

؎ جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار (قصائد قاسمی ص)

اب مصنف دھماکہ بتائے کہ قرآن مجید کی روشنی میں زندہ کرنے اور شفا دینے کی نسبت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اولاد دینے کی نسبت حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف رزق دینے کی نسبت حضور علیہ السلام اور دیگر مسلمانوں کی طرف مارنے کی نسبت ملک الموت اور فرشتوں کی طرف، مددگار ہونے کی نسبت رسول اور جبرئیل اور خواص مسلمانوں کی طرف ہے یا نہیں اگر آپ کہیں نہیں تو آپ نے قرآن عظیم کو جھٹلایا اور اگر کہیں ہے تو یہ بتایا جائے کہ حقیقی ہے یا مجازی ذاتی ہے یا عطائی؟ اب جو

صبر اس پر اس ہماری حسرت دیدار کا
بند جس نے کر دیا روزن تیری دیوار کا

اور پھر زندہ کرنے۔ شفا دینے۔ قضا و مبرم پہ اختیار رکھنے کی قدرتیں تو مصنف دھاکہ کے اکابر اپنے علماء میں مانتے ہیں جیسا کہ مرثیہ گنگوہی اور ارواح ثلاثہ سے گذرا لیکن مصنف دھاکہ کو انکار تو غوث پاک قدس سرہ کی ذات کے مردے زندہ کرنے اور شفا دینے کا ہے لیکن ہم گھر تک پہنچا کر دم لیں گے۔

سرکار غوث اعظمؓ کا مرغی کو زندہ کرنا اور بیمار بچے کو شفا دینا

دیوبندی حکیم الامت جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی جمال الاولیاء صہ۲۴ پر لکھتے ہیں علامہ تاج الدین سبکی نے طبقات کبریٰ میں بیان کیا ہے ...... شیخ عبدالقادر (رضی اللہ عنہ) کی حکایت لکھی ہے کہ "آپ نے گوشت کھا لینے کے بعد مرغ کی ہڈیوں کو فرمایا اس خدا کی اجازت سے اٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتے ہیں تو مرغ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

بیماریوں سے تندرست کر دینا جیسا کہ حضرت سری سے ایک بزرگ کے قصہ میں روایت ہے جو ان سے ایک پہاڑ پر ملے تھے کہ وہ اپاہج اور اندھوں اور دوسرے بیماروں کو تندرست کر دیا کرتے اور جیسے کہ شیخ عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت ہے کہ ایک مجبور محض فالج زدہ اندھے اور کوڑھی بچے کو فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے کھڑا ہو جا وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کا کوئی مرض باقی نہ رہا۔

(جمال الاولیاء، صہ۲۴)

مُردہ زندہ کرنے کے متعدد واقعات

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی جمال الاولیاء میں۔ علامہ تاج الدین سبکی نے طبقات کبریٰ

میں بیان کیا ہے کہ کرامتوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔

۱:۔ مردوں کو زندہ کرنا اور دلیل میں ابو عبیدہ بصری کا قصہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک جنگ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ ان کی سواری کو زندہ فرما دیں اور حق تعالیٰ نے (اس کو ان کی دعا سے) زندہ فرمایا تھا اور مفرج دمامینی کا قصہ ذکر کیا ہے انہوں نے بھنے ہوئے پرندوں کے بچوں کو فرمایا تھا اڑ جاؤ تو وہ اڑ گئے تھے۔ اور شیخ ابدال کا قصہ لکھا ہے کہ انہوں نے مری ہوئی بلی کو آواز دی تو وہ ان کے پاس آگئی۔ شیخ ابو یوسف دھمانی کا واقعہ کہ آپ ایک مردہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے اٹھ تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر عرصہ دراز تک زندہ رہا۔ اور شیخ زین الدین فاروقی شافعی مدرس شامیہ کا قصہ بھی لکھا ہے جس کے متعلق علامہ سبکی یہ کہتے ہیں کہ میں نے اس قصے کو ان کے صاحبزادہ اللہ تعالیٰ کے ولی کے شیخ فتح الدین یحییٰ سے سنا ہے اور ان کے گھر میں ایک چھوٹا سا بچہ چھت سے گرا اور مر گیا تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا۔ (جمال الاولیاء صہ۲۳)

اب مصنف دھاکہ اپنے شیخ نجدی کی روح سے کہے۔

سقیاں خانۂ نجدیہ نمودند خراب
شیخ نجدی مددے نائب... المددے

مصنف دھاکہ کی عجیب حالت ہے وہ قرآن و حدیث و تفسیر اولیاء و آئمہ کے اقوال اور اپنے اکابر کے احوال سے منہ موڑ کر بے خبری کے عالم میں کہہ رہا ہے۔

"بریلوی مذہب میں ماننا۔ زندہ کرنا۔ رزق دینا۔ اولاد دینا۔ شفاء دینا سب خدائی حقیقیں ہیں۔ اور کن فیکون کے سب اختیارات بعطائے الٰہی حضور پاک بلکہ حضرت غوث پاک کو بھی حاصل ہیں (دھاکہ صہ۲۸) معاذ اللہ گویا نہ قرآن و حدیث کی بات صحیح ہے نہ اکابر آئمہ و اولیاء کی صحیح ہے نہ اکابر علماء دیوبند صحیح کہتے ہیں (معاذ اللہ) اور

یہ صاحب اللہ تعالیٰ کے خاص منشی لگے ہوئے ہیں اور اس نے اپنے کھاتوں میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کچھ نہیں دیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حسن اور اس پہ حسنِ ظن رہ گئی بوالہوس کی شرم
اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزمائے کیوں

اولاد دینا۔ شفاء دینا۔ رزق دینا وغیرہ کی نسبت انبیاء و رسل علیہم السلام حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہٗ کی طرف تو ناجائز ہے شرک بھی اور کفر بھی لیکن جہاں اپنے قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا معاملہ آیا مصنف کس شمار و قطار میں خود شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی پکار اٹھتے ہیں

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی

ان کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی دین و دنیا کی روحانی اور جسمانی حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ رزق دینا۔ اولاد دینا۔ شفاء دینا وغیرہ کیا دین و دنیا کی روحانی اور جسمانی حاجتوں اور ضرورتوں سے باہر ہیں؟ جب یہ سب کمالات مولوی رشید احمد گنگوہی میں ہو سکتے ہیں تو کیا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی نہیں ہو سکتے ہیں مصنف دھماکہ کے اس لایعنی مؤقف پر کون سی شرعی دلیل ہے۔ ممکن ہے مصنف دھماکہ یہ کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کرے کہ مجھے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور محمود الحسن صاحب سے کیا سروکار تو آئیے امام طائفہ مولوی اسماعیل دہلوی صدہا اللہ شرک ساز کمپنی کی سنیئے وہ کیا فرماتے ہیں۔ "یہ بلند منصب والے تمام عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوتے ہیں اور انہیں کہنا پہنچتا ہے کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔"

(صراط مستقیم صہ ۱۴۶)

اب مصنف دھماکہ بتائے کہ جو بلند منصب والے عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوں اور جن کی عرش سے فرش تک حکومت ہو انہیں شفا دینا۔ اولاد دینا۔ رزق دینا بعطائے الٰہی کیا مشکل ہے؟

حضرت غوث پاک کا خدا پر رعب

مصنف دھماکہ صہ ۳۹ پر یہ عنوان جما کر صہ ۴۰

پر سوانح حیات اعلحضرت بریلوی صہ ۱۳۲ سے لیکر حوالہ نقل کرتا ہے کہ "حضرت غوث پاک) ابھی وعظ فرما ہی رہے تھے کہ پانی برسنے لگا اور سننے والے کچھ پریشان ہونے لگے آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور اپنے رب سے عرض کیا اے رب العزت میں تو تیرا اور تیرے محبوب کا ذکر سنا رہا ہوں اور تو پانی برسا کر سننے والوں کو پریشان کر رہا ہے لکھا ہے آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ مسجد کے چاروں طرف شدت سے بارش ہوتی رہی مگر مسجد میں ایک قطرہ پانی کا نہیں آتا تھا۔"

یہ واقعہ نقل کر کے پیری مریدی کے خلاف زبان درازی کرتا ہوا لکھتا ہے یہ وہ باتیں ہیں جو مریدوں نے اپنے پیروں کے بارے میں تصنیف کر رکھی ہیں حالانکہ مصنف دھماکہ کا حضرت غوث پاک کا خدا پر رعب کی سرخی جمانا ہی حماقت ہے وہ درجہ محبوب کو کیا جانے کہ وہ محبوب سبحانی ہیں اور پھر رعب کیسا جبکہ یہ لکھا ہے کہ اپنے رب سے عرض کیا جب رب اور عرض ہے تو رعب کون سے جملہ سے ثابت ہوگا۔ رعب ڈالنے کے لئے عرض کیا جاتا ہے یا حکم دیا جاتا ہے۔ اگر عبارت میں یہ ہوتا کہ آپ نے (معاذ اللہ) رب کو حکم دیا جب تو واقعی قابلِ اعتراض تھا یہ مصنف دھماکہ کا عناد اور بے ایمانی ہے جو اسے چین نہیں لینے دیتی اور ہر صحیح بات کو الٹا کر کے پیش کرتا ہے۔ اس واقعہ میں چونکہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان کرامت ہے اس لئے اس کو یہ ایک آنکھ نہ بھائی اور اعتراض کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کر لیا۔ لیکن اُسے کیا خبر کہ یہ کرامت تو دیوبندی اپنے مولوی میں بھی مانتے ہیں ملاحظہ ہو شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۶۱ (حضرت مولانا حسین احمد) ٹانڈوی اور میاں سید بشیر الدین

صاحب، حضرت مولانا ٹانڈوی کی سسرال قتال پور ضلع اعظم گڑھ جا رہے تھے تینوں آدمی گھوڑے پر سوار تھے گرمی کی شدت سے پریشان تھے میں نے حضرت مولانا ٹانڈوی سے عرض کیا کہ دھوپ کی شدت سے سخت پریشانی ہے۔ حضرت مولانا خاموش رہے تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ ابر کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور بڑھتے بڑھتے ہم لوگوں پر سایہ فگن ہو گیا اور نہایت آرام سے ہم لوگ چلنے لگے تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ دور سے پانی آرہا ہے میں نے حضرت مولانا ٹانڈوی سے عرض کیا کہ حضرت دھوپ ہی اچھی تھی اب بھیگتے ہوئے سسرال پہنچیں گے حضرت مولانا پھر خاموش رہے یہاں تک کہ پانی سر پر آگیا لیکن خدا کی قدرت ہر چہار طرف پانی برس رہا تھا گھوڑے پانی پر چل رہے تھے۔ ہم لوگوں پر پانی کا قطرہ تک نہیں پڑ رہا تھا۔

بتایئے صاحب یہی بات حضرت غوث پاک قدس سرہ کے لئے تمسخر کا باعث تھی۔ ناممکن الوقوع تھی۔ مریدوں کی تصنیف تھی لیکن ٹانڈوی صاحب کا نمبر آیا تو عین ایمان بن گئی۔ مصنف دھاکہ میں اتنی اخلاقی جرأت نہیں کہ مولانا ٹانڈوی کے واقعہ کو غلط اور مریدوں کی تصنیف قرار دے۔

کاش مصنف دھاکہ اپنے حکیم الامت تھانوی صاحب کی الافاضات الیومیہ جلد چہارم کا صفحہ ۱۱۹ دیکھا ہوتا تو غوث اعظم کی اس کرامت پر اعتراض نہ کرتا تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ ایک بدوی نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار پاک پر عرض کیا کہ آپ نبی ہیں اور امت پر شفیق ہیں اگر یہ صحیح ہے جا سے یہاں خشک سالی ہے بالکل بارش نہیں آپ دعا فرما دیں اگر بارش ہو گئی تو مشکیزہ گھی آپ کی نذر کروں گا۔ جب وہ مسجد نبوی سے باہر گیا تو گاؤں قریب تھا اس نے دیکھا کہ بدلی کا ایک ٹکڑا اس بستی کی طرف چھایا ہوا ہے اور بارش ہو رہی ہے۔ ۔ ۔ ۔

دیکھتے ہیں اب مصنف دھاکہ اپنے حکیم الامت پر کیا عتاب نازل فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا عقیدہ توحید

اس عنوان کے تحت

مصنف دھاکہ نے الفتح الربانی مجلس ۱۶، ص ۹۵م فتوح الغیب صفحہ ندارد فتوح الغیب مقالہ ۱۷ صفحہ ندارد سے چند باتیں کی ہیں مثلاً مخلوق کالعدم ہے۔ ان کے ہاتھ میں ہلاکت ہے نہ سلطنت ہے ان کے قبضے میں دولتمندی ہے نہ مفلسی نقصان نہ نفع اُن کے نزدیک خدائے بزرگ و برتر کے نہ کوئی بادشاہ ہے نہ صاحب اختیار اس کے سوا لینے دینے والا کوئی نہیں، فائدہ نقصان بھی کوئی نہیں پہنچا سکتا اس کے سوا نہ کوئی زندہ کرتا ہے نہ مارتا ہے فتوح الغیب کی بقیہ صفحہ کی عبارات بھی اس قسم کی ہیں

بلاشبہ اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں اللہ تعالیٰ حقیقی مالک و قادر مطلق ہے ان میں عطا کا انکار نہیں۔ مجازی و عطائی اختیارات حاصل ہونے کے دلائل ہم گذشتہ اوراق پر مفصل نقل کر آئے ہیں وہاں ملاحظہ ہوں۔ اگر مصنف ذاتی و حقیقی اور مجازی و عطائی کے فرق کو ملحوظ نہ رکھے گا تو قرآن مجید و حدیث شریف کے روشن ارشادات کی تکذیب کرے گا۔ جہاں بھی کسی اختیار کی نفی ہوگی وہ یا تو اس بزرگ کی کسر نفسی پر محمول کی جائے گی یا حقیقی اختیارات کی نفی ہوگی اور ہرگز عطائی و مجازی کی نفی نہ ہوگی اور پھر موخر الذکر فتوح الغیب کی عبارات میں صفحات کے حوالے بھی نہیں ہیں جس سے اس کی لاعلمی واضح ہے معلوم نہیں سُنی سُنائی باتوں پر یقین کر کے ہاتھ کی صفائی دکھائی گئی ہے۔

جوڑ توڑ کی انتہا

بانی مدرسہ دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی صاحب بچپن میں جوڑ توڑ کا کھیل کھیلتے تھے (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۶۰) یہ اسی جوڑ توڑ کا فیض ہے کہ مصنف دھاکہ جوڑ توڑ کے بغیر بات ہی نہیں کرتا اور کچھ نہیں تو دھاکہ ص ۱۴ پر بریلویوں کی عبدہ و رسولہ سے ناگوار کا عنوان جما کر آگے اور پیچھے سے عبارت کو چٹ کر کے امام اہلسنت مجدد دین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت

قدس سرہ کے سر یہ تھوپ دیا کہ اس (عبدہ ورسولہ) سے مجھے ایسی ناگواری ہوتی ہے گویا تیر سینے سے پیٹھ کو نکل گیا" ملفوظات سہ صد ۲۲ دھماکہ صد ۳۱ تعجب ہے کہ یہ لوگ رضا کے نیزہ کی مار کا جواب جھاڑ کی سیخ سے دینا چاہتے ہیں۔ یہ دھوکہ ہے یا دھماکہ ہے۔ مصنف دھماکہ کا مقصد اگر جوڑ توڑ اور بے ایمانی نہ ہوتا تو وہ اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے اس مضمون کو اوّل تا آخر اچھی طرح دیکھ سکتا تھا مگر اس کا مقصد دھوکے سے دھماکہ کرنا تھا۔ اس لئے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے ذمہ یہ تھوپ دیا کہ آپ کو (عبدہ ورسولہ) سے ناگواری ہوتی تھی۔ حالانکہ بات صرف اتنی ہے اور ملفوظات حصہ چہارم کے صد ۲۸ پر اس طرح مذکور ہے کہ "حضور یعنی اعلیٰحضرت ایک صاحب کی طرف متوجہ ہو کر حکم مسئلہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ایک اور صاحب نے یہ موقع قدمبوسی سے فیضیاب ہونے کا اچھا سمجھا قدم بوس ہوئے فوراً (اعلیٰحضرت) کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا اور ارشاد فرمایا اس طرح میرے قلب کو سخت اذیت ہوتی ہے۔ آگے چل کر فرماتے ہیں کون مسلمان ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سنے تو سجدہ کرنے اور سر جھکانے کو اس کا دل نہ چاہے واللہ العظیم اگر سجدہ کیا تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوں گے راضی نہ ہوں گے: ، ، فرمایا گیا تمہارا دین ہے۔ اشھد ان محمد اعبدہ ورسولہ۔ عبد پہلے اور رسولہ بعد کو احادیث میں کس قدر تاکید کے ساتھ سجدہ کی ممانعت فرمائی گئی ، ، الخ پھر آخر میں اعلیٰحضرت اس قدم بوسی کرنے والے کو فرماتے ہیں کہ میں سچ کہتا ہوں کہ اس (قدمبوسی) سے مجھے ایسی ناگواری ہوتی ہے گویا تیر سینے سے پیٹھ کو نکل گیا۔ اعلیٰحضرت تو فرماتے ہیں مجھے اپنی قدمبوسی ایسی ناگواری ہوتی ہے لیکن مصنف دھماکہ اپنے جوڑ توڑ سے یہ تاثر دیتا ہے کہ اعلیٰحضرت کو عبدہٗ ورسولہ سے ایسی ناگواری ہوتی ہے گویا تیر سینہ سے پیٹھ کو نکل گیا۔ ایک غلط بات اعلیٰحضرت کی طرف منسوب کرنا اور پھر ڈھٹائی سے اس کا رد کرنا بے حیائی نہیں تو اور کیا ہے۔ باقی رہے اس کے ذیلی سوالات تو وہ اس جوڑ توڑ کے آشکار

ہونے کے بعد خود بخود ختم ہو گئے۔ لیکن اس پر پھر کچھ عرض کیا جاتا ہے مصنف دھماکہ لکھتا ہے "بریلوی نماز میں جب (عبدہ ورسولہ) پڑھتے ہیں تو انہیں سخت ناگواری ہوتی ہے مگر اس لئے پڑھتے چلے جاتے ہیں کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ بریلویوں نے نماز بدل دی ہے" دھماکہ صد ۱۳ معلوم نہیں مصنف دھماکہ نے کبھی نماز پڑھی بھی ہے یا نہیں۔ کیا نماز میں عبدہ ورسولہ زور کے ساتھ پڑھا جاتا ہے؟ جب التحیات میں آہستہ پڑھا جاتا ہے تو پھر اگر معاذ اللہ بدلنا ہوتا تو بدل بھی سکتے تھے کوئی یہ نہ کہے کہ یہ مطلب؟ جب کسی نے سنا ہی نہ ہو تو کوئی کہے گا کیا؟ اور کسی کے کہنے کا بھی کیا ڈر حق بات کا معاملہ تھا تو بریلویوں نے حفظ الایمان۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ کی گستاخانہ کفریہ عبارات پر ان کے مصنفین کو برملا مرتد قرار دیا اور کسی کے یوں کہنے کی پرواہ نہ کی اگر یہ بات صحیح ہوتی تو اس معاملہ میں بھی کسی کے کہنے کی پرواہ نہ کرتے۔ باقی رہا یہ اعتراض کہ اعلیٰحضرت نے لکھا ہے تمہارا دین یہ ہے تو اس سے پہلے یہ ہے کہ فرمایا گیا تو اعلیٰحضرت کے یہ اپنے الفاظ نہیں ہیں بلکہ اعلیٰحضرت تو قرآن واحادیث کے مفہوم کی تصریح فرما رہے ہیں کہ فرمایا گیا تمہارا دین یہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ بتائیے اس میں کیا اعتراض ہے؟ اور کوئی یہ نہ کہے کا کیا مطلب جب اعلیٰحضرت قدس سرہ علی الاعلان فرما رہے ہیں۔

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

دراصل مصنف دھماکہ کو یہ بات اس لئے کھٹکی کہ اعلیٰحضرت نے قدمبوسی کو پسند نہ فرمایا لیکن بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی اپنی قدمبوسی ودست بوسی کراتے تھے ملاحظہ ہو "ان مولوی (قاسم نانوتوی) کی دست بوسی اور قدم بوسی کے واسطے ہاتھ اور پیر کی نزاکت اور خوبصورتی کافی تھی وہ کچھ ایسے موزوں اور دلکش تھے کہ بے اختیار بوسہ دینے کو جی چاہتا تھا۔ (سوانح قاسمی جلد اوّل صد ۱۵۵)

★

جملہ فرائض فروع مصنف دھماکہ ص۲۰۰ پر لکھتا ہے بریلوی مذہب میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جیسے فرائض کو فروعات قرار دیا گیا ہے: . . . مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اب مصنف دھماکہ اتنی لیاقت کہاں سے لائے جو اس شعر کو سمجھے جو اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو فرائض تھمان رہے ہیں جبھی تو فرمایا ثابت ہوا کہ جملہ فرائض اور اگر وہ فروع ہیں تو حبیب خدا شہ ہر دو سرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وشان کے سامنے ہیں جیسا کہ اس شعر سے پہلے کے دو اشعار میں ہے۔

مولیٰ علی نے واردی تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے

سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند شریف پر اپنی نماز عصر قربان کردی خیبر سے واپسی پر منزل صہباء پر یہ واقعہ پیش آیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولیٰ علی کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے نماز عصر نہ پڑھی تھی۔ آنکھ سے دیکھتے رہے وقت جاتا رہا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جگانا مناسب نہ سمجھا اور آفتاب غروب ہوگیا تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور ڈوبا ہوا سورج واپس فرمایا اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی۔

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ حضرت علی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام پر اپنی نماز قربان کردی۔ تو گویا یہ فرائض عظمت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں فروع ہیں۔ کیونکہ یہیں نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ تو آپ ہی کے صدقہ میں

حاصل ہیں۔ نماز روزہ حج وزکوٰۃ اصل ہیں اور تعظیم وادب واحترام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اصل الاصول اگر مصنف دھماکہ اس کا انکار کرتا ہے تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک عظیم الشان معجزہ شریف سورج کو واپس لوٹانے کا انکار کرتا ہے۔ حضرت مولیٰ علی نے تو فرض نماز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک نیند پر قربان کردی اور صدیق اکبر عتیق اطہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار ثور میں اپنی جان قربان کردی حالانکہ جان بچانا بھی فرض تھا۔ لیکن اس خیال سے غار کے سوراخ سے پاؤں نہ ہٹایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں خلل نہ آئے۔ تو سانپ نے کاٹ لیا۔ تو ثابت ہوا فرض نماز ہو یا جان کی حفاظت کا فرض وہ عظمت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فروع ہے اور آپ کی تعظیم اصل الاصول ہے۔ یہی اس شعر کا مطلب ہے۔ اگر یہ غلط ہے (معاذ اللہ) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اصل الاصول نہیں تو مصنف دھماکہ بتائے کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر کیوں قربان کی؟ (معاذ اللہ) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عصر قربان کرکے مصنف دھماکہ کے نزدیک گنہگار ہوئے یا نہیں؟

کہیں گنہ گار ہوئے تو اس کا ثبوت۔؟ اگر نہیں نہیں تو

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

دیوبندی مذہب میں

مذہب کی اہمیت

نانوتوی صاحب کے حکم سے روزہ توڑ دیا ” حضرت والد مرحوم نے فرمایا کہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے کبھی حضرت

نانوتوی دیابنی مدرسہ دیوبند کے خلاف نہیں کیا ایک دن چھتہ کی مسجد میں حاضر ہوا حضرت احاطہ مسجد میں بھونے بھنے تناول فرمارہے تھے۔ فرمایا کہ آئیے۔ میں نے عرض کیا حضرت میرا تو روزہ ہے تھوڑی دیر تامل کر کے پھر یہی فرمایا کہ آئیے مولانا میں فوراً بلا تامل کھانے بیٹھ گیا حالانکہ عصر کی نماز ہو چکی تھی افطار کا وقت قریب تھا حضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس سے زائد آپ کو ثواب عطا فرمائے گا۔ جتنا کہ روزہ میں ہوتا ہے۔ چنانچہ مجھے اس افطار کے بعد کچھ ایسی کیفیات و لذات محسوس ہوئیں کہ میں نے کبھی صوم میں بھی نہیں دیکھی تھی۔" (ارواح ثلاثہ ص۲۷۵ حکایت ۲۴۳)

شراب پی لیا کرو بے وضو نماز پڑھ لیا کرو

"خاں صاحب نے کہا کہ میرے سے وضو نہیں ہوتی اور نہ یہ دو بری عادتیں چھوٹتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بے وضو ہی پڑھ لیا کرو اور شراب بھی پی لیا کرو اس پر اس نے عہد کیا کہ میں بغیر وضو ہی پڑھ لیا کروں گا۔" (ارواح ثلاثہ ص۲۳۷)

پھر بے وضو نماز کا حکم

"ایسے ہی ایک مرتبہ گڑھی پختہ تشریف لے گئے ایک خان صاحب سے نماز کے لئے کہا انہوں نے جواب دیا کہ مجھے داڑھی چڑھانے کی عادت ہے اور وضو سے یہ اتر جاتی ہے آپ نے فرمایا بے وضو نماز پڑھ لیا کرو۔" ارواح ثلاثہ ص۲۳۸ حکایت ۱۹۴)

یہ ہے دیوبندیوں وہابیوں کے ہاں روزہ کی اہمیت کہ نانوتوی صاحب کے حکم سے روزہ توڑ کر کہا کہ کبھی صوم میں بھی اتنی کیفیات اور لذات محسوس نہ ہوئی تھیں۔ نانوتوی صاحب کو بتا دیا گیا کہ وہ روزہ سے ہیں پھر بھی روزہ توڑنے پر اصرار کیا اور یہ ہے دیوبندی علماء کی نظر میں نماز کی اہمیت کہ جس کو دل چاہے بے وضو نماز پڑھنے کے احکام صادر فرما دیئے۔

باقی رہا مصنف دھماکہ کا یہ کہنا کہ اسلام میں بندگی اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی وہی عبادت کے لائق ہے تو عرض ہے یہ اس وقت لازم آئے گا جب بندگی

سے مراد عبادت لی جائے۔ بندگی کا معنی عبادت کے علاوہ آداب۔ انکسار۔ خدمت۔ غلامی۔ سلام کے بھی ہیں ملاحظہ ہو فیروز اللغات ص۲۴۹۔ کیا فیروز اللغات کا مرتب ہندو تھا۔؟ مصنف دھماکہ نے یہ بھی کہا ہے ان کی مساجد نمازیوں سے خالی ہوتی ہیں کسی شہر میں حاکمران کی مسجدوں اور عام مسلمانوں کی مسجدوں کا تقابلی نقشہ کر لیں۔ تقابلی مشاہدہ دوسرا کون کرے۔؟ آپ خود ہی تیاری کریں۔ اور ہمیں اطلاع دیں کہ کس شہر میں چل کر یہ تقابلی مشاہدہ ہو؟

ستم کوری وہابی رافضی کی
کہ ہندو تک قائل ہے یا غوث

پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ ہندو کلمہ اسلام نہیں پڑھتے۔ نہ حضور پاک کو رسول برحق تسلیم کرتے ایسے کسی شخص کے حضرت غوث پاک کے ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ الخ دھماکہ ص۲۴۳)

اعلیحضرت بھی اسلام کا کلمہ اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول برحق نہ ماننے والے کو ہندو ہی کہہ رہے ہیں۔ مسلمان تو قرار نہیں دے رہے۔ باقی قائل ہونا تو ہندو کمالات کا تو قائل ہے۔ وہابی رافضی کمالات کا بھی منکر ہے۔ ایک غیر مسلم تو کمالات پر یقین رکھے اور ایک اسلام کا نام نہاد دعویدار کمالات کا انکار کرے تو یہی کہا جائے گا کہ ہندو تک تو قائل ہے یا غوث (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ علیحدہ بات ہے کہ توحید و رسالت پر ایمان لائے بغیر حضور غوث پاک کا قائل ہونا اس کے کام نہ آوے گا۔

جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

مصنف دھماکہ نے ص۲۴۳ پر اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر نقل کر کے اس پر جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

اس شعر میں مصنف دھماکہ کو مصرعہ ثانی کے لفظ جنم کے بچھڑے اور گلے ملے تھے پر اعتراض ہے اس نے جنم کو ہندوازم کہا اور ساتھ ہی فرقہ مجسمہ کا اعتقاد قرار دیا ہے۔ حالانکہ مؤلف دھماکہ کے اعتراض اور خود ساختہ تشریح کی بنیاد ہی غلط ہے۔ اگر مؤلف دھماکہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے اشعار کو سمجھے بغیر تبصرہ کرتا ہے تو یہ اس کی جہالت وحماقت ہے۔ اور اگر وہ اعلیٰحضرت کے صحیح اشعار کو قصداً غلط مفہوم پہناتا ہے تو یہ اس کی بے ایمانی و بد دیانتی ہے۔ زیر بحث شعر میں نہ رب العزت کی طرف لفظ جنم کی نسبت ہے نہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خدا و مصطفےٰ (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کے گلے ملنے کا بیان ہے اس لئے کہ۔

"جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے"

کا قائل خدا و مصطفےٰ نہیں بلکہ "وصل و فرقت" ہیں یعنی۔

ع عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

کیوں بتلائیے کہ اس میں جب خدا و مصطفےٰ (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر اقدس ہوا ہی نہیں تو خدا تعالیٰ کی طرف لفظ جنم کی نسبت اور خدا و مصطفےٰ جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کا گلے ملنا کہاں سے ثابت ہو گیا۔ اعلیٰحضرت نے جو فرمایا ہے مؤلف دھماکہ وہ سمجھا نہیں اور اس نے جو افترا کیا ہے اعلیٰحضرت نے وہ کہا نہیں۔ دیوبندیو! کیا اس بل بوتے پر اعلیحضرت پر تنقید کرنے نکلے ہو پہلے کلام اعلیٰحضرت سمجھنے کی لیاقت حاصل کرو۔ پھر ادھر کا رخ کرنا۔ خواہ مخواہ اپنی مٹی پلید کرا رہے ہو

تعجب ہے کہ یہاں تو دیوبندی بلا وجہ اعلیٰحضرت کے مخالف ہیں لیکن بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کو کیا کہیئے وہ فرماتے ہیں گویا "میں اللہ جل شانہ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں"۔ (سوانح قاسمی ص ۱۳۲ جلد ۱)

اب ایسے خوابوں کا کیا کیجیئے جو اللہ تعالیٰ کی گود میں جا بیٹھتے ہیں۔

خبر خداوندی میں جھوٹ کا افتراء

مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ کے ملفوظات حصہ چہارم سے مصنف دھماکہ نے ص ۲۴۴ پر اپنی روایتی جعلسازی سے ایک عبارت آگے پیچھے سے کاٹ کر پیش کی ہے اور خبر خداوندی میں جھوٹ کا عنوان دے کر پیش کیا ہے۔ اس کی خیانت ظاہر کرنے کے لئے پوری عبارت نقل کی جاتی ہے۔ فیصلہ اہل علم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ محال بالذات اور بالغیر کا فرق بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں "وجہ استحالہ بیان کرنے سے شے محال بالغیر نہیں ہو جاتی۔ اللہ نے خبر دی کہ فلاں بات ہو گی یا نہ ہو گی اس کا خلاف ممکن ہے یا محال ممکن تو ہے نہیں اور محال بالذات ہو نہیں سکتا کہ نفس ذات میں امکان ہے تو محال بالغیر ہو گا اب وہ غیر کیا ہے جس کے سبب سے یہ محال ہوا وہ کذب الٰہی ہے۔ لازم آئے گا کہ کذب الٰہی محال بالذات ہو ورنہ محال بالغیر تو ممکن بالذات ہوتا ہے اور ممکن بالذات پر کوئی شے موقوف ہونے سے محال بالغیر نہیں ہو جاتی پھر فرمایا : : : : : : :

جب اخبار الٰہی میں کذب ممکن ہوا تو اعتقاد ثابت و جازم غیر متزلزل کہاں سے آئے گا؟ پھر تو ہر بات میں یہ رہے گا کہ ممکن ہے جھوٹ کہہ دیا ہو تو نہ دین رہا نہ قرآن نہ اسلام رہا نہ ایمان۔ ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ چہارم۔ یہ مصنف دھماکہ کی بے ایمانی ہے کہ اس نے اس نظریہ کو اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے ذمہ لگا دیا گیا جس کا آپ رد فرما رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ جب اخبار (جمع ہے خبر) الٰہی میں کذب ممکن ہوا : : : : نہ دین رہا نہ قرآن رہا نہ اسلام رہا نہ ایمان۔ مگر مصنف دھماکہ کی حالت یہ ہے

ع الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگان بغض
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لئے

مصنف دھماکہ نے ملفوظات حصہ دوم ص ۲۳ کے حوالہ سے بھی ایک عبارت

نقل کی ہے کہ "الوہیت ہی وہ کمال ہے کہ زیرِ قدرت ربانی نہیں باقی تمام کمالات تحت قدرت الٰہی ہیں اور اللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین ہر جواد سے بڑھ کر جواد" مصنف دھماکہ نے صرف اتنے الفاظ ہی نقل کئے ہیں آگے یوں ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر فضل وکمال کے اہل اور حضور سے زائد اللہ عزوجل کو کوئی محبوب نہیں لازم ہے کہ الوہیت کے نیچے جتنے فضائل جس قدر کمالات، جتنی نعمتیں جس قدر برکات ہیں مولیٰ عزوجل نے سب اعلیٰ درجہ کمال پر حضور کو عطا فرمائیں۔ اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیرِ قدرت ہوتا ضرور یہ بھی عطا فرماتا الخ اعلیحضرت کی اس عبارت کا مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام کمالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا بنانا زیرِ قدرت نہیں ہے۔ بتلایئے اس میں کیا اعتراض ہے؟ مصنف دھماکہ۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اولاد دینا۔ رزق دینا۔ شفا دینا۔ پیدا کرنا مارنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعطائے الٰہی ماننے کو تیار نہیں اور صاف صاف منکر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی الوہیت (خدائی) عطا کرنے زیرِ قدرت مانتا ہے؟

اعلیحضرت نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہی قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند کہتے ہیں

بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال
بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عار

مصنف دھماکہ کیا جانے محالات میں نقص ہوتا ہے بایں وجہ الوہیت تحت قدرت باری تعالیٰ نہیں اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے منزہ ہے اور اپنے جیسا خدا بنانے سے پاک ہے (جل جلالہ)

تقابلی نقشہ

مصنف دھماکہ نے صہ۴۵ پر رسالت اور امام الانبیاء کے بارے میں کا بے محل سا عنوان جما کر صہ۴۹ تک ایک تقابلی نقشہ پیش کیا ہے جس میں اس نے اپنے اور اہلسنت کے عقائد بیان کئے

ہیں۔ اس میں کاریگری یہ رکھی گئی ہے کہ اہلسنت کے عقائد تو خود بنا لئے اور اہلسنت کی طرف جو عقائد منسوب کئے گئے ہیں اس میں جوڑ توڑ کی صفائی کارفرما ہے۔ اس نے اپنی جہالت سے بار بار مذہب اسلام کے زیرِ عنوان جو اپنے عقائد نقل کئے ہیں۔ اس میں کسی کتاب۔ قرآن وحدیث یا تصانیف اکابر آئمہ وفقہاء محدثین کا کوئی حوالہ نہیں دیا نہ ہی اپنے عقائد کو اپنے علماء دیوبند سے ثابت کیا لہٰذا ہم جواب ان ہی امور کا دیں گے۔ جو ہم سے متعلق ہیں۔ باقی رہے اس کے اپنے عقائد وہ جس طرح چاہے بدلتا رہے اور جس سانچے میں چاہے ڈھلتا رہے۔

شیطان کی وسعت ارضی حضور سے زیادہ ہے

مولانا عبد السمیع رامپوری

انوارِ ساطعہ میں لکھتے ہیں اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک وناپاک مجالس مذہبی وغیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعویٰ کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک وناپاک کفر وغیر کفر میں پایا جاتا ہے۔" (معاذ اللہ) (دھماکہ صہ۴۵)

اگرچہ یہ عبارت بھی خیانت شدہ ہے لیکن یہاں معاذ اللہ کی کونسی ضرورت تھی۔؟ کیا یہ ناگوار گذرا کہ ابلیس کو پاک وناپاک جگہ حاضر پایا جانا لکھ دیا۔؟ اس عبارت کا مختصر مطلب تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے وجود با وجود جسم انور ومطہر کے ساتھ تمام جگہ پاک وناپاک حاضر ہونا اہل محفل میلاد کا دعویٰ نہیں۔ اور ملک الموت وابلیس ہر پاک وناپاک جگہ پائے جاتے ہیں: مثلاً ملک الموت کافر ومرتد فاسق وفاجر کی بھی جان نکالتے ہیں اور اس کے لئے پاک وناپاک جگہ تشریف لے جاتے ہیں۔ اسی طرح شیطان ہر پاک وناپاک جگہ ورغلانے کے لئے موجود ہوتا ہے۔ اس ناپاک جگہ پر ناپاک لوگوں کو اپنے دام میں پھنسانے کے لئے ان کی تربیت کرتا رہتا ہے۔ اس اعتراض کی کون سی بات تھی۔؟ اور حضرت مولانا عبد السمیع صاحب علیہ الرحمۃ کے علاوہ سیدنا

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی اس عبارت میں بھی کوئی شرعی خرابی نہیں کہ "ابلیس کا علم علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں" (خالص الاعتقاد ص۵)

بتایئے اعلیٰحضرت کے اس قول میں کیا شرعی خرابی ہے؟ مصنف دھماکہ اپنے زعم باطل میں جو غلط عقائد اہلسنّت کی طرف منسوب کر رہا ہے وہ اس کے اپنے اکابر کے ہیں ملاحظہ ہو۔ دیوبندی حکیم الامّت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں "ابو یزید سے پوچھا گیا طے زمین کی نسبت آپ نے فرمایا یہ کوئی چیز کمال کی نہیں دیکھو ابلیس مشرق سے لے کر مغرب تک ایک لحظہ میں قطع کر جاتا ہے" (حفظ الایمان ص۹) یہاں تھانوی صاحب نے مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں آنے جانے کی قوت مانی۔ اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی مصدقہ اور مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کی مصنفہ براہین قاطعہ ص۵۱ پر ہے "الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ ص۵۱)

اب مصنف دھماکہ بتلائے کہ شیطان کو علم محیط زمین کا کون مان رہا ہے اور یہی چیز نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کون شرک قرار دے رہا ہے جو چیز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے خلاف نصوص اور شرک تھی وہ شیطان کو نص سے ثابت اور کس طرح عین ایمان بن گئی؟

مصنف دھماکہ اب ہم سے نہیں اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب و مصنف مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کو اپنے ہی الفاظ میں کہے۔ معلوم نہیں حضور کی سی شان کے بیان کرنے میں دیوبندی مذہب والوں کو شیطان کی یاد کیوں آجاتی ہے۔

حضور اپنے روضہ مبارک میں

اس عنوان کے تحت مصنف دھماکہ نے اپنے اکابر کے برعکس اپنا عقیدہ لکھ کر ملفوظات اعلیٰحضرت حصّہ سوم سے وہی عبارت نقل کی ہے جو ص۱۲ پر بھی نقل کر چکا تھا انبیاء علیہم السلام کی قبور میں انواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ الخ اس پر مصنف دھماکہ لکھتا ہے توبہ بریلوی مذہب سے ہزار بار توبہ۔ کیا مصنف دھماکہ پہلے بریلوی تھا جو یہ عقیدہ دیکھ کر توبہ کی توفیق نصیب ہو رہی ہے۔ اگر نہیں تھا تو توبہ کیسی؟ باقی رہا اس کا جواب تو امام محمد بن عبدالباقی زرقانی کے حوالہ سے زرقانی علی المواہب جلد ششم ص۱۲۹ سے گذشتہ اوراق پر نقل کیا جا چکا ہے۔ ایک ہی چیز کے بار بار اعادہ سے کچھ حاصل نہیں۔ مصنف دھماکہ کو چاہیئے جو کچھ کہنا چاہے امام محمد بن عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ کو کہہ کر اپنا نامۂ اعمال مزید سیاہ کرے اور جہنّم میں جگہ الاٹ کرائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا افتراء

مصنف دھماکہ ص۲۶ امامت کے دعویٰ کا عنوان جما کر ص۴۷ پر لکھتا ہے

(۱) حضور میرے مقتدی تھے اور میں اُن کا امام احمد رضا۔

(۲) برکات احمد کی خوشبو بلا مبالغہ حضور جیسی تھی۔

یہ دو سرخیاں لگا کر مصنف دھماکہ ملفوظات اعلیٰحضرت حصّہ دوم ص۳۳ سے نقل کرتا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی ارشاد فرماتے ہیں جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت اُن کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وُہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی اُن کے انتقال کے دن مولوی سیّد امیر احمد صاحب خواب میں زیارت اقدس حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں عرض کی یا رسول اللہ کہاں تشریف لے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھا دیا۔" (دھماکہ ص۴۷)

اوّل تو اس میں یہ کہاں ہے کہ حضور میرے مقتدی تھے اور میں ان کا امام اور برکات کی خوشبو بلا مبالغہ حضور جیسی تھی۔ مصنّف دھاکہ کو چاہیئے کہ اپنی اس دروغگوئی پر سو لاکھ مرتبہ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ پڑھ کر اپنے سینے پر دم کرے۔ تاکہ شیخ نجدی دور ہو۔ اعلحضرت کے کلام سے تو یہ بات اشارۃً بھی ثابت نہیں ہوتی۔ دوم یہ کہ وہ خود بتائے جیسا کہ اس نے خود صہ۱۶۲ پر اپنا عقیدہ لکھا ہے کہ حضور اپنے روضہ مبارکہ میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں تو کیا اس سے یہ ثابت نہیں کہ حضور کا روضہ شریف مسجد نبوی شریف میں ہے اور مسجد نبوی میں جو امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں حضور اسی کی اقتدا میں (معاذ اللہ) نماز پڑھتے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو اعلحضرت علیہ الرحمۃ پر اعتراض کیسا؟ اگر یہ غلط ہے اور اس میں کھینچا تانی معلوم ہوتی ہے تو پھر اعلحضرت علیہ الرحمۃ کے واقعہ میں بھی کھینچا تانی نہ کریں۔ حضور نماز جنازہ پڑھنے تشریف لے جا رہے ہیں الحمد للہ یہ جنازہ میں نے پڑھایا جس طرح آپ کے ناپاک ذہن نے یہاں یہ سوچ لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہوں گے تو مقتدی ہی ہوئے ہوں گے اسی طرح کیا وہاں بھی یہی سوچیں گے کہ حضور اپنے روضہ مبارکہ میں جو نمازیں پڑھتے ہیں وہ مسجد نبوی شریف کے امام صاحب کے پیچھے پڑھتے ہیں؟ تعجب ہے ایسی ذہنیت پر۔ اور پھر دیوبندی عقیدہ میں تو یہ ممکن ہی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جائیں اور جنازہ میں شرکت فرمادیں اس سے حاضر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یہ دیوبندیوں کے لئے زہر قاتل ہے۔ جب وہ حاضر ناظر اور تشریف لانے کے کمالات مانتے ہی نہیں تو پھر ان کے نزدیک اس واقعہ میں بے ادبی و گستاخی کیسے ہو گئی؟ باقی رہی یہ بات کہ اہلسنّت کے اپنے عقیدہ کے لحاظ سے یہ بے ادبی و گستاخی ہے تو نجدی کٹھ پتلی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ہر صفت و ہر شان میں بے مثل و بے مثال اور بے نظیر ہیں نماز قائم ہو چکی ہے اور امام نماز پڑھ رہا ہے۔ دنیا و جہان کا کوئی بھی شخص نماز میں شریک ہونا چاہے گا تو مقتدی بنے گا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ

شان ہے کہ وہ اگر شرکت فرماویں تو حضور امام ہوں گے اور وہ امام سرکار کا مقتدی بن جائے گا وہ ایسی بلند و بالا سرکار ہے کہ امام بھی مقتدی ہو جاتے ہیں بخاری شریف اور مدارج النبوۃ میں واقعہ موجود ہے۔ سیدنا صدیق اکبر عتیق اطہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ سرکار تشریف فرما ہوئے ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز میں پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں۔ لیکن سرکار نہیں منع فرماتے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بائیں طرف ہو کر نماز شروع فرما دیتے ہیں۔ حدیث شریف کے الفاظ ہیں۔ کنا نقتدی بابی بکر و ابو بکر کان یقتدی برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی ہمارے امام ابو بکر صدیق تھے اور ان کے امام تھے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔ اب الملفوظ کی عبارت کا مطلب واضح ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نماز پڑھائی اور میں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس پر حمد الٰہی بجالائے الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔

ہم مصنّف دھاکہ سے عرض کریں گے۔

دوسروں کے عیب بیشک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

شیخ الاسلام نمبر صہ۱۶۳ پر لکھا ہے۔ "جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصلّیوں کا مجمع بڑا ہے۔ مصلّیوں نے فقیر سے فرمائش کی کہ تم حضرت خلیل اللہ سے سفارش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمائیں فقیر نے جرأت کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا حسین احمد (مدنی) (صدر مدرسہ دیوبند) کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا فرمائی فقیر بھی مقتدیوں میں شامل تھا۔ فالحمد علی ذالک حمدًا کثیرًا کثیرًا حضرت ابراہیم علیہ السلام ضعیف العمر تھے ریش مبارک سفید تھی۔"

اب مصنّف دھاکہ بتائے وہ اپنے گھر کی بات ہمارے ذمہ کیوں لگاتا ہے مولانا

حسین احمد (مدنی) صدر مدرسہ دیوبند امام تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مقتدی تھے۔ یہ بات تو آپ کے اپنے اکابر سے ثابت ہے باقی رہا حضرت برکات احمد علیہ الرحمۃ کی قبر سے روضہ انور جیسی خوشبو آنا تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت برکات احمد صاحب مرحوم کی خوشبو حضور جیسی ہے بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے وقت وہ خوشبو تھی سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔

تعجب ہے کہ خود تو نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنے کو بھی گستاخی نہ سمجھیں۔ لیکن یہاں ایک بات گھڑ کر بریلویوں کے ذمہ لگا کر معاذ اللہ کے ساتھ کہتے ہیں۔ برکات احمد کی خوشبو بلا مبالغہ حضور جیسی تھی۔ اس ڈھٹائی اور سینہ زوری کا بھی کوئی ٹھکانہ ہے۔

اوّل و آخر ہیر پھیر

جوڑ توڑ کے نانوتوی کھلاڑی کی معنوی اولاد کسی جگہ بھی جوڑ توڑ سے باز نہیں آتی اور کچھ نہیں تو "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے میاں کہنے کی گستاخی" کا عنوان جما کر لکھتا ہے مولانا احمد رضا خاں کے ہاں میاں کا لفظ کوئی اچھا لفظ نہیں ہے وہ اسے پسند نہیں کرتے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ اچھے میاں کا لفظ برملا استعمال کرتے ہیں۔

نامہ سے رضا کے اب مٹ جاؤ برے کاموں
دیکھو میرے پلہ میں وہ اچھے میاں آیا

(حدائق بخشش حصہ اوّل ص۱۹)

اعلیٰحضرت نے فرمایا میاں کے ایک معنی مولیٰ کے ہیں دوسرے معنی شوہر کے اور تیسرے معنی (زنانیہ) کا دلال ہیں۔ (سوانحیات اعلیٰحضرت ص۱۳ و ملفوظات ص۱۱۵)

دھماکہ ص۱۸۴ اولاً تو کیا ہی کم بے وقوفی تھی کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا پہلا شعر غلط نقل کیا۔ پہلے شعر کے مصرعہ اوّل کا موہے کاموں نہیں ہے اور مصرعہ ثانی میں دیکھو میرے پلہ پر ہے پلہ میں نہیں ہے۔ ثانیاً یہ کہ امام اہلسنت قدس سرہ کے یہ دونوں ہی شعر اپنے جد طریقت سیدنا شاہ آل احمد عرف حضرت اچھے میاں علیہ الرحمۃ

کی مدح میں ہیں اور یہ بات اس حدائق بخشش حصہ سوم ص۹۹ سے بھی ثابت ہو سکتی تھی۔ جس کے حوالے دھماکہ کے ص۸۵ و ص۹۵ پر سینہ تان کر نقل کر رہا ہے یہ کتنی بڑی حماقت ہے کہ حضرت سیدنا شاہ آل احمد عرف اچھے میاں علیہ الرحمۃ کی منقبت کے اشعار کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں سمجھا جائے اور میاں نہ کہنے کا وہ حکم جو اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے اس کا اطلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر چپکا دیا جائے اللہ تعالیٰ تو شوہر ہونے سے پاک ہے اس کے لئے میاں نہ کہا جائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے شوہر ہیں۔ میاں کہنا غلط نہ ہوگا۔ مگر ان دونوں باتوں میں کچھ فرق نہیں سمجھتا۔ کوئی گنجائش ہو یا نہ ہو اس کو تو اعتراض کرنا ہے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام صیاد آگیا

کی پھبتی اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ پر کسنے کی بجائے خود اپنے آپ سے کہے۔

اے اشک ڈوب مر تری تاثیر دیکھ لی
الٹی ہنسی اڑی مری چشم پُرآب کی

چھوٹا منہ بڑی بات ٹھوکریں لوٹھ کے بعد خود کھا رہا ہے پاؤں زلف میں الجھے کی پھبتی امام اہلسنت پر کستا ہے۔

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

حضور کو بابا کہنے کی گستاخی

چونکہ مصنف دھماکہ کو اپنے نامۂ اعمال کی طرح دھماکہ کے صفحات بھی محض سیاہ کرنے تھے۔ اس لئے ایک پنجابی محاورہ پڑھا ڈپٹ کمہار دلتے سولہ دونی آٹھ کے مصداق اعلیٰحضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کو اپنی خانہ ساز شریعت کے اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بابا کہنے کی گستاخی کا مرتکب ٹھہراتا ہوا لکھتا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی ایک مقام پر حضرت غوث پاک کو مخاطب

کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ع
کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

ع
ترے بابا کا پھر تیرا کرم ہے
یہ منہ ورنہ کس قابل ہے یا غوث (حدائق حصّہ دوم ص۱۳)

ع
سید الانبیاء رسول اللہ
تیرا بابا ہے احمد نوری

(حدائق حصّہ دوم صفحہ ندارد ودھماکہ ص۱۰۹)

اوّل تو ہم مصنّف دھماکہ کو ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے اگر وہ تیسرا شعر ؎ سید الانبیاء رسول اللہ — تیرا بابا ہے احمد نوری حدائق بخشش حصّہ دوم میں دکھادے۔

دوم مزید ایک ہزار اس پر پیش کریں گے وہ یہ ثابت کردے کہ یہ شعر غوث پاک قدس سرّہ کی مدح میں ہے کیونکہ وہ خود لکھ چکا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی ایک مقام پر حضرت غوث پاک کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ تو آپ نے اس اس دعویٰ کو ثابت کرکے مزید ایک ہزار روپیہ انعام حاصل کرے۔ حالانکہ تیسرے شعر کا مصرعہ ثانی "تیرا بابا ہے احمد نوری" خود بتا رہا ہے کہ یہ شعر سید ناشاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ کی مدح میں ہے۔ مگر مصنّف دھماکہ کی بدحواسی اس کو کچھ سوجھنے نہیں دیتی۔ معلوم ہوتا ہے دماغ میں دیوبند ہے۔ باقی رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غوث پاک قدس سرّہ کا بابا کہنا اور اس کا گستاخی ہونا تعجب ہے کہ یہ خود تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی اور بشر کہنے میں بھی گستاخی نہ سمجھیں اور اعلیٰحضرت قدس سرّہٗ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرکار غوث پاک قدس سرّہ کو بابا کہہ کر معاذ اللہ گستاخ ہوگئے۔

تقویۃ الایمان میں ہے انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے سو اس

کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔

"انبیاء و اولیاء امام زادہ پیر شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز ہمارے بھائی (تقویۃ الایمان ص۲۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بابا کہنے کی گستاخی قرار دے کر مصنّف دھماکہ نے اپنا رُخ تبدیل کیا ہے۔ کیونکہ آج تک دیوبندی علماء یہ کہتے آئے ہیں کہ بریلوی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حد سے بڑھاتے ہیں۔ خدائی اختیار دیتے ہیں جیسا کہ خود مصنّف دھماکہ نے بھی صفحہ ۳۸، ۳۹ اور دیگر صفحات پر لکھا ہے۔ لیکن اب مصنّف دھماکہ کہتا ہے کہ گستاخی کر رہے ہیں۔ اس کا مقصد بہر عنوان علماء اہلسنّت مورد الزام ٹھہرانا ہے۔ کبھی کہتا ہے حد سے بڑھاتے ہیں انبیاء رسل علیہم السلام اور بزرگوں میں خدائی اختیار مانتے ہیں کبھی کہتا ہے گستاخی کرتے ہیں اب اس بھلے آدمی سے کون پوچھے کہ جو بریلوی اتنی تعظیم کرتے ہیں وہ گستاخی کیونکر کر سکتے ہیں یہ الزام دیتے ہوئے کچھ تو حیا کرو۔ پھر اگر لفظ بابا واقعی گستاخی ہے تو اپنے حکیم الامت تھانوی کو کیا کہو گے جس نے ایک ولی کامل کو بابا محمد سماسی لکھا۔ (دجال الاولیاء ص۳۲)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں

مصنّف دھماکہ نے ص۱۰۹ پر حضور کو حضرت غوث پاک کی نصیحت سُنانے کے لئے لانا کی گستاخانہ سرخی جما کر لکھا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب کا عقیدہ تھا کہ حضرت غوث پاک کا مرتبہ اتنا اونچا اور بلند ہے کہ خود حضور بھی آپ کی پند و نصائح کی مجلس میں حاضری دیتے تھے (معاذ اللہ)، بریلوی مذہب کے بانی لکھتے ہیں۔

ع
ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں
وہ تیری وعظ کی مجلس ہے یا غوث (حدائق حصّہ دوم ص۷)

اس کے بعد اس کی من گھڑت گستاخانہ تشریح ہے، ہم جواب سے پہلے یہ بتادینا چاہتے ہیں کہ مصنّف دھماکہ نے جو سرخی جمائی ہے۔ وہ بھی گستاخانہ ہے کہ اس میں حضور

پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت غوث پاک قدس سرہ کو اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے بڑھا دیا ہے۔ کیونکہ مصنف نے لکھا ہے حضور کو حضرت غوث پاک کی نصیحت سنانے کے لئے لانا حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تو صرف حضور لکھا ہے اور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو حضرت غوث پاک لکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی پاک یا کم از کم حضور پاک لکھنے کی بھی توفیق نہیں ہوئی اور پھر یہ لانا بتا رہا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کی طاقت گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے تو مصنف دھماکہ اپنے معیار سے ثابت ہوا کہ اُس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو حضرت غوث پاک کہہ کر خود بھی حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے غوث پاک کو بڑھا دیا۔ یہ گستاخانہ سُرخی مصنف دھماکہ کی آوارگیِ فکر کی آئینہ دار ہے۔ باقی رہا شعر تو ہم یہ بھی بتا دیں کہ مصرع ثانی میں مصنف دھماکہ نے اپنے رافضیانہ نظریات کے خمار میں محفل کا مجلس کر دیا ہے۔ حالانکہ مصرعہ یوں ہے۔

گ وہ تری وعظ کی محفل ہے یا غوث (رضی اللہ عنہ)

باقی رہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یا حضرات مرسلین کرام کا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی محفل وعظ میں تشریف لانا تو اس کو حاضری دینے اور نصیحت حاصل کرنے پر کوئی دیوبندی گستاخ ہی محمول کرے گا۔ کیونکہ جب بھی حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام یا سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی نیازمند غلام امتی کے پاس تشریف لے جائیں تو حاضر ہونا نہیں کہا جائیگا اور نہ یہ کہا جائے گا کہ وہ نصیحت حاصل کرنے یا فیوض و برکات حاصل کرتے جاتے ہیں بلکہ یوں کہا جائے کہ وہ فیوض و برکات پہنچانے فیض یاب فرمانے تشریف لائے۔ اور پھر جس واقعہ کو سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت قدس سرہ نے منظوم فرمایا وہ شیخ محقق علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی کتاب زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار صد۶۲ میں مذکور ہے لکھا ہے "مشائخ نے اس بیان کی وضاحت کی ہے کہ شیخ قدوۃ ابی سعید قیلوی

رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں چند انبیاء اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار جناب غوث اعظم کی مجلس وعظ میں تشریف فرما دیکھ چکا ہوں"۔

تشریف فرما ہونا اور بات حاضر ہونا نصیحت حاصل کرنا اور لانا اور بات ہے۔ معلوم نہیں ان کا ناپاک ذہن گستاخی کی طرف کیوں لپکتا ہے۔ بتائیے اس میں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا کیا قصور ہے۔ نقل کرنے والے ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ راوی ہیں شیخ قدوۃ ابی سعید اور الزام تراشی ہو رہی ہے اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ کہاں کا انصاف ہے۔؟

مصنف دھماکہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو غوث اعظم کی محفل وعظ میں تشریف فرما ہونے میں تو گستاخی نظر آئی لیکن اس کو کیا کہیئے کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دبراہین قاطعہ صد۲۶ پر لکھتے ہیں: "ایک دیوبندی صالح فخر عالم کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو اردو زبان کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا جب سے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا۔ ہم کو یہ زبان آگئی"۔

مصنف دھماکہ میں اگر دیانت کی رتی ہے تو وہ بتائے کہ اس ناپاک عبارت میں یہ ہے یا نہیں کہ معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوبند مدرسہ کے فیض سے اردو زبان آگئی اور معاذ اللہ آپ نے دیوبندی علماء سے سیکھی کیونکہ مدرسہ کی عمارت تو اردو بولتی نہیں لازماً انبیٹھوی صاحب کا یہ نظریہ ہے کہ معاذ اللہ اردو زبان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء دیوبند سے سیکھی۔ بتائیے اس میں گستاخی ہے یا نہیں۔؟

معاذ اللہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم او صحابہ کا نانوتوی کو لینے کے لیے آنا!

(دارالعلوم دیوبند) کے ایک طالب علم مولوی احمد اللہ نامی جو نجیب آباد کے

رہنے والے تھے۔ انہوں نے جمعرات ہی کے دن چند گھنٹے پہلے خواب میں دیکھا۔ مدرسہ دیوبند کے احاطہ میں ایک مکلّف مکان ہے۔ جس کے اندر ایک مرصع کرسی بچھی ہوئی ہے۔ اس پر سرورِ کائنات خاتم المرسلین رحمۃ اللعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں اور آپ کے اردگرد آپ کے خلفاء اربعہ راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کھڑے ہیں دوسری طرف ان کو فرشتوں کا گروہ بھی نظر آیا مولوی احمد اللہ نے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ کیسے تشریف آوری ہوئی جواب میں ارشاد ہوا۔ "مولوی محمد قاسم صاحب کو لینے آیا ہوں"

(سوانح قاسمی صہ۱۲ جلد ۳)

حضور غوث پاک کی محفل وعظ میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضیاب فرمانے کے لئے تشریف لانا تو دیوبندیت کی ننھی سی جان کے لئے باعث اضطراب تھا لیکن بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کو مرتے وقت حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور فرشتگان علیہم السلام کا آنا اور صحابہ کرام کا کھڑے رہنا باعث سکونِ قلب ہے یہاں کوئی بے ادبی گستاخی نظر نہیں آتی۔ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی مولوی احمد اللہ کا خواب جاری ہے کہتے ہیں۔ "سامنے ایک پلنگ پر سوار دیکھا کہ مولانا آئے" (مولانا نانوتوی پلنگ پر سوار ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کھڑے ہیں۔ بے ادب گستاخ نانوتوی کو شرم نہ آئی) اس کے بعد مولوی احمد اللہ کو جو کچھ دکھایا گیا ان ہی کے الفاظ میں سنئے کہتے تھے میں نے دیکھا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مولانا (نانوتوی) کی پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے فرما رہے ہیں۔ اے حبیبؐ آنے میں کیا دیر ہے"

(سوانح قاسمی صہ۱۲ جلد ۳)

گویا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے حبیب اور مولوی قاسم نانوتوی اللہ کے حبیب کے حبیب یہ منہ اور مسور کی دال یہ ہے دیوبندی دھرم کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غوث اعظم کی محفل وعظ میں ترغیب پہنچانے کے لئے تشریف لے

جانا بھی ناممکن اور مضحکہ و تمسخر کا باعث لیکن مولوی نانوتوی صاحب کو مرتے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لینے کے لئے آنا عین ایمان۔ گویا سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے مولوی قاسم نانوتوی کا مرتبہ بہت زیادہ ہے (معاذ اللہ) جب یہ سب کچھ صحیح ہے تو پھر اعلیٰحضرت قدس سرہ کے اس شعر پر کیا اعتراض ہے کہ

خوباں چوں گل بوعظ عبد القادر
اعیان رسل بوعظ عبد القادر

یعنی پھول جیسے محبوب اور جلیل القدر رسول حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی محفل وعظ میں رونق افروز ہوتے ہیں۔ بتائیے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی محفل وعظ میں سرکار دو عالمؐ کے رونق افروز ہونے میں کون سی شرعی قباحت ہے۔؟ کیا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مرتبہ (معاذ اللہ) مولوی قاسم نانوتوی جتنا بھی نہیں۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کو پیغمبر پر فضیلت کا افتراء

مصنف دھماکہ میں کوئی بات سمجھنے کی تو اہلیت ہے نہیں کتاب میں جو کچھ پڑھتا ہے اس کے اوّل و آخر پر غور کئے بغیر اعتراض بازی شروع کر دیتا ہے۔ صہ۵ پر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کو پیغمبر پر فضیلت دینا کی سرخی کے تحت حدائق بخشش حصہ سوم صہ۴۲ سے ایک شعر نقل کرتا ہے۔

روئے یوسف سے فزوں تر حسن روئے شہ ہے
پشت آئینہ نہ ہو انسب از روئے آئینہ

اوّل تو حدائق بخشش حصہ سوم ہمارے لئے معتبر نہیں نہ یہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی حیات میں شائع ہوئی نہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے شہزادگان میں سے کسی نے شائع فرمائی۔ دوم یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ شعر سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نہیں بلکہ حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفیع میں ہے جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ اس نظم کا پہلا شعر یہ ہے۔

ہے بجا مہر و قمر پہ ناز روئے آئینہ
چاند طیبہ کا ہے روشن ساز روئے آئینہ

بتایئے چاند طیبہ کا کون ہے سیدنا شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یا حضور پر نور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہے طیبہ (مدینہ) کا چاند حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مصنف دھماکہ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی بزرگ کو پیغمبر پر فضیلت دینا بریلوی مذہب سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ البتہ دیوبندیوں کے ہاں ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو۔ دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب نے دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرنے پر جو مرثیہ شائع کیا تھا اس میں ہے۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی (ص۱)
مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو
چھپا چاہ لحد میں وائے قسمت ماہ کنعانی (مرثیہ ص۵)
زباں پر اہل ہوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی! (مرثیہ ص۶)
جہاں تھا آپ کا ثانی وہیں جا پہنچے خود حضرت
کہیں کیونکر بھلا کس منہ سے مولانا تھے لاثانی
مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا!
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم!

پہلے شعر میں مولوی رشید احمد گنگوہی کے کالے غلاموں کو سیدنا یوسف علیہ السلام کا ثانی کہا۔ دوسرے شعر میں مولوی رشید احمد کو مسیحائے زماں اور ماہ کنعاں

قرار دیا اور تیسرے شعر میں مولوی رشید احمد کو بانیٔ اسلام حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی بتایا اور چوتھے شعر میں مولوی رشید میں مولوی رشید احمد کو ابن مریم عیسیٰ علیہ السلام سے بھی بڑھا دیا۔ لیکن مصنف دھماکہ اپنے اکابر کی سیاہ بختیوں پر تو نظر ڈالتا نہیں اور گھر کی خبر لئے بغیر امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر ڈھٹائی کے ساتھ افترا کر رہا ہے۔ باقی یہ بھی سنتے جایئے کہ حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن مبارک حضرت یوسف علیہ السلام سے فزوں تر ہے یا نہیں۔؟

تو مولوی قاسم نانوتوی صاحب کہتے ہیں۔

جمال کو تیرے کب پہنچے حسن یوسف کا
وہ دلربائے زلیخا تو شاہد ستار

حضرت یحییٰ منیری کو پیغمبر پر فضیلت کا افترا

مصنف دھماکہ ص۸۵

ہی پر حضرت یحییٰ منیری کو پیغمبر پر فضیلت دینا کے زیر عنوان سوانح اعلیٰحضرت ص۲۴۳ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے اور اس سے حضرت یحییٰ منیری کو پیغمبر پر فضیلت دینا قرار دیا ہے لکھتا ہے "حضرت یحییٰ منیری کا ایک سچا مرید دریا میں ڈوبنے لگا امداد کے لئے اپنے پیر کو یاد کیا اتنے میں ایک صاحب آئے اور کہنے لگے کہ لاؤ ہاتھ میں نکال لوں مرید نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں خضر علیہ السلام ہوں۔ اس مرید نے کہا ڈوب جانا بہتر ہے۔ مگر جو ہاتھ یحییٰ منیری کے ہاتھ میں جا چکا ہے کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں جائے گا ابھی مرید کا یہ جملہ پورا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور یحییٰ منیری موجود تھے۔ فرمانے لگے شاباش ایک مرید کو اپنے پیر کا اتنا ہی پکا معتقد ہونا چاہیئے اور ہاتھ پکڑ کر دریا سے پار کر دیا" یہ واقعہ ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ سوم ص۲۸ سے نقل کیا ہے اس پر ہماری جوابی گذارش یہ ہے کہ اولاً تو یہ واقعہ حضرت یحییٰ منیری اور ان کے مرید کا ہے۔ اس کی زد براہ

راست حضرت یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ پر پڑتی ہے۔ ثانیاً عرض یہ ہے کہ اگر حضرت یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ کا وہ مرید حضرت خضر علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ لیتا تو اعتراض مصنف دھماکہ نے پھر بھی کرنا تھا اور سرخی یوں جمتی کہ اللہ تعالیٰ پر پیغمبر کو فضیلت دینا۔ اس مرید نے اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے نہیں پکارا یا اس خالق ومالک کی امداد کا انتظار نہ کیا اور خضر علیہ السلام کی امداد قبول کر کے مشرک ہو گیا جیسا کہ اس واقعہ سے تھوڑا ہی آگے لکھا ہے۔

حضرت جنید بغدادی کو اللہ تعالیٰ پر فضیلت دینا

اس عنوان کے تحت بھی مصنف دھماکہ نے ملفوظات ص۱۰۱۔ جلد ۱ کے حوالے سے لکھا ہے۔ کہ

”فرمایا جنید جنید کہتا چلا آ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا کے پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا حضرت میں چلا۔ فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید۔ جب کہا دریا پار ہوا۔“

جعلسازی کا طلسم چاک

اس واقعہ کے نقل کرنے میں مصنف دھماکہ نے حضرت جنید بغدادی کو اللہ تعالیٰ پر فضیلت دینا کا دھماکہ خیز عنوان تو جما دیا اور اس کا الزام بھی اعلیٰحضرت پر تھوپ دیا لیکن اپنی کٹتی ہوئی ناک کو بچانے کے لئے ابتداء عبارت کے وہ الفاظ کھا گیا جس سے اس کی جعلسازی کا طلسم چاک ہوتا تھا۔ وہ الفاظ یہ ہیں۔ سیدی اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ ملفوظات میں اس طرح شروع فرماتے ہیں ”غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے بعد کو ایک شخص

آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی۔ کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا عرض کی میں کس طرح آؤں۔ فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ الخ مصنف دھماکہ نے ان الفاظ کو اپنی جعلسازی کے خلاف سمجھتے ہوئے نظر انداز کر دیا۔ حالانکہ یہ واقعہ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں موجود ہے۔ اگر ہم نہ دکھا سکیں تو ایک ہزار روپیہ انعام یا مصنف دھماکہ اپنا منہ کالا کر کے اپنے شہر کا ایک چکر لگائے اور جو کوئی وجہ پوچھے تو صاف بتا دے کہ میں نے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر افترا کیا تھا۔ یہ سزا میں بخوشی قبول کرتا ہوں۔

دیوبندی حکیم الامت کے اُستاد کی شہادت

اب ہم مصنفِ دھماکہ کی ضیافت طبع کے لئے مذکرہ بالا ہر دو واقعات سے بڑھ کر دھماکہ خیز واقعہ اس کے اپنے حکیم الامت کے ملفوظات سے پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو لکھتے ہیں۔

”میں نے طالب علمی کے زمانہ میں کسی کتاب میں دیکھا کہ ایک پیر نے مرید سے پوچھا کہ تم خدا کو جانتے ہو۔ مرید نے کہا میں خدا کو کیا جانوں میں تو تم کو جانوں مجھ کو اس پر بڑا غصہ آیا کہ بڑا ہی جاہل اور ایمان سے دور تھا میں نے یہ قصہ اپنے استاد مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی سے عرض کیا کہ حضرت ایسے ایسے بھی جاہل ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ کیا تم خدا کو جانتے ہو تب میری آنکھیں کھلیں فرمایا کہ میاں کسی اللہ والے ہی کو پہچان لے یہ ہی بڑی نعمت ہے۔“

(الافاضات الیومیہ جلد چہارم ص۹۲)

دیوبندی حکیم الامت کے پیرو مرشد کی شہادت

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی کے پیرو

مرشد ہیں۔ جناب حاجی امداد اللہ صاحب وہ فرماتے ہیں۔

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈبا دو یا ترا دو یا رسول اللہ! (گلزار معرفت ص)

اب مصنف دھماکہ کو چاہیئے کہ وہ اپنے حکیم الامت کے استاذ مولانا محمد یعقوب صاحب اور پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب پر بھی علی الترتیب پیر کو خدا تعالیٰ پر فضیلت دینا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ پر فضیلت دینے کا فتویٰ صادر فرمائے۔ اور اہل انصاف سے واویلہ ورنہ کیا ہے اگر یہی بات اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہی ہوتی تو آپ نے آسمان سر پہ اٹھا لیا ہوتا۔

مصنف دھماکہ کی چونکہ الٹی مت کھوپڑی ہے اس لئے وہ سیدھی بات ماننے یا سیدھی بات کرنے کو تیار نہیں ہم اس کی معلومات میں اضافہ کے لئے ایک ایسا حوالہ پیش کر رہے ہیں جو اس کے انداز فکر کے مطابق حضرت امام غزالی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت دینا ہے۔

شمائم امدادیہ اور خدام الدین مصنفِ دھماکہ
کی جہالت کی زد میں

اکابر علماء دیوبند کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب شمائم امدادیہ ص اور ہفت روزہ خدام الدین لاہور مطابق ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء شیخ التفسیر نمبر ۲۳ پر ہے۔ شب معراج کو جب آنحضرت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقی ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استفسار کیا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ جو آپ نے کہا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی حاضر ہوئے اور سلام باضافۂ الفاظ برکاتہ و مغفرتہ وغیرہ عرض کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا یہ طوالت بزرگوں کے سامنے کرتے ہو آپ (امام غزالی)

نے عرض کیا کہ آپ سے حق تعالیٰ نے صرف اس قدر پوچھا۔ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَا مُوْسٰى۔ تو آپ نے کیوں جواب میں اتنا طول دیا کہ۔ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى۔ کہ یہ میرا عصا ہے اس سے میں بکریاں چراتا ہوں پتے جھاڑتا ہوں اور ٹیک لگاتا ہوں وغیرہ وغیرہ آپ نے اتنا لمبا جواب کیوں دیا تھا۔؟ حضرت موسیٰ نے فرمایا خدا سے ہمکلامی میں لطف آیا تھا۔ اس لئے سلسلۂ کلام دراز کیا۔ امام غزالی نے کہا مجھے بھی کلیم اللہ سے ہمکلامی میں لطف آیا ہے اس لئے کلام کو لمبا کیا۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ خاموش ہوگئے۔

ملخصاً شمائم امدادیہ و خدام الدین لاہور۔ شیخ التفسیر نمبر۔

اب مصنف دھماکہ کو چاہیئے کہ دیانت کا تقاضہ یہ ہے شمائم امدادیہ اور خدام الدین پر بھی حجۃ الاسلام امام غزالی کو حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ سے بڑھانے کا فتویٰ دے۔

حضور کی ختمِ نبوت کا انکار

یہ عنوان ہمارا قائم کردہ نہیں بلکہ مصنف دھماکہ نے خود ص۲۵ پر یہ عنوان قائم کیا ہے۔ اس کے ذیل میں وہ سیدی اعلیحضرت قدس سرہ العزیز کے چند اشعار سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ معاذ اللہ آپ ختم نبوت کے منکر تھے۔ حالانکہ یہ خود ص۱۳ پہ منکرین ختم نبوت قادیانیوں وغیرہ پر اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ کفر نقل کر چکا ہے۔ دنیا جانتی ہے مشرق و مغرب کے منکرین ختم نبوت قادیانی ہوں یا نانوتوی اعلیحضرت کی ضربات قاہرہ سے تڑپ رہے ہیں۔ مسئلہ ختم نبوت پر امام اہلسنت کے دلائل قاہرہ ملاحظہ کرتے ہوں تو آپ کی تصانیف جلیلہ میں سے بالخصوص جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ اور السوء والعقاب علی المسیح الکذاب۔ اور رسالہ جلیلہ حسام الحرمین شریف ملاحظہ کرتے ہوں جن سے ایک دنیا استفادہ کر رہی ہے۔ منکرین ختم نبوت کے گروہوں خواہ قادیانی ہوں یا نانوتوی یا تھانوی اور آج تک ان کی ذریت سے ان کا جواب نہ بن پڑا۔ اور نہ ان شاء اللہ العزیز تا قیام قیامت بن سکتا ہے۔ مصنف دھماکہ نے اپنے اکابر کے سر سے یہ الزام اتارنے کے لئے کالے کو کالا کہنے والے کو بھینگا کانا کہنا شروع کر

دیا ہے تاکہ کانے کو کوئی کانا نہ کہے۔ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے جن اشعار سے اس نے اپنی بے ایمانی کا مظاہرہ کیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے ان کے جوابات سے پیشتر اکابر دیو بند کا ختم نبوت کے متعلق عقیدہ معلوم کر لیا جائے۔

اکابر دیوبند اور ختم نبوت

ذیل میں ہم اکابر دیو بند میں ان چوٹی کے حضرات کا ختم نبوت کے متعلق عقائد کا ایک خاکہ پیش کرتے ہیں جن کی شخصیات مسلم و مستند ہیں اور اُن کے پایہ کا آج دیو بندیوں میں کوئی بھی عالم نہیں ہے۔

نانوتوی صاحب

یہ صاحب بانی مدرسہ دیو بند ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔

"سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیا ء سابق زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پہ روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔" (تحذیر الناس صہ ۵-۶)

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا (تحذیر الناس صہ ۳۴)

یہی مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے۔ ملاحظہ ہو احمدیہ پاکٹ بک صہ ۳۵۷ و صہ ۳۵۸ و دیگر قادیانیہ مرزا قادیانی دجال نے بانی مدرسہ دیو بند کی ان ہی دونوں عبارتوں کو اپنی نام نہاد نبوت کے دعوٰی کی دلیل بنایا ہے جبکہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی کسی کتاب کا حوالہ تو کجا مرزا قادیانی کو ان کا نام لینے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اب مصنف دھاکہ یہ چاہتا ہے کہ قادیانی اخبارات و رسائل۔ الفرقان الفضل وغیرہ۔ اکابر دیو بند بالخصوص نانوتوی صاحب کی کتب کو اپنی نام نہاد نبوت کے دعوٰی کی دلیل بناتے ہیں کہیں لوگ قادیانیوں کے بعد دیو بندیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ نہ شروع کر دیں لہٰذا اس نے بلا دلیل و ثبوت اپنی ہمنوائی میں بریلویوں کو گھسیٹنا شروع کر دیا اور

بالکل ہی بے موقع و بے محل اشعار نقل کر کے اپنی دیانت و حیا کا خون کیا اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ ہم دیو بندیوں نے تو ختم نبوت کے جدید معنی گھڑ کر لٹیا ڈبوئی ہے جو ختم نبوت کے حقیقی محافظ پاسباں ہیں۔ ان کو اس میں دھکے سے شامل کر کے کیوں مرزائیت کے ہاتھ مضبوط کیے۔ مگر نہیں چونکہ اس کو مرزائیت کا مفاد عزیز ہے۔ نانوتوی کے بڑے بھائی کی نام نہاد نبوت کے لئے راہ ہموار کرنی تھی اس لئے یہ سب کچھ کیا اور حتیٰ کہ صہ ۵۲ پر حضورؐ کی ختم نبوت کا انکار کا عنوان جما کر مرزائیت کی مزید تائید کی حضورؐ کی ختم نبوت کا کیا مطلب۔؟ اس کا مطلب تو یہ ہو گا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی ختم نبوت۔ موسیٰ علیہ السلام کی ختم نبوت۔ ابراہیم علیہ السلام کی ختم نبوت۔ آدم علیہ السلام کی ختم نبوت بھی کہہ سکتے ہیں۔ اگر مصنف دھاکہ کو مرزائیت کا مفاد عزیز نہ ہوتا تو یہ مطلقاً ختم نبوت کا لفظ استعمال نہ کرتا۔ مصنف دھاکہ کی اس سرخی کی روشنی میں یہ معنیٰ بالکل جدید اور قادیانیت کی مزید تائید ہے۔ کیونکہ یہ حضورؐ کی ختم نبوت کا قائل ہے نبوت ختم ہونے کا قائل نہیں۔ لہٰذا قادیانی اس کی تصریح کی روشنی میں اس کے شکریہ کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بعینٖہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہی ختم ہوئی ہے۔ مطلقاً تو نبوت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ یہ سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنّت رضی اللہ عنہ کی زندہ و تابندہ کرامت ہے جو بدگو کو کھینچ تانی سے آپ کے اشعار کو غلط رنگ دے کر ختم نبوت کا انکار آپ کے سر تھوپنا چاہتا تھا۔ وہ بدبخت اپنے جال میں خود پھنس گیا اور خود سرخی لکھ گیا۔ حضورؐ کی ختم نبوت دھاکہ صہ ۵۲

> الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
> لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اور کیوں ایسا نہ ہو جبکہ تھانوی اور لاہوری کی طرف سے انہیں ختم نبوت کے باب میں آوارگیٔ فکر حاصل ہے۔ ملاحظہ ہو۔

تھانوی صاحب

دیو بندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب کے ایک مرید کہتے ہیں "کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا

ہوں کہ کلمہ شریف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ محمد رسول اللہ کی جگہ حضور مولوی (اشرف علی) کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشرف علی نکل جاتا ہے کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی کہتا ہوں۔ اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی

اس کا جواب مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے یہ دیکر عقیدہ ختم نبوت پر زبردست کلہاڑی چلائی کہ "اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالیٰ متبع سنت ہے"۔

(رسالہ الامداد ۸ صفر ۱۳۳۶ھ)[1]

مولوی احمد علی لاہوری

سنیئے مولوی عامر عثمانی مدیر تجلی دیوبند لکھتے ہیں دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری رقمطراز ہیں "مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے لیکن میں نے ان کی کشید کسلی ادریہ نبوت اب مجھے وحی کی منفعتوں سے نواز رہی ہے"

(ماہنامہ "تجلی" دیوبند جنوری ۱۹۵۷ء)

پیغمبرانہ صحبت

کاش ہم حمال نصیب حضرت قطب الاقطاب (مولوی احمد علی لاہوری) کی پیغمبرانہ صحبت سے مستفید ہوتے۔

(خدام الدین لاہور ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء ص۵)

کوئی بتلائے کہ ہم بتائیں کیا!
دیوبندی ختم نبوت کے منکر خود ہیں
اور خواہ مخواہ اس میں بریلویوں کو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں۔

☆

[1] یہ رسالہ الامداد مکتبہ فریدیہ سے طلب فرمائیں قیمت ۵/-

اعلیحضرت کے اشعار کے من گھڑت مفہوم

مصنف دھاکہ نے ص۵۲ پر ختم نبوت کا انکار ثابت کرنے کے لئے آنکھیں بند کر کے اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کا یہ شعر نقل کیا

انجام دے آغاز رسالت باشد
اینک گو ہم تابع عبدالقادر (حدائق دوم ص۲۷)

بتائیے اس میں یہ کہاں اور کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ "مولانا احمد رضا خاں کہتے ہیں کہ حضور کے بعد نبوت صرف ا۲ھ تک بند ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی وفات کے بعد رسالت کا پھر آغاز ہوگا اور جو رسول آئے گا وہ پہلے مقامات ولایت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا تابع ہوگا۔ یعنی قادری ہوگا" اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے اس شعر کا یہ اندھا مفہوم دیوبندیت ہی کے شایان شان ہے ورنہ اس شعر شریف کا صاف اور سیدھا مفہوم یہ ہے جو اوپر سے نیچے کو نہیں بلکہ نیچے سے اوپر کو ہے یعنی جہاں مقام غوثیت کا انجام ہے اس کے اوپر دور رسالت کا آغاز ہے بعد میں دور رسالت کا آغاز نہیں ہے۔ یعنی سیدنا عبدالقادر دور رسالت کے تابع ہیں اور اپنے بعد آنے والے اولیاء کے آقا ہیں جیسا کہ اس کی تفصیل اردو میں ایک دوسری جگہ یوں ہے۔

صحابیت ہوئی پھر تابعیت
بس آگے قادری منزل ہے یا غوث (رضی اللہ عنہ)

اب بدماغ مصنف دھاکہ تو یہی کہے گا کہ تابعیت کے بعد صحابیت اور صحابیت سے آگے (یعنی اوپر) قادری منزل ہے۔ حالانکہ کوئی صحیح الدماغ کلام اعلیحضرت سے الٹا مفہوم اخذ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح۔

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

میں کون سے لفظ کا یہ ذلیل معنیٰ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعتبار

سے رسالت کا دروازہ بند کیا اور ایک اعتبار سے کھولا کر ۱۲۹۶ھ کے بعد اس
امت میں قادری سلسلے کے کسی شخص کو نبوت ملے گی (دھماکہ صد۴۷) لکھتا ہے
مولانا احمد رضا خاں صاحب نے جو دروازہ اپنے لئے کھولا تھا۔ اس میں دفعتاً مرزا
احمد داخل ہو گئے۔ اعلحضرت کے لئے اب کوئی گنجائش نہ رہی آپ کچھ پیرو
مجبور ہوئے کہ آپ کو صرف مجدد ہی قرار دیں۔ لاہوری مرزائیوں نے بھی یہی مناسب
سمجھا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد کے درجہ تک رکھیں۔ مصنف دھماکہ کو معلوم ہو
کہ دروازہ تو کھولا تھا نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند نے تحذیر الناس کے ذریعہ
اور گھس گیا اس میں قادیانی کذاب اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْرَفْ عَلِيٌّ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
پڑھنے والے حکیم الامت منہ دیکھتے رہ گئے۔ پھر دیوبندیوں نے تھانوی کو مجبوراً
مجدد دہر قرار دیا۔ باقی رہے لاہوری اگر وہ مرزا قادیانی کذاب کو مجدد مانتے ہیں تو آپ
ان کی ملالی یا ترجمانی ہزار بار کریں۔ یہ آپ کا حق ہے جیسا کہ آپ نے خود بتایا کہ لاہوری
مرزائی بھی دیوبندی حکیم الامت تھانوی کی طرح غلام قادیانی کو مجدد ہی مانتے ہیں اچھا
ہوا دو ہم عقیدہ جعلی مجدد ہو گئے اور مسلمانوں کو ان کے پہچاننے میں آسانی ہو گئی جہاں
تک اعلحضرت کی ذات گرامی کا تعلق ہے۔ ان کو صرف ان کے پیروکار مریدوں اور
شاگردوں نے نہیں بلکہ عرب و عجم کے جلیل القدر اکابر علماء و مشائخ نے صحیح اور کامل
مجدد قرار دیا ہے۔

مصنف دھماکہ صد۴۵ پر مزید ایک عقل و شعور سے خود ہتی بات کہتا ہے یہی وجہ
ہے کہ اعلحضرت مرزا غلام احمد کے پیروؤں کو جو اپنے آپ احمدی کہتے تھے بہت رعایت
فرماتے تھے اور ان کی مسجدوں کو مسجد تسلیم کرتے تھے۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

؎ زاہد مسجد احمدی پر درود
دولت جیش عسرت پہ لاکھوں سلام (حدائق صد۳۱ جلد۲)

تشریح:۔ احمدیوں کی مسجد کے جو زاہد ہیں ان پر بھی درود ہو اور لشکر عسرہ کے
جو سردار تھے ان پر لاکھوں سلام ہوں۔ (دھماکہ صد۴۳)

خوب اگر آپ دیوبندیت کی مٹی پلید اور اپنی جہالت آشکارا کرتے رہے
تو کسی بریلوی کو آپ کا نوٹس لینے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ اعلحضرت رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے مشہور و معروف شہرۂ آفاق سلام میں یہ شعر سیدنا عثمان غنی
ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں ہے اور دولت جیش عسرت اس کا
واضح ثبوت ہے اور اس شعر سے تھوڑا آگے یعنی عثمان صاحب قمیص ہُدیٰ حلہ
پوش شہادت پہ لاکھوں سلام۔ کی تصریح بھی موجود ہے۔ لیکن چونکہ گنگوہی صاحب
کی آنکھوں میں اترنے والے موتیا کا "فیض" مصنف دھماکہ کی آنکھوں میں بھی
گردش کر رہا ہے اس لئے اسے کچھ نظر نہیں آتا اور اپنی جہالت و ابلیسی ذہنیت
اور یہودیانہ تحریف سے مسجد نبوی شریف کو قادیانیوں کی مسجد احمدی بنا دیا اور معاذ اللہ
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جیسے پاکباز زاہد و عابد صحابی کو مرزائیوں کی مسجد احمدی کا
زاہد قرار دے کر خوب اپنا نامۂ اعمال سیاہ کیا۔

؎ چلے گا کب تک یہ جھوٹ کاذب رہے گا کب تک وہ شوخ راغب
ہے ہمتو نکلے مگر مصاحب رقیب تو بھی نہیں رہے گا۔

مصنف دھماکہ یہاں تو اعلحضرت علیہ الرحمۃ پر قادیانی احمدیوں پر سلام
بھیجنے کا الزام لگاتا ہے لیکن صد۱۳ پر یہ خود ہی اعلحضرت علیہ الرحمۃ کے قادیانیوں
وہابیوں وغیرہ پر فتاویٰ کفر نقل کرتا ہے۔ سچ ہے۔

ع دروغ گو را حافظہ نباشد

ہاں ہمیں یاد آیا اور ہم مصنف دھماکہ کو اس کی اطلاع دینا ضروری سمجھتے ہیں
کہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں۔

؎ مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار (قصائد قاسمی ص۸)

امید ہے مصنف دھماکہ یہاں بھی اسی ذہن سے سوچے گا جس ذہن سے
زاہد مسجد احمدی کے متعلق سوچا تھا کہ بانی مدرسہ دیوبند نانوتوی صاحب احمدیوں سے

مدد مانگتے رہے ہیں اور وہ قادیانیوں احمدیوں کے سوا کسی کو اپنا حامی و کار نہ سمجھتے تھے

معنیٰ اوّل و آخر

مصنف دھماکہ اپنی بیہودیانہ تحریف کے ذریعہ جوڑ کے تنکے چگتا چگتا صفحہ ۵۴ پر پہنچتا ہے اور سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہ کا شعر۔

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنیٔ اول و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

نقل کر کے لکھتا ہے ”مولانا احمد رضا حضور کے آخرالانبیاء ہونے کے اس معنی کو آپ سب سے آخر میں تشریف لائے عوام کا خیال بتانا چاہتے ہیں“
(دھماکہ صفحہ ۵۴)

یہ شعر مصنفِ دھماکہ نے غالباً اپنے ذہن و فکر پر تحذیر الناس کے غلبہ سے متاثر ہو کر دیکھا ہوگا۔ درحقیقت یہ عوام والی عبارت بانیٔ مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کی ہے اور تحذیر الناس صفحہ ۵ پر موجود ہے۔ ”اول معنیٔ خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں“ الخ یہ عبارت سیدی اعلیٰحضرت کے سر تھوپنے کا مقصد تحذیر الناس پر سے علماء عرب و عجم کا فتویٰ کفر اٹھانا اور نانوتوی صاحب کے بڑے بھائی کے ہاتھ مضبوط کرنا ہے مگر اعلیٰحضرت قدس سرہ ایسا کیسے فرما سکتے تھے وہ تو ایسے نظریات پر حکم کفر لگا چکے ہیں ملاحظہ ہو حسام الحرمین شریف اگر اعلیٰحضرت کے بھی معاذ اللہ ایسے عقائد ایسے تھے تو پھر مولوی حسین احمد صاحب ٹانڈوی کو شہاب ثاقب اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب المہند لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی تحذیر الناس کی اس ملعون عبارت کو اعلیٰحضرت کی ضربات قاہرہ سے بچانے کے لئے شہاب ثاقب اور المہند وغیرہ کتب عالم وجود میں آئیں۔ جہاں تک اوّل و آخر کے معنیٰ کا تعلق ہے ہم اس

پر بہت تفصیل سے لکھ آئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اوّل ہونا خلقت کے اعتبار سے اور آخر ہونا بعثت و نبوت کے ظہور کے لحاظ سے مگر مصنف دھماکہ کو یہ بات اس لئے اچھی نہیں لگتی کہ بانیٔ مدرسہ دیوبند صفحہ ۵ پر لکھ چکا ہے ”مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں“ یہ ان کے خلاف نہیں چاہتے خواہ احمد رضا دشمنی میں غلام احمد کی سو فیصد تائید ہوتی ہو۔

اسی صفحہ ۵۴ پر مصنف دھماکہ نے مذہبی خودکشی کا ایک اور المیہ بنایا ہے اور حذف الالحاق لاہور کے ماہنامہ ”رضوان“ اور قصور سے شائع شدہ ایک کتاب ”چراغ ہدایت“ صفحہ ۷ کا حوالہ بھی دیا ہے مگر یہ اس وقت صحیح تھا اعلیٰحضرت قدس سرہ کی کسی عبارت سے اشارۃً بھی تحذیر الناس کی عبارات کی تائید ہو جاتی مگر ایسا نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے اور پھر مصنف دھماکہ اسے مذہبی خودکشی کا المیہ قرار دینا بھی قادیانیت کی تائید و حمایت ہے کیونکہ جب اس کے نزدیک یہ ثابت ہے اور اس کو یقین کامل ہے کہ معاذ اللہ اعلیٰحضرت کا وہ عقیدہ ہے جو اس نے لکھا اور ”رضوان“ کے مدیر اور ”چراغ ہدایت“ کے مصنف نے ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کافر و مرتد قرار دیا۔ تو یہ مصنف کے نزدیک اگر المیہ (یعنی غمناک واقعہ) ہے تو اس سے سو فیصد مرزائیت کی تائید و حمایت ہے۔ کیونکہ مصنف چراغ ہدایت نے تو خاتم النبیین کے معنی میں تحریف کرنے والے پر فتویٰ کفر المیہ دیا اور مصنف دھماکہ کو اس سے رنج و الم ہوا اور اس نے اس کو المیہ قرار دیا۔ معلوم ہوا اس کے جسم میں قادیانی خون گردش کر رہا ہے جو اسے خاتم النبیین کے معنیٰ میں تحریف کرنے والے پر فتویٰ کفر المیہ نظر آ رہا ہے جوڑ توڑ کا یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ محرف خود اپنا دامن بھی نہیں بچا سکتا۔ اور سنئے مصنف ڈھماکہ کمال بے حیائی سے لکھتا ہے ”معلوم ہوتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے ہاں حضور کے سب سے آخری نبی ہونے میں بالذات کچھ فضیلت نہ تھی وہ اس خاتمیت زمانی کو حضور کے لئے کوئی خوشی کی بات نہیں سمجھتے تھے وہ حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے حضور سے پوچھا ۱۰ اغم عليك

ان جعلتك اٰخر الانبیاء۔ کیا تمہیں اس بات کا غم ہوا کہ میں نے سب سے پچھلا نبی کیا؟ عرض کی کہ نہیں اے رب میرے ارشاد فرمایا میں نے انہیں اس لئے سب سے پچھلی امت بنایا کہ سب امتوں کو ان کے سامنے رسوا کردوں۔

(ملفوظات حصہ سوم ص۹)

مصنف دھماکہ یہ عبارت کتر بیونت کر کے نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے ہاں حضور سب سے آخری نبی ہونے میں صرف امت کا اعزاز تھا آپ کی اس میں بالذات کچھ فضیلت نہ تھی۔

(دھماکہ ص۵۵)

مصنف دھماکہ کو معلوم ہونا چاہیئے تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ آخری نبی ہونے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں یہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کے عقائد اور ان کی تحذیر الناس کی عبارت ہے اور تحذیر الناس ص۵۔۶ پر موجود ہے۔ اعلیٰحضرت عظیم البرکت اس عبارت ملعونہ اور ایسا اعتقاد رکھنے والے پر حکم کفر واضح کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو حسام الحرمین مصنف دھماکہ کا اپنے اکابر حق کہ بانی مدرسہ دیوبند کے عقائد ہمارے اکابر کے ذمہ لگا کر ان کا رد کرنا بے شرمی و ہٹ دھرمی ہے اس سے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے موقف کی حقانیت کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے جن عبارات کو مبنی بر انکار ختم نبوت قرار دیا تھا آج اسی گروہ کے لوگ ان کے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ہونے کا برملا اعتراف کر رہے ہیں یہ اعلیٰحضرت قدس سرہ کے موقف کی حقانیت و صداقت اور آپ کی زندہ و تابندہ کرامت ہے۔ مصنف دھماکہ نے ملفوظات سے جو عبارت نقل کی ہے اس سے اس مردود عقیدہ کی تائید نہیں ہوتی اگر خدانخواستہ ہوتی بھی تو یہ الزام اعلیٰحضرت کی بجائے خود حدیث شریف پر عائد ہوتا حدیث شریف کا یہ معنی اور مفہوم ہے اعلیٰحضرت قدس سرہ کا اس کو بیان فرمانا کوئی جرم نہیں معلوم ہوتا ہے کہ مصنف دھماکہ منکر حدیث بھی ہے کیونکہ وہ اس حوالہ کی ابتداء

میں اس کو حدیث تو تسلیم کر رہا ہے لیکن اس میں مذکورہ واقعہ پر اس کا ایمان نہیں۔ اس پر اگر کوئی اعتراض ہے تو اعلیٰحضرت کی بجائے حدیث شریف پر کرے۔ مسلمانوں کو اپنے منکر حدیث ہونے کا بھی یقین دلانے۔ اس سے اس کی باطل مراد پوری نہیں ہوتی۔ اس کے بعد مصنف دھماکہ ہر طرف دھکے کھا کر پھر اسی شعر

انجام ولے آغاز رسالت باشد
اینک گوہم تابع عبدالقادر

کی طرف پلٹتا ہے اس کا مفصل جواب پیچھے گزر چکا۔ مصنف دھماکہ اپنی اس بیقراری کے عالم میں فتاوی افریقہ ص۱۲۴ سے بھی ایک عبارت نقل کرتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں اس بحث میں لکھتے ہیں کہ حضور کی صحبت سے سب لوگ نبی ہو سکتے تھے۔ "قریب تھا کہ یہ امت ساری کی ساری نبی ہو جائے"

جمال ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم (فتاوی افریقہ ص۱۲۴)

مصنف دھماکہ نے یہاں بھی جوڑ توڑ کے نانوتوی کھلاڑی کی وراثت اور یہودیانہ تحریف و خیانت کا حق نمک ادا کیا ہے اور اپنے منکر حدیث ہونے کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "ارشاد ہیجدہم امام احمد و ابن ماجہ و ابوداؤد و طیالسی و ابویعلی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انہ لم یکن نبی الا لہ دعوۃ قد تنجزھا فی الدنیا وانی قد اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی وانا سید ولد ادم یوم القیامۃ ولا فخر وانا اول من تنشق عنہ الارض ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر ادم فمن دونہ تحت لوائی ولا فخر (ثم ساق حدیث الشفاعۃ الی ان قال) فاذا اراد اللہ [illegible] احمد وامتہ فنحن الاخرون

الاولون نحن اٰخر الامم واول من یحاسب فتفرج لنا الامم عن طریقنا فنمضی غرا محجلین من اثر الطھور فیقول الامم کادت ھذہ الامۃ ان تکون انبیاء کلھا۔ (الحدیث)

یعنی ہر نبی کے واسطے ایک دعا تھی کہ وہ دنیا میں کر چکا اور میں نے اپنی دعا روز قیامت کے لئے چھپا رکھی ہے وہ شفاعت ہے میری امت کے واسطے اور میں قیامت میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور اوّل میں مرقد اطہر سے اٹھوں گا اور کچھ فخر منظور نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور کچھ افتخار نہیں آدم اور ان کے بعد جتنے ہیں سب میرے زیر نشان ہوں گے۔ اور کچھ تفاخر نہیں حبیب اللہ تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا، منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور اُن کی امت تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اوّل۔ ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلے تمام امتیں ہمارے لئے راستہ دیں گی ہم چلیں گے اثرِ وضو سے درخشندہ رخ و تابندہ اعضاء سب امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت تو ساری کی ساری انبیاء ہو جائے۔

جمال پر توش در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(دفتا وئ افریقہ از اعلحضرت قدس سرہ)

مصنف دھماکہ ہے کہ تحریف و خیانت کا دامن کہیں چھوڑتا نہیں۔ اعلحضرت قدس سرہ نے ایک مفصل حدیث شریف جو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نقل فرمائی جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ "قریب تھا یہ امت تو ساری کی ساری انبیاء ہو جائے"

یہ الفاظ حدیث شریف کے ہیں جو قیامت کے دن اگلی امتیں حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کی امت کے وضو کے اثر سے درخشندہ چہرے دیکھ کر کہیں گی لیکن مصنف دھماکہ نہ حدیث شریف کا لحاظ کرتا ہے نہ یہ دیکھتا ہے کہ یہ الفاظ

قیامت کے دن اگلی امتیں کہیں گی۔ بس اس کا تو ایک نصب العین ہے کہ جھوٹ پر جھوٹ بول کر اعلحضرت پر الزام تراشی کی جائے۔ قریب تھا یہ امت ساری کی انبیاء ہو جائے۔ کی جگہ نبی کر دیا۔ اور شعر میں جمال پر توش کا جمال ہمنشیں اور ہماں کا ہما بنا دیا اور لکھ دیا کہ مولانا احمد رضا مرزائیوں والا عقیدہ بیان کرتے ہیں۔ ؏ شرم تم کو مگر نہیں آتی

مصنف دھماکہ نے اپنے اکابر کے عقیدہ انکار ختم نبوت پر پردہ ڈالنے کے لئے سیدی امام اہلسنت اعلحضرت علیہ الرحمۃ کی حدائق بخشش اوّل سے یہ رباعی بھی نقل کی ہے۔ ؎

آتے رہے انبیاء کما قیل لھم
والخاتم حقکم کے خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفتر تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم

اس رباعی کا ایک ایک لفظ امیریہ۔ رافضیہ۔ قادیانیہ۔ قاسمیہ۔ تفضیلیہ۔ الغرض ہر قسم کے منکرین ختم نبوت کے خرمن باطل پر بجلی گرا رہا ہے مصنف دھماکہ کی اس شعر کے سمجھنے میں بے بسی قابل رحم ہے مصنف دھماکہ اگرچہ اپنا جاہلانہ انداز ہی میں سہی ہر شعر کی کچھ نہ کچھ الٹی سیدھی تشریح ضرور کرتا ہے لیکن جہاں جہالت اپنے عروج کو پہنچی وہ اس شعر پر ہاتھ نہیں ڈال سکا اور نہ ہی کوئی من گھڑت تشریح کر سکا۔ البتہ بے حیائی کے عالم میں پھر سہ بارہ وہی شعر نقل کر ڈالا۔ ؎

انجام وے آغاز رسالت باشد
اینک گو ہم تابع عبد القادر

مصنف لکھتا ہے افسوس کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے جو دروازہ اپنے لئے کھولا اور ساری عمر اپنے آپ کو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا تابع کہتے

رہے اس میں مرزا غلام احمد نے پیشقدمی کردی وہ داخل ہو گیا اور اعلیحضرت دیکھتے رہ گئے (دھماکہ صفحہ ۱۵) مصنف دھماکہ کے ان الفاظ سے بھی یہی ثابت ہو رہا ہے کہ اسے عقیدہ ختم نبوت سے کوئی دلچسپی نہیں اور اس کا ختم نبوت کا نام لینا ایک فراڈ ہے ورنہ یوں نہ لکھتا افسوس کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے جو دروازہ اپنے لئے کھولا تھا مرزا غلام احمد نے پیشقدمی کردی اور وہ داخل ہو گیا۔ اگر اس کے نزدیک واقعی مولانا احمد رضا خاں ایسے ہی تھے۔ اور انہوں نے معاذ اللہ اپنے لئے نبوت کا دروازہ کھولا تھا لیکن داخل نہ ہو سکے تو مصنف دھماکہ کو کیوں افسوس ہے۔

وہ خدا نخواستہ نبوت کا دعویٰ کر دیتے تو ان کو افسوس نہ ہوتا اور یہ خوش ہوتے اور یوں سمجھتے قاسم نانوتوی صاحب کی محنت ٹھکانے لگی۔ اب اس کو افسوس ہے کہ اعلیحضرت اس دروازہ میں کیوں داخل نہیں ہو گئے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہ خود بھی عقیدہ ختم نبوت کا کھلا منکر ہے اور یہ اپنے کو لاکھ چھپائے لیکن دل کا بخار زبان وقلم سے ظاہر ہو ہی جاتا ہے

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

مصنف دھماکہ نے حسب عادت چور بازاری کرتے ہوئے صفحہ ۵۰، ۵۱ پر اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے سر پہ یہ عقیدہ تھوپا ہے کہ وہ معاذ اللہ وفات مسیح کے قائل ہیں اس کے ثبوت میں اس نے یہ کاریگری دکھائی ہے کہ اعلیحضرت قدس سرہ کے ملفوظات حصہ چہارم سے ایک عبارت آگے اور پیچھے سے تراش کر نقل کر ڈالی ہے۔ اس کے جواب میں صرف ہم اصل پوری عبارت ہی نقل کرتے ہیں تاکہ اس چور بازاری سے قارئین کرام کو پورا پورا تعارف ہو جائے۔ ملاحظہ ہو۔

عرض :۔ یہ حدیث ہے۔ لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین ما وسعھما الا اتباعی۔

ارشاد :۔ "یہ قادیانی ملعون کا حدیث پر افتراء اور زیادت ہے۔ حدیث میں اتنا ہے لو کان موسیٰ حیا وادرک نبوتی ما وسعہ الا اتباعی۔ اگر موسیٰ زندہ

ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو انہیں کچھ گنجائش نہ ہوتی سوا میری اطاعت کے افتراء بھی کیا اور کمال نہ کما ان کا مقصود اس افتراء سے وفات مسیح ثابت کرنا ہے اور جب وفات ثابت ہو جائے گی تو ان کے نزدیک نزول نہ ہو گا تو ایک مثل کا نزول ماننا پڑے گا۔ حالانکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیوی ہے صحیح حدیث میں ہے۔ ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء نبی اللہ حی یرزق۔ بے شک اللہ نے زمین پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کو کھانا حرام فرما دیا ہے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔ دوسری صحیح حدیث میں ہے الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ سب انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مان بھی لی جائے تو ان کی موت بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے صرف آنی ہے۔ ایک آن کی موت طاری ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ قطعیہ یقینیہ ضروریات مذہب اہلسنت سے ہے اس کا منکر نہ ہو گا۔ مگر بد مذہب گمراہ تو پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی زندہ ہیں ان کا نزول ممتنع کیونکر ہو گا (پھر فرمایا) "چار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وہ ہیں جن پر ایک آن کے لئے بھی موت طاری نہیں ہوئی دو آسمان پر سیدنا ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دو زمین پر سیدنا الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سال حج میں یہ دونوں حضرات جمع ہو جاتے ہیں حج کرتے ہیں۔ ختم حج پر زمزم شریف کا پانی پیتے ہیں کہ وہ پانی ان کو کفایت کرتا ہے۔ سال بھر کے طعام وشراب سے" یہ ہے پوری عبارت جس میں بر عنوان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت فرمائی ہے اور ایک آن والی بات بھی اگر وہ مان بھی لی جائے کے ساتھ جیسے مثال دیتے ہوئے کہتے ہیں اگر بالفرض اور مان بھی لی جائے صاف بتا رہا ہے کہ مانی نہیں ہے اور پھر چار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وہ ہیں جن پر ایک آن کے لئے بھی موت طاری نہیں ہوئی۔ آسمان پر سیدنا ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا عیسیٰ والسلام کیا یہ مصنف دھماکہ کو نظر نہیں آیا؟ یا اس نے ساری دنیا کو کندھا پکڑ کر

چلنے والا رشید احمد گنگوہی سمجھ لیا تھا۔ ایک آن والی بات بھی محض ممتنع نزول مسیح کے رد میں تھی۔ ممکن ہے مصنف دھماکہ کو اس لئے بری لگی ہو کہ یہ نزول مسیح علیہ السلام کا قائل نہ ہو اور اس سلسلہ میں قادیانیوں کا ہم عقیدہ ہو۔ یا شاید اس نے اس بات کو اس لئے برا محسوس کیا کہ اعلیحضرت نے اپنے ارشاد کے ابتدائیہ مرزائیوں قادیانی ملعونوں کہہ کر ذکر فرمایا تھا۔ (واللہ اعلم)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار

مصنف دھماکہ سیدی اعلیحضرت قدس سرہ کے حوالوں میں جوڑ توڑ کر کے ان کی وفات کا الزام تھوپتا ہے لیکن ہم ثابت کرتے ہیں کہ دیوبندیوں کے راشٹر پتی ابوالکلام آزاد سابق وزیر تعلیم بھارت حضرت عیسٰی علیہ السلام کو نبی ہی نہیں مانتے وہ لکھتے ہیں۔ "مسیح ناصری کا تبصرہ بیکار ہے۔ وہ شریعت موسوی کا ایک مصلح تھا پر خود کوئی صاحب شریعت نہ تھا کوئی شریعت نہیں لایا۔ اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا وہ خود بھی قانون عشرہ موسویہ کا تابع تھا۔ اس نے خود تصریح کر دی۔" میں توریت کو مٹانے نہیں آیا بلکہ پورا کرنے آیا ہوں"۔ رسالہ "الہلال" کلکتہ نمبر ۱۳ چہار شنبہ۔ ۲۲ رشوال ۱۳۳۱ھ جلد ۳ صد ۲۳۹)

اب مصنف دھماکہ ہی بتائے کہ جو شخص ایک نبی کی نبوت کا انکار کرے اس کے متعلق صاف صریح حکم شرعی کیا؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

مصنف دھماکہ نے صد ۵ پر اصحاب رسول کی برابری کا دعوٰی کی سرخی جمائی اصحاب اور رسول کا اس عامیانہ انداز میں ذکر کیا ہے۔ اصحاب پر رضی اللہ تعالٰی عنہم اور رسول کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوئی۔ یہیں سے اس کے احترام کے نام نہاد دعوٰی کی قلعی کھل جاتی ہے۔ بہر حال اس نے کمال بے حیائی سے وصایا شریف صد ۱۳ پر مولانا حسنین رضا خان صاحب بریلوی کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ "اعلیحضرت قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زہد و تقوٰی کا مکمل نمونہ اور مظہر اتم تھے"

اس کو اس نے اصحاب رسول کی برابری کا دعوٰی کی سرخی کے ساتھ نمایاں طور پر نقل کیا ہے۔ حالانکہ نمونہ اور مظہر کہنے میں ہرگز ہرگز کوئی برابری نہیں۔ نمونہ تو کسی زیادہ چیز کے بہت تھوڑے اور قلیل مقدار حصہ کو کہتے ہیں جو دکھاتے ہیں اس میں برابری کیسے ہو گئی۔ مثلاً ایک بوری میں سے ایک چھٹانک چاول بطور نمونہ کسی کو دکھائے کیا اس کا مطلب یہ ہو گا کہ یہ ایک چھٹانک چاول بوری کے برابر ہیں۔ اسی طرح مظہر ظاہر کرنے والا یا ظاہر ہونے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ بلاشبہ اعلیحضرت رضی اللہ تعالٰی عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مظہر تھے جیسا کہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سیدنا داتا گنج بخش رضی اللہ کے متعلق کہا ہے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

تو کیا اس کا مطلب یہ ہو گا کہ حضرت خواجہ اجمیری قدس سرہ حضرت سرکار داتا صاحب رضی اللہ عنہ کی اللہ تعالٰی سے برابری کر رہے ہیں۔

نجدی نے جو بھی بات کی بس واہیات کی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برابری کا دعوٰی

آیئے ہم ثابت کرتے ہیں کہ دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب تبلیغی جماعت کے مبلغین کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا سمجھتے تھے ملاحظہ ہو

دیو "کسی کو یہ دیکھنا ہو کہ حضرات صحابہ کیسے تھے تو اُن لوگوں (تبلیغی جماعت والوں) کو دیکھ لو"۔

(خدام الدین لاہور ۲۰ نومبر ۱۹۶۲ھ صد ۱۶ کالم ۱-۲۔ از بیان مولوی اشرفعلی تھانوی)

دیوبندی حکیم الامت تبلیغی جماعت کے مبلغین کو صحابہ کرام جیسا کیوں نہ کہیں خود جو رسول بن کر "لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ" پڑھ کر خود کو متبع سنت ہونا قرار دیتے رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ (الامداد۔ ۸ رصفر ۱۳۳۶ھ۔

اصحابِ رسُول کی شان میں گستاخی

دھماکہ صفحہ ۵۹ پر بھی اسی عنوان کے تحت لکھا ہے مولانا حسنین رضا خاں بریلوی مولانا احمد رضا خاں کے بارے میں لکھتے ہیں "زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سُنا کہ اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کے اتباعِ سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہو گیا تھا۔" اس کے حاشیہ میں لکھا ہے "نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور کے مالک نے اس گستاخانہ عبارت کو بدل کر وصایا شریف کے جدید ایڈیشن میں یہ لفظ لکھ دیئے ہیں اور زیادہ ہو گیا۔ حاشیہ دھماکہ صفحہ ۵۹۔ چلئے آپ نوری کتب خانہ لاہور کے شائع کردہ وصایا شریف کے جدید ایڈیشن کو نہ مانیئے۔ ہم مکتبہ نعیمیہ چوک دالگراں لاہور کے شائع کردہ قدیم ایڈیشن کے وصایا شریف کا نسخہ پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو اس میں یوں لکھا ہے۔

"صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق زیادہ ہو گیا۔" (ص ۳۱) مصنف دھماکہ کو معلوم ہونا چاہیئے چور بازاری سے گستاخیاں ثابت نہیں ہو سکتیں۔ گستاخی یہ ہے کہ خود مصنف دھماکہ صفحہ ۲۵ پر معاذ اللہ سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو قادیانی احمدیوں کی مسجد کا زاہد بتا چکا۔ اور کیوں نہ ہو یہ صحابہ کرام کی توہین کیوں نہ کریں جبکہ ان کا قطبِ عالم مولوی رشید احمد گنگوہی صاف لکھ کر ان کو تسلی دے گیا ہے کہ جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے ——— وہ اپنے اس کبیرہ کے باعث سنت جماعت سے خارج نہ ہو گا۔" (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۴۶)

ام المومنین حضرت عائشہ کی شان میں گستاخی

لکھتا ہے جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب نے حضرت ام المومنین کی شان میں قصیدہ لکھا ہے۔

شعر

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کی بہار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر

یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن میرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر

(حدائقِ بخشش حصہ سوم ص ۳۷)

مصنف نے ان اشعار کو نقل کرنے کے بعد پہلے سے بڑھ کر نہایت بازاری انداز میں عاشقانہ خرافات کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کے متعدد جواب ہیں۔

اولاً تو مصنف دھماکہ نے اس سرخی کے ذیل کی عبارت میں ان اشعار کو حضرت ام المومنین کی شان میں قصیدہ کہنا بجائے خود بے ادبی گستاخی ہے جب یہ اشعار گستاخی پر مبنی ہیں تو ان کو قصیدہ کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟

ثانیاً مصنف دھماکہ اور پوری دنیائے دیوبندیت کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حدائق بخشش حصہ سوم کسی بھی سنی عالم کے نزدیک ہرگز معتبر و قابلِ حجت نہیں۔ کیونکہ اس لئے کہ حصہ سوم نہ تو سارے کا سارا سیدی اعلیٰحضرت قدس سرہ کے اشعار مبارکہ کا مجموعہ ہے نہ یہ اعلیٰحضرت نے خود شائع فرمایا نہ آپ کی حیاتِ طیبہ میں کسی نے لیا بلکہ اعلیٰحضرت قدس سرہ کے وصال شریف کے بعد آپ کے شہزادگان میں سے کسی نے شائع کیا بلکہ اعلیٰحضرت قدس سرہ کے وصال کے تقریباً تیئیس سال بعد غالباً ۱۳۶۲ھ یا اس سے تھوڑا سا آگے پیچھے مدن پورہ بمبئی کے خطیب مولانا قاری محبوب علی خان صاحب مرحوم نے شائع کیا تھا۔ جس میں کچھ کلام اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا اور کچھ دیگر شعراء کا تھا اور دیوبندی وہابیوں کو تو وہم و گمان اور تصورات کی گہرائیوں میں بھی یہ بات نہ تھی۔ سب سے پہلے خطیب اہلِ سنت مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی ایڈیٹر پاسبان الٰہ آباد نے مولانا محبوب علی خاں صاحب مرحوم کو اس غلطی پر متنبہ کیا اور ان کے خلاف بمبئی کے ایک ہفت روزہ اخبار میں ۹ رذیقعدہ ۱۳۷۴ھ کو ایک مفصل مضمون شائع کیا اور مولانا محبوب علی خاں صاحب مرحوم نے قبولِ حق کی ایک یادگار قائم فرماتے ہوئے آج سے ۱۲ سال قبل ۱۰ رجولائی ۱۹۵۵ء کو اپنا غیر مشروط توبہ نامہ شائع فرمایا ملک بھر میں اس کی اشاعت ہوئی اور مولانا موصوف

کا توبہ نامہ ماہنامہ "سُنّی" لکھنؤ اور اخبار "انقلاب" بمبئی میں شائع ہوا۔ حالانکہ ان کی غلطی صرف اتنی تھی کہ ان کی غفلت سے ایسا ہوا۔ انہوں نے مخالفین اہلسنّت ہی کے ایک پریس نابھہ سٹیم پریس نابھہ پٹیالہ میں چھپوایا اور وہ وہاں موجود نہ ہونے کے باعث صحیح طور پر کتابت شدہ کاپیاں نہ دیکھ سکے لیکن یہ علماء اہلسنّت ہی تھے جنہوں نے خود حدائق بخشش حصہ سوم کے ان اشعار پر اعتراض کیا اور غلطی پر توبہ کی مثال قائم کرنے والے بھی اہلسنّت ہی تھے ورنہ کوئی اور ہوتا تو نانوتوی، گنگوہی تھانوی کی وغیرہ کی طرح ضد کرکے بیٹھ جاتا اور اس گستاخی کو عین ایمان ثابت کرنے کے چکر چلاتا۔ مولانا محبوب علی خاں صاحب مرحوم کی توبہ کے بعد آپ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بری الذمہ قرار دیا گیا۔ حدائق بخشش حصہ سوم نہ اعلیحضرت کی تصنیف نہ مصنف دھماکہ کے نقل کردہ اشعار اعلیحضرت کے اشعار اگر ایسا ہوتا تو دیوبندی مناظرین مولانا مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری، مولوی عبدالشکور کاکوروی، مولوی منظور سنبھلی وغیرہ ضرور اپنے مناظروں اور کتابوں میں ان گستاخانہ اشعار کا حوالہ دیتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہوا اور ہم مصنف دھماکہ کو چیلنج کرتے ہیں وہ اپنے اکابر علماء و مناظرین کی کوئی ۱۳۴۲ھ سے پہلے کی چھپی ہوئی ایسی تحریر دکھائے جس سے ثابت ہو کہ اکابر دیوبند نے ان کے اشعار پر اعتراض کیا تھا ہم ایک ہزار روپیہ انعام پیش کریں گے۔ حدائق بخشش حصہ سوم کا اس وقت وجود ہی نہ تھا تو کوئی اعتراض کیسے کرتا۔ دیوبندیوں کو تو جب معلوم ہوا جب مولانا محبوب علی علیہ الرحمۃ کو آستانہ عالیہ رضویہ اور ایڈیٹر پاسبان الہ آباد (جو سُنّی بریلوی ہیں) نے اس غلطی پر توجہ دلائی اور انہوں نے ملک بھر میں اپنا توبہ نامہ شائع فرمایا۔ بات دراصل یہ ہے کہ دیوبندی وہابی ان اشعار کو پیش کرکے عوام کی توجہ اپنی گستاخیوں سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں خود ان کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے صریح گستاخی کی ہے ملاحظہ ہو رسالہ الامداد مطابق ماہ صفر ۱۳۳۵ھ دیوبندی حکیم الامت لکھتے ہیں: "ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر اشرف علی تھانوی کے گھر حضرت عائشہ

آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا میرا (اشرف علی) کا ذہن معًا اس طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا حضور کا سن شریف پچاس سے زائد تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے" (معاذ اللہ) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس گستاخی پر پردہ ڈالنے کے لئے مصنف دھماکہ نے حدائق بخشش حصہ سوم کے وہ اشعار نقل کر ڈالے جس پر مولانا محبوب علی خاں صاحب مرحوم برملا زبانی وتحریری توبہ فرما چکے ہیں۔ مصنف دھماکہ نے ایک تضاد نامہ بھی صفحہ ۸ پر ترتیب دیا ہے جس میں مختلف علماء اہلسنّت کے اس نے اپنے خیال کے مطابق ان اشعار کے بارہ میں پانچ مختلف اقوال نقل کئے ہیں حالانکہ ان میں کوئی تضاد نہیں۔ یہ مصنف دھماکہ کی توازن بگڑ جانے کی دلیل ہے۔ چارسوبیسی ملاحظہ ہو۔ پہلا قول مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب مدظلہ کا نقل کیا، دوسرا قول مولانا محبوب علی خاں صاحب مرحوم کا نقل کیا، تیسرا قول مولوی مظہر اللہ کے نام سے نقل کیا، چوتھا قول بریڈ فورڈ کے بریلوی مولویوں کے ذمہ لگایا۔ لیکن نہ کسی عالم نہ کسی کتاب کا نام لکھا۔ پانچواں قول مفتی مظہر اللہ صاحب علیہ الرحمۃ سے نقل کیا اور فتاوی مظہری کا حوالہ دیا اس طرح پانچ مختلف متضاد قول نقل ہو گئے۔ مگر ہم مصنف کی چارسوبیسی کی نقاب کشائی کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں تیسرا قول اور پانچواں قول جن میں مفتی اعظم دہلی مولانا مفتی مظہر اللہ صاحب علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے کیا وہ دو ہیں۔ عیاری سے ایک کو مولوی مظہر اللہ کر کے لکھ دیا اور فتاوی مظہری کا حوالہ اس لئے نہیں دیا کہ کہیں یہ راز فاش نہ ہو جائے کہ ایک عالم کا قول دوبار لکھ دیا گیا ہے اور دوسری جگہ یعنی پانچواں قول نقل کرتے وقت مولوی مظہر اللہ کی بجائے مفتی مظہر اللہ کر کے لکھ دیا اور آپ کے فتاوی مظہری کا حوالہ دے دیا گیا۔ اس طرح پانچ قول بنا دیئے حالانکہ مولوی مظہر اللہ صاحب اور مفتی مظہر اللہ صاحب ایک ہی بزرگ ہیں۔ لہٰذا قول چار رہ گئے۔ اب دیکھئے مصنف نے چوتھا قول بریڈ فورڈ کے بریلوی مولویوں کی تحقیق کے نام سے لکھا لیکن کسی کا نام یا کتاب کا حوالہ

مذکور نہیں لہٰذا یہ جھوٹ و افترا ہے قول تین رہ گئے۔ ۱ مولانا مصطفٰے رضا خاں لکھتے ہیں کہ یہ اشعار اعلیٰحضرت کے نہیں ہیں۔

قول ۲ مولوی مظہر اللہ لکھتے ہیں کہ فقیر کو اس میں بھی تامل ہے کہ فاضل بریلوی نے یہ اشعار لکھے ہوں ان کی شان کے خلاف معلوم ہوتے ہیں۔ مولانا مصطفٰے رضا خاں صاحب اور مفتی مظہر اللہ صاحب کے اقوال کو دیکھا جائے تو کہیں تضاد نظر نہیں آتا۔ دونوں ہی بزرگ ان اشعار کے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے اشعار نہ ہونے کا برملا اعتراف کر رہے ہیں۔ مصنف ڈھاکہ بتائے ان دونوں اقوال میں کیا تضاد ہے؟ جب یہ دونوں قول ایک ہی مفہوم و معانی رکھتے ہیں تو تضاد کیسا ماننا پڑے گا بریلوی اور دہلی کے بزرگوں کا ایک بیان ہے۔ اب رہا دوسرا قول ایک ان دونوں بزرگوں کا مشترکہ اور ایک مولانا محبوب علی خاں صاحب کا اس میں بظاہر کچھ تضاد معلوم ہوتا ہے کیونکہ مفتی اعظم مولانا مصطفٰے رضا خاں صاحب مدظلہٗ اور فقیہ اعظم مفتی مظہر اللہ صاحب دہلوی علیہ الرحمۃ تو فرماتے ہیں کہ یہ اشعار اعلیٰحضرت کے نہیں ہیں اور مولانا محبوب علی خاں صاحب لکھتے ہیں "یہ اشعار اعلیٰحضرت کے بیاض سے نقل کئے" تو یہ ہو سکتا ہے کہ اعلیٰحضرت کے بیاض میں کسی اور کا کلام رکھا ہو یا اعلیٰحضرت نے کسی بد مذہب و بد عقیدہ شخص کے رد کے لئے اپنے قلم سے اس کے اشعار نقل کر کے بیاض میں محفوظ رکھے ہوں اعلیٰحضرت کی بیاض سے نقل کرنے کا یہ مطلب تو نہ ہوگا کہ یہ اشعار حقیقتاً اعلیٰحضرت ہی کے ہیں اور نقل کرنے والا بھی سچا ہے اس لئے کہ اس نے بیاض سے نقل کر لئے۔ بیاض یادداشت کی کاپی کو کہتے ہیں۔ اس میں بطور یادداشت اپنا ہی نہیں دیگر شعراء کا کلام بطور یادداشت لکھا جا سکتا ہے لہٰذا ڈھاکہ کے صفحہ ۶ پر مذکور پانچ اقوال میں کوئی تضاد نہ رہا۔ اور یہ مصنف ڈھاکہ کی عیاری تھی۔ اس نے خواہ مخواہ تضاد نامہ مرتب کر ڈالا اور عوام کو مغالطہ دینے کی راہ نکالی۔ اور پانچویں قول میں حضرت مفتی محمد مظہر اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کا یہ فرمانا حق ہے کہ "میرے نزدیک زید (مولانا محبوب علی صاحب) بھی اس ناپاک

الزام سے بری ہے" اور وہ مولانا محبوب علی صاحب کے غیر مشروط زبانی و تحریری توبہ نامہ کی اشاعت کے بعد ہے۔ بتائیے توبہ کے بعد کیا الزام باقی رہا؟

اور مصنف ڈھاکہ کی یہ بھول ہے کہ حصہ سوم حدائق بخشش ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوئی اور آج اس کو ستر سال ہو رہے ہیں۔ حدائق بخشش ۱۳۲۵ھ یہ ایک تاریخی نام ہے جس کے عدد ابجد کے اعتبار سے ۱۳۲۵ بنتے ہیں یہ سن طباعت نہیں ہے اور پھر اس زمانہ ۱۳۲۵ھ میں مولانا محبوب علی خاں مرحوم تھے ہی کہاں ابھی چند سال قبل ۷۵ سال کی عمر میں ان کا بمبئی میں انتقال ہوا ہے تو انہوں نے ستر سال قبل یہ کتاب کیسے شائع کر دی اگر ایسا ہے تو پھر علماء دیوبند پر اعتراض پڑے گا۔ اگر فی الواقع حدائق بخشش حصہ سوم ۱۳۲۵ھ سے چھپ رہا ہے تو اکابر علماء دیوبند نے اس گستاخی کو گستاخی کیوں نہ قرار دیا۔ ان کی خاموشی اجماع سکوتی سے تعبیر کیا جائے گا۔ اور مصنف اکابر دیوبند سے یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ انہوں نے حدائق بخشش حصہ سوم کے ان اشعار پر اعتراض کیا ہو یا اس کو گستاخی ٹھہرایا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ حدائق بخشش حصہ سوم اس وقت تھا ہی نہیں اور مصنف ڈھاکہ کا حضرت مفتی محمد مظہر اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کو صہ۱۶ پہ ان کی ایک عبارت فتاویٰ مظہری سے نقل کر کے یہ کہنا،

مفتی صاحب! یہ معاملہ صرف یہ گستاخ بچے کی ماں کا نہیں سب مسلمانوں کی ماں کا ہے، اگرچہ لفظی طور پر بے ربط سی عبارت ہے مگر یہ اس وقت تھا جب وہ بچہ توبہ نہ کرے اور پھر مصنف ڈھاکہ کا سیدہ عائشہ صدیقہ کو ماں کہنا بھی اس کے اپنے اصول کے مطابق صریح گستاخی ہے۔ کیونکہ صہ۵۲ پر اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بابا کہنے کو گستاخی قرار دیا ہے۔

حضور کو بابا کہنا گستاخی ہے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ماں کہنا بھی اُس کے اپنے اصول کے مطابق صریح گستاخی ہے اور ناقابل معافی۔ مصنف ڈھاکہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ پر گستاخی کا الزام کس طرح عائد کر سکتا ہے۔ جبکہ وہ خود

تذبذب میں ہے۔ اور لکھتا ہے مولانا احمد رضا خاں نے جو پیرایہ بیان حضرت ام المومنین کے لئے یا ام ذرع کے لئے اختیار کیا" (دھماکہ ص۶۲) جب اس کو قطعی یقین بھی نہیں کہ یہ شعر کس کے متعلق ہیں تو پھر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی شان میں گستاخی کا عنوان جمانا شرعًا کس طرح جائز تھا؟

مصنف دھماکہ کو تو اتنا بھی معلوم نہیں کہ حدائق بخشش حصہ سوم ص۳۷ پر یہ شعر کس طرح ہے۔ مصنف دھماکہ لکھتا ہے۔ "تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کی بہار" حالانکہ حدائق بخشش حصہ سوم ص۳۷ پر اسطرح ہے۔

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار

لیکن مصنف دھماکہ اتنا اندھا ہو گیا ہے کہ اسے کچھ پتہ نہیں کیا گھسیٹ رہا ہوں، مصنف دھماکہ کو عبارات میں کتر بیونت کا جو ملکہ تام حاصل ہے اس میں وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ آج غلام قادیانی ہوتا تو اس کی شاگردی کرتا اور یہ فن اس سے ضرور حاصل کرتا لہٰذا مصنف نے اس فن میں خصوصی مہارت کو بروئے کار لاکر دھماکہ کے ص۶۲ پر ایک اور عبارت کاٹ چھانٹ کر اس طرح نقل کی ہے اور من مانا مفہوم پہنایا ہے۔ لکھتا ہے مولانا احمد رضا خاں ایک دوسری بحث میں لکھتا ہے۔ اللھم اغفر للمتسرولات۔ اے اللہ بخش دے ان عورتوں کو جو پاجامہ پہنتی ہیں۔ غالبًا پاجامہ تنگ تھا،

(احکام شریعت حصہ دوم ص۲۲۳)

اس پر اپنی معاندانہ حاشیہ آرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "اعلیحضرت کو کیسے پتہ چل گیا کہ غالبًا پاجامہ تنگ تھا اعلیحضرت کی نظر کہاں رہتی تھی ایسے امور کیسے بھانپ لیتی ہے۔ بھلا یہ باتیں کرنے کی ہیں۔ کیا صحابہ کرام کی سیرت کا یہ حضرت مکمل نمونہ تھے؟"

کاش کہ مصنف دھماکہ یہ عبارت بھی پوری نقل کر دیتا تو جواب کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ بہرحال اس کو اس بات پر اعتراض ہے کہ اعلیحضرت کو کیسے پتہ

چل گیا پاجامہ تنگ تھا تو جوابًا گذارش ہے ہر شخص بقائمی ہوش و حواس یہ جان سکتا ہے کہ پاجامہ تنگ ہوتا۔ پتلون اور زیادہ تنگ ہوتی ہے۔ شلوار کھلی ہوتی ہے۔ کچھا یا نیکر گھٹنوں سے اوپر تک کی ہوتی ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ پگڑی بڑی ہوتی ہے رومال چھوٹا ہوتا ہے۔ کرتہ بڑا ہوتا ہے۔ بنیان چھوٹا ہوتا ہے مگر نہیں جانتا وہ جس کے دماغ میں دیوبند ہو۔ بھلا یہ کون سی غیب کی بات تھی جو مصنف دھماکہ غیر خدا کے لئے شرک مانتا ہے۔ پوری عبارت یہ ہے۔ "ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لئے جاتے تھے۔ راہ میں ایک بیوی کا پاؤں پھسلا روئے مبارک اس طرف سے پھیر لیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضور وہ پاجامہ پہنے ہوئے ہے۔ ارشاد فرمایا اللھم اغفر للمتسرولات اے اللہ بخش دے ان عورتوں کو جو پاجامہ پہنتی ہیں۔ اور غالبًا پاجامہ تنگ تھا۔ اس واسطے اگر ڈھیلا ہوتا تو اس میں بھی تہ بند کی طرح کھل جانے کا احتمال ہو سکتا تھا۔" (احکام شریعت حصہ دوم ص۲۲۳) اب اس بے لگام کو کون سمجھائے کہ بھلا یہاں اس قسم کی خاندانی بدزبانی کا کون سا موقعہ تھا؟ کیا دیوبندی مولویوں کو اتنا بھی علم نہیں کہ پاجامہ تنگ ہوتا ہے؟ پھر کس منہ سے قاسم العلوم اور بحر العلوم بنے پھرتے ہیں۔ یا یہ علوم خمسہ میں سے کوئی ایک تھا جس کا علم وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے؟ وہ بی بی صحابیہ تو ضرور ہوں گی۔ مصنف دھماکہ کہتا ہے اعلیحضرت کی نظر کہاں رہتی تھی۔ ایسے امور کو کیسے بھانپ لیتی تھی۔ کیا اس خرافات کی زد اس صحابیہ پر نہیں پڑتی کیا یہ ان صحابیہ رضی اللہ عنہا کی شان میں کھلی گستاخی نہیں۔

بے حیاؤں کا گلہ کیا ان کو دن بھی رات ہے
جان کے بنتے ہیں گنگوہی یہ کیسی بات ہے

اعلیحضرت کی نظر کہاں رہتی تھی شرم اور حیا سے اگر رتی بھر حصہ ملا ہے تو یہ مصنف دھماکہ خود اپنے سے سوال کرے کہ کلیر شریف میں دور دراز سے آنے

والی طوائفوں کو کون دیکھتا تھا ملاحظہ ہو ص۴۵ مصنف دھاکہ کو کیسے پتہ چل گیا یہ طوائف دور دراز علاقوں سے آئی ہیں۔ ان سے اس کے کیا تعلقات تھے؟ باہر سے آنے والی طوائفوں کو جاننا اور کلیر کی مقامی طوائفوں کو پہچاننا کسی شریف آدمی کا کام تو نہیں۔

اولیاء کرام کے بارے میں

مصنف دھاکہ نے اس عنوان کے تحت ص۶۲ تا ص۷۰ یہ ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے کہ بریلوی حضرات اولیاء کرام محبوبانِ خدا کے معاذ اللہ سخت بے ادب گستاخ ہیں۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا بیوقوف ہے جو مصنف دھاکہ کے کہنے سے دن کو رات مان لے گا؟ ابھی چند ہی صفحے پہلے خود اپنے ہی قلم سے بریلویوں کے عقائد (۱) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو پیغمبر پر فضیلت دینا (دھاکہ ص۵) حضرت یحییٰ منیری کو پیغمبر پر فضیلت دینا (دھاکہ ص۵) حضرت جنید بغدادی کو اللہ تعالیٰ پر فضیلت دینا (دھاکہ ص۵) کی سرخیاں لگا کر اولیاء کرام کو حد سے بڑھانے کی اور خدا رسول سے ملانے کی گپ مار چکا ہے اور اب ص۶۲ سے ص۷۰ تک یہ دورہ پڑا ہے کہ معاذ اللہ اولیاء اللہ قدست اسرارہم کے بے ادب گستاخ ہیں اس دروغ گوئی اور تضاد بیانی کا بھی کوئی ٹھکانہ ہے سچ ہے

ع دروغ گو را حافظہ نباشد

جھوٹے آدمی کا حافظہ نہیں ہوتا بہر حال اس نے اس سلسلہ میں دیوبندیوں کا عقیدہ مذہب اسلام کی ذیلی سرخی لگا کر یوں بیان کیا ہے۔

اولیاء اللہ کوئی غیب کی خبر دیں تو یہ کرامت ہے (دھاکہ ص۶۲)

مصنف دھاکہ کے منہ پر مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسماعیل دہلوی کا زناٹے دار تھپڑ، مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں "علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے

خالی نہیں" (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۳۲) مولوی اسماعیل صاحب دہلوی لکھتے ہیں "پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے" (تقویۃ الایمان ص۱۰) مصنف دھاکہ وہابی مولویوں کی وکالت کرتا کرتا خود ان ہی کے فتویٰ سے مستند مشرک ہو گیا۔ مصنف دھاکہ نے بریلویوں کی طرف منسوب کر کے جو عقیدہ لکھا ہے اس کی سرخی یہ ہے۔ "اولیاء اللہ کا علم غیب گدھے سے بڑھ کر نہیں" (معاذ اللہ) دراصل مصنف دھاکہ اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی اس صریح بے ادبی و گستاخی پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے جو اس نے حفظ الایمان ص۱۰-۱۱ پر حضور سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کی اور حرمین شریفین کے اکابر علماء و فقہاء سے فتویٰ کفر و ارتداد کی ڈگری حاصل کی۔ (دیکھو حسام الحرمین) تھانوی صاحب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور یوں بے ادبی و گستاخی کرتے ہیں۔ "پھر یہ کہ آپ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔" (حفظ الایمان ص۱۰-۱۱ شائع کردہ مکتبہ نعمانیہ دیوبند یوپی) لہٰذا مصنف دھاکہ ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ چہارم ص۱۰ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتا ہے "بریلوی مذہب میں اولیاء اللہ کا علم غیب گدھے سے بڑھ کر نہیں معاذ اللہ" اس کے تحت ملفوظات سے جو عبارت تین چار ٹکڑے کر کے پیش کی ہے ہم چاہتے ہیں وہ اصل عبارت ہی نقل کر دیں تاکہ بغیر کسی تبصرہ کے اس کی بے ایمانی کا راز فاش ہو جائے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں "ایک صاحب اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے تھے آپ کی خدمت میں بادشاہ وقت قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا حضور کے کچھ سیب نذر میں

آئے تھے۔ حضور نے ایک سیب دیا اور کہا کھاؤ۔ عرض کیا حضور بھی نوش فرمائیں آپ نے بھی کھائے اور بادشاہ نے بھی۔ اس وقت بادشاہ کے دل میں خطرہ آیا کہ یہ جو سب میں بڑا اچھا خوش رنگ سیب ہے اگر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مجھ کو دیں گے تو جان لوں گا یہ ولی ہیں۔ آپ نے وہی سیب اٹھا کر فرمایا ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جگہ جلسہ بڑا بھاری تھا دیکھا کہ ایک شخص ہے اس کے پاس ایک گدھا ہے۔ اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے جب اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا جاتا ہے کہ گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس وہ چیز ہوتی ہے۔ سامنے جا کر سر ٹیک دیتا ہے۔ یہ حکایت ہم نے اس لئے بیان کی کہ اگر سیب ہم نہ دیں تو ولی ہی نہیں اگر دے دیں تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال کیا یہ فرما کر سیب بادشاہ کی طرف پھینک دیا۔" ملفوظات حصّہ چہارم ص۱۰ اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہ ایک بزرگ ولی اللہ کی حکائیت بیان فرمائی کہ ان بزرگ نے بادشاہ سے اس طرح کہا کہ مصر میں ایسا دیکھا اور پھر اس ولی اللہ نے کسر نفسی کے طور پر اپنے لئے یہ کہہ دیا کہ اگر یہ سیب نہ دیں تو ولی ہی نہیں اور دے دیں تو گدھے سے بڑھ کر کیا کمال کیا۔ مگر مصنّف دھماکہ تو پٹی بندھے ہوئے گدھے سے بھی گیا گذرا ہے۔ وہ پٹی بندھے ہوئے بھی جان لیتا تھا کہ کونسی چیز کس کے پاس ہے لیکن مصنّف دھماکہ کے کسی نے پٹی بھی نہیں باندھی اسے پھر بھی خبر نہیں کہ اعلحضرت یہ واقعہ کسی بزرگ ولی اللہ کا نقل فرما رہے ہیں یا خود اپنی طرف سے کچھ کہہ رہے ہیں اور پھر یہ بات تو ان ولی اللہ علیہ الرحمۃ نے بھی نہیں کہی کہ اولیاء اللہ کا علم گدھے سے بڑھ کر نہیں اور اعلحضرت کے نقل کردہ واقعہ میں بھی کوئی ایسا لفظ موجود نہیں اگر ان ولی اللہ نے اپنے بارے میں بھی کچھ بات کہی تو وہ کسر نفسی کے طور پر کہی جیسا کہ صدر دیوبند مولوی حسین احمد ٹانڈوی صاحب کانگریسی اپنے ننگ کو اسلاف کہتے تھے۔ ملاحظہ ہو سوانح قاسمی حصّہ اوّل صفحہ ب تقریب۔

لہٰذا دیوبندیوں وہابیوں کو چاہیئے کہ مولوی حسین احمد صاحب کو شیخ الاسلام

اور شیخ الحدیث کی بجائے ننگ اسلاف سمجھا کریں۔

اس کے بعد مصنّف دھماکہ نے ص۹۳ پر توبہ بریلوی مذہب سے ہزار بار توبہ (گویا پہلے بریلوی تھا) لکھنے کے بعد لکھتا ہے۔ "وہ بریلوی مذہب میں پیر کی چارپائی مریدنی بیوی کے پاس ہوتی ہے۔ دلیل کے طور پر سیدی اعلحضرت قدس سرّہٗ کے ملفوظات حصّہ دوم ص۴۹ سے یہ واقعہ نقل کرتا ہے "سیدی احمد سلجماسی کی دو بیویاں تھیں۔ سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہمبستری کی، یہ نہیں چاہیئے عرض کیا حضور! وہ اس وقت سوئی ہوئی تھی فرمایا وہ سوئی ہوئی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا؟ عرض کیا ہاں! ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہوتا ہر آن ساتھ ہے دہر نظارہ کرتا ہے" (دھماکہ ص۹۳) یہ واقعہ نقل کر کے مصنّف دھماکہ نے ص۹۴ پر احکام شریعت حصّہ دوم ص۱۲۴) کا حوالہ عورت بغیر خاوند کی اجازت سے مرید ہو سکتی ہے۔ نقل کر کے میراثیانہ انداز میں بازاری زبان کا مظاہرہ کیا ہے۔ گالیاں دینا اور خرافات بکنا کوئی اینٹی راز نہیں۔ رنگ برنگی گالیاں جوابی طور پر بھی دی جا سکتی ہیں مگر ہمارا دامن بفضلہٖ تعالیٰ دلائل سے خالی نہیں۔

آیئے ملاحظہ ہو یہ واقعہ سیدنا اعلحضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الابریز شریف سے نقل فرمایا ہے۔ الابریز فی مناقب سیدی عبدالعزیز علامہ احمد ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک تصنیف ہے جو انہوں نے غوث زماں سیدی حضرت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل میں لکھی ہے اور یہ واقعہ اسی الابریز کے صفحہ ۱۲ پر موجود ہے۔ یہ اعلحضرت علیہ الرحمۃ کی کوئی من گھڑت خیالی بات نہیں ہے۔ یاد رہے الابریز شریف وہ مستند و معتبر کتاب ہے جس کے متعلق دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں "الابریز فی مناقب سیدی عبدالعزیز الدباغ مؤلفہ ابن مبارک فاسی جس

کی تالیف ۱۱۲۹ھ میں شروع ہوئی تھی یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جس کی بھروسہ کی نقل ہے اور پھر ان کے مؤلفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاق عالم میں ان کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے

(جمال الاولیاء صہ ۱۴۵)

جمال الاولیاء صہ ۱۴۵ کے علاوہ مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی دیوبندی مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور اپنے ایک قلمی تحریری فتویٰ میں مصنف الابریز شریف کے متعلق لکھتے ہیں

الجواب :۔ یہ مصنف بڑے اولیاء کرام میں سے ہیں۔ اُن کی کتاب "الابریز" معتبر ہے۔ گو میں نے خود دیکھی نہیں مگر مصنف کی جلیل القدر شخصیت سے اس کو صحیح ماننا پڑ رہا ہے۔

(مہر جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور (دستخط) جمیل احمد تھانوی۔ ۷ر شعبان ۹۵ھ۔

اب مصنف دھماکہ اپنا پسندیدہ شعر بچشم اشکبار پڑھے۔

میں اگر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ
خود دکھایا ہے مرے گھر کے چراغاں نے مجھے

بتائیے اس میں سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا کیا قصور تھا جو اس قدر بازاری انداز میں بدزبانی کا مظاہرہ کیا گیا۔ سچ ہے۔

منکروں کی ہے ابو جہلی نگاہ
تجھ کو کیا پہچانیں وہ احمد رضا

مصنف دھماکہ کس طرح اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے منہ آسکتا ہے جس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ واقعہ سیدی احمد سجلماسی کا ہے یا سلجماسی کا ہے کیونکہ مصنف دھماکہ نے سلجماسی لکھا ہے اور مسخرہ پن کا مظاہرہ کرنے کے لئے اعلیٰحضرت کی عبارت میں تصرف کر کے بریکٹ میں بندیہ اضافہ کر دیا کہ ہر نظارہ کرتا ہے، حالانکہ ملفوظات کی

اصل عبارت میں یہ بھی نہیں۔ باقی رہی احکام شریعت حصہ دوم صہ ۱۶۴ کی بات کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر مرید ہو سکتی ہے۔ اس میں کون سی خرابی ہے؟ دیوبندی مذہب میں تو عمر مریدنی سے نکاح کرنا اور معاذ اللہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تشبیہ دینا تو جائز ہے ملاحظہ ہو (الامداد ماہ صفر ۱۳۳۵ھ) لیکن عورت کا مرید ہونا ناجائز ہے

اولیاء اللہ کا متعدد جگہ موجود ہونا

مصنف دھماکہ نے اپنی جوڑ توڑ کی عادت سے مجبور ہو کر صہ ۶۵ پہ "اولیاء اللہ کرشن کنھیا کی طرح حاضر و ناظر ہیں" کی سرخی لگا کر الملفوظ حصہ اول سے ایک عبارت کا ایک بے ربط سا ٹکڑا نقل کیا ہے اور لکھا ہے یہ ہے بریلوی مذہب۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی کرشن کنھیا کی طرح حاضر و ناظر نہ مانے پھر آپ اولیاء اللہ کو حاضر و ناظر ماننے کو تیار ہیں یا نہیں؟ مصنف دھماکہ کو عبارات کو کانٹ چھانٹ کر من مانے معنی پہنانے میں خصوصی مہارت حاصل ہے اور حد یہ کہ وہ الفاظ تک بدل لینے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتا۔ زیر بحث عبارت ملفوظات حصہ اول سے نقل کی جاتی ہے اس سے معلوم ہوگا کہ اصل عبارت میں حاضر و ناظر کا لفظ مطلقاً ہے ہی نہیں اور یہ کہ اولیاء اللہ کے متعدد مقامات پر موجود ہونے کا واقعہ سبع سنابل شریف سے نقل فرمایا ہے ملاحظہ ہو "سبع سنابل شریف میں حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی، حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ کیونکر ہو سکے گا۔ شیخ نے فرمایا کرشن کنھیا کافر تھا۔ کئی سو ایک وقت میں ایک سو جگہ موجود ہو گیا فتح محمد اگر چند جگہ ایک وقت میں ہو کیا تعجب ہے؟ یہ ذکر کر کے فرمایا کیا یہ گمان کرتے ہو کہ شیخ ایک جگہ موجود تھے باقی جگہ مثالیں حاشا بلکہ شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے۔ اسرار باطن فہم ظاہر سے وراء ہیں خوض و فکر بیجا ہے۔

(ملفوظات صہ ۱۲۱)

مصنف دھماکہ نے اپنی روایتی بے ایمانی سے اولیاء اللہ کرشن کنھیا کی طرح حاضر و ناظر ہیں کی سرخی لگا دی۔ بتائیے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے اس مفہوم سے کیا تعلق ہے؟ دراصل یہ ان کے اپنے اکابر کی زبان ہے جیسا کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب نے لکھا کہ "یہ ہر روز اعادہ ولادت (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کا مثل ہنود کے سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں" براہین قاطعہ ص۱۴۸ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں "پھر جو کوئی کسی پیغمبر یا بھوت کے مکان کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہوتا ہے" (تقویۃ الایمان ص۱۰) اولیاء اللہ تو اولیاء اللہ مصنف دھماکہ کے اکابر تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عید میلاد کو کرشن کنھیا کی ولادت اور ہنود کے سانگ کی طرح قرار دیتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک مکانوں کی تعظیم کو بھوتوں کے مکانوں کی طرح قرار دیتے ہوئے شرک ٹھہراتے ہیں۔ مصنف دھماکہ نے اولیاء اللہ کے متعلق جو الفاظ استعمال کئے وہ اس کے اپنے اکابر کی زبان ہے۔ اور اقبال نے صحیح کہا ہے۔

بے ادب ماں با ادب اولاد جن سکتی نہیں
مادرِ زر مادرِ فولاد، بن سکتی نہیں

مصنف دھماکہ نے ص۹۵ ہی پر ملفوظات حصہ اول ص۹۱ سے ایک اور حوالہ نقل کیا ہے کہ "مرنے کے بعد روح کا ادراک بے شمار بڑھ جاتا ہے خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی اس پر بھی اعلیٰحضرت قدس سرہ نے شاہ عبدالعزیز صاحب کا حوالہ دیا۔ مگر مصنف دھماکہ کو اندھے پن کے باعث کچھ نظر نہیں آتا۔ اسی صفحہ ۹۵ پر ہی مصنف دھماکہ نے لکھا ہے یہی بات امام ربانی مجدد الف ثانی نے ایک اور رنگ میں کہی تھی "روح را نسبت با جمیع امکنہ باوجود لامکانیت برابر است"

(مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۸۵)

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ مصنف دھماکہ نے خود بھی اعتراف کر لیا ہے لیکن کسی اور شرط کی شرط لگائی ہے۔ مگر اس رنگ کا اظہار نہیں فرمایا کیونکہ اس کا اپنا

رنگ زرد پڑتا تھا۔ اس لئے خود تو نقل کر دیا۔ لیکن استاذ العلماء مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب شیخ الحدیث و صدر انجمن حزب الاحناف لاہور پر محض اس لئے اعتراض کر دیا کہ انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے چالیس ارشادات کا دیوبندیت و ہابیت شکن اشتہار کیوں شائع فرمایا۔ سید صاحب مدظلہ نے جو کچھ تحریر فرمایا وہ مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے ہی ارشاد کا خلاصہ ہے اور یہی تحقیق صحیح ہے۔ "انبیاء و اولیاء کی پاک روحوں کو عرش سے فرش تک ہر جگہ برابر کی نسبت ہوتی ہے کوئی چیز ان سے دور نزدیک نہیں" (مکتوبات شریف۔ جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۳) باقی رہا آپ کا علامہ ابو البرکات صاحب کو یہ کہنا کہ مولانا موصوف نے جھوٹ بولنے میں اپنے پیش رؤں کو بھی مات کر دیا ہے۔ آپ خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں آپ کے سینکڑوں جھوٹ اس فقیر راقم الحروف نے اور سینکڑوں خیانتیں ظاہر کی ہیں۔ اور پھر آپ سید ابو البرکات صاحب مدظلہ کی کیا پرواہ کریں گے آپ کے مذہب میں تو معاذ اللہ خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے ملاحظہ ہو یک روزی ص۱۴۵ مصنف مولوی اسماعیل دہلوی و جہد المقل ص۴۱ از مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی۔

اس کے بعد مصنف دھماکہ ص۹۶ پر ملفوظات اول ص۱۲۷ سے ایک عبارت نقل کرنے سے پہلے لکھتا ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب سے پوچھا گیا کہ اولیاء کرام ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟ تو آپ نے یہ نہیں کہا کہ خدا چاہے تو ایسا ہو سکتا ہے بلکہ فرمایا! اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں" اس پر یوں حاشیہ آرائی ہوتی ہے۔ "پیش نظر رہے کہ سائل نے صرف چند جگہ ہو سکنے کی قوت کا پوچھا تھا۔ دعوت کا نہ سوال تھا نہ کوئی تذکرہ یہ اعلیٰحضرت کی حکمت کہئے یا پیش بینی کی اپنی طرف سے دعوت قبول کرنے کی بات کہہ دی" (دھماکہ ص۹۶)

ہم کہتے ہیں کہ اگر اعلیٰحضرت یہ فرما دیتے کہ خدا چاہے تو ایسا ہو سکتا ہے تو کیا آپ

مان جاتے؟ ہرگز نہیں آپ خدا کے چاہنے اور خدا کے دینے اور بعطائے الٰہی ملنے کے بھی قائل نہیں۔ جیسا کہ آپ نے دھما کہ صـ۳۵ وصـ۳۳ پر بعطائے الٰہی کا بھی انکار کیا ہے پھر آپ یہاں کیسے مان جاتے؟ بہر حال اعلیٰحضرت نے جو کچھ لکھا وہ بعطائے الٰہی اور خدا کے چاہنے اور خدا کے دینے ہی سے ہے۔ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں جب بعطائے الٰہی مانا تو شرک کے کیا معنیٰ۔ (الامن والعلیٰ صـ۱۸)

اے ناپاک طائفے کی سنگت والوجب تک ذاتی وعطائی کے فرق پر ایمان نہ لاؤ گے کبھی قرآن وحدیث کے قہروں سے پناہ نہ پاؤ گے۔ (الامن والعلیٰ صـ۴۹)

بلا شبہ غیر خدا کے لئے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں (خالص الاعتقاد صـ۳۲) بتائیے کیا یہ کچھ آپ نے اور آپ کے اکابر نے مان لیا تھا۔ درحقیقت آپ خدا تعالیٰ کی عطا اور اس کے چاہنے کے بھی منکر ہیں اور یہاں خدا کے چاہنے کی بات محض تکمیل فیشن کے لئے کردی۔ ورنہ حقیقت سے اس کو دور کا بھی تعلق نہیں۔

باقی رہا آپ کا عبارت نقل کرنے کا اصل مقصد کہ اولیاء اللہ دس ہزار جگہ موجود ہو سکتے ہیں یا نہیں تو آپ کو اگر اس کا انکار کرنا تھا تو کسی دلیل سے کرتے مگر آپ نے عبارت صرف نقل کردی نہ اس کا انکار کیا نہ اقرار کیا اور دعوت پر مسخرہ پن سے شیخی بگھارنی شروع کردی۔ اولیاء اللہ قدست اسرارھم بیک وقت متعدد مقامات پر ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ آئیے اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سے پوچھئے۔ دیکھئے وہ لکھتے ہیں

محمد الحضر مجذوب " آپ ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے

اور مصنف دھماکہ نے خود ٹائیٹل کے ورق صـ۱ پر تو کہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنا بھی گوارہ نہ کیا پھر تو ساری کتاب شیطانی مداخلت سے کذب وافتراء کا پلندہ بن گئی۔ صفحہ اول حرف گذارش احوال واقعی کہیں بھی ابتداء میں بسم اللہ نہیں اور تعارف کے صفحہ پر بھی تعارف کا لفظ پہلے ہے اور بسم اللہ السمیع العلیم بعد میں گویا اسم کہ اللہ رحمٰن الرحیم ہونے پر بھی یقین نہیں۔

کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا ہے اور کبھی کبھی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے تھے" جمال الاولیاء صـ۱۸۸)

اور لکھتے ہیں محمد الشربینی .... امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ایک سیاح سے روایت ہے کہ ان کی اولاد کچھ تو ملک مغرب میں مراکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھے اور کچھ اولاد بلاد عجم میں تھی۔ اور کچھ بلاد ہند میں تھی اور کچھ بلاد تکرور میں تھی۔ آپ ایک ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل وعیال کے پاس ہو آتے اور ان کی ضرورتیں پوری فرما دیتے اور ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ انہی کے پاس قیام رکھتے ہیں (جمال الاولیاء صـ۲۰۲) مصنف دھماکہ اب اپنے حکیم الامت سے دریافت کر کے حضرت کا ایک ہی وقت میں تیس شہروں میں اور بلاد مغرب وبلاد ہند وبلاد تکرور وبلاد عجم کے متعدد شہروں میں بیک وقت موجود ہونا کس طرح ممکن ہے جو جواب تیس شہروں کی دلیل کے طور پر ہمیں دیا جائے وہی دس ہزار شہروں کی دلیل کے طور پر ——————— ہماری طرف سے ہو گا۔ رہا دعوت کا معاملہ تو یہ کوئی کھانے کی دعوت کی بات نہیں۔ آپ لوگ بھی اپنے مولویوں کو جلسہ میں دعوت دیتے ہیں تو وہاں مراد محض کھانا پینا نہیں ہوتا اور پھر اگر کھانا پینا بھی ہو تو جب وہ تیس جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں کیا کھانا نہیں کھا سکتے۔

اعلیٰحضرت کا دعوت کا لفظ استعمال فرمانا ہر کوئی پیش بینی یا اپنی دعوت کی بات نہیں۔ بلکہ انہوں نے حضرات اولیاء اللہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ چاہیں تو دس ہزار جگہ دعوت قبول کر سکتے ہیں۔ یعنی وہاں تشریف لے جانے کا وعدہ فرما سکتے ہیں۔ باقی یہ مداریوں کے ڈھکوسلے ہیں کہ کسی نے کسی بھوکے سے پوچھا دو اور دو کتنے ہوتے ہیں جواباً فرمایا "چار روٹیاں" بتائیے یہ کون سی بیضاوی شریف میں لکھا ہے قصہ کہانیوں کے سہارے ہی دیوبندی مذہب کی بنیاد ہے۔

اس کے علاوہ ملفوظات حصہ چہارم صـ۱ سے ایک عبارت یہ نقل کی ہے جس سمجھ لیجئے وہ صفت جو غیر انسان کے لئے ہو سکتی ہے انسان کے لئے نہیں اور

جو غیر مسلم کے لئے ہو سکتی ہے مسلم کے لئے کمال نہیں۔" اس کو نقل کر کے مصنف دھماکہ نے یہ تاثر دینا چاہا ہے کہ اس تفصیل سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ علم غیب اور حاضر و ناظر جیسے امور جن کو بریلوی مذہب کے پیرو اپنے امتیازی عقائد سمجھتے ہیں۔ ان کی اپنی حقیقت ان لوگوں کے ہاں کیا ہے؟ علم غیب گدھے سے بڑھ کر نہیں اور حاضر و ناظر ہونا کرشن اور کنہیا میں بھی تسلیم کرتے ہیں تعظیم کہاں گئی
(دھماکہ ص٦٧)

مصنف دھماکہ نے یہاں تفصیل کے لفظ کا غلط استعمال کیا ہے۔ اس نے ملفوظات حصہ اول ص١ سے ڈیڑھ سطری عبارت نقل کی ہے اس کو تفصیل بتا رہا ہے حالانکہ کہنا یہ چاہیئے تھا کہ اس حوالہ سے ثابت ہوا قطع نظر اس کے کہ مصنف دھماکہ نے ملفوظات سے جس عبارت کا ٹکڑا نقل کیا ہے اس سے اس کی کوئی باطل مراد پوری نہیں ہوتی اور یہ کہتے ہیں کوئی اعتراض ہو ہی نہیں سکتا کہ "بس سمجھ لیجئے وہ صفت جو غیر انسان کے لئے ہو سکتی ہے انسان کے لئے کمال نہیں اور جو غیر مسلم کے لئے ہو سکتی ہے وہ مسلم کے لئے کمال نہیں۔" اس عبارت سے یہ تاثر دینا غلط ہے کہ علم غیب حاضر و ہونے کا عقیدہ حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام کے لئے کمال نہیں یہ اسوقت ممکن تھا کہ ہمارا عقیدہ مولوی اشرف علی تھانوی کی طرح خدانخواستہ یہ ہوتا کہ معاذاللہ بعض علوم غیبیہ میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔" حفظ الایمان ص٨ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے یہ نہیں کہا کہ معاذاللہ گدھے کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا اولیاء کرام جیسا ہے، یا جتنا ہے۔ مصنف دھماکہ یہ لفظ اعلیحضرت کی کس کتاب سے دکھائے گا "اولیاء اللہ کا غیب کی بات کو جان لینا گدھے سے بڑھ کر نہیں۔" یہ گدھے سے بڑھ کر نہیں کہاں ہے؟ باقی رہا بعض تو وہ خود تھانوی صاحب جملہ حیوانات میں مان رہے ہیں۔ خود مصنف دھماکہ ص٩٢ پر لکھ چکا ہے کہ (اولیاء) جتنی غیب کی خبر دیں وہ نور سنت کا فیض ہے۔" تو تھانوی صاحب حیوانات میں بھی بعض علم غیب مان رہے ہیں تو لازم آیا یہ عقیدہ

بھی خود مصنف دھماکہ اور اس کے اکابر کا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ہم اہلسنت کا نہیں ہے۔ اسی طرح اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے کرشن اور کنہیا کو بھی حاضر و ناظر نہیں لکھا یہ لفظ مصنف دھماکہ اگر اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کی کتب سے دکھا دے تو منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ باقی چند جگہ موجود ہونے کی بات حضرت فتح محمد صاحب نے لکھی ہے اور اس پر اعتراض کرنے سے پہلے مصنف دھماکہ کو اپنے حکیم الامت پر اعتراض کرنا چاہیئے وہ لکھتا ہے۔ "دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں قطع کر جاتا ہے۔"
(حفظ الایمان ص٩)

ابلیس تو کرشن اور کنہیا سے بڑھ کر ہے۔ دیوبندیوں کے پیشوا اس میں یہ طاقت مان رہے ہیں تو ہم پر الزام کیسا؟ اور پھر ہمارے اکابر میں سے تو یہ بات کسی نے لکھی ہی نہیں کہ معاذاللہ گدھے کا علم غیب اولیاء اللہ جیسا یا جتنا ہے یا اولیاء اللہ کا علم غیب گدھے سے بڑھ کر نہیں۔ اور اولیاء اللہ کرشن کنہیا کی طرح حاضر و ناظر ہیں لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔

اکھاڑے کی کشتی

مصنف دھماکہ نے ص٦٢ پر ملفوظات اعلیحضرت حصہ چہارم سے ایک عبارت نقل کرنے سے پیشتر اس عبارت کے مفہوم کا حلیہ بگاڑ کر یہ سرخی لگائی ہے کہ اولیاء اللہ میں روحانی طاقت اکھاڑے کی کشتی سے آتی ہے۔" دیوبندی تو بہت خوش ہوئے ہوں گے کہ مصنف دھماکہ بریلویت کے راز کو پا گیا اب دیوبندیت کی ڈوبتی کشتی کنارے لگ جائے گی انہیں کیا خبر کہ اس برہان الحمقاء نے رہی سہی ناک بھی کٹوا دی۔ ہم ایک ہزار روپیہ اس پر بھی انعام کا اعلان کرتے ہیں کہ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کی کسی عبارت یا اس کے مفہوم سے اشارۃً بھی یہ بات ثابت ہو کہ "اولیاء اللہ میں روحانی طاقت اکھاڑے کی کشتی سے آتی ہے۔"

مصنف دھماکہ نے جو واقعہ بیان کیا ہے تو اس میں حضرت امیر کلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کشتی لڑنے کا واقعہ ضرور ہے مگر ابتداء میں جو سوال و جواب ملفوظات میں تھا

وہ مصنف دھماکہ چت کر گیا لکھا ہے۔عرض۔حضور کشتی لڑنا جائز ہے یا نہیں۔
ارشاد،"کشتی جس طور پر آجکل لڑی جاتی ہے محمود نہیں۔اس میں تن پروری ہوتی ہے مجمع عام ہوتا ہے اور اگر اس کے سبب نماز کی پابندی نہ کرے یا ستر کھولے تو حرام ہے۔ہاں اگر خاص مجمع ہے اور اپنے ہی لوگ ہیں بند مکان میں نماز کی پابندی کے ساتھ بغیر ستر کھولے ہوئے لڑیں تو مضائقہ نہیں۔" عبارت سے یہ الفاظ مصنف دھماکہ حرام خوری کی عادت کے باعث چت کر گیا۔بتایا جائے ان شرائط کے ساتھ کشتی میں کیا حرج ہے۔؟ حضرت کلال رضی اللہ عنہ کشتی لڑتے تھے یا نہیں تو آئیے اس کا فیصلہ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف تھانوی صاحب سے کراتے ہیں وہ لکھتے ہیں۔"حضرت ممدوح (محمد بابا السماسی) مع اپنی جماعت کے سید امیر کلال کے اکھاڑے پر گذرے سید امیر کلال صاحب زور کرنے میں مشغول تھے آپ ان کے قریب کھڑے ہو گئے تو ساتھیوں میں سے کسی کے دل میں یہ خیال آیا کہ شیخ (امیر کلال) ایسی بدعت والوں کے پاس کیوں کھڑے ہیں۔شیخ کو یہ وسوسہ مکشوف ہو گیا فوراً ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ان لوگوں میں ایک شخص ایسا ہے کہ اس کی برکت وصحبت سے بہت لوگوں کو نفع پہنچے گا اور بڑے بڑے مدارج حاصل ہوں گے میں اس کو شکار کرنا چاہتا ہوں دفعۃً سید امیر کلال کی نظر حضرت شیخ محمد بابا پر پڑی نظر کا پڑنا تھا کہ ہاتھوں سے دل نکل گیا۔الخ (جمال الاولیا) صفحہ ۱۵۱) اس عبارت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ حضرت امیر کلال رضی اللہ کشتی لڑتے اور زور فرماتے تھے وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ پر بدعت کا فتوای لگانا اُس وقت بھی بے بصیرت لوگوں کا کام تھا۔"

نانوتوی صاحب نے کشتی دیکھی

ایک پہلوان کشتی گیر جس کا نام بنو تھا۔دیوبند کا رہنے والا تھا۔اس شخص کے نام اور کام سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عام آدمی تھا لیکن سنئے بیان کیا گیا ہے کہ دیوبند کے اس مقامی پہلوان بنو نے باہر کے کسی پہلوان

کو پچھاڑ دیا اس خبر سے دیوبند کے باشندوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور دوسروں کے ساتھ صرف یہی نہیں کہ مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی خوشی ہوئی بلکہ راوی کا بیان ہے کہ فرطِ مسرت سے سیدنا الامام الکبیر (نانوتوی) نے فرمایا کہ ہم بھی بنو کو اور اس کے کرتب کو دیکھیں گے اور یہ بات خیال ہی کی حد تک محدود نہ رہی بلکہ حافظ انوار الحق کی بیٹھک میں اسے (بنو پہلوان) کو بلایا گیا اور بیٹھک کے سامنے کوئی میدان تھا جس سے اکھاڑے کا کام لیا گیا اور بنو پہلوان نے اسی میدان میں کشتی گیری کے کمالات کا مظاہرہ شروع کیا۔ بنو پہلوان کے سب کرتب سیدنا الامام الکبیر نے دیکھے۔ سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۴۶۸ واردواح ثلاثہ صفحہ ۲۰۲)

مذکورہ بالا واقعہ سے جہاں یہ ثابت ہوا نانوتوی صاحب عام قسم کے نام اور عام قسم کے کام والوں کی کشتی دیکھتے تھے وہاں یہ بھی پتہ چلا کہ نانوتوی صاحب کے دماغ میں علاقائی عصبیت کارفرما تھی جبھی تو دیوبند کے بنو پہلوان کے کشتی جیتنے سے بڑی خوشی ہوئی۔جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت کلال رضی اللہ عنہ اکھاڑہ کرتے تھے اور مولوی قاسم صاحب نانوتوی بھی عامی قسم کی کشتی دیکھتے تھے۔تو پھر امام اہلسنّت علیہ الرحمۃ پہ اعتراض کیسا؟

حضرت غوث پاک کی شان میں گستاخی کا الزام

مصنف دھماکہ نے صفحہ ۶۹ پر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان رفیع میں گستاخی کا الزام بھی عائد کیا ہے کہ اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے

مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اک اصیل نوا سنج رہے گا تیرا

(حدائق بخشش اول صفحہ ۶)

اس شعر کی تشریح بھی اس کی اپنی زبانی سُنیئے "چمن ولایت میں سب

مرغانِ چمن اپنے وقت میں بول کر چپ ہو گئے لیکن آپ ایک ایسے اصیل مرغ ہیں جو چمنستانِ ولایت میں ہمیشہ نواسنجی کرتا رہے گا"۔ اس کے بعد لکھتا ہے حضرت پیران پیر کی شان میں یہ الفاظ سخت بے ادبی اور گستاخی کے ہیں۔ بریلویوں کو ان لفظوں سے توبہ کرنی چاہیئے (دھماکہ ص۲۹)

گذارش یہ ہے کہ ساری دنیا اندھی نہیں ہے۔ مصنف دھماکہ ابھی ص۲۸ پر بریلویوں پر حضور غوث پاک کو حد سے بڑھاتے خدا سے ملانے خدائی اختیار غوث پاک کو دینے ص۵۲ و ص۵۴ پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو پیغمبر پر فضیلت دینے کے الزام لگا چکا ہے۔ اور اب اچانک پلٹا کھا کر معاذ اللہ بریلویوں پر حضور غوث پاک کی بے ادبی و گستاخی کے الزام عائد کر کے اپنے آپ کی تکذیب خود کر رہا ہے۔ سچ ہے۔

ع دروغ گو را حافظہ نباشد

مصنف دھماکہ معیارِ حق تو نہیں کہ جس کو جو کہہ دیا ہو گیا بے ادبی گستاخی کو ایمان کہہ دیا تو ایمان و سلام ہو گیا۔ ایمان و سلام کو ادبی گستاخی قرار دے دیا تو وہ بے ادبی گستاخی ہو گئی۔ بھلا بقائمی ہوش و حواس کون مان لے گا کہ بریلوی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی معاذ اللہ بے ادبی و گستاخی کرتے ہیں۔ حضور غوث پاک کے تمام فضائل و کمالات کے تو یہ خود منکر ہیں اور بے ادبی و گستاخی بریلوی کر رہے ہیں۔

باقی رہا شعر تو اصل شعر میں نہ کوئی بے ادبی ہے۔ نہ اعلیحضرت نے غوث پاک کو اصیل مرغ کہا ہے۔ معاذ اللہ یہ مؤلف دھماکہ کی طاقت ہے کہ وہ "اصیل تیرا کو" "اصیل تو" سمجھ رہا ہے۔ لہٰذا اپنی خود ساختہ تشریح کی بنا پر بے ادب گستاخ وہ خود ہے اور آئینہ میں اپنا ہی چہرہ نظر آتا ہے۔ پھر اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے جو کچھ کہا ہے وہ بھی زبدۃ الآثار شیخ علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی بنیاد پر ہے۔ ملاحظہ ہو۔ " ایک دن شیخ ابوالوفا نے حضرت سیدنا عبدالقادر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ جب آپ مرتبۂ کمال کو پہنچیں تو مجھے ضرور یاد رکھیں پھر کہا اے عبدالقادر! ہر پرندہ چہچہا کر خاموش ہو جاتا ہے مگر آپ کا طائرِ روحانیت قیامت تک بولتا رہے گا"۔ (زبدۃ الآثار ص۲۳) خود حدائق بخشش کے اس شعر میں لفظ مرغ پر ص۲۱ کے تحت حاشیہ میں یہ حوالہ مذکور ہے کہ سیدی تاج العارفین ابوالوفا قدس سرہ سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت۔ کل دیک یصیح ویسکت الا دیکک فانہ یصیح الی یوم القیامۃ۔ "ہر خروس بانگ کند و خاموش شود جز خروس شما کہ تا قیامت در بانگ است"۔ مگر مؤلفِ دھماکہ نے بے بصیرتی کے عالم میں جھٹ گستاخی کا فتویٰ دے ڈالا۔ بہرحال یہ اس کا بے ادبی و گستاخی کا من گھڑت اصول ہے چونکہ یہ لوگ بے ادب گستاخ خود ہیں اس لیے حقیقت کا منہ چڑاتے ہوئے اپنی بے ادبیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے دوسروں کو بے ادب گستاخ کہتے ہیں۔

خواجہ غریب نواز اور سلطان محمود غزنوی

چونکہ عامۃ المسلمین کو دھماکہ کے ذریعہ دھوکہ دینا ہی مصنف دھماکہ کا مقصد وحید ہے لہٰذا ملفوظات اعلیحضرت علیہ الرحمۃ حصہ اول ص۱۲۸ کے ایک حوالہ سے یہ تاثر دیا ہے کہ چونکہ سلطان محمود غزنوی بھی افغان تھے اور مولانا احمد رضا خاں بھی افغانوں کے بڑہیچ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اس لئے انہوں نے حضرت اجمیری کی اسلامی خدمات کو نظر انداز کر دیا اور سلطان محمود غزنوی کو ان پر مقدم کیا ملخصاً ص۶۸، ۶۹) لکھتا ہے ملاحظہ فرمایئے۔ "مولانا احمد رضا خاں صاحب نے حضرت (خواجہ اجمیری) کے اتنے عظیم کردار کا کیسے خون کر دیا۔

عرض: حضور ہندوستان میں اسلام حضرت خواجہ غریب کے وقت سے پھیلا؟

ارشاد: حضرت سے کئی سو برس پہلے اسلام آ گیا تھا۔ مشہور ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے سترہ حملے ہندوستان پر کئے"۔ (ملفوظات حصہ اول ص۱۲۸)

بتائیے سرکار اعلیحضرت کے ارشاد مبارک میں کسی کی خدمات کو گھٹانے بڑھانے کا کہاں ذکر ہے؟ اسلام کے آنے یا پھیلنے کا ذکر ہے مصنف دھماکہ نے یہاں بے مقصد لفاظی سے کام لیا ہے اور کہا ہے کہ "سائل اسلام کے آنے کا نہیں پھیلنے کا پوچھ رہا ہے مگر اعلیحضرت سوال بڑی حکمت سے کاٹ رہے ہیں" (دھماکہ صد ۱۶۹) اب اس عقل کے دشمن کو کون سمجھائے اسلام کے آنے اور پھیلنے میں کیا فرق ہے اسلام کا آنا ہی تو اسلام کا پھیلنا ہے۔

باقی رہا یہ کہ مصنف دھماکہ نے صد پر لکھا ہے کہ "اعلیحضرت کا یہ کہنا کہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری سے کئی سو برس پہلے اسلام ہندوستان میں آ گیا تھا غلط ہے۔ مولانا احمد رضا خاں کا تاریخی مطالعہ بہت کمزور تھا۔ سلطان محمود غزنوی آپ سے کئی سو برس پہلے نہیں صرف دو سو برس پہلے آئے تھے" مصنف دھماکہ جمع اور واحد کے فرق کو نہیں سمجھتا ایک سے زائد پر کئی کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے اور دو سو سال پہلے آنے کا تو یہ خود بھی اعتراف کر رہا ہے تو اس نے اپنے ہی اصول کے مطابق دو سو سال پہلے کہہ کر حضرت خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ کی خدمات کا اعتراف کر لیا مصنف دھماکہ کی بے حیائی ملاحظہ ہو لکھتا ہے "سلطان محمود غزنوی آپ (خواجہ اجمیری) سے کئی سو سال نہیں صرف دو سو سال پہلے آئے تھے" دو سو سال تو اس کے نزدیک صرف ہیں اور جب اس نے کوئی اپنی بات بنانی ہو تو پچاس کو عرصہ دراز لکھتا ہے۔ ملاحظہ ہو صد "ان کے سہارے نصف صدی سے مسلمانوں کی تفریق جاری ہے اور سنی بریلوی اختلافات کے محاذ پر عرصہ دراز سے جنگ لڑی جا رہی ہے" یہاں پچاس سال عرصہ دراز ہو گئے۔ وہاں دو سو سال صرف ہو گئے۔

دوہرا مکان بنایا ہے رہنے کو یار نے
آیا جو میں ادھر وہ ادھر سے نکل گئے۔

سیدنا اعلیحضرت قدس سرہ کو تو اپنے آقا سلطان الہند خواجہ غریب النواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و کمالات سے کوئی عناد نہیں البتہ اس بے مقصد

زبان درازی سے اتنا ضرور ثابت ہو گیا کہ مصنف دھماکہ کو مجاہد اسلام سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ سے ضرور ضرور عناد ہے اس کی دو وجہ ہو سکتی ہیں ایک تو وہ سیدنا اعلیحضرت کی طرح افغان تھے۔ لیکن دوسری وجہ اس سے بھی بڑھ کر ہے اور نہایت اہم ہے اس کا انکشاف ہمیں "نوائے وقت" لاہور ۵ رفروری ۱۹۷۶ء کی اشاعت ملی سے خصوصی ایڈیشن کے صفحہ اوّل سے ہوا جس میں لکھا تھا کہ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے سومنات پر جو آخری ۱۷ واں حملہ کیا تو حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے خرقہ مبارکہ کے وسیلہ سے دعا کی تھی۔

اصل عناد یہ ہے یا پھر مصنف دھماکہ کانگرسی و سومناتی ذہنیت کا ہے چونکہ دیوبند ہندو کانگریس کا گڑھ رہا ہے ہندوؤں اور دیوبندیوں کے خصوصی باہمی روابط ہیں اس لئے اس کو سومنات جیسے ہندوؤں کے مرکزی بتکدہ کی تسخیر کا صدمہ ہے مجاہد اسلام سلطان محمود غزنوی کی دشمنی سے ہندوؤں کا حق نمک ادا کرنا ہے اور پھر مصنف دھماکہ اور دیوبندی دھرم کا حضرت سلطان الہند خواجہ غریب النواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات جلیلہ اور آپ کے مذہب مسلک سے کیا تعلق ہے مصنف دھماکہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر پر ایمان رکھتا ہے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

کیا مصنف دھماکہ سیدنا داتا صاحب علیہ الرحمۃ کو خواجہ صاحب اجمیری قدس سرہ کی طرح گنج بخش اور مظہر نور خدا مانتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر خواجہ علیہ الرحمۃ کے نام پر یہ فراڈ کیسا؟

مصنف دھماکہ نے صد پر ملفوظات سے ایک یہ عبارت بھی نقل کی ہے: "ایک بار میں نے (خواب) دیکھا کہ حضرت والد ماجد کے ساتھ ایک سواری ہے بہت نفیس اور اونچی بھی تھی والد ماجد نے پکڑ کر سوار کیا اور فرمایا۔ گیارہ درجے تک ہم نے پہنچا دیا آگے اللہ مالک ہے۔ (ملفوظات اوّل صد ۹۵) اس پر یہ حاشیہ آرائی ہوئی

کہ کیا پہلے گیارہ درجے طے کرنے میں خدا تعالیٰ کا دخل نہ تھا وغیرہ ذالک من الخرافات۔ نامعلوم کس شیطان نے اس کے کان میں یہ پھونک دیا کہ پہلے گیارہ درجوں میں اللہ تعالیٰ کا دخل نہ تھا۔ شاید مصنف دھماکہ نے اپنے والد سے بھی کہا ہوگا کہ کیا خدا تعالیٰ مجھے بغیر ترے پیدا کرنے پر قادر نہ تھا کیوں تم نے نکاح کیا اور خدا کو بے دخل کر دیا۔ (معاذ اللہ)

ہر اک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

حالانکہ اس عبارت میں ہی اس کا جواب ہے اور آخر میں صاف لکھا ہے میرے خیال میں اس سے مراد غلامی ہے سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔

مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی شان میں گستاخی کا افتراء

صلا پر امام ربانی مجدد الف ثانی ص۱۹۲ علیہ الرحمۃ کی شان میں گستاخی کا افتراء باندھتے ہوئے مصنف دھماکہ لکھتا ہے۔ "مولانا احمد رضا خاں جہاں بھی مجدد الف کا ذکر کرتے ہیں انہیں مسلمانوں کے مسلم پیشوا اور بزرگ کے طور پر نہیں صرف خاندان دہلی (حضرت شاہ اسماعیل شہید کے خاندان) کے پیشوا کی حقیقت میں ذکر کرتے ہیں۔ مولانا احمد رضا اپنی کتاب "الکوکبۃ الشہابیہ ص۴۴ پر یوں ذکر کرتے ہیں "تمام خاندان دہلی کے آقائے نعمت الخ اور کہیں حضرت امام ربانی کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ بھی نہیں لکھتے نقشبندی سلسلے سے مولانا احمد رضا کو یہ بغض کیوں ہے ایک جگہ لکھتے ہیں کوئی مجددی ان کے قول سے استدلال کرے اس کو وہ جانے ہم تو ایسے شخص کے غلام ہیں جس نے جو بتایا صحو سے بتایا خدا کے فرمانے سے کہا۔

(ملفوظات حصہ سوم صلا دھماکہ ص۲۲)

مصنف دھماکہ چاروں سلسلوں کے مختلف بزرگوں کی اس طرح من گھڑت گستاخیوں کا الزام لگا کر غالباً اہلسنت کے تمام روحانی طبقوں میں اسی طرح کی منافرت پھیلا کر

تخریب کاری کرنا چاہتا ہے جس طرح ملک کے اندر ملک دشمن چاروں صوبوں کے برادر عوام میں صوبائی عصبیت و منافرت پھیلا کر تخریب کاری کر رہے ہیں مگر اس طرح مصنف دھماکہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہوگا۔ مصنف دھماکہ کا یہ اپنا منفرد اسلوب تحریر ہے کہ وہ جوڑ توڑ سے انوکھا مطلب نکالتا ہے اور سراسر غلط تاثر دے کر تحذیر الناس، حفظ الایمان، براہین قاطعہ کی گستاخیوں کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ مصنف دھماکہ کا یہ کہنا کہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ذکر مسلمانوں کے مسلم پیشوا اور بزرگ کے طور پر نہیں کرتے صرف خاندان دہلی کے پیشوا کی حیثیت میں ذکر کرتے ہیں۔ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ خود مصنف دھماکہ کے نزدیک تمام خاندان دہلی و مولوی اسماعیل صاحب قتیل مسلمان نہیں یہی وجہ ہے کہ اس نے خاندان دہلی اور مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کو مسلمانوں سے الگ کر کے ان کا مسلمانوں کے مقابلہ میں علیحدہ ذکر کیا ہے۔ مصنف دھماکہ نے اوپر جو الکوکبۃ الشہابیۃ اور ملفوظات حصہ سوم کی عبارات نقل کی ہیں ان میں اگرچہ خاندان دہلی کے آقائے نعمت وغیرہ مذکور ہے۔ لیکن اس کے باوجود مجدد الف ثانی بھی ہے اور امام ربانی بھی ہے۔ مصنف دھماکہ بتائے کہ کیا اعلیٰحضرت نے کبھی مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کو مجدد اور مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کو امام ربانی لکھا ہے؟ اس لئے کہ ان کو مانتے ہی نہیں تو لکھنا کیسا؟ اور مختلف مقامات پر حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کو امام ربانی بھی تحریر فرمایا اور مجدد الف ثانی بھی تو یہیں سے ثابت ہے کہ وہ مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کو اکابر اہلسنت میں شمار فرماتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ ان دو حوالہ جات کتب میں بھی رحمۃ اللہ علیہ نہیں لکھا۔ تو یہ اتفاقی صورت ہو سکتی ہے، رحمۃ اللہ علیہ تو خود مصنف دھماکہ نے بھی نہیں لکھا صرف رح پر اکتفا کیا جس کا کوئی مقصد نہیں۔ اور مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کو رضی اللہ تعالیٰ لکھنے کے دیوبندی وہابی سراسر مخالف ہیں۔ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے کلام میں اگرچہ اس کی جگہ رحمۃ اللہ علیہ استعمال نہیں ہوا۔ لیکن یہ دیکھئے حسام الحرمین شریف ص۶ پر صاف لکھا ہے کہ "حضرت شیخ مجدد الف ثانی

رحمۃ اللہ علیہ (بلفظہ) بتایا جائے کہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالےٰ
معاذ اللہ کسی متعوض و دشمن کو کہا جاتا ہے۔؟ مجدد صاحب علیہ الرحمۃ نے بلاشبہ
سنّت کی حمایت کی اور بدعت کی مخالفت میں اہم کردار ادا فرمایا لیکن وہ دیوبندیوں
وہابیوں کی طرح من گھڑت بدعات ایجاد نہ کرتے تھے۔ مسلمانوں کو بات بات پر
ناحق بدعتی بھی قرار دیتے تھے۔ اور پھر مصنف دھماکہ خود کون سا امام ربانی مجدد
الف ثانی علیہ الرحمۃ کو مانتا ہے آپ کے ایک ارشاد مبارک سے انحراف کرتے ہوئے
اسی دھماکہ صہ۱۰ پر لکھتا ہے۔ "یہی بات امام ربانی مجدد الف ثانی نے ایک اور
رنگ میں کہی تھی"۔ نہ ماننے کے ہزار بہانے یہاں صاف انکار کرنے کی بجائے اور
رنگ کی قید لگا دی۔ امام ربانی علیہ الرحمۃ نے تو گویا کچھ سمجھا ہی نہیں یہ ان سے
زیادہ علم اور وسعت معلومات کے حامل اور علمی و روحانی گہرائی کو جاننے والے ہیں
اس لئے آپ کے ارشاد کے سامنے سر تسلیم خم کرنے میں صاف انکار کر دیا۔ رہا یہ کہ
اعلیٰحضرت قدس سرہ نے تمام خاندان دہلی کے آقائے نعمت کہہ کر فرمایا تو اس
سے مراد صرف مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان ہی نہیں مولانا شاہ عبدالعزیز
اور آپ کا دیگر خاندان مراد ہے اور بالخصوص خاندان دہلی کے آقائے نعمت لکھتے
فرمایا کہ خاندان دہلی میں سے بعد کے لوگ مثلاً مولوی اسماعیل صاحب اپنے اکابر کے
طریقہ و مسلک کو چھوڑ گئے تھے۔ اور کتاب التوحید کی طرف مائل ہو کر وہابی ہو گئے تھے
اس لئے اعلیٰحضرت نے اتمام محبت کے طور پر تمام خاندان دہلی کے آقائے نعمت لکھتے
یا فرماتے ہیں۔ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ اسی طرح اعلیٰحضرت کا یہ کہنا بھی کوئی
بری بات نہیں۔ کوئی مجددی ان کے قول سے استدلال کرے اس کو وہ جانے ہم
تو ایسے شیخ (غوث اعظم رضی اللہ عنہ) کے غلام ہیں تو یہ ٹھیک ہے چاروں روحانی
سلسلوں کے لوگ قواعد طریقت میں اپنے اپنے شیخ کی طرف رجوع کرتے ہیں
اعلیٰحضرت قدس سرہ نے منع تو نہ فرمایا کہ کوئی مجددی حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ
کے اقوال سے استدلال نہ کرے۔ سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے نہ حضرت مجدد

صاحب علیہ الرحمۃ پر طنز کی نہ آپ کی غلطیاں نکالیں نہ آپ کو سلسلہ عالیہ
نقشبندیہ سے کوئی عناد یہ سب ابلیسی اور شیطانی رجحانات ہیں بلکہ سلسلہ عالیہ
نقشبندیہ کو دوسرے تین روحانی سلسلوں سے ملاتے ہوئے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ
یوں ارشاد فرماتے ہیں ؎

یہ چشتی سہروردی نقشبندی
ہر اک تیری طرف آئل ہے یا غوث

خود سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کو چاروں روحانی سلسلوں میں اجازت و
خلافت حاصل ہے۔ وہ اپنے شیخ طریقت کے سجادہ نشین حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین
احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں لکھتے ہیں ؎

سہروسی نشیں ہے نقش مرادوں کا فیض ہے
مولا کے نقشبند ہے نام ابوالحسین

دیوبندی حکیم الامّت کا مسلک مجدد الف ثانی سے انحراف

مصنف دھماکہ کا اقوال امام ربانی سے انحراف تو دھماکہ صہ۱۰ کے حوالہ سے
گزرا۔ اب وہابیوں، دیوبندیوں کے عظیم پیشوا اور حکیم الامّت مولوی اشرف علی
صاحب تھانوی کی سنیئے لکھتا ہے۔ "تصور شیخ کا مسئلہ کبھی جی کو نہیں لگا اس
سے طبیعت الجھتی ہے، بلکہ اچٹتی ہے۔ میں صرف حرمت کا فتویٰ تو نہیں دیتا
یہ تو مولانا (اسماعیل شہید) رحمۃ اللہ علیہ ہی کا منصب تھا مگر ایسا حلال سمجھتا ہوں
جیسے اوجھڑی کو حلال سمجھتا ہوں مگر کھا نہیں سکتا۔ پس اسی درجہ میں سمجھتا ہوں
تصور شیخ کو گو حضرت مجدد صاحب نے اس کے نافع اور محمود ہونے پر بڑا زور
دیا ہے مگر میں امر فطری کو کیا کروں"۔ (الاضافات الیومیہ حصہ چہارم صہ۹۳)
تھانوی صاحب کے اس بیان سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ اوّلاً یہ کہ دیوبندی
حکیم الامّت اس امر کو اوجھڑی کی طرح سمجھتے ہیں جیسے مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

نافع ومحمود بتا رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا دیوبندیوں وہابیوں کے عقائد اور امام ربانی علیہ الرحمۃ کے عقائد و معمولات میں دن رات بلکہ زمین و آسمان کا فرق ہے اور یہ لوگ آپ کے مبارک اقوال و ارشادات کو نافع و محمود ہی نہیں سمجھتے۔ بلکہ اوجھڑی کی طرح سمجھتے ہیں۔ دوم یہ کہ جیسا کہ اعلیٰحضرت نے مولوی اسماعیل دہلوی کے عقائد باطلہ کو مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے عقائد مبارکہ سے مختلف و متصادم ثابت کیا اسی طرح مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے بھی صاف لکھ دیا کہ صاحب تقویۃ الایمان مولوی اسماعیل دہلوی بھی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے عقائد مبارکہ سے اختلاف رکھتا تھا اور آپ کے اقوال و ارشادات (تصور شیخ وغیرہ) کو حرام قرار دیتا تھا۔ مولوی اشرف علی نے اپنے لئے درمیانی جگہ (اوجھڑی والی) تلاش کی ہے۔ بہر حال اتنا ثابت ہو گیا کہ وہابیوں دیوبندیوں کے دو عظیم پیشوا امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے عقائد مبارکہ و مسلک حقہ کے مختلف عقیدہ رکھتے ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے عقائد و معمولات کو حرام اور اوجھڑی کی طرح قرار دیتے ہیں۔ اب مصنف دھماکہ بتائے کہ سب مسلمانوں کے مسلم پیشوا اور نقشبندی حضرات کے پیرو مرشد حضرت امام ربانی کی غلطیاں نکالنے والے اور ان پر طنز کرنے والے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ ہیں۔ یا دیوبندی حکیم الامت اور نام نہاد تقویۃ الایمانی شہید اسماعیل دہلوی؟

یہاں تھانوی صاحب نے یہ بھی اقرار کیا ہے کہ انہیں بزرگان دین سے اختلاف ہوتا ہے مگر امری فطری کو کیا کروں۔ دیوبندی حکیم الامت کے ان الفاظ پر بار بار غور کیجئے دھماکہ ص۲ پر بیت اللہ شریف اور حرم نبوی شریف پر کفار کے قبضے کے امکان پر بحث کی گئی ہے۔ اس کا مفصل و مدلل جواب ابتدائی اوراق میں گزر چکا وہاں ملاحظہ ہو ص۲ پر ملفوظات اول ص۱۱۲ کی عبارت کا ایک یہ ٹکڑا نقل کیا گیا ہے۔

"شائد ۱۸۳۷ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے"

نیچے لکھا ہے۔ "خدا کرے اعلیٰحضرت کی یہ تمنا پوری نہ ہو" الخ (دھماکہ ص۲)

مذکورہ بالا ٹکڑا عبارت یہ بتا رہا تھا کہ اس میں ضرور بے ایمانی کی گئی ہے لیکن پھر بھی ہم نے احتیاطاً ملفوظات شریف سے اس کی مطابقت کی تو اسکی جعلسازی کا راز عیاں ہو گیا۔ اصل عبارت یہ ہے "ایک سائل عرض کرتا ہے "قیامت کب ہوگی اور ظہور امام مہدی کب"؟

اعلیٰحضرت ارشاد فرماتے ہیں قیامت کب ہوگی اسے اللہ جانتا ہے اور اس کے بتائے سے اس کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، چند سطور آگے فرماتے ہیں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے بعض علماء کرام نے بملاحظہ احادیث حساب لگایا کہ یہ امت سن ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی امام سیوطی نے اس کے انکار میں رسالہ لکھا (الکشف عن تجاوز ھذہ الامۃ بالالف۔ اس رسالہ میں ثابت کیا کہ یہ امت سنہ ۱۰۰۰ھ سے ضرور آگے بڑھے گی۔

(پھر چند سطور بعد فرماتے ہیں) امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعہ مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید سنہ ۱۸۳۷ھ کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے۔ اور سنہ ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں"

یہ ہے پوری بات اس میں یہ واضح ہے کہ بعض علوم کے ذریعہ مجھے ایسا خیال گزرتا ہے (یہ بات قطعی اور یقینی نہیں) اور اصل عبارت میں شاید کا لفظ بھی موجود ہے جو مصنف دھماکہ کو اندھے پن کی وجہ سے نظر نہیں آتا اور اعلیٰحضرت نے یہ شاید کے ساتھ بھی اپنی طرف سے نہیں فرمایا بلکہ دو صفحے آگے واضح طور پر تصریح فرما دی کہ میں نے یہ دونوں وقت (سنہ ۱۸۳۷ھ میں سلطنت اسلامی کا بڑھنا اور سنہ ۱۹۰۰ھ میں امام مہدی کا ظہور فرمانا) سید المکاشفین حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے اخذ کئے ہیں —— اس میں ختم سلطنت اسلامی کی نسبت لفظ الیقظ فرمایا اور صاف تصریح فرمائی کہ لا اقول الیقظ العجوبۃ بل الیقظ الجفریۃ۔ میں نے اس الیقظ جفری سے جو حساب کیا تو سنہ ۱۸۳۷ھ آتے ہیں اور

انہیں کے دوسرے کلام سے ۱۹۰۰ھ سے ظہور امام مہدی کے اخذ کئے ہیں وہ فرماتے ہیں ؎ اذا دار الزمان علی حروف

ببسم اللہ فالمہدی قاما

ویخرج فی الحطیم عقیب صوما

الا فاقراہ من عندی سلاما

ان باتوں کو سمجھنے اور جاننے میں مصنف دھاکہ کا مبلغ علم آڑے آتا ہے اس لئے وہ اعتراض کرنے میں حق بجانب ہے جو ان باتوں کی گرد تک کو نہیں پہنچ سکتا وہ ضرور اعتراض کرتے۔ بہرحال اتنا واضح ہے کہ اعلیحضرت نے جو کچھ فرمایا۔ وہ سید المکاشفین حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کے کلام سے ماخوذ و منقول ہے۔ مصنف دھاکہ کا یہ کہنا خدا کرے اعلیحضرت کی یہ تمنا پوری نہ ہو۔ ایسا ہی ہے جیسا وہ یہ دعا کرے کہ خدا کرے امام مہدی ظہور نہ فرمائیں۔ خدا کرے قیامت نہ آئے۔ شاید ان باتوں سے اس لئے ڈرتا ہے کہ سلطنت اسلامی نہ رہے تو امام مہدی رضی اللہ عنہ ضرور آئیں گے اور اسلام پھیلائیں گے۔ امام مہدی آگئے تو قیامت بھی آئے گی قیامت آگئی تو حساب کتاب بھی ہوگا ان گستاخیوں کی عبرتناک سزا بھی ملے گی۔ چنانچہ اس نے اپنی دعا کا پہلے ہی بند باندھ دیا کہ خدا کرے اعلیحضرت کی یہ تمنا پوری نہ ہو۔

اس عنوان کے تحت

بریلوی عقیدہ کہ بیت اللہ شریف مُجرا کرتا ہے

دیوبندی جہالت کا ایک اور نمونہ منظر عام پر آتا ہے۔ لکھتا ہے۔ "مولانا احمد رضا خاں صاحب نے بیت اللہ شریف کو کیسے مکروہ انداز میں بتوں کے ساتھ ملایا ہے لکھتے ہیں۔ ؎ تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا

تیری ہیبت تھی کہ ہر بُت تھر تھرا کر گر گیا

ابھی یہ اکتفا نہیں۔ خاں صاحب موصوف نے عرش اعلیٰ کے لئے بھی مُجرے کا

لفظ استعمال کیا ہے۔ ؎

جُھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزم بالا

یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

(حدائق اوّل صفحہ ۴ وصفحہ ۱۱۲)

عظمت شان رسالت کا یہ دشمن یہ وہابی جاہل کیا جانے شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۵ پہ لکھتے ہیں حضرت عبدالمطلب سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ شب ولادت کعبہ شریف کے پاس تھا۔ جب آدھی رات ہوئی میں نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھکا اور سجدہ میں گرا اور کہا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ مُحَمَّدُ الْمُصْطَفٰی

بیت اللہ شریف کا ولادت باسعادت کے وقت مجرا کرنا (جھکنا) اور بتوں کا تھرتھرا کر گرنا ایک بات نہیں مگر دیوبندی جاہل ایک ہی لاٹھی سے دونوں کو ہانک رہا ہے اس کو مجرا کا معنی بھی معلوم نہیں کاش یہ کوئی لغت کی کتاب دیکھ لیتا تو یہ جاہلانہ اعتراض نہ کرتا۔ ملاحظہ ہو فیروز اللغات صفحہ ۵۹۹ مُجرا کے متعدد معنی لکھے ہیں جن میں آداب بجا لانا بھی ہے۔ اور وضاحت کے طور پہ لکھا ہے۔ مرثیہ رباعی یا غزل یا قصیدے یا قطعے کی طرز پر کہا جاتا ہے۔ احکام شریعت حصہ دوم صفحہ ۲۲۳ سے یہ عبارت نقل کرتا ہے "نصرانی و یہودی دونوں کافر ہیں کہ ایک محبوبانِ خدا کی محبت میں اور دوسرے عداوت میں قرآن عظیم میں یہودیوں کو مَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ اور نصاریٰ کو ضَالِّیْن فرمایا۔ یہی وجہ ہے آج روئے زمین پہ کوئی یہودی ایک گاؤں کا بھی حاکم نہیں بخلاف نصاریٰ کے کہ ان کی سلطنت ظاہر ہے اور بعینہٖ یہی مثال روافض و وہابیہ کی ہے کہ روافض کا تخت موجود ہے اور وہابیہ کی کہیں ایک پٹیہ بھی نہیں ملخصًا" اس سے مصنف دھاکہ نے یہ تاثر دیا ہے کہ اسرائیل یہودیوں کی حکومت ہے اور سعودی عرب میں انہیں لوگوں کا قبضہ ہے جو اعلیحضرت کے فلسفہ شریعت میں ایک پٹیہ کے بھی مالک نہ تھے۔

اسرائیل اور وہابیہ کی حکومتوں کے قیام سے مصنف دھماکہ کو بہت بڑی خوشی ہوئی اس لئے کہ معاذ اللہ اس کے خیال میں اعلیحضرت معاذ اللہ جھوٹے ہو گئے۔ مگر اعلیحضرت نے یہ فرمایا ہی کب تھا کہ قیام قیامت یہودیوں اور وہابیوں کی حکومت ہوگی ہی نہیں بلکہ وہ تو صاف فرما گئے ہیں جس کا مصنف دھماکہ کو صہ پر اعتراف ہے شاید ۱۸۳ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے گی پھر امام مہدی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام تشریف لائیں گے اور اسلام پھیلائیں گے اور دنیا میں ہر جگہ اسلام کا بول بالا ہوگا۔ ہاں اعلیحضرت کے زمانہ میں یہودیوں اور وہابیوں کی حکومت نہ تھی یہ صحیح ہے اور اس کا اعتراف خود مصنف دھماکہ کو ہے وہ خود لکھتا ہے۔

"مولانا احمد رضا خاں صاحب کے وقت میں نہ اسرائیل کی حکومت تھی نہ حرمین شریفین پہ اہل نجد کا قبضہ" (دھماکہ صہ ۳)۔ تو پھر تنازعہ کیا ہے بات ختم ہوئی۔ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے قیام قیامت تک کے لئے تو یہ دعوی نہ فرمایا۔ بہر حال اس نے اپنے اس مضمون میں یہ تسلیم کرلیا حرمین شریفین پہ اہل نجد کا قبضہ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے بعد ہوا ہے۔ یہ قبضہ والی بات بھی عجیب ہے اور مصنف دھماکہ کے مسلک کے منافی کیونکہ یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں تو اللہ کی عطا سے شفا دینا، رزق دینا وغیرہ بھی نہیں مانتا ملاحظہ ہو۔ دھماکہ صہ ۳، ۸، ۴ اور پورے سعودی عرب کو اہل نجد کے قبضہ میں مانتا ہے اور بعطاء الٰہی بھی نہیں کہتا تعجب ہے حرمین شریفین پر تو اہل نجد کا قبضہ مانتے ہیں لیکن تقویۃ الایمان میں ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان صہ ۴)

بتایا جائے سعودی عرب میں اہل نجد کو کچھ اختیار حاصل ہیں یا نہیں اور وہاں سیاہ و سفید کے مختار ہیں یا نہیں۔؟

اس کے مطلع میں لفظ مجرا یا سلام لایا جاتا ہے اور مجرا کرنا کے معنیٰ میں آداب بجالانا بھی لکھا ہے لیکن یہ اپنی جاہلانہ حماقت سے اعتراض کر رہا ہے یہ اس لئے

کہ ان کے ہاں آداب بجالانا اچھی بات نہیں۔ تھانوی صاحب نے لکھا ہے۔ "وہابی کے معنیٰ ہیں بے ادب باایمان" الاضافات الیومیہ جلد چہارم صہ ۳۳ اگر یہ ہر بات میں بے ادبی و گستاخی نہ کریں تو انہیں ایمان نصیب نہ ہو مصنف دھماکہ نے دوسرے شعر کا مصرعہ ثانی بھی غلط لکھا ہے کہ آنکھیں نہیں بلکہ یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا۔

مدینہ شریف کو علی پور سے ملا دینا

صہ ۳ پر اس سرخی کے تحت لکھتا ہے۔

مدینہ بھی مطہر ہے مقدس ہے علی پور بھی
ادھر آؤ تو اچھا ہے ادھر جاؤ تو اچھا ہے

یہ ہے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے مصنف دھماکہ کا بغض و عناد علی پور شریف میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ہی کے ایک جلیل القدر بزرگ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری محو استراحت ہیں۔ مصنف دھماکہ کو یہ بھی گوارا نہیں کہ علی پور شریف تو بلاشبہ مدینہ شریف سے ملا ہوا ہے کیا مصنف دھماکہ علی پور شریف کو نجد سے ملانا چاہتا ہے؟ شعر کا مطلب واضح ہے اور اس میں کوئی ایسی خرابی نہیں البتہ خرابی ہے تو اس میں ہے جو دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن نے کہا اور مولوی رشید احمد صاحب کے وطن گنگوہ کو کعبہ شریف سے بڑھایا۔

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی (مرثیہ صہ ۱)

کیا کعبہ شریف میں عرفانی ذوق و شوق نہیں تھا جو کعبہ شریف میں گنگوہ کا راستہ دریافت کرنا پڑا، اس کا واضح مطلب تو یہ ہوا کہ انکی نظر میں کعبہ شریف سے بڑھکر گنگوہ کی قدر و منزلت ہے۔

★

اسرائیل اور وہابیہ کی حکومتوں کے انکار کا دعویٰ

اس عنوان کے تحت

ذنگا رنگ لن ترانیاں ہانکنے کے بعد مصنف دھماکہ صـ۲۲ پر "اعلیحضرت کے جھوٹ" کے زیرِ عنوان لکھا ہے۔

اعلیحضرت پر جھوٹ کا افتراء

سب داڑھی منڈوں پر لعنت کا دعویٰ اور قرآن پر افتراء۔ اسلام میں داڑھی رکھنا سنّت ہے لیکن جو داڑھی نہ رکھے اس پر کہیں لعنت نہیں الخ۔

۱۲۔ داڑھی منڈوں کو قتل کی دھمکی اور حدیث پر افتراء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مونچھیں کترواؤ اور داڑھی چھوڑ دو مگر یہ بات کسی صحیح حدیث میں نہیں ملتی کہ آپ نے داڑھی منڈوں کو قتل کی دھمکی دی ہو لیکن اعلیحضرت بریلوی حدیث پہ افتراء باندھتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"داڑھی منڈانے اور کتروانے فاسق معلن اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل وغیرہ کی وعیدیں ہیں اور قرآن عظیم میں لعنت ہے۔" احکام شریعت حصّہ دوم صـ۱۴۳)

مصنف دھماکہ نے اپنی جہالت کے زعم میں سیدنا اعلیحضرت قدس سرہ پر جھوٹ کا افتراء باندھ رہا ہے۔ اس میں کوئی تعجب وحیرت کی بات نہیں کیونکہ بقول حفیظ جالندھری

جہالت ہی نے رکھا ہے صداقت کے خلاف ان کو

جھوٹ کی نسبت تو یہ سبحان السبوح جل جلالہٗ کی طرف بھی کرتے ہیں اُن کے مذہب نامہذب میں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے اور اللہ جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (جہد المقل صـ۳ از مولوی

محمود الحسن صاحب دیوبندی، و رسالہ یکروزی صـ۱۴۵، از مولوی اسماعیل صاحب دہلوی، مصنف تقویۃ الایمان و فوٹو فتویٰ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی تو پھر لوگ اعلیحضرت قدس سرہ العزیز پر جھوٹ کا افتراء کیوں نہ کریں۔

مصنف دھماکہ کے بیان بالا سے ثابت ہوا کہ وہابی دیوبندی پس پردہ داڑھی جیسی مہتم بالشان سنّت کے بھی مخالف ہیں۔ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے محولہ بالا فتویٰ کے انکار سے ثابت ہوا کہ مصنف دھماکہ کے نزدیک داڑھی منڈانے کترانے والے فاسق معلن نہیں انہیں امام بنانا ثواب ہے جہاں تک لعنت اور ارادہ قتل وہلاکت کا تعلق ہے اگر اس کو قرآن وحدیث میں کہیں کچھ نظر نہ آیا تو اس کی اپنی علمی بے بضاعتی ہے کیونکہ قرآن عظیم ہی میں ہے۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝ ترجمہ:۔ کہاوتیں ارشاد تو سب کے لئے ہوتی ہیں پر اُن کی سمجھا نہیں کو جو علم والے ہیں۔

مصنف دھماکہ کہتا ہے کہ لعنت کا اطلاق قرآن مجید سے دکھاؤ۔ حالانکہ اصول فقہ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا جانتا ہے کہ آیات واحادیث کے عموم سے بھی مسائل واحکام ثابت ہوتے ہیں ورنہ کتنے ہی امور ایسے ہیں جو ممنوع وحرام اور موجب لعنت ہیں لیکن صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں اُن کی حرمت یا ان پر لعنت ثابت نہیں لیکن آیات واحادیث کے عموم سے یہ سب کچھ ثابت ہوتا ہے۔ مصنف دھماکہ خود بتائے کہ زنخہ بننا۔ ناک پر انگلی رکھ کر تالیاں بجانا۔ یا اپنی ناک کٹوانا کس آیت میں حرام وموجب لعنت ہیں اگر ہیں تو ثابت کرے ورنہ کیا یہی کچھ مصنف دھماکہ اپنے لئے روا رکھے گا۔؟

قرآن عظیم میں ہے۔ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ رسول پاک

صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی چیز کو حرام فرمانا بھی اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حرام فرمانے کی طرح ہے۔ قال عزوجل قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ اے نبی مومنین سے فرمادے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اپنے علماء کی۔ اور فرماتا ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ جو رسول کے فرمانے پر چلا اس نے اللہ کا حکم مانا۔ رب تبارک وتعالےٰ ان آیات اور ان کے امثال میں نبی کا حکم بعینہٖ اپنا حکم اور نبی کی اطاعت بعینہٖ اپنی اطاعت بتاتا ہے لہٰذا وہ تمام احکامات جو احادیث شریف میں ارشاد ہوئے وہ سب قرآن عظیم سے ثابت ہیں اور یہ خود قرآن وصاحب قرآن کا حکم ہے جو حکم حدیث شریف میں ہے کتاب اللہ اس سے ہرگز ہرگز خالی نہیں اگر بظاہر صریح جزئیہ کسی کی نظر میں نہ ہو۔ احمد وبخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ جملہ آئمہ اپنی مسند وصحاح میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ آپ نے فرمایا۔ لعن اللّٰه الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات لخلق الله۔ اللہ کی لعنت، بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور منہ کے بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں پر۔ یہ سن کر ایک بی بی نے خدمت مبارک میں حاضر ہوکر عرض کیا میں نے سُنا ہے آپنے ایسی ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی فرمایا مالی لا العن من لعن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم ومن هو في كتاب اللّٰه۔ مجھے کیا ہوا کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور جس کا بیان قرآن عظیم میں ہے۔ ان بی بی نے کہا میں نے قرآن اوّل سے آخر تک پڑھا اس میں کہیں اس کا ذکر نہ پایا۔ ان كنت قرأتيه لقد وجدتيه اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا یہ بیان اس میں ضرور پاتیں۔ اماقرأت مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ کیا تم نے یہ آیت نہ پڑھی کہ جو رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو انہوں نے عرض

کی ہاں فرمایا فانه قد نهى عنه۔ تو بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حرکات سے منع فرمایا۔ مصنف دھماکہ دیکھے اس کا خیال وہی ان بی بی کا خیال اور ہمارا جواب بعینہٖ حضرت عبداللہ بن مسعود کا جواب ہے یا نہیں۔؟ قرآن عظیم میں فرمایا۔ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ۔ مگر شیطان سرکش کو جس پر خدا نے لعنت فرمائی اور وہ بولا میں ضرور لے لوں گا تیرے بندوں میں سے اپنا ٹھہرا ہوا حصہ اور میں ضرور انہیں بہکا دوں گا اور ضرور خیالی لالچ میں ڈالوں گا اور ضرور انہیں حکم دوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے اور بے شک انہیں حکم دوں گا کہ اللہ کی بنائی چیز بگاڑیں گے۔ یہی وہ آیت کریمہ ہے اور اس کی علت یہی خدا کی بنائی چیز بگاڑنی بتائی۔ بعینہٖ یہی کیفیت داڑھی منڈانے کی ہے۔ منہ کے بال نوچنے والیاں تغیر خلق اللہ کرتی ہیں۔ یونہی داڑھی منڈانے والے تو یہ سب فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ۔ میں داخل اور شیطان کے محکوم اور اللہ ورسول کے ملعون ہیں۔ مگر مصنف دھماکہ بکمال بے بصیرتی سے کہتا ہے قرآن عظیم میں کہیں لعنت نہیں۔

حدیث شریف امام احمد بسند حسن اور عبدالرزاق میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم مخنثي الرجال الذين يتشبهون بالنساء والمترجلات من النساء المتشبهات بالرجال وراكب الفلاة وحده رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زنانہ مردوں پر جو عورتوں کی صورت بنیں۔ اور مردانی عورتوں پر جو مردوں کی شکل بنیں اور جنگل کے اکیلے سوار کو یعنی جو خطرہ کی حالت میں تنہا سفر کو جائے۔ یہ اوپر بحوالہ آیات قرآنیہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلال وحرام فرمانا اللہ تعالیٰ کے کئے ہوئے

حلال وحرام کی طرح ہے اور جو کچھ احکام حضور صلی اللہ علیہ وسلم احادیث میں ارشاد فرمائیں وہ بعینہٖ قرآن عظیم کے احکام کی طرح ہیں اور یہ خود قرآن عظیم کا ہی حکم ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مصنف دھماکہ کا کوئی قلبی وذہنی رشتہ منکرین حدیث سے ملتا ہے جو احادیث شریفہ کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے اس قسم کی سطحی مغالطہ آمیزی سے کام لیتا ہے۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔ باقی رہی ارادہ قتل یا ہلاکت کی وعید حدیث شریف میں ہے بیہقی شعب میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند صحیح راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان لکل عمل شرۃ ولکل شرۃ فترۃ فمن کانت فترتہ الی سنتی فقد اھتدی ومن کانت الی غیر ذالک فقد ھلک، یعنی ہر کام کا ایک جوش ہوتا ہے اور جوش کو ایک فتور تو جو فتور کے وقت میری سنت ہی کی طرف سے ہدایت پائے اور جو دوسری جانب ہو ہلاک ہو جائے"

بہر حال اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے ـــــــ وہ اپنی مسلمہ علمی بصیرت کی روشنی میں حمایت سنت اور شعائر اسلام کے تحفظ کے لئے تحریر فرمایا ہے۔ اگر کسی کو اعلیحضرت کے بیان کردہ کسی مسئلہ وحوالہ کا ماخذ معلوم نہ ہو سکے تو یہ اس کے اپنے علم کی کمی اور نظر کی کمزوری ہوگی نہ کہ اعلیحضرت موجب طعن، جن کی علمی تحقیق ودیانت عرب وعجم اور موافق ومخالف کے ہاں مسلّم ہے۔ مصنف دھماکہ جیسے جاہل کذّاب اور بد دیانت کا اعلیحضرت پر جھوٹ کا اتہام عائد کرنا خود اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔ جس کے جھوٹ سے اس کا دھماکہ خود گواہ ہے۔

مصنف دھماکہ نے حدیث صہ۵ پر احکام شریعت جلد دوم صہ۲۲ سے اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:۔

ارشاد:۔ "اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ معلوم ہو تو خیر ورنہ حرمت

ثابت ہو جائے گی" اور اس پر بھی حسب عادت اپنی بے ہودہ گوئی کا مظاہرہ کیا ہے، مصنف دھماکہ کا لفظ خیر سے کار خیر کا تأثر دینا پہلے درجہ کی بد دیانتی وبے ایمانی ہے۔ لفظ خیر دوران کلام ایک محاورہ وتکیہ کلام کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور یہاں بھی تکیہ کلام کے طور پر ہے نہ یہ کار خیر ہے نہ اس فعل شنیع کی ترغیب ہے فقہاء کے کلام میں کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں جن سے غیر مقلدین اسی طرح غلط تأثر دیتے ہیں۔ ثانیاً اگر لفظ خیر سے خیر ہی مراد ہو تو پھر اضافی طور پر حرمت مصاہرت بہ نسبت خیر ہوگی کہ خیر (وہ حرمت مصاہرت سے بچ گیا) ورنہ (بصورت حرارت) حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی (اور فاعل کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی) کوئی بتائے کہ شرعاً اس میں کیا بات قابل اعتراض ہے اور اس کی کیا دلیل ہے۔؟

مصنف دھماکہ کا محض خیر دیکھ کر خرافات کا مظاہرہ کرنا اور غلط تأثر دینا اس کی جہالت کا آئینہ دار ہے۔ اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہ نے اس کو ہرگز کار خیر نہیں کہا۔

بریلوی مسلمانوں کا نکاح برہمن پڑھا سکتا ہے

مصنف دھماکہ نے صہ۲۷ پر یہ سرخی لگا کر مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احکام شریعت حصہ دوم صہ۲۲۵ سے یہ عبارت نقل کی ہے۔ "نکاح تو ہو ہی جائے گا اس واسطے کہ نکاح نام ہی باہمی ایجاب وقبول کا ہے اگرچہ برہمن پڑھاوے۔ احکام شریعت سے یہ عبارت مصنف دھماکہ نے کاٹ کر نقل کی ہے پوری عبارت اس طرح ہے۔

عرض:۔ اگر وہابی نکاح پڑھائے تو ہو جائے گا یا نہیں۔؟

ارشاد:۔ نکاح تو ہو جائے گا اس واسطے کہ نکاح نام ہی باہمی ایجاب وقبول کا ہے اگرچہ برہمن پڑھا دے چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے لہذا احتراز لازم ہے" بتائیے اس میں کیا خرابی ہے۔ اولاً نکاح نام ہی

باہمی ایجاب وقبول کا ہے۔ ثانیاً احتراز لازم ہے کا لفظ موجود ہے اور پھر اگر یہ غلط ہے تو مصنف دھماکہ کسی دلیل شرعی سے اس کو غلط ثابت کرے لیکن وہ خود اقرار کرتا ہے" ــــــــ فروعی حیثیت سے بھی دیکھنا چاہیں تو چند مسائل ہدیۂ قارئین ہیں" صہ، جب یہ مسئلہ ہی فروعی ہے تو پھر اسے اس پر جرأت قلم کشائی کیوں ہے۔؟

طوائف کے مال میلاد وشیرینی

مصنف دھماکہ نے احکام شریعت ہی سے ایک اور مسئلہ نقل کیا ہے

جو یہ ہے۔ مسئلہ: طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے۔ اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جبکہ مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں۔ الخ احکام شریعت جلد دوم صہ۱۴۵) اس میں بھی کوئی غلط بات نہیں ہے اس کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ فی الواقعہ طوائف کے حرام مال سے میلاد شریف اور شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے اور اگر مال بدل کیا قرض لے کر کرے تو جائز ہے بتائیے اس پر کیا اعتراض اور کون سی دلیل شرعی ہے اور پھر اس مسئلہ کو بھی فروعی مسائل میں شامل کیا گیا ہے تو یہ زبانی کیسی۔؟ اور پھر اس عبارت میں ایک لفظ اگر ایسا نہ ہو تو بہت جامع ہے۔ مصنف دھماکہ اس کو عقل کے ناخن لے کر غور سے پڑھے اور اپنی حماقت کا ماتم کرے۔ یاد رہے کہ ناجائز وحرام مال کا بہانہ بنا کر دیوبندی قوم درحقیقت مسلمانوں کو میلاد شریف سے روکنا اور بدظن کرنا چاہتی ہے ورنہ ان کے ہاں وہ میلاد شریف بھی ناجائز ونادرست ہے جس میں کوئی امر خلاف شرع نہ ہو۔ ملاحظہ ہو۔ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں۔

سوال:۔ مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف (شرع) نہ ہو۔

حضرت شاہ عبدالعزیز کیا کرتے تھے۔ آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی ہے اور اس زمانہ میں درست نہیں (فتاوی رشیدیہ جلد ۱۔ صہ۸)

انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے (فتاوی رشیدیہ صہ۱۳)

دیوبندی حکیم الامت محفل میلاد۔ مذہبی خودکشی کی بدترین مثال

محفل میلاد شریف جو ہر حال ناجائز تھا ٹکوں کے لالچ میں جائز ہو گیا۔ خود دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں کہ کانپور میں مجلس میلاد قائم ہوتی ہے اور لوگ کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں میرا جی جلتا ہے مگر

"بہر حال وہاں کانپور میں بدوں شرکت قیام کرنا قریب بمحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ دنیاوی منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے۔"

(سیف یمانی صہ۲۳ وصہ۲۴)

"مصنف دھماکہ اپنے مخصوص گستاخانہ انداز میں مسخرے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے میلاد شریف وفاتحہ کے متعلق اعلیحضرت کے مذکورہ بالا جواب پر اپنے دھماکہ کے صہ۱۰۹ کے حاشیہ پر لکھتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اعلیحضرت طوائفوں کی ایسی مجلسوں میں اکثر جاتے تھے اور انہیں ان کا خوب تجربہ تھا ممکن ہے اس طرح آپ طوائف کی دلجوئی فرماتے ہوں تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں۔

ایک فرضی صورت پر خرافات کی دیوار کھڑی کرنا کیسے معلوم ہوتا ہے۔ کیا مصنف دھماکہ کو غیب کا علم ہے جو وہ پچاس سال پہلے بلکہ اس سے زیادہ پہلے کے حالات کا انکشاف کر رہا ہے جہاں تک طوائفوں کی دلجوئی کا تعلق ہے فی الحقیقت اکابر علماء دیوبند کرتے رہے ہیں اور ان کی حرام کمائی کی مٹھائی بھی لیتے رہے ہیں ملاحظہ ہو۔ حکایت صہ۳۴۷) فرمایا میرٹھ مطبع مجتبائی میں ایک مقام پر مولانا محمد یعقوب (نانوتوی) اور مولانا محمد قاسم (نانوتوی) بانی مدرسہ دیوبند) رحمۃ اللہ علیہما ایک ہی جگہ

ٹھہرے ہوئے تھے مگر مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ تو نیچے کے درجے میں تھے اور مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ اوپر کے درجہ میں تھے۔ ایک رنڈی اپنی چھوکری کو جو سیانی (بالغہ) تھی اپنے ہمراہ لائی اور مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے (چونکہ مولانا محمد قاسم بہت مشہور تھے اور مولانا محمد یعقوب اس قدر مشہور نہ تھے کسی نے ان کا ہی پتہ دے دیا) کنجری نے عرض کیا کہ یہ میری چھوکری ہے اور مدت سے بیمار چلی جا رہی ہے میری اوقات بسر اسی پر ہے آپ اسے تعویذ یا دعا کر دیجئے مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے یوں چاہا کہ نہ تو میری وضع میں فرق آئے نہ اس کی دل شکنی ہو اس سے فرمایا کہ اوپر ایک بزرگ ہیں تم ان کے پاس لے جاؤ۔ یہ کنجری اور اس کی سیانی بیٹی اوپر پہنچی مولانا محمد یعقوب نے پوچھا کیا ہے اس نے عرض کیا کہ یہ میری لڑکی ہے اس کو مرض ہے اور میری اسی پر کمائی ہے آپ دعا یا تعویذ کر دیجئے مولانا محمد یعقوب نے نہ معلوم دعا کی یا تعویذ دیا اسے رخصت کر کے نیچے تشریف لائے اور پوچھا کہ اسے کس نے بھیجا ہے۔ مولانا محمد قاسم صاحب خاموش ہو گئے فرمانے لگے بڑے متقی نکلے اپنے تقوی کی اس قدر حفاظت اور میرے پاس خلوت میں بازاری عورت کو بھیج دیا۔ اپنے نفس پر کس کو اعتماد ہے۔ خدا کے فضل سے اس کی چھوکری کو آرام ہو گیا تو وہ مٹھائی لائی اور سیدھی مولانا کے پاس پہنچی اور ہاتھ جوڑ کر کہا حضرت آپ کی دعا سے میری لڑکی کو صحت ہو گئی یہ مٹھائی شکریہ میں لائی ہوں۔ مولانا نے فرمایا رکھ دو، وہ رکھ کر چلی گئی۔

(ارواح ثلاثہ ص [illegible])

ثابت ہوا کہ علماء دیوبند رنڈیوں اور ان کی سیانی چھوکریوں کی بہت دلجوئی فرماتے تھے۔ شاید اس خیال سے کہ وہ راہ راست پر آجائیں ان کو اوپر بھی بھیجتے تھے ان کی حرام کمائی کی مٹھائی رکھوا لیتے تھے۔ انہیں اس طرح ہدایت پر لانے کا خوب تجربہ تھا۔

★

ہولی اور دیوالی کی مٹھائی

مصنف دھاکہ نے ص۷۷ پر اس عنوان کے تحت ملفوظات اعلیحضرت حصہ اول ص۱۱۵ سے نقل کیا ہے۔

عرض:- کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد:- اس روز نہ لے۔ ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے۔" دھاکہ کے خائن مصنف نے اس میں صرف یہ جعلسازی کی ہے کہ دوسرے روز دے تو لے لے کے بعد کے یہ لفظ چٹ کر گیا۔

"وہ نہ یہ سمجھ کر کہ ان فجار کے تیوہار کی مٹھائی ہے۔ بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھے۔" ملاحظہ ہو۔ الملفوظ دیوبندی وہابی دراصل اپنی غلطی دوسروں کے سر ڈالنا چاہتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے اپنے اکابر کا یہ عقیدہ ہے کہ۔

"ہندوؤں کی ہولی، دیوالی کی کھیلیں اور پوری کھانا درست ہیں۔" ملاحظہ ہو فتاوی رشیدیہ حصہ دوم ص [illegible])

حقہ کے پانی سے وضو

مصنف دھاکہ اعلیحضرت قدس سرہ العزیز کی عبارت کے مفہوم کے برعکس بریلویوں کی نماز تیمم سے باطل اگر وہ حقے کے پانی سے وضو نہ کریں" کا عنوان قائم کر کے لکھتا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی لکھتے ہیں۔

مسئلہ ۱۶ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حقہ کے پانی سے وضو جائز رکھا گیا ہے وہ کون اور کس حالت پر۔

الجواب:- جب آب مطلق اصلاً نہ ملے تو یہ پانی بھی آب مطلق ہے اور اس کے ہوتے ہوئے تیمم ہرگز صحیح نہیں اور اس تیمم سے نماز باطل ہے

(ملفوظات اعلیحضرت ج ۳ ص۲۲۴)

بتائیے یہ بات کس طرح اور کون سی دلیل شرعی سے غلط ہے۔ اعلیحضرت

علیہ الرحمۃ نے کوئی باقاعدگی سے حقہ کے پانی سے وضو کا حکم نہ دیا بلکہ صرف لکھا ہے کہ جب آبِ مطلق اصلاً نہ ملے۔ آج تک کسی دیوبندی وہابی عالم نے یہ فتویٰ دیا ہو تو مصنف دھماکہ پیش کرے کہ تمباکو حرام اور حقہ کا پانی ناپاک ہے۔

مصنف دھماکہ کے منہ پر تھانوی کا طمانچہ

حُقّہ کا پانی ناپاک ہے تو اس کے ثبوت میں فقہ سے کوئی دلیل نہ سہی اکابر علماءِ دیوبند سے ہی مصنف دھماکہ پیش کر دکھائے؟ مصنف دھماکہ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں۔

مسئلہ: حقہ کے پانی کو بھی عوام ناپاک سمجھتے ہیں اگرچہ اس سے بچنا نظافت کے لئے ضروری ہے۔ لیکن اس سے نجس ہونا لازم نہیں آتا۔

(اغلاط العوام عرف غلط مسئلے صـ۹۲)

جب حُقّہ کا پانی نجس نہیں پاک ہے تو جب آبِ مطلق اصلاً نہ ملے تو اس سے وضو کرنے میں کیا حرج ہے۔ تیمم تو جب لازم ہوتا جب پاک پانی اصلاً نہ ملے۔

فتاویٰ رشیدیہ صـ۴۶۳ پر بھی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے حقہ اور تمباکو جائز لکھا ہے اور فتاویٰ رشیدیہ صـ۱۸ پر حُقّہ پینا مباح ہے۔ لکھا ہے۔ اور بانیٔ مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب تو دوسروں کو حُقّہ بھر کر پلاتے رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

بانیٔ مدرسہ دیوبند کا حقہ بھر کر پلانا

"اسی وقت دبے دبے پاؤں جاکر مولانا محمد قاسم نے خود چلم بھری اور حقہ اٹھا کر اس کے (اس غریب آدمی) سامنے لائے۔"

(سوانح قاسمی جلد اوّل صـ۴۶۸)

اگر تمباکو حرام اور حقہ کا پانی ناپاک تھا تو تھانوی صاحب نے ایسا کیوں کیا۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی نہ تمباکو حرام، نہ حقہ کا پانی ناپاک۔ مصنف دھماکہ نے

بھی اس کو فروعی مسائل میں ذکر کیا ہے، تو پھر اعتراض کیسا؟

رنڈی کو کرایہ پر مکان دینا

صـ۴ پر مصنف دھماکہ نے اعلحضرت علیہ الرحمۃ کے اس ارشاد پر اعتراض کیا ہے۔ "اس (رنڈی) اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں رہنے کے واسطے مکان کرایہ پر دینا کوئی گناہ نہیں باقی رہا اس کا زنا کرنا یہ اس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا۔

(ملفوظات اعلحضرت ۳/ج صـ۳۰)

بتایئے اس پر کیا اعتراض ہے، اعتراض تو اس وقت ہو سکتا تھا جب اعلیحضرت قدس سرہ کے ارشاد میں یہ الفاظ ہوتے کہ رنڈی کو زنا کے لئے کرایہ پر مکان دینا جائز ہے اور کوئی گناہ نہیں ہے۔ مگر ایسی کوئی بات ہی نہیں ہے ہمارے پاس مولوی عبدالقادر دیوبندی مدرس دارالعلوم کبیروالا کا فتویٰ موجود ہے سوال وجواب ملاحظہ ہو۔

اِستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رنڈی کو مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں۔ جبکہ مکان حرام کام اور زنا کے لئے نہ دیا گیا ہو۔ بینوا توجروا:

السائل خلیل احمد بقلم خود

الجواب:۔ ۸۶۶ گنجائش ہے مگر بدنامی وغیرہ کا خوف ہو تو نہ دینا بہتر ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ عبدالقادر عفی عنہ مدرس دارالعلوم کبیروالا

۴ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ

(مہر)

ایک سوال اور اس کے جواب کا جواب:

مصنف دھماکہ صـ۴۷ پر دھماکہ کے اوراق پر لگائے گئے الزامات وتہمات کا تما...

بیان کرنے کے بعد لکھتا ہے اعلیحضرت خود بیان فرماتے ہیں کہ ان کو اکثر اکثر وزارت کا خیال رہتا تھا" ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

انشاء اللہ میں وزیر اعظم

(حدائق بخشش حصہ سوم ص۱۰۳)

اس کے متعدد جواب ہیں "حدائق" کا حصہ سوم ہمارے نزدیک معتبر ہی نہیں ہے اور جو بات مصنف دھاکہ ثابت کرنا چاہتا ہے وہ بات حدائق بخشش حصہ سوم میں ہے ہی نہیں۔ یعنی وہاں دنیاوی وزارت یا وزارت عظمیٰ کا ذکر ہی نہیں بلکہ سلطنت نعت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

کافی سلطان نعت گویاں ہے رضا
انشاء اللہ میں وزیر اعظم

یعنی امیر الشعراء مولانا کافی مراد آبادی نعت کہنے والوں کے بادشاہ ہیں اور انشاء اللہ میں نعت گویوں کا وزیر اعظم۔ لیکن مصنف دھاکہ جوڑ توڑ کے مرض میں مبتلا ہو کر اتنا اندھا ہو گیا ہے وہ اس کو دنیاوی وزارتوں پر محمول کر رہا ہے۔ حالانکہ دنیاوی وزارتوں اور دنیا کے تاج کو اعلیحضرت امام اہلسنت ٹھکراتے ہوئے خود فرماتے ہیں۔

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے دنیا کا وہ تاج
جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں،

(حدائق بخشش حصہ اوّل)

آئیے ہم بتلاتے ہیں کہ وزارتوں کی تمنا کس کو تھی اور عقل و فہم کے برعکس ایک وقت میں دو، دو وزیر اعظم بننے کے خواب کون دیکھتے تھے اور کس پر وزارتوں کے خیالات کا غلبہ رہتا تھا۔ دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں۔

یعنی یعقوب و رفیع ہر دو وزیر اعظم (مرثیہ گنگوہی ص۲۲)

یہ ہے چونکا دینے والی بات کہ ایک وقت میں دو وزیر اعظم۔ اعلیحضرت اپنے آپ کو نعت گویوں کا وزیر اعظم فرمایا تو انشاء اللہ کے ساتھ اور دیوبندی شیخ الہند نے بغیر انشاء اللہ کے ہی مولوی محمد یعقوب نانوتوی اور مولوی رفیع الدین صاحب دیوبندی دونوں کو وزیر اعظم بنا دیا۔ ویسے بھی دیوبندی وہابی نام نہاد مولانا ابو الکلام آزاد بھارت میں کانگرسی حکومت کے وزیر تعلیم اور پاکستان میں قلی خاں کے اتحادی دیوبندی مفتی محمود صوبہ سرحد میں وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں۔ اور اب بھی اُن پر وزارتی تخیلات کا غلبہ ہے قارئین کرام کی دلچسپی اور معلومات میں اضافہ کے لئے ہم یہ بتانا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ مصنف دھاکہ کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ وہ مصرعہ کی نشانی اور شعر کی نشانی ؎ میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے انشاء اللہ میں وزیر اعظم کا مصرعہ نقل کرتے وقت شعر کی نشانی لگائی ہے۔ بھلا جس جاہل مطلق کو اتنی سی عام بات بھی معلوم نہیں وہ کس مُنہ سے امام اہلسنت اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ جیسی بلند و بالا شخصیت پر اعتراض کر سکتا ہے۔

علم جفر

مصنف دھاکہ اعلیحضرت دشمنی میں اتنا اندھا ہو چکا ہے کہ ایمان کے ساتھ عقل سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔ انشاء اللہ میں وزیر اعظم کا حوالہ نقل کرنے کے بعد قطعی غیر متعلق بات کرتا اور نیا موضوع چھیڑتا ہوا لکھتا ہے "اس قسم کے خیالات خان صاحب پر اس قدر غالب تھے کہ انہوں نے علم جفر میں دلچسپی لینی شروع کر دی۔ خان صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کو خواب میں دیکھا۔ حضور نے خان صاحب کو کپڑے کا ایک تھان جس پر ا۔ ھ۔ ذ لکھا ہوا تھا دکھایا خانصاحب نے معلوم کرنے کی کوشش کی کہ حضور مجھے کیا فرما رہے ہیں۔ ا۔ ھ۔ ذ۔ اھذ کے معنی ہیں فضول بک۔ (ملفوظات حصہ اوّل ص۱۰۵) اعلیحضرت بریلوی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو جواب ملا ہم اس پر کوئی لفظ بڑھانا نہیں

چاہتے۔ یہی کافی ہے۔ اور ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ (دھماکہ ص۹)

دیوبندی قوم میں کوئی معمولی پڑھا لکھا بھی ہے تو وہ بتائے کہ علم جفر ہوتا ہے یا علم جعفر ہوتا ہے؟ بھلا جس جاہل عنید کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ علم جفر صحیح ہے یا علم جعفر وہ علم وفضل کے بادشاہ اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا محاسبہ کرنے کو اٹھا ہے۔ کیا یہ اعلیحضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندہ وتابندہ کرامت نہیں کہ ان کا مخالف ہر حوالہ میں اپنی خیانت اور جہالت کا ثبوت دے رہا ہے۔ عبارتوں میں کتر بیونت کرنا تو جدی پیشہ تھا لیکن عبارتوں کے الفاظ تک بدل دینا اس کی بنیاد مصنف دھماکہ نے ہی رکھی ہے۔ اب اصل جواب کی طرف آئیے۔ الملفوظ میں اس طرح ہے۔

"ایک روز نواب وزیر احمد خاں صاحب ایک کتاب جس میں انہوں نے تعریفات اشیاء لکھیں تھیں۔ اعلیحضرت مدظلہ کو بغرض اصلاح بعد ظہر سنا رہے تھے علم جفر کی تعریف سناتے وقت حضور نے ارشاد فرمایا آپ نے علم زایرجہ کی تعریف نہ لکھی یہ علم جفر ہی کا ایک شعبہ ہے اس میں جواب منظوم عربی زبان بحر طویل اور حرف ل کی ردی سے آتا ہے اور جب تک جواب پورا نہیں ہوتا مقطع نہیں آتا جس کو صاحب علم کی اجازت نہیں ہوتی نہیں آتا میں نے اجازت حاصل کرنا چاہی اس میں کچھ پڑھا جاتا ہے۔ جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لاتے ہیں۔ اگر اجازت عطا ہوئی حکم مل گیا ورنہ نہیں تو میں نے تین روز پڑھا۔ تیسرے روز خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے اور اس میں ایک بڑا پختہ کنواں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور چند صحابہ کرام بھی حاضر ہیں جن میں سے میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانا اس کنوئیں میں سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پانی بھر رہے ہیں اس میں سے ایک بڑا تختہ نکلا عرض میں ڈیڑھ گز اور طول میں دوگز ہوگا اور اس پر ایک سبز کپڑا چڑھا ہوا تھا جس کے وسط میں سفید روشن بہت جلی قلم سے

ا۔ھ۔ذ۔ اسی شکل میں لکھے ہوئے تھے۔ جس سے میں نے مطلب نکالا کہ اس کا حاصل کرنا ہذیان ہے اس سے بقاعدہ جفر اذن نکل سکتا تھا ا کو بطور صدر موخر آخر میں رکھا اس کے عدد پانچ ہیں اب وہ اپنی جگہ سے ترقی کرکے دوسرے مرتبہ میں آگئی اور پانچ کا دوسرا مرتبہ پانچ دہائی ہے یعنی پچاس جس کا حرف نون ہے یوں اذن سمجھا جاتا۔ مگر میں نے اس طرف التفات نہ کیا اور لفظ کو ظاہر پر رکھ کر اس فن کو چھوڑ دیا کہ اھذ کے معنی ہیں "فضول بک" یہ ہے ملفوظات کی پوری عبارت جو مصنف دھماکہ کی بے ایمانی کی نذر ہوگئی اور کچھ کا کچھ بنا دیا۔ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ خود فرما رہے ہیں کہ جب میں نے اس علم کی اجازت چاہی اور تختہ پر ا۔ھ۔ذ۔ لکھا تو میں نے یہ خود سمجھا کہ اھذ کا معنی ہے فضول بک۔ ایک تو یہ اعلیحضرت قدس سرہ نے خود سمجھا دوسرے فضول بک علم جفر کو کہا گیا ہے کہ یہ بک ہے نہ کہ اعلیحضرت کو (معاذ اللہ) بارگاہ رسالت سے فضول بکنے کی تعلیم دی گئی۔ مصنف دھماکہ کا اس طرح الٹا تاثر دینا عظمت شانِ رسالت کی صریح توہین ہے۔ کیا (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فضول بکنے کی تعلیم دیتے ہیں کفار ومشرکین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت فرمائیں اور راہ راست پر لائیں۔ لیکن اپنے ایک نیازمند کو (معاذ اللہ) فضول بکنے کی تعلیم دیں یہ کس طرح ممکن ہوسکتا ہے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ علم جفر کو ہی فضول بک کہا گیا تین روز پڑھ کر اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے علم جفر کی ہی اجازت چاہی تھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بندہ بارگاہ کی رہنمائی فرمائی اور علم جفر کو فضول بک فرما کر آپ کو اس سے محفوظ رکھا۔ اس سے سرکار اعلیحضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ رسالت میں قدر ومنزلت کا پتہ چلتا ہے۔ مگر نجدی کا دماغ کچھ الٹی ہی سوچتا ہے۔ اگر یہی معنی مراد لئے جائیں جو مصنف دھماکہ کہتا ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے تین روز وظیفہ فرما کر سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم جفر کی اجازت چاہی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ) آپ کو فضول بکنے

کی اجازت فرمائی۔ کیا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شایانِ شان ہے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝

اعلیٰحضرت کے ایمان و اسلام پر

اکابر علمائے دیوبند کی شہادت

مصنف دھماکہ نے اپنے زعمِ باطل میں انتہائی جسارت کے ساتھ دھماکہ کے ص۲۴ پر خدا تعالیٰ کو حضور کا منشی کہنے کی گستاخی، ص۳۹ پر حضرت غوث پاک کا خدا پر رعب۔ ص۴۲ پر فرائض اسلام کو فروعات قرار دینا۔ ص۴۶ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا دعویٰ۔ ص۴۷ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے میاں کہنے کی گستاخی۔ ص۴۸ پر حضور کو بابا کہنے کی گستاخی۔ ص۴۹ پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو پیغمبر پر فضیلت دینا، اور حضرت یحییٰ منیری کو پیغمبر پر فضیلت دینا، ص۵۱ پر حضرت جنید بغدادی کو اللہ تعالیٰ پر فضیلت دینا۔ ص۵۵ پر حضور کی ختم نبوت جیسی سرخیاں جماکر امام اہلسنت مجدد دین و ملت سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر افتراء پردازی کی ہے۔ ظاہر ہے۔ (معاذ اللہ) جس کے ایسے عقائد ہوں اور (معاذ اللہ) جو خدا تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو، جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہو۔ جو فرائض اسلام کو فروعات قرار دیتا ہو، جو ختم نبوت کا انکار کرتا ہو وہ بلاشبہ کافر و مرتد دائرۂ ایمان و اسلام سے خارج ہے اگر سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہ کے عقائد ایسے ہی ہوتے ہیں جیسا کہ مصنف دھماکہ نے ذکر کئے تو یقیناً اکابر علماء دیوبند ان پر کفر و ارتداد کا فتویٰ لگاتے مگر نہ اعلیٰحضرت کے عقائد ایسے ہیں نہ ان پر اکابر علماء دیوبند نے کفر و ارتداد کا فتویٰ لگایا۔ بلکہ اکابر دیوبند کی تحریروں سے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے ایمان و اسلام کی شہادت ملتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

والفضل ما شهدت به الاعداء

مولوی محمد انور محدث مدرسہ دیوبند

سابق ریاست بہاولپور میں ایک مسلمان عورت کا شوہر مرزائی ہو گیا تھا۔ اس پر عورت نے عدالت میں شوہر کے ارتداد کی وجہ سے فسخ نکاح کی درخواست دی۔ مقدمہ دائر ہوا اور اس میں حضرت مولانا انور شاہ صاحب سابق صدر مدرس و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی شہادت کے دوران مرزائی وکیل نے فتویٰ تکفیر کو بے اعتبار ثابت کرنے کے لئے کہا دیوبندی بریلویوں کو اور بریلوی دیوبندیوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس پر حضرت انور شاہ صاحب نے فوراً عدالت کو مخاطب کرکے فرمایا۔

"میں بطور وکیل تمام جماعت دیوبند کی جانب سے گذارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبند بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کرتے"۔ (کتاب حیات انور ص۳۳۲۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور۔ ۸ جنوری ۱۹۷۶ء "وقت کی پکار" قسط ۲۔ از مولوی بہاؤالحق قاسمی دیوبندی)۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و دیگر اکابر دیوبند

"ہم تو ان (بدعتیوں) (بریلویوں) کو بھی جو اہلِ قبلہ ہیں جب تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں کافر نہیں کہتے"۔ (المہند ص۱۰)

ثابت ہوا کہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی اور دیگر اکابر علماء دیوبند کے نزدیک اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ سے کسی ضروری دینی مسئلہ کا انکار ثابت نہیں اور ان کے نزدیک بریلوی اہلِ قبلہ ہیں اس لئے وہ بریلویوں کی تکفیر نہیں کرتے۔

نوٹ:۔ اس کتاب پر دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی

حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب۔ مولوی محمد احمد صاحب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی مصنف تذکرۃ الرشید مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی جیسے اکابر علماء دیوبند کی تصدیقات موجود ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی

شاہ اشرف علی صاحب تھانوی کا قول ہے کہ کسی بریلوی کو کافر نہ کہو اور نہ آپ نے کسی بریلوی کو کافر کہا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت تھانوی ایک بڑے جلسے سے خطاب کر رہے تھے کہ خبر ملی مولوی احمد رضا خاں بریلوی انتقال کر گئے ہیں۔ آپ نے تقریر کو ختم کر دیا اور اسی وقت خود اور اہل جلسہ نے آپ کے ساتھ مولوی احمد رضا کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور۔ ۱۵ر دسمبر ۱۹۶۲ء، صـ۱۹)

عشق رسالت کے باعث احترام

مولوی احمد رضا بریلوی زندگی بھر انہیں (مولوی اشرف علی تھانوی کو کافر کہتے رہے۔ مولانا تھانوی نے فرمایا میرے دل میں احمد رضا کے لئے بے حد احترام ہے۔ وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول کی بنا پر کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور۔ ۲۳ر اپریل ۱۹۶۲ء)

تمنا اقتداء

حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقعہ ملتا تو پڑھ لیتا۔ (چٹان لاہور۔ ۱۱ر جنوری ۱۹۶۳ء)

عدم تکفیر و جوازِ اقتداء

ایک شخص نے تھانوی صاحب سے پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں۔ فرمایا۔ ہاں (ہو جائے گی) ہم اُن کو

کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ ہمیں کہتے ہیں۔ (قصص الاکابر۔ صـ۹۹ مجالس حکمت، معروف بہ اربعین مصطفائی مجلس پنجاہ و دوم صـ۵۱)

خدام الدین لاہور

حضرت حماد اللہ ہالیجوی (دیوبندی) کہتے تھے ان بریلویوں کی برائی میری مجلس میں ہرگز نہ کرو۔ وہ حُبِّ رسول ہی کی وجہ سے ہمارے متعلق غلط فہمیوں کا شکار ہیں

(ہفت روزہ خدام الدین لاہور۔ ۵ر مئی ۱۹۶۲ء)

امامت

فتاویٰ رضویہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ الخ ہفت روزہ خدام الدین لاہور۔ ۷ر اگست ۱۹۶۲ء)

مولانا محمد احسن نانوتوی

مولانا محمد احسن نانوتوی نے اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد مولوی نقی علی خاں بریلوی کو عید گاہ سے یہ پیغام بھجوایا کہ میں نماز پڑھنے کو آیا ہوں پڑھانا نہیں چاہتا۔ آپ تشریف لائیے جسے چاہے امام کر لیجئے میں اس کا اقتدا کر لوں گا۔ (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی، صـ۹۷)

خود مصنف دھماکہ صـ۹۶ پر لکھتا ہے "بریلوی مسلمانوں کا نکاح برہمن پڑھا سکتا ہے۔

اب مصنف دھماکہ خود بتائے کہ اکابر علمائے دیوبند کے ان اقوال کی روشنی میں اس کے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی و گستاخی کے الزامات اور اسلام کے مقابلہ میں جگہ جگہ بریلوی مذہب کو اسلام سے علیحدہ ظاہر کرنے کی کیا حقیقت کیا ہے؟

اگر اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ واقعی ایسے تھے جیسا کہ مصنف دھماکہ نے لکھا تو پھر کونسی دلیل شرعی سے ان کو مسلمان اور ان کی اقتداء میں نماز اور ان کے لئے دعائے مغفرت کو جائز سمجھا گیا۔

صاف ظاہر ہے کہ اگر مصنف دھماکہ کے اکابر سچے ہیں تو یہ بدبخت خود

مکار اور کذاب ہے۔ اور اگر بزعم خویش خود سچا ہے تو پھر اس کے اکابر بڑے جاہل و مرتد ہیں۔ جن پر مصنف دھاکہ کے نکتہ کا انکشاف نہیں ہوا اور تواتر و تسلسل کے ساتھ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کو اسلام و ایمان اور عشق رسالت کی شہادت دے رہے ہیں۔

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی شیخ کے کچھ ذاتی حالات

گناہ قاسم برگشتہ لجنت بد اطوار

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی شیخ کی ولادت سوانح قاسمی کے مطابق ۱۲۴۸ھ ہجری کے کسی مہینہ میں ہوئی

(سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۲۶)

آپ کے والدین نے آپ کا نام خورشید حسین رکھا تھا مگر آپ نے محمد قاسم رکھ لیا۔ سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۲۲ پر لکھا ہے کہ آپ کا تاریخی نام خورشید حسین تھا۔ بانیٔ مدرسہ دیوبند کے والد کا نام اسد علی۔ دادا کا نام غلام شاہ تھا۔ یہ دونوں نام مصنف دھاکہ کے مطابق شیعہ طرز پر ہیں۔ اور پردادا کا نام بریلوی طرز پر یعنی محمد بخش تھا۔ ان کے ایک بھائی خواجہ بخش تھے۔

(سوانح قاسمی ص ۱۱۳ و ص ۱۱۵)

آپ کے آبا و اجداد شاہجہانی عہد میں جاگیر پا کر نانوتہ آباد ہوئے تھے۔ ص ۱۱۳۔ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جوڑ توڑ کا کھیل کھیلتے تھے۔

(سوانح قاسمی ص ۱۲۶)

یہی وجہ ہے کہ وہ اور ان کے معتقدین جوڑ توڑ کے فن میں ماہر ہیں اور تحریف و خیانت میں خصوصی عبور اور ملکہ تام حاصل ہے۔ آپ کے خاندان کے

اکثر لوگ شیعہ ہو گئے تھے۔ سوانح قاسمی جلد اول۔ ص ۱۷۱۔)

آپ خود بھی اکثر شیعوں کے جلسہ میں آتے جاتے تھے (ارواح ثلاثہ ص ۲۳۳)

مولوی محمد قاسم صاحب کو اکثر گستاخانہ خواب نظر آتے تھے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں: "میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ گویا میں اللہ جل شانہٗ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں۔ (سوانح قاسمی جلد اول جلد ص ۱۳۲)

کتاب ارواح ثلاثہ میں یہ روایت بھی پائی جاتی ہے: "مولانا (محمد قاسم) نے ایک خواب ایام طالب علمی میں دیکھا تھا کہ میں (معاذ اللہ) خانہ کعبہ کی چھت پہ کھڑا ہوں اور مجھ سے ہزاروں نہریں جاری ہو رہی ہیں۔ ص ۲۰۲ و سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۳۲)

مولانا نانوتوی نے خواب میں دیکھا تھا کہ خانہ کعبہ کی چھت پہ کسی اونچی شے پر بیٹھا ہوں (معاذ اللہ) سوانح قاسمی ص ۱۳۲ بحوالہ ارواح ثلاثہ ص ۱۶۹)

مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کا انگریزی مدرسہ دہلی سے بھی تعلق رہا۔

(تذکرہ علمائے ہند فارسی ص ۲۱ نولکشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۴ء)

یہی وجہ ہے کہ آپ نے آخر دم تک انگریز کا حق نمک ادا کیا اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی اہم خدمات سرانجام دیں۔ آپ کے ایک ہمعصر و ہم عقیدہ مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی بھی (انگریزی) سرکاری ملازمت پر تھے بعد میں سبکدوش ہوئے۔ (تذکرہ مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۹۲)

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کچھ زیادہ ذہین نہ تھے۔ انہوں نے مطبع مجتبائی میرٹھ میں ملازمت اختیار کر لی اور چھاپہ خانہ میں ملازم ہو گئے۔

(کتاب مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی ص ۲۱۳)

مولوی رحمان علی صاحب مصنف تذکرہ علماء ہند آپ کے دہلی کے انگریزی مدرسہ سے تعلق کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"بعد از فراغ علوم چندی بمدرسہ انگریزی واقع دہلی گرفتہ"

آپ کا سوانح نگار مناظر احسن گیلانی لکھتا ہے بقول مولانا طیب ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت والا کو گویا عورتوں سے بہت نفرت تھی۔ (سوانح قاسمی جلد اول صہ ۳۲۵)

لیکن اس کے برعکس آپ بچوں سے بہت ہنسی مذاق فرمایا کرتے تھے اور ان کمر بند کھول دیا کرتے تھے۔ (سوانح قاسمی صہ ۴۶۶ جلد اول۔)

یہ مرض آپ کی صحبت سے آپ کے تلامذہ تک پھیلا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ کے ایک مخصوص تلمیذ کا واقعہ ارواحِ ثلاثہ کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔ حکایت ۲۵۱ حضرت والد صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولانا منصور علی خاں صاحب مرحوم مرادآبادی حضرت (قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے تھے۔ انہوں نے اپنا واقعہ مجھ سے نقل فرمایا کہ مجھے ایک لڑکے سے عشق ہو گیا اور اس کی محبت نے طبیعت پر اس قدر غلبہ پایا کہ رات دن اسی کے تصور میں گذرنے لگے۔ (ارواحِ ثلاثہ صہ ۲۹۲)

مولوی محمد قاسم صاحب واعظ و تبلیغ کرنے والوں کو بے حیا کہا کرتے تھے وہ خود اپنے متعلق لکھتے ہیں کہ میں (قاسم نانوتوی) بے حیا ہوں وعظ کہہ لیتا ہوں سوانح قاسمی جلد اول صہ ۳۹۹) وہ غلط مسئلے بتا دیا کرتے تھے اور پھر صحیح مسئلہ معلوم ہوتا تو لوگوں کے گھر جا کر اطلاع دیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کا سوانح نگار لکھتا ہے کہ وہ ایک شخص کے گھر گئے اور کہنے لگے:۔

"ہم نے اس وقت مسئلہ غلط بتا دیا تھا۔ تمہارے آنے کے بعد ایک شخص نے صحیح مسئلہ ہم کو بتایا اور وہ اس طرح ہے۔" (سوانح قاسمی جلد اول صہ ۳۸۸)

لیکن افسوس کہ آپ نے تحذیر الناس میں خاتم النبیین کے جو جدید معنی گھڑے اور مرزا قادیانی کی جو غیر مشروط تائید و حمایت کی اس سے آپ نے بار بار توجہ دلانے کے باوجود توبہ نہ کی اور نہ غلط مسئلے سے رجوع کیا۔ حالانکہ آپ کے ایک ہم عصر و ہم عقیدہ مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی نے بھی تحذیر الناس کی اس عبارت سے غیر مشروط توبہ کر لی تھی۔

ملاحظہ ہو مولانا محمد احسن (نانوتوی) نے آخر میں (اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے والد

بزرگوار مولوی (نقی علی) خاں کے ایک ساتھی رحمت حسین کو یہ لکھا۔

"جناب مخدوم و مکرم بندہ دام مجدہم۔ پس از سلام مسنون۔ التماس یہ ہے کہ واقع میں جواب رسالہ مولوی نقی علی خاں صاحب میری تحریر کے مطابق ہے ....

مجھ کو اس تحریر پر اصرار نہیں۔ جس وقت علماء کے اقوال باسندہ سے آپ غلطی ثابت ہو گئی میں فوڑا اس کو مان لوں گا۔ مگر مولوی (نقی علی) خاں صاحب نے براہ مسافر نوازی کوئی غلطی تو ثابت نہیں کی اور نہ مجھ کو اس کی اطلاع دی بلکہ اول ہی کفر کا حکم شائع فرمایا اور تمام بریلی میں لوگ اس طرح کہتے پھرے خیر میں نے خدا کے حوالے کیا۔ اگر اس تحریر سے میں عند اللہ کافر ہوں تو میں توبہ کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ قبول کرے۔

زندہ نیاز۔ عاصی محمد احسن عفی عنہ۔ (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صہ ۸۸)

اسی کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی کے صفحہ ۹۱ پر ہے کہ اثر ابن عباس کی بحث اور مناظرہ احمدیہ اور تحذیر الناس کے جواب میں کئی رسالے لکھے گئے۔ ہمارے مطالعہ و علم میں مندرجہ ذیل رسالے آئے ہیں۔

۱۔ تحقیقات محمدیہ حل اوہام تحذیر ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء از مولوی فضل مجید بدایونی۔ المتوفی ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء (تلمیذ مولانا عبد القادر بدایونی)

۲۔ الکلام الاحسن۔ مولانا محمد احسن نانوتوی کے رد میں مولوی ہدایت علی بریلوی کا رسالہ ہے۔

۳۔ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال ۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۴ء مولانا مفتی حافظ بخش بدایونی اس رسالہ میں مناظرہ احمدیہ اور تحذیر الناس کا رد کیا گیا ہے۔ مولوی نقی علی خاں کی حمایت کی گئی ہے

۴۔ قول الفصیح۔ مولوی فصیح الدین بدایونی۔

۵۔ افادات صمدیہ

۶۔ رد رسالہ قانون شریعت۔

۷۔ ابطال اغلاط قاسمیہ۔ از مولوی عبید اللہ امام جامع مسجد بمبئی

۸۔ فتاوائے بے نظیر

۹۔ کشف الالتباس فی اثر ابن عباس

۱۰۔ قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس وغیرہ (مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۹۱ تا ۹۴) بلکہ خود سوانح قاسمی میں ہے۔ "اسی زمانہ میں "تحذیر الناس" نامی رسالہ کے بعض دعاوی سے بعض مولویوں کی طرف سے خود سیدنا الامام الکبیر (مولوی محمد قاسم نانوتوی) پر طعن و تشنیع کا سلسلہ جاری تھا۔"

(صـ۲)

مذکورہ بالا حوالہ جات سے واضح ہوا کہ تحذیر الناس کی کفریہ عبارت پر صرف سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ ہی نے مواخذہ نہ فرمایا بلکہ آپ سے پہلے بھی علماء اس کا ردِ بلیغ کرما چکے تھے۔ لیکن نانوتوی صاحب کے مقدر میں توبہ نہ تھی۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب "فرض و واجب تو نہیں ...... تقریبًا تواتر کے رنگ میں لوگوں سے یہ روایتیں نقل کی جاتی ہیں کہ دوسروں کے خیال سے آپ نفلی نمازوں کو بھی ترک فرمادیا کرتے تھے۔" (سوانح قاسمی جلد اوّل صـ۳۶۵)

"بعض اوقات ناجائز یا مشتبہ آمدنی رکھنے والوں کی دعوتوں میں شریک ہونے پر آپ کو مجبور ہونا پڑتا تھا۔ شریک بھی ہوتے تھے اور دعوت کرنے والے کی تسلی کے لئے کچھ تناول بھی فرمالیتے تھے لیکن گھر پہنچ کر خان صاحب کی شہادت ہے کہ قے کرتے تھے۔" (سوانح قاسمی جلد اوّل صـ۳۶۵)

مولوی محمد قاسم صاحب اپنے مہمانوں کا خاص خیال رکھتے تھے اور حقہ پینے والوں کو پہچان لیتے تھے۔ ان کو حقہ خود بھر کر پلاتے تھے۔ (سوانح قاسمی جلد اوّل صـ۴۶۸)

آپ شیرینی پر ختم کے بھی قائل تھے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "رمضان کا چاند دیکھ کر مولوی صاحب نے قرآن شریف یاد کیا تھا۔ اوّل وہاں سنایا اور جہاز میں تلاوت کیا سیر تھا بعد عید مکہ پہنچ کر حلوائے مسقط خرید فرما کر شیرینی ختم دوستوں کو تقسیم فرمائی۔"

(سوانح قاسمی جلد اوّل صـ۳۸)

آپ کا حلیہ آپ کے سوانح نگار نے یوں لکھا ہے۔ "قدرے داغ چیچک نمودار تھے۔" مذہب منصور) صـ۱۹۵) "میانہ قد نہ موٹے نہ بالکل لاغر تھے۔" حکیم مولوی منصور علی خاں فرماتے ہیں کہ آپ کا رنگ سانولا تھا۔ واللہ اعلم اپنے ان الفاظ سے ان کی کیا مراد ہے۔" (سوانح قاسمی جلد اوّل صـ۱۵۲)

مولوی صاحب کو اپنی دست بوسی اور قدم بوسی کروانے کا بھی بہت شوق تھا۔ ان کا سوانح نگار لکھتا ہے۔ "ان کی دست اور قدم بوسی کے واسطے ہاتھ اور پیر کی نزاکت اور خوبصورتی کافی تھی۔ وہ کچھ ایسے موزوں اور دلکش تھے کہ بے اختیار بوسہ دینے کو جی چاہتا تھا ...... ان کی سی نزاکت اور دلبری کسی معشوق میں بھی نہ دیکھی۔" (سوانح قاسمی جلد اوّل صـ۱۵۵)

آپ کا سوانح نگار لکھتا ہے۔ "جب آپ بیمار ہوئے غفلت کی شدت لمحہ لمحہ سے بڑھتی ہی چلی جاتی تھی ...... جب ظہر کا وقت آیا ... پکارنے والے پکار رہے ہیں۔ یاد دلا رہے ہیں یاد دلا رہے ہیں کہ حضرت (ظہر) کی نماز کا وقت ہے۔ مصنف امام موجود تھے لکھتے ہیں کہ نماز کے لئے کہا تو سوائے اچھا کے اور کچھ نہ کر سکے نہ تیمم کی طرف توجہ ہوئی نہ نماز کی طرف۔" (سوانح قاسمی جلد دوم صـ۱۱۹)

سوانح نگار لکھتا ہے جب آپ کے مرنے کا وقت قریب آیا تو سرورِ کائنات خاتم المرسلین رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم تشریف لائے اور فرشتے بھی نظر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرسی پر تشریف فرما تھے۔ خلفائے اربعہ راشدین کھڑے تھے۔ سامنے ایک پلنگ پر دیکھا مولانا (نانوتوی) آئے (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ کی پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے فرما رہے ہیں۔ "اے حبیب آنے میں کیا دیر ہے۔" (سوانح قاسمی۔ جلد دوم صـ۱۲۰)

خواب میں ان صاحب نے دیکھا ...... ان کو محسوس نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مولانا (نانوتوی) کے جسم مبارک میں سمانا شروع ہوا یہاں تک کہ ہر عضو رسول اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو مولانا میں سما گیا الا سر مبارک۔"

(سوانح قاسمی جلد دوم ص ۱۲۰)

مولوی محمد قاسم صاحب کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے "جب مولوی صاحب کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے مولوی محمود الحسن صاحب سے کہا مجھے کہیں سے ککڑی لاکر کھلاؤ۔

(ارواح ثلاثہ ص ۲۷۱)

چنانچہ آپ ککڑی کھاتے کھاتے دنیا سے رخصت ہوئے جبکہ حقیقی بزرگانِ دین اولیائے کاملین علمائے عاملین کی زبان پر وقتِ آخر کلمۂ طیبہ اللہ ھو۔ کا ذکر ہوتا ہے۔

دیوبندیوں کا کہنا ہے مولوی محمد قاسم صاحب کی وفات۔ وفات سرورِ عالم کا نمونہ تھی۔ اور اس مصرعہ سے آپ کی تاریخ وفات نکالی گئی۔

ع "وفات سرورِ عالم کا یہ نمونہ ہے"

۱۲۹۷ھ

(سوانح قاسمی جلد دوم ص ۱۳۷)

۴ رجادی الاوّل ۱۲۹۷ھ بروز پنجشنبہ مولانا محمد قاسم نانوتوی کا وصال ہوا۔

(کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۲۲۳)

مصنف سوانح قاسمی لکھتا ہے ایک قیامت برپا ہوگئی۔۔۔۔۔۔ مولوی صاحب کے انتقال کا سا غم و الم کبھی نہ دیکھا تھا۔ ایک ماتم عام تھا۔۔۔۔۔۔۔ وسعت نہ تھی (مدرسہ دیوبند) میں لاکر جنازے کو رکھا۔

(سوانح قاسمی جلد ۲۔ ص ۱۳۹)

سیکڑوں آدمی جنازے کو اٹھانا چاہتے تھے۔ چارپائی چر چر کرنے لگی۔ بہت آدمی جنازہ میں کمبل پوش فقرا موجود تھے۔ مصنف امام کا بیان ہے کہ مغرب سے پہلے نماز ہوئی۔

(سوانح قاسمی جلد دوم۔ ص ۱۴۱)

لکھا ہے ایک عبرت انگیز مشاہدہ یہ بھی تھا کہ کمبل پوش فقرا جو اچانک خدا جانے کہاں سمٹ آئے تھے نماز اور دفن کے وقت تو دیکھے تھے لیکن لکھتے ہیں کہ بعد دفن سب غائب ہوگئے۔ دفن کے بعد ہی یہ غائب ہو جانے والے رجال کون تھے؟ کہاں سے آئے تھے کہاں چلے گئے؟ اس کا جواب کیا دیا جا سکتا ہے۔ (سوانح قاسمی ص ۱۴۳/۲)

سوانح قاسمی جلد ۲ صفحہ ۱۴۸ و ۱۴۹ کے درمیان ایک فوٹو لگا ہوا ہے جس میں ایک اونچی قبر کے سرہانے ایک بہت بڑا پتھر لگا ہوا ہے۔ لکھا ہے ایک دفعہ نہیں متعدد مواقع پر مشاہدہ کرنے والوں نے وفات کے بعد دیکھا۔ کہ "مولانا (قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ) جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔" سوانح قاسمی جلد دوم۔ ص ۱۵۰ (ارواح ثلاثہ ص ۱۸۵)

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کی یہ مختصر سوانح عمری ہم نے ان کے سوانح نگاروں کے مستند حوالوں سے بیان کی ہے۔ قارئین کرام کو اس سے دیوبندی وہابی عقائد کی حقیقت کا پتہ چلے گا جو امور حضرات اولیاء اللہ قدست اسرارہم کے لئے کفر و شرک و بدعت اور ناممکن سمجھے جاتے ہیں۔ وہ سب کمالات بانی مدرسہ دیوبند میں موجود بتائے جاتے ہیں۔ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے تحذیر الناس نامی ایک کتاب لکھ کر مسلمانانِ ہند میں فتنہ کی بنیاد ڈالی

اس کتاب سے مرزائیوں، قادیانیوں اور دیگر جدید نبوت کے بانیوں کو بہت مدد پہنچا یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب نے اپنے نام نہاد دعویٰ نبوت کی بنیاد تحذیر الناس پر رکھی۔ ملاحظہ ہوں قادیانی کتب۔

مولوی محمد قاسم صاحب نے ختم نبوت کے وہ معنی بتائے جو آج تک مسلمانوں میں رائج نہ تھے۔ اور تمام علماء و فقہاء متقدمین و متاخرین کی تصریحات اور خود سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان "لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" کے سراسر منافی تھے۔ خود بانی مدرسہ دیوبند کی سوانح قاسمی میں ہے

"نیز اسی زمانہ میں تحذیر الناس نامی رسالہ کے بعض دعاوی کی وجہ سے بعض مولویوں کی طرف سے خود سیدنا امام الکبیر (مولوی قاسم) پر طعن و تشنیع کا سلسلہ جاری تھا۔"

(جلد اوّل۔ ص ۲۷)

تحذیر الناس کی عقیدہ ختم نبوت کے منافی عبارات یہ ہیں جن پر اکابر علماء عرب و عجم نے فتویٰ کفر صادر فرمایا۔

"اوّل معنیٰ خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔" (تحذیر الناس ص۳-۶)

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص۲۲)

قارئین کرام! سنجیدگی کے ساتھ دیوبندی مذہب کی حقیقت پر غور کریں اور ازراہ انصاف خود فیصلہ کریں کہ قادیانی کذاب کی نام نہاد نبوت کو تقویت پہنچانے والا کون تھا — ؟

انجمن تبلیغ اسلام بریڈفورڈ اور اعلیٰحضرت کا فتویٰ

مصنف دھماکہ نے سعودی عرب کے شاہ فیصل کے افسوسناک قتل کے پردہ میں پھر انجمن تبلیغ الاسلام بریڈفورڈ کو بیچ میں لاکر دیوبندی دھرم کا حق ہونا ثابت کرنا چاہا ہے۔ اس کا مفصل ومدلل جواب ابتدائی اوراق میں گذر چکا وہاں ملاحظہ ہو۔ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا یہ فتویٰ جو دھماکہ ص۹۷ پر نقل کیا گیا ہے۔ وہابیہ دیوبندیہ کے متعلق ہے اور حکم کفر تحذیر الناس۔ حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ کے مؤلفین اور ان کے معتقدین پر ہے۔ اگر کسی نے ایصال ثواب کیا تو یہ اس کا انفرادی فعل ہو سکتا ہے۔ پوری جماعت پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں ہو سکتی۔ مگر ایسا بھی ثابت نہیں شاہ فیصل اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق مولوی حسین احمد "مدنی" صدر دیوبند" مولوی انور کاشمیری شیخ الہند مدرسہ دیوبند۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

وغیرہ کے حوالہ جات ابتدائی اوراق میں گذر چکے ہیں۔ اکابر دیوبند خود کون سا نجدی وہابیوں کو اچھا سمجھتے ہیں۔ عرفان شریعت ص۳۹ کے فتویٰ سے مصنف دھماکہ جو کچھ ثابت کرنا چاہتا ہے وہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ مصنف دھماکہ نے اپنے زعم باطل میں سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ پر (معاذ اللہ) بارگاہ رسالت میں گستاخی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا منشی کہنے کی گستاخی کا الزام عائد کیا ہے اور جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفیع میں گستاخی کرے وہ کافر ومرتد ہو جاتا ہے لیکن ہم ثابت کرتے ہیں کہ جب امام اہلسنت سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال شریف ہوا تو یہ اطلاع پاکر دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے دعاء مغفرت کی۔ ملاحظہ ہو۔

اعلیٰحضرت کیلئے دیوبندی حکیم الامت کی دعائے مغفرت

"شاہ اشرف علی تھانوی صاحب کا قول ہے کہ کسی بریلوی کو کافر نہ کہو اور نہ آپ نے کسی بریلوی کو کافر کہا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت تھانوی ایک بڑے جلسے سے خطاب کر رہے تھے کہ خبر ملی مولوی احمد رضا خاں بریلوی انتقال کر گئے ہیں۔ آپ (مولوی اشرف علی تھانوی) نے تقریر کو ختم کر دیا اور اسی وقت خود اور اہل جلسہ نے آپ کے ساتھ مولوی احمد رضا کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔"

(ہفت روزہ چٹان لاہور $\frac{۳}{۶۲}$ ۱۵۔ ص۱۹۔ کالم ۳)

اب مصنف دھماکہ بتائے تمام دیوبندی قوم کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہ کے لئے دعائے مغفرت کر کے کافر ومرتد ہوئے یا نہیں؟

اوّل و آخر خیانت اور بے ایمانی

دھماکہ کے ص۹۸ پر مصنف نے انتہائی خیانت اور بے ایمانی کے ساتھ "مولانا احمد رضا خاں ٹھ بیچ کے کچھ ذاتی حالات" بیان کئے

ان میں جو خیانت اور جوڑ توڑ ہوا وہ اس طرح ہیں۔ مولانا احمد رضا ۱۴ رجون ۱۸۵۶ء کے مطابق ۱۲۷۲ھ بریلی میں پیدا ہوئے قوم بڑہیچ سے تعلق رکھتے تھے (حالانکہ قوم بڑہیچ نہیں بلکہ آپ قندھار کے مؤقر قبیلہ بڑہیچ کے پٹھان خاندان سے تھے) آپ کا شجرہ نسب احمد رضا ابن علی نقی۔ بن رضا علی۔ بن کاظم سے چلتا ہے خاندان کے اکثر نام شیعہ طرز پر ہیں۔ (معلوم ہوتا ہے علی کے نام کا یہ دشمن خارجی بھی ہے اگر یہاں علی کا نام گرامی شیعت کی طرز ہے تو اشرف علی تھانوی، اعزاز علی دیوبندی۔ احمد علی لاہوری وغیرہ کے نام بھی شیعہ طرز پر ہیں یا نہیں؟) والدین نے آپ کا نام مختار رکھا تھا آپ نے بدل کر احمد رضا رکھ لیا۔ (حالانکہ آپ کا تاریخی نام المختار تھا جو سن ولادت ۱۲۷۲ھ پر دلالت کرتا ہے حقیقی نام گرامی احمد رضا ہی تھا۔ اور ہرگز آپ نے اپنا نام تبدیل نہ فرمایا۔ جیسا کہ بانی مدرسہ دیوبند کا تاریخی نام خورشید حسن تھا۔ سوانح قاسمی ص۱۲۲ جلد ۱ اور عام استعمال کے لئے محمد قاسم رکھا گیا اس کو یہ کہا جائے گا کہ بانی مدرسہ دیوبند نے والدین کا رکھا ہوا نام خورشید حسین تبدیل کر کے محمد قاسم اپنا نام رکھ لیا تھا؟) انگریزوں کے ہاں آپ کے خاندان کی بڑی عزت تھی، ۱۸۵۷ء کی جنگ کے بعد جب انگریزوں نے پورا تسلط پالیا۔ تو بریلی کے سب بااثر حضرات نے بریلی کو خیر آباد کہہ دیا تھا۔ لیکن مولانا احمد رضا کے دادا رضا علی کو انگریزوں سے کوئی خطرہ نہ تھا صاحب سوانح لکھتا ہے مسلمانوں کو گرفتار کر کے تختہ دار پر چڑھایا جا رہا تھا مولانا رضا علی خاں صاحب اس زمانہ میں بریلی کے محلہ ذخیرہ میں قیام فرما تھے شہر کے بڑے بڑے بااثر لوگوں نے گھروں کو خیر آباد کہہ دیا تھا۔ اور دیہاتوں میں جا کر روپوش ہو گئے۔ مولانا صاحب نے لوگوں کے اصرار کے باوجود بریلی نہ چھوڑی۔ سوانح اعلیحضرت ص۳۰ (حالانکہ اس پوری عبارت کے کسی جگہ کسی لفظ کسی حرف سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انگریزوں کے ہاں آپ کے خاندان کی بڑی عزت تھی۔ دھماکہ کا عنید مصنف کیا جانے سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت علیہ الرحمۃ کے جد امجد ولی کامل تھے۔ یہ تو ان کی

ایمان افروز کرامت ہے کہ سب لوگ بریلی چھوڑ گئے اور وہ ڈٹے رہے اور انگریز ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا ؎

ہوا تھی گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا تھا
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے تھے انداز خسروانہ

اللہ پر توکل اور بے خوفی کو انگریزوں کے ہاں بڑی عزت کا نام دیا جا سکتا اور پھر انگریز ایجنٹی تو خود دیوبندی وہابی علماء کا اپنا ہی کام ہے ملاحظہ ہو۔ "اتنی بات ہے کہ اس (۱۸۵۷ء) گھبراہٹ کے زمانہ میں جب عام لوگ بند کواڑوں گھر میں بیٹھے ہوئے کانپتے تھے حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) اور دیگر حضرات (اکابر دیوبند) اپنے کاروبار بہایت اطمینان کے ساتھ انجام دیتے اور جس شغل میں اس سے قبل مصروف تھے بدستور ان کاموں میں مصروف رہتے تھے کبھی ذرا بھر بھی اضطراب پیدا نہیں ہوا اور کسی وقت حبہ برابر تشویش لاحق نہیں ہوئی۔ ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (رشید احمد گنگوہی صاحب) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم اور طبیب روحانی اعلیحضرت حاجی صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں سے مقابلہ ہو گیا یہ نبرد آزما دلیرانہ جتھا اپنی سرکار (گورنمنٹ برطانیہ) کے مخالفوں کے سامنے سے بھاگ گئے ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جان نثاری کے لئے تیار ہو گیا"

تذکرۃ الرشید حصہ اول۔ ص۷۴-۷۵ (از مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی دیوبندی)

گھبراہٹ کے زمانہ میں آزادی سے کاروبار کرنے والے گورنمنٹ برطانیہ کو اپنی سرکار ماننے والے۔ انگریزوں پر اپنی جان نثاری کرنے والے علماء دیوبند ہی تھے اور بے حیائی سے الزام سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے جد امجد امام العلماء رہبان الاصفیاء مولانا رضا علی خاں صاحب قدس سرہ کو دیا جا رہا ہے۔

ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

آگے لکھتا ہے۔ "مرزا غلام احمد قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے بھی ۱۸۵۷ء

میں انگریزوں کی بڑی خدمات سرانجام دی تھیں جن کا مرزا غلام احمد نے بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے مرزا غلام احمد کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر انگریزی علمداری کی ان خدمات میں اپنے باپ کے ساتھ تھے۔ مولانا احمد رضا خاں کے پہلے استاد مرزا غلام قادر تھے جو آپ پر دل وجان سے قربان تھے۔ صاحب سوانح لکھتا ہے۔ اعلیحضرت کے یہ استاد اعلیحضرت پر جان چھڑکتے تھے۔ سوانح اعلیحضرت بریلوی صد ۳۰) حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی مردود کا مردود بھائی مرزا غلام قادر اور شخص تھا اور سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے استاد محترم جناب مرزا غلام قادر بیگ رحمۃ اللہ علیہ اور بزرگ ہیں۔ کیا ایک جیسا نام ہونا بھی باعث طعن ہے کتنے ہی دیوبندیوں وہابیوں کے نام غلام قادر ہوں گے کیا یہ سب باعث ملامت ہیں؟ باقی رہا جان چھڑکنے کا معاملہ تو وہ ان کی ذہانت استعداد قابلیت کی وجہ سے ہے ورنہ جب سیدنا اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت محترم مرزا غلام قادر بیگ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھنے بٹھایا تھا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کی عمر شریف بمشکل چھ سات سال ہوگی اور حضرت مرزا غلام قادر بیگ صاحب علیہ الرحمۃ کی عمر شریف اسّی سال تھی۔ داڑھی اور سر کا ایک ایک بال سفید تھا۔ (حیات اعلیحضرت صد ۳۲ جلد اول) جان چھڑکنے سے جو مردود فعل مصنف دھماکہ مراد لیتا ہے وہ اکابر علماء دیوبند کا وطیرہ اور ان ہی کے شایانِ شان ہے ملاحظہ ہو۔

علماء دیوبند کی اخلاقی حالت

"مولانا منصور علی خاں صاحب مرادآبادی حضرت (قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے تھے...... انہوں نے اپنا واقعہ خود بھی مجھ سے نقل فرمایا کہ مجھے ایک لڑکے سے عشق ہوگیا اور اس قدر اس کی محبت نے طبیعت پر غلبہ پایا کہ رات دن اسی کے تصور میں گذرنے لگے" الخ ارواح ثلاثہ صد ۲۹۲ حکایت ۲۵۱) یہ واقعہ تو شاگرد کا تھا خود استاد نانوتوی

صاحب بانی مدرسہ دیوبند کی اپنی حالت یہ تھی "بچوں سے چھیڑ چھاڑ بھی فرماتے تھے"...... جلال الدین صاحب صاحب زادہ مولانا محمد یعقوب سے جو اس وقت بالکل بچے ہی تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے کبھی ٹوپی اتارتے کبھی کمر بند کھول دیتے تھے۔ (سوانح قاسمی جلد اول صد ۴۹۶) جب بانی مدرسہ دیوبند کی بچوں سے یہ حالت تھی تو لڑکوں سے کیا معاملہ ہوگا اس کا حال اللہ جانے یا خود بانی مدرسہ دیوبند جانیں قارئین کرام خود بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بانی مدرسہ دیوبند کو لڑکوں کے کمر بند کھولنے کا چسکا کس طرح پڑا ہوا تھا۔ اپنے حال پہ دوسروں کو محمول کرنے والوں کی اپنی زندگی کیسے گذری۔ ان دو واقعات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ بات لڑکوں اور بچوں تک ہی محدود نہیں۔

بڑوں کی عشق بازی

جب کوئی نہ ملتا تو نانوتوی، گنگوہی دونوں آپس میں یوں دل لگی کرتے تھے "حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے مگر حضرت (گنگوہی) نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کروٹ لے کر اپنا ہاتھ اُن کے سینے پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ "میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے" حضرت نے فرمایا لوگ کہیں گے کہنے دو۔ (ارواح ثلاثہ صد ۲۳۹ - حکایت ۳۰۵) یہاں سے قارئین کرام خود اندازہ لگا سکتے ہیں وہ کیا کر رہے تھے کس لئے ان کی طرف کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ رہے تھے اور وہ کیوں بار بار روک رہے تھے لیکن ان کو دیکھنے والوں کی بھی پرواہ نہ تھی۔ ہم اس پر کچھ تبصرہ نہیں کرنا چاہتے۔ قارئین کی صوابدید پر چھوڑتے ہیں) اس کے بعد مصنف دھماکہ ایک واقعہ کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھتا ہے مولانا احمد رضا لکھتے ہیں "میں نے خود دیکھا کہ گاؤں میں ایک لڑکی ۱۸/۲۰ برس کی تھی ماں اس کی ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس نے نہ چھڑایا تھا ماں ہر چند

منع کرتی وہ زور آور بھی پچھاڑتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی (ملفوظات حصہ سوم صہ ۵۹) اس پر مصنف دھماکہ اپنا ذلیل تبصرہ یوں کرتا ہے جو ننگا ہیں بچپن میں غیر محرم عورت سے بچتی ہوں وہ جوانی میں ۱۸ سال کی لڑکی کو اور اس کی ماں کے سینہ کو کیسے دیکھتی ہوں گی یہ سوچنے کی بات ہے (حالانکہ یہ گاؤں میں ایک اتفاقی امر ہو سکتا ہے جیساکہ عموماً گاؤں میں دیہاتوں کی خواتین پردہ نہیں کرتیں۔ سیدنا اعلیحضرت گاؤں میں تشریف لے گئے ہوں اور اتفاقاً ایسا واقعہ پیش آیا ہو مگر معمول کے مطابق پابندی کے ساتھ دھماکہ کی تفصیل کے مطابق دیکھنا اور اس کو جائز سمجھنا تو اس واقعہ سے ثابت نہیں ہے اور پھر کسی کو سینہ پر چڑھا دیکھنا اور بات ہے اور خود سینہ کھلا دیکھنا اور بات ہے۔ ولکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون۔ کیا دیوبندی مفتی محمود اور مولوی غلام غوث ہزاروی اسمبلی کی بے پردہ ممبر خواتین کو نہیں دیکھتے اور کیا آپس میں سوال جواب نہیں ہوتے۔ حالانکہ اعلیحضرت کا دیکھنا ایک اتفاقی امر اور اسمبلی میں روزمرہ کا معمول ہے خود مصنف دھماکہ صہ ۲۵ پر اپنی کہانی لکھتا ہے کہ "وہ کلیر شریف میں دور دراز سے آنے والی طوائفوں کو دیکھتا تھا" ارواح ثلاثہ صہ ۲۷۶ کے حوالہ سے گذر چکا ہے کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی محمد یعقوب کے پاس رنڈیاں اور ان کی سیانی لڑکیاں تعویذ لینے کو آتی تھیں اور مٹھائی بھی پہنچاتی تھیں کیا وہ نہیں دیکھتے تھے؟ اگر نہیں دیکھتے تھے تو کیسے انہیں پتہ چل گیا یہ رنڈی ہے اور اس کی لڑکی سیانی ہے؟

دیوبندی پیر کے منہ پر پیشاب

اور سنیئے تذکرۃ الرشید حصہ دوم صہ ۲۴۲ پر ہے "ایک بار ارشاد فرمایا کہ حافظ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں (کنجریاں) مرید تھیں۔ ایک بار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کے لئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی۔ میاں صاحب بولے کہ فلاں کیوں نہیں آئی رنڈیوں نے جواب دیا میاں

صاحب ہم نے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو چلیں اس نے کہا میں بہت گنہ گار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں۔ میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اسے لیکر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا بی! تم کیوں نہیں آئی تھی؟ اس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے بی! تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی (اللہ) ہے رنڈی یہ سن کر آگ بگولا ہو گئی اور خفا ہو کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اگرچہ میں روسیاہ ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔ میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اٹھ کر چل دی"

اب مصنف دھماکہ بتائے رنڈیوں کے گھر میں ٹھہرنے والے۔ رنڈیوں کو مرید کرنے والے۔ ایک ایک رنڈی کو دیکھنے اور شکل و صورت سے پہچاننے والے ان کے ناپاک افعال کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے والے کس کے اکابر تھے؟ کیا ان واقعات کے بعد بھی مصنف دھماکہ اعلیحضرت فاضل بریلوی پر زبان طعن دراز کر سکتا ہے؟

باقی رہی مولانا مفتی مظہر اللہ صاحب دہلوی مرحوم کا کسی اور معاملہ میں چلبلی طبیعت لکھنا اگرچہ یہ ایک عامیانہ سا لفظ ہے لیکن اس میں بھی معاذ اللہ کوئی ایسا مفہوم نہیں جس سے مصنف دھماکہ کی کوئی باطل مراد پوری ہوتی ہو۔ چلبلی طبیعت کا معنی ہوگا نچلا نہ بیٹھنے والا اور اس پر کوئی شرعی مؤاخذہ نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ وہ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ آرام سے نہ بیٹھتے تھے۔ ہمہ وقت دین متین مدح و ثنا سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم میں مشغول و منہمک ہی رہتے تھے۔ خود فرماتے ہیں۔

؎ ضعف مانا مگر یہ ظالم دل۔ اُن کے رستے میں تھکا ذکرے

مصنف دھماکہ نے امام اہلسنت اعلیحضرت قدس سرہ کے حالات میں صہ ۸۲ پر یہ بھی لکھا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے معتقدین یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت بہت

زاہد و عابد تھے۔ تہجد کبھی قضا نہ ہوتی تھی مگر حقیقت حال اس سے مختلف ہے نوافل آپ نے بالکل چھوڑ رکھے تھے اور سنتیں چھوڑنے کے لئے راہ ہموار کر رہے تھے۔ ایک دفعہ خود بات کھول دی میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے سُنّتیں بھی ایسے شخص کی معاف ہیں لیکن الحمد للہ سنتیں کبھی نہ چھوڑیں نفل البتہ اسی روز سے چھوڑ دیئے (ملفوظات حصہ سوم ص۴۵) یہ بات بھی اعلحضرت نے اپنی طرف سے نہیں فرمائی بلکہ فرمایا فقہائے کرام فرماتے ہیں۔ مصنف دھماکہ کہیں غیر مقلد تو نہیں کہ اعلحضرت پر تنقید کرتے ہوئے یہ بھی نہ سوچا کہ اس کی زد فقہاء کرام قدست اسرارھم پر پڑے گی۔ مصنف دھماکہ کیا جانے وہ کون سی حالت ہے۔ نفل نماز کی اہمیت زیادہ ہے یا نماز کی۔ ردّالمختار میں ہے اولاد کی صحیح تربیت نوافل میں مشغولیت سے بہتر ہے اعلحضرت علیہ الرحمۃ کا زمانہ فتنوں کا زمانہ تھا دشمنانِ دین نت نئے رنگوں اور لباسوں میں ظاہر ہو رہے تھے۔ عظمت و شانِ رسالت پر رکیک و ذلیل حملے ہو رہے تھے ایسے حالات میں بلا شبہ نفلوں سے بہتر ہے کہ دشمنان دین کے حملوں سے اہل اسلام کا ایمان بچایا جائے۔ عظمت شان رسالت کا تحفظ کیا جائے۔ اور پھر اعلحضرت کے کلام میں سنتوں کی پابندی موجود ہے۔ اعلحضرت نے بعض مخصوص حالات میں نوافل چھوڑنے کا لکھ دیا تو مصنف دھماکہ نے آسمان سر پہ اٹھا لیا لیکن بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب نے ایک شخص کا روزہ تڑوا کر ہوئے کھلوا دیئے تو بھی احساس نہ ہوا۔ ملاحظہ ہو ارواح ثلاثہ ص۲۷۹) اور ایک شخص کو بے وضو نماز پڑھنے کی اجازت دے دی۔ (ارواح ثلاثہ ص۲۳۸) کیا فرض یا نفلی روزہ توڑنے والے کو کوئی گناہ نہیں بے وضو فرض نمازیں پڑھنے والے کی کس طرح قبول ہوں گی؟ حقّہ کے پانی سے بعض مخصوص حالات میں وضو سے نماز تو ناجائز تھی اور بغیر وضو کے نماز غیر مشروط طور پر جائز ہے۔ یہ کون سا مذہب ہے اور کس کی فقہ ہے! مصنف

دھماکہ نے اس کے حاشیہ میں حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے منسوب کر کے یہ بھی لکھا ہے کہ فرماتے ہیں مشائخ نفلوں کو بھی فرض کی سی اہمیت دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔ الفتح الربانی ص۲۶۴۔ اگر یہ صحیح ہے تو مصنف دھماکہ نے جس طرح ص۴۴ پر اعلحضرت پہ فرائض اسلام کو فروعات قرار دینے کا فتویٰ لگایا تھا اسی طرح یہاں بھی حضور غوث اعظم قدس سرہٗ پہ نوافل کو فرض کا درجہ دے کر معاذ اللہ دین میں مداخلت کا فتویٰ لگانا چاہیے تھا کیونکہ مصنف دھماکہ کے الٹے دماغ کی الٹی سوچ سے ایسا نتیجہ بر آمد ہوتا ہے حضور غوث پاکؓ کے ارشادات مبارکہ کو یہ جاہل عنید کیا سمجھے مشائخ کا نوافل کو فرض کی سی اہمیت سے پڑھنا اس کے لئے بھی یکسوئی اور مخصوص حالات درکار ہیں بہرحال ترک نوافل پر کسی کو ملامت نہیں کی جا سکتی (مجموعہ فتاوی جلد اوّل ص۲۳۷ علامہ عبد الحئی لکھنوی اور در مختار) الغرض یہ بعض مخصوص حالات کی باتیں ہیں نہ اس کی عام اجازت نہ ہر شخص کو نوافل چھوڑنے کی ترغیب۔

اور دیکھئے مصنف دھماکہ اپنے اسی ص۸۲ پر لکھتا ہے۔ "آپ (اعلحضرت) کے خسر شیخ فضل حسین مرحوم نواب کلب علی خاں والیٔ رامپور کے مشیروں میں سے تھے۔ (حوالہ ندارد) نواب کلب علی خاں انگریزوں کے نہایت معتمد اور وفادار ساتھی تھے۔ رامپور کے مولانا عبد العلی صاحب سے بھی جو مولانا احمد رضا خاں کے استاد تھے دستار فضیلت اپنے والد مرحوم سے لی تھی انہی عنایات کا نتیجہ تھا کہ اعلحضرت نے جب فتوے کا قلمدان سنبھالا تو انگریزی عہد کے ہندوستان کو دار الاسلام قرار دیا فرماتے ہیں۔

"ہندوستان بفضلہ تعالیٰ دار الاسلام ہے"۔ (احکام شریعت ۲۔ ص۱۵۱)

بھلا اس کا کیا مطلب ہوا کہ وہ اس کا رشتہ دار تھا اور وہ اس کا رشتہ دار تھا اور وہ اس کا مشیر تھا اور وہ اس کا وفادار تھا۔ کیا تیس پہلے برصغیر کے تمام ہی لوگ مسلمان۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی انگریزی حکومت کے ماتحت نہ

تھے۔ بانیٔ پاکستان محمد علی جناح سے لیکر آج تک چھوٹے بڑے تمام لیڈر اور علماء انگریزی حکومت کے باشندے تھے کیا یہ سب انگریز کے وفادار ہو گئے؟ وفادار تو وہی کہلائے گا جو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی طرح چھ سو روپے ماہوار حاصل کرے گا ملاحظہ ہو (مکالمۃ الصدرین)، باقی رہا دار الاسلام کہنے کا معاملہ تو نہ صرف مصنّف ڈھاکہ بلکہ دیوبندی طائفہ کے چھوٹے موٹے مقررین و مؤلفین جو (احکام شریعت ۲۔ ص۱۵۱) کا حوالہ رٹتے پھرتے ہیں کان کے پردے کھول کر سُن لیں اور دوربین کے شیشہ والی عینک لگا کر پڑھ لیں: سیّدنا اعلیٰحضرت قدس سرّہٗ نے ہندوستان کو دار الاسلام کہہ کر کوئی جرم نہیں کیا، اگر یہ جرم ہے تو مولانا عبدالحیٔ فرنگی محل لکھنو۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی حسین احمد مدنی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی بھی اس معاملہ میں اعلیٰحضرت کے شریکِ جرم ہیں۔ مصنّف ڈھاکہ کو معلوم ہونا چاہئیے فتویٰ کے نوک پلک کا سمجھنا آپ کے مبلغ علم سے کوسوں دور ہے۔ آپ کیا جانیں دار الحرب کسے کہتے ہیں دار الاسلام کیسے اور کب دار الحرب ہوتا ہے اور کب دار السلام پر ایک مفصل بحث کو چاہتا ہے صرف اعلیٰحضرت ہی نہیں مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ ہندوستان دار الاسلام ہے۔ فرماتے ہیں۔

"مخفی نماند کہ بلادِ ہند کہ در قبضۂ نصاریٰ اند دار الاسلام ہستند۔ اگر چہ در اینہا احکام کفرہ جاری اند، مع ہذا احکام اسلام ہم خصوصًا اصول و ارکانِ اسلام جاری اند۔"

(مجموعہ فتاویٰ جلد اوّل)

اکابر دیوبند کے مربی محترم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں۔

"ہندوستان کے دار الحرب ہونے میں علماء کا حال مختلف ہیں (یعنی بعض دار الحرب کہتے ہیں بعض دار الاسلام اس میں بندہ فیصلہ نہیں کرتا۔"

(ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ ص۴۲۶ و فتاویٰ رشیدیہ ص۱۹۲)

مولوی حسین احمد صاحب صدر مدرسہ دیوبند سفر نامہ شیخ الہند ص۱۶۶ پر لکھتے ہیں۔

"ایک شخص نے مولانا محمود الحسن دیوبندی سے پوچھا کہ ہندوستان دار الحرب ہے یا دار الاسلام؟ مولانا محمود الحسن نے فرمایا کہ علماء نے اس میں آپس میں اختلاف کیا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کی رائے کیا ہے۔ مولانا نے کہا میرے نزدیک دونوں صحیح کہتے ہیں۔"

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے بھی تذکیر الاخوان میں ہندوستان کو دار الاسلام قرار دیا ہے تو پھر صرف اعلیٰحضرت قدس سرّہٗ پر اعتراض کا کیا معنیٰ؟ مصنّف ڈھاکہ نے ہر بات کو حقیقت کے برعکس پیش کیا۔ دیوبندیوں وہابیوں کی انگریز پرستی پر مفصل لکھا جا سکتا ہے لیکن ہمیں اختصار مانع ہے۔

بریلی شریف میں انگریزی حکام خوفزدہ تھے

"مئی ۱۸۵۷ء کے دوسرے ہفتے میں جب دیگر مقامات کی وحشت ناک خبریں بریلی پہنچیں تو انگریزی حکام بہت خوف زدہ ہوئے اور انہوں نے اپنے اہل و عیال کو احتیاطًا ۱۰ رمئی ۱۸۵۷ء کو نینی تال پہنچا دیا۔"

(کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص۵۱)

انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت خلاف قانون

ایسے حالات میں جب کہ متحدہ ہند کے مسلمان انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت اور علم جہاد بلند کر رہے تھے۔ دیوبندی مولوی محمد احسن صاحب نانوتوی تقریر کے لئے بریلی پہنچے۔ سوانح نگار لکھتا ہے۔

"۲۲۔ مئی (۱۸۵۷ء) کو نماز جمعہ کے بعد (دیوبندی) مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی نے بریلی کی مسجد نو محلہ میں مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی اور اس

میں بتایا کہ حکومت (برطانیہ) سے بغاوت کرنا خلاف قانون ہے ..... اس تقریر نے بریلی میں ایک آگ لگا دی اور تمام مسلمان مولانا محمد احسن نانوتوی کے خلاف ہو گئے اگر کوتوال شہر شیخ بدرالدین کی فہائش پر مولانا (نانوتوی) بریلی نہ چھوڑتے تو ان کی جان کو بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔

(کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۵۰-۵۱)

"مولانا محمد احسن بریلی سے آنولہ آئے حکیم سعادت علی خاں رئیس اعظم آنولہ و مدارالمہام ریاست رامپور کے صاحبزادے حکیم ولایت علی صاحب کے پاس ٹھہرے پھر وہاں سے رامپور (افغاناں) ہو کر نانوتہ پہنچے" (صفحہ ۵۱) یہ اسی ریاست رامپور کے صاحبزادے ہیں جن کے والد کو مصنف دھماکہ نے صفحہ ۴۲ پر انگریزوں کے نہایت معتمد اور وفادار ساتھی لکھا ہے۔ مولوی محمد احسن نانوتوی نے ان ہی کے پاس قیام کیا۔

مدرسہ دیوبند مخالف سرکار (برطانیہ) نہیں بلکہ موافق ومعاون سرکار ہے

"۳۱- جنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ (دیوبند) کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں۔

"جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے۔ وہ یہاں (مدرسہ دیوبند) میں کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کر رہا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد معاون سرکار ہے"

(کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۲۱۷)

اب مصنف دھماکہ خود بتائے کہ انگریز پرست اور انگریز کا ایجنٹ کون

تھا؟

یاد رہے کہ کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی کا تعارف صفحہ ۱ پر سابق مفتی اعظم مدرسہ دیوبند مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے لکھا ہے

مصنف دھماکہ کے طرز استدلال پر حیرت ہوتی ہے کوئی باشعور مصنف تو کیا بقائمی ہوش وحواس عامی آدمی بھی ایسی باتیں نہیں کرتا۔ مصنف دھماکہ لکھتا ہے اس وقت کے سیاسی لیڈر آپ کو انگریزوں کا طرفدار سمجھتے تھے۔ کاٹھیا واڑ کی تاریخ ایجوکیشنل مسلم کانفرنس میں شمولیت اور مالی امداد کرنے کو جن اسّی بریلوی علماء نے حرام قرار دیا تھا اس میں سرفہرست مولانا احمد رضا خاں اور مولانا دیدار علی شاہ صاحب کے دستخط ثبت تھے۔ (دھماکہ صفحہ ۹۲) اس کے ثبوت میں حوالہ موجود ہی نہیں۔ بہرحال اس وقت کے مغربیت زدہ شکل وصورت کے اعتبار سے خود انگریز پرست انگریزی فرنگی طرز تہذیب کے دلدادہ سیاسی لیڈر جو ذہنی فکری طور پر خود انگریز خبیث کی غلامی میں مبتلا تھے کس منہ سے اعلیحضرت جیسے عاشق صادق اور متبع سنت شریعت بزرگ پر انگریز کی طرفداری کا الزام عائد کر سکتے ہیں۔ اور کریں بھی تو اس کی کیا حقیقت؟ مصنف دھماکہ گواہی بھی لایا تو شکل وصورت کے اعتبار سے فرنگی ومغربی تہذیب کے حامل فاسق وفاجر سیاسی لیڈروں کی جن کی شہادت شرعاً معتبر ہی نہیں اور نہ وہ شرعی گواہی کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔

مصنف دھماکہ آگے چل کر لکھتا ہے۔ "مولانا احمد رضا خاں نے مارہرہ کے نامور بزرگ شاہ آل رسول سے ۱۲۹۴ھ میں بیعت کی۔ آپ کو اسی سال خلافت ملی۔ آپ کے خلفاء میں دونوں صاحبزادے۔ مولانا نعیم الدین مرادآبادی۔ مولانا عبدالعلیم صدیقی والد شاہ احمد نورانی۔ مولانا امجد علی مصنف بہار شریعت اور مولانا عبدالباری نے لکھنؤ میں خدام الحرمین کے نام سے جماعت قائم کی اور آل سعود کی مخالفت میں نمایاں کام کیا۔ لوگ آپ کو بدھو میاں کہتے تھے۔ آپ آل سعود کی مخالفت

کرتے تھے مگر گاندھی کی حمایت میں بہت پیش پیش تھے۔ برہمچاری آپ کے بارے میں کہا کرتے تھے۔ ؎

بدھو میاں بھی حضرت گاندھی کے ساتھ ہیں
گو مشتِ خاک ہیں مگر آندھی کے ساتھ ہیں

یہ ہے ہاتھ کی صفائی اور کاریگری کی انتہا ایک درجن کے لگ بھگ دعوے سر ڈالے اور دھوکہ دینے کے لئے حوالہ کے طور پر ص۸۱ لکھ دیا۔ گویا یہ ساری باتیں ص۸۱ پر ہیں۔ حالانکہ ص۸۱ پر صرف ایک شعر ہے۔ نہ یہ ہے کہ مولانا عبدالباری اعلیحضرت کے خلیفہ تھے نہ آل سعود کی مخالفت کا ذکر نہ کچھ اور۔ اگر کوئی یہ سب کچھ سوانح اعلیحضرت ص۸۱ پر دکھادے تو ایک ہزار روپیہ انعام حاصل کر سکتا ہے۔

مولانا مفتی عبدُالباری لکھنوی صحابی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے اُن کی مخالفت کرنا تو مصنف دھماکہ کے لئے روا ہے لیکن آل سعود کی مخالفت حرام و گناہ ہے۔ بلاشبہ مولانا ابتدا میں کانگریس کے ہمنوا رہے اور گاندھی کی آندھی کی لپیٹ میں آگئے تھے۔ لیکن اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے مؤاخذہ پر انہوں نے رجوع فرماکر باقاعدہ اپنا توبہ نامہ بھی شائع کیا تھا۔ ملاحظہ ہو (حیات صدر الافاضل ص۱۴۲)

یہ بھی عجیب بات ہے کہ مصنف دھماکہ کو مولانا فرنگی محلی پر برہمچاری سہسوانی کا مذکورہ بالا شعر اور مولانا فرنگی محلی کی گاندھی کی حمایت تو یاد ہے لیکن اکابر دیوبند مولوی حسین احمد صدر مدرسہ دیوبند امیر شریعت دیوبندیہ عطاء اللہ بخاری صاحب ابو الکلام آزاد کی کانگریس پرستی و گاندھیت نوازی یاد نہیں۔ کیا مصنف دھماکہ کو یاد نہیں کہ شاعر مشرق علامہ اقبال نے صدر دیوبند حسین احمد صاحب کے متعلق کہا تھا۔

؎ عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ،
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بیخبر ز مقامِ محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر باو نرسیدی تمام بولہبی است (ارمغانِ حجاز)

اور بابائے صحافت مولوی ظفر علی نے کہا تھا۔

حسین احمد سے کہتے خذف ریزے مدینے کے
کہ لٹو آپ بھی کیا ہو گئے سنگم کے موتی پر،
(چمنستان ص۱۷۱)

اور ان ہی مولوی ظفر علی صاحب نے دیوبندی احراری پارٹی اور اس کے امیر شریعت عطاء اللہ بخاری کے متعلق کہا تھا۔

؎ ہندؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے
بگلہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے
پانچ ٹکوں کا ہے پابند شریعت کا امیر
اس میں طاقت ہے تو کرپان کی جھنکار سے ہے
آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
تو سبب یہ ذلت اسی طبقۂ غدار سے ہے

معلوم نہیں یہ سب کچھ مصنف دھماکہ کو کیوں نظر نہیں آتا۔ اور کچھ بس نہیں چلا تو بہر عنوان اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے یہی لکھ مارا کہ مسند تدریس کے لحاظ سے مولانا احمد رضا خاں کی کوئی خدمات نہیں۔ اختلافی مسائل کے چند رسائل چھوڑ کر کسی فن اور کسی علم میں آپ کی کوئی عربی تصنیف نہیں۔ آپ نے جن علماء کی مخالفت کی ان کی علم حدیث پر تصنیفات کئی کئی جلدوں میں ملتی ہیں آپ کی زندگی زیادہ تر فتوے لگانے میں گذری۔ (دھماکہ ص۹۲)

ایسا کوئی اندھے پن کی بنا پر ہی کہہ سکتا ہے۔ آج پاکستان میں مرکزی دارالعلوم

جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام فیصل آباد۔ دار العلوم امجدیہ کراچی۔ مدرسہ انوار العلوم ملتان دار العلوم حزب الاحناف لاہور۔ جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر۔ جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد۔ جیسے مرکزی دینی مدارس سے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ ہی کی سند حدیث دی جاتی ہے۔ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے اگرچہ درس و تدریس کا کام مختصر مدت فرمایا لیکن اس دوران آپ نے ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین صاحب بہاری، حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب، مولانا مولوی نواب سلطان احمد صاحب۔ مولانا حاجی سید نور احمد صاحب چاٹگامی۔ مولانا علامہ عبد الاحد صاحب پیلی بھیتی۔ علامہ مولانا سید عبد الرشید صاحب عظیم آبادی۔ مولانا شاہ غلام محمد صاحب بہاری۔ حضرت مولانا علامہ سید شاہ احمد اشرف صاحب کچھوچھوی۔ امام العلماء حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ علامہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب بریلوی وغیرہم جیسے جلیل القدر وجید علماء کو تیار فرمایا۔ آج کے دور میں ہزاروں علماء ان حضرات کے شاگردوں کے شاگرد ہیں اور ان کے دم سے سینکڑوں مدارس دینیہ آباد ہیں۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے تصنیف وتالیف کی طرف زیادہ توجہ فرمائی۔ لیکن آپ کے خلفاء کرام اور تلامذہ میں سے صدر الصدور صدر الشریعۃ مولانا علامہ ابو العلیٰ محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی صدر المدرسین مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف وجامعہ عثمانیہ اجمیر شریف وحضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی بانی جامعہ نعیمیہ مراد آباد۔ ملک العلماء مولانا علامہ سید محمد ظفر الدین صاحب بہاری۔ علامہ سید دیدار علی شاہ صاحب محدث الوریٰ قدست اسرارہم جیسے بلند پایہ مدرسین اور استاذ الاساتذہ نے درس وتدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ اور دنیا نے ان کی تدریسی خدمات کا لوہا مانا۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنت کی تالیفی خدمات سے ایک دنیا فیض یاب ہو رہی ہے۔ مشرق سے غرب تک کے اہل علم وتدقیق آپ کی تالیفات عالیہ سے استفادہ کر رہے ہیں۔ بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ آپ نے پچاس مختلف علوم میں ایک ہزار سے زائد کتب

تصنیف فرمائیں۔ ترجمہ قرآن مجید۔ فتاویٰ رضویہ۔ الدولۃ المکیۃ بسبحان السبوح الامن والعلیٰ۔ حیات الاموات جیسی عظیم تصانیف سب کے سامنے ہیں۔ علم تفسیر میں (۱) الزلال الانقیٰ من بحر سفینۃ اتقیٰ (عربی) (۲) حاشیہ تفسیر بیضاوی (۳) حاشیہ عنایت القاضی (عربی) (۴) حاشیہ معالم التنزیل (عربی) (۵) حاشیہ تفسیر خازن (عربی) حاشیہ الدر المنثور (عربی) اور علم حدیث میں (۱) الروض البھیج فی اداب التخریج (عربی) (۲) مدارج طبقات الحدیث (عربی) (۳) حاشیہ بخاری (عربی) (۴) حاشیہ مسلم (عربی) (۵) حاشیہ ترمذی (عربی) (۶) حاشیہ نسائی (عربی) (۷) حاشیہ ابن ماجہ (عربی) (۸) حاشیہ تیسیر شرح جامع صغیر (عربی) (۹) حاشیہ مسند امام اعظم (عربی) (۱۰) حاشیہ مسند امام احمد (عربی) (۱۱) حاشیہ طحاوی (عربی) (۱۲) حاشیہ سنن دارمی (عربی) (۱۳) حاشیہ خصائص کبریٰ (عربی) (۱۴) حاشیہ کنز العمال (عربی)

ان کے علاوہ تقریباً ۳۷ کتابیں اور جن کی تفصیل بتانے میں اختصار مانع ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ ان میں سے زیادہ تر کتب تاحال شائع نہ ہو سکیں وجہ ظاہر ہے کہ مخالفین اہلسنّت کی طرح نہ سرکار برٹش کی مالی امداد حاصل تھی نہ کانگریس کا تعاون حاصل تھا۔ مصنف دھماکہ کو معلوم ہی نہیں کیا ہو چکا ہے اور کیا ہو رہا ہے وہ اپنی جاہل قوم کا وہمی خیالی باتوں سے دل بہلانا چاہتا ہے۔ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی عمر شریف فتویٰ دینے میں بسر ہوئی۔ یہ ایک سعادت ہے بلاشبہ اہل علم ہی کوئی فتویٰ دے سکتا ہے۔ اعلیٰحضرت نے جو فتاویٰ دیئے انہیں عرب وعجم کے اکابر علماء وفقہاء ومحدثین کی تائید وحمایت حاصل ہے۔

مصنف دھماکہ اپنے کتابچہ کی ضخامت بڑھانے کے لئے لکھتا ہے۔ آپ (اعلیٰحضرت) نے وفات سے دو گھنٹے سترہ منٹ پہلے ایک وصیت کی جس میں عمدہ عمدہ کھانوں کی ایک عجیب فہرست ترتیب دی اور ۱۳۴۰ھ میں وفات پائی۔ صاحبزادہ حامد رضا خاں نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کو ایک گلی میں دفن کیا گیا جہاں دور دراز سے آنے والے کئی ہفتوں پھول ڈالتے رہے۔ مصنف دھماکہ

کو معلوم ہونا چاہیئے اعلیٰحضرت نے اس فہرست میں جو کھانے لکھوائے وہ حلال وطیب ہیں اور وہ زاغ معروفہ اور کیچوؤں سے بڑھ کر عجیب نہیں جو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی مرغوب غذا تھی۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ۔

بتائیے اس پر آپ کو کیا اعتراض ہے کہ حجۃ الاسلام صاحبزادہ مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ یا آپ کو فلاں جگہ دفن کیا گیا اور دور دراز سے آنیوالے عقیدتمند کئی ہفتوں تک پھول ڈالتے رہے۔

باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ جس طرح لاہوری فرقے کے مرزائی مرزا غلام احمد کو مجدد تسلیم کرتے ہیں۔ بریلوی مذہب والے مولانا احمد رضا خاں کو مجدد مانتے ہیں (الخ) مصنف دھماکہ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مجدد تو اکابر علماء عرب وعجم اور دنیا بھر کے فقہاء ومشائخ کرام نے مانا ہے۔ مجدد ماننا کوئی گناہ نہیں کوئی کفر نہیں البتہ کسی کو نبی ورسول ماننا واقعی کفر ہے۔ اہل سنّت نے لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کی طرز پر کوئی کلمہ اور اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی کی طرز پر کوئی درود گھڑنے اور پڑھنے کو متبع سنت ہونیکی دلیل قرار نہیں دیا۔ مصنف دھماکہ نے یہ تو دیکھ لیا کہ بریلوی اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ کو مجدد مانتے ہیں جس طرح لاہوری فرقے کے مرزائی مرزا غلام احمد نبی ورسول مانتے ہیں دیوبندی مذہب والے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کو نبی ورسول مان کر انہیں متبع سنت قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو رسالہ الامداد صفر المظفر ۱۳۳۶ھ صـ۳۵)

مصنف دھماکہ لکھتا ہے۔ "مولانا احمد رضا خاں جب سوتے تو اپنی ٹانگوں کو پیٹ سے اس طرح فاصلے پر رکھتے کہ سونے کی حالت میں بدن لفظ محمد کی شکل اختیار کرے۔ آپ کے ایک مرید ایوب علی صاحب بیان کرتے ہیں۔ اس انداز استراحت سے اعلیٰحضرت کی غرض غالبًا یہ ہوگی کہ جسم لیٹنے کی حالت میں شکل محمد اختیار کرلے اور اگر روح پرواز کرے تو ایک ایسی شکل پر

پرواز کرے جو محبوب وپسندیدہ ہے۔ (سوانح اعلیٰحضرت صـ۱۴۲) افسوس آپ کے لواحقین نے آپ کو آخری نیند میں اس شکل پر نہ رہنے دیا اور وفات کے بعد ٹانگیں سیدھی کردیں اور صحیح طریقے پر آپ کو قبر میں لٹا دیا۔"

(دھماکہ صـ۸۴)

مصنف دھماکہ کو کیا اتنا بھی معلوم نہیں کہ سونا اور وصال کرنا ایک بات نہیں اور وصال کے بعد قبر میں اتارنے کے مسنون طریقے کتب احادیث میں مذکورہ ہیں۔ اگر مصنف دھماکہ کو یہ سب کچھ معلوم ہوتا تو ایسی جلی بھنی باتیں کیوں کرتا۔ بہرحال ہم مصنف دھماکہ سے اعلیٰحضرت کے اپنے الفاظ میں یہ کہیں گے۔ ؎

تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں
خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کیا

مصنف دھماکہ کی خرافات ولغویات کی روح ان الفاظ پر آکر قبض ہوتی ہے۔ "آپ کی مجددیت اور کار تجدید سے امت کو کہاں تک فائدہ پہنچا اور اس صدی میں جس کے آپ مجدد تھے کہاں تک برکتیں پھیلیں اس کے لئے ہم آپ کے خلیفہ مولانا نعیم الدین مرادآبادی (۱۹۴۸ء) کے اس فیصلے پر اکتفا کرتے ہیں موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر حیثیت میں اعلیٰ نظر آتے تھے۔ ان میں دیانت داری بھی تھی اور غیرت اسلامی بھی۔ دنیا میں ان کا وقار بھی تھا اعتبار بھی۔ رعب وہیبت بھی، قوت وشوکت بھی، کفار ان کے رعب سے کانپتے تھے۔ (الطیب البیان صـ۱) الخ

مصنف دھماکہ بتائے خلیفۂ اعلیٰحضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی نے کون سی بات غلط فرمائی ان کا مقصد تو یہ ہے کہ موجودہ صدی سے قبل مدرسہ دیوبند نہ تھا۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی اشرف علی تھانوی پیدا نہ ہوئے تھے۔ تقویۃ الایمان۔ تحذیر الناس براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان جیسی گمراہ کن کتابوں کا وجود نہ تھا۔ اس صدی سے

قبل کوئی مسلمان کہلانے والا عالم انگریزوں کا تنخواہ دار اور ہندو کانگریس کا وظیفہ خوار نہ تھا۔ اور اس صدی میں یہ سب کچھ ہے اس لئے یہ حالت ہے۔ صدرالافاضل علیہ الرحمۃ کی یہ شہادت سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے خلاف نہیں۔ انہوں نے اطیب البیان میں امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا بلکہ ایک عام حقیقت بیان کی ہے۔ مصنف دھاکہ خود سمجھتا ہے اور بے تکی باتوں سے دوسروں کے لئے دھوکہ ومغالطہ کا باعث بنتا ہے اور کیوں نہ ہو دھاکہ کا مقصد ہی دھوکہ ہے

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً نجدیت کی اس وبا سے

نقلِ کفر کفر نباشد

مصنف دھاکہ نے اپنے کتابچہ کے سرورق کے آخری صفحہ پر العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ صـ۳۵ کی ایک عبارت ابتدائی الفاظ کاٹ کے یوں نقل کی ہے۔

"اس کا علم اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے ایسے کو جس کا بہکنا۔ بھولنا۔ سونا۔ اونگھنا۔ غافل رہنا۔ ظالم ہونا حتی کہ مرجانا۔ سب کچھ ممکن ہے۔ کھانا۔ پینا۔ پیشاب کرنا۔ پاخانہ پھرنا۔ ناچنا۔ تھرکنا۔ نٹ کی طرح کھلنا۔ عورتوں سے جماع کرنا۔ لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا حتی کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا۔ کوئی خباثت کوئی فضیحت اس کی شان کے خلاف نہیں وہ کھانے کا منہ۔ بھرنے کا پیٹ۔ اور مردی اور زنی کی علامتیں آلہ تناسل اور شرمگاہ) بالفعل رکھتا ہے صمد نہیں جوف دار کھکل ہے سبوح وقدوس نہیں خنثیٰ مشکل ہے یا کم سے کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے اور یہی نہیں اپنے آپ کو جلا بھی سکتا ہے۔ ڈبو بھی سکتا ہے۔ زہر کھا کر گلا گھونٹ کر بندوق مار کر خودکشی بھی کرسکتا ہے اس کے ماں باپ جورو بیٹا سب ممکن ہے بلکہ ماں باپ سے پیدا ہوا ہے۔ ربڑ کی طرح پھیلتا اور سمٹتا ہے بر ہما کی چوسکھ ہے۔"

اس عبارت کو مصنف دھاکہ نے اس انداز سے پیش کیا ہے کہ گویا یہ اعلیحضرت امام اہلسنت کا عقیدہ ہے۔ سیدنا اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتاویٰ رضویہ میں اس عبارت کی ابتدا یوں فرمائی ہے۔

"وہابیہ کس کس کو خدا مانتے ہیں ایسے کو جس کا علم حاصل کئے سے حاصل ہوتا ہے اس کا علم اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے۔"

مصنف دھاکہ پہلی عبارت چٹ کر گئے اور ایسی ترتیب سے اس عبارت کو نقل کیا کہ پڑھنے والا یہ سمجھے کہ یہ عقیدہ اہلسنت کا ہے حالانکہ اعلیحضرت نے یہ صفات وہابیہ کے خدا کے بیان فرمائے ہیں اور اس میں وہابیہ کی کتابوں کے حوالے نقل فرمائے ہیں۔ جن کو مصنف دھاکہ نے دھوکہ کے خلاف سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا۔ اور حتیٰ کہ ابتدائی الفاظ کو کاٹ دیا۔ بہرحال اعلیحضرت نے جو عقیدے گنائے وہ وہابیہ کے خدا ہیں یعنی وہابیہ ایسے خدا کو مانتے ہیں اور یہ سب کچھ اپنی طرف سے نہیں بلکہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی صاحب کی ایک تقویۃ الایمان کی ایک کتاب یک روزی صـ۱۴۵ سے لیا ہے۔ مولوی اسمٰعیل نے امکان کذب باری تعالیٰ پہ دو دلیلیں قائم کی ہیں۔ ایک فرقہ معتزلہ سے سیکھ کر یہ دلیل دی۔ "جھوٹ نہ بولنے کو اللہ کے کمالات سے گنتے ہیں اس سے اس کی مدح کرتے ہیں اور صفت کمال یہی ہے کہ کذب پر قدرت ہوتے ہوئے بلحاظ مصلحت اس کی آلائش سے بچنے کے لئے چھوڑدے۔"

دوسری دلیل یہ دی۔ "اکثر آدمی جھوٹ بولتے ہیں خدا نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔" (یک روزی صـ۱۴۵)

اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے مذکورہ نقائص اس مردود عقیدہ اور ملعون مغالطہ کی بنا پر رقام فرمائے اور ان کے بیان سے ایسے بدعقائد کی مذمت اور رد وابطال مقصود ہے نہ کچھ اور ظاہر ہے کہ انسان یا حیوان مذکورہ بالا افعال قبیحہ پر قادر ہے تو اس کا معبود بھی یہ سب باتیں کرسکے تو خدا ورنہ قدرت

انسان وحیوان سے گھٹ جائے۔ بتائیے امام اہلسنت نے اپنی طرف سے معاذ اللہ خدا تعالیٰ پر کیا بہتان باندھا اور وہابیہ پر کون سی ان ہوئی قیامت ڈھائی جو شرافتِ انسانی کے نام پر باحیا انسانوں سے دردمندانہ اپیل کی نوبت آئی۔ اس بات کا تو اس بحث کی پہلی سطر میں مصنف دھماکہ نے خود اعتراف کیا ہے۔ لکھتا ہے "بریلوی مذہب کے بانی مولانا احمد رضا نے شاہ اسماعیل شہید کے ذمہ خدا کا یہ تصور لگایا ہے۔ جب یہ تسلیم ہے تو پھر یک روزی" صد ۱۴۵ دیکھ لیجئے۔ اسماعیل دہلوی کے عقیدہ کا یہی مفہوم ہے یا نہیں؟ باقی رہی مزے مزے لے کر بات بڑھانے کی بات تو اس کا مرتکب تو خود مصنف دھماکہ بھی ہوا ہے۔ العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ کی بریکٹ بند محولہ بالا عبارت کی پانچویں سطر میں (آلۂ تناسل اور شرمگاہ) ایجاد بندہ ہے یا نہیں ہے؟ مصنف دھماکہ کے اپنے ہی الفاظ میں افسوس کہ انہوں (مصنف دھماکہ) نے اس باب میں ذات کبریا جل وعلا کا بھی لحاظ نہ کیا وہ کچھ کہہ گئے ہیں جن کے ذکر سے زبان لرزتی اور قلم رکتا ہے۔

حرفِ آخر

ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ مصنف دھماکہ کی ایک ایک خیانت اور بے ایمانی کا طلسم توڑا۔ اور جعلسازیوں کا پردہ چاک کیا ہے۔ دھماکہ ایک بہت بڑا دھوکہ اور اس دور کا سب سے بڑا فراڈ تھا۔ قارئین کرام سے ہم یہ استدعا کریں گے کہ وہ دھماکہ اور زیر نظر کتابچہ کے دلائل کا دیانت داری اور حقیقت پسندی سے موازنہ کریں۔ حوالہ جات کی اصل کتابوں سے مطابقت کریں۔ مصنف دھماکہ کے جوڑ توڑ کی قلعی خود بخود کھل جائے گی۔ ہمارے لئے یہ لمحہ نہایت فرحت ومسرت کا لمحہ ہے مقامِ شکر ہے کہ ہم نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کے محبوب نبی اکرم رسولِ محترم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ عنایت اور سرکارِ اعلیحضرت مجددِ اعظم دین وملت تاجدارِ اہلسنت مولانا عبد المصطفیٰ

علامہ الامام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلم مبارک کی بھیک کے صدقہ میں دھماکہ کی ایک ایک بات ایک ایک حوالہ کا جواب دیا ہے۔ مصنف دھماکہ اور کوئی بھی منصف مزاج قاری یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں بات کا جواب رہ گیا ہے جبکہ مصنف دھماکہ نے اپنے زعم باطل میں دھماکہ کو مولانا ارشد القادری مدظلہٗ کی شہرۂ آفاق کتاب "زلزلہ" کا جواب ظاہر کرنے کے باوجود اس کے دلائل اور حوالہ جات کو چھوا تک بھی نہیں ہم یہ کتاب اکابرین دیوبند ونجد کو بطورِ خاص بھجوا رہے ہیں۔ اگر کوئی صاحب اس کا جواب لکھنا چاہے تو ہماری درخواست یہ ہوگی کہ جس طرح ہم نے ہر بات کا مدلل ومحقق جواب دیا ہے اسی طرح ہماری جملہ معروضات کا مدلل ومحقق جواب دیا جائے۔ مولیٰ عزوجل اس حقیر محنت کو قبول فرما کر مقبول خاص وعام فرمائے۔ دُعا ہے کہ مسلمانانِ عالم رہبر ورہزن میں تمیز کریں اور ایمان کی دولت دین کی ثروت کی حفاظت کریں۔ اعداء دین کی عیاریوں مکاریوں سے اپنے ایمان کو بچائیں اور خاتمہ ایمان واسلام پر ہو۔

نسأل اللہ تعالیٰ ان یدیمنا علی الایمان والسنۃ ویثبتنا علی دینہ الحق لعظیم المنۃ سید خلقنا بجاہ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم منزادلیس الجنۃ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد سید الانس والجنۃ وعلی الہ وصحبہ واھلہ وحزبہ اجمعین۔ والحمد للہ رب العلمین ۰

محمد حسن علی رضوی بریلوی

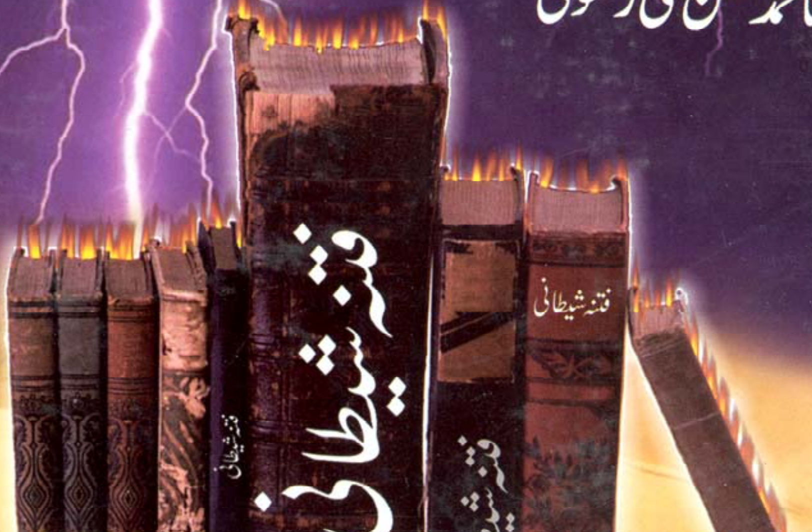
خادم مدرسہ حنفیہ غوثیہ انوار رضا اہلسنت

میلسی۔ ضلع ملتان شریف

نصرت الحق :-
Nusratulhaq@yahoo.com
رابطہ برائے خاص و عام۔

برقِ آسمانی

بر



حضرت علامہ
مولانا محمد حسن علی رضوی مدظلہ العالی

البرھان پبلی کیشنز

یا اللہ جل جلالہ ۔ ۸۶/۹۲ ۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

تیرے اعداء میں رضا کوئی بھی منصور نہیں
بے حیاء کرتے ہیں کیوں شور بپا تیرے بعد

نام نہاد مناظر اسلام ملاں یوسف رحمانی کے ابلیسی افتراءت
وشیطانی خرافات کا مدلل ومسکت جواب

برق آسمانی
بر
فتنہ شیطانی

اہل علم وانصاف کی خدمت میں ایک اہم پیشکش اور دعوت غور وفکر

از فاتح نجدیت قاطع دیوبندیت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی

البرھان پبلیکیشنز لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارحمۃ للعالمین

وعلیٰ آلک واصحابک یاسید المرسلین

نام کتاب: برق آسمانی بر فتنہ شیطانی

مصنف: علمبردارِ مسلک اعلیٰ حضرت ضیغم اہلسنت علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی مدظلہ العالی

ضخامت: ۲۰۸ صفحات

ناشر (طبع اول): مکتبہ فریدیہ، جناح روڈ، ساہیوال

اشاعت حاضرہ: ۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۴ ہجری قدسی / اپریل ۲۰۰۳ء

ناشر: البرہان پبلیکیشنز، لاہور

زیر اہتمام: محمد سلیم جلالی قادری

ہدیہ

﴿ملنے کا پتہ﴾

☆ ناظم اعلیٰ بزمِ رضویہ، ۱۴/۳۷ داتا نگر بادامی باغ، لاہور

☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت، گنج بخش روڈ، لاہور ☆ سُنی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور

☆ شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور ☆ ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ، لاہور

☆ مکتبہ رضویہ، آرام باغ روڈ، کراچی ☆ مکتبہ انوارِ رضا، مقام رضا، مدینہ ٹاؤن میلسی

☆ مکتبہ اہل سُنت (انجمن انوار القادریہ) برائٹ کارنر دوکان نمبر ۹ سبزی منڈی، کراچی

☆ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم، کڈھالہ (مجاہدہ آباد)، ضلع بھمبر، آزاد کشمیر براستہ گجرات

☆ رضا اکیڈمی ۲۶/ کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی نمبر ۳

فہرست

عرضِ ناشر

هرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام است

اس وقت عالم اسلام کو ایک مکمل اتّحاد اور پاکستان کو بالخصوص قومی یکجہتی کی شدید ضرورت واشدّ حاجت ہے اس لئے کہ عدم اتّحاد کے باعث عالم اسلام کو متعدد سنگین مسائل و مشکلات کا سامنا ہے اور یہود و ہنود بر سر پیکار ہیں۔ مسئلہ فلسطین و کشمیر وغیرہ ہر دردمند باغیرت مسلمان کے لئے ایک چیلنج ہے ایسے نازک دور میں چاہیئے تو یہ تھا اسلام کے پیروکار اور مسلمانی کے دعویدار اپنی جملہ مساعی عالم اسلام کے اتّحاد کے لئے وقف کر دیتے اور ہمارے ارباب قلم عالم اسلام کے اتّحاد و اپنے مسائل کے حل اور ان کی ضرورت و اہمیت کے موضوع پر لکھتے اور برادر اسلامی ممالک میں بولی جانے والی زبانوں میں ایک دوسرے کی تصانیف و تالیفات کے ترجمے ہوتے لیکن گذشتہ چند سالوں سے ہم دیکھ رہے ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں سرکار برٹش کے قدیم وفادار علماء کا گروہ متحدہ ہند میں کانگریس کی ذیلی تنظیم جمعیت العلماء ہند کے قدیم و جدید وابستگان نئے رنگ و رُوپ میں اختلاف و انتشار کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں مغربی و فرنگی تہذیب کا سیلاب تیزی سے نئی نسل کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ صدر دیوبند حسین احمد کی معنوی اولاد جنہوں نے کبھی پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ یہاں قرآن و سنّت کی بجائے "تقویت الایمان" کے قوانین کے نفاذ و تبلیغ کے لئے جہد مسلسل کر رہی ہے۔ قومی اتّحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے بکثرت کُتب و رسائل شائع کئے جائے ہے اور نظریہ پاکستان کے حامل علماء کو بدنام کرنے کے لئے الزامات کی بوچھاڑ کی جا رہی ہے علماء اہل سنّت کی عظیم خدمات تحریک پاکستان کا ایک روشن باب

ہیں برصغیر پاک و ہند میں دو قومی نظریہ کے اوّلین معماروں (علماء اہل سنت) کے خلاف الزام
تراشی پاکستان کے بنیادی نظریہ پر ایک ضرب ہے اس لئے ہم نہ صرف اپنے مسلک کے
دفاع بلکہ قومی اتحاد اور نظریہ پاکستان کی بنیاد کے تحفظ کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس وقت
ایک ایسی کتاب کا جواب پیش کر رہے ہیں جس میں نہایت بے ہودگی کے ساتھ اکابر علماء اہلسنت
پر جی بھر کر الزام تراشی کی گئی تھی اور ملک کے طول و عرض سے اس پُر مغالطہ کتاب کے جواب
کے لئے مسلسل اصرار ہو رہا تھا۔

ہم اپنے محترم فاضل مصنّف مولانا محمد حسن علی صاحب قادری رضوی بریلوی مدظلہ کے
نہایت شکر گزار ہیں جنہوں نے نہایت دیانتداری کے ساتھ حقائق کو منظر عام پر لانے میں ایک
ذمہ دار مصنّف کا کردار ادا کیا، اور اس کتاب کا تحقیقی تجزیہ کرتے ہوئے مدلل و مسکت جواب
دیئے اور اپنا یہ گراں قدر شاہکار مکتبہ فریدیہ ساہیوال کو عنایت فرمایا۔

ہم تحدیث نعمت کے طور پر یہ بات کہنے میں فخر محسوس کرتے ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ نے
مولانا موصوف مصنّف کتاب ہذا کو ردّ وہابیہ دیابنہ کا جو ملکہ تام بخشا ہے اور وہابیت کے
نشیب و فراز سے جس طرح انہیں آگاہی ہے وہ اعلیٰحضرت امام اہل سنّت مجدّد دین و
ملّت الامام احمد رضا خانصاحب قبلہ قدس سرہٗ العزیز اور مصنّف کے مرشد برحق شیخ
طریقت حضرت شیخ الحدیث مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب قبلہ محدث اعظم
پاکستان علیہ الرحمۃ المنان کا روحانی فیض اور خاص نگاہ کرم ہے۔

وہابیت نے مختلف ادوار میں نت نئے رنگ بدلے اور حسین سے حسین تر سائین بورڈ
سجائے اور مخلوق خدا کو گمراہ کرنے کے لئے جعلسازیوں کے جال پھیلائے، وہابیت کبھی
نجدیت کے روپ میں ظاہر ہوتی، تو کبھی حنفیت کا رنگ اختیار کیا، کبھی غیر مقلدیت کا روپ
دھارا تو کبھی مودودیت کا مکھوٹا اپنایا۔ مسلمانان برصغیر کی اجتماعی قوت کو منتشر کرنے اور
مسلمانوں کو ٹکڑیوں میں بانٹنے کے لئے جمعیت العلماء ہند، جمعیت العلماء اسلام۔ اور پھر

جمعیت العلماء اسلام کے مختلف دھڑے جمعیت العلماء اسلام ہزاروی گروپ۔ جمعیت العلماء اسلام تھانوی گروپ۔ جمعیت العلماء اسلام محمود گروپ۔ جمعیت العلماء اسلام حقیقی قاسمی گروپ وغیرہ وغیرہ اور احرار اسلام مجلس تحفظ ختم نبوت تنظیم اہل سنت اور تبلیغی جماعت اس سے علاوہ ہیں۔ ایک اقلیتی فرقہ کی اس قدر جماعتوں کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس طرح بھی ہو مسلمانوں کو اپنے سچے دین قدیم مذہب اہل سنت و جماعت سے برگشتہ کر کے وہابیت کی طرف مائل کیا جائے اس لئے زہر کو مختلف رنگوں کی مختلف بوتلوں میں مختلف لیبلوں سے پیش کیا گیا۔ ایک ہی فرقہ کی اتنی جماعتوں کا بیک وقت پروان چڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ سرکار برٹش کا ان پر خاص کرم رہا ہے جیسا کہ ان کی کتب سے ظاہر ہے۔

مسلمانانِ پاکستان کی اجتماعی قوت کو منتشر کرنے اور قومی اتحاد میں رخنہ ڈالنے کے لئے حال ہی میں "سیف رحمانی" کا بم بھی پھینکا گیا۔ اور حیرت ہے کہ وہابیت کے پاکستانی مرکز ربوہ کی "ر" کے رفیق رائے ونڈ میں بظاہر صلح کل تبلیغی وہابیوں نے اپنے حالیہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر اس کتاب کی اشاعت کا خاطر خواہ انتظام کیا رائے ونڈ میں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر جگہ جگہ اس کی اشاعت کیلئے اسٹال لگائے اور مبلغین کی جو ٹکڑیاں ملک کے مختلف حصوں میں وہابیت کا بیج بوتی پھر رہی ہیں ان کو بطور خاص "سیف رحمانی" دی گئی اسلئے ہمیں واقف اسرار و رموز وہابیت کاشفِ کوائف دیوبندیت مجاہد اہلسنت مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی بریلوی مدظلہ کا یہ مدلل و مسکت تحقیقی جواب شائع کرنا پڑا اور انشاء اللہ العزیز یہ جواب اس دور میں چھپنے والی بہت سی دیوبندی وہابی کتب کو محیط ہوگا مولیٰ تبارک و تعالیٰ حق پر استقامت بخشے اور ضد و عناد سے بچائے اور اعداء دین کو تخریب سے تعمیر کی طرف لائے قومی اتحاد کا خواب درخشندہ تعبیر ہو۔ آمین

فقیر ابو العطاء حافظ نعمت علی چشتی سیالوی

مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

۷۸۶

اِنتساب

دُنیائے سلام کے اُس بطلِ جلیل کے نام

جس نے مسلمانانِ برصغیر کو ابنائے توحید کے فرزندوں کے نام نہاد فتاویٰ کُفر و شرک سے نجات دلاکر حقیقی ایمان و اسلام کی حلاوت ادب و عشق رسالت سے آشنا کیا۔

جن کی تاریخ ساز و ناقابل فراموش عظیم خدمات دینیہ کے باعث ہزاروں مدارس دینیہ و مشائخ کرام کے آستانہ جات آباد ہیں جن کو عرب و عجم میں ضیاء الدین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور شرق و غرب کے علماء و مشائخ امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت مولانا شاہ الامام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آداب و القاب اور کیف و سرور سے بھرپور نام گرامی سے یاد کرتے ہیں

جن کی ضربات قاہرہ سے برٹش دُکا نگریسی علماء تڑپ اور بلک رہے ہیں اور تا قیامِ قیامت سسکتے رہیں گے۔ اور یہ کہنا حق ہے

گردنوں پر دشمنانِ دین کی
تیرا خنجر چل گیا احمد رضا

محمد حسن علی رضوی بریلوی، خادم حنفیہ غوثیہ انوارِ رضا میلسی

۷۸۶
۹۲

سببِ تالیف

اس دور میں شر پسندی و فتنہ پروری سستی شہرت حاصل کرنے کا ایک اچھا ذریعہ ہے۔ جو بھی دو ٹکے کا مُلّا اپنی دوکان چمکانا چاہتا ہے کوئی شر انگیز و پُر فتن کتابچہ لکھ مارتا ہے اور پھر نظریۂ پاکستان کے اُن باغی علماء کا تو کہنا ہی کیا جن کی جڑیں کانگریس کے مرکز اور نظریۂ پاکستان کے مخالفین کے گڑھ مدرسہ دیوبند میں ہیں اور شاخیں پاکستان تک پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ اہلِ پاکستان کی بدقسمتی کہ قائدِ اعظم کو "کافرِ اعظم" کہنے والے حسین احمد اجودھیا باشی کی معنوی اولاد آج پاکستان میں بے شرمی و ہٹ دھرمی سے اس کانگریسی ایجنٹ کو "شیخ العرب والعجم" منوانا چاہتی ہے اور سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے علماء ربانیین جو برِصغیر میں دو قومی نظریہ کے اوّلین معمار ہیں اُن کی ذوات قدسیہ پر رکیک و ذلیل حملے ہوتے ہیں۔ گذشتہ دنوں دھماکہ "سیفِ حقانی" "سوانح اعلیٰحضرت"۔ "سیف رحمانی" جیسی متعدد شر انگیز کتب اس کانگریسی ٹولہ کی طرف سے شائع ہوئیں۔ تعجب و حیرت ہے کہ حکومت نے بھی ان کانگریسی کٹھ پتلیوں کے مُنہ میں لگام نہ دیا۔

اس لئے مجبوراً ہمیں قلم اُٹھا کر اس شیطانی فتنہ کی اعتقادی مذہبی و سیاسی بداعمالیوں کا طلسم توڑنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ اہلِ پاکستان کو ہر فتنہ و شر سے نجات دے اور اندرونی و بیرونی سازشوں سے مملکت خداداد پاکستان کو دائمی و ابدی تحفظ عطا فرمائے۔ آمین

محمد حسن علی رضوی بریلوی
مہتمم مدرسہ انوار رضا میلسی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

حرفِ اوّل

دیوبندی وہابی جہالت کی ایک نئی دستاویز "سیفِ رحمانی علیٰ عنقِ رضاخانی" کے نام سے منظرِ عام پر آئی ہے۔ جو کسی مولوی یوسف رحمانی کا جہالت افروز "تحقیقی شاہکار" ہے۔

اس کے رد میں زیرِ نظر رسالہ تحریر کرنے کی چنداں ضرورت تو نہ تھی لیکن چونکہ "سیفِ شیطانی" نام نہاد "سیفِ رحمانی" کے آخر میں مولوی محمد شریف کشمیری صدر مدرس و شیخ الحدیث مدرسہ خیر المدارس ملتان اور مشہور دیوبندی مبلغ و مناظر اور بزعم خود شیخ القرآن مولوی غلام خاں راولپنڈی کی تقریظ ہے۔ اور صفحہ ۱ کے مقدمہ میں جاہل و مجہول مصنّف نے اعتراف کیا ہے کہ اس کا یہ کتابچہ اس کے "استاذِ مکرم حضرت مولانا محمد عبدالستار صاحب لائلپوری کی نظرِ شفقت اور حوصلہ افزائی" سے معرضِ وجود میں آیا ہے ورنہ مجھ (یوسف رحمانی) جیسا بے بضاعت انسان کیا کر سکتا تھا۔"

لہٰذا اس کتابچہ کی تمام تر یا زیادہ تر ذمہ داری مولوی محمد شریف و مولوی غلام خاں اور مولوی عبدالستار صاحب لائلپوری پر پڑتی ہے، اسی لئے ہم اس کے جواب کے لئے قلم اٹھا کر دیوبندی جہالت و حماقت اور پیشہ ورانہ خیانت کا راز طشت از بام کر رہے ہیں۔ ورنہ ہم نہیں جانتے مولوی یوسف رحمانی کون ہے اور کیا ہے۔

"سیفِ شیطانی" کے نام نہاد مصنّف نے اپنے آبائی وطیرہ کو اپناتے ہوئے نہ صرف الزام تراشیوں بہتان طرازیوں بے تکی و بے ڈھنگی خرافات کا ارتکاب کیا ہے بلکہ شدید ترین لفظی و معنوی تحریف کا ارتکاب بھی کیا ہے۔ حد یہ کہ اردو الفاظ کے استعمال کا شعور اور تمیز بھی اس جاہل مطلق کو نہیں ہے۔

رسالہ "تکفیری افسانہ" کے نعرۂ حق کی گونج سے دیوبند و نجد لرزہ براندام ہیں۔ یہ رسالہ سنہ ۱۹۶۱ء سے آج تک متعدد بار ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوا۔ ایک ایک شہر میں ہزار ہزار کا پیاں تک گئیں۔ عوام و خواص میں مقبول ہوا۔

الغرض اہلِ نظر و اربابِ بصیرت معترف ہیں کہ اس کتابچہ "اکابرِ دیوبند کے تکفیری افسانہ" نے دیوبندیوں کو کہیں راہِ فرار نہ چھوڑی۔ اہلِ علم و سنجیدہ طبقہ میں یہ رسالہ جس قدر مقبول ہوا۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ ماہنامہ "نوری کرن" بریلی شریف و ماہنامہ "اعلیٰحضرت" بریلی شریف اور "سالک" راولپنڈی۔ "رضوان" و "سوادِ اعظم" لاہور جیسے معروف رسائل و جرائد نے اس کے مدلّل مضامین کو قسط وار

شائع کیا۔ اور متعدد اکابر و اصاغر دیوبند کو بذریعہ رجسٹری یہ رسالہ ارسال کیا گیا اور پیہم جواب کا مطالبہ کیا گیا۔ لیکن ۱۹۶۱ء سے آج ۱۹۷۶ء تک یہ رسالہ لاجواب ہے اور انشاء اللہ العزیز تاقیام قیامت لاجواب رہے گا۔ کیونکہ ؎

وہ رضاؔ کے نیزہ کی مار ہے، کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے، یہ وار وار سے پار ہے

۴۸ تضادات

یوسف رحمانی کا نام نہاد جواب اس کی نادانی اور بے ایمانی پر دلالت کرتا ہے اہل نظر سے یہ حقیقت مخفی نہیں اور جن لوگوں نے "تکفیری افسانہ" کو ملاحظہ کیا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ۴۸ صفحات کے اس مختصر رسالہ میں تقریباً ۴۸ بند ہیں جن میں دیوبندی وہابی اکابر کی کتب سے بلا تبصرہ و تصرف نہ صرف ۴۸ تضاد بلکہ ۴۸ کفریات ثابت کئے گئے ہیں۔ ہر عقیدہ و فتویٰ کا مستند حوالہ نقل کیا گیا ہے۔ "سیفِ شیطانی" اس کا برائے نام بھی جواب نہیں بلکہ "تکفیری افسانہ" کی حقانیت وصداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مولوی یوسف رحمانی نے مصنف و مناظر بننے کے شوق میں اپنی دیوبندیت کی ننھی سی جان پر چھری پھیر دی۔ مولوی یوسف رحمانی کا اپنے رسالہ کو "تکفیری افسانہ" کا جواب کہنا اس کی بے شرمی اور ہٹ دھرمی اور اپنی دیوبندی قوم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔

یوسف رحمانی کی بے بسی دیکھئے کسی تو نہیں سے آشکارا ہے کہ اس نے "تکفیری افسانہ" میں اہل دیوبند کے تقریباً ۴۸ تضادات وکفریات میں سے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر صرف پانچ بندوں کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور صرف ایک بند پر اپنے مخصوص خرافاتی انداز میں جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔ اب اور کوئی نہیں خود مصنف "سیفِ شیطانی" کے مؤیدین مولوی محمد شریف کشمیری۔ مولوی غلام خاں۔ مولوی عبدالستار خود بتائیں کہ کیا ص ۶۲ تا ص ۸۶ بعنوان ملاں محمد حسن علی الرضوی کا دجل۔ دوسرا دجل۔ تیسرا دجل۔ چوتھا دجل۔ پانچواں دجل لکھ دینے سے "تکفیری افسانہ" کا جواب ہو گیا اور مچھلی کا وہ کانٹا جو دیوبندیت کے گلے میں پندرہ سولہ سال سے پھنسا ہوا تھا باہر آ گیا؟ مصنف "سیفِ شیطانی" کو حق تھا کہ جس طرح ہم نے دیوبندی تضادات سے ان کے کفریات ثابت کئے۔ اسی طرح وہ بھی ہمارے اکابر کے تضادات ثابت کرتا۔ لیکن، بات کا تقاضا یہ تھا کہ پہلے وہ اپنے اکابر پر سے کفر و تضاد کا بوجھ اٹھاتا اور برائے نام پانچ نہیں بلکہ ایک ایک کر کے ہمارے جملہ ۴۸ دلائل کا جواب دیتا۔ بقائمی ہوش وحواس کون ہے وہ جو "سیفِ رحمانی" کو تکفیری افسانہ کا جواب تسلیم کرے گا۔

دجل کس کا

پھر اس میں فقیر کا کیا قصور ہے جو ہمارے ذمہ دجل کی سُرخیاں لگا کر اپنی خبیث رُوح کو تسکین پہنچائی۔ فقیر راقم الحروف تو صرف ناقل ہے۔ عبارات کی نقل میں میرا اپنا ذاتی کوئی دخل یا تصرّف نہیں اگر مصنّف "سیفِ شیطانی" کو یہ پانچ دجل معلوم ہوئے ہیں تو یہ اس کے اپنے ہی اکابر کے دجل ہیں جنہوں نے ایسی ہیرا پھیری کی ہے۔ کہیں کچھ اور کہیں کچھ لکھ مارا ہے۔ اور جن پانچ بندوں کا نام نہاد جواب دیا گیا وہ ہمیں نہیں اپنے اکابر کو دیا گیا ہے ہمیں نہیں اُن کو جھٹلایا گیا ہم تو صرف ناقل ہیں۔ ہمیں مکفرِ اعظم یا ہماری نقل کو دجل کہنے کا سوال تو جب پیدا ہوتا جب ہم نے خود اپنی طرف سے کوئی کفر کا فتویٰ دیا ہوتا۔ مکفر و دجال اگر کوئی ہے تو اس کے اپنے اکابر ہیں اور ہم تو پہلے لکھ چکے تھے کہ ؎

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا

جو کچھ کیا وُہ تم نے کیا ہے خطا ہوں میں

اعلیحضرت سے بغض کیوں؟

نیز "تکفیری افسانہ" کا مرتب تو فقیر راقم الحروف ہے۔ امامِ اہلِ سُنّت مجدّدِ دین و ملّت اعلیحضرت عظیم البرکت ممدوحِ علماءِ عرب و عجم مولانا امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر علماء و مشائخ اہلِ سنّت کے خلاف خرافات و بدزبانی کا مظاہرہ کرنے کا کیا مقصد؟ کیا اعلیحضرت عظیم البرکت مجدّدِ دین و ملّت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا یہی قصور ہے کہ آپ نے شانِ الوہیت و عظمتِ رسالت کا تحفظ فرمایا اور دیوبندیوں کے عقائدِ بد و باطل اور شدید ترین گستاخیوں کے خلاف کلمۂ حق بلند فرما کر بارگاہِ ربّ العزّت و دربارِ رسالت کا ادب سکھایا۔

بتایا جائے اعلیحضرت فاضل بریلوی کا کیا جُرم ہے۔ کہ بندگانِ دیوبند ایک عاشقِ صادق، عالمِ ربّانی و مخلص رہنمائے ملّت کے خلاف بازاری انداز میں دروغ گوئی و بدزبانی کا مظاہرہ کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کرتے ہیں۔ کیا ایسی بازاری خرافات و کذب بیانیوں و دشنام طرازیوں سے رضا کے نیزہ کی مار کا جواب ہو جائے گا؟ کیا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضرباتِ قاہرہ کے زخم ہلکے پڑ جائیں گے؟ امامِ اہلِ سُنّت نے جن جن گستاخوں بدمذہبوں کے عقائدِ باطلہ و نظریاتِ فاسدہ کا دامن چاک کیا ہے اس کی پیوند کاری ہو سکے گی؟

اظہارِ اختلاف علمی سطح پر متانت و سنجیدگی سے بھی ہو سکتا ہے مگر جن کے پاس دلائل کی قوّت نہ ہو ان کا زیادہ تر انحصار بوکھلاہٹ و غلیظ اندازِ گفتگو پر ہی ہوتا ہے جس کا "سیفِ شیطانی" ایک واضح ثبوت ہے۔

مجھ پر مقدمہ چلاؤ

ہم اکابر واصاغر دیوبند کو ڈنکے کی چوٹ چیلنج کرتے ہیں۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اُن کے اکابر کی عبارات میں کاٹ چھانٹ یا کتر بیونت کی ہے یا بے موقع و بے محل نقل کی ہیں۔ یا اس نوع کی کوئی اور جعلسازی کی ہے تو وہ ہم پر مقدمہ چلائیں اور ہم سے ثبوت لیں۔ محض "بجواب تکفیری افسانہ" لکھ دینے سے جواب نہیں ہو جاتا۔

مبلغِ علم

ہر ذی علم و باشعور اور ہوشمند قاری جو "سیفِ شیطانی" کو ملاحظہ کرے گا وہ لازماً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ ذلیل کتاب محض سستی شہرت حاصل کرنے اور دیوبندیت میں اپنی دوکان چمکانے کے سلسلے پاگل پن کے عالم میں جہالت وحماقت کے جنوں کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ جس کی نہ ترتیب صحیح ہے نہ الفاظ و محاورات کی بندش درست ہے۔ اور نام نہاد دلائل کا زیادہ تر دارومدار ہفت روزہ "چٹان" اور ہفت روزہ "پاکستانی" کے پرانے حوالوں پر ہے جن کی اسی زمانہ میں تردید ہوتی رہتی تھی۔

نام نہاد یوسف رحمانی کے علم وتحقیق کا بھانڈا تو اسی سے پھوٹ جاتا ہے کہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کے ایک فتویٰ کا حوالہ "ارشاد الطالبین" صفحہ ۲۰ سے نقل کرتے وقت لکھتا ہے "منقول از چٹان ۱۱ مارچ ۱۹۶۳ء" یہ ہے دیوبندی نام نہاد مناظر اسلام کی استعداد و قابلیت کہ وہ کسی مسئلہ کے حوالہ وثبوت کے لئے بھی "چٹان" جیسے عامی ہفت روزہ کا محتاج ہے۔ "ارشاد الطالبین" سے براہ راست حوالہ نقل کرنا اس کے بس کا روگ نہیں۔

تسمیہ کی بات

اور اندھے پن کا یہ عالم ہے کہ باوجود اس کے کہ "اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ" کے ٹائیٹل کے صفحہ پر چاند میں واضح طور پر اللہ اکبر لکھا ہے اور صفحہ اول پر ابتداء ۷۸۶/۹۲ اور آیۂ کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ سے کی گئی ہے لیکن نام نہاد رحمانی اپنی "سیفِ شیطانی" کے صفحہ ۱۰ کے مقدمہ کے تحت لکھتا ہے "تکفیری افسانہ کے ابتداء میں نہ تسمیہ ہے اور نہ ہی حمد وصلوٰۃ ..... حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو کام بسم اللہ یا الحمد للہ کے بغیر شروع کیا جائے وہ بے برکت اور خسارے میں ڈالتا ہے بلکہ شیطان اس میں شریک ہوتا ہے۔" اندھے کذاب کو نہ ۷۸۶/۹۲ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۷۸۶) نظر آئی اور نہ آیۂ کریمہ۔ یہ ہے اندھے رشید کا حق نیابت کہ کچھ نہیں سوجھتا ؎

بے حیاؤں کا گلہ کیا ان کو دن بھی رات ہے
جان کے بنتے ہیں گنگوہی یہ کیسی بات ہے

یہ صحیح ہے کہ جس کام میں بسم اللہ شریف نہ پڑھی جائے۔ شیطان شامل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے

کہ دیوبندی شیخ القرآن ملاں غلام خاں نے اپنی تقریظ صفحہ ۱۴ کی ابتداء میں کہیں بسم اللہ نہیں لکھی اور یقیناً ان کی تقریظ میں شیطان شریک ہے اور کیوں نہ ہو وہی ان کا حقیقی رہنما ہے اور شیخ نجدی کا لغوی معنی بھی شیطان ہے۔ ملاحظہ ہو "فیروز اللغات" اور شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب "امام الوہابیہ" رشید گنگوہی کے نزدیک عامل بالحدیث ہے اور اس کے عقائد عمدہ ہیں "(فتاویٰ رشیدیہ)"۔

شیطانی لذت

یاد رہے جس طرح شیطان بغیر بسم اللہ کے ہر کام میں شریک ہو جاتا ہے اور یہ بات حدیث شریف سے ثابت ہے اسی طرح یہ بات بھی حدیث شریف سے ثابت ہے۔ کہ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو شیطان اس کے لبوں پر شہد لگاتا ہے اور وہ جھوٹ بولنے میں لذت محسوس کرتا ہے۔ "مصنف "سیفِ شیطانی" نے یہ جھوٹ بولا اور سینہ زوری کے ساتھ ہم پر افتراء کیا کہ ہم نے "تکفیری افسانہ" کی ابتداء میں بسم اللہ شریف نہیں لکھی حالانکہ بسم اللہ موجود ہے اللہ اکبر موجود ہے اور نمایاں طور پر لکھا ہوا ہے۔

جب مصنف "سیف شیطانی" نے جھوٹ بولا کہ ہم نے بسم اللہ نہیں لکھی تو شیطان نے اس کے لبوں پر شہد لگایا اور پھر یہ جھوٹ پر جھوٹ بولتا چلا گیا جن کی نقاب کشائی انشاء اللہ العزیز آئندہ اوراق میں مفصل ہوگی۔

مکفر کون

ارباب بصیرت سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ "اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ" کی اشاعت کا مقصد ہی صرف یہ تھا کہ علمائے اہل سنت پر سے اس ناپاک الزام کا دفعیہ کیا جائے کہ وہ معاذ اللہ بات بات پر بلاوجہ مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں اور تکفیر کا شغل رکھتے ہیں۔ حالانکہ جلنے کی حد تک سب جلتے ہیں اور اہل علم سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ علماء اہلِ سنت بلاوجہ اور بات بات پر کسی کی تکفیر نہیں فرماتے اور اس باب میں شرعی ضابطوں کو مکمل طور پر مدنظر رکھتے ہیں۔ اگر کوئی توہین نہ کرے تو تکفیر کا سوال ہی پیدا نہ ہو مگر دنیا جانتی ہے کہ اہل دیوبند نے "تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ "حفظ الایمان" "فتاویٰ رشیدیہ۔ "تقویۃ الایمان" "صراط مستقیم" جیسی گستاخانہ و رسوا زمانہ ناپاک کتب شائع کیں جن میں اللہ عزوجل اور انبیاء و رسل علیہم السلام خصوصاً سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ارفع میں جی بھر کر گستاخیاں۔ بے ادبیاں کیں تو علماء اہل سنت نے ایسے عقائد باطلہ کو کفر بتایا۔ اگر اللہ و رسول (جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں توہین و تنقیص بھی کفر نہیں تو پھر آخر کفر کس چیز کا نام ہے؟ ہم نے "تکفیری افسانہ" میں بحوالہ کتب دیابنہ یہ ثابت کیا کہ جن عقائد و نظریات کو علماء اہل سنت کفر قرار دیتے ہیں وہ کسی نہ کسی طرح خود اکابر دیوبند کے قلم سے بھی کفر ثابت ہوتے ہیں نیز دیوبندی

علماء تکفیر کا ایسا پُرجوش مشغلہ اختیار کئے ہوئے ہیں کہ وہ اپنوں کو بھی مُعاف نہیں کرتے انہیں حکم کُفر لگانے میں کوئی باک نہیں بات بات پر کفر و شرک کے فتاویٰ صادر کرنا آپ کے اپنے اکابر کا پیشہ ہے کفر کی مشین بریلی شریف نہیں دیوبند میں لگی ہوئی ہے۔

"تکفیری افسانہ"

تو آپ کے اپنے اکابر کے فتاویٰ کفر و شرک وارتداد کا مجموعہ ہے اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں اس مجموعہ میں مصنف "تکفیری افسانہ" یا میرے حضور امام اہلِ سُنت مجدد دین و ملت سرکار اعلیحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی فتویٰ یا عبارت نہیں ہے۔ ہم نے "تکفیری افسانہ" کے صٹ پر عام چیلنج بھی کیا تھا کہ "حوالہ غلط یا حوالوں میں کتر بیونت ثابت کرنے والے کو مبلغ پانچ صد روپیہ انعام دیا جائے گا۔ عدم ادائیگی کی صُورت میں یہ ۵۰۰/- روپیہ بذریعہ عدالت مقدمہ کرکے بھی وصول کیا جا سکتا ہے"۔ لیکن مصنف "سیف شیطانی" یوسف رحمانی غلام خانی میں حوالہ غلط ثابت کرنے یا جوڑ توڑ ثابت کرنے کی تو جرأت نہ ہوئی اور نہایت بے شرمی و ہٹ دھرمی سے صٹ پر لکھ دیا کہ "چند مہینے ہوئے میلسی کے بریلویوں کی طرف سے ایک پمفلٹ مسمّیٰ بہ "اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ" شائع ہوا۔ اور نظر سے گزرا جس میں علماء دیوبند اہلِ سُنت والجماعت کو کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے الخ" حالانکہ ہم نے اپنی طرف سے قطعاً کوئی کفر کا فتویٰ "تکفیری افسانہ" میں شائع نہیں کیا محولہ بالا عبارت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دیوبندی وہابی جھوٹ بولنے میں خصوصی ٹریننگ رکھتے ہیں۔ "تکفیری افسانہ" کم و بیش پندرہ سولہ سال سے چھپ رہا ہے، یہ کہتا ہے چند مہینے ہوئے ہیں۔

غلام خاں کا تھپڑ

مگر اس کے ساتھ ہی اس کا استاد ملاں غلام خاں اپنی ص۱۲ کی تقریظ میں اس کے منہ پر زنانے دار تھپڑ لگاتا ہے کہ "مجھے جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ میں لودھراں کی تحصیل بغرضِ تبلیغ حاضری کا اتفاق ہوا تو اکابرین علماء دیوبند کے خلاف ایک رسالہ محمد حسن علی میلسی کے چند مقامات دیکھنے کا موقع ملا"......

جھوٹا کون ہے

اب ملاں غلام خاں راولپنڈی کی "تقریظ" کو دیکھا جائے تو کہتی ہے "تکفیری افسانہ" ۱۳۸۸ھ سے ان کے علم میں ہے لیکن مصنف "سیف شیطانی" اپنے آبائی پیشہ کے مطابق دیدہ دلیری سے جھوٹ بولتا اور حقیقت پر پردہ ڈالتا ہوا لکھتا ہے کہ "چند مہینے ہوئے تکفیری افسانہ شائع ہوا ہے"۔ ثابت ہوا۔ ان دونوں میں ایک جھوٹا ضرور ہے۔ اور یہ جھوٹ پر جھوٹ کیوں بولا جا رہا ہے وجہ صرف یہ ہے جیسا کہ ہم چند ورق پہلے عرض کر چکے ہیں کہ "حدیث شریف" میں ہے "جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو شیطان اس کے لبوں پر شہد لگا دیتا ہے اور وہ جھوٹ بولنے میں لذت محسوس کرتا ہے"۔

تو مصنف "سیف شیطانی" نے ہم پر "تکفیری افسانہ" کی ابتداء میں بسم اللہ شریف نہ لکھنے کا بہتان باندھ کر جھوٹ بولا شیطان نے اس کے اور اس کے شیخ القرآن کے لبوں پر شہد لگایا اور اب یہ جھوٹ پر جھوٹ بول رہا ہے۔ اور ہم ثابت کریں گے کتاب کے خاتمہ تک دیدہ دلیری اور سینہ زوری سے جھوٹ بولے گا اور یہ جھوٹ کیوں نہ بولے۔ ان کے مذہب نامہذب میں تو معاذ اللہ خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے۔ ("فتاویٰ رشیدیہ" و "براہین قاطعہ")۔

کانگرسی کون؟

کالے کو کالا کہا جائے تو وہ چڑتا ہے۔ حقیقت کا منہ چڑانا دیوبندی ملاؤں کی قدیم روایات میں سے ایک روایت ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ مولوی ابوالکلام آزاد دیوبندی (سابق وزیر تعلیم بھارت)۔ مولوی حسین احمد کانگرسی مدنی صدر مدرسہ دیوبند۔ مفتی کفایت اللہ دہلوی۔ امیر شریعت دیوبندیہ عطاء اللہ بخاری۔ مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی۔ مولوی حفظ الرحمٰن سیوہاروی وغیرہم کانگرس کے ایجنٹ ہندوؤں کے دریوزہ گر و دستِ نگر تھے۔ مدرسہ دیوبند کانگرس کا گڑھ اور نظریہ پاکستان کے مخالفین کا مرکز تھا۔ یہ دعویٰ ایک ایسی حقیقت ہے جو کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ اس بات کا واضح ثبوت دیوبندی شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی کے "خطبات عثمانی"۔ "مکالمۃ الصدرین" اور دیوبندی شاعر و صحافی مولوی ظفر علی ایڈیٹر "زمیندار" لاہور کے "چمنستان" سے بھی ہو سکتا ہے۔

محمود الحسن کی جے

حد یہ کہ خود دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے "الافاضات الیومیہ" ج ۶ ص ۲۵۵ میں لکھا کہ "جس وقت حضرت مولانا محمود الحسن کا موٹر چلا تو ایک دم اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا۔ اور اس کے بعد "گاندھی جی کی جے۔ مولوی محمود الحسن کی جے کے نعرے بلند ہوئے" اور امیر شریعت دیوبندیہ عطاء اللہ بخاری احراری نے تو دیناج پور جیل میں اپنا نام پنڈت کرپا رام برہمچاری رکھ لیا تھا۔ ملاحظہ ہو کتاب "عطاء اللہ بخاری" ص ۴۷۔

مولوی ظفر علی خاں

ایڈیٹر زمیندار "چمنستان" ص ۱۸۶ پر صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگرسی مدنی اجودھیا باشی کے متعلق لکھتے ہیں ؎

حسین احمد سے کہتے ہیں خزف ریزے مدینے کے
کہ لٹو آپ بھی کیا ہو گئے سنگم کے موتی پہ

اور دیوبندی امیر شریعت عطاء اللہ بخاری اور کانگرس کی ذیلی تنظیم احرار پارٹی

کے متعلق لکھتے ہیں ؎

ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے
گلہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے
پانچ گگوں کا ہے پابند شریعت کا امیر
اس میں طاقت ہے تو کرپان کی جھنکار سے ہے
آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
سب یہ ذلت اسی طبقہ غدّار سے ہے

(”چمنستان“ صہ)

الزام یا حقیقت ان واضح اور ناقابل تردید حقائق کے باوجود ملاں یوسف رحمانی آنکھوں پر بے شرمی کی پٹی باندھ کر نہایت ڈھٹائی سے ”سیف شیطانی“ صہ۱۲ پر لکھتا ہے ”علماء دیوبند پر کانگرسی ہونے کا الزام“ گویا یہ الزام ہے حقیقت نہیں۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ ملاں یوسف رحمانی دیوبندی اکابر کے کانگرس کے ایجنٹ اور نظریۂ پاکستان کے مخالف نہ ہونے کا ثبوت پیش کرتا لیکن کہیں جگہ نہ پاکر اندھے کنویں میں گرتے ہوئے کہتا ہے ”جواباً عرض یہ ہے کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی وغیرہم کیا دیوبندی علماء تھے یا کہ بریلوی“؟

انگریزی وظیفہ ملاں جی یہ لکھتے وقت آپ کی شرم اور حیا کہاں رخصت ہو گئی تھی یہ جواب ہے؟ کہ اشرف علی تھانوی اور شبیر احمد عثمانی وغیرہم کیا دیوبندی علماء تھے۔ یا کہ بریلوی؟ سوال کیسا اور اس کا کیا مطلب؟

اچھا سُنیئے۔ جی ہاں اشرف علی تھانوی دیوبندی تھے بلکہ دیوبندیوں کے حکیم الامّت تھے ہم ان کو جانتے ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کے متعلق آپ کے مؤخر الذکر ممدوح مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے یہ لرزہ خیز انکشاف فرمایا تھا کہ ”دیکھیئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ (حسین احمد مدنی وغیرہ) کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا گیا کہ اُن کو چھ سو روپیہ حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے“ (مکالمۃ الصدرین صہ۱۱)

اگر آپ کے پاس کسی بات کا کوئی جواب نہیں ہے تو جواباً عرض یہ ہے کہ کہہ کر اپنے ڈھول کا پول تو نہ کھولیں۔ کیا آپ کے یہ کہہ دینے سے جواب ہو گیا کہ جواباً عرض یہ ہے ”رہے مولوی شبیر احمد عثمانی

تو کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے نام نہاد "شیخ العرب والعجم حسین احمد مدنی" تے ان کا کیا حشر کیا۔ اور بے چارے شبیر احمد عثمانی نے انہیں جہنم کے کون سے طبقے میں رسید کیا۔ ملاحظہ ہو

آئینہ اخلاق

آپ کے عثمانی صاحب آپ کے مدنی صاحب سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ "دار العلوم دیوبند کی طرف سے گندی گالیاں، فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چھپاں کئے گئے جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ میرے (شبیر عثمانی کے قتل تک کے حلف اٹھائے گئے اور وہ فحش اور گندے مضامین میرے دروازہ میں پھینکے گئے کہ اگر ہماری ماؤں بہنوں کی نظر پڑ جائے تو ہماری آنکھیں شرم سے جھک جائیں" (مکالمۃ الصدرین صہ ۳۳)

اب آپ اپنی زبان میں بتلیئے مولانا شبیر احمد عثمانی کیا دیوبندی تھے یا کہ بریلوی ؟ "شیخ العرب والعجم" دیوبندی تھے یا کہ بریلوی ؟ ؏ شرم تم کو مگر نہیں آتی

جہالت وحماقت

یہاں یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ نام نہاد دیوبندی مناظر اسلام یوسف رحمانی لکھتا ہے کہ "مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی وغیرہم کیا دیوبندی علماء تھے یا کہ بریلوی ؟ (سیف شیطانی صہ ۱۲)

سمجھے کچھ آپ یوسف رحمانی نے اپنے صرف دو مولویوں کے لئے وغیرہم بصیغۂ جمع لکھا ہے حالانکہ ایک مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے۔ کہ دو کے لئے ہما کا استعمال ہوتا ہے (وغیرہما) نہ کہ ہُم (وغیرہم) یعنی اس جاہل دیوبندی مناظر اسلام کو تثنیہ اور جمع کا فرق بھی معلوم نہیں اور اس جہالت وحماقت کے بل بوتے پر یہ "تکفیری افسانہ" کا جواب لکھنے بیٹھ گیا۔ ؏

بریں عقل ودانش بباید گریست

سیف رحمانی

بات صرف تثنیہ جمع کا فرق معلوم نہ ہونے تک ہی محدود نہیں بلکہ اس جاہل مطلق کی کتاب کا نام ہی اس کی جہالت کا بھانڈا پھوڑ رہا ہے یعنی "سیف رحمانی علیٰ عنق رضا خانی"

کیا ہے کوئی ماں کا لال۔ دیوبندی مولوی جو عربی یا فارسی گرامر کے مطابق اس نام اور اس کی ترکیب کو صحیح ثابت کرے۔ اور بتائے کہ "سیف شیطانی" کا یہ نام عربی میں ہے یا عجمی میں۔ اردو ہے یا فارسی یا محض معجون مرکب ؟ یوسف رحمانی کی جہالت و حماقت کا حال تو اس کی کتاب کے ایک ایک صفحہ سے ظاہر ہے۔ تعجب تو اس کے ان اساتذہ (مولوی غلام خاں، محمد شریف کشمیری اور عبد الستار لائلپوری) پر ہے جنہوں نے اس کتاب کی تائید وتصدیق اور اس کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور ایسے جاہلانہ نام

کی اصلاح کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی۔ کیا اس سے یہ صاف ظاہر نہیں۔ کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم پر نکتہ چینی کرنے والے یہ سارے کے سارے چھوٹے بڑے دیوبندی مولوی جہلِ مرکب میں مبتلا ہیں اور جہالت وحماقت میں۔ ایں خاندان ہمہ آفتاب است۔ کا نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

کانگرس کی سند

تعجب ہے کہ صد۱۲ پر تو ملّاں رحمانی "علمائے دیوبند پر کانگرسی ہونے کا الزام" کی سُرخی جماکر جواب ہضم کر جاتا ہے اور تھانوی وعثمانی کی ہڈیوں کو قبروں سے نکال پیش کرتا ہے اور اپنے کانگرسی علماء کو زندہ درگور کر دیتا ہے لیکن صد۱۵ پر اپنے ان کانگرسی ایجنٹوں کی یوں دبے پاؤں دلالی کرتا ہے کہ "کانگرس و مسلم لیگ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کیوں رہے تو یہ اختلاف کوئی شرعی اختلاف نہ تھا...... ہر سیاستدان نے اپنی استصواب رائے کے مطابق کسی پارٹی میں حصہ لیا۔ الخ (صد۱۵)

یہ سارا مضمون مصنف "سیف شیطانی" کی جہالت وذہنی انتشار کا آئینہ دار ہونے کے علاوہ اس کے پیشواؤں کی کانگرسیت کی واضح سند ہے۔ ورنہ اسے اپنے کانگرسی علماء کی دلّالی و ایجنٹی کی کیا ضرورت تھی!

صاحبزادہ فیض الحسن

دیوبندی احراریوں کی پاکستان کے خلاف بداعمالیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے لکھتا ہے "اگر احراری وغیرہ نظریہ پاکستان کے خلاف تھے تو پھر میں یہ پوچھتا ہوں کہ احرار کی حمایت بریلوی علماء نے کیوں کی جن میں سرفہرست صاحبزادہ فیض الحسن ہیں" (صد۱۲)

حالانکہ صاحبزادہ صاحب کسی سُنّی گروپ میں سرفہرست نہیں تھے۔ بذاتِ خود احرار میں شامل تھے اور اس وقت علمائے اہلسنت کی بجائے دیوبندی احراریوں ہی سے ان کا معاملہ تھا۔ اور وہ دور ہمارے لئے حجت نہیں۔ علماء اہلسنت سے صاحبزادہ فیض الحسن کے اصل مراسم اس وقت شروع ہوئے جب ۱۳۷۸ھ میں انہوں نے باقاعدہ "حسام الحرمین" پر دستخط کئے۔ لہذا صاحبزادہ صاحب کا احرار کے زمانہ کا حوالہ دینا غلط اور بے مقصد ہے۔ کیا سیدنا فاروق اعظم کے سابقہ عقائد کا حوالہ دینا درست ہوگا؟

علاوہ ازیں "سیف شیطانی" کے صد۱۳ پر صاحبزادہ صاحب سے ایک اخباری بیان منسوب کیا ہے کہ "تحریکِ پاکستان میں مولانا شبیر احمد عثمانی کی قیادت میں علماء نے بھرپور حصہ لیا"

حالانکہ صاحبزادہ صاحب نے اپنے ایک مکتوب میں "کوہستان" کے اس بیان کی بایں الفاظ تردید کی ہے۔ کہ "یہ بیان غلط طور پر مجھ سے منسوب کیا گیا ہے۔ برصغیر کی آزادی وقیامِ پاکستان کا سہرا علماء اہلسنت

وجماعت کے سربراہ اکابر دیوبند نے تو اسلامی نظریۂ قومیت کی مخالفت کر کے مسلمانوں کے تشخص ملی کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ بہرحال یہ بیان غلط طور پر مجھ سے منسوب کیا گیا ہے۔"

بہرحال یہ جھوٹ کیوں نہ بولے ان کے مذہب نامہذب میں تو خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے اور پھر اپنی کتاب کی ابتداء میں جھوٹ بول چکا ہے۔ شیطان نے اس کے ہونٹوں پر شہد لگایا۔ اب جھوٹ بولنے میں اس کو لذت محسوس ہو رہی ہے۔ لہٰذا ضرور جھوٹ بولے گا۔

علامہ ابوالبرکات پر افتراء

"سیف شیطانی" کی بنیاد ہی کذب بیانی پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے اس سیاہ باطن دروغ گو مصنف کو جھوٹ بولتے اور افتراء پردازی کرتے ہوئے قطعاً کوئی حیا محسوس نہیں ہوتی۔ اپنی ناپاک کتاب کے ص۱۶ پر بعنوان "ابوالبرکات سید احمد کانگرسی کا فتویٰ" فاتح نجدیت استاذ العلماء مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قادری کا مسلم لیگ کے متعلق ایک پرانا فتویٰ ص۱۶ تا ص۱۸ بحوالہ ہفت روزہ "پاکستانی" لائلپور "الجوابات السنیہ" سے نقل کیا ہے۔ کاش کہ اس بدبخت بے حیاء مصنف کے پاس "الجوابات السنیہ" ہوتی تو علامہ ابوالبرکات صاحب کو معاذ اللہ کانگرسی بکنے کی جرأت نہ کرتا۔ مگر کیا کرے بے چارہ نہ استعداد و قابلیت ہے نہ اپنا کتب خانہ رکھتا ہے۔ دینی مسائل و فتاویٰ کے لئے بھی ہفت روزہ "پاکستانی" و ہفت روزہ "چٹان" کا محتاج ہے جو مکھیاں آج سے اٹھارہ سال پہلے ہفت روزہ "پاکستانی" نے ماری تھیں ان کا خون چوس کر اپنی غلیظ روح کو تسکین پہنچا رہا ہے۔ اس غریب کا خیال یہ ہے کہ جو مسلم لیگ کے خلاف ہو وہ یقیناً اس کے اکابر کی طرح کانگرسی ہے۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

حالانکہ یہ دنیا جانتی ہے علماء و مشائخ اہل سنت میں سے کوئی ایک بھی کانگرسی نہ تھا۔ "سیف شیطانی" کا اندھا مصنف جس "الجوابات السنیہ" سے علامہ ابوالبرکات صاحب کا لیگ وغیرہ کے متعلق فتویٰ نقل کر رہا ہے کاش اپنی آنکھوں کا آپریشن کروا کر کانگرس کے متعلق اسی "الجوابات السنیہ" میں علامہ ابوالبرکات صاحب کا یہ فتویٰ بھی ملاحظہ کرتا۔ کہ:

" اس میں کچھ شک نہیں کہ کانگرس کھلے ہوئے کفار و مشرکین کی جماعت ہے جس کا مخالف احکام شرعیہ و منافی اصول دینیہ ہونا اس کی کارروائیوں سے ظاہر و باہر ہے۔ کانگرس اپنی اکثریت کے لحاظ سے کفار و مشرکین کی جماعت ہے۔ اس میں مسلمان کہلانے والے جو شامل ہیں وہ عموماً غدار مذہب و ملت و دین فروش ہیں جو حکام دنیا کے عوض کانگرس کے ہاتھوں بک چکے ہیں اور اپنے مہاتما گاندھی کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں ان مسلمان کہلانے والے ممبران و حامیان کانگرس میں حسین احمد

اجودھیا باشی (صدر مدرسہ دیوبند) اور نائب مولانا سلام کفایت اللہ شاہجہان پوری، مسٹر ابوالکلام آزاد و عبدالغفار سرحدی گاندھی اور ان کے متبعین وہابیہ دیوبندیہ مرتدین و نیاچر ملحدین کی اکثریت ہے" (الجوابات السنیۃ صفحہ ۲۹-۳۰)۔

اب مصنف "سیف شیطانی" ہزار دن مرتبہ لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَی الۡكَاذِبِيۡن پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کرے تا کہ شیخ نجدی دُور ہو اور علامہ ابوالبرکات پر کانگرسی ہونے کے جھوٹے الزام سے علی الاعلان توبہ شائع کرے۔

علامہ حشمت علی علیہ الرحمۃ

مصنف "سیف شیطانی صفحہ ۱۹" و صفحہ ۲۲ پر قاتل المرتدین شیر بیشۂ اہلِ سُنّت فاتح دیوبند علامہ ابوالفتح عبید الرضا مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قدس سرہٗ کا بھی فتویٰ نقل کیا ہے اور کمال بے حیائی سے آپ کو بھی کانگرسی لکھا ہے کیا دیوبندیت کی حقانیت کا معیار دروغ گوئی و افتراء پردازی ہے۔ کیا اس جھوٹ پر جھوٹ کی کوئی حد ہے ؟

مسلم لیگ سے اختلاف رائے اور بات ہے اور کسی کا کانگرسی ہونا اور بات ہے۔ دونوں کو ایک لاٹھی سے ہانکنا دیوبندیت کی حماقت ہے۔ کاش کہ "سیف شیطانی" کا کذاب و مفتری مصنف آنکھوں سے بے حیائی کی پٹی اتار کر "الجوابات السُّنیۃ صفحہ ۱۷" کو دیکھتا تو مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قدس سرہٗ العزیز کو کانگرسی قرار دے کر اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر نہ کرتا۔

ملاحظہ ہو مولانا حشمت علی قدس سرہٗ کانگرس کے متعلق فرماتے ہیں "دوسرے یہ کہ کانگرس کھلے ہوئے کفار و مشرکین کی جماعت ہے اس کے حملوں سے عوام و مسلمین بھی خبردار ہو چکے ہیں اور اس کی کاروائیوں کو اسلام و مسلمین کے حق میں مضر و مہلک سمجھ رہے ہیں۔" (الجوابات السُّنیۃ صفحہ ۱۷)

مصنف "سیف شیطانی" کو ایسا اندھا نہیں ہونا چاہیئے کہ اس کو اپنے مطلب کی بات تو نظر آجائے اور صحیح بات کے وقت آنکھوں میں موتیا اُتر آئے۔ اور جب خود مصنف "سیف شیطانی" اعتراف کرتا ہے " کانگرس و مسلم لیگ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کیوں رہے تو یہ اختلاف کوئی شرعی اختلاف نہ تھا..... یہ ایک سیاسی اور نظریاتی اختلاف تھا" (سیف شیطانی صفحہ ۱۵)

جب یہ تسلیم ہے تو پھر علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب اور مولانا حشمت علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ کا مسلم لیگ سے اختلاف کرنا اور کانگرس و مسلم لیگ دونوں سے علیحدہ رہنا کون سا جرم ہے؟ مصنف "سیف شیطانی" کو علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب مدظلہ اور شیر بیشۂ اہلسُنّت

مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ نقل کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہیئے ملاحظہ ہو۔

حسین احمد کانگرسی کا فتویٰ

"نئی دہلی، ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء مولانا حسین احمد صاحب (صدر مدرسہ دیوبند) نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیتے ہوئے حال ہی میں جو فتویٰ دیا تھا۔ اس کا جواب مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی نے اپنے مکتوب میں دیا۔" (مجموعہ "مکالمۃ الصدرین" ص ۴۸)

اب مصنف "سیف شیطانی" بتلائے کہ مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام اور بانی پاکستان محمد علی جناح کو قائد اعظم کی بجائے کافر اعظم قرار دینے والے کون تھے؟

کہو اور گاندھی جی کی جے۔ محمود الحسن کی جے کا نعرہ لگا کر کہو صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگرسی مدنی اجودھیا باشی۔

یاد رہے قائد اعظم کو کافر اعظم کہنے والے یہ وہی حسین احمد ہیں جس کو مصنف "سیف شیطانی" نے اپنی ناپاک کتاب کے ص ۵ پر "شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی مرحوم" لکھا ہے ؎

بڑے پاک باز اور بڑے پاک طینت
جناب آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

ملّاں رحمانی صاحب! آپ دائی سے پیٹ نہیں چھپا سکتے۔ بتائیے۔ آپ کے ممدوح شیخ العرب والعجم کے بعد اب آپ کو کون سے اپنے بڑے کے فتویٰ کی ضرورت ہے جس سے آپ کی خرد ماغی دور ہو؟

سوال

دیوبندی وہابی فرقہ کے ہر فرد سے عموماً اور ملّاں یوسف رحمانی اور اس کے استاذ ملّاں غلام خاں، عبدالستار فائیلپوری اور دیگر نانا ماموں وغیرہ ملّاں محمود کانگرسی۔ ملّاں غلام غوث کانگرسی۔ عبداللہ درخواستی کانگرسی۔ عبیداللہ انور کانگرسی۔ خیر المدارس کے صدر مدرس شریف کاشمیری وغیرہ سے خصوصاً پوچھتا ہوں کہ تمہارے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کا یہ فتوے کہ قائدِ اعظم کافر اعظم ہے صحیح ہے یا نہیں؟ تم اس فتویٰ کو حق سمجھتے ہو یا نہیں؟ اگر یہ فتویٰ غلط ہے تو حسین احمد کے مطابق تم کافر اعظم کو کافر اعظم نہ مان کر خود بھی کافر اعظم ہوئے یا نہیں؟ ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

فتویٰ پر فتویٰ

یہ تو حسین احمد کانگرسی کا کانگرسی ذہنیت کا آئینہ دار فتویٰ تھا۔ اب سنیئے اس کے فتویٰ پر مولوی شبیر احمد عثمانی کا فتویٰ۔ فرماتے ہیں۔ "پرلے درجہ کی شقاوت و حماقت ہے کہ قائد اعظم کو کافرِ اعظم کہا جائے" (مکالمۃ الصدرین صفحہ ۳۲)۔ یعنی حسین احمد کانگرسی کے فتویٰ کے مطابق قائد اعظم، کافرِ اعظم اور شبیر احمد عثمانی کے فتویٰ کے مطابق حسین احمد پرلے درجہ کا احمق و شقی۔ کیوں ملّاں رحمانی صاحب کچھ تسلّی ہوئی یا نہیں؟ اسے کہتے ہیں کہ

جادو وہ جو سر چڑھ بولے

تنبیہ

گذشتہ اوراق میں یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ الحمد للہ علماء اہلِ سنّت میں سے کوئی بھی عالم ہندوؤں مشرکوں کا ہمنوا اور کانگرس کا حامی نہیں تھا۔ اگر بعض علماء اہلِ سنّت نے اپنی تحقیق کے مطابق مسلم لیگ سے اختلاف کیا تو محض اپنی شرعی تحقیق کے مطابق نہ کہ کانگرس کی حمایت میں۔ اس کے برعکس علماء و مشائخ اہلِ سنّت کی غالب اکثریت نظریۂ پاکستان کے پیشِ نظر مسلم لیگ کی حامی و نظریۂ پاکستان کی داعی تھی جن میں سے امیرِ ملّت پیر سیّد جماعت علی صاحب محدّث علی پوری، حضرت مولانا سید محمد محدّث کچھوچھوی، حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی، حضرت مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری، حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی، حضرت مولانا عبدالغفور صاحب ہزاروی، حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب میرٹھی، حضرت پیر صاحب مانکی شریف، حضرت خواجہ قمرالدین صاحب سیالوی، حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی کا نام سرِفہرست ہے۔ اور تفصیل "اکابر تحریکِ پاکستان" میں مذکور ہے۔

اس کے برعکس

مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی شبیر احمد عثمانی جیسے بعض دیوبندی علماء کے علاوہ علماء دیوبند کی غالب اکثریت گاندھی و کانگرس کی ہمنوا و آلۂ کار تھی اور دیوبندی جس مدرسہ کی قصیدہ خوانی کرتے اور اس کی طرف نسبت کو باعثِ فخر سمجھتے ہیں وہ پورے کا پورا مدرسہ دیوبند کانگرس کا گڑھ اور مسلم لیگ و قیامِ پاکستان کے مخالفین کا مرکز تھا۔ اور یہ حقیقت کسی باخبر شخص سے پوشیدہ نہیں کہ ان ہی دیوبندی احراری وہابی کانگرسی مولویوں کی غدّاری کے باعث سابق و متحدہ پنجاب تقسیم ہوا۔ ضلع گورداسپور کٹ گیا اور کشمیر کا مسئلہ پاکستان کے لئے دردِ سر بنا۔ ورنہ اگر یہ احراری دیوبندی وہابی کانگرسی مولوی پاکستان کی مخالفت اور کانگرس کی حمایت نہ کرتے تو پاکستان کے لئے مذکورہ مشکلات پیدا نہ ہوتیں۔

"تجلّی" کا تبصرہ

مولوی حسین احمد مدنی کے شاگرد اور ماہنامہ "تجلّی" دیوبند کے مدیر عامر عثمانی فاضل دیوبند رقمطراز ہیں کہ "دیوبند کانگرس کا گڑھ ہے ... لئے کہ جمعیۃ العلماء ہند کا گڑھ ...

ہے۔ صدر جمعیت حضرت مولانا الحاج حسین احمد صاحب مدنی کے قیام سعادت نظام کا شرف اسے حاصل ہے ...... (الیکشن میں کانگرس کی طرف سے ٹھاکر پھول سنگھ صاحب کھڑے ہوئے) اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی .... نے جلسۂ عام میں تقریر فرمائی اور دلائل قطعیہ و براہین قاطعہ کے ساتھ لوگوں کو سمجھایا کہ کانگرس ہی کو ووٹ دو اسی میں بہتری ہے یہی ضروری ہے ... مگر چند روز بعد نتیجہ جو برآمد ہوا ہے تو .... کانگرسی امیدوار ہار گئے جی ہار گئے۔ اور کمال یہ کہ اپنے خاص دیوبند ہی میں تقریباً چودہ سو ووٹوں سے لیشپال صاحب (مقابل امیدوار) جیت میں رہے۔ اس دیوبند میں جہاں حضرت شیخ نے اپنا فرض تبلیغ (کانگرسیت) ادا فرمایا تھا۔" (تجلی دیوبند اپریل ۵۲ء صفحہ ۲۵)

سرسید پر فتویٰ

ہم نے "تکفیری افسانہ" میں صفحہ ۱۹ تا صفحہ ۲۲ سرسید احمد پر مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی انور کاشمیری، مسٹر حالی کے فتاویٰ الزاماً پیش کئے تھے اور ہر ذی فہم و تدبر یہ اچھی طرح سمجھتا ہے کہ "تکفیری افسانہ" کی اشاعت کا مقصد ہی یہ ظاہر کرنا تھا۔ کہ علماء اہل سنت کو مکفر قرار دینے والے دیوبندی ملاں خود بڑے پایہ کے "مکفر" ہیں کفر و ارتداد کے فتوے دیتے رہتے ہیں اور اگر ان کے عقائد کے معاملہ میں ایک دوسرے سے فتاویٰ حاصل کئے جائیں تو بے دریغ کفر و شرک و ارتداد کا فتویٰ جاری کر دیتے ہیں۔ نہ یہ کہ معاذ اللہ سرسید سے ہمیں کوئی ہمدردی و تعلق ہے۔ مگر "سیف شیطانی" کے مغز دماغ احمق مصنف نے ہمارے پیش کردہ فتاویٰ کی تو تردید کی نہ تاویل بلکہ الٹا صفحہ ۲۳ پر سرسید کے متعلق امام اہل سنت اعلیحضرت قدس سرہٗ کا فتویٰ نقل کر ڈالا۔ اور غور فرمایئے کی سرخی لگاکر بیہودہ گفتگو شروع کر دی کہ "محمد حسن علی صاحب کو اس لئے دکھ پہنچا ہے۔ کہ سرسید ان کا پیشوا ہے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ یہ ہے نام کار رحمانی اور کام شیطانی۔ سچ ہے کہ ؎

گر ولی ایں است لعنت بر ولی

انگریزوں کو تعویذ

اور کچھ نہیں سوجھا تو سرپرست تحریک پاکستان امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری علیہ الرحمۃ پر انگریزی فوج کے سپاہیوں کو تعویذ دینے کے ناپاک الزام سے اپنی غلیظ روح کو تسکین پہنچانے کا سامان پیدا کیا (بحوالہ الاعتصام منقول از "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۶ء و پاکستانی ۱۵/۲۲ دسمبر ۱۹۵۶ء) حالانکہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ نے غیر مقلد ہفت روزہ "الاعتصام" کے اس ذلیل افتراء کی تردید کی تھی جو افتراء اس نے حضرت پیر سید جماعت علی صاحب علی پوری علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی پہ گڑھا تھا" الاعتصام منقول از "رضائے مصطفےٰ" ۔ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ یہ بات "رضائے مصطفےٰ" سے ثابت ہے اور "الاعتصام" نے "رضائے مصطفےٰ"

سے نقل کی ہے۔ یہ کتنی بڑی بددیانتی اور بے ایمانی ہے کہ اس ناپاک الزام کے ثبوت میں اس مردود الزام کی تردید اور غیر مقلدوں کو چیلنج کرنے والے "رضائے مصطفٰے" کو ہی پیش کیا جائے۔

ملّاں یوسف رحمانی بتائے کہ پیر جماعت علی شاہ صاحب نے کیا یہ تعویذ اشرف علی تھانوی کے ذریعہ بھیجے تھے جو تم کو پتہ چل گیا کہ تھانوی چھ سو روپیہ ماہوار انگریزوں سے لے کر یہ اہم کام انجام دے رہا ہے

نصاریٰ کی طرفداری

اس عنوان کے تحت لکھتا ہے " مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے صاحبزادہ صاحب لکھتے ہیں لیڈر ہم غرباء اہلِ سُنّت کو نصاریٰ کا طرفدار اور رشوت خوار اور ترکوں کا دشمن بتلاتے تھے "(تمہید حمید صٓ۱۱ پر مطبوعہ حسنی پریس بریلی) اور یہ کہ اعلٰحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے ہندوستان بفضلہٖ تعالٰی دار الاسلام ہے "(عرفان شریعت صٓ۷ ج۱" احکام شریعت صٓ۸۷ ج۲) ان دونوں باتوں کو بھی اپنے دیوبندی ہفت روزہ اخبار" پاکستانی صٓ۲۵" جولائی ۱۹۵۸ء سے نقل کیا۔ گویا الزام اپنے منہ سے اور ثبوت اپنے گھر سے۔ کاش کہ یہ خائن مصنّف تصنیف وتالیف کا شوق اختیار کرنے اور بقلم خود مناظرِ اسلام بننے سے پہلے امام اہلسنّت، اعلٰحضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی اور اپنے دیوبندی اکابر ملّاؤں کی کتب کو بغور مطالعہ کرتا تو بات بات پر ذلّت اٹھانے کی نوبت نہ آتی۔ "تمہید حمید" میں جس بات کو صاحبزادہ صاحب لیڈروں کا افتراء قرار دے کر اس کی تردید کر رہے ہیں وہی الزام انہی صاحبزادہ صاحب سے منسوب کرکے بے حیائی سے مصنّف "سیف شیطانی" بطور ثبوت پیش کر رہا ہے۔ شرم شرم شرم!

دار الاسلام

باقی رہا دار الاسلام کا معاملہ کہ اعلٰحضرت مجدد دین وملّت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ہندوستان کو دار الاسلام ہونے کا فتویٰ دیا۔ تو میں کہوں گا کہ فتویٰ کی نوک پلک اور دار الحرب اور دار الاسلام کی بحث کو سمجھنا آپ جیسے جاہل مطلق کا کام نہیں جو املا بھی صحیح نہ لکھ سکتا ہو جو فقرے اور محاورے بھی صحیح نہ بنا سکتا ہو۔ اور نظم ونثر کو بھی نہ سمجھ سکتا ہو۔ رحمانی جیسے جاہل مطلق کے سامنے ایسی باتیں بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہیں۔ ملّاں یوسف رحمانی اور اس کے استاذ خانہ ساز شیخ القرآن کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کے اکابر نے بھی اعلٰحضرت کے اس فتویٰ کی تائید کرتے ہوئے ہندوستان کے " دار الاسلام " ہونے ہی کو ترجیح دی ہے۔ سنیئے:

- ہندوستان نہ تو صاحبین کے قول پر " دار الحرب " ہے اور نہ امام (اعظم ابوحنیفہ) کے قول پہ " دار الحرب " ہے۔ (" تحذیر الاخوان " اشرف علی تھانوی صٓ۸)
- " ترجیح (ہندوستان کے) " دار الاسلام " ہونے ہی کو دی جاوے گی ...... اس صورت میں بھی ہندوستان " دار الاسلام " ہوگا۔ (" تحذیر الاخوان " صٓ۹)

- "تعجب ہے بعض اہل اسلام ہندوستان کو "دارالحرب" قرار دے کر آمدنی بنک کو حلال سمجھتے ہیں" ("تحذیرالاخوان" ص۱)
- "امام (ابو حنیفہ) صاحب نے جو "دارالحرب" کی تعریف کی ہے۔ اس کا ہندوستان پر صادق آنا محلِ نظر ہے کیونکہ امام صاحب کے پاس "دارالحرب" ہونے کی یہ شرط ہے کہ کوئی حکم مسلمانوں کا باقی نہ رہے اور یہاں (ہندوستان) میں بہت سے احکام مسلمانوں کے جاری ہیں۔" ("تحذیرالاخوان" ص۲)
- "ہندوستان کو بہت سے علماء نے "دارالاسلام" کہا ہے" ("تحذیرالاخوان" ص۵)

مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب "تحذیرالاخوان" کے ان پانچ حوالوں کے بعد مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ سنیے! لکھتا ہے کہ

"دارالحرب ہونا ہندوستان کا مختلف علمائے حال میں ہے اکثر دارالاسلام کہتے ہیں اور بعض دارالحرب کہتے ہیں۔ بندہ اس میں فیصلہ نہیں کرتا" ("فتاویٰ رشیدیہ" ج ا ص۷)

معلوم ہوا کہ صرف حکیم الامت ہی نہیں علماء کی اکثریت اعلٰحضرت علیہ الرحمۃ ہی کی موید ہے۔ مگر یوسف رحمانی اور اس کے نام نہاد شیخ القرآن کو نہ اپنے حکیم الامت کی تصریحات کی خبر ہے نہ علماء کی اکثریت کے موقف کا علم ہے اور اپنی اس جہالت کے بل بوتے پر اعلٰحضرت کو خواہ مخواہ نشانہ بنا رہے ہیں ؎

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اعلٰحضرت کے فتویٰ کا سیاسی پہلو اعلٰحضرت کا زیر بحث فتویٰ علمی و تحقیقی لحاظ سے صحیح و صواب ہونے کے علاوہ سیاسی لحاظ سے بھی مسلمانوں کی بہتری وصلاحت کا ضامن تھا اور ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے والے دیوبندی علماء کا نظریہ مسلمانوں کی تباہی و انگریز کی تقویت کا باعث تھا۔ چنانچہ

ماہنامہ "فاران" کراچی مئی ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔ کہ

"انگریز کے دور میں ہندوستان کے بعض علماء نے جن میں علماء دیوبند کے نام سرفہرست نظر آتے ہیں۔ ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر اس پر فتویٰ دیا۔ کہ یہاں کے مسلمان ہجرت کر کے کسی دارالاسلام میں چلے جائیں۔ اس فتویٰ کے جو پریشان کن نتائج برآمد ہوئے۔ اس کا حال جناب ظفر حسن ایم۔ اے سے سنیئے۔ جو اپنی دینداری فکر و عمل اور انگریزوں کے خلاف عمر باغیانہ جدوجہد میں خاصی شہرت رکھتے ہیں۔

ظفر حسن ایم اے لکھتے ہیں کہ "ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے کا نتیجہ ہوا۔ کہ ہزاروں سادہ لوح مسلمان اپنے گھر بار سے محروم ہوئے۔ افغانستان پر مالی بوجھ پڑا۔ ہندوستانی مسلمان افغانوں سے اور افغان ہندوستانی مسلمانوں سے کبیدہ خاطر ہوئے۔ اگر کسی نے فائدہ اٹھایا۔ تو وہ انگریز تھے" (فاران حوالہ مذکور)

کیوں امین آبادی خاں جی کچھ سمجھے یا نہیں۔ دیوبندی ملاؤں پر اعلیحضرت کی اس علمی تحقیقی سیاسی بصیرت کی برتری کے پیش نظر اب تو نعرہ لگا دیجئے کہ ـــ

دین کے ایمان وحرمت کے نگہبان زندہ باد
زندہ باد اے مفتیٔ احمد رضا خاں زندہ باد

مگر تم جیسے ہٹ دھرم معاند اور بددیانت وکینہ ور شخص سے انصاف و شرافت کی توقع کہاں۔

بے بسی کا اعتراف "سیف شیطانی" کا جاہل مصنف اپنی علمی بے بضاعتی سے مجبور ہو کر "تکفیری افسانہ" کے مندرجات کا نمبر وار مکمل و مدلل جواب دینے کی بجائے ص۲۵ پر "جہالت کا ازالہ" کے زیر عنوان لکھتا ہے کہ مصنف "تکفیری افسانہ" نے ص۸ سے ص۲۱ تک بعض اشعار نقل کیئے ہیں۔ ان کے مدمقابل بغیر سوچے سمجھے اکابر دیوبند کی وہ عبارتیں جو کسی اور مقام سے تعلق رکھتی ہیں درج کر کے تعارض ہی نہیں بلکہ کفر ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا" ص۲۵ حالانکہ ہم نے بغیر سوچے سمجھے نہیں بلکہ پورے غور وخوض کے بعد عبارات واشعار و فتاوی اکابر دیوبند کی کتب سے نقل کئے ہیں۔ کیا مصنف "سیف شیطانی" کو غیب کا علم ہے کہ ہم نے غور نہیں کیا؟ اور یہ کہنا کہ وہ عبارتیں کسی اور مقام سے تعلق رکھتی ہیں۔ بتایا جائے وہ کون سا مقام ہے؟

کیا کفر وشرک کے فتاوی اور یہ ذلیل عبارتیں اہل سنت وجماعت کے لئے ہیں۔ اگر خود دیوبندی وہابی ایسے عقائد اختیار کر لیں جو اہل سنت کے ہیں تو ان پر یہ فتوی کفر نہ لگے گا جو اہل سنت پر لگ جاتا ہے ہم نے کفر یا تعارض ثابت کرنے کے لئے ہرگز ایڑی چوٹی کا زور نہیں لگایا ہم نے تو صرف اور صرف بعینہ عبارات و فتاوی اکابر دیوبند کی کتب سے نقل کئے ہیں اور کچھ نہیں۔

مرفوع القلم؟ زبان وکلام سے "سیف شیطانی" کے جاہل مصنف کی ناواقفیت وجہالت ملاحظہ ہو مزید لکھتا ہے "اول الذکر تو یہ بات ہے کہ فتوی اعتقاد پر ہوتا ہے نہ کہ ہر لفظ پہ خواہ وہ کسی حالت میں ہو چونکہ حدیث پاک میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ نابالغ بچے مجنوں اور نیند کرنے والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا چنانچہ ادنی سی مثال پیش خدمت ہے۔ انسان

رات کو نیند میں بحالت خواب دیکھتا ہے کہ میں فلاں عورت سے ہمبستری کر رہا ہوں چنانچہ احتلام بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن اس پر حد نہیں لگتی...... الخ "سیف شیطانی صفحہ ۲۶"۔ قارئین کرام ملاحظہ ہو۔ کیا گنواروں اور جاہلوں کی سی زبان ہے۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہم نے "تکفیری افسانہ" میں کب کسی لفظ پر یا کسی کے عقیدہ پر فتویٰ دیا ہے؟ ہمارا کون سا فتویٰ اس میں شامل ہے؟ باقی رہی یہ دلیل کہ نابالغ بچے، مجنوں اور نیند کرنے والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا۔ بتایا جائے کہ کیا دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے جب "حفظ الایمان" لکھی وہ بچے تھے؟ بانی مدرسہ دیوبند نے جب "تحذیر الناس" تصنیف کی وہ مجنوں تھے؟ مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی نے "براہین قاطعہ" تحریر کی اس وقت وہ نیند کر رہے تھے؟ خواب میں زنا کی حد نہیں لگتی؟ تو کیا دیوبندی ملاؤں نے "حفظ الایمان"۔ "تحذیر الناس"۔ "براہین قاطعہ"۔ "فتاویٰ رشیدیہ" کا زنا خواب میں کیا تھا؟

یوسف رحمانی کی اس گفتگو سے ثابت ہوا کہ وہ اکابر دیوبند کی عبارتوں کو کفر تو سمجھتا ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ ان پر تکفیر کا شرعی حکم اس لئے نہیں لگایا جا سکتا کہ اشرف علی صاحب تو بچے تھے نانوتوی صاحب مجنوں تھے گنگوہی صاحب اور انبیٹھوی صاحب نیند کی حالت میں تھے۔ بتایئے رحمانی نے بقلم خود مناظر و مصنف بن کر دیوبندی ملاؤں کی ناک کاٹ دی یا نہیں ان کے کفر کو تسلیم کر لیا یا نہیں؟

فرطِ محبت مولوی یوسف رحمانی اپنے اکابر دیوبند کی گستاخانہ کفریہ عبارات کو کفریہ تو تسلیم کرتا ہے لیکن وہ کہتا ہے "اگر کوئی شخص چند کلمات کسی کی مدح میں کہہ بیٹھے یا فرطِ محبت میں ایسے الفاظ نکل جائیں جو کہ ظاہری طور پر شریعت کے خلاف معلوم ہوتے ہوں تو اول اس کی تاویل کر لی جائے گی اگر تاویل نہ ہو سکے تو پھر قائل کا اعتقاد پوچھا جائے گا اور وہ ظاہر معنی کا معتقد نہیں ہے تو پھر اس پر حکم تکفیر عائد نہ ہوگا۔

مذکورہ بالا عبارت نے دیوبندیت کا ستیاناس کر ڈالا۔ اول اس نے تسلیم کیا اس کے اکابر کی عبارات ظاہری طور پر ہی سہی شریعت کے خلاف ہیں۔ دوم۔ یہ کہ تاویل کرنے کا قائل ہے۔ سوم۔ یہ کہ وہ ظاہر معنی کا معتقد نہیں ہے۔ تو پھر اس پر حکم تکفیر عائد نہ ہوگا۔

ہمیں یہ بتایا جائے ہم نے دیوبندی اکابر ملاؤں کی جن کتابوں کے حوالے نقل کئے ہیں۔ دیوبندی ان کے ظاہری معنوں کے قائل ہیں یا نہیں؟ وہ کتابیں جن کے ہم نے حوالے دیئے ستر اسّی سال سے بار بار چھپ رہی ہیں۔ کیا دیوبندیوں نے ان کے ظاہری معنوں کے برعکس مخفی یا باطنی معنوں

کا ذکر ان کتابوں کے متن یا حواشی میں کیا۔ اگر نہیں کیا تو بطور تاویل اس کا کوئی معقول و صحیح مفہوم واضح کیا؟ اگر نہیں تو پھر حکم تکفیر میں کیا تردد ہے؟

باقی رہی یہ بات کہ "اگر کوئی شخص چند کلمات کسی کی مدح میں کہہ بیٹھے یا فرطِ محبت میں ایسے الفاظ نکل جائیں ...... تو حکم تکفیر عائد نہ ہوگا" تو بتایا جائے کہ خود مصنف "سیفِ شیطانی" نے صہ ۲۸ پر سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا شعر ؎

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کارِ عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی مدح کے اشعار جو صہ ۲۸ پر منقول ہیں ؎

مشکلیں میری آسان فرمایئے
میرے مشکل کشا شاہ احمد رضا

وغیرہ فرطِ محبت میں نہیں بلکہ فرطِ غیظ و غضب اور دشمنی میں لکھے گئے ہیں ان پر کون سے ضابطۂ شریعت سے کفر و شرک کے احکام جاری کئے جاتے ہیں پوچھئے ملاں غلام راولپنڈی سے یا خود بتلایئے کہ ان اشعار کو نقل کرنے کا مقصد کیا ہے؟

غلط استدلال مصنف "سیفِ شیطانی" نے صہ ۲۲ پر مولانا احمد سعید کاظمی صاحب کی کتاب "تسکین الخواطر" صہ ۲۸ اور صہ ۲۴ سے بھی دو حوالے نقل کر کے اپنے اکابر کو تکفیر کے حکم شرعی سے بچانے کی کوشش کی ہے حالانکہ کاظمی صاحب نے صاف لکھا ہے "اللہ تعالیٰ سے نزدیکی حاصل کرنے والا بندہ محبوب ہونے کے بعد اپنے عضو یا حصہ سے کوئی گناہ نہیں کرتا اور وہ اپنے کان آنکھ وغیرہ سے جو کام کرتا ہے وہ سب جائز اور شرع کے مطابق ہوتے ہیں۔ لیکن ان معنیٰ کو جب الفاظ حدیث پر پیش کیا جاتا ہے تو کوئی لفظ ان کی تائید نہیں کرتا" (تسکین الخواطر صہ ۲۸) دوسری جگہ لکھتے ہیں "اور پھر وہ اپنے باطن کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جاتا ہے تو اس کے لئے وجد اور شکر اور شوق اور عشق اور بے چینی کا ظہور ہونے لگتا ہے۔" ("تسکین الخواطر صہ ۲۴")

مصنف "سیفِ شیطانی" نے یہ عبارات خود نقل کی ہیں۔ غرض یہ ہے کہ کاظمی صاحب نے یہ اہلِ سنت کا مسلک بیان کیا ہے لیکن دیوبندیوں وہابیوں کو وجد، ذوق، شکر، عشق و محبت وغیرہ سے کیا واسطہ؟ اور پھر یہی سوال پیدا ہوگا کہ کیا بانیٔ مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے "تحذیر الناس"، مولوی اشرف علی تھانوی نے "حفظ الایمان"، مولوی رشید و خلیل نے "براہین قاطعہ"، اسماعیل دہلوی نے "تقویۃ الایمان"

"صراطِ مستقیم" کی صریح گستاخانہ عبارات وجد و شوق - ذوق و سُکر کی حالت میں لکھی تھیں مولانا کاظمی صاحب نے اہل اللہ کی شان بیان کی ہے یا محبوبانِ خدا کے گستاخوں بے ادبوں کی۔ آخر اس اُلٹی کھوپڑی کا بھی کچھ ٹھکانا ہے؟ نام نہاد رحمانی، کاظمی صاحب کی کتابوں میں پناہ تلاش کر رہا ہے۔ وہ اپنے اکابر کا مسلک دیکھے وہ کیا کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

"یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولئے اور اس سے کچھ اور معنیٰ مراد لیجئے۔ معمہ اور پہیلی بولنے کی اور جگہ ہیں" (تقویت الایمان" ص۳۵)

لیجئے! تاویل کرنے والوں اور ظاہری معنوں کے برعکس باطنی یا مخفی معنوں پر عمل کرنے والوں کی تو مقتول المسلمین نے گردن کاٹ دی ہے۔

فضول اعتراض

مصنف "سیف شیطانی" کا سیدنا اعلیٰحضرت یا دیگر علماء کرام و شعراء اہلِ سُنّت سے امداد و استعانت پر مشتمل اشعار نقل کر کے یہ بکواس کرنا کہ "یہ نہ سوچا کہ شاید یہی فتویٰ احمد رضا کی ذُرّیت کے لئے سیف بے نیام بن کر رہ جائے گا (ص۲۵)۔ بھلا ہم اہلِ سُنّت پر یہ فتویٰ کس طرح عائد ہو سکتا ہے یا سیف بے نیام بن سکتا ہے ہم تو انبیاء و رسل علیہم السّلام اور بزرگانِ دین سے امداد و استعانت طلب کرنے کے قائل ہیں۔ سیف بے نیام تو بنے گا ان کے لئے جو اپنے مولویوں اور بزرگوں سے امداد و اعانت بھی طلب کرتے ہیں۔ اور شرک و کفر کا فتویٰ بھی دیتے ہیں جو گھر کا گھر میں کام آ جاتا ہے ہمارے لئے سیف بے نیام جب ہوتی جبکہ ہمارے اکابر نے انبیاء و رسول علیہم و اولیاء رضی اللہ عنہم سے امداد کو شرک و کفر قرار دیا ہوتا اور ہم امداد طلب کر رہے ہوتے۔ کہتے ہیں دُنیا بے وقوفوں سے پاک ہو گئی۔

مصنف "سیف شیطانی" نے ص۲۷ و ص۲۸ پر حضور غوث اعظم و سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدست اسرارہم سے امداد کے بعض اشعار بحوالہ "چٹان" ۱۸ ۴۲/۳ نقل کرنے کے بعد مزید ایک اور بے وقوفی اور جھوٹ کا مظاہرہ کیا ہے۔ بعنوان "احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ" لکھتا ہے۔ جو لوگ حضرت علی کے بارے میں ذیل کے شعر کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی مرتد اور کافر مطلق ہیں ؎

علی مشکل کشا شیرِ خُدا تھا اور حیدر تھا
دو بالا مرتبہ تھا راکب دوشِ پیمبر تھا

"اعلام الاعلان بان ہندوستان دارالاسلام" بحوالہ "چٹان" ۱۸ ۴۲/۳

حالانکہ اس شعر میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا فتویٰ مشکل کشا کہنے پر نہیں بلکہ دو بالا مرتبہ تھا

راکب دوش پیمبر تھا پر اعلحضرت علیہ الرحمۃ کا فتویٰ ہے۔ یعنی جو لوگ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کو راکب دوش پیمبر کا مرتبہ نبوت و رسالت سے دوبالا قرار دیتے ہیں وہ کافر و مرتد ہیں نہ کہ مشکل کشا کہنے والے۔ لیکن مصنف "سیف شیطانی" اپنے اندھے پن کے باعث صحیح بات سمجھنے سے قاصر ہے۔ اور پھر استعداد و قابلیت اور علم تحقیق کا یہ عالم ہے کہ ہر بکواس کے ثبوت میں ہفت روزہ "چٹان" لاہور کا حوالہ دے رہا ہے، کتنا مستند و معتبر راوی ہے۔

صریح جہالت و بہتان

اور بکواس سنیئے اور بے ایمانی کی داد دیجئے۔

"احمد رضا خاں بریلویوں کے خدا" ہیں کے زیر عنوان صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے

یہ دُعا ہے یہ دُعا ہے یہ دُعا
تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

لیکن کمال خیانت اور بے ایمانی سے اس سے آگے کا شعر ہضم کر گیا۔ دونوں شعر اس طرح ہیں ؎

یہ دُعا ہے یہ دُعا ہے یہ دُعا
تیرا اور سب کا خدا احمد رضا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
کوئی تجھ سا دوسرا احمد رضا

(ملاحظہ ہو "نغمۃ الروح")

حالانکہ ان اشعار میں شاعر اعلحضرت قدس سرہٗ کو خدا نہیں کہہ رہا بلکہ اعلحضرت اور سب کے خدا سے دُعا کر رہا ہے۔

بتلایئے خیانت اور بے ایمانی کے مواد دیوبندیت کے پلّے میں کیا ہے؟ ہر بات میں جعلسازی اور فریب ان کا محبوب مشغلہ ہے۔

تضاد بیانی

ملاحظہ ہو صفحہ ۲۹ پر تو سرکار اعلحضرت علیہ الرحمۃ کو بریلویوں کا خدا قرار دیا تھا۔ صفحہ ۹۷ ملاحظہ ہو اپنے شیطانی تخیلات سے ایک اور رضا خانی خدا تجویز کر لیا لکھتا ہے "رضا خانی خدا" ؎

فرید باصفا ہستی — محمد مصطفیٰ ہستی
چھا گویم چہا ہستی — خدا ہستی خدا ہستی

"دیوان محمدؐ" کا حوالہ بغیر صفحہ کے دیا گیا ہے۔ نامعلوم یہ کتاب کب اعلحضرت علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمائی تھی اور کب دیوبندیوں کے وہمی خیالی پریس، صبح صادق سیتاپور میں چھپی تھی۔ سوال یہ ہے کہ کیا ایک

وقت میں دو دو خدا ہو سکتے ہیں۔ بریلویوں کے دو دو خدا بیک وقت گھڑ کر انہیں مسلمان بھی تسلیم کر رہا ہے۔ "دیوان محمد" کے ان اشعار سے قبل لکھتا ہے۔ یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود۔ بھلا جو دو دو انسانوں کو خدا مانتا ہو کیا وہ بھی مسلمان ہو سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ ملّاں رحمانی کی دروغ گوئی و دل کی بھڑاس ہے۔

مصنّف "سیف شیطانی" نے "تکفیری افسانہ" کا انداز اختیار کرتے ہوئے کچھ نقالی بھی فرمائی اور جس طرز پر ہم نے ان کے اکابر کے عقائد و کفریات و تضادات پیش کئے تھے اس کو بھی یہ شوق چرایا ہے صہ۲۹ پر احمد سعید کاظمی کا فتویٰ کے زیر عنوان مولانا کاظمی صاحب کا فتویٰ نقل کرتا ہے "جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالےٰ نے کسی کو وصف الوہیت عطا فرما دیا ہے وہ مشرک و ملحد ہے"۔ (تسکین الخواطر صہ۱۸) معلوم نہیں کاظمی صاحب کی یہ عبارت نقل کرنے سے جاہل مصنف کو کون سا فائدہ پہنچا اگر وہ

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا — تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

لکھنے والے شاعر پر مشرک و ملحد کا فتویٰ لگانا چاہتا ہے تو یہ غلط ہے کہ اولاً تو شاعر نے اعلحضرت کو خدا کہا ہی نہیں بلکہ اعلحضرت اور سب کے خدا سے دعا کر رہا ہے۔ مصنّف مردود نے بے ایمانی کر کے آخری شعر نقل نہیں کیا اگر بالفرض یہ تسلیم کر لیا جائے کہ شاعر نے خدا کہا ہے تو مولانا کاظمی صاحب اپنے بیان میں وصف الوہیت ماننے والے کو ملحد و مشرک فرما رہے ہیں۔ وصف اور ذات میں فرق ہے لہذا کوئی تضاد نہ ہوا۔ دوم یہ کہ سفاہت جاہل مصنّف مولانا علّامہ کاظمی صاحب کی "تسکین الخواطر صہ۳۵" سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کر کے تضاد ثابت کرنا چاہتا ہے اور خود کاظمی صاحب کو اپنے ہی فتویٰ سے ملحد و مشرک بنانا چاہتا ہے تو یہ بھی نری حماقت اور پرلے درجہ کا پاگل پن ہے۔ مولانا علّامہ کاظمی صاحب "تسکین الخواطر صہ۳۵" کی عبارت میں فرما رہے ہیں۔ "اللہ تعالےٰ اپنے بعض بندوں کو جنہیں وہ چاہتا ہے اپنی کل صفات جمع کر دیتا ہے"۔ یہ مصنّف جاہل کی بے ایمانی ہے وہ کاظمی صاحب کی عبارات میں تضاد ثابت کرنے کے لئے اس جگہ صفات کے درمیان بریکٹ بند کر کے صفات (الہیہ) لکھ کر مفہوم بدل رہا ہے اور پھر مولانا کاظمی صاحب اپنی اس عبارت کی وضاحت میں کہ کل صفات جمع کر دیتا ہے اس کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "لفظ کل سے وہ کل صفات مراد ہیں جن کا مظہر ہونا بندہ کے حق میں شرعاً و عقلاً ممکن ہے"

لیکن جاہل دیوبندی خائن مصنّف کاظمی صاحب کا وضاحتی حاشیہ ہضم کر گیا اور اپنے زعم باطل میں تضاد ثابت کر دیا جو سراسر بد دیانتی و بے ایمانی پر مبنی ہے۔ بے مقصد و بے ربط باتیں بنانا مصنّف "سیف شیطانی" کا محبوب مشغلہ ہے۔ مفتی احمد یار گجراتی کا عقیدہ کے زیر عنوان صہ۳۰ پر لکھتا ہے

"حقیقت محمد کو ربّ ہی جانے" (جاء الحق صفحہ ۹۹) بھلا اس کے نقل کرنے سے کیا فائدہ یا تو اس عقیدہ پر خود علماء اہل سنّت سے فتویٰ کفر یا تضاد ثابت کرتا محض عبارت نقل کر دینے سے کیا فائدہ ہے۔ بھلا کیا یہ "تکفیری افسانہ" کی طرز ہے؟ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے بھی لکھا ہے

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کچھ بھی کسی نے تجھے بجز ستار "(قصائد قاسمی)"

نانوتوی صاحب مصرعہ ثانی میں یہ بتا رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بجز ستار یعنی اللہ تعالیٰ کے کسی نے بھی کچھ نہ جانا۔ یہی مفتی احمد یار خانصاحب مرحوم فرما رہے ہیں کہ حقیقت محمد کو ربّ ہی جانے بتائیے مفتی صاحب نے کون سی بات غلط کہی ہے؟

صفحہ ۳۱ پر سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے رسالہ جلیلہ "خالص الاعتقاد صفحہ ۳۲" سے بعنوان احمد رضا خاں کا فتویٰ یہ نقل کیا "ہم نہ علم الٰہی سے مساوات مانیں نہ غیر کے لئے علم بالذات جانیں اور عطاء الٰہی سے بھی بعض علم ملنا ہی مانتے ہیں نہ کہ جمیع اس سے بڑھ کر جس امر کا اعتقاد میری طرف کوئی کرے مفتری وکذاب ہے۔" اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی اس عبارت کے مقابلہ میں بعنوان احمد سعید کاظمی کا عقیدہ "تسکین الخواطر صفحہ ۱۳" یہ نقل کیا "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام علوم ظاہر و باطن اول و آخر کا احاطہ فرما لیا ہے"

اور اس کے ساتھ پھر اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ سے نقل کیا "نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب اگلوں پچھلوں کا علم جانتے ہیں اور تمام گذشتہ و آئندہ سے آگاہ ہیں" (بحوالہ "الدولۃ المکیہ" صفحہ ۲۴)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام اشیاء کو جانتے ہیں اللہ کے تمام احکام اور صفات اور اسماء اور افعال اور آثار تمام علوم ظاہر و باطن و اول و آخر کا احاطہ فرما لیا" (بحوالہ "الدولۃ المکیہ" صفحہ ۲۹)

اگرچہ ان عبارات میں مصنف کا تصرف ذاتی معلوم ہو رہا ہے لیکن پھر بھی اس سے باطل مراد پوری نہیں ہوتی۔ اعلیٰحضرت امام اہل سنّت کے اپنے کلام اور مولانا کاظمی صاحب کے بیان میں قطعاً کوئی تضاد نہیں ہے تضاد اس وقت ہوتا جبکہ اعلیٰحضرت علم میں مساوات اور علم بالذات کی نفی کرتے اور مولانا کاظمی صاحب یا خود سرکار اعلیٰحضرت کسی بھی جگہ علم میں اللہ تعالیٰ سے مساوات و نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب بالذات کا اقرار فرماتے تو تضاد ثابت ہوتا۔ کاظمی صاحب اور خود اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی موخر الذکر عبارات میں نہ تو علم میں مساوات کا ذکر ہے نہ علم بالذات کا بیان ہے نہ جمیع معلومات الٰہیہ کے عقیدہ کا اظہار ہے اگر کچھ ہے تو وہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم

کے لئے ظاہر و باطن، اوّل و آخر کے علوم کا احاطہ کرنے کا ذکر ہے اگلوں پچھلوں کے علم جاننے کا عقیدہ بھی تضاد پیدا نہیں کرتا۔ کیونکہ اوّل و آخر ایک حد ہے اس کا علم ماننے سے مساوات یا مماثلت نہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی غیر متناہی جس کی کوئی انتہا نہیں قدیم اور غیر حادث اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف اوّل و آخر کے حالات ابتدائے آفرینش سے تا قیام قیامت اور دخول جنّت و دوزخ تک کے حالات پر مشتمل اور عطائی ہے۔ لہٰذا تضاد ثابت نہ ہوا۔ اگر اوّل و آخر کے علم سے مساوات یا مماثلت یا جمیع معلومات الٰہیہ ثابت ہوتی ہیں تو پھر فتویٰ شرک کی زد میں بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی بھی آتے ہیں ملاحظہ ہو وہ لکھتے ہیں " علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن وہ سب علوم رسول اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں " (تحذیر الناس صـ۴)

مصنّف "سیفِ شیطانی" نے صـ۳۱ کے نیچے اور صـ۳۲ پر "قہر القادر" صـ۴ "فتاویٰ افریقہ" صـ۸۱ "عرفان شریعت" صـ۳۲-۳۳ ج ۲ سے بعض دیوبندی وہابی۔ نیچری قسم کے مولویوں اور بعض لیڈروں کی تکفیر ثابت کی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مصنّف ان کتب میں مذکور دلائل کا جواب دیتا اور پھر ہم سے جواب کا مطالبہ کرتا لیکن مصنّف نے ان فتاویٰ کی نقل پر اکتفا کیا ان کتب میں مذکور دلائل کو چھوا تک نہیں اور نہ تضاد ثابت کرنے کے لئے متبادل عبارت نقل کی جس سے تضاد ثابت ہوتا کسی فتویٰ کا محض نقل کر دینا بے معنی ہے۔

اسی طرح صـ۳۲ و صـ۳۳ پر اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے چند فتاویٰ "ملفوظات" صـ۱۳۴ ج ۲۔ رسالہ "تمہید ایمان" صـ۴۳ "عرفان شریعت" صـ۳۶ ج-۲ "عرفان شریعت" صـ۳۷ ج-۲ سے نقل کئے گئے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اعلیٰحضرت امام اہل سنّت نے مولوی اسماعیل دہلوی اور یزید پلید کی تکفیر سے امام اعظم علیہ الرحمۃ کے اتباع میں سکوت فرمایا۔ یہ فتاویٰ اپنی جگہ حق اور صحیح ہیں۔ اسماعیل دہلوی کے عقائد کفریہ ہیں جن کا ردّ "الکوکبۃ الشہابیہ" میں فرمایا۔ لیکن اسماعیل کی توبہ مشہور ہونے کے باعث اس کی تکفیر و لعن سے توقف و سکوت فرمایا۔ اس سلسلہ میں مصنّف "سیفِ شیطانی" کو چاہیئے تھا کہ وہ تضاد ثابت کرنے کے لئے متبادل فتاویٰ نقل کرتا جس سے ثابت ہوتا کہ ایک طرف تو اسماعیل و یزید کی تکفیر سے توقف ہے اور دوسری طرف تکفیر و لعن کے قائل ہیں لیکن مصنّف نے ایسا ثابت نہیں کیا نہ ہو سکتا ہے۔

کذب و افتراء کی انتہا

مصنّف "سیفِ شیطانی" صـ۳۴ پر بعنوان " احمد رضا خاں بریلوی کے والد ماجد کا فتویٰ " لکھتا ہے " مولانا نقی احمد صاحب مرحوم لکھتے ہیں

"مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی علمائے دین اور مومنین صادقین میں سے ہیں" (تحفۃ المقلدین ص۱۵ منقول از رسالہ صدائے حق ۱۳۷۷ھ) ۔ یہ وہ بدترین شیطانی جھوٹ اور ابلیسی افتراء ہے جس کی نظیر نہیں ملتی ۔ نہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے والد بزرگوار کا نام نامی مولانا نقی احمد صاحب ہے نہ دنیا میں ان کی "تحفۃ المقلدین" کے نام سے کوئی کتاب ہے، نہ وہ مطبوعہ صبح صادق سیتاپور میں چھپی ہے، نہ اس کا کوئی وجود ہے ۔ "صدائے حق" رسالہ دیابنہ کا اپنا پرچہ ہے اور اس کے مہینہ و شمارہ نمبر کا بھی حوالہ مذکور نہیں محض ۱۳۷۷ھ لکھ دینا کافی نہیں ۔ آج سے بہت پہلے اور یوسف رحمانی کی ولادت سے بہت پیشتر اس جعلی کتاب کا "خالص الاعتقاد" ص۱۱ ور "ردشہاب الثاقب" ص۵ پر فاضل اجل علامہ مولانا محمد اجمل مفتی سنبھل علیہ الرحمۃ اس شیطانی افتراء اور من گھڑت کتاب کی اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے والد گرامی کی طرف نسبت کی تردید فرما چکے ہیں اگر مصنف "سیف شیطانی" ہمیں یہ کتاب دکھا دے تو ایک ہزار روپیہ انعام پیش کریں گے ۔ اس من گھڑت فرضی کتاب کے فرضی حوالہ کی بنیاد پر اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلاف غلیظ بازاری خرافات کا مظاہرہ کوئی جدی پشتی حرامی ہی کرسکتا ہے جس کی رگوں میں شیطانی خون گردش کر رہا ہو ۔ اعلیٰحضرت امام اہل سنت کے خلاف جن ذلیل ترین خرافات کا مظاہرہ کیا گیا کوئی کنجر بھی یہ زبان استعمال نہیں کرسکتا ہے ۔ اسی طرح اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے پیر بھائی کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے اس من گھڑت کتاب "تحفۃ المقلدین" کا نام لینا اپنے کذاب اعظم ہونے کا اعلان کرتا ہے ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

دیوبندی ملاں اپنے بڑے بڈھوں کا اسلام ثابت کرنے کے لئے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے والد گرامی پر افتراء کرنے میں شرم و حیا اور قطعاً غیرت محسوس نہیں کرتا اور جھوٹ پر جھوٹ مارتا جا رہا ہے ۔ دیوبندی ملاں نے رشید گنگوہی اور قاسم نانوتوی کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے "تحفۃ المقلدین" نامی کتاب توگھڑلی اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے والد گرامی علیہ الرحمۃ کے ذمہ لگادی لیکن اس جاہل ملاں کو اپنے گھر کی خبر ہی نہیں ۔ دیکھئے کتاب "مولانا محمد احسن نانوتوی ص۸۶-۸۸" اس پر مدرسہ دیوبند کے سابق مفتی اعظم مفتی محمد شفیع دیوبندی ساکن کراچی کی تائید و تصدیق موجود ہے اور ص۱ پر مفتی محمد شفیع دیوبندی نے اس کتاب کا تعارف لکھا ہے ۔ اس میں لکھا ہے "مولانا محمد احسن نانوتوی نے (اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے والد محترم) مولوی نقی علی خاں کو عیدگاہ سے یہ پیغام بھجوایا کہ میں نماز پڑھنے کو آیا ہوں پڑھانا نہیں چاہتا آپ (مولانا نقی علی) تشریف لایئے جسے چاہیے امام کیجئے میں اس کا اقتدا کرلوں گا" پھر چند سطر بعد لکھتے ہیں "مگر مولوی (نقی علی خاں) صاحب نے براہ مسافر نوازی کوئی غلطی تو ثابت

نہ کی اور نہ مجھ کو اسکی اطلاع دی بلکہ اول ہی کفر کا حکم شائع کردیا .... مولوی نقی علی خاں صاحب نے ایک استفتاء رام پور سے منگوایا جس کی رُو سے میری تکفیر مشتہر کی"

یاد رہے کہ یہ تکفیر مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کی "تحذیر الناس" کی تائید و حمایت کی بنا پر کی گئی تھی (ملاحظہ ہو کتاب "مولانا محمد احسن نانوتوی" صفحہ ۸۹-۹۰)۔ ملّاں یوسف رحمانی کو اپنے گھر کی تو خبر ہی نہیں اُن کے اکابر تو کہہ رہے ہیں کہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے والد بزرگوار مولانا مفتی نقی علی خاں صاحب قدس سرہٗ نے "تحذیر الناس" کے عقیدہ ختم نبوت کے انکار کی بنا پر مولوی احسن نانوتوی اور قاسم نانوتوی کی تکفیر کی لیکن مصنف "سیف شیطانی" اُس کے مقابلہ میں فرضی کتابیں گھڑ کر اپنے اکابر کا ایمان و اسلام ثابت کرتا ہے۔ کیا اس طرح ہی دیوبندیت کا دفاع ہوگا؟

حاجی امداد اللہ صاحب پر افتراء

مصنف "سیف شیطانی" اور تو اور اپنے اکابر دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمۃ پر بھی افتراء سے باز نہیں آیا۔ لکھتا ہے " حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی مولانا (رشید) گنگوہی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں "مولوی رشید احمد صاحب عالم ربّانی اور فاضل حقّانی ہیں سلف صالحین کا نمونہ جامع بین الشریعت والطریقت ہیں شب و روز خدا اور رسول کی رضامندی میں مشغول رہتے ہیں ...... ہندوستان میں مولوی صاحب فرد واحد ہیں مسائل مشکلہ کی عقدہ کشائی مولوی صاحب سے ہوتی ہے۔ اتباع سنّت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میں محو ہیں محبّت رسول کریم اور عشق خداوندی میں مستغرق ہیں حق گو ہیں لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ یعنی اللہ کے دین کی حمایت و اشاعت اور تبلیغ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی ڈر نہیں رکھنے کے مصداق ہیں۔ خدا کے اُوپر پورا توکل رکھتے ہیں بدعات سے پورا طرح خود پر مجتنب ہیں۔ اشاعت سنّت ان کا پیشہ ہے بدعقیدوں کو خوش عقیدہ بنانا ان کا طریقہ ہے ان کی صحبت اہل اسلام کے واسطے کیمیا اور اکسیر اعظم ہے ان کے پاس بیٹھنے سے اللہ یاد آتا ہے۔ یہی اللہ والوں کی علامت ہے اور تارک الدنیا ہیں راغب الی الآخرت ہیں تصوف اور سلوک میں کامل ہیں ...... فقیر ان کو اپنے واسطے ذریعہ نجات سمجھتا ہے ...... میرا اور مولوی صاحب کا ایک عقیدہ ہے ...... الخ"

حاجی صاحب کے نام سے منسوب اس قسم کے پُرفریب و مغالطہ آمیز الفاظ پر مشتمل ایک طویل مضمون صفحہ ۳۵، ۳۶ پر نقل کیا ہے لیکن اتنے بڑے دعوؤں پر حاجی امداد اللہ صاحب کی اپنی تصانیف میں سے کوئی حوالہ نقل نہ کیا۔ "صدائے حق" اور "چٹان" کا حوالہ کیا اتنے لمبے چوڑے دعوؤں کیلئے کافی ہو سکتا ہے

"صدائے حق" اور "چٹان" دیوبندیوں کے اخبار ہیں۔ حاجی امداد اللہ صاحب وہ ہیں جنہوں نے اپنی شہرہ آفاق تصانیف "فیصلہ ہفت مسئلہ" اور "شمائم امدادیہ" میں دیوبندی دھرم کی وہ لتاڑ کی ہے تاقیامت یاد رہے گی۔ ملاں یوسف کو حاجی صاحب کا نام لیتے ہوئے شرم آنی چاہیئے تھی مگر شرم ان کے پاس کہاں جب شرم و حیا رخصت ہو جائے تبھی کوئی ایسی باتیں کرتا ہے۔ حاجی صاحب کے فرضی مکتوب کے چند دعووں پر نظر ڈالیئے۔ خط کشیدہ عبارات والفاظ کو ملاحظہ فرمایئے۔

نمبر ۱: مولوی رشید احمد گنگوہی خدا اور رسول کی رضامندی میں مشغول ہیں۔

حالانکہ مقتول المسلمین مولوی اسماعیل دہلوی "تقویۃ الایمان" میں صاف لکھتے ہیں:

"رسول کے چاہنے (رضا) سے کچھ نہیں ہوتا" (تقویۃ الایمان" ص ۶۵)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں "یوں کہنا کہ اگر رسول چاہے تو فلاں کام ہو جائے گا شرک ہے" ("بہشتی زیور" اوّل ص ۴۵)

جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دہلوی اور تھانوی شرک سمجھتے ہیں وہ گنگوہی کے لئے کس طرح روا ہو گئی کہ خدا اور رسول کی رضامندی میں مشغول ہیں۔

نمبر ۲ = مولوی (رشید) صاحب فرد واحد ہیں مسائل مشکلہ کی عقدہ کشائی مولوی صاحب سے ہوتی ہے۔

اگر یہ صحیح ہے تو ماننا پڑے گا حاجی صاحب کے نزدیک تمام دیوبندی وہابی مُلاں مولوی قاسم نانوتوی۔ مولوی خلیل انبیٹھوی۔ اشرف علی تھانوی۔ انور کاشمیری۔ محمود الحسن دیوبندی۔ حسین احمد مدنی وغیرہ وغیرہ سب جاہل و بے علم ہیں کیونکہ حاجی صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب فرد واحد ہیں مسائل مشکلہ کی عقدہ کشائی ان سے ہوتی ہے۔ حاجی صاحب مولوی رشید کو فرد واحد لکھ کر دیوبندی ملاؤں کی جہالت اور علمی بے بضاعتی پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

نمبر ۳ = تارک الدنیا ہیں

اگر یہ صحیح ہے تو تارک الدنیا ہونا کس طرح سنّتِ نبوی کے مطابق ہو سکتا ہے۔ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جملہ دنیاوی امور کو (تعلیم امت کے لئے ہی سہی) انجام نہیں دیتے تھے؟

نمبر ۴ = فقیر (یعنی حاجی امداد اللہ صاحب) ان (مولوی گنگوہی) کو اپنے واسطے ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔

یہ بات بھی دیوبندی دھرم پر ایک بہت بڑی ضرب ہے ایک سُنّی مسلمان کہتا ہے میں حضور

غوث اعظم سرکار بغداد یا حضور خواجہ غریب نواز یا سرکار داتا صاحب قدست اسرارہم کی ذواتِ قدسیہ کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتا ہوں تو کفر و شرک کے خانہ ساز فتووں کے دریاؤں میں سیلاب آجاتا ہے لیکن خود مولوی گنگوہی کو نہ صرف اپنے لئے بلکہ حاجی امداد اللہ صاحب کے لئے ذریعہ نجات مان رہے ہیں ملاں رحمانی نے یہ لکھ کر گویا تاثر دیا ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب رشید گنگوہی کے لئے ذریعہ نجات نہیں بلکہ ملاں رشید، حاجی صاحب کے لئے ذریعہ نجات ہیں۔ حاجی امداد اللہ صاحب رشید گنگوہی کے پیر و مرشد نہیں بلکہ رشید احمد گنگوہی حاجی امداد اللہ صاحب کے پیر و مرشد اور اُن کے لئے ذریعہ نجات ہیں۔

نمبر ۵ ۔ میرا اور مولوی (رشید احمد گنگوہی) صاحب کا ایک عقیدہ ہے۔

یہ بات سراسر جھوٹ افتراء اور بکواس ہے۔ یقین نہ آئے تو کوئی بھی شخص حاجی امداد اللہ صاحب کا "فیصلہ ہفت مسئلہ" اور "شمائم امدادیہ" اور رشید گنگوہی کا "فتاویٰ رشیدیہ" اور اُن کی تصدیق شدہ "براہین قاطعہ" لے کر بیٹھ جائے۔ رشید کے انگریزی فتوؤں سے حاجی امداد اللہ صاحب کافر و مشرک و بدعتی قبر پرست نظر آئیں گے۔ زیادہ جدوجہد کی ضرورت نہیں خود مولوی رشید احمد گنگوہی سے پوچھئے کیا آپ کا اور حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ ایک ہے تو وہ گاندھی جی کی جے اور محمود الحسن کی جے کا نعرہ لگا کر صاف صاف بتا دیں گے۔

"حجت قول و فعل مشائخ سے نہیں ہوتی ...... جناب حاجی (امداد اللہ) صاحب سلمہ اللہ کا ذکر کرنا سوالات شرعیہ میں بے جا ہے" واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

مہر رشید احمد ۱۳۰۱ (فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل ص ۹۱)

بتائیے مولوی رشید احمد گنگوہی تو کہہ رہے ہیں کہ سوالات شرعیہ میں حاجی امداد اللہ صاحب کا ذکر کرنا بے جا۔ وہ شرعی مسائل اور دینی عقائد کو کیا جانیں۔ کیا مولوی گنگوہی جی کے اس حوالہ سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ حاجی صاحب اور اُن کے عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہ شرعی مسائل میں حاجی صاحب کا نام لینا اور ذکر سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ اُن کے نزدیک حاجی امداد اللہ صاحب شرعی مسائل میں جاہل و بے خبر ہیں۔ مگر اس کے باوجود مُلاں رحمانی کھینچا تانی سے حاجی امداد اللہ صاحب اور مولوی رشید احمد گنگوہی کا ایک عقیدہ بتا رہا ہے۔ اور سنیئے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب حاجی صاحب کی مسائل شرعیہ سے بے خبری یوں بیان کرتے ہیں:

سوال ۔ رسالہ "ہفت مسئلہ" مطبوعہ نظامی جو کہ حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے

منسوب ہوکر شائع ہوا ہے یہ نسبت حاجی صاحب سلمہ کی غلط ہے یا نہیں ؟

جواب :- " یہ رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" ان (حاجی امداد اللہ صاحب) کا لکھا ہوا نہیں کسی نے لکھا ان (حاجی صاحب) کو سُنا دیا انہوں نے اصل مطلب کو دیکھ کر اباحت کی تصحیح کر دی اور (ان کو) حال اہل زمانہ سے خبر نہ ہوئی " واللہ تعالیٰ اعلم   "(فتاویٰ رشیدیہ" جلد اوّل صفحہ ۹۴)

جاننا چاہیے پہلے تو رشید احمد گنگوہی نے اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کا ذکر مسائل شرعیہ میں بے جا بتایا تھا اور اب فرما رہے ہیں کہ انہوں نے فیصلہ ہفت مسئلہ کی تصحیح کر دی انہیں حال اہل زمانہ سے خبر نہ ہوئی۔ بتلایئے ایسے حالات میں کوئی کس طرح یقین کرے کہ حاجی امداد اللہ صاحب اور مولوی رشید احمد گنگوہی کا ایک عقیدہ ہے۔ اور پھر "شمائم امدادیہ" اور "فیصلہ ہفت مسئلہ" اور "فتاویٰ رشیدیہ" و "براہین قاطعہ" سب کے سامنے ہے ہر ذی علم جان سکتا ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے عقائد و نظریات میں زمین و آسمان کا فرق ہے مگر دلّال یوسف دُنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے دن کو رات اور رات کو دن بتا رہا ہے اپنی جعلسازیوں کے کرتب دکھا کر لوگوں کو بے وقوف بنانا چاہتا ہے تاکہ سادہ لوح انسان دیوبندیت کے جال میں پھنسے رہیں۔

شیرِ ربانی میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمۃ پر افتراء

"سیف شیطانی" کے ذلیل مصنف نے اپنے مفتری علماؤں اور جھوٹے اکابرین کے مصنوعی تقدس کا بھرم قائم رکھنے کے لئے شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری علیہ الرحمۃ کا نام بھی لیا ہے صفحہ ۳ وصفحہ ۳۸ پر لکھتا ہے " مولانا مولوی انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرسہ دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب مہاجر لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے آپ (میاں صاحب علیہ الرحمۃ) ان سے کچھ باتیں کرتے رہے اور (انور) شاہ صاحب خاموش رہے پھر آپ نے مولانا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا موٹر کے اڈے تک حضرت میاں صاحب خود سوار کرانے کے لئے ساتھ تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے میاں صاحب علیہ الرحمۃ سے کہا "میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں" آپ نے ایسا ہی کیا..... الخ

دُنیا جانتی ہے اور یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں کہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ شرقپور شریف اہل سُنّت کا عظیم آستانہ ہے حضرت میاں شیر محمد صاحب قدس سرہٗ، حضرت ثانی صاحب اور حضرت میاں جمیل احمد صاحب کے عقائد حقّہ اور مسلک اہل سُنّت کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں

ان حضرات کی مساعی جمیلہ کسی سے مخفی نہیں مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی اسی آستانہ کے خادم اور سُنّیت بریلویت مسلکِ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ کے سرگرم مبلغ و واعظ ہیں۔ میاں صاحب علیہ الرحمۃ کے جامعہ میں شروع ہی سے سُنّی بریلوی علماء کا تقرر ہوتا چلا آرہا ہے لیکن اگر کوئی شخص جھوٹ اور بے شرمی پر کمر باندھ لے تو اس کا کیا علاج ہے ؟

"خزینۂ معرفت" کا حوالہ کسی طرح بھی ملاں یوسف کے لئے مُفید نہیں ہو سکتا ہے۔

۱۔ اس میں لکھا ہے مولوی انور شاہ اور احمد علی شرقپور شریف حاضر ہوئے۔ شرقپور شریف کہنا اور عاجزی و نیاز مندی سے حاضر ہونا دیوبندیت وہابیت کے منافی ہے۔

۲۔ حضرت میاں صاحب قبلہ کو یہ لوگ بڑی ارادت سے ملے۔ حالانکہ میاں صاحب یارسول اللہ کا نعرہ لگانے اور گیارہویں شریف کرنے والے تھے۔ اور سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کو سرکار غوث اعظم شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا اس دور میں نائب سمجھنے والے تھے (ملاحظہ ہو ماہنامہ "نور ظہور" تصوف جلد اول شمارہ صفر المظفر)۔ ایسے صحیح العقیدہ سُنّی بریلوی بزرگ کی بارگاہ میں حاضر ہونا، بڑی ارادت سے ملنا یہ بھی دیوبندیت وہابیت کے منافی ہے۔

۳۔ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کا کچھ باتیں فرمانا (وہ باتیں عقائد اہل سُنّت عظمت شانِ رسالت اور اہل اللہ کے پاکیزہ ذکر پر مشتمل ہی ہوں گی) کرنا اور مولوی انور کاشمیری کا خاموش رہنا عقائد حقہ قبول کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ اس خاموشی کو اجماع سکوتی سے تعبیر کیا جائے گا اور پھر حضرت میاں صاحب کو اپنا رہبر و رہنما بزرگ و پیشوا سمجھتے ہوئے یہ عرض کرنا کہ "میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں" یہ بھی دیوبندیت وہابیت کے منافی ہے۔ انور کاشمیری اور احمد علی لاہوری کے اعتقاد و عمل میں ایسی انقلابی تبدیلیوں کے بعد اگر حضرت میاں صاحب ان کو لاری اڈا پر چھوڑنے تشریف لے آئے تو اس سے دیوبندیت وہابیت کی کون سی تائید ہو گئی ؟ تائید تو جب ہوتی اگر حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ "حفظ الایمان"، "براہین قاطعہ"، "تحذیر الناس" جیسی گستاخانہ اور رسوائے زمانہ کتابوں کی تائید فرماتے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ مناظرِ اسلام، فاتح دیوبندیت وہابیت، مولانا محمد عمر صاحب اچھروی مرحوم اسی آستانہ کے فیض پروردہ اور تربیت یافتہ مبلغ و مناظر تھے۔ کیا کل کو دیوبندی یہ کہیں گے کہ مولانا محمد عمر صاحب اچھروی بھی دیوبندی طاقتوں کے مدّاح تھے ؟ آخر کوئی تو ڈھنگ کی بات کرنی چاہیئے۔

ایسی بے سروپا حکایات، من گھڑت فرضی افسانوں اور بے ربط باتوں کی بنیاد پر دیوبندیت

کا شیش محل آخر کتنے روز کھڑا رہے گا اور پھر ستم بالائے ستم یہ کہ حضرت میاں صاحب شرقپوری اور حاجی امداد اللہ صاحب اور امام اہل سُنّت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے والد گرامی مولانا مفتی نقی علی خاں صاحب کے ذمّہ جھوٹ باندھنا، اُن پر افتراء کرنا من گھڑت کتابوں فرضی صفحوں کے حوالے دینا اور پھر بے شرمی وبے حیائی سے صفحہ ۳۸ و صفحہ ۳۹ پر اعلیٰحضرت کا فتویٰ کی سرخی جما کر یہ تاثر دینا کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے ایسے لوگوں پر یہ فتویٰ دیا ہے وہ فتویٰ دیا ہے۔ صفحہ ۳۹ کے خیانت افروز خلاصہ میں یہ بیان کرنا کہ خلاصہ یہ ہوا کہ احمد رضا خاں کے نزدیک مولانا شیر محمد صاحب شرقپوری اُن کے پیر بھائی سیّد بدرالحسن صاحب مولانا نقی احمد خاں صاحب (احمد رضا خاں کے والد) کافر ہوئے ان کی اولاد حرامی ہوئی العیاذ باللہ

حالانکہ ان حضرات پر اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ کا اطلاق اس وقت ہوتا جب ان حضرات سے فی الواقعہ دیوبندیت وہابیت کے عقائد بد وباطل کی تائید کی ہوتی۔ "حفظ الایمان"، "براہین قاطعہ"، "تحذیر الناس" کے مصنفین کے کفریات کو اسلام سمجھا ہوتا۔ لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ مصنّف "سیفِ شیطانی" نے ان حضرات کی طرف جو باتیں منسوب کی ہیں وہ جھوٹ ہیں خالص افتراء ہیں بلکہ یہی باتیں دیوبندی دھرم کے منافی ہیں جب یہ سارا تانا بانا ہی جھوٹ اور افتراء کا تو پھر اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے مبارک فتاویٰ کا اطلاق ان بزرگوں پر نہ ہوگا اور مصنّف "سیف شیطانی" کا جعلسازی سے تیار کردہ خلاصہ جہنّم رسیدہ ہو جائے گا۔

نام نہاد "سیف رحمانی" کے بقلم خود مناظرِ اسلام نے صفحہ ۴۰ پر مولانا غلام جہانیاں کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: ؎

وُہ مدنی محمد معین بن کے آیا - غضب کا جوان حسین بن کے آیا

(دالخ "ہفت اقطاب" صفحہ ۱۶۸)

طالب خدا گواہ کہ تا رک بجشم من - عین محمد است کہ عربی شنیدہ

(دالخ "ہفت اقطاب" صفحہ ۱۵۱)

طالب اگر ہے حسن تجلّی کی دید کا - آدیکھ زاہدا رُخ زیبا فرید کا

نقش فرید نقش ہے ربّ مجید کا - اظہار ذات حق ہے سراپا فرید کا

(دالخ "ہفت اقطاب" صفحہ ۱۰۱)

نام نہاد مناظر اسلام نے کمال بے حیائی سے یہ اشعار تو نقل کر دیئے اب چاہیے یہ تھا کہ ان اشعار کو دلائل شرعیہ کی روشنی میں کفر وارتداد یا شرک ثابت کرتا۔ یا پھر اکابرین اہل سنّت کی کتب

سے اس کا تضاد پیش کرتا لیکن دلائل اور تحقیقات اس جاہل مطلق کے بس کا روگ نہیں لہذا اپنی آبائی جہالت کا راز طشت ازبام کرنے کے لئے مسٹر حالی کے اشعار میں پناہ لی۔ حالی کے اشعار کوئی وحی خدا تھوڑا ہی ہیں خود جاہل مصنف اپنی رسالہ کے صفحہ ۱۷ پر بھونکتا ہے "اگر امام اعظم رحمتہ اللہ کا فرمان بھی قرآن وحدیث سے معارض ہوگا ہم اس کو بھی ٹھکرا دیں گے" جب اس بدبخت کو امام اعظم علیہ الرحمۃ کے اقوال وارشادات پر ایسی بے اطمینانی ہے تو ہم حالی کے اشعار کو قرآن حدیث کے برابر کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ دلائل قرآن وحدیث وفقہ سے ہوتے ہیں یا "مسدس حالی" سے ع۔ کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

اور پھر حالی نے بھی یہی کہا ہے ؎

کرے غیر گر بُت کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر — کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

بفضلہ تعالیٰ ہم اہل سُنّت بھی بُت یا کسی مزار کی پوجا کرنے، کسی کو خدا کا بیٹا ٹھہرانے، آگ پر یا کسی قبر پر سجدہ عبادت، کواکب میں کرشمہ ماننے کو کفر کہتے ہیں۔ باقی حالی صاحب جن مسلمانان اہلسنت کو یہ کہتے ہیں ؎

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں الخ

اگرچہ حالی نے مسلمانان اہل سُنّت پر یہ افتراء کیا ہے کہ وہ نبی کو خدا کر دکھلاتے ہیں یا اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھاتے ہیں یا شہیدوں سے دُعا مانگتے ہیں اس پر بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ شہیدوں سے دُعا کوئی بھی نہیں مانگتا بلکہ شہیدوں کے وسیلہ سے دُعا مانگی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود خود حالی اپنی موخر الذکر اشعار سے پہلے لکھتے ہیں ؎

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

حالی بلا دلیل وثبوت مسلمانان اہل سُنّت پر غیر خدا کی پرستش کا بلا دلیل وثبوت جھوٹا الزام لگانے کے ساتھ ساتھ ان کو مومن مان رہا ہے۔ بھلا غیر کی پرستش کرنے والا مومن کس طرح رہ سکتا ہے؟

ع۔ کوئی بتلائے کہ ہم بتائیں کیا

حالی تو سگے جہاں ان کا مقام تھا انہوں نے اپنے تمام اشعار میں مسلمانان اہل سنّت پر غیر کی پرستش کرنے' نبیوں کو خدا کر دکھلانے، اماموں کو نبی سے بڑھانے، شہیدوں سے دعا مانگنے کا افتراء کرتے وقت کسی دلیل اور ثبوت کی ضرورت نہیں سمجھی لیکن لکیر کے فقیر نام نہاد مصنّف "سیف رحمانی" نے بھی حالی کی ماری ہوئی مکھیوں کا عرق نکالتے وقت کسی دلیل و ثبوت کی حاجت نہ سمجھی اور بے دریغ اس افتراء میں شریک ہو گیا۔ مصنّف "سیف رحمانی" میں رتّی بھر صداقت ہے تو وہ ثابت کرے کہ اکابر اہل سنّت میں سے کس نے نبی کو خدا کے برابر کیا یا اماموں کو نبیوں سے بڑھایا؟

باقی رہے "ہفت اقطاب" کے متذکرہ بالا اشعار ان میں بھی وہ بات نہیں جن کی وہ حالی کے اشعار سے تردید کرنا چاہتا ہے۔ اگر مصنّف "ہفت اقطاب" کے اشعار کو دلائل شرعیہ کی روشنی میں غلط ثابت کرے تو ہم اس کے دلائل کا تجزیہ کر سکتے ہیں لہٰذا اس پر لازم ہے کہ وہ ان اشعار پر مدلل گفتگو کرے۔ اور ہوائی باتوں سے دل نہ بہلائے۔ لیکن یہ بات ہر ذی فہم و شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ جب "ہم تکفیری افسانہ" میں حاجی امداد اللہ صاحب کے اپنے پیر و مرشد حضرت نور محمد صاحب کی مدح میں اشعار "امداد المشتاق" سے نقل کرتے ہیں اور اسماعیل قتیل سے اس پر فتویٰ کفر و شرک ثابت کرتے ہیں تو وہ بے قراری و اضطراب کی کیفیت میں قرآن و احادیث سے ان اشعار کو ثابت کرنے کی بجائے لکھتا ہے "حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے وہ اشعار نقل کئے ہیں جو کہ آپ نے حالت وجد و ذوق میں تدابیر مشروعہ کے تحت اپنے پیر و مرشد خواجہ نور محمد صاحب کے متعلق فرمائے ہیں" (سیف شیطانی صہ ۴۲)

ہم پوچھتے ہیں کیا ذوق۔ وجد۔ اور تدابیر مشروعہ پر آپ کی اجارہ داری ہے۔ جب آپ اپنے اکابرین کے پیر و مرشد کو فتویٰ کفر و شرک سے بچانے کے لئے وجد و ذوق اور تدابیر مشروعہ کا بہانا بناتے ہیں تو پھر مولانا غلام جہانیاں کے اشعار کے متعلق بھی ایسا ہی سوچ لیا ہوتا۔ انہوں نے وجد و ذوق نہیں تو کون سا بغض و عناد میں محولہ بالا اشعار تحریر کئے ہیں کچھ تو دیانت چاہیئے۔

مصنّف "سیف شیطانی" مولانا غلام جہانیاں کا عقیدہ کے طور پر مذکورہ بالا اشعار نقل کرنے کے بعد صہ ۴۲ پر لکھتا ہے۔ "یہی وہ تخلص ہیں جو کہ یہود و نصاریٰ سے بھی بازی لے گئے انہوں نے صرف نبی کو خدا بنایا اور حلول و تشبیہ اور جزئیت کا عقیدہ رکھا مگر آج کا مسلم نما انسان تو ولی کو نبی اور نبی کو خدا بنائے ہوئے ہے۔"

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

مذکورہ بالا مختصر سی عبارت میں مصنف نے تین دعوے کئے ہیں لیکن ثبوت ایک کا بھی نہیں۔

(۱) — یہود و نصاریٰ سے بازی لے گئے۔

(۲) — انہوں نے نبی کو خدا بنایا یا حلول تشبیہ اور جزئیت کا عقیدہ رکھا۔

(۳) — مگر آج کا مسلم نما انسان تو ولی کو نبی اور نبی کو خدا بنائے ہوئے ہے۔

بتائیے اس سے زیادہ اور کیا بے شرمی اور بے حیائی ہوگی۔ بھلا اس کا کیا ثبوت ہے کہ ہم اہل سنت ولی کو نبی اور نبی کو خدا بنائے ہوئے ہیں۔ لعنة الله على الكاذبين

ولی کو نبی بنانا اور نبی کو خدا قرار دینا تو یقیناً کفر ہے۔ اگر یہ بات فی الواقع صحیح ہے تو پھر اکابر دیوبند نے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ایمان و اسلام کی شہادت کیوں دی جیسا کہ ہم آگے مفصل بیان کریں گے۔ اور تو اور اگرچہ شعر بے محل ہی سہی خود مصنف "سیف شیطانی" ص ۲۱ پر لکھتا ہے ؎ یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

کچھ بھی ہو بہر حال یہ شعر لکھ کر خود مصنف "سیف شیطانی" نے بھی ہم اہل سنت کو مسلمان تو تسلیم کر ہی لیا۔ آگے اس کی بے ایمانی ہے کہ وہ ہم پر ولی کو نبی اور نبی کو خدا بنانے کا افتراء کرکے اپنے کذاب و مفتری ہونے کا ثبوت فراہم کر رہا ہے۔ بھلا جو شخص ولی کو نبی اور نبی کو خدا بنائے وہ بھی مسلمان ہوتا ہے؟ ؎ کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا۔

مولانا غلام جہانیاں صاحب کے اشعار اگر واقعی مبنی بر کفر و شرک تھے تو یہ اشعار نقل کرنے کے بعد مسلمان تسلیم کرنے کے اعلان کا کیا مطلب؟ کہ

؎ یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

تعجب ہے کہ مصنف "سیف شیطانی" ان لوگوں کو مسلمان تسلیم کر رہا ہے جن کو چند سطور قبل خود ہی لکھتا ہے "یہی وہ اشخاص ہیں جو کہ یہود و نصاریٰ سے بھی بازی لے گئے" یہ سچ ہے

دروغ گو را حافظہ نباشد

اور پھر ان کی محاورہ سازی کی صنعت ملاحظہ ہو لکھتا ہے آج کا مسلم نما انسان۔ کیا مسلم انسان نہیں ہوتے؟ یہ ہے جہالت۔ ہاں ہاں یہ ہے حماقت جس کے دماغ میں دیوبند ہو وہ اسی طرح پاگل پن میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور عقل و شعور سے عاری باتیں کرنے لگتا ہے۔ طنزیہ محاورے اس طرح بنتے ہیں۔ گندم نما جو فروش۔ رہبر نما رہزن۔ یعنی متضاد چیز پیش کی جاتی ہے۔ مسلم نما انسان کا مطلب یہ ہوگا کہ مسلمان انسان نہیں ہوتے بے چارے نے اپنی جہالت سے مسلمانوں کی انسانیت ہی کا انکار کر ڈالا۔

جاہل مصنف نے مولانا غلام جہانیاں کے اشعار نقل کرتے وقت یہ نہیں بتایا کہ اسے ان اشعار پر کیا اعتراض ہے اور اس کی دلیل کیا ہے ؟ یہ ہوتا تو ہم اس کا جواب دیتے۔ ممکن ہے اس کو اس پر اعتراض ہو کہ وہ مدنی محمد معین بن کے آیا۔ تو ہم کہیں گے یہ ذو معنی ہے۔ وہ مدنی صلی اللہ علیہ معین (یعنی مددگار) بن کے آیا۔ اگر وہ یہ سمجھا کہ حضور مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم بعینہٖ معین بن کے تشریف لائے۔ تو ہم کہیں گے اس پر اعتراض کرنے سے پہلے بانی مدرسہ دیوبند کی "سوانح قاسمی" کا دونوں آنکھیں کھول کر مطالعہ کرے لکھا ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مولانا (قاسم نانوتوی) کے جسم مبارک میں سمانا شروع ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو مولانا میں سما گیا اور سر مبارک" (سوانح قاسمی ج ۱ ص ۱۲۹)۔

یہاں دیوبندیوں نے حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے ہر عضو مبارک کو بانی مدرسہ دیوبند کے جسم میں سما دیا ہر عضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عضو نانوتوی بنا دیا۔ یہ کس قدر شدید ترین گستاخی ہے اور پرلے درجہ کی توہین ہے۔ مگر توہین انبیاء علیہم السلام و گستاخی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کا جدی پیشہ ہے۔ خود بابائے وہابیت مقتول السلمین اسماعیل قتیل اپنی قرآن ثانی "تقویۃ الایمان" میں لکھتا ہے

"انبیاء اولیاء امام، امام زادے، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہیں ...... اور بندے عاجز ہمارے بھائی" (تقویۃ الایمان ص ۴۳)

جب انبیاء کرام علیہم السلام تک کو بندے عاجز، اپنے بھائی اور اپنی مثل بشر کہا جاتا ہے تو پھر انہیں مولانا غلام جہانیاں کے اس مفہوم پر بھی تعجب نہیں ہونا چاہیے جو ان کا من گھڑت ہے۔ اور مولانا کی مراد کے خلاف ان سے غلط منسوب ہے۔ یہ تو دیوبندیوں ہی کا عقیدہ ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر اور بڑا بھائی قرار دیتے ہیں بلکہ یہاں تک لکھتے ہیں:

"لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے"

("فتاویٰ رشیدیہ" ص ۹۶ از مولوی رشید احمد گنگوہی)

نہ صرف یہ بلکہ اپنے مولویوں کو بھی رحمۃ اللعالمین قرار دے لیتے ہیں مفتی محمد حسن اشرفی مشہور دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ اعظم تھے۔ اُن کے انتقال پر ایبٹ آباد کے (دیوبندی) مہتم مدرسہ لکھتے ہیں۔ "آج نماز جمعہ پر یہ خبر جانکاہ سُن کر دل حزیں پر بے حد چوٹ لگی کہ رحمۃ اللعالمین دنیا سے سفر آخرت فرما گئے" (تذکرہ حسن بحوالہ تجلی دیوبند بنوری کرن فروری ۱۹۶۳ء)۔

دیوبندی ملّاں کو مناظر اسلام بننے کے شوق کے پاگل پن میں شعر

سے طالب وُہی اللہ وُہی احمد وُہی نازک

اغیار کہاں سب یار کی جلوہ گری ہے

یہ اعتراض سوجھا ہے کہ تثلیث کا عقیدہ کافر عیسائیوں کا تھا لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ (القرآن) اس بدبخت کو یہاں تثلیث نظر آئی لیکن اس کو کیا کہیئے کہ مولوی عاشق الٰہی دیوبندی میرٹھی "تذکرۃ الرشید" حصہ دوم صت ۲۴۲ پر لکھتے ہیں :

" ضامن علی جلال آبادی (دیوبندی) کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مُرید تھیں، ایک بار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کے لئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی۔ میاں صاحب بولے "فلانی کیوں نہیں آئی؟" رنڈیوں نے جواب دیا "میاں صاحب ہم نے اُس کو بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو۔ اُس نے کہا کہ میں بہت گنہگار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں۔" میاں صاحب نے کہا "نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا" چنانچہ رنڈیاں اُسے لے کر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا "بی تم کیوں نہیں آتی تھیں؟" اُس نے کہا "حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔" میاں صاحب بولے "بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی دالتہ ہے"

بتایئے رنڈیاں اپنی سیاہ بختی کا اعتراف کریں لیکن دیوبندی پیر اللہ تعالیٰ سبوح وقدوس کو رنڈیوں اور ان کے افعال بد کا ذمّہ دار قرار دیں کیا اس سے یہ ثابت نہیں کہ دیوبندی پیر کے نزدیک (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ ان رنڈیوں اور ان کے آشناؤں میں حلول کر گیا تھا۔ جو ان کے افعال بد کی ذمّہ داری اُس سبحان سبوح پر ڈالی گئی اور یہ لکھا کہ کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی (دالتہ) ہے۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ثابت ہوا کہ دیوبندی پیر خود حلولی ہیں۔ یہ جاہل مصنّف کی سینہ زوری ہے کہ وہ اپنی بے شرمی کے بل پر حلولی ہونے کا الزام لگاتا ہے اور ساتھ ہی اپنے کذّاب ہونے کا سرٹیفکیٹ پیش کرنے کے لئے لکھتا ہے " تشبیہ و حلول کے قائل کے متعلق خود مولوی احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں کہ تشبیہ کا قائل کافر ہے " (سیف شیطانی صت ۴۲)۔ اس کے بعد اعلحضرت قدس سرہٗ کا فتویٰ مبارکہ نقل کیا گیا ہے جب یہ بدبخت خود معترف ہے کہ اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ تشبیہ و حلول کے قائل پر حکم کفر

صادر فرماتے ہیں تو پھر بریلویوں پر حلول و تثلیث و تشبیہ کی افتراء پردازی کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا نکل سکتا ہے۔ مصنف "سیفِ شیطانی" مفتری ہے اور متضاد دعوے کر کے اپنی فریب کاریوں اور تضاد بیانیوں کا راز افشاء کر رہا ہے۔ مصنف "سیفِ شیطانی" نے جب خود صفحہ ۴۲ نصف تا صفحہ ۴۴ "عرفان شریعت اور فتاویٰ افریقہ" سے سب کچھ ثابت کیا ہے تو پھر ہم پر الزام کیسا ہماری صفائی تو وہ خود پیش کر چکا باقی جھک مارنے سے کیا فائدہ؟

جاہل مصنف نے صفحہ ۴۴ پر مولانا محمد یار صاحب گڑھی شریف والوں کے بھی چند اشعار نقل کئے ہیں۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کسی بزرگ کے شعر نقل کر دینا ہی کافی ہیں؟ ان کو دلائل شرعیہ کی روشنی میں غلط ثابت کیا جاتا اور پھر اپنے پاؤں پر جو کلہاڑی خود مار چکا ہے اس کو بھی پیش نظر رکھتا یعنی مصنف خود حاجی امداد اللہ صاحب کے اشعار کی صفائی میں کہہ چکا ہے کہ یہ اشعار حالت وجد و ذوق میں لکھے گئے ہیں جب آپ حاجی امداد اللہ صاحب کو کفر و شرک کے اسماعیلی فتوؤں سے بچانے کے لئے وجد و ذوق کی پناہ تلاش کر سکتے ہیں تو پھر مولانا محمد یار صاحب مرحوم پر کیا اعتراض ہے اگر کوئی اعتراض ہے تو مدلل بیان کریں اور جواب لیں۔ مگر مصنف "سیفِ شیطانی" میں اتنی لیاقت کہاں کہ وہ مدلل گفتگو کرے۔

گھر کی خبر نہیں

دیوبندیت کی مردہ نعش میں نئی روح ڈالنے کے لئے "سیفِ شیطانی" کا عنید مصنف بعنوان اعتراضات کے خبط میں اس حد تک مبتلا ہے کہ اُسے گھر کی خبر ہی نہیں وہ مولانا غلام جہانیاں صاحب اور مولانا محمد یار صاحب مرحوم پر تو اعتراض کرنے نکلا ہے مگر اپنے اکابر کے عقائد و فتاویٰ سے واقفیت ہی نہیں۔ جس قسم کے اشعار پر وہ اعتراض کر رہا ہے اس سے بڑھ کر دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن نے اپنے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی کے "مرثیہ" میں لکھے ہیں۔

لہٰذا ہم کہتے ہیں ؎

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

ملاحظہ ہو "مرثیہ گنگوہی" ؎

بانیٔ اسلام کا ثانی

زباں پر اہل ہوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی
(مرثیہ گنگوہی ص ۶)

یہاں مولوی رشید احمد گنگوہی کو بانیٔ اسلام کا ثانی کہا جا رہا ہے۔ بانیٔ اسلام کون ہے ظاہر ہے کہ حقیقی بانیٔ اسلام اللہ تبارک و تعالیٰ ہے یا پھر حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو بانیٔ اسلام کہہ سکتے

ہیں مگر مولوی محمود الحسن اپنے پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کو بانی اسلام اللہ تبارک و تعالیٰ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دے رہے ہیں یہی نہیں بلکہ یہی مولوی محمود الحسن چند ورق آگے لکھتے ہیں

ربُّ العالمین

خدا ان کا مربّی وُہ مربّی تھے خلائق کے
مرے مولا مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

یہاں مولوی رشید احمد گنگوہی کو مربّی خلائق کہا گیا ہے جس کا معنیٰ ہے ربُّ العالمین۔ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے ترجمہ قرآن مجید مطبوعہ شیخ برکت علی اینڈ سنز لاہور کے ص۲ پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کا ترجمہ یوں کیا ہے سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے یہ کتنا عظیم اور واضح شرک ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کو مربی خلائق کہا جائے۔ خلائق جمع خلق کی ہے گویا مولوی رشید احمد گنگوہی ہر ہر عالم کے رب اور پوری خلقت کے پروردگار ہیں۔ لیکن کوئی شرک نہیں کوئی کفر نہیں۔

اگر یہی بات کوئی سنی مسلمان حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کہہ دے کہ

خدا اُن کا مربّی وُہ مربّی تھے خلائق کے
مرے مولا مرے ہادی تھے بے شک شیخ ربانی

فوراً کفر و شرک کی مشینیں گنیں ترپیں ہزار ہزار گولے فتاوی کفر و شرک اُگلنے لگنیں لیکن مولوی گنگوہی جی کے متعلق لکھ بیٹھے سب ہضم ہے۔

عیسیٰ و یوسف علیہما السلام

دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن اپنے پیر و مرشد رشید احمد گنگوہی کو ربّ العالمین اور بانی اسلام کا ثانی قرار دینے کے بعد دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں سے رشید احمد گنگوہی کو مسیحائے زماں (اپنے وقت کا عیسیٰ علیہ السلام) اور ماہ کنعانی (سیدنا یوسف علیہ السلام) قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں ؎

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو
چھپا چاہ لحد میں وائے قسمت ماہ کنعانی (مرثیہ گنگوہی ص۸)

اور ؎ قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی (مرثیہ گنگوہی ص۱۰)

مولوی رشید احمد گنگوہی کے کالے کالے غلام بھی سیدنا یوسف علیہ السلام کے ثانی ہیں۔ ان ساری خرافات اور جاہلانہ بکواسوں کا بقلم خود مناظر اسلام کے پاس کیا جواب ہے۔؟

اگر کچھ ہے تو یہی کہ یہ اشعار حالت وجد و ذوق و سکر میں تدابیر مشروعہ کے تحت لکھے ہیں

جناب! اس کی دلیل کیا ہے دلیل کچھ نہیں ہمارا کہہ دینا ہی دلیل ہے ہم جو کہہ رہے

بندہ نواز! اگر یہی اشعار حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ یا سرکار سلطان الہند خواجہ غریب نواز کی مدح میں کہہ دیئے جائیں تو پھر ....

پھر یقیناً کفر و شرک ہیں اور یقیناً انبیاء و رسل علیہم السلام کی توہین و تنقیص ہے۔

اہل علم و انصاف کے لئے مقام غور و فکر ہے یہ جاہل ملاں اپنے اکابر کانگرسی ایجنٹوں ہندؤں کے پٹھوؤں کو کیسے کیا بنا دیتے ہیں کس فراخدلی سے رب العالمین بانی اسلام کا ثانی سید ناعیسیٰ و یوسف علیہم السلام قرار دیتے ہیں لیکن اہل سنت حقیقی اولیاء اللہ و محبوبان خدا کی شان میں کہہ دیں تو فوراً شرک و بدعت کا جان لیوا دورہ پڑ جاتا ہے۔

بتایئے مولانا محمد یار صاحب مرحوم نے اپنے اشعار میں کوئی اس قسم کی انتہاپسند اور شدید مبالغہ آمیزی کی بات کہی ہے اگر کہی بھی ہوتی تو اس کی ذمہ داری امام اہل سنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر کس طرح آسکتی ہے اور اس کو پوری دنیائے اہل سنت کا عقیدہ کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟

ملاں رحمانی کو یہ بھی گوارہ نہیں کہ کوئی مسلمان یہ کہہ دے ؎

کسی عارف سے پوچھا تھا خدا کی کیسی صورت ہے
خدا سے یہ آواز آئی میری صورت محمد کی (دلنعت نور محمد صلا)

حالانکہ خود سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں من رانی فقد رأ الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا۔

یا یہ کہ ؎

خدا کی پاک ہستی کو محمد میر کہتے ہیں
محمد بے کدورت کو خدایا پیر کہتے ہیں (دیوان محمدی ص۲)

پہلے مصرعہ میں خدا کی پاک ہستی کو محمد میر کہنا ہے وہ معنوی لحاظ سے ہوسکتا ہے محمد کا معنی بے حد تعریف کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بھی بے حد کی گئی، کی جاتی ہے، کی جاتی رہے گی۔ پہلے مصرعہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہیں کہا بلکہ خدا تعالیٰ کو محمد میر کہا گیا ہے لہذا نبی کو خدا سے بڑھانے کا افتراء غلط ثابت ہوا۔

اور مصرعہ ثانی محمد بے کدورت کو خدایا پیر کہتے ہیں۔ اس میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہیں کہا گیا۔ شاعر کہتا ہے محمد بے کدورت کو اے خدا پیر کہتے ہیں اور علاقائی زبانوں کے الفاظ میں ایسا کہنا معنوی اعتبار سے غلط نہیں ہے۔

اسی طرح ؎ محمدؐ میں فنا ہوکر محمدؐ بن کے نکلا ہے
حبیب کبریا کا شیخ فانی دیکھتے جاؤ

یہ بھی معنوی اعتبار سے غلط نہیں یعنی حضور سیدنا محمدؐ کے عشق و محبت میں فنا ہوکر محمدؐ بن کے نکلا ہے اور حبیب کبریا کا شیخ فانی دیکھتے جاؤ۔ اس میں حضور محمدؐ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت اور برتری تسلیم کی جارہی ہے اور حبیب کبریا کا شیخ فانی اُن کا پروردہ کیا جارہا ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل یا ہمسر نہیں کیا جارہا ہے جیسا کہ دیوبندی کہتے ہیں اور ابھی سوانح قاسمی جلد ۳ صفحہ ۱۲۹ کے حوالہ سے گزرا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو عضو مولانا نانوتوی میں سماگیا۔ یہ کون سی دلیل شرعی سے ہے ؟

کیا خدا کی شان ہے یا خود خدا ہے جلوہ گر
ملتی ہے اللہ سے تصویر میرے پیر کی
(دیوان محمدی صفحہ ۴۲)

اس میں بھی خدا کی شان خدا کی جلوہ گری کہا ہے عین ذات خدا نہیں کہا گیا۔ بلاشبہ اولیاء اللہ کی مقدس شان میں اللہ تعالیٰ کی شان کا مظہر ہیں اور انوار الٰہیہ ہی کے جلوہ کی اولیاء اللہ میں جلوہ گری ہے باقی رہا تصویر کہنا یعنی صورت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

میں نے اپنے ربّ کو اچھی صورت میں دیکھا

ملاں جی نے یہ شعر بھی نقل کیا ہے ؎

برائے چشم بینا از مدینہ برسر ملتان
بشکل صدر الدین خود رحمۃ للعالمین آمد

ملاں جی نے نقل کرنے کو تو یہ شعر بھی نقل کر دیا ایک لمحہ کی تاخیر نہ کی مگر یہ نہیں بتایا اس شعر کے کس حصہ سے اس کو کون سا ورد لاحق ہوا ہے شعر کا مفہوم اپنی جگہ واضح ہے۔ برائے چشم بینا از مدینہ برسر ملتان مصرعہ ثانی بشکل صدر الدین خود رحمۃ للعالمین آمد۔ پھر ہی اس کو کچھ اعتراض ہو سکتا ہے تو اہل سنت کا عقیدہ ہے بلاشبہ جس وقت بھی چاہیں سرکار دو عالم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ چاہیں جلوہ افروز ہو سکتے ہیں۔ ہم اہل سنت کا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ ہے۔ اور دیوبندیوں کا اپنے مولانا قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے متعلق یہ عقیدہ ہے۔ ملاحظہ ہو

" ایک دفعہ نہیں متعدد مواقع پر مشاہدہ کرنے والوں نے وفات کے بعد دیکھا کہ مولانا (قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔"

(سوانح قاسمی جلد سوم صفحہ ۱۵، ارواح ثلثہ صفحہ ۱۸۵)

سید احمد ساکن رائے بریلی

"ایک مالدار مسلمان دائم الخمر (شرابی) نے آپ (سید احمد) کی خدمت میں عرض کیا حضرت میں شراب نوشی کا ایسا عادی ہوں کہ اس کے بغیر ایک لحظہ بھی جی نہیں سکتا اور تمام منہیات شرعی سے آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں مگر شراب نہیں چھوڑ سکتا" آپ نے فرمایا "اچھا ہمارے سامنے شراب نہ پیا کرو" اس کے بعد وہ آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوگیا۔ ایک روز شراب کے نشہ نے زور کیا نوکر سے شراب مانگی وہ پیالہ میں ڈال کر شراب لے آیا۔ جوں ہی پیالہ منہ کے نزدیک لے گیا دیکھا دانتوں میں انگلی دبائے ہوئے (سید احمد وہابی) سامنے کھڑے ہیں فوراً پیالہ ہاتھ سے پھینک کر توبہ توبہ کرکے کھڑا ہوگیا۔ مگر پھر دیکھا تو سید صاحب وہاں نہیں ہیں سمجھا کہ شاید مجھ کو وہم ہوگیا تھا پھر نوکر کو حکم دیا وہ شراب پیالہ بھر کر لایا اور اس نے پینے کے لئے منہ کے قریب کیا مگر پھر سید صاحب کو حاضر اور موجود پایا پھر پیالہ پھینک کر حضرت حضرت کہہ کے آپ کی طرف دوڑا پھر دیکھا وہاں کوئی بھی نہیں۔ پھر کوٹھڑی میں گھس کر کل دروازوں کو مقفل کروا کر شراب طلب کی منہ کے قریب پیالہ لیجانے کے ساتھ ہی (مولوی سید احمد وہابی) کو سامنے کھڑا دیکھا تب پیالہ پھینک دیا سید صاحب کو ڈھونڈا تو کچھ پتہ نہ چلا آخر لاچار ہوکر بیت الخلا (پاخانہ گاہ) میں شراب طلب کی تو وہاں بھی حضرت (مولوی سید احمد وہابی) کو سامنے کھڑا دیکھا اس وقت اس نے شراب سے توبہ کی"

("سوانح احمدی" ص ۵۳ مولفہ محمد جعفر تھانیسری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ملتان شریف تشریف لانا تو محل تعجب وطعن ہے لیکن مولوی قاسم نانوتوی اور مولوی سید احمد ساکن رائے بریلی پیر و مرشد اسماعیل قتیل کا بعد انتقال بھی جسد عنصری کے ساتھ آنا اور متعدد بار حاضر ہونا باعث تعجب نہیں بلکہ عین ایمان ہے۔ اس سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان لوگوں کے قلوب میں اپنے مولویوں کی عظمت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت سے کہیں زیادہ ہے۔ باقی رہا بشکل صدر الدین تو یہ بھی ذومعنی بات ہے اور پھر ہم ثابت کرچکے ہیں کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مولوی قاسم نانوتوی کے جسم میں سما گیا ہر عضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عضو مولانا نانوتوی میں سما گیا" ("سوانح قاسمی" جلد ۳ ص ۱۲۹)۔

بتائیے جب ان کا اپنے مولویوں کے متعلق یہ عقیدہ ہے تو پھر اور کسی پر کس منہ سے اعتراض کر سکتے ہیں۔

پاک سُنّی تنظیم کے صدر کا عقیدہ

اس عنوان کے تحت مصنف "سیف شیطانی" صفحہ ۴۵ پر لکھتا ہے۔ مولوی صالح محمد ملتانی مولوی خدا بخش صاحب

کے مرید تھے۔ مولوی صاحب نے اُن کو درج ذیل سند عطا فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

اما بعد میگوید فقیر خدا بخش کہ مولوی صالح محمد بن مولوی درویش محمد کہ دامن گیر ایں فقیر است

نجات ایمان و شرم دوجہاں بذمہ ایں فقیر است بہر جا کہ بخواند جواب دہم و دستگیر شوم

(بحوالہ "ہفت اقطاب" صـ۸۷)

بتایئے اس میں کیا خرابی ہے اور اس کی کیا دلیل ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے " فقیر خدا بخش کہتا ہے کہ مولوی صالح محمد بن مولوی درویش محمد جس نے اس فقیر کا دامن پکڑا ہے اس کے ایمان اور شرم دوجہاں کا ذمہ دار یہ فقیر ہے جہاں پکارے گا میں جواب دوں گا اور میں امداد کروں گا"۔

بلاشبہ شیخ مرشد ایمان اور شرم دو جہان کا ذمہ لیتا ہے۔ یہ مُرید کی سعادت شعاری امداد کرنا اور پکارنے والے کو جواب دینا یہ بھی عقیدہ اہل سُنت ہے۔ اور دیوبندیوں کی کتب سے ثابت ہے۔ حاجی امداد اللہ صاحب اپنے پیر و مرشد کو پکارتے اور مدد طلب کرتے رہے اور بروز محشر بھی خداتعالےٰ کے قاضی ہوتے ہوتے اپنے پیر و مرشد جناب نُور محمد صاحب سے ہی امداد کا اعلان فرما گئے۔ ملاحظہ ہو ("امداد المشتاق" صـ۱۱۶ و "شمائم امدادیہ" صـ۸۳ و صـ۸۴)۔ تو پھر سُنیوں پر اعتراض کیسا؟

مولوی اشرف علی کے پاؤں کا غسالہ دیوبندیوں کی نجات اُخروی کا سبب ہے

"واللہ العظیم مولانا (اشرف علی) تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات اُخروی کا سبب ہے"

("تذکرۃ الرشید" جلد اوّل صـ۱۱۳ از مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی)

غور فرمایئے یہ نجات اُخروی کا دعویٰ واللہ العظیم اللہ کی قسم کھا کر رہے ہیں یہ دیوبندیوں کا ایمان، اپنی تو نجات اُخروی بھی اپنے مولویوں کے پاؤں دھو کر پینے پر موقوف سمجھتے ہیں لیکن ہم اہلسنت کا یہ کہنا بھی گراں گزرتا ہے کہ کوئی بزرگ یہ کہے کہ میں اپنے مرید کے ایمان و شرم کا ذمہ دار ہوں۔ افسوس کہ دیوبندی جاہل قوم میں نہ کوئی اصول ہے نہ دیانت ہے۔

خط ذخیرہ آخرت

"میں (احمد علی لاہوری) نے تقسیم ہند کے بعد حضرت (حسین احمد) مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھا کہ ہم بہت دُور ہو گئے ہیں جس پر حضرت (حسین احمد) مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے یہ مکتوب تحریر فرمایا جسے میں ذخیرہ آخرت سمجھتا ہوں"

("خدام الدین" لاہور۔ ۲۲ فروری ۶۳ء صـ۱۳)

غور فرمایئے۔ کانگرسی ملاں مولوی حسین احمد ٹانڈوی نام نہاد مدنی قائد اعظم کو کافر اعظم کہنے والے ننگ دین، ننگ وطن کا مکتوب تو ذخیرہ آخرت ہے لیکن کوئی صحیح العقیدہ پیر اپنے مرید باصفا کے کام نہیں آسکتا، نہ اس کی دُنیا و آخرت میں مدد فرما سکتا۔

خواجہ خدا بخش کے مرید کا عقیدہ

اس عنوان کے تحت ص۴۵ پر لکھا ہے۔ مولوی محمد حسین ملتانی بن مولوی درویش محمد بھی خواجہ خدا بخش کے مرید تھے تنگدستی ہوئی تو خواجہ صاحب نے عالم خواب میں وظیفہ ملتانی بتایا۔ وظیفہ پڑھنے کے بعد غربت و افلاس و تنگدستی دور ہوئی، تو مولوی محمد حسین نے بعد ازاں درج ذیل رباعی خود تحریر فرمائی۔ اس کے بعد مصنف نے وہ فارسی کی رباعی تحریر کی حالانکہ اس کو رباعی کہنا ہی غلط ہے۔ یہ تین اشعار اور چھ مصرعوں پر مشتمل نظم ہے۔ بہر حال مصنف نے دھوکہ دینے کے لئے ان اشعار کا ترجمہ نہیں کیا تاکہ دھوکہ دینے میں آسانی ہو اور معمولی پڑھا لکھا قاری یہ سمجھ کر رحمانی نے نہ معلوم کون سی بلا نازل فرما دی ہے اس کا ترجمہ ہم پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

"ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ دلربا مجھے کہتا ہے غم اور الم کو دُور کر اور خوشی ظاہر ہو۔ جس وقت کہ تو بھی زبان سے طلب کرے گا اسی وقت میں تیرے پاس پہنچکر تری حاجت پوری کر دوں گا جب کوئی ایسا کام تجھے پڑے کہ جس سے تو پریشان ہو اسی وقت میں تیرے پاس پہنچکر تری مشکل آسان کر دوں گا" (ہفت اقطاب ص۸۷)۔

بتایئے یہ کہنے سے کون سا کفر صادر ہو گیا۔ خود دیوبندی بھی اپنے نام نہاد پیروں کو حاجت روا و مشکل کشا جانتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مولوی محمود الحسن دیوبندی اپنے پیر و مرشد مولوی رشید گنگوہی کے متعلق لکھتے ہیں ؎

حوائج دین و دُنیا کے کہاں لے جائیں ہم یا رب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی (مرثیہ گنگوہی ص۸)

مذکورہ شعر میں مولوی رشید احمد کو قبلہ حاجات روحانی و جسمانی تسلیم کیا گیا ہے۔

اس کے بعد صفحہ ۴۶ پر پیر برادر خانصاحب شمس الدین خاں احمدانی شمس معینی کے نام سے کچھ اشعار نقل کئے ہیں ان اشعار کے نقل کرنے سے دیوبندیوں کی ڈوبتی کشتی بچنے سے رہی۔ بتایئے ان اشعار سے مصنف کیا نکالنا چاہتا ہے ؎

حسن نورِ حق نما دیکھا معین الدین کا — شکر مولا مصطفٰے خواجہ معین الدین کا
مل گیا نام محمد جب معین الدین ﷺ — مصطفٰے کا ہو گیا جو تھا معین الدین کا

باپ دادا مالک کون ومکان نازک فرید   قطب عالم لاڈلا بیٹا معین الدین کا

اِن اشعار میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جو شرعی گرفت میں آسکے۔ اگر آسکتا ہوتا تو نام نہاد مناظر ضرور اس پر کوئی دلیل قائم کرتا۔ مگر وُہ بے بسی کے عالم میں ان اشعار پہ کچھ نہ لکھ سکا۔ صرف شعر نقل کرنا تو کافی نہیں اس کے آگے بھی چند اشعار ہیں ؎

جو وقت آخر میں ہو نِیّاری نظر میں صُورت رہے تمہاری

زباں پہ کلمہ یہی ہو جاری کہ یا محمدؐ معین خواجہ

اس شعر میں آخری الفاظ پر جاہل مصنّف اعتراض کر سکتا ہے یا محمدؐ معین خواجہ کو کلمہ کہہ دیا تو ہم عرض کریں گے کہ کلمہ تو چند حروف کے مجموعہ کو کہتے ہیں شاعر نے کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت یا کلمہ توحید تو قرار نہیں دیا۔ باقی مندرجہ ذیل اشعار بھی شرعی گرفت میں نہیں آتے ؎

چشم بینا ہو تو دیکھو نورِ حق کا نُور ہے   فیض احمد میں بھی ہے روشن تجلائے معین

بعد مرنے کے تو چارہ ہی نہیں ان کے سوا   جی رہے ہیں تو فقط لے کے سہارے معین

("سیف شیطانی" صفحہ ۴۶-۴۷ بحوالہ "ہفت اقطاب" صفحہ ۱۹۶-۱۹۷)

مولوی محمدؐ یار کا عقیدہ

صفحہ ۴۷ پر مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہیں۔
خواجہ غلام فریدؒ چاچڑاں والے کے متعلق رقمطراز ہے

فرد فریدوں پارن   وہ اعظم اوتارن ؎

الٰہی تصویرن   پئے بھگوان منیدے "ہفت اقطاب" صفحہ ۱۲۳)

ان اشعار پر جو اعتراض وہ ظاہر نہیں کیا گیا جواب کس بات کا دیا جائے۔ بہر حال ہو سکتا ہے کہ مصنّف "سیف شیطانی" کو اوتارن وبھگوان کے الفاظ پر اعتراض ہو تو ہم کہیں گے بہتر تو یہی تھا کہ اوتارن و بھگوان وغیرہ الفاظ استعمال نہ کئے جاتے مگر دیوبندی کس منہ سے اعتراض کر سکتے ہیں۔ مولوی مناظر احسن گیلانی دیوبندی لکھتے ہیں۔ مولوی قاسم نانوتوی نے کہا:

"کیا عجب ہے کہ جس کو ہندو اوتار کہتے ہیں اپنے زمانہ کے نبی یا ولی یا نائب نبی (صحابی) ہوں"

(سوانح قاسمی جلد ۲۔ صفحہ ۴۵)

دیوبندی دھرم میں تو نبی۔ صحابی و ولی تک کو بھی اوتار کہہ سکتے ہیں۔

"سیف شیطانی کے صفحہ ۴۷ و صفحہ ۴۸ پر بحوالہ "ہفت اقطاب" صفحہ نا معلوم کچھ اشعار نقل کئے ہیں مگر نقل کرنے سے محض کیا فائدہ۔ ان کو کتاب وسنّت کی روشنی میں کفر ارتداد یا شرک ثابت کیا ہوتا۔

پیر برادر ڈاکٹر نور بخش طالب فریدی پیر کے متعلق لکھتے ہیں ؎

میرے لجپال نازک پیر دلبر و دلربا تم ہو — خدا کے لاڈلے محبوب شاہ دوسرا تم ہو

شبیہ مصطفےٰ اور مظہر ذات خدا تم ہو — حقیقت میں ملے بیٹھے ہو ظاہر میں جدا تم ہو

غریبوں کے سہارے دستگیر بے نوا تم ہو — مریضوں کی شفا اور دردمندوں کی دوا تم ہو

ترے در کے سوالی کو خدا خالی نہ جانے دے — ہمارے سید مشکل کشا حاجت روا تم ہو

ان اشعار میں کیا خرابی ہے ان میں وہی کچھ ہے جو "امداد المشتاق" صلا وشمائم امدادیہ صتا وصلا و مرثیہ گنگوہی صتا پر ہے۔ ملاں جی کو اپنے گھر کی خبر لینی چاہیئے۔

سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاں جی کے بغض وعناد کی انتہا ہو گئی۔ اس بدبخت کو یہ بھی گوارا نہیں کہ مولانا غلام جہانیاں صاحب اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ کہیں

؎ اے شفیع روز محشر السلام — اے وجیہ پیش داور السلام

عنادی عادت سے مجبوری کے باعث بلاوجہ شعر نقل کر دیا اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔

ہم نے تکفیری افسانہ میں اس ترتیب سے دیوبندی اکابر علماء کے عقائد و فتاویٰ جمع کئے تھے جن سے ان کا کفر و ارتداد و تضاد روز روشن کی طرح عیاں نظر آتا ہے لیکن مصنف "سیف شیطانی" نے تقریباً ۸۰ تضاد و کفریات میں سے چند ایک کا برائے نام جواب دے کر باقی کو ہضم کر گیا اور پھر نقالی پہ آ گیا اور اس کو بھی "تکفیری افسانہ" کا اسلوب تحریر اپنانے کا شوق چرایا مگر جہالت اور علمی بے لبی آڑے آئی کہیں عقائد عقائد لکھتا چلا جاتا ہے کہیں فتویٰ فتویٰ کے زیر عنوان بے ربط عبارت کتر بیونت کر کے نقل کر ڈالتا ہے خواہ نتیجہ کچھ نکلے یا نہ نکلے اور کچھ نہیں تو صفحہ ۴۸ پر پیر کا قبر میں آنا کی سرخی جما کر "فیوضات فریدیہ" ص۱۶ سے ایک عبارت کاٹ پیٹ کر نقل کر ڈالی مگر نتیجہ کچھ ظاہر نہیں کیا

؎ کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے

نہ یہ معلوم کہ جاہل مصنف نے یہ عبارت اپنے کسی عقیدہ کے ثبوت میں بطور الزامی جواب نقل کی ہے یا اہل سنت کے عقائد کی تردید کی نیت سے نقل کی ہے۔ اگر اہل سنت کے عقائد کی تردید مقصود تھی تو دلائل قائم کیئے جاتے' کتاب وسنت سے حوالہ جات نقل کیئے جاتے۔ اور اگر تضاد ثابت کرنا تھا تو پھر کوئی متضاد عبارت نقل کی جاتی۔ محض یہ عبارت بطور عقیدہ نقل کر کے چپ سادھ لینے کا کیا مقصد؟..

اگر یہ غلط ہے تو دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس کی تردید کریں۔ کسی نتیجہ پر تو پہنچیں۔

اسی طرح صفحہ ۴۹ پر مولوی احمد بخش بریلوی فریدی کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے

ملا یہ کتاب مکتبہ فریدیہ سے طلب فرمائیں ہدیہ صرف ۲ روپے زرنا شہر ۱۹۷۶ء

مندرجہ ذیل شعر نقل کئے ہیں ؎

سبق پڑھتے ہیں عاشق مصحفِ رخسارِ جاناں کا
ہمیں بھی عشق ہے طالب اسی بے مثل قرآں کا
جو ہیں مشتاقِ نظّارہ میرے خواجہ کو آ دیکھیں
عیاں شانِ خدائی ہے فقط پردہ ہے انساں کا (ہفت اقطاب صفحہ ۱۵۴)

انصاف کا تقاضہ یہ تھا کہ یہ اشعار نقل کرنے کے بعد "تکفیری افسانہ" کی طرز پر اس کا تضاد ثابت کرتا۔ اب کسی کو کیسے پتہ چلے۔ کہ مصنف علیہ کو شعر کے کس حصہ پر کیا اعتراض ہے؟ یا تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ ہمیں غیب کا علم ہے کہ اس کی قلبی کیفیات پر مطلع ہو کر اعتراض کی نوعیت جان جائیں گے۔ مگر ایسا کس طرح ممکن؟ علم غیب یہ اشقیاء حبیب خدا شہر دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی نہیں مانتے۔

ممکن ہے اس کو "عیاں شان خدائی ہے فقط پردہ ہے انسان کا" پر کچھ تکلیف ہو۔ تو ہم کہیں گے کہ ذرہ ذرہ سے اللہ تعالٰی کی شان وقدرت عیاں ہے۔ اگر دیابنہ نہیں مانتے تو خدا تعالٰی کی شان وقدرت میں کچھ فرق نہیں پڑتا ہے اگر اعتراض ہے تو دلیل لائیں۔ شاعر شان خدائی کا اعتراف کر رہا ہے پردہ انسان کا ہونا بھی موجب اعتراض نہیں ہو سکتا۔ بہرحال " خالق ومخلوق میں فرق وامتیاز کا عقیدہ رکھتا ہے اور اس پر عناد وتعصب کے سوا کچھ اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

اگر کچھ ہے تو حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی پیران کا ایمان وعقیدہ ہو تو اس مرض کا علاج کرائیں وہ فرماتے ہیں۔ " فاعل حقیقی خداوند کریم ہے کیا عجب کہ صحیح ہو دوسروں کے لباس میں آکر خود مشکل آسان کر دیتا ہے۔" (شمائم امدادیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۱)۔

یہاں حاجی صاحب اعتراف فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی دوسروں کے لباس میں آکر مشکل آسان کر دیتا ہے وہاں اگر مولوی احمد بخش صاحب نے یہ کہہ دیا کہ عیاں شان خدائی ہے فقط پردہ ہے انسان کا تو کیا قصور کیا؟ پردہ اور لباس میں کیا فرق ہے؟

اسی صفحہ ۹۹ پر ایک غالی کا عقیدہ بیان کیا ہے کہ حضور قطب العالم نے بیعت کرنے کا طریقہ یہ بتایا خانصاحب کلمات کیا پڑھیں بس مرید کا ہاتھ پکڑ خدا کے ہاتھ میں دے دیا دست او دست خدا است۔ (ہفت اقطاب صفحہ ۲۱۶)۔

اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ہی کلمات ہیں اللہ تعالٰی کی توحید اور سرکار رسالت کی رسالت و نبوت کا اعتراف گناہوں سے توبہ کا عہد مرشد اللہ تعالٰی کے لئے بیعت لیتا ہے کہ اس کے فرمان کی

پابندی کرے گا۔ اگر دیوبندی شریعت میں کوئی خاص الفاظ مقرر و معین ہیں تو مصنف عنید خود بتلائے۔ اگر اس عبارت کی نقل سے تضاد ثابت کرنا چاہتا تو متضاد عبارت نقل کرے بات کسی نتیجہ پر تو پہنچے۔ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی تو بغیر کلمات پڑھائے بغیر ہاتھ میں ہاتھ دیئے خط کے ذریعہ بھی بیعت کر لیتا تھا۔ ملاحظہ ہو "الافاضات الیومیہ"

"سیف شیطانی" کے صفحہ ۵۰ پر بعنوان مولوی محمد یار کا عقیدہ چند اشعار نقل کئے ہیں ؎

فرید با صفا ہستی   محمد مصطفٰے ہستی
چہا گویم چہا ہستی   خدا ہستی خدا ہستی   ("دیوان محمدی" ص۶۳)

اور ؎

محمد محمد پکیندیں گزر گئی   احد نال احمد علیندیں گزر گئی
خدا کوں ڈھونڈے محمد دے اولے   محمد کو ڈہدیں ڈھکیندیں گزر گئی
میں اپنی حیاتی توں قربان تھیواں   خدا کوں محمد سڈیندیں گزر گئی

("دیوان محمدی" ص۱۰۹)

بتایئے اس میں کیا مصنف "سیف شیطانی" کو اس بات پر اعتراض ہے کہ مولانا محمد یار صاحب نے یہ کیوں کہا محمد محمد پکیندیں گزر گئی۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ مسلمان تو ضرور اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک پکارے گا۔ اٹھتے بیٹھتے حرز جان بنائے گا۔ آپ یہ ورد کا خیال رکھیں ("صراط مستقیم")۔ احد نال احمد علیندیں گزر گئی بھی باعث تکلیف نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نام پاک کو اپنے نام پاک سے ملایا ہے۔ اذان میں خطبہ میں کلمہ میں الغرض ہر جگہ احد جل جلالہٗ کے ساتھ احمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام گرامی ہے اور اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

یاد رہے مولانا محمد یار صاحب مرحوم کا یہ مقصد ہرگز ہرگز نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کہ دودھ اور پانی کی طرح یہ ملا دیا۔ یا جس طرح "تقویت الایمان" میں اسماعیل قتیل مر کر مٹی میں ملا ہے اس طرح ملا دیا۔ یہ نہ مولانا کی مراد نہ اُن کے الفاظ کے مفہوم سے واضح ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ملاں جی کو یہ بھی گوارا نہیں کہ کوئی مسلمان حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان اقدس میں یہ کہے ؎

محمد دی صورت ہے صورت خدا دی
میرے دل توں نقشہ مٹا کوئی نہیں سکدا

("دیوان محمدی" ص۸۳ و ص۸۴)

یہاں جاہل مفید مصنف کو محمد دی صورت ہے صورت خدا دی سے دھوکہ ہو سکتا ہے لیکن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں۔ من رآنی فقد رأ الحق - بتایئے کیا اعتراض ہے۔ آخر مرض میں مسلسل اضافہ کیوں ہوتا جا رہا ہے؟

"سیف شیطانی صفحہ ۵۰ پر پیر اور پیر زادہ حضرت یعقوب و حضرت یوسف کی مثل کی سرخی جما کر "ہفت اقطاب" صفحہ ۵۲ وصفحہ ۵۳ کے ایک واقعہ بالکل سراسر خلاف واقع اور غلط رنگ میں نقل کیا گیا ہے" ہفت اقطاب" میں حضرت نازک علیہ الرحمۃ اور آپ کے صاحبزادہ صاحب کی ملاقات کا اس انداز سے ذکر کیا ہے جیسے کافی عرصہ کے بعد حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کی ملاقات ہوئی تھی۔ اس کا یہ مقصد ہرگز ہرگز نہیں کہ حضرت نازک چشتی علیہ الرحمۃ یا ان کے صاحبزادہ صاحب کو حضرت یعقوب و حضرت یوسف علیہما السلام کے مثل قرار دیدیا گیا ہے۔ جیسا کہ مسلمان داڑھی رکھ کر کہتا ہے میری داڑھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہے۔ مراد یہ کہ سنت نبوی کے مطابق ہے۔ یہ مراد نہیں کہ مرتبہ وفضیلت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے۔ معاذ اللہ ایسا کوئی مسلمان نہیں سوچ سکتا۔ مگر دیو کا بندہ جس کے دماغ میں دیوبند ہو۔ تعجب ہے کہ دیوبندی خود تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر قرار دیتے ہیں لیکن اہل سنت پر حضرت یعقوب و سیدنا یوسف علیہما السلام کی مثل قرار دینے کا افتراء کرتے ہیں۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

تعجب ہے کہ یہ خود تو مولوی رشید احمد گنگوہی کو عیسیٰ علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام قرار دیں نہ صرف یہ بلکہ رشید احمد گنگوہی کے کالے کالے غلاموں کو سیدنا یوسف علیہ السلام کا ثانی قرار دیں جیسا کہ گذشتہ اوراق میں "مرثیہ گنگوہی" مولوی محمود الحسن دیوبندی کے حوالے سے گزرا لیکن اس کے باوجود اہل سنت پر افتراء پردازی کر کے اپنی بداعمالیوں پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے۔

اپنے منہ پر اپنا طمانچہ

"سیف شیطانی" کے جاہل مصنف نے صفحہ ۵۱ پر بعنوان "توہین رسالت اور نبی کو معین الدین پایا" لکھتا ہے: میاں جمعہ کی بیوی فوت ہو گئی اداسی کے عالم میں ایک مجذوب آئے۔ انہوں نے کہا کہ "خواجہ خدا بخش صاحب تم پر ناراض ہیں۔ لہذا تم کوٹ مٹھن سے نکل جاؤ مدینہ منورہ جا کر معافی طلب کرو۔" میاں جمعہ روانہ ہوا۔ راستہ میں چاچڑاں شریف پہنچا محمد یعقوب نے حضور معین الدین صاحب کی خدمت میں سارا ماجرا بیان کیا۔ معین الدین نے میاں جمعہ کو اندر بلایا اور حکم دیا کہ روضہ پر جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کی زیارت کر۔ چنانچہ میاں جمعہ نے روضہ پر پہنچ کر زیارت کی۔ ملخصاً دل میں ارادہ رکھتا تھا کہ اگر کہیں سے خرچ مل جائے تو عرب شریف

پہنچوں اور اپنے شیخ کو راضی کروں۔ رات کو خواب میں میاں جمعہ کو محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے لیکن حضور نے اپنا چہرہ انور پہ نقاب ڈالا ہوا ہے جس وقت میاں جمعہ قدم بوس ہوتا ہے اور حضور پاک سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھاتے ہیں تو عین شہنشاہ مولا محمد معین الدین صاحب کا چہرہ سامنے آجاتا ہے۔" ("ہفت اقطاب" ص۱۹۱)

چنانچہ صبح بیدار ہوتے ہی میاں جمعہ واپس چاچڑاں شریف آتا ہے حضور غریب نواز فخر یہ محل میں رونق افروز ہیں پورا خواب کا واقع میاں جمعہ کے پیش نظر ہے قدموں پہ گرتا ہے۔ الخ
("ہفت اقطاب" ص۱۸۹ و ص۱۹۱)

مصنف نے واقعہ مذکورہ بالا کی نقل میں تین بار تسلیم کیا ہے یہ واقعہ خواب کا واقعہ ہے لیکن حضور پاک سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم جہرہ مبارک سے کپڑا اٹھاتے ہیں تو عین شہنشاہ مولا محمد معین الدین صاحب کا چہرہ سامنے آیا کا بہانہ بنا کر اس کو معاذ اللہ توہین قرار دیتا ہے حالانکہ

؎ دروغ گو را حافظہ نباشد

صفحہ ۲۵ "سیف شیطانی" پر یہ کذاب خود تسلیم کر چکا ہے "حدیث پاک میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نابالغ بچے، مجنوں، اور نیند کرنے والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا۔ چنانچہ ادنیٰ سی مثال پیش خدمت ہے۔ انسان رات کو نیند میں بحالت خواب دیکھتا ہے کہ میں فلاں عورت سے ہمبستری کر رہا ہوں چنانچہ احتلام بھی ہو جاتا ہے لیکن اس پر حد نہیں لگتی" ("سیف شیطانی" ص۲۵ و ص۲۶)

لیکن یہ بدبخت خود اپنے اس تحریری اقرار کے باوجود اسی کتاب کے ص۵۱ و ص۵۲ پر خواب ہی کا ایک واقعہ نقل کر کے توہین رسالت کا الزام عائد کر کے اپنے کذاب و مفتری ہونے کا اعتراف کرتا ہے اور پھر جہالت ملاحظہ ہو فقرہ بنانے کی بھی تمیز نہیں ص۵۱ کی سُرخی میں لکھتا ہے "توہین رسالت اور نبی کو عین معین الدین پایا"۔ بتائیے سُرخی کی اس عبارت میں اور کس قاعدہ کے تحت مذکور ہے؟

اپنے منہ پر اپنا طمانچہ نمبر ۲

جاہل دیوبندی مصنف نے صفحہ ۲۵ پر "تکفیری افسانہ" کی مار سے بچنے کے لئے لکھا تھا کہ "اول الذکر تو یہ بات ہے کہ فتویٰ اعتقاد پر ہوتا ہے نہ کہ ہر لفظ پر"

اول تو ہم یہ عرض کریں گے کہ مصنف "سیف شیطانی" نے اپنی جہالت و حماقت کے باعث اس عبارت میں اول الذکر کا لفظ ہی غلط و بے محل استعمال کیا۔ یہ اس کی ادب و لغت اور زبان و کلام سے بے خبری و لاعلمی کی دلیل ہے کہ جو ذہن میں آتا ہے دھر گھسیٹتا ہے۔ دوم یہ کہ اس اعتراف کے باوجود

کہ فتویٰ ہر لفظ پر نہیں لگتا دیانت طلب امر ہے کہ خود مصنّف نے جو ص۵۳ پر جس فنکاری کا مظاہرہ کیا ہے وہ اس کے اپنے ہی اصول کے منافی نہیں۔ صفحہ ۵۳ بعنوان "احمد سعید کاظمی کا عقیدہ" کاظمی صاحب کی عبارات کے جو چار ٹکڑے نقل کئے ہیں۔ کیا وہ اس کی دیانت و امانت کا ماتم نہیں کر رہے ہیں؟ اہلِ دیوبند کے ہاں کوئی اصول بھی ہے یا نہیں۔؟ خود ہی کہتے ہیں کہ ہر لفظ پر فتویٰ نہیں ہوتا اور پھر خود چند الفاظ کاٹ چھانٹ کر نقل کر کے اس پر فتویٰ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔

تضاد ثابت نہیں ہُوا

مصنّف نے ص۵۳ پر کاظمی صاحب کی عبارات کے مندرجہ ذیل ٹکڑے نقل کئے ہیں۔

(۱)۔ "یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مطہرہ ہر جگہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے" (تسکین الخواطر ص۱۶)

(۲)۔ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری اور جسمانی طور پر موجود نہیں" (تسکین الخواطر ص۵۵)

(۳)۔ "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی جسمانیت کے ساتھ ان مقامات پر موجود نہ تھے" (تسکین الخواطر ص۵۴)

(۴)۔ "ہم جسمانیت اور بشریت کے ساتھ حضور کے حاضر و ناظر ہونے کے قائل نہیں" (تسکین الخواطر ص۵۶)

مولانا کاظمی صاحب کی عبارات کے مذکورہ بالا ٹکڑے نقل کرنے کے بعد تضاد ثابت کرنے کے لئے بعنوان "مفتی احمد یار گجراتی بدایونی کا فتویٰ" لکھتا ہے:

(۱)۔ "اپنی اُمّت میں کوئی صالح آدمی مر جاوے تو اس کے جنازے میں جانا یہ چیزیں حضور علیہ السّلام کا مشغلہ ہیں" (جاء الحق ص۱۵۳)

(۲)۔ "اسی طرح صالحین کی نماز جنازہ میں خاص طور پر اپنے جسم پاک کے ساتھ تشریف فرما ہوتے ہیں" (جاء الحق ص۱۴۴)۔

کوئی بتائے کہ کاظمی صاحب اور مفتی صاحب کے اقوال میں کونسا تضاد ہے؟ کیا مفتی احمد یار خانصاحب مرحوم نے کاظمی صاحب کے برعکس یہ فرمایا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن ہر جگہ اپنے جسم پاک کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں؟۔ ہرگز نہیں مفتی صاحب مرحوم کے کسی جملہ یا کسی حرف سے یہ ثابت نہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں "جنازہ میں جانا یہ چیزیں حضور علیہ السلام کا مشغلہ ہیں"۔ اگر مفتی صاحب ہر وقت ہر جگہ جسم مبارک کے ساتھ حاضر و ناظر مانتے تو "جانا" نہ لکھتے۔ اسی طرح عبارت ثانی میں خاص طور پر

اپنے جسم پاک سے تشریف فرما ہوتے ہیں" یہ نہ لکھتے۔

یہ دونوں عبارات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مفتی صاحب مرحوم کا عقیدہ بھی وہی ہے جو کاظمی صاحب کا اور کاظمی صاحب کا بھی وہی عقیدہ ہے جو مفتی صاحب کا۔ مگر جس کے دماغ میں دیوبند ہو وہ اپنی عقل اپنے فہم و تدبر کا ماتم کرے بھلا جس جاہل مطلق کو تسکین الخواطر کی عبارت پڑھنے کی بھی تمیز نہیں وہ "تسکین الخواطر" کا محاسبہ کرنے نکلا ہے اور بے حیائی و بے شرمی سے لکھتا ہے "اس سے معلوم ہوا کہ احمد یار نعیمی یا احمد سعید کاظمی دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے" حالانکہ ان دونوں میں کوئی ایک بھی جھوٹا نہیں اور ان دونوں میں سے کسی بھی ایک کو جھوٹا قرار دینے والا خود پرلے درجہ کا کذاب و مفتری ہے۔ باقی رہا ان کا کسی کو جھوٹا قرار دینا تو یہ ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے ان کے نزدیک خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے (معاذ اللہ)۔
اور پھر مفتی احمد یار علیہ الرحمۃ کی عبارت کو فتویٰ قرار دینا اور بڑی حماقت ہے کیا "جاء الحق" فتویٰ کی کتاب ہے؟

تضاد یہ بھی ہے

جاہل و احمق مصنف اپنے زعم جہالت و حماقت میں اگر اصرار کرے کہ کاظمی صاحب اور مفتی صاحب کی مذکورہ بالا عبارات میں تضاد ہے تو پھر وہ اپنے گھر کی خبر لے اور "تحذیر الناس" اور "ارواح ثلٰثہ" کا مطالعہ کرے۔

بانی مدرسہ دیوبند اور مسئلہ حاضر و ناظر

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:
"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ کو بعد لحاظ صلہ من انفسہم کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں" (تحذیر الناس" ص۱۰)

اس عبارت میں بانی مدرسہ دیوبند تسلیم کرتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کیلئے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جانوں سے زیادہ قریب کا مطلب یقیناً یہ ہوگا کہ ہر امتی کے ہر وقت قریب ہیں اور امتی مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک موجود ہیں۔ نانوتوی صاحب کے اپنے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ ہر وقت ہر امتی کے قریب موجود ہیں۔ لیکن وہی دوسری جگہ کہتے ہیں۔

ارواح ثلٰثہ کی روایت

لکھتے ہیں "اس واقعہ کے بعد حضرت (قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اکثر دیکھتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور اپنی ردا مبارک میں مجھے ڈھانپ کر کبھی اندر لاتے ہیں کبھی باہر لے جاتے ہیں۔ سوتے اور جاگتے اکثر اوقات یہی منظر آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔" ("ارواح ثلٰثہ" ص۲۶۹)۔

"تحذیر الناس" سے ثابت ہے۔ ہر اُمتی کی جان سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے قریب ہیں۔ "ارواح ثلاثہ" سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تھے۔ ہر وقت قریب نہیں تھے۔ اب یا تو نانوتوی صاحب نے پہلے جھوٹ بولا یا بعد میں جھوٹ بولا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

یا پھر یوں ہے کہ نانوتوی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہی نہیں۔ پہلی "تحذیر الناس" کی عبارت میں نانوتوی صاحب نے اُمتیوں کے بارے میں لکھا ہے کہ اُمت سے قرب حاصل ہے اپنے بارہ میں نہیں کہا۔ "ارواح ثلاثہ" میں اپنے بارے میں کہا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تشریف لاتے ہیں۔ یہ تضاد اس وقت ہی ختم ہوگا یا تو نانوتوی صاحب کو جھوٹا مانا جائے۔ یا ان کو اُمت سے خارج مانا جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا افتراء

اپنے منہ پر اپنا طمانچہ نمبر ۳

نام نہاد مناظر اسلام کے پاؤں اس قدر اکھڑے ہوئے ہیں۔ وہ کسی مسئلہ پر مدلل علمی گفتگو تو کیا کرتا کسی ایک موضوع پر بھی نہیں جمتا اور کچھ نہیں تو "ملفوظات اعلیٰحضرت" جلد ۲ ص۲۱ کے حوالہ سے امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرانے کا واقعہ بیان کر ڈالا حالانکہ یہ بے حیاء خود ص۲۵ پر لکھتا ہے۔ "حدیث پاک میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نابالغ بچے۔ مجنون۔ اور نیند کرنے والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا"۔

"بحالت خواب کسی عورت سے ہمبستری کرنے والے پر شرعی طور پر زنا کی حد جاری نہیں ہوتی" (ملخصاً) (ص۲۶)۔

مگر اس کے باوجود کہ ص۵۲ پر اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرانے کا افتراء کی پہلی سطر میں خود تسلیم کرتا ہے کہ "مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم" الخ۔ جب یہ واقعہ ہی خواب کا ہے اور خود اس کے اپنے اُصول کے مطابق خواب اور نیند والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا تو پھر یہ کس منہ سے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ پر امامت کرنے کا افتراء کرتا ہے۔ اور پھر قابلیت کا یہ عالم ہے "الملفوظ" کا حوالہ نقل کرنے میں ہفت روزہ "پاکستانی" کا محتاج ہے۔ جو مکھیاں "پاکستانی" نے ماری تھیں وہ تو لکھ دیں لیکن سُنی رسائل سے جو مار کھائی تھی وہ نہیں لکھی۔ یہ ہے اس کی دیانت تردید شدہ مضامین کو نقل کر کے مصنف بن بیٹھا اور مناظر اسلام کہلانے لگا۔

ع بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

اگر ملاں جی یہ کہیں کہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ "بحمد اللہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔" یہ گستاخی ہے تو پھر میں عرض کروں گا کہ یہ گستاخی تو اس وقت قرار پائے گی جب دیوبندی یہ تسلیم کرلیں کہ فی الواقع حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ جب یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے کمالات مانتے ہی نہیں تو بے ادبی کیسی اور امامت کا افتراء کیسا؟

نجدی کٹھ پتلی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہر صفت وہر شان میں بے مثل و بے مثال ہیں اور ہر اعتبار سے بے نظیر ہیں نماز قائم ہو چکی ہے اور امام نماز پڑھا رہا ہے دنیا جہان کا کوئی بھی شخص نماز میں شریک ہونا چاہے گا تو مقتدی بنے گا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان اور یہ عظمت ہے کہ آپ اگر شرکت فرماویں تو حضور خود امام ہوں گے اور عین حالت نماز میں بھی امام حضور کا مقتدی بن جائے گا۔

"بخاری شریف" اور "مدارج النبوۃ" میں یہ واقعہ موجود ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، نماز میں پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں لیکن سرکار منع نہیں فرماتے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بائیں طرف ہو کر نماز شروع فرمادیتے ہیں۔ حدیث شریف کے یہ الفاظ ہیں کنا نقتدی بابی بکر و ابو بکر کان یقتدی برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہمارے امام ابو بکر صدیق تھے اور ابو بکر صدیق کے امام امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

اب "الملفوظ شریف" کی عبارت کا صحیح مطلب واضح ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نماز پڑھائی اور میں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس پر اعلیٰحضرت حمد الٰہی بجالائے الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔

بے ادبی و گستاخی یہ ہے

"الجمعۃ" دہلی نے مولوی حسین احمد صدر دیوبند کے مرنے پر "شیخ الاسلام نمبر" شائع کیا اس میں ہے۔

" جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصلیوں کا مجمع بڑا ہے مصلیوں نے فقیر سے فرمائش کی کہ تم حضرت خلیل اللہ سے سفارش کرو کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ

علیہ السلام مولانا (حسین احمد) مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرماویں نقیر نے جرأت کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا (حسین احمد) مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا (حسین احمد) کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔

"(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۶۴)

کیوں جناب بقلم خود مناظر اسلام صاحب آیا آپ کو کچھ نظر آیا؟ صاف لکھا ہے یا نہیں کہ مولانا حسین احمد نے نماز جمعہ پڑھائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا (حسین احمد) کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا فرمائی؟ بتاؤ یہ صریح بے ادبی گستاخی ہے یا نہیں؟

گستاخانہ خوابوں کی فہرست

مصنف "سیفِ شیطانی" نے کتاب کے تقریباً ایک پاؤ اوراق خوابوں کے سہارے سیاہ کیے ہیں۔ ذیل میں ہم اکابر دیوبند کی مستند تصانیف سے دیوبندی خوابوں کی ایک تفصیلی فہرست پیش کر رہے ہیں جن میں متعدد خواب انتہائی شدید گستاخی پر مبنی ہیں اور نہ صرف مسلمان بلکہ کوئی غیر مسلم بھی ایسی خرافات سنے تو اس کا سینہ شق ہو جائے۔ کس قدر خبیث و ذلیل وہ زبان و قلم تھی جس نے ایسے شرمناک حیا سوز خواب بیان و قلمبند کیے کہ تہذیب و شرافت اور انسانیت کا جنازہ نکال دیا۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ دیوبندی خواب اس دیوبندی طفلِ مکتب کو چونکا کر رکھ دیں گے۔ کیونکہ اس بے چارے کا مطالعہ انتہائی محدود ہے۔ "چٹان" اور "پاکستانی" کے حوالوں پر قناعت کرتا ہے۔

معاذ اللہ حضور علیہ السلام مقتدی

قاری محمد طیب (مہتمم مدرسہ دیوبند) سے منقول ہے کہ

" بھوپال میں موجودہ نواب کے والد کافی عرصہ سے بیمار تھے ریاست کے ایک افسر نے جو اہلحدیث تھے خواب دیکھا...... کہ نواب بھوپال بطور امام

آگے ہیں..... اور ان کے پیچھے ایک بہت بڑی جماعت ہے جو نماز پڑھ رہی ہے اور ان (مقتدیوں) میں حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی شامل ہیں۔ افسر نواب کی یہ عظمت (کہ وہ امام الانبیاء کے امام ہیں اور امام الانبیاء ان کے مقتدی ہیں) دیکھ کر بہت خوش ہوا"

(روزنامہ "انجام" کراچی ۲۰ اگست ۱۹۵۷ء)

تخت پر وعظ اور امام الانبیاء علیہ السلام نیچے

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ایک مرید لکھتا ہے کہ:

"میں نے خواب دیکھا کہ ایک محلہ میں حضور (مولوی اشرف علی تھانوی) کا وعظ ہے محفل میں ایک بہت اونچا تخت بچھا ہوا ہے جس پر سفید فرش ہے تخت اس قدر اونچا ہے کہ دو تین سیڑھیاں چڑھ کر اس پر پہنچنا ہوتا ہے۔ اس تخت پر حضور (مولوی اشرف علی) وعظ فرما رہے ہیں اور نیچے عام لوگوں کی مجلس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(اصدق الرؤیا اشرف علی حصہ دوم ص ۳۹)

معاذ اللہ قرآن عظیم پر پیشاب

..... ایک شخص نے کہا "میں نے ایسا خواب دیکھا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرا ایمان نہ جاتا رہے۔" اسے کہا گیا "بیان تو کرو۔" ان صاحب نے کہا کہ "میں نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں (معاذ اللہ) اس پر اسے کہا گیا یہ تو بہت اچھا اور مبارک خواب ہے۔

("مزید المجید" اشرف علی تھانوی دیوبندی ص ۶۹ سطر ۳۳ "الافاضات الیومیہ" جلد، ص ۱۳۳ سطر ۳)

خانہ کعبہ کی چھت پر

" مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند) نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں (معاذ اللہ) خانہ کعبہ کی چھت پر کسی اونچی شے پر بیٹھا ہوں۔"

("سوانح قاسمی" جلد اول ص ۱۳۴ و "ارواح ثلثہ" ص ۱۶۹)

(معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کی گود میں

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کا بیان ہے۔

"میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ (معاذ اللہ) میں اللہ جل شانہٗ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں۔"

("سوانح قاسمی" جلد اوّل صـ۱۳۲)

صفات میں مشترک

ایک شخص نے اپنا کشف بیان کیا تھا کہ مجھ کو کشوف ہوا کہ میں اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مساوی درجہ میں ہیں...... مولانا محمد یعقوب (نانوتوی صدر دیوبند) نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض صفات میں ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشترک ہیں (معاذ اللہ)

("الافاضات الیومیہ" اشرف علی تھانوی جلد ۴ صـ۱۶۹)

دیوبندی مُلاں بعض صفات میں اشتراک کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن صاحبِ "قصیدہ بردہ شریف" فرماتے ہیں۔

؎ منزہ عن شریک فی محاسنہ - فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام خوبیوں اور صفات میں شریک سے منزّہ ہیں۔ کوئی ان کا شریک نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اردو زبان علماء دیوبند سے سیکھی (معاذ اللہ)

"ایک صالح (دیوبندی وہابی) فخرِ عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے اور آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان (اردو) آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔"

("براہین قاطعہ" صـ۲۶ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

(و مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی صـ۲۶)

مدرسہ دیوبند اور بہشت کے چھپّر

"مولانا محمد یعقوب صاحب (نانوتوی دیوبندی) نے خواب میں دیکھا کہ جنّت ہے اور اس میں ایک طرف چھپّر کے مکان بنے ہوتے ہیں۔ فرماتے تھے کہ میں نے دل میں کہا اے اللہ! یہ کیسی جنّت ہے جس میں چھپّر ہیں جس وقت صبح کو مدرسہ (دیوبند) آیا مدرسہ کے چھپّر نظر پڑے تو ویسے ہی چھپّر تھے (جیسے بہشت میں تھے)۔

("الافاضات الیومیہ" جلد ۱ - ص۶۶)

یہ عجب ستم ظریفی ہے کہ پاک پتن شریف میں حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے دروازہ مبارکہ کو بہشتی دروازہ کہنے سے تو ان کی نام نہاد توحید میں خلل آتا ہے لیکن مدرسہ دیوبند کے چھپروں کو بہشت کے چھپروں جیسا قرار دیں تو ان کے ایمان وتوحید میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔

(معاذاللہ) تھانوی کی مریدنی سے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بغلگیر ہونا

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی ایک مریدنی اپنا خواب بیان کرتی ہے کہ:

"ایک جنگل ہے اس میں میں ہوں ایک تخت ہے کچھ اونچا سا اس پہ زینہ ہے...... تھوڑی دیر میں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے اور زینہ پر چڑھ کر میرے (مریدنی) سے بغلگیر ہوئے اور مجھ کو خوب زور سے بھینچ دیا جس سے سارا تخت ہل گیا" (معاذ اللہ)

("اصدق الرؤیا اشرفعلی تھانوی جلد ۲ ص۴۳)

معلّم کائنات صاحب خلق عظیم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات اقدس پر یہ کس قدر بہتان صریح ہے کیا دنیا بھر کا کوئی بدترین دشمن اسلام بھی بانیٔ اسلام پر ایسی الزام تراشی کرکے آپ کی توہین کر سکتا ہے جس آقا کا یہ ارشاد ہو کہ لعن اللہ الناظر نظر کرنے والے پر خدا کی لعنت (الحدیث)

سیّدہ فاطمہ نے سینے سے چمٹا لیا (معاذ اللہ)

دیوبندی حکیم الاُمّت
مولوی اشرف علی تھانوی

اپنے ایک مولوی فضل الرحمٰن کی زبانی بیان کرتے ہیں۔

"کہ ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا۔ انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا" (الافاضات الیومیہ تھانوی جلد ۶ صفحہ ۳۷)

استغفر اللہ العظیم۔ مسلمانو! غور کرو۔ کیا کسی بے دین خارجی یزیدی یہودی کو بھی خاتونِ جنت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جناب میں ایسے صریح گستاخی کی جرأت ہوئی مرزا قادیانی مردود نے تو یہ لکھا تھا کہ (معاذ اللہ) "حضرت فاطمہ نے کشفی عالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا" (ایک غلطی کا ازالہ) مگر دیوبندی وہابی حکیم الامّت اس سے بہت آگے بڑھ کر یہ کہہ رہا ہے کہ (معاذ اللہ) سیّدہ نے سینے سے چمٹایا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ شرم۔ شرم۔ شرم

سیّدہ عائشہ صدیقہ کی شان میں مجرمانہ بکواس

"ایک ذاکر صالح (دیوبندی وہابی) کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر میں حضرت عائشہ آنے والی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا میرا ذہن معًا اس طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تھا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے"۔ (رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۵ھ)

مسلمانو! مقام غور و فکر ہے کوئی بے غیرت ہی ماں کو خواب میں دیکھ کر یہ تعبیر کرے گا کہ کمسن عورت ہاتھ آئیگی[۱]۔ (استغفر اللہ)

چھوٹی بیوی صاحبہ

"پرسوں شب میں گھر میں ایک عجیب خواب دیکھا کہ مدینہ منوّرہ کی مسجد قبا میں حاضر ہوں وہیں

[۱] ہاتھ آئیگی۔ یہ فقرہ دیوبندی امت کے حکیم کی ذہنی آوارگی کجروی اور عیّاشی کا زندہ ثبوت ہے۔ (از ناشر)

جناب (مولوی اشرف علی تھانوی) کی چھوٹی بیوی صاحبہ بھی ہیں۔ یہ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں...... اتنے میں کسی نے کہا "یہ تو عائشہ صدیقہ ہیں" اب بڑے غور اور حیرت سے یہ بات دیکھ رہی ہیں کہ صورت و شکل وضع و لباس چھوٹی بیوی صاحبہ کا ہے یہ حضرت صدیقہ کیسے ہو گئیں۔"

("حکیم الامت" مصنفہ عبدالماجد دریا آبادی مرید تھانوی ص۵۵۹)

بے دینی اور ضلالت کی بھی حد ہو گئی کہاں مُلّاں تھانوی کی ہندوستانی بیوی اور کہاں اُم المؤمنین زوجۂ رسول بنت صدیق محبوبہ محبوب ربّ العالمین سیّدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

صفیں بچھانا اور تھانوی کے اقتدار میں تراویح پڑھنا

"احقر (مرید تھانوی) نے خواب دیکھا کہ ماہ مبارک رمضان شریف ہے اور عشاء کا وقت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور عالی (مولوی تھانوی) کے در دولت میں تشریف فرما ہیں تراویح میں حضور انور کا قرآن پاک سننے کا ارادہ رکھتے ہوئے حضور کے در دولت میں صفوف کے بچھانے اور پردے ڈلوانے کے اہتمام میں پھر رہی ہیں" (اصدق الرؤیا ص۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانا پکوانا

"ایک دن اعلیحضرت (یعنی پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی) نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج (بھابی) آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ اُٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔ اس کے مہمان علماء (دیوبندی مُلّے) ہیں اُس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔"

("تذکرۃ الرشید" جلد ۱۔ ص۲۶۱ از مولوی عاشق الٰہی میرٹھی)

نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو گرنے سے بچالیا (معاذ اللہ)

مولوی حسین علی دیوبندی ساکن واں بھچراں تلمیذ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی اپنی کتاب "بلغۃ الحیران" صہ پر لکھتے ہیں:

"رایت انہ یسقط فامسکتہ واعصمتہ عن السقوط۔ یعنی میں (مولوی حسین علی) نے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خواب میں گرتے دیکھا تو آپ کو تھاما اور گرنے سے بچایا۔" (معاذ اللہ)

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پیچھے سے پیچھے (معاذ اللہ)

مولوی اشرف علی تھانوی کی ایک مریدنی صاحبہ لکھتی ہیں کہ اس خادمہ نے ایک خواب دیکھا ہے...... آپ اپنی کرسی پر تشریف لے گئے اور پھر واپس تشریف لاکر دریافت فرمایا کہ میرے پیچھے کون بیٹھے ہیں باجی (بڑی پیرانی) نے جواب دیا کہ آپ کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب ہیں پھر دریافت فرمایا کہ حاجی جی کے پیچھے کون ہیں باجی نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ (اصدق الرؤیا حصہ دوم صہ۲) (استغفر اللہ)

رسول پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم مقتدی اور مرید کے پیچھے (معاذ اللہ)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ایک مرید کہتے ہیں:

"یہ خواب نظر آیا کہ جمعہ کی نماز کے لئے صف بندی ہو رہی ہے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم احقر کے بائیں جانب تھے اور حضرت والا (مولوی اشرف علی تھانوی) نماز جمعہ پڑھا رہے ہیں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے احقر کا بازو پکڑ کر اپنے آگے کی صف میں کر دیا تھا اس خواب کی وجہ سے دل کو ایسی خوشی محسوس ہوئی کہ جس کے اظہار کو کوئی لفظ ہی سمجھ میں نہ آیا

جو تحریر کردوں"۔

(" اصدق الرؤیا" از اشرف علی تھانوی حصہ دوم ص۴۲)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے فرقہ تھانویہ دیوبندیہ کس دیدہ دلیری اور بے باکی سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولوی اشرف علی کا مقتدی بنا رہا ہے اور تھانوی حکیم الامت امام الانبیاء علیہ السلام کی امامت کے خواب شائع کر رہا ہے اور مرید تھانوی کو آگے ہونے کی خوشی میں لفظ ہی نہیں مل رہا جو بیان کرے۔ مسلمانو! غور کرو یہ دینداری ہے یا بے دینی ہے؟

تھانوی کلمہ تھانوی درود

مولوی اشرف علی تھانوی کا ایک مرید کہتا ہے:۔

" خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (تھانوی) کا نام لیتا ہوں (لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کہتا ہوں)..... اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا....... لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور (تھانوی) ہی کا خیال تھا۔

..... رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولنا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں.... لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں...... دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور (تھانوی) کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں"

اس خواب کا جواب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دیتے ہیں:۔

" اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس (اشرف علی) کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے"۔

(رسالہ "الامداد" تھانہ بھون بحوالہ "مناظرہ بریلی" "تبلیغی جماعت")

ہم اس کا فیصلہ منصف مزاج قارئین کرام پر چھوڑتے ہیں اکابر دیوبند کے متذکرہ بالا خواب سراسر گستاخیوں اور بے ادبیوں اور سرکار رسالت عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی شدید ترین توہین وتنقیص پر مبنی ہیں یا نہیں! اس کے ساتھ دیوبندیت کی دلالی کرنے والے نام نہاد مناظر اسلام مُلاں رحمانی سے بھی کہوں گا کہ اس میں انصاف و دیانت کی اگر کوئی رتی ہے تو وہ واضح کرے۔ مذکورہ بالا ناپاک خوابوں میں بے ادبی گستاخی ہے یا نہیں؟

دوسروں کے عیب بیشک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

مسئلہ حاضر و ناظر پر عبارات کے ٹکڑے

مصنّف نے چونکہ اپنی رسلیہ کے اکثر و بیشتر اوراق بے ربط و بے مقصد باتوں سے سیاہ کیئے ہیں کسی ایک مسئلہ پر یا مختلف مسائل پر جم کر نمبر وار بحث نہیں کی مسئلہ حاضر و ناظر پر عبارات نقل کرتے کرتے بغض و عناد کے جنون کی کیفیت میں درمیان میں ایک خواب نقل کر ڈالا تھا جس پر ہمیں اس کا مدلّل جواب دینے کے علاوہ دیوبندی خوابوں کی تفصیلی فہرست پیش کرنی پڑی۔ مصنّف "سیف شیطانی" نے درمیان میں ایک خواب نقل کرنے کے بعد صـ۵۴ تا صـ۵۶ پھر مسئلہ حاضر و ناظر سے متعلق تضاد ثابت کرنے کے لئے علماء کی عبارات سے چھوٹے چھوٹے فقرے نقل کئے مثلاً صفحہ ۵۴ پر مولانا احمد سعید صاحب کاظمی کا عقیدہ یہ بیان کیا ہے:

"میں (نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) اپنی جسمانیت مقدسہ کے ساتھ قبر انور میں زندہ رونق افروز ہوں" (تسکین الخواطر صـ۱۵۰)

اس عبارت کے مقابلہ میں تضاد ثابت کرنے کے لئے احمد یار گجراتی کا فتویٰ کے عنوان سے صفحہ ۵۵ پر یہ فقرہ نقل کیا:

"ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہر گز نہیں" (جاء الحق صـ۱۴۹)

○ خدا کو ہر جگہ ماننا بے دینی ہے۔ "جاء الحق" صفحہ ۱۵۱)

کوئی بتائے کہ ان عبارات میں کہاں تضاد ہے؟ کیا محض اندھا ہو کر عبارات نقل کرنا ہی حق و صداقت کی دلیل ہے؟

کاظمی صاحب کا یہ فرمانا حق و صحیح ہے اور عقیدہ اہل سنت کے ہرگز منافی نہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اپنی جسمانیت مقدسہ کے ساتھ قبر انور میں زندہ رونق افروز ہیں۔ اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ حاضر و ناظر نہیں حقیقت یہ ہے کہ دیابنہ بغض و عناد سرکار رسالت عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامْ میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ انہیں یہ بھی خبر نہیں کہ حاضر و ناظر کا کیا معنیٰ و مفہوم ہے یہ ایک مفصل بحث کو چاہتا ہے اور اس کے لئے "جاء الحق" و "تسکین الخواطر" وغیرہ کتب کا بالترتیب مطالعہ چاہیئے کوئی اشکال باقی نہ رہے گا۔

باقی رہا مفتی احمد یار خان صاحب علیہ الرحمۃ کا یہ لکھنا کہ "ہر جگہ حاضر ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں" "خدا کو ہر جگہ ماننا بے دینی ہے"۔ تو ہم کہیں گے کہ مصنف "سیف شیطانی" نے اپنے آبائی پیشہ خیانت کے تحت مفتی صاحب مرحوم کی عبارت سے "میں" اڑا دیا۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں ہر جگہ میں حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں ہے۔ اس کی وضاحت حضرت مفتی صاحب یوں فرماتے ہیں۔

خدائے تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے۔ کتب عقائد میں ہے لَا یَجْرِیْ عَلَیْہِ زَمَانٌ وَّلَا یَشْتَمِلُ عَلَیْہِ مَکَانٌ خدا پر نہ زمانہ گزرے کیونکہ زمانہ سفلی اجسام پر زمین میں رہ کر گزرتا ہے انہیں کی عمر ہوتی ہے چاند سورج۔ تارے حور و غلمان فرشتے بلکہ آسمان پر عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامْ، معراج میں حضور عَلَیْہِ السَّلَامْ زمانے سے علیحدہ ہیں اور نہ کوئی جگہ خدا کو گھیرے خدا تعالیٰ حاضر ہے مگر بغیر جگہ کے اسی لئے ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ کو متشابہات سے مانا گیا ہے اور "بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ" وغیرہ آیات میں مفسرین فرماتے ہیں عِلْمًا وَّقُدْرَۃً یعنی اللہ کا علم اور اس کی

نوٹ دونوں کتابیں مکتبہ فریدیہ ساہیوال سے طلب فرمائیں (ناشر) ۱۹۷۹ء

قدرت عالم کو گھیرے ہوئے ہے۔ "(جاء الحق صفحہ ۱۴۴)"

مگر جہالت کا پیکر مصنف "سیف شیطانی" ان باتوں کو کیا جانے۔ اس کو کیا معلوم کتب عقائد کیا ہیں اس کو تو اپنی غلیظ روح کی تسکین کے لئے خیانت اور بے ایمانی چاہیئے کہ اول و آخر سے عبارات کے الفاظ کاٹ کر اپنی باطل مراد کے لئے حلیہ تبدیل کر کے ایک فقرہ نقل کر دیا۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہُو علیہ الرحمۃ کے نام پر فراڈ

سلطان العارفین قدس سرہٗ کا نام گرامی تو دیابنہ کے لئے موت ہے۔ اُن کے بکثرت اقوال وارشادات میں سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد و حضرات اولیاء کرام قدست اسرارہم سے امداد استعانت اور علم غیب وغیرہ کا ثبوت موجود ہے لیکن جاہل مناظر کا مقصد چونکہ محض دھوکہ دینا ہے اس لئے حضرت سلطان علیہ الرحمۃ کا بھی ایک شعر نقل کر ڈالا۔ اور اس کو بظاہر مفتی احمد یار خانصاحب گجراتی علیہ الرحمۃ کی عبارات و عقائد سے مختلف ثابت کرنا چاہا۔ شعر یہ ہے

نال یقین کمال کمل ایہہ گل ثابت ہوئی
دو ہیں جہانیں حاضر ناظر اللہ باہجھ نہ کوئی

ہم کہیں گے اگر مصنف اندھا نہ ہوتا تو دیکھ سکتا تھا۔ اس میں جگہ، مکان اور زمان کی قید نہیں شعر میں کسی جگہ بھی ہر جگہ میں نہیں۔ اس شعر میں سیدی سلطان باہو علیہ الرحمۃ کی حاضر و ناظر سے مُراد وہی ہے جو مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمۃ نے مفسرین کرام کے حوالہ سے بیان فرمائی یعنی بکلِ شیءٍ محیط وغیرہ میں مفسرین فرماتے ہیں علماً وقدرۃً یعنی اللہ کا علم اور قُدرت عالم کو گھیرے ہُوئے ہے یہی سُلطان العارفین کی مراد اور اس شعر کا صحیح مفہوم ہے۔

ہماری اس مختصر وضاحت سے ثابت ہوا کہ سیدی سُلطان العارفین اور

مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے اقوال میں کوئی تضاد نہیں۔ مصنف خود ہی ذہنی خلفشار میں مبتلا ہے۔

سیدی سلطان العارفین کے شعر کے بعد اس کو پھر کہیں کچھ یاد آیا اور پھر دوبارہ کاظمی صاحب کی عبارت سے ایک ٹکڑا نقل کر ڈالا لکھتا ہے۔ احمد سعید کاظمی کا فتویٰ: اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر ہے۔ (تسکین الخواطر ص۲)

کاظمی صاحب کی اس عبارت کے نقل میں مصنف نے خاندانی بددیانتی کا ثبوت دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ مولانا کاظمی صاحب نے "تسکین الخواطر" کے ابتدائی اوراق میں لفظ حاضر و ناظر کے لغوی و اصطلاحی معنیٰ بیان کرتے ہوئے اس کے اطلاق و استعمال پر مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں۔ وہ ص۱۱ پر اس بحث کا خلاصہ یوں بیان فرماتے ہیں:-

"ان دونوں لفظوں (حاضر و ناظر) کے لغوی معنیٰ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں لیکن جمہور علماء نے ان کو لغوی معنیٰ سے پھیر کر تاویل کر لی اور تاویل کے بعد حاضر و ناظر کے اطلاق کو اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز رکھا اس تحقیق سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بغیر تاویل کے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا قطعاً جائز نہیں۔"

("تسکین الخواطر" ص۱۱)

بات وہی ہے جو مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نے بیان فرمائی اور اگر مولانا عبدالحق حقانی نے "تفسیر حقانی" جلد ۲ ص۲۰ پر یہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ حاضر و ناظر ہے تو وہ بتاویل ہو سکتا ہے اور پھر مولانا عبدالحق حقانی کی عبارت میں ہر جگہ میں کا لفظ موجود نہیں لہذا ماننا پڑے گا انہوں نے بتاویل کہا جیسا کہ اوپر گزر چکا اور مفتی احمد یار خاں صاحب نے مفسرین کرام کے حوالہ سے تصریح فرمائی لہذا مولانا کاظمی اور مولانا حقانی صاحب کی عبارات میں قطعاً کوئی تضاد نہیں۔

اسی طرح "سیف شیطانی" ص۵۶ پر احمد سعید کاظمی کا اپنا عقیدہ کے

ذیل میں یہ لکھا ہے کہ "صاحبِ "درِ مختار" فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو یا حاضر و ناظر کہنا کفر نہیں" "تسکین الخواطر" ص۴۰ حاشیہ۔

بتائیے مولانا کاظمی صاحب یہ فرمارہے ہیں صاحبِ "درِ مختار" فرماتے ہیں تو عبارت کو کاظمی صاحب کی طرف منسوب کرنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ مولانا کاظمی صاحب تو صاحبِ "درِ مختار" کا عقیدہ بیان کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے "اس پر علامہ شامی رقم طراز ہیں (قولہ یکفر) فان الحضور بمعنی العلم شائع ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم والنظر بمعنی الرؤیۃ الم یعلم بان اللّٰہ یری فالمعنی یا عالم یا من یری بن ازیہ (لیس یکفر) کی وجہ یہ ہے کہ یا حاضر و ناظر میں تاویل ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ حضور علم کے معنیٰ میں عام طور پر مستعمل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم کوئی سرگوشی تین افراد کی نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ ان کا چوتھا ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی فرد علمِ الٰہی سے باہر نہیں۔ اس طرح یا حاضر یا عالم کے معنیٰ میں ہوگیا اور نظر رویت کے معنیٰ میں مستعمل ہے اور رویت اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے۔ "قرآن کریم" میں ہے الم یعلم بان اللّٰہ یری لہذا یا حاضر یا ناظر یا عالم یا من یری کے معنیٰ میں ہوا"

اب قارئین کرام خود فیصلہ کریں کہ دیابنہ عبارات کے نقل میں کس دیدہ دلیری اور جرأت مندی کے ساتھ خیانت کرتے اور لوگوں کو دن دھاڑے دھوکہ دیتے ہیں۔

صاحبِ "درِ مختار" بتاویل یا حاضر و ناظر کا اطلاق کر رہے ہیں یہی کچھ مفتی احمد یار خاں صاحب نے فرمایا۔ یہی مولانا حقانی نے لکھا۔ یہی کاظمی صاحب فرما رہے ہیں لیکن جاہل مصنّف "سیفِ شیطانی" مناظر اسلام بننے کے شوق تضاد ثابت کرنے کے خبط میں مبتلا ہے۔ اہل علم و انصاف "تسکین الخواطر" کا خود بھی مطالعہ کر سکتے ہیں اور اس کے خیانت شدہ حوالوں کی اصل عبارات سے مطابقت کر سکتے ہیں کہ اس جاہل مصنّف نے کس ڈھٹائی سے "تسکین الخواطر" کی عبارات کا خون کیا ہے۔

کرشن و کنہیا کے کئی سو جگہ موجود ہونے سے متعلق بعنوان احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ "احکام شریعت" جلد ۲ صـــ۲۰۷ "ملفوظات" جلد ۱ صـــ۱۳۹ سے چند عبارات علیہ بگاڑ کر نقل کی گئی ہیں حالانکہ یہ کج فہم جاہل عنید اگر پوری عبارت ہی نقل کر دیتا تو ہمیں کسی جواب کی ضرورت ہی پیش نہ آتی اور اس کی خیانت کا راز آشکارا ہو جاتا۔ امام اہل سنت سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے جو کچھ بھی ارقام فرمایا وہ حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہٗ العزیز جیسے ولی کامل اور شیخ وقت سے نقل فرمایا ہے۔ پوری عبارت ملاحظہ ہو" سبع سنابل شریف میں حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہٗ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی۔ حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرمالیا ہے یہ کیونکر ہو سکے گا۔ شیخ نے فرمایا کرشن اور کنہیا کافر تھا کئی روز ایک وقت میں ایک سو جگہ موجود ہو گیا۔ فتح محمد اگر چند جگہ ایک وقت ہوا۔ کیا تعجب ہے۔" یہ ذکر کر کے فرمایا کیا یہ گمان کرتے ہو کہ شیخ ایک جگہ موجود تھے باقی جگہ مثالیں حاشا بلکہ شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے اسرار باطن فہم ظاہر سے وراہیں خوض و فکر بے جا ہے۔"

("ملفوظات" اعلیٰحضرت جلد ۱۔ صـــ۱۳۹)

واقعہ ہے سیدی حضرت شیخ فتح محمد صاحب علیہ الرحمۃ کا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نقل فرمارہے ہیں "سبع سنابل شریف" سے اور ملاں جی جہالت کے تیر برسا رہے ہیں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے پیکر علم و فضل کی ذات گرامی پر یہ کہاں کی دیانت ہے۔ کیا اس خرافات کی زد میں سیدی حضرت شیخ فتح محمد صاحب قدس سرہٗ نہیں آتے ؟ کچھ تو شرم چاہیئے۔

ابلیس مشرق سے مغرب ایک لحظہ میں اعلیٰحضرت نے سیدی شیخ فتح محمد علیہ الرحمۃ "سبع سنابل شریف" کے حوالہ سے کرشن و کنہیا کو ایک سو جگہ موجود لکھ دیا تو قیامت آگئی لیکن دیوبندی

حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب ابلیس میں یہ قوت مانتے ہیں کہ وہ ایک لحظہ میں مشرق سے مغرب پہنچ جاتا ہے ملاحظہ ہو۔

"ابویزید سے پوچھا گیا طے زمین کی نسبت۔ آپ نے فرمایا یہ کوئی چیز کمال کی نہیں۔ دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں قطع کر جاتا ہے۔"
("حفظ الایمان" ص۸ از مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)

دیوبندی وہابی ہیں۔ مولوی یوسف رحمانی کا اعتراف

مصنف "سیف شیطانی" مولوی یوسف رحمانی "اعلحضرت بریلوی کا فتویٰ" کے عنوان سے لکھتا ہے:

عرض: ایک صاحب نے ایک وہابی (دیوبندی) کے جنازہ کی نماز پڑھی ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد: وہابی۔ رافضی، قادیانی وغیرہم کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز انہیں ایسا جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے۔

("الملفوظ" جلد ۱ ص۹)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ سائل نے صرف وہابی کے متعلق پوچھا ہے لیکن چونکہ دیوبندی فی الحقیقت وہابی ہیں سُنیت حنفیت کے پردہ میں چھپے ہوئے ہیں لیکن

ع نکل جاتی ہے سچی بات منہ سے مستی میں

کے زیر مصداق وہابی لفظ کی وضاحت کے طور پر دیوبندی کو بریکیٹ میں بند کر کے اپنی وہابیت کا کھلم کھلا اعتراف و اقرار کر رہا ہے۔

ع مُدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اب آیئے اصل مقصد کی طرف مصنف نے "الملفوظ" سے یہ عبارت کیوں نقل کی اور وہ بتانا کیا چاہتا ہے تو سنیئے مولوی جی کہنا یہ چاہتے ہیں کہ اعلحضرت بریلوی وہابی دیوبندی رافضی قادیانی کی نماز جنازہ پڑھنے کو کفر بتا رہے ہیں لیکن مولانا احمد سعید صاحب

کاظمی نے وہابی قاضی احسان احمد شجاع آبادی دیوبندی کی نماز جنازہ پڑھی لہذا وہ اعلحضرت بریلوی کے فتویٰ سے کافر ہوئے۔ لہذا اس نے کذب وافترا کی دیوار کھڑی کرتے ہوئے صے پر یہ سرخی لگائی کہ

قاضی احسان احمد مرحوم کا نماز جنازہ

لکھتا ہے "روزنامہ "مشرق" بعنوان قاضی احسان احمد شجاع آبادی کو سپرد خاک کر دیا گیا" چند سطور بعد تحریر ہے۔

"ملتان اور شجاع آباد کے دینی مدارس آج بھی بند رہے نماز جنازہ میں جن معروف شخصیتوں نے شرکت کی ان میں مفتی محمود۔ مولانا ابوذر بخاری۔ مولانا احمد سعید کاظمی۔ مولانا خدا بخش۔ مولانا عبداللہ درخواستی۔ مولانا خیر محمد۔ مولانا محمد علی جالندھری۔ مولانا عبیداللہ انور۔ مولانا لال حسین اختر۔ مولانا تاج محمد۔ مولانا حبیب اللہ۔ مولانا غلام جیلانی اور مولانا دوست محمد صاحبان شامل ہیں۔

(روزنامہ "مشرق" ۲۵ نومبر ۱۹۶۶ء)

ہمیں اعتراف ہے کہ جھوٹ بولنے اور جھوٹ چھاپنے میں دیوبندی قوم کو کمال حاصل ہے کیوں نہ ہو ان کے مذہب نامہذب میں معاذ اللہ خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے جن مولانا کاظمی صاحب پر مصنف اور "مشرق" نے افترا کیا اُن ہی مولانا احمد سعید صاحب کاظمی کا اس سلسلہ میں وضاحتی مکتوب ملاحظہ ہو اور دیوبندی ملاں کی ڈھٹائی اور سینہ زوری کی داد دیجئے۔

مولانا احمد سعید صاحب کاظمی کا مکتوب

۷۸۶
۹۲

محترم جناب ماسٹر محمد شبیر صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

سلام مسنون۔ دعائیں۔ یہ مجھ پر بہتان صریح ہے کہ میں نے قاضی

احسان احمد شجاع آبادی کی نماز جنازہ میں شرکت کی واللہ علیٰ ما نقول وکیل
میں نے سُنا تھا کہ بعض مفسدین نے کسی اخبار میں بھی میرے متعلق یہ خبر
دی تھی مگر یہ بات قطعاً بے بنیاد ہے احباب کو سلام مسنون۔

والسلام
سید احمد سعید کاظمی غفرلہ
۹ اپریل ۱۹۶۹ء

جس کا دل چاہے مولانا کاظمی صاحب کا مکتوب گرامی انوار رضا پہنچ کر
دیکھ سکتا ہے۔

ایوب خاں کی والدہ کی نماز جنازہ

مصنف "سیفِ شیطانی" نے صفحہ ۵۶ بعنوان صدر مملکت کی والدہ مرحومہ کا نماز
جنازہ لکھتا ہے۔

"فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صدر مملکت کی والدہ مرحومہ کا نماز جنازہ
حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی نے پڑھایا۔ جس میں صدر فیلڈ مارشل
محمد ایوب خاں۔ خان بہادر خاں۔ گورنر امیر محمد خاں صاحبزادہ فیض الحسن۔
پیر آف ڈیول شریف اور دیگر زعماء شامل تھے"
("نوائے وقت" ۲۷ جولائی ۱۹۶۵ء "پٹان" جولائی ۱۹۶۵ء)

قارئین کرام! دیوبندی جہالت ملاحظہ ہو۔ جاہل مصنف نے پہلے لکھا تھا قاضی
احسان احمد مرحوم کا نماز جنازہ اور اب لکھ رہا ہے صدر مملکت کی والدہ مرحومہ کا نماز جنازہ
مقام غور وفکر ہے کہ "کی" نماز جنازہ ہونا چاہیئے تھا یا "کا" نماز جنازہ؟
شاید جاہل مصنف یوں کہتا ہوگا فجر کا نماز۔ ظہر کا نماز۔ عید کا نماز۔ جمعہ کا نماز
حالانکہ صحیح یہ ہے کہ فجر کی نماز۔ ظہر کی نماز۔ عید کی نماز۔ جمعہ کی نماز۔ بھلا جس
جاہل مطلق کو مونث و مذکر کا فرق بھی معلوم نہیں بلکہ جو فقرہ بھی صحیح نہیں بنا سکتا

وہ علم و فضل کے بادشاہ علماء عرب و عجم کے ممدوح اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ پر زبان طعن دراز کر رہا ہے اور پھر "صدر مملکت کی والدہ مرحومہ کا نماز جنازہ" کے ذیل میں جو مضمون ہے چند سطور کے علاوہ نام نہاد شیخ العرب و عجم سے صفحہ ۵۵ کیا یہ لوگ مسلمان ہیں تک "نوائے وقت" میں موجود ہی نہیں اگر مناظر جی صاحب دکھادیں تو ایک ہزار روپیہ انعام نقد پیش کیا جائے گا۔ مصنف نے ایک پُر خرافات عبارت کے بعد "نوائے وقت" ۲۷ جولائی ۱۹۶۵ء کا حوالہ لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے قبل کی سب کچھ اس نوائے وقت میں ہے حالانکہ "نوائے وقت" میں نہیں ہے۔ اگر ہے تو بتایا جائے کہ کس صفحہ پر کس کالم میں ہے؟ اور پھر کمال یہ ہے کہ "چٹان" کے حوالہ میں تاریخ صفحہ و سطر و کالم مذکور ہی نہیں بس اتنا لکھدیا۔ و "چٹان" جولائی ۱۹۶۵ء حالانکہ "چٹان" ماہنامہ نہیں بلکہ ہفت روزہ ہے بتایا جائے کس تاریخ کے "چٹان" میں کس صفحہ کے کس کالم میں یہ خرافات موجود ہیں؟

اب آیئے اصل جواب کی طرف جس وقت بعض اخبارات میں ایوب خاں کی والدہ کی نماز جنازہ میں صاحبزادہ فیض الحسن صاحب کی شمولیت کا بیان آیا تھا۔ ہم نے اسی روز صاحبزادہ صاحب سے وضاحت طلب کی تھی اور صاحبزادہ صاحب نے فرمایا تھا مکتوب ملاحظہ ہو۔

صاحبزادہ فیض الحسن صاحب کا مکتوب

۷۸۶۔ محترمی السلام علیکم! مکتوب ملا شکریہ جواباً عرض ہے کہ ایوب خاں صاحب کی والدہ کے نماز جنازہ میں مَیں نے شرکت ضرور کی ہے میں آخر وقت پہنچا۔ آخری قطار میں کھڑا ہوا۔ میرے وہم و گمان بھی یہ بات نہ تھی کہ تھانوی صاحب نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں۔ الخ

سید فیض الحسن گوجرانوالہ

۱۵-اگست ۱۹۶۵ء

جواب کی حد تک تو یہی کافی ہے کہ صاحبزادہ فیض الحسن صاحب نے دیدہ دانستہ نہیں لاعلمی میں ایسا کیا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ دیوبندی مولوی احتشام الحق صاحب تھانوی کونسے بااصول آدمی ہیں نہ صرف یہ کہ وہ ہر دور میں درباری کے فرائض سرانجام دیتے ہیں بلکہ ذاتی مفاد کے لئے دیوبندیت کا بھی سر قلم کر دیتے ہیں مثلاً ایوب خاں جب ۱۹۶۲ء میں اپنی رابطہ عوام کی مہم پر لاہور پہنچے تو ایوب خاں نے داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس پر پھولوں کی چادر چڑھائی اور فاتحہ خوانی کی۔ پھولوں کی چادر اور فاتحہ دیوبندی دھرم میں خالص شرک و بدعت ہیں ملاحظہ ہو "تقویۃ الایمان" و "فتاویٰ رشیدیہ"۔

اور نہ صرف یہ بلکہ روزنامہ "انجام" کراچی ۱۳۔ ستمبر ۱۹۶۰ء ص۱ پر فوٹو موجود ہے صدر مملکت فیلڈ مارشل ایوب خان بانی پاکستان محمد علی جناح کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھا کر فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ ("انجام" کراچی ۱۳ 9/60 ص۱)

مزید ملاحظہ ہو:

"کراچی ۳۱۔ جولائی۔ صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے آج شام یہاں قائد اعظم محمد علی جناح کے مقبرہ کا سنگ بنیاد رکھا: .....
اس سے پہلے مولانا احتشام الحق تھانوی (دیوبندی وہابی) نے سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے صدر ایوب کو خراج تحسین پیش کیا اور مقبرے کی تعمیر میں ذاتی دلچسپی لینے پر شکریہ ادا کیا"

(روزنامہ "کوہستان" لاہور یکم اگست ۱۹۶۰ء)

مولوی یوسف رحمانی جواب دے کہ تمہارے پیشوا احتشام الحق تھانوی پر دیوبندی وہابی مسلک کے اعتبار سے کہاں لازم تھا کہ مزاروں پر پھولوں کی چادریں چڑھانے اور فاتحہ پڑھنے اور مقبرہ کا سنگ بنیاد رکھنے والے ایوب خاں کی والدہ کی نماز جنازہ پڑھاتا

بتایئے انہوں نے الٹی چھری سے دیوبندی دھرم کو ذبح کیا یا نہیں ؟ کیونکہ بابائے وہابیت پیشوائے اعظم دیوبندیت مولوی اسماعیل قتیل دہلوی صاف لکھتے ہیں :

"قبروں پر چادریں چڑھانا۔ مقبرے بنانا۔ تاریخ لکھنا یہ کام کرنے والے مسلمان نہیں۔ ایک بالشت سے اونچی قبر نہ بنائے۔ قبر پر مقبرہ بنانا حرام ہے۔ کسی ہی کی قبر ہو۔" ("تقویۃ الایمان" معہ "تذکیر الاخوان" ص۸۶)

بتلایئے۔ تھانوی صاحب نے شرک وبدعت اور حرام فعل کا ارتکاب کیا یا نہیں ؟

اور مولوی یوسف رحمانی میں کچھ دیوبندی مذہب کی غیرت ہے تو یہ بھی بتلایئے کہ بانیٔ پاکستان محمد علی جناح کی ایک بالشت سے بہت اونچی قبر اور قبر پر مقبرہ (گنبد) اور پھر قبر پر پھولوں کی چادریں چڑھانا دیوبندی مذہب میں دیوبندی شریعت کے اعتبار سے جائز ہیں یا نہیں ؟ اگر ہیں تو آج ہی مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی سے لاتعلقی اور بیزاری کا اعلان کرو اور "تقویۃ الایمان" اور "فتاویٰ رشیدیہ" کو سرعام نذر آتش کردو۔ یا پھر اپنے مذہب نامہذب کے مطابق بانیٔ پاکستان کے مقبرہ کو گرانے کا فتویٰ جاری کرو اور آپ کے مزار پر چادر چڑھانے والوں کو بشمول وزیر اعظم بھٹو صاحب سب کو مشرک وبدعتی اور حرام فعل کے مرتکب قرار دو اور دیوبندی مسلک کا علی الاعلان پرچار کرو

ملاں جی نے مولوی احتشام الحق صاحب کی بھلی کہی اُن کا کیا وہ مرزائیوں قادیانیوں منکرین ختم نبوت کے نکاح بھی پڑھواتے رہے ہیں وفاقی وزیر مذہبی امور مولانا کوثر نیازی صاحب کی شہادت ملاحظہ ہو

احتشام الحق تھانوی کا کردار — مولانا کوثر نیازی کی شہادت

بعنوان "مولوی احتشام الحق کیرانوی ہم پھر حاضر ہیں" لکھتے ہیں

"آپ نے دوسرے احمدیوں کے نکاح کی طرح لاہوری (مرزائی) جماعت

کے بانی مولوی محمد علی کے لڑکے حامد فاروق کا نکاح بھی کراچی میں پڑھوایا تھا آپ بظاہر ان لوگوں کو بھی کافر قرار دیتے ہیں مگر حالت آپکی یہ ہے کہ کسی پُراسرار ترغیب کے تحت آپ پچھلے سے اندر جا کے (قادیانیوں کے) نکاح بھی پڑھوا آتے ہیں لوٹن میاں اچھے مولوی ایسا نہیں کرتے۔ اَب سچ سچ بتادو اسلام تمہارا دین نہیں بلکہ کاروبار ہے ...... جواب میں آپ نے قائداعظم کو کافر کہہ کر پاکستان کے بارہ کروڑ مسلمانوں کی توہین کیوں کی ......

(ہفت روزہ "شہاب" لاہور ۲۱ مئی سنہ ۱۹۷۰ء ص۱-۹)

دوسری شہادت

"مولوی (احتشام الحق) کیرانوی آپ کیلئے حرام جائز ہے؟ ..... ہمت ہے تو کرو انکار ان الزامات سے

- تم نے کہا احمدی کافر ہیں اور روپیہ لے کر ان کے نکاح پڑھواتے رہے۔
- تم نے کہا سود حرام ہے اور خود سود کا کاروبار کرتے رہے ..... مذہب کے نام پر اُمت محمدی کو فریب دینے والے دو غلے انسان تم اس ہندو وزیر سے بھی بدتر ہو ...... اب تمہیں دین اور دُنیا دونوں کے لحاظ سے کذب اور دھوکے باز ثابت کیا جائے گا۔"

(ہفت روزہ "شہاب" لاہور ۴ جون سنہ ۱۹۷۰ء ص۱)

کیوں جناب مناظر صاحب! یہ ہیں آپکے مولانا احتشام الحق صاحب۔ بتائیے بقول "شہاب" جب وہ مرزائیوں کے نکاح پڑھوا سکتے ہیں سودی کاروبار کر سکتے ہیں جب انہوں نے یہ تمام باتیں غلط کیں تو ایوب خاں کی والدہ کا جنازہ پڑھا کر بھی اپنے مذہب کے اعتبار سے غلط کیا۔ کیوں؟ اس لئے بقول "شہاب" اسلام تمہارا (تھانوی کا) دین نہیں کاروبار ہے۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ مُلاّں یوسف اپنے اصولے تھانوی صاحب کی خبر لیتا لیکن

اپنے اکابر کی بداعمالیوں پر تو نظر نہیں رکھتا اور صاحبزادہ فیض الحسن صاحب پر برس پڑا اور فرضی بنیاد پر خرافات کا مظاہرہ شروع کر دیا۔

فاطمہ جناح کا نماز جنازہ

اس عنوان کے تحت مصنف "سیف شیطانی" لکھتا ہے:

"مفتی محمد شفیع صاحب (دیوبندی) سنے مادرِ ملت کا نماز جنازہ پڑھایا ان کے ساتھ مولوی عبدالحامد بدایونی کھڑے ہیں۔"

("امروز" ۱۳ جولائی ۱۹۶۷ء)

پھر وہی جہالت کہ فاطمہ جناح کا نماز جنازہ۔ حوالہ میں یہ مذکور ہی نہیں کہ "امروز" لاہور ہے یا ملتان؟ ؎ کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا

بہرحال ہمیں اس کا اعتراف کہ اس قسم کا فوٹو کسی اخبار میں ضرور آیا تھا مگر اس کی عبارت یہ نہیں تھی ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ دیوبندی مُلاں یوسف رحمانی اس فوٹو کے ساتھ یہ عبارت نہیں دکھا سکتا بہرحال جب یہ فوٹو اخبار میں آیا تو ہم نے بھی مجاہدِ ملت، فخر اہل سنت غازی تحریک پاکستان مولانا محمد عبدالحامد صاحب بدایونی مرحوم سے رابطہ قائم کیا تھا اور تحقیق سے جو کچھ معلوم ہوا تھا وہ مولانا بدایونی ہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔

مولانا عبدالحامد بدایونی کا وضاحتی مکتوب

۷۸۶

محب مکرم! السلام علیکم ....

میں علماء اہل سنت کے مسلک سے بخوبی واقف ہوں۔ بات دارالاصل یہ ہے کہ نماز جنازہ درحقیقت میں نے ہی پڑھائی مجمع کثیر تھا صف بندی بھی نہ ہو سکی۔ میں نے نماز جنازہ کی نیت باندھی تو عین اسی

وقت مفتی محمد شفیع صاحب نے مجھ سے آگے بڑھ کر نماز جنازہ پڑھانی شروع کر دی حالانکہ جماعت قائم ہو چکی تھی...... والسلام

فقیر محمد عبدالحامد القادری البدایونی

۲۵ر جولائی ۱۹۶۷ء

یہ ہے دیوبندی مفتی اعظم کی سینہ زوری کہ جماعت قائم ہونے کے بعد آگے کھڑے ہو کر اپنی امامت کا فوٹو اخبارات میں شائع کرا دیا۔

اگر بالفرض مفتی محمد شفیع دیوبندی بھی مس فاطمہ جناح کی نماز جنازہ پڑھاتا تو یہ بھی دیوبندی دھرم کا بے اصولا پن تھا کیونکہ نام نہاد شیخ العرب والعجم کانگریسی کٹھ پتلی مولوی حسین احمد صدر دیوبند کا فتویٰ تو یہ ہے جو "خطبات عثمانی" میں موجود ہے اور خود دیوبندی شیخ الاسلام جناب مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب کی شہادت موجود ہے

قائد اعظم کافر اعظم !

نئی دہلی ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء۔ مولانا حسین احمد صاحب (صدر مدرسہ دیوبند) نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیتے ہوئے حال ہی میں جو فتویٰ دیا تھا۔ الخ۔

("خطبات عثمانی" ص۴۸ و "مکالمۃ الصدرین" ص۳۲)

دیوبندی مفتی اعظم مولوی محمد شفیع صاحب نے اسی قائد اعظم کی ہمشیرہ کی نماز جنازہ پڑھانے کی کوشش کی جن کے محترم بھائی کو صدر مدرسہ دیوبند کافر اعظم قرار دیتا رہا ہے۔ یہ کہاں کی اصول پرستی ہے؟ کیا قائد اعظم اور ان کی ہمشیرہ کا مسلک جدا جدا تھا؟ مولوی حسین احمد دیوبندی کے فتویٰ کے لحاظ سے تو دیوبندی مفتی اعظم کو یہ کوشش کرنی ہی نہ چاہیئے تھی۔ یا پھر اپنے صدر مدرسہ دیوبند کو جھوٹا اور ان کے

فتویٰ کو باطل و مردود قرار دیتے۔ بہر حال دیوبندیوں کا مذہب ہی گول مول ہے اور شریعت کے لحاظ سے نہیں بلکہ طبیعت کے لحاظ سے ہر کام کرتے ہیں

وہابیت کا اعتراف نمبر ۲

آج تک دیوبندی اپنی وہابیت کو چھپانے کی کوشش کرتے رہے ہیں مگر ہم داد دیتے ہیں دیوبندیت کے نوزائیدہ مناظر کو کہ وہ بڑی جرأت مندی و فراخدلی سے اپنی وہابیت کا علی الاعلان اعتراف کر رہا ہے صفحہ ۵۹ پر بعنوان "اعلحضرت بریلوی کا فتویٰ"، لکھا ہے:

"وہابی (دیوبندی)، رافضی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی، چکڑالوی وغیرہم کے پیچھے نماز باطل محض ہے" الخ ("سیف شیطانی" ص ۵۹)

کچھ بھی بہر حال وہابی لفظ کے مفہوم کی وضاحت کے طور پر اس نے پھر دوبارہ بریکٹ بند (دیوبندی) لکھ کر اپنی وہابیت کا اقرار کر لیا ہے۔ الغرض اس فتویٰ کے نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ موصوف اس کے نیچے خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کا عقیدہ بیان کر کے اعلحضرت قدس سرہٗ کا فتویٰ ان کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہیں لکھتا ہے

خواجہ غلام فرید کا عقیدہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ احمد پور میں ایک وہابی مولوی تھا جس کا نام احمد بخش تھا نواب (صادق محمد خاں) آف بہاولپور کے جی حضوریوں نے اس کی شکایت کر دی کہ وہ اولیاء اللہ کا منکر ہے العیاذ باللہ......

.... نماز کے وقت خواجہ غلام فرید صاحب نے اس وہابی مولوی سے امامت کے لئے کہا چنانچہ سب حاضرین نے اسی مولوی کے پیچھے نماز پڑھی خود خواجہ صاحب اور نواب آف بہاولپور نے بھی اسی کے

پیچھے نماز ادا کی ملخصاً
(روزنامہ "امروز" ۱۸ جولائی ۱۹۶۷ء)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے وہابی مولوی کے نماز پڑھانے سے دیوبندی ملاّں کو کتنی خوشی ہوئی اس کو فخریہ طور پر پیش کیا اگر دیوبندی وہابی نہ ہوں اور حقیقی سنّی حنفی ہوتے تو اس کو یہ خوشی نہ ہوتی۔

اس کے متعدد جواب ہیں:

نمبر ۱: یہ کہ سیدنا اعلٰحضرت علیہ الرحمۃ کا فتویٰ مبارکہ اس شخص کے بارے میں ہے جو "ان (وہابیوں) کے خیالات وحالات پر مطلع ہو کر انہیں عالم جانتے یا قابل امامت مانے" اس کی فتویٰ میں تصریح ہے اگر بالفرض خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے ایسا کیا تو وہ یقیناً ان کے خیالات وحالات پر مطلع نہ ہوں گے کیونکہ بقول "امروز" جی حضوریوں نے خواجہ صاحب سے نہیں نواب صاحب سے ان کے وہابی اور منکر اولیاء اللہ ہونے کی شکایت کی تھی لہذا خواجہ صاحب قبلہ اعلٰحضرت قبلہ کے فتویٰ کی زد میں نہیں آتے۔ آپ کا یہ جوڑ توڑ کامیاب نہیں ہوتا نظر آتا۔

نمبر ۲: یہ کہ اس مولوی کا نام بقول امروز احمد بخش تھا یہ نام وہابیوں دیوبندیوں کی جان کے لئے قیامت ہے۔ ملاحظہ ہو مولوی اشرف علی تھانوی کفر وشرک کی باتوں کے بیان میں لکھتے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ | سہرا باندھنا۔ علی بخش، حسین بخش (احمد بخش محمد بخش، پیر بخش فرید بخش) نام رکھنا اور یوں کہنا کہ خدا رسول چاہے تو فلاں کام ہو جائے (یہ سب شرک ہیں)
("بہشتی زیور" اول ص۴۵)

مدرسہ خیر المدارس کا فتویٰ | الجواب ۱۹۱/۱۷ عبد النبی عبد الرسول ونبی بخش وپیر بخش

احمد بخش یہ سب نام درست نہیں باقی نور احمد۔ نور محمد۔ غلام معین الدین۔ غلام محی الدین یہ درست ہیں۔ فقط واللہ اعلم بندہ اصغر علی غفرلہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح عبداللہ غفر اللہ لہ مفتی خیر المدارس ملتان ١١/٢/٧٠ھ

مہر مدرسہ عربی خیر المدارس ملتان ١٣٦٧ھ دار الافتاء

نوٹ: میلسی جلد جیم کے بھی ایک دیوبندی مولوی نے اپنا نام احمد بخش تبدیل کر کے غلام احمد رکھ لیا ہے تو گذارش یہ ہے کہ جب دیوبندی وہابی مذہب میں احمد بخش نام رکھنا شرک و نادرست اور قابل تبدیلی ہے تو پھر جس مولوی کا نام احمد بخش ہوگا وہ وہابی کس طرح ہو سکتا ہے؟ اگر بالفرض (معاذ اللہ) ہو بھی تو اگر کوئی سُنّی بزرگ اس کے احمد بخش نام کو دیکھ کر نماز پڑھے تو کس طرح سزاوار ہو سکتا ہے؟ اگر کوئی وہابی شربت رُوح افزاء کی بوتل میں کچھ قطرہ شراب ڈال دے تو کسی پینے والے کو کیا گناہ؟

اپنے اکابر کی خبر لو مولوی یوسف رحمانی نے اپنے جنون اور زعم باطل میں علماء اہلسنت و مشائخ طریقت پر الزام عائد کئے ہیں:

(١) احمد رضا بریلویوں کے خدا ہیں "سیف شیطانی ص٢٩"

(٢) بریلویوں کے اعلحضرت عالم الغیب اور مشکل کشا ہیں۔ (ص٤٩)

(٣) نبی کو عین معین الدین پایا۔ (ص٥١)

(٤) پیر اور پیرزادہ حضرت یعقوب و حضرت یوسف کی مثل۔ (ص٥٠)

(٥) احمد رضا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرائی (ص٥٤)

(٦) یہ کہنا کہ اولیاء اللہ کو غیب کا علم ہے کفر ہے۔ (ص٦٤)

(۶) رضاخانی کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ (صہ۹۶)

ظاہر ہے کہ جس کے ایسے عقائد ہوں وہ مسلمان نہیں ہوسکتا اور اس کے پیچھے نماز سراسر باطل و مردود ہے لیکن ہم ثابت کرتے ہیں کہ چوٹی کے اکابر دیو بند نے علماء اہل سنّت حامیان مسلک اعلیٰحضرت۔ بریلوی مکتب فکر کے علماء کے پیچھے نماز پڑھنے کو صحیح سمجھا اور خود بھی پڑھی۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

علماء بریلی کی اقتداء میں نماز جائز ہے (علماء دیوبند)

مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی

حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقعہ ملتا تو پڑھ لیتا۔ ("چٹان" لاہور ۱۱ر جنوری ۱۹۶۲ء)

مولوی محمد احسن نانوتوی

مولانا محمد احسن نے (اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد) مولوی نقی علی خاں (بریلوی) کو عید گاہ سے پیغام بھجوایا کہ میں نماز پڑھنے کو آیا ہوں پڑھانا نہیں چاہتا۔ آپ تشریف لائیے جسے چاہے امام کر لیجئے میں اس کا اقتداء کرلوں گا۔ (کتاب" مولانا محمد احسن نانوتوی" صہ۸۳)۔ اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے لکھا ہے۔

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی

"ہمارے (دیوبندی) بزرگ اس قسم کی گفتگو اور مباحثوں مناظروں کو پسند نہ فرماتے تھے ...... ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب دہلی تشریف رکھتے تھے اور اُن کے ساتھ مولانا احمد حسن امروہوی اور امیر شاہ خانصاحب بھی تھے شب کو جب سونے کے لئے لیٹے تو ان دونوں نے اپنی چارپائی ذرا الگ بچھالی اور باتیں کرنے لگے۔ امیر شاہ خانصاحب نے مولوی صاحب سے کہا کہ صبح کی نماز ایک بُرج والی مسجد میں چل کر پڑھیں گے سُنا ہے

وہاں کے امام قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں" مولوی (احمد حسن) صاحب نے کہا "ارے پٹھان جاہل (آپس میں بے تکلفی بہت تھی) ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے وہ تو ہمارے مولانا (محمد قاسم نانوتوی) کی تکفیر کرتا ہے"۔ مولانا (محمد قاسم) نے سُن لیا اور زور سے فرمایا "احمد حسن میں تو سمجھا تھا تو لکھ پڑھ گیا ہے مگر جاہل ہی رہا پھر دوسروں کو جاہل کہتا ہے۔

ارے کیا قاسم کی تکفیر سے وہ قابل امامت نہیں رہا میں (قاسم نانوتوی) تو اس سے اس کی دینداری کا معتقد ہوگیا۔ اُس نے میری کوئی ایسی بات سُنی ہوگی جس کی وجہ سے میری تکفیر واجب تھی گو روایت غلط پہنچی ہو تو یہ راوی پر الزام ہے تو اس کا سبب دین ہی ہے، اَب میں خود اس کے پیچھے نماز پڑھوں گا"۔ غرضیکہ صبح کی نماز مولانا (قاسم نانوتوی) نے اس کے پیچھے پڑھی"

("الافاضات الیومیہ" جلد ۴ صفحہ ۲۹۲)

دیوبندی حکیم الاُمت

"ایک شخص نے (تھانوی صاحب سے) پوچھا کہ "ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائے گی" فرمایا ہاں (ہو جائے گی) ہم ان کو کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ ہمیں کہتے ہیں۔"

("قصص الاکابر" ص ۹۹ مجالس حکمت معروبہ اربعین مصطفائی مجلس پنجاہ ودوم ص ۱۵۱)

مفتیان مدرسہ خیر المدارس ملتان

۷۸۶ - از میلسی ضلع ملتان۔

بخدمت حضرت مولانا مولوی خیر محمد صاحب ملتان مدرسہ خیر المدارس

استفتاء کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر نماز جنازہ کی امامت مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی کا پیر دکار بریلوی مولوی کر رہا ہو تو ایسی صورت میں اس بریلوی مولوی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

فقط المنتظر جواب

محمد بشیر میلسی

نوٹ ضروری:- برائے مہربانی جواب اپنے قلم سے تحریر فرما دیں نوازش ہوگی۔

الجواب: اگر کبھی ایسی صورت پیش آجائے تو جنازہ میں شرکت کر لینا چاہیئے۔
فقط واللہ اعلم بندہ عبدالستار عفی عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۹ ۵/۸۱ ھ
الجواب صحیح عبداللہ غفر اللہ لہ ۸ ۵/۸۱ ھ

مُہر خیر المدارس ملتان

مفتی محمود صاحب شیخ الحدیث قاسم العلوم ملتان

" زمانہ طالب علمی جب یاد کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ لائق صد احترام اساتذہ میں سے کسی نے بھی دوران اسباق میں بریلوی مکتب فکر سے نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ قیام ملتان کے زمانہ میں جب طلباء مدرسہ قاسم العلوم بعد از عصر قلعہ پر چلے جاتے تھے نماز مغرب کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا کہ قلعہ کی جملہ مساجد کے آئمہ بدعتی ہیں نماز باجماعت ترک کر دی جائے۔ معاملہ استاذی مفتی محمود صاحب تک پہنچا۔ آپ نے فرمایا "باجماعت نماز ادا کرو اگرچہ امام بدعتی بھی ہو" طلباء نے حجت کی بحث چل پڑی مفتی صاحب نے اس حدیث اور اس کی سند پر بہترین بحث فرمائی صلوا خلف کل بر و فاجر کسی نے کہا "حضرت یہ فاجر نہیں مشرک ہیں" بس پھر کیا تھا جلال میں مفتی صاحب نے فرمایا کہ کیا دین تم اس لئے پڑھتے ہو کہ مخلوق خدا کو کفر و شرک کی تلوار سے ذبح کرتے پھرو تم رب کی جنت کے ٹھیکیدار ہو۔ میرے اکابرین نے اس (بریلوی) فرقہ پر کوئی فتویٰ فسق کے علاوہ نہیں دیا۔ میرا بھی یہی فتویٰ ہے کہ فاسق کے پیچھے بالکراہت نماز جائز ہے"

"سیف حقانی ص۴۰، ۹۰ وص۹۱ از مولوی ابوالناصر محمد عمر قریشی دیوبندی)

علماء دیوبند محدث اعظم پاکستان کی نماز جنازہ میں

۳۰ دسمبر۔ بانی جامعہ رضویہ مظہر اسلام مولانا سردار احمد صاحب کو آج بعد نماز عشاء جامعہ رضویہ میں سپرد خاک کر دیا گیا..... ڈھائی بجے دھوبی گھاٹ میدان میں مولانا عبدالقادر مہتمم اعلیٰ جامعہ رضویہ نے نماز جنازہ پڑھائی (دو لاکھ) پچاس ہزار سے زائد عقیدت مندوں اور دوسرے احباب نے نماز جنازہ میں شرکت کی جن میں مولانا

تاج محمود (دیوبندی)۔ مولانا محمد یعقوب (دیوبندی) اور مجلس تحفظ ختم نبوّت کے کارکن علّامہ عبدالمصطفٰی ازہری۔ مولانا قاری محبوب رضا خاں۔ مفتی ظفر علی مفتی محمد عمر (نعیمی)۔ علّامہ احمد سعید کاظمی۔ مولانا غلام فرید۔ مولانا غلام رسول۔ علّامہ سید ابوالبرکات۔ مولانا خلیل احمد ابن ابوالحسنات صاحبزادہ فیض الحسن۔ مولانا عبدالغفور (ہزاروی)۔ مولانا عارف اللہ صاحب صاحبزادہ فیض محل خطیب جامع راولپنڈی۔ خواجہ قمرالدین سیال شریف۔ مولانا محمد صادق صوفی غلام حسین گوجرہ۔ الحاج میاں محمد امین منیجنگ ڈائریکٹر رحمانیہ ٹیکسٹائل ملز کے نام قابل ذکر ہیں...... لاہور میں مجلس فروغ سنّت (دیوبندی) کے زیر اہتمام پروفیسر خالد محمود ہاشمی (دیوبندی) کی زیر صدارت ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا سردار احمد کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا گیا۔ پروفیسر ہاشمی نے اسلام کے لئے اُن کی زبردست خدمات کو سراہا........

(روزنامہ "غریب" لائلپور ۳۱۔ دسمبر ۱۹۶۲ء)

اب ہم ملّاں یوسف رحمانی سے پوچھتے ہیں وہ اپنے خانہ ساز شیخ القرآن سے پوچھ کر بتائے اگر امام اہلسنّت اعلٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و دیگر علماء اہل سنّت فی الحقیقت ایسے ہی تھے جیسا کہ "سیف شیطانی" میں بیان کیا گیا ہے۔ تو ان علماء کی اقتدا میں نماز کا جواز اکابر دیوبند نے کس طرح کیا ؟

صدر دیوبند مولوی حسین احمد کا طمانچہ

ملّاں نام نہاد یوسف نے بڑے طمطراق سے مولوی احمد بخش وہابی کی اقتدا میں حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے نماز پڑھنے کو بیان کیا واقعی اس کو "امروز" کے اس مضمون سے بڑی خوشی ہوئی ہوگی اور کمال یہ ہے کہ اس نے نواب صاحب بہاولپور کے جی حضوریوں نے وہابی کو اولیاء اللہ کا منکر ٹھہرانے پر بڑے زوردار الفاظ میں العیاذ باللہ بھی کہا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ دیوبندی قوم سے انصاف اُٹھ گیا، حقیقت پسندی سے ان کو کوئی تعلق نہ رہا ہے۔ مقام حیرت کہ آج وہ شخص بھی لڑتا ہے جس کو اپنی غلطی کا یقین ہے۔ کچھ زیادہ

دُور کی بات نہیں ایک ہی صفحہ قبل مصنف سیف شیطانی مولوی حسین احمدؔ کو دہائی دیتا ہوا لکھتا ہے۔ "شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی مرحوم نے "الشہاب الثاقب" میں صحیح فرمایا کہ احمد رضا خاں بریلوی مجدد التضلیل و مجدد التکفیر ہے۔"

لیکن اسی "الشہاب الثاقب" میں ملّاں جی کو یہ نظر نہیں کہ "شان نبوّت و حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی و ضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کرکے راہ پر لارہے ہیں ان (وہابیہ) کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السّلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دُعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں ان (وہابیہ) کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو بھی دفع کرسکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلّی اللہ علیہ وسلم تو یہ بھی نہیں کرسکتے۔"

("الشہاب الثاقب" ص۴۷ شائع کردہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

کیوں جناب ملّاں مناظر اسلام صاحب! اب ہم آپ کے العیاذ باللہ کو دیکھیں یا آپکے شیخ العرب والعجم صدر دیوبند کے معاذ اللہ کو دیکھیں۔ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے وہابی کے پیچھے نماز پڑھنے کی خوشی میں آپ کا پیٹ پھٹنے لگا، وہابیوں کو جی حضوریوں نے اولیاء اللہ کا منکر کہہ دیا تو آپ نے العیاذ باللہ کی توپ داغ دی لیکن اس کو کیا کہئے کہ آپکے شیخ العرب والعجم صدر دیوبند فرما رہے ہیں کہ شان نبوت حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں صدر دیوبند ان (وہابیہ) کا قول نقل کفر کفر نباشد کہہ کر نقل کرتے ہیں اور وہابیوں کا عقیدہ یہ بتاتے ہیں

کہ وہ (وہابیہ) اپنے آپ کو مماثل ذات سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں۔

ملاں جی اب خود ہی بتاؤ کہ شان رسالت و نبوت میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرنے والے، اپنے کو مماثل ذات سرورِ کائنات خیال کرتے والے اور کفریہ عقیدہ کے حامل وہابیہ کے پیچھے کونسے ضابطہ شریعت کے تحت نماز جائز ہوگی؟ اور یہ بھی بتائیں۔ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نماز پڑھتے ہیں تو مولوی حسین احمد صدر دیوبند کیوں نہیں پڑھتے۔؟ اب خود ہی اعلان کردو کہ تم خود ہی جھوٹے ہو یا تمہارا شیخ العرب والعجم جھوٹا ہے؟

الجھا ہے پاؤں نجدی کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

ناموں پر فتویٰ کا فراڈ

"سیف شیطانی" صنہ۹۶ پر کلب علی، کلب حسین، غلام علی، غلام حسین وغیرہ ناموں پر بعنوان احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ احکام شریعت جلد ۱ صہ۹۶ سے ایک مضمون نقل کیا گیا ہے۔ حالانکہ اس قسم کے ناموں پر اعلحضرت علیہ الرحمۃ نے حرام و گناہ یا کفر و شرک کا فتویٰ نہیں دیا۔ چونکہ یہ نام ذو معنیٰ ہیں اور بعض ناموں میں خود نمائی و انتہا پسندی ہے اس لئے ان اسماء کے متعلق اعلحضرت قدس سرہٗ نے صرف یہ لکھا ہے کہ ان کو علماء کرام نے سخت ناپسندیدہ رکھا اور مکروہ و ممنوع لکھا۔ یہ اعلحضرت علیہ الرحمۃ کی اپنی بات یا اپنا فتویٰ نہیں بلکہ اس کو علماء سے نقل فرمایا اور وہ صرف ناپسندیدگی کی حد تک اور بس۔ لیکن اس کے برعکس ملاں رحمانی کو اپنے گھر کی خبر ہی نہیں

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

شاید ملاں جی کو علم ہے یا نہیں بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے پردادا صاحب کا نام محمد بخش تھا (سوانح قاسمی جلد اول صہ۱۱۳) اور ان کے بھائی کا نام خواجہ بخش تھا (سوانح قاسمی جلد اول صہ۱۱۵)۔ اور دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی

سے دادا صاحب کا نام قاضی پیر بخش تھا اور گنگوہی صاحب کے نانا جی کا نام فرید بخش تھا۔
"تذکرۃ الرشید" پہلا حصہ صـ۱۳)

دیوبندی حکیم الامت کا فتویٰ

"بہشتی زیور" جلد اول صـ۴۵ کفر و شرک کی باتوں کا بیان
" علی بخش۔ حسین بخش (پیر بخش۔ فرید بخش۔ خواجہ بخش
احمد بخش۔ محمد بخش) نام رکھنا اور یوں کہنا کہ خدا چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا" یہ سب شرک ہیں

خیر المدارس کا فتویٰ

الجواب ۱۹۱/۱۷ عبد النبی، عبد الرسول و نبی بخش پیر بخش (محمد بخش) احمد بخش
یہ سب نام نادرست ہیں۔

فقط واللہ اعلم بندہ اصغر علی غفرلہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح عبداللہ غفر اللہ لہ مفتی خیر المدارس ملتان

گویا تھانوی صاحب اور مفتیان خیر المدارس کے نزدیک مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے پردادا اور اُن کے بھائی اور مولوی رشید گنگوہی صاحب کے دادا اور نانا کافر و مشرک تھے اور ان کے نام نادرست تھے۔ اور یہ یوسف رحمانی پہ لازم ہے کہ وہ واضح کرے کہ مشرک کی اولاد حلالی ہوتی ہے یا حرامی ؟

مسئلہ نور

صفحہ ۶۰ پر بعنوان "اعلحضرت کا عقیدہ" یہ نقل کیا۔ حدیث میں ارشاد فرمایا

یا جابر اِنَّ اللّٰہَ قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُوْرِہٖ

اے جابر بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ "الملفوظ" جلد ۱۔ صـ۷)

ملاں نام نہاد رحمانی نے نامعلوم یہ عبارت کیوں نقل کی اور خدا جانے وہ کیا ثابت کرنا چاہتا ہے۔ بہر حال اتنا ضرور پتہ چلا کہ اس نے اس حدیث شریف کو اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے عقیدہ کے طور پر نقل کر کے یہ تسلیم کر لیا کہ اعلحضرت کا وہی عقیدہ ہے جو حدیث شریف سے ثابت ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مصنف "سیف شیطانی"

منکر حدیث ہے کیونکہ یہ ثابت ہونے کے باوجود کہ یہ حدیث شریف ہے اس کو اس نے اعلٰحضرت کا عقیدہ قرار دیا ہے گویا اس حدیث پر اس کا ایمان نہیں۔ ہم بقلم خود مناظر اسلام کی معلومات میں اضافہ کے لئے بتائے دیتے ہیں کہ دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی نے بھی اس حدیث شریف کو "نشر الطیب" صہ پر نقل کیا ہے کتاب کھول کر دیکھ لیں اور بتائیں کہ ایمان لائے یا ابھی منکر حدیث ہی ہیں ؟

باقی رہا یہ کہنا کہ مولوی غلام جہانیاں کا یہ عقیدہ کہ "حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو دیکھنے سے تمام ایمان والے کافر ہو گئے اور کسی کو اس کی خبر نہیں" تو ملاں یوسف نے یہ عبارت "فوائد فریدیہ" کا اردو ترجمہ مسمٰی بہ "فیوضات فریدیہ" صہ سے نقل کی ہے۔

ہمیں افسوس ہے کہ مولانا غلام جہانیاں صاحب نے اپنے ۲۰ اور کے مکتوبات میں تحریری وعدہ کے باوجود ابھی تک "فوائد فریدیہ" کا ترجمہ "فیوضات فریدیہ" ہمیں نہ قیمتاً مہیا کیا نہ عاریتاً ان کی اس غفلت ولاپرواہی کا ہمیں بہت ہی افسوس اور صدمہ ہے اگر وہ مذکورہ کتاب ارسال کر دیتے تو ملاں جوزف کی بے ایمانیوں کی نقاب کشائی کرنے میں ہمیں آسانی ہوتی۔ بہرحال اتنا ضرور ہے کہ مصنف نے جس "فوائد فریدیہ" کا نامکمل و غیر مکمل حوالہ دیا ہے وہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ مولانا غلام جہانیاں صاحب نے اس کا ترجمہ اپنے ایک عزیز کے ذمہ لگایا اور انہوں نے یہ ترجمہ مولانا غلام جہاں صاحب کے نام سے شائع کرا دیا۔ اب جبکہ یہ ثابت اور مسلم ہے کہ فوائد فریدیہ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے اور خواجہ غلام فرید کو خود مصنف "سیف شیطانی" نے صہ۹ و دیگر متعدد صفحات پر رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر ولی کامل تسلیم کیا ہے۔ مولوی غلام جہانیاں صاحب یا ان کے عزیز تو مترجم ہیں۔ بتائیے مولوی جوزف کی خرافات کی زد میں حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ آتے ہیں یا نہیں ؟

اسی طرح صہ۱۹ پر مولانا محمد عنایت اللہ صاحب کا ایک ایسا فتویٰ نقل کیا گیا ہے

جس میں رب کے نور کا جزء یا حصہ ماننے والے کو گمراہ بے دین کہا گیا ہے۔ فی الواقعہ یہ صحیح ہے اور کوئی بھی عالم اہل سنت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو اللہ تعالیٰ کے نور کا جزء و حصہ قرار نہیں دیتا۔ بقلم خود مناظر اسلام میں جرأت ہے تو جزء و حصہ ثابت کر دکھائے ورنہ لایعنی باتوں سے باز آئے۔

اسی طرح صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عقیدہ بیان کیا گیا ہے۔ انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا ہے۔ اس کے ثبوت میں حوالہ "تفسیر نعیمی" صہ حاشیہ ۱۳ کا دیا گیا ہے۔

ہم ملاں جوزف کو مبلغ دس روپے انعام دیں گے اگر وہ یہ ثابت کر دے کہ "تفسیر نعیمی" صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے۔ اس جاہل کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ تفسیر نعیمی مفتی احمد یار خان صاحب علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے۔ بہرحال یہ عبارت خواہ صدر الافاضل علیہ الرحمۃ نے لکھی ہو یا صاحب تفسیر نعیمی مفتی احمد یار خان صاحب نے بلاشبہ حق ہے قرآن مجید میں ہے،

(۱) قالوا ان انتم الا بشر مثلنا تریدون ان تصدونا عما کان یعبد اٰباؤنا فاتونا بسلطٰن مبین (کافر بولے تم تو ہم جیسے آدمی ہو تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے باز رکھو جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اب ہمارے پاس کوئی روشن سند لے آؤ۔

(۲) قالوا ما انتم الا بشر مثلنا (وہ جھٹلانے والے کافر بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی)

اور اس کے ساتھ ہی مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمۃ کا یہ عقیدہ کہ ہم بھی عقیدہ کے ذکر میں کہتے ہیں کہ نبی بشر ہوتے ہیں "جاء الحق صہ ۱۶۸" یہ بھی حق ہے۔ افسوس کہ ملاں جوزف ابھی تک یہ نہیں سمجھا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو بشر کہہ کر پکارنا اور بات ہے، عقیدے کے ذکر میں بشر کہنا اور بات ہے پہلے میں تحقیر و توہین ہے کہ بشر بشر کہہ کر پکارا جائے یا برابری کے لفظوں سے یاد کیا جائے اور عقیدہ کے طور پر انبیاء کرام کو بشر ماننا اور بات ہے۔

اسی طرح "سیف شیطانی" میں جاء الحق صفحہ ۱۶۸ کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے۔ "حضرت عائشہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہا" تو جاہل مصنف بے خبر ہے اس کو معلوم نہیں کہ یہ الفاظ حضرت مفتی صاحب گجراتی نے اعتراض کے نقل کیے ہیں کہ مخالفین اہلسنت کہتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ نے حضور علیہ السلام کو بشر کہا۔ یہ مفتی صاحب کے اپنے الفاظ نہیں ہیں اور اس بات کا جواب "جاء الحق" میں اسی جگہ اس سے ذرا آگے ہے۔ دھوکہ دینا اور غلط بیانی سے کام لینا دیوبندیوں کا محبوب مشغلہ اور آبائی پیشہ ہے۔

ہر طرف سے ٹھوکریں کھانے کے بعد مُلّاں جوزف پاگل کتے کی طرح پھر مولانا کاظمی صاحب پر حملہ آور ہوتا ہے۔ لکھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت تمام عالم میں موجود ہے۔ "تسکین الخواطر صفحہ ۱۵۶"۔ اس میں کس کو شبہ ہے وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین نص قرآنی ہے۔ مُلّاں جوزف کتر بیونت کے مرض میں مبتلا ہے۔ مولانا کاظمی صاحب کی اس عبارت میں یہ صفائی دکھائی کہ روحانیت اور نورانیت تمام عالم میں موجود ہے کا روحانیت تمام عالم میں موجود ہے کر دیا۔ اگرچہ یہ کوئی بڑی بات نہیں لیکن قلبی مرض تو ثابت ہو جاتا ہے۔ مولانا کاظمی صاحب کے اس عقیدہ کے مقابلہ میں مولانا عبدالسمیع صاحب علیہ الرحمۃ کا یہ فتویٰ نقل کیا بانیان محفل میلاد علی العموم یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ روح مبارک ہر جگہ موجود ہو جاتی ہے نیز قاری اگر دیندار محب نہ ہوگا تو روح پاک نہ آوے گی۔ "انوار ساطعہ صفحہ ۲۰۰"

ظاہر ان الفاظ میں قطعاً کوئی تضاد نہیں۔ مولانا عبدالسمیع صاحب کی مراد یہاں روح مع الجسد ہے اور آنا اس پر دلیل ہے یعنی روح مبارک کا وجود باجود کے ساتھ آنا۔

مولانا مفتی احمد یار خانصاحب علیہ الرحمۃ کی عظیم کتاب "جاء الحق صفحہ ۱۴۱" کے حوالہ سے یہ لکھا گیا ہے "اس جسم یا جسم مثالی کا متعدد جگہ موجود ہونا یہ صفات بہت سی مخلوقات کو ملی ہیں" حالانکہ مفتی صاحب نے متعدد چیزیں بیان کی ہیں۔ فرماتے ہیں "ایک جگہ رہ کر تمام عالم کو مثل کف دست دیکھنا ایک آن میں عالم کی سیر کر لینا اور صدہا کوس پر کسی کی

مدد کر دینا اس جسم یا جسم مثالی کا متعدد جگہ موجود ہوجانا یہ صفات بہت سی مخلوقات کو ملی ہیں" اس عبارت کا بھی حلیہ بگاڑ دیا گیا اور اپنے گزارہ کے لئے چند الفاظ رکھ لئے۔ حالانکہ مفتی صاحب نے صفت نہیں صفات کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو کثرت پر دلالت کرتا ہے صفات جمع ہے واحد نہیں۔ بہر حال مفتی صاحب نے اپنے اس موقف کو "جاء الحق" میں اسی جگہ تفسیر روح البیان، تفسیر کبیر، تفسیر خازن، مشکوٰۃ باب فضل الاذان وغیرہ سے مدلل و مبرہن فرمایا۔ جاہل مناظر اسلام ایسی باتوں کو کیا جانے۔ خود مولوی اشرف علی تھانوی "حفظ الایمان" میں کہتے ہیں ابلیس مشرق سے مغرب ایک لحظہ میں پہنچ جاتا ہے ص۸ اور حضرت ملک الموت پوری دنیا میں ایک لحظہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ منکر نکیر ہر قبر میں ہر جگہ تشریف لاتے ہیں۔ خود حکیم الامت تھانوی جی "جمال الاولیاء" ص۲۰۲ پر لکھتے ہیں کہ "محمد الشربینی شیخ بزرگ ولی صاحب کشف تھے...... امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک سیاح سے روایت ہے کہ ان کی اولاد کچھ تو ملک مغرب میں مراکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھی اور کچھ اولاد بلاد عجم میں تھی اور کچھ بلاد ہند اور کچھ بلاد تکرور میں تھی۔ آپ ایک ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل وعیال کے پاس ہو آتے اور ان کی ضرورتیں پوری فرمائے دیتے تھے ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ ان ہی کے پاس قیام رکھتے ہیں"

ان ہی تھانوی صاحب نے "جمال الاولیاء" ص۱۸۵ پر محمد الحضرمی مجذوب کا واقعہ لکھا کہ انہوں نے "بیک وقت تیس شہروں میں خطبہ و نماز جمعہ پڑھا"

مولوی تھانوی صاحب ہی "جمال الاولیاء" ص۲۳ پر لکھتے ہیں "اس قسم کے واقعات کا مشترک مضمون تواتر کی حد کو پہونچا ہوا ہے اس لئے اب اس کا انکار سوائے ضدی شخص کے اور کون کر سکتا ہے۔"

ملاں جوزف صاحب نامعلوم کون سا جنون آپ کو اس خار دار وادی میں کھینچ لایا آپ تو ہیں کیا یہاں تو دیو کا بند ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ زبانی کلامی باتیں تو ہوا میں اڑ جاتی ہیں

تحریر سند رہتی ہے۔ آپکی سیف آپ کو خودکشی کے کام آرہی ہے۔ تاقیام قیامت آپکی جہالت کی دستاویز ہمارے پاس رہے گی۔ اُمید ہے آپ نے چشم سر کے ساتھ اپنے آباؤ اجداد کے اقوال وارشادات پڑھ لئے ہوں گے۔

اُب ہوش میں آکر بتایئے مفتی احمد یار خانصاحب علیہ الرحمۃ کا قول حق تھا یا نہیں؟

علامہ ابن نجیم اور علامہ خوارزمی کا فتویٰ اس عنوان کے تحت مصنف نے یہ فتویٰ نقل کیا ہے کہ "جو شخص یہ کہے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر ہیں اور جانتی ہیں کفر ہے۔" ("بحر الرائق" صہ ۱۲۴ علامہ ابن نجیم و "فتاویٰ بزازیہ" صہ ۳۲۶ علامہ خوارزمی)

معلوم نہیں بقلم خود مناظر اسلام نے یہ فتویٰ ہفت روزہ پاکستانی یا "چٹان" کے کون سے شمارہ سے نقل کیا ہے "بحر الرائق" یا فتاویٰ بزازیہ کو دیکھنا اور سمجھنا تو اس مستند جاہل کے بس کا روگ نہیں بہر حال ہم اس کو یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ یہ فتویٰ کفر گھر میں ہی کام آجائے گا مطمئن رہیں۔ آپ کی محنت برباد نہیں جائے گی ملاحظہ ہو:

مولوی رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ "مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ (پیرومرشد) کی روح ایک جگہ مقید نہیں بلکہ جس جگہ مرید ہوگا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دُور نہیں ..... تب مرید ہر وقت عقدہ کشائی میں شیخ کا محتاج ہوگا اور شیخ کو دل میں حاضر کر کے جب زبان حال سے پوچھے گا تو یقیناً شیخ کی روح اللہ کے حکم سے اس کو بتلائے گی۔" ("امداد السلوک" صہ ۲۴)

~ کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہو جائے گا
دینِ نجدی پائمالِ سُنیاں ہو جائے گا

پانچ دیوبندی دجل بقلم خود مناظر اسلام ملاں یوسف رحمانی نے "تکفیری افسانہ" میں مذکور ۴۸۔ دیوبندی تضادات وکفریات میں سے بعنوان ملا محمد حسن علی الرضوی کا دجل صہ ۶۲۔ مکفر اعظم ملا محمد حسن کا دوسرا دجل صہ ۶۴۔

ملا محمد حسن کا تیسرا دجل صہ ۲۹ - ملا محمد حسن کا چوتھا دجل صہ ۳۰ - ملا محمد حسن کا پانچواں دجل صہ ۳۱ صرف پانچ کا جواب دیا ہے۔ گویا ۴۲ کفریات و تضادات اپنے اکابر کے اس نے تسلیم کر لئے ہیں۔ باقی جن پانچ باتوں کو اس نے دجل قرار دیا ہے تو یہ پانچ دجل بھی ہمارے نہیں بلکہ اس کے اپنے اکابر کے ہیں کیونکہ "ہم" تکفیری افسانہ کے مصنف نہیں بلکہ مرتب و ناقل ہیں سب کچھ اکابر دیوبند کی معتبر مستند تصانیف سے نقل کیا ہے۔ وہ ہمارے خلاف جس قدر بھی خرافات و بدزبانی کا مظاہرہ کرے گا اس کی زد براہ راست درحقیقت اکابر دیوبند پر پڑے گی۔

اب اکابر دیوبند کے پانچ دجل جو اس نے ہم سے منسوب کیئے ہیں کا نمبروار جواب سنیئے اور دیوبندی جہالت و حماقت پر سر دھنیئے:

دیوبندی دجل نمبر ۱

"تکفیری افسانہ" صہ ۳۵ پر سرخی سے لکھا ہے۔ "احمد علی لاہوری کا دعویٰ علم غیب و کشف۔"

دیوبندی تاویل

حضرت مولانا احمد علی لاہوری نے صرف اپنے کشف کا ذکر کیا ہے اور ملا محمد حسن علی میلسوی نے علم غیب لکھ دیا ہے...... جس شخص کو کشف اور علم غیب کی تعریف و تقسیم اور تفریق کا ہی علم نہیں وہ علماء کی عبارات کو کس طرح سمجھ سکتا ہے حالانکہ جو شخص کشف کو علم غیب کہے علماء نے اُسے کافر لکھا ہے۔ سنیئے۔

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی حنفی کا فتویٰ: "اولیاء کو علم غیب نہیں ہوتا ہے ہاں غائب چیزوں کے متعلق خرق عادات کے طور پر کشف یا الہام ہو جاتا ہے جو علم ظنی کا موجب ہے اور یہ کہنا کہ اولیاء کو غیب کا علم ہے کفر ہے۔

("ارشاد الطالبین" صہ ۲۰ منقول از "چٹان" ۱۱- مارچ ۱۹۶۳ء)

جواب (۱) "فیروز اللغات" صہ ۵۰۹ ملاحظہ ہو لکھا ہے کشف (ع) مذکر۔ کھولنا غیب کی باتوں کا اظہار۔

(۲) دیوبندی جاہل کی جہالت ملاحظہ ہو وہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کے حوالہ کے لئے بھی ہفت روزہ "چٹان" کا محتاج ہے" ارشاد الطالبین کا براہ راست حوالہ نقل کرنا اس کے مبلغ علم سے ورا ہے اور پھر اس کا دعوٰی تو یہ ہے کہ جو شخص کشف کو علم غیب کہے علماء نے اس کو کافر لکھا ہے۔ لیکن قاضی صاحب پانی پتی کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں یہ نہیں ہے۔ اس کے اپنے ہی نقل کردہ مذکورہ بالا الفاظ بغور ملاحظہ ہوں۔ کشف کو علم غیب کہنے والے پر ہرگز ہرگز کفر کا فتوٰی نہیں بلکہ فتوٰی اس پر ہے "یہ کہنا کہ اولیاء کو غیب کا علم ہے کفر ہے" "سیف رحمانی ص۱۴" بتایئے کشف کو علم غیب کہنے والے پر فتوٰی کفر کہاں ہے۔ باقی رہا اولیاء اللہ کو علم غیب ہے کہنے پر فتوٰی کفر تو اس سے مراد یہ ہوگا بغیر عطاء خداوندی جو شخص اولیاء کو علم غیب کہے کفر ہے قاضی صاحب پانی پتی نے تو یہ لکھا ہے اور ہم کہتے ہیں اور یہ کہنا کہ (بغیر عطاء خداوندی) انبیاء کو غیب کا علم ہے کفر ہے۔ اگر مصنف اس پر اصرار کرے کہ اولیاء اللہ کو علم غیب ماننے والا بہر صورت کافر ہے تو ہم کہیں گے کہ مصنف "سیف رحمانی" کا یہ فتوٰی کفر مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی پر لگے گا۔ ملاحظہ ہو حاجی صاحب فرماتے ہیں:

حاجی امداد اللہ صاحب فرمایا "لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے۔" (شمائم امدادیہ حصہ دوم ص۶۱)

سہ یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

دوسرا دیوبندی دجل! ملا محمد حسن علی الرضوی نے حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے وہ اشعار نقل کئے ہیں جو کہ آپ نے حالت وجد و ذوق میں تدابیر مشروعہ کے تحت اپنے پیر و مرشد خواجہ نور محمد صاحب کے متعلق

فرماتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا
ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفےٰ
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا
عشق کی پُرسنگے باتیں کانپتے ہیں دست و پا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا
آسرا دُنیا میں از بس تمہاری ذات کا

(”تکفیری افسانہ“ ص۵)

ان اشعار کے مقابلہ میں قاتل المشرکین حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارت پیش کی ہے جو کہ شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مافوق الاسباب امداد کے متعلق فرمایا ہے اور حالت وجد و سکر اور ذوق سے قطع نظر کرتے ہوئے تدبیر غیر مشروعہ اور از روئے عقیدہ کہا جائے یا لکھا جائے حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت[1] مختصر درج ذیل ہے

تجھ سوا مانگے جو غیروں سے مدد
فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد
دوسرا اس سا نہیں دُنیا میں بد
ہے گلے میں اس کے حبل من مسد
سب سے اس پر لعنت پھٹکار ہے

(”تکفیری افسانہ“ ص۵)

دیوبندی تاویل نمبر۱: .... ”اگر کوئی مشکل و پیچیدہ مسئلہ در پیش ہوتا تو مولانا امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد مولانا نور محمد سے دریافت کر کے علمی عقدہ و مشکل کو حل کر لیتے“ (سیف رحمانی ص۶۵)

دیوبندی تاویل نمبر۲: .... ”مولانا امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اشعار کہے ہیں وہ حالت وجد و ذوق اور سکر اور تدابیر مشروعہ کے تحت ماتحت الاسباب امداد کے لئے

---

[1] دیوبندی جاہل ملاں کو اتنی تمیز بھی نہیں کہ یہ عبارت ہے یا اشعار ہیں

فرمایا ہے اور مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مافوق الاسباب اور غیر وجد و ذوق و سکر کی حالت میں بطور عقیدہ رکھنے والے کے متعلق فرمایا ہے۔"

("سیف رحمانی" ص۶۵ و ص۹۶)

جواب اب معلوم ہوا دیوبندی دھرم میں شریعت و طریقت دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں مصنف "سیفِ رحمانی" نے وجد و ذوق و سکر کا بہانہ بنا کر وہ بات کہی ہے جو آج تک کسی دیوبندی ملاں نے نہیں کہی نہ اس نے اپنے اکابر علماء کا حوالہ دیا۔ بلکہ مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی اور مولانا احمد سعید صاحب کاظمی کے دامن میں پناہ لے کر جان بچانے کی کوشش کی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ مصنف "سیف رحمانی" حالت وجد و ذوق و سکر میں شرکیہ کفریہ عقائد اپنانے و اختیار کرنے کا ثبوت کتاب و سنت سے پیش کرتا لیکن "شیطان" کے حوالے دینے والا جاہل کتاب و سنت تفسیر و حدیث و فقہ کو کیا جانے۔ اگر تمام دیوبندی ملاں یہ مان لیں کہ حالت وجد و ذوق و سکر میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بزرگان دین اولیاء کرام قدست اسرارہم سے امداد و اعانت طلب کر سکتے ہیں، ان کو امداد کے لئے پکار سکتے ہیں۔ تو بہت سے اختلافی مسائل کا خود بخود تصفیہ ہو جائے گا۔ مصنف "سیفِ رحمانی" کو یہ بات اس وقت سوجھی جب مقتول المسلمین اسماعیل قتیل کے فتویٰ سے حاجی امداد اللہ صاحب مشرک و لعنتی قرار پائے۔ اگر کوئی سُنّی مسلمان یوں کہے

غوث اعظم بمن بے سر و سامان مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایمان مددے

یا بگرداب بلا افتادہ کشتی
مدد کن یا معین الدین چشتی

کہے تو وجد و ذوق و سکر کی کوئی تاویل نہ سُنی جائے۔ اور جب اسماعیل قتیل کے فتویٰ سے حاجی امداد اللہ صاحب مشرک و لعنتی قرار پائیں تو وجد، ذوق و سکر یاد آجائے۔ کیا

شریعت مطہرہ میں وجد و ذوق و سُکر کی حالت میں کفریہ شرکیہ لعنتیہ عقائد اپنانے کی کھلی چھٹی ہے؟

تضاد بیانی ایک طرف تو جاہل مصنف "سیف رحمانی" حاجی امداد اللہ صاحب کے اشعار کو وجد، ذوق سُکر پر محمول کر کے اپنے اکابر کی گردن پر خود چھری پھیرتا ہے لیکن دوسری طرف کہتا ہے "اگر کوئی مشکل و پیچیدہ مسئلہ در پیش ہوتا تو مولانا امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر مرشد مولانا نور محمد سے دریافت کر کے علمی عقدہ و مشکل کو حل کر لیتے۔" ("سیف رحمانی" صفحہ ۶۵)

اگر بات صرف مشکل و پیچیدہ مسئلہ کی تھی اور حاجی صاحب اپنے پیر و مرشد سے صرف علمی عقدہ مشکل حل کرتے تھے تو پھر حالت وجد و ذوق اور سُکر وغیرہ کے بہانے بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ علمی و پیچیدہ مسئلہ تو آج بھی ہر کوئی اپنے علماء سے پوچھتا ہے اور علمی عقدہ و مشکل حل کرتا ہے۔ دیوبندی بھی کرتے ہیں اس میں ہیر پھیر کی آخر کیا ضرورت ہے؟ لیکن یاد رہے معاملہ صرف پیچیدہ مسئلہ کی دریافت اور علمی عقدہ کشائی کا نہیں بلکہ حاجی امداد اللہ صاحب کے نزدیک دُنیا و آخرت میں ہر جگہ اولیاء اللہ سے امداد، اعانت طلب کرنا، اُن کو امداد کے لئے پکارنا جائز ہے۔ دُنیا میں تو پیچیدہ مسائل کے حل اور علمی عقدہ کشائی کی ضرورت در پیش آسکتی ہے، لیکن حاجی امداد اللہ صاحب تو قیامت کے دن محشر کے روز تک کی بات کر رہے ہیں۔ مذکورہ بالا اشعار کے آخر میں لکھتے ہیں ؎

آسرا دُنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا دامن پکڑ کر یُوں کہوں گا برملا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

مقام غور و فکر ہے۔ حاجی صاحب اپنے پیر و مرشد نور محمد صاحب کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ دُنیا میں بس آپ کی ذات کا آسرا ہے۔ تم سوا ہرگز کسی سے بھی کچھ التجا نہیں بلکہ قیامت کے دن جس وقت خدا تعالٰے قاضی ہوگا آپ کا دامن پکڑ کر یوں کہوں گا بر ملا اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا۔

بتایئے! آخرت میں قیامت کے دن کون سا پیچیدہ مسئلہ اور علمی عقدہ حل ہوگا قیامت تو دار الجزاء ہے؟ کیا قیامت کے دن بھی حاجی امداد اللہ صاحب مولانا نور محمد صاحب سے پیچیدہ علمی مسئلے دریافت فرمائیں گے؟ ایسی لایعنی تاویل کر کے آخر کیوں اپنی جہالت و حماقت کا راز افشار کیا جا رہا ہے۔ اگر حاجی امداد اللہ صاحب حالتِ ذوق و وجد اور سُکر میں اپنے پیر و مرشد سے مدد مانگ سکتے ہیں، اُن کو پکار سکتے ہیں، اُن کو حاجت روا مشکل کشا سمجھ سکتے ہیں، تو کیا سُنّی مسلمان سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد یا خواجہ غریب نواز سُلطان الہند قدست اسرارہم کو حالتِ ذوق و وجد کے علاوہ دشمنی بغض و عناد کے ساتھ پکارتے اور امداد و اعانت طلب کرتے ہیں؟

تیسرا دیوبندی دجل "تکفیری افسانہ صفحہ ۳۵ پر بعنوان ہفت روزہ "خدام الدین لاہور کی امام اعظم ابو حنیفہ سے بیزاری" کے تحت لکھا ہے" میں نے شام سے لے کر ہند تک اس (دیوبندی مولوی انور کاشمیری) کی شان کا کوئی محدث اور عالم نہیں پایا۔ اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ (انور کاشمیری) امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں تو میں اپنے اس دعوئی میں کاذب نہ ہوں گا۔"

("خدام الدین" لاہور ۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۶۴ء)

دیوبندی تاویل ملّاں یوسف رحمانی کی بوکھلاہٹ و بد حواسی ملاحظہ ہو۔ اس حوالہ کو جھٹلانے کے لئے جو ذلیل تاویل کی وہ پاگل پن کی بدترین مثال ہے لکھتا ہے "اگر ان لفظوں سے حقیقت مراد ہے۔ تو پھر پاک سُنّی تنظیم کے صدر یہ بھی

الزام لگایا جا سکتا ہے۔ قاضی محمد عاقل صاحب کے متعلق رقمطراز ہیں:

الصلوٰۃ التحیہ والسلام ٭ اے محمد عاقل اے اعظم امام
بو حنیفہ وقت خود لاریب شک ٭ گفت فخر تونسہ آں پیرے بحق

("سیف رحمانی ص۶۵")

جواب کوئی منصف مزاج بتائے یہ کیا جواب ہے ہم نے چوٹی کے اکابرین دیوبند میں مدرسہ دیوبند کے شیخ الحدیث کے متعلق دیوبندیوں کے واحد شیخ التفسیر احمد علی لاہوری سابق امیر جمعیت العلماء اسلام کے "خدام الدین" کا حوالہ نقل کیا جو پوری کانگریسی دیوبندی، وہابی دنیا کا ذمہ دار ترجمان ہے جس میں لکھا ہے "اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ (مولوی انور کاشمیری) امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں۔ تو میں اپنے دعویٰ میں کاذب نہ ہونگا۔"

("خدام الدین" ۱۸ دسمبر ۱۹۶۳ء)

مصنف "سیف رحمانی" کو آنکھیں کھول کر پڑھنا چاہیے "خدام الدین" میں لکھا ہے اگر میں قسم کھاؤں یہ بات قسم کے ساتھ ہے۔ حلفیہ ہے۔ قاضی محمد عاقل صاحب کے متعلق قسم کے ساتھ نہیں ہے۔ پھر انور کاشمیری کو امام اعظم ابو حنیفہ سے بڑا عالم کہا جا رہا ہے، جبکہ مولانا غلام جہانیاں صاحب مولانا محمد عاقل صاحب کے متعلق لکھتے ہیں ابو حنیفہ وقت لاریب شک اپنے وقت کا ابو حنیفہ یا امام اعظم کہنے میں کوئی خرابی نہیں۔ خرابی اس میں ہے کسی کو قسم کھا کر امام اعظم ابو حنیفہ سے بڑا عالم کہا جائے۔ ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مگر وہ کچھ نہیں سمجھ سکتا جس کے دماغ میں دیوبند ہو۔ اسی طرح کسی کو غزالی زماں، رازی دوراں یا غوث زماں، قطب دوراں وغیرہ کہنے میں کوئی خرابی نہیں۔ امام غزالی یا امام رازی یا غوث اعظم قدست اسرارہم سے قسم کھا کر کسی کو بڑا قرار دینے میں خرابی ہے۔
مصنف "سیف رحمانی" کا یہ کہنا بھی سراسر افتراء ہے کہ عرس کے اشتہاروں میں اعلیٰحضرت کو امام اعظم لکھا جاتا ہے۔ یہ بھی اس کا اندھا پن ہے۔ کیونکہ لائل پور شریف میں حضور سیدنا امام اعظم

اور حضور سیدی محدث اعظم کا عرس شریف اکٹھا ہوتا ہے اس کا مشترکہ اشتہار شائع ہوتا ہے جس میں حضرت سیدنا ابوحنیفہ ہی کو امام اعظم لکھا جاتا ہے۔ اگر کوئی امام اعظم بھی لکھتا تو ایک بات تھی، لیکن "خدام الدین" نے تو قسم کھا کر امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ سے انور کاشمیری کو بڑا عالم لکھا ہے دونوں چیزیں ایک کس طرح ہو گئیں؟ کچھ تو شرم چاہیئے!

یوسف رحمانی کی امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ سے بیزاری

مصنف "سیف رحمانی صـ۱۰ پر لکھتا ہے، بلکہ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ اگر امام اعظم رحمۃ اللہ کا فرمان بھی قرآن وحدیث کے معارض ہوگا۔ تو ہم اس کو بھی ٹھکرا دیں گے۔" یہ ہے دیوبندیت کی نام نہاد حنفیت۔ گویا امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے بعض فرامین قرآن وحدیث سے معارض ہیں۔ اور یوسف رحمانی سیدنا امام اعظم علیہ الرحمۃ سے زیادہ قرآن وحدیث کا عالم و ماہر اور آپ سے بڑھ کر علمی وفقہی گہرائی اور قرآن واحادیث کے اسرار ورموز کو سمجھنے والا ہے، جب دیوبندیوں کے نزدیک سیدنا امام اعظم علیہ الرحمۃ کے فرمان قرآن واحادیث کے معارض ہو سکتے ہیں، اور آپ کو دعویٰ حنفیت کے باوجود ٹھکرانے میں شرم وحیاء اور غیرت محسوس نہیں ہوتی۔ تو پھر حنفیت کے نام پر مسلمانوں کو دھوکہ کیوں دے رہے ہو؟ کیا کبھی اشرف علی تھانوی، رشید گنگوہی، قاسم نانوتوی، خلیل انبیٹھوی کی گستاخانہ خرافاتوں کو بھی ٹھکرانے کا اعلان کیا ہے؟

چوتھا دیوبندی دجل

مصنف "سیف رحمانی" رقمطراز ہے "تکفیری افسانہ" صـ۱۳۱ پر بعنوان مولوی احمد علی لاہوری کا عقیدہ" لکھتا ہے "سنو میں کیا کہتا ہوں اگر تم اپنا نام مادھو سنگھ، گنگا رام رکھو نماز پنجگانہ ادا کرو، زکوٰۃ پائی پائی گن کر دو۔ حج فرض ہے تو کر کے آؤ۔ روزے رمضان کے تیسوں رکھو۔ میں فتویٰ دیتا ہوں تم پکے مسلمان ہو۔"

(خدام الدین "شیخ التفسیر نمبر")

دیوبندی تاویل:۔ مولانا احمد علی لاہوری نے تو فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کلمہ لا الٰہ الا اللہ

محمد رسول اللہ پڑھتا ہو نماز روزہ حج و زکوٰۃ ادا کرتا ہو تو وہ مسلمان ہے نام خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ (الخ "سیف رحمانی صلا")

جواب:۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ مولوی احمد علی لاہوری کی اصل عبارت میں کلمہ شریف کے الفاظ دکھا دیں تو ہم آپ کو ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ نیز دریافت طلب یہ امر ہے کہ مولوی احمد علی صاحب شارع نہیں ہیں وہ کون سے ضابطۂ شریعت سے مادھو سنگھ اور گنگا رام نام رکھنے کی اجازت دے رہے ہیں، کیا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکانہ نام رکھنے کی مخالفت نہیں فرمائی؟ کیا اسلام میں غیر اسلامی ناموں کی ممانعت کا حکم نہیں؟ احمد علی صاحب کون ہوتے ہیں، مادھو سنگھ اور گنگا رام نام رکھنے کی اجازت دینے والے؟ شاید اسی لئے دیوبندی امیرِ شریعت عطاء اللہ بخاری نے دیناج پور جیل میں اپنا نام پنڈت کرپا رام برہمچاری رکھ لیا تھا۔ (کتاب "عطاء اللہ بخاری" صلا)

چلو اگر مادھو سنگھ اور گنگا رام نام ناجائز نہیں ہیں تو آج سے ہم بھی فلاں یوسف رحمانی کو مولوی گنگا رام کہا کریں گے۔

تاویل، مولوی گنگا رام صاحب نے "سیف رحمانی صلا" پر تضاد کی دوسری عبارت "اگر کوئی اپنا نام محمد دین، عبد اللہ، جان، اللہ رکھا، محمد جان رکھوائے نماز ایک نہ پڑھے، حج فرض ہے تو نہ کر کے آئے۔ روزہ ایک نہ رکھے، زکوٰۃ واجب ہونے پر بالکل نہ دے تو میں فتویٰ دیتا ہوں کہ ہذا کافر حق کہ یہ پکا کافر ہے۔"

("تکفیری افسانہ صلا" خدام الدین" ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء صلا)

اس کی تاویل میں مولوی گنگا رام صاحب یوں کرتے ہیں فرائض واجبات کا منکر بھی اگر کافر نہیں تو پھر من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر الحدیث کا کیا مطلب ہے؟ اور مانعین زکوٰۃ کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان جنگ کیوں فرمایا؟

جواب: اس کا جواب تو مولوی گنگا رام نے خود دے دیا وہ خود لکھتا ہے کہ فرائض و

واجبات کا منکر اگر کافر نہیں۔ تو من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر الحدیث کا کیا مطلب ہے جواباً عرض ہے کہ گنگارام صاحب کو معلوم ہو کہ مطلب یہی ہے جو آپ نے بیان کیا یعنی فرائض نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کا منکر کافر ہے۔ غفلت ولاپرواہی سے چھوڑنے والا نہیں۔ یہاں ترک سے مراد انکار فرضیت ہوگا۔ اور فرضیت کا انکار کرنے والا بلاشبہ کافر ہے۔ اسی طرح مولوی گنگارام نے بھی یہ تسلیم کیا ہے۔ مانعین زکوٰۃ کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان جنگ فرمایا۔ یہاں مانعین و منکرین زکوٰۃ کے ساتھ جنگ کرنا گنگارام خود تسلیم کرتا ہے۔ جو لوگ زکوٰۃ نہ دیں وہ شدید گنہگار ہیں کافر نہیں ورنہ مولوی گنگارام کو بھی چاہیئے اپنی دیوبندی فوج کے تین کلے لیکر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اتباع میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف اعلان جنگ کر دے، دیوبندی جاہل ملاں گنگارام کو جاننا چاہیئے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ فرائض کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر بے دین ہے۔ ان کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والا شدید گنہگار ہے کافر نہیں، بے عمل کو کافر نہیں کہا جائے گا۔

مفتی دیوبند کا فتویٰ مولوی گنگارام کے مرکز مدرسہ دیوبند کے مفتی مہدی حسن اپنے ۱۹۷۰/۶/۴ کے ایک فتویٰ میں مودودی صاحب بانی جماعت اسلامی کے متعلق لکھتے ہیں ...... "ان کے خیالات ٹھیک نہیں ہیں۔ بے عمل مسلمانوں کو بھی وہ مسلمان نہیں سمجھتے ہیں۔" (تحریک مودودیت اپنے اصلی رنگ میں ص ۳۲)۔ اس فتویٰ پر مفتی اعزاز علی امروہی کے دستخط اور مدرسہ دیوبند کے دارالافتاء کی مہر بھی ثبت ہے لیکن اس کے باوجود مولوی گنگارام بے عمل مسلمانوں کو کافر ہی سمجھے تو پھر وہ روزہ توڑنے والے پر بھی کفر کا فتویٰ دے۔

بانیٔ مدرسہ دیوبند مولوی گنگارام کی زد میں (حکایات ص ۳۷۳)

"حضرت (نانوتوی) احاطہ مسجد میں ہولے بھنے ہوئے تناول فرما رہے تھے۔

(مولوی رفیع الدین سے) فرمایا کہ "آیئے مولانا۔" میں (مولوی رفیع الدین) نے عرض کیا "حضرت میرا تو روزہ ہے۔" تھوڑی دیر تامل کر کے پھر یہی فرمایا کہ "آیئے مولانا"۔ میں فوراً بلا تامل کھانے بیٹھ گیا۔ حالانکہ عصر کی نماز ہو چکی تھی۔ افطار کا وقت قریب تھا۔ حضرت (نانوتوی) نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس (روزہ) سے زائد آپ کو ثواب عطا فرمائے گا۔!"

("ارواح ثلثہ" صـ۳۷۹)

اب مولوی گنگارام کو چاہیئے کہ فوراً بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب اور مولوی رفیع الدین دیوبندی پر بھی فتویٰ کفر لگا دے اور جلدی کرے۔

پانچواں دیوبندی دجل:- ہم نے "تکفیری افسانہ" صـ۳۳ پر لکھا تھا۔ وہ (مولوی احمد علی لاہوری) ہر ایک کو معاف کر دیتے تھے۔ لیکن خدا کی ذات وصفات میں شریک ٹھہرانے والے ...... اور بدعت پھیلانے والے کو معاف نہیں فرماتے تھے۔ ("خدام الدین" لاہور)

اس کے تضاد میں مولوی احمد علی صاحب کا عمل ہم نے یوں پیش کیا تھا "اہل شرک وبدعت کی تعظیم اور ان سے پیار ومحبت"۔ ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی (غیر مقلد) کی دعوت پر ان کے مدرسہ شیش محل میں میٹنگ تھی۔ حضرت (مولوی احمد علی) پہلے سے کرسی پر تشریف فرما تھے۔ مودودی صاحب اور مولانا ابوالحسنات (بریلوی) بعد میں تشریف لائے تو حضرت شیخ ہر دو اصحاب کے لئے کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور آگے بڑھ کر اُن کو گلے لگا لیا۔ ("خدام الدین" ۸ مارچ ۱۹۶۳ء صـ۱۴)

اس سے ہم نے دیوبندی قول وفعل کا تضاد یوں ثابت کیا تھا کہ جن کو وہ خود مشرک وبدعتی سمجھتے ہیں ان کی تعظیم بھی کرتے ہیں۔

.... ان کے لئے قیام کرتے اور ان کو گلے لگاتے ہیں۔ اس پہ دیوبندی تاویل ملاحظہ ہو۔

مولوی گنگارام کی تاویل

"سیف رحمانی" کا جاہل مصنف لکھتا ہے۔

(۱) ملاں محمد حسن علی الرضوی نے اپنے اعلیٰحضرت کی سنت ادا کرتے ہوئے اور یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا نعرہ لگاتے ہوئے تسلیم کر لیا کہ واقعی طور پر مولانا ابو الحسنات بریلوی مشرک و بدعتی ہیں۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کو اپنے گلے لگایا۔ اپنی چادر بچھائیں؟

(۳) مولانا ابو الحسنات تم جیسے رضا خانی نہ تھے ...... اگر کوئی شخص خود چل کر معافی لینے آجائے تو پھر وہ قابل معافی ہے یا کہ نہیں؟ ("سیف رحمانی" ص۳)

جواب

نام نہاد مناظر اسلام گنگارام کی مت ماری گئی ہے ہم نے مولانا علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ کو معاذ اللہ کب مشرک و بدعتی لکھا۔ یہ اس کا شیطانی مغالطہ اور ابلیسی دھوکہ ہے۔

(۱) ہم نے اپنی طرف سے ایک لفظ تو کیا ایک حرف بھی نہیں لکھا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ خود علماء اہل سنت کو مشرک بدعتی قرار دیتے ہیں۔ لیکن اکابر اہلسنت ہی میں سے ایک بزرگ علامہ ابو الحسنات قادری مرحوم کی تعظیم کے لئے دیوبندی شیخ التفسیر احمد علی لاہوری نے قیام کیا۔ ان کو گلے لگایا۔ اگر وہ فی الواقع مشرک و بدعتی تھے تو ان کے لئے کیوں قیام کیا۔ اُن کو کیوں گلے لگایا۔ مشرکین کے لئے تو "قرآن عظیم" میں صاف ارشاد ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ (اے ایمان والو! مشرک نرے ناپاک ہیں)۔ اگر معاذ اللہ مولانا ابو الحسنات بریلوی مشرک بدعتی تھے، اُن کے عقائد (علم غیب حاضر و ناظر وغیرہ) شرکیہ عقائد تھے۔ تو ان کو کون سے ضابطہ شرعی سے گلے لگایا؟ اور مودودی صاحب کو مولوی احمد علی صاحب لاہوری اور عطاء اللہ بخاری نے تیس ۳۰ دجالوں میں سے ایک اور اُن کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین قرار دے کر کس طرح ان کو گلے لگایا۔ کس طرح ان کے لئے قیام کیا۔ اور کس طرح تیس ۳۰ دجالوں میں سے ایک سے گلے مل گئے؟

کیا دیوبندی شیخ التفسیر دجّالوں کی تعظیم اور اُن کو گلے لگانے اور ان کا استقبال کرنے کے لئے پیدا کئے گئے تھے؟ جن کو وہ خود مشرک اور دجّال کہتے ہیں۔ ان کی تعظیم کا کیا مطلب؟

(۲) باقی رہا نبی پاک صلّے اللہ علیہ وسلّم نے چادریں بچھائیں تو حضور سرکار رسالت رحمۃ العالمین نبی غیب دان تھے۔ حضور جانتے تھے آپ کے حسن اخلاق کا کفّار مشرکین پر کیا اثر پڑے گا اور کون کون ایمان لانے والے ہیں۔ اور کب تک ایمان لانے والے ہیں۔ اگر دیوبندی جاہل مصنّف ومناظر گنگارام اس پر اصرار کرے کہ مشرکین کی تعظیم کرنا صحیح ہے۔ تو وہ خود بتلائے کہ پھر مولوی احمد علی لاہوری صاحب نے یہ کیوں لکھا کہ وہ خدا کی ذات وصفات میں شریک ٹھہرانے والے اور بدعت پھیلانے والے کو کبھی معاف نہیں فرماتے تھے۔ بتایئے مولوی احمد علی کا یہ عمل سنّت نبوی کے منافی تھا یا نہیں کیونکہ بقول ملّاں رحمانی حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم تو مشرکین کے لئے چادریں بچھاتے تھے، ان کی تعظیم کرتے تھے، لیکن احمد علی لاہوری صاحب مشرک اور بدعتی کو کبھی معاف نہیں کرتے تھے ان کا یہ عمل سنّت نبوی کے منافی ہوا۔

(۳) باقی رہی یہ بکواس کہ مولانا ابوالحسنات علیہ الرحمۃ ہم جیسے بریلوی نہ تھے۔ بلا شبہ علّامہ ابوالحسنات علیہ الرحمۃ صحیح العقیدہ سُنّی رضوی بریلوی تھے۔ اور مسلک اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے داعی علمبردار تھے۔ ملاحظہ ہو خطبۂ صدارت حضرت علّامہ ابوالحسنات قادری صدر مرکزی جمعیّت العلماء پاکستان ص۲ فرماتے ہیں: ”کہیں خاتم النبیین کے اصول واساسی مسئلہ میں رخنہ ڈالنے کی مذموم سعی کی۔ جدید معنی کو تسلیم کرنے کے لئے ”تحذیر النّاس“ کا بم پھینکا۔ کہیں ”اوہام باطلہ“ کا جامہ پہنا کر علم رسالت پر رکیک حملے کئے۔ کہیں ”براہین قاطعہ“ نام رکھ کر مسلمانوں پر برق باطل گرائی۔ اسی قسم کے بے شمار حشرات الارض پیدا کر کے ایمان کو فنا کرنے کی سعی بے حاصل کی گئی۔ ایسے نازک دور میں اعلحضرت امام اہل سنّت مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہٗ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدّین

صاحب مراد آبادی اور زبدۃ الفضلا، حضرت ابی المکرم مولانا مفتی شاہ ابو محمد سید محمد دیدار علی صاحب قدس سرہما جیسے اکابر اہل سنّت نے مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے ہوئے فریب عیار کید کیاد سے دولت ایمان کو محفوظ و برقرار رکھا۔" بتائیے جناب مولوی گنگا رام صاحب علامہ ابوالحسنات مرحوم ہم جیسے بلکہ ہم سے بڑھ کر سنّی رضوی بریلوی تھے یا نہیں؟ علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمۃ پر افترا کرنا بدترین کذاب ہونے کا اعتراف کرنا ہے کہ علامہ ابوالحسنات خود معافی[1] لینے آئے تھے، اس کا مقصد یہ ہوگا کہ مولوی احمد علی صاحب بھی معافی لینے اور اپنی نام نہاد حنفیت سے دستبردار ہونے کے لیئے غیر مقلد مولوی داؤد غزنوی کے مدرسے میں خود چل کر گئے۔ وہ بھی معافی لینے گئے تھے۔ اس شیطانی خیال آنے سے پہلے ملاں گنگارام نے یہ بھی نہ سوچا کہ "خدام الدّین" نے خود یہ لکھا ہے کہ مولانا داؤد غزنوی (غیر مقلد) کی دعوت پر اُن کے مدرسہ شش محل میں میٹنگ تھی کیا میٹنگ کو معافی کی محفل کہتے ہیں؟

علامہ ابوالحسنات کو تو مولوی احمد علی لاہوری، عطاء اللہ بخاری، عبداللہ درخواستی، مولوی داؤد غزنوی وغیرہ نے اپنا مرکزی صدر امام و پیشوا تسلیم کیا تھا۔ اور متفقہ طور پر ۱۹۵۲ء میں تحریک ختمِ نبوّت کی مرکزی مجلس عمل کا صدر چُنا اور تسلیم کیا تھا۔ آپ کی قیادت و صدارت میں کام کیا تھا۔ مولانا علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمۃ سے معافی لینی یا توبہ کروانی تھی۔ تو اپنا مرکزی صدر تسلیم کرتے وقت کراتے، لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ سب مولوی گنگارام کے شیطانی تخیلات اور ابلیسی رجحانات ہیں۔ دھوکہ فریب مکر و فراڈ ہی ان کا مقدر ہے اور یہی ان کی تبلیغ کا طول وعرض لعنۃُ اللہِ علی الکاذبین!

دماغ میں دیوبند

ہمیں مصنّف کی حماقتوں پر حیرت ہوتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ پاگل خانے کا دروازہ توڑ کر بھاگ نکلا ہے جب جناب حاجی امداد اللہ صاحب کے اشعار پر بیکرِ شرک و بدعت اسماعیل قتیل کا فتویٰ سامنے آیا تو

---

[1] : کیا معافی دینے کی قدریں اور اختیارات اللہ تعالیٰ کی بجائے مولوی داؤد غزنوی اور مولوی احمد علی لاہوری کو حاصل تھیں؟ از تاشد

دیوبندی ملاؤں کو چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ قتیل دہلوی کے خانہ ساز شرک و بدعت کو ٹھکرا دیتے اور اکابر دیوبند کے مسلمہ شیخ و پیر طریقت حاجی امداد اللہ صاحب کے ہم عقیدہ ہو جاتے لیکن اہل دیوبند میں حقیقت پسندی کہاں؟ بقلم خود مناظر اسلام اس مقام پر پہنچ کر محو حیرت تھا۔ کیا کروں کہاں جاؤں۔ ع کیا بنے بات جہاں بات بنائی نہ بنے

تھک ہار کر صفحہ ۶۶ پر مفتی احمد یار خانصاحب گجراتی کی "جاء الحق" صد ۱۸۳، صد ۱۸۴ اور مولانا احمد سعید کاظمی صاحب کی "تسکین الخواطر" صد ۲۴، صد ۲۸ سے چند ٹکڑے نقل کر ڈالے اور دیوبندیت کی کٹی ناک بچانے، نجدیت کی ڈوبتی ناؤ تیرانے کی ناکام کوشش کی۔ لیکن اس بھلے آدمی سے کون کہے کہ مولانا مفتی احمد یار خانصاحب مرحوم اور مولانا کاظمی صاحب سے آپ کو کیا واسطہ۔ وہ سُنّی بریلوی مسلک پیش کر رہے ہیں ان کی مانتے ہو تو "الحق المبین" "جاء الحق" دیکھو۔ اور "تحذیر الناس"۔ "براہین قاطعہ"۔ "حفظ الایمان" وغیرہ کی کفریہ عبارات سے بھی توبہ کر لو اور سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و کمالات علم غیب، حاضر و ناظر، نورانیت، مختار کل ہونے پر بھی ایمان لے آؤ۔ ورنہ مفتی صاحب اور کاظمی صاحب کا نام نہ لو۔ اور پھر ملاں جی یہ تو بتائیے اُن کے خود ساختہ مذہب نامہذب کی بنیاد مفتی احمد یار خاں صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب کے اقوال پر ہے یا بزعم خود قرآن و حدیث پر؟ حاجی امداد اللہ صاحب کے اشعار کو قرآن و حدیث سے صحیح ثابت کیا ہوتا۔ مگر اتنی استعداد کہاں سے لائیے۔ تھک ہار کر ان حضرات کا سہارا لیا جن کے عقائد کو شرک و بدعت قرار دیا جاتا ہے۔ اور پھر صد ۶۷ پر ایک بے ڈھنگا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ دلائل تو کیا زبان و کلام سے اس لایعنی گفتگو کا کوئی تعلق نہیں۔ چھوکروں کی سی عامیانہ باتیں بنائی گئی ہیں اور کچھ نہیں تو مداح اعلحضرت بریلوی کے حوالہ سے

؎ دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا ہاں مدد فرما شہا احمد رضا

لکھ کر یہ بکواس کی "ان اشعار پر بھی فتویٰ کفر و شرک چسپاں کریں" معلوم ہوتا ہے

دماغ میں دیوبند ہے وہ کچھ نہیں سوجھنے دیتا۔ بھلا ہم کیوں شرک و کفر کا فتویٰ چسپاں کریں ہم اہلسنّت کا تو یہ عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء و اولیاء علیہم السلام وقدست اسرارہم سے امداد و اعانت طلب کرنا شرعاً جائز ہے۔ اور پھر حاجی امداد اللہ صاحب پر ہم نے اپنی طرف سے تو کوئی فتویٰ شرک و کفر نہیں لگایا وہ فتویٰ انگریزی مجاہد اسماعیل قتیل کی "تذکیر الاخوان" ص۳۴۳ و ص۸۳ پر موجود ہے۔

مصنّف "سیف شیطانی" یہ لکھنے کے بعد کہ مداح اعلیٰحضرت میں یہ اشعار لکھنے والے شعراء پر بھی فتویٰ کفر و شرک چسپاں کریں لکھنے کے بعد لکھتا ہے" بصورت دیگر ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ انگریزی مجدد کی معنوی اولاد صرف متعصب ہے جو کچھ علماء حق (علماء دیوبند) کہتے یا کرتے ہیں (یہ بریلوی رضا خانی) اس کے خلاف کرتے ہیں خواہ علماء دیوبند کے مقابلہ میں انہیں فرائض و واجبات اور سنن کو ترک کرنا، اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہنا پڑے تو بھی گریز نہیں کرتے بلکہ عین عبادت سمجھتے ہیں اب میں رضا خانیوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا بربنائے تعصّب نماز، روزہ، واجبات و سنن کو ترک کردیں گے۔ داڑھیاں منڈوادیں گے۔ دیوبندی خنزیر، شراب و سود، زنا وغیرہم کو حرام سمجھتے ہیں تم حلال اور جائز بلکہ موجب ثواب سمجھو گے"۔

("سیف شیطانی" ص۶۷ و ص۶۸)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ یہ پاگل خانے کی اولاد ہے یا مناظر اسلام ہے؟ بے ربط و بے مقصد زبان درازی کیا مناظر ہونے کی دلیل ہے؟ جو شخص نہ دوسرے کی بات سمجھ سکے نہ اپنی بات سمجھا سکے بلکہ صحیح الفاظ نہ کہہ سکے وہ کس طرح مصنّف و مناظر بن سکتا ہے۔ بھلا ایسے جاہلوں بلکہ سولہ آنے پاگلوں کو علم و استعداد سے کیا واسطہ۔؟ پہلے بکواس کرتا ہے کہ" فرائض واجبات اور سنن کو ترک کرنا اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہنا پڑے تو بھی گریز نہیں کرتے بلکہ عین عبادت سمجھتے ہیں" اور پھر جھک

مارتا ہے" میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا بربنائے تعصب نماز روزہ واجبات و سنن کو ترک کردیں گے، ڈاڑھیاں منڈا دیں گے دیوبندی خنزیر، شراب، سود و زنا وغیرہم کو حرام سمجھتے ہیں تم حلال اور جائز بلکہ موجب ثواب سمجھو گے۔ دیوبندی ماؤں بہنوں اور محرمات سے نکاح نہیں کرتے تم ان محرمات سے نکاح کرو گے؟" بتائیے یہ واضح تضاد اور کنجروں کی سی خرافات اس کی حماقت و بوکھلاہٹ اور اس کے جاہل و بے ادب اساتذہ کے درس نمبری ہونے کی علامت ہے یا نہیں؟ کیا ارباب علم و دانش، اہل قلم و مصنفین یہ زبان و اسلوب بیان استعمال کرتے ہیں؟ دعوئ علم اور ایسی بازاری بکواس

ع شرم ان کو مگر نہیں آتی

تعجب ہے کہ ملاں جی نے نماز۔ روزہ۔ حلال و حرام شراب وغیرہ کا نام بھی لیا ہے حالانکہ ان امور سے متعلق ان کے اکابر کا مذہب الٹا ہے اور وہ جمہور مسلمانوں کے برعکس کرتے ہیں۔ ان کے ہاں نماز، روزہ کی کوئی اہمیت نہیں۔ شراب اور حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں۔ ملاحظہ ہو:

بے وضو نماز اور ڈاڑھی چڑھانا "ایک خانصاحب سے نماز کے لئے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ڈاڑھی چڑھانے کی عادت ہے اور وضو سے یہ اتر جاتی ہے آپ (مولوی مظفر حسین کاندھلوی دیوبندی) نے فرمایا "بے وضو پڑھ لیا کرو" (ارواح ثلاثہ صفحہ ۲۳۸)

شراب اور نماز "خانصاحب نے کہا میرے سے وضو نہیں ہوتی نہ یہ دو بری عادتیں (شراب وغیرہ) چھٹتی ہیں آپ (مولوی مظفر حسین کاندھلوی دیوبندی) نے فرمایا "بے وضو ہی پڑھ لیا کرو اور شراب بھی پی لیا کرو" (ارواح ثلاثہ صفحہ ۱۳۷)

روزہ توڑ دو "حضرت والد مرحوم نے فرمایا کہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے کبھی حضرت نانوتوی (بانی مدرسہ دیوبند) کے خلاف نہیں کیا ایک

دن چھتہ کی مسجد میں حاضر ہوا حضرت (نانوتوی) احاطہ مسجد میں ہوسلے بھنے ہوئے تناول فرما رہے تھے فرمایا "آیئے" میں نے عرض کیا "حضرت میرا تو روزہ ہے"۔ تھوڑی دیر تامل کر کے پھر یہی فرمایا کہ "آیئے مولانا" میں فوراً بلا تامل کھانے بیٹھ گیا حالانکہ عصر کی نماز ہو چکی تھی افطار کا وقت قریب تھا۔ حضرت نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس سے زائد ثواب عطا فرمائے گا جتنا کہ روزہ میں ہوتا ہے"۔ مجھے اس افطار کے بعد کچھ ایسی کیفیات و لذت محسوس ہوئیں کہ میں نے کبھی صوم (ماہ رمضان روزہ) میں بھی نہیں دیکھی تھیں"۔

("ارواح ثلاثہ" ص ۳۷۹)

ڈاڑھی

"چٹان" میں شائع شدہ نام نہاد مولانا ابوالکلام آزاد کا نگریسی دیوبندی کا قادیانی "اُمّت" جیسا فوٹو دیکھ کر ان کے مذہب میں داڑھی کی اہمیت کا اندازہ کرسکتے ہیں۔

حرام مال کی دعوت

"حضرت نانوتوی کو حرام کے طعام سے جیسے نفرت تھی ویسے ہی اس کا احساس بھی بہت جلد کرتے تھے ...... مگر دعوت بوجہ دلداری ہر ایک کی منظور فرما لیتے تھے اور اس دلداری کے سلسلہ میں جیسا کہ چاہیئے تھا بعض اوقات ناجائز اور مشتبہ آمدنی رکھنے والوں کی دعوتوں میں بھی شریک ہونے پر آپ کو مجبور ہونا پڑتا شریک بھی ہوتے تھے اور دعوت کرنے والے کی تسلی کے لئے کچھ تناول بھی فرما لیتے تھے لیکن گھر پہونچ کر خان صاحب کی شہادت ہے کہ قے کر دیا کرتے تھے"

("سوانح قاسمی" جلد اول ص ۳۶۵)

رنڈی کی حرام کمائی کی حرام مٹھائی

"ایک رنڈی اپنی چھوکری (لڑکی) جو سیانی (جوان) تھی اپنے ہمراہ لائی اور مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی "یہ میری چھوکری ہے اور مدت سے بیمار چلی جا رہی ہے میری اوقات بسر اسی پر ہے آپ اسے تعویذ یا دعا کر دیجئے"۔ مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے یوں نہ چاہا کہ "نہ میری وضع میں فرق آئے نہ اس کی دل شکنی ہو"۔ اس سے فرمایا کہ اوپر ایک بزرگ ہیں

تم اُن کے پاس لے جاؤ"...... مولانا محمد یعقوب نے نہ معلوم دعا کی یا تعویذ دیا...... خدا کے فضل سے اس کی چھوکری کو آرام ہوگیا وہ (رنڈی) مٹھائی لائی اُوپر مولانا کے پاس پہنچی اور ہاتھ جوڑ کر کہا "حضرت آپ کی دعا سے میری لڑکی کو صحت ہوگئی یہ مٹھائی شکریہ میں لائی ہوں"۔ مولانا نے فرمایا رکھ دو وہ رکھ کر چلی گئی"۔ ("ارواح ثلثہ" صفحہ ۳۷۶)

حرام حلال کیلئے پھرتے ہو

فرمایا کہ ایک مرتبہ میں دیوبند پڑھتا تھا وہاں ایک سیاح ولایتی صاحب آئے وہ حضرت حاجی محمد عابد صاحب سے جمعہ کی نماز پڑھانے کی اجازت لے کر منبر پر پہنچ گئے خطبہ شروع کیا چونکہ ربیع الاوّل کا زمانہ تھا خطبہ کے اندر مولود شریف شروع کر دیا۔ خطبہ نہایت طویل کہ ختم ہونے پر ہی نہ آوے ...... حضرت مولانا گنگوہی بھی اتفاقاً تشریف فرما تھے...... فرمایا "مولانا خطبہ ختم کیجئے" وہ بولے "چُپ رہو خُطبہ میں بولنا حرام ہے"۔ مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ "حرام حلال کیلئے پھرتے ہو" ("ارواح ثلثہ" صفحہ ۳۴۹)

زنا، شراب، سُود وغیرہ کے متعلق بھی اکابر دیوبند کے اقوال نقل کر سکتا ہوں مگر اختصار مانع ہے۔ قارئین کرام! اندازہ فرمادیں کہ دیوبندیوں کے ہاں نماز روزہ کی کیا قدر و عزت ہے، حلال و حرام کی کیا تمیز ہے۔ ملاں جی نے صحیح کہا ہم اہل سنت یقیناً دیابنہ کا خلاف کریں گے۔ دیوبندی بے وضو نماز کا حکم دیں گے ہم وضو سے پڑھیں گے۔ دیوبندی شراب کی اجازت دیں گے" ہم شراب کو حرام ہی سمجھیں گے۔ دیوبندی روزہ توڑنے کا حکم دیں" ہم ہرگز روزہ نہ توڑیں گے۔ دیوبندی رنڈی کی حرام مٹھائی لیں گے" ہم ہرگز نہ لیں گے۔ دیوبندی حرام مال کی دعوت تناول کریں گے" ہم ہرگز ہرگز نہ کھائیں گے۔ اس لئے کہ دیوبندیوں کا دھرم ہی الٹا ہے۔ اور اسلام کے خلاف ہے۔

ملاں جوزف نے اسی صفحہ پر "دیوان فرید" کے حوالہ سے لکھا ہے ؎

احد تے احمد فرق نہ کوئی واحد ذات صفات نیں۔ حسن پرستی تے میخواری ساڈی صوم صلوٰۃ نیں

یہ شعر خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے "دیوان فریدؒ" کے حوالہ سے نقل کیا مگر ص۔ کی جگہ خالی ہے اس کا کیا جواب دیا جائے جب حوالہ نا تمام وغیر مکمل ہے اور پھر اس شعر کے باوجود یہ احمق خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کو اپنی اسی کتاب میں متعدد جگہ رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھتا ہے اور ولی کامل سمجھتا ہے تو پھر اس بکواس بازی سے کیا حاصل ؟

اسی طرح اسی صفحہ ۶۸ پر مفتی احمد یار خاں گجراتی کا فتویٰ اور پاک سنی تنظیم کے صدر مولانا غلام جہانیاں کا عقیدہ بیان کیا گیا ہے اس میں قطعاً کوئی تضاد واختلاف نہیں۔ کوئی بھی سُنی مسلمان غیر خدا حضرات انبیاء واولیاء سے یہ سمجھ کر امداد طلب نہیں کرتا کہ وہ خدا کی عطا کے بغیر مدد کرتے ہیں یا خود یہ قدرت رکھتے ہیں جب یہ ہے تو حرام کیسا ؟

اہل سنت کا عقیدہ یہی ہے کہ اولیاء اللہ کی امداد حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی امداد ہے اور یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی عطا وفضل کے بغیر کچھ نہیں دے سکتے۔ دوم یہ کہ خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کو یہ بدبخت ولی مانتا اور ان کے نام گرامی کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے تو پھر اس خرد ماغی سے کیا حاصل ؟ ؎

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

اسی طرح مولوی محمد حسین بریلوی کے نام سے ص۶۹ پر جو اشعار نقل کئے گئے ہیں وہ صفحہ ۴۶ پر مولوی محمد حسین ملتانی کے نام سے نقل کئے گئے تھے یہاں اس دھوکہ باز نے مولوی محمد حسین بریلوی کے نام سے لکھ دیئے۔ بتایئے اس سے زیادہ بے ایمانی اور کیا ہو سکتی ہے ؟

"ہفت اقطاب" کے اشعار

احمق وجاہل مصنّف نے اپنی کتاب کی ضخامت بڑھانے کے شوق میں کتاب "ہفت اقطاب" سے موقعہ ومحل کے بغیر متعدد اشعار نقل کئے ہیں۔

بالخصوص صفحہ ۶۹ پر ؎

اے نور محمد مرشد من   اے قبلہ معتقدین مددے

صفحہ ۰ ، پر ؎   در دست تو ہست زمام قضا

افروز فیض تو نور ہدے

اے شیخ محمد عاقل ما   اے قاضی شرع متیں مددے

اور صفحہ ۹ ، پر ؎

بے چارہ و عاجز مضطر بم   اے حضرت رب معین مددے . الخ

صفحہ ۸۰ پر ہے ؎

اے خواجہ محمد بخش شہا   لاریب توئی محبوب خدا

نازک دیدار عطا فرما   اے قطب مدار حسین مددے

مذکورہ بالا اور اس قسم کے دوسرے اشعار میں شاعر نے اپنے شیخ طریقت و مشائخ سلسلہ کو پکارا ہے اور مدد طلب کی ہے اور یہ عقیدہ اہل سنت کے اعتبار سے جائز ہے۔ ہم نے تو حاجی امداد اللہ صاحب کے اشعار اس لئے نقل کئے تھے کہ وہ منکرین ومانعین کے پیر ومرشد اور ان کے لئے حجت ہیں وہ اپنے پیر ومرشد کو بعد وصال امداد کے لئے پکار رہے ہیں اور یہ آج کل عقیدہ وہابیہ دیابنہ میں خالص سو فیصد شرک ہے۔ ملاں جوزف کی اس کے جواب میں یہ بوکھلاہٹ کہ وہ بے وقوفی کے عالم میں ہمارے مشائخ و بزرگان دین کے اشعار نقل کر رہا ہے یہ سراسر حماقت اور پاگل پن ہے۔ اس لئے کہ ہم تو اولیاء اللہ سے امداد کے قائل ہیں اور اولیاء اللہ کی امداد حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی امداد ہے اور اس کی عطا ہے اور ملاں جوزف کو اس پر کوئی اعتراض ہے تو وہ قرآن وحدیث سے مدلل گفتگو کرے

اور صفحہ ۵ ، پر مولانا محمد یار صاحب مرحوم مغفور کے ذمہ یہ شعر لگاتا کہ ؎

کچھ عشق محمد میں نہیں شرط مسلمان   ہے کوثری ہندو بھی طلبگار محمد

یہ شعر حضرت مولانا محمد یار صاحب علیہ الرحمۃ کا نہیں ہے بلکہ کوثری چند کا ہے جن کا دیوبندی ملاں نمک کھاتے رہے ہیں اور اہل دیوبند نے جن کی ایجنٹی و دلالی کے فرائض انجام دیئے ہیں۔ احرار اور جمعیت العلماء ہند بنا کر وظیفے وصول کرتے رہے اور رہا یہ شعر کہ ۔۔ فرد فرید دن پارن ۔ وہ اعظم اوتارن

اللہی تصویرن !۔ پیئے بھگوان منیدے

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس شعر سے جوزف کو کون سا درد لاحق ہے۔ ممکن ہے وہ اعظم اوتارن یا پیئے بھگوان منیدے میں اوتار و بھگوان کے الفاظ کا تمسخر اڑانا چاہتا ہو تو سنیئے اگرچہ بزرگان دین کے متعلق اوتار و بھگوان کے الفاظ کچھ پسندیدہ نہیں۔ مگر موجب کفر و ارتداد بھی نہیں کیونکہ ہر کوئی جانتا ہے اس ملک میں ہندو بھی رہتے تھے ان کو سمجھانے کے لئے یہ الفاظ استعمال کئے تو شرعی مجرم نہیں کیونکہ اوتار کا لغوی معنیٰ یہاں دیوتا ہے وہاں نیک اور استاذ بھی ہے "فیروز اللغات" صفحہ ۸۴ اور ہندو بھگوان خدا کو کہتے ہیں۔ ممکن ہے شاعر نے ہندوؤں کو سمجھانے کے لئے یہ الفاظ استعمال کیا ہو مگر اس جاہل مطلق کو گھر کی خبر نہیں ہم اس کو گھر تک پہنچا کر دم لیں گے۔ ملاحظہ ہو

ہندوؤں کے اوتار نبی ولی

"کیا عجب ہے کہ جس کو ہندو صاحب اوتار کہتے ہیں اپنے زمانہ کے نبی یا ولی نائب نبی (صحابی) ہوں"

("سوانح قاسمی" جلد ۲ ۔ صفحہ ۴۵)

انبیاء ہندوستان

"کیا عجب ہے کہ انبیاء ہندوستان بھی ان ہی نبیوں میں سے ہوں جن کا تذکرہ آپ سے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں کیا گیا" "سوانح قاسمی جلد ۲ ۔ صفحہ ۴۵)

علامہ ابو الحسنات قادری پر فتویٰ

مصنف کو صحیح بات کرنے کی نہ تو عادت ہے نہ کسی استاذ نے یہ تربیت دی۔ یا پھر دماغ

میں جو دیو بند ہے اُس کا عقل و شعور فہم و ادراک پر غلبہ و قبضہ ہے۔ ہم نے "خدام الدین" ۸ مارچ ۱۹۶۳ء ص ۱۲ کے حوالہ سے "تکفیری افسانہ" سے نقل کیا تھا کہ ایک میٹنگ میں جب مولانا علامہ ابو الحسنات قادری علیہ الرحمۃ کی تعظیم کے لئے دیو بندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی لاہوری تعظیماً اُٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر آپ کو گلے لگا لیا۔ ہماری اس بات اور مولوی احمد علی صاحب کے قول و فعل کے تضاد کا صحیح جواب دینے کی بجائے ملّاں جی نے مولانا علامہ ابو الحسنات قادری پر مندرجہ ذیل فتاویٰ نقل کر ڈالے بعنوان علمائے بریلی کا فتویٰ لکھتا ہے "جو ان (علمائے دیو بند) کو کافر نہ کہے گا وہ خود کافر ہو جائے گا" الخ ص ۸ پوسٹر علمائے بریلی منقول از "چٹان"، جنوری ۱۹۶۳ء

ہم پوچھتے ہیں کہ یہ "چٹان" کون سا سپارہ ہے۔؟ اپنا ہی دعویٰ اور اپنے ہی گھر سے شہادت؟ کمال بے حیائی اسی کا نام ہے۔

اور ص ۹ پر بعنوان "احمد رضا خاں بریلوی کا عقیدہ" "ان لوگوں (علمائے دیو بند و اہلحدیث) کو بے ضرورت و مجبوری ابتداً اسلام حرام بلا وجہ شرعی ان سے مخالطت اور ظاہری ملاطفت بھی حرام الخ اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز کا یہ فتویٰ بھی حق ہے اور مولانا ابو الحسنات صاحب پر اس کا اطلاق کرنا اعلیٰ درجہ کی حماقت اور پرلے درجہ کی بے وقوفی ہے۔ اعلیٰحضرت نے لکھا ہے۔ "بے ضرورت و مجبوری ابتداً سلام حرام" اولاً تو مولانا مرحوم بے ضرورت مشترکہ میٹنگ میں تشریف ہی نہ لے گئے ہوں گے اور پھر سلام تو انہوں نے نہ ابتداً کیا نہ موخراً۔ خود ہی مولوی احمد علی صاحب نے اُن کے لئے تعظیماً قیام کیا اُٹھ کھڑے ہوئے، خود ہی آگے بڑھے اور خود ہی گلے لگایا۔ مولانا ابو الحسنات نے ان کی کہاں کیا تعظیم کی اور فتویٰ جب ہے جب کوئی ان کے کفریات پر مطلع ہو کر ان کی تکفیر نہ کرے مگر مولانا ابو الحسنات مرحوم سے ہم تکفیر بحوالہ "خطبہ صدارت" مولانا علامہ ابو الحسنات علیہ الرحمۃ ص ۴ ثابت کر چکے ہیں۔

مولانا غلام جہانیاں کی بیعت

مصنف نے اپنی کارکردگی بڑھانے کے لئے مولانا غلام جہانیاں صاحب کی "ہفت اقطاب" سے منسوب ان کی بیعت کے احوال پر مشتمل ایک خواب بھی نقل کیا ہے۔ حالانکہ یہ بدبخت خود لکھتا ہے "نیند کرنے والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا...... انسان رات کو نیند میں بحالت خواب دیکھتا ہے میں فلاں عورت سے ہمبستری کر رہا ہوں چنانچہ احتلام بھی ہو جاتا ہے لیکن اس پر حد نہیں لگتی"۔ "سیف شیطانی" ص ۲۵ و ص ۲۶)

جب یہ تسلیم ہے تو بحث بازی فضول ہے مولانا غلام جہانیاں صاحب کا بھی خواب ہے۔ حالانکہ اس میں کوئی شرعی خرابی بھی نہیں۔ ممکن ہے جو زف عوام کو یہ مغالطہ دے کہ مولانا غلام جہانیاں نے اس وقت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے کندھے پر سوار کیا اور اپنے گھر لے آئے جس وقت حضور پلنگ پر تشریف فرما ہوئے نقاب کھولا تو عین حضور مولا محمد معین الدین کا چہرہ مبارک تھا۔ بتلایئے اس خواب کے کس حصہ پر کیا فتویٰ ہے اور اس کی کیا دلیل ہے؟ دیوبندی اپنے جیسا بشر قرار دیں، بڑا بھائی قرار دیں تو بھی کوئی خرابی نہیں لیکن ہم ان سب سے بڑھکر چونکا دینے والی لرزہ خیز بات سناتے ہیں۔

جسم جسم میں سما گیا

"رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جسم مبارک مولانا (محمد قاسم نانوتوی) کے جسم مبارک میں سمانا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ ہر عضو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ہر عضو مولانا (نانوتوی) میں سما گیا"۔ "سوانح قاسمی" جلد ۳ صفحہ ۱۲۹)

بتایئے یہ صریح گستاخی اور بدترین توہین ہے یا نہیں؟ کیا اس پر دیوبندیوں کی رگ پھڑکی؟ ؎ بڑے پاک باز اور بڑے پاک طینت

جناب آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

مودودی صاحب پر فتاویٰ کی بحث

ہم نے "تکفیری افسانہ" میں دیوبندی ملاؤں کا یہ اعتراض دفع کرنے کے لئے کہ علماء اہلسنت

بلاوجہ تکفیر کرتے ہیں لکھا تھا کہ مولوی احمد علی صاحب لاہوری اور عطاء اللہ بخاری صاحب نے بھی بانی جماعت اسلامی جناب مودودی صاحب پر تیس دجالوں میں سے ایک دجال اور اس کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہونے کا فتویٰ "حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب" صـ۹ و صـ۱۱۵ سے نقل کیا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ دیوبندی بھولے بھالے بنتے ہیں کہ ہم کسی کو کافر نہیں کہتے۔ ہم نے ثابت کیا تھا یہ بھی مودودی صاحب پر فتویٰ دیتے ہیں۔ اس کا کوئی معقول و معیاری جواب تو ملاں جوزف سے بن نہ پڑا اور الٹا بے شرمی سے مودودی صاحب کے متعلق صـ۸۳ پر علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب مدظلہ، صوفی غلام حسین گوجروی۔ مولانا عنایت اللہ صاحب سانگلہ ہل۔ مولانا اقتدار احمد خاں گجراتی۔ مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ صفحہ ۸۴ - ۸۵ "سیف شیطانی" پر نقل کر ڈالے حالانکہ اس احمق مطلق کو اتنا شعور نہیں کہ ہمیں تو آپ لوگ پہلے ہی مکفر کہتے ہیں تکفیر کا الزام لگاتے ہیں آپ خود جو معصوم بنتے ہیں ہم نے تو اس کا طلسم توڑا تھا مگر اس الٹے سے بھی الٹے اوندھے جواب سے ہم یہ سمجھے کہ

ع خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے

مصنف نے صفحہ ۸۵ پر ہی سیدنا اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے "ملفوظات" جلد ۱ صـ۷ سے نورانیت مصطفوی کے متعلق آپ کا عقیدہ بیان کیا ہے اور صفحہ ۸۶ پر نورانیت ہی کے متعلق "فتاویٰ افریقہ" صـ۸۴ سے ایک عبارت نقل کی ہے حالانکہ یہ عبارت بلفظہٖ حدیث شریف کا ترجمہ ہے اور یہ حدیث اسی ترجمہ کے ساتھ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی "نشر الطیب" میں موجود ہے اور پھر اس کے مقابلہ میں مولانا غلام جہانیاں صاحب کا جو فتویٰ نقل کیا وہ "فوائد فریدیہ" سے ہے۔ "فوائد فریدیہ" خواجہ حضرت غلام فرید علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے مولانا غلام جہانیاں کی نہیں ہے۔ اور اس کو مصنف صفحہ ۹۰ "سیف شیطانی" پر بھی نقل کر چکا ہے۔ ایک ہی چیز کے بار بار اعادہ سے کیا حاصل؟ مگر آدمی کو جہالت

اور پاگل پن مجبور کرتا ہے وہ ایسی باتیں کر گزرتا ہے۔

عید میلاد پر فتاویٰ کی بحث

"سیف شیطانی" کے بدحواس مصنف نے "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ کے شمارہ ۱۰ ربیع الاوّل ۱۳۸۸ھ اور حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب علیہ الرحمۃ کی "انوار ساطعہ" صفحہ ۲ سے دو حوالے بزعم خود عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ کی ممانعت وحرمت پر نقل کئے ہیں اور بدحواسی کا یہ عالم ہے کہ "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ کو صفحہ ۹۶ پر ہفت روزہ لکھ رہا ہے اور صفحہ ۹۸ پر پندرہ روزہ اور "انوار ساطعہ" کا حوالہ منقول از "چٹان" ۱۸- مارچ ہے۔ شہادت بھی ملی تو ڈاڑھی منڈ ایڈیٹر کی جو شرعی معیار پر پوری ہی نہیں اترتی اور "چٹان" وہ "چٹان" جس میں عامہ تصاویر کے علاوہ نوجوان لڑکیوں اور سودی قرضوں اور بینکوں کے اشتہار شائع ہوتے ہیں۔ ان کے نزدیک "چٹان" بھی صحیفہ آسمانی ہے اور پھر "رضائے مصطفےٰ" میں جو کچھ مذکور ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ عید میلاد کے موقعہ پر بدعات وفسق وفجور اور جلوس عید میلاد میں بینڈ باجے چھٹے وغیرہ خرافات کی ممانعت اور مقابلہ روشنی وریکارڈنگ وغیرہ سے بچنے کی ہدایت ہے۔

اسی طرح مولانا علامہ عبدالسمیع صاحب علیہ الرحمۃ نے بھی آج میلاد میں بہت سے قبیح امور داخل ہوگئے ہیں (بعض دفعہ) قاری دیندار نہیں ہوتا۔ موضوع جھوٹی باتیں شاعروں کی گھڑی ہوئی پڑھتے ہیں۔ کھانے اور شرینی میں رشوت، سود اور غصب کا مال ہوتا ہے۔ مولانا عبدالسمیع صاحب بھی ان امور قبیح کو برا بتا رہے ہیں۔ ورنہ "رضائے مصطفےٰ" اور "انوار ساطعہ" میں عید میلاد یا محفل میلاد کو برا نہیں بتایا گیا اور کوئی بدعت وحرمت کا فتویٰ نہیں دیا۔ کنہیا کا جنم اور ہنود کا سانگ یا دیوالی دسہرہ قرار نہیں دیا جیسا کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مودودی صاحب نے کہا تھا۔ "رضائے مصطفےٰ" اور مولانا عبدالسمیع صاحب میلاد شریف میں داخل ہونے والی بدعات وخرافات کو روک رہے ہیں۔ میلاد کو نہیں روک رہے مگر ملاں جوذ نے آسمان سر پر اٹھالیا اور سوال کر ڈالا کہ

"کیا ملا محمد حسن رضاخانی بریلوی کے نزدیک مولوی عبدالسمیع اور مولوی محمد صادق ایڈیٹر "رضائے مصطفٰے" گوجرانوالہ بھی وہابی دیوبندی بے ادب گستاخ ہیں؟ کیا بات ہے مناظر اسلام کی دانشمندی اور معاملہ فہمی کی پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ اشارۂ ابرو سے حل کر دیتا ہے۔ دیوبند آباد رہے ایسے جاہل و احمق فضلاء تیار کرنے کے لئے اگر علم و استعداد کی یہی رفتار رہی تو کسی سُنّی کو دیوبندیوں کے رد میں کوئی کتاب لکھنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔

"رضائے مصطفٰے" گوجرانوالہ کے ایڈیٹر جناب مولانا محمد حفیظ نیازی صاحب ہیں یہ لکھتا ہے مولوی محمد صادق ایڈیٹر "رضائے مصطفٰے" گوجرانوالہ اور "رضائے مصطفٰے" کو کبھی لکھتا ہے ہفت روزہ، کبھی لکھتا ہے پندرہ روزہ بھلا جس کو اتنا علم اور شعور بھی نہ ہو جو یہ معلوم کر سکے کہ "رضائے مصطفٰے" ہفت روزہ ہے یا پندرہ روزہ اور اس کے ایڈیٹر مولانا محمد حفیظ صاحب ہیں یا فخر اہل سنّت حضرت مولانا الحاج ابو داؤد محمد صادق صاحب مدظلہٗ ہیں۔ وہ ان اخبارات سے کوئی حوالہ کس طرح نقل کر سکتا ہے اور کس طرح سمجھ سکتا ہے۔

عید میلاد اور اکابر دیوبند

ملاں جوزف نے تو اپنے زعم باطل میں "رضائے مصطفٰے" گوجرانوالہ "انوار ساطعہ" کے حوالوں سے عید میلاد النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اور محفل مولود شریف کو ناجائز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مگر ہم بفضلہ تعالیٰ عید میلاد و مولود شریف کا چوٹی کے اکابر دیوبند سے جواز ثابت کرتے ہیں۔

بانی مدرسہ دیوبند و حکیم الامت دیوبند

"حضرت حکیم الامّت تھانوی کی روایت ہے۔ فرماتے تھے ایک صاحب نے میرٹھ میں مولانا (نانوتوی) سے دریافت کیا کہ "مولوی عبدالسمیع صاحب تو مولود شریف کرتے ہیں آپ کیوں نہیں کرتے؟ "علماء دیوبند کی طرف سے اسی سوال کے جواب میں ہزار ہا ہزار صفحات جس زمانہ میں شائع ہو رہے تھے عین ان ہی دنوں میں جماعت کے امام کبیر (قاسم نانوتوی) کی زبان سے یہ جواب بھی سُنا گیا تھا کہ "بھائی! انہیں مولوی عبدالسمیع صاحب

کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے مجھے بھی اللہ تعالیٰ محبت نصیب کرے" (صہ ۲۱/۵ قصص الہادیٰ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ)

حضرت تھانوی یہ بھی فرماتے تھے، یہ جواب جب مولوی عبدالسمیع کے کانوں تک کسی طرح پہنچ گیا خود حکیم الامت سے کہنے لگے "ایسے سے بھلا کوئی کیا لڑے۔"

("سوانح قاسمی" جلد اول صہ ۴۷۱/۴۸)

حاجی امداد اللہ صاحب

(حضرت حاجی امداد اللہ صاحب اکابر دیوبند کے پیر ومرشد) سے کسی نے پوچھا کہ قیام مولود کیسا ہے۔ فرمایا مجھے تو لطف آتا ہے۔" ("ارواح ثلثہ" صہ ۲۲۰)

یاد رہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی جیسے اکابر دیوبند کے پیر ومرشد ہیں مگر رشید وخلیل آپ کے عقائد ومسلک سے منحرف ہو گئے تھے اور صاف کہتے تھے:

"حجت قول وفعل مشائخ سے نہیں ہوتی۔۔۔۔ جناب حاجی (امداد اللہ) صاحب سلمہ اللہ کا ذکر کرنا سوالات شرعیہ میں بے جا ہے"

("فتاویٰ رشیدیہ" جلد اول صہ ۹۱ کتاب البدعات)

گویا آپ کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ ومسلک شریعتِ اسلامیہ سے مختلف تھا اور گنگوہی صاحب ان سے زیادہ عالم وسعت نظر کے مالک اور علمی گہرائی کو جاننے والے تھے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا کاروباری عقیدہ تنخواہ کے لئے قیام ومولود جائز

"کانپور میں مجلس میلاد قائم ہوتی ہے اور لوگ کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں میرا جی جلتا ہے مگر بہرحال وہاں کانپور میں قیام کرنا قریب بمحال دیکھا اور منظور مقصد وہاں رہنا کیونکہ دنیاوی منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے"

(لہذا میلاد و سلام میں تنخواہ کے لئے شامل ہوتے رہے) "(سیف یمانی صفحہ ۲۳-۲۴)

بتلایئے مذہبی خودکشی کی ایسی بدترین مثال دنیا کے کسی بھی مذہب میں دیکھی آپ نے تنخواہ کے لئے قیام و میلاد جائز ہوگیا۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کی ڈانٹ ڈپٹ اور تھانوی صاحب کا پُرفریب جواب

جب دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو علم ہوا کہ اُن کا حکیم الاُمت کانپور میں چند ٹکوں کے لالچ میں میلاد و قیام میں شرکت کر رہا ہے انہوں نے سخت ڈانٹ پلائی اور اُن کو گنگوہ سے کانپور خط لکھا یہ بات مولوی رشید احمد گنگوہی کے سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے خود ہی کھول دی۔اس نے مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب کا جوابی مکتوب شائع کر دیا۔ ملاحظہ ہو:

جواب مولوی اشرفعلی تھانوی

"بوالا خدمت بابرکت قدوۃ العرفا زبدۃ الفضلا حضرت مولانا رشید احمد صاحب دامت برکاتہم تسلیم بصد تعظیم قبول باد والا نامہ شرف صدور لایا معزز فرمایا حضرت عالی کے ارشادات سے اس عمل (مولود و قیام) کے جو مفاسد علمیہ و عملیہ عوام میں غالب ہیں پیش نظر ہو گئے اور ارادہ کر لیا کہ ہرگز ایسی مجالس میں شرکت نہ ہوگی اب یہاں (کانپور) کی حالت عرض کر کے جواب کا انتظار ہے...... (مولود و قیام) کی پوری طرح مخالفت کر کے قیام دشوار ہے گو اب بھی یہاں کے بعض علماء مجھے وہابی کہتے ہیں اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آکر لوگوں کو سمجھا گئے ہیں" یہ شخص (اشرفعلی) وہابی ہے اس کے دھوکہ میں مت آنا....."

اب تین صورتیں محتمل ہیں ایک یہ کہ ایسے موقعہ پر کوئی حلیہ (بہانہ) کر دیا کروں گا مگر اس کا ہمیشہ چلنا محال ہے۔ "دوسرے یہ کہ صاف مخالفت کی جاوے مگر اس میں نہایت شور و فتنہ ہے جس کی حد نہیں دنیوی مضرت یہ ہے کہ اس میں جہلاء (اہل سنّت) عوام سے ایذا رسانی کا اندیشہ ہے۔ دینی مضرت یہ ہے کہ اب تک جو ان لوگوں کے (دھوکہ سے)

عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے (وہابی بنایا ہے) سب بے اثر و بے وقعت ہو جائے گی اس بدگمانی میں کہ یہ شخص وہابی ہے اب تک پوشیدہ رہا۔ تیسری صورت یہ کہ یہاں کا تعلق ملازمت ترک کر دیا جاوے ۔۔۔۔۔۔ یہاں ربیع الاوّل و آلاخر میں ان مجالس (مولود) کی زیادہ کثرت ہے ۔۔۔۔۔ الخ اشرف علی از کانپور

۲۹۔ محرم سنہ ۱۳۲۵ ہجری

("تذکرۃ الرشید" جلد اول ص ۱۳۵ و ص ۱۳۶)

یہاں سُنّی مسلمانوں کے لئے بھی لمحۂ فکریہ ہے کہ یہ وہابی لوگ تنخواہ و ملازمت اور وہابیت پھیلانے کے لئے تقیہ کرتے ہیں اور دھوکہ دینے کے لئے مولود و قیام تک بھی کر گزرتے ہیں۔

مسجد مدرسہ دیوبند میں مولود شریف

"فرمایا کہ ایک مرتبہ میں دیوبند پڑھتا تھا وہاں ایک سیّاح ولایتی صاحب آئے وہ حضرت حاجی محمّد عابد صاحب سے جمعہ کی نماز پڑھانے کی اجازت لے کر منبر پہ پہنچ گئے خطبہ شروع کیا چونکہ ربیع الاوّل کا زمانہ تھا خطبہ کے اندر مولود شریف شروع کر دیا"

("ارواح ثلٰثہ" ص ۳۴۹)

تحفۃ المقلدین کے نام پر دھوکہ منڈی

مصنّف نے صفحہ ۸۹ پر پھر دوبارہ سیّدنا اعلحضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ العزیز کے والد گرامی کے نام سے ایک فرضی کتاب کو غلط منسوب کر کے بعض علماء اہل سنّت کے فتاویٰ نقل کئے ہیں جس کی ابتداء غلط اور انتہا جھوٹ ہے نہ تو امام اہل سنّت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی مولانا نقی احمد خاں صاحب ہے، نہ اُن کی دنیا میں "تحفۃ المقلدین" نامی کوئی کتاب ہے مولوی جوزف کہیں سے لا کر دکھا دے تو اس کو آنے جانے کے کرایہ کے علاوہ حسب حیثیت مبلغ دس روپیہ

انعام دیا جائے گا۔ ہم اس کی صداقت کا لوہا مان لیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ کانگریسی ایجنٹ نام نہاد شیخ العرب والعجم حسین احمد اجودھیا باشی نے کمال بے ایمانی سے یہ فرضی کتاب گڑھ کر "الشہاب الثاقب" میں اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے والد ماجد سے منسوب کی تھی اور آج سے بہت پہلے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ "خالص الاعتقاد" ص۱۱ پر اور علامہ اجل مولانا شاہ محمد اجمل رضوی مفتی سنبھل مراد آباد "ردشہاب ثاقب" ص۵ پر اس کا رد فرما کر دیوبندیت کے ڈھول کا پول کھول چکے ہیں جو مکھیاں حسین احمد نے ماری تھیں یہ بدبخت حرام خور ان کا خون چوس رہا ہے اور فرضی کتابوں کے جھوٹے حوالے دے کر اپنا نامہ اعمال سیاہ تر کر رہا ہے اور اس نے صفحہ ۸۹ پر بعنوان "احمد رضا خاں بریلوی کے والد ماجد علماء بریلوی کی نظر میں" جو سرخی جمائی ہے اس کی بے ایمانی و دھوکہ منڈی کی عکاسی کرتی ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ صفحہ ۹۰ پر علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور، صفحہ ۹۱ پر مولانا محمد عنایت اللہ صاحب اور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی ص۹۲ پر مولانا اقتدار احمد خاں گجراتی ص۹۳ پر مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ وغیرہ کے فتاویٰ رشید و خلیل، تھانوی و نانوتوی کے بارہ میں قطعاً حق ہیں مگر ان کا اطلاق اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے والد ماجد پر نہ ہوگا یہ فتاویٰ فرضی بنیاد پر لئے گئے ہیں نہ "تحفۃ المقلدین" نامی کتاب سیدنا اعلیٰحضرت کے والد ماجد کی تصنیف ہے نہ اس میں رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی کو علماء دین مومنین صالحین صادقین مانا گیا۔ جب بنیاد فرضی ہے تو فتویٰ کیسا۔ اور پھر سائل نے علامہ ابوالبرکات صاحب وغیرہ حضرات کو جو استفتاء بھیجا وہ بھی جعلسازی کی اعلیٰ دستاویز ہے۔ اس میں نہ "تحفۃ المقلدین" کا ذکر، نہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے والد ماجد کا نام ص۸۹ کے استفتاء میں مولانا نقی احمد خاں صاحب مرحوم بریکٹ میں بند ہے یہ بعد میں لکھا گیا ہے۔

ورنہ علامہ سید ابوالبرکات صاحب اس سفید جھوٹ کا دامن چاک فرما کر دیوبندی دھوکہ منڈی کا چہرہ بے نقاب فرمادیتے۔ فرضی بنیاد پر ہم بھی اکابر دیوبند سے فتویٰ لے سکتے ہیں کہ "کیا فرماتے علماء دین مفتیان شرع متین اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے سور کا گوشت مدرسہ دیوبند کے احاطہ میں کھانا جائز ہے" اور بعد میں بریکٹ میں بند کرکے لکھدیں۔ "یہ بات مولوی قاسم نانوتوی نے تحفۃ المرتدین مطبوعہ صبح صادق سیتاپور کے صفحہ ۹۸ پر لکھی ہے تو کیا سور کے حلال ہونے کے فتویٰ کا اطلاق جناب مولوی قاسم نانوتوی صاحب پر ہوجائے گا؟ پھر منقول از رسالہ "صدائے حق" ۱۳۸۲ھ بھی مشکوک ہے یہ نہیں لکھا فلاں نمبر شمارہ فلاں ماہ فلاں صفحہ۔ الغرض "صدائے حق" کا حوالہ بھی غیر معتبر ہے۔

اور پھر جن اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے والد بزرگوار کا یہ بد باطن ملاں حوالہ دے رہا ہے وہ حضرت مولانا علامہ نقی علی خانصاحب بریلوی قدس سرہ مولوی محمد احسن نانوتوی دیوبندی کی "تحذیر الناس" کے عقائد اپنانے کی بنا پر تکفیر فرماچکے ہیں چنانچہ مولوی محمد احسن نانوتوی دیوبندی خود لکھتے ہیں "مگر مولوی (نقی علی) صاحب نے براہ مسافر نوازی کوئی غلطی تو ثابت نہ کی اور نہ مجھے اس کی اطلاع دی بلکہ اول ہی کفر کا حکم شائع فرمادیا۔ اور تمام بریلی میں لوگ اسی طرح (کافر) کہتے پھرے ...... مولوی نقی علی خاں اس تحریر سے بھی نہ مطمئن ہوئے اُن کی رائے میں اثر ابن عباس کی صحت قبول کرنے کے بعد مولانا محمد احسن نانوتوی منکر خاتم النبیین ٹھہرتے تھے اس لئے مولوی نقی علی خاں نے رام پور سے ایک فتویٰ منگوایا جس کی رو سے "تحذیر الناس" کے عقائد اپنانے کے جرم میں) مولانا محمد احسن کی تکفیر مشتہر کی گئی۔" ("مولانا محمد احسن نانوتوی" ص ۸۸)

یاد رہے اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع صاحب صدر دارالعلوم کراچی نے لکھا ہے مذکورہ حوالہ سے ثابت ہوا کہ اعلیٰحضرت قدس سرہ کے والد ماجد مولانا علامہ نقی علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نانوتوی صاحب کی "تحذیر الناس" کے مندرجات کی بنا پر تکفیر کرتے تھے تو

پھر ملاں جوزف کس منہ سے کہہ رہا ہے کہ اعلیٰحضرت کے والد ماجد نانوتوی صاحب اور گنگوہی صاحب کو صالحین صادقین اور علمار دین مانتے تھے یہ صریح بہتان وافترا ہے۔
جب اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے والد ماجد علیہ الرحمۃ نے نانوتوی و گنگوہی کو صالحین و صادقین تحریر کیا ہی نہیں "تحفۃ المقلدین" نامی اُن کی کوئی تصنیف سے ہی نہیں تو پھر صـ۸۹ تا صـ۹۵ جو علمار کے فتاویٰ شائع کئے ہیں ان کا اطلاق امام اہل سنّت اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی پر ہرگز ہرگز نہ ہوگا اور یہ سارا کاروبار جھوٹ اور فریب کا ہے۔
ملاں جوزف نے صـ۹۴ پر مفتی محمد حسین صاحب نعیمی کا بھی ایک فتویٰ نقل کیا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے "جو افراد اپنے کو دیوبندی یا غیر مقلد کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں وہ تمام کافر نہیں ہیں صرف وہ افراد کافر ہوں گے جو گستاخ اور بے ادب اور توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کے مرتکب ہوئے ہیں، جو دیوبندی توہین آمیز عبارات کو پسند نہیں کرتے اور کوئی گستاخی اور توہین کے مرتکب نہیں ہوئے وہ کافر بھی نہیں ہیں اسی طرح جو دیوبندی توہین و گستاخی کی وجہ سے کافر ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے جو گستاخ نہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔
مفتی محمد حسین صاحب نعیمی کے اس فتویٰ کے مقابلہ میں ملاں جوزف نے صـ۹۵ پر اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے جس میں نام بنام تصریح ہے کہ یہ سب کفّار و مُرتدین ہیں اور یہ کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو ان کے کفر میں شک کرے وُہ بھی کافر ہے الخ۔ ملاں جوزف کو اس میں بظاہر تضاد نظر آیا کہ اعلیٰحضرت تو فرما رہے ہیں جو ان کے کفر میں شک کرے وُہ بھی کافر ہے اور مفتی صاحب کہہ رہے ہیں کہ جو گستاخی نہ کرے وُہ کافر نہیں اس کے پیچھے نماز جائز ہے تو ملا جوزف کو جان لینا چاہیئے مفتی محمد حسین صاحب نے اپنے فتویٰ میں یہ بھی تصریح کی ہے کہ "جو دیوبندی توہین آمیز عبارتوں کو پسند نہیں کرتے" (یعنی کفر سمجھتے ہیں) وہ کافر نہیں"۔ مفتی صاحب کا مطلب

یہ نہیں ہے کہ جو دیوبندی خود تو توہین نہ کرے اور توہین کرنے والوں کو اپنا مقتدا و پیشوا تسلیم کرتا ہو وہ بھی کافر نہیں۔ ایسا ہرگز ہرگز نہیں۔ مفتی صاحب سے دوبارہ تحقیق کی جا سکتی ہے کہ جو شخص توہین کرنے والوں کو مسلمان اور اپنا امام و مقتدا سمجھے وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ ان کا جواب یہی ہوگا کہ جو توہین کرنے والوں کو مسلمان اور اپنا پیشوا سمجھے وہ بھی کافر ہے اور ایسے کے پیچھے نماز باطل و مردود ہے۔ اعلیٰحضرت اور مفتی صاحب کے فتویٰ میں کوئی تضاد نہیں ہے مصنف "سیف شیطانی" نے علماء اہل سنت خصوصاً امام اہل سنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ مبارکہ اس انداز سے پیش کیے ہیں جیسا کہ علماء اہل سنت بلاوجہ کسی کی تکفیر کرتے ہیں۔ کاش کہ مصنف میں دیانت ہوتی اور وہ اپنے اکابر کی "تحذیر الناس" "حفظ الایمان" "براہین قاطعہ" "صراط مستقیم" "تقویت الایمان" کی گستاخانہ عبارات بھی نقل کر دیتا تو ظاہر ہو جاتا کہ فتاویٰ تکفیر کی وجہ کیا ہے۔

قارئین کرام! دیوبندی گستاخانہ عبارات کی تفصیل دیکھنے کے لئے رسالہ "حسام الحرمین" "الکوکبۃ الشہابیہ" "مناظرہ بریلی" "رد شہاب ثاقب" "اطیب البیان رد تقویۃ الایمان" اور ہماری کتاب "قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی" کا مطالعہ کریں۔

رضاخانی کلمہ شریف کا افتراء

جس قدر دروغگوئی اور دجل فریب کا وافر کوٹہ دیوبندی ملاؤں کے حصہ میں آیا ہے شائد شیطان بھی اس سے محروم رہا ہو اور کچھ نہیں تو صہ ۹۶ پر بڑے طمطراق اور قطعی وثوق و اعتماد سے (معاذاللہ) لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ کو بریلویوں کا رضاخانی کلمہ شریف قرار دے ڈالا۔ بلاشبہ دیوبند دغابازی و بے ایمانی کا مرکز ہے۔ ملاں جوزف نے یہ حقیقت کا منہ چڑاتے ہوئے اور دیوبندی کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پر علماء اہل سنت کے مواخذہ کے جواب میں محض بدلہ لینے کی نیت سے لکھا ہے۔

قارئین کرام! غور کریں کہ اس ذلیل مصنف میں کتنی بے حیائی ہے۔ سرخی لکھتا

ہے "رضا خانی کلمہ شریف" اور حوالہ دیتا ہے "فوائد فریدیہ کا۔ اوّل تو یہ کہ ہم اہلسنّت تو اس کلمہ کو کلمہ طیبہ نہیں سمجھتے نہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کسی کتاب میں مذکور و منقول اور نہ ہمارا اس پر ایمان بلکہ یہ ملّاں اپنے قول سے ایک غیر کلمہ کو کلمہ شریف قرار دے کر خود اپنے اصول سے کافر ہوا کیونکہ چشتی رسول اللہ جب کلمہ نہیں ہے تو اس کو کلمہ شریف قرار دینا سراسر گمراہی ہے۔ دوم یہ کہ اس عنید مرید نارشید نے اس کو "فوائد فریدیہ صـ۸۳" سے نقل کیا ہے اور "فوائد فریدیہ" اعلیٰحضرت علامہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے اور خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کو یہ شخص خود بھی ولی کامل سمجھتا اور "رحمۃ اللہ علیہ" لکھتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

"لیکن پاک سنّی تنظیم کے صدر تو ڈیرہ غازی خاں سے بیٹھے ہوئے کوٹ مٹھن کے برگزیدہ انسان اور اپنے مسلم شدہ ولی خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کیا کیا حملے کر رہے ہیں" (سیف شیطانی صـ۵)

اور لکھتا ہے "صـ۸۳ پر خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف شدہ سلسلہ شریفیہ" (سیف شیطانی صـ۹)۔

جب خواجہ صاحب معاذ اللہ چشتی رسول اللہ کے قائل ہیں اور یہ اس کلمہ کو ناجائز سمجھتا ہے تو پھر حضرت خواجہ کو برگزیدہ انسان ولی کامل اور "رحمۃ اللہ علیہ" لکھنے کا کیا مطلب ہے؟ ایک شخص پر نیا کلمہ گھڑنے کا افترا بھی کیا جا رہا ہے۔ چشتی رسول اللہ کہنے کا الزام بھی لگایا جا رہا ہے لیکن اس کو برگزیدہ انسان ولی کامل اور "رحمۃ اللہ علیہ" بھی لکھا جا رہا ہے؟

حقیقت حال کی وضاحت

حقیقت یہ ہے کہ اکابر و اصاغر دیوبند دیوبندیوں کے جدید نام نہاد کلمہ لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ

جس پر خود دیوبندی حکیم الامّت تھانوی صاحب نے اپنے اس کلمہ پڑھنے والے مُرید کو یوں کہہ کر حوصلہ افزائی کی تھی کہ "اس واقعہ میں تسلّی تھی کہ جس کی طرف تُم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالےٰ متبع سنّت ہے" (الامداد" تھانہ بھون) پر علماء اہل سنّت کے محققانہ اعتراضات کی یلغار سے تنگ آچکے تھے اس لئے انہوں نے بوکھلاہٹ کے عالم میں جوابی طور پہ یہ کلمہ بعض اہل چشت سے نقل کر کے اس کو رضا خانی کلمہ شریف قرار دیا حالانکہ "فوائد فریدیہ" میں چشتی رسول اللہ کی وضاحت و تصریح بھی ہے اس کو ملاّں رحمانی ہضم کر گیا صرف یہ الفاظ نقل کر دیے جو اس کی دھوکہ منڈی کے لئے مفید تھے اور پھر خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ پر بھی کیا اعتراض ہے جبکہ یہ کلمہ اپنی تفصیل کے ساتھ "فوائد السالکین" ملفوظات خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی مرتبہ خواجہ بابا فرید الدّین گنج شکر میں موجود ہے۔

گھر کی شہادت

دیوبندی وہابی فرقہ کے ایک اور ملاّں جوزف کے ہم ذوق مصنّف ڈاکٹر مسعود الدّین عثمانی اپنی ایک تازہ تصنیف "توحید خالص" پہلی قسط "گھر کے چراغ" کے صفحہ ۸۰ پر اسی چشتی رسول اللہ کی حقیقت یوں بیان کرتے ہیں:-

"خواجہ فرید الدّین گنج شکر بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی کی محفل میں مختلف قسم کے ذکر ہو رہے تھے .... ایک مرتبہ شیخ (خواجہ معین الدّین چشتی) کی خدمت میں حاضر تھا اور اہل صفہ بھی موجود تھے اولیاء اللہ کا ذکر ہو رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور بیعت کے لئے پابوسی کی آپ (خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ) نے اُس کو بٹھا لیا اُس نے عرض کی کہ میں مرید ہونے آیا ہوں۔ فرمایا "جو کچھ ہم کہیں گے کرے گا اگر یہ شرط منظور ہے تو بیشک میں مرید کر لوں گا"۔ اس نے کہا جو کچھ آپ کہیں گے وہی کروں گا۔ آپ نے فرمایا تو کلمہ اس طرح پڑھتا ہے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایک بار اس طرح پڑھ لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ چونکہ (وہ) راسخ العقیدہ تھا اس نے فوراً پڑھ دیا خواجہ (معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ) نے اس سے بیعت لی اور بہت کچھ خلعت عطا کی اور فرمایا میں نے فقط تیرا امتحان لیا تھا کہ تجھ کو مجھ سے کس قدر عقیدت ہے ورنہ میرا مقصود یہ نہ تھا کہ تجھ سے اس طرح کلمہ پڑھواؤں میں کون اور کیا چیز ہوں میں ایک ادنیٰ بندگان و غلامان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں حکم وہی ہے جو تو اوّل سے کہتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس بات سے تری صدق عقیدت معلوم ہوئی اب تو میرا مرید صادق ہوا۔"

("فوائد السالکین" ص۱۲۶ و ص۱۲۷)

مولوی سرفراز گکھڑوی کی شہادت

ملاں جوزف کے ایک اور ہم ذوق و ہم عقیدہ دیوبندی وہابی مصنف مولوی سرفراز گکھڑوی صاحب لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کی صفائی پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ المتوفی ۶۳۵ھ کی سوانح عمری ملقب بہ انوارِ خواجہ میں مذکور ہے کہ ایک شخص حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں مرید ہونے کے واسطے حاضر ہوا۔ آپ نے اس کے سامنے وہی شرط پیش کی جو حضرت شبلی نے اپنے مرید کے سامنے پیش کی تھی۔ اس شخص نے وہ شرط قبول کی تو آپ نے فرمایا کہ پڑھو لا الہ الا اللہ معین الدین رسول اللہ اس نے پہلے انکار کیا لیکن جب دیکھا کہ اس شرط کے بغیر بیعت محال ہے تو جبراً و قہراً اس نے لا الہ الا اللہ معین الدین رسول اللہ پڑھا اس کے بعد خواجہ معین الدین صاحب نے ارشاد فرمایا کہ یہ محض تمہاری عقیدت مندی کا امتحان تھا عقیدہ وہی رکھنا جو تمہارا تھا۔ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ غلام ہوں (محصلہ) ارشاد الاخیار ص۵۴"

("عبارات اکابر" صفحہ ۲۵۵ و صفحہ ۲۵۶ از مولوی سرفراز خاں گکھڑوی دیوبندی)

کس قدر ظالم ہے یہ دیوبندی ملّاں جوزف ! واقعہ کیا ہے کیا بنا دیا گیا منقول ہے "فوائد فریدیہ" خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ "فوائد السالکین" میں حضرت خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ وحضرت خواجہ بختیار کاکی وحضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدست اسرارہم نے ذمہ لگایا جا رہا ہے اعلیٰحضرت علاّمہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے۔ یہ کس قدر ظلم اور ستم ظریفی اور بدترین قسم کا سفید جھوٹ ہے۔ کیا اس خرافات والزام تراشی وبہتان طرازی کی زد حضرت خواجہ معین الدین چشتی۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدست اسرارہم پر نہیں پڑتی؟ کیا دیوبندی قوم میں رتی برابر بھی دیانت ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ پر بھی کیا الزام جبکہ وہ واقعہ کے بعد فرمارہے ہیں کہ یہ تمہاری عقیدت مندی کا امتحان تھا۔ میں کس لائق ہوں ادنیٰ غلام وبندگان محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہوں اور یہ کہ فرمایا عقیدہ وہی رکھنا جو تمہارا تھا یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

رضاخانی درود شریف اس عنوان کے تحت خائین وکذاب مصنّف اور جاہل مناظر نے مولانا شاہ علاّمہ محمد عارف اللہ صاحب قادری کے شجرہ طیبہ کے حوالے ایک درود نقل کیا ہے ہم کہتے ہیں یہ بھی تھانوی درود کا بدلہ لینے کے لئے لکھا گیا اور یہ علماء اہل سنّت کی مار سے بچنے کا ایک ذریعہ ہے مولانا شاہ علاّمہ عارف اللہ صاحب قادری کے نام گرامی سے شائع شدہ درود کوئی نیا درود نہیں بلکہ وہی پرانا درود ہے اور باقی دعا ہے اور اس کا ترجمہ یہ ہے "اے اللہ درود وسلام اور برکت بھیج حضور (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر اور آپ کے آل واصحاب واولیاء پر اور اپنے عبد ضعیف محمد عارف اللہ قادری پہ" ہر ذی علم جانتا ہے کہ حضرات اولیاء وعلماء پر تبعاً اس کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ جائز ہے ہر کوئی دعا کے اختتام پر کہتا ہے وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ یہاں بھی آل واصحاب پر تبعاً وضمناً درود ودعا ہے ورنہ درود وسلام مستقلاً انبیاء ورسل

علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ اور اگر مولانا شاہ عارف اللہ صاحب مدظلہ کا تحریر فرمودہ درود واقعی غلط ہے تو پھر اس کو درود شریف لکھ کر ملاں جوزف بھی گمراہ و بے دین ہوا۔ بہر حال یہ کوئی قابل مواخذہ بات نہیں البتہ دیوبندی تھانوی درود واقعی قابل ملامت ہے جو یہ ہے "اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولنا اشرفعلی"

("الامداد" تھانہ بھون بابت ۸۔ صفر ۱۳۳۶ھ)

یہ ہے نیا تھانوی دیوبندی درود جو تبعاً نہیں بلکہ مستقلاً ہے جس میں تھانوی دیوبندی حکیم الامت کو سیدنا ونبینا تک کہا گیا ہے۔ ملاں جوزف اپنی بلا دوسروں کے سر ڈال کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کر رہا ہے اور بے دریغ جھوٹ پر جھوٹ بکتا چلا جا رہا ہے اور قطعاً شرم وحیا محسوس نہیں کرتا۔

آخری وصیت

"سیف شیطانی" کے صفحہ ۹۷ پر سیدنا امام اہل سنت سرکار اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک وصیت نقل کی ہے وہ یہ ہے

"میرا (احمد رضا خاں بریلوی) دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے اللہ توفیق دے" ("وصایا شریف" ص۹)

ملاں جوزف نے اپنی خبیث فطرت سے مجبور ہو کر غلیظ روح کی تسکین کے لئے امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی یہ وصیت تو نقل کر دی لیکن جرأت لب کشائی نہ ہوئی کسی معقول دلیل سے اس کا مدلل رد نہ کر سکا یہیں سے اس جاہل کی علمی بے بضاعتی آشکارا ہے۔ بہر حال یہ کوئی نیا اعتراض نہیں ہے۔ آج سے بہت پہلے دیوبندی وہابی مناظر یہ اعتراض کر چکے ہیں ۱۳۵۴ھ میں بریلی شریف کے عظیم مناظرہ میں دیوبندی سلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی نے بھی یہ اعتراض کیا تھا اور محدث اعظم پاکستان امام المناظرین مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ سے ذلت آمیز شکست اور عبرتناک مار کھائی تھی ملاحظہ ہو "روئیداد مناظرہ بریلی" اور ۱۳۵۲ھ میں باغ لانگے خاں ملتان میں اور پھر ادری ضلع اعظم گڑھ

میں ۱۳۵۳ھ میں شیر بیشہ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب رضوی قدس سرہٗ اور مولوی منظور سنبھلی کے درمیان مناظرہ ہوا۔ دونوں جگہ متذکرہ بالا وصیت پر بحث ہوئی۔ اور دیوبندی وہابی مناظر کو بری طرح مار کھانی پڑی تفصیل "رویداد مناظرہ اودری و مناظرہ ملتان سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اسی طرح گذشتہ سال "دھماکہ" نامی کتاب میں بھی اس وصیت کو موضوع بحث بنایا گیا اس کا مدلل ومفصل ومسکت جواب فقیر راقم الحروف نے "قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی" میں عرض کیا ہے لیکن یہ ڈھٹائی اور بے شرمی ہے کہ کٹے ہوئے اعتراضات اور پٹے ہوئے سوالات پھر کئے جا رہے ہیں جو مکھیاں مولوی منظور سنبھلی اور مرتضیٰ حسن دربھنگی چاند پوری وغیرہ نے ماری تھیں انہیں کا جنازہ ملاں جوزف سر پر اٹھائے پھرتا ہے کہ میں بھی ایک بقلم خود مناظر ہوں۔ بہر حال اس وصیت پر دیابنہ یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اعلیٰحضرت نے فرمایا "میرا دین و مذہب" حالانکہ یہ بدبخت غور کریں تو اسی میں جواب ہے کہ "جو میری کتب سے ظاہر ہے" بس جواب ہو گیا۔ امام اہلسنت کی تصانیف مبارکہ کو دیکھ لیا جائے قرآن و حدیث کے خلاف کچھ نہ ملے گا اور اعلیٰحضرت نے اپنی کتب کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ اس دور میں ہر بے دین قرآن و حدیث کا نام لیتا ہے اس لئے دیابنہ وہابیہ روافض وقادیانیہ کی کتب نہیں بلکہ میری کتب کا مطالعہ کرنا ہی صحیح مذہب ہے اور قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ اگر کسی دیوبندی میں جرأت اور استعداد و قابلیت ہے تو وہ ثابت کرے کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی فلاں بات "قرآن مجید و حدیث حمیدہ" کے منافی ہے۔

احادیث صحیحہ میں ہے کہ قبر میں منکر نکیر آکر سوال کرتے ہیں "من ربک" تیرا رب کون ہے۔ "ما دینک" تیرا دین کیا ہے؟ مردہ دوسرے سوال کے جواب میں کہتا ہے "دینی الاسلام" یعنی میرا دین اسلام ہے۔ تو ان احادیث سے میرا دین کہنا ثابت ہوا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ میرا گھڑا ہوا دین خود ساختہ دین۔ اعلیٰحضرت نے از راہ محبت یہ فرمایا کہ "میرا دین"۔

جیسا کہ یہ کہتے ہیں میرا رب۔ میرا رسول تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کا خود ساختہ رب یا خود ساختہ رسول بہر حال اعلیٰحضرت کی اس وصیت میں کوئی شرعی خرابی نہیں ہے۔ اور اس وصیت کے بارہ میں مولوی ضیاء احمد دیوبندی وہابی اپنی کتاب "التحقیق الحبیب فی بیان انواع التثویب" صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں اور وصیت کنندہ مصاب اور اس کی وصیت عین شریعت ہوگی پھر اسی صفحہ ۲ پر ہے "متبع وصیت مذکورہ عند اللہ مصاب ومثاب ہے" اس جواب پر دیوبندی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مدرس مولوی عبداللطیف صاحب سہارنپوری کی تصدیق بھی موجود ہے۔ ملاں جوزف کو گھر کی خبر لے کر اعتراض کرنا چاہیئے۔

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی اس وصیت کے ذیل میں یہ لایعنی بکواس ہے کہ "یعنی کھانے میں بنی اسرائیل کی اقتداء اور جہاد میں ان سے بھی آگے کہ اپنے والد مولانا نقی احمد مرحوم مغفور کو دیوبندی وہابی اور کافر اور ان کے نکاح اولاد ولد الزنا محروم الارث تک کا فتویٰ دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ ولد الشیطان کی یہ شیطانی بکواس بھی علم وتحقیق کا کوئی حصہ ہے مولانا سیدی نقی علی خاں صاحب قدس سرہٗ کے خلاف کہاں یہ ناپاک فتویٰ ہے؟ اور مولانا نقی علی خاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ نے کس کتاب میں کس جگہ یہ پرششی کنڈ پتلی تھانوی دیوبندیوں کے خود ساختہ قطب عالم نارشید اور نانوتوی قاسم کو صالحین وصادقین قرار دیا ہے؟ سچ ہے دیوبند جھوٹوں اور کذابوں کا مرکز ہے۔ ملاں جوزف نے کھانے اور جہاد کا نام بھی لیا ہے تو بتلایئے کیا دیوبندی کچھ نہیں کھاتے کوے اور کیوڑے تک تو چٹ کر جاتے ہیں اور ثواب قرار دیتے ہیں ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۳۰ ممکن ہے ملاں جوزف کھانے کا قائل نہ ہو اور حسین احمد اجودھیا باشی کے ہندو آقاؤں کی طرح مرن برت کا قائل ہو۔ الغرض اس قسم کی بے تحاشہ لایعنی بکواس اور بکثرت الزامات کے باوجود ملاں جوزف اہل سنت وجماعت کو اس شعر کے مصداق قرار دیتا ہے:

؎ وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

اس میں ملّاں جوزف نے یہ مسلمان ہیں کہہ کر اہل سنت کو مسلمان تو تسلیم کر لیا ہے اور اس کے باوجود وہ جو بکواس کرتا ہے وہ شیطانی فیض ہے۔

اپنے کذاب ہونے کا اقرار

کہتے ہیں جھوٹے آدمی کا حافظہ بہت کمزور ہوتا ہے یہی حال جوزف شیطانی کا ہے۔ صـ۹۷ پر لکھتا ہے

"رضاخانی خدا" اس کے ذیل میں ہے؛

فرید باصفا ہستی محمد مصطفیٰ ہستی
چہا گویم چہا ہستی خدا ہستی خدا ہستی

ان اشعار کا صحیح مفہوم سمجھے بغیر "رضاخانی خدا" کی سرخی جما دی لیکن چونکہ یہ جھوٹا ہے پرلے درجہ کا کذاب ہے حافظہ کمزور ہے اس کو یاد نہیں رہا۔ اس بدبخت نے صـ۲۹ پر لکھا تھا" احمد رضا خاں بریلویوں کے خدا ہیں" ملاحظہ ہو "سیف شیطانی صـ۲۹۔

قارئین کرام! غور فرمائیں اس کمینے کذاب کی کوئی بات صحیح بھی ہے۔ کیا یہ مردود عالم کہلانے کا مستحق ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ یہ دیدہ دانستہ دوسروں کے خلاف بلا ثبوت و دلیل بکواس کر کے اپنے اکابر کی پگڑیاں اچھلوانا چاہتا ہے۔ کیونکہ آسمان پر تھوکا ہوا منہ پر آ کر پڑتا ہے۔

صفحہ ۹۸ پر لکھتا ہے" ایک شخص نے حضرت بایزید بسطامی کو بیت اللہ کے طواف کے لئے مکہ معظمہ جاتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اگر بیت اللہ کا طواف کرنا ہو تو مکہ معظمہ جاؤ اور اگر خدا کا طواف کرنا ہو تو میرا طواف کر لو"

اگرچہ حوالہ ناتمام و خیانت شدہ ہے، ہم اس پر مختصراً عرض کریں گے کہ اہل اللہ کے کلام کو سمجھنا جاہل و مجہول ملّاں جوزف کے بس کا روگ نہیں۔ ممکن ہے اُن بزرگ کی مراد یہ ہو

کہ "قرآن مجید" میں ہے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنی اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے طواف چکر لگانے کو کہتے ہیں اس اعتبار سے انہوں نے ایسا کہا ہوگا اور پھر ملاں جوزف خود اپنی "سیف شیطانی" کے صفحہ ۲۶ پر تسلیم کرتا ہے :

" بعینہٖ اسی طرح وجد و ذوق اور سکر کی حالت میں اگر کوئی شخص چند کلمات کسی کی مدح میں کہہ بیٹھے یا فرط محبت میں ایسے الفاظ نکل جائیں جو کہ ظاہری طور پر شریعت کے خلاف معلوم ہوں تو اول اس کی تاویل کر لی جائے گی اگر تاویل نہ ہو سکے تو پھر قائل کا اعتقاد پوچھا جائے گا اور وہ ظاہر معنی کا معتقد نہیں ہے تو پھر اس پر حکم تکفیر عائد نہ ہوگا "

کیا ملاں جوزف نے اپنے اکابر کے اقوال کی تاویل کا ہی ٹھیکہ لیا ہوا ہے وہ حقیقی اولیاء اللہ اور مشائخ کرام کے اقوال کی تاویل نہیں کر سکتا ؟ ملاں جوزف نے اپنی اسی کتاب کے صـ۶۳ و صـ۶۴ پر فقیر راقم الحروف کے متعلق لکھا ہے کہ "وہ علماء کی عبارات کو کس طرح سمجھ سکتا ہے" جب اس کا یہ قول ہے کہ ہم دیوبندی ملاؤں کی عبارات نہیں سمجھ سکتے تو پھر یہ خود بتلائے کہ کیا وہ خود حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ جیسے باکمال بزرگ اور آپ کے ہم عصر اکابر اولیاء اللہ کے عارفانہ اقوال کو کیسے سمجھ سکتا ہے ؟ اور اس شیخ علیہ الرحمۃ نے تو حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کو بیت اللہ کے طواف کے لئے "کہ معظمہ جانے کو فرمایا" لیکن دیوبندی مولوی محمود الحسن کہتے ہیں کعبہ شریف سے نارشید گنگوہی کے وطن گنگوہ چلو۔ اپنے مرثیہ میں لکھتے ہیں :

ــــ پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

بتلائیے کعبہ میں کس چیز کی کمی تھی ؟ کیا وہاں عرفانی ذوق و شوق پیدا ہونے کا روحانی سامان نہ تھا ؟ اور پھر دیوبندی تو مولوی رشید احمد گنگوہی جی کو اپنا دینی و ایمانی قبلہ و کعبہ مانتے ہیں۔ محمود الحسن جے ہند کا نعرہ مار کر لکھتا ہے :

؎ ہمارے قبلہ وکعبہ ہو تم دینی و ایمانی

("مرثیہ گنگوہی" ص۶ از محمود الحسن شیخ دیوبند)

یہ ہے دیوبندیوں کے شیخ کی جرأت کہ مسلمانوں کے دینی و ایمانی قبلہ و کعبہ کی جگہ گنگوہی کو اپنا قبلہ و کعبہ بنالیا۔ حالانکہ وہ گنگوہی سختی سے منع بھی کر گیا تھا۔

ملاحظہ ہو:

حضور علیہ السلام کو قبلہ وکعبہ کہنا مکروہ تحریمی و منع ہے۔

سوال:۔ قبلہ و کعبہ یا قبلہ دارین کعبہ کونین یا قبلہ دینی و کعبہ دنیوی........ یا مثل ان الفاظ کے القاب و آداب........ کسی کو تحریر کرنے جائز ہیں یا نہیں؟ حرام ہے یا غیر حرام؟ مکروہ تحریمی یا تنزیہی؟

الجواب:۔ ایسے کلمات مدح کے کسی کی نسبت کہنے اور لکھنے مکروہ تحریمی (قریب حرام) ہیں لقولہ علیہ السلام ناظر و فی الحدیث رواہ البخاری والمسلم۔ جب زیادہ حد شان نبوی سے کلمات آپ کے واسطے ممنوع ہوئے تو کسی دوسرے کے واسطے کس طرح درست ہو سکتے ہیں فقط واللہ تعالٰی اعلم (رشید احمد گنگوہی "فتاوی رشیدیہ" ص۱۴۲)

مقام غور و فکر ہے کہ جو چیز نبی علیہ السلام کے لیے مکروہ و ممنوع تھی وہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے لئے عین ایمان و اسلام کیسے بن گئی بلکہ محمود الحسن نے رشید گنگوہی کو دینی و ایمانی قبلہ وکعبہ قرار دے دیا۔ دیوبندیوں کو چاہیئے کہ کعبہ شریف کی بجائے رشید گنگوہی کی قبر کا حج کیا کریں۔

مصنف "سیف شیطانی" نے ص۹۰ پر پھر دوبارہ "ہفت اقطاب" کے اشعار نقل کئے حالانکہ ان کا جواب ہو چکا ایک چیز کے بار بار اعادہ سے کیا حاصل؟

حضرت حسین بن منصور پر افتراء | لکھتا ہے "ایک شخص نے حضرت (حسین بن منصور) کو کہا اے حسین بن منصور تو پیغمبر ہونے کا دعوٰی

کرتا ہے۔ حضرت حسین نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر میری قدر کم کردی میں تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں" صہ ۹۸ "سیف شیطانی"۔

یہ عبارت بھی نامکمل و نا تمام نقل کر کے دھوکہ دیا ہے اور پھر اس کے حوالہ کے طور پر "فوائد فریدیہ" کا نام لکھا ہے جو حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے جن کو ملاں جوزف برگزیدہ انسان (ولی کامل) مانتا اور رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے ملاحظہ ہو صہ ۵، و صہ ۹۔ اس کے علاوہ مذکورہ بالا الفاظ بھی ذومعنیٰ ہیں قائل کو کفر سے بچایا جائے گا اور الفاظ کو غیر کفر یہ معنیٰ پر محمول کیا جائے گا حضرت حسین بن منصور نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر میری قدر کم کردی میں تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں۔ یعنی افسوس تو اس لئے کہ نبی کہنے سے آپ کی قدر اس لیئے کم ہوئی کہ پیغمبری و نبوت کا دعویٰ کرنے والا مرتد ہو جاتا ہے۔ ایک ولی پر جب یہ الزام لگایا جائے کہ آپ پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہیں تو وہ یہی فرمائے گا میری قدر کم کردی یعنی معاذ اللہ میں ایسا کہوں تو ولایت ختم اور مرتد ہو جاؤں۔ باقی رہا میں خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں تو مطلب یہ کہ میں خدائی (مخلوق) سے ہوں جیسے کہا جاتا ہے خدا کی خدائی میں کوئی بھی شخص حضور علیہ السلام سے افضل و اعلیٰ و برتر و بالا نہیں خدائی بمعنیٰ مخلوق محمول کیا جائے گا۔ اور اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ لایعنی و بے معنیٰ اعتراض سے کیا حاصل۔؟

اپنے مُنہ کافر

اسی طرح صفحہ ۹۸ پر ملاں جوزف نے لکھا ہے حضرت حسین نے فرمایا میں حق (خدا) ہوں۔ یہاں ملاں نے حق سے مراد خدا لیا ہے اور لفظ خدا بطور وضاحت بریکٹ میں اپنی طرف سے بند کیا ہے لیکن اس احمق نے خود صفحہ ۶۷ "سیف شیطانی" پر لکھا ہے علماء حق (علماء دیوبند)۔ یہاں ملاں جوزف علماء دیوبند کو علماء حق (خدا) کہہ کر اپنے مُنہ کافر ہوا ؎

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ تو نے کیا بے خطا ہوں میں

ملاں جی نے احمد نافی جامی زندہ فیل کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا۔
"ہم خدائے ذوالجلال اور پاک ذات ہیں۔" فیوضات فریدیہ ترجمہ فوائد فریدیہ صہ۹۔
ہم خدا کی ذات ہیں۔ صہ۵۰ فوائد فریدیہ "یہ کا ترجمہ "فیوضات فریدیہ"۔

ہم حیران ہیں جن بزرگ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمتہ نے ان اقوال کو مرتب کیا ان کو تو ملاں جوزف برگزیدہ انسان مانتا اور رحمتہ اللہ علیہ لکھتا ہے اور ظاہری الفاظ کو بطور اعتراض نقل کر رہا ہے۔ مصنف "سیف شیطانی" یہ بتلائے کہ احمد نافی جامی زندہ فیل یہ کہہ کر کافر ہوئے یا نہیں۔؟ ملاں گول مول بات کیوں کرتا ہے۔؟ ملاں جی صہ۲۹ پر تو ظاہری طور پر شریعت کے خلاف باتوں کی تاویل کا قائل نظر آتا ہے لیکن یہاں خود معترض ہو رہا ہے اور تاویل کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے۔ کوئی اصول بھی ہے یا نہیں ؟

سر سید کے متعلق فتویٰ

اس عنوان کے تحت صہ۹۹ پر بحوالہ انتظام المساجد "چٹان" ۷۔ جنوری ۶۳ء نامعلوم کس صاحب کا فتویٰ نقل کیا ہے اور اس کا کیا مقصد ہے ہم نے "تکفیری افسانہ" میں اشرف علی صاحب تھانوی اور انور کاشمیری صاحب کے سر سید کے خلاف فتاویٰ اس لئے نقل کئے تھے کہ دیابنہ ہم اہل سنت پر تکفیر کا الزام عائد کرتے ہیں لیکن حسب مرضی وہ خود بھی تکفیر کا مشغلہ اختیار کرتے ہیں اگر اس نے ہمارے اکابر کا فتویٰ "چٹان" کے حوالہ سے نقل کیا ہے تو یہ اس کی بے وقوفی ہے۔
ہم اہل سنت پر تو دیابنہ تکفیر کا الزام عائد کرتے ہی ہیں لیکن ہم نے "تکفیری افسانہ" میں سر سید پر دیابنہ کے جو فتاویٰ نقل کئے تھے ان کا مقصد یہ تھا اور ہم نے یہ ثابت کیا تھا کہ دیوبندی بھی تکفیر کرتے ہیں اور کفر ارتداد و گمراہی کے فتوے دیتے ہیں۔

حقہ کے متعلق فتویٰ

"سیف شیطانی" صفحہ ۹۹ پر اس عنوان سے اعلیٰحضرت علیہ الرحمتہ کے مجموعہ فتاویٰ "احکام شریعت" کے حوالہ سے لکھا ہے۔
"جس نے حقہ پیا گویا اس نے کعبہ معظمہ میں اپنی ماں سے زنا کیا" (لفظہا) احکام شریعت صہ۲۸۶ ج۲

حالانکہ امام اہل سنّت اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی اس کتاب میں اس قول کا ردّ ہے اور اس میں تکلیفاً کا لفظ مطلقاً ہے ہی نہیں۔ یہ اس کا ذاتی تصرّف ہے۔ اعلیٰحضرت نے جس بات کا ردّ فرمایا ہے وہی الزام آپ کے ذمہ لگایا جا رہا ہے۔ گویا اب دیوبندیوں کو یقین ہو گیا ہے کہ دیوبندیت کا دفاع صرف اور صرف جھوٹ سے ہی ممکن ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔ جھوٹے کی پہچان ۔ مان نہ مان میں تیرا مہمان

باقی رہا حقّہ پینے سے متعلق اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا "ملفوظ شریف" سے حوالہ۔ بتایئے اس پر کیا اعتراض ہے؟ دلائل لایئے۔ دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی "فتاویٰ رشیدیہ" صـ ۲۴۴ پر حقّہ پینا مباح لکھا ہے اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب تو دوسروں کو حقّہ خود اپنے ہاتھ سے بھر کر پلاتے تھے۔ ملاحظہ ہو: "سوانح قاسمی" جلد اوّل صـ ۲۶۹۔

مخدومۂ کونین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ملاں جوزف نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متعلق "حدائق بخشش" حصہ سوم سے صـ ۱۰۱

پر یہ شعر نقل کئے ہیں:

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لیکر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر

ان اشعار کا سہارا لیکر ملاں جوزف نے مختلف علمائے اہل سنّت خصوصاً اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ، قاتل المرتدین مولانا محمد حشمت علی خان صاحب، علامہ ابوالبرکات صاحب و مولانا ابوالحسنات صاحب و مفتی احمد یار صاحب، مولانا محمد عمر صاحب و مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی۔ صاحبزادہ فیض الحسن صاحب و مولانا عنایت اللہ صاحب کے اہل خانہ کے متعلق گندی زبان استعمال کی ہے اور لکھتا ہے کہ کیا بریلوی حضرات یہ برداشت کر

یں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں تو یہ بھی برداشت نہیں ہو گا کہ کوئی شخص مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی بیوی، رشید احمد گنگوہی صاحب کی والدہ، جناب اشرف علی تھانوی صاحب کی ہمشیرہ، حسین احمد کانگریسی، منظورہ سنبھلی، مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری، قاری طیب کے گھر کی تمام بہو بیٹیوں کو بازارِ حسن میں بٹھا دے۔ ہم تو اس ذلیل فعل کی مذمت کریں گے چہ جائیکہ کوئی اشرف علی جیسا مردود سیدہ عائشہ صدیقہ کی شان ارفعٰ میں بازاری بکواس کیے

اس ذلیل الزام کے متعدد جواب ہیں:

اوّل تو یہ کہ "حدائق بخشش" حصہ سوم نہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی اپنی تصنیف ہے نہ آپ کی حیات مبارکہ میں شائع ہوئی نہ آپ کے صاحبزادگان حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب قدس سرہٗ یا مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خانصاحب مدظلہ العالی میں سے کسی کے زیرِ اہتمام چھپی نہ یہ اشعار اعلیٰحضرت کے اشعار نہ اعلیٰحضرت و شہزادگان و علماء اہل سنت پر اس کی ذمہ داری ہے۔ "حدائق بخشش" کے صرف دو حصے ہیں جو اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی حیات مبارکہ میں شائع ہوئے حصہ سوم مولانا مفتی قاری محبوب علی خانصاحب مرحوم خطیب بمبئی نے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے ۲۲ سال بعد ادھر اُدھر سے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا نعتیہ کلام اکٹھا کر کے کچھ اس میں دوسرے شعراء کا کلام ملا کر غالباً ۱۳۷۲ھ میں شائع کیا تھا ان کی غلطی یہ ہوئی کہ ایک وہابی پریس نابھہ سٹیم پریس نابھہ کے مالکان سے معاملہ کیا۔ انہوں نے کتابت کا معاملہ بھی اپنے ذمہ لیا اور اس شرط پر چھاپنے کا وعدہ کیا ان کی غلطی یہ ہوئی انہوں نے بد مذہبوں پر طباعت و کتابت کے معاملہ میں اعتبار کیا لہٰذا ان کی غلطی سے یہ اشعار سیدہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا کی مدح میں بے ترتیب شائع ہو گئے۔ "حدائق" حصہ سوم کے غیر ذمہ دار و ناقابل اعتماد ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہ پتہ ہی نہیں کہ کون سی نظم کس کی ہے۔ اکثر مقامات پر لکھا ہے مقطع دستیاب نہ ہوا ملاحظہ ہو صفحہ ۳۰ و صفحہ ۳۱ و صفحہ ۳۲ و صفحہ ۳۵ و صفحہ ۳۶ و صفحہ ۳۷ خودِ اس نظم کا بھی مقطع نہیں جس سے صاحب کلام کا پتہ نہیں چلتا۔ نیز

"حدائق" سوم میں پہلی نظم سے نمبر شمار باقاعدہ لکھا جا رہا ہے لیکن صفحہ ۳۶ پر نظم کا نمبر ۱۹ ہے اس کے بعد صفحہ ۳۷ پر جہاں یہ نظم ہے سرخی میں لکھا ہے علیحدہ نہ اس کا نمبر شمار ہے۔ اس سے ثابت ہوا یہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق اشعار نہیں ہیں علیحدہ ہیں پریس والوں نے غیر ذمہ دارانہ طور پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مدح کے اشعار کے بعد یہ کتابت کرا دیئے اور چھپ کر شائع ہو گئے حالانکہ وہاں صفحہ ۳۷ پر اس نظم کی سرخی ہے علیحدہ اور اس کا نمبر شمار بھی نہیں اور پھر دیوبندیوں کے تو وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ "حدائق بخشش" حصہ سوم میں یہ شعر ہیں جب حصہ سوم شائع ہوا خود اہل سنت ہی کے ایک عالم خطیب مشرق مولانا علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی ایڈیٹر "پاسبان" الہ آباد بھارت نے مولانا محبوب علی خانصاحب علیہ الرحمۃ کو اس غلطی پر متنبہ کیا اور ان کے خلاف سب سے پہلے مولانا مشتاق احمد نظامی (سنی بریلوی) ہی نے بمبئی کے ایک ہفت روزہ اخبار کی ۹۔ ذی قعدہ ۱۳۷۴ھ کی اشاعت میں مضمون دیا اور مولانا محبوب علی خانصاحب نے قبول حق کی ایک مثال قائم کرتے ہوئے اپنا غیر مشروط توبہ نامہ شائع فرما دیا اور ماہنامہ "سنی" لکھنو کے علاوہ اخبار "انقلاب" بمبئی میں بھی یہ توبہ نامہ ۱۰۔ جولائی ۱۹۵۵ء کو شائع ہوا حالانکہ ان کی غلطی صرف اتنی تھی کہ انہوں نے نابھہ پریس کے وہابیوں پر اعتماد کیا اور کتابت کی تصحیح صحیح طور پر نہ کر سکے۔ بتایئے علی الاعلان توبہ اور اخبارات و رسائل کے ذریعہ توبہ کی اشاعت کے بعد مولانا محبوب علی خانصاحب پر شرعاً کیا الزام ہے؟ تعجب ہے کہ دیابنہ آج تک اس "حدائق" حصہ سوم کو اپنے لئے دھوکہ کا ایک ذریعہ بنائے پھرتے ہیں اور دیدہ و دانستہ عوام کو مغالطہ دیتے ہیں۔ ان اشعار کی مفصل بحث ہماری کتاب "قہر خداوندی بر دھاکہ دیوبندی" [1] میں ملاحظہ ہو۔

دیوبندی وہابی دراصل یہ اشعار اس بات کے جواب میں حقیقت کا منہ چڑانے کے لئے پیش کرتے ہیں کہ "ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر اشرف علی تھانوی کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا میرا (اشرف علی کا) ذہن معاً اس

---

[1] ملنے کا پتہ: مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال (ناشر)

طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی الخ" (رسالہ "الامداد" ماہ صفر ۱۳۳۵ھ۔)

دیوبندیوں نے اس عبارت پر علماء اہل سنت کی مار سے بچنے اور حقیقت کا منہ چڑانے کے لئے ان اشعار کی فرضی گستاخی گھڑلی۔ اور یہ مصنف کی جہالت ہے کہ اس کو یہ بھی تمیز نہیں کہ شعر کس طرح لکھا جاتا ہے دو شعروں کو پانچ ٹکڑے بنا کر بے ترتیب نقل کر ڈالا ہے اور باوجود کہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا محمد امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ کا حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگانے والے پر فتویٰ بھی نقل کر رہا ہے لیکن بے حیائی سے مذکورہ بالا اشعار کے ضمن میں سیدی صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ کی والدہ محترمہ کی شان میں بکواس بھی کر رہا ہے مولانا علامہ ابو الحسنات قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے متعلق "سیف شیطانی ص۲۰" پر لکھتا ہے۔ "مولانا ابو الحسنات تم جیسے رضاخانی نہ تھے" لیکن پھر بھی مولانا ابو الحسنات علیہ الرحمۃ کی امّاں محترمہ کی شان میں بکواس کر رہا ہے سچ ہے

؎ خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

ص۱۰۰ و ص۱۰۱ پر حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب قدس سرہٗ کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے جس میں سیدہ عائشہ پر تہمت لگانے والے کو کافر و مرتد رافضی جہنمی بتایا گیا ہے اس کے حاشیہ میں بکواس کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ احمد رضا خان بریلوی بد دین رافضی جہنمی تھا (معاذ اللہ) حالانکہ یہ مردود بخوبی جانتا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ کی تنقیص شان کرنے والا بد دین رافضی جہنمی اشرف علی تھانوی ہے ملاحظہ ہو "الامداد" ماہ صفر ۱۳۳۵ھ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ رافضیوں سے دیوبندیوں کے گہرے روحانی و جسمانی رشتے ہیں ملاحظہ ہو:

دیوبندیوں کی لڑکی شیعوں کے نکاح میں

دیوبندی حکیم الامت تھانوی کے پاس ایک استفتاء آیا۔ سوال و جواب دونوں ملاحظہ فرمائیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ سنّی (دیوبندی وہابی) المذہب

عورت بالغہ کا نکاح زید شیعی مذہب کے ساتھ برضائے شرعی باپ کی تولیت میں ہو گیا دریافت طلب یہ امر ہے کہ سُنی و شیعہ کا تفرق مذہب نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے عند الشرع صحیح ہوتا ہے یا نہیں ؟

اشرف علی تھانوی کا جواب

"نکاح منعقد ہو گیا لہٰذا سب اولاد ثابت النسب ہے اور صحبت حلال" (امداد الفتاویٰ جلد ۲ صـ ۲۲)

نمبر۲۔ شیعوں کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے (امداد الفتاویٰ جلد۲۔ صـ ۱۳۸)

تعزیہ بنانے کی اجازت

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ "ایک گاؤں ہے کانپور کے ضلع میں گجنیر پورب میں وہاں کے لوگوں کے متعلق شُدھی ہونے کی خبر سُنی تھی میں اُس گاؤں میں ایک مجمع کے ساتھ گیا اور اس باب میں ان لوگوں سے گفتگو کی ان میں سے ایک شخص تھا جو ذرا چودھری سمجھا جاتا تھا میں نے اس کو بلا کر دریافت کیا کہ سنا ہے کہ تم شُدھی ہونے کو تیار ہو"..... اُس نے کہا میرے ہاں تعزیہ بنت ہے (بنتا ہے) ہم ہندو کل ہے کو ہونے لگے۔ میں (اشرف علی) نے اس کو تعزیہ بنانے کی اجازت دے دی"

....."اجمیر میں مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (استاذ تھانوی) نے اہل تعزیہ کی نصرت کا فتویٰ دیا تھا" (الافاضات الیومیہ" جلد ۴۔ صـ ۱۳۸)

شیعوں اور ہندوؤں کی لڑائی اسلام اور کفر کی لڑائی ہے شیعہ صاحبان کی شکست نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی شکست ہے اس لئے اہل تعزیہ کی نصرت کرنی چاہیئے۔

("الافاضات الیومیہ" جلد ۴۔ صـ ۱۳۹)

نماز جنازہ

"حضرت (قاسم نانوتوی) نے اُن (شیعوں) کے اصرار پر منظور فرما لیا اور جنازہ پہ پہنچ گئے ..... نماز (جنازہ پڑھانے) کے لئے کہا گیا تو آگے بڑھے اور شیعہ کی نماز (جنازہ) شروع کر دی" ("سوانح قاسمی" جلد ۲۔ صـ ۱۷) اس کے ضمن میں ایک

نام نہاد کرامت گھڑی گئی ہے۔

• ...... "مشہور شیعہ عالم اور وکیل مظہر علی اظہر انتقال فرما گئے ...... نماز جنازہ دیال سنگھ کالج گراؤنڈ میں ۳۔ نومبر ۷۴ء بروز اتوار ادا کی گئی نماز جنازہ صبح دس بجے حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ (جانشین مولوی احمد علی صاحب لاہوری) نے پڑھائی۔"

("خدام الدین" لاہور ۸۔ نومبر ۷۴ء صـ۳)

مولوی رشید احمد گنگوہی

"صحابہ کرام کو ملعون و مردود کہنے والا سنت جماعت سے خارج نہیں ہوتا۔" ("فتاویٰ رشیدیہ" جلد ۲ صـ۱۴۰)

بتایئے رافضیوں کے ہم عقیدہ ناری جہنمی معاذ اللہ اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خانصاحب ہیں یا اشرفعلی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید گنگوہی، محمد یعقوب نانوتوی، عبید اللہ انور۔؟

آپ ہی اپنی جفاؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر بات کریں گے تو شکایت ہوگی

حضرت ابوالحسن خرقانی سے تمسخر

صـ۴۱ پر لکھتا ہے۔ "خدا کے ساتھ بریلویوں کی کشتی"۔ "حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا کہ صبح سویرے اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کشتی کی اور ہمیں پچھاڑ دیا"

("فیوضات فریدیہ" صـ۸۶ ترجمہ "فوائد فریدیہ")

بریلویوں کا خدا بریلویوں سے کتنا بڑا ہے اس عنوان کے تحت لکھتا ہے: "یہ بھی فرمایا ہے (ابوالحسن خرقانی) نے کہ میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں"

("فیوضات فریدیہ" صـ۸۶)

اب اس بے وقوف کو کون بتائے کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ بریلوی کیسے ہو گئے؟ وہ غازی اسلام فاتح سومنات سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ کے ہمعصر ولی کامل اور شیخ وقت عارف باللہ ہیں۔ ملاں جوزف اپنے پاگل پن میں ان کو بریلوی کہہ رہا ہے

ملاحظہ ہو" نوائے وقت" لاہور ۵۔فروری ۱۹۷۶ء صفحہ اوّل ملتی ایڈیشن "سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے سومنات پر جو آخری ۱۷واں حملہ کیا تو حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے خرقہ مبارکہ کے وسیلہ سے دُعا کی"۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ سے بقول دیوبندی کتابچہ "دھماکہ" دوسو سال پہلے ہے (دھماکہ ص۲) اور بقول مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی "حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ المتوفی ۶۲۷ھ "گویا حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ کا زمانہ بقول دیوبندی مصنفین ۴۲۵ھ ہے گویا آج سے نوسو سال پہلے کے حوالہ جات وعقائد بھی اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے حصہ میں آگئے اور اس کی ذمہ داری بھی بریلویوں پر ہے درحقیقت یہ مردود بریلویوں پر الزام تراشی کے پردے میں حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ جیسے اکابرِ اسلام کی شان میں زبان درازی کر رہا ہے۔ حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ اور سلطان محمود غزنوی سے دیوبندیوں کو اس لئے دشمنی اور سخت ناگواری ہے کہ جن ہندوؤں کے حسین احمد مدنی، عطاء اللہ بخاری، کفایت اللہ دہلوی، ابوالکلام آزاد وغیرہ دیوبندی مُلّاں ایجنٹ تھے اور جن کے مال پر اہل دیوبند پلتے تھے ان ہندوؤں کے مرکز سومنات کے مندر پر محمود غزنوی نے حملہ کیوں کیا۔ حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ کے خرقہ مبارکہ کے وسیلہ سے دُعا کیوں مقبول ہوئی، سومنات پر مسلمانوں کا قبضہ کیوں ہوا۔ درحقیقت مولوی جوزف اپنے ہندو آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے حضرت ابوالحسن خرقانی کے خلاف زبان درازی بہتان طرازی کر رہا ہے ورنہ اس جیسے جاہل مطلق کے بس کی بات نہیں کہ یہ عارف باللہ حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ العزیز کے عارفانہ کلام کو سمجھ سکے سمجھنا تو درکنار اس بدباطن نے تو دیدہ دانستہ مغالطہ دینے کے لئے عبارات بھی جوڑ توڑ کر کے نقل کی ہیں اور پھر حوالہ دی "فیوضات فریدیہ ترجمہ فوائد فریدیہ" کا ہے جس کے مصنف کو یہ برگزیدہ انسان اور رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر ولی کامل تسلیم کرتا ہے۔

میں قاری جوزف اور اس کے پاکستانی غلام خانی اکابر سے پوچھتا ہوں وہ صاف صاف بتائیں کہ ان کے نزدیک حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ اپنے ایسے عقائد جو "سیف شیطانی" میں مذکور ہیں کے باعث مسلمان ہیں یا نہیں؟

اگر فاتحِ سومنات سلطان اسلام محمود غزنوی علیہ الرحمۃ کے ملجاو ماوی حضرت عارف باللہ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ بھی مسلمان نہیں تو پھر کیا مسلمانی کی ٹھیکیداری کانگرسی کٹھ پتلی حسین احمد صدر دیوبند کے پاس ہے؟ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

دو خدا کا تصور کہتے ہیں۔ خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے۔ یہی حال بیکسی مناظر اسلام مصنف "سیف شیطانی" کا ہے۔ ص۱۰۲ پر لکھتا ہے۔

• بریلویوں کا خدا مشرک ہے" العیاذ باللہ

حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی تصنیف "فیوضات فریدیہ" کی ایک عبارت کو خیانت کے خنجر سے ذبح کرتے ہوئے اصل مفہوم کو مسخ کر کے لکھتا ہے کہ حقیقی موحد اور حقیقی مشرک خدا جل شانہٗ ہے۔ مصنفِ "سیف شیطانی" نے اپنے اس بیان سے شرک کدۂ دیوبند کے چہرہ پر سے نقاب کشائی کرتے ہوئے اہل دیوبند کے دو خداؤں کے تصور کو بے نقاب کر دیا کیونکہ اہل دیوبند کے اس جاہل مطلق وکیل نے ص۱۰۲ کی سرخی میں خود لکھا ہے "بریلویوں کا خدا مشرک ہے"۔ گویا اہل دیوبند کے نزدیک خدا بھی دو بلکہ متعدد ہو سکتے ہیں بریلویوں کا خدا جدا ہے اہل دیوبند کا جدا ہے۔ مرزائیوں کا جدا ہے شیعوں کا جدا ہے۔ دو خداؤں کا تصور پیش کر کے مصنف "سیف شیطانی" خود مشرک ہوا۔ کیونکہ بریلوی تو کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ ان کا خدا جدا ہے اور اہل دیوبند کا جدا ہے۔ اور پھر العیاذ باللہ کا کیا مطلب؟ جب (معاذ اللہ) مصنف "سیف شیطانی" کے نزدیک بریلویوں کا خدا ہے ہی جدا تو پھر اس کے مشرک ہونے پر اسے کیا غم؟ بریلویوں کے خدا کو مشرک لکھتے وقت العیاذ باللہ لکھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے یہ خود بھی اپنے بقول اسی مشرک خدا کو ماننے والا ہے۔ مشرک خدا کو خدا مان کر ملاں جی

خود بھی رجسٹرڈ مشرک ثابت ہوئے ۔

الجھا ہے پاؤں نجدی کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اور پھر خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کو یہ بدبخت خود بھی رحمۃ اللہ علیہ اور برگزیدہ انسان مان کر ولی کامل تسلیم کر چکا ہے اگر خدانخواستہ فی الواقعہ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نے ایسا ہی لکھا ہے جیسا کہ جاہل مصنف نے سمجھا تو پھر اپنے بقول مشرک خدا کے بندے کو ولی کامل مان کر رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر پھر دوبارہ اپنے ہی فتویٰ سے ڈبل مشرک ہوا۔

حضرت فضیل ابن عیاض اور امام جعفر صادق پر افترا۔

ص۱۲ پر یہی خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی "فیوضات فریدیہ" کے حوالہ سے لکھا ہے:

(۱) حضرت فضیل ابن عیاض نے فرمایا: میں عرش و کرسی لوح اور قلم ہوں۔ میں جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل ہوں میں ہی موسیٰ و عیسیٰ اور محمد ہوں۔

(۲) امام جعفر صادق نے فرمایا ہے۔ میں قرآن مجید کو جتنا بار پڑھتا ہوں کہ قرآن کو اپنا ہی کلام سمجھتا ہوں۔

بتلایئے ان دونوں بزرگوں میں سے کون سا فاضل بریلی ہے یا کون سا فاضل بریلوی کے حلقہ بیعت میں شامل ہے؟ ایک ہزار سال سے بھی زائد پہلے کے بزرگوں کے اقوال کو بریلویوں کے ذمہ لگایا جا رہا ہے۔ ہم بقلم خود مناظر اسلام سے پوچھتے ہیں اگر فی الواقعہ حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت امام جعفر صادق کے ایسے عقائد ہیں جیسا کہ تم نے نقل کیا تو بتایئے ایسا لکھنے والوں کے متعلق صاف و صریح حکم شرعی کیا ہے؟ آیا وہ مسلمان ہیں یا کافر و مرتد و مشرک ہیں؟ ملاں جی کی حالت عجیب ہے۔

؎ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

ملاں بقلم خود مناظر اسلام پر لازم ہے کہ اپنے استاد خانہ ساز شیخ القرآن سے فوراً مشورہ کرکے امام جعفر صادق اور حضرت فضیل بن عیاض پر فتوئی شرعی واضح کرے اور پھر بتائے کہ جن بزرگ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی کتاب "فیوضات فریدیہ" میں یہ بات ہے وہ مسلمان ہیں یا نہیں اگر نہیں ہیں تو صاف لکھیں اور اگر یہ اور فضیل بن عیاض اور امام جعفر صادق قدست اسرارہم مسلمان ہیں تو اس بے ہودہ زبانی سے کیا حاصل ؟

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پہ یہ بداد نہ دے

قارئین کرام! غور فرمادیں کہ اہل دیوبند کا یہ فاضل جاہلیات خدام بارگاہ بریلی اور فاضل بریلوی مولانا الامام احمد رضا قدس سرہٗ کے پردہ میں کہاں کہاں تک ہاتھ صاف کر رہا ہے اور کتنے جلیل القدر بزرگوں پر زبان درازی و افترا پردازی کی مشق کر رہا ہے۔ اور یہود دیوں کی طرح صریح مجرمانہ خیانتوں میں شرم و حیا، غیرت محسوس نہیں کرتا۔ اگر کوئی سنی مسلمان نانوتوی، گنگوہی، تھانوی وغیرہ کی گستاخانہ کفریہ عبارات نقل کرے تو اہل دیوبند کی چیخیں نکل جاتی ہیں لیکن وہ خود حضرت فضیل بن عیاض اور سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر و عظیم المرتبت اکابر اسلام کے ذمہ گستاخانہ کفریہ عقائد لگا رہا ہے اور مسلمانوں کے قلوب پر نمک پاشی کر رہا ہے۔

علامہ امام شعرانی اور سیدی علی خواص کا رد

مصنف "سیف شیطانی" نے اکابر اسلام مقتدر ائمہ دین و اہل اللہ کے خلاف علم بغاوت اٹھایا ہوا ہے صہ ۱۰۳ پر سرخی لگائی ہے "بریلیوں کے ولی کی پہچان" ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مرید کی تمام حرکات کو نہ جانتا ہو جو یوم الست بربکم سے لے کر جنت یا دوزخ میں پہنچنے تک ہیں یعنی ہر مرید کے انقلابات نسبی اور انقلابات صلبی ازل سے ابد تک نہ جانتا ہو۔" (نجم الرحمن صہ ۱۰۳ و صہ ۱۰۴)

حالانکہ یہ بات مولانا علامہ غلام محمود صاحب پیپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علامہ امام شعرانی کے حوالے سے نقل کی ہے پوری عبارت یوں ہے "حضرت علامہ امام شعرانی کبریت احمر کے صفحہ ۱۹۵ پر فرماتے ہیں حضرت سیدی علی خواص کو میں نے سنا تھا۔ انہوں نے فرمایا ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مرید کی تمام حرکات کو نہ جانتا ہو الخ "نجم الرحمان" صفحہ ۱۰۱ و صفحہ ۱۰۲"

کوئی اس بے وقوف کو بتلائے کہ علامہ امام شعرانی اور سیدی علی خواص بریلوی کب ہوئے وہ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے سینکڑوں سال پہلے ہوئے ہیں۔ یہ واقعہ علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ کی کتاب کبریت احمر صفحہ ۱۹۵ پر موجود اور سیدی علی خواص علیہ الرحمۃ سے منقول ہے علامہ شعرانی وہ ہیں جن کو دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی نے "جمال الاولیا" میں جگہ جگہ امام شعرانی کہہ کر ذکر کیا ہے۔ اور ان کو امام تسلیم کیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۵۔ مگر بقلم خود مناظر اسلام عقل سے اتنا پیدل ہے کہ وہ بریلویت اور فاضل بریلوی کے بغض و عناد سے مجبور ہو کر علامہ امام شعرانی اور سیدی علی خواص تک پر ہاتھ صاف کر رہا ہے اور حیاء محسوس نہیں کرتا۔

گندہ ذہنی

ملاں مناظر اسلام بننے کے جنون میں مبتلا ہو کر صفحہ ۱۰۳ پر ہی بعنوان "عارف کی پہچان" رقمطراز ہے: "ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ عورتوں کے اندام مخصوصہ کو ہر وقت زیر نظر رکھتا ہو۔ ("نجم الرحمن" صفحہ ۱۰۱)۔

حالانکہ علامہ اجل مولانا حافظ غلام محمود صاحب قدس سرہ نے یہ الفاظ اپنے زمانہ کے خر دماغ وہابیہ دیابنہ کے نقل کئے ہیں۔ وہ علامہ شعرانی سے سید علی خواص کا قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں "لیجئے یہ عبارت ہے جس پر دیدار شگھی (دیوبندی وہابی) معینٹک نے ٹرا ٹرا کر آسمان سر پر اٹھا لیا ہے ابھی یہ لوگ دام مارگی ہیں اور عارف کی پہچان ان (سینوں) کے نزدیک یہ ہے کہ وہ عورتوں کے اندام مخصوصہ کو ہر وقت زیر نظر رکھتا ہو۔ لاحول ولا قوۃ جہالت اور ضد سخت سخت مہلک بیماریاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بچائے۔ ("نجم الرحمن" صفحہ ۱۰۲)

انصاف پسند قارئین کرام غور فرمائیں خیانت اور بے ایمانی مُلّاں نام نہاد یوسف رحمانی اور اس کے اکابر کا جدّی پیشہ ہے یا نہیں؟ جو بات علامہ غلام محمود علیہ الرحمۃ نے نہیں فرمائی وہ اُن کے ذمہ لگائی جا رہی ہے۔ علّامہ شعرانی کی جس عبارت سے وہابیہ نے جاہلانہ خرافات و گندہ ذہنی کا مظاہرہ کیا تھا مولانا غلام محمود صاحب اُن کی اُس گندہ ذہنی خرد ماغی کا جواب دے رہے ہیں لیکن یہ جاہلِ مطلق اور کورے باطن کا اندھا وہی بات علّامہ غلام محمود صاحب کے ذمہ لگا کر اس کو بریلویوں کے "عارف کی پہچان" کا عنوان دے کر اپنے جاہل و خائن ہونے کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ ہم حیران ہیں جو جاہلِ اعظم کتاب پڑھتے وقت یہ تک نہ سمجھ سکتا ہو کہ کتاب کا کون سا لفظ مصنّف کا اپنا ہے کون سا حوالہ ہے اور کون سا لفظ معترض کا کون سا مؤید کا ہے۔ اس کے سر پر مصنّف اور مناظر بننے کا بھوت سوار ہے۔ شاید غلام خاں کے اس جیّد عالم نے یہ سمجھا ہوگا کہ وہ دیوبندی جاہل قوم کے سامنے تقریر کر رہا ہے تقریر ہوا میں اُڑ جائے گی کون گرفت کرے گا لیکن اُس کو اور اُس کے استاد بد نہاد کو یہ علم نہیں کہ یہ تحریر ہے یہ قیامت تک اہل دیوبند کی جہالت و حماقت کا ثبوت فراہم کرتی رہے گی۔ بلاشبہ "سیف رحمانی" دیوبندی جہالت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ تعجب ہے کیا مُلّاں جوزف جہالت کے اسی زعم میں علماء عرب و عجم کے ممدوح اہل سنّت کے امام و سرتاج اس صدی کے مجدد برحق پچاس مختلف علوم و فنون میں ایک ہزار سے زائد کتب کے مصنّف اعلیٰحضرت الامام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز کے مقابل خم ٹھونک کر کھڑا ہے؟ بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

کیا مُلّاں جوزف اور اس کے استاد بد نہاد اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ الخ۔ وَاللّٰہُ یعلمُ ما فی الارحام۔ وتقلبك فی الساجدین وغیرہ آیات کریمہ کا بھی یہی مفہوم لے کر کہیں گے کہ بریلویوں کا خُدا وہ ہے عورتوں کے اندام مخصوصہ و مادہ کے رحم پیٹ میں بچوں کے بڑھنے وغیرہ کا علم رکھتا ہے۔ سچ ہے۔

؎ شادی دین کے ہمراہ عزت شرم و غیرت کی

کیا آفتاب کی روشنی بول و براز پر پڑنے سے نجس ہو جائے گی۔ کہیں تو عقل و شعور کا دامن تھامیئے سطحی باتوں فرسودہ اعتراضات سے جاہل دیوبندی قوم کا جی بہلایا جاسکتا ہے مگر اہل علم دنیا سے ناپید نہیں ہو گئے ہیں۔ کاش کہ ملاں جی سنی مسلک پر زبان طعن دراز کرنے سے قبل اپنے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی کی شیخ کے حاضر و موجود ہونے سے متعلق "امداد السلوک" کا مطالعہ کرتا جس کا حوالہ گذشتہ اوراق پر نقل ہو چکا ہے۔

مصنف کی دیدہ دلیری کے ساتھ مسلسل حماقتوں پر حیرت ہوتی ہے کہ یہ شخص خیانت کے فن میں کمال و عروج کو پہنچا ہے اور نہایت ڈھیٹ واقع ہوا ہے اسی صفحہ پر لکھتا ہے:

یعقوب فرماتے ہیں کہ وہ مرد ہر اُس حمل کی حالت پر مطلع فر ہوتا ہے جو ابھی تک ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے (یعنی) کہ کسی عورت کو حمل قرار نہیں پاتا مگر وہ اُسے جانتا اور دیکھتا ہے" (نجم الرحمٰن ص۱۰۶)۔

حالانکہ یہ بات بھی علامہ وقت مولانا غلام محمود صاحب علیہ الرحمۃ نے حضرت عارف باللہ یعقوب خادم حضرت سیدی سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمائی ہے جس کو علامہ فاروقی نے اپنی کتاب التوحید" میں نقل کیا جس کی تفصیل علامہ امام شعرانی علیہ الرحمۃ نے "لطائف" ص۲۹۲ جلد ا۔ میں بیان فرمائی۔ مگر اعتراض ہے مذہب اہل سنت پر کیوں اس بازی ہو رہی ہے امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ کے خلاف۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

دیوبندی حکیم الامت کا چورن

ہم سمجھتے ہیں کہ دیوبندیت وہابیت کے تو زائیدہ مبلغ و مناظر کے جو اندام مخصوصہ کا مرض ہے وہ قرآن و احادیث کے دلائل سے رفع نہیں ہو گا۔ اس کے رحم کی خرابی اور درد تو دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کے چورن سے ختم ہو گا۔ ویسے بھی ملاں جوزف کو چورن بہت پسند ہے تو لیجئے تھانوی کا چورن حاضر ہے:

"میں (اشرف علی تھانوی) ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوا ہوں جن کا نام حافظ غلام مرتضیٰ

ہے۔ اُن سے کہا گیا تھا کہ "اس لڑکی میری (اشرف علی کی) والدہ کے اولاد زندہ نہیں رہتی تو (مجذوب صاحب نے) فرمایا "عمر اور علی کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتی ہے اب جو اولاد ہو علی کے سپرد کر دینا۔" اس کو کوئی نہیں سمجھا میری والدہ سمجھ گئیں اور کہنے لگیں "باپ فاروقی ہیں اور ماں علوی اور نام بچوں کے والد کے نام پر رکھے جاتے ہیں اب جو اولاد ہو ماں کے خاندان پر نام رکھو یعنی اس میں لفظ علی ہو"۔ وہ (مجذوب) خوش ہوئے اور فرمایا "یہ لڑکی (اشرف علی کی والدہ) بڑی ذہین ہے یہی مطلب تھا" نانی صاحبہ نے فرمایا "تو آپ ہی نام رکھ دیجئے" فرمایا "دو لڑکے ہوں گے ایک کا نام اشرف علی خاں رکھنا اور ایک کا اکبر علی خاں"۔ عرض کیا گیا کیا یہ پٹھان ہیں؟ فرمایا "ہاں ہاں ایک کا اشرف علی اور ایک کا اکبر علی رکھنا ایک ہمارا ہوگا وہ حافظ اور مولوی ہوگا اور ایک دنیا دار ہوگا چنانچہ ہم دو بھائی ہوئے۔"

(افاضات یومیہ حصہ پنجم ص۲۰۱)

نام نہاد مناظر اسلام کو چاہئے کہ ہمیں بتائے کہ کیا مجذوب صاحب جناب تھانوی صاحب کی والدہ محترمہ کے اندام مخصوصہ اور رحم کی حالت وکیفیت پر ہر وقت نظر رکھتے تھے آخر اُن کو کیسے پتہ چل گیا کہ تھانوی صاحب کی والدہ محترمہ کے بچے عمر اور علی کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتے ہیں اور یہ کہ مجذوب نے کس طرح بتا دیا کہ اب اُن کے دو لڑکے ہوں گے؟ تھانوی صاحب کی والدہ محترمہ کے رحم و اندام مخصوصہ پر اُن کی نظر تھی یا نہیں! — کہیئے جناب حکیم الامت کے چورن سے آپ کی بدہضمی دور ہوئی یا نہیں؟

بانی مدرسہ دیوبند کا چورن

اندام مخصوصہ کا مرض ایسا ہوتا ہے کہ ٹلتے ہی ٹلتا ہے اور بیماری کوئی بھی ہو حکما و اطباء اس پر متفق ہیں کہ آتی ہے گھوڑے کی چال اور جاتی ہے کیڑی (چیونٹی) کی چال۔ اُمید غالب تو یہ ہے کہ تھانوی جی کا چورن ملّاں جوزف کے لئے شافی وکافی ہوگا کیونکہ وہ حکیم ہی نہیں بلکہ حکیم الامۃ دیوبندیہ ہیں اور اگر نہیں جوزف کو اندام مخصوصہ کے دردناک مرض کی شدت جان لیوا ہی ہے تو ہم اس کو بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے شفاخانہ لئے چلتے ہیں وہ ان کے سب سے

بڑے سول سرجن ہیں:

"مولانا (قاسم) نانوتوی فرماتے تھے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی کے ایک مُرید تھے جن کا نام عبداللہ خاں تھا اور قوم کے راجپوت تھے۔ اور یہ حضرت کے خاص مُریدوں میں سے تھے ان کی حالت یہ تھی اگر کسی کے گھر میں حمل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرمادیا کرتے تھے۔ "تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا"۔ اور جو آپ بتلادیتے تھے وہی ہوتا ہے۔" (ارواح ثلاثہ صفحہ ۲۰۱)

اب جوزف جی ہی اس عقدہ کو حل کریں اور اس پھندے سے نکلیں۔ ہمیں بتائیں کہ تمہارے ولایتی پیر کے خاص دیسی مُرید صاحب کو عورتوں کے اندام مخصوصہ اور حمل کی خبر تھی یا نہیں؟ ہر حمل والی عورت کے پیٹ کے اندر لڑکا ہے یا لڑکی اس چیز پر ان کی نظر تھی یا نہیں؟ بریلوی ولی اور عارف کی پہچان بتانے سے پہلے گھر کے پیروں اور بزرگوں کی خبر لیں۔

؎ یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

قارئین کرام غور فرمادیں کہ دیوبندیوں کے پیر بھی ولایتی ہوتے ہیں۔ کیوں نہ ہوں ان کا مرکز جو ولایت ہے اور ان کی سرکار برٹش اور بزبان خود یہ ان کے فرمانبردار اور وہ ان کی رحمدل گورنمنٹ۔ تفصیل کے لئے "تذکرۃ الرشید" ملاحظہ ہو۔

سیدی عبدالوہاب و سیدی احمد کبیر بدوی کی شان میں دریدہ دہنی

"سیف شیطانی" صفحہ ۱۰۳ پر لکھتا ہے۔ "بریلوی پیروں کے کرشمے۔" حضرت سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا اس مجمع میں چلے جاتے تھے۔ ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ حدیث میں ارشاد ہوا النظر الاولی لک والثانیۃ علیک پہلی نظر تیرے لیئے اور دوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہوگا۔ خیر نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ کنیز آپ کو پسند آئی جب مزار شریف پر

حاضر ہوئے ارشاد فرمایا کہ "عبد الوہاب وہ کنیز تمہیں پسند ہے؟ عرض کی ہاں۔ اپنے شیخ سے کچھ چھپانا نہ چاہیئے۔ ارشاد فرمایا اچھا وہ کنیز ہم نے تم کو ہبہ کی" اب آپ سکونت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی خادم کو ارشاد ہوا انہوں نے آپ کی نذر کر دی۔ ارشاد فرمایا "عبد الوہاب اب دیر کا ہے کی اسے فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو"۔ (ملفوظات حصہ سوم ۳۸)

جواباً عرض ہے کہ بلا شبہ سیدی عبد الوہاب شعرانی اور سیدی احمد کبیر بدوی علیہ الرحمۃ ہم اہل سنت کے پیر ہیں۔ اس دیوبندی مناظر اسلام نے اپنے زعم باطل میں علی الاعلان ان اولیاء کاملین کے خلاف نفرت انگیز و توہین آمیز مہم شروع کی ہے آتش غیظ و غضب میں اس عنید مصنف نے اپنی خرافات کا دائرہ سیدی اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ اکابر اولیاء کرام تک ہاتھ صاف کیے ہیں یہ اعتراض بریڈ فورڈ برطانیہ سے شائع ہونے والی "دھماکہ" نامی دیوبندی کتاب میں بھی کیا گیا تھا اور ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ "قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی" صفحہ ۶۸ و صفحہ ۶۹ پر اس کا مدلل و مسکت جواب دیا ہے تفصیل وہاں ملاحظہ ہو مختصراً عرض ہے کہ نام نہاد دیوبندی مناظر کا یہ اعتراض شرعی و فقہی مسائل سے ناواقفیت اور اپنے اکابر سے ورثہ میں ملی ہوئی جہالت کا باعث ہے۔ قابل غور یہ امر ہے کہ کنیز یعنی شرعی باندی ہبہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟ حدیث شریف "صحیح بخاری شریف" میں موجود ہے کہ حضرت ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں میں نے ایک کنیز آزاد کی تھی جب حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس تشریف لائے تو میں نے حضور کو اس کی اطلاع دی فرمایا "اگر تم نے اپنے ماموں کو ہبہ کی ہوتی تو زیادہ ثواب ملتا"۔ اسی طرح "ہدایہ" اور "در مختار" میں ہے "کنیز کو ہبہ کیا اور اس کے حمل کا استثناء کیا یا شرط کی کہ تم اس کو واپس کر دینا یا آزاد کر دینا یا ہدیہ کر دینا یا ام ولد بنانا یا مکان ہبہ کیا اور یہ شرط کی کہ اس میں سے کچھ جزو معین مثلاً کمرہ یا غیر معین مثلاً اس کی تہائی چوتھائی واپس کر دینا یا ہبہ میں یہ شرط کی کہ اس

کے عوض میں کوئی شے (غیر معین) مجھے دے دینا ان سب صورتوں میں ہبہ صحیح ہوگا (ہدایہ و درمختار)

جب حدیث و فقہ کی رُو سے کنیز کا ہبہ ثابت ہے تو پھر واقعہ مذکورہ پر کیا اعتراض ؟ یا تو دیوبندی ملّاں بہر صُورت اعتراض کرنے کے خبط کو ٹھکانے پھنک کر احادیث و فقہ کی روشنی میں کنیز باندی شرعی کا ہبہ ناجائز ثابت کرے یا پھر بکواس بازی سے باز رہے اور پھر بحوالہ کُتب احادیث و فقہ یہ بھی ثابت کرے باندی شرعی یعنی کنیز بصورت ملک بغیر نکاح حلال نہیں۔ اگر ایسا نہیں تو پھر تاجر کے مزار اقدس سیدی احمد کبیر بدوی کو کنیز نذر کرنے بسیّدی احمد کبیر علیہ الرحمۃ کے امام سیدی عبدالوہاب شعرانی کو ہبہ کرنے اور اُن کے حجرہ میں لے جاکر حاجت پوری کرنے پر کیا اعتراض ؟ اور اس کی دلیل شرعی اور ممانعت فقہی کیا ہے ؟

اور پھر یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ یہ واقعہ کسی بریلوی یا فاضل بریلوی کا نہیں بلکہ سرکار اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے کئی سو سال پہلے کے بزرگوں کا ہے جن میں سے ایک کو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی جمال الاولیاء ص ۵۷ و ص ۱۹۸ پر امام شعرانی امام شعرانی لکھ کر ان کو ائمہ دین میں شامل کیا ہے۔ اور دوسرے بزرگ سیدی احمد کبیر بدوی علیہ الرحمۃ ان امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے پیر و مرشد ہیں جن کے متعلق تھانوی صاحب اپنی جمال الاولیاء ص ۲۰۸ پر لکھتے ہیں :

" امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ میں نے بچشم خود دیکھا۔ عزبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ان کو حضرت احمد بدوی سے بہت زیادہ عقیدت تھی ...... یہ بارہا ان سے گفتگو کرتے وہ (سیدی احمد کبیر بدوی) قبر کے اندر سے جواب دیا کرتے تھے۔ شعراوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے خود سنا کہ یہ حضرت احمد (کبیر) سے باتیں کیا کرتے تھے وہ قبر کے اندر سے جواب دے رہے تھے "

الغرض ہر دو حضرات جلیل القدر اور اکابر دیوبند کے مسلمہ ولی کامل ہیں۔ اس واقعہ کو بریلوی پیروں کے کرشمے قرار دینا انصاف و دیانت سے کہاں تک ہم آہنگ ہے اس کا فیصلہ

قارئین کرام پر چھوڑا جاتا ہے. البتہ ہم بقلم خود مناظر اسلام اور اس کے استاذ خانہ ساز شیخ القرآن سے آشنا ضرور پوچھیں گے کہ وہ یہ بتائیں کہ سیدی احمد کبیر بدوی علیہ الرحمۃ اور سیدی امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں یا نہیں ؟ متذکرہ بالا واقعہ کے بعد ان کے متعلق صاف وصریح حکم شرعی کیا ہے ؟ اور ایسے حضرات کو ولی کامل مان کر ان کو رحمۃ اللہ علیہ لکھنے اور اُن کی کرامات بیان کرنے والے تھانوی جی صاحب پر کیا فتویٰ ہے ؟ مولوی جوزف کی استعداد و قابلیت کا عالم تو یہ ہے کہ اس کو یہ تک خبر نہیں کہ آپ کا نام سیدی احمد کبیر بدوی ہے یا احمد بدوی کبیر ہے کیونکہ "ملفوظات" میں ص۳۷ و ص۳۸ پر سیدی احمد کبیر بدوی ہونے کے باوجود اس نے احمد بدوی کبیر لکھا ہے جو اس کی جہالت و ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح اس کو یہ بھی علم نہیں کہ محولہ بالا عبارت میں لفظ سکوت ہے یا سکونت ہے ملاں جی سکوت کی جگہ سکونت لکھ رہے ہیں کیوں نہ ہو دماغ میں جو دیوبند ہے وہ کچھ نہیں سوجھنے دیتا۔

غوث زماں سیدی عبدالعزیز دباغ پر زبان طعن

دیوبندیوں کے شیخ القرآن کے اس "جید عالم" کی گستاخانہ شوخیاں

اس حد تک بڑھی ہوئی ہیں کہ غوث زماں سیدی حضرت عبدالعزیز دباغ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی ان کی جاہلانہ خرافات کی زد سے نہ بچ سکے۔ کیوں نہ ہو وہابیت کی بنیاد ہی قرآن و احادیث کی تکذیب اور انبیاء و اولیاء کی توہین پر ہے خانہ ساز شیخ القرآن کے اس "جید عالم" نے اپنی "سیف شیطانی ص۱۰۰" پر بعنوان "بریلوی پیر اپنے مرید کے پاس ہوتا ہے" لکھا ہے۔ حافظ الحدیث سیدی احمد سجلماسی کہیں تشریف لئے جاتے تھے کہ راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسینہ عورت پر پڑ گئی یہ نظر اوّل تھی بلا قصد تھی دوبارہ پھر آپ کی نظر اٹھ گئی اب دیکھا کہ پہلو میں سیدی غوث الوقت عبدالعزیز دباغ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کے پیر و مرشد تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں "احمد عالم ہو کر ؟" انہیں سیدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں۔ سیدی عبدالعزیز دباغ

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہمبستری کی یہ نہیں چاہیئے" عرض کیا "حضور وہ اس وقت سوتی تھی" فرمایا "سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی" عرض کیا "حضور کو کس طرح علم ہوا" فرمایا "جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا" عرض کیا "ہاں ایک پلنگ خالی تھا" فرمایا "اس پہ میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔

("ملفوظات" وصل ۴۹ ج ۲ مطبوعہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

انصاف پسند قارئین کرام اور منصف مزاج اہل علم اوّل تو اس بات پر غور فرمادیں۔ کہ "سیف شیطانی" کا جاہل مصنّف کبھی تو سیدی احمد سجلماسی لکھتا ہے اور کبھی سجلماسی لکھتا ہے بھلا جو جاہل مطلق کسی بزرگ کا نام بھی صحیح نہ لکھ سکے وہ اُن کی کتاب سے حوالہ کس طرح صحیح نقل کر سکتا ہے اور مسئلہ کی نوعیت کس طرح سمجھ سکتا ہے۔ حالانکہ سیدی احمد نہ سجلمانسی ہیں نہ سجلماسی ہیں بلکہ آپ کا نام گرامی سیدی احمد سجلماسی ہے اور پھر حوالہ میں مدینہ پبلشنگ کمپنی کا محض پبلشنگ کمپنی بنا دیا گویا دانستہ یا پیشہ ورانہ مہارت کے تحت غیر دانستہ طور پر خیانت اور چوری ہو ہی جاتی ہے اب اصل واقعہ کی طرف آئیے۔ سیدی اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ "الابریز" ص۲۱ سے نقل فرمایا ہے اور "الابریز شریف" میں موجود ہے۔ "الابریز فی مناقب سیّدی عبد العزیز" علامہ احمد ابن مبارک کی مبارک تصنیف ہے جو انہوں نے غوث زمان سیدی حضرت عبد العزیز دباغ قدس سرہٗ کے مناقب و فضائل میں لکھی ہے "الابریز شریف" وہ معتبر و مستند کتاب جس کے متعلق دیوبندی حکیم الامّت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں "الابریز فی مناقب عبد العزیز الدباغ مولفہ ابن مبارک فاسی جس کی تالیف سنہ ۱۱۲۹ھ میں شروع ہوئی تھی...... یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جس کی نقل بھروسہ کی نقل ہے۔ پھر ان کے مؤلفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاق عالم میں اُن کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے" ("جمال الاولیاء" ص۶ وص۷) اور دیوبندیوں کے مشہور مفتی جمیل احمد تھانوی "الابریز شریف" کے متعلق ایک سوال کا

جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الجواب:۔ یہ مصنف بڑے اولیاء کرام میں سے ہیں ان کی کتاب (الابریز) معتبر ہے گو میں نے خود نہیں دیکھی مگر مصنف کی جلیل القدر شخصیت سے اس کو صحیح ماننا پڑ رہا ہے۔

مہر جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور۔

(دستخط) جمیل احمد تھانوی، شعبان ۹۵ھ

اب بے چارہ جاہل مصنف مناظر اسلام بننے کا شوق تو رکھتا ہے مگر نہ کتابیں پڑھتا ہے نہ کتابوں کے نام سے واقفیت ہے نہ پڑھنے کی لیاقت اور نہ علم واستعداد ہے ورنہ قدم قدم پر ٹھوکریں نہ کھانی پڑتیں۔ بقلم خود مناظر اسلام کو چاہیئے کہ اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی چلانے کا یہ فن چھوڑ دے اظہار حق کے بعد قبول حق میں دیر نہ کرے دنیا چند روزہ ہے ذریعہ معاش لڑائی جھگڑے کے علاوہ اور بھی میسر آسکتا ہے ہٹ دھرمی اور بے شرمی کا جواز کسی بھی دین ودھرم میں نہیں ورنہ ؎ جب وہ پوچھے گا سر محشر بلا کے سامنے

کیا جواب جرم دوگے تم خدا کے سامنے

ملاں جوزف کا سارا اثاثہ ہی جوڑ توڑ کتر بیونت جعل سازی ہیرا پھیری خیانت و بے ایمانی ہے یا کچھ اور بھی؟ مولوی صاحب غور فرمائیے آپ نے کس قدر بھیانک ولرزہ خیز خیانتوں کا ارتکاب کیا ہے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے پردہ میں بلکہ براہ راست کتنے اکابر آئمہ دین اولیاء کاملین محبوبان خدا پر ہاتھ صاف کئے ہیں۔ ہم اپنی قبر وآخرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے دیانت داری سے عرض کر رہے ہیں آپ دیانت داری کے ساتھ دلیوبندیت کی حقانیت وصداقت ثابت کرنے سے عاجز وقاصر رہے ہیں۔ آپ نہ اپنے اکابر کے عقائد ومسلک سے واقف ہیں نہ اپنے مدمقابل اہل سنت وجماعت وامام اہل سنت اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہ کے مسلک سے واقفیت رکھتے ہیں۔ آپ کا مطالعہ نہایت محدود اور طبیعت محض جذباتی وجبلی ہے آپ کو ابھی وسیع مطالعہ اور کم از کم ضرورت کے لائق علم و

استعداد اور ٹھنڈے دل و دماغ کے بچگانہ اداؤں کی بجائے بالغ نظری کی ضرورت ہے۔

حیات نبوی کا انکار اور امام زرقانی سے تصادم

"سیف شیطانی" کے جاہل و عنید مصنّف کو عبارات کے ٹکڑے کرکے پیش کرنے کے دورے اس شدت سے پڑتے ہیں کہ گمان گزرتا ہے یہ مرض اس کا جان لیوا ثابت ہوگا۔ صفحہ ۱۰۵ پر امام اہلسنت سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز کے "ملفوظ" جلد ۳۔ صفحہ ۳۵ سے اپنی پسند کا ایک ٹکڑا لے کر یہ سُرخی جمادی "امہات المومنین کے متعلق بریلوی عقیدہ" اور لکھا "انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں"۔

خائین مصنّف نے یہ ایک ٹکڑا نقل کر دیا حالانکہ پوری عبارت اس طرح ہے۔

امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مسئلہ پر گفتگو فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ "انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسّی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لئے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں۔ ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا۔ اُن کی ازواج کو نکاح حرام۔ نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں۔ وہ (انبیاء علیہم السلام) اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔"

یہ ہے وہ پوری عبارت جس پر جاہل مصنّف کو دورہ پڑا۔ اگر یہ پوری عبارت نقل کر دی جاتی تو ہمیں کسی جواب کی حاجت نہ تھی مگر ان کا کام بہرصورت مغالطہ دینا اور دھوکہ وفریب سے کام لینا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ ان کے استاد خانہ ساز "شیخ القرآن" کا قول ہے کہ اگر حضور علیہ السلام زندہ ہیں تو مدینہ میں مزار کس کا ہے؟ اگر حضور علیہ السلام زندہ ہیں تو صحابہ کرام

نے بڑا ظلم کیا کہ حضور کو زندہ درگور کر دیا۔ اور بابائے وہابیت اسماعیل قتیل معاذ اللہ مر کر مٹی میں ملنے کے قائل ہیں۔ یہ صاحب تقویۃ الایمانی اور جواہر القرآنی دھرم کے خلاف کیسے جا سکتے ہیں کیونکہ زاغ کا بچہ زاغ اور ناگ کا بچہ ناگ ہی ہوتا ہے مگر اب مملکت خداداد پاکستان کے عوام و خواص ان کے اصلی رنگ و روپ سے باخبر ہو چکے ہیں ان کو کھلے بندوں یہ جرأت نہیں کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لکھ یا بول سکیں اس لئے دبے پاؤں اس الزام کے پردہ میں حیات انبیاء علیہم السلام کا انکار کرنا چاہتے ہیں اور اعلیحضرت مجدد دین وملت قدس سرہ کا ایمان افروز ارشاد حیات انبیاء علیہم السلام کی عکاسی کرتا ہے جو ان کے لئے تیر و نشتر کا حکم رکھتا ہے اور پھر موخر الذکر شب باشی پر مشتمل الفاظ سیدی اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے اپنے نہیں سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ کے ہیں سیدی اعلیحضرت فاضل بریلوی تو فقط ناقل ہیں ملاحظہ ہو فرماتے ہیں "ویضاجع ازواجہ یستمتع بھن اکمل من الدنیا" ....(شرح زرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۹۹)

شرح زرقانی ور مواہب لدنیہ علامہ امام زرقانی علیہ الرحمۃ کی معروف ترین تصنیف ہے جس سے دیوبندی وہابی بھی استفادہ کرتے اور اس کو معتبر جانتے ہیں مگر ملاں جوزف نہ صرف اعلیحضرت فاضل بریلوی بلکہ علامہ سیدی امام زرقانی نہ صرف علامہ زرقانی بلکہ اپنے آباؤ اجداد اکابر دیوبند تک پر ہاتھ صاف کر رہا ہے اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتا ہے۔ وجہ صرف جہالت و ناواقفیت ہے نہ اس کو ایسی جلیل القدر تصانیف میسر ہیں نہ پڑھ اور سمجھ سکتا ہے اس کا علمی حدود اربعہ تو "ہفت روزہ چٹان" اور "ہفت روزہ پاکستانی" تک ہے اور بس۔ شب باشی کے لفظ سے بھی اس جاہل دیوبند نے مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے حالانکہ اس کا معنی "فیروز اللغات" صفحہ ۱۸۱ پر رات رہنے کو لکھا ہے۔ شب باش رات رہنے والا۔ شب باشی باہمی میل ملاپ ہی کو مستلزم نہیں ہے۔ اگر یہی صورت بھی مراد لی جاوے تو کیا جنت میں ایسا نہیں ہوگا؟ کیا قبور انبیاء روضۃ من ریاض الجنۃ نہیں

ہیں ؟ ہم سمجھتے ہیں کہ ملّاں جی پر قرآن واحادیث کے دلائل کا اثر نہ ہوگا۔ اس کو تو اپنے حکیم الامّت کا چُورن چاہیئے۔

دیوبندی حکیم الامّت کا چُورن

تھانوی صاحب فرماتے ہیں "محمد الحضرمی مجذوب ...... آپ ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس ۳۰ شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے تھے" (جمال الاولیاء صفحہ ۱۵۱)

کیا ملّاں جوزف اپنی الٹی کھوپڑی سے یہاں بھی یہی تصور کرے گا کہ جن بزرگ کو مولوی اشرف علی صاحب ابدال اور صاحبِ کرامت مان رہے ہیں وہ کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باشی (باہمی میل ملاپ) فرماتے تھے۔ بتایئے وہ ایک ہی شب میں ایک ہی وقت میں تیس مختلف مقامات پر کیسے شب باشی (میل ملاپ) فرماتے تھے ؟ اور ایک وقت میں تیس خواتین سے کس طرح ممکن ہے ؟ امید ہے اب ملّاں جی کی سمجھ میں شب باشی کا مفہوم آسانی سے آگیا ہوگا۔ ملّاں جی کے نزدیک شب باشی کا معنیٰ فقط مرد وزن کا باہمی میل ملاپ ہے۔ ہم اس کے اس خود ساختہ معنیٰ کی روشنی میں اس سے پوچھتے ہیں کہ آپ کے حکیم الامّت تھانوی جی جن بزرگ کو ابدال اور صاحب کرامت مان رہے ہیں وہ ایک رات میں بیک وقت تیس شہروں میں کس طرح شب باش ہوتے تھے یعنی بیک وقت تیس خواتین کیا کسی مُسلمان کے نکاح میں رہ سکتی ہیں ؟ اب شب باش ہونے کے معنیٰ کے متعلق جو جواب تُمہارا وہ ہمارا جواب جلدی مرحمت فرمادیں اور تھانوی جی کے سابق جالندھری آنجہانی ملتانی خلیفہ کے مدرسہ خیر المدارس کے شیخ الحدیث وصدر مدرس ملّاں محمد شریف سے بھی پوچھ لیں پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔

قارئین کرام! شب باش ہونے کی مفصل ومدلل بحث فقیر کی کتاب "قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی" صفحہ ۱۵ تا صفحہ ۱۸ ملاحظہ کریں۔

ملنے کا پتہ: مکتبہ فریدیہ ساھیوال

قرآن مجید کی توہین

غالباً دیوبند میں مناظرہ کی ٹریننگ دیتے وقت دو گر ضرور سکھائے جاتے ہیں (۱) ڈھٹائی و بے شرمی (۲) خیانت و بد دیانتی۔

یہی گر نوزائیدہ مناظر اسلام نے پلّے باندھ رکھے ہیں۔ صفحہ ۱۰۵ پر ہی ایک سُرخی ہے۔ "قرآن مجید کی توہین"۔ اس کے ذیل میں ہے۔

عرض: خورجی جو گھوڑے کی زین میں لٹکی رہتی ہے اس میں قرآن کریم رکھا ہو۔ ایسی حالت میں سوار ہو سکتا ہے۔

ارشاد: اگر گلے میں نہیں لٹکا سکتا .... تو جائز ہے۔

"(ملفوظ ص۱۲ جلد ۳)

عرض: ایسی الماری جو چھت سے لگی ہوئی ہے اس کے اوپر کے درجے میں قرآن مجید رکھا ہے۔ اب اس کی طرف پیر کر کے سو سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: جب پاؤں کے محاذات سے بہت بلند ہے تو حرج نہیں۔

"(ملفوظ ص۴۱ جلد ۳)

بتایئے! اس میں کیا توہین ہے اور اس کی کیا دلیل ہے؟ پہلی صورت میں واضح ارشاد موجود ہے۔ اگر گلے میں نہیں لٹکا سکتا تو جائز ہے۔ کبھی اتفاقاً یہ مجبوری ہو سکتی ہے اور کئی صورتیں ایسی بن جاتی ہیں تو ایسا ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اسی طرح دوسری صورت میں پاؤں کے محاذات سے بہت بلند ہے تو حرج نہیں کے الفاظ موجود ہیں۔ اس میں اگر کوئی توہین ہے تو ملاں جی مدلل بیان کرتے اور گھر کی بھی خبر لے۔ چلو آپ کو گھر پہنچاتے ہیں۔

الزام ہمیں دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

"توہین قرآن مجید" یہ ہے ملاحظہ ہو: تھانوی جی کے ایک دیوبندی وہابی مرید نے خواب دیکھا کہ میں قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا بہت مبارک ہے

"(الافاضات الیومیہ جلد ۷، ص۱۲۳)

؎ دوسروں کے عیب بے شک ڈھونڈتا رہ رات دن
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

ممکن ہے ملاں جی یہ کہہ کر دھوکہ دے کہ یہ خواب کی بات ہے لیکن یاد رہے اشرفعلی تھانوی جی تو اسکو بیداری میں مبارک خواب بتا رہے ہیں۔ وہ بھی توہین ہے یہ بھی توہین ہے کیونکہ گستاخوں کو گستاخ خواب نظر آتے ہیں اور بیداری میں تعبیر بتانے والے ایسے ناپاک خواب کو بہت مبارک کہہ کر خود بھی اپنی اندرونی غلاظت کا برملا اظہار کر دیتے ہیں۔ دل کا بخار زبان پر آہی جاتا ہے۔

نام نہاد مناظر اسلام نے ص۱۰۶ پر چلتے چلتے عقلمندی کا ایک تیر اور بھی مارا ہے لکھتا ہے:
"اگر خدا نخواستہ گلے میں نہیں لٹکا سکتا تو خدا تعالیٰ نے ہاتھ تو دیئے ہیں جس سے گھوڑے کو چلا رہا ہے"۔ اس کو کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ بیخ

؎ خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے

خود اقرار کر رہا ہے جس سے گھوڑے کو چلا رہا ہے خدا تعالیٰ نے ہاتھ تو دیئے ہیں۔ گویا ان ہاتھوں سے گھوڑے کو چھوڑ دے اور قرآن مجید کو پکڑ لے۔ اس میں اس کی دلی خواہش غالباً یہ ہے کہ جب وہ شخص گھوڑے کا لگام چھوڑ کر قرآن مجید پکڑے گا اور گھوڑا شرارت کرے یا بھاگے گا تو لازماً سوار گرے گا کیونکہ ہاتھ میں تو "قرآن عظیم" ہے گھوڑا آزاد ہے جب وہ گرائے گا تو سوار بھی گرے گا اس طرح قرآن مجید کی توہین و بے ادبی زیادہ ہوگی۔ غالباً ملاں جی کی سوچ اس طرف کام کر رہی ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

؎ الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

معراج معہ نعلین کی بحث

ملاں جوزف ہر طرف ہاتھ پاؤں مارنے کے بعد اس بحث پر آکر دم توڑ دیتا ہے سیدی اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز

نے معو نعلین شریف کی روایت کو "ملفوظ صد ۹۴ و صد ۹۵" و احکام شریعت صد ۹۴" جلد ۲ پر موضوع لکھا ہے ہم ملاں جی کو دعوت دیتے ہیں وہ اپنے علم و تحقیق اور حدیث دانی کے جوہر دکھائیں اس روایت کو غیر موضوع ثابت کر دکھائیں۔ اس میں گھبرانے اور بل کھانے کی کیا ضرورت ہے؟

"آخری گزارش کا پوسٹ مارٹم

ملاں جوزف کی صفحہ ۷۔ اکی آخری گزارش بھی سراسر لا یعنی و پُر خرافات ہے نہ صرف یہ کہ اس میں صرف زبانی کلامی الزامات و اتہامات کی بوچھاڑ ہے بلکہ یہ "آخری گزارش" زبان و کلام ادب و لغت سے ناواقفیت اور دیوبندی فضلاء کی جہالت کی بیّن دلیل ہے اور دلائل۔ حقائق و شواہد سے اس کو دُور کا بھی تعلق نہیں۔ کاش کہ ملاں جی اگر فی الواقعہ مناظر اسلام تھے تو یہ ثابت کرتے کہ ہم نے اس کے بقول اس کے اکابر کی عبارات کو بے محل اور تقدم تاخر کے ساتھ غلط اور بے بنیاد طریقہ سے کس طرح پیش کیا مزہ جب تھا خیالی پلاؤ پکانے اور چوران بیچنے سے قبل بحوالہ کتب یہ ثابت کیا جاتا کہ "ہم نے تکفیری افسانہ" میں فلاں عبارت کو آگے سے کاٹ کر فلاں کو پیچھے سے کاٹ کر فلاں کو درمیان سے کاٹ کر دیوبند کی کفریہ نعش کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ فلاں عبارت کو غلط معنیٰ پہنائے۔ فلاں عبارت میں کتر بیونت کی۔ فلاں حوالہ غلط دیا۔ اس کتاب میں عبارت اس طرح نہیں اس طرح ہے آخر ہم نے کس نوع کی جعلسازی کی ہے ہمیں سمجھا اور بتا تو دیا جاتا؟ ملاں جی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہم نے ان کے اکابر کی عبارات اصل مقام سے ہٹا کر پیش کی ہیں۔ ہم کہتے ہیں آپ ان عبارتوں کو اپنے اصل مقام پر رکھ لیں اور ان عبارتوں کا کوئی صحیح مفہوم تو پیش کریں۔ ہماری اگر چور بازاری ہے تو دلائل سے تو ثابت کریں۔

البتہ ہمارا قصور یہ ضرور ہے کہ علماء دیوبند نے اہل سنت و جماعت کے جن عقائد و معمولات پر کفر و شرک و بدعت کے فتاویٰ دیئے تھے وہ ہم نے ان کے گھر سے ثابت کر دیئے مثلاً مولوی جوزف صاحب کے استاذ محترم جناب مولوی غلام خان صاحب

فرماتے ہیں "کوئی کسی کے لئے حاجت روا اور مشکل کشا، اور دستگیر کس طرح ہو سکتا ہے ایسے عقائد والے لوگ پکے کافر ہیں ان کا کوئی نکاح نہیں ایسے عقائد باطلہ پہ مطلع ہو کر جو انہیں کافر مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے" ملخصاً (جواہر القرآن ص۱۴۷)

اس کے مقابلہ میں ہم نے "تکفیری افسانہ" میں یہ ثابت کر دیا کہ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب "مدنی" کانگریسی حضور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا سمجھتے ہیں ملاحظہ ہو ؎

کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے رب

ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

ظاہر ہے مولوی اشرف علی صاحب اور مولوی حسین احمد صاحب مولوی غلام خان صاحب کے فتویٰ سے پکے کافر ہوئے، ان کا کوئی نکاح نہیں ان کی اولاد حرامی ہے۔

مگر شاید اہل دیوبند کے ہاں یہ اصول ہے کہ اگر کوئی بریلوی حضور مولیٰ علی کو مشکل کشا مانتا ہے تو کافر و مشرک اور اگر کوئی دیوبندی حضرت مولیٰ علی کو مشکل کشا مان لے تو وہ موحد مسلمان فتویٰ کفر دوسروں کے لئے ہے اپنے کے لئے نہیں۔ بس ہمارا یہ جرم ہے کہ ہم نے علماء دیوبند کے کفریہ شرکیہ فتاویٰ جو عقائد اہل سنت پہ تھے وہ ان کے گھر کے بزرگوں اور اکابر علماء پر ثابت کر دیئے۔ ملاں جی اس عبارت کو اصل مقام سے ہٹا نا قرار دے رہے ہیں ان کا مدعا یہ ہے کہ اگر کوئی سنی بریلوی حضور سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا مانے تو وہی کافر و مشرک ہوگا اور علماء دیوبند مانیں تو نہیں ہوں گے۔ یہ فتاویٰ کفر و شرک صرف اور صرف بریلویوں کے لئے ہیں۔ بتلایئے یہ انصاف اور دیانت کا خون ہے یا نہیں؟

ملاں جی اپنی آخری گزارش میں سمجھانا یہ چاہتے ہیں کہ اگر (خدانخواستہ) کوئی بریلوی شراب پی لے تو وہ گناہکار اور اگر کوئی دیوبندی پی لے تو وہ گنہگار نہیں شراب حرام ہونے کا مسئلہ صرف سنیوں بریلویوں کے لئے ہے۔ ملاں جوزف غالباً ابھی زیر تربیت

مناظر ہے اور تو اور ابھی اسے اپنے دیوبندی وہابی عقائد سے بھی کما حقہٗ واقفیت نہیں۔
مُلّاں جی نے اسی بے خبری کے عالم میں یہ بھی لکھا ہے کہ " علما۔ دیوبند...... کی عبارات و فتاویٰ جات اس (محمد حسن علی رضوی) کور باطن کی سمجھ سے کہیں بالاتر ہیں" سیف شیطانی ص۱۰۱
حالانکہ اس سیاہ باطن کو معلوم نہیں کہ ان کا بابائے وہابیت اسماعیل قتیل صاف لکھ گیا ہے
" جو کوئی یہ آیت ولقد انزلنا الیک ایٰت بینٰت ۝ وما یکفر بہا الا الفسقون ۝
سُن کر پھر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اور ان کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی چل نہیں سکتا۔ سو اس نے اس آیت کا انکار کیا (جو کفر ہے)"۔
("تقویت الایمان" ص۳)

انصاف کیجئے۔ پیغمبر کی بات تو ہر کوئی آسانی سے سمجھ سکتا ہے عالموں کی قید نہیں لیکن علماء دیوبند کی بات (ان کی عبارات) عام آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب نے تو یہ لکھا تھا کہ " انبیاء اپنی اُمّت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات امتی بظاہر مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔" ("تحذیر الناس" ص۵)

یعنی اُمّتی نبی سے عمل کرنے میں بڑھ جاتے ہیں برابر ہو جاتے ہیں۔ لیکن مولوی جوزف صاحب فرما رہے ہیں کہ علماء دیوبند علمی اعتبار سے بھی نبیوں پیغمبروں سے بڑھے ہوئے ہیں کیونکہ پیغمبروں کی بات تو ہر کوئی آسانی سے سمجھ سکتا ہے لیکن علماء دیوبند کی دقیق علمی باتیں ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ تُف ہے ایسی ذہنیت پر۔ گویا اب علم اور عمل دونوں میں پیغمبروں سے علماء دیوبند بڑھے ہوئے ہیں۔ العیاذ باللہ

انگریز کی معنوی اولاد کون؟

بقلم خود مناظر اسلام پر انگریز پرستی کا بھوت کچھ اس طرح سوار ہے کہ وہ کسی بھی کام اور کسی بھی مقام پر اپنے ولیِ نعمت انگریز کو بھولتا ہی نہیں۔ ثبوت ہو نہ ہو یہ سیاہ باطن علماء عرب و عجم کے

ممدوح اس صدی کے مجدد برحق سیدنا اعلیٰحضرت الامام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز کو بلا حوالہ و ثبوت معاذ اللہ انگریزی مجدد ضرور لکھتا ہے ملاحظہ ہو ص۱۰۷ و ص۱۰۹

حالانکہ انگریز دوستی و انگریز پرستی علماء دیوبند کا شیوہ رہا ہے اور اس کا بہت ثبوت ہے تعجب ہے کہ:

- انگریزوں سے چھ سو روپیہ ماہوار تو لیں اشرف علی تھانوی صاحب "(مکالمۃ الصدرین" ص۱۶) لیکن انگریزی مجدد اعلیٰحضرت۔
- انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت کو خلاف قانون کہیں مولوی محمد احسن دیوبندی نانوتوی (کتاب "مولانا محمد احسن نانوتوی" ص۵ و ص۱۵) —— لیکن انگریزی مجدد اعلیٰحضرت۔
- انگریزوں سے مالی امداد بذریعہ حاجی رشید وصول کریں بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس صاحب ("مکالمۃ الصدرین" ص۱۳) —— لیکن انگریزی مجدد اعلیٰحضرت۔
- انگریزی حکومت کو اپنی رحمدل و بے ریا سرکار قرار دیں مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب ("تذکرۃ الرشید" ص۷۳ جلد ۱) —— لیکن انگریزی مجدد اعلیٰحضرت۔
- مرکز وہابیت مدرسہ دیوبند کا معائنہ کریں اور اس کی داد دیں انگریزی دور کے لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد انگریزی افسر مسٹر پامر (کتاب "مولانا محمد احسن نانوتوی" ص۲۱۷) —— لیکن انگریزی مجدد اعلیٰحضرت —— اور —— انگریزوں کو تعویذ دینے والے پیر سید جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ۔

آخر آپ کی شرم و حیا کا جنازہ کیوں نکل گیا۔ جس طرح ہم ہر بات کے ثبوت میں حوالہ پر حوالہ نقل کر رہے ہیں اسی طرح آپ کے پاس بھی اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے انگریزی مجدد ہونے یا پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے تعویذ دینے کے ناپاک الزامات کا کوئی ثبوت ہے کوئی دلیل ہے؟ حیرت ہے کہ انگریزی حکیم الامت کی معنوی اولاد اپنی سیاہ اعمالیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے دوسروں کو مورد الزام ٹھہرا رہی ہے اور انگریزی

مجدد کی معنوی اولاد کہنے میں کوئی حیا، غیرت محسوس نہیں کرتی۔ ملاں جی نے ص۱۰۰ پر حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری علیہ الرحمۃ پر یہ ناپاک الزام عائد کیا ہے کہ "آپ نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کے مزار اقدس پر بمباری کرنے والے دشمن اسلام کی کامیابی کے لئے تعویذ دیئے"۔ اس ناپاک کتاب میں اس ناپاک الزام کا تو کوئی ثبوت ہے نہیں اور نہ ہو سکتا ہے البتہ مناظرے کا شوق رکھنے والا لاعلم خود مناظر اسلام حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پاک کو مزار اقدس لکھ کر خود اپنے اکابر کے فتویٰ کی زد میں آگیا۔

ملاحظہ ہو:

■ "قبور پر گنبد اور فرش پختہ بنانا ناجائز و حرام ہے اور جو اس فعل سے راضی ہوں گنہگار ہیں" (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد اول ص۱۴۰)

■ "قبر پر مقبرہ اور عمارت بنانا حرام۔ کسی ہی کی قبر ہو"
(تقویۃ الایمان معہ تذکیر الاخوان ص۸۹)

جوزف شیطانی مزار اقدس کہہ رہا ہے اور اس کے اکابر مقابر و مزارات کو حرام و ناجائز کہہ رہے ہیں۔ اب یہ خود بتائے کہ اپنے اکابر کے فتویٰ سے یہ کیا سے کیا ہوا؟

اکابر دیوبند

ص۱۰۸ ہی پر اس عنوان کے تحت لکھا ہے کہ "اکابر دیوبند تو کفر و ارتداد کا مقابلہ کرتے چلے آئے ہیں"

ہم کہتے اگر ایسا ہو تو بہت خوب مگر یہ تو بتائیں کہ اکابر دیوبند نے "تقویۃ الایمان"۔ "تحذیر الناس"۔ "براہین قاطعہ"۔ "حفظ الایمان" وغیرہ کتب کے گستاخانہ عقائد اور کفریہ عبارات کے سامنے کیوں ہتھیار ڈال دیئے؟ کیا اپنوں کو کھلی چھٹی ہے وہ جس طرح چاہیں منہ بھر کر کفر بکیں اور خدا اور رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین و تنقیص کریں؟ ملاں جی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ملا محمد حسن یہ جواب (یعنی "سیف شیطانی") پڑھ کر یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا نعرہ لگاتے ہوئے بتائے کہ اسی خادم (مصنف "سیف شیطانی") نے خدمت اور تسلی

کرادی ہے یا اکابرین علمائے دیوبند کی ضرورت ہے؟"

ہم کہتے ہیں آپ نے کہاں تسلی کرائی۔ خود آپ کا ضمیر تو مطمئن نہیں ایسے لایعنی نام نہاد جواب پر آپ خود محمود الحسن کی جے کا نعرہ لگاتے ہوئے بتائیں کہ آپ نے اکابر اہل سنت بالخصوص اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی کون سی عبارت پوری نقل کی ہے اور کس کس عبارت میں خیانت اور بے ایمانی نہیں کی تفصیل تو گذشتہ اوراق سے معلوم ہوگئی ہوگی اور پھر آپ ہمیں ایک طرف تو اسی صفحہ ۱۰۸ پر یہ الزام دے رہے ہیں کہ ہم نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کے مزار اقدس پر بمباری کرنے والے دشمن اسلام کو تعویذ دیئے تھے۔ اور ساتھ ہی ہمیں کہا جا رہا ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا نعرہ لگاکر یہ بتاؤ وہ بتاؤ۔ جب ہم خدانخواستہ سیدی شیخ الشیوخ حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف ہی تھے تو ان کا نعرہ لگانے کا کیا مطلب؟ یہاں بھی آپ کی تضاد بیانی ثابت ہے۔ اور پھر آپ اپنے آپ کو ہمارا خادم پھر لکھ رہے ہیں تو یاد رکھیں کہ نمک حلال خادم اپنے آقا پر الزام تراشی نہیں کرتا مگر اہل دیوبند کا خمیر کچھ اس طرح ہے کہ

؎ نمک خوردن و نمکدان شکستن

دُعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے مسلمانانِ عالم کو اہل دیوبند کے شر و فساد سے بچائے نام نہاد توحید کے جھوٹے فرزندوں کی عیاریوں مکاریوں سے پناہ دے اور ادب و عشق رسالت کے ساتھ کتاب و سنت پر عمل کی توفیق رفیق فرمائے۔ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

ابویوسف محمد حسن علی رضوی بریلوی

میلسی

۲۲- ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۶ھ

چیلنج

مولوی جوزف نقالی کا بہت ماہر ہے جس طرح ہم نے "تکفیری افسانہ" میں چیلنج کیا تھا اسی طرح اس نے بھی صفحہ ۹۰ پر ایک چیلنج داغ دیا ہے اور لکھا ہے۔ مندرجہ ذیل رضاخانی جواب دیں۔ حالانکہ ہم نے اپنے چیلنج میں واضح طور پر لکھا تھا۔ حوالے غلط ثابت کرنے والے یا حوالوں میں کتر بیونت ثابت کرنے والے کو مبلغ پانچ سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اور عدم ادائیگی کی صورت میں مقدمہ کرکے بذریعہ عدالت بھی یہ روپیہ وصول کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ملاں جی نے محض ہوائی چیلنج پر اکتفا کیا اور یہ نہیں بتایا کہ اگر کسی نے اسے جھوٹا ثابت کردیا تو وہ اپنا کالا منہ کرکے کس سمندر میں ڈوب مرے گا۔ اگر اس کا نام نہاد جواب خود اس کی نظر میں معتبر و معقول ہوتا تو یہ مقدمہ کرکے اور عدالت میں اپنی صفائی پیش کرکے پانچ سو روپیہ انعام حاصل کرسکتا تھا اور یہ عدالتی انعام بطور سند محفوظ رہتا اور بوقت ضرورت کام آتا لیکن بفضلہ تعالٰی تکفیری افسانہ کل بھی لاجواب تھا اور آج بھی لاجواب ہے اور سرکار اعلٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی برکت سے صبح قیامت تک ان شاء اللہ العزیز لاجواب رہے گا کیونکہ ؎

رضا (رحمۃ اللہ علیہ) کے سامنے کی تاب کس میں

فلک وار اس پہ تیرا ظل ہے یا غوث (رضی اللہ عنہ)

ملاں جی نے چیلنج کے ضمن میں لکھا ہے کہ "منہ مانگا انعام دیا جائے گا"۔ کیا وہ مختار کل ہیں؟

استادوں کی تقریظ

"سیف شیطانی" کے آخری ورق پر دو عدد استادوں کی تقریظ بھی درج کی گئی ہے مگر وہ کوئی اتنے جغادری نہیں کہ ان کا طول و عرض ہمیں معلوم نہ ہو ہر دو تقریظ کیا ہیں اندھے کی لاٹھی ہیں جو جی میں آیا گھسیٹ مارا گیا ہے۔ مولوی شریف ملتانی جن کو جامع معقول والمنقول، شیخ الحدیث و صدر مدرس کے سائن بورڈ کے ساتھ سجایا گیا تھا نے مولوی جوزف کی تحریر کو علم و فضل تقوٰی و طہارت توحید کی تلوار قرار دی۔ کیا اہل دیوبند کا یہی علم و فضل تقوٰی و طہارت اور توحید کی تلوار ہے کہ جھوٹ پر

جھوٹ بولا جائے کوئی الزام ثابت نہ کیا جائے ؟ آگے چل کر اس شریف آدمی نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ چھوٹا سا رسالہ (سیف رحمانی) بجواب سامری میلسی لکھا گیا ہے۔ قارئین حضرات پڑھ کر خوش ہوں گے صد!!! ۔ گو سامری خیر المدارس کے سارے اعمال کا دارومدار اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا اور خوشنودی کی بجائے لوگوں کی خوشی پر ہے اس سے ظاہر ہے کہ ملاں جوزف اور اس کے استاذوں نے "تکفیری افسانہ" کے تحقیقی جواب سے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو خوش کرنے ہی کے لئے "سیف رحمانی" کا ڈرامہ اسٹیج کیا تھا کہ جس طرح بھی ہو جھوٹی کھوٹی باتوں سے لوگ خوش ہو جائیں۔

جھوٹا شاگرد جھوٹا استاذ

صفحہ ۱۱۲ پر بڑے طمطراق سے ایک "شیخ القرآن" صاحب کی تقریظ نقل ہے یہ صاحب مصنف کے اپنے بقول استاذ مکرم ہیں انبیاء و رسل علیہم السلام کرم کریں یا ان کو کریم سمجھیں تو شرک' بہر حال یہ مکرم ہیں انہوں نے بھی تقریظ میں اپنی شیخ القرآنی کا بھرم کھول دیا۔ ان کی تقریظ کی چند سطور ملاحظہ ہوں۔ لکھتے ہیں:

"اکابرین علماء دیوبند کے خلاف ایک رسالہ محمد حسن (دعلی) ساکن میلسی کے چند مقامات دیکھنے کا موقعہ ملا اس نے اپنے بڑوں کی عادت کے مطابق اصلی عبارات علماء دیوبند کو کاٹ کر پیش کر کے ان کا اصلی مقصد بالکل فوت کر دیا تھا اور اپنے آبائی پیشہ کے مطابق کفر کا فتویٰ ہر سطر پر لگا تا رہا العیاذ باللہ۔

"شیخ القرآن" صاحب کی کیا کوثر میں دھلی ہوئی زبان ہے" اصلی عبارات علماء دیوبند کو کاٹ کر پیش کر کے ان کا اصلی مقصد بالکل فوت کر دیا تھا" ایک ایک لفظ ادب و لغت کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے بہر حال ان کو تسلیم ہے کہ اصلی عبارات علماء دیوبند کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے یہ ملاں جوزف کی سینہ زوری ہے کہ وہ کہتا ہے "عبارات کو غلط اور بے بنیاد طریقہ سے پیش کیا گیا ہے" (ص ۱۰)۔ عبارات بہر حال شیخ القرآن کے بقول اصلی ہی ہیں نقلی نہیں ہیں فرضی نہیں ہیں۔ جرم صرف یہ ہے کہ ان

عبارتوں کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے۔ تو جناب عرض یہ ہے کہ کسی کتاب میں سے عبارت کاٹ کر ہی نقل کی جاتی ہے پوری کتاب نقل نہیں کی جاتی ہے جتنی عبارت پر اعتراض ہو یا جو عبارت کسی کے مدعا کے لئے کافی ہو وہی نقل کی جاتی ہے۔ تراویح یا کسی بھی نماز میں جب امام بھول جاتا ہے تو جو لفظ بھولتا ہے وہی بتایا جاتا ہے یہ نہیں کہ سارا "قرآن مجید" بتایا جاتا ہو یا پورا قرآن مجید دوبارہ پڑھا جاتا ہو۔ جس کتاب میں جتنی جتنی عبارات غلط تھیں وہی کاٹ کر پیش کیں ہمیں آپ کی طرح خدا واسطے کا بیر نہ تھا کہ ساری کتاب کو نقل کر دیتے اور ہر حرف کو غلط کہتے۔ اب "شیخ القرآن" صاحب کی چونکا دینے والی بات سنیئے فرماتے ہیں:

"کفر کا فتویٰ ہر سطر پر لگاتا رہا۔ ہم "شیخ القرآن" کو پانچ ہزار روپیہ انعام دیں گے اگر وہ یہ ثابت کر دیں کہ ہر سطر میں ہم نے کوئی فتویٰ کفر لگایا ہے۔ ہم نے ہرگز ہرگز اپنی طرف سے کوئی فتویٰ کفر نہیں لگایا جو فتاویٰ نقل ہیں وہ اکابر دیوبند کے اپنے ہیں اور ہر سطر میں وہ بھی نہیں بلکہ ہر صفحہ پر بمشکل ایک یا دو فتویٰ نقل ہیں اگر "شیخ القرآن" ہر سطر میں فتویٰ کفر دکھا دیں تو ہم ان کی صداقت کا لوہا مان لیں گے اور نہ دکھا سکیں اور انشاء اللہ ہرگز ہرگز نہ دکھا سکیں گے تو پھر سوا لاکھ مرتبہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کر کے خاموش ہو جائیں تاکہ شیخ نجدی دور ہو۔

"شیخ القرآن" صاحب نے بڑے زور دار الفاظ میں یہ بھی لکھا ہے کہ "بحمد اللہ مولانا محمد یوسف صاحب .... نے رسالہ تردید یہ لکھا (جی ہاں لکھا) جس میں بریلویوں کی پوری عبارات لکھ کر ان کا تعارض اور اُن کے عقائد سے ہی ان کا کفر بتایا۔ مسلمانوں کو چاہیئے ایسے عالم جیّد کی پوری طرح نصرت دینی اور تعاون کریں......"

کیا غلام صاحب صرف ایک ہی عبارت ایسی دکھا سکتے ہیں جو پوری یا برمحل نقل کی گئی ہو؟ کیا دیوبندی لغت میں جھوٹے کو "جیّد عالم" کہا جاتا ہے؟ آخر خوفِ خدا اور شرمِ نبی کیوں سلب ہو گئی؟ کیا خدمت دین اور اشاعت توحید و سنّت اسی کا نام ہے

کہ جھوٹ پر جھوٹ بولتے چلے جاؤ۔ آخرت تو کیا دنیا کی شرم بھی محسوس نہ کرو۔

مولوی غلام خاں صاحب کا فتویٰ

دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری کا نماز روزہ نہ کرنے والے گنہگار شخص پر فتویٰ کفر

ہم نے "خدام الدین" لاہور ۲۲۔ فروری ۶۳ء صـ ۴۲ سے "تکفیری افسانہ" میں نقل کیا تھا جیسا کہ گذشتہ اوراق پر عرض کیا گیا ہے کہ مولوی یوسف رحمانی صاحب نے اپنی "سیف" میں اپنے شیخ التفسیر کے اس قول کی تائید کی ملاحظہ ہو "سیف" صـ ۲۲ اس پر یہاں سے مولوی یوسف رحمانی صاحب کے استاذ شیخ القرآن مولوی غلام خاں صاحب کو مندرجہ ذیل استفتاء ارسال کیا گیا سوال و جواب دونوں ملاحظہ ہوں۔

۷۸۹ - از میلسی۔ بخدمت جناب مولانا غلام اللہ خان صاحب

ایک استفتاء حاضر خدمت ہے ازراہ کرم مدلل جواب سے سرفراز فرما دیں۔ عنایت ہوگی۔

استفتاء:۔ (۱) جو مسلمان اپنی غفلت یا کوتاہی کے باعث نماز روزہ ادا نہ کر سکے۔ حج فرض ہے نہ کر سکے لیکن ان احکام کی فرضیت کا انکار بھی نہ کرتا ہو ایسا شخص مسلمان ہے یا نہیں؟

(۲) جو شخص (مولوی احمد علی لاہوری و مولوی یوسف رحمانی) ایسے شخص کو کافر قرار دے اس کے متعلق حکم شرعی کیا ہے؟

مشتاق احمد اظہر میلسی

جواب:۔ احکام شرعیہ کے انکار سے کفر لازم آتا ہے اگر انکار نہیں کرتا لیکن اعمال میں کوتاہی ہے اگرچہ سخت مجرم ہے لیکن کافر نہیں ہوگا۔

لا شئی دعاگو غلام اللہ ۷۶/۶/۲۹

اب ملاں یوسف رحمانی خود بتائے کہ اس کو اپنے "شیخ التفسیر" مولوی احمد علی صاحب

لاہوری کا فتویٰ کفر عزیز ہے یا اپنے "شیخ القرآن" مولوی غلام خاں صاحب کا فتویٰ عدم تکفیر عزیز ہے۔ ان دونوں میں جھوٹا کون ہے؟ اور یہ کہ ہمارا موقف کہ فرائض کی ادائیگی میں غفلت کرنے والا گنہگار ہے کافر نہیں۔ دیوبندیوں کے گھر سے ثابت ہے یا نہیں؟

اس مقام پر قارئین کرام کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے سائل دیوبندی "شیخ القرآن" سے اپنے استفتاء میں استدعا کر رہا ہے کہ از راہ کرم مدلل جواب سے سرفراز فرمادیں۔ لیکن شیخ القرآن زبانی دخیالی باتوں سے سائل کو ٹال رہے ہیں یہ ہے ان کا علمی حدود اربعہ اور استفتاء میں مذکور سوال نمبر۲ جو شخص ایسے شخص کو کافر قرار دے اس کے متعلق حکم شرعی کیا ہے؟ کو "شیخ القرآن" صاحب بڑی صفائی سے کاٹ گئے اور صاف نہیں کہا کہ وہ مکفر ہے اُس کو اپنے فتویٰ سے رجوع اور توبہ کرنی چاہیئے۔

الوداعی معروضات

آخر میں ہم اربابِ علم و دانش اور متلاشیانِ حق و انصاف سے عرض کریں گے کہ وہ زیرِ نظر کتاب اور جس کا یہ رد ہے لیکر بیٹھ جائیں۔ فریقین کے دلائل و حوالہ جات کا بالغ نظری سے کے ساتھ جائزہ لیں تو خود کو صراطِ مستقیم پر پائیں گے۔ بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے نام نہاد "سیف رحمانی" کی ہر بات کا جواب دیا ہے اور ہرگز دفع الوقتی سے کام نہیں لیا حق و انصاف کو مدنظر رکھا ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں ہمیں مرنا ہے خالق حقیقی کے سامنے جواب دہ ہونا ہے قبر و حشر و صراط ہمارے پیش نظر ہیں۔ دیدہ دانستہ الزام تراشی و مغالطہ آمیزی خواہ بدترین دشمن کے خلاف ہو ہمارے نزدیک سنگین ترین جرم ہے۔ ہم اکابر دیوبند سے بالعموم اور "سیف رحمانی" کے مصنف سے بالخصوص اپیل کریں گے کہ وہ حقیقت پسندی سے کام لیں دُنیا چند روزہ ہے مسائل کا اختلاف اپنی جگہ کم از کم اس بات کا خیال و احساس کریں کہ بالخصوص جو لوگ دین و مذہب کے "علمبردار و مبلغ" کہلاتے ہیں انہیں محض اپنی بات بالا کرنے کے لئے جوڑ توڑ و الزام تراشی سے ہرگز کام نہیں لینا چاہیئے۔ ہماری بات میں تلخی اور تیزی ممکن ہے لیکن بحمدہٖ ہم نے الزام تراشی،

بہتان پردازی سے کام نہیں لیا وہمی خیالی اور ہوائی باتوں کی بجائے اپنے ہر دعویٰ پر دلیل پیش کی ہے ہر بات کا حوالہ نقل کیا ہے منصف مزاج مہذب قارئین کرام کو یہ بات بالخصوص ملحوظ خاطر رہے کہ زیرِ نظر کتاب ایک جوابی کتاب ہے ایک رِدّعمل ہے۔ اور رِدّعمل میں تلخی و تیزی ہونا ایک فطرتی امر ہے ہمارے مخاطب "سیفِ رحمانی" کے مصنف نے "تکفیری افسانہ" کے ۴۸ تضادات میں سے بشکل ۵ تضادات کا جواب دینے کی ناکام کوشش کی تھی لیکن ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ ہر بات کا حرفاً حرفاً جواب دیا ہے اور حوالہ جات نقل کئے ہیں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں بات کا جواب رہ گیا ہے یا فلاں بات کا بلا ثبوت و بغیر حوالہ جواب ہے۔ ہم مولوی یوسف صاحب اور اس کے اکابر سے بھی یہی عرض کریں گے کہ وہ ایسا ہی مدلل و بحوالہ جواب لائیں اور اپنے جواب میں ایسی زبان استعمال کریں جو ہمارے جواب کی صورت میں اُن کے لئے رنج و ملال کا باعث نہ بنے۔ ہمارے مخالفین و معاندین خوفِ خدا اور آخرت کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کریں۔ اور اگر ہمارا جواب فی الواقعہ حق و انصاف پر مبنی ہے تو قبول حق میں عار نہ سمجھیں اور اور اگر ان کے نزدیک ہمارا یہ جواب واقعی نامکمل ہے تو پھر اس کا مدلل و مہذب جواب لائیں اور وہمی خیالی باتوں پر انحصار نہ کریں جو دعویٰ کریں اس کی دلیل ضرور پیش کریں۔ اہل دیوبند میں سے اگر کوئی منصف مزاج اپنے اکابر کی اصل کتب دیکھنا چاہیں، بلا تکلف تشریف لا کر دیکھ سکتے ہیں۔ حوالہ جات کی مطابقت کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہم قارئین کرام کو یہ بشارت دینے میں فرحت محسوس کرتے ہیں کہ انشاء اللہ العزیز عنقریب اہل دیوبند کی ایک اور پُر فریب کتاب کا مدلل و مسکت جواب آپ تک پہنچے گا جس پر ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور متعدد بار دل آزار تبصرہ کر چکا ہے۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے ہم سب کو مذہب حق مذہب مہذب

اہل سنت وجماعت پر استقامت بخشے اور اپنے محبوب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام، غوث اعظم، گنج بخش و اعلیٰحضرت قدست اسرارہم کے دامن کرم سے وابستہ رکھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ (آمین)

فقیر قادری گدائے رضوی

محمد حسن علی

غفرلہ الولی

بانی و مہتمم سنی رضوی جامع مسجد

وجامعہ انوار قادریہ.

علامہ اقبال روڈ، میلسی

۷۸۶
۹۲

بفیض شاہجہاں اہلسنت شہزادہ اعلیٰحضرت سرکار مفتی اعظم نوری بریلوی قدس سرہ العزیز

نصرت خداداد

۱۳۵۴ھ

مناظرہ بریلی کی مفصل روداد

۱۹۳۵ء

دیوبندی وہابی مناظر کی فریب کاریوں کا راز طشت از بام

نائب اعلیحضرت مظہر صدر الشریعت آئینہ جمال حجۃ الاسلام سلطان العلوم محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قبلہ قدس سرہ

تقدیم

از افادات ضیغم اہلسنت صمصام المناظرین حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی قبلہ۔

خلیفہ سیدنا حضور مفتی اعظم و حضور محدث اعظم پاکستان

میلسی ۶۱۲۰۰ پنجاب پاکستان

مرتبہ: حضرت مولانا محمد حامد فقیہ شافعی اشرفی بھیونڈی ضلع تھانہ

شائع کردہ:- **رضا اکیڈمی** ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

سلسلۂ اشاعت نمبر .... ہدیہ ....

۷۸۶
۹۲

الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ

نجدی وہابی کتابچہ "تین خونی رشتے" کا مدلل و محقق برق بار دندان شکن جواب

تین اعتقادی رشتے

از قلم باطل شکن، برق افگن، قاطع شر نجدیت، دافع فتنہ وہابیت، علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت، رئیس التحریر

مولانا محمد حسن علی حنفی قادری رضوی بریلوی

(دامت برکاتہم العالیہ)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی۔

مصنّف "سیف رحمانی" اپنے برادرِ بزرگوار کی نظر میں

۷۸۶/۹۲

محترم ومکرم جناب مولانا محمد حسن علی صاحب زاد اکرامہ، سلام مسنون۔

راقم کو آپ جانتے ہیں جبکہ مدرسہ مصباح العلوم میلسی کے اوائل میں راقم کچھ ایام مدرس رہا........ راقم جوزف شیطانی لودھرانوی کا اخی الکبیر (بڑا بھائی) ہے اس کے خلاف راقم نے اشتہار چھپوائے اور ذلیل کیا اب یہ دونوں چھوٹے اخوان شیطان قرن نجد۔ دشمن ہیں اور میری اولاد کو بھی گمراہ کر رہے ہیں اور راقم پر انہوں نے احمد پور (شرقیہ) میں جھوٹے مقدمات دائر کئے ہیں اور سب مجھے اور میرے دوسرے بچوں کو تنگ کر رہے ہیں راقم عند الملاقات ریکارڈ پیش کر سکتا ہے۔ بہر حال جوزف شیطانی کی سیف شیطانی بھی جناب کے بارے میں لکھی گئی ہے کا رد بھی راقم انشاء اللہ کرے گا۔ بہر حال آپ واپسی جواب سے ضرور نوازیں اور یہ فرمائیں کہ میرے اشتہار جو کہ جوزف کے خلاف ہیں ارسال کردہ آپ کو ملے ہیں کہ نہیں........ والسلام

ابو عمر محمد عیسیٰ

معرفت حاجی اللہ وسایا صاحب کپڑے والے

مسجد نالے والی شہر لودھراں ضلع ملتان

۲۱/۵/۸۶

"حیات مصنف کا اجمالی خاکہ"

از

حضرت علامہ مولانا سردار احمد رضا مشرف القادری مدظلہ العالی

جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ لاہور

مصنف کتاب ھذا ضیغم اہلسنت علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت صاحب تصانیف کثیرہ رئیس التحریر صمصام المناظرین حضرت مولانا محمد حسن علی قادری رضوی چشتی صابری دامت برکاتہم القدسیہ کی علمی تحقیقی مذہبی تبلیغی قلمی تحریری خدمات ناقابل فراموش اور اہلسنت کی تاریخ کا ایک روشن و درخشندہ باب ہیں راقم الحروف نے حضرت ممدوح کی خدمت میں بار بار عرض کیا کہ اپنی حیات مبارکہ کے کچھ واقعات بتا دیجئے تاکہ راقم ایک جامع و مفصل سوانح حیات مرتب کر سکے تو ہر بار یہی جواب ملا، ارے میں کیا ہوں؟ ابھی تو ہمارے بڑے بڑوں کی سوانح حیات مرتب نہ ہو سکی، پھر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت ﷫ کے مندرجہ ذیل اشعار ارشاد فرمائے

اک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی　　مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

بے نشانوں کا نشان مٹتا نہیں　　مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے　　دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

راقم الحروف کے اصرار پر اپنی حیات مبارکہ کے چند دلنشین واقعات ارشاد فرمائے اور کچھ راقم نے مختلف کتب و رسائل سے اخذ کئے جو موقر قارئین کرام کی خدمت میں حاضر ہیں

ولادت:۔

قیام پاکستان اور تقسیم ہند سے کچھ پیشتر شہر ہانسی شریف ضلع حصار انبالہ ڈویژن ہریانہ میں جو دہلی سے ۸۰ میل جانب مغرب میں روہتک سے کچھ آگے ہے میں مولانا محمد بشیر احمد قادری رضوی مصطفوی بن شیخ محمد کریم الدین کے گھر ہوئی، یہاں تاراگڑھ اجمیر مقدس کے بعد

پرتھوی راج کا دوسرا بڑا قلعہ تھا جسے سلطان اسلام شہاب الدین غوری نے فتح کیا تھا، یہ شہر اولیا اللہ بزرگان دین کا مرکز و مسکن رہا ہے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر یہاں بارہ سال اور ایک روایت کے مطابق اٹھارہ سال رونق افروز رہے اور یہاں آپکے محبوب ترین خلیفہ اعظم مجاز مہر ولایت نبیرۂ امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت بوعلی شاہ قلندری پانی پتی کے بہنوئی امام العارفین قطب الواصلین حضرت خواجہ قطب جمال الدین احمد ہانسوی کا مزار پُر انوار ہے جو زبردست عالم وفاضل ادیب وشاعر تھے اور بیان وکلام کا جادو جگاتے تھے۔ حضرت ممدوح کے خاندان کے افراد مصلب سنی مسلمان تھے گھر میں میلاد وگیارہویں شریف کی تقاریب اہتمام سے ہوتی تھیں یہی وجہ تھی کہ حضرت ممدوح ایام طفولیت ہی سے انکے مزار پر انوار پر قلعہ کہنہ ہانسی پر واقع حضرت میراں صاحب نعمت اللہ ولی شہید اور عقب قلعہ حضرت سلطان شہید اور شہر میں مختلف مقامات پر حضرات اولیا کرام اور شہداء عظام کے مزارات طیبہ پر اکثر حاضری دیا کرتے تھے اب آپکے آباء واجداد روہتک دہلی روڈ کی وسط میں شہر ساپلہ سکونت پذیر رہے پھر ضلع روہتک میں مہم شریف اور انبالہ چھاؤنی کو مسکن بنایا انبالہ چھاؤنی میں ریلوے اسٹیشن سے بالمقابل شیشوں والی حویلی کے نام سے آپ کا جدی مکان آج بھی موجود ہے پر دادا کا انتقال اس وقت ہوا جبکہ آپ کے جدامجد بہت تھوڑی عمر میں تھے لہذا آپ کے دادا کی پرورش اپنے نانا کے گھر شہر ہانسی شریف میں ہوئی اور یہیں سے خاندانی سلسلہ آگے بڑھا،

تعلیم وتربیت:۔

آپ نے ۱۹۴۵ میں شہر ہانسی کے اسلامیہ پرائمری اسکول میں داخلہ لیا اور ۱۹۴۷ میں قیام پاکستان کے بعد مہاجر ہوکر والدین کیساتھ پاکپتن شریف بہاولپور ریلوے لائن پر واقع ضلع ملتان کے اہم شہر میلسی میں قیام پذیر ہوئے اور مڈل تک تعلیم میلسی ہی میں حاصل کی اس زمانے کے مڈل آج کی ایف اے کے برابر ہوتی تھی اور تحصیل علوم دینیہ وعربیہ جامعہ غوثیہ نعیمیہ گجرات حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اور ۱۹۵۸ء میں آپ نے جب

نائب اعلیٰ حضرت مظہر صدر الشریعہ محدث اعظم پاکستان امام اہلسنّت علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قادری رضوی قدس سرہ صدر المدرسین وشیخ الحدیث دارالعلوم بریلی شریف کے علوم ومعارف کے دریا بہتے دیکھے اور آپ نے ہر باطل فرقے کا ردو ابطال کیا ہر طرف انکا چرچہ وشہرہ ہوا تو آپ نے یادگار رضا پاکستان مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور (فیصل آباد) میں حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ سے طویل خط وکتابت کی انکے خطوط میں غضب کی جاذبیت وکشش اور ایک خاص روحانیت کارفرما تھی انکے قلمی وتحریری ارشادات دل کی گہرائیوں میں اترتے چلے گئے اور آپ تحصیل علم کے لیے مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام حاضر ہوگئے اور متعدد مدرسین جامعہ رضویہ سے ابتدائی ومتوسط کتب پڑھیں اس دوران بھی وقت ملتے پر حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے دورۂ حدیث میں شامل رہتے اور دل کی گہرائیوں میں اترنے والے آپکے ارشادات وفرمودات اور احادیث مبارکہ پر آپکا محققانہ ومحدثانہ تبصرہ و توضیح بغور سنتے علوم دینیہ کے حصول کے بعد محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ سے حدیث شریف کی کتب پڑھیں اور اسناد حاصل کیں یہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کا کمال تھا یا کرامت کہ چھ چھ گھنٹے سات سات گھنٹے بیٹھ کر جم کر پڑھاتے کسی صورت میں دورۂ حدیث کے اسباق کا ناغہ نہ کرتے جب بہت ہی زیادہ دینی ضرورت کے پیش نظر باہر تبلیغی دورے پر جانا پڑتا تو پھر واپسی پر رات کو دورۂ حدیث شریف کے اسباق پڑھاتے اور اکثر رات کو ایک ایک بجے تک پڑھاتے رہتے وہ حدیث شریف کی کوئی ایک کتاب یا ایک کتاب کے بعض اسباق پڑھانے والے محدث یا شیخ الحدیث نہیں تھے بلکہ بتمام وکمال بالاستعاب دورۂ حدیث شریف کی جملہ کتب حرفاً حرفاً پڑھاتے عبارات کی تصیح فرماتے اور علوم معارف کے دریا بہاتے اور طلباء کے سوالات اور مخالفین کے اعتراضات کے محققانہ جوابات ارشاد فرماتے کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑتے دن رات طلباء کے کمروں میں جاکر خود نگرانی فرماتے خلوص وایثار کیساتھ بے لوث خدمت و تبلیغ سنیت اور اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تاکید فرماتے محدث اعظم پاکستان علیہ

الرحمہ کے ایسے روح پرور شب و روز کے مشاہدات نے حضرت ممدوح کے افکار پر گہرے مسلکی روحانی اثرات مرتب کیے اور آج اصاغر کا ذکر نہیں بلکہ اکابرین کرام بھی حضرت ممدوح کو علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت' پاسبان مسلک رضا' محافظ و جانثار مسلک اعلیٰ حضرت ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت قاطع بدمذہبیت' مجاہد اہلسنت' ضیغم اہلسنت صاحب تصانیف کثیرہ رئیس التحریر کے القابات سے یاد کرتے ہیں یہ سب امام اہلسنت حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کی قادر نظر فیض اثر کا کرشمہ و کرامت ہے۔

یا الٰہی نامیوں کے نام سے منسوب رکھ　　　دائما بجتا رہے ڈنکا رضا کے واسطے

خطابت و امامت

زمانہ طالب علمی میں جودی رضوی مسجد فیصل آباد اور اس کے بعد جامع مسجد فریدیہ بلدیہ میلسی ملتان ڈویژن' میں علم و فضل کے دریا بہا رہے ہیں اور خوب جم کر مذاہب باطلہ کی سرکوبی فرمارہے اور ترویج و اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت امام اہلسنت ؒ میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

تصانیف جلیلہ

یوں تو حضرت ممدوح میں اللہ پاک کے فضل و کرم سے اور اس کے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ و السلام کے صدقہ سے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت ؒ کی نظر عنایت سے بہت سے اوصاف جمیلہ پائے جاتے ہیں لیکن حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کی نظر فیض اثر سے انکی تعلیم و تربیت کی وجہ سے آپ پر تصنیف و تالیف و مناظرہ و ابطال مذاہب باطلہ کے علاوہ بالخصوص اعلیٰ حضرت عظیم البرکت ؒ کی شخصیت مطہرہ پر خطابت کا رنگ اغلب نظر آتا ہے یہ انہیں سرکاروں سے غایت درجہ محبت کا نتیجہ ہے آپ نے سلسلۂ تصنیف و تالیف اپنے شیخ طریقت حضرت محدث اعظم پاکستان ؒ کی حیات مبارکہ سے ہی شروع فرما دی تھی اور یہ آپکی کم عمری کا زمانہ تھا۔ مضامین میں اسکی ابتدا ماہنامہ ماہ طیبہ سیالکوٹ سے ہوئی اور کتب میں آپ کی سب سے پہلی تصنیف لطیف " نور مجسم یا بشر "مسلکم" ہے۔ جو ایوان دیوبندیت پر

رضوی میزائل ثابت ہوئی جس نے بڑے بڑے نجدی دیوبندی کلغیاں رکھنے والے نام نہاد علماء کو حِجَارَۃٍ مِنْ سَجِیْلٍ اور کَعَصْفٍ مَاْکُوْلٍ کا مزہ چکھا دیا۔ بدمذہبیت بالخصوص نجدیت و دیوبندیت کے طول' عرض' عمق سے حضرت ممدوح بخوبی واقف ہیں یہی وجہ ہے کہ آپکے تحریر کردہ کتب و رسائل بدمذہبیت پر اور مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ و دفاع میں ناقابل تردید و ناقابل فراموش دستاویز و ریکارڈ کی صورت میں بفضلہٖ تعالیٰ تا قیام قیامت لاجواب رہیں گے۔ مذہب مہذب مذہب حق اہلسنّت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت کی تائید وحمایت میں اور ابطال باطل میں ہزاروں اہم مضامین لکھے جو ناقابل فراموش یادگار تاریخی سرمایہ ہے مخالفین اہلسنّت کے چوٹی کے مشہور وممتاز مناظرین و اہل قلم کی عنق پر آپکا تحفظ شان رسالت میں بے دریغ چلنے والا قلم شمشیر برہنہ نظر آتا ہے آپکی تصانیف کی کل مجموعی تعداد آٹھ سو پچاس سے متجاوز ہے جو کتابیں زیور طباعت سے آراستہ ہیں انکی مجموعی تعداد ایک سو کے لگ بھگ ہے۔ جن میں مشہور اور تکرار سے چھپنے والی کتب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ نور مجسم یا بشر مثلکم
۲۔ آئینہ حق و باطل
۳۔ تنبیہ الجہال
۴۔ اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ
۵۔ انوار حق بجواب اظہار حق
۶۔ سیف الجبار علیٰ متن الافتخار
۷۔ برق آسمانی بر فتنہ شیطانی
۸۔ برہان صداقت برد نجدی بطالت
۹۔ قہر خداوندی بر دھاکہ دیوبندی
۱۰۔ جرم وسزا

۱۱۔ تذکرۂ محدث اعظم پاکستان

۱۲۔ دیوبندی شاطر اپنے منہ کافر

۱۳۔ اظہار حقیقت

۱۴۔ ضرب کبیر

۱۵۔ قرآن اور دیوبندی مولویوں کا ایمان

۱۶۔ آئینۂ صداقت اہلسنت

۱۷۔ اثبات مزارات

۱۸۔ تحقیقی تعاقب (الجوابات الرضویہ فی السوالات نجدیہ)

۱۹۔ مجدد اعظم اصطلاح مسلک اعلی حضرت

۲۰۔ وصایا شریف پر اعتراضات کے جوابات

۲۱ جواب خواب التحریر فی التعبیر

۲۲۔ اہلسنت کی یلغار بجواب اہل حدیث کی پکار

۲۳۔ عجائب انکشاف

۲۴۔ محاسبۂ دیوبندیت جلد اول

۲۵۔ محاسبۂ دیوبندیت بجواب مطالعہ بریلویت جلد دوم

۲۶۔ آئینۂ شفاف محدث اعظم پاکستان

۲۷۔ امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کا عالمگیر علمی روحانی فیضان

۲۸۔ مناظرہ بریلی نصرت خداداد معہ تقدیم رضوی

۲۹۔ کونڈوں کی فضیلت معہ فتاویٰ اکابر اہلسنت

۳۰۔ محاکمہ کا محاسبہ رد طاہر القادری

۳۱۔ بیس تراویح چیلنج پر چیلنج

۳۲۔ لاؤڈ اسپیکر پر نماز معہ تحقیقات اکابر اہلسنت

۳۳۔ تقدیم رضوی بر قول فیصل

۳۴۔ آئینۂ نجد و دیوبند

۳۵۔ ایک غلط فہمی کا ازالہ

۳۶۔ تین اعتقادی رشتے بجواب تین خونی رشتے

۳۷۔ مناقب مجدد اعظم

۳۸۔ گستاخوں سے اتحاد و اشتراک

۳۹۔ دیوبندی مولویوں کے عقائد باطلہ کی ننگی تصویر

۴۰۔ الفتنۃ الکبریٰ کی تقدیم لاجواب

علاوہ ازیں ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ ہفت روزہ پندرہ روزہ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ، ماہنامہ رضوان حزب الاحناف لاہور، ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف، ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف، ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف، ماہنامہ دامن مصطفےٰ بریلی شریف، ماہنامہ فیض الرسول براؤن شریف انڈیا، ماہنامہ اشرفیہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی، ماہنامہ جام نور کلکتہ، ماہنامہ سنی آواز ناگپور مہاراشٹر، ماہنامہ نور ظہور قصور، ماہنامہ السعید ملتان، ماہنامہ القدیر ساہیوال، ماہنامہ فیض عالم بہاولپور، روزنامہ سعادت فیصل آباد، روزنامہ انجام کراچی روزنامہ جنگ لاہور کراچی، روزنامہ مشرق لاہور، روزنامہ لاہور ملتان، ہفت روزہ الہام بہاولپور، روزنامہ آفتاب ملتان، روزنامہ سنگ میل ملتان، ماہنامہ النظامیہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، ہفت روزہ ضرب اسلام کراچی، ماہنامہ القول السدید لاہور، رفیق علم دارلعلوم امجدیہ کراچی، علاوہ ازیں بے شمار دینی، مسلکی رسائل اور جرائد میں بکثرت مضامین لکھے اور علمائے اہلسنت کی دینی مذہبی سیاسی خدمات کو متعارف کرایا جو بلاشبہ یادگار علمی تحقیقی تاریخی سرمایہ ہیں آج کل محاسبۂ دیوبندیت جلد سوم اور سیرت صدر الشریعۃ زیر قلم ہیں، اگر ان ہزاروں صفحات پر

پھیلے ہوئے مضامین کو باب بندی کے بعد یکجا کر کے کتابی شکل دی جائے تو بلاشبہ کئی ضخیم جلدوں پر محیط ہونگے۔

دینی مذہبی مسلکی جرائد کی ادارت

مولانا مختار احمد نعیمی کیساتھ ملکر حضرت ممدوح نے ماہنامہ آستانہ فیض عالم، لاہور داتا دربار و گجرات جاری کیا، پھر محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے خلف اکبر حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی کے حکم پر جامعہ رضویہ منظور اسلام فیصل آباد کے ہفتہ وار ترجمان محبوب حق میں، نائب مدیر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں، پھر مسلک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی ترویج و اشاعت کے لئے میلسی سے سہ ماہی مجلہ "نور بصیرت" کا اجراء فرمایا

مختلف النوع دینی خدمات

میلسی شہر میں سنیت ورضویت کی تبلیغ واشاعت کے لئے حضرت ممدوح نے سب سے پہلے انجمن خدام الاولیاء قائم فرمائی جس نے ضلع ملتان میں علماء اہلسنت کی تصانیف کو عام کرنے کے لئے انتھک کوشش کیں اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت کے مسلک کی تبلیغ واشاعت میں ایک اہم مقام حاصل کیا متعدد جلسے کرائے جن میں بار ہا مولانا غلام محمد بشیر احمد رضوی ساہیوال اور مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم کو مدعو کیا ماہانہ گیارھویں شریف کا اہتمام کیا بعدازاں حاجی محمد سلیمان اور مولانا ابو الفضل عبد الجبار صاحب کے تعاون سے تحصیل بازار میلسی میں ایک کرائے کے چوبارہ میں جامعہ رضویہ سراج العلوم قائم فرمایا لیکن کچھ عرصہ کے بعد امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قادری رضوی چشتی علیہ الرحمہ نے حضرت ممدوح کو ایک خط تحریر فرمایا کہ جامعہ رضویہ سراج العلوم کے نام سے ہمارا مدرسہ گوجرانوالہ میں ہے آپ اپنے مدرسہ کا نام تبدیل فرما کر مدرسہ حنفیہ رضویہ مصباح العلوم رکھیں چنانچہ حضرت ممدوح نے مدرسے کا نام تبدیل فرما کر مدرسہ حنفیہ رضویہ مصباح العلوم رکھ دیا اور ساتھ ہی انجمن خدام الاولیاء کا نام تبدیل فرما کر لائل پور کی انجمن فدایان رسول پر انجمن فدایان

رسول رکھ دیا' پھر احباب اہلسنت حاجی سلیمان صاحب وغیرہ نے آپ کو مدرس لانے کے لے فیصل آباد بھیجنا چاہا لیکن قریب ہونے کی وجہ سے آپ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی خدمت میں ملتان گئے اور مدرسہ انوارالعلوم کے فاضل مولانا سید کاظم القادری کو اپنے ہمراہ لائے علاوہ ازیں محدث پاکستان کی یادگار میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کے لیے میلسی میں مدرسہ حنفیہ غوثیہ انوار رضا قائم فرمایا جس نے کافی عرصہ دینی مسلکی تبلیغی خدمات سرانجام دیں' انجمن خدام رضا اہلسنت، بزم انوار رضا اہلسنت جیسے اہم اداروں کی کارکردگی میں آپ کی سرپرستی قابل تحسین ہے۔ شہر میلسی میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام اہلسنت کا عرس یوم رضا سب سے پہلے آپ ہی نے شروع فرمایا' آجکل وسیع اراضی پر سنی رضوی جامع مسجد اور مدرسہ کی تعمیر و ترقی میں مصروف ہیں۔

مناظرے و مباحثے

حضرت ممدوح نے دینی مسلکی جذبے اور ولولے کے تحت متعدد مناظروں اور کامیاب مباحثوں میں شرکت فرمائی فتح پور میلسی میں مولوی عبدالشکور دین پوری دیوبندی اور مسجد مائی والی میلسی میں مولوی سلطان محمود مظفر گڑھی سے کامیاب مباحثے فرمائے موضع پیر شاہ میلسی کرم پور میں مولانا غلام مہر علی گولڑوی چشتیاں شریف اور صدر تنظیم اہلسنت مولوی دوست محمد قریشی کے درمیان نوک جھونک ہوئی اور مولوی دوست محمد قریشی نے مناظرہ کا چیلنج دیا تو میلسی سے حضرت ممدوح نے مولوی دوست محمد کو جوابی چیلنج دیا اور دس اہم سوالات پر مشتمل ایک اشتہار شائع کیا جس سے مولوی دوست محمد لاجواب ہوگیا۔ آپ نے شورش کاشمیری ضیاء القاسمی فیصل آبادی اور غلام راولپنڈی دیوبندی مولویوں کے چھوٹے موٹے کتابچوں اور پمفلٹوں کے جوابات کی صورت میں چیلنج کیا لیکن وہ قبول کرنے سے عاجز رہے پاکستان کے دیوبندی مناظرین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کے ذمہ آپ کا تحریری تصنیفی مناظرانہ اور مختلف النوع سوالات کا قرض نہ ہو رسائل و جرائد کے فائل گواہ ہیں کہ مخالفین اہلسنت میں سے جس کسی نے بھی مذہب

اہلسنّت و مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف زہر اگلا تو آپ نے حاسدین او معاندین کو مدلل و مسکت دندان شکن جواب دیا علاوہ ازیں بہت سے تحریری مناظروں میں شرکت فرمائی اور مخالفین اہلسنّت کے مناظرین کو شکست فاش دی۔ اہلسنت و جماعت کے لیئے آپکی تحریری تصنیفی خدمات قابل فخر و باعث صد شکر ہیں۔

فتاوٰی اکابر اہلسنّت ایک تاریخی ریکارڈ

حضرت ممدوح مدظلہ العالی کے پاس اکابر اہلسنت مشائخ طریقت کی نایاب کتب اور برصغیر پاک و ہند کے اکثر مناظروں کی روئیداد کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے اور مختلف ادوار میں علماء اہلسنّت میں جن بعض مسائل پر علمی تحقیقی اختلاف ہوتا رہا ان سب کا فیصلہ کن جواب آپ نے حضور سیدی مرشدی مفتی اعظم علامہ الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خان بریلوی' مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا خان جیلانی میاں' محدث اعظم ہند علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی' حضرت علامہ ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین بہاری' محدث پاکستان ابو الفضل مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی امام العلماء حضرت علامہ قاری سید محمد خلیل الکاظمی محدث امروہوی' مفتی پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی' علامہ مفتی مظہر اللہ دہلوی' حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی' مولانا عبد الحامد بدایونی' شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی' فقیہ کبیر علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی' مفتی محمد عمر نعیمی' مفتی محمد رفاقت حسین کانپوری' علامہ عبد المصطفےٰ الازہری' علامہ مفتی تقدس علی خان صاحب قدست اسرارہم سے حاصل کیئے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف نئے نئے ماڈرن محققین کی راہیں مسدود فرمائیں اکابر اہلسنّت کے یہ فیصلہ کن نورانی فتاوٰی اہم علمی ذخیرہ ہیں اکابر اہلسنّت آپ پر بہت کرم و شفقت فرماتے تھے۔ آپ فتاوٰی کے اس علمی ذخیرہ کو فتاوٰی اکابر اہلسنّت کے نام سے شائع فرمانا چاہتے ہیں آپ نے تذکرہ محدث اعظم پاکستان کے لیے ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل مواد جمع کیا ہے جو اس موضوع پر لاجواب و بے مثال مجموعہ ہے۔

شرف بیعت، اجازت و خلافت

حضرت ممدوح مدظلہ العالی کو شرف بیعت محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قادری رضوی چشتی سے حاصل ہے اور پھر آپکی خدمات دینیہ اور مذہبی جذبہ کو دیکھ کی محدث اعظم پاکستان نے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ چشتیہ صابریہ میں اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اور ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۶۲ء بروز دوشنبہ کو مولانا معین الدین صاحب شافی سے اجازت و خلافت نامہ لکھوا کر اپنی مہر اور دستخطوں سے ارسال فرمایا، شہزادہ اعلیٰ حضرت مخدوم اہلسنت مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا خان صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف آپ پر بہت ہی کرم فرماتے تھے حضرت مفتی اعظم ہند نے بھی مولانا موصوف کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں اجازت و خلافت عطا فرمائی اور ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ کو مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی رضوی سے نہایت خوشخط اجازت نامہ لکھوا کر اپنی مبارک مہر اور دستخطوں سے ارسال فرمایا اسی طرح خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین بہاری اور نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی رحمۃ اللہ علیہما نے بھی اپنی اپنی اجازتوں سے سرفراز فرمائیں بارگاہ اعلیٰ حضرت کے نعت گو شاعر حضرت سید محترم مخدوم اہلسنت سید ایوب علی رضوی بریلوی علیہ الرحمہ نے آپکے شجرہ کے لیے یہ شعر تحریر فرما کر شامل شجرہ فرمایا

بارش انوار رضا ہو رضویوں پر تا ابد — مرشدی سردار احمد رضا کے واسطے
جذبہ تبلیغ دیں دے حسن رضوی کے طفیل — دائما بجتا رہے ڈنکا رضا کے واسطے

ذریۃ اولاد و اخلاف

راقم الحروف سردار احمد رضا مصطفوی رضوی، مولانا انوار احمد رضا مصطفوی رضوی دلدار احمد رضا برہانی رضوی، افتخار احمد رضا قادری، حامد رضا قادری، مصطفےٰ رضا قادری، دیدار احمد رضا قادری قارئین کرام ہم سب کے لیے خدمت دین و خدمت مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی دعا فرمائیں۔

(ماخوذ کتاب مفتی اعظم اور انکے خلفاء جلد اوّل ۲۳۳ تا ۲۳۴ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۳)

(مقالہ محمد غلام مصطفےٰ نجمی نامہ نگار امروز ملتان مشرق لاہور کتاب برہان صداقت پہلا ایڈیشن ۱۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر شریعت، حکیم الاُمّت، علامہ الحاج ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی صاحب مدظلہ العالی

امیرِ جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان

خطیب مرکزی جامع مسجد زینۃ المساجد گوجرانوالہ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم امّا بعد!

عصر حاضر میں مخالفین اہل سنّت، مذہب حق مذہب اہل سُنّت، مسلک حق، مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف اپنی مختلف کتب ورسائل میں جارحانہ الزام تراشیاں کررہے ہیں اور شرمناک مغالطوں سے بھرپور کتب ورسائل شائع کررہے ہیں......... بفضلہٖ تعالیٰ ضیغم اہل سُنّت، قاطع بدمذہبیت، سرشکن دیوبندیت، حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی صاحب نے اپنی کثیر تصانیف میں مخالفین کی خیانتوں کا مدلل ومحقق، علمی تحقیقی تعاقب فرمایا ہے .... زیر نظر کتاب "برق آسمانی بر فتنہ شیطانی" جو جواب ہے نام نہاد "سیف رحمانی" کا جسے مخالفین کے نام نہاد مناظر یوسف رحمانی کے نام سے شائع کیا گیا تھا، درحقیقت دیوبندی مولوی غلام خان راولپنڈی اور دیوبندی مولوی محمد شریف شیخ الحدیث خیر المدارس ملتان کی کاوشوں کا نتیجہ تھی......... مولانا موصوف نے نام نہاد "سیف رحمانی" کا حرفاً حرفاً دلائل وشواہد سے بھرپور جواب دے کر ان کا ناطقہ بند کردیا......... درحقیقت یہ حضور اعلیٰ حضرت، مجدّد دین وملّت، اور سیدی آقائے نعمت، محدث اعظم پاکستان قدس سرہما کی کامل نظر کا فیض ہے.........

مولیٰ تعالیٰ جل شانہٗ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ میں ضیغم اہل سنّت، مصنّف "برق آسمانی بر فتنہ شیطانی" کو اجر عظیم، جزاء جمیل سے سرفراز فرمائے، آمین

برادران اہل سُنّت، وقت کی نزاکت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، سُنّی لٹریچر کی تبلیغ واشاعت میں زیادہ سے زیادہ معاونت فرما کر اپنے عقیدہ ومسلک کے تحفظ ودفاع میں اپنی دینی ذمہ داریوں کو کماحقہٗ پورا کریں، آمین

(فقیر ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ جلیل

علامہ مفتی محمد عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی مدظلہ العالی

☆ ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ☆ صدر تنظیم المدارس اہل سُنّت پاکستان

عصرِ حاضر میں سوادِ اعظم اہل سُنّت و جماعت اور مسلکِ مجدّدِ اعظم، سرکار اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف مخالفین اپنی مختلف کتب میں حقائق وشواہد کا چہرہ مسخ کرکے جارحانہ الزام تراشیاں کررہے ہیں.......... ہردن ایک نئی تحریرنئی کتاب منظرعام پر آتی ہے جو اُمتِ مسلمہ، عوام اہل سُنّت میں شدید اختلاف کا باعث بنتی ہے.......... الحمدللہ! ہم اہل سُنّت و جماعت (بریلوی) کی ہر دور میں یہ کوشش اور کاوش رہی ہے کہ اُمّتِ مسلمہ کو انتشار کی بجائے ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے اور انہیں صحیح معنوں میں تاریخی مستند و معتبر حقائق وشواہد کی روشنی میں اصل حقیقت حال سے آگاہ کیا جائے.......... ماشاء اللہ اس سلسلہ میں کشاف الحقائق، قاطع بدمذہبیت، مولانا محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی دامت برکاتہم العالیہ نے زیرنظر تصنیف لطیف ''برق آسمانی'' میں احقاق حق اور ابطال باطل کا مظاہرہ فرمایا ہے اور مخالفین اہل سُنّت کا علمی تحقیقی تعاقب فرمایا.......... ان ناقابل تردید دستاویز کا ہرسُنّی مُسلمان کے پاس ہونا ضروری ہے تاکہ اپنے عقیدہ ومسلک کا بروقت تحفظ ودفاع کیا جاسکے، اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے اس کاوش کو قبول فرمائے آمین۔

محمد عبدالقیوم ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۴ ہجری قدسی/۲۲ مارچ ۲۰۰۳ء

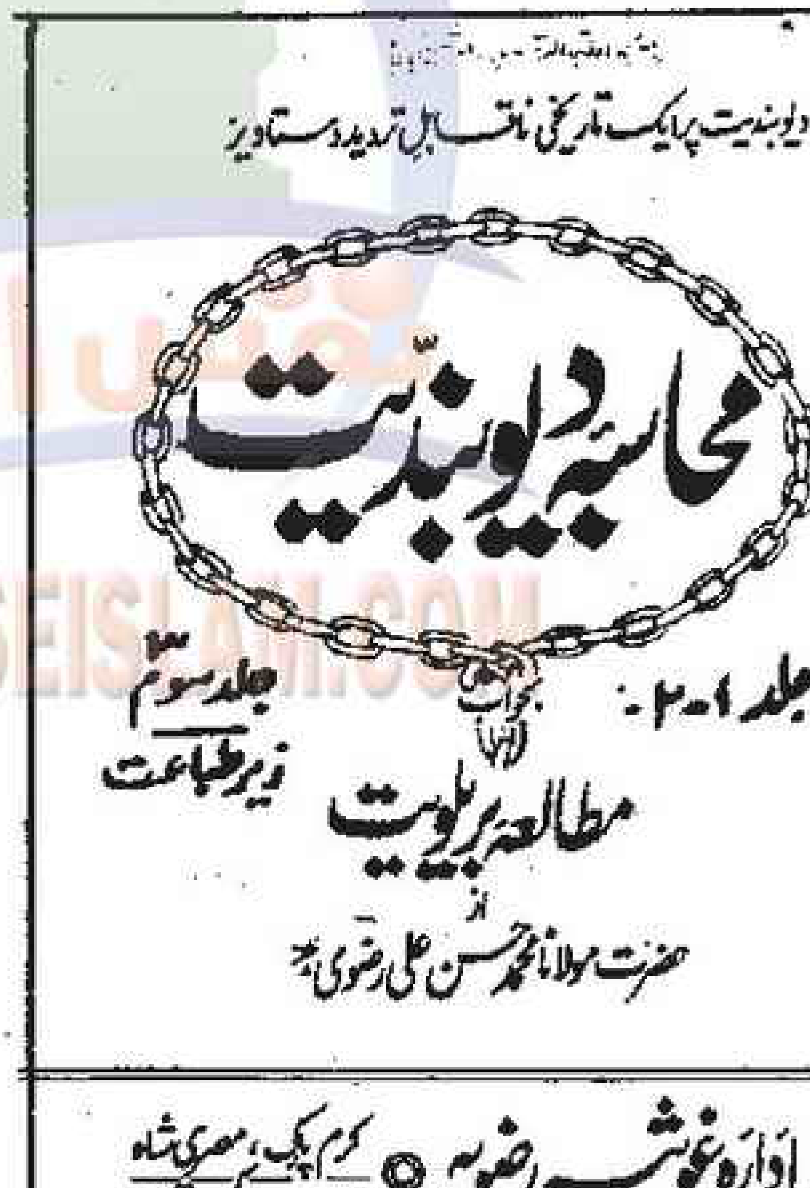
جاسکتا ہے، اس لیے زیرِ نظر کتاب عوام وخواص دونوں کے لیے یکساں یکساں طور پر مفید ہے۔

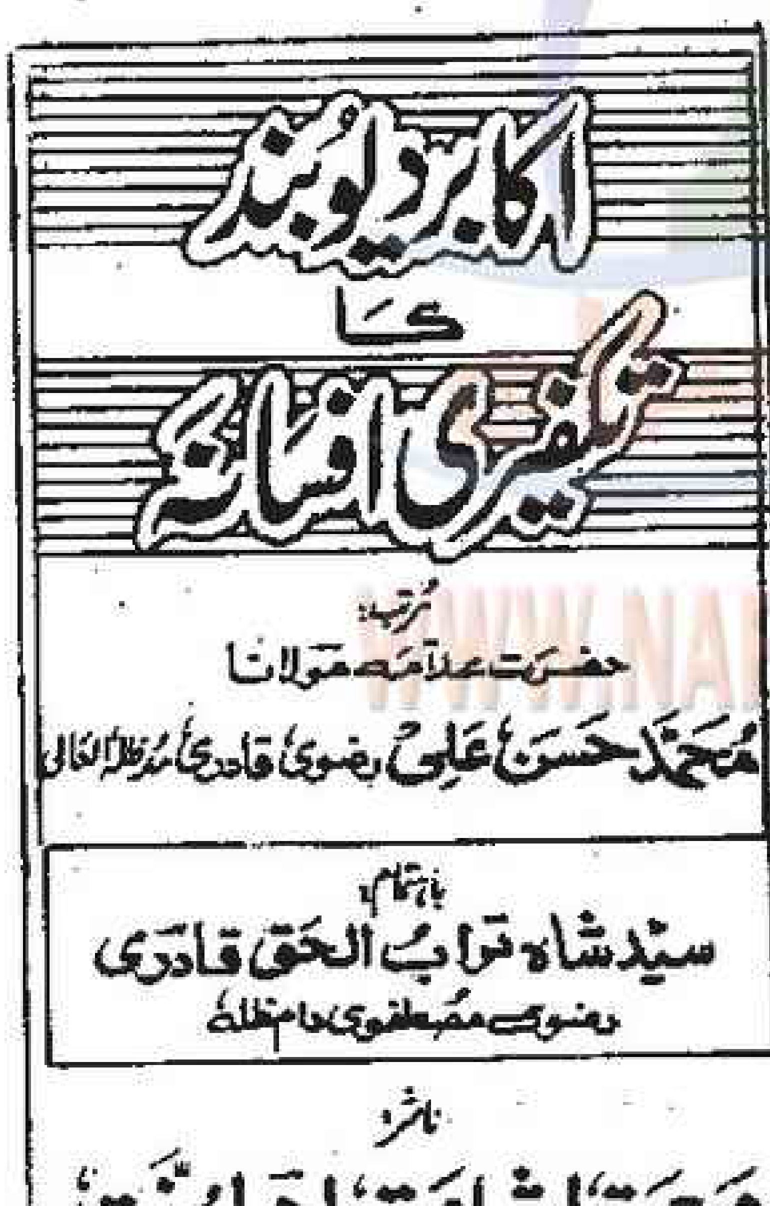
فاضل مصنف ضیغم اہلِ سنت، زینت علم وقلم، مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی مدظلہٗ اس لیے قابلِ تحسین ہیں کہ انہوں نے علماء اہلِ سنت کی طرف سے مدافعت کا حق ادا کردیا ہے جو اُن کے لیے زادِ آخرت کا حصہ وافر ہے.......... خداوند قدیر جل شانہٗ شرف قبولیت سے نوازے اور اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے.......... آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

مشتاق احمد نظامی

ایڈیٹر ماہنامہ "پاسبان" الہ آباد ومہتمم دار العلوم غریب نواز، الہ آباد، انڈیا

۱۰ شوال المکرم سنہ ۱۴۰۱ ہجری قدسی





مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی) پر بطور پیش لفظ یا مقدمہ وغیرہ کچھ لکھنے کی خواہش ظاہر کی

...... میں نے وعدہ کے ساتھ کتاب لے لی ....

جستہ جستہ دیکھا........ کتاب '' برق آسمانی'' پسند آئی......... زیرِ مطالعہ کتاب ''برق آسمانی'' میں دیوبندی جارحیت کے مقابل مدافعت کا حق ادا کیا گیا ہے.......... مصنف نے اس کی کوشش کی ہے کہ جذبات کی ہماہمی میں بھی سنجیدگی اور متانت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے اور قلم کی آوارگی جو علماء دیوبند کے حق میں رزرد ہو چکی ہے اُس کی پرچھائیں تک نہ پڑنے پائے......... ''برق آسمانی برفتنہ شیطانی'' ہر چند کہ کتاب کا نام فوق البھڑک ہے اور ذہن یہی ہوتا ہے کہ نئی نئی اصطلاحات سے زبان کی سادگی کو چٹخارہ بنا دیا ہوگا مگر واقع ایسا نہیں ہے.........علماء دیوبند اپنی ہزلیات میں مثال نہیں رکھتے .... دروغ بیانی، الزام تراشی، بہتان بندی، عبارات میں کتر بیونت، اور نوع بنوع علمی خیانتیں، اُن کی فطرت ثانیہ نہیں بلکہ عین فطرت ہیں.......... ایک ایسے خائن اور شاطر حریف کے مقابل، قلم کی آزادی و آوارگی پر پہرہ بٹھانا بجائے خود فاضل مصنف، ضیغم اہل سنت، مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی بریلوی مدظلہٗ کا ایک ایسا کمال ہے، جس کی جس قدر بھی تحسین کی جائے، وہ کم ہے۔

''برق آسمانی برفتنہ شیطانی'' ایک معلوماتی کتاب ہے جس کا صفحہ صفحہ مستند حوالہ جات کی گرفت اور بندشوں میں جکڑا ہوا ہے......... فاضل مصنف نے حوالہ جات کی صورت میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے اور مختصر سے صفحات میں اتنا مفید و کارآمد مواد و میٹریل دے دیا ہے کہ دوسرا کوئی قلمکار اس کی روشنی میں ہزاروں صفحات لکھ سکتا ہے......... بریلی اور دیوبند کے اختلافات سے متعلق جو اربابِ ذوق اپنی معلومات میں توسیع و اضافہ کے خواہش مند ہوں اور ایسے دانشور جو علماء دیوبند کے الزامات کا کھوکھلا پن اور صحت مند جوابات کے متلاشی ہوں، اُن کے لیے ''برق آسمانی برفتنہ شیطانی'' کا مطالعہ تریاق اور آبِ حیات سے کم نہیں......... حوالہ جات کے تتبع و تلاش کے پیش نظر ''برق آسمانی برفتنہ شیطانی'' سے مباحثہ اور مناظرہ میں بھی کام لیا

۸۶/۹۲ھ

تقدیم .... احوال واقعی

از خطیب مشرق، فاضل جلیل، علامہ مشتاق احمد نظامی مدظلہ العالی

ایڈیٹر ماہنامہ ''پاسبان'' الہٰ آباد و مہتمم دارالعلوم غریب نواز، الہٰ آباد، انڈیا

عزیزم (مولانا صاحبزادہ) فصیح الدین نظامی سلمہٗ (مہتمم ومنصرم مکتبہ) نظامی کتابستان میرے استادزادے ہیں، اُن کی خواہشوں اور آرزوؤں کا لحاظ اس رشتے کی بنیاد پر میرے حق میں ایک طبعی تقاضا ہے جس کی تکمیل میں مَیں خود بھی مسرت محسوس کرتا ہوں، ویسے بھی کتابوں کی طباعت واشاعت کا اُنہیں لطیف وپاکیزہ ذوق ہے جسے دیکھ کر مُسرّت محسوس ہوتی ہے .... حُسنِ کتابت، نفیس طباعت، دیدہ زیب سرورق اور اس طرح کے دیگر لوازمات جس سے کتاب اپنی ظاہری زیب وزینت میں پورے مارکیٹ پر بھاری بھرکم ہوجائے، اس کے اہتمام میں کوئی کسر نہیں اٹھار کھتے .... اور کیوں نہ ہو، وہ کسی اجنبی ماحول سے نہیں لائے گئے بلکہ کتابوں اور علم کے شہر میں آنکھ کھولی اور جامع معقول ومنقول، استاذ الاساتذہ، بحرالعلوم، شمس العلماء، حضرت مولانا محمد نظام الدین صاحب قبلہ (تلمیذ ارشد سیدی سندی حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان وسیدی صدرالشریعۃ وحضور مجاہد ملت الہٰ آبادی قدست اسرارہم) کی نگاہ تربیت نے انہیں نوازا، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کتابوں کے ظاہری، باطنی محاسن اُن کی نگاہوں کی گرفت سے آزاد نہیں رہتے .... یہی وجہ ہے کہ اُن کا نظامی کتابستان دیکھتے ہی دیکھتے نہیں بلکہ پلک جھپکتے شہر کی پوری مارکیٹ پر بادل بن کر چھا گیا .... میں اپنی زیر ترتیب کتاب ''تازیانہ جائزہ'' ...... کی تکمیل میں مصروف ہوں، اسی اثنا میں عزیزم مولانا فصیح الدین سلمہٗ آئے اور ''برق آسمانی برفتنۂ شیطانی'' (مصنفۂ ضیغمِ اہل سنت، علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت، زینت علم وقلم،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

پُرانی کُتب کی تجدیدِ اشاعت

(عصری تقاضا ---- مسلکی ضرورت)

بفیضانِ نظر مرشدی ومولائی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
حضرت ابو مُحمّد مُحمّد عبدالرشید قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۷ء-------- ۱۴۲۳ھ/ ۵ ستمبر ۲۰۰۲ء)

"برق آسمانی بر فتنہ شیطانی" پہلے ۱۳۹۶ھ میں منظرِ عام پر آئی ---- مکتبہ فریدیہ، ساہیوال لائقِ صد تحسین ہے کہ جس نے اس کی اشاعت اوّلین کی تھی ---- اور اب یہ اٹھائیس سال بعد، ۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ/ ۲۸ اپریل ۲۰۰۳ء کے دن، امامِ اہلِ سُنّت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدِّدِ دین وملت، الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ العزیز (المتوفی ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ/ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء) کے چوراسی دیں عرس مبارک پر منظرِ عام پر آرہی ہے.......... اس ضمن میں ناشر برادرِ مکرم، محمد سلیم جلالی قادری رضوی صاحب کی کاوشیں لائقِ صد تحسین ہیں جنہوں نے اس سے قبل فاضلِ شہیر علامہ عبدالحکیم خاں اختر نقشبندی مجددی مظہری شاہجہانپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گرانقدر تصنیف: "کلمہ حق" پندرہ سال کے طویل عرصہ کے بعد ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ/ ۱۳ دسمبر ۲۰۰۱ء کو شائع فرمائی..........

"برق آسمانی" نام نہاد "سیف رحمانی" کا ردِ بلیغ ہے۔ اہلِ علم ؟؟ احباب بخوبی جانتے ہیں کہ دروغ

بانی ،الزام تراشی، بہتان طرازی، عبارات میں کتر بیونت اور رنگ برنگی خیانتیں کرنا علماء دیوبند کا معمول ہے اور کئی بار تو یہ لوگ فرضی کتب کے خود ساختہ اقتباسات اور من گھڑت صفحات نمبر تراش کے بھی اپنا من پسند شوق پورا کر لیتے ہیں .... ایسے ہی دیوبندی نجدی علماء کے لیے خُوب کہا گیا ہے --(تغیر بقدر یسیر) ۔

خود بدلتے نہیں ''حوالے'' بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہانِ ''نجد'' بے توفیق

اور ان کے مشہور کانگریسی مولوی، شیخ الاسلام ٹانڈوی صاحب (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) کے متعلق شاعرِ مشرق (۱۸۷۷ء--۱۹۳۸ء) نے بے ساختہ کہا تھا اور خوب کہا تھا ۔

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ

ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

مختصر یہ کہ مُلّانِ دیوبند اپنے نام نہاد علماء کی دریدہ دہنیوں پہ پردہ ڈالنے اور ''تحذیر الناس'' (۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۳ء) ''براہین قاطعہ'' (۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء) مہری دستخطی فتویٰ گنگوہی (ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء طبع میرٹھ) اور ''حفظ الایمان'' (۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء) میں [1] اللہ تبارک تعالیٰ عز و جل و محمد رسول اللہ علیہ التحیۃ والثناء کی شان کے خلاف مذکور ریکتی، چینی، چلاتی گستاخیوں کو چھپانے کے لیے علمائے اہلِ سُنّت و جماعت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم پر کیچڑ اچھالتے ہیں گویا چاند پر تھوکنے کی گھناؤنی کوششیں کرتے ہیں .... مقصود و مطلوب یہی ہوتا ہے کہ محافظینِ عظمتِ الٰہیہ و پاسبانِ ناموسِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء (یعنی علمائے حق رحمہم اللہ تعالیٰ) کی عزت و عظمت و وقار و صولت کو عامۃ المسلمین کی نظروں میں گھٹایا، مٹایا جا سکے تا کہ ان کے چھپتے طواغیت کی گستاخیاں، دریدہ دہنیاں چھپ جائیں .... اسی ناپاک سلسلہ کی ایک غلیظ کڑی ''سیف شیطانی'' تھی جس کی بروقت، بھرپور گرفت، ضیغمِ اہلِ سُنّت، سرشکنِ دیوبندیت، علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے فرمائی۔

(۱) ان چاروں تحریروں کے تحریری پس منظر کو ''کلمہ حق'' (ناشر: بزم رضویہ، لاہور) میں احسن طریقہ سے اجاگر کیا گیا ہے

محترم قارئین! دیوبندی وہابی مصنفین ومولفین وناشرین کی عادت ہے کہ وہ اپنے گھسے پٹے رسالے اور کتابچے دھڑا دھڑ پھیلاتے ہیں یا پھر ان کے بعض ''محققین'' یہی تردید شدہ دیوبندی کتابچے اور رسائل سامنے رکھ کر اپنا ایک نیا کتابچہ تیار کر لیتے ہیں ....

ان حالات میں جبکہ یہ باطل تحریکیں ابھی تک ''مٹی میں مل کر مٹی'' نہیں ہوئیں .... مسعود عالم ندوی کے مطابق کہ ایک دور یہ بھی آیا کہ وہابیہ ہر چلتی پھرتی تحریک کا ضمیمہ بن کر رہ گئے .... اور مولانا حسنین رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۳۱۰ھ -- ۱۴۰۱ھ) نے **لایزالون یخرجون حتیٰ یخرج آخرھم مع المسیح الدجال** (۱) سے استدلال کر کے یہ نکتہ واضح کیا کہ: آخری تحریک دجال کی ہوگی چنانچہ اس وقت یہ دجالی تحریک کا ضمیمہ ہوں گے .... (معناً) (۲) چنانچہ آخری دم تک ان باطل تحاریک کی مذمت ومخالفت میں جمالی وجلالی تصانیف کی کثیر پیمانہ پر اشاعت کی اشد ضرورت ہے .... ان بہت سی اہم تصانیف اکابرین اہل سنت میں ترجمانِ سنّیت، قاطع بدمذہبیت علامہ محمد حسن علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی کتب ''قہر خداوندی'' ''تکفیری افسانے'' ''برہانِ صداقت'' ''آئینہ صداقت اہل سُنت'' ''تحقیقی تعاقب'' ''انوارِ حق'' ''محاسبۂ دیوبندیت'' (جلد اول ودوم) اور کتابِ ہذا ''برقِ آسمانی'' وغیرہم نمایاں مقام رکھتی ہیں۔

قارئین کرام! ہر پانچ دس سالہ وقفے کے بعد، عوام وخواص کی ضرورت کے پیش نظر، جمالی ہوں کہ جلالی اسلوب پہ مبنی، علمی، تحقیقی نوعیت کی ہوں کہ عام فہم، عوامی طرز کی تصانیف، الغرض ہر قسم کی مُستند، معلومات افزاء کتب ورسائل کی تجدید اشاعت ہوتی رہنی چاہیے، اس سے ان کے محفوظ، حقائق تازہ، ریکارڈ درست، تحقیق میں سہولت اور بزرگوں کی علمی خدمات پیش نظر رہنے کے امکانات روشن رہتے ہیں .... اس ضمن میں مختلف دینی مذہبی اداروں، تنظیموں، مکتبوں اور مخیر حضرات کو مل جل کر کوئی جامع، منضبط وموثر پروگرام تیار کر کے خوش اسلوبی سے زیر عمل لانا چاہیے،

(۱) سنن نسائی شریف، مشکوٰۃ شریف باب قتل اہل الردۃ

(۲) ''عالم اسلام کے اسباب زوال'' (مطبوعہ لاہور)

بصورت دیگر وہ یہ حقیقت مدنظر رکھیں کہ۔

فطرت افراد سے اغماض بھی کرلیتی ہے   کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف (۱)

یادرہے کہ رنگ برنگے، فساد مچاتے دیوبندی وہابی کتابچے اور رسائل شور وغل بپا کرتے اگر نمودار ہوں تو پرانی کتب اکابرین اہل سنت موجود ہونے کی صورت میں ان کا فی الفور قلع قمع کرنے اور کماحقہ، ازالہ کرنے میں نہایت آسانی ہو جاتی ہے...... باذوق سُنّی قارئین اور نئے محققین، ان پرانی کتب اہل سُنّت کی مدد سے جلد از جلد جدید رَدّ تیار کرسکتے ہیں.......... اے کاش! اہل بصیرت اس جانب توجہ فرمائیں۔

اثر کرے نہ کرے سُن تو لے مری فریاد   نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور صمیم قلب سے دُعا ہے کہ اپنے حبیب پاک، شاہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس کتاب کو چار دانگ عالم میں مقبولیت بخشے اور اس کے فاضل مصنف، علامہ موصوف مدظلہ العالی کی حیات وخدمات وتصنیفات وتالیفات وعلم وعمل میں بے حد حساب برکات وفیوضات شامل فرمائے اور اس کی مثل ہمیں بھی نصیب فرمائے، آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم الی یوم الدین ۔

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں   شاہ ﷺ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام
بے عذاب و عتاب و حساب وکتاب   تا ابد اہل سُنّت پہ لاکھوں سلام

۲۰ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ/۲۳ اپریل ۲۰۰۳ء   گدائے در اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ
داتا کی نگری، لاہور   محمد رفیق شیخ حنفی قادری رضوی عفی عنہ
ایم اے معاشیات

---

(۱) ''ضرب کلیم'' : ڈاکٹر محمد اقبال (نظم بعنوان: ''دین وتعلیم'')

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ دُنیائے سُنّیت کو عظیم الشان خوشخبری ☆

پاکستان کی شہرہ آفاق شخصیت، رُوح روانِ سُنّیت و رضویت

صمصام المناظرین، ضیغم اہل سُنّت، قاطع بدمذہبیت،

حضرت علاّمہ مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی دامت برکاتہم العالیہ

کی زیر سرپرستی و زیرِ اہتمام

سرزمین میلسی (ضلع وہاڑی) میں یادگارِ رضا، سُنّی رضوی جامع مسجد اور جامع انوار القادریہ کا قیام .... تبلیغ قرآن وسُنّت .... اور ترویج واشاعت مسلکِ امام اہل سنت، اعلیٰحضرت، عظیم البرکت قدس سرہ العزیز کے عظیم الشان پروگرام کے لیے بعونہ تعالیٰ عمل میں لایا گیا ہے.........

وسیع اراضی پر احبابِ اہل سُنّت وجماعت حفظہم اللہ تعالیٰ ونصرہم کے تعاون سے بحمدہ تعالیٰ کام جاری ہے۔

اس خالص دینی، مذہبی، مسلکی پروگرام کی تکمیل کے لیے خطیر رقم کی اشد ضرورت ہے۔

احبابِ اہل سُنّت، جانثارانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت سے تعاونو اعلی البر والتقویٰ کے قرآنی ارشاد کے تحت، تعاون کی پُرزور اپیل کی جاتی ہے کہ نقدی یا تعمیراتی سامان مثلاً سیمنٹ، سریا، اینٹ، روڑی، بجری اور ماربل وغیرہ فراہم کرکے اس کارِ خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔

پتہ ترسیل زر

المعلن: ناظم اعلیٰ واراکین ☆ سُنّی رضوی جامع مسجد ☆ جامعہ انوار القادریہ

علامہ اقبال روڈ ○ میلسی ○ پوسٹ کوڈ نمبر ۶۱۲۰۰ ○ ملتان ڈویژن

یہ رضا کے خنجر کی مار تھی کہ دیو کی گردن اتار لی
جسے دیو کی پوجا کا تھا نشہ وہ خالد کی چیخ و پکار تھی

قصرِ دیوبند میں زلزلہ



صاعقۃ الرضا علیٰ اعداء المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

المعروف

مطالعہ بریلویت کی جھلکیاں
ڈاکٹر خالد محمود اپنے علم و حواس کے آئینے میں

از

خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا
مفتی محمد عبدالوہاب خان قادری رضوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرفِ انتساب

فقیر اپنی اس ناچیز تالیف کو اپنے مرشدِ کریم فقیہ اعظم فرید الدوراں
قطبِ زماں دستگیرِ بیکساں سیدّی وسندی ومرشدی علامہ مولانا آلِ رحمٰن
محمد مصطفیٰ رضا خاں المعروف مفتی اعظمِ ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا
کے نامِ نامی واسمِ گرامی سے منسوب کرتا ہے جن کے فیضانِ کرم نے لاکھوں
بلکہ کروڑوں انسانوں کو قعرِ ضلالت وگمراہی سے نکال کر ہدایت ونجات کی
راہ پر لگادیا اور ساغرِ ایمان وعرفان عطا فرمایا۔

شاہا چہ عجب گر بنوازند گدارا

سگِ بارگاہِ رضا ابو الرضا

محمد عبد الوہّاب خاں القادری الرضوی غفرلہ

اللھم صل وسلم وبارك علی سیدنا ومولٰنا محمد معدن الجود والکرم والہ العظام واصحابہ الکرام اجمعین برحمتك یاارحم الراحمین

شفیع ، مطاع ، نبی کریم
قسیم ، جسیم ، نسیم ، وسیم

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ والہ

ؔ چہ غم دیوار امت را کہ دار چون تو پشتیباں
چہ باک از موج بحر آن را کہ باشد نوح کشتیباں

سبحان اللہ ! کیسے مبارک وہ نفوس ہیں جن کے قلوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے معمور ہیں۔ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر آن ان کی محبت ان کے دلوں میں موجود اور ان کی مدح سرائی اور ثناء خوانی میں فخر محسوس کرتے ہیں، کہتے ہیں:

ؔ قضا حق ہے مگر اس شوق کا اللہ والی ہے
جو ان کی راہ میں جائے وہ جاں اللہ والی ہے

یقیناً یہی لوگ سچے مومن پکے مسلمان ہیں ان لوگوں کی اگر کسی سے محبت ہے تو اللہ کے لئے اور اگر عداوت ہے تو اللہ ہی کے لئے ہے۔ ان کی جدوجہد کا مقصود اللہ عزوجل کی کبریائی اور

محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عصمت کی حفاظت کرنا اور پہرہ دینا ہے اگر کسی نے بھی اللہ اور اسکے رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی شان اقدس کے خلاف کوئی بات کی اسی سے ان کی عداوت ہے۔ معاندین اسلام نے ان حضرات کو "بریلوی" کے نام سے موسوم کیا۔ ان دشمنان دین واعدائے مسلمین کے مذہب نامہذب کی اساس ہی توہین رسالت اور محبوبان اللہ عزوجل کی شان مبارک میں گستاخی ہے جن کو سارے مسلمان، دیوبندی وہابی کے نام سے جانتے ہیں۔ برصغیر (ہندوپاک) میں ان وہابیہ دیابند کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب "تقویت الایمان" میں لکھ دیا ہے کہ:

"یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔"

(تقویت الایمان۔ صفحہ ۲۰۔ مطبوعہ مکتبۃ الاسلام وسن پورہ لاہور)

دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا مولوی اسمٰعیل "چمار" کو مخلوق نہیں سمجھتا؟ چمار مخلوق میں داخل ہے پھر یہ کہدینا کہ معاذاللہ ہزار بار معاذاللہ کہ انبیاء مرسلین بلکہ ملائکہ مقربین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم جو مخلوق میں بڑے (عزت والے) ہیں ان پر چمار کو ترجیح دینا اور چمار سے زیادہ ذلیل بتانا کون سی مسلمانی ہے۔ اللہ عزوجل تو قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤ منین ولکن المنفقین لا یعلمون ○

"یعنی اور عزت تو اللہ اور اسکے رسول اور
مسلمانوں ہی کیلئے ہے مگر منافقین نہیں جانتے۔"

(سورہ منٰفقون، آیت ۸، پارہ ۲۸)

مسلمان غور فرمائیں کہ اللہ عزوجل، رسول اور مسلمان کو عزت والا فرما رہا ہے اور مولوی اس کے خلاف بڑی مخلوق انبیاء مرسلین و ملائکہ مقربین و عباداللہ الصالحین سب کو معاذاللہ چمار سے زیادہ ذلیل کہہ رہا ہے۔ دیوبندیوں کے غوث اعظم، قطب ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی اس کتاب "تقویت الایمان" کے بارے میں لکھتے ہیں:

"کتاب "تقویت الایمان" نہایت عمدہ
کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب
ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور
احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل
کرنا عین اسلام ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ کامل، صفحہ ۴۱)

عزیزان گرامی! مذکورہ عبارات قرآن حکیم اور تقویت الایمان بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ کیا تقویت الایمان، قرآن کریم کا رد بلیغ نہیں؟ معلوم ہوا کہ تقویت الایمان اصل میں "تفویت الایمان" یعنی ایمان کو فوت کرنے والی کتاب ہے جسکو سارے وہابی مقلد جیسے کہ

دیوبندی وغیرہ۔ غیر مقلد اہلحدیث وغیرہ کتاب "تقویت الایمان" کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں۔ یہ کتاب تمام وہابیہ کے مذاہب کی پہچان ہے۔ مولوی عبید اللہ سندھی جو اہلحدیث (غیر مقلد) ہیں لکھتے ہیں:

> "مولانا اسمٰعیل شہید نے اپنی عربی کتاب ردالاشراک کا ترجمہ "تقویت الایمان" کے نام سے کیا۔ یہ کتاب اگر پانچ سو برس پہلے لکھی جاتی تو ہندوستانی مسلمان دنیا کے مسلمانوں سے بہت آگے بڑھ جاتا۔"
>
> (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک، ص ۹۸)

جب محبوبان اللہ عزوجل کی شان میں گستاخی اور اللہ سبوح و قدوس پر امکان کذب کے فتنے برپا ہوئے تو اللہ عزوجل نے ان تمام فرقہائے باطلہ کی سرکوبی کے لئے امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرزمین بریلی شریف میں پیدا فرمایا جس نے مسلمانوں کو اخوت و محبت کا جام پلایا اور اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام محبوبان اللہ عزوجل کی عظمت کا ڈنکا بجایا اور گمراہ گروں کے مکروفریب سے مسلمانوں کو آگاہ فرمایا ان کے مکائد اور منافقانہ افکار سے نقاب اٹھایا اور حضور اکرم سیدعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کو تمام لوگوں خواہ ماں باپ ہوں یا اولاد و اصحاب بلکہ اپنی جان سے زیادہ محبت کا درس دیا اور جان کو ان پر قربان کرنے کی دلوں میں

آرزو پیدا کی، فرماتے ہیں:

ؔ کروں تیرے نام پر جان فدا نہ بس ایک جان دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

غور فرمائیے! جس کے قلب میں اللہ عزوجل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتنی عظیم محبت ہو اس کے عشق کا عالم کیا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ مخالفین کو بھی آپ کے عشق کی داد دینا پڑی۔

جس کی محبت کا یہ عالم ہو وہ بھلا اپنے محبوب کی شان اقدس میں گستاخی تو کیا استخفاف بھی گوارا نہیں کرسکتا۔ وہ اللہ سبوح وقدوس کی ذات پاک پر امکان کذب کا گھناؤنا حملہ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہانت کیسے گوارا کرسکتا ہے۔ وہ ان گستاخان زماں کی سرکوبی کے لئے ہمہ وقت تیار ہے۔ اس کا گفتار و کردار دشمنان دین، گستاخان سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سروں پر بجلی بن کر گرتا رہا۔ کما قال:

ؔ کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعدا سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

وہ اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ اللہ سبوح وقدوس کی کبریائی اور اسکے پیارے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مصطفائی کے گرد پہرہ دیتا رہا اور مسلمانوں کے دین وایمان کی حفاظت کرتا رہا۔

گاندھی کی آندھی اور کانگریس کے کید نے، جبکہ علماء دیوبند، اس کے ساتھ تھے کیسا ظلم ڈھایا۔ مسلمانوں کی تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اس حال زار کو دیکھ کر امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ تڑپ جاتے ہیں اور مسلمانوں کو یوں رہبری فرماتے ہیں:

" لاینھٰکم نے کچھ نیک برتاؤ مالی مواسات ہی کی تو رخصت دی یا یہ فرمایا کہ انھیں اپنا انصار بناؤ۔ ان کے گہرے یار غار ہو جاؤ۔ ان کی طاغوت کو اپنے دین کا امام ٹھراؤ۔ ان کی جے پکارو۔ ان کی حمد کے نعرے مارو۔ انھیں مساجد مسلمین میں باادب و تعظیم پہنچا کر مسند مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لے جاکر مسلمانوں سے اونچا اٹھاکر واعظ وہادی مسلمین بناؤ۔ ان کا مردار جیفہ اٹھاؤ۔ کندھے پر ٹکٹکی (لاش) زبان پر جے یوں مرگھٹ میں پہنچاؤ۔ مساجد کو ان کا ماتم گاہ بناؤ ان کے لئے دعائے مغفرت و نماز جنازہ کے اعلان کراؤ۔ ان کی موت پر بازار بند کرو۔ سوگ مناؤ۔ ان سے اپنے ماتھے پر قشقے (تلک) لگواؤ۔ ان کی خوشی کو شعار اسلام (گائے کی قربانی) بند کراؤ۔ گائے کا گوشت کھانا گناہ ٹھراؤ۔ کھانے

والوں کو کمینہ بتاؤ۔ اسے مثل سؤر کے گناؤ۔ خدا کی قسم کی جگہ رام دہائی گاؤ۔ واحد قہار کے اسماء میں الحاد رچاؤ۔ اسے معاذاللہ رام یعنی ہرشے میں حلول کئے ہوا ٹھراؤ۔ قرآن مجید کو رامائن کے ساتھ ایک ڈولے میں رکھ کر مندر میں لے جاؤ۔ دونوں کی پوجا کراؤ۔ ان کے سرغنہ (گاندھی) کو کہو خدا نے ان کو تمہارے پاس مذکر بنا کر بھیجا ہے یوں معنی نبوت جماؤ۔ اللہ عزوجل نے سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہی تو فرمایا:

انما انت مذکر "تم تو نہیں مگر مذکر۔"

اور خدا نے مذکر بناکر بھیجا ہے۔ اس نے معنی رسالت کا پورا نقشہ کھینچ دیا۔ ہاں بچایا۔ اسے یوں دکھایا۔ نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندھی جی نبی ہوتے اور امام و پیشواء و بجائے مہدی موعود صاف کہہ دیا بلکہ اس کی حمد میں یہاں تک اونچے اڑے کہ "خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست۔" صاف کہہ دیا کہ: "اگر آج تم نے ہندو بھائیوں کو راضی کرلیا تو اپنے خدا کو راضی کرلیا۔" صاف کہدیا کہ "ہم ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو ہندو مسلم کا امتیاز

اٹھا دیگا۔" صاف کہدیا کہ "ایسا مذہب چاہتے ہیں
جو سنگم و پریاک کو مقدس علامت ٹھرائے گا۔"
صاف کہہ دیا کہ "ہم نے قرآن و حدیث کی تمام عمر
بت پرستی پر نثار کردی۔ کیا آیۃ کریمہ لاینھٰکم
میں ان ملعونات و کفریات کی اجازت دی تھی۔"
(المحجۃ المؤتمنۃ، ص ۵۴)

امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان کلمات میں کیسا دردو کرب ہے۔ وہ ملت اسلامیہ کے لئے بے چین و مضطرب نظر آتے ہیں۔ وہ ساری عمر دشمنان دین و اعدائے مسلمین سے قلمی جہاد کرتے رہے۔ جہاں کسی فتنے نے سر اٹھایا انھوں نے اپنے قلم برق بار سے اس کا سر اڑایا۔ کسی فتنہ گر نے ان سے مقابلہ کا حوصلہ نہ پایا۔ جب دشمنان دین متین اور اعدائے مسلمین، امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دلائل و براہین سے پسپا ہو کر روباہ فتنہ انگیز کی مثل دم دبا کر بھاگے اور کوئی چارہ نظر نہ آیا تو دشنام طرازی اور بہتان تراشی پر کمر بستہ ہو کر مسلمانوں کو دجل و فریب سے بہکایا نت نیا فتنہ اٹھایا اور ہر قسم کا اتہام لگایا۔ کذب وافترا کی یہ تحریک اس وقت سے آج تک جاری ہے۔ ہر کذاب و مفتری اس اکھاڑے کا کھلاڑی ہے۔ ہر نئی تلبیس کا پہلوان پچھلوں پر بھاری ہے۔ جسے دیکھو وہ دیو کا پجاری ہے۔ عمر ساری یونہی گزاری ہے۔

حال ہی میں ایک نئی کتاب کذب وافترا کا ذخیرہ لاجواب دجل وفریب کا اڈتا شباب "مطالعہ بریلویت" ظلمت مآب کسی ڈاکٹر خالد محمود کے علم وفہم کا قلمی شاہکار، کا جستہ جستہ مطالعہ کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس مفلس بے علم وفہم کو عبارات نقل کردہ پڑھنے کی بھی صلاحیت نہیں وہ اسکا مفہوم ومطلب کیا جانے۔ بطور نمونہ از خروارے ملاحظہ کیجئے ایک جگہ لکھتے ہیں:

"مولانا احمد رضا خاں ایک جگہ لکھتے ہیں مسلمانوں کو دنیا سے جانے کے بعد جو ثواب قرآن مجید کا تنہا یا کھانے کے ساتھ پہنچاتے ہیں اسے فاتحہ کہتے ہیں اولیائے کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں (پھر اس عبارت پر تبصرہ کرتا ہے) ثواب کا لفظ اس عبارت میں قرآن مجید کے ساتھ ہے یہ ثواب تنہا بھی پہنچتا ہے اور ان کے ہاں کھانے کے ساتھ بھی یعنی قرآن پڑھنے کا یہ ثواب اور کھانا دونوں مرحوم کو پہنچ جاتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں نے یہاں اولیاء اللہ کو مسلمانوں کے مقابلے میں ذکر کیا ہے کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے؟ یا مسلمان وہی ہوتا ہے جو بریلویوں کے سوا سب

مسلمانوں کو کافر سمجھے۔"

(مطالعہ بریلویت، ص ۲۸)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مفلس کو عبارت پڑھنے کی بھی لیاقت نہیں اگر پڑھنا جانتا تو ایسی فحش بکواس نہ کرتا۔ اعلیٰحضرت فاتحہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ مسلمان کو دنیا سے جانے کے بعد جو ثواب اگرچہ صرف قرآن شریف پڑھ کر ایصال کیا جائے یا کھانے کے ساتھ قرآن شریف کی تلاوت بھی کی جائے ان کا ثواب مسلمان کو مرنے کے بعد پہنچانا "فاتحہ" کہلاتا ہے۔ مزید براں اولیائے کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً "نذر و نیاز" کہتے ہیں۔ ڈاکٹر کہتا ہے کہ اولیاء اللہ کو مسلمانوں کے مقابلے میں ذکر کیا الخ ۔ بے چارے مفلس کنگال کو "مترادف" اور "مشترک" اور "مقابلے" کی بھی تمیز نہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ دیوبندی حضرات کفار و ہنود کو اپنا یار غار بناتے۔ مذہبی مجالس و محافل کی صدارت کے لئے ان کو بلاتے جیسے کہ صد سالہ جشن دارالعلوم دیوبند کے موقع پر اندرا گاندھی کو صدارت کے لئے منتخب فرمایا تو دیوبندی دھرم میں تو کافر کو جو چاہیں کہدیں، مگر مسلمان کافر کو اولئك هم شر البريه ○ مخلوق میں بدتر جانتا ہے۔ یہی ڈاکٹر دوسری جگہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ عبارت "حلوہ بپزو بصلحا خوراند" کی تشریح کرتا ہے:

"حلوہ پکائے اور صلحا کو کھلائے، یہ نہیں

کہ غرباء کو کھلائے یہ اس لئے کہ حلوہ صلحا کا حق ہے اس حلقے میں مولانا احمد رضا خاں، حسن میاں، حافظ خلیل حسن، مولانا حامد رضا خاں، حسنین رضا خاں صلحا سمجھے جاتے تھے ظاہر ہے کہ ان سے زیادہ اس حلوے کا حقدار کون ہوگا غریب اور مساکین کی کیا مجال کہ یہ حلوہ چکھ سکیں یہ صرف صلحا کے لائق ہے۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۴۴)

بے چارہ علم سے کورا فہم سے عاری یہ بھی نہیں جانتا کہ صلحا کس کو کہتے ہیں اس کے نزدیک صلحا بمعنی امراء اور رؤسا ہیں اسی لئے تو کہہ رہا ہے کہ "غریب اور مساکین کی کیا مجال کہ یہ حلوہ چکھ سکیں" اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ یہ نادار غرباء و مساکین کو بدکار عاصی جانتا ہے اسے اتنی بھی عقل نہیں کہ صالحین میں کون سے مسلمان داخل ہیں کیا غرباء و مساکین میں صالحین نہیں ہوتے؟ بدیں عقل و دانش بباید گریست۔ سورج کے سامنے چمگادڑ کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ وہ اس کے فیض نور سے محروم ہے:

گر نہ بیند بروز سپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

حق تو یہ ہے کہ عالم کو عالم ہی جانتا ہے جاہل کیا جانے اگر

اس کو اپنی ڈاکٹر کی ڈگری پر غرور ہے تو اس کے مقابل دوسرے ڈاکٹر صاحبان کی آراء ملاحظہ فرمائیے جن کے حضور یہ ڈاکٹر کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا:

دانشمند ڈاکٹروں کے تاثرات

ڈاکٹر خالد محمود کے لغویات اور کذب و افترا اور علم و فہم کے مقابل زمانے کے معروف چند ڈاکٹروں کے تاثرات ملاحظہ کریں:

۱۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں:۔ ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی، پی۔ ایچ۔ ڈی، ڈی۔لٹ، سابق صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی حیدر آباد پاکستان۔ فرماتے ہیں:

"اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ اپنے دور کے بے مثل علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ انکے فضل و کمال ذہانت و فطانت طباعی و دراکی کے سامنے بڑے بڑے علماء فضلاء یونیورسٹیوں کے اساتذہ محققین مستشرقین نظروں میں نہیں جچتے۔ مختصر یہ کہ وہ کونسا علم ہے جو انہیں نہیں آتا تھا وہ کونسا فن جس سے وہ واقف نہیں تھے۔"

(حیات مولانا احمد رضا خاں۔ ص ۱۲ بحوالہ ہفت روزہ افق کراچی۔ شمارہ ۲۲ تا ۲۸ جنوری ۱۹۷۹ء۔ ص ۱۵)

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں جن کی ڈگریاں ڈاکٹر خالد محمود سے زائد اور تجربہ کار دانشور، ان کے حضور ڈاکٹر خالد محمود کیا چیز ہیں۔ جو ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی اس تحریر کو مطالعہ فرمائیں گے اس تحریر کے سامنے ڈاکٹر خالد محمود کو کیا کہیں گے۔

۲۔ ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان :۔ ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی، لندن پشاور پاکستان فرماتے ہیں:

"اعلیٰحضرت کی شخصیت کا ہر پہلو اس قدر وجیہ و دقیع ہے ہر جہت میں قدر جامعیت و مانعیت ہے کہ اہل فکرونظر کیلئے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہو جاتا ہے کہ ان جہات میں وہ کونسی جہت ہے جو سب سے زیادہ دلکش ہے۔۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایسا کل ہے جسکا ہر جزو اس درجہ وسیع وبسیط ہے کہ دیکھنے والے کی نظر و فکر اس ایک ہی جزو کی وسعتوں اور پہنائیوں میں گم ہو کر رہ جاتی ہے۔"

(حیات مولانا احمد رضا خاں۔ ص ۱۲)

مثل مشہور ہے کہ ولی کو ولی ہی پہچانتا ہے۔ اسی طرح عالم کو عالم (صاحب علم) ہی جانتا ہے جاہل عالم کو کیا جانے کہ وہ خود کو نہیں پہچانتا۔

۳۔ ڈاکٹر علامہ علاؤ الدین صاحب صدیقی :۔ وائس چانسلر پنجاب

یونیورسٹی لاہور فرماتے ہیں:

"جس طرح احیان عالم میں دین اسلام ہے اسی طرح اسلام کے جملہ فرقوں میں اہلسنت کو خاص حیثیت حاصل ہے۔ جب دین کی قدروں کو نیچے گرایا جارہا تھا اس وقت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری آگے بڑھے اور انھوں نے دین کی قدروں کو صحیح مقام پر ثبات بخشا۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی امام اہلسنت تھے اس لئے مسلمانوں کو فاضل بریلوی کی زندگی کو مشعل راہ بنانا چاہیے۔"

(حیات مولانا احمد رضا خاں۔ ص ۱۵)

۴۔ ڈاکٹر سید عبداللہ:۔ ایم۔ اے۔ ڈی۔ لٹ چیئرمین شعبہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور فرماتے ہیں:

"عالم اپنی قوم کا ذہن اور اس کی زبان ہوتا ہے اور وہ عالم جس کی فکر ونظر کا محور قرآن حکیم اور حدیث نبوی ہو وہ ترجمان علم وحکمت نقیب حق وصداقت اور محسن انسانیت ہوتا ہے اگر میں یہ کہوں کہ حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں بریلوی بھی ایسے ہی عالم دین تھے تو یہ مبالغہ نہ ہو گا بلکہ حقیقت کا اعتراف ہو گا۔ وہ

بلاشبہ جید عالم متبحر حکیم عبقری فقیہ صاحب نظر
مفسر عظیم محدث اور سحر بیان خطیب تھے۔"

(حیات مولانا احمد رضا خاں۔ ص ۱۴)

۵۔ ڈاکٹر وحید اشرف :۔ ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی، بڑودہ یونیورسٹی بھارت فرماتے ہیں:

"دنیائے اسلام میں ایسی شخصیتوں کی کمی نہیں جنھوں نے اپنے علم و عقل اور بصیرتؒ سے ساری دنیا کو مستفیض و متحیر کیا ہے ابن سینا، عمر خیام، امام رازی، امام غزالی، البیرونی، فارابی، ابن رشد، وغیرہ وہ شخصیتیں ہیں جن کے علمی کارناموں پر رہتی دنیا تک فخر کیا جائے گا۔ ان میں کوئی فلسفہ حکمت کا امام ہے کوئی ریاضی و ہیئت کا کوئی فلسفہ اخلاق کا اور فلسفہ یونان کا لیکن ان سب سے زیادہ حیرت انگیز شخصیت سرزمین ہندوستان میں پیدا ہوئی اور موجودہ صدی ہی میں اس نے اس دنیا کو الوداع کہا۔ مولانا احمد رضا خاں کی شخصیت ایسی پہلودار اور جامع علوم ہے کہ آپ کے کسی پہلو پر سیر حاصل بحث کے لئے اس فن کا ماہر ہی اس سے

عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔"

(حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی ۔ ص ۱۲)

کیوں ڈاکٹر! کچھ سمجھ میں آیا اگر نہ آیا ہو تو کسی پڑھے لکھے سے ہی سمجھ لیجیے:

۶۔ علامہ عبدالحمید شیخ الجامعۃ النظامیہ حیدر آباد دکن بھارت فرماتے ہیں:

"مولانا احمد رضا خاں صاحب سیف الاسلام اور مجاہد اعظم گزرے ہیں۔ اہلسنت والجماعت کے مسلک و عقائد کی حفاظت کا ایک مضبوط قلعہ تھے۔ آپ کا مسلمانوں پر احسان عظیم ہے کہ ان کے دلوں میں عظمت و احترام رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء امت کے ساتھ وابستگی برقرار ہے۔ خود مخالفین پر بھی اس کا اچھا اثر پڑا اور ان کا گستاخانہ لب و لہجہ ایک حد تک درست ہوا۔ بجا طور پر آپ امام اہلسنت و الجماعت ہیں۔ آپ کی تصانیف علوم کا ایک بحر زخار ہے۔"

(حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی ۔ ص ۱۴)

ڈاکٹر صاحب بار بار مطالعہ فرمائیں، ہو سکتا ہے کہ سمجھ میں آجائے ورنہ کسی سے سمجھ لیں۔

۷۔ ڈاکٹر ملک زادہ منظور صاحب :۔ ایم ۔ اے ، پی ۔ ایچ ۔ ڈی لکھنؤ یونیورسٹی بھارت فرماتے ہیں :

"مجدد اسلام حضرت مولانا احمد رضا خاں اگر ایک طرف علمی زہد وتقویٰ اور روحانی تصرفات کے معیاری نمونہ تھے تو دوسری طرف رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کی بے پناہ محبت و عقیدت بھی مثالی تھی۔ انھوں نے اپنی علمی اور دینی صلاحیتوں سے مسلمانوں میں جو ذہنی انقلاب پیدا کیا اس کی شہادت ہماری پوری صدی دے رہی ہے۔"

(حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی ۔ ص ۱۵)

ملاحظہ فرمائیے کہ شیخ الجامعۃ النظامیہ حیدرآباد علامہ عبدالحمید صاحب اعلیٰحضرت کو سیف الاسلام اور مجاہد اعظم اور اہلسنت کے مسلک و عقائد کی حفاظت کا ایک مضبوط قلعہ فرما رہے ہیں اور ڈاکٹر منظور صاحب اعلیٰحضرت کو مجدد اسلام اور شجر علمی و زہدوتقویٰ کا معیاری نمونہ بتا رہے ہیں ۔ ان حضرات کے علم و دانش کے حضور ڈاکٹر خالد محمود پر کاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے ، اور لیجئے :

۸ ۔ ڈاکٹر محی الدین الوائی جامعہ ازہر قاہرہ مصر فرماتے ہیں :

" پرانا مقولہ ہے کہ فرد واحد میں دو

چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں "تحقیقات علمیہ اور نازک خیالی" لیکن مولانا احمد رضا خاں نے اس تقلیدی نظریہ کے برعکس ثابت کر کے دکھا دیا۔ آپ عالم محقق ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین نازک خیال شاعر بھی تھے۔"

(حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ ص ۲۵)

۹۔ ڈاکٹر سلیم قریشی :۔ ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی، ریڈر شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھارت فرماتے ہیں :

"کتنی عظیم سعادت آئی ہے حضرت رضا کے حصے میں کہ وہ مقبولین بارگاہ الٰہی اور نظر کردگان رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس محبوب زمرے میں ایک مقام عالی رکھتے ہیں ایسا بلند مقام کہ انھیں "حسان الہند" کے مبارک لقب سے یاد کیئے بغیر ان کے بے پناہ جذبہ عشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کی وجد آفرین نعت گوئی کے ساتھ انصاف ہو ہی نہیں سکتا۔"

(حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ ص ۲۰۔ ۲۱)

۱۰۔ ڈاکٹر حامد علی خاں :۔ ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی، ریڈر شعبہ

عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھارت فرماتے ہیں :

"امام احمد رضا نہایت بلند مرتبہ صاحب قلم تھے اور بے شک و شبہ اپنے عہد کے لاثانی صاحب تصنیف و تالیف تھے ۔ آپ کی ذود نویسی برجستہ تحریر اور تصنیفی استعداد کی اعلیٰ صلاحیت یہ تھی کہ آپ نے برسوں کا کام دنوں میں اور مہینوں کا کام گھنٹوں میں بہ اسلوب حسن انجام دے کر فضلائے وقت کو انگشت بدنداں کر دیا۔"

(حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی ۔ ص ۲۱)

ہم نے چھبیس میں سے صرف دس ڈاکٹروں کے تاثرات ایک ہی کتاب "حیات مولانا احمد رضا خاں" (مؤلفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب) سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے ماسوا دوسری کتابوں سے اہل علم و دانش کے تاثرات نقل کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے ماسوا ان کے علماء عرب و عجم کے مقالہ جات اور افکار و نظریات امام احمد رضا کے متعلق بے حد و بے شمار ہیں جن کی آج تک کوئی تفصیل مکمل منظر عام پر نہ آئی کیا نہ دیکھا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس جس میں علماء و مشائخ جن کی تعداد پانچ ہزار تھی اور سامعین و حاضرین کی تعداد لاکھوں کے سوا وہ سارے کے سارے امام احمد رضا کے ہم مسلک اور ان کو اپنا امام و پیشوا ماننے والے تھے ۔

جس کی رکنیت کی شرط میں کہا گیا کہ سنی وہ ہے جو متاخرین علماء دین سے شیخ عبدالحق صاحب محدث دھلوی، حضرت ملک العلماء بحرالعلوم صاحب فرنگی محل، حضرت مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی اور حضرت مولانا فضل رسول صاحب بدایونی، حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری، اعلیٰحضرت مولانا مفتی احمد رضا خاں صاحب رحمھم اللہ تعالیٰ کے مسلک پر ہو۔ علاوہ ازیں سنی کی تعریف سنی کانفرنس مراد آباد منعقدہ ۱۹۔ ۲۰ شعبان ۱۳۵۸ھ ۳۔ ۴ اکتوبر ۳۹ء کے اجلاس میں یوں قرار پائی:

> " سنی سے مراد وہ حقیقی مسلمان اور قدیم طریقے کا مسلمان ہے جس طریقے پر تمام فقہاء اور اکابر اولیاء حضور سیدنا غوث اعظم و حضرت داتا علی ہجویری گنج بخش اور حضور خواجہ غریب نواز و حضرت بہاؤالدین نقشبند و سلاطین اسلام میں سے سلطان محمود غازی اور سلطان اورنگ زیب غازی و امثالھا اور قریب زمانے فرنگی محل کے مشاہیر علماء میں سے حضرت ملک العلماء مولانا بحرالعلوم اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلوی اور حضرت مولانا فضل رسول بدایونی و حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی و اعلیٰحضرت عظیم البرکت

امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے مسلک پر قائم رہے۔"

(خطبات۔ ص ۸۶)

۱۱۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر علامہ اقبال فرماتے ہیں:

"ہندوستان کے دور آخر میں اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ جیسا طباع اور ذہین فقیہہ پیدا نہیں ہوا۔ میں نے ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے۔ اور ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت، فطانت، جودت طبع، کمال فقاہت، علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں۔ مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں۔ انھیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔"

(امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں۔ ص ۹۴۔

مرتبہ مولانا یسٰین اختر مصباحی۔ الجامعہ اشرفیہ مبارکپور بھارت)

۱۲۔ ماہر ریاضیات ڈاکٹر سر ضیاالدین وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی

علی گڑھ بھارت، اعلیٰحضرت کے متعلق فرماتے ہیں:

"اپنے ملک میں معقولات کا جب اتنا بڑا اکسپرٹ موجود ہے تو ہم نے یورپ جاکر جو کچھ سیکھا وقت ضائع کیا۔"

نیز فرماتے ہیں:

"میں سنا کرتا تھا کہ علم لدنی بھی کوئی شے ہے آج آنکھ سے دیکھ لیا۔ میں تو اس مسئلہ کے حل کے لئے جرمن جانا چاہتا تھا۔ اتفاقاً ہمارے دینیات کے پروفیسر سید سلیمان اشرف صاحب نے میری رہنمائی فرما دی اور میں یہاں (بریلی) حاضر ہو گیا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس مسئلہ کو کتاب میں دیکھ رہے تھے۔"

(امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، ص ۹)

۱۲۔ ڈاکٹر سید اوصاف علی صاحب ناظم انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز نئی دہلی فرماتے ہیں:۔

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی رحلت کو کم و بیش نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزرا۔ افسوس ہے کہ اس قلیل مدت میں ہم نے ایسے باکمال عالم اور بے مثل شخصیت کو بھلا دیا اسکی سب سے

بڑی وجہ غالباً انکی راسخ الاعتقادی ہے جس کے آگے کسی مخالف کے افکار کا چراغ نہ جل سکا۔"

(امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، ص ۱۵۶)

۱۴۔ پروفیسر عزیز احمد صاحب ھل یونیورسٹی انگلینڈ فرماتے ہیں:

" اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی تصانیف کی کمالات علمیہ اور خدمات دینیہ پر تحقیقات کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس سے عوام و خواص کو صحیح طور پر متعارف کرانا صرف اہلسنت والجماعت ہی کی خدمت کرنا نہیں بلکہ اصل میں آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے دین کی اشاعت کرنا اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کی نمائندگی کرنا ہے۔"

(امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، ص ۱۰۷)

ان عبارات منقولہ سے صاف واضح ہوجاتا ہے کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے دین کے سچے محافظ اور ناشر تھے اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد اور حنفی مسلک کے حامی و محافظ تھے اس کے خلاف ڈاکٹر خالد محمود کا دین جدید (جو صنم خانہ

دیوبند میں پیدا ہوا) کا شاہکار ہے۔

ہم نے صرف چند اہل علم و دانش کی آراء کو نقل کیا جو مزید مطالعہ کرنا چاہے وہ اصل کتاب کی طرف رجوع لائے اس کے ماسوا علماء عرب و عجم جو علم و عرفان کے روشن مینارے ہیں۔ علماء حجاز کے متعلق شیخ الدلائل محمد عبدالحق صاحب مہاجر مکی اپنے تاثرات اس طرح اظہار فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"مدینہ طیبہ میں کئی سال سے میرا قیام ہے ہندوستان سے ہزاروں اصحاب علم آتے ہیں ان میں علماء صلحا اتقیا سبھی ہوتے ہیں وہ شہر کی گلی کوچوں میں آتے جاتے رہتے ہیں مگر ان کی جانب کوئی التفات نہیں کرتا لیکن بڑے بڑے علماء آپ (فاضل بریلوی) کے پاس جوق در جوق آتے اور تعظیم و تکریم میں لگے رہتے ہیں۔"

(امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، ص ۱۵۰)

مولانا یٰسین اختر مصباحی شیخ اسمٰعیل بن خلیل مدینہ منورہ کی تقریظ کے بعد تحریر فرماتے ہیں:۔

"علماء حجاز کی ایک کثیر تعداد نے الدولۃ المکیہ کو اپنی تصدیقات و تقریظات سے نوازا ہے آپ یہ سن کر حیران رہ جائیں گے کہ

اتنی معرکتہ آرا کتاب جو ان کے تبحر و وسعت علم پر شاہد عدل ہے اس کی تالیف صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے میں ہوئی اور صرف دو نشستوں میں ۲۶ ۔ ۲۷ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ کو اختتام پزیر ہو گئی آپ کے اعزاز و اکرام اور علمائے حجاز و بلاد اسلامیہ کی نظر میں آپ کی جلالت شان اور علمی رعب و دبدبہ کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ عرب و عجم کے جلیل القدر علماء نے الدولۃ المکیہ پر مبسوط و مفصل تقریظات و تصدیقات لکھی ہیں جن میں سے چیدہ چیدہ اقتباسات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔" صرف ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے:

۱۔ رئیس الخطباء والائمہ و المدارس بالمسجد الحرام الشیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ سردار مکہ مکرمہ (فرماتے ہیں):

"میں نے دقت نظر اور نہایت غور و خوض سے اس رسالے کا مطالعہ کیا اس کے مباحث و دلائل نہایت مستحکم اور محقق و مدلل ہیں اس کے بیان سے دل میں وسعت و کشادگی پیدا ہوئی جو علامہ عقیل ذکی بلند ہمت اپنے زمانے کے تمام مومنوں کا سردار ہے میدان تصنیف جسکی امامت

کی شہادت خود بڑے بڑے معاصرین دے رہے ہیں جو اس رسالے کو غور و فکر سے مطالعہ کریگا وہ کہنے والے کی اس بات کو جھوٹا جانے گا کہ شیخ نے اپنے رسالے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب بالذات اور خالق زمین و آسمان کے برابر مانا۔"

(امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں۔ ص ۱۴۵)

۲۔ مفتی حنفیہ شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن سراج مکہ مکرمہ فرماتے ہیں:

"بے شک وہ امام احمد رضا خاں مشہور علماء کا بادشاہ ہے۔ کسی تجربہ کار نے بہت ٹھیک کہا ہے اگلے پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے۔ میں نے اس رسالے میں اپنی نظر دوڑائی تو دیکھا کہ اس میں اسرار معانی جھلک رہے ہیں بیشک اس رسالے کا مصنف کھری بات لایا اور اس نے رشد و ہدایت کا راستہ واضح کر دیا۔ ہر جمع کرنے والا مؤلف نہیں ہوتا اور ادھر ادھر سے بہت سی نقلیں لانے والا مصنف نہیں ہوتا یہ تو عطائیں ہیں کہ مولائے کریم جسے چاہتا ہے بخشتا ہے اور اسے

اولیٰ بنا دیتا ہے۔"

(امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں۔ ص ۱۵۵)

۳۔ حضرت علامہ شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبھانی فرماتے ہیں:

"میں نے اس (الدولتہ المکیہ) کا شروع سے آخر تک مطالعہ کیا اور نہایت مفید اور نفع بخش پایا اس کی دلیلیں بڑی قوی ہیں جو ایک علامہ کبیر اور امام اکبر کی طرف سے ظاہر ہو سکتی ہیں اللہ اس رسالے کے مصنف سے راضی رہے اور اسے اپنی عنایتوں سے راضی کرے اور ان کی تمام نیک و پاکیزہ امیدوں کو برلائے آمین۔"

(امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں۔ ص ۱۵۶)

۴۔ حضرت مفتی حنابلہ شیخ عبداللہ بن حمید مکہ مکرمہ فرماتے ہیں:

"میں نے یہ رسالہ دیکھا جسے ہر سردار نے قبول کیا اس کے دلائل یقینیہ کے آفتابوں نے ہر تاریکی دور کردی۔ اس کی ہدایت کے نور اس امت پر چمکے تو اس رسالے پر یہ قول صادق آیا:

ص ولا عیب فیھم غیر ان سیوفھم

بھن فلول من قراع الکتائب

۵۔ شیخ العلماء مفتی شافعیہ محمد سعید بن محمد بابصیل مکہ مکرمہ

فرماتے ہیں:

"فاضل کامل سیدی احمد رضا خاں کے رسالہ مسمیٰ بہ" الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ کا مطالعہ کیا میرے نزدیک اس رسالہ کی تین وجوہ سے بڑی حیثیت ہے:

اول: یہ کہ وہ علوم شریعت کے اصول و فروع میں نہایت محقق و مدقق ہیں اور جس سمت رخ کریں ادھر کے سردار ہیں۔

دوم: یہ تصنیف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن تعظیم و آداب میں بے مثال ہے۔

سوم: یہ کہ اسے زمانہ حج میں نہایت قلیل مدت میں لکھا گیا۔

یہ رسالہ علمائے حرمین کے نزدیک بہت مقبول ہوا اور تمام علماء نے اس پر تقریظیں لکھیں آپ کی خوب تائید و تحسین کی پھر بھی یہ مصنف کی قدر و منزلت سے کم ہے۔"

(ایضاً۔ ص، ۱۵۰)

۶۔ مفتی مالکیہ شیخ احمد الجزائری بن سید احمد المدنی مدینہ منورہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"علامہ زمان یکتائے روزگار سر چشمہ

معرفت سید عدنان کی نظروں کے مرکز حضرت
مولانا شیخ احمد رضا خاں ۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر کو
دراز فرمائے ۔ ہر صاحب توفیق سمجھدار ان سے نفع
اندوز اور ہر گنہگار و بدکار اور مفتری لرزہ
براندام ہو گا۔"

(ایضاً ۔ ص ۱۵۰)

۷۔ حضرت مولانا سید حسین بن علامہ سید عبدالقادر طرابلسی مدرس مسجد نبوی مدینہ طیبہ ارشاد فرماتے ہیں:

"بعد حمد و نعت جب اللہ تعالیٰ نے اپنے
اس حقیر بندے پر یہ احسان فرمایا کہ میں ان کے
آستانہ سے شرفیاب ہوا جو علامہ کامل فہامہ
شہیر حامی ملت محمدیہ طاہرہ مجدد مائتہ حاضرہ سیدی
واستاذی حضرت مولانا احمد رضا خاں ہیں۔"

(ایضاً ص ۱۵۰)

۸۔ حضرت مولانا مفتی مالکیہ شیخ احمد علوی بن سید احمد یافتیہ حسین علوی مدینہ منورہ فرماتے ہیں:

" تمام فاضلوں سے افضل عاقلوں سے
زیادہ دانشمند فخر السلف قدوۃ الخلف حضرت احمد
رضا خاں بریلوی ۔ اللہ تعالیٰ اپنے پوشیدہ لطف و

مہربانی سے ان کے ساتھ معاملہ کرے۔"

(ایضاً۔ ص ۱۵۰)

۹۔ حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن حنفی مدرس جامع ازہر قاہرہ مصر فرماتے ہیں:

"مجھے اپنی عمر کی قسم مصنف نے رسالے میں کافی دلائل ذکر کر دیئے ہیں اور حاسدوں کے لئے طویل عبارتیں بھی ناکافی ہوتی ہیں۔"

(ایضاً۔ ص ۱۵۸)

۱۰۔ حضرت مولانا شیخ عبداللہ حنبلی نابلسی مسجد نبوی فرماتے ہیں:

"وہ نادر روزگار اس وقت اور زمانے کا نور، عالم با عمل بلند ہمت فاضل مسائل اور مشکل احکام کی تنقیح کرنے والا اور دلائل و براہین سے ان کو مستحکم سے مستحکم تر کرنے والا معزز مشائخ اور فضلاء کا سردار بلاتامل وہ زمانے کا گوہر یکتا قاضی القضاۃ شیخ احمد رضا خاں خدا ان کی زندگی سے ہم کو متمتع فرمائے اور ہم اور سارے مسلمانوں پر ان کا فیض جاری و ساری رکھے آمین۔"

(امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں۔ ص ۱۵۸)

ملاحظہ فرمائیے! یہ حضرات علمائے اعلام مفتیان کرام جو علم و

عرفان کے بحر ذخار ہیں وہ جنہوں نے امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے وقت کا امام و مقتدا علوم و فنون کا جامع فیوض و برکات کا سرچشمہ اسلام کا حامی و ناصر دین اور مسلمانوں کا خیر خواہ و محسن اس صدی کا مجدد برحق تسلیم کیا ہے۔ مذکورۂ بالا حضرات کے علاوہ دیگر علماء دین و متین مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ و غیرہم کی طویل فہرست ہے جنہوں نے امام احمد رضا خاں کو علامہ عقیل ذکی فہیم بلند ہمت سردار زمان علامہ دوران داعی رشد و ہدایت علامہ کبیر امام اکبر محقق و مدقق فخر السلف قدوۃ الخلف وغیرہ خطابات سے نوازا۔ یہ آسمان علم و عرفان کے روشن ستارے ان کے علم و فہم کے مقابل ڈاکٹر خالد محمود اینڈ پارٹی کی حیثیت کا اندازہ لگائیے پھر معاذاللہ ڈاکٹر خالد محمود کی تصدیق کیجیے تو تمام علمائے اعلام اساطین اسلام کی تکذیب و انکار کیجیے لاجرم کہنا پڑے گا کہ ڈاکٹر کذاب و مفتری علم و عقل سے عاری ہے جس کا نمونہ ہم پیش بھی کر آئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الواحد الاحد القهار ، القوى العزيز المنتقم الجبار، المتعال بصفات الكمال والجلال ، المنزه عن قول اهل الكفر والطغيان والضلال ، والذى ليس له ضد ولا ندو لامثال ، ثم الصلوٰة والسلام على افضل العٰلمين ، خاتم الانبياء والمرسلين ، رحمة للعٰلمين ، سيدنا وسندنا ومولنا محمد واله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

خسف القمر بجماله عجز البشر بكماله
نطق الحجر بجلاله صلوا عليه وسلموا

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شاہد دین جان ایمان
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رحمت حق لطف یزدان

وقال تعالیٰ : ان سعیکم لشتیٰ ○ " بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے۔"

وقال تعالیٰ : فی مقام اخر فریق فی الجنة وفریق فی السعیر ○ " ایک گروہ جنت میں ایک گروہ دوزخ میں ۔"

سبب ہے اختلاف عقائد یعنی ایمان و کفر کا۔

آہ ! کتنا خطرناک تھا وہ زمانہ جس میں کفر والحاد کی آندھی کا شور بے دینی اور گمراہی کے طوفان کا زور تھا متعدد فرق باطلہ جنم لے

چکے تھے ۔ بدنام زمانہ ریفارمر اور مصلح نام نہاد مفکر اسلام مولویوں کا جم غفیر تھا ۔ عامۃ الناس تو کس گنتی و شمار میں خواص اہل علم، حق و باطل کے امتیاز میں فکر مند و پریشان تھے ۔ نیچری، چکڑالوی، قادیانی، رافضی، دیوبندی، غیر مقلد (وہابی) اور گاندھوی وغیرہ طرح طرح کی بولیاں بولتے راگ الاپتے کوئی کہتا کہ جنت و دوزخ، جزا و سزا اور وحی ربانی کوئی چیز نہیں ۔ جبرائیل، میکائیل اور دیگر فرشتوں کا کوئی وجود نہیں ۔ کوئی کہتا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف اتنی بڑائی ہے کہ وہ خدا کے ایلچی ہیں اور ہم ایلچی نہیں ۔ کوئی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخیاں کرتا اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ۔ کوئی اللہ عزوجل کے علم قدیم کو حادث بتاتا اور کہتا کہ جب چاہے دریافت کرلے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے اور کہتا کہ تمام اولیاء اور انبیاء، اللہ کے سامنے ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں اور کہتا ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا (نبی ہو یا ولی یا ملائکہ) اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے ۔ کوئی کہتا خدا کا جھوٹ ممکن ہے اور کہتا کہ علم محیط زمین شیطان کے لئے نص سے ثابت اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت کرنا شرک ہے ۔ کوئی کہتا آیت خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی نہیں اور کہتا اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا ۔ کوئی کہتا پھر آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم

کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض علوم غیبیہ ہیں یا کل ؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے اور کلی عقلاً و نقلاً محال ہے ۔ اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو ہر عامی اور غادی بلکہ بچہ و پاگل بلکہ تمام حیوانات کی طرح بتایا ۔ مزید برآں ہندوؤں سے دوستی و محبت کرنا گاندھی کو اپنا امام بنانا اس کی جے پکارنا اور اس کو مذکر بتانا اور کہنا کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندھی نبی ہوتا ۔ ہندوؤں کی محبت میں اپنی پیشانی پر قشقے لگوانا اور گائے کی قربانی بند کرانا ۔ گائے کا گوشت کھانا گناہ بتانا ۔ خدا کی قسم کی جگہ رام دہائی کہنا اور خدا کو رام یعنی ہر چیز میں رما ہوا کہنا ۔ قرآن و رمائین کو ایک ڈولے میں رکھ کر مندر میں لے جانا ۔ دونوں کی پوجا کرانا وغیرہ وغیرہ کفریات اور الحاد کی تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں ۔ اللہ عزوجل نے ان سرکش ظالموں کی سرکوبی کے لئے امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بریلی شریف میں پیدا فرمایا ۔ انہوں نے بیک نوک قلم تمام گمراہوں اور بے دینیوں اور کفر و الحاد کے مقابل ایک اسلامی محاذ قائم فرمایا اور کوئی فتنہ ایسا نہ تھا جس کی سرکوبی نہ فرمائی ہو جو منافق مسلمان بن کر آتا اور کفر و الحاد کی جانب مسلمانوں کو لے جاتا ان کو دلائل قاہرہ اور براہین قاطعہ کی مار

سے ایسا برہنہ کردیا کہ ان کی منافقت اور کفروالحاد صاف ظاہر ہوگئے۔ اعلٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دلائل و براہین کا مقابلہ کرنے کی ان میں سکت باقی نہ رہی ، راہ فرار اختیار کی ، لاچار دشنام طرازی اور بہتان تراشی پر کمر بستہ ہوگئے ۔ مگر بحمدہ تعالیٰ کامیاب نہ ہوسکے منہ کالا تھا اور زیادہ کالا ہوگیا مگر پھر بھی کذب و افترا اور اتہام و بہتان سے باز نہ آئے ۔

ابھی حال ہی میں کتاب " مطالعہ بریلویت " کسی ڈاکٹر خالد محمود کے علم و دانش کا شاہکار عالم وجود میں آئی ۔ ہم اس کا مختصر آپریشن بطور نمونہ از خروارے کرتے ہیں تاکہ مصنف کی کیادی اور افترا پردازی ظاہر ہو جائے مقصود اس کا مستقل رد کرنا نہیں اور نہ فقیر کے پاس اتنا وقت کہ بالا استعیاب اس کا مطالعہ بھی کرسکے چہ جائیکہ اس کی ناپاک تحریروں کے تجزیہ پر خامہ فرسائی کرے ۔ اللہ عزوجل توفیق عطا فرمائے اور مسلمانوں کو شیطان لعین کے مکائد سے بچائے اور اس رسالہ مسمّٰی " ڈاکٹر خالد محمود اپنے علم و حواس کے آئینہ میں " کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مسلمانوں کے لئے رشدو ہدایت کا ذریعہ بنائے ۔ آمین آمین بجاہ نبیک الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

ڈاکٹر خالد محمود اپنی کتاب "مطالعہ بریلویت" کے آئینے میں

ڈاکٹر خالد محمود لکھتا ہے:

"بانس بریلی ہندوستان کے ایک صوبہ یوپی کا ایک شہر ہے جہاں مولانا احمد رضا خاں پیدا ہوئے انہوں نے ایک مذہب ترتیب دیا اور اپنے پیروؤں کو اس پر چلنے کی وصیت کی "میرا دین مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۱۹)

دوسری جگہ لکھتا ہے:

"جس شخص نے ایک نیا مذہب بنا رکھا ہو اور لوگوں کو برملا کہے میرے دین و مذہب پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۲۰)

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

" ان الدین عند اللہ الاسلام " (آل عمران : ۱۹)

"بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔"

اس کے علاوہ جو دین بھی ترتیب دیا جائے وہ کفر ہی ہو گا کیونکہ دین دو ہی ہیں ایک اسلام اور دوسرا کفر۔ معاذاللہ ڈاکٹر نے اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر ہی نہیں بلکہ کافر گر کہا۔ جن کے دین و مذہب کی شہادت علماء عرب و عجم دے رہے ہیں جیسا کہ مقدمہ میں ذکر ہوا۔

اس کا معنی یہ ہوا کہ ڈاکٹر تمام علمائے اسلام جو عرب و عجم میں اس وقت سے آج تک ہیں سب کو کافر اور کفر کی پیروی کرنے والا (معاذاللہ معاذاللہ استغفراللہ) کافر گر کی حمایت کرنیوالا اور ان کے مناقب اور محاسن بیان کرنے والا بتایا اور دور کیوں جاتے ہو تمہارے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ:

"اگر مجھ کو مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقعہ ملتا تو پڑھ لیتا۔"

(اسوہ اکابر۔ ص ۱۸)

ڈاکٹر کیا فتویٰ لگاتے ہو اپنے حکیم الامت پر ؟ وہ تو اعلیٰحضرت کی اقتدا میں نماز پڑھنے کی تمنا کرتے رہے اور ظاہر ہے جو کافر کو مسلمان جانے وہ خود کافر ہے۔ اگر جانتے نہ ہو تو اپنے ناظم تعلیمات دیوبند، مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کی کتاب "اشد العذاب" کا مطالعہ فرمائیں، وہ لکھتے ہیں:

"جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے،
اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔"
(اشد العذاب۔ ص ۲)

پس آپ کی اس عبارت سے آپ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کافر ہوئے یا نہیں؟

میرا دین

ڈاکٹر صاحب وصایا شریف کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائیے!
اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔"

یہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہی تو ہے:

"(کما قال تعالیٰ) ومن عمل صالحا من ذکر اوانثی وھو مومن فاولئك یدخلون الجنة یرزقون فیھا بغیر حساب ۝ (المومن۔ ۴۰)

یعنی اور جو اچھا کام کرے خواہ مرد خواہ عورت اور ہو مسلمان تو وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے، وہاں بے گنتی رزق پائیں گے۔"

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو " میرا دین و مذہب " سے پہلے ہی یہ فرمایا کہ : " حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو " یہ من عمل صالحا پر عمل کرنے کی وصیت ہے کیونکہ اچھے کام اتباع شریعت ہیں اور وھو مومن " اور ہو مسلمان " دین پر مضبوطی سے قائم ہونے کی تاکید ہے اور مسلمان وہی ہے جو دین پر مضبوطی سے قائم ہے و لہٰذا اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت میں من عمل صالحا اور وھو مومن کی تعمیل کا حکم دیا جا رہا ہے ۔

ؔ دیو کے بندوں پر ارشاد خداوندی
شاق گزرتے ہیں اور راس نہیں آتے

ڈاکٹر صاحب ! آپ کے نزدیک "میرا دین" کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ نیا دین ترتیب دیا تو جب آپ سے قبر میں فرشتے سوال کریں گے کہ تیرا دین کیا ہے ؟ تو تم تو یہ کہدو گے کہ میرا دین نہیں تمہارا دین ، تو تم نے اپنے ترتیب شدہ دین جدید سے خود کو بچا لیا مگر فرشتے جو کہہ رہے ہیں کہ " تیرا دین کیا ہے ؟ " ان فرشتوں کے متعلق آپ کا فتویٰ کیا ہے ؟

اگر بالفرض فرشتے آپ کے فتوے کی زد میں آ بھی گئے کہ تم ایسے جری ہو کہ تمہارے نزدیک انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتے ۔ تمہارے امام نافرجام نے صاف کہدیا کہ :

" ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان

کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔"

(تقویت الایمان۔ ص ۲۰)

تمھارے نزدیک اس کی امامت مسلّم، وہ تمھارا پیشوا مکرم ہے مگر اللہ عزوجل فرماتا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ قل یاایھا الکفرون ○ لا اعبد ماتعبدون ○ ولا انتم عبدون مااعبد ○ ولا انا عابدما عبدتم ○ ولا انتم عبدون مااعبد ○ لکم دینکم ولی دین ○

" تم فرماؤ اے کافرو۔ نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو۔ اور نہ تم پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں۔ اور نہ میں پوجونگا جو تم نے پوجا۔ اور نہ تم پوجو گے جو میں پوجتا ہوں۔ تمہیں تمھارا دین مجھے میرا دین۔"

دیکھو اللہ عزوجل فرما رہا ہے: " پیارے کہدو! اے کافرو تمہیں تمھارا دین مجھے میرا دین۔" یہی تو اعلیحضرت کی کتب کا ماحصل ہے جو سمجھ میں نہ آیا اور خوب شور مچایا۔ اب بتائیے جو اللہ عزوجل کے ارشاد کو نہ مانے، اس کے خلاف تحریک چلائے، بہتان لگائے، اس کا کیا حکم ہے؟ اور جملہ "جو میری کتب سے ظاہر ہے۔"

کتب میں یہی تو ہے کہ ہر گمراہی اور الحاد سے دور رہو اور بے دین گمراہوں سے دور بھاگو۔ دیکھو اسی "وصایا شریف" میں ہے:

"تم مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
بھولی بھیڑیں ہو۔ بھیڑیئے تمھارے چاروں طرف

ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمھیں بہکا دیں۔ تمھیں فتنہ میں ڈالدیں۔ تمھیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔ ان سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے، جنھوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا۔ یہ سب بھیڑیے ہیں، تمھارے ایمان کی تاک میں ہیں، ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔"

(وصایا شریف۔ ص ۱۸۔ مکتبہ اشرفیہ مرید کے)

ان فرقوں کا اجمالی ذکر پیچھے گزرا، یہی تو اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب کا ماحصل ہے کہ اے جھوٹے خدا کے پجاریو۔ جس کا امکان کذب تمھارا ایمان ہے نہ میں پوجتا ہوں اس کو جس کا کذب ممکن ہے جس کو تم پوجتے ہو اور نہ تم پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں اس کو جس کا صدق واجب اور کذب محال ہے اور نہ میں پوجوں گا اس کو جس کا کذب ممکن اور نہ تم پوجو گے اس کو جس کا کذب محال ہے، تم کو تمھارا دین مجھے میرا دین۔

اعلیٰحضرت نے اسی ارشاد باری عزوجل کے متعلق وصیت فرمائی جو تمھیں راس نہ آئی نیز اسی "وصایا شریف" میں اعلیٰحضرت فرماتے ہیں:

"اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت۔ جس سے اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ۔ پھر وہ تمھارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمھارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔"

(وصایا شریف، صفحہ ۱۸۔ ۱۹)

اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اللہ عزوجل کے حکم پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی:

"(کما قال تعالیٰ فی القرآن المجید)

لاتجد قوما یومنون باللّٰہ والیوم الاخر یوآدون من حادالله ورسوله ولوکانوا اٰبآءھم اوابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئك کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منه ○ (المجادلہ ۔ ۲۲)

" یعنی تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین
رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان
سے جنہوں نے اللہ اور اسکے رسول سے مخالفت کی
اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے
ہوں ، یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان
نقش فرمایا اور اپنے طرف کی روح سے مدد کی۔"

وصایا شریف کا مضمون قرآن کریم کے مفہوم کے عین مطابق ہے، مگر جو منکر ہے اس کے لیئے بے سود۔

یہ ظاہر ہے کہ جو اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گستاخ ہو اور توہین کرنے والا ہو وہ شخص کافر ہی ہے چناچہ اللہ عزوجل کا یہ ارشاد : "قل یاایھاالکفرون ۝ .... لکم دینکم ولی دین ۝" کی تعمیل ہے تو جو شخص اللہ عزوجل کے ارشاد پاک سے بغاوت کرے اور اسکو کفر بتائے کیا وہ مسلمان ہوسکتا ہے؟

علاوہ ازیں وہ دین جو حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک اولیاء کرام ، علماء عظام کی محافظت کے ساتھ چلا آرہا ہے اور آج بھی اولیاء کرام اسی دین میں موجود ہیں اور بحمدہ تعالیٰ موجود رہیں گے اس دین کو یہ ڈاکٹر نیا دین کہہ رہا ہے۔ اگر ہماری نہ مانے اپنے معتمد پیشواؤں سے پوچھ لے۔

دین قدیم

یہ مولوی سلیمان ندوی جن کا میلان طبع اہلحدیث کی جانب تھا، فرماتے ہیں:

" حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بعد دو گروہ نمایاں ہوئے: (۱) علمائے دیوبند اور مولانا سخاوت علی جونپوری وغیرہ اس سلسلے میں توحید خالص کے جذبہ کے ساتھ حنفیت کی تقلید کا رنگ نمایاں رہا۔ (۲) میاں نذیر حسین اس سلسلے میں توحید خالص اور ردبدعت کے ساتھ فقہ حنفی کی تقلید کے بجائے براہ راست کتب حدیث سے بقدر فہم استفادہ اور اس کے مطابق عمل کا جذبہ نمایاں ہوا اور اسی سلسلے کا نام اہلحدیث مشہور ہوا۔ ان دو کے علاوہ ایک تیسرا سلسلہ بھی تھا۔ تیسرا فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا اور اپنے کو اھل السنۃ کہتا رہا۔ اس گروہ کے پیشوا زیادہ تر بریلی اور بدایوں کے علماء تھے۔"

(حیات شبلی۔ ص ۴۶/۴۴ کا انتخاب)

مولوی سلیمان ندوی کے بیان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ ڈاکٹر جس دین کو "بریلوی" کہتا ہے یہی دین قدیم مذہب ہے اور دیوبندی اور اہلحدیث مذاہب شاہ ولی اللہ صاحب کے بعد وجود میں آئے۔ لہذا ڈاکٹر کا دین جدید نو ساختہ پرداختہ ہے اور لیجیے یہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جو وہابی اہلحدیث ہیں، انھوں نے ۱۹۳۷ء میں تحریر فرمایا:

"امرتسر میں مسلم آبادی غیر مسلم آبادی (ہندو، سکھ وغیرہ) کے مساوی ہے۔ اسی (۸۰) سال قبل پہلے سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔"

(شمع توحید۔ ص ۴۰، مطبوعہ سرگودھا)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جو آپ ہی کے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ آپ وہابی مقلد یعنی دیوبندی ہیں اور وہ وہابی غیر مقلد اہلحدیث ہیں وہ بھی یہی فرما رہے ہیں کہ پہلے سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔

ع "مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری"

اور ملاحظہ کیجیے شیخ محمد اکرم جو کٹر وہابی ہیں اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"انھوں (امام احمد رضا خاں بریلوی) نے نہایت

شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔"

(موج کوثر۔ ص ۰۰۔ طبع ہفتم ۱۹۳۰ء)

معلوم ہوا کہ جس کو "بریلوی" کہتے ہیں یہی قدیم دین ہے۔

نیا دین "دیوبندی"

نیز مولوی انور شاہ کشمیری کے صاحبزادے دارالعلوم دیوبند کے استاد التفسیر مولوی انظر شاہ کشمیری فرماتے ہیں:

"میرے نزدیک دیوبندیت خالص ولی اللّٰہی فکر بھی نہیں اور نہ کسی خانوادہ کی لگی بندھی فکر دولت و متاع ہے۔ میرا یقین ہے کہ اکابر دیوبند جن کی ابتدا میرے خیال میں سیدنا الامام مولانا قاسم صاحب اور فقیہ اکبر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے ہے ...... دیوبندیت کی ابتدا حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کرنے کے بجائے مذکورۂ بالا دو عظیم انسانوں سے کرتا ہوں۔"

(ماہنامہ البلاغ۔ مارچ ۱۹۶۹ء۔ ص ۴۸)

ان جمیع شہادتوں سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ دیوبندی مذہب نیا مذہب ہے۔

شیخ محقق حضرت مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہی مولوی انظر شاہ کشمیری تحریر فرماتے ہیں:

"اول تو اس وجہ سے کہ شیخ (عبدالحق) مرحوم تک ہماری سند ہی نہیں پہنچتی نیز حضرت شیخ عبدالحق کا فکر کلیتہً دیوبندیت سے جوڑ بھی نہیں کھاتا ...... سنا ہے کہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری فرماتے تھے کہ شامی اور شیخ عبدالحق پر بعض مسائل میں بدعت اور سنت کا فرق واضح نہیں ہو سکا بس اس اجمال میں ہزارہا تفصیلات ہیں جنھیں شیخ کی تالیفات کا مطالعہ کرنے والے خوب سمجھیں گے۔"

(فٹ نوٹ ماہنامہ البلاغ۔ مارچ ۱۹۶۹ء ص ۴۹)

عبارت مذکورہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ دیوبندی مذہب کو شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے بعد ترتیب دیا گیا اور بقول انظر شاہ کشمیری اس مذہب کے ترتیب دینے والے مولوی قاسم نانوتوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے رفقائے کار ہیں۔ بدیں سبب ہر مسلمان اس مذہب کو بہت برا جانتا اور نفرت کرتا تھا۔

دیوبندی دھرم سے مسلمانوں کو نفرت

چنانچہ مولوی محمد زکریا محدث مظاہر العلوم سہارنپور جو پکے دیوبندی ہیں، فرماتے ہیں:

"بہت سے تاجروں اور رئیسوں کا مقولہ جو متعدد علماء بلکہ خود مجھ سے بھی کہا گیا کہ حضرت جی ہم لوگ تو آپ سے بہت خفا اور دور رہتے تھے اس تبلیغ کی بدولت آپ تک پہنچنا ہوا ہے۔ یہ مقولہ بلا تصنع بلا مبالغہ سو آدمیوں سے زائد سے میں نے سنا ہوگا۔ اس سے کس کو انکار ہوسکتا ہے کہ بمبئی شہر میں علمائے حقہ میں سے تبلیغ سے پہلے جانا کتنا دشوار تھا اور وعظ کہنے کا واہمہ بھی نہیں ہوسکتا تھا حضرت حکیم الامت (اشرف علی) کو اپنی اہلیہ محترمہ کے حج سے واپسی پر بمبئی تشریف لے جانے پر کس قدر اذیت دی گئی کہ مخالفین نے بجلی کے تار کاٹ دیئے مکان کا محاصرہ کرلیا اور حضرت (اشرف علی) پر حملہ کیا۔ میزبان کی خوش اسلوبی اور بہترین انتظام کی وجہ سے حضرت کو اس مکان سے دوسرے مکان میں

اندھیرے کے اندر پہنچایا گیا۔ ۴۸ھ میں جب حضرت سہارنپوری تین سو خدام کے ساتھ حج میں تشریف لے جارہے تھے یہ ناکارہ (محمد زکریا) بھی اس میں ہمرکاب تھا تو اہل بمبئی کے شری اور فسادی مخالفین کے خوف سے حضرت کو مع قافلہ کے بمبئی سے دس میل دور ایک قبرستان میں ٹھہرایا گیا تھا اور وہاں خیمے لگائے گئے تھے۔ علمائے دیوبند کا بمبئی میں علی الاعلان جانا کس قدر دشوار تھا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بمبئی کی کسی مسجد میں کسی معروف دیوبندی کا نماز پڑھ لینا معلوم ہو جاتا تو اس مسجد کو پاک کرایا جاتا تھا۔"

(دہلی کی تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات۔ ص ۳۳۔ ۳۴)

مولوی محمد زکریا محدث سہارنپوری کی یہ عبارت بغور بار بار ملاحظہ کریں اور یہ کہ بمبئی کی کسی مسجد میں کسی معروف دیوبندی کا نماز پڑھ لینا معلوم ہو جاتا تو اس مسجد کو پاک کرایا جاتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندی مذہب نوساختہ اور اللہ اور اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخ لوگوں کا مذہب ہے۔ توہین رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بنا پر ہر مسلمان ان لوگوں کا

دشمن تھا۔ان عبارات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ علماء دارالعلوم دیوبند نے ایک نیا دین ترتیب دیا جو انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ و التسلیم کی توہین اور گستاخی پر قائم کیا گیا۔

اصل چیزیں ہی بھیج دیا کرو

ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:

" مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے اپنی وفات سے دو گھنٹے سترہ منٹ قبل پر تکلف کھانوں کی ایک فہرست تحریر فرمائی اور وصیت کی کہ یہ چیزیں بھیج دیا کریں۔ اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ دودھ کا برف خانہ ساز اگر بھینس کا دودھ ہو، مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ، خواہ بکری کا ہو شامی کباب، پراٹھے اور بالائی، فرنی، ارد کی پھریری دال بمع ادرک و لوازم، گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی، سوڈے کی بوتل، دودھ کا برف۔ آخری وقت میں نیک لوگ توبہ و استغفار میں مشغول رہتے ہیں ذکر و تلاوت کی فکر ہوتی ہے، آخرت کی طرف دھیان ہوتا ہے،

مگر خانصاب ہیں کہ اس وقت بھی چٹ پٹے کھانوں کی فہرست تیار فرمانے میں مصروف ہیں۔"

(مطالعہ بریلویت ۔ ص ۲۰ ۔ ۲۱)

ڈاکٹر خالد محمود کے علم و دانش کا نمونہ ہم مقدمہ میں پیش کر چکے ہیں۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، نمبر ۱۱ میں فرماتے ہیں :

"فاتحہ کے کھانے سے اغنیا کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ نہ جھڑک کر ۔ غرض کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔"

(وصایا شریف ۔ ص ۲۴)

اس کے بعد نمبر ۱۲ میں فاتحہ کی اشیاء کے متعلق فرمایا کہ :

"غربا اور مساکین کو عمدہ اور لذیز چیزیں کب میسر ہوتی ہیں تو وہ اشیاء جو غربا کو میسر نہیں آتیں ان کے متعلق فرمایا جاتا ہے اعزا سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ ...... اشیاء ...... اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کرو یا جیسے مناسب جانو مگر بطیب خاطر میرے کہنے پر مجبوراً نہ ۔"

(وصایا شریف ۔ ص ۲۴)

نمبر ۱۱ میں فاتحہ کا ذکر ہے کہ فاتحہ کے کھانے سے اغنیا کو کچھ

نہ دیا جائے اور نمبر ۱۲ میں فاتحہ کی اشیاء کا ذکر فرمایا وہ بھی بطیب خاطر۔ فقراء کا کس قدر خیال ہے کہ اس گھر میں عرس میلاد نیاز و فاتحہ ہوتا ہی رہتا ہے جس میں غربا اور مساکین کو اعزاز کے ساتھ دیا جاتا تھا اس وقت بھی غربا اور مساکین کا خیال ہے۔ خود تناول نہیں فرماتے۔ اسی وصایا شریف میں تحریر ہے کہ:

> "جمعہ کے روز کچھ تناول نہ فرمایا بھائی حکیم حسنین رضا خاں حاضر خدمت تھے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کو خشک ڈکار آئی ارشاد فرمایا خیال رہے معدہ خالی ہے ڈکار خشک آئی ہے۔"
>
> (وصایا شریف صفحہ ۲۱۔ ۲۲)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دیوبندیوں کی طرح مفلس اور کنگال نہ تھے کہ کھانوں کے نام سن کر پیٹ میں آگ کے شعلے اٹھنے لگے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ ان لوگوں نے کبھی ایسے کھانے کھانا تو کجا نام بھی ان کھانوں کے سنے ہیں جب ہی تو بے چارے حیران و پریشان ہیں۔

اعلیٰ حضرت صاحب ثروت تھے

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندانی صاحب ثروت تھے۔ ان کے جدامجد حضرت محمد سعید اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قندھار کے باعظمت قبیلہ بڑھیچ کے پٹھان تھے ۔ حکومت مغلیہ کے دور میں لاہور تشریف لائے اور معزز عہدوں پر فائز رہے ۔ لاہور کا شیش محل ان کی جاگیر تھا۔ اس وقت آپ شش ہزاری عہدے پر فائز تھے ۔ دربار شاہی سے آپ کو "شجاعت جنگ" کا خطاب ملا تھا پھر ان کے بعد ان کی اولاد میں یکے بعد دیگرے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوتے رہے لہذا اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں بحمدہ کوئی کمی نہ تھی اور طبیعت فیاض مسکین نواز لہذا آخری وقت بھی غربا اور مساکین کا خیال تھا جیسا کہ وصیت میں ارشاد فرمایا اور یہ جو ان کے رب ذوالجلال کو مطلوب و محبوب ہے ایسوں کے بارے میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے :

ویطعمون الطعام علیٰ حبه مسکینا
ویتیما واسیرا ○ انما نطعمکم لوجه الله لانر
ید منکم جزاءً ولاشکورا ○

" اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر
مسکین اور یتیم اور اسیر کو ۔ ان سے کہتے ہیں ہم
تمھیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے
کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے۔ (الدھر : ۸۔۹)

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی فرمایا کہ فاتحہ (یعنی اللہ کے لئے اور اللہ کی محبت میں جو کھانا بنیت ایصال ثواب

دیا جائے) کے کھانے سے اغنیا کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقرا کو دیں وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ نہ ان سے بدلہ چاہیں نہ شکر گزاری کے طالب ہوں۔

ککڑی کی تلاش

ڈاکٹر کہتا ہے آخری وقت میں نیک لوگ توبہ و استغفار میں مشغول رہتے ہیں ذکر و تلاوت کی فکر ہوتی ہے آخرت کی طرف دھیان ہوتا ہے۔

آئیے! اب صنم خانہ دیوبند کی جانب چلیں اور آخری وقت میں بت ٹھاکروں کا حال ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی ظہور الحسن صاحب، مولوی اشرف علی صاحب کی تصدیق کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں:

> "خاں صاحب نے فرمایا کہ مولانا (محمد قاسم) نانوتوی جب مرض وفات میں مبتلا ہوئے تو آپ نے مولوی محمود الحسن صاحب سے فرمایا کہ کہیں سے ککڑی لاؤ۔ مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے تھے کہ تمام کھیتوں میں پھرا مگر صرف ایک ککڑی چھوٹی سی ملی۔ اس کی خبر کسی ذریعہ سے لکھنو مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی کو ہو گئی کہ مولانا (محمد قاسم) نانوتوی کا جی ککڑی کو

چاہتا ہے۔ اس پر مولوی عبدالحی صاحب نے لکھنو
سے مولانا (محمد قاسم نانوتوی) کی خدمت میں بذریعہ
ریلوے لکڑیاں بھیجیں اور چند مرتبہ بھیجیں۔"
(ارواح ثلثہ۔ حکایت نمبر ۲۲۴۔ص ۲۲۶۔کتب خانہ امدادیہ
سہارنپور)

ڈاکٹر! یہ تمہارے دارالعلوم دیوبند کے بانی مولوی محمد قاسم نانوتوی ہیں۔ مرض موت میں کیسی توبہ و استغفار میں مشغول ہیں۔ ذکر وتلاوت کی فکر ہے کہ کہیں سے لکڑیاں لاؤ، پھر کتنی دشواری سے، پھر لکھنو سے۔ اسی کا نام تمہارے مذہب نامہذب میں توبہ و استغفار اور ذکر و تلاوت ہے؟ طرفہ یہ کہ اپنی خواہش نفس کی خاطر کیسے بے چین ہیں اور وہ اللہ کا پیارا جسے اپنی فکر نہیں غربا اور مساکین کے لئے اہتمام فرما رہا ہے اس پر سارا صنم خانہ دیوبند شور مچا رہا ہے۔

سردے کے لئے بے چین

اور لیجئے یہ تو تمہارے دارالعلوم دیوبند کے بانی مولوی محمد قاسم نانوتوی تھے اب یہ شیخ الاسلام دارالعلوم دیوبند مولوی حسین احمد ہیں ان کے متعلق "شیخ الاسلام نمبر" یوں رقمطراز ہے:

"کچھ عجیب اتفاق ہے کہ عموماً تمام مشائخ
(دیوبند) اور خصوصاً مولانا محمد قاسم نے آخر وقت

میں پھل کی خواہش کا اظہار فرمایا چنانچہ مولانا محمد قاسم کے لئے لکھنو سے ککڑی منگائی گئی حضرت حسین احمد مدنی نے بھی آخری وقت میں سردے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔

اور منجانب اللہ اسلاف کی سنت پر طبیعت اس درجہ مجبور ہوئی کہ مولانا قاسم صاحب اور شاھد صاحب فاخری ملاقات کو تشریف لائے تو فرمایا کہئے کیا آج کل سردا نہیں مل سکتا؟ انھوں نے فرمایا ضرور مل جائے گا۔ (چونکہ اس سے قبل مولانا اسعد صاحب، مولانا فرید الوحیدی صاحب وغیرہ نے دہلی، سہارنپور، میرٹھ، ہر جگہ تلاش کیا مگر کہیں دستیاب نہ ہوا) اس لئے حضرت نے فرمایا کہاں مل سکتا ہے؟ مولانا وحید الدین صاحب قاسمی نے عرض کی انشاء اللہ دہلی میں مل جائے گا۔

مولانا شاھد صاحب نے عرض کیا جی ہاں! تلاش کے بعد بہت امید ہے کہ مل جائے گا اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ حضرت نانوتوی کیلئے لکھنو سے ککڑی منگائی گئی تھی تو حضرت (حسین احمد) کے لئے مولانا سجاد حسین کی معرفت کراچی سے اور

مولانا حامد میاں صاحب نے لاہور سے سردا بھیجا۔"
(شیخ الاسلام نمبر۔ ص ۱۱۴۔ کالم ۲۔ ۳)

ملاحظہ فرمائیے ! مشائخ دیوبند موت کے وقت کیسی توبہ و استغفار کر رہے ہیں، ذکر و تلاوت میں مصروف ہیں یا نفس کی پوجا میں پریشان ہیں۔ سردا اور ککڑی کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ یہ ہے سنت سلف دیوبند، طرفہ یہ کہ اپنے نفس کی پوجا کے لئے بھیک مانگ رہا ہے۔ دوسروں سے فریاد کر رہا ہے۔ دم ککڑی اور سردے میں اٹکا ہوا ہے۔

مرتے وقت چندہ مانگنا

اور لیجئے ! یہ آپ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مرتے وقت اپنی اہلیہ کے لئے بھیک مانگ رہے ہیں اور وصیت فرما رہے ہیں کہ:

"میرے بعد بھی میرے تعلق کا لحاظ غالب ہو۔ وصیت کرتا ہوں کہ بیس (۲۰) آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہوار ان (بیوی صاحبہ) کے لئے اپنے ذمہ رکھ لیں تو امید ہے کہ ان کو تکلیف نہ ہو گی۔"
(تنبیہات وصیت۔ ص ۲)

معلوم ہوا کہ اکابر دیوبند اسلاف دیوبند بھیک مانگنے میں ماہر تھے۔ چناچہ مرض الموت میں آخری وقت میں یہ ان کا وظیفہ اور جدید توبہ و استغفار ہے اور ذکر و تلاوت کی پکار ہے۔ ڈاکٹر صاحب یہی تو دوسروں سے چاہتے ہیں جو مسلمانوں کو گوارا نہیں جو نفس کی خاطر دوسروں کے حضور ہاتھ پھیلانے سے شرماتا ہے اپنے گھر کا مال اللہ کی راہ میں لٹاتا ہے۔

اصلی چیزیں بھیجنا

ڈاکٹر خالد محمود کہتا ہے:

"بریلوی مذہب یہ ہے کہ اصلی چیزیں ہی پہنچتی ہیں۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۲۰)

ڈاکٹر کی ہر بات نرالی ہے، صداقت سے خالی ہے، بے چارہ کیا کرے اگر علم ہوتا اور سمجھ کام دیتی تو خدا سے ڈرتا دجل نہ کرتا۔ اس مفلس کو یہ بھی علم نہیں کے فاتحہ کسے کہتے ہیں؟ تو اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ کی جانب رجوع لاتا۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہیں نہ فرمایا کہ کھانا قبر میں بھیج دیا کرو۔ اغلب یہ ڈاکٹر کے مذہب نامہذب کی سرمایہ کاری ہے کہ گھر کا حال گھر والا ہی زیادہ جانتا ہے۔ یہ لوگ اپنے مُردوں کے لئے قبر میں کھانا بھیجتے

ہیں۔ لہذا المرء یقیس علیٰ نفسہ کے مصداق پر دوسروں کو بھی ایسا ہی گمان کرتے ہیں مگر مفلس اور کنگال نے ان کھانوں کا شاید دیکھنا تو کجا نام بھی نہ سنا ہو گا تو کھڑے ماتم کر رہے ہیں ہم کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی دین ہے جس کو چاہے عطا فرمائے۔ اب اگر تم کو یہ اشیاء میسر نہیں آتیں تو وہی اپنی موروثی خوراک چھولا، بھگڑا، پاکوڑا، بھت، لسی وغیرہ ہی پر اکتفا کرو۔ اب یہ نہیں معلوم کہ یہ دیوبندی اپنے مردوں کو قبر میں کس طرح بھیجتے ہیں؟ ہوسکتا ہے کہ کوئی پائپ لگاتے ہوں جس کا ایک سرا مردہ کے منہ میں اور دوسرا سرا قبر کے باہر ہو اس کے ذریعے سے بھیجتے ہوں یا کوئی مشین ایسی مانچسٹر سے منگائی ہو جس کے ذریعے یہ موروثی کھانے اپنے مردوں کو بھیجتے ہوں۔ "واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب"

رہا اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسئلہ تو وہ فرماتے ہیں:

> "صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ نیک اعمال کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے اور یہ بھی حدیثوں میں آیا ہے کہ وہ ثواب پا کر خوش ہوتا ہے۔"
>
> (الحجۃ الفائحہ ۔ ص ۱۳)

تو ہمارے مذہب میں ثواب کا پہنچنا ہی ثابت ہے ہمارے مذہب اہلسنت میں کسی نے اصل اشیاء جو فاتحہ میں ہوتی ہیں ان کا پہنچنا ذکر نہ فرمایا البتہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اگر وہ چاہے تو پہنچا دے ۔ ہم

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار بھی نہیں کرتے۔ ڈاکٹر صاحب ملاحظہ کیجئے یہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ہیں کیا آپ کے نزدیک یہ بھی بریلوی اور مسلمان نہیں؟ شاہ صاحب اپنی کتاب "الدار الثمین فی مبشرات النبی الامی" میں اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ سے نقل فرماتے ہیں:

اخبرنی سیدی والدی قال کنت امنع ایام المولد طعاما صلة بالنبی صلے اللّٰہ تعالی علیہ وسلم فلم یفتح فی سنة من السنین شی اصنع بہ طعاما فلم اجد الاحمصا مقلیا فتصمتہ بین الناس فرایتہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم بین یدیہ ھذہ الحمص مھجا بشاشا۔

"یعنی مجھے میرے والد ماجد نے خبر دی کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایام ولادت میں کچھ کھانا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ تیار کیا کرتا تھا۔ اتفاقاً ایک سال کچھ دستیاب نہ ہوا کہ میں کھانا تیار کر سکوں اس لئے میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے ہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے، پھر میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ چنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے بہت مسرور اور بشاش ہیں۔"

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ فرمارہے ہیں کہ وہ تقسیم شدہ چنے میں نے خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے سامنے رکھے ہوئے دیکھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے بہت مسرور اور بشاش ہیں۔ آپ کے دین میں شاہ عبدالرحیم صاحب کے متعلق کیا حکم ہے؟

کفن بھیجنا

ڈاکٹر خالد محمود لکھتا ہے:

"بریلوی مذہب کے بانی مولانا احمد رضا خاں ایصال ثواب پر قناعت نہیں کرتے بلکہ اصل چیزیں پہنچنا اور پہنچانا یوں بیان کرتے ہیں "ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے۔ پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا صبح کو صاحبزادے نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں تیسرے روز خبر ملی کہ اس کا انتقال ہوگیا۔ لڑکے نے فوراً نیا عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا کہ یہ میری ماں کو پہنچا دینا۔ رات کو وہ صالحہ

خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا کہ خدا
تمہیں جزائے خیر دے تم نے بہت اچھا کفن بھیجا۔"
(مطالعہ بریلویت۔ ص ۲۱۔ ۲۲)

ڈاکٹر کے دین کی بنیاد نہ حدیث پر ہے نہ قرآن پر اگر ہے تو "تقویت الایمان" پر جب ان کا دین ہی قرآن و حدیث کے مخالف ہے تو دوسروں پر اپنے دین کو کیوں ٹھونستا ہے۔ پہلے ہم قرآن کریم سے ثابت کر آئے اپنے دین کی حقانیت کو اور اس روایت کی بھی حقانیت بحمدہ حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اگر ڈاکٹر کو علم ہوتا تو علم سے بات کرتا قرآن وحدیث کا حوالہ پیش کرتا مگر مفلس کنگال پاس کچھ رکھتا نہیں اپنے توہمات باطلہ سے قرآن وحدیث کا مذاق اڑاتا ہے۔

برادران ملت! ملاحظہ فرمائیے، حضرت ابوبکر جلال الدین السیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت میں مسلمانوں کے امام عالیشان ہیں ۸۴۹ھ کو قاہرہ میں پیدا ہوئے وہ روایت نقل فرماتے ہیں:

"ابن ابی الدنیا نے "کتاب المنامات" میں
اپنی سند سے راشد بن سعد سے روایت کی کہ ایک
شخص کی بیوی کا انتقال ہو گیا تو اس نے خواب
میں بہت سی عورتیں دیکھیں لیکن اس کی بیوی
اس میں نہ تھی اس نے اس عورت کے نہ آنے
کا سبب دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ تم نے

اس کے کفن میں کوتاہی کی اس لئے وہ اب آنے
میں شرم محسوس کرتی ہے۔ وہ شخص حضور صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور
واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ کسی ثقہ آدمی
کا خیال رکھنا۔ اتفاقاً ایک انصاری کی موت کا
وقت آگیا اس نے انصاری سے کہا کہ میں اپنی
بیوی کا کفن دینا چاہتا ہوں انصاری نے کہا کہ
اگر مردہ مرنے والے کو پہنچا سکتا ہے تو میں پہنچا
دوں گا۔ چناچہ یہ شخص دو زعفرانی رنگ کے
کپڑے لایا اور انصاری کے کفن میں رکھ دیئے اب
جو رات کو خواب میں دیکھا تو وہ عورت وہی
کپڑے پہنے کھڑی تھی۔"

(شرح الصدور شرح حال الموتیٰ والقبور اردو۔ ص ۱۷۷۔۱۷۸)

ڈاکٹر کو لامحالہ کہنا پڑے گا کہ یہ سارے جن کے نام مذکور ہیں بریلوی دین والے تھے پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی منقول تو ماننا پڑے گا کہ یہی دین حق ہے یہی سچے مسلمان ہیں جن کو آج اعداء المسلمین "بریلوی" کہتے ہیں۔

نذر و نیاز

ڈاکٹر خالد محمود کہتے ہیں:

"مولانا احمد رضا خاں ایک جگہ لکھتے ہیں
مسلمانوں کو دنیا سے جانے کے بعد جو ثواب
قرآن مجید کا تنہا یا کھانے کے ساتھ پہنچاتے ہیں
اسے فاتحہ کہتے ہیں۔ اولیائے کرام کو جو ایصال
ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے
ہیں۔۔۔۔ مولانا احمد رضا خاں نے یہاں اولیاء اللہ
کو مسلمانوں کے مقابلے میں ذکر کیا ہے۔ کیا اولیاء
اللہ مسلمان نہیں ہوتے؟ یا مسلمان وہی ہوتا ہے
جو بریلویوں کے سوا سب مسلمانوں کو کافر سمجھے۔۔۔۔
اور ایصال ثواب کو تعظیماً نذر و نیاز کہنے کی ابتدا
اسلام میں کب سے ہوئی۔"

(مطالعہ بریلویت، صفحہ ۲۸)

ڈاکٹر کی بے مائیگی حیرت و استعجاب کا مجموعہ ہے۔ مفلس کو اتنا بھی علم نہیں کہ مقابل، مترادف اور مشترک کی تعریف کیا ہے جو جی میں آیا لکھ مارا۔ نہ اللہ واحد قہار کا خوف نہ بندوں سے شرم وحیا کہ دنیا میں ابھی اہل علم بھی ہیں۔ کہتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں

نے اولیاء اللہ کو مسلمانوں کے مقابلے میں ذکر کیا ہے۔ کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے؟ الخ (یعنی معاذاللہ کافر ہوتے ہیں) ڈاکٹر کے پاس علم تو ہے ہی نہیں جو سمجھے چنانچہ ہم مثال پیش کرتے ہیں امید ہے کہ ڈاکٹر کی سمجھ میں آجائے۔

مثال نمبر ۱۔ فرض کیجیے کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی یہ فرمائیں کہ دیوبند میں مسلمان آباد ہیں دارالعلوم دیوبند کے علماء کو دیوبندی تعظیماً اولیاء کرام سمجھتے ہیں تو ڈاکٹر خالد یہی بکے گا کہ تھانوی صاحب نے دارالعلوم دیوبند کو مسلمانوں کے مقابلے میں ذکر کیا ہے۔ کیا دارالعلوم دیوبند کے علماء کافر ہیں؟

مثال نمبر ۲۔ بالفرض ڈاکٹر خالد محمود کے والد گرامی کرشن گڑھ میں رہتے ہیں۔ کرشن گڑھ مسلمانوں کی بڑی آبادی ہے۔ وہاں کے لوگ ڈاکٹر خالد محمود کے والد صاحب کو تعظیماً مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی اس آبادی میں ایک مولوی صاحب بھی ہیں۔ تو ڈاکٹر خالد محمود غصہ سے لال پیلے ہوکر چیخیں گے کہ میرے والد کو مسلمانوں کے مقابلہ میں ذکر کیا ہے، کیا میرے والد کافر ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ ان تماثیل سے ڈاکٹر کی جہالت کا پردہ اٹھ جائے بات سمجھ میں آجائے۔ علاوہ ازیں اعلٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارت میں "اولیائے کرام" ہے یعنی عزت وکرامت والے۔ تو کیا ڈاکٹر کافروں کو عزت وکرامت والا سمجھتا ہے اور یقیناً سمجھتا ہے جب

ہی تو کہ رہا ہے کہ اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے اگر عزت و کرامت والا سمجھتا تو یہ کلمہ ہرگز نہ کہتا۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے : ان الذین کفرو امن اهل الکتب والمشرکین فی نار جهنم خلدین فیها اولئك هم شرالبریة " بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔" اللہ جل مجدہ کافروں کو تمام مخلوق میں بدتر فرما رہا ہے اور ڈاکٹر عزت و کرامت والا بتا رہا ہے ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ڈاکٹر کہتا ہے کہ نذر و نیاز کہنے کی ابتدا اسلام میں کب سے ہوئی ؟

ص آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا آفتاب کا

ڈاکٹر صاحب ! اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور ان کے پیر حاجی امداداللہ صاحب کو جانتے ہو؟ نام تو سنا ہی ہوگا؟ آپ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی ، حاجی امداد اللہ صاحب کے ملفوظات کے مرتب ہیں ، وہ ملفوظات میں تحریر فرماتے ہیں :

"فرمایا کہ حنبلی کے نزدیک جمعرات کے دن کتاب احیاء تبرکتاً ہوتی تھی جب ختم ہوئی تبرکاً دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے کچھ حالات

مصنف کے بیان کئے گئے طریق نذر و نیاز قدیم
زمانے سے جاری ہے۔"
(امداد المشتاق۔ ص ۹۲)

ڈاکٹر صاحب! یہ حاجی امداداللہ صاحب تمھارے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اور تمھارے امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ کے پیر ۲۲ صفر ۱۲۳۳ھ کو نانوتہ میں پیدا ہوئے یہ فرما رہے ہیں کہ "طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے" یہی سوال جو اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا، حاجی صاحب اور مولوی اشرف علی وغیرہ سے کیجئے اور ان پر اپنا حکم فتویٰ جاری کیجئے۔

ص یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:

"کہ آپ (مولانا احمد رضا خاں) جس
حلوہ کے حلوائی تھے اس کی کچھ تفصیل درکار تھی۔
اس باب میں آپ علیحٰدہ فرما چکے تھے۔ حلوہ بیزد و
بصلحا خوراند (یعنی) حلوہ پکائے اور صلحاء کو کھلائے
یہ اس لئے کہ حلوہ صلحا کا حق ہے اس حلقے میں
مولانا احمد رضا خاں، حسن میاں، حافظ خلیل حسن،
مولانا حامد رضا خاں، حسنین رضا خاں صلحا سمجھے

جاتے تھے ۔ ظاہر ہے کہ ان سے زیادہ اس حلوہ کا
حقدار کون ہوگا؟ غریب اور مساکین کی کیا مجال
کہ یہ حلوہ چکھ سکیں۔"

(مطالعہ بریلویت ۔ بمعہ حاشیہ ۔ ص ۲۴)

ڈاکٹر کی علمی قابلیت کا یہ عالم ہے کہ صلحا کا مطلب بھی نہیں جانتا۔ وہ صلحا بمعنی امراء سمجھتا ہے جب ہی تو کہہ رہا ہے کہ غریب و مساکین کی کیا مجال کہ یہ حلوہ چکھ سکیں ۔ آیا صلحا میں غربا و مساکین نہیں ہوتے؟ عموماً صلحا میں زیادہ تر غربا ہی ہوتے ہیں۔ امراء اور رؤسا ان کی نسبت بہت کم ہوتے ہیں مگر ڈاکٹر کو نہ علم ہے نہ سمجھ، بس تعصب اور عناد ہے ۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کو نافذ فرما رہے ہیں ۔

حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں : ولا یاکل طعامك الاتقی "اور صلحا (متقی) کے سوا تیری دعوت کا کھانا کوئی اور نہ کھائے ۔" رواہ الترمذی و ابوداؤد و الدارمی عن سعید رضی اللہ تعالی عنه ۔ مگر ڈاکٹر کو نہ حدیث سے مطلب نہ قرآن سے ، اگر مطلب ہے تو "تقویت الایمان" سے ۔

برادران ملت ! دیکھو ڈاکٹر کس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پاک کی تذلیل کرتا اور مذاق اڑاتا ہے ۔ یہی ان کے دین کا شیوہ ہے ۔

ڈاکٹر خالد محمود، اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک فتویٰ نقل کر کے اس پر تبصرہ کرتا ہے:

مسئلہ ۲۔ میت کے سوئم کا کس قدر وزن ہونا چاہیے۔ اگر چھوہاروں پر فاتحہ دی جائے تو ان کا کس قدر وزن ہو؟

الجواب۔ کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں اتنے ہوں جن میں ستر ہزار کا عدد پورا ہو جائے۔ (عرفان شریعت)

"جواب کے دو حصے ہیں پہلے حصے میں جواب مذہب اہلسنت کے مطابق ہے کہ کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں دوسرے حصے میں بریلوی مذہب کا بیان ہے غور کیجئے ایک چھوہارا اگر نصف تولے کا ہو تو بریلویوں کے ہر تیجے میں ۱۰ من ۳۰ سیر ۸ چھٹانک چھوہاروں کی دستیابی کیسے ہو گی پھر اتنے چھوہارے رکھے کہاں جائیں گے اور کہاں سمائیں گے؟ یہ بھی سوچنے کی بات ہے اعلیٰحضرت نے یہاں تصریح نہیں کی کہ یہ ستر ہزار چھوہارے ہی بھیجنے ہیں تو انھیں دفن کرنے میں کیا دقت نہ ہو گی، بصورت دیگر انھیں کہاں رکھا جائے گا اور کیسے تقسیم کیا جائے گا؟"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۳۰)

عزیزان ملت ملاحظہ کیجئے کہ ڈاکٹر شریعت مطہرہ کا کیسا مذاق بنا رہا ہے۔ چھوہاروں کو ضروری بتا رہا ہے۔ ضروری بمعنی فرض نہ سہی واجب سہی تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ چھوہارہ تو کجا نفس فاتحہ و سوئم کے واجب ہونے کا ہی ثبوت پیش کرو جس شخص کو عبارت پڑھنے کی تمیز نہ ہو عبارت کو کیا سمجھے گا؟ زیر بحث مسئلہ میں سائل دو باتیں پوچھتا ہے، اول سوئم کے چنوں ہی پر ہوتا ہے اس کا وزن، دوئم فاتحہ میں وزن کی مقدار کہ فاتحہ کے لئے کوئی خاص چیز مقصود نہیں تو فاتحہ میں چھوہارہ کا ذکر ہے نہ کہ سوئم میں۔ پس اس کا جواب ارشاد فرمایا کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں کیونکہ سوئم اور فاتحہ نہ تو فرض ہے نہ واجب۔ صرف مستحسن اور مندوب ہے اور سوئم میں چنوں پر کلمہ شریف پڑھا جاتا ہے۔ فرمایا کہ اتنے ہوں جن میں ستر ہزار عدد پورا ہو جائے۔

خرچ کرنے والا اللہ کی راہ میں خرچ کررہا ہے۔ یہ آتش غیظ میں کیوں جل رہا ہے، جو خرچ کررہا ہے وہ نہیں جانتا کہ کہاں سے لائے گا اور کہاں رکھے گا؟ مگر اصل بات یہ ہے کہ مومن اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے خوش ہوتا ہے اور کافر اس سے جلتا ہے نہ خود خرچ کرتا ہے اور نہ اس کو مسلمانوں کا خرچ کرنا بھاتا ہے اور طرح طرح کے بہانے بناتا ہے۔ یہی تو اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

و اذا قیل لھم انفقوا مما رزقکم

اللہ قال الذین کفروا للذین امنوا الطعم من لو یشأاللہ اطمہ ان انتم الا فی ضلال مبین۔

" اور جب ان سے فرمایا جائے کہ اللہ کے دیئے میں سے کچھ اس کی راہ میں خرچ کرو تو کافر مسلمانوں کے لئے کہتے ہیں کیا ہم اسے کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو کھلا دیتا، تم تو نہیں مگر کھلی گمراہی میں۔"

یہی حال ہے ڈاکٹر اور ڈاکٹر کے مذہبی رہنماؤں کا کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت کا ایک محاذ قائم کر رکھا ہے۔ ہر معاملہ میں اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین اور ان کی شان میں گستاخی کا کوئی نہ کوئی پہلو نکال لیتے ہیں۔ پھر یہ مسلمانوں کو کس طرح چھوڑیں گے۔ ان کے مذہب نامذہب میں مسلمانوں کا قتل اور ان کا مال لوٹنا مباح۔ کما ذکرہ علامہ شامی۔

مسلمانوں میں دو لفظ فاتحہ اور سوئم بہت معروف اور اپنے کام میں مشہور ہیں۔ اگر ڈاکٹر میں کوئی شمہ غیرت کا ہے تو وہ کوئی ثبوت بطور نمونہ ہی پیش کرے کہ چھواروں پر سوئم پڑھا گیا اور اپنی مدد کے لئے اپنے جھوٹے خداؤں کو بلا لے۔ "ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین۔"

رہا معاملہ نفس سوئم کا تو یہ مسلمانوں میں معمول رہا ہے۔ دد
شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا سوئم ہوا، شاہ عبدالعزیز صاحب
فرماتے ہیں:

"روز سوم کثرت ہجوم مردم آں قدر
بودند کہ بیروں ند حساب است ہشتاد ویک کلام بہ
شمار آمد زیادہ ہم شدہ باشد و کلمہ را حصر نیست۔
(ملفوظات عزیزی۔ ص ۵۰)

یعنی تیسرے روز (سوئم میں) آدمیوں
کا اس قدر ہجوم تھا کہ حساب سے باہر ہے۔
اکیاسی (۸۱) ختم کلام اللہ (قرآن شریف) تو شمار
میں آئے اور اس سے زیادہ ہی ہوئے ہوں گے
اور کلمہ شریف کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔"

معلوم ہوا کہ سوئم مسلمانوں میں جاری رہا اور خاندان شاہ ولی
اللہ صاحب محدث دہلوی میں سوئم ہوتا تھا۔ اب شاہ صاحب پر حکم
لگائیے، کیا حکم لگاتے ہیں؟

ڈاکٹر کی تہذیب

ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:
"ظلم بالائے ظلم یہ کہ مولانا احمد رضا خاں

کا عقیدہ تھا بریلویوں کی تمام مستورات، پیروں کے لئے باندیوں اور لونڈیوں کے حکم میں ہیں۔ ایک دفعہ ایک پیر صاحب مولانا کے زنان خانے میں غلطی سے گھس گئے اور پھر معذرت کرنے لگے۔ اس پر مولانا احمد رضا خاں نے مسئلہ کی وضاحت فرمائی: حضرت یہ سب آپ کی باندیاں لونڈیاں ہیں، آپ آقا مالک اور آقازادے ہیں، معذرت کی کیا حاجت ہے میں خوب سمجھتا ہوں، حضرت اطمینان سے تشریف رکھیں۔" (بحوالہ میزان، ص ۳۰۵) "اس تصریح کا مطلب اس کے سوا کیا سمجھا جاسکتا ہے کہ حضرت بھی کسی حجرے میں جاکر اپنی حاجت پوری فرماسکتے ہیں ورنہ اندیشہ ہے کہ ہاتف آواز دے اب دیر کا ہے کی فلاں حجرے میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۴۴)

دیکھا اس ظالم بدکار نے کیسی منہ بھر کر گالی دی حالانکہ اس جاہل گنوار کو حقیقت اور مجاز کی بھی تمیز نہیں۔ مولوی حسین احمد صدر مدرس دیوبند اپنے کو "ننگ اسلاف" لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے خطوط مولوی محمد ذکریا صاحب نے اپنی کتاب "تبلیغی جماعت پر

اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات " میں نقل کیے۔ اس کے صفحہ ۳، پر ننگ اسلاف حسین احمد اور صفحہ ۵، پر ننگ اسلاف حسین احمد موجود ہے تو مولوی حسین احمد صاحب کو ننگ اسلاف حسین احمد صدر مدرس دیوبند لکھنا اور کہنا چاہیے مگر تم لوگ نہ لکھتے ہو، نہ کہتے ہو، بلکہ "شیخ الاسلام" وغیرہ کے خطابات سے ذکر کرتے ہو۔

ڈاکٹر نے میزان صفحہ ۵،۳ کا حوالہ پیش کیا ہم وہ عبارت میزان امام احمد رضا نمبر صفحہ ۵،۳ سے نقل کرتے ہیں وہ یہ ہے:

"جس زمانے میں اعلیٰحضرت کے دولت کدہ کے مغربی سمت جس میں کتب خانہ تھا نیا تعمیر ہو رہا تھا عورتیں اعلیٰحضرت کے قدیمی آبائی مکان میں جس میں مولانا حسن رضا خانصاب برادر اوسط اعلیٰحضرت سے متعلقین تشریف رکھتے تھے قیام فرما تھیں اور اعلیٰحضرت کا مکان مردانہ کر دیا گیا تھا کہ ہر وقت راج مزدوروں کا اجتماع رہتا اسی طرح کئی مہینے تک وہ مکان مردانہ رہا جن صاحب کو اعلیٰحضرت کی خدمت میں باریابی کی ضرورت پڑتی بے کھٹکے پہنچ جایا کرتے جب وہ کتب خانہ مکمل ہو گیا مستورات حسب دستور سابق اسی مکان میں چلی آئیں اتفاق وقت ایک

سید صاحب جو کچھ دن پہلے تشریف لائے تھے اور اس مکان کو مردانہ پایا تھا پھر تشریف لائے اور اس خیال سے کہ مکان مردانہ ہے بے تکلف اندر چلے گئے جب نصف آنگن کے اندر چلے گئے تو مستورات پر نظر پڑی جو زنانہ مکان میں خانہ داری کے کاموں میں مشغول تھیں، انھوں نے جب سید صاحب کو دیکھا تو گھبرا کر ادھر ادھر پردہ میں ہو گئیں ان کے جانے کی آہٹ سے سید صاحب کو معلوم ہوا کہ یہ مکان زنانہ ہو گیا ہے، مجھ سے سخت غلطی ہو گئی، جو میں چلا آیا اور ندامت کے مارے سر جھکائے واپس ہونے لگے کہ اعلیٰحضرت دکھن طرف کے سائبان سے فوراً تشریف لائے اور سید صاحب کو لے کر اس جگہ پہنچے جہاں حضرت تشریف رکھا کرتے تھے اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے اور سید صاحب کو بٹھا کر بہت دیر تک باتیں کرتے رہے جس میں سید صاحب کی پریشانی اور ندامت دور ہوئی۔ پہلے تو سید صاحب خفت کے مارے خاموش رہے، پھر معذرت کی اور اپنی لاعلمی ظاہر کی کہ: "مجھے زنانہ

مکان ہونے کا علم نہ تھا۔" اعلیٰحضرت نے فرمایا
کہ: " حضرت یہ سب تو آپ کی باندیاں ہیں،
آپ آقا اور آقا زادے ہیں، معذرت کی کیا
حاجت ہے، میں خوب سمجھتا ہوں، حضرت
اطمینان سے تشریف رکھیں۔"

(المیزان بمبئی امام احمد رضا خاں نمبر۔ ص ۵۰۴، کالم نمبر ۱)

ڈاکٹر کا پیش کردہ حوالہ فقیر نے المیزان امام احمد رضا خاں نمبر سے پورا نقل کردیا ملاحظہ فرمائیے کہ اس میں کہیں "پیر" کا ذکر ہے؟ مولانا عبیداللہ خاں صاحب اعظمی کا یہ مضمون "اعلیٰحضرت کی محبت سادات" کا بیان ہے۔ مفتری کذاب نے سید صاحب کو پیر سے بدل دیا یہ خیانت فاحشہ تو دیو کے بندوں کو دیوبندی دھرم کی اساس سے ملی ہے جو ان لوگوں کی فطرت ثانیہ بن گئی۔ نیز حقیقت و مجاز کا بھی کوئی لحاظ نہیں دراصل حقیقت و مجاز وغیرہ کو بھی اہل علم ہی جانتے ہیں جاہلوں کو کیا تمیز یہ تو آیت کریمہ "و ازواجه امهتهم" پر بھی اعتراض کرے گا کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیبیاں مسلمانوں کی مائیں ہیں تو پردہ کیوں کرتی تھیں؟ بیٹوں سے ماں پردہ نہیں کرتی۔

ے دیوبند کی خاک لائیں گے
اپنا کعبہ الگ بنائیں گے

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت سے آقا اور آقازادے فرمایا اور اس میں کوئی شک بھی نہیں ہم سارے مسلمان خواہ مرد ہوں یا عورت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام اور باندیاں ہیں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے : قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ "(محبوب) تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو" ...... یہ آیت کریمہ مومنین کے لئے عام ہے ہر مومن مرد ہو یا عورت سب کے بارے میں خطاب ہے مومن خواہ مرد ہو یا عورت سب اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ کی رحمت اسی کا حصہ ہے جو حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بندے یعنی باندی اور غلام ہیں۔

حاجی امداد اللہ صاحب جو مولوی اشرف علی اور مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ اساطین دیوبند کے پیر ہیں، وہ فرماتے ہیں:

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واصل بحق ہیں عباداللہ کو عبادرسول کہہ سکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم" مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں ۔ مولانا اشرف علی صاحب نے فرمایا کہ قرینہ بھی انھیں معنی کا ہے

آگے فرماتا ہے : لا تقنطوا من رحمۃ اللہ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا فرماتا من رحمتی تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔"

(امداد المشتاق۔ ص ۹۴)

پس اعلٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بھی فرمایا وہ حکم قرآن کے مطابق فرمایا مگر جو قرآن کو جانتا ہی نہیں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا آقا و مولیٰ مانتا ہی نہیں وہ تو انکار ہی کرے گا اور مسلمانوں سے لڑے گا اس میں لڑنے کی کیا بات ہے تجھے تیرا دین اور مجھے میرا دین مبارک ہو۔ ہمارے لئے قرآن تیرے لئے "تقویت الایمان" پس کہو:

دیوبند سے خاک لائیں گے
اپنا کعبہ الگ بنائیں گے

ڈاکٹر خالد محمود زیر عنوان "مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا" لکھتے ہیں:

"بریلوی مذہب میں تو بزرگوں کے مزارات پر خوبصورت عورتوں کا چڑھاوا بھی چڑھتا ہے ..... مولانا احمد رضا خاں اپنے مذہب کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں: حضرت سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں حضرت سید احمد کبیر

بدوی کے مزار پر بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا اس مجمع میں چلے آتے کہ ایک تاجر کی کنیز، پر نگاہ پڑی۔ فوراً نگاہ پھیرلی کہ حدیث میں ارشاد ہے: النظرة الاولی لك والثانية عليك پہلی نظر تیرے لئے ہے اور دوسری تجھ پر، یعنی پہلی نگاہ کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہوگا۔ خیر نگاہ تو پھیرلی مگر وہ آپ کو پسند آئی جب مزار شریف پر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا عبدالوہاب وہ کنیز پسند ہے؟ عرض کی! ہاں۔ اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیے۔ ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز ہبہ کی۔ اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں۔ معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی۔ خادم کو اشارہ ہوا، انھوں نے آپ کی نذر کردی۔ ارشاد فرمایا عبدالوہاب اب دیر کاہے کی فلاں حجرے میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو ...... مولانا احمد رضا خاں نے یہ نہیں بتایا کہ ان عورتوں کو اپنی حاجت پوری کرتا کون نظر آتا ہے وہ یہ دیکھتی ہیں کہ صاحب قبر ان کے ساتھ مشغول ہیں یا

کوئی مرید باصفا نعرے لگا رہا ہے۔"

(مطالعہ بریلویت ۔ ص ۴۲ ۔ ۴۳)

اس جاہل مفتری کے علم کی روشن دلیل یہ ہے کہ کنیز شرعی کو عورت کہہ رہا ہے اور پھر عورتوں کی قسمیں کتنی ہیں اور ان کے مختلف احکام اور جداگانہ اذکار۔ کنیز کے متعلق لکھ رہا ہے کہ ان عورتوں کو اپنی حاجت پوری کرتا کون نظر آتا ہے۔ مزید براں یہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہ اپنا واقعہ ہے نہ کوئی شرعی فتویٰ یہ تو حضرت سیدی امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکایت ہے جس کا انکار تو نہ کیا گیا مگر مذاق ضرور بنایا گیا۔ اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذاق اڑانا اور ان کی شان میں گستاخی کرنا یہ کسی بدبخت شقی کا کام ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر کہہ رہا ہے کہ "مولانا احمد رضا خاں اپنے مذہب کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں" اس کنگال کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ مولانا احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن پر نیا مذہب ترتیب دینے کا بہتان لئیم ہے وہ تو ۱۲۷۲ھ (تیرھویں صدی ہجری) میں پیدا ہوئے اور کجا امام سیدی عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸۹۹ھ (نویں صدی ہجری) میں پیدا ہوئے صدیوں کا فصل اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ حضرت سیدی امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی "بریلوی مذہب" کا پابند ثابت کر رہا ہے جس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ

اعدائے دین جس کو بریلوی مذہب کہتے ہیں وہی مذہب قدیم ہے جس پر اولیائے کرام اور علمائے عظام تھے اور حضرت سیدی عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکایت پر لاف گزاف یہ اس کی اپنی بکواس ہے کوئی حکم شرعی نہیں اگر دم تھا کوئی آیت قرآن کریم یا حدیث شریف پیش کرتا، مگر بے علم نتواں خدا راشناس۔ اور جہالت فاحشہ کا یہ عالم ہے کہ نذر کرنے کو چڑھاوا کہہ رہا ہے کہ اس واقعہ کو اس عنوان "مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا" سے معنون کر رہا ہے۔ نیز اس مفلس کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ لڑکی کون اور باندی کس کو کہتے ہیں؟ نادار عقل سے بیزار باندی اور لڑکی کا فرق نہیں جانتا۔

مزید براں کنیز کے نذر کرنے پر اتنا بڑا فتنہ برپا کرنا اور دین کا مذاق اڑانا، جبکہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

"ازقالت امرات عمران رب انی نذرت لك مافی بطنی محررافتقبل منی انك انت السمیع العلیم ○ فلما وضعتها قالت ربی انی وضعتها انثی - واللّٰه اعلم بما وضعت - ولیس الذکر کالانثی وانی سمیتها مریم وانی اعیذها بك وذریتها من الشیطن الرجیم ○ یعنی "جب عمران کی بیوی نے عرض کی اے میرے رب میں تیرے لئے منت (نذر) مانتی ہوں جو میرے پیٹ

میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت میں رہے تو تو
مجھ سے قبول کرلے بیشک تو سنتا جانتا ہے ۔ پھر
جب اسے جنا ، بولی اے رب یہ تو میں نے لڑکی
جنی اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ جنی اور وہ
لڑکا اور جو اس نے مانگا اس لڑکی سا نہیں اور میں
نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اسے اور اس
کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں ، راندے ہوئے
شیطان سے۔"

(آل عمران ۳۵ ۔ ۳۶)

حضرت حنہ نے حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس میں احبار کے سامنے رکھ دیا۔ وہاں مزار شریف پر تو شرعی کنیز (باندی) تھی یہاں حضرت حنہ کی صاحبزادی حضرت مریم ہیں۔ کیا یہ لڑکی نہیں جن کو "نذر" کیا جارہا ہے اور ولادت سے پہلے ہی منت مان لی اور عرض کی "رب انی نذرت لک" ان کے دل میں تو امید تھی کہ لڑکا پیدا ہوگا اس کو نذر کروں گی مگر اللہ علیم و خبیر ہے اس کا علم ہر شے کو محیط ہے جانتا تھا کہ آخر زمانے میں ایک نیا دین دیوبندی دھرم ظاہر ہوگا ، جو باندیوں کے نذر کرنے پر شور مچائے گا ، فتنہ اٹھائے گا ، دین کا مذاق اڑائے گا ، ہماری حکمت بالغہ میں اپنی عقل فاترہ کی پچر لگائے گا چنانچہ اس نے حضرت حنہ کو حضرت مریم

(لڑکی) عنایت فرمائی جس کو انھوں نے بطور نذر احبار بیت المقدس کے سامنے رکھ دیا جن کی قبولیت کا ڈنکا آج بھی بج رہا ہے ماشاء اللہ اور آئندہ بجتا رہے گا ہر قاری قرآن کریم کی تلاوت میں اس کو پڑھتا رہے گا۔ والحمدللہ رب العلمین۔

ع دیوبند سے خاک لائیں گے
اپنا کعبہ الگ بنائیں گے

ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:

"ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی۔ انبیا علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں مولانا احمد رضا خاں نے ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی وہیں کی ہے جہاں وہ سیدی عبدالوہاب کو حضرت سید احمد کے مزار سے یہ آواز سنا رہے تھے کہ فلاں حجرے میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو (پھر حاشیہ پر لکھتے ہیں) یہ عقیدہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی کے ذمہ لگانا خاں صاحب کا جھوٹ ہے۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۴۰)

سبحان اللہ! نہ ثبوت نہ دلیل اپنی عقل فاتر سے جس کو چاہا

جھوٹا کہہ دیا۔ اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے ولید، ابو جہل سے کہے کہ عبداللہ نے فرمایا کہ صدیق کا ارشاد ہے کہ "محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ کے رسول ہیں" تو ابو جہل کہتا ہے کہ یہ عقیدہ کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں صدیق کے ذمہ لگانا عبداللہ کا جھوٹ ہے۔" وہ تو (معاذاللہ) مر کر مٹی میں مل گئے۔ جب موصوف ہی نہیں رہا تو صفت کیونکر باقی ہے۔ آج کوئی یہ کہنے کو تیار نہیں کہ جنرل محمد ایوب خاں صدر مملکت پاکستان ہیں جب وہ صدر تھے تو لوگوں نے ان کو صدر پاکستان کہا اب جبکہ وہ مر گئے صدارت بھی ختم ہے اسی طرح جو آج محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) "محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں" (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں وہ مجرم ہیں۔ نیز ڈاکٹر خالد لکھتے ہیں " مولانا احمد رضا خاں نے ازواج مطہرات کی شان میں یہ گستاخی وہیں کی ہے جہاں وہ سیدی عبدالوہاب کو حضرت سید احمد کبیر کے مزار سے، یہ آواز سنا رہے تھے کہ فلاں حجرے میں لے جاؤ" یہ بھی جہالت فاحشہ ہے۔ ملفوظات کے مرتب نے مختلف اوقات و مجالس میں جو اذکار رونما ہوئے ان کو قلمبند کر کے یکجا کر دیا۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ اسی مجلس میں اسی موقع پر ارشاد فرمایا۔ ملفوظ شریف میں تو اس واقعہ کرامات کے بعد سوال ہے کسی نے عرض کیا کہ "انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کی حیات برزخیہ میں کیا فرق ہے؟ تو ارشاد فرمایا:

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی جیسی دنیاوی ہے اس پر تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لئے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرما دی جاتی ہے اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا ان کی ازواج کو نکاح حرام نیز ازواج پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ:

"انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔"

(الملفوظ حصہ سوم صفحہ ۲۵ ۔ ۲۶)

تو یہ قول سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی کا ہے اس پر اعتراض کرنا اور حکم لگانا اعلیٰحضرت پر نہیں بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی پر حکم لگانا ہے اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ناقل ہیں۔ اب رہا کہ یہ ان کا قول نہیں تو اس کے رد میں کوئی دلیل قاطعہ لاتا اور اس کے خلاف پر عبارت دکھاتا پھر جھوٹ بتاتا تو لائق التفات بھی تھا مگر کوئی عبارت ہوتی تو لاتا۔ معلوم ہوا قول صادق ہے، ڈاکٹر کاذب۔

نیز شب باشی فرمانا تو کنایہ ہے اسے صراحت سے کیا علاقہ ڈاکٹر کے ذہن میں غلاظت ہے اسے وہی نظر آتی ہے۔ اکثر اہل علم و ادب اپنی گفتگو میں فرماتے ہیں کہ میں نے فلاں رات فلاں دوست

کے ساتھ شب باشی میں گزاری چناچہ ڈاکٹر کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں :

"محمد الحضرمی مجذوب .... ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں سے ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوئے تھے۔"

(جمال الاولیاء ۔ ص ۸۸)

ڈاکٹر کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی فرمارہے ہیں کہ محمد الحضرمی ایک ہی شب میں شب باش ہوئے تھے ۔ اب ان پر گستاخی کا کوئی کوڑا برسائے اور حکم توہین صادر فرمائے علاوہ ازیں سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول انمول پر ڈاکٹر کا رونا اور ماتم کرنا علمی بے مائیگی کی دلیل ہے یہ تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے ۔ اللہ عزوجل تو مومنین صالحین کے متعلق ارشاد فرماتا ہے :

والذین امنو واتبعتهم ذریتهم بایمان الحقنابهم ذریتهم وما التنهم من عملهم من شئی کل امری بما کسب رهین ○ یعنی "اور جو ایمان لائے اور ان کی ذریت نے ایمان کے

ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی ذریت ان سے
ملادی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی،
سب آدمی اپنے کیئے میں گرفتار ہیں۔" (الطور : ۲۱)

جب ایمان والوں کی یہ شان کہ ان کی ذریت نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ذریت کو ان سے ملا دیا، شہداء کے متعلق ارشاد ہے:

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل
اللّٰه امواتا ۔ بل احیاء عند ربھم یرزقون ○
یعنی اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انھیں
مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے
پاس روزی پاتے ہیں۔"
(آل عمران : ۱۶۹)

پس جو اللہ کی راہ میں مارے جانے والے ہیں ان کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ ہرگز انھیں مردہ خیال نہ کرنا وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں تو ان سے بلند مرتبہ والے علماء پھر اولیاء اور اولیاء میں درجات پھر صحابہ اور صحابہ میں خلفاء راشدین اور خلفاء راشدین میں بالترتیب مراتب صدیق اکبر اس کے بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان تو ان کی حیات و وصال سے کس مومن کو انکار ہو سکتا ہے مگر وہی جس کو ایمان نہیں پس مومنین کے لئے

قرآن اور دیوبندی کے لئے "تقویت الایمان" یہی فرق ہے۔

ص دیوبند کی خاک لائیں گے
اپنا کعبہ الگ بنائیں گے

اکابر علمائے دیوبند کے ادب واحترام کا نمونہ

آئیے ! صنم خانہ دیوبند کی سیر کریں اور دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کے اخلاق فاضلہ ملاحظہ فرمائیں :

جب اشرف علی صاحب نے اپنے بھانجے کی بیوی (جو کم عمر تھی) سے دوسری شادی کی تو ان کی پہلی بیوی کی فریاد سنئے ، جس کو مولوی اشرف علی بقلم خود تحریر فرمارہے ہیں :

"۱۔ ہائے بادشاہی چھن گئی۔ ۲۔ ہائے ایسا ظلم۔ ۳۔ بس جی مولویوں کا بھی اعتبار نہ رہا۔ ۴۔ بھلا بدون اجازت منکوحہ اولیٰ کے یہ دوسرا نکاح جائز کب ہو سکتا ہے؟ ۵۔ بھلا اگر عورت بھی دوسرے مرد کو ڈھونڈلے تو مرد پر کیسی گزرے؟ ۶۔ ہائے بیٹی بیٹی کہا کرتے تھے ، جورو بنا کر بیٹھ گئے۔ ۷۔ بیٹی کیا نواسی کی جگہ تھی۔ ۸۔ ارے بھائی، بھانجہ تو بیٹا ہوتا ہے پھر اس کو بیٹا بنایا بھی تھا ہائے بیٹے کی بیوی کو لے بیٹھے یہ غضب۔ ۹۔ بس

جی ایسی عورت کا کیا اعتبار اسکا تو اگر نانا حقیقی زندہ ہوتا کیا اس کو بھی کر بیٹھتی۔ ۱۰۔ لو اور پڑھواؤ لڑکیوں کو ہائے استاد ہو کر شاگردنی کو کر بیٹھے۔

۱۱۔ اور مریدنی بھی تو تھی۔ پیر میں اور باپ میں کیا فرق ہوتا ہے؟ ۱۲۔ اجی معلوم ہوتا ہے ان میں پہلے سے سازباز ہوگا۔ ۱۳۔ بس جی اب تو سب مرید ایسا ہی کریں گے۔ ۱۴۔ اجی لڑکی نے بھی ظلم ہی کردیا جو کرنا ہی تھا اور دس تھے بھلا جس کے پاس بچپن میں رہی لکھا پڑھا اس کی چھاتی پر مونگ دلنا تھا۔ ۱۵۔ خدا کرے ان کو آرام ہی نصیب نہ ہو۔ ۱۶۔ اجی ایسی بے حیا ہے تو ستر کرے گی ستر چھوڑے گی۔"

(الخطوب المذیبہ للقلوب المنیبہ۔ ص ۲۔۳)

یہ پہلی بیوی کی فریاد ہے!!

ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ کی بابت ذہن کی رسائی:

ڈاکٹر کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

"ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر
(اشرف علی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں
انھوں نے مجھے کہا میرا ذہن معا اسی (زوجہ ثانیہ
کی) طرف منتقل ہوا اس مناسبت سے جب حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا حضور کا سن شریف پچاس
سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں،
وہی قصہ یہاں ہے۔"
(الخطوب المذیبہ للقلوب المنیبہ۔ صفحہ ۱۵۔۱۶)

معاذاللہ۔ ہزار بار استغفراللہ۔ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تشریف آوری اور نئی بیوی، کم سن کا تصور ......
لاحول ولا قوۃ الاباللہ العلی العظیم۔

سیدنا یوسف علیہ السلام کی شان میں گستاخی

ڈاکٹر کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی آیت کریمہ:
ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان رابرھان ربہ (یوسف : ۲۴) کا ترجمہ بیان کرتے ہیں:

"اور اس عورت کے دل میں تو انکا خیال
عزم کے درجہ میں جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس

عورت کا کچھ کچھ خیال ہو چلا تھا اگر اپنے رب کی
دلیل کو انھوں نے نہ دیکھا ہوتا تو زیادہ خیال ہو جانا
عجب نہ تھا۔" (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)

یعنی مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ زلیخا کے دل میں تو گناہ کبیرہ کا خیال عزم کے درجہ میں جم ہی رہا تھا اور یوسف علیہ السلام کو بھی اس گناہ کبیرہ کا کچھ کچھ خیال ہو چلا تھا۔ یعنی مائل بہ گناہ کبیرہ ہو چلے تھے (معاذاللہ) پھر اس توہین وگستاخی کا بہتان اللہ عزوجل کی جانب کرنا ظلم بالائے ظلم ہے۔

"ان کو بھی اس عورت کا کچھ کچھ خیال ہو چلا تھا" کس جملہ کا ترجمہ ہے؟ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلے میں علمائے دیوبند کے خدام کی شان عصمت ملاحظہ فرمائیں ......

دیوبندی دھرم میں میاں جی منے شاہ صاحب کی عصمت

قاری محمد طیب صاحب "مہتمم دارالعلوم دیوبند" ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"دارالعلوم دیوبند کی بنیادیں بھی الہامی
اور اشارات غیب کے تحت ہیں۔ اس کا سنگ

بنیاد رکھنے کا وقت آیا تو تمام اہل اللہ اور اکابرین جمع ہی نہیں تھے بلکہ ان کے قلوب میں ایک عجیب بشاشت و کیفیت کا نور موجزن تھا۔ سنگ بنیاد میں جس سے بھی پہل کرنے کو کہا جاتا تو وہ کہتا نہیں فلاں صاحب سے ابتداء کرائی جائے وہ ہم سب کے بڑے اور اس کے اہل ہیں گویا بے نفسی کا یہ حال تھا کہ اپنے کو کم تر سمجھ کر کوئی بھی آگے نہیں بڑھتا تھا بالآخر اینٹ حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری سے رکھوالی گئی اور اس کے ساتھ ہی حضرت (محمد قاسم) نانوتوی نے حضرت میاں جی منے شاہ صاحب کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا اور فرمایا کہ یہ وہ شخص ہیں جنھیں صغیرہ گناہ کا بھی تصور نہیں آیا تو انھوں نے حضرت محدث سہارنپوری کے ساتھ اینٹ رکھی جس سے واضح ہے کہ سنگ بنیاد رکھنے والے بھی اہل اللہ تھے۔"

(ماہنامہ الرشید لاہور۔ فروری ۱۹۷۶ء دارالعلوم دیوبند نمبر۔ ص ۱۳۹۔ کالم نمبر ۱۔ جلد ۴۔ شمارہ ۲۔۳ صفر، ربیع الاول ۱۳۹۶ھ)

ملاحظہ فرمائیے! کہ دارالعلوم دیوبند کی سنگ بنیاد کے موقع پر

تمام اہل اللہ جمع ہیں ان کے درمیان نانوتوی صاحب میاں جی منے شاہ صاحب کے متعلق فرما رہے ہیں کہ یہ وہ ہیں جنھیں صغیرہ گناہ کا بھی کبھی تصور نہیں آیا۔ اس پر تمام اہل اللہ اور اکابر خاموش ہیں۔ کسی نے انکار نہ فرمایا گویا میاں جی منے شاہ صاحب کی عصمت سب کو تسلیم ہے۔ مزید براں ظاہری اعمال تو آدمی دیکھ سکتا ہے مگر باطنی خیالات و تصورات سب کو نظر نہیں آتے مگر نانوتوی صاحب پر پیدائش سے لے کر ابتک کے تمام حالات ہی نہیں بلکہ خیالات اور تصورات بھی پوشیدہ نہیں اس پر تمام اہل اللہ جو کہ اس وقت جمع ہو گئے تھے ان کی خاموش شہادت رجسٹری کا درجہ رکھتی ہیں میاں جی منے شاہ جو علمائے دیوبند کے خدام سے ہیں ان کے بارے میں نہ معلم لکھا نہ محدث نہ مفتی نہ عالم دین ہونے کا کوئی ثبوت معلوم ہوا کہ بے چارے علم سے کورے جہل سے آراستہ تھے ان کا یہ عالم کہ کبھی صغیرہ گناہ کا بھی تصور نہیں آیا اور دوسری جانب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گناہ کبیرہ کا بھی کچھ خیال ہو چلا تھا۔ یہ ہے دیوبندی دھرم کی عصمت کا نمونہ ....

اکابر علمائے دیوبند کی غیرت ایمانی

مولوی رشید احمد گنگوہی جن کے اوصاف جلیلہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی اس طرح بیان فرماتے ہیں:

" قطب عالم قدوۃ العلما غوث الاعظم
اسوۃ الفقہا جامع الفضائل والفواضل العلیۃ مستجمع
الصفات والخصائل البہیۃ السنیۃ حامی دین مبین
مجدد زمان .... المولوی رشید احمد صاحب
محدث گنگوہی۔"

(تذکرۃ الرشید۔ جلد اول۔ ص ۲)

مولوی ظہور الحسن کسولوی بہ تصدیق حکیم الامت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

" حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب و عم محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گنگوہ میں، حضرت گنگوہی (رشید احمد) کی خانقاہ میں مجمع تھا۔ حضرت گنگوہی (رشید احمد) اور حضرت نانوتوی (محمد قاسم) کے مرید و شاگرد سب جمع تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کو کروٹ لیکر اپنا

ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے حضرت نے فرمایا لوگ کہیں گے کہنے دو۔"

(ارواح ثلٰثہ حکایت ۳۰۵ صفحہ ۲۸۹)

ڈاکٹر دیکھا نانوتوی چیخ رہے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے۔ آخر یہ گنگوہی صاحب کیا کر رہے تھے کہ وہ شرم سے فریاد کر رہا ہے اور اسے پرواہ ہی نہیں، کہتا ہے لوگ کہیں گے کہنے دو۔

اور مولوی عاشق الٰہی میرٹھی اس واقعہ کی صداقت اور حقیقت مولوی رشید احمد کی زبانی یوں بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب (نانوتوی) عروس (دلہن) کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے۔ سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انھیں مجھ سے فائدہ پہنچتا ہے۔"

(تذکرۃ الرشید۔ جلد دوم۔ ص ۲۸۹)

ملاحظہ کیجیے! جو وہاں بیداری میں یہاں خواب میں بھی وہی

نظر آرہا ہے ڈاکٹر شب باشی پر جو کہ کنایہ ہے ماتم کررہا تھا سینہ پیٹ رہا ہے اور یہاں صراحتہً ذکر موجود ہے۔ اگر غیرت کا کوئی شمہ باقی ہے تو اپنے ان اکابر پر لعنت بھیجئے۔

ع اے اشک ڈوب مر تیری تاثیر دیکھ لی
الٹی ہنسی اڑی میری چشم پر آب کی

ڈاکٹر خالد محمود کی کتاب " مطالعہ بریلویت" کی اصل حقیقت کو سمجھنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جس کے ذہنی اور علمی مفلسی اور بے مائیگی کا یہ حال ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ اولیاء کرام کا ذکر کر دیا جائے تو وہ اولیاء کرام کو مسلمانوں کے مقابلے میں کھڑا کر کے ان کو (معاذاللہ) کافر قرار دے (حوالہ پیچھے گزرا)۔ اسکا ذہنی علمی دیوالیہ تو پہلے ہی نکل چکا ہے۔ بھلا اس میں عبارت کے سمجھنے کی لیاقت کہاں پھر لکھنا کار دارد۔ یہ ایک مجنوں کی بڑ ہے کہ جنون میں بڑ بڑائے جارہا ہے اور اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایسے دیوانگی کے وار کررہا ہے جیسے کوئی شخص اپنے والد کے قاتل پر مدہوش ہوکر حملے کرتا ہے۔

پوری کتاب کا مطالعہ اور اسکا جواب لکھنا اوقات کو ضائع کرنا ہے۔ ہم صرف چند امور پر سے پردہ اٹھاتے اور اصلی چہرہ دکھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور اس کاوش سعید کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچائے۔ آمین آمین بجاہ نبیك سیدالمرسلین صلی اللہ تعالی علیه وسلم

ڈاکٹر کی ذہنی خباثت

ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:

"بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ پیر مریدوں کی پرائیویٹ زندگی کا بھی پورا نظارہ کرتے ہیں۔ خاوند اور بیوی خلوت میں ہوں تو فرشتے تو حیا کے باعث ایک طرف ہوجاتے ہیں لیکن بریلوی پیر اس وقت بھی پاس رہتے ہیں اور مرید کی بیوی کے پاس سوتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں: سید احمد سلمجماسی کے دو بیویاں تھیں۔ سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رات تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری بیوی سے ہمبستری کی یہ نہ چاہیئے۔ عرض کیا حضور وہ اس وقت سوتی تھی۔ فرمایا سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا؟ فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا؟ عرض کی ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا۔ تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہوتا ہر آن ساتھ رہتا ہے۔

برابر نظارہ کرتا ہے۔ ملفوظات۔ ص ۲۹"

(مطالعہ بریلویت صفحہ ۵۳)

پھر لکھتا ہے جس کا عنوان ہے۔ "ظلم اور فسق کی انتہا۔"

"پیر کو مرید کی بیوی کے پاس سلانے کی تجویز کسی طرح پسندیدہ نہیں۔ مولانا احمد رضا خاں نے اس کے لئے قطب الواصلین حضرت سید عبدالعزیز دباغ کا نام غلط استعمال کیا ہے اور ان پر ایک بڑا جھوٹ باندھا ہے۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۵۴)

پھر لکھتا ہے:

"خانصاحب کا گھڑا ہوا ڈراما۔ خانصاحب نے کہانی اس طرح گھڑی گویا چار چارپائیاں علیحدہ علیحدہ دو جگہ پر تھیں ایک جگہ سید احمد سلمجماسی اور ان کی ہمبستر بیوی تھیں اور دوسری جگہ دوسری بیوی اور پیر صاحب کا پلنگ تھا۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۵۵)

ڈاکٹر کی علمی قابلیت کا تو یہ حال ہے کہ "گڑھا ہوا" کو "گھڑا ہوا" اور "گڑھی" کو اس طرح "گھڑی" لکھتا ہے۔ اب اصل عبارت الملفوظ کی ملاحظہ فرمائیں وہ یہ ہے:

" عرض : حضور فنافی الشیخ کا مرتبہ کس
طرح حاصل ہوتا ہے ؟ ارشاد : (جواب عطا
فرماتے ہوئے ضمناً بیان فرماتے ہیں) انھیں
سیدی احمد سلمجماسی کے دو بیویاں تھیں۔
سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے
دوسری سے ہمبستری کی یہ نہیں چاہیئے۔ عرض کیا
حضور وہ اس وقت سوتی تھی۔ فرمایا سوتی نہ تھی
سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا حضور کو
کس طرح علم ہوا ؟ فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی
اور پلنگ بھی تھا۔ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی
تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا، تو کسی وقت شیخ مرید
سے جدا نہیں، ہر آن ساتھ ہے۔"

(الملفوظ دوم صفحہ ۴۵۔۴۶)

اب تبریز اردو ترجمہ ابریز کی عبارت ملاحظہ فرمائیں، یہ ترجمہ کسی بریلوی مولوی نے نہیں کیا ہے بلکہ تبریز شریف کے مترجم مولوی عاشق الٰہی میرٹھی جو دیوبندی ہیں وہ حضرت سلجماسی کا واقعہ بیان کرتے ہیں :

" (امام ہمام احمد سلمجماسی فرماتے

ہیں) ایک مرتبہ میری بیویاں ایک ہی گھر میں تھیں کہ ایک کو اپنے گھر میں رہنے سے کوئی عذر مانع ہوا تھا مکان میں چار پلنگ تھے دو پر وہ دونوں الگ الگ لیٹ گئیں اور تیسرے پر میں تنہا لیٹ گیا اور چوتھا خالی رہا۔ شب میں ایک بیوی سے ہمبستر ہوا کہ دوسری کو سوتا ہوا سمجھا۔ پھر تھوڑی دیر سونے کے بعد اٹھا اور پہلی کو سوتا ہوا سمجھ کر دوسری سے ہمبستر ہوا حسب معمول جب زیارت کے لئے حاضر ہوا تو مزاح کے طور پر حضرت نے فرمایا کہ کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت، دو بیویوں کو ایک گھر میں جمع کرنے اور دونوں سے صحبت کرنے کے متعلق؟ میں سمجھ گیا کہ میرے واقعہ کی طرف اشارہ ہے لہذا عرض کیا کہ حضرت آپ کو کیسے خبر ہوئی فرمایا اور چوتھے پلنگ پر کون سویا تھا؟ میں نے کہا حضرت میں نے ہمبستری کی ہر ایک سے اس وقت جبکہ دوسری سو رہی تھی۔ فرمایا نہ پہلی سوتی تھی، نہ دوسری۔"

(تبریز اردو ترجمہ ابریز۔ حصہ اول۔ ص ۴۱ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

حضرت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استفہام فرمایا "چوتھے پلنگ پر کون سویا تھا؟" اس پر تو کوئی سویا ہی نہ تھا خالی انداز گفتگو بتا رہا ہے کہ اس پر ہم تھے۔ چنانچہ اعلیٰحضرت نے حکایت کا خلاصہ اپنے انداز میں بیان فرمایا۔ قاری صاحبان بغور مطالعہ فرمائیں اور مفتری کذاب پر لعنۃ اللہ علی الکذبین پڑھیں جس حکایت میں چار پلنگ ذکر کیے گئے اعلیٰحضرت نے تو چار پلنگ کا ذکر بھی نہ کیا صرف ایک خالی پلنگ کا ذکر بیان فرمایا اور بتایا کہ کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہوتا یہ کذاب مفتری مرید کی بیوی کے پاس پیر کو سلاتا ہے۔ یہ حضرت غوث زماں عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہتان لئیم اور ظلم عظیم ہے نیز دوسرے واقعہ میں اس کی صراحت پوچھتے ہیں:

"حضرت ممدوح سے تعارف کا شروع زمانہ تھا کہ میرے ایک بچے کا انتقال ہو گیا۔ اس کی ماں کو بڑا صدمہ ہوا کیونکہ اس سے پہلے اس کا ایک بچہ اور مر چکا تھا۔ میں اس کو تسلی دینے لگا کہ میں نے حضرت احمد ابن عبداللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب میں بچوں کو دیکھتا ہوں اور پھر جو کچھ ان کو آئندہ زندگی میں پیش آنے والا ہے اس پر نظر کرتا ہوں تو مجھے بڑا ترس آتا ہے کہ

ان لاڈلوں کو ہماری طرح بہت کچھ پاپڑ بیلنے ہیں
اس لئے جو بچپن ہی میں دنیا سے اٹھ گیا وہ سب
آفتوں سے بچا رہا اور تمہارا بچہ بھی انتقال کر گیا
لہذا خوش ہو کہ ہر قسم کے افکار معاش و معاد سے
محفوظ رہا۔ صبح کو جب حضرت شیخ کی خدمت میں
حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا رات تم اپنی بیوی سے
یہ باتیں کہہ رہے تھے اور میری ساری تقریر نقل
فرمادی ۔ حضرت ممدوح سینہ کی کسی تکلیف کے
سبب لونگ کھایا کرتے تھے اور جب آپ سانس
لیا کرتے تو اس کی خوشبو مہکتی تھی جسے میں دن
بھر سونگھا کرتا تھا پھر ایسا ہوا کہ رات کے وقت
اپنے گھر میں بھی باوجودیکہ دروازے بند ہوتے
تھے بعینہ یہی خوشبو گھر کے اندر بار بار مہکتی تھی
میں نے اس پر غور کیا اور بیوی کو بھی آگاہ کیا کہ
اسے بھی حضرت کے ساتھ محبت تھی اور حضرت
بھی اس کے ساتھ بہت محبت فرماتے تھے ہم
دونوں کو یہ خوشبو سونگھتے ہوئے جب ایک مدت
گزر گئی تو میں نے ایک دن حضرت سے ذکر کیا کہ
آپ کے دہن مبارک کی خوشبو رات کے وقت

ہمیں اپنے گھر آیا کرتی ہے اور ہم اسے ہمیشہ
سونگھا کرتے ہیں کیا آپ ہمارے پاس ہوتے
ہیں؟ فرمایا جی ہاں!"
(تبریز ترجمہ ابریز۔ حصہ اول۔ ص ۲۹)

غور فرمائیے! کہ حضرت احمد سلمجماسی پوچھ رہے ہیں کیا آپ ہمارے پاس ہوتے ہیں؟ حضرت غوث زماں عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمارہے ہیں (مولوی عاشق الٰہی کی زبان میں) "جی ہاں۔" اس سے معلوم ہوا کہ ظلم و انتہائے فسق کا حکم لگانا اور ان امور کو خلاف دین بتانا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نہیں بلکہ حضرت احمد سلمجماسی اور حضرت عبدالعزیز عباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر حکم لگانا ہے۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف بہانہ بنایا ہے، قلب و ذہن کی سیاہی تو صفحہ قرطاس پر برس رہی ہے۔

تفریق بین المسلمین

ڈاکٹر خالد محمود، اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحریک تفریق بین المسلمین کا بانی کہتے اور لکھتے ہیں:

"تحریک تفریق کے بانی۔ اس تحریک
کے بانی مولانا احمد رضا خاں متوفی ۱۹۲۱ء گزرے
ہیں آپ کی نصف صدی کی جدوجہد سے پاک و

ہند کے اہل سنت دو ٹکڑوں میں بٹ گئے ۔"

(مطالعہ بریلویت ۔ ص ٦٢)

اور اپنے قلب کی سیاہی صفحہ قرطاس پر بکھیرتے ہوئے ایک حوالہ مولانا قاری احمد صاحب سے منسوب کر کے پیش کرتے ہیں کہ :

" مولانا احمد رضا خاں صاحب پچاس سال
اسی جدوجہد میں منہمک رہے ، یہاں تک کہ دو
مستقل مکتب فکر قائم ہوگئے ۔ بریلوی ، دیوبندی ۔"

پھر اسی صفحہ پر اپنے نامہ اعمال کی تاریکی کا ثبوت دیتے ہوئے مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی کے حوالے سے لکھتے ہیں :

" موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر حیثیت
سے اعلیٰ نظر آتے تھے ان میں دینداری بھی تھی
غیرت اسلامی بھی ۔ دنیا میں ان کا وقار بھی تھا
اعتبار بھی ۔ رعب وہیبت بھی قوت وشوکت بھی ۔
کفار ان کے خوف سے کانپتے تھے ۔"

(مطالعہ بریلویت ۔ ص ٦٣)

پہلا حوالہ سوانح اعلیٰحضرت مولانا قاری احمد صاحب پیلی بھیتی کا ، دوسرے کا کوئی حوالہ نہیں ، قاری احمد صاحب کی سوانح اعلیٰحضرت فقیر کے پاس نہیں ورنہ اصل عبارت اور اس کا ماقبل و مابعد دیکھ لیا جاتا ، دوسری عبارت کا کوئی ثبوت نہیں کہ کس کتاب

سے نقل کیا مگر قرینہ چاہتا ہے کہ انہوں نے بالکل صحیح فرمایا۔ پہلی عبارت میں یہ بتایا گیا ہے کہ موجودہ صدی سے پہلے جب تک اسمٰعیل دہلوی نجد سے وہابیت کو نہ لائے تھے مسلمانوں میں کوئی دینی، مذہبی اختلاف نہ تھا مگر جب وہابیت کو نجد سے اٹھاکر مولوی اسمٰعیل ہندوستان میں لائے اور کتاب "تقویت الایمان" لکھی گئی اس وقت سے مسلمانوں میں اضطراب اور افتراق پیدا ہوگیا اور دین و مذہب کی بنیادوں میں کیڑے پیدا ہوگئے جو وہابیت کے ڈالے ہوئے دیوبندیت کا روپ دھارے ہوئے تھے۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کیڑوں کو دین کی بنیادوں سے نکالا جن کو ایک مستقل مکتب فکر دیوبندی کے نام سے جدا کردیا تو ان دشمنان دین نے اصل دین اسلام و مذہب مہذب اہلسنت کو "بریلوی" کے نام سے موسوم کردیا۔

تفریق بین المسلمین کا بانی

ہندوستان میں سب سے پہلے مولوی اسمٰعیل دہلوی نے محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب "التوحید" سے متاثر ہوکر "تقویت الایمان" نامی ایک کتاب لکھی اور تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دیا۔ علمائے اہلسنت اور خاص طور پر خاتم الحکماء علامہ محمد فضل حق صاحب خیر آبادی علیہ الرحمہ نے تحریری اور تقریری طور پر اس کا ردفرمایا۔ کتاب "تقویت الایمان" کیا ہے؟ یہ قرآن کریم کے خلاف

ایک مجرمانہ سازش کا آغاز ہے ۔ "تقویت الایمان" کو جاننے کے لئے ہماری کتاب "تقویت الایمان بمقابلہ عظمت قرآن" کا مطالعہ کیجئے ۔ یہ فتنوں کی بنیاد تھی کہ اس کے بعد فتنے جنم لیتے رہے ۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے ایک کتاب مسمیٰ "تحذیرالناس" لکھی جس میں صاف لکھ دیا کہ آیت خاتم النبیین کا معنی آخری نبی نہیں بلکہ یہ عوام کا خیال ہے اہل فہم کے نزدیک اول و آخر آنے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں اور پھر لکھ دیا کہ بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا ۔ یہ کتاب "تحذیرالناس" ۱۸۷۲ء میں لکھی گئی اور اب تک برابر طبع ہوکر اشاعت پذیر ہے ۔ فقیر کے پاس اس کتاب کے دو نسخے ایک مطبوعہ دیوبند دوسرا مطبوعہ کراچی موجود ہے اسی کتاب "تحذیرالناس" کو سند بناکر غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا جو ایک فتنہ کی شکل میں موجود ہے ۔ نیز مولوی اسمٰعیل کی کتاب "یکروزی" کی معاونت میں مولوی رشید احمد گنگوہی نے اللہ تعالیٰ کے لئے امکان کذب کا فتویٰ صادر کیا کہ خدا کا جھوٹ ممکن ہے اور کتاب "براہین قاطعہ" میں لکھ دیا کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب کسی نے جدید نہیں نکالا .... الخ ۔ اس کے علاوہ اپنی اسی کتاب "براہین قاطعہ" میں شیطان لعین کے لئے علم محیط زمین کو نص (قرآن وحدیث) سے ثابت مانا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے

ثابت کرنا شرک ٹھہرایا۔ ملاحظہ کیجئے شرک کا معنی خدا کا شریک تو یہ مولوی خلیل احمد اور مولوی رشید احمد بالاتفاق شیطان لعین کو خدا کا شریک ٹھہرا رہے ہیں۔ (معاذاللہ۔ استغفراللہ)

مولوی اشرف علی تھانوی نے ایک کتاب مسمیٰ "حفظ الایمان" میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب پر کلام کرتے ہوئے لکھ دیا "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی اور مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔"

الحاصل وہابیت نے اس قسم کے بے شمار فتنے پیدا کردیئے جس کی وجہ سے مسلمانوں کو دیوبندیوں سے سخت نفرت ہوگئی جیسا کہ مولوی محمد زکریا محدث سہارنپوری کے بیان سے ظاہر ہے ہم اس کا ذکر پچھلے صفحات میں کرچکے ہیں۔ چنانچہ معلوم ہوگیا کہ افتراق بین المسلمین کے مجرم یہ دیوبندی اور وہابی ہیں جس کا جیتا جاگتا ثبوت یہ کتاب "مطالعہ بریلویت" موجود ہے۔

مکفر المسلمین

ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:

"دنیا میں اس تکفیری مہم کا کیا اثر رہا
اور لوگوں نے احمد رضا خاں کے متعلق کیا عمومی

اثرات قائم کئے اسے انہی کے ایک معتقد کی زبان سے سنیئے:

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

"آج سنجیدہ انسان اس طرف رخ کرنے سے جھجکتا ہے عام طور پر امام احمد رضا خاں کے متعلق مشہور ہے کہ وہ مکفر المسلمین، مسلمانوں کو کافر گرداننے والے تھے بریلی میں انہوں نے کفر ساز مشین نصب کر رکھی تھی آج ایشیاء میں جتنے بھی سائنسی ادارے ہیں وہاں امام احمد رضا پر کام تو درکنار نام بھی نہ ملے گا۔ (ماہنامہ المیزان بمبئی احمد رضا نمبر۔ ص ۲۹) المیزان بمبئی کا یہ تبصرہ بالکل درست ہے سنجیدہ انسان واقعی بریلوی کہلانے میں عار محسوس کرتے ہیں۔ مضمون نگار اس صورتحال پر بہت پریشان دکھائی دیتے ہیں مگر اس میں پریشانی کی کوئی وجہ نہیں جیسا مولانا احمد رضا کا کام تھا اسی کے مطابق ان کی شہرت ہوئی۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۱)

ڈاکٹر خالد محمود کو پہلے اپنے علم و فہم پر ماتم کرنا چاہیئے۔ اس مفلس کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ مصرعے پر نشان "ع" کا ہوتا ہے۔

" ۔ " نشان شعر ہونے کی علامت ہے ۔

ملاحظہ کیجیۓ کہ ڈاکٹر خود اقراری ہے کہ المیزان کا یہ تبصرہ بالکل درست ہے اگر اس کا یہ کہنا حق اور سچ ہے تو المیزان کی پوری عبارت کو نقل کیوں نہ کیا درمیان سے ایک ٹکڑا اٹھا کر لکھ دیا ۔ اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی کہے کہ :

مثال نمبر ۱ : ڈاکٹر خالد کہتے ہیں کہ فرعون ہمارا امام ہے اس کی عظمت کے ڈنکے تمہارے قرآن میں موجود ۔ خدا نے بذات خود فرعون کا ذکر کیا اور اپنے کلیم کو فرمایا اذھب الی فرعون " تم فرعون کی طرف جاؤ ۔"

مثال نمبر ۲ : کوئی ڈاکٹر کا ساتھی یہ کہے کہ ڈاکٹر خالد کہتے ہیں کہ شراب حرام نہیں بلکہ حلال ہے صرف شراب کے نشے میں نماز پڑھنا منع ہے ۔ قرآن کریم میں ہے لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاریٰ ۔"

مثال نمبر ۳ : کوئی ڈاکٹر کا ساتھی دوست یہ کہے کہ ڈاکٹر خالد کہتے ہیں کہ مسلمان نماز کیوں پڑھتے ہیں ۔ قرآن میں تو فرمایا ارایت الذی ینھی ○ عبدا اذا صلیٰ تو دیکھا کہ وہ منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے ۔

مثال نمبر ۴ : کوئی ڈاکٹر کا دوست اعلان کرے کہ ڈاکٹر خالد فرماتے ہیں کہ برائی کا حکم دو اور بھلائی سے لوگوں کو روکو ۔ قرآن شریف میں ہے یامرون بالمنکر و ینھون عن المعرف " یعنی برائی کا

حکم دیں اور بھلائی سے منع کریں۔" اور مثالیں بھی پیش کی جاسکتی ہیں مگر ہم نے صرف چار مثالوں پر اکتفا کیا۔ ان مثالوں میں ہر مسلمان یہی کہے گا کہ ارے ڈاکٹر تو اپنے مذہب نامہذب کی بات کرتا ہے جو تیرا دین ہے وہ ہمارا دین نہیں دیکھ! وہی المیزان جس کا تو نے حوالہ پیش کیا اور اس پر اعتماد کا دعویٰ کیا اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے تو ہم اس ہی المیزان کا پورا بیان نقل کرتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ تو کتنا سچا ہے۔ یہ المیزان امام احمد رضا نمبر ہے۔ المیزان بہ عنوان "آج دنیا کو احمد رضا چاہیے"

"امام احمد رضا کا مختصر ترین تعارف یہ ہے کہ افغان نسل کے ایک خوشحال اور متمول گھرانے میں بریلی کی سرزمین پر ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو ولادت ہوئی۔ اپنے والد سے تعلیم پائی خداداد صلاحیتوں نے چودہ سال کی عمر میں ۱۸۶۹ء میں مسند افتاء کا ذمہ دار بنادیا۔ ۱۸۷۷ء میں خانوادہ برکاتیہ کے ارادت کیشوں میں شامل ہوئے۔ ۱۸۷۸ء میں حج کی سعادت حاصل کی جہاں علماء حرمین وطیبین نے سندواجازت سے نوازا۔ دوسری بار ۱۹۰۵ء میں حج و زیارت کو گئے مکہ معظمہ میں آٹھ گھنٹے کے اندر الدولۃ المکیہ تصنیف فرمائی

جسے دیکھ کر علماء حرمین نے اپنا امام تسلیم کیا۔ اسی سفر میں ہند کے چند علماء سوء (دیوبندیوں) کی دریدہ دہنیوں پر علماء عرب سے آخری فیصلہ حاصل کیا جسے حسام الحرمین کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ۱۹۱۱ ء میں قرآن عظیم کا شاندار ترجمہ کنزالایمان کیا۔ ۱۹۲۱ء میں وصال ہوا۔ ۱۸۵۶ء سے ۱۹۲۱ ء تک کی ۶۵ سالہ حیات میں امام احمد رضا نے تقریباً ۶۵ علوم و فنون پر ایک ہزار کتب و رسائل تصنیف فرمائیں۔ عشق و ایمان سے بھرپور ترجمہ قرآن دیا۔ ۱۲ ہزار صفحات پر مشتمل فقہی مسائل کا خزانہ فتاویٰ رضویہ کی شکل میں عطا کیا۔ اگر ہم ان کی علمی و تحقیقی خدمات کو ان کی ۶۵ سالہ زندگی کے حساب سے جوڑیں تو ہر پانچ گھنٹے میں امام احمد رضا ایک کتاب ہمیں دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایک متحرک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا جو کام تھا امام احمد رضا نے تن تنہا انجام دے کر اپنی جامع و ہمہ صفت شخصیت کے زندہ نقوش چھوڑے لیکن افسوس کہ اس جاندار حقیقت کی معرفت والے اب تک اپنا حق ادا نہ کرسکے۔ آج

ہم سن عیسوی کے چھترویں (۷۶) سال میں داخل ہوچکے ہیں اور امام احمد رضا کی بارگاہ میں ہم ۵۵ برس کے بعد ۵۵ کتابیں بھی نہ پیش کرسکے ۔ اب تک جو کچھ لکھا وہ چند اوراق سے زیادہ نہیں اگرچہ بعض حضرات نے جزوی کوششیں کیں لیکن وہ تحقیقی و سوانحی معیار کے مطابق نہیں ۔ زندہ قوم کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے اسلاف کی خدمات اور قربانیوں کو اجاگر کرے اور ان کی شہرت کو چارچاند لگائے مگر اجاگر کرنا تو بڑی بات، امام احمد رضا کو ابتک صحیح انداز میں پیش بھی نہ کرسکے ۔ ابن عبدالوہاب سے لے کر ابوالاعلیٰ مودودی تک جتنے قابل ذکر مخالفین ہیں سب کی سوانح حیات پر بے شمار کتابیں ان کے اپنوں نے لکھیں اور احسان مندی کا ثبوت دیا ۔ یہ تلخ حقیقت تسلیم کیجیے کہ امام احمد رضا کا علمی حلقوں میں اب تک صحیح تعارف نہ کرایا جاسکا ۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ تو امام احمد رضا کو جانتا بھی نہیں ۔ امام احمد رضا کے گیت ہمارے اسٹیج پر گائے جاتے ہیں لیکن یہ دعویٰ کرنا مشکل ہوگا کہ امام

تمام یونیورسٹیوں ، کالجوں ، دانش گاہوں اور لائبریریوں میں موجود ہیں۔ ضرورت ہے کہ امام احمد رضا کی سچی ، صحیح ، مستند ، مدلل و مکمل اور جدید سوانح نگاری کے تقاضوں پر سوانح حیات لکھی جائے ۔ آپ کے علمی کارناموں پر تحقیقات کی جائے ۔ غرضیکہ آپ کو اپنوں سے نکال کر بیگانوں تک پہنچایا جائے ۔ آل انڈیا سنی لیگ کی مرکزی مجلس رضا نے انہیں خطوط پر کام کرنے کا منصوبہ بنایا ہے ۔

تہمتوں کے انبار

ایک طرف ہماری سرد مہری کا یہ عالم کہ ان پر کتابیں لکھنا تو ایک طرف خود ان کی بہت سی کتابیں اب تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکیں جبکہ دوسری جانب مسلسل تقریر و تحریر کے ذریعہ امام احمد رضا کی شخصیت کو مسخ کر کے پیش کیا جاتا رہا ہے ان کی گراں خدمات کا اعتراف تو بڑی بات ان پر تہمتوں کے انبار ہیں ۔ یہ سلسلہ برس دس برس سے نہیں ، نصف صدی سے جاری ہے ۔ غیر شعوری نہیں منظم طریقے پر ہند ہی میں نہیں ایشیاء

و یورپ کے تمام ممالک میں، جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ آج سنجیدہ انسان اس طرف رخ کرتے جھجکتا ہے۔ عام طور پر امام احمد رضا کے متعلق مشہور ہے کہ وہ مکفرالمسلمین تھے مسلمانوں کو کافر گردانتے والے تھے، بریلی میں انہوں نے کفر ساز مشین نصب کر رکھی تھی۔ آج ایشیاء میں جتنے بھی تحقیقاتی ادارے ہیں وہاں امام احمد رضا پر کام تو درکنار نام بھی نہیں ملے گا۔ سوانح نگاری اور تاریخ نگاری، تعصب و تنگ نظری کی بھٹی پر چڑھادی گئی ہے۔ امام احمد رضا سے اختلاف کے جذبے نے ان کے سارے کارناموں پر پانی پھیر دیا۔ امام احمد رضا اس ہیرے کی مانند ہیں جو اپنی تابناک شعاعوں سے عالم کو منور کرنا چاہ رہا ہو لیکن اس پر غلط فہمیوں، الزام تراشیوں کی خاک ڈال کر چھپانے کی کوشش کی جاتی رہی ہو۔ وقت کا یہ کتنا عظیم المیہ ہے کہ ایک فریق کے چہروں پر تاریخ و تذکروں کی بھرپور روشنی نچھاور کی جائے اور دوسرے فریق کا ذکر ضمناً بھی نہ آنے دیا جائے۔ کاش ہمارے مصنفین اور اصحاب دانش

فراخدلی و اعلیٰ ظرفی سے کام لیتے ہوئے امام احمد
رضا کے مؤقف کا تجزیہ کرتے اور اساطین دیوبند
سے اختلاف کی بے لاگ چھان بین کرتے تو آج
بہت سی تلخیوں کا وجود بھی نہ ہوتا۔ ضرورت ہے
کہ اختلاف کی اہمیت کو ٹھیک انداز سے سمجھنے اور
سمجھانے کی کوشش کی جائے کہ موجودہ نئی نسل
بلاجھجک امام احمد رضا خاں کے قریب آئے۔"
(ماہنامہ المیزان بمبئی۔ امام احمد رضا نمبر۔ ص ۲۸۔۲۹)

ہم نے ماہنامہ المیزان کی وہ عبارت جو ڈاکٹر نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کی، پوری نقل کر دی ہے۔ ڈاکٹر اس کے بارے میں کہتا ہے کہ المیزان بمبئی کا یہ تبصرہ بالکل درست ہے اور جلی قلم کا لکھا ہوا عنوان "تہمتوں کے انبار" سے آنکھ بند کرلی یا قدرت کی طرف سے ہی بند ہوگئی۔ تبصرہ کے درست ہونے کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہ تہمت اور بہتان جو امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی ذات پر دشمنوں نے لگائے ہیں وہ جھوٹ ہیں اور امام احمد رضا کا دامن ان تہمتوں سے پاک ہے مگر منافق کی منافقت کی گواہی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔ کما قال تعالی: واللہ یشھدان المنفقین لکذبون ○ یہی ان کے دین و ایمان کا طرہ امتیاز ہے۔ یوں سمجھ لینا چاہیئے کہ باغ میں ہر قسم کا آدمی اور جانور جاتا ہے

جو جس کا شیدا ہوتا ہے وہ اسی چیز کو تلاش کرتا ہے کوئی پھول کا طالب ہے کوئی پھل کو تلاش کرتا ہے کوئی برگ و گھاس کھاتا اور کوئی سوَر، کوئی پاخانے کی جستجو میں سرگرداں ہے جہاں پاخانہ پایا وہیں دوڑ کر منہ مارا۔ یہ مفلس کنگال علم و فہم سے حجاب ان کو وہی اشیاء مطلوب و محبوب جن پر اس کے دین کی بنیاد ہے۔ ایسوں ہی کے حق میں ارشاد ہوا: صم بکم عمی فھم لا یرجعون۔

مولوی اسمٰعیل اور علماء اسلام

ڈاکٹر خالد محمود کے معتبر تبصرہ نگار جن پر ڈاکٹر اعتماد کرتے اور کہتے ہیں "المیزان بمبئی کا یہ تبصرہ بالکل درست ہے" اسی تبصرہ میں یہ عبارت موجود ہے:

"سب جانتے ہیں کہ ہند میں گروہ وہابیہ کے بانی مولوی اسمٰعیل دہلوی پر تیرہویں صدی ہجری کے تمام علماء اسلام نے بالاتفاق کفروارتداد کا شرعی حکم نافذ فرما دیا تھا امام احمد رضا سے پہلے جن اخیار امت نے وہابیت اور وہابی سربراہوں کے خلاف جہاد بالعلم فرمایا انکی مختصر فہرست ذیل میں ہے:

(۱) حضرت علامہ منور الدین دہلوی (مولانا ابو الکلام آزاد کے پرنانا) (۲) حضرت

علامہ سید اشرف علی مدعو گلشن آبادی (ناسک)
(۳) حضرت علامہ فضل رسول عثمانی بدایونی
(۴) حضرت علامہ مخصوص اللہ (حضرت شاہ
عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے بھتیجے)
(۵)حضرت علامہ محمد موسیٰ دہلوی رفیع الدین
صاحب کے صاحبزادے (۶) حضرت علامہ فضل
حق خیرآبادی (تحریک آزادی کے سالار)
(۷)حضرت علامہ خیرالدین مکی (ابو الکلام آزاد
کے والد) (۸) حضرت علامہ عبدالحق خیرآبادی
(۹)سید ابوالحسین احمد نوری مارہرہ شریف
(۱۰)حضرت علامہ نقی علی خاں، امام احمد رضا کے
والد (۱۱) حضرت سید آل رسول مارہروی (امام
احمد رضا کے مرشد) (۱۲) حضرت علامہ عبدالعلی
رامپوری (۱۳) حضرت علامہ نور فرنگی محلی لکھنوی
(۱۴) حضرت علامہ شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآباد
(۱۵) حضرت علامہ محمد حسن کانپوری (۱۶)حضرت
علامہ محمد حسین الہ آبادی (۱۷) حضرت علامہ
عبدالوہاب لکھنوی (۱۸) حضرت علامہ قاضی
شہاب الدین المہری بمبئی (۱۹) حضرت علامہ سید

محمد ابراہیم بغدادی بمبئی (۲۰) حضرت علامہ غلام احمد اسلام آبادی بھمیڑی۔

یہ وہ دینی رہنما ہیں جنھوں نے تقریر و تحریر کے ذریعے امام الوہابیہ (اسمٰعیل دہلوی) کا رد بلیغ فرمایا۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کو کافر و مرتد ثابت کیا سینکڑوں کتابیں لکھ کر طوفان وہابیت کی روک تھام کی۔ مذکورہ علماء میں وہ لوگ بھی ہیں جو مولوی اسمٰعیل دہلوی سے خونی رشتہ رکھتے ہیں لیکن جادہ حق پر چلنے والوں کی نظر میں قرابت داری کچھ اہمیت نہیں رکھتی۔ اصل ایمان اور صرف ایمان ہے۔"

(ماہنامہ المیزان بمبئی امام احمد رضا نمبر۔ ص ۳۳۔۳۴)

ڈاکٹر خالد کا یہ کہنا کہ " مولانا اسمٰعیل شہید کو کافر کہنے کی جرائت نہ کرنا حق کا اعجاز اور مظلوم کی آہ کا اثر ہے۔" (مطالعہ بریلویت۔ ص ۱۹۱) پھر یہ کہنا کہ "مولانا اسمٰعیل دہلوی کو کافر قرار دینا کوئی آسان بات نہ تھی بعض علماء جو حضرت مولانا اسمٰعیل دہلوی سے بعض مسائل میں اختلاف بھی رکھتے تھے وہ بھی مولانا اسمٰعیل کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتے تھے۔" (مطالعہ بریلویت۔ ص ۹۴) یہ ڈاکٹر کا دجل و فریب ہے۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی اس تحریک اور کتاب

"تقویت الایمان" کے خلاف عالم اسلام میں ہنگامہ برپا ہوگیا، تمام علماء عالم نے اس سے اختلاف ہی نہیں بلکہ احتجاج کیا اور ڈاکٹر کا یہ کہنا کہ بعض مسائل، تو مسائل کی بات نہ تھی بلکہ کفر و اسلام کی بات تھی جب ہی تو علماء کرام نے مولوی اسمٰعیل کو کافر و مرتد قرار دیا۔ ہم نے صرف ڈاکٹر کے تسلیم شدہ تبصرہ سے ایک حصہ جس میں عالم اسلام کے جید بیس علماء کرام کے اسماء گرامی پیش کیئے۔ اس تبصرہ کے متعلق ہی تو کہتا ہے کہ المیزان کا یہ تبصرہ بالکل درست ہے۔ زبان و قلم سے اقرار و تکرار ہے، قلب سے انکار ہی انکار ہے یہی تو منافق کا نشان ہے۔ رہا امام احمد رضا کا مولوی اسمٰعیل کی تکفیر میں بربنائے احتیاط سکوت اختیار کرنا موجب الزام ہی نہیں، اگر انہوں نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کو کافر نہیں فرمایا تو مسلمان بھی نہیں کہا بلکہ فرمایا وہ مثل یزید ہے، اگر کوئی کافر کہے گا ہم منع نہ کریں گے۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ وہ کافر تھا اگر کافر نہ ہوتا تو ضرور منع فرماتے اس پر زجر و تنبیہ کرتے۔

ڈاکٹر خالد محمود اقرار کر رہے ہیں کہ المیزان بمبئی کا یہ تبصرہ بالکل درست ہے پھر اس کا انکار کیوں؟ ایسوں ہی کی بابت اللہ جل مجدہ نے ارشاد فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ اذا جاءك المنفقون قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنفقين لكذبون ○ " (اے محبوب) جب منافق

تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔" چنانچہ ڈاکٹر خالد بھی تبصرہ کی صداقت کا اقرار کرتے اور کہتے ہیں کہ بالکل درست ہے مگر جلی قلم کا لکھا ہوا عنوان "تہمتوں کا انبار" سے آنکھ بند کرلی اور اس حقیقت کا انکاری پہلو پیش کیا اس لئے کہنا پڑے گا کہ ڈاکٹر خالد فرعون کو اپنا امام ثابت کرنے کے لئے آیت کریمہ کا یہ حصہ اذھب الی فرعون پیش کریں گے اور کہیں گے کہ دیکھو خدا خود فرعون کا ذکر کرتا ہے اور اپنے کلیم موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ تم فرعون کی طرف جاؤ۔ جس سے فرعون کی عظمت اور خدا کے نزدیک (معاذاللہ) اس کو تقرب حاصل ہونے کی دلیل ہے۔ چنانچہ فرعون کو ہم اپنا امام مانتے اور اس کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ یہ مثال ہے ڈاکٹر کے قطع برید کی۔

اس کی مخالفت کی سب سے بڑی اور اہم وجہ یہی اعتقادی اختلاف (عقائد وہابیہ) تھا۔ حضرت مولانا شیخ عبدالغفور اخوند سواتی درانی سرداروں کے پیر تھے۔ ابتداءً آپ بھی سید صاحب کے موافقت میں تھے لیکن مجاہدین کی وہابیانہ سرگرمیوں سے متنفر ہوکر وہابی مجاہدین کے خلاف تضلیل کا فتویٰ دیا۔ آپ کے ہمنوا علماء میں حضرت مولانا میاں نصیر احمد المعروف قصہ خوانی ملا، حضرت مولانا

حافظ دراز پشاوری شارح بخاری اور ملا عظیم اخوند زادہ وغیرہ سرفہرست تھے۔ ان علماء کرام کے فتوے کے علاوہ ہندوستان سے بھی ایک فتویٰ آیا تھا جو سلطان محمد خاں رئیس پشاور کے پاس موجود تھا۔ غلام رسول مہر اس کے متعلق لکھتے ہیں:

" اس ملاقات میں سلطان محمد خان نے ایک فتویٰ یا محضر خریطے سے نکال کر سید صاحب کی خدمت میں پیش کیا اس پر بہت سی مہریں ثبت تھیں محضر میں خوانین سمہ سے خطاب تھا۔ مضمون یہ تھا کہ سید احمد چند عالموں کو اپنے ساتھ ملا کر تھوڑی سی جمعیت کے ہمراہ افغانستان گئے ہیں جو بظاہر جہاد فی سبیل اللہ کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن یہ ان کا فریب ہے وہ ہمارے اور تمہارے مذہب کے خلاف ہیں۔ ایک نیا دین انہوں نے نکالا ہے۔ کسی ولی یا بزرگ کو نہیں مانتے سب کو برا کہتے ہیں۔ انگریزوں نے انہیں تمہارے ملک کا حال معلوم کرنے کی غرض سے جاسوس بنا کر بھیجا ہے۔ ان کی باتوں میں نہ آنا۔ عجب نہیں تمہارا ملک چھنوادیں جس طرح بھی ہو سکے انہیں تباہ کرد اگر اس باب میں غفلت اور

سستی برتو گے تو پچھتاؤ گے اور ندامت کے
سوا کچھ نہ پاؤ گے ۔"

(سید احمد شہید ۔ ص ۶۵۹)

غلام رسول مہر نے فتویٰ پر مواہیر کا ذکر تو کیا لیکن ان علماء کرام کے نام کسی مصلحت کی بنا پر ذکر نہ کیئے جو فتوے کے پس منظر کو سمجھنے کے لئے نہایت ضروری تھا لیکن مہر صاحب کی دوسری تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ یہ فتویٰ ہندوستان سے آیا تھا جب سرحدی مسلمانوں نے سید صاحب کے سپاہیوں کا قتل عام کیا تو سید صاحب نے بعض افراد کو اس کا سبب معلوم کرنے بھیجا ۔ سرحدی مسلمانوں نے جو کہا وہ مہر صاحب سے سنیئے :

"ہمارے پاس سلطان محمد کے خط آئے
تھے کہ ہندوستان کے علماء نے ہندوستانی غازیوں
کو بد عقیدہ اور انگریز کا جاسوس قرار دیا ہے ، یہ
تمہارا ملک بھی چھنوا دیں گے اور دین و مذہب کو
بھی خراب کریں گے ۔"

(غلام رسول مہر ۔ سید احمد شہید ۔ ص ۷۰۰)

پنجاب میں جو کہ رنجیت سنگھ کے زیر حکومت تھا سید صاحب کے عقائد کو اتنی وضاحت سے کوئی جاننے والا نہ تھا سید صاحب کے خاص رکن مولوی جعفر تھانسیری فرماتے ہیں :

"میری موجودگی ہند کے وقت شاید پنجاب بھر میں دس وہابی عقیدے کے مسلمان موجود نہ تھے۔"

(تواریخ عجیبیہ۔ ص ۱۸۴)

وہابیت کا پرچار دہلی ہی سے شروع ہوا اس وقت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے دو صاحبزادے مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی، متوفی ۱۲۷۱ھ اور مولانا شاہ محمد موسیٰ صاحب دہلوی، متوفی ۱۲۵۹ھ اور مولانا رشید الدین دہلوی، متوفی ۱۲۵۹ھ اس وقت بقید حیات تھے اور ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ کو جامع مسجد دہلی میں مولانا عبدالحیٔ بڑھانوی مولوی اسمٰعیل دہلوی کو وہابیہ عقائد پر مناظرہ میں شکست دے چکے تھے پھر فتوے میں جن باتوں کا ذکر کیا گیا تھا اس وقت دہلی والے ہی ان باتوں سے صحیح طور پر آگاہ تھے معلوم ہوا کہ یہ فتویٰ وہیں ہی سے آیا تھا۔ امام احمد رضا تو اس وقت پیدا بھی نہ ہوئے تھے اور فتویٰ امام احمد رضا نے نہ لکھا تھا جیسا کہ ڈاکٹر کا ہذیان ہے اور تفریق بین المسلمین اور تکفرین وغیرہ کا مجرم امام احمد رضا کو بتاتا ہے۔ یہ فتویٰ دہلی کے ممتاز علماء میں مولانا رشیدالدین خاں، مولانا مخصوص اللہ، مولانا شاہ محمد موسیٰ دہلوی، مولانا کریم اللہ اور مولانا محمد شریف تھے جس کا انکار کرتے سید صاحب سے نہ بنی۔ اس اعتقادی اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے شیخ اکرام لکھتے ہیں:

"بعض مخلص قدیم الخیال ہستیوں کو بھی
سید صاحب کے بعض ساتھیوں کے طور طریقے بلکہ
عقائد کھٹکتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ سرداران پشاور اور
علماء کا مجاہدین کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم
ہوگیا مجاہدین کے خارج از اسلام اور واجب
القتل ہونے کے فتوے دیئے گئے۔"
(موج کوثر۔ ص ۲۳)

امام احمد رضا کی ولادت باسعادت کے قبل یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور ڈاکٹر مورد الزام امام احمد رضا کو بنا رہے ہیں۔ یہ تاریخ نگار تو وہابیہ کے معتبر اراکین سے ہیں جس سے یہ ثابت ہوگیا کہ تفریق بین المسلمین کے مجرم مولوی اسمٰعیل اینڈ پارٹی وہابیہ ہے۔ والحمدللہ رب العٰلمین۔

اس لئے سلطان محمد خاں کی نام نہاد مجاہدین سے جنگ ہوئی تو اس نے بھی اس وہابیہ عقائد کے اختلاف کو صاف الفاظ میں بیان کیا جس کو غلام مہر لکھتے ہیں:

"جہاد کی باتیں ابلہ فریبی کا کرشمہ ہیں۔
تم لوگوں کا عقیدہ برا اور نیت فاسد ہے۔ بظاہر
فقیر بنے بیٹھے ہو۔ دل میں امارت کی ہوس
ہے۔ ہم نے خدا کے نام پر کمر باندھ لی ہے کہ

تمہیں قتل کریں تاکہ زمین تمہارے وجود سے
پاک ہو جائے۔"

(سید احمد شہید۔ ص ۶۱۴)

مولوی محمد ذکریا محدث سہارنپوری کا بیان پیچھے گزرا جس میں انہوں نے بتایا کہ معروف دیوبندی کسی مسجد میں نماز پڑھ لیتا تو اس مسجد کو پاک کرایا جاتا تھا۔ یہ ناپاک وجود وہابیہ کے روپ میں ظاہر ہوا اور اس سے دیوبندی اور اہلحدیث (غیر مقلد) وغیرہ نے جنم لیا جو آج بھی مسلمانوں پر عذاب بنے ہوئے ہیں۔

داستان وہابیت

جناب شوکت صاحب صدیقی جو ایک غیر جانبدار معروف صحافی ہیں، ان کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں:

"اہلسنت اور وہابیوں کے اختلافات لگ بھگ ڈھائی سو سال پرانے ہیں۔ ان اختلافات کا آغاز تحریک وہابیت سے ہوا جس کے بانی محمد ابن عبدالوہاب نجدی تھے۔ وہ ۱۷۰۳ء میں اعینہ کے مقام پر پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم بصرہ اور مدینہ منورہ میں حاصل کی۔ عربوں کے اس وقت کے مسلم معاشرے کی اصلاح کے لئے

آواز بلند کی اور اتحاد اور اصلاح کے نام پر چاروں فقہا، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ابو حنیفہ کی تعلیمات پر دل آزاری اور گستاخی کی حد تک سخت تنقید کی اور ان کے پیرو مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ محمد ابن عبدالوہاب نجدی نے جوش خطابت میں احادیث کو "خرافات کا پلندہ" بتایا اپنے رسالوں اور اپنی تصانیف میں اسوہ رسول کو کمتر ثابت کرنے کی کوشش کی اور برملا ایسی باتیں کہیں جن سے تکفیر کی بو آتی تھی چنانچہ وہ حکام کی خفگی اور عتاب کے مورد بنے، انہیں جلاوطن کر دیا گیا۔ آخر انہیں "داریہ نجد" کے ہمسایہ حکمران امیر محمد ابن مسعود کے دربار میں پناہ لینے پر مجبور ہونا پڑا۔ رفتہ رفتہ وہ امیر مسعود کی حکومت کے دینی پیشوا اور نگراں بن گئے۔ دونوں نے ملکر ترکوں کے خلاف جنگ کی اور ۱۷۶۵ء تک نجد کا ایک بڑا حصہ فتح کرلیا۔ اس سال امیر محمد مسعود کا انتقال ہوا اور ان کا بیٹا عبدالعزیز ان کا جانشین ہوا۔ امیر عبد العزیز کے عہد میں نظام حکومت براہ راست

محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی نگرانی میں آگیا۔
۱۷۹۲ء میں ابن عبدالوہاب کا انتقال ہوا مگر جب تک وہ زندہ رہے اپنے نجد کی حکومت اور ان کے حکمران ان کے زیر نگیں رہے انہوں نے نجد کے لوگوں کو اپنے عقائد میں اس طرح ڈھالا کہ مسلمانوں میں ایک نیا فرقہ وجود میں آیا جو وہابی کہلایا۔

مکہ معظمہ پر قبضہ کے کچھ ہی عرصہ کے بعد امیر عبدالعزیز کو ایک ایرانی نے قتل کردیا اس کا بیٹا سعود ابن عبدالعزیز اس کا جانشین ہوا۔
۱۸۰۶ء میں اس نے مکہ اور مدینہ پر جو وہابیوں کے ہاتھوں سے نکل گئے تھے ایک بار پھر ترکوں سے چھین کر قبضہ کرلیا۔ امیر سعود نے اس کے بعد حجاز میں اپنی طاقت مستحکم کی اور وہابیوں کو اپنی اس جدوجہد میں جو خلافت عثمانیہ اور عرب ممالک پر تسلط کے خلاف تھی انگریزں کی پشت پناہی حاصل تھی۔ انگریز اور دوسری یورپی طاقتیں سلطنت عثمانیہ کی یورپی عرب اور افریقی مقبوضات پر عرصہ سے دانت لگائے بیٹھے تھے اور اس کوشش میں تھے کہ ترکوں کو داخلی خلفشار میں

مبتلا کرکے فائدہ اٹھایا جائے وہابیوں نے ان کے اس منصوبے کو کامیاب بنانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ (پھر صدیقی صاحب لکھتے ہیں) مگر ترک حکمران جلد ہی وہابیوں اور ان کے پشت پناہ انگریزوں کے بڑھتے ہوئے سیاسی خطرے سے باخبر ہوگئے اور انہوں نے وہابیوں کی سرکوبی کے لئے مصر کے محمد علی پاشا سے مدد مانگی، محمد علی پاشا نے ۱۸۱۶ء میں اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کی زیر کمان ایک فوجی مہم وہابیوں کے خلاف روانہ کی اس وقت امیر سعود کا بیٹا ان کے انتقال کے بعد برسراقتدار آیا تھا۔ ۱۸۱۸ء میں ابراہیم پاشا نے اسے شکست دی اور گرفتار کرکے قسطنطنیہ بھیج دیا جہاں اسے قتل کردیا گیا (پھر کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں) مگر پہلی عالمی جنگ کے دوران وہابیوں نے خلافت عثمانیہ کے اقتدار کو حجاز اور دوسرے ممالک سے ختم کرنے کے لئے ایک بار پھر انگریزوں کی امداد و حمایت سے اپنی مہم کا آغاز کیا۔ ۱۹۱۸ء میں ترکوں کی شکست کے بعد وہ دوبارہ برسراقتدار آگئے مگر ان کی سلطنت آزادانہ نہ تھی

ان کی حیثیت انگریزوں کی نوآبادی سے زیادہ نہ تھی (پھر آگے چل کر لکھتے ہیں) جو مسلمان اپنے عقیدے کے اعتبار سے وہابی کہلاتے ہیں وہ متحد و مشترک نہیں بلکہ تین مختلف خانوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ "اہل حدیث" "دیوبندی" "جماعت اسلامی" (پھر آگے چل کر لکھتے ہیں) جہاں تک دیوبندیوں کا تعلق ہے وہ عقائد کے اعتبار سے کلیات میں اہل حدیث سے مطابقت رکھتے ہیں مگر جزئیات میں دونوں کے درمیان فرق ہے۔"

(اقتباس الفتح کراچی۔ ۱۴ تا ۲۱ مئی ۱۹۷۶ء۔ ص ۱۵ تا ۱۷)

اس اقتباس مضمون جناب شوکت صاحب صدیقی سے یہ بات واضح ہوگئی کہ (۱) وہابی انگریزوں کی حمایت اور امداد سے حجاز مقدس پر قابض ہوئے اور انگریزوں کے پیروں پر چل کر آئے۔ (۲) تفریق بین المسلمین کے مجرم وہابی ہیں۔ (۳) مکفرالمسلمین بھی وہابی ہیں۔

چنانچہ حسین احمد صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کو بھی لاچار اس امر کا اقرار کرنا پڑا، وہ لکھتے ہیں:

"محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار، مشرک و کافر ہیں

اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال و جائز بلکہ واجب ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خاں نے خود اس کے ترجمہ میں ان دونوں باتوں کی تصریح کی ہے۔"

(الشہاب الثاقب۔ ص ۴۳۔ جس کو مولوی محمد اسحاق مالک کتبخانہ رحیمیہ دیوبند نے کتبخانہ رحیمیہ دیوبند سے شائع کیا)

مولوی حسین احمد صاحب اپنے اس بیان پر نواب صدیق حسن خاں کو بطور شہادت پیش کرتے ہیں۔ نیز دیوبندی دھرم کے معتمد امام الفقہاء والمحدثین مولوی محمد خلیل احمد صاحب انبہٹی لکھتے ہیں:

"ہمارے نزدیک ان (محمد ابن عبدالوہاب نجدی) کا وہی حکم ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے اور خوارج کی ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے کہ یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں: ان کا حکم باغیوں کا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لئے نہیں کرتے

کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بناپر انہوں نے اہلسنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑدی۔"

(المہند۔ ص ۱۸۔ ۱۹ کتبخانہ رحیمیہ دیوبند)

اس کتاب "المہند" پر اڑسٹھ علماء کی تصدیقات موجود جن میں چوٹی کے دیوبند علماء، چوبیس کی تصویب اور تصدیق مثلاً:
(۱) مولوی محمد حسن مدرس اول مدرسہ دیوبندی (۲) مولوی امیراحمد حسن امروہی (۳) مولوی عزیزالرحمٰن دیوبندی (۴) حکیم الامت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی (۵) مولوی عبدالرحیم رائے پوری (۶) مولوی محمد حسن دیوبندی (۷) مولوی قدرت اللہ مدرس مدرسہ مرادآباد (۸) مولوی حبیب الرحمٰن دیوبندی (۹) مولوی محمد احمد ابن محمد قاسم نانوتوی (۱۰) مولوی غلام رسول مدرس مدرسہ دیوبند (۱۱) مولوی محمد مہول مدرس

مدرسہ دیوبند (۱۲) مولوی عبدالصمد بجنوری مدرس دیوبند (۱۳) مولوی محمد اسحٰق نہٹوری ثم دہلوی (۱۴) مولوی ریاض الدین مدرسہ عالیہ میرٹھ (۱۵) مولوی کفایت اللہ شاہجہانپوری (۱۶) مولوی ضیاء الحق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (۱۷) مولوی محمد قاسم مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (۱۸) مولوی عاشق الٰہی میرٹھی (۱۹) مولوی سراج احمد مدرس مدرسہ سرد معنہ ضلع میرٹھ (۲۰) مولوی محمد اسحاق مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ (۲۱) مولوی مصطفیٰ بجنوری (۲۲) مولوی محمد مسعود احمد ابن مولوی رشید احمد گنگوہی (۲۳) مولوی محمد یحییٰ مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (۲۴) مولوی کفایت اللہ مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے دستخط و مواہیر "المہند" پر ثبت ہیں۔

ڈاکٹر خالد محمود ان کے متعلق کیا کہتے ہیں کیا یہ سارے مولوی جھوٹے اور مکار تھے اب صرف ڈاکٹر خالد سچا دیانتدار پیدا ہوا؟ اگر یہ مذکورہ مولوی اپنے بیان میں سچے اور امین ہیں تو ڈاکٹر جھوٹا اور فریبی مسلمانوں کو دھوکہ دینے والا ہے۔ ڈاکٹر خالد محمود ابن عبدالوہاب کے متعلق لکھتے ہیں:

> "مشائخ حرم کعبہ زیادہ تر حضرت امام احمد بن حنبل کے مقلد اور شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی ۱۲۵۶ھ کے مشرب پر ہیں۔ سعودی عرب عالم اسلام کا دینی مرکز ہے ان وہابی اماموں کے

پیچھے لاکھوں مسلمان نماز پڑھتے ہیں اور انہیں مسلمان سمجھتے ہیں۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۶،)

ہم یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ محمد ابن عبدالوہاب سے پہلے کیا عرب شرف حجاز مقدس اسلامی مرکز نہ تھے پھر اسلامی مراکز پر قتل و غارت کرنا انگریزوں کے پیروں پر چل کر ان مراکز سے مسلمان ہی نہیں بلکہ علماء اعلام کو شہید کیا گیا اور ان کے خون و مال کو مباح ہی نہیں بلکہ واجب قرار دیا گیا۔ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تو یہ بہتان ہے کہ انہوں نے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ ڈاکٹر لکھتے ہیں کہ:

"مولانا احمد رضا خاں مسلمانوں کی تکفیر میں واقعی بہت جری تھے۔ وہابی اور دیوبندی تو ایک طرف رہے جو شخص ان میں سے نہ ہو لیکن انہیں کافر بھی نہ سمجھتا ہو مولانا احمد رضا خاں اسے بھی معاف نہیں کرتے جو شخص ان حضرات کے کفر میں شک بھی رکھتا ہو اس کے بارے میں مولانا احمد رضا خاں کا فتویٰ درج ذیل ہے اس فتوے میں بھی تکفیر کی بجائے تفریق کا پہلو زیادہ غالب نظر آرہا ہے یہ انداز مولانا احمد رضا خاں

کے مقصد درون خانہ کا پتہ دیتا ہے۔ ہندوستان میں انگریز حکومت یہ چاہتی تھی کہ مسلمان کہیں اکٹھے نہ بیٹھ سکیں۔ تکفیر اسی منزل تفریق کا ایک زینہ ہے۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ،،)

پہلے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ اعلیٰحضرت پر مکفر المسلمین اور تفریق بین المسلمین کا بہتان اس لئے ہے کہ انہوں نے منکرین ضروریات دین پر کفر کا فتویٰ جاری کیا مگر محمد ابن عبدالوہاب ساری دنیا کے مسلمانوں کو جو وہابی نہ ہو اس کو مشرک کہتا اور ان کو قتل کرنا اور ان کا مال لوٹنا جائز و مباح ہی نہیں بلکہ واجب قرار دیتا ہے۔ وہ ڈاکٹر خالد کے نزدیک اعلیٰ درجہ کا مسلمان ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ ڈاکٹر کے دھرم میں مسلمانان عالم کو مشرک سمجھنا اور ان کو قتل کرنا اور ان کے اموال کو لوٹنا واجب ہے، ایسے مذہب پر خدا کی لعنت ہو۔

رہا مسئلہ اعلیٰحضرت کی تکفیر کا، یہ وہابیہ دیوبندیہ کا اتہام و بہتان ہے جو امام احمد رضا کے زمانے ہی سے جاری ہے۔ ڈاکٹر یہ کہتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں مسلمانوں کی تکفیر میں واقعی بہت جری تھے، یہ ایک گھناؤنا بہتان ہے۔ امام احمد رضا کسی مسلمان کو کافر کہنا تو کجا فاسق کہنا بھی بلا دلیل شرعی گوارا نہیں کرتے جیسا کہ ان

کے فتاویٰ میں مذکور۔ امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پانچ افراد کی تکفیر فرمائی جنہوں نے ضروریات دین کا انکار کیا:
(۱) غلام احمد قادیانی (۲) رشید احمد گنگوہی (۳) قاسم نانوتوی
(۴) خلیل احمد انبیٹھوی (۵) اشرف علی تھانوی۔

غلام احمد قادیانی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والا جس کا کفر اظہر من الشمس ہے۔ رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی، ان دونوں نے بالاتفاق امکان کذب باری یعنی خدا کا جھوٹ ممکن مانا۔ دوئم علم محیط زمین خدا کی صفت خاص مان کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم محیط زمین ثابت کرنا شرک بتایا اور شیطان لعین کو خدا کا شریک ٹھہرایا اس کے لئے علم محیط زمین نص سے ثابت مانا۔

قاسم نانوتوی نے آیت خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونے کا انکار کیا اور کہا کہ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین تو خاتم النبیین کا معنی آخری نبی نہیں ہے اور آگے چل کر لکھ دیا کہ بعد زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

بحوالہ "تحذیرالناس" جو اب تک برابر مطبوعہ ہے۔

اشرف علی تھانوی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے بارے میں لکھا کہ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیاجانااگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یاکل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم غیب تو زیدو عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ یہاں یہ مباحث مطلوب نہیں، یہ بتانا ہے کہ وجہ تکفیر کیا تھی۔

امام احمد رضا نے ان عبارات کی تنقیح اور تنقید فرمائی اور مدت مزید تک مراسلات بذریعہ رجسٹری ارسال فرمائے اور اصلاح اور فلاح کی جانب بلایا، جب ادھر سے کوئی جواب نہ آیا تو لاجرم حکم شریعت نافذ فرمایا۔ ایک جگہ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

"رشید احمد گنگوہی کے پیرو پہلے تو اس نے اپنے پیر طائفہ اسمٰعیل دہلوی کے اتباع سے اللہ عزوجل پر یہ افترا باندھا کہ اس کا جھوٹا ہونا بھی ممکن ہے اور میں نے اس کا یہ بیہودہ بکنا ایک مستقل کتاب میں رد کیا جسکا نام "سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح" رکھا اور میں نے یہ کتاب بصیغہ رجسٹری اس کی طرف اور اس

پر بھیجی اور بذریعہ ڈاک اس کے پاس سے رسید
آگئی جسے گیارہ برس ہوئے۔"

(حسام الحرمین۔ تمہید ایمان)

جب کوئی جواب نہ آیا تو لاچار علماء خمسہ پر فتویٰ صادر فرمایا اور لکھا کہ جو اطلاع شرعی کے باوجود ان پانچوں کے کفرو عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

ڈاکٹر خالد محمود ان علماء خمسہ دیابند کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہے اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ جو خدا کا جھوٹ ممکن مانے وہ اعلیٰ درجہ کا مسلمان اور جو شیطان لعین کو خدا کا شریک جانے وہ اعلیٰ درجہ کا مسلمان ہے اور جو آیت "خاتم النبیین" کا معنی آخری نبی نہ مانے وہ اعلیٰ درجہ کا مسلمان ہے اور جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کا پیدا ہونا ممکن جانے وہ اعلیٰ درجہ کا مسلمان اور جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو جمیع حیوانات و بہائم جیسا جانے وہ اعلیٰ درجہ کا مسلمان۔ یہ ہے ڈاکٹر خالد کا دین اور ایمان۔

امام احمد رضا کی احتیاط و تنقیح

امام احمد رضا خاں قدس سرہ العزیز نے ۱۳۲۱ھ میں "المعتمد المستند" کے اندر برٹش گورنمنٹ برطانیہ کی شطرنج کے پانچ بڑے

بڑے اور پراسرار مہروں کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔ اس وقت " حفظ الایمان " میں مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارت کو منظرعام پر آئے ہوئے ایک سال ہوچکا تھا۔ گنگوہی کے فتویٰ کذب امکان کو پورے بارہ سال اور براہین قاطعہ کو سولہ سال اور تحذیرالناس مولوی قاسم نانوتوی کو تیس سال ہوچکے تھے۔ اس دوران میں فریقین کے ترجمان بن کر سینکڑوں کتب و رسائل اور اشتہارات منظرعام پر آئے۔ یہاں تک کہ بریلی شریف سے ساری کفریہ عبارات کا ایک مجموعی رد شائع ہوا۔ اس سے بیس سوالات کا انتخاب کر کے ایک وفد کے ذریعے تھانوی صاحب کو بھیجے گئے کہ ان کا بقلم خود جواب دیجئے، مگر تھانوی صاحب نے کوئی معقول جواب نہ دیا اور نہ دے سکنے کی طاقت تھی، بولے تو یہ بولے کہ: " میں مباحثہ کے واسطے نہیں آیا نہ مباحثہ چاہتا ہوں میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں معقول بھی کردیجئے تو وہی کہے جاؤں گا۔" (تمہید الایمان) ملاحظہ کیجئے اشرف علی تھانوی نے نہ تحریروں سے انکار کیا اور نہ کوئی مطلب گھڑنے پر قدرت پائی۔

امام احمد رضا پر بہتان بے پایاں

امام احمد رضا فرماتے ہیں:

"عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دہاڑے

ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہلسنت کے فتاوائے تکفیر کا کیا اعتبار یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہدیتے ہیں۔ ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسمٰعیل دہلوی کو کافر کہدیا، مولوی اسحٰق صاحب کو کہدیا، مولوی عبدالحیٔ صاحب کو کہدیا، پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذاللہ شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہدیا، شاہ ولی اللہ صاحب کو کہدیا، حاجی امداد اللہ صاحب کو کہدیا، مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو کہدیا، پھر جو پورے ہی حد حیا سے اونچے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ عیاذاباللہ، حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہدیا۔ غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انہوں نے اسے کافر کہدیا۔ یہاں تک کہ ان میں کے بعض بزرگواروں نے مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم مغفور سے جا کر جڑ دی کہ معاذاللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ کو کافر کہدیا۔

مولانا کو اللہ تعالیٰ جنت عالیہ عطا فرمائے انہوں
نے آیۂ کریمہ ان جاء کم فاسق بنبیا فتبینوا پر
عمل فرمایا۔ خط لکھ کر دریافت کیا جس پر یہاں
سے رسالہ انجاء البری عن وسواس المفتری لکھ
کر ارسال ہوا۔"

(تمہید الایمان۔ ص ۴۰۔ ۴۱)

امام احمد رضا انگریز اور انگریزی حکومت کے سخت مخالف تھے۔ انگریزوں نے مسلمانوں میں افتراق و انشقاق پیدا کرنے کی خاطر گندم نما جو فروش علماء کو خریدا۔ مولوی اسمٰعیل اور سید احمد کے اقوال نیز دیوبندیوں کے افعال اور انگریزوں کی حمایت میں جہاد کہ آئندہ (انشاء اللہ العزیز) آتا ہے۔ مسلمانوں کے خلاف تحریک چلائی۔ علماء اسلام کو بدنام کرنے کی ہر ممکن سعی فرمائی۔ امام احمد رضا کے متعلق شوکت صاحب صدیقی کی زبانی سنیئے، فرماتے ہیں:

"مولانا احمد رضا خاں، جو ۱۸۵۶ء میں پیدا
ہوئے اور ۱۹۲۱ء میں ان کا انتقال ہوا۔ وہ نسلاً
پٹھانی، مسلکاً حنفی، مشرباً قادری اور مولداً
بریلوی تھے ان کے بارے میں وہابیوں کا یہ الزام
کہ وہ انگریزوں کے پروردہ یا انگریز پرست تھے
نہایت گمراہ کن اور شرانگیز ہے۔ وہ انگریزوں اور

ان کی حکومت کے اس قدر کٹر دشمن تھے کہ لفافے پر ہمیشہ الٹا ٹکٹ لگاتے تھے اور برملا کہتے تھے کہ میں نے "جارج پنجم" کا سر نیچا کر دیا اور انہوں نے زندگی بھر انگریزوں کی حکمرانی کو تسلیم نہیں کیا۔ مشہور ہے کہ مولانا احمد رضا خان نے کبھی عدالت میں حاضری نہ دی اور یہ کہہ کر نہ دی کہ میں انگریز کی حکومت ہی کو جب تسلیم نہیں کرتا تو اس کے عدل و انصاف کو کیسے تسلیم کر لوں۔ کہتے ہیں کہ انہیں گرفتار کرکے حاضر عدالت ہونے کے احکامات جاری کیے گئے بات اتنی بڑھی کہ معاملہ پولیس سے گزر کر فوج تک جا پہنچا مگر ان کے جاں نثار ہزاروں کی تعداد میں سر سے کفن باندھ کر ان کے گھر کے سامنے کھڑے ہو گئے آخر عدالت کو اپنا حکم واپس لینا پڑا۔ (پھر آگے چل کر لکھتے ہیں) مولانا احمد رضا خان نے اپنی تعلیمات سے یہی فرض انجام دیا مگر انہوں نے وہابیوں کی انتہا پسندی کے مقابلے میں اعتدال سے کام لیا اور وہابیوں کے مقابلے میں برصغیر کے معروضی حالات کو سمجھنے میں زیادہ سوجھ بوجھ

اور بالغ نظری سے کام لیا یہی وجہ ہے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود پاکستان اور ہندوستان میں وہابی ہمیشہ اقلیت میں اور اہلسنت والجماعت بھاری اکثریت میں نظر آتے ہیں۔ عام سنی مسلمان خواہ وہ بریلوی مسلک سے براہ راست وابستہ ہو یا نہ ہو مگر ایک مسلمان کی حیثیت سے وہ اپنی مذہبی اور سماجی زندگی میں مولانا احمد رضا خان کا پیرو نظر آتا ہے۔

بریلویوں کے متعلق ایک اور قابل ذکر بات کہنے کو دل چاہتا ہے وہ یہ کہ وہابیوں کے تمام گروہوں نے تحریک پاکستان کی مذہبی بنیادوں پر شدید مخالفت کی مگر قیام پاکستان کے بعد خصوصیت کے ساتھ جماعت اسلامی اور دیوبندی رہنما جو مخالفت میں پیش پیش تھے ہجرت کر کے اسی پاکستان میں آئے جسے وہ کافرستان کہتے نہ تھکتے تھے مگر بریلویوں کے رہنما مولانا احمد رضا خان کے فرزند اور ان کے جانشین مولانا مصطفیٰ رضا خان نے ہمیشہ تحریک پاکستان کی کھلی حمایت کی انہوں نے اپریل ۱۹۴۶ء میں تحریک پاکستان کی

حمایت و تائید میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس میں نہایت سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا مگر قیام پاکستان کے بعد مولانا مصطفیٰ رضا خان نے بریلویوں کے شدید اصرار کے باوجود ہجرت نہ کی اور بریلی کے دارالعلوم منظر اسلام کے ذریعے اشاعت و تبلیغ کے کام میں سرگرم عمل ہیں وہابی علماء اس پر اعتراض کرنے سے نہ چوکے اور اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کیلئے یہ دلچسپ الزام لگایا کہ:

" مصطفیٰ رضا خان نے جائیداد اور املاک کے باعث ہجرت نہ کی۔"

(ہفت روزہ الفتح کراچی ۱۴ تا ۲۱ مئی ۔ اقتباس صفحہ ۴۶)

معلوم ہوا کہ دیوبندی وہابی کتب وافترا پردازی کے اسکالر ہیں ان لوگوں کو سچ بولنا آتا ہی نہیں اگر سچی بات کریں تو اپنے دین سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔

جناب شوکت صدیقی صاحب فرماتے ہیں:

" صرف ایک نقطہ نظر کو پیش کرنا تھا کوشش یہ کی تھی کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو لہذا حقائق کے اظہار میں بھی حتی الوسع احتیاط اور رواداری سے کام لیا تھا مگر یہ احتیاط اور رواداری

کام نہ آئی خطوط کا تانتا بندھ گیا ۔ اس میں طرح طرح کے خطوط ہیں ۔ کچھ دلچسپ ہیں کچھ محبت بھرے ہیں مگر سب سے اہم خطوط وہ ہیں جن میں جمال سرے سے مفقود ہے ۔ جلال ہی جلال ہے ایسے خطوط کا لب لباب یہ ہے کہ بریلوی شرک و بدعت کرتے ہیں وہ قبر پرست پیر پرست ہوتے ہیں ۔ حال و قال کی محفلوں اور مزاروں پر عرس کرا کے ذہنی عیاشی کا سامان فراہم کرتے ہیں شاہ احمد رضا خان انگریزوں کے پٹھو اور تحریک پاکستان کے بدترین دشمن تھے ۔ انھوں نے قائد اعظم کے خلاف تکفیر کے فتوے دیئے ۔ ان کا تعلق علمائے سوء سے تھا وہ کم علمی اور ذہنی افلاس کے مریض تھے انھوں نے اسلام کو مسخ کرکے اسے فضول اور قبیح رسم و رواج اور توہم پرستی میں مبتلاء کر دیا ۔ ساتھ ہی راقم الحروف (شوکت صاحب صدیقی) کو بھی مشرک و دہریہ اور ملحد قرار دیا ۔ ستم بالائے ستم یہ کہ بالشویکی بتایا گیا اور یہ نیک مشورہ دیا گیا کہ میں بریلویوں کے جال میں نہ پھنسوں ۔۔۔۔ یہ نیک مشورہ میں نے گرہ میں باندھ

لیا اور یقین دلاتا ہوں کہ میرا بریلویوں سے کوئی تعلق نہیں مگر اس سلسلے میں ایک بات کہنے کو ضرور دل چاہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بریلوی مسلمانوں کا کوئی فرقہ نہیں بلکہ ایک مکتبہ فکر ہے جس کی بنیاد عشق رسول ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ ان کا سلسلہ حضرت اویس قرنی سے ملتا ہے جنہوں نے یہ سن کر کہ جنگ بدر میں رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا دندان مبارک شہید ہوگیا، آپ نے تمام دانت بیقرار ہوکر توڑ ڈالے۔ یہ وہابیوں کے ساتھ بریلویوں کا تضاد اور اختلاف کی بنیاد ہے کہ وہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فلسفہ کو خدائے وحدہ لاشریک کی ذات میں شرکت قرار دے کر شرک و بدعت بلکہ کفر قرار دیتے ہیں۔ برصغیر کے وہ تمام مسلمان جو اہلسنت کہلاتے ہیں شاہ احمد رضا خان کے مسلک سے براہ راست تعلق نہ ہونے کے باوجود اپنے رہن سہن طور طریق اور مذہبی عقائد کے اظہار میں شاہ احمد رضا خان کی تعلیمات کی تقلید یا اتباع کرتے نظر آتے ہیں۔ ایسے لوگ تھوڑے بھی نہیں

برصغیر کی نوے فیصد آبادی پر مشتمل ہیں جمہوریت اس دور کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ اس جمہوریت کا تقاضہ ہے کہ جب فیصلہ کا وقت آئے تو اکثریت ہی کی بات تسلیم کرنی چاہیئے اسلام نے بھی فیصلہ کے لئے اجماع کے طریقے کو جائز قرار دیا ہے لہذا کسی مسئلہ پر بریلویوں سے ہمدردی رکھنا اور ان کی بات پر کان دھرنا قطعی فطری امر ہے۔ اس موقع پر ابن رشد یاد آتا ہے وہ قرون وسطیٰ کے مسلمانوں کا عظیم مفکر تھا ۔۔۔۔ اس کا مقولہ ہے کہ دنیا میں تین مذہب ہیں اور وہ ہیں عیسائیت، یہودیت اور اسلام۔ عیسائیت خارج از امکان ہے، یہودیت بچوں کے لئے ہے، اسلام غریبوں کا مذہب ہے۔ اہلسنت بھی غریب مسلمان ہیں۔ شاہ احمد رضا خاں بھی امیر کبیر نہ تھے، نہ ان کی کوئی جائیداد و جاگیر تھی، نہ انہوں نے زرگری کے لئے کسی بینک سے سود پر قرض لے کر تولیا بنانے کا کارخانہ لگایا تھا، نہ وہ بقرعید پر قربانی کی کھالیں جمع کرتے تھے، نہ ان کے حلقہ ارادت میں سوداگران دہلی کی سی کوئی مالدار برادری تھی جو ان

کے لئے دولت کا انبار لگا دیتی ، نہ لندن اور واشنگٹن میں ان کا کوئی ایسا اسلامک مشن تھا جو زرمبادلہ کی صورت میں ان کو بیرونی امداد فراہم کرتا ۔ شاہ احمد رضا خاں پر تحریک پاکستان کی مخالفت کرنا اور قائد اعظم کے خلاف کفر کا فتویٰ دینا بہت بڑا جھوٹ ہے۔ یہ بددیانتی اور کذب و افترا کا مظاہرہ ہے۔ مفتی احمد رضا خاں کا ۱۹۲۱ء میں وصال ہوا ۔ اس وقت تک تحریک پاکستان ایک طرف رہی لفظ پاکستان تک سننے میں نہ آیا تھا۔ مسلم لیگ اس وقت تک ایک بے جان اور مردہ سیاسی جماعت تھی ۔ قائد اعظم مسلمانوں کے ایک عظیم رہنما کی حیثیت سے ابھر کر سامنے نہ آئے تھے ۔ اس وقت وہ صرف مسٹر جناح تھے ۔ یہ دور تحریک ہجرت ، تحریک خلافت اور ترک موالات اور ترک عدم تعاون کا دور تھا ۔ یہ تاریخی حقائق ہیں اور ایسے ہی واضح اور عیاں ہیں جیسے دن، دن ہوتا ہے اور رات ،رات ہوتی ہے ۔ ان حالات میں مسلم لیگ قائد اعظم یا تحریک پاکستان کی مخالفت کا سرے سے سوال ہی پیدا نہیں

ہوتا....... مولانا احمد رضا خان نہ کبھی انگریزوں کی حکومت سے وابستہ رہے نہ ان کی حمایت میں کبھی فتویٰ دیا نہ کبھی اس بات کا کسی طور پر اظہار کیا کم از کم میری نظر سے ان کی ایسی کوئی تحریر یا تقریر نہیں گزری اگر ایسی کوئی بات سامنے آتی تو اس کا ذکر ضرور کرتا اس لئے کہ نہ میرا ان کے مسلک سے کوئی تعلق ہے نہ ان کے خانوادے سے۔ لہذا شاہ احمد رضا خان کو علمائے سوء کے زمرے میں شامل کرنا سراسر بہتان اور تہمت ہے ....

بریلویوں پر سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ وہ محرمات و منکرات شرعیہ کی ترویج کرتے ہیں، مثلاً مرنے والے کی فاتحہ کے نام پر طرح طرح کے مرغن کھانے پکواتے ہیں۔ قبروں کے آگے مردوں اور عورتوں سے سجدے کرواتے ہیں۔ امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان کی تصانیف جو میرے مطالعہ میں آئی ہیں ان سے ان الزامات کی تردید ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنی مشہور کتاب "جل الصوت نھی الدعوۃ امام اموت" میں ایک استفتاء کے جواب میں ایسی قبیح باتوں کے جواب میں کہا ہے

"اے مسلمان! یہ پوچھتا ہے کہ جائز ہے یا کیا؟ یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں سخت و شنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔ میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت کرنی منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بدعت شنیع ہے۔ اگر محتاجوں کے دینے کے لئے کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خوب ہے بکہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کرے یا ترکہ سے کریں تو سب وارث موجود بالغ راضی ہوں۔"

بہرحال ایسے مسائل ہیں جن کے بارے میں علمائے اہلسنت شافی جواب دے سکتے ہیں۔ یہ کم حیرت انگیز بات نہیں ہے کہ مزدوروں میں، کسانوں میں، دستکاروں میں، ہنرمندوں میں، پھیری لگانے والوں اور چھوٹے چھوٹے دوکانداروں میں ڈھونڈنے سے بھی وہاں کوئی وہابی نہ ملے گا۔ وہابی عام طور پر کھاتے پیتے لوگ ہوتے ہیں۔"

(ہفت روزہ الفتح کراچی۔ ۲۸ مئی تا ۴ جون ۱۹۷۶ء)

جناب شوکت صدیقی صاحب کوئی بریلوی فرد نہیں ایک غیر جانبدار معروف صحافی ہیں ان کے بیان سے یہ حقیقت واضح

ہوجاتی ہے کہ دین قدیم یہی دین ہے جس کو آج "بریلوی" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور وہابی دیوبندی دین جدید اور مذہب عنید ہے جو انگریزوں کے پیروں پر چل کے آیا۔

فیصلہ کن مرحلہ

ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:

"مولانا احمد رضا خان اختلافات کی راہ سے محاذ تکفیر پر نہ آسکتے تھے اس منزل پر پہنچنے کے لئے آپ نے الزامات کی راہ اختیار کی عبارات کے جوڑ توڑ کی تاریک راہوں سے اپنا سفر شروع کیا حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کے ص ۱۴، ص ۱۸، ص ۳ ۲ سے ٹکڑے لے کر ایک مسلسل عبارت بنا ڈالی اس نئی عبارت کے بغیر کفر کا فتویٰ ملنا مشکل تھا پھر آپ نے تکفیر کی مہم سر کرنے کے لئے دور دراز کے سفر کئے۔ ان نئے معنی پر پھر حکم کفر حاصل کیا۔"

(مطالعہ بریلویت، ص ۶۷ ۔ ۶۸)

پھر لکھتے ہیں:

" مولانا احمد رضا خان کے الزامات اختلافات نہ بن سکے۔ جب آپ نے علمائے دیوبند پر الزامات لگائے تو علمائے دیوبند نے ان کا انکار کیا اور کہا کہ جو عقیدے تم ہمارے ذمے لگاتے ہو وہ ہمارے عقیدے نہیں ہیں اور اپنی عبارات کے مطالب کچھ اور بیان کئے۔ مولانا احمد رضا خان کے الزامات اور علماء دیوبند کی زیر بحث عبارات سب اردو زبان میں تھیں اور یہ حضرات اردو جانتے تھے ان حضرات نے مولانا احمد رضا خان کے الزامات کو کچھ اہمیت نہ دی اور سب مسلمانوں کو بلاتفریق مسلمان ہی سمجھتے رہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ مولانا احمد رضا خان کے اعتراضات ہر غیر جانبدار طبقے کی نگاہ میں الزامات ہی رہے کبھی اختلافات نہ بن سکے اور غیر جانبدار حضرات نے انہیں کوئی اہمیت نہ دی۔"

(مطالعہ بریلویت، ص ٦٩)

ڈاکٹر خالد کا یہ فسانہ عجائب کذب وافتراء کا مجموعہ ہے کتابیں آج بھی ببانگ دہل پکار رہی ہیں اور علمائے دیوبند کے اقوال کفریہ اب تک برابر شائع کئے جارہے ہیں۔ ڈاکٹر کا یہ کہنا کہ عبارات کی

جوڑ توڑ کی تاریک راہ اور عبارت کی کھینچ تان میں نئے معنی پیدا کرنا کیسا دروغ بے فروغ ہے ۔ یہ کیا علماء اسلام کو اپنی طرح پاگل اور جاہل سمجھتا ہے ؟ مسئلہ اباحت اور کراہت کا نہ تھا، جس میں چنداں غور و فکر نہ کیا جاتا بلکہ علماء اعلام مسئلہ اباحت کو بھی بلادلیل شریعت حکم نہیں لگاتے پھر جائز و ناجائز، حلال و حرام، نہیں نہیں، یہ کفر و اسلام کا معاملہ ہے گویا موت و حیات کا مسئلہ ہے ۔ علمائے حرمین شریفین طالب اللہ ثراہ وھل الجنۃ الاعلی مثوٰہ مرکز اسلامیہ کے تاجدار، علم و عرفان کے ماہپارے جن کے اسماء مواہیر سے کتاب مستطاب "حسام الحرمین شریف" مزین اور منور ہے جس کا جی چاہے مطالعہ فرمائے ، علاوہ ازیں بر صغیر ہندو پاکستان کے جید علمائے کرام دو سو اڑسٹھ جو کہ کتاب مستطاب "الصوارم الہندیہ" میں ان علماء خمسہ دیابند کو ان کی عبارات خبیثہ پر حکم کفر لگا رہے ہیں اور ان کے عقائد کفریہ کو حق جاننے والے کو بھی ان ہی کی طرح کافر بتا رہے ہیں ۔ اور لیجئے دارالعلوم دیوبند کے ناظم شعبہ تبلیغ مولوی مرتضیٰ حسن چاند پوری فرماتے ہیں :

"جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے
اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے ۔"

(اشدالعذاب ، ص ۲ ، مطبع مجتبائی جدید دہلی سے طبع ہو کر دارالعلوم دیوبند سے شائع ہوا)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان کو کافر کہے یا کافر کو مسلمان سمجھے وہ بھی کافر ہے۔ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب اس کفر کی علت بیان کرتے ہیں:

"جیسے کسی مسلمان کو اقرار توحید و رسالت وغیرہ عقائد اسلامیہ کیوجہ سے کافر کہنا کفر ہے کیونکہ اس نے اسلام کو کفر بتایا اسی طرح کسی کافر کو عقائد کفریہ کے باوجود مسلمان کہنا بھی کفر ہے کیونکہ اس نے کفر کو اسلام بتایا حالانکہ کفر، کفر ہے اور اسلام، اسلام ہے۔"

(اشد العذاب، ص ۹، مطبوعہ ایضاً)

یہی مولوی مرتضیٰ حسن صاحب، امام احمد رضا خان کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

"اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے، جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی، اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔"

(اشد العذاب، ص ۱۲، مطبوعہ ایضاً)

اگر علماء دیوبند کی عبارات پیش کردہ کفریہ نہ ہوتیں تو

مولوی مرتضیٰ حسن صاحب یوں تحریر نہ فرماتے بلکہ یوں لکھنا چاہیے تھا اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا اور وہ ایسے نہ تھے بلکہ واقعی مسلمان تھے تو مسلمان کی تکفیر کر کے وہ خود کافر ہوگئے۔ مگر یہ نہ لکھا، لکھا تو یہ لکھا " تو خان صاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔"

تنبیہ

یہاں مرتضیٰ حسن صاحب کا یہ فرمانا کہ "بعض علمائے دیوبند" یہ جملہ اس بات پر دلیل قاطعہ ہے کہ امام احمد رضا نے تمام دیوبندیوں کو کافر نہ فرمایا، صرف ان علماء دیوبند کی تکفیر کی جنہوں نے کفریہ عبارات تحریر کیں اور طبع کرائیں۔

۱۔ ڈاکٹر کذاب کا یہ صریح جھوٹ ہے کہ وہ مکفر المسلمین تھے۔

۲۔ مولوی مرتضیٰ حسن کی عبارت سے یہ بات واضح ہو چکی کہ جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے اور ڈاکٹر، امام احمد رضا کو مکفر المسلمین کہتا ہے یعنی ان کی تکفیر کر رہا ہے اور ان کو کافر بتا رہا ہے اگر مرتضیٰ کی عبارت کو حق قرار دیجیے تو ڈاکٹر کافر ہے اور کذاب ڈاکٹر کی مانئیے تو مولوی مرتضیٰ حسن کافر ٹھہرتے ہیں اب یہ ہی فیصلہ کریں کہ دونوں میں کون کافر ہے۔

۳۔ مولوی مرتضیٰ حسن کی پشت پر ساری امت دیا بند ہے اور ڈاکٹر کا موئد بھی کوئی ہے ؟ جو ان کے بیان کی تصدیق و تصویب کرے۔

۴۔ کیا علمائے دیوبند اپنی یا اپنے علماء کی تحریر کردہ عبارات کے سمجھنے سے قاصر تھے ؟

۵۔ اگر علماء دیوبند اپنے اکابر علماء دیوبند کی عبارات کا معنی مفہوم جانتے تھے اور ان کے مطالب کو پہچانتے تھے تو ان علماء نے اس کی تصریح کیوں نہ کی؟

۶۔ اگر عبارات متنازعہ فیہ کا امام احمد رضا نے بقول ڈاکٹر غلط مطالب بیان کئے جو حقیقت کے خلاف تھے تو مرتضیٰ حسن نے ان کی تکفیر پر رجسٹری کیوں کی؟

۷۔ اللہ جل مجدہ فرماتا ہے :۔ "ان الدین عند اللہ الاسلام" تو دین صرف اسلام ہی ہے باقی تمام ادیان باطل اور کفر ہیں ڈاکٹر خالد امام احمد رضا خان کے متعلق کہتا ہے کہ مولانا احمد رضا خان نے ایک نیا دین ترتیب دیا گویا کافر اور کافر گر کہا اور مولوی مرتضیٰ حسن کہتے ہیں کہ اگر امام احمد رضا ان علمائے دیوبند کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ امام احمد رضا خان کو مسلمان اور اعلیٰ درجہ کا مسلمان مانتے ہیں اور مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے تو مرتضیٰ حسن کی تحریر سے ڈاکٹر خالد قطعاً اور یقیناً کافر ٹھہرے یا پھر ڈاکٹر خالد مولوی مرتضیٰ حسن کا کفر ثابت کرے اور ان کے کافر ہونے پر دلیل

قائم کرے؟ کیونکہ کافر کو مسلمان جاننا بھی کفر ہے۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ، امام احمد رضا خان کے متعلق فرماتے ہیں:

"اگر مجھ کو مولوی احمد رضا خان بریلوی
کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔"

(اسوۂ اکابر، ص ۸)

ڈاکٹر کیا کہتے ہو اپنے دین کے حکیم الامت اور مجدد ملت کے بارے میں۔ ان کی تو تمنا ہے کہ اگر موقع ملتا تو امام احمد رضا خان کے پیچھے نماز پڑھ لیتا۔ کیا کافر کے پیچھے آپ لوگوں کی نماز ہوجاتی ہے؟ اسلامی شریعت تو فاسق معلن کی امامت کو گوارہ نہیں کرتی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ تھانوی صاحب کی نگاہ میں امام احمد رضا خان اعلیٰ درجہ کے مسلمان تھے۔ کیا حکم لگاتے ہو تھانوی صاحب کی اقتداء پر؟ کیا تم ان کو کافر جانتے ہو؟ یا ایک مسلمان کو کافر ہی نہیں بلکہ مکفر المسلمین کہہ کر تم خود کافر ہوئے؟

اور لیجئے یہی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے متعلق ان کے سوانح نگار محذور الحسن روایت کرتے ہیں:

"مولوی احمد رضا خان بریلوی کی بھی ان
کے برا بھلا کہنے والوں کے جواب میں دیر تک
حمایت فرمایا کرتے تھے اور شدومد کے ساتھ یہ فرمایا

کرتے تھے کہ ممکن ہے ان کی مخالفت کا سبب
واقعی حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو۔"
(اشرف السوانح، جلد اول، ص ۱۲۸)

ان ہی تھانوی صاحب کا ایک اور حوالہ ملاحظہ کیجئے، فرماتے ہیں کہ:

"وہ مجھ کو کافر کہتے ہیں تو پھر میں بھی ان کی بقا کے لئے دعائیں مانگتا ہوں کیونکہ وہ بعض مسائل میں غلو کریں اور مجھ کو برا کہیں، لیکن تعلیم تو قرآن و حدیث ہی کی کرتے ہیں ان کی وجہ سے دین تو قائم ہے۔"
(اسوۂ اکابر، ص ۱۵)

تھانوی صاحب فرما رہے ہیں کہ ان کی وجہ سے دین تو قائم ہے اور ڈاکٹر خالد ان کو کافر سمجھتے ہیں۔ اب حکم لگائیں دونوں میں ڈاکٹر کافر ہے یا تھانوی صاحب؟

مولوی سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں:

"اس احقر نے جناب مولانا احمد رضا خان بریلوی مرحوم کی چند ایک کتابیں دیکھیں تو میری آنکھیں خیرہ کی خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ حیران تھا کہ واقعی مولانا بریلوی صاحب مرحوم کی ہیں جن

کے متعلق کل تک یہ سنا تھا کہ وہ صرف اہل
بدعت کے ترجمان ہیں اور صرف چند فروعی
مسائل تک محدود ہیں مگر آج پتہ چلا کہ نہیں ہرگز
نہیں یہ اہل بدعت کے نقیب نہیں بلکہ یہ تو عالم
اسلام کے اسکالر اور شاہکار نظر آتے ہیں جس قدر
مولانا احمد رضا خان مرحوم کی تحریروں میں گہرائی
پائی جاتی ہے اس قدر گہرائی تو میرے استاد مکرم
جناب مولانا شبلی صاحب و حضرت حکیم الامت
مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور حضرت مولانا
محمود الحسن صاحب دیوبندی و حضرت مولانا شیخ
التفسیر علامہ شبیر احمد عثمانی کی کتابوں کے اندر
بھی نہیں ہے جس قدر مولانا بریلوی کی تحریروں
کے اندر ہے۔"

(ماہنامہ ندوہ، ص ۱۷، اگست ۱۹۱۳ء)

فرمائیے ڈاکٹر خالد! یہ مولوی سید سلیمان صاحب ندوی کو کیا سمجھتے ہو یہ فیصلہ تم خود ہی کرلو کہ اپنی عبارات کے آئینے میں تم کافر ہو یا مولوی سید سلیمان ندوی کو کافر قرار دیتے ہو؟

ڈاکٹر صاحب! سید سلیمان ندوی کو دیکھ لیا، اب ان کے استاد محترم جناب مولوی شبلی صاحب نعمانی کو بھی ملاحظہ فرمائیے،

دیکھئے یہ فرمارہے ہیں:

"مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی جو اپنے عقائد میں سخت ہی متشدد ہیں مگر اس کے باوجود مولوی صاحب کا علمی شجرہ اس قدر بلند درجے کا ہے کہ اس دور کے تمام عالم دین اس مولوی احمد رضا صاحب کے سامنے پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس احقر (شبلی) نے بھی آپ کی متعدد کتابیں دیکھی ہیں جس میں احکام شریعت اور دیگر کتابیں بھی دیکھی ہیں اور نیز یہ کہ مولانا صاحب کی زیر سرپرستی ایک ماہوار رسالہ "الرضا" بریلی سے نکلتا ہے جس کی چند قسطیں بغور و خوض دیکھی ہیں جس میں بلند پایہ کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔"

(رسالہ الندوہ ص ۱۷، ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۴ء)

ڈاکٹر! بار بار اس عبارت کو غور سے پڑھیں شاید "پرکاہ" کا مطلب آپ نہ سمجھ سکیں، پرکاہ تنکے کو کہتے ہیں یہ آپ کے مسلّم سند یافتہ شمس العلماء شبلی نعمانی ہیں جو متعدد کتب کے مصنف ہیں "سیرۃ النبی" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی ان کی لکھی ہوئی ہے۔ یہ فرما رہے ہیں اس دور کے تمام عالم دین اس مولوی احمد رضا خان صاحب

کے سامنے پر کاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس دور کے عالم دین کہلا لینے والوں میں آپ کے اکابر و اصاغر سب داخل ہیں مثلاً:۔

(۱) مولوی محمد قاسم نانوتوی، متوفی ۱۲۹۰ھ بانی دارالعلوم دیوبند۔

(۲) مولوی محمد مظہر نانوتوی صدر مدرس مظاہر العلوم سہارنپور، متوفی ۱۳۰۶ھ۔

(۳) نواب صدیق حسن قنوجی، متوفی ۱۳۰۷ھ۔

(۴) مولوی رشید احمد گنگوہی، متوفی ۱۳۲۳ھ۔

(۵) مولوی احمد حسن امروہوی، متوفی ۱۳۳۰ھ۔

(۶) مولوی نذیر حسن دہلوی، متوفی ۱۳۳۰ھ۔

(۷) مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، متوفی ۱۳۴۶ھ۔

(۸) مولوی انور شاہ کشمیری، متوفی ۱۳۵۰ھ۔

(۹) مولوی اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۳ھ۔

(۱۰) مولوی محمد یعقوب نانوتوی صدر المدرسین دیوبند۔

(۱۱) مولوی رفیع الدین مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

(۱۲) مولوی محمود حسن استاد مولوی حسین احمد۔

(۱۳) مولوی حسین احمد ٹانڈوی صدر المدرسین دیوبند۔

ڈاکٹر! یہ تمہارے دین کے امام و اکابر ذی الاحترام ہیں۔ فقیر نے چند نام بطور نمونہ پیش کیے، مولوی شبلی نعمانی جو شمس العلماء ہیں وہ فرما رہے ہیں کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کے سامنے اس دور کے

تمام عالم، پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے تو تم کس گنتی و شمار میں ہو تم تو ان ہی اکابر کے خوشہ چین اور فضلہ خوار ہو۔ اس سے تم اپنا مقام خود متعین کرسکتے ہو۔

اور ملاحظہ کیجئے مولوی فضل عظیم بہاری جن کا تعلق گروہ وہابیہ میں اہلحدیث سے ہے، فرماتے ہیں:۔

"گزشتہ دنوں بندہ اہلحدیث کی سالانہ کانفرنس میں شرکت کی غرض سے بہار سے پٹنہ گیا تو اتفاقاً اہل بدعت کے رہنما جناب مولانا احمد رضاخان صاحب بریلوی کا فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ افریقہ مل گیا۔ پہلے تو میرے بعض دوستوں نے اسے پڑھنے سے ہرچند روکا مگر اس کے باوجود بھی اس بندہ نے رات کے وقت ان دونوں کتابوں کا مطالعہ کیا تو یک لخت جو نفرت میرے دل میں اہل بدعت کے راہنما مولانا احمد رضا خان صاحب کے متعلق تھی وہ ختم ہوگئی اور میرے دل میں جذبہ رحم ابھرنے لگا اور یہ بات تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکا کہ واقعی موجودہ دور کے اندر اگر کوئی محقق اور عالم دین ہے تو وہ مولانا احمد رضا خان بریلوی ہے۔"

(اخبار ہند میرٹھ، ۱۴، دسمبر ۱۹۱۳ء)

مولوی فضل عظیم غیر مقلد کا بیان بھی مولوی شبلی نعمانی کے بیان کی تائید کر رہا ہے معلوم ہوا کہ امام احمد رضا اغیار کی زبان پر بھی اپنے زمانے کے بے نظیر محقق اور عالم دین ہیں مخالفین کو بھی مخالفت شدید کے باوجود اس امر کا مجبوراً اعتراف کرنا پڑا۔

اور ملاحظہ کیجئے دیوبندیوں کے مایہ ناز امام مولوی انور کشمیری فرماتے ہیں:

"جب بندہ (انور کشمیری) ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث شریف کی شرح لکھ رہا تھا تو حسب ضرورت احادیث کے جزئیات دیکھنے کی ضرورت درپیش آئی تو میں نے شیعہ حضرات، اہل حدیث حضرات و دیوبندی حضرات کی کتابیں دیکھیں مگر ذہن مطمئن نہ ہوا۔ بالآخر ایک دوست کے مشورے سے مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کی کتابیں دیکھیں تو میرا دل مطمئن ہو گیا کہ میں اب بخوبی احادیث کی شرح بلا جھجک لکھ سکتا ہوں۔ واقعی بریلوی حضرات کے سرکردہ عالم مولانا احمد رضا خان صاحب کی تحریریں شستہ اور مضبوط ہیں جسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مولوی احمد رضا خان ایک زبردست عالم

دین اور فقیہ ہیں۔"

(رسالہ دیوبند، ص ۲۱، جمادی الاول ۱۳۳۰ھ)

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے مایہ ناز سید العلماء مولوی انور کشمیری بھی امام احمد رضا خان کو ہی نہیں بلکہ ان کی تحریروں کو مشکل کشا سمجھتے ہیں اور باوجود مخالفت طبیعہ کے یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ امام احمد رضا خان صاحب کی تحریریں شستہ اور مضبوط ہیں، وہ زبردست عالم دین اور فقیہ ہیں۔ یہ دین کا عالم اور فقیہ مانتے ہیں اور ڈاکٹر، نئے دین کا موجد کہتا ہے۔ اب بتائیے ان میں سچا کون ہے یہ سارے علماء اکابر جھوٹے ہیں یا ڈاکٹر خالد محمود کذاب و مفتری ہے اور دونوں سچے ہو نہیں سکتے کہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

اور لیجئے مولوی اعزاز علی صاحب دیوبندی فرماتے ہیں:

"جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ہم دیوبندی ہیں اور بریلوی علم و عقائد سے ہمیں کوئی تعلق نہیں مگر اس کے باوجود بھی احقر یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس دور کے اندر اگر کوئی محقق اور عالم دین ہے تو وہ مولانا احمد رضا خان بریلوی ہے کیونکہ میں نے مولانا احمد رضا خان کو جسے ہم آج تک کافر، بدعتی، مشرک کہتے رہے بہت وسیع النظر اور بلند خیال، علو ہمت عالم دین،

صاحب فکر و نظر پایا ہے۔ آپ کے دلائل قرآن و
سنت سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں لہذا میں
آپ کو مشورہ دوں گا کہ اگر آپ کو کسی مشکل
مسئلہ جات میں کسی قسم کی الجھن درپیش ہو تو
آپ بریلی میں مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی
سے جاکر تحقیق کریں۔"

(رسالہ النور تھانہ بھون، ص ۴۰، شوال المکرم ۱۳۴۲ھ)

معروف دیوبندی مولوی اعزاز علی صاحب بھی امام احمد رضا خان صاحب کو صاحب فکرو نظر عالم دین جانتے ہیں اور مشکل میں مشکل کشائی کرنے والا مانتے ہیں، کیوں؟ مسٹر خالد محمود کیا حکم ہے مولوی موصوف کے بارے میں؟

دیوبند کے معروف مولوی شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں:

" مولانا احمد رضا خان کو تکفیر کے جرم
میں برا کہنا بہت ہی برا ہے کیونکہ وہ بہت ہی
بڑے عالم دین اور بلند پایہ محقق تھے۔ مولانا احمد
رضا خان کی رحلت عالم اسلام کا ایک بہت بڑا
سانحہ ہے جسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔"

(ھادی دیوبند، ص ۲۱، ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ)

مولوی شبیر احمد عثمانی بھی امام احمد رضا خان صاحب کو

بہت بڑے عالم دین اور بلند پایہ محقق فرما رہے ہیں۔ ڈاکٹر! ان پر کیا حکم لگاتے ہو؟

حکیم الامت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی کے کلمات ،

مجاہد ملت دیوبند جناب شورش کاشمیری کی زبان سے سنیئے فرماتے ہیں:۔

"مولانا تھانوی نے فرمایا ، میرے دل میں
احمد رضا خان کے لئے بے حد احترام ہے وہ ہمیں
کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول کی بنا پر کسی اور
غرض سے تو کافر نہیں کہتا۔"

(چٹان ، ۲۳ اپریل ۱۹۹۲ء)

یہ سارے علمائے وہابیہ و دیابند بطور اجمال جن کے بیان مذکور ہوئے سب امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز کے محاسن بیان کر رہے ہیں اور ان امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز کو اپنے زمانے کا بے مثال عالم دین اور بے نظیر فقیہہ اسلام اور بلند پایہ محقق کہنے پر مجبور ہیں یہ تو وہ لوگ ہیں جن کو امام احمد رضا سے طبعاً نفرت اور عداوت تھی ماسوا ان کے تمام عالم اسلام زمانے کے سارے مسلمان ان کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان بلکہ مسلمانوں کا امام ، مرکز دائرہ اسلام کا سردار تسلیم کرتے ہیں اور آج تمام مسلمان ان کو مجدد اسلام ، بے مثل فقیہہ ذوالاحترام مانتے ہیں اور ڈاکٹر خالد محمود ان کو نیا دین ترتیب دینے والا بتا رہا ہے گویا اس وقت سے آج تک کے تمام عالم اسلام کے مسلمانوں

کو نئے دین کا ماننے والا اور پیرو کار بتا رہا ہے گویا بالفاظ دیگر سب کو کافر و مشرک کہہ رہا ہے ثابت یہ ہوا کہ ڈاکٹر خالد محمود "مکفر المسلمین" ہے یعنی "سارے مسلمانوں کو کافر کہنے والا" ہے ان میں عامۃ المسلمین کے ماسوا وہ بھی جو مسلمانوں کے امام علمائے اعلام اساطین دین اسلام حرمین شریفین کے مفتیان کرام سید العلماء الاعلام سند الفقہاء الکرام سب داخل اور شامل ہیں بلکہ زمانہ اقدس حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لے کر آج تک تمام مسلمین مومنین صالحین سب ہی کو کافر و مشرک ٹھہرایا کیونکہ امام احمد رضا خان قدس سرہ نے وہی عقائد و اعمال اختیار فرمائے اور ان ہی کی ترویج و اشاعت فرمائی جس پر صحابہ و تابعین و اولیائے کاملین و علماء راسخین تھے جو قرآن کریم و احادیث پاک سے ثابت و واضح ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ڈاکٹر خالد محمود سب کو جھٹلاتا اور کافر بتاتا ہے۔ ایسا مکفر المسمین کون ہوگا؟ (العیاذ باللہ تعالیٰ) دلیل و ثبوت کے لئے ملاحظہ کیجئے ہماری کتاب "سبیل المومنین فی قرآن مبین" اور "خیر الھدٰی لدفع الطغیٰ" مطالعہ فرمائیں۔

علاوہ ازیں امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق علمائے اعلام و مفتیان کرام اور دانشمندان کی آراء سے ان کا دین حق و صواب کی جانب دعوت دینا اور مسلمانوں کو سیدھی راہ چلانا ثابت اور ظاہر ہے۔

نیز ان مناقب و محامد اور شواہد سے یہ بات قطعاً واضح ہوجاتی ہے کہ امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز نے جن حضرات خمسہ کی تکفیر فرمائی وہ بالکل حق وصواب اور باعث نجات ہے کہ ایسے عقائد فاسدہ اور مکائد کاسدہ سے ہر مسلمان کو بچنا ضروری ہے اور جو شخص بھی ان عقائد کفریہ جن پر فتویٰ دیا گیا، ان کو حق جانے اس کا اسلام سے کیا علاقہ یعنی وہ کفر کو اسلام سمجھ رہا ہے اور یہ کفر ہے تو من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر اپنی جگہ پر مسلّم ہے اگر اس کو تسلیم نہ کیا جائے تو سارے دنیا کے مسلمان مشرک اور کافر ٹھہریں۔

دیوبندی کون؟

دیوبندی اور بریلوی کہلانا زبان اور زمین کی نسبت پر موقوف نہیں ہے بلکہ دینی عقائد پر ان کا دارومدار ہے دارالعلوم دیوبند سے متعلق رکھنے والے علماء نے جو عقائد وضع فرمائے اور دین میں داخل کئے ان عقائد کو حق جاننے والے اور ان علماء کو اپنے دین کا امام ماننے والے "دیوبندی" کہلاتے ہیں اور جو لوگ ان علماء دیوبند کے وضع کردہ عقائد کو منافی اسلام اور کفر سمجھتے ہیں اور قائل کو کافر جانتے ہیں ان کو "بریلوی" کہا جاتا ہے۔ آئیے دیکھیں کہ وہ عقائد کون سے ہیں جو علماء دیوبند نے وضع فرمائے۔ ان تمام اقوال و عقائد کا احصی اس مختصر میں ناممکن ہے۔ صرف چند عقائد ان میں ملاحظہ فرمائیں، وہ عقائد یہ ہیں:

(۱) آیت کریمہ خاتمہ النبیین کا معنی آخری نبی نہیں، یہ سمجھنا عوام کا خیال ہے۔ بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

"قبل عرض جواب گزارش یہ ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔"

(تحذیر الناس۔ ص ۲۔ ۳۔ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند۔

۲۸ اپریل ۱۹۳۹ء اور یہی مضمون ماہنامہ خالد دیوبند۔

بابت ماہ ربیع الاول ۵۸ھ، ص ۱۸۔ ۱۹ پر شائع ہوا)

(۲) اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے اس لئے کہ آپ باعتبار زمانہ آخری نبی نہیں ہیں۔ یہی مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم

دیوبند لکھتے ہیں:

" بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں
بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم
ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

(تحذیرالناس ص ۱۳، کتب خانہ اعزازیہ دیوبند و ماہنامہ خالد
دیوبند ۔ ماہ ربیع الثانی ۵۸ھ ص ۹۲)

(۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس کے بعد اگر کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں فرق نہ آئے گا چنانچہ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

" بلکہ اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں کچھ فرق نہ آئیگا۔"

(تحذیرالناس ص ۲۴، کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ۔ ماہنامہ خالد
دیوبند بابت جمادی الثانی ۵۸ھ، صفحہ ۴۰)

بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی آخرالزماں نہیں مانتے، بعد زمانہ اقدس کے دوسرا نبی پیدا ہونا ممکن جانتے ہیں، صاف لکھ دیا بلکہ بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو الخ ۔ پھر بھی دیوبندیوں کے مقتدا ہیں مولوی حسین احمد صدر المدرسین دیوبند، مولوی قاسم نانوتوی کے متعلق لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا شمس الاسلام والمسلمین،
حجۃ اللہ علی العلمین، مرکز دائرۃ التحقیق و التدقیق
قطب افلاک الحکم و اسرار التشریع و التخلیق
مولانا محمد قاسم نانوتوی۔"

(الشہاب الثاقب ص ۲، کتبخانہ رحیمیہ دیوبند)

(۴) انبیاء، امت سے علم میں ممتاز ہیں عمل میں امتی مساوی ہوتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں یہی مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

"انبیا اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے
ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل
اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے
ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔"

(تحذیر الناس۔ ص ۴، ایضاً، ماہنامہ خالد دیوبند، بابت ماہ ربیع الاول ۵۸ھ، ص ۲۰)

(۵) دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم محیط زمین ثابت کرنا شرک ہے یعنی خدا کا شریک ٹھہرانا ہے اور شیطان و ملک الموت خدا کے شریک ہیں۔ (معاذ اللہ)

مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد بالاتفاق فرماتے ہیں:

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و

ملک الموت کا حال دیکھ کر عالم محیط زمین کا فخرِ عالم
کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس
فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا
حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص
سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعت علم کی کونسی نص
قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے
ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

(براہین قاطعہ۔ ص ۵۱، کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو علم میں ممتاز ٹھہرایا اور امت کو اعمال میں بڑھ جانے والا بتایا مولوی خلیل احمد اور مولوی رشید احمد نے سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم محیط زمین ایسا شرک ٹھہرایا جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں اور شیطان و ملک الموت کے لئے علم محیط زمین نص سے ثابت بتایا گویا شیطان و ملک الموت کو خدا کا شریک بنایا۔ تفصیل کے لئے مطالعہ کیجئے ہماری کتاب "خیر الھدیٰ لدفع الطغیٰ"

(۶) دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ماننا شرک صریح ہے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

"علم غیب میں تمام علماء کا عقیدہ اور

مذہب یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اس کو کوئی نہیں جانتا ۔ وعندہ مفاتیح الغیب لایعلمھا الاھو خود حق تعالیٰ فرماتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ ہی کے پاس ہے علم غیب کا کہ کوئی نہیں جانتا اس کو سوائے اس کے ۔ پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے ۔"

(فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب ص ۹۶)

نیز یہی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں :

"حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے ۔"

(فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب ص ۹۶)

مولوی اسمٰعیل دہلوی فرماتے ہیں :

"غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کرلیجئے یہ اللہ صاحب کی شان ہے ۔"

(تقویۃ الایمان ص ۴۴ ۔ مکتبۃ الاسلام وسن پورہ لاہور)

(۷) مولوی عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں :

"جس زمانے میں مسئلہ امکان کذب پر آپ (رشید احمد گنگوہی) کے مخالفین نے شور مچایا

اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا۔ سائیں توکل شاہ انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں یہ سن کر سائیں توکل شاہ نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر منہ اوپر اٹھاکر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے لوگو تم کیا کہتے ہو۔ میں مولانا رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔"

(تذکرۃ الرشید، جلد دوم، ص ۳۲۲)

نمبر ۱۔ سائیں توکل شاہ انبالوی ان پڑھ بے علم، علماء دیوبند کے پرستار فضلہ خوار ہیں۔

نمبر ۲۔ عالم غیب اور عالم شہادت دونوں عالم مختلف ہیں۔ یہ زمین و آسمان اور اس کے درمیان جو بھی ہے وہ عالم شہادت میں ہے اور اس کے ماوراء عرش و کرسی، لوح محفوظ وغیرہ عالم غیب میں ہیں۔

نمبر ۳۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ کہ خدا کا جھوٹ ممکن ہے ثابت کرنے کے لئے سائیں توکل شاہ کے پاس علم ہوتا تو عالمانہ دلائل پیش فرماتے اب چونکہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھ دیا کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کرلیجئے چنانچہ سائیں توکل شاہ نے جب چاہا گردن جھکادی اور غیب کا علم حاصل کرلیا۔ فرمایا لوگو!

"کیا کہتے ہو میں مولانا رشید احمد گنگوہی کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔"

عرش عالم غیب میں ہے۔ علماء دیوبند کا پرستار، فضلہ خوار عرش کے بھی آگے رشید احمد کا قلم چلتا ہوا دیکھ رہا ہے۔ علماء دیوبند کے پرستار فضلہ خوار کا یہ عالم ہے کہ جب چاہے غیب کا علم (وہ بھی عرش کے آگے) حاصل کرلے تو اندازہ لگائیے کہ خود علمائے دیوبند کے علم کا عالم کیا ہوگا۔ مولوی اسمٰعیل کی شریعت کے مطابق جب چاہے دریافت کرلے یہ خدا ہی کی شان ہے۔ جب سائیں توکل شاہ کو یہ منصب حاصل ہے تو سائیں کے آقائے نامدار دیوبند کے تاجدار علماء روزگار کی شان کا عالم کیا ہوگا؟

(۸) دیوبندی عقیدہ ہے کہ خدا کا جھوٹ ممکن ہے چنانچہ مولوی خلیل احمد اور مولوی رشید احمد گنگوہی بالاتفاق فرماتے ہیں:

"امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی
نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے۔"

(براہین قاطعہ، ص ۲)

امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی فرماتے ہیں:

"لانسلم کہ کذب مذکور بمعنی مسطور باشد"

(یکروزی۔ ص ۱۴۵)

یعنی ہم نہیں جانتے کہ خدا کا جھوٹ محال ہو نیز خدا کا جھوٹ

ممکن ثابت کرنے کیلئے مولوی عاشق الٰہی نے سائیں توکل شاہ کی حکایت تذکرۃ الرشید جلد دوم میں طبع کرائی جو پچھلے اوراق میں مذکور ہے۔

(۹) دیوبندی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کلی کا ثبوت عقلاً ونقلاً باطل ہے۔ اگر بعض علوم غیبیہ ثابت ہوں تو اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص، ایسا علم غیب تو زید و عمر ہر بچہ و پاگل بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔ گویا اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعض علم ہو تو ایسا علم غیب تو ہر عامی بلکہ تمام حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے۔

چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

> "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی

ہے تو چاہیئے سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر
زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم
الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات
نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ
انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت
سے کب ہوسکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو
نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔
اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی
ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل
نقلی وعقلی سے ثابت ہے۔"

(حفظ الایمان ص ۷، مکتبہ تھانوی متصل مولوی مسافر خانہ،
بندر روڈ کراچی)

ملاحظہ کیجیئے تھانوی صاحب کیا درشہوار نکال کر لاتے ہیں
جب ہی تو مولوی الیاس دہلوی بانی تبلیغی جماعت فرمارہے ہیں کہ:

"حضرت مولانا (اشرف علی) تھانوی نے
بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم
تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی
تعلیم عام ہو جائے گی۔"

(ملفوظات الیاس۔ ص ۵۰)

آج تک کسی مرد فرزانہ کو یہ جسارت نہ ہوسکی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہہ سکے کہ ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ صبی و مجنون (بچہ، پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے ۔ اس سعادت دیوبندیہ پر مولوی عاشق الٰہی بے خود ہو کر فرماتے ہیں:

"واللہ العظیم مولانا (اشرف علی) تھانوی
کے پاؤں دھوکر پینا نجات اخروی کا سبب ہے۔"
(تذکرۃ الرشید، جلد اول، ص ۱۱۳)

ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

دیوبند کے کئی رنگ و بو ملاحظہ ہوں ۔ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی فرمائیں کہ:

۱۔ علم غیب جب چاہے دریافت کرلے یہ شان خدا ہی کی ہے جو سائیں توکل شاہ کو حاصل ہے ان کے آقاؤں دیوبند کے علماء کا پوچھنا ہی کیا ہے۔

۲۔ مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں کہ علم غیب حق تعالیٰ ہی پاس ہے اس کے سوا اس کو کوئی نہیں جانتا کسی غیر کے لئے ثابت کرنا شرک صریح ہے۔

۳۔ مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ: بعض علوم غیب تو ہر زید و عمرو، بلکہ صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی

حاصل ہیں۔

اب انصاف کیجئے ان میں کون سچا ہے ؟

مولوی اسمٰعیل دہلوی کے فتویٰ سے علماء دیوبند کا فضلہ خوار خادم و وفادار سائیں توکل شاہ خدا ٹھہرا تو علماءِ دارالعلوم دیوبند خدا کے بھی خدا ٹھہرے اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتویٰ کی رو سے مولوی اشرف علی تھانوی مشرک ہوئے کہ خدا کے سوا کسی اور کے لئے علم غیب ثابت کرنا شرک صریح ہے اور تھانوی جی تو تمام مخلوق کہ حیوانات و بہائم اور تمام کفار و نابکار کے لئے علم غیب کو ثابت فرما رہے ہیں اور جب مولوی اشرف علی تھانوی ، مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتویٰ کے مطابق شرک صریح میں گرفتار ہوکر مشرک ہوئے تو ان کے مداح خواں غلام مولوی عاشق الہٰی اور مولوی الیاس دہلوی بھی کافر و مشرک ٹھہرے کہ مشرک کو مسلمان ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کا مقتدیٰ اور امام مان رہے ہیں۔

ہم نے بطور اختصار صرف سات ہی عقائد کا حوالہ پیش کیا تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے ہماری کتاب "سبیل المومنین فی قرآن مبین" اور "خیر الھدیٰ لدفع الطغیٰ" اور "مصباح الظلام علیٰ رد اعداء الاسلام" وغیرہ۔

ضروری نوٹ :۔ جن لوگوں کے ایسے عقائد ہیں وہ البتہ دیوبندی ہیں اور جن حضرات کے ایسے عقائد نہیں اور نہ ان عقائد کو حق مانتے

ہیں بلکہ ان اقوال کو کفر جانتے اور قائل کو کافر سمجھتے ہیں وہ ہرگز دیوبندی نہیں، پکے مسلمان سچے سنت والجماعت ہیں ان کو ہرگز ہرگز دیوبندی نہ کہا جائے گا۔ ان حضرات کو دیوبندی کہنا سخت گناہ ہے جیسے کسی مسلمان کو قادیانی کہنا جرم ہے اسی طرح کسی مسلمان کو دیوبندی کہنا بھی جرم ہے کیونکہ علماء عرب و عجم نے ان عقائد و اقوال اور ان جیسے ہی اقوال پر حکم کفر لگایا اور قائلین کی تکفیر فرمائی جو مجموعہ "حسام الحرمین" اور "الصوارم الہندیہ" میں مطبوعہ ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ہم ایک تقریظ منیر حضرت غیظ المنافقین و فوز الموافقین حامی سنت ماحی بدعت محافظ کتب حرم علام جلیل مولانا سید اسمٰعیل خلیل ادامہما اللہ بالفر والتبجیل سے نقل کرتے ہیں:

(اس تقریظ کے ایک حصے کا ترجمہ ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

"سب خوبیاں اللہ کو جو اکیلا سب پر غالب ہے۔ قوت و عزت و انتقام و جبروت والا جو صفات کمال و جلال کے ساتھ متعالی ہے۔ کافروں سرفروشوں، گمراہوں کی باتوں سے منزہ ہے جس کا نہ کوئی ضد ہے نہ کوئی مانند ہے نہ نظیر پھر درود و سلام ان پر جو سارے جہاں سے افضل ہیں ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابن عبداللہ اور تمام انبیاء

و رسل کے خاتم اپنے پیرو کو رسوائی اور ہلاکت سے بچانے والے اور جو ہدایت پر نابینائی کو پسند کرے اسے مخذول کرنے والے۔ حمد و سلام کے بعد کہتا ہوں کہ یہ طائفے جس کا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں اور نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں ان میں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں کہ ان میں کوئی تو دین متین کو پھینکنے والا ہے اور ان میں کوئی ضروریات دین کا انکار کرتا ہے جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے تو اسلام میں ان کا نام و نشان کچھ باقی نہ رہا۔"

(حسام الحرمین شریف ص ۱۳۱ ، اشرفی کتبخانہ اندرون دہلی دروازہ لاہور)

یہ تقریظ تھی محافظ کتب حرم مکہ معظمہ کی۔ اب ایک تقریظ کا کچھ حصہ مدینہ طیبہ کے عمدۃ العلماء افضل الافاضل و امثل الاماثل مفتی مولانا عثمان بن عبدالسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترجمہ ھو ھذا۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ○

" ایک اللہ کو ساری خوبیاں بعد حمد و صلوٰۃ بیشک میں اس روشن رسالے اور ظاہر و واضح کلام پر مطلع ہوا تو میں نے پایا کہ ہمارے مولیٰ علامہ اور دریائے عظیم الفہیم حضرت احمد رضا خان نے بیشک اس گروہ خارج از دین کافر فسادیوں کی راہ چلنے والے کے رد کے لئے فریاد رسی کی تو کتاب المعتمد المستند میں اس گروہ کی بری رسوائیاں ظاہر کیں پس ان کے فاسد عقیدوں سے ایک بھی بغیر پوچ و لچر کئے نہ چھوڑا تو اے مخاطب تجھ پر لازم ہے کہ اسی روشن رسالے کا دامن پکڑے جسے مصنف نے لکھ دیا تو ان گروہوں کے رد میں ظاہر و روشن و سرکوب دلیل پائے گا۔ خصوصاً وہ جو اس گروہ خارج از دین کے باندھے ہوئے نشان کھول دینے کا قصد کرے۔ وہ گروہ خارج از دین کون ہے؟ جسے وہابیہ کہا جاتا ہے اور ان میں مدعی نبوت غلام احمد قادیانی ہے اور دین سے دوسرا نکلنے والا شان الوہیت و رسالت کا گھٹانے والا قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبٹھی اور

اشرف علی تھانوی اور جو ان کی چال چلا۔
اللہ تعالیٰ حضرت جناب احمد رضا خان کو خیر عطا
کرے کہ اس نے شفا دی اور کفایت کی اپنے
فتوے سے جو کتاب المعتمد المستند میں لکھا جس پر
آخر میں علمائے مکہ معظمہ کی تقریظیں ہیں۔"

(حسام الحرمین صفحہ ۱۸۹۔۱۹۱)

جو ضروریات دین میں سے کسی ضروری دین کا منکر ہو وہ کافر ہے اور کافروں کے متعلق اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

"ولاتصل علی احد منهم مات ابدا
ولا تقم علی قبره انهم کفروا بالله ورسوله
وماتوا وهم فسقون ○

"اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی
نماز نہ پڑھنا اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہونا
بے شک وہ اللہ اور رسول کے منکر ہوئے اور فسق
ہی میں مرگئے۔"

ڈاکٹر خالد محمود کا افلاس فہم

ڈاکٹر خالد محمود فرماتے ہیں:

"خدا سے لڑائی لڑنا۔ مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں: خدا سے لیں لڑائی وہ ہے معطی، نبی قاسم ہے تو موصل ہے یا غوث، (صلی اللہ علیہ وسلم) معطی اور قاسم حدیث کے الفاظ ہیں موصل کا اضافہ مولانا احمد رضا خاں کی اپنی ایجاد ہے تاہم بندوں کے لئے یہ تجویز کہ وہ خدا سے لڑائی لیں، بڑی سخت گستاخی ہے۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۵۲)

ڈاکٹر صاحب کو اپنے افلاس فہم کا ماتم کرنا چاہیئے تھا کہ امام احمد رضا خاں کے شعر پر اعتراض۔ اگر علم ہوتا اور عقل ساتھ دیتی تو یہ نوبت نہ آتی امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو فرما رہے ہیں:

"دیا مجھ کو انہیں محروم چھوڑا، مرا کیا جرم حق فاصل ہے یا غوث، خدا سے لیں لڑائیں وہ ہے معطی، نبی قاسم ہے تو موصل ہے یا غوث۔ یعنی مجھ کو اپنے فضل و کرم سے دینے والا اور ان کو محروم رکھنے والا اللہ عزوجل ہی ہے اس میں میرا

کیا قصور یہ اللہ عزوجل کا فیصلہ ہے تو اے
حاسدو، جلنے والو! اگر مجھ کو دینے پر جلتے ہو تو اللہ
عزوجل سے لڑائی لو کہ اللہ عزوجل دینے والا،
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تقسیم فرمانے والے،
غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار سے
حاصل ہونے والا ہے۔"

ڈاکٹر کی مفلسی فہم کی داد دیجئے کہ غریب کو موصل کا بھی علم نہیں، کہتے ہیں کہ مولانا کی اپنی ایجاد ہے کم سے کم اردو لغت دیکھ لی ہوتی تو یہ بے قراری نہ رہتی۔

نیز ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ بندوں کے لئے یہ تجویز کہ وہ خدا سے لڑائی لیں بڑی سخت گستاخی ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب تم اور تمہاری جماعت خدا سے لڑتی ہی کیوں ہے کیا تم کو یہ بھی نہیں معلوم کے اللہ عزوجل نے فرمایا:

"من كان عدوا لله وملئكة ورسله
وجبريل وميكئل فان الله عدو للكفرين ○

جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس
کے رسولوں اور جبرائیل اور میکائیل کا تو اللہ
دشمن ہے کافروں کا۔"

معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب بندوں کی دشمنی اللہ سے دشمنی

اور اللہ کے محبوب بندوں سے لڑنا اللہ عزوجل سے لڑنا ہے اور تمہارے دین کے استاذ اول ابلیس لعین نے تو اللہ عزوجل کی جناب میں جھگڑا کیا اور لڑائی لڑی۔ قرآن کریم میں ہے:

" قال فبما اغویتنی لا تعدن لھم صراطك المستقیم ○ (سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۶)
ابلیس نے کہا تو قسم ہے اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور تیرے سیدھے راستے پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا۔"

اور کہتا ہے:

" قال ارئیتك ھذا الذی کرمت علی لئن اخرتن الی یوم القیمۃ لا حتنکن ذریتہ الا قلیلا ○ (بنی اسرائیل۔ آیت ۲۶) ابلیس بولا! دیکھ تو جو یہ تو نے مجھ سے معزز رکھا اگر تو نے مجھے قیامت تک مہلت دی تو ضرور میں اس کی اولاد کو پیس ڈالوں گا مگر تھوڑا۔"

ڈاکٹر صاحب! یہ جھگڑا کرنا لڑائی لڑنا نہیں تو اور کیا ہے؟

اللہ عزوجل نے فرمایا:

" قال اذھب فمن تبعك منھم فان جھنم جزاؤکم جزاء موفورا ○ فرمایا دور ہو تو

ان میں جو تیری پیروی کرے گا تو بیشک اس کا بدلہ جہنم ہے بھرپور سزا۔"

ان لوگوں کے لئے فرماتا ہے:

"استحوذ علیھم الشیطن فانسھم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطن ○ ان پر شیطان غالب آگیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں۔"

اللہ عزوجل ان لوگوں کو دوزخ میں ڈالنے کے بعد فرمائے گا:

"الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا وھم بالاخرۃ کفرون ○ (الاعراف۔ آیت ۴۵) جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اسے کجی چاہتے ہیں اور آخرت کا انکار رکھتے ہیں۔ یہ شیطانی گروہ کی نشانی ہے۔"

ان کے ایک گروہ کے متعلق فرماتا ہے:

"فعقروا الناقۃ وعتوا عن امر ربھم وقالوا یصلح ائتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین ○ (الاعراف۔ آیت ۷۷) پس ناقہ کی کوچیں کاٹ دیں اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور بولے اے صالح ہم پر لے آؤ جس کا

تم وعدہ دے رہے ہو اگر تم رسول ہو۔"

پس اللہ عزوجل سے لڑائی کی ابتدا جو تمہارے استاذ اول ابلیس نے کی وہ قرناً فقرناً آج تک جاری ہے۔ رسولوں کی شان میں تم لوگوں کی زبان لمبی اور نرالی ہے خدا سے لڑائی آج بھی جاری ہے اور اللہ عزوجل کی حمایت میں لڑنے والے جو مومن ہیں اللہ عزوجل ان کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانو اباءھم اوابناءھم اواخوانھم اوعشیرتھم اولئك کتب فی قلوبھم الایمان وایدیھم بروح منہ یدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولئك حزب اللہ ○ تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمایا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں (جنت) میں لے جائے گا

جن کے نیچے نہریں بہیں اور ان میں ہمیشہ رہیں
اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی
جماعت ہے۔"

اعلٰحضرت امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری عمر یہی درس دیا جس کو یقین نہ آئے وہ تمہید ایمان بآیات قرآن اور وصایا شریف وغیرہ کی جانب رجوع لائے۔ مطالعہ فرمائے حق مثل آفتاب روشن ہو جائے گا۔

ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:

"رضا خانی فکر و عمل" مولانا احمد رضا
خاں ان امیدوں سے تھے اسے انہی کے الفاظ میں
سنیئے: شاعر تھے بات اگل دی:

ص کافی سلطان نعت گویاں ہے رضا
انشاء اللہ میں وزیر اعظم

"اے رضا ہم نعت خوانوں بریلویوں کو
حکومت کی سرپرستی کافی ہے۔ انشاء اللہ کسی نہ
کسی وقت ضرور وزیراعظم بنوں گا۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۲۳۵)

شعر نعت کا جو مطلب بیان کیا یہ، حکومت کی سرپرستی کافی ہے کس جملہ کا مطلب ہے؟ حالانکہ اعلٰحضرت امام احمد رضا

خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مولانا کفایت علی صاحب علیہ الرحمہ کی نعتوں پر اعتماد فرما کے ان کو نعت گویوں کا سلطان فرما رہے ہیں اور خود کو اللہ کے چاہنے سے ان کا وزیر اعظم بتا رہے ہیں۔ مگر جہالت و حماقت کا کیا علاج؟ نیز ڈاکٹر لکھتے ہیں:

"مولانا احمد رضا خاں شعر کے ہر صنف میں اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتے تھے، خود لکھتے ہیں:

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۲۳۶)

ڈاکٹر مفتری کو یہ شعر تو بہت کھلا، ضبط نہ ہوسکا مگر اس کے علاوہ متعدد اشعار ہیں ان سے آنکھیں بند کرلیں۔ اعلٰحضرت ہی تو ہیں جو کہتے ہیں:

بدکار رضا خوش ہو بدکام بھلے ہوں گے
وہ اچھے میاں پیارا اچھوں کا میاں آیا

(حدائق بخشش۔ حصہ اول۔ ص ۱۴)

ٹھوکریں کھاتے پھروگے ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

(ایضاً۔ ص ۱۵)

مزید فرماتے ہیں:

؎ کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں
کہ رضائے عجمی ہو سگ حسان عرب

(ایضاً۔ ص ۱۶)

؎ مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضا
ترا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

(ایضاً۔ ص ۱۹)

؎ کوئی کیوں پوچھے تری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

(ایضاً۔ ص ۳۲)

؎ کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب مانگے رضا بھی کوئی حساب میں ہے

(ایضاً۔ ص ۶۱)

؎ مولیٰ تیرے عفو وکرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضا سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

(ایضاً۔ ص ۶۳)

یہ اور ان جیسے مقامات سب کو فراموش کر کے ایک شعر کو نشانہ بنالیا۔ حالانکہ وہ شعر اعلحضرت امام احمد رضا خاں صاحب کا ہے بھی نہیں اس کا واقعہ یوں ہے:

"اعلیٰحضرت فن شاعری میں بھی اپنے وقت کے امام تھے۔
حضرت داغ دہلوی کے اس واقعے سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اعلیٰحضرت کے منجھلے بھائی استاد زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب حسن بریلوی فن شاعری میں حضرت داغ دہلوی کے شاگرد تھے۔ استاد زمن کی جب چند نعتیں جمع ہو جاتی تھیں تو اپنے صاحبزادے حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب کے بدست اپنے استاد حضرت داغ دہلوی کے پاس اصلاح کے لئے روانہ فرماتے تھے۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ استاد زمن حسن میاں صاحب کا کچھ کلام لے کر مولانا حسنین رضا خاں صاحب دہلی جا رہے تھے۔ اعلیٰحضرت نے دریافت فرمایا کہاں جانا ہو رہا ہے۔ حسنین میاں صاحب نے عرض کیا والد صاحب کا کلام لے کر استاد داغ دہلوی کے پاس جا رہا ہوں۔ اعلیٰحضرت اس وقت وہ نعت پاک قلم بند فرما رہے تھے جس کا مطلع ہے:

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

ابھی مقطع نہیں لکھا تھا۔ فرمایا لیجئے چند اشعار ہو گئے ہیں ابھی مقطع نہیں لکھا ہے۔ اس کو دکھاتے لانا۔ مولانا حسنین میاں صاحب جب دہلی پہنچے اور استاذ الشعراء حضرت داغ دہلوی سے ملاقات کی اپنے والد ماجد استاد زمن کا کلام پیش کیا۔ حضرت داغ دہلوی نے اس کی اصلاح کی جب اصلاح فرما چکے تو مولانا حسنین میاں صاحب نے

اعلیٰحضرت کا وہ کلام پیش کیا ......۔ اور کہا یہ کلام چچا جان اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب نے چلتے وقت دیا اور فرمایا تھا کہ یہ بھی دکھاتے لانا۔ حضرت داغ دہلوی نے فرمایا اس نعت پاک میں تو کوئی ایسا حرف بھی مجھے نظر نہیں آتا جس میں کچھ قلم لگا سکوں اور یہ کلام تو خود لکھا ہوا معلوم نہیں ہوتا یہ کلام تو لکھوایا گیا ہے۔ میں اس کلام کی فن کے اعتبار سے کیا کیا خوبیاں بیان کروں بس میری زبان پر تو یہ آرہا ہے کہ:

؎ ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

اور فرمایا! اس میں مقطع تھا بھی نہیں لیجئے مقطع بھی ہوگیا۔
نیز اعلیٰحضرت کو ایک خط لکھا کہ اس نعت پاک کو اپنے دیوان میں اس مقطع کے ساتھ شامل کریں اس مقطع کو علیحدہ نہ کریں نہ دوسرا مقطع کہیں۔"

علمائے دیوبند کی دیانت کا نمونہ

وہابیت کے اراکین خمسہ (۱) امام مولوی اسمٰعیل دہلوی (۲)رشید احمد گنگوہی (۳) محمد قاسم نانوتوی (۴) خلیل احمد انبٹھی (۵)اشرف علی تھانوی ہیں۔ دیوبندی دھرم کے آئمہ خمسہ(۱) رشید احمد گنگوہی (۲) محمد قاسم نانوتوی (۳) خلیل احمد انبٹھی (۴) اشرف علی تھانوی اور حسین احمد ٹانڈوی ہیں۔ دیوبندی دین کے یہ پانچ امام ہیں اور مولوی اسمٰعیل دہلوی امام الائمہ ہیں اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب "تقویت الایمان" دیوبندی دین کی اساسی کتاب ہے۔ اس کے بارے میں مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

> "تقویت الایمان نہایت ہی عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب ص ۴۱، محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

حضرات جانتے ہیں کہ یہ حکم لگانے والے بابت تقویت

الایمان ، کون ہیں یہ وہ ہیں جن کے بارے میں مولوی عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں:

"قطب عالم ، قدوۃ العلماء ، غوث الاعظم ،
اسوۃ الفقہاء ، جامع الفضائل و الفواضل العلیۃ مستجمع
الصفات والخصائل البہیہ السنیۃ حامی دین مبین
مجدد زماں و سیلتنا الی اللہ الصمد الذی لم یلد ولم یولد
شیخ المشائخ مولانا الحافظ المولوی رشید احمد صاحب
محدث گنگوہی۔"

(تذکرۃ الرشید ، جلد اول ، ص ۲)

اور مولوی حسین احمد صاحب صدر المدرسین دیوبند فرماتے ہیں:

حضرت مولانا شمس العلماء العالمین ،
بدر الفضلاء الکاملین ابو حنیفۃ الزمان جنید دوران
امام ربانی و محبوب سبحانی جناب مولوی حافظ
رشید احمد گنگوہی۔"

(الشہاب الثاقب ، ص ۸۰)

اور لیجئے یہی دیوبندیوں کے غوث الاعظم امام ربانی محبوب سبحانی اور چنین و چناں بذات خود ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ ان کے سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی میرٹھی کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں ، فرماتے ہیں:

"آپ (رشید احمد گنگوہی) نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے: سن لو! حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔"

(تذکرۃ الرشید، جلد دوم، ص ۱۷)

اب نہ قرآن کریم کی ضرورت نہ حدیث شریف کی حاجت، دیوبندی دھرم میں ہدایت و نجات موقوف ہے رشید احمد کے اتباع پر اور حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے تو تاکید فرمادی کہ "تقویت الایمان" کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے تو دیوبندی دھرم کا اسلام برائے نام تقویت الایمان پر موقوف ہے ان کے نزدیک قرآن کریم کا ہرگز یہ مرتبہ نہیں (معاذ اللہ) اگر اس میں کسی کو کلام ہے تو ثبوت دے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی یا دیگر ائمہ دیوبند میں سے یا نہ سہی کسی معروف دیوبندی مولوی نے یہ لکھا ہے کہ قرآن شریف کا رکھنا اور اس کو پڑھنا اور اس پر عمل کرنا عین اسلام ہے ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین۔

معلوم ہوا کہ نیا دین ہے اور نئی کتاب ہے اس کا اوتار بھی نیا ہے یعنی مولوی اسمٰعیل اگر پرانا کہئے تو سب قدما کو عین اسلام سے

محروم قرار دیجیے کہ جب تک تقویت الایمان عالم وجود میں نہ آئی تھی جب تک سب ہی لوگ عین اسلام (دیابند) سے محروم تھے۔ سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ دین جدید تسلیم کیا جائے۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی کا مرتبہ

دیوبندی دھرم میں مولوی محمد قاسم نانوتوی "بانی دارالعلوم دیوبند" کے حوالہ ہی سے محتاج تعارف نہیں مزید براں مولوی حسین احمد صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند ان کے متعلق فرماتے ہیں:

"حضرت مولانا شمس الاسلام والمسلمین، حجتہ اللہ علی العلمین، مرکز دائرۃ التحقیق والتدقیق قطب افلاک الحکم واسرار التشریع والتخلیق، مولانا محمد قاسم نانوتوی۔"

(الشہاب الثاقب، ص ۲)

مولوی خلیل احمد انبٹھی کا مرتبہ

یہی مولوی حسین احمد صدر المدرسین دیوبند ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

زبدۃ العلماء الکاملین، امام الفقہاء و المحدثین رئیس الاصفیاء والمفسرین محی السنت

البیضا قامع البدع الظلماء حضرت مولانا الحاج الحافظ
المولوی خلیل احمد صاحب۔"
(الشہاب الثاقب، ص ۸۶)

مولوی اشرف علی تھانوی کا مرتبہ و مقام

یہ مولوی اشرف علی تھانوی حکیم الامت دیوبندیہ مجدد ملت وہابیہ ہیں۔ ان کے متعلق مولوی عاشق الٰہی صاحب فرماتے ہیں:

"واللہ العظیم مولانا (اشرف علی) تھانوی
کے پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے۔"
(تذکرۃ الرشید، جلد دوم، ص ۱۱۳)

مولوی حسین احمد ٹانڈوی کا صدرالمدرسین دیوبند ہونا ہی امتیاز عرفی کو کافی ہے اس کے علاوہ آپ حسین احمد، دیوبندیوں کے شیخ للاسلام بھی ہیں اور رسالہ "شیخ الاسلام نمبر" آپ کی یادگار میں جاری کیا گیا اس کا ایک حوالہ حسین احمد کے متعلق جناب مشتاق احمد صاحب نظامی سے سنئے فرماتے ہیں:

"تم نے کبھی خدا کو بھی اپنے گلی کوچوں
میں چلتے پھرتے دیکھا ہے؟ کبھی خدا کو بھی اس
کے عرش عظمت و جلال کے نیچے فانی انسانوں
سے فروتنی کرتے دیکھا ہے؟ تم کبھی تصور بھی

کر سکے ہو کہ رب العلمین اپنی کبریائیوں پر پردہ
ڈال کے تمہارے گھروں میں بھی آکر رہے گا۔"
(خون کے آنسو، حصہ اول، ص ۱۹۷، بحوالہ شیخ الاسلام نمبر،
صفحہ ۵۹)

حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب، ماہر صاحب کی دیانت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ماہر صاحب اب آئندہ احتیاط سے کام
لیجئے گا جس کو آپ نے شیخ الاسلام مولانا حسین
احمد سمجھ رکھا ہے (معاذ اللہ) وہی اللہ تعالیٰ ہے جو
اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر اتر آیا ہے آئندہ
جب شرک نمبر میں آپ اپنے معبودوں کی
فہرست مرتب کیجئے گا تو اس کھدر پوش خدا کو بھی
شامل کر لیجئے گا۔"
(خون کے آنسو، جلد اول، ص ۱۹۸، مکتبہ نبویہ گنج بخش لاہور)

بہر نوع یہ پنج گنج اولیائے دیو بند ہیں اور ان سب کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی ہیں، زیر بحث لاتے ہیں اور ان کے دین اور ایمان کا نمونہ دکھاتے ہیں جن علمائے دیو بند کے اقوال شنیعہ پر علمائے اسلام عرب و عجم نے ان علمائے دیو بند کی تکفیر فرمائی اور فرمایا کہ جو ان کے اقوال کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد ان کو مسلمان جانے یا کافر کہنے

میں شک کرے وہ بھی کافر ہے تو علماء دیوبند نے عامۃ المسلمین کو فریب دینے کی غرض سے ایک کتاب مسمیٰ "المہند علی المفند" مولوی خلیل احمد انبٹھی نے ترتیب دی، جس پر اکابر علماء دیوبند بشمول مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ چوبیس مولویوں کی تصدیق اور تقریظ موجود ہے جو کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سے شائع کی گئی اس وقت وہی ہمارے پیش نظر ہے اس کی عبارات ملاحظہ فرمائیں اور ان کے کذب و افتراء کے شاہکار کی داد دیں۔

(۱) مولوی خلیل احمد انبٹھی سوال نمبر ۱۸ کے جواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے جن کو ذات و صفات اور تشریحات یعنی احکام عملیہ حکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ و اسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی رسول۔ بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا۔"

(المہند، ص ۲۴۔ ۲۵)

اور لیجئے سوال نمبر ۱۹ کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا علم حکم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہا پایا جاسکتا ہے۔"

(المہند، ص ۲۵-۲۶)

یہاں اقرار ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تمامی مخلوقات سے زیادہ ہے اور جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف سے کسی کے علم کو زیادہ مانے وہ کافر ہے تو شیطان کے علم کو زیادہ کہنا ہماری تصنیف میں کہاں پایا جاسکتا ہے اور یہی مولوی خلیل احمد انبیٹھی اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں:

"الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر عالم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس

فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا
حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص
سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص
قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے
ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

(براہین قاطعہ۔ ص ۵۱، کتبخانہ امدادیہ دیوبند)

حاصل کلام یہ ہے کہ علم محیط زمین شیطان و ملک الموت کے لئے نص سے ثابت ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (معاذ اللہ) اس علم سے محروم ہیں اور جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ علم ثابت کرے وہ مشرک ہے۔ مولوی خلیل احمد کی پہلی عبارت جو المہند سے منقول ہے اگر اس کو صحیح تصور کیا جائے تو خلیل احمد خود اپنی عبارت مذکورہ سے کافر اور اگر براہین قاطعہ کی عبارت کو حق سمجھئے تو خلیل احمد اس عبارت کی رو سے مشرک ٹھہرے اور اگر دونوں عبارتوں کی صحت پر اعتماد کیا جائے تو خلیل احمد کے خداؤں میں دو خداؤں کا اور اضافہ تسلیم کیجئے اور براہین کی عبارت بھی غمازی کر رہی ہے کہ شیطان و ملک الموت مخلوق میں داخل نہیں پس خدا کا علم مخلوق کے لئے ثابت کرنا ضرور شرک ٹھہرے گا۔

سوال نمبر ۲۱، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے بارے میں جواباً تحریر فرماتے ہیں:

" حاشا ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرت کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے، وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے اس کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز اور نشست و برخاست اور بیداری اور خواب کا تذکرہ ہو۔"

(المہند، ص ۳۰۔۳۱)

اور یہی مولوی خلیل احمد انبٹھی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں ذکر ولادت شریفہ (میلاد شریف) کو نفس ولادت پر محمول کر کے اور قیام کو حیلہ بنا کر یوں تبرا کیا:

" یا یہ وجہ ہے کہ روح پاک علیہ السلام کی عالم ارواح سے عالم شہادۃ میں تشریف لائے اس کی تعظیم کو قیام ہے تو یہ بھی محض حماقت ہے کیونکہ اس وجہ میں قیام کرنا وقت وقوع ولادت شریفہ کے ہونا چاہئے اب ہر روز کونسی ولادت مکرر

ہوتی ہے پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہل بیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں۔"

(براہین قاطعہ، ص ۱۴۸، کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

استغفراللہ و معاذاللہ کس شاطرانہ تلبیس کے ساتھ ذکر ولادت شریف (میلاد شریف) کا انکار ہی نہیں بلکہ گستاخی کے ساتھ انکار کیا جارہا ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ ذکر ولادت اور نقل جنم سازی یعنی ڈرامہ بازی کا بھی شعور نہیں کہ دونوں میں فرق کرسکے پھر ذکر ولادت شریفہ یعنی حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر تو قرآن کریم میں متعدد مقامات پر موجود ہے ان آیات مبارکہ کی تلاوت قیام و قعود کہ نمازی نماز کے قیام میں بھی کرتا ہے اور قاری بیٹھ کر تلاوت کرتا ہے وہ بھی تو ذکر تشریف آوری حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی آمد کا ہے اور یہاں میلاد میں بھی ذکر ان کی آمد کا ہوتا ہے اگرچہ قیام کے ساتھ ہو۔ قیام میں کیا ہے درود و سلام ہی تو

ہے جس کے بارے میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ یاایھا الذین امنوا صلوا علیه وسلمو تسلیما ۔ ہے کوئی مائی کا لال جو یہ ثابت کردے کہ کھڑے ہوکر یا وقت ذکر ولادت درود و سلام کی ممانعت فرمائی ہو۔ پھر شقاوت کا یہ عالم کہ کنھیا جو کافر اور سانگ اس کی جنم کا مشرکانہ رسوم پر مشتمل ہے، ذکر ولادت کو اس سے بھی بدتر بتلا رہا ہے (معاذ اللہ) یہ قلب و ذہن کی خباثت کا ثمرہ ہے، سچ ہے شراب کی بوتل میں سے شراب ہی برآمد ہوگی لیبل کے بدلنے سے شراب کی ماہیت نہ بدل جائے گی۔ دونوں عبارتوں کا لکھنے والا خلیل احمد ہی ہے۔ ملاحظہ کیجئے وہاں وہ اور یہاں یہ، یہی تو کفر و نفاق ہے، رہا قیام و سلام کا وہ تو ان دیوبندیوں، رشید احمد وغیرہ کے پیر جی حاجی امداد اللہ صاحب خود میلاد شریف میں قیام و سلام کے عامل تھے، ملاحظہ کیجئے "فیصلہ ہفت مسئلہ" نیز حضرت شیخ محقق علامہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ان کا زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت ضرب المثل ہے، باوجود اس کے وہ اپنی دعا میں اپنے مالک و مولیٰ اللہ رب العالمین سے عرض کرتے ہیں:

"اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے
جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق
سمجھوں۔ میرے تمام اعمال میں فساد نیت موجود
رہتی ہے، البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل صرف تیری

ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی وانکساری محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتا رہا ہوں۔ اے اللہ! وہ کون سا مقام ہے جہاں میلاد مبارک سے زیادہ تیری خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لئے اے ارحم الرحمین مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بیکار نہ جائے گا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے ذریعے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہو سکتی۔"

(اخبار الاخیار شریف ص ۶۲۴، ترجمہ مولوی سبحان محمود استاد الحدیث دارالعلوم کراچی، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، بندر روڈ کراچی)

غور کیجئے مومنین کس شان سے خلوص و محبت کے ساتھ محفل میلاد میں کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں سلام پیش کرتے ہیں مگر دیوبندی خارج از اسلام ہیں ان کو سلام اور درود سے کیا علاقہ وہ تو جنم کنھیا کو اپنے حق میں اس سے بہتر جانتے ہیں اور

درود و سلام کھڑے ہوکر پڑھنے والوں کو ہنود سے بدتر سمجھتے ہیں۔ "لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم" مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

" یہ محفل چونکہ زمانہ فخرعالم علیہ السلام میں اور زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور تابعین اور تبع تابعین اور زمانہ مجتہدین علیہ الرحمہ میں نہیں ہوئی اس کا ایجاد بعد چھ سو سال کے ایک بادشاہ نے کیا اس کو اکثر اہل تاریخ فاسق لکھتے ہیں لہذا یہ مجلس بدعت ضلالہ ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ۔ ص ۱۳۲)

نیز اسی فتویٰ رشیدیہ میں سوال ہے:

" انعقاد مجلس میلاد بدون قیام بروایات صحیح درست ہے یا نہیں؟ (تو اس کے جواب میں فرماتے ہیں) انعقاد مجلس مولود بہرحال ناجائز ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب۔ ص ۱۳۶ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

معلوم ہوا کہ قیام وغیرہ کا بہانہ ہے اور گالی دینا ان کا ترانہ ہے۔ نیز ایک سائل سوال کرتا ہے:

" جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز

ہے یا نہیں؟ (اس کے جواب میں لکھتے ہیں)

کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں

اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب۔ ص ۱۴۷۔ محمد سعید تاجران کتب قرآن محل کراچی)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت رکھتے اور ان کے ذکر ولادت شریفہ (میلاد مبارک) کو برا جانتے ہیں اور تبرا بازی اور گستاخی کو شیر مادر بنانے کی خاطر مسلمانوں پر طرح طرح کے بہتان لگاتے اور محفل میلاد میں ان امور مذعومہ جو ان کے ذہن کی خباثت سے افتراء کرتے ہیں۔ محفل میلاد بحمدہ ان کے لگائے ہوئے بہتانوں سے پاک ہے اور اگر بالفرض باطل کوئی امر خلاف شرع ہو بھی تو اس کی اصلاح لازم نہ کہ ذکر ولادت شریفہ کو حرام کہا جائے (معاذ اللہ) یہ تو ایسا ہے جیسے کوئی دیوبندی مولوی کہتا ہے کہ اے مسلمانو! مسجد میں برے کام بھی ہوتے ہیں، جوتیاں بھی چوری ہوجاتی ہیں، مال و اسباب بھی چوری ہوجاتا ہے لہذا مسجد کا بنانا حرام ہے اور مسجدوں کو گرا دینا ضروری ہے۔ تو ہر مسلمان یہی کہے گا کہ یہ مولوی مسجدوں کا دشمن، اسلام کا باغی ہے۔ علی ھذا القیاس۔

(۲) مولوی خلیل احمد انبٹھی، المھند میں لکھتے ہیں:

"ہم میں اور ہمارے بزرگوں میں سے

کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ اسلام کو ہم پر بس اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔"

(المہند ۔ ص [illegible]، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

مولوی خلیل احمد صاحب المہند میں کہہ رہے ہیں جو یہ کہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہم پر ایسی فضیلت ہے جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے یہ ہمارا عقیدہ ہے اور خود براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں:

"اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہے۔"

(براہین قاطعہ ۔ ص ۳)

مولوی خلیل احمد انبٹھی، المہند میں تو فرماتے ہیں جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑا بھائی سمجھے وہ خارج از ایمان ہے اور یہاں براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھائی کہنا

نص کے مطابق ہے یعنی جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھائی کہتا ہے وہ نص (قرآن و حدیث) کے مطابق ہی کہتا ہے۔ اگر یہ کہنا نص کے مطابق ہے تو وہ خارج از ایمان کہنا کفر ہوگا اور اگر وہ خارج از ایمان کہنا حق ہے تو یہ کہنا کفر ہوگا، دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

دیوبندی دھرم کا نص قطعی

دیوبندیوں کے امام الائمہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی فرماتے ہیں:

> "انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے ...... اولیاء و انبیاء و امام و امام زادے پیر شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔"

(تقویت الایمان۔ ص ۸۵، مکتبۃ الاسلام وسن پورہ لاہور)

یہ وہ کتاب ہے جس کے متعلق دیوبندیوں کے امام ربانی غوث اعظم رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں کہ تقویت الایمان کا رکھنا پڑھنا اور اس پر عمل کرنا عین اسلام ہے، اس نے فرمادیا کہ سب

انبیاء انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔

اگر "المہند" کا فتویٰ حق و صواب جانتے ہیں تو مولوی اسمٰعیل کے خارج از ایمان ہونے کا فتویٰ شائع فرمائیں۔ علاوہ ازیں تقویت الایمان کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مولوی اسمٰعیل اپنے باپ کا منکر ہے اور اپنے کو بھائی کا بیٹا (معاذ اللہ) کہتا ہے۔ جب انبیاء بڑے تو یہ جس سے پیدا ہے وہ منجھلا بھائی ہوگا۔ لا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

الغرض علمائے دیوبند کی تقریباً تمام تصانیف دجل و فریب کا مجموعہ ہے۔ ہم نے صرف "المہند" کے جو ان کی مایہ ناز اور صد افتخار کتاب ہے تین حوالے پیش کئے انصاف پسند مسلمان کے لئے ایک حوالہ ہی کافی ہے۔ یہ لوگ دیوبندی لوگ تو اپنے من گھڑت عقائد کو ثابت کرنے کے لئے فرضی کتابیں اور ان کے مطابع وغیرہ بھی گڑھ لیتے ہیں۔ ثبوت کے طور پر دیوبندیوں کے شیخ الاسلام مولوی حسین احمد صدر المدرسین دیوبند ہیں۔ یہ صدر المدرسین دارالعلوم کا امتیاز کچھ کم تو نہیں ہے۔ ان کی کتاب "الشہاب الثاقب" مطبوعہ کتبخانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور حاضر ہے۔

مصنوعی کتابیں

شیخ الاسلام دیوبند جن کا حوالہ گزرا، کا دجل عظیم و افتراء لئیم ملاحظہ کیجئے۔ اپنی کتاب الشہاب الثاقب کے صفحہ ۹۸۔ ۹۹ پر فرماتے ہیں:

(۱) "جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور صفحہ پندرہ میں ارقام فرماتے ہیں۔"

(۲) "مولوی رضا علی خان صاحب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور، ص ۳۰ میں فرماتے ہیں۔"

(الشہاب الثاقب۔ ص ۹۹)

ہے کوئی دیوبندی غیرت مند جو ان کتابوں کو یعنی خزینۃ الاولیاء کا شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہدایۃ الاسلام حضرت مولانا رضا علی خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ثابت کردے ان کتابوں کا ساری دنیا میں کہیں بھی اس نسبت سے کوئی نشان نہیں ملتا وہ جناب شیخ الاسلام دیوبند نے اپنے دل سے گڑھ کر مسلمانوں کو فریب دیا۔ پس علمائے دیوبند کی دیانت و صداقت کا یہ منہ بولتا ثبوت ہے جس دین کی اساس ہی کذب و افتراء اور دجل فریب پر رکھی گئی ہو اس دین کے

پرستاروں اور حاشیہ برداروں کی شان عالی اور ایمان شالی کا نمونہ پیش کرنے سے زمانہ قاصر ہے امتیاز حق و باطل کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

انگریز حکومت کے وفادار علماء

ڈاکٹر خالد اینڈ کمپنی، امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انگریز سے وفاداری تو کجا انگریزوں سے تعلق بھی کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں کرسکتے بلکہ ان کے فتاویٰ اور افکار سے انگریزوں کی دشمنی ثابت ہے جیسا کہ الفتح کراچی کی عبارت گزری البتہ انگریزوں کے سچے جاں نثار اور خدام وفادار وہابی علماء اور دارالعلوم دیوبند کے اکابر ہیں۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کے سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں:

"جن کے سروں پر موت کھیل رہی تھی انہوں نے کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی رحمدل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔"

(تذکرۃ الرشید، جلد اول، ص ۴۳)

انداز تحریر بباَنگ دہل پکار رہا ہے کہ انگریزوں کی وفادار اور خدمت گزار ہستیاں دارالعلوم دیوبند والی ہیں وہ کمپنی راج کو رحمدل گورنمنٹ کہتی ہیں وہ انگریز جس نے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی،

جس نے مسلمانوں کی نعشیں درختوں پر لٹکا کر چیل کوؤں سے نچوا کر بھٹی میں مسلمانوں کو جلایا، مساجد کو گھوڑوں کی لید سے نجس کیا وہ انگریز جس نے ظفر شاہ کے ناشتے میں ان کے لڑکوں کا سر بھیجا، علماء دیوبند کے نزدیک رحمدل ہے اور اس کا زمانہ امن و عافیت کا زمانہ تھا۔ نیز یہ امر بھی قابل غور ہے کہ بعض کے سروں پر موت کھیل رہی تھی اس سے اشارہ ہے حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ اور علماء اہلسنت اور جنرل بخت خان وغیرہ جنہوں نے انگریز راج کے خلاف جہاد کیا۔ ان انگریزوں سے وفاداری اور ان کی خدمت گزاری کا حق جو علماء دیوبند نے ادا کیا خوب ظاہر ہے۔ نیز عاشق الٰہی صاحب، مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق فرماتے ہیں:

"حضرت مولانا (رشید احمد گنگوہی) کو یہ بات معلوم ہوچکی تھی کہ آپ کا نام بھی مشتبہ اور قابل اخذ مجرموں کی فہرست میں درج ہوچکا ہے اور ان کی گرفتاری و تلاش میں دوش آیا چاہتی ہے مگر آپ کوہ استقلال بنے ہوئے خدا کے حکم پر راضی تھے اور سمجھے ہوئے تھے کہ میں جب حقیقت میں سرکار کا فرماں بردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو

چاہے کرے۔"
(تذکرۃ الرشید، جلد اول، ص ۸۰)

کس قدر انگریز کی فرمانبرداری پر ناز ہے۔ کہاں وہ عین اسلام تقویت الایمان کا حکم ایمان کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں اور انگریزوں کے پیروں پر نثار ہوئے تو ایسا اعتماد کامل ہوا کہ اگر مارا بھی گیا تو سرکار انگریز مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

انگریزوں کی حمایت میں مرنے والا شہید

مولوی عاشق الٰہی صاحب فرماتے ہیں:۔

"اس گھبراہٹ کے زمانہ میں جب کہ عام لوگ بند کواڑوں گھروں میں بیٹھے ہوئے کانپتے تھے حضرت امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) اور نیز دیگر حضرات اپنے کاروبار نہایت ہی اطمینان کے ساتھ انجام دیتے اور جس شغل میں اس سے قبل مصروف تھے بدستور ان کاموں میں مشغول رہتے تھے۔ کبھی ذرہ بھر اضطراب نہیں پیدا ہوا اور کسی وقت حبہ برابر تشویش لاحق نہیں ہوئی۔ آپ کو اور آپ کے مختصر مجمع کو جب کسی ضرورت کے

لئے شاملی کرانہ یا مظفر نگر جانے کی ضرورت ہوئی غایت درجہ سکون و وقار کے ساتھ گئے اور طمانیت قلبی کے ساتھ واپس ہوئے ان ایام میں آپ کو ان مفسدوں سے مقابلہ بھی کرنا پڑا جو غول کے غول پھرتے تھے حفاظت جان کے لئے تلوار البتہ پاس رکھتے تھے اور گولیوں کی بوچھاڑ میں بہادر شیر کی طرح نکلے چلے آتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم (قاسم نانوتوی) اور طبیب روحانی حاجی (امداد اللہ) صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں سے مقابلہ ہوگیا یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جان نثاری کے لئے تیار ہوگیا اللہ رے شجاعت و جوانمردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھوں میں تلواریں لئے جم غفیر بندوقچیوں کے سامنے ایسے جمے رہے گویا زمین

نے پاؤں پکڑ لئے ہیں چنانچہ آپ پر فیریں ہوئیں
اور حضرت حافظ ضامن صاحب زیر ناف گولی کھا
کر شہید بھی ہوئے۔"

(تذکرۃ الرشید، جلد اول، ص ۷۴، ۷۵)

غور فرمائیے کہ مولوی رشید احمد بمعہ رفقاء کس شان سے اپنی سرکار انگریز کے مخالف باغیوں یعنی جنگ آزادی کے مجاہدین کے مقابلہ میں اپنی سرکار انگریز پر جان نثاری کے لئے تیار ہو گیا اور حافظ ضامن صاحب انگریزوں کی حمایت میں مارے گئے وہ دیوبندی شہید ہوئے۔

علمائے دیوبند کی یہی وفاداریاں تھیں کہ ان کی سرکار گورنمنٹ برطانیہ ان پر انعام و اکرام کی بارش کرتی رہی جس کا معاملہ کھل گیا وہ ظاہر ہو گیا اور جس کا کھل نہ سکا وہ مستور اور پوشیدہ رہا مثلاً مولوی حفیظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی ناظم اعلیٰ جمیعتہ العلماء ہند فرماتے ہیں:

"الیاس صاحب ۔۔۔ کی تبلیغی تحریک
کو ابتداء حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید
احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔"

(مکالمتہ الصدرین۔ ص ۸، مطبوعہ رحمانی پریس دہلی)

غور طلب یہ امر ہے کہ اسلام و مسلمان دشمن انگریز کو کلمہ

شہادت اور نماز کی نشرواشاعت سے کیا دلچسپی تھی وہی نہ کہ دین میں کلمہ و نماز کے پردے میں افتراق پیدا کیا جائے علاوہ ازیں مکالمۃ الصدرین کے مرتب مولوی طاہر احمد صاحب قاسمی تحریر فرماتے ہیں:

> " مولوی شبیر احمد صاحب صدر جمعیۃ الاسلام کلکتہ نے مولوی حفیظ الرحمن صاحب کے جواب میں کہا کہ دیکھئے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔"
>
> (مکالمۃ الصدرین، ص ۱۰۔۱۱)

غور طلب یہ امر ہے کہ اسلام دشمن انگریز اس زمانہ میں اتنی بڑی رقم چھ سو روپیہ ماہوار کس لئے دیتی تھی؟ اس حکومت کو اسلام اور اشاعت اسلام سے کیا دلچسپی تھی؟ یہی نہ کہ مسلمانوں میں افتراق و انشقاق پیدا کرنا ان کو آپس میں لڑانا ایک دوسرے کا دشمن بنانا اس مقصد کے لئے بہشتی زیور اور حفظ الایمان وغیرہ کتب لکھائی گئیں۔ بہشتی زیور میں یہاں تک لکھ مارا کہ سہرا باندھنا شرک ہے۔ کیا دیوبندی مذہب والے اپنے خدا کے سر پر سہرا باندھتے ہیں؟ جو ان کا نشان بندگی ہے جس کو شرک کہا گیا۔

علماء دیوبند کو یہ انگریز حکومت سے عہدوفاداری اور خدمت نمک خواری اپنے بزرگوں سے وراثت میں ملی ہے ان کے امام الائمہ مولوی اسمٰعیل اور ان کے پیر سید احمد بھی انگریزوں کے وفادار اور نمک خوار رہے ہیں وہ اس انگریزی حکومت کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے مولوی محمد جعفر صاحب تھانسیری سید صاحب کے نہایت مستند سوانح نگار اور رازدار تحریک جہاد کے خاص رکن فرماتے ہیں کہ:

"سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا وہ اس آزاد عملداری (انگریز حکومت) کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے۔"

(سوانح احمدی، حصہ سوئم، ص ۱۳۹)

یہی مولوی محمد جعفر صاحب تھانسیری فرماتے ہیں:

"آپ (سید صاحب) کے سوانح عمری اور مکاتیب میں بیسیوں سے زیادہ ایسے مقام پائے گئے ہیں جہاں کھلے اور علانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیرو لوگوں کو سرکار انگریز کی مخالفت سے منع کیا ہے۔"

(سوانح احمد، حصہ پنجم، ص ۱۴۶)

علاوہ ازیں مولوی محمد جعفر صاحب تھانسیری فرماتے ہیں:

"یہ بھی ایک صحیح روایت ہے کہ جب

آپ (سید صاحب) سکھوں سے جہاد کرنے کو
تشریف لے جارہے تھے کسی شخص نے آپ سے
پوچھا کہ آپ اتنی دور سکھوں پر جہاد کرنے کو
کیوں جاتے ہو۔ انگریز جو اس ملک پر حاکم ہیں اور
دین اسلام سے کیا منکر نہیں ہیں گھر کے گھر میں
ان سے جہاد کر کے ملک ہندوستان لے لو۔ یہاں
لاکھوں آدمی آپ کا شریک اور مدد گار ہو جاوے
گا کیونکہ سینکڑوں کوس سفر کر کے سکھوں کے ملک
سے پار ہو کر افغانستان میں جانا اور وہاں برسوں رہ
کر سکھوں سے لڑنا یہ ایک ایسا امر محال ہے جس کو
ہم لوگ نہیں کرسکتے۔ سید صاحب نے جواب دیا
کہ کسی کا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں
چاہتے نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا ملک لینا ہمارا
مقصد ہے بلکہ سکھوں سے جہاد کرنے کی صرف
یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے برادران اسلام پر ظلم
کرنے اور اذان وغیرہ فرائض مذہبی ادا کرنے کے
مزاحم ہوتے ہیں۔ اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے
بعد ان حرکات مستوجب جہاد سے باز آجائیں گے
تو ہم کو ان سے لڑنے کی ضرورت نہ رہے گی اور

سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کچھ ظلم اور تعدی نہیں کرتی اور نہ ان کو فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے ہم ان کے ملک میں علانیہ وعظ کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہیں وہ کبھی مانع اور مزاحم نہیں ہوتی بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اس کو سزا دینے کو تیار ہیں۔ ہمارا اصل کام اشاعت توحید الٰہی اور احیاء سنن سید المرسلین ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سو ہم بلا روک ٹوک اس ملک میں کرتے ہیں پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گراویں۔"

(سوانح احمدی، حصہ اول، ص ۱۷۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سید صاحب کے نزدیک وہابی ٹولہ مولوی اسمٰعیل اینڈ پارٹی ہی مسلمان تھی باقی جن مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے گئے وہ مسلمان نہ تھے وہابی ٹولہ اپنے مذہب کی ترویج انگریزی سرکار کے بل بوتے پر کر رہا تھا اگر کوئی مسلمان مزاحمت کرتا تو ان کی انگریزی سرکار اس کو سزا دیتی تھی۔

انگریزوں کی خدمت گزاری

مولوی محمد جعفر تھانسیری فرماتے ہیں:

"جب نماز عشاء ہو چکی اس وقت دیدبانوں نے عرض کیا کہ فاصلہ دور دراز سے دو تین مشعلیں اس طرف کو آتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ آتے آتے جب وہ مشعلیں کنارہ کے نزدیک پہنچی تو دیکھا کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار بہت سا کھانا قسم قسم کا بینکیوں میں رکھوائے ہوئے چلا آتا ہے اس نے کشتی کے نزدیک آکر پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں؟ جب حضرت (سید صاحب) نے کشتی میں سے جواب دیا تو وہ گھوڑے سے اتر کر اور اپنی ٹوپی سر سے اتار کر بہت ادب سے حضرت کے سامنے کشتی میں آیا اور بعد سلام و مزاج پرسی کے عرض کیا کہ تین روز سے میں نے نوکر واسطے لانے خبر تشریف آوری حضور اس طرف تعینات کر رکھے تھے، سو آج انہوں نے مجھ کو خبر دی، سو یہ ماحضر واسطے حضور اور کل قافلے کے تیار کر کے لایا ہوں براہ بندہ نوازی اس کو قبول

فرمائیں حضرت (سید صاحب) نے اپنے آدمیوں
کو حکم دیا کہ فوراً وہ کھانا اپنے برتنوں میں لے کر
قافلے میں تقسیم کردو۔ قریب دو گھڑی تک وہ انگریز
حضور میں حاضر رہا اور پھر رخصت لے کر مع اپنے
آدمیوں کے واپس چلا گیا۔"

(سوانح احمدی، حصہ اول، ص ۴۸۔ ۴۹)

نیز اس کو روایت کیا سید صاحب کے بھانجے سید محمد علی نے مخزن احمدی صفحہ ۶۷ میں اور ابوالحسن ندوی نے سیرت سید احمد حصہ اول صفحہ ۱۹۰ میں وغیرہم۔

سید صاحب اور اسمٰعیل دہلوی کی یہ تحریک بقول علماء دیوبند انگریزوں کے خلاف جہاد تھا تو انگریز کا سید صاحب کی خدمت میں طرح طرح کا کھانا لے کر حاضر ہونا اور تین روز سید صاحب کا انتظار کرنا اور ادب و احترام کا یہ عالم کہ ٹوپی ہاتھ میں لے کر برہنہ سر بہت ادب و احترام سے حاضر ہوکر مزاج پرسی کرنا اور کل قافلہ کا کھانا بطور نیاز مندانہ پیش کرنا کیا معنی۔ انگریز پوچھتا ہے کہ پادری صاحب کہاں ہیں تو سید صاحب فوراً بنفس نفیس جواب دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوستی پرانی ہے پھر خدا جانے دو گھڑی کے درمیان مُحب و محبوب میں کیا راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔

علاوہ ازیں دوسری روایت سید صاحب کے بھانجے محمد علی

صاحب یوں بیان فرماتے ہیں:

"صبح دم (از غازی پور) کوچ نمودہ بہ دانا
پور رسیدند و چون عملہ انگریز و دیگر ساکنان کہ از
مدت طویل انتظار تشریف آوری داشتند۔"

(مخزن احمدی، ص ۰۰، مطبوعہ مفید عام آگرہ)

سبحان اللہ! انگریز دشمن اسلام اور مسلمان تو کجا مسلمانوں کے آقا و مولیٰ اور اللہ کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منکروں کو اسلام اور مسلمانوں سے کیا دلچسپی کہ وہ سید صاحب اور مولوی اسمٰعیل کی مسلمان ہونے کی حیثیت سے عزت کرتے اور ان کے تشریف آوری کے انتظار کی گھڑیاں گنتے جیسا کہ محمد علی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "صبح غازی پور سے روانہ ہوکر دانا پور پہنچے تو وہاں انگریزی عملہ اور دوسرے ساکنان کہ لمبی مدت سے سید صاحب کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔" اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے سید صاحب اور اسمٰعیل دہلوی کی انگریزوں کی نظر میں یہ قدر و منزلت نہ تھی بلکہ اسلام سے بغاوت اور مسلمانوں میں افتراق و انشقاق پیدا کرانے کی وجہ سے یہ خاطر و مدارات کی جارہی تھیں۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی کی انگریزوں سے محبت و جاں نثاری

مولوی محمد جعفر صاحب تھانسیری فرماتے ہیں:

"یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ میں جب ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل شہید وعظ فرمارہے تھے، ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا (اسمٰعیل دہلوی) نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے۔"

(سوانح احمدی، ص ۵۰)

نیز مرزا حیرت دہلوی فرماتے ہیں:

"کلکتہ میں مولانا اسمٰعیل نے جہاد کرنا وعظ فرمانا شروع کیا اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے۔ آپ نے جواب دیا ان پر جہاد کرنا کسی طرح

واجب نہیں ہے ایک تو ہم ان کی رعیت ہیں
دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ
ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہمیں ان کی
حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ ان پر کوئی حملہ
آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں
اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔"

(حیات طیبہ۔ ص ۲۹۶)

انگریزوں سے محبت اور دوستی کی یہ ایک واضح علامت ہے وہ انگریز جو اللہ جل جلالہ کے پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں مانتا، حق نہیں جانتا وہ بھلا اسمعیل دہلوی اور سید احمد کو اسلام کی نسبت سے گھاس ڈالتا۔ حاشا کلہ۔ یہ زرخرید غلام تھے اور اسلام کے مٹانے میں منافق بن کر مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے تھے مگر اللہ عزوجل خود اپنے دین کا محافظ ہے اس جلیل و جبار نے ان ہی دشمنان دین کو مٹا دیا اگر اس کی تصویر دیکھنی ہے تو ہماری کتاب "تقویت الایمان بمقابلہ عظمت قرآن" کا مطالعہ فرمائیں جس شقی نے اللہ کے محبوبوں کو (معاذ اللہ استغفر اللہ) چمار سے زیادہ ذلیل لکھا وہ عبارت آج بھی تقویت الایمان میں موجود ہے اور وہابیہ سینے سے لگائے ہیں بلکہ دلوں میں دبائے بیٹھے ہیں اللہ تعالیٰ تو فرمائے۔

وللّٰه العزة ولرسوله وللمومنين ولكن المنفقين لايعلمون ○

"اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔" اس ارشاد باری کے مقابل مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں:

"اور یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔"

(تقویت الایمان، ص ۲۰، مکتبۃ الاسلام وسن پورہ لاہور)

گویا مولوی اسمٰعیل اللہ کی مخلوق معظم انبیاء مرسلین و ملائکہ و ملائکہ مقربین (معاذ اللہ) سب کو اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل کہہ رہا ہے یعنی اللہ کی شان کے آگے چمار اتنا ذلیل نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک تحریک تھی جب ہی تو سید صاحب نے پہلا جہاد یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا۔ ملاحظہ فرمائیں دیوبندی دھرم کے امام ربانی مولوی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں کہ:

"حافظ جانی ساکن نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ہم قافلہ میں ہمراہ تھے بہت سی کرامتیں وقتاً فوقتاً حضرت سید صاحب سے دیکھیں۔ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی اور مولوی محمد حسن صاحب رامپوری بھی

ہمراہ تھے اور یہ سب حضرات سید صاحب کے
ہمراہ جہاد میں شریک تھے ۔ سید صاحب نے پہلا
جہاد مسمیٰ یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا۔"
(تذکرۃ الرشید، جلد دوم، ص ۲۷۰، مکتبہ بحرالعلوم این پی ۸/۱۶
غلام شاہ اسٹریٹ ۔ کراچی)

دریافت طلب یہ امر ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان کے پیر سید احمد صاحب مسلمانوں کے سامنے کھڑے سینہ پیٹ رہے ہیں ماتم کر رہے ہیں کہ سکھ ہمارے مسلمان بھائیوں پر ظلم کرتے ہیں اذان وغیرہ فرائض دینیہ کی ادائیگی میں مزاحم ہوتے ہیں اس لئے ان پر جہاد کرنا واجب ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حاکم یاغستان یار محمد خان کوئی سکھ تھا؟ اور فرائض مذہبی کی ادائیگی میں مزاحمت کرتا تھا؟ ھاتوا برھانکم پھر سید صاحب نے پہلا جہاد حاکم یاغستان یار محمد خان سے کیا، یہ کیوں؟

معلوم ہوا کہ یہ سارا ڈرامہ اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو تہ تیغ بنانے اور وہابیت و نجدیت کی اشاعت کے لئے رچایا گیا تھا انگریز تو چاہتا ہی یہ تھا کہ اسلام اور مسلمان دنیا سے مٹا دیئے جائیں پھر ٹھاٹ سے حکومت کریں اسی لئے سید احمد اور اسمٰعیل دہلوی جیسے مہروں کی قدر و منزلت انگریزی بارگاہ میں تھی ورنہ اس کو اسلام اور مسلمان سے کیا علاقہ ۔ چنانچہ سید صاحب کی انگریز دوستی کا مسلمانوں میں چرچا ہونے لگا

چنانچہ مولوی محمد اسمٰعیل پانی پتی فرماتے ہیں:

"جب حضرت شہید بعزم جہاد صوبہ سندھ اور سرحد کے علاقے میں داخل ہوئے (جو اس وقت انگریزی عملداری میں نہ تھے) تو ان کے متعلق عام طور سے یہ شبہ کیا گیا کہ یہ انگریزوں کے جاسوس ہیں اور یہ شبہ اس بنیاد پر کیا گیا کہ حضرت شہید کے تعلقات انگریزوں سے نہایت درجہ خوشگوار تھے۔"

(حاشیہ مقالات سر سید، حصہ شانز دہم، ص ۲۵۱)

غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

"کارد (سندھ) میں سید چورن شاہ ایک ممتاز بزرگ تھے سید صاحب کے حکم سے سید حمید الدین اور سید اولاد حسن نے ان سے ملاقات کی۔ وہ سید صاحب سے ملاقات کے لئے آئے اور ایک بڑا بھینسا بطور نذرانہ پیش کیا۔ انہیں سے معلوم ہوا کہ لوگ عام طور پر سید صاحب کو انگریزوں کا جاسوس سمجھتے ہیں اسی لئے بدلتے ہیں۔"

(سید احمد شہید، ص ۲۸۴)

نیز یہی غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

> "وہاں کے لوگوں نے کہا، انگریزوں نے انہیں (سید صاحب کو) تمہارے ملک کا حال معلوم کرنے کی غرض سے جاسوس بنا کر بھیجا ہے۔"
>
> (سید احمد شہید، ص ۲۸۴)

علاوہ ازیں صوبہ سرحد کے علماء کرام نے سید احمد صاحب کو انگریزوں کا جاسوس قرار دیتے ہوئے فتویٰ دیا، غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

> "وہ ہمارے اور تمہارے مذہب کے مخالف ہیں۔ ایک نیا دین انہوں (سید احمد) نے نکالا ہے کسی ولی یا بزرگ کو نہیں مانتے سب کو برا کہتے ہیں انگریزوں نے انہیں تمہارے ملک کا حال معلوم کرنے کی غرض سے جاسوس بنا کر بھیجا ہے ان کی باتوں میں نہ آنا عجب نہیں تمہارا ملک چھنوا دیں۔"
>
> (سید احمد شہید، ص ۲۸۰)

نجدی، وہابی، دیوبندی علماء کی انگریز دوستی ہی نہیں بلکہ انگریزوں کی غلامی کے شواہد ان ہی کے قلم کا شاہکار منصفۂ شہود پر موجود۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کا یہ فرمان کہ میں جب حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار رہا ہوں۔ مارا بھی گیا تو سرکار (انگریز) مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے" غلامی کی سند کیلئے کافی ہے الحمدللہ رب العٰلمین

ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:

"حقیقت یہ تھی کہ حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب مجاہدین آزادی شہر بریلی کے قائد تھے۔ انگریز کے مقابلہ سے فرار یہ علامہ مولانا موصوف کی شان کے خلاف تھا غازی ملت مولانا سید محمد میاں ہاشمی صاحب قائدین جنگ آزادی کا تذکرہ فرماتے ہوئے مجاہد کبیر حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی کا اجمالی ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں "کچھ عرصہ بعد آپ (مولانا عنایت احمد صاحب) بریلی چلے گئے اس دوران ہند میں انگریزی اقتدار بڑھا تو اکابر و رہنما اصحاب کی سرکردگی میں تحریک انقلاب کی سلسلہ جنبانی جاری تھی، مفتی صاحب بھی شب و روز بریلی کے انقلابی گروہ کی مشاورتی مجالس میں شرکت کرنے لگے اور نواب خان بہادر خاں کی قیادت میں جہاد و حریت کی تنظیم کے لئے سرگرم عمل ہوئے روہلکھنڈ بریلی مجاہدین آزادی کا عظیم مرکز تھا اور اس علاقہ میں انٹی برٹش تحریک کے قائد جلیل امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے

جد امجد مولانا رضا علی خاں صاحب تھے ان کے
مکان و مسجد مجاہدین کے مرکز تھے۔"

(المیزان بمبئی امام احمد رضا نمبر مارچ ۱۹۷۶ء۔ ص ۳۹)

بھلا مسلمان مجاہدین کا قائد اور وہ بھی ولی کامل مسلمانوں کو یتیم بنا کر چلا جائے اور روپوش ہو جائے عقلاً اور نقلاً محال ہے یہی تو خاندان اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ہے۔

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کے جانشین شہزادے مصطفیٰ رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارت سے انگریز دوستی تو کجا انگریزوں کی حمایت کا بھی پتہ نہیں چلتا بلکہ انگریز دشمنی اور انگریزوں سے بیزاری ظاہر ہے اگر انگریزوں کی دوستی دیکھنا ہے تو [illegible]

صاحب فرماتے ہیں:

"ایک شخص نے مجھ (اشرف علی) سے
دریافت کیا تھا کہ اگر تمہاری حکومت ہو جائے تو
انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے؟ میں نے
(اشرف علی) نے کہا کہ محکوم بنا کر رکھیں گے
کیونکہ جب خدا نے حکومت دی تو محکوم بنا کر ہی
رکھیں گے مگر ساتھ اس کے (انگریزوں کو) نہایت
راحت و آرام سے رکھا جائے گا اس لئے کہ انہوں

نے (یعنی انگریزوں نے) ہمیں (اشرف علی
تھانوی کو) آرام پہنچایا ہے۔"
(الافاضات الیومیہ۔ حصہ چہارم۔ ص ،۶۹ زیر ملفوظ ۱۱۳۶۔)

علاوہ ازیں حضرت علامہ مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دارالعلوم دیوبند سے کسی سنی نے ایک استفتاء بھیجا جس میں لکھا کہ:

"تسلیمات دست بستہ کے بعد گزارش ہے بندہ اس وقت وہاب گڑھ مدرسہ دیوبند میں مقیم ہے جناب عالی! جو جو باتیں آپ نے ان لوگوں کے حق میں فرمائی تھیں وہ سب صحیح ہیں سرمو فرق نہیں عید کے دن بعد نماز جمعہ ارکان علماء طلباء رؤساء نے مل کر عید گاہ میں بقدر ایک گھنٹہ یہ دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ جارج پنجم بادشاہ لندن کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور اس کے والد کو خدا مغفرت نصیب کرے اور جس وقت جارج پنجم ولایت سے بمبئی کو آیا تو مبلغ چوبیس روپیہ کا تار برائے خیر مقدم یعنی سلامی روانہ کردیا اور بتاریخ ۱۲ ذی الحجہ ایک بڑا جلسہ کردیا کہ جو چار گھنٹے مختلف علماء نے بادشاہ انگریز کی تعریف اور دعا

بیان کی اور خوشی کے واسطے مٹھائی تقسیم کی۔"

(ازاحۃ العیب۔ ص ۲)

ملاحظہ ہو دوستی پکی اور محبت سچی اس کو کہتے ہیں جیسے علماء دیوبند کو انگریزوں سے ہے جارج پنجم کا باپ کافر اور اس کے لئے دعائے مغفرت۔ (معاذاللہ)

مگر اعلٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کوئی شہادت موجود نہیں بلکہ انگریزوں سے نفرت کے حوالے گزرے۔ ڈاکٹر خالد کا یہ نقل کرنا کہ:

" مولانا رضا علی خاں اس زمانے میں بریلی میں محلہ ذخیرہ میں قیام فرما تھے۔ شہر کے بڑے بڑے بااثر لوگوں نے گھروں کو خیر آباد کہہ دیا تھا اور دیہاتوں میں جا کر روپوش ہو گئے تھے۔ مولانا صاحب نے باوجود لوگوں کے اصرار کے بریلی نہ چھوڑی۔" (سوانح اعلٰحضرت) معلوم ہوا کہ بڑے حضرت کے حکومت سے پورے اعتماد کے تعلقات تھے۔"

(مطالعہ بریلویت، ص ۲۱۷)

اس عبارت میں کون سا لفظ ایسا ہے جس سے انگریز دوستی کی بو آتی تھی۔ یہ تو حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمہ کی

دلیل ولایت ہے کہ اللہ عزوجل کی محافظت پر یقین کامل تھا کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر باہر تشریف نہ لے گئے۔ بقول باثر لوگ ہی تو گئے تھے۔ تمام مسلمانوں نے بریلی کو نہ چھوڑا تھا۔ لہذا مسلمانوں کو چھوڑ کر خود تشریف لے جانا گوارا نہ فرمایا۔

ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:

"جہاد کی ممانعت کا فتویٰ۔ جب ہندوستان میں انگریزی عملداری کے خلاف تحریکیں اٹھ رہی تھیں اور مسلمان انگریزوں کی مخالفت کرنے کو جہاد سمجھتے تھے تو مرزا غلام احمد قادیانی اور مولانا احمد رضا خاں نے ان کی روک تھام کے لئے ممانعت جہاد کے فتوے جاری کئے تاکہ مسلمان جو مذہب کے نام پر انتہائی قربانی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ان کے جوش کو ٹھنڈا کیا جائے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب لکھتے ہیں "مسلمانان ہند پر حکم جہاد و قتال نہیں۔ دوام العیش۔ ص ۱۴۔ مطبوعہ حسنی پریس بریلی۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۲۱۹)

واضح ہو کہ انگریزوں کے مقابل جنگ آزادی کے ہیرو علماء اہلسنت ہی تو تھے جیسے کہ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی، مجاہد کبیر

مولانا سید کفایت علی صاحب کافی مراد آبادی، حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب (آزردہ) شہید علی گڑھی، مجاہد اعظم حضرت مولانا سید احمد اللہ شاہ صاحب مدراس اور حضرت مولانا مفتی صدر الدین صاحب آرزو دہلوی، حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی، مجاہد ملت مولانا فیض احمد صاحب عثمانی بدایونی، حضرت مولانا وہاج الدین صاحب، حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب بریلوی وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ہی تو ہیں جو انگریزی سامراج سے ٹکرائے اور دین و ملک کو بچانے کی اور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی برخلاف اس کے وہابی، دیوبندی علماء انگریزوں کی حمایت میں سرگرم رہے۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان کے پیر سید احمد تو انگریزوں کی حمایت میں جنگ کرنا مسلمانوں پر واجب قرار دیتے ہیں اور مقبول مولوی محمد جعفر صاحب تھانسیری سید صاحب اس انگریزی حکومت کو اپنی عملداری ہی سمجھتے تھے مولوی رشید احمد گنگوہی و مولانا قاسم نانوتوی و حافظ ضامن شاہ وغیرہ نے انگریزوں کی حمایت میں مجاہدین اسلام سے ٹکر لی یہاں تک کہ حافظ ضامن انگریزوں کی حمایت میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے اپنے دھرم دیوبندیت کے شہید کہلائے حوالہ جات پچھلے صفحات پر گزرے۔ یہ ۱۸۵۷ء کا دور تھا اور اعلیٰحضرت کی ولادت مبارکہ ۱۸۵۶ء ہے۔ گو ایک سال کی عمر میں انہوں نے جہاد کے خلاف فتویٰ دیا نیز جنگ آزادی کا زمانہ ۱۸۵۷ء اور دوام العیش لکھی

گئی۔ ۱۹۲۰ء میں گویا ۶۳ سال کے بعد ڈاکٹر اس کو جنگ آزادی کے خلاف بتلا رہا ہے، حالانکہ دوام العیش سلطنت عثمانیہ کی اعانت کے متعلق سوالات کے جواب میں تحریر فرمائی اور تحریر فرمایا:

"سلطنت عالیہ عثمانیہ ایدھا اللہ تعالیٰ نہ صرف عثمانیہ ہر سلطنت اسلام نہ صرف سلطنت ہر جماعت اسلام نہ صرف جماعت ہر فرد اسلام کی خیر خواہی ہر مسلمان پر فرض ہے اس میں قرشیت شرط ہونا کیا معنیٰ دل سے خیر خواہی مطلقاً فرض عین ہے اور وقت حاجت دعا سے امداد و اعانت فرض کفایہ ہے اور ہر فرض بقدر قدرت ہر حکم بشرط استطاعت قال تعالیٰ: لایکلف اللہ نفسا الاوسعھا (وقال تعالیٰ) فاتقوا اللہ ما استطعتم مفلس پر اعانت مال نہیں بے دست و پا پر اعانت اعمال نہیں، لہذا مسلمانان ہند پر حکم جہاد وقتال نہیں۔"

(دوام العیش۔ مطبوعہ بریلی ۱۳۴۱ھ ۱۹۲۲ء۔ ص ۱۳، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء۔ ص ۴۶)

یہ سوال کیوں ہوا جس کا جواب آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ ۱۹۲۰ء میں گاندھی کے ایما پر تحریک ترک موالات کا آغاز کیا گیا اور

اس شان کے ساتھ کہ جو مخالفت کرے وہ کافر۔ جب مصطفیٰ کمال پاشا نے سلطان ترکی کو معزول کردیا تو گاندھی نے تحریک موالات ختم کرنے کا اعلان کرایا اگر خلافتوں کی حفاظت مقصود تھی تو اس کے لئے اور زیادہ جدوجہد کرنی چاہئے تھی مگر یہ ایک فریب تھا جس کا پردہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاک کیا جس کو ڈاکٹر نے اپنی مستی میں جنون کا رنگ دیا۔

علاوہ ازیں ڈاکٹر مفتری اعظم کا محلہ ذخیرہ پر علامت "ا" کا نشان دے کر لکھنا:

> "گورا فوج لوٹ مار کا مال اس محلے میں
> جمع کرتی تھی اور یہ جگہ ان کا مرکز سمجھی جاتی تھی۔
> ذخیرہ۔"
>
> (حاشیہ مطالعہ بریلویت، ص ۲۱)

ڈاکٹر صاحب! یہ سلیس مطلب کونسی لغت سے ماخوذ ہے؟ انگریز ایسے پاگل تو نہ تھے کہ اپنا مرکز کنٹونمنٹ چھاؤنی کو چھوڑ کر مسلمانوں کا لوٹا ہوا مال مسلمانوں کی گنجان بستی محلہ ذخیرہ میں لاکر جمع کرتے۔ آپ کے سلیس مطلب کی مثال تو یہ ہے کہ کسی نے سوال کیا، ڈاکٹر صاحب! مولوی اشرف علی کو "تھانوی" کیوں کہتے ہیں؟ تو آپ نے سلیس مطلب یہ بیان کیا کہ تھان بمعنی جگہ۔ بھون، بھوانی اور دیوی سے منسوب۔ پس مولوی اشرف علی صاحب جس جگہ بھوانی

دیوی کی پوجا کرتے تھے اس نسبت سے ان کو اشرف علی تھانوی کہتے ہیں اور اسی نسبت سے وہ مشہور ہوئے۔

نیز ڈاکٹر خالد کا یہ کہنا کہ:

"مولانا مصطفیٰ رضا خاں جانشین صاحبزادہ مولانا احمد رضا خاں انگریزوں کی تعریف میں لکھتے ہیں: حجاز میں قحط کی یہ کیفیت تھی کہ لحم مینہ بھی باقی نہ رہا تھا اور لوگوں کو تلاش پر وہ بھی دستیاب نہ ہوسکتا تھا۔ رضا راضی (انگریز) ہندوستان سے اناج کے جہاز بھر کر لے جاتے اور یہاں چار سیر کا بکتا تھا، وہاں دس سیر کا فروخت کرتے تھے بلکہ مفت بانٹتے تھے۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۲۱۸)

اس عبارت میں انگریز کی کونسی تعریف ہے بلکہ یہ تو حضور مفتی اعظم عالم اسلام، انگریزوں کی عیاری اور چالاکی کا ذکر فرما رہے ہیں۔ یہاں پاکستان میں بھی انگریز غلہ وغیرہ مفت تقسیم کرتے اور مسلمانوں کو اپنے دین کی دعوت دیتے اور کم از کم گمراہ کرنے کی سعی کامل کرتے، یہ تو انگریزوں کے فریب کی نقاب کشائی ہے۔ مگر ڈاکٹر کے قلب کی سیاہی نے ساری دنیائے اسلام کو کالا سمجھ رکھا ہے۔

تحریف قرآن کے عنوان سے ڈاکٹر خالد محمود فرماتے ہیں:

"قرآن کریم میں تحریف لفظی کر کے آیتیں غلط لکھنا۔"

قرآن کریم میں ہے:

آیت ۱: یاآیھاالذین امنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ۝ مولانا احمد رضا خان نے اسے یوں لکھا ہے: قل اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ۝ (لمعۃ الضحیٰ، ص۲۰) اور قل اپنی طرف سے ڈال دیا۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۲۴۷)

ڈاکٹر خالد محمود کے افلاس و بے چارگی کا یہ عالم ہے کہ وہ تحریف کا مطلب بھی نہیں جانتا کسی طالب علم مبتدی ہی سے پوچھ لیتے تو ایسی ٹھوکر نہیں کھاتے۔ تحریف کا مطلب ہے کلام کو معنی، مفہوم اور مقصود سے پھیر دینا جیسا کہ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے تحریف کی اور لکھ دیا کہ:

"اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خاتم ہونا بایں معنی کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور سب میں آخر

نبی ہیں ۔مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر
زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں ۔"

(تحذیر الناس ۔ ص ۲ ۔ ۳)

اللہ عزوجل اور اس کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خاتم النبیین کا مطلب آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور سب میں آخر نبی فرمائیں، یہی معنی متواتر و قطعی آیات و احادیث و آثار صحابہ و اجماع امت سے ثابت اور ان پر ایمان لانا ضروری ۔ مولوی قاسم اس کو عوام کا خیال ٹھہرائیں اور اس معنی کے منکر کو اہل فہم و دانش بتائیں یہ ہے تحریف قرآن کریم جو علماء دیوبند کی حرزجان ہے ۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (معاذاللہ) اگر تحریف فرماتے تو کلمات کے بدلنے کی کیا ضرورت تھی کلام کو معنی و مفہوم سے تبدیل کردیتے مگر علماء اہلسنت کے دامن اس عیب سے قطعاً پاک ہیں ۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف میں معنی مفہوم سے بالکل انحراف نہیں اور معنی مقصود ہی پر کلام فرمایا تحریف قرآن کریم کا بدنما داغ تو علماء دیابند کی پیشانی کا چمکتا ہوا ٹیکا ہے ۔ کما امر۔

کتاب مستطاب "لمعۃ الضحیٰ فی اعفی اللحیٰ" داڑھی کٹانے اور منڈانے کی حرمت کے بارے میں تصنیف کی گئی استدلال فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :

آیت ۲۔ قال تعالیٰ قل اطیعوا اللّٰہ

واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ○
(محبوب) مومنین سے فرمادے کہ اطاعت کرو
اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول کی اور
اپنے علماء کی۔"
(لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحیٰ، ص ۱۵)

ڈاکٹر صاحب کو قل تو نظر آیا مگر قال تعالیٰ سے آنکھ بند کرلی یا بربنائے جہل سمجھ میں نہ آیا، صرف جو قرآن کریم میں بکثرت موجود اس کو بھی آیت کا جز قرار دے دیا کہ فقہائے کرام اپنے محاورات میں استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں یہاں بھی وہی قرینہ ہے۔ امام احمد رضا خان رضی اللہ فرماتے ہیں: قال تعالیٰ قل "یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (پیارے محبوب) مومنین سے فرمادے" اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ○

یہاں کونسی قباحت لازم آتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر داڑھی کٹانے اور منڈوانے کو جائز جانتا ہے۔ جب ہی تو اعتراض ہے۔

نیز ہر کام کا ایک مقصد ہوتا ہے اور تحریف پھر قرآن کریم میں معاذاللہ یہ تو مولوی قاسم نانوتوی اور دیوبندیوں کا کام ہے کہ آیت خاتم النبیین کا مفہوم تبدیل کردیا اور لکھ دیا کہ اس آیت سے یہ سمجھنا کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں عوام کا خیال ہے۔ تحریف کا مطلب یہ ہے کہ معنی مقصود سے

اس کو پھیر دینا تبدیل کر دینا یہ تو بے دینوں اور گمراہوں کا کام ہے مومن کا کام نہیں ۔ امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ کہنا صریح بہتان اور عظیم طوفان ہے جس کی زبان پر اللہ جل جلالہ نے بچپن ہی سے پہرہ بٹھا دیا اور غلطی سے محفوظ رکھا ہو ملک العلماء مولانا محمد ظفرالدین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ :

" کاشانہ اقدس پر ایک مولوی صاحب چند بچوں کو پڑھایا کرتے تھے حضور (اعلیٰ حضرت) بھی ان سے کلام اللہ شریف پڑھا کرتے تھے ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کسی آیۃ کریمہ میں بار بار ایک لفظ حضور (اعلیٰحضرت) کو بتاتے تھے مگر آپ کی زبان سے نہیں نکلتا تھا وہ زبر بتاتے تھے آپ زیر پڑھتے تھے ۔ یہ کیفیت حضور (اعلیٰحضرت) کے جدامجد مولانا رضا علی خان صاحب قطب الوقت رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر حضور اعلیٰحضرت کو اپنے پاس بلالیا اور کلام پاک منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب سے اعراب کی غلطی ہوگئی تھی زیر کی جگہ زبر لکھ دیا تھا اور اسی طرح بے تصحیح طبع ہوگیا تھا ۔ یعنی جو حضور پر نور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک

سے نکلتا تھا وہی صحیح تھا حضور (اعلیٰحضرت) سے
حضرت جدامجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ
مولوی صاحب جس طرح تم کو بتاتے تھے اس طرح
کیوں نہیں پڑھتے تھے۔ عرض کیا میں ارادہ کرتا تھا
کہ اسی طرح پڑھوں مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا۔
حضرت جدامجد قدس سرہ العزیز نے فرمایا خوب
اور تبسم فرماکر سر پر ہاتھ پھیرا اور دل سے دعا دی
پھر ان مولوی صاحب سے فرمایا یہ بچہ صحیح پڑھ رہا
تھا حقیقۃً کاتب نے غلط لکھ دیا ہے۔

(حیات اعلیٰحضرت۔ ص ۲۳۔ ۲۴)

جس کا بچپن ایسا تابناک اور پاکیزہ ہو وہ عالم شباب و حواس کاملہ میں کیونکر غلطی کرسکتا ہے۔

ع ہرگز وہ نہیں سکتا خدا جس کا محافظ ہو

غور طلب یہ امر ہے کہ کتابوں کو لکھے ہوئے طویل مدت گزر گئی امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال ہی کو ۶۰ سال ہوگئے بے شمار علماء و فقہاء نے ان کی کتب کا مطالعہ فرمایا اور مصنف کو ان جلیل القابات اور عظیم خطابات سے سراہا اہل سنت کا امام اور مجدد زمان بتایا۔ تمام علماء اسلام بشمول حرمین شریفین کے علامہ و فہامہ ان کی مدح سرائی میں رطب اللسان ہیں کسی کو کوئی عیب نظر نہ آیا خود

علماء دیوبند جو کذب و افتراء کے اسکالر ہیں ایسا جوڑ توڑ نہ لگاسکے ہم یہ دریافت کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ڈاکٹر خالد محمود تمام علماء دیوبند جن میں مولوی محمد قاسم نانوتوی و رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبٹھی، اشرف علی تھانوی، مرتضیٰ حسن در بھنگی، حسین احمد ٹانڈوی وغیرہم شامل ہیں سارے جاہل اور پاگل تھے جو اپنی دو کان چمکانے کے لئے کذب و افتراء کی خیانت کے پلندے ساری عمر بناتے ہوئے عدم کو سدھارے اگر ان لوگوں کو واقعی کوئی عیب نظر آتا تو ننگے ہو کر ناچتے۔ مکروفریب کا جال نہ بچھاتے۔

یہ کذب و افترا میں پہلوان اگر امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف میں عیب پاتے تو کیا کہرام مچاتے ساری دنیا میں ڈھول بجاتے جب کوئی عیب نہ ملا تو لاجرم کذب و افتراء پر کمر بستہ ہوئے بہتان طرازی اور افتراء پردازی سے کام کیا جھوٹے افسانوں اور تراشیدہ بہتانوں کا سہارا لیا نقل عبارات میں قطع برید کرنا ان حضرات کا داب قدیم ہے۔ یہاں تک کہ ان کے علماء نے اپنے دل سے کتابیں گھڑیں فرضی نام دیئے اور علمائے سابقین کی جانب منسوب کردیں اور انتہا یہ کہ عالم و امام اپنے جی سے تراش لئے ان کے کذب و افترا فی الدین کا ذکر جمیل حضرت علامہ مولانا سلطان احمد خان علیہ الرحمہ نے کتاب لاجواب "سیف المصطفیٰ علی الاختراء" میں فرمایا جو ۱۲۸۹ء کو عالم شہود میں آئی بعد والوں نے اس سے بھی زیادہ ظلم ڈھائے جھوٹے

بہتانوں کے انبار لگائے مثلاً ایک کتاب بنام " سیف النقی " طبع کرائی جس میں کمال بے حیائی مصنوعی کتابیں اعلیٰحضرت کے والد ماجد مولانا نقی علی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسماء طیبہ سے گڑھلیں اور فرضی عبارتیں ان فرضی کتابوں اور ان کے نام سے منسوب کرکے لکھا کہ آپ یوں کہتے ہیں اور آپ کے والد ماجد و جدامجد و مرشد و غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی فلاں فلاں کتاب مطبوعات فلاں فلاں مطابع کے فلاں فلاں صفحات پر یہ تحریر فرماتے ہیں، حالانکہ دنیا میں ان کتابوں کا پتہ نہیں نہ ان مطابع کا نام و نشان ۔ مزید برآں کہ اعلیٰحضرت کے والد ماجد علیہ الرحمہ کے نام سے فتویٰ گڑھا اور اس پر حضرت اقدس کی مہر تراشی اور تاریخ ۱۳۰۱ھ لکھی ۔ حالانکہ حضرت اقدس کا وصال شریف ۱۲۹۷ھ میں ہوا یعنی وصال شریف کے چار سال بعد مہر کندہ کرائی گئی ۔ شیخ الاسلام دیوبند مولوی حسین احمد کے دجل پچھلے صفحات میں مذکور ہوئے ۔ علاوہ ازیں مولوی عاشق الٰہی میرٹھی اپنے آقائے نامدار مولوی رشید احمد گنگوہی کی مدح سرائی فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

" دشمن سے دشمن کے لئے بھی آپ (رشید احمد گنگوہی) نے کبھی بد دعا نہیں کی اگر منجانب اللہ آپ کا دشمن کسی آفت سماوی میں مبتلاء ہوا تو اس کو سن کر آپ کبھی خوش نہیں

ہوئے بدگوئی اور خرافات نویسی کی جتنی ایذائیں
آپ کو مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی سے
پہنچیں شاید دوسرے کو مولوی احمد رضا خان نے
پہنچائی ہوں اور نہ دوسرے سے امام ربانی (رشید
احمد گنگوہی) کو پہنچی ہوں گی مگر واللہ العظیم کہ
حضرت کی زبان سے عمر بھر میں کبھی ایک کلمہ
بھی ایسا سننے میں نہیں آیا جس سے یہ معلوم
ہوجائے کہ حضرت ان کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں
جس زمانے میں مولوی احمد رضا خان صاحب کو
مرض جزام لاحق ہوا اور خون میں فساد آیا تو بعض
لوگوں کو مسرت ہوئی کہ سب دشتم کا ثمرہ دنیا میں
ظاہر ہوا مگر جس وقت کسی شخص نے حضرت
سے عرض کیا کہ بریلوی مولوی کوڑھی ہوگئے تو
حضرت گھبرا اٹھے اور یہ الفاظ فرمائے کہ "کسی کی
مصیبت پر خوش نہ ہونا چاہیے، خدا جانے اپنی
تقدیر میں کیا لکھا ہو۔"

(تذکرۃ الرشید جلد دوم، ص ۸۲۔ ۸۳)

معاذاللہ! ایسا عظیم جھوٹ دروغ بے فروغ لکھنے میں کوئی
حیا و غیرت بھی نہ آئی رشید احمد کا انتقال ۱۳۲۳ھ میں ہوا اور

امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۱۳۴۰ھ میں ۔ تادم واپسی امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات خود شاہد ہیں جو کذاب مفتری کی روسیاہی کو کافی ہیں۔

مولوی رشید احمد گنگوہی نے اللہ عزوجل کو امکان کذب سے متہم کیا۔ علم محیط زمین شیطان کے لئے نص سے ثابت اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے شرک جس میں کوئی ایمان کا حصہ نہیں وغیرہم لکھا۔

ان کو کفریات سے بچانے کے لئے امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہد پیہم فرمائی اور دوزخ سے جنت کی طرف دعوت دی یہ ان کا احسان عظیم ہے اس پر طرہ یہ کہ ان کو دشمن اور سب سے زیادہ ایذا دینے والا بتایا جارہا ہے اگر ایمان ہوتا اور رحمت خداوندی دستگیری فرماتی تو وہ امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز کو اپنا سب سے بڑا محسن مانتے اور ان کے احسانات کے گن گاتے مگر محروم تھے، محروم ہی رہے ۔ اب حضرت علامہ ملک العلماء مولانا ظفرالدین صاحب علیہ الرحمہ کا تبصرہ اور حقیقت واقعہ اس دروغ گوئی پر ملاحظہ فرمائیں مولانا موصوف اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"اس مضمون کو اگر نثر میں مولوی عاشق الٰہی صاحب کی شاعری سمجھی جائے تو اس کی حقیقت خود ظاہر و آشکارا ہے ....

مولوی عاشق الٰہی جیسے جانثاروں نے اعلیٰحضرت کے متعلق جزامی کا افتراء کیا ہر عقلمند جانتا ہے کہ بڑے سے بڑی ایذا اگر ہوسکتی ہے تو مولوی صاحب کے الفاظ کفریہ توہین رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتکذیب خداوند عزوجل پر کفر کا فتویٰ جو اعلیٰحضرت نے کتاب مستطاب المعتقد المنتقد کے حاشیہ میں تحریر فرمایا جو ۱۳۲۱ ھ کی تصنیف ہے اور ۱۳۲۱ ھ میں چھپ کر شائع ہوا اس کے بعد مولوی گنگوہی صاحب دو برس سے کم بچے جمادی الآخر ۱۳۲۳ ھ میں انتقال بخدائے لایزال ہی کر گئے۔ ۱۳۲۱ ھ سے ۱۳۲۹ ھ تک میں خود بریلی شریف حاضر رہا اور بخدائے لایزال بقسم شرعی کہتا ہوں کہ میں نے اعلیٰحضرت کو بالکل صحیح و تندرست دیکھا۔ جذام کا کوئی شائبہ نہ تھا یہ بہتانیوں کا نیا بہتان ہے اس کا جواب سوائے اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ میں پڑھوں: "لعنۃ اللہ علی الکذبین" اور تذکرۃ الرشید کے مصنف صاحب کہیں پیش باد پھر اس فتوائے تکفیر کے متعلق یہ لکھنا کہ شاید اتنی ایذا نہ دوسرے کو

مولوی احمد رضا خان صاحب نے پہنچائی ہو یہ
بھی جھوٹ اور بالکل غلط ہے خود اسی کتاب میں
اسی جگہ دوسرے منکرین ضروریات دین کی تکفیر
ہے اس لئے گنگوہی صاحب سے نہ کبھی کسی کی
عداوت نہ زر، زمین، زن کا قصہ کہ اس عداوت
کی وجہ سے تکفیر کی گئی بلکہ یہ تو وعدہ الٰہی وعہد
ربانی: "واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتٰب
بینۃ للناس وتکتمونہ" کی تعمیل و تکمیل ہے
جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
توہین اور اللہ جل جلالہ کی تکذیب کی تو ان کی تکفیر
کی گئی پھر دوسرے منکرین ضروریات دین کی
پاسداری کیوں کی جاتی نیز دوسرا فقرہ بھی بالکل
غلط ہے کہ: "نہ دوسرے سے امام ربانی کو پہنچی
ہوں۔" یہ بھی بالکل خلاف واقعہ ہے۔ کیا مولوی
عاشق الٰہی کو یاد نہیں کہ وقوع کذب باری ماننے پر
اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت پہلے
جناب مولانا نذیر احمد صاحب رامپوری ثم احمد
آبادی نے کفر کا فتویٰ دیا جو ۱۳۰۹ھ میں مطبع
خیر المطابع میرٹھ میں چھپ کر شائع ہوا نیز

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوی کی تصدیق
بے شمار علماء حرمین شریفین و اہل ہند نے فرمائی۔
سب مسئلہ کفر میں اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے ہم خیال ہیں تو یہ لکھنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے
کہ "دوسرے سے امام ربانی کو پہنچی ہوں" پھر یہ
جملہ کتنے بھولے پن کا ہے کہ عمر بھر کبھی ایک
کلمہ بھی ایسا سننے میں نہیں آیا جس سے معلوم ہو
کہ حضرت ان کو اپنا دشمن سمجھتے تھے۔

اولاً:۔ کیا مولوی صاحب یوم ولادت یا یوم تکلم
سے مرتے دم تک گنگوہی صاحب کے ساتھ رہے
جو سننے کی نفی سے واقعہ کا انکار کرتے ہیں۔

ثانیاً:۔ ایسا بھی سہی کہ آپ نے عمر بھر نہ سنا
اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ انہوں نے کبھی نہ کہا۔

ثالثاً:۔ یہ بھی مان لیا کہ انہوں نے عمر بھر نہ
کہا تو اس میں دشمن سمجھنے کی کیا بات ہے کہ
اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولوی رشید احمد
کو اپنا دشمن جانتے تھے نہ گنگوہی صاحب اعلیٰحضرت
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا دشمن سمجھتے تھے اور
اختلافات مذہبی تھے جو خیالات و اعتقادات

اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تھے گنگوہی
صاحب کے نزدیک بدعت یا کفر یا شرک تھے
اس پر وہ بے محابا کفر و شرک کے فتویٰ دیتے
تھے یہ اپنی اپنی تحقیق تھی اس میں دشمنی عداوت
کی کیا بات تھی جو آپ نے نہیں سنا یا گنگوہی
صاحب نے کمال کیا کہ دشمن نہ جانا تو بہت تیر
مارا نیز اس کذاب مفتری کے اس صریح جھوٹ
سے گھبرا اٹھنا بھی عجیب سادگی اور ان کی بزرگی
اور کرامت کا اظہار ہے مگر درحقیقت کرامت کا
صفایا ہے جس طرح کرامت میں گڑھا تو یہ کہ
موت تک کی خبر آپ کو معلوم تھی کہ کہدیا کہ تم
نہیں مروگے اور مروگے تو میرے بعد مروگے اور
واقعہ یہ تھا کہ پاس کی چیز بھی نہیں سوجھائی دیتی
تھی کہ لوٹا ہے یا اوگالدان اور فلاں شخص صحیح
ہے یا مریض۔ اگر کشف و کرامت ہوتی تو فوراً کہتا
تھا کیوں جھوٹ بول کر اپنی عاقبت بگاڑتے ہو۔"
(حیات اعلحضرت، ص ۱، تا ۴،)

علماء دیوبند کے کذب و افترا کو جمع کیا جائے تو ایک دفتر بن
جائے کہ بطور نمونہ مشتے از خروارے عقلمند کو اتنا ہی کافی ہے۔

جو قوم کذب و افتراء میں اس قدر ماہر ہو اس کو اگر کوئی عیب نظر آتا تو وہ اسکو نظر انداز کر سکتی تھی؟ ہرگز نہیں۔ وہ اس عیب کو ببانگ دہل ساری دنیا میں پھیلاتی شور مچاتی مگر کسی کو یہ ہمت نہ ہو سکی حقیقت یہ ہے کہ لمعۃ الضحیٰ شریف ۱۳۱۵ھ میں تصنیف کی گئی اور تجلی الیقین ۱۳۰۵ھ الزبدۃ الزکیہ ۱۳۲۷ھ میں لکھی گئی ان کتب میں اگر کوئی ایسی غلطی اب نظر آتی ہو تو اس کو کاتب کی غلطی اور اسکی لاپرواہی سے تعبیر کیا جائے گا امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن اس عیب سے پاک ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ کسی کو ان کے تعاقب کی جرات نہ ہوگی کیا نہ دیکھا کہ دارالعلوم دیوبند کی ناک مولوی انور شاہ کشمیری کو تسلی اسی در امام احمد رضا سے ملی حوالہ گزرا اور بعد سلیمان ندوی کے استاد مولوی شبلی نعمانی فرماتے ہیں کہ اس دور کے تمام عالم دین مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کے سامنے ایک تنکے کی بھی حیثیت نہیں رکھتے حوالہ گزرا پھر یہ ڈاکٹر جس کی علمی قابلیت اور اپنی صلاحیت کا یہ عالم ہے کہ اولیاء کرام کو مسلمانوں کے مقابلے میں کافر سمجھ رہا ہے حوالہ گزرا اور صلحاء کے کھلانے پر اعتراض کہ صلحاء کو کھلائے یہ نہیں کہا کہ غربا کو کھلائے یہ صلحاء کو امرا سمجھتا ہے اگر قرآن کریم تک رسائی ہوتی تو یہ اللہ عزوجل پر بھی عیب لگاتا اور اعتراض کرتا۔

(کما قال تعالیٰ) والذین امنوا وعملوا

اصلحت سند خلهم جنت تجری من

تحتها الانهر خلدین فیها ابدا ٥

یعنی اور جو ایمان لائے (مسلمان) اور اچھے کام کئے (صلحاء) عنقریب ہم انہیں جنت میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے۔" (سورہ النساء ۵۷)

اس پر ڈاکٹر یہ اعتراض کرتا، اول صلحاء کو مسلمانوں کے مقابلے میں ذکر کیا۔ کیا صلحاء مسلمان نہیں ہوتے، کافر ہوتے ہیں؟ دوئم کہتا ہے کہ صلحاء کو جنت میں لے جانے کے لئے فرمایا غربا کو جنت میں لے جانے کے لئے نہ فرمایا۔ مگر یہاں تک اس کی رسائی ہی نہیں ہوئی ورنہ اللہ عزوجل پر بھی وہی اعتراض جڑ دیتا جو اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جڑا گیا ہے۔

ڈاکٹر خالد محمود کا ایمان

ڈاکٹر خالد کے امام اعظم اور تمام دیوبند کے امام الائمہ مولوی اسمٰعیل دہلوی فرماتے ہیں:

"بمقضائے ظلمت بعضها فوق بعض زنا کے وسوسے سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالتمآب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے
کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے
کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ
انسان کے دل سے چمٹ جاتا ہے۔"

(صراط مستقیم اردو۔ ص ۱۵۰)

یہ ہے ڈاکٹر خالد کی حلاوت ایمان کہ نماز میں پیر یا بزرگوں کی طرف خواہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں اپنی ہمت (خیال) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے چنانچہ اس کی تائید میں رقم طراز ہیں:

"ہاں اگر کوئی شخص نماز میں اللہ تعالیٰ
سے ہمت پھیر کر اپنے پیر و مرشد کی طرف توجہ باندھ
لے تو اس صرف ہمت سے وہ شرک کی دلدل
میں جا گرے گا کیونکہ نماز خالصتاً اللہ کی عبادت
تھی نماز میں خدا سے ہمت پھیر کر کسی اور کی طرف
ہمت لے جانا عبادت کو اس دوسرے سے
متعلق کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ اسلام میں عبادت
اللہ کے سوا کسی کی نہیں پس نماز میں پیر و مرشد یا
کسی ولی کی طرف ہمت کو پھیرنا شرک ہے۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۲۸۶)

مولوی اسمٰعیل صاحب کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ وہ اشیاء جو ایک دوسرے پر فوقیت رکھتی ہیں جیسے کہ زنا کے وسوسے سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یعنی پیر یا اس جیسے اور بزرگ خواہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا یعنی خیال لے جانا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہو جانے سے زیادہ برا ہے۔ گویا ڈاکٹر خالد کے نزدیک نماز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب خیال لے جانا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں ڈوب جانے سے بھی زیادہ برا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر خالد کا فتویٰ ہے کہ نماز میں پیر و مرشد یا کسی ولی کی طرف ہمت پھیرنا یعنی خیال لے جانا شرک ہے کیونکہ اسمٰعیل صاحب نے فرمادیا ہے کہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے معلوم ہوا کہ شیخ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانا تعظیم کا متقاضی ہے چنانچہ ہر دیوبندی پر یہ لازم ہے کہ نماز میں قرآن کریم کی تلاوت ہرگز نہ کی جائے کہ قرآن کریم میں اکثر مقامات پر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مذکور ہے۔ جب ذکر کریں گے ضرور خیال لانا پڑے گا پھر یہاں پر تو پیر ہی پر قدغن ہے قرآن کریم میں تو انبیاء مرسلین کے نام صراحۃً مذکور ہیں پس جو مسلمان اپنی نمازوں میں ان آیات کریمہ کی تلاوت کرتے ہیں جن میں انبیاء مرسلین کا مذکور ہے تو خیال لانا لازم ہوا اگر تعظیم ملحوظ خاطر ہے تو ڈاکٹر کے فتویٰ سے شرک

اور اگر اہانت اور توہین کا التزام تو کافر ہوگیا علاوہ ازیں اگر کوئی دیوبندی یہ التزام کرے کہ وہ آیات جن میں صراحتہً ذکر موجود ہے تلاوت نہ کرے اور دوسری آیات کو لازم کرے جب بھی نجات نہ پائے گا کم سے کم سورہ اخلاص جس میں توحید مذکور ہے تلاوت کرے گا قل کہے گا یہ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب منسوب اب کہاں جائے گا نیز یہ بھی نہ سہی کم از کم سورہ فاتحہ میں "صراط الذین انعمت علیہم" تو ضرور تلاوت کرے گا اور "انعمت علیہم" میں تو انبیاء علیہم السلام و صدیقین وشہداء اور صالحین سب کا خیال موجود یعنی یہاں تو انبیاء سے لے کر صالحین تک مذکور ہیں چنانچہ دیوبندیوں کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کو ترک کریں اور اس کی جگہ رامائن، گیتا اور بھاگوت وغیرہ پڑھا کریں کیونکہ دیوبندیوں کو حسد تو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے ہے رام چند، کرشن، لچھمن اور بدھ وغیرہ سے تو نہیں۔

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عداوت

ڈاکٹر خالد محمود رقم طراز ہیں:

"مولانا احمد رضا خان کو ان مثالوں سے
اگر اختلاف تھا تو وہ کسی مثال پر جرح کرتے
استدلال کی غلطی واضح کرتے انہیں اس کا پورا حق

تھا اختلاف علماء دین میں ہوتے چلے آئے ہیں
لیکن یہ دو مثالیں جو اپنی اپنی جگہ مستقل اور ایک
دوسرے سے الگ اور جدا تھیں ایک دوسرے
میں ملا دینے اور آپس میں گڈمڈ کر دینے کا انہیں
کوئی حق نہ تھا دوسری مثال میں وسوسہ زنا کا کوئی
ذکر یا دخل نہیں مگر مولانا احمد رضا خان کی دیانت
کو داد دیجئے یا ان کی خیانت کا ماتم کیجئے کہ
الکوکبۃ الشہابیہ میں کس طرح دونوں مثالوں کو
ملادیا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم
گرامی کے بالمقابل کس بے حیائی سے فاحشہ
رنڈی کا لفظ لائے ہیں اور اس بے ادبی اور
گستاخی پر ان کا ضمیر انہیں کچھ ملامت نہیں کر رہا
ہے ۔ مولانا احمد رضا خان آخر لکھ ہی گئے :
"مسلمانوں خدارا ان ناپاک شیطانی کاموں پر غور
کرو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف
نماز میں خیال لے جانا ظلمت بالائے ظلمت ہے ۔
کسی فاحشہ رنڈی کے تصور اور اس کے ساتھ زنا کا
خیال آنے سے بھی برا ہے ۔" حضرت مولانا
اسمٰعیل شہید کے الفاظ صرف ہمت کو خیال کے

لفظ سے نقل کرنا کوئی کم خیانت نہ تھی لیکن
اسے ایک پچھلی بحث سے بے تک جوڑ دینا اور
اسے ایک اشتعال انگیز اور گستاخانہ پیرایہ میں
اس طرح لے آنا ظلم بالائے ظلم ہے کہ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کا ذکر ایک فاحشہ عورت کے
بالمقابل کیا جائے۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۲۸۹ تا ۲۹۱)

ہم یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ڈاکٹر خالد محمود اپنے تمام علماء دیوبند بشمول حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اور امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ سے افضل و اعلیٰ و برتر بالا ہیں یا ان کے امام ذی الاحترام اور یہ ظاہر ہے کہ اکابر علمائے دیوبند ڈاکٹر سے بدرجہا اعلم یعنی علم و فضل میں بہت درجہ بلند تھے۔ ڈاکٹر خالد تو حکیم الامت وغیرہ کے سامنے کوئی حیثیت و لیاقت ہی نہیں رکھتے الکوکبۃ اشہابیہ ۱۳۱۲ھ میں عالم شہود میں آئی جس کو آج ایک سو چار سال ہوگئے تمام اکابر علماء دیوبند دم سادھے ساری عمر خاموش رہے کبھی کو مقابلہ کی جرات نہ ہوئی تو یہ ڈاکٹر کس گنتی و شمار میں ہے جو اس کا جاہلانہ اعتراض کر رہا ہے اس کو اپنی جہالت پر ماتم کرنا ضروری تھا؟

اصل عبارت "صراط مستقیم" یہ ہے:

"بمقتضائے ظلمت بعضہا فوق بعض"

زنا کے وسوسے سے اپنی بی بی کی مجامعت کا
خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی
طرف خواہ جناب رسالتمآب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم) ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور
گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا
ہے کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ
انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور
گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے
اور نہ تعظیم۔"

(صراط مستقیم اردو۔ ص ۱۵۰)

مولوی اسمٰعیل کہتے ہیں کہ وہ ظلمت یعنی تاریکیاں کہ جو بعض پر بعض فوقیت رکھتی ہیں وسوسہ زنا سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور صرف ہمت کرنا یعنی خیال لے جانا شیخ کی جانب یا ان جیسے اور بزرگوں خواہ جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہوں اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں ڈوب جانے سے زیادہ برا ہے ڈاکٹر کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے بالمقابل کس بے حیائی سے فاحشہ رنڈی کا لفظ لائے ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ فاحشہ رنڈی زانیہ ہی کو کہتے ہیں کیا زانیہ فاحشہ کافر و مشرک ہوتی ہیں؟ اگر نہ معلوم ہو تو اپنے اہل علماء سے پوچھ لو کہ مشرک زانیہ

سے بدرجہا بدتر ہے اور اس کا تم کو خود اعتراف ہے تم نے لکھا کہ:

"حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ایک مقام پر شرک کو زنا سے بدتر گناہ قرار دیا تھا۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۲۹۱)

اور تم خود گواہی دیتے ہو کہ:

"نماز میں پیرومرشد یا کسی ولی کی طرف ہمت پھیرنا شرک ہے۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۲۸۶)

نیز لکھا:

"جب نماز میں ظاہری نظر پھیرنا ہلاکت ہے۔ تو نماز میں باطنی توجہ کو خدا سے ہٹا کر اپنے پیرومرشد پر لگا دینا صریح شرک کیوں نہ ہوگا؟"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۲۸۷)

مولوی اسمٰعیل کی اس عبارت کو نص قطعی مان کر تم نے نماز میں صرف ہمت کو سند بنایا اور شرک صریح بتایا اور شرک زنا سے زیادہ سخت بلکہ بدترین جرم ہے تو اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو تمثیلاً رنڈی فاحشہ ہی فرمایا تم نے تو شرک صریح بتایا گویا اس سے بھی زیادہ نہایت سخت حکم لگایا پھر بھی اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر

غصہ کرنا جنون ہے یا نہیں؟ نیز ڈاکٹر خالد کا یہ کہنا کہ صرف ہمت کو خیال کے لفظ سے نقل کرنا کوئی کم خیانت نہ تھی یہ جہل اور عناد پر مبنی ہے خود "صراط مستقیم" ہی کی عبارت میں ہے:

"کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے۔"

(صراط مستقیم اردو۔ ص ۱۵۰)

پھر اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خیانت کا بہتان شرمناک ہے۔ ایک مرتبہ پھر مولوی اسمٰعیل کی عبارت بغور ملاحظہ فرمائیں:

"بمقتضائے ظلمت بعضہا فوق بعض"
زنا کے وسوسے سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے یعنی نماز میں اپنی بی بی سے مجامعت کا خیال زنا کے وسوسے سے بہتر ہے گویا زنا (ظلمت بعض سے ظلمت فوق بعض) بدتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالتمآب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا یعنی خیال لے جانا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے جیسا کہ خیال مجامعت سے وسوسہ زنا بدتر ہے

کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ
انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل گدھے
کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ
تعظیم بلکہ حقیر ذلیل ہوتا۔"

(صراط مستقیم اردو۔ ص ۱۵۰)

ملاحظہ کیجئے! بعینہ وہی عبارت ہے جو اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل فرمائی اور لفظ خیال پہلی مثال مجامعت میں موجود پھر مثال پر منطبق عبارت کہ: "شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالتمآب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی ہوں اپنے خیال کو لگادینا (خیال لے جانا) اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے کیونکہ شیخ کا خیال (یہاں بھی عبارت میں خیال موجود ہے) تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو (یہاں بھی خیال مسطور) نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم" گویا نفس عبارت میں خیال کئی جگہ موجود ہے۔ اس خیال کو اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبارت کی مطابقت سے کہ تشبیہ تھی زنا (زانیہ فاحشہ رنڈی عورت) کو رنڈی فاحشہ ہی نقل کیا گویا سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نماز میں خیال لے جانا ایسا برا ہے جیسا کہ مجامعت کے مقابلے میں زنا مگر زنا قبیح تو ہے مگر شرک نہیں۔ ڈاکٹر خالد تو اس کو شرک کہہ رہا ہے۔

یعنی حضور پر نطام ڈاکٹر اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب خیال لے جانا شرک صریح زنا سے بدرجہا بدتر ہے۔ لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم ٥

ص یہ رضا کے خنجر کی مار تھی کہ دیو کی گردن اتارلی
جسے دیو کی پوجا کا تھا نشہ وہ خالد کی چیخ و پکار تھی

قیامت سے پہلے مومنین کا اٹھ جانا

ڈاکٹر خالد محمود فرماتے ہیں:

"مولانا احمد رضا خان نے یہاں الکوکبۃ اشھابیہ میں بڑا جھوٹ تصنیف کیا ہے کہ: مولانا اسمٰعیل شہید نے نزول عیسیٰؑ ابن مریم کی حدیث لکھ کر اس صفحہ پر صاف لکھ دیا "سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے مطابق ہوا۔"

(مطالعہ بریلویت ا ص ۲۹۴)

ڈاکٹر خالد محمود کا دجل و فریب ملاحظہ ہو کہ نفس مضمون کو کس طرح پلٹتے ہیں۔ مولوی اسمٰعیل صاحب تو ایک حدیث نقل کرتے ہیں، پھر اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

"مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ

نہیں تمام ہونے کا رات اور دن یعنی قیامت نہ
آئیگی یہاں تک کہ پوجیں لات اور عزیٰ کو سو کہا
میں نے اے پیغمبر خدا بیشک میں جانتی تھی کہ
جب اتاری اللہ نے یہ آیت "ھوالذی ارسل
رسولہ بالھدیٰ الخ" کہ بیشک یوں ہی رہیگا آخر
تک بیشک ہوگا اسی طرح جب تک چاہے گا اللہ
پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی جان نکال لے گی
جس کے دل میں ہوگا ایک رائی کے دانہ بھر
ایمان سو رہ جاوینگے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی
نہیں ۔ سو پھر جاوینگے اپنے باپ دادا کے دین پر ۔
یعنی اللہ صاحب نے سورہ براۃ میں فرمایا ہے کہ
اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے
ہدایت اور سچا دین دے کر کہ اس کو غالب کرے
سب دینوں پر اگرچہ مشرک لوگ بہتیرا ہی برا
مانیں سو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
اس آیت سے سمجھا کہ اس سچے دین کا زور قیامت
تک رہیگا ۔ سو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اس کا زور تو مقرر ہوگا جب تک اللہ
چاہے گا پھر اللہ آپ ایسی ایک باؤ بھیجے گا کہ

سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی
ایمان ہو گا مرجاوینگے اور وہی لوگ رہ جاوینگے کہ
جن میں کچھ بھلائی نہیں یعنی نہ اللہ کی تعظیم نہ
رسول کی راہ چلنے کا شوق بلکہ باپ دادوں کی
رسموں کی سند پکڑنے لگیں گے سو اسی طرح شرک
میں پڑ جاوینگے کیونکہ اکثر پرانے باپ دادے جاہل
مشرک گزرے ہیں جو کوئی ان کی راہ و رسم کی سند
پکڑے آپ بھی مشرک ہو جاوے اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ آخر زمانے میں بھی قدیم شرک
رائج ہو گا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے مطابق ہوا۔"

(تقویت الایمان ۔ ص ۶۴ ۔ ۶۵)

ترجمہ حدیث کے ساتھ کامل عبارت تقویت الایمان کی حاضر ہے کہ لکھ دیا کہ:

"سو پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ہوا" یعنی وہ باؤ (ہوا) چل گئی اور مومن ختم ہو گئے نہ خروج دجال کا ذکر نہ نزول مسیح علیہ السلام کا تذکرہ، یہ نہیں لکھا کہ فرمانے کے مطابق ہو گا۔ اس جاہل مجنون کو "ہوا" اور "ہو گا" میں تمیز نہیں۔"

ع یہ رضا کے خنجر کی مار تھی کہ دیو کی گردن اتار لی
جسے دیو کی پوجا کا تھا نشہ وہ خالد کی چیخ و پکار تھی

بڑے بھائی ہونے کی تہمت کا ذکر

بدلہ

ان ڈاکٹر خالد محمود اس امر کے منکر ہیں کہ مولوی اسمٰعیل نے انبیاء کو بڑے بھائی کا درجہ دیا لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا اسمٰعیل شہید کا یہ عقیدہ
ہرگز ہرگز نہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کا مرتبہ معاذاللہ بڑے بھائی کے برابر ہے۔"
(مطالعہ بریلویت۔ ص ۲۹۵)

ڈاکٹر خالد محمود کا آفتاب نصف النہار میں دن کا انکار اور رات ہونے کا اصرار ملاحظہ ہو مولوی اسمٰعیل دہلوی فرماتے ہیں:

"اس آیت سے معلوم ہوا کہ اولیاء،
انبیاء، امام، امام زادے، پیر، شہید یعنی جتنے اللہ
کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہیں اور
بندے عاجز اور ہمارے بھائی، مگر اللہ نے ان کو
بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔"
(تقویت الایمان۔ ص ۸۵)

دیکھا آپ نے اسمٰعیل صاحب مصنف اولیاء، انبیاء، کو بندے عاجز اور ہمارے بھائی لکھ رہے ہیں مگر اندھوں کو نگاہ نہیں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب جو تمام دیوبندیوں کے مسلم بزرگ

ہیں، ڈاکٹر خالد محمود کے قطب الارشاد مولوی رشید احمد گنگوہی (بحوالہ مطالعہ بریلویت، ص ۲۹،) فرماتے ہیں:

"مولوی محمد اسمٰعیل صاحب عالم متقی اور بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حالت میں رہے آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ شہید ہوئے پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے: ان اولیاء الا المتقون اور کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اور اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ۔ ص ۳۱)

تفصیلی تعارف تقویت الایمان اور صاحب تقویت الایمان کا یہ مختصر عجالہ متحمل نہیں البتہ بطور نمونہ مشتے از خروارے پیش خدمت ہے ملاحظہ کیجئے:

اللہ واحد عزیز و جبار ارشاد فرماتا ہے:

ولله العزة ولرسوله وللمومنين ولكن المنفقين لايعلمون (المنفقون : ۸) "اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔"

مولوی اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں :

"اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔"

(تقویت الایمان ۔ ص ۲۷)

مخلوق میں انبیاء و مرسلین ملائکہ و ملائکہ مقربین سب ہی شامل ہیں مولوی اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہیں یعنی اللہ کی شان کے آگے چمار اتنا ذلیل نہیں (معاذاللہ) وہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں اللہ عزیز وغفار فرماتا ہے :

ان الذين امنوا وعملوا الصلحت اولئك هم خيرالبرية (البينة : ۷) " بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔"

مولوی اسمٰعیل دہلوی فرماتے ہیں :

"سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو
ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔"
(تقویت الایمان۔ ص ۹،)

مولوی اسمٰعیل یہ بتا رہے ہیں کہ تم مومنین صالحین کو بہتر بتاتے ہو وہ تو کجا سب انبیاء اور اولیاء اس اللہ کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ یعنی اس کے روبرو ذرہ ناچیز کم تو ہے مگر کم تر نہیں مگر انبیاء اولیاء کم تر ہیں۔

اور لیجئے مولوی اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں:

"سو یہ جان لینا چاہیئے کہ جس کی توحید
کامل ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی
عبادت وہ کام نہیں کر سکتی فاسق موحد ہزار درجہ
بہتر ہے متقی مشرک سے۔"
(تقویت الایمان۔ ص ۳۲ مکتبۃ الاسلام وسن پورہ لاہور)

مولوی اسمٰعیل اور اس کے پرستاروں کو متقی کا مطلب بھی نہیں معلوم۔ سن لو متقی اعلیٰ درجہ کے مومن کو کہتے ہیں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:۔ یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرۃ: ۱۸۳) "اے ایمان والو (مومنین) تم پر روزے فرض کئے گئے۔ جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ تم متقی ہو جاؤ۔" معلوم ہوا کہ ہر مومن متقی نہیں ہوتا مگر

ہر متقی مومن ہوتا ہے اور مولوی اسمٰعیل متقی کو مشرک کہتا ہے۔
لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔

اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

الاان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاھم
یحزنون ○ الذین امنواوکانوایتقون (یونس: ۶۲)

"سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ
خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے (مومن) اور
پرہیزگار (متقی) ہیں۔"

معلوم ہوا کہ اللہ کے ولی وہ مومن ہیں جو متقی پرہیزگار ہوں تو متقی اعلیٰ درجہ کے مسلمان (مومن) کو کہتے ہیں۔ مولوی اسمٰعیل اور اس کے پرستار متقی کو مشرک سمجھتے ہیں (معاذاللہ) افلاس دین اور علم کا نمونہ جس قوم کا امام الائمہ ایسا مفلس اور کنگال ہو اس کے پرستاروں کا کیا عالم ہو گا؟

ملاحظہ فرمائیے! ڈاکٹر خالد محمود اور سارے وہابی، دیوبندیوں کا استاذالاستاذ مسٹر ابلیس لعین کی توحید تو کامل ہے اللہ عزوجل کے حکم "اسجدوالادم" کے باوجود اس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا۔ مولوی اسمعیل نے اس نافرمانی کو فسق کا درجہ دے کر فرمایا کہ فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے متقی تو سارے اللہ کے پیارے محبوب ہیں ان کو مشرک بتا رہا ہے ورنہ مشرک کی ضد تو مومن ہے۔ جو

مومن ہے وہ ہرگز مشرک نہیں اور متقی اعلیٰ درجہ کا مومن اور اللہ کا ولی ہے کما مر پھر کہتا ہے جس کی توحید کامل ہے اس کا گناہ یعنی ظلم و نافرمانی وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت وہ کام نہیں کرسکتی اوروں میں تمام مومنین صالحین اور انبیاء و مرسلین ملائکہ و ملائکہ مقربین علیہم الصلاۃ والتسلیم سب ہی داخل ہیں ۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ مولوی اسمعیل کے نزدیک ابلیس لعین کو جو مرتبہ حاصل ہے وہ اس کے غیر کو نہیں اگر اس پر کسی کو کلام ہو تو وہ ابلیس کا شرک ثابت کرکے دکھائے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی کی نظر میں

مولوی ظہور الحسن صاحب کسولوی بہ تصدیق مولوی اشرف علی صاحب تھانوی بیان فرماتے ہیں:

”خاں صاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالقیوم صاحب فرماتے تھے کہ شاہ اسحٰق صاحب بیان فرماتے تھے کہ جب مولوی اسمٰعیل صاحب نے رفع یدین شروع کیا تو مولوی محمد علی صاحب و مولوی احمد علی صاحب نے جو شاہ عبدالعزیز صاحب

کے شاگرد تھے اوران کے کاتب تھے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ حضرت! مولوی اسمٰعیل صاحب نے رفع یدین شروع کیا ہے اور اس سے مفسدہ پیدا ہوگا آپ ان کو روک دیجئے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں تو ضعیف ہوگیا ہوں مجھ سے تو مناظرہ نہیں ہوسکتا میں اسمٰعیل کو بلائے لیتا ہوں تم میرے سامنے اس سے مناظرہ کرلو اگر تم غالب آگئے تمہارے ساتھ ہو جاؤں گا اور وہ غالب آگیا تو اس کے ساتھ ہو جاؤں گا مگر وہ مناظرہ پر آمادہ نہ ہوئے اور کہا کہ حضرت ہم تو مناظرہ نہ کریں گے۔ اس پر حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ جب تم مناظرہ نہیں کرسکتے تو جانے دو۔ شاہ صاحب نے یہ جواب دیا تو میں سمجھا کہ شاہ صاحب نے اس وقت دفع الوقتی فرمادی ہے۔ مگر یہ مولوی اسمٰعیل سے کہیں گے ضرور۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جب شاہ عبدالقادر صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا میاں عبدالقادر تم اسمٰعیل کو سمجھا دینا کہ وہ رفع یدین نہ کیا کریں کیا فائدہ ہے خواہ مخواہ عوام میں شورش ہوگی۔

شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا کہ حضرت میں
کہہ تو دوں گا مگر وہ مانے گا نہیں اور حدیثیں پیش
کرے گا۔ اس وقت بھی میرے دل میں یہی خیال
آیا کہ گو انہوں نے اس وقت یہ جواب دے دیا
ہے مگر یہ بھی کہیں گے ضرور۔ چنانچہ یہاں بھی
میرا یہ خیال صحیح ہوا ا۔ شاہ عبدالقادر صاحب
نے مولوی محمد یعقوب صاحب کی معرفت مولوی
اسمٰعیل صاحب سے کہلایا کہ تم رفع یدین چھوڑ دو
اس سے خواہ مخواہ فتنہ ہوگا۔ جب مولوی محمد
یعقوب صاحب نے مولوی اسمٰعیل صاحب سے
کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنہ کا
خیال کیا جاوے تو پھر اس حدیث کے کیا معنی
ہوں گے: "من تمسك بسنتي عند فساد امتي"
کیونکہ جو کوئی سنت متروکہ کو اختیار کرے گا عوام
میں ضرور شورش ہوگی۔ مولوی یعقوب صاحب
نے شاہ عبدالقادر صاحب سے ان کا جواب بیان
کیا اس کو سن کر شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا:
"بابا ہم تو سمجھے تھے کہ اسمٰعیل عالم ہوگیا، مگر وہ تو
ایک حدیث کے معنی بھی نہیں سمجھا۔ یہ حکم اس

وقت ہے جبکہ سنت کے مقابل خلاف سنت ہو
اور مانحن فیہ میں سنت کا مقابل خلاف سنت
نہیں بلکہ دوسری سنت ہے۔"
(ارواح ثلثہ۔ ص ۹۳ تا ۹۵۔ امداد الغربا سہارنپور)

اس حکایت سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

نمبر ۱: مولوی اسمٰعیل ہٹ دھرم تھا جیسا کہ حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے فرمایا کہ حضرت میں کہہ دوں گا مگر وہ مانے گا نہیں۔

نمبر ۲: مولوی اسمٰعیل اپنے استاد اور فقہاء کرام کا نافرمان و گستاخ تھا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ کے ارشاد کو نظر انداز ہی نہیں بلکہ پامال کیا۔

نمبر ۳: مولوی اسمٰعیل فتنہ انگیز اور فتنہ پرور تھا کہ رفع یدین سے بقول شاہ صاحب کے خواہ مخواہ فتنہ ہوگا۔

نمبر ۴: مولوی اسمٰعیل بے علم کم فہم جاہل تھا جیسا کہ شاہ صاحب نے فرمایا "بابا ہم تو سمجھے تھے کہ اسمٰعیل عالم ہوگیا مگر وہ ایک حدیث کے معنی بھی نہیں سمجھا۔"

نمبر ۵:۔ مولوی اسمٰعیل افتراق بین المسلمین کا مجرم ہے جیسا کہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ رفع یدین نہ کریں خواہ مخواہ عوام میں شورش ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت

مولوی اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں:

"ملک عرب میں قحط پڑا تھا سو ایک گنوار نے آکر پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو اس کی سختی بیان کی اور دعا طلب کی اور یہ کہا کہ تمہاری سفارش اللہ کے پاس ہم چاہتے ہیں اور اللہ کی تمہارے پاس سو یہ بات سن کر پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ عیہ وسلم بہت خوف اور دہشت میں آگئے اور اللہ کی بڑائی ان کے منہ سے نکلنے لگی۔"

(تقویت الایمان۔ ص ۹۰)

نیز مولوی اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں:

"سبحان اللہ! اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہوگئے۔"

(تقویت الایمان۔ ص ۸۰)

اللہ کے دربار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت (معاذاللہ) اور اپنے پیر کا منصب ملاحظہ ہو۔ یہی مولوی صاحب اپنے پیر سید احمد صاحب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"اور عنایت رحمانی اور تربیت ربانی بلاواسطہ آپ (سید احمد) کے حال کی متکفل ہوئی اور پے درپے معاملات اور بے شمار واقعات وقوع میں آئے یہاں تک کہ ایک دن حضرت حق جل و علا نے آپ (سید احمد) کا داہنا ہاتھ خاص اپنے دست قدرت میں پکڑ لیا اور کوئی چیز امورقدسیہ سے جوکہ نہایت رفیع اور بدیع تھی آپ کے سامنے رکھ کے فرمایا کہ ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے اور چیزیں بھی عطا کریں گے۔"

(صراط مستقیم اردو۔ ص ۲۸۰۔ ۲۸۱)

یہ ہے شان اپنے پیر سید احمد کی:

؎ نظر عیب پر کب پڑتی ہے رضا مندی میں
لیک بیزاری میں آتے ہیں نظر عیب تمام

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق تو یہ دریدہ دہنی کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہوگئے (معاذاللہ) اور پیر کا داہنا ہاتھ خود خدا اپنے ہاتھ میں پکڑ کر ایسا

انعام و اکرام کرے جو غیر کے لئے محال ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام حالانکہ کلیم اللہ ہیں جب وہ اللہ عزوجل کی جناب میں عرض کریں: "کما قال تعالیٰ قال رب ارنی انظر الیك" عرض کی اے میرے رب مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔

"قال لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقرمکانہ فسوف ترانی" فرمایا۔ "تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا۔"

"فلما تجلیٰ ربہ للجبل جعلہ دکاوخر موسیٰ صعقا" (الاعراف ۱۴۳) "پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کردیا اور موسیٰ گرا بے ہوش۔"

یہ اللہ جل مجدہ کا ارشاد ہے کہ ایک ذرا سی تجلی فرمائی پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے اور اسمٰعیل صاحب کے پیر جی سید احمد کا داہنا ہاتھ خدا خود اپنے دست قدرت میں پکڑے اور بلاواسطہ اپنے ہاتھ سے رفیع اور بدیع اشیاء سید احمد کے حضور پیش کرے (معاذاللہ) اور سید احمد کے حواس میں فرق بھی نہ آئے۔ کسی نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق کیا خوب کہا ہے:

ص جھوٹ وہاں تک بولئے جہاں تک پار بسائے
انشی من کا گھونگھرو ایک مرغا پہنے جائے

اے عزیزو جان لو! کہ وہابیت کے دو پر ہیں۔ ایک کذب دوسرا افترا۔ یہی ان کی اڑان ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں:

"اللہ صاحب نے جب اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ اپنے قرابتیوں کو ڈرا دیوے سو انھوں نے اپنی بیٹی (فاطمہ) تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہوسکتا ہے کہ اپنے اختیار میں ہو سو یہ میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کرسکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔ سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے۔"

(تقویت الایمان۔ ص ۵۵)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی بیٹی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی دوزخ سے نہیں بچا سکتے۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"اس واسطے کہ میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں اور اللہ کے ورے اپنا کوئی کہیں بچاؤ نہیں جانتا۔

سو دوسرے کو کیا بچا سکوں۔"

(تقویت الایمان۔ ص ۴۴)

حاصل کلام یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود اپنے کو نہیں بچا سکتے تو بیٹی کو کیا بچا سکیں گے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب اپنے پیر سید احمد کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"ایک شخص نے آپ (سید احمد) کے پاس حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی اور چونکہ ان ایام میں علی العموم بیعت نہیں کیا کرتے تھے اس لئے اس شخص کی درخواست کو قبول نہ فرمایا جب اس شخص نے نہایت الحاح اور اصرار کیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ ایک دو روز توقف کرنا چاہئے بعد ازاں جو کچھ مناسب وقت ہوگا اس پر عمل کیا جائیگا پھر آپ اجازت اور استفسار کیلئے جناب حضرت حق میں متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ بندگان درگاہ سے ایک بندہ اس امر کی درخواست کرتا ہے کہ مجھ سے بیعت کرے اور آپ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا ہے اور اس جہاں میں جو کوئی کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے ہمیشہ دستگیری کا پاس کرتا ہے اور

حضرت حق کے اوصاف کو اخلاق مخلوقات کے
ساتھ کچھ مناسبت نہیں پس اس معاملہ میں کیا
منظور ہے ؟ اس طرف سے حکم ہوا کہ جو شخص
تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا اگرچہ وہ لکھو کھا ہی کیوں
نہ ہوں ہم ہر ایک کو کفالت کریں گے۔"
(صراط مستقیم اردو۔ ص ۲۸۱)

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو کجا خود کو بھی نہ بچاسکیں اور مولوی اسمٰعیل کے پیر سید احمد کے ہاتھ پر جو بھی بیعت کرے اگرچہ لاکھوں سے سوا ہوں سب محفوظ و مان۔ یہ ہے مولوی اسمٰعیل کا دین ودھرم جس کی حمایت میں ڈاکٹر خالد محمود نے اپنے دفتر اعمال کو سیاہ کیا ہم نے صرف بطور نمونہ اسی پر اکتفا کیا۔ ہمارے اس بیان سے دیوبندی دھرم کی حقیقت اور ڈاکٹر خالد محمود کے دین کا بھرم کھل جاتا ہے۔ چنانچہ اب جو تقویت الایمان دارالاشاعت کراچی اور شیخ محمد یوسف نے جمعیت اہلحدیث کراچی کی جانب سے طبع کرائیں ہیں ان میں ان عبارات مذکورہ صدر کو نکال کر اپنی طرف سے نئی عبارات گڑھی ہیں۔ اگر تقویت الایمان کی عبارات مسموم اور کفریہ نہ تھیں تو ان کو کیوں کتاب سے نکالا گیا؟ اس امر سے دیوبندی دھرم کا بطلان ظاہر ہو جاتا ہے۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی کی حمایت و تائید

ڈاکٹر خالد محمود، مولوی محمد قاسم نانوتوی کی حمایت و تائید میں دیوانہ وار اعلیحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز پر بہتان تراشی کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

> "مولانا احمد رضا خان نے حضرت مولانا قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کے ص ۱۴ کی عبارت سے شرط کو حذف کر کے جزا کا صرف دوسرا حصہ لے لیا پھر اسی کے ساتھ ص ۲۸ کی مذکور عبارت میں سے شرط کو حذف کر کے اور جزا کے بھی پہلے اور دوسرے حصے کو چھوڑ کر صرف تیسرے حصہ کو اس سے جوڑ کر دیا ہے اور اس کے بعد اسی کتاب کے ص ۳ سے ایک عبارت اس کے اضراب کو جو ص ۴ پر "بلکہ" سے شروع ہو رہا ہے چھوڑ کر اسی کے ساتھ جوڑ دی ہے اسی طرح مولانا احمد رضا خان نے تحذیر الناس کے ص۱۴، ص ۲۸ اور ص ۳ کی عبارتیں جوڑ کر ہر ہر عبارت کی شرطتیں اور اضراب حذف کر کے ایک مسلسل عبارت بنادی ہے۔

تین جگہوں سے عبارتیں لے کر ایک
عبارت بنانا ۔ اس نئی عبارت کو پڑھنے سے یہ
بات ذہن میں آتی ہے کہ مولانا محمد قاسم ختم
نبوت زمانی کے منکر تھے اور یہ عبارت ختم
نبوت زمانی کے انکار کے لئے ہی آپ نے تحریر
فرمائی ہے ۔ حالانکہ آپ نے اس کتاب میں جگہ
جگہ ختم نبوت زمانی کا اثبات فرمایا ہے ۔
(مطالعہ بریلویت ۔ ص ۳۰۰)

مولوی محمد قاسم نانوتوی نے کتاب تحذیرالناس ختم زمانی نبوت کی نفی میں تحریر فرمائی اس کی پیش کردہ عبارات اگر کسی اور انداز میں مثلاً ص ۳ پھر ص ۱۴ پھر ص ۲۸ کے مطابق پیش کی جائیں تو بھی انکار ختم نبوت ثابت ہے ۔ خنزیر (سور) تو خنزیر ہی ہے جس سمت کا گوشت پوست حاصل کرو گے وہ حرام ہی ہوگا ۔ تقریباً سوا سو سال گزر گیا کسی عالم دین نے اس کی حمایت نہ کی بلکہ اکابر علماء دیوبند بھی اس کتاب کی عبارات کو اسلامی عبارت نہ ثابت کرسکے ۔ اگر کسی نے ان عبارات ملعونہ کو اسلامی عقائد کے مطابق ثابت کردیا ہوتا تو ڈاکٹر خالد محمود کو آج ماتم کرنا نہ پڑتا ۔ چنانچہ ملاحظہ کیجئے مولوی قاسم نانوتوی رقم طراز ہیں :

"قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ

اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا خاتم ہونا بایں معنی کہ آپکا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے۔ آخر اس وصف میں اور قدوقامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اسکو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہیں کیا؟ دوسرے رسول اللہ صلعم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی

جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے۔ باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لئے سدباب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل کو جھوٹے دعوے کرکے خلائق کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں کیا تناسب تھا جو ایک دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں مقصود نہیں اگر سدباب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقعے تھے۔"

(تحذیر الناس۔ ص ۲۔۳۔ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۰۹ء)

مولوی قاسم نانوتوی کی عبارت مذکورہ بغور ملاحظہ کیجئے کہ کس شدت کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے

کا انکار فرما رہے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرلیجئے تاکہ جواب کے سمجھنے میں کچھ دشواری نہ ہو سو عوام یعنی جاہل اور ناسمجھ لوگوں کے خیال میں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں (یہ عوام یعنی جاہل اور ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے کہ عوام مقابل ہے اہل فہم کے) مگر اہل فہم یعنی دانشمند اور علماء پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں یعنی اول و آخر آنے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں "ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین" فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے یعنی اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرلیا تو آیت مذکورہ اس صورت میں صحیح نہیں ہوسکتی ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی گویا آخری نبی سمجھنا اوصاف مدح اور مقام مدح کے خلاف ہے جو کسی مسلمان کو گوارہ نہیں کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی یعنی فضول بکواس کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قدو قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا گویا آخری نبی ماننے میں کوئی

فضیلت نہیں ہے اس سے اس بات کا وہم پیدا ہوگا کہ نعوذ باللہ خدا فضول باتیں بیان کرتا ہے۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر یعنی کم مرتبہ ہونے کا احتمال ہے کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں یعنی آخری نبی ماننے کا مطلب یہ ہوگا کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) اگر صاحب کمال ہوتے تو ان کے کمالات بیان کئے جاتے اور آخری نبی مان کر یہ واضح کردیا کہ ایسے ویسے ہیں جن کا بیان اس قسم سے کیا گیا۔ اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے گویا نانوتوی کے نزدیک قرآن اور حدیث مبارکہ پر تاریخوں کو تقدم حاصل ہے باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لئے سدباب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل کو جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول وخاتم النبیین میں کیا تناسب تھا یعنی ان جملوں میں کوئی تناسب نہیں جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں مقصود نہیں یعنی اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آیت مذکورہ کے مفہوم کے مطابق آخری نبی مان لیا تو گویا قرآن کریم کو بے ربطی اور بے ارتباطی کا حامل بنایا اور یہ خدا کے کلام میں

مقصود نہیں پس لامحالہ نبی آخر الزمان ہونے کا انکار کرنا پڑے گا۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اس مختصر عبارت میں مولوی قاسم نانوتوی نے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی آخر الزماں ماننے والوں پر کیسے شدید احکامات جاری فرمائے ہیں۔

(۱) عوام کا خیال یعنی جاہل اور نا سمجھ بتایا۔

(۲) اہل فہم یعنی علماء اور دانشمندوں کا مقابل ٹھہرایا۔

(۳) بالذات فضیلت کے منافی بتایا۔

(۴) مقام مدح کے خلاف ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو بتایا۔

(۵) آیت مذکورہ کو اوصاف مدح سے کوئی تعلق نہیں۔

(۶) اس صورت جو خلاف مدح ہو اہل اسلام میں کسی کو گوارا نہیں گویا مسلمانوں کے خلاف ٹھہرایا۔

(۷) خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی فضول بکواس کا وہم بتایا۔

(۸) نبوت ختم زمانی کو نبوت اور فضائل سے کوئی علاقہ نہیں۔

(۹) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے سے ان کا مرتبہ کم ہونے کا امکان ہے۔

(۱۰) آخری نبی ماننے کا مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسے ویسے میں شمار کرنا ہے۔

(۱۲) آیت کریمہ ماکان محمد الخ میں کوئی تناسب نہیں۔

(۱۳) نبی آخر الزماں ماننے میں ایک جز آیت کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دینا گویا خدا کے کلام کی بے ربطی اور بے ارتباطی ثابت کرنا ہے۔

نبی آخر الزماں ماننے والوں پر یہ شدید احکام جاری فرمائے۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی کا یہ کہنا ہے کہ "اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا خاتم ہونا بایں معنی کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں" اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام و تابعین عظام و ائمہ دین نے خاتم النبیین کے یہی معنی بتائے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں پس جو معنی متواتر و قطعی آیات و احادیث و آثار صحابہ اور اجماع امت سے ثابت ہیں ان کو عوام کا خیال بتانے والا کیا منکر ختم نبوت نہ ہوگا؟

پھر یہ کہنا کہ "مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں" یعنی اہل علم و دانشمند وہ ہیں جو آیات و احادیث و آثار صحابہ و تابعین و اجماع امت کے معین کئے ہوئے معنی کو یہ کہیں کہ اس میں کچھ فضیلت نہیں وہ عوام کا خیال ہے یہاں عوام کس کو بتایا۔ تمام امت ہی کو نہیں بلکہ جملہ صحابہ، تابعین ائمہ دین و

اولیائے کاملین اور معاذاللہ ۰ اللہ اور اس کے رسول کو (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ اللہ عزوجل اور اسکے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہی معنی ارشاد فرمائے جس کو مولوی قاسم نانوتوی نے عوام کا خیال بتایا اور خود ہی اس معنی کو ایجاد بندہ ہونے کا اقرار کیا فرماتے ہیں:

"اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہدی تو کیا اتنی سی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا۔"

(تحذیر الناس۔ ص ۲۵)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"جیسے مفسران متاخر نے مفسران متقدم کا خلاف کیا ہے میں نے ہی ایک نئی بات کہہ دی تو کیا ہوا۔"

(تحذیر الناس۔ ص ۵۸)

اس سے معلوم ہوا کہ جو معنی خاتم النبیین مولوی محمد قاسم نے بیان کئے وہ اہل اسلام میں سے کسی سے منقول نہیں یہ صرف مولوی قاسم کی ایجاد ہے اور ختم نبوت کا انکار ہے نیز مولوی محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:

"قدر ضرورت پر اکتفا کرکے عرض پرداز

یا کہ اطلاق خاتم اس بات کو مقتضیٰ ہے کہ تمام انبیاءؑ کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے جیسے انبیاء گزشتہ کا وصف نبوت میں حسب تقدیر مسطور اس لفظ سے آپ کی طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کا اس وصف میں کسی کی طرف محتاج نہ ہونا اس میں انبیاء گزشتہ ہوں یا کوئی اور اور اسی طرح اگر فرض کیجیے آپ کے زمانے میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلہ نبوت بہرطور آپ پر مختتم ہوگا اور کیوں نہ ہو عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے جب علم ممکن البشر ہے ختم ہولیا تو پھر سلسلہ علم و عمل کیا چلے غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

(تحذیر الناس۔ ص ۱۲۔ ۱۳۔ کتبخانہ اعزازیہ دیوبند)

نیز مولوی قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:

"ہاں اگر خاتمیت بمعنی اوصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے جیسا اس ہیچمندان نے عرض کیا ہے تو سوائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود و بالخلق میں سے مماثل نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہوجائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

(تحذیر الناس ۔ ص ۲۴)

ص یہ رضا کے خنجر کی مار تھی کہ دیو کی گردن اتارلی
جسے دیو کی پوجا کا تھا نشہ وہ خالد کی چیخ و پکار تھی

ڈاکٹر محمود اپنا سر پیٹ رہا ہے اور ماتم کر رہا ہے کہ ہائے مولانا احمد رضا خان نے مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیرالناس کے ص ۱۴ کی عبارت سے شرط کو حذف کرکے جزا کا صرف دوسرا حصہ لے لیا پھر اسی کے ساتھ ص ۲۸ کی مذکور عبارت میں سے شرط کو حذف کرکے اور جزا کے بھی پہلے اور دوسرے حصے کو چھوڑ کر صرف تیسرے

حصے کو اس سے جوڑ دیا ہے اور اس کے بعد اس کتاب کے ص ۳ سے ایک عبارت اس کے اضراب کو جو ص ۴ پر "بلکہ" سے شروع ہو رہا ہے چھوڑ کر اسی کے ساتھ جوڑ دی ہم نے بحمدہ تعالیٰ تحذیر الناس کی کامل عبارات بتدریج ص ۲۔۳، پھر ص ۱۲۔۱۳ اس کے بعد ص ۲۴ کی عبارات نقل کر دیں ہر عبارت اپنی جگہ پر انکار نبوت ختم زمانی پر شاہد ہے۔

امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہابیہ کے اقسام بیان فرماتے ہوئے تحریر فرمایا:

" اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب جس کی تحذیر الناس ہے اور اس نے اس رسالہ میں کہا ہے بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں الخ۔ حالانکہ فتاویٰ تتمہ اور اشباہ و نظائر وغیرہما میں تصریح فرمائی کہ

اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے پچھلا
نبی نہ جانے تو مسلمان نہیں۔"
(حسام الحرمین۔ ص ۲۰۔ مکتبہ نبویہ لاہور)

ان عبارات کو جس طرف سے بھی نقل کیجئے تب بھی انکار ختم نبوت زمانی لازم آئے گا۔ ڈاکٹر خالد محمود سر پیٹتا اور روتا ہے کہ ہائے ہائے امام احمد رضا خان نے کافر کہہ دیا حالانکہ کفر خود مولوی قاسم نانوتوی نے اپنے اوپر لازم کرلیا جس سے نجات ناممکن۔

دامن کو لئے ہاتھ میں کہتا ہے قاتل
کب تک اسے دھویا کروں لالی نہیں جاتی

چنانچہ قادیانیوں نے ان ہی عبارات کو اپنے دین کے لئے سند بنا کر پیش کیا انجمن احمدیہ ربوہ کا ناظم لکھتا ہے:

"مولانا قاسم صاحب نانوتوی متوفی ۱۲۹۰ھ
فرماتے ہیں عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس

وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی۔"

(تحذیر الناس۔ ص ۴)

نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ توجہ سے پڑھنے کے لائق ہیں وہ کیا فرق ہے جو عوام اور اہل فہم کے مذہب میں ہے اور اہل اسلام کو کیا بات گوارہ نہیں ؟ موازنہ فرمائیے اور جماعت احمدیہ کا مذہب اہل فہم اور اہل اسلام والا ہے یا مخالفین جماعت کا؟

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:

"اگر خاتمیت بمعنی اوصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمنداں نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلعم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو

بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (رسالہ تحذیر الناس ص ۲۸)۔

(آیت خاتم النبیین اور جماعت احمدیہ کا مسلک ص ۲۲۔ ۲۳۔ پیشکش وقف جدید انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان)

نیز ڈاکٹر خالد محمود کا یہ کہنا کہ:

"آپ (قاسم نانوتوی) نے اس کتاب میں جگہ جگہ ختم نبوت زمانی کا اثبات فرمایا ہے مگر صریح عبارت ایک بھی پیش نہ کرسکے یوں تو مرزا غلام احمد قادیانی بھی منکر ختم نبوت نہ ٹھہرے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے "چونکہ ہمارے سید و رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت کوئی نبی نہیں ہوسکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے۔"

(شہادت القرآن۔ ص ۲۷۔ ۲۸۔ الشرکتہ اسلامیہ ربوہ)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"اور پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا بھی ظاہر ہے جیسا کہ فرمایا ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین۔

(شہادت القرآن ص ۶۵۔ الشرکتہ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ)

عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر خالد محمود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا منکر ہے اور خاتم النبیین کا وہی معنی قرار دیتا ہے جو ختم نبوت زمانی کے انکار پر محمول نہ ہوتیں تو قادیانی دین والے ان عبارات کو بطور ثبوت و سند ہرگز پیش نہ کرتے معلوم ہوا کہ انکار نبی آخر الزماں پر دونوں متحد و متفق ہیں۔

عمل میں امتی انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں

ڈاکٹر خالد محمود رقم طراز ہیں:

"ان لوگوں نے جب دیکھا کہ انکار ختم نبوت کا الزام مولانا (قاسم نانوتوی) پر چسپاں نہیں ہوتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ذاتی ہونے کا معنی بھی اپنی جگہ قابل اعتراض نہ ٹھہرا تو انہوں نے ایک اور الزام تراشا کہ مولانا کا عقیدہ تھا کہ امتی عمل میں بسا اوقات نبی سے بڑھ جاتے ہیں ایک ان کے ادارے کے بانی مولانا محمد قاسم نے عمل کی پیمائش کی تو امتی کو نبی سے بڑھا دیا۔ جب ہم نے اصل کتاب تحذیر الناس کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک ایسا لفظ موجود پایا جو اس سارے شبہ کو زائل کردیتا ہے مگر معترض حضرات

نے اسے ساتھ نقل نہ کیا تھا، مولانا محمد قاسم کی اصل عبارت یہ تھی انبیاءؑ اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات "بظاہر" امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں (تحذیر الناس) اس عبارت میں بظاہر کا لفظ فیصلہ کن تھا کہ ایسا صرف ظاہر کے لحاظ سے ہوتا ہے حقیقت کے اعتبار سے نہیں اور بظاہر کا لفظ ان معنوں کے لحاظ سے عام ہے اسے سمجھنے کے لئے مولانا احمد رضا خان کا یہ فتویٰ بھی سامنے رکھئے:

عرض :۔ شیخ سے "بظاہر" کوئی ایسی بات معلوم ہو جو خلاف سنت ہے تو اس سے پھر جانا کیسا ہے؟

ارشاد :۔ محرومی اور انتہائی گمراہی۔ (ملفوظات۔ حصہ چہارم۔ ۵۱) یہاں "بظاہر" سے مراد یہی ہے کہ تمہیں وہ عمل ظاہر میں ایسا دکھائی دے رہا ہو کہ سنت کے خلاف ہے لیکن حقیقت میں وہ خلاف سنت نہ ہو، کیونکہ جو عمل حقیقت میں بھی خلاف سنت ہو اس کی وجہ سے پیر کو چھوڑنا ہرگز محرومی اور گمراہی قرار نہیں دیا جا سکتا۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۲۲۱۔ ۲۲۲)

فن کذب و افترا کا اسکالر ڈاکٹر خالد محمود لکھتا ہے کہ انکار ختم نبوت کا الزام نانوتوی پر چسپاں نہیں ہوتا کیسا صریح جھوٹ اور کھلا بہتان ہے جب انکار ختم نبوت زمانی کا ثبوت نہیں تو تکفیر کس بات پر کی گئی۔ جید علماء کرام و مفتیان عظام حرمین شریفین اور مقتدر علماء اسلام اور معروف مفتیان ہندوستان نے مولوی قاسم نانوتوی کی تکفیر انکار ختم نبوت زمانی کی بنا پر کی۔ آج بھی "حسام الحرمین اور الصوارم ہندیہ وغیرہ" ببانگ دہل یہی اعلان فرما رہی ہیں کہ حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کو کہنا پڑا کہ:

> "جس وقت مولانا نے تحذیر الناس لکھی
> کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت
> نہیں کی۔"

(الافاضات الیومیہ۔ جلد چہارم ص ۵۸۰۔ ملفوظ ۹۲۷)

ڈاکٹر کا افلاس اور جنون

فرماتے ہیں کہ اس عبارت میں "بظاہر" کا لفظ فیصلہ کن تھا کہ ایسا صرف ظاہر کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ حقیقت کے اعتبار سے نہیں۔ اس جنون کی بھی کوئی حد ہے بالفرض اگر حقیقت کے اعتبار سے نہیں تو پھر دعویٰ بے سود بلکہ جھوٹ مولوی نانوتوی کا دعویٰ تو یہ کہ انبیاء علوم ہی میں امت سے ممتاز ہوتے ہیں۔ اگر بقول ڈاکٹر مجنون "بظاہر" کا لفظ

اس کو رد کرتا ہے تو پھر دعویٰ کرنا دیوانگی اور حماقت ہوگا۔ نانوتوی کی پوری عبارت ملاحظہ کیجیے فرماتے ہیں:

یہ بھی اہل فہم جانتے ہیں کہ نبوت کمالات علمی میں سے ہے کمالات عملی میں سے نہیں۔ الغرض کمالات ذوی العقول کل دو کمالوں میں منحصر ہیں ایک کمال علمی دوسرا کمال عملی اور بنا مدح کل انہیں دو باتوں پر ہے۔ چنانچہ کلام اللہ میں چار فرقوں کی تعریف کرتے ہیں نبیین، صدیقین، شہداء اور صالحین جن میں سے انبیاء اور صدیقین کا کمال علمی ہے اور شہداء اور صالحین کا کمال، کمال عملی انبیاء کو تو منبع العلوم اور فاعل صدیقین کو مجمع العلوم اور قابل سمجھیے اور شہداء کو منبع العمل اور فاعل اور صالحین کو مجمع العمل اور قابل خیال فرمائیے۔ دلیل اس دعویٰ کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔"

(تحذیر الناس۔ ص ۳)

ملاحظہ فرمائیے ! یہ دعویٰ نبوت کمالات علمی میں سے ہے اور انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں اگر لفظ بظاہر اس کو رد کرتا ہے اور حقیقت کے خلاف بتاتا ہے تو دعویٰ سوائے جنون و حماقت کے اور کیا ہوگا۔ نانوتوی خود فرماتے ہیں دلیل اس دعویٰ کی یہ ہے کہ جب دلیل ہی باطل ہے تو دعویٰ بیکار ہے اور باطل بلکہ خالص جنون اور رہا الملفوظ کی عبارت "شیخ سے بظاہر کوئی ایسی بات معلوم ہو جو خلاف سنت ہے تو اس سے پھر جانا محرومی اور انتہائی گمراہی ہے۔" اس لفظ "بظاہر" سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ بظاہر خلافت سنت بات ہے یا خلاف منت نہیں۔ یہ ڈاکٹر کی حماقت کی دلیل ہے۔ امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا بایں معنی ہے کہ خلاف سنت عمل نہ تو گمراہی ہے اور نہ کفر ایسی صورت میں شیخ سے پھر جانا محرومی اور گمراہی ہے کہ عمل خلاف سنت کسی بات کو گمراہی یا کفر سمجھنا خود گمراہی ہے۔ نیز انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و توقیر کرنا فرائض دین سے ہے۔

(کما قال تعالیٰ) وتعزرہ وتوقروہ۔

اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی اور اہانت گمراہی و کفر ہے۔ ڈاکٹر اہانت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو خلاف سنت عمل کی طرح سمجھ رہا ہے۔ چنانچہ نفس عبارت سے ہٹ کر بھی دونوں کا حکم یکساں جانتا ہے

علماء دیو بند سے ایک سوال

بالفرض ڈاکٹر خالد محمود کہتا ہے کہ خدا اپنے بندوں سے اگر ممتاز ہوتا ہے تو علوم ہی میں ممتاز ہوتا ہے باقی رہے افعال اس میں بسا اوقات "بظاہر" بندے خدا کے مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں (نعوذ باللہ) اور دلیل دیتا ہے کہ اس میں "بظاہر" کا لفظ فیصلہ کن ہے کہ ایسا صرف ظاہر کے لحاظ سے ہوتا ہے حقیقت کے اعتبار سے نہیں۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ مفتیان دیو بند ڈاکٹر خالد محمود کے بارے میں کیا حکم لگاتے ہیں؟ علاوہ ازیں یہ ذہن نشین کر لیجیے کہ مولوی قاسم نانوتوی نے کمالات کو دو باتوں یعنی علم و عمل میں منحصر فرمایا ہے۔

امکان کذب باری تعالیٰ

ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:

> "حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی پر بہتان۔
> مولانا احمد رضا خان نے الزام قائم کیا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے فتویٰ دیا کہ خدا تعالیٰ (معاذاللہ) بالفعل جھوٹ بولتا ہے اور انہوں نے مولانا کا یہ فتویٰ کہیں خود دیکھا ہے سوال پیدا ہوا کہ وہ اصل فتویٰ کہاں ہے؟ جس کا خاں صاحب

نے رد کیا ہے وہ فتویٰ کہاں گیا؟ اس کا جواب خاں صاحب کے پاس کچھ نہ تھا۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۲۲۸)

پھر لکھتے ہیں:

" مولانا احمد رضا خان کی عبارت دیکھئے اور ان کو اس جھوٹ کی جسارت پر داد دیجئے " ظلم و گمراہی اس کا (حضرت گنگوہی کا) یہاں تک بڑھا کہ اپنے ایک فتویٰ میں جو اس کا مہری دستخطی میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا جو بمبئی وغیرہ میں بار ہا مع رد کے چھپا صاف لکھ گیا اللہ سبحانہ تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا جانے اور تصریح کرے کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب اس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق گمراہ درکنار فاسق بھی نہ کہو اس لئے کہ بہت سے امام ایسا ہی کہہ چکے ہیں"

(حسام الحرمین۔ ص ۱۰۲) مولانا احمد رضا خان کی ہوشیاری اور جھوٹ ملاحظہ ہو یہ نہیں کہا کہ وہ فتویٰ خود ان کے پاس ہے بلکہ یہ کہا کہ وہ فتویٰ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے یہ تعبیر اس لئے اختیار کی گئی کہ کوئی شخص اس کے پیش کرنے کا

مطالبہ نہ کردے ۔ مولانا احمد رضا خان نے اس فرضی فتویٰ کے جو الفاظ تصنیف کیے وہ بھی ملاحظہ ہوں :۔ " میں نے کب کہا کہ میں وقوع کذب باری کا قائل نہیں ہوں یعنی وہ شخص اس کا قائل ہے کہ خدا بالفعل جھوٹا ہے ، جھوٹ بولا ہے ، جھوٹ بولتا ہے۔" (تمہید ایمان۔ ص ۱۵) ۔

(مطالعہ بریلویت ۔ ص ۳۲۹)

ڈاکٹر خالد محمود کا ذہنی توازن

عنوان دیتے ہیں رشید احمد گنگوہی پر بہتان ۔ پھر لکھتے ہیں مولانا احمد رضا خان نے الزام قائم کیا ۔ بہتان اور الزام کا فرق اہل علم سے پوشیدہ نہیں ۔ نیز اعلیٰحضرت فرماتے ہیں کہ :

" پھر تو ظلم و گمراہی اس کا یہاں تک بڑھا کہ اپنے ایک فتویٰ میں جو اس کا مہری دستخطی میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا جو بمبئی میں بارہا مع رد کے چھپا۔"

(حسام الحرمین ۔ ص ۱۰۳)

اس عبارت سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ فتویٰ میرے پاس نہیں ہے ۔ اگر نہیں تھا تو رد کس پر لکھا گیا علاوہ ازیں انکا یہ فتویٰ

۱۳۰۸ھ میں میرٹھ سے شائع ہوا اور ملک کے گوشے گوشے سے اس شرمناک فتویٰ کا رد شائع ہوتا رہا۔ رشید احمد گنگوہی کا انتقال ۱۳۲۳ھ میں ہوا لیکن مرتے دم تک گنگوہی جی نے اس فتویٰ کی تحریر سے انکار نہیں کیا اور نہ کوئی توجیہ اور تاویل پیش کرسکے۔ اس فتویٰ کی فوٹو کاپی آج بھی بعض علماء اہل سنت کے یہاں محفوظ ہیں۔ حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب گولڑوی نے اس فتویٰ کا عکس اپنی کتاب " دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ " کے صفحہ ۴۰۲ اور ۴۰۳ کے درمیان لگادیا ہے جس کا جی چاہے ملاحظہ فرمائے۔ علاوہ ازیں امکان کذب باری تعالیٰ پر حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب رامپوری کی کتاب انوار ساطعہ میں بھی ذکر موجود ہے جس کے بارے میں خلیل احمد انبٹھوی لکھتے ہیں:

" سن تیرہ سو تین ہجری کے ماہ شعبان میں
ایک کتاب مسمیٰ بانوار ساطعہ فی الواقع وہ ظلمات
باطلہ ہے اس احقر کی نظر سے گزری۔"
(براہین قاطعہ ص ا۔ کتبخانہ امدادیہ دیوبند)

معلوم ہوا کہ ۱۳۰۳ھ میں انوار ساطعہ طبع ہوچکی تھی جس پر ۲۴ جید علما کرام جس میں رشید احمد گنگوہی کے پیر ذی الاحترام حاجی امداد اللہ صاحب کی تقریظ بھی شامل ہے جو کتاب کے ساتھ ۱۳۰۲ھ میں طبع ہوچکی تھی۔ بعد ازاں حضرت مولانا ابو عبدالرحمن غلام دستگیر صاحب قصوری علیہ الرحمہ اور خلیل احمد کے مابین ۱۳۰۶ھ میں مسئلہ امکان

کذب پر مناظرہ ہوا اور خلیل احمد کو شکست فاش اٹھانی پڑی ۔ مولانا غلام دستگیر صاحب فرماتے ہیں:

"یہ خلیل احمد براہین قاطعہ کا مولف مدرسہ عربیہ ریاست بھاولپور میں اول مدرس اور اکابر علماء میں سے تھا فقیر کاتب الحروف بھی اس سے محبت للّٰہی رکھتا تھا کیونکہ اسے علمائے اہلسنت سے خیال کرتا تھا مگر جب فقیر کاتب الحروف ربیع الآخر ۱۳۰۶ھ میں بغرض تحسین امور دین ریاست مذکور (بھاولپور) میں وارد ہوا اور رسالہ براہین قاطعہ دیکھا تو وہ مدت کی محبت سخت عداوت سے مبدل ہو گئی اور جب اس رسالہ کے آخیر میں رشید احمد گنگوہی کی تصدیق دیکھی جو اس نے بڑی شدومد سے کی ہے (چند سطر کے بعد) تب فقیر کو مولوی فیض الحسن صاحب مرحوم سہارنپوری کے قول کی تصدیق ہوئی جو انہوں نے ان کے حق میں عربی اخبار لاہور میں لکھا تھا کہ اس کا نام رشید ہے اور کام غیر رشید ہے پس فقیر نے براہین کو دیکھ کر بعض اعیان ریاست بھاولپور کو اس کے مضامین کی قباحت پر مطلع کیا اور یہ خبر والی

ریاست موصوفہ اصلحہ اللہ تعالیٰ حالنا وحالہ
واحسن مالنا ومالہ تک پہنچی اور تجویز ہوئی کہ
حضرت صاحب چاچڑاں شریف یعنی ان کے
پیر ومرشد بھی حاجی صاحب شیخ المشائخ مولانا شیخ
غلام فرید صاحب سلمہ اللہ الحمید جب سفر اجمیر
شریف سے واپس تشریف لائیں تو انہیں حکم
"منصف" بنایا جائے اور ان کے روبرو براہین کے
مطالب کی تحقیق کے واسطے مناظرہ ہو۔"

(تقدیس الوکیل، ص ۱۱ - ۱۲)

مخفی نہ رہے کہ جناب حاجی امداد اللہ صاحب نے امور متنازعہ پر "فیصلہ ہفت مسئلہ" لکھا وہ شائع ہو کر بغرض تقسیم اس کی کاپیاں گنگوہ پہنچیں تو رشید احمد گنگوہی نے جملہ نسخوں کو جمع کر دینے کا حکم دیا۔ خواجہ حسن نظامی دہلوی جن کو علماء اہلسنت میں شمار نہیں کیا جاتا ان کے صاحبزادے خواجہ حسن ثانی فرماتے ہیں کہ:

" نذر آتش کرنے کی یہ خدمت والدی
حضرت خواجہ حسن نظامی کے سپرد ہوئی جو اس
وقت گنگوہ میں حضرت مولانا رشید احمد کے ہاں زیر
تعلیم تھے لیکن خواجہ صاحب نے جلانے سے پہلے
اس کو پڑھا جب ان کو وہ کتاب اچھی معلوم ہوئی تو

انہوں نے استاد کے حکم کی تعمیل میں آدھی کتابیں تو جلادیں اور آدھی بچا کر رکھ لیں اس کے کچھ عرصہ بعد مولانا اشرف علی تھانوی مولانا گنگوہی سے ملنے آئے تو ان سے پوچھا کہ میں نے کچھ کتابیں تقسیم کرنے کے لئے آپ کے پاس بھیجی تھیں ان کا کیا ہوا ؟ مولانا گنگوہی نے تو اس کا جواب خاموشی سے دیا لیکن کسی حاضر الوقت نے کہا کہ علی حسن "حضرت خواجہ حسن نظامی" کو حکم ہوا تھا کہ انہیں جلادو مولانا تھانوی نے میاں علی حسن سے پوچھا کہ کیا واقعی تم نے کتابیں جلادیں انہوں نے جواب دیا کہ استاد کا حکم ماننا ضروری تھا اس لئے میں نے آدھی کتابیں تو جلادیں اور آدھی میرے پاس محفوظ ہیں۔ حضرت خواجہ حسن صاحب بیان کرتے تھے کہ مولانا تھانوی اس سے اتنے خوش ہوئے کہ آم کھا رہے تھے فوراً دو آم اٹھا کر مجھے انعام دیئے۔"

(ماہنامہ منادی دہلی جلد ۲۹۔ شمارہ ۱۲۔ ص ۲۲)

ملاحظہ ہو گنگوہی صاحب کے یہاں اپنے پیر و مرشد کی یہ قدر و قیمت ہے۔ گنگوہی صاحب دیوبندی دھرم میں امام ربانی اور قطب

الارشاد بھی ہیں ان کا مہری دستخطی فتویٰ متعلقہ وقوع کذب باری تعالیٰ ۱۳۰۸ھ میں شائع ہوا اسی وقت سے اس کے متواتر رد شائع ہوتے رہے اور علماء دیوبند تک پہنچتے رہے مگر مرتے دم تک گنگوہی صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ فتویٰ میرا نہیں ہے اور نہ ان کے متبعین ہی نے اس نسبت سے انکار کیا پورے پندرہ برس کے بعد گنگوہی صاحب ملک عدم کو سدھارے تو علماء دیوبند نے شور مچانا شروع کیا کہ وہ فتویٰ ہمارے گنگوہی صاحب کا نہیں ہے یہ گنگوہی سرکار پر بہتان ہے حالانکہ اس فتویٰ کا عکس اب بھی بعض علمائے کرام کے ہاں محفوظ ہے بلکہ بعض کتابوں میں موجود ہے۔ کما ذکرہ۔

نیز مسلہ امکان کذب باری کے متعلق گنگوہی صاحب کے سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی میرٹھی رقم طراز ہیں:

"جس زمانے میں مسئلہ امکان کذب پر آپ (رشید احمد گنگوہی) کے مخالفین نے شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا سائیں توکل شاہ انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں یہ سن کر سائیں توکل شاہ نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر منہ اوپر اٹھاکر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے۔" لوگو تم کیا

کہتے ہو میں مولانا رشید احمد صاحب کا قلم عرش
کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔"
(تذکرۃ الرشید۔ جلد دوم۔ ص ۳۲۲)

دیوبندی دھرم میں خدا کی شان

عرش عالم غیب میں ہے سائیں توکل شاہ نے چاہا تو عرش اور اس کے بھی آگے رشید احمد کا قلم چلتا ہوا دیکھ لیا آیۃ کریمہ الرحمن علی العرش استوٰی (سورہ طٰہٰ: ۵)

مولوی اشرف علی تھانوی اس کا ترجمہ فرماتے ہیں " وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہے۔" سبحان اللہ! دیوبندیوں کا خدا تو عرش ہی پر قائم ہے مگر دیوبندیوں کا امام ربانی رشید احمد گنگوہی عرش کے بھی آگے خدا ہی جانے کتنی بلندی پر اپنا قلم چلا رہا ہے اس کے خادم سائیں توکل شاہ عرش کے آگے ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی فرماتے ہیں:

"غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو
جب چاہے کرلیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔"
(تقویت الایمان ص ۳۴۔ مکتبۃ الاسلام وسن پورہ لاہور)

مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنے خدا کی جو شان بیان فرمائی وہ پوری سائیں توکل شاہ پر صادق آئی، اب اس کے سوا کوئی چارہ

نہیں کہ دیوبندی اپنے امام الائمہ مولوی اسمٰعیل کے فرمان کے مطابق سائیں توکل شاہ کی خدائی کا اقرار کریں، بہر نوع مولوی عاشق الٰہی میرٹھی کی حکایت سے مولوی رشید احمد گنگوہی کا امکان کذب باری والا عقیدہ ثابت اور سائیں توکل شاہ کی شان خدائی ظاہر ہے۔ لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔

مسئلہ رحمتہ للعٰلمین

ڈاکٹر خالد محمود لکھتا ہے:

"مولانا احمد رضا خان نے جب دیکھا کہ خدا تعالیٰ کو جھوٹا کہنے کا فرضی فتویٰ اور اس کے فوٹو کا قصہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی پر چسپاں نہیں ہوسکا تو ایک اور الزام تراشا ان لوگوں نے یہ بات بنائی ہے کہ مولانا رشید احمد گنگوہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمتہ للعٰلمین نہیں مانتے۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۳۳۵)

جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو امکان کذب باری کا قائل ہونا اور فتویٰ کا ثابت ہونا اظہر من الشمس ہوچکنے کے بعد بھی منکر انکاری ہے اور پھر امام احمد رضا پر اس مسئلہ رحمتہ اللعٰلمین کا بہتان طرفہ یہ کہ ایک

عبارت بھی امام احمد رضا خان کی پیش نہ کرسکا پھر لکھتا ہے:

"حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے لکھا تھا لفظ رحمۃ اللعلمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیا جائے تو جائز ہے (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲۔ ص ۹)۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۳۳۶)

دیوبندیوں کا ایمان تو تقویت الایمان پر ہے مگر مسلمانوں کے لئے قرآن بس ہے اور اس کے خلاف کچھ سننا چاہتے ہی نہیں اللہ جل مجدہ نے ارشاد فرمایا:

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین ○

"اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لئے۔"

اللہ عزوجل نے اس صفت رحمۃ اللعلمین کو خاص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ہی بیان فرمایا کسی غیر کو شریک نہ فرمایا۔ پس اللہ عزوجل کے مقابل رشید احمد گنگوہی کو لانا بلکہ اس حی و قیوم پر ترجیح دینا دیوبندی دھرم کا طرۂ امتیاز ہے ہر مسلمان کا قرآن کریم پر ایمان ہے کہ رحمۃ اللعلمین صرف اور صرف صفت خاصہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ہے اگر اللہ عزوجل نے کسی غیر کے لئے رحمۃ اللعلمین فرمایا ہو تو کوئی دیو کا بندہ ثابت کر دکھائے۔ پس اللہ عزوجل کے فرمان سے منہ موڑ کر گنگوہی سے رشتہ جوڑ کر دیوبندی ہی ہوسکتا ہے مومن ہرگز نہیں ہوسکتا زیادہ لکھنا محض بیکار ہے اس لئے کہ مسلمان کے لئے قرآن ہے اور دیوبندی کے لئے تقویت الایمان ہے کہ "جس کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے" یہی دیوبندیوں کا جدید اسلام ہے۔

ڈاکٹر خالد محمود رقم طراز ہیں:

" مومنین تمام کائنات اور جہانوں کی بہترین مخلوق ہیں جو چیز مومنین کے لئے رحمت ہوگی اس کا عالمین کے لئے رحمت ہونا خود لازم ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ننزل من القران ماھو شفاء ورحمة للمومنین ○

" اور قرآن میں ہم ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ مومنین کے حق میں شفا اور رحمت ہیں۔"

اب بتائیے کہ قرآن کریم رحمۃ اللعلمین کیوں نہ ہوگا قرآن کریم کے رحمۃ اللعلمین ہونے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ اللعلمین ہونے کی نفی نہیں ہوتی؟"

(مطالعہ بریلویت۔ ص، ۳۴)

عزیزان ملت ! اس قوم کا کیا حال ہوگا جو قرآن کریم میں چوری کرے اور اس پر افترا کرے ۔ اللہ عزوجل تو فرماتا ہے :

وننزل من القران ماھو شفاء ورحمۃ
للمومنین ولایزید الظمین الاخسارا ○

(بنی اسرائیل ۔ آیت ۸۲) " اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے ۔"

معلوم ہوا کہ قرآن میں مومنین کیلئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کیلئے نقصان اور خسارہ بڑھتا ہے ۔ معلوم ہوا کہ قرآن میں سب کیلئے نہ تو رحمت ہے اور نہ شفا ، صرف ایمان والوں کیلئے نعمت و رحمت ہے اور کفار فجار کیلئے زحمت و نقمت ہے ۔ اللہ تعالیٰ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کو رحمۃ للعلمین بناتا تو وما ارسلنك الا رحمۃ للعلمین نہ فرماتا ، کیونکہ جب دوسرا رحمۃ اللعلمین ہے تو اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص جو ان کیلئے آیت کریمہ نازل فرمائی گئی ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی بھی صفت رحمۃ اللعلمین سے موصوف نہیں ۔ ڈاکٹر اور وہابی دیوبندی تو اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہیں اور قرآن کریم کے باغی ہیں ۔ کمامر ذکرہ ۔

علم محیط زمین شیطان و ملک الموت کے لئے نص سے ثابت

ڈاکٹر خالد محمود رقم طراز ہیں:

"مولانا احمد رضا خاں نے حضرت محدث سہارنپوری (خلیل احمد) کی جس عبارت کو کفر قرار دیا ہے اب ہم اسے پیش کرتے ہیں آپ اس پر اور غور فرمائیں اور ایک ایک قید پر گہری نظر رکھیں انشاء اللہ کہیں شبہ واقع نہ ہوگا۔ "شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔" (براہین قاطعہ ص ۴۷) اس عبارت میں "یہ" کا لفظ فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے۔ شیطان کو جو برائی اور شر کے علوم حاصل ہیں وہ علوم رذیلہ پیغمبروں کو حاصل نہیں اور ان ہی علوم کی وسعت میں بات چل رہی ہے یہ علوم پیغمبروں کی شان کے مناسب نہیں پیغمبروں کے علوم اعلیٰ اور اشرف ہوتے ہیں سفلے اور کمینے علوم سے ان

کی ذات بہت بلند ہے۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۴۴،)

ڈاکٹر کے مباحث کا حاصل یہ ہے کہ شیطان کو شر اور برائی کے علوم حاصل ہیں یہ علوم رذیلہ یعنی ذلیل، پیغمبروں کی شان کے لائق نہیں۔ اب مولوی خلیل احمد کی عبارت ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:

"الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر عالم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

(براہین قاطعہ۔ ص ۵۱۔ باہتمام مختار علی ابن محمد علی۔ کتب خانہ امدادیہ دیوبند یوپی)

مولوی خلیل احمد صاحب کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر عالم محیط زمین۔ یعنی شیطان و ملک الموت کو علم محیط زمین حاصل ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم محیط زمین خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے

ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے گویا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم محیط زمین ثابت کرنا خدا کا شریک ٹھہرانا ہے اور ایسا شرک جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں معلوم ہوا کہ علم محیط زمین خدا کے لئے خاص ہے غیر کے لئے شرک مگر شیطان و ملک الموت کو حاصل، شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے شیطان و ملک الموت کے لئے ثبوت علم محیط زمین نص سے مانتا ہے مگر سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم محیط زمین کا نص ماننے کے لئے تیار نہیں، نص قطعی کا طالب کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ ڈاکٹر خالد محمود کہتا ہے کہ شیطان کو جو برائی اور شر کے علوم حاصل ہیں وہ علوم رذیلہ (ذلیل) پیغمبروں کو حاصل نہیں یعنی ان کی شان کے قابل نہیں کیونکہ ان علوم رذیلہ کا حامل بھی رذیل اور ذلیل ہی ہوگا پیغمبروں کے علوم اعلیٰ و اشرف ہوتے ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ جب حضرت عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام کو ان علوم میں شریک ٹھہرایا تو معاذاللہ ان کو اپنے عقیدہ میں ذلیل بتایا پھر یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خلاف نصوص قطعیہ کے شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے اور شرک نام ہے دوسرا خدا تجویز کرنے کا اور جو خدائی میں شریک ہوگا وہ خدا ہی ہوگا تو ڈاکٹر خالد محمود کے نزدیک علم محیط زمین پر خدائی میں شرکت لازم آئے گی تو

ڈاکٹر کے تین خدا ہوئے۔ ڈاکٹر کہتا ہے کہ شیطان کے یہ علوم رذیلہ ہیں جو شان نبوت کے منافی تو ہم پوچھتے ہیں کہ یہ علوم جو شیطان و ملک الموت کو حاصل نص سے ثابت یہ علوم خدا کے لئے ثابت ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو وہی حکم جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم وہی خدا پر لازم آئے گا اور نہیں تو معاذ اللہ جہل خدا کا اقرار ہے اور دونوں باتیں کفر ہیں۔

ص یہ رضا کے خنجر کی مار تھی کہ دیو کی گردن اتار لی
جسے دیو کی پوجا کا تھا نشہ وہ خالد کی چیخ و پکار تھی

نص قطعی

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

کذالک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ○

"ایسا ہی ہم ابراہیم کو آسمان وزمین کی ساری سلطنت دکھاتے ہیں۔" جس کا مطلب یہ ہوا کہ علم محیط زمین تو کجا ساری سلطنت آسمان و زمین کا دیکھنا ثابت ہوگیا۔ پس علم محیط زمین ہی نہیں بلکہ آسمانوں کا علم بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے نص سے ثابت ہے۔ نیز لفظ "نری" استمرار و تجدد پر دال ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دکھانا ایک بار کے لئے نہ تھا بلکہ مستمر ہے۔ یہ صفت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اکمل طور پر ثابت کہ لفظ "کذالک"

تشبیہہ کے واسطے ہے اور تشبیہہ کے لئے مشبہ اور مشبہ بہ ضرور ہے مشبہ تو خود قرآن کریم میں مذکور ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلواۃ والسلام اور مشبہ بہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں مطلب یہ ہوا کہ اے حبیب جیسے ہم آپ کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت دکھا رہے ہیں یوں ہی حضرت ابراہیم کو بھی ان کا معائنہ کرارہے ہیں (علیہ الصلواۃ والسلام) ملکوت السموات والارض میں محیط زمین داخل ہے یا نہیں؟ داخل ہے اور بلاشک داخل ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم محیط زمین تو کجا آسمانوں کی سلطنت بھی پوشیدہ نہیں۔

علماء مدرسہ دیوبند سے معاملہ

ڈاکٹر خالد محمود فرماتے ہیں:۔

"ہم نے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کی عبارت کو باربار پڑھا اس میں ہمیں کوئی لفظ ایسا نہیں ملا جس سے یہ ثابت ہو کہ حضور نے اردو علماء دیوبند سے سیکھی معلوم نہیں مولوی محمد عمر صاحب نے اپنی اس عبارت میں علماء دیوبند کے استاد بننے کا لفظ کہاں سے لے لیا اور پھر اسے علماء دیوبند کی طرف منسوب کیا یہ بات قطعی

غلط ہے مولانا کی اصل عبارت یہ ہے " ایک
صالح، فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب
میں مشرف ہوئے تو آپ کو (نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو) اردو میں کلام کرتے دیکھا تو پوچھا کہ
آپکو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا
کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا
ہم کو یہ زبان آگئی، سبحان اللہ اس سے رتبہ اس
مدرسہ کا معلوم ہوا۔ (براہین قاطعہ۔ ص۔ ۲۶)۔"
(مطالعہ بریلویت۔ ص ۳۵۰۔ ۳۵۱)

ڈاکٹر خالد کہتے ہیں کہ ہم نے خلیل احمد کی عبارت کو بار بار پڑھا اس میں ہمیں کوئی لفظ ایسا نہیں ملا الخ جناب ملتا تو کیسے ملتا اس کے لئے بصیرت اور بصارت چاہیے اور آپ کے پاس نہ بصیرت ہے نہ بصارت اور نہ فہم ہے نہ فراست۔

ص آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا آفتاب کا

آپ کی سمجھ میں ہرگز نہ آئے گا مگر ہر مومن سمجھ جائے گا کہ یہ حکایت دارالعلوم دیوبند کے علماء کی مدح سرائی کے لئے بیان کی گئی وہ خواب جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اردو میں کلام کرتے دیکھا تو پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں معلوم

ہوا کہ علماء دارالعلوم دیوبند کا عقیدہ ایمان یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اردو نہیں جانتے تھے جب معاملہ علماء دارالعلوم دیوبند سے ہوا تو اردو زبان جان گئے مگر وہ کونسا معاملہ تھا جس کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اردو نہ جاننے کے بعد اردو زبان آگئی معلوم ہوا کہ علماء دارالعلوم دیوبند کی وساطت (شاگردی) سے ہی تو اردو زبان سیکھی اور جس سے کچھ سیکھا جائے وہ سکھانے والا استاد کہلاتا ہے اور سیکھنے والا شاگرد۔ معاذاللہ۔ لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔

تو اللہ جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے:

"ومارسلنا من رسول بلسان قومہ یبین لھم (ابراہیم:۴) اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا کہ وہ انہیں صاف بتائے۔"

معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل نے ہر رسول کو اس قوم کی زبان میں بھیجا جس قوم کی جانب ان کو بھیجا جاتا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام اقوام عالم کی جانب تشریف لائے تو تمام عالم کی زبانوں کا علم حاصل۔ علماء فرماتے ہیں کہ آیۃ کریمہ دلیل ہے کہ انبیاء سابقین اپنی قوم پر رسول کرکے بھیجے جاتے اور ہمارے رسول ہر فرد مخلوق پر رسول ہیں نیز دارالعلوم دیوبند جب تک وجود میں نہ آیا تھا تو کیا کسی ہندی کو سرکار ابدقرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب نہ ہوئی؟ اگر زیارت نصیب ہوئی تو اردو زبان میں کلام نہ فرمایا؟

ثبوت دیجئے ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین علاوہ ازیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعمائے الٰہیہ کے مخزن و منبع ہیں کہ اللہ عزوجل کی نعمتیں بندوں کو سرکار ابدقرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار سے ملتی ہیں:

"(کماقال تعالیٰ)انعم اللّٰہ علیہ وانعمت علیہ"

"اللہ نے اسے نعمت بخشی اور اے نبی تو نے اسے نعمت دی۔"

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"انما انا قاسم واللّٰہ المعطی"

"عطا فرمانے والا اللہ ہے اور تقسیم کرنے والا میں ہوں۔"

کوئی تخصیص نہیں فرمائی کہ کس چیز کا عطا فرمانے والا اللہ ہے اور کس چیز کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قاسم ہیں ایسی جگہ اطلاق دلیل تعمیم ہوتی ہے کہ وہ کونسی چیز ہے جس کا دینے والا اللہ تعالیٰ نہیں تو جو نعمت اور جو چیز جس کو اللہ نے دی تقسیم فرمانے والے اس کے حضور ہی ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ پس جو اطلاق و تعمیم وہاں ہے یہاں بھی ہے، جو جس کو ملا اور جو تقسیم ہوا اور تقسیم ہوگا ابتداء خلق سے ابدالآباد تک، ظاہر و باطن میں، روح و جسم میں، ارض وسماء میں، عرش و فرش میں، دنیا و آخرت میں، جو کچھ ہے اس سب کے تقسیم فرمانے والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اللہ عطا فرماتا ہے ان کے ہاتھ سے ملتا ہے اور ملے گا یہ مسلمانوں کا ایمان ہے

کسی دیوبندی کا نہیں۔ قطع نظر اس کے خود ڈاکٹر خالد محمود کے آقائے نعمت مولوی قاسم نانوتوی تحریر فرماچکے:

> "کلام اللہ میں چار فرقوں کی تعریف کرتے ہیں نبیین اور صدیقین اور شہداء اور صالحین جن میں سے انبیاءؑ اور صدیقین کا کمال تو کمال علمی ہے اور شہداء اور صالحین کا کمال، کمال عملی ہے۔ انبیاءؑ کو تو منبع العلوم اور فاعل اور صدیقین کو مجمع العلوم اور قابل سمجھئے۔"
>
> (تحذیر الناس۔ ص ۴)

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو منبع العلوم اور فاعل مانا۔ کیا علوم میں اردو زبان داخل نہیں؟ آج اردو زبان کا انکار کیا تو کل دوسری زبانوں کا انکار لازم آئے گا۔ پھر منبع العلوم اور فاعل ہونے کا دعویٰ باطل ہوجائے گا نیز منبع العلوم اور فاعل ماننے کے باوجود اگر اردو زبان کے علم کی نفی کی گئی تو سوال پیدا ہو گا کہ جب منبع ہی اردو زبان سے خالی ہے اور فاعل معذور تو مجمع العلوم میں قبولیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ محروم ہیں، تو ان جہلاء یعنی علماء دیوبند کو یہ نعمت کہاں سے میسر آگئی، کیا کہیں نقب لگایا ہے؟ اگر نقب بھی لگایا تھا تو نہ منبع میں پایا نہ مجمع میں۔ نہ یہاں اردو تھی نہ وہاں۔ اردو ہی نہ تھی پھر ان کو کیسے اور کہاں سے مل گئی؟

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

ڈاکٹر خالد محمود اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب کی حمایت و صیانت میں رقم طراز ہیں:

"حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی خدمت میں ۱۳۱۹ھ میں تین سوال آئے۔ پہلا سوال قبروں پر سجدہ کرنے کے بارے میں تھا، دوسرا قبروں کے گرد طواف کرنے کے متعلق تھا اور تیسرا سوال یہ تھا کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو غیبی علوم بتلائے گئے ان کی بنا پر آپ کو عالم الغیب کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ آپ نے تینوں سوالات کا جواب نفی میں دیا، نہ قبروں پر تعظیمی سجدے کی اجازت دی، نہ قبروں کا طواف صحیح بتلایا، نہ عالم الغیب کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لئے جائز کہا۔ اس تیسرے سوال میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک سے بحث نہ تھی کہ کتنا ہے

اور کتنا نہیں ۔ معلوم صرف یہ کرنا تھا کہ آپ کو
عالم الغیب کہہ سکتے ہیں یا نہیں ۔"
(مطالعہ بریلویت ۔ ص ۳۵۳)

ڈاکٹر خالد کا فریب

عامتہ المسلمین کو اصطلاح شریعہ اطلاق وغیرہ سے کیا علاقہ اور نہ سوال میں عالم الغیب کے اطلاق کے متعلق سوال ، سائل کہتا ہے :

" علم غیب کی دو قسمیں ہیں ، بالذات
اس معنی عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں
ہوسکتا اور بواسطہ اس معنی کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم عالم الغیب تھے ۔ زید کا یہ استدلال
اور عقیدہ اور عمل کیسا ہے ؟"
(حفظ الایمان ، ص ۲ مکتبہ تھانوی ۔ دفتر الافتاء متصل مسافر خانہ
بندر روڈ کراچی نمبر ۱)

سائل تو حکم معلوم کررہا ہے کہ اس کا یہ عقیدہ اور عمل کیسا ہے ۔ ڈاکٹر محمود لکھتا ہے کہ :

" حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی
خدمت میں جو سوال کیا گیا تھا ، وہ علم غیب
سے متعلق نہ تھا ، اطلاق عالم الغیب کے بارے

میں تھا۔"

(مطالعہ بریلویت ۔ ص ۳۶۰)

سوال میں اطلاق کا مطلقاً کوئی لفظ بھی موجود نہیں ۔ وہ تو کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں ۔ معلوم ہوا کہ سوال علم غیب کے متعلق ہے ۔ یہ ڈاکٹر خالد محمود کا دروغ بے فروغ ہے اور مسلمانوں کو فریب دینا مقصود ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں:

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔ پھر اگر زید اس کا التزام کرلے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم الغیب کو

منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس
امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ
کمالات نبوت سے کب ہوسکتا ہے اور اگر التزام
نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا
ضرور ہے اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ
اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان
دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔"

(حفظ الایمان۔ ص، مکتبہ تھانوی۔ بندر روڈ کراچی)

اس عبارت میں تھانوی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں بیان فرمائیں ہے۔ (۱) بعض غیب (۲) کل غیب۔ کل غیب کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے نقلاً اور عقلاً باطل فرمایا اور بعض غیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت مانا اور اسی کی بناپر کہا کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو، بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات یعنی ہر جانور کو بھی حاصل ہے یعنی جو علم غیب بعض حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت مانتا ہے وہی علم (معاذاللہ) ہر بچہ و پاگل اور جمیع حیوانات کے لئے ثابت کرتا ہے یہ تشبیہہ یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صریح گستاخی ہے ڈاکٹر خالد محمود کہتا ہے:

"اس عبارت میں ایسا علم غیب سے مراد
مطلق بعض غیب تھا جسے بعض غیب کہا جاسکے
حفظ الایمان میں بعض کی مقدار زیر بحث نہ تھی۔"
(مطالعہ بریلویت۔ ص ۳۶۱)

اس عبارت خبیثہ کی ہرگز یہ توجیہ نہیں کیونکہ اس عبارت میں علم غیب کی دو ہی قسم بیان کی گئیں بعض علم غیب اور کل علم غیب۔ کل علم غیب کا انکار و بطلان ظاہر و واضح ہے، بعض غیب کا اثبات و اقرار۔ یہ تیسری قسم مطلق بعض غیب کہاں سے آگئی؟ یہ ڈاکٹر کا جہل بسیط اور کید غلیظ ہے جو مسلمانوں کو فریب دیتا ہے کیونکہ تھانوی صاحب کی عبارت میں ایسا علم غیب سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب ہے اس لئے تحریر فرماتے ہیں پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔

جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر علم غیب کا حکم کرنے میں کلام ہے تو علم غیب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مراد ہوگا پھر تھانوی صاحب زید سے پوچھتے ہیں تو کس کے علم غیب کو؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے علم غیب کو پوچھتے ہیں اور کہتے ہیں:

"اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت
طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض

غیب ہے یا کل غیب۔"

تھانوی اور تھانوی کے پرستار سارے کے سارے بتائیں کہ اس عبارت میں زید سے کس کا علم دریافت کیا جارہا ہے۔ ہر مسلمان یہی کہے گا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق دریافت کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ علم غیب کی دو قسمیں کیں، بعض علم غیب اور کل علم غیب۔ پھر کل علم غیب کو نقلاً اور عقلاً باطل قرار دیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بعض علم غیب کا اثبات مانا۔ اسی کو تھانوی صاحب فرماتے ہیں اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی کیا تخصیص ہے۔ اس عبارت میں بعض علوم غیبیہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہی علم غیب مراد ہے۔ لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہی متعلق کہا کہ اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے۔ اس علم غیب میں تھانوی یا تھانوی صاحب کے پرستار ہرگز مراد نہیں کہ ان کو زید و عمرو بلکہ صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم سے تشبیہ دی ہے، بلکہ صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے علم غیب کو پوچھا ہے اور اسی کے متعلق کہا "اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔" لہذا اب لفظ "ایسا علم غیب" سے نہ تھانوی کا علم غیب مراد

ہے، نہ تھانوی کے پرستاروں کا، بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب مراد ہوا اور اس کو پاگلوں اور جانوروں کی طرح بتایا۔ لہذا پوری عبارت ببانگ دہل شہادت دے رہی ہے کہ لفظ "ایسا علم غیب" سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا علم غیب ہے اور تھانوی صاحب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین کی ہے۔

ڈاکٹر خالد محمود کے حکیم الامت تھانوی صاحب استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔"

یہ تھانوی صاحب اور پرستاران تھانوی کا جہل صریح اور حماقت قبیح ہے۔ حالانکہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

هو الله الذی لا اله الا هو علم الغیب والشهادة "وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر غیب و شہادت کا جاننے والا۔"

معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل عالم الغیب والشهادة ہے تو ہر علم خواہ غیب ہو یا شہادت ذاتی اللہ تعالیٰ کے لئے خاص، بے عطائے عزوجل کوئی کچھ نہیں جانتا علم غیب کے متعلق فرماتا ہے:

وما کان الله لیطلعکم علی الغیب

ولکن اللّٰہ یجتبی من رسلہ من یشاء ٥

(آل عمران: ۱۷۹) "اللہ کی شان نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دیدے، ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں جسے چاہے۔"

معلوم ہوا کہ علم غیب ہر کس و ناکس کو نہیں دیا جاتا البتہ اللہ عزوجل اپنے رسولوں میں جسے چاہے جتنا چاہے عطا فرمائے یہ علم غیب اللہ عزوجل کے علم غیب سے بعض ہی تو ہے جو رسولوں کو عطا فرمایا جاتا ہے۔ تھانوی اور پرستاران تھانوی ہر زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے ثابت کرتے ہیں اور اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اللہ کی شان نہیں کہ عام لوگوں کو علم غیب عطا فرمادے۔ تھانوی کے پرستار اللہ عزوجل کو چھوڑ کر تھانوی کو اختیار کرتے اور اسی کو حق جانتے ہیں۔ مگر مسلمان کا ایمان قرآن کریم پر ہے وہ اللہ عزوجل کے ارشاد کو حق جانتا ہے۔

البتہ علم غیب عطائی کہ اللہ عزوجل اپنے رسولوں کو عطا فرماتا ہے اور علوم شہادت ہر خاص و عام کو حسب استعداد و لیاقت عطا فرماتا ہے، مگر جہال بدخصال کو اتنا بھی شعور نہیں اور پوچھتے یہ ہیں:

"تو پھر علم الغیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت

سے کب ہوسکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے
تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے ۔"

اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ علم غیب اللہ عزوجل اپنے رسولوں کو عطافرماتا ہے ، نبی ہی اس منصب کا حامل ہے کہ اسے علم غیب عطافرمایا جائے کسی غیر نبی کا اس میں کوئی حصہ ہی نہیں ، البتہ جس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرم فرمائیں اور جس کو جتنا چاہیں بتائیں۔ معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماذون و مختار ہیں سائل و محتاج نہیں ۔ کیا یہ وجہ فرق کافی اور وافی نہیں ؟ البتہ علم شہادت نبی اور غیر نبی سب کو حسب استعداد و لیاقت عطا فرمایا جاتا ہے ۔ دیکھو تمہارے حجۃ الاسلام مولوی قاسم صاحب نانوتوی بھی لکھ گئے کہ :

"کلام اللہ میں چار فرقوں کی تعریف کرتے ہیں نبیین اور صدیقین اور شہداء اور صالحین جن میں سے انبیاء اور صدیقین کا کمال تو کمال علمی ہے اور شہدا اور صالحین کا کمال ، کمال عملی ہے انبیاءؑ کو تو منبع العلوم اور فاعل اور صدیقین کو مجمع العلوم اور قابل سمجھیے ۔"

(تحذیرالناس ۔ ص ۴)

غور کیجیے ! بانی دارالعلوم دیوبند مولوی قاسم صاحب نانوتوی فرمارہے ہیں کہ انبیاء منبع العلوم اور فاعل ہیں اور صدیقین مجمع العلوم

اور قابل ہیں۔ معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام علوم کا منبع ہیں فیض پہنچانے والے اور صدیقین علوم کے جامع ہیں اور مستفیض یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے فیض پانے والے جب صدیقین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے محتاج ہیں، پھر ان کے بعد مومنین صالحین میں بکثرت مدارج و مراتب ہیں وہ سب حسب مراتب اور استعداد وہ علم رکھتے ہیں جو ان کے غیر کو میسر نہیں۔ پھر زید و عمر و غیرہ کس گنتی و شمار میں ہیں۔ تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

> "پھر علم الغیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہوسکتا ہے۔"

گویا اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اللہ اپنے رسولوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے یعنی نبی ہی اس منصب کا مستحق ہے کہ اسے علم غیب عطا کیا جائے تو یہ علم غیب ضرور کمالات نبوت سے ہے اور تھانوی صاحب فرماتے ہیں اس امر یعنی عطائے علم غیب میں مومن ہی نہیں بلکہ کافر بھی یہ خصوصیت رکھتا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اللہ کی شان نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں علم غیب عطا فرمائے۔ اب قاری خود ہی فیصلہ کرلے اور جس کا چاہے دامن تھام لے اللہ کے پیارے رسول کا یا تھانوی صاحب کا۔

نوٹ :۔ ستانوے برس گزر گئے ، تھانوی صاحب بذات خود اور ان کی تمام ذریت سردھڑ کی بازی لگا کر لپٹ رہے ہیں ۔ پسینہ میں شرابور ہیں ۔ مگر آج تک اس کفری عبارت میں کوئی بعید سے بعید پہلو بھی ایمان کا نہ نکال سکے ۔ باآلآخر لاچار و مجبور ہو کر لکھتے ہیں :

" حفظ الایمان کی ایک مشہور عبارت کے متعلق جس پر مہربانوں کا اعتراض مشہور ہے رائے دی تھی کہ اس کی ترمیم کر دی جائے اور مقتضات ترمیم کا اجتماع اور موانع ترمیم کا ارتفاع ان جملوں میں ظاہر کیا تھا ۔ (۱) ایسے الفاظ جس میں مماثلت علمیت غیبیہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم مجانین (پاگلوں) و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سو ادبی کو مشعر ہے کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کر لیا جائے ۔ (۲) جس میں مخلصین حامیین جناب والا (اشرف علی تھانوی) کو حق بجانب جوابدہی میں سخت دشواری ہوتی ہے ۔"

(حفظ الایمان تغییر العنوان ۔ ص ۱۳)

معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب اور ان کی ساری ذریت علماء دیوبند عاجز و مجبور ہیں اور اس عبارت کفریہ میں کوئی ایمان کا پہلو پیش نہ کرسکے تو یہ ڈاکٹر خالد محمود جو جاہل اور نافہم ہے جس کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ مشترک اور مترادف، معیت و مقابل کا فرق نہیں جانتا، صلحا کو امراء تصور کرتا ہے، بخار میں سردی لگنے کو جاڑا کہتا ہے، حالانکہ جاڑا ایک مستقل مرض ہے جس کی جاڑا، تجاڑی اور چوتھیہ قسمیں مشہور ہیں، جاڑے میں پہلے سردی لگتی ہے پھر بخار ہوتا ہے بخار میں پہلے سردی نہیں لگتی۔ درس نظامی کے مبتدی طالب علم جیسی بھی لیاقت نہیں رکھتا اور مقابلہ کرتا ہے کس سے جن کے بارے میں مولوی سلیمان ندوی کے استاد مولوی شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

> "اس دور کے تمام عالم دین اس مولوی احمد رضا خان صاحب کے سامنے پرکاہ (تنکے) کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔"
>
> (رسالہ الندوہ، ص ۱۷، اکتوبر ۱۹۱۴ء)

وہ اور اعلیٰحضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقابلہ گویا ایک چمگاڈر آفتاب کا مقابلہ کررہا ہے۔

ع آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا آفتاب کا

مولوی اشرف علی اور ان کا مرید

مولوی اشرف علی کا مرید تھانوی صاحب کو لکھتا ہے:

" خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف "لا اله الا الله محمد رسول الله" پڑھتا ہوں لیکن "محمد رسول الله" کی جگہ حضور (اشرف علی) کا نام لیتا ہوں۔ اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ پڑھنے میں، اس کو صحیح پڑھنا چاہیے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے، دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور (اشرف علی) کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی، اتنے میں

بندہ خواب سے بیدار ہوگیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں " اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی" حالانکہ اب بیدار ہوں، خواب نہیں۔ لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ حال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سی وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

(اب تھانوی صاحب مرید کو جواب دیتے ہیں)

جواب: اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف

تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ۔

(رسالہ الامداد۔ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵ امداد المطابع تھانہ بھون)

ڈاکٹر خالد محمود اس خواب کو ص ۳۶۸ پر نقل کرتے ہوئے اس کے بعد لکھتے ہیں:

"اس تحریر میں ایک جگہ نہیں پانچ جگہ اس کلمہ کے غلط ہونے کی تصریح ہے اور پانچ جگہ اپنے بے اختیار ہونے اسے بے ساختہ پڑھنے اور زبان کے اپنے قابو سے باہر ہونے کی تصریح ہے مگر خدا تعصب کا برا کرے مولانا احمد سعید کاظمی آخرت سے کس قدر بے فکر اور خوف خدا سے یکسر خالی ہو کر عامۃ المسلمین کو گمراہ کر رہے ہیں۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۳۶۹)

بالفرض مان لیا جائے کہ مرید کو اپنی غلطی کا احساس اور اقرار ہے مگر پیر صاحب اشرف علی کو اس کے غلط ہونے کا کب احساس ہے نہ مولوی اشرف علی عالم بے ہوشی میں تھے نہ ان کی زبان و قلم بے اختیار تھے۔ انہوں نے قلم پر قابو اور اختیار کے باوجود ایک کلمہ کفر کو تسلی بخش بتایا اور مرید کی اصلاح کے بجائے اس کی ہمت افزائی فرمائی۔ پھر اس کو رسالہ کی زینت بنانا اور طبع کرانے کا سوائے اسکے

اور کیا مقصد ہو سکتا ہے کہ مرید کا کہا ہوا کلمہ اشرف علی رسول اللہ کی تشہیر کرنا اور مرید کیلئے اس میں سامان تسلی مہیا کرنا ہی تو مقصود ہے۔

مولوی محمود حسن کی نقاب کشائی

ڈاکٹر خالد محمود اپنے شیخ الہند مولوی محمود حسن دیوبندی کی مدح سرائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حضرت شیخ الہند (محمود حسن) نے تحریک خلافت میں مسلمانوں کی عالمی اکثریت کے ساتھ ہندوستان کی غیر مسلم (ہندوؤں) کی تائید و امداد بھی حاصل کرلی تھی۔ آپ نے ان کی اس تائید کو بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھا اور اپنے اس خطبہ میں اس کا ذکر فرمایا، ہم وطن ہونے کی حیثیت سے دونوں قومیں صلح و آشتی سے رہیں اور ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔"

(مطالعہ بریلویت۔ ص ۲۴۸)

مولوی محمود حسن کا بڑا کارنامہ اور شاہکار یہ ہے کہ تحریک خلافت کے ذریعہ ہندو مسلم اتحاد اور ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے کو عروج پر پہنچایا اور گاندھی جو ہنود کا مسلّم پیشوا اور لیڈر تھا اس کو اپنا امام بنایا اور اس کی سرکردگی میں تحریک خلافت کو عروج پر

پہنچایا اور مسلمانوں نے ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے شعار کفار کو اپنایا اور ہندوؤں سے مذہبی اور سیاسی اتحاد کا یہ حال تھا کہ گاندھی اور محمود حسن کی جے پکاری جاتی تھی ۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں:

"حضرت مولانا (محمود حسن) دیوبندی اور وہ مولوی صاحب ایک موٹر میں تھے اور بعض مسلمان لیڈر بھی موجود تھے جس وقت حضرت مولانا کا موٹر چلا تو اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا اور اس کے بعد گاندھی جی کی جے مولوی محمود حسن کی جے کے نعرے بلند ہوئے۔"

(افاضات الیومیہ، جلد ۶، ص ۲۵۵)

یہی مولوی اشرف علی تھانوی دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"مگر افسوس تو مسلمانوں کی حالت پر ہے کہ انہوں نے دوست و دشمن کو نہ پہچانا مسلمانوں کی قوم بہت ہی بھولی ہے زیادہ تو دھوکہ عام مسلمانوں کو ان لیڈروں کی وجہ سے ہوا یہ ناعاقبت اندیش مسلمانوں کی کشتی کے ناخدا بنے ہوئے ہیں ان کی باگ ان کے ہاتھوں میں ہے انہوں نے ہزاروں مسلمانوں کے ایمان کو تباہ اور برباد کیا

دیکھ لیجئے مشاہدات اور واقعات اسکے شاہد ہیں۔
جے ہند کے نعرے لگائے قشقے (تلک) پیشانی پر
لگائے ہندوؤں کی ارتھی (جنازہ) کو کندھا دیا ان
کے مذہبی تہواروں کا انتظام مسلمانوں والنٹیروں
نے کیا یہ تو ایمانی نقصان ہوا جانی نقصان سنئے
ہزاروں مسلمان ان قصوں کی بدولت موت کے
گھاٹ اتر گئے ہجرت کرائی ہزاروں مسلمان بے
خانماں برباد ہوگئے مکان جائیداد غارت ہوگئیں۔"

(افاضات الیومیہ۔ جلد ۴۔ ص ۷۰)

مولوی حسن کا یہ عظیم کارنامہ لائق توجہ ہے۔ تھانوی صاحب کے بیان کو بار بار پڑھئے اور سر دھنئے۔

پروفیسر احمد سعید صاحب فرماتے ہیں:

"ہندوستان کی تمام تاریخ میں یہ دور
پہلا اور آخری دور تھا جس میں ہندو مسلم اتحاد
اپنے عروج پر تھا۔ مسلمانوں نے ہندوؤں کی دلجوئی
حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، مسلمان
رضاکاروں نے رام لیلا کا بندوبست کیا، مندروں
میں دعائیں مانگی گئیں، وید کو الہامی کتاب تسلیم
کیا گیا، رامائن کی پوجا میں شرکت کی گئی،

مسلمانوں نے اپنے ماتھوں پر تلک لگائے، گنگا پر
پھول اور بتاشے چڑھائے گئے، بار بار اس بات کا
اعلان کیا جاتا کہ گاندھی مستحق نبوت تھا اور یہ
کہا گیا کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندھی نبی
ہوتا، گائے کی قربانی کو موقوف کرنے کی تجاویز
پیش کی گئیں اور سب سے زیادہ غضب یہ کیا کہ
دہلی کی جامع مسجد میں منبر رسول پر ایک متشدد
ہندو شردھا نند سے تقریر کروائی، اسی شردھا نند
نے بعد میں مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک
شدھی کا آغاز کیا۔"

(حصول پاکستان لاہور ایجوکیشن ایمپوریم۔ ۱۹۷۲ء۔ ص ۹۱)

یہ ہے مولوی محمود حسن کی تحریک خلافت کے ثمرات کہ ہزاروں مسلمانوں کو کافر و مشرک بنایا اور ہزاروں کو تہ تیغ کرایا اور جلایا۔ ممتاز دانشور پروفیسر مرزا محمد منور صاحب فرماتے ہیں:

" گاندھی کے لئے عام مسلم ملت کے
افراد مسلمان ہی نہ تھے فقط وہی مسلمان تھے جو
آشرم نشین ہوسکتے تھے، تلک لگوا سکتے تھے،
ہندوؤں کے سے انداز میں پرنام کرسکتے تھے،
ہندوؤں کی سی ٹوپیاں پہن سکتے تھے اور مسلمانوں

کو ہندو قوم سے جدا نہ جانتے تھے گویا خدا پرست
اور بت پرست ۔ گاؤ خور اور گاؤ کا پرستار ایک
ہی ملت کے فراد تھے ۔"
(بعنوان "حقیقت حال" بحوالہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۔
۲۱ ستمبر ۱۹۷۹ء، صفحہ آخر)

ان مضامین کے آئینہ میں محمود حسن صاحب کی شکل بغور و خوض ملاحظہ فرمائیں جو گاندھی کے خاص منظور نظر بھی تھے محمود حسن کی تحریک خلافت کو سمجھنے کے لئے یہ مختصر بیان کافی ہے ۔ مزید برآں منشی تاج الدین صاحب احمد تاج فرماتے ہیں :

"آہ! ابوالکلام آزاد، محمود حسن اور اجمل خاں فسادات بہار کے روح فرسا و جانگداز اور جسم و جاں میں سنسنی ڈال دینے والے واقعات کو اس طرح عمداً اور جان بوجھ کر نظر انداز کر گئے ہیں کہ جس طرح کسی دنیا میں یہ واقعات ہوئے ہی نہیں ۔ ایسی بے حیائی پالیسی بے غیرتی اور ایسی بے حمیتی کا بھی کوئی ٹھکانا ہے فسادات بہار کے مفصل حالات اگر لکھے جائیں تو اس داستان ظلم و ستم کے لئے کئی ہزار صفحات چاہئیں چونکہ حکیم صاحب نے نہایت مکاری اور دھوکہ بازی سے

کام لیا ہے ۔ اس لئے انشاء اللہ عنقریب ہندوؤں
کے مظالم کے نام سے فسادات بہار کے مفصل
حالات رسالوں کی صورت میں چھاپ کر
ہندوستان میں عام طور پر شائع کئے جائیں گے تاکہ
ہندوؤں کے ناپاک منصوبے اور مظالم اور
مسلمان لیڈروں کی ناعاقبت اندیشیوں سے بھولے
بھالے اور ناواقف مسلمان واقف ہو جائیں لیکن
فی الحال مجملاً بتانا چاہتا ہوں کہ علاقہ بہار میں
ہندوؤں نے محض قربانی گاؤ کو روکنے یعنی
مسلمانوں کے ایک مذہبی اور دینی شعار کو قطعاً بند
کرنے کیلئے ہزارہا کی تعداد میں اور لشکروں کی
صورت میں مجتمع ہوکر اور ہر طرح کے اسلحہ جات
سے مسلح ہوکر اور گھوڑوں اور ہاتھیوں پر سوار ہوکر،
ہزارہا مسلمانوں کو زخمی اور قتل کیا، ایک نہیں دو
نہیں مسلمانوں کے ایک سو چالیس (۱۴۰) گاؤں
اور دو ہزار سات سو مکانات اس بیدردی کے ساتھ
لوٹے کہ جن کی تفصیل سے کلیجہ منہ کو آتا ہے،
مسلمانوں کے مکانات کا لوٹا ہوا مال ظالم
ہندو ہاتھیوں پر لاد کر لے گئے، مسلمانوں کی لاکھوں

روپے کی جائیداد آپ کے ہندو دوست کئی دن
تک لوٹتے رہے، مسلمانوں کے لاتعداد مکانات کو
آگ لگاکر خاک سیاہ کردیا، اگر کسی غریب
مسلمان نے ڈر کے مارے اپنے برتن کسی کنویں
میں پھینک دیئے تو آپ کے ہندو دوستوں نے
پتہ لگاکر وہاں سے بھی نکال لئے، آپ کے ہندو
دوستوں نے مسلمانوں کی کئی زندہ گائیں جلادیں۔
آپ کے ہندو دوستوں نے لاتعداد مسلمان
عورتوں اور لڑکیوں کی عصمت دری کی۔ آپ
کے ہندو دوستوں نے مسلمانوں کی پانچ عالیشان
مسجدیں شہید کردیں اور باقی تمام علاقے میں کوئی
ایسی مسجد نہ چھوڑی کہ جس کی بے حرمتی نہ کی گئی
اور اس کو جگہ جگہ سے منہدم نہ کیا گیا ہو آپ
کے ہندو دوستوں نے مسلمانوں کے قرآن مجید
پھاڑ پھاڑ کر ایسے پرزے اڑائے کہ مسلمانوں کے
پاس پڑھنے کے لئے قرآن شریف کا ایک نسخہ بھی
نہ رہا جس پر ان مظلوموں نے غیر علاقے کے
مسلمانوں سے درخواست کی کہ ہمیں پڑھنے کیلئے
قرآن مجید بھیجے جائیں آپ کے ہندو دوستوں نے

پندرہ ہزار مسلمانوں کو خانماں برباد کر دیا جن کے پاس سر چھپانے کو جگہ نہ رہی اور یہ خانماں برباد مسلمان کھیتوں میں چھپتے چھپاتے دن رات مختلف مقامات میں بھاگتے پھرے اور کئی کئی دن تک بچے بوڑھے اور عورتیں فاقہ کرتی رہیں۔"

(ہندوؤں سے ترک موالات۔ ص ۵۔۶)

پھر منشی تاج الدین صاحب احمد تاج فرماتے ہیں:

"مناسب تو یہ تھا کہ ان مظالم بہار کے بعد ہی آپ کے ہندو دوست مسلمانوں پر رحم فرماتے لیکن نہیں انہوں نے دوسرے سال ہی بقرعید کے موقع پر کٹارپور میں مسلمانوں پر وہ ظلم کیے کہ جنہیں سن سن کر جگر شق ہوتا ہے اور دل خون کے آنسو روتا ہے۔ ایک نہیں دو نہیں قریباً تیس (۳۰) مسلمانوں کو زندہ آگ میں جلا دیا گیا اور پھر مٹی کا تیل ڈال کر جلایا گیا، مسلمان عورتوں کی عصمت دری کی گئی، مسجدوں کی بے حرمتی کی گئی، قرآن شریف کے ساتھ ناپاک سلوک کیا گیا۔ یہ ہیں آپ کے رحمدل اور سوراج کے طالب ہندوؤں

کے کارنامے ۔"

(ہندوؤں سے ترک موالات ۔ ص ۸)

مولوی محمود حسن صاحب کی ساری زندگی کی خدمات کے یہ ثمرات ہیں جو مسلمانوں کے لئے عذاب شدید بن کر قتل و غارت گری اور لوٹ مار کرانا، مساجد کو شہید، قرآن کریم کو چاک چاک کر کے پرزہ پرزہ کرانا، ہزارہا مکانات کو جلانا، مسلمانوں کو دربدر کر کے پھراتا رہا۔ پھر بھی ڈاکٹر خالد محمود کا محسن، دین کا خیر خواہ اور مسلمانوں کا خدمتگار کہلاتا رہا ہے ان مسلمانوں سے مراد وہی مسلمان ہیں جن کے بارے میں تاج الدین احمد تاج صاحب فرماتے ہیں:

> "مسٹر خدا بخش ایم اے جو ایک تعلیم یافتہ مسلمان ہیں اور کئی کتابیں لکھ چکے ہیں اپنی ایک کتاب میں قرآن مجید کی بابت لکھتے ہیں کہ "وہ رسول پاک کی محض ایک ڈائری ہے جس میں جو جو باتیں ان کی طبیعت میں آتی گئی ہیں وہ درج کرتے گئے ہیں۔" ایک اور تعلیم یافتہ لیڈر سید امیر علی اپنی تصنیف سپرٹ آف اسلام میں لکھتے ہیں کہ: "قرآن میں فرشتوں کا جو ذکر ہے وہ محض حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا وہم اور شاعرانہ نازک خیالی تھی ورنہ فرشتے

درحقیقت کوئی چیز نہیں۔" وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ "محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ایک بڑی غلطی یہ کی کہ جب قریشیوں نے ان سے کہا تھا کہ تم ہمارے تینوں دیوتاؤں کو مان لو تو ہم تمہارے خدا کو مانیں گے تو انہوں نے کچھ عرصہ کے لئے مان لیا۔" وہ لکھتے ہیں کہ "حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے قانون نیم وحشی عربوں کے لئے اچھے تھے میں بھی مانتاہوں کہ حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تعلیم نے عرب کے وحشیوں کی حالت کو بہت سدھارا تھا مگر اب وہ بعید از وقت ہیں اور آج کل کے سائنس کے معاملہ میں اس کی گنجائش نہیں۔" اس طرح سید امیر علی آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پردہ سسٹم کے مخالف ہیں اور کثرت ازدواج کے مسئلہ کو زناکاری خیال کرتے ہیں۔ صوفی فرقہ کے آدمی ہماری مانند "ادم ادم" کی بجائے اللہ اللہ کرکے پرنام کرتے ہیں۔ مظہرالحق جو مسلمانوں کے ایک سربرآوردہ لیڈر ہیں، انہوں نے اپنی تقریر میں گوشت کو انسانوں کی قدرتی خوراک نہیں بتلایا

اور ایک اور لیڈر مسٹر یوسف علی ایم اے نے
ابھی دہلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ: "اے
مسلمانو! اگر تم اپنی زندگیوں میں پاکیزگی چاہتے
ہو تو رامائن، مہابھارت اور گیتا کا پاٹھ کرو"۔
غرضیکہ اسلام بھی اب ایک زمانہ ماضی کا مذہب
ہوگیا اور نئے تعلیم یافتہ لوگوں کو تسلی نہیں دے
سکتا۔ اس کے آخر میں آپ نے فرمایا "ویدک
دھرم تمام دنیا کی مشکلات کو حل کر سکتا ہے اور
اس کا پرچار کر کے ہم دنیا میں سوراجیہ ہی نہیں
بلکہ چکرورتی راج حاصل کر سکتے ہیں۔"

(ہندوؤں سے ترک موالات۔ ص ۱۶۔ بحوالہ از اخبار بندے
ماترم لاہور۔ ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء)

ڈاکٹر خالد محمود کی مسلمانوں سے مراد اس قسم کے مسلمان کہلانے والے اصحاب واشخاص ہیں جن کے امام ومقتدا مولوی محمود حسن صاحب ہیں انکی تحریک خلافت کے ثمرات کتاب مستطاب ہندوؤں سے ترک موالات میں اجمالاً مسطور ومذکور ہیں جو چاہے ملاحظہ فرمائے:

مولوی محمود حسن کی قرآن فہمی

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وذا النون اذ ذهب مغاضبا فظن ان
لن نقدر عليه (الانبياء: ۸۷)

محمود حسن اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں:

"اور مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کو
جب چلا غصہ ہو کر، پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں
گے اس کو۔"
(ترجمہ محمود حسن تاج کمپنی نمبر ۱۔۹۷۔ ص ۴۲)

اس ترجمہ میں اللہ عزوجل کے کلام معجز نظام کی ترجمانی اس طرح کی کہ یونس علیہ السلام نے سمجھا کہ ہم (اللہ تعالیٰ عزوجل) اس کو پکڑ نہ سکیں گے۔ ایک یہ اللہ عزوجل کی قدرت کاملہ کا انکار اور عجز و مجبوری کا اقرار ہے۔ دوم یونس علیہ الصلوۃ والسلام پر کذب و بہتان ہے کہ نبی تو بہر نوع معصوم ہوتا ہے ان کا سمجھنا تو بڑی بات وہ تو وہم بھی نہیں کرسکتے کہ اللہ عزوجل ان کو پکڑ نہیں سکے گا۔ (معاذاللہ، استغفراللہ) حالانکہ اس آیت مبارکہ کا ترجمہ یہ ہے:

"اور ذوالنون کو (یادکرو) جب چلا
غصہ میں بھرا تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ

کریں گے۔" (کنز الایمان)

محمود حسن نے "نقدر" کا ترجمہ کیا کہ ہم پکڑ نہ سکیں گے "نقدر" متکلم قدر سے ہے اور قدر کا معنی تنگی یا تنگ کرنے کے ہیں جیسے دوسری جگہ ارشاد فرمایا جاتا ہے:

اللّٰه یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر

(سورہ الرعد: ۲۶) اللہ جس کے لئے چاہے روزی کشادہ اور تنگ کرتا ہے۔"

یقدر بھی قدر سے ہے معلوم ہوا قدر کا معنی تنگ کرنا ہے۔

دوم اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان المنفقین یخدعون اللّٰه وھو خادعھم (النساء: ۱۴۲)

محمود حسن اس کا ترجمہ کرتے ہیں:

"البتہ منافق دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی (اللہ) ان کو دغا دے گا۔"

(ترجمہ محمود حسن تاج کمپنی نمبر ۱۔ ۱۲۰)

یہاں اللہ عزوجل کو جو سبوح و قدوس ہے اس کے متعلق لکھا، وہی ان کو دغا دے گا۔ اللہ عزوجل کو دغا دینے والا کہنا کتنا بڑا ظلم ہے۔ اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:

" بیشک منافق اپنے گمان میں اللہ کو

فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی (اللہ) انہیں غافل
کرکے مارے گا۔" (کنزالایمان)

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اذا استیس الرسل وظنوا انھم
قد کذبوا (سورہ یوسف: ۱۱۰)

مولوی محمود حسن ترجمہ کرتے ہیں:

"یہاں تک کہ جب نا امید ہونے لگے
رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا
گیا تھا۔"
(تاج کمپنی نمبر ۱۔ ۶۷)

رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جانب اللہ عزوجل سے ناامید ہونا اور اللہ کے فرمان کو جھوٹ جاننا کتنا بڑا ظلم و کفر ہے یہ محمود حسن کا ایمان ہے۔

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسکا ترجمہ کرتے ہیں:۔

"یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری
اسباب امید نہ رہی اور لوگ سمجھے کہ رسولوں نے
غلط کہا تھا۔"
(کنزالایمان)

تفسیر مدارک میں ہے کہ قوموں نے گمان کیا کہ رسولوں نے

انہیں جو عذاب کے وعدے دیے تھے وہ پورے ہونے والے نہیں اور محمود حسن نے اس کو رسولوں کی جانب منسوب کردیا۔

محمود حسن صاحب کا دین

ڈاکٹر خالد محمود اور تمام دیوبندیوں کے شیخ الہند محمود حسن نے رشید احمد گنگوہی کے انتقال پر ایک طویل مرثیہ قلم بند فرمایا جس کے بعض اشعار ان کے دین کا آئینہ دار ہیں۔ رشید احمد گنگوہی کے بارے میں فرماتے ہیں:

ص خدا ان کا مربی تھا وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بے شک شیخ ربانی

(مرثیہ محمود حسن ص ۹، کتبخانہ رحیمیہ دیوبند)

محمود حسن صاحب رشید احمد گنگوہی کو مربی خلائق فرما رہے ہیں ہم خالد محمود کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب کے ترجمہ قرآن مجید سے اس کا مطلب نقل کرتے ہیں:

" الحمد للّٰہ رب العٰلمین "

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کولائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے۔"

(ترجمہ اشرف علی۔ تاج کمپنی۔ ۶۲)

عالم بمعنی خلق اور خلق کی جمع خلائق مطلب یہ ہوا کہ محمود

حسن کے دین میں رشید احمد گنگوہی رب العلمین ہیں۔ نیز محمود حسن صاحب فرماتے ہیں:

ص مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

(مرثیہ محمود حسن۔ ص ۲۲۔ کتبخانہ رحیمیہ دیوبند)

دیوبندیوں کے شیخ الہند حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے بتا رہے ہیں ہمارے آقا گنگوہی وہ ہیں جنھوں نے مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا۔ اے ابن مریم اس مسیحائی کو ملاحظہ فرمائیں آپ نے تو صرف مردے ہی زندہ کئے ہیں یہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر طعن اور فضیلت دینا ہے۔ (معاذاللہ)

نیز لکھتے ہیں:

ص قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

(مرثیہ محمود حسن۔ ص ۱۱۔ کتبخانہ رحیمیہ دیوبند)

گنگوہی کے کالے کلوٹے بندے یوسف ثانی ہیں تو گورے اور خوبصورت بندے یقیناً حضرت یوسف علیہ السلام سے بہتر اور اعلیٰ ہوں گے۔ جس کے بندے (معاذاللہ) یوسف علیہ السلام سے بہتر اور افضل ہوں اس کی شان کا عالم کیا ہو گا۔

نیز فرماتے ہیں:

ص پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق شوق عرفانی

(مرثیہ ص ۱۰۔ کتبخانہ رحیمیہ دیوبند)

معلوم ہوا کہ محمود حسن کے دین میں گنگوہ کعبہ معظمہ سے افضل و اعلیٰ ہے کہ ذوق عرفان والے کعبہ میں گنگوہ کا راستہ تلاش کر رہے ہیں۔

اور فرماتے ہیں:

ص تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہہ
کہوں ہوں بار بار ارنی میری دیکھی بھی نادانی

(مرثیہ۔ ص ۱۸)

یہ تشبیہہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پر تشریف لے جانے اور اپنے رب عزوجل سے رب ارنی عرض کرنے سے گویا رشید احمد کی قبر کو طور اور خود کو کلیم سے تشبیہہ دے کر ارنی ارنی فرما رہے ہیں تو رشید احمد گنگوہی کو کیا جانا؟

اس قسم کے اشعار مرثیہ گنگوہی میں متعدد موجود صرف بطور نمونہ چند اشعار پر اکتفا کیا گیا یہ دیوبندی دھرم کی خصوصیات ہیں جو ڈاکٹر خالد محمود کے نامدار آقاؤں سے مذکور ہیں۔ اللہ عزوجل شرف قبولیت عطا فرمائے اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے، رشد و ہدایت کا سبب بنائے آمین۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع
العليم وتب علینا انك انت التواب الرحيم
وصلى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه ونور عرشه
وزينة فرشه سيدنا وسيلتنا ومولنا محمد
واله واصحابه وبارك وسلم ابدا۔

سگ بارگاہ رضا ابوالرضا محمد عبدالوہاب خان القادری الرضوی غفرلہ
چہار شنبہ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ ۔ ۵ جون ۱۹۹۶ء

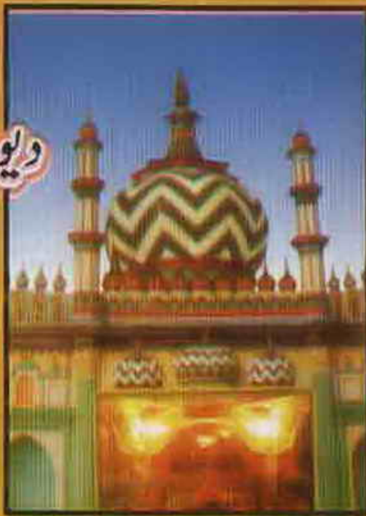
فہرستِ مضامین

کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار　　اعداء سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

صداقت دین کا نشان امام احمد رضا خان

المعروف

دیوبندی پمفلٹ کا جواب



مصنف

مفتی محمد عبدالوہاب خان القادری الرضوی

ناشر

بزمِ اعلیحضرت امام احمد رضا　ملیر سعود آباد

مکتبۂ رضا　CA-17 الفلاح ہاؤسنگ سوسائٹی، شاہ فیصل کالونی، کراچی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

صداقت دین کا نشان امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حمد وصلوۃ کے بعد کمال بصد ادب معروض کہ دیوبندیوں کی جانب سے جاری کردہ پمفلٹ بدست محمد اعظم قادری صدر انجمن شمشیر مصطفیٰ ﷺ ڈرگ کالونی موصول ہوا۔ جو کہ ایک قرطاس (کاغذ) پر از خیانت و مجموعہ حماقت و جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کا جواب لکھنے کا حکم دیا گیا چنانچہ حسب الارشاد بعونہ تعالیٰ اس کے جواب پر قلم اٹھایا۔

قرطاس موجب افتراق وباعث فساد کا عنوان یہ ہے۔ گستاخان رسول ﷺ کون ؟

مؤلف علامہ سعید احمد قادری مؤلف رضاخانی مذہب۔

بریلوی مولویوں کا اصلی روپ جس سے سادہ لوح مسلمان بے خبر ہیں۔

بریلوی ملاؤں کے کلمے :

گستاخی نمبر ا...... (۱) لاالہ الا اللہ چشتی رسول اللہ (فوائد فریدیہ ص ۸۳)

(۲) لاالہ الا اللہ محکم دین رسول اللہ (تذکرہ غوثیہ ص ۱۱۰)

(۳) لاالہ الا اللہ معین الدین رسول اللہ (انوار خواجہ صفحہ نمبر غائب)

(۴) لاالہ الا اللہ شبلی رسول اللہ (تذکرہ غوثیہ ص ۳۲۲۔ قرطاس (پرچہ) صفحہ اول)۔

الجواب۔ بعونہ علیم ووھاب نمبر ا۔

تعجب تو اس امر کا ہے کہ ناشر خائن نے مؤلف کا نام و پتہ بتایا مگر ناشر سارق وفارق نے اپنا نام چھپایا اور پتہ بھی نہ بتایا تا کہ کوئی گریبان نہ پکڑ سکے حقیقت یہ ہے کہ چوروں کا ہمیشہ سے یہی

داب رہا ہے کہ اپنا نام ونشان چھپاتے ہیں۔

نمبر ۲۔ مؤلف کا نام علامہ سعید احمد قادری رضاخانی مذہب یعنی بریلوی مذہب کا پیرو اور بریلوی مذہب وہابیہ دیابنہ کے نزدیک امام احمد رضاخاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کا نام ہے۔

نمبر ۳۔ اس سے ظاہر ہے کہ مولف پہلے دیوبندی مذہب کا پرچارک تھا جب اس پرباب الہدایت واہوا تو اس مذہب مطرود دیوبندی نامسعود کو ترک کیا مذہب مہذب اہلسنت جس کو بریلوی کہتے ہیں بصد ادب واحترام قبول کیا جسے ناشر سارق نے رضاخانی مذہب تحریر کیا۔

نمبر ۴۔ علامہ سعید احمد صاحب جن کو مؤلف قرار دیا حمدہ تعالیٰ بقید حیات مہتہ جھیڈو تحصیل چشتیاں ضلع بھاول نگر میں رہائش پزیر ہیں ان کو چھوڑ کر دوسروں سے بھیک مانگنا عجیب ہے۔

نمبر ۵۔ ناشر خائن پر لازم تھا کہ علامہ سعید احمد صاحب قادری کی خدمت میں سوال کرتا اور اپنی اصلاح خاطر کی بھیک مانگتا یقیناً جواب باصواب پاتا۔

نمبر ۶۔ البتہ ان کی خدمت میں یہ سوال کرنے میں حق بجانب تھا کہ پہلے آپ دیوبندی مذہب پر شیدا اور عقائد دیابنہ پر فریفتہ تھے پھر وہ اسباب بیان کیجئے جن کی بناپر اس مذہب نا مہذب دیوبندی کو مطرود ٹھہرایا اور مذہب مہذب اہلسنت کو قبول فرما کر امام احمد رضاخاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامن کرم میں پناہ لی اور دیوبندی مذہب پر لعنت بھیج کر اس عذاب سے جان چھڑالی؟

نمبر ۷۔ مولنا سعید احمد صاحب مذہب اہلسنت (بریلوی) کی حقانیت اور صداقت کی دلیل اور دیوبندی مذہب کا بطلان دلائل نقلیہ وعقلیہ سے ثبوت دیجئے تاکہ آپ کو دیوبندی مذہب کا مردود ٹھہرانا اور بریلوی مذہب کا مقبول ہونے کی دلیل پیش کیجئے۔

نمبر ۸۔ مؤلف کے حضور لب کشائی اور خامہ فرسائی کے بجائے مسلمانوں کو دھوکہ دے کر گمراہ کرنے کی سعی مذموم کرنا یہی تو ابلیس لعین کا کام ہے۔

کلمے اور گستاخی:

سیدی خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدی ابو بکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اولیاء کاملین سے ہیں ان پر گستاخ رسول ﷺ کا مجرم ٹھہرا کر (معاذ اللہ) کا فر ثابت کرنا کیسی صریح دشنام طرازی اور بہتان تراشی ہے نیز اس ملعون فرقہ وہابیہ دیابنہ کے علاوہ ان کے ہم اثر علماء راسخین و مقتیان معتمدین اور اولیاء کاملین سے جس نے ان حضرات مذکورہ پر کوئی فتویٰ جاری کیا یا گرفت فرمائی ان کے اسمائے گرامی پیش کیجئے مابعد صدیاں گزریں کسی عالم دین نے کوئی محاسبہ فرمایا؟ غور طلب یہ امر ہے کہ اولیاء اکرام کو گستاخ رسول ﷺ کہنا اور کافر سمجھنے والا کیسا شقی ملعون ہوگا جبکہ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ مولوی مرتضیٰ حسن ناظم تعلیمات و ناظم شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں "مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے" (اشد العذاب ص ۲) اور لکھتے ہیں کسی مسلمان کو اقرار توحید و رسالت وغیرہ عقائد اسلامیہ کیوجہ سے کافر کہنا کفر ہے کیونکہ اس نے اسلام کو کفر بتایا (اشد العذاب ص ۹) یہ تمہارے گھر کی شہادت اور تازیانہ ہے فاعتبرو ایا اولو الالباب۔

بریلوی ملاؤ کے کلمے:

ناشر لکھتا ہے "لاالہ الا اللہ چشتی رسول اللہ اور لاالہ الا اللہ شبلی رسول اللہ" وغیرہ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ سبحان اللہ ثم سبحان اللہ وحمدہ "سیدی خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدی ابو بکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بریلوی تھے اور بریلویوں کے مخالف اور دشمن دیوبندی وہابی وغیرہ ہیں عالم اسلام میں ان حضرات اولیاء اکرام کی شان عالی اظہر من الشمس ہے اور بریلوی مذہب سے مراد اعلحضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک اور مذہب معروف و مشہور ہے پس یہی صداقت دین کی دلیل ہے۔

تاریخ وصال:

سیدی ابو بکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال شریف ۳۳۴ھ اور سیدی خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۶۲۷ھ اور اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال شریف ۱۳۴۰ھ ہے۔

چوتھی صدی اور ساتویں صدی کے حضرات اولیاء اکرام چودھویں صدی ھجری والے کی امامت اور مسلک کی پیروی خلاف عقل و دانش ہے جو پاگل علم و فہم سے عاری وہی اس کے قائل و فائل ہیں یہی ان کا جنون خالص ہے۔

اللہ اکبر

سبحان اللہ کیا شان کبریائی ہے کہ دشمنان دین و اعدائے مسلمین بعجز کمال لکھتا ہے اور بڑی شدومد سے اعتراف کرتا ہے کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیاء عظام و صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے مذہب اور مسلک پر تھے چنانچہ آفتاب نصف النہار کی مانند ظاہر اور واضح ہو گیا کہ صداقت دین کا نشان امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس پر جتنا بھی فخر اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا جائے کم ہے۔

کتاب تذکرہ غوثیہ کی حقیقت اور اس کا تعارف

حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب "تذکرہ غوثیہ" دیوبندی فریب کا شاہکار ہے کتاب کا نام دیکھ کر ہر مومن کا ذہن سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب مائل ہو جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اس کتاب میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ہو گا مگر اہل فہم جب اس کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کو دیوبندیت کے جال میں شکار کو پھانسنے کے پھندے نظر آتے ہیں مگر سیدھے سادھے بے علم لوگ دیوبندیت کا شکار ہو جاتے ہیں اور دین و ایمان کو گنواتے ہیں گویا شراب کی بوتل پر گلاب کا لیبل لگا کر مسلمانوں کو گمراہ بنانے کی یہ شاطرانہ چال ہے۔

متولف کتاب :

اس کتاب تذکرہ غوثیہ کا مؤلف کوئی مولوی گل حسن ہے جس نے اس
کتاب میں کسی وہابی مسمّی غوث علی شاہ کی حکایات وروایات نقل کی ہیں غوث علی شاہ کی پیدائش
ماہ رمضان المبارک ۱۲۱۹ھ ہے الخ (تذکرہ غوثیہ ص د) اور مولوی اسماعیل دہلوی جس نے وہابیت
کی ہندوستان میں بنیاد رکھی اس کی تاریخ پیدائش ۱۱۹۲ھ اور ۱۲۴۶ھ میں سرحدی پٹھانوں
کے ہاتھ مارا گیا یہ دور وہابیت کی ترویج کا معروف دور ہے مولوی غوث علی شاہ نے والدہ سے
بسم اللہ اور پھر پنڈت رام سنہی سے پڑھا چنانچہ گل حسن صاحب لکھتے ہیں "ایک روز ارشاد ہوا
کہ جب ہم چار برس چار مہینے کے ہوئے تو بڑی والدہ نے بسم اللہ پڑھا کر قرآن شریف شروع
کرایا اور پنڈت رام سنہی صاحب جو پدر رضاعی تھے نرنکار کا نام لے کر شاستر کا آدنبھ کیا (تذکرہ
غوثیہ ص ۱۶) یہ غوث علی شاہ کا اپنا ذاتی فرمان ہے جس نے نرنکار کا نام لے کر (معاذ اللہ) آدنبھ
کیا وہ کیسا مسلمان ہوگا پھر فرماتے ہیں "بعد چند مدت کے ہمارے والد ماجد نے اپنے پاس دہلی
میں بلالیا یہاں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے ایک سبق کافیہ کا مولوی شاہ اسحاق صاحب سے
اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے حدیث شریف پڑھی"
(تذکرہ غوثیہ ص ۱۶)

گل حسن صاحب لکھتے ہیں "ایک روز (غوث علی شاہ کا) ارشاد ہوا جب
ہم جوالا پور سے چل کر ہر دوار پہنچے تو سرون ناتھ جی سے ملاقات ہوئی
نہایت خاطر مدارت کی اور اپنے مکان میں ٹھہرایا دونوں وقت عمدہ کھانا
کھلایا جب پربی کا وقت آیا تو ہم نے دھوتی باندھ قشقہ لگا کر کنڈل ہاتھ
میں لے کر ہر کی پیڑی پر جا موجود ہوئے ایک ہندو نے پوچھا تم کون ہو
ہم نے کہا برہمن (تذکرہ غوثیہ ص د ۴) ایسا شخص مسلمان ہو سکتا ہے ؟ اس
طرح کتاب میں بہت سی کفریات موجود ہیں۔

عقائد :

مولوی گل حسن، مولوی غوث علی شاہ کے عقائد تحریر فرماتے ہیں جن میں چند یہ ہیں۔

(۱)قل انما انابشر مثلکم یو حی الیَّ انما الھکم الہ واحد۔ تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب ہے۔(تذکرہ غوثیہ ص ۱۳۴)اور لکھتے ہیں"ومن یدع مع اللہ الٰھا اخرلا برھان لہ بہ۔اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم جس کی سند نہیں اس کے پاس۔فلا تدع مع اللہ الٰھا اخر فتکون من المعذبین سومت پکار اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم پھر پڑے تو عذاب میں۔

(تذکرہ غوثیہ ص ۱۳۴)

بطور نمونہ یہ آیات نقل کردی گئیں جس سے واضح ہے کہ ان کا عقیدہ وہابی عقیدہ ہے قرآن کریم کا مفہوم بدل دینا ان کا دینی شعار ہے۔

خیانت

نمبر ا......قل انما انا بشر مثلکم یو حی الیَّ الخ(الکہف آیت ۱۱۰)ترجمہ رضویہ۔ تم فرماؤں ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔

نمبر ۲......ومن یدع مع اللہ الخ(المؤمنون آیت ۱۱۷)اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو پوجے جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں(ترجمہ رضویہ)۔

نمبر ۳......فلا تدع مع اللہ الٰھا اخر فتکون من المعذبین(الشعراء آیت ۲۱۳)تو تو اللہ کے سوا دوسرا خدا نہ پوج کہ تجھ پر عذاب ہوگا(ترجمہ رضویہ)۔

نمبر ۴......دیوبندی وہابی مذہب میں سید المرسلین محبوب رب العالمین خلیفۃ اللہ الاعظم ﷺ (معاذاللہ)دیوبندیوں جیسے ایک آدمی ہیں۔

نمبر ۵......یدع جس کے(معنی)عبادت ہیں اس کا ترجمہ پکارے کیا۔

نمبر ۶......الٰہا یعنی معبود کا ترجمہ حاکم تحریر کیا حالانکہ قرآن کریم میں احکم الحاکمین فرمایا جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم بہت سے ہیں اور حاکم بامعنی معبود نہیں ہو سکتا وہابیہ کے نزدیک اللہ کے ساتھ کسی کو پکارنا شرک ہے جیسا کے گزرا تو وہابیہ دیابنہ پہ پر لازم ہے کہ کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت میں اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ لگانا چھوڑ دیں نیز اذان میں اقامت میں اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ پکارنا چھوڑ دیں کوئی دوسرا کلمہ جدید اپنے لئے بنائیں کہ جو رسول کے پکارنے سے ان کو بچائے اس کے باوجود بھی قراۃ کرتے ہوئے قرآن میں انبیاء اکرام علیہم الصلوۃ والسلام کا پکارنا جیسے یا آدم، یاموسیٰ وغیرہ پھر قرآن کریم کو بھی چھوڑنا لازم آئے گا ورنہ وہابی مشرک کہلائیگا۔

کفر خالص :

یہی غوث علی شاہ فرماتے ہیں "صبح و شام نبی علیہ السلام پر درود بھیجے اور ان کی آل و اصحاب کی خیر منائے اور اگر ہندو ہو تو رام و کرشن کی ارتھی کرے دیوتاؤں کے نام کی مالا جپے (تذکرہ غوثیہ ص ۲۲۶) شرعاً رسوم کفریہ کی اجازت دینا بھی کفر ہے مگر غوث علی شاہ رام کرشن اور دیوتاؤں کی عبادت کا حکم فرما رہے ہیں یہ قطعاً کفر ہے مذکور اور تذکرہ نگار کا دین ان عبارات خبیثہ سے ظاہر ہو جاتا ہے۔

خبث باطنی :

مولوی گل حسن لکھتے ہیں "ایک روز (غوث علی شاہ کا) ارشاد ہوا کہ حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ کی خدمت میں دو شخص بارادہ بیعت حاضر ہوئے ان میں ایک کو فرمایا کہ کہو لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ اس نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ آپ نے بھی یہی کلمہ پڑھا اس نے پوچھا آپ نے لاحول کیوں پڑھی کہ ایسے بے شرح کے پاس مرید ہونے آیا

آپ نے فرمایا کہ ہم نے اس لیے پڑھی کے ایسے جاہل کے سامنے راز کی بات کہدی اس کے بعد دوسرے شخص کو بلایا اور وہی فرمایا کہ کہو لاالہ الا اللہ شبلی رسول اللہ اس نے جواب دیا کہ حضرت میں تو آپ کو کچھ اور ہی سمجھ کے آیا تھا آپ تو ورے ہی گر پڑے رسالت پر ہی قناعت کی۔

(تذکرہ غوثیہ ص ۲۸۹)

یہ ہیں دیوبندی وہابی خباثت کے ثمرات نہ اولیاء اکرام رضوان اللہ تعالی علیہم پر بھر پور غلیظ حملوں سے باز نہیں آتے مسلمانوں یاد رکھو شراب کی بوتل سے شراب ہی بر آمد ہوگی اس سے گلاب کی توقع نہ رکھو۔

حقیقت واقعہ:

حضور سیدی سلطان مشائخ نظام الحق والشرع والدین نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالی عنہ بیان فرماتے ہیں کہ "حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں ایک شخص مرید ہونے کے واسطے حاضر ہوا شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شرط سے تجھ کو مرید کرتا ہوں کہ جو کچھ میں ارشاد فرماؤں تو اس کو بجالائے اس نے قبول کیا شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالی نے فرمایا کہ کلمہ کس طرح پڑھتے ہو اس نے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا آپ نے فرمایا اس طرح پڑھو لاالہ الا اللہ شبلی رسول اللہ جو کہ یہ شخص عقیدہ میں راسخ تھا فوراً پڑھنے لگا لاالہ الا اللہ شبلی رسول اللہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالی فوراً رو پڑے اور ارشاد فرمایا کہ میں کون ہوں آنحضرت ﷺ کے غلام سے خود کو منسوب کرنا بے ادبی سمجھتا ہوں چہ جائیکہ ان کی برابری کا دعوی کروں یہ امر صرف تیری حسن عقیدت کے دریافت کے واسطے کیا تھا" (فوائد الفوائد مجموعہ ملفوظات سلطان المشائخ حضرت نظام اولیاء محبوب الٰہی دہلوی ص ۳۶۰ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی) یہ نفس حکایت شیخ المشائخ اور دیوبندی روایت پر از خباثت کا فرق ملاحظہ فرمائیں اسی پر چشتی رسول اللہ وغیرہ کو قیاس فرمائیں۔

گستاخی نمبر ۲

بریلویوں کا خدا شادی شدہ ہے، بیوی کا نام موسیٰ سہاگ ہے۔ امام نے تکبیر تحریمہ کہی اللہ اکبر سنتے ہی ان کی موسیٰ سہاگ کی حالت بدلی فرمایا اللہ اکبر میرا خاوند حی لا یموت ہے کبھی نہ مرے گا اور یہ مجھے بیوہ کئے دیتے ہیں حضرت موسیٰ سہاگ نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر فرمایا مینہ (بارش) بھیجئے یا اپنا سہاگ واپس لیجئے سہاگن بیوی کا یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح اُمڈیں اور جل تھل ہو گیا (ملفوظات دوم ۹۴)۔

الجواب:

۔ دیوبندیوں کی گستاخی اور کفر بھازی بے حد و بے مثال ہے ایسا افترا کفر بھرا کافر کہتے بھی شرمائے مگر ان کو شرم نہ آئے اصل عبارت یہ کہ کسی شخص نے امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اعرض کیا "حضور مجذوب کی کیا پہچان ہے ارشاد مجذوب کی یہ پہچان ہے کے شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ مشہور مجاذیب سے تھے احمد آباد میں مزار شریف میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں زنانہ وضع رکھتے تھے ایک بار قحط شدید پڑا بادشاہ و قاضی و اکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کے لئے گئے انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعا کے قابل ہوں جب لوگوں کی آہ وزاری حد سے گزری ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور اسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا مینہ بھیجئے یا اپنا سہاگ لیجئے یہ کہنا تھا کے گھٹائیں پہاڑ کی طرح اُمڈیں اور جل تھل بھر دیئے۔ ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جا رہے تھے ادھر سے قاضی شہر مسجد کو جاتے تھے آئے انھیں دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے مردانہ لباس پہنئے اور نماز کو چلئے اس پر انکار و مقابلہ نہ کیا چوڑیاں اور زیور اور زنانہ لباس اتارا اور مسجد کو ساتھ ہو لئے اور خطبہ سنا جب جماعت قائم ہوئی اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی فرمایا اللہ اکبر میرا خاوند حی

لایموت ہے کہ کبھی نہ مرے گا اور یہ مجھے بیوہ کئے دیتے ہیں اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی سرخ لباس تھا اور وہی چوڑیاں۔ اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار پر بعض مجاوروں کو دیکھا کے اب تک بالیاں کڑے جوشن پہنتے ہیں یہ گمراہی ہے صوفی صاحب تحقیق اور ان کا مقلد زندیق (ملفوضات حصہ دوم ص ۸۰-۸۱)۔

دیوبندی گستاخ کافر ساز لکھتا ہے "بیوی کا نام موئی ساگ اور ساگن بیوی کا یہ کہنا تھا کیسا ظلم شدید اور کفر عنید ہے جس کا ملفوظات شریف میں تصور بھی نہیں موئی ساگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حالت جذب میں فرماتے ہیں یہ علم وحواس کے ساتھ بہتان لگاتے ہیں پھر اس کو گستاخی قرار دیکر بریلویوں پر بہتان لعین لگاتے ہیں امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو حکایت نقل فرمائی اگر ان کے اندر کوئی جرات اور مردانگی تھی تو اس حکایت کو موضوع من گھڑت ثابت کرتے مگر بے حیا باش ہر خواہی کن۔ ان لوگوں کو اللہ کے محبوبوں سے عداوت عظیم ہے جس کی آتش غیظ کا یہ دھواں نکل رہا کیا نہ دیکھا کہ ان ہی کے مرشد آقا غوث علی شاہ حکایت بیان کرتے ہیں۔

حکایت:

"حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک بار جلوت میں سبحانی ما اعظم شانی کہا مریدوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا ہے فرمایا کہ اب کے بار ایسا سنو تو بے تامل چھری مارنا اگلے دن پھر وہی کیفیت ہوئی مریدوں نے چھریاں ماریں لیکن کوئی اثر نہ ہوا اصحاب نے یہ واقع بیان کیا فرمایا بایزید یہ ہے جسے تم دیکھتے ہو وہ بایزید نہ تھا (تذکرہ غوثیہ ص ۱۳۹) دیکھو بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ سبحانی ما اعظم شانی فرما رہے ہیں۔

گستاخی نمبر ۳

احمد رضا خان بریلویوں کا خدا ہے۔

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا ہے تیرا اور سب کا خدا احمد رضا (نغمۃ الروح ص ۴۳)

الجواب :

خدا جانے دیوبندی جاہل اور پاگل ہونے کے باوجود بے ایمان مفتری بھی ہے نغمۃ الروح میں منقبت نگار فرماتے ہیں۔

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا تیرا اور سب کا خدا۔احمد رضا

تیری نسل پاک میں پیدا کرے کوئی ہم رتبہ تیرا احمد رضا (ص ۴)

اگر قلب میں ذرہ ایمان ودماغ میں کچھ شعور ہوتا تو اس کے لئے کافی تھا کہ جب دیوبندیوں نے احمد رضا کو اپنا خدا مان لیا تو یہ خطاب تیرا اور سب کا کس کی جانب ہے کیا خدا کے اوپر بھی کوئی دوسرا خدا ہے نیز خدا اور احمد رضا کے درمیان جو لکیر تھی وہ ہضم کر گیا منقبت نگار تو فرماتے ہیں کہ اے احمد رضا یہ دعا ہے کہ تیرا اور سب کا خدا تیری نسل پاک میں کوئی تیرا ہم رتبہ پیدا فرمائے مگر دیوبندیوں کے لیئے یہ دعا زہر قاتل ہے اس کو تو رام کرشن اور دیوتاؤں کی پوجا کرنا منظور خاطر ہے۔

گستاخی نمبر ۴

بریلوی ملاؤں کا پیر خدا سے دو سال چھوٹا ہے۔ حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں (فوائد فریدیہ ص ۸)

الجواب :

بریلوی امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ کو اپنا امام اور مجدد زمان ماننے والوں کا نام ھے شاطر ناشر ثابت کرے کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک کی پیروی کرنے والے تھے ان کا زمانہ محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ ہے فوائد فریدیہ دستیاب نہ ہو سکی ورنہ پورا حوالہ کے ساتھ ان کی ذہن دوزی کر دی جاتی۔

گستاخی نمبر ۵

انبیاء اپنی قبروں میں عورتوں سے صحبت کر رہے ہیں۔ احمد رضا خان صاحب بیان کرتے ہیں انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ھیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں (ملفوظات جلد ۳ ص ۳۲) پیش کی جاتی پر غور کرو۔

الجواب:

امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ھیں بلکہ سیدی محمد بن عبد الباقی فرماتے ھیں کہ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ھیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں (الملفوظ سوم ص ۲۵۔۲۶) معلوم ہوا کہ یہ قول سیدی محمد بن عبد الباقی زرقانی کا ہے اللہ کی لعنت جھوٹوں پر وہ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان بتاتے ہیں پس اگر ہمت ہے تو حکم گستاخی و کفر صاحب زرقانی پر لگائیں سیدی محمد بن عبد الباقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرنے والا اور ان کو اپنا امام اور امجد ماننے والا ثابت کریں دیوبندی خباثت اور شقاوت قلبی ملاحظہ فرمائیں کہ محمد بن عبد الباقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب باشی فرمائیں اور یہ خبیث عورتوں سے صحبت کرنا ٹھہرائیں اللہ کی لعنت ہو ایسے جھوٹوں پر شب باشی کو صحبت قرار دینا اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی کو گالی دینا ہے مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں "محمد الخضرمی مجذوب ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوئے تھے (جمال الاولیاء ص ۸۸)

تھانوی صاحب محمد الخضرمی کا ایک ہی شب میں لوگوں سے شب باش ہونا یعنی ان پر بدکاری کا الزام لگانا ثابت کرتے ہیں رہا لفظ پیش کرنا یہ بزرگوں کی خدمت مین تکریماً حاضر کرنے کو کہا جاتا ہے۔

گستاخی نمبر ۶

خدااور رسول کو گالی دینااور جوتیاں مارنے میں کوئی حرج نہیں۔ زبان سے لاالہ الااللہ کہ دینا گویاخدا کابیٹا بن جانا ہے آدمی کا بیٹا اگر اسے گالیاں دے جوتیاں مارے کچھ بھی کرے اس کا بیٹا ہونے سے نہیں نکل سکتا پھر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں یونہی جس نے لاالہ الااللہ کہ لیا اب وہ خدا کو جھوٹا کذاب سمجھے چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے اس کا اسلام نہیں بدل سکتا (تمہید الایمان ص ۲۶)

الجواب:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ علماء دیوبند کی عبارات ملعونہ پر حکم کفر جاری فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "یہاں دو فرقے ہیں جن کو ان احکام میں عذر پیش آتے ہیں اول بے علم نادان ان کے عذر دو قسم کے ہیں۔

عذر اول: فلاں تو ہمارا استادیا بزرگ یادوست ہے اس کا جواب تو قرآن عظیم کی متعدد آیات سے سن چکے کہ رب عزوجل نے بار بار بتکرار صراحۃً فرمادیا کہ غضب الٰہی سے بچنا چاہتے ہو تو اس باب میں اپنے باپ کی بھی رعایت نہ کرو۔

عذر دوم: صاحب یہ بد گو لوگ بھی تو مولوی ہیں بھلا مولویوں کو کیونکر کافر سمجھیں (تمہید الایمان ص ۱۸) عذر دوم کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں "ابلیس کتنا بڑا عالم تھا پھر کیا کوئی مسلمان اس کی تعظیم کرے گا اسے تو معلم الملکوت کہتے ہیں یعنی فرشتوں کو علم سکھاتا جب سے اس نے محمد رسول ﷺ کی تعظیم سے منہ موڑا حضور کا نور کہ پیشانی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں رکھا گیا اسے سجدہ نہ کیا اس وقت سے لعنت ابدی کا طوق اس کے گلے میں پڑا دیکھو جب سے اس کے شاگردان رشید اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں ہمیشہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں ہر رمضان میں مہینہ بھر اسے زنجیروں میں جکڑتے ہیں قیامت کے دن کھینچ کر جہنم میں

دھکیلیں گے یہاں سے علم کا جواب بھی واضح ہو گیا اور استاذی کا بھی بھائیوں کروڑ کروڑ افسوس ہے اس ادعائے مسلمانی پر کہ اللہ واحد قہار اور محمد رسول اللہ سید الابرار ﷺ سے زیادہ استاد کی وقعت ہو اللہ و رسول سے بڑھ کر بھائی یا دوست یا دنیا میں کسی کی محبت ہو۔ اے رب ہمیں سچا ایمان دے صدقہ اپنے حبیب کی سچی عزت سچی رحمت کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (آمین)

فرقہ دوم : معاندین و دشمنان دین کہ خود انکار ضروریات دین رکھتے ہیں اور صریح کفر کر کے اپنے اوپر سے نام کفر مٹانے کو اسلام، قرآن و خدا و رسول وایمان کے ساتھ تمسخر کرتے اور براہ اغواؤ تلبیس و شیوہ ابلیس وہ باتیں بتاتے ہیں کہ کسی طرح ضروریات دین ماننے کی قید اٹھ جائے اسلام فقط طوطے کی طرح زبان سے کلمہ رٹ لینے کا نام رہ جائے بس کلمہ کا نام لیتا ہو پھر چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے اسلام کسی طرح نہ جائے بل لعنهم الله بكفر هم فقليلا ما يومنون ہ یہ مسلمانوں کے دشمن خدا اسلام کے عدو عوام کو چھلنے اور خدائے واحد قہار کا دین بدلنے کے لئے چند شیطانی مکر پیش کرتے ہیں

مکر اول :اسلام نام کلمہ گوئی کا ہے۔ حدیث میں فرمایامن قال لا اله الاالله دخل الجنه جس نے لاالہ الااللہ کہ لیا جنت میں جائے گا پھر کسی قول یا فعل کی وجہ سے کافر کیسے ہو سکتا ہے مسلمانوں ذرا ہوشیار۔ خبردار اس مکر ملعون کا حاصل یہ ہے کہ زبان سے لاالہ الااللہ کہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے آدمی کا بیٹا اگر اسے گالیاں دے جوتیاں مارے کچھ کرے اس کا بیٹا ہونے سے نہیں نکل سکتا یوں ہیں جس نے لاالہ الااللہ کہ لیا اب وہ چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے اس کا اسلام نہیں بدل سکتا اس مکر کا جواب ایک تو اسی آیہ کریمہ (احسب الناس) میں گزرا کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کے نرے ادعائے اسلام پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور امتحان نہ ہوگا اسلام اگر فقط کلمہ گوئی کا نام تھا تو وہ

بے شک حاصل تھی پھر لوگوں کا گھمنڈ کیوں غلط تھا (تمہید ایمان ص ۲۰-۲۱) دشمنان دین وعدائے مسلمین نے اس مکر ملعون کی عبارت نقل کی جو وجوہ کفر تھی اور اس کا رد جواب شیر مادر کی طرح ہضم کی ہم نے تمہید ایمان سے پوری عبارت نقل کی اور ان شیاطین مردود کی خباثت کو واضح کردیا۔

گستاخی نمبر ۷

حضور ہی خدا ہیں ؎ ہمارے سرور عالم کا رتبہ کوئی کیا جانے
خدا سے ملنا چاہے تو محمد کو خدا جانے (پمفلٹ)

اصل شعر یہ ہے ؎ ہمارے سرور عالم کا رتبہ کوئی کیا جانے
خدا سے ملنا چاہے محمد کا خدا جانے

ظالم نے "کا" کو بدل کر "کو" لکھ دیا۔

گستاخی نمبر ۸

شاہ احمد نورانی کا حال یہ سیاسی لوگ ہم کو ان لوگوں سے کیا علاقہ نہ یہ ہمارا دین ہے۔

گستاخی نمبر ۹

حدائق بخشش میں ہے۔

؎ انجام دے آغاز رسالت باشد...... ایک گو ہم تابع عبد القادر (پمفلٹ)

ناشر ظالم نے پہلا شعر ہضم کر لیا پوری رباعی یہ ہے

بر وحدت او رابع عبد القادر...... یک شاہد دو سابع عبد القادر
انجام دے آغاز رسالت باشد..... ایک گو ہم تابع عبد القادر

اول کے دونوں مصرعے جن کے بغیر مفہوم مکمل نہیں ہو تا وہ شیر مادر کی طرح ہضم کر کے خیانت مکمل کردی۔

لغات:

وحدیت - یکتائی، رابع - چوتھائی، عبدالقادر - اسم غوث اعظم، شاہد - گواہ، سابع - ساتواں، آغاز - ابتداء، رسالت - پیغمبری

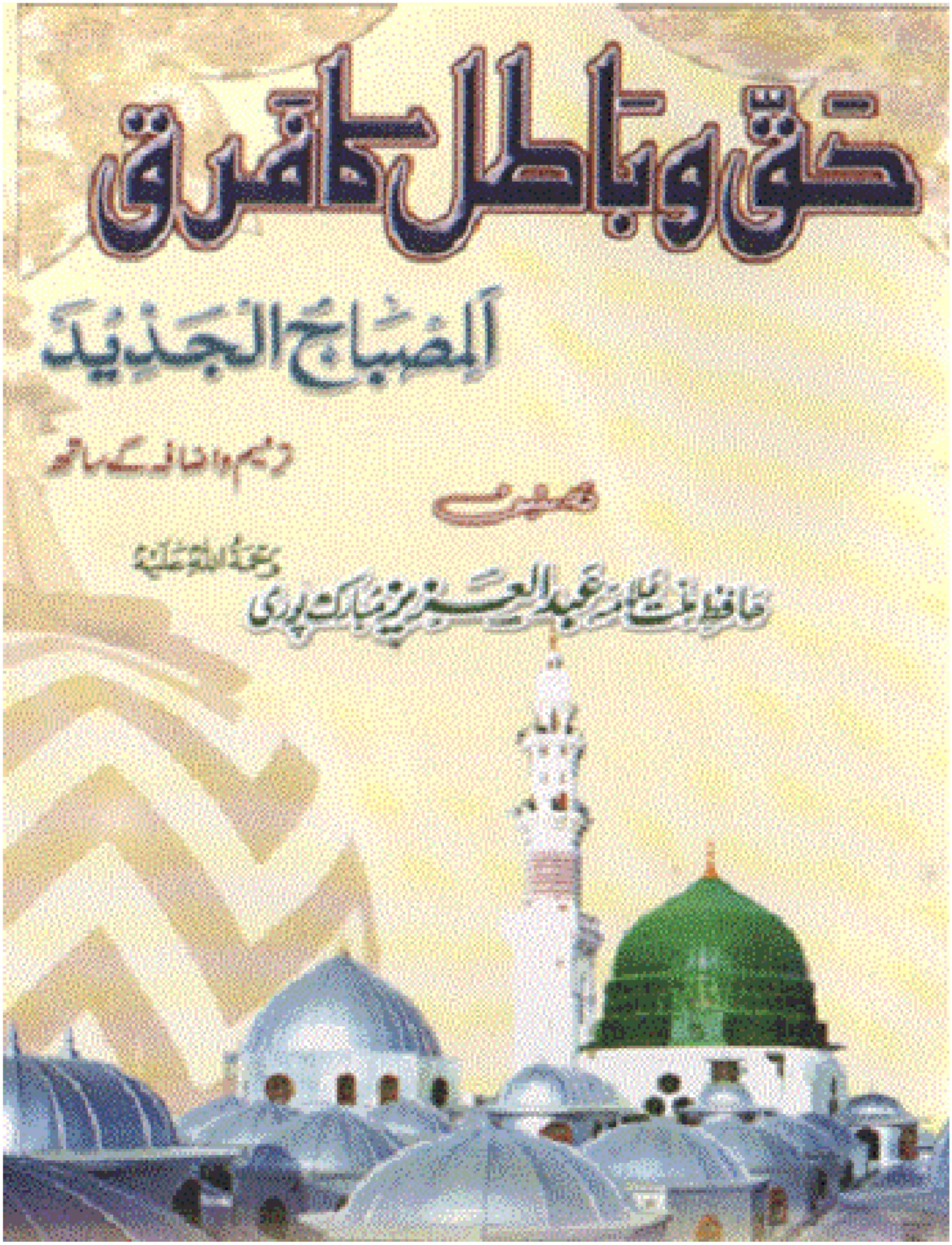
رسالت	عبدالقادر تین حروف
۱-۲-۳-۴-۵	۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹
ر-س-ا-ل-ت	ع-ب-د- ا-ل-ق- ا- د- ر

احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں شان غوثیت میں سیدی عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یکتائی یعنی بے مثالی پر لفظ "عبدالقادر" کا چوتھا حروف الف ایک شاہد ہے اور دوسرا شاہد اسی لفظ عبدالقادر کا ساتواں حرف وہ بھی الف ہے حرف الف سے یکتائی کے معنی کی طرف اشارہ ہوتا ہے لفظ عبدالقادر کے چوتھے اور ساتویں حرف "الف" کو اعلیٰحضرت نے غوث اعظم کی شان یکتائی پر دو شاہد کے طور پر پیش کیا اور شہادت کا نصاب بھی دو ہے پھر انجام دے آغاز رسالت باشد یعنی عبدالقادر کا انجام یعنی آخری حرف "را" ہے اس لفظ "را" لفظ رسالت کا آغاز ہوتا ہے آخری مصرعے میں فرمایا اے پیروی کرنے والے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب تو نے اس رباعی میں لفظ عبدالقادر کے محاسن کو پالیا، اب اگلی رباعی بھی کہو غوث پاک کے کمال ولایت کے بعد رسالت کا آغاز ہوتا ہے یعنی ولایت کی انتہاء کے بعد نبوت کی ابتدا ہوتی ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں ولایت کا منتہی اور نقطہ کمال قطبیت اور غوثیت کے مقامات ہیں۔

گستاخی نمبر ۱۰

کے جواب میں مفتی احمد یار خان صاحب کا رسالہ "نور" ملاحظہ ہو وہ تو حضور اکرم ﷺ کو نور فرماتے ہیں۔

﴿ختم شد﴾


حق و باطل کا فرق
المصباح الجدید
ترمیم و اضافہ کے ساتھ
مصنف
حافظ ملت علامہ عبدالعزیز مبارک پوری
رحمۃ اللہ علیہ

حافظ ملت ایک نظر میں

حافظ ملت حضرت علامہ عبدالعزیز صاحب مرادآبادی علیہ الرحمۃ ہندوستان کے مشہور صوبہ یو۔پی کے ایک مغربی ضلع مرادآباد کے قصبہ بھوجپور میں ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔آپ دُنیائے اسلام کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے بانی ہیں۔آپ نے اپنی عظیم جامعہ کو حضرت مخدوم سیّد اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کا نام جامعة اشرفیه رکھا۔

جس وَقت آپ علیہ الرحمۃ نے استادِ مکرم حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ (صاحب بہارِ شریعت) کے حکم پر تکمیل درسیات کے بعد اعظم گڑھ ضلع کے قصبہ مبارکپور تشریف لائے اس وقت یہاں ایک مدرسہ 'مصباح العلوم' کے نام سے قائم تھا۔ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی انتھک محنت کے باعث اللہ عزوجل نے اسی چھوٹے سے مدرسے میں بَرَکت عطا فرمائی اور بالآخر یہ مدرسہ ایک عظیم الشان پھل دار درخت کی حیثیت سے جامعہ اشرفیہ کے نام سے متعارف ہوا۔ چنانچہ جامعہ اشرفیہ کے فاضلین آج بھی اس جامعہ کے پرانے نام کی طرف نسبت کرتے ہوئے دنیا بھر میں مصباحی معروف ہیں۔حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ ایک عہد ساز اور انقلاب آفریں شخصیت کے مالک تھے۔آپ علیہ الرحمۃ نے زندگی کے قیمتی لمحات انتہائی خوبی سے دِین و مسلک کی خدمت و اہتمام میں گزارے۔آپ کے پاکیزہ اور روحانی کیفیات سے سرشار وجود میں بھی اخلاق کریمانہ اور اوصاف بزرگانہ کا ایک جہاں آباد تھا۔آپ اخلاق، جہدِ مسلسل، استقلال، ایثار، ہمّت، کردار، علم، عمل، تقویٰ، تدبر، اسلامی سیاست، ادب، تواضع، استغناء، توکل، قناعت اور سادگی جیسے بے پناہ اوصاف سے بھی مزین تھے۔ جامعہ اشرفیہ کی تعمیر کے وقت جب آپ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں کوئی عقیدت مند کوئی ہدیہ وغیرہ پیش کرتا تو آپ علیہ الرحمۃ اسے جامعہ اور اس کے اساتذہ کے مصرف میں لاتے۔

چونکہ مبارکپور، یوپی کا ایک انتہائی گرم علاقہ ہے اور تعمیر کے وقت اشرفیہ میں پنکھے وغیرہ کی کوئی خاص سہولت نہ تھیں چنانچہ اگر کہیں سے آپ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پنکھا پیش کیا گیا تو آپ علیہ الرحمۃ نے قبول فرما کر فوراً ہی کسی ایسے مدرس کے ہاں بھجوادیا جس کے کمرہ میں یہ سہولت میسر نہ تھی اور کبھی بھی یہ پسند نہ فرمایا کہ خود آرام میں رہیں اور اشرفیہ کے طلبہ و مدرسین محرومی کا شکار ہوں۔آپ علیہ الرحمۃ ایک انتہائی مالدار اور صاحب ثروت گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔مگر آپ علیہ الرحمۃ نے اپنی زمینوں کا بیش بہا حصّہ اشرفیہ کے لئے وقف فرمادیا تھا۔ یہاں تک کہ آپ علیہ الرحمۃ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نے اپنے قیمتی ملبوسات فروخت کر کے بھی بسا اوقات اشرفیہ کے طلبہ کے لئے خورد و نوش کا اہتمام فرمایا۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قائم کردہ یونیورسٹی جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں وہ برکت رکھی کہ پاک و ہند کے بڑے بڑے معروف اصحاب علم وفضل جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں بسر کئے ہوئے اپنے دورِ طالب علمی پر ناز کرتے ہیں جبکہ جامعہ اشرفیہ بھی اپنے ان فاضلین پر خوب نازاں ہے۔

ان اربابِ علم وفضل میں معروف ترین شخصیات یہ ہیں:

۱۔ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمۃ۔

۲۔ مفتی محمد وقار الدین صاحب علیہ الرحمۃ ...... (سابقہ مفتی دار العلوم امجدیہ کراچی)

۳۔ مفتی ظفر علی نعمانی صاحب علیہ الرحمۃ ...... (بانی دار العلوم امجدیہ کراچی)

۴۔ علامہ ضیاء المصطفیٰ الاعظمی دامت برکاتہم العالیہ ...... (معروف محدث کبیر انڈیا)

۵۔ قاری رضاء المصطفیٰ الاعظمی دامت برکاتہم العالیہ۔

۶۔ علامہ عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمۃ ...... (مرتب فتاویٰ رضویہ)

۷۔ مفتی عبد المنان صاحب الاعظمی دامت برکاتہم العالیہ (مرتب فتاویٰ رضویہ)

حافظ ملت علیہ الرحمۃ نے ۱۹۷۶ء میں اس دار فانی سے کوچ کیا۔ آپ علیہ الرحمۃ کے وصال کے وقت شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ بلک پڑے اور پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ جب دل کو کچھ سنبھالا ہوا تو دیر تک حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے اوصاف حسنہ بیان فرماتے رہے، پھر فرمایا، 'اس دنیا سے جو لوگ چلے جاتے ہیں ان کی جگہ خالی رہتی ہے خصوصاً مولوی عبد العزیز علیہ الرحمۃ جلیل القدر عالم، مرد مومن، مجاہد، عظیم المرتبت شخصیت اور ولی کی جگہ کا پُر ہونا بہت مشکل ہے۔ یہ خلا پر نہیں ہوسکتا۔ (مفتی اعظم ہند، ص ۱۳۹)

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین

عرض مصنف

پیارے بھائیو ! دُنیاچندروزہ ہےاس کی راحت ومصیبت سب فناہونے والی ہے یہاں کی دوستی اوردشمنی ختم ہونے والی ہے دُنیاسے چلے جانے کے بعد بڑے سے بڑا رفیق وشفیق بھی کام آنے والانہیں بعد مرنے کے صرف خداعزّ وجلّ اوراس کے رسول حضور سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کام آنے والے ہیں سفرِ آخرت کی پہلی منزل قبر ہےاس میں منکرنکیرآ کرسوال کرتے ہیں کہ تیرا ربّ کون ہے؟ اور تیرا دِین کیا ہے؟ اسی کے ساتھ نبی کریم، رؤف رّحیم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق مُردے سے دَرْیافت کرتے ہیں، ما تقول فی هذا الرجل یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اِشارہ کرکے پوچھتے ہیں کہ ان کی شان میں کیا کہتا ہے اگر اس شخص کو نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے عقیدت ومحبت ہے تو جواب دیتا ہے کہ یہ تو ہمارے آقا مولیٰ اللہ کے محبوب حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں ان پر تو ہماری عزّت وآبرو، جان ومال سب قربان، اس شخص کیلئے نَجات ہے اور اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذرہ برابر کدورت ہے، دِل میں آپ کی عزّت و محبت نہیں ہے، جواب نہیں دے سکے گا۔ یہی کہے گا، میں نہیں جانتا۔لوگ جو کہتے تھے میں بھی کہتا تھا اس پر سخت عذاب اور ذِلّت کی مار[1] ہے۔العیاذ باللہ تعالےٰ

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت مدار ایمان ومدار نجات[2] ہے مگر یہ تو ہر مسلمان بڑے زور سے دعوے کے ساتھ کہتا ہے کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں آپ کی عظمت ہمارے دِل میں ہے لیکن ہر دعوے کیلئے دلیل چاہئے اور ہر کامیابی کیلئے امتحان ہوتا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا دعوی کرنے والوں کا یہ امتحان ہے جن لوگوں نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی شان اقدس میں گستاخیاں اور بےاَدبیاں کی ہیں ان سے اپنا تعلق قطع کرلیں ایسے لوگوں سے نفرت اور بیزاری ظاہر کریں اگرچہ وہ ماں باپ اور اولاد ہی کیوں نہ ہوں۔ بڑے سے بڑے مولانا پیرواستاد ہی کیوں نہ ہوں لیکن جب اُنہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بےادبی کی تو ایمان والے کا ان سے کوئی تعلق نہیں رہا۔اگر کوئی شخص ان کی بےادبیوں پر مطلع ہوجانے کے بعد پھر بھی ان کی عزّت، ان کا احترام کرے اور اپنی رِشتہ داری یا ان کی شخصیت اور مولویت کے لحاظ سے نفرت و بیزاری ظاہر نہ کرے، وہ شخص اس امتحان میں ناکامیاب ہے اس شخص کو حقیقتاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت نہیں صرف زبانی دعوی ہے اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی سچی عظمت ہوتی تو ایسے لوگوں کی عزّت وعظمت، ان سے میل ومحبت کے کیا معنی؟ خوب یادرکھو! پیر اور استاد، مولوی اور عالم کی جو عزت ووقعت کی جاتی ہے اس کی محض یہی وجہ ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق اور نسبت رکھنے والا ہے مگر جب اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی شان میں بےادبی اور گستاخی کی پھر اس کی کیسی

---

[1] رسوائی ہی رسوائی [2] یعنی ایمان ونجات کا انحصار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت پر ہے۔

عزت اوراس سے کیسا تعلق اس نے تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا تعلق قطع کرلیا پھر مسلمان اس سے اپنا تعلق کیونکر باقی رکھے گا؟ اے مسلمان تیرا فرض ہے کہ اپنے آقا و مولا، محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت پر مر مٹنے ان کی محبت میں اپنا جان و مال، عزت و آبرو قربان کرنے کو اپنا ایمانی فرض سمجھے اوران کے چاہنے والوں سے محبت ان کے دشمنوں سے عداوت لازمی اور ضروری جانے۔ غور کر کسی کے باپ کو گالی دی جائے اور بیٹے کو سن کر حرارت[1] نہ آئے تو وہ صحیح معنی میں اپنے باپ کا بیٹا نہیں اسی طرح اگر نبی کی شان میں گستاخی ہو اور اُمّتی سن کر خاموش ہو جائے اس گستاخ سے نفرت و بیزاری ظاہر نہ کرے تو یہ اُمّتی بھی یقیناً صحیح معنی میں امتی نہیں بلکہ ایک زبانی دعوی کرتا ہے جو ہرگز قابلِ قبول نہیں اس رسالہ میں بعض لوگوں کے اقوال گستاخانہ ضمناً آ گئے ہیں مسلمان ٹھنڈے دِل سے پڑھیں اور فیصلہ کریں اور اپنی صداقت ایمانی کے ساتھ انصاف کریں کہ ایسے لوگوں سے مسلمانوں کو کیا تعلق رکھنا چاہئے۔ بلا رعایت اور بغیر طرف داری کے کہنا اور یہ بات بھی یاد رکھنا کہ اگر کسی شخصیت و مولویت کا لحاظ کرتے ہوئے اس کی رعایت کی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقابلہ ہے نبی کے مقابلہ میں گستاخ کی طرفداری اور رعایت تمہارے کام نہیں آسکتی۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمّد و الہٖ
واصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین [2]

خاکسار
عبدالعزیز
خادم الطلبہ مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور ضلع اعظم گڑھ

---

[1] غصہ نہ آئے [2] اور اللہ عزّ وجل اپنی مخلوق میں سب سے بہتر ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحمت بھیجے اور ان کی آل پر اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر، اے تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر مہربان۔

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْم ط

مرسلہ از ملا عبدالمجید پیش امام جامع مسجد، حکیم عبدالمجید، حافظ عبدالمجید، محمد صدیق نمبردار، نذیر احمد چودھری ساکن قصبہ بھوجپور ضلع مراد آباد

مکرم و معظم جناب مولوی صاحب زاد کرمہ ۱؎ السلام علیکم ورحمۃ اللہ، ہم لوگ اب تک علماء دیوبند کے متعلق یہی سنا کرتے تھے کہ وہ بہت بڑے پابند شریعت متبع سُنّت ۲؎ متقی پرہیزگار ہیں شرک و بدعت سے خود بھی بہت سخت اجتناب کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی شرک و بدعت سے بچانے کیلئے تبلیغ و ہدایت کرتے ہیں نیز ان کے ظاہری طرزِ عمل سے بھی ان کا تقدس ۳؎ معلوم ہوتا ہے اپنے وعظوں اور تقریروں میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعریف بھی کرتے ہیں ان سب باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ علمائے دیوبند بڑے خوش عقیدہ ۴؎ نہایت متبع سنت عامل شریعت اور حضور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شیدائی اور فدائی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والے ہیں۔

مگر زید کہتا ہے کہ علماء دیوبند کی یہ سب باتیں نمائشی ہیں ان کا ظاہری طرزِ عمل جیسا بھی ہو لیکن ان کے عقائد ضرور خلاف حق اور خلاف شرع اور محمد بن عبدالوہاب نجدی ۵؎ سے ملتے جلتے ہیں وہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف محض اس لئے کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ رکھیں مسلمانوں میں اپنا اعزاز و اقتدار قائم کریں ورنہ حقیقت میں ان کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت ہرگز نہیں علماء دیوبند نے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں سخت گستاخیاں کی ہیں اپنی کتابوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے کچھ نامناسب الفاظ استعمال کئے ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو پاگلوں جانوروں کے علم سے تشبیہ دی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو شیطان مردود کے علم سے کم بتایا ہے اُمّتی کے نبی سے عمل میں بڑھ جانے کے قائل ہیں اسی قسم کے ان کے بہت سے اقوال انہیں کی کتابوں میں موجود ہیں جن کا کفر ہونا آفتاب کی طرح روشن ہے اگر ان کو واقعی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت ہوتی تو ایسی گندی عبارتیں اپنی کتابوں میں ہرگز نہیں لکھتے اور اگر غلطی سے ایسا ہوا بھی تھا تو توبہ کر لیتے مگر نہ توبہ کی، نہ وہ گندی عبارتیں اپنی کتابوں سے دُور کیں۔ بلکہ مدّتوں سے چھاپ چھاپ کر اشاعت کر رہے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کا یہ ظاہری طرزِ عمل اور اپنے وعظوں میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف کرنا محض نمائشی اور کسی غرض پر

۱؎ اللہ تعالیٰ ان کی بزرگی میں اضافہ فرمائے، ۲؎ سنت پر عمل کرنے والے ۳؎ بزرگی ۴؎ اچھے عقیدہ والے ۵؎ یہ وہابی فرقے کا بانی تھا۔ جس نے تمام عرب خصوصاً مکّہ اور مدینہ میں شدید فتنے پھیلائے۔ علماء کرام کو قتل کیا۔ صحابۂ کرام، ائمہ، علماء و شہداء علیہم الرضوان کی قبریں کھود ڈالیں۔ روضۂ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام صنم اکبر یعنی بڑا بت رکھا (معاذ اللہ)۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے خارجی بتایا۔

(ملخص از بہارِ شریعت، حصّہ اوّل: ایمان و کفر کا بیان)

مبنی ہے اگر حقیقی محبت ہوتی تو ایسی کتابوں کو بجائے چھپوانے اور اشاعت کرنے کے جلا دیتے اور توبہ کر لیتے زید کے اس بیان سے ہمیں سخت حیرت اور نہایت تعجب ہے۔ ہم علماء دیوبند کے ظاہری تقدس کو دیکھتے ہیں اور ان کی باتیں سنتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسی باتیں اپنی کتابوں میں ہرگز نہیں لکھ سکتے مگر زید باوجود معتبر اور دیانت دار ہونے کے کہتا ہے کہ جو باتیں میں نے بیان کی ہیں اگر وہ علماء دیوبند کی کتابوں میں نہ ہوں تو میں سخت مجرم اور انتہائی سزا کا مستحق بلکہ ان باتوں کو غلط ثابت کر دینے پر پانچ سو روپیہ انعام دینے کا حتمی وعدہ کرتا ہے، لہٰذا اس کو بھی جھوٹا نہیں کہا جا سکتا زید نے جو جو باتیں علماء دیوبند کے متعلق بیان کی ہیں اگر وہ واقعی ان کی کتابوں میں ہیں تو ہم لوگ ضرور ان سے قطع تعلق رکھیں گے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس بات پر آمادہ کریں گے اور گر زید کا یہ بیان غلط ہے اور یہ باتیں علماء دیوبند کی کتابوں میں نہیں تو زید کو برادری اور پنچایت[1] کی رو سے سخت سزا دیں گے اور اس کے وعدہ کے مطابق پانچ سو روپیہ بھی وصول کریں گے لہٰذا اس کی تحقیق کے لئے زید کے بیان سے تیس سوال قائم کر کے حاضر خدمت کرتے ہیں امّید ہے کہ ہر سوال کا جواب نمبروار علماء دیوبند ہی کی کتابوں کے حوالہ سے عام فہم تحریر فرمایا جائے تا کہ مسلمان بہ آسانی سمجھ کر صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

الجواب

حامداً للّٰہ ربّ العٰلمین و مصلیا علی حبیبہ سیّد المرسلین [2]

مکرمان بندہ وعلیکم ورحمۃ اللہ، آپ حضرات کا مرسلہ خط جو زید کے بیان اور تیس سوالات پر مشتمل ہے وصول ہوا۔ حسب فرمائش ہر سوال کا جواب علماء دیوبند ہی کے معتبر اقوال سے دیتا ہوں اور ہر ایک کا حوالہ نمبروار انہیں کی کتابوں سے درج کرتا ہوں لیکن پہلے اجمالاً اتنا بتا دوں کہ زید کا بیان بالکل صحیح ہے واقعی علمائے دیوبند کی کتابوں میں ایسے بہت سے اقوال ہیں جن سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ثابت ہے ان میں سے بعض عبارتیں جوابات کے حوالوں میں بھی آئیں گی۔ جو اس ثبوت کے لئے کافی ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اپنے نبی حضور سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وعظمت کو پہچانیں اور سچے دِل سے ان کی تعظیم وتوقیر کریں۔

وَ ما توفیقی اِلا باللّٰہ وھو حسبی و نعم الوکیل [3]

---

[1] صلاح ومشورہ کی کمیٹی [2] تمام جہانوں کے پروردگار کی تعریف کرتے ہیں اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو تمام نبیوں کے سردار ہیں دُرود پڑھتے ہوئے (میں اپنی گفتگو کا آغاز کرتا ہوں) [3] توفیق تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وہ مجھے کافی ہے اور وہ کیا ہی بہتر کارساز ہے۔

سوال نمبر ۱۔ کیا علماء دیوبند کے نزدیک خدا کے سوا کوئی اور بھی مربی خلائق[۱] ہے اگر ان کے عقیدہ میں سوائے خدا کے کوئی دوسرا بھی مربی خلائق ہے، تو وہ کون ہے؟

جواب۔ ہاں علماء دیوبند کے نزدیک مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مربی خلائق ہیں جیسا کہ مولوی محمود حسن صاحب صدر مدرس مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں،

حوالہ۔ مرثیہ[۲] رشید احمد مصنفہ مولوی محمود حسن صفحہ ۱۲ پر ہے۔

مرے مولا مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربّانی   خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے

تنبیہ۔ اس شعر میں مولوی محمود حسن صاحب نے مولوی رشید احمد صاحب کو مربی خلائق لکھا ہے جو ربّ العالمین کے ہم معنی ہے شاید ضرورت شعری کی وجہ سے ربّ العالمین نہیں لائے یہ ہے پیشوائے دیوبند کی عقیدت مندی کتنے کھلے لفظوں میں اپنے پیر کو ساری مخلوق کا پالنے والا کہہ رہے ہیں واقعی پیر پرستی اسی کا نام ہے۔

سوال نمبر ۲۔ وہ مسیحا[۳] کون ہے جس نے مردے بھی جلائے اور زندوں کو بھی مرنے سے بچالیا؟ کیا علمائے دیوبند میں کوئی ایسا مسیحا ہوا ہے؟

جواب۔ ہاں وہ مسیحا اہل دیوبند کے نزدیک مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ہیں چنانچہ مولوی دیوبندی کی شان ارشاد فرماتے ہیں اور پکار کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے پیر کی مسیحائی[۴] دکھاتے ہیں۔

حوالہ۔ مرثیہ رشید احمد مصنفہ محمود حسن، صفحہ ۳۳

مردوں کو زِندہ کیا زِندوں کو مرنے نہ دیا   اس مسیحائی کو دیکھیں ذری[۵] ابن مریم

تنبیہ۔ واقعی دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد صاحب کی مسیحائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑھ گئی کیوں کہ جو کام عیسیٰ علیہ السلام بھی نہ کر سکے وہ مولوی رشید احمد صاحب نے کر کے دِکھایا۔ مردے جلانے میں تو برابر ہی تھے مگر زِندوں کو موت سے بچالیا۔ اس میں ضرور عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ گئے جب ہی تو عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی مسیحائی دکھائی جاتی ہے اگر مولوی رشید احمد صاحب کی مسیحائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھی ہوئی نہ جانتے تو یہ نہ کہتے کہ اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم۔

مسلمانو! انصاف کرو، کیا اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین نہیں ہے۔ ہے اور ضرور ہے۔

---

۱ تمام مخلوق کی پرورش کرنے والا ۲ وہ نظم جس میں مرنے والے کے اوصاف بیان کئے گئے ہوں ۳ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب جو بطورِ معجزہ مُردے کو زندہ کر دیتے تھے ۴ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے والی طاقت۔ حیات بخشنا ۵ اہل زبان حضرات ذرا دیوبندیوں کی اُردو ملاحظہ کریں۔ حیرت ہوتی ہے کہ علمائے دیوبند کی زبان دانی کا یہ عالم ہے اور حوصلہ ہے سرکارِ دو جہاں، عالم ما یکون وما کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُردو زبان سکھانے کا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

سوال نمبر ۳۔ کیا کسی انسان کے کالے کالے بندے بھی یوسف ثانی ہیں علماء دیو بندے معتبر اقوال سے جواب دیئے۔

جواب۔ مولوی رشید احمد صاحب کے کالے کالے بندے یوسف ثانی ہیں چنانچہ ان کے خلیفہ مولوی محمود حسن دیو بندی فرماتے ہیں،

حوالہ۔ مرثیہ رشید احمد صاحب، صفحہ ۱۱

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں   عبید ۱ سُود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

تنبیہ۔ کیا خوب کہا۔ خدائے تعالیٰ کے اعلیٰ درجہ کے حسین وجمیل بندہ یوسف علیہ السلام ہیں مگر مولوی رشید احمد صاحب کے کالے کالے ہی بندے یوسف ثانی بنا دیے گورے گورے بندوں کا کیا ٹھکانا واقعی مقبولیت اسی کا نام ہے۔ مسلمانو! غور کرو گے تو معلوم ہو جائے گا اس ایک ہی شعر میں خدا عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں پر ہاتھ صاف ۲ کر دیا۔

سوال نمبر ٤۔ علمائے دیو بند کے نزدیک بانی اسلام کا ثانی کون ہے؟

جواب۔ علمائے دیو بند مولوی رشید احمد صاحب کو بانی اسلام (خدا) کا ثانی جانتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی محمود حسن صاحب نے لکھا ہے۔

حوالہ۔ مرثیہ رشید احمد، صفحہ ٦

زبان پر اہل ہوا ۳ کی ہے کیوں اُعل ہُبل ۴   شاید اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

---

۱ عبید جمع ہے عبد کی۔ عبد کی معنی بندہ۔ سُود جمع ہے اَسْود کی۔ اَسْوَد کا معنی کالا۔ عَبِید سُود کا معنی کالے کالے بندے اس مصرعہ کا ترجمہ یہ ہے ان کے یعنی رشید احمد گنگوہی کے کالے کالے بندوں کا لقب یوسف ثانی ہے۔ معاذ اللہ تعالیٰ قطع نظر اس امر سے کہ گنگوہی صاحب کے جن کالے کالے بندوں کا لقب یوسف ثانی تھا وہ کون کون لوگ تھے، ان کا نام کیا تھا، کہاں رہتے تھے، وہ بندگان گنگوہی کس کی صحبت میں رہنے کی برکت سے کالے ہو گئے تھے کہنا یہ ہے کہ دیو بندی مذہب میں جب عبد النبی نام رکھنا شرک وکفر ہے جیسا کہ بہشتی زیور، حصہ اوّل، صفحہ ۴۵ میں مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے تو پھر عبد الگنگوہی کہنا کیوں جائز ہے جیسا کہ مولوی محمود حسن دیو بندی نے اس مصرعہ میں کہا ہے سچ کہا ہے کہ دیو بندیوں کو تو صرف مسلمانوں کے پیارے نبی، سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بغض وجلن ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ ۲ اللہ عزوجل اور اس کے رسول علیہ السلام دونوں کی گستاخی سے اپنے ہاتھوں کو رنگ لیا ۳ نیک لوگ ۴ چیخ وپکار

سوال نمبر ۵۔ کیا عارف لوگ کعبہ شریف میں پہنچ کر کسی دوسری جگہ کو تلاش کیا کرتے ہیں وہ کون سی جگہ ہے۔ کیا علمائے دیوبند نے کوئی ایسی جگہ بتائی ہے؟

جواب۔ ہاں عارف[1] لوگ کعبہ معظمہ جا کر گنگوہ[2] تلاش کیا کرتے ہیں جیسا کہ مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی فرماتے ہیں۔

حوالہ۔ مرثیہ رشید احمد، صفحہ ۱۳

پھرے تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا راستہ جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی

تنبیہ۔ کعبہ معظمہ جو بیت اللہ خانہ خدا ہے اس میں پہنچ کر بھی گنگوہ کی ہی دھن لگی ہوئی ہے اسے دیوبندی عرفان کا نشہ اور گنگوہی معرفت کا خمار نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔

سوال نمبر ۶۔ دونوں جہان کی حاجتیں کس سے مانگیں۔ روحانی جسمانی حاجتوں کا قبلہ کون ہے؟ دیوبندی مذہب پر جواب دیا جائے۔

جواب۔ روحانی اور جسمانی سب حاجتوں کا قبلہ دیوبندی مولوی کے نزدیک مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ہیں۔ ساری حاجتیں انہیں سے طلب کرنا چاہئے ان کے سوا کوئی حاجت روا نہیں جیسا کہ مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی فرماتے ہیں۔ دیکھو۔

حوالہ۔ مرثیہ رشید احمد، صفحہ ۱۰

حوائج[3] دین و دُنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

فائدہ۔ مولوی رشید احمد صاحب نے غیر اللہ سے مدد مانگنے کو شرک بتایا ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ، حصہ سوم، صفحہ ۶ پر ہے، سو غیر اللہ سے مدد مانگنا اگرچہ ولی ہو یا نبی شرک ہے اور مولوی محمود حسن صاحب دونوں جہاں کی حاجتیں انہیں سے مانگ رہے ہیں قبلہ حاجات انہیں کو کہہ رہے ہیں لہٰذا فتاویٰ رشیدیہ کے حکم سے مولوی محمود حسن صاحب مشرک ہوئے اور اگر مولوی محمود حسن صاحب کو مُوحّد کہا جائے تو مولوی رشید احمد صاحب کو ضرور خدا کہنا پڑے گا۔ بولو کیا کہتے ہو؟

سوال نمبر ۷۔ سارے جہان کا مخدوم[4] کون ہے اور سارا عالم کس کی اطاعت کرتا ہے۔ علماء دیوبند کے مذہب پر جواب دیا جائے۔

جواب۔ سارے عالم کے مخدوم دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ہیں اور سارا عالم انہیں کی اطاعت کرتا ہے، حوالہ ملاحظہ ہو۔

حوالہ۔ مرثیہ رشید احمد مصنفہ مولوی محمود حسن صاحب کے پہلے ہی صفحہ پر ہے۔

مخدوالکل مطاع العالم جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی۔

---

[1] اللہ کے ولی [2] انڈیا کا ایک علاقہ [3] حاجت کی جمع، ضروریات [4] بزرگ، آقا، جس کی خدمت کی جائے

سوال نمبر۸۔ وہ کون حاکم ہے جس کا کوئی بھی حکم علمائے دیوبند کے نزدیک ٹل نہیں سکتا اور اس کا ہر حکم قضائے مبرم [1] ہے۔

جواب۔ ایسے حاکم تو صرف مولوی رشید احمد صاحب ہی ہیں ان کا کوئی حکم بھی نہیں ٹلا اس لئے کہ ان کا ہر حکم قضائے مبرم کی تلوار ہے۔

حوالہ۔ مرثیہ رشید احمد، صفحہ ۳۱

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا اس کا جو حکم تھا، تھا سیف قضائے مُبرم

فائدہ۔ واقعی کوئی حکم نہیں ٹلا اور ٹلتا کیسے مربی خلائق تھے کوئی مذاق تھے اور عقیدتمند لوگوں نے کسی حکم کو ٹلنے بھی نہ دیا اس سے زیادہ عقیدتمندی اور کیا ہوگی کہ جب مولوی رشید احمد صاحب نے کوّے کھانے کا حکم دیا تو علمائے دیوبند نے یہ سمجھ کر مربی خلائق کا حکم ہے آنکھ بند کر کے تسلیم کرلیا اور کوّے کھانے لگے۔

سوال نمبر۹۔ وہ کون ہے جس کی غلامی کا داغ دیوبندی مذہب میں مسلمانی کا تمغہ [2] ہے۔

جواب۔ وہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ہیں۔ انہیں کی غلامی مسلمانی کا تمغہ ہے چنانچہ مولوی محمود حسن صاحب فرماتے ہیں۔

حوالہ۔ مرثیہ رشید احمد، صفحہ ۶

زمانہ نے دیا اسلام کو داغ اس کی فرقت کا کہ تھا داغ غلامی جس کا تمغائے مسلمانی

تنبیہ۔ مولوی رشید احمد صاحب کی غلامی کا داغ جب مسلمانی کا تمغہ ہوا تو جو ان کا غلام بنا اسی کو یہ تمغہ ملا اور جس نے ان کی غلامی نہ کی اس تمغہ سے محروم رہا۔ لہٰذا دیوبندی یا تو تمام صحابہ و تابعین و ائمہ و اولیاء کاملین کو مولوی رشید احمد صاحب کا غلام مانتے ہوں گے یا ان تمام مقبولان خدا کو مسلمانی کے تمغے سے خالی جانتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۰۔ کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوا ہے جو اکیلا ہی صدّیق اور فاروق دونوں ہو۔

جواب۔ ہاں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی صدیق اور فاروق دونوں تھے۔ چنانچہ مولوی محمود حسن صاحب ان کی شان میں تحریر فرماتے ہیں۔

حوالہ۔ مرثیہ رشید احمد، صفحہ ۱۶

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہئے عجب کیا ہے شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی

---

[1] جس کی تبدیلی ناممکن ہو، تقدیر کی ایک قسم [2] سند

فائدہ

ان دس سوالوں کے جوابات مولوی محمود حسن صاحب صدر مدرس مدرسہ دیوبند کی کتاب مرثیہ رشید احمد کے حوالہ سے لکھا ہے۔
ایک حوالہ بھی غلط ثابت کردینے پر مبلغ پانچ سو روپیہ انعام۔

مسلمانو! ذرا تعصب اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر غور سے پڑھو اور نظر انصاف سے دیکھو تو حق و باطل آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائیگا۔ معلوم ہو جائے گا کہ مشرک اور بدعتی کون ہے دیکھو علمائے دیوبند اپنے پیروں سے کیسی عقیدت رکھتے ہیں اپنے پیروں کو مربی خلائق مانتے ہیں 'بانی اسلام کا ثانی' جانتے ہیں یعنی دوسرا خدا 'مسیحائی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھاتے ہیں' 'کعبہ میں پہنچ کر بھی پیر ہی کا 'درگنگوہ' تلاش کرتے ہیں' بلاتخصیص سارے جہان کو ان کا خادم اور مطیع جانتے ہیں ان کی حکومت مثل خدا مانتے ہیں 'اپنے پیر کی غلامی کو مسلمانی کا تمغہ بناتے ہیں'۔

مسلمانو! لِـــــلّٰـــــہ انصاف کرو اور سچ سچ بتاؤ اور بلا رعایت کہو کہ جو لوگ اپنے پیروں سے ایسا عقیدہ رکھتے ہیں وہ حق پرست یا پیر پرست، مُوحّد [1] ہیں یا مشرک۔

سوال نمبر ۱۱۔ کیا رحمۃ للعالمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں یا علمائے دیوبند کے نزدیک اُمتی کو بھی رحمۃ للعالمین کہہ سکتے ہیں۔

جواب۔ رحمۃ للعالمین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت مخصوص نہیں بلکہ علماء ربانین [2] کو بھی رحمۃ للعالمین کہنا جائز ہے چنانچہ علماء دیوبند کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں، ملاحظہ ہو۔

'رحمۃ للعالین' صف خاصہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علمائے ربانین بھی موجب عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔ لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے فقط بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

فائدہ۔ علمائے دیوبند کے نزدیک چونکہ مولوی رشید احمد صاحب عالم ربّانی ہیں اور ان کا حکم ہے کہ عالم ربانی کو رحمۃ للعالمین کہنا دُرست ہے لہٰذا علمائے دیوبند کے نزدیک مولوی رشید احمد رحمۃ للعالمین ہوئے اسی لئے مولوی رشید احمد صاحب نے اپنی رحمت کے بہت سے جلوے دکھائے جن میں سے ایک خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہے وہ یہ کہ آپ نے کوّا کھانے پر ثواب مقرّر کر دیا ہے، یہ بے پیسہ اور بغیر دام، مفت کا سیاہ مرغ مولوی رشید احمد صاحب نے حلال فرما کر اس کے کھانے والے کیلئے ثواب بھی مقرر کر دیا ہے اس سے زیادہ دیوبندیوں کیلئے اور کیا رحمت ہوگی کہ پیسہ لگے نہ کوڑی مفت ہی میں سالن کا سالن اور ثواب کا ثواب۔ دیکھو سوال نمبر ۲۰۔

---

[1] اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے والا [2] اولیاء کرام

سوال نمبر ۱۲۔ علمائے دیوبند کے نزدیک امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرثیہ لکھنا کیسا ہے؟

جواب۔ لکھنا تو در کنار۔ اگر لکھا ہوا بھی مل جائے تو جلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے۔

حوالہ۔ فتاویٰ رشیدیہ۔ حصہ سوم ۱۰۳

سوال نمبر☆ مرثیہ جو تعزیہ وغیرہ میں شہیدانِ کربلا کے پڑھتے ہیں اگر کسی شخص کے پاس ہوں، وہ دُور کرنا چاہے تو ان کا جلا دینا مناسب ہے یا فروخت کر دینا۔ فقط

جواب۔ ان کا جلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے۔ فقط

تنبیہ۔ مسلمانو! ذرا غور کرو، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرثیہ کو تو جلانا اور زمین میں دفن کرنا ضروری ہے مگر خود مولوی رشید احمد صاحب کا مرثیہ لکھنا دُرست ہے۔

سوال نمبر ۱۳۔ علمائے دیوبند کا مرثیہ لکھنا کیسا ہے اور اگر لکھا ہوا مل جائے تو شہیدان کربلا کے مرثیے کی طرح اس کو بھی جلا دینا اور زمین میں دفن کرنا ضروری ہے یا نہیں۔

جواب۔ علماء دیوبند کا مرثیہ لکھنا بلا کراہت جائز و درست ہے شہیدانِ کربلا کے مرثیہ کی طرح اس کو جلا دینا، زمین میں دفن کرنا نہیں چاہئے۔

حوالہ۔ کیونکہ دیوبندیوں کے پیشوا [1] مولوی محمود حسن صاحب نے پیر مولوی رشید احمد صاحب کا مرثیہ لکھا اور چھاپ کر شائع کیا۔ مدت دراز سے ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر فروخت ہو رہا ہے اور آج تک کسی دیوبندی مولوی نے رشید احمد کا مرثیہ کو جلانے یا زمین میں دفن کرنے کا فتویٰ شائع نہیں کیا۔ لہٰذا ثابت ہوا دیوبندیوں کے نزدیک علمائے دیوبند کا مرثیہ لکھنا بلا کراہت درست اور جائز ہے شہیدانِ کربلا کے مرثیے کی طرح اس کو جلانے یا دفن کر دینے کا حکم نہیں۔ عقیدت مندی اسی کا نام ہے۔

سوال نمبر ۱٤۔ ماہ محرم میں ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحیح روایت کے ساتھ بیان کرنا۔ سبیل لگانا، چندہ سبیل میں دینا، شربت یا دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں؟ دیوبندی مذہب میں ان سب باتوں کا کیا حکم ہے۔

جواب۔ صحیح روایت کے ساتھ بھی محرم میں ذکر شہادت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر کرنا دیوبندی مذہب میں حرام ہے، سبیل لگانا، چندہ سبیل میں دینا، بچوں کو دودھ پلانا سب حرام ہے جیسا کہ مولوی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں فتاویٰ رشیدیہ، حصہ سوم، صفحہ ۱۱۴

تنبیہ۔ مسلمانو! ذرا غور سے سنو تو یہ سب حرام! مگر ہولی دیوالی [2] کو جو کفار کے آتش پرستی کے دِن میں وہ ان کی خوشی میں جو چیزیں مسلمان کے یہاں بھیجیں وہ سب دُرست ہے۔ ملاحظہ ہو

---

[1] رہنما [2] ہولی: ہندوؤں کا ایک تہوار جو موسم بہار میں منایا جاتا ہے، دیوالی: ہندوؤں ہی کا ایک تہوار جب لکشمی بت کی پوجا کرتے ہیں اور خوب روشنی کرتے ہیں

سوال نمبر ۱۵۔ ہندو اپنے تہوار ہولی یا دیوالی [1] وغیرہ میں پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ مسلمانوں کو دیں تو اس کا لینا اور کھانا دُرست ہے یا محرم کے شربت اور دودھ وغیرہ کی طرح علمائے دیوبند کے نزدیک یہ بھی حرام ہے۔

جواب۔ ہولی اور دیوالی کا یہ تحفہ ہندوؤں سے لینا اور اس کا کھانا درست ہے محرم کے شربت اور دودھ کی طرح علمائے دیوبند کے نزدیک یہ حرام نہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ میں اس کو درست لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو

حوالہ۔ فتاویٰ رشیدیہ، حصّہ سوم، صفحہ ۱۰۵۔ مسئلہ ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے اُستاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں [2] یا پوری یا اور کچھ کھانا بطورِ تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا اُستاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ درست ہے فقط

تنبیہ۔ مسلمانو! غور کرو۔ علمائے دیوبند کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب باوجودیکہ محرم کے شربت، دودھ وغیرہ سب کو حرام بتا رہے ہیں مگر ہولی اور دیوالی سے ایسا خاص تعلق ہے کہ اس کے ہر کھانے کو جائز اور درست فرما رہے ہیں اسی کا نام ہے عقیدت۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف جو چیز منسوب ہو جائے وہ تو نادرست اور حرام ہو جائے مگر ہولی دیوالی کی طرف نسبت کرنے سے کوئی خرابی نہ آئے، جائز اور درست ہی رہے۔ جب نسبت دونوں جگہ موجود ہے تو ہولی کے ہر کھانے کو جائز اور درست کہنا اور محرم کے شربت اور دودھ کو بھی حرام بتانا، یا تو ہولی دیوالی کی عقیدت کا نشہ ہے، یا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خصومت [3] کا غلبہ ہے۔

بروز حشر شود ہمچو صبح معلومت   کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور [4]

---

[1] خوشی کا دِن، مذہبی تقریب منانے کا دِن [2] بھنے ہوئے چھلکے دار چاول جو پھول جاتے ہیں، ہر وہ چیز جو بھن کر پھول جائے [3] دشمنی [4] حشر کی صبح تجھے معلوم ہو جائے گا کہ اندھیری رات میں کس سے عشق لڑاتا رہا

سوال نمبر ۱۶۔ جو شخص صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کافِر کہے، وہ علمائے دیوبند کے نزدیک سنّت و جماعت سے خارج ہوگا یا نہیں؟

جواب۔ صحابہ کو کافر کہنے والا علمائے دیوبند کے نزدیک سنت و جماعت سے خارج نہیں جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے۔

حوالہ۔ فتاویٰ رشیدیہ، حصّہ دوم، صفحہ ۱۱۔ جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر ۱ کرے وہ ملعون ۲ ہے۔ ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

تنبیہ۔ کتب معتبرہ میں ائمہ تو یہ تصریح ۳ فرمائیں کہ ایسا شخص اہلسنّت سے خارج بلکہ حضرات ابوبکر صدّیق و عمر فاروق کی شان میں تبرا ۴ کرنے والے کو فقہائے کرام نے کافر لکھا مگر گنگوہی صاحب کے نزدیک ایسا سخت تبرا کرنے کے بعد بھی وہ سنّی ہی رہتا ہے بعض عقیدت مند طرفداری میں یہ کہا کرتے ہیں کہ یہ کاتب کی غلطی ہے، ہوگا کی جگہ نہ ہوگا لکھ دیا ہے۔ مگر یہ محض غلطی ہے اس لئے کہ فتاویٰ رشیدیہ کئی بار چھپا ہے مختلف مطبعوں میں طبع ہوا ہے۔ اگر کاتب کی غلطی ہوتی ہے تو ایک چھاپے میں ہوتی ہے دو میں ہوتی ہر چھاپے میں ہر کتاب میں یہی عبارت ہے علاوہ اس کے اس سے دو ہی سطر پہلے صفحہ ۱۰ پر خود مولوی رشید احمد صاحب لکھ چکے ہیں کو جو شخص حضرات صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے فقط اور ظاہر بات ہے کہ صرف فاسق ۵ ہونے سے سنت جماعت سے خارج نہیں ہوتا تو پھر کاتب کی غلطی کیسے ہوسکتی ہے؟ مولوی رشید احمد صاحب کی پچھلی عبارت پکار کر کہہ رہی ہے کہ کاتب کی غلطی ہرگز نہیں بلکہ گنگوہی صاحب کا عقیدہ ہی ایسا ہے۔

سوال نمبر ۱۷۔ علماء کی توہین وتحقیر کرنے والا ۶ بھی علمائے دیوبند کے نزدیک سنت جماعت سے خارج ہوگا یا نہیں۔

جواب۔ علماء کی توہین کرنے والے کا سنت جماعت سے ہونا درکنار ایسا شخص تو علماء دیوبند کے نزدیک مسلمان ہی نہیں کافر ہے چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے۔

حوالہ۔ فتاویٰ رشیدیہ، حصہ سوم، صفحہ ۱۶۔ علماء کی توہین وتحقیر کو چونکہ علماء نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امر علم اور دِین کے ہو۔

فائدہ۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ صحابہ کی تکفیر کرنے والے کو کافر کہنا تو بڑی بات سنت جماعت سے بھی خارج نہیں کرتے جیسا کہ حوالہ نمبر ۱۶ میں گزرا، اور علماء کی توہین کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے کافر کہتے ہیں آخر اس میں کیا حکم ہے سوائے اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ اس میں اپنا بچاؤ مقصود ہے۔ چونکہ خود عالم ہیں۔ لہٰذا اپنی توہین کا دروازہ بند کیا ہے صحابہ سے کیا مطلب کیا غرض۔ ان کی چاہے کوئی کتنی ہی بے ادبی کرے، کافر کہے، اپنا کیا بگڑتا ہے۔

---

۱ کفر کا حکم لگانا، یعنی صحابہ کو کافر کہے ۲ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور ہے ۳ وضاحت ۴ نفرت کا اظہار کرنا، گالیاں بکنا ۵ گناہگار ۶ حقیر جاننے والا

سوال نمبر ۱۸۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ محفل میلاد شریف میں قیام تعظیمی ہوتا ہے اور غلط روایتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس وجہ سے علماء دیوبند محفل میلاد شریف کو ناجائز کہتے ہیں ورنہ اور کوئی وجہ نہیں۔ لہٰذا سوال یہ ہے کہ ایسی مجلس میلاد منعقد کرنا جس میں صحیح روایتیں پڑھی جائیں اور قیام بھی نہ کیا جائے اور کوئی بھی خلاف شرع کام نہ ہو۔ ایسی محفل میلاد شریف بھی علماء دیوبند کے نزدیک جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ مجلس میلاد میں اگرچہ کوئی بات خلاف شرع نہ ہو۔ قیام بھی نہ ہو، روایتیں بھی صحیح پڑھی جائیں۔ تب بھی علمائے دیوبند کے نزدیک جائز نہیں اس کے ثبوت میں فتاویٰ رشیدیہ کا سوال و جواب ملاحظہ ہو۔

حوالہ۔ فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم، صفحہ ۸۳

سوال: انعقاد مجلس میلاد بدون قیام، روایت درست ہے یا نہیں۔

الجواب۔ انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے تداعی امر مندوب [1] کے واسطے منع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ و علم

فائدہ۔ مجلس میلاد کو ہر حال ناجائز بتایا، یعنی مطلقاً حرام ہے اس کے جائز ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں جبھی تو کہا ہر حال ناجائز ہے جو دیوبندی مولوی بغیر قیام کے میلاد شریف کو جائز کہتے ہیں ان کو فتاویٰ رشیدیہ دکھاؤ اور پوچھو کہ تم نے اپنے پیشوا مولوی رشید احمد کے فتوے کے خلاف جائز کیوں کہا؟ جائز کہنے والا کون ہے تمہارے نزدیک اگر مولوی صاحب کا فتویٰ صحیح ہے تو اپنا حکم بتاؤ کہ تم نے جائز کو ناجائز لکھا ہے۔ بولو کیا کہتے ہو؟ بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو پھانسنا مقصود ہے۔ جہاں جیسا موقع دیکھا ویسا کہہ دیا، کچھ بھی ہو مسلمان دام میں پھنسے رہیں۔

---

[1] جائز کام کے لئے بلانے کی وجہ سے

سوال نمبر ۱۹۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب ماننا کیسا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کا علمائے دیوبند کے نزدیک کیا حکم ہے؟

جواب۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم غیب ماننا شرک جلی [1] ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا علمائے دیوبند کے نزدیک بلاشبہ مشرک ہے جیسا کہ مولوی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں۔

حوالہ۔ فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم، صفحہ ۱۰۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو (نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو) علم غیب تھا صریح شرک [2] ہے۔فقط

فائدہ۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم غیب ثابت کیا ہے بلکہ تھانوی صاحب تو بچوں، پاگلوں اور تمام جانوروں کیلئے علم غیب ثابت کرتے ہیں۔اب اے دیوبندیو! بولو، گنگوہی صاحب کے فتوے سے تھانوی صاحب کھلے مشرک ہیں یا نہیں؟

سوال نمبر ۲۰۔ یہ مشہور کوا جو بستیوں میں پھرتا ہے۔نجاست بھی کھاتا ہے۔عموماً مسلمان اس کو حرام جانتے ہیں مگر ہم نے سنا ہے کہ علمائے دیوبند کے نزدیک حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔کیا یہ بات ٹھیک ہے؟

جواب۔ دیوبندیوں کے نزدیک یہ کوا بلاشبہ جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں تو علمائے دیوبند کے نزدیک اس کوے کا کھانا ثواب ہے۔فتاویٰ رشیدیہ کا سوال و جواب ملاحظہ ہو۔

حوالہ۔ فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم، صفحہ ۱۴۵۔

سوال: جس جگہ زاغِ معروفہ [3] کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو بُرا کہتے ہوں ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا۔یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔

الجواب۔ ثواب ہوگا۔فقط

فائدہ۔ مولوی رشید احمد صاحب پیشوائے دیوبند نے تصریح فرمادی کہ کوا کھانا ثواب ہے مگر نہ معلوم بعض دیوبندی لوگ اس ثواب سے کیوں محروم ہیں اور یہ مفت کا ثواب کیوں چھوڑے ہوئے ہیں؟ کارِ ثواب میں شرم نہیں چاہیئے بلکہ باعلان کوا کھانا چاہیئے۔مفت میں ہم خرما و ہم ثواب، مرغ تو مباح ہی ہے مگر کوا کھانے پر جب ثواب ملتا ہے تو علمائے دیوبند کی دعوت میں کوا ہی پیش کرنا چاہیئے تا کہ ہم خرما و ہم ثواب [4] دونوں باتیں حاصل ہوں۔

---

[1] واضح شرک [2] کھلا شرک [3] مشہور کوا یعنی جس پرندے کا نام لوگوں میں کوا مشہور ہے [4] وہ کام جس میں لذّت بھی ہو اور ثواب بھی

سوال نمبر ۲۱۔ کیا کوئی ایسی کتاب ہے جس کا رکھنا اور پڑھنا اور اس پر عمل کرنا علماء دیوبند کے نزدیک عین اسلام اور باعث ثواب ہے۔

جواب۔ ہاں وہ کتاب مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان ہے اس کا رکھنا دیوبندی مذہب میں عین اسلام ہے جیسا کہ مولوی رشید احمد صاحب نے لکھا ہے۔

حوالہ۔ فتاویٰ رشیدیہ، حصّہ سوم، صفحہ ۵۰۔ اس کا (یعنی تقویۃ الایمان کا) رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور موجب اجر[۱] کا ہے۔

فائدہ۔ جب تقویۃ الایمان کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے تو ضروری ہے کہ جس شخص نے تقویۃ الایمان نہ پڑھی اور جس نے اپنے پاس نہ رکھی وہ شخص اسلام سے خارج ہے جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ تقویۃ الایمان کے لکھنے اور چھپنے سے پہلے کوئی شخص بھی مسلمان نہ تھا اور چھپنے کے بعد بلکہ اس وقت بھی اگر اس معیار سے مسلمان کو جانچا جائے تو کم از کم پچانوے فیصد مسلمان یقیناً اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔

مسلمانو! مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی اس کھری متین[۲] کو دیکھو کہ اہلسنت کو مشرک بناتے بناتے انہوں نے خود اپنے ہم مذہبوں کو بھی جن کے پاس تقویۃ الایمان نہیں ہے یا اس کتاب کو جن لوگوں نے پڑھا نہیں کافر کہنے لگے گنگوہی صاحب کے مذہب میں تقویۃ الایمان کا مرتبہ قرآن مجید سے زائد ٹھہرتا ہے۔ مسلمان کے لئے یہ بے شک ضروری چیز ہے کہ قرآن مجید پر ایمان لائے مگر اس کا رکھنا یا پڑھنا عین اسلام نہیں۔ کیونکہ جس مسلمان کے گھر میں قرآن مجید نہیں یا جس نے قرآن نہیں پڑھا ہے وہ بھی مسلمان ہے مگر گنگوہی صاحب کے نزدیک جو تقویۃ الایمان نہیں رکھتا ہے اور نہیں پڑھتا ہے وہ مسلمان نہیں۔

ولاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ

سوال نمبر ۲۲۔ علمائے دیوبند کے نزدیک وہابی کس کو کہتے ہیں۔

جواب۔ اعلیٰ درجہ کے دین اور متبع سنت کو وہابی کہتے ہیں جیسا کہ علمائے دیوبند کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں۔

حوالہ۔ فتاویٰ رشیدیہ، حصّہ دوم، صفحہ ۱۱۔ اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔

فائدہ۔ پھر وہابی کہنے سے دیوبندی کیوں چڑتے ہیں۔ کیا دِین دار اور متبع سنت ہونا برا معلوم ہوتا ہے۔

---

[۱] ثواب کا باعث [۲] صاف بات

سوال نمبر۲۳۔ ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق علمائے دیوبند کا کیا عقیدہ ہے، اس کو کیسا جانتے ہیں؟

جواب۔ بہت اچھا عمدہ آدمی متبع سنت عامل بالحدیث[۱] تھا نہایت پابند شرع اعلیٰ درجہ کا مبلّغ شرک وبدعت کا مٹانے والا علمائے دیوبند کے پیشوا مولوی رشید احمد نے اس نجدی [۲] کی بڑی تعریف کی ہے، ملاحظہ ہو۔

حوالہ۔ فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم، صفحہ۹۷۔

سوال۔ عبدالوہاب نجدی کیسے شخص تھے۔

الجواب۔ محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا۔ بدعت وشرک سے روکتا تھا مگر تشدید [۳] اس کے مزاج میں تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ۔ علمائے دیوبند کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب نے نجدی وہابی کی تعریف کر کے ثابت کر دیا اور ظاہر کر دیا کہ علمائے دیوبند وہابی ہیں اور نجدی کے ہم عقیدہ ہیں نجدیوں کے جو عقائد ہیں وہی دیوبندیوں کے بھی عقیدے ہیں البتہ فرق صِرف اتنا ہے کہ نجدی حنبلی مذہب رکھتا تھا اور دیوبندی حنفی اور یہ فقط اعمال کا فرق ہوا۔ عقائد میں دونوں ایک ہی ہیں۔

سوال نمبر۲۴۔ علمائے دیوبند کے نزدیک مولوی اسمٰعیل دہلوی مصنفِ تقویۃ الایمان وصراط مستقیم کیسے شخص ہیں؟

جواب۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی اعلیٰ درجہ کے متقی، پرہیزگار، شہید، ولی اللہ تھے۔ علمائے دیوبند کے نزدیک مولوی اسمٰعیل کی وِلایت قرآن مجید سے ثابت ہے چنانچہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے۔

حوالہ۔ فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم، صفحہ۴۹۔ اِنْ اَوْلِیَاۤءُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ [۴] کوئی نہیں اولیاء حق تعالیٰ کا سوائے متقیوں کے بموجب اس آیت کے مولوی اسمٰعیل ولی ہوئے اس کے بعد حدیث سے مولوی اسمٰعیل کی شہادت بھی ثابت کی ہے۔

فائدہ۔ عقیدت اسی کو کہتے ہیں۔ قرآن وحدیث سے مولوی اسمٰعیل کو ولی وشہید بنا ڈالا۔ مگر غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ اولیائے کرام کے لئے کبھی ایسی تکلیف گوارہ نہ ہوئی ان کی گیارہویں اور فاتحہ کو بھی شرک وبدعت کہتے کہتے عمر گزار دی۔

---

[۱] احادیثِ مبارکہ پر عمل کرنے والا [۲] نجد عرب شریف کا علاقہ ہے، نجد کا رہنے والا نجدی کہلاتا ہے، ابن عبدالوہاب کی پیروی کرنے والا وہابی نجدی کہلاتا ہے [۳] شدت، سختی [۴] اس (اللہ عزوجل) کے اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں۔ (سورۃ الانفال: ۳۴، ترجمۂ کنزالایمان)

سوال نمبر ۲۵۔ جب علمائے دیوبند کے نزدیک مولوی اسمٰعیل دہلوی کی ولایت وشہادت قرآن مجید وحدیث سے ثابت ہے تو ان کے قول کو علمائے دیوبند بھی ضرور مانتے ہونگے ہم نے سنا ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ نماز میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آنا گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدر جہا بدتر ہے اور اس سے نمازی شرک کی طرف چلا جاتا ہے کیا یہ بات صحیح ہے اور مولوی اسمٰعیل نے کسی کتاب میں ایسا لکھا ہے؟

جواب۔ مولوی اسمٰعیل کے قول کو ماننا کیا بلکہ ان کی کتابوں کا رکھنا، ان پر عمل کرنا علمائے دیوبند کے نزدیک عین اسلام ہے جیسا کہ حوالہ نمبر ۲۱ میں گزرا، اور یہ بات صحیح ہے مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ نماز میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال لانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدر جہا بدتر ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال چونکہ تعظیم کے ساتھ آتا ہے لہٰذا شرک کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حوالہ۔ صراط مستقیم، صفحہ ۸۶۔ صرف ہمت بسوی شیخ وامثال آں از معظمین گ جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ خر خود است کے خیال آں با تعظیم وجلال بسویدائے دل انسان می چپد۔ بخلاف خیال گاؤ خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود نہ تعظیم۔ بلکہ مہان محقر می بود وایں تعظیم وجلال غیر کے در نماز ملحوظ ومقصود می شود بشرک می کشد [1]

سوال نمبر ۲۶۔ جب علمائے دیوبند کے نزدیک مولوی اسمٰعیل دہلوی کا قول معتبر ہوا، تو اب ان کے نزدیک نماز پڑھنے کی کیا صورت ہوگی؟ اس لئے کہ نماز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہے اور تعظیم ہی کے ساتھ ہے نماز میں قرآن مجید پڑھنا فرض ہے اس میں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف اور ذکر ہے خاص کر التحیات میں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام بھیجا جاتا ہے اور شہادت پیش کی جاتی ہے اس وقت تو ضرور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آتا ہے تو دیوبندی مذہب میں اور ہر اس شخص کے نزدیک جو اسمٰعیل دہلوی کو مانتا ہے نماز پڑھنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ آیا نماز کے درست ہونے کی کوئی صورت نکل سکتی ہے یا نہیں؟

جواب۔ واقعہ یونہی ہے کہ جب التحیات میں نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم پر نمازی سلام بھیجے گا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دے گا تو یقیناً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال ضرور نمازی کے دِل میں آئے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کسی کو سلام کیا جائے اور اس کا خیال دِل میں نہ آوے بلکہ سلام کرنے سے پہلے ہی دل میں خیال آتا ہے لہٰذا التحیات پڑھتے وقت

---

[1] اپنی ہمت کو شیخ اور ان جیسے معظم لوگوں خواہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہوں، کی طرف مبذول کرنا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے کئی گنا بدتر ہے کیونکہ ان کا خیال تعظیم اور اجلال کے ساتھ انسان کے دِل کی گہرائی میں چسپاں ہو جاتا ہے بخلاف گدھے اور بیل کے خیال میں نہ تو اسقدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ ہی تعظیم بلکہ ان کا خیال بے تعظیم اور حقیر ہوتا ہے اور یہ غیر کی تعظیم واجلال نماز میں ملحوظ ومقصود ہو تو شرک کی طرف کھینچ لیتی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آنا ضروری ہوا۔ اب خیال کی دو ہی صورتیں ہیں تعظیم کے ساتھ آئے گا یا تحقیر کے ساتھ، اگر تعظیم کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آیا تو بقول مولوی اسمٰعیل دہلوی شرک کی طرف کھینچ گیا۔ کہاں کی نماز اور اگر حقارت کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال کیا تو یقیناً کفر ہوا۔ پھر کیسی نماز۔ کیوں کہ نبی کی حقارت کفر ہے اب اس کفر وشرک سے بچنے کے لئے تیسری صورت یہ ہے کہ التحیات ہی نہ پڑھے مگر مصیبت یہ ہے کہ التحیات پڑھنا نماز میں واجب ہے [1] اور واجب کے قصداً ترک سے نماز پوری نہیں ہوتی۔ لہٰذا التحیات نہ پڑھنے سے بھی نماز پوری نہیں ہوگی خلاصہ یہ ہوا کہ اسمٰعیل دہلوی کے اس قول کی بنا پر نمازی التحیات پڑھے گا تو نماز پوری نہیں ہوگی اور نہیں پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی اسمٰعیل کے مذہب پر نماز تو کسی صورت میں ہوگی ہی نہیں البتہ فرق اتنا ہوگا کہ التحیات نہ پڑھنے کی صورت میں شاید کفر وشرک سے بچ جائے۔

فائدہ۔ کیا مزے کی بات ہے کہ کسی صورت میں نماز پوری نہیں ہوسکتی وجہ یہ ہے کہ 'صراط مستقیم' کی اس ناپاک عبارت میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال کو گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر بتایا ہے اسی توہین کا وبال ہے کہ خواہ اَلتَّحِیَّات پڑھے یا نہ پڑھے مگر نماز تو کسی صورت میں پوری ہوتی ہی نہیں۔

سوال نمبر ۲۷۔ ہم نے سنا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کسی سے مراد مانگنے کو اور کسی کے سامنے جھکنے کو کفر وشرک کہتے ہیں۔ اسی طرح علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنے کو شرک وکفر بتاتے ہیں اور یہ کہ کسی کو دُور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہوگئی اس کو بھی شرک وکفر جانتے ہیں، یوں کہنا کہ خدا اور رسول چاہے تو میرا کام ہوجائے گا اسے بھی کفر وشرک ہی کہتے ہیں کیا یہ بات سچ ہے کیا واقعی مولوی اشرف علی صاحب ان باتوں کو کفر وشرک کہتے ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت ان افعال واقوال کی مرتکب ہے اگر تھانوی صاحب کے نزدیک یہ سب باتیں کفر وشرک ہیں تو ان کے نزدیک ہندوستان کے کروڑوں مسلمان کافر ومشرک ہیں۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مولوی اشرف علی صاحب اتنے بڑے عالم ان باتوں کو شرک بتا کر کروڑوں مسلمانوں کو اسلام سے خارج کردیں۔ لہٰذا صحیح واقعہ حوالہ کے ساتھ بیان کیا جائے۔

جواب۔ بلاشُبہ مولوی اشرف علی صاحب مراد مانگنے کو کسی کے سامنے جھکنے کو سہرا باندھنے کو علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنے کو کفر وشرک کہتے ہیں۔ کسی کو دُور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہوگئی، یوں کہنا کہ خدا اور رسول چاہے تو فلاں کام ہوجائے گا۔ ان سب باتوں کو تھانوی صاحب کفر وشرک ہی بتاتے ہیں چنانچہ اُنہوں نے اپنی کتاب "بہشتی زیور" کے پہلے حصّہ میں ان میں سے ہر ہر بات کو کفر وشرک لکھا ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

حوالہ۔ بہشتی زیور، حصہ اوّل، صفحہ۴۵ پر ہے۔ کفر وشرک کی باتوں کا بیان۔ اسی میں ہے کسی کو دُور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی، کسی سے مرادیں مانگنا، کسی کے سامنے جھکنا۔

اسی میں صفحہ۴۶ پر ہے، سہرا باندھنا، علی بخش، حسین بخش اور عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا یوں کہنا کہ خدا اور رسول اگر چاہے تو فلاں کام ہوجاوے گا۔

فائدہ۔ جب یہ سب باتیں کفر وشرک ہوئیں تو ان کے کرنے والے مولوی اشرف علی صاحب کے نزدیک کافر ومشرک ہوئے یعنی جس نے مراد مانگی وہ کافر ومشرک، جو کسی کے سامنے جھک گیا ہو کافر ومشرک، جس نے سہرا باندھ لیا وہ کافر ومشرک، جس نے علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھا وہ کافر ومشرک، جس نے یہ کہا کہ خدا اور رسول اگر چاہے تو فلاں کام ہوجائے گا وہ کافر ومشرک۔

مسلمانو! ذرا غور کرو اور بتاؤ کہ یہ چھ باتیں جن کو تھانوی صاحب نے کفر وشرک لکھا ہے ان میں سے تم نے کوئی بات کی تو نہیں اگر ان میں سے ایک بات بھی تم سے ہوئی ہے تو تھانوی صاحب کے نزدیک تم کافر ومشرک ہو۔ تم چاہے کتنا ہی کہو کہ ہم مسلمان ہیں مگر تھانوی صاحب کا حکم ہے کہ تم کافر ومشرک ہی ہو، میرے خیال میں اگر تھانوی صاحب کے اس معیار سے مسلمانوں کو جانچا جائے تو مشکل سے پانچ فیصد مسلمان نکلیں گے اور پچانوے فیصد مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہوکر کافر ومشرک ہوجائیں گے۔ مولوی اشرف علی صاحب نے ان چیزوں کو کفر وشرک لکھ کر گویا مسلمانوں کو کافر بنانے کی مشین تیار کی ہے جس نے تقریباً پچانوے فیصد مسلمانوں کو کافر ومشرک بنادیا۔ تھانوی صاحب ذرا گھر کی خبر لیں اور اپنے بڑے پیشوا مولوی گنگوہی صاحب کا نسب نامہ [1] دیکھیں تذکرۃ الرشید، ص۱۳ میں گنگوہی صاحب کا پدری نسب نامہ [2] یہ ہے۔

رشید احمد بن ہدایت احمد بن پیر بخش بن غلام حسن بن غلام علی۔ اور مادری نسب [3] یہ ہے رشید احمد بن کریم النسا بنت فرید بخش بن غلام قادر بن محمد صالح بن غلام محمد۔ غور کیجئے کہ گنگوہی صاحب کے دادا نانا میں کتنے ایسے ہیں جو تھانوی صاحب کے حکم سے مشرک۔ اب خود ہی بتائیں کہ گنگوہی صاحب ان کے نزدیک کیا ہیں؟

'اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے'

اس بات سے تعجب تو ضرور ہوتا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے ایسا کیوں کہا مگر جب ان کے عقیدہ کی طرف نظر کی جائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں وہابیوں کا عقیدہ ہی یہ ہے کہ سوائے ان کی مختصر جماعت کے ساری دُنیا کے مسلمان ان کے نزدیک

---

[1] خاندان کا شجرہ [2] باپ کی طرف سے خاندانی شجرہ [3] ماں کی طرف سے۔ نانا، نانی، پرنانا، وغیرہ

کافر ومشرک ہیں لہٰذا یہ ان کے عقیدہ کا مسئلہ ہے کہ وہ اپنی جماعت کے علاوہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر ومشرک سمجھتے ہیں جیسا کہ علاّمہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، ردالمختار، جلد ٦، کتاب الجہاد باب البغاۃ:

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوھاب الدین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتحلون مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا أنھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم مشرکون واستباحوا بذلک قتل أھل السنۃ و قتل علمائھم حتی کسر اللّٰہ تعالیٰ شوکتھم و خرب بلادھم و ظفر بھم عساکر المسلمین عام ثلث و ثلاثین مائتین والف

'یعنی جیسا ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے متبعین میں واقع ہوا، جو نجد سے نکل کر حرمین شریف پر قابض ہوئے اور اپنے آپ کو حنبلی مذہب ظاہر کرتے تھے لیکن دراصل ان کا اعتقاد یہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہیں باقی سب مشرک ہیں اسی وجہ سے انہوں نے اہلسنّت اور ان کے علماء کا قتل جائز سمجھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑی اور ان کے شہر ویران کئے اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی ۱۲۲۳ ہجری میں۔'

علامہ شامی نے تصریح فرمادی کہ وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اپنے سوا تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر ومشرک ہی جانتے ہیں اور علمائے دیوبند نجدیوں وہابیوں کے ہم عقیدہ ہیں۔ چنانچہ علمائے دیوبند کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کی بہت تعریف کی ہے اس کو متبع سنت عامل بالحدیث شرک بدعت سے روکنے والا لکھا ہے، ملاحظہ ہو حوالہ نمبر۲۳ نتیجہ یہ نکلا کہ علمائے دیوبند اپنے سوا ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر ومشرک جانتے ہیں اور انہیں نجدیوں کے ہم عقیدہ ہیں جو مسلمانان اہلسنّت کے قتل کو جائز سمجھتے ہیں اگر چہ اس وقت فریب دینے کے لئے اور مسلمانوں کو پھانسنے کیلئے اہلسنّت بنتے ہیں اور اپنے کو اہلسنّت لکھنے لگے مگر یہ فریب کاری کیسے کام آسکتی ہے مولوی رشید احمد صاحب نے نجدی کی تعریف کرکے ثابت کردیا کہ علماء دیوبند پکے وہابی اور نجدیوں کے ہم عقیدہ ہیں ہرگز اہلسنّت نہیں بلکہ اہلسنّت کے دشمن، ان کے خون کے پیاسے ہیں خدا تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ ان کے مکر سے بچیں اور جانیں کہ مسلمان کو کافر ومشرک کہنے والا کون ہے؟ اس سے کیا تعلق رکھنا چاہئے؟

فائدہ۔ مولوی اشرف علی صاحب نے عبدالنبی نام رکھنے کو شرک کہا جس کا ثبوت حوالہ نمبر ۲۷ میں گزرا، اوران کے پیر حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شمائم امدادیہ میں فرماتے ہیں کہ عباداللہ کو عبادالرسول کہتے ہیں۔[1]

---

[1] اللہ کے بندوں کو رسول کا بندہ کہہ سکتے ہیں

جس سے صاف ظاہر ہے کہ عبدالنبی نام رکھنا جائز ہے یعنی جس کو تھانوی صاحب شرک کہہ رہے ہیں اسی کو ان کے پیر حاجی امداداللہ صاحب جائز فرما رہے ہیں اگر حاجی امداداللہ صاحب کا قول صحیح ہے تو عبدالنبی نام رکھنا جائز ہوا، حالانکہ مولوی اشرف علی صاحب اسے شرک کہہ رہے ہیں۔

مسلمانو بتاؤ! جائز کو شرک کہنے والا کون ہے؟ اور اگر تھانوی صاحب کا قول صحیح مانا جائے تو عبدالنبی نام رکھنا شرک ہوا، اسی کو حاجی امداداللہ صاحب جائز فرما رہے ہیں۔ اب بتاؤ شرک کو جائز کہنے والا کون ہے، پیر و مرید دونوں میں سے کسی ایک کا تو حکم بتاؤ۔ کیا بتاؤ گے یہ بدذات وہابیت کے کرشمے ہیں ساون کے اندھے [1] کی طرح ہر چیز میں شرک ہی نظر آتا ہے۔

سوال نمبر ۲۸۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو اللہ ربّ العزّت نے بعض علمِ غیب عطا فرمایا، تو کیا ایسا علم غیب علمائے دیوبند کے نزدیک بچوں، پاگلوں، جانوروں کو بھی حاصل ہے۔ کیا علماء دیوبند میں سے کسی نے ایسا لکھا ہے؟

جواب۔ علماء دیوبند کے نزدیک ایسا علم غیب تو ہر زید وعمرو بلکہ ہر بچے اور ہر پاگل اور تمام حیوانوں کو بھی حاصل ہے دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی حفظ الایمان میں لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حوالہ۔ حفظ الایمان، صفحہ ۸۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص [2] ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی [3] ومجنون [4] بلکہ جمیع حیوانات وبہائم [5] کیلئے بھی حاصل ہے۔

فائدہ۔ اس عبارت میں مولوی اشرف علی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کیں، کل اور بعض، پھر کل کو بعد میں عقلاً ونقلاً باطل کیا اور نہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کوئی کل مانتا ہے۔ رہا بعض علم غیب وہ یقیناً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے اس علمِ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی جس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے۔ ان میں بعض عقیدت مند لوگ محض طرف داری میں کہہ دیا کرتے ہیں کہ عبارت میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے مگر یہ محض اشرف علی صاحب کی کھلی طرفداری ہے اسلئے کہ اگر یہی عبارت مولوی اشرف علی صاحب کیلئے بول دی جائے اور کہا جائے کہ مولوی اشرف علی صاحب کی ذات پر علم کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل۔ اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں مولوی اشرف علی صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات بہائم کیلئے بھی حاصل ہے تو یقیناً وہ طرف دار لوگ بھی جامہ [6] سے باہر ہو جاتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ اس میں مولوی اشرف علی صاحب کی توہین ہے حالانکہ بالکل وہی عبارت ہے جو اشرف علی صاحب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے لکھی ہے صرف نام

---

[1] جو کیفیت ایک دفعہ نظر میں سما جائے وہی ہمیشہ پیش نظر رہتی ہے [2] خاصیت [3] بچہ [4] پاگل [5] بلکہ تمام حیوانات اور درندوں [6] غصے میں آجاتے ہیں

کا فرق ہے اور حفظ الایمان کی عبارت کی جس قدر تاویلیں کی گئی ہیں وہ سب اس میں جاری ہیں مگر پھر بھی کہتے ہیں کہ تھانوی صاحب کی توہین ہے۔ مسلمانو! غور کرو، جس عبارت میں مولوی اشرف علی صاحب کی توہین ہو، وہی عبارت حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کیلئے بولی جائے تو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توہین نہ ہو، اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ طرفدار لوگ اپنے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتبہ مولوی اشرف علی صاحب کے برابر نہیں مانتے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ جس بات میں تھانوی صاحب کی توہین ہو اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین نہ ہو غضب ہے حیرت ہے اس طرفداری کی کوئی انتہا ہے نبی کے مقابلہ میں تھانوی جی کی ایسی کھلی طرف داری۔

شعر:۔

بروز حشر شود ہمچو صبح معلومت ... کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور

مگر مولوی اشرف علی صاحب خوب سمجھتے ہیں کہ عبارت حفظ الایمان میں نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توہین ہے اسی وجہ سے آج تک علمائے اہلسنّت کے مقابلہ میں مناظرہ کیلئے آنے تک کی بھی تاب نہ لا سکے شخصیت پرستی کے نشہ میں توبہ بھی میسر نہ ہوئی۔ عقیدت مند لوگ ان کی طرف داری میں کچھ اُچھلے کودے [1] مگر اس مقدمہ میں جان ہی نہیں۔ کریں تو کیا کریں۔ اس لئے جہاں جاتے ہیں ذلیل ہوتے ہیں اور کیوں نہ ہوں حفظ الایمان کی اس عبارت کا توہینِ رسول ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہے اس کی طرف داری میں جو کچھ کہا جائے گا وہ کفر کی حمایت ہے اور کفر کی حمایت میں سوائے ذِلّت اور رُسوائی کے اور کیا ہو سکتا ہے مولیٰ تعالیٰ توبہ کی توفیق دے۔

سوال نمبر ۲۹۔ کیا علمائے دیوبند کے نزدیک اُمّتی عمل میں نبی کے برابر ہو سکتا ہے؟

جواب۔ ہاں، علماء دیوبند کے نزدیک اُمتی عمل میں نبی کے برابر ہو سکتا ہے بلکہ نبی سے بڑھ سکتا ہے۔ چنانچہ علمائے دیوبند کے پیشوا بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی تحریر فرماتے ہیں:۔

حوالہ۔ تحذیر الناس، مصنفہ مولوی محمد قاسم، صفحہ ۵۔ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی [2] ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

فائدہ۔ مسلمانو! یہ ہے عقیدہ علمائے دیوبند کا۔ عمل نبی کا امتی پر کوئی فضیلت نہیں مانتے۔ عمل میں نبی کو امتی کے برابر کرتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں انہوں نے علم میں فضیلت دی تھی۔ مگر تھانوی صاحب نے اسے بھی اڑا دیا کہہ دیا کہ ایسا علم تو پاگلوں، جانوروں کو بھی ہے ملاحظہ ہو: حوالہ نمبر ۲۸۔

---

[1] بہت غصہ ظاہر کرنا [2] برابر

سوال نمبر ۳۰۔ علماء دیوبند کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم زیادہ ہے یا شیطان کا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا شیطان علیہ اللعن کا۔ [۱]

جواب۔ علمائے دیوبند کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے اور شیطان کے علم کی زیادتی قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت [۲] علم کیلئے ان کے نزدیک کوئی نص قطعی [۳] نہیں چنانچہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔

حوالہ۔ براہین قاطعہ۔ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی، صفحہ ۵۱۔ الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان وملک الموت [۴] کا حال دیکھ کہ علم محیط زمین [۵] کا فخر عالم [۶] کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ [۷] سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایسا ایمان کا حصّہ ہے شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

تنبیہ۔ مسلمانو! غور کرو۔ مولوی خلیل احمد صاحب ومولوی رشید احمد صاحب پیشوائے علمائے دیوبند نے ساری زمین کا علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے تو شرک کہا مگر اسی شرک کو شیطان کے لئے نہایت خوشی کے ساتھ نص سے ثابت مانا۔ شیطان مردود سے ایسی خوش عقیدگی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسی عداوت نے تو عقل کو رُخصت کر دیا۔ یہ بھی سمجھ میں نہ آیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے جس علم کا ثابت کرنا شرک ہے وہ شیطان کیلئے کیسے ایمان ہوسکتا ہے اور وہ بھی نص سے یعنی قرآن و حدیث سے۔ کہیں قرآن وحدیث سے بھی شرک ثابت ہوتا ہے یہ شیطان سے عقیدت مندی ہے کہ اس کے علم کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے بڑھا دیا ہے۔

مسلمانو! اِنصاف کرو اور بلا رعایت کہو، کیا اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے، اور اگر کوئی طرف دار شخصیت پرست نہ مانے تو اسی کو کہو کہ تیرا فلاں مولوی علم میں شیطان کے برابر ہے دیکھو جامہ سے باہَر ہو جائے گا۔ حالانکہ اس کو برابر ہی کہا ہے اور اگر کسی دیوبندی مولوی کو شیطان کے مقابل گھٹا دیا جائے تو معلوم نہیں کہاں تک نوبت پہنچے۔ مسلمانو! شریعت مطہرہ کا حکم ہے کہ جس کسی نے مخلوق کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی کریم علیہ الصلاۃ وَ التسلیم سے علم میں زیادہ کہا وہ شخص کافر ہے۔

---

[۱] اس پر لعنت ہو [۲] زیادتی علم [۳] قرآن پاک کی وہ آیت جس سے احکام مکمل واضح ہوں [۴] موت کا فرشتہ عزرائیل علیہ السلام [۵] تمام زمین کا علم [۶] سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [۷] اپنی غلط رائے

شفا شریف کی شرح نسیم الریاض میں فرمایا۔ ۱؎

من قال فلان اعلم منہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فقد عابہ و نقص فھو ساب

ترجمہ : جس کسی نے کہا کہ فلاں کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم ہے اس نے حضور کو عیب لگایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص ۲؎ کی وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے اور ظاہر بات ہے کہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے پھر اس کے کفر میں کیا شبہ ہے؟

فائدہ۔ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی نے اس کفری عبارت کی تاویل میں یہ کہا کہ اس عبارت میں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وسعت علم شرک بتائی ہے اور جس علم کی نفی کی ہے وہ علم ذاتی ہے اور ذاتی علم حضور کے لئے ثابت کرنا شرک ہے۔

مگر افسوس کفر کی حمایت میں ان کی عقل ہی رُخصت ہوگئی۔ یہ بھی نہ سمجھے کہ علم ذاتی کی نفی کا بہانہ تو اس وقت ہوسکتا تھا جب ان کے خصم ۳؎ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم ذاتی ثابت کرتے جب کہ مقابل علم عطائی ثابت کررہا ہے تو ذاتی کی نفی کرنا یقیناً مجنون کی بڑ ۴؎ ہوگی اور مولوی خلیل احمد صاحب پاگل ٹھہریں گے۔

نیز براہین قاطعہ کی یہ کفری عبارت پکار کر کہہ رہی ہے کہ جس قسم کا علم شیطان کے لئے ثابت مانا ہے اسی قسم کے علم کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفی کی ہے لہٰذا اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم ذاتی کی نفی کی ہے تو یقیناً شیطان کیلئے علم ذاتی مانا جو کھلا ہوا شرک ہے اس میں مولوی خلیل احمد صاحب مشرک ٹھہریں گے۔ غرضیکہ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے براہین قاطعہ کی اس عبارت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم ذاتی کی نفی بتا کر براہین کے مصنف و مصدق ۵؎ کو مجنون و مشرک بنادیا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کا وبال ہے کہ طرفداری کی جاتی ہے تب مجنون یا پاگل ضرور ٹھہرتے ہیں خداوند تعالیٰ توبہ کی توفیق دے کہ کفر کی حمایت سے توبہ کریں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبہ کو پہچانیں اور جانیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کسی کی طرفداری کام نہ آئیگی۔

مولوی قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے سارے انبیاء علیہم السلام کو عمل میں گھٹایا اور اُمتیوں کو عمل میں انبیاء سے بڑھایا جیسا کہ حوالہ نمبر ۲۹ میں گزرا، اور مولوی خلیل احمد صاحب و مولوی رشید احمد صاحب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم میں شیطان کو بڑھایا جس کا ثبوت حوالہ نمبر ۳۰ میں گزرا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ علمائے دیوبند نے متفق ہوکر انبیاء علیہم السلام خصوصاً سیّدُ الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم اور عمل دونوں فضیلتوں میں امتی اور شیطان سے گھٹایا۔

۱؎ نسیم الریاض فی شرح الشفاء۔ القسم الرابع فی تعریف وجوہ الاحکام فیمن تنقصۃ او سبہ (الباب الاوّل فی بیان موھو)

۲؎ شان گھٹانا ۳؎ آقا، بڑے ۴؎ بکواس ۵؎ تصدیق کرنے والا

مسلمانو! آنکھیں کھولو اور انصاف کرو اور علماء دیوبند کی حقیقت پہچانو۔ اگر تم کو اپنے رسول اپنے نبی، اللہ کے محبوب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچی محبت ہے تو اس پر مطلع ہونے کے بعد ان کے گستاخوں سے بیزاری و بے تعلقی اختیار کرو۔ اپنے نبی کی ایسی کھلی ہوئی توہین کرنے والے سے تعلق رکھنا یا اس کو اچھا کہنے والوں، اس کے ماننے والوں سے علاقہ [1] باقی رکھنا اُمتی کا کام نہیں ہوسکتا۔ تم ہی فیصلہ کرو کہ اتنی کھلی توہین کے بعد بھی اگر ایمانی غیرت نہ آئے اور گستاخ کی طرفداری اور حمایت میں بیجا تاویلیں کی جائیں تو کیا نبی سے عداوت اور دشمنی نہیں ہے واقعی ہے ایسے گستاخ کی طرفداری نبی کی دشمنی اور نبی کا مقابلہ ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ [2]

بد مذہبوں بد دینوں کے متعلق احکام شرعی

مجلس علماء فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی (یوپی)

ہر سُنّی مسلمان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دیوبندی مذہب کے بانی مولوی قاسم نانوتوی صاحب نے اپنی کتاب تحذیر الناس (ص۳ و ص۱۴ و ص۲۸) میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا اِنکار کیا اور پیشوائے وہابیہ مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ (ص۵۱) میں سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کو شیطان ملعون کے علم سے کم قرار دیا اور مبلغ وہابیہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے حفظ الایمان (ص۸) میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو ہر خاص و عام انسان بچّوں پاگلوں اور جانوروں کے علم غیب کی طرح بتایا چونکہ یہ باتیں یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ ماننا، یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو شیطان کے علم سے کم بتانا، یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو بچوں یا پاگلوں اور جانوروں کے علم غیب کی طرح قرار دینا تمام پیشوا مولوی نانوتوی مولوی گنگوہی مولوی انبیٹھوی اور مولوی تھانوی صاحبان بحکم شریعت اسلامیہ کافر و مرتد ہوگئے فتاوی حسام الحرمین، ص۱۱۳ میں ہے، وبالجملة هولاء الطوائف كلهم كفار مرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمين وقد قال فى البزازية والدرر والغرر والفتاوى الخيريه و مجمع الانهر والدر المختار وغيرها من معتمدات الاسفار فى مثل هؤلاء الكفار من شك فى كفره وعذابه كفر خلاصۂ کلام یہ ہے کہ طائفے [3] (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد، اشرف علی تھانوی اور ان کے ہم عقیدہ چیلے) سب کے سب کافر و مرتد ہیں باجماعِ امت اسلام سے خارج ہیں اور بے شک بزازیہ، درر، غرر، فتاوی خیریہ،

---

[1] تعلق، رشتہ [2] اللہ تعالیٰ کی پناہ [3] طائفہ کی جمع، گروہ

مجمع الانہر اور دُرِّ مختار وغیرہ معتمد [1] کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو شخص ان کے عقائد کفریہ پہ آگاہ ہوکر ان کے کفر وعذاب میں شک کرے تو خود کافر ہے مکہ شریف کے عالم جلیل حضرت مولانا سیّد اسمٰعیل علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں، اما بعد فاقول ان ھؤلاء الفوق الواقعین فی السوال غلام احمد القادیانی ورشید احمد و من تبعہ کخلیل الانبیتھی و اشرف علی وغیرھم لا شبھتم فی کفرھم بلا مجال بل لا مشبھتہ فیمن شک بل فیمن توقف فی کفرھم بحال من الاحوال "میں حمد وصلاۃ کے بعد کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی، رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد، اشرفعلی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔(حسام الحرمین، ص ۱۲۰)

غیر منقسم ہندوستان کے علمائے اسلام کے فتاوی کا مجموعہ اَلصَّوَارِمُ الھندیہ ص ۷ میں ہے ان لوگوں (یعنی قادیانیوں، وہابیوں، دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھنے، ان کے جنازہ کی نماز پڑھنے، ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنے، ان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا کھانے، ان کے پاس بیٹھنے، ان سے بات چیت کرنے اور تمام معاملات میں ان کا حکم بعینہ وہی ہے جو مرتد کا ہے یعنی یہ تمام باتیں سخت حرام گناہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے،

وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ [2]

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آجانے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔

خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، "یعنی اگر (بدمذہب، بددِین) بیمار پڑیں تو ان کو پوچھنے نہ جاؤ اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ پر حاضر نہ ہو اور اگر ان کا سامنا ہو تو سلام نہ کرو" (سنن ابنِ ماجہ المقدمہ فی اواخر باب القدر)

ایک اور جگہ یوں فرمایا، ولا تناکحوھم ولا تؤاکلوھم ولا تشاربوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم "ان سے شادی بیاہ نہ کرو ان کے ساتھ نہ کھاؤ ان کے ساتھ نہ پیو ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو" (کنز العمّال، کتاب الفضائل، الفصل الاوّل فی الباب الثالث فی ذکر الصحابۃ و فضلھم ﷺ)

پھر چونکہ قادیانی، وہابی دیوبندی، غیر مقلد، ندوی، مودودی، تبلیغی یہ سب کے سب بحکم شریعت اسلامیہ گمراہ، بدعقیدہ، بددین، بدمذہب ہیں اس حدیث وفقہ کے ارشاد کے مطابق اس شرعی دِینی مسئلہ سے سب کو آگاہ کر دیا جاتا ہے کہ قادیانیوں غیر مقلد

---

[1] مستند، قابل بھروسہ [2] سورۃ الانعام، آیت ۶۸، پ ۷

وہابیوں، وہابی دیوبندیوں، مودودیوں وغیرہ بدمذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنا سخت حرام ہے ان سے شادی بیاہ کا رِشتہ قائم کرنا اشدحرام ہے ان کے ساتھ نماز پڑھنا یا ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا سخت گناہ کبیرہ ان سے اسلامی تعلقات قائم کرنا اپنے دِین کو ہلاک اور ایمان کو برباد کرنا ہے جوان باتوں کو مان کران پرعمل کرے گا اس کے لئے نور ہے اور جو نہیں مانے گا اس کیلئے نار [1] ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

جھوٹے، مکار، دغاباز، بدمذہب، بددین خداعزّ وجل ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین کرنے والے مرتدین براہ مکروفریب، اتحادو اتفاق کا جھوٹا منافقانہ نعرہ بہت لگاتے ہیں اور زور سے لگاتے ہیں اور جو متصلب [2] مسلمان اپنے دین وایمان کو بچانے کیلئے ان سے الگ رہے اس کے سراختلاف وافتراق [3] کا الزام تھوپتے ہیں جو مخلص مسلمان شرع کے روکنے کی وجہ سے ان بدمذہبوں کے پیچھے نماز نہ پڑھے اس کو فسادی اور جھگڑالو بتاتے ہیں۔ جو صحیح العقیدہ مسلمان فتوی حسام الحرمین کے مطابق سیّدِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو کافر ومرتد کہتے اس کو گالی بکنے والا قرار دیتے ہیں ایسے تمام صلح کلی [4] منافقوں سے میرا مطالبہ ہے کہ اگر واقعی تم لوگ سُنّی مسلمانوں سے اتحادو اتفاق چاہتے ہوتو سب سے پہلے بارگاہِ اِلٰہی میں اپنے عقائدکفریہ وخیالات باطلہ سے سچی توبہ کرڈالو۔ خدااور رسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے سے باز آجاؤ اور گستاخی کرنے والوں کی طرفداری اور حمایت سے الگ ہوجاؤ اور سچا سُنّی مذہب قبول کرلو۔ اگرایسا کرلوتو تمہارے اور ہمارے دمیان بالکل اتحادو اتفاق ہوجائے گا اور اگر خدانخواستہ تم اپنے اعتقادات کفریہ سے توبہ کرنے پرتیار نہیں، تم گستاخی کرنے اور لکھنے والے مولویوں سے رِشتہ ختم نہیں کر سکتے۔ سُنّی مذہب قبول کرنا تمہیں گوارا نہیں تو ہم قرآن وحدیث کی تعلیمات حقّہ کو چھوڑ کر بددینوں، بدمذہبوں سے اتحادنہیں کرسکتے رہا متصلب سُنّی مسلمان کو جھگڑالو، فسادی، گالی بکنے والا کہنا تو یہ پُرانی دھاندلی اور زیادتی ہے۔ گالی تو وہ بک رہا ہے، جس نے تقویت الایمان لکھی جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑا بھائی بنایا جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسرے انبیائے کرام کو بارگاہِ الٰہی میں ذرہٗ ناچیز سے بھی کم تر اور چمار [5] سے بھی زیادہ ذلیل کہا گالی تو وہ بک رہا ہے جس نے حفظ الایمان، ص ۸ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو پاگلوں اور جانوروں چوپایوں کے علم غیب کی طرح ٹھہرایا بدزبانی تو وہ کررہا ہے جس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مقدس کو شیطان کے علم سے کم قرار دیا اصل جھگڑالو تو وہ ہے جس نے تحذیرالناس میں مسئلہ ختم نبوت کا انکار کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا عوام جاہلوں کا خیال بتایا واقعی فسادی تو وہ ہے جس نے براہین قاطعہ میں اللہ تعالیٰ کے متعلق جھوٹ بول سکنے کا نیا عقیدہ گھڑا اور جس نے اُردوزبان میں سرکاررسالت علیہ الصلاۃ والسلام کو علمائے دیوبند کا شاگر بنایا۔ سُنّی مسلمان نہ جھگڑالو اور فسادی ہے نہ گالی بکنے والا وہ تو شریعت

---

[1] آگ یعنی جہنم [2] پختہ عقیدہ والا [3] جدائی [4] وہ شخص جو ہرمذہب وملت اور دوست ودشمن سے یکساں تعلق رکھے [5] موچی، کمینہ، نیچ

اسلامیہ کے حکم کے مطابق ان گستاخ مولویوں کو کافر و مرتد کہتا ہے جو بارگاہِ احدیت اور سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گستاخی کرے اور ضروریاتِ دین کے منکر ہیں۔ عقائد ضروریہ دینیہ کی مخالفت کرنے والوں کو کافر و مرتد کہنا ان کے حق میں منافق کا لفظ استعمال کرنا ہرگز ہرگز گالی نہیں ہے خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کافر، کفار، مشرکین، منافقین وغیرہ کلمات مخالفین اسلام کے حق میں ارشاد فرمایا ہے تو کیا کوئی بدنصیب اتنا کہنے کی جرأت کرسکتا ہے کہ قرآن عظیم نے گالی دی ہے۔ معاذ اللہ تعالیٰ

مسلمانو! وہابیوں دیوبندیوں سے تمہیں نہ حجت [1] کرنے کی ضرورت ہے نہ ان کا زق زق بق بق [2] سننے کی حاجت ہے تم ان سے گالی گلوچ اور جھگڑا نہ کرو بس تم ان کی صحبت سے دُور ہو اپنے سے ان کو دور رکھو، تمہارے آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمہیں یہی تعلیم دی ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں، **ایاکم وایاھم لا یضلونکم والا یفتنونک** [3] یعنی مسلمانو! تم بدمذہبوں کی محبت سے بچو۔ اپنے کو ان سے دُور رکھو، نہیں تو وہ تمہیں سچے راستے سے بہکا دیں گے اور تمہیں بددین بنا دیں گے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں سچی ہدایت پر قائم رکھے۔

آمین و صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمّدٍ وّ آلہٖ و صحبہ اجمعین واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین

---

[1] بحث [2] الٹی سیدھی باتیں، بکواس [3] مسلم شریف، جلد اوّل باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء والاحتیاط فی تحملھا [4] اور اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں سب سے بہتر ہمارے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحمت اور سلامتی بھیجے اور ان کی آل اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر اور ہماری دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔



محتسب نے گھڑا توڑا میں نے اس کا سر



دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے بدلے زخم

فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْہِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ (الآیۃ)

جو تم پر زیادتی کرے اس پر تم بھی اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے کی ہے

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی "حدائقِ بخشش (حصہ سوم)" پر **اعتراض**

"اعلیٰ حضرت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخانہ اشعار کہے"

اور مولانا شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ کا دندان شکن جواب

ماخوذ از

تحقیقات، از فقیہ الہند علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ

﴿شارح بخاری و صدر شعبۂ افتاء جامعہ اشرفیہ، مبارکپور ہند﴾

پیشکش

www.deenemubeen.com

قاری طیب کا اعتراض

”رضاخوانی جماعت کے سب سے بڑے یعنی اعلیٰ حضرت بریلوی ہی توہین صدیقہ کے مرتکب ہیں ان کے رشحات فکر کا نتیجہ ہے۔ کتاب کا تاریخی نام ”حدائق بخشش“ ہے اس کے صفحہ ۳۷ پر حضرت عائشہ کی شان میں جو گستاخانہ الفاظ درج کیے گئے ہیں ان کا لکھنا تو در کنار پڑھنا بھی دشوار معلوم ہوتا ہے۔“

اس کے بعد وہ تین اشعار نقل کیے ہیں جو گیارہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں ہیں جن کا تذکرہ اس حدیث صحیح میں ہے جو خود ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے اور عامہ کتب حدیث حتی کہ صحیحین میں مذکور ہے یہ اشعار حقیقت میں حدیث میں وارد لفظ ملاء کساء ھا کا قریب قریب ترجمہ ہے۔

ان اشعار کی بناء پر مہتمم دیوبند کا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو نشانہ سب و شتم بنانا اسی فطرت کا نتیجہ ہے جو دیوبندی عوام و خواص کی ہے۔

اگرچہ ان اشعار سے متعلق بار بار تحریری و تقریری مکمل صفائی دی جا چکی ہے مگر بدباطنی کا برا ہو کہ دیوبندی اب تک خاموش نہیں ہوئے۔ ان توجیہات کا خلاصہ ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ انصاف پسند حضرات کو اطمینان ہو جائے۔ تفصیل کے لیے فیصلہ مقدمہ شرعیہ اور دارالافتاء دہلی کا قرآنی فیصلہ کا مطالعہ کریں۔

جواب

یہ تینوں اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے نہیں

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات و صحابہ کرام و علماء ملت و اولیا امت کے ساتھ جو عشق ہے اور ان حضرات کی جو عظمت و عقیدت اور ادب اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے دل میں ہے اس سے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ورع و احتیاط سے جو لوگ واقف ہیں وہ اس پر متفق ہیں کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے نہیں۔

حِبر امت امام ملت فقیہ النفس سیدی وسندی حضرت مولانا الحاج شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم ہند شاہزادہ اعلیٰ حضرت مدظلہ' سے زیادہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے کلام کو جاننے والا پہچاننے والا، پرکھنے والا دوسرا کون ہو سکتا ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

"میں نے برابر کہا کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت کے نہیں کہے جاسکتے منقبت حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں تو بالقطع والیقین یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے شعر نہیں۔ تشبیب میں بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو جس نے دیکھا ہے وہ ان اشعار کو اعلیٰ حضرت کے اشعار خیال بھی نہیں کر سکتا یہ تینوں شعر کسی اور کے اس مجموعہ میں درج ہو گئے ہوں گے۔"

(فیصلہ قرآنیہ ص۱۳)

حضرت العلام مولانا الحاج حافظ قاری مفتی مظہر اللہ خطیب مسجد فتحپوری مفتی اعظم دہلی فرماتے ہیں:

"بلکہ مجھ کو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہ اشعار ہی نہیں معلوم ہوتے خدا جانے اس میں کس کی اور کیا سازش ہے۔ میرے ساتھ بھی کئی مرتبہ ایسی چالیں چلی گئی ہیں۔" (ایضاً، ص۹)

یہی رائے حضرت موصوف کے صاحبزادگان مولانا مفتی مشرف احمد اور۔۔۔

"مجھے حضور! اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کچھ کلام جو اب تک چھپا نہیں ہے بڑے کوشش اور جانفشانی سے بریلی شریف و سرکار مارہرہ مطہرہ، پیلی بھیت ورام پور وغیرہ وغیرہ مختلف مقامات سے دستیاب ہوا جو آج برادران اہلِ سنت کی خدمت میں حدائق بخشش حصہ سوم کی شکل وصورت میں پیش کر رہا ہوں۔"

۳۔ مرتب نے یہ تفصیل نہیں بتائی کہ ان مختلف مقامات سے انھیں یہ کلام کن افراد کے ذریعہ اور کس کیفیت اور کس حال میں ملا۔

۴۔ ۱۳۴۲ھ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے دونوں شہزادے حضرت حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند اور اجلہ خلفاء و تلامذہ مثلاً حضرت صدر الشریعہ و حضرت عید الاسلام و حضرت صدر الافاضل و حضرت ملک العلماء و حضرت برہان ملت و حضرت مولانا حسنین رضا خان صاحب سبھی بقید حیات تھے ان میں سے کسی کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ انھیں دکھایا جانا یا ان سے استصواب کرنا تو علیحدہ بات ہے۔

چنانچہ حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ بڑی حسرت سے اس فروگذاشت کا تذکرہ فرماتے ہیں:

"برسہابرس کے بعد اب جب مولانا مولوی محبوب علی صاحب نے اسے پنجاب میں چھپوایا تو خبر ملی کہ یونہی بے ترتیب چھاپ دیا اور یہ بھی کہا گیا کہ بعض کلام اعلیٰ حضرت کا معلوم نہیں ہوتا۔ مولانا یا وہ شخص جس نے اس مجموعے میں وہ قصیدہ درج کیا اس کلام کو بھی اعلیٰ حضرت کا سمجھا اس لیے مجھے ناگوار بھی ہوا کہ یونہی اور ہم لوگوں میں سے کسی کو بے دکھائے چھاپ دیا۔ بارہا لوگوں کے سامنے میں نے اس پر اظہار ناراضگی کیا۔ (فیصلہ مقدمہ شرعیہ قرآنیہ ص ۱۳)

۵۔ اب ہر ذی عقل منصف کے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ کلام جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے محفوظ کتب خانہ سے نہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے معتمدین کے ذریعہ نہیں بلکہ نامعلوم مجہول افراد کے ذریعہ مرتب تک پہنچا اس کے بارے میں تغیر و تبدل الحاق و ازدیاد سے مامون ہونے کی کیا گارنٹی ہے جیسا کہ ابھی حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کا ارشاد گزرا کہ

"بعض کلام اعلیٰ حضرت کا نہیں معلوم ہوتا۔"

خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ مخالفین رام پور ہی کے ایک دسیسہ کار کے ذریعہ فتاویٰ رضویہ کے قلمی بیاض میں اضافہ کرا چکے ہیں جس کی تفصیل ۱۱ میں آتی ہے اس لیے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے نہیں وہ اپنے اس قول میں حق بجانب ہیں اور جب یہی متیقن نہیں کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ہیں تو ان اشعار کی بناء پر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو نشانہ سب و شتم بنانا دیانت نہیں خباثت ہے۔ علماء نے تو یہاں تک تصریح کی ہے کہ کسی مسلمان کی جانب بلا ثبوت کسی کبیرہ کی نسبت جائز نہیں۔ چہ جائیکہ ایسے سنگین ارتکاب کی۔

اب یہاں ایک سوال یہ باقی رہتا ہے کہ جب یہ متیقن نہیں کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ ہی کے ہیں۔ تو پھر اسے حضرت غازی ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مجموعہ کلام میں داخل کیوں فرمایا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اکابر محدثین سے یہ فروگذاشت ہوگئی ہے کہ وضع پر مطلع نہ ہونے کی بناء پر رواۃ پر اعتماد کر کے انھوں نے اپنی تصنیفات میں موضوع احادیث درج فرمادی ہیں کیا وضع کا علم نہ ہونے کی بناء پر ان کا موضوع احادیث کا

اپنی تصنیفات میں درج کرنا ان کے فسق و کفر کا موجب ہے؟ اگر نہیں اور ہر گز نہیں۔ تو حضرت غازی ملت کا بھی ان اشعار کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مجموعہ کلام میں درج کرنا ان لوگوں پر اعتماد کرکے جن کے ذریعہ یہ ان کو ملے۔ کسی سب و شتم کا موجب نہیں۔

یہ اشعار حضرت ام المومنین کے بارے میں نہیں

قاری طیب اور ان کی برادری کا یہ الزام کہ یہ اشعار حضرت ام المومنین کے بارے میں ہیں۔ سراسر فریب و دجل ہے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ غلط ترتیب سے چھپے ہیں جس ترتیب سے چھپے ہیں وہی اس پر نص قاطع ہے کہ یہ ام المومنین کے بارے میں نہیں ہیں۔

ان تینوں اشعار کے اوپر جلی قلم سے لکھا ہوا ہے "علیحدہ" یہ اسی لیے لکھا گیا تھا کہ ہر آنکھ والا اسے دیکھ کر یہ سمجھ لے کہ اس کے بعد والے اشعار کا تعلق اوپر والے اشعار سے بالکل نہیں۔ اوپر والے اشعار حضرت ام المومنین کے مدح میں ہیں اور یہ اس سے علیحدہ تو ثابت ہو گیا کہ یہ اشعار ام المومنین کی مدح میں نہیں۔ مگر نابینائی خواہ ظاہری خواہ باطنی انسان کو ٹھوکر لگا ہی دیتی ہے۔

حضرت غازی ملت کا توضیحی بیان اور توبہ

ان اشعار کے بارے میں حضرت مرتب غازی ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنا بارہا توضیحی بیان اور اپنی غفلت پر توبہ کا اعلان کر چکے ہیں جو اخبار انقلاب بابت ۱۰/ اگست ۵۵ء، اخبار الوارث بابت ۱۰/ جولائی ۵۵ء اور رسالۂ ماہنامہ سنی لکھنؤ بابت ۲۴/ جولائی ۵۵ء اور پوسٹر میں بار بار شائع ہو چکا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس قصیدہ کے سات اشعار ان گیارہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں ہیں جن کا تذکرہ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی شریف وغیرہ کتب احادیث میں موجود ہے یہ تین اشعار بھی انھیں سات اشعار میں سے تھے۔ یہ اشعار درحقیقت حدیث میں وارد کلمۂ ملاء کساءھا کا قریب قریب ترجمہ ہیں۔ یہ سات اشعار ابتداء کے تھے مگر ناقل کاتب کی غلطی سے یہ تین اشعار وسط میں اور کچھ

اشعار اخیر میں آگئے اور فساد پرست عناصر کو یہ شور مچانے کا موقع مل گیا کہ حضرت صدیقہ ضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان اقدس میں ایسے اشعار لکھ دیے گئے۔

چونکہ حدائق بخشش حصّہ سوم کی پوری ذمہ داری مرتب رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے۔ مرتب کو لازم تھا کہ وہ کاپی کی پوری تصحیح کرتے مگر وہ دیگر اپنی مصروفیات کی وجہ سے نقل و کتابت کے بعد تصحیح نہ کر سکے۔ اس لیے انھوں نے اپنی اس غفلت و فروگذاشت پر توبہ کی اور اس کا اعلان بھی فرمادیا۔ اس توضیح اور توبہ کے بعد مرتب پر بھی کوئی الزام باقی نہ رہا۔

حدیث میں وارد ہے:

رفع عن امتی الخطاء والنسیان

میری امت سے بھول چوک معاف ہے۔

قرآن کریم میں فرمایا گیا:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ

اللہ عزوجل توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اب ان اشعار کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا قرار دے کر اور اسے حضرت ام المومنین کی شان میں مان کر، اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو حضرت عائشہ صدیقہ کی توہین کا مرتکب قرار دینا دیوبندیوں کی شر پسندی اشاعت فاحشہ کی ذلیل ترین اور شرمناک ترین حرکت ہے آج وہ جو چاہیں کرلیں مگر کل کے لیے سن لیں۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ

وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کا چرچا ہو ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

ایک اور الجھن کا ازالہ

بعض ذہنوں میں یہ بات ضرور کھٹکے گی کہ مشرکہ عورتوں ہی کے بارے میں یہ تین اشعار حضرت غازی ملت نے شائع کیوں کیا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے نہ سہی کسی کے تھے ان کی اشاعت کسی طرح مناسب نہیں ایسے اذہان کی کھٹک دور کرنے کے لیے یوسف زلیخا کے چند اشعار ہدیہ ناظرین ہیں جو حضرت زلیخا کے بارے میں ہیں۔

دو پستان ہر یکے چوں قبہ نور — حبابے خواستہ از عین کافور
دونارِ تازہ بر رستہ زیک شاخ — کف امید شان ناکردہ گستاخ
سر نیش کوہ اما سیم سادہ — چو کوہے کز کمر زیر او فتادہ

اور حضرت امیر خسرو کی ہشت بہشت کے دو شعر سن لیں۔

برچو نارنج نو بشاخ درخت — سخت رستہ ز صحبت دل سخت
رگ صافی بروں ز لطف بدن — ہمچو رشتہ درون در عدن

ان سے قطعِ نظر قرآن کریم کی ان آیات کا ترجمہ دیکھ لیں سارا خلجان دور ہو جائے گا۔

حُوْرٌ عِیْنٌ کَاَمْثَالِ اللُّؤْلُوءِ الْمَکْنُوْنِ۔ کَوَاعِبَ اَتْرَابًا۔اِنَّآ اَنْشَاْنٰھُنَّ اِنْشَاءً فَجَعَلْنٰھُنَّ اَبْکَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا

تھانوی صاحب کی ام المؤمنین کی شان میں گستاخی

قاری صاحب یہ اشعار تو ام المومنین سے متعلق نہیں مگر ام المومنین کی اہانت کے شوق کی تسکین کے لیے ام المومنین کی شان میں فرض کر کے آپ اور آپ کے نوکر دن رات ڈھنڈھورا پیٹ رہے ہیں مگر آپ اپنے مرشد ثانی تھانوی صاحب کی اس جرأت کا کیا عذر تلاش کریں گے کہ وہ اپنے ماہواری الامداد بابت صفر ۳۵ھ میں لکھتے ہیں:

"ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انھوں نے مجھ سے کہا مرا ذہن معاً اسی (نئی کمسن جورو) کی طرف منتقل ہوا۔ اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تھا حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے۔"

انتہائی گیا گذرا انسان حتیٰ کہ بھنگی چمار بھی اپنے گھر ماں کے آنے کی خبر سن کر یہ خیال نہ کرے گا کہ کوئی نئی نویلی کم سن جورو ہاتھ آئے گی وہ بھی کون ماں، وہ ماں جن کی خاکِ پا پر کروڑوں مائیں قربان۔ وہ ماں جن کے حریم میں جبرئیل امین

بے اذن نہ آئیں۔ وہ ماں کن کے دامن عفت پر دھول اڑانے والوں کے لیے وحی ربانی تازیانے لے کے آئے۔ وہ ماں جن کے تقدس و تطہیر کا شاہد رب العلمین ہے۔

مگر تھانوی جی کی ہوسناکی کا گلہ کس سے کیا جائے کہ جس طرح ساون کے اندھے کو ہر جگہ ہریالی نظر آتی ہے انھیں بڑھاپے میں ہر جگہ نئی نویلی دلہن کمسن جوروہی دکھائی دیتی ہے اور کیوں نہ دکھائی دے ؏

پھڑکتا ہے چراغ سحر جب خاموش ہوتا ہے

مگر قاری صاحب آپ کیوں خاموش ہیں۔ بولیے اپنے مرشد ثانی کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

کیوں نہیں بولتے صبح کے طیور

کیا شفق نے کھلا دیے سیندور

دیوبندیوں کے امام کاکوروی صاحب کی شیر خدا کی شان میں گستاخی

ایڈیٹر النجم امام الخوارج جناب کاکوروی صاحب امیر المؤمنین حضرت شیر خدا کے بارے میں لکھتے ہیں:

”جناب امیر کی مجلس میں علانیہ فسق ہوتا تھا اور آپ اس کو مطلقاً روا رکھتے تھے، روکنا اور منع کرنا تو درکنار آپ اس کو بیان کرنا فخر خیال فرماتے تھے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر ان باتوں کو بہت ذوق شوق سے دیکھتے تھے ورنہ یہ کیوں کر فرماتے کہ وہ عورتیں بلند چھاتیوں والی ہیں یا پست سینوں والی اسی جملہ کا کسی شاعر نے شعروں میں کیا خوب ترجمہ کیا ہے۔ شاعر کہتا ہے:

حیا و شرم کا پردہ اٹھایا شرمگینوں نے — سر مجلس نقابیں کھولدیں پردہ نشینوں نے

کیا عہد اطاعت نورسیدہ نازنینوں نے — ملائے ہاتھ ابھری چھاتیوں والی حسینوں نے

جو شرماتے تھے گھر میں مجلسوں میں بے نقاب آئے

جو گھونٹ رات میں کرتے تھے دن میں بے نقاب آئے

افسوس جناب امیر نے خلافت کی طمع میں ان ناگوار اور خلاف شرع باتوں کا کچھ بھی خیال نہ آیا اور علانیہ ظلم فسق ہوتے دیکھ کر فخریہ اپنے کلام معجز نظام میں درج فرمایا۔ جس خلافت کی ابتداء ان امور منہیہ سے ہو اس کے عواقب کا حال ظاہر ہے۔" (النجم خلافت نمبر بابت ۲۱/اپریل ۱۹۳۴ء ص ۲۱)

العیاذ باللہ الغیاث باللہ یہ بے ہودگی یہ گندہ الزام کس عظیم المرتبت ذات گرامی کے شان میں جن کے بارے میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اما ترضی ان تکون بمنزلة هارون من موسٰی جن کے لیے ارشاد ہوا:
من کنت مولاه فعلی مولاه۔ امام الاولیاء رب العٰلمین یعسوب المسلمین امیر المومنین خلیفة رحمة للعلمین اسد الله صهر رسول الله۔
کی شان میں اور اس پر دعویٰ سنیت نہ صرف سنیت بلکہ سنیوں کی امامت کا۔ اگر یہی سنیت ہے تو خارجیت کس کا نام ہے یہ کون بتائے۔

وہ شیفتہ کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی
میں کیا بتاؤں رات مجھے کس کے گھر ملے

قاری صاحب آپ کو اس کی کاہے کو خبر ہوگی اور اگر خبر ہوگی تو اس سے کیا۔ حضرت شیر خدا کی توہین تو آپ کے دل کا چین آنکھوں کا نور ہے اور کیوں نہ ہو۔ آپ کے مذہب کی بنیاد ہی محبوب بارگاہ کی اہانت پر ہے۔ آخر آپ کے امام نے آپ لوگوں کے عین ایمان تقویۃ الایمان میں لکھ ہی دیا ہے:

"ہر مخلوق خواہ چھوٹی ہو، خواہ بڑی اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔(تقویۃ الایمان، ص ۱۳)
تمام اولیاء انبیاء اس کے آگے ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ین اللہ ہی کو مان اوروں کو مت مان اوروں کو ماننا خبط ہے۔
جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔"

پھر آپ سے اس کی کیا شکایت کہ حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں وہ سب لکھ دیا مگر ایسے گندے گھنونے عقیدے رکھتے ہوئے آپ کو حق کیا ہے کہ دوسروں پر اعتراض کریں وہ بھی محض فرضی و جعلی بنیاد پر۔

❁ ❁ ❁

﴿2﴾

حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی صاحب کا دیوبندی مناظر عبد السلام سے مناظرہ میں حدائقِ بخشش (حصہ سوم) کے انہی اشعار پر مکالمہ

ماخوذ از

سوانح شیر بیشۂ سنت، مؤلفہ، مولانا قاری محبوب علی خان قادری

دیوبندی مناظر عبدالسلام نے حدائق بخشش حصہ سوم کے چند اشعار پڑھ کر حضور سیّدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت سیّدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کا الزام لگایا۔ معاذاللہ

حضرت شیر بیشۂ سنت نے اس کا دندان شکن جواب دیا کہ یہ اشعار جو آپ نے پڑھے ہیں یہ اشعار حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شانِ مبارک میں ہر گز ہر گز نہیں بلکہ ملک حجاز کی گیارہ کافرہ دلہنوں کے متعلق ہیں جن کا واقعہ صحیح مسلم شریف میں ہے جس کی طرف حدائق بخشش حصہ سوم کے اس شعر میں اشارہ ہے

یاد وہ مجمع رنگین عروسان حجاز
اور پیمان کہ چھپائیں گی نہ حالِ شوہر

۱۔ کاتب کی غلطی سے یہ اشعار بے ترتیب نقل ہو گئے۔
۲۔ پھر بھی کلام کے درمیان دو جگہ بڑے جلی قلم سے لفظ علیحدہ لکھا ہوا ہے۔
۳۔ پھر اس کا مقطع بھی نہیں ہے۔

یہ تینوں باتیں اس امر کا ثبوت ہیں کہ کلام غیر مرتب اور ناتمام ہے باوجود اس کے ان اشعار کو جو دیوبندی سیّدہ اُم المومنین کی شان میں بتاتے ہیں وہ خود حضرت ام المؤمنین کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں اور اس کا الزام حضور اعلیٰ حضرت قبلہ پر لگاتے ہیں۔ وہابیہ دیوبندیہ کی انتہائی بے حیائی ہے۔ ...

ملفوظات کو صاحبِ ملفوظ خود مرتب نہیں کرتا بلکہ اس کے خدام و مریدین و معتقدین اس کے ارشادات سن دربار شیخ سے جب اپنی جگہ واپس آتے ہیں تو جو کچھ سنا ہوا یاد ہوتا ہے اس کو اپنے الفاظ میں قلمبند کرتے ہیں۔ وہاں وہابیوں میں دو ایسے شخص گذرے ہیں جنھوں نے برٹش کا ایجنٹ بن کر اپنے ملفوظ مرتب کرائے اور اس کا باقاعدہ انتظام و اہتمام کیا۔ اول برطانیہ کے پہلے ایجنٹ سیّد احمد نے اس کا اہتمام کیا دیکھو سیرت سیّد احمد طبع دوم اور دوسرے مولوی اشرف علی تھانوی نے برٹش گورنمنٹ سے چھ سو روپے ماہواری لے کر اپنے ملفوظ لکھنے کے لیے ملازم رکھے اور باقاعدہ اس کی دیکھ بھال کی۔ دیکھو مولوی تھانوی کے ملفوظات۔ افاضاتِ یومیہ۔ اب جبکہ بعد میں لکھا گیا تو الفاظ بدل جاتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اصل

مفہوم یاد نہ رہے تو کچھ کا کچھ ہو جائے۔ اسی طرح حدائق بخشش حصہ سوم بھی خود اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ حیاتِ ظاہری میں چھپا نہیں بلکہ خود حضور اعلیٰ حضرت قبلہ نے مرتب نہیں فرمایا۔ تقریباً وصال شریف کے بیس برس بعد چھاپا گیا۔ اگر بفرض محال ایک سکنڈ کے لیے ہم مان لیں کہ معاذ اللہ الملفوظ شریف یا حدائق بخشش حصہ سوم میں کچھ ہے تو زیادہ سے زیادہ اس کا الزام ترتیب دینے والے پر ہی ہو گا۔ حضور سیّدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی پر شرعاً کوئی الزام ہر گز ہر گز نہیں آسکتا۔...

...اور سنو برادرم مولانا محمد محبوب علی خان سلمہٗ ربہٗ نے ناقل وکاتب کی غلطی سے قصیدے کے اشعار بے ترتیب چھپ جانے کی جب اطلاع پائی تو بار بار بالااعلان اپنی توبہ شائع کر دی اللہ ورسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار رحمت میں بھی توبہ کر لی۔ حضرت سیّدتنا ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سرکار کرم میں بھی معافی مانگ لی۔ مسلمانان اہلسنت کی خدمات میں بھی معافی طلب کر لی۔ حضرات علمائے اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے بھی اس معافی کے شرعاً قابل قبول ہونے پر متفق علیہ شرعی قرآنی فیصلہ صادر فرمادیا اس کے علاوہ ماہنامہ سنی لکھنو اور اخبار ہندوستان بمبئی میں بار بار اعلانات شائع فرمائے کہ

ان تینوں شعروں کا حضرت سیّدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیزانِ سرکار بلکہ آپ کی خاک نعلین پاک سے بھی ہر گز دور کا بھی تعلق نہیں۔

اور کتاب کا دوسرا ورق صحیح ترتیب کے ساتھ چھپوا کر شائع کرایا اور یہ اعلان بھی کئی بار روزناموں میں چھپوا دیا کہ

کتاب مذکورہ کا وہ ورق صحیح ترتیب کے ساتھ چھپوا کر میں نے شائع کر دیا ہے کہ جن صاحبوں کے پاس وہ کتاب ہو وہ چاہیں تو کتاب میرے پاس بھیج کر قیمت واپس طلب کر لیں ورنہ ان کو چاہیے کہ وہ بے ترتیب چھپا ہوا ورق کتاب میں سے نکال کر میرے پاس بھیج دیں اور صحیح ترتیب کے ساتھ چھپا ہوا ورق مجھ سے منگا کر کتاب میں لگا لیں۔

تو اب شرعاً مولانا پر کوئی بھی الزام نہ رہا۔ یہی قرآن پاک کا ارشاد ہے اور یہی حدیث شریف کا فرمان ہے۔ یہی علمائے اہلسنت کا متفق علیہ فتوائے شرعیہ ہے۔ رائے عامہ جو قرآن عظیم و حدیث کریمہ کے خلاف ہو ہرگز قابل قبول نہیں۔ ایسی مخالف شریعت رائے عامہ کی شرع مطہرہ کے نزدیک کچھ قدر و قیمت نہیں۔ افسوس اس طرح علی الاعلان توبہ کرنے والے کے خلاف گالیوں و شتاموں کا محاذ قائم ہے۔ توبۂ شرعیہ کو گندی گالیوں اور ناپاک دھمکیوں میں اُڑایا جاتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ؕ

❁ ❁ ❁

فیصلۂ مقدّسہ



امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے وصال کے دو سال بعد
ترتیب دی جانیوالی کتاب "حدائق بخشش حصہ سوم" اور اس
کے مرتب مولانا محبوب علی خان لکھنوی کی تحیّر خیز داستان
مع "اظہارِ حقیقت بر ماتم اوراقِ غم" از علامہ ابو الحسنات قادری رحمہ اللہ تعالےٰ

ترتیب
مولانا محمد عزیز الرحمٰن بہادر پوری

النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی
لاہور پاکستان

اداروں کی طرف سے اس کے بیسیوں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ دُنیا کے جس خطے میں اُردو سمجھنے والے مسلمان رہتے ہیں وہاں آپ کی پُرکیف نعتوں اور وجد آور مشہورِ عالم سلام کی گونج سُنی جا سکتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا وہ انعام ہے جو بہت کم لوگوں کے حصے میں آیا ہے۔

۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء کو امام احمد رضا بریلوی کا وصال ہوا۔ اُس وقت تک ان کا بہت سا عربی، فارسی اور اُردو کلام مطبوعہ کتابوں اور غیر مطبوعہ بیاضوں میں بکھرا پڑا تھا، اسے جمع کرنے کی طرف مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی نے توجہ فرمائی اور مختلف غزلیں، قصیدے اور اشعار بغیر کسی ترتیب کے ایک مجموعے میں جمع کیے۔ پھر یہ مجموعہ بھی بریلی سے غائب ہو گیا۔

مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پھر یہ مجموعہ بھی غائب ہو گیا۔ میں بہت ہی کم عمر تھا جب یہ مجموعہ میں نے دیکھا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ بدایوں کے بعض اصحاب آئے۔ مجھ سے مجموعہ دیکھنے کو لیا۔ پھر وہی بدایوں لے گئے یا کیسے غائب ہوا؟ معلوم نہیں وہی مارہرہ شریف پہنچایا اس کی نقل اور کب پہنچی؟"[1]

ذوالحجہ ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء کو مولانا محمد محبوب علی خاں قادری نے امام احمد رضا کا کلام متفرق مقامات سے حاصل کر کے حدائقِ بخشش حصہ سوم کے نام سے شائع کر دیا، خود اُن کا بیان ہے:

"مجھے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کچھ کلام جو اب تک چھپا نہیں ہے بڑی کوشش و جانفشانی سے بریلی شریف و سرکار مارہرہ مطہرہ و پیلی بھیت و رام پور وغیرہ وغیرہ مختلف مقامات سے دستیاب ہوا جو آج برادرانِ اہل سنت کی خدمات میں حدائقِ بخشش حصہ سوم کی شکل و صورت میں پیش کر رہا ہوں۔"[2]

---

[1] محمد عزیز الرحمن سعادۃ پوری: فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ (۱۳۷۵ھ) ص ۳۳

[2] محمد محبوب علی خاں، مولانا: حدائقِ بخشش حصہ سوم ص ۱۰

نابھہ سٹیم پریس، نابھہ کا چھپا ہوا تیسرا حصہ ہمارے سامنے ہے، اس کے صفحہ ۳۶، ۳۷ پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں انتیس اشعار کا ایک قصیدہ ہے۔ اس کے بعد ص ۳۷ پر علیحدہ کا عنوان قائم کر کے نو اشعار درج کیے ہیں، جن میں سے تین شعر یہ ہیں:

تنگ و چُست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار
مَسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر
خوف ہے کشتیِ ابرو نہ بنے طوفانی
کہ چلا آتا ہے حُسن اہلہ کی صورت بڑھ کر[1]

اس کتاب کی اشاعت کے تینتیس برس بعد ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۵ء میں دیوبندی مکتبِ فکر کی طرف سے بمبئی اور پورے ہندوستان میں ایک تحریک اٹھائی گئی کہ اس کتاب میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں گستاخی کی گئی ہے، لہٰذا اس کتاب کو جلا دیا جائے اور اس کے مرتب مولانا محمد محبوب علی خاں کو بمبئی کی سُنی جامع مسجد سے برطرف کیا جائے۔

مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں تحریر فرماتے ہیں:

"مجھے جہاں تک معلوم ہوا، غالباً کاظم علی دیوبندی نے کانپور میں اپنی تقریر میں اسے ذکر کر کے فتنہ اٹھانا چاہا، پھر جگہ جگہ وہ اور اس سے سُن کر اور وہابی اسے دہراتا رہا۔"[2]

روزنامہ انقلاب بمبئی اس معاملے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا تھا، دیوبندی مکتبِ فکر سے متعلق علماء اور واعظ دھواں دار تقریریں کر رہے تھے اور مختلف علماء سے فتاویٰ حاصل کر کے اخبارات اور رسائل میں چھپواتے اور عوام میں اشتعال اور ہیجان پھیلانے کی کوشش کرتے تھے۔

---

[1] محمد محبوب علی خاں، مولانا: حدائقِ بخشش حصہ سوم، ص ۳۷

[2] محمد عزیز الرحمن: فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ، ص ۸۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب: فیصلۂ مقدسہ

تصنیف: مولانا عزیز الرحمن بہاولپوری

پروف ریڈنگ: مولانا حافظ عبدالستار سعیدی

اشاعت اول: ذوالحجہ ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۹۸۴ء
مرکزی مجلس رضا لاہور

اشاعت دوم: نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

سن طباعت: ۲۵ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ جنوری 2011ء

زیر اہتمام: محفوظ احمد قادری رضوی مصطفوی

ناشر: محمد مصطفیٰ اشرف، محمد مختار اشرف

ملنے کا پتہ

دارُالنُّور مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور پاکستان

فون: +92-42-37247702, +92-300-8539972-314-4979792

مسلم کتابوی: دربار مارکیٹ لاہور — مکتبہ قادریہ: دربار مارکیٹ لاہور

اسلامک بک کارپوریشن: راولپنڈی — مکتبہ غوثیہ: کراچی

مکتبہ رضویہ: آرام باغ کراچی — عباسی کتب خانہ: جونا مارکیٹ کراچی

Nusratulhaq@Yahoo.com
احمد رضا قادری رضوی سلطانپوری
نصرت الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام احمد رضا بریلوی — اور حدائقِ بخشش حصہ دوم

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ چودھویں صدی کے یکتائے روزگار عالم ہیں، ان کا ایک امتیازی وصف یہ ہے کہ انہوں نے تقدیس الوہیت، تعظیم رسالت، صحابہ کرام، اہل بیت عظام علماء دین اور اولیاء کاملین کے احترام کا نہ صرف پہرہ دیا، بلکہ احترام و عقیدت کے جذبات مسلمانوں کے دل و دماغ کی گہرائیوں میں بسا دیئے۔ ان کا قلم ساری زندگی حمد و نعت اور منقبت کے پھول پیش کرتا رہا۔ ان کے گلستان نظم و نثر کی آب و تاب اور رعنائی آج بھی وہی ہے اور ان کے گلشن عقیدت و محبت کی عطر بیز بہار سے آج بھی پڑھنے والے کی رُوح مہک اٹھتی ہے۔

ان کا تخصص یہ ہے کہ انہوں نے سلف صالحین کے مسلک، مسلک اہل سنت و جماعت اور مذہب حنفی کی بھرپور حمایت کی اور جسے صراطِ مستقیم سے منحرف ہوتا ہوا پایا، اس کے خلاف ان کا برق بار قلم حرکت میں آگیا اور اپنے پرائے کا فرق کیے بغیر اعلانِ حق کرتا گیا۔ چونکہ ان کے قلم کی جولانگاہ بہت وسیع تھی، اس لیے جو فرد یا گروہ ان کی تنقید کی زد میں آتا گیا، وہ مخالفت پر کمربستہ ہوتا گیا۔ یہاں تک بات تو سمجھ میں آتی ہے لیکن مخالفین نے پٹ کر ان پر ایسے ایسے الزامات عائد کیے جن سے ان کا دامن بے داغ تھا انصاف اور دیانت داری سے جائزہ لیا جائے، تو ان الزامات کا بے بنیاد ہونا کھل کر سامنے آجاتا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی کا دیوان حدائقِ بخشش ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۶ء میں دو جلدوں میں مطبع حنفیہ پٹنہ سے چھپ کر منظر عام پر آیا۔ اس دیوان نے اس قدر مقبولیت حاصل کی کہ پاک و ہند کے مختلف

ل محمد ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، [illegible] مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۹۷۷ء، ص ۲۳

اعلانِ توبہ

بخاری، مسلم شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف اور حدیث کی دوسری کتابوں میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث مروی ہے کہ گیارہ مشرکہ عورتوں نے باہمی طور پر طے کیا کہ ہر ایک اپنے شوہر کے اوصاف بیان کرے گی اور کچھ چھپائے گی نہیں۔ ان میں سے ایک ام زرع تھی، جس نے اپنے شوہر کی دل کھول کر تعریف کی۔ پھر ساتھ ہی ابوزرع کی بیٹی کا ذکر کرتے ہوئے کہا،

طَوْعُ أَبِيهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَائِهَا۔[1] — وہ اپنے ماں باپ کی فرمانبردار ہے اور اس کا جسم اس کی چادر کو بھرے ہوئے ہے

اس حدیث کے آخر میں ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا:

كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ۔ — میں تم پر اس طرح مہربان ہوں جیسے ابوزرع اُمِّ زرع کے لیے تھا۔

مولانا محبوب علی خاں نے جس بیاض سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں قصیدہ نقل کیا، اسی بیاض سے سات شعر وہ نقل کیے جو ان گیارہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں تھے۔ ان سات شعروں پر بھی لفظ "علیحدہ" لکھ دیا، لیکن کاتب نے دانستہ یا نادانستہ انہیں ام المومنین کے مدحیہ قصیدہ میں مخلوط کر دیا اور کتاب اسی طرح چھپ گئی۔ مولانا محبوب علی خاں کو اطلاع ہوئی، تو ان کا خیال تھا کہ دوسرے ایڈیشن میں تصحیح کر دی جائے گی اور قارئین خود محسوس کرلیں گے کہ یہ اشعار غلطی سے اس جگہ درج ہو گئے ہیں۔ خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی (مصنف خون کے آنسو) نے بمبئی کے ایک ہفت روزہ اخبار میں مراسلہ شائع کروایا اور حضرت مولانا محبوب علی خاں کو اس غلطی کی طرف توجہ دلائی۔

مولانا محبوب علی خاں کے دل میں چونکہ خوفِ خدا تھا انہوں نے کمال دیانت داری سے وہ کام

---

[1] ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری، امام مسلم، صحیح مسلم عربی (مطبوعہ نور محمد کراچی) ج ۲ ص ۲۸۸

کیا جو ایک مومن کے شایانِ شان ہے۔ انہوں نے ماہنامہ سُنّی لکھنؤ شمارہ ذوالحجہ ۱۳۷۴ھ، ۱۹۵۵ء میں توبہ نامہ شائع کرایا۔ اس توبہ نامہ کا خلاصہ مفتیٔ اعظم دہلی مولانا مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

"وہ ماہنامہ پاسبان کے ایڈیٹر کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ آج ۹ ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ کو بمبئی کے ہفتہ وار اخبار میں آپ کی تحریر حدائق بخشش حصہ سوم کے متعلق دیکھی، جواباً پہلے فقیر حقیر اپنی غلطی اور تساہل کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں اس خطا اور غلطی کی معافی چاہتا ہے اور استغفار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ معافی بخشے۔ آمین!

اس کے بعد اس غلطی کے واقع ہونے کی وجہ بتلائی، جس کا خلاصہ یہ ہے:

قصیدۂ مدحیہ سیدتنا حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سات اشعار قصیدہ اُمِّ زرع والے مصنفہ حضرت علامہ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پرانی قلمی بوسیدہ بیاض سے نہایت احتیاط کے ساتھ نقل کیے، لیکن ام زرع والا قصیدہ چونکہ پورا دستیاب نہ ہوا تھا، ان سات شعروں کے تین حصے کر کے ہر حصہ پر لفظ "علیحدہ" جلی قلم سے لکھ دیا تھا کہ ہر حصہ کا مضمون علیحدہ تھا۔ جب حدائق بخشش حصہ سوم کی طباعت کا ارادہ کیا تو بعض مجبوریوں کی بنا پر اپنے مقام (رپٹیالہ) پر اس کا بندوبست نہ کر سکا ناچار ــــ نامعہ سٹیم پریس والے سے معاملہ کرنا پڑا۔ (اس مقام پر انہوں نے تفصیل کے ساتھ اپنی مجبوریوں کا بیان کیا ہے)

پریس والے نے یہ شرط کی کہ اس کی کتابت بھی یہیں ہوگی۔ ناچار یہ شرط بھی منظور کی اور اس کے سپرد کر دیا۔ اتفاق سے کاتب اور مالک پریس دونوں بدمذہب تھے۔ ان لوگوں سے قصداً یا سہواً یہ تقدیم و تاخیر اور تبدیل و تغییر ظہور میں آئی۔ بہت روز کے بعد جب میں اس کتاب کی غلطیوں پر واقف ہوا، تو خیال ہوا کہ طباعت دوم

میں اس کی اصلاح ہو جائے گی، لیکن حافظ ولی خاں نے بغیر مجھے اطلاع دیئے پھر چھپوا دیا۔ غرض اس میں جو تساہل مجھ سے ہوا، اس پر ہی اپنی غفلت اور غلطی پر خدا تعالیٰ کے حضور میں معافی چاہتا ہوں، وہ غفور و رحیم مجھے معاف فرمائے۔

(ماہنامہ سُنّی ص ۱۷) [1]

پھر یہ اعلان بھی شائع کیا؛

ضروری اعلان: حدائق بخشش حصّہ سوم ص ۳۷ و ص ۳۸ میں بے ترتیبی سے اشعار شائع ہو گئے تھے۔ اس غلطی سے بار بار فقیر اپنی توبہ شائع کر چکا ہے، خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فقیر کی توبہ قبول فرمائیں، آمین ثم آمین! اور سُنّی مسلمان بھائی خدا و رسول کے لیے معاف فرمائیں، جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

فقیر نے اس ورق کو صحیح ترتیب سے چھپوا دیا ہے، جن صاحبوں کے پاس حدائق بخشش حصہ سوم ہو، وہ مہربانی فرما کر اس میں سے ص ۳۷ و ص ۳۸ والا ورق نکال کر فقیر کو بھیج دیں اور صحیح چھپا ہوا ورق فقیر سے منگوا کر اپنی کتاب میں لگالیں اور جو صاحب کتاب واپس کرنا چاہیں، وہ کتاب فقیر کے پاس پہنچا کر فقیر سے قیمت واپس لے لیں۔ والسلام علیٰ اہل الاسلام

فقیر ابو المظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ

پتا یہ ہے، جامع مسجد مدن پورہ، بمبئی ۸ [2]

مولانا محبوب علی خاں نے اس غلطی پر کتنی بار زبانی اور تحریری طور پر صریح توبہ کی، چنانچہ ۱۰ جولائی ۱۹۵۵ء کو ان کا توبہ نامہ شائع ہو گیا۔ پھر رسالہ سُنّی لکھنؤ اور روزنامہ انقلاب

---

[1] محمد مظہر اللہ دہلوی، مفتی — فتاویٰ مظہری (مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی) ج ۲ ص ۳۰۲

[2] محمد عبد الرحمٰن بھاگلپوری — فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ ص ۳۲ - ۳۱

میں بھی چھپا۔[1]

مخالفین کی یہ کوششیں اخلاص پر مبنی ہوتیں، تو یقیناً قابلِ قدر ہوتیں، کیونکہ عظمتِ نبوت، شانِ صحابہ و اہلِ بیت کا احترام ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے، لیکن حالات و واقعات گواہ ہیں کہ یہ سب کچھ گروہی جانبداری کی بناء پر کیا گیا۔

صراطِ مستقیم پر صاف لکھ دیا گیا؛

"اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جنابِ رسالت مآب ہی ہوں، اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بُرا ہے۔"[2]

حفظ الایمان میں یہ صراحت موجود ہے؛

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا، اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔"[3]

الخطوب المذیبہ میں یہاں تک کہہ دیا گیا؛

"ایک ذاکرِ صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں، میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا (کہ کمسن بیوی ملے گی) اس مناسبت سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب نکاح کیا تھا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں، وہی قصہ یہاں ہے۔"[4]

---

[1] رضائے مصطفیٰ، بمبئی؛ — شمارہ اگست ۱۹۵۵ء ص ۱۷

[2] محمد اسماعیل دہلوی، — صراطِ مستقیم (اردو، مطبوعہ کراچی) ص ۱۳۶

[3] محمد اشرف علی تھانوی، — حفظ الایمان (کتب خانہ اعزازیہ دیوبند) ص ۸

[4] — الخطوب المذیبہ ص ۱۵

حدائقِ بخشش حصہ سوم کے مرتب مولانا محمد محبوب علی خاں کو توہین کا مرتکب اور ناقابلِ امامت قرار دینے والے صراطِ مستقیم، حفظ الایمان، الخطوب المذیبہ اور ایسی ہی دوسری کتابوں اور ان کے مصنفین پر بھی وہی فتویٰ لگاتے اور سب سے توبہ کا مطالبہ کرتے، تو ان کا خلوص شک وشبہ سے بالاتر ہوتا، لیکن ہوا یہ کہ محبوب علی خاں چونکہ اپنی جماعت کے فرد نہیں ہیں، اس لیے تمام فتوے ان پر لاگو ہو رہے ہیں۔ باقی حضرات چونکہ اپنی جماعت کے بزرگ ہیں، اس لیے نہ تو قلم ان کے خلاف حرکت میں آتا ہے اور نہ ہی ان کے حق میں فتویٰ جاری ہوتا ہے۔

توبہ کا دروازہ بند ہوگیا

مولانا محبوب علی خاں کا اعلانِ توبہ لائقِ تعریف تھا، باوجودیکہ حضرت ام المومنین کی شان میں نہ تو گستاخانہ اشعار لکھے اور نہ ان کی طرف منسوب کیے، صرف اتنا ہوا کہ کتاب کی طباعت پر وہ بوجوہ پوری نگرانی نہ کرسکے اور اشعار غلط ترتیب سے چھپ گئے۔ پھر بھی انہوں نے اعلانیہ توبہ کی اور اسے متعدد رسائل و اخبارات میں چھپوایا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ان کے اس اقدام کی پیروی کی جاتی اور علماءِ دیوبند حفظ الایمان اور الخطوب المذیبہ وغیرہ کتب کی عبارات سے توبہ کا اعلان کر کے مسلمانوں کو افتراق وانتشار سے بچا لیتے، لیکن افسوس کہ انہوں نے نہ صرف یہ کہ خود توبہ کا اعلان نہیں کیا، بلکہ مولانا محبوب علی خاں کی صاف اور صریح توبہ کو بھی ناقابلِ قبول قرار دے دیا اور بڑے بڑے اشتہار شائع کیے کہ "توبہ قبول نہیں"۔[1]

ماہنامہ رضائے مصطفےٰ، بمبئی میں ہے:

"انقلاب کو چاہیے تھا کہ وہ مولانا موصوف کو مبارک باد دیتا کہ واقعی مولانا موصوف نے مثال قائم کر دی کہ دیوبندیوں کی طرح اپنی لغزش پر اڑے نہیں رہے، بلکہ اظہارِ ندامت کر کے اپنی ساری غلطیوں کو توبہ کے پانی سے دھو ڈالا اور شرعی الزام سے قطعی پاک ہوگئے۔"[2]

مشکلے دارم ز دانایانِ عالم باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

[1] محمد منصور علی خاں قادری: خرابیوں کی بارات (مطبوعہ بمبئی)، ص ۹۶

[2] رضائے مصطفےٰ، بمبئی: شمارہ اگست ۱۹۵۵ء، ص ۱۰

روزنامہ انقلاب بمبئی کے ایڈیٹر عبدالحمید انصاری نے اس توبہ کو ناقابلِ قبول قرار دیا اور کہا کہ توبہ کی مقبولیت کا انحصار "رائے عامہ کی عدالت" پر ہے۔ مدیر رضائے مصطفےٰ، بمبئی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قرآنِ عظیم کا صریح ارشاد ہے: اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (گنہگاروں کے لیے جہنم ذلت والا عذاب ہے، مگر جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا) اور اس مضمون کی سینکڑوں آیات اور ہزاروں احادیث بلکہ تمام کتبِ سماویہ میں توبہ و استغفار اور اس کی مقبولیت مندرج ہے۔

مگر انصاری عبدالحمید نے ان تمام آیاتِ کریمہ و کتبِ سماویہ و احادیث کو ٹھکرا کر ایک نیا مذہب نکالا کہ کسی کی توبہ کی قبولیت "رائے عامہ کی عدالت" پر ہے۔ اسی سے ظاہر ہوگیا کہ انصاری صاحب کس دین وملت کے انصار سے ہیں۔

کیا انصاری صاحب اپنے اعوان و انصار سے زور لگوا کر بتا سکتے ہیں کہ فیصلۂ قرآنی کے مقابلے میں آپ کی "عدالتِ رائے عامہ" کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے اور کیا رائے عامہ کی بنا پر فیصلۂ قرآنی بدل دیا جائے گا؟"[1]

اٹھاون صفحات پر مشتمل یہ رسالہ اسی واقعہ سے متعلق استفتاء اور اس کے جوابات پر مشتمل ہے

فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ

ابتدا میں محدثِ اعظم ہند مولانا سید محمد اشرفی کچھوچھوی کا فتویٰ ہے۔ اس کے بعد علماء کے تصدیقی دستخط ہیں۔ اس فتوے میں اس امر کی تحقیق کی گئی ہے کہ مولانا محبوب علی خاں کی توبہ شرعی طور پر مقبول ہے، لہٰذا تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اسے دل سے قبول کریں۔

[1] رضائے مصطفےٰ، بمبئی: شمارہ اگست ۱۹۵۵ء، ص ۱۴

ص ۸ سے ۱۱ تک مفتی اعظم دہلی مولانا محمد مظہر اللہ دہلوی کا فتویٰ ہے۔ ص ۱۲ سے ۱۸ تک مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں کا فتویٰ ہے۔ ص ۲۲ سے ۲۶ تک مفتی اعظم دہلی کا دوسرا فتویٰ ہے۔ ص ۳۰ سے ۴۴ تک ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری کے دو فتوے ہیں ص ۳۹ سے ۴۶ تک مولانا عبد الباقی بُرہان الحق قادری جبلپوری کا فتویٰ ہے۔ مفتی اعظم ہند بریلوی سے دوبارہ استفسار کیا گیا جس کا جواب ص ۴۷ سے ۵۲ تک ہے۔ فیصلہ مقدسہ میں ایک کو انیس علماء کے فتاویٰ اور تصدیقی دستخط ہیں۔

ص ۵۳ سے ۵۶ تک مسلم شریف کی وہ حدیث عربی مع ترجمہ نقل کی گئی ہے جس میں گیارہ کافرہ مشرکہ عورتوں کا ذکر ہے۔ ص ۵۶ سے ۵۸ تک اشعارِ قصیدہ صحیح ترتیب سے نقل کیے گئے

اُلٹی گنگا

اس کارروائی کے بعد رفتہ رفتہ یہ ہنگامہ فرو ہو گیا۔ مخالف بھی اس واقعہ کو بھول گئے کہ جس پر الزام تھا، اُس نے توبہ کر لی۔ اہل سنّت وجماعت بھی بھول گئے۔ حدائقِ بخشش کے صرف دو حصّے چھپتے رہے جو امام احمد رضا بریلوی کے خود مرتب کیے ہوئے تھے۔ تیسرا حصّہ جو مولانا محبوب علی خاں کا مرتب تھا، گوشۂ گمنامی میں چلا گیا اور ساتھ ہی توبہ نامہ اور اس سے متعلق فتاویٰ بھی دوبارہ شائع نہ کیے گئے۔

گزشتہ چند سالوں سے مخالفین نے اس گڑے مُردے کو نئے انداز سے اٹھانے کی کوشش کی اور حدائقِ بخشش حصّہ سوم کے حوالے سے پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں نے معاذ اللہ! ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی توہین کی ہے۔ بعض لوگوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ وہ شیعہ تھے اور بطورِ تقیہ سنیت کا لبادہ اوڑھا ہوا تھا اور دلیل یہ دی کہ انہوں نے ام المومنین کی شان میں گستاخی کی ہے۔[1]

دراصل امام احمد رضا بریلوی نے اپنے دور میں جو دیوبندی اور غیر مقلد علماء کے خلاف قلمی اور علمی جہاد کیا تھا، اس کا آج تک دلیل وبُرہان کی زبان میں جواب نہ دیا جا سکا، البتہ

[1] احسان الٰہی ظہیر: البریلویۃ (مطبوعہ لاہور) ص ۲۱

سب وشتم اور اتہام پردازی کے ذریعے انتقام لینے اور اپنا دل ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اس حقیقت سے قطع نظر اس جگہ چند امور قابلِ غور ہیں:

۱۔ مشرکہ عورتوں کے بارے میں اشعار جس مآخذ (بیاض) سے لیے گئے ہیں، وہ مجہول الحال ہے۔ آیا وہی مجموعہ ہے جو مولانا حسن رضا خاں بریلوی نے جمع کیا تھا یا اس کی نقل ہے۔ مفتی اعظم ہند کے حوالے سے یہ بات اس سے پہلے گزر چکی ہے، البتہ یہ طے شدہ بات ہے کہ یہ مجموعہ امام احمد رضا کا جمع کردہ نہ تھا۔ مولانا محبوب علی خاں سے یہ بھی تسامح ہوا کہ انہوں نے اس مجموعہ کا نام حدائقِ بخشش حصہ سوم رکھ دیا اور ٹائیٹل پیج پر ۱۳۲۵ھ بھی لکھ دیا، حالانکہ یہ پہلے دو حصّوں کا تاریخی نام تھا اور یہ مجموعہ ۱۳۴۲ھ میں مرتب ہوا، اس لیے اس مجموعے کا نام "باقیاتِ رضا" وغیرہ ہونا چاہیے تھا۔

۲۔ یہ بھی مشکوک ہے کہ یہ سات اشعار امام احمد رضا کے ہیں بھی یا نہیں۔

ان کے صاحبزادے مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں:

"اور یہ بھی کہا گیا کہ بعض کلام اعلیٰ حضرت بریلوی کا معلوم نہیں ہوتا، کسی اور صاحب متخلص بہ رضا کا کلام ہے۔ مولانا (محبوب علی خاں) یا وہ شخص جس نے اس مجموعے میں وہ قصیدہ درج کیا۔ اس کلام کو بھی اعلیٰ حضرت کا کلام سمجھا۔ اس لیے مجھے ناگوار ہوا کہ یونہیں اور ہم لوگوں میں سے کسی کو بے دکھائے چھاپ دیا۔ بار با لوگوں کے سامنے میں نے اس پر اظہارِ ناراضگی کیا۔"[1]

دوسرے فتوے میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں:

"ہو سکتا ہے کہ وہ شعر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے متعلق اُمّ زرع وغیرہا عروسانِ حجاز ہوں کہ وہ ابتدائی کلام ہے، بعض باتیں کسی موقع پر خلافِ تقدس سمجھی جاتی ہیں اور وہی بعض موقع پر کچھ منافی تقدس نظر نہیں آتیں"[2]

[1] محمد عزیز الرحمٰن مجاہد ویدی: فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ ص ۳۳

[2] // // ص ۸۳

مقصد یہ ہے کہ ان سات اشعار کی نسبت امام احمد رضا بریلوی کی طرف غیر یقینی ہے کہ انہوں نے یہ اشعار کافرہ عورتوں کے بارے میں کہے ہیں یا نہیں، جبکہ یہ امر یقینی ہے کہ یہ اشعار ام المومنین کے بارے میں ہرگز نہیں کہے گئے۔

حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت تو اعلیٰ حضرت کوئی بھی ادنیٰ سے ادنیٰ جاہل باحمیت و غیرت معاذاللہ انہیں منقبت میں نہ لکھے گا۔" ؎

۳- یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ حدائق بخشش حصہ سوم، امام احمد رضا بریلوی کے وصال کے بعد مرتب اور شائع ہوا، کیونکہ ان کا وصال صفر ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء میں ہوا اور حصہ سوم ذوالحجہ ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۳ء میں مرتب ہوا۔؎

پھر کتاب کے ٹائٹل پر بھی واضح طور پر لکھا ہوا ہے:

الشاہ عبدالمصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ، و رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تعصب اور عناد سے ہٹ کر غور کیا جائے، تو کسی طرح بھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کا الزام امام احمد رضا بریلوی پر عائد کرنے کا جواز پیدا نہیں ہوتا۔

جناب مقبول جہانگیر، راجا رشید محمود کی تصنیف "اقبال قائد اعظم اور پاکستان" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مولانا اشرف علی تھانوی کی ایک تالیف "احکام اسلام عقل کی نظر میں" کے بارے میں یہ کہنا کہ مولانا تھانوی نے اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں

؎ محمد فریاد الرحمٰن سجادپوری: فیصلہ مقدمہ تحریر قرآنیہ ص ۳۵

؎ محمد محبوب علی خاں، مولانا: حدائق بخشش حصہ سوم (مطبوعہ نابھہ سٹیم پریس نابہ) ص

سے مضامین سرقہ کیے ہیں، قطعی غیر مستند دعویٰ ہے اور یہ دعویٰ قادیانیوں کی طرف سے کیا جا رہا ہے، جس کی تائید راجا صاحب نے کر دی ہے۔

حالانکہ وہ تحقیق کی ذرا زحمت برداشت کرتے، تو انہیں پتہ چل جاتا کہ اس دجل و تلبیس کی بنیاد بڑی ہی کمزور ہے۔ جس کتاب کا ذکر کیا جا رہا ہے، وہ سرے سے مولانا تھانوی کی تصنیف یا تالیف ہے ہی نہیں۔ ان کی وفات کے آٹھ برس بعد پہلی بار چھپی اور جس نے چھاپی، خواہ وہ ان کے لوگ ہی ہوں، بہر حال اس کتاب کی تالیف کی ذمہ داری مولانا تھانوی پر ہرگز عائد نہیں ہوتی اور نہ یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ مولانا تھانوی جیسی علمی اور دینی شخصیت مرزائے قادیانی کی کتابوں سے مضامین کا سرقہ کر کے اپنے نام سے شائع کرا سکتی ہے۔" ؎

اگرچہ ہمارے ایک کرم فرما مولانا محمد شفیع رضوی کے پاس اس کتاب کا وہ نسخہ بھی موجود ہے، جو مولانا تھانوی کی زندگی میں چھپا تھا، تاہم مقبول جہانگیر صاحب کے پیش کردہ فارمولے کے مطابق یہ ماننا پڑے گا کہ مولانا احمد رضا خاں کی وفات کے دو سال بعد شائع ہونے والی ایک دوسرے عالم کی مرتب کردہ کتاب حدائق بخشش حصہ سوم کے غلط ترتیب سے چھپ جانے والے اشعار کی ذمہ داری فاضل بریلوی پر ہرگز عائد نہیں کی جا سکتی

۴- جب یہ بات واضح ہو گئی کہ امام احمد رضا بریلوی نے ام المومنین کی شان میں بے ادبی کے وہ اشعار نہیں کہے۔ مولانا محبوب علی خاں کی مجبوری اور غفلت میں وہ اشعار غلط ترتیب سے چھپ گئے۔ پھر انہوں نے علی الاعلان بار بار توبہ بھی کی۔ اس کے باوجود جو شخص ان حضرات پر گستاخی کا الزام عائد کرتا ہے، وہ خود دانستہ یا نادانستہ گستاخی کا مرتکب ہو رہا ہے۔

مفتی اعظم دہلی مولانا محمد مظہر اللہ دہلوی فرماتے ہیں:

"جب یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ شخص یعنی زید حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

؎ مقبول جہانگیر: روزنامہ امروز میگزین، شمارہ ۸ مارچ ۱۹۹۰ء، ص ۱۰

پر تہمت لگانے اور ان کی اہانت کرنے سے بری ہے اور اس نے بجا اپنی برءت کے وجوہ پیش کیے ہیں، اس کے صدق پر تجربات شاہد ہیں، تو اب اس کی طرف اہانت کی نسبت محض اس پر تہمت ہے۔

حقیقت میں اہانت کرنے والا وہ شخص (ہے) جو زید کی طرف نسبت کرتے ہوئے حضرت عائشہ کی شان میں یہ اشعار کہہ رہا ہے، اس لیے کہ کسی کی اہانت کرنے کا ایک یہ بھی (بھی) طریقہ ہے اور بڑا خوبصورت کہ اپنے کو اس کا خیر خواہ اور غم خوار ظاہر کرتے ہوئے اور دوسرے شخص پر تہمت لگاتے ہوئے یوں کہتا ہے کہ فلاں شخص آپ کو ایسی ایسی فحش گالیاں دیتا ہے۔ اس طریقہ سے وہ گالیاں دے کر اپنا دل بھی ٹھنڈا کر لیتا ہے اور ظاہر میں اس کا خیر خواہ بھی بنا رہتا ہے، پس صورت مذکورہ میں اس ہی دوسرے شخص پر توبہ اور جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں معذرت اور زید سے معافی حاصل کرنا ضروری ہے کہ یہ دوہرے تہرے اشد درجہ کے گناہ کا مرتکب ہے۔[۵]

اراکین مرکزی مجلس رضا لاہور کی مخلصانہ اور اَن تھک مساعی کو داد نہیں دی جا سکتی، کیونکہ ان کی سعی بے کراں کا حق داد و تحسین کے چند لفظی پھولوں سے نہیں ادا کیا جا سکتا۔ مجلس رضا کے استغنا، شاہی سے آراستہ، درویش منش بانی اور سرپرست حکیم محمد موسیٰ امرتسری کو اپنا سب کچھ تج کر بھی اگر کوئی فکر ہے تو یہ کہ اہل سنت اور مسلک اہل سنت کی بہتری کے لیے کیا کرنا چاہیے۔ مجلس رضا کا یہ فیصلہ قابل تحسین ہے کہ فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ کی اشاعت کی جائے تاکہ امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے دامن عظمت کو گرد آلود کرنے کی کوششیں بار آور نہ ہوں۔

اوراقِ غم سے متعلق وضاحتی بیان

علماء اہل سنت کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ اگر ان سے تقریر یا تحریر میں کوئی بے احتیاطی صادر

---

[۵] محمد مظہر اللہ دہلوی، مفتی، فتاویٰ مظہری (مطبوعہ کراچی) ج ۱، ص ۳۹۷

ہو گئی ہو تو متوجہ کرنے پر انہیں اعتراف حق سے کبھی عار نہیں رہی۔ مجاہد کشمیر حضرت علامہ ابو الحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف اوراقِ غم چھپی تو اس کے بعض مقامات پر اعتراض کیے گئے، انہوں نے اظہارِ حقیقت برماتم اوراقِ غم لکھ کر رجوع کیا اور آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کر دی گئی۔ یہ تاریخی یادگار مولانا محمد شفیع رضوی نے عنایت فرمائی، اسے بھی فیصلہ مقدسہ کے آخر میں شامل کیا جا رہا ہے تاکہ پہلے ایڈیشن کو بنیاد بنا کر اعتراض کرنے والوں کو آئینہ دکھایا جا سکے۔

فیصلہ مقدسہ کا نسخہ پروفیسر بشیر احمد قادری، لیکچرر گورنمنٹ کالج شاہ کوٹ نے محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (فیصل آباد) کے کتاب خانہ سے حاصل کیا تھا، وہ انہوں نے ہمیں عنایت فرمایا۔ رضائے مصطفےٰ بمبئی کے چند صفحات کی فوٹو سٹیٹ کاپی حضرت مولانا اختر رضا خاں ازہری بریلوی کے ایما پر جناب عبد النعیم عزیزی نے بریلی شریف سے بھجوائی۔ مولانا منصور علی خاں ابن مولانا محبوب علی خاں کی تصنیف خوابوں کی باوات حضرت پیر محمد حسن شاہ، مالک نوری کتب خانہ لاہور نے عنایت فرمائی۔ روزنامہ امروز کا شمارہ ۲۰ مارچ ۱۹۸۴ء مولانا غلام نصیر الدین نصیر نے مہیا کیا۔ مولا نے کریم ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

نوٹ: پروفیسر بشیر احمد قادری (شاہ کوٹ) نے امام احمد رضا بریلوی کا مختلف کتابوں میں بکھرا ہوا کلام باقیاتِ رضا کے نام سے جمع کیا ہے۔ خدا کرے کہ کوئی ادارہ اس کی اشاعت اپنے ذمے لے لے۔

۳ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

۵ مئی ۱۹۸۴ء

۷۸۶
۹۲

بحمدہٖ تعالیٰ

حضرت اسد السنۃ وصاف الحبیب مولانا حافظ قاری
شاہ ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب دامت برکاتہم
کی توبۂ مبارکہ شرعیہ کے متعلق حضرات علمائے کرام اہلسنت
دامت برکاتہم العالیہ کے فتاویٰ مبارکہ کا مجموعہ
مسمّٰی بنام تاریخی

فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ

۱۳۷۵ھ

مرتبہ مولانا ابو القمر محمد عزیز الرحمٰن صاحب بھاولپوری
قادری رضوی دامت فیوضہم وعمت ارشاداتہم

حسب فرمائش

اراکین بزم قادری رضوی بمبئی

[illegible]

بہ زیر اہتمام مبارک اصغر نے یونیورسل لیتھو ورکس ۲۲ نوروزی اسٹریٹ ٹھاکر دوار بمبئی نمبر ۲
سے چھپوا کر بزم قادری رضوی روشن منزل سمرین لائن دھوبی تلاؤ بمبئی ۲ سے شائع کیا

۷۸۶
۹۲

حضرات علمائے کرام اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ
کا
متفق علیہ

شرعی قرآنی فیصلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت غرّا، کا اس مسئلہ میں کہ حدائق بخشش حصہ سوم ص۳۶ و ص۳۷ و ص۳۸
پر حضرت سیدتنا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدحت میں
جو قصیدہ چھپا ہے اُس میں سات شعر اُن گیارہ کافرہ مشرکہ دلہنوں کے متعلق ہیں جن کا
ذکر بخاری شریف و مسلم شریف و ترمذی شریف و نسائی شریف وغیرہا کتب حدیث
کی صحیح مرفوع متصل حدیث میں ہے۔ یہ اشعار ناقل یا کاتب کی غلطی سے بے ترتیب
چھپ گئے ہیں۔ اس بے ترتیبی کی وجہ سے وہ اشعار حضرت سیدہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کی شدید توہین نظر آنے لگے۔ مولوی محبوب علی خان صاحب جو اس حصۂ دیوان
کے مرتب ہیں ان کو جب اس غلطی پر اطلاع ہوئی تو انھوں نے اس غلطی سے کئی بار زبانی
اور تحریری طور پر صریح توبہ کی چنانچہ ۱۰ جولائی ۱۹۵۵ء کو اُن کا توبہ نامہ شائع بھی ہوگیا
پھر رسالہ سُنّی لکھنؤ میں بھی شائع ہوگیا۔ پھر اخبار انقلاب بمبئی میں بھی توبہ نامہ لکھ کر بھیجدیا اور اس
میں بھی شائع ہوگیا۔ اس توبہ کے بعد مسلمانانِ اہلسنّت کو ان کا توبہ نامہ قبول کرلینا اور ان پر طعن و
تشنیع سے بچنا چاہیے یا نہیں۔ المستفتین:-

مصلیانِ جامع مسجد مدنپورہ بمبئی نمبر ۸

الجواب۔ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب۔ اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ
وَسَلَّمَا وَعَلٰی ذَوِیْہِ وَصَحْبِہٖ اَبَدَ الدُّھُوْرِ وَکَرَّمَا۔ صورتِ مستفسرہ میں جمیع
مسلمانانِ اہلسنّت اگر یہ چاہتے ہیں اور ضرور چاہتے ہیں بلکہ جان و دل سے چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

آئینہ اہلسنت
اور
مُہر خداوندی پر
دھماکہ دیوبندی
دونوں کتب
نیٹ پر اپلوڈ
ہو چکی ہیں۔

الخبش دے تو ان کو چاہیے کہ مولوی محبوب علی صاحب کو اُن کے بار بار اعلانات توبہ کے
بموافق کر دیں اور صرف معاف کرنے ہی پر اقتصار نہ کریں بلکہ درگزر بھی کریں اور مولانا
موصوف کو بحکم شرع شریف اپنا امام و خطیب جانیں مانیں اس لیے کہ حضرت افضل البشر بعد
الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی عظیم المرتبہ صاحب الفضل والفضیلت
جلیل القدر والمنزلت عظیم الشان مقدس شخصیت کو ربّ غفور و رحیم جل جلالہ نے معاف فرمانے اور
درگزر کرنے بلکہ اور سلوکِ خیر کرنے کا قرآن عظیم میں حکم فرمادیا۔ قال اللہ تعالیٰ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا
یعنی اولو الفضل ان کی غلطی وخطا کو معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ ان دونوں حکموں پر بھی ربّ
غفور و رحیم جلّ جلالہٗ نے اکتفا نہیں فرمایا بلکہ آگاہ و خبردار کرکے فرمایا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ
لَكُمْ یعنی کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخشدے۔ اس پر بھی اکتفا نہیں فرمایا
بلکہ اپنی دو عظیم الشان صفتوں کو بھی ذکر فرمایا۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی اور اللہ
بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ مفسرین علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں تَاَدَّبُوْا بِاَدَبِ اللّٰهِ
وَاغْفِرُوْا وَارْحَمُوْا۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہوا کہ اخلاقِ الٰہیہ کے موافق عمل کرو اور
بخش دو اور مہربانی کرو۔ پوری آیت شریفہ یہ ہے۔ وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ
مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ
فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ یعنی اور تم میں جو فضیلت و وسعت والے ہیں وہ قرابت والوں
اور مسکینوں کو اور اللہ کے راستے میں اپنا وطن چھوڑنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھالیں
اور معاف کر دیں اور درگزر کر دیں۔ کیا تم اس بات کو محبوب نہیں رکھتے ہو کہ اللہ تمہیں
بخشدے۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔" جب یہ آیتِ مبارکہ حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے تلاوت فرمائی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے فرمایا بَلٰى وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاُحِبُّ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِىْ یعنی کیوں نہیں اللہ کی
قسم بے شک میں اس بات کو ضرور محبوب رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخشدے اور میں مسطح
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو سلوک کرتا تھا اسکو کبھی موقوف نہ کروں گا چنانچہ عفو و صلح

کے بعد جو سلوک پہلے اُن سے فرمایا کرتے تھے اُسے پھر جاری فرمادیا اور قسم کا کفارہ
ادا فرمایا۔ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

(۱) فقیر ابو المحامد سید محمد اشرفی جیلانی غفرلہٗ (محدث اعظم ہند)
صدر مرکزی جماعت رضائے مصطفیٰ نزیل بمبئی۔
۳ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹ اگست ۱۹۵۵ء

تصدیقاتِ مبارکہ علمائے اہل سنّت دامت برکاتہم

(۲) الجواب صحیح۔ فقیر سید غضنفر حسین قادری
(۳) قاضی احسان الحق نعیمی (مفتی بہرائچ شریف)
(۴) حامد حسن اشرفی بقلم خود
(۵) محمد اسد الحق عفی عنہ
(۶) خادم العلماء حاجی علی محمد دھوراجوی سلامی (ناظم جماعت مبارکہ رضائے مصطفیٰ صوبہ گجرات)
(۷) خادم القوم سید عزیز حسین چشتی لکھنوی ثم یادروی
(۸) ناچیز محمد یونس مالیگانوی عفی عنہ (۹) محمد رشید القادری
(۱۰) فقیر سید شاہ صغیر حسن رضا قادری
(۱۱) الفقیر عزیز احمد الرضوی البریلوی عفی عنہ (۱۲) آلِ حسن عفی عنہ
(۱۳) فقیر سید احسان علی عفی عنہ (طوطی حقانی)
(۱۴) محمد عبد الواجد خان ضیا فتحپوری (۱۵) فقیر غلام مصطفیٰ وارثی غفرلہٗ
(۱۶) محمد عبد الرب غفرلہٗ (مدرس جامعہ حبیبیہ الہ آباد)
(۱۷) فقیر پیرزادہ سید غازی ربانی بقلم خود (۱۸) سراج احمد محمودی رامپوری
(۱۹) فقیر مداح المصطفیٰ محمد حمید الرحمٰن رضوی غفرلہٗ (خطیب جامع مسجد بریلی شریف)
(۲۰) حقیر فقیر محمد عبد الحمید قادری لکھنوی عفی عنہ
(۲۱) محمد شفقت رسول خان عرف نعلین رسول

(۲۲) تسلیم قادری (امام جامع مسجد بنارس)

(۲۳) سخاوت علیخاں رضوی عفی عنہ (مدرس دار العلوم شاہ عالم احمد آباد)

(۲۴) سعید احمد سنبھلی عفی عنہ (۲۵) احقر شریف احمد کمال ناگپوری عفی عنہ

(۲۶) محمد عبد القدیر صدیقی نقشبندی عفی عنہ

(۲۷) الجواب ھو الصواب:۔ بلاریب مسلمانوں کا اخلاقی فرض ہے کہ مولانا موصوف جب معافی نامہ شائع کر چکے تو معاف کردیں تاکہ رب اُن حضرات کی خطاؤں اور لغزشوں کو بھی معاف فرمادے واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔ حررہ ابو الجمیل محمد رضوان الرحمٰن الفاروقی مفتی اندور

(۲۸) الجواب صحیح:۔ سید عبد الحق قادری خطیب مسجد قادری دھوراجی سوراشٹر

(۲۹) محمد امین عفی عنہ (۳۰) سید مظفر حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی

(۳۱) مشتاق احمد نظامی (ایڈیٹر ماہنامہ پاسبان الہ آباد)

(۳۲) الجواب صحیح:۔ سید مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی

(۳۳) الجواب صواب:۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقیر ابو الطاہر محمد طیب قادری غفرلہٗ مدیر ماہنامہ رضائے مصطفےٰ

(۳۴) حضرات علمائے کرام اہل سنت دامت برکاتہم کا متفق علیہ شرعی قرآنی فیصلہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں فقیر کے نزدیک بالکل حق وصحیح اور صدق صریح ہے۔ فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخاں غفرلہٗ

ضروری اعلان حدائق بخشش حصہ سوم ص۳۷ و ص۳۸ میں بے ترتیبی سے اشعار شائع ہو گئے تھے اس غلطی سے بار بار فقیر اپنی توبہ شائع کر چکا ہے خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فقیر کی توبہ قبول فرمائیں آمین ثم آمین۔ اور سُنّی مسلمان بھائی خدا اور رسول کے لئے معاف فرمائیں جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ فقیر نے اس ورق کو صحیح ترتیب سے چھپوا دیا ہے اور سات شعروں کو بالکل ہی نکال دیا ہے جن صاحبوں کے پاس حدائق بخشش

۱؎ یہ بھی اُن حضرات علمائے اہل سنت میں سے ہیں جن کو دھوکے دیکر انقلاب اینڈ کمپنی نے حضرت اسد الحق مولانا محمد محبوب علیخاں صاحب دام ظلہم العالی کے خلاف فتوی حاصل کرکے شائع کیا تھا مگر حقیقت واقعہ پر مطلع ہونے کے بعد انہی حضرات نے بھی شرعی قرآنی فیصلے کی تصدیق فرمادی ۱۲ رجب عفی عنہ

حصہ سوم ہو وہ مہربانی فرماکر اس میں سے ص۳۷ و ص۳۸ والا ورق نکال کر فقیر کو بھیجدیں اور صحیح چھپا ہوا ورق فقیر سے منگا کر اپنی کتاب میں لگالیں۔ اور جو صاحب کتاب واپس کرنا چاہیں وہ کتاب فقیر کے پاس پہنچاکر فقیر سے قیمت واپس لے لیں والسلام علی اہل الاسلام

فقیر ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ۔ پتا یہ ہے جامع مسجد مدنپورہ بمبئی ۸

تصدیقات علمائے اہلسنت ناگپور

(۳۵) المجیب مصیب عبد العزیز خاں عفی عنہ۔ صدر المدرسین جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

(۳۶) الجواب صحیح۔ محمد عبد الرشید غفرلہٗ مفتی جامعۂ عربیہ اسلامیہ ناگپور

(۳۷) ذٰلک کذٰلک انی اصدق ذٰلک غلام جیلانی اعظمی عفی عنہ مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

(۳۸) لقد اصاب من اجاب۔ سید حمید اشرف اشرفی کچھوچھوی مدرس جامعۂ عربیہ ناگپور

(۳۹) ھذا ھو الحق الصریح وما سواہ باطل قبیح محمد عبد الوکیل غفرلہٗ مدرس جامعۂ عربیۂ اسلامیہ ناگپور۔ ایم۔ پی

(۴۰) مُبَسْمِلًا وَّ مُحَمِّدًا وَّ مُصَلِّیًا۔ اَمَّا بَعْدُ مَا قَالَہُ الْعَلَّامَۃُ وَاَفَادَہُ الْفَہَّامَۃُ حَقٌّ صَرِیْحٌ وَّتَحْقِیْقٌ صَحِیْحٌ جَدِیْرٌ بِالْاِعْتِمَادِ وَحَقِیْقٌ بِالْاِسْتِنَادِ وَلَا یُنْکِرُہٗ اِلَّا مَائِلُ الْغَیِّ وَالْعِنَادِ وَالْبَغْیِ وَالْفَسَادِ محمد عبد الحفیظ غفرلہٗ مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

۱؎ یہ دونوں حضرات علمائے کرام وہ ہیں جن کے سامنے مولانا مجھے فریب سے استفتاء پیش کرکے اُن تینوں شعروں کو انقلاب اینڈ کمپنی معاذ اللہ حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں بتاکر اپنے موافق فتوے حاصل کرکے شائع کرچکی ہے حقیقت حال پر مطلع ہونے کے بعد ان حضرات نے بھی شرعی قرآنی فیصلے کی

۴۱ء الجواب صواب والمجیب مثاب :۔ سید محبوب اشرف اشرفی کچھوچھوی
مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

۴۲ء خادم العلماء شیخ مراد راندیری چشتی

۴۳ء الجواب صواب سید صغیر حسین قادری مقیم بمبئی

۴۴ء لقد اصاب من اجابہ ریاض الحسن سنبھلی عفی عنہ

۴۵ء الجواب فی الصورۃ المسئولۃ صحیح محمد یونس مطب غوثیہ ریپن روڈ بمبئی

۴۶ء الجواب صحیح والمجیب نجیح :۔ فقیر خادم السادات ابو الفخر قمر الدین احمد اشرفی
غفرلہٗ مفتی دارالافتائے اشرفیہ درباریہ نور منزل آگرہ مقیم دار بمبئی ۳۰ ۔

۴۷ء ھذا ھو الحق الصریح وما سواہ باطل قبیح :۔ احقر سید محمد میاں اختر جمنی
فاضل میرٹھ مہتمم جامعہ اختر بریلی ۔ منزل بمبئی

تصدیقات علمائے اہل سنّت کانپور

۴۸ء الجواب صحیح ۔ فقیر محمد محبوب اشرفی غفرلہٗ مدرسہ احسن المدارس کانپور

۴۹ء الجواب صحیح ۔ محمد حاتم اشرفی غفرلہٗ مدرس مدرسہ احسن المدارس کانپور

۵۰ء الجواب صحیح عظیم الحق عفی عنہ ۵۱ء جواب صحیح ہے عبد المصطفیٰ رحمۃ اللہ اعظمی

۵۲ء الجواب صحیح :۔ محمد ذکی صدیقی کانپور

۵۳ء الجواب صحیح فضل الرحمٰن عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ تعلیم القرآن فیض خانہ کانپور

۵۴ء الجواب صحیح :۔ محمد عبد الجلیل خاں فتحپوری

۵۵ء فقیر محمد عبد الہادی دارثی کانپوری ابن مولانا محمد عبد الکافی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۵۶ء الجواب صحیح محمد عبد السمیع اشرفی صدر المدرسین مدرسہ حنفیہ غوثیہ کانپور

۵۷ء الجواب صحیح :۔ ابو الفقر قمر رضا محمد عبد السلام قادری غفرلہٗ

تصدیقات علمائے کرام جامعۂ اشرفیہ مبارکپور

۵۸ء الجواب صحیح : حدائق بخشش حصہ سوم کے اشعار متنازع فیہا اعلیٰ حضرت قبلہ کے ہرگز نہیں ۔ حضرت محدث اعظم قبلہ کا جواب حق و صواب ہے ۔ فقط
عبد العزیز صدر المدرسین ۔ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

۵۹ء الجواب صحیح : شمس الحق مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور ۔

۶۰ء الجواب صحیح سید حامد اشرف غفرلہٗ دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

۶۱ء الجواب صحیح : عبد الرؤف غفرلہٗ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارکپور ۱۳ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ

۶۲ء محمد یحییٰ غفرلہٗ مدرس مدرسہ اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ

۶۳ء الجواب صحیح : محمد سمیع اعظمی مدرس مدرسہ شمس العلوم گھوسی ۔ ضلع اعظم گڑھ ۱۳ محرم ۱۳۷۵ھ

دار الافتائے اہلِ سُنّت شہر دہلی کا مبارک فتوےٰ

ھو الموفق :۔ اس واقعے کے متعلق فقیر کے پاس اس سے قبل بھی دو یا تین مرتبہ سوال آچکے ہیں ۔ جس میں کسی خاص شخص کے متعلق سوال نہ تھا ۔ انداز سوال سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ سوال فریق مخالف کی جانب سے ہے ایک مرتبہ چند اشعار کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کے متعلق سوال تھا ۔ جس کا جواب جیسا ہونا چاہیے تھا دیا گیا ۔ پھر اس کی توبہ کے متعلق سوال

آیا جس میں بعض شکوک کا بھی ذکر تھا۔ ہر چند اس سے یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ کسی بدمذہب کے متعلق سوال ہے لیکن توبہ کی جس نوعیت کا ذکر تھا وہ تھی کہ توبہ کی تکمیل میں کوئی دقیقہ ہی باقی نہ چھوڑا تھا۔ اس سے یہ خیال کرتے ہوئے کہ ہمیں اس کی بدمذہبی سے کیا علاقہ اس خاص گناہ سے تو وہ بری ہو چکا لہٰذا اس کا ویسا ہی جواب دیا گیا اور جو اُس پر شکوک پیش کئے گئے تھے ان کو بھی کما حقہ رفع کیا گیا تھا۔ لیکن اس سوال سے چونکہ حقیقت واقعہ پر پوری روشنی پڑتی ہے اور وہ اوراق بھی جس کے بعض اشعار پر اعتراض کیا جا رہا ہے نیز جس مسودے سے یہ اشعار نقل کیے گئے ہیں اس کی حقیقت بھی میرے سامنے موجود ہے اس لئے میں اب یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ مولانا محبوب علی خاں صاحب سلمہم ہرگز ہرگز ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کے مرتکب نہیں ہوئے۔ اُن کی غلطی صرف اس قدر ہے کہ جب مسودہ ایسا تھا کہ اس کے اشعار کی بجز عالم کے دوسرا نہ ترتیب دے سکتا تھا تو انہوں نے ایک جاہل ناقل پر کیوں اعتماد کیا۔ ایک معمولی پڑھا لکھا آدمی اگر اُن کو سرسری نظر سے بھی دیکھے تو ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ ان اشعار کو اس مقام سے کچھ بھی تعلق ہے بلکہ میرے نزدیک تو اُن کا تعلق اُن مشرکہ عورتوں سے بھی نہیں معلوم ہوتا جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے بلکہ مجھ کو تو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہ اشعار ہی نہیں معلوم ہوتے خدا جانے اس میں کس کی اور کیا سازش ہے۔ میرے ساتھ بھی کئی مرتبہ ایسی چالیں چلی گئی ہیں لیکن بایں ہمہ جب مولانا موصوف اس معمولی بے احتیاطی کو اپنی غلطی مان کر اس شان سے توبہ کر رہے ہیں جو مرتکب توہین کے لائق ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان ان کی توبہ کا اعتبار نہ کریں اور ان کے ساتھ طعن و تشنیع سے پیش آئیں اور ان کو روحانی ایذا دے کر خود مجرم بنیں لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ نہایت

درجہ تعجب ہے کہ مسلمان ایسے صریح امور کو جو موجب برأت ہیں کیسے نظر انداز کر رہے ہیں۔ حالانکہ محض ایک ادنیٰ شبہے سے حدود تک ساقط ہو جاتے ہیں کیا اس کو قذف محصنہ گردانا گیا ہے اور اجرائے حد کا مطالبہ ہے تو اول تو اس واقعے کی حقیقت قذف نہیں لِاَنَّهٗ شَرْعًا هُوَ الرَّمْیُ بِالزِّنَا كَذَا فِیْ عَامَّةِ كُتُبِ الْفِقْهِ اس کے لئے بھی بہت سے شرائط ہیں جن کا یہاں وجود ہی نہیں پایا جاتا۔ پھر حد بھی شرعاً ایک مقرر سزا ہے اس سے قاذف گناہ سے پاک نہیں ہوتا۔ گناہ سے پاک کرنے والی تو صرف توبہ ہے اور وہ بہمہ شرائط یہاں موجود۔ چنانچہ درمختار میں ہے وَلَيْسَ الْحَدُّ مُطَهِّرًا عِنْدَنَا بَلِ الْمُطَهِّرُ التَّوْبَةُ قاذفینِ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر نظر ڈالیے حضرت حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ کئی صحابہ اس جرم عظیم کے مرتکب ہوئے تھے لیکن ان میں سے کسی کے متعلق بھی کسی اصح و مشہور روایت میں نظر سے نہ گزرا کہ اس پر حد جاری کی گئی ہو یا بلحاظ حق عبد انہوں نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے معافی طلب کی ہو۔ غالب یہی ہے کہ کسی شبہے کی بنا پر سرکار عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اور جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے معاف فرما دیا ہو اور ان کی توبہ ہی اس معافی کا موجب ہو گئی ہو تو اب کونسا اشکال باقی رہ گیا جس کی وجہ سے یہ کہا جائے کہ اس معمولی غلطی کو جو شرعاً قابل گرفت بھی نہیں اُن کی ذات کریمہ معاف نہ فرمائے گی اور فرض کیجیے کہ معاذ اللہ وہ معاف نہ فرمائیں گی تب بھی مسلمانوں کو اس سے کیا علاقہ کہ یہ معاملہ ایک خطاکار بچے کا اور اُس کی مشفقہ ماں کا ہے جس پر کروڑہا ماؤں کے اشفاقہائے بے پایاں نثار۔ پھر یہ معاملہ تو قیامت کا ہے دنیوی احکام تو توبہ پر ختم ہو جاتے ہیں۔ ہاں صحت توبہ پر ایک اور اعتراض کیا جاتا ہے جس کا پہلے سوال کے اندر ذکر تھا کہ مولانا

نے اس غلطی پر واقف ہونے کے فوراً بعد ہی توبہ نہ کی اس لیے مقبول نہیں اور کیا
تعجب ہے کہ اس پر آیت کریمہ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ سے استدلال کیا
جاتا ہو۔ تو یاد رہے کہ یہ استدلال محض باطل ہے۔ مفسرین نے اس آیت کریمہ میں
لفظ مِنْ کو تَبْعِیْضِیَّۃ فرمایا ہے اور لفظ قریب سے معصیت اور موت کا درمیانی وقت
مراد لیا ہے تو معنے یہ ہوئے کہ اس درمیانی زمانے کے جس جزو میں بھی بندہ توبہ کرلے گا
زمانۂ قریب ہی میں توبہ کرنے والا ہوگا۔ چنانچہ تفسیر سراج المنیر میں ہے مَعْنٰی مِنْ
فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی مِنْ قَرِیْبٍ لِلتَّبْعِیْضِ اَیْ یَتُوْبُوْنَ بَعْضَ زَمَانٍ
قَرِیْبٍ کَاَنَّہٗ سَمّٰی مَابَیْنَ وُجُوْدِ الْمَعْصِیَۃِ وَبَیْنَ حُضُوْرِ الْمَوْتِ
زَمَانًا قَرِیْبًا لِاَنَّ اَمَدَ الْحَیٰوۃِ قَرِیْبٌ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا
قَلِیْلٌ ۰ فَفِیْ اَیِّ جُزْءٍ تَابَ مِنْ اَجْزَاءِ ھٰذَا الزَّمَانِ فَھُوَ تَائِبٌ مِّنْ
قَرِیْبٍ وَاِلَّا فَھُوَ تَائِبٌ مِّنْ بَعِیْدٍ انتہی مافیہ علاوہ اس کے اس معنے پر بکثرت
شواہد ہیں صحیحین کی حدیث میں ہے اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰہُ
عَلَیْہِ بندہ جب بھی اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا
ہے اور ترمذی کی حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ تَوْبَۃَ الْعَبْدِ مَالَمْ یُغَرْغِرْ
بلکہ قرآن عظیم میں بکثرت اس کے شواہد موجود ہیں۔ غرض اس دھوکے میں نہ پڑیں کہ توبہ
کا وقت نکل چکا اب توبہ قبول نہ ہوگی اور اس کا خوف کریں کہ مولیٰ تعالیٰ ان کو ناجی
کردے اور تم کو ناری۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل
کے دو دوستوں کا ذکر فرمایا جو آپس میں دوست تھے۔ ایک عابد تھا ایک گنہگار۔ عابد
ہمیشہ اس کو گناہوں پر تنبیہ کرتا کہ باز آ۔ ایک مرتبہ وہ کہہ اٹھا کہ خدا کی قسم اللہ تجھ کو
نہ بخشے گا۔ جب دونوں نے انتقال کیا تو گنہگار کو ارشاد ہوا کہ میری رحمت سے تو
جنت میں داخل ہو اور عابد سے کہا کہ کیا تو یہ طاقت رکھتا ہے کہ میرے بندے کو تو

میری رحمت سے محروم کردے۔ عرض کیا کہ نہیں یا الٰہی۔ حکم ہوا فرشتوں کو کہ لے
جاؤ اس کو جہنم میں (مشکوٰۃ) اعاذنا اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے
محفوظ رکھے وہ مولانا موصوف کی مخالفت کرکے اپنی عاقبت خراب نہ کریں فقط
واللہ تعالیٰ اعلم   محمد مظہر اللہ غفرلہ امام مسجد جامع فتحپوری دہلی

۶۵ع الٰہی ذا استاذی اعلیٰ
حضرت مفتی اعظم دامت
برکاتہم العالیہ کا جواب گرامی
کامل واکمل ہے۔ یقیناً
در کریم پر جو کوئی بھی پہنچا اس
کو وہ کچھ ملا جس کا شمار نہ
کیا جاسکا۔ توبہ کی عدم مقبولیت کا خیال کریم کے کرم عمیم سے صراحۃً انکار کے
مرادف ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
کی سچی تڑپ عطا فرمائے

دارالافتاء
مسجد فتحپوری
دہلی
۱۳۵۲

ہے تنگ سینہ دل اگر آتشکدہ نہ ہو   ہے عار دل نفس اگر آذر فشاں نہ ہو

فقط احقر محمد احمد عفی عنہ نائب امام مسجد جامع فتحپوری دہلی

۶۶ع حضرت استاذ العلماء مفتی مظہر اللہ صاحب مدظلہ العالی کا جواب جامع مانع
ہے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عنایت فرمائے اور سنیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صدقے میں کفار کی سازشوں سے محفوظ رکھے آمین

لے حضرت مفتی اعظم اہلسنت شہر دہلی دام ظلہم العالی کی خدمت میں بھی انقلاب اینڈ کمپنی نے
جھوٹا افتائی استفتا پیش کر کے فتویٰ حاصل کرکے شائع کیا تھا ۱۲ مرتب غفرلہ

بجاہ غوثنا الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد عبد الرب غفرلہ صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ
فراشخانہ دہلی ۴ر محرم ۱۳۷۵ھ۔

حضرت محدثِ اعظم ہند کچھوچھوی دام ظلہم العالی کے فتوائے مبارکہ پر دار الافتائے بریلی شریف کی تصدیقات

ع۶۷ هذا الحق: محمد عبد الاحد قادری غفرلہ مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی
ع۶۸ قد اصاب من اجاب: معین الدین غفرلہ
ع۶۹ صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب فقیر محمد ثناء اللہ
الاعظمی غفرلہ خادم الطلبہ مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی۔
ع۷۰ حضرات علمائے کرام اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کا شرعی قرآنی فتوے
میرے نزدیک بالکل حق صحیح ہے۔ فقیر ابو النصر عطاء الرضا محمد عمر خان قادری
برکاتی رضوی لکھنوی۔
ع۷۱ المجیب مصیب: بشیر الدین احمد برکاتی رضوی لکھنوی
خادم الطلبہ مدرسہ مظہر اسلام
ع۷۲ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم سید محمد افضل حسین غفرلہ
برکاتی رضوی لکھنوی مدرس مدرسہ مظہر اسلام
ع۷۳ المجیب المصیب:۔ مجیب الاسلام الاعظمی مدرس مدرسہ مظہر اسلام
فتوی مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا قادری بریلوی
اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا بہت سا کلام اردو فارسی عربی گم ہوگیا تھا انہیں میں

یہ قصیدہ بھی ہے جس میں یہ تین شعر بے جا چھپے۔ قصیدے میں پہلے تشبیب کے اشعار ہوتے ہیں پھر گریز پھر اصل مضمون۔ یہ طریقہ عربی فارسی اور تمام شعراء میں معمول رہا ہے۔ مثلاً قصیدہ بَانَتْ سُعَادُ کہ نعت کا قصیدہ ہے مگر شروع کا ہے سے ہے بَانَتْ سُعَادُ سے، اردو میں حضرت محسن کاکوروی کا قصیدۂ نعتیہ دیکھئے یہاں سے شروع ہے

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل
برق کے کاندھے پہ لاتی ہے صبا گنگا جل

ایسے بہت سے اشعار لکھ کر پھر گریز پھر اصل مضمون ہے۔ حضرت عمِّ محترم مولانا حسن رضا خان صاحب حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمع کی طرف توجہ فرمائی۔ جہاں جہاں سے جو جو غزل جس جس قصیدے کے جتنے جتنے اشعار ملے وہ ایک مجموعے میں لکھوائے۔ چند شعر کسی کو یاد تھے چند کسی کو۔ جو جو ملتے گئے بے ترتیب مجموعے میں درج ہوتے گئے۔ پھر یہ مجموعہ بھی غائب ہوگیا۔ میں بہت ہی کم عمر تھا جب یہ مجموعہ میں نے دیکھا تھا۔ مجھے یاد ہے بدایوں کے بعض اصحاب آئے مجھ سے مجموعہ دیکھنے کو لیا۔ پھر وہی بدایوں لے گئے یا کیسے غائب ہوا۔ معلوم نہیں وہی مارہرہ شریف پہنچا یا اس کی نقل اور کب پہنچی، برسہا برس کے بعد اب جب مولانا مولوی محبوب علی صاحب نے اسے پنجاب میں چھپوایا تو خبر ملی کہ یوں بے ترتیب چھاپ دیا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ بعض کلام اعلیٰ حضرت کا معلوم نہیں ہوتا کسی اور صاحب متخلص بہ رضا کا کلام ہے۔ مولانا یا وہ شخص جس نے اس مجموعے میں وہ قصیدہ درج کیا اس کلام کو بھی اعلیٰ حضرت کا سمجھا۔ اس لئے مجھے ناگوار بھی ہوا کہ یوں ہیں اور ہم لوگوں میں سے کسی کو بے دکھائے چھاپ دیا۔ بارہا لوگوں کے سامنے میں نے اس پر اظہار ناراضگی کیا۔ مجھے فرصت بھی نہیں اور اس ناراضگی کے بعد بھی میں نے وہ چھپا ہوا دیوان نہ دیکھا۔ جب چھپنے کے بہت عرصے بعد مجھے ایک جلد مولانا محبوب علی صاحب نے بھیجی وہ گھر میں

بچوں سے کسی نیچے نے لے لی۔ اب جب مجھ سے ان اشعار کا ذکر ہوا میں نے برابر کہا کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت کے نہیں کہے جا سکتے۔ منقبتِ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں تو بالقطع والیقین یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے شعر نہیں۔ تشبیب میں بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو جس نے دیکھا ہے وہ ان اشعار کو اعلیٰحضرت کے اشعار خیال بھی نہیں کر سکتا۔ ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی بحر و قافیہ و ردیف میں چند شعرا کا کلام ہوتا ہے کسی کو کسی کے اشعار یاد ہوتے ہیں کسی کو کسی کے یاد۔ کسی کو چند شعر اس کے چند اُس کے یاد ہوتے ہیں۔ یوں یہ تین شعر کسی اور کے اس مجموعہ میں درج ہو گئے ہوں گے۔ حمید اللہ میلاد خوان مجالس میں میرا کلام بھی پڑھا کرتے۔ نعت شریف میں کسی پُرانے شاعر کی ایک غزل ہے جو بعض لوگوں کی زبان پر ہے

ع محمد محمد پکارا کروں میں۔ اس میں ایک شعر یہ بھی ہے ؎

شبِ وصل دلیل پڑھ کے گیسو
وہ بکھرا کریں اور سنوارا کروں میں

میری غزل ہے جس کا مطلع ہے ؎

حبیبِ خدا کا نظارا کروں میں
دل و جان اُن پر نثارا کروں میں

حمید اللہ جب میری یہ غزل پڑھتے ما اس میں وہ شعر شبِ وصل والا اور اُس پرانی غزل کے بعض اور شعر جو انہیں یاد تھے ملا کر پڑھا کرتے کئی بار میں نے خود انہیں اس سے روکا۔ غالب کی ایک غزل ہے جس کا مطلع ہے ؎

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں؟

اعلیٰ حضرت نے اسی زمین میں یہ غزل فرمائی ؎

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

پھر قافیہ بدل کر ایک غزل فرمائی ؎

یادِ وطن ستم کیا دشتِ حرم سے لائی کیوں
بیٹھے بٹھائے بدنصیب سر پہ بلا اٹھائی کیوں

پھر اور ایک غزل فرمائی ؎

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفےٰ کہ یوں
کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں

بعض جنہیں کچھ اس کے کچھ اُس کے کچھ اس کے اشعار یاد ہوئے سب ملا کر پڑھ دیئے۔ اتنا معلوم کرا دینے کے بعد بحولہ تعالیٰ ہم کہتے ہیں یہاں پر دو احتمال ہیں (۱) یہ کہ مولٰنا محبوب علی صاحب نے وہ مجموعہ لے کر ایسے ہی کتابت کو دے دیا اور کتابت ہو کر ویسا ہی چھپ گیا (۲) یا مولٰنا نے اسے دیکھا نقل کیا وہ اشعار بھی نقل فرمائے اور غور نہ کیا۔ نقل کے وقت بعض اوقات معنے کی طرف خیال نہیں جاتا یوں بے غوری میں وہ اشعار جو پہلے شخص نے بے جا درج کیے تھے کہ جو ملتے گئے لکھتا گیا ان اشعار کو علیحدہ اس نے نہ لکھا۔ نہ یہ جہاں لکھے ہوئے تھے اوپر کے اشعار کے بعد لفظ علیحدہ لکھ کر انہیں لکھتا ایسا بھی نہ کیا یہ یونہی مولٰنا نے نقل کر لیے اور چھپوا دیے کچھ نہ سمجھا کہ یہ اشعار مضمونِ منقبت میں درج ہونے کے نہیں۔ اعلیٰ حضرت تو اعلیٰ حضرت کوئی بھی ادنیٰ سے ادنیٰ جاہل با حمیت و غیرت معاذ اللہ انہیں منقبت میں نہ لکھے گا۔ یہ علیحدہ ہیں یا خیال تو ہوا مگر تساہل یا غفلت برتی۔ یا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا انہیں منقبت سیدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں لکھنا (معاذ اللہ) سمجھا اعلیٰ حضرت کا سمجھ کر ان پر اعتماد کر کے انہیں اسی جگہ ثابت رکھا اور اسے اعلیٰ حضرت کے علم و ادب و تقدس و حمیت و غیرت کے منافی نہ جانا اور شعراء کی شاعری کی طرح سمجھ کر اور اعلیٰ حضرت کے علم و عمل پر بھروسہ کر کے اسے جائز جان کر یہیں رہنے دیا۔ شعراء اَلَمْ تَرَ اَنَّھُمْ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّھِیْمُوْنَ ہیں عارف نامی حضرت جامی قدس سرہ السامی وغیرہ۔ بعض عرفاء رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام میں بھی وہ واقع ہوا جو نہ ہونا تھا مثلاً زلیخا میں حضرت جامی حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ موصنہ

حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے سراپا میں لکھتے ہیں۔ متعلق چاہِ غبغب ؎

قرارِ دل بود نایاب آنجا ۔۔۔ کہ ہم چاہ ست وہم گرداب آنجا

۔۔۔۔۔ کے متعلق ؎

دو پستاں ہر یکے چوں قبۂ نور ۔۔۔ حبابے خاستہ از عین کافور

۔۔۔۔۔ کے متعلق ؎

دو نارِ تازہ بر رُستہ زیک شاخ ۔۔۔ کفِ امید شاں ناکردہ گستاخ

۔۔۔۔۔ کے متعلق ؎

سرینش کوہ اما سیم سادہ ۔۔۔ چو کوہے کز کمر زیر او فتادہ

اُن تین اشعار پر جو غلطی سے کہیں لکھ گئے اگر اعلیٰ حضرت کے مانے جائیں یا کسی اور کے غلط درج ہو گئے جن سے خدا نا ترسوں، مُفتّنوں، مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے والوں۔ مومنوں میں اشاعتِ فاحشہ کو درست رکھنے والوں خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بلکہ اللہ عزوجل کی کھلی کھلی توہینوں صریحہ فاحشہ گالیوں کو اپنا دین جاننے والوں اُن کی دور از کار محض مردود تاویلیں گڑھنے والوں اُن اباطیل کو فراخ دل سے قبول کرنے والوں۔ حد سے بہت زیادہ تجاوز کرنے والوں نے ہم اہلسنت سے اپنا انتقام لینے کو مسلمانوں کو دھوکے دینے کو کیا کیا لکھا کیا کیا بکا۔ بصراحت اسے کفر تک کہا وہ کیا ان اشعارِ حضرت عارف باللہ مولانا جامی قدس سرہٗ پر بھی یہی سب کچھ بکیں گے بلکہ اس سے بھی زائد اور ہے اُن میں سے کسی میں دم کہ ان سے بھی زائد حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو واقع ہوا اور بالیقین قصداً ہوا جو اُن تین شعروں کے ضمن اشعارِ منقبت میں درج ہو جانے سے ہر طرح کہیں بڑھ کر بہت بدتر تہمت ۔۔۔۔ کو کفر

کہہ دے جسے اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) نے کفر نہ فرمایا۔ جن کے بارے میں یہ آیت شریفہ نازل ہوئی وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ تفسیرات احمدیہ ص ۳۰ میں ہے نَزَلَتْ فِيْ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مِمَّا قَالَ فِيْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا صَرَّحَ بِهٖ فِي الْكَشَّافِ ۝ ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا؟ قذف حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اب ضرور کفر ہے جبکہ اللہ عزوجل نے اُن کی براءت فرما دی کہ تکذیب خدا ہے مگر وہ ملاعنہ جو نہ صرف قذف اُم المومنین صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مرتکب بلکہ چند غالباً صرف چھ صحابیوں کے علاوہ سارے صحابیوں حضرت صدیق اکبر وفاروق اعظم وسیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کو کافر کہتے اور تبرا میں کیا کیا گالیاں دیتے ہیں انہیں کسی انقلابی یا وہابی نے کافر یا فاسق یا مردود سب جو مولوی محبوب علی صاحب کو کہا کہیں کہا ہے اس حق پر بھی حق احتجاج اس سے عشر عشیر کیا ہے تو مولوی محبوب علی صاحب کے لئے کیا ان ملاعنہ کی اس ملعون حرکت پر تو یہ کفر باز کافر ساز نہ کبھی دُم ہلاتے ہیں نہ کان وہ تو ان کے نزدیک خفیف مسلمان ہیں؎ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد کے طور پر مولوی محبوب علی صاحب سے یہ غفلت ولغزش ایسی واقع ہوئی کہ آج انقلابیوں سارے وہابیوں کی حالت ہر ذی انصاف پر عیاں ہو گئی کہ ان کا دین دھرم پروپیگنڈا ہے جیسے بھی ہو اپنا اُلّو سیدھا کرنا ہے۔ ہر انقلابی اور ہر وہابی

(اور ہر وہابی انقلابی ہے کہ اس کا تو مذہب ہی انقلابی ہے۔ انقلاب ہی کے لئے اس مذہب نے جنم لیا۔ تاریخ شاہد ہے شروع سے انقلاب حکومت کی کوشش کرتا رہا۔ اوائل زمانہ میں کبھی انگریزوں کا حامی طرفدار اُن کا جاں نثار کبھی کانگریس کا حامی کار اور اب بھی انقلاب انقلاب اس کا مطمحِ نظر اور دن رات اس کی فکر ان اشعار سے ظاہر ہے ؎

بڑے پاک طینت بڑے پاک باطن — ریاض آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں

؎ وہ شیفتہ کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی — میں کیا بتاؤں رات مجھے کس کے گھر ملے

بالجملہ صورت اولیٰ میں تو مولوی محبوب علی صاحب پر سوا اس کے کہ جو چھاپنے کو دیا اُسے پہلے یا وقتِ طبع اس کی کاپیوں، پروف کو کیوں نہ دیکھا اور کوئی الزام ہی نہیں۔ یوہیں بھول چوک کی صورت میں کہ حدیث میں فرمایا رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ ۔ دوسری صورت میں ضرور اُن پر الزام شدید ہوتا جبکہ انہوں نے اُن اشعار کو دیکھ کر اور غلطی سے منقبت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سمجھ کر وہیں رہنے دیا ہوتا[1]۔ بہرحال جب مولانا نے توبہ کر لی تو وہ بالکل پاک صاف ہو گئے۔

---

[1] مولانا محبوب علی صاحب سے یہ متوقع نہیں کہ وہ بیان احتمالات پر سوءِ ظن کریں گے۔ اور فرمائیں گے کہ میں واقعہ لکھ چکا۔ پھر قطع شور و شغب کے لئے صاف صریح توبہ نامہ بھی تحریر کر چکا۔ پھر بھی ایسی شق لکھی گئی کہ بیان احتمالات و ذکر شقوق معرض تحقیق میں ضرور، اور ہر شق کا حکم محکوم علیہ سے متعلق نہیں ہو سکتا جو شق واقع میں ہے اسی کا حکم اس سے متعلق ہوگا و بس۔ جب مولانا نے واقعہ بیان کر دیا تو دوسری شق کا حکم ان سے واقع میں متعلق نہیں۔ یہ ہم نے اس لئے لکھ دیا ہے کہ کوئی انقلابی وہابی مکار فریبی بھولے بھالے عوام کو شق اخیر کا حکم دکھا کر بہکا نہ سکے کہ دیکھو فلاں نے بھی مولوی محبوب علی کے لئے ایسا لکھ دیا۔ وہابی بھی عجیب مسخرہ شیطان ہوتا

(بقیہ ص ۳۹ پر)

حدیث میں فرمایا اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے وہ جس نے گناہ نہ کیا۔ توبہ کر لینے والے کو بعد توبہ بھی مجرم سمجھنا بڑا ظلم حرام حرام حرام ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جرم عظیم تر اشد اقبح امر واقع ہوا توبہ سے پہلے پہلے اس کے احکام یہ تھے اسی کوڑے مارے جائیں اور اُن کی شہادت کبھی قبول نہ کی جائے اور وہ فاسق ہیں۔ مگر بعد توبہ وہ احکام نہ رہے کہ اسی آیت میں آگے یہ فرمایا اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْا

(صفحہ ۳۸ کے نوٹ کا بقیہ) ہے جہاں اس کے اپنوں کا قدم درمیان ہوتا ہے انکے لیے خبیث شنیع قول جن میں از روئے تحقیق بعد تدقیق کوئی تنقیص ہی نہیں کفر کے سوا کوئی اور پہلو کوئی احتمال نکلتا ہی نہیں وہاں یوں بگڑی ہی کا آتا عوام کو یوں چھلا جگر میں ڈالتا ہے کہ علما لکھتے ہیں ائمہ دین فرماتے ہیں کہ کسی قول میں سو پہلو ہوں ننانوے کفر اور ایک اسلام کا تو کافر نہ کہیں گے" بریلی میں کفر کی مشین ہے ہر ایک کو یہ لوگ کافر کہہ دیتے ہیں۔ بھئی کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہئے کیا خبر کب وہ مسلمان ہو جائے" بریلی میں تو کفر کی مشین نہیں یہ تو دیوبند اور ہر وہابی گڑھ میں ہے بلکہ ہر ہر وہابی کا منہ خود کفر کی مشین ہے بریلی میں ان کی کفری مشینوں کے مقابل تکفیر کی مشین ضرور ہے اور وہ بریلی ہی نہیں بلکہ ہر ذی علم عقل سُنّی کے یہاں ہے عرب و عجم ہر کہیں ہے وہ جب ہی چلتی ہے جب کفری مشینیں کفر ڈھالتی ہیں اور جب یہ ٹھہری کہ کافر کو بھی کافر نہ کہا جائے کیا معلوم کب مسلمان ہو جائے تو پھر مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہا جائے کہ کیا معلوم کب مرتد ہو جائے اور یہاں یوں بگڑی کا آتا عوام کو چکراتا ہے جہاں اتنے احتمال موجود۔ اور (ناخواندہ) گنگوہی بن جاتا اور ٹٹول ٹٹول کر وہی احتمال پکڑ لیتا ہے اور اسی پر سر مُنڈا لیتا ہے جس سے توہین کا الزام لگا سکے اور زبردستی دھینگا دھانگی سے اور اسی احتمال کا حکم سر چپیتا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔ ہمارا مقصود صرف یہی دکھانا ہے ان احتمالوں کے ذکر سے یہ بتانا ہے کہ وہابی کا دھرم غلط پروپیگنڈا ہے و بس ۱۲

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ فتاوے میں مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جو آیت نازل ہوئی گزری اور اس کے نزول پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا گزرا اگر مولوی محبوب علی صاحب سے لغزش واقع ہوئی تو وہ علی الاعلان توبہ کر چکے اب اس کے بعد بھی جو انہیں طعن و تشنیع کریں گے ملزم گردانے جائیں گے اُن کے پیچھے نماز سے بچیں گے تو وہی حد سے بڑھنے والے ہوں گے وہی بعد ارشادِ الٰہی اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کو خیال میں نہ لانے والے ہوں گے وہی ایسے ہوں گے کہ حضرت حسان و حضرت مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں ہوتے تو انہیں بعد توبہ بھی ملزم ہی ٹھہراتے وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو بظاہر حکم آیۂ کریمہ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی ارفع و اعلیٰ بلند و بالا ہیں جو بعد حضرت سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سب ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے افضل ہیں جو ہر چار مذہب کی مفتی ہیں ان کی نسبت اعلیٰ حضرت تو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کوئی بھی تنگ و چست اُن کا لباس نہیں کہہ سکتا کہ تنگ و چست لباس کسی مذہب میں جائز نہیں تو لفظ ہی بتاتے ہیں کہ یہ ہرگز حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی منقبت کے شعر نہیں ہو سکتے ھٰكَذَا يَنْبَغِي التَّحْقِيْقُ وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِيْقِ وھو خیر رفیق وھو تعالیٰ اعلم

فقیر مصطفےٰ رضا قادری ۷ محرم ۱۳۷۵ھ

حضرت محدثِ اعظم ہند کے فتوائے مبارکہ پر دارالافتائے اہلِ سنّت سنبھل ضلع مرادآباد کی مبارک تصدیقات

جواب صحیح و صواب ہے اور موافقِ سنت و کتاب ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت مولنا مفتی محبوب علی خاں صاحب کا اپنی غلطی کو مان لینا اور توبہ کی اشاعت کر دینا وہ مبارک اقدام ہے جو قابلِ تقلید ہے اور یہ مبارک فعل وہی شخص کر سکتا ہے جس کے قلب میں خوفِ الٰہی اور احترامِ حکمِ رسالت پناہی ہو اور وہ جذبۂ ایمانی اور امتثالِ احکامِ دینی کی دولت کا مالک ہو بلکہ یہ ان کے سچے عالمِ دین و ملت و عاملِ احکامِ شریعت و مفتیِ ملتِ غرّا و عاملِ سنتِ بیضا ہونے کی روشن دلیل ہے۔ مولنا المکرم نے یہ کام کر کے اس دورِ پُرفتن میں سلفِ کرام کی سنت کو زندہ کر دیا اور علمائے حقانی اور علمائے سوء میں امتیاز کی بیّن نظیر قائم کر دی۔ نیز توبہ کی توفیق اسی قلب میں ہوتی ہے جس میں صحتِ عقائد اور سچے عملی جذبات ہوں اور ایسے نفس کے جذبات پر پورا پورا قابو حاصل ہو۔ لوگوں کے طعن اور عار کا دل پر اثر نہ ہو خوفِ الٰہی اُس کے سینے میں موجزن ہو۔ لہٰذا ہر منصف مزاج صحیح العقیدہ دیندار مسلمان کے قلب میں تو حضرت مفتی صاحب موصوف کی عزت و عظمت پہلے سے اور زائد ہو جانی چاہیے اور اُن کے سچے عالمِ ملت و مفتیِ شریعت ہونے کا راسخ اعتقاد قائم ہو جانا چاہیے۔ پھر جو شخص حضرت مفتی صاحب کے اس بے مثل خلوصِ مذہبی اور بے نظیر جذبۂ دینی اور اس مبارک اقدام اور قابلِ اتباع کام کی قدر نہ کرے اور اس کے خلاف پروپیگنڈا کرے اس کو یا تو مفتی صاحب سے ذاتی بغض و عناد ہے یا

وہ بدعقیدہ وہابی ہے کہ اس کے ناپاک مذہب میں اپنی غلطی کا اعتراف کر لینا زبردست گناہ ہے اور خدا کے روبرو توبہ و استغفار کرنا جرم عظیم ہے اور انتہائی عار و طعن کا سبب ہے بلکہ اُس کے گندے عقیدے میں لوگوں کا خوف خدا کے خوف سے زائد ہے اور خدا کے سامنے توبہ کرنا بھی بدترین گناہ اور ذلیل ترین کام ہے۔ جیسے اکابر وہابیہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخیاں لکھیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں سڑی سڑی گالیاں دیں اور چھاپ کر شائع کیں۔ پھر انہوں نے نہ تو خود اپنی غلطیوں کو مانا نہ علمائے عرب و عجم کے فتووں پر اپنی طرف سے توبہ شائع کی بلکہ انہیں لوگوں کا طعن و عار توبہ سے مانع و حاجب رہا اور وہ آج تک اپنی غلطیوں صریح کفروں کی تائید کر رہے ہیں۔ تو یہ مفتی صاحب کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے قرآن وحدیث کی کس قدر مخالفت پر اتر پڑے ہیں۔ قرآن کریم کی مخالفت تو فتوائے مبارکہ میں پیش کی ہوئی آیت سے ظاہر ہے اور حدیث پاک کی مخالفت ملاحظہ ہو۔

ترمذی شریف و ابن ماجہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

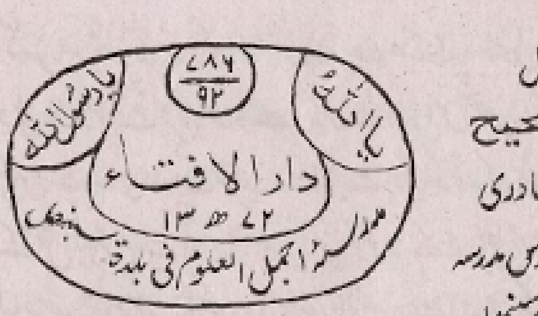
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ تَوْبَۃَ الْعَبْدِ مَا لَمْ یُغَرْغِرْ (مشکوٰۃ شریف صـ۲۰۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ جب تک اس کی روح گلے میں نہ پہنچے (یعنی حضورِ موت کے وقت توبہ قبول نہیں) حدیث شریف سے ثابت ہوگیا کہ حضورِ موت سے پہلے کی ہر توبہ قبول ہے اور اللہ تعالیٰ بندے کی ہر ایسی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے تو مفتی صاحب کی توبہ مقبول ثابت ہوئی لیکن اُن کے مخالفین کے نزدیک غیر مقبول ہے تو انھوں نے حدیث کا کھلا ہوا مقابلہ کیا ابن ماجہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ

کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ (مشکوٰۃ شریف صـ۲۰۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کے مثل ہے جس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوگیا کہ توبہ کرنے والا گناہ نہ کرنے والے کے مثل غیر مجرم ہے۔ اور یہ مخالفین اس کو توبہ کے بعد بھی مجرم قرار دے رہے ہیں تو کیا یہ حدیث شریف کی کھلی ہوئی مخالفت نہیں ہے ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اِذَا تَابَ الْعَبْدُ اَنْسَی اللّٰہُ الْحَفَظَۃَ ذُنُوْبَہٗ وَاَنْسٰی ذٰلِکَ جَوَارِحَہٗ وَمَعَالِمَہٗ مِنَ الْاَرْضِ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ وَلَیْسَ عَلَیْہِ شَاھِدٌ مِّنَ اللّٰہِ بِذَنْبٍ (جامع صغیر للسیوطی مطبوعہ مصر صـ۱۸) جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کے گناہ حفظہ فرشتوں کو بھلا دیتا ہے اور اس کے جوارح کو اور زمین کے معالم کو بھی بھلا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ جب اللہ سے ملاقات کرے گا تو اُس گناہ کا کوئی شاہد نہ ہوگا۔ اس حدیث شریف نے تو یہ ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کے گناہوں کو اس اہتمام سے میٹ دیتا ہے کہ اس کے گناہ پر کوئی شاہد تک باقی نہیں چھوڑتا اور مخالفین اس کے مقابلے میں توبہ کے بعد بھی اس کے جرم کو اُچھالتے ہیں اور اس کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں اور اس کے لئے منافرت پیدا کر رہے ہیں تو یہ مخالفین قرآن وحدیث کی مخالفت کرنے والے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے ثابت ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

ع۷۴ کتبہ العبد محمد اجمل غفرلہ اللہ عزوجل مفتی مدرسہ اجمل العلوم فی بلدۃ سنبھل

۲۵ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ

ع۷۵ لقد اصاب من اجاب محمد مصطفیٰ علی غفرلہ الولی مدرس مدرسہ



اجمل العلوم سنبھل
۷۶ع الجواب صحیح
محمد حسین قادری
عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ
عربیہ اجمل العلوم سنبھل

۷۷ع الجواب صحیح :- چراغ عالم عفی عنہ مدرس مدرسۂ اجمل العلوم سنبھل مراد آباد

تصدیقاتِ مبارکۂ علمائے کرام اہلسنّت شہر میرٹھ

۷۸ع الجواب صحیح فقیر غلام جیلانی صدر المدرسین مدرسۂ اسلامیہ میرٹھ

۷۹ع الجواب صحیح محمد عبد الرؤف عفی عنہ صدر مدرس مدرسہ عالیہ شہر میرٹھ

۸۰ع الجواب صحیح فقیر محمد عبد السلام صدر مدرس مدرسۂ قومیہ خیر نگر شہر میرٹھ

۸۱ع اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب - حضرت مولنا مولوی محبوب علی خاں صاحب دامت برکاتہم کے اعلان توبہ کے بعد ان کو مسجد کی امامت سے برطرف کرنے کا مطالبہ نہایت بیجا ہے جو لوگ ایسا مطالبہ کر رہے ہیں میں اُن سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اس بات کا ثبوت شائع کریں کہ اگر کسی سے کوئی لغزش ہو جائے اور پھر وہ اُس لغزش سے توبہ واستغفار کرلے تو اس کو توبہ کے بعد کسی قسم کی سزا بھی دی جائے - جو لوگ یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ مولنا کو چاہیے کہ وہ بطور سزا کے مسجد کی امامت ترک فرمادیں تو وہ علمائے دین کو اسامی بنانا چاہتے ہیں - فی الجملہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس قسم کے مطالبے سے دست بردار ہو جائیں

اور اپنی زیادتیوں سے مولنا کے حضور معافی مانگیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم - خادم الطلبہ محمد جلیل مدرس دوم مدرسہ اسلامیہ عربیہ میرٹھ - ۲۷ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ

۸۲ع الجواب صحیح :- فقیر محمد ابرار صدر مدرس مسلم دار الیتامیٰ والمساکین خیر نگر گیٹ میرٹھ -

۸۳ع الجواب صحیح فقیر محمد یوسف رضوی قادری خیر نگر میرٹھ ۱۵ ستمبر ۱۹۵۵ء

۸۴ع الجواب صحیح :- محمد سلیمان صدیقی بہاری - مدرسۂ اسلامیہ میرٹھ -

۸۵ع اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب :- ہادیٔ عالم رہبر دوجہاں کاشف اسرار لوح و قلم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں - (حدیث ابن ماجہ شریف) اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ، توبہ کے بعد کوئی بات قابل اعتراض کے نہیں ہے - اصاب المجیب

فقیر قاضی ممتاز احمد فاضل دار العلوم دیوبند خیر نگر شہر میرٹھ -

۸۶ع الجواب صحیح :- محمد حفیظ اللہ خیر نگر شہر میرٹھ

۸۷ع الجواب صحیح محمد الدین بہاری مدرسۂ اسلامیہ میرٹھ

۸۸ع الجواب صحیح انوار احمد نظامی بہاری مدرسۂ اسلامیہ شہر میرٹھ

۸۹ع الجواب صحیح محمد تمیز الدین سالم لقلم خود مدرسۂ اسلامیہ شہر میرٹھ

۹۰ع الجواب صحیح عبد الصمد آزاد بقلم خود متعلم مدرسۂ اسلامیہ اندر کوٹ میرٹھ یوپی

۹۱ع الجواب صحیح محمد حنیف متعلم مدرسۂ اسلامیہ میرٹھ

تصدیقات مبارکہ علمائے کرام اہلسنّت مدرسہ انوار العلوم

تلشی پور ضلع گونڈہ

۹۲ء الجواب صحیح عتیق الرحمٰن بستوی ناظم مدرسہ انوار العلوم تلشی پور ضلع گونڈہ
۷ صفر ۱۳۷۵ھ

۹۳ء الجواب صحیح عبدالمنان اعظمی مدرسہ انوار العلوم " "

۹۴ء الجواب صحیح تفضل حسین مدرس انوار العلوم " "

۹۵ء المجیب مصیب محمد کاظم علی مدرسۂ انوار العلوم " "

انقلاب[1] اینڈ کمپنی کے الفاظ میں استفتاء پر دار الافتائے

اہلسنّت دہلی کا حقانیت افروز فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ "اگر کوئی ایسا

۱ـ مسلمانان اہلسنّت کی طرف سے جب ۲۲ حضرات علمائے کرام اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کا متفق علیہ شرعی قرآنی فیصلہ شائع ہوا تو انقلاب اینڈ کمپنی کی طرف سے کذب و افترا شائع کیا گیا کہ مصلیوں سے اپنے مطلب و مقصد و مطلب کے مطابق الفاظ میں استفتاء لکھوایا اور اسی کے مطابق جواب حاصل کر لیا" اور لکھا گیا کہ "اگر ان الفاظ کے ساتھ فتویٰ طلب کیا جاتا تو وہ کسی حالت میں بھی ۲۲ علماء کے فتوے حاصل نہ کر پاتے، اگرچہ یہ انقلابی استفتاء کذبات و افترا ات پر مشتمل تھا مگر ہم نے یہی افترائی استفتا شہر دہلی کے دار الافتائے اہلسنّت میں

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ)

شخص جو مسلمان ہونے کا دعویدار ہے عالم و مفتی دین بھی ہے کسی کتاب کو چھپوا کر سالہا سال تک ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کا مرتکب[1] رہا ہو کئی برسوں سے اس کی توجہ اس گناہ کی طرف مبذول کرائی جاتی رہی ہو[2] اور اس کے باوجود وہ لیت[3] و لعل اور تاویلات[4] سے کام لیتا رہے اور کتاب مذکور کو انہیں گستاخانہ اشعار کے ساتھ فروخت کر کے اس کی آمدنی کھاتا رہا ہو اور بعد از خرابی بسیار[5] اپنا گناہ قبول کر کے توبہ کرے۔ اپنا توبہ نامہ بار بار شائع کرے اور یہ بھی اعلان چھپوا دے کہ میں نے کتاب مذکور کے اس ورق کو صحیح ترتیب کے ساتھ چھپوا دیا ہے جن صاحبوں کے پاس میری چھپائی ہوئی کتاب ہو وہ اس میں سے وہ ورق نکال کر مجھے بھیج دیں اور صحیح چھپا ہوا ورق مجھ سے منگا لیں"، توبہ نامے کے اندر یہ بھی لکھ دے کہ میں نے توبۂ نصوح خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور

(بقیہ صفحہ گزشتہ) پیش کر کے فتویٰ حاصل کر لیا، سنی بھائی بغور و انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ اس فتویٰ مبارکہ میں حکم مسئلہ بالکل واضح و روشن ہے و للہ الحمد ۱۲ مرتب عفی عنہ۔

۱ـ حضرت مولنا محبوب علی خاں صاحب حفظہ ربہ پر اس توہین کا الزام انقلاب اینڈ کمپنی کا کھلا ہوا جھوٹ اور افترا ہے ۱۲ مرتب عفی عنہ ۲ـ یہ بھی انقلاب اینڈ کمپنی کا جھوٹا افترا ہے ۱۲ مرتب عفی عنہ ۳ـ یہ بھی افترا اور جھوٹ ہے جس وقت ان اشعار پر وہابیہ کا اعتراض معلوم ہوا اسی وقت کانپور میں اعتراض کا رد کر دیا گیا ۱۲ مرتب عفی عنہ ۴ـ یہ بھی کذب و افترا ہے ہرگز کوئی تاویل نہیں کی گئی بلکہ صرف یہی بتایا گیا کہ یہ اشعار ہرگز ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں نہیں بلکہ کافرہ عروسان مجاز کے متعلق ہیں ۱۲ مرتب عفی عنہ ۵ـ یہ بھی کذب محض افترا ہے بحث ہے۔ بمبئی میں سب سے پہلے ۱۰ر جولائی ۵۵ء کو حضرت مولنا ممدوح دام بالنصر والفتوح کا توبہ نامہ شائع ہو چکا تھا جبکہ یہ انقلابی فتنہ ہرگز پیدا بھی نہ ہوا تھا ۱۲ مرتب عفی عنہ

کرلی ہے۔ میری اس توبہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی جو شخص میرے اُسی گناہ سابق کی بنا پر لعن طعن کرے وہ شرعاً فساد انگیز و فتنہ پرداز ہوگا کیونکہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ تو اب اس شخص کی توبہ شرعاً قابلِ قبول ہے یا نہیں اور کیا یہ کہنا شرعاً جائز و صحیح ہوگا کہ اس نے ڈر کر توبہ کی ہے لہٰذا قابلِ قبول نہیں بینوا توجروا۔

المستفتی۔ محمد عزیز الرحمٰن بھاؤپوری عفرلہٗ ۸ محرم الحرام پنجشنبہ روز جمعہ مبارکہ ۲۶[1] اگست ۱۹۵۵ء۔

الجواب :۔ مجھے افسوس ہے کہ کتاب مذکور کا وہ حصہ نہ بھیجا گیا جس پر جواب مسئلہ کا دار و مدار تھا۔ اس سوال سے چونکہ واقعے کی حقیقت کا پتا نہیں چلتا اس لئے شخص مذکور پر یقین کے ساتھ کوئی حکم لگانا دشوار ہے۔ اگرچہ سوال کے ابتدائی مضمون میں اس کی ضرور صراحت ہے کہ اس نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کا ارتکاب کیا ہے لیکن وسطِ سوال اس سے آگے ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اشعار کی ترتیب میں سہواً اُس سے یہ غلطی واقع ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ شئے شرعاً قابل مواخذہ نہیں الاشباہ والنظائر میں ہے۔

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی اَنَّہٗ دَاۤیِ النِّسْیَانَ وَالْخَطَاءَ مُسْقِطٌ لِلْاِثْمِ مُطْلَقًا لِلْحَدِیْثِ الْحَسَنِ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَضَعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءَ وَالنِّسْیَانَ۔ ہاں اس قدر غلطی ضرور کہی جاسکتی ہے کہ اس کو چاہیے تھا کہ اس غلطی پر اطلاع پانے کے بعد ہی اس کا تدارک کرتا لیکن غالب یہ ہے کہ وہ یہ

---

[1] اسی تاریخ کے انقلاب بمبئی میں یہ انقلابی افترائی استفتاء شائع کیا گیا ہے اگرچہ اس میں امر حق پر کذبات و افتراءات کی بہت کچھ اندھیریاں ڈالی گئی تھیں لیکن آسمانِ فتویٰ پر اصل حکم مسئلہ کے متعلق آفتابِ حق و ہدایت جگمگا کر ہی رہا وللہ الحمد۔ ۲: مرتب عفی عنہ

خیال کرتا رہا ہوگا کہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی جس کو سائل لیت و لعل کے ساتھ تعبیر کر رہا ہے۔ پس یہ جرم ایسا جرم نہیں کہ بعد ازالہ غلطی بھی وہ معافی کے قابل نہ ہو خصوصاً جبکہ وہ اس خطاءً غلطی کے ساتھ بھی وہ معاملہ کر رہا ہے جو قصداً گناہ کرنے والے کو شایاں ہے پس مولائے کریم جلّ اسمہٗ کے حضور تو اس شخص کی توبہ یقیناً قبول ہو چکی اس کے حضور تو گناہ صرف ندامت ہی سے میٹ دیا جاتا ہے لقولہ علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کَفَّارَۃُ الذَّنْبِ نَدَامَۃٌ خود مولیٰ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ کیا وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہی توبہ قبول فرماتا ہے۔ اپنے بندوں کی اس واقعے میں شخص مذکور پر جو فرض عائد ہوتا تھا وہ اُس نے کما حقہٗ پورا کر دیا۔ اب جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ توبہ قبول نہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے کہ آفتاب نکلنے کے باوجود اندھیرا نہیں گیا۔ ہوسکتا ہے کہ آفتاب گہن لگا ہوا نکلے اور دن میں اندھیرا ہو لیکن شرعاً یہ ممکن نہیں کہ توبہ اپنی شرائط کے ساتھ صحیح ہو اور قبول نہ ہو۔ صورت مذکورہ میں توبہ کے قبول ہونے کے لئے جو امور ضروری تھے سب پورے ہو چکے اور یہ کہنا کہ چونکہ ڈر کر توبہ کی ہے اس لئے قابلِ قبول نہیں۔ یہ بات نہ کہے گا مگر عقل سے بیگانہ۔ آدمی جب توبہ کرتا ہے اس کو اپنے گناہ کے نتیجے کی برائی کا خوف ہی ہوتا ہے اور اگر اس کلام کا یہ منشا ہے کہ اُس منتقمِ حقیقی کا خوف نہ تھا قلب اس کا اُسی توہین پر مطمئن ہے تو اول تو قصداً توہین ثابت ہی نہیں دوسرے یہ کہ یہ اس کی نیت پر حملہ ہے وہ کون ہے جس نے اس کے قلب کو چیر کر دیکھا ہے۔ احکام شریعت کا مدار انسان کے ظاہر حال پر ہے قلب کے حال سے اس کو کیا علاقہ۔ اس واقعے میں اس شخص سے جس درجے کا بھی گناہ صادر ہوا یا تو اس رؤف و رحیم جلّ مجدہٗ کا ہے یا اُس مادر مہربان کا ہے جس کی شفقت پر ہماری ہزاروں ماؤں کی شفقت قربان (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

تو وہ کریم جل جلالہ تو خطا کار کی صرف ندامت ہی پر خطا کو نسیاً منسیا کر دیتا ہے۔ نہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس سے درگزر کرنے اور اس کے ساتھ احسان کرنے پر تنبیہ فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسے ہی واقعے میں حضرت مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تنبیہ فرمائی اور آیت کریمہ وَلَا یَأْتَلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ نازل ہوئی۔ خلاصہ اس واقعے کا یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسطح بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خرچ کے کفیل تھے۔ مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چونکہ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ موافقت کی تھی اس بنا پر حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ میں اب مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سلوک نہ کروں گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (اور تم میں جو فضیلت و وسعت والے ہیں وہ قرابت داروں، اور مسکینوں کو اور اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھالیں اور چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم اس بات کو محبوب نہیں رکھتے ہو کہ اللہ تم کو بخش دے۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جب یہ آیت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تلاوت فرمائی تو انہوں نے عرض کیا کہ بیشک میری آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائے میں مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو سلوک کرتا تھا اب کبھی موقوف نہ کروں گا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ اگر مسلمانوں نے اس آیت کریمہ کے مضمون پر غور کیا تو اس شخص سے کبھی قلب میں کدورت کو راہ نہ دیں گے رہیں اُمُّ الْمُؤْمِنِیْن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سو وہ تو ماں ہیں اور ماں تو بچے کی طفلانہ

بے تمیزی دیکھتے ہوئے بھی اپنے سے جدا نہیں کرتی چہ جائیکہ بچہ رو رہا ہو اور گڑگڑا کر اپنی خطا کی معافی چاہ رہا ہو تو کس کی عقل میں آتا ہے کہ وہ دھتکار دیں گی۔ اور وہ بھی ایسے وقت کہ اپنے مولیٰ کی اُس پر عنایت ملاحظہ کر رہی ہوں اور جانتی ہوں کہ اب اس سے کبیدہ خاطر رہنا مولیٰ کو ناپسند ہے۔ غرض جب صاحبِ حق ہی معاف کر دے تو پھر ما و شما کو اس میں چون و چرا کی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محض اس غلطی کی بنا پر اس شخص کی مخالفت سے بچائے کہ اس باب میں سخت سخت وعیدیں وارد ہیں ورنہ اُس کا کچھ نہ بگڑے گا اپنا نقصان کر بیٹھیں گے اور اُلٹے اس شخص کے مجرم ٹھہریں گے اور بچے رہے تو فائدہ ہی فائدہ متصور ہے۔ چنانچہ ایک طویل حدیث میں حقوق مسلم کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ اگر تجھ سے کچھ بھی نہ ہو سکے تو اتنا ہی کر کہ لوگوں کو برائی تو مت پہنچا کہ یہ بھی تیری طرف سے صدقہ ہے۔ بلکہ جو لوگ غیر جانبدار ہیں اُن پر بھی لازم ہے کہ اصلاح میں کوشش کریں کہ یہ افضل صدقہ میں شمار ہوگا۔

لقولہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ اور اگر اس واقعے میں اس شخص نے کسی پر سب و شتم کیا ہو تو اس کو معاف کر دینا چاہیے اور اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ کے مضمون کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے فقط

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَم

محمد مظہر اللہ غفرلہ الالٰہ

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما

دار الافتاء
مسجد فتحپوری
دھلے

الجواب صحیح :- احقر مشرف احمد غفرلہٗ نائب مفتی
مسجد فتحپوری دہلی

حج کعبہ معظمہ و زیارتِ مدینہ طیبہ سے مشرف ہو کر بمبئی تشریف لانے والے حضرات علمائے اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کا مُبارک فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ مولانا محبوب علی خان صاحب حفظہٗ ربہٗ نے اپنے بار بار اعلانِ توبہ کے شائع فرمانے کے بعد یہ ضروری اعلان بھی اشتہاروں اخباروں میں شائع فرما دیا کہ "حدائقِ بخشش حصہ سوم ص۳۷ و ص۳۸ میں بے ترتیبی سے اشعار شائع ہو گئے تھے اس غلطی سے بار بار اپنی توبہ فقیر شائع کر چکا ہے۔ خدا و رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم فقیر

کی توبہ قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔ اور سُنّی مسلمان بھائی خدا و رسول کے لئے معاف فرمائیں۔ جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم فقیر نے اس ورق کو صحیح ترتیب کے ساتھ چھپوا دیا ہے اور سات شعروں کو بالکل نکال دیا ہے۔ جن صاحبوں کے پاس حدائقِ بخشش حصہ سوم ہو وہ مہربانی فرما کر ص۳۷ و ص۳۸ والا ورق نکال کر فقیر کو بھیج دیں۔ اور یہ صحیح چھپا ہوا ورق فقیر سے منگا کر کتاب میں لگا لیں اور جو صاحب کتاب واپس کرنا چاہتے ہوں وہ کتاب فقیر کے پاس پہنچا کر فقیر سے قیمت واپس لے لیں۔ والسلام علیٰ اہل الاسلام۔ فقیر ابو المظفر محب الرضا **محمد محبوب علی خاں** قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی (غفرلہٗ ربہٗ و حفظہٗ) پتا یہ ہے :- جامع مسجد۔ مدنپورہ بمبئی نمبر۸"

مولانا محبوب علی خان صاحب کے اس ضروری اعلان کے بعد شرعاً اُن پر کیا حکم ہے۔ اور جو لوگ اس کے بعد بھی اُن پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ اُن کی توبہ کو ناقابلِ قبول بتاتے ہیں۔ ان کی اقتدا میں نماز ناجائز کہتے ہیں۔ وہ کس حکم شرعی کے مستحق ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب بعون الوہاب :- نحمدہٗ و نصلی علیٰ حبیبہ الکریم و علیٰ آلہٖ و ازواجہٖ و صحبہٖ و ابنہٖ و من تبعہم اجمعین۔ صورتِ مستفسرہ میں حضرت مولانا محبوب علی خاں صاحب چونکہ حدائقِ بخشش حصہ سوم کے مصنف نہیں محض جامع و مرتب ہیں لہٰذا اُن کو مضمون کا ذمہ دار قرار دینا سراسر جہالت یا تعصب و عناد ہے یا معاذ اللہ حضرت ام المؤمنین صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و ارضاہا عنا کو خواب میں دیکھ کر کمسن بی بی کے ملنے کی تعبیر جو اُن کے پیشوا تھانوی نے کی اس کو حجاب میں رکھنا ہے۔ بلکہ خود اُن کے زوجِ کریم رؤف و رحیم علیہ و علیٰ آلہٖ افضل الصلاۃ و التسلیم کی شانِ اقدس میں گندی

گھنونی توہینیں کر کے اُن کے کبراء جو کفر قطعین و متعین کے مرتکب ہوئے اُس پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں حالانکہ ع ایں خیال ست و محال ست و جنوں رہا جمع و ترتیب تو اس کے وہ ذمہ دار ضرور ہیں۔ اس میں قلّتِ توجہ کی وجہ سے جو غلطی ہوگئی اس سے اُنھوں نے بار بار توبہ شائع کی۔ بلکہ ان اشعار کو کتاب سے نکال دیا۔ دوسرا ورق چھپوا کر شائع کردیا۔ اب شرعاً ان کی پوری برأت ہوگئی۔ اور وہ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ کے مصداق ہوگئے۔ اب اس کے بعد بھی جو لوگ اُن پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اور ان کی توبہ کو ناقابلِ قبول بتاتے ہیں اور اُن کی اقتدا میں نماز ناجائز کہتے ہیں وہ لوگ یا تو جاہل ہیں یا متعصب و معاند یا وہ لوگ ہیں جو اپنے مقتداؤں تھانوی و نانوتوی وغیرہما کے کفریات، و توہینِ حضرت ام المؤمنین طیبہ طاہرہ محفوظہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاہا عنا پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور باوجود اس کے اتنی بڑی فتنہ انگیزی کہ الامان والحفیظ۔ اُن کو اَلْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ اور فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَ اَضَلُّوْا کی وعید شدید سے ڈرنا چاہیے، فقط وَاللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَ عِلْمُہٗ جل مجدہ اتم و احکم وھو التواب الرحیم وحبیبہ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَ التَّسْلِیْمُ ھُوَ الرَّءُوْفُ الرَّحِیْمُ۔

ع۹۶ قالہ بفمہ و امر برقمہ الفقیر محمد حبیب الرحمٰن القادری غفرلہٗ۔ ناظم مدرسہ مدینۃ العلم الٰہ آباد

ع۹۷ الجواب صحیح:۔ فقیر رفاقت حسین قادری غفرلہٗ (صدر المدرسین مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور)

ع۹۸ الجواب صحیح والمجیب نجیح:۔ عبدہ المذنب محمد سلیمان نانپاروی غفرلہٗ

ع۹۹ باسمہٖ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً: الجواب صحیح و صواب الاحقر محمد رجب علی القادری غفرلہٗ۔

ع۱۰۰ ذلک کذلک:۔ محمد نعمت اللہ قادری غفرلہٗ

ع۱۰۱ الجواب صحیح:۔ الاحقر محمد نعیم اللہ غفرلہٗ

حضرت محدّثِ اعظم ہند دام ظلہم العالی کے فتوائے مُبارکہ پر دارالافتائے اہلسنّت پیلی بھیت کی حقانی تصدیق

حضرت بابرکت محدثِ اعظم دامت معالیہم کا ارشادِ گرامی بصورت فتویٰ مبارکہ بالکل حق و صحیح و صواب ہے۔ مولانا مولوی محمد محبوب علی خان صاحب نے جبکہ توبہ کرلی اور اعلان توبہ بھی شائع کردیا تو پھر اُن کے خلاف محاذ قائم کرنا اور ان کو قابلِ امامت نہ سمجھنا اور ان سے امامت چھوڑ دینے کا مطالبہ کرنا خدا اور رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے لڑائی کرنا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ بلکہ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ کے مصداق وہ پاک و صاف ہوچکے اُن کی امامت شرعاً جائز ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ جس طرح وہ مولٰنا محبوب علی خاں صاحب کو اپنا امام و پیشوا مانتے چلے آئے ہیں مانیں اُن کا احترام کریں۔ یہ سمجھ لینا کہ مولٰنا محمد محبوب علی خاں صاحب سے حقوق العبد میں کوتاہی ہوئی اور وہ اس مواخذے میں گرفتار ہیں غلط ہے۔ اگر اسے صحیح مان لیا جائے تو پھر کوئی غیر مسلم کبھی مومن ہی نہ ہوسکے۔ مثلاً ایک غیر مسلم دشمنِ اسلام حالتِ کفر میں کفریات کے پھٹکے اڑاتا رہا۔ اور پیشوایانِ اسلام کی شان میں نہیں معلوم کیا کیا گستاخیاں بکتا رہا۔ مگر جب وہ توبہ کرکے صاحبِ ایمان ہوجاتا ہے تو پھر اُس سے کوئی نہیں کہتا کہ تم حقوق العباد کے مؤاخذے میں گرفتار ہو۔ تم نے پیشوایانِ اسلام کی شان میں گستاخیاں کی ہیں وغیرہ۔ فلہذا مولوی محبوب علی خاں صاحب

نہ تو حقوق العباد کے مؤاخذے میں گرفتار ہیں نہ اُن کی امامت پر شرعاً کوئی اعتراض۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

ع۱۰۲ فقیر ابوالوجاہت جید الضیاء **محمد وجیہ الدین** قادری رضوی ضیائی امانی غازی پوری۔ غفرلہ المولی القوی ذنبہ الصوری والمعنوی (سجادہ نشین آستانۂ عالیہ ضیائیہ محلہ مسجد بھشتیاں پیلی بھیت)

یہ فتویٰ بیشک حق اور صحیح ہے۔ مولنا محبوب علی خاں صاحب نے جبکہ توبہ کرلی اور اعلانِ توبہ بھی شائع کردیا تو پھر اُن کے خلاف محاذ قائم کرنا اور ان کو ناقابلِ امامت سمجھنا اور ان سے امامت چھوڑنے کا مطالبہ کرنا یہ قطعی غلط اور شریعت کے خلاف ہے۔

ع۱۰۳ **بنّے میاں شیری** (سجادہ نشین آستانۂ قادریہ شیریہ۔ محلہ مغیر خان پیلی بھیت شریف)

ع۱۰۴ **نوشہ میاں** (ولیعہد آستانۂ قادریہ شیریہ۔ محلہ مغیر خان پیلی بھیت شریف)

دیگر عُلمائے کرام اہلسُنّت کی تصدیقاتِ مبارکہ

ع۱۰۵ صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب:۔ **نظام الدین خان** مدرس دار العلوم شاہ عالم احمد آباد

ع۱۰۶ الجواب صحیح **محمد صابر القادری** نسیم بستوی (مدرس مدرسۂ اہلسنّت۔ راج پیپلا۔ گجرات)

ع۱۰۷ الجواب صحیح:۔ **محمد صدیق احمد**۔ چشتی قادری براؤنی۔ الحال وارد بمبئی (ولیعہد آستانہ مبارکہ) احاطہ فیض الرسول۔ براؤں شریف ڈاکخانہ سکھوی ضلع بستی)

ع۱۰۸ الجواب صحیح:۔ فقیر امجدی **نثار احمد اعظمی** خادم مدرسہ عربیہ غوثیہ چیچن ضلع تھانہ

ملک العلماء فاضلِ بہار حضرت مولنا ظفر الدین قادری رضوی دام ظلہم العالی کا مبارک فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے میں کہ حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں یہ شعر لکھنا ؎

تنگ و چست انکا لباس اور وہ جوبن کا اُبھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر

یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامے سے بروں سینہ و بر

کیسا ہے۔ یہ حضرت ام المومنین کی تعظیم ہے یا توہین اور ایسا لکھنے والا سُنّی ہے یا شیعہ۔ بینوا توجروا۔ محمد اسحاق۔ الکریم منزل بلیٹن روڈ بمبئی ع۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما وعلی ذریۃ وصحبہ ابد الدھور فکرما

الجواب:۔ خبثائے دیوبند اپنے کبراء کے کلماتِ توہینیہ کی کوئی توجیہ کر نہیں سکتے اور نہ ان کے بنائے بنتی ہے تو لا چار ہو کر حضرات اہلسنّت کے کلام کو توڑ مروڑ کر چاہتے ہیں کہ کسی طرح کلمۂ توہین ثابت کردیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی توہین نہیں تو ازواجِ مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کی توہین مشہور کریں۔ یہ دونوں شعر حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعریف میں سرے سے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ اشعار تشبیب کے ہیں چنانچہ اس کے بعد والا شعر خود اس پر دلیل ہے ؎

نامہ کس قصد سے اٹھا تھا کہاں جا پہنچا
راہ تشبیب سے ہو جانبِ مقصود سفر

اُن کا کی ضمیر تور کی طرف پھرتی ہے جو اس شعر کے اوپر ہے ؎

تو زرُوئیت کیلئے شوق سے آنکھیں دھولیں ۔۔۔ اسی سرکار کا مملوک ہے حوضِ کوثر

اس کو حضرت اُمّ المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی تعریف کے اشعار سمجھنا خود غلط اور دوسروں کو غلطی میں پھنسانا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دوبارہ سوال

۷ نومبر ۱۹۵۷ء۔ بِسمِہٖ سُبحٰنَہٗ۔ حضرت فاضل جلیل القدر دامت برکاتہم۔ سلام مسنون۔ جواب ملا شکر گزار ہوں۔ آپ فرماتے ہیں یہ اشعار تشبیب کے ہیں اور منقبت بعد میں اور دلیل میں یہ شعر لکھتے ہیں ؎

خامہ کس قصد سے اٹھا تھا کہاں جا پہنچا ۔۔۔ راہ تشبیب سے ہو جانبِ مقصود سفر

حضور معاف فرمایئے۔ میں تحریف نہیں کہوں گا۔ تصرف فرمانے پر ضرور متوجہ کروں گا دوسرا مصرعہ وہ نہیں یہ ہے ع راہ نزدیک سے ہو جانبِ تشبیب سفر

اگر تشبیب ہی مان لیا جائے تو کیا تشبیب میں وہ اشعار صحیح ہیں اور اس طرح کی تشبیب کا کوئی ثبوت مدّاحانِ رسول و اہل بیت میں ملتا ہے۔ نیز ص ۳۷ پر بعض اشعار الگ سے تشبیب کا عنوان قائم کر کے لکھا گیا ہے اور یہ شعر جہاں ہے وہ نہیں ہے۔ افسوس ہے آپ نے یہ تحریر نہیں فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لباس کیسا ہوتا تھا۔ بلکہ آپ کا علم مطاعن پر اُتر آیا۔ اور خبثائے دیوبند کے تذکرے پر آپ غضبناک ہو گئے۔ حالانکہ یہ ایک بدگمانی تھی۔ یہودیوں کا شیوہ تحریف نہیں معلوم ہم نے باختیار کیا یا آپ نے کہ مصرعہ ہی بدل دیا۔ العیاذ باللہ والسلام۔ محمد اسحٰق عفی عنہ۔ الکریم منزل۔ فلاٹ نمبر ۱۵ تیسرا مالہ۔ بیلٹن روڈ بمبئی نمبر ا۔

الجواب:۔ بعد ما ہو المسنون۔ گرامی نامہ میرے خط کے جواب میں آیا شکر

گزار ہوں جواباً گذارش ہے (۱) شعر میں فقیر نے نہ تصرف کیا ہے نہ معاذ اللہ تحریف۔ بلکہ مطبع والے کی بے توجہی سے مصرعہ غلط چھپ گیا تھا۔ اس کی تصحیح ہے۔ آپ خود خیال کر سکتے ہیں کہ (اگر اس شعر کو اسی موقع پر رکھا جائے جہاں چھپ گیا ہے تو) مصرعہ راہ نزدیک سے ہو جانبِ تشبیب سفر‘‘ کا مطلب کیا ہوگا۔ جس مطبع کی بے احتیاطی کی یہ حالت ہو کہ صفحہ کا صفحہ غلط چھپ جائے اس مطبع میں مصرعہ کا غلط چھپ جانا کیا مستبعد ہے۔ آپ خود ملاحظہ فرمایئے۔ صفحہ ۱۷ کے بعد صفحہ ۱۸ و ۱۹ کا مضمون ہونا چاہیے۔ لیکن اس کی جگہ ص ۲۳ و ص ۲۴ کے اشعار ہیں۔ جس کی وجہ سے مضمون بالکل بے جوڑ ہو گیا ہے۔ صفحہ ۱۷ کا آخری شعر یہ ہے ؎

وہ لذت بھر رہے ہیں شہیدوں کے ماتم ۔۔۔ کہ دوزخ بھی آئے تو بھولے مصائب

اور ص ۱۸ کا پہلا شعر یہ ہے ؎

آنکہ چج ناکردہ چج گردو چج برُدے مراں ۔۔۔ چج ہمیں یک گوہر دُرج داد و گوہر میکنند

اسی طرح ص ۱۹ پھر ص ۱۸ چھپا ہے (۲) آپ کا فرمانا ’’اس طرح کی تشبیب کا ثبوت مدّاحانِ رسول و اہلبیت میں ملتا ہے؟‘‘ بہت۔ ملاحظہ ہو حضرت محسن کاکوروی کا وہ قصیدہ جس کا مطلع ہے ؎

سمتِ کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل ۔۔۔ برق کے کاندھے پہ لاتی ہے صبا گنگا جل

نیز کتاب الاغانی ملاحظہ فرمایئے تو اس قسم کی تشبیبیں آپ کو بہت کثرت سے ملیں گی۔ زیادہ نہیں تو علامہ نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مجموعہ اشعار نعتیہ ملاحظہ فرمایئے تو ایسی تشبیب پر آپ کو استعجاب نہ ہوگا۔ اور جب نظائر ہی پر اختلافات کا فیصلہ ہے تو مہربانی کر کے صراطِ مستقیم کی عبارت ’’صرف ہمت بسوئے شیخ و امثالِ آن از معظمین گو جنابِ رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ و خر خود ست‘‘ اور عبارت حفظ الایمان ’’اگر بعض علوم غیبیہ مراد

ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے"۔ اور عبارتِ براہین قاطعہ "شیطان و ملک الموت کو یہ وُسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وُسعتِ علم کی کون سی نصِ قطعی ہے جس سے تمام نصُوص کو رَد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے" اور اشعارِ مرثیہ مولوی محمود حسن صاحب

زباں پر اہلِ اہوا کی ہے کیوں اُعلُ ہُبَل شاید — اُٹھا عالم سے کوئی بانیِ اسلام کا ثانی

اور ؎

تمہاری تُربتِ انور کو دیکر طور سے تشبیہ — کہوں ہوں بار بار اَرِنی مری دیکھی بھی نادانی

نیز ؎

مُردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا — اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابنِ مریم

وغیرہ وغیرہ اشعار و عبارات کی نظیریں کیا آپ علمائے اہلِ سنّت کی کتابوں میں دکھا سکتے ہیں (۳) قصیدہ مطالعہ کرنے والوں پر یہ امر اَظْھَرُ مِنَ الشَّمْسِ وَاَبْیَنُ مِنَ الْاَمْسِ ہے کہ یہ دو شعر حور کی صفت ہیں جن کا ذکر اس کے اوپر والے شعر میں ہے ؎

حورِ رُویت کے مٹے شوق سے آنکھیں دھو لیں — اسی سرکار کا مملوک ہے حوضِ کوثر

رہا یہ کہ حور کی تعریف میں ایسے الفاظ کا استعمال جائز ہے یا نہیں تو اس کی ممانعت کا ثبوت کیا ہے جو اس پر الزام ہو۔ قرآن شریف میں حوروں کی جو صفتیں مذکور ہیں اُن سے آپ غافل نہ ہوں گے۔ حُوْرٌ عِیْنٌ ۝ کَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَکْنُوْنِ ۝ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝ کَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۝ اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۝ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْکَارًا ۝ عُرُبًا اَتْرَابًا ۝ کاعِب اُبھری ہوئی پستان والی لڑکی یا اُبھری

ہوئی پستان جمع کواعب ہے (مصباح اللغات) یوسف زلیخا کا یہ مشہور شعر آپ کو ضرور یاد ہوگا ؎

دو پستاں داشت چوں دو قبّۂ نور — حبابے خاستہ از بحرِ کافور

یہ تو تشبیب نہیں خاص مدح کا شعر ہے۔ مولنا جامی کو کیا کہئے گا۔

(۴) آپ لکھتے ہیں "دیوان ص ۳۷ پر تشبیب کے بعض اشعار الگ سے تشبیب کا عنوان قائم کرکے لکھا گیا ہے"۔ ص ۳۷ نہیں بلکہ ص ۲۸ پر یہ عنوان قائم کرکے قصیدۂ لامیہ کے بعض اشعار ہیں وہ الگ چیز ہے۔ الگ وزن ہے۔ الگ بحر ہے۔ الگ قافیہ ہے۔ الگ ردیف ہے اور یہ قصیدۂ دائیہ ہے۔ عموماً ہر قصیدے میں تشبیب لکھا کرتے ہیں نہ کہ ایک تشبیب تمام قصائد کے لئے کافی ہو۔

(۵) آپ کا لکھنا۔ "افسوس ہے کہ آپ نے یہ نہ لکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا لباس کیسا ہوتا تھا"۔ جناب مجھے اس کے لکھنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ جب حضرت مصنف قدس سرہٗ نے خود تحریر فرما دیا اور آپ کے لئے افسوس کی جگہ باقی نہ رکھی ملاحظہ ہو ؎

تنِ اقدس میں لباس آیۂ تطہیر کا ہو — سورۂ نور ہو سر پہ گُہر آما معجر
یا حُمَیْرَا کا تنِ پاک پہ گُلگوں جوڑا — کَلِمَیْنِیْ کے دُر آویزۂ گوش اطہر
ہیں کہاں مالنیں سرکار کی عفت سیرت — کہہ دو مُجرے کو بڑھیں پھولوں کا گہنا لے کر
چمنِ قُدس کے بیلے کا جبیں پر جھپکا — نَحْنُ اَقْرَبُ کی چنبیلی سے گلے کا زیور
باغِ تطہیر کی کلیوں سے بنائیں کنگن — آیۂ نور کا ماتھے پہ منوّر جھومر

(۶) آپ کا ارشاد "مگر آپ کا قلم مطاعن پر اُتر آیا"۔ سوال کے جواب میں مطاعن نہ میری عادت اور نہ میں نے طعن کیا۔ کاش آپ صفائی سے سوال کرتے کہ حضرت فاضل بریلوی نے قصیدۂ منقبتِ ام المؤمنین (رضی اللہ تعالی عنہا) میں یہ اشعار

لکھے ہیں یا حدائق بخشش جلد سوم میں یہ اشعار ہیں۔ تو میں ہرگز وہ الفاظ نہ لکھتا۔ مگر یہ طرز سوال کہ زید وعمرو وکر کے آپ نے سوال کیا اس سے مقصد صاف ظاہر ہے کہ نادانستگی میں اشعار کو حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی منقبت خیال کرکے کوئی اُن کے شاگرد و مرید و خلیفہ کا فتویٰ۔ اور یہ نہایت ہی سخیف اور نامنصفانہ حرکت ہے اس لئے میں نے وہ الفاظ لکھے۔

(۷) آپ لکھتے ہیں "حالانکہ یہ ایک بدگمانی تھی" اگر واقعی ایسا ہوا[1]۔ اور سائل صاحب درحقیقت سُنی صحیح العقیدہ ہوں تو مجھے اس لفظ کے واپس لینے میں تامل نہ ہوگا۔ اس لئے کہ کسی سُنی صحیح العقیدہ کے سوال کے جواب میں خبثائے دیوبند کا ذکر بے معنی ہے۔

(۸) آگے آپ کا لکھنا۔ "یہودیوں کا شیوۂ تحریف معلوم نہیں ہم نے اختیار کیا یا آپ نے کہ مصرعہ ہی بدل دیا" مہربانِ من! میں نے یہودیوں کا شیوۂ تحریف ہرگز نہیں اختیار کیا اس کی گواہی خود آپ نے دی۔ ابتدائً والا نامے میں آپ تحریر فرماتے ہیں "میں تحریف نہیں کہوں گا تصرف فرمانے پر ضرور متوجہ کروں گا"۔ آپ نے یہودیوں کا شیوۂ تحریف اختیار کیا اس کو خود آپ مجھ سے بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ اشعارِ تشبیب کو اشعارِ منقبت قرار دے کر اعتراض کر دیا۔ حوروں کی تعریف کو حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعریف قرار دے کر مصنف کو موردِ طعن قرار دے دیا۔ رہا مصرعہ بدلنے کا الزام ہر ادنیٰ عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ یہ تبدیل نہیں بلکہ غلط طباعت کی تصحیح ہے۔

---

[1] لیکن واقع میں ایسا نہیں۔ سائل صاحب درحقیقت وہابی دیوبندی مولوی یونس خارجی کے اذناب میں سے ہیں۔

۱۰۹ء والسلام علی اہل الاسلام محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہٗ پرنسپل جامعہ لطیفیہ بحر العلوم۔ کٹھیار۔ ضلع پورنیہ بقلم محمد عبد الرشید متعلم جامعہ لطیفیہ

ضروری تنبیہ:۔ حضرت ملک العلماء دامت فیوضہم العالیہ نے اس فتوائے مبارکہ میں اسی شق پر ماشاء اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تحقیق کے دریا بہائے ہیں کہ حدائق بخشش حصہ سوم میں قصیدۂ مبارکہ کے اشعار جس بے ترتیبی سے چھپ گئے ہیں اسی کو صحیح ترتیب فرض کر لیا جائے تو بھی وہ اشعار حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق ہرگز نہیں بلکہ حورِ عین کے متعلق ہیں اور اس بے ترتیبی کو صحیح ترتیب فرض کر لینے کے بعد بھی حضرت سیدہ صدیقہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین اور شرعی عیوب سے قصیدۂ مبارکہ پاک ہے۔ وللہ الحمد لیکن اس صورت میں یہ ماننا پڑے گا کہ جس طرح حدائق بخشش حصۂ سوم میں اور بہت سے اغلاط شائع ہو گئے اسی طرح یہ مصرع راہِ نزدیک سے ہو جانب تشبیب سفر تو بھی غلط چھپ گیا ہے اور صحیح مصرع یوں ہے:۔ راہِ نزدیک سے ہو جانبِ مقصود سفر تو نیز واضح رہے کہ فتوائے مبارکہ تحریر فرماتے وقت حدائق بخشش حصۂ سوم کا وہ نسخہ حضرت فاضلِ بہار ملک العلماء دام ظلہم العالی کے پیش نظر ہے۔ جو حافظ افتخار ولی خاں صاحب پیلی بھیتی نے حضرت اسد السنہ مولانا محبوب علی خاں صاحب نصرہٗ وحفظہٗ ربہٗ کو بغیر خبر کئے بغیر اطلاع دیئے بغیر اُن سے اجازت لئے چھپوا لیا ہے۔ جس کے اول سے دس صفحات کا دیباچہ سرے سے نکال دیا ہے۔ اسی میں صفحات بے ترتیب چھپ گئے ہیں اُسی میں مدحتِ سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قصیدۂ مبارکہ ص۲۶ و ص۲۷ و ص۲۸ پر چھپا ہے اسی میں قصیدۂ لامیہ کے بعض اشعار تشبیب ص۲۸ پر چھپے ہیں۔ فافہم ولا تکن من المعاندین

کیا سورج پچھم سے نکل چکا؟

مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں مَنْ تَابَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِہَا تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ کہ جو توبہ کرے پچھم سے سورج نکلنے سے پہلے تو خدا تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہے کہ پچھم کی طرف سے آفتاب نکلنے کے پہلے جو گنہگار توبہ کرے۔ تو رب تبارک و تعالیٰ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آج بے دینوں اور بدمذہبوں کو صرف توبہ قبول کرنے سے عار ہے۔ سالہا سال سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی توہین و تنقیص کر رہے ہیں۔ لیکن توبہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ حالانکہ اسی وجہ سے اہلِ ایمان کی نگاہوں میں ہر بے دین ذلیل و خوار ہے۔ بخلاف اس کے سُنّی علمائے کرام کیا بلکہ سُنّی عوام کو بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں اُن کو اُن کی غلطی کی طرف توجہ دلائی گئی وہ فوراً علی الاعلان توبہ کرنے میں کبھی دریغ نہیں کرتے۔ اور لطف یہ کہ بدمذہب خود بھی شیطان کی طرح توبہ سے محروم ہیں۔ اور اگر کسی سُنّی سے کوئی غلطی بھولے چوکے سے ہو جائے اور وہ توبہ شرعی کرے تو اس کی توبہ اور معافی کو بھی تسلیم نہیں کرتے اور ہزاروں قسم کے حیلے حوالے نکالتے رہتے ہیں۔ ان مردودوں سے کوئی پوچھے کہ کیا توبہ کا دروازہ بند ہو چکا۔ اور سورج پچھم کی طرف سے نکل چکا؟ مگر بات یہ ہے کہ اگر اللہ و رسول (جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) سے نجی خصومت اور عناد ہو تو معاذ اللہ کم از کم اس قدر تو ہو کہ جس بات کو خدا و رسول (جَلَّ جَلَالُہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) جائز اور قابلِ عمل

فرمائیں اس سے انکار ہی کیا جائے اور جن باتوں کو کفر و الحاد و ارتداد فرمائیں۔ ان پر پیہم اصرار کیا جائے۔ اور اصرار ہی نہیں بلکہ اُن کفریات کو جائز اور صحیح ثابت کرنے کے لئے لنگوٹے باندھ کر مناظروں اور مباحثوں کے لئے دوڑتے گھومیں۔ چاہے نتیجے میں آدھی رات کو جاگنا ہی کیوں نہ پڑے۔

خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بھی توبہ و استغفار فرماتے تھے

بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً۔ یعنی خدا کی قسم بیشک میں اللہ کے دربار میں استغفار کیا کرتا ہوں اور اس کے حضور توبہ کیا کرتا ہوں۔ دن میں ستر بار سے زیادہ۔ اس حدیث شریف میں مسلمانوں کو توبہ کی طرف ترغیب دی گئی ہے کہ دیکھو جب میں معصوم (بلکہ تمام معصوموں کا سردار) ہو کر توبہ و استغفار کیا کرتا ہوں تو تم کو اے میری اُمت کے لوگو گناہ کے بعد توبہ کرنے میں کیا عذر ہے مسلم شریف میں حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں لَوْ اَنَّکُمْ لَمْ تَکُنْ لَّکُمْ ذُنُوْبٌ یَّغْفِرُہَا اللّٰہُ لَکُمْ لَجَاءَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ لَّہُمْ ذُنُوْبٌ فَیَغْفِرُہَا لَہُمْ یعنی اگر تم سے گناہ سرزد نہ ہوتے جن کو وہ بخشتا تو ضرور اللہ تعالیٰ اس قوم کو لاتا جس سے گناہ سرزد ہوتے جن کو خدا بخشتا۔ اس حدیث شریف میں یہ ثابت فرمایا گیا ہے۔ کہ

گناہ کا صُدُور تو مسلمانوں سے ہر وقت ممکن ہے لیکن اس کی رحمت سے نا اُمید نہ ہونا چاہیے اور اُس سے توبہ کرنا چاہیے۔ شرعی و قرآنی فیصلہ جو علمائے اہلسنّت دامت برکاتہم نے صادر فرمایا ہے فقیر کی نظر سے گزرا اور فقیر نے بغور پڑھا بیشک ہمارے علمائے کرام نے جو فیصلہ فرمایا ہے وہ قرآنِ پاک کی روشنی میں بالکل صحیح و حق ہے فقیر اس شرعی قرآنی فیصلے سے حرف بحرف متفق ہے۔

۱۱۱ :۔ فقیر ابوالنصر عنایۃ الرسول محمد عمر قادری وارثی رضوی غفرلہٗ (مدیر ماہنامہ مرشد محلہ آریہ نگر لکھنؤ)

۱۱۲ :۔ الجواب صحیح۔ فقیر عبدالستار نقشبندی غفرلہٗ خطیب جامع مسجد مچھلی محال لکھنؤ۔

مولنا محبوب علی خان کی توبہ قرآن و حدیث کی روشنی میں

برادرانِ اسلام۔ مولنا محبوب علی خان صاحب نے حدائق بخشش حصہ سوم میں جو قصیدہ غلط ترتیب سے شائع کر دیا تھا۔ جس پر مطلع ہو کر آپ نے توبہ نامہ شائع کر دیا اور سچے دل کے ساتھ توبہ کر لی۔ آپ کی توبہ عِنْدَ اللہ قبول ہے جس کا گواہ قرآن ہے۔ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝

مگر جن لوگوں نے توبہ کر کے اصلاح کر لی اور اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑ لیا اور اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کر لیا وہ مؤمنوں کے ساتھ ہیں اور عنقریب اللہ مومنوں کو اجرِ عظیم دے گا۔ اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ اور اللہ قدردان جاننے والا ہے۔ مولنا محبوب علی خان صاحب کی توبہ کے بعد بھی آپ کو مُجرم سمجھنا بڑا ظلم ہے اور حرام ہے۔ قرآنِ عظیم کے حکم کے آگے ہر مسلمان کی گردن جُھک جاتی ہے مگر جو خارج از اسلام ہوں اور جن کا ایمان بے وفا ہو کر رخصت ہو گیا ہو، اور جو کذاب ہوں وہ کب قرآن پاک کے حکم کے سامنے سر جھکائیں گے۔ وہ تو اسی بات کی رٹ لگاتے رہیں گے کہ توبہ قبول نہیں ہوئی۔ اللہ پاک تو فرمائے کہ توبہ کر کے نیک اعمال کرے وہ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ کے زمرے میں داخل ہو جاتا ہے مگر انقلاب اور تحفظ والے کہتے ہیں کہ مولنا کی توبہ قبول نہیں ہوئی۔ مسلمانو! آپ ہی بتاؤ کہ آپ قرآن کا حکم مانوگے یا انقلاب اینڈ پارٹی کا حکم مانوگے؟ اب آیئے حدیث شریف ہماری رہنمائی فرماتی ہے۔ عبداللہ بن ابی سرح مدینہ منورہ میں آکر مسلمان ہوتے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے وحی کی کتابت کا کام آپ کے سپرد فرمایا۔ منافقین کی بعض باتوں نے اُن کے دل پر اثر کیا۔ مدینہ طیبہ سے بھاگ کر آپ مکہ معظمہ چلے گئے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ان کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ مکہ مکرمہ فتح ہو گیا۔ عبداللہ بن ابی سرح چھپتے پھرے۔ کہیں جائے پناہ نہ ملی۔ ناچار اپنے برادرِ رضاعی حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر پناہ لی اپنی غلطی کا اقرار کیا۔ ندامت و شرمندگی کا اظہار کیا اور تائب ہو کر دربارِ نبوت میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفارشی بنا کر حاضر ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے عبداللہ بن ابی سرح کو پناہ

دی ہے۔ چونکہ جرم سخت تھا یعنی قرآن پاک کی وحی کے متعلق بے سروپا باتیں مشہور کی تھیں۔ حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنے روئے مبارک کو پھیر لیا۔ پیشانی اقدس پر شکن ظاہر ہوگئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں۔ عبد اللہ بن ابی سَرح تائب ہوکر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا ہے اور مجھے سفارشی لایا ہے میرے مولیٰ اس کی خطا معاف کر دیجئے۔ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے تائب ہونا سُن کر فوراً دستِ مبارک بڑھایا۔ اور بیعت قبول فرمائی۔ پھر اہل محفل سے ارشاد فرمایا یہ شخص توبہ سے قبل واجب القتل تھا ہم اس لئے خاموش تھے کہ تم میں سے کوئی اس فرض کو انجام دے یعنی عبد اللہ کو قتل کر دے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم تو اشارے کے منتظر تھے اس کے قتل کے لئے تیار تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اشارہ دھوکا ہے نبی ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔ عبد اللہ بن ابی سَرح نے دوبارہ مسلمان ہوکر جاں نثاری میں بڑا درجہ حاصل کیا۔ مصر میں بطور نائب سپہ سالار کے سالہا سال کام کیا۔ غزوات میں برابر کے شریک رہے۔ افریقہ کی فتوحات انہیں کے نام پر ہوئی ہیں۔

برادرانِ اسلام! قرآن و حدیث کی روشنی سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوگیا کہ مولنٰا محبوب علی توبہ کرنے کے بعد گناہ و خطا سے بالکل پاک ہو گئے۔ اب بھی مولنٰا محبوب علی کو انقلاب اینڈ پارٹی یا کوئی جاہل گنہگار کہے۔ آپ پر کفر کا فتویٰ دے یا کہے آپ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے وہ خود قرآن و حدیث کا منکر ہے۔ میں اپنے دینی بھائیوں سے کہوں گا۔

ع بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی

عسلا۔ خاکپائے علمائے اہلسنت وجماعت حکیم سید محمد مصطفےٰ میاں گھوگھاری محلہ بمبئی۔

حضرت مفتی اعظم ایم۔ پی دامت برکاتہم العالیہ کا مبارک فتویٰ

تصدیق الجواب باللہ ابداً ھدایۃ الحق والصواب:
باسمہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ والصلوٰۃ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وآلہٖ تتوالیٰ:۔ حضرت محدث اعظم ہند مدظلہ کا فتوائے مبارکہ مولنٰا مفتی محبوب علی خان صاحب کے متعلق تصدیق کے لئے فقیر نے مطالعہ کیا۔ ازواجِ مطہرات امہاتُ مؤمنین علیٰ محبہن ومحبوبہن وعلیہن الصلوٰۃ والسلام کی عزتُ ادب و تعظیم و احترام کی فرضیت میں مسلمان کی دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ مسئلہ زیرِ غور میں جس قدر شدت غلو اور نفسانیت و تعصب سے کام لے کر عوام کے جذبات کو مشتعل کر کے ایک عظیم فتنہ کھڑا کیا جا رہا ہے۔ یہ سب اس وقت یقیناً حق بجانب ہوتا جبکہ وہ اشعار جن کی طرف سوال میں اشارہ کیا گیا ہے مولنٰا محبوب علی صاحب کی تصنیف ہوتے اور وہ بھی معاذ اللہ سیدتنا ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ہی ہوتے اور مولنٰا نے اپنی کسی تصنیف میں انہیں شائع کیا ہوتا۔ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں۔ نہ وہ اشعار مولنٰا کے ہیں نہ مولنٰا نے سیدتنا حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے کسی سے نقل کئے۔

حدائق بخشش حصہ سوم کی ترتیب اور طباعت میں مولنٰا نے صرف عقیدت سے کام لیا اور اس سلسلے میں غلطی یا لغزش جو کچھ مولنٰا سے یہ ہوئی کہ اس کتاب کی کتابت اور طباعت میں اس کی تصحیح و تہذیب و ترتیب کی طرف غالباً کاتب یا ناقل پر اعتماد کرتے ہوئے خود بالکل توجہ نہ دی۔ اور اس امر کا اہتمام نہ کیا کہ کتابت

میں کوئی ایسی خامی نہ رہ جائے جو کسی طرح بھی قابلِ اعتراض ہو۔ کیونکہ کتاب ایک ایسے امامِ وقت کی طرف منسوب ہے۔ جس کا مقام ہر پہلو سے بحمد اللہ تعالیٰ بہت ارفع ہے۔ مولٰنا نے یہ بھی نہ دیکھا کہ جن کی بیاض سے یہ اشعار نقل کئے جا رہے ہیں انہیں اعلٰحضرت علیہ الرحمۃ سے کتنا لگاؤ ہے۔ اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ آج اعلٰحضرت مجددِ دین وملت کے خلاف شاطر حریف صرف ایک شوشے کا متلاشی ہے جسے پہاڑ بنا کر اُچھالے۔ اور یہ بھی نہ سوچا کہ شیر بیشۂ سنت مولٰنا حشمت علی خاں صاحب اور مولٰنا محبوب علی خاں صاحب کے نعرۂ حق اور جہادِ لسانی نے جن کا ناطقہ بند کر رکھا ہے اُن میں کا ہر معاند معمولی سے معمولی لغزش کو پہاڑ بنا کر عامۂ اہلسنت کو گمراہ کرنے کی راہ ڈھونڈھ رہا ہے۔

الیکشن کے موقع پر جس طرح اپنے مدِ مقابل کے خلاف دھوکا مکر و فریب دینے کے لئے ایک اسٹنٹ قائم کر لیا جاتا ہے کہ رائے عامہ کو اپنے مقابل کے خلاف اور اپنے موافق بنایا جائے اسی طرح آج شاطرِ حریف نے اہلسنت اور عامۂ مسلمین کو علمائے اہلسنت سے منحرف کرنے کے لئے بظاہر اشعارِ مشارٌ الیہا اور مولٰنا محبوب علی خان صاحب اور ان کی ادنیٰ اسی لغزش کو اسٹنٹ اور فریب کا منار بنا لیا ہے۔

انقلاب بمبئی چونکہ ایک روزانہ اخبار ہے اور اپنی اشاعت بڑھانے اور عامۂ مسلمین کے جذبات سے کھیلنے کے لئے اُس کے عدم تدبر نے بظاہر اُسے اچھا موقع دکھایا۔ مگر اس کے خطرناک نتائج سے وہ بے خبر نہ ہوگا۔ چونکہ عقائد کے لحاظ سے وہ سُنی نہیں اس کے ہمنوا مولویانِ زمانہ بھی مشہور ہیں وہ یہ جانتے ہیں کہ اہلسنت کا ہر فرد خود سیدِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و اہلِ بیتِ کرام اور امہات المؤمنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعظیم و عزت و احترام

کو عینِ ایمان سمجھتا ہے۔ اور اُن کے حضور معاذ اللہ ادنیٰ سی گستاخی کو قطعی منافیِ ایمان و اسلام جانتا ہے۔ ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اہلسنت کو جو والہانہ عقیدت ہے اُس سے انقلاب اور اُس کے ہمنوا خوب واقف ہیں۔ انقلاب نے اپنی اخباری چال سے کام لے کر ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کا قصہ گڑھ کر اہلسنت کے جذبات کو اُبھارا اور مولٰنا موصوف سے اپنی دیرینہ عداوت کو اس طرح نکالنے کی کوشش کی۔ ساتھ ہی عوام اہلسنت کو علمائے اہلسنت سے بدظن کرنے میں اسے کسی قدر کامیابی بھی ہوئی۔

انقلاب اور اُس کے ہمنوا وہ لوگ جن کے نام کے ساتھ مولویت کا لقب بھی چسپاں ہے اُنہیں نعت و مدح۔ منقبت سے عقیدۃً کوئی نسبت نہیں۔ یہ لوگ بنامِ وصلیۂ نعت۔ مدح۔ منقبت۔ میلادِ مبارک صلاۃ و سلام سب برداشت کر لیتے ہیں۔ اس طرح طبع زاد قصۂ توہینِ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پردے میں ایک تیر سے کئی شکار کرنے کی تدبیر کر رہے ہیں۔

حدائقِ بخشش حصہ سوّم جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے نعت۔ مدح منقبت پر مشتمل منتشر وغیر مرتب اشعار کا مجموعہ ہے۔ محض ان تین ملحقہ اشعار کے سبب پورے مجموعے کو یا کم از کم اُس ورق کو جلا دیئے جانے کا مطالبہ۔ تاکہ نعت و مدح و منقبت کے اشعار و قصائد کو جو بدعقیدہ لوگوں کے لئے تیر و نشتر سے کم نہیں نذرِ آتش کر کے وہابیت کا کلیجا ٹھنڈا کیا جائے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی توہین و تحقیر کا جو بیج اُن کے اسلاف نے بویا تھا اور جسے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے تشہ زورِ قلم نے بیخ و بُن سے اُکھاڑ پھینکا تھا۔ اب سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبت کے پردے میں قصائدِ نعت و مدح و منقبت کو جلا کر معاذ اللہ پھر اُس تخم کی آبیاری کی جائے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے

جو عناد مُضمر ہے اُسے اُن کی تصانیف مبارکہ کو جلا کر ٹھنڈا کیا جائے۔

مولٰنا محبوب علی خاں صاحب کو بدنام کرکے اپنی دیرینہ مذہبی عداوتِ قلبی نکالی جائے۔ مولٰنا موصوف کو امامت سے برطرف کرانے کے لئے قوت آزمائی کی جائے اگر اس میں کامیابی ہوئی تو آئندہ جس مسجد کے جس سُنّی امام کو چاہیں ایسے ہی بے سروپا شوشے چھوڑ کر اُسے نکلوا سکیں۔

حدائقِ بخشش یا اُس کے اُس ورق کو جلانے کا مطالبہ جس میں یہ تین مُشارٌ الیہا اشعار درج ہیں عجیب مطالبہ ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ محبت کا یہ جوشش اُسی حد تک ہے جہاں تک اُن کا ذہنی سرسام ان تین ملحقہ اشعار میں طبع زاد توہین بتا رہا ہے اور اسے مولٰنا محبوب علی خان صاحب کے خلاف کام میں لایا جا رہا ہے۔ مگر سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اسم گرامی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا نام مبارک جو اس ضمن میں نذرِ آتش ہوں گے۔ یہ توہین نہیں یہ تو ان کا عین ایمان ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

امامت سے نکلوانے کا سوال بھی عجب سوال ہے۔ جو غلطی مولٰنا کی طرف سے منسوب کی جا رہی ہے اُس کی سزا امامت سے برطرف کرنا کس قانون اور کس اصول کے تحت ہے۔ شرعی حیثیت سے قتل کی سزا قصاص۔ چوری کی سزا قطع ید۔ قذفِ مُحصَنہ کی سزا اسی ۸۰ دُرّے۔ ارتداد کی سزا قتل یا توبہ وغیرہا ہیں۔ بشرطیکہ جرم شرعی معیار پر قطعی الثبوت ہو۔ مولٰنا موصوف کی طرف جو جرم منسوب کیا جا رہا ہے وہ تو محض بے بنیاد۔ اور ذاتی عناد پر مبنی ہے۔ پھر بفرضِ غلط یہ جرم ہو بھی تو اس کی یہ سزا کہ امامت سے عارضی طور پر سہی برطرف کر دیئے جائیں۔ یہ شریعت کے کس قانون کی رُو سے ہے۔

جو مراسلات حضرت مولٰنا کے خلاف انقلاب میں شائع ہو رہے ہیں۔ اُن

میں مولٰنا کے خلاف کیسے کیسے گندے اور نا ملائم الفاظ استعمال کئے جا رہے ہیں۔ جن پر تہذیب بھی ماتم کر رہی ہے۔ حیرت ہے کہ انقلاب اور اُس کے ہمنوا مراسلہ نگار اور اُس کے اِس فتنے کو ہوا دینے والے مولوی صاحبان جو ایسے کافروں کو جن کا کفر قطعی الثبوت ہے کافر کہنے پر چراغ پا ہونے کے عادی ہیں آج مولٰنا کو کھلے الفاظ میں کافر، مرتد، ملعون، معتوب وغیرہ کہہ کر خود اپنے سر کفر اوڑھ رہے ہیں۔

مولٰنا کے اہتمام سے مطبوعہ کتاب میں جو اُن کی تصنیف نہیں کچھ اشعار کا اُن کی جگہ سے ہٹ کر مولٰنا کی بے توجہی سے ایسی جگہ طبع ہو جانا جو جگہ ہرگز ان اشعار کے لئے نہیں ہو سکتی۔ زیادہ سے زیادہ مولٰنا کی لغزش کہی جا سکتی ہے جس پر مولٰنا کو اصرار نہیں۔ اس پر معاذ اللہ تکفیر کیسی۔ ایک ایسی بے بنیاد بات پر یہ ہنگامہ آرائی اور یہ فتنہ نعوذ باللہ من ذالک۔ یہاں تو توبہ کا سوال بھی کسی طرح پیدا نہیں ہوتا۔ اُن کے پیچھے نماز کے عدمِ جواز اور امامت سے برطرف کیا جانا تو بالکل خارج از بحث چیز ہے۔

کاش یہ انقلابی فتنے کو ہوا دیکر بھڑکانے والے مولوی ان مظاہرات اور اس جوشش کا صرف عُشرِ عشیر ہی اُن کے خلاف دکھاتے جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے تصورِ پاک کو نماز میں معاذ اللہ اپنے بیل اور گدھے کے تصور سے بدتر بتایا اور جنہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم اقدس کو بچوں پاگلوں، جانوروں اور چوپایوں کے برابر ٹھہرایا۔ اور سرکارِ عظمت مدار علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام کی کھلی توہین اور تحقیر کی اور اللہ جل وعلا اور اُس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ایذا دی۔ اور تمام ملک و ملکوت اور مسلمانانِ عالم کے دل دُکھائے اور پھر ان توہین و تحقیر کے کلمات جن میں ادنیٰ سی تاویل کی بھی گنجائش نہیں ان کفریات سے بھری ہوئی یہ کتابیں صراطِ مستقیم

اور حفظ الایمان آج تک بھی ان کا دین و ایمان بنی ہوئی ہیں۔ ان عبارتوں ان کے مصنفوں اور ان کتابوں کے خلاف ایک لفظ بھی نہ نکالا گیا نہ ان کفریہ عبارتوں کے ماننے والے ان پر ایمان رکھنے والے اماموں کو مسجدوں سے نکالنے کی تحریک کی گئی۔ اگر ان کفریات اور ایسے دوسرے کفریات پر ادنیٰ سی ادنیٰ ناراضی کا کبھی اظہار کیا ہوتا تو سمجھا جا سکتا تھا کہ اس موقع پر ان کا یہ جوش حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ محبت کے کسی صحیح جذبے کے تحت ہے۔ بخلاف اس کے جہاں صحیح جذبہ و جوش کی شدید ضرورت تھی وہاں حقیقۃً جذباتِ صحیحہ کے ظاہر کرنے والے اُن کی گمراہیوں کا پردہ فاش کرنے والے کافر گر کہلائے۔ کفر کی مشین قرار دیئے گئے۔ اور جہاں توہین کا ادنیٰ شائبہ بھی نہیں۔ کسی دوسرے کے اشعار اپنی جگہ سے ہٹا کر نادانستہ طور پر دوسری جگہ رکھ دیئے گئے۔ یہ معاذ اللہ کفر ہو گیا اور مہتمم طباعت جس کے نہ وہ اشعار نہ اُس نے لکھا نہ اُن اشعار پر اُسے اصرار ہے معاذ اللہ کافر اور ناقابلِ امامت ٹھہرا۔ یہ سب بدنیتی اور بدطینتی کی علامت ہے۔ حق پرستی اور حق گوئی کا اس میں شائبہ بھی نہیں۔

مولانا محبوب علی خان صاحب کی توبہ کا سوال ہی بے محل ہے نہ یہ اشعار ان کی تصنیف ہیں نہ شاعر نے سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے لکھے۔ نہ مولانا نے وہ اشعار بہ نیتِ توہینِ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ترتیب دیئے۔ تو توبہ کا کیا موقع ہے۔ جب توبہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو توبہ کی قبولیت یا عدمِ قبولیت کی بحث کا بھی کوئی موقع نہیں۔

ہاں کتاب کی ترتیب، کتابت، طباعت، کے وقت مولانا کی قلتِ توجہ کے سبب غیر مناسب اشعار کا منقبتِ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ طبع ہو جانا ایک لغزش کہی جا سکتی ہے جس سے نہ سمجھنے والوں کے قلوب ضرور

بے چین ہوئے۔ اس لغزش پر مولانا کا معذرت کے ساتھ اُن اشعار کو نکال کر صحیح طور پر دوسرے اوراق طبع کرانا اور اس کا اعلان کر کے جن مسلمانوں کو قلبی تکلیف پہنچی اُس پر اُن سے معافی مانگنا اور پھر اپنی لغزش پر جنابِ باری میں توبہ کرنا بالکل کافی و وافی ہے۔

حضرت مُحدّثِ اعظمِ ہند مدظلہ نے فتوائے مبارکہ میں واقعہ افک سے متعلق عفو کی آیتِ کریمہ تحریر فرمائی۔ اس واقعے سے متعلق حدیث میں ہے کہ ابن اُبی منافق کے اُٹھائے بہتانِ عظیم پر جو لغزش حضرت حسّان اور حضرت مِسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہوئی ہشام نے اپنے والد سے روایت کی قَالَ ذَهَبْتُ اَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهُ الْحَدِیْث۔ فرماتے ہیں میں حسّان کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نزدیک گالی دینے لگا۔ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اُسے گالی نہ دو الخ دیکھیے سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود معاف فرما کر گالی دینے سے منع فرمایا۔ حضرت مِسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاف کر دینے کا اللہ عزوجل نے حکم دیا۔ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اور حضرت صدیق والدِ سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے معاف فرما کر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ فوراً سر جھکا دیا اور سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور عرض کرنے لگے۔ بَلٰى اُحِبُّ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِيْ فَرَدَّ اِلٰى مِسْطَحٍ نَفَقَتَهٗ وَكَفَّرَ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَنْزِعُهَا اَبَدًا۔ بے شک میری دلی تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مغفرت فرمائے۔ پھر آپ نے مِسطح کا نفقہ جو آپ نے بند کر دیا تھا اُسے جاری فرما دیا۔ اور مِسطح کو خوراک خرچ نہ دینے کی جو قسم کھائی تھی اُس کا کفارہ ادا کیا۔ اور فرمایا قسم اللہ کی اب کبھی اُس کا نفقہ بند نہ کروں گا۔

مسئلہ مَا نَحْنُ فِیْہِ کو اس واقعۂ افک سے دور کی بھی نسبت نہیں۔
وہ سیدتنا ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر عبداللہ بن ابی کا نرا بہتان اور نہایت غلیظ بہتان تھا۔ اور اُس نے اپنی اُس عداوت قلبی کو جو سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے تھی اور جسے وہ منافقانہ طور پر چھپائے ہوئے تھا۔ موقع پا کر اس بہتان عظیم کے ساتھ ظاہر کر دیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دلوں کو سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے برگشتہ کر دے حضور پر نور اور حضرت سیدہ صدیقہ علیہ وعلیہا الصلاۃ والسلام کے درمیان جو محبت والفت ہے۔ اس میں رخنہ ڈال دے۔ سیدتنا ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نسائے عالم پر جو فضیلت مالک کونین سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بخش کر ارشاد فرمایا۔ فَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَاءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ اور فرمایا۔ لَا تُؤْذِیْنِیْ فِیْ عَائِشَۃَ فَاِنَّ الْوَحْیَ لَا یَاْتِیْنِیْ وَاَنَا فِیْ ثَوْبِ امْرَاَۃٍ اِلَّا عَائِشَۃَ اَلْحَدِیْث۔ اس مبارک فضیلت اور برتری کو اپنے ملعون بہتان کا ہدف بنائے۔ اُس پر حد جاری کی گئی اور اللہ کے نزدیک وہ مردود ہوا۔

یہاں تو چند مشرک عورتوں کے بیان میں وہ تین اشعار ہیں جو ناقل یا کاتب کی نادانی کے سبب ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی منقبت کے ساتھ لکھ دیئے گئے۔ مولٰنا محبوب علی خاں کے وہ اشعار نہیں۔ مولٰنا نے اس جگہ اُنہیں لکھا نہیں۔ مولٰنا کے کہنے سے اس جگہ لکھا جانا ثابت نہیں اور شاعر نے وہ اشعار سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے لکھے نہیں باوجود اس بون بعید اور ایک بے بنیاد من گھڑت اور فتنہ سامانی کے جو صرف مولٰنا کے ساتھ ذاتی عناد پر مبنی ہے مولٰنا کی حق پسندی تھی کہ اتنی سی غفلت پر سیدتنا ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضور عفو کے طالب ہوئے۔ مسلمانوں سے معذرت خواہ۔ اور خدا تعالیٰ کی جناب

میں تائب۔ بخاری شریف میں سیدتنا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے افک کے متعلق طویل حدیث میں ہے اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْحَدِیْث۔ یہ کتنا حوصلہ افزا اور عنادکش ارشاد ہے کہ یقیناً بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

صورت مستفسرہ میں توبہ کا محل ہو یا نہ ہو۔ توبہ ضرور توبہ ہے۔ توبہ قبول فرمانا اللہ عزوجل کا کام ہے۔ اور توبہ کا مقصد فلاح دینی و دنیوی حاصل کرنا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اللہ کی جناب میں تم اے مسلمانو! توبہ کرو کہ فلاح پاؤ۔ اور بھی ارشاد قرآنی ہے۔ وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ۔ وہی ہے جو بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر کرتا ہے۔ توبہ قبول فرمانے والا رب العزۃ تبارک وتعالیٰ ہے۔ انسان کو کوئی حق نہیں کہ وہ توبہ قبول کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرے۔ مولٰنا محبوب علی خاں صاحب کے توبہ نامے کو مسلمان مانیں یا نہ مانیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ضرور وہ توبہ مقبول ہے اور مولٰنا اس توبہ پر ماجور ہیں کیونکہ وعدۂ الٰہی ہے وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّہٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ مَتَابًا ○ اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو بیشک وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسا چاہیے تھا۔ حاکم نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَا عَلِمَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ عَبْدٍ نَدَامَۃً عَلٰی ذَنْبٍ اِلَّا غَفَرَ لَہٗ قَبْلَ اَنْ یَسْتَغْفِرَ ہٗ مِنْہُ۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کسی بندے سے اُس کے گناہ پر ندامت جان کر اُسے اس سے پہلے

مغفرت فرما دیتا ہے کہ وہ اس گناہ کی مغفرت طلب کرے۔

جنہیں اس توبہ کی قبولیت سے انکار ہے یہ صرف حسد۔ بغض۔ عناد کا اظہار ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْغَفَّار۔

حضرت محدثِ اعظم ہند کا زیر مطالعہ فتویٰ بالکل حق وصواب ہے اور اس پر عمل مسلمانوں کے لئے واجب بلا ارتیاب۔ اس میں شک نہ کرے گا مگر مرتاب وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَی الْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ۔

۱۱۴ الجواب صحیح :۔ فقیر تقصیر محمد عبد الباقی غفرلہٗ
(ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی شریف)

الفقیر عبد الباقی محمد
کتبہٗ برہان الحق القادری الرضوی
السلامی الجبلفوری غفرلہٗ
۱۰ صفر مظفر ۱۳۷۵ھ

۱۱۵ الجواب صحیح :۔ فقیر تقصیر محمد عبد الباقی غفرلہٗ
حفیدِ حضرت مولانا الحاج حکیم صوفی شاہ محمد عبد الکافی قدس اللہ سرہ العزیز۔ بانی مدرسہ سبحانیہ الہ آباد۔ حضرت مولانا مفتی محبوب علی خاں صاحب کے توبہ ناموں کو صحیح مانتے ہوئے

۱۳ ۲۹ ھ
عبد الباقی
محمد
برہان الحق

میں حضرات علمائے اہلسنت کے متفقہ شرعی قرآنی فیصلے کی حرف بحرف تصدیق کرتا ہوں۔

۱۱۶۔ فقیر ربانی وجود القادری غفرلہٗ

استفتاء

بخدمتِ اقدسِ مرجع العلماء امام الفقہاء سیدنا المفتی الاعظم سندنا المولی الاکرم دامت برکاتہم القدسیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولانا محبوب علی خاں صاحب حفظہم ربہم کے توبہ نامے پر جو استفتاء بریلی شریف حاضر خدمت کیا گیا تھا اس پر مسلمانانِ اہلسنت کے مرکزی دار الافتائے عالیہ سے جو فتوائے مبارکہ صادر ہوا وہ بہت ہی مدلل ومفصل ومکمل ہے اس میں اُن تینوں اشعار معترض علیہا کے متعلق تین احتمالوں پر جو حکم شرعی صادر فرمایا گیا ہے وہ بالکل حق وصحیح ہے لیکن ادب ونیاز کے ساتھ عرض یہ ہے کہ وہ تینوں احتمال واقع نہیں بلکہ واقع اُن تینوں احتمالوں کے سوا چوتھا احتمال ہے کہ مولانا صاحب موصوف نے اُن اشعار کو اُم زرع اور اس کی سہیلیوں کے متعلق حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام سمجھا "تنگ و چست اُن کا لباس" کو حدیث شریف کے لفظ مِلْءُ کِسَائِہَا کا مفہوم سمجھا اور جیسا کہ قرآن عظیم میں سیدنا نوح نبی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان مذکور ہے اِنَّا نَسْخَرُ مِنْکُمْ کَمَا تَسْخَرُوْنَ اور مثنوی شریف میں بھی فسق پر استہزاء کی جگہ موجود ہے مثلاً "گر شہیدے دیدہ از ... نحر و اودجانِ من ... ماد بدی وکدو راندیدی" (ملفوظاتِ مبارکہ اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حصہ اول ص۳۸ و ص۳۹) اور خالص الاعتقاد شریف کے حواشی میں بھی ارتداد دیوبندیت پر استہزاء جا بجا موجود ہے دَقْعَاتُ السِّنَانِ شریف وَاِدْخَالُ السِّنَانِ شریف میں بھی جا بجا کفریات تھانویہ پر استہزاء موجود ہے۔ ان تینوں اشعار کو بھی کافر خوروں پر استہزاء تصور کرتے ہوئے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ تقدس کے خلاف نہ سمجھا اور پریس میں کتابت وطباعت کے

لئے دیئے جانے والے مُسوّدے میں ساتوں اشعار کو مدحتِ سیدتنا ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اشعار سے قطعاً علیحدہ لکھا۔ لیکن کاتب کی حماقت یا خیانت کہ اُن ساتوں شعروں کو حضرت سیدتنا صدیقہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدحت کے اشعار کے درمیان دو جگہ درج کر دیا۔ مولانا موصوف کو جب اس غلطی پر اطلاع ہوئی تو پریشانیوں کی بنا پر نیز یہ سمجھ کر کہ کنکروں پتھروں کو اگر کوئی شخص جواہرات میں خلط کر دے تو کنکر پتھر خود ہی بتا دیں گے کہ ہم جواہرات نہیں مسلمانوں کو ان تینوں اشعار کا مضمون خود ہی بتا دے گا کہ ہم بارگاہِ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہرگز کچھ تعلق نہیں پھر بھی اگر بفرضِ غلط کسی کو کچھ شبہ بھی ہوگا تو حضرات علمائے اہلسنت اس کو سمجھا دیں گے کہ یہ اشعار ہرگز اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں نہیں بلکہ اُنہیں کافرہ عروسانِ حجاز کے متعلق ہیں اِن اشعار کی صحیح ترتیب شائع کرنے میں جو تساہل و تغافل برتا تھا اُس سے کھلم کھلا علی الاعلان صاف لفظوں میں توبہ شائع فرما دی (رسالہ سُنّی ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ ص ۱۷ و ص ۱۸) استفتاء یہ ہے کہ جبکہ مولانا موصوف نے اپنے اس تساہل و تغافل کو اپنا گناہ مانتے ہوئے اس سے کھلم کھلا کئی بار زبانی و تحریری توبہ شائع فرما دی اور صحیح ترتیب کے ساتھ ورق چھپوا کر بار بار اعلان شائع فرما دیا کہ جس کے پاس کتاب مذکور ہو چاہیے وہ کتاب میرے پاس بھیج کر مجھ سے قیمت واپس لے لے ورنہ اُس کے ص ۳۷ و ص ۳۸ والا ورق نکال کر میرے پاس بھیج کر یہ صحیح ترتیب کے ساتھ چھپا ہوا ورق مجھ سے طلب کر کے کتاب میں لگا لے جس میں سے اُن ساتوں اشعار کو قطعاً نکال دیا ہے۔ صورت مستفسرہ میں مولانا موصوف کو اپنا امام و خطیب ماننا اُن کی اقتدا میں نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں اور اُن پر سب و شتم و طعن و تشنیع سے پرہیز کرنا شرعاً ضروری ہے یا نہیں۔

المستفتین بہ مصلیان جامع مسجد مذکورہ۔ بمبئی ۳۔ ۱۷ صفر مظفر ۱۳۷۵ھ روز

سہ شنبہ ۴ اکتوبر ۱۹۵۵ء۔

الجواب:۔ صورت مستفسرہ میں جبکہ واقعہ یہ ہے کہ مولانا سلمہٗ ربہٗ و حفظہٗ وانجاہُ نے اُن اشعار کو اُم زرع اور اس کی سہیلیوں کے لئے سمجھا اور اسی لئے ان کو مدحتِ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے علٰحدہ لکھا تو اُن پر الزام اہانت اصلاً نہیں ہو سکتا۔ وہ اِس سے قطعاً بری۔ قصدی توہین سے تو وہ بری ہیں ہی۔ ایسے فعل سے بھی بری ہیں جو موجب اہانت ہو اگرچہ قصدِ اہانت نہیں قصد مدحت ہی کا ہو۔ مولانا کا مسلمانوں کے ساتھ یہ حسن ظن تو بجا تھا مگر عوام کا لحاظ پھر بھی ضرور تھا کہ وہ خود تو اُن اشعار کو یہ نہ سمجھیں گے کہ وہ متعلق ام المومنین ہیں مگر عوام بہکانے سے بہک سکتے ہیں۔ اُلٹی پٹی پڑھانے والے بہکانے والے کچھ کا کچھ بنانے والے بہت ہیں خصوصاً وہابیہ ملاعنہ مولانا سلمہٗ کو اُن کی دہن دوزی کے لئے جیسے ہی اُنہیں اطلاع ملی تھی ویسے ہی فوراً بے تاخیر صحت نامہ چھاپ دینا چاہیے تھا۔ مولانا سلمہٗ نے جو مسلمانوں کے ساتھ حُسنِ ظن فرمایا وہ صحیح۔ اسی لئے برسہا برس گزرے حدائقِ بخشش حصّہ سوم کو چھپے ہوئے کسی مسلمان نے اب سے پہلے کبھی تحریراً تقریراً جلوت میں نہ خلوت میں کچھ لکھ کر نہ زبانی کہا۔ حتیٰ کہ اتنا بھی نہ کہا کہ یہ اشعار بے موقع درج ہو گئے ہیں لہٰذا صحت نامہ چھاپ دیجئے۔ یہاں تک کہ مولانا سلمہٗ کے جو سُنّی مخالفین معاندین ہیں جن سے آج اس بارے میں (بے قصد موافقت و معاونتِ وہابیہ) ہمنوائی و اعانتِ وہابیہ ملاعنہ تحریراً تقریراً صادر ہو رہی ہے انہوں نے بھی اس حال سے پہلے کچھ نہ کہا صحت نامہ چھاپ دینے کا بھی مطالبہ نہ کیا مجھے جہاں تک معلوم ہوا ہے غالباً کاظم علی دیوبندی نے کانپور میں اپنی تقریر میں اسے ذکر کر کے فتنہ اُٹھانا چاہا۔ پھر جگہ جگہ وہ اور اس سے سُنکر اور وہابی اُسے دہراتا رہا جب بھی لوگوں کو اس کا خیال نہ ہوا۔ یہی سمجھا کیے کہ وہابیہ جیسے اور افتراءات دن رات

کرتے پھرتے ہیں ویسے ہی یہ ہے۔ کاش اُس وقت ہی مولٰنا خود صحت نامہ چھاپ دیتے یا اُنہیں وہابیہ کی اِس افترا بازی فتنہ پردازی کی اطلاع نہ ہوئی تھی تو کوئی سُنّی صاحب اُس وقت مطالبۂ تصحیح فرماتے خصوصاً مولٰنا کے مخالف لوگ۔ مولٰنا سلمہٗ نے چھاپنے میں تساہل کیا تغافل برتا تو وہ صاحبان جنہیں اِس پر اطلاع ہوئی اُنہوں نے بھی مطالبے میں تساہل تغافل کیا نہ کسی اُن کے خاص عنایت فرما الٰہ آبادی کو مسائل سے پہلے یہ توفیق ہوئی نہ اُن کے خاص الخاص مارہروی بزرگ یا بزرگ زادے نے اب سے پہلے کچھ فرمایا نہ اب سے پہلے اُن بزرگ اور بزرگ زادے نے حدائقِ بخشش حصہ سوم کے اُس مسودے کے اپنے یہاں ہونے سے انکار فرمایا جس کا مارہرہ شریف سے ملنا مولٰنا محبوب علی صاحب نے ظاہر فرمایا جسے برسیں گزریں۔ مولٰنا سلمہٗ ربہٗ وحفظہٗ عن شرورِ اعدائہٖ کو محض اس لئے کہ وہ برادرِ بیشۂ اہلسنت مولٰنا حشمت علی صاحب سلمہٗ کے مطالبے میں معتوب ہوئے کئی سال گزر گئے اُن پر عتاب کی اور وجہ تو کوئی خیال میں آتی نہیں اگر اس کا انکارؑ فرض یا واجب تھا تو جب ہی فرمایا جاتا یا پہلے فرض نہ تھا۔ پہلے اِس سے دینی دنیاوی اپنے اور اپنے خاندان کے لئے ضرر پیشِ نظر نہ ہوئے تھے اب کسی مصلحت کے

عہ اُن کے اس انکار کی صحت کا مجھے انکار نہیں وہ اپنے علم ویقین سے اس کا انکار فرما رہے ہیں ان کی دانست میں یہی ہے کہ اُن کے کتب خانے میں نہیں فہرست کتبخانہ میں عاریت کی کتاب کیوں ہوگی مگر یہ کہ مثلاً حضرت فقیر عالم میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدایوں وغیرہ کہیں سے یا کوئی اور صاحب زادے لے گئے اور پھر کسی طرح مثلاً بھول سے یا کتابوں میں مخلوط ہو کے وہیں رہ گیا پھر کسی صاحبزادے کے ذریعے سے مولوی محبوب علی خان صاحب کو ملا اس کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے۔

پیشِ نظر اس سے انکار فرض یا واجب ہوگیا۔ اگرچہ اس سے دین ومذہب کو کیسا ہی ضرر ہو کتنا ہی صدمہ پہنچے وہابی اور ہر مخالف بغلیں بجائے۔ مولٰنا سلمہٗ کے جھوٹ اور محض بے فائدہ جھوٹ کی دستاویز اُس کے ہاتھ آجائے کچھ ہو مگر اپنے معتوب کو نقصان پہنچ جائے وہ بے اعتبار ہو جائے۔ سُنّی عالمِ دین رسوائے عام ہو جائے اس کی پرواہ نہیں یوں ساری سُنّی قوم بدنام ہو کہ اِس کے علماء کا یہ حال ہے اس کا لحاظ نہیں فرمایا گیا۔ مولوی محبوب علی صاحب نے جب یہ حصہ چھاپا ہے ضرور حاضرِ خدمت کیا ہوگا کہ جب وہ معتوب نہ تھے محبوب تھے۔ اور اُن کے برادراں سے زیادہ اگر اُس زمانۂ اظہارِ محبت وکرم وعنایت ووداد از جانب بزرگ و اظہارِ غلامی وانقیاد از جانب مولٰنا سلمہٗ میں صحت نامہ چھاپنے کا حکم فرمایا جاتا تو مولٰنا سلمہٗ ضرور فوری تعمیل فرماتے اگر اُس زمانے میں یہ اشعار اس طرح غلط جگہ ان بزرگ اور بزرگ زادے کو نظر آئے اور جب سے اب تک انہوں نے مطالبۂ صحت نہ کیا تنبیہ نہ فرمائی تو کیوں؟ کیا ان حضرات نے انہیں مدحِ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جانا اور اسے صحیح سمجھا یا یہ سمجھا کہ یہ ہیں تو متعلق اُمِ زرع وغیرہا یہاں غلط درج ہو گئے..... فافہموا وتدبروا) اور ہم نے جو کہا کہ عوام کا لحاظ ضرور تھا اس کی صحت خود ظاہر ہے بہکانے والوں کے بہکانے میں کیسا آ گئے انقلابیوں کے پروپیگنڈے کا کون کون شکار ہوئے یہ سچ ہے کہ اگر محض انقلابی وہابی چیختے رہتے اپنے گلے پھاڑ ڈالتے تو بھی فتنہ اتنا نہ پھیلتا شدنی وہ جو بے ہوئے نہ رہے یہ غفلت یا سہل انگاری ہونا تھی ہو کر رہی ہو سکتا ہے کہ وہ شعر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے متعلق اُمِ زرع وغیرہا عروسانِ حجاز ہوں کہ وہ ابتدائی کلام ہے بعض باتیں کسی موقع پر خلافِ تقدس سمجھی جاتی ہیں اور وہی بعض موقع پر کچھ منافی تقدس نظر نہیں آتیں سوال میں حضرت مولٰنا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مثنوی کے بعض الفاظ مذکور ہوئے انہیں مثنوی میں سینکڑوں برس سے دیکھتے

والوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ سُنا گیا جو حضرت مولانا رومی قدس سرہٗ کے تقدس پر کوئی حرف رکھتا۔ افضل الصحابہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اغزوہ حدیبیہ میں عروہ بن مسعود ثقفی سے جبکہ وہ حالتِ کفر میں کفار قریش کے سفیر بن کر آئے تھے، فرمایا تھا اُمْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ۔ پھر زبان زبان کا بھی فرق ہوتا ہے۔ عربی میں جو بات اتنی معیوب نہیں ہوتی اُردو میں اُس کا ترجمہ جتنا مکروہ و معیوب ہوتا ہے۔ یونہی عربی فارسی اُردو کو سمجھیے ایسے ہی اُمْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ کا ٹھیٹ اُردو ترجمہ نہ آپ کرسکیں گے نہ مہذب دنیا اُسے سننا گوارا کرے گی۔ حدیث کے لفظ مِلْءُ كِسَائِهَا کے متعلق عمدۃ القاری میں امام عینی نے فرمایا قَوْلُہٗ مِلْءُ كِسَائِهَا كِنَايَةٌ عَنِ امْتِلَاءِ جِسْمِهَا وَ سِمَنِهَا اس صورت میں حدیث کے اس لفظ کو دیکھنے کے بعد اگر اس شعر کو متعلق فرمہ دختر اُم زرع اعلیٰ حضرت کا شعر سمجھا تو مولانا سلمہٗ پر کوئی حرف نہیں آتا۔ اس صورت میں اُن پر کوئی اور الزام تو نہیں۔ بس یہی کہ اُنہوں نے تساہل کیا تغافل برتا جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ جب اُنہوں نے اس سے کھلم کھلا توبہ بھی کرلی تو اب اُن پر یہ الزام بھی نہ رہا۔ سب و شتم و لعن و طعن کا حرام ہونا خود ظاہر۔ سب و شتم و لعن تو کسی صورت میں بھی جائز نہ تھا۔ طعن کا بھی کوئی موقع نہ رہا۔ اُن کی اس توبہ کا قبول واجب ہے جو لوگ اُن کی توبہ کے بعد بھی اُن پر طعن کرتے ہیں وہ حد سے بڑھتے ہیں۔ حق اللہ اور حق العبد میں گرفتار ہوتے ہیں۔ وہ ظالم جفا کار جائر ستمگار ہیں۔ قہر قہار و غضب منتقم جبار سے ڈریں۔ وہ لوگ جو اپنی ضد پر اَڑے ہوئے ہیں طرح طرح گنہگار حرام کار ہیں وہ ارشادِ الٰہی اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا سے اور وہ فرمانِ رسالت پناہی اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ سے نیز ارشاد عَلٰی هَلَّا شَقَقْتَ قَلْبَهٗ سے غافل یا متساہل ہیں وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تعالیٰ وہ بدگمانی

کے جرم عظیم میں مبتلا ہیں جو اُن کی بار بار کی توبہ کو توبہ کہہ کر یہ سمجھ کر رد کرتے کراتے ہیں کہ اُنہوں نے یقیناً توہین کی اور یہ توبہ محض نمائشی ہے۔ عزلِ امامت کے خوف سے ہے۔ تفسیرات احمدیہ میں حضرت علامہ عارف باللہ سیدی ملا احمد جیون قدس سرہٗ زیر آیہ کریمہ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا فرماتے ہیں قَالَ الْإِمَامُ الزَّاهِدُ (الی) قَالَ اُسَامَةُ اِنَّهٗ اَسْلَمَ مُتَعَوِّذًا مِّنْ سَيْفِيْ فَقَالَ عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ هَلَّا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ فَقَالَ لَوْ شَقَقْتُ قَلْبَهٗ هَلْ وَجَدْتُ اِلَّا دَمًا غَلِيْظًا فَقَالَ عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَبَّرَ بِلِسَانِهٖ عَمَّا فِيْ قَلْبِهٖ۔ یہ لوگ اُن صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق بھی یہی اوہام پکاتے جن پر توبہ فرض ہوئی اُنہوں نے توبہ کی یا صحابہ ہی کے ساتھ حُسن ظن لازم ہے۔ اُنہیں کے ساتھ بدگمانی حرام ہے اور مسلمانوں کے ساتھ بدگمانی حلال ہے وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تعالیٰ۔ کسی مسلم کی طرف کسی گناہ کی نسبت بے ثبوت صحیح شرعی نہیں کی جاسکتی۔ دل کا حال یہ کیسے جانتے ہیں کہ اُنہوں نے یہ بناوٹی توبہ امامت کے لئے کی ہے حقیقی توبہ نہیں کی اخلاص نہیں یہ تو لوگوں پر توبہ کا دروازہ بند کرنا ہے پھر کوئی مسلمان ہونے آئیگا تو یہ اُسے دھکا دے دیں گے کہ یہ تو فلاں غرض سے اسلام لانا ظاہر کرنا چاہتا ہے یہ مسلمان نہیں کیا جاسکتا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَهُوَ تَعَالٰى اَعْلَمُ۔ فقیر **مصطفےٰ رضا قادری** غفرلہٗ شب جمعہ بستم صفر ۱۳۷۵ھ

جمعیت اہلسنت ترقی و صلاح بریلی

الجواب صحیح فقیر سید محمد احمد صابری دہلوی

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب فقیر ابوالفقر محمد عزیز الرحمٰن بھاؤپوری قادری رضوی غفرلہٗ

الجواب صحیح: فقیر عبدالغفار صدیقی۔ کچھوچھوی۔ غفرلہ القوی

[illegible]

خاتمہ رزقنا اللہ حسن الخاتمہ

مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲۸۷ مطبوع مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۹ھ میں حدیث شریف ہے۔ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت جلس احدی عشرۃ امرأۃ فتعاہدن و تعاقدن ان لا یکتمن من اخبار ازواجہن شیئا۔ قالت الاولی زوجی لحم جمل غث علی رأس جبل وعر لا سہل فیرتقی ولا سمین فینتقل۔ قالت الثانیۃ زوجی لا ابث خبرہ انی اخاف ان لا اذرہ ان اذکرہ اذکر عجرہ وبجرہ۔ قالت الثالثۃ زوجی العشنق ان انطق اطلق وان اسکت اعلق۔ قالت الرابعۃ زوجی کلیل تہامۃ لا حر ولا قر ولا مخافۃ ولا سآمۃ۔ قالت الخامسۃ زوجی ان دخل فہد وان خرج اسد ولا یسال عما عہد۔ قالت السادسۃ زوجی ان اکل لف وان شرب اشتف وان اضطجع التف ولا یولج الکف لیعلم البث۔ قالت السابعۃ زوجی غیایاء او عیایاء طباقاء کل داء لہ داء شجک او فلک او جمع کلا لک۔ قالت الثامنۃ زوجی الریح ریح زرنب والمس مس ارنب۔ قالت التاسعۃ زوجی رفیع العماد طویل النجاد عظیم الرماد قریب البیت من الناد۔ قالت العاشرۃ زوجی مالک وما مالک مالک خیر من ذلک لہ ابل کثیرات المبارک قلیلات المسارح اذا سمعن صوت المزہر ایقن انہن ہوالک۔ قالت الحادیۃ عشرۃ زوجی ابو زرع وما ابو زرع اناس من حلی اذنی وملأ من شحم عضدی

وبجحنی فبجحت الی نفسی ووجدنی فی اہل غنیمۃ بشق فجعلنی فی اہل صہیل واطیط ودائس ومنق فعندہ اقول فلا اقبح وارقد فاتصبح واشرب فاتقنح ام ابی زرع فما ام ابی زرع عکومہا رداح وبیتہا فساح۔ ابن ابی زرع فما ابن ابی زرع مضجعہ کمسل شطبۃ وتشبعہ ذراع الجفرۃ۔ بنت ابی زرع طوع ابیہا وطوع امہا وملء کسائہا وغیظ جارتہا جاریۃ ابی زرع فما جاریۃ ابی زرع لا تبث حدیثنا تبثیثا ولا تنقث میرتنا تنقیثا ولا تملأ بیتنا تعشیشا قالت خرج ابو زرع والاوطاب تمخض فلقی امرأۃ معہا ولدان لہا کالفہدین یلعبان من تحت خصرہا برمانتین فطلقنی ونکحہا فنکحت بعدہ رجلا سریا رکب شریا واخذ خطیا واراح علی نعما ثریا واعطانی من کل رائحۃ زوجا قال کلی ام زرع ومیری اہلک فلو جمعت کل شیء اعطانی ما بلغ اصغر آنیۃ ابی زرع۔ قالت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قال لی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کنت لک کابی زرع لام زرع۔

یعنی حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ گیارہ عورتیں بیٹھیں تو انہوں نے باہم عہد و پیمان کیا کہ اپنے اپنے شوہروں کے حالات میں سے کچھ بھی نہ چھپائیں گی۔ پہلی نے کہا میرا شوہر دُبلے اونٹ کا گوشت ہے۔ جو سخت چڑھائی والے پہاڑ کی چوٹی پر ہے نہ تو سہل ہے کہ اُس تک چڑھ کر پہنچا جائے نہ فربہ ہے کہ اُس کا مغز حاصل کیا جائے۔ دوسری نے کہا کہ میرا شوہر ایسا ہے کہ میں اُس کی خبر شائع نہیں کرتی ہوں بیشک میں ڈرتی ہوں کہ میں اُس کو چھوڑ نہ دوں اگر میں اُس کا ذکر کروں تو اُس کی پیٹھ کا کوڑ اور اس کی ناف کی بلندی بیان کروں۔

تیسری نے کہا میرا شوہر بہت لمبا بدخُلق ہے اگر میں بولوں تو طلاق دے دی جاؤں - اور اگر چپ رہوں تو معلق چھوڑ دی جاؤں - چوتھی نے کہا میر اشوہر مدینہ طیبہ کی رات کی طرح ہے کہ نہ اس میں شدید گرمی ہے نہ سخت سردی ہے - نہ خوف ہے نہ ملال ہے - پانچویں نے کہا میرا شوہر اگر گھر میں آتا ہے اپنے مال و متاع سے بے خبر ہو کر چیتے کی طرح لیٹ کر سوتا ہے - اور اگر گھر سے نکلتا ہے شیر کی طرح بہادر اور دشمنوں کا خونریز بن کر نکلتا ہے اور جو مال و متاع میرے سپرد کیا اُس کو نہیں پوچھتا - چھٹی بولی میرا شوہر اگر کھائے گا تو مختلف قسم کے کھانے سب چٹ کر جاتے گا اور اگر پیئے گا سب پی جائے گا - اور اگر لیٹے گا تو چادر میں اکیلا لیٹ جائے گا اور ہتھیلی کپڑوں میں نہیں داخل کرتا ہے کہ میری محبت جو اُس سے ہے اور اُس کی بے التفاتی کے سبب جو غم مجھ کو ہے - وہ معلوم کرے - ساتویں بولی میرا شوہر شرارتوں میں غرق ہے نامرد ہے اُس کے سب کام حماقت کی وجہ سے چوپٹ ہیں - ہر ایک بیماری اُسی کی بیماری ہے - تیرا سر پھوڑے یا تیرے جسم کو زخمی کرے - یا تیرے لئے سب اکٹھا کرے - آٹھویں بولی میرا شوہر اُس کی خوشبو زرنب کی خوشبو ہے اُس کا چھونا خرگوش کا سا نرم و نازک چھونا ہے - نویں بولی میرا شوہر بلند ستون والا ہے لمبے پر تلے والا ہے اُس کی راکھ کے ڈھیر بڑے بڑے ہیں - قوم کی نشستگاہ کے قریب اُس کا گھر ہے - دسویں بولی میرا شوہر مالک ہے اور کیسا مالک ہے - مال کا مالک ہے اُس کے اونٹ ہیں جن کے بیٹھنے کی جگہیں بہت ہیں - اُن کے چھوٹے پھرنے کی جگہیں کم ہیں - جب مزہر (ایک قسم کے باجے) کی آواز سنتی ہیں تو وہ اُونٹنیاں یقین کر لیتی ہیں کہ اب وہ ذبح ہونے والی ہیں - گیارھویں بولی میرا شوہر ابوزرع ہے اور کیسا ابوزرع ہے اُس نے میرے دونوں کانوں کو زیوروں سے بھاری کر دیا - اور چربی سے میرے دونوں بازوؤں کو پُر کر دیا - اُس نے مجھ کو مقام شق میں تھوڑی سی بکریوں والوں کے اندر پایا تو اُس نے مجھ کو اُن میں رکھا جو گھوڑوں اور اونٹوں اور کھیتوں اور چوپایوں کے مالک ہیں تو اُس کے پاس میں بات کرتی تو بُرا نہیں کہی جاتی - رات کو سوتی تو صبح تک نیند بھر کر سوتی اور پانی جی بھر کر اطمینان سے سیراب ہو کر پیتی - ابوزرع کی ماں تو کیسی ابوزرع کی ماں ہے اُسکے

برتن بڑے بڑے ہیں اُس کا گھر بہت کشادہ ہے - ابوزرع کا بیٹا تو کیسا ابوزرع کا بیٹا ہے اُس کی خوابگاہ کھجور کی لکڑی کا چکنا تختہ ہے اور بکری کے چار ماہ بچے کی ایک دست اُس کو شکم سیر کر دیتی ہے - ابوزرع کی بیٹی تو کیسی ابوزرع کی بیٹی ہے - اپنے باپ کی فرمانبردار ہے - اپنی ماں کی اطاعت گزار ہے اپنی چادر کو اپنے جسم سے بھر دینے والی ہے اور اپنی سوت کی جلن کا باعث ہے - ابوزرع کی کنیز اور کیسی ابوزرع کی کنیز ہے - ہماری بات کو پھیلاتی نہیں - ہمارے کھانے کو خراب نہیں کرتی ہمارے گھر کو کوڑے سے بھرا نہیں رہنے دیتی - وہ بولی ابوزرع ایسے وقت نکلا کہ گھی نکالنے کے لئے دودھ کے مشکیزوں میں دہی جمایا جا رہا تھا تو ایک ایسی عورت سے اُس کی ملاقات ہوئی جس کے ساتھ اُس کے دو بچے تھے جو اُس کی پُشت کے درمیانی حصے کے نیچے دو چیتوں کی طرح دو اناروں سے کھیل رہے تھے - تو اُس نے مجھ کو طلاق دے دی اور اُس سے نکاح کر لیا - تو میں نے اُس کے بعد ایک شریف سردار مرد سے نکاح کر لیا - جو عمدہ تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوا اور نیزہ خطی اُس نے لیا اور میرے پاس بہت سے چار پائے لایا اور ہر قسم کی راحتیں مجھے دوگنی دوگنی دیں - اور کہا کہ اے اُمِّ زرع تو خود کھا اور اپنے میکے والوں پر بھی بخشش اور احسان کر تو اگر میں اُن تمام چیزوں کو جمع کرتی جو اُس نے مجھے دیں تو وہ ابوزرع کے سب سے چھوٹے برتن بھر بھی نہ ہوتیں -

حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسے اُمِّ زرع کے لئے ابوزرع - یہ حدیث شریف بخاری شریف میں بھی ہے - ترمذی شریف میں بھی ہے - نسائی شریف میں بھی ہے دیگر کتب احادیث میں بھی ہے - عبارات مختلفہ کے ساتھ روایت کی گئی ہے - یہ حضور اکرم سید العٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا کمالِ تواضع ہے کہ حسنِ معاشرت میں اپنی ذاتِ اقدس کو ابوزرع کی طرح فرما رہے ہیں فَتَنَبَّهْ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُعَانِدِيْنَ - چنانچہ بعض روایات میں ان الفاظ کا اضافہ ہے -

إِلَّا أَنَّهُ طَلَّقَهَا وَإِنِّي لَا أُطَلِّقُكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي لَأَنْتَ خَيْرٌ لِي مِنْ أَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حضرت سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا میں تیرے لئے ایسا ہوں جیسا اُمّ زرع کے لئے ابوزرع۔ مگر یہ کہ ابوزرع نے اُمّ زرع کو طلاق دی اور بیشک میں تجھ کو طلاق نہ دوں گا۔ تو حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی بیشک حضور میرے لئے اُس سے بہتر ہیں۔ جیسا اُمّ زرع کے لئے ابوزرع تھا۔

قصیدۂ مُبارکہ بترتیبِ صحیح

علیحدہ در ذکر عُروسانِ حجاز کہ در حدیث بخاری و ترمذی و مسلم مذکورند

یاد وہ مجمعِ رنگینِ عروسانِ حجاز
اور بیاں کر چھپائیں گی نہ حالِ شوہر

تنگ و چست انکا لباس اور وہ جوبن کا اُبھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لیکر

یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامے سے بروں سینہ و بر

خوف ہے کشتیٔ ابرو، نہ بنے طوفانی
کہ چلا آتا ہے حُسن ابلے کی صورت بڑھکر

مادرِ زرع کی شاداب تھی کشتِ اُمید
برقِ خرمن وہ طلاق اور نکاحِ دیگر!

رنگِ عشرت سے کسی گل پہ نکھرتا جوبن
خارِ حسرت سے کسی پھول کا پہلو مضطر

داغِ حرماں کا کوئی چاند کا ٹکڑا سا کی
مصلحت تھی کہ توجہ نہ ہوئی اُن کی اِدھر

علیحدہ اشعارِ تشبیب

خامہ کس قصد سے اُٹھا تھا کہاں جا پہنچا
راہِ نزدیک سے ہو جانبِ تشبیب سفر

آج فردوس میں کس کانِ حیا کا ہے گذر
حکم ہے سبزۂ بیگانہ کو باہر باہر

بخیۂ تارِ نگہ و سوزنِ مژگاں سے کرے
آج آنکھوں میں ہے اک بلبلِ بیباک نظر

ڈاٹھے آنکھ رہے اپنی طرف آج نگاہ
ہے یہ خود بینی خدا بینی کی جانب مُنجر

پتلی اندھا نہ بنا سب ہیں فلک سے شفاف
سات پردے ہیں نمائش کے ڈھل سان بچھیر

مردمِ دیدہ نظر بند ہیں۔ اب لے کے عصا
پہرہ دیتا رہے دُنبالۂ سُرمہ در پر

تھیں جو بے پردہ عنادل میں عروسانِ چمن
شرم سے لیتی ہیں دامانِ صبا اب موُنھ پر

چلمنیں چھوڑ دو پلکوں کی چکیں ڈال دو جلد
کہہ دو مردم کو کہ دامانِ نگہ لے موُنھ پر

نیل ڈھل جائیگا آنکھوں کا فلک یاد رہے
فا اگر یوں ہی رہی آج بھی چشمِ اختر

آنکھیں ہو جائینگی اے ماہ جہاں دیدہ سپید
چشمِ بد دُور ہوا تو کبھی بہت شوخ نظر

گرچہ دستِ ہوس ہر تنے امن ہے بری
مگر آوارۂ ہر جا ہے عروسِ خاور

رُوحِ معشوقہ سے بے غش تھی پر اب دخل نہیں
بار پائے مزے آغوشِ بدن میں لے کر

شوخ دیدہ کو رکھیں اہلِ چمن آنکھوں میں
نرگس از بس ہے پریشاں نظری کی خوگر

خاک اڑاتی پھری آوارہ بہر دشت و چمن
اب حضوری کی ہوا سر میں ہے اے بادِ سحر

خدمتِ گشت معاف آج رہے گوشہ نشیں
حکمِ سرکار ہے او بندۂ داغیٔ قمر

ردشیں آئنہ چرخ آئنہ پرتو کا ہجوم
سر اشجار شجر ہیں تہِ اشجار شجر

غمِ صیاد سے فارغ ہیں عنادل کہ یہاں
سب زمیں آئنہ ہے دام چھپے گا کیونکر

عکس باہم سے عجب لطف صفا نے بخشا
سبز ہیں لالہ و گل سبزہ و اوراق احمر

یہ بنا تختِ زمرد وہ بنا افسرِ لعل
واہ کیا سبزہ و گل نے ہیں دکھائے جوہر

علیحدہ در مدحتِ اُمّ المومنین محبوبۂ سیّد المرسلین حضرت سیّدتنا صدّیقہ بنت الصدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حور و ذُرّیت کیلئے شوق سے آنکھیں دھو لیں
ہیں کہاں مالنیں سرکار کی عفّت حرمت
چمنِ قدس کے بیلے کا جبیں پر چھپکا
باغِ تطہیر کی کلیوں سے بنائیں کنگن
تنِ اقدس میں لباس آیۂ تطہیر کا ہو
یا حُمیرا کا تنِ پاک پہ گلگوں جوڑا
بانو! تیرا سراپردۂ عفّت وہ رفیع
لبس کر جز حضرتِ شہ دل میں نہیں اور کی جا
سورۂ نور نے کالے کئے مونھ اعدا کے
تیری تدقیق پہ غش حیدر و نجلِ ہاشم
کوئی خاتون تری طرح کہاں سے لائے
تیرے جلوے سے رہی مسندِ افتا روشن
جبرئیل اور تجھے تسلیم بایں قدرِ جلیل
عاق وہ ناخلفِ کورنمک ناحق کوش
غم رسانی ہے جب ان ماں کی خاطر رہِ خلد
تب بھی خوب ہی نکلے گا تپ محشر میں

اسی سرکار کا مملوک ہے حوضِ کوثر
کہہ دو مُجرے کو بڑھیں پھولوں کا گہنا لیکر
نحنُ اقربُ کی چنبیلی سے گلے کا زیور
آیۂ نور کا ماتھے پہ منوّر جھومر!!
سورۂ نور کا سر پر گھر آیا معجزا!
لمّیمنی کے دُرِ آویزۂ گوشِ اطہر
جس میں بے اذن نہ ہو روحِ قدس کا بھی گزر
شاہزادوں سے بھی خالی ہے کنارِ اطہر
لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلیٰ کُلِّ شَقِیٍّ اَکفر
تیری تحقیق کے قائل عمر و ابنِ عمر
باپ صدیق سا اور ختمِ رُسل سا شوہر
عہدِ صدیق سے تا دورِ جنابِ حیدر
وزرا مُجرئی بانوئے سلطاں ہیں مگر
تجھ سے جو دل میں رکھے سوءِ عقیدت تل بھر
وائے اُس پر کہ غمیں جس سے ہے تجھ سی مادر
آج جس دل میں ترا سوءِ ادب ہے تل بھر

گو سیہ کار ہے لیکن کلمے سے بے اُمید
تیرے بیٹوں میں گنا جائے یہ ننگِ مادر

اس کے بعد کے اشعار دستیاب نہیں ہوئے۔

تمّت

وَبِعَوْنِ اللّٰہِ تَعَالیٰ وَبِعَوْنِ حَبِیْبِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلَّمْ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

سلسلۂ اشاعت نمبر ۲۶

اظہارِ حقیقت
بر ماتم اوراقِ غم

جس میں اسباب مخالفت اوراق غم و حقیقتِ جماعت المسلمین دکھاتے ہوئے اعتراف حق کرکے مخالفین کی حق پوشی کا پردہ کھولا ہے +۔

از

علامہ حکیم ابو الحسنات سید محمد احمد خطیب مسجد وزیر خان لاہور

پبلشر

بزمِ تنظیم (شعبہ تبلیغ جماعت مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور) متصل مسجد وزیر خان لاہور

(کتب خانہ محمد خوشنویس مسجد وزیر خان لاہور) (مقبول عام پریس بیرون دہلی دروازہ لاہور)

خدا شرے برانگیزد کہ خیرے دران باشد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سنگ بدگوہر اگر کاسۂ زرین شکند   قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود۔

عرض حال

اوراق غم میری ایک تاریخی کتاب ہے۔ جسے تالیف کئے آج سات سال ہو جاتے ہیں۔ اور یہ میری پہلی تالیف ہے جو فن تاریخ میں لکھی تھی چونکہ مجھے ریاست الور کے قیام میں روافض کی حقیقت اتنی ظاہر تھی۔ کہ یہ جماعت قرآن کی منکر ہے خلفاء راشدین کو گالیاں دیتی ہے۔ میں نے قیام الور میں ان کا رد شروع کیا عوام جہلا محرم میں تعزیہ داری وغیرہ اس کثرت سے وہاں کرتے تھے کہ روافض کے صرف دو یا تین تعزیہ نکلتے تھے۔ اور سنیوں کے سینکڑوں کی تعداد میں۔ مجالس ماتم میں زیادہ اجتماع سنیوں کا ہی ہوتا تھا۔ مہندی جتنی زیادہ تعداد میں نکلتیں۔ وہ عام طور پر سنی جہال کی طرف سے غرضکہ اس کا سدباب کرنے میں اسقدر مساعی کی گئیں۔ کہ عشرہ کے جلسے مقرر کئے جس سے بفضلہ سنی راہ راست پر آئے لیکن پھر بھی تعزیہ داری کا سلسلہ باقی رہا۔ اسی حالت میں مجھے فرمائش کی گئی۔ کہ ایک کتاب تاریخ شہادت پر لکھوں چنانچہ جو کتابیں مجھے وہاں میسر آئیں۔ اُن سے میں نے اس کتاب کو جمع کیا جس کی فہرست دیباچہ کتاب میں لکھ چکا ہوں۔ اُس کے ساتھ معذرت

بھی پیش ناظرین کی ہے۔ کہ اگر کسی مقام پر کہیں غلطی یا لغزش ملاحظہ فرمائیں تو دامن کرم سے اُسے مخفی فرما کر زبان طعن دراز نہ کریں۔ بلکہ فقیر کو اس غلطی سے مطلع فرما کر مشکوریت کا موقعہ بخشیں۔

چنانچہ اُس پر اگر عمل کیا تو دہلی سے میرے ایک مخلص دوست نے کیا کہ مجھے برادران یوسف علیہ السلام اور فضائل صحابہ کے اندر ایک عبارت کی اصلاح بجے ہوئے لکھا۔ اس واقعہ کو دو سال گزر جاتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہی جب کہ مفتی عبدالقادر عبدالحمید کے پردہ میں مجھے الوری رافضی لکھ رہے تھے میں نے اسی وقت ایک دو ورقہ میں عبدالحمید وغیرہ کی شر انگیزی دکھاتے ہوئے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ اور اوراق غم کے ساتھ وہ پرچہ جلنے لگا۔ ان کی حسد پروری کی سزا خدا نے انہیں دی اور وہ انجام ہوا۔ جو اہالیان لاہور نے دیکھا۔

پھر ہاشم علی نامی ایک شخص نے شاہی جنتری والد قبلہ کو لا کر دکھائی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر علماء احناف سے اُس پر ریویو کرایا چونکہ اُس جنتری میں کوئی بیدینی نہ تھی۔ سب نے ریویو کر دیا۔ پھر ۱۹۳۳ء اور ۱۹۳۴ء کی جنتری میں وہ کھیل کھیلا اور اُس نے غلط حوالہ کتابوں کے لکھ کر صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے ایمان پر چوٹ کی۔ حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں وہ گستاخیاں کیں۔ العیاذ باللہ۔ حتیٰ کہ حضرت علی کو مجسم اللہ علی لکھ مارا۔ بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھا کہ حضور سے حضرت علی کو افضل لکھ گیا۔ اس پر والد قبلہ نے اُس کا رد کیا۔ پھر کیا تھا۔ وہ والد قبلہ کے منہ آتے آتے مجھ پر بھی حملہ کرنے لگا۔ حالانکہ

مجھے نہ اس کی جنتری کا علم تھا۔ نہ میں اُسے جانتا تھا۔ لیکن جب "باپ بیٹا" عنوان کا پرچہ نظر سے گذرا تو اُس کی جنتری دیکھی۔ تو ظاہر ہوا کہ یہ تو کوئی رافضی ہے لیکن اُس کے حملوں پر سکوت کیا گیا کیونکہ بہت سے اعتراضات محض لایعنی تھے۔ اور ایسے لایعنی کہ اردو خوان خود انہیں دیکھکر اس کی جہالت کا اندازہ کر سکتا تھا۔ منجملہ اُس کے اُس نے لکھا تھا۔ کہ اوراق غم کے صـ ۱۱۱ پر وفات سید المرسلین میں تمہیدی مضمون جو میں نے لکھا ہے۔ اسے کاٹ کر لکھا۔ اور اصل مضمون یہ ہے:-

"جس سرو سہی نے چمن وجود میں بلندی حاصل کی۔ اُسے ارّہ فنا نے بیخ و بن سے کاٹا جس نہال تازہ نے گلشن حیات میں نشو و نما پائی تیر ممات نے اُسے فنا کیا۔

کدامی سرو را دادا و بلندی   کہ بادش خم نہ کرد از دردمندی"

اس پر آپ جہالت میں آکر مجھے لکھتے ہیں"۔ موذی مفتری مؤلف اوراق غم سن اور کان کھولکر سن۔ تیرا امام اہلسنت ہونیکا دعویٰ جھوٹا ہے۔ تو کذاب دریدہ دہن ہے"۔ الخ۔ غرضکہ ایسی ایسی بیہودہ چیزیں وہ لکھکر اپنی جہالت دکھاتا رہا۔ میں نے التفات نہ کیا۔ اور واذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما پر عمل کیا۔

پھر جب فیصلہ کن مناظرہ مسجد وزیر خان میں ہوا۔ اور تمام مسلمانان لاہور پر واضح ہوگیا۔ کہ فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ اور ثناء اللہ امرتسریہ یہ سب ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں۔ اور اثناء مناظرہ میں مولوی ثناء اللہ

کو جب مولوی احمد علی کی جماعت نے اسٹیج پر براجمان کرایا۔ تو لوگوں نے علی الاعلان کہہ دیا کہ جمعیت الاحناف حقیقتاً جمعیۃ الثنائیہ ہے۔

اسمیں میرا کیا قصور تھا جیسا کیا ویسا پایا!!

دوسرے جمعیۃ الاحناف کے سکریٹری نے تحریر میں لکھا تھا۔ کہ مناظرہ کیلئے مولوی اشرف علی کو لائینگے۔ یا اُن کے وکیل مناظرہ کو اور مناظرہ حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد۔ صراط مستقیم اور تحذیر الناس کی عبارات کفریہ پر ہوگا۔ مگر مولوی اشرف علی کو تو آنا تھا نہ آئے اور چونکہ وہ کم از کم عالم ہی سمجھے جاتے تھے کہ میں اپنے کفر کا وکیل کیسے بنا سکتا ہوں انہوں نے بہت کچھ ٹالا جب نمائندے مصر ہوئے تو مجبوراً انہوں نے ایک رقعہ لکھ دیا جس میں لکھا کہ حفظ الایمان کی عبارت کی تفہیم کیلئے فلاں فلاں کو میں بھیجتا ہوں۔ چنانچہ اسی معاملہ میں دو دن نکل گئے مگر اخیر میں مولوی ثناء اللہ کی مدد لینے نے ان کا رہا سہا بھرم خاک میں ملا دیا۔ کافی رسوائی ہوئی میں بوجہ بیماری اہلیہ اپنی پریشانی میں تھا۔ اس وجہ سے ایام مناظرہ میں میں شریک مناظرہ بھی نہ ہو سکا۔ اور ناظم جمعیۃ الاحناف نے جب بات بگڑتی دیکھی۔ فوراً کوتوال صاحب سے کہا۔ کہ اب نقص امن کا خوف ہے۔ انہوں نے "قانوناً" جلسہ بند کر دیا۔

پھر کیا ہوا؟

یہ سب جماعت مذبوحی حرکات کے لئے رفقہ کی متلاشی رہی۔ کہ اخصم علی کی آواز جو جائے خلاف سنی۔ بلا خوف مذہب اس کی مچھیڑ جا نقیوڑی جب

دیکھا کہ اس پر بھی ہمارا کام نہ بنا اور سمجھا کہ جمعیۃ الاحناف کا نام تو بدنام ہو چکا ہے فوراً جماعت المسلمین نام رکھ کر چند خوارج شریک کر کے اس کے پردہ میں مجھ پر حملہ شروع کر دیئے۔ لیکن ان حملوں میں یہ ضرور کہوں گا کہ بعض حملے میرے حق میں مفید ہوئے کہ مجھے میری غلطی پر اطلاع ملی۔

اس امر میں میں جماعت المسلمین کا مشکور ہوں۔

اس لئے کہ نہ صرف میں بلکہ ہماری جماعت بفضلہٖ ہمیشہ سے حق گو اور حق نوش و حق نیوش رہی ہے۔ قبول حق میں ہمیں کبھی عار نہ ہوئی اور خدا کرے کہ کبھی مثل مولوی اشرف علی یا دیوبندی وہابیوں کے ہمیں ضد آئے۔ خدا حق نوشی حق گوئی حق نیوشی پر ہی خاتمہ فرمائے۔ آمین۔

یہ حملہ کیوں کیا اور اوراق غم کیوں اٹھایا؟

محض اس خیال خام میں کہ اس میں تقریظیں مولوی سید احمد اور حضرت قبلہ کی ہیں وہ بدنام ہوں اور خاک بدہن بدخواہ حزب الاحناف کو قوی صدمہ پہنچے جس میں اس وقت کافی تعداد منتہی طلباء کی دورہ حدیث کر رہی ہے اور ستر کے قریب دیگر علوم منطق فلسفہ دینیات کے طلباء ہیں۔ مگر ع

این خیال است و محال است و جنون

اور یہ خبر نہیں کہ وہ اپنی تقریظوں میں صاف لکھ رہے ہیں۔ کہ اگرچہ من اولہٖ الی آخرہٖ نہ دیکھ سکا۔ مگر بعض مضامین مختلف مقامات سے دیکھے۔ عمدہ تحقیق کی ہے۔ اور مخالفین بد آئین کو دندان شکن جواب دیئے ہیں۔ پھر آگے تحریر فرمایا ہے۔ اس کتاب میں بوجہ رعایت فصاحت و بلاغت و طرز ناول جو

فی زمانہ عام پسند ہے۔ مسلک ادب عالمانہ کا البتہ بعض جگہ خیال نہیں رہا ہے۔ رہیں وہ روایتیں جن میں حضرت خاتون جنت سیدنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی گریہ وزاری کا فراق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر گریہ وزاری اہل بیت کرام کا حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے غم میں کیا گیا ہے وہ روایتیں اول تو مختلف فیہ ہیں۔ الخ

اسی طرح عزیز از جان مولوی ابو البرکات سید احمد لکھتے ہیں۔ اس کتاب کو فقیر نے چند روز تک اپنے پاس اس غرض سے رکھا کہ میں اس کو از اول تا آخر بغور پڑھوں۔ اور خطا تھا دس۔ اور اگر بعض امور میرے فہم ناقص سے بالاتر ہوں تو حضرت مؤلف ممدوح کی خدمت میں گذارش کروں لیکن ایک جانب تو دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کی مفوضہ اسباق دوسری جانب فتویٰ نویسی۔ الخ

غرضکہ ہر دو حضرات بالاستیعاب نہ دیکھ سکے۔ لہٰذا ان پر اعتراض بیجا ہے اور مخلصانہ تحقیق ہوتی تو میری ابتدائی معروض کے مطابق مجھے مطلع کرتے مگر جہاں اپنی رسوائی کا انتقام لینا مقصود ہو وہاں حقائق حق کہاں۔ اور چونکہ میں زمانہ تالیف میں انسداد فتنہ ارتداد میں بھی مشغول تھا جلدی جلدی مسودہ لکھ کر یہاں لاہور بھیجا۔ اور یہاں کی عدیم الفرصتی اس کے مطالعہ سے مانع رہی۔

افسوس ہے مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند
سگ را بپرس خشم تو با ماہتاب چیست

خیر مختصر یہ کہ مجھے قبول حق میں کبھی عار نہیں۔ میں اُن غلطیوں کا اعتراف

کرتا ہوں جو اوراق غم میں ہوئیں۔ شعر

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش عذر بدرگاہ خدا آورد۔

ناظرین کرام کو چاہیئے۔ کہ مندرجہ ذیل مقامات پر اوراق غم میں اصلاح فرمائیں:۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۷	شکار تیر مذلت	مزلت ز سے ہے۔ فازلہما الشیطان کی طرف اشارہ ہے۔
۶۳	۳	آتا ہوں سینہ کوٹتا ہوا آیا	روتا ہوا آیا۔
۱۷۱	۱۷	تو اب نظر سفلا میں اس کا زوال لازمی ہوا	تو اب ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو کر اس کا اپنے مبدء اصلی کی طرف لوٹنا ضروری ہو گا۔
۱۷۱	۸	ولادت علی کرم اللہ وجہہ	یہ ایک روایت ہے معلوم کہاں تک صحیح ہے اسے بھی نکال دیں
۱۷۳	۱	محل علمائے مشتق ہے	اس میں کوئی بھی نہیں بلکہ یہ معنی ہر یا پسند کو حذف کر دیں
۳۰	۳ - ۱۷	بیوقوفوں، بیرحموں	انہوں نے لکھے ہیں۔
۱۷۶	۱۷	خلافت پر اُترے تھے	اس سے اوپر کی عبارت یوں پڑھیں صاحب حدیقۃ المذاہب نے رافضیوں کے مذہب کی تردید میں اپنی مسدس میں خوب لکھا ہے۔
۲۹۳	۵	زہے ماتم آل محمد	اس شعر کو کاٹ دیں۔
۳۰۸	سطر اول سے	ہم تو سر بکف ہیں	یہ کسی کا مسدس رقت آمیز لکھ دیا تھا۔ اس سارے مسدس کو نہ پڑھیں۔

غرضکہ جماعت المسلمین کے پمفلٹ کو جانے اور اوراق غم کا غلط نامہ بھی

اور اصلاح کریں۔ دوسرے ایڈیشن میں ہم کافی تحقیق کے ساتھ خود مضامین بدل دیں گے۔ اور جماعت المسلمین نے اپنے بدعت کے جام جم میں سلسلہ حنفی کے متعلق جو اعتراض کیا ہے۔ اُس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جماعت المسلمین درحقیقت ایک نمائشی نام ہے۔ ورنہ یہ وہی ہیں جو تنقیص شان سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والوں کی پردہ پوشی کرتے ہیں۔ مگر ہمارے عقیدہ میں حضور سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعطاء الٰہی مختار عالم ہیں اور یہی تمام اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ اوراق غم کی غلطیاں جن سے جماعت المسلمین مجھے شیعہ لکھ رہی ہے۔ اُس سے مجھ پر کیا حکم لگتا ہے۔ علماء احناف سے اگر استفتاء کیا جائے گا۔ تو غایت مافی الباب ان اغلاط کی صحت پر اصرار کرنے والے کو گنہ گار کہہ سکینگے۔ اور میں تو اُن غلطیوں کو تسلیم کر رہا ہوں کیا اس قسم کا غلط پروپیگنڈا پھیلانے سے وہ اپنے دیوبندی مولویوں کے کفر کو اٹھانا چاہتے ہیں۔

مجھے رافضی لکھکر

تو رافضی کہنے والے خود رافضی بنے۔ اس لئے کہ رافضی وہ ہے جو سب شیخین کرے۔ قرآن کریم کو محرف مانے۔ ماتم کرنے والا۔ تعزیہ نکالنے والا گنہ گار ہوگا۔ نہ کہ خالص رافضی بیدین ہو جائے۔ اس لئے کہ یہ افعال کرنے والا عاصی اور سخت گنہگار ہے۔ روافض کا کفر تو ان کے عقائد کی وجہ میں ہے خیر اب دعا ہے۔ کہ جس طرح ہم نے اپنی غلطیاں تسلیم کیں

خدا کرے کہ اسی طرح

مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ ان کے علماء حفظ الایمان وغیرہ کی عبارتوں سے رجوع کا اعلان کردیں۔ اور ہمیشہ کے لئے تائب ہو کر زمرہ مسلمین میں داخل ہو جائیں۔ آمین ثم آمین۔ اور خدا کرے۔ کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری بھی اب آخری وقت اپنے چالیس وجہ کے کفر سے توبہ کریں۔ جو ان کے اساتذہ اور نجدی مولویوں کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اب

آخری عرض یہ ہے کہ

اوراقِ غم محض ایک تاریخی کتاب ہے۔ اُس کو اعتقادات سے کوئی تعلق نہیں یہی وجہ ہے کہ میں نے جماعت المسلمین کے پمفلٹ کو اپنے اوراقِ غم کا غلط نامہ تسلیم کیا ہے۔ اسواسطے کہ اگر اس کی تمام روایات کی بھی کوئی مخالفت کرے تو ڈر سے ہیں اُس پر کوئی اعتراض نہیں۔ ہاں خبر یہ تعلیم کی سرخی جو بدعت کے جام جم میں قائم کی ہے۔ اور ہمارے سلسلہ دینیات کے پہلے نمبر پر حملہ کیا ہے۔ اس کے متعلق ہم بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے۔ وہی ہمارا مذہب ہے۔ اور ان کا اعتراض بالکل غلط ہے۔ باقی صرف اوراقِ غم کے متعلق جو بھی لکھیں۔ اُس پر ہمیں عذر نہیں۔ مگر انصاف یہ چاہتا تھا کہ وہ انصاف سے کام لے کر جہاں بعض اشعار میں سے چند الفاظ

لے کر نقل کر دیئے ہیں۔ وہاں اوراقِ غم کی وہ عبارتیں بھی درج کر دیتے جن میں رافضیوں کا میں نے رد کیا ہے۔ جو مشتے نمونہ از خروارے درج ذیل ہیں:-

اوراقِ غم صفحہ ۱۰۸ "اے پسرِ عوف محض آنسوؤں سے رونا تو سبب رحمت ہے۔ میں نے جو منع کیا ہے وہ منہ اور سینہ کو پیٹنے کپڑے پھاڑنے کو کیا ہے"۔ آگے حدیث ہے۔

اوراقِ غم صفحہ ۱۶۸ "اُس کے (خلافت) متعلق حضرات شیعہ نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ اپنی عداوت باطنی کی وجہ سے بہت لمبا چوڑا قصہ بنا گئے ہیں"۔

اوراقِ غم صفحہ ۱۷۹ "مگر ہاں سب و شتم کی وہی جرأت کر سکتا ہے جو رفض امر شیر خدا کرے اور حضرت علی کو اپنا پیشوا زبان سے ہی ماننے اور دل میں ان کی کوئی وقعت نہ رکھے"۔

اوراقِ غم صفحہ ۱۸۰ "اب وہ حضرات جو سب شیخین کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔ ان کے متعلق ہم اس رسالہ میں کچھ لکھ کر لطف مضمون کو خراب کرنا نہیں چاہتے۔ مگر ہاں اتنا کہنا بے جا بھی نہیں سمجھتے کہ وہ شیر خدا کو دروازہ عرفان سمجھکر اس محل عرفان کی دو دیواریں منہدم کر کے اس محل کو غیر محفوظ کر چکے ہیں۔ جس مکان جس قلعہ میں دروازہ مستحکم ہو اور دیواریں منہدم وہ قلعہ کبھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ یہی سبب ہے کہ ان حضرات نے اس ضد میں کہ جامع قرآن عثمان رضی اللہ عنہ بھی ہیں قرآن کریم تک سے انحراف کر کے قرآن کریم کو محرف مانکر اپنا حصہ

اسلام سے بھی چھوڑ دیا۔"

اس قسم کے بہت سے مضامین تھے

جو اوراقِ غم میں ہیں۔ مگر جہاں حسد و عناد ہو۔ وہاں حق گوئی سے کیا تعلق۔ فدک کے مسئلہ پر میں نے اوراق غم کے صفحہ ۱۴۲ میں کافی بحث کی ہے۔ مگر جہالت و حسد کا بُرا ہو۔ کہ محض باقتضائے مضمون جو اشعار رقت آمیز لکھے۔ انہیں جوشِ انتقام میں فتوی بنا کر عوام میں فتنہ پھیلا دیا۔

اب ذرا جماعت المسلمین اور دیوبندی جماعت کے عقائد کو بھی ملاحظہ فرمالیں:۔

شیطان و ملک الموت کو حضور سے زیادہ علم تھا

براہین[1] قاطعہ ص۵۱۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

صحابہ کرام کو معاذ اللہ کافر کہنے والا سنی ہے۔

فتاویٰ[2] رشیدیہ حصہ دویم ص۱۲۔ جو صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے۔ وہ ملعون ہے۔ ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے۔ اور

۱؎ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ ۲؎ مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی۔

وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت وجماعت سے خارج نہ ہوگا۔

حضور جیسا علم معاذ اللہ بچے پاگلوں اور جانوروں کو ہے۔

حفظ الایمان[1] ص۷۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے۔ کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے اور اگر تمام علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے۔

خدا معاذ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے

براہین[2] قاطعہ ص۳۔ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا ہے۔ بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے۔ اور بہت سی کتابوں میں اس مسئلہ کو بڑے شدومد سے لکھا ہے۔

رحمۃ للعالمین حضور کی صفت خاص نہیں

فتاویٰ[3] رشیدیہ حصہ دوئم ص۱۳۔ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ

۱؎ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی۔ ۲؎ مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی۔ ۳؎ مصنفہ رشید احمد گنگوہی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔
علاوہ اس کے ان حضرات کی بہت سی ایسی چیزیں ہیں۔ جو

کفر و اسلام کا سوال۔

پیدا کرتی ہیں۔ جو انشاء اللہ کسی اور موقعہ پر نذر ناظرین کی جائیں گی۔

آخری معروض

ہم بفضلہ تعالیٰ حنفی سنی ہیں۔ رہی غلطی تو الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔ ہمارا یہ کام نہیں کہ قبول حق میں عار کی جائے۔ اب اس جماعت والوں کو بھی اللہ توفیق توبہ دے جو دیوبندی مولویوں کی طرفداری میں ایمان کی طرف سے بے پرواہ ہیں۔ میں نے اراکین دائرۃ الاصلاح کو حقیقت حال سے مطلع کر دیا ہے۔ اور میری تصدیق پر انہوں نے اپنا اطمینان کر کے ایک اشتہار بعنوان "عزاداری حسین کی حقیقت" شائع بھی کر دیا ہے جس سے حق پسند طبائع حقیقت حال معلوم کریں گی۔ اور آئندہ میری نسبت غلط فہمی میں نہ پڑیں گی۔

فقیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد
خطیب مسجد وزیر خان لاہور۔

عرض ضروری

ازجانب سکریٹری بزم تنظیم مسجد وزیر خان لاہور

چونکہ ہاشم علی کی اشتہار عزاداری حسین میں نہایت چالاکی سے کام لیا گیا تھا۔ یعنی مشتہر کا نام نہایت باریک قلم سے لکھ کر عوام کو جلی خط سے حضرت مولانا کا نام دکھا دیا۔ لیکن الحمد للہ اس کی فریب کاری بہت جلد ہی ظاہر ہو گئی اور دائرۃ الاصلاح نے اس کا دجواب دیا۔

اب بالخصوص برادران ملت سے گزارش ہے۔ کہ اس پروپیگنڈا میں سکریٹری جمعیت الاحناف اور وہ جماعت جو مناظرہ میں زک اٹھا کر گئی ہے شریک ہیں جنہوں نے خود جمعیت الاحناف کے سکریٹری کو ہاشم علی کیا تو سانپ بار کر نکلے لکھا ہی ہے لہٰذا ایکے دام میں نہ آکر اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کریں لہٰذا بغرض اطلاع یہ پمفلٹ حاضر کر دیا ہے۔ ممکن ہے کہ ہاشم علی کے پردہ میں اس پمفلٹ پر بھی انہیں صبر نہ آئے۔ اور پھر بھی زہر اگلتے رہیں۔ تو ہم مطلع کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ جو چاہیں لکھیں ہم آئندہ جواب دیکر قوم کا پیسہ برباد اور حضرت مولانا کا قیمتی وقت ضائع کرنا نہیں چاہتے۔ ہم وہ کام کرنا چاہتے ہیں جس سے قوم کا بھلا ہو اور عنقریب اوراق غم کا دوسرا ایڈیشن آپ کے سامنے حاضر کیا جائے گا۔ جس کے مطالعہ سے آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ جس سنی کے پاس اوراق غم ہوگی۔ وہ اپنے آپ کو مذہب شیعہ کا بہترین مناظر سمجھے گا۔ اس لئے کہ دوسرے ایڈیشن میں تمہیدی مضمون

خصوصیت سے رد شیعہ کا علیحدہ لکھا جائیگا۔ یہ ایڈیشن زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دو ماہ میں انشاء اللہ مکمل ہو جائیگا۔ اور

ہاشم علی کی جنتری ۳۷ء

میں اس قدر بد اعتقادیاں ہیں۔ جن کے پڑھنے سے ایک سنی مسلمان اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ یہ جنتری والا یقیناً رافضی ہے۔ اگر ملاحظہ کرنا ہو۔۔ تو دفتر بزم تنظیم میں تشریف لا کر ملاحظہ فرمالیں والسلام

(سیکریٹری بزم تنظیم)

اہلسنت کو بدعاتِ محرم سے اجتناب کرنا چاہیئے

اس لئے کہ جس مذہب والے ان بدعات کے مرتکب ہیں وہ آپکے پیشوا خلفاء راشدین کو سب و شتم کرنا اپنا مذہب سمجھتے ہیں لہٰذا آپ حضرات کو غیرت مذہبی کرتے ہوئے ان کے جلوسوں جلسوں سے اجتناب چاہیئے۔

اوراقِ غم کا دوسرا ایڈیشن بعد ترمیم تام عنقریب تیار ہونے والا ہے۔ شائقین مطلع رہیں۔

(سیکریٹری بزم تنظیم لاہور)

عقل و استدلال کی روشنی میں مودودی جماعت پر ایک تنقیدی جائزہ

جماعتِ اسلامی

علامہ ارشد القادری جمشید پور

بریڈ فورڈ لندن ۔ الادارۃ الاسلامیۃ العالمیۃ

نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی

مصباح الظلام علی رد اعداء الاسلام

المعروف

اہل سنت دیوبند کا عرفان (کامل)

پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت علامہ مفتی **محمد عبد الوہاب خان** (القادری) (رضوی)

شرف انتساب

فقیر اپنی اس تالیف ناچیز کو حضور پر نور مولیٰ الکریم فقیہ العظیم فرید الدوراں قطب زماں وحید قرآں سیدی وسندی ومرشدی مولانا الحاج آل رحمٰن مصطفیٰ رضا خاں المعروف مفتی اعظم ہند (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نام نامی واسم گرامی سے منسوب کرتا ہے جن کی نگاہ کرم نے بے شمار لوگوں کو قعر ضلالت و گمراہی سے نکال کر جادہ مستقیم پر گامزن فرمایا جن کا فیضان کرم آج بھی جاری وساری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

شاہا چہ عجب گر بنوازند گدارا

فقیر ابو الرضا عبد الوہاب خاں القادری الرضوی غفرلہ

تقریظ منیر

علامہ جلیل، ناصر ملت، حامی سنت، ماحی بدعت حضرت مولانا السید الشاہ تراب الحق
قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسٹر ندیم دیوبندی نے ایک کتابچہ ترتیب دیا جس کا نام "ایمان اور نماز اہلسنت" رکھا۔ مسٹر ندیم نامی شخص نے اپنی کتاب میں کوئی نئی بات تو نہیں کی ساری وہی پرانی گھسی پٹی باتیں ہیں جن کا جواب صدہا مرتبہ دیا جا چکا ہے۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ نوجوانوں کو گمراہ کرنے کا ایک نیا انداز اختیار کیا گیا ہے گویا نیا جال لائے پرانے شکاری۔ اس کتاب کے طبع ہونے پر عوام اہلسنت میں ایک بے چینی پائی جاتی تھی خصوصاً نوجوانوں کی طرف سے یہ مطالبہ بڑھتا گیا کہ اس کتاب کا جواب ضرور آنا چاہئے۔ میرے مخدوم و محترم فاضل اجل حضرت علامہ مولانا عبدالوہاب خاں صاحب مدظلہ العالی نے اس کا بیڑہ اٹھایا اور اس کتاب کا رد تحریر فرمایا اس کتاب میں اٹھائے گئے تمام سوالات کے مسکت اور دندان شکن جوابات تحریر فرمائے۔ علامہ موصوف کے جوابات پڑھ کر مسٹر ندیم کو یقیناً سخت ندامت اٹھانی پڑے گی نیز جوابات کا انداز سرسری نہیں بلکہ نہایت نفیس تحقیق کے بعد حوالہ کتب تحریر کئے گئے ہیں جو علماء اہلسنت اور عوام اہلسنت کے لئے یکساں فائدہ مند ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صدقے اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور علامہ موصوف کو صحت و تندرستی عطا فرمائے اور حضرت کا سایہ کرم ہم اہلسنت و جماعت پر دراز فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ نبی الکریم علیہ وعلیٰ الہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

الفقیر سید شاہ تراب الحق قادری

12 اکتوبر 1992ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

از : مولانا ندیم احمد قادری صاحب

ایم اے و فاضل دار العلوم امجدیہ۔ کراچی

آج کے پر فتن دور میں جہاں ایک طرف اسلام دشمن طاقتیں عمارت اسلام کو منہدم کرنے کی کوششوں میں مشغول ہیں تو دوسری طرف نام نہاد مسلمان ناموس رسالت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، عظمت صحابہ (علیہم الرضوان) اور تقدس اولیائے کرام پر رکیک حملے کر رہے ہیں اور کوئی اپنی پروفیسری کے زعم میں متفقہ مسائل پر قیاس آرائی کر کے دین میں رخنہ ڈال رہا ہے تو کوئی مفسر قرآن کہلانے والا ایسی مسلمہ شخصیت جسے عرب و عجم اپنا امام و پیشواء تسلیم کرتے ہیں ہدف تنقید بناتا اور اپنی لولی لنگڑی عقل پر اعتماد کرتے ہوئے تحقیقی میدان میں سبقت لے جانا چاہتا ہے۔ بہر حال یہ سب باتیں قرب قیامت کی نشاندہی کرتی ہیں۔ فتنوں کا ظہور ہر دور میں ہوتا رہا ہے کل بھی باطل اپنی تمام تر سروسامانی کے ساتھ حق سے برسرپیکار تھا اور آج بھی ہے اور تا قیامت رہے گا۔

اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے بعض قرآن وحدیث سے نابلد لوگ کہا کرتے ہیں کہ اسلام میں اس قدر فرقے اور جماعتیں ہو گئیں کہ ہم کہاں جائیں کس کو اختیار کریں وغیرہ۔ اقول : سرکار دوعالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تو پہلے ہی اس امر یقینی پر مطلع فرمایا ارشاد ہوا "**سنفترق امتی ثلاثا و سبعین فرقا کلھم فی النار الا واحدۃ**" یعنی میری امت میں تہتر (73) فرقے ہوں گے تمام کے تمام جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے۔ موجودہ ماحول کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب ہم اس حدیث کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں اسی وقت کی خبر دی گئی ہے کہ آئے دن نئے نئے اعتقادات سامنے آرہے ہیں

جن کا خیر القرون میں نام و نشان تک نہ تھالہٰذا فرقوں کا ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ رہا یہ سوال کہ ہم کہاں جائیں کس کو اختیار کریں کون حق پر اور کون باطل پر ہے۔ بریلوی اور دیوبندی اختلاف کس نوعیت کا ہے تو اس بارے میں' میں عرض کرتا ہوں کہ ہر خاص و عام اس حقیقت سے باخبر ہے کہ آخرت کی کامیابی (جنت میں جانے) کا انحصار ایمان پر موقوف ہے اور اصل اسلام و خلاصہ ایمان بنی ہاشم محمد عربی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے سچی محبت والفت ہے اور اس بات کو شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال نے باحسن و خوبی جان لیا تھا جس کا اندازہ ان کے اس شعر سے ہوتا ہے ؎

مغز قرآں' روح ایماں جان دیں

ہست حب رحمت للعٰلمین

فرماتے ہیں قرآن کا مغز' ایمان کی روح اور دین کی جان تو صرف حب رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی ہے جب یہ معلوم ہوگیا کہ ایمان نام ہے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت کا تو اب کہنا پڑے گا کہ کلید کامرانی آخرت بجز حب رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اور کچھ نہیں اور ہمارا یہ دعویٰ بلادلیل نہیں بلکہ کتاب وسنت کا ایک ایک ورق گواہ ہے کہ جس نے اپنے قلب کو حب رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے منور و مزین کیا اسی کا ایمان' ایمان ہے اور اس کے اعمال کو شرف قبولیت حاصل کیونکہ تاجدار مدینہ سرور قلب و سینہ (ﷺ) درخت اسلام کی جڑ ہیں اور دیگر اعمال مثل شاخ و ٹہنیوں کے اور شاخ و ٹہنیوں کا یہ حال ہے کہ جب تک جڑ سے وابستہ ہیں ہری بھری اور پھول و پھل سے لدی ہوئی ہیں اور جوں ہی جڑ سے تعلق منقطع ہوا بے کار اور آگ میں ڈالنے کے قابل بعینہ یوں سمجھئے کہ جن کے دلوں میں حب رسول (ﷺ) نے گھر کر لیا اور ان کے اعمال کو حضور (ﷺ) کے دم قدم سے وابستگی ہے وہی اللہ (عزوجل) کی بارگاہ میں مقبول و منظور ہیں اور ایسوں ہی کے لئے فرمایا "اولئك هم خير البريه" یعنی وہ مخلوق میں سب سے بہتر ہیں اور جن کے دل محبت رسول (ﷺ) سے خالی ہیں اور آپ (ﷺ) پر ایمان نہیں لائے ان کے لئے فرمایا

"عاملة ناصبة تصلی نارا حامیه" یعنی عمل کریں اور مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہوگا یہ کہ بھڑکتی آگ میں جائیں گے اور ایسوں ہی کے لئے فرمایا "اولئك هم شر البریه" یعنی وہ مخلوق میں سب سے بدتر ہیں۔ کیا آپ نہیں جانتے؟ مخلوق میں کتا و سور بھی داخل ہیں لہذا وہ ان چوپایوں سے بھی گئے گزرے ہیں مذکورہ تقریر سے واضح ہوا کہ اوّلیت حُبِ مصطفیٰ (ﷺ) کو حاصل ہے اور اعمال ثانوی شئے ہے۔

اسی لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجوَر کی ہے

اور بخاری شریف کتاب الایمان میں ہے۔ رسول خدا (ﷺ) نے فرمایا "والذی نفسی بیده لایومن احدکم حتی اکون احب الیه من والده و ولده"
"اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے باپ اور اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔"

جب کہ اسی حدیث سے متصلاً دوسری حدیث میں والناس اجمعین کا اضافہ ہے یعنی تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

ایک اور حدیث میں فرمایا "لایومن احد کم حتی اکون احب الیه من نفسه" یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کو کسی جان سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

اور اس کو کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے

اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

ان تینوں مذکورہ بالا احادیث کا مفاد یہ ہے کہ سرکار (ﷺ) کی محبت ایمان ہے اور آپ (ﷺ) کی شان میں گستاخی کفر ہے اس تمہید کے بعد جب ہم دیوبندی مذہب کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ روئے زمین پر یہ واحد ایسا مذہب ہے کہ جس کی پوجا و پرستش کرتا ہے اسی کو عیبی بتاتا ہے وگرنہ روئے زمین پر کوئی ایسا مذہب نہیں دیکھا گیا جو اپنے ہی معبود کو عیب لگائے لیکن وہابی جسے خدا کہتا ہے اسی کے لئے جھوٹ کو ممکن جانتا ہے اور جس کو رسول بتاتا ہے اسی کے علم کو چوپائے جانوروں سے تشبیہ دیتا ہے اور کبھی اعمال میں سبقت لے جاتا ہے اور کبھی بھائی بن کر برابری کا دعویٰ کرتا ہے اور کبھی چمار سے زیادہ ذلیل کہہ کر رہی سہی کسر پوری کر دیتا ہے۔

تو دوستو! ابھی آپ نے خود فیصلہ کیا تھا کہ رسول کریم (ﷺ) کی شان میں گستاخی کفر ہے تو خدا لگتی کہیئے گا کہ رسول کریم (ﷺ) کے علم کو جانوروں سے تشبیہ دینا، چمار سے زیادہ ذلیل بتانا، کبھی برابری اور کبھی بڑھ جانا کیا گستاخی نہیں؟ اور یقیناً ہے تو بتایئے ایسے عقائد رکھنے والے مسلمان ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اسی لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں ؎

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے

پھر کہے مردک کے ہوں امت رسول اللہ ﷺ کی

دوستو! یہی وہ ٹولہ ہے جو "یا رسول اللہ" (ﷺ) کے نعرے پر فساد پھیلاتا ہے اور کبھی صلوٰۃ و سلام پڑھنے پر قتل و غارت گری کرتا ہے اور کبھی بزرگان دین کے مزارات مقدسہ کی حاضری دینے والوں پر آستین چڑھاتا اور نذر و نیاز کرنے والوں کو آنکھیں دکھاتا ہے اور آئے دن اپنی تحریر و تقریر کے ذریعے مسلمانوں کو بات بات پر مشرک اور بدعتی بتاتا ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں ؎

شرک کی تسبیح ان کا وظیفہ
شرک ہی جپتے جپاتے یہ ہیں
شرک ہے ان کی بڑھتی دولت
چھروں شرک لٹاتے یہ ہیں

گذشتہ دنوں گروہ وہابیہ کے ایک قاری صاحب ندیم دیوبندی کی کتاب "ایمان و نماز اہلسنت" نظر سے گزری۔ گروہ وہابیہ کا یہ قاری میدان تصنیف و تالیف میں قلم اٹھائے آگے بڑھا لیکن بے چارہ قرآن وحدیث اور معمول سلف سے نابلد نفس کا پرستار حسد و بغض، کینہ و کدورت اور عداوت و نفرت اہلسنت (بریلوی) میں اس قدر آگے بڑھا ہوا کہ جب لکھنے بیٹھا تو اسے کتاب کے شروع میں تسمیہ (بسم اللہ شریف) لکھنے تک کا ہوش نہ رہا کیونکہ اس کا منشاء تو اپنی اس تالیف سے مسلمانوں کو مشرک وبدعتی بنانا تھا لہٰذا اس نے خوب اپنے دل کا غبار نکالا اور منہ میں جو آیا بکا لہٰذا ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی عاشق رسول (ﷺ) سُنیّت کا درد رکھنے والا اس بے باک کے منہ میں لگام دے لہٰذا جب لوگ سیدی مرشد من پیر طریقت رہبر شریعت خلیفہ مفتی اعظم عالم اسلام حضرت علامہ مولانا عبدالوہاب خاں صاحب قادری رضوی مصطفوی دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ میں مُصِر ہوئے تو آپ نے باوجود علالت شدیدہ کے دو چار دن میں ہی "مصباح الظلام علیٰ رد اعداء الاسلام" (المعروف) "اہلسنت دیوبند کا عرفان" کی صورت میں ایک رسالہ تحریر فرما کر وہابیہ دیوبندیہ کے کید و مکر کو واضح فرمایا اور عقائد اہلسنت کی محافظت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت کا سایہ ہم پر تادیر قائم رکھے اور ان ایمان کے ڈاکوؤں سے تمام مسلمانوں کو محفوظ و مامون فرمائے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

سگ بارگاہ رضا
ندیم احمد قادری

بسم الله الرحمٰن الرحيم

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکريم

پیش لفظ

عزیز دوستو! پیارے بچو! قیامت قریب سے قریب تر ہوتی جارہی ہے۔ نئے نئے فتنے طرح طرح کے فرقے حشرات الارض کی مانند پھیلتے جارہے ہیں۔ مسلمانوں کو فریب دینے کی خاطر اسلامی لباس میں ملبوس بفحوائے ذیاب فی ثیاب (کپڑوں میں بھیڑیئے) اسلام اور سنت کے نام پر مسلمانوں کو گمراہ کررہے ہیں۔

وہ مبارک زمانہ جس کے بارے میں سرکار ابد قرار (ﷺ) نے ارشاد فرمایا "خیرالقرون قرنی" سب زمانوں میں بہتر میرا زمانہ ہے اس زمانے میں بھی منافق مسلمانوں کو فریب دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمومنین۔ یخدعون اللہ والذین امنو وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں فریب دینا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں، پھر انکی علامت اس طرح بیان فرمائی واذا لقوا الذین امنو قالوا امنا واذا خلوا الی شیطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزون "اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یونہی ہنسی کرتے تھے۔"

اس زمانِ برکت نشان کے بعد جتنا بُعد (دوری) ہوتا گیا فتنے جنم لیتے رہے گمراہی اور بے دینی بڑھتی گئی۔ نئے نئے فرقے پیدا ہوتے گئے ان ہی فرقوں میں سے ایک فرقہ وہابیہ بھی ہے جو مختلف چولوں میں نظر آرہا ہے۔ ان میں غیر مقلد جو اپنے کو اہلحدیث کہتے اور تقلید آئمہ کو شرک ٹھہراتے اور مسلمانوں کو مشرک سمجھتے ہیں ان میں بھی متعدد پارٹیاں ہیں دیکھو

کتاب مستطاب " تقلید آئمہ ملت بجواب اصلی اہلسنت " اور ان ہی وہابیہ میں مقلد بھی ہیں جو اپنے کو سنی اور حنفی بتاتے اور مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں ان میں بھی متعدد گروہ ہیں مثلاً دیوبندی، تبلیغی، مودودی اور سواد اعظم اہلسنت وغیر ہم۔ تقریباً ڈھائی تین سو سال پہلے متحدہ ہندوستان (پاک و ہند) میں وہابیت دیوبندیت نام کی کوئی چیز نہ تھی اور نہ ہی غیر مقلد اہلحدیث کا نشان ملتا تھا۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان کے رفقائے کار نے انگریزوں کی سرپرستی میں وہابیت کو پروان چڑھایا اور مسلمانوں کو سکھوں سے جہاد کرنے کا فریب دے کر سید صاحب (مولوی اسمٰعیل کے پیر) نے پہلا جہاد حاکم یاغستان یار محمد خان سے کیا۔ ملاحظہ ہو ارواح ثلثہ مصدقہ مولوی اشرف علی اور تذکرۃ الرشید مولوی عاشق الٰہی میر ٹھی، آج ہر شہر و قصبہ اور دیہات میں وہابیہ غیر مقلد اہلحدیث اور مقلد دیوبندی تبلیغی مودودی وغیرہ کی یلغار ہے ہر جگہ بستر اٹھائے کتابیں بغل میں دبائے پھرتے اور مسلمانوں کو گمراہی کی جانب دعوت دیتے وہابی بنانے کے در پے ہیں اور مومنین ہی نہیں بلکہ سلف صالحین کو مشرک و گمراہ بتاتے ہیں آپ استنجے کے لئے اگر ڈھیلا تلاش کریں گے تو بدقت تلاش بسیار کے بعد ہی ملے گا مگر مسجد کی امامت کے لئے وہابی دیوبندی وغیرہ کی تلاش میں کوئی دقت نہیں ہو گی۔ ایک مانگو گے تین وہابی ملیں گے یہ گمراہی کے ثمرات ہیں فسق و فجور، گمراہی اور بے دینی دن بدن بڑھ رہی ہے اور دینداری اور نیک کرداری کم سے کم تر نظر آتی ہے اور متقی اور پرہیز گار خال خال پائے جاتے ہیں یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ یہ سارے جدید فرقے جن کی آج کثرت ہے سب گمراہی کے دھندے ہیں مسلمانوں کو گمراہی کی طرف بلانے اور وہابی بنانے والے جال ہیں ان فرقوں کا ہر سپاہی عزازیل کا لشکری ہے اور اپنے آقائے نعمت مسٹر عزازیل کی نمک خواری کا حق ادا کر رہا ہے ان کی معروف نشانی محبوبان خدا کی شان میں گستاخی کرنا ہے۔ عرس نوری رضوی کے موقع پر حال ہی میں لانڈھی جانے کا اتفاق ہوا تو احباب نے ایک کتابچہ مسمّٰی بہ "ایمان و نماز اہل سنت" پیش فرماتے ہوئے طالب جواب ہوئے۔ کتاب ھٰذا کے مؤلف مسٹر ندیم دیوبندی ہیں، پیش لفظ میں تالیف کتاب کی غرض و غایت یوں

بیان فرماتے ہیں :

"جہاں ناظرہ اور حفظ کو ہی تعلیم کی انتہاء سمجھ لیا جاتا ہے اور ماں باپ اسی کو منتہیٰ سمجھتے ہیں جب کہ بد قسمتی سے ان میں سنت وبدعت 'توحید و شرک میں امتیاز کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ ان فارغ الذہن نونہالوں کو عقیدۂ اہلسنت کا صحیح علم ہی نہیں ہوتا اس لئے وہ عام جہالت کی تاریکی کو ہی نور سمجھ لینے پر مجبور ہوتے ہیں۔

؎ لٹیروں نے جنگل میں شمع جلا دی
مسافر یہ سمجھا کہ منزل یہی ہے

اس لحاظ سے یہ بچے قابل رحم ہوتے ہیں ان کو عقائد و اعمال کی خاص اور مختصر تعلیم دینا دینی فریضہ اور وقت کا تقاضا ہے تا کہ وہ بدعات' رسومات کے جنگل میں نہ بھٹکیں۔" (صفحہ ۲'۳)

مؤلف کی یہ عبارت غمازی کر رہی ہے کہ والدین کی اکثریت مذہب مہذب اہل سنت کے عقائد کی حامل ہے جن عقائد کو یہ شرک وبدعت سے تعبیر کرتے ہیں خود مؤلف مسٹر ندیم دیوبندی کے شجرہ نسب کا محاسبہ کیجئے تو ممکن ہے کہ ان کے والدین ان ہی عقائد کے حامل ہوں جن کو یہ بدعت و شرک ٹھہراتے ہیں۔ بالفرض والدین نہ سہی تو دادا پردادا لکڑ دادا کی جانب رجوع کریں تو یقیناً انہیں عقائد اہلسنت ہی کے حامل پائیں گے۔ پھر یہ سلسلہ طویل ان کے جد اعلیٰ تک ان ہی عقائد کا حامل ہو گا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسٹر ندیم دیوبندی کی پیدائش کا منتہیٰ ہی ایسے لوگوں پر ہے جو سارے بدعتی اور مشرک تھے۔

فقیر سراپا تقصیر نے باوجود اپنی بے بضاعتی اور عدیم الفرصتی کے احباب کے حکم پر اپنی گردن تسلیم جھکا دی۔ اللہ عزیز و غفار اپنے پیارے حبیب احمد مختار (ﷺ) کے صدقے میں احقاق حق اور ابطال باطل کی توفیق عطا فرمائے۔ اس عجالہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور

منارہ نور ہدایت بنائے اور مسلمانوں کو حق و باطل میں امتیاز کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے

آمین یا رب العلمین۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه و نور عرشه سیدنا و مولانا محمد وآله واصحابه و بارك وسلم ابدا ابدا۔

فقیر ابو الرضا عبد الوہاب خان القادری الرضوی غفرلہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله الواحد القهار۔ القوی العزیز المنتقم الجبار المتعالی۔ بصفات الکمال والجلال المنزہ عن قول اھل الکفر والطغیان والضلال والذی لیس له ضدو لانه ولا مثال۔ ثم الصلوٰۃ والسلام علی افضل العلمین خاتم الانبیاء والمرسلین رحمة للعٰلمین سیدنا و سندنا و مولانا محمد واله واصحابه اجمعین اما بعد!

عزیز دوستو! اور پیارے بچو! مسٹر ندیم دیوبندی نے اپنی کتاب کا نام "ایمان و نماز اہلسنت" رکھا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عقائد اہلسنت جن کو ایمان سے تعبیر کرتے ہیں کیا ہیں اور ان کی نماز کیا ہے مگر اس سے قبل یہ معلوم کرنے کی سخت ضرورت ہے کہ مؤلف کی مراد اہل سنت سے کیا ہے چنانچہ کتاب کا مؤلف اس کی تشریح اس طرح کرتا ہے۔

"پیارے بچو! آپ کو علم تو ہو گیا کہ دیوبند انڈیا کا ایک شہر ہے وہاں دنیا کی سب سے بڑی یونیورسٹی ہے اس یونیورسٹی کے پڑھے ہوئے علمائے کرام اولیائے کرام اور ان کے ماننے والوں کو اہلسنت حنفی دیوبندی کہا جاتا ہے۔" (کتاب "ایمان و نماز اہلسنت" صفحہ 59)

اس عبارت سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ اہلسنت دیوبند دارالعلوم دیوبند سے پیدا ہوئے اس سے پہلے ان کا کوئی وجود نہ تھا۔ اب یہ معلوم کرنا نہایت ضروری ہو گیا کہ یہ کون سا فرقہ ہے اور ان کے عقائد کیا ہیں۔

اہلسنت دیوبند کی تعریف

عزیزان امت نونہالان ملت! اب تو آپ نے سمجھ لیا ہو گا کہ اہلسنت سے مراد اہلسنت دیوبند ہیں۔ مسٹر ندیم دیوبندی جس کی وضاحت اس طرح فرماتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند کے علمائے کرام' اولیائے کرام اور ان کے ماننے والوں کو اہلسنت حنفی دیوبندی کہا جاتا ہے اس کا حاصل یہ ہوا کہ دارالعلوم دیوبند کے علماء اور اولیاء کے ماننے والوں یعنی ان کے عقائد پر ایمان لانے والوں کو اہل سنت دیوبند کہا جاتا ہے یہاں سے اس فرقے کی ابتداء ہوتی

ہے اس سے پہلے اہلسنت دیوبند نام کی کوئی چیز نہ تھی اب یہ بات لازم آتی ہے کہ ان علماء دیوبند اور اولیائے دیوبند کے عقائد کیا ہیں اگر عقائد وہی ہیں جو علماء اہلسنت سلف صالحین سے چلے آرہے ہیں تو علامت امتیاز بے سود پس یہ علامت امتیاز ہی اعلان کر رہی ہے کہ ان کے عقائد سلف صالحین کے خلاف وجدا ہیں جیسے گھی تھا اب آ گیا ڈالڈا گھی تو دونوں میں فرق ہے۔

دیوبند کے اولیائے کاملین اور بزرگان دین

عزیزان امت ونونہالان ملت! دیوبند کے اولیاء اور بزرگان دین کے اسماء گرامی ملاحظہ فرمائیں۔ پھر ان کے عقائد وایمان پر نظر فرمائیں توان کے دین ومذہب کا حال واضح ہو جائے گا۔ مسٹر ندیم دیوبندی زیر عنوان "(دیوبند کے) اولیائے کرام اور بزرگان دین" رقمطراز ہیں: "ہم چند خاص بزرگوں کے بابرکت نام ذکر کرتے ہیں ان کو اچھی طرح یاد کرلو:

۱۔ پیر کامل حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی

۲۔ مولانا قاسم نانوتوی دیوبند یونیورسٹی کے بانی پرنسپل تھے

۳۔ شیخ کامل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

۴۔ جنگ آزادی کے ہیرو شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی

۵۔ پیران پیر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

۶۔ قطب الاقطاب حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی دیوبند یونیورسٹی کے بڑے شیخ الحدیث

۷۔ شیخ التفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی

۸۔ بے مثال خطیب سید عطاء اللہ شاہ بخاری

۹۔ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری

۱۰۔ امام المتکلمین حضرت مولانا محمد علی جالندھری

۱۱۔ مفتی اعظم اور عظیم سیاستدان شیخ الحدیث مولانا مفتی محمود پاکستان میں ان سے بڑا مفتی اور سیاستدان پیدا نہیں ہوا۔

۱۲۔ شیخ القرآن والحدیث مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی

۱۳۔ حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی مشہور خطیب تھے

۱۴۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب

۱۵۔ پیر طریقت حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارضی یہ پیران پیر کے خلیفہ تھے

بچوں! یہ تمام بزرگ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں ان سب کے لئے ایصال ثواب کیا کریں۔" (ایمان و نماز اہلسنت 'صفحہ 60, 61, 62)

عزیزان ملت یہ ہے متاع ولایت اور بزرگان جماعت دیوبند کے اسماء گرامی جن پر ایمان لانے والوں اور پیروی کرنے والوں کو اہلسنت دیوبند کہا جاتا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

اگر کسی کے ذہن میں یہ بات پیدا ہو کہ مسٹر ندیم دیوبندی نے تو یہ کہا کہ دیوبند یونیورسٹی کے پڑھے ہوئے علمائے کرام' اولیائے کرام اور ان کے ماننے والوں کو اہلسنت حنفی دیوبندی کہا جاتا ہے۔ آپ نے ایمان لانے اور پیروی کرنے والوں کو اہلسنت دیوبند لکھا۔

اے عزیز! ماننے کا مطلب ہی ایمان لانا ہے چنانچہ ملاحظہ فرمائیں سورۂ بقرہ کے آخری رکوع میں آیت کریمہ "امن الرسول بما انزل الیه من ربه والمومنون کل امن باللّٰه والملٰئكة و كتبه و رسله" کا ترجمہ مسٹر ندیم دیوبندی کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن دیوبندی اس طرح کرتے ہیں: "مان لیا رسول نے جو کچھ اترا اس پر اس کے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے بھی سب نے مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو۔"

دیکھا آپ نے ندیم صاحب کے شیخ الہند نے ایمان لانے کا مطلب ماننا یعنی مان لیا اور مانا ہی کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صاحبزادے شاہ عبدالقادر صاحب محدث

دہلوی اس آیت کے تحت موضح القرآن میں فرماتے ہیں یعنی "یہود و نصاریٰ کی طرح نہیں کہ کسی پیغمبر کو مانا اور کسی پیغمبر کو نہ مانا۔" اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اولیائے دیوبند مذکورہ اور علماء دیوبند مسطورہ پر ایمان لانے والے اور ان کی پیروی کرنے والوں کو اہلسنت دیوبند کہا جاتا ہے اور جو ان کو نہ مانے یا ان کے عقیدے کے خلاف عقیدہ رکھے وہ اہلسنت دیوبند ہرگز نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ یہ ثابت ہوا کہ یہ فرقہ بدعتی فرقہ (جو نیا پیدا کیا گیا) ہے۔

دیوبند کے اولیائے کاملین اور بزرگان دین

مسٹر ندیم دیوبندی نے دیوبند کی متاع دین خصوصاً اہلسنت دیوبند کے عمائدین کی فہرست دے کر بچوں کو یاد کرنے کی تاکید فرمائی۔ ان پر خامہ فرسائی کی جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ یہ مختصر مجالہ اس کا متحمل نہیں ہم صرف چند نظائر پر ہی اکتفا کرتے ہیں' جس سے دیوبندی مذہب کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ ساری زندگی کے اعمال کا جائزہ امر دشوار اور محض بیکار ہے جس طرح ایک شخص رات دن اللہ عزوجل کی عبادت کرے اللہ تعالیٰ کے لئے لاکھوں سجدے کرنے کے باوجود اگر ایک سجدہ مہادیو کو کرے تو مہادیو کو سجدہ کرتے ہی وہ کافر خارج از اسلام ہو جائے گا اس کی ساری عبادت و ریاضت بیکار اس کو کفر سے نہ بچا سکے گی۔ ابلیس لعین کا حال قرآن کریم میں مذکور باوجودیکہ اس نے لاکھوں برس اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کی یہاں تک کہ فرشتوں کا استاد ہو گیا مگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کے انکار نے اس کو مردود کر دیا اسی طرح کسی کے عقائد و اعمال میں ایک بات بھی عقائد اسلام کے خلاف پائی جائے گی وہی اسلام سے خارج کرنے کے لئے کافی ہے اسی اصول کے تحت ہم دیوبند کے اولیاء و عمائدین کو دیکھیں گے کہ وہ کون سے دین کی اشاعت میں سرگرم عمل ہیں۔

شیخ الاسلام دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی و ختم نبوت

دارالعلوم دیوبند کے بانی اور پرنسپل ارشاد فرماتے ہیں :

"اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ

وقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
کا خاتم ہونا بایں معنی کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور
آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی
میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ
و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔"
(تحذیر الناس، صفحہ 2, 3 ماہنامہ خالد دیوبند ربیع الاول 53ھ)

دیوبندی عقیدہ

اول: اس سے معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کا مطلب آخری نبی نہیں۔
دوم: حضور (ﷺ) کو آخری نبی سمجھنا عوام کا خیال ہے۔
سوم: آخری نبی ہونے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

حضور (ﷺ) کے بعد نیا نبی پیدا ہونا خاتم النبیین کے خلاف نہیں

دیوبند کے شیخ اسلام مولوی محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:
"بالفرض بعد زمانہ نبی (ﷺ) کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی
میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"
(تحذیر الناس، صفحہ 32، ماہنامہ خالد دیوبند بابت ماہ جمادی الثانی 58ھ صفحہ 40)

دیوبندی عقیدہ

حضور (ﷺ) کے بعد نبی کا پیدا ہونا ممکن ہے محال نہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ختم نبوت

"خیر الحسان" میں ہے کہ آپ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھ کو مہلت دو کہ میں تمہارے سامنے کوئی معجزہ پیش کروں تو آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا جس نے اس سے کوئی علامت طلب کی وہ بھی کافر ہوا۔ اس لئے کہ وہ رسول

(ﷺ) کے قول لا نبی بعدی کا جھٹلانے والا ہے۔

(ماہنامہ نور الاسلام ستمبر اکتوبر 1958ء صفحہ 98

عقیدہ دیوبندی

بانی دار العلوم دیوبند بعد زمانہ نبوی (ﷺ) کے کوئی نبی پیدا ہونے کو آیت خاتم النبیین کے خلاف نہیں مانتے۔

نبی امت سے علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں

دار العلوم دیوبند کے بانی اور پرنسپل مولوی محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں :

"انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا "عمل" اس میں بسا اوقات امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔" (تحذیر الناس، صفحہ 4)

دیوبندی عقیدہ

(۱) انبیاء امت سے علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔

(۲) امتی عمل میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں۔

دیوبند کے شیخ کامل مولوی رشید احمد گنگوہی

دیوبندیوں کے امام ربانی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد صاحب دونوں بالاتفاق لکھتے ہیں :

"شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر عالم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص (قرآن وحدیث) سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک

ثابت کرتا ہے۔

(براہین قاطعہ 'صفحہ 51 'کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

مولوی محمد قاسم نانوتوی نے نبی کو علم میں امت سے ممتاز ٹھہرایا اور جناب رشید احمد صاحب نے علم میں شیطان کو بڑھایا بلکہ شیطان کے لئے علم نص (قرآن و حدیث) سے ثابت فرمایا اور حضور (ﷺ) کے لئے ثابت کرنا شرک ٹھہرایا۔

دیوبندی عقیدہ

شیطان کے لئے علم محیط زمین نص سے ثابت 'حضور (ﷺ) کے لئے علم محیط زمین ثابت کرنا شرک اور شرک کا مطلب ہے دوسرا خدا تجویز کرنا چنانچہ دیوبندیوں کے خداؤں میں شیطان اور ملک الموت بھی شامل ہیں۔

حضور (ﷺ) کے استاد علماء دیوبند ہیں

مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد صاحب بالاتفاق فرماتے ہیں کہ :

"ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔" (براہین قاطعہ 'صفحہ 26)

دیوبندی عقیدہ

جو کسی کو کوئی علم سکھادے وہ استاد ہے اور حضور (ﷺ) نے اردو علماء مدرسہ دیوبند سے سیکھی لہٰذا حضور (ﷺ) علماء دیوبند کے شاگرد ہیں۔ (معاذ اللہ)

نوٹ : حضور (ﷺ) پر شیطان کے علم کو ترجیح دینے پر یہ گمان ہو سکتا تھا کہ بانی دار العلوم نے تو امتی سے علم میں نبی کو ممتاز مانا ہے مگر یہاں علماء دار العلوم دیوبند سے اردو سیکھی تو جو علم معاذ اللہ آپ کو نہ تھا علماء دیوبند نے سکھایا 'علماء دیوبند کو امتی مانیں تو بات نہیں

بنتی اس لئے نبی ہی ماننا پڑے گا کہ بات تو بن جائے اور حضور (ﷺ) کو معاذ اللہ امتی کہ نبی امتی سے علم میں ممتاز ہوتا ہے۔

اولیائے دیوبند اور انگریزوں سے جہاد کی حقیقت

مسٹر ندیم دیوبندی رقمطراز ہیں :

"اس یونیورسٹی (دارالعلوم دیوبند) کے بانی حضرت مولانا قاسم نانوتوی اور ان کے ساتھی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور ان کے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی میدان جہاد میں آئے اور انگریز پادریوں سے مقابلہ کیا اور مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کی۔

بچو! حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صرف بہت بڑے عالم اور صاحب کرامت بزرگ ہی نہیں تھے بلکہ مجاہد اور سپہ سالار فوج بھی تھے' انہوں نے دیوبند کے محاذ جنگ پر انگریزوں سے جنگ بھی کی اور کئی جگہوں پر انگریز فوجوں کو شکست بھی دی۔"

(ایمان و نماز اہلسنت' صفحہ 57)

پیارے بچو! یہ تھے مسٹر ندیم دیوبندی اب مولوی عاشق الٰہی میرٹھی جو خلیفہ مجاز ہیں امام ربانی دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی کے وہ مسلمانوں کی جنگ آزادی کا ایک واقعہ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"اس گھبراہٹ کے زمانے میں جبکہ عام لوگ بند کواڑوں گھر میں بیٹھے ہوئے کانپتے تھے حضرت امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) اور نیز دیگر حضرات اپنے کاروبار نہایت ہی اطمینان کے ساتھ انجام دیتے اور جس شغل میں اس سے قبل مصروف تھے بدستور ان کاموں میں مشغول رہتے تھے کبھی ذرہ بھر اضطراب نہیں پیدا ہوا اور کسی وقت حبہ برابر تشویش لاحق نہیں ہوئی آپ کو اور آپ کے مختصر مجمع کو جب کسی ضرورت کے لئے شاملی کرانہ یا مظفر نگر جانے کی ضرورت ہوئی غایت درجہ سکون و وقار کے ساتھ گئے اور طمانیت قلبی کے ساتھ واپس ہوئے ان ایام میں آپ کو ان مفسدوں (مجاہدین اسلام) سے مقابلہ بھی کرنا پڑا جو غول

کے غول پھرتے تھے۔ حفاظت جان کے لئے تلوار البتہ پاس رکھتے تھے اور گولیوں کی بوچھاڑ میں بہادر شیر کی طرح چلے آتے تھے ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم (قاسم نانوتوی) اور طبیب روحانی حاجی (امداد اللہ) صاحب نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں (مجاہدین اسلام) سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار (انگریز) کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار (انگریز) پر جان نثاری کے لئے تیار ہو گیا۔ اللہ رے شجاعت جوانمردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھوں میں تلواریں لئے جم غفیر بندوقچیوں (مجاہدین اسلام) کے سامنے ایسے جمے رہے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہیں چنانچہ آپ پر فیریں ہوئیں اور حضرت حافظ ضامن صاحب زیر ناف گولی کھا کر شہید بھی ہوئے۔"

(تذکرۃ الرشید' جلد اول' صفحہ 74-75)

دیوبندی عقیدہ

(۱) جہاد مسلمانوں سے ہوتا ہے کافر سے ہرگز نہیں کیونکہ کافر ان کے سرکار ہیں اور مسلمان ان کے نزدیک مشرک ہیں۔

(۲) کفار انگریزوں کی حمایت میں جان نثار کرنے والا شہید ہوتا ہے۔

غور طلب یہ امر ہے کہ مسٹر ندیم دیوبندی فرماتے ہیں کہ انگریزوں سے جنگ کی' اور مولوی عاشق الٰہی خلیفہ مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا۔ اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پر اجما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جان نثاری کے لئے تیار ہو گیا۔ یہ سرکار کون تھی اور اس کے مخالف کون' اسی سرکار پر جان نثار کر کے شہید بھی ہو گئے۔

پیارے بچو! دونوں کا بیان ایک دوسرے کے خلاف' دونوں میں جھوٹا کون ہے؟

مسٹر ندیم دیوبندی ذرا آنکھ کھول کر دیکھو یہ تمہارے شیخ کامل کے خلیفہ عاشق الٰہی ہیں جو کہ

جھوٹے کذاب ہیں یا پھر تم بہت بڑے کذاب مفتری۔ اب آپ بھی پڑھیں لعنت الله علی الکذبین ۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

دوسری جگہ اپنی سرکار برطانیہ کی حمایت میں فرماتے ہیں :

"جن کے سروں پر موت کھیل رہی تھی انہوں نے کمپنی (انگریز) کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی رحمدل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔" (تذکرۃ الرشید، جلد اول، صفحہ 73)

مسٹر ندیم یہ رحم دل گورنمنٹ کس کی ہے جس کی پاسداری فرمائی جارہی ہے۔ تمہیں ایسا خبیث جھوٹ بولتے لکھتے شرم نہ آئی۔ شرم تو ایمان کی علامت ہے وہ مفقود پھر شرم کیسی ؟

شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی

ان کا شمار بھی اولیاء دیوبند میں ہوتا ہے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کی موت پر ان کا مرثیہ خوانی کرنا ان کی ولایت کی عکاسی کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو، محمود الحسن فرماتے ہیں ؎

زبان پر اہل اہوا کے ہے کیوں اعل ہبل
اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

(مرثیہ گنگوہی از محمود الحسن صفحہ 5 رحیمیہ دیوبند)

بانی اسلام تو اللہ تعالیٰ ہے یا پھر مجازاً حضور (ﷺ) کو کہہ سکتے ہیں اور محمود الحسن صاحب اپنے امام ربانی گنگوہی کو بانی اسلام کا ثانی فرمارہے ہیں یعنی خدا کا ثانی (معاذ اللہ)

نیز اپنے امام ربانی کے متعلق فرماتے ہیں ؎

خدا ان کا مربی تھا وہ مربی تھے خلائق کے
میرے مولیٰ میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

(مرثیہ گنگوہی از محمود الحسن صفحہ 9 رحیمیہ دیوبند)

مسٹر ندیم کے پیران پیر مولوی اشرف علی تھانوی الحمدللہ رب العلمین کا

ترجمہ اس طرح بیان کرتے ہیں "سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے۔" پس مربی خلائق ترجمہ ہے رب العلمین کا محمود الحسن فرماتے ہیں کہ گنگوہی رب العلمین ہیں اور ان کا مربی خدا ہے یہی انداز بیان بانی اسلام کا ثانی ہونے میں ہے گویا دونوں جگہ خدا کے بعد دوسرا درجہ گنگوہی کا ہے۔

دیوبندی عقیدہ

(۱) اللہ تعالیٰ بانی اسلام ہے تو رشید احمد بانی اسلام کا ثانی ہے۔

(۲) رشید احمد گنگوہی مربی خلائق (رب العلمین) ہیں اور ان کا مربی خدا ہے شیخ دیوبند محمود الحسن کی ولایت کے ثابت کرنے کو یہ دو اشعار کافی ہیں ورنہ اسی طرح متعدد اشعار مرثیہ میں موجود ہیں۔

دیوبندیوں کے پیران پیر مولوی اشرف علی تھانوی

مسٹر ندیم دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی کو دیوبندیوں کا پیران پیر بتاتے ہیں اور ہم تمام مسلمان حضور محبوب سبحانی قطب ربانی قندیل نورانی پیر لاثانی غوث الاعظم سلطان شاہ سید عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو پیران پیر کہتے ہیں۔ اس سے دونوں فرقوں کے مذہب کا فرق ظاہر ہے۔

پیر پیراں میر میراں یا شاہ جیلاں توئی

مگر دونوں پیران پیر میں فرق ضروری ہے۔ دیوبندیوں کے پیران پیر کے نام کا کلمہ پڑھنا اور اللہ (عزوجل) کا رسول کہنا تسلی خاطر کا باعث ہے ملاحظہ ہو مولوی اشرف علی کا مرید اپنا واقعہ کچھ یوں بیان کرتا ہے۔

"کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (اشرف علی) نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو

صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ (ﷺ) کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور (اشرف علی) کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور (اشرف علی) کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور اثر ناطاقتی بدستور تھا، لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور (اشرف علی) کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ (ﷺ) پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں "اللھم صل علیٰ سیدنا و نبینا ومولانا اشرف علی" حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سی وجوہات ہیں جو حضور (اشرف علی) کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔"

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندیوں کے پیران پیر اس کا جواب یوں عطا فرماتے ہیں:

"جواب: اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔" (رسالہ الامداد بابت صفر 1335ھ صفحہ 35)

مرید بے چارہ تو خوفزدہ بھی تھا مگر پیران پیر نے اس کی ہمت افزائی فرما دی مریدوں کے لئے تسلی کا سامان فراہم کر دیا۔

دیوبندی عقیدہ

اشرف علی رسول اللہ کہنا اور اپنا نبی نبینا اشرف علی پڑھنا تسلی بخش ہے۔

مولوی حسین احمد شیخ الحدیث دیوبند

مسٹر ندیم دیوبندی تحریر فرماتے ہیں: "قطب الاقطاب حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی یہ دیوبند یونیورسٹی کے بڑے شیخ الحدیث تھے۔" (ایمان و نماز اہلسنت، صفحہ 61)

خدا کی شان ہے کہ ٹانڈہ میں پیدا ہونے والا دیوبند میں رہنے والا قلم کی فنکاری سے مدنی بن گیا اور قطب الاقطاب کے رتبے پر فائز کر دیا گیا۔ مسٹر ندیم نے شاید شیخ الاسلام نمبر دیوبند ملاحظہ نہیں فرمایا ورنہ اتنے ہی پر اکتفانہ کرتے ماہنامہ شیخ الاسلام شیخ الحدیث حسین احمد کے بارے میں لکھتا ہے:

> "تم نے کبھی خدا کو بھی اپنے گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے کبھی خدا کو بھی اس کے عرش عظمت و جلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے؟ تم کبھی تصور بھی کر سکے کہ رب العلمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر تمہارے گھروں میں بھی آ کر رہے گا۔"

(خون کے آنسو صفحہ 197 بحوالہ شیخ الاسلام نمبر دیوبند صفحہ 59)

دیوبندی عقیدہ

حسین احمد کے روپ میں خدا اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر دیوبند کی گلی کوچوں میں پھرتا اور فانی انسانوں سے فروتنی کرتا ہے۔

پیارے بچو! دیوبند یونیورسٹی کا فیض دیکھا اشرف علی کو نبی اور رسول اور حسین احمد کو جو کہ ٹانڈوی تھے مدنی کر دیا اور پھر خدا بنا کر دیوبند کی گلیوں میں پھرایا اور رشید احمد گنگوہی کو

مربی خلائق (رب العلمین) بنادیا۔

فانی انسانوں سے فروتنی کرنے والا کھدر پوش کانگریسی

دیوبندیوں کا خدا عرش عظمت و جلال کے نیچے آ کر انسانوں سے فروتنی کرنے والا کانگریسی کھدر پوش، گاندھی جی کی سنت کا دیوانہ جو کھدر کے کفن نہ ہونے پر ناراض ہو جائے ملاحظہ ہو:

"اگلے دن اپنے اسکول کے ساتھیوں میں یہ خبر سنی کہ مولانا (حسین احمد) نے ایک جنازے کی نماز کے وقت سخت ناراضگی کا اظہار کیا کیونکہ کفن کھدر کا نہیں تھا۔"

(خون کے آنسو اول صفحہ **98** بحوالہ شیخ الاسلام نمبر صفحہ **65**)

مولوی حسین احمد کا فتویٰ گاندھی کی جنبش لب کے ساتھ

مسٹر ابوالاعلیٰ مودودی جو مسلک دیوبند کے حامی اور مؤید ہیں مولوی حسین احمد صاحب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

"میں صاف کہتا ہوں کہ ان (حسین احمد) کے نزدیک کونسلوں اور اسمبلیوں کی شرکت کو ایک دن حرام اور دوسرے دن حلال کر دینا ایک کھیل بن گیا ہے اس لئے کہ ان کی تحلیل و تحریم حقیقت نفس الامری کے ادراک پر تو مبنی نہیں محض گاندھی جی کی جنبش لب کے ساتھ ان کا فتویٰ گردش کرتا ہے۔"

(خون کے آنسو اول صفحہ **181** بحوالہ مسئلہ قومیت صفحہ **63**)

مولوی ابوالاعلیٰ مودودی کے بیان سے بھی واضح ہوتا ہے کہ دیوبندیوں کا فانی انسانوں سے فروتنی کرنے والا خدا، گاندھی جی کا اسیر محبت تھا اس کی محبت کا ثمرہ تھا کہ کھدر کے کفن نہ ہونے پر سخت ناراضگی کا اظہار کرتا ہے۔

علامہ اقبال اور حسین احمد

ڈاکٹر علامہ اقبال مولوی حسین احمد کے بارے میں فرماتے ہیں۔

عجم ہنوز نداند رموز دین ورنہ
ز دیوبند حسین احمد چہ بوالعجبی است
سرور بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ﷺ است

دیوبندی دھرم کو جاننے کے لئے ایک حوالہ ہی کافی تھا کہ دیگ میں ایک چاول ہی دیکھتے ہیں اگر چاول خام ہے تو پوری دیگ کے خام ہونے کا ثبوت ہے۔ فقیر نے تو اس قدر حوالہ جات نقل کر دیئے کہ حق پسند دیانتدار کے لئے کافی اور ہٹ دھرم ضدی کے لئے دفتر بھی ناکافی۔ ان حوالہ جات سے معلوم ہو گیا کہ جن کے عقائد ایسے ہیں ان کو اہلسنت دیوبند کہتے ہیں اور جن کے عقائد ایسے نہیں وہ ہر گز اہلسنت دیوبند کہلانے کے مستحق نہیں۔

اہلسنت میں اولیائے کاملین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مسٹر ندیم دیوبندی نے اپنی متاع دین اولیائے کاملین میں دیوبند کی ساری پونجی کھول کر رکھ دی جن کی تعداد کل بیس ہے۔ یہی اولیائے دیوبند دین کی اساس ہیں اور ان ہی کی پیروی کرنے والے اہلسنت دیوبند کہلاتے ہیں اور جن کو ان کے عقائد وایمان سے اختلاف ہے وہ ہر گز دیوبندی نہیں۔

اہلسنت جن کو مسٹر ندیم دیوبندی بریلوی کے عنوان سے یاد کرتے ہیں ان کی تعداد لاکھوں بلکہ کروڑوں سے بھی زائد بلکہ بے شمار ہے جن کا شمار طاقت انسانی سے باہر ہے ان ہی میں سے ہم چند اولیائے کرام کے نام بطور تبرک پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جن کے مزارات مقدسہ آج بھی مرجع خلائق ہیں اور ان کے فیوض وبرکات جاری و ساری ہیں۔

سیدنا وسندنا ومولانا ہمہ ائمہ اہلبیت وائمہ مجتہدین وائمہ دین متین وحضرت حسن بصری وحضرت بایزید بسطامی وحضرت معروف کرخی وحضرت سری سقطی وحضرت جنید بغدادی وحضرت شبلی وحضرت ابراہیم بن ادھم وحضرت عبدالواحد تمیمی وحضرت داؤد طائی وحضرت

ابو الفرح طرطوسی و حضرت ابو الحسن ھکاری و حضرت ابو سعید مخزومی و حضور پر نور پیران پیر شیخ دستگیر محبوب سبحانی قطب لاثانی غوث صمدانی غوث الاعظم عبد القادر جیلانی و حضرت عبد اللہ بن مبارک و حضرت ابو بکر عبد الرزاق و حضرت ابو صالح نصر و حضرت محی الدین ابو النصر و حضرت علی و حضرت موسیٰ و حضرت حسن و حضرت احمد جیلانی و حضرت بہاء الدین و حضرت ابراہیم ایرجی و حضرت محمد بھکاری و حضرت قاضی ضیاء الدین و حضرت جمال الاولیاء حضرت سید محمد و حضرت فضل اللہ و حضرت سلطان الہند معین الدین چشتی اجمیری و حضرت علی ہجویری و حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی و حضرت صابر کلیری و حضرت نظام الدین اولیاء و حضرت بابا فرید گنج شکر و حضرت قطب الدین بختیار کاکی و حضرت اشرف سمنانی و حضرت شرف الدین یحییٰ منیری و حضرت سفیان ثوری و حضرت حبیب عجمی و حضرت بشر حافی و حضرت ذو النون مصری و حضرت عبد اللہ مغربی و حضرت ابو علی جرجانی و حضرت ابو بکر واسطی و حضرت شاہ برکت اللہ و حضرت شاہ آل محمد و حضرت حمزہ و حضرت شاہ آل احمد اچھے میاں و حضرت شاہ آل رسول و حضرت شاہ ابو الحسین نوری و حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں صاحب و حضرت مولانا حجتہ الاسلام حامد رضا خاں و حضرت تاجدار اہلسنت آل رحمٰن مصطفیٰ رضا خاں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

بالفرض باطل اگر کوئی دیوبندی دعویٰ کرے کہ یہ اولیائے کرام ہمارے گروہ سے ہیں تو وہ عمائدین علماء دیوبند کے عقائد مذکورہ میں سے ان اولیائے کرام میں سے کسی ایک کا بھی کوئی قول پیش کرے جو ان کے عقائد کے مطابق ہو۔ "ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین"

اہلسنت کے علماء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

علماء کرام اہلسنت بے حد و بے شمار ہیں جن کا احصاء دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے ہم چند علماء اعلام کے اسماء گرامی تبرکاً عرض کرتے ہیں۔

حضرت امام الائمہ سراج الامم ابو حنیفہ امام اعظم و حضرت سیدی امام مالک و

حضرت امام شافعی و حضرت امام احمد بن حنبل و حضرت امام محمد و حضرت امام زفر و حضرت امام ابو بکر احمد بن اسحاق و محمد بن محمد بن محمد غزالی و حضرت برہان الدین صاحب ہدایہ و حضرت امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری صاحب خلاصہ و حضرت امام کمال الدین محمد و حضرت امام علی خواص و حضرت امام عبدالوہاب شعرانی و حضرت امام شیخ الاسلام زکریا انصاری و حضرت امام ابن حجر مکی و حضرت امام محمد بن عبداللہ تمرتاشی و حضرت امام علامہ خیر الدین رملی و حضرت امام علی بن سلطان محمد قاری مکی و حضرت امام شمس الدین محمد شارح نقایہ و حضرت امام علامہ زین الدین مصری صاحب بحر و حضرت امام عمر بن نجیم مصری و حضرت سید احمد و حضرت امام محمد بن علی دمشقی و حضرت امام عبدالباقی زرقانی و حضرت امام ابراہیم بن ابو بکر و حضرت امام احمد شریف مصری و حضرت امام آفندی امین الدین محمد شامی صاحب منیہ و حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی و حضرت امام احمد رضا خاں صاحب بریلوی و حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی و حضرت مولانا فضل امام صاحب خیر آبادی و حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی و حضرت مولانا خیر الدین صاحب و حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب بریلوی و حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب بریلوی و حضرت مولانا حجۃ الاسلام حامد رضا خاں صاحب و حضرت مولانا تاجدار اہلسنت آل رحمٰن مصطفیٰ رضا خاں و حضرت مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی و حضرت مولانا سید ظفر الدین صاحب بہاری و حضرت مولانا ضیغم اسلام محمد حشمت علی خاں صاحب و حضرت مولانا محبوب ملت علی خاں صاحب و حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب و حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب و حضرت مولانا امجد علی صاحب و حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی و حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب و حضرت مولانا دیدار علی صاحب و حضرت مولانا رکن الدین صاحب و حضرت مولانا سید قطب الدین صاحب وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

نوٹ: ان علماء کرام یا دیگر معروف علماء اعلام اہلسنت والجماعت میں سے کسی کے عقائد ایسے نہیں جیسے کہ علماء دیوبند کے ہیں مثلاً

۱۔ کذب الٰہی ممکن ہے۔

۲۔ بعد زمانہ نبوی (ﷺ) کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

۳۔ حضور (ﷺ) کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ (ﷺ) سب سے آخری نبی ہیں یہ عوام کا خیال ہے۔

۴۔ انبیاء امت سے علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔

۵۔ امتی عمل میں نبی سے بڑھ جاتا ہے۔

۶۔ علم محیط زمین شیطان کو نص سے ثابت ہے اور حضور (ﷺ) کے لئے علم محیط زمین ثابت کرنا شرک ہے۔

۷۔ حضور (ﷺ) نے اردو زبان علماء مدرسہ دیوبند سے سیکھی۔

۸۔ اشرف علی کو رسول و نبی کہنا باعث تسلی خاطر ہے۔

۹۔ کھدر کا کفن نہ دینا باعث ملامت ہے۔

۱۰۔ حسین احمد کے روپ میں خدا دیوبند کی گلیوں میں گھومتا ہے وغیرہ۔

معلوم ہوا کہ جن کے ایمان میں مندرجہ بالا عقائد داخل ہیں وہ ضرور دیوبندی ہے اور جو ان عبارات ملعونہ کو کفر و بے دینی سمجھتا ہے وہ ہرگز دیوبندی نہیں بلکہ بریلوی ہے کیونکہ امام احمد رضا خاں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان عقائد کو کفر ثابت کیا اور دیگر علمائے اسلام نے اس کی تصدیق فرمائی بس یہی خط امتیاز قائم ہو گیا۔ شیطان لعین نے تعظیم سے انکار ضرور کیا مگر ایسی توہین جیسی کہ علمائے دیوبند نے انبیاء مرسلین بلکہ سید المرسلین (ﷺ) کی لکھی اور چھاپی شیطان کو بھی ایسی جرأت نہ ہوئی۔

شیطان سے یہ کہہ دو شاگردی کرے اب آکر
توہین مصطفیٰ ﷺ میں ہے ہر دیوبندی امام تیرا

عقیدہ توحید

دیوبندی دھرم والے توحید الٰہی کیا جانیں جس طرح ان کا دین 'اسلام سے مختلف ہے اسی طرح ان کی توحید بھی مختلف ہے۔ یہ جس بات کو توحید بتائیں وہی شیطان کے لئے ثابت فرمائیں۔ مثلاً دیوبندیوں کے امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی علم محیط زمین ثابت کرنا حضور (ﷺ) کے لئے شرک بتاتے ہیں اور اسی علم کو شیطان کے لئے نص سے ثابت کرتے ہیں (حوالہ گزرا)۔ پس شرک مقابل ہے توحید کے۔ علم محیط زمین کو حضور (ﷺ) کے لئے ثابت کرنا شرک ہے تو یہ علم محیط زمین توحید کو لازم ہے اور اس کو شیطان و ملک الموت کے لئے نص سے ثابت کرنے کا معنی یہ ہے کہ مرتبہ توحید میں شیطان و ملک الموت دونوں کو برابر کا شریک کرنا ہے چنانچہ توحید تینوں کے لئے ثابت ہوئی معلوم ہوا کہ دیوبندی دھرم میں دیو کے بندے جس کو چاہیں خدا بنادیں۔

دیوبندی دھرم کے پرچارک مسٹر ندیم دیوبندی فرماتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ کو شرک ناپسند ہے۔ ہر گناہ کو اللہ تعالیٰ بخش سکتے ہیں لیکن شرک کو معاف نہیں کریں گے۔ شرک کرنے والا اسلام سے نکل جاتا ہے۔ مسلمان نہیں رہتا۔" (ایمان و نماز اہلسنت صفحہ **6**)

پھر فرماتے ہیں "اس کی تشریح کچھ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی پوری کائنات کا مالک و خالق اور پروردگار ہے وہی حاجت روا اور مشکل کشا ہے سب اسی کے حکم سے ہوتا ہے مثلاً رزق وہی دیتا ہے 'بیماری اور شفاء اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے۔ اولاد میں بیٹا یا بیٹی دے سب کچھ اسی کے اختیار میں ہے۔ مصیبت سے نجات اللہ تعالیٰ ہی دے سکتے ہیں اس لئے مصیبت میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا چاہئے۔" (ایمان و نماز اہلسنت صفحہ **5**)

شرک کیا ہے ؟

دیوبندی دھرم کے پرچارک مسٹر ندیم دیوبندی فرماتے ہیں :

"اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی انسان 'جن 'فرشتہ 'نبی یا ولی کو یہ سمجھ کہ وہ مشکل

سے نجات دے سکتے ہیں اور حاجت پوری کر سکتے ہیں، اولاد دے سکتے ہیں تو یہ شرک ہے۔"

(ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 6,5)

پھر فرماتے ہیں :

"بعض جاہل مصیبت میں یا علی مدد، یا غوث اعظم، یارسول اللہ پکارتے ہیں یہ کفر ہے۔" **(ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 6)**

پھر کہتے ہیں :

"کیونکہ مدد تو اللہ تعالیٰ ہی کر سکتے ہیں اسی لئے ہر نماز میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت ہوتی ہے اس میں وایاك نستعین پڑھ کر اقرار کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم صرف تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں یعنی تیرے سوا کوئی مدد نہیں کر سکتا۔" **(ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 6)**

سبحان اللہ ! یہ کہاں سے آگیا کہ تیرے سوا کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ قرآن میں بھی ہیرا پھیری سے باز نہیں آتے اگر اس کا یہی مطلب ہے تو الحمد للہ میں ہے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے تو اپنے عمائدین جن کو تم اولیاء اور بزرگان دین سے تعبیر کرتے ہو ان کی تعریف میں جو کہا گیا وہ بھی شرک و کفر ہونا چاہئے؟ کیا قطب الاقطاب کہنا اور پیران پیر وغیرہ لکھنا تعریف نہیں اور ہر تعریف اللہ کے ہے تو یہ تمہارا کفر و شرک ثابت ہے اس اصول سے تم خود مشرک و کافر بن گئے۔

حاجت روا

(1) دیوبندی دھرم میں کسی کو حاجت روا یا مشکل کشا سمجھنا شرک ہے لیکن قرآن کریم میں مذکور ہے کہ فرعون اور اس کی قوم پر غرق ہونے سے پہلے جو عذاب مثلاً خون اور مینڈک و قمل وغیرہ کے آئے تو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں جاتے اور عرض کرتے "لئن کشفت عنا الرجز النؤمنن والمرسلین معك بنی اسرائیل" اے موسیٰ (علیہ السلام) اگر آپ (علیہ السلام) نے یہ عذاب دور کر دیا تو ہم آپ (علیہ السلام) پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ (علیہ السلام) کے حوالے کر دیں گے۔ تو یہ

لوگ عذاب سے نجات پاتے مگر بعد کو ایمان نہ لاتے اور جب فرعون اور اس کی قوم غرق ہونے لگی تو فرعون خدا کو پکارتا رہا اور کہتا رہا "امنت برب العلمین و برب موسیٰ و ہارون" مگر غرق ہوا عذاب سے نجات نہ ملی۔

عزیزان ملت! انبیاء کرام علیہم السلام تو شرک کو مٹانے کے لئے تشریف لائے نہ کہ شرک کو رواج دینے کے لئے اگر اللہ کے سوا کسی سے مدد مانگنا شرک ہوتا تو فرعون اور آل فرعون ان عذابوں سے نجات نہ پاتے جب عذاب غرق میں مبتلا ہوئے موسیٰ علیہ السلام کو نہ پایا۔ ان سے مدد طلب کی خدا کو پکارتے رہے اور غرق ہو گئے۔

(2) عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہے "قال من انصاری الی الله قال الحواریون نحن انصار الله" عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کون ہے جو میری مدد کرے اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ہم مدد کریں گے اللہ کے دین کی۔

(3) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تعاونو اعلی البر و التقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر مدد نہ کرو۔

(4) "ان تنصروالله ینصر کم" اگر مدد کرو گے تم اللہ کے دین کی وہ مدد کرے گا تمہاری۔

(5) حضور (ﷺ) کے بارے میں تمام انبیاء مرسلین سے عہد لیا گیا "لتومنن به ولتنصرنه" تم ان پر ایمان لانا اور ضرور ضرور ان کی مدد کرنا۔

(6) حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں جس کو قرآن کریم نے اس طرح بیان فرمایا "انی اخلق لکم من الطین کهئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیراً باذن الله وابری الاکمه والابرص واحی الموتی باذن الله وانبئکم مما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذالك لاية لکم ان کنتم مومنین" میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً زندہ ہو جاتی ہے

اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جِلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔" (آل عمران 49)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اللہ اور اس کے رسولوں پر اس طرح کہ اللہ تعالیٰ معبود ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ اللہ کے رسول ہیں جو مٹی کی مورت کو پھونک مار کر زندہ کر دیتے' بیماروں کو شفا دیتے' مادر زاد اندھے کو بینا اور مُردوں کو زندہ کر دیتے ہیں اور جو کھاتے اور چھپاتے ہیں اس کی بھی خبر رکھتے ہیں اللہ کے حکم سے۔

(7) جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم سے فرمایا "قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زكيا" فرمایا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

دیکھو جبرائیل علیہ السلام حضرت مریم کو ایک ستھرا بیٹا عطا فرما رہے ہیں۔ اس طرح متعدد آیات قرآن کریم میں موجود ہیں ہم صرف سات آیات پر اکتفا کرتے ہیں۔ جن سے حاجت روائی اور مشکل کشائی اور مدد طلب کرنا اور مدد دینا اور بیٹا دینا ثابت ہے۔ دیوبندی دھرم کے اصول سے معاذ اللہ 'اللہ (عزوجل) اور اس کے پیارے رسول اور جبرائیل علیہ السلام سب ہی مشرک ٹھہرتے ہیں ان کے دین کی بنیاد قرآن کریم پر نہیں بلکہ تقویت الایمان پر ہے دیکھو ہماری کتاب مستطاب "تقویت الایمان بمقابلہ عظمت قرآن۔"

ابلیس کا کفر

مسٹر ندیم دیوبندی فرماتے ہیں یا علی مدد' یا غوث اعظم' یارسول اللہ (ﷺ) پکارنا کفر ہے۔ ہم سوال کرتے ہیں کہ ابلیس کافر ہے یا نہیں ؟ اگر ابلیس کافر ہے تو اس نے یا علی مدد' یا غوث اعظم' یارسول اللہ (ﷺ) کو پکارا ہے ؟ ثابت کیجئے ہر گز نہ کر سکو گے ' پھر کافر کیوں ؟

اقول : ارے نہیں پکارا جب ہی تو کافر ہو گیا اگر پکار لیتا اور حضور (ﷺ) کی رسالت کے

ساتھ ان کی تعظیم وتکریم کرتا ہر گز کافر نہ ہوگا۔ ابلیس نے رسول اللہ (ﷺ) کو نہ پکارا اور تعظیم سے روگردانی کی مگر رسول اللہ کو کسی کا شاگرد نہ بتلایا۔ رسول کو بے علم نہ ٹھہرلیا۔ خدا کو جھوٹا نہ بتلایا۔

حضور (ﷺ) کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونیکا کوئی ذکر نہیں کیا۔

ارے دیو کے بندو! تم نے تو ابلیس کو بھی مات کر دیا جو کام ابلیس انجام نہ دے سکا تم نے وہ سب کر کے دکھادیا۔

ابلیس سے یہ کہہ دو شاگردی کرے اب آ کر
توہین مصطفیٰ ﷺ میں ہے ہر دیو بندی امام تیرا

یہ دلائل تو قرآن کریم سے تھے تم تو دیوبندی ہو۔ تم کو قرآن سے کیا واسطہ اب ہم تمہارے گھر کی خانہ تلاشی لیتے ہیں جس کے گھر سے مال نکلے وہ چور یہ اصول تمہارا ہے ہمارا نہیں۔

تم کہتے ہو کہ اللہ کے سوا کسی کو حاجت روا سمجھنا اور مشکل کشا جاننا شرک ہے۔ ہمارا ایمان تو قرآن پر ہے جو فرمارہا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا "اذھبو بقمیصی ھذا فالقوہ علی وجہ ابی یات بصیرا" کہ میری یہ قمیص لے جاؤ اور والد ماجد کے منہ پر ڈال دو ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی چنانچہ ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

لہٰذا ہمارے مذہب میں استعانت (مدد) طلب کرنا اسلام کے عین مطابق ہے اور تمہارے دھرم میں یہ شرک ہے ہم آپ کے گھر سے یہ مال مسروقہ نکال کر بطور نمونہ مشتے از خروارے پیش کرتے ہیں۔

(1) یہ ہیں دیوبندی دھرم کے شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی، رشید احمد گنگوہی کے انتقال پر اللہ تعالیٰ سے پوچھ رہے ہیں۔

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

مسٹر ندیم آپ کے شیخ الہند، مولوی رشید احمد گنگوہی کو قبلہ حاجات روحانی و جسمانی بتلا رہے ہیں کہ اب ہم دین و دنیا کی حاجت روائی کے لئے کہاں جائیں کہ ہمارا روحانی و جسمانی حاجت روا چلا گیا۔ فرمایئے یہ محمود الحسن دیوبندی مشرک اور خارج از اسلام ہیں؟ اور جن لوگوں نے ان کو اپنا شیخ مانا وہ سارے کافر و مشرک ہوئے؟ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ یا تو رشید احمد گنگوہی کو اپنا خدا بنائیں یا محمود الحسن کو مشرک اور خارج از اسلام بتائیں۔

(2) یہ لیجئے مسٹر ندیم دیوبندی کے پیران پیر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی جو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کو مشکل کشا کہہ رہے ہیں۔

کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے یارب
ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

(تعلیم الدین صفحہ **134** از اشرف علی)

ملاحظہ فرمایئے کہ آپ کے پیران پیر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہادی عالم اور مشکل کشا فرما رہے ہیں:

؎ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(3) یہ ہیں آپ کی یونیورسٹی دیوبند کے بانی اور پرنسپل محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

گر کرے روح القدس میری مدد گاری
تو اس کی مدح میں کروں رقم اشعار

(قصائد قاسمی صفحہ **187**)

دیکھو نانوتوی تو حضور (ﷺ) اور روح امین دونوں سے مدد طلب کر رہے ہیں بولو تمہارے پیران پیر مولوی اشرف علی تھانوی اور بانی یونیورسٹی دیوبند نانوتوی دونوں مشرک خارج از اسلام ہیں ؟

مسٹر ندیم یہ دیکھو تمہارے پیران پیر اشرف علی تھانوی کیا کہہ رہے ہیں ۔

دستگیری کیجئے میری' نبی
کشمکش میں ہوں تم ہی ہو میرے ولی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ
فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

(نشر الطیب صفحہ 146 کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

مسٹر ندیم دیکھو تمہارے پیران پیر تو فرمارہے ہیں کہ اے میرے نبی آپ کے سوا کوئی مجھے پناہ دینے والا نہیں۔

تمہارے اصول دھرم میں تو یہ کٹر مشرک اور پکے کافر ہوئے۔

مسٹر ندیم دیوبندی یہ ہیں تمہارے دھرم کے پیر کامل حاجی امداد اللہ صاحب اپنے پیر نور محمد صاحب سے مدد طلب فرما رہے ہیں ۔

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا
ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
تم مددگار درد امداد کو پھر خوف کیا
وعشق کی پرسن کے باتیں کانپتے ہیں دست پا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا
آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تم سوا اوروں سے ہر گز نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا

آپ کا دامن پکڑ لوں یوں کہوں گا بر ملا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

(امداد المشتاق صفحہ 116 مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

مسٹر ندیم یہ ہیں تمہارے دھرم دیوبند کے پیر کامل حاجی صاحب اپنے پیر نور محمد سے امداد طلب کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تمہارے سوا کسی سے کوئی التجا نہیں بلکہ حشر میں بھی آپ کا دامن پکڑ کر کہوں گا اے پیر صاحب امداد کا وقت ہے امداد فرمائیے۔

کیا حکم فرماتے ہیں دیوبندی صاحب کیا آپ سب کے پیر کامل' شہ نور محمد صاحب کو خدا سمجھ کر امداد طلب کر رہے ہیں تو اپنے خداؤں کی فہرست پیش کیجئے اور اگر خدا نہیں تو خدا کے سوا کسی سے حاجت طلب کرنا مدد چاہنا تمہارے دین کے اصول کے مطابق شرک ہے تو حاجی صاحب مشرک خارج از اسلام ہیں؟ جب پیر کامل مشرک ہیں تو سارے کے سارے مرید بھی مشرک؟

(4) اور لیجئے یہی آپ کے پیر کامل حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں:

"ایک بار مجھے ایک مشکل پیش تھی اور حل نہ ہوتی تھی میں نے حطیم میں کھڑے ہو کر کہا تم لوگ تین سو ساٹھ یا کم و زیادہ اولیاء اللہ کے رہتے ہو اور تم سے کسی غریب کی مشکل حل نہیں ہوتی تو پھر تم کس مرض کی دوا ہو یہ کہہ کر میں نے نماز نفل شروع کر دی۔ میرے نماز شروع کرتے ہی ایک آدمی کالا سا آیا اور وہ بھی پاس نماز میں مصروف ہو گیا اس کے آنے سے میری مشکل حل ہو گئی۔"

(امداد المشتاق' صفحہ 121 مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

مسٹر ندیم کیا حکم لگاتے ہو اپنے پیر کامل حاجی صاحب پر وہ تو تین سو ساٹھ کو مشکل کشائی کے لئے پکار رہے ہیں تمہارے دھرم میں کیسے کیسے کٹر مشرک ہیں ان کے مشرک ہوتے ہی تمام مرید ان دیوبند مشرک ہوئے۔

پہلے اپنے جنوں کی خبر لو پھر میرے عشق کو آزمانا

مزارات اولیائے کرام پر حاضری اور نذرونیاز

مسٹر ندیم صاحب دیوبندی رقم طراز ہیں۔ ''بعض لوگ کاروبار میں نقصان یا اولاد نہ ہونے، مصیبت اور بیماری کی وجہ سے گھبرا کر مزارات پر حاضری دیتے ہیں وہاں چادریں چڑھاتے ہیں اور نذریں مانتے ہیں اور کہتے ہیں اے بزرگ میری مصیبت ٹال دے مشکل حل کردے یا بیٹا دے دے وغیرہ یا یہ سمجھتے ہیں کہ فلاں دربار پر جانے سے کام ہو جائے گا اولاد مل جائے گی یہ سب کفر و شرک ہے۔'' (ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 6، 7)

ہر چند کہ اس پر تبصرہ کرنے کی حاجت نہ تھی مسٹر ندیم دیوبندی کے اس شرک پر ایک واقعہ جناب حاجی امداد اللہ صاحب کا گزرا جو مشکل کشائی کے لئے تین سو ساٹھ کو پکار رہے ہیں ان کو پکارنے سے ان کی مصیبت ٹل جاتی ہے مگر ہم ایک اور واقعہ ان سب کے دادا پیر جناب سید احمد صاحب (جن کو یہ سارے دیوبندی، وہابی، مودودی اور تبلیغی، شہید کے لقب سے یاد کرتے ہیں) کا ذکر کرتے ہیں:

''دریں منزل قریب نصف شب بوادی سرف که مزار فائض الانوار سر معلی جناب میمونه علیها و علی بعلها الصلوٰة والسلام من الله الملك العلام رسیدیم از اتفاقات عجیبه آنکه روز ہیچ طعام نخورده بودم چو ں از خواب آں وقت بیدار شدم از غایت گر سنگی طاقتم طاق و بدر ردیم در محاق بود بطلب نان پیش ہرکس دویدم و بمطلب نه رسیدم بنا چار برائے زیارت در حجره مقدسه رفتم و پیش تربت شریفه گدایانه ندا کرده گفتم کے اے جده امجده من مهمان شما ہستم چیزے خوردنی غایت فرما ونامرا محروم از الطاف کریمانه خود منما آنگاه سلام کردم و فاتحه اخلاص

خوانده ثوابش بروح و فتوحش فرستادم آنگاه نشسته سربر قبرش نهاد بودم از ازاق مطلق و دانائے برحق دو خوشه انگور تازه بدستم رفتاده طرفه تر آنکه ان ایام سرمابود' ہیچ جا انگور تازه میسر نه بود بحیرت افتادم ویکے ازاں ہر دوخوشه ہمچوں جانشسته تناول نموده از حجره بیروں شدم و یك یك دانه بہریك تقسیم کروم۔" (مخزن احمدی 'صفحہ 99)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے پیرومرشد جناب سید احمد صاحب اس منزل میں آدھی رات کے قریب وادی سرف میں کہ مزار فائض الانوار سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا پہنچے عجیب اتفاقات سے یہ کہ اس روز کچھ نہ کھایا اور رات کو اس وقت بیدار ہوئے جب کہ نہایت سخت بھوک کی وجہ سے طاقت نہ رہی ہر آدمی کے پاس گئے اور روٹی تلاش کی مگر مطلب حاصل نہ ہوا۔ مجبوراً حجرہ مقدسہ سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار پرانوار پر حاضر ہو کر قبر شریف کے سامنے فقیرانہ انداز میں سوال کیا اور عرض کیا کہ اے جدہ امجدہ میں آپ کا مہمان ہوں ہم کو کھانے کے لئے کچھ عنایت فرمایئے اور اپنے لطف وکرم سے محروم نہ کیجئے۔ اس وقت سلام عرض کیا اور فاتحہ اور اخلاص پڑھ کر ان کی روح کو ثواب اس کا نذر کیا اور بیٹھ کر اپنا سر ان کی قبر شریف پر رکھ دیا۔ رزاق مطلق ودانائے برحق کی طرف سے دو خوشہ انگور تازہ میرے ہاتھ میں گرے اور عجیب تر یہ کہ وہ موسم سرما تھا انگور تازہ کہیں بھی نہ تھا حیرت میں پڑ گیا اور دونوں خوشوں میں سے وہیں بیٹھ کر کھایا پھر حجرہ سے باہر آیا اور ایک ایک دانہ سب کو تقسیم کیا۔

یہ آپ تمام دیوبندیوں اور وہابیوں کے امام وشہید اور خدا جانے کیا کیا ہیں۔ دیکھو! مصیبت پڑی تو مزار کی طرف بھاگے اور گدایانہ سوال کیا۔ یہ بات تو واضح ہے کہ حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر ہی تو گئے اور اپنی مشکل کشائی کی فریاد کی پھر وہاں نذر ونیاز جو کہ فاتحہ کے

ہم معنی ہے کی اور ان کی جناب میں سورۃ فاتحہ اور اخلاص کے ثواب کا تحفہ نذر کیا۔ پھر بیٹھ کر ان کے مزار پرانوار پر سر رکھ دیا تو انگور تازہ کا خوشہ پایا۔

اس حکایت کی بار بار تلاوت کیجئے اور شمار کیجئے کہ کتنے شرک اس کے دامن سے وابستہ ہیں۔ اب آپ فرمائیے کہ آپ کے سید احمد شہید اور ان کے سارے متبعین جو ان امور کو عین اسلام و ایمان تصور کرتے ہیں سارے کے سارے پکے مشرک کٹر کافر' اگر ان کو کافر و مشرک کہنے کی جرأت نہیں تو مسٹر آپ خود کون ہیں؟

سنو! کافر و مشرک کو مسلمان جاننے والا بھی کافر اور مسلمان کو کافر کہنے والا بھی کافر۔ دلیل درکار ہو تو اپنے دار العلوم دیوبند کے ناظم تعلیمات جناب سید مرتضٰی حسن صاحب کی کتاب "اشد العذاب" کا مطالعہ فرمائیں۔ پھر بتائیں کہ سید احمد صاحب پکے مشرک اور کٹر کافر ہیں یا آپ کافر ہیں؟

اور لیجئے! مسٹر ندیم دیوبندی اور تمام دیوبندیوں کے پیران پیر مولوی اشرف علی تھانوی اپنے پیر حاجی امداد اللہ صاحب کے ملفوظات نقل فرماتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"فرمایا کہ حنبلی کے نزدیک جمعرات کے دن کتاب احیاء تبرکاً ہوتی تھی جب ختم ہوئی تبرکاً دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے کچھ حالات مصنف بیان کئے گئے۔ طریق نذر و نیاز قدیم زمانہ سے جاری ہے۔" (امداد المشتاق صفحہ 92' مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

ملاحظہ فرمائیے کہ حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے اور مسٹر ندیم دیوبندی فرماتے ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ کی نذر و نیاز کرنی چاہئے۔

مخفی نہ رہے کہ فاتحہ' نذر و نیاز عرف عام میں ایصال ثواب کو کہتے ہیں مسٹر ندیم دیوبندی اپنے خدا کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

لمحہ فکریہ!

شرک نام ہے خدا کی خدائی میں کسی کو شریک کرنے کا یا عبادت میں شریک کرنے

کا'اس کا حاصل یہ ہو گا کہ کسی کی عبادت کرنا یا خدا کی خدائی میں کسی کو شریک کرنا دوسرا خدا تجویز کرنا ہے۔ مسٹر ندیم دیوبندی فرماتے ہیں :

(1) مصیبت کے وقت مزار شریف پر حاضر ہونا۔

(2) مزار پر چادریں چڑھانا۔

(3) نذریں ماننا۔

(4) مدد مانگنا کہ مشکل حل ہو جائے۔

(5) بیٹا مانگنا وغیرہ سب شرک و کفر ہے۔

اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ مسٹر ندیم صاحب اپنے خدا کے مزار (قبر) پر حاضر ہوتے ہیں۔ خدا کے مزار پر چادریں چڑھاتے ہیں' مزار خدا پر جا کر نذریں مانتے' خدا کے مزار پر جا کر مدد مانگتے اور بیٹا بیٹی طلب کرتے ہیں۔ اسی واسطے دوسروں کو منع فرما رہے ہیں کہ یہ کام تو ہم (مسٹر ندیم) خدا کے لئے کرتے ہیں اور تم اولیائے کرام کے مزارات پر جا کر کرتے ہو۔ لہذا تم یہ کام کر کے مشرک ہو گئے۔ مگر یہ نہ دیکھا کہ جن کا ہم دم بھرتے اور دیوبندی کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں وہ اولیائے دیوبند اور ان سب کے پیر بھی ان امور کے ارتکاب سے مشرک ہوئے۔ مسٹر ندیم پر یہ فرض ہے کہ پہلے اولیائے دیوبند اور ان کے پیر اور پیران پیر سب پر کافر و مشرک ہونے کا فتویٰ صادر کریں پھر ہماری جانب متوجہ ہوں مگر ہمارا دین دیوبندی دین نہیں اللہ کے رسول کا دیا ہوا دین ہے وہاں تک تمہاری رسائی نہیں۔

سوال : مسٹر ندیم دیوبندی تم کہتے ہو کہ نذر و نیاز صرف خدا کی کرنی چاہئے یہ تو بتایئے نذر و نیاز کا ثواب کون دے گا جب کہ تم نذر و نیاز (ایصال ثواب) صرف خدا کو ہی کرتے ہو تو ثواب جو تم اپنے خدا کو بھیج رہے ہو وہ کس نے عطا فرمایا؟

ہو سکتا ہے کہ اس سے تمہاری مراد خدائے دیوبندی مولوی حسین احمد شیخ الاسلام دیوبند ہوں کہ ان کے خدا ہونے کا حوالہ گذرا۔ اگر ثواب نذر و نیاز وہ عطا فرماتے ہیں

تو وہ دوسرا کون ساخدا ہے جس کو تم ایصال کرتے ہو؟ دلیل کے ساتھ ارشاد فرمائیں اور یہ بھی لحاظ رہے کہ دیوبندیوں کے پیر کامل حاجی صاحب فرما چکے ہیں کہ طریق نذر و نیاز قدیم زمانہ سے جاری ہے۔

مسلک اہلسنت والجماعت

مزارات اولیائے کرام پر حاضری دینا حصول برکات دنیوی واخروی کاذریعہ ہے' دعاؤں کی قبولیت کاوسیلہ ہے' اللہ تعالیٰ اصحاب کہف کاواقعہ ارشاد فرماتے ہوئے ان کی وفات کے بعد کاحال ارشاد فرماتا ہے: ”اذا یتنا زعون بینهم امرهم فقالوا ابنوا علیهم بنیانا ربهم اعلم بهم قال الذین غلبوا علی امرهم لتخذن علیهم مسجدا“یعنی جب وہ لوگ ان کے معاملے میں باہم جھگڑنے لگے (یعنی ان کی وفات کے بعد ان کے گرد عمارت بنانے میں) تو بولے ان کے غار پر کوئی عمارت بناؤان کارب خوب جانتا ہے وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم توان پر مسجد بنائیں گے۔

مدارک کے حوالے سے خزائن العرفان میں ہے جس میں مسلمان نماز پڑھیں اور ان کے قرب سے برکت حاصل کریں مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے قریب مسجدیں بنانا اہل ایمان کاقدیم طریقہ ہے اور قرآن کریم میں اس کاذکر فرمانا اور اس کو منع نہ کرنا اس فعل کے درست ہونے کی قوی ترین دلیل ہے۔

مسئلہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے جوار میں برکت حاصل ہوتی ہے اسی لئے اہل اللہ کے مزارات پر لوگ حصول برکت کے لئے جایا کرتے ہیں اور اسی لئے قبروں کی زیارت سنت اور موجب ثواب ہے۔ (خزائن العرفان)

امام شافعی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں امام اعظم ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مزار پر حاضری دیتا ہوں اور جب کوئی حاجت ہوتی ہے تو آپ کے وسیلہ سے دعامانگتا ہوں تو حاجت پوری ہو جاتی ہے بلکہ آپ کا فرمان ہے کہ حضرت امام اعظم کامزار قضائے حاجت کے لئے تریاق ہے۔ احتراماً امام شافعی آپ کے مزار پر بطریق حنفی نماز ادا

فرماتے تھے۔ (نور الاسلام امام اعظم نمبر صفحہ 51)

دوسری جگہ روایت ہے کہ امام شافعی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں۔ میں ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر روزانہ حاضر ہوتا ہوں جب کبھی مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو نفل پڑھ کر امام اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قبر انور پر حاضری دیتا ہوں وہاں خدا سے بتوسل ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنی حاجت مانگتا ہوں تو میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ اس روایت کو صدر ائمہ امام موفق بن احمد المکی متوفی 568ھ نے کتاب المناقب امام الاعظم کے صفحہ 199 جلد دوم میں مختلف اسناد سے بطریق امام ابو بکر خطیب بغدادی بطریق تاج الاسلام امام سمعانی وغیرہما سے بیان کرتے ہیں کہ علی بن میمون کہتے ہیں میں نے امام شافعی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی زبان مبارک سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں ابو حنفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں پھر ان کی قبر پر بتوسل ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خدا سے دعا کرتا ہوں تو فی الفور میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی فرماتے ہیں: "طریقہ ختم خواجگان چشت قدس اللہ اسرار ہم کہ بعض اولاد شیخ نظام الدین نارنولی سے اس طرح پہنچا ہے کہ جب کوئی حاجت پیش آئے وضو کر کے روبقبلہ بیٹھے اول دس مرتبہ درود شریف پڑھے اس کے بعد تین سو ساٹھ بار یہ دعا پڑھے "لاملجا ولا ینجی من اللہ الا الہ" بعد اس کے تین سو ساٹھ بار الم نشرح پڑھے پھر تین سو ساٹھ دفعہ وہی دعا پڑھے پھر دس بار درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرلے اور تھوڑی شیرینی پر فاتحہ تمام خواجگان چشت کے نام سے پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے عرض کرے اس طرح روز کرے انشاء اللہ چند یوم میں مقصد حاصل ہوگا۔"

(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ 'صفحہ 114)

شاہ ولی اللہ صاحب فرما رہے ہیں جب کوئی حاجت ہو تو ختم خواجگان چشت پڑھے اور شیرینی پر فاتحہ خواجگان چشت کی دے اور روزانہ کرنے کی تاکید فرما رہے ہیں چنانچہ فاتحہ

کی تمام شقیں، تیجہ، چالیسواں اور کونڈے وغیرہ اس سے ثابت ہیں۔ مسٹر ندیم دیوبندی کیا شاہ ولی اللہ صاحب بھی تمہارے نزدیک مشرک ہیں؟

علم غیب

مسٹر ندیم دیوبندی رقم طراز ہیں: "اللہ تعالیٰ کی صفات میں علم غیب اور حاضر و ناظر ہونا بھی ضروری ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو علم غیب نہیں اور نہ کوئی حاضر و ناظر ہو سکتا ہے۔" (ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 8)

مسٹر ندیم دیوبندی سنو! تمام اولیائے دیوبند اور علمائے دیوبند کے مسلم امام و شہید مولوی اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں کہ:

"پیغمبر تو نادانوں کو راہ بتانے اور جاہلوں کو سمجھانے اور بے علموں کو علم سکھانے کو آئے تھے۔" (تقویۃ الایمان صفحہ 12، مکتبۃ الاسلام وسن پورہ لاہور)

دیوبند کے اولیاء اور علماء و عمائدین کیا جاہل تھے جن کو سمجھانے پیغمبر آئے وہ تو تمہارے نزدیک بہت بڑے عالم دین اور بے مثل فقیہہ تھے جیساکہ تمہاری کتابوں سے ظاہر ہے۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ پیغمبروں کی بعثت دیوبند کے اولیاء اور علماء کے لئے نہ تھی وہ تو خود عالم دوسروں کو سمجھانے اور بتانے والے تھے۔ جب پیغمبروں کی بعثت سے دیوبند کے اولیاء اور علماء مستثنیٰ ہیں تو پیغمبر کی لائی ہوئی کتاب کی ہدایت سے ان کو کوئی علاقہ نہیں اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ہمارے واسطے قرآن اور تمہارے واسطے تقویت الایمان۔ دیکھو قرآن کریم میں ہے تبرك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعلمین نذیرا۔ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہاں کو ڈر سنانے والا ہے۔ (الفرقان: 1) پس ہمارے نزدیک حضور (ﷺ) تمام عالمین کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے اور تمہارے دھرم کی کتاب کہتی ہے کہ پیغمبر تو نادانوں کو راہ بتانے اور جاہلوں کو سمجھانے آئے تھے تمہارے دھرم کے اولیاء علماء نہ تو جاہل ہیں نہ نادان جن کو پیغمبر یا پیغمبر کی لائی ہوئی کتاب کی ضرورت ہو تم کو تمہارے دھرم دیوبند نے آزاد کر دیا کتاب اللہ سے۔

دیو تم سے خوش ہے پھر ہم کیا کریں
ہم سے راضی ہے خدا پھر تجھ کو کیا

مسٹر ندیم دیوبندی کا ایمان تقویت الایمان پر ہے اور ہم سب مسلمانوں کا ایمان قرآن حکیم پر ہے چنانچہ یہ جب بھی بات کریں گے اپنے ایمان کی کتاب سے ہی کریں گے کیونکہ تقویت الایمان میں لکھ دیا گیا: "غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔" (تقویت الایمان صفحہ 34)

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے خدا کی یہ شان ہے کہ جب چاہے غیب کو دریافت کر لے اور جب تک نہ چاہا بے چارہ علم غیب سے محروم تھا۔ ہم مسلمانوں کا معبود اللہ (عزوجل) جس طرح اپنی ذات میں ازلی اور قدیم ہے اسی طرح اس کی تمام صفات بھی ازلی و قدیم ہیں چنانچہ علم بھی اس کی صفت ہے وہ ہمیشہ سے علیم و خبیر ہے اسے دریافت کرنے کی حاجت ہی نہیں بلکہ وہ اس سے منزہ و پاک ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے "هوالله الذی لااله الاهو علم الغیب والشهادة هوالرحمٰن الرحیم" اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جاننے والا غیب و شہادت کا وہی رحمٰن ورحیم ہے۔ (الحشر: ۲۲)

معلوم ہوا کہ اللہ جل مجدہ ہر علم خواہ غیب ہو یا شہادت کا جاننے والا ہے کوئی شئے اس کے علم سے خارج نہیں پس وہی رحمٰن ورحیم ہے کہ اس نے علوم شہادت اپنے عام بندوں کو عطا فرمائے اور علوم غیب اپنے خاص بندوں انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو عطا فرمائے۔

یہی مسٹر ندیم دیوبندی کو اپنا وہ زمانہ یاد نہ رہا کہ بسم اللہ شریف کے حروف کا بھی علم نہ تھا اور نہ تمیز اب بالواسطہ اساتذہ خویش کچھ پڑھ لیا تو قاری بن بیٹھے اور یہ نہ سمجھا کہ یہ علم شہادت اللہ تعالیٰ کی عطا ہی تو ہے اور علم غیب اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو عطا فرمایا جس کو یہ مانتے نہیں کیونکہ تقویت الایمان میں اس کی نفی ہے تو تقویت الایمان کے خلاف یہ کیونکر ماننے لگے مگر مسلمانوں کے لئے اللہ عزوجل کا

کلام کافی ووافی ہے۔

اللہ عز و جل فرماتا ہے "ملکان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء "اور اللہ کی شان نہیں کہ اے عام لوگو تم کو غیب کا علم دے لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔ (آل عمران : ۱۷۹)

تفسیر جلالین شریف میں زیر آیت کریمہ امام جلال الدین سیوطی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں "لکن الله یجتبی یختار من رسله من یشاء فیطلعه علی الغیب "معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے پس ان کو غیب پر مطلع کرتا ہے۔

ہمارا ایمان تو پورے قرآن پر ہے ہمارے واسطے ایک آیت ہی کافی ہے کیونکہ ایک آیت کا انکار بھی کفر ورنہ غیب کے علم پر متعدد آیات پیش کی جاسکتی ہیں۔ مگر دیوبندیوں کا ایمان تقویت الایمان پر ہے وہ نبی (علیہ السلام) کے لئے تو علم غیب کی نفی کرتے ہیں اور اپنے دیو کے بندوں کے لئے علم غیب ثابت کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مسٹر ندیم دیوبندی کے شیخ کامل اور تمام دیوبندیوں کے قطب الارشاد جناب رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ مجاز مولوی عاشق الٰہی میرٹھی رقمطراز ہیں :

"جس زمانے میں مسئلہ امکان کذب پر آپ (رشید احمد گنگوہی) کے مخالفین نے شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا ہے سائیں توکل شاہ انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے حضرت امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں یہ سن کر سائیں توکل شاہ صاحب نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر سر اوپر اٹھا کر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے لوگو! تم کیا کہتے ہو میں مولانا رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔" (تذکرۃ الرشید' جلد دوم' صفحہ 322)

اس روایت سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

اول : رشید احمد گنگوہی کذب الٰہی کو ممکن مانتے ہیں۔

دوم : سائیں توکل شاہ صاحب کو غیب کے دریافت کرنے کا اختیار ہے جب چاہیں دریافت کر لیں۔

صاحب تقویت الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی فرماتے ہیں :

غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ خدا ہی کی شان ہے اور سائیں توکل شاہ صاحب نے جب چاہا گردن جھکا دی اور غیب کو دریافت کر لیا۔ عرش عالم شہادت میں نہیں بلکہ عالم غیب میں ہے اور سائیں توکل شاہ عرش کے اوپر بھی خدا جانے کتنے اوپر شاید لامکاں پر رشید احمد گنگوہی کا قلم چلتا ہوا دیکھ رہے ہیں معلوم ہوا دیو کے بندے خدائی کا مرتبہ رکھتے ہیں جب چاہیں غیب دریافت کر لیں۔

مسٹر ندیم دیوبندی! جھوٹ تو آپ کے اولیائے دیوبند کی سنت ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ وہ اپنے خدا کے جھوٹ کو ممکن سمجھتے ہیں اسی سنت کی پیروی میں مسٹر ندیم صاحب بھی رقمطراز ہیں :

"پیارے بچو! آپ کو یہ علم تو ہو گیا کہ دیوبند انڈیا کا ایک شہر ہے وہاں دنیا کی سب سے بڑی یونیورسٹی ہے۔" (ایمان و نماز اہلسنت 'صفحہ 89)

پھر فرماتے ہیں "بچو! ایک لفظ آپ نے بریلوی بھی سنا ہوگا' بریلی انڈیا کا ایک قصبہ ہے۔" (ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 59, 60)

بریلی یوپی انڈیا کا ایک بہت بڑا ضلع اور کمشنری کا صدر مقام ہے اس کو مسٹر ندیم دیوبندی قصبہ لکھ رہا ہے اور دیوبند جو ضلع سہارنپور کا ایک قصبہ ہے اس کو شہر بتا رہا ہے دراصل یہ کذب صریح اور دروغ فتیح اولیائے دیوبند کی سنت متوارثہ ہے۔ اس سے روگردانی کرنا اصول مذہب دیوبند کے خلاف ہے کیونکہ مذہب دیوبند کی بنیاد ہی جھوٹ و افتراء پر ہے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ

مسٹر ندیم دیوبندی رقمطراز ہیں : "حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے نبی تھے اور انہوں نے اللہ کے حکم پر اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل (علیہ السلام) کے گلے پر چھری چلادی اگر انہیں علم غیب ہوتا کہ وہ ذبح نہیں ہوں گے تو وہ چھری کیوں چلاتے اور چھری پر غصہ کیوں کرتے اس سے معلوم ہوا کہ انہیں علم نہیں تھا اس لئے غیر مسلم، بریلوی لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں کہ تمہارا عقیدہ کیا ہے؟ تمہارے نبی بھی ڈرامہ کرتے ہیں جھوٹ موٹ کام کرتے ہیں۔" (ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 8, 9)

مسٹر ندیم دیوبندی نے کتنی اہم بات بیان کی کہ غیر مسلم' بریلوی لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں الخ بیشک یہ بات تو بالکل صحیح ہے کیونکہ دیوبندی سارے کے سارے غیر مسلم ہیں دیو کے بندے ہیں۔ یہی مذاق اڑاتے اور انبیاء اکرام علیہم السلام کے افعال مقدسہ کو ڈرامہ بتاتے ہیں ان کے سوا کسی اور غیر مسلم نے یہ بات کہی یا لکھی ہو تو بطور ثبوت پیش کرو۔ اگر کچھ حیاو شرم رکھتے ہو۔ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ دیو کے بندے علم غیب جب چاہیں حاصل کرلیں اور اللہ کے محبوب حاصل نہ کرسکیں پھر یہ کہ یہ معاملہ حضرت سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) کا فرش زمین پر واقع ہو رہا ہے ان کو زمین کی خبر نہیں اور ایک دیو کا بندہ عرش کے اوپر کی خبر دے رہا ہے۔

اول تو یہ معاملہ غیب کی بات ہی نہیں بلکہ ایک امتحان ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے :

"واذابتلی ابراهیم ربه بکلما فاتمهن قال انی جاعلك للناس اماما" اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں میں آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشواء بنانے والا ہوں۔

عزیزان ملت و نونہالان امت! دیکھو اللہ عزوجل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدح (تعریف) فرمارہا ہے اور انعام کی خبر دے رہا ہے مگر ندیم دیوبندی ہے دیو کا بندہ ان کی توہین کر رہا ہے اور ڈرامہ بتا رہا ہے۔

ارے لو ناوان دیو کے بندے ! ان کو علم تھاگ جب ہی چھری ان کی گردن پر چلادی اور اگر علم نہ ہوتا تو چھری چلاتے ہاتھ کانپ جاتا ارے او دیو کے بندے اگر تیرا کوئی بیٹا ہے تو اس کی گردن پر اس طرح چھری چلا کر دیکھ۔ ہم کہے دیتے ہیں کہ تو جاہل بے علم ہرگز اپنے بیٹے کی گردن پر اس طرح چھری نہیں چلا سکتا معلوم ہوا کہ ان کو علم تھا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "وکذالك نری ابراهیم ملکوت السمٰوات والارض ولیکون من الموقنین" (انعام : ۷۵) اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھارہے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔ ایک جانب قرآن کریم کے ارشادات اور دوسری طرف دیو کے بندوں کی تقویت الایمان جس کو چاہیں اختیار کرلیں اور ایمان لائیں۔

شہادت صحابہ کرام علیہم الرضوان

مسٹر ندیم دیوبندی فرماتے ہیں : "بعض کافروں نے سازش کر کے ستر (70) صحابہ کو تبلیغ کے بہانے لے جا کر شہید کردیا اگر نبی پاک کو علم غیب ہوتا تو کبھی نہ بھیجتے اور اپنے صحابہ کو قتل نہ کراتے۔" (ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 9)

یہ زمین کا معاملہ ہے جس کی نفی حضور (ﷺ) سے کی جارہی ہے اور دیو کا بندہ عرش کے اوپر دیکھ رہا ہے ہم حوالہ پیش کر چکے ہیں۔ اب سنیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اللہ ولی الذین امنوا یخرجوهم من الظلمات الی النور والذین کفرو اولیاء هم الطاغوت یخرجونهم من النور الی الظلمات اولئك اصحاب النار هم فیها خٰلدون" اللہ ولی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے لئے حمایتی دیو (شیطان) ہیں وہ انہیں نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا۔ (البقرہ : ۲۵۷)

مسٹر ندیم دیوبندی اپنے غیر مسلم ہونے کا اقرار کر چکے ہیں ان کا حمایتی دیو ہے جو اندھیری دیوبندیت کی طرف لے جاتا ہے اور مسلمانوں کا والی اللہ ہے یہ ان کو دیوبندیت

وغیرہ کے اندھیروں سے نکال کر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (نور) کی طرف لے جاتا ہے۔

یہ انسانی فطرت ہے کہ جس شے میں کمال اور خوبی دیکھتا ہے اس کی طلب میں رہتا ہے اور جس میں زوال و برائی ہو اس سے دور بھاگتا ہے۔ مسلمان کے نزدیک مخلوق میں سب سے بہتر اور برتر افضل و اعلیٰ محمد رسول اللہ (ﷺ) ہیں یہ مسلمان ان کی عظمت پر مرتے' انہی کا دم بھرتے ہیں اور دیو کے بندے دیوبندیت پر قربان ہوتے' مصطفیٰ (ﷺ) سے بھاگتے اور ان کی عظمت کا انکار کرتے ہیں یہی حال مسٹر ندیم دیوبندی کا ہے۔

ہماری پیش کردہ آیت كذالك نرى ابراهيم میں ہی حضور (ﷺ) کے علم کا ثبوت موجود ہے كذالك تشبیہ کے لئے آتا ہے اور تشبیہ کے لئے مشبہ اور مشبہ بہ لازم مشبہ تو خود قرآن کریم میں مذکور ہے یعنی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) باقی رہا مشبہ بہ وہ نبی کریم (ﷺ) ہیں مطلب یہ ہوا کہ اے حبیب لبیب (ﷺ) جیسے ہم آپ (ﷺ) کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنتیں دکھا رہے ہیں اس طرح آپ (ﷺ) کے طفیل میں آپ (ﷺ) کے والد ماجد حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو بھی دکھا رہے ہیں پس حضور (ﷺ) کے لئے علم ہونا ثابت ہے مگر کس کے لئے جو قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہو اور جو قرآن کریم پر ایمان ہی نہیں رکھتا وہ تو تقویت الایمان ہی کی بات کرے گا' قرآن کی ہرگز نہیں مانے گا۔ دیو کا بندہ کہتا ہے علم ہوتا تو صحابہ کو قتل نہ کراتے گویا حضور (ﷺ) نے قتل کرلیا (معاذ اللہ) حضور (ﷺ) تو رحمت ہیں مگر اللہ عزوجل تو ارحم الراحمین' رحمٰن و رحیم ہے کیا اسے بندوں سے پیار نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے' صحابہ کے متعلق فرماتا ہے "فانزل الله سكينة على رسول وللمومنين والزمهم كلمة التقوىٰ وكانوا حق بها واهلها و كان الله بكل شئى عليما" تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

دیو کا بندہ کہتا ہے کہ علم ہوتا تو قتل نہ کراتے یہ بات تو حضور (ﷺ) پر منطبق

نہیں ہوتی بلکہ اللہ عزوجل پر ہوتی ہے بالفرض باطل اگر حضور (ﷺ) کو علم نہ تھا تو کیا اللہ عزوجل بھی بے علم تھا اس نے کیسے گوارا کر لیا جبکہ اس کے کرم کا یہ عالم ہے کہ ارشاد فرماتا ہے "الزمهم كلمة التقوى" دیوکابندہ اللہ کی شان کیا جانے علم تھا اسی لئے اللہ عزوجل نے فرمایا "وكان الله بكل شئی علیما" اور اس کی عطا سے حضور (ﷺ) بھی جانتے ہیں اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اب ان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا وقت رب سے ملنے کا قریب ہے اور مرتبہ شہادت ملنے والا ہے ایسے انعام واحسان اللہ عزوجل کے حاصل ہونے والے تھے جب ہی تو بھیج دیا ورنہ ہرگز نہ بھیجتے اور اگر بالفرض یہ بھیجنا بھی چاہتے تو اللہ تعالیٰ منع فرما دیتا کیا اس کو بھی کسی دیو کے بندے کا خوف تھا اس واقعہ سے تو حضور (ﷺ) کے علم بے پایاں کا پتہ چلتا ہے۔

روضے سے باہر نہیں آسکتے

مسٹر ندیم دیوبندی لکھتے ہیں: "نبی پاک (ﷺ) اپنے روضے میں آرام فرما ہیں اپنے روضے سے باہر نہیں آسکتے۔" (ایمان ونماز اہلسنت صفحہ 9)

ملاحظہ فرمائیے دیوکابندہ اور خدائی کا دعویٰ گویا اس دیو کے بندے کو غیب کا علم ہے اور اس پر قدرت بھی ہے خدا جانے کس قدر افواج دیوؤں (شیطانوں) کی مقرر کر دی ہے کہ جن کے ہاتھوں مجبور ہو کر معاذ اللہ روضے سے باہر نہیں آسکتے۔ یعنی آنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے مگر دیوکابندہ ہر وقت اور ہر جگہ مرنے کے بعد آسکتا ہے۔ ملاحظہ ہو مسٹر ندیم دیوبندی کے پیران پیر کے سوانح نگار تھانوی صاحب کے پردادا محمد فرید صاحب کی وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کسی بارات میں تشریف لے جا رہے تھے کہ ڈاکوؤں نے آکر بارات پر حملہ کیا ان کے پاس کمان تھی اور تیر تھے انہوں نے ڈاکوؤں پر دلیرانہ تیر برسانا شروع کئے چونکہ ڈاکوؤں کی تعداد کثیر تھی اور ادھر سے بے سروسامانی تھی یہ مقابلہ میں شہید ہو گئے۔" (پھر کیا ہوا) "شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا شب کے وقت اپنے گھر مثل زندہ کے تشریف

لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لا کر دی اور فرمایا اگر تم ظاہر نہ کرو گی تو اس طرح سے روز آیا کریں گے لیکن ان کے گھر کے لوگوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شبہ کریں گے اس لئے ظاہر کر دیا اور آپ تشریف نہیں لائے۔ یہ واقعہ خاندان میں مشہور ہے۔" (اشرف السوانح جلد اول صفحہ 12)

ملاحظہ ہو دیو کے بندے مرنے کے بعد بھی زندوں کی طرح جہاں چاہیں جائیں یہ تو مٹھائی لے کر اپنے گھر آئے یہ مٹھائی کہاں سے آئی؟ غالباً قبر میں بنائی ہو گی۔

اور لیجئے مسٹر ندیم دیوبندی کے پیران پیر مولوی اشرف علی فرماتے ہیں:

"مولوی اسماعیل دہلوی کے قافلے میں ایک شخص شہید ہو گئے جن کا نام بیدار بخت تھا۔ یہ مجاہد دیوبند کے رہنے والے تھے ان کی شہادت کی خبر آچکی تھی ان کے والد حشمت علی خان صاحب حسب معمول دیوبند میں اپنے گھر میں ایک رات تہجد کی نماز کے لئے اٹھے تو گھر کے باہر گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آئی انہوں نے دروازہ کھولا تو یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ ان کے بیٹے بیدار بخت ہیں بہت حیرانگی بڑھی کہ یہ تو بالاکوٹ میں شہید ہو گئے تھے یہاں کیسے آگئے؟ بیدار بخت نے کہا جلدی کوئی دری وغیرہ بچھائیے حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب اور سید (احمد) صاحب یہاں تشریف لا رہے ہیں۔ حشمت خان نے فوراً ایک بڑی چٹائی بچھادی اتنے میں سید صاحب اور مولانا شہید اور چند دوسرے رفقاء بھی آگئے۔

حشمت خان صاحب نے محبت پدری کی وجہ سے سوال کیا تمہارے کہاں تلوار لگی تھی؟

بیدار بخت نے سر سے اپنا ڈھاٹا کھولا اور اپنا نصف چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر اپنے باپ کو دکھایا کہ یہاں تلوار لگی تھی۔ حشمت خان نے کہا یہ ڈھاٹا پھر سے باندھ لو مجھ سے یہ نظارہ نہیں دیکھا جاتا۔ تھوڑی دیر بعد یہ تمام حضرات واپس تشریف لے گئے۔ صبح کو حشمت خان کو شبہ ہوا کہ کہیں خواب تو نہیں تھا مگر چٹائی کو جو غور سے دیکھا تو خون کے قطرے موجود تھے۔ یہ وہ قطرے تھے جو بیدار بخت کے چہرے سے گرتے ہوئے اس کے والد نے دیکھے تھے ان قطروں کو دیکھ کر حشمت خان سمجھ گئے کہ یہ بیداری کا واقعہ ہے خواب

نہیں۔ آخر میں چند راویوں کے نام گنوا کر فرماتے ہیں کہ اس حکایت کے اور بھی بہت سے معتبر راوی ہیں۔" (ملفوظات اشرف علی تھانوی صفحہ 49)

ملاحظہ فرمائیے دیوبندیوں کا ایمان یہ ہے کہ حضور (ﷺ) روضے کے باہر نہیں آسکتے مجبور محض ہیں اور دیو کے بندے آزاد ہیں جہاں چاہیں جائیں اور ساتھ میں مٹھائیاں لے جائیں۔

حاصل کلام

نبی کریم (ﷺ) کی تنقیص شان اور ان کا مقام گھٹانے سے دیوبندیوں کا مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کے دل سے نبی کریم (ﷺ) کی عظمت اور محبت ختم ہو جائے۔ اور دیو کے بندوں کی بڑائی اور تعریف سن کر ان کی جانب طبیعت مائل ہو جائے اور بلا سمجھے سوچے ان دیو کے بندوں پر ایمان لے آئیں اور سچے مذہب اہلسنت سے دور ہو جائیں۔

نور و بشر کا بیان

مسٹر ندیم دیوبندی فرماتے ہیں: "قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے بشر ہونے کا اعلان کروایا قل انما انا بشر مثلکم (سورۂ کہف) "اے محبوب (ﷺ) آپ اعلان کر دیں کہ میں تم جیسا بشر ہوں۔" (ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 12)

سبحان اللہ دیو کے بندوں کی ہر بات نرالی ہے اللہ عزوجل پر بھی بہتان لگانے اور افترا کرنے سے باز نہیں آئے کہتے ہیں کہ "آپ اعلان کر دیں" یہ کس جملے کا ترجمہ ہے۔ اعلان تو اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت اور وحدانیت کا کروایا کہ سرکار ابد قرار (ﷺ) نے اعلان فرمایا "قولوا لا الہ الا اللہ" کہو "لا الہ الا اللہ" مگر یہ تو کفار بد اطوار کا مقولہ معروف تھا کافر کہتے تھے وما انت الا بشر مثلنا "اور تم نہیں مگر ہماری طرح بشر۔" پھر اعلان کی حاجت کیا' اسی کی تصدیق فرما دی جاتی مگر نہیں ان بشر کہنے والوں کو ظالم فرمایا واسروا النجوی الذین ظلموا ھل ھذا الا بشر مثلکم "اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مشورت کی کہ یہ کون ہیں تم ہی جیسے ایک بشر ہیں۔"

نیز باوجودیکہ اللہ مالک خالق و معبود ہے مگر اس نے یہ نہیں فرمایا کہ تم بھی دوسرے لوگوں کی طرح بشر ہو بلکہ قرآن کریم نے جب بھی حضور (ﷺ) کا ذکر فرمایا تو ان الفاظ میں :

(1) قد جاء کم من الله نور

(2) لقد جآء کم رسول من انفسکم

(3) قد جآء کم برهان من ربکم

(4) اذبعث فیهم رسول

(5) یا ایهاالنبی انا ارسلنك شاهدا

(6) وما ارسلنك الا رحمة اللعالمین یسین طه مزمل مدثر

وغیرہ خطابات سے یاد فرمایا اور یہ جاہل دیو کا بندہ کہتا ہے کہ اعلان کروایا ہم پوچھتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے قل کیوں فرمایا۔ اگر واقعی مقصود یہی تھا تو خود ہی اعلان فرمادیتا کیا اس کو بھی کسی دیو کے بندے کا خوف تھا۔ (معاذاللہ) پھر قل انما انا بشر کس سے فرمایا؟ کیا صدیق اکبر یا فاروق اعظم یا عثمان ذوالنورین یا علی المرتضیٰ یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کوئی حضور (ﷺ) کو اپنی طرح بشر کہتا تھا' نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ کفار بدکردار نبی کو اپنے جیسا بشر کہتے تھے۔ قرآن کریم میں ہے قالو ما انتم الا بشر مثلنا "کافر بولے نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر۔" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی "پیارے محبوب فرمادیجئے (ظاہر صورت میں) میں تم جیسا بشر ہوں میری طرف وحی ہوتی ہے" اور مخفی نہ رہے کہ وحی کسی دیو کے بندے کو نہیں ہوتی بلکہ اللہ عزوجل کے محبوب بندوں انبیاء مرسلین کو ہوتی ہے لہٰذا ان جیسا مخلوق میں کوئی نہیں۔

مقام غور ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سرکار لبد قرار (ﷺ) کی خدمت میں راعنا عرض کرتے جس کو کفار نے دوسرے معنی مراد لیتے ہوئے راعنا کہنا شروع کیا

تواللہ عزوجل نے حکم نازل فرمایا یا ایھالذین امنو لاتقولوا راعنا قولوا انظرنا واسمعو وللکفرین عذاب علیم "اے ایمان والو! راعنانہ کہو اور یوں عرض کروانظرنا یعنی حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی گئی تو ثابت ہو گیا کہ حضور (ﷺ) کی شان میں ہلکا لفظ بھی استعمال کرنا اگرچہ نیت اہانت کی نہ ہو اللہ تعالیٰ کو گوارا نہیں تو یہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے کہ ہر کافر طاغی حضور (ﷺ) کی شان میں بشر مثلنا کہے اب جس کا جی چاہے اللہ عزوجل کو راضی کرلے اور جو خطاب والقاب اللہ عزوجل نے ان کے لئے استعمال فرمائے ان کا استعمال عمل میں لائے یا جو چاہے کہ دیو (شیطان) ہم سے راضی ہو جائے تو وہ وہی بولی بولے جو کفار نابجار کی بولی ہے "وما انت الابشر مثلنا" اور اپنے آقا دیو (شیطان) کے لشکر میں شامل ہو جائے۔

مسٹر ندیم دیوبندی لکھتے ہیں کہ: "فرشتے نوری مخلوق ہیں لیکن بشر کا مرتبہ نور سے بڑا ہے۔" (ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 12)

اللہ تعالیٰ بھی نور ہے: "الله نورالسموات والارض" اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب (ﷺ) کو سب سے اول نور سے پیدا فرمایا۔ حضور (ﷺ) فرماتے ہیں "اول ما خلق الله نوری" سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ مگر دیوبندی قرآن و حدیث سب کا منکر ہے۔

مسئلہ حاضر وناظر

مسٹر ندیم دیوبندی فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کی صفات میں علم غیب اور حاضر و ناظر ہونا بھی ضرری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو علم غیب نہیں اور نہ کوئی حاضر و ناظر ہو سکتا ہے۔" (ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 8)

حاضر کا مادہ "حضر" اور ناظر کا مادہ "نظر" سے ہے۔ حضر سے الحضور مصدر رہنا جس

سے حاضر، مشتق ہوا۔ حضر، حاضر اور حضور کے معنی کتب لغت میں حاضر ہونے کی جگہ اور حاضر کے معنی شہروں بستیوں میں رہنے والا۔ بدا قبیلہ یہ تمام معنی منجد مختار الصحاح اور مجمع کار الانوار وغیرہ میں مذکور ہیں۔

ناظر مختار الصحاح میں آنکھ کے ڈیلے کی سیاہی کو جس میں آنکھ کا تل ہوتا ہے اس کو ناظرہ کہتے ہیں اور یہ ہر دو معنی حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک و منزہ ہے۔ چنانچہ قرآن کریم واحادیث شریف میں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کے لئے "حاضر و ناظر" موجود نہیں۔ نہ اسماء حسنیٰ میں حاضر و ناظر ہے نہ سلف صالحین میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر و ناظر استعمال کیا ہے۔

مسٹر ندیم دیوبندی اور سارے دیو کے بندے قیامت تک یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان یا تابعین رحمہم اللہ یا ائمہ مجتہدین نے کبھی اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کیا ہو۔

بحث اسی پر ختم ہو جاتی ہے مگر جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانے کے لئے بطور نمونہ قرآن کریم اور ائمہ دین سے ثبوت پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یا ایھاالنبی انا ارسلنك شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا "اے غیب کی خبریں بتانے والے (ﷺ) بے شک ہم نے تم کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔" (الاحزاب: ۴۶۔۴۵)

شاہد کے معنی حاضر و ناظر ہیں، مفردات راغب میں ہے "**الشھود والشھادۃ الحضور مع المشاھدۃ او بالبصر بالبصیرۃ**"

نبی کریم (ﷺ) بصر یا بصیرت کے ساتھ مشاہدہ فرماتے ہوئے حاضر ہیں۔

علامہ ابو السعود اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

اے نبی (ﷺ) بے شک ہم نے بھیجا آپ (ﷺ) کو حاضر و ناظر بنا کر ان سب پر

جن کی طرف آپ (ﷺ) رسول بنا کر بھیجے گئے۔ آپ (ﷺ) اِن کے احوال کی نگہبانی فرماتے ہیں اور ان کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں یعنی ان سب کے کاموں کو اپنی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور آپ (ﷺ) ان سے عمل شہادت فرماتے ہیں یعنی ان کے گواہ بنتے ہیں ان تمام چیزوں پر جو ان سے صادر ہوئیں تصدیق سے اور تکذیب سے اور باقی ان تمام چیزوں سے جن پر وہ ہیں ہدایت اور گمراہی سے اور آپ (ﷺ) اس شہادت کو ادا فرمائیں گے قیامت کے دن جو ادا کی ہوئی ہو گی ان تمام باتوں میں جو ان کے فائدہ کے لئے ہوں اور ان تمام باتوں میں جو ان کے نقصان کے لئے ہوں گی۔ (تفسیر ابو السعود جزء 4 صفحہ 79)

اسی طرح تفسیر بیضاوی، مدارک التنزیل، جلالین، جمل، روح المعانی، تفسیر کبیر وغیرہ میں مذکور ہے۔

شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں:

"اور باوجود اس قدر اختلافات اور بکثرت مذاہب کے جو علماء امت میں سے ہیں۔ ایک شخص کو بھی اس میں اختلاف نہیں ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بغیر شائبہ مجاز اور بلا توہم تاویل حقیقت حیات کے ساتھ دائم وباقی ہیں اور اعمال امت پر حاضر وناظر ہیں اور طالبان حقیقت اور اپنی طرف متوجہ ہونے والوں کو فیض پہنچاتے ہیں اور انکی تربیت فرماتے ہیں۔" (حاشیہ اخبار الاخیار صفحہ 155 مکتوبات)

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں باوجود اختلافات کے حضور (ﷺ) کے حیات اور حاضر وناظر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں مگر آج دیوبندیوں کو اس سے انکار ہے۔

شیخ محقق عبد الحق صاحب دہلوی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں:

"اور حضور (ﷺ) ہمیشہ سے مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ تمام احوال وواقعات میں خصوصاً حالت عبادت میں اور اس کے آخر میں کہ نورانیت اور انکشافات کا وجود اس مقام میں بہت زیادہ اور نہایت قوی ہوتا ہے اور بعض عرفا نے فرمایا تشہد میں خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والتحیۃ تمام

موجودات کے ذرات اور افراد ممکنات میں جاری و ساری ہے بس آنحضرت (ﷺ) نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں لہٰذا نمازی کو چاہئے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور حضور (ﷺ) کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہو تاکہ رموز و قرب اور اسرار معرفت سے روشن اور فیضیاب ہو۔" (اشعۃ اللمعات صفحہ 41)

شاہ ولی اللہ صاحب زیر عنوان مشاہدہ اجمالی انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ فرماتے ہیں:

"جس وقت میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور روضہ اقدس علی صاحبھا الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت سے مشرف ہوا تو میں نے روح مبارک و مقدس (ﷺ) کو ظاہر اًو عیاناً دیکھا نہ صرف عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے قریب۔ تو میں سمجھ گیا کہ یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم محتشم شفیع معظم (ﷺ) نمازوں میں حاضر ہوتے ہیں اور لوگوں کی امامت فرماتے ہیں وغیرہ ذالک کہ یہ سب اسی دقیقہ کی باتیں ہیں۔" (فیوض الحرمین صفحہ 82,81)

رضائے خدا اور رضائے محمد (ﷺ)

مسٹر ندیم دیوبندی رقم طراز ہیں: "حضور چاہتے تھے کہ ان کے چچا ابو طالب ایمان لے آئیں لیکن اللہ تعالیٰ نے نہیں مانا اور اپنے رسول کو جواب دے دیا کہ یہ تو میری مرضی نہیں۔" (ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 13)

دیوبندی نے لکھ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور (ﷺ) کی بات نہیں مانی اور اپنے رسول کو جواب دے دیا کہ یہ میری مرضی نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے اس نے ماننے پر کوئی حوالہ سپرد قلم نہ کیا۔ اگر ہوتا تو ضرور تحریر کرتا حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب (ﷺ) سے ارشاد فرماتا ہے "ولسوف یعطیك ربك فترضی" پیارے محبوب بیشک عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا تم راضی ہو جاؤ گے۔

حدیث قدسی شریف میں ہے "کلھم یطلبون رضائی وانا طلب رضاك

یا محمد" پیارے محمد (ﷺ) تمام کائنات میری رضا چاہتی ہے اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت عاشق ماہ نبوت (ﷺ) عظیم المرتبت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم   خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

حضور (ﷺ) نے چاہا کہ ہمارا قبلہ تبدیل کر دیا جائے اور بیت المقدس کے بجائے کعبہ معظمہ بنادیا جائے اس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح ہے "قد نری تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضها فول وجهك شطر المسجد الحرام"

(پیارے) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

دیکھا! حضور (ﷺ) نے حالت نماز آسمان کی جانب منہ اٹھا کر دیکھا کہ ہمارا قبلہ بجائے بیت المقدس کے کعبہ معظمہ قرار دیا جائے۔ فوراً وحی آگئی کہ ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو ابھی نماز ہی میں اپنا منہ کعبہ معظمہ کی طرف پھیر لو چنانچہ آج بھی مسجد قبلتین مشہور و معروف ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں۔

ہم عہد باندھے ہیں روز ازل سے
رضائے خدا اور رضائے محمد ﷺ

رہا ابو طالب کا ایمان نہ لانا یہ محبوب و محب کے درمیان راز کی باتیں ہیں۔ بھلا دیو کے بندے کیا جانیں اگر یہی بات قابل اعتراض ہے تو دیوبندی اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی اعتراض کرے گا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ فرعون ایمان لے آئے ہدایت پا جائے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا "اذهب الى فرعون فانه طغى" مگر فرعون ایمان نہ لایا نہ ہدایت

پر آیا (معاذاللہ) یہ ہیں اوہام فاسدہ جو دیو کے بندوں میں پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان خبیث افکار سے بچائے اور سچا پکا مصطفیٰ (ﷺ) کا غلام بنائے اور سرکار ابد قرار (ﷺ) کا غلام بنائے اور سرکار ابد قرار (ﷺ) کے دامن کرم سے وابستہ فرمائے اور ان کے زمرے میں اٹھائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین (ﷺ)

بدعت گمراہی ہے

مسٹر ندیم دیوبندی لکھتے ہیں : "بچو! جو کام صحابہ کرام نے نہ کیا ہو وہ کبھی اچھا نہیں ہو سکتا بلکہ ایسے کاموں کو ہمیں چھوڑ دینا چاہئے۔ مذہب اور دین کا جو کام صحابہ کرام نے کیا اس کا کرنا ثواب ہے اور جو دین کا کام سمجھ کر انہوں نے نہیں کیا وہ ہمیں کتنا ہی اچھا لگے وہ گناہ اور بدعت ہو گا اور بدعت گمراہی ہے۔" (ایمان و نماز اہلسنت، صفحہ 19)

عزیز بچو! آپ ہی ذرا مسٹر ندیم دیوبندی سے پوچھ لیں کہ بخاری شریف، مسلم شریف، ابو داؤد شریف، ترمذی شریف، ابن ماجہ وغیرہ کتب احادیث صحابہ کرام نے پڑھیں یا کسی کو پڑھائیں؟ چھ کلمے جو تم پڑھتے ہو صحابہ کرام نے پڑھے یا پڑھائے۔ قرآن کریم پر اعراب یعنی زیر، زبر اور پیش وغیرہ علامات صحابہ کرام علیہم الرضوان نے لگائیں، قرآن کریم کے ترجمے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے شائع کرائے، صرف و نحو، فقہ، منطق، فلسفہ، عروض و ادب وغیرہ ہم کتب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پڑھیں یا پڑھائیں۔ دارالعلوم دیوبند جس طرز پر آج بنا ہوا ہے کسی صحابی نے بنایا اور ایسا اہتمام فرمایا ثابت کیجئے ورنہ یہ سارا کاروبار تمہارا بدعت اور گمراہی ہے۔

بدعت کا بیان کرتے ہوئے مسٹر ندیم دیوبندی فرماتے ہیں کہ :

"اس کی مثال یوں سمجھئے کہ اگر کوئی شخص چار رکعت کی بجائے پانچ رکعت پڑھ لے اس کو کوئی شخص یہ کہے کہ بھائی تیری نماز خراب ہو گئی دوبارہ پڑھو۔ کیونکہ تو نے چار کے بجائے پانچ رکعت پڑھ لی۔ اس کے جواب میں نمازی یہ کہے کہ میں نے کوئی برا تو نہیں کیا۔"

(ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 45)

اس جاہل بے وقوف کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ نماز کا ہر شفعہ دو رکعت پر مشتمل ہے اور مثال ہوتی ہے مطابق اصل کے اگر یہ اپنے دھرم میں کچھ غیرت رکھتا ہے تو ایک ہی مثال پیش کر دے کہ فلاں شخص نے پانچ رکعت پڑھی اور اس سے یہ واقعہ پیش آیا یہ اور بات ہے کہ دیوبندی دھرم میں پانچ رکعت کا رواج ہو۔ عبادت میں ہر مسلمان بڑھ کر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اگر کسی نے رات یا دن کے کسی حصہ غیر مکروہ میں چار رکعت نماز نفل ہی نہیں بلکہ چالیس رکعت نماز پڑھ لی تو یہ لائق اجر و ثواب ہوگا نہ کہ باعث عتاب مگر کور باطن کا کیا علاج۔ احادیث میں اس کے فضائل موجود ہیں۔

مسٹر ندیم دیوبندی اور تمام دیوبندیوں کے پیر کامل حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں:

"بعضے کثرت ذکر سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر دم ذکر کرنا بدعت ہے اور بے اصل۔ میں کہتا ہوں آیات کثیرہ سے دوام ذکر ثابت ہے۔" یذکرون اللہ قیاما و قعودا وعلی جنوبھم ویتکفرون فی خلق السموت والارض۔ الایۃ" (امداد المشتاق صفحہ 68)

ذکر میں ہر قسم کی عبادت داخل ہے۔ مسٹر ندیم دیوبندی صاحب تم تو پانچ رکعت ہی کا ماتم کرتے تھے اور نماز پانچ رکعت تو ہوتی ہی نہیں البتہ کثرت مراد ہے تو حاجی صاحب نے اس ہی کو بیان فرمایا اس کے ناقل آپ کے پیران پیر مولوی اشرف علی تھانوی ہیں۔ آپ ان حضرات پر بدعتی ہونے کا فتویٰ جاری فرمائیں۔

صلوٰۃ و سلام

مسٹر ندیم دیوبندی فرماتے ہیں: "اذان سے پہلے یا بعد میں سلام ایسے ہی جمعہ کے بعد سلام اور نعت کھڑے ہو کر نہ پیارے نبی کے زمانے میں کسی نے پڑھی نہ بعد میں تو ایسے کام بدعت اور گناہوں گے ان کو چھوڑ دینا لازم ہے۔" (ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 19)

ہاں بیشک بدعت اس لیے ہیں کہ تقویت الایمان میں نہیں اور ان دیوبندیوں کے مذہب کا دارومدار تقویت الایمان پر ہے مگر قرآن کریم میں تو ہمارے رب نے صلوٰۃ و سلام کا

ہم کو حکم دیا "یاایھاالذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما" اے ایمان والو! ان نبی پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اور تم اپنے غیر مسلم ہونے کا اقرار کر چکے ہو لہذا تم اس حکم سے خارج ہو مگر مسلمانوں پر اس کا نفاذ لازم اور یہ حکم عام ہے زمان و مکان کسی شی کی کوئی قید نہیں۔ قبل از اذان پڑھیں یا بعد از لاذان۔ یہ حکم مومنین کے لئے ہے کافروں کے لئے نہیں۔

مسٹر ندیم دیوبندی لکھتے ہیں: "بعض مساجد میں امام دعا میں آیت اور درود پڑھتے ہیں پھر نمازی حق نبی کہتے ہیں یہ بالکل بدعت و شرک ہے۔" (ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 54)

دیو کے بندوں کے لئے تو شرک ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ وہ اپنے خدا کو حق نبی کہتے ہیں اور خدا کے سوا کسی اور کو حق نبی کہنے کا اہل ہی نہیں جانتے چنانچہ ان کے لئے شرک ضرور ہوا کہ یہ ان کے خدا کی خاص صفت ہے۔ مسلمان تو نبی کریم (ﷺ) کو اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا بندہ بشیر و نذیر، سراج و منیر سمجھتا ہے اس لئے کہتا ہے حق نبی یعنی نبی برحق ہیں۔

غیر اسلامی رسومات

مسٹر ندیم دیوبندی نے غیر اسلامی رسومات کے عنوان سے صفحہ 34 تا 42 ایصال ثواب، فاتحہ، تیجہ، گیارہویں، محرم کا حلیم، سبیل، شب برأت وغیرہ کو گنادیا حالانکہ یہ سب ایصال ثواب ہی سے متعلق ہیں اور ہم مسٹر ندیم دیوبندی کے پیر کامل حاجی امداد اللہ صاحب کا قول جس کو مسٹر ندیم دیوبندی کے پیران پیر مولوی اشرف علی تھانوی نے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: "جمعرات کے دن کتاب احیاء تبرکاً ہوتی تھی۔ جب ختم ہوئی تبرکاً دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے کچھ حالات مصنف بیان کئے گئے، طریق نذر و نیاز قدیم زمانہ سے جاری ہے۔" (امداد المشتاق صفحہ 92)

ملاحظہ کیجئے کہ دودھ لا گیا اور دعا پڑھی گئی وہی صورت مروجہ فاتحہ بطور ثبوت موجود ہے اور اس پر یہ ارشاد کہ طریق نذر و نیاز قدیم زمانہ سے جاری ہے۔ مسٹر ندیم

دیوبندی! یہ لوگ یعنی حاجی صاحب اور مولوی اشرف علی آپ کے نزدیک پنڈت (ہندو) ہیں؟

جو صورت آپ نے ہندوؤں کے پنڈتوں کی بتائی تھی یہاں موجود ہے یہ تو آپ کے گھر کی بات تھی۔ اب اجل علماء کرام اہل اسلام کے اقوال بطور نمونہ ملاحظہ کیجئے کہ تفصیل کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں۔ اشعۃ اللمعات باب زیارت قبور میں ہے:

"تصدیق کردہ شود از میت بعد رفتن آواز عالم تا ہفت زور" میت کے مرنے کے بعد سات روز تک صدقہ کیا جائے۔ اسی اشعۃ اللمعات کے اسی باب میں ہے "وبعض روایات آمدہ است کہ روح میت مے آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر می کند کے تصدیق کند از وے یانہ" جمعہ کی رات کو میت کی روح اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے لوگ صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔

انوار ساطعہ اور حاشیہ خزانیۃ الروایات میں ہے کہ حضور (ﷺ) نے حضرت امیر حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لئے تیسرے، ساتویں اور چالیسویں دن اور چھٹے ماہ اور سال بھر کے بعد صدقہ دیا یہ تیجہ، چالیسواں، ششماہی اور برسی کی دلیل ہے۔ یہ اس کے لئے ہے جس کا ایمان قرآن و حدیث پر ہے۔ منکر کے لئے نہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ رحمۃ فرماتے ہیں:

" طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمائید بر اں قل و فاتحہ و درود و خواندن تبرک فی شود و خوردن بسیار خوب است۔ "(فتاویٰ عزیزیہ 'صفحہ 75)

یعنی "جس کھانے پر حضرات حسنین کی نیاز کریں اس پر قل اور فاتحہ اور درود پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔"

مسٹر ندیم دیوبندی صاحب یہ شاہ عبدالعزیز صاحب نیاز کا مکمل طریقہ تعلیم فرما رہے ہیں اور تم کہتے ہو کہ غیر اسلامی ہے اور شرک ہے کیونکہ نذر و نیاز صرف اللہ کی ہے اب بتاؤ کہ مشرک کون ہے؟ عالمِ اسلام شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ کے متعلق تو جرأت

لب کشائی کر ہی نہیں سکتے البتہ آپ ضرور کافرو مشرک ٹھہریں گے۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا تیجہ

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں :

"روز سوم کثرت ہجوم مردم آں قدر بود کہ بیرون از حساب است ھشتادو یک کلام اللہ بہ شمار آمدہ وزیادہ ہم شد کلمہ را حصیر نیست۔" (ملفوظات صفحہ 8)

یعنی تیسرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے۔ اکیاسی ختم کلام اللہ شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوئے ہوں گے کلمہ طیبہ کا تو اندازہ نہیں۔"

مسٹر ندیم دیوبندی فرمایئے ہندو تم ہو یا تم شاہ ولی اللہ صاحب کو ہندو سمجھتے ہو؟ اہل عدل وانصاف کے لئے ایک دلیل بھی کافی ہے۔ ضدی ہٹ دھرم بے دین کے لئے دفتر بھی ناکافی۔ ان روایات کی روشنی میں گیارہویں شریف اور بارہویں شریف اور شب برأت وغیرہ میں ایصال ثواب کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ فالحمدلله رب العلمين

لیکن دیوبندی دھرم میں یہ تمام امور مثل فاتحہ، تیجہ، چالیسواں، شب برأت، حلیم، گیارہویں شریف، سب ہی حرام اور غیر اسلامی یعنی کافرانہ رسومات ہیں۔

دیوبندی دھرم میں جس کھانے یا شیرینی وغیرہ پر قرآن کریم پڑھا جائے یعنی فاتحہ دی جائے وہ حرام ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں :

"محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہوں یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 147, 148)

مگر دیوبندی دھرم میں ہندوؤں کے تہوار کا کھانا جائز ہے۔ ملاحظہ ہو :

سوال : ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد حاکم و نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد، حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

جواب : درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 488)

ہندوؤں کے تہوار ہولی دیوالی کے چڑھاوے کا کھانا دیوبندی دھرم میں درست ہے اور کوّا کھانا ثواب۔ انہی گنگوہی صاحب سے سوال ہوا کہ جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوّا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب؟

جواب: ثواب ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ 493) 598

یہ اپنے اپنے مذہب کا التزام ہے۔

مسٹر ندیم دیوبندی رقم طراز ہیں: "چلو! ایک بدعت یہ بھی ہے کہ نماز جمعہ اور میلاد شریف و نعت خوانی کے بعد چند لوگ مسجد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں اور سلام بھی نبی والا نہیں بلکہ ایک اردو شاعر کی نعت پڑھتے ہیں۔" (ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 47)

پھر کہتے ہیں: "ہمارے پیارے نبی نے تو سلام بیٹھ کر پڑھنے کا حکم فرمایا کہ التحیات میں بیٹھ کر سلام پڑھو یہی ادب ہے ہم نبی کا سلام پڑھتے ہیں اور جاہل لوگ بریلی کا سلام پڑھتے ہیں۔" (ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 47)

مسٹر ندیم دیوبندی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کو کہاں منع فرمایا ہے۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین ہم اس امر پر صرف ایک عبارت حضرت علام محقق اسلام سیدی مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ قبل ازیں یہ باور رہے کہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا تقویٰ و طہارت، زہد و ریاضت محتاج بیان نہیں۔ بایں ہمہ صفات ارشاد فرماتے ہیں:

"اے اللہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال میں فساد نیت موجود رہتی ہے البتہ مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی اور انکساری محبت و خلوص کے

ساتھ تیرے حبیب پاک (ﷺ) پر درود و سلام بھیجتا ہوں۔ اے اللہ (عزو جل) وہ کون سا مقام ہے جہاں میلاد مبارک سے زیادہ تیری خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے۔ اس لئے اے ارحم الراحمین مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بیکار نہ جائے گا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں مقبول ہوگا اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے ذریعے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہو سکتی۔"

(اخبار الاخیار شریف مترجم اردو صفحہ 924)

مسٹر ندیم دیوبندی ہوش آیا۔ تمہاری ان خرافات سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ تمہارا مذہب نامہذب حضرت علامہ محقق اسلام مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مذہب اہلسنت کے قطعاً خلاف ہے۔ اب تم شیخ محقق کو بھی بریلوی کہو تو کہتے رہو اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہی تو علم ہدایت و صداقت ہے۔

مسٹر ندیم دیوبندی نے عہد نامہ کو بھی غیر اسلامی رسومات میں ذکر فرماتے ہوئے لکھا ہے:
"بچو! بعض جاہل اور بے دین لوگ ایک کاغذ پر لکھا ہوا عہد نامہ قبر میں مردے کے ساتھ رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے سوال و جواب نہیں ہوتا۔" (ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 42)

سبحان اللہ! دیو کے بندوں کی ہر بات نرالی ہے ہمارے علماء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے فرمایا کہ میت کی پیشانی یا کفن پر عہد نامہ لکھنے سے اس کے لئے امید مغفرت ہے۔

1- امام ابوالقاسم صفاء شاگرد امام نصیر بن یحییٰ تلمیذ شیخ المذہب سیدنا امام ابو یوسف و محرر المذہب سیدنا امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی تصریح و روایت فرمائی۔

2- امام نصیر نے فعل امیر المومنین فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اس کی تائید و تقویت کی۔

3- امام بزازی نے جیز کیر دری میں

4- علامہ مدقق علائی نے در مختار میں اس پر اعتماد فرمایا۔

5- امام فقیہہ ابن عجیل وغیرہ کا بھی یہی معمول رہا۔

6- امام اجل طاؤس تابعی شاگرد سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے کفن میں عہد نامہ لکھے جانے کی وصیت فرمائی اور حسب وصیت ان کے کفن پر لکھا گیا۔

7- بلکہ حضرت کثیر بن عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے جو رسول اللہ (ﷺ) کے چچا کے بیٹے اور صحابی ہیں خود اپنے کفن پر کلمہ شہادت لکھا نیز ترمذی میں سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا جو ہر نماز میں سلام کے بعد یہ دعا (عہد نامہ) پڑھے فرشتے اسے لکھ کر مہر لگا کر قیامت کے لئے اٹھا رکھتے ہیں جب اللہ تعالیٰ اس بندے کو قبر سے اٹھائے فرشتہ وہ نوشتہ ساتھ لائے اور ندا کی جائے عہد والے کہاں ہیں۔ انہیں وہ عہد نامہ دے دیا جائے۔ امام نے اسے روایت کر کے فرمایا" وعن طائوس انما امر بھذا الکلمات فکتب کفنه "امام طاؤس کی وصیت سے یہ عہد نامہ ان کے کفن پر لکھا گیا۔

امام فقیہ ابن عجیل نے اس دعائے عہد نامہ کی نسبت فرمایا" اذا کتبت ھذا الدعا و جعل مع المیت فی قبره وقاه الله فتنة القرب و عذابه" جب یہ لکھ کر میت کے ساتھ قبر میں رکھ دیں تو اللہ تعالیٰ اسے سوال نکرین و عذاب قبر سے امان دے گا۔ بطور اختصار ان چند کلمات پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ اور بھی روایات نقل کی جاسکتی تھیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ اسلام کے ایسے جلیل علماء و ائمہ دین عہد نامہ کے بارے میں وصیت فرمائیں اور مسٹر ندیم بندۂ دیو' ان جیسے تمام آئمہ اسلام کو جاہل و بے دین بتائے تو لعنت ہے ایسے خبیث بھتان لگانے والے پر۔ لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

چنانچہ بقیہ بکواس اور افترائی الدین مثلاً مسٹر دیوبندی کا صلوٰۃ و سلام، میلاد، جمعہ کے بعد سلام، دورد لکھی اور گنج عرش وغیرہ کا افترا بھی اسی قبیل سے ہے پچھلے صفحات پر تذکرہ ہو چکا مزید لکھنے کی ضرورت نہیں جب کہ ان کا دین دیوبندی ہے جس کے غیر مسلم ہونے کا بنفس نفیس خود ندیم دیوبندی اقرار فرما چکے ہیں اور ہمارا دین دین مصطفوی (ﷺ)

ہے ہم کو ان سے اور ان کو ہم سے کیا علاقہ ان سے کہہ دو "لکم دینکم ولی دین" ۔

دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض

ہم ہیں عبدالمصطفیٰ پھر تجھ کو کیا

انگوٹھے چومنا

مسٹر ندیم دیوبندی فرماتے ہیں: "بعض جاہل حضور کا نام آنے پر یا اذان تکبیر وغیرہ میں انگوٹھے چومتے ہیں یہ بالکل غلط ہے ہمارے نبی (ﷺ) نے اس کا حکم نہیں دیا-----انگوٹھے چومنا بدعت ہے۔" (ایمان ونماز اہلسنت صفحہ 42, 48)

کسی نے کیا خوب فرمایا کہ جھوٹا آدمی سب کو جھوٹا ہی جانتا ہے اسی طرح یہ جاہل دیوبندی اپنی طرح سب کو جاہل تصور کرتا ہے حالانکہ باب تقبیل ابہامین (انگوٹھے چومنے) میں ہمارے فقہاء کرام کی متعدد اسناد موجود ہیں جس میں چند مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ ہوں:

علمائے محدثین نے اس باب تقبیل ابہامین میں حضرت خلیفہ رسول اللہ (ﷺ) سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) و حضرت ریحانہ رسول (ﷺ) سیدنا امام حسن و حسین و حضرت نقیب اولیائے رسول اللہ (ﷺ) سیدنا ابوالعباس خضر علی الحبیب الکریم و علیہم جمیعا الصلوٰۃ والتسلیم وغیرہم اکابر دین سے حدیثیں روایت فرمائیں جس کی قدرے تفصیل امام علامہ شمس الدین سخاوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کتاب مستطاب مقاصد حسنہ میں ذکر فرمائی اور جامع الرموز شرح نقایہ مختصر الوقایہ و فتاویٰ صوفیہ و کنز العباد ورد المحتار حاشیہ در مختار وغیرہا سلف صالحین میں حفظ صحت بصر و روشنائی چشم کے لئے مجرب اور معمول ہونا ہی سند کو کافی ہے۔

مولانا علی قاری رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں قلت و اذا ثبت رفعه الی الصدیق رضی الله تعالی عنه فیکفی للعمل به لقوله علیه الصلوٰة والسلام علیکم بسنتی و سنه الخلفاء الراشدین "یعنی صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے

ہی اس فعل کا ثبوت عمل کو بس ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ تو صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کسی شئے کا ثبوت بعینہ حضور (ﷺ) سے ثبوت ہے۔ امام سخاوی المقاصد الحسنہ فی الاحادیث الرائدہ علی الالسنہ میں فرماتے ہیں:

حدیث: "مسح العینین بباطن اغنی البسابتین بعد تقبیلهما عند سماع قول المؤذن اشهدان محمد رسول الله مع قوله اشهدان محمدا عبده ورسوله رضیت باالله ربا وبالاسلام دینا و بمحمد (ﷺ) نبیا ذکرة الاویلمی فی الفردوس لمن حدیث ابی بکر الصدیق (رضی الله تعالی عنه) ان لما سمع قول الموذن اشهد ان محمد ارسول الله فقال هذا وقبل باطن الاغلتین اسباتین و مسح عینید فقال (ﷺ) من فعل مثل مافعل خلیلی فقد حلت علیه شفاعی" یعنی مؤذن سے اشہدان محمد رسول اللہ سن کر انگشتان شہادت کی پورے جانب باطن سے چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا اشهدان محمدا عبده و رسوله رضیت بالله ربا وبالاسلام دینا و بمحمد (ﷺ) نبیا۔ اس حدیث کو ویلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کیا کہ جب اس جناب نے مؤذن کو اشهدان محمد رسول الله کہتے سنا یہ دعا پڑھی اور دونوں کلمہ کی انگلیوں کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھ سے لگائے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے۔ حضرت ابوالعباس اور ابن ابی بکر رداوینی صوفی نے اپنی کتاب موجبات الرحمہ و عزائم المغفرہ میں اسی سند سے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے روایت کی کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص مؤذن سے اشهدان محمد رسول الله سن کر مرحبا بحبیبی قرة عینی محمد بن عبدالله (ﷺ) کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔ شمس الدین محمد بن صالح مدنی مسجد مدینہ طیبہ و خطیب نے اپنی تاریخ میں حجر مصری

سے جو کہ سلف صالحین سے تھے نقل کیا کہ میں نے انہیں فرماتے سنا جو شخص نبی ﷺ کا ذکر پاک اذان میں سن کر کلمہ کی انگلی اور انگوٹھا ملائے اور انہیں بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے اس کی آنکھیں کبھی نہ دُکھیں۔

یہی امام مدنی فرماتے ہیں فقیہہ محمد بن سعید خولانی سے مروی ہوا کہ انہوں نے فرمایا مجھے فقیہہ عالم ابوالحسن علی بن محمد مرید حسینی نے خبر دی کہ مجھے فقیہہ زاہد بلالی نے امام حسن علی جدہ الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے خبر دی کہ حضرت امام نے فرمایا: "جو شخص مؤذن کو اشهدان محمد رسول الله کہتے سن کر یہ دعا پڑھے مرحبا بحيبى و قرة عينى محمد بن عبدالله (ﷺ) اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے نہ کبھی اندھا ہو نہ آنکھیں دُکھیں طاؤسی فرماتے ہیں انہوں نے خواجہ شمس الدین محمد بن ابی نصر بخاری سے یہ حدیث سنی کہ جو شخص مؤذن سے کلمۂ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں سے ملے اور یہ دعا پڑھے اندھا نہ ہو۔

اس جاہل دیوبندی سے سوال کیجئے کہ اگر علم ہوتا تو ایسی صریح عبارات سے بے خبری دن میں سورج کے انکار سے ناشی اس پر طُرّہ یہ کہ حق پر عمل کرنے والوں کو جاہل بتائے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں ؎

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

تبلیغی جماعت کے اوصاف

مسٹر ندیم دیوبندی تحریر فرماتے ہیں:

"سچے عاشق ایسے لوگ ہوتے ہیں جو نبی والا کام کرتے ہیں لوگوں کی نمازیں صحیح کراتے ہیں گھر گھر جا کر مسجد میں نماز کی دعوت دیتے ہیں یہ لوگ ہر جمعرات کو مدنی مسجد فیڈرل بی ایریا میں مغرب سے صبح جمعہ تک جمع رہتے ہیں۔" (ایمان و نماز اہلسنت صفحہ 14)

دیوبندی تبلیغی جماعت کے اوصاف حمیدہ بیان کئے جارہے ہیں ملاحظہ فرمائیے کہ یہ کون لوگ ہیں ؟

تبلیغی جماعت کے امیر مولوی محمد زکریا شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپوری کی زبانی سنیئے فرماتے ہیں۔ "بہت سے تاجروں اور رئیسوں کا مقولہ جو متعدد علماء بلکہ خود مجھ سے بھی کہا گیا کہ حضرت جی ہم لوگ تو آپ سے بہت خفا اور دور رہتے تھے اس تبلیغ کی بدولت آپ تک پہنچنا ہوا۔ یہ مقولہ بلا تصنع بلا مبالغہ سو آدمیوں سے زائد سے میں نے سنا ہوگا اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ بمبئی شہر میں علماء حقہ (دیوبندی) میں سے تبلیغ سے پہلے جانا کتنا دشوار تھا اور وعظ کہنے کا تو واہمہ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ حضرت حکیم الامت (اشرف علی تھانوی) کو اپنی اہلیہ محترمہ کے حج سے واپسی پر بمبئی تشریف لے جانے پر کس قدر اذیت دی گئی اور مخالفین نے بجلی کے تار کاٹ دیئے مکان کا محاصرہ کر لیا اور حضرت (تھانوی) پر حملہ کیا میزبان کی خوش اسلوبی اور بہترین انتظام کی وجہ سے حضرت (اشرف علی تھانوی) کو اس مکان سے دوسرے مکان میں اندھیرے کے اندر پہنچایا گیا۔ 38 ھ میں جب حضرت سہارنپوری تین سو خدام کے ساتھ حج پر تشریف لے جارہے تھے یہ ناکارہ بھی اس میں ہمرکاب تھا تو اہل بمبئی کے شری اور فسادی مخالفین کے خوف سے حضرت کو مع قافلہ کے بمبئی سے دس میل دور ایک قبرستان میں ٹھہرایا گیا تھا اور وہاں خیمے لگائے گئے تھے علمائے دیوبند کا بمبئی میں علی الاعلان جانا کس قدر دشوار تھا اس سے ظاہر ہے کہ بمبئی کی کسی مسجد میں کسی معروف دیوبندی کا نماز پڑھ لینا معلوم ہو جاتا تو اس مسجد کو پاک کرایا جاتا تھا۔" (تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات صفحہ 34)

غور طلب یہ امر ہے کہ وہ زمانہ آج سے بہت بہتر اور افضل تھا۔ علمائے کرام کی کثرت تھی اور مسلمانوں میں بے نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے بلکہ ان کے لئے آنکھوں کا فرش بچھاتے گوشہ قلب میں بٹھاتے۔ آخر ان چند علماء جو علماء دیوبند سے معروف ہیں۔ عداوت ودشمنی کی کیا وجہ تھی ؟ دوسرے علمائے کرام سے کبھی کسی نے کوئی تعارض نہ

کیابلکہ ہمیشہ عزت واحترام سے استقبال کیا۔

اس عداوت اور نفرت کی بنا یہ نہ تھی کہ علمائے دیوبند نے مسلمانوں کی جائیدادیں چھین لی تھیں یا مکانوں پر قبضہ کر لیا تھا یا دکانوں اور کارخانوں میں خیانت کی یا چوری کی ہو اور ڈاکے ڈالے ہوں یہ تو کوئی بات نہ تھی پھر وجہ نفرت؟

وجہ نفرت صرف اور صرف حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کی شان میں گستاخی اور توہین کرنا ہے۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب، علم پاک حضور ﷺ کے متعلق لکھتے ہیں: ''پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ)، مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔''

(حفظ الایمان، صفحہ 7، مکتبہ تھانوی کراچی)

دیکھئے حضور ﷺ کے علم کو زید و عمرو ہر عام آدمی بلکہ بچہ اور پاگلوں سے بھی جی نہ بھرا تو کہہ دیا کہ ایسا تو جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔ جمیع حیوانات میں تمام حیوان داخل ہیں جن سے تشبیہ دی جارہی ہے اور کل غیب کے بارے میں لکھا ہے: ''اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔'' (حفظ الایمان، صفحہ 7، مکتبہ تھانوی کراچی)

حاصل کلام یہ ہے کہ کل علم غیب کو باطل قرار دے رہا ہے بعض کو مانتا ہے کہ بعض علوم غیبیہ میں تو اس میں حضور ﷺ کی کیا تخصیص ایسا علم تو......

پس یہی وجہ تھی مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانے اور ان کی مخالفت پر آمادہ کرنے کی جس کی وجہ سے ساری دنیائے اسلام علمائے دیوبند سے متنفر ہو گئی اسی ماحول کو دیکھ کر مولوی الیاس دہلوی نے منافقین کی طرح ایک شیطانی لشکر کی بنیاد رکھی اور رفتہ رفتہ مسلمانوں کو فریب دیتے رہے یہاں تک کہ اب ان کی تعداد خاصی ہے اس سے ان کا مقصود

اسلام کی خدمت نہ تھا بلکہ اشرف علی تھانوی کی تعلیم کو پھیلانا مقصود تھا۔ ملاحظہ ہو مولوی الیاس دہلوی فرماتے ہیں: "حضرت مولانا (اشرف علی) تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے۔" (ملفوظات الیاس، صفحہ 57)

دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی نے کتنا بڑا کام کیا کہ سرکار ابد قرار ﷺ کے علم پاک کو تمام حیوانات کے برابر کردیا اور اشرف علی رسول اللہ، اللهم صل علی سیدنا و مولانا نبینا اشرف علی کو تسلی بخش بنادیا۔ جو عبرت کے لئے کافی ہے اس سے یہ بھی واضح ہے کہ تبلیغی جمات دیوبندی راہ حق سے بھٹکی ہوئی ہے اور ہدایت کے راستے ان پر بند ہیں کیونکہ یہ پکے دیوبند ہیں۔ ہر طرح کی ہدایت اور اصلاح سے بند ہیں۔

☆☆☆

محبوب رب العالمین اور مشائخ دیوبند

تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر مولوی محمد زکریا محدث سہارنپوری، حضور اکرم سید عالم ﷺ کا مشائخ دیوبند سے موازنہ کرتے ہیں اور تحریر فرماتے ہیں : "ابو داوٗد شریف میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدائن (شہر کا نام) حضور اقدس ﷺ کی طرف کچھ احادیث نقل کیا کرتے تھے۔ جو نبی کریم ﷺ نے بعض لوگوں کے متعلق غصہ میں فرمایا جو لوگ یہ حدیثیں سنتے تھے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر نقل کرتے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کے حذیفہ کو اپنی احادیث کا زیادہ علم ہے لوگ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر کہتے کہ ہم نے حضرت سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے تمہاری حدیثیں نقل کیں انہوں نے نہ تو تصدیق کی نہ تکذیب کی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور ان سے دریافت کیا کہ آپ میری ان احادیث کی تصدیق کیوں نہیں کرتے جو خود آپ نے بھی حضور ﷺ سے سنی ہیں حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ناراضی کے درمیان میں بعض لوگوں کے متعلق کچھ فرمادیتے تھے اور بعض اوقات بعض لوگوں کی کسی مسرت کی بات پر مسرت کا اظہار فرمادیتے تھے تم اس قسم کی روایات نقل کرنے سے یا تو رک جاؤ کہ جن کی وجہ سے بعض لوگوں کی محبت اور بعض لوگوں کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں ناراضی پیدا ہو اور آپس میں اختلاف پیدا ہو تم کو معلوم ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا کہ میں ایک آدمی ہوں ، دوسرے آدمیوں کی طرح سے مجھے بھی غصہ آجاتا ہے پس جس آدمی کو میں نے غصہ میں کچھ کہا ہو یا اللہ تو اس کہنے کو لوگوں کیلئے رحمت اور قیامت کے دن برکات کا سبب بنا۔ یا تو تم ایسی حدیثیں نقل کرنے سے رک جاؤ ورنہ میں امیر المومنین کے پاس تمہاری شکایت لکھوں گا۔

خود حضور اقدس حکیم الامت (اشرف علی تھانوی) سے افاضات الیومیہ میں نقل کیا گیا ہے کہ مشائخ کے یہاں جو مقربین بصیغہ اسم مفعول ہوتے ہیں ان میں ایک دو مکربین بصیغہ اسم فاعل بھی ہوتے ہیں ہر وقت شیخ کو اور دوسرے متعلقین کو کرب میں رکھتے ہیں جھوٹ سچ لگاتے ہیں جس سے چاہا شیخ کو ناراض کر دیا جس سے چاہا راضی کر دیا۔ بحمد اللہ ہمارے بزرگ اس سے صاف ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند تو کسی کی شکایت سنتے ہی نہ تھے جہاں کسی نے کسی کی شکایت شروع کی فوراً" منع فرما دیا کرتے تھے کہ چپ رہو میں سننا نہیں چاہتا اس کے بعد کسی کی ہمت ہی شکایت کی نہ ہوتی تھی اور حاجی صاحب (امداد اللہ) سب سن کر فرما دیتے تھے کہ تم نے جو کچھ بیان کیا اور فلاں شخص کی شکایت کی سب غلط ہیں میں جانتا ہوں اس شخص کو وہ ایسا نہیں۔ ایک صاحب نے عرض کیا حضرت گنگوہی (رشید احمد) کا اس بارے میں کیا معمول تھا فرمایا کہ ایک صاحب نے حضرت سے سوال کیا تھا کہ آپ سے لوگ دوسروں کی شکایت بیان کرتے ہیں آپ پر کوئی اثر ہوتا ہے فرمایا کہ ہوتا ہے اور وہ یہ کہ میں سمجھ لیتا ہوں کہ دونوں میں رنجش ہے مگر سن لیتے تھے سب۔ (تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات، صفحہ ۶۸ تا ۷۰)

دیوبندی دھرم میں معصوم کون؟

مذکورہ بالا دونوں روایات متصلہ میں مشائخ دیوبند اور اللہ کے رسول (جل جلالہ و ﷺ) کے کردار بیان کئے گئے ہیں اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مشائخ کے یہاں مقربین میں ایک دو مکربین بھی ہوتے ہیں جو ہر وقت شیخ کو اور دوسرے متعلقین کو کرب میں رکھتے جھوٹ سچ لگاتے ہیں جس سے چاہا شیخ کو ناراض کر دیا جس سے چاہا راضی کر دیا چنانچہ نبی کریم ﷺ کے مقربین میں ایسے مکربین تھے کہ نبی کریم ﷺ بھی ناراضی کے درمیان میں بعض لوگوں کے متعلق کچھ فرما دیتے یعنی نازیبا اور حقیقت کے خلاف اور بعض اوقات کسی مسرت کی بات پر مسرت کا اظہار فرماتے یعنی حد سے بڑھ جاتے جن کی وجہ سے بعض لوگوں کی محبت اور بعض لوگوں کی طرف سے لوگوں کے دل میں ناراضی یعنی غم وغصہ اور

نفرت پیدا ہو جاتی اور آپس میں اختلاف یعنی دشمنی اور فساد پیدا ہو جاتا ہے وہ بھی ایک آدمی ہیں دوسرے آدمیوں کی طرح ، انہیں بھی غصہ آجاتا ہے چنانچہ ان کے ارشاد (احادیث) کو نقل نہ کیا جائے۔ مشائخِ دیوبند ان عیوب سے پاک وصاف ہیں وہ مکربین میں سے کسی کی شکایت سنتے ہی نہیں اگر سن بھی لیں تو ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا چنانچہ یہی مشائخِ دیوبند (معاذاللہ) معصوم ہیں ان کے سوا سب خاطی اور عاصی ہیں (معاذاللہ)۔ عزیزانِ ملت! نبی کریم ﷺ کے بارے میں دیوبندی افکار مطالعہ فرمائے، اب ابو داوٗد شریف کی حدیث کو مطالعہ فرمائیں، ابو داوٗد شریف میں ہے، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ :" میں جو حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنتا اس کو لکھ لیتا اپنے یاد کرنے کیلئے پھر قریش کے لوگوں نے مجھے منع کیا لکھنے سے اور کہا تم ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں، باتیں کرتے ہیں غصے اور خوشی دونوں حالتوں میں، یہ سن کر میں نے لکھنا چھوڑ دیا، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے انگلیوں سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا لکھا کر، قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے اختیار میں میری جان ہے نہیں نکلتی اس منہ سے کوئی بات مگر سچی، خواہ غصہ ہو یا خوشی ہو۔" عزیزانِ ملت! دیوبندی دھرم میں نبی اکرم سیدِ عالم ﷺ کے متعلق عقیدہ یہ ہے کہ وہ ناراضی اور خوشی کے درمیان ایسی باتیں کرتے ہیں جن کی وجہ سے لوگوں میں عداوت اور دشمنی اور فساد پیدا ہوتا ہے جبکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہمارا ایمان ہے، مزید براں قسم کے ساتھ فرماتا کہ لکھا کر، نہیں نکلتی اس منہ سے کوئی بات مگر سچی، خواہ غصہ ہو یا خوشی ہو۔ اس پر مسلمانوں کا ایمان اور دیوبندی کیلئے آفتِ جان! **سبحان الله وبحمده**

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی گواہی

فرماتا ہے: **وانك لعلى خلق عظيم ٥** "اور بیشک (اے محبوب) تمہاری خُوبُو (خلق) بڑی شان کی ہے۔" جن کے خلق کو اللہ عزوجل عظیم فرمائے، یہ ان کو فسادی بتائیں، کم ظرف ٹھرائیں، اور اپنے دیوتاؤں کی عصمت کو ثابت کر کے انکو معصوم ٹھرائیں، اور لیجئے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: **وما ينطق عن الهوى ٥ ان هو الا وحى يوحى ٥** (النجم:

۳۔ ۴) اور وہ (محمد ﷺ) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر جو وحی انہیں کی جاتی ہے؛ اللہ واحد قہار فرماتا ہے کہ میرا محبوب کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتا وہ تو وہی فرماتا ہے جو ان کو وحی کی جاتی ہے۔

بعد نزول قرآن بھی دیوبندی گستاخ امیرالمومنین کے عہد میں یہ بہتان لعین اور توہین مبین ان کے جانب منسوب کرتا ہے کہ وہ ناراضگی اور مسرت کی حالت میں ایسی باتیں کرتے جس سے لوگوں کے دلوں میں ناراضگی یعنی نفرت وعداوت پیدا ہو اور آپس میں اختلاف یعنی فتنہ و فساد پیدا ہو۔ یہ قرآن کریم کے خلاف بغاوت اور مسلمانوں میں رنج و عداوت پیدا کرنا ہے' یہی دیوبندی دھرم کی اساس ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے لہٰذا وہ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے : **یاایھاالذین امنو اطیعو اللہ و اطیعوا الرسول ولا تبطلو اعمالکم** (محمد : ۳۳) اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو' اس سے معلوم ہوا کہ جو ان کے حکم کو حق نہ جانے اس کے عمل باطل اور برباد ہیں چنانچہ ارشاد فرماتا ہے : **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** (النساء : ۸۰) جس نے رسول کا حکم مانا اور اس نے اللہ کا حکم مانا' اور اپنے پیارے محبوب سے فرماتا ہے : **قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکفرین** (آل عمران : ۳۲) (پیارے) تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر' معلوم ہوا کہ جو ان کے حکم کو حق نہ جانے اور منہ پھیرے وہ کافر ہے۔

ہم نے صرف بطور نمونہ چند آیات نقل کیں ورنہ اس طرح متعدد آیات قرآن حکیم میں مذکور و موجود ہیں۔

غور طلب یہ امر ہے کہ جو حضور ﷺ کے ارشاد طیبات کو حق نہ مانے وہ کافر ہے تو جو ان کے ارشادات کو باعث نزاع و فساد بتائے اس کی شقاوت قلبی کا کیا حال ہوگا۔ ان کا رب عزوجل تو ان کی شان میں فرماتا ہے۔ **ھو الذی بعث فی الامین رسولا منھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ۔** (الجمعہ : ۲) وہی ہے جس نے ان

پڑھوں میں اسی میں سے ایک رسول محمد (ﷺ) بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں'

ملاحظہ ہو۔ جس ذات پاک کو اللہ عزوجل پاک فرمانے والا فرمائے اس محبوب کو یہ شقی القلب فسادی اور نفرت و عداوت پیدا کرنیوالا بتائیں اور امیر المومنین سے شکایت لکھنے کی دھمکی دیں کیا نہ دیکھا اس منافق کو جس کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا۔ حضور ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ منافق اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا اور یہودی کو مجبور کیا اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور لیکر آیا۔ یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ اس کا فیصلہ حضور ﷺ نے فرمادیا ہے مگر یہ فیصلہ سے راضی نہیں آپ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں میں ابھی آکر فیصلہ کرتا ہوں یہ کہہ کر مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لاکر اس منافق کو قتل کردیا اور فرمایا کے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اس کا میرے پاس یہ فیصلہ ہے۔

کاش تبلیغی جماعت کا امیر زکریا اپنا یہ مضمون فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور پیش کرتا تو یقیناً امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے لوگوں کو واجب القتل ٹھراتے اور قتل فرماتے۔ نیز معلوم ہوا کہ جو حضور اکرم سید عالم ﷺ کے فرمان مبارک کو حق نہ جانے اور آپ کے فیصلہ کو نہ مانے وہ مسلمان نہیں منافق ہے۔ **کملمہ**

علاوہ ازیں اللہ عزوجل فرماتا ہے : **فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما** ٥ (النساء : ٦٥) یعنی اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور دل و جان سے مان لیں'

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے فیصلہ کو جو بخوشی دل سے نہ مانے وہ مسلمان نہیں پھر جو ان کے فرامین کو خواہ غصہ میں ہوں یا خوشی جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور حق نہ مانے ... ت و فساد ... وہ مسلمان کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ ایسا شخص اللہ و رسول کا دشمن

ہے کہ حضور ﷺ نے تو اپنے فرامین کو نشر (پھیلانے) کی ترغیب فرمائی۔

حدیث۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ' سے روایات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مجھ سے سنتے ہو علم کو اور لوگ تم سے سنیں گے پھر جن لوگوں نے تم سے سنا ان سے اور لوگ سنیں گے۔

(ابوداؤد شریف' جلد سوم' ترجمہ وحید الزماں' صفحہ ۱۲۰)

حدیث۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اس شخص کو ترو تازہ رکھے جس نے میری بات کو سن کر یاد رکھا اور اس کو پہنچادیا یعنی دوسرے لوگوں کو بھی سنادیا کیونکہ بہت لوگ ایسے ہیں جو سمجھ کی بات اپنے سے زیادہ سمجھدار کو سنادیں گے۔ اور بہت سے فقہ کے اٹھانے والے ایسے ہیں جو فقیہہ نہیں ہیں۔ یعنی خود سمجھدار نہیں ہیں ان کو نقل کرنا چاہئے۔

(ابوداؤد شریف' جلد سوئم ترجمہ مولوی وحید الزماں' صفحہ ۱۲۰ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور)۔

ابوداؤد شریف کا ترجمہ ہم نے کسی بریلوی عالم دین کا نقل نہیں کیا بلکہ وحید الزماں جو مسلکا" وہابی ہیں۔ ان کا ترجمہ پیش خدمت ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ خواہ غصہ میں ہوں یا خوشی میں ان کے زبان مبارک سے حق بات ہی نکلتی ہے۔

عزیزان ملت! آیات قرآنی اور احادیث ابی داؤد کی روشنی میں دیوبندی عقائد و افکار کا تجزیہ فرمائیں اور حق و ہدایت کی جانب رجوع لائیں' بدمذہوں اور گمراہوں بلکہ گمراہ گروں سے دور نفور رہیں کہ اسی میں امن و سلامتی ایمان ہے۔ **وما علینا الا البلاغ۔**

بعجلت تمام یہ چند سطور مذکور' اللہ سبحانہ تعالیٰ شرف قبولیت عطا فرمائے اور مسلمانوں کے لئے رشد و ہدایت کا سبب بنائے اور گمراہی و بے دینی سے بچائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم و تب علینا انک انت التواب الرحیم یا رب العلمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و نبینا و مولنا محمد و الہ و صحبہ و بارک و سلم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

سگ بارگاہ رضا ابو الرضا محمد عبد الوہاب خاں القادری الرضوی غفرلہ ۱۰ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ بمطابق ۱۴ مئی ۱۹۹۲ء

مناظرہ تکفیر پر شاندار اور لاجواب کتاب

عجائب انکشاف

عجائبِ دیوبند

تصنیف :

حضرت علامہ مفتی غلام محمد خان قادری ناگپوری مدظلہٗ

تقدیم :

علامہ مولانا محمد حسن علی قادری رضوی مدظلہٗ

باہتمام سید شاہ تراب الحق قادری

مجلس اتحاد اسلامی کراچی

میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی ۲

نام کتاب : تنقیح الکلام فی احکام الکفر والاسلام

ملقب بہ عجائب انکشاف

"عجائب دیوبند"

تالیف : حضرت علامہ مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ مدظلہ

شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ ناگپور

رد مقدمہ انکشاف : مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی

باہتمام : سید شاہ تراب الحق قادری

پیشکش : غلام محمد قادری

کتابت و تصحیح : اعجاز احمد شمسی، محمد اکرم آزاد، مولانا منصور احمد رضوی

ضخامت : ٣٨٤ صفحات آفسٹ ٢٣x٣٦/١٦

طباعت اول : ناگپور (مہاراشٹر، انڈیا)

طباعت ثانی : ربیع الاول ١٤١٧ھ مطابق اگست ١٩٩٦ء

کھارادر کراچی (پاکستان)

تعداد : ایک ہزار تقریباً

ناشر : مجلس اتحاد اسلامی کراچی

قیمت :



ملنے کا پتہ

حنفیہ پاک پبلی کیشنز کراچی

نزد بسم اللہ مسجد کھارادر کراچی



ضربِ ہُو

(توحیدِ باری عزاسمہٗ)

از : شہزادہ اعلحضرت مفتی اعظم ہند نوری رحمۃ اللہ علیہا

قلب کو اس کی رؤیت کی ہے آرزو
جس کا جلوہ ہے عالم میں ہر چار سُو
بلکہ خود نفس میں ہے وہ سُبحانَہٗ
عرش پر ہے مگر عرش کو جُستجو
اَللّٰہٗ ، اَللّٰہٗ ، اَللّٰہٗ ، اَللّٰہٗ

عرش و فرش و زمان و جہت اے خدا
جس طرف دیکھتا ہُوں ہے جَلوہ تیرا
ذرّہ ذرّہ کی آنکھوں میں تُو ہی ضیاء
قطرہ قطرہ کی تُو ہی تو ہے آبرو
اَللّٰہٗ ، اَللّٰہٗ ، اَللّٰہٗ ، اَللّٰہٗ

تُو کسی جا نہیں اور ہر جا ہے تُو
تُو منزّہ مکاں سے مبرّہ زسُو
علم و قدرت سے ہر جا ہے تُو کُو بکُو
تیرے جلوے ہیں ہر ہر جگہ اے عَفُو
اَللّٰہٗ ، اَللّٰہٗ ، اَللّٰہٗ ، اَللّٰہٗ

سارے عالم کو ہے تیری ہی جُستجو
جنّ و انس و ملک کو تری آرزو
یاد میں تیری ہر ایک ہے سُو بسُو
بَن میں وحشی لگاتے ہیں ضربات ہُو
اَللّٰہٗ ، اَللّٰہٗ ، اَللّٰہٗ ، اَللّٰہٗ

خوابِ نوری میں آئیں جو نُورِ خُدا
بقعۂ نور ہو اپنا ظلمت کدا
جگمگا اُٹھے دِل چہرہ ہو پُر ضیا
نوریوں کی طرح شغل ہو ذکرِ ہُو
اَللّٰہٗ ، اَللّٰہٗ ، اَللّٰہٗ ، اَللّٰہٗ

جلّ جلالہٗ

اعلحضرت مولانا احمد رضا بریلوی

کلام الامام امام الکلام

لَمْ یَاتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثلِ تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا

اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغٰی من بے کس و طوفاں ہوش ربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیّا پار لگا جانا

یَا شَمْسُ نَظَرْتِ اِلٰی لَیْلِیْ چو بطیبہ رسی عرضے بکنی
توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا

لَکَ بَدْرٌ فِی الْوَجْہِ الْاَجْمَلْ خط ہالۂ مہ زلف ابرِ اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا

اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّسَخَاکَ اَتَمْ اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

یَا قَافِلَتِیْ زِیْدِیْ اَجَلَکْ رحمے بر حسرتِ تشنہ لبک
مورا جیرا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

وَاھًا لِّسُوَیْعَاتٍ ذَھَبَتْ آں عہدِ حضورِ بارگہت
جب یاد آوت موہے کر نہ پرت دردا وہ مدینہ کا جانا

اَلْقَلْبُ شَجٍ وَّالْھَمُّ شُجُوْنٌ دل زار چناں جاں زیرِ چنوں
پت اپنی بپت میں کاسے کہوں مرا کون ہے تیرے سوا جانا

اَلرُّوْحُ فِدَاکَ فَزِدْ حَرْقًا یک شعلہ دگر برزن عشقا
مورا تن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

بس خامۂ خامِ نوائے رضاؔ نہ یہ طرز میری نہ یہ رنگ مرا
ارشادِ احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

مُناجات

از : اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
انکے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیدِ بے سایہ کے ظلِّ لوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بے جا رلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجےٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب میری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
ربِّ سلِّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب پہ آمین ربنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضاؔ خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از قلم مولانا محمد حسن علی قادری رضوی

مختصر سوانحیات

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ مدظلہ

عمدۃ المحققین استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب ناظم اعلیٰ و متولی الجامعۃ الرضویہ دار العلوم امجدیہ ناگپور مفتی اعظم مہاراشٹر ایک خالص مخلص ہادی مہدی متصلب سنی حنفی بریلوی رضوی عالم دین ہیں بیک وقت زبردست عالم دین فاضل محقق و مدقق فن تدریس کے ماہر رد ارتداد و مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے ہیں ممتاز اہل قلم سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں بیعت و خلافت شہزادہ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت امام العلماء شیخ الشیوخ سیدنا مفتی اعظم قطب عالم مولانا شاہ آل الرحمٰن محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب قادری نوری رضوی بریلوی قدس سرہ العزیز سجادہ نشین دوم آستانہ عالیہ خانقاہ رضویہ بریلی شریف سے مشرف سرفراز و سربلند ہیں ایک خالص سنی بریلوی پٹھان خاندان غوری قبیلہ کے عظیم و نامور فرد ہیں آپ کے آباواجداد دو صدی قبل ملک افغانستان سے پنجاب میں آکر آباد ہوئے پھر دہلی میں سکونت پذیر ہوئے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے ظلم و ستم کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور بالآخر دہلی سے مختلف علاقوں میں سکونت اختیار کرتے ہوئے ناگپور رونق افروز ہوئے اور آپ کے جد امجد نے یہیں سکونت اختیار فرمائی۔ آپ کے والد ماجد حضرت حکیم میاں خان صاحب مرحوم ایک سچے پکے خالص الاعتقاد سنی مسلمان اور بدمذہبوں بے دینوں سے سخت متنفر تھے وہابیت کے رد و ابطال میں آپ نے قابل قدر خدمات انجام دیں انگریزی عہد میں جبکہ وہاں مولوی اپنے ولی نعمت انگریز کے زیر سایہ و ظل عاطفت میں پروان چڑھ رہے تھے آپ نے اپنے خانوادہ و اہل قبیلہ کو وہابیت و اسماعلیت کے طوفان بلاخیزی سے محفوظ رکھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو صاجزادے عطا فرمائے بڑے صاجزادے کا نام غلام محمد خاں اور

چھوٹے صاجزادے کا نام غلام احمد خاں رکھا گیا۔

حضرت علامہ مفتی غلام محمد خان صاحب ۵؍ دسمبر ۱۹۲۰ء کو تولد ہوئے حسب دستور سب سے پہلے دینی مذہبی تعلیم کا آغاز فرمایا قرآن مجید اور دینیات کی ضروری کتب پڑھیں ازاں بعد کانونٹ اسکول میں داخلہ لیا مڈل اردو ریاضی اور انگلش کی تعلیم حاصل فرمائی اس کے بعد پنجاب یونیورسٹی لاہور میں منشی فاضل کیا اسی قیام لاہور کے دوران فارسی کے ماہر و قابل اساتذہ سے بڑی عرق ریزی و محنت شاقہ سے فارسی پڑھی اور منفرد و مقام حاصل کیا اردو اہل ناگپور کی اپنی مادری زبان تھی اس میں عروج و کمال حاصل کیا اردو فارسی میں مثالی استعداد کے بعد شعر و ادب میں کمال حاصل کیا شعر و سخن، نظم و نثر سے اردو کی بڑی خدمت انجام دی آپ آج بھی اپنے علاقہ میں اردو فارسی کے بلند پایہ قادر الکلام بزرگ شاعر مانے جاتے ہیں اشہر تخلص کرتے ہیں۔

دینی تعلیم : علوم عربیہ کی تعلیم کا آغاز آپ نے خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ کے جلیل القدر شاگرد رشید استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مفتی عبدالرشید خان صاحب فتح پوری علیہ الرحمتہ سے مدرسہ جامعہ عربیہ ناگپور سے کیا۔ ۱۹۴۰ء میں سب سے پہلے داخلہ لینے والے مفتی غلام محمد خان صاحب ہی تھے عربی نحو و صرف کی کتابوں کی تکمیل حضرت مولانا مفتی عبدالرشید خان صاحب علیہ الرحمتہ سے فرمائی ابتدائی عربی تعلیم کے بعد حضرت مولانا مفتی عبدالرشید خان صاحب کے برادر اکبر امام النحو حضرت مولانا مفتی عبدالعزیز خان صاحب فتحپوری علیہ الرحمتہ سے تعلیم حاصل کی آپ کے قابل اساتذہ میں خاص طور پر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خاص شاگرد حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ رام پوری رحمتہ اللہ علیہ کے نبیرہ حضرت مولانا شاہ احمد اللہ صاحب رام پوری سے ایک طویل عرصہ درس نظامی کی کتب کا درس لیا۔ آپ کی خداداد استعداد و قابلیت نے حضرت علامہ مفتی غلام محمد صاحب پر بہت گہرا اثر کیا کچھ عرصہ بعد حضرت صدر الصدور صدر الشریعتہ بدر الطریقتہ فقیہ اعظم ہند علامہ محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی خلیفہ اعلیٰ حضرت و مصنف بہار شریعت قدس سرہ کے شاگرد رشید جلالتہ العلم استاذ العلماء حافظ ملت مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب محدث

مبارک پوری مصباح العلوم جامعہ اشرفیہ کی انتظامی کمیٹی سے اختلاف کے سبب جامعہ عربیہ ناگپور کے منصب صدارت پر تشریف لائے تو دو سال تک حضرت حافظ ملت مبارک پوری رحمتہ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی اور پھر جب اہل مبارک پور نے حضور حافظ ملت کو واپس مبارک پور بلا لیا تو حضرت مولانا مفتی عبدالرشید خان صاحب علیہ الرحمتہ نے اپنے مدرسہ دار العلوم عربیہ ناگپور کے لئے بطور شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی آل حسن صاحب سنبھلی مدظلہ العالی کو بلا لیا اور حضرت علامہ مفتی غلام محمد خان صاحب مدظلہ نے دورہ حدیث شریف حضرت علامہ مفتی آل حسن صاحب سنبھلی رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھا اس طرح آپ حضرت علامہ الحاج مولانا ابوداؤد مفتی محمد صادق صاحب قادری رضوی گوجرانوالہ خلیفہ اعظم حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا علامہ محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ کے استاد بھائی ہوئے کیونکہ حضرت علامہ ابوداؤد مولانا محمد صادق صاحب نے علی پور سیداں میں حضرت مخدوم پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے مدرسہ جامعہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا آل حسن سنبھلی سے بھی تعلیم حاصل فرمائی حضرت مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب مدظلہ نے ۱۹۴۷ء میں سند فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی۔

دینی خدمت کا آغاز : آپ کی استداد قابلیت اور فن افتاء میں مہارت کے باعث آپ کے اولیں استاذ محترم مولانا مفتی عبدالرشید خان صاحب نے دار العلوم عربیہ ناگپوری فتویٰ نویسی کے لئے مقرر فرما دیا اور دار الافتاء میں فتویٰ نویسی کی خدمت آپ کے سپرد کر دی اور اس کے بعد آپ کی فن تدریس میں مثالی مہارت کے باعث جامعہ عربیہ ناگپور میں دار الحدیث کی زینت بنا دیئے گئے اور منصب شیخ الحدیث پر فائز کر دیئے گئے۔ ۱۹۶۴ء تک آپ نے جامعہ عربیہ ناگپور میں افتاء اور دورہ حدیث شریف کی خدمات انجام دیں اور پھر انتظامی امور میں جامعہ عربیہ کی انتظامیہ سے اختلاف کے سبب ۱۹۶۵ء میں تمام اساتذہ نے جامعہ عربیہ سے علیحدگی اختیار کر لی۔

دار العلوم امجدیہ کا قیام : ۱۹۶۶ء میں خلیفہ حضور سیدنا مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مجتبیٰ اشرف صاحب قبلہ نے حضرت علامہ مفتی غلام محمد خان

صاحب مدظلہ کی سرپرستی میں دارالعلوم امجدیہ ناگپور قائم فرمایا اور فتویٰ نویسی و دورہ حدیث شریف کی تعلیم کی خدمت آپ کے سپرد ہوئی یہاں آپ کی جلالت علمی کا آفتاب چمکا اور بہت سے ذی استعداد فاضل اور قابل قدر علماء کو آپ نے فارغ التحصیل فرمایا۔ اور بتدریج آپ کو فتویٰ نویسی میں یدطولیٰ اور مہارت تامّہ حاصل ہوئی حضرت سیدنا مفتی اعظم قبلہ شہزادہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ بھی آپ کے فتوؤں پر اعتماد فرماتے اور داد تحسین سے نوازتے تھے۔

شرف بیعت و خلافت : ۱۹۵۴ء تک آپ نے بہت سے پیران عظام اور مشائخ کرام کی زیارت و ملاقات فرمائی آپ ہر وقت بیعت کے لئے بے چین رہتے تھے دل کسی پیر کی طرف رجوع نہیں کرتا تھا آخر پریشان ہو کر اپنے ابتدائی استاد محترم مولانا مفتی عبدالرشید خان صاحب علیہ الرحمۃ سے رجوع کیا اور استفسار فرمایا کہ حضور میں نے ابھی تک کسی سے شرف بیعت حاصل نہیں کیا حضرت علامہ مفتی عبدالرشید خان صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا آپ کا یہ قول ابھی تک علماء عوام و خواص میں مشہور ہے فرمایا "مولانا اب کہاں ایسے لوگ رہ گئے ہیں جو شریعت و طریقت میں کامل ہوں سوائے حضرت مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیٰ حضرت کے" اب وہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد تشریف لانے والے ہیں آپ دیکھئے گا آپ کا دل جم جائے گا حالانکہ حضرت فخرالاماثل مولانا مفتی عبدالرشید خان صاحب علیہ الرحمۃ شیخ المشائخ سیدنا شاہ علی حسین اشرفی میاں جیلانی کچھوچھوی قدس سرہ کے خلیفہ خاص تھے اس کے باوجود سیدنا حضور مفتی اعظم قبلہ کی عقیدت و محبت کا یہ عالم تھا چند ہی ماہ بعد ۱۹۵۴ء میں شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم قبلہ سجادہ نشین بریلی شریف ناگپور میں تشریف لائے ہزاروں نہیں لاکھوں کی نگاہیں شہزادہ اعلیٰ حضرت کو دیکھنے کے لئے بے قرار و بے چین تھیں ان میں ایک مفتی غلام محمد خان صاحب بھی تھے جن کی بے تابانہ نگاہیں حضور شہزادہ اعلیٰ حضرت سرکار سیدنا مفتی اعظم رضی اللہ عنہ کے چہرہ زیبا کی زیارت سے مشرف ہو رہی تھیں حضرت علامہ عبدالرشید خان صاحب نے آپ کا تعارف کرایا حضور سیدنا مفتی اعظم کی نظر فیض اثر مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب کے بیقرار قلب پر پڑی اور حضور ممدوح دیکھ کر مسکرا دیئے اور فرمایا "مولانا کیا سوچ رہے ہیں۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے حضور سیدنا

مفتی اعظم ذہن و قلب میں چھپی ہوئی کوئی تحریر ملاحظہ فرما رہے ہیں اور حضرت مفتی اعظم کو قلبی اضطراب کی کیفیت منکشف ہو رہی ہے حضرت علامہ مفتی غلام محمد صاحب مدظلہ نے بیعت کا ارادہ ظاہر فرمایا اور شہزادہ سرکار اعلیٰ حضرت نے آپ کو شرف بیعت سے مشرف فرمایا اور کمال شفقت و بندہ نوازی سے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں اجازت و خلافت نامہ بھی تحریر فرما کر مرحمت فرمایا۔ اور جملہ سلاسل کی اجازت بھی مرحمت فرمائی اور اپنا مقدس عمامہ شریف بھی حضرت مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب کے سر پر رکھا۔

سلسلہ عالیہ رضویہ کی اشاعت اور فرق ہائے باطلہ کے رد و ابطال کی انقلابی کیفیت۔

ع اک ولولہ تازہ دیا تو نے دلوں کو۔ حضور سیدنا مفتی اعظم کی زیارت، شرف بیعت و اجازت و خلافت کے بعد حضرت علامہ مفتی غلام محمد خان صاحب مدظلہ کے ذریعہ ان کی مساعی سے سیدنا حضور غوث اعظم سرکار بغداد اور سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہما کے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی اشاعت کمال و عروج کو پہنچی ہندوستان جیسے وسیع و عریض ملک کے نصف سے زائد حصہ میں آپ کی انقلابی کوششوں سے سلسلہ عالیہ رضویہ کی اشاعت ہوئی آپ نے ملک کے مختلف علاقوں میں اہم روحانی تبلیغی پروگرام رکھے۔ آپ کا طریقہ کار یہ تھا کہ آپ اپنے اثرات سے کسی خاص مقام کا انتخاب فرماتے وہاں ایک ایسا جلسہ منعقد کرتے جس کی مرکزیت حاصل ہو قرب و جوار سے زیادہ سے زیادہ لوگ جمع ہوں وہ ایسی جگہ ہوتی جو فتنہ وہابیت دیوبندیت سے زیادہ متاثر ہوتی آپ اجلاس میں ایسے مقررین و واعظین کو بلاتے جو دلائل و براہین سے مدلل انداز میں مذہب حق اہلسنت اور مسلک سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو پیش کرتے ان کی شعلہ بیانی خوش الحانی مثالی ہوتی اور وہ فرقہائے باطلہ کا نہایت خوبصورت و دلنشیں انداز میں رد و ابطال کرتے اور مسلک اعلیٰ حضرت کی عظمت، حقانیت و صداقت کا سکہ دل و دماغ میں بٹھا دیتے اس سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب کی کوششوں سے صوبہ مدھیہ پردیش۔ مہاراشٹر۔ آندھرا پردیش۔ کرناٹک۔ گجرات، کاٹھیاواڑ، اڑیسہ وغیرہ کے شہر شہر۔ گاؤں گاؤں۔ بستی بستی۔ تبلیغی روحانی اجتماعات

اور عام اجلاس ہوئے۔ اس سلسلہ میں آپ نے ان انقلابی اور طوفانی جلسوں اور پروگراموں کے لئے آپ نے حضرت سیدی محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ کے تلمیذ ارشد فاضل محقق صمصام المناظرین حضرت فقیہ العصر علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی نائب مفتی اعظم ہند مدظلہ رئیس المناظرین علامہ مفتی محمد رضوان الرحمٰن فاروقی مفتی اعظم اندور۔ خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی مدیر پاسبان الہ آباد۔ حضرت مولانا سید اسرار الحق صاحب سابق ممبر پارلیمنٹ دہلی۔ حضرت مولانا ابوالوفا فصیحی غازی پوری۔ حضرت مولانا مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ ناگپوری بانی جامعہ دارالعلوم امجدیہ۔ حضرت مولانا قمر الزماں اعظمی مبلغ یورپ و افریقہ رئیس التحریر والتقریر علامہ ارشد القادری الرضوی کو خصوصیت سے بلاتے اور یہ حضرات شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور امام العلماء مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب قدس سرہ کے ہمراہ جس علاقہ میں تشریف لاتے ہزاروں لاکھوں کے اجتماعات ہوتے ان حضرات کے حسن خطابت اور شہزادہ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم قدس سرہ کی زیارت و برکت سے ہزاروں کو راہ ہدایت مل جاتی شہزادہ اعلیٰ حضرت کی زیارت کے لئے گاؤں کے گاؤں امنڈ پڑتے اور بستیاں کی بستیاں الٹ جاتیں اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں پروانہ وار داخل ہوتیں اور دیوبندیت و وہابیت کا برج الٹ جاتا اور نجدیت کا بستر گول ہو جاتا۔ لاکھوں انسانوں نے راہ ہدایت پائی اور لاکھوں افراد سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل ہوئے حضور مفتی اعظم قبلہ قدس سرہ سال کے اکثر حصہ میں ناگپور تشریف لاتے اور حضرت مولانا مفتی غلام محمد صاحب کے ترتیب دیئے ہوئے پروگرام پر علاقوں دیہاتوں اور مضافات میں جلوہ آرائی فرماتے دیوبندیت وہابیت تلملا اٹھتی الحمدللہ اب یہ علاقے بدمذہبیت کی نحوست سے بڑی حد تک پاک ہو گئے ہیں۔

دارالعلوم امجدیہ کی جدید عمارت : حضرت سیدنا مفتی اعظم قبلہ قدس سرہ دارالعلوم امجدیہ کے سنگ بنیاد کی تقریب پر جب تشریف لائے تھے ایسی رقت آمیز دعا فرمائی تھی کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی موجودہ دارالعلوم امجدیہ کی شاندار پانچ منزلہ عمارت کے علاوہ شہر ناگپور سے قدر فاصلہ پر ۳۲ بتیس

ایکڑ اراضی پر رضا عربک یونیورسٹی کے نام سے علم و عرفان کا بہت بڑا شہر بسا دیا گیا جس میں لاکھوں کے مصارف ہو چکے اور ابھی اس عظیم منصوبہ پر کروڑوں کا خرچ ہونا باقی ہے۔ حضرت علامہ مفتی غلام محمد خان صاحب مدظلہ العالی صدر المدرسین و شیخ الحدیث اور صدر الصدور دارالافتاء کے فرائض انجام دیتے ہیں متعدد قابل مدرسین اور متعدد مفتی صاحبان تدریس و افتاء کی خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ یہ عظیم رضا عربک یونیورسٹی ہندوستان کی عظیم ریلویز اور روڈ ویز کا سنگم جو دہلی، مدراس، کلکتہ، حیدر آباد دکن، بمبئی اور کشمیر، دہلی و گجرات، کاٹھیاواڑ کو ملاتا ہے سے متصل ہے۔ دارالعلوم امجدیہ ناگپور مہاراشٹر سے اہل سنت و مسلک اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا عظیم ترجمان ماہنامہ "سنی آواز" بھی جاری ہے جو مسلک سیدنا اعلیٰ حضرت کی بیش بہا قلمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت علامہ مولانا پیر سید محمد حسینی اشرفی مصباحی رسالہ سنی آواز کے چیف ایڈیٹر ہیں خلیفہ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مجیب اشرف صاحب دارالعلوم امجدیہ کی روح رواں ہیں۔ حضرت علامہ مفتی غلام محمد خاں صاحب مدظلہ ایک بلندپایہ محقق و مناظر اور ممتاز اہل قلم ادیب مصنف ہیں مولوی خلیل بجنوری بدایونی کے انکشاف حق کے رد و ابطال میں عجائب انکشاف آپ کی تازہ ترین محققانہ تصنیف ہے جس سے آپ کے علم و تحقیق اور فن مناظرہ میں ید طولیٰ کا پتہ چلتا ہے مولیٰ تعالیٰ حضرت مفتی غلام محمد خاں صاحب مدظلہ حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف صاحب مدظلہ حضرت علامہ مولانا سید محمد حسینی صاحب اشرفی مدظلہ اور ان کے رفقاء کو دنیا و آخرت میں اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کی مثالی خدمات دینیہ کو شرف قبول سے مشرف فرمائے آمین۔ الفقیر محمد حسن علی الرضوی غفرلہ میلسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر اور تقدیم کا پوسٹ مارٹم

از قلم صداقت رقم قاطع بدمذہبیت سر شکن نجدیت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی مدظلہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قیام پاکستان کے بعد دیار علم و فضل شہر عشق و محبت شہر بریلی شریف سے نائب اعلیٰ حضرت مظہر صدر الشریعت امام اہل سنت فارق نور و ظلمت سیدی سندی حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قادری رضوی چشتی صابری محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کی پاکستان تشریف آوری اور لائلپور میں مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے قیام کے بعد دیوبندی وہابی لوہے ٹھنڈے پڑ گئے دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوگیا اور مملکت خداداد پاکستان پر حسام الحرمین شریفین کا پھریرا لہرانے لگا علمبرداران تنقیص اہل توہین کو کہیں پناہ نہ ملی عقائد باطلہ کو بے نقاب کرکے رکھ دیا گیا اور ملک کے در و دیوار درود و سلام و نغمات رضا سے گونجنے لگے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اہل سنت و جماعت حامیان مسلک اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا کسی بھی فرقہ، مکتب فکر، مذہب و مسلک و پارٹی یا گروہ سے ہرگز ہرگز کوئی ذاتی عناد و تنازعہ نہیں الحمدللہ ثم الحمدللہ یہ ایک حقیقت ہے اور اللہ واحد قہار نیتوں کو خوب جاننے والا ہے ہمارا اور ہمارے باعظمت اکابر کرام کا نصب العین صرف اور صرف عظمت شان رسالت کا تحفظ و دفاع ہے۔ دشمنان صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و منکرین اہل بیت و معاندین محبوبان خدا کے لئے ہمارے دل میں کوئی جگہ نہیں مگر افسوس صد افسوس حیف صد ہزار حیف بعض فرقہائے باطلہ جن میں دیوبندی وہابی بالخصوص ایسے ہیں جو تنقیص شان الوہیت اور توہین شان رسالت کی مطلقاً" کوئی پرواہ نہیں کرتے نہ ان کو توہین و تنقیص کا رنج و ملال ہوتا ہے بلکہ وہ تنقیص و توہین پر تکفیر کا برا مناتے ہیں وہ کہتے ہیں ہمارے اکابر کی تکفیر کیوں کی ہم کہتے ہیں وہابیہ نے ہمارے آقا و مولیٰ حبیب کبریا سرور انبیاء علیہ

الصلوۃ والسلام اور محبوبان خدا کی توہین کیوں کی اور سچ تو یہ ہے کہ توہین نہ ہوتی تو تکفیر نہ ہوتی سیدنا امام اہلسنّت سرکار اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین و ملت مولانا شاہ الامام احمد رضا خان صاحب قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربارہ تکفیر کمال احتیاط و تدبیر سے کام لیا جن حضرات کی کتب میں توہین و تنقیص پائی ان کو خط و کتابت اور رجسٹریوں کے ذریعہ راہ راست پر لانے توبہ اور رجوع کرنے کی بار بار تلقین فرمائی بالمشافہ گفتگو کی دعوت دی بار بار وفود و تقاضے بھیجے مگر افسوس صد افسوس حیف ہزار حیف وہ لوگ اپنے اقوال کفریہ، زبان و قلم سے نکلی ہوئی توہین و تنقیص پر جم گئے اور پکے ہوگئے۔ بالاخر انہیں مجبوراً" اکابر علماء و فقہاء عرب و عجم کی تائید و توثیق و حمایت کے ساتھ حسام الحرمین کی صورت میں تکفیر کا حکم شرعی جاری کرنا پڑا لیکن افسوس کہ اہل دیوبند توبہ اور رجوع کی بجائے تاویلات کے چکر میں پڑ گئے بلکہ اس چکر میں پھنس کر رہ گئے۔ پاکستان کے دیوبندی وہابی حضرات اپنے اکابر کی توہین و تنقیص آمیز گستاخانہ عبارات پر کبھی گفتگو نہ کرتے تھے لب باندھے دم سادھے رہتے تھے البتہ شرک و بدعت کی تھوڑی بہت پرچون تجارت دبے پاؤں کرلیتے تھے عبارات کفریہ پر گفتگو کا دم خم ان میں ہرگز ہرگز نہ تھا بالاخر ان کو مولوی خلیل احمد بجنوری بظاہر سنی بریلوی مگر چھپے ہوئے دیوبندی رستم کی کتاب "انکشاف حق" ملی انہوں نے مرہم زخم جگر سمجھ کر دل سے لگائی اپنی بقا کا واحد انجکشن سمجھتے ہوئے مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی دیوبندی کی شدید مغالطہ آمیز تقدیم اور کسی طاہر محمود فیصل آبادی کے پیش لفظ عرض ناشر کے ساتھ لائلپور فیصل آباد سے بھارت سے درآمد شدہ اس "انکشاف حق" کو شائع کر دیا گیا ان لوگوں کو یہ خبر ہی نہیں کہ اس نام نہاد انکشاف حق کے دو جواب تنقیح الکلام فی احکام کفر والاسلام اعنی "عجائب انکشاف" اور رسالہ "شرعی فیصلہ" چھپ کر شائع ہو چکے ہیں اور انکشاف کے فریب و فراڈ کی اچھی طرح اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی ہے جس کا جواب دیئے اور رد لکھے بغیر چھپا دیوبندی رستم مولوی خلیل بجنوری المشہور بدایونی قبر میں جا گھسا ہندوستان میں اس چھپے رستم کی کتاب سے دیوبندیوں کی بگڑی نہ بن سکتی تھی نہ بنی البتہ پاکستان کے بے بس ولاچار علم اور عقل سے کورے دیوبندیوں نے اس کتاب کو آب حیات سمجھا اور ٹھک پھک لائلپور فیصل آباد سے

اس کتاب کو چھاپ دیا ملک کے طول و عرض سے ہمیں بھی احباب نے توجہ دلائی اور مختلف مقامات سے "انکشاف حق" کے متعدد نسخے بھی ہمیں جواب کے لئے ارسال کئے فقیر اپنی ذاتی اور قلمی مصروفیات کے باعث فوری توجہ تو نہ دے سکا البتہ "انکشاف حق" کی خیانتوں اور مغالطوں پر نشان لگا کر کتاب رکھ لی کہ اس کا نمبر بھی آجائے گا مگر فقیر کو یقین کامل تھا کہ بفضلہ تعالیٰ ہندوستان میں سیکڑوں نہیں اہل سنت کے ہزاروں مناظرین و ممتاز اہل قلم موجود ہیں مولوی خلیل کو اچھی طرح پٹیل دیا ہوگا فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی مدظلہ العالی صدر الصدور دارالافتاء جامعہ اشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارک پور اور سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ محمد سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں مہتمم دارالعلوم مرکزی جامعہ رضویہ منظر الاسلام بریلی شریف کے مبارک خطوط سے معلوم ہوا کہ سند المحققین حضرت استاذ العلماء علامہ مفتی غلام محمد خان صاحب شیخ الحدیث و صدر المدرسین دارالعلوم امجدیہ ناگپور مہاراشٹر اس کا مدلل و مفصل اور جامع جواب شائع کر دیا ہے اور انکشاف حق کے رد والبطال میں "فیصلہ شرعی" بھی شائع ہوگیا ہے اور الحمدللہ فقیر راقم الحروف کی استدعا و اپیل پر جوابی کتاب "عجائب انکشاف" کا ایک نسخہ حضرت علامہ مفتی غلام محمد خاں صاحب ناگپوری مدظلہ العالی نے اور ایک نسخہ حضرت علامہ مفتی محمد شریف صاحب امجدی دامت برکاتہم نے معہ رسالہ "شرعی فیصلہ" ارسال فرمایا اور بدایوں شریف سے حضرت مولانا مظہر حسن صاحب برکاتی بدایونی زید مجدہ نے اپنے استاد مولوی خلیل نقلی بدایونی فرضی برکاتی کی پوری سرگذشت و مکمل ہسٹری لکھ کر ارسال فرمائی اور حضرت علامہ مفتی شریف الحق مدظلہ العالی نے بھی ۳۰ر رجب المرجب ۱۴۱۴ھ کے مکتوب میں اس نجدی وہابی برانڈ جعلی سنی کی نقاب کشائی فرمائی مولیٰ عزوجل ان سب کی عمروں میں برکت و وسعت عطا فرمائے۔ صحت و سلامتی کے ساتھ ان کا سایہ پرمایہ اہل سنت پر دراز فرمائے آمین۔ انکشاف حق کے پاکستانی ایڈیشن میں چونکہ طاہر محمود کا عرض ناشر اور مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی کی تقدیم شامل ہے جو انتہائی مغالطہ آمیز ہے اس لئے ان دونوں سے دو ہاتھ ہم کرتے ہیں۔ اور ان کے مغالطوں اور فریب کاریوں کا راز ہم طشت ازبام کرتے ہیں۔ وما

توفیقی الا باللہ ۔

عرض ناشر ایک نظر میں : زیر تردید کتاب کے پاکستانی ایڈیشن کے صفحہ ۶-۷ پر کسی میاں طاہر محمود صاحب ناظم اعلیٰ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد (لائل پور) کا ایک بے ڈھب سا متضاد مضمون ہے مضمون نگار نے نہ صرف اپنی اوقات و حیثیت بلکہ ضرورت سے بڑھ کر اردو لکھنے کی کوشش کی ہے مگر لفاظی میں پھنس کر رہ گیا اور توازن برقرار نہیں رکھ سکا دو چار بھاری بھرکم الفاظ ضرور دھر گھسیٹے مگر جملہ اور فقرہ بنانے سے عاجز رہا صفحہ ۷ پر اس کی اردو خوانی اردو دانی کی ایک جھلک ملاحظہ ہو لکھتا ہے "علماء دیوبند کی کسی عبارت سے آنحضرت ﷺ کی گستاخی تو کیا بلکہ آپ ﷺ کی توصیف اور تقدس کا اظہار ہوتا ہے" ارباب علم و دانش اس مختصر سے ایک فقرہ سے سمجھ لیں کہ یہ بے چارہ کتنا چوٹی کا اردو دان و ادیب واریب ہے۔ ایک فقرہ صفحہ ۶ پر اردو ادب کے سخنوروں کے لئے دعوت فکر ہے۔ "ان کی تکفیری مشن سب سے زیادہ جن علماء کے حلقوم پر چلی وہ علماء دیوبند کے سرخیل اکابر تھے" قارئین کہہ کیوں نہ دیں مکرر مکرر مکرر۔ لیکن عرض ناشر نگار بایں وصف ادب و بلاغت جہالت و غوایت و نعرہ رستاخیز و عمیق مطالعہ جیسی لفاظی کے پردہ میں اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔ بہرحال مضمون نگار عرض ناشر نے اپنی گفتگو کا آغاز یوں کیا ہے۔ "اس وقت ہندوپاک میں علماء دیوبند اور علماء بریلی ہردو مکاتیب فکر کو اہل سنت ہونے کا دعویٰ ہے دیکھنا یہ ہے کہ ہردو فریق میں کونسا گروہ آنحضرت ﷺ کی سنت اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کا پیروکار ہے" ہم کہتے ہیں صورت کا دشمن سیرت پر کیا عمل کرے گا؟ سنت کی حیثیت ان کے ہاں کیا ہے ملاحظہ ہو دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی امیر خدام الدین شیرانوالہ لاہور کہتے ہیں۔ "میں نے یہ خواہش کی کہ میری داڑھی کے بال حضرت (مولوی حسین احمد کانگریسی "مدنی") کی مبارک جوتیوں میں سی دیئے جائیں۔" (خدام الدین لاہور شیخ التفسیر نمبر ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء) یہ ہے دیوبندیوں کی سنت سے محبت اور سنت پر عمل کے دعویٰ کی حقیقت کہ انہوں نے داڑھی اپنی دانست میں سنت رسول سمجھ کر ہی رکھی ہوئی گورونانک کی سنت سمجھ کر تو رکھی نہ ہوگی، تو سنت رسول داڑھی کی یوں تذلیل کر رہے ہیں کہ ایک کانگریسی مولوی کی

جوتیوں میں اپنی داڑھی کے بال سلوا دینے کی فخریہ پیشکش کر رہے ہیں اس قسم کے بیسوں نہیں سیکڑوں حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں ثابت ہوا کہ دیوبندیوں کے ہاں عمل سنت کا دعویٰ ہی دعویٰ ہے حقیقت و عمل کچھ بھی نہیں باقی رہی صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی پیروکاری تو یہ دعویٰ بھی کھوکھلا ہے۔ جو لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کو ملعون و مردود کہتے ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی تکفیر کرتے ہیں۔ ان کے متعلق دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی نے صاف لکھا ہے۔ جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ------- وہ اپنے اس گناہ کبیرہ کے باعث سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۳۰) گویا جو شخص معاذ اللہ ثم معاذ اللہ صحابہ کرام کی تکفیر کرے یعنی کافر کہے فاسق ملعون ہے مگر سنت جماعت سے خارج نہیں ہوتا یہ ہے سنت پر عمل اور یہ ہے صحابہ کرام کی پیروی کے دعویٰ کی حقیقت اس موضوع پر بہت زیادہ حوالہ جات لائے جاسکتے ہیں۔

حسام الحرمین شریف : سے یہ لوگ کچھ زیادہ ہی الرجک ہیں کہ اس عظیم فتوائے حرمین شریفین سے گہرے زخم اٹھائے ہیں کیونکہ حسام الحرمین گستاخانہ عبارات کے خرمن باطل پر برق آسمانی بن کر گرا ہے۔ لکھتا ہے "ان فتوؤں کی صدائے بازگشت مولانا احمد رضا خاں کی کتاب حسام الحرمین کے نام سے حجاز عرب کے علماء تک بھی پہنچی علماء حجاز نے نہایت غور و فکر کے بعد مولانا احمد رضا خان کے تمام فتوؤں کو یکسر مسترد کر دیا اور اپنی بعد کی تحریروں میں انہیں دجل و فریب کی دنیا میں اعلیٰ مقام کا حامل قرار دیا۔" (انکشاف ص ٦) یہ لایعنی و لغو و غیر ذمہ دارانہ گفتگو بھی کسی جواب کی مستحق ہے۔ کیا وہ چنڈوخانہ کے لاشعور و بے وقوف جہلاء سے مخاطب ہے؟ حسام الحرمین شریفین تو خود اکابر اعاظم علماء و فقہاء عرب و عجم حجاز مقدس کے فتوؤں کی باطل شکن کتاب ہے اس کا نام نہاد جواب بھی کسی سے نہ بن سکا تو مولوی خلیل انبیٹھوی صاحب نے اپنے عقائد سے برعکس عقائد لکھ کر اور اپنے حقیقی اندرونی عقیدہ پر پردہ ڈال کر صاف انکار کر کے **المھند** میں چند علماء حرمین و حجاز کو مغالطہ دیا تھا اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آباد رحمتہ اللہ علیہ کو کہ اس کا فورا" جواب "**التحقیقات لدفع التلبیسات**" کی صورت میں دیا اور انبیٹھوی صاحب کی تمام چکر بازیوں پر پانی پھیر

دیا۔ **المھند** کا دوسرا زناٹے دار جواب مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشہ اہل سنت مولانا ابوالفتح عبید الرضا علامہ محمد حشمت علی خاں صاحب قدس سرہ العزیز نے **رادالمھند** ارقام فرمایا جس نے جعلسازیوں کا طلسم توڑ کر رکھ دیا **الشھاب الثاقب** کے نام سے صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد کانگریسی ٹانڈوی صاحب نے حسام الحرمین کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے دوسرا جال بنا وہ اس جال میں خود بری طرح پھنس کر رہ گئے کیونکہ اپنے اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارتوں کی جو تاویل آج تک مولوی منظور سنبھلی سنبھل سنبھل کر اور مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی بھنگ کے کش لگا لگا کر اور عبدالشکور کاکوروی اپنی ذہانت لڑا لڑا کر کرتے آئے تھے حسین احمد صاحب کے **الشھاب** کی تاویلات سب سے مختلف اور متصادم تھیں ان کی ان کی تاویلات کا موازنہ کیا جائے تو بچارے مصنفین **تحزیر الناس**۔ فتویٰ گنگوہی۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان پر تکفیر کی اقبالی ڈگری ہو جاتی ہے۔ بہرحال **الشھاب الثاقب** کو بھی محروم نہ رہنے دیا گیا اس کا مدلل و متحقق اور سرشکن و معرکتہ الاراء جواب حضرت علامہ اجل محقق سنبھل مولانا مفتی محمد اجمل قادری رضوی سنبھلی رحمتہ اللہ علیہ نے **احقاق الدین علی اکابر المرتدین** عرف ردشہاب ثاقب بروہابی خائب کے تاریخی ناموں کے ساتھ شائع فرما کر ابطال باطل کا حق ادا کر دیا۔ **المھند** کے دورد اور **الشھاب الثاقب** کا یہ جواب مولوی خلیل انبیٹھوی صاحب اور مولوی حسین احمد صاحب کی زندگی ہی میں شائع ہو کر ان کو پہنچ گئے تھے مگر وہ بغیر جواب دیئے رحلت کر گئے اور یہ بے مثال کتابیں اب تک لاجواب ہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ سیدنا امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاصل بریلوی قدس سرہ نے ہرگز ہرگز قطعا" کوئی دجل و فریب نہ کیا نہ ان کو اس کی ضرورت تھی البتہ اکابر دیوبند نے تنقیص و توہین بھی کی اور توہین آمیز کتابوں کے ہر نئے ایڈیشن میں نوع بنوع تحریف بھی کی اور **المھند** میں اپنے عقائد پر پردہ ڈال کر سینوں کے سے عقائد ظاہر کر کے مصنوعی تصدیقات حاصل کیں۔ تضاد اعظم لکھا ہے "مولانا احمد رضا خان بریلوی ----- نے اپنے علاوہ دنیا بھر کے تمام مسلمانوں پر کفر کے فتوے داغ دیئے" (انکشاف ص٦) اور صفحہ سات پر خود ہی لکھتا ہے "مولانا احمد رضا کے فتاویٰ کو بے سوچے سمجھے تسلیم کر کے امت محمدیہ کی نصف سے زیادہ آبادی کو قرار دے رہے

ہیں" جب ساری ہی مسلمان آبادی کو اپنے سوا کافر قرار دے دیا تھا تو نصف آبادی کا کیا مطلب؟ وہ بھی جھوٹ یہ بھی جھوٹ کیا امت محمدیہ کی نصف آبادی ہیں۔

آپ ہی اپنی جفاؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر بات کریں گے تو شکایت ہوگی

مکھی پر مکھی مارنا : ہم اہل سنت اور پاکستانی علماء اہل سنت کا کام نہیں مکھی پہ مکھی یا کوے پر کوا آپ خود مار رہے ہیں۔ گستاخانہ عبارات پر سیدھی سادی توبہ کرنے کی بجائے لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے اپنے مولویوں کے مصنوعی تقدس کا دفاع کر رہے ہیں اگر ان گستاخانہ عبارات پر مولانا شاہ احمد رضا خاں سے نہیں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ اور علی الاعلان رجوع کر لیتے تو مسلمان فتنہ و فساد سے بھی بچ جاتے اور آپ حضرات کی عاقبت و آخرت بھی سنور جاتی۔

دجل و فریب : سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا (معاذ اللہ) دجل و فریب آپ تو کیا آپ کے اکابر بھی ثابت نہ کرسکے البتہ آئینہ میں آپ لوگوں کو اپنی شکل ضرور نظر آگئی اب جب دل چاہتا ہے بلاجواز دجل و فریب دجل و فریب کا وظیفہ کرکے اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتے ہیں۔

قاضی عبدالنبی کوکب کا آخری سہارا : عرض ناشر نگار نے قاضی عبدالنبی کوکب مرحوم کا بھی سہارا لیا ہے مگر جس طرح دوسرے دیوبندی مرفوع القلم حضرات کی بکثرت باتیں غیرذمہ دارانہ اور بے خبری ولاعلمی پر مبنی ہوتی ہیں اسی طرح قاضی عبدالنبی کوکب کا نام لینا اور حوالہ دینا بھی لاعلمی و بے خبری پر مبنی ہے کیونکہ جب قاضی عبدالنبی کوکب کے مقدمہ مقالات یوم رضا میں کچھ گڑبڑ شائع ہوئی تھی تو انہوں نے فوراً" وضاحتی مضمون شائع کر دیا تھا اور اس کی تردید ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ جمادی الاول ۱۳۹۶ھ ص ۹ تا ۱۱ میں شائع ہوگئی تھی اور پھر اس کو دیوبندی مصنف مولوی سرفراز صاحب گکھڑوی نے عبارات اکابر ص ۳۸ پر دوبارہ لکھا تھا تو گوجرانوالہ سے شائع شدہ کتاب "عظمت حبیب کبریا برد عبارات کفریہ" میں فقیر راقم الحروف کی طرف سے اس کا مسکت جواب شائع ہوگیا تھا۔ مگر

بے چارے میاں طاہر محمود کو کچھ پتہ نہیں کہ دنیا کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہے۔ بار بار تردید شدہ حوالوں سے مغالطہ دینے پر قناعت کر رہے ہیں۔ اور اسی وادی میں بھٹک رہے ہیں۔

بریلوی دیوبندی نزاع کا خاتمہ : واہی تباہی بکنے جھوٹے الزامات لگا کر جعلسازیوں کے چکر چلانے سے ممکن نہیں ایک مولوی خلیل بجنوری اور اس کی کتاب کو سر پر اٹھائے پھرنے سے کوئی فائدہ نہیں انکشاف حق کے دو جوابات تو بفضلہ تعالیٰ ہندوستان ہی سے شائع ہو چکے ہیں اور انکشاف حق میں جو میناکاری کرکے تم نے یہاں لائل پور فیصل آباد سے شائع کیا تھا اس کا پوسٹ مارٹم بفضلہ تعالیٰ اب ہمارے ہاتھوں ہو رہا ہے بریلوی دیوبندی تنازعہ کا خاتمہ بہت آسان اور بڑا سہل ہے کہ باہمی اتفاق و اتحاد کے لئے اور فتنہ و شر کے خاتمہ کے لئے اپنے پانچ سات مولویوں کی قربانی دے دو مصنف تحذیر الناس۔ مصنف فتویٰ گنگوہی مصنف براہین قاطعہ۔ مصنف حفظ الایمان وغیرہ ان کی گستاخانہ عبارات سے اللہ تعالیٰ کے حضور سچی توبہ اور سچا رجوع کرکے ان سے لاتعلق ہو جاؤ ان پانچ سات مولویوں کی عظمت اور مقام کوئی اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو توبہ اور رجوع کی توفیق دے تو اس تنازعہ کا خاتمہ ممکن ہے۔

تقدیم کی فن کاریاں : انکشاف حق کے پاکستانی ایڈیشن کی تقدیم جناب مولوی ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب نے لکھی ہے یہ فاروقی صاحب بھی کوئی بے تکیاں مارنے والے صاحب ہی ہیں فاروقی صاحب نے اپنی تقدیم میں اپنی تاریخ دانی کے جوہر بھی دکھائے ہیں علماء دیوبند پر اولیاء اہل سنت کی رائے تو اس کا اپنا مضمون نہیں اس نے نقل ماری ہے کیونکہ یہ مضمون پہلے بھی خدام الدین لاہور۔ الرشید ساہیوال۔ چراغ سنت قصور۔ عبارات اکابر گوجرانوالہ۔ مطالعہ بریلویت مانچسٹروی۔ دیوبندی ڈھول کی آواز وغیرہ کتب و رسائل میں چھپ چکا ہے اور ہم بفضلہ تعالیٰ ان کا جواب بار بار دے چکے ہیں باقی رہ گیا تقدیم کے ڈیڑھ صفحہ کا مختصر مضمون تو اس میں موصوف نے تاریخ ہند کا پانسہ پلٹ کر رکھ دیا ہے بڑے بڑے دلپسند حقائق پر سے پردہ اٹھایا ہے خطرہ ہے کہ لوگ اسے ابن بطوطا تسلیم نہ

کرلیں۔ ذرا موصوف کا طرز استدلال ملاحظہ ہو موصوف ثابت تو یہ کرنا چاہتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے اہل توہین اکابر دیوبند کی تکفیر غلط کی لیکن اپنی ناقص گفتگو کا آغاز ۱۶۰۱ء انگریز کی آمد تاجر سے تاجور بننے کی لفاظی جھاڑتے ہوئے سلطان ٹیپو کو شہید کروانے کے بعد شاہ ولی اللہ صاحب کی اصلاحی تحریک کا تعارف کراتے ہوئے نواب سراج الدولہ کو تشیہ افرنگ کا ہدف بناتے ہوئے شاہ عبدالعزیز کے فتویٰ جہاد کا اظہار و بیان کرنے کے بعد ۱۸۶۴ء میں چودہ ہزار علماء کو پھانسی چڑھنے کا ذکر کرتے کرتے غلام احمد قادیانی مردود کذاب کے عدم جہاد کے جاہلانہ فتویٰ سے امام اہلسنّت سیدنا اعلیٰ حضرت الامام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کی کڑی آملاتے ہیں کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ انہوں نے بھی یہی غلام احمد قادیانی کذاب و دجال والا فتویٰ عدم جہاد کا دیا۔ ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ فاروقی صاحب ایک کروڑ مرتبہ لعنتہ اللہ علیٰ الکاذبین پڑھ کر سینہ پر دم کرلیں تاکہ شیخ نجدی دور ہو۔

ذرا غور کیجئے : امام اہلسنّت سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ولادت باسعادت ہوتی ہے ۱۰ر شوال ۱۲۷۲ھ یعنی ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء دیکھو حیات اعلیٰ حضرت از ملک العلماء فاضل بہاری علیہ الرحمتہ و سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا از علامہ بدرالدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمتہ۔ مجدد اسلام از مولانا محمد صابر القادری نسیم بستوی مدظلہ ولادت ہوئی ۱۸۵۶ء میں لیکن حیف صد حیف کہ ۱۶۰۱ء سے ۱۸۶۴ء تک تمام مصیبتیں اور بلائیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کے کھاتہ میں ڈالی جا رہی ہیں۔ غلام احمد قادیانی مردود نے جہاد حرام ہونے کا جو ناپاک فتویٰ دیا اور پھر معاذ اللہ کچھ عرصہ کے بعد وہی (یعنی غلام قادیانی والا) فتویٰ عدم جہاد سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت نے دیا کاش کہ وہ فتویٰ بھی حوالہ کتب نقل کردیا جاتا تو دنیا دیکھ لیتی کہ کسی دیوبندی مورخ و مصنف نے پہلی بار سچ بولا ہے۔ اب اگر ہم نے بحوالہ کتب یہ بتا دیا اور گنوا دیا کہ انگریز کس کے سر پر بیٹھ کر آئے اور کس کس نے انگریز مردود کے قدم جمائے کون کون انگریز کا دودھ پیتے اور مکھن کھاتے رہے تو پھر چیخیں اور چنگاریاں نکلیں گی۔ اس تفصیل کے لئے ہماری کتاب برہان صداقت برد نجدی بطالت دیکھی جاسکتی ہے جو سولہ سال سے زیادہ عرصہ سے لاجواب ہے اور نقد

جواب کا مطالبہ کررہی ہے اکابر دیوبند کی انگریز پرستی اور انگریزوں کی دیوبند نوازی کے حوالوں پر ایک دیوار کھڑی کردی گئی ہے۔ قارئین۔ حیات طیبہ۔ تاریخ حیات جاوید۔ تواریخ عجیبہ۔ تذکرۃ الرشید۔ سوانح قاسمی۔ مکالمتہ الصدرین۔ تاریخ ہزارہ۔ کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی۔ مقالات سرسید وغیرہ کتب کا صرف سرسری مطالعہ کرلیں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ۱۸۵۶ء میں ولادت ہوئی ہے کم و بیش سولہ سال بعد ۱۸۷۲ء میں سن شعور و سن بلوغ کو پہنچے بحوالہ کتب بتایا جائے اس وقت دیوبندی مولوی کہاں کس جگہ انگریزوں کے خلاف جہاد کررہے تھے اور حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا وہ فتویٰ کہاں ہے جس کو دیکھ کر دیوبندیوں وہابیوں نے جہاد ترک کردیا تھا اور روپوش ہوگئے تھے اور بہت سے انگریز کے ہمنوا بن گئے تھے اور ملازمتیں اور نوکریاں قبول کرلیں تھیں؟ وہ حوالہ پیش کیا جائے تاکہ ہمیں بھی تاریخ پر فاروقی صاحب کی عمیق نظر کا یقین ہوجائے۔

دیوبندی جہاد کا نرالا انداز : دیوبندی وہابی حضرات عموماً "۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور اپنے اکابر کے خود ساختہ جہاد کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اور بزعم خود تحریک آزادی کے مجاہدین کا ہراول دستہ ہونے کے دعویدار ہیں غالباً" دیوبندی وہابی لغت میں انگریزوں کی وفاداری انگریزوں پر جانثاری' انگریزوں کی وظیفہ خواری انگریزوں کی عملداری دیوبندیوں کی اپنی عملداری کا نام جہاد ہے فیصلہ دیوبندی وہابی کتب پر ٹھہرا ہم کوئی الزام عائد نہیں کریں گے اپنی طرف سے من گھڑت اور خیالی بات نہیں ہوگی تواریخ عجیبہ۔ حیات طیبہ۔ تذکرۃ الرشید۔ سوانح قاسمی۔ ارواح ثلاثہ۔ مکالمتہ الصدرین ۔ مقامات سرسید۔ دیوبندیوں وہابیوں کی اپنی کتابیں ہیں ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب سمیت کوئی بھی بڑے سے بڑا دیوبندی وہابی محقق و مورخ مذکورہ بالا کتب کی روشنی میں ہمیں اپنے گھر بلا کر ہم سے بالمشافہ گفتگو کرلے اور حق واضح اور روشن ہونے پر اللہ عزوجل توفیق دے تو قبول کرے ضد پر نہ اڑا رہے۔ چونکہ یہ مستقل دیوبندیوں وہابیوں کی انگریز پرستی و انگریز دوستی کے موضوع پر کتاب نہیں ہے اس لئے ہم سیکڑوں حوالوں میں سے چند معرکتہ الاراء حوالے پیش کرتے ہیں جن سے روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ خود دیوبندی وہابی اکابرین نے انگریز پرستی میں عدم جہاد کے فتاویٰ دیئے ان کی لغت میں انگریزوں کی حمایت میں

مسلمانوں سے لڑنے کا نام جہاد ہے۔

انگریزی امیر المومنین : سید احمد ساکن رائے بریلی پیر و مرشد مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی فرماتے ہیں۔ "ہم (سید احمد اور ہمارے چیلے) سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گرا دیں کسی کا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا۔" (تواریخ عجیبہ ص ۹۱)

○ "لارڈ ہیسٹنگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا اس میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا۔ امیر خاں، لارڈ ہیسٹنگ اور سید احمد صاحب۔ سید احمد نے امیر خاں کو (انگریزوں کی حمایت میں) بڑی مشکل سے شیشہ میں اتارا تھا۔" (حیات طیبہ ص ۲۹۴)

انگریز کا وفادار مجاہد : دیوبندی وہابی بزعم خود ہم اہلسنّت کو حضرت شاہ ولی اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدثین دہلی اور ان کے علمی روحانی خاندان کا دشمن و مخالف قرار دیتے اور خود آل شاہ ولی اللہ آل شاہ عبدالعزیز بنتے ہیں اور مولوی اسماعیل دہلوی کو ان دونوں بزرگوں کے علمی و روحانی فیضان کا سجادہ نشین سمجھتے ہیں حالانکہ تقویۃ الایمانی عقائد و اعمال اور صراط مستقیم کی واضح لغویات کے بعد مولوی اسماعیل دہلوی اور دیوبندی مولویوں کا حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدثین دہلی سے اسی طرح کوئی تعلق نہ رہا جس طرح کنعان کا حضرت نوح علیہ السلام سے اور یزید پلید کا حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کوئی تعلق نہ رہا تھا۔ بہرحال انگریزی مجاہدین تحریک آزادی کے جہاد کی بھی ایک جھلک دیکھ لیں لکھا ہے "اثناء قیام کلکتہ میں ایک روز مولانا اسماعیل شہید وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے فتوی پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا (اسماعیل دہلوی) نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار (انگریزی حکومت) پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے۔" (تواریخ عجیبہ ص ۷۳)

○ مولوی اسماعیل دہلوی نے یہاں تک کہا "بلکہ اگر کوئی ان (انگریزوں) پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے وہ اس (حملہ آور) سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر

آنچ نہ آنے دیں۔" (حیات طیبہ ص ۲۹۶)

مجاہدین دیوبند کے زرین کارنامے : ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ کے زیر مصداق جہاد جہاد کا شور مچانے والے اور تحریک آزادی کے ہر اول دستہ ہونے کا دعوی کرنے والے انگریز کے جانثار دیوبندی وہابی علماء سے بھی ملاقات کرتے چلئے اور ان کے جہاد جہاد کے بلند بانگ دعووں کی حقیقت دیکھئے۔

گورنمنٹ انگلیشیہ کی حمایت میں رشید قاسم کا جہاد : لکھا ہے "ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم (نانوتوی) اور طبیب روحانی اعلی حضرت حاجی صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ (تحریک آزادی کے مجاہدین) بندوقچیوں سے مقابلہ ہوگیا یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار (انگریزی حکومت) کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار (انگریزی حکومت) پر جانثاری کے لئے تیار ہوگیا ----- حافظ ضامن صاحب رحمتہ اللہ علیہ زیر ناف گولی کھا کر شہید بھی ہوئے حضرت مولانا قاسم العلوم (نانوتوی) ایک مرتبہ سر پکڑ کر بیٹھ گئے جس نے دیکھا جانا کہ کنپٹی میں گولی لگی اور دماغ پار کر کے نکل گئی "تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۷۴ و ص ۷۵) یہ ہے دیوبندیوں کا الٹا جہاد جو انگریزوں کی حمایت میں مجاہدین تحریک آزادی کو باغی کہہ کر ان سے لڑا جا رہا تھا۔

○ مزید اعتراف حقیقت موجود ہے "جیسا کہ آپ حضرات (مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی قاسم نانوتوی وغیرہ) اپنی مہربان (انگریزی) سرکار کے دلی خیرخواہ تھے تازیست خیرخواہ ہی ثابت رہے۔" (تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۷۹)

دیوبندیوں کی رحمدل گورنمنٹ : انگریزی حکومت برطانوی کمپنی کی قصیدہ خوانی اور اپنی وفاداری و جانثاری کا برملا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں "جن کے سروں پر موت کھیل رہی تھی انہوں نے کمپنی (انگریزی حکومت) کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی رحم دل گورنمنٹ (انگریزی حکومت) کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا" (تذکرۃ الرشید ص ۷۳) یہاں گورنمنٹ انگلیشیہ کو اپنی رحم دل گورنمنٹ ان کے دور اقتدار کو امن و عافیت کا زمانہ اور انگریزی

مجاہدین بھی یہی دیوبندی ہیں مگر ۔

اہل نظر سمجھتے ہیں جیسا یہ باغ ہے
ہر پھول پہ اداسی ہر پھل میں داغ ہے

لمحہ فکر : ہم اہل علم و انصاف کو دعوت غور و فکر دیتے ہیں کہ کیا انگریز اتنا بے وقوف و احمق تھا کہ وہ بقول مولوی پروفیسر خالد محمود مانچسٹروی دہلی میں ولی اللہی خاندان کے علمی مراکز ختم کر رہا تھا کیونکہ انہوں نے ہندوستان کے دار الحرب ہونے اور جہاد کے فتاوی دیئے تھے مخلصا" (مطالعہ بریلویت جلد اول) دوسری طرف مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب کی یہ منطق دیکھئے کہ وہ لکھتا ہے "ادھر ہندوستان کے علماء کی وہ جماعت جو خاندان ولی اللہی کے زیر سایہ تھی دیوبند کی بستی میں ایک مدرسہ قائم کرنے میں کامیاب ہوگئی حضرت مولانا قاسم نانوتوی نے مدرسہ کی بنیاد رکھنے کے بعد اس کا اولین مقصد انگریزی حکومت کا خاتمہ قرار دیا۔ ۱O جونہی دیوبندی علماء نے تحریک آزادی کا علم اٹھایا مولوی احمد رضا خاں نے ان کی بعض کتابوں کی عبارات کا سیاق و سباق بگاڑ کر ان پر کفر کا فتویٰ صادر کر دیا۔" (انکشاف ص ۸/ ۹) واہ رے عرقوب عصر اور مورخ دہر آپ نے تو کمال ہی کر دیا جہاں بھر کے جھوٹ اپنی اس مختصر سی عبارت میں جمع کر دیئے اور تاریخ ہند کو پلٹ کر رکھ دیا۔ بھلا اس بات کو دنیا میں کوئی پرلے درجہ کا بے وقوف بھی تسلیم کرے گا کہ ایک طرف تو انگریز دہلی میں ولی اللہی خاندان کے جہاد اور دار الحرب کا فتویٰ دینے والے دینی مدارس کو ملیا میٹ کر رہا تھا اور دوسری طرف ولی اللہی خاندان کے وابستگان دار الحرب اور جہاد کا فتویٰ دینے والے دیوبندی مولویوں کو اپنی حکومت کے خاتمہ کرنے کے لئے دیوبند میں انگریز دشمن مدرسہ بنانے کی کھلی چھٹی دے دی تھی؟ کیا دیوبند کی بستی زیر زمین تھی؟ جو انگریزوں کو پتہ نہ چلا کہ دیوبند کی بستی میں مولوی قاسم نانوتوی صاحب۔ ہماری حکومت کے خاتمہ کے لئے مدرسہ بنا رہے ہیں اور جہاد کے فتوے دے رہے ہیں اور ہندوستان کو دار الحرب بنا کر ہمارا بستر گول کرنا چاہتے ہیں۔

۱O۔ گویا مدرسہ دیوبند کے قیام کا مقصد دینی تعلیم کا فروغ نہیں تھا۔

جناب فاروقی صاحب آپ کو تو اتنی سی عام بات بھی معلوم نہیں کہ انگریزوں کے خلاف جہاد یا تحریک آزادی کا ۱۸۵۷ء ہے اور مدرسہ دیوبند ۱۸۶۷ء چھتہ والی مسجد میں قائم کیا گیا۔ تو پھر مولوی قاسم نانوتوی صاحب نے ۱۸۶۷ء میں دیوبند مدرسہ قائم کرکے اور اس کا اولین مقصد انگریزی حکومت کا خاتمہ قرار دے کر ۱۸۵۷ء میں دوبارہ واپس آکر انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ کیسے دے دیا؟ یا یہ ثابت کرو کہ نانوتوی صاحب نے ۱۸۶۷ء میں دیوبند میں مدرسہ قائم کرکے ہزاروں علماء اور لاکھوں مجاہدین تیار کرکے ۱۸۶۷ء کے بعد انگریز کے خلاف اعلان جہاد کیا۔ مگر تاریخ ہند کی بوگس سے بوگس کسی کتاب میں بھی اس جہاد کا نام و نشان نہیں ملتا دیکھو تذکرہ "مولانا محمد احسن نانوتوی" میں ہے دار العلوم (دیوبند) کا قیام ۱۸۵۷ء میں سقوط دہلی کے بعد ------ ۳۰ مئی ۱۸۶۷ء میں ------ مدرسہ دیوبند کا آغاز ہوا ص ۲۱۶/ ۲۱۵

سقوط دہلی انگریزوں کا قبضہ اور غلبہ ۱۸۵۷ء کی بات ہے یہی کچھ تاریخ دار العلوم دیوبند ص ۱۲ پر ہے "۱۸۵۷ء کے ہنگامہ رست و خیز کے بعد ----- ہندوستان کی باگ ڈور انگریز کے ہاتھ میں جا چکی تھی اسلامی شوکت کے چراغ میں صرف دھواں اٹھتا ہوا رہ گیا تھا۔" مدرسہ دیوبند کے قیام ۱۸۶۷ء تذکرہ احسن نانوتوی قیام ۱۸۶۶ء تاریخ دار العلوم دیوبند ص ۱۱۳ اس کے بعد فاروقی صاحب ثابت کریں کہ اکابر دیوبند نے کونسا جہاد کا فتویٰ دیا اور کونسا میدان کارزار گرم کیا تھا؟ باقی رہی شاملی میں چار پانچ آدمیوں کی لڑائی تو مدرسہ دیوبند کے قیام سے پہلے کی بات ہے اور وہ بھی بقول مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی سرکار برطانیہ حکومت انگریزی کی حمایت میں حکومت کے باغیوں سے لڑی گئی تھی۔ (تذکرۃ الرشید ص ۷۵ حصہ اول)

دنیا بھر کی آنکھوں میں دھول جھونکنا : اور پھر فاروقی صاحب کا یہ کہنا کہ "حضرت مولانا نانوتوی نے مدرسہ کی بنیاد رکھنے کے بعد اس کا اولین مقصد انگریزی حکومت کا خاتمہ قرار دیا تھا۔" دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنا۔ تاریخ کے منہ پر زناٹے دار تھپڑ مارنا حقائق کو مسخ کرنا سچائی کا مذاق اڑانا نہیں تو اور کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے جو ناقابل تردید تاریخی حقائق اور واضح و روشن شواہد سے ثابت ہے

اور اکابر دیوبند کی اپنی مستند معتبر کتب چیخ چیخ کر پکار پکار کر اعلان کر رہی ہیں کہ دہلی کے حقیقی اسلامی دینی ادارے تباہ و برباد کر کے مدرسہ دیوبند خود انگریز کے اشارہ پر انگریزی حکومت کی حاشیہ آرائی و ہمنوائی کے لئے بنایا گیا اور بڑے بڑے ذمہ دار ارباب حکومت انگریز افسران و حکام مدرسہ دیوبند کا معائنہ کرتے رہے اپنی خوشنودی اور فرحت و مسرت کا اظہار کرتے رہے ہیں ہمیں اختصار مانع ہے ورنہ اس موضوع پر خود اکابر دیوبند کی اپنی کتب سے حوالہ جات کا انبار لگا سکتے ہیں چند ایک حوالے ملاحظہ ہوں۔ ○ "(مدرسہ دیوبند کے کارکنوں اور مدرسین کی اکثریت) ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ (انگلشیہ) کے قدیم ملازم اور حال پنشنر تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ (برطانیہ) کو شک و شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی۔" (سوانح قاسمی جلد ۲ ص ۲۴۷ از مناظر احسن گیلانی مصدقہ قاری طیب مہتمم مدرسہ دیوبند و مولوی حسین احمد صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند۔ نوٹ یہ کتاب دیوبند کے زیر اہتمام شائع کی گئی ہے۔

انگریز لفٹیننٹ گورنر کا معائنہ دارالعلوم دیوبند : مدرسہ دیوبند کے ایک سابق مہتمم "مولانا محمد احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں---------ان تمام اندرونی بیرونی صدمات و حوادث اور ان ناگوار واقعات کے بعد جو نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی کامیابی و شہرت مدرسہ (دیوبند) کو حاصل ہوئی وہ سر جان ڈگس لاٹوش لفٹیننٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کا بغرض خاص معائنہ مدرسہ دیوبند آنا تھا---------۶ر جنوری یوم جمعہ کو ٹھیک دس بجے دن کے براہ ریل نزول اجلال کیا" (روئیداد مدرسہ دیوبند ۱۳۲۲ھ ص ۷ و حالات مولانا ذوالفقار علی دیوبندی ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی ستمبر ۱۹۶۰ء ص ۳۵)

انگریز لفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد مسٹر پامر کا معائنہ مدرسہ دیوبند

۳۱ر جنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ لفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد انگریز مسمی مسٹر پامر نے اس مدرسہ (دیوبند) کو دیکھا تو نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لیکر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے یہ مدرسہ خلاف سرکار

(انگلشیہ) نہیں بلکہ موافق سرکار و معاون سرکار (برطانیہ) ہے" (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۲۱۷)

انگریز گورنر سر جیمز مسٹن کا مدرسہ دیوبند کا معائنہ : "ایک مرتبہ صوبہ متحدہ کے گورنر سر جیمز مسٹن نے دارالعلوم (دیوبند) کا معائنہ کیا۔" (مصدقہ قاری محمد طیب قاسمی مہتمم مدرسہ دیوبند تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۲۸۹ جلد ۲)

لیکن حیرت ہے کہ اس کے باوجود مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب بڑی بہادری اور دلیری سے لکھ رہے ہیں مولانا قاسم نانوتوی نے مدرسہ دیوبند کے قیام کا اولین مقصد انگریزی حکومت کا خاتمہ قرار دیا تھا گویا کہ مدرسہ دیوبند تعلیم دین کے لئے ہرگز ہرگز نہ تھا انگریزی حکومت کا خاتمہ اکابر دیوبند نے غالباً" اس طرح کیا کہ انگریزوں کے وظیفے عطیے' چندے اور معاوضے لے لے کر اسے کنگال کر دیا اور وہ ہندوستان سے دستبردار ہونے پر مجبور ہو گیا۔

الٹی منطق : مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب کی ایک الٹی منطق اور ملاحظہ ہو جونہی دیوبندی علماء نے تحریک آزادی کا علم اٹھایا یا مولوی احمد رضا خان نے ان کی بعض کتابوں کی عبارات کا سیاق و سباق بگاڑ کر ان پر فتویٰ کفر صادر کر دیا۔" جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے الافاضات الیومیہ میں ٹھیک ہی تو لکھا ہے "جو ہمیں سوجھتی تھی وہ کسی کو نہ سوجھتی تھی" واقعی جو بات فاروقی صاحب کی عقل نے مقناطیس کی طرح پکڑ لی وہ کسی کے ہاتھ نہ آئی۔ ہم کہتے ہیں بندہ خدا تحریک آزادی کا علم آپ اور آپ کے اکابر نے کیا اٹھانا تھا وہ تو انگریز کے وظیفہ خوار جانثار فرمانبردار و وفادار تھے جیساکہ آپ کے اپنے اکابر کی مستند و معتبر کتب سے ابھی ہم نے ثابت کیا حقیقت کا منہ نہ چڑائیں حقیقت وہ نہیں جو آپ اپنے انگریزی الہام کے ذریعہ کہہ رہے ہیں بلکہ سچی بات یہ ہے جس کو آپ کا دل ضد کی وجہ سے کبھی قبول نہیں کرے گا چاہے سنہرے حرف میں آسمان پر لکھ دیا جائے کہ اکابر دیوبند نے انگریزوں کے اشارہ پر اپنی کتابوں میں تنقیص شان الوہیت اور شدید ترین توہین رسالت کا ارتکاب کیا اس طرح آپ حضرات کے ذریعہ انگریز نے مسلمانوں میں فتنہ شر و نفاق کا بیج بویا تو پھر سیدنا امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے محض از خود نہیں اکابر علماء عرب و عجم کی تائید و حمایت سے گستاخانہ و توہین

آمیز عبارات پر کفر ارتداد کا حکم شرعی واضح فرمایا۔ اگر اکابر دیوبند اپنی دینداری میں واقعی مخلص تھے تو حسب تصریحات علماء عرب و عجم و حسب تصریحات اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت اپنی توہین آمیز گستاخانہ عبارات سے فوری توبہ اور رجوع کر لیتے توبہ اللہ تعالیٰ کے حضور کرنی تھی کوئی مولانا احمد رضا خاں سے معافی یا توبہ نہیں مانگنی تھی اکابر دیوبند اسی وقت توبہ اور رجوع کر لیتے تو مسلمان فتنہ و فساد سے بچ جاتے اس میں ضد اور ہٹ دھرمی اور محاذ آرائی کی کونسی بات تھی؟ اور جناب کا یہ کہنا بھی محض ڈھکوسلا ہے کہ "دوسری طرف فتویٰ تکفیر کی آڑ میں مذکورہ علماء (دیوبند) حق کو وہابی اور گستاخ رسول اور اولیاء کرام کا دشمن قرار دیا۔۔۔۔۔ آج تک مولوی احمد رضا خاں کے ماننے والوں نے جوں کا توں یہی مشن سنبھال رکھا ہے۔" (انکشاف حق پاکستانی ص ۹)

فاروق صاحب یہ بھی آپ کی زیادتی اور جبر ہے کیا یہ بے خبر و لاعلمی پر مبنی ہے ہم اگر حوالہ جات کا طوفاں لائے تو بات لمبی ہو جائے گی۔ کیا گستاخانہ کتابیں اور گستاخانہ عبارتیں آپ کے اکابر نے سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے کہنے پر لکھی تھیں کہ اے اکابر دیوبند! تم تقویۃ الایمان۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ لکھ دو میں تمہیں گستاخ رسول اور وہابی قرار دینا چاہتا ہوں اور آپ کے اکابر معاذ اللہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے جھانسے میں آکر یہ گستاخانہ عبارتیں اور کتابیں لکھ بیٹھے تھے؟ جناب والا اگر آپ کے اکابر کی مستند کتب کی عبارات گستاخانہ نہیں ہیں تو تقویۃ الایمان۔ تحذیر الناس۔ برائین قاطعہ۔ حفظ الایمان۔ فتاویٰ رشیدیہ کے بار بار چھپنے والے ایڈیشنوں میں ہر بار عبارات میں کتربیونت کانٹ چھانٹ کیوں ہو رہی ہے اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ عبارات یقیناً "گستاخانہ ہیں اور توہین آمیز ہیں اس لئے ہر نئے ایڈیشن میں الفاظ تبدیل کئے جا رہے ہیں ہمارے پاس ان متنازعہ کتب کے چار چار پانچ پانچ ایڈیشن ہیں جن میں مسلسل الفاظ بدلے جا رہے ہیں جو یقیناً "گستاخی و بے ادبی کی دلیل ہیں یقین آپ کے فرقہ والوں کو بھی ہو چلا ہے کہ ان عبارات میں گستاخی ہے مگر اس کا کیا کیجئے کہ توبہ اور رجوع مقدر میں نہیں۔ دیکھئے تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی تمام دیوبندی وہابی گستاخانہ متنازعہ کتابوں کی روح اور جان اور اصل بنیاد ہے اس میں مندرجہ

گستاخانہ عبارتوں پر تبصرہ کرتے ہوئے دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں "تقویت الایمان میں بعض الفاظ جو سخت واقع ہو گئے ہیں وہ اس زمانے کی جہالت کا علاج تھا۔۔۔۔۔ اب جو بعضوں کی عادت ہے کہ (تقویۃ الایمان کے) ان الفاظ کو بلا ضرورت بھی استعمال کرتے ہیں یہ بیشک بے ادبی گستاخی ہے۔" (امداد الفتاویٰ جلد ۴۔ ص ۱۵۵)

اس عبارت میں دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب نے یہ تسلیم کر لیا کہ تقویۃ الایمان میں بہت سے الفاظ سخت واقع ہو گئے ہیں اور یہ کہ اب جو ان کو بلا ضرورت استعمال کرتے ہیں (گستاخانہ عبارات کی تاویل کرتے ہیں گستاخانہ عبارتوں کی حمایت میں گھٹیا قسم کے دلائل دے کر تائید و حمایت کرتے ہیں اور ان الفاظ کو استعمال کرتے ہیں) وہ بے بیشک بے ادبی گستاخی ہے۔ کچھ بھی ہو تھانوی صاحب نے اس زمانے اور اس زمانہ کی بے مقصد تمہید باندھ کر بہرحال یہ تسلیم کر لیا کہ تقویۃ الایمان کے الفاظ سخت ہیں اور گستاخانہ ہیں۔ تو ہم عرض کریں گے یہ الزام اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر غلط ہے کہ انہوں نے دیوبندی وہابی پشواؤں کو گستاخ قرار دیا یہ تو تھانوی صاحب بھی خود اقرار کر رہے ہیں اور باقی رہا وہابی ہونا تو فاروقی صاحب آپ کے مسلمہ اکابر نے اپنا وہابی ہونا فخریہ بیان کیا ہے ان کے وہابی ہونے کا اقرار و اعتراف ان کی اپنی کتب میں موجود ہے آپ حوالے ملاتے جائیں ہم کتاب کا نام صفحات بتا دیتے ہیں۔ اشرف السوانح جلد اول ص ۴۵۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۱ جلد اول۔ سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی ص ۱۹۲ و ص ۱۹۳ الافاضات الیومیہ جلد ۵ ص ۶۷۔ الغرض یہ سیدنا اعلیٰ حضرت کا الزام نہیں اکابر دیوبند کا اعتراف و اقرار ہے کہ وہ وہابی ہیں۔ باقی رہی اعلیٰ حضرت کا مشن جوں کا توں سنبھالنے والی بات کہ اعلیٰ حضرت کے ماننے والوں نے ان کا مشن جوں کا توں سنبھال رکھا ہے۔ تو ہم جواباً" عرض کریں گے کہ اکابر دیوبند کے ماننے والوں نے بھی تو توہین و تنقیص کا مشن جوں کا توں سنبھالا ہوا ہے۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر بات کریں گے تو شکایت ہوگی

کاش کہ آپ حضرات توہین و تنقیص کے مشن سے باز آجاتے۔ تو مسئلہ تکفیر از خود

ختم ہو جاتا۔ بہرحال دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ضد و عناد اور ہٹ دھرمی سے بچائے۔
آمین

تقدیم کے ذیل میں مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی اپنے دیوبندی وہابی مولویوں کے بارہ میں بعض مشائخ کرام و پیران طریقت کی رائے پیش کر کے اپنے اکابر دیوبند کے دفاع کی راہ نکالنا چاہی ہے۔ یہ مضمون دجل و فریب اور مغالطوں سے بھرپور ہے اور یہ کوئی خود بدولت مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی کی اپنی تحقیق و اپنی دریافت نہیں ہے بلکہ اس سے قبل بھی ماہنامہ الرشید ساہیوال کے دارالعلوم دیوبند نمبر۔ خدام الدین لاہور۔ مولوی سرفراز ککھڑوی عبارات اکابر مولوی فردوس قصوری دیوبندی چراغ سنت۔ خالد محمود مانچسٹروی مطالعہ بریلویت۔ اور مولوی یوسف رحمانی نام نہاد سیف رحمانی میں لکھ چکے ہیں اور ہم بفضلہ تعالیٰ عظمت حبیب کبریا۔ برد عبارات کفریہ محاسبہ دیوبندیت بجواب مطالعہ بریلویت۔ برق آسمانی بر فتنہ شیطانی وغیرہ میں بار بار ان مغالطوں کا راز طشت ازبام کر چکے ہیں بڑی ہمت کی بات ہے کہ مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی نے کمال ڈھٹائی سے وہی مضمون نام نہاد انکشاف حق کی تقدیم میں لکھ مارا حالانکہ فاروقی صاحب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ انہوں نے یہ مضمون چند سال قبل "علماء دیوبند کے بارے میں "اولیاء اہل سنت کی رائے" ایک پوسٹر کی صورت میں بھی شائع کیا تھا جس کا مفصل و مدلل و مسکت جواب فقیر نے تحریر کیا تھا اور دارالعلوم جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر الاسلام سمندری سے مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا صوفی ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی زید مجدہ نے بہت بڑے پوسٹر کی صورت میں شائع کر دیا تھا اب اسی تردید شدہ مضمون کو دوبارہ انکشاف حق کی تقدیم بنا کر شامل کتاب کر دیا گیا۔ مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی میں دم خم تھا اور سنیت بریلویت کے خلاف لکھنے کا جنون اور خبط طاری تھا تو پھر ہمارے جواب کا جواب دیا جاتا اور وہی مرغ کی ایک ٹانگ کا اعادہ نہ کیا جاتا بہرحال ہم از سرنو فاروقی کی پیش کردہ آراء کا تجزیہ کرتے اور حقائق سامنے لاتے ہیں۔

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی : تقدیم کے ص ۹ پر حاجی صاحب مرحوم کے حوالہ سے لکھا ہے "جو صاحب اس فقیر سے محبت رکھیں وہ مولوی رشید احمد

مولوی محمد قاسم کو تمام کمالات کے جامع ہیں میری جگہ بلکہ مدارج میں مجھ سے فوق سمجھیں ایسے لوگ اس زمانے میں نایاب ہیں۔" جواباً" عرض ہے کہ اس میں وجہ نزع کا ذکر ہی نہیں یعنی سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت الامام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے اکابر دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ تھانوی اور انبیٹھوی صاحبان کی جن جن کتابوں کی توہین آمیز گستاخانہ عبارات پر فتویٰ دیا تھا نہ ان کتابوں اور عبارتوں کا ذکر نہ حاجی صاحب مرحوم نے ان گستاخانہ عبارتوں کی تائید و حمایت فرمائی نہ ان عبارتوں کو عین اسلام و عین ایمان قرار دیا۔ فاروقی صاحب میں انصاف اور دیانت ہوتی تو حاجی امداد اللہ صاحب سے یہ بات ثابت کرتا کہ حاجی امداد اللہ صاحب کے سامنے تحذیر الناس۔ فتویٰ گنگوہی۔ حفظ الایمان وغیرہ کتب کی گستاخانہ عبارات رکھی گئیں اور حاجی صاحب نے فرمایا کہ ان کتابوں کی یہ عبارات گستاخانہ اور کفریہ نہیں ہیں۔ مگر وہ ایسا ثابت نہ کر سکے۔ سوال گندم جواب چنے پر قناعت کیا۔ پھر حاجی صاحب کے ذمہ لگائے گئے الفاظ کی ترتیب بتا رہی ہے کہ یہ الفاظ حاجی صاحب کے نہیں ہو سکتے کہ انہوں نے یہ فرمایا ہو "مولوی رشید احمد صاحب اور قاسم نانوتوی صاحب تمام کمالات کے جامع ہیں۔" تمام کمالات کے جامع یا جامع جمیع کمالات تو حضور پرنور سید عالم ﷺ ہیں خود بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب نے لکھا ہے ؎

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار
(قصیدہ قاسمی ص ۵)

اور یہ بھی ہے ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بانی مدرسہ دیوبند کو تمام کمالات کا جامع حاجی صاحب کس طرح کہہ سکتے ہیں؟
باقی رہا یہ کہ حاجی صاحب نے یہ فرمایا کہ (ان مولویوں کو) مدارج میں مجھ سے فوق سمجھیں۔" یہ حاجی صاحب پر صریح افتراء ہے اگر فی الواقع مولوی قاسم صاحب اور

مولوی رشید صاحب حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے فوق ہوتے فوقیت رکھتے تو حاجی صاحب ان کو مرید نہ کرتے بلکہ ان کے مرید ہو جاتے۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی مفتی نہ تھے جو فتویٰ دیتے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے تو کذاب قادیاں نام نہاد غلام احمد قادیانی پر بھی فتویٰ نہیں دیا شیعوں پر بھی فتویٰ نہیں دیا۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے والوں پر بھی فتویٰ نہیں دیا تو کیا یہ سب اپنے اپنے اقوال و افعال میں سچے ہیں اور ان سب کے اعمال و عقائد صحیح ہیں؟ اور پھر ایک بڑی اہم اور توجہ طلب بات یہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب نے ۱۳۱۷ھ میں انتقال فرمایا۔ اس وقت تو خود امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے تکفیر نہ فرمائی تھی اور فتویٰ مبارکہ حسام الحرمین شریفین سن ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوا۔ بہرحال حاجی امداد اللہ صاحب کے ذمہ لگائے گئے بیان و الفاظ میں کچھ جان نہیں اور ان سے استدلال جاہلانہ بات ہے۔ اور خود فریبی کے سوا کچھ نہیں۔

جناب مظہر قیوم سجادہ نشین مکان شریف : کے نام سے بھی شدید مغالطہ دیا گیا ہے لکھا ہے۔ "علماء دیوبند سے آپ کے گہرے روابط تھے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری تو آپ کے شیدائی تھے۔۔۔۔۔ آپ کے صاحبزادے سید محفوظ حسین شاہ فاضل دیوبند ہیں۔ جوابا" عرض ہے کہ ان الفاظ سے بھی فاروقی صاحب کا مدعا ثابت نہیں ہوتا فاروقی صاحب ثابت تو یہ کرنا چاہتے ہیں اکابر دیوبند کی گستاخانہ کتابوں کی توہین آمیز عبارات کفریہ نہیں ہیں اور تحذیر الناس۔ فتویٰ گنگوہی۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کتب اکابر دیوبند پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا فتویٰ کفر غلط ہے لیکن وہ ثابت یہ کر رہے ہیں کہ جناب سجادہ نشین مکان شریف کے علماء دیوبند سے گہرے روابط تھے ہم کہتے ہیں کسی زمانہ میں گہرے روابط تو صاحبزادہ سید فیض الحسن صاحب سجادہ نشین آلومہار کے بھی تھے مولانا عبد الستار خان نیازی کے بھی تھے مولانا سعید احمد قادری مصنف بریلوی مذہب کے بھی تھے ۔۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔۔۔ نہ رہے اور گستاخانہ عبارات پر حکم تکفیر کی تائید و حمایت فرما دی۔ اب اگر کوئی پرانی راہوں کو پیٹتا رہے تو وہ مجنون ہے گہرے روابط تھے جب تھے باقی رہا یہ کہ عطاء اللہ بخاری صاحب بھی آپ کے شیدائی تھے تو ہم کہیں

گے بخاری صاحب تو نہ جانے کس کس کے شیدائی تھے گاندھی نہرو اور ہندو کانگریس کے بھی شیدائی تھے مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار کی شہادت موجود ہے ؎

نہرو جو ہے دولہا تو دلہن مجلس احرار
ہو پیر بخاری کو مبارک یہ عروسی
(چمنستان ص ۱۵۹)

باقی رہا یہ کہ صاحبزادہ سید محفوظ حسین شاہ دیوبند کے فاضل ہیں۔ ہم کہیں گے فاروقی صاحب ان باتوں سے دل نہ بہلاؤ مسئلہ توہین و تکفیر پر دلائل سے بات کرو۔ دیوبند کے فاضل تو مشہور شیعہ مبلغ و مناظر مولوی اسماعیل گوجروی بھی تھے۔ اور ملائکہ بھی ابلیس لعین کے شاگرد تھے ابلیس معلم الملکوت تھا۔ تو کیا اب ابلیس قابل تعظیم رہا مردود نہ ہوا؟

شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ : نے بھی تحذیر الناس۔ فتویٰ گنگوہی۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارات کی تائید و حمایت نہ فرمائی نہ سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کے فتویٰ حسام الحرمین شریفین کو غلط بتایا۔

پیر سید غلام محی الدین گولڑوی : نے بھی گستاخانہ کتابوں کی توہین آمیز عبارات کو عین اسلام و عین ایمان قرار دے کر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتویٰ کفر کو غلط نہ بتایا۔

نمبر۲ یہ کہ اس عبارت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں۔ "میرا مذہب یہ ہے کہ علماء دیوبند مسلمان ہیں ۔۔۔۔۔۔ میرے قبلہ (حضرت مہر علی شاہ صاحب) کا بھی یہی مسلک تھا۔"

بھلا ایسی صریح جاہلانہ و عامیانہ بات پیر صاحب موصوف جیسا فاضل کیونکر کہہ سکتا ہے کیا دیوبندی مولویوں کو مسلمان ماننا بھی مذہب اور مسلک قرار پائے گا۔ وہ اگر مسلمان کہنا چاہتے تو یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ میرے نزدیک فلاں آدمی مسلمان ہے۔ مذہب اور مسلک کے اطلاق کا یہ کتنا بے ربط و بے محل استعمال ہے۔ اور پھر حوالہ اپنے گھر کی دیوبندی کتاب "ڈھول کی آواز" کا دیا جا رہا ہے۔ کیا یہ ڈھول کی آواز پیر سید غلام محی الدین صاحب گولڑوی کی اپنی تصنیف ہے؟ تعجب ہے دعویٰ

اپنے منہ سے دلیل اپنے گھر سے۔ اور پھر ڈھول کی آواز کیا سند اور حجت ہو سکتی ہے ڈھول تو ویسے ہی فسق ہے۔ فاروقی صاحب ذرا یہ تو ارشاد فرمائیں کہ تقویۃ الایمان اور فتاویٰ رشیدیہ کی روشنی میں غلام محی الدین نام کہیں مشرکانہ نام تو نہیں؟ دیوبندی مذہب میں غلام محی الدین، غلام معین الدین نام رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی : رحمتہ اللہ علیہ کے نام گرامی سے بھی شدید دھوکہ دیا گیا ہے اور پھر حوالہ اس میں بھی دیوبندیوں کی اپنی کتاب "اسوہ اکابر" کا دیا گیا۔ کیا اسوہ اکابر حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی اپنی تصنیف ہے؟ یہاں بھی دعویٰ اپنے منہ سے دلیل اپنے گھر سے دی گئی جو قطعاً قابل اعتماد و لائق التفات نہیں۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے احوال گرامی سے شائد فاروقی صاحب واقف نہیں ہیں حضرت ممدوح کی ذات عالی صفات وہ ہے جس نے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کے تلمیذ و خلیفہ مولوی حسن علی واں بھچروی سے علم غیب۔ ندائے یا رسول اللہ۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی۔ اور سماع موتی پر مناظرہ کر کے مولوی حسین علی دیوبندی کو شکست فاش دی دیکھو مہر منیر ص ۴۳۷ تا ص ۴۴۰ سوانح عمری حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ۔ دیوبندی وہابی حضرت پیر صاحب گولڑوی کے کیا لگتے تھے حضرت ممدوح تو بابائے وہابیت و دیوبندیت مولوی اسماعیل دہلوی اور دیوبندی عقائد باطلہ کا کھل کر علی الاعلان رد و ابطال فرماتے تھے۔ دیکھئے مہر منیر سوانح عمری حضرت پیر صاحب گولڑوی قدس سرہ نے صاف لکھا ہے "حضرت (پیر سید مہر علی شاہ صاحب) نے امکان کذب باری تعالیٰ کو محال۔ علم غیب عطائی اور سماع موتی کو برحق اور ندائے یا رسول اللہ۔ زیارت قبور۔ توسل۔ و استمداد انبیاء و اولیاء علیہم السلام اور ایصال ثواب کو جائز قرار دیا اور معبودان باطلہ اور اصنام کے متعلق نازل شدہ آیات کو انبیاء و اولیاء علیہم السلام پر منطبق کرنے کو تحریف و تخریب سے تعبیر فرما کر مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے استدلال کی تردید فرمائی۔ (مہر منیر ص ۱۴۲ سوانح عمری حضرت سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ)

ان حقائق کی موجودگی میں یہ کہنا کہ حضرت پیر سید صاحب گولڑوی دیوبندی مولویوں کے ہمنوا اور ان کی گستاخانہ عبارات کے موید تھے کذب صریح اور بہتان

قبیح ہے اس موضوع پر اس سے زیادہ حوالہ جات موجود ہیں۔

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی : رحمتہ اللہ علیہ اہلسنت کے موقر و مقتدر بزرگ و عالم و شیخ طریقت ہیں دیوبندیوں وہابیوں سے ان کا دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے مگر مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب کے کمال ڈھٹائی کی داد دیجئے کہ بڑے وثوق و اعتماد سے لکھ رہا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ صاحب سیالوی علیہ الرحمتہ نے فرمایا "میں نے تحذیر الناس (از مولانا قاسم نانوتوی) کو دیکھا میں مولانا نانوتوی کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام بھی موجود ہے ــــــ وغیرہ (از ڈھول کی آواز ص ۱۱۶)

اب اس جیتی جاگتی دنیا میں فاروقی صاحب کے اس گپ کو کون سچ تسلیم کرے گا حضرت شیخ الاسلام خواجہ صاحب سیالوی وہ ہیں جنہوں نے سلانوالی میں شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب اور امام اہلسنت نائب اعلیٰ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد محدث بریلوی قدس سرہما کو بلا کر عظیم الشان تاریخی مناظرہ کرایا جس میں مشہور دیوبندی سلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان اور مولوی احمد علی لاہوری وغیرہ کو شکست فاش ہوئی مولوی فاروقی صاحب کم از کم ملتان کے دیوبندی مکتبہ مجیدیہ کی شائع کردہ کتاب مناظرہ سلاں والی ہی دیکھ لیتے تو ان کو حضرت خواجہ صاحب کی سنیت بریلویت کا اچھی طرح پتہ چل جاتا۔ اور کچھ نہیں تو اتنا تو انہیں یقیناً معلوم ہے کہ وہ جمعیت العلماء پاکستان کے مرکزی صدر رہے ہیں علماء مشائخ اہل سنت انکار عقیدہ ختم نبوت پر مبنی تحذیر الناس کی کفریہ عبارات کو صحیح سمجھنے والے کو کس طرح جمعیت کا صدر بنا سکتے تھے؟ اہل سنت کے مشہور مناظرین حضرت علامہ مولانا پیرزادہ سید مراتب علی شاہ صاحب مدظلہ حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب علیہ الرحمتہ۔ حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی۔ حضرت مولانا حافظ نعمت علی چشتی سیالوی حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی کے مرید و خلیفہ اور مرکزی دار العلوم جامعہ فیصل آباد کے فارغ التحصیل ہیں اور حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی تو وہ ہیں جنہوں نے سپاہ صحابہ کے بانی مولوی حق نواز جھنگوی کو شہر جھنگ کے میدان مناظرہ میں شکست فاش دی اور ہر سال جشن فتح منایا جاتا ہے اور پھر حوالہ ڈھول کی آواز ص ۱۱۶ کا دیا

جا رہا ہے۔ کیا یہ خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی اپنی تصنیف ہے؟ یہ دیوبندیوں کے اپنے ہی ڈھول کی آواز ہے جس طرح چاہیں وہ خوف خدا سے بے نیاز ہو کر جھوٹ کا ڈھول بجاتے رہیں۔ باقی رہا تحذیر الناس کی عبارت کا معاملہ تو خواجہ صاحب سیالوی کے دو اہم فتاویٰ تحذیر الناس کی کفریہ عبارت پر فقیر راقم الحروف کے پاس موجود محفوظ ہیں فوٹو اسٹیٹ کاپی منگوائی جا سکتی ہے۔ اور یہ بھی سراسر مغالطہ ہے کہ ان کی سند حدیث میں نانوتوی صاحب کا نام ہے حضرت خواجہ صاحب ہرگز ہرگز کسی دیوبندی وہابی کے شاگرد نہیں بلکہ وہ جامعہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں حضرت مولانا معین الدین اجمیری کے شاگرد رہے ہیں انہی خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ نے قیام پاکستان کے بعد سرگودھا میں اہلسنّت کا عظیم الشان پہلا مثالی جلسہ کرایا اور حضرت سیدی سندی امام اہلسنت محدث اعظم' پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب محدث بریلوی قدس سرہ کو بلایا اور ایک بار خواجہ سیالوی جامعہ رضویہ لائل پور فیصل آباد میں رونق افروز ہوئے تو کسی نے دعا کی درخواست کی تو فرمایا جامعہ رضویہ کی مقدس دیواروں کو پکڑ کر دعا کر لو قبول ہوگی مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی نے شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین صاحب سیالوی علیہ الرحمتہ کا جو فتویٰ ڈھول کی آواز" میں سنایا ہے اس کی تردید کرتے ہوئے حضرت خواجہ سیالوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

"------ تحذیر الناس میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنی خاتم الانبیاء لانبی بعدہ ﷺ نہیں لیا گیا ---- بلکہ آخر الانبیاء کے معنی کو غیر صحیح ثابت کرنے کے الفاظ لائے گئے ہیں لہٰذا احادیث صحیحہ سے انکار اور اجماع صحابہ سے فرار اور باقی امت کے متفق عقیدہ و اجماع سے تضاد قطعی طور پر ثابت ہے ----- فقیر کا فتویٰ عدم تکفیر اس فرضی زید کے متعلق ہے نہ کہ مصنف تحذیر الناس کے لئے **والحق ماقد قیل فی حقہ من قبل العماء الاعلام** فقیر محمد قمرالدین السیالوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف (دعوت فکر ص ۱۱۰ و ص ۱۱۱ مخلصا") مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی چاہے تو اس طویل وضاحتی فتویٰ کی فوٹو کاپی ہم سے منگوا سکتا ہے۔

مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی نے حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین صاحب سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کو بھی اولیاء اللہ اور اولیاء اہل سنت میں مانا ہے لہٰذا انہیں چاہئے کہ اب ان ولی اللہ کے فتویٰ پر ایمان لائیں اور عمل کریں۔ اس کے علاوہ

تحذیر الناس کی گستاخانہ کفریہ عبارت خواجہ صاحب سیالوی قدس سرہ کا دوسرا فتویٰ ہمیں اصل مولانا حافظ نعمت علی چشتی سیالوی بانی مکتبہ فریدیہ ساہیوال سے ملا فوٹو کاپی منگوائی جا سکتی ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی : کے حوالہ میں فاروقی صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ "مولوی محمد قاسم نانوتوی کو کمسنی میں ولایت مل گئی ہے مولوی رشید احمد گنگوہی کے قلب میں ایک نور ہے جس کو ولایت کہتے ہیں" حوالہ دیا گیا ہے کمالات رحمانی ص ۱۰۵۔ ہم کہتے ہیں یہ حوالہ بھی دیوبندیوں کی بگڑی نہیں بنا سکتا اور ڈوبی ناؤ نہیں ترا سکتا اس لئے کہ اس حوالہ میں تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان۔ فتویٰ گنگوہی کی گستاخانہ و توہین آمیز کفریہ عبارات کی تائید و حمایت میں ایک لفظ بھی نہیں ہے فاروقی صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کی کی مستند تصنیف سے اکابر دیوبند کی توہین و تنقیص آمیز عبارت کو بے غبار اسلامی و ایمانی عبارات ثابت کرتا۔ یاد رہے کہ خلیفہ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ سید محمد دیدار علی شاہ صاحب محدث لاہوری قدس سرہ اور حضرت علامہ مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہ' مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے قابل فخر ارشد تلامذہ میں سے ہیں اور یہ دونوں حضرات بفضلہ تعالیٰ اکابر دیوبند کی عبارات پر فتویٰ حسام الحرمین شریفین کی تائید توثیق فرما چکے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے ذمہ جو الفاظ لگائے گئے ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ "مولوی رشید احمد گنگوہی کے قلب میں ایک نور ہے" یہ بات خلاف واقع ہے جو شخص حضور نبی اکرم رسول محترم ﷺ کو نور نہ مانتا ہو بھلا اس کے قلب میں نور کہاں سے اور کس طرح آگیا؟ اور یہ بات بھی دیوبندی مذہب کے خلاف ہے کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی گنگوہی جی کے قلب میں پوشیدہ نور کو ملاحظہ فرما رہے تھے الغرض یہ الفاظ ضیاء الرحمٰن فاروقی کے حلق میں مچھلی کا کانٹا ہے۔

سائیں توکل شاہ ابنالوی : سے منسوب کرکے یہ خواب تراشا گیا ہے کہ "اس نے ایک دفعہ خواب میں مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند کو دیکھا وہ حضور ﷺ کے ساتھ جا رہے ہیں جہاں پائے مبارک کا سایہ پڑتا تھا وہاں دیکھ کر آپ

(نانوتوی صاحب) پاؤں رکھتے تھے۔"

جواباً" عرض ہے کہ یہ گھڑنترو خواب بے شمار غلطیوں گستاخیوں کا مجموعہ ہے اور اس کا سائیں توکل شاہ انبالوی سے کوئی تعلق نہیں۔ (۱) یہ کہ عموماً" دیوبندی وہابی مبلغین و مناظرین و مصنفین رسالہ الامداد تھانہ بھون میں شائع شدہ تھانوی کلمہ لاالہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ کی تاویلات میں عاجز آکر اور بے بس ہو کر کہا کرتے ہیں کہ خواب کی بات حجت اور دلیل نہیں ہوا کرتی خواب میں کوئی معاذ اللہ زنا کرے حد نہیں لگتی چوری کرلے ہاتھ نہیں کاٹے جاتے۔ وغیرہ دیکھو مناظرہ بریلی کی دیوبندی روئیداد۔ مناظرہ ادری۔ چراغ سنت عبارات اکابر۔ بریلوی فتنہ کا نیا روپ۔ سیف رحمانی وغیرہ دیوبندی کتب۔ (۲) فاروقی صاحب نے انوار العاشقین نامی کتاب کا حوالہ دیا ہے یہ حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی کی اپنی کتاب نہیں کسی مشتاق احمد صاحب چشتی کی کتاب ہے۔ اس لئے معتبر اور ہمارے لئے حجت نہیں۔ (۳) حضرت سائیں جی سے منسوب حوالہ خواب میں تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ فتوئی گنگوہی۔ حفظ الایمان وغیرہ دیوبندی کتب کی گستاخانہ عبارات کی تائید و حمایت نہیں فرمائی گئی۔ بلکہ ان کتب کا ضمناً" بھی ذکر نہیں ہے۔ (۴) خواب میں یہ کہا گیا ہے جہاں حضور ﷺ کے پاؤں مبارک کا سایہ پڑتا وہاں نانوتوی صاحب پاؤں رکھتے اگرچہ خواب ہی میں سہی یہ شدید بے ادبی گستاخی ہے کوئی مسلمان ایسی جسارت نہیں کرسکتا۔ (۵) حوالہ میں حضور ﷺ کے پاؤں مبارک کا سایہ بتایا گیا جبکہ دیوبندی مفتی اعظم مولوی عزیز الرحمٰن دیوبندی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا مخلصاً" عزیز الفتاوئ جلد ہشتم ص ۲۰۲ ایسا ہی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے امداد السلوک ص ۱۵۶ پر لکھا ہے کہ "متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ سایہ نہیں رکھتے تھے" ایسا ہی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے مکتوبات ص ۱۸۷ جلد سوم و ص ۲۳۷ پر فرمایا کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ پڑتا تھا۔ وغیرہ ان حوالہ جات کے برعکس یہ کہنا کہ حضور ﷺ کے پاؤں مبارک کا جہاں سایہ پڑتا تھا قطعاً" خلاف واقع و خلاف تحقیق ہے۔ خود اکابر دیوبند کے منافی ہے۔ (۶) حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی کا انتقال ۴ر ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھج میں ہوا اس وقت تک اکابر دیوبند کی عبارات پر حسام الحرمین کا حکم شرعی

جاری نہیں ہوا تھا علماء و فقہاء عرب و عجم اور امام اہلسنّت فاضل بریلوی قدس سرہ نے فتوئ تکفیر شائع نہ فرمایا تھا توہین آمیز دیوبندی کتب گوشہ گمنامی میں تھیں ۱۳۲۵ھج یعنی سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی کے انتقال کے گویا دس سال بعد حسام الحرمین شریف شائع ہوا۔ اس وقت تک نہ توہین کا عام پتہ تھا نہ تکفیر کا حکم لگا تھا اگر بالغرض سائیں جی نانوتوی صاحب کے متعلق کوئی کلمہ خیر کہہ بھی دیتے تو کچھ تعجب نہ تھا۔ اور یہ مولوی فاروقی صاحب بھی عجیب شے ہیں کہ اپنے مولوی قاسم صاحب کو نانوتوی کی بجائے اپنے اس مضمون میں باربار نانا توی۔ نانا توی لکھ رہے ہیں اور بانی مدرسہ دیوبند کی بجائے بانی دیوبند لکھ رہے ہیں گویا مولوی محمد قاسم صاحب صرف مدرسہ دیوبند کے بانی نہیں بلکہ پورے گاؤں دیوبند کے بانی ہیں حالانکہ دیوبند تو بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی صاحب کی ولادت سے بہت پہلے موجود تھا اور پہلے اس گاؤں کا نام دیوی بن۔ یعنی دیوی دیوتاؤں کا جنگل تھا۔ اور یہاں ہندوؤں کے میلے ٹھیلے لگتے تھے۔ دیکھو تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۰ بہرحال یہ حوالہ بھی عبارات کفریہ کے حلال ہونے میں کارگر اور موثر نہیں قطعاً" بے ربط ہے۔

صاجزادہ سید محمد حسین صاحب علی پوری
حضرت پیر سید جماعت علی شاہ قدس سرہما

مولوی فاروقی صاحب نے ان دونوں عظیم المرتبت بزرگوں کے نام نامی اسم گرامی سے بھی مغالطہ و دھوکہ کی سعادت حاصل فرمائی ہے۔ مادر پدر آزادی کا دور ہے جو چاہے جس شخصیت کے متعلق آنکھیں بند کرکے لکھ دے۔

حوالہ جات مذکورہ بالا سے پتہ چلتا ہے کہ جناب فاروقی صاحب کا مطالعہ بہت محدود اور انداز فکر محض سطحی ہے ان کے دلائل میں کچھ وزن نہیں ہوتا۔ وہ محض اپنے ذوق کی تسکین کے لئے دیوبندیت کی وکالت کر رہے ہیں۔ فاروقی صاحب نے حضرت صاجزادہ سید محمد حسین صاحب اور حضور پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہما کے متعلق وہ روایتی انداز اختیار کیا ہے۔ (۱) یہ ثابت نہیں کیا ان دونوں بزرگوں نے اکابر دیوبند کی توہین آمیز گستاخانہ کتب و عبارات کی تائید و حمایت فرمائی ہے۔ (۲) حوالہ پھر اسی دیوبندی خانہ ساز کتاب اسوہ اکابر کا دیا گیا ہے۔ اسوہ اکابر کیا حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کی کتاب ہے؟ ر (۳)

ہم مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی کی قطعا "غیرذمہ دارانہ وعامیانہ گفتگو سے صرف نظر کرتے ہوئے ان کی ضیافت طبع کے لئے الصوارم الہندیہ کا ص ۹۶ پیش کرتے ہیں جس میں صاف صاف لکھا ہے "حسام الحرمین کے فتاویٰ حق ہیں اور اہل اسلام کو ان کا ماننا ان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے" (الصوارم الہندیہ ص ۹۶) تائیدی فتویٰ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب و صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ صاحب علی پوری قدس سرہما۔ وغیرہ

یاد رہے کہ مولوی فردوس علی قصوری دیوبندی نے چراغ سنت میں مولوی عبدالقادر قاسمی دیوبندی نے بریلوی مذہب میں دیوبندی مولوی یوسف رحمانی نے سیف رحمانی میں حضرت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ پر شدید ترین الزام لگائے اور افتراءات اٹھائے ہیں جبکہ مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب دیوبندی اپنے دوسرے مقتدر دیوبندی مولویوں کے برعکس اپنے مطلب اور خودغرضی کے لئے حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمتہ اللہ علیہ حضرت صاجزادہ سید محمد حسین صاحب کو رحمتہ اللہ علیہ لکھ رہا ہے اور ولی اللہ اولیاء اہلسنّت مان رہا ہے۔

حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی : رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب کرکے یوں لکھا گیا ہے جس زمانے میں مولانا محمد ذاکر ـــــ دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم تھے آپ نے دیوبند کا سفر کیا دیوبند ریلوے اسٹیشن پر (دیوبندی) علماء اور طلباء نے آپ کا استقبال کیا۔ دارالعلوم میں مکمل چھٹی کردی گئی۔ اور آپ کے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ آپ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا ـــــ بعدازاں آپ نے مدرسہ دیوبند کو دو سو روپیہ پیش کیا۔" (انکشاف حق پاکستانی چھاپ ص ۱۲) جوابا" عرض ہے۔ کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا' کیا ان باتوں سے تحذیر الناس۔ فتویٰ گنگوہی۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارات کی تائید و تصدیق ہوگئی؟ ایمان و اسلام کا سرٹیفکیٹ مل گیا؟ کاش کہ فاروقی صاحب یہ ثابت کرتے کہ حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے اکابر دیوبند کی مذکورہ بالا کتب کی عبارات رکھی گئیں اور آپ نے ان عبارات کو بے غبار و عین ایمان و عین اسلام قرار دے کر تائید و تصدیق فرمائی۔ مگر ایسا کچھ نہیں۔ باقی رہا یہ کہ دیوبندی مولویوں

نے حضرت خواجہ ضیاء الدین صاحب سیالوی کا ریلوے اسٹیشن پہنچ کر استقبال کیا دارالعلوم دیوبند میں چھٹی کردی گئی۔ آپ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا اور دو سو روپیہ بٹور لیا۔ تو یہ دیوبندیوں مولویوں کا قدیمی فن ہے اور بائیں ہاتھ کا کھیل ہے ممکن ہے مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی کو معلوم نہ ہو کہ اس سے علاوہ بھی علماء و طلباء دیوبند اسٹیشن پہنچ کر انگریز لفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد مسٹر پامر نامی انگریز اور انگریز لفٹیننٹ گورنر مسٹر سر جیمس ڈگس لاٹوش کا علیحدہ علیحدہ والہانہ استقبال کرچکے ہیں ان کے اعزاز میں جلسوں کا انعقاد کرکے سپاسنامہ پیش کرچکے ہیں ـــــ نقد وصول کرکے رسید کاٹ چکے ہیں استقبالیہ دے چکے ہیں (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی مصدقہ مفتی محمد شفیع دیوبندی ص ۲۱۷ و روئیداد مدرسہ دیوبند ۱۳۲۲ھ ص ۷ و ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی ستمبر ۱۹۶۰ء ص ۳۵) اور تقسیم ہند و قیام پاکستان کے بعد صدر بھارت ڈاکٹر راج اندر پرشاد اور ابھی چند سال پہلے بھارتی ہندو وزیراعظم اندرا گاندھی جی کا بھی استقبال کرچکے ہیں استقبالیہ دے چکے ہیں سپاسنامہ پیش کرچکے ہیں اور ان دونوں کے خطاب سے مستفید ہوچکے ہیں اندرا جی کے ہونہار فرزند سنجے گاندھی کا عطیہ کھانے کے پچاس ہزار پیکٹ بھی ہضم کرچکے ہیں اور اپنا حق نمک بھی وصول کرچکے ہیں۔ اگر خواجہ ضیاء الدین سیالوی قدس سرہ العزیز کا استقبال کیا استقبالیہ دیا سپاسنامہ پیش کیا اور دو سو روپیہ چندہ لیا تو کیا ہوا اس سے تحذیر الناس حفظ الایمان فتویٰ گنگوہی۔ براہین قاطعہ کی تائید و حمایت کیسے ہوگئی؟ اصل مسئلہ تو گستاخانہ عبارات پر تکفیر یا عدم تکفیر کا ہے۔ کیا دیوبند میں دیوبندی مولویوں نے حضرت خواہ صاحب کو مذکورہ بالا کتابیں اور ان کی گستاخانہ عبارات دکھائیں؟ متنازعہ عبارات کو اسلامی ایمانی عبارات ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا؟ کیا حسام الحرمین کے حکم شرعی کو خواجہ صاحب نے غلط بتایا؟ اور خواجہ صاحب کا دو سو روپیہ چندہ دینا بھی کسی کے ایمان و اسلام کی دلیل اور سند نہیں بن جاتا چندہ تو اکابر دیوبند منشی تلسی رام' رام سہائے منشی ہردواری لال' لال بیج ناتھ' پنڈت سے سر رام' منشی موتی لال' رام لال' سیوا رام وغیرہ ہندوؤں کا بھی ہڑپ کرتے رہے ہیں۔ (سوانح قاسمی حصہ دوم ص ۳۱۷) دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب۔ انگریزی حکومت سے مبلغ چھ سو روپیہ ماہوار بٹورتے رہے ہیں چندہ اور روپیہ اکابر دیوبند نے کس کا

چھوڑا ہے؟ (مکالمتہ الصدرین ص ۱۲)

پیر احمد شاہ چورہ شریف : کے حوالہ میں یہ کہا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے جد امجد کی زندگی میں دیوبند میں تعلیم پائی ۔۔۔۔ محمود الحسن دیوبندی کے بارہ میں تعریفی کلمات کہے ۔۔۔ وغیرہ (اسوہ اکابر)

کہتے ہیں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی ہوتا ہے اول تو پیر احمد شاہ چورہ شریف کے متعلق دیوبندی کتاب اسوہ اکابر کا حوالہ دیا گیا جو قطعا" قابل اعتماد و لائق التفات نہیں نہ شہادت شرعی کا درجہ رکھتی ہے۔ باقی جہاں تک تعلیم حاصل کرنے کا تعلق ہے حضرت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین قادری رضوی فاضل بہاری۔ شیر بیشہ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی لکھنوی قدس سرہما نے بھی دیوبندی وہابی مولویوں سے کچھ عرصہ تعلیم حاصل کی عدم واقفیت و لاعلمی کے باعث یا گستاخانہ عبارات سے پہلے ڈاکٹر اقبال نے اور بہت سے پاکستانی لیڈروں نے یورپ کی انگریزی تعلیم گاہوں میں تعلیم حاصل کی۔ شیعہ مناظر اعظم مولوی اسماعیل گوجروی بھی دیوبند کا فاضل تھا ہمارے بہت سے علماء کرام مثلا" شیخ الحدیث مولانا محمد شریف قادری رضوی استاذ العلماء مولانا منظور احمد صدر المدرسین نواں جنڈاں والا میانوالی۔ مولانا ابوالمقبول غلام رسول سمندری والے وغیرہم دیوبندی مولویوں سے پڑھتے رہے ہیں اور پھر بعد میں سیدی سندی حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قدس سرہ کی صحبت و برکت سے صحیح العقیدہ ہوگئے اگر بالفرض پیر احمد شاہ چورہ شریف بھی یہ جرم کر بیٹھے تھے تو بعد میں صورتحال واضح ہونے پر رجوع ہوگیا اب آپ کا پیر صاحب سے کیا مطلب؟ باقی رہیں تعریفیں تو یہ فقیر راقم الحروف بھی غلط فہمی میں ابوالکلام آزاد۔ عطاء اللہ بخاری مفتی کفایت اللہ دہلوی وغیرہ کی بہت کیا کرتا تھا مگر ان حضرات کی اصلیت سامنے آئی تو ان حضرات کی تردید اور مذمت پر مامور ہے اور یہ جوابی مضمون لکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین۔

مولانا غلام محمد گھوٹوی : کے متعلق بھی حوالہ مشہور و متعصب دیوبندی مولوی فردوس علی قصوری کی کتاب "چراغ سنت" کا دیا گیا اور چراغ سنت کو چراغ اہل سنت لکھا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مولوی فردوس علی قصوری دیوبندی کی اصل

کتاب چراغ سنت دیکھی ہی نہیں چراغ سنت وہ کتاب ہے جس کا ایک زناٹے دار رد حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی مہتمم دارالعلوم حزب الاحناف لاہور نے "چراغ ہدایت" کے نام سے لکھا اور شائع کیا اور ایک جواب مولانا محمد شریف نوری قصوری مرحوم نے "آفتاب سنت" کے نام سے شائع کیا دونوں کے جواب الجواب سے مولوی فردوس قصوری دیوبندی مدت العمر عاجز و بے بس رہا بہرحال دیوبندی کتاب چراغ سنت کا حوالہ ہمارے لئے حجت و سند نہیں ہو سکتا۔ نیز مولانا غلام محمد گھوٹوی وہ ہیں جنہوں نے واں بھچراں میں حضرت سیدنا پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ دیوبندی مولوی حسین علی تلمیذ و خلیفہ مولوی رشید احمد گنگوہی سے مناظرہ کیا دیکھو "مہر منیر سوانح عمری حضرت پیر سید مہر علی صاحب گولڑوی۔ اور پھر مولانا گھوٹوی سے منسوب اس کہانی میں بھی گستاخانہ کتب کی کفریہ عبادات کی عدم تکفیر قطعا" کچھ ذکر نہیں۔

پیر کرم شاہ بھیرہ شریف : سے منسوب یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔ "حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی تصنیف مسمی تحذیر الناس کو متعدد بار غور سے پڑھا ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا" ہم بڑے افسوس سے عرض کرتے ہیں کہ حوالہ یہاں بھی مولوی فاروقی صاحب نے اپنے مولوی کامل الدین توکالوی کے نام مکتوب (خط) کا دیا ہے جس کا پتہ انہیں دیوبندی کتاب ڈھول کی آواز سے چلا اور ڈھول کی آواز والے دیوبندی وہابی کو ایک دوسری دیوبندی کتاب حکایات مہر و وفا ص ۲۵ سے نقل مارنا پڑی اس طرح گھر کی کتابوں سے جوڑ توڑ کر کے یہ چورن چٹنی بنائی گئی جس سے فاروقی صاحب کو لطف اور سرور آگیا۔ ہم فاروقی صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ ابھی پیر کرم شاہ بھیروی زندہ موجود ہیں ان سے تحذیر الناس کی تائید و حمایت اور مولوی قاسم صاحب نانوتوی کی قصیدہ خوانی لکھوا کر دکھائیں اور دس ہزار روپیہ نقد انعام حاصل کریں۔ نیز پیر کرم شاہ بھیروی نے اپنے ماہنامہ رسالہ "ضیائے حرم" لاہور بابت اگست ۱۹۷۶ء ص ۹۶ پر ہماری کتاب "قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی" پر بھرپور تبصرہ شائع کیا ہے اور قہر خداوندی میں تحذیر الناس اور نانوتوی صاحب۔ حفظ الایمان اور تھانوی صاحب۔ براہین قاطعہ اور انبیٹھوی صاحب کا شدید رد بلیغ ہے۔ ہم فاروقی صاحب سے کہیں گے جناب دنیا کہیں سے کہیں پہنچ چکی آپ ابھی تک خواب

غفلت میں ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ پیر کرم شاہ الازہری بھیروی تحذیر الناس اور نانوتوی سے متعلق سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت الامام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتویٰ "حسام الحرمین" کی تائید و توثیق و حمایت فرما چکے ملاحظہ ہو ماہنامہ ضیائے حرم لاہور بابت اکتوبر ۱۹۸۶ء و ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ مطابق نومبر ۱۹۸۶ء صفحہ ۳) لیجئے اب آپ کی اگلی پچھلی ہر گلی بند ہو گئی۔

مذکورہ بالا حوالہ ماہنامہ ضیائے حرم اکتوبر ۱۹۸۶ء میں اور ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ شمارہ نومبر ۱۹۸۶ء میں پیر کرم شاہ بھیروی واضح طور پر غیر مبہم انداز میں صاف صاف لکھا ہے "مجھے افسوس ہے کہ پہلی بار تحذیر الناس کے خطرناک نتائج کی طرف توجہ مبذول نہ ہوئی۔ ○ تحذیر الناس کا پہلا پیرہ ہی مسلمانوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتا ہے ○ اس عبارت سے ختم نبوت کے اجماعی مفہوم کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ تحذیر الناس کی عبارات ختم نبوت کے بارہ میں تذبذب میں مبتلا کر دیتی ہیں ○ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کی شدید گرفت پر علماء دیوبند کو ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے تھا مگر اتنا زور قلم مرزائیوں پر صرف نہیں کیا گیا جتنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کے خلاف استعمال کیا گیا۔ مخلصا"۔ از پیر کرم شاہ صاحب بھیرہ شریف۔ امید ہے مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی کی اب تسلی ہو جائے گی مولوی فاروقی صاحب نے پیر کرم شاہ صاحب کو اولیاء کرام میں سے مانا ہے اپنے بقول اب ان ولی اللہ کی بات بھی مانیں۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب : چشتی نظامی چاچڑاں شریف کے نام نامی اسم گرامی سے بھی دھوکہ اور مغالطہ دیا گیا ہے انکشاف حق کے پاکستانی ایڈیشن میں مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی ان کو اولیاء اللہ تسلیم کرتے ہوئے ان کے ذمہ مندرجہ ذیل الفاظ لگاتا ہے۔

"حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کامل زندگی گزارنے والے بزرگ تھے اکثر علماء دہلی۔ گنگوہ سہارنپور اور دیوبند والے آپ کے عکس کا پرتو تھے بالخصوص حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی وغیرہ (انکشاف حق پاکستانی ایڈیشن ص ۱۵) ہمیں تعجب اور حیرت ہے کہ آج تک تو دیوبندی وہابی مولوی ان کے اشعار و عبارات کو مشرکانہ اور کفریہ قرار دیتے چلے آئے ہیں دیکھو دیوبندی کتب و

رسائل سیف رحمانی۔ سیف حقانی۔ رضاخانی۔ ڈھول۔ خانہ تلاشی۔ جامہ تلاشی وغیرہ وغیرہ اور آج اپنے مطلب کے لئے مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی دیوبندی خواجہ غلام فرید چشتی رحمتہ اللہ علیہ کو اولیاء کرام اور اہل سنت مان رہا ہے۔ سب سے پہلے تو ہم یہ معلوم کرنا چاہیں گے حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمتہ سے منسوب اس تحریر میں تحذیر الناس۔ فتویٰ گنگوہی۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات کی حقانیت پر کہاں تائید و تصدیق ہے؟ پھر ہم یہ وضاحت چاہیں گے کہ کیا حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال سے پہلے گستاخانہ کفریہ عبارات پر حسام الحرمین کا حکم شرعی چھپ چکا تھا؟ دیوبندی مولوی فاروقی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ۱۳۱۷ھ میں ہوا گستاخانہ عبارات پر تکفیر کا حکم شرعی حسام الحرمین ۱۳۲۵ھ میں گویا آٹھ سال بعد چھپا اور شائع ہوا اس وقت نہ کوئی ان گستاخانہ دھیلچڑ کتابوں کو جانتا تھا نہ ہی حسام الحرمین کا وجود تھا اس وقت اگر بالفرض کسی نے نانوتوی صاحب یا گنگوہی وغیرہ کے متعلق کوئی کلمہ خیر کہہ بھی دیا تو کوئی تعجب کی بات نہیں اس وقت تو خود امام اہلسنّت مجدد دین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے بھی فتویٰ تکفیر جاری نہ فرمایا تھا اکابر دیوبند سے خط و کتابت ہو رہی تھی انہیں توبہ اور رجوع کی تلقین فرمائی جا رہی تھی۔ کیا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسام الحرمین شریفین سے پہلے کے دور کا کوئی حوالہ کارگر و موثر ہو سکتا ہے بلکہ اس وقت جبکہ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمتہ کا وصال ہوا بعض دیوبندی کتب بھی نہ چھپی تھیں۔ باقی رہے خواجہ غلام فرید سے منسوب الفاظ تو ان میں صرف اور صرف حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کو کامل زندگی والے بزرگ کہا گیا ہے اور یہ لوگ نانوتوی گنگوہی صاحبان آپ کے عکس کا پرتو تھے بالخصوص محمد قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی۔

یہاں ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ پنجابی زبان کی ملتانی بہاولپوری سرائیکی زبان بولنے والے بزرگ تھے "عکس کا پرتو" اور "بالخصوص" جیسے دقیق اردو الفاظ کہاں استعمال فرماتے تھے۔ ماننا پڑے گا یہ الفاظ حضرت ممدوح سے غلط منسوب ہیں اور پھر حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ

علیہ نے فرقہ وہابیہ کو مرزائیوں قادیانیوں شیعہ رافضیوں کی فہرست میں شامل کرکے ناری جہنمی اور بے دین بدمذہب قرار دیا ہے اور وہابیت سے اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے صاف صاف لکھا ہے۔ "وہابیہ جو یہ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ بھی وفات کے بعد قبر شریف میں زندہ نہیں ہیں نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ قبروں کے نزدیک دعا مانگنے والا کافر ہے۔" (فوائد فریدیہ اردو ترجمہ فیوضات فریدیہ ص ۵۵ حضرت خواہ غلام فرید قدس سرہ وہابیوں کو ایسا سمجھتے ہیں جبکہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب فتاویٰ رشیدیہ میں وہابیوں کے عقائد کو عمدہ بناتے ہیں انہیں عامل بالحدیث قرار دیتے ہیں اشرف السوانح میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنے وہابی ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ سوانح مولانا محمد یوسف میں مولوی ذکریا سہارنپوری اور مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان اپنے وہابی ہونے کا فخریہ طور پر علی الاعلان اعتراف کرتے ہیں ان حقائق و شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب حوالہ من گھڑت و فرضی ہے۔ اور حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمتہ کے مرید و خلیفہ حضرت مولانا محمد یار گڑھی اختیار خاں رحمتہ اللہ علیہ کا حسام الحرمین پر تائیدی فتوائے تکفیر الصوارم الہندیہ ص ۱۰۶/۱۰۷ پر موجود ہے۔ الغرض وہابیوں دیوبندیوں کے اور ان کے عقائد میں دن رات کا فرق ہے۔

مولوی خلیل بجنوری کی مختصر سرگذشت

ترتیب و پیشکش

ضیغم اہلسنّت علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت

مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی

پاکستانی دیوبندیوں وہابیوں نے اپنی دانست میں کوئی بہت بڑا تیر مارا کہ ہندوستان کے ایک قطعی غیر معروف و غیر معتبر و غیر مستند مولوی خلیل بجنوری خودساختہ بدایونی کی ایک پر فریب و شدید مغالطہ آمیز کتاب "انکشاف حق" پاکستان میں لاکر فیصل آباد (لائلپور) سے شائع کردی اور بے چارے مولوی خلیل بجنوری کو بریلویوں کا مفتی اعظم اور اعلیٰ حضرت کا پیروکار بنا کر پیش کیا اور شدید مغالطہ دینا چاہا حالانکہ اکابر و مشاہیر علماء و فقہاء و مشائخ اہلسنّت شہزادہ اعلیٰ حضرت شیخ الشیوخ امام العلماء مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب قبلہ نوری رضوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف کو مفتی اعظم مانتے اور کہتے ہیں مولوی خلیل بجنوری کو آج تک سنی بریلوی علماء تو کیا کبھی دیوبندی وہابی مولویوں نے بھی مفتی اعظم نہ مانا نہ لکھا۔ الغرض مولوی خلیل کو رائی کا پہاڑ بنا کر پیش کیا۔ کیونکہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی غنیمت ہوتا ہے۔ اور پھر مولوی خلیل کو سنی بریلوی اور سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیروکار ظاہر کیا گیا پاک و ہند کا کوئی مائی کا لال دیوبندی ثابت نہیں کرسکتا کہ مولوی خلیل بجنوری نے دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام یا رضوی دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں تعلیم حاصل کرکے سند فراغت حاصل کی ہو یا کسی سنی بریلوی رضوی دارالعلوم میں تحصیل علم کی ہو یا امام اہلسنّت سیدنا اعلیٰ حضرت الامام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ یا آپ کے صاحبزادگان سیدنا حجتہ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب بریلوی سیدنا مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رسا خان صاحب بریلوی قدس سرہما یا خلفاء و تلامذہ اعلیٰ حضرت میں سے کسی سے شرف بیعت و خلافت اور سند تحصیل علم اس کو حاصل ہو۔

البتہ ابتدائی تعلیم کچھ عرصہ بریلی شریف میں حاصل کی پھر حضرت علامہ سید محمد خلیل محدث امروہوی کے مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ چلا گیا اور اس کے بعد مدت مدید گوشہ گمنامی میں رہا اور غالبا" جعلسازی اور فریب کاری کی ٹریننگ حاصل کرتا رہا پھر مولوی ابراہیم سمیتی پوری فریدی کے توسط سے بڑے مکارانہ انداز میں انتہائی متشدد سنی بن کر ۱۹۴۷ء میں بدایوں میں نمودار ہوا اور سینوں بریلویوں میں اپنا اعتماد بحال کرنے اور اپنا اثر و رسوخ قائم کرنے کے لئے بظاہر بہت سخت گیر اور متصلب سنی بنا رہا اور دھوکہ و مغالطہ دینے کے لئے مارہرہ شریف کے ایک بزرگ حضرت مولانا سید اولاد رسول محمد میاں صاحب مارہروی رحمتہ اللہ علیہ کا مرید بھی ہوگیا تاکہ قادری برکاتی ہونے کی ڈگری بھی مل جائے یہ شخص ضلع بجنور کے ایک گاؤں منداور کا ہونے کے باوجود خود کو بدایونی لکھنے لگا جعلسازی کے تحت جس زمانہ میں سخت گیر اور متشدد سنی بنا ہوا تھا اپنی نجی محفلوں میں شہزادہ اعلیٰ حضرت سیدنا امام حجتہ الاسلام شیخ الانام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب بریلوی۔ حضور سیدنا مفتی اعظم امام العلماء مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلوی حضور صدر الصدور صدر الشریعہ مولانا شاہ محمد امجد علی حاصب اعظمی رضوی حضرت صدر الفاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی قدست اسرارہم جیسے بزرگوں اور اکابر اہلسنّت پر خفیہ تنقید کرتا رہتا اور کسی کے پیچھے نماز بھی نہ پڑھتا بلکہ اپنے آپ کو اپنی خام خیالی میں بڑوں سے بڑا سنی اور اکابرین کا اکابر سمجھتا اور پس پردہ اپنی نجی محفلوں میں بڑی عیاری سے نانوتوی، گنگوہی، تھانوی وغیرہ کی تعریفیں بھی کرتا اور ناواقف لوگوں کے دلوں میں ان کی اہمیت بٹھاتا۔ اکابر علماء اہلسنّت ان کی نقل و حرکت اور خفیہ کرتوتوں پر نظر رکھے ہوئے تھے اور اس کے ظاہر و باطن کا بنظر غائر جائزہ لیتے رہے مولوی خلیل نجنوری کی عیاری و مکاری کے بہت سے کوائف ہمیں فقیہہ زماں حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق الامجدی صدر دارالفتاء جامعہ اشرفیہ یونیورسٹی مبارک پور اعظم گڑھ یوپی (تلمیذ ارشد حضرت محدث اعظم پاکستان) اور مولوی خلیل بجنوری کے خصوصی شاگرد حضرت مولانا مظہر حسن برکاتی جو بدایوں ہی کے

رہنے والے ہیں اور دوسرے سنی علماء بدایوں سے حاصل ہوئے جب مولوی خلیل بجنوری کی عیاری و مکاری اور فریب کاری کا راز طشت ازبام ہونے لگا تو پھر بھی علماء اہلسنّت نے تحمل اور ضبط سے کام لیا بالخصوص حضرت مولانا قاضی شمس العلماء مفتی شمس الدین رضوی محدث جونپوری رحمتہ اللہ علیہ۔ فقیہ زماں حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق الامجدی مدظلہ۔ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی اعظمی (ابن حضرت صدر الشریعہ) حضرت علامہ مفتی غلام محمد خان صاحب ناگپوری۔ حضرت علامہ مفتی رضوان الرحمن حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مشاہد رضا خان صاحب پیلی بھیتی ابن حضرت شیر بیشہ اہل سنت شیر رضا۔ اور نبیرہ اعلیٰ حضرت مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قادری ازہری فاضل جامع ازہر مصر جیسے جلیل القدر علماء اہلسنّت نے مولوی خلیل بجنوری کے پاس آمنے سامنے گفتگو کی شکوک و شبہات ہوتے تو زائل ہوجاتے۔ مگر مولوی خلیل بجنوری عیاری و مکاری اور فریب کاری کے ایک مستقل پلان اور چارٹ پر عمل کر رہا تھا لہٰذا علماء اہلسنّت کی مخلصانہ مساعی کا اس پر کچھ اثر نہ ہوا دلائل سے عاجز آگیا آمنے سامنے گفتگو میں منہ پر مہر سکوت لگ گئی مگر وہی مرغ کی ایک ٹانگ ہانکتا رہا ہے۔ مشاہیر و ممتاز علماء اہل سنت نے متعدد بار مولوی خلیل بجنوری کی مسجد محلّہ سوتھہ بدایوں پہنچ کر اس پر اتمام حجت کیا ہر بار لاجواب و مبہوت ہوا بدایوں شہر علماء اہل سنت کے نعرہ حق سے گونجنے لگا۔
مولوی خلیل کا عجز اور بے بسی و لاچاری سب پر اچھی طرح ظاہر ہوگئی اس دوران یہ راز بھی منکشف ہوا کہ مولوی خلیل سینوں کو بہکانے اور ورغلانے کے لئے جو بظاہر پکا سنی بنا ہوا تھا۔ پس پردہ اس کے دونوں لڑکے دیوبندیوں اور وہابیوں کے مدرسوں میں زیر تعلیم ہیں بڑا لڑکا عتیق احمد مشہور دیوبندی مفتی کفایت اللہ دہلوی کے مدرسہ امینیہ میں اور دوسرا لڑکا فضیل الظفر احمد میاں دارالندہ[1] لکھنؤ میں زیر تعلیم ہے۔
مذکورہ بالا صورتحال سے مولوی خلیل بجنوری کے پیر خانہ مارہرہ شریف خانقاہ عالیہ برکاتیہ قادریہ کے سجادہ نشین صاحب کو بھی آگاہ کیا اور انہوں نے خود براہ راست اور علماء اہلسنّت کے توسط سے گفتگو کرکے اچھی طرح یقین کرلیا کہ مولوی بجنوری

[1] دارالندہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کا نام ہے۔

چھپا رستم ہے۔ بظاہر سنی قادری برکاتی اور اندرون خانہ دیوبندی وہابی بجنوری ہے۔ بالآخر بزم قاسمی برکاتی بدایوں کے اراکین کی طرف سے مولوی خلیل بجنوری سے متعلق ایک اہم استفتاء اکابر علماء اہلسنّت مفتیان شریعت کی خدمت میں پیش کیا گیا اور ۳۰؍ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ بروز یک شنبہ حضرت علامہ نازش فقہاء نائب مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی (تلمیذ ارشد حضرت سیدی محدث اعظم پاکستان) صدر دارالافتاء جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے مولوی مذکور پر ایک مدلل و متحقق طویل فتویٰ مبارکہ صادر فرمایا جس پر (۱۸۰) ایک سو اسی مشہور و ممتاز علماء کرام مفتیان عظام اہلسنّت کی تائید و تصدیقات ثبت ہیں اور یہ کہ مولوی خلیل بجنوری کے پیرخانہ کے سجادہ نشین صاحب نے اس کے دل و دماغ میں چھپی ہوئی دیوبندیت و وہابیت اور عقائد باطلہ کے پیش نظر اس کی بیعت کو فسق کرتے ہوئے سلسلہ عالیہ برکاتیہ سے خارج کردیا اور یہ متفقہ فتویٰ بنام "شرعی فیصلہ" خدام بزم قاسمی برکاتی نے بدایوں شریف یوپی بھارت سے چھپوا کر اراکین کمیٹی مسجد جعفری عقب گھنٹہ گھر بدایوں یوپی کی طرف سے شائع کردیا اور بزم قاسمی برکاتی بدایوں اور بزم رضائے مصطفیٰ بدایوں نے اس کی اشاعت میں سرگرم و فعال کردار ادا کیا۔

اور پھر جب عوام و خواص اہلسنّت میں مصنوعی سنی جعلی قادری بناسپتی برانڈ برکاتی کا پول کھل گیا اس کے تمام تر مریدین اس سے منحرف ہوگئے اس کی ناپاک بیعت کو توڑ کر اہل بدایوں نے شیخ الشیوخ شیخ العلماء حضرت قبلہ مفتی اعظم شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف کو دعوت دی ۹؍ مارچ ۱۹۸۱ء چار بجے دن حضور سیدنا مفتی اعظم قبلہ شہزادہ اعلیٰ حضرت نے بدایوں میں نزول اجلال فرمایا اور جناب رئیس احمد صاحب کی کوٹھی پر قیام فرمایا اور ہزاروں افراد گروہ در گروہ حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں داخل ہوئے اور مولوی خلیل بجنوری کے منحرف سیکڑوں مریدین بھی حضور سیدنا مفتی اعظم قدس سرہ العزیز سجادہ نشین بریلی شریف کے دست حق پرست پر بیعت ہوگئے۔

نوٹ جو احباب ۵۶ صفحات پر مشتمل اس "شرعی فیصلہ اور فتویٰ" اور مولوی خلیل بجنوری سے ہونے والی گفتگو کی فوٹو کاپی منگوانا چاہیں ۲۵ روپے برائے فوٹو کاپی ارسال کریں پتہ۔ مکتبہ انوار رضا چوک غوثیہ رضویہ میلسی

اگر بالفرض ایک لمحہ کے لئے یہ بھی مان لیا جائے کہ مولوی خلیل بجنوری سنی بریلوی قادری برکاتی تھا تو ہم کہیں گے کہ کیا ابلیس لعین پہلے معلم الملکوت (فرشتوں کا ٹیچر) نہیں تھا؟ کیا کنعان حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا نہیں تھا؟ کیا یزید پلید حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا نہیں تھا؟ اور یہ جس قدر بھی باطل اور مردود فرقے فرقیاں آج پیدا ہوئی ہیں مرزائی قادیانی۔ منکرین حدیث چکڑالوی پرویزی۔ شیعہ رافضی غیر مقلد وہابی نجدی وہابی کیا یہ عہد رسالت سے ہیں؟ شیطان گمراہ کرتا گیا اور اہلسنت سے ہٹ کر اہل حق سے کٹ کر مرتد ہوتے گئے اس سے اسلام و سنیت کی حقانیت مسلک سیدنا اعلیٰ حضرت کی صداقت پر کیا اثر پڑا؟ بہتوں کے ماں باپ دادا پردادا نیک صالح متقی پرہیزگار تھے اور اولاد زانی و بدکار ہوگئی بتاؤ اس سے دادا پردادا کی بزرگی اور تقدس و نیکی پر کیا اثر پڑا اسی طرح مولوی خلیل بجنوری کے فتوائے تکفیر سے انحراف اور کف لسان سے حسام الحرمین شریفین کی حقانیت و صداقت پر کیا اثر پڑ سکتا ہے؟

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھو

پاکستانی دیوبندیوں وہابیوں کے بقول ایک مولوی خلیل بجنوری منحرف ہو کر کف لسانی بن گیا تو آسمان سر پر اٹھا لیا اور اس کتاب انکشاف حق کو وحی آسمانی سمجھ کر سر پر اٹھائے پھرتے ہیں آیئے ہم دکھاتے ہیں کہ کتنے سرکردہ اور نامور حضرات جو اہل توہین کی پہلے تکفیر نہیں کرتے تھے اب وہ تکفیر کرتے ہیں اور حسام الحرمین کی تائید کرتے ہیں اور الحمدللہ سنی بریلوی رضوی بن گئے ہیں اور تکفیر مرتدین کے قائل ہوگئے ہیں۔

شیر بیشہ اہلسنّت مولانا حشمت علی خان : قادری رضوی لکھنوی قدس سرہ

العزیز اہلسنت کے جلیل اکابر علماء اور عظیم مناظرین میں سے تھے وہ لکھنؤ کے مدرسہ فرقانیہ میں مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کے مرید مولوی حافظ عبدالغفار سے پڑھتے تھے اور ان ہی دیوبندی وہابی حافظ عبدالغفار سے قرآن مجید حفظ کیا۔ فارسی میں آپ کے استاد مولوی حسین احمد لکھنوی دیوبندی تھے قرات میں آپ کے استاد قاری محمد صدیق بنگالی دیوبندی تھے۔ آپ کا استاد قاری نصیرالدین دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کا مرید تھا لیکن آپ نے جب سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کی عظیم تصنیف جلیل "تمہید ایمان" شریف ملاحظہ فرمائی تو بفضلہ تعالیٰ بدمذہبیت سے منحرف ہو کر سنی بریلوی صحیح قادری رضوی بن گئے اور ایمان و اسلام کی دولت کبریٰ نصیب ہوگئی۔ اور وہابیت دیوبندیت کی حمایت سے توبہ کرلی اور اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبادات پر تکفیر کے حکم شرعی کی نہ صرف تائید و حمایت فرمائی بلکہ "الصوارم الہندیہ" میں متحدہ ہندوستان کے سیکڑوں اکابر کی حسام الحرمین شریفین (تکفیر کے حکم شرعی) پر تائید و تصدیقات کا مجموعہ خود شائع فرمایا اور دیوبندیوں وہابیوں کے سیکڑوں اکابر اصاغرین سے مسلسل مناظرے کرکے ان کو شکست فاش دی۔ (دیکھو سوانح شیربیشہ سنت ص ۳۶ و ص ۳۷ و ص ۳۸ و ص ۳۹ و کتاب لاجواب الصوارم الہندیہ و مناظرہ ادری وغیرہ)

حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ : کو خود دیوبندی وہابی مصنفین مرتدین کی تکفیر کا منکر اور مسئلہ عدم تکفیر میں اپنا ہمنوا بتاتے ہیں دیکھو مطالعہ بریلویت مرتبہ مولوی خالد محمود مانچسٹروی دیوبندی فی الواقع وہ پہلے گستاخان رسول کی تکفیر کے قائل نہیں تھے پھر شہزادہ اعلیٰ حضرت سیدنا شیخ الانام حجتہ اسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ سے ان کی مسئلہ تکفیر پر پہلے خط و کتابت ہوئی اور پھر ملاقات اور گفتگو ہوئی حضرت مولانا معین الدین اجمیری سابق صدر مدرس مدرسہ جامعہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف ان کا بہت بڑا سہارا اور آڑ تھے لیکن شہزادہ اعلیٰ حضرت سیدنا حجتہ اسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب بریلی رحمتہ اللہ علیہ سے گفتگو کے نتیجہ میں وہ اکابر دیوبند کی تکفیر کے قائل اور حسام الحرمین کے

ہمنوا ہوگئے تھے حضرت مولانا معین الدین مدرس اجمیری کی اپنی تحریریں ملاحظہ ہوں۔ مولانا معین الدین صاحب لکھتے ہیں۔ "وعلیکم السلام۔ جوابا" عرض ہے کہ آپ اسلامی حسن و ظن کو پیش نظر رکھ کر خانہ فقیر پر تشریف لائیے ملاقات کا موقع دیجئے ...... رہے عقائد دیوبندیہ سو ان کا مجھ کو بالکل علم نہیں کہ کیا ہیں وجہ یہ ہے کہ ان کی کتابیں دیکھنے کا آج تک نہ موقع ملا نہ اس کا شوق نہ کتاب حسام الحرمین نظر سے گزری

فقیر معین الدین کان اللہ لہ'

۱۳ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ"

مولانا معین الدین کا یہ خط سیدنا امام حجتہ اسلام بریلوی قدس سرہ' کو پہنچا تو آپ نے فورا" تحریر فرمایا۔ حضرت حجتہ الاسلام بریلوی کا جواب۔ "جناب مولوی صاحب وسع اللہ مناقبہ و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ میں انشاء اللہ تعالیٰ کل بعد نماز جمعہ آسکوں گا مزید علم کے لئے بعض کتب مثل حسام الحرمین وغیرہ صبح کسی کے ہاتھ بھیج دیں گے تاکہ آپ اطمنان حاصل کرلیں۔........

الفقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہ'

۱۳ ربیع الاخر ۳۷ھ"

حضرت حجتہ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہ نے اکابر دیوبند کی کچھ گستاخانہ کتابیں اور رسالہ جلیلہ حسام الحرمین مولانا اجمیری صاحب کو بھیج دیا اور انہوں نے ملاقات قبل ہی فورا" تحریر فرما دیا

"جناب مولانا زاد مجدہ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ برائین قاطعہ کے قول شیطانی کو جس میں معاذاللہ حضور سرور عالم علی اللہ علیہ وسلم کے علم اکمل کے مقابلہ میں اپنے شیخ نجدی یعنی شیطان کے علم کو وسیع کیا ہے۔ دیکھ کر فقیر کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ یہ کلمات قطعا" کلمات کفر ہیں ان کا قائل کافر ہے باقی ہفوات اہل دیوبند کو بعد صحت کے انشاء اللہ تعالیٰ دیکھ کر فیصلہ کروں گا آپ (حجتہ الاسلام بریلوی) اگر بعد جمعہ حسب وعدہ تشریف لے آئیں تو اس وقت اس کے متعلق بسط

سے گفتگو ہو سکتی ہے۔ والسلام خیر ختام فقط۔

فقیر معین الدین کان اللہ لہ' ۱۴ ربیع الثانی ۷۳ھ

الحمد للہ سیدنا امام حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ کی مولانا معین الدین اجمیری سے ملاقات کے بعد اور اکابر دیوبند کی گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات دیکھ کر مولانا معین الدین اجمیری کا تردد ختم ہوگیا تھا۔ اور وہ تکفیر کے قائل ہوگئے تھے۔

نوٹ یہ اصل خطوط حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب اور مولانا معین الدین اجمیری کے حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قدس سرہ کے کتب خانہ میں محفوظ و موجود ہیں۔ (محدث اعظم پاکستان ص ۱۰۹ و ص ۱۱۰' جلد ۱)

صاحبزادہ سید فیض الحسن آلو مہار : دیوبندی وہابی مجلس احرار کی روح رواں تھے دیوبندی امیر شریعت مولوی عطاء اللہ بخاری اور دوسرے اکابر دیوبند کے ساتھ ان کے گہرے قریبی روابط و مراسم تھے یک جان دو قالب تھے اکابر دیوبند کو مسلمان جانتے تھے اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے بالاخر حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ کی برکت اور حضرت علامہ ابوداؤد مولانا الحاج محمد صادق صاحب نگران اعلیٰ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ کی محنت و کوشش سے ابوالکلام حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین آلومہار شریف بھی اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر ان کی تکفیر کرنے لگے اور فتاویٰ مبارکہ مجموعہ حسام الحرمین پر یوں تائید و تصدیق فرمائی۔

"۷۸۶، ۹۲ حسام الحرمین میں بیان کردہ جن فقرات کے مطابق اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ رحمتہ نے دیوبندی علماء کی تکفیر کی ہے میں (صاحبزادہ فیض الحسن) اس فتویٰ تکفیر کی پوری پوری تائید کرتا ہوں جو لوگ ایسے اعتقادات کے حامل ہوں جن سے شان رسالت کی ادنیٰ سی تنقیص بھی ہوتی ہو وہ قطعی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں الحمدللہ اس مسلک میں علماء اہلسنت و جماعت سے متفق ہوں۔"

فیض الحسن آلومہار شریف بحوالہ ۷-۹-۱۳۷۸ھ

حضرت مولانا علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ ۔۔۔ گوجرانوالہ کے ذریعہ صاجزادہ فیض الحسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے یہ تحریر حاصل کر کے پھر حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ نے ان سے مصافحہ و معانقہ فرمایا تھا اور اس سے قبل منڈی ڈھاباں سنگھ میں آپ نے صابزادہ فیض الحسن صاحب ملاقات اور مصافحہ سے انکار فرمادیا تھا۔

مولانا معین الدین نزہت مراد آبادی۔ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ کے والد ماجد تھے مگر بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کے مرید ہوگئے تھے اور میلاد شریف اور سلام و قیام کو برکت والا عمل بتایا مولانا معین الدین نزہت کو جب بتایا گیا مولوی قاسم نانوتوی وہابی تھے انہوں نے فرمایا میں کس طرح مانوں۔ جب موصوف کو فتاویٰ حسام الحرمین (فتوائے تکفیر اکابر دیوبند) دکھایا گیا اور مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس دکھائی گئی انہوں نے دونوں کی مطابقت کی تو مولوی نانوتوی کی بیعت فسق کردی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دست حق پرست پر بیعت کی اور تحریر فرمایا

پھرا ہوں میں اس گلی سے نزہت ہوں گمراہ جس میں شیخ و قاضی
رضائے احمد اسی میں سمجھوں کہ مجھ سے احمد رضا ہوں راضی

(حیات صدر الافاضل ص ۵ سواد اعظم جلد ۲ شمارہ نمبر ۲۴/ ۲۳)

حسام حرمین فتویٰ تکفیر دیکھ کر اس موافقت فرمائی اور آپ کی تربیت و فیض صحبت سے آپ کے صاجزادہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی کی انتہائی پر فریب کتاب "المھند" جو بزعم خود حسام الحرمین فتوائے تکفیر کا نام نہاد جواب ظاہر کی گئی تھی کا مدلل و محقق جواب التحقیقات لدفع التلبیسات تحریر فرمائی جس میں سیدنا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ اور اکابر علماء حرمین شرفین کے فتوائے تکفیر حسام الحرمین کی حقانیت و صداقت کا مضبوط دفاع فرمایا اور مشہور دیوبندی وہابی کتاب تقویۃ

الایمان کا رد وابطال اطیب البیان در تقویۃ الایمان کے نام سے شائع فرمایا۔

مولانا مفتی عبدالباری فرنگی محلی رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی بھی یہ لوگ بڑے فخر و ناز سے پیش کیا کرتے ہیں کہ وہ رسوم میں بریلوی عقیدوں کے باوجود تکفیر نہیں کرتے تھے خلافت کمیٹی میں تھے وغیرہ وغیرہ لیجئے مولانا فرنگی محلی علیہ رحمتہ کا اپنا بیان ملاحظہ ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے اللہ میں نے بہت سے گناہ دانستہ کئے اور بہت سے نادانستہ کئے سب کی توبہ میں کرتا ہوں اے اللہ میرا استغفار قبول فرما اے اللہ میں نے امور قولاً" و فعلاً"، تحریراً" و تقریراً" بھی کئے جن کو میں گناہ نہیں سمجھتا تھا مولوی احمد رضا خان صاحب نے ان کو کفر یا ضلال یا معصیت ٹھہرایا ان سب سے اور ان کے مانند سے محض مولوی صاحب (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا) پر اعتماد کرکے توبہ کرتا ہوں..... اے اللہ ترے حبیب کی محبت عظیم کا واسطہ مجھے بخش دے...... **"ملخصا"** فقیر محمد عبدالباری عفا اللہ عنہ۔ (اخبار "ہمدم" لکھنؤ۔ ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء)

شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی۔ رحمتہ اللہ علیہ کو نام نہاد انکشاف حق کے پاکستانی ایڈیشن میں ص ۱۱ پر تکفیر کا منکر اور اکبر دیوبند کا ممدوح قرار دیا ہے اس کا مفصل جواب ہم اسی کتاب میں دوسری جگہ اولیاء اہلسنت کی رائے کے ذیل میں دے چکے ہیں آیئے ہم حضرت خواجہ سیالوی صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے تکفیر ثابت کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ وعلی الہ واصحابہ علی من تبعہم باحسان الی یوم الدین اما بعد..... سنا گیا کہ بعض علماء اہلسنت نے فقیر کے اس فتوٰی کو اس وجہ سے ناپسند کیا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی کے رسالہ تحذیر الناس کی اس نوعیت کی عبارت پر علماء اہلسنت نے کفر کا فتوٰی دیا ہے......

تحذیر الناس میں کہیں بھی خاتم النبین کا معنی خاتم الانبیاء لانبی بعدہ، صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیا گیا.... لہٰذا احادیث صحیحہ سے انکار اور اجماع صحابہ سے فرار اور باقی امت کے متفق عقیدہ و اجماع سے تضاد قطعی طور پر ثابت ہے **ملخصا"** (دعوت فکر ص ۱۰۹ و ص ۱۱۰) یہ مفصل فتوٰی ہم نے اسی کتاب میں دوسری جگہ نقل کردیا ہے۔

صاجزادہ سید محمد حسین و پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری قدس سرہ کے متعلق انکشاف حق کے پاکستانی ایڈیشن کے ص ۱۲ پر یہ غلط تاثر دیا ہے، کہ وہ تکفیر کے قائل نہ تھے۔ اختصار مانع ہے لہٰذا حسام الحرمین کی تائید میں ان دونوں بزرگوں کا فتوٰی تکفیر پیش کیا جاتا ہے۔

فتوائے دربار علی پور شریف

"حسام الحرمین" کے فتاوٰی حق ہیں اور اہل اسلام کو ان کا ماننا ان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے جو شخص ان کو تسلیم نہیں کرتا وہ راہ راست سے دور ہے........**ملخصا"** (الصوارم الہندیہ ص ۹۱)

الراقم جماعت علی عفا اللہ عنہ۔ الجواب---- محمد حسین عفا اللہ عنہ علی پور سیداں۔

پیر کرم شاہ بھیرہ شریف پیر کرم شاہ فاضل جامعہ ازہری کے متعلق بھی ص ۱۴ پر انکشاف حق میں لکھا گیا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی کے تحذیر الناس کفریات کو عین ایمان و عین اسلام سمجھے تھے ہم بحوالہ ضیاء حرم اور بحوالہ ماہنامہ رضائے دارالسلام گوجرانوالہ پیر کرم شاہ بھیروی حسام الحرمین کی تائید میں اور بانی مدرسہ دیوبند نانوتوی صاحب کی کفریہ عبارات پر حکم تکفیر پر مشتمل ان کا مفصل بیان اولیاء اہلسنت کی رائے کے ذیل میں نقل کرچکے ہیں قارئین کرام اسی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

قاضی عبدالنبی کوکب لاہوری کے حوالہ سے پاکستان کے مشہور دیوبندی

مصنف مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے اپنی کتاب "عبارات اکابر" کے ص ۳۸ پر انکشاف حق کے پاکستانی ایڈیشن ص ۷ پر انکشاف حق کے پاکستانی ناشر طاہر محمود فیصل آبادی نے مولانا قاضی عبدالنبی کوکب کے بارے میں تکفیر کے حکم شرعی سے ان کا اختلاف ثابت کیا ہے۔ لیکن ہم قاضی کوکب مرحوم کا موقف تائید تکفیر بحوالہ جریدہ حمیدہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ ص ۹-۱۱ مفصل نقل کرچکے ہیں اور خود دیوبندی مصنف وقلمی مناظر مولوی سرفراز گھکڑوی دیوبندی بدیں الفاظ میں اعتراف کیا ہے کہ "ماہنامہ رسالہ رضائے مصطفیٰ میں سرپرستان رسالہ مذکور کے پیہم اصرار سے ان کی عبارت کی جو تاویل بلکہ تحریف ان (قاضی کوکب) سے کروائی گئی ہے"

(عبارات اکابر ص ۳۸ حاشیہ)

مولوی سرفراز دیوبندی کے اس اقرار سے ثابت ہوگیا کہ مولانا قاضی کوکب صاحب مرحوم بعد میں تکفیر کے قائل ہوگئے تھے۔

مولانا سعید احمد سابق دیوبندی "پاکستان میں دیوبندیوں کے مشہور مصنف و معروف مناظر نے خود اخبارات و رسائل اور پرسٹر کے ذریعہ اعلان کیا کہ میں ۲۵ سال دیوبندی مذہب میں رہ کر ان کے عقائد کی ترجمانی کرتا رہا ہوں آخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور محبوب دوعالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نگاہ کرم سے مولانا ابوالرضا محمد عبدالعزیز صاحب نوری کے ساتھ متنازعہ عبارات (تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان۔ تقویتہ الایمان وغیرہ) پر گفتگو ہوتی رہی ..... بالاخر مجھے یقین ہوچکا ہے کہ دیوبندیوں کی تمام عبارات کفریہ ہیں اور غلط ہیں میری جتنی بھی تصنیفات ہیں میں نے ان کو منسوخ کردیا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا پیغام حق محض عشق رسالت اور تحفظ ناموس رسالت کا پیغام ہے اعلیٰ حضرت کے خلاف علماء دیوبند کا پروپیگنڈا بالکل جھوٹ اور غلط ہے"

(پوسٹر شائع کردہ مولانا سعید احمد قادری و کتاب آئینہ نجد و دیوبند و ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ)

قارئین کرام مولانا سعید احمد قادری صدیق اکبر ٹاؤن نیویں آباد (دھلے) گوجرانوالہ پاکستان سے یہ پوسٹر منگوا سکتے ہیں۔

نوٹ : احباب اہلسنّت مولانا سید احمد قادری کو اپنے ہاں جلسوں میں بلوا کر دیوبندی گستاخانہ کفریہ عبادات کی دھجیاں اڑوا سکتے ہیں

ہمیں اختصار مانع ہے ورنہ ہم مشہور دیوبندی مولوی محمد احسن نانوتوی۔ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری۔ خود مولوی قاسم نانوتوی۔ مولوی اشرف علی تھانوی۔ مولوی عامر عثمانی مدیر "تجلی" دیوبند وغیرہ سے گستاخانہ دیوبندی عبارات کا کفریہ ہونا بحوالہ کتب ثابت کرسکتے ہیں ہمارے اس مضمون کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے کہ دیوبندیوں کو صرف ایک ایسا لائن سے اترا ہوا گمراہ مولوی خلیل بجنوری ملا ہے جو تکفیر سے منحرف ہوگیا لیکن یہاں ہمارے پاس کثیرالتعداد علماء ایسے ہیں جو پہلے تکفیر کے قائل نہیں تھے بعد میں روشن شواہد سامنے آنے پر وہ حسام الحرمین کی تائید و تصدیق کرنے لگے اور تکفیر کے قائل ہوگئے۔ مولیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے فرقہائے باطلہ کے ہر فتنہ و شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

سگ بارگاہ محدث اعظم پاکستان

خادم اہلسنّت الفقیر حسن علی الرضوی البریلوی غفرلہ انوار رضا میلسی ملتان ڈویژن

فہرست عنوانات عجائب انکشاف

عنوانات

عنوانات

—(۵)—

۷۸۶

پیش لفظ

از حضرت مولانا سید محمد حسینی صاحب سجادہ نشین خانقاہِ عالیہ شمسیہ رائچور (کرناٹک)

مدرس دار العلوم امجدیہ ناگپور

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

مولوی خلیل احمد خان صاحب بجنوری ثم بدایونی کی کتاب "انکشاف حق" عرصہ سے مارکیٹ میں آئی ہے کتاب کے مضامین اگرچہ انتہائی غیر ذمہ دارانہ تھے مگر ایک طبقہ نے اسے مختلف علاقوں میں اچھالنا شروع کیا جس سے دین میں بہت بڑے فتنہ کا اندیشہ تھا ابھی حال ہی میں جن لوگوں نے "اردو ٹائمز" بمبئی میں شائع کردہ اس مضمون کو دیکھا ہوگا جس میں مولوی خلیل احمد کے حوالہ سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی ستائش کے پردے میں دیوبندیوں کے کفریات کو اسلام و ایمان بنانے کا ذہن دیا گیا ہے وہ یہ اچھی طرح سمجھ لیں گے کہ مولوی خلیل احمد صاحب بجنوری بدایونی کی اس کتاب سے کس کس طرح گمراہ گری کی سازش کی جارہی ہے اور اس سے قبل کی گئی ہوگی چونکہ اس کتاب میں عمدۃ المحققین حضرت علامہ مولانا المفتی الشاہ غلام محمد خان صاحب قبلہ کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے اس لئے مختلف مقامات سے سوالات کئے گئے اگرچہ حضرت مفتی صاحب قبلہ مدظلہٗ العالی خود جواب کا عزم کئے ہوئے تھے مگر لوگوں کے اصرار نے جواب کی طرف خاص توجہ دینے پر مجبور کیا۔ چنانچہ حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ مدظلہٗ العالی نے زیر نظر کتاب "عجائب انکشاف" ترتیب دی جس کی پہلی جلد شائع کی جارہی ہے۔

مولوی خلیل احمد خانصاحب بجنوری بدایونی کیسے عالم ہیں انہوں نے اپنی اس کتاب "انکشاف حق" میں علم وعقل کے بجائے جہل وسفاہت کی کیسی نمائش کی ہے معنیٰ ومفہوم سمجھنے میں کتنے نااہل ہیں، استدلال ودلائل سے کسقدر ناواقف ہیں قرآن وحدیث ائمۂ دین فقہاء کرام، علماء ومشائخ وغیرہم پر کذب وبہتان دھرنے میں کتنے جری ہیں دیوبندیوں کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے اسلام وکفر کو ایک کرنے اور کفر کو ایمان بتانے کی کیسی کیسی کوششیں کی ہیں آپ عجائب انکشاف کے مطالعہ سے اچھی طرح معلوم کرلیں گے۔ مولوی خلیل احمد صاحب بجنوری بدایونی نے اپنی اس کتاب میں کیسی سنگین اور خطرناک غلطیاں کی ہیں جن سے مسلمان ہلاکت میں پڑسکتے ہیں انہیں عمدۃ المحققین حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کی تحریروں سے اور اپنے مستحکم دلائل سے واضح کردیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مطالعہ کے بعد خود ہی لوگ اچھی طرح سمجھ لیں گے۔

چونکہ طباعت میں عجلت کی گئی ہے اس لئے خاطر خواہ حسن طباعت کی طرف توجہ نہ ہوسکی اس کے باوجود کتاب "عجائب انکشاف" کی افادیت بکرمہ تعالےٰ پوری کی پوری برقرار ہے۔ مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کی کتاب "انکشاف حق" واقعی عجائب خانہ ہے اس لئے عجائب انکشاف کا مطالعہ قاری کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ فقط

سید محمد حسینی اشرفی

دارالعلوم امجدیہ گانجہ کھیت ناگپور

مہاراشٹرا

عجائبِ انکشاف

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین ۔

ہمارے سامنے مولوی خلیل احمد صاحب بجنوری بدایونی کی کتاب "انکشافِ حق" ہے۔ اس کتاب کو دیکھکر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جناب مصنف خود پر حکم کفر وارتداد سے اس قدر برافروختہ ہوئے ہیں کہ شدتِ غیظ وغضب میں آپ کے منہ سے نکلے ہوئے جھاگ کتاب کے صفحات پر پھیل کر رہ گئے ہیں۔ آپ نے اس کتاب میں کفر وارتداد کی نزاکتوں سے اعراض کرکے عالمانہ رنگ میں جہالتوں کی ایسی نمائش کی ہے جس سے مسلمان کفر وارتداد وضلالت وگمرہی میں گرفتار ہوجائیں یا شبہات میں پڑجائیں اسی لئے ہمیں یہ رسالہ "عجائب انکشاف" ترتیب دینا پڑا۔

مولوی خلیل احمد صاحب کی یہ کتاب کیسی عجائب خانہ ہے۔ اور خود آپ کیسی عجیب وغریب مخلوق ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس رسالے سے منکشف ہوجائیگا۔ خدا کرے یہ رسالہ عوام اہلسنت کی دینی حفاظت کے ساتھ مولوی خلیل احمد کی ہدایت کا سبب بنے۔

مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی

بجنور کے رہنے والے ہیں تقریباً پینتالیس سال سے بدایوں میں مقیم ہیں۔ اگرچہ آپ اپنی بدایوں کی زندگی میں اپنے علم وفضل کے ڈھاک

بٹھانے میں عجیب و غریب طریقے اختیار کئے ہوئے تھے مگر آپ اپنی یہ کتاب "انکشافِ حق" سے صاف کھل کر رہ گئے ہیں کہ آپ علم میں ناقص اور عقل میں بالکل چوپٹ ہیں۔ آپ کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد واضح ہوا کہ آپ نے بدایوں کی پینتالیس ۴۵ سالہ زندگی میں چار رنگ بدلے ہیں۔

پہلا رنگ

آپ نے اس رنگ میں خود کو کھرے، متشدد سنّی عالم و شیخ کی حیثیت سے نمائشی علم و فضل کے ساتھ اس طرح پیش کیا کہ خود اہلسنت آپ کو مسلمانوں کا ایک بڑا قابلِ اعتماد .... دینی پیشوا سمجھتے رہے۔

دوسرا رنگ

آپ کا یہ دوسرا رنگ انتہائی پُر فریب تھا۔ وہ اکابرِ علمار دیوبند جن کو آپ اپنے پہلے رنگ میں تقریری اور تحریری طور پر انتہائی تشدد سے دوسرے علمار اہلسنت سے آگے بڑھ بڑھ کر اس طرح کافر و مرتد کہتے رہے کہ معلوم یہ ہوتا تھا کہ ان دیوبندیوں کے کافر و مرتد ہونے کی جو باریکیاں اور تکفیر کے جو رموز اور نزاکتیں آپ پر کھلی ہیں ان کی ا۔ ب۔ سے بھی یہ بڑے بڑے علمار اہلسنت واقف نہیں ہیں اور گویا یہ علمار اہلسنت آپ ہی کی اتباع کرتے ہوئے ان دیوبندی مولویوں کو کافر و مرتد کہتے ہیں۔

ان علمار دیوبند کی آپ نے اس رنگ میں اس طرح تعریف و توصیف شروع کی کہ آپ کے ان علمار دیوبند کو کافر و مرتد نہ ماننے کا شبہ نہ ہو۔ اور ان دیوبندیوں کے علم و تقدس کی چھاپ عام اہلسنت کے ذہنوں پر بیٹھتی چلی جائے۔ یہی نہیں بلکہ آپ نے کچھ آگے بڑھ کر ان دیوبندیوں کی کفریہ عبارتوں کو معمولی غلطیوں سے تعبیر کرنا

شروع کیا۔ بدایوں کے اہلسنّت آپ کے پچھلے کھرے سنی بننے اور سنیت میں انتہائی شدت کی وجہ سے معترض تو نہ ہوئے۔ مگر مولوی خلیل احمد صاحب کے اس رنگ بدلنے پر حیران رہ گئے مگر ہوشیار ہو گئے کہ دال میں ضرور کچھ کالا معلوم ہوتا ہے۔

یہی وہ زمانہ تھا کہ سید العلمار حضرت مولانا سید آل مصطفیٰ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے ایک ملاقات کے بعد یہ فرمایا تھا کہ مولوی خلیل احمد صاحب چھپے ہوئے دیوبندی وہابی ہیں یا عنقریب دیوبندی بن جائیں گے۔ آخر یہی ہوا کہ آپ نے اپنا نقاب الٹ کر اپنی دیوبندیت و وہابیت کے اصل روپ کو دکھایا۔ یا آپ اپنے قول کے مطابق دل بدل کر دیوبندی بن گئے۔

تیسرا رنگ

اس رنگ میں آپ نے دیوبندیوں وہابیوں کی تعریف میں غلو کے ساتھ انہیں کافر و مرتد کہنے سے کفِ لسان کا اعلان کر دیا۔ اور ان کے گستاخانہ کفریہ اقوال میں اپنی طبع زاد خلافِ عقل و خلافِ شرع تاویلیں کرنی شروع کر دیں۔ اور ایسی دور کی کوڑی لائے جس سے خود دیوبندی بھی واقف نہ تھے۔

چنانچہ فرعون پر دیوبندیوں کو قیاس کرنا آپ کے اسی علم و فضل اور عقل و فرزانگی کا ایک حصہ ہے مگر حسام الحرمین کو ماننے اور اعلیٰ حضرت کی عقیدت اور دیوبندیوں کی گمراہی کا (حکم کفر، چھوڑ کر) اقرار کرتے رہے۔ (دیکھئے آپ کا خط)

بدایوں کے اہلسنت کے لئے مولوی خلیل احمد صاحب کا یہ رنگ بدلنا توقع کے مطابق تھا۔ مولوی خلیل احمد صاحب کے ان مدبرانہ رنگ بدلنے کے باوجود اہلسنت ان کے ہاتھ لگ کر دیوبندی نہ بن سکے۔ بلکہ بدایوں کے سنّیوں نے اپنے سنّی علمار کو اس حادثہ کی اطلاع دی۔ میں ان حالات سے بے خبر تھا اس لئے مجھ کو اس کا بھی علم نہیں کہ کس کس سنّی عالم نے کس کس وقت مولوی خلیل احمد صاحب سے کیا کیا گفتگو کی۔ البتہ ایک مرتبہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے عرس سے

فارغ ہو کر حضرت مولانا مفتی رضوان الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے اصرار پر حالات سے قطعی بے خبر اتفاقاً بدایوں پہنچا تو معلوم ہوا کہ علمار اہلسنت مولوی خلیل احمد صاحب سے ان کے کفِ لسان پر بات چیت کے لئے بدایوں آئے ہوئے ہیں۔ علمار کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ بات سامنے آئی کہ تصدیقِ حال کے لئے انتہائی متانت و سنجیدگی کے ساتھ مناظرانہ ڈھنگ سے الگ رہ کر گفتگو کی جائے گی۔ تاکہ مولوی خلیل احمد صاحب کی موجودہ کیفیت کا صحیح صحیح اندازہ لگایا جا سکے۔ چنانچہ طے شدہ وقت کے مطابق مجلس منعقد ہوئی۔ میں بھی اس مجلس میں حاضر ہوا۔ بات چیت کی ابتدا کرتے ہوئے سب سے پہلے حضرت مولانا مفتی رضوان الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہی مولوی خلیل احمد صاحب سے یہ پوچھا تھا کہ وہ دیوبندی علمار جن پر کفر و ارتداد کا حکم ہے۔ کیا آپ انہیں کافر و مرتد کہنے سے کفِ لسان کرنے لگے ہیں؟ جواب میں مولوی خلیل احمد صاحب نے بھری محفل میں علمار اہلسنت کے سامنے اپنے کفِ لسان کا اقرار کیا اور دلیل میں یہ کہا کہ جس طرح حضرت شیخ اکبر ابن عربی اور علامہ جامی وغیرہما نے فرعون کو کافر کہنے سے کفِ لسان کیا اسی طرح میں بھی ان دیوبندیوں کو کافر و مرتد کہنے سے زبان روک رہا ہوں۔ اور جب یہ بزرگانِ دین فرعون کو کافر کہنے سے زبان کو روک کر بھی خارج از اسلام نہ ہوئے بلکہ ملتِ اسلامیہ انہیں صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ اپنا امام و ولی مانتی ہے تو میں بھی دیوبندیوں کے بارے میں کفِ لسان سے خارج از اسلام نہیں ہو سکتا۔ مسلمان ہی رہونگا۔ کچھ اور موضوعات پر بھی بات چیت ہوئی۔ مگر وہ ہماری بحث سے خارج ہے۔
حضرت مولانا شمس الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مجلس میں قائد کی حیثیت سے تشریف فرما تھے۔ آپ نے سختی سے مجلس کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔

اور اخیر میں، میں نے کھڑے ہو کر اس خیال کا اظہار مجلس کے سامنے کیا کہ مولوی خلیل احمد صاحب کی کیفیت کا ہمیں یقین ہو گیا ہے اور خط و کتابت کے

ذریعہ اس معاملے کو حل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ناگپور واپس ہو کر میں نے ایک طویل خط مولوی خلیل احمد صاحب کو لکھ کر دلائل کے ذریعہ فہمائش کی (جو شریک اشاعت ہے ملاحظہ فرمائیں) جس کا اہم خلاصہ یہ ہے کہ :-

"فرعون کے اخیر وقت ایمان لے آنے کو خود قرآن حکیم نے ذکر کیا ہے جس کے بعد "آلآن" مذکور ہے۔ ان اکابر نے شبہ کا خیال فرمایا لیکن اکابرِ دیوبند نے کفر و ارتداد کے بعد توبہ کرنے اور پھر سے ایمان لانے کا کب اعلان کیا ہے یا کسی طرح ان کا رجوع و ایمان ثابت ہے کہ آپ ان دیوبندیوں کو فرعون پر قیاس کر کے کفِ لسان کر سکیں بلکہ یہ دیوبندی مولوی تو اخیر عمر تک اپنی ان کفریہ عبارتوں پر ڈٹے رہے۔ ان کے بعد بھی آج تک برابر ان کفریہ عبارتوں کو برقرار رکھ کر باطل تاویلیں چھاپ چھاپ کر شائع کی جا رہی ہیں۔ آج تک کسی دیوبندی نے فرعون کی طرح ان دیوبندی اکابر کی توبہ کا نشان تک نہیں دیا۔ چلئے آپ ہی اس کا کچھ پتہ دیجئے۔ مولوی خلیل احمد صاحب نے مجھکو ایک خط تو لکھا مگر اس میں سرے سے کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ان کے پاس کوئی جواب ہو سکتا ہے۔ اور جواب لائیں گے بھی کہاں سے جب کہ خود مولوی اشرف علی صاحب نے رجوع و توبہ کا انکار کر دیا ہے۔" پوری تفصیل خط و کتابت میں دیکھئے جو اس کتاب کے حصہ اوّل میں شائع کی جا رہی ہے۔

اس تیسرے رنگ میں مولوی خلیل احمد صاحب کا وہابیت کو اختیار کرنا مگر ساتھ ہی سنّت کو نامعقول طریقہ سے تھامنے کا اعلان نیز فرعون جیسی دلیلوں سے سہارا لینا ایسا تو نہ تھا کہ ان کا مقصد حاصل ہوتا بلکہ ان کے گلے کی چھچھوندر ثابت ہوا اور آخر انہیں صاف صاف چوتھا رنگ بدلنا ہی پڑا۔

چوتھا رنگ

آپ نے اہلسنت سے قطعی منہ موڑ کر اپنی اصل دیوبندیت و وہابیت کا کھلا اعلان کر دیا اور واضح

طور پر اکابرِ دیوبند کی کفریہ عبارتوں کو صحیح مان کر دیوبندیوں کی طرح باطل تاویلیں شروع کر دیں۔ چنانچہ اس چوتھے رنگ میں وہ خالص دیوبندی وہابی بن کر بدایوں میں علمار اہلسنت کے ساتھ ۱۴۰۱ھ میں پہلی بار مناظرہ بھی کر گئے۔ اس مناظرہ میں آپ نے اصل دیوبندیوں کی طرح ان کی کفریہ عبارتوں میں باطل تاویلیں کرنے پر پورا زور صرف کیا۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ مناظرہ سمیت ان کی ساری تدبیریں، محنتیں رائیگاں گئیں۔ اہلسنت آپ کے ہاتھ نہ لگ سکے۔ ان سے متنفر ہوگئے وہ سنّی جن پر آپ نے خاص طور پر ڈورے ڈالے تھے ان میں آپ سے شدید نفرت وحقارت پیدا ہوگئی۔

مناظرہ کے بعد ان کے مریدوں نے ان کی بیعت بھی توڑ دی جب مولوی خلیل احمد صاحب نے یہ دیکھا کہ ان کا کوئی جادو اہلسنت پر نہیں چل سکا تو انہوں نے "انکشافِ حق" لکھ ماری جس کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے۔

انکشافِ حق

مولوی خلیل احمد صاحب نے اس کتاب میں اپنے آپ کو ایک دل بدلو کی حیثیت سے پیش کیا ہے یعنی پہلے آپ کھرے سنّی تھے اور اب خالص دیوبندی وہابی بن گئے ہیں مگر اسی کے ساتھ اس کتاب میں یہ اشارات ضرور ملتے ہیں کہ آپ پرانے دیوبندی وہابی ہیں۔ اور اہلسنت کو فریب دیکر اغوار کرنے کے لئے سنّی بنے ہوئے تھے۔

اس کتاب میں آپ نے اپنے آپ کو جتانے کی کوشش کی ہے کہ آپ بہت بڑے عالم ہیں۔ خود کو اکابرِ علمار میں شمار کر کے دوسروں کی تحقیر وتذلیل وتجہیل کا آپ کا پرانا رنگ کتاب میں موجود ہے۔ آپ اپنی پرانی وابتدائی عادت کے مطابق مصنوعی طور پر اس کتاب میں قبر وحشر اور جہنم کے عذاب سے لرز رہے ہیں، خوفِ الٰہی آپ پر چھایا ہوا ہے اور آپ ان چیزوں کا واسطہ دے کر ان اہلسنّت کو وہابی بنانے پر زور مار رہے ہیں۔ جو آپ کے رنگ بدلنے کی

تدبیروں سے آپ کے جھانسے میں نہیں آسکے تھے۔ پھر آپ نے اپنے دل بدلنے کے جواز میں بہت زور وشور اور فخر سے ایسی احادیثِ کریمہ دائمہ دین وعلمار سلف وعلمار معاصرین کے اقوال وحالات پیش کئے ہیں جنہیں دیکھکر ایک معمولی پڑھا لکھا کم سوجھ بوجھ کا آدمی بھی جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے آپ کی عقل وفہم پر ماتم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پھر طرفہ تماشا یہ کہ آپ کو یہ شعور ہی نہ رہا کہ میرے سارے دلائل اہلسنت کے حق میں۔ اور میرے خلاف جارہے ہیں۔ مثال ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث شریف

آپ نے اپنی کتاب "انکشافِ حق" کے صفحہ ۸۲ پر مقالہ ۳ کے تحت تکفیرِ مسلم کی سنگینی اور خطرناکی کا ذکر کرتے ہوئے کھلے الفاظ میں دعویٰ کیا ہے۔

"احادیثِ صحیحہ میں ہے مسلمانوں کو کافر کہنے والوں پر کفر لوٹ آتا ہے۔" (انکشافِ حق ص ۸۲) اور دلیل میں بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث پاک نقل کر کے آپ نے جو ترجمہ کیا ہے وہ یہ ہے۔

ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما۔

یعنی جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے پس بیشک لوٹتا ہے اس کلمۂ کفر کے ساتھ ایک دونوں میں کا۔

پھر خود ہی آگے متصلاً اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا ہے۔

"یعنی جس کو کافر کہا گیا اگر وہ واقعی کافر ہے تو اس پر یہ حکم ہوگا۔ اور اگر وہ ایسا نہیں ہے تو اس کہنے والے پر یہ حکم ہوگا۔ (انکشاف ص ۸۲)

ان اکبر علمار دیوبند مولوی خلیل احمد صاحب سے کوئی پوچھے کہ آپ نے اڑان تو اتنی اونچی بھری تھی کہ تکفیرِ مسلم کی خطرناکی اور سنگینی کی ہائے ہائے میں آپ نے یہاں تک کہہ دیا کہ "مسلمانوں کو کافر کہنے والے پر کفر لوٹ آتا ہے۔"

اور اسی برتے پر آپ کفِ لسان بھی کر رہے ہیں اور دلیل میں آپ اتنے نیچے گرے کہ ساری سنگینی و خطرناکی ختم اور کفر کے اُلٹے لوٹ جانے کا اطلاق دھرا رہ گیا اور آپ نے خود ہی فیصلہ کر دیا کہ :-

" اگر وہ واقعی کافر ہے تو اس پر یہ حکم ہوگا۔"

یہی اہلسنت کا مسلک ہے اور آپ نے اپنے ہی بیان کردہ اس مسلک سے اعراض کر کے کفِ لسان کیا ہے۔

کیوں جناب! کچھ کھلی آنکھیں یہ یاد رکھئے کہ یہ دل بدلنے یعنی سنّی سے وہابی بن جانے کا تحقیقی ڈھنگ قطعاً نہیں ہے یہ تو کسی پرانے دیوبندی وہابی ہی کا طور و طریق ہے۔ جو استدلال کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا۔ نہ اسے یہ ہی ہوش کہ یہ دلائل اہلسنت کے حق میں جا رہے ہیں۔

اقوال یہی حال مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کے نقل کردہ اقوال کا ہے کہ آپ کو اقوال کے دونوں جانب کا شعور ہی نہیں رہا۔ آپ نے اپنے "کفِ لسان" کی دلیل میں ان اقوال کو پیش تو کیا مگر یہ تمیز ہی نہیں کہ خود یہ اقوال آپ کے کفِ لسان کے پرخچے اُڑا رہے ہیں۔ مثلاً آپ نے اسی انکشاف حق صـ۹۰ پر امام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک فتویٰ نقل کر کے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے۔

"یعنی جان تو اے بھائی! اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو توفیق عطا فرمائے "مسلمان کو کافر کہنے پر اقدام بڑی دشوار چیز ہے ..... (الیٰ قولہ) ہاں اگر وہ نصِ صریح غیر محتمل التاویل کی عناداً یا جحوداً مخالفت کرے تو ضرور حکم کفر ہوگا۔ (انکشاف صـ۹۱ تا ۹۲)

امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ کا آخری قول پکار کر کہہ رہا ہے کہ خبردار، نصوص صریح غیر محتمل التاویل پر ہرگز ہرگز کفِ لسان نہیں کیا جائے گا مگر مولوی خلیل احمد صاحب کی ضد یہی ہے کہ خواہ کچھ ہو امام تقی الدین سبکی اخیر میں کچھ بھی کہتے رہیں۔

استثنا کرتے رہیں چونکہ امام موصوف ابتداءً فرما چکے ہیں کہ :-

"مسلمان کو کافر کہنے پر اقدام بڑی دشوار چیز ہے۔" اس لئے میں تو ہر صورت میں کفِ لسان ہی کروں گا۔

معاصرین مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنے کفِ لسان کی دلیلوں میں بعض ایسے علماء کو بھی پیش کیا ہے جو اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کے ہم زمانہ تھے اور آپ نے یہ ہوس دکھائی ہے کہ گمان اور گالیوں پر تکفیر کی بنیاد رکھی جائے۔ اور ان بدگمان اور رنگیلے مردوں اور عورتوں کی طرح جو گمان ہی گمان اور گالیوں پر بڑے بڑے فتنے جگاتے ہیں۔ آپ طمع کر رہے ہیں کہ علماء سے لے کر عوام تک دنیا بھر میں کفر کی آگ بھڑکائی جائے۔ علم و فضل کے دعویٰ کے ساتھ مولوی خلیل احمد صاحب کا یہ انداز انتہائی افسوسناک اور چھچھورا پن ہے۔ مثلاً آپ تلملا رہے ہیں کہ ہائے میرے کفِ لسان پر مجھکو تو کافر و مرتد کہہ دیا گیا مگر یہ علماء اہلسنت مولوی نذیر احمد صاحب اور مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی کو کافر و مرتد نہیں کہتے۔ حالانکہ حسام الحرمین کی رو سے یہ دونوں کافر و مرتد ہونے سے نہیں بچتے۔ (دیکھئے انکشاف صـ۱۷۵ مقالہ ۱۶)

مگر مولوی خلیل احمد صاحب اپنی کتاب "انکشاف" میں یہ نہیں بتا سکے اور نہ اب بھی قیامت تک بتا سکتے ہیں کہ مولوی نذیر احمد صاحب اور مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی نے کہیں یہ لکھا ہو کہ ہم نے چاروں دیوبندیوں کی ان عبارتوں کو دیکھا اور سمجھا ہے جن پر حسام الحرمین میں کفر کا حکم لگایا گیا ہے ان پر کفر کا حکم ہی غلط ہے یا ان تاویلات کی وجہ سے ہم حسام الحرمین کے حکم سے کفِ لسان کر رہے ہیں۔

مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی اور ان کے ہم گمان حمایتی ماتم کریں یا نہ کریں، روئیں یا نہ روئیں۔ مگر ناظرین مولوی خلیل احمد صاحب کے وہمی انداز استدلال پر ان کی فہم و فراست، عقل و دانش کا دلچسپ تماشا ضرور دیکھ لیں۔ جن پر ان کے

کفِ لسان کی بنیاد ہے۔

انکشافِ حق کے صفحہ ۱۷۵ مقالہ ۱۶ پر مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے مولوی نذیر احمد صاحب مدرس مدرسہ طیبہ احمد آباد (گجرات) کا ذکر کرتے ہوئے ان کی کتاب "بوارق لامعہ" سے ایک عبارت نقل کی ہے۔ پہلے اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے آپ لکھتے ہیں ——— "یہ کتاب ۱۳۱۰ھ میں بمبئی مطبع دت پرشاد سے شائع ہوئی ہے یعنی حسام الحرمین سے پندرہ سال پہلے۔" (انکشاف ص۱۷۵) اس کے بعد مولوی خلیل احمد صاحب اپنے مطلب کی خصوصی عبارت کو "بوارق لامعہ" سے نقل کرتے ہیں۔

"مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم نے دیوبند کے مدرسہ کی تعمیر فرمائی اہلِ اسلام کو علمِ دین کی راہ بتلائی۔ کہیں یہ شخص نافہمی سے عقائدِ فاسدہ اور اعمال کاسدہ ظاہر کرتے ہوئے اس کو درہم برہم نہ کرڈالے۔"
(انکشاف ص۱۷۵ ماخوذ از بوارق لامعہ)

اس عبارت پر غور وخوض کی درخواست کرتے ہوئے مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنی غرض وغایت کو یوں بیان کیا ہے۔

"صاف طور سے روشن ہے کہ وہ (یعنی مولوی نذیر احمد صاحب) مولوی محمد قاسم صاحب کو مسلمان مانتے ہیں اور مسلمانوں کا رہبر، کافر ومرتد نہیں مانتے۔"
(انکشاف ص۱۷۵ ——— پھر اسی غرض کا ٹیپ کا بند لکھا ہے۔

"حسام الحرمین کے بتائے ہوئے احکام سے قطعاً متفق نہیں۔ کیا حسام الحرمین کی رو سے مولوی نذیر احمد صاحب مسلمان باقی رہے۔"
(انکشاف ص۱۷۵)

مولوی خلیل احمد صاحب کا مقصد یہ ہے کہ علماء اہلسنت مولوی نذیر احمد صاحب کو کافر ومرتد کیوں نہیں کہتے حالانکہ مولوی نذیر احمد صاحب نے مولوی

قاسم نانوتوی کی تعریف ہی کی ہے۔ انہیں مسلمانوں اور دین کا رہبر ہی بتایا ہے۔ جب کہ حسام الحرمین کا مولوی قاسم نانوتوی پر یہ حکم ہے کہ وہ اپنی صریح کفری عبارتوں کی وجہ سے کافر ومرتد ہے اور جو اسے کافر ومرتد نہ مانے وہ بھی کافر ومرتد ہے۔ حسام الحرمین کے حکم کے مطابق مولوی نذیر احمد صاحب کو کافر ومرتد ہو جانا چاہئے۔ اس لئے کہ انہوں نے حسام الحرمین کے بتائے ہوئے حکم کو تسلیم نہیں کیا اور مولوی قاسم نانوتوی کو کافر ومرتد نہیں مانا۔ اور جب اہلسنت مولوی نذیر احمد خاں کو کافر و مرتد نہیں مانتے تو اس بات پر کہ میں مولوی قاسم نانوتوی وغیرہ کو کافر ومرتد کہنے سے کفِ لسان کرتا ہوں۔ اہلسنت مجھ کو (یعنی مولوی خلیل احمد صاحب کو) بھی کافر و مرتد نہیں کہہ سکتے۔

مگر یہ ساری اقوال سازیوں اور باتیں بنانے میں مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کو یہ ہوش ہی نہیں رہا کہ میں تو اپنی اسی کتاب "انکشاف" کے اسی صفحہ ۱۷۵ پر اسی بحث میں یہ اعتراف کر چکا ہوں۔

"مولوی نذیر احمد خاں صاحب نے اپنی کتاب بوارق لامعہ (جس میں مولوی قاسم نانوتوی کی تعریف ہے) حسام الحرمین سے پندرہ سال پہلے ہی لکھی ہے۔"

نہ آپ کو یہ پرواہ کہ دنیا مجھ کو کتنا بڑا فریبی سمجھے گی کہ کیا مولوی خلیل احمد صاحب نے کوئی خواب دیکھ لیا تھا جس سے آپ پر یہ روشن ہوا کہ مولوی نذیر احمد صاحب پر پندرہ سال پہلے ہی الہام ہو چکا تھا کہ حسام الحرمین نامی ایک کتاب پندرہ سال بعد لکھی جانے والی ہے۔ جس میں مولوی قاسم نانوتوی وغیرہ کو ان کے کفریات پر کافر ومرتد کہا جائے گا لہٰذا میں پہلے ہی مولوی قاسم نانوتوی کی تعریف کر جاؤں۔ ان کو مسلمان بلکہ دین کا رہبر بنا جاؤں۔ تاکہ اگر واقعی ان کا کفر وارتداد ۱۰-۱۵ سال بعد ظاہر بھی ہو جائے تو میری کتاب "بوارق لامعہ" کی یہ تحریر مولوی قاسم نانوتوی کے کفر وارتداد کو اٹھا دے۔ اور مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی جیسے اکبر علماء کے کفِ لسان

پر دلیل قاہر بن جائے۔ اب ان عقل کے مارے اکبر علماء دیوبند مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کو کون سمجھائے کہ حسام الحرمین کا حکم تو ان پر ہوگا جن کو حسام الحرمین نے ان کفریہ عبارتوں کی طرف متوجہ کرکے کفر وارتداد کا حکم پہنچایا ہو یا لوگ خود ہی یقینی طور پر ان عبارتوں کے کفریات پر مطلع ہو گئے ہوں۔ اور پھر ان عبارتوں کے لکھنے والوں کو مسلمان مانتے ہوں۔

مولوی نذیر احمد صاحب حسام الحرمین کے وجود میں آنے سے پندرہ سال پہلے ہی یقینی طور پر حسام الحرمین سے کیسے خبردار ہو گئے اور دیوبندیوں کی کفریہ عبارتوں کی اطلاع انہیں پندرہ برس پہلے کیسے ہوگئی۔ جو مولوی خلیل احمد صاحب "انکشاف" میں بڑے زور و شور سے یہ لکھ گئے کہ مولوی نذیر احمد صاحب حسام الحرمین کے حکم کو نہیں مانتے ہیں۔ پھر مولوی نذیر احمد صاحب کے نہ ماننے کی یقینی اطلاع۔ مولوی خلیل احمد صاحب کو کہاں سے مل گئی۔ کہیں مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی عالم برزخ میں مولوی نذیر احمد خاں صاحب سے ملاقات تو نہیں کر آئے ہیں؟ یا عالم روحانیت کے راز و نیاز تو آپ پر منکشف نہیں ہو رہے ہیں۔ حاصل یہ کہ مولوی نذیر احمد صاحب حسام الحرمین کے وجود سے ۱۵ رسال پہلے ہی حسام الحرمین کا رد لکھ گئے۔ یہ تو کسی مجنوں پاگل ہی کی بڑ ہو سکتی ہے۔ اور مولوی قاسم نانوتوی کی کفریہ عبارت سے مولوی نذیر احمد صاحب کے قطعی ویقینی مطلع ہونے پر خود مولوی خلیل احمد صاحب کی پیش کردہ عبارتوں میں بلکہ کہیں کوئی دلیل نہیں تو پھر "بوارق لامعہ" سے ان عبارتوں کا پیش کرنا مولوی خلیل احمد صاحب کی نری جہالت ہی ٹھہری۔

یہی حرکتیں مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی کے ساتھ کی ہیں۔ دیکھئے انکشاف حق ص۱۷۶ اس مضمون سے متصل جس میں مولوی خلیل احمد صاحب نے لکھا ہے کہ مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی بھی مسلمان باقی نہ رہے کافر ومرتد ہو گئے۔

یہ سراپا ہوش و خرد مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی شاید اپنے مطلب کے لئے دانستہ اس سے بے ہوش ہو گئے کہ مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی کی وفات تو ۱۳۰۴ھ میں ہی ہوگئی۔ حسام الحرمین جو آپ کے مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی کے بیس سال بعد شائع ہوئی۔ اس سے مولوی عبدالحئی صاحب کیسے یقینی طور پر آگاہ ہو گئے کہ پیشگی ہی پیشگی مولوی قاسم نانوتوی کو کفر و ارتداد سے بچانے کی فکر ہوگئی۔ اور مولوی خلیل احمد پر ایک سو سال بعد یہ القا بھی کر دیا کہ مولوی قاسم نانوتوی پر کفر وارتداد کا حکم غلط ہے۔ میں خود بھی انہیں مسلمان مانتا ہوں۔ لہٰذا اے صاحب انکشاف! تم بتدریج دھیرے دھیرے سنّی سے وہابی بن جاؤ۔ ورنہ مولوی خلیل احمد بدایونی کو کس طرح یقینی اطلاع ملی۔ جو آپ مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی کو کافر بنانے پر اس لئے تلے ہوئے ہیں کہ آپ خود کفر وارتداد سے بچ جائیں۔ مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی خود اپنی یقینی اطلاع کی کوئی دلیل شرعی اپنی وفات تک نہیں دے سکتے نہ قیامت تک۔ مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی اور مولوی نذیر احمد صاحب کی کوئی ایسی تحریر دکھا سکتے ہیں جس میں انہوں نے مولوی قاسم نانوتوی کی کفریہ عبارت پر بحث کرکے انہیں کفر وارتداد سے بری قرار دیا ہو یا ان کے اقوال کی تاویلات بیان کی ہوں۔ شرعی حکم اور دینی دیانت کا تقاضا صرف اس قدر ہے کہ مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی اور مولوی نذیر احمد صاحب کے بارے میں عدم اطلاع یا عدمِ اطلاع یقینی تسلیم کیا جائے۔ اور عدم اطلاع عدمِ وجود کو مستلزم نہیں۔ مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کے پاس سوائے آئیں بائیں جھانکنے کے اطلاع یقینی پر کوئی دلیل نہیں۔ مولوی عبدالحئی صاحب اور مولوی نذیر احمد صاحب کو پیش کرنے میں اسی اطلاعِ یقینی کو ثابت کرنے کی ضرورت تھی اور یہ بیچارے مولوی خلیل احمد صاحب ثابت ہی نہیں کر سکے۔ نہ ہی مرنے تک ثابت کر سکتے ہیں۔ رہا مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی اور مولوی

نذیر احمد صاحب کا مولوی قاسم نانوتوی کو مسلمان سمجھنا تو مولوی عبد الحئی صاحب لکھنوی اور مولوی نذیر احمد صاحب تو ایک طرف خود اعلیٰ حضرت امام بریلوی سے قدس سرہٗ مولوی عبد الحئی صاحب کی وفات ۱۳۰۴ھ کے بعد ۱۳۲۰ھ تک تقریباً سولہ سال اور مولوی نذیر احمد صاحب کی بوارق لامعہ کے بعد تقریباً گیارہ سال تک ان چاروں دیو بندیوں کو مسلمان ہی سمجھتے رہے۔ برسوں خود اعلیٰ حضرت بریلوی ان کی کفریہ عبارتوں سے آگاہ نہ تھے۔ اس نظر نہ پڑنے یا قطعیت کیساتھ اطلاع نہ ہونے سے یہ ہرگز نہیں مانا جائے گا کہ ان دیو بندیوں کی کتابوں میں یہ کفریہ عبارتیں موجود ہی نہیں تھیں۔ مولوی خلیل احمد صاحب کا یہ گمان کہ ضرور انہیں اطلاع تھی قطعاً بے دلیل اور خبط اور اس پر اتنا بڑا حکم لگا دینا شرعی احکام سے جہالت یا اعراض و بے پرواہی کی ایسی حرکت ہے جو صرف اپنے آپ کو کفر و ارتداد کے حکم سے بچانے کے لئے کی گئی ہے۔

مولوی خلیل احمد صاحب جس فاضلانہ وہمی لائن کو باندھنا چاہتے ہیں اس پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے۔ مولوی خلیل احمد صاحب کا گمان یہ ہے کہ مولوی عبد الحئی صاحب لکھنوی اور مولوی نذیر احمد صاحب نے مولوی قاسم نانوتوی کی اس کتاب کو ضرور دیکھا ہوگا۔ جس میں کفریہ عبارت ہے اور اس کفریہ عبارت کو اچھی طرح غور سے پڑھا ہوگا۔ اور سمجھا ہوگا۔ پورا پورا تجزیہ کیا ہوگا۔ اس میں کوئی کفر و ارتداد نہ پایا گیا ہوگا یا اس میں تاویلات کی گنجائش نظر آئی ہوگی اسی لئے انہوں نے کفر و ارتداد کا حکم نہیں لگایا ہوگا۔ جب ہی تو ان دونوں کی کسی کتاب میں کہیں کفر و ارتداد کا کوئی حکم نظر نہیں آتا۔ جی ہاں! اور نہ اس عبارت پر کوئی بحث ملتی ہے۔ یہ ہے آپ کے گمان کی لائن اور یہ سب لغویات اور احمقانہ اوہام ہیں جن پر آپ کے کفِ لسان کی بنیاد ہے۔ ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

نیز مولوی خلیل احمد صاحب کا یہ وہم و گمان ہے کہ اس انداز پر انہوں نے حسام الحرمین کے ذریعہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر و مرتد بنانے کا چھچھوراپن کیا ہے۔

بحمدہ تعالیٰ حسام الحرمین اور علمار اہلسنت تکفیر کے اس اتہام سے بری ہیں۔ خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ نے جب تک کفر و ارتداد روز روشن کی طرح ظاہر نہیں ہو گیا کہ اس میں احتمال و تاویل کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ ہرگز ہرگز کفر و ارتداد کا حکم نہیں بیان فرمایا جس کا اعتراف خود مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنی کتاب (انکشاف) میں کیا ہے۔ علمار اہلسنت محض وہم و گمان پر کافر و مرتد نہیں بتاتے پھرتے ہیں۔ جہاں شرعاً کفریات دیکھتے ہیں تنبیہات سوالات، ایرادات کے ذریعہ شریعتِ مطہرہ کی عزت و حرمت اور مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کا ضرور لحاظ فرماتے ہیں جن کو یہ اکبر علمار دیوبند مولوی خلیل احمد صاحب اپنے بہت ہی وسیع علم اور اپنی بہت ہی موٹی عقل نیز بہت بڑی قوتِ تمیز سے عین حکم کفر و ارتداد سمجھ بیٹھے ہیں۔ جس کی بحث انشار اللہ تعالیٰ آپ کی کتاب (انکشاف) کے رد میں آتی ہے وہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ مولوی خلیل احمد صاحب نے مسلمانوں میں پھوٹ کی اپنی زبردست ہائے ہائے دکھا کر خود مسلمانوں اور اہلسنت میں پھوٹ ڈالنے اور انہیں آپس میں لڑانے کا کیسا رول ادا کیا ہے۔ یہ بھی کھل جائے گا کہ

"سدّ الفرار" اور "ستّر باادب سوالات" جیسی کتابیں کیا ہیں اور مولوی خلیل احمد صاحب اپنی وہابیت آمیز معاندانہ حرکتوں سے انہیں اپنے غلط مفہومات کے ساتھ پیش کر کے کس طرح مسلمانوں میں باہمی دشمنی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں۔ اور ان کتابوں سے آپ اپنے کفِ لسان پر کتنے باطل استدلال اور فاسد قیاس کی ہوس خام رکھتے ہیں۔

ہاں مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی پر کفر و ارتداد کا حکم کسی وہم وگمان پر نہیں بلکہ یقین پر مبنی ہے اس لئے کہ وہ دین بدلنے کے اعلان سے پہلے بھی ان عبارتوں پر یقینی اطلاع رکھتے تھے۔ اور علماء اہلسنت سے بہت آگے بڑھ بڑھ کر ان کفریہ عبارتوں پر انتہائی شدت کے ساتھ حکم کفر لگاتے تھے اور دل بدل کر وہابی بن جانے کے بعد بھی وہ وہابیوں دیوبندیوں سے کئی قدم آگے رہ کر ان کفریہ عبارتوں پر مناظرہ کر گئے ہیں اور اب تو اپنی کتاب "انکشاف" میں آپ صاف بے پردہ آگئے ہیں اور ان کفریہ عبارتوں کی باطل تاویلوں اور فاسد قیاس میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے۔ مولوی خلیل احمد بدایونی کے ان تمام حالات پر علماء اہلسنت اور بدایوں اور باہر کے عام سنی یقینی اطلاع رکھتے ہیں۔ اسی لئے مولوی خلیل احمد صاحب کے کافر و مرتد ہو جانے میں اصلاً کوئی شبہ باقی نہیں رہا ہے۔ ان کے علاوہ مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے دوسرے غلط استدلال، علماء اہلسنت کی معاندانہ تحقیر و تذلیل، اپنے تبحر علمی و عقلی اور اپنی اور دوسروں کی تیکھی عبارتوں پھبتیوں گالیوں پر جو اپنے کفِ لسان کی پُر فریب بنیاد رکھی ہے بلکہ خالص دیوبندی بن کر اصلی دیوبندیوں کی طرح ان چاروں دیوبندیوں کی جو اصلاح وصفائی کی ہے، انہیں بھی آپ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے جواب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔"

ملا انکشاف کا فریب اور خط وکتابت کی اشاعت

ملا خلیل احمد بدایونی نے اپنے رنگ بدلنے میں جو فریب کاریاں بدایوں کے اہلسنت کے ساتھ کی ہیں وہ اپنی جگہ۔ عادت کے مطابق علامہ کفِ لسان نے اپنی کتاب انکشاف حق لکھنے میں بھی جو کذب وافتراء، کید و فریب کھلے طور پر اختیار کیا ہے اسے ناظرین ہمارے جواب میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ اس کتاب میں ملا انکشاف کے کچھ دھوکے جھوٹ اور بہتان ایسے ہیں جن کو خط وکتابت کے سامنے آجانے کی صورت میں

اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے۔

اعلیحضرت امام بریلوی قدس سرہ کی ذات، حسام الحرمین، دیوبندیوں کے بارے میں خیالات، مناظرۂ بدایوں وغیرہ ایسے امور ہیں جن کے بارے میں ملا انکشاف کی عجیب حرکتیں معلوم کرنے کے لئے خط وکتابت کا مطالعہ میں آجانا ضروری ہے۔ اسلئے ہم مولوی خلیل احمد صاحب کیساتھ اپنی خط وکتابت کو شائع کر رہے ہیں۔

خط وکتابت کی نقل کے ساتھ ہم حاشیہ پر کچھ اشارات بھی پیش کریں گے۔

نوٹ "انکشاف" لکھکر مولوی خلیل احمد صاحب کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ متعلقہ افراد کے پاس یہ کتاب بھیجتے یا انہیں اطلاع دیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ حالانکہ مولوی خلیل احمد صاحب نے مجھ پر حملے کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے اور آخرت کی ہولناکیوں سے لرزتے ہوئے تکفیر سے کفِ لسان کے مسلک کے باوجود مجھکو مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ شمار کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے۔ (دیکھئے انکشاف ص۵۲)

اب دو ہی باتیں ہیں یا تو مولوی خلیل احمد صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح مجھ پر بھی کفر و ارتداد کا حکم رکھتے ہوں یا اپنے کفِ لسان کے مسلک پر مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی معمولی خطاکار، مسلمان ہی مانتے ہوں۔ بہرحال ان پر فرض تھا کہ وہ مجھ کو اور جن جن پر ان کے اعتراضات تھے ان سب کو اپنے اعتراضات سے باخبر کر دیتے۔ مگر علم وفضل فہم وعقل میں نقصان کے ساتھ نقصِ اخلاق کی بیماری تعجب خیز نہیں ہے۔

خداوند قدوس بھلا کرے احباب بدایوں کا جنہوں نے یہ کتاب "انکشاف حق" میرے پاس بھیجدی۔ مگر افسوس کہ میری آنکھ کے موتیابند اسکے آپریشن اور اسکے اثرات کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوگئی۔ جواب کو دو جلدوں میں تقسیم کرکے پہلی جلد پریس کو دیجارہی ہے۔ فقط

غلام محمد خاں غفرلہ — دارالعلوم امجدیہ گانجہ کھیت ناگپور

حسام الحرمین کے حکم سے کفِ لسان پر ایک اہم خط بنام مولوی خلیل احمد صاحب

(فرعون وغیرہ کی اہم بحث)

منجانب غلام محمد خاں غفرلہ۔ دار العلوم امجدیہ گانجہ کھیت ناگپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ تعالیٰ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

جناب مولوی خلیل احمد صاحب (بدایوں) بعد ما ہو المسنون۔

عرس اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے بعد ۲۶ صفر ۱۴۰۰ھ کو اتفاقیہ میں حضرت مولانا مفتی محمد رضوان الرحمٰن صاحب کیساتھ بدایوں حاضر ہوا اور اسی روز بعد نمازِ ظہر علماءِ اہلسنت کے ساتھ آپ کی مجالست ہوئی جس میں آپ نے اکابرِ دیوبند پر حکم کفر کے بارے میں اپنے خیال کا اظہار فرمایا۔ اس میں شک نہیں کہ اس مجلس کی ناتمامی ٹھیک نہ تھی۔ حضرت مولانا شمس الدین صاحب مدظلہ العالی کا اپنے دعووں کے باوجود اس محفل کو ناتمام ختم فرما دینا اگرچہ حاضرین نے اچھا نہ سمجھا اور نہ ہم نے اسے مناسب جانا مگر حضرت مولانا شمس الدین صاحب نے بہت دور اندیشی سے کام لیا جو قطعاً حالات کے مطابق اور صحیح تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ بات چند گھنٹوں یا چند روز کی نہ تھی۔ بحث کا رخ کسی اور مطالعہ اور تحقیق کا تقاضا کر رہا تھا۔ حضرت مفتیٔ اندور مدظلہ العالی آپ کے پیغام کے بعد اگر دو گھنٹے نہیں دو دن رک جاتے تو نتیجہ کچھ نہ نکلتا۔ اور بات پھر کسی دوسرے وقت طویل مجالست یا تحریری مباحثہ پر آجاتی اور ان دو گھنٹوں یا دو دن کے بعد واپس ہونا لوگوں کو اس سے زیادہ غلط فہمی میں ڈال دیتا جو ان کی سخت گمراہی کا سبب ہوتا۔ یوں بھی ہم نے لوگوں کی زبانی اپنے کانوں

سے سنا ہے کہ حضرت مجاہدِ ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم القدسیہ، حضرت مولانا مشاہد رضا خانصاحب، حضرت مولانا اختر رضا خانصاحب آپ کے مقابلہ سے بھاگ گئے ہیں اور بعد میں یہ بھی سن لیا کہ مولانا شمس الدین صاحب اور مفتی رضوان الرحمٰن صاحب بھی پہلو تہی کر کے نکل گئے اور اب مولانا خلیل احمد صاحب کے مقابلہ پر کوئی نہیں ہے۔

لوگ جو خیال رکھیں، رکھیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہم کسی اکھاڑے میں مقابلہ کی نیت ہرگز نہیں رکھتے۔ ہماری نیت خالص یہ ہے کہ بندگانِ خدا ضلالت و گمرہی سے بچ جائیں۔ ان کا اختلاف و انتشار دور ہو جائے اور اسی لئے ہم آپ سے مراسلت کے ذریعہ ان معاملات کو طے کرنے کی کوشش کریں گے۔

مجلسِ مذکور میں آپ کا قول تھا کہ "آپ حسام الحرمین کو تو مانتے ہیں مگر خود حکم لگانے میں اب احتیاط کرنے لگے ہیں۔" اس سلسلہ میں مزید جو باتیں مجھے یاد ہیں وہ یہ ہیں، آپ نے اپنے جوازِ احتیاط کی دلیل میں خصوصیت کے ساتھ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ کا تذکرہ فرعون کے اسلام کے بارے میں کیا ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کے بارے میں آپ نے کہا ہے کہ "بسط البنان" دیکھنے کے بعد آپ ان کو کافر کہنے میں احتیاط کرنے لگے ہیں۔ کچھ اور باتیں بھی ہوئیں چونکہ ہم چاہتے ہیں کہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ہو جائے اور مراسلت سے یہ معاملات طے کر لئے جائیں اس لئے وقتِ ضرورت آپ سے یہ معلوم کرنے میں ہم حق بجانب ہوں گے کہ آپ کے شبہات کیا ہیں؟

حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کے متعلق بدایوں سے کاسگنج تک چرچے سننے میں آئے۔ یہ تو مجھے یاد ہے کہ آپ نے مسجد میں اس سلسلے میں کوئی کتاب دکھائی تھی مگر یہ خیال نہیں کہ وہ کون سی اور کس کی تھی۔ آپ نے حضرت امام غزالی اور حضرت جامی قدس سرہما کی نقل کا بھی ذکر کیا تھا اور مجھے یاد پڑتا ہے کسی صاحب نے کسی

وقت یہ بھی کہا ہے کہ لطائفِ اشرفی میں حضرت مخدوم علیہ الرحمہ نے فرعون کے اسلام پر بحث کی ہے اور حضرت شیخ اکبر قدس سرہ سے حوالہ نقل کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بہرحال جس نے بھی نقل کیا ہو ہمیں ان کی نقل و تسلیم سے انکار نہیں اور آپ ان کو سند بنا کر اپنا مسلک بھی فرعون کا اسلام قرار دیں تو ہمیں کوئی سروکار نہیں رہا ہمارا مسلک تو ہم جمہور علماء و فقہاء و عارفین کا دامن تھامے ہوئے ہیں۔ ہم اپنی بساط کے پیشِ نظر ان سے الگ رہ کر نہ خود گمراہ ہونا چاہتے ہیں اور نہ عوام کو الجھا کر انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ فرعون کے بارے میں شامی کی یہ عبارت ہمارے سامنے ہے۔ واما ایمان الیأس فمذہب اھل الحق انہ لا ینفع عند الغرغرۃ ولا عند معاینۃ عذاب الاستئصال لقولہ تعالیٰ فلا یک ینفع ایمانھم لما رأوا بأسا ولذا اجمعوا علیٰ کفر فرعون کما رواہ الترمذی فی تفسیرہ فی سورۃ یونس۔ یعنی ایمان یاس کے متعلق اہلِ حق کا مذہب یہ ہے کہ وہ غرغرہ کے وقت مفید نہیں اور نہ عذاب استئصال کے معاینہ کے وقت فائدہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ "ہمارے عذاب کے دیکھنے کے وقت ان کا ایمان لانا ان کو فائدہ نہ دے گا۔" اس لئے فرعون کے کفر پر اجماع کیا ہے جیسا کہ اس کو ترمذی نے سورہ یونس کی تفسیر میں روایت کیا ہے۔

حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کے بارے میں اسی شامی میں علامہ ابن حجر کا قول منقول ہے۔ قال العلامۃ ابن حجر فی الزواجر فاناوان کنا نعتقد جلالۃ قائلہ فھو مردود فان العصمۃ لیست الا للانبیاء مع انہ نقل عن بعض کتبہ انہ صح فیھا بان فرعون مع ھامان وقارون فی النار واذا اختلف کلام امام فیوخذ بما یوافق الادلۃ الظاھرۃ ویعرض عما خالفھا۔ یعنی ہم اگرچہ اس قول کے قائل (حضرت شیخ اکبر قدس سرہ) کی جلالت کے معتقد ہوں مگر یہ قول مردود ہے اس لئے کہ عصمت صرف انبیاء کے لئے ہے باوجود اس کے کہ خود ان

"حضرت شیخ اکبر" کی بعض کتب سے منقول ہے جن میں حضرت شیخ نے تصریح فرمائی ہے کہ بیشک "فرعون" ہامان اور قارون کے ساتھ جہنم میں ہوگا اور جب امام کا قول ہی مختلف ہو تو وہ قول لیا جائے گا جو ظاہری دلیلوں کے مطابق ہوگا اور جو ظاہری دلیلوں کے خلاف ہوگا اس سے اعراض کیا جائے گا۔

درِ مختار میں فرمایا۔ نعم فیہ کلمات تباین الشریعۃ و تکلف بعض المتصلفین لارجاعھا الی الشرع لکنا تیقنا ان بعض الیھود افتراھا علی الشیخ قدس سرہ فیجب الاحتیاط بترک المطالعۃ تلک الکلمات۔ یعنی اس میں ایسے کلمات ہیں جو شریعت کے متباین و مخالف ہیں۔ بعض متصلفین نے انہیں شرع کی طرف لوٹانے میں تکلف کیا ہے لیکن ہم یقین کر چکے ہیں کہ بعض یہود نے ان کلمات سے شیخ قدس سرہ پر بہتان باندھا ہے پس احتیاط واجب ہے اس طرح کہ ان کلمات کا مطالعہ ترک کر دیا جائے۔ اسی شامی میں حضرت حافظ سیوطی کے رسالہ "تنبیہ الغبی بتبرئۃ ابن عربی" سے منقول ہے۔ والقول الفصل عندی فیہ طریقۃ لا یرضاھا الفریقان وھی اعتقاد ولایتہ و تحریم النظر فی کتبہ فقد نقل عنہ انہ قال نحن قوم یحرم النظر فی کتبنا۔ فرماتے ہیں میرے نزدیک اس بارے میں قول فصل ایسا طریقہ ہے جس سے دونوں فریق راضی نہ ہوں گے اور وہ یہ ہے کہ حضرت شیخ کی ولایت کا اعتقاد رکھنا اور ان کی کتابوں میں نظر کرنے کو حرام قرار دینا۔" یعنی ان کی ولایت مسلّم مگر ان کی کتابیں دیکھنا حرام۔ حضرت شیخ اکبر سے منقول ہے آپ نے فرمایا ہے کہ ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہماری کتابیں دیکھنا ان میں غور و فکر کرنا حرام ہے۔

پھر علامہ سیوطی ان کتابوں کے دیکھنے کی حرمت کی وجہ بھی تحریر فرماتے ہیں۔ و ذالک ان الصوفیۃ تواطأوا علیٰ الفاظ اصطلحوا علیھا وارادوا بھا معانی غیر المعانی المتعارفۃ منھا بین الفقھاء فمن حملھا علیٰ معانیھا

المتعارفۃ کفر۔ یعنی ان کتابوں کو دیکھنا اس لئے حرام ہے کہ صوفیار کرام نے الفاظ کو "تصوف" کی اصطلاحات کے لئے اختیار فرمایا اور ان سے وہ معانی مراد لئے ہیں جو فقہار کے درمیان انہیں الفاظ کے متعارف معانی سے الگ ہیں تو جو صوفیار کے ان الفاظ کو فقہار کے متعارف معانی پر محمول کرے گا کافر ہو جائیگا۔

ان عبارتوں میں جو باتیں قابلِ لحاظ ہیں وہ حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ فرعون کے کفر پر اجماع ہے۔

۲۔ شیخ اکبر قدس سرہ کی جلالت مسلّم مگر ان سے فرعون کے اسلام کا منقول قول مردود۔

۳۔ حضرت شیخ اکبر سے جہاں فرعون کا اسلام منقول ہے ان ہی سے یہ بھی منقول ہے کہ "فرعون" ہامان اور قارون کے ساتھ جہنم میں ہوگا۔

۴۔ بعض یہودیوں نے غیر شرعی کلمات داخل کر کے حضرت شیخ اکبر قدس سرہ پر افترا کیا ہے۔

۵۔ حضرت شیخ اکبر کی ولایت مسلّم مگر ان کی کتابیں دیکھنا حرام ہے خود ان کے قول سے بھی اور دوسرے معتمد علمار کے حکم پر بھی۔

۶۔ صوفیار کرام کی اصطلاحات کے معانی فقہائے عظام کی اصطلاحات کے معانی سے الگ ہیں اگرچہ الفاظ ایک ہیں۔

۷۔ اگر اصطلاحاتِ صوفیار کرام کو فقہا کی معروف المعانی اصطلاحات پر حمل کیا گیا تو حکم کفر تک پہنچ سکتا ہے۔

اب آپ سے کلام ہے ــــ ہمیں یقین ہے کہ یہ عبارتیں آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں۔ اس صورت میں یہ بات انتہائی افسوس ناک ہوگی کہ آپ کے مقامِ علم و تحقیق نے پھر استدلال و استناد کی اجازت کیسے دیدی ــــ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ تو خود عوام بلکہ نام نہاد خواص کو بھی اپنی کتابیں دیکھنے سے منع فرما

رہے ہیں۔ وہ استدلال واستناد کی اجازت کہاں سے دیں گے جن کو عوام میں لاکر گھر ہی پھیلائی جائے یا آپ کے نزدیک شیخ اکبر کی ممانعت کے معنی ہی استدلال واستناد کے ہیں ــــ دنیائے اسلام کے مقتدا علمار کرام تو تنبیہ فرمارہے ہیں کہ ان کی کتابوں میں یہودیوں کے الحاقات، اتہام و بہتان بھی ہیں پھر ان کی مختلف تحریروں سے اہم مسائل میں دلیل پکڑنا آپ کے نزدیک کس دلیل سے جائز ہوگا۔

خود شیخ اکبر سے جب فرعون کا اسلام بھی منقول ہو اور کفر بھی منقول ہو تو ادلۂ ظاہرہ اور جمہور فقہار و عارفین کا مسلک چھوڑ کر آپ کے مسلک سے اور آگے بڑھکر آپ کے مجروح استدلال کو کیسے قبول کیا جائے گا۔؟

اکابر تو ان کی کتابوں کو دیکھنا حرام قرار دے رہے ہیں۔ اصطلاحاتِ تصوف کی ناسمجھی سے کفر کے خطرات پر تنبیہ فرمارہے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں الٹا آپ کا استدلال کیسے تسلیم کیا جائے گا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ حسام الحرمین پر گفتگو کے دوران جب حضرت مولانا شمس الدین صاحب نے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ کے مقتدار ہونے کے مقام کا تذکرہ فرمایا تھا تو آپ نے طبقہ سابعہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے مقام احتیاط کا ادعا کیا تھا اور جب یہ آپ کی اصل ٹھہری تو اکابرِ علمار جن سے دنیا کے مسلمان اور علمار فیضیاب و ہدایت یافتہ ہوتے رہے، ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے ان کی سخت سے سخت تنبیہات بلکہ خود آپ کے مستدل حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ کی ممانعت کے بعد ان سب کے مقابلہ میں آپ کے قول و استناد کو کون تسلیم کرے گا۔ اور اگر آپ ان جلیل مقتدا علمار کی ہدایات و تنبیہات کو اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں تو جمہور اہلِ اسلام آپ کے قول و استدلال کو ہرگز نہیں اہمیت دے سکتے۔ ہاں یہ ہو جائے گا کہ آپ کے ساتھ آپ کے چند معتقدین پر مشتمل ایک نیا فرقہ سرزمینِ بدایوں سے وجود میں آجائے گا جس کی عمر انتہائی حسرت ناکیوں کے ساتھ بہت کم ہوگی۔ اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ آپ کا مقامِ

عرفان حضرت شیخ اکبر سے قریب ہے اور علمِ دین میں آپ کا مرتبہ حضرت صاحبِ درِ مختار، علامہ شامی، علامہ ابن حجر، علامہ سیوطی کے برابر ہے تو آپ کے علم و عرفان نے اسے مستدل قرار دینے کی اجازت کس دلیل سے دی یا آپ اس مقام پر فائز ہونے کے بعد دلیل ہی سے آزاد ہیں۔

ہاں آپ پھر وہی دوہرائیں گے جسے آپنے لوگوں سے کہا ہے اور اسی پر عوام بلکہ خواص بھی پریشان ہیں کہ فلاں فلاں صاحب نے اپنے اپنی کتاب میں حضرت شیخ اکبر قدس سرہ سے دلیل پکڑی ہے لہٰذا مجھے بھی دلیل پکڑنے کا حق ہے اور یہی بہت بڑا دھوکہ ہے۔

ہماری عرض سماعت فرمائیے کہ فلاں فلاں صاحب نے اپنی اپنی کتاب میں حضرت شیخ کے حوالہ سے اسلام فرعون پر بحث ضرور کی ہے مگر یہ آپ ہرگز نہیں دکھا سکتے کہ انہیں فلاں فلاں صاحب نے مستدل و مقیس علیہ قرار دے کر کافر عدیم العلت کے لئے استدال و قیاس کیا ہو یا اس کی اجازت دی ہو۔

اس کو وضاحت کے ساتھ یوں عرض کردوں کہ عوام بھی سمجھ لیں، حضرت شیخ نے فرعون کے بارے میں ضرور کلام کیا ہے مگر جن علتوں کی بنیاد پر کلام کیا ہے ان ہی علتوں پر قیاس کر کے ابو لہب کا اسلام نہیں ثابت کیا ہے اس لئے کہ ابو لہب کا کافر جہنمی ہونا نصِ قطعی سے ثابت ہے جہاں فرعون کی علت معدوم ہے ابو لہب میں نہ یہ تاویلیں چل سکتی ہیں نہ کوئی چلا سکتا ہے اسی طرح حضرت مخدوم کچھوچھوی یا حضرت علامہ جامی یا حضرت امام غزالی رحمہم اللہ تعالیٰ نے ہرگز یہ قیاس نہیں کیا ہے نہ ایسے قیاس کی ان حضرات میں سے کسی نے اجازت دی ہے بس اسی طرح جہاں جہاں جس جس کے کفریات علمائے متعمدین کے نزدیک قطعیت کے ساتھ ثابت ہوں گے آپ کے فرعون کی علت کارگر نہ ہوگی۔

یہاں تک تو ہمارے علمار کرام کی تنبیہات پر تنبیہ تھا۔ آگے ہماری مزید معروضات سنئے۔ جن سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگا کہ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کے متعلق ہمارے علمار معتمدین کے ارشادات ہمارے لئے ہدایاتِ کاملہ ہیں اور ان حضرات نے اپنی تنبیہات سے امت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کی تصنیف "الفتوحات المکیہ" جلد ثالث ص۱۱۷ پر ہے۔ واعلم ان الآلهة المتخذة من دون الله آلهة طائفتان منهامن ادعت ما ادعا فيهامع علمهم فى انفسهم انهم ليسوا كما ادعوا وانما احبو الرياسة وقصدوا اضلال العباد كفرعون وامثاله وهم فى الشقاء الا ان تابوا۔ یعنی یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے لئے خدائی کا دعویٰ کرنے والوں کے دو گروہ ہیں۔ ان میں سے ایک تو وہ ہے جس نے اپنی معبودیت کے بارے میں جو دعویٰ کرنا تھا کیا حالانکہ وہ اپنے دلوں میں جانتے تھے کہ وہ ایسے نہیں ہیں جیسا دعویٰ کر رہے ہیں جز ایں نیست کہ انہوں نے سرداری و سلطنت کی ہوس کی اور بندوں کو گمراہی میں ڈال دینے کا ارادہ کیا جیسے فرعون اور اس کے جیسے۔ اور یہ لوگ شقاء میں ہیں مگر یہ کہ توبہ کرلیں۔ ؎

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ غرقِ فرعون سے قبل کا زمانہ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کے نزدیک فرعون کے کفر و ضلالت کا زمانہ تھا۔ اس عبارت کے بعد شیخ نے متصل دو قسمیں اور بیان کی ہیں۔

۱۔ ایک ان کی جنہوں نے بصیرت و صحو اور تحققِ معرفت پر دعویٰ کیا اور ان کی مثال حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ سے دی۔

؎ یہاں سے یہ واضح ہے کہ حضرت شیخ اکبر کے نزدیک فرعون کی توبہ ہی علتِ ایمان ہو سکتی ہے اور یہ دیوبندیہ میں معدوم ہے۔

۲۔ دوسری ان کی جنہوں نے حالتِ سکر میں دعویٰ کیا اور ان کی مثال حضرت حلاج رحمہ اللہ سے دی۔ دو گروہ شقاوسعد کے اعتبار سے ہیں اور تین قسمیں شقار کی ایک اور سعد کی دو صحو و سکر کے اعتبار سے ان تینوں قسموں کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں۔ فھولاء اصناف ثلثۃ ادعوا الالوھۃ لا نفسھم فشقیٌ واحد من الثلاثۃ وسعد اثنان۔

یعنی یہ تین قسمیں ہیں جنہوں نے خدائی کا دعویٰ اپنے لئے کیا ہے پس ان میں سے ایک یعنی فرعون شقی ہے اور دونوں صنفت حضرت بایزید بسطامی اور حضرت حلاج کی سعید ہے۔

نوٹ:۔ یہاں سعید سے مراد شرعاً صاحبِ ایمان۔ اور شقی سے مراد شرعاً "صاحبِ کفر" ہے۔ والسعید قد یشقیٰ بان یرتد بعد الایمان نعوذ باللہ من ذالک والشقی قد یسعد بان یومن بعد الکفر۔ (شرح عقائد نسفی)

یہاں یہ بات خاص طور پر ذہن میں رکھنی ہے جو آگے بحث ہوگی کہ :۔

۱۔ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ نے حضرت بایزید بسطامی اور حضرت حلاج رحمہا اللہ کو ان کی زندگی کے حکم کے لئے ہی جب کہ وہ دعویٰ کر رہے تھے ان کے ایمان و عرفان کی وجہ سے سعید فرمایا ہے۔

۲۔ اور فرعون کو اس کی زندگی کے حکم کے لئے جب کہ وہ خدائی کا دعویٰ کر رہا تھا۔ اس کے کفر و ضلال کی وجہ سے الگ شقی ٹھہرایا ہے۔ فرعون کے بارے میں اسی حکم کی تائید میں اسی فتوحاتِ مکیہ جلد سوم ص ۳۶ کی یہ عبارت اور دیکھیے، فرماتے ہیں۔ ومع ھٰذا انا نظر موطن الدنیا ما اقتضاہ فی حق الحق من دعوی العبید فیھا الربوبیۃ ومنازعۃ الحق فی کبریائہ وعظمتہ فقال فرعون انا ربکم الاعلیٰ وتکبر وتجبر۔

حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کا یہ پُر زور ارشاد ملاحظہ فرمائیے کہ فرعون نے ربوبیت کے دعویٰ میں خدائے قدوس کے ساتھ اس کی کبریائی و عظمت میں منازعت کر کے لوگوں سے انا ربکم الاعلیٰ (میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں) کہا اور تکبر و تجبر کیا۔ حضرت شیخ کا یہ قول صاف بتلا رہا ہے کہ یہ فرعون کی زندگی کے کفر و ضلالت کی عمیق وادی ہے۔

اسی جلد سوم ص ۴۷ کی یہ عبارت اور دیکھ لیجئے۔ فاذا نظر الی المجال۔ الی قولہ — ادرکہ الکبریاء فعصیٰ وقال انا ربکم الاعلیٰ وادعی الالوھۃ مندرجہ بالا عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت شیخ ابن عربی قدس سرہٗ کے نزدیک عذابِ غرق سے قبل کا زمانہ فرعون کے کفر و ضلالت، تکبر و تجبر و عصیاں کا زمانہ تھا بخلاف اس کے حضرت بایزید بسطامی اور حضرت حلاج رحمہا اللہ تعالیٰ کی زندگی کا زمانہ ایمان و ولایت کا زمانہ تھا۔

یوں بھی عذابِ غرق کے وقت توبہ، ایمان لانے کی بحث کا تقاضا ہے کہ فرعون کی زندگی کو توبہ سے قبل کا فرانہ زندگی تسلیم کیا جائے — اب آئیے ان عبارتوں کے مقابلہ میں اسی فتوحاتِ مکیہ جلد ثالث ص ۵۳۳ تا ص ۵۳۴ کی یہ عبارتیں دیکھئے۔ وعلم فرعون ان الحق سمع خلقہ وبصرہ ولسانہ وجمیع قواہ لذالک قال بلسان الحق انا ربکم الاعلیٰ اذ علم ان اللہ ھو الذی قال علیٰ لسان عبدہ انا ربکم الاعلیٰ فاخبر اللہ تعالیٰ انہ اخذہ نکال الآخرۃ والاولیٰ النکل القید فقیدہ اللہ تعالیٰ بعبودیتہ مع ربہ فی الاولیٰ بعلمہ انہ عبد اللہ وفی الآخرۃ اذا بعثہ اللہ تعالیٰ ببعثہ علیٰ مامات علیہ من الایمان بہ علما وقولا۔ یعنی فرعون نے جب یہ جان لیا کہ حق تعالیٰ اپنی مخلوق کا کان آنکھ اور زبان اور ان کی قوتیں ہے۔

نوٹ :۔ (یہاں اس حدیثِ قدسی کو ذہن میں رکھئے جس میں خدائے قدوس نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اور جب میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کا وہ کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ (الیٰ آخرہ بخاری)

اس لئے اس فرعون نے زبانِ حق سے انا ربکم الاعلیٰ کہا۔ اس لئے کہ وہ جان چکا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے اپنے بندے کی زبان پر انا ربکم الاعلیٰ (میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں) کہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے "اسی کے بارے میں" خبر دی ہے (سورۂ نازعات پارہ نمبر ۳۰ عم دیکھئے) کہ (اس دعویٰ پر) اس (فرعون) کو دنیا و آخرت کی نکال نے پکڑ لیا اور (نکل) قید کو کہتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس (فرعون) کو عبودیتِ رب کے ساتھ جکڑ لیا۔ یعنی عبودیتِ رب کے اعلیٰ مقام سے سرفراز فرمایا۔ اس (فرعون) کے یہ جاننے کی وجہ سے کہ وہ اللہ کا بندہ ہے اور آخرت میں جب اسے اٹھائے گا تو عملاً اور قولاً جس ایمانی حالت پر مرا ہے اسی ایمان پر اٹھائے گا۔

دیکھا آپ نے کہاں حضرت شیخ اکبر ابن عربی کی وہ پہلی عبارتیں جن میں فرعون کی زندگی کے لئے کفر و ضلال، کبر و تجبر اور عصیان کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ اور حضرت بایزید بسطامی اور حضرت حلاج سے دور رکھ کر فرعون کو شقی ٹھہرایا گیا تھا۔ اور کہاں ان ہی شیخ اکبر قدس سرہ کی یہ عبارتیں جن میں فرعون کے اسی ربکم الاعلیٰ کے دعوے کو زبانِ حق سے بتلا کر اس کی اسی کافرانہ زندگی کو نہ صرف ایمان کی بلکہ عرفان و ولایت کے اعلیٰ مدارج کی زندگی قرار دے کر حضرت بایزید بسطامی اور حضرت حلاج قدس سرہما کی صف میں کھڑا کر دیا۔

جب ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ حضرت شیخ اکبر ابن عربی قدس سرہٗ کی کتاب فتوحاتِ مکیہ ہی میں تضاد و اختلاف موجود ہے تو کیا ہمارے معتمد علماء کے بارے میں ہمیں ادنیٰ سا شک بھی رہ جائے گا کہ انہوں نے جو کچھ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کے اقوال کے بارے میں تنبیہات و ہدایات فرمائی ہیں غلط ہوں گی۔ حاشا ثم حاشا۔ ہم اور تمام سنّی اپنے اکابر علماء کا دامن تھامے ہوئے ہیں اسی میں سلامتی اور اسی میں نجات سمجھتے ہیں۔ کوئی مخلص سنّی اس کے لئے تیار نہیں ہو سکتا کہ جہاں احتمالات ہی نہیں بلکہ تضاد و اختلاف ہوں ان سے استدلال اور استناد قبول کر لیں یا مولوی خلیل احمد صاحب استدلال کر رہے ہوں تو اپنے اکابر کا ساتھ چھوڑ کر ان کے پیچھے چل پڑیں۔

بایں ہمہ اگر آپ اپنے استدلال پر قائم ہیں تو ہماری مندرجہ ذیل گزارش ملاحظہ فرمائیں۔ چند ابتدائی امور عرض ہیں۔

آپ کے اقوال عالمانہ و محققانہ حیثیت رکھتے ہیں اور آپ کو ہر ہر مسئلہ پر تحقیقِ استدلال کے ساتھ بحث کرنی ہے۔ آپ خود ایک عام آدمی کا عامیانہ طرزِ کلام برداشت نہ کریں گے جس کے دعوے کی نوعیت اس طرح ہو کہ حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ نے فرعون کا اسلام ثابت کیا ہے یا توبہ ثابت کی ہے تو میں بھی مولوی اشرف علی تھانوی کے بارے میں احتیاط کرتا ہوں۔ بلکہ امید ہے آپ پوری تحقیق کے ساتھ مقیس علیہ و مقیس میں علت و حکم کی رعایت رکھیں گے تاکہ ہم حق تک پہنچ جائیں اور باطل باطل قرار پا جائے۔

آپ نے ۲۶ صفر ۱۴۰۱ھ کی مجلس میں حسام الحرمین کے حکم سے احتیاط کے لئے کہا ہے، بات آگے بڑھی تو آپ نے مولوی اشرف علی تھانوی پر کفر و ارتداد سے احتیاط کی بات کہی۔ وجہ میں آپ نے بتایا کہ "جب سے بسط البنان دیکھی ہے احتیاط کرنے لگا ہوں۔" اس پر آپ نے حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ

کی فرعون کے بارے میں مثال دی اور مثال کی تقویت کے لئے کتاب نکلوا کر سامنے رکھ دی ـــــ حسام الحرمین میں ذکر کردہ باقی وہ افراد جن پر کفر وارتداد کا حکم ہے ان کے بارے میں آپ نے کوئی ذکر نہیں کیا کہ ان سے احتیاط کے وجوہ کیا ہیں؟ نہ ہم نے آپ سے دریافت کیا۔ مولوی اشرف علی تھانوی کے بارے میں آپ کے بیان کردہ وجوہ اس طرح ہیں۔

۱۔ مولوی اشرف علی تھانوی کے کفر سے احتیاط کو حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ کے حکم پر قیاس کرنا۔

۲۔ مولوی اشرف علی تھانوی کی بسط البنان کو آپ کا دیکھنا اور دیکھنے کے بعد احتیاط کرنا۔

وجہ ۱ میں حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ کی تاویلوں پر قیاس کرنے کے لئے دو۲ علتیں بیان کی جا سکتی ہیں۔

ا۔ فرعون کا عذاب غرق کے وقت ایمان لانا۔

ب۔ فرعون کے قول "انا ربکم الاعلیٰ" کی اس کی زندگی کے لئے وہ تاویل کرنا جو حضرت سیدنا بایزید بسطامی قدس سرہٗ کے لئے کی گئی ہے۔ جس طرح کہ حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ کی تاویل سے ظاہر ہے۔ ان کے سوا اور کوئی تاویل ہو تو اس کا بیان کرنا آپ کے ذمہ ہے۔

اب ان دونوں علتوں میں سے ہر ایک پر ہماری گفتگو ملاحظہ فرمائیے۔

ا۔ اگر آپ اس مسلک کے قائل ہیں کہ فرعون عذاب غرق کے وقت ایمان لا چکا تھا تو وہی علت آپ کو مولوی اشرف علی تھانوی کے بارے میں نکالنی ہوگی وہ یہ کہ مولوی اشرف علی تھانوی مرتے وقت ایمان لا چکا تھا، جس کو آپ یوں بیان کریں گے کہ مولوی اشرف علی تھانوی مرتے وقت یا اس سے پہلے اپنے کفر وارتداد سے توبہ کر چکا تھا (ہر صورت میں آپ کے لئے یہ بیان کرنا ضروری

ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کی توبہ کس طرح ثابت ہے)

یہ یاد رکھئے کہ پوری دیوبندی قوم کے صغیر و کبیر ہرگز ہرگز تیار نہ ہونگے کہ وہ مولوی اشرف علی تھانوی کی توبہ کو کسی طرح قبول کریں اور نہ وہ اس کو قطعاً گوارہ کریں گے کہ ان کی توبہ کو ثابت کرنے یا اس کا اظہار کرنے کے لئے آپ کو وکیل بنائیں اور اگر آپ نے اپنے طور پر خود ہی وکالت اختیار کی تو دنیائے دیوبند میں زلزلہ آجائے گا اور کوئی دیوبندی آپ کے اس فعل کو برداشت نہیں کرے گا۔ یہ سب کچھ ہونے کے بعد بھی آپ کے نزدیک مولوی اشرف علی تھانوی کی توبہ ثابت ہے تو اس کا بیان کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ پر فرض ہے کہ اس کو ثابت کر کے شائع کر دیں۔ اہلسنت اور خود دیوبندی قوم دیکھ لے گی کہ آپ کے ثبوت کی حقیقت کیا ہے اور وہ قابلِ قبول بھی ہے یا نہیں؟

ثانیاً یہ بات اچھی طرح یاد رکھئے کہ اگر آپ اشرف علی تھانوی کی توبہ ثابت کرنے لگے تو آپ کی غلط بیانی، تضاد قولی یا غلط فہمی آشکارا ہو جائے گی اس لئے کہ آپ نے مجلس میں سرِ عام بیان کیا ہے کہ آپ نے بسط البنان دیکھی ہے اور اسی وجہ سے مولوی اشرف علی تھانوی پر حکم کفر لگانے میں احتیاط کرنے لگے ہیں اور ہر تھوڑا پڑھا لکھا آدمی جانتا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے بسط البنان میں اپنی توبہ نہیں شائع کی ہے بلکہ انھوں نے اپنے قول کی تاویل بسط البنان میں کی ہے اور رجوع (توبہ) سے انکار کر دیا ہے۔

سخت مشکلات میں آپ پھنسے ہوئے ہیں کہ دلیل پکڑنے میں حضرت ابنِ عربی قدس سرہٗ کا سہارا لے کر توبہ ہی قابلِ استدلال علت نکل سکے گی اور وہ آپ اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے مولوی اشرف علی تھانوی پر چسپاں نہیں کر سکتے۔ حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ سے منقول تاویلوں میں "عذاب غرق کے وقت ایمان" ہی قابلِ لحاظ تاویل ہے۔

دوسری وہ تاویل کہ انا ربکم الاعلیٰ سے فرعون کی ایمانی وعرفانی زندگی ثابت کی جائے یا تو یہودیوں کا افترا ریا کسی کا الحاق یا خود ان کا احتمال قرار پائے گا۔ نیز خود تضاد وخلاف کی وجہ سے بھی مجروح ہے۔ جو اہلِ علم کے نزدیک قابلِ استدلال نہیں ہے، مگر آپ چونکہ استدلال کی بات کہہ چکے ہیں اور اپنی بات پر قائم رہے بغیر رہیں گے بھی نہیں (خدا کرے ہمارا یہ گمان غلط ہو) اور معاملہ اسلام وکفر کا ہے۔ اس لئے ہم اس شق کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔

ب۔ مولوی اشرف علی تھانوی کے قول کی تاویل جس طرح کہ حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ نے فرعون کے قول کی تاویل کی ہے پہلے دونوں کے اقوال کو سامنے رکھا جائے۔

فرعون نے دعویٰ کیا تھا۔ انا ربکم الاعلیٰ۔ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

مولوی اشرف علی نے کہا ہے ـــ پھر آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنوں بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

ب۔ آپ کا قول آپ کے دعوے پر یہ ہوگا۔ جس طرح حضرت شیخ اکبر ابن عربی قدس سرہ نے فرعون کے قول انا ربکم الاعلیٰ کی تاویل کی ہے ـ اور فرعون کا اسلام بلکہ اس کا عرفان حتّٰی کہ اس کی ولایت ثابت کی ہے اسی طرح مولوی اشرف علی تھانوی کے مذکور قول کو اسلام قرار دے کر اس کو مسلمان وعارف وولی ثابت کیا جائے۔

سب سے پہلے ہم آپ سے یہ عرض کریں گے وہ کتاب جو آپ نے ۲۶ صفر کی مجلس میں سامنے رکھی تھی۔ اس سے عبارت نقل کرکے بھیجیے جو آپ کے اس مدعا کو مفید ہو۔ اب ہم آپ سے یہ دریافت کریں گے کہ فرعون کے قول انا ربکم الاعلیٰ میں جو علت ہے کیا مولوی اشرف علی تھانوی کا قول اسی علت کی پیداوار ہے یعنی مقیس کی علت مقیس علیہ کی علت کی مثل ہے۔ چونکہ آپ عالم ومحقق ہیں اس لئے اس سے انکار تو نہ ہوگا وفی الشرع تقدیر الفرع بالاصل فی الحکم والعلۃ آگے فرمایا۔ ولذا قیل ھو ابانۃ مثل حکم احد المذکورین بمثل علتہ فی الآخر (نور الانوار) ولذا قیل القائل ھو المصنف ونسب ھٰذا القول الی الماتریدی (قمر الاقمار) بلکہ دیوبندیوں کے معتمد مولوی فیض الحسن صاحب حسامی کے حاشیہ التعلیق الحامی میں لکھتے ہیں، جس کو وہ مولوی اشرف علی تھانوی کو دکھا کر ان کی رضا وخوشنودی اور اصلاح حاصل کر چکے ہیں۔ ففیہ نوع تنبیہ علیٰ حد بانہ ابانۃ مثل احد المذکورین بمثل علۃ فی الآخر وھذا الحد منقول عن الشیخ ابی المنصور (الماتریدی) یعنی اس میں اس کی تعریف پر ایک قسم کی تنبیہ ہے کہ وہ دو ذکر کردہ باتوں میں سے ایک کی مثل کا ظاہر کرنا ہے، مثل اس علت کے جو دوسری بات میں ہے۔ اور یہ تعریف حضرت شیخ ابو منصور ماتریدی سے منقول ہے۔ (جو عقائد میں ہمارے امام ہیں)

اتنی بات تو ایک آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ فرعون کی طرح مولوی اشرف علی تھانوی پر حکم لگانے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کا قول فرعون کے قول کے جیسا ہو ـــ کہاں فرعون کا دعوئے خدائی، اور کہاں مولوی اشرف علی تھانوی کی شانِ نبوت میں گستاخی، دونوں کے دعوے مختلف، دونوں کے کفریات الگ الگ، دونوں کے عنوان علیحدہ علیحدہ۔

کیا مولوی اشرف علی تھانوی نے یہ کہا ہے کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں یا انا اللہ (میں خدا ہوں) یا سبحانی ما اعظم شانی کہا ہے؟ کہ جس طرح فرعون کو حضرت بایزید بسطامی اور حضرت حلاج رحمہما اللہ کے ساتھ بچانے کا خیال پیدا ہوا ہو۔ اسی طرح مولوی اشرف علی تھانوی کو بچایا جائے۔ ایک جاہل بھی چیخ کر کہہ سکتا ہے کہ فرعون کا قول اور مولوی اشرف علی تھانوی کا قول دونوں ایک جیسے نہیں ہیں۔ دونوں الگ الگ ہیں دونوں کی ایک تاویل قطعاً غلط ہے ــــ جب دونوں قولوں میں لفظاً و معنیً کوئی مماثلت نہیں، دونوں کی علتیں ایک نہیں تو ایک عالم و محقق کی شان کے لائق ہرگز نہیں کہ فرعون کے قول پر مولوی اشرف علی تھانوی کے قول کو قیاس کرے یا یہ کہے کہ فرعون کے قول میں جس طرح حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ نے تاویل کی ہے مولوی اشرف علی تھانوی کے قول میں تاویل کی جائے یا حکم کفر میں احتیاط کیا جائے۔

کہیں یہ بات تو نہیں کہ آپنے یہ باور کیا ہو اور عام لوگوں کو بھی یہ باور کرا دیا ہو کہ ہر کفری قول قابلِ تاویل [ع] ہے۔ مماثلت ہو یا نہ ہو، علتیں پائی جائیں یا نہ پائی جائیں، ہر کفری بکواس کرنے والے کو مسلمان اور اس کے کفری قول کو اسلامی قول کہہ دیا جائے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اگر آپ کی یہی اصل ہو گئی ہے تو بیان کر دی جائے۔

ج:۔ ہاں تاویل کی ایک صورت ضرور آپ کے لئے مفید ہو سکتی ہے وہ یہ کہ آپ کے علم میں فرعون کا دوسرا قول مولوی اشرف علی تھانوی کے قول کی مثل ہو۔ یعنی فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام یا کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو یا کسی وصف کو زید و عمرو، بچوں، پاگلوں، جانوروں سے تشبیہ دی ہو۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔

[ع] مولوی خلیل احمد صاحب اپنی کتاب انکشاف حق ص۹۲ پر صاف کھل گئے ہیں کہ قائل کی ہر تاویل قبول کی جائے گی۔

اور سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے اس کی گستاخی کی تاویل کر کے اسے مسلمان بتایا ہو یا اس بنیاد پر کافر کہنے سے احتیاط کی ہو تو ہم آپ سے مطالبہ کریں گے کہ آپ حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ کی کسی تصنیف میں یہ قول و تاویل دکھا دیں یا کسی نے روایتاً یہ قول و تاویل اپنی کتاب میں نقل کی ہو یا اسی کتاب میں منقول ہو جو آپ نے ۲۶ صفر کی مجلس میں پیش کی تھی تو نقل کر کے بھیج دیں تاکہ اس کی حقیقت کو دیکھ لیا جائے۔

یہ ہمیں یقین ہے کہ قیامت تک تلاش کے بعد بھی آپ حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ یا کسی معتمد عالم کی کتاب میں یہ قول و تاویل نہیں دکھا سکتے۔

بحث کے اخیر میں ہم ایک غلط فہمی کا اور ازالہ کر دیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں حسام الحرمین کو تو مانتا ہوں مگر جن پر حکم کفر و ارتداد دیا گیا ہے انہیں کو کافر کہنے سے احتیاط کرتا ہوں۔ اپنے اس قول پر آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں نے تو احتیاط کا دعویٰ کیا تھا اور یہاں ساری گفتگو اثبات پر ہے لہٰذا یہ ساری بحث بیکار ہے اور مجھ سے تعلق نہیں رکھتی ہے۔

اگرچہ آپ کے علم و تحقیق کا تقاضا یہ ہے کہ یہ اعتراض ہی سرے سے پیدا نہ ہو مگر اس اعتراض اور اس کی تردید کا خیال آپ کے اضطراب اور آپ کے علاقہ کے بعض لوگوں کے موجودہ حالات و اقوال اور ان کے غلط فہمی میں پڑ جانے کی بنیاد پر ہے۔

عرض ہے کہ اگر آپ کا تعلق آپ کے فہم پر صرف احتیاط سے تھا تو دلیل میں آپ کی جانب سے اثبات کا پہلو ہی غلط قرار پائے گا۔ آپ ہی نے احتیاط کے دعوے پر حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کا حوالہ دیا تھا۔ فرعون کی یاد کی تھی اور آپ کے اسی مستدل کو سامنے رکھ کر بحث کی گئی ہے۔ اب آپ کی برأت و بے تعلقی کا اظہار خواہ کسی طرح سے کیا جائے باطل ہو گا۔

چند امور اس مجلس کے اور باقی رہ گئے ہیں۔ ہمیں یاد پڑتا ہے کہ.....

آپ نے اس تذکرے کے سلسلے میں کہ ہندوستان میں اور دوسرے علماء اہلسنت نے حسام الحرمین کے حکم پر احتیاط کی ہے۔ مولوی عبدالحئی صاحب فرنگی محلی کا ذکر کیا ہے۔ ہماری آپ سے گزارش ہے کہ مولوی عبدالحئی صاحب فرنگی محلی کی ان بحثوں کا ہمیں پتہ دیجئے جن میں انہوں نے مولوی اشرف علی تھانوی کی بسط البنان سامنے رکھ کر یا اپنے ہی طور پر دلائل کے ساتھ مولوی اشرف علی تھانوی پر حکم کفر وارتداد سے احتیاط کی ہو۔

ہمارا یہ مطالبہ صرف آپ کے قول پر ہے ورنہ اس احتیاط کا سرے ہی سے نہ کوئی سر ہے نہ پاؤں ۔۔ حقیقت حسب ذیل ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے "حفظ الایمان" ۸ر محرم ۱۳۱۹ھ کو لکھی دیکھئے "حفظ الایمان" مولوی عبدالحئی صاحب کی وفات حفظ الایمان کی پیدائش سے ۱۵ر سال پہلے ۱۳۰۴ھ میں ہوئی۔ دیکھئے "عمدۃ الرعایہ" کے اخیر میں آسی صاحب کا مصرعۂ وفات " فات عبد الحئی والقیوم حی لا یموت " ۱۳۰۴ھ ۔۔
حسام الحرمین ۱۳۲۴ھ اور مبین احکام و تصدیقات اعلام ۱۳۲۵ھ کی ہے۔ اور بسط البنان ۱۳۲۹ھ میں لکھی گئی ہے۔ دیکھئے بسط البنان اور "وقعات السنان" ۱۳۳۰ھ میں۔

اگر مولوی عبدالحئی صاحب فرنگی محلی کی احتیاطی بحث یا قول ہو سکتا ہے تو ۱۳۲۴ھ یا ۱۳۲۵ھ کے بعد ہی اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ یا تو یہ تسلیم کیا جائے کہ مولوی عبدالحئی صاحب فرنگی محلی نے حسام الحرمین کے وجود میں آنے سے ۲۰، ۲۱ر سال پہلے ہی اپنی وفات سے قبل حسام الحرمین سے احتیاط کرلی تھی۔ یا یہ مانا جائے کہ مولوی اشرف علی تھانوی پر افتاد کے وقت مولوی عبدالحئی صاحب اپنی وفات سے ۲۲ سال بعد (یا بسط البنان کی تحریر کے ۲۵ سال بعد) دوبارہ زندہ ہو کر مولوی اشرف علی تھانوی کی صفائی کر گئے۔

آپ سے خاص طور پر مندرجہ ذیل سوال ہے۔

حسام الحرمین میں جن جن پر کفر وارتداد کا حکم دیا گیا ہے کیا آپ سب سے احتیاط کرنے لگے ہیں یا بعض سے۔؟ ہر دو صورت میں احتیاط کے اسباب کیا ہیں؟ اسباب سے یہ مراد نہیں کہ فلاں فلاں صاحب نے احتیاط کی ہے تو میں بھی احتیاط کرنے لگا ہوں، بلکہ وہ علتیں بیان کیجئے جن کی بنیاد پر ان کے اقوال کی تاویل آپ کے نزدیک شرعاً درست ہو۔

دوسری درخواست یہ ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کے سلسلہ میں آپ اصل مبحث پر آجائیں اور وہ یہ کہ آپ نے ان کی بسط البنان بھی دیکھی ہے اور "وقعات السنان" بھی ملاحظہ فرمالیا ہے پھر بھی آپ بسط البنان کی تاویل پر قائم ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ "وقعات السنان" میں جو بسط البنان کی تاویل کو غلط قرار دیا گیا ہے وہ آپ کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

اب آپ کو یہ بتانا ہے کہ وقعات السنان کے اقوال کن وجوہ پر صحیح نہیں ہیں اور اس کے مقابلہ میں بسط البنان کی تاویلیں کس طرح صحیح ہیں۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

مورخہ ۲۱ر ربیع الاول ۱۴۰۰ھ ۔ ۹ر فروری ۱۹۸۰ء

نوٹ:-

اس کی نقلیں علمائے اہلسنت اور متعلق حضرات کو بھیجی جا رہی ہیں۔

خط بنام جناب مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی

منجانب حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خانصاحب قبلہ مدظلہ العالی دارالعلوم امجدیہ ناگپور

(یاد دہانی)

نحمدہ تعالیٰ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

جناب مولوی خلیل احمد صاحب ۔ بعد ما ہو المسنون

سوا مہینے سے زائد ہوا ایک خط رجسٹری سے آپ کو بھیجا گیا تھا ہنوز آپ کی جانب سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ اس خط کی نقلیں چند علماء اور بعض متعلقین کو بھی بھیجی گئی تھیں، دو تین دن ہوئے بدایوں سے ایک صاحب کا خط موصول ہوا ہے جس میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ خط کے اخیر میں جو مولوی عبدالحئی صاحب کے سلسلہ میں کچھ عبارتیں لکھی گئی ہیں سہو پر مبنی ہیں۔

اگر یہ امر واقع ہے اور آپ کے بھی علم میں ہے تو سہو پر مطلع ہو جانے کے بعد پھر اس پر ہمارا قائم رہنا نفس پرستی و معصیت ہے جس سے ہم خدائے عزوجل کی پناہ مانگتے ہیں۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا، اور خط کے اخیر میں مولوی عبدالحئی صاحب کے بارے میں جو مضمون یہاں سے شروع ہوتا ہے ہمیں یاد پڑتا ہے کہ آپ نے اس تذکرہ کے سلسلے میں ...... اور ..... مولوی اشرف علی تھانوی کی صفائی کر گئے" پر ختم ہوتا ہے اس سے ہم رجوع کرکے آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اس حصہ مضمون کو خط سے حذف کر دیں ۔ اب آپ سے یہ عرض ہے کہ آپ کی جانب سے جواب کب موصول ہوگا ؟

بات تو صاف یہ ہے کہ ہمارے ۹ر فروری ۱۹۸۰ء کے خط میں جو کچھ بحث کی گئی ہے اس کا آپ کے پاس کوئی مفید جواب نہیں ہے اور آپ بھی خوب سمجھ رہے ہوں گے کہ جواب کے لئے قلم اٹھانا آپ پر کس قدر گراں ہے اور اگر آپ نے قلم اٹھانے کی کوشش بھی کی تو آپ کن مشکلات سے دوچار ہونے والے ہیں۔

ہماری آپ سے گزارش ہے کہ اگر ہمارے اس خط کے تمام مباحث کا جواب آپ کے لئے مشکل ہے تو کم از کم وہ جواب تو دے ہی دیجئے جو آپ ہی کے قول و اختیار مذہب پر آسان ہے جس کو ہم نے اپنے ۹ر فروری ۱۹۸۰ء کے خط میں مندرجہ ذیل عبارتوں کے ذریعہ آپ سے دریافت کیا ہے۔

۱۔ حسام الحرمین میں جن جن پر کفر وارتداد کا حکم دیا گیا ہے کیا آپ سب سے احتیاط کرنے لگے ہیں یا بعض سے ؟ ہر دو صورت میں احتیاط کے اسباب کیا ہیں ؟ اسباب سے مراد یہ نہیں کہ فلاں صاحب نے احتیاط کی ہے تو میں بھی احتیاط کرنے لگا ہوں، بلکہ وہ علتیں بیان کیجئے جن کی بنیاد پران کے اقوال کی تاویل آپ کے نزدیک شرعاً درست ہو۔

۲۔ دوسری درخواست یہ ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کے سلسلہ میں آپ اصل مبحث پر آجائیں اور وہ یہ کہ آپ نے ان کی بسط البنان بھی دیکھی ہے اور وقعات السنان بھی ملاحظہ فرمالیا ہے۔

پھر بھی آپ بسط البنان کی تاویل پر قائم ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ وقعات السنان میں جو بسط البنان کی تاویل کو غلط قرار دیا گیا ہے وہ آپ کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ اب آپ کو یہ بتانا ہے کہ وقعات السنان کے اقوال کن وجوہ پر صحیح نہیں ہیں اور اس کے مقابلہ میں بسط البنان کی تاویلیں کس طرح صحیح ہیں ؟

آپ سے گزارش ہے کہ آپ نے حسام الحرمین کو چھوڑ کر جو بسط البنان، حفظ الایمان

اور وہابیہ کی دوسری کتابوں کا مسلک اختیار کیا ہے وہ بغیر عمیق مطالعہ کے تو نہیں کیا ہوگا۔ بات کسی عام آدمی یا جاہل کی نہیں ہے جس کو کسی رسالہ یا کتاب کی کچھ عبارتیں پسند آگئیں اور اس نے انہیں اختیار کر لیا۔ بلکہ معاملہ آپ جیسے محقق عالم کا ہے جو برسوں حسام الحرمین کے مسلک پر رہا اس کی اشاعت کی۔ اور مخالفین سے مقابلہ کرتا رہا۔ اس نے یقیناً حسام الحرمین پر گہری نظر رکھی ہوگی۔ پھر بسط البنان اور وہابیوں کی دوسری کتابوں کو دیکھنے کے بعد جو اور ذہن میں آئے ہوں گے ان کے لئے بار بار بسط البنان اور وہابیہ کی ان کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا ہوگا۔ بسط البنان کے مقابلہ میں وقعات السنان اور وہابیہ کی کتابوں کے مقابلہ میں اہلسنت کی کتابوں کا پورا پورا جائزہ لیا ہوگا، متعلقہ رسائل کو دونوں جانب سے جمع کئے ہوں گے پوری ذمہ داری کے ساتھ ایک دوسرے سے مقابلہ کیا ہوگا تب کہیں جاکر بسط البنان، حفظ الایمان اور دوسری کتب وہابیہ کا مذہب اختیار کیا ہوگا۔

وہ محقق عالم جس کو تبدیلی مذہب کے لئے جن مباحث پر بار بار گہری نظر ڈالنے کی ضرورت پڑی ہو، مضامین کا اس کے دل ودماغ میں پیوست ہو جانا ظاہر ہو آخر اس کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہ ان مباحث کو صفحۂ قرطاس پر نقل کردے، یا نقل کرادے، پھر آخر تاخیر کیوں؟

نوٹ:۔ ہم نے صرف وقعات السنان کا نام اس لئے لیا ہے کہ ۲۶ر صفر کی مجلس میں آپ سے اس کا ذکر آچکا تھا بقیہ کتابوں کا دیکھنا نہ دیکھنا آپ جانیں

اور اگر آپ اس میں بھی دشواریاں محسوس کر رہے ہوں تو مذکورۂ بالا دونوں عبارتوں کا جواب بھی آپ پر شاق گزر رہا ہو یا بالفاظ دیگر اپنے تبدیلیٔ مذہب کی وجوہ بیان کرنا آپ کے لئے مشکل بن گیا ہو تو اس کے معنی یہ لئے جا سکتے ہیں کہ آپ نے بسط البنان، وقعات السنان اور دوسرے مخالف وموافق متعلقہ رسالوں کا مطالعہ سرسری کیا تھا ــــ اگر یہ صحیح ہے تو ہم ہرگز آپ سے

یہ نہ پوچھیں گے کہ آپ جیسے محقق عالم نے کیسے سرسری مطالعہ پر تبدیلیٔ مذہب کی جرأت کی۔؟ بلکہ آپ کے حالات قابل رحم سمجھ کر آپ سے یہ عرض کریں گے کہ باطنی طور پر ایک غیر قوت آپ کے حال پر غالب ہوگئی ہے اور اس نے آپ کو صراطِ مستقیم سے ہٹا کر ایک طوفان برپا کر دیا ہے۔ اگر حقیقتاً یہی صورتِ حال ہے تو ہم آپ کے لئے ہدایت کی دعا کے ساتھ آپ سے درخواست کریں گے کہ آپ بہت جلد اپنے مشائخ کی طرف رجوع کرکے سابق حال کی واپسی کے لئے گڑگڑائیں۔

اور آپ سے قریب لوگوں سے بھی عرض کریں گے کہ وہ آپ کے حال کی بازیابی کے لئے بزرگوں کے توسل سے دعا کریں کہ حالوں کا گم ہوجانا بڑے بڑے علماء اور بزرگوں سے پیش آجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے حال کو واپس کردے اور آپ حقیقی دین وسنیت پر گامزن ہوکر دین وسنت اور اہلسنت کی سچی خدمات انجام دیں۔ آپ کے جواب کا بہرحال شدید انتظار رہے گا۔ اس لئے کہ قوم کے انتشار وپریشانی کو دور کرنے کے لئے ہمیں جدوجہد کرنی ہے۔ فقط

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

غلام محمد خاں غفرلہ۔ دارالعلوم امجدیہ گانجہ کھیت ناگپور

۶ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

۲۴ر مارچ ۱۹۸۰ء

خط بنام جناب مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی

منجانب حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ دارالعلوم امجدیہ ناگپور

(یاد دھانی)

جناب خلیل احمد صاحب (بدایوں) بعد ما ہو المسنون

آپ کے تبدیلِ مذہب پر استفسارِ وجوہ کے سلسلہ میں ایک تفصیلی خط رجسٹری کے ذریعہ مورخہ ۲۱ر ربیع الاوّل ۱۴۰۰ھ کو آپ کے پاس بھیجا گیا۔ آپ کی خاموشی کی وجہ سے دوسرا خط پھر ۶ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ کو لکھا گیا مگر آج تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا حالانکہ رسید اور دوسرے حضرات کے خطوط اور بعض لوگوں کی زبانی یہ معلوم ہوا ہے کہ دونوں خط آپ کو مل گئے ہیں ـــ ہم حیراں تھے کہ آخر آپ کی طرف سے جواب میں کیوں تاخیر ہو رہی ہے۔ دو ہی باتیں تھیں۔

۱۔ اپنے تبدیلِ مذہب کی آپ وہ وجوہ بیان کرتے جو اس سلسلہ میں مطلوب ہیں۔

۲۔ یا، بے جھجک اپنی توبہ کا اعلان کرتے۔

افسوس کہ آپ کی طرف سے دونوں میں سے کسی ایک بات کا بھی علم نہ ہوا۔ البتہ جو بات سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ بریلی شریف میں بدایوں کے ایک صاحب کے ذریعہ اور اندور میں تین چار دن قبل حضرت مولانا مفتی محمد رضوان الرحمٰن صاحب کے ذریعہ یہ معلوم ہوا کہ آپ نے اس لئے جواب نہیں دیا کہ "غلام محمد خاں ناگپوری آپ کی ٹکر کا نہیں ہے۔"

مجھے اعتراف ہے کہ "غلام محمد خاں آپ کی ٹکر کا نہیں ہے۔" مگر یہ خیال رکھئے

کہ غلام محمد خاں آپ سے کسی ٹکر بازی کے لئے میدان میں نہیں آیا ہے، اور نہ اس کا سر چھوڑے ہوئے سانڈ اور بکرے کی طرح ٹکر بازی کے لئے کھجلا رہا ہے۔ بلکہ اس کا مقصد صرف احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ہے۔

اگر آپ کے نزدیک آپ کا مسلک حق ہے تو دفعِ اعتراضات کے لئے برابری کا حیلہ کیسا؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کو لوگوں تک پہنچانے، ان کے شبہات و اعتراضات دور کرنے کے لئے یہی لحاظ فرمایا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برابری کے ہوں تو ان پر اسلام پیش کیا جائے گا، ان کے اعتراضات کا جواب دیا جائے گا، ورنہ نہیں؟ آپ کی اس بنیاد پر تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے ہی جیسے خاتم الانبیاء تلاش کرنے پڑتے جو محال ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو دیہاتیوں سے لے کر شہریوں تک، بے پڑھوں سے لے کر پڑھے لکھوں تک، امراء سے لے کر غلاموں لونڈیوں تک حق کو حق بتانے، ثابت کرنے، انکے اعتراضات کو اٹھانے میں پوری عمرِ اقدس صرف فرمادی۔ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے متبعین کا یہی طریقہ رہا ہے، یہی قرآن حکیم کی تعلیمات ہیں۔ خود خدائے قدوس اپنی جلالت کے باوجود اپنے بندوں پر کرم فرما کر انہیں ہدایت فرماتا ہے ـــ آخر آپ کس کی سنت پر عمل کر رہے ہیں اور آپ کا یہ طریقہ کس کے مطابق ہے؟ آپ کس بلند مقام پر پہنچے ہوئے ہیں کہ "ہم چوں من دیگرے نیست" کا تخیل دوسروں کو حقیر سمجھ کر آپ کو اپنی تبدیلیٔ مذہب کے اسباب کو ہم جیسوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے آمادہ نہیں کرتا۔

خیر آپ کی یہی ضد ہے کہ آپ ہم سے کلام کے لئے تیار نہیں ہیں تو کم از کم آپ کے تلامذہ اور مریدین تو ہوں گے، آپ ان ہی کے ذریعہ بھجوا دیجئے۔ آپ یقین رکھئے کہ آپ کے شاگرد کے شاگرد بھی آپ کی طرف سے جواب دیں بایں شرط کہ آپ اس کی صحت کی تصدیق اور اپنے مسلک کے ہونے کا اقرار کرلیں تو ہم خود اپنے قلم سے ان شاء اللہ المولیٰ تعالیٰ آپ کے تلامذہ کے تلامذہ کا جواب دینے

میں عار محسوس نہ کریں گے۔ اور یہ بھی قطعاً گوارہ نہ کریں گے کہ اپنے شاگردوں کے نام سے جواب دلوائیں اور اپنی غلطیوں اور خطاؤں کو شاگردوں کے سر تھوپتے پھریں۔

اگر اب بھی آپ کی طرف سے جواب نہ دیا گیا تو کچھ ضروری شرعی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے بعد آپ کے متعلق شرعی حکم عام طور پر علماء اہلسنت کی طرف سے بیان کرا دینا ہماری شرعی ذمہ داری ہوگی۔

فقط۔ غلام محمد خاں غفرلہ
دارالعلوم امجدیہ گانجہ کھیت ناگپور
مورخہ ١٦ر شعبان ١٤٠٠ھ
مطابق ٣٠ر جون ١٩٨٠ء

نقل خط جناب مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی بنام حضرت علامہ مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ

برادرم مولوی غلام محمد صاحب زید عنایتہ بعد ہوا المسنون کے واضح ہو کہ فقیر باوجود کمزوریٔ نگاہ کے اور امراض کے بخیریت ہے اور آپ کی اور تمام مسلمانانِ اہلسنت کی خیریت کا خواہاں ہے ـــــ آپ کی دو تحریریں فقیر کو موصول ہوئیں۔ تیسرا لفافہ جو ابھی حال میں ملا آپ حضرات سخت غلط فہمی کا شکار بن گئے ہیں۔ فقیر بفضلہ تعالیٰ نہ وہابی ہے نہ دیوبندی۔ یہ بعض جہال کا پروپیگنڈہ ہے جس میں دنیاوی و نفسانی اغراض پنہاں ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ فقیر کو وہابیت سے کوئی تعلق نہ کبھی رہا نہ اب ہے۔ فقیر جملہ وہابیہ کو بدمذہب و گمراہ جانتا ہے عہ۔ نہ ان کی اقتدا میں نماز جائز جانتا ہے۔ البتہ مسئلہ تکفیر کے بارے میں فقیر احتیاطاً کفِ لسان کو پسند کرتا ہے اور اس احتیاط کا مطلب یہ نہیں کہ فتاویٰ حسام الحرمین کی مخالفت مقصود ہو یا اس کا انکار عہ۔ صرف اپنے دین و ایمان کی محافظت کی وجہ سے، نہ ان لوگوں کی موافقت میرا مقصود سہ صرف محاسبہ یوم الجزا کے خوف سے اپنا بچاؤ مقصود۔

آپ کی دونوں تحریروں کا جواب قدرے تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ الکریم عنقریب آپ کے نظر کے سامنے آجائے گا۔ فقیر کا مقصود دینی حفاظت ہے کوئی دنیوی

عہ مگر آپ نے اپنی کتاب انکشافِ حق میں اس کے خلاف بیانات دیئے ہیں۔ مگر آپ نے انکشافِ حق میں بدترین مخالفت بھی کی ہے۔ اور صریح انکار بھی۔

سہ مگر انکشافِ حق میں آپ نے گستاخ دیوبندیوں کی پوری پوری موافقت و حمایت کی ہے۔

غرض نہیں ۔ بتانے والے اور پروپیگنڈہ والے جو چاہیں کہیں۔ رب تعالیٰ حسیب ہے اور یوم الحساب قریب ہے۔

اس تحریر میں فقیر نے اس کو ثابت کیا ہے کہ مسئلہ تکفیر مسلم میں احتیاط اور کفِ لسان اہلِ حق کا طریقہ رہا ہے۔ اور شریعت مطہرہ نے اس کو ہی پسند کیا ہے بلکہ حکم دیا ہے۔ ہاں اگر علمائے دین کے فتوؤں کی مخالفت اور ان کے معاملہ میں نفسانیت مقصود ہو تو اور بات ہے۔

لکل امرءٍ مانوی ارشادِ خیر الانام علیہ السلام ہے۔ ۲۷ صفر کے موقعہ پر علمائے کرام بے سمجھے اور بغیر دریافت کئے چل دیئے۔ عوام نے کیا اثر لیا افسوس تو یہ ہے کہ مولوی صاحبان بعض جہال کی بے سروپا باتوں کو سن کر بدایوں کے لئے روانہ ہوگئے۔ آخر جب ان سے ایسی افواہیں معلوم ہوئی تھیں تو فقیر سے بذریعہ تحریر کے معلوم تو کر لیتے کہ نہ مجھ سے معلوم کیا نہ کوئی اطلاع بے ضابطہ اور بے قاعدہ از خود تشریف لے آئے اور دو چار جہال کے سامنے میری عدم موجودگی میں نہ معلوم کیا کیا کہہ گئے۔ آخر اس کا کیا اثر ہوا اور اہلِ فہم نے کیا نتیجہ نکالا۔ ایسی کم فہمی کے نتائج ہیں کہ آج اغیار ترقی کر رہے ہیں اور ہر جگہ اپنا اثر قائم کر لیے ہیں۔

آپ حضرات کو اپنوں پر فتوے لگانے سے فرصت نہیں ؏۔ اس شدتِ بیجا کا کیا ٹھکانہ ہے کہ اگر کوئی تکفیر میں احتیاط کرے اور سکوت کرے تو اس پر بھی آپ کا فتویٰ صادر ہو جائے۔ یہ بھی خیال نہ کیا جائے کہ یہ تو اپنا ہی آدمی ہے ؏ اس سے کسی موقع پر مخصوص طریقہ سے تبادلۂ خیال کر لیا جائے، آج قرب و جوار کے دیوبندی کو یہ کہنے کا موقعہ مل رہا ہے کہ لو بریلوی خیال کے لوگ تو اب اپنوں پر بھی کفر کے فتوے لگانے لگے۔ صرف اتنی سی بات پر کہ مسئلہ تکفیر میں احتیاطاً سکوت کر لیا۔ اس کے متعلق قدرے تفصیل کے ساتھ دوسری تحریر آنے والی ہے۔

ع مگر انکشاف حق میں آپ نے گستاخ دیوبندیوں کو اپنا ثابت کیا ہے۔

ع انکشافِ حق میں آپ نے واضح کردیا ہے کہ آپ دیوبندیوں کے آدمی ہیں۔

بقول شخصے ؎

ذرا سی بات تھی اندیشۂ عجم نے اسے ⁂ بڑھا دیا ہے فقط زیبِ داستاں کے لئے

آپ سے میرا کوئی معاہدہ تحریری گفتگو کا نہ ہوا تھا۔ آپ نے از خود بقلم قوی اس کی ابتدا کی مفتی رضوان الرحمٰن صاحب سے ضرور یہ بات مشہور ہوئی تھی مگر ان کی کوئی تحریر میرے پاس اب تک نہ آئی۔ آپ کے دونوں تحریروں میں جو غلط فہمیاں اور بعض مقام پر تحریف بھی ہے۔ ان جزوں پر تفصیل سے کلام مجھکو کرنا پڑا۔ اس تحریر میں ان شاء اللہ الکریم یہ سب چیزیں ظاہر کی جائیں گی۔ سنیوں کو وہابی بتانا اور وہابیوں کو گلے لگانا کیا یہی سنت ہے ؏۔ مولوی رضوان الرحمٰن صاحب کے حقیقی بھائی جو نام نہاد پاکستان سے آئے تھے وہ دیوبندی ہیں یا سنی۔ کیا وہ تقریباً ایک ماہ تک مفتی صاحب کے مکان پر قیام پذیر ہوئے یا نہیں، ابھی تھوڑے ہی عرصہ کا واقعہ ہے مفتی صاحب نے مجھ سے خود ہی فرمایا تھا کہ میرا بھائی مولوی اور پکا دیوبندی ہے۔ اور کہا تھا مجھکو اس نے چیلنج مناظرہ بھی دیا۔ آج وہ کیا سنی بن گئے۔ جو مفتی صاحب کے مہمان بن کر ان کے مکان پر مقیم رہے۔

بدایوں والوں پر جو اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کفر ہے ان کے عرس میں مفتی صاحب خود اور اہلسنت کے علماء تشریف لاتے ہیں یا نہیں۔ ان کے کھانا بھی کھاتے ہیں، ان کے اقتدا میں نمازیں بھی ادا کرتے ہیں یا نہیں۔ کیا اس فتوے کے حکم سے بدایوں والوں نے توبہ کرلی ہے یا اب اس فتوے کا حکم منسوخ ہوگیا ہے؟

نظر کی کمزوری کی وجہ سے تحریر صاف نہیں تحریر میں دشواری بھی ہے۔

فقط ماھو المسنون۔ تفصیلی کلمات ان شاء الکریم عنقریب ہدیۂ ناظرین ہونے والے ہیں۔ فقیر خلیل احمد قادری غفرلہ۔ از بدایوں ۲۲ ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ

ع مگر انکشاف حق میں تو آپ صاف کھل گئے ہیں کہ آپ دیوبندی وہابی ہیں۔ اور وہابیوں کو گلے لگائے ہوئے ہیں۔

نقل جواب حضرت مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ بنام مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی

جناب مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی   بعد ما ہو المسنون

آپ کا خط مورخہ ۲۲ ذوقعدہ ۱۴۰۰ھ کا تحریر کردہ معلوم نہیں کیوں تاخیر سے موصول ہوا۔ دارالعلوم کی جاری اور ہنگامی شدید مصروفیات کی وجہ سے موقع نہ تھا۔ مگر بہر حال وقت نکال کر جواب حاضر کر رہا ہوں۔

آپ نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ ہم غلط فہمیوں کے شکار ہیں اور اس کی وجہ میں بعض لوگوں کے پروپیگنڈے کو دخل بتایا ہے جس میں ان کی دنیاوی و نفسانی اغراض پنہاں ہیں — اور واقعہ یہ ہے کہ آپ کا یہ الزام غلط ہے۔ گزشتہ سال عرسِ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے موقعہ پر بدایوں کے لوگوں نے بریلی شریف حاضر ہو کر یہی بیان کیا تھا کہ مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی اب اکابرِ دیوبندیہ کی تکفیر میں احتیاط کرنے لگے ہیں اور فرعون وغیرہ کی مثالیں دیتے ہیں۔ ان کا یہ اطلاع دینا حق تھا، اور پھر انہوں نے علماء کو بدایوں بلوایا اور کثیر لوگوں کے سامنے آپ سے یہ کہلوا کر اپنے قول کی تصدیق کرادی تاکہ روایت میں شبہ نہ رہے۔

۱۔ بدایوں میں آپ کا اقرار۔

۲۔ آپ کا ۲۲ ذوقعدہ ۱۴۰۰ھ کا خط بدایوں کے لوگوں کی تصدیق کر رہے ہیں۔ پھر غلط فہمی کا شکار ہونا کیا معنی؟ — جنہیں آپ جہال اور نفس پرست سے یاد کر رہے ہیں ان کی تحریک وافعال صحیح اور حکم شرعی کے مطابق تھے آپ کا ان لوگوں کو جاہل و حقیر بنا کر ان کی نفسانیت پر اس اضطراب کو محمول کرنا سراسر ظلم ہے، ہاں آپ ان سے اس وقت خوش رہتے جب کہ احتیاط و کفِ لسان میں وہ

آپ کی ہاں میں ہاں ملاتے۔

جس احتیاط و کفِ لسان کو آپ نے اپنے نزدیک ذراسی بات سمجھ لیا ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ دین میں بہت بڑا فتنہ ہے جس سے عوام و خواص دونوں کا مضطرب ہونا یقینی ہے اور آپ کے نزدیک آپ کی یہ ذراسی بات جو کچھ آپ سے کہلوائے اور کرائے کم ہے — ہمیں اس سے کوئی واسطہ نہیں کہ آپ کا وہابیت اور وہابیہ سے تعلق ہے یا نہیں۔ البتہ آپ ہی کے یہ اقوال کہ:-

۱۔ "فقیر جملہ وہابیہ کو بد مذہب و گمراہ جانتا ہے۔"

۲۔ "البتہ مسئلہ تکفیر کے بارے میں احتیاطاً کفِ لسان کو پسند کرتا ہوں۔"

صاف بتلا رہے ہیں کہ آپ دینِ حق پر قائم نہیں ہیں۔ صریح کفر قطعی میں جس میں مذہبِ فقہاء و متکلمین پر حکم یہ ہو کہ "من شک فی کفرہ فھو کافر"۔ آپ کا احتیاطاً کفِ لسان کرنا اور ان کو صرف گمراہ جاننا بغیر احتمال و شک کے ناممکن ہے، یہ آپ کی تضاد بیانی ہے کہ آپ ایک طرف تو یہ کہیں کہ میں حسام الحرمین کو مانتا ہوں جس میں یہ حکم موجود ہے کہ من شک فی کفرہ فھو کافر۔ اور آپ دوسری طرف کفِ لسان سے احتمال و شک پیدا کر کے حسام الحرمین کا انکار بھی کریں۔ حسام الحرمین اور ملحقہ رسائل کے مباحث، احکام، تصدیقات کا ماحصل تو یہی تھا کہ اکابرِ دیوبندیہ کے صریح کفریات قطعیہ ایسے ہیں جن کو جاننے کے بعد شک کرنے والا کافر ہے۔ پھر آپ کا سکوت و احتیاط کے ذریعہ احتمال و شک کا اظہار کرنا حسام الحرمین کے اصل حکم کا ماننا کب ہوگا۔ اکابرِ دیوبندیہ کے یہ کفریات کوئی غیر قطعیہ تو نہ تھے کہ آپ اپنے دلائل سے احتمال پیدا کر دیتے تو اہلسنت خاموش رہ جاتے اور آپ کو سکوت و احتیاط کے حال پر چھوڑ دیتے۔ کفریاتِ قطعیہ صریحہ میں آپ کا اب سکوت و احتیاط یقیناً اہلسنت میں ہیجان پیدا کر دے گا۔

اس خط میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ آپ نے میری تحریروں کا جواب

لکھ لیا ہے جس میں آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ :۔

"مسئلہ تکفیرِ مسلم میں احتیاط اور کفِ لسان اہلِ حق کا طریقہ رہا ہے اور شریعتِ مطہرہ نے اسی کو ہی پسند کیا ہے بلکہ حکم دیا ہے۔"

آپ کے ان جملوں کا جواب ہمیں فوراً دے دینا چاہیئے تھا مگر آپ کے اس اقرار کے بعد کہ آپ نے جواب لکھ لیا ہے اور عنقریب آپ بھیجنے والے ہیں۔ چند روز تک ہم اپنے جواب کو ملتوی رکھتے ہیں اور آپ کے وعدہ کے مطابق آپ کی تحریر کا انتظار کرتے ہیں۔ لیکن آپ سے اتنی عرض ضرور ہے کہ (۱) ایک مرتبہ آپ پھر اپنے جواب پہ غور فرمالیں (۲) میری ۲۵ رمضان ۱۴۰۰ھ کی تحریر بھی دیکھ لیں جو میں نے غلام رضا صاحب کے سوالات کے جواب میں لکھی ہے اور اس کو میں نے بہت تاخیر سے بھیجا ہے نیز اپنے جواب کے ساتھ میرے دو سوالات کے جوابات بھی بڑھا دیجئے۔

۱۔ اہلِ حق اور شریعتِ مطہرہ نے تکفیرِ مرتد کا کیا حکم بیان فرمایا ہے ؟

۲۔ زید مسلمان عالم فاضل امام تھا، اس نے اب علی الاعلان صریح طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کا انکار کر دیا ہے۔ شریعتِ مطہرہ اور اہلِ حق ابھی اسے مسلمان مان کر تکفیر سے کفِ لسان و احتیاط کا حکم دیتے ہیں یا مرتد مان کر تکفیر کرنے کرانے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ ؟

رہا ۲۷ صفر ۱۴۰۱ھ کو علماء کے بدایوں پہنچنے پر آپ کا یہ کہنا کہ اہلِ فہم نے کیا نتیجہ نکالا، تو اہلِ فہم عند اللہ وہی ہیں جو حق کوش و حق گو ہوں۔ وہ نہیں جو نتیجہ نکالنے میں حقائق سے دور رہ کر ناحق طرفداری کریں۔ نشیب و فراز ہی سے متاثر ہو کر حق چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ آپ کے نزدیک جو اہلِ فہم آپ کے مسلک کے حامی ہیں۔ ہم ان کی فہم و فراست سے پناہ مانگتے ہیں اور ان کے نتیجہ نکالنے سے ہم متاثر نہیں ہو سکتے۔ ایسے ہی ان دیوبندیوں، وہابیوں کے گمراہ کن احمقانہ اقوال بھی لائق اعتناء نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ۔" لو بریلوی خیال کے لوگ

تو اپنوں پر ہی فتوے لگانے لگے ہیں۔" معتمد علماء اہلسنت نے اپنوں اور غیروں کی صورتیں دیکھکر فتوے نہیں لگائے ہیں۔ بلکہ ان کے اقوال وافعال کا شرعی حکم بیان کیا ہے۔ یہ اپنوں کی صورتیں دیکھنے کا نتیجہ تھا کہ دیوبندی مولوی مفتی ملّا اپنے اکابرِ دیوبند کے صریح کفریات قطعیہ کو شیرِ مادر سمجھ کر پی گئے۔ ان کو اپنے اکابر کے کفریات "اسلام نظر آئے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

رہا علمائے اہلسنت اور حضرت مفتیٔ اندور کا بدایوں والوں کے یہاں آنا جانا اور حضرت مفتیٔ اندور کا اپنے وہابی دیوبندی بھائی کو اپنے یہاں ٹھہرانا تو بیشک جہاں جہاں محاسبہ ضروری ہوگا بالضرور کیا جائے گا مگر اس سلسلہ میں بطور حکایت و شکایت بیان کار آمد نہیں بلکہ یہ تحریر فرمائیے کہ آپ کی تحقیقات کیا ہیں۔ آپ کے نزدیک شرعاً ان پر کیا اور کس طرح حکم ہوتا ہے۔ تاکہ محاسبہ متعین ہو جائے اور ہمیں شرمندگی اٹھا کر جہالت کا مظاہرہ نہ کرنا پڑے۔ آپ کے جواب کے بعد انشاء اللہ الکریم ہم ضرور قدم اٹھائیں گے۔

فقط ۔ غلام محمد خاں غفرلہ

۶ ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ ۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۰ء

نقل خط حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ بنام مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی

از ناگپور یکم صفر ۱۴۰۱ھ

جناب مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی   بعد ما ہو المسنون

آپ کے خط کا جواب میں نے حاضر کر دیا تھا، آپ کے وعدے کے مطابق آپ کی تحریر کا انتظار تھا مگر ہنوز آپ کی تحریر نہیں ملی۔ آپ نے ۲۲ ذی قعدہ کو یہ تحریر کیا تھا کہ تحریر تیار ہے معلوم نہیں آپ تاخیر کیوں فرمارہے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ خط وکتابت میں ہم نے آپ کی رعایت نہیں کی ہے اور گستاخانِ نبوت ورسالت کی رعایت کرنے والے کے ساتھ رعایت کی توقع فضول ہے۔ ہم انتہائی اخلاص سے آپ سے پھر عرض کرتے ہیں کہ آپ جذبات وتاثرات سے قطعی دور رہ کر رعایت وعدم رعایت سے بے نیاز حق کو قبول کریں۔ اسی میں دنیا و آخرت کی خیر ہے۔ آپ کے ساتھ آپ کے متعلقین کی بھلائی ہے اور ان کا بھی ثواب آپ کو حاصل ہے ـــــ حق کے مقابلہ میں ہزار آپ جواب کی کوشش کریں سب بے سود ہے۔ اس میں آپ کے سر آپ کے ساتھ آپ کے متعلقین کا بھی وبال ہے۔ حق قبول کرنے میں اکابرینِ دین نے عار نہیں فرمایا ہے، رجوع سے حیا نہیں کی ہے، اپنی غلط بات کو نباہنے کی باطل کوشش نہیں کی ہے اگرچہ حق قبول کرنا تلخ اور نفس پر سخت گراں گزرتا ہے۔ اور جن لوگوں نے ایسا کیا بھی تو ایمان جاتا رہا۔ یا امت میں شدید فتنہ پھیل گیا۔

دین وسنّیت اور اہلسنت کا اس میں کچھ نہیں بگڑیگا کہ آپ نے اپنے سکوت واحتیاط کے ذریعہ گستاخانِ نبوت ورسالت کی رعایت کرکے ان کی صف میں شمولیت اختیار کرلی ہے۔ اور عزتِ رسالت اور تحفظِ ناموسِ رسالت کی سپہ سالاری کو آپ نے

بڑے بڑے توہین کرنے والوں کی رعایت وحمایت پر قربان کر دیا ہے، البتہ بگاڑ آپ کے غصہ، ضد، جذبات، حیا بات کو نباہے رکھنے کی وجہ سے ہے کہ آپ نے اپنی اور اپنے متعلقین کی دنیا وآخرت کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ یوں تو کسی کفر وارتداد کی طرف سے چشم پوشی مناسب نہیں لیکن صریح توہین نبوت کی طرف سے سکوت و احتیاط سب سے زیادہ تباہ کن اور ہلاکت انگیز ہے۔ دل کا اس سکوت واحتیاط کی طرف مائل ہونا نہ جانے کتنے وساوس، باطل تاویلات، فاسد مثالوں مضحکہ خیز اقوال وافعال کو جنم دے کر ان پر جاکر رکھ دیتا ہے۔ انسان اسی کو حق سمجھنے لگتا ہے جس سے وہ حق کا مقابلہ کرنے کے لئے کفر وارتداد کی بھی پرواہ نہیں کرتا ہے۔ یہ آپ کے اسی حال کا نتیجہ ہے کہ آپ نے علمار کرام کے کلمات "تکفیرِ مسلم میں احتیاط چاہیئے" کے مفہوم کو بدل ڈالا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی کیفیت کی وجہ سے آپ کی فہم اور علمار کی عبارتوں کے مفہوم کے درمیان اندھیرا سا چھا گیا ہے۔ اگر آپ اپنی تحریر وعدہ کے مطابق بھیج دیتے تو میں آپ کے نقل کردہ اقوال ہی کو آپ کے سامنے رکھ کر بعونہ تعالیٰ بتا دیتا کہ آپ کہاں ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اسی لئے میں نے اپنے خط میں لکھ دیا تھا کہ آپ اپنے جواب پر پھر غور فرمالیں۔ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا افسوس ناک حال آپ کو اپنی تحریر بھی اب میرے پاس نہیں بھیجنے دے گا۔

یہ بات انتہائی افسوس ناک ہے کہ آپ جیسا جیّد عالم جس نے خدمتِ سنّیت اور اشاعتِ مسلکِ حسام الحرمین کے لئے پوری فکر ونظر کے ساتھ زندگی گزار دی۔ کس طرح اس کی فہم، فکر ونظر، تحقیق وتدقیق کی صلاحیت سلب کرلی گئی؟ وہ کیسے توہینِ رسالت کرنے والوں کی رعایت کے لئے تیار ہوگیا۔ میں نے پچھلے کسی خط میں لکھا تھا اور پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ غور کرلیجئے۔ آپ نے کوئی ایسی خطا تو نہیں کی ہے کہ روحانی طور پر آپ پر عتاب ہو رہا ہو۔ یہی خطا سب سے بڑی ہے کہ صریح توہینِ نبوت کے قطعی کفر وارتداد میں شبہ پیدا کرلیا۔ ہماری پُرخلوص درخواست ہے کہ آپ رجوع کے لئے مشائخ کرام کے وسائل سے بارگاہِ ارحم الراحمین

میں گڑگڑائیے کہ وہ آپ کے حال کو واپس فرمادے۔ آپ یقین کر لیجئے کہ آپ کی ندامت و رجوع پر آپ کی بے عزتی نہیں ہے بلکہ دنیائے سنیت میں آپ کا وقار بلند ہو جائے گا۔ لوگ پھر آپ کو اسی طرح آنکھوں پر بٹھائیں گے جس طرح کہ بٹھاتے تھے۔ ہمارے سینے بھی پھر اسی طرح آپ کی عظمت کے لئے کھلے رہیں گے۔

ہمارا خیال ہے کہ آپ کا دل اندر سے بولتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کا مسلک ہی حق اور ناجی ہے۔ آپ اپنی واپسی کے لئے صرف اپنے وقار کا خیال کر رہے ہیں کہ جب بات کہہ دی ہے تو رجوع کس طرح کریں۔ میرے متعلقین معتقدین مجھکو کیا کہیں گے۔ لیکن یہ تصورات آپ کی اور آپ کے معتقدین کی دنیا و آخرت برباد کر رہے ہیں۔ اگر آپ نے اپنے نفس پر قابو پالیا تو وہی ساعت آپ اور آپ کے معتقدین کے لئے سعید ہوگی۔

واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

اور اگر آپ واقعی اپنے متزلزل دلائل کی بنیاد پر اپنے اختیار کردہ نئے مسلک ہی کو صحیح سمجھتے ہیں تو انشاء اللہ الکریم ۲۶ صفر ۱۴۰۱ھ کی صبح علماء کرام بدایوں میں جمع رہیں گے آپ سے گفتگو ہو کر معاملہ صاف ہو جائے گا۔

امید ہے آپ تیار ملیں گے۔ آپ سے جو کچھ میری خط و کتابت ہوئی ہے اس سے میں نے اپنے علماء کو آگاہ کر دیا ہے۔ فقط۔ غلام محمد خاں غفرلہٗ

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

ملنے کا پتہ:

حنفیہ پاک پبلیکیشنز کراچی

مولوی خلیل احمد بدایونی کے طویل خط کا جواب

منجانب۔ حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خانصاحب قبلہ مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ تعالیٰ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

جناب مولوی خلیل احمد صاحب بجنوری بدایونی ! بعد ما ہو المسنون

آپ کا رجسٹری خط مورخہ ۱۵ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ میری ناگپور سے غیر حاضری میں جب کہ میں بدایوں بریلی کے سفر پر تھا۔ دفتر دار العلوم امجدیہ ناگپور کو موصول ہوا۔ غنیمت ہے کہ آپ نے جواب دیدیا۔ ہمیں ان احباب کا ممنون ہونا چاہیے جنہوں نے آپ سے جواب تو لکھوالیا ورنہ ہماری بے ضابطہ اور بے ربط تحریریں کب آپ کی عنایت جواب کے قابل تھیں اور ہمارا بے پر کی اڑانا کب لائق توجہ تھا۔

آپ نے اپنے بے ضابطہ لفظ کی تشریح یوں کی ہے۔

"بے ضابطہ تو یوں کہ آپ سے میرا کوئی تحریری یا زبانی طور پر معاہدہ نہ ہوا تھا کہ خط و کتابت سے گفتگو ہو یہ معاہدہ مفتی رضوان الرحمن صاحب سے ہوا تھا۔ الیٰ قولہ ..... یہ طریقہ ضرور بے ضابطہ ہے۔" میری تحریروں کے بے ضابطہ ہونے کی وجہ میں آپ نے جو یہ لکھا ہے۔ "میرا آپ سے کوئی تحریری یا زبانی معاہدہ نہ ہوا تھا۔" بالکل صحیح ہے مگر یہاں آپ کی معاہدہ جوئی کے باضابطہ ہونے پر کیا دلیل ہے۔ چور چوری کرے .... ، چوری پر شرعی تنبیہہ کے لئے پہلے چور سے معاہدہ کرنا ہوگا کہ اے چور ! چوری پر میں تجھ کو شرعی تنبیہہ کرنا چاہتا ہوں۔ معاہدہ کرلے۔ شرابی شراب کی نحوست میں مبتلا ہو۔ شراب کی حرمت پر تنبیہہ کے لئے پہلے شرابی سے معاہدہ کرنا ہوگا۔ کسی گمراہ و گمراہ گر کو اس کی گمراہی و گمراہ گری پر شرعی تنبیہہ کے لئے پہلے اس سے معاہدہ کیجئے۔ اگر وہ انکار کر دے تو منہ

بسور کر گھر بیٹھ جائیے ۔ شرعی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں گے ۔ کوئی اسلام کا دعویٰ کرنے والا، کفر وارتداد کی نجاست میں آلودہ ہو کر عوام میں نجاست پھیلا رہا ہو شرعی تنبیہہ کے لئے پہلے اس سے معاہدہ کر لیجیے ورنہ اپنی زبان وقلم کاٹ کر پھینک دیجیئے اور اپنی مسجد، مدرسہ، خانقاہ یا گھر میں شیطان اخرس (گونگا شیطان) بن کر چھپ جائیے ۔

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ہاں یہ ہوتا ہے کہ منازعت قرار پا جائے تو احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لئے آدابِ مناظرہ پر معاہدہ ہو جائے ـــــ بے ربط کے معنی آپ نے یہ لیا ہے کہ میں (غلام محمد خاں ناگپوری) نے آپ کے مقصد کو سمجھے بغیر اڑانی شروع کر دی اور مزیدار بات یہ ہے کہ میں اپنی تحریر اور نقول کو بھی نہ سمجھ سکا۔ پھر میں نے بد دیانتی کر کے متعدد جگہ غلط بیانی اور تبدیلی الفاظ سے کام لیا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے اذا یئس الا نسان طال لسانہ یعنی جب انسان مایوس ہو جاتا ہے تو اس کی زبان دراز ہو جاتی ہے ۔

عرض ہے کہ میں نے جو کچھ پہلی تحریروں میں لکھا ہے وہ مربوط ہے یا نہیں اس پر گفتگو تو بہت پُر لطف اور دلچسپ ہو گی مگر اس پر ابھی وقت نہیں ضائع کیا جا سکتا لیکن اتنا اس وقت ضرور عرض کروں گا کہ میری ان تحریروں سے اتنا تو ہوا کہ آپ نے اپنی اس طویل تحریر میں، حضرت شیخ اکبر، حضرت امام غزالی و حضرت جامی رحمہم اللہ تعالیٰ کی اسلام فرعون کی بحث پر اپنا استدلال غائب کر دیا اور اس کتاب کا حوالہ بھی روپوش ہے جس کو آپ نے اپنی احتیاط پر استناد کے لئے ۲۷ صفر ۱۴۰۱ھ کو بدایوں کی مسجد میں پیش کیا تھا اور آپ نے آٹھ آٹھ علماء کے فرعون کو مسلمان سمجھنے پر اپنی احتیاط کے جواز کا جو لوگوں میں چرچا کیا تھا وہ سب کا سب دریا برد ہو کر رہ گیا اور اب آپ توبہ و رجوع وغیرہ کی لائن پر لگ گے، ہیں۔

اور اب آپ نے جو یہ طویل تحریر بھیجی ہے (اس کی طوالت کا آپ نے خود اپنے خط میں ذکر کیا ہے) جس کا یہ جواب حاضر کر رہا ہوں۔ اس سے اچھی طرح پتہ چل جائے گا کہ "بے ربط" اور "مربوط" ہونا کسے کہتے ہیں ۔ اور دیانت و بد دیانتی آخر کہاں نظر آتی ہے۔ اس تمہید کے بعد آپ نے نمبروار اپنا بیان تحریر فرمایا ہے جس کا جواب حاضر ہے ۔

۱۔ آپ نے لکھا ہے "فقیر بفضلہ تعالیٰ اعتقاداً و عملاً اہلسنت وجماعت کے ہر عقیدہ وعمل کو حق جانتا ہے اور مذہب اہلسنت وجماعت کے کسی عقیدے وعمل سے اختلاف نہیں رکھتا۔" عرض ہے کہ اب محض آپ کے دعوے سے آپ کو سنّی نہیں سمجھا جا سکتا، آپ کی یہی طویل تحریر خود بتا رہی ہے کہ آپ کیا ہیں ؟ دیوبندی وہابی اپنے اہلسنت ہونے کا ہی دعویٰ کرتے ہیں۔

۲۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "فقیر بفضلہ تعالیٰ نہ دیوبندی ہے نہ وہابی نہ دیوبندیوں کا حامی نہ مؤید نہ ان کے مذہب کا محسن۔ یہ فقیر پر افترا ہے جس کا حساب روزِ جزا ہو گا۔" عرض ہے اب تو افترا پر بحث کی بھی ضرورت نہیں۔ آپ اپنی اس طویل تحریر سے خود ہی کھل کر سامنے آ گئے ہیں کہ آپ کون ہیں دیوبندی بھی وہابیت سے چڑھتے ہیں اور وہ بھی روزِ جزا ہی کی دہائی دیتے ہیں۔

۳۔ فرعون کے سلسلہ میں آپ نے مجھ پر الزام رکھا ہے۔ "فرعون کے بارے میں آپ نے یہ ظاہر کیا ہے کہ فرعون کو فقیر مسلمان ثابت کرتا ہے، مومن مانتا ہے یہ آپ کی فہم کی سخت غلطی ہے (الیٰ قولہ) از خود کسی گفتگو میں دخل دینے کا انجام یہی ہوتا ہے۔"

ہم تو سمجھے تھے کہ آپ کا ربط وضبط کمال کو پہنچا ہوا ہو گا مگر یہاں تو آپ کی تحریر سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جناب شاید غیض وغضب میں ربط وضبط سے اپنے حواس ہی کھو بیٹھے ہیں اور اصل مبحث استناد فرعون سے اب گریز کر کے

جیسے بھی ہو مربوط، ہو یا غیر مربوط اپنی صفائی پیش کر دو اور دوسروں پر الزام رکھو اپنا چکے ہیں۔

میں نے اپنی تحریر میں جو جملے لکھے ہیں وہ یہ ہیں۔

"بہرحال جس جس نے بھی نقل کیا ہو ہمیں ان کی نقل و تسلیم سے انکار نہیں اور آپ ان کو مسند بنا کر اپنا مسلک بھی فرعون کا اسلام قرار دیں تو ہمیں سروکار نہیں۔" دوسری جگہ لکھا ہے۔

"اگر آپ اس مسلک کے قائل ہیں کہ فرعون عذابِ غرق کے وقت ایمان لا چکا تھا تو یہی علت آپ کو مولوی اشرف علی تھانوی کے بارے میں نکالنی ہوگی۔"

کوئی جاہل جملہ شرطیہ کو جملہ خبریہ پر محمول کر کے بے ربط و ضبط بے پر کی ہانکے اور الزامی طلب دلیل کو نہ سمجھ سکے۔ اور یہ کہے کہ اس میں صرف مجھ پر فرعون کو مسلمان سمجھنے کا الزام ہے تو کوئی تعجب نہیں۔ مگر آپ جیسے محقق عالم اور ربط وضبط کے حامل سے تو اس کی امید نہیں ہونی چاہئے تھی مگر آپ کیا کریں۔ بدمذہبی کا انجام ہی یہی ہوتا ہے جہاں اپنی بے ربطی پر دوسرے کے ربط کو قیاس کیا جاتا ہے اپنے مخلص کو بھی دشمن سمجھا جاتا ہے، ہدایت کو گمرہی اور گمرہی کو ہدایت باور کیا کرایا جاتا ہے۔ آپ سے یہ تو ہوا ہی نہیں اور ہو بھی کہاں سکتا ہے کہ مقابل جب آپ کے دعوے پر آپ سے علت طلب کر رہا ہے تو آپ علت بیان نہ کرتے آپ اپنی علت تو بیان نہ کر سکے اور بیان بھی کیا کر سکتے۔ فراریوں اختیار کیا کہ:۔ ہائے مجھ پر فرعون کو مسلمان سمجھنے کا الزام دھر دیا۔

۴۔ میں آپ لکھتے ہیں۔ "آپ کی تحریر کا عنوان حسام الحرمین کے نام سے یہ بھی غلط ہے فقیر کا کلام حسام الحرمین کے بارے میں نہیں، اس کے متعلق فقیر بار بار بتا چکا ہے کہ میں حسام الحرمین کے نہ مخالف ہوں نہ اس کو غلط کہتا ہوں۔ میرا مقصد دوسرا ہے جس کو پہلے بھی بتا چکا

ہوں اب پھر بتاتا ہوں۔"

عرض ہے کہ جناب! حسام الحرمین ہی تو اصل نزاع ہے، اسی پر تو سنی عوام و خواص کو آپ نے پریشان کیا ہے۔ آپ کے کفِ لسان کا تعلق حسام الحرمین سے نہیں تو اور کس سے ہے، آپ کی مخالفت کی اور کون سی اونچی اڑان ہے۔ اتنی صریح مخالفت کے بعد بھی کیا لوگ اتنے بے وقوف ہیں جو آپ کے اس قول کو مان لیں گے کہ فقیر کا کلام حسام الحرمین کے بارے میں نہیں ہے۔ "حسام الحرمین" کوئی جلد کسی بندش، اوراق کی شیرازہ بندی، حسین وجمیل کتابت و طباعت اور صرف ظاہر عنوان ہی کا نام نہیں ہے وہ انہی احکام کا تو نام ہے جن سے آپ نے احتیاطاً کفِ لسان کر کے اہلسنت میں فتنہ پیدا کر دیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ "میرا مطلب دوسرا ہے۔ جس کو میں پہلے بتا چکا ہوں، اب پھر بتاتا ہوں۔" شاید وہ احتیاطاً کفِ لسان کے علاوہ ہوگا — چلئے پھر بتایئے اس کے بعد بھی پھر آپ کو موقع رہے گا پھر اور بتایئے گا۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ مطلب بتانے میں بھی آپ نے تھانوی صاحب کی پوری پوری پیروی کا خیال رکھا ہے بلکہ کچھ قدم آپ آگے ہی ہیں، ویسے بھی آپ کی یہ طویل تحریر "بسط البنان" سے اطول ہی ہے۔

وقعات السنان کے بارے میں ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ وہ موضوعِ بحث بن گئی تھی حضرت مفتیٔ اندور نے جب آپ سے گفتگو شروع کر کے آپ کے خیالات معلوم کرنا چاہا تھا تو آپ نے فرمایا تھا، جس کا مفہوم ہمیں یاد ہے کہ ذرا سی بات ہے، جب سے "بسط البنان" دیکھی ہے اکابرِ دیوبند پر حکم کفر لگانے سے احتیاطاً کفِ لسان کرنے لگا ہوں جس کو لوگوں نے بڑھا کر بتانا شروع کر دیا ہے۔ اس پر آپ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ نے وقعات السنان دیکھی ہے؟ تو آپ نے فرمایا تھا۔

"ہاں دیکھی ہے۔"

آپ فرماتے ہیں کہ وقعات السنان کا ذکر ہی کیوں آتا؟ تو جناب! وقعات السنان

آپ کی "بسط البنان" ہی کا تو رد ہے۔ بسط البنان کو دیکھکر ہی تو آپ نے اپنے مذہب کو بدلنے کا اعلان کیا ہے اور وقعات السنان میں تو اسی کی روک تھام کی گئی ہے۔ آپ کا موضوع بسط البنان کو دیکھ کر کفِ لسان کرنا ہی تو ہے۔ لوگ اتنے بیوقوف نہیں ہیں کہ "ذکر کیوں آتا" اور موضوع ہی کو نہ سمجھ سکیں۔ اور یہ بھی خوب سمجھتے ہیں کہ واقعی آپ تھانوی صاحب کے سچے متبع اور پیروکار ہیں۔ آپ ظنیات کے بادلوں میں گھر کر رہ گئے ہیں اور تنبیہ کی ہر رعد و برق پر آپ کو یہ گمان ہوتا ہے کہ معلوم نہیں اس میں کیا مصلحت ہوگی ؟

مصلحت ہو یا نہ ہو جب آپ اپنے مسلک کو اپنے نزدیک ٹھیک گمان کرتے ہیں تو مصلحت اور عدمِ مصلحت کا خطرہ کیوں ؟ —— ہمیں حیرت ہوگی کہ آپ "وقعات السنان" کے اس قدر ذکر سے انکار کیسے کریں گے، آپ اطمینان رکھئے اب ہم اس تحریر میں "وقعات السنان" کو مبحث بنا کر بیش نہیں کریں گے آپ اپنی تحریر میں جن باتوں کو لکھا ہے ان ہی کا جواب دیں گے آپ کو خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔

۵۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "آپ نے فقیر پر بہتان قائم کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقتدار ہونے پر فقیر نے کچھ کلام کیا ہے افسوس کے ساتھ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتا ہوں، نہ جانے یہ کذب آپ نے کس لئے بولا۔" [ع]

اس کے بعد آپ نے اعلیحضرت قدس سرہٗ کے ساتھ اپنے حسنِ ظن کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا —— "اصل بات یہ تھی کہ قاضی شمس الدین صاحب نے فرمایا تھا کہ

ع واہ ری کذب بیانی اور بے حیائی۔ مولوی خلیل احمد صاحب نے تو انکشافِ حق میں صاف ہی اعلیحضرت قدس سرہٗ کے ایک معمولی ناقابلِ اعتبار عالم ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور جم کر تحقیر کی ہے پھر مقتدار کہاں سے ہو گئے۔

اعلیحضرت اصحاب ترجیح میں ہیں۔ فقیر نے اس پر کہا کہ اصحابِ ترجیح کا درجہ تو صاحبِ درمختار و صاحبِ کنز الدقائق و صاحبِ وقایہ وغیرہم اصحابِ متون سے بھی اونچا ہے ...." الخ

معلوم نہیں اصل قرار دینے کا آپ کے پاس کون سا پیمانہ ہے ؟ آپ ہی کی مندرجہ بالا تحریر سے اتنی بات تو معمولی عقل والا انسان بھی سمجھ لے گا کہ حضرت مولانا شمس الدین صاحب نے یوں ہی اعلیحضرت قدس سرہ کے مناقب کا خطبہ پڑھنا شروع نہیں کر دیا ہوگا پہلے کچھ نہ کچھ بات ضرور ہوئی ہوگی جو اس گفتگو کی اصل ہوگی جس کو آپ کا ٹیپ ریکارڈ بھی بطور خیانت نہیں چھوڑ سکتا جب تک کہ آپ خود چھڑوا نہ دیں آپ کے اس اظہار کے بعد ہی کہ اکابرِ دیوبند کے بارے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیق کے سلسلہ میں آپ کے خیالات کیا ہیں۔ تحقیق میں آپ خود اپنا کیا مقام سمجھے ہوئے ہیں۔ دوسرے علمارِ عصر کے بارے میں آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ حضرت مولانا شمس الدین صاحب کو اپنا خیال ظاہر کرنا پڑا تھا جس کو آپ نے دوسرا رخ دیا۔ آخر گفتگو میں تلخی پا کر ہی حضرت مولانا شمس الدین صاحب نے یہ فرمایا تھا جس کا مفہوم مجھے یاد ہے کہ :۔

"اعلیحضرت کے بارے میں ہم کوئی بات برداشت نہیں کریں گے، ہم نے تو پھر بھی یہ عبارت احتیاط سے لکھی تھی کہ —— آپ کو یاد ہوگا کہ حسام الحرمین پر گفتگو کے دوران جب حضرت مولانا شمس الدین صاحب نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مقتدار ہونے کے مقام کا تذکرہ فرمایا تھا تو آپ نے طبقہ سابعہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے مقامِ احتیاط کا ادعا کیا تھا۔"

جو واقعہ کے مطابق تھا، ہمارے مبحث کا مقتضا تھا جس پر آپ چراغ پا تو ہو گئے، صاف انکار تو کر دیا، اس کو بہتان بتا کر انا للہ تو پڑھ دیا مگر انشاء المولیٰ تعالیٰ آپ کی یہی طویل تحریر خود بتا دے گی کہ حقیقت کیا ہے اور کذب و بہتان کہاں پایا جاتا ہے۔

بایں ہمہ آپ نے جس قدر عبارت لکھی ہے اگر اتنی ہی تسلیم کر لیں جب بھی اس سے یہ ثابت ہے کہ حسام الحرمین کے احکام پر آپ کے تحقیقی سکوت کے سلسلہ میں

ہی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مقام پر گفتگو تھی اور جب آپ کے سکوت کا دعویٰ برقرار تو حسام الحرمین اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے بارے میں آپ کا کلام خود آپ کی اسی تحریر سے ثابت، آپ بھاگ کہاں سکتے ہیں؟

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ساتھ آپ کے حسنِ ظن کا دعویٰ صرف ان کی ذات کی وجہ سے ہے تو ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے اور اگر دین کی وجہ سے ہے تو آپ کا دعویٰ باطل وکذب ہے اس لئے کہ آپ نے دین ہی پر کاری ضرب لگائی ہے جس کی حفاظت فرما کر اعلیحضرت قدس سرہ نے ملت پر احسان فرمایا ہے۔

۶۔ آپ نے نمبر۶ میں لکھا ہے ــ "اکابرِ دیوبند پر حسام الحرمین میں جو حکم جس بنیاد پر دیا گیا ہے وہ صحیح ہے اور درست ہے باوجود اس کے بغیر اس خیال کے کہ حسام الحرمین کی مخالفت منظور ہو یا فریقِ ثانی کی۔ موافقت یا جانبداری مقصود ہو۔ محض یوم الحساب کے خوف سے اپنے دین وایمان کی محافظت کی نیت سے اکابرِ دیوبند کو کافر و مرتد کہنے سے احتیاطاً کفِ لسان اور سکوت کرتا ہوں۔ یہ وہ چیز ہے جس کو آپ نے اپنی تحریر میں تبدیلی مذہب سے بھی تعبیر کیا ہے، کہیئے اس میں کون سے مذہب کی تبدیلی ہوئی۔ کیا مذہب اہلسنت تبدیل ہوا، یا مذہب حنفی تبدیل ہوا، احتیاطاً کفِ لسان کرنا کون سے مذہب کی تبدیلی ہے کیا احتیاط کرنے سے مذہب بدل جاتا ہے۔ "بریں عقل و دانش بباید گریست"

جی ہاں! آپ مذہب اہلسنت، مذہب حنفی فرما رہے ہیں یہاں مذہب بمعنی دین تبدیل ہو کر رہ گیا، صریح کفر قطعی التزامی کلامی پر اطلاعِ یقینی کے بعد احتیاطاً کفِ لسان دین سے خارج ہو جانا ہے، اس کے باوجود آپ اپنی عقل پر رونے کے بجائے قہقہے لگائیں تو آپ کی تقدیر ہے۔ مخالفت، موافقت، جانبداری، زبانی جمع خرچ کا نام نہیں ہے، منافقین بھی اسلام کا دعویٰ کرتے تھے۔ وحدانیت، رسالت، آخرت کا اقرار کرتے تھے، مسلمانوں کے ساتھ اسلامی ارکان بجالاتے تھے۔ جہاد میں

شریک ہوتے تھے، قرآن حکیم نے یہ سب کچھ ہوتے کے بعد بلاوجہ یہ نہیں فرمایا وماھم بمومنین کہ وہ ایمان والے نہیں ہیں۔ بلاوجہ رب تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں ہے واللہ یشھد ان المنافقین لکٰذبون۔ یعنی منافقین قسم کھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول ماننے کا دعویٰ کرنے کے باوجود شہادتِ رسالت میں جھوٹے ہیں۔

اس حکم میں ان کے زبانی جمع خرچ پر دعویٰ اسلام کی کوئی رعایت نہیں کی گئی۔ قادیانی کہ جو اسلام ہی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ فقہ حنفیہ پر ہی چلنے کے مدعی ہیں۔ ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد پھر ان کے کفر سے کفِ لسان کرنا اسلام ہی سے خارج کر دے گا۔ کسی مسلمان کا دعویٰ کرنے والے نے قرآن حکیم کے کلام اللہ ہونے کا انکار کر دیا۔ باقی تمام ضروریاتِ دین کا اقرار کرتا ہے۔ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ پھر جو مسلمان اس کفر پر یقینی اطلاع رکھنے کے بعد ذرا سی بات کہہ کر اس کے کافر کہنے سے کفِ لسان کرتا ہے کافر ہو جائے گا اس کا یہ دعوے کہ آخرت کے خوف سے کفِ لسان کرتا ہے جھوٹ قرار پائے گا۔ اور اس کفِ لسان کو آخرت سے بے خوفی اور اسلام وکفر کو ایک کر دینا کہا جائے گا۔

رہا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا مولوی اسمٰعیل دہلوی کے کفر سے احتیاط وکفِ لسان جس کے لئے آپ نے سبحان السبوح، کوکبۂ شہابیہ، ماہنامہ المیزان کا نام لیا ہے تو وہ تکفیر غیر مجمع علیہ کا حکم ہے، جہاں احتیاطاً کفِ لسان سے دین تو کیا اصطلاحی مذہب بھی نہیں بدلتا یہاں نہ کوئی سنّی بدل کر غیر سنّی ہوتا ہے نہ کوئی حنفی پھر کر غیر حنفی بن جاتا ہے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی پر جن ذمہ دار علمائے حرمین اور علمائے ہند نے فتویٰ دیا ہے وہ بر بنائے مذہبِ فقہاء ہے۔ خواہ اسے مولوی نذیر احمد صاحب گجرات نے نقل کیا ہو یا کسی اور صاحب نے، مذہب فقہا پر اگرچہ صریح ناقابلِ تاویل کے الفاظ استعمال فرمائیں۔ ان کے نزدیک صرف تبین دیکھا جاتا ہے۔ اور

مذہب متکلمین پر علماء جب تک اجماع اور متعین و مفسر نہ دیکھ لیں تکفیر نہیں کرتے متکلمین کے مذہب پر فتوے مجمع علیہ ہوتا ہے جہاں انکار کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ آپ غالباً یہ سمجھ رہے ہیں کہ شیخ جمال، سید احمد دحلان، مفتی ابو السعود مدنی اور دوسرے علماء کرام کی فہرست گنوا کر دھونس جم جائے گی اور آپ کی تبدیلیٔ مذہب پر پردہ پڑ جائے گا جی نہیں!

ان حضرات نے مولوی اسمٰعیل دہلوی پر مذہب فقہاء کی بنیاد پر فتویٰ دیا ہے جو صحیح ہے چونکہ مذہب متکلمین پر تاویل بعید کی گنجائش ہوتی ہے جیسا کہ آپ نے علامہ علی قاری مکی رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرح فقہ اکبر کی عبارت نقل کی ہے کہ اگر قول میں ننانوے پہلو کفر کے ہوں اور ایک پہلو بھی اسلام کا نکلتا ہو تو اس کو قبول کر لیا جائے گا۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کے کفریات گنوانے کے بعد اس کی تکفیر سے اسی مذہب متکلمین پر احتیاط فرمائی ہے جو درست ہے۔

یہاں نہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر کوئی حکم لگتا ہے نہ آپ کے گنوائے ہوئے علماء کرام پر، بلکہ فتویٰ آپ پر عائد ہوگا کہ آپ ابھی تک حکم کلامی پر چاروں اکابر کی تکفیر کرتے کرتے اب ان اکابر دیوبند کے کفر کلامی مجمع علیہ کو مولوی اسمٰعیل دہلوی کے فقہی غیر مجمع علیہ حکم تکفیر پر قیاس کر کے آپ نے ان چاروں اکابرِ دیوبند کی تکفیر سے احتیاطاً سکوت کر لیا ہے جب کہ ان چاروں اکابر دیوبند کے کفریہ اقوال میں تاویل بعید کی کوئی گنجائش نہیں، تو کیا ہزار تاویلات سے یہاں ایک بھی چسپاں نہیں ہوتی۔ پھر آپ مجمع علیہ اور غیر مجمع علیہ سے واقف ہیں۔ آپ نے عبارتیں نقل کی ہیں جن پر بحث آگے آرہی ہے۔

کوکبۂ شہابیہ کو آپ نے دلیل میں پیش کیا ہے جس سے "وقعات السنان" کی طرح انکار نہیں کر سکتے جس میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے صاف مذہب فقہاء کی وضاحت کر دی ہے۔ افسوس کہ آپ دانستہ فرقِ مراتب ترک کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور فرقِ مراتب کرنے والوں پر اندھا دھند رائے کا الزام بھی رکھ رہے ہیں یعنی "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" خود کفریات کے دلدل میں پھنستے چلے جائیں۔ کفر و اسلام کو ایک کر کے اسلام ہی کو مسخ کر کے رکھ دیں۔ اور دوسروں پر مشکلات میں پھنسنے کا گمان باطل تاکہ لوگوں کو دیوبندیت میں پھانسنے کا راستہ صاف رہے۔

آپ نے اسی صفحہ ۶ میں احتیاط کا معنی بتانے کی بھی زحمت فرمائی ہے آپ لکھتے ہیں کہ:-

"اب ہم آپ کو احتیاط کا معنی بھی بتا دیں جس کے نہ معلوم ہونے سے آپ چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ سنئے علامہ شامی نے ردالمحتار میں اور علامہ طحاوی نے بھی حاشیہ درمختار میں اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرمایا ہے، احتیاط کے معنی عمل باقوی الدلیلین کے ہیں، دلیل کفر اگر قوی ہے تو دلیل کفِ لسان و سکوت اقوی ہے۔"

بے شک علامہ شامی، علامہ طحاوی، اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا احتیاط کے معنی "عمل باقوی الدلیلین" (یعنی بیان کردہ دو دلیلوں میں سے جو زیادہ قوی ہو اس پر عمل کرنا احتیاط) بتانا حق ہے، لیکن یہ آپ کا انتہائی فریب ہے کہ آپ نے اسی کے ساتھ یہ بھی جوڑ دیا کہ "دلیلِ کفر اگر قوی ہے تو دلیل کفِ لسان و سکوت اقوی ہے۔"

علامہ شامی، علامہ طحاوی، اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے ہرگز ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ "دلیلِ تکفیر اگر قوی ہے تو دلیل کف لسان و سکوت اقوی ہے۔" یہ آپ کا دیوبندیت کی حمایت کے چکر میں اپنی طبیعت سے معنی گڑھ لینا بھی ہے اور اسے فقہاء کی عبارت سے جوڑ کر لوگوں کو دھوکا دینا بھی، اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو آپ کے اس چکر سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین۔

اس "عمل باقوی الدلیلین" کے کھلے ہوئے معنی یہ ہیں جو ایک کم پڑھے لکھے آدمی کو سمجھ میں بھی فوراً آتے ہیں کہ جہاں دلیلِ تکفیر اقوی ہوگی وہاں تکفیر کرنے میں احتیاط ہے اور جہاں دلیل سکوت اقوی ہوگی وہاں سکوت کرنے میں احتیاط ہے۔" نہ کہ مطلقاً آپ کا یہ گڑھ لینا کہ سکوت و احتیاط دلیل اقوی ہے لا حول و قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہی قول کتنا صریح و پاکیزہ معنی دے رہا ہے کہ مذہب متکلمین پر اگر تاویل بعید کی بھی گنجائش نہیں وہاں تکفیر کرنے میں احتیاط بلکہ تکفیر ضروری، جیسے اکابر دیوبند پر۔ اور جہاں دلیل سکوت اقوی ہوگی یعنی مذہب متکلمین پر تاویل بعید بھی ہو سکے وہاں سکوت کرنے میں احتیاط ہے اگرچہ فقہاء کفر کا فتویٰ دیں جیسے یزید اور اسمٰعیل دہلوی پر۔

آپ نے خود تحریر ۷ میں رد المحتار کے حوالہ سے علامہ خیرالدین رملی استاذ صاحب در مختار سے نقل کیا ہے ویدل علیٰ ذالک اشتراط کون مایوجب التکفیر۔ یعنی تکفیر کے لئے اجماع شرط ہے جب تکفیر پر اجماع ہو گیا تو یہاں احتیاطاً سکوت دلیل اقوی کہاں رہا۔

علامہ علاء الدین حصکفی کا قول آپ نے نقل کیا ہے۔ لا یفتی بتکفیر شئ منہا الا بما اتفق المشائخ علیہ۔ اور آپ ہی نے خود اس کا ترجمہ کیا ہے یعنی جو کلماتِ کفر فتوؤں میں بتائے گئے ہیں ہم ان میں سے کسی پر حکم کفر نہ دیں گے مگر جس پر مشائخ کرام متفق ہو گئے ہوں اس پر حکم ضرور دیں گے کیوں جناب! کسی کفرِ قطعی پر آپ کے نزدیک حکم کفر دینا ضروری ٹھہرا وہاں سکوت دلیل اقوی کیسے رہے گا۔؟ تمام امت اس پر متفق ہے کہ کوئی مدعی اسلام اگر صریح طور پر یہ کہتا ہے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت و نبوت کو اب نہیں مانتا تو وہ کافر و مرتد ہے۔

یہاں آپ کا احتیاطاً سکوت دلیل اقوی کہاں رہا۔ اکابر دیوبند کی حمایت میں یہ آپ کے باطل و مردود عادات و اطوار ہیں کہ آپ وہ دلیلیں بھی لائیں جن میں مجمع علیہ

ہونے کی بنیاد پر تکفیر کا حکم ضروریاتِ دین سے قرار پائے اور آپ احتیاطاً سکوت کو دلیلِ اقوی مان کر اس حکم ضروری کو باطل بھی قرار دیں اور لوگوں کو گمراہی میں ڈال دیں۔ توضیح ص ۵۲۵ پر اسی بحث اجماع میں فرمایا۔ لا خفاء فی ان القول الثالث ان استلزم ابطال ما اجمعوا علیہ کان مردوداً۔ یعنی اس میں کوئی خفا و پوشیدگی نہیں ہے کہ تیسرا قول اگر مجمع علیہ کو باطل کرنے کا استلزام کر رہا ہے تو وہ مردود ہے۔

۷ اس ساتویں نمبر میں آپ نے جو کچھ بیان دیا ہے اس کا انداز ایسا ہے جیسے جاہلوں، احمقوں، دل کے اندھوں کا میلہ لگا ہو اور آپ اپنا زورِ علم صرف کر کے ان کے سامنے اپنی صفائی پیش کر رہے ہوں اور بے چارے وہ تماشائی آپ کے بیان پر سر دھن رہے ہوں۔

پھر اس پر آپ کا یہ خیال اور توقع ہے کہ اہلسنت بھی آپ کو دادِ تحسین دیں گے اور آپ کی ہانک پر واہ واہ کرتے رہیں گے۔ آپ کی خامہ فرسائی یہ ہے۔

"مسئلہ تکفیر مسلم تقلیدی نہیں ہے بلکہ تحقیقی ہے۔ دیکھئے یزید پر امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم کفر دیا اور سیدنا امام اعظم صاحب سے توقف منقول اور امام فخرالدین رازی اس کو مسلمان کہتے ہیں اور تین گروہ کافر جاننے والے اور مسلمان جاننے والے اور توقف و سکوت کرنے والے اہلِ حق اور اہلسنت ہیں۔"

(بات سیدھی کہئے نا کہ مولوی اشرف علی تھانوی کے بارے میں میں نے اب جو سکوت اختیار کیا ہے اسی طرح مجھے بھی اہلِ حق اہلسنت سمجھئے)

اس کے بعد آپ نے احکام شریعت حصہ دوم سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا وہ فتویٰ نقل کیا ہے جو آپ کے اسی مضمون کی تائید کرتا ہے اس کو نقل کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں۔

"دیکھئے ایک شخص یعنی یزید کے بارے میں اہلِ حق اہلسنت کے

تین گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ اس کو کافر مانتا ہے وہ بھی اہلِ حق اہلسنت ہیں، دوسرا گروہ اس کو مسلمان مانتا ہے وہ بھی اہلِ حق اہلسنت ہیں اور تیسرا گروہ اس کے بارے میں سکوت فرما رہا ہے وہ بھی اہلِ حق اہلسنت ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ تکفیرِ مسلم کا مسئلہ جو غیر اجماعی ہے نہ اعتقادی ہے نہ تقلیدی یہ مسئلہ تحقیقی ہے جس کے لئے متحقق و ثابت ہو جائے وہ کافر کہے جس کے لئے پورے طور پر ثابت نہ ہو وہ اپنی تحقیق پر عمل کرے، جیسا کہ یزید کے معاملہ میں علماء مختلف ہو گئے۔ اور سب اہلِ حق اور جنتی گروہ مانے گئے۔ ایک نے دوسرے پر نہ کوئی اعتراض کیا نہ کسی نے دوسرے کو بُرا کہا اگر مسئلہ اعتقادی ہوتا تو علمائے کرام کا اختلاف کیسے ہوتا۔ اب آپ اپنے قول پر غور کیجئے کہ احتیاطی کفِ لسان پر تبدیل مذہب کے لئے کیسے لب کشائی کی، ہمارے اسلاف کرام کا تو یہ طریقہ نہیں ہے۔ آپ نے یہ نئی راہ نکال دی۔ ہاں اگر کسی کی تکفیر پر اجماع ہو جائے تو اس وقت تکفیر ضروری ہے چنانچہ ہمارے علمائے کرام کی تصریحات موجود ہیں کہ تکفیر کے لئے اجماع شرط ہے......الخ"

جواباً عرض ہے ـــــ چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ دلیلیں تو آپ وہ لا رہے ہیں جو بحمدہٖ تعالیٰ اہلسنت کے مذہب کی پوری پوری تائید کر رہی ہیں۔ وہی اعلیٰحضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کا مسلک ہے اس پر بفضلہ تعالیٰ ہندوستان کے اہلسنت قائم ہیں ـــــ اور دیوبندیہ، وہابیہ کی حمایت میں دیدہ دلیری اس قدر کہ الٹے ان دلیلوں کو آپ احتیاطی سکوت کی تائید میں پیش کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حالانکہ یہ دلیلیں آپ کے سکوت و احتیاط کے پرخچے اڑا رہی ہیں۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا مسلک یہی ہے کہ جو تکفیر مجمع علیہ نہیں ہے اس پر سکوت فرماتے ہیں۔ یزید کا کفر مجمع علیہ نہیں اس

پر سکوت فرمایا۔ اور جو کفر مجمع علیہ ہے اور جس پر حکم کرنے سے سکوت و احتیاط خود کفر ہے اس پر کسی کی رعایت نہیں فرماتے۔ اسی لئے مولوی اشرف علی تھانوی پر کفر قطعی کلامی کا حکم فرمایا۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سکوت صاف بتلا رہا ہے کہ صحابہ اور اکابر تابعین میں ہی اختلاف تھا اور اسی وقت تین گروہ موجود تھے اور اسی بنیاد پر بعد کے ائمہ و علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگر آپ بھی یزید کے بارے میں سکوت اختیار کریں یا مسلمان بتائیں یا کافر کہیں تو ہم آپکو نہ بے دین سمجھیں گے اور نہ ہی یہ کہیں گے کہ آپ حنفی نہیں رہے۔

مگر جناب یہاں بحث یزید کی طرح غیر مجمع علیہ کفر کے بارے میں نہیں ہے جسمیں آپ کی باطل تحقیق کی گنجائش ہو اور جسمیں اختلاف ہو نیز جس میں متکلمین احتیاط فرمائیں۔ یہاں بحث اس کفر کے بارے میں ہے جس میں اختلاف نہیں، جو مجمع علیہ ہے جس پر متکلمین کفر قطعی کا حکم فرماتے ہیں، مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی جس کو بسط البنان میں نصوصِ قطعیہ سے مانا ہے جہاں آپ کی تحقیق کے دروازے بند ہیں، جہاں مکتبی ملاؤں کو کیا بڑے بڑے علماء کو تسلیم کے بغیر چارہ نہیں ہے۔

صریح توہینِ رسالت پر قرآن کریم کا حکم کفر منصوص ہے جس پر صحابہ کرام، تابعین کرام، ائمہ فقہ، ائمۂ کلام، ائمہ حدیث کا اجماع ہے اور اسی کی اتباع کرتے ہوئے اعلیٰحضرت قدس سرہ اور علماء حرمین شریفین اور ہندوستان اور دیگر ممالک کے علماء نے مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ کے کفری قول میں صریح التزام توہینِ رسالت پا کر ہی ان پر کفر کلامی کا حکم فرمایا ہے کہ جسے جان لینے کے بعد اعلیٰ حضرت اور وہ علماء تکفیر نہ فرماتے تو خود ان پر کفر کا حکم ہوتا۔

بحمدہ تعالیٰ ہم اپنے قول پر پہلے بھی غور کر چکے تھے اور آپ کی اس طویل تحریر پر غور کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ آپ نے اچھی طرح اطلاع کے بعد مولوی اشرف علی تھانوی کے اس کفر و ارتداد سے اب احتیاطاً سکوت کیا ہے جو صریح التزامی توہین رسالت پر منصوصِ قرآنی ہے۔ مجمع علیہ ہے کلامی ہے۔ یزید کی طرح

غیر مجمع علیہ نہیں ہے۔ آپ کے بارے میں ہمارا خیال تبدیل مذہب بمعنی تبدیل دین ہے۔ ہمارے اسلاف کرام کا یہی طریقہ ہے جو آپ کے ہی ذکر کردہ دلائل سے ثابت ہے۔ یہ ہماری نکالی ہوئی نئی راہ نہیں ہے بلکہ ہمارے اسلاف کا بتایا ہوا راستہ ہے۔ صریح توہینِ رسالت پر اطلاع یقینی کے بعد سکوت منافقین و مرتدین کا دین ہے ـــــ آپ اپنی چالاکی سے مطلقاً کفِ لسان بولتے ہیں۔ دلیل جس پر سکوت کیا جاتا ہے غیر مجمع علیہ فقہی پیش کرتے ہیں اور حکمِ کلامی پر سکوت کرتے ہیں۔ یہ تبدیل دین پر بد دینی کی انتہا ہے۔

آپ نے لکھا ہے ـــ " ہاں اسی تکفیر پر اجماع ہو جائے تو اس وقت تکفیر ضروری ہے۔" ہم کہتے ہیں کہ آپ کا وہ قول کہ " دلیل سکوت " اقوی ہے کہاں باقی رہا۔ یہ آپ ایک جگہ کچھ اور دوسری جگہ کچھ اور کہکر لوگوں کو دھوکا کیوں دے رہے ہیں۔ سارا زور آپ نے جو مطلقاً سکوت پر دیا تھا' وہ تکفیر ضروری ہے کہہ کر کیسے ٹوٹ گیا؟ سکوت کے بارے میں آپ کے ذکر کردہ اسلاف کی نصیحتوں کا کیا ہوگا جن کی وجہ سے آپ نے سکوت کیا۔

پھر آپ نے جو یہ کہا ہے کہ کسی کی تکفیر پر اجماع ہو جائے تو تکفیر ضروری ہے۔ اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ کیا آپ جیسے محقق مولوی کا اجماع؟ کیا مجمع علیہ قول پر بعد کے زمانہ کے مولویوں کا اجماع؟ اسی طرح اگر غیر مجمع علیہ قول پر آپ کے زمانہ کے مولویوں نے الجواب صحیح کہہ کر اجماع کر لیا تو وہ غیر مجمع علیہ کفری قول کیا اب مجمع علیہ ہو جائے گا۔؟

آپ نے اسی کے بعد متصل علامہ شامی کی علامہ خیر الدین رملی سے نقل کردہ عبارت تحریر فرمائی ہے ویدل علی ذالک اشتراط کون مایوجب التکفیر مجمعا علیہ۔ اور آپ نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ یعنی تکفیر کے لئے اجماع شرط ہے۔ اس سے آپ کیا سمجھے؟ وہ قول جو مجمع علیہ کفر ہے۔ اگر آپ کے زمانہ میں کوئی دہی بکواس کرے تو کیا آپ کے زمانہ میں آپ جیسے سب مولوی

تکفیر کریں تو کفر ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔

اسی طرح آپ نے علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے ـــــ لا یفتی بتکفیر شیئی منھا الا بما اتفق المشائخ علیہ۔ اور آپ نے اس کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے ـــ یعنی جو کلماتِ کفر فتاؤں میں بتائے گئے ہیں ہم ان میں سے کسی پر حکمِ کفر نہ دیں گے مگر جس پر مشائخ کرام متفق ہوں اس پر حکمِ کفر ضرور دیں گے۔ یہاں انہوں نے صاف فرما دیا کہ تکفیر کے لئے اتفاقِ مشائخ ضروری ہے۔

پہلے تو آپ مولوی اشرف علی تھانوی جیسا قول ان فتوؤں کی کتابوں سے نکال کر بتایئے کہ مشائخ کرام نے اس قسم کے قول پر اختلاف کیا ہے جس کی وجہ سے اجماع نہ ہو سکا اور آپ نے اسی وجہ سے سکوت کیا ہے، آپ کی ساری پول کھل جاتی ہے ـــــ پھر اس قول پر مشائخ کرام کے اتفاق سے کون سے مشائخ مراد ہیں؟ کیا مشائخ کے مجمع علیہ کفر پر آپ کے زمانہ کے آپ جیسے مشائخ کا دوبارہ اجماع؟ اس کے بعد آپ نے حموی کی صراحت بانھا لو کانت تلث الروایۃ الخ نقل کرکے یہ تحریر فرمایا ہے۔ دیکھئے ان عبارات میں کیسی صاف تصریح ہے کہ تکفیر کے لئے اجماع شرط ہے، غیر اجماعی کفر میں اختلاف کرنا، کفِ لسان کرنا ہرگز طریقۂ اہلِ حق اہلسنت و جماعت کے خلاف نہیں ہے بلکہ اہلِ حق کا طریقہ پہلے سے یہی رہا ہے ـــ اہلِ ایمان و انصاف کے نزدیک قابلِ اعتراض یا قابلِ ملامت نہیں ہو سکتا۔

جی ہاں! تکفیر کیلئے اجماع شرط ہے مگر مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی جیسے مولویوں اور مشائخ کا؟ ـــ یہ کوئی یزید اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کی غیر مجمع علیہ تکفیر نہیں ہے کہ اختلاف کرنے والوں کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا اور انہیں اہل حق، اہلسنت سمجھا جائے گا۔ ان پر کوئی ملامت نہیں کی جائے گی بلکہ یہ قادیانی کی طرح مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ کے مجمع علیہ کفریاتِ قطعیہ کا مسئلہ ہے جس پر اطلاع کے بعد احتیاط و سکوت کرنے والوں کو چھوڑا نہیں جاتا نہ انہیں اہلِ حق اہلسنت سمجھا جائے گا ان پر یقیناً ملامت کی جائے گی یہی اہلِ ایمان و انصاف کا طریقہ رہا ہے۔ آپ کی نقل کردہ مندرجہ بالا عبارات اسی کے

ہدایت کر رہی ہیں اور اسی پر آپ نے ابھی تک فتوے دیتے دیتے اب سکوت واحتیاط کیا ہے۔ آپ کہاں اہلِ حق اہلسنت سے باقی رہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"مسئلہ تکفیر یزید و تکفیر مولوی اسمٰعیل دہلوی پر غور کیجئے جس کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، لہٰذا بخوبی ثابت ہو گیا کہ غیر اجماعی تکفیر میں اختلاف یا احتیاطاً کفِ لسان ہرگز طریقۂ اہلِ حق کے خلاف نہیں اور اس مقام تحقیق میں بڑوں کی تکفیر چھوٹوں پر لازم نہیں۔ امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ، امام اور مجتہد مطلق ہیں جو مکفرِ یزید ہیں اور امام غزالی و فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہما ہرگز ان کے برابر نہیں ہیں مگر ان کے فتوے کے خلاف یزید کے مسلمان ہونے کے قائل ہیں۔ ان کی تحقیق کو اپنے لئے حجت نہیں مانا۔"

آپ چاہیں دو چار نہیں سینکڑوں، ہزاروں بار غور کریں۔ یزید و اسمٰعیل کی تکفیر غیر مجمع علیہ ہی رہے گی جس پر اختلاف سے کسی کو کوئی اعتراض نہیں۔ آپ خود امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مسلک کے خلاف مسلمان ثابت کریں تو ہم آپ کے دین آپ کی سنیت پر اعتراض نہیں کریں گے۔ اور قادیانی اور تھانوی کا کفر مجمع علیہ ہی رہے گا جہاں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی مخالفت اجماع کی مخالفت اور اس کو یزید اور مولوی اسمٰعیل دہلوی پر قیاس کرنا باطل اور بد دینی ہوگا۔

دلیل تو آپ غیر مجمع علیہ کفر کی دیتے ہیں۔ بات غیر مجمع علیہ کفر کی کرتے ہیں اور اس کو مجمع علیہ کفر پر چسپاں کر کے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ آپ نے اپنی باطل تائید اور دیوبندیوں کی کافرانہ حمایت کے لئے حضرت سیدنا امام غزالی و حضرت سیدنا امام رازی رحمہما اللہ تعالیٰ کو بھی نہ چھوڑا۔ ان پر العیاذ باللہ تعالیٰ بدترین الزام دھر کر رکھ دیا۔

امام رازی و امام غزالی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس تکفیر میں تقلید نہیں کی ہے جو غیر اجماعی ہے اور انہوں نے اس کفر کو امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک غیر اجماعی ہی سمجھا۔ اور آپ کا یہ مغالطہ و فریب ہے کہ آپ اپنی طرح اپنے

آپ پر قیاس کر کے یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ امام غزالی اور امام رازی رحمہما اللہ تعالیٰ وقت کے امام ہونے کے باوجود ساری عمر تک اس کو مجمع علیہ سمجھتے رہے۔ اخیر عمر میں انہوں نے اس کو غیر مجمع علیہ سمجھ کر یزید کو مسلمان بتایا۔ اخیر عمر میں ان کی سمجھ میں آیا کہ وہ کفر نہ تھا۔ اسلام تھا۔ جیسے آپ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتوے کو مجمع علیہ سمجھتے رہے اسی پر فتویٰ دیتے رہے۔ دیوبندیوں کا رد کرتے رہے۔ ان کے خلاف مناظروں میں ڈٹے رہے۔ اب اخیر عمر میں آپ کی سمجھ میں آیا کہ "خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم" اعلیٰ حضرت کا فتویٰ جس کو ہم ساری عمر مجمع علیہ سمجھتے رہے وہ غیر مجمع علیہ نکلا۔ "ما زیاں را چشم یاری داشتیم۔"

کہئے جناب! آپ نے اپنے آپ کو کیا سمجھ کر امام رازی اور امام غزالی پر قیاس فرمایا ہے۔ رب تبارک و تعالیٰ ان دونوں اماموں کو جنت الفردوس عطا فرما کر ان کے مدارج بلند فرمائے۔ الحمد للہ کہ ان دونوں اماموں نے آپ کی طرح بد دینوں کی حمایت میں امت کو فریب اور دھوکا نہیں دیا ہے، دین میں بداحتیاطی اور خیانت نہیں کی ہے۔ جہالت کا مظاہرہ نہیں کیا ہے، ان حضرات نے سچی رہنمائی فرمائی ہے۔ جہاں اکابرِ امت اور چاروں امام جس کفر پر متفق ہو گئے اس کو مجمع علیہ ہی سمجھا، مجمع علیہ ہی بتایا اور اس پر شرعی احکام کھل کر بتا دیئے۔

آپ نے اب دیوبندیوں کا دین اختیار کرنے کے لئے دانستہ اس تمیز کو ترک کر دیا ہے کہ کفر فقہی الگ ہے، کفر کلامی الگ ہے مجمع علیہ الگ ہے، غیر مجمع علیہ الگ ہے۔ دونوں کا ایک دوسرے پر قیاس کرنا باطل اور بد دینی ہے۔ الحمد للہ کہ اہلسنت اتنا ضرور سمجھتے ہیں۔ آپ یہ امید ہی نہ رکھئے کہ اہلسنت آپ کے اختیار کردہ دیوبندی دین کو قبول کر لیں گے اور آپ کو سنی مانتے رہیں گے۔ آپ نے اس طویل تحریر میں اپنے طرز پر فضول بار بار مجمع علیہ غیر مجمع علیہ کو دہرایا ہے۔ ہم آپ ہی کے جواب کے لئے مزید بحث دلائل کے ساتھ اخیر میں کریں گے۔

اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"مسئلہ تکفیر مسلم بہت نازک مسئلہ ہے جس کی ممانعت میں احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں۔"

جی ہاں! آپ نے یہاں ناصحانہ اور واعظانہ انداز میں پھر اسی پُر فریب اطلاق سے کام لیا ہے جو آپ نے یزید اور تھانوی صاحب کے درمیان قائم کیا ہے۔ آپ کا مطلقاً ممانعت کا دعویٰ سفید جھوٹ اور احادیثِ کریمہ پر بہتان ہے۔ آپ نے بخاری و مسلم کی جن حدیثوں کو نقل کیا ہے وہی حدیثیں صاف دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر رہی ہیں۔ آپ نے بخاری و مسلم کی پہلی حدیث یہ نقل کی ہے ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما اھ اور آپ نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے یعنی جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے پس بیشک لوٹتا ہے اس کلمہ کفر کے ساتھ ایک دن دونوں میں کا۔ یعنی کہنے والا یا جس کے لئے کہا گیا۔

یہ لفظ ایک دن حدیث شریف میں نہیں ہے، یہ آپ کا ترجمہ میں اختراع ہے، اور دیوبندیوں کے دین کی طرف لوگوں کو گھسیٹنے کے لئے فن وعظ و نصیحت کے ساتھ حدیث شریف کے مفہوم کو ہی بدل ڈالنا ہے کہ ان کو کافر کہنے سے ڈرو ورنہ وہ کافر ہوں یا نہ ہوں تم نے کافر کہا تو کسی نہ کسی دن وہ کفر تم پر ضرور لوٹ جائے گا۔

حدیث شریف کے اس خوف دلانے کی وجہ سے ہی میں نے اشرف علی تھانوی وغیرہ کو کافر کہنا چھوڑ دیا ہے اب اپنی زبان بند کرلی ہے۔ آگے اب قادیانی کی باری بھی شاید آجائے۔ یہ حدیث بھی بسط البنان کی طرح اخیر عمر میں آپ کی نظر سے گزری ہے۔

حدیث شریف اپنا مفہوم صاف بتا رہی ہے اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے تو دو میں سے ایک بات ہوگی۔ پہلی یہ کہ جس کو کافر کہا ہے اس میں واقعی کفر ہوگا، تو یہ کہنا صحیح رہے گا اور جس کے لئے کہا ہے وہ کافر ہوگا۔ دوسری یہ ہے کہ جس کو کافر کہا ہے اگر اس میں کوئی کفر نہیں ہے تو ایک مسلمان

کو کافر کہنے سے کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ گویا یہ کافر کہنا دونوں میں سے کسی ایک پر ضرور لوٹ جائے گا۔ لہٰذا کافر کہنے سے پہلے سوچ سمجھ لو کہ اس میں کفر ہے یا نہیں۔ اندھا دھند کسی کو کافر مت کہو۔

بخاری شریف کی آپ نے دوسری حدیث نقل کی ہے۔ لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک۔ آپ نے ترجمہ کیا ہے یعنی نہیں تہمت کرتا کوئی شخص کسی شخص پر فسق کی اور نہیں تہمت کرتا کوئی شخص کو کافر کی مگر پھرتا ہے کلمہ فسق و کفر کہنے والے پر۔ اگر دوسرا ایسا نہیں ہے جس کے لئے کہا۔" یہ حدیث بھی آپ نے بسط البنان کی طرح بڑھاپے میں پڑھی ہے۔

کیوں صاحب! کیا آپ ہی کی نقل کردہ حدیث میں یہ جملہ ان لم یکن صاحبہ کذالک موجود نہیں ہے؟ اور کیا آپ ہی کے ترجمہ میں یہ جملہ "اگر دوسرا ایسا نہیں ہے" آپ نے نہیں لکھا ہے۔ پھر آپ نے مطلقاً ممانعت کہہ کر حدیث شریف پر بہتان کیوں باندھا۔؟ حدیث شریف صاف فرما رہی ہے کہنے والے پر یہ کفر جب لوٹے گا کہ جس کو کہا گیا ہے اس میں کفر نہ ہو۔ اگر اس میں کفر موجود ہے تو کہنے والے پر ہرگز نہیں لوٹے گا اور آپ یہ دھوکا دے رہے ہیں کہ چاہے کسی میں کفر و ارتداد ہی کیوں نہ بھرا ہو حدیث شریف منع کر رہی ہے کہ اس کو بھی کافر نہ کہو۔ کیوں جناب! اطلاع یقینی شرعی کی قید تو بہت دور سے نظر آگئی اور حدیث شریف نقل کرنے کے بعد بھی سامنے کے سامنے ان لم یکن صاحبہ کذالک اگر دوسرا ایسا نہیں ہے کی قید دکھائی نہیں دی۔

ایسے ہی آپ نے بخاری و مسلم سے تیسری حدیث نقل کی ہے:۔ من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذالک الا حاء علیہ اھ آپنے ترجمہ کیا ہے یعنی جو شخص پکارے

کسی شخص کو ساتھ کفر کے یا کہے اس کو دشمنِ خدا کا "اور نہیں ہے وہ شخص ایسا مگر رجوع کرتا ہے۔ کفر یا عداوت اس کہنے والے پر یعنی کہنے والا خود کافر یا دشمنِ خدا بن جاتا ہے معلوم ہوتا ہے ممانعت کی ساری حدیثیں پڑھنے کا موقع آپ کو اب ضعیفی میں ہی ملا ہے۔ اس حدیث شریف میں بھی یہ جملہ صاف موجود ہے " ولیس کذالک" اور آپ نے ترجمہ بھی لکھا ہے "اور نہیں ہے وہ شخص ایسا" یعنی ممانعت اس وقت ہے کہ کوئی شخص کافر یا دشمنِ خدا نہیں ہے پھر اس کو کافر یا دشمنِ خدا کہا تو خود کافر یا دشمنِ خدا ہو جائے گا۔ مگر برا ہو دیو بندی حمایت کا کہ آپ اطلاق کے ساتھ دھوکا دے کر باور یہ کرانا چاہتے ہیں کہ کافر اور دشمن کو بھی کافر اور دشمنِ خدا کہنے کی ممانعت ہے۔

ان احادیثِ کریمہ سے دھوکا دینے کے بعد آپ نے جو فریب پر فریب دیا ہے وہ بہت زیادہ افسوسناک ہے ـــــ آپ فرماتے ہیں۔

"غور کیجئے ان احادیثِ کریمہ صحیحہ میں کیا ارشاد فرمایا جا رہا ہے۔ علمار کی تقریرات اور بیانات ان احادیث کے متعلق ہمارے پیشِ نظر ہیں۔ ان حضرات کا کلام جو ان احادیث کے بارے میں ہے وہ ہم کو بفضلہ تعالیٰ معلوم ہے لیکن... الخ"

کیوں صاحب! یہ لیکن کہہ کر پلٹا کھانے کی ضرورت کیوں پیش آئی ـ؟ آپ خوب جانتے تھے کہ ان احادیث شریفہ صحیحہ سے آپ کا باطل مدعا ثابت نہ ہوگا۔ احادیث کریمہ اپنا مطلب خود صاف صاف بتلا رہی ہیں۔ اجلہ علمائے کرام نے جو معنی بتائے ہیں ان پر جو تقریریں فرمائی ہیں وہ سب آپکے خلاف ہیں کافر و مرتد کو کافر و مرتد کہنے سے منع نہیں کرتی ہیں لہٰذا یہ اعتراف کرو کہ علمار کے بیانات و تقریرات کلام سب میرے یعنی مولوی خلیل احمد صاحب کے پیش نظر ہیں۔ مگر چونکہ میں خود محقق و مدقق ہوں۔ ان علمار کی بات کیسے مان سکتا ہوں۔ دیکھو احادیث کے اس مفہوم کو اصحابِ فقہ کی عبارتوں سے کیسے لڑاتا ہوں کہ دنیا کے بڑے بڑے بد دین فریب کار بھی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکیں گے ـ

لہٰذا آپ اپنے ہی ہاتھوں اپنا دین و ایمان چھلنی کرنے کے بعد لفظ "لیکن" سے ان زخموں کا علاج کر رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ان احادیث کے ظاہر مضمون کے مطابق حکم علمار امتِ مرحومہ کی کثیر تعداد نے نہیں دیا گیا۔ ان کا وہ حکم غلط کہا جا سکتا ہے۔

مگر اس "لیکن" کے فریب سے علاج کیا ہوتا یہ "لیکن" اور بھی چھلنی کر گیا۔ باطل کی حمایت کا انجام، صریح کفر و ارتداد کی حمایت کا نتیجہ، آپ کی بلند و بالا تحقیقات حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ آپ نے احادیثِ کریمہ کے ظاہری مضمون کے خلاف اپنا یہ ظاہری مفہوم گڑھا کہ احادیث مطلقاً ممانعت کر رہی ہیں۔

۲۔ آپ نے دانستہ علمار حدیث کے مفہوم، بیانات تقریرات سے روگردانی کی۔

۳۔ آپ نے اپنے گڑھے ہوئے ممانعت کے مفہوم کو کثیر علمار فقہ کے سر تھوپ دیا کہ انہوں نے یہی میرا ظاہری مفہوم مراد لیا ہے اور اسی طرح کثیر علمار فقہ پر بہتان باندھا۔

۴۔ آپ نے علمار حدیث اور علمار فقہ کو آپس میں لڑا دیا کہ وہ کچھ اور معنیٰ لے رہے ہیں۔ اور وہ کچھ اور معنی لے رہے ہیں اور یہ سرے سے اتہام اور جھوٹ ہے۔

چنانچہ آپ نے آگے تنبیہاً لکھا ہے۔

"سنیے امام فقیہ ابوبکر اعمش اور تمام ائمہ بلخ اور کثیر ائمہ بخاری مسلمان کے کافر کہنے والے کو مطلقاً کافر کہتے ہیں بلکہ صحیح اور معتمد مختار للفتویٰ میں تصریح ہے کہ اگر مسلمان کو نہ بروجہ شتم بلکہ بطور اعتقاد و جزم کے کافر کہے گا تو خود کافر ہو جائے گا۔ در مختار باب التعزیر میں فرمایا بہ یفتیٰ اور فتاوی عالمگیری و ردالمحتار

میں فرمایا انہ المختار للفتویٰ الغرض مسلمان کو کافر کہنے والا ابو بکر اعمش اور تمام مشائخ بلخ اور اکثر مشائخ بخاری کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور مفتی بہ پر مسلمان کو نہ بروجہ شتم بلکہ اعتقاداً اور جزم کے طور پر کافر کہنے والا کافر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ کرام اس مقام پر احتیاط ہی کرتے ہیں اور احتیاط کا حکم دیتے ہیں اس لئے کہ مسئلہ تکفیر امر دینی ہے اور امورِ دینیہ میں خاص طور پر احتیاط کا حکم ہے۔"

ہم نے آپ کی عبارت پوری نقل کر دی ہے تاکہ آپ کا دھوکہ دینا کس قدر بلندی پر پہنچا ہوا ہے خوب آشکارا ہو جائے۔ درمختار کی وہ اصل پوری عبارت جس کی طرف آپ نے " بہ یفتی " کہکر اشارہ کیا اور عبارت کھا گئے، یہ ہے وعزر الشاتم بیا کافر وھل یکفر ان اعتقد المسلم کافراً نعم والا لا بہ یفتی۔ یعنی کسی مسلمان کو " اے کافر" کہہ کر گالی دینے والے کو سزا دی جائے گی، پھر سوال یہ ہے کہ اگر وہ گالی دینے والا اس مسلمان کے مسلمان ہونے کے باوجود کافر ہونے کا اعتقاد بھی رکھتا ہے تو کیا اس گالی دینے والے کی اس اعتقاد کی وجہ سے تکفیر بھی کی جائے گی ؟ جواب یہ ہے کہ ہاں اگر اس مسلمان کے کافر ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو تو تکفیر کی جائے گی اور اگر کافر کا اعتقاد نہ رکھکر اسے کافر کہا تو تکفیر نہیں کی جائے گی ـــــ کیوں جناب! کھلی کچھ آنکھیں، آپ کے حامی فقہائے کرام کس تفصیل سے کیا احکام بیان کر رہے ہیں اور آپ اس کو مطلقاً ممانعت پر محمول کر رہے ہیں یا مولوی اشرف علی تھانوی کی حمایت میں آنکھ ہی بند کرلی ہے۔

اسی طرح آپ نے ردالمحتار کا حوالہ دیا اور عبارت گول کر گئے۔ جو حسب ذیل ہے۔ قال فی النھر وفی الذخیرۃ المختار للفتویٰ انہ ارادالشتم ولا یعتقدہ کافراً لا یکفر وان اعتقدہ کافراً فخاطبہ بھٰذا بناء

علیٰ اعتقادہٖ انہ کافر یکفر لانہ لما اعتقد المسلم کافراً فقد اعتقد دین الاسلام کفراً ـــ یعنی نہر اور ذخیرہ میں ہے کہ مختار فتوے کے لئے یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کو "اے کافر" کہتا ہے اور اس نے صرف گالی کی نیت کی اور مسلمان کو کافر نہیں اعتقاد کرتا ہے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور اگر اس مسلمان کو کافر اعتقاد کیا پھر اس کو " اے کافر" کہکر مخاطب کیا، اپنے اس اعتقاد پر کہ وہ کافر ہے تو اس کی تکفیر کر دی جائے گی اس لئے کہ جب اس نے ایک مسلمان کو کافر اعتقاد کیا تو بیشک دین اسلام کے بارے میں کفر کا اعتقاد رکھا۔

اسی طرح آپ نے عالمگیری کا حوالہ دیا اور عبارت ہضم کر دی جو مندرجہ ذیل ہے۔ کان الفقیہ ابو بکر الاعمش البلخی یقول یکفر ھٰذا القائل وقال غیرہ من مشائخ بلخ لا یکفر والمختار للفتوےٰ فی جنس ھٰذہٖ المسائل ان القائل بمثل ھٰذہٖ المقالات ان کان اراد الشتم ولا یعتقدہ کافراً لا یکفر وان کان یعتقدہ کافراً فخاطبہ بھٰذا بناءً علیٰ اعتقادہٖ انہ کافر کذا فی الذخیرۃ ـ یعنی فقیہ ابو بکر اعمش بلخی فرماتے ہیں کہ " اے کافر" کہہ کر گالی دینے والے کی تکفیر کر دی جائے گی (یعنی وہ صرف گالی کی نیت کرتا ہو جب بھی اور مسلمان کو کافر سمجھ کر گالی دی ہو جب بھی) اور آپ کے علاوہ بلخ کے تمام مشائخ فرماتے ہیں کہ تکفیر نہیں کی جائے گی اور فتوے کیلئے مختار ان مسائل کی جنس میں یہ ہے کہ ان اقوال کی طرح کہنے والا اگر صرف گالی کا ارادہ کر رہا ہے اور اس مسلمان کو کافر نہیں اعتقاد کرتا تو تکفیر نہیں کی جائے گی اور اگر اس مسلمان کو کافر اعتقاد کر کے پھر "یا کافر" کہکر مخاطب کیا اپنے کافر سمجھنے کی بنیاد پر تو اس کی تکفیر کر دی جائے گی۔

پھر عالمگیری کی اس عبارت میں فقیہہ ابو بکر اعمش کے اسی اطلاق کا ہی تو ذکر ہے جو صرف گالی کی نیت اور کافر ماننے کی نیت کے درمیان ہے۔ فقیہہ ابو بکر

اعمش کے قول میں بھی آپ کے اس اطلاق کی ہوا کہاں ہے جو مسلمان اور مرتد کے درمیان ہے کہ مطلقاً کافر کہنے کی ممانعت ہے۔ فقیہہ ابو بکر اعمش تو یہ کہہ رہے ہیں کہ مسلمان آپس میں جو ایک دوسرے کو "اے کافر" کہہ کر گالی دیں یا تکیہ کلام بنا لیں ان کا یہ حکم ہے کہ چاہے وہ اس مسلمان کو کافر اعتقاد کر کے یا مسلمان اعتقاد کر کے کہے ہر حال میں وہ کافر ہو جائے گا۔ شرح فقہ اکبر میں فرمایا۔ رجع الکل الیٰ فتوےٰ ابی بکر البلخی وقالوا کفر الشاتم۔ یعنی سب فقہاء اسی فتوے کی طرف لوٹ آئے جو امام ابو بکر بلخی کا تھا کہ مسلمان کو ایسی گالی دینے والا خود کافر ہے۔ مگر افسوس ہے کہ آپ اپنی عقل و خرد، فکر و نظر، دین و دیانت سب مولوی اشرف علی تھانوی کی توہین و تنقیص رسالت پر قربان کر کے یہ معنی لے رہے ہیں کہ فقیہہ ابو بکر اعمش نے یہ فرمایا ہے کہ کوئی مسلمان مرتد ہو گیا پھر اس کو کافر کہا تو جب بھی کافر ہو جائے گا۔ اور مسلمان ہے کافر و مرتد نہ ہوا اور اس کو کافر کہا تو جب بھی کافر ہو جائے گا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

کچھ اور ملاحظہ فرمایئے تاکہ فرار کا کوئی راستہ کھلا نہ رہے۔ درِ مختار سے آپ کے اسی نقل کردہ حوالہ کی عبارت کا یہ حصّہ ان اعتقدہ المسلم کافراً نعم کے تحت ردالمحتار میں فرمایا۔ ای یکفران اعتقدہ کافرا لا بسبب مکفر۔ یعنی تکفیر اس وقت کی جائے گی جب کہ اس کافر کہنے والے نے اس مسلمان کو بغیر کسی کافر بنانے والی بات کے کافر کہا ہو۔

کیوں جناب! اب تو آپ اجاگر ہو گئے، اور بالکل خالی ہاتھ بھی رہ گئے اور اگر آپ کی ابھی تسلّی نہ ہوئی ہو تو شرح مواقف مرصد ثالث مقصد خامس کی یہ اخیر عبارت بھی ملاحظہ فرما لیجئے آپ کی بخاری و مسلم کی اسی نقل کردہ حدیث من قال لاخیہ المسلم یا کافر فقد باء بہا احدھما کے تحت فرمایا۔ ومع ذالک نقول المراد مع اعتقادہ انہ مسلم فان من ظن المسلم انہ یھودی اونصرانی فقال لہ یا کافر لم یکن ذالک کفراً بالاجماع (شرح مواقف)

یعنی یہ حدیث آحاد سے نہ ہو جب بھی اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ جس کو کافر کہہ رہا ہے اس کے مسلمان ہونے کا اعتقاد کر کے کافر کہا تو خود کافر ہو جائے گا اور اگر کسی مسلمان کے بارے میں اس کا گمان یہ ہے کہ وہ یہودی ہے یا یہ کہ وہ نصرانی ہے اس گمان پر اگر اس نے اس کو اے کافر کہا تو اس سے وہ کہنے والا بالاجماع کافر نہ ہوگا۔ کیا فقیہہ ابو بکر اعمش آپ کے نزدیک اس اجماع سے الگ ہیں۔؟

کیوں جناب مولوی خلیل احمد صاحب! یہ کچھ اور باقی رہ گیا۔ آپ نے سنئے کہکر امام فقیہہ ابو بکر اعمش ائمہ بلخ، ائمہ بخاری پر جو بہتان باندھا تھا کہ یہ حضرات کافر کہنے کی مطلقاً ممانعت کرتے ہیں جس کو آپ نے اس مقصد کے لئے استعمال کیا تھا کہ اگر میں بھی مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ کو کافر کہنے سے سکوت و احتیاط کروں تو ان فقہاء کی مطلقاً ممانعت میں داخل ہو جاؤں گا۔ ان سب کا بھانڈا پھوٹ کر رہ گیا۔ اور آپ کا کذب و فریب بامِ عروج پر پہنچکر آپ پر رو رہا ہے یا قہقہے لگا رہا ہے اس کا کچھ اندازہ آپ کو ہوا۔

جناب مولوی خلیل احمد صاحب! آپ کہاں ہیں؟ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ علماء حرمین شریفین اور دوسرے علماء نے کوئی گالی نامہ لکھکر حسام الحرمین کے نام سے شائع نہیں کیا ہے کہ آپ فقہاء کی گالی والی عبارتوں کا سہارا لینے لگے۔ مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ اکابر دیوبند اور قادیانی نے شانِ احدیت و شانِ رسالت و نبوت میں جو گالیاں بکی ہیں ان پر شرعی یقینی اطلاع کے بعد ان گستاخوں پر کفر و ارتداد کلامی کا فتویٰ دیا ہے۔ اب آپ کو تھانوی اور قادیانی سے عقیدت ہو جائے۔ اور آپ کی بناوٹی مطلقاً ممانعت آپ کو سکوت و احتیاط کا حکم دے اور آپ اس کو بسرِ وچشم قبول کر کے احتیاط و سکوت کر لیں تو یہ آپ کا کفری حصّہ ہے جس کو کوئی دلیل آپ سے چھین نہیں سکتی۔

آپ نے محدث عبدالرزاق، ابن عدی، امام بیہقی سے بھی حدیث نقل کی ہے۔ خذ الامر بالتدبیر فان فی عاقبتہ خیراً فامض وان خفت عنہ فامسک اھ

آپ نے اس کا ترجمہ کیا ہے ـــــ یعنی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کام کو تدبیر کے ساتھ کرو اگر اس کا انجام خیر یعنی بہتر ہو تو اس کو اختیار کرو اور اگر اس کے انجام سے تو خوف کرے تو رک جا۔

یہ اچھا ہوا کہ آپ نے اس حدیث سے اتنی بات تو صاف کر دی کہ اجماعی کفر پر حکم کفر دینے سے عاقبت برباد ہونے کا خطرہ نہیں ہے بلکہ سکوت کرنے پر عاقبت برباد ہونے کا یقین ہے اسی لئے آپ نے اسی حدیث کو نقل کر کے ہی فرمایا ہے کہ "غیر اجماعی تکفیر مانع احتیاط و سکوت نہیں ہو سکتی۔ غیر اجماعی تکفیر کی صورت میں احتیاط کرنے والا صاحب شریعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر عامل ہے اس پر اعتراض کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں۔"

جی ہاں! لیکن کیا آپ سے اس کی امید ہے کہ آپ دیوبندیوں کی حمایت میں کوئی قاعدے کی بات کریں گے۔ اپنی اس غیر اجماعی اور اجماعی دونوں اصلوں میں امتیاز قائم رکھکر پھر مطلقاً ممانعت کی طرف پلٹی نہیں کھائیں گے۔ اکابر دیوبند کو بچانے کے لئے باطل تدبیریں نہ نکالیں گے۔ پھر ابھی ابھی آپ نے اوپر متصل فقیہہ ابو بکر اعمش، ائمہ بلخ و کثیر ائمہ بخاری پر مطلقاً ممانعت کا جو بہتان رکھا ہے اس کا کیا ہوگا؟ اور اس کو رد کرنے کے لئے آپ کون سی تدبیر نکالیں گے دیکھئے آگے آپ کی یہ طویل تحریر کیا بتاتی ہے۔

آپ کی اس عبارت سے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اعلیٰحضرت امام بریلوی قدس سرہٗ و علماء حرمین شریفین وغیرہم نے حسام الحرمین میں مولوی اشرف علی تھانوی کی جو تکفیر کی ہے وہ غیر اجماعی ہے۔

آپ نے کوکبۂ شہابیہ دیکھا ہے جس میں صاف تحریر ہے کہ حکم فقہ پر مولوی اسمٰعیل دہلوی پر یہ کفریات لازم آتے ہیں، لیکن حکم کلامی (یعنی حکم اجماعی) پر کفِ لسان کیا گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے بحوالہ احکام شریعت آپ نے یزید کے بارے میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا مسلک سکوت نقل کیا ہے جس

کی وجہ غیر اجماعی کفر ہے۔

کیا آپ کے نزدیک اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اس قدر بداحتیاط تھے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی، یزید کے غیر اجماعی کفر پر تو احتیاط فرمائی، کفِ لسان کیا، اور مولوی اشرف علی تھانوی کے اس غیر اجماعی کفر پر الٹی تکفیر کلامی کر دی جس کو اب آپ اخیر عمر میں سمجھے ہیں ـــــ کیوں جناب! کیا اسی طرح آپ کا کلام حسام الحرمین پر نہیں ہے؟ کیا یہی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ساتھ آپ کا حسنِ ظن ہے۔ اسی مقصد کو بتانے کا آپ نے وعدہ کیا تھا۔ جناب! آپ کی طویل تحریر سے یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ اکابر دیوبند کے بچانے کے لئے اگر بات مطلقاً ممانعت کی چل جائے تو اطلاق چلاؤ، توڑ مروڑ کر احادیث فقہ کی عبارتوں کے معانی بیان کرو۔ اگر اطلاق نہ چلے تو اجماعی اور غیر اجماعی کے شوشے چھوڑتے رہو، اور آپ جانتے تھے کہ چلے گی تو کچھ نہیں لہٰذا اخیر میں تھانوی صاحب وغیرہ کی توبہ و رجوع کا تیر تیار رکھو۔ پوری حسام الحرمین کے احکام بسمل ہو جائیں گے۔ کسی صورت چاروں اکابر دیوبندیہ جیسے بدترین گستاخوں کے ساتھ آپ کے وابستہ رہنے کی سبیل نکل آئے گی مگر آپ کو کیا خبر تھی کہ ان کرتوتوں کا کیا انجام ہونے والا ہے۔

آپ کی اس غیر اجماعی تحریر کی روشنائی ابھی خشک بھی نہ ہونے پائی تھی کہ فوراً آپ نے متصل مطلقاً ممانعت کا فریب کارانہ انداز شروع کر دیا۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے حوالہ سے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد آپ نے جو اطلاق پر زور دیا ہے وہ یہ ہے۔ "دیکھئے امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کیسی عظیم الشان وصیت فرمائی ہے کہ کافر کہنے میں بڑا خطرہ ہے اور کافر کہنے سے خاموش رہنے میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہر ذی عقل جانتا ہے کہ خطرہ کی راہ سے بچنا چاہئے۔ اور بے خطر راہ کو اختیار کرنا چاہئے۔" یعنی مولوی خلیل احمد بدایونی کے نزدیک امام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

نے یہ عظیم الشان وصیت فرمائی ہے کہ کفر مجمع علیہ ہو یا غیر مجمع علیہ یعنی فقہی ہو یا غیر فقہی ہر صورت میں کافر کہنے میں خطرہ ہے اور کافر کہنے سے خاموش رہنے میں کوئی خطرہ نہیں ہے اور اس طرح آپ کے اطلاق اور آپ کے اس فاسد قول کی تائید ہو جائے کہ "دلیلِ سکوت اقوی ہے"، اب کیا ہے کوئی مسلمان وحدانیت کا انکار کر دے، کوئی مسلمان رسالت کا انکار کر دے کوئی خدائے قدوس کی شان میں گستاخیاں کرے، انبیاء کرام علیہم السلام کی جناب میں توہین کرے۔ قادیانی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں منہ بھر بھر کر گالیاں دے۔ نبوت کا دعویٰ کرے، مولوی خلیل احمد صاحب بجنوری جیسے ذی عقل نے بے خطر راستہ بتایا ہے کہ امام غزالی کی عظیم الشان وصیت ہے کہ خیریت اسی میں ہے کہ اس کو کافر نہ کہو۔ کوئی اگر کہتا بھی کہ اس طرح تو اسلام بھی باقی نہ رہا تو یہی جواب دو کہ امام غزالی کی عظیم الشان وصیت پر مولوی خلیل احمد صاحب جیسے عقلمند بھی عمل کر رہے ہیں اور تم بھی عمل کرو، چپ چاپ رہو، سکوت اختیار کرو، منہ سے ہرگز اسلام باقی نہ رہنے کی بات ہی نہ نکالو۔ نعوذ باللہ من ذٰلک

جناب مولوی خلیل احمد صاحب! ایک صرف دیوبندیہ وہابیہ کو ہی کیوں آپ اپنی اس عظیم الشان وصیت سے مستفیض فرما رہے ہیں کچھ قادیان کی بھی خبر لیجیے، دنیا کی تکفیر سے قادیانیوں مرزائیوں پر زمین تنگ ہے آپ وہاں بھی اس عظیم الشان وصیت کو لے کر پہنچ جائیے۔ آپ کے اس مژدۂ نو بہار سے ان کی جان میں جان آئے گی۔ دیوبندی بھی آپ کی وصیت سے فائدہ اٹھا کر انہیں اپنی حدودِ عمل میں پناہ دیں گے۔

برا ہو گستاخانِ دیوبند کی حمایت کا، آپ نے امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ پر بھی بہتانِ عظیم رکھ ہی دیا۔ کہ انہوں نے ایسی مطلقاً ممانعت کی وصیت فرمائی ہے اور بدترین گستاخوں کی توہین پر سکوت اختیار کرنے میں وہ آپ کے ساتھ ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ حالانکہ آپ کی اسی نقل کردہ تحریر میں امام غزالی

یہ فرما کر: "غیر المنافقین لہا والمنافقۃ تجویزہم الکذب علیہ۔" بری الذمہ ہو گئے ہیں کہ جو شخص منافقت سے کلمہ پڑھتا ہے اور اہلِ قبلہ بنتا ہے اور منافقت یہ ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کذب جائز رکھتا ہے (جس میں استہزاء و توہین و تنقیص رسالت بھی داخل ہے) اس کے بارے میں ہم وصیت نہیں کر رہے ہیں کہ انہیں کافر نہ کہو۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی اوّل تو یہی دینی دیانت تھی کہ موصوف نے اسی وصیت میں جسے آپ نے نقل کیا ہے۔ استثنا فرما کر اپنی دینی ذمہ داری پوری کر دی۔ اور آپ دیوبندی حمایت باطلہ میں اسی استثنا کو ہضم کر گئے۔ دوسرے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب الاقتصاد فی الاعتقاد" کا چوتھا باب ملاحظہ فرمائیے اس باب کا عنوان ہی آپ پر قاہر بجلی ہے۔

:. الباب الرابع فی بیان من یجب تکفیرہ من الفرق .:

یعنی یہ چوتھا باب ہے فرقوں میں سے اس کے بیان میں جسکی تکفیر واجب ہے۔

اس باب کے عنوان نے تو آپ کی احتیاط کی دھجیاں ہی بکھیر کر رکھ دی کہ خبردار ان لوگوں کی تکفیر واجب ہے اور وجوبِ تکفیر پر سکوت و احتیاط خود کفر ہے اب آپ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی مناظرہ کی کوئی صورت نکالئے۔ ہم تو آپ سے یہی کہیں گے کہ جناب! دیوبندیوں کی حمایت میں آپ نے امام غزالی کی آدھی وصیت پر کیوں عمل کیا اور آدھی وصیت کیوں کھا گئے؟

امام غزالی علیہ رحمۃ الباری اس باب رابع میں فرماتے ہیں۔ والاصل المقطوع بہ ان کل من کذب محمداً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فہو کافر ای مخلد فی النار بعد الموت و مستباح الدم والمال فی الحیاۃ الی جملۃ الاحکام۔ یعنی اصل قطعی کسی کو کافر کہنے کی یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے (اور جنہوں نے فقہ و کلام کی باتوں کا معمولی بھی مطالعہ کیا ہے، وہ جانتے ہیں کہ نبی کی توہین و استہزا جھٹلانا ہے) وہ کافر ہے یعنی

مرنے کے بعد وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اور دنیا میں اس کا خون و مال مباح ہے اور دیگر تمام احکام تک

اسی باب رابع کے رتبۂ ثالثہ میں فرمایا۔ الذین یصدقون بالصانع والنبوۃ ویصدقون النبی ولکن یعتقدون امورا تخالف نصوص الشرع۔ امام غزالی فرماتے ہیں ان لوگوں کی تکفیر بھی واجب ہے جو صانع حقیقی کی اور نبوت کی تصدیق کرتے ہیں اور نبی کی بھی تصدیق کرتے ہیں لیکن ایسے امور کا اعتقاد رکھتے ہیں جو نصوصِ شرع کے خلاف ہے۔ اسی میں فرمایا ویجب القطع بتکفیرھم فی ثلثہ مسائل وھی انکارھم لحشر الاجساد والتعذیب بالنار والتنعیم فی الجنۃ بالحور العین والماکول والمشروب والملبوس والاخریٰ۔ یعنی اس فلسفی فرقہ کی تین مسائل کی وجہ سے تکفیر قطعی واجب ہے اور وہ انکار کرنا ہے جسموں کے حشر سے اور جہنم کے ذریعہ عذاب دیئے جانے سے اور جنت میں نعمتیں دیئے جانے سے حوروں کی کھانے پینے پہننے اور دوسری چیزوں کی۔

وہی امام غزالی رتبہ سادسہ میں فرماتے وھو ان قائلا لو قال یجوز ان یبعث رسول بعد نبینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیبعد التوقف فی تکفیرہ۔ یعنی اجماع کے خلاف امورِ شرعیہ میں سے یہ بھی ہے کہ اگر کوئی قائل یہ کہتا ہے کہ ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی رسول کا مبعوث ہونا درست ہے تو اس کی تکفیر میں توقف بعید ہوگا یعنی اس کی تکفیر میں سکوت نہیں کیا جائے گا۔

کیوں جناب مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی! کیا آپ یہ سمجھ رہے تھے کہ اپنی آدھی وصیت سے اہلسنت کو آسانی کے ساتھ گمراہ واغوا کرلیں گے۔

الحمد للہ حضرت امام غزالی اور ہمارے ائمہ وعلماء نے انتہائی دیانت کیساتھ امت کی پوری پوری رہنمائی فرمائی ہے اور اعلیحضرت قدس سرہ نے انہیں کی اتباع کرکے یزید واسماعیل اور مولوی تھانوی وغیرہ کے درمیان فرق کرکے احکام

شرع بیان فرمائے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہی اور کفر وارتداد سے بچالیا ہے۔ اور ایک آپ ہیں کہ اپنی باطل تحقیق اور آدھی وصیت کے بل بوتے مسلمانوں کو گمراہی بلکہ کفر وارتداد میں ڈھکیل دینا چاہتے ہیں۔

"رہ گیا علامہ ملا قاری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد کہ ننانوے احتمالات کفر کے ہوں اور ایک احتمال ایمان کا ہو تو قاضی ومفتی کو چاہئے کہ اس ایک احتمال پر عمل کرے" تو عرض ہے کہ بحمدہ تبارک وتعالیٰ یہی ہم اہلسنت کا مسلک ہے اور اسی پر عمل کرتے ہوئے اعلیحضرت قدس سرہٗ نے یزید اور مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے احتیاط فرمائی ہے مگر جناب یہ کیوں کھا گئے کہ جہاں سو نہیں ہزار تاویلیں بھی نہ چل سکیں۔ کوئی چسپاں نہ ہو وہاں کیا حکم ہوگا؟ جب کسی قول میں کسی تاویل کی گنجائش نہ ہو تو قول خود متعین ومفسر ہو تو اس صورت کیلئے ان ہی حضرت علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ کی اسی شرح فقہ اکبر میں آپ نے یہ عبارت نہیں دیکھی جس نے آپ کے سکوت واحتیاط کو مٹی میں ملادیا ہے۔

لان التوقف موجب للشک وھو فیما یفترض اعتقادہ کالانکار کہ اب توقف (سکوت واحتیاط) شک کا موجب ہے اور اس مسئلہ میں جس کا اعتقاد رکھنا فرض ہے۔ پھر توقف کیا تو وہ مثل انکار کے ہے۔ بحمدہ تعالیٰ یہی اہلسنت کا مذہب ہے اور اسی پر عمل کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے تھانوی وغیرہ پر کفر کا فتویٰ دیا۔ جہاں سکوت واحتیاط خود کفر تھا۔

کہئے اب تو کھلی آنکھیں، جی نہیں بلکہ اب حمایت دیوبند میں بند کرلیں۔ ورنہ آدھا آدھا مذہب آدھی آدھی وصیت جو دیوبندیوں کے کام آسکے آپ پیش نہ کرتے۔ پھر جناب نے علامہ قاری کی سو میں سے ایک تاویل کی دہائی تو دیدی اور طویل تحریر بھی لکھ ماری مگر کہیں تو ایک آدھ تاویل بیان کرتے کہ اس تاویل پر تھانوی صاحب کفر سے بچتے ہیں۔ آپ نے بہت زور مارا بھی تو اتنا ہی نکلا کہ آپ نے تھانوی صاحب کے انکار تبری وتحاشی کو توبہ ورجوع قرار دیدیا جس نے تھانوی صاحب

کی کھوپڑی اور گنجی کر کے رکھ دی اور آپ بھی ان کے ساتھ ایک رسی میں بندھ کر رہ گئے ـــــ یہی حال آپ کی اس عبارت کا ہے جو آپ نے الیواقیت والجواھر کے حوالہ سے امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ امام سبکی تو اپنے اسی آپ کی نقل کردہ عبارت میں یہ کہکر بری الذمہ ہوگئے کہ اللّٰھم الا ان یخالفوا النصوص الصریحۃ التی لا تحتمل التاویل عنادا او جحودا۔ یعنی خدا گواہ ہے کہ اگر یہ اسلام کا دعویٰ کرنے والے نصوصِ صریحہ کی عناد سے یا انکار سے مخالفت کریں جو تاویل کا احتمال نہیں رکھتی ہیں تو ان کا حکم یہ ہے کہ ضرور ان کی تکفیر کی جائے گی۔ اور ایک آپ ہیں کہ عبارتوں کے آدھے آدھے حکم سے دلیل پکڑ کر لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں کہ کچھ ہو سرے سے تکفیر ہی نہیں کی جائے گی۔

حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سچی رہنمائی فرمائی ہے۔ بحمدہٖ تبارک و تعالیٰ انہوں نے امت کو فریب نہیں دیا ہے۔ جہاں انھوں نے کفریات پر حکم تکفیر لگانے میں غور و خوض کی تاکید فرمائی ہے اس کی دشواریوں پر آگاہ کیا ہے وہیں کج فہم بد دینوں اور ان کی حمایت کرنے والوں کو تنبیہ فرمادی ہے کہ میری اس وصیت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنے اپنے زمانہ کے بد دینوں کو جو نصوص صریحہ کی عناداً یا جحوداً مخالفت کریں انہیں مومن مسلمان نہ سمجھ لینا۔ ان کی تکفیر قطعی ہی کی جائے گی۔

شاید آپ کہیں کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے نصوصِ صریحہ کی مخالفت کب کی ہے؟ تو عرض ہے کہ کیا انکی گستاخی نصوصِ صریحہ کے مطابق ہے ـــــ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ جس گستاخی کے بارے میں دربھنگی صاحب نے سوال کیا ہے اسی اپنی گستاخی کے بارے میں تھانوی صاحب نے کہا ہے کہ :-

”میں اس کو خارجِ اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے۔ نصوصِ قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے۔ سرورِ عالم، فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ (بسط البنان)

خدائے قدوس رحم فرمائے امام سبکی علیہ الرحمۃ والرضوان پر اور ان کے مدارج بلند

کرے ان کی فراستِ ایمانی قیامت تک کے بد دینوں اور ان کے حامیوں کے کرتوت دیکھ رہی تھی کہ ایسے سپوت ضرور پیدا ہوں گے جو ابن سبا جیسے غالی رافضی بدترین گستاخ دیوبندیوں قادیانیوں کو مسلمان سمجھیں گے انہوں نے اپنی نصیحت میں اس پہلو کو بھی نظر انداز نہیں فرمایا۔ ملّا انکشاف نے اپنی اسی طویل تحریر میں اس کے بعد لکھا ہے۔

”غور کیجئے کہ امتِ مرحومہ کے علمار اعلام دربارۂ تکفیر مسلم کیسی احتیاط کا عمل فرما رہے ہیں اور اسی احتیاط کا حکم دے رہے ہیں۔“

یہ آپ کا وہی فریب دینا ہے کہ اسی اطلاق کو دوہراؤ اور اپنے باطل مقصد کو پورا کرو اور جس مجمع علیہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کا واسطہ دیکر عامل رہنے کا اقرار کیا تھا اب اس کو ہضم کر جاؤ ـــــ آپ نے جن جن علمار کا ذکر اپنی طویل تحریر میں کیا ہے۔ سب نے دیانت کے ساتھ صاف صاف بیان فرمادیا ہے کفر قطعی صریح کلامی پر ہرگز تکفیر میں احتیاط نہیں کی جائے گی۔ اس پر احتیاط خود کفر ہے۔ صرف اس کفر پر احتیاط کی جائے گی جو مختلف فیہ ہے۔ آپ نے آگے لکھا ہے کہ :-

”ان احادیثِ شریفہ اور ارشاداتِ علمار اعلام کی بنا پر فقیر نے اگر ان اکابرِ دیوبند کے بارے میں احتیاطاً کفِ لسان کر لیا تو کون سے حکم شرع کے خلاف ہوا۔ عرض ہے کہ کیا حافظہ باقی نہ رہا۔ آپ کے اس قول کا کیا ہوگا کہ ”تکفیر پر اجماع ہوجائے تو اس وقت تکفیر ضروری ہے۔“ جی ہاں! حکم شرع کے خلاف آپ کہہ رہے ہیں۔ آپ نے تو جان بوجھ کر دین ہی کو ڈھا کر رکھدیا ہے۔

احادیثِ کریمہ کی صراحت کے باوجود آپ نے احادیث پر بہتان باندھا ہے۔ احادیثِ شریفہ نے دونوں جانب برابر بیان کردیئے تھے۔ آپ نے استثنار و استدراک کو ہضم کرنے کے جو اصول اکابر دیوبند کی حمایت میں اپنایا ہے وہ قرآن حکیم، احادیث کریمہ فقہ کے ہزاروں مسائل میں جاری ہو کر

دین ہی کو مسخ کر رہے ہیں۔ یہ آپ کی انتہائی دیدہ دلیری ہے کہ آپ نے اپنے باطل مقصد کو پورا کرنے کے لئے پوری شریعت مطہرہ پر اس اصل سے ضرب بھی لگائی ہے اور ڈھٹائی سے یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ کون سا حکم شرع کے خلاف ہوا ؟

آپ کے ذکر کردہ علمارِ اعلام نے پوری دیانت داری کے ساتھ آپ کی نقل کردہ عبارتوں میں ہی احتیاط و عدم احتیاط کے دونوں پہلوؤں کو بیان فرما دیا مگر آپ نے اکابرِ دیوبند کی حمایت کے لئے بازاری لوگوں کی طرح دونوں جانب کو ایک کر کے علمار اعلام پر جھوٹ باندھا کہ وہ مطلقاً ہر کفر پر احتیاط کی تعلیم دے رہے ہیں۔ اور اسی لئے آپ نے اپنا یہ فاسد اصول گڑھا کہ " سکوت کی دلیل اقوی ہے " اور اسی طرح اپنے ان بازاری اصولوں پر ایک نہیں، شرع شریف کے ہزاروں مسائل اعتقادیہ و عملیہ کو فاسد کر کے رکھ دیا جس سے آپ کے ساتھ عوام بھی اپنا دین کھو بیٹھیں گے۔ آپ نے جان بوجھ کر ان سرغنہ بد دینوں کا طریقہ اپنایا ہے جو احکام شرع کو توڑ مروڑ کر عوام کو بد دین بناتے ہیں اور یہ سب کچھ ہونے کے بعد بھی آپ سادگی کے ساتھ یہ کہہ رہے ہیں کہ کون سے حکم شرع کے خلاف ہوا۔؟

یہاں تک تو ہم نے آپ ہی کی نقل کردہ عبارتوں سے آپ کی غلط روی کو ثابت کیا ہے اور تقویت کے لئے چند حوالے نقل کئے ہیں۔ اب آگے ان نصوص کو ملاحظہ فرمائیے جو توہین اور گستاخیاں کرنے والے کے سروں پر تیز دھار دار تلواروں کی مانند کھینچی ہوئی ہیں جنہیں آپ اپنی بد دینی سے ہضم کر گئے۔

قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا۔ بیشک جو لوگ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (اشرف علی تھانوی نے ایذا ہی دی ہے) قرآن حکیم فرماتا ہے۔ والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم ٥ جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں

ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔ یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامہم۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ انھوں نے (نبی کی شان میں گستاخی کا بول) نہ بولا اور البتہ بے شک انہوں نے یہ کفری بول بولا اور اپنے مسلمان ہونے کے بعد وہ اب کافر ہو گئے (یہی حال مولوی اشرف علی تھانوی کا ہے)

بخاری شریف :۔ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل عام الفتح وعلیٰ راسہ مغفر فلما نزعہ جاء رجل فقال ان ابن خطل متعلق باستار الکعبۃ فقال اقتلوہ۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فتحِ مکہ کے سال اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ کے سرِ مبارک پر خود تھا جب آپ نے خود اتارا تو ایک صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ابنِ خطل کعبہ کے پردوں سے چپکا ہوا ہے تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ اسے وہیں قتل کر دو۔ یہ وہی ابنِ خطل ہے جو مسلمان تھا پھر مرتد ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں گستاخی و ہجو کیا کرتا تھا۔ وہ یہ سمجھ بیٹھا تھا کہ کعبہ حرم ہے یہاں میرے ارتداد و توہین کی سزا نہیں ملے گی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مرتد گستاخ کو اسی حرمِ کعبہ میں غلافِ کعبہ سے چپکا ہوا قتل کرا دیا۔

آپ کے وہی امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی آدھی وصیت کو ناجائز طریقہ پر استعمال کر کے آپ نے لوگوں کو فریب دینا چاہا ہے امام موصوف نے ایک رسالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین کرنیوالوں کے بارے میں تحریر فرمایا جس کا نام رکھا ہے " السیف المسلول علیٰ من سب الرسول "۔ یعنی کھینچی ہوئی تلوار اس پر جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ اس نام کا رکھنا ہی بتلا رہا ہے کہ حضرت امام سبکی علیہ الرحمۃ والرضوان گستاخِ رسول مرتد کے

لئے شمشیر برہنہ ہیں اور انہوں نے پرُ فریب سکوت و احتیاط کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے ہیں۔ اور حق یہی ہے کہ "توہین رسول" دوسرے کفر وارتداد کے مقابلے میں اتنا بڑا اخبث کفر وارتداد ہے کہ خود قرآن حکیم اور اس کی اطاعت میں ائمہ فقہ، ائمہ حدیث، ائمہ کلام عام علماء سب کے سب اپنی تلواریں کھینچے ہوئے ہیں بغیر توبہ کے تو کوئی بھی گردن سلامت رکھنے کے لئے تیار نہیں۔ اور کئی ائمہ تو توبہ کے بعد بھی رعایت نہیں فرماتے ہیں۔ حضرت امام سبکی توہین رسالت کے مرتکبوں کے لئے ائمہ اربعہ کے مذاہب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں جس کو علامہ شامی نے ملخصاً ردالمحتار میں اس طرح تحریر فرمایا ہے۔ حاصل المنقول عن الشافعیۃ انہ متی لم یسلم قتل قطعا ومتیٰ اسلم فان کان السب قذفا فالا وجہ الثلاثۃ ھل تقتل او یجلد اولا شئ وان کان غیر قذف فلا اعرف فیہ نقلا للشافعیۃ غیر قبول توبتہ وللحنفیۃ فی قبول توبتہ قریب من الشافعیۃ ولا یوجد للحنفیۃ غیر قبول التوبۃ واما الحنابلۃ فکلامھم قریب من کلام المالکیۃ والمشھور عند احمد عدم قبول توبتہ وعنہ روایۃ بقبولھا فمذھبہ کمذھب مالک۔ یعنی شافعی ائمہ کے نزدیک گستاخِ رسول مرتد پھر سے اسلام نہ لایا، توبہ نہ کی تو قطعاً قتل کر دیا جائے گا۔ (اور یہ تمام ائمہ کا مذہب ہے) اور اگر اسلام لے آیا اور وہ توہین قذف کی تھی تو تین صورتیں منقول ہیں۔ یا تو قتل کر دیا جائے گا، یا کوڑے لگائے جائیں گے، یا کچھ بھی نہیں، اور وہ توہین قذف نہیں ہے تو اس گستاخ مرتد کے لئے پھر سے اسلام لانے کے بعد سوائے قبول توبہ کے ائمہ شافعیہ سے کوئی دوسری روایت میں نہیں جانتا اور ائمہ حنفیہ کے نزدیک اگر گستاخِ رسول مرتد پھر سے اسلام لے آتا ہے تو قبول توبہ میں ائمہ شافعیہ کے قریب ہی کا مذہب ہے۔ اور ائمہ حنفیہ سے توبہ قبول کرنے کے سوا دوسری روایت نہیں پائی جاتی۔ اور ائمہ

حنبلیہ کا کلام ائمہ مالکیہ کی طرح ہے اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشہور روایت توبہ قبول نہ کرکے قتل کر دینے کی ہے اور انہیں سے ایک روایت توبہ قبول کرکے قتل نہ کرنے کی ہے پس ان کا مذہب امام مالک رضی اللہ عنہ کی طرح ہے۔

اب آپ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ان کی وصیت پیش کرکے عرض کیجئے کہ حضور میں نے تو آپ کی وصیت پر مطلقاً سکوت و احتیاط کا فیصلہ کیا تھا بلکہ "السکوت اقوی الدلیلین" کی اصل قائم کیا تھا۔ یہ آپ نے کیا کیا کہ آپ اس گستاخِ رسول مرتد کو کوئی امان دینے کے لئے تیار نہیں۔ اگر اس گستاخ نے توبہ نہیں کی اسلام نہ لایا تو آپ بالاجماع قتل کرا دینے کا حکم بیان فرما رہے ہیں، میں تو اب کہیں کا نہ رہوں گا اور اب میرے ان اکابرِ دیوبند کا ہائے کیا ہوگا۔ دیکھتا ہوں شاید توبہ ورجوع ہی نکل آئے۔

فتح القدیر میں فرمایا کل من ابغض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقلبہ کان مرتدا فالساب بطریق اولیٰ ثم یقتل حدا ص ٣٣٢ جلد ٥ یعنی جو کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دل کے ساتھ بغض رکھتا ہے تو وہ مرتد ہے تو جو توہین کرے وہ بدرجہ اولیٰ مرتد ہو جائے گا۔ پھر اس گستاخ مرتد کو حداً قتل کر دیا جائے گا۔

درمختار میں تنف معین الاحکام شرح طحاوی حاوی زاہدی وغیرہا کا حوالہ دیتے ہوئے تنف کے الفاظ نقل کئے ہیں من سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فانہ مرتد وحکمہ حکم المرتد ویفعل بہ ما یفعل بالمرتد۔ یعنی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین کرے وہ مرتد ہے اور اس کا حکم مرتد کا حکم ہے اور اس کے ساتھ وہی کیا جائے گا جو مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے (یعنی اس گستاخ توہین کرنے والے سے توبہ طلب کی جائے گی۔ اگر اس نے توبہ کر لی اسلام قبول کر لیا تو چھوڑ دیا جائے گا ورنہ قتل کر دیا جائے گا) شامی میں فرمایا۔ وقولھما ای ابی حنیفۃ والشافعی ان کان مسلما یستتاب والا قتل۔

یعنی امام اعظم ابو حنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول یہ ہے کہ اگر وہ توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والا مسلمان تھا تو اس سے توبہ طلب کی جائے گی اگر توبہ کرے تو ٹھیک ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔ رد المحتار میں فرمایا۔ وحاصله انه نقل الاجماع علیٰ کفر الساب۔ یعنی ان تمام نقول کا ماحصل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین کرنے والے کے کفر پر اجماع ہے۔

اسی رد المحتار میں ابن سحنون مالکی کا قول نقل فرمایا ہے کہ اجمع المسلمون ان شاتمه کافر وحکمه القتل ومن شک فی عذابه وکفره کفر۔ یعنی تمام مسلمانوں نے (جن میں ائمہ فقہ، ائمہ کلام، ائمہ حدیث، ائمہ تفسیر عام علماء سب شریک ہیں) اس بات پر اجماع کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے۔ اور جو اس گستاخ توہین کرنے والے کے عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

شفاء شریف میں بھی قاضی عیاض نے اسی عبارت کا ذکر فرمایا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کرنے والا مجمع علیہ کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے اور جو اس کے کفر و عذاب میں شبہ کرے وہ بھی کافر ہے۔ رد المحتار میں فرمایا۔ قلت وهذه العبارة مذکورة فی الشفاء للقاضی عیاض مالکی۔ شامی میں ارشاد ہے۔ اقول ورأیت فی کتاب الخراج لابی یوسف مانصه ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم او کذبه او عابه او تنقصه فقد کفر باللہ تعالیٰ وبانت منه امرأته فان تاب والا قتل۔ یعنی سیدنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب الخراج میں نص فرمایا ہے کہ جو کوئی مرد مسلم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرے یا آپ کو جھٹلائے یا آپ کو عیب لگائے یا نقص لگائے تو وہ بے شک کافر باللہ ہوگیا اور اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اگر وہ توبہ کرے تو ٹھیک ہے ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔

کیوں جناب! یہ قرآن حکیم، حدیث شریف اور آپ کے وہی فقہاء حنفیہ ہیں جن کی آپ نے دہائی دی ہے اور دوسرے ائمہ ہیں جو سب کے سب توہین رسالت پر کفر وارتداد اور قتل کا حکم فرما رہے ہیں۔ یا احتیاطاً سکوت اور سکوت کو اقوی الدلیلین گرداننے کی وصیت فرما رہے ہیں کہ احادیث کریمہ اور ائمہ و علماء پر جھوٹ اور بہتان باندھو اور بدترین دیوبندی گستاخوں، توہین کرنے والوں کی حمایت میں سکوت اختیار کرو۔ خود کافر و مرتد بن جاؤ۔ اور اپنے ساتھ اپنے ماننے والوں کو بھی کفر وارتداد میں گھسیٹو، اللہ تعالیٰ کی زمین پر کفر وارتداد، فتنہ و فساد پھیلاؤ اور پھیلانے کی کھلی چھوٹ دے دو اور گھر میں آرام سے خاموش عالم جلیل بنے بیٹھے رہو۔

نعوذ باللہ تعالیٰ من هذه الشرور۔

اس کے بعد آپ نے تحریر فرمایا ہے۔

"اور جب کہ وہ اس مضمون سے انکار صریح و تبری و تحاشی کر رہے ہیں تو ایسی صورت میں حسب تصریحات فقہاء مذہب حنفیہ کے کافر کہنے سے احتراز ضروری ہے۔ فقیر نے مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ کی تحریر مع تبری و تحاشی کے دیکھ کر اور سمجھ کر یہ فیصلہ موافق ارشادات علماء مذہب حنفی کے کیا ہے جیسا کہ ان حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتب معتبرہ و مستندہ میں فرمایا ہے جس کے بعد حنفی المذہب کو چون و چرا کی گنجائش نہیں رہتی.... الی قولہ..... اب میں مولوی تھانوی صاحب وغیرہ کی انکاری تحریرات پیش کرتا ہوں جن کی بنا پر میں نے ان کی تکفیر سے احتیاط و کف لسان کو اختیار کیا ہے۔"

آپ کی تحریر کا مطلب صاف ہے کہ اول تو میں احادیث کریمہ اور علماء کی آدھی وصیت کی وجہ سے سکوت و احتیاط کرتا ہوں اور اب جب کہ میں نے مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ کی تحریریں دیکھ لی ہیں، جن میں انکار تبری و تحاشی ہے تو اب مولوی

اشرف علی تھانوی وغیرہ کے کفر وارتداد سے سکوت ضروری ہو گیا ہے۔

عرض ہے اولاً تو احادیثِ کریمہ اور علماءِ کرام پر آپ کا جھوٹ اور بہتان اجاگر ہو کر رہ گیا اور آپ کے سکوت و احتیاط کی دھجیاں بکھر گئیں۔ ثانیاً کون تسلیم کرے گا کہ آپ نے بسط البنان جوانی اور ادھیڑ عمر کے پچاس ساٹھ برس گزرنے کے بعد اب بڑھاپے میں دیکھی ہے۔ ثالثاً اکابرِ دیوبند کی حمایت اور اہلسنت کو فریب دینے کے لئے آپ نے توبہ اور رجوع کے مسائل کو توڑ مروڑ کر مسخ کر دیا ہے۔ رابعاً آپ اپنے توڑے مروڑے مسائل سے اہلسنت کو تو کیا دھوکا دیتے البتہ مولوی اشرف علی تھانوی پر بھی زوردار بہتان ہی رکھ دیا کہ ان کا انکار تبری و تحاشی ان کی "توبہ و رجوع" ہے۔

گویا مولوی اشرف علی تھانوی بھی دین دیوبندی پر حکیم الامت کے مرتبہ پر فائز ہونے کے بعد نرے بدھو اور احمق تھے جو اپنے انکار، تبری و تحاشی کو آپ کی طرح توبہ و رجوع کا معنی دیتے اور توہینِ رسالت کے صریح الزام میں گرفتار ہو کر مزید کفر وارتداد کے بقیہ احکام کو اپنے سر لا دیتے۔ تھانوی صاحب توبہ و رجوع کی حقیقت اور اس کے انجام سے خوب واقف تھے۔ آپ کی اس صفائی اور توبہ و رجوع کے معنی لینے سے آپ کا یہ اعتراف تو معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب توہینِ رسالت کی وجہ سے بدترین کفر وارتداد کے مرتکب تھے اور اب آپ کے قول پر تھانوی صاحب کے انکار، تبری و تحاشی کو حسبِ حکم شرع توبہ و رجوع پر محمول کر کے چھوڑ دینا چاہئے۔ جو آپ کے قول پر مستند و معتبر کتبِ حنفیہ کے مطابق ہے۔ اور یہ آپ کا فریب ہے۔ ہماری بحث آپ کے اقوال کے ساتھ انشاء المولیٰ الکریم آگے آرہی ہے۔

آپ کی یہ صفائی کہ "فقیر نہ دیوبندی ہے نہ وہابی نہ دیوبندیت سے کچھ تعلق"۔ قطعاً غلط اور ناقابلِ قبول ہے۔ یہ آپ کا اپنی دینی تبدیلی پر پردہ ڈال کر لوگوں کو فریب دینا اور اغوا کرنا ہے۔ یہی نہیں بلکہ آپ اکابرِ دیوبندیہ کے بہت

زیادہ وفادار ہیں۔ کہ آپ نے عالم اور مفتی ہونے کے منصب اور اپنی صلاحیت علم و افتاء کو بھی دیوبندیوں کے بچاؤ کے لئے ان کے چرنوں پر قربان کر دیا ہے۔

دیوبندی، وہابی ہونے کے لئے یا کسی گروہی کافر بن جانے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام معمولاتِ اہلسنت پر عمل بیڑا باقی نہ رہ گیا ہو، یا تمام عقائدِ اہلسنت پر گامزن نہ رہا ہو، یا تمام عقائدِ ضروریہ کا انکار ہی ضروری ہو۔ اگر ایک عقیدہ ضروریہ بھی دیوبندی وہابی یا کسی کافر کی حمایت میں بگڑا یا دیوبندی وہابی یا کسی کافر کے کفرِ قطعی کی حمایت کی یا اس کی باطل صفائی کی وہ یقیناً اس دیوبندی وہابی یا کافر کے ساتھ بندھ گیا۔ جو خارجِ اسلام ہے۔ اس کے سارے اعمال و عقائد حبط ہو کر رہ گئے۔

کیوں مولوی صاحب! کیا آپ نے بچپن سے بڑھاپے تک یہی پڑھا تھا اسی کا فتویٰ دیتے رہے کہ ایک آدھ عقیدۂ ضروریہ بگڑنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ ذرا سی بات ہے وہ جیسا کا ویسا ہی مسلمان رہتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے بسط البنان کی ان مشہور عبارتوں کو نقل کیا ہے جس میں تھانوی صاحب نے انکار، تبری و تحاشی کی ہے۔ بسط البنان کی عبارتیں نقل کرنے کے بعد آپ نے خاص طور پر ہمیں ان الفاظ سے متوجہ کیا ہے۔

"کیوں صاحب! اس عبارت میں تھانوی صاحب اس مضمون کو خبیث کہہ رہے ہیں یا نہیں؟ اور صاف صاف انکار کر رہے ہیں یا نہیں؟ اس خبیث مضمون سے تبری و تحاشی کر رہے ہیں یا نہیں؟ اور جو یہ خبیث بات اعتقاداً یا بغیر اعتقاد کے کہے اس کو خارجِ اسلام بتا رہے ہیں یا نہیں؟"

اس کے بعد آپ نے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی عبارت نقل کر کے ہمیں یوں توجہ دلائی ہے۔

الغرض اب آپ اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے ایسے عقیدے سے صاف صاف انکار اور اس سے تبری و تحاشی کر دی۔ اب سوال یہ ہے کہ اس انکار و تبری و تحاشی کی آپ کے

نزدیک کچھ حیثیت ہے نہیں۔ اگر ہے تو بتایئے کیا حیثیت ہے اگر نہیں ہے تو کیوں؟ جب کہ مذہب حنفی کے فقہائے کرام تصریح فرمارہے ہیں کہ کفر سے انکار توبہ و رجوع ہے۔ سنئے تنویر الابصار اور اس کی شرح درمختار میں ہے:۔

شهدوا على مسلم بالردة وهو منكر لا يتعرض له لا لتكذيب الشهود العدول بل لان انكاره توبة ورجوع یعنی جماعت مسلمین نے کسی مسلمان کے لئے اس کے مرتد ہونے کی گواہی دی اور وہ خود اس کا انکار کرتا ہے اس کے لئے کوئی تعرض نہ کیا جائے اور یہ تعرض نہ کرنا اس لئے نہیں کہ گواہانِ عادل کو جھٹلایا گیا ہے بلکہ اس لئے کہ ان کا انکار کرنا توبہ ورجوع ہے۔"

آپ کی تحریر پر گفتگو آگے آرہی ہے لیکن اتنی بات تو ہم ضرور آپ سے کہدیں کہ کسی اصلی پرانے دیوبندی سے آگے بڑھکر ہی آپ نے اپنی صفائی کو مرتب کیا ہے۔ اور دلیلیں دینے میں آپ آسمان کے تارے ہی توڑ لائے ہیں کہ جس کی ہمت پرانے خرانٹ دیوبندیوں نے بھی نہ کی ہوگی۔

—— کسی نے سچ کہا ہے ع خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔

اصحاب تنویر الابصار، ردالمحتار، فتاوی سراجیہ، مجمع الانہر، الاشباہ والنظائر کو کیا معلوم تھا کہ ایسے محقق عقلمند مولوی بھی ہماری عبارتیں پڑھیں گے جو انکار سے توبہ ورجوع اور گناہوں سے پاک ہوجانا تو سمجھ لیں گے۔ لیکن قائل نے انکار کے بعد پھر اقرار کیا تو ابھی وہ توبہ ورجوع اور گناہوں سے پاک رہنا ہی سمجھتے رہیں گے۔ ہزار وہ کفر وارتداد کی نجاست میں آلودہ رہے، ورنہ یہ حضرات اپنی اپنی کتابوں میں آپ کی نقل کردہ عبارت سے متصل یہ جملہ ضرور بڑھا دیتے کہ اگر انکار کے بعد پھر اقرار کرے تو وہ بدستور مرتد باقی رہے گا۔ پھر اگر آپ کے ان ذکر کردہ اصحاب فقہ نے آپ کی نقل کی ہوئی عبارتوں کے ساتھ متصل یہ نہیں لکھا تھا کہ انکار کے بعد اقرار کرے تو وہ ویسا ہی مرتد رہے گا اس پر ویسے ہی احکام جاری ہوں گے مگر اسی باب میں دوسری جگہ صاف صاف تحریر فرمادیا کہ اگر انکار

کے بعد پھر اقرار کرے گا، توبہ ورجوع کے بعد پھر وہی بکواس کرے گا۔ پھر وہی توہین رسول کا بول بولے گا تو پھر توبہ کرنی پڑے گی۔ اگر توبہ نہ کیا تو مرتد ہے اور اس کو قتل کردیا جائے گا اور توبہ کرلیا ہے تو اب دوسری بار اس کو توبہ پر ویسا ہی نہیں چھوڑا جائے گا۔ بلکہ سزا بھی دی جائے گی اور تیسری بار تو قید بھی کردیا جائے گا۔ اسی درمختار میں یہ عبارت موجود ہے جو یہی مسئلہ بیان کر رہی ہے۔

وكذا لو ارتد ثانيا لكنه يضرب وفي الثالثة يحبس ايضا۔

اسی ردالمحتار میں علامہ شامی نے فرمایا:۔ ای اذا ارتد ثانیا ثم تاب ضربه الامام وخلی سبیله۔ خود مولوی اشرف علی تھانوی نے اسی بسط البنان میں اپنی اسی انکار، تبری و تحاشی کے بعد اپنے اسی کفری قول کو برقرار رکھا ہے۔ اسی کفری عبارت کے معنی بتائے ہیں، تاویل بتائی ہے۔

اسی بسط البنان میں انہوں نے کہا ہے۔

" اب آخر میں اسی جواب کی تتمیم کے لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ حفظ الایمان کی اس عبارت کی مزید توضیح کردوں جس کی بنا پر مجھ پر تہمت لگائی گئی ہے۔ (بسط البنان)

آگے لکھا ہے وہ عبارت دوسری دلیل کی ہے جو اس لفظ سے شروع ہوتی ہے " پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر۔۔۔ الخ (بسط البنان)

آگے لکھا ہے اور اگر بعض علوم مراد ہوں گو وہ ایک ہی چیز علم ادر گو وہ چیز ادنیٰ درجہ کی ہو تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب کہ زید وعمرو کے لئے بھی حاصل ہے۔ (بسط البنان)

آگے لکھتے ہیں خود اس عبارت میں سرسری نظر کرنے سے مطلب واضح ہورہا ہے۔

(بسط البنان)

ویسے بھی معمولی پڑھا لکھا شخص جانتا ہے کہ بسط البنان عبارت سے انکار پر نہیں لکھی گئی ہے بلکہ عبارت کو برقرار رکھکر اس عبارت کی تاویل پر زور صرف کیا گیا ہے۔ ہزار مولوی اشرف علی تھانوی مضمون کا انکار کریں اپنے معنی بتائیں

تاویل گڑھیں مگران کی وہ کفری عبارت توہینِ رسالت پر متعین ومفسر ہے جہاں تاویل بعید کی بھی گنجائش نہیں ہے اور وہ عبارت تھانوی صاحب نے جوں کی توں برقرار رکھی ہے۔ اس کفر وارتداد سے بچنے کی صورت بھی یہی تھی کہ وہ صاف علی الاعلان اس عبارت سے رجوع کرتے۔ اس کے متعین معنی سے توبہ کرتے یا اپنے اس قول سے ہی صاف انکار تبری و تحاشی کر دیتے مگر اس کا کیا علاج کہ انہوں نے قول کو برقرار رکھا ہے اور جناب مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کے بیان کردہ اصول پر اس کے بعد بھی توبہ ورجوع درکار ورنہ وہی کفر وارتداد اور وہی سزائے قتل بحال، گویا آپ اندھی حمایت میں تھانوی صاحب کو جوں کا توں پورا کا پورا بلکہ کچھ زیادہ ہی پھر کفر وارتداد میں ملوث رکھکر ہی اس کے دامن سے وابستہ رہنا چاہتے ہیں یہ آپ ہی کا حق ہے آپ مایوس نہ ہوں پھر اس کی توبہ تلاش کیجئے اور تھانوی صاحب کی اور اپنی نجات کا ایک ساتھ راستہ نکالئے رب کریم مسلمانوں کو آپ کے فتنہ سے دور رکھے۔

یہاں تک بحث مولوی اشرف علی تھانوی کی اس عبارت پر تھی جو خبیث معنی، توہین رسالت اور ارتکاب کفر وارتداد کی ملتزم تھی۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ آپ کون سے پانی میں ہیں اور آپ کہاں سے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا آگے آپ اپنے مضمون سے انکار پر ہماری بحث ملاحظہ فرمالیجئے آپ نے اسی تحریر میں فرمایا ہے۔

" اور جب کہ وہ (یعنی مولوی تھانوی صاحب) اس مضمون سے انکار صریح و تبری و تحاشی کر رہے ہیں، دیوبندیوں کی طرح آپ بھی خوب جانتے تھے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کے انکار تبری و تحاشی کے یہ معنی تو چلیں گے ہی نہیں کہ انہوں نے عبارت سے توبہ ورجوع کی ہے جو کفر وارتداد کی ملتزم ہے لہٰذا آپ نے بھی تھانوی صاحب اور دیوبندیوں کا ہی سہارا لیا ان کے راستہ پر ہی چلے اور بول آپ نے وہی بولا جو دیوبندی وہابی بولا کرتے ہیں بلکہ آپ نے دیوبندیوں سے زیادہ ہی تھانوی صاحب

کی حمایت میں اس کو بچانے کی لجاجت کی ہے اور اس طرح آپ کھل کر دیوبندیوں وہابیوں کی صف میں کھڑے ہوگئے ہیں اور خم ٹھونک کر اہلسنت کے مقابل میں آگئے ہیں۔

فرق اتنا ہے کہ آپ گھر کے بھیدی ہیں اور جانتے ہیں کہ مولوی اشرف علی تھانوی اور دوسرے دیوبندیوں نے جو تاویلیں کی ہیں وہ تو چل نہیں سکتیں اور نہ قیامت تک چلائی جاسکتی ہیں اس میں سو تو کیا ہزار تاویلوں میں سے ایک کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ تھانوی صاحب۔ پھر جیسے کے ویسے کافر و مرتد رہیں گے۔ لہٰذا تھانوی صاحب اور دوسرے دیوبندیوں کی راہ سے ہٹ کر اور اپنی دانست میں ان سے کچھ زیادہ اڑان مار کر آپ نے مولوی اشرف علی تھانوی کو بچانے کے لئے اس کے انکار تبری و تحاشی کو توبہ ورجوع قرار دیا ہے۔

دوسری طرف مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی دانست میں بہت ہوشیاری کی کہ ایک بیچارے مولوی خلیل احمد بجنوری بدایونی تو کیا اپنے اس پاس کے بڑے بڑے پرکھوں اور چھوٹے چھوٹے ملاؤں، مریدوں معتقدوں کے لئے بھی توبہ ورجوع سمجھنے کی گنجائش نہ رکھی اور ان کی امت نے بھی توبہ ورجوع کا نام نہ لیا اگرچہ وہ اپنی ہوشیاری کے باوجود کفر وارتداد میں جوں کے توں ملوث رہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی اپنی اسی بسط البنان میں صاف لکھ گئے۔

" اس سے یہ شبہ بھی نہیں ہوسکتا کہ اب تک کیوں نہیں شاید اب رجوع کرلیا ہو (بسط البنان از مولوی تھانوی)

مولوی اشرف علی تھانوی تو توبہ ورجوع کے شبہ کا بھی انکار کر رہے ہیں اور آپ ہیں کہ تفسیر القول لا یرضی بہ قائلہ کو سینے سے لگا کر بے ربط و ضبط ہانک رہے ہیں کہ تھانوی صاحب نے توبہ ورجوع کر لیا۔ مولوی منظور نعمانی وغیرہ نے بلاوجہ تھانوی صاحب سے یہ نہیں کہا تھا کہ "عنوان بدل دیجئے اور مضمون باقی رکھئے"۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی نے دل وجان سے بھلے مانسوں کی بات مان کر مضمون باقی رکھتے ہوئے بلاسبب اپنا عنوان نہیں بدلا ہے ۔۔۔ مولوی اشرف علی تھانوی اور ان

کی دیوبندی امت تو مضمون ہی کو معدوم قرار دینا چاہتے ہیں، اور ایک آپ ہیں کہ توبہ ورجوع سے اس کو موجود بنا رہے ہیں تاکہ کفر وارتداد کے احکام تھانوی صاحب پر سوار رہیں۔ اب آپ اپنے انکار، تبری و تحاشی کے توبہ ورجوع کے معنی لینے کا نتیجہ دیکھئے جس کی حماقت دیوبندیوں نے اپنی دانست میں نہیں کی اگرچہ پھر کفر وارتداد میں پھرے رہے مولوی اشرف علی تھانوی اور علماء دیوبند یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ توہین رسالت کی شدت خباثت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ توبہ کے باوجود امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک قتل کر دیا جائے گا، احناف کے نزدیک توبہ سے صرف قتل نہیں کیا جائے گا، باقی کفر وارتداد کے احکام بدستور جاری ہونگے ان کے تمام اعمال حبط ہو کر رہ گئے۔ بلوغ سے اس ارتداد کی توبہ تک پورا زمانہ کفر کا زمانہ ہو گیا۔ حج فرض دوبارہ ادا کرنا ہوگا، بیوی نکاح سے نکل گئی پھر سے نکاح کرنا ہوگا ویسے ہی رکھا رہا تو زنا ہوگا اولاد، اولاد زنا ہوگی ــــ بیعت کا سلسلہ اوپر نیچے سے باطل ہو کر رہ گیا پھر سے اپنے یا کسی پیر سے بیعت کیجئے اور پھر سے اپنے مریدوں کو مرید کیجئے، پھر حکیم الامت ہونے کی وجہ سے اپنے کفر وارتداد اور توبہ کی حیاوشرم الگ ہے، ملا انکشاف یہ سمجھتے ہی نہیں کہ آپ کی توبہ ورجوع سے مولوی اشرف علی تھانوی کا کیا انجام ہو رہا ہے جس سے بچنے کے لئے وہ توبہ ورجوع کا شبہ بھی نہیں پیدا کرنا چاہتے، اب آپ اپنی دلیل کا انجام دیکھیے۔ آپ نے بڑے زور و شور سے اپنے عالمانہ محققانہ، مدققانہ مقام کا مظاہرہ کرنے کے لئے "توبہ ورجوع" کی دلیل میں تنویر الابصار درمختار سے عبارت تو نقل کر دی مگر آگے کی عبارت کو آپ نے اپنے تبدیلی دین پر پردہ ڈالنے کے لئے ہضم کر گئے، یہ آپکی بہت بڑی دینی خیانت بلکہ بددینی ہے کہ آپ آدھی عبارت سے دھوکا دے کر اپنے ساتھ لوگوں کو دیوبندی وہابی بنانا چاہتے ہیں تنویر الابصار و درمختار کی پوری عبارت حسب ذیل ہے۔

(شہدوا علی مسلم بالردۃ وھو منکر لا یتعرض لہ) لا لتکذیب الشھود العدول

بل (لان انکارہ توبۃ ورجوع) یعنی فیمتنع القتل وتثبت بقیۃ احکام المرتد کحبط عمل وبطلان وقف وبینونۃ زوجتہ لو فیما تقبل توبتہ والا قتل کالردۃ بسبہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کما مر اشباہ زاد فی البحر وقد رأیت من یغلط فی ھذا المحل واقرہ المصنف وحینئذٍ فالمستثنیٰ اربعۃ عشر وفی شرح الوصبانیۃ لشرنبلالی ما یکون کفرا اتفاقاً یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنی وما فیہ اختلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح۔

یعنی گواہ اگر کسی مسلمان کے مرتد ہو جانے کی گواہی دے رہے ہیں اور وہ منکر ہے تو اس سے تعرض نہیں کیا جائے گا اس لئے نہیں کہ عادل گواہوں کو جھوٹا قرار دینا ہے بلکہ اس لئے کہ اسکا انکار توبہ ورجوع ہے یعنی صرف اس کا قتل کرنا ہی ممنوع رہے گا اور باقی مرتد کے احکام اس پر ثابت رہیں گے جیسے عمل کا حبط ہونا۔ وقف کا باطل ہونا، عورت کا نکاح سے نکل جانا اور یہ قتل اس صورت میں ممنوع رہے گا جس میں توبہ قبول کی جاتی ہے ورنہ انکار کے باوجود قتل کر دیا جائے گا جیسے کوئی حضور علیہ والسلام کی شان میں توہین کرکے مرتد ہو جائے جیسا کہ گذر چکا ہے اشباہ، بحر الرائق میں اسقدر زیادہ کیا ہے کہ میں نے ان کو دیکھا ہے جو اس مقام پر غلطی کرتے ہیں اور اس کا اقرار مصنف نے کیا ہے اس صورت میں مستثنیٰ کی تعداد چودہ ہو جائے گی اور علامہ شرنبلالی کی شرح وہبانیہ میں فرمایا کہ جو کفر اتفاقی ہے اس میں عمل اور نکاح باطل ہو جائیگا اور اس کی اولاد، اولاد زنا ہوگی اور جس کفر میں اختلاف ہے اس میں استغفار کا اور توبہ (یعنی تجدید اسلام۔ ردالمحتار) کا اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائیگا۔

بحر الرائق میں فرمایا، ولیس المراد ان ردتہ لا تثبت بالشھادۃ مع الانکار بل تثبت ویحکم بھا حتی تبین زوجتہ منہ ویجب تجدید النکاح

وانما یمتنع القتل فقط للتوبۃ بالانکار۔ یعنی اس کے انکار کو توبہ و رجوع ماننے سے یہ مراد نہیں ہے کہ اس کا ارتداد شہادت سے ثابت نہ ہوگا اس کے انکار کی وجہ سے بلکہ اس کے انکار کے باوجود اس کا ارتداد ثابت رہے گا اور ارتداد کا حکم دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل جائیگی وہ تو صرف اسکو قتل کر دینا ہی فقط ممنوع رہے گا اس کے انکار کو توبہ قرار دینے کی وجہ سے

خلاصہ سے اسی بحر الرائق میں منقول ہے۔ من ارتد ثم اسلم وھو قد حج مرۃ فعلیہ ان یحج ثانیا ولیس علیہ اعادۃ الصلوۃ والزکوٰۃ والصیامات لان بالردۃ کانہ لم یزل کافرا فاذا اسلم وھو غنی فعلیہ الحج ولیس علیہ قضاء سائر العبادات۔

یعنی جس نے ارتداد کیا پھر مسلمان ہوا اور وہ اپنا حج فرض ایک بار ادا کر چکا تھا تو اس پر دوبارہ حج کرنا فرض ہے اور اس پر نمازوں، زکوٰتوں، روزوں کا اعادہ فرض نہیں ہے اس لئے کہ مرتد ہو جانے کی وجہ سے اب یہ حکم ہے کہ وہ پہلے سے ہی اب تک ہمیشہ کافر رہا اور جب مسلمان ہو گیا ہے اور غنی ہے تو اس پر حج فرض ہے اور تمام عبادتوں کی قضا (اسلام لانے کے قبل کی کافر اصلی کی طرح)، اس پر فرض نہیں ہے۔

کیوں جناب! یہ مذہب حنفی کے فقہاء کرام کیا فرما رہے ہیں، اور آپ نے ان فقہاء کی آدھی آدھی عبارتیں نقل کر کے کیا فرمایا ہے؟ کیا آپ کا پر فریب بے ربط ہانکنا تھانوی صاحب کو کفر و ارتداد سے بچا سکا ہے؟ اور کیا آپ بھی خود بچ سکے ہیں۔

وہ تمام شاخیں کٹ چکی ہیں جن پر آپ اچھل کود کیا کرتے تھے اور آپ اسی تنے پر آبیٹھے ہیں جس کو دیوبندی اپنا ماویٰ اپنی پناہ گاہ سمجھتے ہیں اب آپ کے لئے سوائے اس کے چارہ نہیں کہ دیوبندیوں کی صف میں کھڑے ہو جائیے اور

دیوبندیوں کی اسی اصل پر کہ تھانوی صاحب کی کفری عبارت میں کفری مضمون ہی معدوم ہے اہلسنت سے تقریری یا تحریری مناظرہ کرتے رہیئے۔ ہمارے خیالات آپ عنقریب انشاء المولیٰ تعالیٰ ملاحظہ فرمائیں گے جو آپ کی دعوت غور کے جواب میں ہوں گے۔

ضروری بات آپ نے اسی تحریر میں ایک ضروری بات پیش کی ہے جس کی عبارت یہ ہے۔

" اب میں ایک ضروری بات اور عرض کرتا ہوں جس سے اکثر دھوکا کھائے ہوتے ہیں اور عوام کو بھی دھوکے میں ڈال رکھا ہے وہ یہ کہ حسام الحرمین میں یہ فرمایا گیا ہے کہ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر۔ جس کا مطلب یہ بتاتے ہیں کہ دیوبند کے علماء یعنی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی کے کافر و معذب ہونے میں جو شک کرے وہ کافر ہے۔ سنئے یہ عبارت ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے تو منقول نہیں، البتہ ابن سحنون مالکی کا قول ہے اس قول کو جس موقعہ اور جس مقام کے لئے فرمایا ہے وہ بے شک صحیح ہے اور درست ہے اسکا ہر مسلمان قائل ہے اس عبارت کو اس شخص کے لئے کہا گیا ہے جو شخص نعوذ باللہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں سب و شتم کرتا ہے ایسا شخص بے شک قطعی کافر و مرتد ہے اس کفر میں جو شک کریگا اس کے لئے بے شک یہی حکم ہے۔

جناب مولوی خلیل احمد صاحب! آپ نے اپنی اس عبارت سے جی کھول کر خوب فریب بھی دیا ہے اور آپ کھل کر سامنے آگئے ہیں کہ آپ کون ہیں اور کیا ہیں؟

(۱) آپ نے اس عبارت سے حسام الحرمین اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر کید و فریب کا ناپاک الزام رکھا ہے۔

(۲) اکثر علماء اہلسنت پر آپ نے دھوکا کھا جانے اور لوگوں کو دھوکا دینے کا الزام رکھا ہے

حسام الحرمین اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر فریب کاری کا الزام یوں کہ اکابر دیوبند پر کفر وارتداد کا حکم دیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر، یعنی جس نے ان اکابر دیوبند کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ بیشک کافر ہوگیا یہ قول ائمہ اربعہ (چاروں اماموں) سے منقول نہیں ہے بلکہ صرف ابن سحنون مالکی کے قول پر تکیہ کر کے ہی اتنا بڑا کفر وارتداد کا حکم دیا گیا ہے اور بڑے چھوٹے علماء اہل سنت حسام الحرمین کی اس فریب کاری کو نہ سمجھ سکے۔ دھوکے میں آگئے اور عوام کو بھی دھوکہ میں ڈال رکھا ہے (اکابر دیوبند کے کفر و عذاب پر غلط ڈٹے ہوئے بھی ہیں اور لوگوں کو دھوکا دے کر ڈٹے رہنے پر ابھارتے پھرتے ہیں) اور شک کرنے والے کو بھی غلط کافر و مرتد کہہ کر جہنمی بنا رہے ہیں اس کید و فریب کو مولوی خلیل احمد صاحب تو جوانی سے اپنی پچاس ساٹھ سال کی زندگی اہل سنت میں گذار کر اب کہیں سمجھے ہیں یا سمجھے ہوئے تو بہت پہلے تھے مگر اظہار کرنے کے لئے اپنے معتقدین و مریدین کا حلقہ وسیع کر لینے اور تعداد بڑھا لینے کا انتظار تھا۔

پھر آپ نے اپنے اس عظیم بہتان کو مضبوط کرنے کے لئے یہاں تک لکھنے کی جرأت کی۔ ہے کہ اس قول کو جس موقعہ اور جس مقام کے لئے فرمایا ہے

وہ بیشک صحیح ہے اور درست ہے اسکا ہر مسلمان قائل ہے،،

یعنی حسام الحرمین میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ (معاذ اللہ تعالیٰ) اس قدر فریب کار اور ستم ظریف ہیں کہ اس قول من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کو جس مقام اور جس موقعہ کے لئے فرمایا گیا ہے اس کے خلاف استعمال کیا ہے حکم کفر وارتداد تو ان توہین اور گستاخی کرنے والوں پر ہوتا ہے جو مولوی اشرف علی تھانوی اور دیگر اکابر دیوبند کے علاوہ ہیں اور شک کرنے پر کفر کا حکم تو ان لوگوں پر عائد ہوتا ہے جو مولوی خلیل احمد بدایونی کے علاوہ ہیں۔

یعنی ـــ حسام الحرمین کا اکابر دیوبند پر کفر وارتداد کا حکم ہی سرے سے غلط

اس لئے کہ انہوں نے کوئی توہین اور گستاخی نہیں کی ہے جس پر کفر وارتداد کا حکم لگتا ہو۔ چونکہ اکابر دیوبند پر کفر وارتداد کا حکم ہی سرے سے غلط ہے اس لئے اکابر دیوبند کے کفر وارتداد کے بارے میں شک کرنے والوں پر حکم کفر بھی غلط ہے اور بے موقعہ اور بے محل ہے۔ اور حسام الحرمین میں یہ بے موقعہ اور بے محل حکم لگا کر علماء اہل سنت اور عام اہل سنت کو دھوکا اور فریب دیا ہے اور علماء اہل سنت بھی فریب میں آکر لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔۔

کیوں جناب مولوی خلیل احمد صاحب! آپ نے تو اپنی اس طویل تحریر کے نمبر۲ میں یہ لکھ کر کہ،، آپ کی تحریر کا عنوان حسام الحرمین کے نام سے یہ بھی غلط ہے فقیر کا کلام حسام الحرمین کے بارے میں نہیں ہے اس کے متعلق فقیر بارہا بتا چکا ہے کہ میں حسام الحرمین کا نہ مخالف ہوں نہ اس کو غلط کہتا ہوں میرا مقصد دوسرا ہے جس کو پہلے بھی بتا چکا ہوں اور پھر بتاتا ہوں،، ہم کو جھٹلایا تھا اور اپنا مقصد بتانے کا وعدہ کیا تھا اب تو آپ کا وہ دوسرا مقصد آپکی زومدار تحریر سے سامنے آگیا، اسی طرح آپ نے اپنی اس طویل تحریر کے نمبر۵ میں یہ تحریر فرما کر کہ،، آپ نے فقیر پر یہ بہتان قائم کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقتدا ہونے پر فقیر نے کچھ کلام کیا ہے افسوس کے ساتھ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتا ہوں نہ جانے یہ کذب کس لئے بولا،،

ہم پر کذب و بہتان کا الزام رکھا تھا، حالانکہ ہم نے یہ جملہ بہت احتیاط سے لکھا تھا اب تو آپ اپنی طویل تحریر سے کھل کر سامنے آگئے اور اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ پر اپنے گھنونے ناپاک الزام کا اظہار کر دیا اور صاف بتا دیا کہ آپ اعلیٰحضرت قدس سرہ کے بارے میں حقیقتاً کیا خیال رکھتے ہیں۔ اور علماء اہل سنت کو آپ کیا سمجھتے ہیں اور اپنی دیوبندیت پر پردہ ڈالنے کے لیے عقیدت کے الفاظ کس طرح چپکاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی اہانت پر آپ سے شکایت ہی فضول ہے کہ مولوی

اشرف علی تھانوی اور اکابر دیوبند کی خدائے قدوس اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بدترین گستاخیاں اور توہین جب دیوبندیوں کی حمایت میں آپ کے دل ودماغ میں توہین اور گستاخی نہیں ہے تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور علماء اہل سنت کو آپ کیا سمجھ سکتے ہیں۔

جناب مولوی خلیل احمد صاحب! آپ نے معلوم ہوتا ہے ایک خاص پلان کے تحت اہل سنت کو سلو پائزن (رفتہ رفتہ اثر کرنے والا زہر) دیا ہے پہلے دور میں آپ نے اپنے آپ کو اہل سنت میں کھڑا کر کے شدت سے سنی اور سنیت کا وفادار ثابت کیا۔ دوسرے دور میں اکابر دیوبند کی تعریف شروع کی اور حکم کفر باقی رکھا اور تیسرے دور میں سکوت کے ذریعہ دیوبندیت کے زہر سے نہ جانے کتنے بھولے بھالے سنیوں کو ہلاک کر کے رکھ دیا۔

اب ابن سحنون مالکی کے قول کی حقیقت ملاحظہ فرمائیے جس سے آپ نے فریب پر فریب دیا ہے اور الٹا حسام الحرمین اور علماء اہل سنت پر فریب کا الزام رکھا ہے درمختار میں اسی قول کو نقل کرتے ہوئے فرمایا۔ وتمامه فی الدرر فی فصل الجزية معزیا للبزازية ۔ اسی عبارت سے تین نقل کرنے والے فقہاء حنفیہ کا پتہ چلا۔ ایک درمختار، دوسرے صاحب درر، تیسرے صاحب بزازیہ، پھر شامی میں درمختار کے قول (وتمامه فی الدرر) کے تحت اسی قول کو نقل کیا یہ چار فقہاء حنفیہ ہوئے۔

معلوم نہیں ان چاروں عظیم فقہاء حنفیہ کو کیا ہو گیا کہ اتنا اہم تکفیر کا قول کہ "جو توہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والے کے کفر میں شک کرے وہ کافر ہے" یوں ہی نقل کر رہے ہیں ان کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ یہ قول جب چاروں اماموں سے مروی نہیں ہے تو پھر کیسا اتنا بڑا حکم اس قائل پر لگا دیں۔ مولوی خلیل احمد بدایونی جیسے بڑے محقق، جید عالم جب تک چاروں اماموں کا مجمع علیہ قول نہ ہو ہرگز نہ مانیں گے۔۔۔ پھر اس پر ستم یہ کہ یہی قول شفاء شریف میں حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کر دیا وہ بھی اتنا نہ سمجھ سکے کہ یہ قول میرے امام حضرت

سیدنا مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نہیں ہے میں کیسے اس کو نقل کر کے اتنا بڑا حکم کفر وارتداد قائل پر لگا دوں۔

لیکن ستم بالائے ستم یہ ہے کہ علامہ شامی نے اپنی اس کتاب ردالمحتار میں مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کا بھانڈا پھوڑ کر ہی رکھ دیا کہ جناب نے صرف اپنے دیوبندی اکابر کی خاطر نقل عبارت میں بہت بڑی خیانت کی ہے۔ چنانچہ وہ پوری عبارت اس طرح نقل فرماتے ہیں۔

حیث قال نقلا عن البزازية ابن سحنون المالکی اجمع المسلمون ان شاتمه کافر وحکمه القتل ومن شک فی عذابه وکفره کفر۔

یعنی صاحب درر نے بزازیہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ ابن سحنون مالکی نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا ہے کہ نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے اور جو اس کے عذاب وکفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

یہ تو علامہ شامی صاحب درر صاحب بزازیہ کا کرم ہے کہ ان حضرات نے پوری عبارت نقل کر کے صاف صاف بتا دیا کہ اس مسئلہ پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور جب یہ حضرات اجماع کیساتھ المسلمون کا لفظ استعمال فرماتے ہیں تو اس سے ان کی مراد صحابہ کرام وتابعین عظام، ائمہ فقہ، ائمہ کلام، ائمہ حدیث، ائمہ تصوف، عام علماء مسلمین سب کا اجماع ہوتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ سب کے سب توہین رسول کرنے والوں کو کافر ومرتد، واجب القتل اور اس کے حامی کو بھی ویسا ہی سمجھتے ہیں۔

افسوس ہے آپ پر کہ آپ نے دیوبندیوں کی حمایت میں ابن سحنون مالکی کے قول کو گھٹانے کے لئے آگے پیچھے سب غائب کر دیا اتنا بڑا اعتراض، اور دلیل آپ کے پاس خاک نہیں کہ توہین رسول کرنے والے کے کفر میں شک کرنے والے کو فلاں فلاں امام کافر نہیں کہتے۔ مسلمان مانتے ہیں کہیں تو آپ یہ لکھا ہوا

دکھاتے کہیں سے اس کا حوالہ دیتے۔

آپ نے جب دیکھا کہ میری بات چلے گی نہیں، جاننے والے بھانڈا پھوڑ کر رکھ دیں گے تو فوراً پینترا بدل کر آپ فرماتے ہیں۔

"اس قول کو جس موقع اور جس مقام کے لئے فرمایا ہے وہ بیشک صحیح ہے اور درست ہے۔ اس کا ہر مسلمان قائل ہے۔ اس عبارت کو اس شخص کے لئے کہا گیا ہے جو شخص نعوذ باللہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں سب وشتم کرے بے شک ایسا شخص قطعی کافر و مرتد ہے۔ اس کے کفر میں جو شک کرے گا اس کے لئے بیشک یہی حکم ہے۔"

کیوں صاحب! جب آپ کے نزدیک ائمہ اربعہ سے منقول ہی نہیں ہے تو۔ "بیشک صحیح ہے اور درست ہے۔" آپ کا کہنا کیسے درست ہو جائے گا۔ اور اتنا بڑا حکم دینے کی آپ نے جرأت کیسے کی، جس پر ائمہ اربعہ کا اجماع آپ کے نزدیک منقول نہیں ہے۔ اب آپ خود کیسے دھوکہ کھانے اور دھوکہ دینے کے لئے تیار ہو گئے اپنی ہی چھری سے اپنی زبان کیوں کاٹ کر پھینک دیا۔ یہ دورخی کھیل آپ کس لئے کھیل رہے ہیں۔ دیوبند کے باطل دین کی حمایت اور بچاؤ میں آپ کا کوئی ٹھکانہ بھی رہا ہے کوئی ربط وضبط بھی آپ نے باقی رکھا ہے حسام الحرمین کے حکم کو منہ زوری سے گرانے کے لئے آپ اناپ شناپ ہانک رہے ہیں۔

پھر مولوی اشرف علی تھانوی کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اطہر میں سب وشتم پر ہی تو کفر وارتداد کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ یہ بے شک صحیح اور درست کیوں نہ ہوگا اور شک کرنے والا کافر کیوں نہ ہوگا۔

آپ خوب سمجھ رہے تھے کہ میرا یہ فریب چلے گا نہیں اس پر اعتراضات وارد ہوں گے حسام الحرمین کا حکم اپنی جگہ اٹل ہے لہٰذا آپ نے خود ہی راہِ

فرار اختیار کی اور آگے لکھا ہے کہ:۔

"یعنی جس شخص کو یقینی اور شرعی طور پر اس کی اطلاع حاصل ہو جائے جس میں شک وشبہ باقی نہ رہے اس کے بعد پھر وہ شخص اس کے کفر میں شک کرے جب یہ حکم ہے تو حکم مطلق نہیں ہے بلکہ مقید ہے۔ اطلاع یقینی شرعی کے ساتھ۔"

ہماری عرض ہے کہ بے شک کفر وارتداد جیسے اہم ذمہ دارانہ حکم میں شریک ہونے کے لئے یقینی شرعی اطلاع کی ضرورت ہے — مگر یہ بتلائیے کہ جب آپ اور آپ کا علم دونوں ضعیف نہ ہوئے تھے آپ بھی جوان تھے اور آپ کا علم بھی جوان تھا اور ادھیڑ عمر تک آپکے اور آپکے علم کی پختگی باقی رہی۔ آپ نے جو اکابرِ دیوبند پر کفر وارتداد کا حکم لگایا تھا اور اس پر آپ نے انتہائی شدت برتی تھی جو تواتر سے ثابت ہے۔

اس وقت اس حکم کفر وارتداد کے لئے آپ کو یقینی شرعی اطلاع ملی تھی یا نہیں — اگر اطلاعِ شرعی یقینی مل گئی تھی تو اب بڑھاپے میں کون سی بوڑھی یقینی اطلاع آپ تلاش کر رہے ہیں۔؟ اور اگر آپ نے اس وقت بغیر شرعی یقینی اطلاع کے کفر وارتداد کا حکم لگایا تھا تو آپ خود اپنی ہی تصریحات اور اپنی ہی نقل کردہ نصوص اور قولِ مذکور پر اسی وقت کافر و مرتد ہو چکے تھے گویا آپ نے اپنے ہی قول وحکم پر جوانی سے اس بڑھاپے تک کفر وارتداد میں اپنا زمانہ گزارا، کفر، ارتداد، فسق وحرام کے احکام سے آپ خود اپنے قول پر نہ بچ سکے۔

کیوں جناب! مندرجہ ذیل عبارت تو آپ ہی کی ہے یا یہ بھی آپ پر بہتان ہے — وہابیہ دیوبندیہ جنہوں نے حق تعالیٰ کے لئے امکانِ کذب مانا یعنی حق تعالیٰ کے لئے یہ کہا کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ ان کے قطبِ عالم رشید احمد گنگوہی نے مہری دستخطی فتوے میں صاف صاف لکھ دیا کہ وقوعِ کذب

کے معنی درست ہو گئے یعنی کہ حق تعالیٰ جھوٹ بول بھی چکا ہے، اور ان کے ایک بڑے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہینِ قاطعہ میں صاف صاف لکھ دیا کہ شیطان اور ملک الموت کا علم حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وسیع ہے اور شیطان کو تمام روئے زمین کا علم ہے اور معاذ اللہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اور ایک دوسرے مشہور اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھ دیا کہ جیسا علم معاذ اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر پاگل اور بچوں اور جانوروں کو ہے (الی قولہ) یہ مسلم نما کفار سے نہ صلح رکھتے۔ ہرگز ہرگز نہ رکھتے جو ایمان ہوتا۔

ماہنامہ نقیب حق بدایوں مئی ۱۹۵۶ء از مولوی خلیل احمد صاحب بجنوری بدایونی ـــــ کیوں جناب مولوی خلیل احمد صاحب! مندرجہ ذیل فتوے تو آپ ہی کا ہے جو آپ نے ۱۲؍۱۳ سال قبل محمد صدیق صاحب جیپوری ضلع نینی تال کے جواب میں دیا ہے۔

"فرقہ دیوبندیہ کے سرگروہوں نے اپنے رسائل اور کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں صریحاً توہین و تنقیص کی ہے جیسا کہ براہینِ قاطعہ گنگوہی، حفظ الایمان، تھانوی سے تقویت الایمان دہلوی وغیرہ سے ظاہر و باہر ہے۔ ان کے اقوال ملعونہ و عباراتِ کفریہ پر ہندوستان کے علماء اہلسنت و حرمین شریفین کے علماء کرام نے حکم کفر و ارتداد دیا۔ چنانچہ حسام الحرمین و صوارم ہندیہ کے مطالعہ سے ظاہر ہے اور بے شک ائمہ دین قویم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے صریحاً ارشاد فرمایا۔ من شک فی کفرھم وعذابھم فقد کفر۔ یعنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تنقیص و توہین کرنے والوں کے کفر و عذاب میں بعد علم کے شک کرے گا وہ بھی کافر ہے۔ یقیناً جو کلمہ طیبہ پر ایمان

لایا وہ ہرگز ان توہین و تنقیص کرنے والوں کے کافر و مرتد ہونے میں شک نہ کرے گا ہاں جس کا ایمان سرکار محمد رسول اللہ پر نہیں وہ کچھ کرے۔ پس زید اگر ان دیوبندیوں کو شانِ رسالت کی تنقیص و توہین کرنے والوں کے بعد جان لینے کے کافر خارج از اسلام نہیں مانتا تو زید کے لئے بھی یہی حکم ہے یعنی یہ خود اسلام سے خارج ہے ایسی صورت میں نماز کے احکام جواز و عدم جواز سے زید کو تعلق ہی کیا رہا تا وقتیکہ توبہ شرعیہ نہ بجا لائے۔

کتبہ فقیر خلیل احمد قادری برکاتی بجنوری

خادم الطلبا بمدرسہ ظہیر الاسلام واقع مسجد جعفری بدایوں ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۶۸ھ

کیوں جناب! آپ جیسے محقق جید عالم کی یہ عبارت اور فتوے تو صاف بتلا رہے ہیں کہ آپ دیوبندیوں کے قطبِ عالم کے مہری و دستخطی فتوے کے ذریعہ وقوعِ کذب کے سلسلہ میں شرعی و یقینی اطلاع رکھتے تھے۔ براہینِ قاطعہ پر بھی یقینی شرعی اطلاع تھی۔ حفظ الایمان جو بسط البنان کے ساتھ تقریباً پون صدی سے چھپ رہی ہے۔ اس کی توہین پر بھی آپ شرعی یقینی اطلاع رکھتے تھے۔ ورنہ دیوبندیوں سے صلح رکھنے والوں پر آپ مسلم نما کفار کا تو حکم نہیں لگاتے۔ ان دیوبندیوں پر صریح تنقیص و توہین کرنے کا حکم عائد نہ فرماتے۔ ان کے اقوال اور عبارتوں کو ملعون اور کفریہ نہ کہتے۔ بعد علم کے شک کرنے والوں کو کافر نہ بتاتے۔

ائمہ دین قویم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے صریح ارشاد۔ من شک فی کفرھم وعذابھم فقد کفر سے آپ نے زبردست دلیل پکڑی ہے، شاید۔۔۔۔ آپ کے ان ائمہ دین قویم میں ائمہ اربعہ ضرور شامل ہوں گے اور ابن سحنون مالکی پر کامل اعتماد ہو گا۔

آپ نے اپنی تحقیق اور یقینی شرعی اطلاع کے بل بوتے پر شک کرنے

والوں کے بارے میں یہاں تک کہا ہے کہ (جو کلمہ طیبہ پر ایمان لایا وہ ہرگز ان توہین وتنقیص کرنے والوں کے کافر و مرتد ہونے میں شک نہ کرے گا۔)

آپ نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ (زید اگر ان دیوبندیوں کو جان لینے کے بعد شک کرے گا تو زید بھی خارجِ اسلام ہے۔)

کیوں جناب! یہ آپ کی عبارتیں احکام کن باتوں کا پتہ دے رہے ہیں اور پھر آپ تو زید سے بہت زیادہ تحقیق وتدقیق و اطلاع یقینی و شرعی کے ساتھ اکابرِ دیوبند کو جانتے تھے۔

اب تو آپ کے لئے سوائے اس کے کوئی صورت نہیں رہی کہ :۔

۱۔ آپ اپنے جدید قول پر اسی وقت اپنی جوانی کے زمانہ میں ہی کافر و مرتد ہو چکے تھے جب کہ آپ نے یہ احکام لگائے تھے۔

۲۔ ورنہ آپ اپنے قدیم قول پر جب سے کفِ لسان واحتیاط کیا ہے۔ اپنے ہی فتوے سے کافر و مرتد ہو چکے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے ہمیں دعوتِ غور دیتے ہوئے لکھا ہے۔

"اب غور کیجئے ہم کو اس کو یقینی اور قطعی اطلاع کیسے حاصل ہوئی۔"

یہ تو آپ اپنے دل سے پوچھئے کہ ان عبارتوں کے لکھتے وقت اور شرعی فتوے دیتے وقت آپ کو یقینی اور شرعی اطلاع کیسے حاصل ہوئی تھی۔ آپ کا محقق، جید عالم، مفتیٔ دوراں، خادم الطلباء (مدرس دینیات) ہونا اور اکابرِ دیوبند اور شک کرنے والوں پر کفر وارتداد کا حکم دینا آپ کی جہالت کی دلیل تو نہیں ہے، کوئی آپ کا جاہل اور مفت کا مفتی تو نہیں سمجھ سکتا کہ آپ نے جہالت سے یا مفت کی فتوی گری سے سینکڑوں مسلمانوں کو کافر بنا دیا ہوگا —— ہم سے ہمارے غور کو پوچھتے ہیں تو بفضلہ تعالیٰ ہم غور کر چکے ہیں جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

نمبر۱ حفظ الایمان ایک نہیں پچیسوں بار، ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر ملک میں عام ہو گئی ہے اور اب تک چھپ رہی ہے۔

نمبر۲ بسط البنان، حفظ الایمان کے ساتھ ساتھ ۶۰۔۷۰ سال سے چھپ رہی ہے۔

نمبر۳ مولوی اشرف علی تھانوی کی ابتدائی تحریر کے زمانہ سے اب تک حفظ الایمان میں وہ کفریہ عبارت موجود ہے۔

نمبر۴ آج تک مولوی اشرف علی تھانوی کے دیوبندی معتقدین بعینہ اس عبارت پر مناظرہ کر رہے ہیں۔

نمبر۵ بسط البنان میں بعینہ اس عبارت کا اقرار شروع سے اخیر تک موجود ہے۔

نمبر۶ بسط البنان میں مضمون کے انکار کے بعد جو اپنا مفہوم بیان کیا گیا ہے اور تاویلات کی کوشش کی گئی ہے سر سے باطل ہے۔

نمبر۷ حفظ الایمان کی کفریہ عبارت اپنے سیاق کے اعتبار سے ایسے سب وشتم کی مضمون کی ملتزم ہے جو مجمع علیہ کفر ہے اور یہ اجماع نصوصِ قرآنیہ واحادیث کی تعلیم کے ساتھ پوری امت کا ہے جس پر صحابہ کرام، تابعین، ائمہ فقہ، ائمہ کلام، ائمہ حدیث، ائمہ تصوف، فقہاء علماء سب متفق ہیں۔ اور اس مفہوم کا التزام بغیر ارادہ وخیال کے محال ہے۔ اگرچہ تھانوی صاحب نے بغیر ارادہ وخیال کے بھی کفر بتایا ہے۔

نمبر۸ آپ کے توڑ مروڑ قول پر بھی فی زمانناعبارت سے قطعی توہین کا مفہوم اجماعی ہے، معاصرین میں سے نااہل مولویوں سے اجماع نہیں ٹوٹتا۔ ایسے ہی غیر معلوم الحال غیر مطلع مولویوں کے شریک نہ ہونے سے اجماع نہیں ٹوٹتا ایسے ہی متعصب اور بدعتی مولویوں کی عدم شرکت سے اجماع پر کوئی ضرر نہیں آتا۔ ایسے ہی اجماع میں شریک کسی مولوی کے اخیر عمر میں اجماع سے ہٹ جانے کیوجہ سے اجماع نہیں ٹوٹتا۔

نمبر۹ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کی تحقیق وتدقیق وکمالِ احتیاط شرعی تک عام مولویوں کی دسترس نہیں ہے، ڈینگ مارنے کا ہم نے بھی

مطالعہ کیا ہے ـــــ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا وفورِ علم، فقہ و فراست، فنونِ ضروریہ کی مہارت، امورِ دینیہ پر ہر سوئی گہری نظر، اتباع و احترام ائمہ و فقہاء و علماء کا پاکیزہ جذبہ، تقویٰ و طہارت میں علماء و زاہدینِ زمانہ سے ممتاز، احکام دینیہ میں اعتدال اور تعصب سے پاکی تمام کے تمام اپنے کمال کو پہنچے ہوئے ہیں۔ ہم نے اپنی بساط پر حفظ الایمان، بسط البنان اور دیوبندیوں کی دوسری تاویلات واقوال کو سمجھنے کے ساتھ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کی تحقیق وحکم پر اعتماد کیا ہے۔

ع۱۰ اعلیحضرت قدس سرہٗ کے زمانہ کے اجلۂ علماء حرمین شریفین اور ہندوستان اور دیگر ممالک کے علماء اہلسنت اس حکم میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ساتھ ہیں۔

ع۱۱ یزید کا کفر غیر مجمع علیہ ہے، اسمٰعیل دہلوی کے کفریات میں کہیں لزومِ کفر اور کہیں صریح التزام کفر تو ہے مگر اس کفر پر تکفیر غیر مجمع علیہ ہے، اور تھانوی صاحب کا کفر صریح التزامی کلامی مجمع علیہ ہے جس پر تکفیر اجمع المسلمون صادق آتا ہے۔ تھانوی صاحب کو یزید و اسمٰعیل پر قیاس کرنا باطل ہے۔

یہ ہیں ہمارے غور و فکر جن میں اطلاعِ شرعی یقینی بھی ہے اور حکم کفر و ارتداد کا ضروریاتِ دین سے ہونا بھی۔ جن کی بنیاد پر اپنے اور مسلمانوں کے دین وایمان کی حفاظت کے لئے مولوی اشرف علی تھانوی کو ہم کافر و مرتد سمجھتے ہیں۔ اور جو ان کی توہین و گستاخی پر یقینی مطلع ہونے کے بعد انہیں کافر و مرتد نہیں مانتا اسے بھی کافر و مرتد مانتے ہیں کہ یہ دونوں گستاخ و حامی بدترین توہین رسالت میں ملوث ہیں۔ دین کو ڈھا رہے ہیں کفر و اسلام کو ایک کر رہے ہیں۔ خود بھی جہنم میں چھلانگ لگا رہے ہیں اور لوگوں کو بھی جہنم میں گھسیٹ رہے ہیں ـــــ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ :-

"ان کے علاوہ اور اہلِ علم ہندوستان کے بھی ہیں جو ان عبارات کے مضامین پر جو حسام الحرمین میں بتائے گئے ہیں کلام کر رہے ہیں۔ ان عبارات

کا مطلب یہ نہیں مانتے ہیں چنانچہ علماء لکھنؤ، علماء رامپور و علماء بدایوں بھی حسام الحرمین کے احکام جو ان چاروں علماء دیوبند پر لگائے گئے ہیں متفق نہیں ہیں یہ حضرات تو دیوبندی نہیں ہیں۔"

بات کفر وارتداد کی اور اس قدر ابہام سے کام لے رہے ہیں آپ! کیا اسی اجماع پر آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ چلئے اس کا بھی بر احشر دیکھ لیجئے۔

آپ نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کون سے علماء ہیں، علم میں ان کا مقام کیا ہے ـــ علوم متداولہ میں ان کی کون سی تصنیفات یا کارنامے ہیں جن سے ان کی اہلیت اجماع کا پتہ چلتا ہے، ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ وہ اہل الرائے والاجتہاد ہیں یا نہیں؟ انہوں نے کیا کلام کیا۔ کس طرح انہوں نے حسام الحرمین کے بتائے ہوئے احکام کا انکار کیا ہے؟ وہ متہم بالفسق تو نہیں ہیں؟ ان میں سفاہت تو نہیں ہے۔ تعصب تو نہیں ہے۔ مبتدع تو نہیں ہیں، مبتدع بے دین کے بارے میں عدمِ مبالات تو ان میں نہیں ہے؟

اب تک تو آپ نے ان پر اعتماد نہیں کیا تھا۔ اب ان پر اعتماد کی کیسی سوجھی، یا ان کے کلام سے بھی آپ ضعیفی میں اب آگاہ ہوئے ہیں گویا بسط البنان سے بڑھاپے میں واقفیت اب ہر اس بات سے آپ کو مطلع کر رہی ہے جو حسام الحرمین کی مخالف اور تھانوی صاحب وغیرہ کی حمایتی ہو۔ اگر وہ سرے سے اہل الرائے والاجتہاد آپ کے نزدیک نہ تھے تو اجماع میں..... ان کے شریک نہ ہونے پر آپ کا اب رونا ہی لغو وجہالت ہے، یا بددینوں کی حمایت میں آپ کی حیلہ سازی ہے۔ اور اگر وہ اہل الرائے والاجتہاد تو ہیں مگر ان میں مذکورہ بالا عیوب میں سے کوئی عیب تھا جس کو آپ جانتے تھے تو اجماع میں ان کی عدمِ شرکت سے اجماع کو کیا ضرر اور آپ کی تبدیلی دین پر جواز کی دلیل وہ کب بن سکیں گے۔

اگر وہ اہل الرائے والاجتہاد تھے اور ان میں یہ عیوب بھی نہیں اور نزاع ان کے سامنے پہنچ چکا تھا تو اگر ان کے دلائل پر حسام الحرمین کے احکام حق تھے تو ان پر حسام الحرمین کی حمایت فرض تھی اور اگر تامل تھا تو دونوں گروہ ان کے سامنے موجود تھے ان سے دلائل کی دریافت ان کے سامنے اپنے دلائل پیش

کرنا اور ضروری شرعی مباحث کے بعد کسی فیصلہ پر پہنچنا ان کے لئے ضروری تھا اگر انہوں نے محض ٹالنے کے لئے یا کسی کی برائی مول نہ لینے کے خیال سے پرواہ نہیں کی بے توجہی برتی تو عدمِ مبالات ثابت وہ کب قابلِ اجماع رہے اور اجماع میں ان کے شریک نہ رہنے سے اجماع کب ٹوٹے گا۔

اور اگر ان مولویوں کے نزدیک حسام الحرمین کے خلاف شرعی دلائل تھے جیساکہ آپ نے لکھا ہے کہ "وہ کلام کر رہے ہیں" اور وہ کلام آپ کے نزدیک آپ کی تبدیلی دین پر قابلِ اعتماد شرعی دلائل ہیں تو آپ کو چاہئے تھا کہ ان کو تحریر فرماتے۔ آخر آپ نے ان کو نقل کرنے سے فرار کیوں اختیار کیا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ کی اس طویل تحریر کے سارے دلائل ان ہی مولویوں سے منقول ہیں اگر ایسا تھا تو آپ کو چاہئے تھا کہ اپنے دلائل کے ساتھ ساتھ ان مولویوں کی کی کتابوں کے حوالے آپ دیتے چلے جاتے۔

جناب مولوی صاحب! آپ اپنی الٹی بے سروپا بے ربط وضبط باتوں سے ممکن ہے۔ اپنے معتقدین کے منہ پر ہاتھ پھیر دیں اور وہ بے چارے آپ کی عقیدت میں آجائیں مگر بفضلہ تعالیٰ سنّی مسلمان آپ کی تحریر کے ہر لفظ سے ٹپکتے ہوئے فریب کو خوب سمجھتا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے توضیح تلویح ص ۵۲۷

واما الثانی ففی اهلیة من ینعقد به الاجماع وهی لکل مجتهد لیس فیه فسق ولا بدعة فان الفسق یورث التهمة ویسقط العدالة وصاحب البدعة یدعو الناس الیها ولیس هو من الامة علی الاطلاق وسقطت العدالة بالتعصب اوالسفه وکذا المجون) اعلم ان البدعة لا تخلو عن احد الامرین اما تعصب واما سفه لانه ان کان وافر العقل کان عالما بقبح ما یعتقده ومع ذالك یعاند الحق ویکابر فهو المتعصب وان لم یکن وافر العقل کان سفیها اذ السفه خفة واضطراب

یحمله علی فعل مخالف للعقل لقلة التامل واما المجون فهو عدم المبالات فالمفتی الماجن هو الذی یعلم الناس الحیل -

یعنی دوسری شرط اہلیت کے بارے میں ہے اس شخص کی کہ جس سے اجماع منعقد ہوتا ہے اور یہ اہلیت ہر اس مجتہد کے لئے ہے جس میں نہ فسق ہو نہ بدعت اس لئے کہ فسق تہمت کا مورث ہے اور عدالت کو ساقط کر دیتا ہے اور بدعتی شخص لوگوں کو بدعت کی طرف گھسیٹتا ہے اور وہ علی الاطلاق امت سے نہیں ہے۔ اور عدالت تعصب سے یا سفاہت سے یا مجون (عدم مبالات) سے ساقط ہو جاتی ہے۔ جان لے کہ بدعت دو باتوں میں سے ایک سے خالی نہ ہوگی یا تو تعصب سے یا سفاہت سے اس لئے کہ اگر وہ وافر العقل (زیادہ عقلمند) ہے اور اپنے عقیدہ کی قباحت کو جانتا ہے اور اس کے باوجود حق سے عناد رکھنے والا ہے اور مکابرہ کرتا ہے تو وہ متعصب ہے اور اگر وہ وافر العقل نہیں ہے تو بے وقوف سفیہ ہوگا۔ اس لئے کہ سفاہت بے وقوفی، خفت و اضطراب ہے جو بے وقوف کو خلافِ عقل فعل پر ابھارتی ہے۔ قلتِ غور و فکر کی وجہ سے اور مجون عدم مبالات ہے اسی سے مفتی ماجن اس کو کہتے ہیں جو لوگوں کو حیلہ سازیاں سکھاتا ہے۔

آپ نے اپنے واسطہ سے اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کے واسطہ سے مولانا ظفر الدین صاحب بہاری پر بھی الزام رکھا ہے کہ وہ اخیر عمر میں تکفیر کے قائل نہ رہے تھے۔ حقیقت حال اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ بلا تحقیق تو ہم بھی یہی کہیں گے کہ ھٰذا بهتان عظیم۔

ہاں آپ سے اتنا ضرور عرض کریں گے کہ آپ کی اس قسم کی باتیں صرف ان جاہلوں کو خوش کر سکتی ہیں جو آپ کے ہمنوا ہیں۔ آپ کا اپنے لئے جواز پیدا کرنے کی غرض سے مولانا ظفر الدین صاحب کو پیش کرنا بہت بڑا فریب اور لوگوں کو اغوا کرنا ہے اس لئے کہ اس سے اجماع کو کوئی نقصان نہیں ہے۔

سوال یہ ہے کہ مولانا ظفر الدین صاحب آپ کے نزدیک اہل الرائے و الاجتہاد تھے یا نہیں؟

ع ۱ اگر مولانا ظفر الدین صاحب آپ کے نزدیک اہل الرائے والاجتہاد نہیں تھے تو اجماع کو کیا ضرر؟ پھر آپ نے انہیں پیش کیوں کیا؟

ع ۲ اور اگر وہ اہل الرائے والاجتہاد تھے اور وہ اجماع میں شریک بھی تھے تو وفات تک کسی کا اجماع سے الگ ہو جانا اجماع کو توڑتا نہیں ہے۔

حسامی ص ۵۶ پر فرمایا والصحیح عندنا ان اجماع کل عصر من اهل العدالة والاجتهاد حجة ولا عبرة لقلة العلماء وكثرتهم ولا بالثبات على ذالك حتى يموتوا ولا لمخالفة اهل الهوى فيما نسبوا الى الهوى ولا لمخالفة من لا رأى له فى الباب الا فيما يستغنى عن الراى۔

یعنی ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ہر زمانہ میں عادل اجتہاد والوں کا اجماع حجت ہے اور اس میں علماء کی کمی و زیادتی کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور نہ انکے مرنے تک اس اجماع پر ثابت رہنے کا اعتبار ہے اور نہ اہلِ ہویٰ کی مخالفت کا اعتبار ہے جس میں وہ ہوی کی طرف منسوب ہیں اور نہ ان کی مخالفت کا اعتبار ہے جن کو اس بحث میں رائے کی اہلیت نہیں ہے سوائے ان مسائل کے جن میں رائے کا استغنار ہو۔

توضیح تلویح ص ۵۲۸ پر فرمایا ــــ واما الثالث ففى شرط انقراض العصر ليس بشرط عندنا وعند الشافعى يشترط ان يموتوا على ذالك لاحتمال رجوع بعضهم ولنا انه تحقق الاجماع فلا يعتبر توهم رجوع البعض حتى لو رجع لا يعتبر عندنا۔ یعنی یہ تیسری شرط اس بارے میں ہے کہ اس اجماع پر زمانہ کا گزر جانا ہم حنفیوں کے نزدیک شرط نہیں ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک شرط ہے کہ اسی پر سب کی وفات ہو اس لئے کہ ان میں سے بعض کے رجوع کا احتمال ہے اور ہم حنفیوں کے

لئے تحقیق شان یہ ہے کہ اجماع منعقد ہو گیا پس اب بعض کے رجوع کے توہم کا اعتبار نہیں ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے رجوع کر لیا تو ہم حنفیوں کے نزدیک اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے ــــ افسوس ہے آپ کے علم پر جو بگڑ کر دیوبندیت کی بد دینی پر نچھاور ہو گیا، برا ہو بد دینی کی حمایت کا آپ نے اپنی ساری مولویت کو تھانوی صاحب وغیرہ کے کفر و ارتداد پر قربان کر دیا۔

اخیر میں آپ نے لکھا ہے۔

"کہئے جب یہ چیز ہم نے خود بھی ان سے سنی اور مولانا حبیب الرحمٰن کے بیان سے جو بواسطہ قاضی صاحب معلوم ہو گئی کہئے ایسی صورت میں جب کہ اپنے علماء بھی اس پر متفق نہیں ہیں احتیاطاً کفِ لسان کرنا مناسب ہوا یا نہیں جب کہ اپنے علماء بھی اس پر متفق نہیں ہیں پھر ان کی طرف سے بھی انکار اور تبری و تحاشی ثابت ہو گئی یا مواخذات یوم جزا سے بے خوف ہو کر اپنے دین و ایمان کی کچھ پرواہ نہ کی جائے۔ امام غزالی کا ارشاد کہ تکفیر مسلم میں خطرہ ہے اور خاموش رہنے میں کچھ خطرہ نہیں۔ کیا اس قول پر عمل نہ کیا جائے۔"

عرض ہے کہ بلا تحقیقِ شرعی ہم مولانا ظفر الدین صاحب پر ہرگز کوئی الزام نہیں رکھ سکتے۔ آپ کی روایت کے باوجود حضرت مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب نے اپنا دین نہیں بدلا ہے۔ الزام آپ پر ہے کہ مولانا ظفر الدین صاحب کے بار بار سننے کو تقریباً ۲۵ برس کا عرصہ آپ کو ہو گیا۔ مولوی تھانوی کے انکار تبری و تحاشی کو تقریباً پون صدی گزر گئی۔ آپ کی نوجوانی، جوانی، ادھیڑ عمر، بڑھاپا سب گزر گئے۔ آپ نے اسی وقت حسام الحرمین سے متفق نہ ہونا نہ سمجھا اور توبہ و رجوع نہ جانا۔ شدت سے حوالوں کے ساتھ کفر و ارتداد کا حکم دیتے رہے۔ مولانا

ظفر الدین صاحب کے متعلق آپ کی روایت سے حسام الحرمین کے حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ وہ اپنی جگہ قطعی کلامی مجمع علیہ حکم ہے جس کو ہم تفصیل سے اوپر ثابت کر آئے ہیں۔ تھانوی کے انکار تبری و تحاشی کو توبہ و رجوع سمجھنا باطل ہے۔ امام غزالی پر آپ کا بہتان ہے کہ انہوں نے مطلقاً تکفیرِ مسلم میں خطرہ بتایا ہے۔ آپ کی نقل کردہ عبارت میں ہی امام غزالی نے صاف استثنا فرما دیا اور اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے۔ اس کے علاوہ ہم نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاقتصاد فی الاعتقاد سے دلائل پیش کر دئے (کہ ان گستاخوں کی ضرور تکفیر کی جائے گی) بحمدہٖ تبارک و تعالیٰ ہمارے مباحث سے مولانا ظفر الدین صاحب سے آپ کے استناد، تھانوی صاحب کے انکار تبری و تحاشی سے آپ کے توبہ و رجوع کے استدلال، اور ائمہ فقہ و علمار سے آپ کے غلط حوالوں کے پرخچے اڑ کر رہ گئے۔ اور آپ کا دیوبندیانہ، وہابیانہ فریب اجاگر ہو کر رہ گیا۔ مواخذات یوم جزا اور دین و ایمان کے خوف کا ڈھونگ قادیانی، دیوبندی، وہابی سب رچاتے ہیں۔ اہلسنت ان الفاظ کے دھوکے میں آکر کفر و ارتداد کو اختیار نہیں کر سکتے۔

ان صورتوں میں آپ جیسا شخص جو یقینی شرعی اطلاع رکھتا ہے اور اب تک تحقیق کے دعوے پر کفر و ارتداد کے فتوے دیتا رہا اس کا باطل دلائل کے ساتھ کفِ لسان و احتیاط ہرگز ایمان نہیں۔ صریح کفر اور بددینی کو اختیار کرنا ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ آپ سے تعلقات توڑ لیں آپ کو اپنا امام پیر و مرشد نہ سمجھیں نہ بنائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہٗ اتم و احکم

مورخہ ۶ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

۱۲ فروری ۱۹۸۱ء

مناظرۂ بدایوں

یہ وہی مناظرہ ہے جس کے بارے میں ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بجنوری بدایونی نے اپنی کتاب "انکشاف حق"، ص ۴۶ پر پہلے تو یہ لکھا کہ ـــــ "کچھ عرصہ کے بعد تیسری مرتبہ پھر شور و شغب مچایا گیا جس کا مختصر نقشہ یہ ہے کہ چند نوعمر کم علم اطفال کو اکٹھا کر کے بدایوں لایا گیا۔" (انکشاف حق ص ۴۶)

پھر ص ۴۶ کے اخیر سے ص ۴۷ تک واقعات بیان کرتے کرتے اقرار کرنا پڑا کہ جب یہ لوگ بدایوں پہنچ گئے تو فقیر کے پاس ایک تحریر پہنچی اس سے قبل بھی غلام محمد ناگپوری کی تحریریں تیاریٔ مناظرہ کی آچکی تھیں۔" (انکشاف) مناظرہ کے سلسلے میں غلام محمد ناگپوری کے ساتھ خط و کتابت کے اقرار سے ملا انکشاف کا مختصر نقشہ اور نوعمر کم علم کی چھاپ ماری دھری رہ گئی

اب ایک نظر ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی کے ان الزامات کو دیکھ لیجئے جو ص ۴۸ سے ص ۴۹ تک آپ نے "انکشاف حق" میں پھیلائے ہیں خاص طور پر ملا بجنوری کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

"یہاں بدایوں پہنچ کر حیلہ بنانا بوجہ مصلحت اور دور اندیشی کے یہ کہا کہ ہم مناظرہ نہیں کرتے صرف آپس کی افہام و تفہیم کے لئے کچھ گفتگو ہو گی وہ بھی تنہائی میں۔" (انکشاف حق ص ۴۹)

حالانکہ یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے جو ایک علم کے مدعی کو کسی صورت زیبا نہیں دیتا مگر اس کا کیا علاج کہ وہابی مذہب والے جب اللہ تعالیٰ کے لئے جھوٹ کو عیب نہ سمجھتے ہوں تو وہ اپنے لئے جھوٹ، کذب، بہتان، فریب کو عیب کہاں سمجھیں گے۔

مناظرہ کی تاریخ خط و کتابت سے طے ہونے کے بعد علمار اہل سنت وقت پر بدایوں پہنچے اور پہلی تحریر ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی کے پاس روانہ کی جس کا

ملا انکشاف نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے جسے ہم نے اوپر نقل کیا ہے کہ "جب یہ لوگ بدایوں پہنچ گئے تو فقیر کے پاس ایک تحریر پہنچی۔"

اب آپ ہماری اس تحریر کو دیکھئے اور اسی پر مولوی خلیل احمد صاحب کی تحریری وصولیابی کو بھی ملاحظہ فرمایئے اور اسی کے بعد مزید دونوں جانب سے مناظرہ سے متعلق خط وکتابت کو بھی دیکھ لیجئے اور خود ہی اندازہ لگایئے کہ ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی کذب بیانی میں کتنے جری ہیں، اہل سنت تو ان کے کف لسان پر کھلے عام مناظرہ کا مطالبہ کر رہے ہیں جس پر مولوی خلیل احمد صاحب کے دستخط موجود ہیں اور ملا انکشاف ص۴۸ سے ص۴۹ تک انکشاف حق میں یہ جھوٹی بکواس کر گئے کہ اہل سنت عام مجلس تو کیا خاص محفل مناظرہ کے لئے بھی تیار نہ ہوئے اور یہ بہتان جڑ دیا کہ مناظرہ کے بجائے افہام وتفہیم ہمارا مقصود ہے۔

بدایوں پہنچ کر اہل سنت کی جانب سے پہلی تحریر بنام مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی بجنوری

ضوابط بابت مناظرہ بدایوں

۶ راور ۷ رمارچ ۱۹۸۱ء بروز جمعہ اور ہفتہ

(۱) مناظرہ ایسی جگہ ہو جہاں اس قدر وسعت ہو کہ بالمقابل اسٹیج لگ جائیں اور لوگ درمیان میں بیٹھ کر اطمینان سے کارروائی سن لیں ع

حاشیہ:۔ ع اہل سنت کی جانب سے وسیع میدان، بالمقابل اسٹیج اور بکثرت لوگوں کے اطمینان سے مناظرہ کی کارروائی کو سن لینے کی تجویز کو ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی تنہائی میں افہام وتفہیم سمجھ بیٹھے اور اسی سمجھ پر آپ کو کف لسان کی ہوس ہوئی اور واقعہ یہ ہے کہ یہ بھی ملا انکشاف کی کذب بیانی عادتاً جھوٹ بولنے کا ایک نمونہ ہے۔

(۲) دونوں فریق اجلاس کے لئے قانونی اجازت حاصل کر لیں ع

(۳) اگر عام اجلاس کی قانونی اجازت نہ ملی تو خصوصی مجلس کہ جس میں جس قدر لوگوں کا جمع ہونا ممکن ہو وہیں مناظرہ ہوگا۔

(۴) دونوں فریق کا اپنا اپنا صدر ہوگا جو اپنے اپنے اسٹیج اور اپنی طرف کے لوگوں میں نظم باقی رکھنے اور امن قائم رکھنے کا ذمہ دار ہوگا اور مخالف کی بے ضابطگی پر تنبیہ کرے گا۔ عہ

(۵) صدر کا اعلان اجلاس کے شروع ہونے کے وقت کیا جائے گا۔

(۶) مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کو خود مناظرہ کرنا ہوگا۔ دوسرا فریق اپنے مناظر کا اعلان صدارت کے اعلان کے بعد کرے گا۔ سہ

حاشیہ۔ ع قانونی اجازت بھی ملا انکشاف کے نزدیک تنہائی میں افہام و تفہیم کے لئے حاصل کی جاتی ہے۔

عہ دونوں فریق کا اپنا اپنا صدر اس طرح ہونا کہ اپنے اپنے اسٹیج کے علماء وخواص اور میدان میں بیٹھے ہوئے اپنے اپنے عام لوگوں میں نظم باقی رکھیں یہ اہل سنت کی جانب سے ایسی تجویز تھی جس کو ملا انکشاف مصلحتاً تنہائی میں افہام وتفہیم کی تحریک بیان کر گئے شاید اتنا دیدہ و دلیر کذب بیان دیکھنے میں نہ آیا ہو۔

سہ اہل سنت کا مولوی خلیل احمد صاحب سے خود مناظرہ کرنے کا مطالبہ آپ کے نزدیک آپسی افہام وتفہیم کی کچھ گفتگو کا معنیٰ رکھتا تھا۔ یہ ہے بے حیا باش وہر چہ خواہی کن۔

مناظرہ کا موضوع للعہ

(۱) مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ کا انکار، اور تبری وتحاشی جو مولوی خلیل احمد صاحب کے نزدیک توبہ ورجوع ہے جس کو مولوی خلیل احمد صاحب نے خصوصی طور پر اپنے خط ۲۵ر صفر ۱۴۰۱ھ کے اخیر میں اپنے سکوت کی وجہ میں لکھا ہے

(ب) تکفیر کے سلسلہ میں احتیاط کے لئے حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ کی وصیت جس کو خصوصی طور پر مولوی خلیل احمد بدایونی اپنے اس خط کے اخیر میں اپنے سکوت کی وجہ میں لکھا ہے۔

(ج) مولانا ظفر الدین بہاری کا سکوت دوسرے اور علماء کا متفق نہ ہونا جس کو مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے اپنے اسی خط کے اخیر میں خصوصیت سے اپنے سکوت کی وجہ میں لکھا ہے۔

(۷) اجلاس ۶ر مارچ ۱۹۸۱ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ ۲ بجے سے اذان مغرب سے پہلے تک ہوگا بیچ میں نماز عصر کے لئے وقفہ ہوگا، دوسرے دن شنبہ ۷ر مارچ ۱۹۸۱ء کو ۹ بجے دن سے ۱۲½ بجے تک اور پھر ۲½ بجے دن سے شام اذان مغرب سے پہلے تک ہوگا۔

(۸) ہر مناظر کو ۱۵ر ۴۵ منٹ کا وقت بحث کے لئے ملے گا۔

(۹) جو فریق دلائل پیش کرے گا اگر فریق مخالف اس کو دیکھنے کے لئے کتابیں طلب کرے تو ذمہ دار شخصیت کے ہاتھ دوسرے مخالف اسٹیج پر کتاب بھیجنی ہوگی

(۱۰) اگر فریقین کے معتمد علماء کی کتابوں میں سے کوئی حوالہ کوئی فریق پیش کرے تو اس کو قبول کر لیا جائے گا۔

للعہ مناظرہ کے موضوع کے عنوان سے جو باتیں کہی گئی ہیں وہ دیکھ لیجئے کہ میدانی مناظرہ کے لئے تھیں یا تنہائی میں کچھ گفتگو کرنے کے لئے۔

(۱۱) اثنائے بحث میں کوئی مناظر دوسرے پر ذاتی حملے نہیں کرے گا۔

(۱۲) ایک موضوع پر بحث کے دوران دوسرے موضوع کا چھیڑنا شکست تسلیم ہوگا۔

(۱۳) شہر کے چند ایسے معزز حضرات درمیان میں ہوں گے جو امن قائم رکھنے اور ہڑبونگ نہ ہونے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ فقط

آپ کی تحریر موصول اس میں جو کچھ کلام ہوگا وہ بذریعہ تحریر کے بھیجدیا جائے گا۔

فقیر خلیل احمد ازبدایوں
۲۶ر ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

غلام محمد خاں غفرلہٗ
نزیل بدایوں ۴ر مارچ ۱۹۸۱ء

(نوٹ) ہماری تحریر اور اس پر مولوی خلیل احمد کی تحریر کہ یہ تحریر انہیں مل چکی ہے، آپ نے اسے ملاحظہ فرمالیا۔ اس کے بعد مولوی خلیل احمد صاحب کی طرف سے شرائط مباحثہ دیکھ لیجئے اگر اہل سنت کی طرف سے کوتاہی ہوتی تو ضرور ان کے خط میں موجود رہتی۔

شرائط مباحثہ

منجانب مولوی خلیل احمد بدایوں۔

(۱) دونوں فریق اجلاس کے لئے قانونی اجازت حاصل کریں

(۲) فریقین کا اپنا اپنا صدر ہوگا جو اپنے اپنے اسٹیج اور اپنی طرف کے لوگوں میں نظم باقی رکھنے اور امن قائم کرنے کا ذمہ دار ہوگا اور فریق ثانی کی بے ضابطگی پر تنبیہ کرے گا۔

(۳) فریقین اپنے اپنے صدر کا اعلان اجلاس شروع ہونے سے قبل کریں گے۔

(۴) فریقین کے مناظر وہی رہیں گے جن کے مابین تحریری گفتگو جاری ہے۔

(۵) چونکہ اس گفتگو کو مولوی غلام صاحب نے اپنے ذمہ لیا ہے لہذا بذاتِ خود ان ہی کو گفتگو کرنی ہوگی فریقین اپنی جگہ پر کسی دوسرے کو مقرر نہ کریں گے۔

(۶) فریقین کے مباحثہ کا فیصلہ دینے والا ایک ثالث ہوگا جس کے فیصلہ کو دونوں فریق مانیں گے۔

(۷) درمیان گفتگو وہ ثالث فریقین کو بے ضابطگی سے روکے گا۔

(۸) فریقین کے دونوں متکلم کے علاوہ کسی تیسرے شخص کو درمیان میں دخل دینے کا حق نہ ہوگا۔

(۹) فریقین میں سے کسی کو بھی اپنی طرف سے گفتگو کرنے کا حق نہ ہوگا۔

(۱۰) یہ گفتگو فیصلہ کن گفتگو ہوگی تاکہ پھر کسی کو قیل وقال کی گنجائش نہ ہو۔

موضوع مُباحثہ

(۱۱) (الف) فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے جن لوگوں پر فتاوے کفر لگائے ہیں وہ سب مسلم ہیں یا غیر مسلم؟

(ب) فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے بعض فتاؤں پر شرعی دلیل کی بنیاد پر احتیاطاً کف لسان درست ہے یا نہیں۔؟

فقیر خلیل احمد قادری

محلہ سوتھ ــــ بدایوں ۱۴ر مارچ سنہ ۱۹۸۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عجائب انکشاف

یعنی مولوی خلیل احمد بجنوری بدایونی کی اصل کتاب "انکشافِ حق" کا جواب

مولوی خلیل احمد صاحب بجنوری بدایونی کا "بیان مقصد" (انکشافِ حق ص۷ تا ۲۰)

علامۂ انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی "بیان مقصد" کے تحت صفحہ نمبر ۷، پر لکھتے ہیں ۱؎ فقیر (یعنی مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی) کا مقصد بفضلہ تعالیٰ ہر وقت حق گوئی حق طلبی ہی رہا ہے۔ ۲؎ فقیر حتی الامکان درپیش ہونے والے حالات کو میزان شریعت پر تول کر حق و ناحق ہونے کا فیصلہ کرتا رہا ہے وضوح حق کے بعد اسی کو اختیار کرلیا ہے۔

۳؎ (آپ وجہ بیان کرتے ہیں) چونکہ فقیر کا مقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا جوئی و خوشنودی ہے۔

ان عبارتوں میں مولوی خلیل احمد صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ آشنائے شریعت ہونے کے بعد ہی بہت بڑے عالم و فاضل محقق ومدقق بن گئے اور عہد جوانی سے بڑھاپے تک اور بجنور سے بدایوں تک ہر وقت حق گوئی وحق طلبی میں سرگرم رہے اور درپیش مسائل کو میزان شریعت پر تول کر حق و ناحق صحیح و غلط ہونے کا فیصلہ کرتے رہے ہیں پھر یہ خالص دینی مسائل ہوں یا آپ کے سیاسی دور کے حالات ان سب کے بارے میں آپ شریعت مطہرہ کے مطابق ہی فیصلے کرتے رہے ہیں اور ان سب میں آپ کا مقصود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی رہا ہے اور آپ عذابِ قبر و عذاب آخرت کے خوف سے پگھلے جا رہے ہیں۔

شاید کسی کو یہ غلط فہمی ہو کہ مولوی خلیل احمد صاحب کے مندرجہ بالا

سارے دعوے "کف لسان" کے وقت سے ہوں جو آپ کے اخیر بڑھاپے کی پیداوار ہیں۔ جی نہیں مولوی خلیل احمد صاحب نے لفظ "ہر وقت" سے نوجوانی سے بڑھاپے تک کا سارا زمانہ ان اوصاف کے لئے گھیر لیا ہے اور آپنے اسی صے پر تو بالکل ہی صاف کر دیا کہ

"سیاسی دور آیا تو اس میں بھی شریعت مطہرہ کے مطابق جو امرِ حق ثابت ہوا اسی کو اختیار کیا۔" اور مولوی خلیل احمد صاحب کا یہ سیاسی دور جس میں آپ نے شریعت مطہرہ کے مطابق تحقیق و اختیار کا شرف حاصل کیا آپ کے کف لسان سے تقریبًا ایک تہائی (½) صدی یعنی تین پنتیس سال پہلے سے چل رہا تھا جو آپ کے کف لسان سے بہت پہلے ہی ختم ہو چکا ہے۔

آپ کے ان الفاظ کو پھر سے دیکھئے "سیاسی دور آیا تو اس میں بھی"۔ یعنی دینی مسائل میں تو ابتدا ہی سے آپ حق و ناحق، صحیح و غلط کی تحقیق و تدقیق شریعت مطہرہ کے مطابق کرتے رہے اس کے بعد سیاسی دور آیا تو اس میں بھی آپ میزانِ شریعت پر سیاسی مسائل کو تولتے رہنے سے غافل نہ رہے۔

مولوی خلیل احمد صاحب کو یہ دعویٰ زیب بھی دینا چاہئے اس لئے کہ آپ علم و فضل میں تبحر پر خود اکبر علماء ہیں اور زہد و تقویٰ خوف و خشیت میں قطب زمانہ بلکہ کچھ اور آگے ہیں ـــ مگر اس فاضل بے بدل نے (اگرچہ آپ نے انکشاف میں اپنے آپ کو دل بدلو ظاہر کیا ہے) اپنی ہی اگلی تحریر سے اپنے اس دعوے کو جو خاک میں ملایا ہے اسے بھی ملاحظہ فرمالیں۔ آپ انکشاف کے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں۔

"اکثر لوگ خوب جانتے ہیں کہ فقیر کا مسلک اس سے قبل دربارۂ تکفیر وہی تھا جو فاضل بریلوی مرحوم اور ان کے متبعین کے فتاووں میں بیان

کیا گیا ہے۔ چونکہ ان کی تحریرات پر اعتماد تھا اور دوبارۂ تکفیران حضرات کے فتاووں کو صحیح اور درست سمجھتا تھا اور اپنی ذاتی تحقیق کے لئے موقعہ نہ مل سکا تھا اب کچھ عرصہ سے فقیر کو رب تعالیٰ نے کچھ ایسے مواقع اور حالات عطا فرمائے کہ ان فتاووں اور تحریرات کو بہ نظر غائر مطالعہ کیا۔"

(انکشاف ص۸ تا ص۹)

ابھی ابتدا ہے اور چند سطروں کے بعد ہی علامۂ انکشاف کے ہوش و حواس سلب ہو کر رہ گئے انہیں یاد ہی نہیں کہ ایک صفحہ پہلے میں نے گل افشانی کی ہے یا گل اندازی (انکشاف کے ص۷ پر) کہاں آپ کا یہ عظیم دعویٰ کہ آپ اپنی جلالت علم و فضل اور کمالِ تحقیق و تدقیق پر نوجوانی سے بڑھاپے تک ہر وقت حق گوئی و حق طلبی پر گامزن رہے زندگی کا یہ انتہائی قیمتی زمانہ پوری تحقیق کے ساتھ مسائل کو میزانِ شریعت پر تول تول کر کھرے کھوٹے کو پرکھ کر فیصلے کرتے کرتے گذرتا رہا اور آپ ہمیشہ ان کاوشوں کے بعد حق کو اختیار کرتے رہے اور کہاں ایک ہی صفحہ بعد آپ نے اپنے اسی قول کو جھٹلاتے ہوئے اعتراف کر لیا کہ جی نہیں نوجوانی سے بڑھاپے تک کا پچھلا زمانہ کمالِ علم و عقل کے باوجود جہالت و حماقت میں گذر گیا۔ سخت کفر و حرام میں مبتلا رہے۔ ایمان و کفر میں اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ اور ان کے متبعین کی تقلید کرتے کرتے بڑے بڑے علماء اور دنیا کے مسلمانوں کو کافر و مرتد بناتے بناتے یہ قیمتی زمانہ بیت گیا اور اب بڑھاپے میں مختل الحواس ہو جانے کے بعد علم و تحقیق کے ساتوں طبق آپ پر روشن ہو گئے ہیں اسی لئے آپ کو توبہ و رجوع اور خوف و خشیت الٰہی کا اب دم واپسیں پر خیال آگیا اور دل بدل کر آپ دیوبندی وہابی بن گئے۔

آپکے انکشاف کے صفحہ ۷ کی تحریروں کا خلاصہ حسب ذیل ہے

(۱) آپ نوجوانی سے بڑھاپے تک حق گوئی حق طلبی و رضا جوئی میں مصروف

رہے اور حالات کو میزانِ شریعت پر تول تول کر فیصلے کرتے رہے اور اس طرح جو حق واضح ہو گیا اسی کو اختیار کرتے رہے۔

ص۲ جی نہیں یہ جھوٹ بول رہا ہوں معاف کرنا بلکہ جوانی سے بڑھاپے تک کا سارا زمانہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ اور ان کے متبعین کی پیروی میں گذرا، میں نے اس زمانہ میں کوئی تحقیق نہیں کی نہ میزان شریعت پر مسائل کو تول کر میں فیصلے کر سکا اس لئے کہ ذاتی تحقیق کا موقع ہی میسر نہیں ہوا تھا اس کا موقع اب اخیر عمر میں ملا ہے اس سے قبل پوری زندگی نری جہالت اور تقویٰ و طہارت سے بے نیازی میں بسر ہو گئی۔

کہئے جناب علامہ کف لسان! دیکھا آپ نے اپنے انکشاف کے عجائب کیا آپ نے اپنے کف لسان کے لئے اسی کذب و تضاد کو بہانہ بنایا ہے، ابھی کیا ہے، انشاء اللہ تعالےٰ اخیر کتاب تک آپ اپنے انکشافات کے تماشے دیکھیں گے۔

پھر آپ کے بھولے پن کی نمائش دیکھئے کہ آپ عظیم و جلیل، عالم و فاضل بلکہ بقلم خود اکبر علماء ہونے کے باوجود ساری عمر یہ بھی نہیں سمجھ سکے تھے کہ تکفیر کے مسائل تقلیدی نہیں ہوتے ہیں تحقیقی ہوتے ہیں اب اخیر عمر میں آپ تکفیر کا خاص علم حاصل کر سکے ہیں آپ کا یہ باتیں بنانا کہ لبسط البنان اور دوسری تحریریں ابھی بڑھاپے میں دیکھ کر کف لسان کیا ہے۔ سراسر مکر و فریب ہے، کیا آپ کو یہ بھی عقل نہ رہی کہ دنیا یہ تو پوچھے گی کہ اے اکبر علماء! کیا آپ کو یہ بھی لبسط البنان دیکھنے کے بعد ہی معلوم ہوا کہ تکفیر کے لئے تحقیق ضروری ہے یہاں تقلید کام نہیں دیتی، جب آپ نے جوانی میں علم و فضل کی ڈگری حاصل کی بلکہ اکبر علماء بن گئے تھے تو کیا عقائد خصوصًا تکفیر جیسے اول و اہم مسائل ضروریہ کو پڑھے بغیر ہی فضیلت کی پگڑی بندھوالی تھی نیز خوف و خشیت الٰہی سے بھی آپ بالکل عاری ہی رہے پھر بدنصیبی دیکھئے کہ بڑھاپے تک آپ کو یہ شرافتیں میسر ہی نہ ہوئیں علم و فضل عقل و فراست کے اس پر شباب زمانہ میں انتہائی جہالت

وحماقت سے شدت کے ساتھ بڑھ چڑھ کر دیوبندیوں کو کافر بناتے رہے، علماء بدایوں، علماء فرنگی محل، علماء رامپور کی بے گناہی پر آپ کو ذرا بھی رحم نہ آیا آپ اکبر علماء ہونے کے باوجود علم عقائد سے خاص طور پر تکفیر کے مسائل پر ایسے جاہل و بے خبر رہے کہ آپ کو یہ احساس تک نہ ہوا کہ آپ کے تقلیدی تکفیر کے تیر مارہرہ مطہرہ کے مشائخ طریقت اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی اور ان کے خلفاء و مرید پر برس رہے ہیں نہ یہ خیال کہ محض میں تقلید و اعتماد پر کیسے دنیا کے لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو کافر و مرتد بنا رہا ہوں۔

بہرحال! آپ جوانی میں ہی وہابی دیوبندی رہے ہوں یا بڑھاپے میں بن گئے ہوں یہ آپ کا عمل ہے آپ نے جو چاہا کیا اور جو چاہیں کریں مگر آپ نے اپنے کف لسان اور واقعتًا دل بدلنے کی جو یہ وجہ بیان کی ہے کہ اس میں آپ کذب و تضاد کے اعلیٰ مقام پر ضرور فائز ہو گئے ہیں جو دلیل نہیں سراسر فریب ہے۔ اس کے بعد علامہ کف لسان اپنے "انکشاف" میں فرماتے ہیں۔

"ناظرین! بالانصاف اس پر غور کریں اور انصاف کریں
جو خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان کے لئے رحمت
بن کر تشریف لائے
...... جس کی لائی ہوئی شریعت تمام عالم کے لئے
رحمت جس کی رحمت سے ہر دوست و دشمن حسب حال
فیضیاب ہوں .... الی قولہ۔ پھر جس رسول کی
رحمت کا یہ عالم کہ دشمنوں کے ساتھ بھی طرق رعایت و رحمت
کو ترک نہ کیا۔" (انکشاف ص۱)

آپ کی ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت سے دوست و دشمن حسب حال فیضیاب ہوتے رہے ہیں بلکہ

رحمت کا یہ عالم کہ دشمنوں کے ساتھ بھی رعایت اور رحمت کے طریقوں کو نہ چھوڑا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابۂ کرام، ائمہ دین، عارفین، مشائخ طریقت بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے صدقے اور طفیل میں رحمت عالم بنے اور انہوں نے بھی دشمنوں کے ساتھ رحمت ورعایت کا برتاؤ کیا۔

علامۂ کف لسان کی اس ساری اٹھان کا مقصد یہ ہے کہ اعلیٰحضرت امام بریلوی قدس سرہٗ اور علماء اہل سنت کو بھی چاہئے تھا کہ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ گالیاں دینے والے مرتدین دیوبندیوں وہابیوں کے ساتھ رحمت ورعایت کا برتاؤ کرتے ان بد دینوں کے کفر و ارتداد کو عین اسلام و ایمان قرار دے کر انہیں مومن و مسلمان مانتے۔ آپ کو اب بڑھاپے میں ہوش آتے ہی حضور علیہ السلام کی رحمت ورعایت کے صحیح معنیٰ سمجھ میں آگئے۔ اور اہل سنت کے طریقوں پر افسوس کرتے ہوئے خود سراپا رعایت ورحمت بن کر ان دشمنانِ دین و ایمان، دیوبندیہ وہابیہ پر خصوصی بارانِ رحمت برسانا شروع کر دیا ہے پھر یہ رحمت ورعایت صرف کف لسان تک محدود نہیں بلکہ مولوی خلیل احمد صاحب نے خود کو خالص دیوبندی وہابی کافر و مرتد بن کر دکھایا کہ رحمت ورعایت اسے کہتے ہیں۔

معلوم نہیں مولوی خلیل احمد صاحب نے ساری عمر کیا پڑھا پڑھایا ہے۔ علم و فضل کی بڑی بڑی ڈینگیں مارنے بلکہ اکبر علماء ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد جس شخص کو یہ تمیز ہی نہ ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابۂ کرام، ائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہاں کہاں رعایت ورحمت فرماتے ہیں اور کہاں قطعی کوئی رعایت نہیں فرماتے، وہ چلا ہے کف لسان پر کتاب لکھ مارنے کے لئے۔

افسوس کہ مولوی خلیل احمد دیوبندی مرتدین کی حمایت میں کفر و ارتداد پر جرأت کر کے عوام میں کفر و ارتداد پھیلانے اور اس پر انہیں جری بنانے پر

تلے ہوئے ہیں۔

اے مولوی خلیل احمد صاحب! کیا آپ بالکل ہی جہالت میں غرق رہ کر علامہ اور اکبر علماء بنے ہوئے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے معنیٰ سے آپ قطعی ناواقف ہیں۔ رحمت کے معنیٰ تو یہ تھے کہ لوگوں کو کفر و ارتداد سے بچا کر یا نکال کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلنے سے بچالیا جائے۔ یہ نہیں کہ الٹے کفر و ارتداد پر جما کر یا اس میں پھانس کر سیدھے ہمیشہ کے لیے جہنم پہنچا دیا جائے رحمت تو یہ تھی کہ اگر وہ کفر و ارتداد سے نکلنے کو تیار نہیں تو انہیں کفر و ارتداد کا حکم شرعی سنا کر اور حکومت اسلامیہ ہو تو شرعی سزا دے کر باقی لوگوں کو جہنم سے محفوظ رکھا جائے ــــ آپ تو دیوبندیوں کے لئے عجیب رحمت بنے کہ ان کے کفریات خبیثہ کو ایمان بتا کر ان کے ساتھ خود کو بھی جہنم میں جھونک دیا اور لوگوں کو بھی وہی راستہ دکھا رہے ہیں اور رحمت کا جھوٹا دعویٰ بھی کر رہے ہیں۔

اے ملا انکشاف علامۂ کف لسان! کیا آپ نے یہ پڑھا ہی نہیں یا مرتدین کی حمایت میں اس حدیث سے آنکھیں ہی بند کر لیں خود رحمۃ للعالمین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابن خطل کو اس کے کفر و ارتداد پر حرم مقدس میں خاص کعبۂ معظمہ جیسے مقامِ امن سے چمٹے رہنے کے باوجود اسے وہیں قتل کر دینے کا حکم دیدیا اور وہ قتل بھی کر دیا گیا۔ (دیکھئے بخاری شریف کتاب المغازی ج ۲) یہ وہی آپ کا ہم مذہب ابن خطل ہے جو اسلام لا کر کافر و مرتد ہو گیا تھا اپنی لونڈیوں سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ہجو د گستاخیاں، کراتا تھا۔

اے ملا انکشاف! بخاری و مسلم کی یہ حدیث آپ کے انکشاف سے کیسے غائب ہو گئی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اہل عرینہ کو ان کے کفر و ارتداد پر ہلاک کر دینے کا حکم فرمایا اور وہ ہلاک کر دیئے گئے (دیکھئے مشکوۃ باب قتل اہل

الردۃ ص۳۰۷)

اے صاحبِ انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب! آپ کے دل و دماغ سے بخاری شریف کی یہ حدیث کیسے محو ہو گئی جس میں رحمۃ للعٰلمین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے من بدل دینہٗ فاقتلوہ جو اپنا دین بدل دے اسلام سے پھر کر کافر ہو جائے اسے قتل کر دو۔ دیکھا آپ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتیں کہ دنیا کے کفر و ارتداد اور جہنم کے عذاب سے بچانے کیلئے آپ نے مرتدین کے ارتداد سے دنیا کو پاک کر دیا اور کیا رکھنے کا حکم فرمایا۔ رہے ائمہ دین کے ارشادات تو وہ آپ کی گردن پر برہنہ تلوار ہیں آپ نے اسی سلسلہ میں آگے جہاں اپنی خاص اٹھان دکھائی ہے انشاء اللہ تعالےٰ وہیں اس کی ضرب کو بھی دیکھ لیں گے اتنا تو یاد رکھیئے کہ ان ائمہ دین کی تمام کتابیں ان مرتدوں کو قتل کر دینے سے بھری ہیں۔ اے علاّمہ کف لسانی! آپ کو کچھ خوف بھی آیا کہ آپنے اپنے جھوٹے کف لسان پر جھوٹی دلیل کے لئے رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، ائمہ کرام و بزرگانِ دین پر یہ بہتان باندھ دیا کہ انہوں نے آپ ہی کی طرح مرتدین کے ساتھ رعایتیں برت کر کفر و ایمان مرتد و مسلمان کو ایک کر دیا۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس طرح اہل سنت آپ کے دامِ فریب میں پھنس جائیں گے۔ اسی تحریر میں آگے آپ کا انوکھا انکشاف دیکھئے آپ فرماتے ہیں۔

"کیا ایسے نبیّ رحمت (علیہ الصّلوۃ والسّلام) اور ایسی رحمت والی شریعت نے کہیں یہ اجازت دی ہے کہ قائلین لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے والوں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو پابندی سے ادا کرنے والوں .... الیٰ قولہٖ سب کو کافر و مرتد قرار دے دیا جائے۔"

بہت خوب اے علامہ کف لسان! آپنے بھی خوب رحمت اور کلمہ گو و پابند صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ کے معنیٰ سمجھے ہیں جب آپ کو یہ سبق اچھی طرح یاد تھا کہ

نبیّ رحمت (علیہ الصّلوۃ والسّلام) اور رحمت والی شریعت نے کہیں کسی کافر و مرتد کو کافر و مرتد بتانے کی اجازت ہی نہیں دی تو آپ نے اسی کتاب انکشاف میں قادیانی کو کیسے کافر و مرتد بنا دیا آپ کو اپنے ہی ضابطہ پر قادیانیوں پر ذرا رحم نہیں آیا آپ کے اصول پر ائمہ دین اور بزرگوں نے کافر نہیں بنایا، مسلمان بنایا ہے آپ نے آنسو بہاتے بہاتے کیسے لاکھوں قادیانیوں کو کافر و مرتد بنا دیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محمد رسول اللہ وہ بھی کہتے ہیں، نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کی پابندی تو وہ بھی کرتے ہیں اور اگر آپ یہ بھی کہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی پر اس کے دعوئے نبوت کی وجہ سے کفر و ارتداد کا حکم دیتے ہیں تو آپ چاروں طرف سے بری طرح پھنس کے رہ گئے۔ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور رحمت والی شریعت پر آپ کا یہ جھوٹا الزام و بہتان ہوا کہ انہوں نے کہیں کافر و مرتد کہنے کی اجازت ہی نہیں دی، دوسرے آپ جن اصولوں پر اپنے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی کو بچانے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔ انہیں اصول کو توڑ کر آپنے مولوی قاسم نانوتوی کو کافر و مرتد بنا دیا اس لئے کہ ختم نبوت میں غلام احمد قادیانی اور مولوی قاسم نانوتوی دونوں ہم عقیدہ ہیں بلکہ قادیانی نے مولوی قاسم نانوتوی کی عبارتوں سے دعوئے نبوت پر ہی استحکام حاصل کیا ہے مولوی قاسم نانوتوی کا عقیدہ تو آج تک چھپ چھپ کر شائع ہو رہا ہے کہ حضور علیہ الصّلوۃ والسّلام کے زمانے میں بلکہ آپ کے بعد بھی کوئی نبی آئے تو ختم نبوت میں فرق نہیں آتا اور قادیانیوں کی یہ تحریر بھی آپ سے ڈھکی چھپی نہیں ہے جو وہ یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسّلام کی ختم نبوت سے انکار کا ہم پر الزام جو رکھتا ہے جھوٹا ہے ہم قیامت میں اس کا دامن پکڑیں گے۔

اگر قادیانیوں کی یہ تحریر آپ سے چھپی رہ گئی ہے تو ہم اسے آپ کی تبدیلئ دین کی غیرت کے لئے یہاں نقل کر رہے ہیں، شاید آپ یہ تحریر دیکھ کر وہابیت سے توبہ کر کے قادیانی بن جائیں۔

غلام احمد قادیانی نے "ایام الصلح" ص۸۶ پر جو اپنا مذہب بتایا ہے جس کو قاضی محمد نذیر نے اپنے رسالہ "امام مہدی کا ظہور" پر درج کیا ہے اسے دیکھیے، غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے۔

"ہمارا مذہب"

"یاد رہے کہ جس قدر ہمارے مخالف لوگوں کو ہم سے نفرت دلاکر ہمیں کافر اور بے ایمان ٹھیراتے اور عام مسلمانوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ یہ شخص مع اس کی تمام جماعت کے عقائد اسلام اور اصول دین سے برگشتہ ہے وہ ان حاسد مولویوں کے وہ افترا ہیں کہ جب تک کسی دل میں ایک ذرہ بھی تقویٰ ہو ایسے افترا نہیں کرسکتا جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے ..... چند سطروں کے بعد لکھا ہے ....

ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔"

آگے پھر غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے

اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہیں" آگے چند سطروں کے بعد لکھا ہے۔

غرض وہ تمام امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقوے

اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے" (از قادیانی)

جب آپ کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی کے مذہب پر کسی نبی کے ہونے سے ختم نبوت کا عقیدہ ہی نہیں بگڑتا وہاں کفر وارتداد کا حکم ہی خود آپ کے نزدیک نہیں دیا جاسکتا تو قادیانی نے آپ کا کیا بگاڑا تھا جو اسی مولوی قاسم نانوتوی کے عقیدہ کا پالن کرنے کے باوجود آپ نے اسے کافر و مرتد کہدیا قادیانی تو مولوی قاسم نانوتوی کی طرح خاتم الانبیاء کا بھی اقرار کرتا ہے اور قاسم نانوتوی ہی کی طرح عقیدہ رکھتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بلکہ آپ کے بعد بھی نبی آجائے تو ختم نبوت میں فرق نہیں آتا جب عقیدہ دیوبندی کے نزدیک بن ہی گیا تو کسی کے دعوئے نبوت سے عقیدہ میں کیا فرق آئے گا پھر اس حکم پر مولوی خلیل احمد کے نزدیک قادیانی اور نانوتوی میں امتیاز کیسا پھر مولوی خلیل احمد نے اپنی رحمت کو کیوں اٹھائے رکھا ہے۔ قادیانی پر بھی برسا دیں۔

بہر حال! آپ یہ یاد رکھیئے کہ اگر آپ مولوی قاسم کو کفر وارتداد سے بچاتے ہیں اور مسلمان بتاتے ہیں تو قادیانی بھی اسی مذہب پر مسلمان ٹھہرے گا اور آپ کا قادیانی کو کافر و مرتد کہنا خود آپ کے قول پر آپ ہی پر لوٹ کر آپ کو کافر و مرتد بنا دے گا۔ اور اگر آپ قادیانی کو کافر و مرتد کہتے ہیں تو مولوی قاسم نانوتوی بھی کافر و مرتد ٹھہرے گا اور آپ اس کے ساتھ کافر و مرتد قرار پائیں گے۔ یہ ہے آپ کے نبی رحمت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور رحمت والی شریعت پر کذب و بہتان کا نتیجہ کہ آپ کے لئے فرار و قرار کا کوئی مقام ہی نہیں۔ رہی گستاخی نبوت تو اس میں بھی دیوبندی اور قادیانی برابر کے شریک ہیں۔

علامہ انکشاف اپنے انکشاف کے عجائب نامہ میں آگے تحریر فرماتے ہیں۔

"کیا مذہب سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
یا امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ
کا یہ ہے ان امامانِ حق و ہدایت نے خارجیوں اور معتزلیوں
پر بھی حکم کفر نہ لگایا حالانکہ ان فرقوں کے گمراہ اور مخالف اہل
سنت ہونے میں کچھ کلام نہیں۔" (انکشاف ص۱۱)

بحمدہ تعالیٰ اہل سنت کو تو اب ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب سے دور کا بھی واسطہ نہ رہا البتہ دیوبندی کفر و ارتداد کی تماشا گاہ میں مولوی خلیل احمد صاحب کی نمائش سے ضرور حیرت و استعجاب کی ارزانی ہونی چاہئے کہ یہ کون سی اعجوبہ زمانہ ذات علماء دیوبند کی صفوں میں داخل ہو گئی ہے کہ اس کے ساتھ اس کی کتاب "انکشاف" بھی ایک یادگار عجائب خانہ معلوم ہوتی ہے۔ آیئے ملا انکشاف کی اس عبارت کی طرف توجہ فرمایئے ——— معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی جانتا ہے کہ لفظ "حالانکہ" کا تقاضا کیا ہے پہلے جملے کے حکم اور دوسرے جملے کے حال میں مطابقت پائی جائے۔ اس کو آسان مثالوں میں یوں سمجھئے ——— اگر کوئی یوں کہے

"زید نے عمرو کو گمراہ بھی نہ کہا حالانکہ عمرو پر کفر لازم ہوتا ہے"

تو دونوں جملوں میں مطابقت موجود ہے کہ زید نے لزوم کفر پر گمراہی کا بھی حکم نہیں دیا کہ اسے ابھی اس کفر کو سمجھنا ہے۔ اور اگر کوئی یوں کہے۔

"زید نے عمرو کو کافر بھی نہ کہا حالانکہ عمرو نے گمراہی اختیار کی"

تو دنیا اسے گدھا بنائے گی کہ او احمق! حال تو گمراہی کا ہے اس پر کفر کا حکم کیسے طلب کر رہا ہے اور وہ بھی ائمہ دین سے مولوی خلیل احمد صاحب کے اس جملہ کو پھر دیکھئے۔

"ان امامانِ حق و ہدایت نے خارجیوں اور معتزلیوں پر حکم کفر

نہ لگایا حالانکہ ان فرقوں کے گمراہ اور مخالف اہل سنت
ہونے میں کچھ کلام نہیں۔"

یعنی خارجیوں اور معتزلیوں کے گمراہ اور مخالف اہل سنت میں کسی کو کچھ کلام نہیں مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کے نزدیک چاہئے تو یہی تھا کہ ان کے صرف گمراہ اور مخالف اہل سنت ہونے کی وجہ سے ان پر کفر و ارتداد کا حکم لگ جاتا مگر ان امامانِ حق و ہدایت نے صرف اتنی سی بات پر کفر و ارتداد کا بھی حکم نہ دیا ——— تو ——— اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ خاص کفر و ارتداد ثابت ہو جانے پر کفر و ارتداد کا حکم کیسے دے سکتے ہیں، شاباش اے محقق، علامہ کف لسان شاباش! کیا عجب آپ کے کف لسان کی دلیل ہے۔ اور کیسے انوکھے آپ مدلل

اے جہالتِ مآب! جب حال خود آپ کے اعتراف پر ہی صرف گمراہی و خلافِ اہل سنت تک ہے تو کیا آپ نے ائمہ دین کو بھی اپنے جیسا بدھو سمجھ رکھا ہے کہ وہ اس حال پر کفر و ارتداد کا حکم دیدیتے پھر یہ ساری جہالت انگیز طوالتیں دکھا کر آپ کو کیا فائدہ؟

پھر کہاں خارجیوں، معتزلیوں کی وجہ ضلالت و گمراہی اور کہاں آپ کے دیوبندی پیشواؤں کی علت کفر و ارتداد دونوں کا حکم ایک کیسا ہو جائے گا احکامِ شرع میں کچھ تمیز بھی ہے یا نہیں یہ آپ اپنے کفر و ارتداد کو خارجیوں، معتزلیوں کی گمراہی پر قیاس کر کے عوام کو فریب کیوں دے رہے ہیں۔ اب آپ مولوی خلیل احمد صاحب کی عبارت مذکورہ سے ان کے اصل مقصود اور اس کے جواب کو ملاحظہ فرمایئے۔

آپ کا مطلب یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ مذہب ہی نہیں ہے کہ کفر و ارتداد ثابت ہو جانے کے بعد بھی کسی پر کفر و ارتداد کا حکم دیا جائے، انکشاف ص۱۰

کی یہ تحریر ضرور سامنے رکھنی ہوگی کہ یہ ائمہ دین حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے صدقے اور طفیل رحمت عالم بنے اور دشمنوں کے ساتھ طرق رحمت کو ترک نہ کیا۔

علامہ کف لسان کی عقل ہی کچھ ایسی ماری گئی ہے کہ ان کی سمجھ میں یہ بھی نہ آیا کہ میں اپنے کف لسان کے لئے ائمہ دین اور ان کے مذاہب پر کتنا بڑا بہتان باندھ رہا ہوں نہ اس ذلت ورسوائی کا خیال کہ اس طرح میرا عوام کو فریب دینا ڈھکا چھپا تو نہیں رہے گا۔

ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ مولوی خلیل احمد ابدایونی کو ان کے کذب وبہتان کے حال پر چھوڑیں اور اپنے چاروں اماموں کے مذاہب کو ملاحظہ فرمائیں اور دین مستقیم پر قائم رہیں۔

کفر وارتداد ثابت ہو جانے کے بعد چاروں اماموں کے نزدیک حکم یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے گا ہاں اگر وہ توبہ کرلے تو اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ لیکن وہ مسلمان جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرکے گالیاں دے کر کافر و مرتد بن گیا ہے وہ ایسا مرتد ہے کہ امام مالک وامام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک وہ توبہ بھی کرلے تو اسے قتل ہی کر دیا جائے گا۔ اگر واقعی اس نے سچی توبہ کرلی ہے تو وہ عنداللہ مومن ہے مگر قتل سے نہیں بچ سکے گا اور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ اور سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک اس گستاخ کافر و مرتد نے توبہ کرلی ہے تو اسے چھوڑ دیا جائے گا اور اگر توبہ نہ کی یا غلط تاویلات کرتا رہا تو چاروں اماموں کے نزدیک بہر حال وہ قتل کر دیا جائے گا۔ شامی جلد ۳ ص ۲۹۰ پر فرمایا قال ابن سحنون المالکی اجمع المسلمون ان شاتمہ کافر وحکمہ القتل ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر۔

یعنی ابن سحنون مالکی فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع

ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں گستاخی کرنے والا یعنی گالی دینے والا کافر ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے اور جو اس گستاخ کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"

اسی شامی میں اسی صفحہ ۲۹۰ جلد سوم پر آگے فرمایا حاصلہ انہ نقل الاجماع علی کفر الساب

یعنی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ گستاخ نبی کے کافر ہو جانے پر اجماع منقول ہے۔

اسی شامی میں ص ۲۹۱ جلد سوم پر ہے وقولهما ای ابی حنیفۃ والشافعی ان کان مسلما یستتاب فان تاب والا قتل کالمرتد

یعنی اور دونوں امام یعنی امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول یہ ہے کہ اگر وہ گستاخی کرنے والا مسلمان ہے تو اس سے توبہ طلب کی جائے گی اگر وہ توبہ کرلے تو ٹھیک ورنہ اسے مرتد کی طرح قتل کر دیا جائے گا۔

اسی شامی میں ص ۲۹۱ جلد سوم پر سیدنا امام ابی یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب "الخراج" کے حوالہ سے بیان فرمایا ـــــ

ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ وبانت منہ امرأتہ فان تاب والا قتل

یعنی جو بھی مسلمان شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ کو جھٹلائے یا آپ کو عیب لگائے یا آپ میں نقص بیان کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کر چکا۔ اس کے نکاح سے اس کی عورت نکل گئی اگر وہ توبہ کرلے تو ٹھیک

ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔

اسی میں ص۲۹۱ جلد سوم پر منقول ہے۔

ثم قال فی محل آخر قد ذکرنا ان المشھور عن مالک واحمد انه لا یستتاب ولا یسقط القتل عنه	پھر اسی کتاب کے دوسرے مقام پر فرمایا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام مالک و امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما سے مشہور حکم یہ منقول ہے کہ اس (گستاخ مرتد) سے توبہ نہیں طلب کی

جائے گی اور نہ اس سے قتل ساقط ہوگا۔ (یعنی توبہ کرے نہ کرے بہرحال یہ گستاخ مرتد قتل کر دیا جائے گا۔)

اے ملا انکشاف! دیکھا آپ نے اپنے دیوبندی پیشواؤں کے کفر و ارتداد پر چاروں اماموں کا حکم آگے علامہ کف لسان ص۱۱ پر فرماتے ہیں۔

« نظر غائر اور تحقیق سے ثابت ہوا کہ ان تکفیری فتاووں کی بھرمار صرف عبارات کے تمام کلمات کے مقاصد و مطالب کو نہ سمجھنے پر ہے فاضل بریلوی مرحوم نے ان کا مطلب وہ سمجھا جو حسام الحرمین کے صفحات پر بیان کیا گیا ہے اور علماء ہمعصر نے بلکہ خود صاحب تحریر نے ان مطالب و معانی کا صاف صاف انکار کیا اور ان عبارات کا مطلب جو کہ شریعت کے موافق ہے بیان کر دیا۔»

یہ نظر غائر اور تحقیق علامہ انکشاف کی ہے جنہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ نظر غائر و تحقیق کسے کہتے ہیں، کلماتِ عبارات کے مقاصد و مطالب کو سمجھنے سے جو خود قاصر ہیں جنہیں یہ شعور ہی نہیں کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے کیا ارشاد فرمایا ہے جن کو یہ بھی تمیز نہیں کہ صریح غیر محتمل المعانی عبارتوں کے بعد مجرم دیوبندیوں کا ان معانی و مطالب سے صاف انکار جرم

ارتداد پر کھلی ہوئی ڈھٹائی ہے نہ کہ توبہ یا ایمان و اسلام، پھر اسی عبارت میں آپ کا جھوٹ اور فریب ملاحظہ فرمائیں کہ ان مرتد دیوبندیوں کے ساتھ آپ نے غیر دیوبندی علماء معاصرین کو بھی شامل کر لیا خود ما بدولت بزعم خود عالم بلکہ اکبر علماء مگر حقیقتاً جاہل مزید برآں انتہائی کذاب و پرفریب تو ایسے ملاؤں کے انکار سے کیا حاصل آپ ان قابل اعتماد علماء معاصرین غیر دیوبندیہ وہابیہ کو بتلایئے جنہوں نے حسام الحرمین کے معانی و مطالب پر بحث کر کے اس کا انکار کیا ہو اور خود ان عبارتوں کے معانی شریعت کے مطابق بیان کئے ہوں اور ہمیں یقین ہے کہ آپ قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔

اے ملّا! انکشاف! اپنے ساتھ بھولے بھالے عوام کو کفر و ارتداد میں گھسیٹنے کے لئے آپ نے کذب و فریب کا یہ کون سا ڈھنگ نکالا ہے۔

علامہ انکشاف اسی صفحہ ص۱۱ پر آگے متصلاً فرماتے ہیں۔

« مسلمانوں انصاف کرو کہ اب اختلاف کس چیز میں رہا ان عبارات کی مطلب شناسی میں کسی اعتقادی ضرورت دینی میں تو اختلاف نہیں رہا۔»

شاید لفظ « مسلمانوں » سے نون جمع کا ندا میں گر جانا عربی اردو ادب کے ماہر اکبر علماء مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کی اجتہادی اردو ادب کے خلاف ہے آپ نے کئی جگہ مقام ندا میں اسی طرح استعمال کیا ہے یا پھر کاتب نے بے دردی سے اردو ادب کی ٹانگ توڑ کر علامۂ انکشاف پر ظلم و ستم کیا ہے، ہمیں اس قسم کے اعمال کے کشف سے کوئی دل چسپی نہیں ہم اس طرح کے اشارات صرف اس لئے کرتے رہیں گے کہ علامہ انکشاف نے اس کتابچہ میں اپنے خصموں پر عربی اور اردو اور دیگر امور کے متعلق جو حملے کئے ہیں انہیں ان پر لوٹا دیا جائے۔ اب اصل مفہوم کی طرف آیئے اور علامۂ کف لسان کے عجائب خانے کی سیر کیجئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہم وہ دور کی کوڑی لائے ہیں کہ دیوبندیوں کی کفریہ عبارتوں کی مطلب شناسی میں تمام اعتقادی ضرورتِ دینی کے اختلاف کو ہم نے ختم کر کے دکھا دیا اے مسلمانو! تم بھی ضروریات مقدمہ کا لحاظ کئے بغیر اندھوں کی طرح فیصلہ کردو کہ اب بریلی اور دیوبند کا کسی بات میں اختلاف ہی نہیں رہا۔ ملائے انکشاف نے یہاں عوام کو کتنا بڑا فریب دیا ہے اسے دیکھنے کے لئے تھوڑی سی تکلیف فرمایئے اور پچھلی عبارت کو پھر دیکھ لیجئے۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔

۱۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے دیوبندیوں کی کفریہ عبارتوں کا جو مطلب سمجھا وہ حسام الحرمین میں ہے۔

۲۔ دیوبندیوں کے علاوہ علماء ہم عصر نے حسام الحرمین کے معانی ومطالب کا صاف صاف انکار کردیا اور دیوبندیوں کی کفریہ عبارتوں کا مطلب شریعت کے مطابق بیان کردیا۔

۳۔ خود کفریہ عبارات لکھنے والے دیوبندیوں نے حسام الحرمین کے معانی ومطالب کا انکار کردیا اور ان عبارتوں کا مطلب شریعت کے موافق بیان کردیا۔

یہ وہ تین امور ہیں جن کی بنیاد پر مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنے لئے کف لسان کا فیصلہ کردیا کہ اب دیوبند اور بریلی کے درمیان کسی اعتقادی ضرورت دینی میں اختلاف نہیں رہا۔

ہماری رائے ہے کہ اہل دیوبند علامہ انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کی قدر کریں ان کے اعلیٰ علمی مقام اور جدید دیوبندی خدمات کا انہیں صلہ دیں، صرف بدایوں کا قاضی نہیں، یوپی کا ہائی کورٹ یہ بھی کم ہوگا۔ پورے انڈیا کا سپریم کورٹ مقرر کردیں بلکہ انہیں پوری دنیائے وہابیت کا قاضی القضاۃ بنا دیا جائے تو ان کی صحیح قدر ومنزلت ہوگی اور اس اعجوبۂ عدل والصاف سے وہابی مخلوق کو بہت بڑا فائدہ پہنچے گا۔

اب ہماری گذارشش سنیئے۔

۱۔ آپ فرماتے ہیں ـــــــ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے حسام الحرمین میں دیوبندیوں کی کفریہ عبارتوں کا مفہوم بتایا ہے، چلئے ہم اس کو تسلیم کرلیں یہ تو دعوے کی طرف اشارہ ہوا۔ مگر اصل دعوے ملائے انکشاف نے بیان کیوں نہیں کیا جو فیصلہ کرنے کرانے کے لئے ضروری تھا۔

۲۔ جواب دعوے میں بھی صرف اشارہ ہے ضرورت تھی کہ دیوبندی مجرموں کی ان عبارتوں کو نقل کیا جاتا جو انہوں نے حسام الحرمین کے معانی ومطالب کے غلط ہونے کے سلسلہ میں بیان کیا ہے۔

۳۔ میں ہم عصر علماء کو بطور گواہ پیش کیا جاسکتا تھا چلیئے بے ترتیبی سہی مگر علماء معاصرین کی وہ عبارتیں کہاں ہیں جن کی طرف آپ نے صرف یہ اشارہ کر کے چھوڑ دیا کہ علماء ہم عصر نے حسام الحرمین کے معانی ومطالب کا انکار کیا ہے اور خود شریعت کے مطابق ان کفریہ عبارتوں کے معانی بیان کردیئے ہیں۔

۴۔ جناب قاضی القضاۃ ملا انکشاف کے ان تینوں دعووں پر قضاءتی مباحث کہاں ہیں، جب دعوے غائب، جواب دعویٰ غائب، گواہوں کا بیان غائب، فیصلہ کے لئے قاضی کے ضروری مباحث غائب تو اس طرح فیصلہ کرنا اور فیصلہ کرانا شان علم وقضا نہیں بلکہ انتہائی جہالت وحماقت اور مسلمانوں کے ساتھ بدترین کذب وفریب کا کھیل ہے۔

شاید آپ یہ کہیں کہ اس کتاب میں آگے چل کر تینوں چیزیں بیان کردیں ہیں تو یہ مزید احمقانہ حرکت ہوگی کہ فیصلہ پہلے کرو اور بیانات بعد میں سامنے رکھو اس لئے کہ آپ کے سارے بیانات مکروفریب کے سوا کچھ بھی نہیں ملا انکشاف کے قول پر ہمارا یہ جواب ہے کہ ملا انکشاف علامہ کف لسان مولوی خلیل احمد صاحب دنیا کے کسی پردے میں .... کوئی قابل اعتماد ایسا معاصر نہیں دکھا سکتے جس نے واقعی مباحث کے ذریعہ حسام الحرمین کے معانی ومطالب کا انکار کرکے دیوبندیوں کی کفریہ عبارتوں کا مطلب شریعت کے مطابق بیان کیا ہو یہ مولوی خلیل احمد صاحب کا سراسر فریب اور جھوٹ ہے۔ اسی طرح عبارتوں کے قائلین کا معانی ومطالب بیان کرنا الٹا کفروارتداد میں مزید دھنس جانا ہی ثابت ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں تفصیلات اسی کتاب کے رد میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے، ہم نے یہاں علامہ کفِ لسان کی احمقانہ انصاف طلبی کا جواب دیا ہے۔ آگے آپ صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں۔

"الغرض ان متبعین فاضل بریلوی کا مقصد یہ ہے کہ علماء دیوبند اور علماء بدایوں کی عبارات والفاظ کا جو مطلب فاضل بریلوی مرحوم نے اپنی انفرادی رائے سے مقرر کردیا ان پر سب آنکھیں بند کرکے ایمان لاؤ اور تمام اہل علم ہندوستان اپنے پڑھے لکھے کو بالائے طاق رکھدیں سوائے فاضل بریلوی کی انفرادی رائے کے کسی طرف توجہ نہ کرو کیونکہ قرآن وحدیث وفقہ کو صرف انہوں نے سمجھا ہے ان کے علاوہ سب جاہل ہیں۔ ناواقف لوگوں میں ان کی تعریف وتوصیف حد سے بڑھ کر کرو۔"

مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے اس قسم کی عبارتوں

سے پوری کتاب کو بھر دیا ہے جن سے سوائے کف سننے اور بھڑاس نکالنے کے آپ کے کفِ لسان اور دین بدلنے پر کوئی استدلالی صورت نہیں مگر اس کا کیا علاج کہ علامہ کف لسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ دین بدلنے پر بھی میرے اعلیٰ علمی وعقلی کمال کی نمائش ہوگی جس سے لوگوں پر دھاک بیٹھے گی۔ اس لئے ہمیں بھی آپ کی اس گہری فکر وتدبیر پر اپنا قلم اٹھانا پڑا ہے۔

بات چل رہی تھی حسام الحرمین اور دیوبندیوں کی، رونا ان کی تکفیر پر تھا، دفاع دیوبندیوں کے ارتداد کا کیا جارہا تھا، دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارتوں کی صفائی کی جارہی تھی، باور یہ کرایا جارہا تھا کہ ہماری تحریر سے سارا اعتقادی ضرورتِ دینی کا اختلاف بریلی اور دیوبند سے اٹھ چکا ہے، ساری دنیا سے مسلمانوں کا سنی وہابی فتنہ وفساد دور کرنے کے لئے آپ کا کف لسان اور دین بدلنا چوکھا رنگ لارہا ہے مگر اچانک یہاں علماء بدایوں کو بھی آپ نے اپنے مخصوص انداز سے شریک کرلیا آخر یہ کیوں۔ ؟

آپ کی فتنہ انگیز طبیعت، فتنے جگانے، فساد اٹھانے اور آپس میں لڑا دینے پر مجبور ہے اگرچہ چند سطروں بعد ہی ہندوستان بھر میں جابجا جھگڑے، فساد، نااتفاقیوں، بغض، کینہ، غیبت، بہتان، ایذاء مسلمین کا نام نہاد ونمائشی ماتم کرکے آپ سر پر خاک اڑا رہے ہیں مگر آپ کی طبیعت وطینت رنگ لائے بغیر کہاں رہ سکتی تھی خود آپ کی یہ کتاب "انکشاف حق"، فتنہ انگیزی، بدگوئی، بغض، حسد، کینہ، غیبت، بہتان اور ایذاء مسلمین سے بھر کر رہ گئی، علامہ کفِ لسان نے جب اپنے دل بدل کر سنی سے وہابی بن جانے کا انکشاف کیا اور اہل سنت نے آپ کو دھتکار دیا، جوتیاں چٹخارتے پھر رہے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں تو آپ کی رگ

پھر پھرائی آپ کی بدایوں کی ساری زندگی آپ ہی کے قول پر جن علمار بدایوں کی ایذار رسانیوں پر گذری اب مرتد ہو جانے کے بعد ان کا سہارا ڈھونڈنے اور اپنے ارتداد پر ان کی حمایت حاصل کرنے کے لئے آپ نے بریلی اور بدایوں کے جھگڑوں کو اٹھانا شروع کیا ہے اور وہ چنگاریاں جو دب گئی تھیں انہیں جگا کر آپ فتنہ وفساد کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں۔ تاکہ دیوبندیوں اور آپ کے سر سے کچھ تو بلا ٹل جائے۔

اے علامۂ کف لسان! اگر آپ ان ذلیل طریقوں سے بدایوں توکیا ہندوستان کے جس حصے سے، جس جس سے اپنی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہیں ضرور کر لیں ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں، آپ یقین رکھئے کہ اہل سنت آپ کی طرح ریت کی سطح پر محل کی تعمیر کے لئے کبھی تیار نہ ہوں گے، الحمدللہ اہل سنّت کے دین وایمان کی عمارت انتہائی مضبوط بنیادوں پر قائم ہے جس میں بکرمہ تعالیٰ کسی کجی اور شقاق کا کسی وقت کوئی امکان نہیں چہ جائیکہ آپ جیسے باطل پرست بددینوں کی طرح ایک جھٹکے میں زمین پر آجائے۔

علمار بدایوں کو یہاں لپیٹ کر آگے بدایوں، بریلی کے سلسلہ میں آپ نے جو فتنے اٹھائے ہیں اور تیل چھڑک کر آگ بھڑکانے کی جو کوشش کی ہے انشاءاللہ تبارک وتعالےٰ اسی مقام پر آپ کی پوری خدمت گذاری کردی جائے گی۔ انتظار کیجئے۔

علامہ کف لسان نے ان عبارتوں میں علمار اہل سنّت پر یہ الزام رکھا ہے کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ آنکھ بند کر کے اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی انفرادی رائے پر ایمان لے آؤ اور ناواقف لوگوں میں ان کی تعریف وتوصیف حد سے بڑھ کر کرو، کیونکہ قرآن وحدیث وفقہ کو صرف اعلیٰ حضرت نے سمجھا ہے ان کے علاوہ سب جاہل ہیں۔

علامہ انکشاف علامہ کف لسان کی یہ عبارتیں غمازی کر رہی ہیں کردہ پرانے خرانٹ وہابی ہیں اور انہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ساتھ دیوبندیت ووہابیت سے بھری ہوئی پرانی جلن ہے بمشکل اتنے طویل زمانے تک وہ اپنی عداوت کو دبا سکے تھے تاکہ ان کی خصوصی تدبیر اور محنت شاقہ سے اہلِ سنّت خود بخود وہابی، دیوبندی بن جائیں جب انہوں نے یہ دیکھا کہ میرا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا تو وہ اپنی وہابی عداوت اور حسد جلن کو چھپا نہ سکے اور آخر اصلی دیوبندیوں سے کچھ زیادہ ہی جلی کٹی سنا رہے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے غیر معمولی علم وفضل اور عقل وفراست کا اعلیٰ مقام کسی صاحب۔ علم و فضل کی تعریف وتوصیف کا محتاج نہیں کہ "مشک آں باشد کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید" چہ جائیکہ ملّا انکشاف بجنوری جیسے نام نہاد عالم، مخزن جہل و سفاہت کی تعریف وتسلیم کا طلب گار ہو۔

ہزاروں ہندی اور غیر ہندی جید علمار کرام اور کروڑوں مسلمان محض کمال علم وفضل اور صحت عقل وفراست اور حفاظتِ دین وایمان کی بنیاد پر اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں اور آپ کی پیروی میں اپنی نجات سمجھتے ہیں اور الحمدللہ یہ بھی حق ہے کہ گذشتہ صدی اور اس وقت بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے زیادہ صحیح قرآن وحدیث، فقہ وغیرہ علوم دینیہ کا جاننے والا اور سمجھنے والا ماہر کوئی نہیں ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ جس کا اعتراف ہزاروں عربی عجمی باکمال اہل علم نے کیا ہے تا آنکہ مخالفین بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے علم وفضل کا لوہا مانے بغیر نہ رہ سکے۔

مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی جیسے کتنے ہی بددین درحاسدین

سورج پر خاک اڑائیں یہ خاک ان کے منہ پر تو پڑ سکتی ہے بحمدہٖ تبارک و تعالیٰ سورج کی تابانی میں کوئی فرق نہیں آ سکتا۔

پھر آپ کی جوانی سے بڑھاپے تک علماء اہل سنّت کب آپ کے پیچھے پڑے ہوئے تھے کہ آپ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ پر ایمان لے آئیں ان کا اتباع کریں۔ وہ تو خود ہی آپ نے علماء اہل سنّت سے بھی آگے بڑھ کر اپنے آپ کو ان سے کہیں زیادہ کھرا سنّی اور بہت بڑا عالم جتایا تھا، علماء اہل سنّت کو آپ خاطر میں نہیں لاتے تھے کس نے آپ سے اعلیٰ حضرت پر ایمان لانے اور ان کی اتباع کرنے کے لئے کہا تھا اور کس نے آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی تعریف و توصیف حد سے بڑھ کر کیجئے آپ کی باتیں اور تقریریں تو مٹ گئیں مگر ماہنامہ "نقیب حق"، تو باقی ہے جس میں آپ خود نظم و نثر میں اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی تعریف و توصیف میں بھی — اپنے آپ کو اہل سنّت کا مقتدا و پیشوا، باور کرانے کا انداز نہ چھوڑ سکے یا یوں کہئے کہ آپ کے بیان کردہ موجودہ کف لسان کے مسلک کی بنیاد پر نوجوانی میں آپ کی آنکھیں پھوٹ چکی تھیں اور دماغ ماؤف ہو چکا تھا جو آپ یہ دیکھ سکے نہ سمجھ سکے کہ یہ سب کچھ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی انفرادی رائے ہے اور علماء عصر بھی متفق نہیں ہیں اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تعریف و توصیف کے متوالے آنکھ بند کر کے اعلیٰ حضرت کی انفرادی رائے پر ایمان لائے ہوئے ہیں یا یہ کہا جائے کہ جب انکھیارے تھے تو صراطِ مستقیم نظر نہ آئی اور اب بڑھاپے میں ایمان کی دونوں آنکھیں پھوٹ جانے اور مختل الحواس ہو جانے کے بعد راہِ حق دکھائی دی۔" گویا اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی۔"

اے فنکار علامۂ کف لسان! آپ کی یہی کتاب "انکشاف حق" تو صاف بتا رہی ہے کہ آپ نصف صدی پہلے سے حالات و واقعات تحریرات

پرائیویٹ گفتگو کے نتیجہ میں امام بریلوی قدس سرہٗ کی انفرادی رائے سے اچھی طرح واقف تھے پھر یہ سارا بہروپیا پن اور فریب و کذب کس لئے؟ آپ کی یہ کتنی بڑی افترا پردازی ہے کہ دیوبندیوں کی تکفیر کے سلسلہ میں آپ نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی رائے کو انفرادی بتا دیا جبکہ ہزاروں علماء عرب و عجم کی رائیں اعلیٰ حضرت کے ساتھ ہیں یہ سب کچھ ہونے کے باوجود اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی رائے آپ کے نزدیک انفرادی ہے اور قابل تسلیم نہیں تو آپ جیسے نتھو بدھو کاذب و فریبی کی رائے بھی کب لائق توجہ ہو سکتی ہے۔

علامۂ کف لسان آگے اسی صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں۔

" امام اعظم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ وامام فخر الدین رازی، امام غزالی و شیخ محی الدین ابن عربی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کی تنقیص شان کی گئی یہاں تک کہ علامہ شامی صاحب ردالمحتار و امام ابو جعفر طحاوی رحمہم اللہ تعالیٰ کو فاضل بریلوی کی شاگردی کے لائق بتایا استغفر اللہ۔"

(بلفظہٖ انکشاف حق ص ۱۲)

معلوم نہیں علامۂ انکشاف بجنوری مسلمانوں کو استغفار کا حکم دے رہے ہیں یا ائمہ دین کا ذکر کر کے ان کے استغفار کی خبر دے رہے ہیں یہ وہ خود جانیں ہاں خود علامۂ کف لسان استغفار سے بھی ضرور کف لسان کر گئے ہیں یا ابھی تک مولوی خلیل احمد صاحب کو یہ بھی نہیں معلوم کہ عربی میں متکلم کے استغفار کرنے میں جمع کا واؤ نہیں لایا جاتا، رہی کاتب و ناقل کے سر غلطی تھوپنے کی بات تو وہ اس کے قائل ہی نہیں۔

اس کے بعد ص ۱۳ تک علامہ شامی امام طحاوی رحمہما اللہ تعالیٰ کی توصیف و تعریف کے بعد پھر اسی شاگردی کو آپ نے دوہرایا ہے۔ عرض ہے کہ کسی سنّی کی یہ جرأت نہیں کہ وہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور

دیگر ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی تنقیص شان کرے یا تنقیص پر خاموش رہے یہ حصہ آپ نجدیوں، وہابیوں، دیوبندیوں کے حق میں ہی آیا ہے پھر آپ جو ائمہ دین کی تنقیص شان پر مگرمچھ کے آنسو بہا رہے ہیں اس پر کون باخبر سچا مسلمان اعتبار کرے گا جب آپ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خدائے قدوس کی بارگاہ میں تنقیص اور گستاخیاں کرنے والے دیوبندیوں کی گودوں میں کھیل کر ان کی بدترین کفریہ تنقیص کو اسلام قرار دے رہے ہیں تو آپ کی ائمہ دین کی تنقیص کی شکایت سوائے کذب و فریب کے اور کیا قرار دی جاسکتی ہے۔

اور اگر آپ واقعی دیکھ رہے تھے کہ کوئی شخص تنقیص شان کر رہا ہے تو اس کی کلائی تھامنے سے آپ کو کس نے روکا تھا اس وقت تو آپ علماء اہل سنت سے زیادہ بات بات پر شدت کی نمائش کرتے تھے آخر کیا بات تھی کہ آپ نے اتنی بڑی بات پر نہ ٹوکا نہ روکا نہ شدت برتی بلکہ زبان تک نہ ہلائی اور وہ کون سا منصوبہ تھا جس کی تکمیل کے لئے آپ نے اتنے عظیم جرم پر معنی خیز خاموشی اختیار کر رکھی تھی جہاں آپ کو یہ خوف بھی نہ آیا کہ میں فساق کے زمرے میں داخل ہو کر ساقط الاعتبار ہو جاؤں گا اور میری دنیائے علم و فضل میں تباہی مچ جائے گی پھر آپ کے علم و عقل اور خوف و خشیت نے آپکی اتنی بھی رہنمائی نہیں کی کہ خدانخواستہ اگر کوئی مسلمان تنقیص شان کرے تو آپ اسلام ہی کو چھوڑ بیٹھیں گے۔ اور اگر آپ کے دین بدلنے یعنی سُنّی سے وہابی دیوبندی بن جانے کی وجوہ میں یہ داخل ہے تو دیوبندیوں کے کچھ اقوال اور بھی ملاحظہ فرمایئے جو آپ کو تنقیص شان نبوت کا سبق پڑھائیں گے اور دنیا یہ بھی دیکھ لے گی کہ علامہ کف لسان دیوبندیوں کی تنقیص دیکھ کر دیوبندی دین چھوڑتے ہیں یا نہیں اور پھر اس کے بعد کون سا دین اختیار کرتے ہیں۔

دیکھئے مرثیہ مولوی محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا جو بڑے بڑے دیوبندی مولویوں کے استاد بھی ہیں آپ دیوبندی دین کے پیشوائے اعظم اپنے استاد مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرثیہ میں کہتے ہیں کہ۔ ؎

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسفِ ثانی

یعنی دیوبندی پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی کو ایسی مقبولیت حاصل ہوئی اور وہ ایسے عظیم مقبول ہوئے کہ مولوی گنگوہی صاحب تو بڑی بات ہے ان کے کالے کلوٹے بندے غلام جن کی حیثیت نوکر چاکر سے بھی بدتر ہوتی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر وجیہ نبی حضرت یوسف علیہ السلام کے ثانی ہونے کا لقب رکھتے ہیں۔

دیکھا آپ نے یہ چھوٹے موٹے دیوبندی نہیں بلکہ بڑے بڑے دیوبندی رہنما عقیدت میں کتنے اندھے ہیں اس اندھی عقیدت کی انتہا اور دیکھیے یہی مولوی محمود الحسن دوسرے شعر میں کہتے ہیں۔ ؎

زباں پر اہل اہوا کے ہے کیوں اعل ھبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

یعنی اہل ہوا کیوں اعل ہبل پکار رہے ہیں یعنی ہبل جیسے بت کی سر بلندی یا اسکے دین کے اظہار اور غلبہ کی طمع کر رہے ہیں۔ شاید بانی اسلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ثانی یعنی دیوبندیوں کا پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی دنیا سے اٹھ گیا۔

مولوی محمود الحسن کی اندھی عقیدت کی ایک اور اڑان دیکھئے جہاں تنقیص نبوت سے دونوں آنکھیں پھوٹ گئیں۔ ؎

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

معنی مولوی رشید احمد گنگوہی ایسے مسیحا تھے کہ مُردوں کو زندہ تو کیا ہی کیا مگر جو زندہ تھے ان کو مرنے بھی نہ دیا (اگرچہ خود مر کر مٹی میں مل گئے) حضرت عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مسیحائی کا قرآن اور دنیا میں بہت چرچا ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں وہ خالی مُردوں کو زندہ کرتے ہوں گے وہ آکر مقابلہ تو کریں دیکھیں تو ذرا میرے استاد مولوی رشید احمد گنگوہی کی مسیحائی کو جنہوں نے مردوں کو زندہ کرنے کے ساتھ زندوں کو مرنے بھی نہ دیا۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

کیوں جناب علامہ کف لسان اکبر علمار دیوبند بجنوری! دیوبندی رہنما کے ان شعروں میں آپ کو سیدنا یوسف علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام جیسے عظیم المرتبت نبی بلکہ سید الانبیار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان نظر آتی ہے یا نہیں یا دیوبندی گستاخ دین کی حمایت میں آپ کی ظاہری وباطنی دونوں آنکھیں پھوٹ چکی ہیں دیوبندیوں کی یہ ناپاک حرکتیں تو بہت طویل ہیں اخیر میں بڑے بڑے دیوبندی پیشواؤں کی تصدیق کردہ مشہور کتاب "براہین قاطعہ" کی یہ عبارت بھی دیکھیے۔

"ایک صالح فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علمار مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔" (معاذ اللہ)

(براہین قاطعہ)

اے ائمہ دین کو اعلیٰ حضرت کا شاگرد بنانے کا جھوٹا رونا

رونے والو! دیوبندی ملاؤں کو سیدّ الانبیار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استاد بننے بنانے اور ان کی حمایت کرنے پر تمہیں غیرت وحیا بھی نہ آئی۔ دیوبندی ملاؤں کی جرأت وہمت دیکھیے کہ خواب گڑھ کر یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے مدرسۂ دیوبند کے ملاؤں سے اُردو زبان سیکھی اور یہ دیوبندی ملا حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے استاد ٹھہرے۔

اے علامہ کف لسان! ہیں تو آپ کو آپ کے گھر تک پہنچانا ہے اب آپ کے لئے دو ہی راستے ہیں۔

۱ پھر دل بدلنے کی فکر کیجئے دیوبندیت پر لعنت بھیج کر اور کوئی دین اختیار کیجئے اور یہ کہہ دیجئے کہ بسط البنان کی طرح محمود الحسن کے مرثیہ کو اور براہین قاطعہ کی مذکورہ عبارت کو...... میں نے آج ہی دیکھا۔

۲ یا اقرار کیجئے کہ میرے دین وایمان کی آنکھیں پھوٹ چکی ہیں میں پکّا پرانا دیوبندی ہوں مجھے دیوبندیوں کی کسی بھی تحریر میں تنقیص شان اور گستاخی نظر نہیں آتی اہل سنت کی آنکھوں کا چھوٹا سا تنکا بھی دیکھ لیتا ہوں اگرچہ اپنی اور دیوبندیوں کی آنکھوں کا لٹھا مجھ کو نظر نہ آئے۔

آگے علامہ کف لسان مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی دین کی وفاداری میں اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ سے نفرت پیدا کرنے کے لئے اہل سنّت کو نصیحت فرماتے ہیں۔

"مسلک اعلیٰ حضرت کیا مسلک امام اعظم سے الگ اور جدا ہے۔ اگر جدا ہے تو ظاہر کیا جائے اور وہ ہی ہے تو اس کا نام مسلک اعلیٰ حضرت کیوں رکھا جائے مذہب امام اعظم زندہ آباد کیوں

نہ کہا جائے۔"

جی ہاں مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد کے نعرے سے آپ ایسے چڑھے ہوئے ہیں کہ اسے بھی آپ نے دین بدل کر بددین ہوجانے کے سبب میں داخل فرمالیا جناب یہ کسی نئے دل بدلو کا انداز تحریر نہیں ہے یہ تو کسی پرانے دیوبندی وہابی کا ہی طرز کلام ہوسکتا ہے جو مدّت سے بغض، کینہ حسد کی آگ میں جھلس رہا تھا، اگرچہ ہمیں ان کے سلگنے سے کوئی سروکار نہیں لیکن علامہ کف لسان کی اس قبیح جہالت وسفاہت کو عریاں کردینا ضروری ہے جو آپ کی اس عبارت میں موجود ہے اور جس کے ذریعہ آپ عوام کو گمراہ کردینا چاہتے ہیں۔

اے اکبر علماء دیوبند! جب مسلک اعلیٰ حضرت نام نہ رکھا جائے تو مسلک امام اعظم کیوں کہا جائے؟ کیوں مذہب امام اعظم زندہ باد کا نعرہ لگایا جائے سیدھے دین اسلام زندہ باد، دین محمدی زندہ باد کیوں نہ کہا جائے ہے کیا مذہب امام اعظم دین اسلام سے جدا ہے، دین اسلام، دین محمدی کے نعرے سے آپ کی دلی مراد بھی پوری ہوجائے گی، اور معتزلی، خارجی، رافضی، قادیانی، وہابی، غیر مقلد، دیوبندی دل بدلو مولوی خلیل احمد زندہ باد کا نعرہ لگاکر خوشی سے آپ کو گلے لگائیں گے، پیٹھ ٹھوکیں گے، سر پر بٹھائیں گے کہ واہ بیٹا واہ آنکہ پدر (من اٰبار وہابیہ) نہ کرد پسر آں تمام کرد۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

اے علامہ کف لسان! اس نظریہ کے لئے آپ نے دیوبندی مولویوں سے بھی رائے لی تھی یا نہیں اس لئے کہ وہ بھی نظریات میں امتیاز و تشخص کی دنیا سے الگ نہیں بستے ہیں مگر آپ کو رائے لینے کی کیا ضرورت آپ تو خود اکبر علماء دیوبند ہیں، دیوبندیوں کو آپ کی اتباع کی ضرورت ہے نہ کہ آپ کو دیوبندیوں کی تقلید کی بہرحال یہ آپ کے گھر کے معاملات ہیں آپ نپٹیں مگر آپ اطمینان رکھیے انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح کوئی مخلص

سنّی آپ کے ہاتھ نہ آئے گا آپ اور آپ جیسے بددینوں کا یہی وہ طرز قول وفعل ہے جس سے بحمدہ تعالیٰ عوام وخواص اہلِ سنت کی عقیدت اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کے ساتھ اور بڑھ جاتی ہے اور اہلِ سنّت کا یہ وثوق مضبوط ہوجاتا ہے کہ جس طرح ہمارے مقدّس اسلاف نے مسلمانوں کے دین وایمان کی حفاظت کے لئے اسلام کے دعوے کرنے والے خارجیوں، معتزلیوں، رافضیوں کے مقابلہ میں اہل حق کے لئے اہل سنت وجماعت کا لفظ اختیار فرمایا اسی طرح ہمارے موجودہ متاخرین علماء اہل سنت نے نجدیوں، وہابیوں دیوبندیوں، غیر مقلدوں قادیانیوں جیسے بددین بدمذہب فرقوں سے بچنے اور ان سے ممتاز رہنے کے لئے لفظ "مسلک اعلیٰ حضرت" و "مسلک بریلی" تجویز فرمایا خاص کر دیوبندیوں قادیانیوں جیسے بددین جو اپنے آپ کو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد بھی کہتے ہیں۔ کھرے حنفی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ دیوبندی تو قادری، چشتی، نقشبندی وغیرہ کی کھال اوڑھ کر شیخ طریقت بھی بنے پھرتے ہیں ایسے ہی مولوی خلیل احمد صاحب جیسے دین وایمان کے لٹیرے جو جہالت کے باوجود اکبر علماء اور کذب وافتراء اور بددینی کو اختیار کرکے حنفی، ماتریدی، قادری، برکاتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں (دیکھئے انکشاف ص۱۲) اور اسی تاک اور تدبیر میں رہتے ہیں کہ کس طرح اعلیٰ حضرت اور بریلی سے نفرت پیدا کرکے لوگوں کو دیوبندیت ووہابیت کے ذریعہ گمراہ سے لے کر کافر ومرتد تک بنادیں، چنانچہ علماء اہل سنت نے یہ بہترین انتظام فرمادیا کہ مسلمانوں کا دین وایمان "مسلک اعلیٰ حضرت"

"مسلک بریلوی" کے نام پر محفوظ ہو جائے اور ان کی دنیا و آخرت تباہی سے بچ جائے۔

مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد مسلک بریلوی پایندہ باد"

نہایت افسوس ہے کہ مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے اپنی پرانی عادت کے مطابق صرف یہیں ہی نہیں بلکہ پوری کتاب میں اپنی تعلی و خودستائی اور علمائے اہلِ سنّت کی تحقیر خصوصًا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی ذات پر حملے اور دوسری پھکڑ بازیاں کی ہیں جن کا اصل مبحث سے کوئی واسطہ نہیں بہرحال ہم ملاّ انکشاف کے پیچھے چلنے پر مجبور ہیں۔

علاّمہ کف لسان مولوی خلیل احمد بدایونی نے اپنی اسی کتاب "انکشاف حق"، میں بیان کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے امت مرحومہ کے سامنے دو مسئلے ایسے پیش کئے ہیں جن سے ہندوستان کے مسلمانوں میں جا بجا جھگڑے، فساد، نا اتفاقیاں، بغض، کینہ، بدگوئی، ایذار مسلمین پھیل گئے اور وہ دو مسئلے کیا ہیں انہیں آگے صفحہ ۱۴ پر اسطرح ذکر کرتے ہیں۔

"خیر وہ دو مسئلے فاضل بریلوی مرحوم نے پیش کئے وہ یہ ہیں ۱۔ تمام علمار دیوبند اور تمام علمار مدرسۂ قادریہ بدایوں کی تکفیر، دوسرا مسئلہ اذان ثانی یعنی جمعہ کی اذان خطبہ کا باہر یعنی مسجد سے خارج ہونا" (انکشاف ص۱۴) — چند سطروں بعد ملاّ انکشاف لکھتے ھیں۔

"...... یہی دو چیزیں ہیں جن کو فاضل بریلوی کی خصوصیات سے شمار کیا جائے یا ان کا مسلک قرار دیا جائے شاید "مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد" کے نعرے کا مقصد یہی دو چیزیں ہوں"۔ (انکشاف ص۱۴)

(نوٹ) ملا انکشاف کا تضاد اور فریب جاننے کیلئے آپکے خط کی وہ عبارت ضرور دیکھ لیجئے جو

آپ نے اسی کف لسان کے زمانہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے عقیدت کے بارے میں لکھی ہے۔ یہ خط مقدمہ کے بعد خط و کتابت کے ضمن میں ہے۔

اس تحریر کے بعد کون کہے گا کہ مولوی خلیل احمد جدید دل بدلو وہابی دیوبندی ہیں۔ آپ کا یہ بیان اعلان کر رہا ہے کہ آپ پرانے وہابی دیوبندی ہیں۔ اہلسنت کو فریب دینے کے لئے آپ کھرے سنّی بنے ہوئے تھے۔ بہرحال ہم اسے نظر انداز کر کے آپ کی اس تحریر کی ذات و صفات کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ شاید لوگوں نے اتنا پُر فریب، مکار، شر انگیز، بددین مولوی کم دیکھا ہوگا جس نے جوانی سے بڑھاپے تک اپنی مولویت کے کمال کا زمانہ اس طرح گزارا کہ وہ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ کی پیروی میں اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کی وفات کے بعد سارے ہندوستان کے مسلمانوں میں جھگڑے، فساد، نا اتفاقیاں، بغض، کینے دشمنیاں پھیلاتا رہا، ہندوستان بھر کے شہروں، قصبوں کے مسلمانوں کو تکفیر دیوبند و بدایوں و اذانِ ثانی کے جھگڑے پر ورغلاتا رہا۔ اور اب آخری عمر میں دین بدلنے کے بعد اس طرح واویلا مچا رہا ہے کہ پھر مسلمان آپس میں ٹکرا جائیں اور ان میں فساد پھوٹ پڑے۔

یہاں یہ غلط فہمی نہ ہو کہ سارے ہندوستان میں مولوی خلیل احمد صاحب کیسے جھگڑے فساد پھیلا سکتے ہیں۔ آپ کی طرف فساد کی نسبت اس سے زیادہ قوی ثابت ہوگی جو آپ نے اسی طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی طرف کی ہے — مولوی خلیل احمد نے تو بکثرت دورے بھی کئے ہیں، آپ کا ماہنامہ "نقیب حق" یہی جھگڑے اور فساد کی خدمات انجام دیتا رہا۔ چونکہ آپ اکبر علمار کے منصب پر براجمان تھے اس کے آپ کی تبعیت میں آپ کے عقیدت مند یہی مشن چلاتے رہے اور آپ اس فتنہ انگیزی پر انتہائی مسرت کے ساتھ ان کی پیٹھ تھپتھپاتے رہے ان کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔

اے علامۂ کفِ لسان! پورا ہندوستان یہ تو جانتا ہے کہ بارگاہِ الوہیت

اور حضور رسالت میں دیو بندیوں کی بدترین گالیوں اور گستاخیوں کی وجہ سے کفر وارتداد کا شرعی حکم تبلانے پر دیو بندیوں نے پورے ہندوستان میں فتنہ و فساد پھیلادیا۔ مگر بدایونی فساد کو آپ نے سارے ہندوستان میں کہاں سے پیدا کر دیا، ہندوستان تو بدایوں بریلی کے فساد کو جانتا تک نہیں، آپ نے بدایوں کو کس مصلحت سے شریک کر لیا۔ اگر اختلاف تھا بھی تو صرف بدایوں تک، کہیں آپ کو کوئیں کے مینڈک کی طرح بدایوں ہی پورا ہندوستان تو نظر نہیں آتا ہے۔ اسی طرح بدایوں کے نام پر اذانِ ثانی کے فساد سے ہندوستان ناآشنا ہے اگر کسی مقام پر اختلاف ہوا بھی ہے تو اس کی بریلی، بدایوں کا ہندوستان گیر فساد آپ نے کس نیت سے بنالیا ہے۔

یہ کہیے کہ آپ کی شرانگیز طبیعت دل بدلنے سے پہلے اور دین بدلنے کے بعد بھی کسی صورت فتنہ فساد بغض کینے عداوت نااتفاقیاں پھیلانے سے باز نہیں آتی۔ اور اب اہلِ بدایوں کے دھتکار دینے کے بعد کہ جوتیاں چٹخارتے پھرتے ہیں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں آپ کی فساد پرور طبیعت بریلی و بدایوں کو آپس میں ٹکرا دینا چاہتی ہے تاکہ آپ جیسے پھکڑ باز دیو بندی سکون سے مزے لیتے رہیں اور دیو بندیت و وہابیت کفر وارتداد پھیلاتے رہیں۔

پھر مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کی پُرفریب سادگی سے بریلی کو فساد میں بدنام کرنے کی یہ پرکاری ایسی نہیں کہ دنیائے سنیت اس پر ایمان لے آئے گی۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا زمانہ تو بہت بعد کا ہے، اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے بہت پہلے مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی اور تمام وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ قوم کے ہندوستانی پیشوائے اکبر مولوی اسمٰعیل دہلوی نے دین میں فتنے پیدا کیے۔ ہندوستان کے پُرسکون اسلامی ماحول میں لڑائی جھگڑوں کی جو آگ لگائی وہ اتنی شدید تھی کہ نہ صرف دوسرے علمار اہل سنت بلکہ خاندانِ عزیزی کے علمار بھی چیخ پڑے۔

مولوی خلیل احمد بدایونی شاید اپنے اس بڑھے ہوئے سے بھی مکر جائیں کہ

جب مولوی اسمٰعیل دہلوی کو یہ جھگڑے سمجھائے گئے تھے تو انہوں نے یہی تو جواب دیا تھا کہ لڑنے دو خود ہی لڑ جھگڑ کر ٹھیک ہو جائیں گے، دور کیوں جائیے آپ نے خود اپنی کتاب "انکشافِ حق" کے صفحہ ۱۰۶ پر مولوی اسمٰعیل دہلوی کی دینی غارت گری پر علامہ خیرآبادی کا ایک فتویٰ نقل کرکے اس کا ترجمہ جو کیا ہے وہ یہ ہے۔

"یعنی مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان کی تقویت الایمان کی عبارت کے بارے میں جو سوال کا تیسرا نمبر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کلام لاطائل کا قائل از روئے شریعت بلاشبہ کافر و بے دین ہے۔ ہرگز مومن مسلمان نہیں ہے۔ اس کا حکم شرعاً قتل و تکفیر ہے۔ جو شخص اس کے کافر ہونے کے بارے میں شک کرے یا تردّد رکھے یا اس استخفاف کو ہلکا جانے وہ بھی کافر و بے دین نامسلمان ملعون ہے۔"

کیوں جناب علامۂ انکشاف! آپ ہی کی تحریر کے مطابق مولوی اسمٰعیل دہلوی کی ہندوستان بھر پھیلائی ہوئی یہ کتنی ہولناک آگ تھی کہ علمار کو اس کے کفر وارتداد اور قتل کا حکم دینا پڑا۔ اس وقت اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ تو پیدا بھی نہیں ہوئے تھے مولوی اسمٰعیل دہلوی کے یہ وہی فتنہ انگیز مسائل وہی گستاخیوں سے بھری ہوئی آتشبار کتابیں تھیں جن کو مولوی اسمٰعیل دہلوی کے متبعین خصوصاً دیو بند نے اپنے سینے سے لگایا اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کی آگ کو پورے ہندوستان میں بھڑکا دیا اور توہین و تنقیص میں اپنے دینی پیشوا مولوی اسمٰعیل سے بہت زیادہ آگے بڑھکر فتنے پھیلائے یہی وہ زمانہ تھا کہ خدائے قدوس نے اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کو پیدا فرما کر وہ ہمہ گیر اعلیٰ دینی بصیرت و توانائی عطا کی کہ آپ نے تمام نجدیوں، وہابیوں، دیو بندیوں، قادیانیوں اور دیگر فرق باطلہ و ضالہ کی بددینی و بدمذہبی کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے ان کے دینی اغلاط و اخلاط اور گستاخیوں کو عریاں کر کے رکھ دیا۔ صحیح اسلامی عقائد و اعمال کو نکھار کر دنیا کے سامنے پیش

کیا۔ خدائے قدوس کی ذات و صفات، انبیاء کرام اور سید الانبیاء کے تمام و خاص اوصاف ان کی اسلامی تعظیم و تکریم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی محبت بزرگانِ دین کے صحیح احترام و اتباع کا حقیقی درس دیا، جن سے ہندوستان کے کروڑوں مسلمان بفضلہٖ تعالیٰ گمراہوں، بدمذہبوں، بددینوں خصوصاً دیوبندیوں کی دینی تباہی سے ہوشیار اور محفوظ ہو گئے جس پر سارا دیوبندی، نجدی کنبہ اور اکبر علماء مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی چراغ پا ہیں اور غیظ و غضب میں وہ حرکتیں کرتے ہیں جو انہیں دنیا و آخرت میں لے ڈوبے۔

پھر یہ دیوبندی صفت خاصہ بھی دیکھ لیجئے کہ تعصب، جلن، حسد نے علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد کو ایسا اندھا کر دیا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی بکثرت تصانیف کا مطالعہ کرنے کے بعد بھی آپ کو صرف دو ہی مسئلے ٹپائی دیئے ایک[1] فقہی اذان ثانی کا۔ دوسرے[2] تکفیر کا۔ وہ بھی آپ کی گستاخ دیوبندی طینت پر معمولی حیثیت رکھتا ہے۔

اس کے بعد مولوی خلیل بدایونی نے ص[14] سے ص[15] تک اپنے سنی حنفی ماتریدی اشعری قادری برکاتی ہونے کی ڈینگیں ماری ہیں اور بہت کچھ اپنی صفائیاں پیش کی ہیں الحمد للہ ! اہلِ سنت اب آپ کے فریب میں نہیں آسکتے آپ کون ہیں یہ آپ نے اپنے مناظرہ کے وقت ہی ظاہر کر دیا تھا اور اب "انکشافِ حق" لکھنے کے بعد تو آپ نے اپنے خالص دیوبندی وہابی کافر و مرتد ہونے پر خود ہی مہر لگا دی۔

رہا آپ کا حنفی بننا تو یہ دیوبندیوں قادیانیوں کی طرح فریب ہے، رہے آپ کے دوسرے ٹائیٹل تو وہ بھی دیوبندیوں کی طرح ایک چال ہے جو حنفی قادری چشتی سہروردی مجددی کا لیبل لگا کر اپنی توہین و تنقیص کفر و ارتداد کو چھپانا چاہتے ہیں۔ آپ کا اولیائے کرام کی محبت کا دعوے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تنقیصِ شان اور گستاخیاں کرنے والے دیوبندیوں کی حمایت کے بعد باطل

اور مکاری ہے۔

یہاں مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کی یہ دلچسپ بات ضرور قابلِ ذکر ہے کہ آپ مسئلہ تکفیر میں خود محقق و آزاد رہتے رہتے یہاں تقلیدی بن گئے ہیں چنانچہ آپ نے یہاں یہ اقرار و اعلان کیا ہے کہ آپ مسئلہ تکفیر میں امام ابو منصور ماتریدی امام ابو الحسن اشعری اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیرو کار ہیں۔ خیر آپ بنتے بگڑتے رہئے کہئے اور بدلتے رہئے آپ کی ناموری تو ہو گی جس طرح بھی ہو ہمارا یہاں یہ کہنا ہے آپ سے کہ :۔

"اے علامہ کفِ لسان ! آپ اپنے دیوبندی حمائتیوں سمیت اپنی کتاب "انکشافِ حق" کو پوری طرح چھان ماریئے اور یہ دکھائیے کہ چاروں دیوبندیوں کی کفریہ عبارات کو نقل کر کے کہاں آپ نے یہ بتایا ہے کہ امام اعظم، امام ماتریدی، امام اشعری نے یہ فرما کر ان کفریہ اقوال کو کفر و ارتداد نہیں کہا ہے یا ان جیسے اقوال کو نقل کر کے آپ نے یہ بتایا ہو کہ یہ ائمہ دین ان کو کفر و ارتداد نہیں کہتے ہیں۔ آپ اس کتاب میں تو یہ قطعاً بیان نہیں کر سکے اور نہ قیامت تک آپ کسی کتاب میں لکھ سکتے ہیں۔ آپ نے یہ کیا دعویٰ کر دیا کہ تکفیر میں ہم ان ائمہ دین کے پیرو ہیں۔"

مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے آگے مسئلہ تکفیر دیوبندیہ میں ائمہ اہلسنت کے اصول و احکام کی اپنی پابندی کا ذکر کیا ہے جو سراسر جھوٹ ہے اور اس پر ہم تبصرہ کر چکے ہیں مزید جہاں آپ نے اپنی دانست میں اس سلسلہ میں اپنا کمال دکھایا ہے وہیں آپ کا زوال بھی ان شاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو جائے گا۔

ایسے ہی آپ نے مسئلہ تکفیر میں تحقیق و تقلید کی متضاد باتیں کہی ہیں وہ بھی بیان کر دی گئیں ہیں۔ تکرار کی حاجت نہیں — البتہ آپ نے اپنی کتاب ....

"انکشاف حق کے صفحہ ۱۲ پر اپنے موقف کفِ لسان کی جو خاص بات کہی ہے اور وہی اصل مبحث ہے اسی لئے اس پر تبصرہ ضروری ہے۔ علامہ کفِ لسان فرماتے ہیں۔

"لہٰذا فقیر کا موقف کفِ لسان دلائل شرعیہ و قواعد اصول علمیہ کی وجہ سے ہے، فقیر نے اپنے علم و تحقیق کی بنا پر خداوند عالم سبوح قدوس کے خوف سے اور روزِ جزا کے ڈر سے اپنے دین و ایمان کے تحفظ کے قصد سے اپنا موقف ٹھہرایا ہے۔"

ہماری عرض ہے کہ مولوی خلیل احمد صاحب کا یہ پورا بیان کذب و فریب ہے آپ کی پوری کتاب "انکشافِ حق" ان دلائل شرعیہ اور قواعد اصول علمیہ سے یکسر خالی ہے جو تکفیر دیوبند میں آپ کے موقف کفِ لسان کی تائید کرتی ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ آپ نے بزعم خود عالم و محقق بن کر بے اصولی کا نام اصول — جہالت کا علم — اور حماقت کا تحقیق رکھ لیا ہے۔ کچھ تو ناظرین نے یہاں تک دیکھ ہی لیا ہے باقی ان شاء اللہ تعالیٰ ان مقامات پر ملاحظہ فرمائیں گے جہاں ملائے انکشاف نے اپنے علم و تحقیق وغیرہ کی جولانی دکھائی ہے۔

تکفیرِ دیوبندیہ سے کفِ لسان کے لئے آپ کا دلائل شرعیہ، قواعد و اصول علمیہ، علم و تحقیق کا اعتراف کرنا صاف بتا رہا ہے کہ آپ دیوبندی کفریات پر یقینی اطلاع رکھتے ہیں۔ اس لئے آپ کے کفِ لسان پر آپ کے کفر و ارتداد میں کوئی شبہ نہیں مگر آپ نے اپنا موقف جو کفِ لسان ٹھہرایا ہے اس میں بھی آپ کی جہالت نمایاں ہے۔ آپ کے اصول و قواعد علمیہ کی پابندی اور علم و تحقیق نے آپ کو یہ تمیز ہی نہیں کرائی کہ آپ کفِ لسان کر رہے ہیں۔ یا دیوبندی مرتدین کے موقف کفر و ارتداد کو صاف صاف اختیار کر رہے ہیں۔

اے ملّا انکشاف! آپ نے اپنی اسی کتاب میں خارجیوں اور معتزلیوں کی تکفیر سے کفِ لسان کا ذکر کیا ہے۔ ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان ائمہ دین نے صرف کفِ

لسان ہی کیا ہے یا خود بھی خارجی، معتزلی مذہب کو اختیار کر کے خارجی معتزلی بن گئے تھے، موقف تو آپ دیوبندی دین کے اختیار کرنے کا کر رہے ہیں اور نام رکھ رہے ہیں — "کفِ لسان"۔ یہاں یہ دھوکہ نہ کھائیے کہ آپ کا کفِ لسان یہاں خود کفر و ارتداد ہے، اور وہاں ائمہ دین کا کفِ لسان حفظ اسلام و ایمان ہے۔

ابھی آپ نہیں سمجھے ہیں تو آگے اپنے مباحث کے خاص مقام پر سمجھ لیجئے گا، ہاں اے علامہ کفِ لسان! یہ ضرور دھیان میں رکھئے آپ ہزار اپنے علم و تحقیق میں مگن رہیں مگر دنیا اصلاح کی خوبصورت اصطلاح میں آپ کی تحلیق و تقصیر کو اچھی طرح سمجھتی ہے۔

علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد بدایونی نے اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی ذاتِ اقدس کو مجروح کرنے کا ارادہ کر کے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے جو چال چلی ہے اسے انکشاف کے صفحہ ۱۶ پر دیکھئے۔ آپ لکھتے ہیں۔

"فاضل بریلوی فرشتے نہ تھے، نبی و رسول نہ تھے یقیناً بشر غیر معصوم تھے۔" ص۱۶

جی ہاں! تو کیا علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد بدایونی اور آپ کے دیوبندی وہابی، نجدی پیشوا نبی، رسول، فرشتے معصوم تھے جن سے گستاخیاں گالیاں، کفر و ارتداد اور ان کی جھوٹی اور غلط تاویلات کرنا، ان پر باتیں بنانا، الزام دھرنا، منہ زوری کرنا سرزد نہیں ہو سکتا۔ دیوبندیوں سے جرم اٹھانے کی آپ نے یہ کون سی دلیل پیش کی۔

الحمد للہ کوئی سنی صحیح العقیدہ مسلمان اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کو نہ نبی سمجھتا ہے نہ رسول نہ فرشتہ اور نہ معصوم مانتا ہے لیکن اس پر یقین رکھتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ علوم دینیہ و متعلقہ فنون کے عظیم و ممتاز ماہر تھے انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صحیح تعظیم و توقیر کرنے والے سید الانبیاء رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور اپنے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا ادنیٰ غلام سمجھنے والے تھے۔ اعلیٰ حضرت ہرگز ہرگز انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بھائی بننے اور ہمسری کا دعویٰ کرنے، اپنے جیسا بشر سمجھنے کی کبھی جرأت نہیں کی نہ ان تصورات کو برداشت فرمایا۔ بحمدہٖ تعالیٰ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے پورے آداب دینیہ کے ساتھ خداداد علوم و فنون کے جو دریا بہائے ہیں جو تحقیق و تدقیق کی ہے، دودھ کا دودھ، پانی کا پانی کر کے دکھایا ہے۔ اور مکھن سے بال کو نکال پھینکا، امت کی عظیم و ممتاز دینی رہنمائی فرمائی۔ مسلمانوں کو جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں گرنے سے بچا لیا۔ دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی سے حفاظت کے سامان مہیا کر دیئے وہ معاصرین کو نصیب نہ ہو سکے۔ جس کا نتیجہ ہے کہ مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی اور ان کے ہم پیشہ معاندین جل بھن کر اپنی بدنصیبی کا ماتم کر رہے ہیں۔

آگے ص۲۱ پر علامہ کفِ لسان بقلم خود محقق و مدقق اور اکبر علماء مولوی خلیل احمد بدایونی رقمطراز ہیں۔

"اس پرفتن دور میں کافر کہنے کا شوق اس قدر بڑھ چکا ہے کہ نااہل اور ناواقف لوگ بھی اس کو اپنا مشغلہ بنائے ہوئے ہیں۔ ابھی ابھی چند روز کا واقعہ ہے مولوی شاہد رضا پیلی بھیت نے فقیر کے پاس ایک تحریر بھیجی تھی جس میں انہوں نے فقیر کی بابت یہ کہا تھا کہ آپ محالِ شرعی کو زیرِ قدرت باری تعالیٰ مانتے ہیں لہٰذا آپ کی تکفیر کے لئے یہی کافی ہے۔ گو دنیا میں علم کی کمی اور جہالت کی کثرت ہو گئی ہے مگر بفضلہ تعالیٰ اہلِ علم و فضل ابھی زندہ اور موجود ہیں۔ ان بقلم خود علامہ نے اپنے جہل و بے علمی کا ثبوت دیا ہے اور علم اور اہلِ علم پر ظلم کیا ہے ابھی تو بیچارہ عبارات اہلِ علم کے صحیح ترجمہ کرنے پر بھی قادر نہیں ہے۔

بقول شخصے کے آمدی و کے پیر شدی اس پر ہمت یہ ہے کہ اکابر علماء پر فتوے کفر لگانے کا شوق فقیر نے ایسی لغویات کی طرف توجہ کرنا بے کار سمجھ کر ترک کیا کہ اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً، فرمانِ رب کریم ہے اور اعرض عن الجاھلین بھی فرمایا گیا ہے۔ ان دونوں آیاتِ شریفہ سے ہمیں سبق ملا ہے کہ جاہلوں سے اعراض کرنا چاہئے۔ فقیر نے اس پر عمل کیا۔" (انکشاف حق ص۲۱)

ان عبارتوں میں ملا انکشاف نے خود اپنی جو تعریف کی ہے اور حضرت مولانا شاہد رضا خانصاحب پر جو کیچڑ اچھالا ہے پہلے اسی پر پھر سے نظر ڈال لیجئے۔

علامہ انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب خود اپنی ذات کے متعلق فرماتے ہیں۔

۱۔ (علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی جیسے) اہلِ علم و فضل دنیا میں ابھی زندہ ہیں۔

۲۔ مولانا شاہد رضا خانصاحب پیلی بھیتی نے علم اور اہلِ علم (علامہ کفِ لسان) پر ظلم کیا ہے۔

۳۔ ملا کفِ لسان مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی اکبر علماء ہیں۔

۴۔ چونکہ آپ جلالتِ علم و فضل اور دینی اکبریت کے منصب عالی پر فائز ہیں۔ اس لئے آپ نے مولانا شاہد رضا خانصاحب کی لغویات کی طرف توجہ کرنا ہی بیکار سمجھا اور جواب ترک فرما دیا۔

۵۔ چونکہ علامہ انکشاف قرآن حکیم کے پکے عامل ہیں اس لئے آپ نے دو آیات کریمہ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً اور اعرض عن الجاھلین پر پورا پورا عمل کر کے اپنے قول کے مطابق مولانا شاہد رضا خاں صاحب جیسے جاہل کا جواب دینے سے اعراض ہی کیا۔

بدایوں میں علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کے جھوٹ بولنے کے قصے تو سننے میں آئے تھے ہم نے اس طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی مگر آپ کی

یہ کتاب "انکشاف حق" تو جگہ جگہ یہ بتا رہی ہے کہ آپ عادی جھوٹے اور فریبی ہیں، یہیں دیکھئے کہ آپ نے مولانا شاہد رضا خاں صاحب کو کیا کیا کہہ کر بیان کیا کہ ان کی لغویات کا جواب دینا تو درکنار اس طرف توجہ کرنا بھی بیکار سمجھکر ترک کر دیا پھر اس کو ملا انکشاف نے اس طرح مضبوط و موکد کر دیا کہ قرآن شریف کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے آپ نے جواب سے اعراض کرنے پر ہی عمل کیا۔

مگر آپ جیسے عادی کذب بیان و فریبی کہاں خاموش رہنے والے تھے رگ پھڑ پھڑائی۔ آپ نے آخر اپنے ہی بیان کردہ قرآنی احکام سے منہ موڑ لیا اور سارے اعراض اور ترک کو دھتا بتا کر ان لغویات کا جواب دے ہی دیا اور اپنے ماتھے پر جھوٹ کا یہ کلنک برقرار رکھا کہ آپ نے قرآن حکیم کے حکم کے مطابق ترک واعراض پر عمل کر لیا ہے۔

یہ تو آپ ہی کے بیان کردہ آپ کے ذاتی اوصاف تھے، حضرت مولینا مشاہد رضا خانصاحب پیلی بھیت مدظلہ العالی پر آپ نے جو کیچڑ اچھالا ہے اسے بھی دیکھ لیجئے۔

ملاّ انکشاف فرماتے ہیں۔

۱ "نااہل وناواقف ہے ۲ بقلم خود علامہ

۳ جاہل وبے علم ۴ علم اور اہلِ علم پر ظلم کرنے والا

۵ اہلِ علم کی عبارتوں کا ترجمہ کرنے پر قادر نہیں ۶ بقول شخصے ہر طرح بے حیثیت ۷ اس پر یہ ہمت کہ علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد بدایونی جیسے اکبر علمار پر فتوئے کفر لگانے کا شوق ۸ لغویات والا۔"

اب آپ یہ دیکھئے کہ علامہ انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی اپنے جملوں اور الزامات میں کتنے جھوٹے اور فریبی ہیں اور یہ بھی ملاحظہ فرمایئے کہ یہی الزامات الٹے علامہ کفِ لسان پر کیسے وارد ہو رہے ہیں اور یہ بھی مشاہدہ

کر لیجئے گا کہ علامہ انکشاف کو ان کا علمی گھمنڈ اور تکبر۔۔۔۔ کس طرح لے ڈوبا ہے

سب سے پہلے علامہ کف لسان کی ان عبارات کو دیکھئے جو مولانا شاہد رضا خانصاحب کے جواب میں اصل مبحث ہیں ــــ آپ فرماتے ہیں۔

"اب ہم بتاتے ہیں کہ محال شرعی جو کہ محال بالغیر کی ایک صنف ہے ممکن بالذات ہوتا ہے۔ علمار محققین کا ارشاد ہے کہ ہر ممکن بالذات زیر قدرت ... داخل ہے۔ علامہ فضلِ حق خیرآبادی مرحوم اپنے رسالے "امتناع نظیر" میں فرماتے ہیں "افاد الاستاذ پس حق آنست کہ او سبحانہ برہر ممکن ذاتی قادر ست" ناظرین کرام غور فرمائیں کہ مولانا خیرآبادی نے کس قدر صاف طریقہ سے فرمادیا ہے حق یہی ہیکہ حق تعالیٰ جل وعلا ہر ممکن ذاتی پر قادر ہے۔"

علامہ انکشاف کا دعویٰ اس طرح ہے۔

محال شرعی محال بالغیر کی ایک صنف ہے جو ممکن بالذات ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر ممکن بالذات پر قادر ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ محال شرعی پر بھی قادر ہے۔ (معاذ اللہ)

اور دلیل میں آپ کہتے ہیں کہ :۔

حضرت علامہ خیرآبادی نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ممکن ذاتی پر قادر ہے۔

اور دلیل کی تائید میں حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی اور اعلیٰ حضرت امام بریلوی کے اقوال پیش کئے ہیں۔

اب ہماری بحث کو تمہید کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی حیدر علی رامپوری اپنی منطق، فلسفہ، علم کلام کی مہارت کے گھمنڈ میں امکان نظیر ثابت کرنے چلے تھے اپنی دانست میں بہت بڑے اعتراضات اٹھائے تھے۔ نجدیہ وہابیہ کی پوری وکالت کی تھی، حضرت علامہ خیرآبادی نے "امتناع نظیر"

میں ان کی جہالت و حماقت کو عریاں کرکے رکھدیا، مولوی حیدر علی رامپوری نے اس جملہ پر بھی بحث کی تھی۔ حضرت علامہ خیر آبادی نے اس جملہ "حق آنست کہ او سبحانہ بر ہر ممکن ذاتی قادرست" سے قبل متکلمین کے اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے آگے اس جملہ کی تشریح فرمائی ہے۔ مولوی خلیل احمد صاحب ان مضامین کو کیا خاک سمجھیں بس وہ تو نقال ہیں اور نقال کی جو حیثیت ہوتی ہے وہ معلوم، کچھ ہو لوگوں میں اتنا تو چرچا ہو جائے گا کہ علامہ انکشاف منطق و فلسفہ، علم کلام کے بہت بڑے ماہر ہیں اور اس عظیم قوتِ علمیہ کے سبب ہی انہوں نے کفِ لسان کا موقف اختیار کیا ہے

اے علامہ کفِ لسان آیئے اور اپنی جہالت و حماقت کا تماشہ دیکھئے، حضرت علامہ فضلِ حق خیر آبادی اسی اپنی کتاب "امتناع نظیر" کے ص۲۱ پر فرماتے ہیں۔

" واعتقاد ایں کہ ہر ممکن ذاتی گو مستلزم ممتنع ذاتی باشد تحتِ قدرتِ الٰہی داخل ست نیز بکفر و بے ایمانی می کشد، چہ قدرت وغیرہ صفاتِ کمالیہ حضرت باری جل شانہ نزد عامہ متکلمین و ہم نزدِ پیشوایانِ ایں سفیہ بے ایمان ممکنات ذاتی ہستند و عدم آنہا کہ ممکن ذاتی و ممتنع بالغیرست نزدِ متکلمین تحتِ قدرتِ الٰہی داخل نیست و اعتقاد بدخول آں تحت قدرت کفر و الحادست۔"

علامہ خیر آبادی کی اس عبارت کا ترجمہ بھی دیکھ لیجئے۔

ترجمہ۔ " اور یہ عقیدہ رکھنا کہ ہر ممکن ذاتی اگرچہ ممتنع ذاتی کا مستلزم ہو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل ہے۔ کفر و بے ایمانی کی طرف لے جاتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت اور اس کے علاوہ باری تعالیٰ کی دوسری صفاتِ کمالیہ عام متکلمین کے نزدیک اور اس بے وقوف بے ایمان (مولوی حیدر علی رامپوری) کے (وہابی) پیشواؤں کے نزدیک بھی ممکنات ذاتی ہیں اور ان

صفاتِ کمالیہ کا معدوم ہونا جو کہ ممکن ذاتی اور ممتنع بالغیر ہے، متکلمین کے نزدیک قدرتِ الٰہیہ کے تحت داخل ہی نہیں ہے اور ان کا قدرتِ الٰہی کے تحت داخل ہونے کا عقیدہ رکھنا کفر اور الحاد (بے دینی) ہے۔" (ترجمہ عبارت امتناع نظیر ص۲۱)

اے علامہ کفِ لسان بجنوری! کچھ آپ کو اپنی جہالت بلکہ کفر و الحاد پر یقین آیا؟ یہ وہی علامہ..... خیر آبادی ہیں جن کے رسالہ "امتناع نظیر" سے آپ نے یہ جملہ نقل کیا تھا کہ — "اللہ تعالیٰ ہر ممکن ذاتی پر قادر ہے۔"

وہی علامہ اسی امتناع نظیر میں سبق پڑھا رہے ہیں کہ:۔

" یہ عقیدہ رکھنا کہ ہر ممکن ذاتی اگرچہ ممتنع ذاتی کا مستلزم ہو زیرِ قدرت داخل ہے، کفر و الحاد ہے۔"

اور یہی مولینا شاہد رضا خانصاحب بیلی بھیت کا ارشاد ہے۔

اے انکشافی ملّاجی! کیا آپ یہ گمان رکھیں گے کہ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی آپ جیسے بدھو تھے جو ایک جگہ کچھ کہتے تھے اور دوسری جگہ کچھ اور وہ خود اپنے ہی اقوال و مسلمات کو نہیں سمجھتے تھے؟ انشاء اللہ تعالیٰ قدرے تفصیل سے ہم عنقریب گفتگو کریں گے۔ پہلے ہم حضرت علامہ خیر آبادی کے مندرجہ بالا قول کی تائید میں ایک دو مستند قول اور نقل کردیں۔

شرح عقائد نسفی ص۴۲ پر فرمایا۔

والحاصل ان الممکن لا یلزم من فرض وقوعہ محال بالنظر الیٰ ذاتہ واما بالنظر الیٰ امر زائد علیٰ نفسہ فلا نسلم انہ لا یلزم المحال۔

یعنی ممکن کے وقوع کو فرض کرنے سے اس کی ذات کے اعتبار سے محال لازم نہیں آئیگا۔ لیکن نفس ممکن پر امر زائد کے اعتبار سے ہم نہیں تسلیم کرسکتے کہ محال لازم نہ آئے۔

امام رازی تفسیر کبیر جلد ۲ ص۲۲۱ پر زیر آیت کریمہ ان اللہ لا یظلم

مثقال ذرۃ فرماتے ہیں والذی یدل علی ان الظلم محال من اللہ ان
الظلم مستلزم للجھل والحاجۃ عندکم وھما محالان علی اللہ و
مستلزم المحال محال والمحال غیر مقدور۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے ظلم محال
ہونے پر جو بات دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ "ظلم" جہل اور حاجت کا مستلزم ہے۔
تمہارے نزدیک جہل اور حاجت اللہ تعالیٰ پر محال ہیں اور محال کا مستلزم بھی محال
ہوتا ہے اور محال غیر مقدور ہے۔ (یعنی تحت قدرت الٰہی داخل نہیں)

ہم چاہتے ہیں کہ ان علمائے دین کی عبارتوں کو اصل مسئلہ کے ساتھ منطبق
کر کے مفہوم کو صاف کردیں اور یہ بھی دکھا دیں کہ مولوی خلیل احمد بجنوری بدایونی نے
کہاں کہاں ٹھوکریں کھائی ہیں اور کس طرح عوام کو کافر و ملحد بنانے کی کوشش کی ہے۔

مولانا شاہد رضا خان صاحب کا یہ قول آپ نے نقل کیا ہے کہ :۔

"محالِ شرعی کو آپ زیرِ قدرت باری تعالیٰ مانتے ہیں جو آپ کے کفر کیلئے کافی ہے۔"

مولوی خلیل احمد بدایونی نے اس کا رد یوں کیا کہ :۔

"محال شرعی محال بالغیر ہے (یہ ہمیں بھی تسلیم ہے) اور محال بالغیر ممکن بالذات
ہی تو ہے جس پر اللہ تعالیٰ قادر ہے (اور یہی ہمیں تسلیم نہیں اسلئے کہ
یہ اسلامی تعلیمات اور ائمہ دین کے ارشادات کے خلاف ہے۔"

ہمارے ائمہ فرماتے ہیں کہ ایک امر ممکن بالذات تھا اب وہ کسی امر زائد کی وجہ سے محال
ہوگیا مثلاً شرعی حکم جیسے غیر نے اس ممکن کو محال بنا دیا یعنی ایک امر کے وقوع میں ہزار ممکن ہو
مگر حکمِ شرع جب اس کے وقوع کو محال بنا دے تو وہ قدرتِ الٰہی کے تحت آنے کی
صلاحیت کو ختم کردے گا۔ اب صرف ممکن بالذات پر نظر رکھنا اور اس کے ممتنع بالغیر
ہونے سے آنکھیں چرا کر تحتِ قدرتِ الٰہی داخل کرنا کفر والحاد ہوگا۔ علامہ خیر آبادی
کے الفاظ کو دیکھئے۔

" وعدم آنہا کہ ممکن ذاتی ممتنع بالغیر ست نزدِ متکلمین تحت قدرت الٰہی

داخل نیست واعتقاد بدخولِ آن تحت قدرت کفر والحاد ست۔"

یعنی صفاتِ کمالیہ جو ممکناتِ ذاتی ہیں ان کا عدم ممکنِ ذاتی اور ممتنع بالغیر ہے۔ متکلمین
کے نزدیک قدرتِ الٰہی کے تحت داخل نہیں اور تحتِ قدرتِ الٰہی داخل ہونے کا عقیدہ
رکھنا کفر والحاد ہے۔ دیکھ لیجئے کہ ممکنِ ذاتی کے ساتھ ممتنع بالغیر کا لفظ موجود ہے اور اسی
کو متکلمین تحت قدرت ماننا کفر والحاد بتا رہے ہیں اور اسی کو ملّا انکشاف مولوی خلیل احمد
بدایونی نے یوں بیان کیا ہے۔

"محال بالغیر ممکن بالذات ہوتا ہے علماء محققین کا ارشاد ہے کہ ہر ممکن
بالذات زیرِ قدرت داخل ہے۔"

اور دلیل میں علامہ خیر آبادی کا یہ جملہ نقل کیا ہے۔

"پس حق آنست کہ او سبحانہ بر ہر ممکن ذاتی قادر ست۔"

یعنی پس حق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ممکن ذاتی پر قادر ہے۔

یہ بدھو علامہ کفِ لسان یہ سمجھ ہی نہیں سکے۔ ہر ممکن ذاتی جب تک وہ ممکن ذاتی ہے
اور ممتنع بالغیر نہیں ہے ایسے ہر ممکن ذاتی پر اللہ تعالیٰ کا قادر ہونا محققین نے مانا ہے
مگر وہ ممکن ذاتی ممتنع بالغیر بھی ہے تو اب اس پر خالص ممکن ذاتی کا حکم لگا کر تحتِ قدرت
داخل نہیں کرسکتے۔ عام متکلمین کے نزدیک یہ کفر والحاد ہے۔

چونکہ اکبر علماء علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد صاحب نے علامہ خیر آبادی اور علماء
محققین پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ بہتان باندھکر عوام کو کفر والحاد کی طرف گھسیٹنے کی
کوشش کی اور اس کے لئے ادعائی الفاظ استعمال کئے ہیں اس لئے ہم اس پر یہاں
حسبِ وعدہ تفصیلی گفتگو کریں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت علامہ فضلِ حق خیر آبادی اپنے والد ماجد و استاذ علامہ
فضلِ امام کے مسلک پر صفاتِ الٰہیہ اور ان کے سلب میں محال بالغیر کے قائل ہی نہیں
ہیں جو ان کے اس قول سے کہ "اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے" یہ لازم آئے کہ محال

بالغیر تحتِ قدرت داخل ہے، ان کے منقولہ قول سے مولوی خلیل احمد صاحب کا ان کے مسلک کے خلاف استدلال اور اس کی ان کی طرف نسبت ہی سرے سے باطل ہے۔

علامہ فضلِ امام کے مسلک کو پیش کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ صفاتِ الٰہیہ کے سلسلہ میں اختلاف بیان کر دیا جائے۔ تاکہ نفس مسئلہ کو ان کے مسلک پر اور تمام مذہبوں پر سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔

اسی امتناع نظیر ص۶۸ پر علامہ فضل حق خیرآبادی فرماتے ہیں۔

"اکنوں باید دانست کہ در مسئلہ صفاتِ کمالیہ حضرت واجب الوجود سبحانہ اختلاف ست، معتزلہ وفلاسفہ حضرات صوفیا رکرام و محققین متکلمین صفاتِ کمالیہ را عین ذات می دانند و عامہ متکلمین صفاتِ کمالیہ را غیر ذات حقہ اعتقاد می کنند و عامہ اشاعرہ می گویند کہ صفات او سبحانہ نہ عین او یند نہ غیر او یند۔"

مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کمالیہ کے مسئلہ میں اختلاف ہے جسکی تفصیل یوں ہے

۱۔ معتزلہ، فلاسفہ اور حضرات صوفیا رکرام اور محققین متکلمین صفاتِ کمالیہ کو عین ذات سمجھتے ہیں۔

۲۔ عام متکلمین صفاتِ کمالیہ کے بارے میں غیر ذاتِ حق کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

۳۔ اور عام اشاعرہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی صفات نہ اس کی عین ہیں نہ اس کی غیر ہیں۔

ان تینوں مسلکوں میں پہلا مسلک حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی اور ان کے والد ماجد حضرت علامہ فضل امام کا ہے چنانچہ اسی قول کے تحت کہ "اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے۔" علامہ فضلِ حق خیرآبادی مولوی حیدر علی رامپوری کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"استاذ مدعی قائل اند بایں کہ صفاتِ کمالیہ عین او سبحانہ است"

(امتناع نظیر ص۷۶)

یعنی حضرت استاذ اس مذہب کے قائل ہیں کہ صفاتِ کمالیہ اللہ تعالیٰ کی عین ذات ہیں۔"

اسی صفحہ پر چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں۔

"استاذ مدظلہ بزیادۃ صفاتِ کمالیہ بر ذات حق قائل نیست و نہ بامکان و مقدوریت آنہا قائل ست تا آنچہ ایں قائل در شق امکان و مقدوریت صفاتِ کمالیہ وارد کردہ ست وارد شود۔" (امتناع نظیر ص۷۹)

یعنی استاذ محترم مدظلہ ذات حق پر صفاتِ الٰہیہ کی زیادتی کے قائل ہی نہیں ہیں نہ ان صفاتِ کمالیہ کے امکان و مقدوریت کے قائل ہیں تاکہ جیساکہ اس قائل (مولوی حیدر علی رامپوری) نے صفاتِ کمالیہ کو امکان و مقدوریت کی شق میں داخل کیا ہے وارد ہو سکے۔

کیوں علامہ کفِ لسان! کھلی کچھ آنکھیں، کچھ آپ کو پتہ چلا کہ آپ کتنی جہالتوں کے مرکب ہیں حضرت علامہ خیرآبادی کے مسلک میں تمام استحالات عقلیہ و شرعیہ محال بالذات ہیں۔ ان کے مذہب پر بالغیر کا صفاتِ الٰہیہ میں سرے سے گزر ہی نہیں جو علامہ کفِ لسان بجتوری محال شرعی کو بالغیر کی صنف بتاکر ممکن بالذات میں گھسیٹ لیں اور تحت قدرت الٰہی بتاکر ڈھٹائی سے علامہ خیرآبادی اور محققین کی طرف نسبت کرکے سندیافتہ بن جائیں۔

مذہب ثانی :۔ دوسرے مذہب والے عام متکلمین صفاتِ کمالیہ کو ذات حق پر زائد و غیر اور ممکن بالذات کہتے ہیں ۔۔۔ مگر دوسرے مذہب والے متکلمین ممکن بالذات محال بالغیر کے زیر قدرت الٰہی ہونے کا صاف انکار فرماتے ہیں اور کفر و الحاد مانتے ہیں۔ ہم نے امتناع نظیر سے جو عبارت نقل کی ہے وہ اسی مذہب پر حضرت علامہ خیرآبادی نے اس عبارت میں ممکن بالذات کہکر زیر قدرت الٰہی بتانے والوں کا نہ صرف رد کیا ہے بلکہ انہیں کفر دبے دینی تک پہنچا دیا ہے ۔۔۔۔ عبارت کا وہ حصہ پھر دیکھ لیں۔

"وعدم آنہا کہ ممکن ذاتی و ممتنع بالغیر ست نزد متکلمین تحت قدرتِ الٰہی
داخل نیست واعتقاد بدخول آں تحت قدرت کفر والحاد ست۔"

اسی مذہب کے حکم سے متعلق ہم شرح عقائد نسفی و تفسیر کبیر سے عبارتیں پیش کر چکے ہیں اور یہی مسلک حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کا ہے۔

یہ تو آپ اوپر ملاحظہ فرما چکے کہ ماہر کذب و بہتان حاذق کفِ لسان مولوی خلیل احمد صاحب نے حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی پر کتنا بڑا جھوٹ بولا کہ ممکن بالذات محال بالغیر کے زیرِ قدرت الٰہی ماننے کا الزام علامہ خیر آبادی کے سر دھر دیا۔ حالانکہ علامہ خیر آبادی اس عقیدہ کو کفر و الحاد فرماتے ہیں۔

اسی کذب و بہتان سے مولوی خلیل احمد نے حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی کو بھی نہیں چھوڑا۔ حضرت موصوف کی عبارت نقل کر کے ترجمانی و مفہوم بیانی میں حضرت علامہ نابلسی پر بھی اتہام رکھ دیا کہ وہ بھی ممکن بالذات ممتنع بالغیر کو تحت قدرت الٰہی مانتے ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

مولوی خلیل احمد بدایونی نے علامہ نابلسی کی جو عبارت اپنی کتاب انکشافِ حق" ص ۱۸ پر نقل کی ہے وہ یہ ہے۔ " قال المحققون المراد بالممکن مالا یجب وجودہ ولا عدمہ لذاتہ فلا خل مالا یتصور من الممکنات لا لذاتہ بل لغیرہ کمن تعلق علمہ تعالیٰ بعدم وقوعہ کایمان ابی جہل۔"

حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی کی اس عبارت کا مفہوم یہ ہے۔

۱۔ ممکن بالذات سے مراد جس کا وجود و عدم واجب نہ ہو۔

۲۔ ممکن بالذات میں ممتنع بالغیر بھی داخل ہو جائے گا۔

۳۔ پھر اس کو اس طرح سمجھایا کہ وہ ممکن بالذات اگرچہ وجود میں آ تو سکتا تھا مگر علم الٰہی میں اس کا وجود میں نہ آنا تھا اس لئے وہ ممکن بالذات محال بالغیر بھی کہلائے گا۔

۴۔ اس کو مثال سے سمجھایا جیسے ابو جہل کا ایمان کہ اس کا ایمان لانا ممکن بالذات تھا مگر علم الٰہی میں جب یہ تھا کہ وہ ایمان نہیں لائے گا تو اب اس کا ایمان لانا محال بالغیر ہے یہاں تک بات بالکل صحیح ہے۔

مگر مولوی خلیل احمد بدایونی نے اس عبارت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے اپنی طرف سے یہ جملہ بڑھا دیا کہ " زیر قدرت باری تعالیٰ داخل ہے" اور یہ قطعاً جھوٹ اور بہتان ہے۔ حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی کی عبارت میں سرے سے یہ جملہ ہی موجود نہیں ہے اور نہ مولوی خلیل احمد بدایونی کہیں یہ دکھا سکتے ہیں کہ حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی کا یہ مسلک ہے یا انہوں نے کہیں یہ تحریر کیا ہے۔

یہ علامہ کفِ لسان جیسے خود کفر وارتداد کی حمایت واشاعت میں سرگرم ہے ائمہ دین پر بھی بہتان باندھ رہا ہے کہ وہ بھی کفر والحاد کی تعلیم دے رہے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اسی طرح مولوی خلیل احمد بدایونی نے اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ پر بھی یہ جھوٹا الزام رکھا ہے کہ وہ بھی ممکن بالذات محال بالغیر کے زیر قدرت الٰہی داخل ہونے کے قائل تھے۔ دیکھئے انکشاف ص ۱۸ پر آپ کے کذب و بہتان کو ہم اعلیٰحضرت قدس سرہ کے مسلک کو ان کی کتاب سبحان السبوح سے ہی بیان کرتے ہیں اور ایسی عبارت نقل کرتے ہیں جس سے مولوی خلیل احمد صاحب کے علم و فضل یا حماقت و جہالت کو دیکھ لیا جائے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:۔

" ہر ممتنع بالغیر محال بالذات کو مستلزم اور باوجود اس کے خود ممکن بالذات ہوتا ہے۔" (سبحان السبوح فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۶۹)

اس سے قبل فرمایا۔

"اے ذی ہوش! ورود نص کے سبب خلافِ نص کو محال شرعی اس
لئے کہتے ہیں کہ اس کا وقوع محال عقلی یعنی کذب الٰہی کو مستلزم،
شرح عقائد میں ہے۔ لو وقع لزم کذب کلام اللہ تعالیٰ و
ھو محال۔" (سبحان السبوح از فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۶۹)

کیوں جناب بحر علوم کذب و بہتان! کچھ آپ کو اپنے کذب و جہالت کا اندازہ ہوا، کچھ حیا بھی آئی کہ آپ کیا کیا بکواس کر گئے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر تو آپ نے بہت ناپاک حملے کئے ہیں اور دوسروں کے حملوں کو سراہا ہے کچھ آپ کو تمیز ہوئی کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ تو ائمہ دین اور علماء اہلسنت کا دامن تھامے ہوئے ہیں اور ان کی اتباع کرتے ہوئے مسلمانوں کو صراط مستقیم پر گامزن کرنا چاہتے ہیں اور ایک آپ ہیں کہ اپنے کذب و افترار جاہلانہ گھمنڈ احمقانہ علمی تکبر سے خود کفر و ارتداد میں مبتلا ہو کر مسلمانوں کو بھی ارتداد و جہنم کی طرف گھسیٹ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آپ کے شر سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

آگے صفحہ ۱۹ پر علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد صاحب رقمطراز ہیں۔

"الغرض یہ گروہ مسلمانوں کو کافر کہنے کے مہلک مرض میں مبتلا ہے۔"

آپ کا جھوٹ تو آپ ہی کے عمل سے ظاہر ہوتا جا رہا ہے جو باقی ہے وہ بھی عریاں ہو جائے گا لیکن اتنی بات سن لیجئے کہ ان کے مہلک مرض کی آپ کو کیا فکر پڑ گئی ہے اور آپ کا عادتاً کذب و بہتان، جہالت و حماقت غرور و تکبر کسی کے مرض کو کیا خاک سمجھنے دے گا۔ آپ اپنے مہلک مرض کو دیکھئے جو آپ کو کفر و ارتداد کے غار میں ڈھکیل کر تحت الثریٰ سے جہنم تک پہنچا دینا چاہتا ہے۔

آگے اسی صفحہ پر علامہ کفِ لسان رطب اللسان ہیں۔

"الحاصل غور کرنے سے ثابت ہوا کہ نہ درحقیقت نہ علماء دیوبند سے
کوئی اصولی اختلاف ہے بلکہ ضروریاتِ دین میں سے کسی مسئلہ یا

اصولِ شرعیہ میں سے کسی اصل کا انکار ثابت نہیں ہوتا۔" (انکشاف ص ۱۹)

جی ہاں علامہ کفِ لسان! اب آپ کو کیا اختلاف نظر آئے گا، کیا کوئی دیوبندی وہابی اپنے دیوبندی آقاؤں سے اختلاف کرے گا۔ پھر آپ جیسا دیوبندیت و وہابیت کا پکا وفادار سپوت دیوبندیوں کے کفر و ارتداد کو عین ایمان بتا کر جہنم کی طرف گھسیٹنے والا یہ کہے گا کہ ضروریاتِ دین و اصول دین میں اختلاف ہے۔

اے جامعِ کفر و ایمان علامہ کفِ لسان! بریلی اور دیوبند کے درمیان نور و ظلمت دن و رات، ایمان و کفر، جنت و جہنم کا اختلاف ہے۔ دونوں ایک دوسرے کی نقیض ہیں جن کا اجتماع محال بالذات ہے۔

رہا آپ کا گربۂ مسکین بنکر بھولے پن سے فروعات کے اختلاف کا ذکر کرنا تو ان باتوں سے لوگ آپ کے جھانسے میں آنے والے نہیں ہیں ان ہی فروعات کی آڑ میں آپ نے بہت دھوکے دیئے ہیں اور کافر و مرتد بنانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے۔ مولوی خلیل احمد بجنوری بدایونی نے ص ۲۰ سے ص ۲۵ تک اپنے مقالوں کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ جس پر یہاں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ ص ۲۵ پر آپ نے نوٹ کی جو بھرتی کی ہے اس پر تبصرہ ضروری ہے۔ علامہ کفِ لسان لکھتے ہیں۔

"جب کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ تکفیرِ مسلم کا مسئلہ تقلیدی نہیں اور اس
مسئلہ میں ائمہ اہلسنت کا اتباع کیا جائے گا۔" (انکشاف ص ۲۵)

علامہ انکشاف نے یہاں تک ثابت تو کچھ نہیں کیا مگر عادت کے مطابق بے سری ضرور گا گئے کہ ہم ثابت کر چکے، آپ کے نزدیک ثابت نہ کرنا ہی ثابت کرنا ہے۔ اور جو کچھ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے حقیقتاً وہ باطل اور ثابت نہ کرنا ہے۔ پھر جب تکفیرِ مسلم کا مسئلہ آپ کے نزدیک رہے سے تقلیدی ہی نہ رہا تو اسی مسئلہ میں ائمہ دین کی تقلید کا دعویٰ ہی جھوٹ اور بناوٹی ٹھہرا۔ ص ۲۵ پر مولوی خلیل احمد صاحب کی ایک اور ربدینی کی حرکت دیکھئے جس میں انہوں نے دیوبندیوں، وہابیوں کی کوڑی حمایت اور ان کے

کفریات پر پردہ ڈالنے کے لئے ہر تاویل کی آڑ میں ارتکاب کفر اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی کھلی چھوٹ دیدی ہے آپ بکتے ہیں۔

"تکفیر کے معاملہ میں ہمارے ائمہ کرام نے پھونک پھونک کر قدم رکھا ہے اور ہمیں بھی احتیاط کا حکم دیا ہے جس کا کلام ہو اس صاحب کلام کی ہر تاویل قبول کی جائے گی۔" (انکشاف حق ص ۲۵) معاذاللہ تعالیٰ۔

اب ہزار کوئی بدتر سے بدتر کفر و ارتداد کرے انبیاء کرام خصوصاً سیدالانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں لوگ بدترین توہین کرتے جائیں۔ اپنے قول کو برقرار رکھیں جھوٹی تاویلیں چلائیں۔ ملّا انکشاف بجنوری ان کی پیٹھ تھپک رہے ہیں کہ بیٹا شاباش جو کچھ حرکت کی تھی یہ بہت اچھا کیا کہ تو نے تاویل کر لی۔ بس کفریات بک، توہین کر اور تاویل کرتا چلا جا سیدھے جہنم پہنچ جا جو مولوی خلیل احمد کی محبوب جنت ہے۔ اس لئے کہ صاحب کلام کی ہر تاویل قبول کی جاتی ہے اور پھر کوئی کفر، کفر نہیں رہتا اور نہ توہین توہین رہتی ہے واہ رے خرانٹ وہابی!

یہ قول غلط نہیں معلوم ہوتا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنے والوں اور ان کی حمایت کرنے والوں کو توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔ آپ مولوی خلیل احمد بدایونی کی پوری کتاب دیکھ لیجئے تاویل ہی تاویل نظر آئے گی توبہ و تجدید ایمان کی ہوا بھی نہیں لگے گی صاف معلوم ہوتا ہے کہ خود آپ کی تقدیر میں توبہ نہیں نہ آپ کو یہ نصیب ہوا کہ توبہ و تجدید ایمان کی تعلیم دیں۔

معلوم ہوتا ہے بسط البنان کی طرح قادیانیوں کی تاویلات کا آپ نے مطالعہ نہیں کیا ہے ورنہ ان کی ہر تاویل کو قبول فرما کر آپ کفِ لسان ہی نہیں بلکہ قادیانی دین اختیار کر لیتے۔ مولوی خلیل احمد صاحب کو ان کی قسمت پر چھوڑ کر ہم ان کی لائن پر ہی گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اے علامہ کفِ لسان! شاید آپ کی سمجھ میں یوں آجائے کہ:-

ایک بدتمیز بدلگام گلیر آپ کے اور آپ کے روبرو آپ کی اولاد، شاگردوں

مریدوں کے سامنے برسرِ عام آپ کے باپ داداؤں کو فحش گالیاں دے توہین و تذلیل کرے تو آپ انتہائی متانت سے پوچھیں گے کہ بیٹا، باوا، دادا، میاں آپ یہ کیسی بات کہہ رہے ہیں اس پر وہ گلیر پھر وہی بدترین گالیاں سنائے، اسی تحقیر و تذلیل سے پیش آئے اور یہ بھی کہے کہ مولانا صاحب میں تو کہتا رہوں گا آپ کیا جانیں اس کی یہ تاویل ہے تو ضرور آپ اسے چھوڑ دیں گے آپ کے شاگرد، مریدین، اولاد برانگیختہ ہوں تو آپ منہ پر انگلی رکھ کر یہی کہیں گے۔ کفِ لسان۔ اے سپوتو! میں خود تاویل قبول کر کے خاموش ہو گیا ہوں۔ تم بھی اس کی ہر تاویل قبول کر کے اس کو گالیاں دینے دو، کفِ لسان کرو، بس میرے راستے پر چلو میری تقلید کرو۔

اگر اب بھی آپ کی فہم لطیف میں نہیں آیا ہے تو ایک ہلکی پھلکی مثال سن لیجئے۔

" ایک شخص آپ کے اور آپ کی اولاد، شاگرد، مریدین، متعلقین کے سامنے سر بازار کہتا ہے مولوی خلیل احمد صاحب بجنوری بدایونی پکے جاہل گدھے ہیں۔"

گرفت پر وہ شخص کہتا ہے ٹھہرو اس میں ہرگز توہین و تذلیل اور گالی نہیں ہے میری تاویل سنو قائل کی ہر تاویل قبول کی جاتی ہے۔ میری بھی تاویل قبول کرو۔ آخر بڑے بڑے شرفاء، ادباء، شعراء بلکہ علماء اسی انسان کو تو شیر، ہرن، بلبل، پروانہ کہتے ہیں۔ ان اقوال سے ان کہنے والوں کی مراد یہ تو نہیں ہوتی ہے کہ انسان کی شکل و صورت شیر، ہرن، بلبل، پروانہ کی طرح ہے نہ یہ ارادہ ہوتا ہے کہ انسان اور شیر، ہرن، بلبل پروانہ تمام اوصاف میں برابر ہیں۔ اسی طرح میرا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ مولوی خلیل احمد صاحب کی شکل و صورت، آنکھ، ناک، کان، منہ، سر، ہاتھ، پاؤں گدھے جیسے ہیں یا آپ گدھے کی طرح کوئی دم رکھتے ہیں یا آپ گدھے کی طرح ڈھیچوں ڈھیچوں کرتے ہیں۔ یہ تمام اوصاف میں مولوی خلیل احمد صاحب گدھے کی طرح ہیں۔ عرفِ عام و خاص میں "گدھا" جاہل اور بے وقوف کو کہتے ہیں اور خود مولوی خلیل احمد صاحب اور ان

کے عقیدت مند و محب یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ مولوی خلیل احمد صاحب تمام علوم ظاہریہ و باطنیہ کے عالم اور فنونِ مروجہ سے واقف ہیں۔ آپ کو علم و فنون کا لاکھواں حصہ نصیب ہوا ہو یہ بھی دعویٰ کرنا باطل ہے تو پھر مولوی خلیل احمد صاحب کا جاہل و بے وقوف ہونا اور اس اعتبار پر گدھا ہونا بھی صحیح و ثابت ۔

کہیئے علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد صاحب! آپ اور آپ کی سعادت مند فرمانبردار اولاد امریدین و متوسلین، معتقدین، متعلقین، احباب آپ کی ہر تاویل کے فارمولے کو قبول کر کے آپ کا جاہل، بے وقوف گدھا ہونا برداشت کریں گے ؟ اگر برداشت کرنے کو تیار ہیں تو انکشافِ حق کی طرح ایک کتابچہ یا اشتہار شائع کر کے اعلان کر دیجیۓ کہ :۔

"مولوی خلیل احمد صاحب جاہل بے وقوف گدھے ہیں چونکہ اس قول میں تاویل جاری ہو سکتی ہے بلکہ تاویل کرنے والے نے تو بھی تاویل کی ہے اس کو ہر حال میں قبول کرنا اور قائل کو برا بھلا کہنے سے کفِ لسان کرنا ضروری ہے اس لئے مولوی خلیل احمد صاحب کے جاہل گدھا بیوقوف کہے جانے پر ہرگز ہرگز کوئی چراغ پا نہ ہو بلکہ قائل کی تعریف کر کے اس کو اپنا پیشوا مانے"۔

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کا یہی مسلک ہے تو آپ کو "انکشافِ حق" لکھ کر اپنا غصہ اتارنے، گالیاں دینے، برا بھلا کہنے اور اپنے چراغ پا ہونے اور برداشت نہ کرنے کا اظہار کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی ؟ آپ نے اپنے خصموں کی تاویلوں کو اپنے ہی دیوبندی مذہب پر کیسے فراموش کر دیا۔ اگر اہلسنت نے آپ کو کافر و مرتد کہا تھا تو دیوبندی مذہب پر تاویل کے ساتھ ہی تو کہا تھا یہاں جب آپ کی ذات کا معاملہ ہوا تو کیسے آپ نے تاویل کو نظر انداز کر دیا۔ صاف ظاہر ہے کہ خود علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد اور ان کے ساتھی مولوی خلیل احمد صاحب کی توہین و تذلیل

کو برداشت نہیں کر سکتے نہ کسی تاویل کو سننے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں ۔

جب علامہ کفِ لسان نے عملاً اپنی شان میں توہین برداشت نہیں کیا اور نہ وہ اور ان کے متعلقین کی تذلیل و تحقیر برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں تو شرم آنی چاہیئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں کھلی توہین کرنے والوں کے خلاف تمہاری دینی حمیت کو کیوں موت آجاتی ہے، عزت و حرمتِ نبوت کے لئے تمہاری جسمانی و ایمانی حرارت کیسے سلب ہو جاتی ہے۔ تم کس سیاہ دلی کے ساتھ توہینِ رسالت کو برداشت کرتے ہو اور برداشت کرنے کی عام تعلیم دے رہے ہو کہ توہین و تحقیر کرنے والے کی ہر تاویل قبول کی جائے گی نتیجہ میں علامہ کفِ لسان لکھتے ہیں۔

"ایسی صورتوں میں علماء و اکابر دیوبند کی تکفیر کیسی ہو سکتی ہے۔"

ناظرین! دیکھ لیں کہ علامہ کف لسان نے جو احمقانہ و کافرانہ تمہید اٹھائی تھی اس کا اصل مقصد کیا تھا۔

جی ہاں! جب توہین و تحقیر کی نجاست و نحوست آپ کی اور آپ کے پیشوا دیوبندیوں وہابیوں کی طبیعت و سرشت مسلک و مذہب بلکہ دین بن چکی ہو اور آپ دیوبندی لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ہر کفر کی تاویل کا بیڑا اٹھا رکھے ہوں تو ہزار بدترین نجاست آلود کفریات آپ لوگوں سے سرزد ہو جائیں۔ کب آپ ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ دے سکیں گے۔

اس کے بعد علامہ کف لسان ماہر کذب و بہتان نے پھر جھوٹ کا سلسلہ باندھا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"جبکہ ان کی عبارتیں وہ مفروضہ مطلب ہی نہیں نہ ان کو قبول نہ اور علماءِ عصر کو قبول حسام الحرمین اور اس کے مصدقین علماءِ حرمین شریفین کی تصدیقات کا حال بھی بیان ہو چکا ہے۔" (انکشاف ص۲۵)

یہ آپ کی بولی کس پرانے خرانٹ دیوبندی کی بولی ہے۔ یاد رکھیئے کہ دیوبندیوں کے

کفریہ عبارتیں خود اپنے صریح و ناقابل تاویل کفری معنی کو اس طرح بیان کر رہی ہیں کہ ان میں کسی فرض و اندازہ کی کسی طرف سے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے، مفروضہ کہنا سراسر جھوٹ اور دیوبندی مرتدین کا پُر فریب شیوہ ہے، بھلا دیوبندی مرتدین اپنے توہینِ نبوت و رسالت کے کفری جرم کو قبول کریں گے۔ رہا مولوی خلیل احمد صاحب کا یہ کہنا کہ علمارِ عصر کو بھی ان کفریہ عبارتوں کا وہ مفروضہ مطلب قبول نہیں جس کو حسام الحرمین نے بیان کیا ہے تو یہ بھی آپ کا بہت ہی بڑا جھوٹ اور علمارِ معصر پر بہتان ہے جس کو بار بار ملّا انکشاف نے دوہرایا ہے، اپنے جیسے اوصاف والے ملّاؤں کو چھوڑ کر مولوی خلیل احمد صاحب مرتے دم تک یہ نہیں دکھا سکتے کہ قابلِ اعتماد علمارِ ہم عصر نے حسام الحرمین کے مطالب پر دلائل کے ساتھ بحث کر کے دیوبندی کفریہ عبارتوں کے کفری معنے کو مفروضہ قرار دے کر حکم کفر و ارتداد سے انکار کیا ہو، رہا آپ کا یہ کہنا کہ حسام الحرمین کی تصدیقات کا قطعاً کوئی حال بیان نہیں کیا ہے اور آگے بہت دور جا کر آپ نے تصدیقات کا ذکر کیا ہے وہیں ان کے جھوٹ فریب اور مکاری کو ملاحظہ فرما لیجئے گا۔

اس کے بعد علامہ انکشاف اسی سے متصل ص ۲۵ پر لکھتے ہیں۔

"ہمارے ائمہ کرام نے صریح اقوال میں بھی تاویل فرما کر اقوال کو صحیح محمل پر اتارا اور حکم کفر نہیں دیا۔"

اے ملّا انکشاف! آپ کچھ اپنے کہے ہوئے کو بھی سمجھتے ہیں یا نہیں، ملاجی! جب صحیح تاویل ہو سکے اور صحیح محمل ہو تب تو اتاریں اگر تاویل ہی سرے سے ممکن نہ ہو محمل ہی صحیح نہ ہو تو آپ نے کیا ائمہ دین کو بھی اپنا جیسا سمجھ رکھا ہے کہ وہ غلط تاویل کر کے غلط محمل پر اتارا کرتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ آپ نے کہا کچھ اور ہے اور مطلب اس کے خلاف یہ نکالنا چاہا کہ صریح ناقابلِ تاویل اقوال کفریہ دیوبندیہ میں غلط تاویل کر کے غلط محمل پر اتارا جائے اور اس کا جھوٹا الزام آپ ائمہ دین کے سر رکھنا چاہتے ہیں کہ وہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔

العیاذ باللہ تعالیٰ — اے ملّا انکشاف! آپ یہ کتنی بڑی کذب بیانی، بہتان طرازی مکاری، فریب دہی میں ملوث ہیں۔

اے لسان الدیوبندیہ مولوی خلیل احمد صاحب! ذرا مثال دیکر تو بتایئے کہ ائمہ دین نے فلاں فلاں قول کی یہ یہ تاویل کی ہے۔ اس صحیح محمل پر اتارا ہے اور کفر کا حکم نہیں دیا ہے۔ پھر ان اقوال میں اور دیوبندیوں کے کفریہ اقوال میں مطابقت پیدا کر کے دکھایئے۔ اگر واقعی آپ دنیا و آخرت کا سچا خوف رکھتے ہیں، حق کو اختیار کرنا چاہتے ہیں تو صاف کھل جائے گا کہ آپ کفر و ارتداد کی کن وادیوں میں جا دھنسے ہیں۔ ص ۲۶ پر مولوی خلیل احمد بدایونی نے یہ انکشاف فرمایا کہ:۔

"خوف و خشیتِ الٰہی، حشر و نشر کی جانگدازی، حساب و کتاب کا تخیل، موت، اور قبر کی ہولناکیاں، عذابِ جہنم کے دل شگاف واقعات مولوی خلیل احمد کو کھائے جا رہے ہیں۔"

عرض ہے کہ بے شک موت، قبر و حشر و نشر، حساب و کتاب کی ہولناکیوں، سختیوں اور عذابِ جہنم کی ابدیت سے مولوی خلیل احمد بدایونی جیسے لوگ بچ نہیں سکتے جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیارِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تحقیر کی ہے یا ان تحقیر و توہین کرنے والوں کی حمایت کی ہے، ائمہ دین و بزرگانِ ملت پر جھوٹا الزام رکھا ہو اور جھوٹ بول بول کر انتہاری مکاری اور فریب سے اپنے جھوٹے خوف و خشیت کا اظہار کر رہے ہوں۔" ص ۲۶ پر ملا انکشاف لکھتے ہیں۔

"مسلمانوں کو کافر کہکر اپنے دین و ایمان کو خطرے میں نہ ڈالو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کے علمار راسخین تمکو یہی راہ بتا رہے ہیں۔" (انکشاف ص ۲۶)

اے انکشافی ناصح صاحب! کافر کہنے پر آپ کیوں گھلے جا رہے ہیں۔ آپ نے خود ہی تو راستہ بتا دیا ہے — کہ تاویل آئی اور معصیت تو کیا کفر بھی غائب۔

اہلسنت نے جن دیوبندیوں پر کفر وارتداد کا حکم بتایا آپ کے وہی دیوبندی پیشوا بھی تاویل ہی کی بنیاد پر ان اہلسنت کو مومن و مسلم ہی مانتے ہیں۔ پھر آپ کے اور آپ کے پیشواؤں کے دھرم پر دین وایمان کا خطرہ ہی کہاں باقی رہا جو آپ دین وایمان کو خطرہ میں نہ ڈالنے کی نصیحت فرمارہے ہیں۔ آپ خود ہی یہ فرما چکے ہیں کہ تاویل کی اور کفر غائب، الحمدللہ!
اہلسنت اسلام کی سچی تعلیم کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کو ہرگز ہرگز کافر نہیں کہا جائے گا اور جنہوں نے کھلا ہوا ناقابلِ تاویل کفر کیا ان کو مومن و مسلمان کہنے کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور علمار راسخین نے قطعاً حکم نہیں فرمایا، مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر ہی کہنے کا حکم فرمایا ہے۔
علامہ کعبِ لسان اسی ص ۲۶ پر نصیحت فرماتے ہیں۔

"فاضل بریلوی نے اگر اپنی تحقیق اور رائے سے کسی کو کافر لکھ دیا ہے تو سمجھ لو کہ ان کی رائے اور تحقیق حجت شرعیہ نہیں ہے وہ ایک آخر زمانہ کے علمار میں سے ہیں نہ وہ نبی تھے نہ رسول تھے نہ مجتہد کے شاگردوں کے برابر تھے ان کی تحقیق اور ان کی رائے کو ان کے لئے ہی چھوڑ دو اور مسلمانوں کو اس میں نہ پھانسو۔"

بحمدہ تعالیٰ کوئی سنی اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کو نبی اور رسول قطعاً نہیں سمجھتا اور نہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے یہ راستہ کھولا ہے نہ اسے برداشت فرمایا ہے۔ یہ حصہ تو آپ کے دیوبندی پیشوا اور قادیانیوں کی قسمت میں ہی لکھا تھا جس میں آپ بھی شریک ہیں۔ اسی طرح کوئی سنی اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کو ائمہ مجتہدین اور ان کے شاگردوں کے برابر نہیں مانتا مگر اے علامہ کعبِ لسان! یہ تو بتلائیے کہ کیا آپ نبی، رسول، مجتہد، امام یا ان کے شاگردوں کے برابر ہیں جو امام بریلوی قدس سرہ کے مقابلہ میں تعلّی کے ساتھ نصیحت فرمارہے ہیں جب اعلیٰحضرت امام بریلوی قدس سرہ کی رائے اور تحقیق حجت شرعیہ نہیں تو آپ جیسے اعجوبۂ روزگار، ماہر کذب و بہتان، مختل العقل والحواس، سراپا خبط و جہالت کی رائے اور تحقیق کب حجت

شرعیہ بن سکتی ہے۔ یہ کون سا سبق آپ پڑھ پڑھا رہے ہیں۔
اب ذرا کان لگا کر سن لیجئے کہ بفضلہ تبارک و تعالیٰ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی ذات اقدس چودھویں صدی کے علمار میں سب سے زیادہ قابلِ اعتماد و استناد اور علمائے عوام تک سب کے لئے حجتِ شرعیہ رکھتی ہے۔ اہل سنت اچھی طرح جانتے ہیں کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ خود کو اپنے آقا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ غلام سمجھتے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق میں سرشار تھے، انبیار کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں غلام امتی کی طرح مؤدب تھے۔ انہوں نے دیوبندیوں کی طرح ہمسری، و خودسری ہرگز نہیں کی نہ اسے برداشت کیا، امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں اور ائمہ متمدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اطاعت و اتباع میں مسائلِ دینیہ و عقائد شرعیہ کے وہ جوہر ریزے بکھیرے ہیں کہ دنیائے علوم و فنون حیرت زدہ ہے۔
اعلیٰحضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکموں کی اطاعت اور ائمہ دین کی اتباع ہی میں دیوبندی وہابی پیشواؤں پر کفر و ارتداد کا شرعی حکم بیان فرمایا ہے، اگر مولوی خلیل احمد بدایونی اور ان کے دیوبندی پیشوا وغیرہم منہم اور دوسرے بددین وگمراہ فرقے اپنے کفر و ضلالت اور بعض علمار اپنی کرکری اور جھوٹی شان بنائے رکھنے کی غرض سے تسلیم نہ کریں تو ان کا تسلیم نہ کرنا اہلِ حق سنیوں پر ہرگز حجتِ شرعیہ نہیں اور مولوی خلیل احمد اور ان کے دیوبندی دھرم کے ساتھی غیظ و غضب میں بھڑکتے ہیں تو موتوا بغیظکم اپنے غیظ و غضب کی آگ میں جل کر مر جاؤ۔ اہلِ سنت تمہارے جال میں پھنسنے والے نہیں ہیں۔
یہاں تک علامہ انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے اپنی کتاب "انکشافِ حق" کا بیانِ مقصد و تعیینِ موقف اور خلاصہ پورا کیا ہے جس میں نوٹ کا ایک پیوند بھی لگا ہوا ہے، تمام صفحات پریشان خیالی، بے ربطی، فضول مکررات بے جا طوالتوں، غیظ و غضب، حماقت و جہالت اور کذب و فریب سے بھرے ہوئے ہیں۔

خلاصہ کے بعد شاید کسی کا یہ خیال ہو کہ مقالات متعین کرتے ہی آپ ہر مقالہ پر گفتگو شروع کر دیں گے۔ جی نہیں مقالات پر مباحث سے قبل صـ۲ سے صـ۲۶ تک ابھی اور طویل ترین تمہید کی منزلوں سے گزرنا ہے جس میں علامہ کف لسان طویل البیان کے پیچھے پیچھے چلے بغیر چارہ نہیں۔ صـ۲۷ پر علامہ انکشاف فرماتے ہیں۔

"اس تحریر سے میرا مقصود صرف خدائے تعالیٰ کے بندوں کی اصلاح اور امرِ حق کو ظاہر کرنا ہے۔"

عرض ہے، خدا کرے آپ اصلاح اور امرِ حق کا مفہوم واقعی سمجھ لیں۔ اور آپ میں خود اپنی اصلاح کا شعور اور امرِ حق و امرِ باطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے اس کے بغیر دوسروں کی اصلاح اور حق کا درس دینا۔ ایں خیال ست و محال ست و جنوں۔ اسی صـ۲۷ پر فرماتے ہیں۔

"فقیر کا مقصد اس تحریر سے نہ نفسانیت ہے.....الیٰ قولہ نہ کسی کی حمایت نہ کسی کی مخالفت۔"

عرض ہے کہ ایک پرانا خرانٹ وہابی دیوبندی لوگوں کو وہابی بنانے کی اپنی دیرینہ آرزو پوری کرنے کے لئے اپنی ہی نفسانیت کا کیسے اقرار کرے گا۔ نفسانیت پر تو آپ کی پوری کتاب آپ ہی کی زبانی گواہ دے رہی ہے اسے آپ کیسے چھپائیں گے۔ رہا آپ کا یہاں یہ کہنا کہ "نہ کسی کی حمایت نہ کسی کی مخالفت مقصود ہے۔" تو یہ آپ کا سراسر جھوٹ ہے۔ آپ کی یہی کتاب "انکشاف حق" تو صاف شہادت دے رہی ہے کہ آپ اپنی نام نہاد عالمانہ و فاضلانہ قوتوں سے اپنے دیوبندی آقاؤں کی حمایت کر رہے ہیں اور اہلِ سنت کی مخالفت فرما رہے ہیں، کتاب کے مضامین بتا رہے ہیں کہ آپ نے یہ کتاب ہی حمایت و مخالفت کے لئے لکھی ہے اور جی کھول کر پیٹ بھر کر آپ نے اس کے لئے جھوٹ پر جھوٹ بولا ہے اور فریب پر فریب کھیلا ہے۔

آپ اسی صـ۲۷ پر لکھتے ہیں۔

"الغرض یہ چند کلمات فقیر احقاقِ حق و ابطالِ باطل کیلئے عرض کر رہا ہے۔"

ملاجی! یہ تو آپ یہاں کہہ رہے ہیں مگر آپ کی پوری کتاب کی زبان تو صاف صاف بول رہی ہے کہ ابطالِ حق اور احقاقِ باطل کے لئے ہی یہ کتاب لکھ ماری ہے۔ آپ صـ۲۸ پر حدیث شریف کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"یعنی حق کے ظاہر کرنے سے جو خاموشی اختیار کرے وہ گونگا شیطان ہے۔"

علامہ کفِ لسان بجنوری نے خود اپنے بارے میں خوب ترجمانی کی اور حدیث شریف کا حکم اپنے آپ پر اچھا چسپاں کیا۔ وہابیہ دیوبندیہ کی کھلی ہوئی بد دینیوں اور کفریات سے منہ بند کر لینا کف لسان کرنا گونگا شیطان بن جانا نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ پھر یہ بتایئے جو خاموش نہ رہے اور آپ کی طرح حق کو مٹانے کے لئے اکاذیب و اباطیل کو اختیار کر کے زباں درازی کرے وہ کون ہے۔

یہ بھی علامہ کفِ لسان نے اپنے اور اپنے دیوبندی ہم مسلکوں کے بارے میں بالکل ٹھیک ہی کہا ہے کہ علم دین کی کمی جہالت کی کثرت سے بداعتقادی اور بدعملی ترقی پر ہے جس کا مشاہدہ سہارنپور دیوبند سے نجد تک کیا جا رہا ہے۔ اور ناظرین یہ بھی دیکھتے جا رہے ہیں کہ آپ کی یہی کتاب "انکشاف حق" بھی آپ دیوبندیوں میں علمِ دین کی کمی، جہالت کی کثرت، بداعتقادی، بدعملی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔

علامہ انکشاف بجنوری بدایونی نے صـ۲۸ سے صـ۳۱ تک ایمان، ایمان والوں، ایمان کے دشمنوں، انسانی اور جناتی شیاطین، منافقین علماء سوء وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ یہ علامہ کفِ لسان کا انداز پند و نصیحت ہے جس کو آپ صرف اس لئے اختیار کر رہے ہیں کہ دلائل تو کام نہیں آئیں گے۔ بگلا بھگت بن کر شکار کو پھانسو۔ اگرچہ یہ ساری باتیں ایسی نہیں ہیں کہ جواب دیا جائے مگر جناب علامہ کف لسان کی طبیعت ہی کچھ ایسی ہے کہ مزاج پرسی کا حق ادا کرنا ہی پڑے گا۔

یہ واقعہ ہے کہ ایمان کی دولت سے وہابیوں، دیوبندیوں اور ان کے اکبر علماء

مولوی خلیل احمد صاحب کو کیا سروکار اور ان کو یہ دولت نصیب ہی کہاں ہے' ایمان اور ایمان والوں سے انہیں کیا محبت، دیوبندیت و وہابیت کا الزام ٹالنے کے لئے ایمان، ایمان اور ایمان والوں کی یہ لوگ رٹ لگاتے بھی رہیں تو کفر و ارتداد کے ساتھ کب کار آمد' یہ حقیقت ہے کہ ان دیوبندیوں وہابیوں اور علامہ کف لسان مولوی خلیل احمد کو کفر و ارتداد اور کافر و مرتد سے پیار' اور ایمان والوں سے سخت دشمنی ہے۔ خدائے قدوس کے لئے جھوٹ، ظلم اور دوسرے نقائص کو روا رکھنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم اقدس کو بچوں پاگلوں جانوروں وغیرہ کی طرح بتانا شیطان لعین کے ساتھ ان دیوبندیہ کی ایسی خوش عقیدگی کہ اس کے علم کو معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم اقدس سے زیادہ بتانا اور ایک ساتھ ذکر کرنا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بلکہ آپ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو ختم نبوت میں فرق نہ آنے کا عقیدہ رکھنا علیہ اور ان جیسی بہت سی توہین اور بدعقیدگیوں اور جھوٹ، فریب، مکاری جیسی بدعملی کی طرف شیطانوں کی طرح بندگانِ خدا کو رغبت دلانا' انہیں اغوا کرنا' اللہ کے نور یعنی دین کو ان کفر و ارتداد اور بدعملی کی پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کرنا ان دیوبندیوں کا خاص طور پر اکبر علماء کفِ لسان کا بہت ہی محبوب دین اور بہت ہی پیارا پیشہ ہے۔ ان عالم بننے والے مرتدوں کی نکیل شیطانوں کے ہاتھوں میں ہے جو انہیں جس بدعقیدگی اور بدعملی کی طرف چاہیں موڑ دیتے ہیں اور لوگوں کو نئے نئے رنگ اور انداز سے اغوا کرنے کے لئے ان مرتدین کو سرگرم کر رکھا ہے۔ منافقت میں تو ان مرتدین نے نفاق و منافقین کا ریکارڈ ہی توڑ کر رکھ دیا ہے۔ خاص طور پر مولوی خلیل احمد صاحب نے جو پارٹ ادا کیا ہے وہ اس مذہب کفر و ارتداد کے بڑے بڑے پرکھوں کے لئے قابلِ فخر ہے۔ مولوی خلیل احمد صاحب نے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث نقل کی ہے جس کا ترجمہ کیا ہے۔

"حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اندیشہ ہر اس شخص کا ہے جو دل کا منافق اور زبان کا مولوی ہو۔"

ایسے ہی دوسری حدیث حاکم سے نقل کر کے ترجمہ کیا ہے۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی خرابی ہے برے علماء سے ایسے علماء سے جو قوم کے پیشوا کہلا کر قوم کو گمراہی کی طرف لیجاتے ہیں۔" (از ص ۳۱ تا ص ۳۲ انکشاف)

ان حدیثوں کا مفہوم بالکل سچ نکلا۔ علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد صاحب اس حدیث کے صحیح صحیح اور پورے پورے مثال و مصداق ثابت ہوئے۔ دیوبندیوں وہابیوں نے پیدا ہو کر بد دینی و منافقت کو تو خاص طور پر اپنایا ہی تھا (یاد کیجئے مولوی اشرف علی تھانوی کا کانپور کا واقعہ) اکبر علماء دیوبند مولوی خلیل احمد نے رہی سہی کسر پوری کر کے اسے بام عروج پر پہنچا دیا۔

آپ انتہائی منافقت و مکاری سے سنّی ہونے کا اعلان کرتے رہے۔ اہلسنت کو اپنی مصنوعی تشدید سے پورا فریب دیا۔ جب یہ گمان کیا کہ یہ سنّی میرے بن گئے ہیں میرا جادو ان پر چل چکا ہے ان اہلسنت میں اکابر دیوبند کی تعریف و توصیف بھی شروع کر دی، جب کچھ زمانہ گذر گیا تو اس وہم پر کہ تیر نشانہ پر لگ چکا ہے۔ اب میں لوگوں کو آسانی سے دیوبندیت و وہابیت کی طرف کھینچ لوں گا۔ دیوبندیوں کی تکفیر سے کفِ لسان کا اعلان اس پُرفریب یقین دہانی کے ساتھ کر دیا کہ آپ کے علم و فن کا پُرشباب زمانہ گزر جانے اور ہوش و حواس کی عمر گذر جانے کے بعد اب بڑھاپے میں آپ کو دیوبندیوں کی حقانیت سمجھ میں آئی ہے۔ اور اب آپ کو یہ سوجھا ہے کہ ہندوستان کے ہمعصر علماء اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کے ساتھ نہیں ہیں۔

شاید لوگوں کی نگاہوں سے ایسا پکا منافق نہیں گزرا ہوگا جو پوری پوری منافقت کے اختیار و اظہار کے بعد لوگوں کو نصیحت کر رہا ہو کہ منافقت اور منافقوں سے

ہوشیار ہو۔ علامہ کفِ لسان نے ص۳۲ پر خطیب بغدادی سے ایک حدیث نقل کی ہے جس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔

"یعنی جب فتنے ظاہر ہوں یا بدعات کا ظہور ہو اور میرے اصحاب کو برا بھلا کہا جائے تو عالم کو ضروری ہے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے۔ یعنی ان فتنوں اور گمراہوں کا حتی الوسع صاف صاف رد کردے اور جو ایسا نہ کرے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کے فرض کو قبول کرے گا نہ نفل۔"

(انکشاف ص۳۲)

یہ حدیث بالکل صحیح موقعہ پر بیان کی گئی ہے ــــ تیرہویں چودہویں صدی کے دوران وہابیوں، دیوبندیوں جیسی نئی نئی جماعتوں نے دین میں جو فتنے اٹھائے، بد عقیدگیوں کی جو بدترین بدعات پیدا کیں ان کی مثال نہیں ملتی۔ ان نوپید فتنہ گروں نے توحید و رسالت کے اسلامی مفہومات تک کو بدل کر رکھدیا۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے اپنے بے حد کرم سے اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کو پیدا فرماکر ان کے ذریعہ اپنے بندوں کی ہدایت فرمائی' بفضلہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت اور علماء اہلسنت نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے حق کو واضح فرماکر گستاخ بددین وہابیہ دیوبندیہ کو عریاں کرکے رکھدیا' ان کے سر ایسے کچل دیئے کہ آج تک مولوی خلیل احمد صاحب سمیت ان کی ذریت تلملا رہی ہے۔ تمام چھوٹے بڑے حسد و عداوت کی آگ میں جھلس رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت میں گرفتار ہیں۔

ملا انکشاف نے فتنوں کی جو زبردست تمہید اٹھائی تھی ص۳۲ پر کھل گئے ہیں کہ آپ کا مقصود کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"اس وقت جہاں اور فتنے پھیلے ہوئے ہیں وہاں عوام میں یہ فتنہ بھی پھیلا ہوا ہے مسلمانوں کو کافر و مرتد قرار دینا۔"

اہلِ سنت نے علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد صاحب کو کافر و مرتد کیا کہدیا فتنوں کی ساری وبائیں اور بلائیں ملا انکشاف کے سر پر ٹوٹ پڑیں، کیسی کیسی تدبیروں سے علامہ انکشاف کو اپنے مسلک کفِ لسان و مذہب کفر و ارتداد کی حفاظت کے لئے مشقتیں برداشت کرنی پڑ رہی ہیں، ٹھوکروں پر ٹھوکریں لگ رہی ہیں۔ قدم قدم پر چوٹوں اور زخموں سے واسطہ ہے۔

بڑے بڑے صفِ اوّل کے علماء عرب و عجم نے وہابیہ دیوبندیہ پر حکم کفر و ارتداد کے کاری زخم تو لگائے ہی تھے مگر ان چھوٹے چھوٹے سنی علماء و عوام کو دیکھئے دیوبندیوں وہابیوں کو کافر کہتے کہتے اکبر علماء مولوی خلیل احمد صاحب کے پیچھے پڑ گئے۔ ان کو بھی کافر و مرتد کہدیا ــ ذرا اس کا لحاظ نہیں کیا کہ علامہ کفِ لسان نے برسوں انکے درمیان گزارے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ یہی سنی احسان پر احسان کرتے تھے اور اب کفر و ارتداد کی بارشیں برسانا شروع کردیں اور ملا انکشاف کو اپنے بچاؤ کے لئے ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر بنانے کے فتنوں میں مبتلا کردیا۔ بیچارے علامہ کفِ لسان پریشان ہیں کہ اپنے کفر و ارتداد کو اتارنے کے لئے کس کس کو کیسے کیسے کافر و مرتد بنائیں۔

مگر اے علامہ کفِ لسان! اس میں اہل سنت کا کوئی قصور نہیں۔ کفر و ارتداد کا بیان دینے میں تو آپ کو فتنہ نظر آتا ہے مگر آپ کی سمجھ میں یہ نہیں بیٹھتا کہ خود وہابیوں دیوبندیوں نے توہینِ الوہیت و توہینِ رسالت اور بدعقیدگیوں کے ذریعہ کتنے عظیم فتنے اٹھائے ہیں جن پر یہ حکم کفر دیا گیا ہے آپ رو رو کر تکفیر پر آنسو بہا رہے ہیں۔ دیوبندیوں کے دین و عقل کا ماتم کیوں نہیں کرتے۔ دنیا کفر و ارتداد کو بعد میں دیکھے گی کہ حکم صحیح لگا ہے یا نہیں۔؟ پہلے تو یہ دیکھا جائے گا کہ جن باتوں پر حکم کفر دیا گیا وہ باتیں دین میں فتنہ تو نہیں ہیں اور اگر آپ اس کو تسلیم نہیں کرتے تو آپ

کے دیوبندی پیشوا اب بہت بڑے فتنہ انگیز ٹھہریں گے جنہوں نے قادیانیوں پر کفر و ارتداد کا حکم دیکر آپ کے مذہب پر فتنہ پھیلایا ہے۔ پھر ان دیوبندیوں کے آپ جیسے چھٹ بھیئے اور دیوبندی عوام بھی قادیانیوں کو کافر مان کر اور کہکر دنیا میں فتنہ پھیلانے والے کہلائیں گے۔

اس کے بعد مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی اپنے محبوب پیشوا دیوبندی اکابر اربعہ ۱؎ مولوی قاسم نانوتوی ۲؎ مولوی رشید احمد گنگوہی ۳؎ مولوی اشرف علی تھانوی ۴؎ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی تکفیر پر تلملا رہے ہیں۔ مختلف طریقوں سے حسام الحرمین کے حکم کو معدوم کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ پر کیچڑ اچھالنے میں سرگرم ہیں تاکہ اپنے دیوبندی مرتد پیشواؤں اور خود کو مسلمان ثابت کریں مگر کفر و ارتداد بھی ان لوگوں سے ایسا چمٹا ہوا ہے کہ کسی صورت دور ہونے کے لئے تیار نہیں۔

اسی سلسلہ میں علامہ انکشاف نے ص۳۳ سے ص۳۸ تک جو کچھ کہا ہے ہم ان کے اقوال کو مندرجہ ذیل عنوانات میں تقسیم کر رہے ہیں۔ آپ کا کہنا ہے کہ:۔

۱۔ جب تک کسی کا کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے کسی کو کافر نہ کہا جائے۔

۲۔ کسی مسلمان کے کلام میں اگر ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا پہلو اسلام کے لئے نکلتا ہو تو اس ادنیٰ درجہ کے پہلو کو ملحوظ رکھکر کافر نہ کہا جائے۔

۳۔ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے ان چاروں دیوبندیوں کی کفریہ عبارتوں کا مفہوم خود اپنی رائے سے مقرر کیا ہے۔

۴۔ اس مفہوم کو خود اصحاب تحریر نے کفر بتایا ہے مگر اس کفری مفہوم سے تبری و تحاشی کی ہے۔

۵۔ اس کفری مطلب سے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ہم عصر بلکہ ہم مسلک علماء بھی متفق نہیں ہیں۔

۶۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کے متبعین کی رٹ یہی ہے کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے چاروں دیوبندی مولویوں کی تحریروں کا جو مطلب لیا ہے وہ بلاشبہ قطعی ہے اجماعی ہے۔ یہاں تک کہ جو حسام الحرمین کے احکام اور مضامین میں شک کرے یا تامل کرے یا توقف کرے یا کفِ لسان کرے وہ بھی کافر ہے مرتد ہے اس زبردستی کو ملاحظہ کیجئے۔

۷۔ کیا حسام الحرمین کوئی آسمانی کتاب ہے جس کے مضامین میں شک کرنے والا کافر ہو جائے گا۔ کیا حسام الحرمین کو آسمانی کتاب کے برابر سمجھتے ہیں؟ آسمانی کتاب تو وہ ہے جو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اتریں۔ حسام الحرمین میں قطعیت کہاں سے آگئی۔؟

۸۔ مجتہدین کرام جن کی شان اجتہاد پر تمام امت کا اجماع ہو چکا ہے ان کے اقوال اجتہادیہ کو تو قطعی نہیں کہہ سکتے اور نہ وہ واقعی درجہ قطعیت میں ہیں مگر فاضل بریلوی کا فتویٰ حسام الحرمین قطعی اجماعی ہے۔

۹۔ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کے ہمعصر علماء جو ہندوستانی زبان، محاورات طرز کلام پہچانتے تھے علوم شرعیہ کے عالم، مدرس، سنی، حنفی تھے وہ حسام الحرمین سے متفق نہیں ہوئے۔ رامپور، لکھنؤ، بدایوں، گجرات کے علماء کے نام ذکر کرنے کے بعد کہا کہ ان لوگوں نے کفِ لسان ہی نہیں کیا بلکہ مسلمان مانا ہے کیا ایسی صورت میں یہ علماء کافر و مرتد ہو گئے۔؟

۱۰۔ اتباع فاضل بریلوی کا مفروضہ فارمولہ کہ جو علماء دیوبند کے کافر جہنمی ہونے میں شک کرے یا توقف کرے یا تامل کرے یا کفِ لسان کرے وہ بھی کافر ہے۔ اس فارمولے کے اعتبار سے عرب و عجم کے کروڑوں مسلمان کافر ہو گئے۔

بتوفیقہ تعالیٰ اب ہمارا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

۱؎ چاروں اکابر دیوبندیہ مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی

اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا کفر آفتاب سے زیادہ روشن ہے جس میں شبہ کی کچھ بھی گنجائش نہیں۔ اب اطلاع یقینی کے بعد کافر نہ ماننا ایمان ہی سے ہاتھ دھونا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

اگر دن دہاڑے (آفتاب کی روشنی میں) چمگادڑ کو دکھائی نہیں دیتا تو آفتاب کا کیا گناہ۔

نمبر ۲ بالکل درست ہے۔ بحمدہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اور علمار اہلسنت اس پر سختی سے قائم ہیں جس کا آپ نے "انکشافِ حق" میں اعتراف بھی کیا ہے، اکابرِ دیوبند تنقیص و تحقیر کی نجاست و نحوست کو اختیار کر کے کفر وارتداد کی جس لعنت میں گرفتار ہوئے ہیں اس میں انہوں نے کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ پہلو بھی ایسا نہیں چھوڑا ہے جو ان کو کفر وارتداد سے بچا سکے۔ ایسی رعایت طلبی سے باز آجائیں جو جہنم تک پہنچا دے۔

نمبر ۳ اکابرِ دیوبندیہ کی کفریہ عبارات کا مفہوم اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے متعین نہیں کیا بلکہ وہ عبارتیں خود اپنے کفر وارتداد کے مفہوم کی قطعیت کو معین کر چکی ہیں۔ عبارتیں بھی موجود ہیں اور اصحابِ عبارات کا اقرار بھی کہ یہ عبارتیں ان ہی کی ہیں اور وہ تاویلات بھی جو انہوں نے کی ہیں یا ان کی طرف سے کی گئی ہیں اور وہ نئے تاویلات بھی جو اکبر علمار دیوبند مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے اٹھائی ہیں اور ان تمام تاویلات نے ان دیوبندیوں کو مزید کفر وارتداد میں دھنسا کر جہنم تک پہنچا دیا ہے۔

نمبر ۴ جب ان کفری بول بولنے والے دیوبندیوں کے نزدیک بھی مفہوم کفر وارتداد ہے اور بول (قول) ہی معنی و مفہوم پر دلالت کرتا ہے، اور ان اقوال کا بولنے والوں کو اقرار ہے اور تاویل کی کوئی گنجائش ہی نہیں تو بولنے والوں کا مفہوم و معنی سے تبری و تحاشی کرنا ہرگز کفر وارتداد سے نہیں بچائے گا بلکہ ان کے کفر وارتداد پر مہر لگا دیگا۔ ان دیوبندیوں کے لئے سوائے اس کے کوئی بھی صورت نہیں تھی کہ وہ توبہ، رجوع اور تجدید ایمان کو اختیار کرتے۔ اپنی کتابوں سے کفریہ عبارتوں کو نکال دیتے۔

مگر دیوبندی گستاخ اور ان کی محبت میں توہین نبوت کی حمایت کرنے والوں کو

توبہ کہاں نصیب ہو سکتی ہے۔ ان پر توہین و تحقیر کی نحوست و لعنت ہی ایسی مسلط ہوئی ہے کہ ان کی طبیعت باطل تاویلات اور حیلہ سازیوں کی طرف میلان کرتی ہے۔

نمبر ۵ اے علامہ کفِ لسان اکبر علمار دیوبند کچھ تمیز بھی ہے کہ معاصرین کا عدم اتفاق کب معتبر ہوتا ہے۔ یہ دیکھنا ضروری ہوگا کہ

ا نمبر ۱ علمار ہم عصر سنی صحیح العقیدہ ہیں یا نہیں؟

ب نمبر ۲ ان میں اعلیٰ دینی و علمی بصیرت ہے یا نہیں۔ جرح و تعدیل کی صلاحیت رکھتے ہیں یا نہیں؟

ج نمبر ۳ وہ علمار عدل و عمل میں قابلِ اعتماد ہیں یا نہیں، ایسے جذباتی تو نہیں کہ اپنی کسر شان پر فضول بکواس کر کے اصل مبحث سے گریز کریں۔

د نمبر ۴ استدلال و استخراج میں خطاکار تو نہیں ہیں۔

ھ نمبر ۵ ان علمار نے اپنے عدم اتفاق کو دلائل اور صحیح مباحث کی روشنی میں ثابت کیا ہے یا نہیں؟ اگر واقعی صحیح طور پر عدم اتفاق سامنے آگیا تو آپ نے حکم لگانے والوں یا ان کی تائید کرنے والوں کے سامنے عدم اتفاق کے دلائل و مباحث رکھکر ان سے جواب طلبی کی یا نہیں۔ اگر جواب مل گیا ہے تو ان سب پر آپ کی تجزیاتی بحث اور فیصلہ کیا ہے اور جواب ملا ہی نہیں ہے جب بھی آپ نے حکم اور عدم اتفاق کا تجزیہ کر کے کیا فیصلہ دیا ہے۔؟

اے انکشافی ملاجی! کسی معاصر سے حکم مروی نہ ہونا یا اس کی کسی کتاب میں نہ پایا جانا مباحث شرعیہ سے گھبرا کر کسی کا سکوت اختیار کرنا، یا مباحث کی صلاحیت ہی نہ ہونے کی وجہ سے خاموش رہ جانا، یا اپنی شان باقی رکھنے کے لئے فضول بحثیں غیر متعلق بحثیں اختیار کرنا، عدم علم (جہالت) پر علم کا پردہ ڈالنے کے لئے ہلڑ مچانا، گالیاں دینا ہرگز ہرگز عدم اتفاق نہیں۔ ان سب کو عدم اتفاق قرار دینا آپ کی حماقت و جہالت ہوگی اور حقیقت یہ ہے کہ معاصرین کے عدم اتفاق کا آپ کا دعویٰ ہی جھوٹا ہے۔

ﮯ٦ شاید علمائے اہلسنت خاص طور پر بدایوں کے سنّی عوام کو رحم آجائے اور زبردستی چھوڑ دیں۔ بیچارے علامہ کفِ لسان کس کسمپرسی کے عالم میں شکایت کر رہے ہیں کہ یہ سنّی بھی عجیب ہیں۔ علماء دیوبند اور مولوی خلیل احمد بدایونی پر سوار ہیں، زبردستی کر رہے ہیں چھوڑتے ہی نہیں قطعی اجماعی کفر کی رٹ لگائے ہوئے ہیں۔

مگر اے ماہرِ کفِ لسان! آپ کے دیوبندی پیشواؤں سے کفر قطعی اجماعی تو صادر ہو چکا، دیوبندیوں کی توہینِ الوہیت و نبوت کفر قطعی اجماعی ہے جو کفر کی داغ لگ گیا وہ تو ان گستاخوں اور ان کے حمایتیوں کے ساتھ گیا۔ اب بقیہ سارے دیوبندی اور آپ ان گزشتہ دیوبندیوں کے پیچھے خود کو بھی داغدار اور جہنمی کیوں بنا رہے ہیں، ان چاروں سے قطع تعلق اور اپنی توبہ کا اعلان کر دو آپ کے سارے داغ مٹ جاتے ہیں نہ زبردستی باقی رہے گی نہ امت میں فتنہ کچھ تو پاکبازی اختیار کرو، عجیب تمہاری حالت ہے کہ اپنی توبہ سے تو شرماؤ۔ شانِ الوہیت و نبوت میں گالیاں روا رکھو، جھوٹی تاویلیں کرو، حیا بیچ کھاؤ اور بے حیائی کی تعلیم دو۔

یہ اچھی طرح یاد رکھو کہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ تم لوگ اسلام کا دعویٰ کر کے خدائے قدوس اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و توقیر کی غیرتِ ایمانی کو چیلنج کرو اور ایماندار وفادار مسلمان جانتے بوجھتے ہوئے بے حیا و بے ایمان بن کر تماشا دیکھتے رہیں گے بلکہ آپ کی طبع کے مطابق آپ کی پیٹھ ٹھوکتے رہیں گے شاباشی دیتے رہیں گے۔

ﮯ٧ علامہ کفِ لسان نے جہاں بہت سے انوکھے انکشافات کئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کیا حسام الحرمین کوئی آسمانی کتاب ہے؟ الحمد للہ کہ کوئی سنّی حسام الحرمین کو آسمانی کتاب نہیں مانتا، نہ آسمانی کتاب کے برابر جانتا ہے ہر سنّی خوب سمجھتا ہے کہ آسمانی کتابیں انبیاء کرام ہی پر نازل ہوتی ہیں کسی غیر نبی پر کلامِ الٰہی نازل نہیں ہوتا، یہ عقیدہ وہابیوں کا ہے کہ غیر نبی وحی حقیقی

سے مشرف ہوتا ہے۔ آپ کی دیوبندی بد دینی نے آپ کے ایمان اور عقل و فہم کو سلب کر کے آپ کو ہذیانی بکواس پر مجبور کر دیا ہے۔ اس کے فتنہ و شر سے بھی ایک سنّی مسلمان غافل نہیں رہ سکتا۔

اے جہالت مآب! کسی کتاب کے مضامین کی ایسی قطعیت کے لئے کہ اس کا انکار کفر ہو یہ کیا ضروری ہے کہ وہ آسمانی کتاب ہی ہو ـــ شاید آپ کی سمجھ میں سمایا نہ ہو گا۔

کتاب تو الگ بات ہے ایک کم علم مسلمان صرف ایک ورق کے ایک صفحہ پر لکھتا ہے "اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ آپ پر قرآن حکیم نازل کیا گیا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے جتنے صحائف نازل فرمائے حق ہیں، حشر و نشر حساب و کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا حق ہے، جنّت و جہنم حق ہے۔" کیا یہ ورق آسمان سے نازل ہوا ہے، اپنی متکبرانہ و حاسدانہ طبیعت سے اس ورق کی تحقیر کرتے ہوئے اس ورق کے مضامین یا کسی ایک مضمون کا انکار تو کر دیجئے پھر دیکھئے کہ قطعیت کا مفہوم کیا ہوتا ہے اور آپ کفر و ارتداد اور جہنم کی کون سی وادی میں پہنچتے ہیں۔ اور آپ کے کسی محب و محبوب کی تاویل آپ کو کفر و جہنم سے کیسے بچا سکتی ہے، اسی جہالت پر کتاب لکھنے کا شوق اور حسام الحرمین اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر رکیک حملوں کی جرأت اے ملّا انکشاف! یہ سب کچھ آپ کی پرانی دیوبندیت کرا رہی ہے۔

ﮯ٨ معلوم نہیں یہ بدھو کہاں سے ملا بنے ہیں۔ اپنی پرفریب علمیت کی دھونس جما کر بدایوں کے اہل سنت کو تو دھوکا دیا ہی تھا اب کتاب لکھ مار کر یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ دنیا مجھکو بہت بڑا عالم و فاضل منطقی و فلسفی سمجھے گی ـــ مولوی خلیل احمد بجنوری بدایونی کی عبارت کا مفہوم ملاحظہ فرمائیں۔

" مجتہدین کرام (ائمہ اربعہ) جن کی شان اجتہاد پر تمام امت کا

اجماع ہو چکا ہے۔ ان کے اقوال اجتہادیہ کو تو قطعی نہیں کہہ سکتے اور نہ وہ واقعی درجۂ قطعیات میں ہیں مگر فاضل بریلوی کا فتویٰ قطعی اجماعی۔"

اے اکبر جہلائے وہابیہ! کہاں اقوال اجتہادیہ کی خصوصیت اور کہاں افتار کے عمومیت کیا آپ کی آنکھیں پھوٹ چکی ہیں۔ ان دونوں میں فرق نہیں دکھائی دیتا آپ کو ذرا بھی خوف نہیں اتنی بڑی بڑی صریح جہالتوں پر دینیات و ایمانیات میں دخل دینے کی جرأت و ہمت جب آپ کو مسائلِ اجتہادیہ اور عقائدِ قطعیہ میں تمیز نہیں تو یہ سارا ڈھونگ کس لئے رچایا ہے۔ الحمد للہ کوئی سنی اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے شاگردوں کے برابر نہیں سمجھتا مگر وہ مولوی خلیل احمد بدایونی کی اتنی بڑی جہالت اور فریب سے دھوکہ بھی نہیں کھا سکتا ـــــ ناظرین مثال ملاحظہ فرمائیں۔

زید ہمارے زمانہ کا ایک عالم ہے، کوئی شخص اس سے سوال کرتا ہے ضروریاتِ دین کیا ہیں جن کا انکار کفر ہے۔

"زید عالم فتویٰ دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرنا اس کو عیب و نقص سے پاک ماننا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا نبی و رسول اور آخری نبی ماننا۔ قرآن حکیم کو اللہ تعالیٰ کا کلام ماننا۔ جنت و دوزخ، حساب و کتاب وغیرہ ضروریاتِ دین سے ہیں جن کا انکار کفر ہے اور منکر کافر و جہنمی۔"

اسی طرح مولوی خلیل احمد صاحب ایک مولوی ہیں ان سے کوئی مسئلہ پوچھتا ہے کہ عدت کا گزارنا حیض سے ہے یا پاکی سے؟

مولوی خلیل احمد صاحب جواب دیتے ہیں کہ "یہ مسئلہ اجتہادی ہے۔ لفظ قروء سے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیض مراد لیا ہے اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پاکی کا زمانہ مراد لیا ہے۔"

ان دونوں مسئلوں کو سن کر ایک دیندار مسلمان کہتا ہے۔

۱۔ یہاں مولوی خلیل احمد کے حیض کے بارے میں نقل کئے ہوئے امام اعظم کا حکم اجتہادی ہے جس کا انکار کفر نہیں ہو سکتا۔

۲۔ اور زید کے بیان کردہ ضروریاتِ دین سے کسی مسئلہ کا انکار کفر ہے۔

یہ سنتے ہی مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی صاحب انکشاف کی رگ پھڑ پھڑائی اور وہ ان دونوں مسئلہ کا مقابلہ کر کے اپنے علم و فضل کی جولانی یوں دکھلانے لگے۔

"جب ہمارے حیض کا مسئلہ قطعی اجماعی نہیں حالانکہ وہ امام اعظم کا بیان کردہ اجتہادی مسئلہ ہے تو اس زمانہ کے زید جیسے مولوی کا ضروریاتِ دین کے بارے میں فتویٰ کہاں سے قطعی ہو جائے گا؟ کیا زید امام اعظم یا ان کے شاگردوں کے برابر بھی ہو سکتا ہے۔"

دنیائے علم یہی کہے گی۔ او سراپا جہالت! جب مسائلِ اجتہادیہ و عقائدِ قطعیہ میں آپ کو تمیز نہیں تو آپ مولوی ہی نہیں بلکہ اکبر علماء بن کر بگلا بھگت کا پارٹ کس لئے ادا کر رہے ہیں۔

اہلسنت اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و توقیر پر ایمان رکھنا اور اس پر عمل کرنا قطعی قرآنی حکم ہے جس پر پوری امت کا اجماع ہے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص شان قطعی کفر ہے جس پر امت کا اجماع ہے۔ مولوی خلیل احمد بدایونی کا ان قطعیات کو ائمہ دین کے مسائلِ اجتہادیہ کے برابر قرار دے کر بلکہ ان سے گھٹا کر دیوبندیوں کی توہینی کفریات سے بچانے کی کوشش کرنا الٹا ان دیوبندیوں اور خود کو بدترین کفریات میں پھانس کر جہنم پہنچا دینا ہے۔

۹۔ مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کے ہمعصر علماء کی دہائی کئی جگہ دی ہے چونکہ مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی پر کفر و ارتداد کا فتویٰ لگ چکا ہے اس لئے بچاؤ کے بہت سے حیلوں کے ساتھ آپنے

"بدایوں، رام پور، لکھنؤ" وغیرہا مقامات کے علمار کا رونا بار بار رویا ہے کہ اگر ان پر کفر کا فتویٰ نہیں لگتا ہے تو مولوی خلیل احمد بدایونی کو بھی کفر سے چھٹکارا مل جائے گا، پھر کیا ہے مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی مونچھوں پر تاؤ دیکر دنیا کو تنقیص و کفر کا سبق پڑھاتے پھریں گے۔ اے ملا انکشاف! ذرا آپ اپنی کشف کی گردن کو اوپر اٹھا کر ہوش میں آئیے۔ اکابرِ دیوبند کے کفریات پر جو بھی اطلاع یقینی نہیں رکھتے، خواہ عدم علم، یا علمی کاہلی یا غیظ و غضب کی بے توجہی کی وجہ سے ان پر علمائے اہلسنت نے حکم کفر نہیں لگایا اگرچہ ذاتی طور پر انہیں کسی کی طرف سے کیسے ہی صدمے پہنچے ہوں۔ ہاں مولوی خلیل احمد صاحب بجنوری بدایونی مصنف "انکشاف حق" پر ضرور یقینی کفر و ارتداد کا حکم ہے اس لئے کہ آپ ان کے کفریات پر ایسی یقینی اطلاع رکھتے ہیں کہ دعویٰ کفِ لسان سے پہلے اور کفِ لسان کے بعد بھی آپ نے پورے علم و توجہ سے ان کفریات پر یقینی نسبت کے ساتھ بحث کر ڈالی ہے تا آنکہ اپنی کتاب "انکشافِ حق" میں پہلو بدل بدل کر بے شمار تدبیروں اور محنتوں سے سینکڑوں صفحات سیاہ کرنے کے بعد بھی آپ دیوبندیوں کے کفر و ارتداد کی سیاہی کو ذرا بھی مٹا نہ سکے سوائے ٹھوس ٹھاس کے کوئی تاویل آپ پیدا نہ کر سکے بلکہ الٹا ان دیوبندیوں کو کفریات میں دھنسا دیا۔

ص۱۰ یہ سراسر آپ کا جھوٹ اور علمار اہلسنت پر افترار ہے۔

اے علامہ کفِ لسان! آپ کا اپنی برأت کے لئے یہ ڈھنگ آپ کے علم و عقل کا ماتم کر رہا ہے۔ دنیا کے وہ کروڑوں مسلمان جو دیوبندیوں کی نجاست و نحوست کفریات سے واقف ہی نہیں یا جنہیں یقینی اطلاع نہیں ان پر یہ مفروضہ فارمولہ صادق ہی کہاں سے آئے گا اور علمائے اہلسنت نے کب اور کہاں اس مفروضہ فارمولے کے ذریعے انہیں کافر بنایا ہے۔ یہ کہیے کہ آپ اپنے کفر سے بچاؤ کے لئے مفروضہ فارمولہ بنا کر دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کو کافر بنانا چاہتے ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ اہلسنت اس بے ایمانی سے بری ہیں۔

ص۳۸ (انکشاف حق) کی اخیر سطروں سے مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے رسالہ "شرعی فیصلہ" پر گفتگو شروع کی ہے۔ یہ وہ رسالہ ہے جس میں علامہ انکشاف مولوی خلیل احمد بجنوری بدایونی پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ علامہ کفِ لسان نے چراغ پا ہو کر دل کی جو بھڑاس نکالی ہے اور علمار اہلسنت کے بارے میں جو باتیں لکھی ہیں وہ یہ ہیں۔

علمائے اہلسنت نے دروغ بافی و کذب بیانی، اتہام و بہتان سے کام لیا اصل اور صحیح واقعہ کو فریب دہی کے لئے چھپایا گیا۔ غلط و بے بنیاد باتوں کو ملایا گیا انہیں حلف شرعی کی دعوت مجاہدِ ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے گفتگو اور ان سب کے ساتھ علامہ کفِ لسان کا یہ بیان کہ :-

"علمار اہلِ سنت تینوں مجلسوں میں اکبر علماء دیوبند مولوی خلیل احمد بدایونی بجنوری کے مقابلہ میں عاجز و ساکت اور مغلوب ہو کر بھاگ گئے وغیرہا۔"

ہماری عرض ہے کہ علامہ کفِ لسان صاحب اہلسنت کے عجز و سکوت اور فرار کی داستان کے لئے مزید الفاظ، عبارتیں، واقعات جوڑ لیں۔ ہمیں کوئی ملال نہیں ہاں جواب سننے کے لئے تیار رہیں۔

مگر یہ تو بتائیے کہ آپ نے جو انکشافِ حق لکھ ماری ہے اس کو آپ کیسے دبا چھپا سکیں گے اس میں تو آپ نے صاف صاف کھل کر ظاہر کر دیا ہے کہ آپ دین بدل کر وہابی دیوبندی بن گئے ہیں۔ علمائے اہلسنت کے سامنے اصل مسئلہ تو یہی تھا اسی پر آپ نے دیوبندی بن کر مناظرہ بھی کیا تھا۔ اسی پر آپ کے کفر و ارتداد اختیار کرنے کا حکم بیان کیا گیا جب آپ نے خود ہی اپنے دین بدل کر دیوبندی وہابی بننے جانے کا اقرار کر لیا تو پھر آپ نے یہ کیسے جھوٹ بک دیا کہ اہلسنت آپ پر دین بدلنے کا جھوٹا الزام رکھ رہے ہیں۔ اصل واقعہ یا حادثہ سوائے آپ کے دین بدلنے کے اور کون سا ہے جو کوئی سنی چھپائے گا۔

اکبر علمار دیوبند مولوی خلیل احمد صاحب سے ان کی ناز برداری کے لئے ہم

یہ اور پوچھ لیں کہ آپ نے جو یہ کتاب انکشاف حق لکھ ماری ہے اور اس پر فخر بھی کیا ہے اس کتاب میں آپ نے اپنے تمام اعتراضات اور کفِ لسان کے اسباب بیان کر دیئے ہیں یا نہیں؟ جن کی وجہ سے آپ نے علمار اہلسنت کو عاجز کر کے بھگا دیا تھا اور وہ کون سی باتیں ہیں جو اہلسنت کے دروغ واتہام ہیں۔ اگر آپ نے منکشف فرما دیا ہے تو ہمارے جواب کے لئے بھی تیار رہیئے آپ کی ساری قلعی کھل جاتی ہے اور کھلتی جارہی ہے اور آپ کتنے پانی میں ہیں معلوم ہوا جاتا ہے اور معلوم ہوتا جارہا ہے اور اگر اس انکشاف سے بھی آپ کی بات ادھوری رہ گئی ہے تو پھر کوئی دوسری کتاب اچھی طرح آراستہ کر کے سامنے لایئے پھر اس کا بھی حشر دیکھ لیجئے۔

ص ۳۹ سے ص ۴۱ تک علامہ انکشاف نے اپنے دل بدل کر وہابی بننے کا دلچسپ افسانہ بیان کیا ہے، چونکہ علامہ کفِ لسان ایک پرانے تجربہ کار واعجوبہ روزگار ہیں آپ کی ہر بات دور رس اور نتیجہ خیز ہوتی ہے نیز آپ کے کئی پرمغز افسانوں سے واسطہ ہے اس لئے اس پر گفتگو ضروری ہے۔

مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی سہسوان میں مقیم تھے یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ دل بدل کر وہابی دیوبندی نہیں بن گئے تھے — لوگوں میں آپ کی پرتشدد سنیت کا بھرم تھا۔ بعض لوگوں نے آپ سے مسئلہ پوچھا۔

جب دیوبندی کافر و مرتد ہیں تو ان سے سود لینا بھی جائز ہے؟

فقیر (مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی) نے کہا — دیوبند والوں کو تم ہی تو کافر کہتے ہو کیا تمام دنیائے اسلام ان کو کافر مانتی ہے؟ یعنی پوچھنے والے یہ مسئلہ پوچھ رہے ہیں کہ اے مولوی خلیل احمد صاحب آپ نے اور علمار اہلسنت نے جب دیوبندیوں پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا ہے اور کافر و مرتد سے نفع لینا سود نہیں ہوتا ہے تو دیوبندیوں سے یہ لین دین بھی سود نہیں ہوگا۔ ہم بھی آپ کی طرح سنی ہیں تو کیا ہم دیوبندیوں سے یہ نفع لے سکتے ہیں۔؟

اس سوال کے جواب میں مولوی خلیل احمد صاحب کی حقیقت بیانی دیکھئے۔

آپ کہتے ہیں ٹھیک ہے کہ تم بریلوی سنّی ہو مگر سود لینا کہاں سے جائز ہوگا اس لئے کہ دیوبندیوں کو کافر و مرتد کہنے والے صرف تم ہی بریلوی تو ہو۔ ساری دنیائے اسلام انہیں کافر تو نہیں کہتی ہے تو پھر ان دیوبندیوں کو کافروں میں شمار کر کے سود لینا کہاں سے جائز ہوجائے گا۔؟

رہا میرا (یعنی مولوی خلیل احمد بدایونی کا) معاملہ تو میں خالص بریلوی نہیں ہوں۔ جو ساری دنیائے اسلام کے خلاف دیوبندیوں کو حقیقتاً کافر و مرتد مان کر سود جائز ہونے کا فتویٰ دے دوں — یعنی اگرچہ مولوی خلیل احمد صاحب پرتشدد بریلوی بن رہے تھے مگر حقیقتاً آپ دیوبندی تھے۔ اہلسنت کو وہابی بنانے کے لئے آپ نے بریلوی سنّی ہونے کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔

یہ ہے آپ کا "انکشافِ حق" کہ کفِ لسان سے قبل ہی جب کہ کفِ لسان کی اصل وجہ یعنی مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب "بسط البنان" سامنے نہیں آئی تھی۔ آپ حقیقتاً دیوبندیوں کو کافر و مرتد نہیں سمجھتے تھے نہ ان پر کفر کے دیگر احکام کا جاری ہونا مانتے تھے۔ کیا اب بھی اس میں کوئی شک باقی رہ گیا ہے کہ آپ پرانے تقیہ باز وہابی دیوبندی ہیں اور وہابی دیوبندی بنانے کے لئے آپ جھوٹ، فریب، بہتان، حیلہ سازی کو آپ اپنا پاکیزہ مذہب سمجھتے ہیں اور اسی پر قائم ہیں — مولوی خلیل احمد صاحب کے افسانوں کا دلچسپ تسلسل اور دیکھ لیجئے۔

ابھی دیوبندیوں کے سود کا قصہ محفل میں ختم ہی ہوا تھا کہ اچانک اسی وقت مولوی خلیل احمد صاحب کے ایک دوست "بسط البنان" لے آئے۔ یہ رسالہ مولوی اشرف علی تھانوی کا ہے جو انہوں نے حفظ الایمان کے کفر کی صفائی میں لکھا تھا۔ اور یہ رسالہ بسط البنان اب سے تقریباً اسّی سال پہلے سے حفظ الایمان کے ساتھ چھپ رہا ہے جب کہ مولوی خلیل احمد بدایونی کے بچپن کا زمانہ تھا۔ تعجب ہے کہ مولوی خلیل احمد نے اٹھتی ہوئی جوانی سے اپنے بڑھاپے تک اس رسالہ کو دیکھا ہی نہیں

تھا۔ اس پکے دوست نے آپ کی پکی دوستی کا حق ادا کیا اور اچھا موقع تاک کر ابھی ابھی غیب سے مولوی خلیل احمد کے دین بدلنے کا آغاز ہو گیا ہے۔ اس وقت بسط البنان فوراً اثر کریگی۔ یہ رسالہ لاکر ہاتھ میں تھما دیا۔ آپ نے اسی وقت بسط البنان کو غور سے دیکھنا شروع کیا اور حیرت زدہ رہ گئے۔ ابھی ابھی سود کے معاملہ میں آنجناب دیوبندیوں کے دلوں میں جگہ بٹھا رہے تھے کہ ساری دنیائے اسلام تو دیوبندیوں کو کافر نہیں کہتی ہے کہ فوراً ہی غیب سے آپ کی دوسری رہنمائی کر دی گئی کہ مولوی اشرف علی تھانوی تو خود اس کفری مضمون کا انکار کر رہے ہیں۔ اب کیا تھا آپ نے بقیہ دیوبندیوں کی کتابوں کی چھان بین شروع کر دی اور آپ پر چاروں طبق روشن ہو گئے اور یہ شرعی حکم منکشف ہو گیا کہ ان چاروں دیوبندیوں کے انکار اور تبری وتحاشی سے ان کے سارے کفریات خود بخود مٹ کر رہ گئے۔ اگرچہ کفری عبارتیں جوں کی توں باقی رکھی گئیں۔

اے علامہ انکشاف! دنیا اتنی بے وقوف نہیں ہے جو آپ کی افسانہ طرازیوں اور اسباب کے بھونڈے واقعات گڑھنے کو نہ سمجھ سکے۔ نوجوانی سے تو آپ وقعات السنان کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ وقعات السنان وہی تو ہے جو بسط البنان کے رد میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے زمانہ میں لکھی گئی۔ کیا یہ آپ کے عجائب انکشاف سے نہیں کہ وقعات السنان تو آپ جوانی سے بڑھاپے تک دیکھتے رہے اور بسط البنان آپ نے اچانک بڑھاپے میں دیکھی ــــ پھر اسّی سال تقریباً ہو گئے کہ بسط البنان حفظ الایمان کے ساتھ چھپ رہی ہے۔ یہ کون تسلیم کرے گا کہ آپ نے حفظ الایمان تو پڑھ لیا بسط البنان دانستہ چھوڑ گئے، تاکہ بڑھاپے میں دین بدلنے کا اعلان کرنے میں کام آئے۔

رہا آپ کا دیوبندیوں کی صفائی دیکھکر یہ فیصلہ کرنا کہ دیوبندیوں کا ایسا عقیدہ نہیں ایسا عقیدہ بتانا غلط ہے نرا فریب ہے۔ ائمہ اربعہ کا متفقہ مذہب یہ ہے کہ اس گستاخ توہینِ رسول کرنے والوں کا عقیدہ نہیں دیکھا جائے گا۔ یہ دیکھا

جائے گا کہ توہین ہے یا نہیں۔ اگر توہین کے الفاظ ثابت ہیں اور توہین بھی ایسی کہ جس کے مضامین کے کفر قطعی اجماعی اور خبیث ہونے کا دیوبندیوں اور خود مولوی خلیل احمد بدایونی کو اقرار ہے جیسا کہ خود آپ نے ان ہی صفحات پر اقرار کیا ہے تو اس کی تبری وتحاشی، انکار مضامین کی حیلہ سازیاں قطعاً کار آمد نہ ہوں گی اس پر کفر وارتداد کا حکم جاری کر دیا جائے گا۔ ہاں امام اعظم اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک توبہ کی وجہ سے قتل سے بچ جائے گا۔ مگر کفر وارتداد کے دوسرے احکام برابر جاری ہوں گے۔ مولوی خلیل احمد بدایونی اپنے دیوبندی پیشواؤں کی محبت میں اتنے اندھے ہو گئے ہیں کہ سارے احکام شرعیہ بالائے طاق، ان کے گستاخ توہین کرنے والے بدترین کفار و مرتدین دیوبندیوں کی توہین پر وہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وحرمت کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور لوگوں کو بھی اس کی طرف گھسیٹنے کے لئے سرگرم ہیں۔ ٹھیک ہے جب اندھا اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے اندھے پن سے مایوس ہو جاتا ہے تو یہی چاہتا ہے کہ ساری دنیا اندھی ہو جائے اور وہ اطمینان محسوس کرتا ہے کہ تنہا وہ نہیں بلکہ اس کے ساتھ بہت لوگ جہنم جا رہے ہیں۔

مولوی خلیل احمد صاحب نے ص۴۸ پر حضرت مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنی بات چیت کا ذکر کیا ہے، اس بات چیت پر ہم کوئی تبصرہ نہیں کر سکتے اس لئے کہ اس گفتگو کی تحقیق کے لئے حضرت مجاہد ملت موجود نہیں اور مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کی واقعہ بیانی بغیر بیناتِ شرعیہ کے خود ان کے دعویٰ کے حق میں قطعاً لائقِ اعتماد وقابلِ قبول نہیں جب کہ مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی بد دین اور عادی کذاب ہیں اور آپ نے پوری کتاب میں تحقیق کا نہیں بلکہ تلبیس کا حق منکشف کیا ہے۔

علامہ کف لسان نے ص۴۸ سے ص۱۴۱ تک پھر بدایوں کا ذکر چھیڑا ہے، چونکہ عام طور پر اہلسنت اپنی صفائی دل ودماغ کی وجہ سے "سد الفرار" کے مضامین و تاریخ سے خبردار نہیں ہیں اس لئے مولوی خلیل احمد بدایونی نے چھاپے مار کر یہ باور

کرانے کی کوشش کی ہے کہ دیکھو اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے ظلماً بدایوں کے علمار کو صریح کافر بنا ڈالا اور پانچ حکم لگا دیئے۔ اس چھاپہ ماری سے مولوی خلیل احمد بدایونی کی غرض یہ ہے کہ بدایوں اور بریلی کو لڑا کر اپنے کفِ لسان کا راستہ صاف کیا جائے اور سنیوں کو وہابی دیوبندی بنانے کے لئے ایک اور زور مارا جائے.

علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد بجنوری نے جو کچھ یہاں بدایوں کا ذکر چھیڑا ہے ان کو ہم مندرجہ ذیل عنوانات اور نقشوں پر تقسیم کر رہے ہیں۔ آئندہ صفحات کی طرف بھی اشارہ کر دیں گے۔

۱۔ حضرت مجاہدِ ملت مولانا حبیب الرحمٰن علیہ الرحمۃ والرضوان نے اعلیٰ حضرت کی کتاب "سد الفرار" کی تحریروں کے پیشِ نظر علمار بدایوں پر کفر لزومی تسلیم کیا.

۲۔ مولوی خلیل احمد صاحب نے سد الفرار دکھا کر بتایا کہ مولانا عبد المقتدر صاحب پر یہ پانچ حکم جو لگائے ہیں یہ التزامی کے ہیں لزومی کے نہیں. "سد الفرار" کی عبارت یہ ہے۔

"برادرم پر کم از کم بلا شبہ بالاجماع پانچ حکم لازم ہوئے"

مولوی خلیل احمد صاحب نے یہ تبصرہ کیا ہے کہ بلا شبہ بالاجماع کفر التزامی ہوتا ہے۔

۳۔ علامہ کفِ لسان نے مسلمانوں کو غور و فکر کی دعوت دی ہے کہ کفر لزومی بھی مان لیا جائے جب بھی مولوی اسماعیل دہلوی اور مولانا عبد المقتدر صاحب کا حکم ایک ہو گیا۔

۴۔ سد الفرار میں اعلیٰ حضرت نے مدرسہ قادریہ بدایوں کو مدرسہ خرما کہہ کر کلام فرمایا ہے اور مولانا عبد المقتدر صاحب اور علمار مدرسہ قادریہ (خرما) پر کفر و ارتداد قطعی کا حکم دیا ہے۔

۵۔ صریح و قطعی حکم کفر و ارتداد دینے کے باوجود جان چرا کر کفر لزومی مان رہے ہیں.

ـــ عرض ہے۔ "خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔"

یہ قول درست اور ملّا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی پر سو فی صد صحیح اترتا ہے، علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد بدایونی اپنے گستاخ گیر مرتد پیشواؤں کی الفت اور ان کے کفر و ارتداد کی محبت میں ایسے اندھے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل کو سلب کر لیا اور وہ نرے کافر و مرتد ہو کر رہ گئے۔ جب دین ہی رخصت ہوا تو اب کہاں کی دیانت؟ کیسی صلاحیت؟ سب ختم ہو کر رہ گئی۔ حکم کفر و ارتداد پر تاؤ کھا کر اندھے کی لاٹھی گھما رہے ہیں، اپنے بیگانے تو الگ خود انہیں اب اپنی بھی پرواہ نہیں کہ میری لاٹھی میری ہی کھوپڑی توڑ کر رکھ دے گی۔ نمبر وار جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

ج ۱۔ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ہمارے پاس مجاہدِ ملت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحقیق کی کوئی سبیل نہیں اور ملّا انکشاف پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا جو اسی کتاب "انکشافِ حق" میں سینکڑوں جھوٹ بول رہے ہوں۔

ج ۲۔ سد الفرار کے مضامین اپنی جگہ بالکل درست ہیں اور سد الفرار کی رو سے مولانا عبد المقتدر صاحب پر کفرِ لزومی یا کفرِ التزامی یا کسی کفر کا حکم عائد نہیں ہوا اور نہ مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کے پانچوں حکم لگ گئے۔ مولوی خلیل احمد صاحب اچھی طرح دماغ میں بٹھا لیں کہ "سد الفرار" کی رو سے علمار بدایوں پر کفر کا کوئی حکم نہیں لگتا۔ "البتہ شرعی فیصلہ" کے مطابق آپ پر کفر و ارتداد کا حکم بالکل صحیح ہے، سد الفرار کی دہائی دینا اور اسے بہانہ بنانا آپ کو کفر و ارتداد سے نہیں بچا سکتا۔

مولوی خلیل احمد صاحب ہزار اپنے اکبر علمار اور فاضل بے بدل ہونے کا دعویٰ کریں، بوڑھے ہونے کے باوجود ان کی علمی زندگی کے دودھ کے دانت بھی نہیں گرے ہیں، جہالت و شرارت ان پر پوری طرح مسلط ہے وہ یہ کیا جانیں کہ سد الفرار کیا ہے اور کفر کے احکام کس طرح ثابت ہوتے ہیں۔ اگر آپ کا علم ہی مسلوب نہ ہوتا تو آپ خود مرتد و جہنمی کیوں بن جاتے۔

یہاں ہم ناظرین سے درخواست کریں گے کہ وہ اس تاریخی حقیقت پر خاص نظر رکھیں کہ "سدالفرار" ابھی چھاپ خانہ ہی میں تھی کہ مولانا عبدالمقتدر صاحب بدایونی کی وفات ہوگئی اور آپ کی وفات پر خود حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خانصاحب قدس سرہ جو اس کتاب "سدالفرار" کے لکھنے والے ذمہ دار ہیں اور آپ کے ساتھ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفٰے رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ جو دونوں اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کے صاحبزادے ہیں حضرت مولانا عبدالمقتدر کے سوئم اور ان کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے گئے۔ دیکھئے ان ہی ملاّ انکشاف کی کتاب "انکشافِ حق" ص ۲۲۹

یہاں یہ خلجان ضرور پیدا ہوسکتا ہے کہ ملاّ کفِ لسان کی تحریر کے مطابق تو "سدالفرار" کی تحریر سے کفر صریح کا حکم عائد ہوتا ہے اور ملاّ انکشاف نے عبارتوں کی نشاندہی بھی کی ہے جس کا اہلسنت کو اعتراف ہے۔

پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ سدالفرار کے مضامین صحیح بھی ہیں اور کفر کا حکم بھی عائد نہیں ہوتا اور حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں ذمہ دار اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کے شاہزادے سوئم اور قبر کی فاتحہ خوانی کے لئے بدایوں تشریف بھی لے گئے۔

عرض ہے کہ علامہ کف لسان مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے دیوبندیت و وہابیت کے دیندار و علم بردار ہونے کی وجہ سے اس حقیقت کو چھپایا ہے کہ۔

"سدالفرار" میں جو مضامین ہیں وہ اپنے ماخذ سے بالکل صحیح صحیح نقل کئے گئے ہیں۔ مولوی خلیل احمد بدایونی نے بدایوں کا رونا تو خوب رویا ہے مگر پوری کتاب "انکشافِ حق" میں سدالفرار "کے ان مضامین کو سرے سے نقل ہی نہیں کیا جن پر کفر صریح کے حکم ہو جانے کی تنبیہ کی گئی ہے نیز ملاّ انکشاف نے اتنی اہم حقیقت پر بھی پردہ ڈالا ہے کہ "سدالفرار" ایرادات و استفہامات سے متعلق کتاب ہے جسکو خود

کتاب میں واضح کر دیا گیا ہے اور اہلِ علم جانتے ہیں کہ ایراد و استفہام میں ہزار خبر کے جملے ہوں۔ بہرحال وہ انشار پر ہی دلالت کرتے ہیں اور انشار، حکم نہیں ہے لہٰذا سدالفرار سے کفر کا حکم ثابت کرنا ملاّ انکشاف کی جہالت و حماقت اور وہابی دیوبندی شرارت ہے اور سدالفرار کو پیش کرنا مسلمانوں میں فتنہ و شر پھیلا کر آپس میں فساد برپا کرانا ہے۔ رہے سدالفرار کے مضامین اور بقیہ مباحث تو انشار اللہ تعالیٰ مقالات کے جواب میں آتے ہیں وہیں ملاّ انکشاف کے عجائب کا تماشا دیکھئے گا۔

۳ یہ مسلمانوں کو غور و فکر کی دعوت نہیں ہے بلکہ گمراہ و بد دین بنانے کی عادت ہے جب سرے سے کفر کا حکم ہی عائد نہیں کیا جا سکتا تو مولوی اسمٰعیل دہلوی کی صف میں کیسے کھڑا کیا جا سکتا ہے، بس لزومی و التزامی کے الفاظ ہی آپ نے سیکھے ہیں۔

۴ یہاں ملاّ انکشاف کی فتنہ پرور و فساد انگیز طبیعت کا اچھی طرح اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کس کس انداز سے کیا کیا یاد دلا کر مسلمانوں کو آپس میں لڑا دینا چاہتے ہیں۔ آپ پکار رہے ہیں کہ اے مولانا عبدالمقتدر صاحب بدایونی کے خاندان والو! اور اے ان سے عقیدت رکھنے والو! تم بھول تو نہیں گئے ہو، یاد کرو جب بریلی والوں نے تمہاری مسجد قادریہ کو مسجد ضرار کہا تھا۔ بریلی والے تمہارے پرانے دشمن ہیں اگرچہ میں بھی اس وقت اس دشمنی میں شریک تھا۔ میں نے تم لوگوں کو کافی اذیتیں پہنچائیں مگر اب توبہ کر کے کفِ لسان کر لیا ہے۔ میری پرانی دشمنی کو بھول جاؤ نئی دوستی کو قبول کر لو یہ کہ ہم دونوں مل کر بریلی کے مقابلہ میں صف آرا ہو جائیں اور تمہاری جو گزشتہ بے عزتی ہوئی ہے اور میری جو موجودہ بے آبروئی و ذلت ہو رہی ہے اس کو مٹانے کی مشترکہ کوشش ہو جائے۔ اگر بڑھاپے کی وجہ سے تمہارا یہ نیا

دوست مولوی خلیل احمد بدایونی پیچھے رہ جائے یا گھر میں بیٹھ جائے تو کچھ خیال مت کرنا۔ تم برابر مقابلے پر ڈٹے رہنا پیچھے پلٹ کر بھی مت دیکھنا۔

یہ ہے آپ کی مسجد خرما کی یاد دہانی کا ماحصل جس کے بارے میں مولوی خلیل احمد بدایونی نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ دنیا میرے اس مطلب کو نہیں سمجھ سکے گی اور آسانی سے میں بھس میں چنگاریاں لگا کر نکل جاؤں گا ــ مگر اے علامہ کف لسان! یہ مسجد خرما آپ کے کفِ لسان پر کون سی دلیل قطعی ہے؟

۵ :. یہ آپ کا ہر طرح جھوٹ اور اتہام ہے صاحب سد الفرار نے سوائے ایرادات و استفہام کے ہرگز ہرگز التزامی یا لزومی کا حکم نہیں لگایا ہے۔ یہ آپ کا الزام کہ کفر وارتداد کا حکم قطعی دیا ہے مگر جان چرا کر لزومی مان رہے ہیں سراسر جھوٹ اور اتہام ہے۔ اور اگر آپ حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ذات مراد لیتے ہیں تو آپ کا یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے کہ انہوں نے کفر وارتداد قطعی کا حکم دیا ہے اور آپ کا پھر یہ دوسرا فریب ہوگا کہ وہ لزومی مان رہے ہیں ابھی ابھی آپ نے جو اپنی چھاپہ ماری کا ذکر کیا ہے اسے اتنی جلد بھول گئے صحیح ہے " دروغ گو را حافظہ نہ باشد" کہ جھوٹے کو حافظہ نہیں ہوتا۔ ابھی آپ ہی نے ص۴۰ و ص۴۱ پر متصل یہ بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد ملت کو آپ نے سد الفرار دکھا کر کفر وارتداد قطعی التزامی ثابت کیا مگر مجاہد ملت اپنے اسی انکار پر ڈٹے رہے کوئی مسکن جواب نہیں دیا کفرِ لزومی مجاہد ملت کا اقرار رہا۔ آپ کا یہ کیسا خوفِ الٰہی ہے کہ آپ نے اتنا بڑا جھوٹ بک دیا اور بہتان دھر دیا۔ "کہ کفر قطعی التزامی کا حکم دے دیا۔"

اے علامہ کف لسان! کسی صورت بھی آپ کو جھوٹ سے چھٹکارا ہے یا نہیں؟ ویسے ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ آپ کی روایت کا کوئی اعتماد نہیں اس لئے کہ آپ بالکل جھوٹے اور بددین ہیں۔

اسی ص۴۱ پر علامہ کفِ لسان نے تحریر دینے کا دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے ــ ملا انکشاف لکھتے ہیں۔

" اس گفتگو میں فقیر سے ایک تحریر بھی لی گئی تھی جس میں حسام الحرمین نے جو علماء دیوبند پر احکام کفر وارتداد بتائے ہیں ان کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔"

اب علامہ کف لسان کا جواب دیکھئے لکھتے ہیں۔

" فقیر نے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے لکھ دیا کہ جس طور سے حسام الحرمین میں احکام کفر بتائے گئے ہیں وہ صحیح و درست ہیں۔"

جواب کی تحریر تو ملا انکشاف نے دیدی جس سے اہل سنت اور دوسرے بھی یہی سمجھتے ہیں کہ دیوبندیوں کے کفر وارتداد میں ملوث ہونے کا سوال تھا۔ ملا انکشاف نے پوری پوری تائید کر دی ہے مگر وہ خوف کہاں جانے والا تھا جس نے ملا انکشاف کو دبوچ کر اضطراب میں ڈال رکھا تھا۔ آپ نے بات بنانے کے لئے جو باتیں بنا پیدا کی اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

اے میرے مخالف سنیو! اور اے میرے پیارے دیوبندی بھائیو! اگرچہ مجھ سے کھلے طور پر علماء دیوبند کے کفر وارتداد پر حسام الحرمین کے حکم کے بارے میں سوال کیا گیا تھا اور وقت پر حالات کا کچھ تقاضا ہی ایسا تھا کہ میں نے یہ جواب دے دیا تھا کہ "جس طور سے حسام الحرمین میں احکام کفر بتائے گئے ہیں وہ صحیح و درست ہیں۔" میرے اس جواب سے یہ نہ سمجھ لینا کہ میں دیوبندیوں کو کافر و مرتد مانتا ہوں بلکہ میرے جواب کی تحریر کا منشا یہ ہے کہ اگرچہ منشا بنتا ہو یا نہ بنتا ہو کہ حسام الحرمین نے جو مضمون بتایا ہے وہ واقعی خبیث ہے جس کی بنیاد پر کفر وارتداد کا حکم لگ جاتا ہے مگر علماء دیوبند کی ان کفریہ عبارتوں کا سیاق وسباق وغیرہ بتا رہے ہیں کہ ان عبارتوں کا یہ کفری مضمون ہی نہیں بنتا ہے لہذا اے سنیو! یہ نہ سمجھ لینا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور اے دیوبندی بھائیو! یہ نہ خیال کر لینا کہ وہ تحریر دے کر میں اپنے دیوبندی

پیشواؤں سے غداری کر رہا ہوں۔" (واہ رے دیوبندی سپوت)

علماء اہلسنت فرماتے ہیں کہ دیوبندی وہابی کا تقیہ رافضیوں سے بھی بدتر ہے۔ مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کی اس تحریر سے صاف کھل گیا کہ آپ پکے تقیہ باز اور مولوی اشرف علی تھانوی کے کانپور والے تقیہ پر بازی لے گئے ہیں۔

اے ملّا انکشاف! ابھی ابھی چند سطریں پہلے تو آپ نے اہلسنت کی جھوٹی شکایت کی تھی کہ "جان چرا کر کفر لزومی مانتے ہیں"۔ اور یہیں آپ نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ آپ دیوبندی تقیہ کی پیروی کرتے ہوئے جان چرا کر کتنا بڑا فریب دیتے ہیں اور اگر آپ تقیہ باز جان چرانے والے فریبی نہ تھے تو دیوبندیوں کے بارے میں کفر و ارتداد کے کھلے سوال پر آپنے صاف صاف کیوں نہیں لکھدیا کہ میں ان دیوبندیوں کو کافر و مرتد نہیں سمجھتا ہوں۔ کون آپ کی گردن پر چھری پھیر رہا تھا۔ آپ کے اسی مضمون کا دوسرا پہلو اور ملاحظہ فرمائیں جس کا مفہوم یہ ہے۔

۱۔ حسام الحرمین نے علماء دیوبند کی عبارتوں کا جو مطلب لے کر حکم کفر بیان کیا ہے اس مطلب پر کفر وارتداد کا حکم صحیح و درست ہے۔ پہلے بھی ہم اس کو مانتے تھے اور اب بھی مانتے ہیں۔

۲۔ مگر اب ہم کو یہ کلام ہے کہ دیوبندیوں کی ان عبارتوں کا یہ مفہوم ہے یا نہیں اگر یہ خبیث کفری مضمون متعین ہو تو پھر کفر میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ کسی مسلمان کو بھی کفر میں تردد نہیں ہو سکتا۔

۳۔ مگر یہ کفری خبیث مضمون دیوبندیوں کے کلام کے سیاق وسباق، قرائن صحیحہ، والفاظ عبارات کے خلاف ثابت ہو رہا ہے۔ ہماری عرض ہے کہ اے علامہ کفِ لسان! سیاق وسباق، قرائن صحیحہ، اور الفاظ عبارات کی بنیاد پر دیوبندیوں کی ان کفریہ عبارتوں میں ایمان پیدا کرنا ہی سرے سے باطل ہے۔

آپ آگے چل کر جو قدرے تفصیل سے کلام کرنے والے ہیں اگر وہیں مباحث سے یہ ثابت ہو گیا کہ دیوبندیوں کی ان عبارتوں میں کفری خبیث مضمون

متعین ہے اور سیاق وسباق، قرائن صحیحہ، الفاظ عبارات ان ہی خبیث کفری مضمون کو متعین کر رہے ہیں — "تو آپ کی اس ہٹ کا کیا علاج ہوگا کہ کچھ ہو میں تو نہیں مانوں گا۔"

ثانیاً آپ اپنے اس فارمولے سے کیسے نجات پائیں گے جسے آپ نے خاص طور پر اپنے لئے تیار کر رکھا ہے کہ — "صاحب قول کی ہر تاویل قبول کی جائے گی۔

اے علامہ طویل اللسان! ان بھونڈی باتیں بنانے کو چھوڑیے، غصہ کو تھوک دیجئے یہ ساری باتیں آپ کے کفِ لسان پر کوئی دلیل نہیں بلکہ الٹے آپ کی بے علمی چھچھورے پن اور کفر وارتداد کی شہادت دے رہی ہے جو آپ کو سیدھے جہنم پہنچا دے گی۔

اسی ص۲۲۴ پر ملّا انکشاف نے شمس العلماء حضرت مولانا شمس الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر علمائے اہلسنت کے ساتھ اپنی گفتگو کے سلسلہ میں اپنے محبوب فرعون کا ذکر چھیڑا ہے۔ آپ کی فضول قصہ گوئی سے گریز کر کے ہم آپ کے اصل مقصد پر گفتگو کر رہے ہیں۔

مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کا مقصود یہ ہے کہ فرعون کے بارے میں اجماع تو یہی ہے کہ وہ کافر مرا مگر بعض علماء ومشائخ طریقت اس طرف بھی گئے ہیں کہ فرعون دنیا سے مسلمان گیا۔ اس بیان سے مولوی خلیل احمد بدایونی کی غرض یہ ہے کہ جس طرح ان بڑے بڑے علماء ومشائخ طریقت نے فرعون کو کافر کہنے سے کفِ لسان کیا پھر بھی وہ صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے پیشوا گنے جاتے ہیں۔ اسی طرح دیوبندیوں کے کفر وارتداد سے کفِ لسان کرنے کی وجہ سے مولوی خلیل احمد بدایونی کو بھی کافر نہیں کہہ سکتے بلکہ میں پکّا مسلمان اکبر علماء ہوں۔

اس سلسلہ میں ایک طویل تحریر ہم نے مولوی خلیل احمد بدایونی کے پاس بھیجدی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ علامہ انکشاف اپنی ضد اور ہٹ کے پکے ہیں وہ اپنی ہٹ

سے باز نہیں آئیں گے ورنہ پھر اس انکشاف حق میں اسکو اس کو دوہرانے کی ضرورت نہیں تھی۔ چونکہ مولوی خلیل احمد بدایونی نے یہاں فرعون کا سہارا لیا ہے اس لئے اس مسئلہ پر یہاں گفتگو کریں۔

فرعون کا واقعہ ناظرین کو یاد ہے، وہ ایک کافر وظالم بادشاہ تھا، قوم بنی اسرائیل کو اس کے ظلم وستم سے بچانے کے لئے سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بحکم خداوندی انہیں لے کر دریا پار کر گئے۔ دریا نے ان کے لئے راستے بنا دیئے، فرعون بھی ان کا تعاقب کرتا ہوا۔ دریا کے ان راستوں میں گھس گیا، دریا اپنی اصل حالت پر آگیا۔ راستے بند ہو گئے۔ لشکر کے ساتھ جب فرعون ڈوب کر مرنے کے قریب ہوا تو کہنے لگا۔ قال آمنت انہ لا الٰہ الا الذی آمنت بہ بنو اسرائیل وانا من المسلمین بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوائے اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔ (قرآن حکیم سورہ یونس) جب ڈوبتے وقت فرعون نے ایمان کے یہ کلمات ادا کئے تو ارشاد فرمایا "آلآن" (قرآن حکیم) کیا اب؟ یعنی زندگی بھر کفر میں مبتلا رہنے کے بعد اب جب کہ زندگی سے مایوس ہو گیا اور موت کا یقین ہو گیا تو ایمان لاتا ہے۔

اس قرآنی بیان سے جمہور اسی طرف گئے ہیں کہ فرعون کی توبہ اور اس کا ایمان لانا مرتے وقت قبول نہیں جس پر "آلآن" دلالت کر رہا ہے۔ اور بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ آلآن سے توبہ وایمان کے غیر مقبول ہونے کا مطلب نہیں نکالا جا سکتا۔ جب فرعون ایمان لے آیا تو وہ دنیا سے مسلمان گیا چونکہ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر توبہ یاس قبول ہے اور سیدنا محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مالکی ہیں اس لئے انہوں نے اپنے مذہب کا سہارا لے کر فرعون کی توبہ کو مقبول رکھا اور اپنی کتاب فصوص الحکم میں اس کو مسلمان فرمایا ہے۔ تفسیر روح البیان میں فرمایا۔ وھو مقبول عند الامام مالک حکما بالظاھر کالمومن عند سل السیوف والمومن عند اقامۃ الحد علیہ یقبل ایمانہ وعلیٰ ھٰذا

نبی کلام حضرۃ الشیخ الاکبر المالکی فی الفصوص ذھب الی الایمان۔ یعنی ایمان یاس سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ظاہر پر حکم دیتے ہوئے مقبول ہے۔ جیسے کہ وہ کافر جس کے قتل کرنے کے لئے تلوار کھینچ لی جائے اور وہ ایمان لے آئے اور وہ جس پر حد قائم کرتے وقت مومن رہا تو اس کا ایمان قبول کر لیا جاتا ہے اور اسی پر مبنی ہے۔ حضرت شیخ اکبر ابن عربی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا کلام فصوص الحکم میں جو فرعون کے ایمان لانے کو تسلیم کرتے ہیں۔ (روح البیان جلد ۴ ص۷۷)

بہر حال فرعون کے بارے میں اختلاف اس کی توبہ وایمان کے مقبول رکھنے نہ رکھنے پر ہے مگر دونوں فریق یہ تسلیم کرتے ہیں بلکہ اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن حکیم کے ارشاد کے مطابق "فرعون نے ایمان کے کلمات ادا کئے تھے۔"

ان کے مقابلہ میں ملا انکشاف اکبر علماء دیوبند مولوی خلیل احمد بدایونی کے دیوبندی وہابی علم وفضل کو ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح آپ نے اپنے کف لسان کے لئے اکابر دیوبند اور فرعون کی علتوں کو ایک کر دیا۔

اے ملا انکشاف! جب آپ نے اکابر دیوبند اور فرعون دونوں کو ایک ہی صفت کفر سے موصوف فرما کر ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا تو جس طرح حضرت شیخ اکبر کے نزدیک ان کے کف لسان کی بنیاد توبہ وایمان ہے کیا اسی طرح آپ کے کف لسان کے لئے اکابر دیوبند نے زندگی میں یہ سبھی موت کے وقت ہی اپنے کفریات سے توبہ کی ہے؟ پھر قرآن حکیم نے فرعون کے ایمان کا جو انداز ذکر فرمایا ہے کیا اکابر دیوبند اسی طرح ایمان لائے ہیں۔ فرعون کو ایمان لانے میں ----- بنی اسرائیل کا ذکر کرتے ہوئے تو شرم نہ آئی حالانکہ وہ اپنی زندگی میں بنو اسرائیل کو حقیر وذلیل سمجھتا تھا تو فرعون اور دیوبندیوں کی آپ کی بیان کی ہوئی علت مشترکہ کی بنیاد پر دیوبندیوں نے کفر سے توبہ کرنے میں کیا اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کی ہدایت کا بھی ذکر کیا ہے، چلئے حیا کی وجہ سے فرعون کی طرح توبہ نہ کی کسی طرح بھی توبہ کی ہے یا نہیں؟ ہم جانتے ہیں کہ توبہ کا ثابت کرنا تو درکنار اگر مولوی خلیل احمد بدایونی دیوبندیوں کے سامنے اکابر دیوبند

کی توبہ کا سوال بھی اٹھایا تو پوری دنیائے وہابیت و دیوبندیت آپ پر پلٹ پڑے گی اور آپ کی نومولود دیوبندیت کو دھورے پر رکھ دے گی۔

جب اکابرِ دیوبند کی توبہ ہی سرے سے ثابت نہیں بلکہ توبہ سے انکار اور ڈھٹائی ثابت ہے تو علامہ انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کی ہی اصل پر ان کے نزدیک توبہ نہ کرنے والے دیوبندی مولوی، توبہ کرنے والے فرعون سے بدتر قرار پائے اور اکابرِ دیوبند کی توبہ کے بغیر توبہ کرنے والے فرعون پر قیاس کر کے حضرت شیخ اکبر کی طرح قیاس کرنا اکبر علمار دیوبند مولوی خلیل احمد بدایونی کی جہالت و حماقت ہوئی۔

اے جہالت مآب! کیا سمجھکر آپ نے دیوبندی اکابر کو فرعون پر قیاس فرمایا۔ آخر آپ کے قیاس کا یہ نتیجہ نکلا کہ آپ نے اپنے کفِ لسان کے شوق میں اکابرِ دیوبند کو فرعون سے بدتر ثابت کر کے جہنم میں ڈھکیل دیا اور آپ بھی ان کے پیچھے لٹکے چلے جا رہے ہیں۔

ص۴۴ سے ص۴۶ کی ابتدائی سطروں تک علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد صاحب نے حضرت مولانا مفتی محمد رضوان الرحمٰن علیہ الرحمۃ والرضوان کے سوال اور اپنے طویل بیانات کو پھیلایا ہے جو اس طرح ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد رضوان الرحمٰن صاحب مرحوم نے اعتراض کیا کہ حضرت سید محمد میاں صاحب مارہروی رحمہ اللہ تعالیٰ اکابرِ دیوبند کو کافر کہتے تھے اور آپ (ملّا انکشاف) نہیں کہتے ہیں تو آپ کا سلسلۂ بیعت ان سے قائم نہ رہا، اس کے جواب میں مولوی خلیل احمد صاحب نے جو کچھ کہا مندرجہ ذیل نمبروں میں ہم نے تقسیم کر دیا ہے۔ اصل کتاب انکشافِ حق سے ملائیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

(۱) پیری مریدی کا دار و مدار مسئلہ تکفیر پر نہیں ہے۔ یزید کو امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافر مانتے تھے اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام احمد بن حنبل کے مقلد ہیں ظاہر ہے غوث اعظم اپنے مذہب کے خلاف تو نہیں تھے وہ بھی یزید کو کافر کہتے تھے۔ اور اعلیٰ حضرت امام بریلوی، علمار اہلسنت اور دوسرے محققین

قادریہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبعیت میں یزید کو کافر نہیں کہتے ہیں بلکہ سکوت اختیار کرتے ہیں تو یہ لوگ بھی غوث اعظم کی مریدی سے نکل گئے اور اگر نہیں نکلے تو میں بھی اکابرِ دیوبند کو کافر نہ مان کر حضرت سید محمد میاں کی بیعت سے نہیں نکل سکتا۔

(۲) جب اہلسنت امام اعظم و امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یزید کے بارے میں اختلاف مان رہے ہیں تو ثابت ہوا کہ یہ مسئلہ سلف میں مختلف فیہ رہا جس کو تحقیق ہو گئی، اس نے تکفیر کر دی اور جس کو نہ ہوئی اس نے نہ کی۔ ہر اہلِ تحقیق اپنی تحقیق کے مطابق جواب دے گا کسی کو کسی پر اعتراض کا حق نہیں۔

(۳) فاضل بریلوی کا فتویٰ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر نہیں ہو سکتا۔

(۴) امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلدین میں بڑی بڑی ہستیوں میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ جن کی غلامی پر فاضل بریلوی ناز کرتے ہیں۔ پھر اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے غوث اعظم کے خلاف تکفیرِ یزید میں کفِ لسان کیوں کیا۔؟

(۵) اصل بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ تقلیدی نہیں ہے ــــ تحقیقی ہے یہی وجہ ہے کہ امام غزالی، امام فخر الدین رازی یزید کو مسلمان ثابت کرتے ہیں اور تکفیر کو منع کرتے ہیں۔

(۶) یزید کے بارے میں اہلسنت کے تین گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ اس کو کافر قطعی مانتا ہے۔ دوسرا گروہ توقف و کفِ لسان کا عامل ہے۔ تیسرا گروہ اس کو مسلمان قطعی مانتا ہے۔ اور یہ تینوں اہلِ حق ہیں اہلسنت ہیں ان میں سے کسی کو نشانہ ملامت نہیں بنا سکتے۔

(۷) مسائلِ کفر و اسلام میں شیوخ و مرشدین کا بھی اتباع نہیں بلکہ ائمہ ہدیٰ اہلسنت و جماعت کا اتباع کیا جائے گا۔

ہم نے صرف مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کے مقاصد کو واضح کرنے کے لئے نمبر لگا دیئے ہیں۔ جوابات میں ان نمبروں کی پابندی ہم نے ضروری نہیں سمجھی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین ہمارے جواب کو بہت اچھی طرح سمجھ لیں گے جو مولوی خلیل احمد بدایونی کے تمام مقاصد پر حاوی رہیں گے۔

ع۱ بالکل صحیح فرمایا تھا حضرت مولانا مفتی محمد رضوان الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

نے کہ آپ کی بیعت ٹوٹ چکی ہے۔ اگرچہ آپ کفِ لسان کہہ رہے ہیں مگر پورے کافر و مرتد ہو گئے ہیں۔ کفر وارتداد اور مرتدین کی مدافعت میں سرگرم ہیں جب کہ صرف کفِ لسان اور توقف ہی مولوی خلیل احمد بدایونی کے لئے ارتداد ہے۔

مولوی خلیل احمد بدایونی کا یہ قول قطعاً غلط اور کافرانہ ہے کہ پیری مریدی کا دارو مدار تکفیر پر نہیں ہے۔ پیری مریدی کی پہلی شرط ایمان کو ایمان اور کفر کو کفر جاننا ہے مولوی خلیل احمد بدایونی اب جب کہ بیعت سے نکل چکے ہیں اپنے غیر امتیازی مذہب پر اگر کسی جوگی یا مرتد کو اپنا پیر بنالیں یا خود جوگی یا مرتد پیر بن جائیں تو کوئی تعجب نہیں۔ بہرحال ان کی بیعت ان کے پیروں کے ساتھ ٹوٹ گئی ہے اور آپ کے جو مرید مسلمان ہیں ان کی بیعت بھی باقی نہیں رہی۔

ہم یہاں چند شکلیں بیان کرتے ہیں جن سے تکفیر کی نزاکتیں اچھی طرح سمجھ میں آجائینگی۔

پہلی شکل

اگر کسی شخص کے کفر قطعی ناقابلِ تاویل کی یقینی نسبت کے ساتھ یقینی اطلاع مل گئی تو دونوں پیر و مرید پر فرض قطعی ہوگا کہ تکفیر کریں اگر دونوں میں سے کسی نے بھی تکفیر سے کفِ لسان کیا تو وہ خود کافر و مرتد ہوگا اور بیعت ٹوٹ جائے گی۔ مثلاً زید تمام ضروریاتِ دین کا ماننے والا مسلمان تھا دعوئ اسلام کرتے کرتے شامت آئی اور اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت سے ہی انکار کر دیا اور بکر و عمرو دونوں پیر و مرید کو زید کے اس انکار نبوت کی یقینی اطلاع ہے چونکہ زید کے قول انکار نبوت میں تاویل کی قطعاً کوئی گنجائش ہی نہیں یہ انکار کفر قطعی قرآنی ہے اور بکر و عمرو کے خبردار ہو جانے میں بھی اصلاً کوئی شبہ باقی نہ رہا جس نے یقینی قطعی حکم پیدا کر دیا تو اب پیر و مرید (بکر و عمرو) میں سے کسی کا زید کی تکفیر سے انکار یا کفِ لسان کرنا اس کو کافر و مرتد بنادے گا اور بیعت قطعاً ٹوٹ جائے گی اور یہ کہنا باطل بلکہ کفر ہوگا کہ یہاں پیری مریدی کا دارو مدار تکفیر پر نہ تھا۔

دوسری شکل

زید سے اسی نبوت کا انکار بیان کیا جاتا ہے جو شکل اوّل میں ذکر کیا گیا ہے کہ کفر قطعی یقینی قرآنی

ہے۔ مگر پیر اور مرید یا استاد اور شاگرد یا ہم زمانہ یا مختلف الزماں لوگوں میں سے بعض کو یقینی اطلاع ہی نہیں خواہ وہ اختلافات روایات کی بنیاد پر ہو، یا نسبت میں ہی شبہ ہو کہ زید سے یہ کفر سرزد ہوا یا نہیں یا بعد میں توبہ کا شبہ پیدا ہو گیا ہو۔ اسی طرح شبہات کی اور صورتیں ہیں اگر ان میں سے کوئی پیدا ہو جائے جو عدم اطلاع یقینی پر دلالت کرتی ہوں تو اگرچہ یہ ضرور ضرور کہا جائے گا کہ وہ کفر کفر قطعی یقینی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں مگر زید کی طرف نسبت کفر پر یقینی اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے اگر کوئی انکار کرتا ہے یا کفِ لسان کرتا ہے تو ہرگز کافر نہ ہوگا نہ بیعت وغیرہ ٹوٹے گی۔

تیسری شکل

تیسری شکل یہ کہ خود وہ قول کفر قطعی پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اس میں تاویل کی گنجائش ہے تو یہاں اس کے کفر کا انکار کفر نہ ہوگا ـــــ مثلاً زید اللہ تعالیٰ کے لئے ہاتھ پاؤں بیان کر گیا۔ تو اگرچہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہاتھ پاؤں بتانا کفر ہے مگر زید کے اس قول میں اس معنیٰ کا احتمال ہے جو خود قرآن حکیم نے ید اللّٰہ (اللہ کا ہاتھ) کہہ کر مراد لئے ہیں۔ اس لئے زید پر مرتد ہو جانے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ لیکن علماء کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ پوری قوت سے اللہ تعالیٰ کے لئے ہاتھ پاؤں ہونے کی عقلی قباحتوں اور حکم کفر لازم آنے کی شامت کو کھلے کھلے طور پر بیان کر دیں تاکہ محض احتمال معنی پر لوگ کفر میں ملوث ہو جانے کو ہلکا نہ سمجھیں اور حقیقی کفری معنی کو اختیار نہ کر جائیں۔ اور ایسی بات کہنے سے قطعاً اجتناب کریں جو کفر کا بھی احتمال رکھتی ہوں، احتمال بتا بتا کر اس کی بیٹھ ہرگز ہرگز نہ تھپتھپائیں۔ خدانخواستہ احتمال سے ماوراء کفر کا عقیدہ ہی جم گیا تو یہ احتمال بیانی و عدم کفر کا فتویٰ کچھ کام نہ دے گا۔ عند اللہ اسے کافر بنا کر سیدھے جہنم میں پہنچا دے گا۔ اسی مقام کے لئے کہا جاتا ہے کہ ایک مسلمان کو ایمان پر قائم رکھنا ہزار نئے مسلمان بنانے سے زیادہ اہم ہے۔ نہ وہ الٹے معنی جو بدھو ملّا انکشاف سمجھ بیٹھے ہیں۔

ناظرین سے ہماری درخواست ہے کہ وہ ان تینوں شکلوں کو اچھی طرح دیکھ کر

خوب سمجھ لیں یہ تینوں ایسے مسلمات ہیں، جن سے خود مولوی خلیل احمد بدایونی انکار کی جرأت نہیں کرسکتے اور یہاں یہ فیصلہ کرلیں کہ ہر بیان کردہ کفر پر یکساں حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ حکم دینے یا قیاس کرنے سے پہلے تینوں شکلوں کی تمام نزاکتیں سامنے رکھنی ہوگی۔ اگر پہلی شکل ثابت ہے تو اس پر دوسری تیسری شکل کا حکم یا قیاس غلط ہوگا اور اگر دوسری تیسری شکل ثابت ہے تو اس پر پہلی شکل کا حکم یا قیاس صحیح نہ ہوگا۔

یہی وہ مقام ہے جہاں ملّا انکشاف علامہ کف لسان اکبر علمار دیوبند مولوی خلیل احمد صاحب بجنوری بدایونی نے ٹھوکریں کھائی ہیں۔ اور ان کی گمرہی نے انہیں آخر کافر و مرتد بنا کر رکھدیا ہے۔ ناظرین تھوڑی زحمت فرما کر ان تینوں شکلوں کو اچھی طرح سمجھ کر ذہن میں رکھیں تو انشار اللہ تعالیٰ پوری کتاب "انکشاف حق" کی سفاہت و حماقت اور مکر و فریب کو سمجھنے میں دشواری نہ ہوگی بلکہ یہ شکلیں ہر جگہ میزان کا کام دیں گی ویسے ہم انشار المولیٰ الکریم ہر ضروری جگہ ہندی کی چندی کرنے کا پورا خیال رکھیں گے۔ بیری مریدی سے متصل ہی مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے یزید کا ذکر چھیڑ دیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی اپنے دیوبندی پیشواؤں کے کفر کو یزید کے کفر پر قیاس کر رہے ہیں۔ اور اپنے کفِ لسان کو سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کفِ لسان پر۔

اور مولوی خلیل احمد بدایونی کے یہ دونوں قیاس باطل محض ہیں اس لئے کہ یزید کی طرف نسبت کفر میں ہی اختلاف ہے کہ اس سے سرزد ہوا یا نہیں۔ بعض فرماتے ہیں کہ ثابت ہی نہیں۔ بعض نے یزید کی توبہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ وہی امام غزالی جن کا ذکر ملّا انکشاف نے کیا ہے احیار العلوم میں فرماتے ہیں۔

فان قیل ھل یجوز لعنۃ یزید لکونہ قاتل الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ او امربہ قلنا ھٰذا لم یثبت اصلاً ولا یجوز ان یقال انہ قتلہ او امربہ فضلاً عن اللعن۔

یعنی اگر یہ کہا جائے کہ کیا یزید پر لعنت کرنا جائز ہے اس وجہ سے کہ وہ قاتل سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ہے یا اس نے اس کا حکم دیا تھا تو ہم کہیں گے کہ یہ اصلاً ثابت نہیں ہوا اور یہ کہنا بھی جائز نہیں کہ اس نے آپ کو شہید کیا

یا اس کا حکم دیا۔ چہ جائیکہ اس پر لعنتیں کی جائیں۔

بہرحال تمام مذاہب اہلسنت کے سامنے رکھکر یزید کا حال صرف شکلِ ثانی سے شکل ثالث تک جاتا ہے۔ شکلِ اوّل میں داخل نہیں کیا جاسکتا۔ اگر یزید کے کفر کو کفرِ قطعی بھی مان لیں تو نسبت کفر قطعی و یقینی نہیں ہے اور وہ شکل اول میں داخل نہیں ہوتا۔ لہٰذا یزید کے کفر کے بارے میں کفِ لسان و عدم کف لسان سے کسی پر الزام کفر نہیں ہوگا اسی طرح یزید کے بارے میں توبہ کا شبہ بھی یزید کی طرف کفر کی نسبت کی قطعیت و یقین کو باقی نہیں رکھے گا۔ اور اہلِ سنت کے یزید کے بارے میں اس اختلاف کو خود مولوی خلیل احمد بدایونی نے بیان کیا ہے بخلاف اس کے دیوبندی اکابر کی طرف ان کے اقوال کی نسبت صحیح قطعی و یقینی ہے۔ خود ان قائل دیوبندی اکابر نے ان اقوال کا اقرار کیا ہے ــــ ڈھٹائی اور بے حیائی سے باطل تاویلیں بھی کی ہیں جن کی بحث اپنے مقام پر آتی ہے۔ یہاں اس وقت صرف اس سے کلام ہے کہ ان اقوالِ کفریہ کے سرزد ہونے میں کوئی شبہ نہیں، نہ ان اکابرِ دیوبند کی طرف سے توبہ کا کوئی شبہ ہے نہ کہیں بیان کیا گیا ہے۔ ان سے اہلِ دیوبند نے متفقہ طور پر مرتے دم تک ان اقوال پر قائم رہنے اور ان اقوال کی تاویل ہی کو بیان کیا ہے اور مرنے کے بعد سے ابھی تک وہ اقوال اور تاویلیں برابر شائع کی جارہی ہیں۔ پورا دیوبندی کنبہ اور دوسری تمام جماعتیں ان کی اپنی اور غیر برادریاں سب کی سب بلکہ خود مولوی خلیل احمد بھی ان اقوال کی نسبت پر متفق ہیں۔

جب یزید کی نسبت اور دیوبندیوں کی نسبت میں مشرق و مغرب کا بُعد ہے دونوں میں سے ہر ایک کی نسبت کی کیفیت جدا جدا اور متضاد ہے تو علامہ کفِ لسان سے مولوی خلیل احمد بدایونی کا یزید کی غیر یقینی مختلف فیہ نسبت پر دیوبندیوں کی یقینی متفق علیہ نسبت کو قیاس کرنا ہی باطل ہے اور علامہ کفِ لسان کی نری جہالت و سفاہت اور اس پر کفِ لسان کرنا بطالت و حماقت ٹھہرا۔

مولوی خلیل احمد بدایونی نے یزید اور دیوبندیوں کو ایک کرکے اپنے کفری ہلاکت نامہ پر ویسے ہی دستخط کر دیئے ہیں جیسے اس سے قبل فرعون اور دیوبندیوں کو

ایک کرنے کے سلسلے میں ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

مولوی خلیل احمد صاحب نے یزید کے ذکر سے یہاں جو مقصد رکھا ہے اس کے باطل ہونے کا فیصلہ بھی ناظرین آسانی سے کر سکتے ہیں کہ جب کفر کی نسبت ہی یزید کی طرف یقینی وقطعی نہیں رہی تو سیدنا امام احمد بن حنبل ہوں یا آپ کے اصحاب یا سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے حنبلی مقلد یا دوسرے مذاہب کے ائمہ یا ان کے اصحاب خواہ اہلِ فقہ ہوں یا اصحابِ طریقت کسی کے اقرار کسی کے انکار کسی کے کفِ لسان کسی کی تکفیر کسی کے مسلمان سمجھنے سے ایک دوسرے پر کوئی کفر یا فسادِ بیعت کا حکم نہیں لگا سکتا یہاں اسلام بھی برقرار رہے گا اور بیعت بھی باقی رہے گی۔

ہاں دیوبندیوں کے کفریات یزید کے کفر سے الگ ہیں جو خود یقینی قطعی ہیں۔ اور ان کفریات کی نسبت دیوبندیوں کی طرف بھی قطعی یقینی ہے اس کا انکار یا کفِ لسان کافر و مرتد بنا کر بیعت سے نکال دے گا اور اسی وجہ سے مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کافر و مرتد ہو کر حضرت سید محمد میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیعت سے نکل گئے ہیں۔

ہمیں یہاں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور دوسرے حنبلی علمار کے بارے میں کفرِ یزید کے اقرار و انکار پر گفتگو کرنی تھی مگر چونکہ مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کا مقصد ہی دفن ہو کر رہ گیا ہے اس لئے اس وقت ہم اسے نظر انداز کر رہے ہیں۔

۳و۲ اس میں شک نہیں جناب علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی دنیائے علم فن کی اعجوبۂ روزگار ایک نادر المثال نمونہ شخصیت ہیں۔ آپ نے اپنے گمان میں ایک بہت بڑے دینی قضیہ کا فیصلہ ہی کر کے رکھدیا ہے۔ چونکہ یزید کے بارے میں سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ اور سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما مختلف ہو گئے ہیں اس لئے مولوی خلیل احمد بدایونی کی بلند ترین تحقیق وعمیق ترین تدقیق پر شریعتِ مطہرہ کی ساری تکفیریں مختلف فیہ قرار پا کر رہ گئیں۔ ابھی تک دنیا کے علمار اس نکتہ کو سمجھ نہ پائے تھے۔ دنیا تکفیر کفر و ارتداد سنتے سنتے تنگ آ گئی تھی ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی پر یہ نکتہ القا ہوا اور انہوں نے کفر و تکفیر کا سارا جھگڑا

ہی ختم کر کے دنیا پر احسانِ عظیم فرمایا۔ اور اب دنیا کے سارے مرتدین کو کفر وارتداد سے اور دنیا کو ان آوازوں کے سننے اور کفریات کی زد میں آنے سے نجات مل گئی۔ ہزار کوئی غلیظ کفریات بکے اسے مختلف فیہ ہونے کا فائدہ ضرور ملے گا۔ کم از کم بعض کے کفِ لسان کی وجہ سے اسلام سے خارج نہیں ہو سکے گا۔ اور جب مولوی خلیل احمد بدایونی نے اپنا کفِ لسان بیان کر دیا تو جنّت کا سرٹیفکٹ ہی مل جائے گا۔

پھر دیوبند کے اس نئے سپوت اور عظیم قانون ساز مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے مرتدین کے لئے کیا عجیب نفع بخش قانون دنیا کے سامنے پیش کیا ہے کہ قادیانی ہزار کفریات میں نہا جائیں، دیوبند کے بڑے بڑے جیّد کہلانے والے مولوی ملّا انکشاف مولوی خلیل احمد سمیت متفق ہو کر قادیانیوں پر کفر وارتداد کا فتویٰ دیں۔ یہ دیوبندی فتویٰ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے کف لسان کے فتوے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور نہ یہ دیوبندی مولوی امام اعظم کے برابر ہو سکتے ہیں لہٰذا دیوبندیوں کا قادیانیوں کے بارے میں فتویٰ باطل اس لئے کہ بہر حال ملّا انکشاف کے قانون پر وہ مختلف فیہ ٹھہرا اور ملا انکشاف علامہ کف لسان نے قادیانیوں کو سیدنا امام اعظم کے کفِ لسان کی پناہ گاہ تک پہنچا دیا اور ملّا انکشاف کے مذہب پر ظاہر یہی ہے کہ ملّا انکشاف اور سارے دیوبندی مولوی اپنے مذہب کے امام کے خلاف جا کر کفِ لسان کو تو چھوڑ نہیں سکتے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اللہ تعالیٰ ہر فتنہ و شر سے ہمیں اور مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ (آمین)

ہم نے یہاں خاص طور پر الزام و تعریض کے انداز کو اختیار کیا ہے۔ دوسری جگہ یہ مباحث آ گئے ہیں۔

۴ علامہ کفِ لسان طویل البیان لسلب الایمان مولوی خلیل صاحب بدایونی کا کہنا ہے کہ:۔

جب اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا محبوب امام طریقت و مرجع عقیدت مانتے ہیں تو غوثِ اعظم

کے خلاف تکفیرِ یزید میں کف لسان کیوں کیا۔؟

اولاً عرض ہے کہ ملّا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے اپنی ان تحریروں میں یہ ثابت ہی نہیں کیا ہے کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ تکفیرِ یزید کرتے تھے۔ آپ نے جو چالاکی دکھائی ہے وہ یہ ہے حضور غوث اعظم، سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مقلد تھے اور ان کی تقلید کی وجہ سے ظاہر یہی ہے کہ غوثِ اعظم اپنے امام کے مذہب کے خلاف جا نہیں سکتے تھے وہ بھی تکفیرِ یزید کرتے تھے۔

مولوی خلیل احمد بدایونی کی کتنی بڑی عیاری ہے کہ بغیر کسی مستند روایت کے آپ نے تکفیرِ یزید کی نسبت حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف کردی اور صرف ظاہر کہکر فریب دینے کی کوشش کی۔

جب تکفیر کا مسئلہ مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کے نزدیک تقلیدی نہیں تحقیقی ہے تو یہ کیسا فریب ہے کہ علامہ کفِ لسان تو تکفیر میں تحقیق کے لئے آزاد، اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقلد ہی مقلد۔ ملّا انکشاف نے صرف ظاہر پر حضور غوث اعظم کی تقلید کو واجب وضروری قرار دیا ہے۔

اے اکبر علمار دیوبند صاحبِ انکشاف! کچھ پڑھا بھی ہے یا یونہی شیخ چلّی بنے پھرتے ہیں۔ آپ کو یہ بھی نہیں معلوم کہ کفر غیر یقینی میں ائمہ دین و علمار ملّت مختلف نظر آتے ہیں مگر جہاں کفرِ یقینی ہو وہاں سب کے سب متفق دکھائی دیتے ہیں۔ کیا ملّا انکشاف بتا سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے انکار پر ائمہ دین مختلف ہو گئے ہیں؟ اور مسیلمہ کذاب جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا انکار اور اپنی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کے کفر وارتداد میں متفق نہیں ہیں۔؟

ثانیاً اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تکفیر یزید کی ہے تو اس پر آپ کا یہ اعتراض کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلاف کیوں کیا لغو وجہالت ہے اگر آپ کا علم ناقص اور اس پر گمراہی کی مہر یہ سمجھنے کا موقع ہی دیتے تو آپ دین بدل کر دیوبندی گستاخ مرتدوں کے

کے دین میں کیوں داخل ہو جاتے۔

اے علاّمہ کفِ لسان! کیوں کا جواب سنئے۔ اگر نسبت ہی کا اذعان ہوتا تو خود امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یزید کی تکفیر میں اختلافات مروی نہ ہوتے۔ جہاں نسبت میں اختلاف تھا وہاں کفِ لسان کرنا جائز تھا۔ اور یہ ظنیات میں داخل ہے۔ اور جہاں کفرِ یقینی کے ساتھ نسبت کا بھی یقین ہو اور اطلاع بھی یقینی ہو وہاں ہرگز ہرگز ائمہ دین نے تکفیر میں اختلاف نہیں کیا۔ اور نہ کفِ لسان کی ہوا آنے دی۔ اور یہ یقینیات میں داخل ہے جیسے وہ ابنِ خطل جو اپنے کفر وارتداد کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے مرتد قرار پاکر قتل کر دیا گیا۔ ذرا کسی امام یا شیخِ طریقت کا اس کے بارے میں اختلاف دکھایئے۔ ہاں آپ جیسے محققِ وقت کفِ لسان کر جائیں تو کچھ تعجب نہیں۔

پوری دنیا سارے علمار دیوبند آپ کے گستاخ دیوبندی پیشواؤں کی کفریہ عبارتوں کی نسبت پر تو متفق ہیں۔ آپ جیسے نومولود دیوبندی جو ابھی دیوبندیوں کی گود میں آئے ہیں اگر اختلاف کریں تو جہالت وحماقت کا تماشا ہی ہوگا اور آپ دکھا ہی رہے ہیں۔ جب دیوبند کے توہینی کفریات قطعی ہیں، نسبت قطعی ہے، تو یہ سرے سے اخیر دم تک معدوم اور اطلاعِ یقینی موجود تو جس جس کو یقینی اطلاع ہو جائے اس پر فرض ہے کہ تکفیر کرے۔ ان کفریات کو کفر ہی جانے۔ اسلام نہ مانے اگر انکار کرے گا یا کفِ لسان تو کافر و مرتد جہنمی ہو جائے گا۔

چونکہ آپ کے پیر و مرشد حضرت سید محمد میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ دیوبندیوں کے ان یقینی کفریات کی یقینی اطلاع رکھتے تھے اس لئے وہ بغیر کسی حیلے کے صاف صاف ان دیوبندیوں کے کفر وارتداد پر قائم رہے اور آپ نے دعوے ایمان سے لیکر مرتد بن جانے تک یقینی اطلاع رکھنے کے باوجود کفِ لسان کیا ہے اسی لئے مرتد ہو کر بیعت سے خارج ہو گئے۔ اپنی بے اصولیوں اور فضول غیر متعلق مثالوں سے آپ کا اپنے آپ کو اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پر قیاس کرنا سوائے خبط و جنون کے کچھ نہیں۔ اب آپ کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ آپ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی طرح کسی جاہل کو اپنا پیر بنائیے اور اس کے مقابلہ میں خود محقق و مدقق بنکر پیر صاحب کو ساتھ لئے گھومئے اور کفر و ارتداد اور توہین نبوت کی اشاعت کیجئے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آپ کے شر سے بچائے۔ (آمین)

اے اکبر علماء دیوبند! کیا آپ یہ سبق بھول گئے کہ ائمہ دین و مشائخ طریقت ظنیات میں صحیح اختلاف کی اجازت دیتے ہیں۔ بلکہ صفائی قلب کے ساتھ خوش ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ اپنے آقا حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ائمہ دین کے بتائے ہوئے راستے پر چل رہے ہیں اور ان سے اس باب میں رضا و خوشنودی کی ہی امید رکھتے ہیں۔ یہاں ملا انکشاف کیا اور کیوں کے چکر میں پڑے ہیں۔ اور جہاں یقینیات و قطعیات ہوتے ہیں وہاں یہ ائمہ دین و مشائخ طریقت رائی برابر نہ ہلتے ہیں نہ ہلنے کی اجازت دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تھوڑے سے گمان پر فرعون کے اختلاف سے چشم پوشی کی اور ابوجہل اور ابولہب کے کفر پر اٹل سے اور اٹل رکھا۔

ع۵ علامہ کفِ لسان فرماتے ہیں۔

"یہ مسئلہ تقلیدی نہیں تحقیقی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام غزالی امام فخرالدین رازی یزید کو مسلمان ثابت کرتے ہیں اور تکفیر کو منع کرتے ہیں۔"

سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ مولوی خلیل احمد بدایونی واقعی پڑھے لکھے مولوی ہیں یا کوئی شیطانی طاقت القار کرکے آپ پر مسائل منکشف کرتی ہے — دعوے تو آپ مطلق مسئلہ تکفیر کا کرتے ہیں اور مثال مقید مسئلہ تکفیر کی دیتے ہیں۔ مطلق مسئلہ تکفیر سے ان بدھو کی سمجھ میں آیا ہی نہیں کہ ابوجہل اور ابولہب کے کفر کی تحقیق کے راستے کھلیں گے اور کفِ لسان کے خبطی ابوجہل اور ابولہب کی تکفیر سے بھی کفِ لسان کرنے لگیں گے اور اگر مطلق تکفیرِ مسلم سمجھا جائے تو ابن خطل جیسے مرتد جن کے ارتداد اور ان کے مرتد ہو جانے پر امت متفق ہے۔ ان میں اختلاف کی باطل صورتیں نکالی جائیں گی۔

ملا انکشاف اپنے ذوق کف لسان کی تسکین کے لئے یزید کے مختلف فیہ کفر ہی کے کیوں حریص ہیں وہ دیوبندیوں کو ابن خطل جیسے مرتد پر کیوں قیاس نہیں کرتے جس کا ارتداد قطعی اور متفق علیہ ہے۔ اگر آپ کو دونوں میں فرق نظر آتا ہے تو شرم آنی چاہئے کہ کیوں مطلق تکفیر کا دعویٰ کرکے مقید تکفیر کی مثال سے دنیا کو فریب دیں۔

اور اگر ملا انکشاف کی نیت یہ ہے کہ انہیں صرف اس تحقیق کی ضرورت ہے کہ دیوبندیوں کی عبارتوں میں کفر ہے یا نہیں تو ہم عرض کریں گے کہ اس نیت کا اظہار بھی جھوٹا قرار پائے گا۔

جب دیوبندیوں کی عبارتوں کی نسبت کا آپ کو یقین ہے، تو بہ کا آپ انکار کرتے ہیں، اگر حسام الحرمین کی طرح مضامین ثابت ہو جائیں تو آپ ان کے کفر قطعی ہونے کو قبول کرتے ہیں تو پھر صرف اس کی ضرورت تھی کہ دیوبندیوں کی ان عبارتوں پر اصلی دیوبندیوں کی طرح گفتگو کرتے۔ یہ ساری غیر متعلق بحثیں، فضول مثالیں بے معنی واقعات وغیرہا اوراق کی طرح اپنی پیشانی کو اور سیاہ کرنے، جہالت و حماقت کا تماشا دکھانے، اور کفریات میں مزید دھنستے چلے جانے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

ع۶ یہ بحث گزر چکی ہے تکرار کی حاجت نہیں۔

ع۷ ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب فرماتے ہیں "مسائلِ کفر و اسلام میں شیوخ و مرشدین کا بھی اتباع نہیں بلکہ ائمہ ہدیٰ اہلسنت و جماعت کا اتباع کیا جائے گا۔"

جی ہاں بالکل ٹھیک شیوخ و مرشدین کا بھی اتباع نہیں مگر آپ یہ تو تسلیم کریں گے کہ شیوخ و مرشدین اور مریدین دونوں کو ائمہ ہدیٰ اہلسنت کا اتباع کرنا چاہئے۔ ایسا تو نہیں کہ صرف شیوخ و مرشدین کو ہی اتباع کرنا چاہئے اور مریدین اتباع سے آزاد خود محقق بن کر آوارہ پھرتے رہیں۔

کیا آپکو معلوم نہیں کہ تمام ائمہ ہدیٰ اہلسنت نے متفقہ طور پر توہین نبوت کرنیوالے گستاخوں کو مرتد قرار دیکر قتل کر دینے کا حکم دیا ہے۔ بعض توبہ پر قتل سے مامون رکھتے ہیں۔ یہاں دیوبند کے گستاخ پیشواؤں

نے بدترین توہینِ نبوت کی ہے اور دنیا کے اخبث کافر و مرتد بن گئے ہیں۔

اور ائمہ ہدیٰ کی اتباع میں ہی حضرت سید محمد میاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان چاروں دیوبندی گستاخ پیشواؤں کو کافر و مرتد مانا ہے بخلاف اس کے آپ نے ائمہ ہدیٰ اہلسنّت کی متفقہ تعلیم و اتباع کو پسِ پشت ڈال کر کفِ لسان کیا ہے بلکہ صاف انکار کر کے ان گستاخ مرتدوں کی گودوں میں جا بیٹھے ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ حضرت سید محمد میاں رحمہ اللہ تعالیٰ اتباع ائمہ ہدیٰ کر کے صراطِ مستقیم پر قائم رہے اور آپ نے ائمہ دینِ اہلسنت کی اتباع کا پُرفریب جھوٹا دعویٰ کیا اور بدترین گستاخ مرتد دیوبندیوں اور ان کی توہینِ نبوت کی اتباع و حمایت کر کے ائمہ ہدیٰ اہلسنت کی اتباع سے نکل کر کافر و مرتد بن گئے اور اسی وجہ سے حضرت سید محمد میاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیعت سے خارج ہو گئے۔ علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد صاحب نے "انکشافِ حق ص۴۶" پر تیسری مرتبہ شور و شغب کا ذکر کیا ہے۔ آپ نے جو نقشہ کھینچا ہے اس کے الفاظ دیکھئے

"کچھ عرصہ کے بعد تیسری مرتبہ شور و شغب مچایا گیا جس کا مختصر نقشہ یہ ہے کہ چند نوعمر کم علم اطفال کو اکٹھا کر کے بدایوں لایا گیا' معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے بدایوں میں جمع ہونے سے قبل بریلی میں ایک مخصوص میٹنگ کی جس میں طے کیا کہ ہمارے بچاؤ کی صرف ایک صورت یہی ہے کہ ہم لوگ حسبِ عادت خوب شور و غل مچادیں اور عوام کی فریب دہی کے لئے فتویٰ کفر ضرور لگا دینا چاہئے کیونکہ جانتے تھے کہ کسی حق بات کا جواب تو نہیں ہو سکتا۔"

علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد بدایونی کا ڈیل ڈول دیکھ کر گمان تو یہی ہو گا کہ آپ بھاری بھرکم شخصیت ہوں گے مگر آپ کا اصل روپ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ آپ اتنے ہی چھچھورے اور جھوٹے آدمی ہیں۔ اختصر سی مندرجہ بالا عبارت میں آپ کیا کیا

جھوٹ بولے ہیں اور کیسا کیسا فریب دیا ہے ـــــ بہرحال آپ کی عبارت کا مفہوم دیکھئے ـــــ اہلِ سنت نے عادت بنالی تھی کہ بار بار ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی پر چڑھ دوڑ کر شور و شغب مچاتے رہیں۔ تیسری مرتبہ شور و شغب کے لئے نوعمر اطفال جمع کئے گئے مگر بدایوں میں اکھٹے ہونے سے قبل بریلی میں میٹنگ کر کے یہ طے کیا گیا کہ یہ نوعمر چھوکرے جو جاہل کم علم ٹھہرے ان سے یہ کام لیا کہ سوار ہو کر اپنا کام کر جائیں۔ شور مچا کر کفر کا فتویٰ لگا دیں اور عوام کو یہ باور کرا دیں کہ یہ نوجوان غالب رہے اور اہلسنت کی جیت ہو گئی۔ یہ حرکتیں ان نوعمروں کی طرف سے اس لئے کرائی گئیں کہ وہ جانتے تھے کہ کسی حق بات کا جواب تو ہو نہیں سکتا۔

ہمارا یہ طرزِ گفتگو علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کے اندازِ تحریر کی ترجمانی ہے۔ آپ اسی ص۴۶ پر آگے دیکھ لیجئے کہ مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کو یہ شکایت رہ گئی کہ یہ نوعمر چھوکرے حق کو چھوڑ کر غلط طریقہ سے اپنا کام کر گئے اور جو عمر رسیدہ علماء اہلسنت تھے وہ مولوی خلیل احمد صاحب کے سامنے نہیں آئے۔ مولوی خلیل احمد صاحب کی یہ گل فشانی دیکھئے۔

"اس جماعت میں مولوی شریف الحق صاحب بھی آئے تھے مگر فقیر کے سامنے نہیں پڑے۔" (انکشاف ص۴۶)

یعنی مولوی شریف الحق صاحب بڑے ہوشیار نکلے کہ انہوں نے پہلے ہی نوعمر چھوکروں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ اور آپ ان سے اتنے تنگ ہو گئے کہ مولانا شریف الحق صاحب پر گالیاں برسانا شروع کر دیں۔ پھر یہاں مولوی خلیل احمد صاحب نے جو فریب کھیلا ہے اسکو بھی دیکھ لیجئے۔ ملا انکشاف لکھتے ہیں۔

"کچھ عرصہ بعد تیسری مرتبہ پھر شور و شغب مچایا گیا...... چند نوعمر کم علم اطفال کو جمع کر کے بدایوں لایا گیا۔" (انکشاف ص۴۶)

اسی صفحہ پر ملا انکشاف واللہ اعلم کے بعد لکھتے ہیں۔

"جب یہ لوگ بدایوں میں پہنچ گئے تو فقیر کے پاس ایک تحریر پہنچی۔" (ص۴۶)

اس پورے صفحہ کی عبارتوں سے مولوی خلیل احمد صاحب یہ باور کرانا چاہتے ہیں ـــــ کہ اس تیسری مرتبہ اہلسنت کا نوعمر کم علم اطفال کو بریلی میں جمع کرکے شور و شغب مچانے کا پلان بنانا' دنیا کا نام اور فائدہ حاصل کرنے اور حق کو دبانے کے لیے جال بچھانا بدایوں پہنچنے تک مولوی خلیل احمد صاحب کو بے خبر رکھنا اور بدایوں پہنچنے پر اچانک ایک تحریر کے ذریعہ مولوی خلیل احمد صاحب کو اطلاع دینا اہلسنت کی یہ ایسی حرکتیں تھیں جن سے وہ دفعتاً چھاپ مار کر عوام کو اپنی جیت اور مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی یعنی وہابیہ کی شکست بتانا چاہتے تھے چنانچہ یہ اہلسنت ایسا ہی کر گئے ـ مگر "دروغ گورا حافظہ نباشد" دوسری ہی سطر میں ملّا انکشاف اپنے اس من گھڑت افسانہ پر سیاہی پھیر گئے۔ فرماتے ہیں۔

"اس سے قبل بھی مولوی غلام محمد ناگپوری کی تحریریں تیاریٔ مناظرہ کی آچکی تھیں۔" (انکشاف ص ۴۷)

ملّا انکشاف کا یہ جملہ صاف بتا رہا ہے کہ تیسری بار کی نشست جو اصل میں مناظرہ کی مجلس تھی اس کی تیاریوں اور تاریخ کے بارے میں ایک مدت سے خط و کتابت چل رہی تھی۔ پھر یہ بار بار تحریروں کا آنا جانا۔ بدایوں میں بیٹھ کر نہیں ہو رہا تھا بلکہ ناگپور اور بدایوں کے درمیان دہلی ہوکر تقریباً پندرہ سو کلومیٹر یا کسی راہ سے کم و بیش فاصلہ یہ خطوط طے کر رہے تھے اور یادداشت تازے پر تازہ ہوتی جا رہی تھی۔ اس مناظرہ کی تیاری جسے تیسری مرتبہ اچانک شور و شغب باور کرانے کی کوشش بتائی ہے خط و کتابت میں ملاحظہ فرمائیں۔ مندرجہ بالا ایک سطر میں مولوی خلیل احمد صاحب کے ان اقراروں کے بعد کون یہ تسلیم کرے گا کہ علامہ کف لسان کو بے خبر رکھ کر اچانک چھاپہ ماری کی گئی اور شور و شغب مچا کر مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کی بیچارگی و مغلوبیت کا تماشا دکھایا گیا۔

چلیے ان نوعمر چھوکروں نے علامہ کفِ لسان پر بہت بڑا ظلم کیا، ملّا انکشاف اب بتائیں کہ یہ کتاب "انکشاف حق" لکھنے میں تو کوئی آڑے نہیں آیا، ایسا تو نہیں ہوا کہ آپ لکھنا کچھ چاہتے تھے کسی نے زبردستی کرکے لکھوا کچھ اور لیا ـــ آپ کی اس کتاب کا انداز بتا رہا ہے کہ آپ

نے یہ کتاب تنہائی میں پوری تحقیق و تدقیق کے ساتھ لکھی ہے، اظہارِ خیال کی پوری آزادی کے ساتھ تمام ضروری مباحث و مسائل پر آپ نے علم و فضل کا پورا خزانہ لٹا دیا ہے۔ جن باتوں کی آپ کو اہلسنت سے شکایت تھی وہ بھی آپ نے اس میں جمع کردی اور آپ کے وہ سوالات جن سے علمار اہلسنت گھبرا گئے تھے انہیں سانپ سونگ گیا تھا۔ انکے پاس ان سوالات کا کوئی جواب نہ تھا وہ بھی آپ نے اپنی اس کتاب "انکشاف حق" میں لکھ دیئے ہیں۔ شور و شغب مچا کر جن باتوں کو اہلسنت نے دبانا چاہا تھا وہ بھی آپ نے اس کتاب میں تحریر فرمادیا ہے۔

جب سب کچھ اس کتاب میں آگیا ہے تو اب جوابات سننے کیلئے بھی تیار ہو جائیے۔

مبادی مناظرہ

علامہ کف لسان مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے اس عنوان میں چند سوالات تحریر کئے ہیں اور یہ حکایت بیان کی ہے کہ یہ سوالات آپ نے مناظرہ سے قبل علمار اہلسنت کے پاس بھیجے تھے جن کو دیکھتے ہی اہلسنت کی ساری پارٹی کو سانپ سونگھ گیا۔ اور ملّا انکشاف کے کان میں ڈالا گیا کہ حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق صاحب نے لوگوں کے سامنے یہ فرمایا۔ "اگر ہم نے اس کا جواب دیا تو ہمارے ہاتھ کٹ جائیں گے۔" (انکشاف حق ص ۴۱ دیکھئے)

کسی کے جہل مرکب و حماقت تام میں گرفتار و سرشار رہنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ باتیں تو بچوں اور خبطیوں کی طرح کرتا ہو اور سمجھ یہ بیٹھا ہو کہ میں اکبرِ علمار و افضل فضلأ ہوں۔

ملّا انکشاف اپنے ہی طرز فکر پر اس گمان میں ہیں کہ یہ سوالات آسمان سے آپ پر نازل ہوئے ہیں۔ جن کا اہلِ زمین کے پاس کوئی جواب نہیں اور مبادی مناظرہ کے طور پر ان سوالات میں ملّا انکشاف بےقصور ہیں۔ ہم اس سے قبل عرض کر چکے ہیں کہ واقعات

کیا تھے ان کی کرید اور چھان بین بیکار ہے۔

جب علامہ کفِ لسان مولوی خلیل احمد صاحب نے سب کچھ اس کتاب میں تحریر فرما دیا ہے تو آپ کیا ہیں آپ کی یہ کتاب "انکشافِ حق" کیسی ہے سوالات اور دیگر امور میں آپ نے کیا تیر مارا ہے سب سامنے آجاتا ہے۔ یہاں ہم اپنے جوابات لکھ رہے ہیں۔ سوالات ملّا انکشاف کی کتاب "انکشافِ حق" کے ص۴۷ پر مبادی مناظرہ کے تحت دیکھئے ویسے ہمارے جوابات سے سوالات بھی سمجھ میں آجائیں گے۔ نیز اس خط و کتابت کو ضرور دیکھ لیجیے جو اسی مناظرہ کے بارے میں ہے اور ہم نے اسے خط و کتابت کے اخیر میں اسی کتاب میں درج کر دیا ہے۔

۱۔ اہلسنت وجماعت وہ سواد اعظم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے معتقدات، معمولات، اور اوامر ونواہی کے معتقد و عامل ہوں، اور انہیں جاننے ان کا مفہوم سمجھنے اور ماننے میں صحابہ کرام اور جماعت اہل حق کے ساتھ ہوں۔

۲۔ اہلِ قبلہ یا اہلِ لا الٰہ الا اللہ مومن کا علم ہے جب تک وہ ضروریاتِ دین کو مانتا ہے ایمان پر قائم ہے وہ اہلِ قبلہ اور اہلِ لا الٰہ الا اللہ کہلائے گا۔ فسق وفجور اس کو اہلِ قبلہ ہونے سے خارج نہیں کرے گا۔ خدا نخواستہ اگر اس نے کفر وارتداد کو اختیار کیا یا کفر وارتداد پر کفِ لسان کیا تو اہلِ قبلہ یا اہلِ لا الٰہ الا اللہ نہیں رہیگا اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

۳۔ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کس طبقہ سے تھے اس حساب وکتاب میں آپ اور آپ کے دیوبندی ساتھی پڑے رہیں۔ اہلسنت اتنا جانتے ہیں کہ بحمدہ تعالیٰ اعلیحضرت امام بریلوی قدس سرہٗ اپنے زمانے اور اپنی صدی کے سب سے بڑے عالم تھے، سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے پکے پیروکار، سادات علمار حنفیہ کے حضور بہت ہی مؤدب اور تمام ائمہ وعلمار اہلسنت کی تعظیم میں سرگرم رہتے تھے۔

۴۔ ہندوستان میں وہابی وہ ہے جو مولوی اسماعیل دہلوی کے واسطہ سے

محمد بن عبد الوہاب نجدی کا پیروکار ہو اگرچہ فریب دینے کے لئے وہابیت سے انکار کرتا ہو یا وہابیوں کو برا بھلا کہتا ہو۔ اور حکم کفر وارتداد میں دیوبندی وہ ہے جو توہینِ الوہیت ونبوت کا مرتکب ہو یا ان پر یقینی اطلاع رکھتے ہوئے کفِ لسان کرتا ہو۔

۵۔ آپ کے کفر وارتداد پر دلیلِ شرعی صاف ہے۔ آپ اکابرِ دیوبند کے توہینی کفر وارتداد سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اطلاع یقینی رکھنے کے بعد اس کفر وارتداد سے کفِ لسان کر رہے ہیں بلکہ کفر وارتداد کو اسلام وایمان ماننے منوانے پر پوری طاقت صرف کر رہے ہیں۔ اس لئے آپ کے کفر وارتداد میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

۶۔ آپ نے بہت سے علمار کے نام گنوا کر ان کا حکم ہم سے دریافت کیا ہے، شاید ہی کوئی عالم کہلانے والا ایسا احمق ہو جو دعویٰ تو کرے خود اور دلیل وحکم اپنے خصم سے طلب کرے۔ اے علامہ کفِ لسان! اگر ان علمار کے اقوال آپ کے کفِ لسان پر دلیل ہیں تو ہر عالم کے بارے میں تفصیل سے بیان کیجئے کہ اس نے حسام الحرمین کا اس طرح رد کرکے ان گالیوں اور گستاخیوں کی یہ یہ تاویل کی ہے، پھر دیکھئے کہ بفضلہ تعالیٰ وتوفیقہ ہمارا قلم کس طرح جنبش میں آتا ہے اور ان علمار کے متعلق شرعی حکم ہم کس طرح بیان کرتے ہیں۔ ویسے آپ نے اپنی دانست میں جہاں جہاں کچھ علمار کو بطورِ شہادت پیش کیا ہے وہیں ہمارے جواب میں آپ کی سفاہت واضح ہو جائے گی۔

مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے ص۴۸ سے ص۴۹ تک اہلسنت کے مناظرہ سے بھاگنے کا ذکر کیا ہے۔ اہلسنت نے کسی مصلحت سے مناظرہ سے گریز کیا، صرف تنہائی میں افہام وتفہیم کے لئے تیار ہوئے، ملا انکشاف نے بدایوں کے مولویوں کو بلوانا چاہا تو علمار اہلسنت نے اس غرض سے کہ اس طرح عوام کو فریب دینے کے موقعے ملیں گے اس سے بھی انکار کر دیا وغیرہا۔

ملّا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی کی ان باتوں کے جواب میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹوں پر لعنت کرے، ویسے ہم پوری قوت کے ساتھ کہتے ہیں کہ بدایوں

کے وہ مخصوص حضرات جو مناظرہ کے لئے درمیان میں تھے وہ خود گواہی دیں گے کہ یہ سب اہلسنت پر جھوٹے الزامات ہیں پھر وہ شخص جس کی اسی کتاب میں ہم نے اس کے کتنے ہی جھوٹ گنوا دیئے ہیں اور آگے مزید دکھائیں گے۔ اس سے کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ باتیں بنانے اور جھوٹ بولنے سے کام نہ لے گا۔ بدایوں کے لوگ بھولے نہیں ہیں کہ پہلی مرتبہ مناظرہ کا وعدہ کر کے آپ کیسے بدایوں سے فرار ہو گئے اور اہلسنت اور علمار اہلسنت کتنے پریشان ہوئے اور دوسرے مناظرہ کے وقت آپ کی کیسی کیسی ناز برداریاں کرنی پڑیں۔

چلیئے آپ کی ایک ناز برداری اور سہی کہ جب حق طلبی ہی اصل منشا ہے اور کالی کوٹھری کی اندھیری آپ کی مغلوبیت و مظلومیت کا سبب بن گئی تھی تو اب بھی کیا بگڑا ہے آپ جس وقت چاہیں سرِعام مناظرہ کے لئے نہ صرف بدایوں بلکہ دیوبند سے نجد تک کے گنے چنے علمار کو جمع کریں۔ اہلسنت کو اطلاع دیں۔ انشار اللہ تعالیٰ علمار اہلسنت تیار ملیں گے مگر ہم جانتے ہیں کہ خود آپ اور آپ کے ساتھی براتی اور آپ کے گھر سے دیوبند تک ——— آپ کا کوئی حامی اس کے لئے تیار نہ ہوگا۔ اگر کوئی پُر جوش نادان حامی جوش میں آیا بھی تو آپ اور آپ کا دیوبندی کنبہ اسے دبا دے گا۔

یہ اچھی طرح یاد رکھئے کہ اب ہمیں نہ آپ کے الزامات کا رنج ہے نہ آپ کے مناظرہ کے لئے تیار نہ ہونے کا غم، اس لئے کہ آپ نے اپنی کتاب "انکشاف حق" دنیا کے سامنے اس طرح کھول کر رکھ دی ہے کہ وہ خود بتا دے گی کہ مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی میں کیا کیا عیب ہیں جنہیں وہ الزام تراشیوں میں چھپا رہے ہیں۔

اس کے بعد مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کا ذکر حضرت مولانا مشاہد رضا خاں صاحب کی حکایت بیانی کے سلسلہ میں صرف پھبتیاں کسنے کے لئے چھیڑا ہے۔ اصل مسئلہ کفر پر کوئی بحث نہیں ہے اس لئے اصل مسئلہ کو ہمارے اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آگے جہاں مولوی خلیل احمد صاحب نے اس مسئلہ کو اٹھا کر یہ سمجھا ہے کہ لاجواب ہے انشار المولیٰ تعالیٰ وہیں آپ ملاحظہ فرمالیں گے کہ آپ جہالت و حماقت

میں کیسے اپنی مثال آپ ہیں۔

اس کے بعد ملّا انکشاف صٓ پر مناظرہ کی روداد بیان کرتے ہوئے اکابر دیوبند اور ان کی کفریہ عبارتوں کی صفائی کی ہے۔

آپ لکھتے ہیں:۔

" پھر فقیر نے سوال کیا کہ علمار دیوبند نے جب صریحاً انکار اور اس مضمون سے تبری و تحاشی بیان کر دی اور اس عبارت کا مطلب بھی بتا دیا اس کے بعد فاضل بریلوی کی کوئی تحریر جو خاص ان ہی کی ہو جسمیں انہوں نے ان کے انکار اور تبری و تحاشی کے علم کا اقرار کرتے ہوئے پھر بھی ان کے لئے حکم کفر و ارتداد باقی رہنے کو بیان کیا ہو تو دکھائیے۔ اس کے جواب میں "وقعات السنان" کو پیش کیا۔ فقیر نے کہا۔ میری شرط کے مطابق یہ رسالہ نہیں ہوا کیونکہ میری شرط تو یہ ہے کہ فاضل بریلوی کی تصنیف ہو کیونکہ کفر کا فتویٰ دینے والے وہی تو ہیں۔ یہ رسالہ تو مولوی مصطفےٰ رضا خاں صاحب بریلوی کا لکھا ہوا ہے لہٰذا اس کو پیش کرنے سے کیا فائدہ خاص فاضل بریلوی کی تصنیف دکھائیے۔ میرے سوال کا جواب جب ہی ہوگا۔ چنانچہ اس کے جواب میں عاجز ہو گئے۔ "

پہلے ہم مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کے ہی اندازِ فکر پر اس تحریر کے متعلق گفتگو کریں۔ علامہ کفِ لسان کی اس تحریر نے آپ کے کفِ لسان کی تاریخ ہی کو مسخ کر کے رکھدیا ہے۔ ملّا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب ابتدار عمر سے جانتے ہیں کہ اعلیٰحضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے بسط البنان کا جواب لکھا ہی نہیں ہے اور آپ جوانی کی عمر سے اس سے بھی اچھی طرح واقف ہیں کہ "وقعات السنان" جو بسط البنان کا جواب ہے وہ حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا ہے۔ مگر یہ ملّا طعتِ لسان کے عجائب سے ہے کہ آپ نے بسط البنان ابھی اچانک بڑھاپے میں دیکھکر

کفِ لسان کیا ہے' رہے وقعات السنان کے بارے میں ملّا انکشاف کے نخرے تو اس کی دو ہی صورتیں نظر آتی ہیں۔

۱۔ یا تو علامہ کفِ لسان اتنے بدھو ہیں کہ سرے سے وقعات السنان کا مضمون ان کی سمجھ میں ہی نہیں بیٹھ سکا۔

۲۔ یا سمجھ میں تو ٹھیک بیٹھ گیا مگر صفتِ دیوبندیت سچائی سے انکار پر مجبور کرتی ہے۔

اے علامہ کفِ لسان! جب آپ حق پرست، حق کے متلاشی ہیں، حق کو قبول کر لیتے ہیں تو وہ خواہ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ کی طرف سے میسر ہو یا حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے، آپ ایمان و کفر جیسے بنیادی معاملہ میں تریاہٹ کی طرح اس شرط پر کیسے اڑ گئے کہ اعلیٰ حضرت کی تصنیف ہو جب ہی میں مانوں گا ورنہ جہنم میں چھلانگ لگاؤں گا۔ پھر آپ "وقعات السنان" کو نہیں مانتے ہیں تو آپ کو یہ بتانا ہوگا کہ آپ کو اس کے کون سے مضامین سے اختلاف ہے اور کیوں اختلاف ہے؟ صاف صاف یہ اقرار کیجئے کہ آپ اور پوری دیوبندی قوم کے پاس وقعات السنان کا جواب نہیں، یہ یاد رکھئے کہ وقعات السنان بسط البنان کے رد میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے گھر سے خود ان کے زمانہ میں شائع ہوئی تھی، یہ کون مانے گا کہ اتنی ذمہ داری کی کتاب اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے دیکھی بھی نہ ہو۔ بایں ہمہ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے وقعات السنان کا ذکر فرما کر اسے بسط البنان کا قاہر رد فرمایا ہے۔ عبارت یہ ہے۔

"اشرف علی سے زیادہ اپنی مراد کون بتا سکتا ہے۔ اس نے جو عرق ریزی و حرکت مذبوحی بسط البنان میں کی ہے اس پر شدید قہر الٰہی "وقعات السنان" وغیرہ میں ملاحظہ ہوں۔"

(فتاوی رضویہ ج ۶ ص ۴۷)

مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے ص ۵ پر الغرض کہہ کر پھر ان ہی باتوں کو دہرایا ہے جنہیں وہ بار بار کہہ چکے ہیں۔ اہلسنت پر آپ نے الزام رکھا ہے کہ وہ حق طلب

نہیں ہیں اور خود اپنی حق گوئی و حق طلبی کی تعریف کو اپنے منہ میاں مٹھو آسمان پر پہنچایا ہے —— ہم عرض کریں گے کہ اہلِ حق کا یہ پرانا تجربہ ہے اور مولوی خلیل احمد بدایونی کی یہ کتاب "انکشاف حق" بھی یہی مشاہدہ کرا رہی ہے کہ حق گوئی و حق طلبی اور قواعد شرعیہ میں اور دیوبندیت و وہابیت میں تضاد و تناقض ہے۔ دونوں کسی فردِ واحد یا مولوی خلیل احمد صاحب میں جمع نہیں ہو سکتے جو حق گو، حق طلب، اور قواعدِ شرعیہ کا دلدادہ ہے وہ دیوبندی وہابی ہرگز نہیں ہو سکتا اور جو وہابی دیوبندی ہے وہ حق گو، حق طلب اور علومِ شرعیہ کا طلب گار نہیں پایا جا سکتا۔ جب ایمان ہی مسلوب ہو گیا تو باقی سب ڈھونگ اور فریب ہے۔

ملّا انکشاف کا اس صفحہ پر یہ پھبتی کسنا کہ کیا اہلسنت شریعتِ مطہرہ کے ٹھیکیدار ہیں؟ کیا وہ جنت و دوزخ کے مالک ہیں۔ سراسر عجز و جہالت ہے۔ آپ نے ایسی ہی لغویات پر کفِ لسان کیا ہے۔ اے جناب ملّا انکشاف صاحب! دعویٰ تو آپ نے اکبر علماء ہونے کا کیا ہے اور آپ اتنا بھی نہیں جانتے کہ ٹھیکیدار تو کوئی نہیں ہوتا مگر شریعتِ مطہرہ کا صحیح صحیح حکم بیان کر دینا ایک مومن کی سب سے بڑی ذمہ داری ہوتی ہے — ایسے ہی ایمان و کفر کی تمیز کرا کے جنت و دوزخ سے خوف دلانا ایک مسلمان کا اولین فرض ہوتا ہے۔ کسی چور، شرابی، زانی کے سامنے چوری، شراب نوشی، زنا کا حکم اگر کوئی سنّی بیان کرے اور اس کے جواب میں کوئی یہ کہہ دے کہ کیا تو شریعتِ مطہرہ کا ٹھیکیدار ہے تو وہ بدترین فاسق و فاجر بازاری ہٹر باز ہی ہو سکتا ہے اگرچہ وہ مولویت کا جامہ ہی کیوں نہ پہنا ہو۔

اسی طرح اگر کوئی مخلص سنّی کسی قادیانی کو نصیحت کرتا ہے کہ تو جن تو ہینوں اور ضروریاتِ دین کے انکار میں مبتلا ہے وہ کفر و ارتداد ہے اور اس کا نتیجہ جہنم ہے۔ اس پر اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ کیا تو جنت و دوزخ کا مالک ہے تو وہ پکا خبیث ترین شیطان ہے اگرچہ اکبر علماء ہی کیوں نہ بنا پھرتا ہو۔ اے علامہ کف لسان! کچھ آپ سمجھتے بھی ہیں کہ

آپ کا ٹھکانہ کہاں ہے؟

علامہ کف لسان نے اسی سے متصل بدایوں کا فتنہ پھر جگایا ہے۔ اس سے پہلے ہم جواب دے چکے ہیں ان شاء اللہ المولیٰ تعالیٰ بقیہ مباحث مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کے مستقل عنوان کے تحت آتے ہیں۔

اس کے بعد ص۵۲ پر القصہ کہکر ملّا انکشاف خلیل احمد صاحب بدایونی نے ہماری حیلہ بازی و فریب دہی کا واقعہ بہت ہی دلچسپ انداز میں بیان کیا ہے، ہمیں امید ہے کہ ناظرین بھی علامہ کف لسان کے سُر والے راگ اور ان کی دلآویزیوں پر جھوم اٹھینگے اور انہیں ان کے فن کی داد دیں گے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"فقیر نے علمار ہندوستان کا فتویٰ مولوی قاسم صاحب کے بارے میں جو ۱۳۰۶ھ میں شائع ہوا جس میں مولانا عبدالحیٔ صاحب اور مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری اور مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی وغیرہم کثیر علمار کی تحریریں و مہریں اور دستخط ثبت ہیں پیش کیا جس کا نام ابطال اغلاط قاسمیہ ہے۔ ان حضرات نے مولوی قاسم صاحب کو نہ کافر کہا نہ مرتد۔ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کا حکم دیا۔ ان حضرات کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں۔ اس کے جواب سے عاجز و ناچار ہو گئے تو مولوی غلام محمد نے جن کے نام میں اور غلام احمد کے نام میں تھوڑا فرق ہے اس کو دیکھکر دھوکا یہ دیا کہ اس کتاب میں مطبع کا نام تو ہے ہی نہیں صریح جھوٹ فریب دینے کے لئے کہہ دیا، حالانکہ اس میں مطبع کا نام باریک قلم سے انگریزی میں لکھا ہوا ہے مگر ان کا یہ فریب تھا جو جان بچانے کے لئے دیا گیا تھا۔ الی قولہ بمبئی کے مطبع میں شائع ہوئی ہے جو صاحب چاہیں دیکھ سکتے ہیں ہمارے پاس موجود ہے"۔۔۔۔ بے حیا باش وہرچہ خواہی کن (انکشاف ص۵۲، ۵۲)

جی ہاں! ملّا انکشاف نے ایک ایسی پرانی کتاب ضرور پیش کی تھی جو آگے پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی۔ اول و آخر کے اوراق غائب تھے۔ مطبع اور مؤلف کا نام و نشان نہ تھا، چلئے ہم مان لیں کہ اب وہ کتاب آپ کے پاس پوری سالم کی سالم بمبئی کے مطبع اور مصنف کے نام کے ساتھ موجود ہے، مگر اس مجلس میں جب ہم مطبع و مصنف وغیرہ کو تلاش کر رہے تھے مل نہیں رہا تھا، آپ سے طلب کر رہے تھے آپ بتا نہیں سکتے تھے جس پر ہم نے آپ کی کتاب کو رد کر دیا تھا۔ یہ ذمہ داری آپ کی تھی کہ دعویٰ کرنے کے بعد دلیل میں مطلوبہ اشیار کو آپ فراہم کرتے، سالم شہادت کا پیش کرنا آپ کے ذمہ تھا۔ عیب و نقص سے بری ثابت کرنا آپ کا کام تھا۔ آپ کو چاہئے تھا کہ مطبع و مصنف وغیرہ بتاکر خصم کو مطمئن کرتے ایسا تو نہیں ہوا کہ آپکی اس باریک لکیر یا تحریر پر ہم نے انگوٹھا رکھ دیا ہو اور کتاب چھین کرلے بھاگے ہوں، کتاب تو آپ کے پاس ابھی تک ہے۔

اے ملّا انکشاف! دعویٰ تو آپ کریں اور آپ کی دلیل کو بے عیب و بے نقص ہم ثابت کریں۔ واہ رے پُرفن اکبر جہال دیوبند! شاید دنیا نے بہت کم ایسا فنکار دیکھا ہو گا جو اکبر علمار (علمار میں سب سے بڑا عالم) ہونے کا دعویٰ کرتا ہو۔ اور اپنے کلام میں اکبر جہال (جاہلوں میں سب سے بڑا جاہل) کی طرح بچھوری حرکتیں کرتا ہو الٹا خصم کو الزام دیتا ہو۔ کتاب ہماری ہم نے پوری ذمہ داری کے ساتھ پیش کیا اور بمبئی کے مطبع کا نام تم نے دبا دیا۔ مصنف الگ غائب کتاب مولوی خلیل احمد پیش کر رہے ہیں اور فریب ہم دے رہے ہیں۔

علامہ کف لسان کی ان جہالتوں پر مستزاد اور ملاحظہ فرمالیں۔ آپ نے غلام محمد کو غلام احمد سے قریب کر کے اپنی دانست میں قادیانی سے ملا کر بڑا علمی و دینی جوہر دکھلایا ہے الحمد للہ کہ دعویٰ نبوت کرنے والوں کی نہ ہم نے حمایت کی، نہ اس کا راستہ کھولنے والوں کی تائید کی۔ یہ شرف مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کو ہی حاصل ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اور آپ کے زمانہ کے بعد بھی اسی زمین پر نبوت کا

دروازہ کھولا، مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کر دیا اور دلیل میں مولوی قاسم نانوتوی کو پیش کر دیا اور اکابر علماء دیوبند مولوی خلیل احمد بدایونی ان کی حمایت و تائید میں سرگرم ہیں لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی سے تعلق و مناسبت ہوگی تو مولوی قاسم نانوتوی کے وسیلہ سے مولوی خلیل احمد بدایونی کو، بحمدہ تعالیٰ ہم اس خباثتِ کفر پر مولوی قاسم نانوتوی، مرزا غلام احمد قادیانی اور ملّا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بجنوری بدایونی کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں اور ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔

ملّا انکشاف کا یہ بیان کہ انہوں نے اغلاطِ قاسمیہ کو پیش کیا تو اہلسنت جواب سے عاجز رہے۔ صرف احمقانہ خوش فہمی ہے۔ اغلاط قاسمیہ ہو یا کوئی رسالہ اگر کسی نے مولوی قاسم نانوتوی یا کسی دیوبندی کے اغلاط کو جمع کرکے اس پر علماء کی تصدیق کرالی ہے تو وہ غلطیاں اپنی جگہ مسلّم اور مولوی قاسم نانوتوی تھے بھی ایسے ہی غلط کار جو انکے زمانے کے علماء کو ان کے خلاف قلم اٹھانا پڑا مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ علماء مولوی قاسم نانوتوی کی کفریہ عبارتوں پر یقینی طور سے مطلع تھے۔ اگر آپ کو اغلاطِ قاسمیہ میں کفر کا حکم نہیں ملا تو یہ عدم علم پر دال ہے کہ وہ علماء ان کے کفر و ارتداد کو جانتے ہی نہیں تھے اور عدم علم عدم وجود پر دلالت نہیں کرتا، آپ مولوی عبد الحیٔ صاحب لکھنوی اور مولانا ارشاد حسین رامپوری کی بات کر رہے ہیں۔ مولوی عبد الحیٔ صاحب تو ١٣٠٤ھ میں انتقال کر گئے اور مولانا ارشاد حسین صاحب ١٣١١ھ میں وفات پائے۔ اعلیحضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے تو ١٣٢٠ھ میں حکم کفر دیا۔ مولوی عبد الحیٔ لکھنوی سے ١٦ سال بعد تک اور مولوی ارشاد حسین صاحب سے گیارہ سال بعد تک اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ مولوی قاسم نانوتوی کو مسلمان ہی سمجھتے رہے اور ان کے کفر سے بے خبر تھے۔ اگر وہ دونوں اغلاطِ قاسمیہ لکھنے تک یعنی تقریباً ١٣٠٠ھ تک کفر سے بے خبر تھے تو اسی سے بیس سال بعد تک خود حکم کفر بیان کرنے والے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ اس کے کفر سے بے خبر تھے تو اتنی مدت تک خود اعلیحضرت قدس سرہٗ کے بے خبر رہنے

سے کب یہ لازم آیا کہ مولوی قاسم نانوتوی نے کفر کیا ہی نہیں جو مولوی عبد الحیٔ اور مولانا ارشاد حسین صاحب کے نہ جاننے سے یہ لازم آئے گا کہ مولوی قاسم صاحب نے کفر کیا ہی نہ تھا اگر آپ اس طرح نہیں سمجھتے ہیں تو ایسے سمجھئے کہ:۔

بہت سے لوگ آپ (مولوی خلیل احمد بدایونی) کو ابھی تک وہی پرانے متشدد سنی مسلمان سمجھتے ہیں آپ کے حال سے بے خبر ہیں کہ آپ ٥-٦ سال پہلے ہی کافر و مرتد ہو چکے ہیں تو ان لوگوں کے بے خبر رہنے اور آپ کو مسلمان سمجھنے اور کہنے سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ آپ ٥-٦ سال پہلے کافر و مرتد نہیں ہو گئے ہیں۔

ص٥٣ سے آگے تک ملّا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب نے اہلسنت کو خوب کوسا ہے، غیظ و غضب میں کذب، بہتان، فریب کے الزامات رکھے ہیں۔ اپنی صفائی، پاکیزگی، بے گناہی کی ڈینگیں ماری ہے — آپ فرماتے ہیں۔

ان دونوں کتابچوں میں یہ کذب اور دروغ بافی کی گئی ہے عوام کو فریب دینے کے لئے کہ مولوی خلیل احمد نے مذہب بدل دیا نعوذ باللہ میں بحمد اللہ مومن مسلمان اہلسنت و جماعت حنفی المذہب جیسے پہلے تھا ویسے ہی اب بھی ہوں (انکشاف ص٥٣)

جی ہاں! اہلسنت کا یہ قول بالکل سچا ہے کہ مولوی خلیل احمد بدایونی نے مذہب یعنی دین بدل دیا ہے اس سے پہلے آپ ایمان کو ایمان، کفر کو کفر کہتے تھے پھر اہلسنت نے دیکھا کہ آپ ایسے بدل گئے کہ کفر کو ایمان بتانا شروع کر دیا اور کافر و مرتد کو مومن کہنے لگے ہیں لہٰذا ان کا یہ مشاہدہ اور فیصلہ صحیح ہے کہ آپ نے دین بدل دیا ہے مگر ہمارا یہ اندازہ ہیکہ اہلسنت مولوی خلیل احمد صاحب کی کیفیت دیکھکر دھوکا کھا گئے، ورنہ آپ پرانے خرنٹ پر فریب وہابی دیوبندی ہیں جسطرح دیوبندی اپنے آپکو سنی حنفی ماتریدی کہتے ہیں بلکہ قادیانی بھی سنی حنفی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں آپ بھی دعویٰ کر رہے ہیں۔ یہی وہ لیبل ہیں جنکو اپنے آپ پر چپکا کر اہلسنت کو بد دین بنانا چاہا ہے۔ یہ آپکا کہنا درست ہیکہ

آپ پہلے دیندار تھے اب بھی ہیں، تقیہ کر کے آپ متشدد سنی بنے ہوئے تھے ورنہ پہلے بھی دیوبندی دین پر تھے اور اب بھی دیوبندی ہیں۔

آپ کا یہ کہنا کہ میں ضروریات دین متین وضروریات اہل سنت وجماعت کو حق مانتا ہوں وہابیوں دیوبندیوں کی طرح کھلا ہوا فریب ہے، اگر یہ خبیث بدبخت ذرا ایمان رکھتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و توقیر اور عدم توہین وتحقیر کو ضروریات دین سے مانتے تو ہرگز ہرگز گستاخیوں اور گالیوں کا ارتکاب نہ کرتے اور اگر یہ خباثت کر لی تھی تو دنیا سے بغیر توبہ کے نہ جاتے۔۔۔ یہی حال آپ (مولوی خلیل احمد بدایونی) کا ہے جس پر آپ بکثرت علماء عظام کے سامنے اعتراف کر چکے ہیں اور آپ کی یہ کتاب "انکشاف حق" کھل کر گواہی دے رہی ہے۔

علامہ کف لسان مولوی خلیل احمد صاحب بڑے بھولے پن اور مسکینی سے فرماتے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ ملا انکشاف ہیں بھی علم وعقل کے مسکین۔

"کیا اکابر علماء دیوبند کو کافر ومرتد نہ کہنے اور کف لسان کرنے سے دین ومذہب بدل جاتا ہے؟" (انکشاف حق ص۵۹)

جی ہاں! جو بھی اکابر دیوبند کی توہینی کفریات پر یقینی اطلاع رکھتا ہے تو کافر نہ کہنے یا کف لسان کرنے سے کافر ومرتد ہو جائے گا، ایمان کو ایمان اور کفر کو کفر اسی طرح مومن کو مومن اور کافر کو کافر سمجھنے ماننے کا نام ہی ایمان واسلام ہے جو مومن کا دین کہلاتا ہے، اسلام کسی ایمان وکفر کے معجون مرکب کا نام نہیں ہے جب اکابر دیوبند کفر وارتداد کے مرتکب ہیں تو انہیں کافر ومرتد ماننا اور کہنا ہی دین اسلام ہے اور یہ حکم خود شریعت اسلامیہ نے بتایا ہے۔ آپ خود دیوبندیوں کے کفریات پر مطلع ہیں اپنے کف لسان اور انکار سے آپ کے کفر وارتداد میں شک نہیں رہا اور یقیناً آپ کا دین بدل گیا بیکار فضول باتوں حیلہ

سازیوں سے آپ ہرگز ہرگز مسلمان نہیں بن سکتے اس کے لئے دیوبندی دین سے سچی توبہ ہی درکار ہے۔ اس کے بعد ملا انکشاف کی مزید سفاہت دیکھئے لکھتے ہیں۔

"فاضل بریلوی کا فتویٰ کیا دین ومذہب بن گیا۔"

جی ہاں! مولوی کہلانے کے باوجود ملا انکشاف کو علم نہیں اور اکبر علماء بننے کے بعد بھی آپ کو یہ تمیز ہی نہیں کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ تو بڑی بات ہے ایک عام غیر عالم مسلمان کی تحریر بھی دین ومذہب بن سکتی ہے مثلاً زید ایک غیر عالم مسلمان ہے اس نے ایک کاغذ پر یہ لکھدیا کہ "اللہ تعالےٰ خوبیوں والا ہے اس میں کوئی عیب ونقص نہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور ان کی تعظیم وتوقیر فرض ہے" تو اسلام کا ماننے والا وہ کونسا بدنصیب احمق ہوگا جو یہ کہے گا کہ زید کی یہ تحریر دین ومذہب نہیں ——— سوائے اکبر علماء دیوبند مولوی خلیل احمد کے، جو یہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔

ملا انکشاف نے اسی صفحہ پر اعلیٰ حضرت امام بریلوی کے فتوے کفر کے بارے میں لکھا ہے کہ علماء عصر بھی متفق نہیں ہیں۔

عرض ہے کہ عدم اتفاق کے وہ معنیٰ کارآمد نہیں جو ملا انکشاف نے اپنی جہالت سے سمجھ رکھے ہیں وہ علماء جو اعلحضرت قدس سرہٗ کے فتوے کفر سے دس پندرہ یا کم وبیش سال پہلے ہی وفات پا چکے ان کے عدم اتفاق کا بیان نری حماقت وسفاہت ہے، ہاں وہ علماء جو فتوے کفر کے وقت موجود تھے یا ملا انکشاف کے زمانہ ہوش وحواس تک پائے جاتے ہوں اور انہوں نے اختلاف کیا ہو یا وہ علماء جو فتوے کفر سے پہلے تو گذر چکے تھے مگر وہ خاص ان عبارتوں پر بحث کر گئے ہوں تو ان کے بارے میں ملا انکشاف کو بتلانا ہوگا کہ وہ کون ہیں

اور انہوں نے کون سے مباحث و دلائل سے دیوبندیوں کی کفریہ عبارتوں میں عدم کفر کو ثابت کیا ہے۔ اور اگر ان علماء نے ایسے ہی دلائل پیش کئے ہیں جیسے ملا انکشاف نے اپنی کتاب انکشاف حق میں تو یہ عدم اتفاق ہرگز نہیں بلکہ الٹا دیوبندیوں کو کفر و ارتداد میں پھانس دینا ہے، ملاجی یہ بچوں کا کھیل یا مختل الحواس بوڑھوں کا خبط نہیں چلے گا جو یہ کہدیا کہ علماء عصر بھی متفق نہیں ہیں اور مطمئن ہو گئے کہ ان کی کسی کتاب میں تکفیر موجود نہیں۔

ملا انکشاف نے اسی صفحہ پر دو جگہ اور اپنی اسی کتاب میں متعدد مقامات پر دھوکہ دیا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے چاروں اکابر دیوبند پر کفر و ارتداد کا شرعی حکم بیان فرمایا ہے وہ ان کی انفرادی رائے ہے اور اس رائے کو اصطلاحی اجتہاد قرار دے کر اسی صـ۲۶۵ پر آپ نے سیدنا امام اعظم اور دیگر ائمہ مذاہب رحمہم اللہ تعالےٰ کے اجتہادات سے مقابلہ تک کیا ہے۔

ملاّ انکشاف کے وہم پر دنیائے علم کا اتنا بڑا حادثہ کہ ایک مدّعی علم و فن اپنے نخوت علم پر دین بدلنے کی جرأت کر گیا ہو، دین بدلنے کی وجوہات بیان کرنے پر اس کی یہ بچکانہ حرکتیں اور جاہلانہ حماقتیں یقیناً اہل دیوبند کے لئے خوشی کا نہیں ماتم کرنے کا موقع ہی فراہم کریں گی جس کو یہ بھی تمیز نہیں کہ میں اسلام کی منصوص اعتقاد بیانی کے مقابلہ میں ائمہ فقہ کے فقہی اجتہاد و رائے کو کیسے پیش کر دوں۔

اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کا فتویٰ اوّلاً تو تنہا ان کا بیان حکم نہیں بلکہ ہزاروں معتمد علماء آپ کے ساتھ ہیں۔ ثانیاً وہ فتوے اجتہاد و رائے سے کوئی تعلق نہیں رکھتا بلکہ تعظیم و توقیر نبوت جیسے اہم قرآنی ضروریات دین و معتقداتِ اسلام سے متعلق ہے کہ اگر کسی نے خلاف کیا اور توہین نبوت کا مرتکب ہوا تو سرے سے مسلمان ہی باقی نہیں رہے گا اجماعی

طور پر کافر و مرتد ہو جائے گا، اور اس کے مرتد ہو جانے پر جو بھی اطلاع یقینی رکھتا ہے اس پر بھی فرض ہوگا کہ وہ اس کے مرتد ہو جانے پر یقین رکھے ورنہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ یقینی اطلاع کی بنیاد پر ہی ہزاروں مخلص علماء اور کروڑوں عوام اکابر دیوبند کو کافر و مرتد مانتے ہیں جن میں دور اوّل کے وہ علماء بھی ہیں جن کے سامنے آتے ہوئے یہ اکابر دیوبند گھبراتے رہے آخر توہین نبوت کا وبال یہ ہوا کہ توبہ تک نصیب نہ ہوئی حالت کفر و ارتداد ہی میں مر کر مٹی میں مل گئے ـــــ وہ لوگ یا علماء جنہیں یقینی طور پر اطلاع نہ ہوئی ان کے بارے میں ملا انکشاف کا یہ کہنا کہ انہوں نے دیوبندیوں کے کفر کا ذکر ہی نہ کیا اور ان کے ذکر نہ کرنے کو انکار بتانا ملاّ انکشاف کا بہت بڑا فریب اور لوگوں کو دھوکا دینا ہے کہ عدم ذکر یا عدم علم عدم وجود کو مستلزم نہیں۔ رہے وہ دیوبندی نجس کیڑے گبرولے جو توہینی کفر کی نجاست میں رینگ رہے ہیں اور انہیں اس نجاست میں لذت محسوس ہوتی ہے وہ اگر اختلاف کر رہے ہوں تو ان کا اختلاف کفر کو اسلام اور نجاست کو پاکیزہ نہیں بنا دیگا ـــــ آگے ملاّ انکشاف نے اپنی انتہائی لطافت علم و عقل کی نمائش یوں کی ہے لکھتے ہیں۔

(اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ) "وہ ایک معروف عالم تھے اس کے معنیٰ یہ تو نہیں کہ وہ بشر نہ تھے فرشتے تھے یا نبی یا رسول تھے نعوذ باللہ"

الحمد للہ کہ دنیا کے کروڑوں مسلمان اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کو فرشتہ، نبی، رسول، معصوم ہرگز ہرگز نہیں سمجھتے سب بشر ہی مانتے ہیں ہاں یہ ضرور اللہ عزوجل کا فضل و کرم ہے کہ اس نے اعلحضرت اور آپ کے قلم کو اپنی حفاظت و طاعت میں رکھا تھا۔

مگر اے ملا انکشاف! آپ اپنی تو بتایئے کہ کیا آپ دیوبندی ملاؤں مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی انبیٹھوی کو فرشتہ یا نبی یا رسول معصوم سمجھتے ہیں کہ ان سے فسق وفجور، کفر وارتداد سرزد ہی نہیں ہوسکتا یا آپ نے اپنے آپ کو نبی، رسول، فرشتہ سمجھ رکھا ہے کہ آپ حرام قول وفعل اور کفر وارتداد سے معصوم ہیں — اے ملا انکشاف! اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ان ہتھکنڈوں سے دیوبندیوں کی توہین نبوت پر پردہ ڈالیں اور لوگوں کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کیخلاف بھڑکائیں تو اس طرح آپ کے فریب میں کوئی مخلص نہیں آسکتا بلکہ آپ اور آپ کے دیوبندی پیشواؤں سے شدید نفرت ہی پیدا ہوگی۔

آگے ص۵۲ سے ص۵۵ تک ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب نے سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ، سیّدنا امام مالک، سیّدنا امام شافعی سیّدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جلیل القدر صحابی سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہادات کے ساتھ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کے فتوے ارتداد کا مقابلہ کیا ہے اور یہ ذہن دینے کی کوشش کی ہے کہ جب اعلیحضرت امام بریلوی کی ذات اور علم وفضل ائمہ اربعہ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے برابر نہیں ہوسکتے تو اعلیٰ حضرت کا دیوبندیوں پر کفر کا فتویٰ دینا کہاں برابر ہوسکتا ہے جب ائمہ اربعہ اور صحابۂ کرام میں اختلاف ہوسکتا ہے تو اعلیٰ حضرت کے فتوے میں کیوں اختلاف نہیں ہوسکتا اور اختلاف کرنے والے کو کیسے خارج از اسلام کیا جاسکتا ہے۔

مگر اس عقل کے مارے کو اتنی تمیز نہیں رہی کہ کیا ائمہ اربعہ سیّدنا امام اعظم، سیّدنا امام مالک، سیّدنا امام شافعی سیّدنا امام احمد بن حنبل اور حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایسے احکام شرع بیان

فرمائے ہیں جن میں دیوبندیوں جیسی توہین نبوت کو اسلام بتایا گیا ہو اور اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ اس کے خلاف کفر وارتداد کا حکم دے رہے ہوں۔ اس علم وعقل کے کورے بزعم خود اکبر علماء کو غیظ وغضب میں (کہ اہل سنّت نے مجھکو مرتد کہدیا) اتنا بھی ہوش نہیں رہا کہ کہاں ائمہ اربعہ اور صحابہ کرام کے فقہی وفروعی اجتہادات کہ جن میں اختلاف کی گنجائش ہوتی ہے اور کہاں تعظیم وتوقیر نبوت جیسے قرآنی عقائد واصول وایمان کہ جن میں خلاف سے ایمان واسلام باقی نہیں رہتا دونوں کا مقابلہ سخت جہالت ہے۔ اس کو آسانی سے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ مولوی خلیل احمد صاحب اپنی عدت کا سوال امام شافعی اور امام اعظم کے حضور رکھیں تو ضرور فقہی اجتہاد پر مولوی خلیل احمد صاحب کے لئے حیض اور پاکی کا اختلاف سامنے آسکتا ہے مگر کسی بچے کا یہ قول " اللہ تعالےٰ ایک ہے،، "بے عیب ہے" پوری دنیائے اسلام کے سامنے رکھیں کوئی صحابی، کوئی امام، کوئی ولی، کوئی غوث، کوئی قطب اس میں قطعًا کوئی اختلاف نہیں کرسکے گا۔ اگر کسی نے انکار کیا تو تمام متفق ہوکر اسے کافر خارج اسلام جہنمی ہی مانینگے اور بتائیں گے۔ حالانکہ آج کا وہ بچہ اپنی ذات اور علم وفضل میں علماء، ائمہ دین، صحابۂ کرام کے برابر ہرگز ہرگز نہیں۔ مگر واہ رے دل بدلو علاّمہ! ذات کے مقابلہ پر احکام دین کے مقابلہ کی بنیاد رکھی دی اور خم ٹھونک کر اپنے دین بدلنے اسلام کو چھوڑ کر کفر وارتداد اختیار کرنے پر زور دار دلیل بھی سمجھ بیٹھے اور عوام پر دھونس بھی جمارہے ہیں۔

اسی ص۵۵ پر کی آخری سطروں میں ملاّ انکشاف لکھتے ہیں۔

" شریعت مطہرہ کی نظر میں ہزاروں کافروں کے بارے میں خطا ہوجانا ہلکی اور سہل گناہ ہے ایک مسلمان کو خطار کافر کہنے ہے"۔

ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی کو دیوبندی ملاّؤں کی اتباع میں کسقدر

غلو ہونا چاہئے اس کا اندازہ آپ کو اس سے ہو جائے گا کہ مولوی محمود حسن کے لفظ "ذری" کی طرح آپ نے "ہلکی" کا لفظ گناہ کی صفت کے لئے استعمال کیا ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ حواس باختگی میں آپ نے ہلکی کو لفظ خطا کی صفت سمجھ لیا ہو لیکن جہالت پھر بھی برقرار رہے گی اس لئے کہ لفظ "خطا" نہیں بلکہ "خطا کا ہو جانا" موصوف ہے جو مذکر ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ "خطا کا ہو جانا" مبتدا ہے اور "ہلکی اور سہل گناہ ہے" خبر ہے" اور "ہلکی اور سہل" دونوں گناہ کی صفتیں ہیں ہاں جہالت سے فرار کی ایک صورت مولوی خلیل احمد صاحب کے سامنے ضرور رہ جاتی ہے کہ لفظ گناہ آپ کے نزدیک نہ مذکر ہے نہ مؤنث بلکہ مخنث اگر آپ مؤنث کی طرح تصرف فرمائیں تو کس کی مجال جو آپ پر اعتراض کر سکے۔ یہ ہے ملاّ انکشاف کی اُردو دانی، اور اردو دانی کا دعوی کر کے دیوبندیوں کی کفری عبارتوں میں تاویل کی جاہلانہ جرأت اور اہل سنّت کو اُردو سے جاہل بنانے کا شوق۔

ہمیں اس قسم کے اعتراضات سے کوئی دلچسپی نہیں مگر ملّا انکشاف مولوی خلیل احمد نے اسی کتاب میں اپنی قابلیت کی جو ڈینگیں ماری ہیں اور اہل سنّت پر جو ناروا حملے کئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ وہ انہی کے منہ پر مار دیئے جائیں۔

اب ملا انکشاف کی اس عبارت کے اصل مفہوم پر نظر ڈالئے اور آپ کے دل و دماغ کی خباثت و نجاست کا اندازہ کیجئے آپ کے نزدیک توہین نبوّت کی حیثیت ایک معمولی سی خطا سے زیادہ کچھ نہیں ہزاروں کا فروں کے بارے میں خطا کی طرح ہلکا سا سہل گناہ ہے اور اگر ان گلیر گستاخانِ نبوّت دیوبندی مُلّاؤں کو کافر کہدیا تو یہ توہینِ نبوّت سے بڑھ کر بہت ہی بڑا گناہ ہوگا۔ دیکھ لیجئے کہ یہ نجاست کے کیڑے کس طرح توہینِ نبوّت کی نجاستِ غلیظہ میں رینگ رہے ہیں۔

حالانکہ عظمتِ رسول علیہ الصلوۃ والسّلام پر تمام مسلمانوں کی جان و مال قربان تعظیم و توقیر نبی اسلام کا اوّل بنیادی مسئلہ ہے اگر عظمتِ رسول باقی نہ رہی تو اسلام کی بنیاد و عمارت ہی ڈھ کر رہ جائے گی؛ ہارون رشید کے جواب میں سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا۔

یا امیر المومنین ما بقاء الامۃ بعد شتم نبیھا"

پھر فرمایا۔ من شتم الانبیاء قتل (شفا شریف ج ۲ ص ۲۶۳)

اے امیر المومنین امت مسلمہ اسلام پر باقی ہی نہیں رہ سکتی اپنے نبی کی شان میں گستاخیوں کے بعد جو بھی انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں گستاخی کرے قتل کردیا جائے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی توہین و توقیر الیاد نبوی ناقابل معافی جرم ہے کہ رجوع توبہ کے بعد بھی اکثر ائمہ کے نزدیک توبہ قبول نہیں کی جاتی حاکم شرع کے نزدیک اس کی گردن اڑادی جاتی ہے. واہ رے ملاّ انکشاف! اپنے وہابی مرتدین جانے کو جائز قرار دینے کے لئے کیسی کیسی خباثت و نجاست کو قبول کئے ہوتے ہے اور نبوت کی توہین کو ایک معمولی ہلکی خطا گنوانے کے لئے پوری طاقت صرف کر رہا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔

ص۵۶ پر علامہ انکشاف نے یہ بتایا ہے کہ علماء نے کفر کے فتوے ہمارے پیشواؤں پر دیئے ہیں

"چنانچہ خطیب بغدادی نے امام اعظم پر اور فلاں نے فلاں پر فتوے دیئے"

چونکہ آگے قریب ہی ص۵۸ پر ملا انکشاف نے پھر ان ہی حضرات کی فہرست گنوائی ہے اور کچھ تفصیل سے کام لیا ہے اسلئے فضول تکرار سے بچتے ہوئے ہم ان مسائل پر وہیں گفتگو کریں گے البتہ ص۵۶ سے ص۵۷ تک آپ کی اور باتوں کی طرف توجہ ضروری ہے۔ ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی لکھتے ہیں۔

"کیا ان فتوے دینے والوں کے شاگردین معتقدین نے ان کے ان تکفیری فتووں کو دین و مذہب اور عقیدہ بنالیا اور تمام مسلمانوں کو دعوت دی کہ ان لوگوں کو کافر ماننا ضروری ہے جو ان کو کافر نہ مانے گا کافر ہو جائے گا۔"

ہاں ملا انکشاف! اگر آپ نے کچھ پڑھا بھی ہوگا تو آپ کا ارتداد، حق کو قبول نہیں کرنے دیگا ورنہ آپ کی حیثیت علمی دھونس جمانے والے جاہل سے زیادہ کچھ نہیں، تکفیری نزاکتوں سے آپ نابلد ہیں۔

جن فتووں میں گنجائش تھی کہ فتوے دینے والوں کے شاگرد، معتقدان فتووں کو دین ومذہب اور عقیدہ نہ بنائیں وہاں انہوں نے دلائل کے ساتھ اختلاف کیا، اور جہاں دین ومذہب اور راسخ عقیدہ بنانا ضروری تھا انہوں نے پورے اتفاق و اتحاد کے ساتھ صفائی سے ایمان اور کفر وارتداد کا حکم بیان فرمادیا کہ روز اوّل سے قیامت تک جو بھی اختلاف کرے گا اسلام سے خارج ہو جائے گا اور تمام مسلمانوں کو دعوت دی کہ اگر کافر نہ مانو گے تو خود کافر و جہنمی بن جاؤ گے۔

ان ہی عقائد راسخہ میں تعظیم و توقیر کا قرآنی حکم محکم ہے کہ صحابہ کرام، ائمہ دین ان کے اصحاب ومشائخ ان کے شاگرد معتقد مقلد تمام توہین نبوت کے کفر وارتداد پر متفق ہیں۔ دیوبندی کفریات اسی توہین نبوّت پر مبنی ہیں جن میں سرے سے تاویل کی کوئی گنجائش نہیں نہ کسی ایسی سبیل کی صورت ہے کہ دین ومذہب اور عقیدہ نہ بن سکے دیوبندیوں کے یہ ایسے کفر وارتداد ہیں کہ جس جس کو یقینی علم ہو جائے ان کا ان اکابر دیوبند کو کافر ماننا ضروریاتِ دین سے ہے ورنہ خود کافر و جہنمی ہو جائے گا۔ آگے ملا انکشاف لکھتے ہیں۔

بلکہ ان فتووں کے خلاف علمار نے ان کے اقوال میں صحیح محمل نکالے اور ان کو مسلمان بزرگ ولی مانا (انکشاف حق ص۵۶)

التزامی طور پر صریح توہین نبوت پر محمل نکالنے کا الزام علمار پر دھرنا مولوی خلیل احمد کا سراسر جھوٹ فریب اور افترار ہے، یہ خباثت طبع دیوبندیوں کے حصوں میں ہی آئی ہے ——— خالص کفری عبارات لکھنے والے

چاروں دیوبندی اور ملّا انکشاف سمیت پورا دیوبندی قبیلہ تو ان کفری عبارتوں کا صحیح محمل نہیں پیش کر سکا۔ ملّا انکشاف نے بڑھ بڑھ کر جو لکھنؤ، رامپور، بدایوں، گجرات وغیرہ کا ذکر کیا ہے کہیں کوئی تحریر صحیح محمل کی آپ کو اور دیوبندیوں کو تو میسر نہ ہو سکی تو خصم جن کا دعویٰ یہ ہے کہ دیوبندیوں کی یہ عبارتیں التزامی طور پر صریح کفریات سے بھری ہوئی ہیں جن میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں سوائے توبہ کے نجات کی کوئی صورت نہیں۔ ان سے ملّا انکشاف کا یہ مطالبہ کہ وہ گھسیٹ تان کر کسی بھی محمل پر اتارے ان کفریات صریحہ کو ایمان واسلام قرار دے اور ان گستاخ دیوبندیوں کو نہ صرف مسلمانوں بلکہ بزرگ ولی مانے صریح جہالت وحماقت ہے۔ پتھر کے کیڑوں اور گوبر کے بھنگوں کا تو کوئی سر ہوگا مگر ملّا انکشاف ان سے بھی گرے ہوئے ایسی گار ہے ہیں کہ کوئی سر ہی نہیں ملتا۔ آگے ص۵۷ پر آپ فرماتے ہیں کہ علمار اہلسنت نے یہ فارمولا بنا لیا ہے کہ جو اکابرِ دیوبندیہ کو کافر و مرتد نہ مانے وہ کافر ہے اور اس کے بعد آپ اپنی صفائی میں فرماتے ہیں۔

"اور فقیر ان وعیدوں کی بنیاد پر جو مسلمان کو کافر کہنے کی بنیاد پر احادیثِ صحیحہ میں آئی ہیں اپنے دین وایمان کے تحفظ اور یوم الحساب کے منازل کے خوف سے اور اپنے کو حسابِ عظیم سے بچانے کے لئے ان حضرات کو کافر و جہنمی کہنے سے کفِ لسان کرتا ہے اور اسی کو ہی حق وصحیح مانتا ہے اور اس بنا پر فقیر کو ان لوگوں نے کافر و مرتد ہونے کا گمان کیا ہے۔" (انکشاف ص۵۷)

اہلسنت پر یہ کذب وبہتان ہے کہ وہ کسی ذاتی فارمولے کے تحت کسی کو کافر و مرتد بناتے پھرتے ہیں۔ اہلسنت نے شریعتِ مطہرہ کے حکم کے مطابق ہی یہ کہا ہے کہ اکابرِ دیوبند اپنی صریح التزامی توہینِ نبوت کی وجہ سے کافر و مرتد بن گئے ہیں۔ اب جو شخص بھی ان کے کفر وارتداد پر یقینی طور پر مطلع ہونے کے بعد ان کو مسلمان سمجھے گا، انہیں کافر و مرتد نہ مانے گا یا کفِ لسان کرے گا وہ بھی خارج اسلام ہو

جائے گا۔ ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب جنہیں یقینی طور پر اطلاع ہے وہ بھی اپنے کفِ لسان کی وجہ سے کافر و مرتد ہو چکے ہیں۔ رہا آپ کا یہ قول کہ آپ نے ان حدیثوں کی بنیاد پر جو مسلمان کو کافر کہنے کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں کف لسان کر لیا ہے سرے سے لغو و باطل ہے۔ یہاں کسی ایسے مسلمان کو جس نے صریح کفر و ارتداد ہی نہیں کیا ہے اس کو کافر و مرتد کہنے کا سوال ہی قطعاً نہیں ہے بلکہ توہین و تحقیر نبوت و سب النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کفر و ارتداد کی وجہ سے کافر و مرتد ماننے کا سوال ہے جس پر قرآن حکیم، احادیثِ کریمہ اور اجماع امت کھلے طور پر دلالت کر رہے ہیں اور یہ کسی شخص کا ذاتی نہیں بلکہ شریعتِ مطہرہ کا وہ فارمولہ ہے جو دیوبندیوں اور قادیانیوں پر صحیح صادق آتا ہے۔ جن میں ملا انکشاف بزعم خود اکبر علماء مولوی خلیل احمد صاحب بھی شریک ہیں، رہا ملا انکشاف کا اپنے کف لسان کو تحفظ دین سمجھنا تو یہ شیطانی فریب ہے۔ ایمان کو ایمان اور کفر کو کفر سمجھنا اور ماننا ہی دینی تحفظ ہے۔ اور یہی قرآن حکیم، احادیثِ کریمہ اور ائمہ دین کی تعلیم ہے۔ رہے اس پر دلائل تو ان شاء المولیٰ ہم ان ہی مقامات پر جہاں دہرا کر ملا انکشاف نے انکشافِ حق میں دلائل دیئے ہیں یہ دکھائیں گے کہ یہیں ہمارے دلائل موجود ہیں۔

ملا انکشاف کے معرکہ خیز توہمات

یہاں ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے اپنی دانست کے وہ بلند ترین مباحث پیش کئے ہیں جن کے متعلق آپ کا وہم ہے کہ ان کا کوئی جواب ہی نہیں ہوسکتا آپ ص۵۸ کی آخری سطر سے ص۵۹ تک لکھتے ہیں

"اب سوال یہ ہے کہ یہ فارمولا خاص علماء دیوبند کے لئے ہے یا ہر وہ شخص جس پر کسی عالم نے حکم کفر دے دیا ہو اس کیلئے

بھی ہے۔ ہم پہلے بھی بتا چکے اور پھر بتاتے ہیں کہ امتِ مرحومہ کی کثیر تعداد بزرگوں کی ایسی گزر چکی ہے جن پر ان کے زمانہ کے علماء نے کفر کے فتوے لگائے مگر امتِ مسلمہ نے ان کو کافر مانا اور نہ ان فتوؤں کو قابلِ عمل قرار دیا۔ کیا وہ علماء فاضل بریلوی سے علم میں عمل میں تحقیق میں کم تھے یا وہ علماء اہلسنت کے نزدیک معتبر و مستند نہ تھے۔"

آپ نے اپنی اس طویل تحریر میں جو منطق جھاڑی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

پچھلے بہت سے بڑے بڑے علماء اہلسنت نے بزرگوں اور عالموں پر کفر کے فتوے لگائے مگر یہ فتوے امت میں غیر مقبول و ناقابلِ عمل ٹھہرے، لہٰذا اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کے فتوے علماء دیوبند کے کفر و ارتداد کے متعلق بھی غیر مقبول و ناقابلِ عمل ہونا چاہئے۔ آخر اعلیٰ حضرت ان علماء کے برابر تو نہیں تھے۔

واقعہ یہ ہے کہ دین اگر ایسے ہی ملاؤں کے ہاتھ میں دے دیا جائے تو ڈھا کر ہی رکھ دیں جنہیں یہ بھی تمیز نہیں کہ کون سا فتویٰ کس بات پر قبول کیا جاتا ہے کہ اس میں اختلاف کی گنجائش نہیں ہوتی اور کس فتوے کو کس بات پر قبول نہیں کیا جاتا۔ کہ جس میں اختلاف کی کوئی صورت پیدا ہو جاتی ہے معلوم نہیں ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی نے کیا پڑھا ہے اور کہاں پڑھا ہے جو تمام احکام کو ایک ہی نظر سے دیکھ لیا ہے اور اپنے کفِ لسان کو صحیح قرار دینے کے لئے گھسیٹ تان کر ایسے جاہلانہ اصول اور مثالیں بیان کر رہے ہیں جن سے دیوبندی کفریات اور آپ کے کفِ لسان کو دور کا بھی واسطہ نہیں۔

چلئے ذرا ملا انکشاف کی اصل پر ہی گفتگو ہو جائے ــــ کئی بزرگوں

پر حکم کفر کے اسباب الگ الگ امام اعظم پر حکم کفر کا سبب الگ دیوبندیوں اور قادیانیوں پر حکم کفر کے اسباب الگ الگ اور وہ تمام اسباب بہر حال مولوی خلیل احمد بدایونی کے نزدیک توہین نبوت کی اصل پر ایک ہیں اب کوئی اس عقل کے مارے مولوی خلیل احمد صاحب سے پوچھے کہ جب توہین نبوت پر وہ بزرگ اور امام اعظم چھوڑ دیئے گئے، تو خود آپ نے اور آپ کے دیوبندی ملاؤں نے قادیانیوں کے کفر کو کیوں تھام رکھا ہے انھیں بھی اسی اصل پر کیوں نہیں چھوڑ کر پکّا مسلمان بلکہ ولی ماننے کا آپ نے حکم دیا۔ اگر آپ کی اصل میں کچھ لچک تھی کہ قادیانی حکم کفر سے نہیں چھوٹ سکتے تو دیوبندی مرتد کہاں سے چھوٹ سکتے ہیں، دیکھا ملاجی آپ نے کہ آپ کی اس اصل میں کیا خرابی ہے۔

آگے ملا انکشاف نے اس سلسلہ میں اپنی خباثت دل و دماغ کا جو اظہار کیا ہے اسے دیکھ لیجئے لکھتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ ان علماء مکفرین نے بھی اکثر اپنے فتوے کفر کی بنیاد تنقیص و توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی قرار دیکر حکم کفر لگایا پھر بھی مسلمانوں میں نہ وہ فتوے مقبول نہ ان پر عمل کیا گیا۔" (انکشاف ص۵۸)

یہاں یہ خیال رکھئے کہ اکثر علماء دیوبند پر کفر و ارتداد کے فتوے اسی لئے دیئے گئے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین و تنقیص کی ہیں منہ بھر کر گالیاں دی ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تنقیص ایسا جرم ہے جو اور دوسرے کفر و ارتداد سے زیادہ سخت و مہلک ہے۔ اس لئے اس ملا انکشاف نے دیوبندی مرتد کی صفائی و بے گناہی کے لئے یہ تمہید باندھی کہ تنقیص و توہین رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فتوے جب پچھلے معتمد علماء اہل سنت میں قابل عمل نہ ہوے تو علماء دیوبند نے جو حضور علیہ الصلوٰۃ کی شان میں توہین اور گستاخیاں کی ہیں اور ان پر کفر و ارتداد کا حکم لگایا ہے۔ آج کیسے مقبول و قابلِ عمل ہو سکتا ہے۔

یہ ہے ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کی انتہائی خباثت و نجاست طبع کہ آپ کس کس طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں توہین و تنقیص، گستاخیوں

اور گالیوں کو روا رکھنے پر پوری قابلیت و طاقت صَرف کر رہے ہیں اور یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ پچھلے زمانہ سے اب تک عوام میں نہیں بلکہ معتمد علماء و فقہاء و ائمہ میں توہین و تنقیص نبوت کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین اور گستاخیوں کو معمولی بات سمجھ کر نظر انداز کر دینا مجرموں کو چھوڑ دینا ان سے بے پرواہ رہنا اگر ان کے خلاف فتوے دیئے گئے ہوں تو انھیں رد کر کے نا قابل عمل ٹھہرانا علماء اہل سنّت میں عام تھا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، یہ دیوبندی کفریات کی حمایت کا نتیجہ ہے جس نے مولوی خلیل احمد کو کفر و ارتداد کی نجاست میں ملوث کر کے جہنم تک پہنچا دیا ہے۔

یہیں یہ بھی دیکھ لیجئے کہ ہزار بہانے سہی مگر مولوی خلیل احمد بدایونی کو اپنے دیوبندی اکابر کی توہین رسول کا پورا پورا اعتراف ہے لیکن اس اعجوبۂ روزگار ملّا انکشاف پر یہ الزام برقرار رہے گا کہ جب توہین نبوت کی بڑے بڑے معتمد علماء اہلِ سنّت کے نزدیک کوئی وقعت نہیں تو خود تو نے قادیانیوں پر کیسے کفر و ارتداد توہین نبوت کا جرم برقرار رکھا ہے۔

ملّا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے اپنے ناپاک مقصد کے لیے اسی ص۵۸ سے جو مثالیں شروع کی ہیں انھیں بھی ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں ہم یہ واضح کر دیں کہ ہم صرف ان ہی مسائل پر گفتگو کریں گے جن کی تفصیل مولوی خلیل احمد صاحب نے خود بیان کی ہے رہیں مبہم مثالیں تو ان کے جواب ہی کی ضرورت نہیں نہ ان میں ہم وقت ضائع کر کے ملا انکشاف کے لئے بہانوں کا کوئی موقع فراہم کریں گے۔

(۱) ملا انکشاف کی مثال ع۱ کا خلاصہ یہ ہے خطیب بغدادی نے جو ایک بڑے محدّث ہیں سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول پر کہ نبی کو میرا اتباع کرنا چاہئے آپ پر کفر کا فتوے دے دیا۔ ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب نے خود ہی اس کی وجہ بھی بتائی ہے کہ خطیب بغدادی نے امام اعظم کے اس جملہ میں لفظ بنی (ب ن ی) کو لفظ (ن ب ی) سمجھ لیا اور کسی امتی کا نبی کو یہ کہنا کہ "میری اتباع کرنا چاہئے" کفر ہے چنانچہ امام اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلدین نے خطیب بغدادی کا رد کیا کہ انہوں نے بنی (ب ن ی) کو نبی (ن ب ی) سمجھ کر کفر کا فتویٰ دیا ہے اور یہ غلط ہے اس لئے کہ امام اعظم نے ان محدث راوی کو اتباع کرنے کے لئے کہا ہے جو آپ کے زمانہ میں تھے اور ان کا نام بنی (ب ن ی) تھا۔

ملا انکشاف اکبر جہلاء دیوبند اس واقعہ کو اپنے کف لسان کی تائید سمجھ کر لکھتے ہیں

"غور کیجئے توہین کا الزام دے کر ہی کافر کہا گیا تھا۔" (انکشاف ص۵۹)

جی ہاں لوگ آپ کے غور و خوض کو اچھی طرح دیکھ رہے ہیں کہ کتنا گہرا اور وسیع یا تنگ ہے آپ کو اپنے غور و فکر کا عیب کہاں دکھائی دے گا آپ اپنی علمی گہرائی دیکھئے آپ خود ہی بنی (ب ن ی) کو نبی (ن ب ی) سمجھ کر فتوے دینے کی غلطی کو بیان بھی کر رہے ہیں اور دوسری جگہ وہیں یہ کہہ کر کہ "توہین کا الزام دے کر ہی کافر کہا گیا تھا" لوگوں کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ خطیب بغدادی نے توہین نبوت کا جو الزام رکھا تھا اس الزام کو برقرار رکھتے ہوئے امام اعظم کے شاگردوں نے امام اعظم کو توہین نبوت سے بری ثابت کیا ہے۔ یہ ہے ملا انکشاف کا سراسر عوام کو فریب اور دھوکا دینا تاکہ عوام ان کے کف لسان کو جائز سمجھیں یہ ہے آپ کے غور و خوض کی دعوت اور اس پر کف لسان کا گھمنڈ۔

اب اس عقل کے مارے بدھو اہل دیوبند کے اکبر علماء کو کون سمجھائے کہ جب لفظ نبی (ن ب ی) ہی باقی نہ رہا بلکہ وہ ایک محدث راوی کا نام بنی (ب ن ی) نکلا تو امام اعظم کی صفائی کی صورت تو صاف یہ نکلی کہ اس میں سرے سے توہین نبوت ہی نہیں ہے نہ امام اعظم پر توہین نبوت کا فتوے لگ سکتا ہے پھر ملا انکشاف مولوی خلیل احمد اس کو توہین نبوت برقرار رکھ کر کیسے دیوبندیوں کی صفائی کر سکتے ہیں جن کی توہین نبوت والی عبارتوں میں الٹ پھیر کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ چلئے ملا انکشاف کو ان کے گھر تک ہی پہنچا دیں مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس والی عبارت کو لے لیجئے۔

"بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔"

ملا انکشاف اپنی پوری صلاحیت و طاقت سمیت مولوی قاسم نانوتوی کی اس معروف عبارت کے جس لفظ کو چاہیں ہٹا کر حسب خواہش اپنا لفظ داخل کریں پھر دیکھیں کہ اس میں سمانے کی گنجائش ہے یا نہیں۔ کیا ملا انکشاف کے نزدیک یا دیوبندی تاویلات میں مولوی قاسم نانوتوی نے "کوئی نبی" (ن ب ی) کی بجائے کوئی "بنی (ب ن ی) پیدا ہو جائے" کہا تھا اور علماء اہل سنت نے بنی (ب ن ی) کو نبی (ن ب ی) بنا کر کفر کا فتوے دے دیا کیا ملا انکشاف لفظ "بنی" (ب ن ی) کو نانوتوی کی عبارت میں داخل کر سکتے ہیں۔

جب خطیب بغدادی کی سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں الفاظ کی غلط فہمی جیسی کوئی مثال دیوبندیوں کی کفریہ توہینی عبارتوں میں نہیں تو امام اعظم پر دیوبندی مرتد ملاؤں کو قیاس کرنا اور اس سلسلہ میں خطیب بغدادی پر اعلیٰحضرت امام بریلوی قدس سرہ کو اور امام اعظم کے شاگردوں پر اپنے آپ کو قیاس کرنا ملت اسلامیہ کو کتنا بڑا فریب اور دھوکا دینا ہے کہ لوگ ملا انکشاف کے جھوٹے کف لسان پر اس کو بہت بڑی دلیل سمجھیں۔

(۲) ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی نے سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالےٰ پر تکفیر کا بھی ذکر کیا ہے آپ علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی شرح شفاء سے تکفیر کی جو وجہ بیان کرتے ہیں وہ حسب ذیل ہے۔

"اور لکھا کہ اس گروہ کا سردار شیخ اکبر اپنے کو کہلاتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ میں سونے کی اینٹ ہوں اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاندی کی اینٹ ہیں اور یہ کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فیض پاتے ہیں۔" (ص۵۹)

اس کے بعد ہی ملا انکشاف خاص طور پر غور کی دعوت دیتے ہیں۔

"غور کیجئے حضرت شیخ اکبر کو بھی توہین و تنقیص کا الزام دے کر کافر و مرتد بتایا گیا محققین علماء نے ان کے اس فتوے کو ظاہر بینی اور کم فہم پر محمول کر کے ترک کر دیا اور امت مرحومہ نے اس فتوے کو قبول کیا نہ عمل کیا۔" (انکشاف ص۵۹)

جی ہاں غور ہی نہیں بلکہ ملا انکشاف کی طرح فیصلہ بھی کر لیجئے کہ جس طرح حضرت شیخ اکبر سے

توہینِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کفر سرزد ہوا اسی طرح دیوبندیوں سے بھی واقع ہوا جس کی وجہ سے اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ نے کفر کا فتوے دیا مگر علمار محققین خصوصاً ملا انکشاف مولوی خلیل احمد نے آخری عمر میں محقق اکبر بن کر بڑھاپے کی جدید تحقیق سے اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کے اس فتوے کو ان کی ظاہر بینی اور کم فہمی پر محمول کر کے ترک کر دیا اور تمام دیوبندیوں نے اسے قبول نہ کیا نہ اس پر عمل کیا تو جس طرح شیخ اکبر کے کفر کا انکار کرنے والے محققین کی تکفیر نہیں کی گئی بلکہ مسلمان سمجھا گیا تو ملا انکشاف محقق دیوبند مولوی خلیل احمد کی تکفیر کیسے کی جا سکتی ہے جنھوں نے اب آخری عمر میں دیوبندیوں کی تکفیر سے توبہ کر کے کف لسان کر لیا ہے۔

یہ ہے ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی کی خباثت طبع کی انتہا کہ بارگاہِ رسالت میں دیوبندیوں کی گستاخیوں، توہینوں، گالیوں کو جائز قرار دینے کے لئے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ پر توہینِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بہتان جڑ دیا اور علمار پر بھی اتہام دھر دیا کہ انھوں نے حضرت شیخ اکبر کے اتنے بڑے جرم کو الفاظ کے باطنی معنی پر محمول کر کے چھوڑ دیا۔

اور وہ باطنی معنیٰ کیا ہیں وہ بطن در بطن منتقل ہو کر ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب ہی کے بطن میں آکر ایسے قرار پا گئے کہ ضرب پر ضرب پڑنے کے باوجود بطن سے باہر نہ آسکے آپ کے انکشاف حق کی گود اس معنیٰ کے وجود سے خالی رہ گئی۔

اور جب آپ کے نزدیک ان علماء نے جنھوں نے تحقیق کر کے حضرت شیخ اکبر کے کفر کا رد کیا ہے باطنی معنیٰ کو ظاہر نہیں کیا تو محقق اکبر ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب اکابر دیوبند کے کفریات کے باطنی معنی کو کیسے ظاہر کرتے اور ہونا بھی چاہئے کہ آپ فرقہ باطنیہ کے گہرے امین ہیں۔

اے ملا انکشاف! جب آپ کا دعوے ہے کہ حضرت شیخ اکبر کی عبارت میں باطنی معنیٰ ہیں تو انھیں نکال کر دکھاتے اسی طرح دیوبندیوں کے کفریہ اقوال میں کون سے باطنی معنیٰ ہیں

انھیں کھول کر سامنے رکھتے پھر بتاتے کہ ان میں یہ مماثلت ہے جس طرح شیخ اکبر کو کسی باطنی معنیٰ پر چھوڑ دیا گیا ہے اسی طرح باطنی معنیٰ پر اکابر دیوبند کو چھوڑ دیا جائے تو دنیا دیکھ لیتی کہ آپ کف لسان کے کتنے بڑے محقق ہیں اور آپ کی اس نام نہاد تحقیق کا کیا نتیجہ ہوتا ہے

اس مقام پر ہم مسلمانوں سے عرض کریں گے کہ وہ ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی کی گمراہ گری سے ہوشیار رہیں اپنے معتمد و مقتدا علمار کا دامن مضبوطی سے تھام رکھیں ایسے الفاظ اور عبارتیں جو بزرگانِ دین کی کتابوں میں ناقابل تاویل پائی جاتی ہیں انھیں الحاق قرار دیا جائے گا اس لیے کہ دشمنانِ دین نے اسلام اور بزرگانِ اسلام سے بدظن کرنے کے لئے اس قسم کی عبارتیں بڑھائی ہیں یا ان میں ایرپھیر کیا ہے اور جب کہ ابتدائی زمانہ میں یہ کتابیں یورپ میں بکثرت چھپی ہیں یا اسلامی سلطنتوں میں عیسائی اور یہودی ماہرین کے انتظام میں چھاپی گئی ہیں ان دشمنانِ دین کو الحاق و تبدیلی کے خوب مواقع حاصل ہوئے ہیں ان میں شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حضرت علامہ محمد علاء الدین حصکفی رحمہ اللہ تعالیٰ درمختار میں فرماتے ہیں۔

"نعم فیہ کلمات تباین الشریعۃ وتکلف بعض المتصلفین لارجاعھا الی الشرع لکنا تیقنا ان بعض الیھود افتراھا علی الشیخ قدس سرہٗ فیجب الاحتیاط بترک المطالعۃ تلک الکلمات۔"

یعنی اس میں ایسے کلمات ہیں جو شریعت کے متباین و خلاف ہیں اور بعض متصلفین نے ان کلمات کو شرع کی طرف لوٹانے میں تکلف کیا ہے لیکن ہم یقین حاصل کر چکے ہیں کہ بعض یہود نے ان کلمات سے شیخ قدس سرہ پر بہتان باندھا ہے پس اس طرح احتیاط واجب ہے کہ ان کلمات کا مطالعہ ترک کر دیا جائے۔"

علامہ حصکفی دنیائے اسلام کے وہ عالم جلیل و مقتدا ہیں جنھیں پورا دیوبند معتمد و مستند تسلیم کرتا ہے، اکبر علمار دیوبند ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی جو علامہ حصکفی رحمہ اللہ تعالیٰ

کے شاگردوں کے شاگردوں کی شاگردی کا دعوے کرنے والوں کی دروں کی خاک چاٹ چاٹ کر بھی بدھو کے بدھو رہے ان کی گمراہ گری بھلا کب حضرت علامہ موصوف کے مقابلہ میں قابل التفات ہو سکتی ہے۔

شاید ملاانکشاف گھگیا ئیں کہ جس طرح حضرت شیخ اکبر کی کتابوں میں الحاق اور الٹ پھیر کو تسلیم کر کے ان پر کفر کا حکم نہیں مانا گیا ہے ایسے ہی ہمارے دیوبندی پیشواؤں کی کتابوں میں بھی الحاق وغیرہ فرض کر کے انھیں چھوڑ دیجئے انہیں کفر وارتداد کے حکم سے نجات دلا دیجئے تو ہم عرض کریں گے کہ وہاں حضرت شیخ اکبر کی ان عبارتوں میں نسبت کی تصدیق کے لئے کوئی صورت ہی باقی نہیں رہی تھی مگر یہاں مصیبت تو یہ ہے کہ خود صاحب کتاب دیوبندی اکابر نے اپنی کفریہ عبارتوں کا اقرار کیا ہے اور ان ہی عبارتوں کو علی حالہا برقرار رکھ کر ان کے حامی ان کی زندگی سے اب تک ان کفریہ اقوال پر مناظرے کرتے چلے آئے ہیں اس صورت میں الحاق وتبدیلی کی سرے سے قطعاً کوئی گنجائش نہیں اور شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ پر دیوبندی گستاخیوں کو قیاس کرنا لغو وجہالت ہے۔

اسی نمبر میں ص۶ پر ملاانکشاف مولوی خلیل احمد صاحب نے کچھ پھلجھڑیاں چھوڑی ہیں، عرض ہے کہ

> بے شک حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ان کی تکفیر کو دین و مذہب کا عقیدہ بنا کر نہیں پیش کیا جا سکتا نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو نہ مانے وہ کافر ہے اس لئے کہ وہاں نسبت ہی میں احتمالات ہیں اور جن علماء نے عبارتوں پر فتوے دیا ہے، عبارتوں کے وجود کی بنیاد پر وہ معذور ہیں ان پر کوئی الزام نہیں اور جہاں جہاں نسبت میں احتمال یا عبارتوں میں تاویل یا توبہ کی صورت ہوگی وہاں نہ عقیدہ بنایا جائے گا نہ ان لوگوں کو جو نہ مانیں کافر کہا جائے گا۔

مگر دیوبندیوں کی کفریہ عبارتوں میں نہ نسبت کا احتمال ہے نہ تاویل بعید تک چلتی ہے نہ

توبہ پائی جاتی ہے اس صورت میں ان دیوبندیوں کی تکفیر یقیناً دین و مذہب کا عقیدہ قرار پائے گا اور شرعاً یہ حکم صحیح عائد ہوتا ہے کہ اکابر دیوبند کے توہینی کفر وارتداد پر یقینی طور پر مطلع ہونے کے بعد جو تکفیر نہ کرے وہ بھی کافر ہے اگرچہ ایک ہی معتمد عالم نے فتوے دیا ہو حالانکہ اکابر دیوبند کی تکفیر ابتداء سے اب تک ہزاروں علماء نے کی ہے۔

رہی تکفیر کی خطرناکیاں تو بحمدہ تبارک وتعالیٰ علماء اہل سنت ان ملاانکشاف مولوی خلیل احمد اور پورے دیوبندی کنبے سے بدرجہا بہتر سمجھتے ہیں اس طرح کے ٹسوے مولوی خلیل احمد صاحب کے کف لسان پر شاید دیوبندیوں کے نزدیک دلیل بن جائیں مگر دین و مذہب کو ان سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

ص۱۰ سے ص۱۲ تک نمبر۳ نمبر۴ نمبر۵ نمبر۷ نمبر۸ میں مولوی خلیل احمد بدایونی نے عبارتوں کو نقل کئے بغیر یہ تصور دینے کی کوشش کی ہے کہ توہین رسالت کی پہلے زمانہ ہی سے کوئی اہمیت نہ رہی کفر کا فتوے دے دینا عام بات تھی اور وہ توہین رسالت پر کفر کے فتوے کوئی نہ کوئی وجہ پیدا کر کے مانے نہیں گئے اسی طرح دیوبندی گستاخوں پر کفر کے فتوے بھی نہیں مانے جا سکتے۔

ملاانکشاف کی طبعی خباثت جو توہین رسالت کو معمولی بات قرار دے کر دنیا کے مسلمانوں اور غیر مسلموں میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سب سے اعلیٰ مقام کو گھٹا کر توہین وتحقیر کی جو راہ کھولنا چاہتی ہے اس کا تو اس بدنصیب سے شکوہ ہی فضول ہے مولوی خلیل احمد بدایونی نے خود اپنی اور اپنے چہیتے پیشوا گستاخ اکابر دیوبند کی جھوٹی عزت وآبرو بچانے کے لئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عزت وآبرو سے جو کھیلا ہے اس کی اس مسلوب الایمان سے شکایت ہی بیکار ہے۔

ملاانکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی کو اتنی توفیق نہ ہوئی کہ وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں ان توہینی کفریہ عبارتوں کو نقل کرتے ان پر جو کفر کے فتوے دیئے گئے ہیں انھیں بیان کرتے پھر جن اسباب پر وہ فتوے نہیں مانے گئے انھیں تحریر کرتے پھر وہی اسباب

دیوبندیوں کی ان توہینی عبارتوں میں نکال کر حکمِ کفر نہ لگنے کو ثابت کرتے جب یہ سب کچھ نہیں تو ان کا دعویٰ ہی باطل ہے۔

ہاں مسلمانوں کو ملّا انکشاف کی مکاری اور فریب سے ہوشیار رکھنے کے لئے ہم یہ ضرور عرض کریں گے کہ ناظرین ص۶۰ سے آگے تک ان نمبروں کی وہ عبارتیں دیکھ لیں جو پکار کر کہہ رہی ہیں کہ صرف دھوکہ دینے کے لئے مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی نے انہیں ان نمبروں میں لکھ ماری ہیں ص۶۰ نمبر۱ میں آپ کی وہ عبارت دیکھئے جس کا مفہوم یہ ہے

امام قاضی عیاض اور آپ کی اتباع میں بعض اور حضرات نے بھی حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بد مذہب اور گمراہ کہا۔
(انکشاف ص۶۰ ۱)

یہ تو نہ پوچھئے کہ ملاجی آپ نے اس گمراہی و بد مذہبی کو کیوں نہیں بیان کیا۔ اور اس کی صفائی علمار نے کیا کی اس کو کیوں ہضم کر گئے۔ ہاں۔ "مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری" کو یاد دلا کر یہ ضرور دریافت کر لیجئے کہ:۔

اے ملّا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب! دیوبندیوں کی بدترین توہینِ رسالت پر تو کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ اس کفر وارتداد کو اٹھانے کے لئے آپ کی بد مذہبی و گمراہی کی دلیل کہاں کام دے گی۔ دونوں کی علت ایک کہاں ہو سکے گی۔ یہ کیسا مکر و فریب ہے کہ دیوبندیوں کے کفر وارتداد کو اٹھانے کے لئے اسے گمراہی و بد مذہبی پر قیاس کیا جائے کیا اسی قابلیت پر اکبر علمار بننے اور رکفِ لسان کرنے کا شوق چرایا تھا۔ کیا آپ نے اسی کتاب میں گمراہوں کو مسلمان نہیں مانا ہے؟ پھر مسلمان پر کافر کو قیاس کرنا آپ کی کافرانہ جہالت ہی تو ہو گی۔

یہی حال ۲ ص۶۱ پر آخری سطر سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مثال پیش کرنے کا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

"امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمہ اللہ (تعالیٰ) پر الزام بد مذہبی اور گمراہی لگایا اور طرح طرح کے فتنے اٹھائے اور آپ کو بدنام کرنے کی ناکام کوششیں کیں۔"

وہ بد مذہبی اور گمراہی کیا تھی اور اس کی کیا صفائی کی گئی اس کو تو ملّا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بیان نہیں کر سکے نہ اس سے اب ہمیں کوئی غرض۔ البتہ یہاں بھی ملّا انکشاف کا وہی مکر و فریب دیکھ لیجئے کہ بد مذہبی و گمراہی کے الزام کو دیوبندیوں کے کفر وارتداد کے مقابلہ میں پیش کیا گیا ہے تاکہ لوگ دھوکا کھا کر امام بخاری کی طرح دیوبندی گستاخ کافروں مرتدوں کو مسلمان بلکہ مسلمانوں کے پیشوا سمجھنا شروع کر دیں اور جن اکابر علمار اہلسنت نے دیوبندی گستاخوں پر کفر وارتداد کا فتویٰ دیا ہے انہیں فتنہ پھیلانے والے بدنام کرنے والے یقین کر لیں۔ یہ آپ کی علمیت ہے یا سراسر کید و فریب؟ یہاں بھی آپ نے اپنی ہی اصل پر مسلمان پر کافر کو قیاس کیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ملّا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کی اس صفائی سے کیا علمار دیوبند مطمئن ہیں۔ اور اسی کتاب میں اس قسم کی ایک نہیں بکثرت جہالتیں بنام علم و فن دکھائی ہیں، ان کو دیکھتے سمجھتے ہوئے بھی کیا ان کو اعلم علمار دیوبند اور اپنا پیشوا بنانے کے لئے یا کم از کم اہلِ علم میں جگہ دینے کے لئے تیار ہیں؟ اس سے بھی زیادہ پُر فریب اور حماقت انگیز بیان ص۶۲ ۸ میں ملاحظہ فرمائیں، ملا انکشاف لکھتے ہیں۔

"امام احمد بن حنبل مجتہد مطلق کے ساتھ ایک کلمۂ حق کہہ دینے پر کیا کیا شور و غوغا اور فتنے اٹھے۔ آپ کی ایذا رسانی میں کون سی کمی گئی۔ مشہور و معروف واقعہ ہے۔" (انکشاف ص۶۲)

ملّا انکشاف مولوی خلیل احمد نے اس قولِ حق کو نقل نہیں کیا اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ وہ میرے منہ پر پڑنے والا ہے جیسے بھی ہو ملّا انکشاف کو اپنی ہانک کر لوگوں کو فریب دینا تھا۔ سیدنا

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کلمۂ حق کہا وہ یوں ہے۔

"قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اس کی صفت ہے مخلوق نہیں ہے۔"

اسی قول حق پر معتزلیوں نے آپ کے خلاف فتنہ پیدا کیا اور آپ کو ایذائیں پہنچائیں ایک مومن امام موصوف کے قول کو کلمۂ حق ہی کہے گا مگر ایک بے ایمان، توہین رسالت اور کفر وارتداد کا حامی دماغ میں یہ ضرور نجاست رکھے گا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی ہی توہین ہے جیسے مولوی اشرف علی تھانوی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وتحقیر کی ہے اور وہ مسلوب الایمان مولوی اشرف علی تھانوی کی توہین کو ایسا ہی قرار دے گا جیسے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قولِ مذکور کو حق تسلیم کر لیا گیا ہے، ملّا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کے اس عقیدہ کو اچھی طرح یاد رکھئے جو انہوں نے اسی کتاب میں بیان کیا ہے کہ

"اس سے قبل بڑے بڑے ائمہ وعلماء پر توہینِ رسالت ہی کی بنیاد پر کفر کے فتوے دیئے گئے اور وہ نہیں مانے گئے لہذا مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ اکابر دیوبند پر جو توہین رسالت کی وجہ سے کفر کے فتوے دیئے گئے ہیں وہ بھی نہیں مانے جائیں گے۔

یعنی دیوبندیوں کی توہین وتحقیر رسالت ملّا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب کو بھی تسلیم ہے۔ ناظرین خود اندازہ لگالیں کہ یہ شخص دیوبندی گستاخوں کی حمایت میں کتنا اندھا ہوگیا ہے کہ ان کی نجس وخبیث توہین وتحقیر اور اپنی ناپاک کفری حمایت کو سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاکیزہ ایمانی کلمات کی طرح حق قرار دے رہا ہے۔ یہ شخص اپنے کفِ لسان کی ہٹ دھرمی پر یہ تمیز بھی کھو بیٹھا ہے کہ میں حق صریح کو باطل اور باطل کو حق، ایمان کو کفر اور کفر کو ایمان بک رہا ہوں۔ پھر اس پر مزید حماقت دیکھئے، آپ اس اپنی کفری حمایت کو حق بتلا کر یہ بھی کہہ گئے کہ:۔

"جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو بد بختوں نے نہیں چھوڑا تو میری

یعنی توہین وتحقیر رسالت کی میں جو حمایت واشاعت کر رہا ہوں وہ میرا (ملا انکشاف مولوی خلیل احمد کا) ایسا ایمانی فعل ہے کہ جس پر انگلی تک نہیں اٹھائی جا سکتی۔ مگر جب لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی صمدیت اور قدوسیت اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معصومیت اور پاکیزگی پر حملے کئے تو میری توہینی کفر کی حمایت پر اگر مجھ کو برا بھلا کہیں تو کوئی تعجب نہیں، یہ ہے ملّا انکشاف کی نجس وخبیث

توہین وتحقیر کی حمایت جسے آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں حق قرار دیکر یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حملے ناجائز ہیں اسی طرح میری توہین رسالت کی حمایت کو برا کہنا بھی ناجائز ہے

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

۵ پر بھی تھوڑی گفتگو سن لیجئے۔ اس نمبر میں مولوی خلیل احمد صاحب حضرت منصور علیہ الرحمہ کے قول انا الحق کو پیش کر کے علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مطلب کا ذکر کیا ہے مگر وہ مطلب کیا ہے اس کو بیان نہیں کر سکے۔

چونکہ حضرت منصور کے قول انا الحق کی تاویل ممکن تھی اس لئے تاویل کرنے والوں پر الزام عائد نہ ہوا ——— اور جو حکم کفر دینے والے قول موجود سے شریعتِ مطہرہ کی عظمت وحرمت کے تحفظ کی نیت رکھتے تھے ان پر کوئی دینی ودنیوی محاسبہ نہیں۔

مگر دیوبندیوں کے وہ اقوال جن پر کفر وارتداد کا حکم دیا گیا ہے ان میں تو سرے سے کسی بھی تاویل کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ کفر بکنے والوں سے لے کر آج تک مولوی خلیل احمد سمیت

ان کے سارے حمایتی کوئی ایسی تاویل نہ پیش کر سکے جو حکم کفر و ارتداد کو اٹھا دے بلکہ جوشِ حمایت میں الٹی سیدھی تاویل کر کے الٹا ان دیوبندی اکابرین کو کفر و ارتداد میں دھنسا کر رکھ دیا ہے حضرت منصور رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول انا الحق کے بارے میں علماء و مشائخ میں یہ تاویل مشہور ہے کہ آپ کی کیفیت شجر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح تھی ہم چاہتے ہیں کہ شیخ باطن ملا انکشاف کے مزاج کے مطابق اس پر تھوڑی سی گفتگو کر لیں۔

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک درخت سے یہ آواز سنی تھی یا موسیٰ انی انا اللہ رب العالمین (سورہ قصص، جزء ۲۰) اے موسیٰ! بے شک میں اللہ رب العالمین ہوں حالانکہ نہ وہ درخت خدا تھا نہ یہ اس کا قول تھا اسی کیفیت کو حضرت منصور علیہ الرحمہ کے لئے تاویل میں تسلیم کر کے آپ کو مومن کامل اللہ کا ولی مانا گیا ہے۔ ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب نے جو حضرت منصور کی دہائی دی ہے ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ اس مثال کی علت کی بنیاد پر کیا دیوبندی گستاخوں کے توہینی اقوال کو بھی آپ ایسے ہی شمار کرتے ہیں کہ یہ توہین و تحقیر دیوبندی اکابر نے نہیں کی بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے حفظ الایمان، براہین قاطعہ، تحذیر الناس میں نازل فرما کر اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تنقیص کو جائز کر دیا قرآن حکیم نے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و توقیر فرض کی تھی اور ختم نبوت کے عقیدہ کو جو بیان فرمایا تھا سب حفظ الایمان، براہین قاطعہ، تحذیر الناس نے منسوخ کر دیا پھر لوگ اس باطنی تاویل کو سمجھ نہیں رہے تھے۔

ملا انکشاف مولوی خلیل احمد نے آخری عمر میں "انکشاف حق" لکھ کر ایسی مثالوں سے سمجھا دیا جن میں اول زمانہ ہی سے توہین رسالت کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی تھی اگر توہین رسالت پر فتوے دیئے بھی گئے تو انہیں نہیں مانا گیا یہ ملا انکشاف مولوی خلیل احمد کی اپنے کف لسان کے لئے دیوبندیوں کی صفائی کہ اپنے ساتھ اپنے ان دیوبندی پیشواؤں کی بھی حجامت (تخلیق) کر ڈالی۔

اور اگر مولوی خلیل احمد صاحب اب شجر موسیٰ علیہ السلام کی یہ تاویل منظور کرنے کو تیار نہیں تو اپنی کوئی دوسری تاویل پیش کریں اور دیوبندی گستاخوں پر اس کی علت کو چسپاں کریں پھر دیکھیں کہ اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔

اگر خلیل احمد صاحب بدایونی کا کچھ بھی شعور بیدار ہوا ہو تو وہ سمجھ لیں کہ دیوبندی گستاخوں کے قطعی کفر و ارتداد پر ان کا باطل کف لسان کسی مثال کسی تاویل پر انھیں حماقت جہالت اور کفر سے نہیں بچا سکے گا۔ رہا آپ کا بار بار یہ کہنا کہ پیروں مریدوں کا اتباع نہیں اور یہاں پھر اسی کو دوہرانا تو عرض ہے کہ آپ سے کس نے کہا کہ آپ ضرور اتباع کیجئے۔ آپ کے پیر و مرشد نے یقیناً ان دیوبندیوں کو صحیح کافر و مرتد کہا تھا جن کا کفر و ارتداد قطعی ناقابل تاویل تھا اور اسی پر مارہرۂ مطہرہ سے متعلق مریدین متوسلین معتقدین قائم ہیں مولوی خلیل احمد بدایونی اگر نہ مان کر مارہرۂ مطہرہ سے پیری مریدی کا رشتہ ہی توڑ لیں اور دیوبندی گستاخ مرتدین کا اتباع کر کے سیدھے جہنم میں چھلانگ لگانے ہیں تو لگائیں بحمد اللہ تبارک و تعالیٰ مارہرۂ مطہرہ کے وابستگان اور ان کے پیران عظام اسی راستہ پر ہیں جس کو شریعت مطہرہ نے مسلمانوں کے لئے متعین فرمایا ہے وہ ہرگز دیوبندی گستاخوں کی توہین و تحقیر رسالت اور ان کے کفر و ارتداد کو ایمان نہیں کہیں گے نہ ملا انکشاف کی طرح دیوبندیوں کی صفائی کریں گے نہ ان کی باطل صفائی کو قبول کریں گے اے ملا انکشاف! اچھی طرح یاد رکھئے کہ دیوبندیوں کے ناقابل تاویل کفریات حضرت ابن منصور حلاج رحمہ اللہ تعالیٰ کے قابل تاویل قول کی طرح نہیں ہیں کہ حضرت سیدنا جنید بغدادی اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اختلاف کی مانند قابل احتمال و تاویل سمجھ کر چھوڑ دیئے جائیں گے اور اکبر علماء دیوبند ملا انکشاف اپنی جہالت و حماقت سے یہ دلیل پکڑیں گے کہ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دادا پیر حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نہیں مانا تو ہم اپنے پیر و مرشد کا قول مان کر کیوں کافر کہیں گے۔ یہ اچھی طرح ذہن میں بٹھا لیجئے

کہ قطعیات میں ہرگز استاد شاگرد، پیر و مرید کا اختلاف قطعی نہیں مانا جا سکتا اور ظن و احتمال میں اختلاف کی گنجائش ہوتی ہے۔

ظنیات و احتمالیات کو قطعیات پر قیاس کرنا یا قطعیات کو ظنیات و احتمالیات پر قیاس کرنا دونوں کو ایک سمجھنا مولوی خلیل احمد بدایونی کی علمیت نہیں سراسر جہالت و بددینی ہے اور اس کی اشاعت شیطانی فریب ہے۔

-: یقین و احتمال پر ایک ضروری بحث :-

شاید ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی یہ کہیں کہ ہم علماء دیوبند کے کفریات کو محتملات میں شمار کرتے ہیں اور اس طرح ہم نے محتمل پر محتمل کو قیاس کیا ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ صرف باتیں بنانا ہوگا اس لئے کہ ملا انکشاف نے نہ صرف کفر محتمل پر قیاس کیا ہے بلکہ دیوبندیوں کے کفریات کو ائمہ کرام و علماء عظام کے اقوال ایمانیہ پر قیاس کرنے کی جرأت و بے باکی دکھائی ہے، دیوبندی کفریات کو ائمہ و علماء کے ایمانی اقوال کی طرح گنایا ہے ثانیاً ملا انکشاف اکبر دا علم علماء دیوبند مولوی خلیل احمد صاحب علم مناظرہ سے جاہل ٹھہریں گے جب تک خصم سے دیوبندیوں کے کفریات قطعیہ کو طے نہ کرالیں انھیں خصم کے نظریہ کے مطابق ہی کفریات قطعیہ کی مثالیں دے کر الزام کو اٹھانا ہوگا اور یہ وہ یا ان کے تمام دیوبندی اکابر قیامت تک نہیں کر سکتے۔

یا پھر ان پر لازم تھا کہ پہلے وہ صرف دیوبندیوں کے کفریات قطعیہ کو محتمل ثابت کرنے کے لئے اہل سنت کے ساتھ تحریری یا تقریری طور پر باقاعدہ مباحثہ سے ایک نتیجہ پر پہنچتے پہنچاتے مگر وہ جانتے ہیں کہ ان کے دیوبندی اکابر یہ طے نہ کر سکے تو ملا انکشاف جیسے لوٹ پونجئے اصاغر کیا طے کر سکتے ہیں وہ تو حکم کفر پر ایسے چراغ پا ہوئے ہیں کہ دل و دماغ قابو میں نہ رہے جس کی گواہی آپ کی یہ کتاب "انکشاف حق" دے رہی ہے۔

ص۶۲ سے ص۶۳ کی چند سطروں تک ملا انکشاف نے ناصح مشفق بن کر عزیزوں کو پر فریب نصیحت فرمائی ہے جس پر تبصرہ کی حاجت نہیں ہاں ان پر خود ان کے الفاظ

ضرور لوٹتے ہیں حق گوئی و حق طلبی سے آپ کو کوئی واسطہ نہیں، صراط مستقیم سے ہٹ کر آپ شیطانی راہ پر گامزن ہیں آپ کی یہ عبارت جو دو شعروں کا ترجمہ ہے۔

"بے ایمان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی اولاد بتائی اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر بتایا ہے جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بدبختوں نے نہ چھوڑا تو میری کیا حقیقت ہے۔" (انکشاف حق ص۶۳)

بے شک دیوبندیوں وہابیوں پر پوری پوری صادق آتی ہیں جن کے ساتھ مولوی خلیل احمد صاحب بھی لٹکے ہوئے ہیں آپ دیکھ لیجئے ان بے ایمانوں نے اللہ تعالیٰ کو نہ چھوڑا، کذب (جھوٹ)، ظلم اور دوسرے عیب و نقص اللہ تعالیٰ کے لئے روا رکھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بدترین گستاخیاں کیں گالیاں دیں تو جب یہ بے ایمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تنقیص و توہین سے باز نہ آئے تو اعلیٰحضرت امام بریلوی قدس سرہ کو کب چھوڑنے والے ہیں جنہوں نے ان دیوبندیوں کی گستاخیوں پر ضربیں لگائی ہیں، دوسری دیوبندی کتابوں کو چھوڑیئے ملا انکشاف کی اس کتاب "انکشاف حق" کو دیکھ لیجئے اعلیٰحضرت امام بریلوی قدس سرہ کی شان میں کیسے کیسے بیہودہ الزام و افتراء سے بھری ہوئی ہے۔

اسی ص۶۳ سے آگے تک ملا انکشاف بجنوری بدایونی نے اپنے کف لسان پر نمبر وار دلائل شروع کئے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱ اس نمبر میں آپ نے فرعون کے ساتھ دیوبندیوں کا رشتہ جوڑ دیا ہے کہ جس طرح فرعون کے کفر پر کف لسانی ہی نہیں بلکہ اس کو مسلمان سمجھنے والوں کو نہ صرف مسلمان بلکہ عارف و ولی مانا جاتا ہے۔ اس طرح دیوبندیوں کے کفریات پر ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی کو کف لسان کرنے پر مسلمان مانا جائے۔

ہم نے اپنے خط بنام مولوی خلیل احمد بدایونی کو اسی جواب کے ساتھ ص پر درج کر دیا ہے اور اپنے جواب میں تفصیلی بحث کر دی ہے اسے وہیں ملاحظہ

فرمائیے۔ ملاانکشاف کی تکرار پر ہم یہاں اتنا ضرور عرض کریں گے کہ بالکل ٹھیک ہے ضرور آپ کے کف لسان پر آپ کو مسلمان سمجھا جائے گا اگر آپ اتنا ہی کر دیں کہ جس طرح قرآن حکیم میں فرعون کا ایمان لانا ثابت ہے اور اسی کا سہارا لے کر، حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، علامہ جامی اور دوسرے بزرگوں نے (رحمہم اللہ تعالیٰ) فرعون کے اسلام کو سمجھا ہے آپ بھی دیوبندی گستاخوں کی توبہ ثابت کر دیں اور مسلمان بن جائیں اور ہم جانتے ہیں کہ عام و خاص دیوبندی نار جہنم کو تو گوارہ کر لیں گے مگر توبہ کے عار کو برداشت نہیں کریں گے یا پھر ملاانکشاف اپنی خود فکر کریں فرعون کی طرح توبہ کر کے مسلمان بن جائیں بار بار فرعون کا ذکر کر کے نہ کف لسان جائز ہو جائے گا نہ آپ مسلمان بن جائیں گے، حقائق و معانی سے منہ موڑ کر بال ہٹ کی طرح فرعون کی تکرار کوئی ایمانی فائدہ نہیں دے گی۔

فرعون کے سلسلہ میں ملاانکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی نے جو بحث اٹھائی تھی بتوفیقہ تعالیٰ ہم اس کا مفصل جواب اپنے خط میں دے چکے ہیں جو اسی کتاب کے شروع میں درج کر دیا گیا ہے یہاں بھی اس کا حوالہ دے کر ہم نے اصل مبحث کو بیان کر دیا ہے چونکہ مولوی خلیل احمد بدایونی نے مقالہ نمبر ۲۴ ص۲۲۳ سے ص۲۲۴ تک فرعون کا ذکر کر کے مجھ پر جھوٹ اور بہتان کا الزام رکھا ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اسی فرعون کی بحث میں یہاں ہم اس کا جواب دیدیں تاکہ پھر ناظرین کو شروع سے مطالعہ کی زحمت نہ اٹھانی پڑے مولوی خلیل احمد نے ص۲۲۳ سے ص۲۲۴ تک فرعون کے سلسلہ میں مجھ (غلام محمد خاں ناگپوری) پر جو الزام رکھا ہے وہ یوں ہے۔

نمبر۱ میں نے اس خط میں جا بجا کذب اور دروغ گوئی سے کام لیا۔

نمبر۲ میں (غلام محمد خاں ناگپوری غفرلہ) نے مولوی خلیل احمد بدایونی پر الزام رکھ دیا کہ وہ فرعون کو مسلمان بتاتے ہیں۔

نمبر۳ (مولوی احمد صاحب بدایونی کے) قول میں سوال ان حضرات کے بارے میں تھا جو فرعون کو مومن و مسلمان مانتے ہیں۔ غلام محمد خاں نے مولوی خلیل

احمد بدایونی پر یہ بہتان رکھ دیا کہ وہ فرعون کو مسلمان مانتے ہیں۔

نمبر۴ (مولوی خلیل احمد بدایونی کو) غور و فکر کے بعد یہ ثابت ہوا کہ غلام محمد اور غلام احمد ان دونوں ناموں میں تھوڑا سا ہی فرق ہے قادیانی غلام احمد کہلا کر کیا کیا کیا؟ اور ناگپوری غلام محمد کہلا کر کیا کیا کرے۔

جواباً عرض ہے کہ مولوی خلیل احمد بدایونی نے ہمارے جس خط کا حوالہ "انکشاف حق" ص۲۲۲ پر دیا ہے ہم نے اپنے اس تحریر کو بتمامہ اپنی اسی کتاب "عجائب انکشاف" کے شروع میں شائع کر دیا ہے ناظرین ملاحظہ فرمالیں۔ ہمارے خط سے جو افتاد مولوی خلیل احمد بدایونی پر پڑی ہے اور انہیں اپنی جہالت و حماقت کا یقین ہو گیا ہے اسے چھپانے اور اس پر پردہ ڈالنے کے لیے ملاانکشاف لوگوں کو یہ فریب دینا چاہتے ہیں کہ غلام محمد خاں نے اپنے اس خط میں جھوٹ اور بہتان بھر دیا ہے جس طرح ملاانکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی کو نو سال سے زیادہ ہوئے ہمارے اس خط کے مضامین کا جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی نہ آئندہ وہ اس کی ہمت کر سکتے ہیں نہ ان کے پاس ان مضامین کا جواب ہو سکتا ہے اسی طرح ہمارا چیلنج ہے کہ ملاانکشاف ہمارے خط میں جھوٹ اور بہتان کو ثابت نہیں کر سکتے۔ دروغ گوئی، بہتان، کید و فریب تو ملاانکشاف خود کریں اور الزام دوسروں کے سر رکھیں۔ ہم نے اوپر اسی بحث کی ابتدا میں فرعون اور ملاانکشاف کے بارے میں اپنے خط کا خلاصہ اور حقیقت کو پیش کر دیا ہے ناظرین پھر دیکھ لیں بات چھپی نہ رہے گی۔

نمبر۲ میں ملاانکشاف نے دیوبندی اکابر کو بچانے کے لئے اپنی صفائی کی خاطر ابوطالب کی دہائی کی سعادت حاصل کی ہے۔

ملاانکشاف کی بلا سے ابوطالب کی طرح دیوبندیوں پر ٹخنوں تک ہی عذاب ہو یا چاروں طرف سے تہ بہ تہ جہنم کی آگ گھیری ہو انہیں تو اپنے کف لسان کی فکر ہے کہ ابوطالب کے جہنمی ہونے کے بعد بھی مارہرۂ مطہرہ کے سادات کرام کف لسان پر کافر نہیں ہو سکتے تو دیوبندیوں کے جہنمی بلکہ ابدی عذاب میں گرفتار ہونے کے

بعد بھی صرف کف لسان پر مولوی خلیل احمد بدایونی پر کفر و ارتداد کا حکم کیسے دیا جا سکتا ہے اور وہ کیونکر جہنمی بن سکتے ہیں ان کی بلا سے دیوبندی جہنم میں جائیں معلوم نہیں ملا انکشاف نے کیا سمجھ کر مثال دی ہے دیوبندیوں کو ایسا ہی سپوت چاہئے وہ ضرور انہیں گود میں لے لیں۔

اب اصل مسئلہ کی طرف توجہ فرمایئے ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی نے اس نمبر میں ابو طالب کے خاتمہ علی الکفر ہونے پر جمہور علماء مفسرین و محدثین کے متفق ہونے کو بیان کر کے اعلحضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کے رسالہ کا ذکر کیا ہے جو خاص ابو طالب کے خاتمۂ علی الکفر کو ثابت کرنے پر مشتمل ہے اور اس پر مولانا عبدالقادر بدایونی کی تصدیق و تائید ہے اس کے بعد ملا انکشاف نے اپنے اصل مقصد کو یوں بیان کیا ہے۔

"مگر حضرات سادات کرام مارہرہ اس کے بارے میں ساکت ہیں
خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے کیا
ابو طالب جن کا خاتمہ علی الکفر ہونے کی تصریحات سے کتب معتبرہ
حدیث و فقہ بھری ہوئیں ہیں لیکن ان کے بارے میں کف لسان و سکوت
کرنے والوں پر حکم کفر و ارتداد کیوں"۔ (انکشاف حق ص۶۵)

ملا انکشاف بدحواسی میں سادات مارہرۂ مطہرہ پر حکم کفر بیان کر گئے اسے چھوڑیئے اور آپ کا جو اصل مقصد ہے اس کو سامنے رکھئے آپ نے کہا ہے کہ جمہور علماء ابو طالب کے خاتمہ کفر کے قائل ہیں تاآنکہ دیوبندیوں پر کفر و ارتداد کا فتوے دینے والے اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے بھی اپنے رسالہ میں ابو طالب کا کفر پر خاتمہ ثابت کیا ہے۔

مگر مارہرہ مطہرہ کے سادات کرام جو اعلحضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کے مشائخ طریقت میں ہیں ابو طالب کے کفر سے سکوت کرتے ہیں کف لسان کرتے ہیں لہذا جس طرح اعلیحضرت بریلوی قدس سرہٗ اور ان کے ماننے والے مارہرۂ مطہرہ کے

سادات کرام کو ابو طالب کے کفر سے کف لسان پر کافر نہیں کہہ سکتے اسی طرح ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی کو بھی دیوبندیوں کے کفریات سے کف لسان پر کافر و مرتد نہیں کہہ سکتے۔

اولاً ہم دریافت کریں گے کہ مارہرۂ مطہرہ کے سکوت کو آپ نے کیسے سمجھا کہ یہ حکم بیان کرنے سے سکوت ہے آپ نے کس طرح کف لسان پر دلیل پکڑی اور اپنے کف لسان کے ساتھ ملا دیا بغیر تحقیقات پیش کئے ہوئے کف لسان کا دعویٰ کیسے کر دیا چلئے مارہرۂ مطہرہ کے کف لسان کو مان لیجئے اس لئے کہ ہمیں تو آپ کے مسلمات پر ہی گفتگو کر کے آپ کی باطل پرستی کو ثابت کرنا ہے۔ ثانیاً عرض ہے کہ وہاں ضعیف حدیث کی وجہ سے کہ ابو طالب ایمان لے آئے احتمال ضعیف موجود ہے لیکن دیوبندیوں کے کفر و ارتداد میں کسی ضعیف احتمال کی قطعی کوئی گنجائش نہیں خود گستاخ دیوبندیوں نے زندگی بھر ضرب پر ضرب پڑنے کے باوجود توبہ نہیں کی ان کے حامی متبعین نے آج تک ان کی توبہ کا کوئی نشان نہیں دیا بلکہ ان کفری اقوال کو برقرار رکھ مناظرے کرتے کراتے رہے نہ کسی معتمد سنی سے ان گستاخ دیوبندیوں کی توبہ کی ضعیف سے ضعیف روایت پائی جاتی ہے تو ابو طالب کے احتمال پر دیوبندیوں کے یقین کا قیاس کیسا؟

آپ ملا انکشاف کی اسی کتاب "انکشاف حق" کو دیکھ لیجئے آپ نے اپنے دیوبندی پیشواؤں کی خاطر تکفیر میں احتیاط کا بار بار ذکر کرتے کرتے ہوئے ضعیف سے ضعیف احتمال پر حکم کفر نہ دینے کے لئے پورا زور صرف کیا ہے۔ آگے کچھ ہی دور ص۸۵ پر اپنے مقصد کی قوت کیلئے اعلحضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی احتیاط

کا یہ جملہ بھی نقل کیا ہے۔

"جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے کوئی ضعیف سے ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔" انکشاف حق ص۸۵)

اب آپ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی کتاب مستطاب جس کا ذکر ملا انکشاف نے اپنے مطلب کے لئے یہیں کیا ہے" شرح المطالب فی مبحث ابی طالب"، فصل ہشتم کی وہ عبارت دیکھئے جس سے ابو طالب کے حکم پر روشنی پڑتی ہے اور ضعیف احتمال کا فائدہ واضح ہوتا ہے، فرماتے ہیں

" اگرچہ قول وحق وصواب وہی کفر و عذاب اور اس کا خلاف مردود و باطل و مطرود پھر بھی اس حد کا نہیں کہ معاذ اللہ خلاف پر تکفیر کا احتمال ہو اور ان اعداء اللہ کا کافر و ابدی جہنمی ہونا تو ضروریات دین سے ہے جس کا منکر خود ہی جہنمی کافر تو فریقین کا نہ کفر یکساں نہ ثبوت کفر یکساں نہ سزا یکساں ہر جگہ فرق زمین و آسمان تو مماثلت کہاں"۔

(شرح المطالب از اعلیحضرت قدس سرہٗ)

یعنی ابو طالب کے بارے میں حق اور صواب عقیدہ تو یہی ہے کہ ان کی وفات کفر پر ہوئی اور وہ عذاب میں گرفتار ہیں جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے اور اس کے خلاف یہ عقیدہ رکھنا کہ ابو طالب دنیا سے ایمان پر گئے۔ بہت کمزور مردود، باطل و مطرود ہے اس عقیدہ کو حق و صواب نہیں کہہ سکتے مگر پھر بھی ابو طالب کے بارے میں یہ عقیدہ ان کی وفات کفر پر ہوئی یقین کے اس درجہ میں نہیں ہے کہ اگر کوئی اس کے خلاف یہ عقیدہ رکھے کہ ان کی وفات ایمان پر ہوئی یا سکوت اختیار کرے تو اس ایمان اور سکوت کی وجہ سے اس پر کفر و ارتداد کا حکم دیا جائے پھر یہ جہالت

سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہر حکم کفر ایسا ہی سمجھا جائے گا یعنی ہر حکم کے کفر پر سکوت کرنا درست ہوگا بلکہ جہاں یقینیات سے کسی کا کفر و ارتداد ثابت ہوگا وہاں اس کے کافر اور ابدی جہنم ہونے کا ایسا پختہ عقیدہ رکھنا ہوگا کہ خلاف پر یا سکوت و کف لسان پر خود کافر ہو جائے گا جیسے ابلیس اور ابولہب کا کافر و ابدی جہنمی ہونا کہ اگر کسی نے ان دونوں ملعونوں کے کافر و جہنمی ہونے سے انکار کیا یا کف لسان کیا تو خود کافر ہو جائے گا اس لئے کہ ابولہب اور ابلیس کا کافر و ابدی جہنمی ہونا یقینیات سے ہے بحکم قرآن ضروریات دین میں داخل ہے۔

دونوں فریق یعنی ابو طالب اور ان جیسوں کا گروہ اور دوسری طرف ابلیس اور ابولہب اور ان جیسوں کا گروہ، دونوں گروہ ایک جیسے نہیں ہیں نہ دونوں فریق کا کفر ایک جیسا ہے نہ دونوں کے کفر کا ثبوت یکساں ہیں نہ دونوں کی سزا ایک جیسی دونوں گروہوں میں مماثلت نہیں ہے۔ دونوں کا حکم ایک نہیں ہو سکتا لہذا دونوں جگہ سکوت و کف لسان کام نہیں دے گا، ابو طالب کے کفر پر سکوت و کف لسان سے بلکہ اسے مومن ماننے سے کفر کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ مگر ابلیس اور ابولہب کے کفر سے سکوت اور کف لسان کرنے پر ضرور کافر ہو جائے گا۔

اگر دل میں کدورت، عداوت، حسد، ہٹ دھرمی، اپنی بات کا پالنا، فضول تعصب، بد دینی نہیں ہے تو ایک مومن و مخلص شخص اچھی طرح سمجھ لیگا کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی یہ عبارتیں بہت سے ان امور کو کھول دیتی ہیں ان کا فیصلہ کر دیتی ہیں جن میں سے ملا انکشاف سرگرداں ہیں یا بنے ہوئے ہیں اور اگر مخلص اہل علم ہیں تو اس کا بھی اقرار کریں گے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے یہ ارشادات ائمہ ھدیٰ اور معتمد علماء دین کی شرعی تعلیمات کے مطابق ہیں۔

مگر ہم جانتے ہیں کہ ۔ ۔ ۔ ۔ دشمنی ملا انکشاف کو کچھ سمجھنے نہیں دے گی۔ عبارتوں کے مفہوم و معانی کو سمجھنے کی صلاحیت باقی رہ گئی ہوتی تو ملا انکشاف اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی کتاب شرح المطالب کا نام لیکر کبھی ابو طالب کے بارے میں مارہرۂ مطہرہ کے سادات کرام کا ذکر نہ کرتے مگر ان کی بد دینی سے جو ان کی عقل سلب کر لی گئی ہے وہ جہالت و حماقت سے بڑھ کر سیدھے جہنم تک پہنچا دے گی۔

یہاں یہ بات واضح ہے کہ جب ابو طالب کے بارے میں مرتے وقت ایمان لے آنے کی ضعیف روایت ملتی ہے تو ضعیف احتمال پر ابو طالب کے کفر پر سکوت و کف لسان مارہرۂ مطہرہ کے سادات کرام کو کافر نہیں بنا دے گا۔ اور ضعیف احتمال پر حکم کفر نہ دینا یا سکوت و کف لسان ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب کے مسلمات سے ہے جو ان کی کتاب میں جا بجا موجود ہے بخلاف اکابر دیوبند کے توہینی اقوال کفریہ کے جو یقینیات سے اس طرح ثابت ہیں جن میں ضعیف سے ضعیف کسی احتمال کی کوئی گنجائش نہیں ان پر اطلاع یقینی کے بعد کف لسان نے مولوی خلیل احمد بجنوری بدایونی کو اسلام سے خارج کر دیا ہے۔

٣ ص۶۵ پر ملا انکشاف نے مولانا عبد المقتدر بدایونی اور سد الفرار کا ذکر کیا ہے پھر اسی بحث کو دوبارہ مقالہ ۸ ص۱۰۳ سے ص۱۰۸ تک طوالت سے اسی کو دوہرایا ہے۔

٤ ص۶۶ پر آپ نے مولوی اسماعیل دہلوی پر کفر کے فتوے اور کف لسان کا ذکر کیا ہے پھر مقالہ ۸ ص۱۰۳ سے ص۱۰۸ تک طوالت سے اسی کو دوہرایا ہے۔

٥ اسی ص۶۶ پر آپ نے مولانا سلامت اللہ صاحب رام پوری اور دیگر علماء رامپور وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر مقالہ ۱۹ ص۱۹۰ سے

ص۱۹۳ تک اسی کی تطویل کی ہے

٦ ص۶۷ پر ملا انکشاف نے مولوی عبد الحی صاحب و مولوی نذیر احمد خاں صاحب کو پیش کیا ہے پھر مقالہ ۱۶ میں ص۱۷۵ سے ص۱۷۷ تک طوالت سے دوہرایا ہے

ان نمبروں کے جوابات ان شاء اللہ تبارک و تعالیٰ ان نمبروں کے حوالہ کے ساتھ ان ہی مقالات میں ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے جو دلچسپ ہوں گے اور ان سے واضح ہو جائے گا کہ ملا انکشاف اپنے جن نمبروں اور مقالات کو لاجواب سمجھ رہے ہیں وہ ان کی نری جہالت و حماقت کا نمونہ ہیں اور آپ دنیائے علم میں ایک اعجوبۂ روزگار اور تماشائے اہل فن ذات ہیں۔ چونکہ ایرادات سوالات وغیرہ ایک ہی قسم کی مستقل بحث ہے اس لئے شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب اور حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمہما اللہ تعالیٰ کے متعلق یہاں ملا انکشاف کے جاہلانہ و معاندانہ الزامات کا جواب بھی سد الفرار کے ضمن میں وہیں ملاحظہ فرمائیں ویسے اس سلسلہ میں ضروری بحث ہم نے پیش کر دی ہے جو ایک دیندار کے لئے کافی ہے۔

ص۷۳ سے ص۷۷ تک ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی نے سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایک چرواہے کا واقعہ مثنوی شریف سے نقل کیا ہے جس سے آپ اپنے کف لسان ہی نہیں بلکہ گستاخ دیوبندیوں کے کفر و ارتداد اور توہین رسالت کے ایمان و اسلام ہونے پر دلیل پکڑنا چاہتے ہیں بلکہ صاحب قرب و لی تک ثابت کرنا چاہتے ہیں، ملا انکشاف بدایونی یا تو پورے کے پورے بھوندو ہیں جو اپنی موٹی عقل کی وجہ سے یہ سمجھ ہی نہ سکے کہ میں اس واقعہ کو کیوں بیان کر رہا ہوں اور میرے ہاتھ کیا آئے گا میرا ایمان و اسلام باقی بھی رہے گا یا رخصت

ہو جائے گا یا آپ پرانے دیوبندیوں وہابیوں کے بھی کان کتر گئے کہ ان اللہ علیٰ کل شیٍٔ قدیر کے لئے جو دلیل ان پرانے دیوبندی وہابی استادوں کو بھی نہ سوجھی وہ آنجناب اکبر علماء دیوبند ملا انکشاف دیوبندی نے مثنوی شریف سے نکال کر دکھا دی اور وہ بھی اتنی مستحکم کہ جس پر وحی خداوندی موجود ہے۔ شاباش آنکہ پسر نہ کرد پدر آں تمام کرد" پڑھیں پرانے، اکبر علماء دیوبند ہونے کی بنیاد پر یا "آنکہ پدر نہ کرد لپسر آں تمام کرد" لکھیں نئے سپوت ہونے کی وجہ سے۔

اب کیا ہے ملاّ انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی اپنے عقیدے مزعومہ کے خدا کی جوتیاں سی کر اسے پہنائیں گے اپنے خدا کے سر میں کنگھا کریں گے، سر میں تیل لگا کر مالش کریں گے، اپنے خدا کو کپڑے سی کر پہنائیں گے۔ ملا انکشاف کے خدا کے سر میں جو جوئیں پڑ جائیں آپ انہیں ماریں گے۔ آپ کا خدا بیمار ہوگا تو اس کی تیمارداری کریں گے پاؤں دبائیں گے اپنے خدا کے سونے کی جگہ صاف کریں گے آپ کا خدا جب بھوکا ہوگا تو آپ نہ صرف دودھ پنیر بلکہ پلاؤ، بریانی اس کے گھر پر پہنچائیں گے وغیرہا اس لئے کہ ملا انکشاف کے قول کے مطابق وہ چرواہا جو یہی کر رہا تھا اس کے بارے میں اولوالعزم رسولوں میں سے ایک رسول سیدنا موسیٰ کلیم اللہ (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کا فتویٰ کفر جو شریعت مطہرہ کے مطابق تھا قبول نہیں ہوا بلکہ الٹا آپ پر عتاب کیا گیا تو شریعت مطہرہ کی کوئی حقیقت نہ رہی بس اب کیا ہے مولوی خلیل احمد صاحب بجنوری بدایونی کی طرف سے ان کے دھرم پر اجازت ہے کہ کوئی خبیث اللہ تعالیٰ کی شان میں جیسی چاہے گستاخیاں کرے، عیب لگائے اور ان کو دلیل بنا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں توہین و تنقیص کرے سب جائز ہے بلکہ چرواہے کی طرح قابل تعریف اور قرب الٰہی و ولایت حاصل ہونے کا ذریعہ

العیاذ باللہ تعالیٰ۔

ناظرین خود دیکھ لیں کہ اس ملا انکشاف مولوی خلیل احمد نے کیسا گمراہ کن کفر انگیز قیاس کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شریعت کے مطابق کفر کا فتویٰ بارگاہ رب العلیٰ میں مقبول نہ ہوا اور حضرت موسیٰ کو حکم ہوا کہ اپنے فتوے کو واپس لو اور اس چرواہے کو خوشخبری سنادو کہ تو مقبول بارگاہ ہے کافر نہیں ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم شرع اٹھانا پڑا تو اعلیٰحضرت امام بریلوی کا حکم کیسے باقی رکھا جا سکتا ہے سنی مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ملاّ انکشاف بدایونی کے قیاس و حکم پر عمل کرتے ہوئے دیوبندیوں پر سے حکم کفر اٹھالیں۔ واہ رے ملاّ شاباش۔ ملا انکشاف کی یہ عبارت دیکھ لیجئے —— "پھر آپ نے ان اکابر دیوبند پر کافر و مرتد جہنمی یقینی قطعی ہونے کا حکم کس بل بوتے پر لگا دیا" —— پھر ملاّ انکشاف کی دین میں خوفناک فتنہ انگیزی ملاحظہ فرمائیے کہ دیوبندیوں کے بدترین کفریات کو ایمان بتانے کیلئے آپ نے علت کیسی نکالی ہے۔ لکھتے ہیں۔

"یعنی ہم ظاہر اور ظاہر کی باتوں کو نہیں دیکھتے ہم
دل کو دیکھتے ہیں اور حال کو"، (انکشاف حق)

مگر وہاں تو اللہ تعالےٰ چرواہے کے دل، حال اور اصطلاح کو جانتا تھا اور اس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل فرما کر اس کا کفر نہ ہونے بلکہ مقبول بارگاہ ہونے کی خبر دے دی (دیکھئے آپ کی وہی کتاب ص۴۷) مگر یہاں دیوبندی گستاخوں کے دل، حال اصطلاح اور کفریات بکنے کے بعد بھی کفر و ارتداد نہ ہونے، بلکہ مومن بلکہ ولی ہوتے کا علم مولوی خلیل احمد بدایونی کو کہاں سے ہو گیا آپ پر کس کی جانب سے یہ وحی نازل ہو گئی کہ دیوبندیوں کے اقوال کفریہ ظاہر میں ہزار کفر و ارتداد ہیں مگر باطن میں ایمان ہی ایمان بلکہ ولایت —— کا ذریعہ ہیں پھر اس سوال کا جواب ملا انکشاف کو دینا ضروری ہوگا کہ

"دیوبندی مرتدین کے دلوں کا حال ملا انکشاف

مولوی خلیل احمد صاحب پر منکشف ہو جانے کے
بعد آپ کو اس چرواہے اور دیوبندی مرتدین میں
کون سی علت مشترک نظر آئی جس کی وجہ سے چرواہے
کی طرح دیوبندی گستاخوں کو چھوڑ دینے کے لئے
آپ تیار ہو گئے اور دونوں کے حالات منکشف ہو
جانے کے بعد آپ نے اس علت کو اس مقام پر کس
لئے بیان نہیں کیا۔،،

یہاں ایک بات دلچسپ اور اہم ہو گی کہ چرواہے کے واقعہ میں مولوی خلیل احمد بدایونی نے چرواہے کے اقوال کو کفریات ہی تسلیم کیا ہے بلکہ اس پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم کفر دینے کو شریعت کے مطابق مانا ہے اسی طرح ملا انکشاف نے گستاخ دیوبندیوں کے گستاخانہ اقوال کو کفر و ارتداد ماننے ہی کا ذریعہ دکھایا ہے اور زور مارا ہے کہ جس طرح چرواہے کو اس کے کفریات کے باوجود چھوڑ دیا گیا اسے مومن ماننے کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح میرے مرتد دیوبندی پیشواؤں کو بھی چھوڑ دو ظاہری کفر و ارتداد پر حکم کفر مت دو باطن کا سہارا لیکر دیوبندیوں کے ان کفریات کو تسلیم کر لو۔

اب ان ملا انکشاف مدعی خلیل احمد صاحب بدایونی سے پوچھا جائے کہ اے ملاجی آپ نے دیوبندی قوم سے یہ پوچھ بھی لیا ہے کہ دیوبندی گستاخوں کی صفائی کے لئے آپ پہلے ان دیوبندیوں کے اقوال کو کفر و ارتداد مان رہے ہیں اور منوا رہے ہیں اے دیوبندیو! تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟ آپ چونکہ اپنے دعوے کے مطابق ابھی نئے نئے دیوبندی زمرے میں داخل ہوئے ہیں اس لئے ان سے پوچھ لینا آپ کے لئے ضروری ہے اگر دیوبندی اس پر اعتراض نہ کریں

آپ کی ہمنوائی کریں تو چرواہے یا چرواہے جیسا اور معاملہ پیش کرنا آپ کے لئے اور آپ کے طور پر تسلی کا باعث ہو سکتا ہے مگر ہمیں یقین ہے کہ دیوبندی برادری مولوی خلیل احمد بدایونی کو جاہل اجہل، احمق بنانے کے لئے تو تیار ہو جائے گی مگر اپنے اکابر دیوبند کے اقوال کو کفر و ارتداد، توہین و تحقیر رسالت تسلیم کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو گی ملا انکشاف کی یہ ساری محنتیں بادر ہوا ہی ٹھہریں گی۔ اس لئے کہ پوری دیوبندی جماعت تمام توہینی عبارتوں کے بے غبار ہونے پر ایمان رکھتی ہے۔

ابھی چرواہے کے بارے میں اصل بحث پر گفتگو باقی ہے ملا انکشاف کا جو حشر ہو رہا ہے وہ ان کے جھوٹے کف لسان کا نتیجہ تھا مگر جس خلجان اور گمراہ گری کو انہوں نے مسلمانوں میں چھوڑنا چاہا ہے اس کا دور ہو جانا ضروری ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوگا کہ جو حکم ملا انکشاف مولوی خلیل احمد پر عائد ہوگا اس سے مولانا روم بھی نہیں بچ سکیں گے تو عرض ہے کہ ملا انکشاف نے مثنوی شریف سے اشعار تو نقل کر دیئے اور ترجمہ بھی کر دیا مگر ان ہی اشعار میں سے ان آخری شعروں کا مطلب اپنی بددینی و جہالت سے سمجھ نہ سکے جن میں حضرت مولانا روم نے خاص طور پر وحی الٰہی کی اس ہدایت کا ذکر فرمایا ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ کی تبعیت میں قیامت تک آنے والے لوگوں کو ان کفریات کے بولنے سے منع کر دیا گیا ہے وہ اشعار اور ان کا وہ ترجمہ جو مولوی خلیل احمد صاحب نے کیا ہے ذیل میں درج ہے۔

ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم — ہر کسے را اصطلاح دادہ ایم
در حق او مدح در حق تو ذم — در حق او شہد در حق تو سم

اے موسیٰ ہم نے ہر کسی کے لئے ایک جدا خصلت دی ہے اور ہر کسی کو ایک اصطلاح دی ہے وہ (چرواہا) جو کچھ کہہ رہا تھا وہ اس کے حق

میں مدح تھا تیرے حق میں ذم ہے اس کے حق میں شہد تھا تیرے حق میں زہر ہے (انکشاف حق ص۷۵)

یعنی اے موسیٰ! (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہم نے مختلف لوگوں کو مختلف سیرتیں حالات اور اصطلاحیں (مخصوص زبانیں) جو مخصوص معانی پر دلالت کرتی ہیں عطا فرمائی ہیں وہ چرواہا ہماری خاص عطا کردہ سیرت وحال پر ہماری عنایت کی ہوئی خاص اصطلاح میں ہم سے خطاب کر رہا تھا وہ اس چرواہے کے حق میں مدح وشہد اسلام وایمان تھا مگر اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ چرواہا جن الفاظ کو استعمال کر رہا تھا وہ تمہارے اور تمہاری تبعیت میں مخلوق کے لئے مدح وایمان رہے گا بلکہ حسب شرع جس طرح تم نے حکم کفر بیان کیا تھا وہ تمہارے اور مخلوق کے لئے ذم و کفر ہی رہے گا جو زہر قاتل کی طرح ایمانی ہلاکت سے کہنے والوں کو جہنم پہنچا دے گا۔

یہاں حضرت مولانا روم نے وحی کے مفہوم کو اشعار میں نقل کر کے اپنی ذمہ داری کو پوری کرتے ہوئے کتنی وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا کہ خبردار چرواہے کے عدم کفر کا حکم حسب وحی خداوندی صرف اپنے مورد تک یعنی چرواہے تک محدود رہے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامت تک آنے والے مومنین کے لئے یہ اجازت نہیں کہ وہ یہ الفاظ استعمال کرے ورنہ مدح ایمان نہیں بلکہ ذم وکفر ہو کر ہلاک کر دے گا۔ مگر واہ رے علامہ انکشاف آپ دیوبندیوں کو ان کے بدترین توہین رسالت کے یقینی حکم کفر وارتداد سے بچانے کے لئے کفریات کو ایمانیات بتا رہے ہیں اور ڈھٹائی سے یہاں تک بکواس کر گئے کہ

جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم کفر سے متعلق شرعی فتوے مقبول بارگاہ خداوندی نہ ہوا تو ان اہل سنت نے اکابر دیوبند پر کافر و

ومرتد جہنمی ویقینی وقطعی ہونے کا حکم کس بوتے پر لگا دیا حالانکہ وحی الٰہی نے صرف چرواہے کا استثنا کیا ہے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کفر کو شدت کے ساتھ برقرار رکھا ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چرواہے کے اقوال پر جو شرعی حکم کفر بیان فرمایا تھا وہ آپ کے رسالت کی سب سے بڑی ذمہ داری تھی جب خدائے قدوس نے وحی کے ذریعہ چرواہے کے حال واصطلاح کو ظاہر فرما دیا تو آپ نے صرف چرواہے کے حکم سے رجوع فرمایا ملا انکشاف اپنی بددینی کی جہالت وحماقت سے یہ سمجھ بیٹھے کہ چرواہے کا واقعہ کیا ہوا اللہ تعالیٰ نے سب کے لئے ان اقوال کفریہ پر سے حکم کفر ہی اٹھا دیا اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان عقائد باطلہ کی ہی تبلیغ شروع کر دی۔ کہ اللہ تعالیٰ کھاتا پیتا سوتا جاگتا بیمار ہوتا ہے وغیرہا نعوذ باللہ من ذالک۔

پھر ملا انکشاف کی حمایت کفر وارتداد کا جوش اتنا بڑھا کہ آپ نے سارے کفریات ہی کو حکم کفر سے آزاد کر دیا اور جب سارے کفریات ہی ایمان قرار پا گئے تو کس کو ضرورت ہے کہ بنام اسلام دنیا کی مشقتیں برداشت کرے اور ملا انکشاف کے دھرم کو قبول نہ کرے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ تقریباً چھہتر صفحات سیاہ کرنے کے بعد ملا انکشاف نے مقالات شروع کئے ہیں۔

مقالہ ۱

اس مقالہ میں ملا انکشاف نے لکھا ہے کہ

"مسئلہ تکفیر تقلیدی نہیں ہے۔ تحقیقی ہے"۔ اور اس کی تفصیل میں آپ نے عجیب حرکتیں کی ہیں اہل سنت سے عناد ومخالفت کے جوش میں آپ کو

اپنی تضاد بیانیوں کا ہوش تک نہیں رہا ہے آپ کے اس خاص عنوان کی تفصیل جو آپ نے اس مقالہ میں بیان کی ہے یوں ہے۔

۱ مسئلہ تکفیر تقلیدی نہیں ہے بلکہ تحقیقی ہے

۲ پہلے سے مسلمانوں کا اس پر عمل رہا ہے

۳ اگر کسی عالم یا چند علمار نے کسی شخص پر حکم کفر لگایا ہے تو تمام مسلمانوں پر لازم نہیں کہ ان لوگوں کے کہنے پر بغیر تحقیق کے ایمان لائیں اور اس کو کافر کہتے پھریں۔

۴ بلکہ بغیر تحقیق کے ایمان لانا اور اس کو خلاف شرع سمجھنا خلاف شرع ہے

۵ جس نے فتوی دیا ہے وہ بشر ہے غیر معصوم ہے

۶ پھر کسی قول کے مطلب سمجھنے میں اختلاف افہام (سمجھ سمجھ میں اختلاف ہونا) امر مسلّم ہے۔

۷ مجتہدین کرام (جیسے امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم) کی بھی انفرادی اجتہادی رائے قطعی و یقینی نہیں مانی گئی ہے۔

۸ پھر کجا غیر مجتہد مقلد عالم کی رائے انفرادی وہ بھی تکفیر مسلم کے معاملہ میں کیسے قطعی ہو سکتی ہے۔

آپ کی اس تحریر کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی عالم یا مفتی یا فقیہ بلکہ مجتہد نے بھی تکفیر کی ہے تو لوگ یعنی ہر نتھو بدھو، بھوندو جب تک خود تحقیق نہ کریں ہرگز تقلید نہ کریں ؏۔ اس لئے کہ تکفیر مسلم تحقیقی ہے تقلیدی نہیں ہے جب مجتہد معصوم نہیں ؏۔ ہوتا اس کی اجتہادی رائے یقینی و قطعی ؏ نہیں ہو سکتی تو فقہائے کرام سے لیکر آج کے عام علمار تک کیا بھروسہ کیا جا سکتا ہے للعہ پھر چونکہ ہر ایک کی سمجھ میں اختلاف ہوتا ہے اس لئے ممکن ہے کہ مجتہد کی سمجھ

ع، للعہ حاشیہ آگے کے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

میں نہ آیا ہو مشائخ و فقہا سے لیکر عام علمار کی سمجھ پر تو اور بھی اعتماد نہیں ؏ ہو سکتا اس لئے لوگوں کو چاہئے کہ خود اپنی سمجھ پر بھروسا کریں اپنی تحقیق پر اعتماد رکھیں سمجھ میں آجائے تو تکفیر کریں ورنہ صاف انکار کردیں تقلید ہرگز نہ کریں ؎

"یہ ہیں ملا انکشاف کی اسلام شکنی جس کے لئے غیر مسلم طاقتوں کی ضرورت نہیں تنہا ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب کی ذات ہی کافی ہے۔"

یہاں ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب نے جو کھلی جھوٹ دی ہے وہ یہ ہے کہ مشائخ اپنے مجتہد اور ان کے اصحاب کے قول کو اپنی ذاتی تحقیق پر رد کر سکتے ہیں اسی طرح درجہ بدرجہ فقہا و علمار اقوال کو رد کردیں گے۔

ع مگر ملا انکشاف کی تقلید کریں اس لئے کہ آپ ان سب سے ماورار اعجوبہ زمانہ مخلوق ہیں۔

ع کہیں ملا انکشاف نے اپنے آپ کو تو معصوم نہیں سمجھ رکھا ہے کہ آنکھ بند کر کے آپ کی اور آپکی کتاب انکشاف حق کی تقلید کریں

ؔ شاید ملا انکشاف اپنی رائے کو قطعی و یقینی سمجھ رکھا ہے للعہ ہاں ملّا انکشاف پر ضرور بھروسا کرلیں۔

ص ملا انکشاف کی بھونڈی سمجھ پر ضرور اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

ؔ ملا انکشاف کی معرکہ خیز تحریر کا خلاصہ یہ نکلے گا کہ آپکی کتاب "انکشاف حق" کو دریا میں بہادیں" جب ائمہ دین فقہار کرام علمائے عظام پر اعتماد نہیں ہو سکتا تو جہالت مآب حماقت بردار ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی پر کیا بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔

تاآنکہ ان سب کے اقوال کو عام لوگ اپنی اپنی تحقیق سے ان کی تقلید نہ کرتے ہوئے رد کرسکتے ہیں۔ تو پھر اعجوبۂ روزگار، یکتائے زمانہ، اکبر علمار دیوبند، اعظم فضلار وہابیت ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی اپنی تحقیق کے بل بوتے پر کفریات دیوبند سے کف لسان کریں تو انکے اصول پر ملا انکشاف کی کون تقلید کریگا جب بڑے بڑے ائمہ فقہار، علمار کے قول کو رد کیا جاسکتا ہے تو ملا انکشاف جیسے بدھو کی کیا حقیقت؟

مزید برآں جان دیوبندیت و وہابیت ملا انکشاف کی اس کھلی چھوٹ پر نئے نئے فرقے بدترین عقائد کفریہ کے ساتھ وجود میں آئیں گے اور وہ ملا انکشاف کے نئے دھرم پر قطعی یقینی اسلامی جماعتیں کہلائیں گی جو آپ کے عقیدے میں جہنم سے آزاد قطعی جنتی ہوں گے۔ ملا انکشاف کی اس تحریر سے جو خطرناک نتائج نکلتے ہیں ان کی تفصیل بہت طویل ہے یہاں ہمیں ایک دوسرے امر کی طرف توجہ دینی ہے وہ یہ کہ یہاں تک آپ کی تحریر سے آپ کا دعویٰ تو متعین ہوگیا جسے ناظرین نے ملاحظہ فرمایا۔ اب اس دعوے پر آپ کی دلیل دیکھئے جسے آپ نے اپنی اس تحریر سے (مقالہ ۱۱) متصل نقل فرمایا ہے۔ ملا انکشاف لکھتے ہیں

ہمارے فقہار کرام کا ارشاد ہے جس کو علامہ حموی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح اشباہ و نظائر میں بحر رائق سے نقل فرمایا ہے (آپ کی منقولہ عبارت آپ ہی کے ترجمہ کے ساتھ درج ذیل ہے)۔

يقع في كلام اهل المذهب تكفير كثير لكن ليس من كلام الفقهاء الذين هم المجتهدون بل غيرهم ولا عبرة لغير الفقهاء۔

یعنی اہل مذہب کے کلام میں بہت سی تکفیریں واقع ہوئی ہیں مگر وہ تکفیریں فقہار مجتہدین کے کلام سے نہیں ہیں بلکہ ان کے علاوہ اور علمار مشائخ کے کلام سے ہیں اور غیر فقہا مجتہدین

کے فتوے کفر کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ (انکشاف حق ص۳۹)

اسی مفہوم کو ملا انکشاف نے متصل ہی ایک دوسری مثال سے ص۳۹ پر تقویت دی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

"خوارج کی تکفیر بہت سے علمار نے کر دی ہے مگر ہمارے مجتہدین فقہا کا یہ کلام نہیں ہے اور غیر مجتہدین فقہار کا اعتبار نہیں ہے۔ لہٰذا ان کے حکم تکفیر کو نہیں مانا گیا"

ان دونوں مثالوں کے بعد ملا انکشاف کا ان عبارتوں پر تبصرہ دیکھئے۔

"مسلمانوں انصاف اور ایمان کے ساتھ غور کرو جبکہ ہمارے ائمہ صاف صاف تصریح فرما رہے ہیں کہ غیر مجتہدین کے کفر کے فتوؤں کا کچھ اعتبار نہ کیا جائے"

دو سطروں بعد ملا انکشاف کا اصل مقصد بھی دیکھ لیجئے۔ لکھتے ہیں۔

"اب ان عقل کے پتلوں سے پوچھئے کہ فاضل بریلوی کیا مجتہد تھے" اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی دشمنی اور مخالفت نیز اہل سنت کی عداوت میں مولوی خلیل احمد بدایونی کس قدر اندھے اور مسلوب العقل ہو گئے ہیں اسے آپ کی ان عبارتوں اور دلیلوں میں ملاحظ فرمالیں۔

ایک طرف ملا انکشاف نے دعوے میں یہ لکھ مارا کہ تکفیر کا مسئلہ تحقیقی ہے تقلیدی نہیں ہے بلکہ اس امر میں یعنی تکفیر مسلم میں مجتہدین کی انفرادی رائے بھی قطعی و یقینی نہیں مانی گئی ہے تو عام فقہا و علماء کی تقلید کیسے کی جاسکتی ہے یہیں اسی تحریر میں آپ نے لوگوں کو پرزور تعلیم دی ہے کہ وہ خود تحقیق کریں تقلید نہ کریں یہی شریعت مطہرہ کا حکم ہے۔

دوسری طرف ملا انکشاف نے اس دعوے کی دلیل میں یہ بیان کیا ہے، خبردار خواہ عالم لوگ ہوں یا علماء، یا فقہار ان سب کو تکفیر مسلم

میں مجتہدین کرام ہی کی تقلید کرنی ہوگی اگر اپنے زمانہ میں فقہاء و علماء تکفیر مسلم کا فتوے دیں تو وہ نہیں مانا جائے گا اس لئے کہ یہ فتوے دینے والے مجتہد نہیں۔

یعنی دعوے تو یہ کہ تکفیر کا مسئلہ تحقیقی ہے تقلیدی نہیں ہے فقہاء و علماء سے لیکر عوام تک کو چاہئے کہ خود تحقیق کریں مجتہد کی بھی تقلید نہ کریں۔

اور دلیل یہ کہ تکفیر کا مسئلہ تقلیدی ہے عام لوگوں سے علماء و فقہا تک کو چاہئے کہ وہ مجتہد کی تقلید کریں یہ ہے ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی کی جہالت و حماقت آپ خود پر حکم کفر سے اس قدر غیظ و غضب میں ہیں کہ دعوے و دلیل میں موافقت کی تمیز بھی نہ رہی بس اندھے کی لاٹھی گھمار ہے ہیں۔

اب آپ ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی کی خاص اس دلیل کا انجام دیکھئے جس سے انہوں نے اپنے باطل مقصد کے لئے غلط اور انتہائی پر فریب طریقہ سے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ "مجتہدین کے فتوؤں کا ہی تکفیر مسلم میں اعتماد ہے غیر مجتہدین کے تکفیری فتوؤں کو نہیں مانا جائے گا تو اب مجتہدین کے بعد ہزار کفریات واقع ہوں کوئی بدبخت اسلام کے دعوے کے ساتھ بدترین کفریات بکتا پھرے ملاّ انکشاف کے نزدیک چونکہ مجتہد تو کوئی ہے ہی نہیں نہ کوئی مجتہد کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے لہذا آپ کی تعلیم پر پوری ملتِ اسلامیہ اس کو ہرگز کافر نہ کہے اسے مسلمان مانیں ملا انکشاف کی اس شریعت پر مرزا غلام احمد قادیانی پر حکم کفر نہیں لگ سکے گا اگر اس قادیانی پر حکم کفر دیا بھی گیا ہے تو ملا انکشاف ثابت کر چکے ہیں کہ "غیر مجتہدین کے کفر کے فتوؤں کا کچھ اعتبار نہ کیا جائے۔" (ص۷۸)

خود ملاّ انکشاف اور دیوبندی ملاؤں نے جو کفر کے فتوے دیئے ہیں آپ ہی کے مذہب پر آپ کے اور دیوبندیوں کے منہ پر مارے جائیں گے اس لئے کہ ملا انکشاف سمیت تمام دیوبندی مجتہد نہیں ہیں بلکہ ملاّ انکشاف ہی کی تعلیم پر مدارج خمسہ و سبعہ کے علماء کے درجوں تک نہیں پہنچتے نہ ملاّ انکشاف ان دیوبندی مولویوں کو ان درجوں تک ثابت کر سکتے ہیں بلکہ آپ ہی کے قول پر ثابت کرنا محال ہے لہذا ملاّ انکشاف کے نئے مسلک پر دیوبندیوں کے ان تمام فتوؤں کو رد کر کے امت مسلمہ کو مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی کی یہ انکشافی تعلیم دی جائے گی کہ وہ غلام احمد قادیانی کو مسلمان سمجھیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ ہے ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب کی غلاظت عقل معلوم نہیں اہل دیوبند نے آنجناب کو اپنی یسری میں قبول کیا ہے یا نہیں ویسے دعوے تو ملا انکشاف نے اکبر علماء کا کیا ہے جس کا مفہوم ابو العلماء الدیوبندیہ ہے۔

ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی کو ان کی بد دینی میں سر پھوڑنے دیجئے اور اصل مسئلہ کی طرف رجوع کیجیے۔

سب سے پہلے ملا انکشاف کے اس قول کو سامنے رکھئے۔

"مسئلہ تکفیر تقلیدی نہیں ہے بلکہ تحقیقی ہے۔" (انکشاف حق مقالہ ص۲)

ملا انکشاف کا یہ وہ قول ہے جس کے خلاف کو انہوں نے خلاف شرع کہا ہے اور ہر نتھو بدھو جاہل و اجہل کے لئے آزادی کی راہ کھولی ہے کہ وہ ہزار مقلد ہوں مگر تکفیر میں ہرگز تقلید نہ کریں خود تحقیق کریں اب ہمارے معتمد ائمہ دین کے ارشادات و ہدایت کو ملاحظہ فرمالیں۔

حضرت ملا علی قاری شرح کتاب فقہ اکبر ص۲۱۶ شائع کردہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان) پر فرماتے ہیں۔

ومنها ان ایمان المقلد الذی لا دلیل معه صحیح قال ابوحنیفة رحمه الله وسفیان الثوری ومالک والاوزاعی والشافعی واحمد وعامة الفقهاء واهل الحدیث رحمهم الله تعالی صح ایمانه ولکنه عاص بترک الاستدلال

یعنی وہ مقلد جو اپنے نزدیک کوئی دلیل نہیں رکھتا اس کا ایمان صحیح ہے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، امام سفیان الثوری، امام مالک، امام اوزاعی، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور عام فقہا اور محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کا ایمان صحیح ہے لیکن وہ استدلال کو ترک کرنے کی وجہ سے گنہگار ہے۔

یہ وہ ائمہ مجتہدین ہیں جن کے قول تکفیر کی تقلید اسی مقالہ میں ملا انکشاف نے ایسی ضروری بتائی ہے کہ فقہا و علماء اس کے خلاف حکم دیں تو نہیں مانا جائے گا، ہمیں مولوی خلیل احمد بدایونی کی تضاد بیانیاں (ایک ہی بات کا ایک ہی صورت میں ایک ہی صفحہ پر کبھی کچھ کبھی دوسرا حکم بیان کر کے) نظر انداز کر کے اصل حکم معلوم کرنا ہے اور اسی پر ہم گفتگو کریں گے۔ شاید کوئی یہ کہے کہ شرح فقہ اکبر کی عبارت میں تو ایمان کو صحیح بتایا گیا ہے حالانکہ مولوی خلیل احمد بدایونی نے تکفیر مسلم پر حکم بیان فرمایا ہے تو ہم عرض کریں گے کہ کفر کو کفر ماننا ایمان ہی ہے ائمہ دین جس بات کو کفر کہیں گے مقلد کا بغیر دلیل اس کو مان لینا ایمان ہے خود ملا انکشاف مولوی خلیل احمد نے اس کو تسلیم کیا ہے دیکھیے انکشاف حق ص ؁ پر ملا انکشاف کی یہ عبارت۔

"اگر کسی عالم یا چند علماء نے کسی شخص پر حکم کفر لگا دیا تو تمام مسلمانوں پر لازم نہیں ہے کہ محض ان

کے کہنے پر بغیر تحقیق کے ایمان لے آئیں" یہاں ملا انکشاف نے حکم کفر کے ماننے کو ہی ایمان بتایا ہے"

ناظرین کے سامنے دونوں تعلیمات ہیں خود فیصلہ کر لیں کہ کس کی بات مانی جائیگی۔

۱؎ جہالت وحماقت مآب ملا انکشاف کا یہ کہنا کہ "تقلیدی ایمان صحیح نہیں ہے۔

۲؎ ائمہ مجتہدین کا یہ ارشاد کہ "تقلیدی ایمان صحیح ہے"

ہاں تقلیدی ایمان پر مومن نہ ہونا معتزلہ کا مذہب ضرور ہے چنانچہ اسی شرح کتاب فقہ اکبر میں اسی صفحہ پر ہے

وعند المعتزلة ما لم یعرف کل مسئلة بدلالة العقل علی وجه یمکنه دفع الشبهة لا یکون مومنا

اور معتزلہ کے نزدیک جب تک ہر مسئلہ کو عقلی دلالت سے اس معیار کے ساتھ نہ جان لے کہ شبہ کو دفعہ کر سکے (یعنی ازالۂ شبہ کرنے والی عمیق تحقیق .... نہ کر لے) وہ مومن نہیں ہوگا۔

اور یہاں مولوی خلیل احمد بدایونی نے اہل سنت کی مخالفت کے جوش میں مذہب معتزلہ کو اختیار کیا ہے بحمدہٖ تبارک وتعالیٰ ہم سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد ہیں اور عقائد میں ماتریدی ہیں جہاں تک تکفیر کا سوال ہے ہمارے حنفی ماتریدی علماء عظام یہ دیکھتے ہیں کہ جس شخص سے یہ کفر سرزد ہوا ہے اس کفر پر کافر و مرتد ہو جانے کا حکم تمام ائمہ فقہ و کلام کے نزدیک پایا جاتا ہے یا نہیں اگر اس کفر پر سب کے نزدیک تکفیر کی جاتی ہے تو یہ علمائے کرام و اصحاب فتویٰ بھی کفر و ارتداد کا یقینی وقطعی حکم بیان فرما دیں گے اگر ان کا کوئی ہم زمانہ عالم ائمہ دین سے دلائل لائے بغیر انکار کرتا ہے تو اس کا انکار لغو و باطل قرار پائے گا اور سب کا اسے کفر و ارتداد ماننا ضروری ہوگا۔ انکار یا

کفِ لسان کرنے والے پر حکم کفر عائد ہو جائے گا اور اگر ائمہ فقہ وکلام میں سے کسی کے قول پر کافر نہیں کہا جاتا ہے تو اگرچہ وہ حنفی ماتریدی نہ ہو ہمارے حنفی ماتریدی علماء کفر وارتداد یقینی وقطعی کا فتوے نہیں دیتے ہیں اسی کو کہا جاتا ہے کہ تکفیر میں صرف اپنے ہی امام کی تقلید نہیں کی جاتی ہے اس کے باوجود اگر فتوی دے دیا تو دوسروں کو ماننا ضروری نہیں اور فتوے دینے والے پر بھی کوئی الزام نہیں ہوگا۔ شامی باب الردۃ میں فرمایا۔

قال الخیر الرملی اقول ولو	(یعنی ضعیف روایت بھی ملے تو تکفیر
کانت الروایۃ لغیر اھل مذھبنا	نہیں کی جائے گی، خیر رملی نے فرمایا
ویدل علی ذالک اشتراط کونہ	میں کہتا ہوں کہ اگرچہ وہ عدم تکفیر کی
ما یوجب الکفر مجمعًا علیہ	روایت ہمارے مذہب کے علاوہ کسی

دوسرے مذہب کی ہو جب بھی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ اور تکفیر میں مجمع علیہ ہونے کی شرط غیر مذہب کا قول اختیار کرنے پر دلالت کرتی ہے۔

اسی عبارت کو ملا انکشاف نے ص۴۸ پر طحطاوی وغیرہ سے نقل کیا ہے۔

یہ دیوبندی سپوت ملا انکشاف حکم تکفیر کا تقلیدی نہ ہونا اپنی جہالت سے یہ سمجھ رہے ہیں کہ اگرچہ کسی معتمد عالم نے تمام مذاہب کے مجمع علیہ قول پر تمام شرائط کے ساتھ فتوی کیوں نہ دیا ہو مگر جب تک ملا انکشاف جیسے عالم کہلانے والے بدھو اتفاق نہ کرلیں وہ فتوی ہی مجمع علیہ ہونے سے نکل جائے گا اسی طرح فتوی دینے والے عالم کے تمام ہم عصر علماء کے اقوال نہ مل جائیں کہ وہ اس فتوی کفر سے اتفاق کرتے ہیں خواہ انہوں نے کفری عبارتوں کو نہ دیکھا ہو یا گھبرا کر بحث سے کتراتے ہوں ملا انکشاف اس کفر کو مجمع علیہ نہیں سمجھیں گے۔

رہا تکفیر کے تحقیقی ہونے کا مطلب تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ

عالم جو کفر کا حکم بیان کر رہا ہے ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی جیسا عالم کہلانے والا جاہل نہ ہو، اس کفر کے بارے میں تمام مذاہب کے اقوال کا ماہر ہو یہ جانتا ہو کہ معتمدین مذاہب میں سے کس کس نے تکفیر کی ہے۔ اور کس کس نے تکفیر نہیں کی ہے یا سب نے تکفیر کی ہے۔ وہ یہ جانتا ہو کہ معتمدین مذہب سے کون علماء مراد ہیں وہ یہ بھی سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو کہ جو کفر سرزد ہوا ہے وہ مجمع علیہ یا غیر مجمع علیہ کفر کے مطابق ہے بے وقوفوں کی طرح حیران نہ ہو کہ میرے زمانہ کے مولوی متفق ہیں یا نہیں۔

یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے اگر اکابر دیوبند کے لئے حکم کفر وارتداد بیان کیا ہے تو آپ کی حیثیت صرف ناقل کی ہے دیوبندیوں کے وہ اقوال ہی ایسے ہیں کہ ان کے کفر وارتداد پر اجماع ہے، اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ہرگز ہرگز اجتہاد نہیں کیا ہے نہ ان کی ذاتی انفرادی رائے ہے مولوی خلیل احمد صاحب کا اسے ذاتی رائے بتانا عوام کو فریب دینا ہے، ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی جو عقل کے مارے ہوئے ہیں دوسروں کو عقل کے پتلے بتا کر اپنی حماقت کا اظہار یوں کر رہے ہیں کہ اعلحضرت بریلوی قدس سرہٗ نے مجتہدین یعنی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرح اپنی رائے سے فتوی دیا ہے تو کیا وہ ائمہ دین کے درجہ کو پہنچے ہوئے تھے وہ تو ایک عالم مقلد عالم تھے جن کو علماء کے طبقات خمسہ سے بھی کوئی نسبت نہیں، اور یہ سب ملا انکشاف کی جہالت فاحشہ ہیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے دیوبندی گستاخوں کے بارے میں ائمہ مجتہدین کا اجماعی حکم کفر وارتداد نقل فرمایا ہے اس کو ائمہ مجتہدین کی طرح ذاتی اجتہاد و رائے بتانا ملا انکشاف کا جاہلانہ

کھسیانا پن ہے ـــــــــ ہمارا چیلنج ہے کہ ایک ملاّ انکشاف ہی نہیں پورا دیوبندی قبیلہ اور ان کے حامی مل کر یہ نہیں بتا سکتے کہ دیوبندی گستاخوں کی تکفیر میں اعلیٰحضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کے بیان کردہ احکام کے خلاف ائمۂ مجتہدین سے ان گستاخیوں پر یہ اقوال پائے جاتے ہیں اور نہ یہ لوگ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے دیوبندی گستاخوں کے حکم بیان کرنے میں اس طرح ائمہ مجتہدین کی ہمسری کر کے الگ اپنی رائے سے حکم دینے کی جرأت کی ہے

اخیر میں ہم تکفیر یقینی کے لئے جن امور کا لحاظ ضروری ہوتا ہے اور اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے اس سلسلہ میں جو اپنی ذمہ داریاں پوری کی ہیں اُن کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں۔

(۱) جس بات پر کفر کا حکم دیا جا رہا ہے وہ مجمع علیہ کفر ہے فقہاء ومتکلمین اس مفہوم کے کفر ہونے پر متفق ہیں۔

(۲) جس عبارت پر کفر کا حکم دیا گیا ہے وہ عبارت اس کفر پر ایسی قطعی یقینی دلالت کرتی ہے کہ دوسرا کوئی مفہوم بنتا ہی نہیں، سّو مفہومات میں سے ایک مفہوم بھی ایمان کا ثابت نہیں ہوتا۔

(۳) اس کفری عبارت کی نسبت قائل کی طرف بلاشبہ صحیح ہے۔

(۴) قائل سے کوئی توبہ کی روایت مروی نہیں ہے۔

جب یہ چاروں امور واضح طور پر موجود ہیں تو ایک عالم دین کا حکم کفر نہ بیان کرنا خود کافر ہو جانا ہے اور اس کا انکار وکف لسان اطلاع یقینی کے بعد کفر ہے، اور ایسے کفر پر ہرگز ہرگز علماء دین نے سکوت اختیار نہیں کیا ہے نہ اس پر سکوت اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے بلکہ خود ان

گستاخ دیوبندیوں نے تا آنکہ ملا انکشاف مولوی خلیل احمد نے بھی اپنی کتاب انکشاف حق میں اس کا اعتراف کیا ہے یہ اور بات ہے کہ گمراہی اور بد دینی نے ملا انکشاف کو مجمع علیہ کفر کو غیر مجمع علیہ کفر پر قیاس کرنے کے لئے مجبور کر دیا ہے ؛ ورنہ یہ ملاجی اسی خوش فہمی میں مبتلا ہیں تمام کفریات ایک ہی جیسے ہیں اور سب کا ایک ہی حکم ہے کہ قائل کو معاف کر دیا جائے۔

دیوبندیوں کی ساری متعلقہ تصانیف کو دیکھ جائیے اسی طرح مولوی خلیل احمد بدایونی کی اسی "انکشاف حق" کتاب کو شروع سے اخیر تک پڑھ لیجئے کسی کی ہمت نہ ہوتی کہ وہ مفہوم کے مجمع علیہ کفر ہونے سے انکار کرے، نہ آج تک کسی نے نسبت کا انکار کیا ہے یا ہلکا سا شبہ بھی پیدا ہونے دیا ہے نہ کسی دیوبندی نے توبہ کی خبر دی ہے ہاں اگر زور مارا ہے تو اس بات پر کہ وہ کفری عبارتیں مفہوم کفر پر دلالت نہیں کرتی ہیں۔ مولوی خلیل احمد بدایونی نے بھی فضول مباحث سے دیوبندیوں پر ظلم وستم کرنیکے بعد مایوس ہو کر انکشاف حق میں اسی راستے کو اختیار کیا ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ تمام دیوبندیوں اور خود ملا انکشاف نے اپنی مفہوم بیانیوں میں کفر اٹھانے کی بجائے الٹا ان دیوبندیوں کو کفریات میں جکڑ کر رکھ دیا ہے ہمارے سامنے اس وقت ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بایں پیری وکہنہ سالی نئے دیوبندی کھلاڑی ہیں اگرچہ ملا انکشاف نے ساری کتاب میں، باطل قیاس، فاسد مباحث، شرعی حکم کفر بیان کرنے والے پر بغیر شرعی بحث ودلائل کے کیچڑ اچھالنے، معائب چینی، گالیاں بکنے اور دیوبندیوں پر حکم کفر بیان کرنے سے برسوں پہلے دیگر علماء سے حکم کفر مروی نہ ہونے پر تکیہ کیا ہے لیکن جہاں انہوں نے دیوبندیوں کی صفائی میں ان کی عبارتوں کے مفہومات نکالنے کی

کوشش کی ہے ان دیوبندیوں کو پھانس کر ہی رکھدیا ہے اس کی دلچسپ بحث بتوفیقہٖ تبارک وتعالیٰ اسی مقام پر آتی ہے۔

ملا انکشاف علامہ کف لسان مولوی خلیل احمد صاحب بجنوری بدایونی وہابی دیوبندی بن جانے کے بعد اس زعم میں کہ آپ اکبر و اعلم علماء، مشائخ کے عظیم منصب پر براجمان ہو چکے ہیں آپ نے مارہرۂ مطہرہ کے اپنے ان مشائخ کو بھی سبق پڑھانا شروع کر دیا ہے جو علوم شرعیہ میں کمال رکھتے ہیں اور عقائد و اعمال میں جنہوں نے ائمہ دین کا دامن مضبوطی سے تھام رکھا ہے۔

بیچارے ملاّ انکشاف اس میں پیدائشی خطا کار نہیں قصور تو سارا اس وہابیت کا ہے کہ جو بھی اس لپیٹ میں آیا وہ یا تو (بقول اسماعیل دہلوی) جاہل رائے بریلوی کو پیر بناتا ہے یا حاجی امداد اللہ صاحب کے گن گانے کے باوجود انہیں خاطر میں نہیں لاتا یا پھر ملاّ انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی کی طرح اجلۂ مشائخ کو جو علم وعمل میں ممتاز زمانہ تھے انہیں اپنے سامنے طفلِ مکتب سمجھتا ہے اور جہالت خیز اسباق پڑھانے کی جرأت کرتا ہے۔

بفضلہٖ تبارک وتعالیٰ ہمارے علماء اہلِ سنّت خواہ کسی سُنّی خانقاہ سے وابستہ ہوں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ عقائد و اعمال میں پیر اور مرید دونوں کو ائمہ دین ہی کی تقلید کرنی ہوگی اور انہیں اس کا بھی علم ہے کہ ان تعلیمات سے علماء و مشائخ کے دفاتر بھرے ہوتے ہیں۔ سُنّی اصحاب خانقاہ نے ہرگز ہرگز ائمہ دین کی عقائد و اعمال میں مخالفت نہیں کی ہے۔

ملاّ انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب چند اقوال نقل کر کے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہلدی کی گانٹھ کیا ملی آپ پنساری بن بیٹھے ہیں اور سُنّی

علماء ان کے سامنے جاہل ہیں۔

بحمدہٖ تبارک وتعالےٰ اہل سنت کی گھٹی میں یہ تعلیم پلائی ہوئی ہے کہ پیر و مرید دونوں کے لئے اوّلاً سنی صحیح العقیدہ ہونا ضروری ہے اور یہ بھی کہ وہ مسائل فقہ کی رعایتوں کے ساتھ ہی اعمال صالحہ کے پابند رہ سکتے ہیں جس کے لئے پیر ہو یا مرید دونوں کو ائمہ فقہ و کلام کی طرف ہی رجوع کرنا ہوگا ہمارے سنّی مشائخ اسی پر عمل کرتے کراتے ہیں اور اسی کی تعلیم دیتے ہیں۔ اہل سنت اپنے معتمد علماء کرام حضرت شیخ محدّث دہلوی اور دیگر اکابر کی تعلیمات کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔

یہاں اہم وما بہ النزاع سوال یہ ہے کہ دیوبندی گستاخوں کی تکفیر کے معاملہ میں مشائخ مارہرہ مطہرہ نے ائمہ دین کی تعلیم کو چھوڑ دیا ہے۔

یا ملا انکشاف مولوی خلیل احمد صاحب بدایونی ائمہ دین کی ہدایتوں سے پھر گئے ہیں اس کے لئے ناظرین چند امور کو دیکھ لیں انشاء اللہ تعالےٰ فیصلہ کرنے میں دقت نہ ہوگی. ختم نبوّت اسلام کا وہ عقیدہ ہے جو بحکم قرآن ضروریات دین میں داخل ہے جس پر اجماع امت ہے اور ائمہ دین کا اتفاق ہے۔

بانئ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی اور مرزا غلام احمد قادیانی نے اسی عقیدۂ ختم نبوّت پر ضرب لگائی ہے جو ضروریات دین کے انکار میں قطعی داخل ہے اور ہمارے تمام ائمہ واکابر دین نے اس پر کفر و ارتداد کا حکم دیا ہے اور اسی کو ذمہ دار علماء اہل سنّت نے نقل فرمایا ہے۔

ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ مولوی خلیل احمد صاحب کے

دوسرے بیانات کو چھوڑ دیں ان کی معرکتہ الآراء کتاب "انکشاف حق" ہی کو دیکھ لیں کہ ملّا انکشاف نے بدعوئے خود دیوبندی دین اختیار کرنے کے بعد اپنے نئے محبوب پیشوا مولوی قاسم نانوتوی کو کفر وارتداد سے بچانے کے لئے قرآنی عقیدۂ ختم نبوّت کا کیسا خون کیا ہے سارے ائمّہ دین ایک طرف اور ملّا انکشاف اپنے دیوبندی نانوتوی پیشوا سمیت ایک طرف۔

اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر حکم قرآنی کے مطابق ضروریات دین سے ہے۔

جس پر تمام امت وائمۂ دین کا اجماع ہے اور دین اسلام پر اعتماد اسی بنیادی عقیدہ پر قائم ہے اور جو توہین وتحقیر کرتا ہے وہ تمام ائمہ دین کے نزدیک اسلام سے خارج کافر ومرتد ہے اور دین کو ڈھانے والا ہے۔ ایک زمانہ سے مسلمان دیکھتے چلے آرہے ہیں کہ اکابر دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مولوی رشید احمد گنگوہی نے تعظیم وتوقیر نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر بھرپور وار کیا ہے اور جی بھر کر توہین وتحقیر کی ہے اور یہ خباثتیں اب تک ان کی کتابوں میں چھپتی چلی آرہی ہیں جن پر علماء عرب و عجم نے کفر وارتداد کا شرعی حکم دیا ہے۔

ملا انکشاف مولوی خلیل احمد بدایونی اپنے ان ہی گستاخ دیوبندی پیشواؤں کی اندھی عقیدت وحماقت میں سرشار ہوکر ان کی توہین وتحقیر، کفر وارتداد کو ایمان واسلام اور ان دیوبندی مرتدوں کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے سرگرم ہیں اور ائمہ دین کے اجماعی حکم کو پسِ پشت ڈال دیا ہے، پھر ستم یہ کہ اس کے لئے آپ نے کذب، فریب، غلط استدلال، باطل مفہوم ومعنیٰ اور ائمۂ دین بلکہ احادیثِ

کریمہ پر بھی بہتان میں دریغ نہیں کیا ہے جو آپ کی کتاب "انکشاف حق" سے ظاہر ہے۔

بحمدہٖ تبارک وتعالیٰ مشائخ مارہرۂ مطہرہ اپنے ائمہ دین کے ساتھ ہیں، وہ عقائد واعمال میں اپنے ائمہ ھدیٰ کی ہی پیروی کرتے ہیں اور ان کی اجماعی پاکیزہ تعلیم پر ہی عمل کرتے ہوئے ان دیوبندی گستاخانِ نبوّت کو خارج از اسلام کافر ومرتد مانتے ہیں اور اپنی اور امّت کی دینی وایمانی حفاظت کے لئے تعظیم وتوقیر نبوّت کی تعلیم دے کر ان گستاخانِ دیوبندیوں کے سایہ سے بھی دور رہنے کی ہدایت فرماتے ہیں جو قرآن حکیم اور احادیث کریمہ کی تعلیمات کے مطابق ہے اسی لئے مارہرۂ مطہرہ کے معتقدین ومتوسلین بلکہ عام اہلِ سنّت اور اصحاب شریعت وطریقت ان پر پورا اعتماد رکھتے ہیں اور ان کی اتباع میں اپنی نجات سمجھتے ہیں۔

مولوی خلیل احمد بدایونی کی یہ بد دینی ہے کہ انہوں نے مشائخ مارہرۂ مطہرہ کی اتباع ائمہ دین کو الٹا ائمہ دین کی مخالفت سمجھ رکھا ہے اور خود ائمہ دین کے اجماعی حکم کی مخالفت کرکے اپنے آپ کو ائمہ دین کا پیروکار جانتے کی حماقت میں گرفتار ہیں۔ چونکہ ملا انکشاف کافر ومرتد ہوکر مارہرۂ مطہرہ کی بیعت سے نکل چکے ہیں اور مارہرۂ مطہرہ سے چمٹے رہنے کے لئے بے قرار بھی ہیں اس لئے انہوں نے یہ راستہ نکالا ہے کہ حکم کفر وارتداد میں پیروں کا اتباع نہیں اور اس سے آنکھ چرائے ہوئے ہیں کہ مشائخ مارہرہ مطہرہ نے ائمہ دین کے اجماعی حکم پر ہی سر تسلیم خم کرکے گستاخ دیوبندیوں اور یقینی اطلاع رکھنے والے ملا انکشاف جیسے حمایتیوں کو کافر ومرتد مانا ہے۔

(نوٹ) بقیہ مسلسل مضمون کے لئے دوسری جلد ملاحظہ فرمائیں۔

الدیوبندیت

حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدثؒ مرادآبادی

مکتبہ فکر رضا کھیوڑہ

نام کتاب ——— الدیوبندیت

افادات ——— حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی

ترتیب ——— مولانا محبوب احمد اشرفی

ضخامت ——— 260 صفحات

اشاعت ——— جون ۲۰۰۱ء

تعداد ——— گیارہ سو

ناشر ——— احمد حبیب ملک

ملنے کا پتہ

مکتبہ فکرِ رضا

نورانی محلہ کھیوڑہ ضلع جہلم

فہرست

الحمد لله الذی ھدانا إلی الصراط المستقیم واقامنا علی الدین المتین القویم. وانعم علینا بمذھب اھل السنۃ والجماعۃ ووفق لنا بابطال المذاھب الفاسدۃ الباطلۃ. خصوصًا الفرقۃ الطاغیۃ الدیابنۃ التی فیھا الکفرۃ المردۃ الشیاطنۃ. ھم الذین ظواھرھم کالمومنین المخلصین وبواطنھم مع الکٰفرین المرتدین خذلھم اللہ تعالٰی ولعنھم الی یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین وعلٰی اٰلہ الطیبین الطاھرین واصحابہ المکرمین المعظمین وعلی اولیاء امتہ الکاملین الواصلین.

مقدمہ

سیّد انبیاء محبوب کبریا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل کفر و شرک کی کالی کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں، دنیا ایک ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی. رشد و ہدایات کے نشانات ایسے مٹ گئے تھے کہ حق و باطل کا امتیاز جاتا رہا تھا. خداوند قدوس نے مخلوق پر رحم فرمایا. فضل ربانی عالم کی طرف متوجہ ہوا کہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا. رسالت مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا آفتاب طلوع ہونا تھا کہ وہ ساری ظلمتیں دور اور تمام تاریکیاں کافور ہوگئیں، عالم انوارِ ہدایت سے معمور ہوا. قَدْ جَاءَکُمْ مِنَ اللہِ نُورٌ وَّکِتَابٌ مُّبِینٌ کا وہ ظہور ہوا کہ کفار و مشرکین کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں خوش نصیب اس نور سے فیضیاب ہوتے اور نہایت مضبوطی و اخلاص کے ساتھ دامن مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم تھام لیا. بدنصیب قسمت کے مارے اپنی آنکھیں بند کیے محروم ہی رہے بلکہ بمصداق یُرِیدُونَ لِیُطْفِئُوا نُورَ اللہِ بِاَفْوَاھِھِمْ اپنی پھونکوں سے

نورِ خدا کو بجھانے کی ناکام کوشش کرتے رہے مگر وَاللہُ مُتِمُّ نُورِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ اللہ تعالٰی اپنے نور کو کامل فرمائے گا اگرچہ کافروں کو برا لگے۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن — پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

ان بدنصیبوں رسول کے دشمنوں کے دو گروہ ہوگئے ایک نے تو یہ شرارت کی کہ کھلم کھلا اپنی دشمنی و عداوت کا اعلان کردیا، رسالتِ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا صاف انکار کردیا یہ گروہ کفار کے نام سے مشہور ہوا. دوسرے نے یہ خباثت کی عداوت مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے دلوں میں پرورش کرتے ہوئے زبانوں سے آپ کا کلمہ پڑھنا شروع کردیا. یہ گروہ منافقین کہلایا. منافق بڑے شد و مد کے ساتھ قسمیں کھا کھا کر توحید و رسالت کی شہادت دیتے نمازیں پڑھتے جہاد میں شریک ہوتے تھے مگر چونکہ ایمان کے لیئے صرف ظاہری کاروائی ہرگز مفید نہیں ہوسکتی لہٰذا قرآن مجید نے صاف فرمادیا وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ. یہ ہرگز مومن نہیں ان کی یہ ساری کاروائی دھوکہ دہی فریب کاری ہے. یُخٰدِعُوْنَ اللہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اللہ اور ایمان والوں کو فریب دینا چاہتے ہیں.

اگرچہ کفار و منافقین دونوں اسلام کے دشمن، اس کی بیخ کنی کیلئے کوشاں رہے اور ہیں مگر اسلام کو منافقین سے زیادہ نقصان پہنچا یہ مسلم نما کافر مسلمانوں میں مل کر ہمیشہ اسلام و مسلمانوں کے درپے آزار اور اس کے لیئے موقعہ کے جویاں رہے خود عہدِ نبوی میں اذیّتِ مصطفٰے و آزار مسلم ان کا نصب العین تھا ہر وقت مسلمانوں میں فتنہ و فساد کیلئے کوشاں رہتے تھے. مسجد ضرار منافقین ہی نے بنائی تھی جس کو حضور نے گروا کر اس کی جگہ کوڑا گھر قائم کردیا اور بنانے والوں کو سزا ملی وہ خبیث منافق ہی تھا جو حضور کے فیصلہ کی اپیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا تھا اور شمشیرِ فاروقی سے جہنم میں پہنچا. عہدِ صدیقی میں ذرا موقعہ دیکھا تو زکوٰۃ کا صاف انکار کرکے بغاوت اختیار کی وہ شمشیرِ صدیقی ہی تھی جس نے منافقین کی گردنیں جھکوائیں ورنہ یہ فتنہ اسلام کے لیئے تمام فتنوں سے زیادہ خطرناک تھا. مولیٰ علی رضی اللہ

عنہ کے عہدِ مبارک میں منافقین کا یہ فتنہ خارجیوں کی صورت میں رونما ہوا۔ اس سے بھی اسلام کو سخت نقصان پہنچا۔ ذوالفقارِ حیدری نے ہزاروں خارجیوں کو فی النار کر کے اسلام کی حمایت وحفاظت فرمائی۔

خلفاءِ راشدین کے بعد اہلِ باطل کا یہ گروہ مختلف فرقوں میں تقسیم ہوتا گیا یہاں تک کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے فرمان کے مطابق ان گمراہوں کے بہتّر فرقے ہو گئے ان میں جو ضروریات دین کے منکر ہوئے یا جنہوں نے شانِ رسالت میں گستاخیاں کیں وہ قطعاً کافر ومرتد ہیں وَرنہ بددین بدعتی گمراہ ہیں۔ جماعت اہلِ حق جو صحیح طور سے تعلیمِ محمدی پر قائم ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ تا قیامت رہے گی وہ جماعت ہے، جو صحابہ وتابعین و تبع تابعین و آئمہ مجتہدین کی پیروہے۔ وہی سوادِ اعظم اہلِ سنّت وجماعت ہے۔ اس جماعتِ حق سے یہ گمراہ فرقے الجھتے ہی رہے مگر بفضلہٖ تعالےٰ اہلِ سنت وجماعت کے مقابلہ میں ہمیشہ ذلت وشکست کھاتے رہے انہیں گمراہ فرقوں میں سے ایک فرقہ وہابی ہے اس کا موجد ابنِ عبدالوہاب نجدی ہے۔ اسی لیئے اس فرقہ کو وہابی کہتے ہیں۔ یہ وہ فتنہ ہے جس کی خبر اس سے بارہ سو برس پہلے مخبرِ صادق صلے اللہ علیہ وسلّم نے دی ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن اور شام کے لیئے برکت کی دعا فرمائی۔ نجد کے لوگ بھی حاضر تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے نجد کے لیئے بھی دعا فرمائیں۔ حضور نے پھر یمن اور شام کیلئے دعا فرمائی۔ پھر انہوں نے دعا کی درخواست کی۔ حضور نے پھر یمن اور شام کیلئے

دعا فرمائی اور نجد کے لیئے دعا نہ کی بلکہ تیسری مرتبہ کی دَرخواست پر فرمایا۔

هناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطن۔ بخاری شریف مصری جلد رابع صـ ۱۵۳	یعنی نجد سے زلزلے اَور فتنے پیدا ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

حضور کے فرمان کے عین مطابق وہ شیطان کا سینگ ابنِ عبدالوہاب نجدی نکلا جس نے عقائدِ اہلِ سنت کے خلاف نئے عقیدے گڑھ کر ایک کتاب لکھی جس کا نام کتاب التوحید رکھا۔ اس میں ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر ومشرک ٹھہرایا۔ اتفاق سے ۱۲۲۱ھ میں روم کی سلطنت میں ضعف پیدا ہوگیا۔ ادھر اس کے دماغ میں ملک گیری کا سودا سمایا اس موقعہ کو غنیمت جانا اور اپنی جمعیت قائم کر کے مکہ مکرمہ ومدینہ طیبہ پر چڑھائی کر دی اور اپنے عقیدہ کے مطابق اہلِ سنت وجماعت کے قتل کو مباح کیا اہلِ مکہ واہلِ مدینہ کے خون سے حرمین طیبین کی زمین رنگین کر دی۔ علماءِ اہلِ سنت کو قتل کیا۔ مسلمانانِ اہلِ سنت کے بوڑھوں بچوں، عورتوں تک کو بے گناہ قتل کیا وہ وہ مظالم کیئے کہ شیطان بھی انگشت بدنداں رہ گیا۔ بارہ سال تک حجاز وعراق وغیرہ پر ان مسلم کشوں اَور درندہ خصلتوں کا قبضہ رہا۔ فضلہٖ تعالیٰ ۱۲۳۳ھ میں مسلمانوں کے لشکر نے ان وہابیوں پر فتح پائی اَور یہ فتنہ دفع ہوا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب رد المختار کی تیسری جلد میں اس کو مفصل بیان فرمایا ہے جس کی عبارت نمبر ۲۳ میں درج ہے ہندوستان میں وَہابی فتنہ کے بانی مولوی اسمٰعیل دہلوی ہیں۔ اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ اس کتاب التوحید کا ایک نسخہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے ہاتھ لگ گیا انہوں

نے کچھ اس سے انتخاب کر کے اور کچھ باتیں اپنی طرف سے ملاکر اردو میں ایک رسالہ نکالا جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اس میں بھی وہابی عقیدہ کے مطابق ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر مشرک ٹھہرایا ہے لہٰذا ہندوستان میں وہابی وہ ہے جو تقویۃ الایمان کو مانتا ہے. ہندوستان کی ضعف سلطنت کے دور میں وہابی بخدی کی طرح مولوی اسماعیل صاحب کے دماغ میں بھی ملک گیری کا سودا پیدا ہوا اس لیے اپنی جمعیت قائم کی اور سکھوں سے لڑائی کی تیاری ظاہر کی مگر بدقسمتی سے اپنی قوت بڑھانے کے لیے سرحد پہنچے اور سرحدی مسلمان سنّی پٹھانوں پر رنگ جمانا شروع کیا انہوں نے مولویانہ صورت دیکھ کر مجاہدین سمجھ کر بہت تواضع و آؤ بھگت کی اس سے مولوی اسمٰعیل صاحب سمجھے کہ رنگ چڑھ گیا لہٰذا شرک فروشی شروع کر دی اور بھی بہت سی ایسی مجرمانہ حرکتیں کیں جو ناقابل برداشت تھیں بالآخر سرحدی پٹھانوں نے ان کو ٹھکانے لگا دیا اور مولوی اسمٰعیل صاحب وہابیوں، دیوبندیوں کے شہید علاقہ پنجتار میں سرحدی پٹھانوں کے ہاتھ سے مارے گئے. کتاب سیف الجبار میں اس کی تفصیل مذکور ہے. اسی کو اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں. ؎

وہ جسے وہابیوں نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا

وہ شہید لیلیٰ بخد تھا، وہ ذبیح تیغ خیار ہے

یہ ہے دین کی تقویت اسکے گھر، یہ ہے مستقیم صراط شر

جو شقی کے دل میں ہے گاؤ خر تو زباں پہ چوڑھا چمار ہے

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے قتل کے بعد یہ فتنہ کچھ دبا رہا مگر ان کے معتقدین جو تقویۃ الایمان پر ایمان لا چکے تھے. آہستہ آہستہ کام کرتے رہے اور رفتہ رفتہ ہندوستان میں یہ وہابی فتنہ دو فرقوں میں تقسیم ہو گیا. ایک فرقہ غیر مقلد دوسرا فرقہ دیوبندی. غدر ۱۸۵۷ء کے ضعف سلطنت میں عمائد دیوبند

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی قاسم صاحب نانوتوی وغیرہ کے دماغوں میں بھی ملک گیری کا سودا ہوا تھا. انہوں نے بھی کچھ مجرمانہ حرکتیں کی تھیں جس کے جرم میں مدتوں جیل میں رہے اور بڑی دقتوں سے سزائے موت سے بچے اس کی تفصیل خود تذکرۃ الرشید[1] میں مذکور ہے. جب انہوں نے دیکھا کہ سلطنت کا خواب تو خواب خرگوش ہوا اب کسی طرح مسلمانوں کو پھانسنا چاہیئے. لہٰذا دیوبند میں مدرسہ قائم کیا جس سے اقتدار قائم ہوا اور جیب بھی گرم رہے اسی مقصد سے مدرسہ دیوبند میں کام شروع کر دیا اور مسلمانوں پر سکہ جمانے کے لیے ایسا تقیہ کیا کہ شروع میں اپنے عقیدوں کی ہوا بھی نہ لگنے دی. سنیوں کے موافق ہی فتویٰ دیتے کبھی موقعہ پاتے تو گول مول نڑکا دیتے. اسی تقیہ بازی کا نتیجہ ہے کہ بانیان دیوبند کے ایک فتوے میں دس دس تعارض موجود ہیں اس کی تفصیل ص۱۶ میں مذکور ہے. بیسیوں برس یہی تقیہ کیا جب دیکھا کہ اثر ہو گیا اور ایک جتھا اپنا بن گیا دیوبند کی شاخیں بھی قائم ہو گئیں تو رفتہ رفتہ وہابی عقیدوں کی اشاعت شروع کر دی اور تحریروں میں بھی اپنے عقیدوں کا اظہار کرنے لگے. چنانچہ مدرسہ دیوبند کے قیام سے پچیس برس بعد مولوی خلیل احمد صاحب و مولوی رشید احمد صاحب نے ایک کتاب لکھی جس کا نام براہین قاطعہ رکھا اس کتاب میں خداوند قدوس کے جھوٹ بولنے کو ممکن جاننا پرانا عقیدہ بتایا اور صاف لکھ دیا کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ آیا خلف وعید جائز ہے یا نہیں. براہین قاطعہ ص[2] اسی کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہنا قرآن و حدیث کے موافق بتایا ہے عبارت یہ ہے اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا وہ تو خود نص (قرآن و حدیث) کے موافق ہی کہتا ہے اور فخر عالم نے بھی فرمایا وُدِدتُ اَنی رَأیتُ اخوانی الحدیث براہین قاطعہ ص۳

ص[1] ص[2]. تذکرۃ الرشید و براہین قاطعہ مکتبہ فریدیہ سے منگوائیں.

اسی کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو شیطان لعین کے علم سے گھٹایا۔ حضور کے لیئے وسعتِ علمی شرک بتائی اور اسی کو بخوشی شیطان لعین کے لیئے قرآن وحدیث سے ثابت مانا اور کہا شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص (قرآن وحدیث) سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رَد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ براہینِ قاطعہ ص۵۱۔

اس کی پوری تفصیل نمبر۳ میں درج۔ علیٰ ہٰذا القیاس علمأ دیوبند نے اپنی بدعقیدگی کا تحریروں تقریروں میں صاف اعلان کر دیا اس کا لازمی نتیجہ یہی تھا جو ہوا کہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے علماء دیوبند پر نفرت ولعنت کی آواز بلند ہونے لگی۔ علمأ دیوبند کے اس جرم خود کردہ را علاج نیست کہ دیوبندی رہبر اپنے مقدمہ میں یوں بیان کرتے ہیں کہ پیشہ ور پیروں اور جعلی مولویوں ان نفس پرست اور شکم پرور ملت فروشوں نے صرف چند سفید سکوں کے لالچ میں ہندوستان بھر میں ان خدامِ اسلام یعنی بانیاں وحامیاں دارالعلوم دیوبند کے خلاف یہ پروپیگنڈہ شروع کیا یہ لوگ مَعاذ اللہ بدمذہب اور فاسد العقیدہ ہیں خدا کو جھوٹا کہتے ہیں اور رسول کی توہین کرتے ہیں ان کا مرتبہ صرف بڑے بھائی کی برابر بتلاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مقامع الحدید ص۶

ناظرین غور فرمائیں بانیاں دیوبند کی ایک ہی کتاب کی نمونۃً صرف تین عبارتیں پیش کی ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ علمأ دیوبند خدا کا جھوٹ بولنا ممکن جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہنا قرآن وحدیث کے موافق مانتے ہیں۔ اس سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین اور کیا ہوگی۔ کہ شیطان لعین سے آپ کا علم گھٹا دیا اس میں یقیناً حضور کی توہین ہے۔ یہ تینوں باتیں براہین قاطعہ کی مذکورہ بالا عبارتوں سے صاف ظاہر ہیں۔

اب یہ عقیدے دیوبندیوں کے نزدیک کوئی شرعی جرم ہیں تو اسکے

ص۱۔ براہین قاطعہ مکتبہ فریدیہ سے حاصل کریں۔

مجرم بھی بانیان دیوبند ہیں انہیں کے یہ عقیدے ہیں اس کی جو سزا ہو اسکے وہی مستحق ہیں اور اگر یہ عقیدے دیوبندیوں کے نزدیک کوئی جرم نہیں بلکہ ان کی اشاعت کرنا جرم ہے یعنی مسلمانوں پر ظاہر کرنا کہ علماء دیوبند خدا کا جھوٹ بولنا ممکن جانتے ہیں رسول کی توہین کرتے ہیں رسول کو بھائی کہتے ہیں تو اس کے مجرم بھی بانیاں دیوبند ہی ہیں۔ انہوں نے خود ہی یہ عقیدے اپنی کتاب میں لکھ کر چھپوائے، شائع کئے اس سے بڑھ کر اور اشاعت کیا ہو سکتی ہے لہٰذا اس جرم کی سزا بھی انہیں کو دینا چاہیئے اور انہیں کو پیشہ ور جعلی مولوی نفس پرست شکم پرور ملت فروش بندہ زر کہنا چاہیئے اس میں علمأ اہلسنت کا کیا قصور ہے انہوں نے دیوبندی مولویوں سے کب کہا تھا کہ ایسے عقیدے رکھو، لکھو، چھپواؤ شائع کرو۔ علمأ اہلسنت تو ایسے عقیدے اور ایسے عقیدے والوں پر لعنت کرتے ہیں پھر ان کو گالیاں دینا اور ان کا پروپگنڈا بتانا یہ دیوبندی رہبر کی حیا سوز ایمان داری وافترا پردازی نمبر ایک ہے۔ اللہ ورسول کی شان میں یہ بدگوئی وہ سنگین جرم ہے کہ اسلامی دنیا میں ایسے مجرموں کی حیثیت ذلیل ترین جانور سے بدتر ہونی چاہیئے تھی اور انصاف پسند مسلمانوں نے ان مجرموں کو ایسا ہی جانا مگر چونکہ ان کا ایک جتھا تیار ہوچکا تھا دیوبند کی شاخیں قائم ہوگئی تھیں اس لیئے بہت سے حامی پیدا ہوگئے۔

ان حامیاں باطل کے سایۂ حمایت میں علماء دیوبند اپنے کفر وارتداد میں برابر ترقی کرتے رہے چنانچہ براہین قاطعہ کے بعد مولوی اشرف علی صاحب نے حفظ الایمان لکھی۔ جس میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علم غیب کو پاگلوں جانوروں کے مثل لکھا ہے اس میں حضور کی سخت ترین توہین ہے اس کی پوری تفصیل نمبر ۲۸ میں درج ہے۔ دیوبندیوں کی یہ کتابیں جب فدایانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے گزریں تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ براہین قاطعہ

حفظ الایمان وغیرہ کی کفری عبارتیں نقل کر کے علماء اہلِ سنت سے ان کا شرعی حکم دریافت کیا۔ یہ عبارتیں چونکہ کفر صریح اور خالص توہینِ رسول ہیں۔ لہٰذا عرب وعجم کے تمام علماء اہلِ سنت نے متفقہ طور پر کفر کے فتوے دیئے جن کی تفصیل فتاویٰ حسام الحرمین شریف اور الصوارم الہندیہ میں مذکور ہے۔ جب مسلمانوں کو علماء دیوبند کے کفریات اور ان پر شرعی احکامات معلوم ہوئے تو مسلمانوں نے نفرت ولعنت کر کے ان سے انقطاع شروع کر دیا اس سے علماء دیوبند کو نہایت ذلت ورسوائی ہونے لگی اور تیس چالیس برس کی چالبازیوں سے جو اثر قائم کیا تھا زائل ہونے لگا۔ تو انہوں نے مسلمانوں میں اپنا اعزاز باقی رکھنے کے لیے پھر تقیہ کیا اور علماء حرمین شریفین پر اپنی کفری عبارتیں بدل بدل کر پیش کیں اور اپنے عقائد بالکل سنیوں کے مطابق ظاہر کیے اور جن باتوں کو تقویۃ الایمان وبراہین قاطعہ وغیرہ میں شرک وکفر لکھا ہے ان کو اپنا ایمان بتایا ان بدلی ہوئی عبارتوں اور سُنّی عقیدوں پر فتوے مرتب کر کے اس کی تصدیق کرائی جس کا نام المہند رکھا اور خوب اچھل اچھل کر شور مچایا کہ ہم علماء عرب سے اپنے اسلام کی تصدیق کرا کر لائے مگر حقیقت یہ ہے کہ ان چالبازیوں سے کفر اسلام نہیں بنتا۔ البتہ پروپیگنڈا کرنے اور معتقدین کو پھانسنے کا جال ہو سکتا ہے۔ دیوبندی رہبر نے اس حقیقت کو یوں مسخ کیا کہ دشمنانِ اسلام کے سب سے بڑے ایجنٹ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اکابر علماء دیوبند کی بعض عبارتوں میں قطع برید کر کے فتوئے کفر مرتب کیا چونکہ علماء حرمین شریفین حقیقتِ حال سے واقف نہ تھے اس لیے انہوں نے اس کفر کے فتوے سے اتفاق کیا۔ باوجودیکہ خان صاحب کی فریب کاری کا حال معلوم ہونے کے بعد علماء حرمین شریفین نے رجوع کر لیا لیکن خان صاحب بریلوی نے اس کے ذریعے جو آگ لگائی تھی وہ آج تک بجھ نہ سکی۔ مقامع الحدید

ملخصاً ۹۸۔

دیوبند! انصاف ودیانت کے دشمنو اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر افترا وتبرا کرتے ہو۔ آگ تو انہیں دشمنانِ اسلام نے لگائی ہے۔ جنہوں نے اللہ ورسول کی شان میں ایسی ناپاک گندگی اچھالی ہے اس گندگی نے مسلمانوں میں وہ افتراق ونفاق پیدا کر دیا کہ گھر گھر فساد گلی گلی جھگڑا کھڑا کر دیا۔ فساد کے بانی بانیانِ دیوبند ہیں، ان سے بڑھ کر ان کے حمایتی وطرفدار ہیں جو اللہ ورسول کے مقابلہ میں ان کے بدگویوں کی حمایت کرتے ہیں۔ اسی حمایت سے مسلمانوں میں فساد ہے۔ اس نفاق وشقاق کی نسبت اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کرنا دیوبندی رہبر کا افترا نمبر دو ۲ ہے۔

المہند کو حقیقتِ حال بتانا اور فتاویٰ حسام الحرمین پر قطع برید کا الزام رکھنا یہ رہبر صاحب بہتانِ اعظم نمبر تین ۳ ہے۔ مگر یاد رکھو ایسے بہتانوں سے حقیقت پر پردہ نہیں پڑ سکتا۔ فتاوئے حسام الحرمین اور المہند دونوں میں واقعہ کے مطابق کون ہے اس کی جانچ کا صحیح وسہل معیار یہ ہے کہ دونوں کتابوں کے منقولہ عقیدوں اور عبارتوں کو دیوبندیوں کی کتابوں سے ملایا جائے جس کی عبارتیں اور عقیدے مل جائیں وہی صحیح ہے۔ ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ حسام الحرمین کی منقولہ عبارتیں قطع برید سے یقیناً پاک ہیں وہی عبارتیں دیوبندیوں کی کتابوں میں موجود ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ المہند کی عبارتیں اور عقیدے قطعاً بدلے ہوئے ہیں اگر دیوبندی سچے ہیں تو المہند کی عبارتوں اور عقیدوں کو دیوبندیوں کی کتابوں سے ملا دیں۔ پھر اگر المہند کے عقیدوں اور بدلی ہوئی عبارتوں پر کفر کا حکم نہ ہو تو وہ مرتدین جن کی کتابوں کی عبارتوں پر حسام الحرمین میں کفر وارتداد کا حکم ہے۔ مسلمان کیسے ثابت ہوئے۔ کتاب رد المہند مصنفہ حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا

محمد حشمت علی خان صاحب لکھنوی مدظلہ میں دیوبندیوں کی اس تمام دجالی کا پردہ چاک کر دیا گیا ہے۔

جب عوام مسلمین جو علمائے دیوبند کے نجس عقائد سے ناواقف تھے ظاہری مولویت کے جال میں پھنس گئے اور انہوں نے دیکھا کہ ہمارے طرفدار کثرت سے پیدا ہو گئے تو انہوں نے بے خوف ہو کر وہابی عقیدوں کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تعلیم شروع کر دی۔ دیوبندیوں کے تمام مدرسوں میں بلکہ خود دیوبند میں علوم و فنون کی تعلیم برائے نام ہے وہی شرک و بدعت کی تعلیم ہے یہی وجہ ہے کہ فضلائے دیوبند کو اگرچہ وضو نماز کے مسائل یاد نہ ہوں مگر شرک و بدعت میں وہ محویت ہوتی ہے۔ کہ مسلمانوں کے جس فعل پر نظر پڑتی ہے۔ شرک و بدعت کا حکم لگا لگا کر مسلمانوں میں اختلاف پیدا کر کے فرقہ بندی کر دیتے ہیں۔ یہ امر ناقابل انکار ہے کہ دیوبندیوں کی اس شرک فروشی سے قبل مسلمانانِ ہند متفق و متحد رہ کر مذہب اہلِ سنت پر قائم تھے۔ مگر جس شہر و قصبہ میں یہ فضلائے مدرسہ دیوبند یا اس کی کسی شاخ سے بدعت کی دستار پیٹ لپیٹ کر آتے گئے۔ مسلمانوں کو مشرک و بدعتی بنا بنا کر افتراق پیدا کرتے گئے یہاں تک کہ مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کر دیا۔ خانہ جنگیوں کی آگ بھڑکا دی۔ یوں تو حشرات الارض کی طرح جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ مگر خصوصیت کے ساتھ ضلع اعظم گڈھ میں تو وہ رنگ جمایا کہ تھانوی صاحب کو گاؤں گاؤں گلی گلی گھما کر سارے ضلع میں شرک و بدعت کی دھوم مچا دی۔ مسلمانوں میں نفاق و شقاق کی بنیاد ڈال دی۔ اس ضلع میں قصبہ مبارک پور کی مسلم آبادی بہت زیادہ ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ یہاں کے مسلمان دیوبندی دور سے پہلے نہایت اتفاق و اتحاد کے ساتھ بعافیت زندگی بسر کرتے تھے خوب مضبوطی کے ساتھ مذہب اہلِ سنت

پر قائم تھے۔ مسلمانانِ اہلِ سنت کا متفقہ ایک مدرسہ تھا ایک ہی جمعہ تھا یہاں اختلاف و افتراق کی بنیاد اور دیوبندیت کی ابتداء قائم ہونے کا سبب یہ ہوا کہ بدقسمتی سے پورہ معروف کے مولوی محمود دیوبندی تقیہ کر کے مدرسہ اہلِ سنت مصباح العلوم کے مدرس اول ہو گئے اور مدرس دوم اس وقت جناب مولانا محمد صدیق صاحب مرحوم اور مدرس سوم جناب مولوی نور محمد صاحب تھے۔

شروع میں مولوی محمود نے اپنے عقائد کا قطعاً اظہار نہ کیا۔ میلاد شریف کی مجلسوں میں برابر شریک ہوتے رہے۔ مگر رفتہ رفتہ بعض طلبہ و اراکین مدرسہ پر اپنا رنگ جما دیا۔ مقامی طلبہ میں سے مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ اراکین مدرسہ میں سے طیب گرہست وغیرہ ان کا شکار ہو گئے اور مدرسہ میں اختلاف پیدا ہونے لگا چنانچہ مولوی نعمت اللہ اور مولوی شکر اللہ نے مسئلہ امکان کذب میں طلبہ سے چھیڑ چھاڑ کی اور یہ اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا اسی بنا پر ایک طالب علم مسمی محمود شاہ نے مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ کو فاسق و بددین لکھا۔ وہ تحریر اراکین مدرسہ کو شکایتاً پہنچائی گئی انہوں نے مدرسہ میں آ کر اس قضیہ کا تصفیہ جناب مولوی نور محمد صاحب مدرس ہذا کے سپرد کیا۔ مولوی نور محمد صاحب نے محمود شاہ سے فاسق بددین لکھنے کا سبب دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہ مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ نے اپنا عقیدہ امکان کذب باری ظاہر کیا ہے اس لیئے میں نے ان کو فاسق بددین لکھا ہے اس پر مولوی نور محمد صاحب نے مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ سے مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ یہ تمہارا عقیدہ ہے کیا تم خدا کا جھوٹ بولنا ممکن جانتے ہو۔ انہوں نے کچھ سکوت کیا طیب گرہست نے جو اس وقت مدرسہ کے مہتمم تھے اور دیوبندی رنگ چڑھ چکا تھا

مولوی نور محمد صاحب کو اس سوال سے روکا اور ان دونوں کو جواب سے۔ کیونکہ اس عقیدے کا اظہار قبل از وقت سمجھا اور انکار کیسے کرتے یہ تو دیوبندیوں کا ایمان ہے اور طیب گرہست نے فوراً مولوی محمود شاہ کو مدرسہ سے خارج کر دیا۔ اور مولوی نور محمد صاحب وجناب مولانا محمد صدیق صاحب کی فکر میں رہے۔ مگر دیگر اراکین مدرسہ سنی تھے۔ قصبہ کے تمام مسلمان سنی تھے اس لیئے دال نہ گلی بالآخر مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ و طیب گرہست وغیرہ نے جو دیوبندیت کے شکار ہو گئے تھے۔ مولوی محمود صاحب دیوبندی کو لے کر احیاء العلوم کے نام سے علیحدہ مدرسہ قائم کیا اہل سنت کا وہی قدیمی مدرسہ مصباح العلوم جاری رہا مگر ابھی جمعہ ایک ہی جگہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ مولوی شکر اللہ صاحب دیوبند سے بدعت کی دستار لے کر تشریف لائے۔ پھر کیا پوچھنا تھا۔ اس ذات گرامی کی برکت سے قصبہ میں وہ نا اتفاقی کی آگ بھڑکی کہ جمعہ کے ٹکڑے جماعت کے بھی ٹکڑے کر دیئے اور آپ نے اپنے مٹھی بھر ہم نواؤں کو لے کر جامع مسجد چھوڑ کر جمعہ بھی علیحدہ قائم کر لیا۔ خوش قسمتی سے آپ کا مزاج شورش پسند واقع ہوا ہے۔ مسلمانوں کو ابھار ابھار کر شورش پیدا کر دینا یہ آپ کا روزمرہ ہے۔ اس جوش میں جب آپ کا دریائے سخاوت موجزن ہوتا ہے تو ایک ایک چوک (تعزیہ رکھنے کا چبوترہ) کھودنے پر سو سو شہیدوں کا ثواب تقسیم فرماتے ہیں اور شجاعت کا یہ عالم کہ بوقت تفتیش پولیس کی ایک ڈانٹ پر فوراً انکار کر دیتے ہیں۔ غرضیکہ ان فضلاء دیوبند کی برکتوں نے قصبہ کے مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کر کے اپنا ایک جتھا بنا لیا۔ مدرسہ بھی علیحدہ کر لیا۔ جمعہ بھی الگ اور آئے دن فتنہ وفساد اس واقعہ کو

دیوبندی رہبر نے بدل کر یوں الٹی گنگا بہائی ہے کہ اغیار کے ان

ایجنٹوں اور اتحاد اسلامی کے دشمنوں نے یہاں کی مسلم آبادی پر دانت تیز کر دیئے اور کچھوچھہ ضلع فیض آباد سے بعض پیشہ ور پیر اور مصنوعی محدث آ دھمکے۔ اور مسلمانوں میں اختلاف افتراق پھیلانے کی غرض سے آپ نے بریلی کی کفر ساز فیکٹری کے کفری گولے برسانا شروع کر دیئے۔

(مقامع الحدید ص)

اہل اللہ کو گالیاں دینا تو دیوبندیوں کے ایمانی انوار ہیں مگر باشندگانِ مبارک پور پر آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ کہ مسلمانوں میں یہ اختلاف و افتراق انہیں فضلائے دیوبند مولوی محمود مولوی نعمت اللہ مولوی شکر اللہ نے پھیلایا ہے لہٰذا وہی اغیار کے ایجنٹ اور اتحاد اسلامی کے دشمن وغیرہ وغیرہ ہوئے۔ علماء اہل سنت کی طرف اس اختلاف کی نسبت کرنا دیوبندی رہبر کا سفید جھوٹ نمبر چار ہوا۔ مسلمانانِ اہلِ سنت کی دینی درسگاہ مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم پر ان فضلائے دیوبند نے بڑے بڑے دانت تیز کیئے بحت سخت حملے کر کے اس کو ہضم کرنا چاہا اور یہ پرانا مدرسہ بہت کمزور حالت میں ہو گیا۔ مگر مذہب اہل سنت کی حقانیت اور اشرفی نسبت داراکین کا اخلاص تھا کہ مدرسہ معمولی حالت میں رہتے ہوئے بھی دینی خدمات انجام دیتا رہا۔ بفضلہ تعالٰی جب اس کی غیر معمولی ترقی کا وقت آیا تو اراکین مدرسہ نے حضرت صدر الشریعہ مولانا الشاہ ابو العلاء محمد امجد علی صاحب قبلہ مدظلہ کی خدمت میں ترقی مدرسہ کی درخواست کی۔ حضرت قبلہ نے ان کی درخواست پر مدرسہ کی جانب توجہ فرمائی اور اپنے شاگرد رشید حضرت مولانا عبد العزیز صاحب مراد آبادی کو مدرسہ کی خدمت کے لیئے بھیجا۔ حضرت مولانا اخیر شوال ۱۳۵۲ھ کو تشریف لائے۔ مدرسہ اس وقت معمولی حالت میں

تھا۔ حفظ القرآن فارسی اور ابتدائی عربی کی تعلیم تھی اس وقت کچھ طلبہ آپ کے ساتھ آئے تھے۔ اور بفضلہ تعالےٰ بڑے درجوں کے طلبہ آنے لگے۔ کام شروع کر دیا گیا۔ قصبہ میں دیوبندیت کی کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی فضلاء دیوبند اندھوں میں کانے راجہ بنے ہوئے تھے۔ مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم کے انوارِ صداقت نے جب اپنا جلوہ دکھایا تو بددینی کی سیاہی خود بخود دور ہونے لگی۔ مسلمانانِ مبارک پور مدرسہ کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ چار ماہ کی خدمت کا اثر یہ ہوا کہ بعض دام افتادہ بھی ادھر آنے لگے چنانچہ جناب حاجی محمد عمر صاحب جو قصبہ کے معزز شخص ہیں اور اس وقت مدرسہ مصباح العلوم کے نائب ناظم ہیں۔ ان پر دیوبندیوں نے بہت زمانے سے رنگ جما رکھا تھا وہ بھی ادھر متوجہ ہوئے اور استادِ محترم حضرت مولانا عبد العزیز صاحب قبلہ کو اپنے مکان پر جلسہ و تقریر کی دعوت دی۔ حاجی صاحب موصوف کے مکان پر حضرت قبلہ کی تقریر کا ہونا دیوبندیوں میں کہرام مچنا تھا۔ یہ خیال کیا کہ اگر اسی طرح ایک ایک دو دو نکلتے رہے تو جال کا جال خالی ہو جائے گا۔ اس تصور سے بے چین ہو کر بڑے جوش میں دیوبندیوں نے اپنا جلسہ کیا اور اپنے تخیل کے مطابق حضرت مولانا کی تقریر پر اعتراضات کیے بفضلہ تعالےٰ سنی بیدار ہو چکے تھے۔ دیوبندیوں کی اس حرکت نے ان کو اور بھی جگا دیا۔ سنیوں نے دیوبندیوں کے جواب میں جلسہ کیا۔ حضرت استادِ محترم نے دیوبندیوں کے اعتراضات کے جواب دیتے ہوئے سخت ترین مواخذات کیے۔ جس کے جواب میں لامحالہ پھر دیوبندیوں کو جلسہ کرنا پڑا۔ پھر دوسرے روز اس کے جواب میں اہلِ سنت کا جلسہ ہوا اور یہی طریقہ قائم ہو گیا کہ ایک روز دیوبندیوں کا جلسہ اور دوسرے

روز اہلِ سنت کا۔ غرضیکہ جانبین سے جلسہ کا ایسا سلسلہ قائم ہوا کہ تقریباً چار ماہ مسلسل جاری رہا۔ مولوی شکر اللہ صاحب کو چونکہ اپنی طاقتوں پر ناز تھا کیونکہ باوجود مقامی اور باا‌ثر ہونے کے درجن بھر مولوی انکے مددگار تھے۔ یہ بھی جانتے تھے کہ مولانا عبد العزیز صاحب مسافر ہیں۔ علمی میدان میں اکیلے ہیں۔ اس لیے انہوں نے بڑے جذبہ میں آکر دورانِ تقریر کہا کہ تختہ الٹ دوں گا اس میں شبہ نہیں کہ علمی میدان میں حضرت مولانا عبد العزیز صاحب قبلہ کے ساتھ صرف چند طالب علم تھے مگر اللہ و رسول کے فضل سے کسی موقعہ پر اپنی تنہائی اور مقابل کی طاغوتی طاقتوں کا خطرہ بھی نہ لائے۔ حضرت نے ہر چند کوشش کی کہ دیوبندی بے حجاب سامنے آکر گفتگو کریں مگر دیوبندی اس کی جرأت نہ کر سکے تاہم اختلافی مسائل پر اس تفصیل سے بحث ہوئی اور ہر مسئلہ کو دلائل قاہرہ سے ثابت کر کے ایسا واضح کر دیا کہ مذہب اہلِ سنت و جماعت کا حق ہونا دیوبندی مذہب کا باطل ہونا آفتاب کی طرح واضح و روشن ہو گیا۔ شروع میں دونوں طرف قریب قریب مجمع برابر ہوتا تھا مگر جب مذہب اہلِ سنت کی حقانیت کی نورانی شعاؤں نے قلوب مسلمین پر جلوہ گری کی تو دیوبندیوں کے جلسہ میں مجمع کی کمی ہوئی اور اہلِ سنت کے جلسہ میں مجمع کی اتنی کثرت ہونے لگی کہ قصبہ کے خاص خاص وسیع مقامات کے علاوہ جلسہ کرنا ہی دشوار ہو گیا۔ وہ عجیب سماں اور عجیب منظر تھا۔ دیوبندیوں کے رَو سے مسلمانوں کو اس قدر ذوق و دلچسپی پیدا ہو گئی تھی کہ اعلان کے منتظر رہتے تھے۔ جلسہ کے وقت کا بڑی بے چینی سے انتظار کرتے تھے بوڑھے۔ بچے، مرد و عورت نہایت شوق سے شریک ہوتے تھے۔ اہلِ سنت کے جلسہ میں چار پانچ ہزار کا مجمع ہونے لگا۔ مبارک پور اور اس

کے مضافات میں مذہب اہلِ سنت کی حقانیت اور دیوبندی مذہب کے بطلان کی صدائیں گونجتی تھیں۔ دَر و دیوار سے اہلِ سنت کی فتح مبین اور دیوبندیوں کی شکست فاش کی آوازیں آتی تھیں۔ پولیس بھی دونوں جلسوں میں شریک ہوئی تھی۔ اہلِ سنت کے جلسہ محلہ پورہ رانی میں سب انسپکٹر داروغہ نعیم احمد صاحب اول سے آخر تک شریک رہے، نہایت غور سے تقریریں سنیں۔ تقریر کے ختم پر حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں دونوں جلسوں میں شریک ہوا اور دونوں کی تقریریں بغور سنیں۔ میں آپ کی فتح اور آپ کے مذہب اہلِ سنت کی حقانیت کی شہادت دیتا ہوں فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک وہ عجیب دَور تھا جَاءَ الحقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ کا جلوہ تھا۔ دیوبندیوں کے مذہب سے مسلمانوں کو وہ نفرت ہوئی کہ اکثر و بیشتر دام افتادہ متنفر ہو کر سُنی ہونے لگے۔ دیوبندیوں نے جب یہ دیکھا تو یقین کر لیا کہ اگر تقریروں کا یہی سلسلہ جاری رہا تو ساری چڑیاں اڑ جائیں گی اس لیئے ختم کر دیا اور ان کے اخیر جلسہ میں جس میں صرف سو سوا سو آدمی تھے۔ مولوی شکر اللہ صاحب نے اعلان کیا کہ اَب ہمیں جلسہ کی ضرورت نہیں اَب ہمارا کام ہو گیا۔ اسکے بعد اہلِ سنت کا اخیر جلسہ محلہ نواده میں ہوا۔ یہ جلسہ نہایت ہی شاندار قابلِ دید تھا تقریباً پانچ ہزار کا مجمع تھا۔ بڑی زبردست کامیابی کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔ مدرسہ اہلِ سنت مصباح العلوم کی ان خدمات دینی اور مذہب اہلِ سنت کی حقانیت نے قلوب مسلمین پر پورا قبضہ کر لیا تھا تمام مسلمان مدرسہ کی طرف دل سے متوجہ تھے۔ خیال ہوا کہ مسلمانوں کی اس توجہ سے دینی کام لیا جائے لہٰذا اراکین مدرسہ کے مشورے سے حضرت مولانا مدظلہٗ نے جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ تقریر کی جس میں مسلمانوں

کو مدرسہ کی ضرورت دکھاتے ہوئے جدید عمارت کی طرف توجہ دلائی۔ اسی وقت سے مدرسہ کی عمارت کا چندہ شروع ہوا اور شام تک ڈھائی ہزار روپیہ کی میزان ہوئی۔ اس چندہ کا سلسلہ تا دیر جاری رہا اور قصبہ کے کل چندہ کی میزان دس ہزار کے قریب ہوئی فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک اس حقیقت کو دیوبندی رہبر نے یوں مسخ کیا کہ ان ملت فروشوں نے ضروری سمجھا کہ یہاں (مبارک پور) مستقل اڈا قائم کیا جائے نہ معلوم کیا کیا سبز باغ دکھا کر قصبہ کے بعض عیاش مزاجوں کو اپنے فیور میں کیا گیا مدرسہ کے نام پر ہزاروں روپیہ سادہ لوح مریدوں کی جیب سے نکالا گیا۔

(متاع الحدید صہ ۸)

بزرگانِ دین کو گالیاں دیئے بغیر تو دیوبندیوں کی عبادت ہی قبول نہیں ہوتی مگر یہ دیوبندی نے نہ معلوم خوب کہا وہ سبز باغ دیوبندیوں کو کیوں یاد رہتا وہ تقریباً چار ماہ کا مناظرہ جس میں فضلاء دیوبند پردے میں رہے۔ ایسا فراموش کر دیا کہ نہ معلوم، اور واقعات تو بدل بدل کر بیان کئے۔ مگر یہ قطعاً ہضم کر گئے۔ آخر کیوں۔ جانتے ہیں کہ یہی وہ چیز ہے جس کا نام لینا بھی دیوبندیوں کے لیئے موت ہے۔ اسی میں وہ ذلت ہوئی کہ تا زیست یاد رہے گی۔ اسی میں وقار گیا بھرم رکھو یا اس کے تصور سے دل دکھتا ہے اس لیئے کہہ دیا نہ معلوم کیا کیا سبز باغ دکھایا وہ سبز باغ دکھایا کہ مذہب اہلِ سنت کی حقانیت کے ڈنکے بجا دیئے اور دیوبندی دھرم کے پرخچے اڑا دیئے۔ وہ سبز باغ دکھایا کہ چار چار ہزار کے مجمع میں حضرت استاد محترم مدظلہٗ نے پکار پکار کر للکارا کہ اے فضلاء دیوبند اگر تم میں میرے سامنے آنے کی تاب نہیں تو میرے طلبہ ہی سے گفتگو کر لو۔ مگر آواز ے نہ دارد

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ اس سبز باغ کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے مدرسہ مصباح العلوم پر بے مثل قربانیاں کیں۔ مسلمانانِ مبارک پور کو یاد ہے۔ فقیر کو معلوم ہے کہ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب قبلہ کے تشریف لانے سے چھ مہینہ بعد چندہ شروع ہو کر ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ کے اخیر میں ختم ہو گیا اس سال قطعاً حضرت شاہ علی حسین صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت محدث صاحب قبلہ مدظلہٗ مبارک پور تشریف نہیں لائے پھر ان کی طرف اس چندہ کی نسبت کرنا اور یہ کہنا کہ مدرسہ کے نام پر ہزاروں روپیہ سادہ لوح مریدوں کی جیبوں سے نکالا گیا۔ کیسی شرمناک حرکت ہے جو رہبر صاحب کا کذب نمبر پانچ ہے۔ مدرسہ اہلِ سنت مصباح العلوم کی دینی خدمات نے شوال ۱۳۵۳ھ کا وہ وقت بھی دکھایا جو تاریخ مبارک پور میں خصوصیت رکھتا ہے کہ مدرسہ ہذا کے سالانہ جلسہ اور جدید عمارت کے سنگ بنیاد کی تقریب میں حضرت مولانا شاہ علی حسین صاحب قبلہ قدس سرہٗ و حضرت محدث صاحب قبلہ مدظلہٗ و حضرت صدر الشریعہ صاحب قبلہ دامت برکاتہٗ وغیرہ علماء کرام نے سرزمین مبارک پور کو اپنے ورودِ مسعود سے زینت بخشی۔ اسی موقعہ پر مدرسہ مصباح العلوم کی جدید عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جمعہ کا مبارک دن ہے۔ گیارہ بجے علماء کرام تشریف لاتے ہیں۔ مسلمانانِ مبارک پور نے ان پیشوایانِ اسلام کا شاندار استقبال کیا بعد نماز جمعہ حضرت محدث صاحب قبلہ مدظلہٗ نے تقریر فرمائی رسم بنیاد ادا کرنے کا اعلان ہوا۔ وہ منظر جس کے پیش نظر ہے وہی مسلمانانِ مبارکپور کی خوشی و مسرت کا اندازہ کرسکتا ہے۔ کہ کس ذوق و شوق سے مسلمانوں کے پرے کے پرے اس سعادت میں حصہ لینے حاضر ہوتے تھے۔ اللہ اکبر بنیاد کے موقعہ پر اتنا ہجوم کہ راستہ بند نکلنا دشوار علماء کرام کے مبارک

ہاتھوں کی برکتیں حاصل کرنے کے لیئے بہ دشواری تمام ان حضرات کو بنیاد تک پہنچنے کی تکلیف دی گئی۔ بنیاد کی گہرائی قد آدم تھی۔ اوّل ان بزرگانِ دین نے اپنے مبارک ہاتھوں سے مدرسہ کا سنگِ بنیاد رکھا اور مدرسہ کے قیام و استحکام کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد مسلمانانِ مبارک پور نے یہ سعادت حاصل کی وہاں نہ بالائی کا نام و نشان تھا نہ گارے کی جگہ اس کا استعمال ہوا۔ البتہ کسی شخص نے اپنے جذبۂ شوق میں چاندی کی چھوٹی سی کرنی اور چھوٹی سی کڑھائی کہ دونوں کا وزن دس بارہ تولہ تھا بنوائیں تھیں۔ نہ کرنی اس قابل تھی کہ اس سے عمارت کی چنائی ہوسکے نہ کڑھائی ایسی جس میں دو اینٹوں کا بھی گارا آسکے مگر علماء کرام نے ہرگز انہیں استعمال نہیں کیا اور ان کے سنگِ بنیاد رکھنے کا یہ طریقہ بھی ہرگز نہیں کہ وہ کرنی بسولی ہاتھ میں لے کر معماروں کی طرح سے چنائی کریں بلکہ قاعدہ یہ ہے کہ اپنے دستِ مبارک سے زمین پر اینٹ یا پتھر رکھ کر دعا فرمائیں لہٰذا ان کو کرنی چھونے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ لہٰذا ایسی حالت میں اعتراض کرنا کھلی عداوت اور نری حماقت ہے مگر مدرسہ اہلِ سنت مصباح العلوم کا وجود چونکہ دیوبندیوں کے لیئے عذاب ہے۔ اس لیئے دیوبندی نے بڑی آہ و بکا کے بعد کہا اللہ اللہ چاندی کی ایک کڑھائی تیار کرائی گئی اور چاندی ہی کی کرنی کڑھائی میں بالائی بجائے گارے کے رکھی گئی اور ان فرشتہ صورت باغیانِ شریعت نے اسی چاندی کی کرنی سے بالائی کا گارا زمین پر بچھایا اور اس کے اوپر اینٹیں رکھیں اور پھر وہ کڑھائی اور کرنی پیر صاحب کی نذر کر دی گئی اور پیر صاحب چاندی کی کڑھائی اور دوسرے نذرانے وصول فرما کر رخصت ہوگئے۔ مفاتح الحدید صہ ۸

دیوبندی چونکہ خداوند قدوس کو بالا مکان جھوٹا مانتے ہیں۔ اس

لیئے دو مرتبہ اسم جلالت ذکر کرکے اور اس نام پاک سے ملا کر وہ اکاذیب کا طومار باندھا کہ الامان الحفیظ کڑھائی میں بالائی بجائے گارے کے رکھی یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر چھ ہوا

اسی چاندی کی کرنی سے بالائی کا گارا زمین پر بچھایا یہ دیوبندی کا جھوٹ نمبر سات ہوا. کڑھائی پیر صاحب کے نذر کر دی گئی یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر آٹھ ہوا. پیر صاحب چاندی کی کڑھائی وصول فرما کر رخصت ہو گئے یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر نو ہوا.

کرنی کڑھائی کا واقعہ صرف اس قدر ہے کہ دوسرے روز جامع مسجد کے جلسہ عام میں جہاں تقریبا ڈھائی ہزار کا مجمع تھا حضرت شاہ علی حسین صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کرنا چاہیں. مگر حضرت قبلہ نے قبول نہ فرمایں. بلکہ کئی روپیہ اپنی جیب سے اس وقت مدرسہ کو عطا فرمائے. مجمع کو بھی مدرسہ کی طرف توجہ دلائی. اور فرمایا کہ فقیر نے تو اپنی کرنی دکھا دی. اب تم لوگ بھی اپنی اپنی کرنی دکھاؤ. حضرت کے اس ارشاد پر اسی مجمع میں کافی چندہ جمع ہوا. یہ حضرت شاہ صاحب قبلہ کی کرامت ہے کہ کرنی کڑھائی کے قبول کرنے سے انکار فرمایا. اگر خدانخواستہ قبول کی ہوتی تو دیوبندی شاید سونے کی کڑھائی زمرد کی کرنی اور مشک کا گارا بتاتے. یہ واقعات تازہ ہیں. جو کچھ ہوا سارے قصبہ نے دیکھا. دیوبندیوں کی آنکھوں پر بھی عداوت کے سوا کوئی پٹی نہ تھی. مگر ایسا سفید جھوٹ دن میں آفتاب کا انکار. دیوبندیوں کی کتابیں اسی طرح اکاذیب کا دفتر ہوتی ہیں. اس سے یہ فائدہ سمجھتے ہیں کہ جن کو واقفیت نہیں معلوم ان کے خیالات میں کچھ تغیر پیدا ہو جائے تاکہ علما اہل سنت سے بدگمان ہو کر دیوبندیوں کے جال میں آ سکیں

مسلمانان مبارک پور کو دیوبندی رہبر کے جھوٹ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے. دیوبندیوں کو بھی کچھ تو غیرت اور ذرا تو شرم آنی چاہیئے تمہارے پیشوا کیسا جھوٹ بولتے ہیں پھر بھی تم ان کا دامن نہیں چھوڑتے جب مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم کی دینی خدمات نے مبارک پور اور اس کے اطراف میں مذہب اہل سنت کی حقانیت کا سکہ رائج کر دیا تو گرد و نواح کے مسلمان بھی مدرسہ کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ شوال ۱۳۵۳ھ کے اس جلسہ میں جین پور و خالص پور وغیرہ تک کے مسلمان شریک تھے وہ بجائے مدت سے دیوبندیوں کے شکار تھے. جب ان پر حق ظاہر ہوا تو اسی وقت حضرت محدث صاحب قبلہ کو انہوں نے دعوت دی حضرت قبلہ تشریف لے گئے اور اپنے نورانی بیانات سے قلوب سامعین کو منور فرمایا. جین پور، خالص پور عظمت گڈھ کے تمام لوگ دیوبندی مذہب سے توبہ کرکے سنی ہو گئے اور قصبہ جین پور میں اہل سنت کا مدرسہ انوار العلوم مصباح العلوم کی شاخ قائم ہوا حضرت محدث صاحب قبلہ کی سرپرستی میں بفضلہ تعالیٰ دینی خدمات انجام دے رہا ہے اس حقیقت کو دیوبندی رہنما یوں الٹا کہ اور خود حلقہ مریدین میں بھی ارادت و عقیدت کے بجائے حقارت و نفرت پھیلنے لگی یہ دیوبندی رہبر کا کذب نمبر دس ہوا.

اسی موقع پر مسلمانان خیرآباد نے بھی حضرت محدث صاحب قبلہ کو مدعو کیا حضرت قبلہ خیرآباد تشریف لے گئے. دیوبندی چونکہ جین پور خالص پور کا منظر دیکھ چکے تھے کہ اگر اسی طرح حضرت محدث صاحب قبلہ کی تقریریں ہوتی ہیں تو سارے ضلع میں سنیت کا پھریرا لہرائے گا اور دیوبندیت کو کسی بھاؤ کوئی نہ پوچھے گا. اس لیئے مرتا کیا نہ کرتا ناچار خیرآباد میں

مولوی نذیر دیوبندی کچھ بول ہی اٹھے اور بدقسمتی سے وہی بول اٹھے جو دیوبندی مولویوں کا عقیدہ ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت محدث صاحب قبلہ نے دورانِ تقریر فرمایا کہ ہمارے عہدِ حاضر میں بے شمار باطل فرقے پیدا ہوگئے ہیں کوئی فرقہ تبلیغ کرتا ہے کہ ہر کس و ناکس نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بھائی کہے۔ کتنے فرقے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کے فتنوں سے بچائے نصف شب کے قریب یہ نورانی جلسہ ختم ہوا اور ختم ہوتے ہی مولوی محمد نذیر فاضل دیوبندی سرِ وقد کھڑے ہوگئے اور یوں بولے کہ آپ نے نبی کریم کو بھائی بنانے سے روکا ہے اور حضور کی توہین کرنے والوں کے عقیدوں کو باطل کہا ہے مجھے اس سے انکار ہے کیا آپ اپنا دعویٰ ثابت کرسکتے ہیں اس پر حضرت محدث صاحب قبلہ نے فرمایا آپ جو کچھ کہتے ہیں لکھ کر دیجئے اور مجھ سے تحریری جواب لیجئے چنانچہ مولوی محمد نذیر نے حسبِ ذیل تحریر لکھ کر دی۔

نقل چیلنج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۵ء بوقت ۱۱ بجے شب بعد ختم جلسہ وعظ میں نے کہا کہ جو آپ نے فرمایا کہ بہت سے فرقے باطل ہیں۔ کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی بناتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ اگر وہ فرقہ باطلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ باطل ہے تو اس کے بطلان کو ثابت

کریں۔ دیوبندیوں کے نزدیک ہم اپنے علماء میں جس کو چاہیں گے تیار کریں گے۔ کیا آپ ان سے مناظرہ کے لیے تیار ہیں۔ بقلم محمد نذیر ساکن خیرآباد رحمت اللہ۔

مولوی محمد نذیر دیوبندی کے اس چیلنج کو حضرت محدث صاحب قبلہ نے قبول فرما کر فوراً حسبِ ذیل جواب تحریر فرما دیا۔

نقل جوابِ چیلنج از حضرت محدث صاحب قبلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہر وہ شخص جس کا عقیدہ ہو کہ سیدِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھائی ہیں اور حضور کو اپنا بھائی کہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے۔ اس کا عقیدہ باطل ہے میں اس سے مناظرہ کرنے کیلئے بالکل تیار ہوں۔ جو اس عقیدے کے پیرو ہیں اور آپ کا چیلنج مناظرہ منظور کرتا ہوں۔

سید محمد غفر اللہ ساکن کچھوچھہ شریف
ضلع فیض آباد

ناظرین غور فرمائیں کہ اس میں صرف دو موضوعِ بحث کا ذکر ہے یعنی جو شخص حضور کو اپنا بھائی کہے اس سے حضرت محدث صاحب قبلہ مناظرہ کے لیے تیار ہیں دوسرے یہ کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے حضرت محدث صاحب کے نزدیک اس کا عقیدہ باطل ہے اور اس سے وہ مناظرہ کے لیے بالکل تیار ہیں۔ مناظرہ کیوں نہ ہوا۔ اس کا حشر کیا ہوا۔ یہ تو بعد میں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ پہلے ناظرین

مولوی نذیر دیوبندی کچھ بول ہی اٹھے اور بدقسمتی سے وہی بول اٹھے جو دیوبندی مولویوں کا عقیدہ ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت محدث صاحب قبلہ نے دورانِ تقریر فرمایا کہ ہمارے عہدِ حاضر میں بے شمار باطل فرقے پیدا ہوگئے ہیں کوئی فرقہ تبلیغ کرتا ہے کہ ہر کس و ناکس نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بھائی کہے۔ کتنے فرقے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کے فتنوں سے بچائے نصف شب کے قریب یہ نورانی جلسہ ختم ہوا اور ختم ہوتے ہی مولوی محمد نذیر فاضل دیوبندی سروقد کھڑے ہوگئے اور یوں بولے کہ آپ نے نبی کریم کو بھائی بنانے سے روکا ہے اور حضور کی توہین کرنے والوں کے عقیدوں کو باطل کہا ہے مجھے اس سے انکار ہے کیا آپ اپنا دعویٰ ثابت کرسکتے ہیں اس پر حضرت محدث صاحب قبلہ نے فرمایا آپ جو کچھ کہتے ہیں لکھ کر دیجئے اور مجھ سے تحریری جواب لیجئے چنانچہ مولوی محمد نذیر نے حسبِ ذیل تحریر لکھ کر دی۔

نقل چیلنج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج مورخہ ۳۱ ؍جنوری ۱۹۳۵ء بوقت ۱۱ بجے شب بعد ختم جلسہ وعظ میں نے کہا کہ جو آپ نے فرمایا کہ بہت سے فرقے باطل ہیں۔ کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی بناتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ اگر وہ فرقہ باطلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ باطل ہے تو اس کے بطلان کو ثابت

کریں۔ دیوبندیوں کے نزدیک ہم اپنے علماء میں جس کو چاہیں گے تیار کریں گے۔ کیا آپ ان سے مناظرہ کے لیئے تیار ہیں بقلم محمد نذیر ساکن غیر آباد رحمت اللہ۔

مولوی محمد نذیر دیوبندی کے اس چیلنج کو حضرت محدث صاحب قبلہ نے قبول فرما کر فوراً حسبِ ذیل جواب تحریر فرما دیا۔

نقل جواب چیلنج از حضرت محدث صاحب قبلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہر وہ شخص جس کا عقیدہ ہو کہ سیدِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھائی ہیں اور حضور کو اپنا بھائی کہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے۔ اس کا عقیدہ باطل ہے میں اس سے مناظرہ کرنے کیلئے بالکل تیار ہوں۔ جو اس عقیدے کے پیرو ہیں اور آپ کا چیلنج مناظرہ منظور کرتا ہوں۔

سید محمد غفر اللہ ساکن کچھوچھہ شریف
ضلع فیض آباد

ناظرین غور فرمائیں کہ اس میں صرف دو موضوعِ بحث کا ذکر ہے یعنی جو شخص حضور کو اپنا بھائی کہے اس سے حضرت محدث صاحب قبلہ مناظرہ کے لیئے تیار ہیں دوسرا یہ کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے حضرت محدث صاحب کے نزدیک اس کا عقیدہ باطل ہے اور اس سے وہ مناظرہ کے لیئے بالکل تیار ہیں۔ مناظرہ کیوں نہ ہوا۔ اس کا حشر کیا ہوا۔ یہ تو بعد میں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ پہلے ناظرین

چیلنج اور منظوری چیلنج سے دیوبندیوں کا عقیدہ سمجھ لیں کہ دیوبندی مولوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہتے ہیں اور حضور کی توہین کرنیوالے کا عقیدہ باطل نہیں جانتے اسی لیئے تو مولوی محمد نذیر دیوبندی نے اس تحریر کو اپنے چیلنج کا صحیح جواب سمجھا ورنہ کہتے کہ حضور کی توہین کرنے والے کا عقیدہ ہم بھی باطل جانتے ہیں. ہم اس پر مناظرہ نہیں کرتے اور یہ عقیدہ صرف مولوی محمد نذیر خیرآبادی ہی کا نہیں بلکہ سارے ہندوستان کے دیوبندیوں کا یہی عقیدہ ہے. کیونکہ یکم فروری ۱۹۳۵ء کو صبح آٹھ بجے مولوی شکر اللہ و مولوی نعمت اللہ و مولوی محمد البشیر والد مولوی محمد سعید صاحبان یہ مبارک پور کے تمام دیوبندی مولوی خیرآباد پہنچے اور مولوی شکر اللہ صاحب کے علاوہ سب حضرت محدث صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے چیلنج اور منظوری چیلنج دونوں تحریریں بغور پڑھیں اور اس پر مناظرہ کے لیئے آمادہ ہوتے. لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ سب دیوبندی مولوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہتے ہیں اور حضور کی توہین کرنے والے کا عقیدہ باطل نہیں مانتے بلکہ اس کو خوش عقیدہ جانتے ہیں.

اسی موضوع پر حضرت محدث صاحب سے مناظرہ کرنے کیلئے مولوی منظور سنبھلی و مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری و مولوی محمد قاسم شاہجہانپوری آئے لہٰذا ان کا بھی یہی عقیدہ ہوا کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہے اور حضور کی توہین کرے اس کا عقیدہ باطل نہیں وہ خوش عقیدہ ہے اور یہ تینوں تمام دیوبندیوں کے نمائندہ ہیں اس سے ثابت ہوا کہ تمام دیوبندی مولویوں کا یہی عقیدہ ہے. یہ عقیدہ تو دیوبندیوں کا پرانا ہے. اسی لئے اکابر دیوبند کی کتابیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین سے لبریز ہیں. مگر دیوبندی اپنے اس عقیدہ کو عوام سے چھپایا کرتے تھے لیکن

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا. اس خیرآبادی چیلنج اور دیوبندی مولویوں کی اس پر مناظرہ کی تیاری نے بالکل صاف کر دیا کہ دیوبندی مولویوں کے نزدیک حضور کی توہین کرنا کوئی جرم نہیں بلکہ حضور کی توہین کرنے والا ان کے نزدیک خوش عقیدہ ہے. لاحول ولاقوۃ الا باللہ. مسلمان آگاہ ہوں اور بنظرِ انصاف غور کریں کہ دیوبندی اپنے ان عقیدوں کی بنا پر اسلامی نقطۂ نظر سے کون ہیں. اسی موقعہ پر جناب شیخ علیم اللہ صاحب ناظم مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم نے ایک اشتہار بعنوان دیوبندی مولویوں کا عقیدہ شائع کیا تھا اس میں دیوبندیوں کے مذکورہ بالا عقیدہ سے مسلمانوں کو آگاہ کیا تھا اور یہ خیرآبادی چیلنج اور حضرت محدث صاحب کا یہ جواب شائع کیا تھا اور بقلم جلی لکھا تھا کہ نقل چیلنج اور جواب چیلنج دونوں مطابق اصل ہیں غلط ثابت کر دینے پر پانچ سو روپیہ انعام مگر پانچ سال گزرے کسی دیوبندی کو مجال دم زدن نہ ہوئی. میں پھر اعلان کرتا ہوں اور پانچ سال کا وقت اور دیتا ہوں جو شخص نقل چیلنج اور جواب چیلنج کو خلاف اصل ثابت کرے پانچ سو روپیہ انعام. چیلنج کی اصل تحریر اہلسنت مصباح العلوم کے دفتر خاص میں محفوظ ہے.

اس چیلنج کی حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کا عقیدہ باطل ہونا ثابت کرو. اس پر مناظرہ کرنے کے لیئے تو ہر وقت ہر مسلمان تیار ہے. چہ جائیکہ محدث صاحب قبلہ. حضرت قبلہ نے بلا تردد فوراً منظوری کی تحریر دے دی تھی. خیرآباد کا وہ مجمع اس پر شاہد ہے لہٰذا یہ کہنا کہ مولوی کچھ چھوٹی صاحب نے پہلے تو لطائف حیل سے مناظرہ کی بلا کو اپنے سر سے ٹالنا چاہا. یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر گیارہ ہے.

سلا یہ کہ اس پر مناظرہ کیوں نہ ہوا تو یہ خود چیلنج ہی بتا رہا ہے۔ کیونکہ یہ چیلنج دنیائے اسلام میں وہ سنگین جرم ہے۔ کہ جب میدان مناظرہ میں اس کا اظہار ہوتا تو دیوبندی مذہب کی حقیقت کھل جاتی۔ بلا استثنا تمام مسلمان چیلنج دہندہ اور اس کے مناظرین اور معاونین پر بلا تامل لعنت کرتے اور معلوم نہیں کیا کرتے۔ دیوبندیوں کو یہی سوجھ گئی کہ اگر اس پر مناظرہ ہوا تو نیچے سے اوپر تک سبھی کا ارتداد ثابت ہو جائے گا اور پھر اسلامی دنیا میں منہ نہ دکھا سکیں گے اسی لیئے مناظرہ سے پہلوتہی کی۔

شرائط مناظرہ میں فرقہ دیوبندیہ کی طرف سے ہرجہ خرچہ کے ذمہ دار مولوی نعمت اللہ صاحب مبارک پوری ہوئے اور اہل سنت کی طرف سے ہرجہ و خرچہ اور جلسہ مناظرہ کے حفظ امن کے ذمہ دار شیخ محمد امین صاحب رئیس مبارک پور قرار پائے اور یہ طے ہوا کہ مولوی محمد نذیر، شیخ محمد امین صاحب کے ہمراہ تھانہ مبارک جاکر پولیس کو مطمئن کردیں کہ ہم امن پسندی کے ساتھ مذہبی مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ مولوی محمد نذیر ۲، فروری کو آئے تو داروغہ صاحب موجود نہ تھے لہٰذا یہ طے ہوا کہ کل ۳، فروری صبح سات بجے آکر مطمئن کردیں۔ ۳، فروری کو مولوی نذیر کا پتہ ہی نہ چلا۔ اور مولوی شکر اللہ و مولوی نعمت اللہ وغیرہ نے تھانہ میں جاکر مناظرہ کی تمام ذمہ داریوں سے کانوں پر ہاتھ رکھ کر صاف انکار لکھ دیا اور مولوی نعمت اللہ نے لکھا کہ میں نے نذیر کے کہنے سے ان کے علماء کے صرف خرچہ کی ذمہ داری لی ہے یعنی ذمہ داری کے انکار کے ساتھ ہرجہ کا بھی انکار کر دیا یہ ان کے بڑھاپے پر دیوبندی مولویت کے خضاب کی برکت ہے۔ ناظرین غور فرمائیں اس سارے دیوبندی کنبہ نے ادھر تو کانوں پر ہاتھ رکھ کر پولیس کو غیر مطمئن کیا اور ادھر مطمئن

کرنے والے مولوی محمد نذیر کو مفقود الخبر کر دیا اور پہلوتہی و گریز کسے کہتے ہیں شیخ محمد امین صاحب ۳ فروری کو ۱۲ بجے تک تھانہ میں مولوی محمد نذیر کا انتظار کرکے ان کی تلاش میں خیرآباد پہنچے۔ وہاں بھی پتہ نہ چلا تو ان کو خط لکھ کر وعدہ یاد دلایا اپنا انتظار کرنا اور خیرآباد جانا تحریر کیا۔ اور لکھا کہ آپ چار فروری کو صبح سات بجے تشریف لا کر حسب وعدہ قانونی فرائضِ منصبی کو انجام دیں۔ ورنہ بعد گزر جانے وقت کے مجبوراً آپ کے خلاف حاکم پرگنہ صاحب کے یہاں درخواست کرنی پڑے گی اس وقت تنہا تمام باتوں کے ذمہ دار قرار دیئے جائیں گے اس خط کو آپ کی خدمت میں جناب عبد الرحمٰن و علی احمد صاحبان کے ذریعہ روانہ کرتا ہوں۔ رسید سے مطلع فرمائے گا۔ محمد امین انصاری صدر مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور ۳، فروری ۱۹۳۵ء۔ اس خط کے بھیجنے پر بھی جب مولوی محمد نذیر دم بخود ہی رہے اور ۴، فروری کو بھی نہ آئے۔ رہے ان کے مبارک پوری دوست تو وہ ۳، فروری کو تھانہ میں جاکر کانوں پر ہاتھ رکھ کر پولیس کو غیر مطمئن کر ہی آئے تھے پھر یہ کہنا کہ مولوی محمد نذیر صاحب خیرآبادی اور آپ کے بعض مبارک پوری دوستوں نے پوری دیانت داری کے ساتھ مناظرہ کی تیاری شروع کر دی۔ مقامع الحدید صفحہ ۱

یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر ۱۲ ہے۔

جب ۴، فروری گزر گئی اور محمد نذیر صاحب چیلنج دہندہ کسی طرح ہاتھ ہی نہ آئے اور مناظرہ سے بھاگتے ہی پھرے تو جناب شیخ محمد امین صاحب نے اپنی ۳، فروری کی تحریر کے مطابق حاکم پرگنہ کو واقعات کی اطلاع دیتے ہوئے درخواست کی کہ فریق ثانی کو طلب کرکے دریافت کیا جائے کہ وہ اس موضوع پر مناظرہ چاہتے ہیں یا نہیں۔ اگر وہ مناظرہ پر

تیار ہوں تو ان سے ان کی جماعت کے متعلق حفظ امن کی ذمہ داری لی جائے اور حضور خود مجلس مناظرہ کی صدارت قبول فرمائیں اور مشترکہ درخواست فریقین سے کر پولیس کو حکم انتظام کا دیا جائے اور اگر مولوی شکر اللہ و مولوی نعمت اللہ و مولوی محمد نذیر صاحبان مناظرہ سے گریز کرنا چاہتے ہیں تو ان سے اس کے متعلق تحریر لے لی جائے اور ہدایت کی جائے کہ آئندہ حنفی جماعت کی مجالس وعظ میں آکر رخنہ اندازی نہ کریں۔

فدوی محمد امین ساکن مبارکپور ۵ فروری ۱۹۳۵ء

حاکم پرگنہ صاحب نے دیوبندی مولویوں کو طلب کرکے دریافت کیا۔ سب کے سب تمام ذمہ داریوں سے کانوں پر ہاتھ رکھ گئے اور تحریری انکار لکھ دیا۔ مولوی شکر اللہ صاحب کی درخواست، کا پہلا ہی نمبر ہے ہم سائل زبانی مناظرہ ہیں۔ نہ اس کے خواہش مند ہیں۔ مناظرہ کی بنیاد بہ تحریک و ایما ر محمد امین عمل میں آئی ہے۔ واقعات مذکورہ بالا سے واضح ہے کہ مولوی شکر اللہ کی یہ کذب بیانی ہے کہ مناظرہ کی بنیاد بہ تحریک و ایما محمد امین عمل میں آئی ہے کیا شیخ محمد امین صاحب نے مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ یا مولوی محمد نذیر سے کہا تھا کہ چیلنج دے دو پھر محمد امین صاحب کی تحریک و ایما ر کہنا جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ مولوی محمد نذیر صاحب چیلنج دہندہ نے اپنی درخواست کے نمبر دو میں لکھا اور مناظرہ منعقدہ ۱۱ ر فروری ۱۹۳۵ء ملتوی فرما دیا جائے۔ جب دیوبندیوں اور ان کے سرغنہ مولوی شکر اللہ صاحب نے مناظرہ سے صاف انکار کر دیا اور چیلنج دینے والے نے خود التوائے مناظرہ کی درخواست دے دی تو اب کوئی کوشش ہی کارآمد نہیں ہو سکتی اور کسی قاعدہ سے مناظرہ ہو ہی نہیں سکتا لہٰذا حاکم پرگنہ نے حکم امتناعی جاری کر دیا اس کو شیخ محمد امین صاحب کے سر تھوپنا اور

یوں کہنا کہ حکام نے جب دیکھا کہ ذمہ داری لینے والا خود ہی خطرہ محسوس کر رہا ہے اور ذمہ داری سے سبکدوش ہو رہا ہے تو انہوں نے حکم امتناعی جاری کر دیا۔ یہ رہبر صاحب کا جھوٹ نمبر ۱۳ ہے۔

جب دیوبندیوں نے التوا کی درخواست دے کر مناظرہ بند کرا دیا تو ان کو اطمینان ہو گیا کہ اب مناظرہ نہیں ہو سکتا۔ اور نمائشی دانت دکھانے کے لیئے مولوی منظور سنبھلی اور مولوی ابوالوفا اور مولوی محمد قاسم شاہجہانپوری کو بلا لیا اور یہ لوگ اہل سنت کے جلسے میں آدھمکے۔ مناظرہ کا خوف تو پہلے ہی سے جاتا رہا تھا اطمینان تھا کہ مناظرہ نہ ہوگا۔ اس لیئے مولوی منظور صاحب نے ایک تحریر بھی لکھ دی۔ ادھر پولیس سے پہلے ہی سازباز کر چکے تھے کہ ہمیں ذرا سا موقعہ دے دینا اور فریق مقابل کو جواب سے روک دینا اور اگر ایسا نہ کرتے تو دیوبندی حسب الحکم حاکم پرگنہ صاحب اہل سنت کے جلسہ میں بول ہی نہ سکتے تھے یہ اسی اندرونی سازش کا کرشمہ تھا کہ جب حضرت محدث صاحب قبلہ نے جواب لکھنا شروع کیا اور ابھی پورا بھی نہ ہوا تھا کہ امجد علی ہیڈ کانسٹیبل نے (جن کو دیوبندی اکثر پان کھلا دیا کرتے تھے) کھڑا ہو کر کہا کہ ہرگز کوئی تحریر نہیں دی جا سکتی۔ حضرت محدث صاحب قبلہ نے جواب دیا کہ جو تحریر آئی ہے اس کا جواب ضرور دیا جائے گا۔ اتنے میں نائب داروغہ لاجپت رائے جن سے دیوبندیوں کے خاصے تعلقات تھے آپہنچے۔ ابتداء جلسہ سے داروغہ کے آنے تک جناب شیخ محمد امین صاحب جلسہ گاہ میں موجود تھے لہٰذا یہ کہنا حتمیٰ کہ رضاخانیت کے صدر محمد امین صاحب نائب انسپکٹر کو پولیس کی بھاری جمعیت کے ساتھ لے کر میدان مناظرہ میں آپہنچے۔ یہ رہبر صاحب کا جھوٹ نمبر ۱۴ ہے۔

داروغہ صاحب نے آتے ہی حکم نافذ کیا کہ جانبین سے کسی قسم کی

تحریری یا تقریری گفتگو نہیں ہو سکتی۔ اس پر حضرت محدث صاحب نے داروغہ سے فرمایا کہ آئی ہوئی تحریر کے جواب سے ہمیں روکنا ہم پر ظلم ہوگا اور جوابی تحریر دینے کے لیئے بہت زور دیا۔ مگر داروغہ نے نہایت نرم لہجہ میں حضرت کو وہی حکم سنایا اور تحریر دینے پر راضی نہ ہوا اس کو مسخ کر کے حضرت محدث صاحب کا یہ قول بتانا در اصل ہم مناظرہ نہیں کرنا چاہتے ہیں بلکہ جلسہ کرنا چاہتے ہیں یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر ۱۵ ہے۔

غرضیکہ دیوبندیوں کی مراد پوری ہوئی۔ پولیس نے نہ مناظرہ ہونے دیا نہ تحریر دینے دی۔ لیکن حضرت محدث صاحب قبلہ نے موضوع مناظرہ پر وہ مدلل تقریر فرمائی وہ نورانی بیان فرمایا اور دیوبندیوں کا ایسا رد کیا کہ دیوبندیوں کے مایۂ ناز مناظرین بھی مبہوت ہو گئے۔ دم کشیدہ بیٹھے ہی رہے۔ مجال دمزدن نہ ہوئی۔ بارہ بجے حضرت محدث صاحب قبلہ نے تقریر ختم کی اور دعا پر جلسہ ختم کر دیا۔ حاضرین جانے لگے حضرت قبلہ بھی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ اس کو یوں تعبیر کرنا کہ مولانا منظور صاحب کے یہ الفاظ ختم ہونے بھی نہ پائے تھے کہ مولوی سید محمد صاحب اپنے حالی موالیوں کو لے کر چلنے لگے۔ اور بس چلتے بنے کیسی حیا سوز حرکت ہے۔ ہاں یہ کہ حضرت محدث صاحب قبلہ کو دیوبندیوں نے اپنے جلسے میں بلایا حضرت نہ تشریف لے گئے اس کی وجہ یہ ہے کہ بد دینوں دیوبندیوں کے جلسے میں شرکت ہی کب جائز ہے۔ حدیث میں لاتجالسوھم وارد ہے علماء اہل سنت کی یہی شان ہے کہ ایسے جلسوں میں ہرگز شریک نہ ہوں یہ کہنا کہ مولوی منظور کی تقریر سے بہت سے دام افتادہ رضاخانیت سے ہمیشہ کے لیئے تائب ہو کر راہ راست پر آ گئے۔ یہ رہبر کا جھوٹ نمبر ۱۶ ہے۔ رہبر صاحب نے ان توبہ کرنے والوں کی فہرست نہیں لکھی ان رکیک

حرکتوں اور کذب بیانیوں سے اگر دیوبندی اپنی حقانیت بگھارنا چاہتے ہوں تو ادا سی خیر آبادی چیلنج پر مناظرہ کے لیئے تیار ہو جائیں اور صرف اپنی جماعت کی ذمہ داری لے لیں پھر خواہ ان کا منظور ہو یا نا منظور سب کے حواس درست کر دیئے جائیں گے

یوں تو تمام علماء اہل سنت دیوبندیوں کے لیئے لاحول کا اثر رکھتے ہیں مگر خصوصیت کے ساتھ حضرت شیر بیشہ سنت قاطع شر نجدیت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب لکھنوی دامت برکاتہم تو ان کی موت ہیں جہاں یہ شیر پہنچا۔ دیوبندیوں کی روح پرواز ہوئی۔ مسلمانان مبارک میں جب جذبہ ایمانی اور جوشِ اسلامی نے اور زیادہ ترقی کی تو ان کی تمنائیں اور آرزوئیں اپنے دینی پیشوا و مذہبی مقتداء حضرت ممدوح کی طرف متوجہ ہوئیں کہ حضرت شیرِ سنت مدظلہ کے نورانی عرفانی بیانات طیبات سے اپنے ایمانی انوار کو جگمگائیں اور آپ کی زبانِ فیض ترجمان سے دیوبندیوں کا رد بلیغ سنیں لہٰذا حضرت مدظلہ کو تشریف آوری کی تکلیف دی چنانچہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ بوقت ۱۱ بجے دن کو حضرت موصوف مبارک پور رونق افروز ہوئے مسلمانانِ مبارک پور نے اپنے دینی پیشوا کا نہایت شاندار استقبال کیا۔ تین روز حضرت ممدوح مدظلہ نے وہ نورانی عرفانی بیانات فرمائے کہ قلوب سامعین منور ہوئے اور دیوبندیوں کا وہ رد بلیغ کیا کہ گورستان دیوبندیت میں سناٹا کر دیا۔

آپ نے مسلمانوں کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سچی غلامی کی دعوت دی اور فرمایا کہ رسول کے بندے بنو۔ حضرت ممدوح نے اس لفظ بندہ کی تشریح بھی فرما دی کہ بندہ کے معنی غلام کے ہیں۔ مشترک لفظ کی مثالیں دیکر بھی واضح کر دیا۔ مطلب بھی خوب سمجھا دیا کہ رسول کے غلام بنو اور سامعین

کو کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ حضرت شیرِ سنت مدظلہ کی ایمان افروز تقریروں نے مسلمانوں کے دلوں میں آقائے دو عالم محبوب رب اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے انوار جگمگا دیئے اور مسلمانوں کو دیوبندیوں سے اور زیادہ متنفر کر دیا۔ لہٰذا دیوبندیوں نے اس تقریر منیر پر بہت سے بہتان باندھے۔ جن میں سے رہبر صاحب نے اپنے مقامع میں صرف پانچ ذکر کیے۔

نمبر ۱۔ ہم خدا کی بندگی کے لیے نہیں پیدا کیے گئے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ مقامع الحدید ص۱۴ یہ دیوبندی رہبر کا بہتان نمبر ۱۷ ہے۔

نمبر ۲۔ جو رسول کا بندہ نہیں وہ شیطان کا بندہ ہے۔ اس کی تشریح حضرت موصوف نے خود فرما دی تھی کہ جو رسول کی غلامی سے انکار کرے وہ شیطان کا بندہ ہے لہٰذا صرف اس کو ذکر کرنا اور اس کی تشریح سے آنکھیں بند کر لینا فریب کاری اور دھوکہ بازی ہے یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی دیوبندی قرآن مجید کی آیت لا تقربوا الصلوٰۃ سے یہ نتیجہ نکالے کہ نماز پڑھنا منع ہے اور وانتم سکٰریٰ سے آنکھیں بند کر لے۔

نمبر ۳۔ اگر خدا کے بندے ہو گے تو دوزخ کا کھٹکا ہے گا کیونکہ اسکے پاس دوزخ اور جنت دونوں ہیں اور اگر صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بندے ہو گے تو دوزخ کا کھٹکا نہیں کیونکہ ان کے پاس صرف جنت ہے۔ مقامع الحدید ص۱۴ یہ دیوبندی رہبر کا افترا نمبر ۱۸ ہے:

نمبر ۴۔ ابوجہل اور ابولہب خدا کے بندے بنے مگر دوزخ میں گئے اور ابوبکر و عمر رسول کے بندے بنے اس لیے جنت میں گئے مقامع الحدید ص۱۴۔ یہ رہبر کا افترا نمبر ۱۹ ہے۔

نمبر ۵۔ از اول تا آخر نماز میں صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا تصور ہو یہ دیوبندی رہبر کا بہتان عظیم نمبر ۲۰ ہے۔ دیوبندیوں نے ان افترا پردازیوں سے عوام کو بہت بہکانا چاہا اور حضرت ممدوح سے بدظن کرنے کی بے جا کوشش کی مگر کوئی بھی پھندے میں نہ آیا آنکھ دیکھے اور کان سنے کو کون بھلا سکتا ہے سارے قصبہ نے اپنے کانوں سے وہ تقریر منیر سنی تھی۔ سب کو یاد تھا۔ کہ حضرت شیر بیشۂ سنت نے یہ کہا کہ رسول کے غلام بنو۔ اور یہ ہر مومن کا ایمان ہے۔ اس سے انکار تو صرف بد دینو دیوبندیوں کو ہو سکتا ہے جب اس طرح دال نہ گلی اور دیکھا کہ حضرت مولانا محمد حشمت علی خان صاحب کے نورانی بیانات نے مسلمانوں کے قلوب کو ایسا مسخر کر لیا ہے کہ افترا و بہتان کا جادو کارگر ہی نہیں ہوتا تو فساد و فتنہ کی سازشیں شروع کر دیں۔ ایسی مسجدیں جن میں مصلی مخلوط اور امام سنی تھے۔ دیوبندی جھگڑا پیدا کرنے لگے۔ سنی امن پسند اپنی امن پسندی سے دفاع کرتے رہے۔ چنانچہ ۱۷، ۱۸ مارچ ۱۹۳۵ء کو محلہ پورہ رانی ہانسی بابا کی مسجد میں جناب حاجی ولی اللہ صاحب کی امامت کے متعلق دیوبندی جماعت کی طرف سے جھگڑا شروع ہو کر رک گیا پھر ۲۰ مارچ ۱۹۳۵ء کو محلہ پورہ صوفی مسجد متصل پکھڑ جناب مولوی حکیم محمد عمر صاحب کی امامت کے متعلق دیوبندیوں نے جھگڑا کیا اور ۲۱ مارچ کو سنی اپنی امن پسندی سے دب گئے اور وہ مسجد ہی چھوڑ دی بلکہ اسی محلہ میں اپنی دوسری مسجد تعمیر کی۔ سنیوں کی اس امن پسندی سے دیوبندی جماعت کا حوصلہ بڑھ گیا۔ سمجھ لیا کہ اب سنیوں کی مساجد پر قبضہ کرنا کوئی بات ہی نہیں ہم جھگڑا کرتے جائیں گے اور سنی امن پسند مسجدیں چھوڑتے جائیں گے چنانچہ ۲۷ مارچ کو جامع مسجد رابعہ صاحب جو بلا شرکت غیر اہل سنت کی مسجد ہے پڑھائی کر دی اور مغرب کے وقت جب کہ اہل سنت کی جماعت قائم ہو چکی تھی۔ چار پانچ دیوبندیوں

نے اپنی جماعت علیحدہ شروع کر دی دیوبندیوں کی اس حرکت سے سنیوں کو سخت ناگوار ہوا۔ بعد نماز ان کو ڈانٹا دیوبندی بھاگ گئے پھر ۲۸ مارچ ۱۹۳۵ء بروز پنجشنبہ بوقت مغرب محلہ پرانی مسجد بھوکبل کی مسجد جس میں پیش امام سنی اور مصلی مخلوط تھے۔ دیوبندیوں نے پیش امام صاحب پر اعتراض کیا اور حاجی محمد اکبر دیوبندی نے سنیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ مولوی حشمت علی صاحب نے بیان کیا ہے کہ رسول کی بندگی کرو۔ سنیوں نے جواب دیا کہ حضرت مولانا پر تمہارا بہتان ہے اس میں بات بڑھ گئی۔

ان تاریخی واقعات کی روشنی میں بالکل ظاہر ہے کہ فساد کے بانی اور فتنہ کے موجد صرف دیوبندی ہیں۔ لہٰذا اس فساد کی نسبت حضرت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب مدظلہٗ کی طرف کرنا اور یہ کہنا کہ مولوی حشمت علی خاں صاحب کی تقریر کا خود عوام مستمعین پر یہ اثر پڑا۔ تو آپ نے اپنی عادت مستمرہ کے مطابق اپنی خصوصی مجالس میں اپنے ہواخواہ مفسدہ پردازوں کو فتنہ وفساد کی تلقین کی۔ مقامع الحدید ص۱۵۔۔۔ دیوبندی رہبر کا بہتان عظیم نمبر ۲۱ ہے۔

دیوبندی تو آمادۂ فساد تھے ہی۔ سنی بھی آخر کب تک خاموش رہتے لہٰذا بعد نماز مغرب فساد شروع ہو گیا۔ دونوں جماعتوں کے نوجوان لاٹھیوں سے مسلح موقعہ پر پہنچے۔ اور سنیوں نے دیوبندیوں کے لٹھ بازوں کو مار کر گرا دیا اور دیوبندی گھروں میں گھس گئے۔ سنی نوجوانوں نے بہت غیرت دلائی کہ باہر نکلیں مگر نہ نکل سکے۔ اور اندر سے اینٹیں چلانے لگے دو تین سنی اینٹوں سے زخمی بھی ہو گئے اور تھوڑی دیر انتظار کر کے اپنے اپنے مکان واپس چلے گئے اور مطمئن ہو گئے مگر دیوبندیوں نے جو اپنے مدرسہ میں جمع تھے۔ الوہ۔ لوہیا اور مختلف قرب وجوار کے دیوبندیوں کو جمع کر کے جوش دلایا۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد تقریباً ڈھائی سو دیوبندی لاٹھی اور بلم سے مسلح ہو

کر محلہ پورہ خضر کی طرف روانہ ہوئے سنیوں کو جب معلوم ہوا تو پچاس نوجوان ان کے مقابلے کے لیے گئے۔ اور بفضلہ تعالےٰ سات آٹھ دیوبندیوں کو مار کر گرا دیا اور دیوبندی لٹھ باز اپنی جماعت کے گھروں میں چھپ گئے وہاں بھی بہت غیرتیں دلائیں مگر برآمد نہ ہوئے۔ اور دیوبندی جماعت کے اسرار طبیب نے ہاتھ جوڑ کر مجمع کو ہٹایا۔ سنی اپنے اپنے مکان واپس آئے اور رات کو اطمینان کے ساتھ سوئے۔ یہ عجیب پر کیف ہنگامہ تھا جس وقت نوجوانانِ اہلِ سنت نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت بلند کر کے حملہ کرتے تھے سارا قصبہ گونج اٹھتا تھا۔ دیوبندیوں کے دل دہل جاتے تھے رات کا وقت تھا۔ سنیوں کا امتیازی نعرہ "یا رسول اللہ" ا دیوبندی جب گرتے تو جان بچانے کے لیے کہتے کہ میں دیوبندی نہیں ہوں۔ سنی ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔ نوجوانانِ اہلِ سنت اس سے یا رسول اللہ کہلاتے۔ جب کہتا چھوڑ دیتے بہت سے دیوبندیوں نے اسی طرح یا رسول اللہ کہہ کر اس رات اپنی جان بچائی۔ صبح کو بظاہر قصبہ میں نہایت سکون معلوم ہوتا تھا۔ مگر دیوبندیوں کو اپنی رات کی شکست اور بالخصوص ان کے سربرآوردہ لوگوں میں محمد سعید گربت کے گھر والوں کے پٹنے اور ان کے سردار طبیب گربت کی ذلت نے بہت بے چین کر دیا تھا اس لیے انہوں نے رات بھر تیاری کی اور اینٹیں توڑ توڑ کر اپنے مدرسہ احیاء العلوم میں انبار لگا دیا۔ جمعہ کے وقت چونکہ بظاہر سکون تھا اس لیے مسلمانانِ اہلِ سنت بلا کسی تیاری کے اپنی جامع مسجد راجہ صاحب پر نماز جمعہ ادا کرنے گئے۔ عالی جناب شیخ محمد امین صاحب رئیس قصبہ ۲۶ مارچ سے چونکہ سخت بیمار تھے اس لئے جامع مسجد نہ جا سکے آپ کو قریب ایک بجے خبر ملی کہ چار پانچ سو آدمی دیوبندیوں کے مدرسہ میں جمع ہیں اور سنیوں کی بے خبری میں نمازِ جمعہ سے واپسی میں حملہ کرنا

چاہتے ہیں. جناب شیخ محمد امین صاحب نے سنیوں کو جامع مسجد میں یہ اطلاع پہنچائی مگر مسلمان یہ سمجھے ہوئے تھے کہ دو مرتبہ کے بھاگے اور پٹے ہوئے کیا ہمت کریں گے اسی خیال سے اس خبر سے کچھ اثر نہ لیا اور خالی ہاتھ چلے آئے۔ دیوبندیوں کو اپنے اس خفیہ سامان اور آدمیوں کی کثرت پر بڑا ناز تھا جب دیکھا کہ مسلمانانِ اہلِ سنت نماز جمعہ ادا کر کے خالی ہاتھ واپس ہو رہے ہیں تو اپنے مدرسہ سے لاٹھیوں اور بلم اور بوروں کے اندر اینٹیں بھر کر باہر نکل پڑے اور عبد الخالق سنی رضوی جن کا مکان دیوبندیوں کے پڑوس ہے یہ سمجھ کر عبد الخالق تنہا مکان کے اندر ہے. مکان گھیر لیا اور مکان پر اینٹیں پھینکنا شروع کیں یہی صورت عزیب اللہ سنی کے مکان پر ہوئی دو تین سنی نوجوان جو نماز جمعہ ادا کر کے واپس آ رہے تھے جب ان کو معلوم ہوا تو انہوں نے تنہا موقعہ پر پہنچنے کی کوشش کی. مگر دیوبندی جماعت اینٹوں کی بارش کر رہے تھے. جب یہ خبر قصبہ میں مشہور ہوئی اور سنی چلے تو باوجودیہ کہ اینٹوں کی بارش ہو رہی تھی مگر نوجوانانِ اہلسنت نعرہ یا رسول اللہ بلند کرتے ہوئے بھیڑ میں کود پڑے۔ حمایتِ الٰہی اور حفاظتِ محمدی کا وہ جلوہ کہ باوجود اینٹوں کی بارش اور برچھے اور بلم کی تیاریوں کے ان نوجوانانِ اہلِ سنت کے خراش بھی تو نہ آئی. اسی محلہ میں ادھر خلیفہ محمد حسن بھی جن کا مکان مولوی شکر اللہ صاحب دیوبندی جماعت کے سرغنہ کے پڑوس میں ہے نماز جمعہ ادا کر کے تنہا واپس آ رہے تھے مولوی شکر اللہ اور ان کے ساتھیوں نے ان کو خالی ہاتھ پا کر لاٹھیوں سے مضروب کیا. برچھے بھالوں سے سر میں زخم لگائے ادھر جوانانِ اہلِ سنت بھی اسی موقعہ پر پہنچ گئے اور اپنی جماعت کے آدمی کو ایسا سخت مضروب دیکھ کر انتہائی جوش کی لہر دوڑ گئی اور یکایک ٹوٹ پڑے اور نعرۂ رسالت یا رسول اللہ

بلند کر کے جو حملہ کیا تو اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ کا جلوہ نظر آ گیا. دیوبندی جماعت کے مسلح آدمی سراسیمہ ہو کر اپنے گھروں میں اور اپنے مدرسہ کے اندر گھس گئے۔ نوجوانانِ اہلِ سنت نے ان کے مکانوں کا محاصرہ کر لیا اور لاٹھیوں سے دروازوں کو دھکا دے کر کھولنا چاہا اور مولوی شکر اللہ صاحب کے تمام مکان کے نریا کھپڑے کو پیٹ ڈالا مگر دیوبندی خوف کے مارے نہ نکل سکے۔ بھاگ کر مدرسہ کے اندر چھپنے والوں میں مولوی شکر اللہ صاحب بھی تھے. ان کا تعاقب کرتے ہوئے ایک سنی نوجوان مسمی بشیر خاں نے کمرے کے اندر داخل ہوتے ہوئے ان کو ایک لاٹھی ماری اور بقیہ جو لوگ مدرسہ کے اندر تھے چھپ گئے جب جوانانِ اہلسنت کا جوش بہت بڑھ گیا اور قریب تھا کہ مولوی شکر اللہ کے مکان کا دروازہ توڑ کر مکان کے اندر داخل ہو جائیں تو ان کے جوش کو ٹھنڈا کیا گیا. اور واپس بلا لیا گیا. باوجودیکہ سنی واپس آ گئے اور لڑائی ختم ہو گئی مگر دیوبندیوں پر ایسی ہیبت چھائی کہ کئی روز تک گھروں سے باہر نکلنے کی ہمت نہ ہوئی تھی. بازاروں میں دیوبندی نظر ہی نہ آتے تھے. دیوبندیوں کے اس فساد میں مسلمانانِ اہلِ سنت کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی. اور دیوبندیوں کو ایسی شکست ہوئی کہ زندگی بھر یاد رہے گی. فالحمد للہ علیٰ ذلک

اہلِ سنت کا خیال اس کے متعلق کوئی عدالتی کاروائی کرنے کا نہ تھا مگر دیوبندی چونکہ بہت زیادہ مضروب و مجروح ہوئے تھے. اس لیے انہوں نے المدد یا پولیس. الغیاث یا مجسٹریٹ کا وظیفہ شروع کر دیا چنانچہ ۲۹ مارچ کو دیوبندیوں کے سرغنہ نے ایک طرف تو مجسٹریٹ ضلع اور حاکم پرگنہ و سپرنٹنڈنٹ پولیس کو تار دیئے کہ محمد امین معہ اپنی جماعت کے

میرے مکان کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور مکان لوٹنا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف اپنے دیوبندی مضروبوں کو اعظم گڑھ ڈاکٹری معائنہ اور استغاثہ کے لیئے بھیجا. مجبوراً اہلِ سنت کو بھی کاروائی کرنی پڑی اور ۳۰ مارچ کو دو دو استغاثہ فریقین کی طرف سے داخل ہوئے مگر ۳۰ مئی کی شام ہی سے محمد شفیع سردار دیوبندی اور عبدالرشید دیوبندی صلح کے لیئے دوڑنے لگے اور موضع سکٹی کے عبدالستار خاں نے سکٹی کے اندر قرب وجوار کے کچھ لوگ اور فریقین کے دس دس آدمی جمع کر کے صلح کرا دی. اور استغاثہ اٹھا لیئے گئے. مگر چونکہ اس عظیم بلوہ سے پولیس کی بدرعبی بہت زیادہ ہوئی اس لیئے پولیس نے دفعہ ایک سو سات کی کاروائی کی رپورٹ کی اور ستاشی سنی اور چوالیس دیوبندیوں کے نام پانچ سو روپیہ ضمانت اور پانچ سو روپیہ کا مچلکہ کا سمن آیا اور ۱۱ اپریل کو مقدمہ پیش ہوا. ڈھائی ڈھائی سو روپیہ ذاتی مچلکہ ہوا. پھر کئی تاریخوں کے بعد ۱۷ مئی ۱۹۳۵ء کو مقدمہ دفعہ ایک سو سات خارج ہو گیا. اس کامیابی کی خوشی میں اہلِ سنت نے اپنے صدر عالی جناب شیخ محمد امین صاحب کا شاندار جلوس نکالا کیونکہ مقدمہ میں فتح یابی موصوف کی کوشش کا نتیجہ تھی یہ مذہب اہلِ سنت کی حقانیت ہے کہ خداوند قدوس نے ہر موقعہ پر فتح مبین عطا فرمائی. بیچارے دیوبندی معہ اپنے سرغنوں کے پٹے بھی خوب اور خود ہی اپنی خواہش سے صلح کر لی. دفعہ ایک سو سات کے مقدمہ میں بھی یہ بیچارے بدحواسی اور پریشانی میں عالیجناب شیخ محمد امین صاحب ہی کا منہ دیکھتے اور آپ ہی کے بازو ہمت کا سہارا تکتے تھے بحمد تعالیٰ موصوف کی ہمت و کوشش سے کامیابی ہوئی فالحمد للہ علیٰ ذلک

مدرسہ اہلِ سنت مصباح العلوم جس طرح مسلمانوں کے لیئے روح پرور ان کی دینی خدمات کا کفیل ہے اسی طرح باطل کش بھی ہے. بے دینوں کا رد کرنا ان کی مکاری وعیاری سے مسلمانان کو آگاہ کرنا بھی اس کے فرائض میں سے ہے اس لیئے دیوبندیوں کی نظر میں خار ہے ہمیشہ مدرسہ کی شاہراہ ترقی میں روڑے اٹکاتے رہے. مدرسہ کے خلاف وہ کون سی کاروائی ہے جو دیوبندیوں نے اٹھا رکھی ہو جہاں اپنی طاقت کام نہیں دیتی غیر اقوام سے مدد لے کر استعانت بغیر اللہ کے مجرم بنتے ہیں. چنانچہ دیوبندیوں کے سرغنہ نے ہندوؤں کو ورغلا کر مدرسہ کے خلاف جو مقدمہ بازی کا سلسلہ چلایا ہے تو مدرسہ کی سنگ بنیاد سے لے کر دوسری منزل کے قریب ختم تک پانچ سال جاری رہا علمی میدان میں کود ے. مناظرہ کی چھیڑ چھاڑ کی علماکرام پر افتراد بہتان باندھ باندھ کر فساد کرایا مگر اللہ کے فضل سے ہر موقعہ پہ دیوبندیوں کو ذلت ورسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا. مدرسہ بفضلہ تعالےٰ وبعون حبیب صلی اللہ علیہ وسلم دینی خدمات کر رہا ہے اور کرتا رہے گا. علاوہ تدریس وتبلیغ کے مدرسہ افتا کی خدمت بھی انجام دیتا ہے. اسی سلسلہ میں ایک استفتا بھوجپور ضلع مراد آباد سے آیا جو تیئس ۲۳ سوالات پر مشتمل تھا اس کا منشا دیوبندی مذہب کی حقیقت دریافت کرنا تھا استاد محترم حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب قبلہ مدظلہ نے اس کا جواب بالتفصیل نہایت سلیس عام فہم دیوبندیوں کی معتبر کتابوں کے حوالہ سے لکھ دیا جناب حافظ عبدالرشید صاحب نے اس کے چھپوانے کی خواہش کی اس لیئے اس کا نام بھی مدرسہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے المصباح الجدید رکھ دیا اور تجربہ سے یہ خیال ہوا کہ دیوبندی ان حوالوں کو غلط بتا کر سنیوں کو

بہکائیں گے اور علماً دیوبند کے ان اقوال پر پردہ ڈالیں گے۔ لہٰذا ان کی دہن دوزی کے لیئے سرورق پر لکھ دیا کہ ایک حوالہ بھی غلط ثابت کر دینے پر پانچ سو روپیہ انعام۔ اس لیئے دیوبندیوں کا یہ دروازہ تو بالکل بند ہو گیا۔ اور ایسا کہ چار برس ہوتے کسی نے زبان تک نہ ہلائی۔ مگر دیوبندیوں نے دوسری گلی اختیار کی وہ یہ کہ المصباح الجدید کے حوالے تو سب صحیح ہیں۔ مگر علماً دیوبند کی عبارتوں کے مطلب غلط بیان گئے ہیں۔ اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوتے المصباح الجدید کے جواب میں ایک کتاب مقامع الحدید لکھی اور ایک غیر معروف شخص مسمی محمد حنیف رہبر کے نام سے شائع کی۔ اگرچہ حقیقت شناس جانتے ہیں کہ ؎

کب سلیقہ ہے فلک کو یہ ستمگاری میں
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

یوں تو دیوبندیوں کی کتابیں کذب و افترا سے لبریز ہوتی ہی ہیں۔ مگر یہ کتاب خصوصیت کے ساتھ اکا ذیب کا دفتر اور افتراد بہتان کا طوفان ہے۔ ساری کتاب تبرا بازی و افترا پردازی سے بھری پڑی ہے المصباح الجدید کی متانت و للہیت کے مقابلہ میں دیوبندیوں کی مقامع الحدید ان کی مذبوحی حرکت ہے جو بوکھلاہٹ اور خواب پریشان سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ اس کے جواب میں صرف لعنۃ اللہ علے الکذبین۔ کہنا کافی تھا اسی لیئے اس کی طرف پہلے سے توجہ نہ کی مگر جب دیکھا کہ دیوبندی برادری اس کذب و افترا کی پوٹ پر ناز کر رہی ہے۔ چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۹ء موضع سکٹی ضلع اعظم گڑھ کے طے شدہ مناظرہ میں اگرچہ دیوبندی مولوی میدان مناظرہ میں آنے کی تاب نہ لا سکے۔ مگر دیوبندیوں نے اپنی خجالت مٹانے کے لیئے یہ کہا کہ

مقامع الحدید کا جواب نہیں ہوا لہٰذا مجھے خیال ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دیوبندی اس دفتر اکاذیب کا جواب نہ لکھنے سے میرے سنی بھائیوں پر طعنہ زنی کریں اس لیئے باوجود بے فرصتی کے اس کا رد لکھا۔ مولیٰ عزوجل قبول فرما کر ذریعہ ہدایت بنائے۔ صاحب مقامع الحدید کی تسکین چونکہ ایک باب سے نہ ہوئی بلکہ ایک مقدمہ اور دو باب بنائے لہٰذا اس کا رد بھی انہیں عنوانات سے مناسب سمجھا۔ کفر کی حمایت چونکہ کفر ہے اور کفر کی سزا عذاب شدید۔ اس لیئے میں نے اس کتاب کا نام "العذاب الشدید لصاحب مقامع الحدید" رکھا۔ مسلمان بغور مطالعہ کریں انشاءاللہ روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ علماً دیوبند کی عبارتوں کے وہی مطالب ہیں جو المصباح الجدید میں بیان کئے ہیں۔ ان پر دیوبندی رہبر نے مقامع الحدید میں جو پردہ ڈالنا چاہا ہے وہ مکاری عیاری افترا پردازی بہتان طرازی، تبرا بازی کے سوا کچھ نہیں۔ دیوبندی بھی اگر بنظر انصاف دیکھیں تو عجب نہیں کہ توبہ نصیب ہو۔ وھو حسبی و نعم الوکیل۔

فقیر محمد محبوب اشرفی مبارک پوری

بابِ اوّل

در ابطال جواب اعتراضات المصباح الجدید

دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب مربی خلائق ہیں

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب نے مرثیہ میں اپنے پیر مولوی رشید احمد صاحب کو مربی خلائق لکھا ہے۔ ؎

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

(مرثیہ ص ۱۲)

اس پر المصباح الجدید میں تنبیہ فرمائی کہ اس شعر میں مولوی رشید احمد صاحب کو مربی خلائق لکھا ہے۔ جو رب العالمین کے ہم معنی ہے۔ مربی خلائق کا رب العالمین کے ہم معنی ہونا بالکل کھلی ہوئی بات ہے اور میں اس کو علمی روشنی میں لاکر بھی واضح کر دوں گا۔ مگر دیوبندی رہبر اس پر پردہ ڈالنے کیلئے جواب دیتے ہیں جس کی حقیقت ابھی کھلی جاتی ہے۔ ہر عاقل بخوبی سمجھ لے گا کہ وہ اعتراض کا جواب ہرگز نہیں البتہ جواب سے ایک بات یہ ظاہر ہوگئی کہ جب مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کو مربی خلائق لکھ دیا تو اب کسی دیوبندی کی مجال نہ رہی کہ ان کو مربی خلائق نہ مانے بلکہ ہر دیوبندی کا مذہبی فرض ہوگیا کہ وہ گنگوہی صاحب کو مربی خلائق ہی کہے۔ اس لیئے دیوبندی مجیب نے یہ جواب نہیں دیا کہ یہ مولوی محمد حسن

صاحب کی ذاتی رائے ہے۔ ہم اس سے متفق نہیں یہ کوئی مذہبی عقیدہ نہیں کہ ہم گنگوہی صاحب کو مربی خلائق ہی مانیں۔ بلکہ جواب میں وہ صورت اختیار کی کہ گنگوہی صاحب دیوبندی عقیدہ کے مطابق مربی خلائق ہی بنے رہیں اور بڑے جل بھن کر پیچ وتاب کھاکر اپنی عادت کے مطابق تبرابازی کرتے ہوئے مربی خلائق ہی کو ہلکا پھلکا بنانے کی بیجا کوشش کی اور کہا۔

اردو محاورات میں مربی بہت معنیٰ میں مستعمل ہے۔ نور اللغات میں ہے کہ مربی سرپرست کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور مربی بمعنی تربیت کنندہ والدین واستاد وپیر عام طور پر کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی یہ محاورہ استعمال کیا گیا ہے۔ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا اس پر بڑے اچھل کر کہا۔ مفتی صاحب لگائیں قرآن عزیز پر بھی فتوے کیونکہ اس آیت میں والدین کو اولاد کا مربی کہا گیا ہے اور آپ کے نزدیک مربی بالکل رب العالمین کے ہم معنی ہے۔ متاع الجدید ملخصاً ص ۱۷ ،۱۸۔

ناظرین کرام ذرا المصباح الجدید کے اعتراض اور دیوبندی رہبر کے جواب کو ملاکر دیکھیں تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ رہبری ہے یا رہزنی۔ اعتراض تو مربی خلائق کہنے پر ہے۔ مربی خلائق کو رب العالمین کے ہم معنی بتایا ہے۔ نہ کہ صرف مربی کو۔ رہبر صاحب خلائق کو بالکل ہی ہضم کر گئے آپ خلائق کو چھوتے بھی نہیں محض مربی کو لے رہے ہیں کیا مرثیہ میں گنگوہی صاحب کو صرف مربی ہی لکھا ہے، مربی خلائق نہیں لکھا جب آپ کو مرثیہ بھی نہیں دکھائی دیتا المصباح الجدید کا اعتراض بھی نہیں سوجھتا تو تصنیف کے خواب کیوں دیکھنے لگے۔ الٹ پڑھو اپنے اوپر

گر یہی بے خبری حضرت والا ہوگی
تار و پود دری سب تہ و بالا ہوگی

الصباح الجدید اور مرشیہ کی عبارت بھی جسے نظر نہ آئے وہ قرآن مجید کو کیا سمجھے۔ نور اللغات میں صرف مربی کا استعمال سرپرست کے معنی میں بتایا ہے یا مربی خلائق کا بھی۔ قرآن مجید میں والدین کے لیئے صرف ترتیب کا استعمال ہوا ہے یا مربی خلائق بھی کہا گیا ہے۔ اگر آیت رَبَّیٰنِی صَغِیْرًا سے گنگوہی جی کے مربی خلائق ہونے پر استدلال تمہارے نزدیک صحیح ہے تو قرآن مجید کی ان دو آیتوں سے گنگوہی صاحب کا رب العالمین ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔ پہلی آیۃ یَا صَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّا اَحَدُکُمَا فَیَسْقِی رَبَّہٗ خَمْرًا۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے میرے قیدخانہ کے دونوں ساتھیو تم میں ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائے گا دوسری آیتہ قَالَ ارْجِعْ اِلیٰ رَبِّکَ فَاسْئَلْہُ فرمایا یوسف علیہ السلام نے اپنے رب (بادشاہ) کی طرف پلٹ جا پھر اس سے پوچھ۔ ان دونوں آیتوں میں رب کا استعمال بادشاہ کے لیئے ہوا اور آپ کے نزدیک جب مربی کا استعمال غیر خدا کے لیئے گنگوہی کے مربی خلائق ہونے کی دلیل بن گیا۔ تو رب کا استعمال غیر خدا کے لیئے وہ گنگوہی صاحب کو رب العالمین کیوں نہ بنائے گا۔

یہ تو دیوبندیوں کے جواب و استدلال کی حقیقت تھی جو ظاہر ہوئی۔ اب اس کو واضح کرتا ہوں کہ مربی خلائق یقیناً رب العالمین کے ہم معنی ہے۔

غور کیجئے رب العالمین میں دو لفظ ہیں رب اور عالمین۔ اسی طرح مربی خلائق میں دو لفظ ہیں۔ ایک مربی دوسرا خلائق۔ اگر مربی رب کے معنی میں اور خلائق عالمین کے معنی میں ہو تو مربی خلائق کا رب العالمین کے ہم معنی ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ اب سنیئے خلائق جمع خلق بمعنی

مخلوق کی ہے۔ عالمین جمع ہے عالم کی۔ اللہ کے سوا ہر شے جو موجود ہے اس کو عالم کہتے ہیں۔ اسی طرح اس کے سوا ہر شے کو خلق بھی کہتے ہیں یعنی جو چیز عالم ہے وہ خلق ہے جو خلق ہے وہ عالم ہے۔ دیکھو عقائد نسفی العالم بجمیع اجزاۂ محدث۔ اس کی شرح میں علامہ تفتازانی فرماتے ہیں۔ العالم ای ماسوی اللہ تعالےٰ من الموجودات مما یعلم بہ الصانع محدث ای مخرج من العدم الی الوجود بمعنی انہ کان معدوما فوجد۔ لہٰذا خلائق اور عالمین کے ایک معنی ہوئے۔

اب رہا مربی اور رب۔ مربی اور رب کا استعمال کسی خاص کی طرف اضافت کے ساتھ غیر خدا کے لیئے وارد ہے لیکن خلائق اور عالمین کی طرف مضاف کر کے یعنی رب العالمین و رب الخلائق مربی عالمین مربی خلائق غیر خدا کے لیئے وارد نہیں۔ اردو میں نہ فارسی عربی میں یہی تو وجہ ہے کہ دیوبندی رہبر کو ایک بھی ایسی مثال نہ مل سکی جس میں کسی مخلوق کو مربی خلائق کہا گیا ہو۔ اسی وجہ سے خلائق کو چھوڑ کر صرف مربی خلائق کو لے لیا۔ لہٰذا اس استعمال میں مربی اور رب برابر ہیں۔ معنی کے لحاظ سے سنیئے تو مربی کے حقیقی معنی ہیں تربیت کنندہ۔ اردو میں اگرچہ سرپرست کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن اس وقت جبکہ خلائق اور عالمین کی طرف مضاف نہ ہو اور یہاں خلائق کی طرف اضافت ہو رہی ہے۔ لہٰذا وہی حقیقی معنی تربیت کنندہ یعنی پرورش کرنے والا ہوئے

رب کے معنی بھی تربیت کنندہ اور پرورش کنندہ ہیں۔ بیضاوی شریف میں ہے۔

الرب فی الاصل بمعنی التربیة و — ترجمہ۔ رب لغت میں بمعنی تربیت
هی تبلیغ الشئی الی کماله شیئا — ہے اور وہ تدریجاً شے کو اس کے

فشیئا فشیئا وصف به مبالغۃ کا الصوم والعدل۔ | کمال تک پہنچا ہے پھر مبالغۃً اس کے ساتھ موصوف کیا گیا جیسے صوم اور عدل۔

منتخب اللغات ذلطائف میں ہے الرب بالفتح بصلاح آرندہ یعنی پرورش کرنے والا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں مربی اور رب کے ایک معنی ہیں، اور خلائق وعالمین، کا ہم معنی ہونا پہلے ہی ثابت ہو چکا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مربی خلائق رب العالمین کے ہم معنی ہے۔ جس طرح رب العالمین کا اطلاق مخلوق پر جائز نہیں اسی طرح مربی خلائق کا اطلاق بھی مخلوق پر جائز نہیں۔ کیوں رہبر صاحب اب کھلی آنکھیں معلوم ہوا آپ کو کہ المصباح الجدید کا اعتراض حق ہے واقعی مربی خلائق رب العالمین کا ہم معنی ہے اور آپ کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ اب تو آپ کو شرمانہ چاہیئے اور گنگوہی جی کو مربی خلائق ماننے سے توبہ کرنا چاہیئے۔ اسی سلسلہ میں گنگوہی صاحب کی مدح سرائی کا الٹا خطبہ پڑھا ہے کہ انہوں نے بدعتیوں کو سنی مشرکوں کو موحد بنایا ہے۔ یہ بالکل الٹی بات ہے اس کے برعکس نام نہند زنگی کافور سب جانتے ہیں کہ گنگوہی صاحب وہابی گر تھے۔ ساری عمر سنی مسلمانوں کو مشرک و بدعتی ہی کہتے کہتے گزاری ہٰذا اگر یوں کہا جائے کہ گنگوہی صاحب نے سنیوں کو بدعتی اور موحدوں کو مشرک بنایا تو درست ہوگا اور بات بھی یہی ہے دیوبندی رہبر نے یہاں اردو دانی پر بھی تبرا بازی کی ہے۔ لہٰذا میں ناظرین کی ظرافت طبع کے لیئے دیوبندی اردو سناؤں اور وہ بھی کسی معمولی شخص کی نہیں بلکہ دیوبندیوں کے پیشوا گنگوہی صاحب کی۔ موضع سانگیڑا سے ایک گوجر کی لڑکی آئی اور اس نے عرض کیا کہ میرے باپ کو پیچش کی شکایت ہے آپ نے اسی زبان میں اسی لہجہ سے یہ دوا بیان کی۔

جامن کی کپس بے کر دہی میں رگڑ کے بلے مان گیر کے پلادے۔ یعنی جامن کی کوپل کو دہی میں رگڑ کے پیالہ میں ڈال کر پلا دے۔ حاشیہ تذکرۃ الرشید ص ۶۵۔

واہ ری دیوبندی اردو تیرا کیا کہنا۔ ہر دوسرے حرف پر تشدید واجب ہے اردو زبان تو دیوبند والے ہی کچھ جانتے ہیں، دوسرے لوگ بھلا کیا جانیں۔ جب ہی تو آپ کے شیخ الہند صاحب فرماتے ہیں ؎

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

اور فرماتے ہیں قبولیت اسے کہتے ہیں۔ کہیئے "قبولیت" نے تو شیخ الہند صاحب کی عربیت کی قلعی کھول دی اور فرماتے ہیں۔ پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگو کا رستہ۔ کیا اعلیٰ فصاحت ہے جب ہی تو دیوبندیوں کے پیشوا مولوی خلیل احمد و مولوی رشید احمد صاحب نے اپنی کتاب براہین قاطعہ کے ص ۲۶ پر لکھا ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ براہین قاطعہ ص ۲۶

دیوبندیو! ذرا کان کھول کر سن لو یہ ہے تمہارے پیشواؤں کی اردو جس میں کلام مؤنث ہے۔ اسی فصاحت پر حضور کو اردو سکھاتے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا شاگرد بنانے کے لیئے خواب تصنیف کرتے ہیں۔ بیحیا تو ایمان والوں کا حصہ ہے۔

ص۲۔ براہین قاطعہ مکتبہ فردوس سے حاصل کریں۔

گنگوہی صاحب کی مسیحائی عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر ہے۔

۲ دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب کی مسیحائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھی ہوئی ہے. چنانچہ مولوی محمود حسن صاحب نے مرثیہ میں ص۳۳ پر لکھا ہے ؎

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابنِ مریم

اسی پر المصباح الجدید میں تنبیہ فرمائی اور آگاہ کیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب مسیحائی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھے ہوئے ہیں کیونکہ اگر بڑھا نہ جانتے تو یہ نہ کہتے کہ ؎

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابنِ مریم

مرثیہ کے اس کفری قول پر پردہ ڈالنے کے لیئے دیوبندی رہبر نے بڑا زور لگایا. بے چارے نے دو آیتیں بھی بے محل نقل کیں. محاورہ بھی بے محاورہ بتایا جس کا نتیجہ یہ نکالا کہ موت وحیات کا استعمال گمراہی اور ہدایت میں بھی ہوتا ہے اور شعر کا یہ مطلب بتایا کہ گنگوہی صاحب نے گمراہوں کو ہدایت دی اور ہدایت یافتہ کو گمراہی سے بچالیا اور دوسرے مصرعہ میں یہ تمنا کی ہے کہ حضرت مسیح ابنِ مریم گنگوہی صاحب کے اس فیض کو ملاحظہ فرمائیں اور خوش ہوں. مقامع الحدید ملخصًا ص۱۹.

شعر کا مطلب تو یہ ہرگز نہیں ہوسکتا البتہ یہ دیوبندی رہبر کی خوش عقیدگی کے جوہر ہیں کہ بالکل ہی بے تکی اڑار ہے ہیں کیوں رہبر صاحب آپ کی دلیل کی حقیقت بس یہی ہے کہ موت وحیات کا استعمال مجازاً چونکہ ہدایت وگمراہی میں ہوگیا ہے. لہٰذا اب کون روکنے والا ہے اب تو ہر جگہ جہاں آپ کا جی چاہے گا بلا قرینہ ہی ہدایت وگمراہی مراد لیں

گے کیونکہ آپ تو رہبر ہیں آپ کے لیئے کسی قرینہ کی کیا ضرورت ہے مگر یہ رہبری نہیں راہزنی ہے.

مجازی معنے مراد لینے کے لیئے قرینہ شرط ہے اس شعر میں معنی مجازی پر قرینہ تو کجا بلکہ اس کے عدم پر قرینہ موجود ہے اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کا تقابل ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصف مردے جلانا جو مشہور ہے وہ مجازی معنی کے اعتبار سے ہرگز نہیں بلکہ حقیقی معنی میں ہے اس لیئے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقابل ہے تو وہی حقیقی معنی مراد لیئے جائیں گے لہٰذا شعر میں ہدایت و گمراہی مراد لینا گمراہی و دھوکہ بازی ہے. بلکہ وہی مارنا جلانا مراد ہے. اور گنگوہی صاحب اس میں حضرت مسیح سے بڑھے ہوئے ہیں کیونکہ انہوں نے زندوں کو مرنے سے بچالیا اور اگر آپ قرینہ وغیرہ سے آنکھیں بند کر کے ہر قاعدہ سے بے قید ہو کر ہدایت و گمراہی مراد لیں. تب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے گنگوہی صاحب کی ہدایت ضرور بڑھ جائے گی. جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی کھلی توہین ہے. کیونکہ دوسرا مصرعہ اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابنِ مریم پکار کر کہہ رہا ہے کہ گنگوہی صاحب کی ہدایت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ گئی کیونکہ اگر محض عیسیٰ علیہ السلام کو خوش کرنا ہی ہوتا تو یوں کہا جاتا ؎

اس مسیحائی سے خوش ہوں ذری ابنِ مریم،

بے دینو! انبیائے علیہم السلام کی توہین کرتے ہو اور جب مواخذہ کیا جاتا ہے تو پردہ ڈالتے ہو. توبہ نہیں کرتے یہاں سب مجادلے بھول گئے یہ نہیں سوجھتا کہ اس شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقابل کر کے دکھایا ہے اور ہر زبان کا محاورہ ہے. اردو میں بھی مستعمل ہے کہ تعریف کے موقعہ پر جب بولا جاتا ہے کہ ذرا اس کو دیکھیں تو تقابل علی وجہ الفوقیت ہی مراد ہوتا ہے کہ جس کو مقابلہ کر کے دکھایا جارہا ہے

اس سے یہ بڑھا ہوا ہے جیسے حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شجاعت میں کہا ہے ؎

بھوکے پیاسے نے ہزاروں کو تہ تیغ کیا
اس شجاعت کو ذرا دیکھے تو رستم آکر

جس طرح اس شعر میں حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کو شجاعت میں رستم پر فوقیت ظاہر ہے اسی طرح مرثیہ کے اس شعر میں۔ ؎

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابنِ مریم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر گنگوہی صاحب کی برتری اور فوقیت ظاہر ہے در المصباح الجدید کا اعتراض بالکل حق و بجا ہے اور دیوبندیوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ مرثیے کے اس کفری شعر کے مقابلہ میں مدائح اعلیٰ حضرت کا یہ شعر پیش کیا ہے۔ ؎

شفا بیمار پاتے ہیں طفیل حضرتِ عیسےٰ
ہے زندہ کر رہا مردے عوام احمد رضا خاں کا

مرثیہ کے مقابلہ میں مدائح اعلیٰ حضرت کا پیش کرنا کتنی بڑی شرم کی بات ہے۔ مدائح کے قائلین عوام الناس ہیں۔ اہلِ سنت کے نزدیک مذہبی حیثیت سے ان کا قول معتبر نہیں اور مرثیہ تو تمہارے شیخ الہند کا ہے جن کے ہر قول پر دیوبندی ایمان لا چکے ہیں پھر مدائح سے مقابلہ کیسی شرمناک حرکت ہے۔ مگر بات یہ ہے علمائے اہلِ سنت میں سے کسی کا کوئی ایسا قول قیامت تک مل ہی نہیں سکتا۔ اس لیے عوام کے ہی قول کو لاتے ہیں اور وہ بھی محض عوام کو دھوکہ دینے کے لیے۔ کیا اس شعر میں بھی ہے۔ اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابنِ مریم، کیا اس میں بھی تقابل ہے

کیا اس میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کو اعلیٰحضرت کی مسیحائی دکھائی گئی ہے۔ اس اپنے کفری شعر کے مقابلہ میں ذکر کرتے ہوئے کچھ تو شرمائے ہوتے یاد رکھو سنی عوام اور بے علم کا کلام بھی توہین سے پاک ہوتا ہے۔ تم نے اس کا مقابل بنانے کے لیے شعر کا مطلب بگاڑا لفظ طفیل کو ایک ہی طرف لیا۔ طفیل حضرت عیسیٰ کا تعلق دونوں مصرعوں سے ہے اور مطلب صاف یہ ہے کہ بیماریوں کا شفا پانا اور مردے زندہ ہونا یہ دونوں کام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طفیل و صدقہ سے ہیں اور اس کا ظہور اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سعی و کوشش سے ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ مدائح کے اس شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف ہے مگر دیوبندیوں کو کیا سوجھے۔ ؎

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے

گنگوہی صاحب کے عبیدِ سود یوسفِ ثانی ہیں

؎ قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسفِ ثانی — مرثیہ ص۱۱

مرثیہ کے اس شعر میں مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کے کالے کالے بندوں کو یوسف ثانی کہا ہے مگر دیوبندی رہبر نے اس پر پردہ ڈالنے کے لیے بڑی حیرانی و پریشانی کے بعد توجیہ کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ عبید عبد کی جمع ہے اور عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں اور یوسف ثانی سے مراد حسین و جمیل ہے اور شعر کا مطلب ہے کہ گنگوہی صاحب کے خدام کالے بھی حسین و جمیل نظر آنے لگے

مقامع ملخصاً ص۲۶ .

جو شخص دیوبندی مذہب سے ناواقف ہو وہ شاید دھوکہ میں آ کر کہہ دے کہ یہ مطلب ہو سکتا ہے لیکن جو دیوبندی مذہب سے واقف ہے اس پر روشن ہے کہ دیوبندی کے اس شعر کا یہ مطلب قیامت تک نہیں ہو سکتا اس لیے کہ یہ مطلب تو اسبات پر موقوف ہے کہ عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہوں اور دیوبندی دھرم میں عبد کے معنی صرف عابد ہی کے ہیں . غلام اور خادم کے نہیں ورنہ عبد النبی ، عبد المصطفےٰ نام رکھنا جائز ہوگا جو دیوبندیوں کے نزدیک شرک ہے .

تقویۃ الایمان کے ص۹ پر ہے . جب اولاد ہوان کی (اماموں شہیدوں کی) نذر و نیاز کرے اپنی اولاد کا نام عبد النبی ، امام بخش ، پیر بخش رکھے . سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے . بہشتی زیور کے ص۴۶ پر علی بخش ، حسین بخش ، عبد النبی وغیرہ نام رکھنے کو شرک و کفر میں گنایا ہے اب پوچھو دیوبندی رہبر سے جب کہ عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں . تو عبد النبی نام رکھنا شرک کیسے ہوا . کیا تمہارے نزدیک نبی کا خادم اور غلام بننا شرک ہے . یہی تمہارا دین ہے . اسی پر مسلمانی کا دعویٰ ہے شرم نہیں آتی عبد الگنگوہی ، عبد التھانوی بننا جائز مانو اور عبد النبی کو شرک کہو . یہ نبی کی عداوت اور تھانوی کی حمایت نہیں تو اور کیا ہے . جب تمہارے نزدیک عبد النبی شرک ہے تو تم کس منہ سے کہہ سکتے ہو کہ عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں . تمہارا مذہب پکار رہا ہے کہ عبد کے معنی تمہارے مذہب میں بندۂ عابد کے ہیں لہٰذا شعر کا مطلب یہی ہوا کہ گنگوہی صاحب کے کالے کالے بندے یوسف ثانی ہیں یعنی دوسرے یوسف فرق صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اعلیٰ درجہ کے حسین و جمیل بندہ یوسف علیہ السلام

تھے اور گنگوہی صاحب کے کالے کالے ہی بندے یوسف ثانی ہیں .

لہٰذا المصباح الجدید کا الزام ثابت رہا اور اس کا جواب دیوبندی مذہب پر قیامت تک ممکن نہیں . پیر جماعت علی شاہ صاحب کے کسی مرید کے یہ دو شعر پیش کیے ہیں ؎

بظاہر مرجع بباطن مجلےٰ
تو ہمرنگ حرف خدا بن کے آیا
خدا تجھ میں دیکھا نبی تجھ میں پایا
تو آئینہ ہر ضیا بن کے آیا

دیوبندی رہبر کو ذرا عزت نہیں آتی . کہاں تمہارے شیخ الہند جن پر تم ایمان لا چکے ہو اور کہاں یہ بے چارے عوام جن کا قول اہل سنت کے نزدیک مذہبی حیثیت سے معتبر نہیں . یہ حرکت تمہیں کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے تاہم دونوں شعروں کا مطلب ظاہر ہے . یعنی آپ صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگے ہیں . اس لیے ظاہر و باطن دونوں آراستہ ہیں اور آپ میں جلوہ خدا اور جلوہ رسول نظر آتا ہے کیونکہ شاعر نے پیر صاحب کو آئینہ بتایا ہے اور آئینہ میں ذات کا آنا عقلاً محال ہے لہٰذا جلوہ ہی مراد لیا جائے گا .

گنگوہی صاحب بانئ اسلام کا ثانی ہیں

نمبر۳ علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی بانئ اسلام (خدا) کے ثانی ہیں چنانچہ دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب نے مرثیہ میں فرمایا ہے ؎

زباں پر اہل اہوا کے ہے کیوں اعل ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانئ اسلام کا ثانی

المصباح الجدید میں علمائے دیوبند کا یہی عقیدہ بیان فرمایا ہے مقامع الحدید

اگرچہ اس کے جواب میں لکھی گئی ہے مگر یہ عقیدہ چونکہ دیوبندیوں کا متفقہ ہے۔ اس لیئے رہبر صاحب نے مقامع الحدید میں اس سے انکار نہیں کیا بلکہ بہت سی آیتوں اور حدیثوں سے ثابت کیا کہ واقعی گنگوہی صاحب بانیٔ اسلام کے ثانی ہیں لہٰذا المصباح الجدید کی تصدیق ہوگئی رہا یہ کہ المصباح الجدید میں بانیٔ اسلام کے بعد ہلالین میں (خدا) لکھا ہے تو یہ کوئی اپنی ذاتی رائے نہیں بلکہ دیوبندی مذہب پر بانیٔ اسلام کی تفسیر ہے اور قائل چونکہ دیوبندی ہے لہٰذا شعر کا مطلب یہی ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی ثانی خدا عالم سے اٹھ گئے مگر رہبر صاحب اس پر بہت ہی بگڑے، بہت سی صلواتیں سنائیں لاحول بھی پڑھی اور یہ کہا کہ معلوم ہوتا ہے رضاخانی مذہب میں خدا بھی عالم سے اٹھ جاتا ہے۔ مقامع الحدید ص۲۱

رہبر صاحب کو یہ تو ہرگز نہیں معلوم ہوتا ہوگا مگر یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ غصہ میں آپ کے ہواس جاتے رہے۔ عوز تو کیا ہوتا۔

اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی

اس میں عالم سے اٹھنا بانیٔ اسلام کے لیئے ہے یا بانیٔ اسلام کے ثانی کے لیئے ہے۔ جب ثانی کے لیئے حکم ہے تو بانیٔ اسلام کے معنی خدا لینے سے خدا کا عالم سے اٹھنا کیوں لازم آیا۔ آپ کو آگے پیچھے کا کچھ خیال ہی نہ رہا۔ البتہ ثانی خدا (گنگوہی جی) عالم سے اٹھے اور اس سے خدا کا عالم سے اٹھنا لازم نہیں آتا۔ اس لیئے کہ تم خود کہتے ہو کہ ثانی اس شعر میں مماثل کے معنی میں نہیں صرف دوم کے معنی میں ہے لہٰذا اوصاف میں اشتراک ضروری نہ ہوا پھر خدا کا اٹھنا کیسے لازم آیا اور اگر مماثل کے معنی میں بھی ہو تو بھی تمہارے قول کی بنا پر جزئی مماثلت میں برابری لازم نہیں پھر بھی خدا کا عالم سے اٹھنا کسی طرح لازم نہیں آیا۔ تعجب ہے آپ کو یہ کیسے معلوم ہوگیا غالباً

اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو اپنا کہا یاد نہیں رہتا۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ پھر دیوبندی رہبر نے شعر کا مطلب بتاتے ہوئے کہا کہ، بانیٔ اسلام سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ثانی مماثل کے معنی میں نہیں بلکہ دوم اور دوسرے کے معنی میں ہے اور گنگوہی کی موت پر اُعل ہبل کا نعرہ بلند کیا گیا تھا لہٰذا شعر کا مطلب یہ ہوا کہ اہل باطل کی طرف سے جس طرح اعل ہبل کے نعرے اس وقت لگے تھے جب شیطان نے بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ ناپاک خبر اڑائی تھی اسی طرح آج ان ہبل پرستوں کی ذریت قبر پرستوں تعزیہ پرستوں وغیرہ کی زبان پر وہی ناپاک نعرہ ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نوع کا کوئی اور واقعہ پیش آگیا اور کوئی حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت شائد اس عالم سے اٹھ گیا کہ یہ باطل پرست اسی کی وفات کی خوشی میں شیطانی نعرے لگا رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس خاص معاملہ میں پہلے تھے اور حضرت مولانا گنگوہی دوسرے ہوئے بہرحال مولانا کے اس شعر کا مطلب یہی ہے۔ مقامع الحدید ص۲۲ دیوبندی نے اس مطلب کی بنیاد تین باتوں پر رکھی ہے۔ اول یہ کہ بانیٔ اسلام سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ دوسرے ثانی کے معنی دوم کے ہیں۔ تیسرے گنگوہی جی کی موت پر اعل ہبل کا نعرہ لگایا گیا تھا لہٰذا ان تینوں باتوں کے متعلق کچھ تفصیلی گذارش کروں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ دیوبندی مذہب پر شعر کا یہ مطلب قیامت تک نہیں ہو سکتا۔ اول سنیئے۔

آپ کہتے ہیں کہ بانیٔ اسلام کا اطلاق اصلی اور حقیقی معنی کے لحاظ سے حق تعالےٰ پر ہونا چاہیئے مگر اردو محاورات میں بطور مجازیہ اطلاق شائع و ذائع ہے۔ برابر اردو نظم و نثر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بانیٔ اسلام لکھا جاتا ہے۔ مقامع ص۲۱

جی ہاں لکھا جاتا ہے اردو نظم و نثر میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں حاضر و ناظر لکھا جاتا ہے اور یا رسول اللہ بھی لکھا جاتا ہے مگر اس سے آپ کو کیا واسطہ کیا فائدہ جو حضور کو باذنہ تعالےٰ دین میں مختار مانتے ہیں امت کی باگ حضور کے ہاتھ میں جانتے ہیں وہ حضور کو مجازاً بانیٔ اسلام کہتے ہیں آپ اپنے مذہب کو یاد کیجئے ذرا تھانوی صاحب سے پوچھئے اپنے دین ایمان کو دیکھئے تقویۃ الایمان پڑھیئے یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے
ص ۴۷

اس عبارت میں حضور کے بانیٔ اسلام نہ ہونے کی صاف تصریح ہے کہ شرع ان کا حکم نہیں بلکہ اس اعتقاد کو شرک بتایا ہے. تھانوی صاحب نے اپنے وعظ ذکر الرسول مطبع کان پور کے ص ۲۲ پر لکھا ہے کہ بانیٔ اسلام خدائے تعالےٰ ہے. پھر تم کس منہ سے حضور کو بانیٔ اسلام کہہ سکتے ہو. کیا تقویۃ الایمان کے منکر ہو گئے. تھانوی صاحب سے منحرف ہو گئے یا مجاز کی آڑ میں منکر بننا چاہتے ہو. تقویۃ الایمان پر ایمان رکھتے ہوئے اور تھانوی صاحب کو مانتے ہوئے تمہیں ماننا پڑے گا کہ حضور کو بانیٔ اسلام نہیں کہہ سکتے لہٰذا بانیٔ اسلام سے مراد خدا ہی ہوا اور مصباح الجدید میں جو بانیٔ اسلام کی تفسیر (خدا) کی ہے تمہارے مذہب پر صحیح درست ہوئی دوسرے لفظ ثانی کو یہاں دوم کے معنی میں بتایا یہ بھی محض غلط ہے یہ بھی نہ سمجھا کہ یہ گنتی اور شمار کا موقع نہیں. یہاں گنگوہی صاحب کی تعریف ہو رہی ہے ان کے مراتب کا اظہار ہے یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ نظام شریعت کو قائم کئے ہوئے تھے عالم میں توحید انہیں کے دم سے تھی جبھی

تو ان کے مرنے پر بقول تمہارے شرک کی نعرے بلند ہونے لگے اور ثانیٔ بانیٔ اسلام کی کم از کم یہ شان ہونا بھی چاہیئے اور اگر دوم کے معنی میں ہو تب بھی گنگوہی صاحب دوسرے بانیٔ اسلام ضرور ہو جائیں گے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ صرف گن کر چھوڑ دیا جائے کہ گنگوہی صاحب دوسرے کس بات میں دوسرے بانیٔ اسلام ہونے میں یعنی دوسرے بانیٔ اسلام اور بانیٔ اسلام تمہارے مذہب پر خدا کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا لہٰذا گنگوہی صاحب دوسرے خدا ہوئے اور اگر اپنے مذہب کو چھوڑ کر بانیٔ اسلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد تو گنگوہی جی کم از کم دوسرے رسول ہوتے

تیسرے یہ کہنا کہ گنگوہی صاحب کی موت پر اعل ہبل اعل ہبل کے نعرے بلند ہوئے یہ سفید جھوٹ ہے. ایسی ہی افترا بازی اور بہتان طرازی پر دیوبندی مذہب کا مدار ہے. ایسا صریح جھوٹ بولتے ہوئے ذرا تو شرماؤ کچھ تو غیرت کرو. دنیا جانتی ہے کہ اب نہ ہبل ہے نہ اس کے پوجنے والے. مصطفائی ہدایت کے انوار نے ہبل اور ہبل پرستوں کو خاک میں ملا دیا. اب دیوبندیوں کے دماغوں ہی میں ہبل کی یاد ہو تو ہو اس کے علو کے نقشے کھینچیں تو کھینچیں. دنیا میں کوئی اس کا پکارنے والا نہیں اس تفصیل نے روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا کہ دیوبندی رہبر نے جن تین باتوں پر شعر کے معنی کی بنیاد رکھی تھی وہ کذب و افترا غلط اور تھانوی و تقویۃ الایمانی حکم سے شرک ہیں اور یہ مطلب دیوبندی مذہب پر قیامت تک نہیں ہو سکتا لہٰذا شعر کا مطلب وہی ہوا جس کی طرف المصباح الجدید میں اشارہ فرمایا ہے یعنی گنگوہی صاحب ثانیٔ خدا عالم سے اٹھ گئے. اس تفصیل کے بعد اس نمبر کے رد میں اور کچھ لکھنے کی ضرورت نہ تھی. مگر بے دینوں کا طریقہ ہے کہ اپنے مدعائے باطل کی تائید میں عوام

کو دھوکہ دینے کے لیئے آیات واحادیث خراش تراش کیا کرتے ہیں، چنانچہ اس موقعہ پر بھی دیوبندی رہبر نے گنگوہی جی کو ثانی محمد بنانے کے لیئے آیتیں وحدیثیں کچھ اقوال لکھے ہیں لہٰذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق بھی کچھ وضاحت کر دوں۔

دیوبندی رہبر نے گنگوہی صاحب کو ثانی رسول بنانے کے لیئے یہ دعوٰے کیا ہے کہ کسی خاص معاملہ میں امتی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی کہنا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو امتی کا ثانی کہنا جائز ہے کیونکہ اس ثانویت میں مرتبہ کا لحاظ نہیں ہوتا صرف عددی نمبر کا لحاظ ہوتا ہے اسی پر آیت اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِى الْغَارِ اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے دو شعر جن میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصف ثانی اثنین مذکور ہے۔ نقل کئے اس کے بعد تفسیر کبیر کی یہ عبارت نقل کی ہے۔

دل ھذہ الاٰیۃ علی فضل ابی بکر رضی اللہ عنہ من وجوہ الرابع انہٗ تعالٰے سماہ ثانی اثنین فجعل ثانی محمد علیہ السلام حال کونہ فی الغار والعلماء اثبتوا انہ رضی اللہ عنہ کان ثانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی اکثر المناصب الدینیۃ

ترجمہ۔ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر چند وجوہ سے دال ہے۔
چوتھی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے آپ کو ثانی اثنین فرمایا پس بحالت رفاقت غار آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیا اور علمائے کرام نے ثابت کیا ہے کہ بہت سے دینی مراتب میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ثانی تھے۔

اس کے بعد کہا کہ اسی معنی کے لحاظ سے قرآن مجید میں حق تعالٰے کو رابع اور سادس یعنی چوتھا اور چھٹا کہا گیا ہے اس پر یہ آیت لکھ دی۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ ۔ مقامع الحدید ص۲۴

کیا نہیں معلوم کہ اللہ تعالٰے کو زمین و آسمان کی ساری کائنات کا علم ہے۔ جہاں بھی تین آدمی سرگوشی کرتے ہیں چوتھا وہاں خدا ہوتا ہے جہاں پانچ آدمی مل کر کانا پھوسی کرتے ہیں۔ وہاں چھٹا خدا ہوتا ہے۔

کیوں دیوبندی رہبر صاحب اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ اور ثانی اثنین اِذْ هُمَا فی الغار کے استعمال میں جب کوئی فرق نہیں دونوں صرف عددی نمبر میں مستعمل ہیں اور شعر میں بھی ثانی کے یہی معنی ہیں تو جس طرح اس شعر میں بانی اسلام سے حضور مراد ہے کر گنگوہی صاحب کو ثانی محمد بناتے ہو ثانی خدا کیوں نہیں کہتے اس تقدیر پر تو ثانی خدا کو ترجیح ہوگی۔ کیونکہ بانی اسلام اس صورت میں اپنے حقیقی معنی (خدا) میں مستعمل ہوگا اور نہ تھانوی صاحب کی مخالفت ہوگی نہ تقویۃ الایمان کا انکار۔ لہٰذا اس تمہارے استدلال سے پھر شعر کے وہی معنی ہوئے یعنی گنگوہی صاحب ثانی خدا عالم سے اٹھ گئے اور پھر المصباح الجدید کی تصدیق ہوئی ؎

دیکھیں تو جائیں گے وہ کہاں ہم سے بھاگ کر
منہ ڈھانپ کر جو مجلس یاراں سے چل دیئے

بے دین نیش زنی سے کسی جگہ باز نہیں آتے۔ مقبولانِ بارگاہ کی فضیلت کو دیکھ نہیں سکتے۔ آیت واشعار و تفسیر کبیر کا حرف حرف حضرت صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ کی فضیلت مخصوصہ پر روشن دلیل ہے مگر دیوبندی رہبر نے یہ کہہ کر (کہ اس میں مرتبہ کا لحاظ نہیں صرف عددی نمبر کا لحاظ ہے) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس خاص فضیلت کو یک قلم اڑا دیا حالانکہ تفسیر کبیر کی اسی عبارت میں مصرح ہے۔ دل ھذہ الآیۃ علی فضل ابی بکر بوجوہ یعنی بہت سی وجہ سے یہ آیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی دلیل ہے مگر جب محض گنتی و شمار ہے تو فضیلت کیسی اور جب فضیلت ہے اور وہ بغیر لحاظ مرتبہ ناممکن تو یہ کہنا کہ صرف عددی نمبر کا لحاظ ہے کیونکر درست ہوسکتا ہے لہٰذا تفسیر کبیر کی یہ عبارت دیوبندی رہبر کا رد ہے۔

اور اس سے بڑھ کر اس کے بعد کی عبارت تمہارے پرخچے اڑا رہی ہے جس کو تم نے خیانت و خباثت سے چھپا لیا اور نقل نہ کیا وہ یہ ہے۔

المراد هناك كونه مع الكل بالعلم
والتدبير وكونه مطلعًا على ضمير
كل واحد اما ههنا فالمراد بقوله
تعالٰى ثانى اثنين تخصيصه بهذه
الصفة فى معرض التعظيم۔

تفسیر کبیر جلد ۴ صـ ۴۳۸

یعنی آیت اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ وغیرہ سے مراد یہ کہ باری تعالےٰ علم و تدبیر میں بندوں کے ساتھ ہے اور ہر ایک کے دلی حال پر مطلع ہے اور یہاں ثانی اثنین سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تخصیص ہے اس صفت کے ساتھ محل تعظیم میں۔

ناظرین کرام تفسیر کبیر کی عبارت کو لاحظہ فرمائیں اس میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ دونوں آیتوں میں وہ بین فرق بتا رہے ہیں اول یہ کہ آیت

کریمہ ثانی اثنین اذ ھما فی الغار مقام تعظیم میں ہے دوسرے یہ آیت کریمہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک مخصوص فضیلت کا بیان ہے جس میں مرتبہ کا لحاظ لازم ہے اور دوسری آیت اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ میں مراد باری تعالےٰ کا ہر ایک کے احوال پر مطلع ہونا ہے۔ کسی کی خصوصیت اور فضیلت کا بیان مقصود نہیں کہ مرتبہ کا لحاظ ہو بلکہ صرف عددی نمبر کے لیئے ہے۔ اور دیوبندی رہبر کہتے ہیں کہ دونوں آیتوں میں ثانی کے ایک ہی معنی عددی نمبر کے ہیں لہٰذا تفسیر کبیر کی یہ عبارت بھی اس کا صریح رد ہے چونکہ دونوں آیتوں میں فرق نہ کر کے اپنے پیر گنگوہی کو ثانی محمد بنانا چاہا ہے لہٰذا تفسیر کبیر کی اس عبارت نے اس کے مدعائے باطل کے پرزے اڑا دیئے یہاں تک تو گنگوہی جی کو مثل خدا اور مثل رسول بنانے میں کچھ اول بدل اور ہیر پھیر کیا تھا مگر اب کھلے او صاف کہہ دیا کہ مماثلت مراد لینے پر بھی اعتراض نہیں پڑسکتا۔ کیونکہ ایک خاص حیثیت سے تشبیہ ہوگی اور اس قسم کی جزئی تشبیہ خود کلام الٰہی میں موجود ہے۔ مقامع الحدید مخصا صـ ۲۲۔

یعنی گنگوہی جی ایک خاص حیثیت سے مثل محمد ہیں اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ یہ قرآن مجید میں موجود ہے اور اس مدعا باطل پر آیت قل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ اور حدیث اِنّی انسی کما تنسون اور انی اوعك کما یوعك رجلان منکم نقل کی ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ دیوبندی اپنے مذہب سے مجبور ہے اس کا مذہب ہی نبی کی ہمسری اور برابری ہے۔ بے دیو ذرا بھی حیا نہیں آیت میں تواضع کی تعلیم ہے۔ حدیث میں تواضعًا فرمایا ہے تفسیر ابوالسعود میں آیت ان نحن الا بشر مثلکم کی تفسیر ہے۔ قالوہ تواضعًا وھضما النفسہ یعنی انبیاء علیہم السلام کا یہ فرمانا کہ ہم تمہارے مثل بشر ہیں یہ بطور تواضع اور طریق

کسرِ نفسی ہے اس سے مثلیت تراشتے ہو حضور کی بشریت بتاؤں۔ تو آنکھیں کھل جائیں آؤ کرو تو حضور کی بشریت میں مقابلہ۔ بشریت ہی میں مماثلت ثابت کرو۔ حضور کے جسم پاک کا سایہ نہ تھا۔ حضور کے جسمِ اطہر پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی۔ حضور کے جسم پاک کی خوشبو سے راستے مہک جاتے تھے۔ حضور کے پسینہ اور بول و براز میں مشک و عنبر کی خوشبو آتی تھی یہ سارے وصف حضور کی بشریت ہی کے ہیں جسم ہی سے متعلق ہیں ہے کچھ ان میں سے تم میں یا تمہارے گنگوہی میں ایک ہی وصف ہو تو آؤ۔ کرو برابری جب نہیں تو پھر کس منہ سے کہہ دیا کہ چونکہ یہ تشبیہ جزئی اور خاص حیثیت سے ہوگی۔ لہٰذا اس پر اعتراض نہیں کچھ تو غیرت کرو ذرا تو شرماؤ آیات و احادیث کو بے محل استعمال کرنے سے توبہ کرو۔ اس کے بعد دیوبندی نے مدائح کے دو شعر نقل کئے

تیری تعظیم ہے سرکار عرب کی تعظیم
تو ہے اللہ کا اللہ تعالےٰ تیرا
نائبیت یہ چاہتی ہے کہوں!
سیّد و دوسرا کی چادر ہے!

نادان نے اس پر کیا اعتراض سمجھا ہے اس میں اعلیٰحضرت کو بانیٔ اسلام کا ثانی کہاں کہا ہے۔ مثلیت کون سے لفظ سے نکلتی ہے اس سے مقابلہ کرنا اپنے عجز کا اقرار ہے۔ اعلیٰحضرت قدوس سرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ہی میں اپنا فخر سمجھا ہمیشہ اپنے کو عبد المصطفیٰ لکھا اور دنیا جانتی ہے کہ غلام کی تعظیم آقا کی تعظیم ہے اور علماء دین نائب رسول ہیں پھر اس پر کیا اعتراض ہے۔

دیوبندی کعبے میں پہنچ کر بھی گنگوہ جانے کا راستہ پوچھتے ہیں

ف دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب اپنے پیر گنگوہی صاحب کی مدح سرائی میں وہ کمال کر رہے ہیں کہ جمیع کمالات کو ان کے لیے ثابت کر رہے ہیں خواہ وہ کمال ممکن کا ہو یا واجب کا خالق کا ہو یا مخلوق کا مولوی محمود حسن صاحب کی نظر جس وصف پر پڑتی ہے۔ بے دریغ گنگوہی صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ گنگوہی صاحب کو مربی خلائق بنایا بانی اسلام (خدا) کا ثانی کہا اسی دھن میں تھے کہ بیت اللہ پر نظر پڑگئی دیکھا کہ کعبہ معظمہ خانہ خدا بڑی عظمت والا گھر ہے یہ عظمت وفضیلت بھلا گنگوہی صاحب کے لیے ثابت نہ ہوئی تو بات ہی کیا ہے اور جب وہ مربی خلائق و بانیٔ اسلام کے ثانی ہیں تو ان کا مکان بھی کعبۃ اللہ کی عظمت میں شریک ہوگا بلکہ اور چار ہاتھ بڑھ کر رہے گا۔ کیونکہ کعبہ معظمہ میں تو اہل ظاہر مسلمان باادب حاضر ہوتے ہیں اور اپنے شوق کو پورا کرتے ہیں مگر جو باطنی نظر رکھتے ہیں اور جام معرفت گنگوہی پی چکے ہیں۔ ان کی تسکین کعبہ معظمہ میں ہرگز نہیں ہوتی بلکہ کعبہ میں پہنچ کر بھی یہی چیخ و پکار ہے کہ ہائے گنگوہ کدھر ہے بتاؤ گنگوہ کدھر ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ گنگوہ کی عظمت و بزرگی عارفانِ گنگوہی کی نظر میں کعبہ شریف سے بہت بلند و بالا ہے اس مضمون کو مولوی محمود حسن صاحب نے مرثیہ کے اس شعر میں ادا کیا ہے۔ ؎

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق شوق عرفانی

اس پر المصباح الجدید میں تنبیہہ فرمائی کہ کعبہ معظمہ میں پہنچ کر بھی گنگوہی کی دھن لگی ہوئی ہے اسے دیوبندی عرفان کا نشہ اور گنگوہی معرفت کا

غمار نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔

دیوبندی رہبر سے اس کا جواب نہ بن پڑا تو اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے استدعا کی اور ملفوظات کی یہ عبارت نقل کی۔ سبع سنابل شریف میں ہے۔ ایک شخص کو سزائے موت کا حکم بادشاہ نے دیا۔ جلاد نے تلوار کھینچی۔ یہ اپنے شیخ کے مزار کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے جلاد نے کہا اس وقت قبلہ کو منہ کرتے ہیں فرمایا تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کو منہ کر لیا۔ اس کے بعد دیوبندی نے لکھا کہ خاں صاحب بریلوی اس واقعہ کو نقل فرما کر ارشاد فرماتے ہیں اور ہے بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں، خاں صاحب کی اس تقریر کی روشنی میں شیخ الہند کے شعر کا یہ مطلب ظاہر ہو گیا کہ کعبہ جو قبلہ اجسام تھا ہم وہاں گئے اور حق حاضری ادا کیا۔ اس کے بعد سینہ میں جو عرفانی ذوق اور روحانی شوق کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ اس کے بجھانے کے لیے شیخ طریقت اور قبلہ ارواح کی ضرورت ہوئی اور ہم اس کی تلاش میں چل دیئے۔ مقامع الحدید ص ۲۶۔

اولیاء کرام سے استمداد اہل سنت کے نزدیک درست اور ان کا مدد فرمانا حق بجانب ہے اور دیوبندی اسے شرک کہتے ہیں جس کی تفصیل نمبر ۶ میں آئے گی مگر اولیاء کرام باطل کی مدد نہیں فرماتے اسی لیے اعلیٰحضرت کا قول دیوبندی کو مفید نہ ہوا کیونکہ اعلیٰحضرت کے قول کا حاصل صرف یہ ہے کہ روح کی انجلاد ترقی کا باعث شیخ ہے اس لیے روح کی توجہ جسم سے جدا ہوتے وقت شیخ کی طرف ہوئی۔ اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ کعبہ میں جا کر گنگوہ کا وظیفہ پڑھا کرو۔ گنگوہ کا شور مچایا کرو۔ شعر کا یہ مطلب بتانا کہ کعبہ میں جا کر حق حاضری ادا کیا اور شیخ کی تلاش میں

چل دیئے) مولوی محمود حسن صاحب پر اتہام ہے اور ان کے کلام کو مسخ کرنا ہے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ ؎

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ

یعنی منا و مزدلفہ و عرفات جہاں جہاں گئے گنگوہی کی دھن میں رہے اور یہی وظیفہ زبان پر رہا۔ ہائے گنگوہ بتاؤ گنگوہ۔ کدھر ہے گنگوہ جبھی تو کہا۔

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ۔ کعبہ کو ذکر کیا اور باقی مقامات کو لفظ بھی سے گھیر لیا اور سارے مقامات مقدسہ پر گنگوہ کو فضیلت دی۔

ذرا انصاف سے کہنا کیا حق حاضری اسی طرح ادا ہوتا ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ان مقامات پر حاضری میں توجہ الی اللہ ہوتی ہے اور مخصوص دعائیں پڑھی جاتی ہیں مخصوص عبادتیں ادا کی جاتی ہیں اور تمہارے عارفوں کا ہر مقام پر یہی شور ہے ہائے گنگو بتاؤ گنگوہ کدھر ہے گنگوہ۔ کیا واقعی حق حاضری یونہی ادا ہوتا ہے کیوں اپنے شیخ الہند کے کلام کو خراب کرتے ہو ان کے شعر کا مطلب بالکل کھلا ہوا ہے وہ بآواز بلند کہہ رہے ہیں کہ اور تو اور عرفات و مزدلفہ و منا تو کیا چیز عارفوں کی نظر میں کعبہ معظمہ تو جچتا ہی نہیں۔ کعبہ میں بھی پہنچتے ہیں تو گنگوہی کی دھن لگی رہتی ہے گنگوہ کا وہ مرتبہ ہے کہ کعبہ نظر میں نہیں آتا پھر کہاں کا حق حاضری حق حاضری ادا کرنا ہو تو گنگوہ جاؤ۔ گنگوہی جی کی قبر کو کوہ طور بناؤ۔ تم موسیٰ بنو اور گنگوہی جی کو رب ارنی کی صدائیں سناؤ دیکھو یہی طریقۂ حاضری تمہارے شیخ الہند ادا کرتے ہیں ؎

تمہاری تربت انور کو دیکر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی

مرثیہ ص ۱۷

کچھ کھلی آنکھیں یہی تو ہے وہ دیوبندی معرفت کا نقشہ جسے المصباح الجدید میں اشارۃً بتایا تھا اس پر تم پردہ ڈالنا چاہتے ہو مگر. نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا. اور رہبر صاحب کو جس اردو پر ناز ہے بار بار لسے ذکر کرتے ہیں وہ بھی قابلِ ملاحظہ ہے. واہ واہ کیا فصاحت ہے کہوں ہوں" بھلا اس بیچارے سے شاعری کرنے کو کس نے کہا تھا.

دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب قبلہ حاجات میں

ﷺ مولوی محمود حسن صاحب نے جب اپنے پیر مولوی رشید احمد صاحب کو مربی خلائق مانا اور بانی اسلام کا ثانی کہا سارے کمالات کا جامع بتایا اس کو یہ بات لازم ہے کہ اپنی تمام ظاہری و باطنی ضرورتیں انہی سے وابستہ ہیں اور دینی و دنیوی تمام نعمتیں اور حاجتیں مولوی رشید احمد صاحب سے ہی طلب کریں. اسی لیئے مولوی محمود حسن صاحب بلا استثناء بالتفصیل ساری حاجتیں انہیں سے مانگ رہے ہیں. قبلہ حاجات روحانی و جسمانی انہی کو بتا رہے ہیں چنانچہ مرثیہ میں فرماتے ہیں ؎

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی

اس شعر میں مولوی محمود حسن صاحب اپنی ساری حاجتوں کا حاجت روا اور ساری مشکلوں کا مشکل کشا مولوی رشید احمد صاحب ہی کو بتا رہے ہیں. حاجتیں خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی. دینی ہوں یا دنیوی کھلی ہوں یا چھپی. جسمانی ہوں یا روحانی سب کا مشکل کشا اور قبلۂ حاجات انہی کو کہہ رہے ہیں اور فتاوٰی رشیدیہ میں لکھا ہے. سو غیر اللہ سے مدد مانگنا نبی ہو یا ولی شرک ہے. مولوی محمود حسن صاحب کے شعر اور فتاوٰی رشیدیہ کے اس حکم کو ملا کر بنظرِ انصاف دیکھو تو

تو نتیجہ دو امر میں منحصر ہے یا تو مولوی محمود حسن صاحب مشرک یا مولوی رشید احمد صاحب خدا. کیونکہ اگر مولوی رشید احمد صاحب کو غیر اللہ کہا جائے. تو ان سے مدد مانگ کر مولوی محمود حسن صاحب مشرک ہوتے ہیں اور اگر مولوی محمود حسن صاحب کو شرک سے بچاتے ہو تو مولوی رشید احمد صاحب کو ضرور خدا ماننا پڑے گا. المصباح الجدید میں دیوبندیوں سے یہی دریافت فرمایا ہے کہ بولو اپنے شیخ الہند کو مشرک کہتے ہو گنگوہی جی کو خدا مانتے ہو اس کا جواب تو دیوبندیوں سے قیامت تک نہیں ہو سکتا مگر رہبر صاحب اپنے مذہب و دیانت دونوں کو ہضم کر کے کچھ چالبازی کرنا چاہتے ہیں آپ لکھتے ہیں.

بے شک اللہ کے سوا کسی دوسرے سے حاجتیں طلب کرنا منافی توحید ہے لیکن اس سے ایسی حاجتیں مراد ہیں جیسے رزق مانگنا مقدمہ میں کامیابی کی درخواست کرنا وغیرہ جو شخص ایسی حاجتیں غیر اللہ سے طلب کرے وہ مشرک ہے لیکن ایسی حاجتیں جیسے نوکر کا آقا سے تنخواہ مانگنا. آقا کا ملازم سے کھانا طلب کرنا وغیرہ یہ شرک نہیں بقامع الحدید ملخصاً ص ۲۶، ۲۷.

اس کے بعد لکھا ہے. اور مطلب شعر کا یہ ہے کہ جس مرشد سے ہم امور روحانیہ و جسمانیہ میں استفادہ کیا کرتے تھے افسوس وہ دنیا سے چلا گیا. حاجتوں کی دو قسمیں کر کے ایک قسم کی حاجتیں غیر اللہ سے مانگنا شرک اور دوسری قسم کو جائز قرار دینا دیوبندی مذہب پر ہرگز درست نہیں ہو سکتا. اول تو مولوی محمود حسن صاحب کے شعر میں ان چیزوں اور ان چیزوں کی تخصیص کہاں ہے اس میں تو انتہا درجہ کی تعمیم ہے حوائج جمع ہے اور وہ بھی منتہی الجموع اس کی اضافت دین اور دنیا دونوں

جہاں کی طرف ہے. لہٰذا مطلب یہ ہوا دونوں جہان کی جمیع حاجتیں خواہ روحانی ہوں یا جسمانی چھوٹی ہوں یا بڑی. کھلی ہوں یا چھپی سب کے دینے والے پورا کرنے والے گنگوہی صاحب ہی ہیں کیونکہ معانی کا مسئلہ ہے کہ جمع کی اضافت استغراق کا فائدہ دیتی ہے. رہبر صاحب تم اگر اس مسئلہ سے ناواقف ہو تو کیا تمہارے نزدیک تمہارے شیخ الہند بھی نہ جانتے ہوں گے. شیخ الہند کو ایسا نادان سمجھا ہے خلافِ قاعدہ ان کے شعر میں کتر بونت کرتے ہو. اس قاعدہ کی رو سے شعر میں عموم ہے یعنی ہر قسم کی حاجت کے قبلۂ حاجات اور ہر مشکل کے مشکل کشا گنگوہی صاحب ہی ہیں.

دوسرے فتاوئے رشیدیہ کی مذکورہ بالا عبارت میں کہاں تخصیص ہے اس میں مطلقاً غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک بتایا ہے. لہٰذا مرثیہ کے شعر میں جن حاجتوں کا قبلہ بھی مولوی رشید احمد کو کہا شرک ضرور ہوا. رہبر صاحب آپ نے جو حاجتوں کی دو قسمیں کر کے ایک قسم کی حاجتوں کو غیر اللہ سے مانگنا جائز بتا دیا اور حال میں آکر کہہ دیا کہ بہر حال اہلِ سنت جن حاجتوں کو غیر اللہ سے طلب کرتے ہیں وہ وہی ہیں جن کا تعلق انسانوں سے کر دیا ہے.

بات تو ٹھیک ہے اہلِ سنت ایسا ہی کرتے ہیں مگر آپ کو اس سے کیا علاقہ آپ تو دیوبندی ہیں. آپ اہلِ سنت کی سنت پر کیوں منہ مارتے ہیں. آپ تو اپنے ایمان کو یاد کیجئے. دیوبندی مذہب میں تو ہر قسم کی حاجت غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے. آپ کے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے یعنی اللہ کو دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہ سمجھے کہ بڑے بڑے کام تو آپ کرتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کام اور نوکروں چاکروں کے حوالہ کر دیتے ہیں. سو لوگوں کو چھوٹے چھوٹے کاموں میں ان کی التجا کرنی ضرور

پڑتی ہے. سو اللہ کے یہاں کا کارخانہ یوں نہیں بلکہ وہ ایسا قادرِ مطلق ہے کہ ایک ہی آن میں کروڑوں کام چھوٹے اور بڑے درست کر سکتا ہے اور اس کی سلطنت میں کسی کی قدرت نہیں سو چھوٹی چیز بھی اسی سے مانگنا چاہیئے کیونکہ اور کوئی نہ چھوٹی چیز دے سکتا ہے اور نہ بڑی. تقویۃ الایمان صـ ۲۵ تا ۲۶.

دیکھا رہبر صاحب تمہارا ایمان کہہ رہا ہے کہ چھوٹی بڑی ہر چیز دینا خدا کے ساتھ مختص ہے لہٰذا کوئی چیز بھی ہو غیر اللہ سے مانگنا شرک ضرور ہو گا. اب تم شعر کا کچھ بھی مطلب بیان کرو تمہارے ایمانی فتوے کی رو سے یا تمہارے شیخ الہند مشرک ہوئے یا گنگوہی جی کو خدا کہو. بولو کیا کہتے ہو یہی تو المصباح الجدید کا مطالبہ ہے. وہ اس کا جواب اس کے بعد مدائح کے چند شعر نقل کر کے کھسیانی بلی کھمبا نوچے کا مصداق بنا. اشعار میں اعلیحضرت قدس سرہٗ سے استمداد ہے اور اہلِ سنت کے نزدیک مقبولانِ بارگاہ سے استمداد جائز ہے اس پر دلائل قاہرہ قائم ہیں. اسکے جواز و ثبوت میں تصنیفات کثیرہ موجود ہیں. مَیں یہاں صرف علامہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کرتا ہوں. جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے. اہلِ سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ مقبولانِ بارگاہ باذنہٖ تعالےٰ دونوں جہاں کی مشکلیں حل کرتے ہیں. دین و دنیا کی مصیبتیں دور فرماتے ہیں. بڑی سے بڑی مشکل میں مدد فرماتے ہیں.

جب کہ مشائخ صوفیہ اپنے متبعین و مریدین پر دنیا و آخرت کے تمام احوال اور سختیوں میں نظر فرماتے یعنی مدد کرتے ہیں تو ائمہ دین کا کیا	اذاکان مشائخ الصوفیة یلاحظون اتباعھم ومریدیھم فی جمیع الاحوال والشدائد فی الدنیا والآخرة فکیف بائمة المذاھب

الذین ھم اوتاد الارض وارکان الذین وامناء الشارع علیٰ امتہ رضی اللہ عنھم اجمعین	کہنا وہ تو زمین کی میخیں اور دین کے ارکان اور شارع علیہ السلام کے امین ہیں امت پر۔

میزان شریعۃ الکبریٰ ص۵۰۔

اکابرین و آئمہ دین کی ان تصریحات کے باوجود مدائح کے ان اشعار پر اعتراض کرنا بے بصیرتی اور کوری نابینائی ہے۔

گنگوہی صاحب سارے جہان کے مخدوم ہیں

۷۔ دیوبندی مذہب میں بلا استثناء سارے جہاں کا مخدوم اور تمام عالم کا متاع گنگوہی صاحب ہیں۔ مرثیہ کے پہلے ہی صفحہ پر لکھا ہے۔ حضرت عالی ماوائے جہاں مخدوم الکل متاع العالم جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی المصباح الجدید میں اسی کو بتایا ہے کہ علماء دیوبند کے نزدیک سارے جہان کے مخدوم گنگوہی صاحب ہیں سارا عالم انہیں کی اطاعت کرتا ہے۔ دیوبندی مجیب اس پر بہت ہی بگڑے بنے خوب اچھلے کودے بہت طعن و تشنیع کی۔ مدرسہ مصباح العلوم کو چھوٹا سا بتادیا۔ مصنف المصباح الجدید کی تنخواہ میں ساڑھے تین روپیہ اضافہ کی درخواست کر بیٹھے بات یہ ہے کہ المصباح الجدید وہ کتاب ہے جس نے دیوبندیوں کو بدحواس کر دیا ورنہ سب جانتے ہیں کہ مصباح العلوم وہ عالیشان دارالعلوم ہے کہ ضلع اعظم گڑھ کے تمام دیوبندی مولوی اس کے طلبہ سے بھی مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے اور یہ آپ کی عالی ہمتی اتنے بڑے اضافہ کی درخواست کر بیٹھے۔ ساڑھے تین روپیہ ماہوار پر تو دیوبند کے فارغ التحصیل جس قدر چاہیں ملازم رکھ سکتے ہیں پھر اتنا اضافہ تم کیوں کراتے ہو۔ خیر اس لغویت کے بعد یہ معارضہ پیش کیا۔

مدائح اعلیٰ حضرت فتاوائے رضویہ وغیرہ کے لوح کے صفحہ پر آپ کے اعلیحضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب کو شیخ الاسلام والمسلمین لکھا گیا ہے اور آپ کی منطق کے لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تمام مسلمانوں کے شیخ اور مسلمین میں صدیق اکبر فاروق اعظم سے لے کر قیامت تک کے مسلمان بلکہ انبیاء علیہم السلام بھی شامل ہیں۔ اب آپ کی منطق کے لحاظ سے مولوی احمد رضا خاں صاحب ان سب کے شیخ اور امام ہوں گے۔

مقامع الحدید ملخصاً ص۲۹۔

ناظرین کرام بنظرِ انصاف ملاحظہ فرمائیں۔ دیوبندی مجیب کا یہ معارضہ دو جہالتوں پر مبنی ہے اول تو شیخ الاسلام والمسلمین اور مخدوم الکل میں فرق نہ معلوم ہونا دوسرے مذہب اہل سنت و دیوبندیت میں امتیاز نہ کرنا تعجب ہے کہ دیوبندی مجیب اپنے کو رہبر کہلاتے ہیں اور ایسے عام اور کثیر الاستعمال الفاظ کا فرق نہیں جانتے اور لطف یہ کہ تصنیف کے خواب دیکھتے ہیں، دیوبندی مذہب سے ناآشنا اور طرہ یہ کہ دیوبندی ہونے پر فخر کرتے ہیں

سنیئے ہم آپ کو شیخ الاسلام والمسلمین اور آپ کے مخدوم الکل کا فرق بتائیں۔ اول یہ کہ شیخ الاسلام سلطنت اسلامیہ میں علمائے اعلام و مفتیان عظام کے لیئے ایک ممتاز عہدہ رہا ہے اور ترکستان میں اب تک تھا اسی لحاظ سے ممتاز علماء کو اس لقب سے ملقب کیا گیا ہے اور مخدوم الکل نہ کسی عہدہ کا نام ہے نہ کسی مخصوص شئے کا اسم بلکہ وہ ہمیشہ عموم ہی کے لیئے استعمال ہوتا ہے پھر اس سے معارضہ کیوں کر صحیح ہوگا۔

دوسرے یہ کہ شیخ الاسلام والمسلمین میں مسلمین جمع ہے جمع معرف بالام اگرچہ الفاظ عموم سے ہے مگر کل اور جمع میں زمین و آسمان

کا تفاوت ہے۔ جمع عموم میں محکم نہیں اور کل عموم میں محکم ہے۔ قال فی التوضیح ومنہا (ـے الفاظ العموم) کل وجمیع وھما محکمان فی عموم ما دخلا علیہ بخلاف سائر ادوات العموم اور انہیں سے یعنی الفاظ عموم سے کل اور جمیع ہے اور وہ دونوں اپنے مدخول کے عموم میں محکم ہیں بخلاف تمام الفاظ عموم کے کہ وہ محکم نہیں۔ جمع معروف باللام کی تو جمعیت ہی ساقط ہے اس کا اطلاق تو ایک فرد پر بھی ہوتا ہے قال فی نور الانوار حتی یسقط اعتبار الجمعیۃ اذا دخلت علی الجمع یہاں تک کہ ساقط ہو جاتا ہے۔ اعتبار جمعیت کا جب کہ داخل ہو۔ جمع پر الف لام۔ اصول کے اس مسئلہ کی تصریح کے باوجود معارضہ کیونکر صحیح ہوگا۔ اپنا مذہب بھی سنئے اور یاد کر لیجئے۔

دیوبندی مذہب میں کسی کی تعریف میں الفاظ بڑھا کر بولنا مبالغہ کرنا ہرگز جائز نہیں آپ کے ایمان میں لکھا ہے۔ اور یہ جو شاعر لوگ پیغمبر خدا کی تعریف میں یا اور انبیاء و اولیا یا بزرگوں کی یا پیروں کی یا استادوں کی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں اور حد سے گزر جاتے ہیں اور خدا کے سے اوصاف ان کی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں اور پھر یوں کہتے ہیں کہ شعر میں مبالغہ ہوتا ہے یہ سب بات غلط ہے کہ پیغمبر خدا نے اس قسم کا شعر اپنی تعریف کا انصار کی چھوکریوں کو گانے بھی نہ دیا۔ پہ جائیکہ عاقل مرد اس کو کبھی یا سن کر پسند کرے۔ تقویۃ الایمان ص ۱۹۔

دیکھا کتنی تصریح ہے کہ انبیاء، اولیاء، بزرگوں، استادوں کی تعریف میں حد سے گزرنا، مبالغہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔ تعریف میں مبالغہ کرنے والے اور سننے والے دونوں کو نامعقول لکھا ہے۔ رہا یہ کہ تقویۃ الایمان کا یہ حکم صحیح ہے یا غلط اس کی تردید میں علماء اہل سنت کی تصنیفات کثیرہ ہیں مگر تمہارا تو وہ ایمان ہے۔ گنگوہی جی تو ہن کو عین ایمان بتا گئے لہٰذا

لہٰذا تمہارے لئے حجت قاطع ہے باوجود اس حکم کے پھر آپ کس منہ سے کہہ رہے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین کرام نے اسی سے جواب بھی سمجھ لیا ہوگا واقعہ یہ کہ مدح کے موقعہ پر جو اس قسم کے عموم کے صیغے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان سے عموم حقیقی مقصود نہیں ہوتا۔ مقامع الحدید ص ۲۹۔

عموم حقیقی کے صیغے استعمال کئے جائیں اور عموم حقیقی مراد نہ لیا جائے یہی تو مبالغہ ہے جو دیوبندی مذہب میں شان انبیاء و اولیاء تک میں جائز نہیں کیا گنگوہی صاحب اس سے مستثنیٰ ہیں تو انبیاء علیہم السلام سے تمہارے نزدیک گنگوہی جی کا مرتبہ بالا ہوا۔ اور اگر مستثنیٰ نہیں تو پھر عموم حقیقی ہی مراد بھی ہے۔ لہٰذا گنگوہی صاحب دیوبندیوں کے نزدیک بلا استثناء سارے عالم کے مخدوم اور بغیر انقطاع کل ماسوی اللہ کے مخدوم و مطاع ہوئے۔ اہل سنت کے نزدیک چونکہ تعریف میں مبالغہ جائز ہے۔ عموم کا صیغہ بول کر خصوص مراد لے سکتے ہیں۔ حالانکہ جمع عموم میں محکم نہیں لہٰذا شیخ الاسلام والمسلمین وغیرہ سے کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

دیوبندی مجیب معترض بن کر سوال کرتے ہیں سوال کیا کرتے ہیں بلکہ ؎ آنچہ انسان می کند بوزینہ ہم۔ آپ کہتے ہیں کہ اخیر میں ہم رضاخانی دوستوں سے ایک سوال اور کرتے ہیں۔ آپ کے اعلیٰحضرت کے چھوٹے صاحبزادے مولوی مصطفےٰ رضا خاں صاحب کے نام کے ساتھ ان کی تصانیف وقعات السنان ادخال السنان وغیرہ کے پہلے صفحہ پر آل الرحمٰن لکھا ہوا ہے جس کے صاف معنی خدا کی اولاد کے ہیں تو کیا واقعی رضاخانی حضرات ان کے باپ مولوی احمد رضا خاں صاحب کو خدا بھی سمجھتے ہیں۔ اور کیا ہم یہ سمجھیں کہ بریلی میں قادیان سے بھی بڑھ گئی۔ مقامع الحدید ص ۲۹، ۳۰۔

دیوبندیو ہوش سنبھالو مرزا قادیانی کو تمہیں نے بڑھایا ہے تم نے پہلے نبوت کا دروازہ کھولا ہے تمہارے پیشوا قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں ختم نبوت بمعنی ختم زمانی کا انکار کیا۔ بعد زمانۂ حضور اقدس بلکہ حضور کے زمانہ میں بھی نبی ہونا ممکن بتایا تم نے ممکن بتایا۔ مرزا قادیانی نے اسے بالفعل کر دکھایا وہ تمہاری ہی کمائی کو لے اڑا ابھی اس سے جلتے الجھتے ہو اور اس کو کیوں یاد کرتے ہو تمہارے تھانوی جی بھی تو اپنے کلمہ پڑھنے والے تھانوی جی پر درود بھیجنے والے کو تسلی دے دیکر لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھواتے ہیں جس کا مفصل واقعہ خود تمہارے تھانوی جی نے اپنے رسالہ الامداد[1] ۱۳۳۶ھ میں شائع کیا ہے۔ تم تھانوی جی کا کلمہ پڑھو۔ گنگوہی جی کو مربی خلائق اور بانی اسلام (خدا) کا ثانی کہو۔ اسی منہ سے توحید کا دعوے اور اہل سنت پر اعتراض کرتے ہو شرم نہیں آتی۔

آل الرحمن پر اعتراض تھانوی خبث باطنی کا نتیجہ ہے۔ آل کے معنی پیرو و مطیع منتخب اللغات وغیرہ کتابوں میں لکھے ہیں اور آل کی اضافت رحمن کی طرف اسی معنی کو معین کر رہی ہے لہذا آل الرحمن کے حقیقی معنی مطیع الرحمن ہیں۔ مطیع الرحمن پر تمہارا اعتراض ہے اور کیوں نہ ہو تمہارے نزدیک تو واجب الاطاعت گنگوہی صاحب ہی ہیں۔ خدا کی اطاعت رسول کی اطاعت تمہارے نزدیک سب بے کار ہے جب تک گنگوہی کے سامنے سر نہ جھکائے۔ اسی لئے تو گنگوہی صاحب کو متاع العالم مخدوم الکل پکارتے ہو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

نمبر ۸۔ علمائے دیوبند مولوی رشید احمد صاحب کو مربی خلائق جانتے ہیں بانی اسلام کا ثانی مانتے ہیں جس کا ثبوت ۱ و ۲ میں گزرا لہذا

[1] رسالہ الامداد مکتبہ فریدیہ سے حاصل کریں

ان کی صفات کو بھی مثل صفات الہی مانتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر جاتے ہیں کیونکہ قضائے الہی کی دو قسمیں ہیں ایک قضائے مبرم دوسری قضائے معلق۔ قضائے مبرم وہ حکم الہی ہے جو کسی کے ٹالے نہ ٹلے کسی دعا و التجا وغیرہ سے رد نہ ہو۔ اور قضائے معلق وہ حکم الہی ہے کہ کسی امر پر اس کی تعلیق ہے وہ حکم الہی دعا وغیرہ سے رک جاتا ہے یعنی حکم الہی دو قسم کا ہے ایک دعا وغیرہ سے رک جاتا ہے دوسرا نہیں رکتا مگر مولوی رشید احمد صاحب کے متعلق علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ ان کا ہر حکم قضائے مبرم ہی ہے کوئی حکم بھی کسی کے ٹالے نہیں ٹل سکتا۔ کسی تدبیر سے بھی نہیں رک سکتا چنانچہ دیوبندیوں کے۔ شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب مرثیہ کے صفحہ ۳۱ پر لکھتے ہیں۔ ؎

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا تھا سیف قضائے مبرم

یعنی گنگوہی صاحب کا ہر حکم قضائے مبرم کی تلوار ہے اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کا حکم حکم الہی سے بھی بڑھا ہوا ہے اسی کی طرف المصباح الجدید میں اجمالا اشارہ فرمایا ہے اس کا جواب تو دیوبندیوں سے نہ ہو سکا اور ہوتا بھی کیا مگر صاحب مقامع الحدید نے سمجھ رکھا ہے کہ مجیب آں باشد کہ خاموش نہ شود۔ لہذا آپ یہ جواب دیتے ہیں آپ کے اعلیٰحضرت کا بھی حکم ایسا ہی ہے ملاحظہ ہو حدائق اعلیٰحضرت ؎

تو نے جو کچھ کہا شاہ احمد رضا
وہ ہوا پر ہوا شاہ احمد رضا

مقامع الحدید صفحہ ۳۰

یہ اعتراض کا جواب تو ہرگز نہیں البتہ علم و حیا کو جواب ہے۔ بس

شعر میں تو یہ ہے کہ اے مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب آپ کی تمام پیشین گوئیاں حق ہوئیں۔ آپ کا فرمانا صادق ہوا مثلاً گنگوہی صاحب کا نابینا ہونا۔ تھانوی صاحب کا تابِ مناظرہ نہ لانا کبھی مقابلہ میں نہ آنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس میں نہ کہیں حکم کا ذکر ہے نہ قضائے مبرم کا تذکرہ چہ جائیکہ قضاء مبرم کی تلوار پھر یہ کہنا کہ آپ کے اعلیٰحضرت کا بھی حکم ایسا ہی ہے کیسی کوری نابینائی ہے جس کو سرمہ وغیرہ سے تو فائدہ ہو نہیں سکتا۔ اس کو گنگوہی مسیحائی کی ضرورت ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو دکھا دکھا کر فخر کیا کرتے ہیں جس کا مفصل ذکر ص۲ میں گزرا۔

دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب کی غلامی تمغۂ مسلمانی ہے۔

۱۹ علماء دیوبند کے نزدیک مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی غلامی کا داغ مسلمانی کا تمغہ ہے چنانچہ مولوی محمود حسن صاحب مرثیہ ص۶ پر لکھتے ہیں ؎

زمانے نے دیا اسلام کو داغ اسکی فرقت کا
کہ تھا داغ غلامی جس کا تمغۂ مسلمانی

اس پر المصباح الجدید میں یہ مواخذہ فرمایا کہ مولوی رشید احمد صاحب کی غلامی کا داغ جب مسلمانی کا تمغہ ہوا تو جو ان کا غلام بنا اسی کو یہ تمغہ ملا اور جس نے ان کی غلامی نہ کی اس تمغہ سے محروم رہا لہٰذا دیوبندی یا تو تمام صحابہ و تابعین و آئمہ مجتہدین و اولیاء کاملین کو مولوی رشید احمد کا غلام مانتے ہوں گے یا ان تمام مقبولان خدا کو مسلمانی کے تمغہ سے خالی جانتے ہوں گے یہ مواخذہ دیوبندیوں کے مسلمہ اصول پر مبنی ہے جو تمام اکابر و اصاغر دیوبندیہ کو تسلیم ہے اور اس سے ہزارہا امور خیر کا دروازہ بند کیا ہے۔ وہابیہ دیوبندیہ کا وہ مسلمہ اصول یہ ہے کہ کسی لفظ سے عام

معنی سمجھے جاتے ہوں اور متکلم نے اسی جگہ صراحۃً تخصیص نہ ذکر کی ہو تو اس کی تخصیص ہرگز نہیں ہو سکتی نہ قرینے سے نہ عقل نہ اسی متکلم کے دوسرے کلام سے۔ اسی اصول سے اولیاء کرام کی طرف منسوب کردہ شے کو حرام و شرک بتایا ہے۔ زندہ جانوروں کو صرف کسی نبی یا ولی کی طرف منسوب کر دینے سے تقویۃ الایمان میں حرام و شرک لکھا ہے اور اسی اصول کو لے کر آیت اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ سے استدلال کیا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ او فسقا اھل لغیر اللہ بہ۔ ترجمہ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام میں یا گناہ کی چیز کہ مشہور کی گئی ہو اللہ کے سوا اور کسی کی کر کے ف یعنی جیسے سور اور لوہو اور مردار ناپاک و حرام ہے۔ ایسا ہی وہ جانور بھی ناپاک اور حرام ہے کہ خود گناہ کی صورت بن رہا ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کا ٹھہرایا اس آیت سے معلوم ہوا کہ جانور کسی مخلوق کے نام کا ٹھہرانے وہ جانور حرام ہے اور ناپاک۔ اس آیت میں کچھ اس بات کا مذکور نہیں کہ اس جانور کے ذبح کرتے وقت کسی مخلوق کا نام لیجئے جب حرام ہو بلکہ اتنی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا کہ یہ گاؤ سید احمد کبیر کی ہے یا بکرا شیخ سدو کا ہے۔ سو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ پھر کوئی جانور ہو مرغی یا اونٹ کسی مخلوق کے نام کا کر دیجئے ولی یا نبی کا باپ کا یا دادے کا۔ بھوت کا یا پری کا وہ سب حرام ہے اور ناپاک اور کرنے والے پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ تقویۃ الایمان ص۲۹

آیت کا ترجمہ صحیح یہ ہے یا بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر اللہ کا نام لیا ہو۔ قرینہ بھی اسی پر دال ہے کہ اس کو فسق فرمایا۔ عقل بھی اسی معنی کی تخصیص کرتی ہے کیونکہ زندہ جانور پر تو ہزاروں مرتبہ غیر اللہ کا نام لیا جاتا ہے اگر زندہ جانور پر غیر اللہ کا نام لینا اس کو حرام

کر دے تو کوئی جانور حلال نہیں رہ سکتا. قرآن مجید نے خود دوسری آیتوں میں اس معنی کی تائید فرمائی ارشاد فرمایا فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ. یعنی جس جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام ذکر کیا گیا اسے کھاؤ اگر تم مومن ہو. اسی واسطے مفسرین کرام نے تخصیص کر کے آیت کے یہی معنی بیان فرماتے تفسیر احمدی میں اسی آیت کی تفسیر میں ہے. او الفسق الذی ذبح بہ لاسم غیر اللہ مثل اللات والعزیٰ یعنی فسق وہ جانور ہے جو ذبح کیا ہو غیر اللہ کا نام لے کر مثل لات وعزیٰ کے تفسیر جلالین میں ہے فسقا اھل لغیر اللہ بہ ای ذبح علی اسم غیرہ یعنی وہ جانور حرام ہے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو. تفسیر ابو السعود میں ہے. ای ذبح علی اسم الاصنام یعنی حرام وہ جانور ہے جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو. کفار کا طریقہ تھا کہ جانوروں کے ذبح کے وقت بتوں کا نام لیتے یوں کہتے باسم اللات والعزیٰ آیت میں اس کو حرام فرمایا. مفسرین ذبح ہی کے ساتھ خاص کر رہے ہیں مفسرین کی ان تصریحات کو اسمٰعیل دہلوی نے صرف اسی مذکورہ اصول سے رد کیا ہے چنانچہ کہا. کہ اس آیت میں کچھ اس بات کا مذکور نہیں کہ اس جانور کے ذبح کرنے کے وقت کسی مخلوق کا نام لیجئے جب حرام ہو بلکہ اتنی ہی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا کہ یہ گاؤ سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے سو وہ حرام ہو جاتا ہے. تقویۃ الایمان صفحہ ۲۹

غور کیجئے کہ آیت میں وقت ذبح غیر اللہ کا نام پکارنے کی تخصیص پر قرینہ موجود. عقلی تخصیص موجود. دوسری آیتوں میں تائید موجود. مفسرین کرام کی تصریحات موجود مگر چونکہ تخصیص اسی آیت میں

مذکور نہیں اس لیے مولوی اسماعیل صاحب کے نزدیک یہ سب باتیں غیر معتبر ہیں اور ہرگز تخصیص نہیں ہو سکتی.

رہبر صاحب تقویۃ الایمان پر تو سارے دیوبندی کنبہ کا ایمان ہے پھر جس اصول سے استدلال کیا ہے اس کا انکار دیوبندی کیسے کر سکتے ہیں لہٰذا یہ اصول بھی دیوبندیوں کو مسلم ہوا کہ جب تک اسی جگہ تخصیص صراحۃً مذکور نہ ہو ہرگز تخصیص نہیں ہو سکتی اگرچہ قرینہ موجود ہو. عقلی تخصیص پائی جائے متکلم کا دوسرا کلام تخصیص پر دلالت کرے. اب اس اصول کے تحت میں مرثیہ کا وہ شعر لائیے اور پھر دیکھیے کہ المصباح الجدید کے اعتراض کا ایک ایک حرف تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا.

زمانہ نے دیا اسلام کو داغ اسکی فرقت کا
کہ تھا داغ غلامی جس کا تمغائے مسلمانی

اس شعر میں گنگوہی صاحب کی غلامی کے داغ کو مسلمانی کا تمغہ قرار دیا ہے جو باعتبار عموم لفظ کے ہر زمانہ اور ہر طبقہ کے مسلمانوں کو شامل ہے اور یہ مذکور نہیں کہ وہ انہیں کے زمانہ کے لیئے خاص ہے یا ان کے مریدوں اور شاگردوں کے ساتھ مختص ہے لہٰذا تمہارے اصول پر لازم و ضروری ہے کہ مسلمانی کا تمغہ اسے ہی ملے جو تمہارے گنگوہی صاحب کی غلامی کے داغ سے داغا گیا ہو ورنہ مسلمانی کے تمغہ سے محروم رہے اب تمہیں بتانا پڑے گا کہ صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کو گنگوہی جی کا غلام مانتے ہو یا تمغہ مسلمانی سے خالی جانتے ہو. دونوں میں سے ایک بات ضرور ہو گی. یہ تمہارا ہی وہ ایمانی اصول جاری کیا ہے جس سے تم نے سنی مسلمانوں کو کافر مشرک بنایا ہے.

تعجب ہے کہ آپ رہبر بنتے ہیں اور آپ کو المصباح الجدید بھی

نظر نہیں آتی۔ المصباح الجدید میں ہے یا ان تمام مقبولان خدا کو مسلمانی کے تمغہ سے خالی جانتے ہیں مگر آپ نے اعتراض نقل کیا تو یہ لکھ دیا۔ پس جن مسلمانوں کو ان کی غلامی حاصل نہیں ہوئی جیسے صحابہ و تابعین وغیرہ وہ سب دیوبندیوں کے نزدیک مسلمان ہی نہیں۔ مقامع الحدید صـ۳۰۔ شکایت کس سے کریں۔ دیوبندی رہبر ایسے ہی ہوتے ہیں کذب وافترا ان کی غذائے روحانی ہے۔

دیوبندیو اس اپنے ایمانی اصول کو باقی رکھتے ہوئے المصباح الجدید کے الزام کو قیامت تک نہیں اٹھا سکتے البتہ اگر اس سے توبہ کرلو اور تقویۃ الایمان کے منکر ہو جاؤ تو ہو سکتا ہے مگر یہ تو تمہارا ایمان ہے۔ ایمان سے کہیں توبہ ہوتی ہے۔ رہبر صاحب اپنے اس ایمانی اصول کو باقی رکھتے ہوئے اس شعر کا یہ مطلب آپ کیسے بیان کر رہے ہیں کہ گنگوہی جی چونکہ وسیع المناقب تھے۔ اس لیے آپ کے خدام ومتوسلین میں جو لوگ داخل ہوتے وہ پکے سچے مسلمان تھے اس لحاظ سے آپ سے روحانی تعلق رکھنا گویا مسلمان ہونے کی ایک علامت تھی۔ (وہی تمغائے مسلمانی) مقامع الحدید ملخصاً صـ۳۰ کیا وہ ایمانی اصول یہاں جاری نہیں ہوگا کیا نہیں کہا جائے گا کہ اس شعر میں کچھ اس بات کا مذکور نہیں کہ گنگوہی جی کی غلامی کے داغ کا تمغائے مسلمانی ہونا صرف ان کے خدام ومتوسلین ہی کے ساتھ مختص ہے بلکہ ان کی غلامی کے داغ کو تمغائے مسلمانی کہا گیا ہے جو بالعموم سب کو شامل ہے پھر جب شعر میں تخصیص مذکور نہیں تو تم اپنے ایمانی اصول کو چھوڑ کر تخصیص کیسے کر رہے ہو۔ اگر وہ اصول یہاں جاری نہیں تو وہاں آیت سے استدلال میں تقویۃ الایمان میں کیوں۔ اور اگر وہاں ہے تو یہاں کیوں

نہیں کچھ تو بولو۔ اگر ذرا بھی حیا ہے تو اپنے گرو مولوی اسمٰعیل دہلوی کو سناؤ وہ گالیاں جو مصنف المصباح الجدید کو دیتے ہو اپنے اس گرو کو جس نے یہ اصول قائم کیا ہے اس کو علت دماغی بلکہ علت مشائخی میں مبتلا بتاؤ۔ المصباح الجدید نے تو تمہارے ہی اصول پر یہ الزام قائم کیا ہے جو قیامت تک تم سے نہیں اٹھ سکتا۔

آپ کی عادت نقالی کی ہے۔ ہر جگہ نقل کیا کرتے ہیں یہاں بھی نقل کرتے ہیں کہتے ہیں۔

اچھا سنیئے آپ کے ایک مذہبی برادر خاں صاحب بریلوی کی شان میں فرماتے ہیں

بات ہے ایمان کی حق کی قسم　　آپ سے ایمان ملا احمد رضا
دل ملا آنکھیں ملیں ایماں ملا　　جو ملا تجھ سے ملا احمد رضا

اب فرمایئے کہ جب ایمان اور نہ صرف ایمان بلکہ دل آنکھیں سب کچھ مولوی احمد رضا خان صاحب سے ملتی ہیں تو تمام وہ مسلمان جو خاں صاحب سے پہلے گزرے یا تمام صحابہ کرام تابعین عظام آئمہ مجتہدین اولیاء کاملین سب کے سب آپ کے نزدیک معاذ اللہ بے ایمان۔ دلوں اور آنکھوں سے محروم ہو گئے فرمایئے آپ کی منطق صحیح ہے اور اس سے جو نتیجہ نکالا گیا وہ بھی نعوذ باللہ صحیح ہے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں　　لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

مقامع الحدید صـ۳۱۔

بے شک تقویۃ الایمانی اصول پر یہی نتیجہ نکلا مگر ہم اہل سنت تو اس اصول اور اس کے ماننے والوں پر لعنت کرتے ہیں پھر ہم پر کیا الزام۔ ہمارے نزدیک بغیر ذکر صریح کے قرینہ اور عقل وغیرہ سے

تخصیص ہوتی ہے لہٰذا مطلب یہ ہوا کہ قائل اپنے متعلق کہہ رہا ہے کہ مجھے حق دیکھنے والی نظر اور حق قبول کرنے والا دل اور ایمان جو کچھ ملا. مولانا احمد رضا خاں صاحب کے واسطے سے ملا بولو کیا تم بھی تقویۃ الایمان کے اس اصول اور اس کے ماننے والوں پر لعنت کر کے سنی ہوتے ہو یار پاؤں تو تمہارا ہی الجھا ہوا ہے اور ایسا الجھا ہے کہ سلجھنے کی کوئی صورت ہی نہیں لہٰذا رہبر صاحب آنجہانی وہ الجھا ہوا شعر تین مرتبہ پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کریں.

دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب صدیق و فاروق ہیں.

نہ. صدیق اور فاروق سید الاصحاب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے وہ آسمانی القاب ہیں جو حق تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان حضرات کو عطا فرمائے ہیں. علمائے دیوبند نے یہ دونوں لقب اپنے گرو مولوی رشید احمد صاحب کو دیئے ہیں چنانچہ مولوی محمود حسن صاحب مرثیہ کے ص۱۶ پر لکھتے ہیں ؎

وہ تھی صدیق اور فاروق پھر کہیے عجب کیا ہے
شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی

المصباح الجدید میں مرثیہ کے حوالہ سے اسی کو بتایا ہے کہ گنگوہی صاحب صدیق اور فاروق دونوں تھے. دیوبندی رہبر سے اس کا کچھ جواب نہ بن پڑا تو لعنت کی آڑ لی اور بڑے زور میں آ کر کہا.

جی ہاں کہا گیا ہے مگر کچھ خبر ہے صدیق اور فاروق کے معنی کیا ہیں کچھ دے کر پڑھا ہوتا تو خبر ہوتی دیکھو نور اللغات جس میں بقلم جلی لکھا ہوا ہے کہ صدیق کے معنی نہایت سچا. فاروق کے معنی حق و باطل میں فرق کرنے

والا. بے شک حضرت گنگوہی کے اندر یہ دونوں وصف موجود تھے.
مقامع الحدید ص۳۲،۳۱.

دیوبندی رہبروں کی یہ حالت ہے کہ دائرہ تہذیب کے اندر قدم رکھنا جانتے ہی نہیں. پھر اس کی ان سے شکایت ہی کیا ہے. مگر رہبر صاحب آپ نے تو دے کر پڑھا ہے اور آپ بہت زیادہ دینے والے ہیں. اس میں آپ کو بہت مشاق ہے ذرا بتائیے تو کیا صدیق اور فاروق حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے القاب نہیں ہیں. دیکھیے غیاث اللغات صدیق بسیار راست گو و بغایت راست پندارندہ سخن کسے را و لقب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فاروق فرق کنندہ میان حق و باطل و لقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ. دیکھا صدیق و فاروق القاب ہیں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے. اجلہ صحابہ کے مخصوص القاب اپنے گنگوہی کو دو اور مواخذہ پر لغوی معنی کی آڑ پکڑو. اگر لغوی معنی کے لحاظ سے تمہارے نزدیک الفاظ کا استعمال صحیح ہے تو پھر گنگوہی جی کو نبی اور رسول بھی کہو جب کوئی مواخذہ کرے تو کود کر کہہ دینا. جی ہاں کہا گیا ہے مگر کچھ خبر ہے نبی اور رسول کے معنی کیا ہیں. نبی کے معنی خبر دینے والا اور رسول کے معنی بھیجا ہوا. دیکھو غیاث اللغات نبی بمعنی خبر دہندہ رسول بمعنی فرستادہ شدہ. پھر کہہ دو بے شک حضرت گنگوہی کے اندر یہ دونوں وصف موجود تھے. یہ ہے آپ کے جواب کی حقیقت اور آپ کے علم کی اصلیت جس پر ناز کرتے ہوئے رہبر بنتے ہو.

اس کے بعد حسب عادت نقل کرنی شروع کر دی ہے کہتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کو صدیق و فاروق ہی نہیں بلکہ عثمان و علی حسن و حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے پہلو بہ پہلو بٹھایا گیا ہے.

ملاحظہ ہو مدائح اعلیٰحضرت ؎

عیاں ہے شان صدیقی تمہارے صدق و تقویٰ سے
کہوں کیوں کر نہ اتقیٰ جبکہ خیر الاتقیا تم ہو

تین شعر اس کے بعد کے یہ ہیں ؎

جلال و ہیبت فاروق اعظم آپ سے ظاہر
عدو اللہ پر اک حربہ تیغ خدا تم ہو
تمہیں نے جمع فرمائے نکات رمز قرآنی
یہ ورثا پانے والے حضرت عثمان کا تم ہو
خلوص مرتضےٰ خلق حسن عزم حسینی ہیں
عدیم المثل یکتائے زمن اے باخدا تم ہو

اس پر کچھ اپنی تہذیب کے جوہر دکھاتے ہوئے اعتراض کرتے ہیں۔ اس میں قرآن مجید سے جنگ ہے۔ مقامع الحدید ملخصاً ص۳۲۔ اول تو مرثیہ کے شعر کے مقابلہ میں یہ اشعار پیش کرنا ہی دیانت کو جواب دینا ہے اس لیئے کہ یہ عوام کے اشعار ہیں اور مرثیہ تو تمہارے شیخ الہند کا ہے جن کو تم اپنا دینی پیشوا مانتے ہو۔ دوسرے یہ کہ اس میں اعلیٰ حضرت کو صدیق اور فاروق نہیں کہا گیا بلکہ یہ ہے آپ کے صدق و تقوے سے شان صدیقی معلوم ہوتی ہے۔ آپ اس صفت میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پرتو ہیں اور جب پہلے مصرعہ میں یہ ظاہر کر دیا تو ثانی مصرعہ کو قرآن مجید کے خلاف بتانا کھلی عداوت یا سخت جہالت ہے پہلے مصرعہ کو لیتے ہوئے ثانی مصرعہ کا کھلا ہوا مطلب ہے کہ آپ اپنے زمانہ میں صدق و تقوے میں ممتاز تھے اس وجہ سے اپنے ہم عصروں میں زیادہ متقی ہیں اور خلوص و خلق و عزم ان اوصاف میں بھی آپ صحابہ کے

پرتو ہیں اور ان صفات میں اپنے ہم زمانہ لوگوں میں ممتاز ہوتے چنانچہ یہ مصرع ع

عدیم المثل یکتائے زمن اے باخدا تم ہو

اس پر روشن دلیل ہے پھر صحابہ کے پہلو بہ پہلو اور برابر سمجھنا یہ نری عداوت یا کوری نابینائی ہے ع

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے

دیوبندی حضرات اپنے علماء کو بھی رحمۃ اللعالمین میں شریک بتاتے ہیں

۱۱۔ مقربان بارگاہ الٰہی کی شان میں گستاخی و ہمسری کرنا وہابیہ دیوبندیہ کا شیوہ ہے انبیاء علیہم السلام سے برابری کرتے ہیں اور ان کو اپنا بھائی کہتے ہیں زیادہ سے زیادہ بڑا بھائی چنانچہ تقویۃ الایمان مطبع نولکشور ص۶ پر ہے اولیاء و انبیاء امام و امام زادے پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔

ہمسری و برابری کا وہ سلسلہ قائم کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام خصوصاً سید انبیا محبوب کبریا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت میں حصہ بانٹنے ساجھا کرنے کے لیئے تیار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مخصوص صفت رحمۃ اللعالمین ہے اس کی خصوصیت کا انکار کر کے اس میں بھی شرکت کی اور حصہ بانٹ لیا اور کہہ دیا کہ علمائے ربانیین (علمائے دیوبند) کو بھی رحمۃ اللعالمین کہنا جائز ہے۔ اگرچہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں (یہ بڑے چھوٹے بھائی کا فرق ہے۔ چنانچہ فتاوٰے رشیدیہ حصہ دوم ص۱۲ پر ہے۔

لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ دیگر اولیاء وانبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں، اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے فقط بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

اس عبارت میں کتنی صراحت کے ساتھ اس صفت کی خصوصیت کا انکار ہے مگر صاحب مقامع الحدید اس پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں اور دن میں آفتاب کا انکار کرتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں۔

اس میں دیگر اولیاء وانبیاء وعلماء ربانیین کے متعلق صرف یہ لکھا گیا ہے کہ وہ بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اور ان پر رحمۃ اللعالمین کے اطلاق کو مطلقاً نہیں جائز قرار دیا بلکہ بتاویل کی قید کے ساتھ جائز قرار دیا ہے۔ اس سے معمولی فہم کا شخص بھی سمجھ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جو خاص صفت رحمۃ اللعالمین ہے۔ فی الحقیقت اس میں کوئی دوسرا آپ کا شریک نہیں جیسا کہ مولانا گنگوہی قدس سرہٗ نے خود تصریح فرمائی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔ مقامع الحدید ص۳۳

واللہ حد ہوگئی خوش فہمی کی۔ برین عقل و دانش بباید گریست۔ واقعی جس شخص کو دعوے و دلیل میں امتیاز نہ ہو دلیل اشتراک کو دلیل اختصاص سمجھے وہی دیوبندیوں کا رہبر ہو سکتا ہے۔ مگر جس کو عبارت فہمی کا سلیقہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ فتاوے رشیدیہ کی مذکورہ عبارت کے تین جز ہیں۔ دعوے۔ دلیل۔ تفریع۔ لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نہیں یہ دعوے ہے بلکہ دیگر اولیاء

وانبیاء اور علمائے ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ اگرچہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں یہ دلیل ہے۔ لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے یہ تفریع ہے یہ کلام صراحۃً پکار رہا ہے کہ رحمۃ اللعالمین حضور کی مخصوص صفت نہیں۔ بلکہ علمائے ربانیین (علمائے دیوبند) کو بھی رحمۃ اللعالمین کہنا جائز ہے رہی بتاویل کی قید یہ گنگوہی صاحب نے تم جیسے بیوقوفوں کے پھانسنے کے لیے ٹٹی کی آڑ بنائی ہے ورنہ دلیل اگرچہ مثبت مدعا نہیں مگر ان کا مقصود تو صفت خاصہ ہی اڑانا ہے۔ ورنہ بتایئے کہ جب حضور کے رحمۃ اللعالمین ہونے کی جو وجہ دوسرے میں بھی موجود ہے تو اب تاویل کی کیا حاجت رہی اور اگر تاویل کی حاجت ہے تو معلوم ہوا۔ کہ اگر دوسرے پر اطلاق ہوگا تو اس معنی کا ارادہ نہ ہوگا پھر صفت خاصہ نہ ہونا کیونکر ثابت ہوا اور ممکن ہے کہ گنگوہی صاحب کا یہ مقصد ہو کہ رحمۃ اللعالمین چونکہ حضور کے صفاتی ناموں میں سے حضور کا ایک نام ہے اس لفظ سے حضور کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے لہٰذا دوسرے پر بولے تو تاویل کے ساتھ یعنی رحمۃ اللعلمین بول کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہ لے۔ بلکہ کوئی تاویل کر لینا۔ ورنہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ لیئے جائیں گے تو ہمیں کیا فائدہ پہنچے گا پھر یہ تو کہیئے کہ اس تقریر سے اشتراک فی الصفت کی نفی کہاں ہوئی۔ اختصاص کہاں سے ثابت ہوگیا کلام تو اس میں ہے کہ گنگوہی صاحب نے رحمۃ اللعلمین کے صفت خاصہ ہونے کا انکار کیا اپنے اور اپنے چیلی چانٹوں کے رحمۃ اللعلمین ہونے کا التزاماً دعوے کیا اس کا جواب اس سے کیسے ہوا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب میں اعلےٰ ہیں۔ کسی صفت میں اعلیٰ ہونا تو دلیل ہے اس بات کی کہ اس صفت میں اور بھی شریک ہیں

اگرچہ وہ ادنےٰ ہیں، یہ تو دلیل اشتراک ہے اس کو دلیل اختصاص سمجھنا جہالت ہے البتہ سب میں اعلےٰ ہونے سے بڑے رحمۃ اللعالمین ہوتے مگر گنگوہی بھی تو مع اپنے دیانبہ کے رحمۃ اللعالمین ہوگئے اگرچہ چھوٹے رحمۃ للعٰلمین سہی اور اگر کسی صفت میں اعلےٰ ہونے کا مطلب تمہارے نزدیک یہی ہے کہ وہ صفت اس موصوف کے ساتھ خاص ہے تو تم بتاؤ تھانوی صاحب کو تو سارے دیوبندی صفت علم میں اعلےٰ مانتے ہیں اگر اعلیٰ ہونے سے صفت علم تھانوی صاحب کے ساتھ مخصوص ہو تو سارے دیوبندی مولوی جاہل ہوتے۔ تمہارے مربی مولوی شکر اللہ سے لیکر مولوی حسین احمد صاحب تک سب بے علم جاہل ٹھہرے پھران کو مولوی مولانا شیخ الہند کس منہ سے کہوگے اس کو تو شاید برداشت نہ کرو بلکہ یہی کہوگے۔ تھانوی صاحب بڑے عالم اور دوسرے دیوبندی مولوی چھوٹے عالم لہٰذا یہاں بھی یہی مطلب ہوا کہ علمائے ربانیین (علمائے دیوبند) چھوٹے رحمۃ اللعالمین اور حضور بڑے رحمۃ اللعالمین ہیں۔ یہ چھوٹے بڑے بھائی کا فرق ہے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا یہ فرمان کہ بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔ حق و بجا ہے۔ مگر اس سے تمہیں کیا فائدہ اس سے غوث رحمۃ اللعالمین کب ہوگیا۔ عالمین صرف زمین و آسمان میں کہاں منحصر ہیں۔ بے دینو! آنکھیں کھولو۔ اٹھارہ ہزار عالم میں سے زمین و آسمان بھی دو چیز ہیں۔ غوث اگر زمین و آسمان کے لیئے رحمت ہوگیا تو تم رحمۃ للعٰلمین بن گئے۔

دوسروں کو رحمۃ اللعالمین کہنے کی رہبر صاحب ایک دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں حق تعالےٰ پر بھی رحیم کا اطلاق کیا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی۔ لہٰذا اطلاق ہے مساوات ثابت

نہیں لہٰذا دیوبندی مولوی بھی رحمۃ اللعالمین ہیں اس کہنے سے مساوات تو نہیں مگر کچھ سمجھ ہوتی یا ایمان ہوتا تو جانتے کہ رحیم اللہ تعالےٰ کی صفت ذاتی ہے اور حضور کی عطائی۔ ذاتی اور عطائی میں صرف اشتراک اسمی ہے حقیقۃً یہاں اشتراک محال ہے لیکن مخلوق کی تمام صفات عطائی ہیں جب تم بھی رحمۃ اللعالمین ہوتے تو حضور کی اس صفت میں ضرور شریک ہوتے اگرچہ حضور کی صفت زیادہ اور بڑی مانو کس سے صرف یہ ہوگا کہ تم چھوٹے رحمۃ اللعالمین ہوتے مگر رحمۃ اللعالمین تو ضرور ہوتے صفت رحمۃ اللعالمین کا اختصاص کہاں رہا۔

یہاں تک تو رہبر صاحب نے علمائے دیوبند کو چھوٹا رحمۃ للعٰلمین بنایا اب آگے ترقی کرتے ہیں اور ایک چال چلتے ہیں۔ جس سے ثابت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم بھی تمام عالم کیلئے رحمت نہیں صرف جن و انس کے لیئے رحمت ہیں کہتے ہیں کہ عالمین سے قرآن مجید میں بہت جگہ کسی خاص دور کے اہل قلم بھی مراد لیئے گئے ہیں اور تفسیر جلالین میں وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ میں بھی لفظ عالمین سے صرف ثقلین جن و انس مراد لیئے ہیں پس اگر کوئی شخص لفظ عالمین سے کسی خاص دور کے ثقلین جن و انس مراد لے کر کسی غوث یا ولی کو عالمین کے لیئے باعث رحمت کہہ دے تو اس تاویل کے بعد اس میں کیا محذور ہے مقامع الحدید ص ۳۴۔

اب دل کی بات بالکل ظاہر ہوگئی جب کہ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین میں حضور کے لیئے بھی تخصیص ہوئی صرف جن و انس کے لیئے رحمت ہوئے اور کسی ولی یا غوث (گنگوہی و تھانوی) کو بھی کسی خاص دور کے ثقلین جن و انس کے لیئے رحمت قرار دے کر رحمۃ اللعالمین کہا تو اب

وزن برابر ہوگیا اور بڑائی چھوٹائی کا فرق بھی رخصت مگر حقیقت یہ ہے کہ تفسیر جلالین تو وہ سمجھے جو کلام الٰہی سمجھنے کے لیئے تفسیر پڑھے جو تلاش توہین کی نظر سے دیکھے وہ جلالین شریف کو کیا سمجھے. جلالین میں عالمین سے جن وانس مراد ہے بیا بس وہابیہ دیوبندیہ کو تنقیص و توہین کا موقعہ مل گیا کہ بس حضور کے رحمۃ اللعالمین ہونے کا مطلب صرف اتنا ہی ہے. کہ آپ صرف جن وانس کے لیئے رحمت ہیں اور یہ ہر ولی وغوث (گنگوہی و تھانوی) کے لیئے ہو سکتا ہے لیکن جو کلام پاک سمجھنے کے لیئے جلالین شریف پڑھتا ہے وہ جانتا ہے کہ آیت کریمہ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین میں حضور کی رسالت تبلیغی کا بیان ہے اور جلالین شریف کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب اگرچہ آپ کی رحمت ہر ماسوی اللہ کو شامل ہے دنیا و آخرت کا ایک ذرہ بھی اس سے خارج نہیں خارج کیسے ہو سکتا ہے. معراج میں خداوند قدوس نے فرمایا یا محمد انا وانت وما سوی ذٰلک خلقت لا جلک (تفسیر احمدی) اے محبوب میں اور تو اور تیرے سوا جو کچھ ہے تیرے صدقہ میں پیدا کیا اور آپ کی رسالت تشریفی بھی عام ہے. ہر شے کو شامل ہے. حدیث میں خود ارشاد فرمایا. ارسلت الی الخلق کافۃ میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا مگر رسالت تکلیفی امر و نہی آلہی کی تبلیغ احکام خداوندی حرام و حلال کا پہنچانا اور مکلف بنانا یہ جن وانس کے لیئے ہے یہاں رسالت تکلیفی کے اعتبار سے آپ کو جن وانس کے لیئے رحمت کہا اگر رحمۃ اللعالمین کے اسی معنی رسالت تبلیغی کے اعتبار سے کسی خاص دور کے جن وانس مراد لے کر کسی ولی وغوث (تھانوی و گنگوہی) پر رحمۃ اللعالمین کا اطلاق جائز قرار دیتے ہو تو اس ولی وغوث کو نبی و رسول بھی ضرور ماننا پڑے گا اور

تم سے بھی کیا بعید ہے. تھانوی صاحب تو اشرف علی رسول اللہ کہنے والے کو اور اپنے اوپر درود خوان کو تسلی و تسکین دیا ہی کرتے ہیں جیا باشش و ہر چہ خواہی کن.

اس کے بعد رہبر صاحب فرماتے ہیں. خلاصہ کلام یہ کہ فتاوے رشیدیہ کی مذکورہ بالا عبارت میں آنحضرت صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی شان رحمۃ اللعالمینی کی خصوصیت سے انکار نہیں کیا گیا. واہ ری خوش فہمی گنگوہی جی کی روح سینکڑوں کوسنے دیتی ہوگی. کہتی ہوگی کمبخت تو تو بڑا کپوت ہی نکلا. بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا. ارے بے تمیز میں نے تو چاہا تھا کہ اس خصوصیت ہی کو اڑا دوں اور ہم سب رحمۃ اللعالمین بن جائیں مگر تو نے یہ کیا کہہ دیا کہ خصوصیت سے انکار نہیں. ارے بیوقوف میں تو صاف لکھ چکا تھا کہ یہ صفت خاصہ نہیں اور یہ تاویل کی قید تو ڈھکوسلے بازی تھی کہ کہیں عوام بھڑک نہ جائیں.

رہبر صاحب کی ابھی تسکین نہیں ہوئی ابھی اور بھی حجت کرتے ہیں اور کہتے ہیں

اخیر میں اتمام حجت کے لیئے ہم شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب بوستان سے ایک ایسا شعر پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے اپنے بادشاہ کی تعریف کرتے ہوئے اس کو رحمۃ اللعالمین کہا ہے. ؎

قوی سایۂ لطف حق بر زمین
پیمبر صفت رحمۃ اللعالمین

رہبر صاحب کو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ یہاں گفتگو کس بات پر ہے گفتگو یہ ہے کہ یہ حضور کی صفت خاصہ ہے یا نہیں اور اس اصلی معنی کے لحاظ سے غیر پر اطلاق جائز ہے یا نہیں. مگر اپنی بے تمیزی سے اس شعر کو اپنی

آخری حجت قرار دیتے ہیں بھلا اس شعر کو مبحث سے کیا تعلق پھر یہ کہ دیوبندی طعون کو رحمۃ اللعالمین بنانے کے نشہ میں رہبر صاحب پر وہ بے خودی طاری ہوئی کہ استدلال کے اصول اور قواعد تو درکنار لفظ تک یاد نہ رہا۔ دعوے تو لفظ رحمۃ اللعالمین کے جواز کا ہے اور بوستان کے شعر میں وہ لفظ ہی نہیں بلکہ رحمۃ اللعالمین ہے اسی کو دلیل بنا لیا حالانکہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے لفظ بدلنے سے اطلاق جائز ہو جاتا ہے مثلاً عالم الغیب خدا کے سوا دوسرے کو کہنا جائز نہیں اور عالم غیب داں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کہنا جائز ہے۔ اسی طرح جب شعر میں لفظ بدلا گیا تو اطلاق جائز ہوا اس سے رحمۃ اللعالمین کا جواز کدھر سے کود آیا اور اگر لفظ کے اس بین فرق سے آنکھیں بند بھی کر لو تب بھی اس شعر سے استدلال صحیح نہیں۔ اس لئے کہ شعر میں دو احتمال ہیں اول یہ کہ تو ئی کی جس طرح پیمبر صلفت خبر ہے رحمۃ اللعالمین بھی اسی کی خبر ہو اس تقدیر پر رحمۃ اللعالمین کا اطلاق بادشاہ پر ہوگا۔ دوسرا احتمال جو قریب و ظاہر ہے کہ رحمۃ اللعالمین پیمبر کی صفت ہو اس تقدیر پر بادشاہ پر رحمۃ اللعالمین کا اطلاق ہی نہیں ہے بلکہ پیمبر پر ہے اور شعر کے معنی یہ ہیں کہ اے بادشاہ تو زمین پر عنایت الٰہی کا سایہ ہے اور تو پر تو ہے اس نبی کا ——————— !اور تجھ میں صفت ہے اس نبی کی جس کا لقب رحمۃ اللعالمین ہے سعر میں جو ایک احتمال بعید تھا۔ اس احتمال سے استدلال کرنا یہ اصولی غلطی ہے احتمال سے استدلال ہوتا ہے یا احتمال استدلال کو باطل کر دیتا ہے۔ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ مگر رہبر صاحب کو اصول و قواعد سے کیا علاقہ وہ تو دیوبندی رہبر ہیں

آپ نے حسبِ عادت یہاں بھی مدائح کا یہ شعر پیش کیا ہے۔ ؎

آیتِ فضلِ خدا دیکھا تجھے۔
رحمت ربِّ وریٰ دیکھا تجھے۔

حیرت ہے اس شعر کو اس موقعہ پر پیش کرنا انتہائی جہالت و حماقت نہیں تو غایتِ تعصب و حق پوشی و باطل کوشی کے سوا اور کیا ہے۔ رحمت ربّ وریٰ کا معنی اللہ کی رحمت ہے اللہ کی رحمت کا اطلاق ہر فضل و کمال پر ہر نعمت پر ہوتا ہے۔ علم و عقل کو اللہ کی رحمت کہا جاتا ہے حسن و جمال کو اللہ کی رحمت کہتے ہیں۔ علمائے دین کے وجود کو اللہ کی رحمت کہتے ہیں کیا اس سے دیوبندی ملّے رحمۃ اللعالمین ہو جائیں گے۔ رحمت رب العلمین و رحمۃ اللعالمین کو ایک سمجھنا یہ رہبر صاحب کے کچھ دے کر پڑھنے کا نتیجہ ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس فاضل اجل کو تو گنگوہی صاحب کا جانشین بنانا چاہیئے تھا ورنہ کم سے کم دیوبند کا صدر مدرس تو ضرور ہی کر دیا جاتا۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک شہیدانِ کربلا کا مرثیہ جلانا یا دفن کرنا چاہیئے

۱۲۔ علمائے دیوبند کے نزدیک شہیدانِ کربلا رضی اللہ عنہم کے مرثیہ کا جلانا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ کا سوال و جواب ملاحظہ ہو۔

سوال۔ مرثیہ جو تعزیہ وغیرہ میں شہیدانِ کربلا کے پڑھتے ہیں اگر کسی کے پاس ہوں وہ دور کرنا چاہیئے تو ان کا جلا دینا مناسب ہے یا فروخت کرنا

الجواب۔ جلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے فقط فتاوے رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۰۳۔

اس پر المصباح الجدید میں مؤاخذہ فرمایا کہ جب شہیدانِ کربلا

کا مرثیہ جلا دینا اور زمین میں دفن کر دینا ضروری ہوا تو گنگوہی صاحب کا مرثیہ لکھنا اور چھپوا کر شائع کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

رہبر صاحب اس کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

کہ سوال میں ہر مرثیہ کا ذکر نہیں بلکہ خاص ان مرثیوں کا ہے جو تعزیوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور یہ مرثیہ عام طور پر روایات کاذبہ اور احکایات واہیہ سے پُر ہوتے ہیں چنانچہ آپ کے بانیٔ مذہب مولوی احمد رضا خاں صاحب رسالہ فتاویٰ تعزیہ داری میں فرماتے ہیں کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ و روایاتِ باطلہ پر مشتمل ہیں یوں ہی مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا گناہ ہے۔ حدیث میں ہے۔ نہیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن المراثی بہر حال گنگوہی صاحب نے جس مرثیہ کو جلا دینے یا دفن کر دینے کا حکم دیا وہ یہی مرثیہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ اور آپ کے اعلیحضرت نے گناہ اور حرام لکھا ہے۔ مقامع الحدید ص ۳۵

خلاصہ یہ ہے کہ سوال میں ہر مرثیہ کا ذکر نہیں بلکہ خاص ان مرثیوں کا سوال ہے جو تعزیوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور وہ جھوٹی روایتوں سے پُر ہوتے ہیں اسی لیئے انہیں مرثیوں کے جلانے کا حکم دیا ہے۔

ناظرین کرام ذرا سوال کو بغور ملاحظہ فرمایا کر دیوبندی دیانت کی داد دیں۔ سوال میں ہے مرثیہ جو تعزیہ وغیرہ میں شہیدانِ کربلا کے پڑھے جاتے ہیں۔ مگر رہبر صاحب وغیرہ کو ہضم کر کے دن میں اندھے بن رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوال میں خاص ان مرثیوں کا ذکر ہے جو تعزیوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔ سفید جھوٹ اسی کا نام ہے۔ سوال میں لفظ وغیرہ بتا رہا ہے کہ سوال شہیدان کربلا کے ہر مرثیہ کے متعلق ہے خواہ کہیں پڑھا جائے اور علاوہ ازیں کہ وہ صحیح ہو یا غلط اور گنگوہی صاحب کا جواب

جلا دینا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے۔ ہر مرثیہ کے لیئے ہے، کیونکہ جواب میں کوئی تفصیل و تخصیص نہیں اور سوال میں تعمیم ہے لہٰذا گنگوہی صاحب کے جواب کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ شہیدانِ کربلا کا ہر مرثیہ خواہ وہ صحیح ہو یا غلط تعزیہ میں پڑھا جائے یا کہیں اور ہر مرثیہ کا جلانا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے اس کو اعلیحضرت کے رسالہ کی عبارت جو دیوبندی عادت کے مطابق قطع برید کر کے نقل کی ہے کیا مفید ہو سکتی ہے۔ اس عبارت میں تو صرف جھوٹی اور باطل روایتوں کے پڑھنے کی ممانعت ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحیح روایتوں کا پڑھنا جائز ہے خواہ وہ مرثیہ ہی ہوں، چنانچہ اسی رسالہ میں اعلیحضرت قدس سرہٗ نے نہایت تفصیل کے ساتھ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر اور مرثیہ کا پڑھنا جو صحیح ہو جن و محمود لکھا ہے جس کو خود دیوبندی رہبر نے ص ۱۳ میں درج کیا ہے لہٰذا اعلیحضرت قدس سرہٗ کے کلام کو سند بنانا دیوبندی کی بدحواسی ہے۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک گنگوہی صاحب کا مرثیہ مشتہر کرنا ضروری ہے۔

۱۳ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مرثیہ کے لیئے تو علمائے دیوبند کا یہ فتوے کہ جلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے مگر دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کا مرثیہ لکھا، پڑھا، پڑھوایا چھپوایا، شائع کیا، سارے دیوبندی مولوی اس سے متفق ہیں اس کو جلانا اور زمین میں دفن کرنا تو درکنار کسی نے اس کی کراہت کا بھی فتویٰ نہ دیا آخر یہ گنگوہی عقیدت اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی عداوت نہیں تو اور کیا ہے۔ المصباح الجدید کا یہی مواخذہ ہے۔ دیوبندی رہبر اس کا جواب دیتے ہیں۔

کہ جو مرثیہ جھوٹی روایتوں سے پاک ہو اور اس سے ماتم وغیرہ مقصود نہ ہو وہ جائز ہے اس پر اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ نقل کیا۔

جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہل بیت کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی ہو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل و مقامات و مدارج بیان کیے جائیں اور ماتم و تجدید غم وغیرہ امور مخالفہ شرع سے یکسر پاک ہو۔ یہ بنفسہ حسن و محمود ہے خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہدا ہے عرف حال میں بنام مرثیہ مشہور ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے نہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن المراثی واللہ تعالےٰ اعلم مقامع الحدید ص ۳۶۔

اعلیٰحضرت قدس سرہ نے بالکل حق فرمایا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ذکرِ خیر کی مجلس کو آپ کے مرثیہ کو جو صحیح روایت کے ساتھ ہو حسن و محمود باعثِ ثواب فرمایا امور مذمومہ نامشروعہ کے ساتھ ممنوع بتایا۔ یہی صراطِ مستقیم ہے مگر گنگوہی صاحب نے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مرثیہ کو مطلقاً بلا تخصیص و تفریق جلانا و زمین میں دفن کرنا ضروری کر دیا جس کی تفصیل ص ۱۲ میں گزری۔ پھر گنگوہی صاحب کے مرثیہ کے جائز کرنے کے لیے یہ تفصیل کیونکر مفید ہو سکتی ہے اگر یہ کہو کہ شہیدانِ کربلا کے سب مرثیوں میں جھوٹی روایتیں درج ہیں تو یہ بالکل سفید جھوٹ ہے شہدا کربلا کے بہت سے مرثیے ایسے ہیں جو بالکل صحیح اور قطعاً واقعہ کے مطابق ہیں۔

نیز صحیح و غلط کا فرق تو اس وقت بحث میں لایا جا سکتا تھا گنگوہی جی کا مرثیہ بالکل صحیح ہی ہوتا مرثیہ گنگوہی تو خود اکاذیب کا دفتر اور جھوٹ کا طومار ہے۔ اسی مرثیہ میں گنگوہی صاحب کو مربی اسلام کہا

بانیٔ اسلام کا ثانی بتایا۔ ان کے کالے کالے بندوں کو یوسف ثانی کہا گنگوہی صاحب کو مردے جلانے والا اور زندوں کو موت سے بچانے والا بتایا ان کی آواز کو لحن داؤد کہا ان کی غلامی کو مسلمانی کا تمغہ قرار دیا۔ وغیر ذالک من الخرافات۔

باوجود اس جھوٹ و لغویت کے مرثیہ گنگوہی کا لکھنا پڑھنا، پڑھوانا چھپوانا چھپانا اشاعت کرنا سب جائز اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مرثیہ کا جلا دینا و زمین میں دفن کرنا ضروری۔

سوائے اس کے کہ گنگوہی عقیدت کا نشہ اور حضرت امام عالی مقام کی عداوت کا خمار ہو کیا کہا جا سکتا ہے۔ ؎

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت
کہ با کے باختی عشق در شب دیجور

المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے جس کا دیوبندیوں کے پاس کوئی جواب نہیں۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک محرم میں سبیل وغیرہ لگانا حرام ہے

ص ۱۴ ماہ محرم میں ذکر شہادت حضرات حسنین رضی اللہ عنہما صحیح روایات کے ساتھ بھی بیان کرنا سبیل لگانا۔ چندہ سبیل میں دینا۔ شربت پلانا۔ بچوں کو دودھ پلانا علمائے دیوبند کے نزدیک حرام ہے فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۱۴ پر ہے محرم میں ذکرِ شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو۔ سبیل لگانا شربت پلانا۔ چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔ فقط

صاحب مقامع الحدید نے اس پر یہ ملمع سازی کی۔ چونکہ ماہِ محرم

میں ان کے کرنے سے روافض کے ساتھ ایک گونہ تشبہ ہوتا ہے اس لیئے ناجائز ہے اور اس کی تصریح بعض علمائے سلف نے بھی کی ہے چنانچہ اصول صفار میں ہے۔ سئل عن ذکر مقتل الحسین فی یوم عاشوراء یجوز ام لا قال لا لان ذالک من شعائر الروافض ان سے سوال کیا گیا کہ عاشورہ کے دن ذکر شہادت حسین جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ روافض کے شعائر میں سے ہے اب فرمایئے کیا امام صفار آپکے نزدیک وہابی دیوبندی ہیں تعجب ہے کہ آپ ایک مدرسہ کے صدر مدرس ہیں اور اس حقیقت سے ناواقف ہیں کہ ایک مباح چیز بھی اہل ضلال کے تشبہ کی وجہ سے ناجائز ہو جاتی ہے۔ مقامع الحدید ص ۳۷۔

رہبر صاحب ہم اس حقیقت سے خوب واقف ہیں ہمیں معلوم ہے کہ بے دین امور خیر کو ناجائز و حرام کرنے کے لیئے بہانے بناتے ہیں تشبہ کی تہمتیں تراشتے ہیں۔ ہم آپ کے امام صفار کو بھی خوب جانتے ہیں وہ یقیناً آپ کے اور تمام دیوبندیوں کے پیشوا ہیں اس لیئے کہ وہ خارجی ہے جس کی موت سنہ ۲۶۵ھ میں ہوئی۔ قاموس میں ہے۔ والصفار لقب یعقوب ابو یوسف الصفار خارجی المشہور توفی فی سنہ ۲۶۵ھ اس کے ہر قول پر تمہارا ایمان ہونا ہی چاہیئے۔ مگر کسی خارجی بے دین کے کہنے سے یہ امور خیر رافضیوں کا شعار نہیں ہو جائیں گے۔ صرف اس لیئے کہ رافضی ان کاموں کو کرتے ہیں لہٰذا ان کا شعار ہو گیا اگر ایسا ہے تو رافضی اور بھی تو بہت سے کار خیر کرتے ہیں اگر محض ان کے کرنے سے وہ شعار ہو جاتے تو دیوبندی بہت سے حرام کے مرتکب ہوئے۔

نادانو! شعار کا کوئی معیار بھی ہے کم از کم وہ فعل ان کے ساتھ مختص ہو ان کی مذہبی علامت ہو۔ جب شعار ہوگا۔ ماہ محرم میں یہ امور خیر رافضیوں

کے ساتھ کہاں مختص ہیں سوائے بے دین وہابیوں خارجیوں کے بکثرت مسلمان ان افعال حسنہ کو بجا لاتے ہیں۔ اکابر اہل سنت کا یہ طریقہ رہا ہے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال عشرہ محرم میں مجلس ذکر شہادت حسنین رضی اللہ عنہما کیا کرتے تھے خود ان کے فضائل و ذکر شہادت بیان فرماتے۔ سینکڑوں ہزاروں کا مجمع ہوتا جائز مرثیہ بھی پڑھا جاتا تھا۔ شاہ صاحب پر رقت طاری ہوتی سامعین بھی روتے تھے دیکھو حضرت شاہ صاحب خود اپنے فتاوے میں تحریر فرماتے ہیں۔

در تمام سال دو مجلس در خانۂ فقیر منعقد می شوند مجلس ذکر وفات شریف و مجلس شہادت حسنین اول کہ مردم روز عاشورہ یا یک دو روز پیش ازیں قریب چہار صد کس یا پنجصد بلکہ ہزار فراہم می آیند و درود می خوانند بعد ازاں کہ فقیر می آید می نشیند ذکر فضائل حسنین رضی اللہ عنہما کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان می آید و آنچہ در احادیث اخبار شہادت ایں بزرگان و تفصیل بعضے حالات و بد آمالی قاتلان ایشان وارد شدہ نیز مذکور می شود بایں تقریب بعضے شدائد کہ در جناب ایشاں گزشتہ از روئے احادیث معتبرہ بیان کردہ

سال بھر میں دو مجلسیں فقیر کے یہاں ہوتی ہیں ایک مجلس وفات شریف دوسری مجلس شہادت رضی اللہ عنہما۔ اول کہ دسویں محرم کو یا اس سے ایک دو روز پہلے قریب چار سو آدمی کے یا پانسو کے بلکہ ہزار جمع ہوتے ہیں اور درود پڑھتے ہیں اس کے بعد فقیر آکر بیٹھتا ہے اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے فضائل جو حدیث شریف میں وارد ہوئے بیان میں آتے ہیں اور ان بزرگوں کی شہادت کی خبریں جو احادیث میں وارد ہوئیں اور بعضے حالات کی تفصیل اور قاتلوں کا خراب انجام مذکور ہوتا ہے اس تقریب میں بعض سختیاں جو ان کی جناب میں گزریں

می شود دریں ضمن بعضے مرثیہ ہا کہ از مردم غیر یعنی جن و پری حضرت ام سلمہ و دیگر صحابہ شنیدہ اند نیز مذکور می شود۔

خوابہائے متوحش کہ حضرت ابن عباس و دیگر صحابہ دیدہ اند و دلالت بر فرط حزن و اندوہ روح مبارک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم می کنند مذکور می گردد۔

بعد ازاں ختم قرآن مجید و پنج آیت خواندہ بر ما حضر فاتحہ نمودہ می آید۔ و دریں بین اگر شخصے خوش الحان سلام میخواند یا مرثیہ مشروع ایں اتفاق می شود ظاہر است کہ دریں بین اکثر حضار مجلس را و ایں فقیر را ہم رقت و بکا لاحق می شود۔

ایں ست قدرے کہ بعمل می آید پس اگر ایں چیز ہا نزد فقیر بہمیں وضع کہ مذکور شدہ جائز نمی بود اقدام براں اصلاً نمی کرد۔ فتاوٰی عزیزیہ۔

احادیث معتبرہ سے بیان کی جاتی ہیں۔ اس درمیان میں بعضے مرثیے جو حضرت ام سلمہ اور دوسرے صحابہ نے جن و پری سے سنے ہیں مذکور ہوتے ہیں۔

اور وہ پریشان خواب جو حضرت ابن عباس اور دوسرے صحابہ نے دیکھے ہیں اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روح مبارک کے رنج و اندوہ پر دلالت کرتی ہیں ذکر کی جاتی ہیں۔

بعد اس کے ختم قرآن مجید اور پنج آیت پڑھ کر ما حضر پر فاتحہ کی جاتی ہے اور اس درمیان میں اگر کوئی شخص خوش الحان سلام پڑھے یا مرثیہ جائز اسکا اتفاق ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس درمیان میں اکثر حاضرین مجلس کو اور اس فقیر کو رقت اور رونا بھی لاحق ہوتا ہے

یہ وہ قدر ہے جو عمل میں آتی ہے اگر یہ چیزیں اسی وضع مذکور کے ساتھ فقیر کے نزدیک جائز نہ

ہوتیں تو ان پر ہرگز اقدام نہ کرتا۔
فتاوٰی عزیزیہ

حضرت شاہ صاحب کی اس تصریح نے آفتاب سے زیادہ روشن کر دیا کہ عشرہ محرم میں ذکر شہادت حسنین و دیگر امور خیر رافضیوں کے ساتھ مختص نہیں بلکہ اکابر اہلِ سنت کا معمول ہے لہٰذا اس کو رافضیوں کا شعار کہنا باطل محض اور ان امور خیر کو حرام کرنے کا حیلہ ہے ایسے ہی حیلہ بازی بہتان طرازی پر دیوبندی مذہب کا مدار ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا بھی وہی فتوٰے ہے جو حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یعنی عشرہ محرم میں ذکرِ شہادت حسنین رضی اللہ تعالےٰ عنہما بروایتِ صحیحہ خواہ مرثیہ ہی ہو جب کہ امور مذمومہ ممنوعہ سے خالی ہو حسن و محمود ہے جس کی مفصل عبارت ۱۳ میں درج ہے مگر دیوبندی رہبر نے اس جگہ خیانت سے اعلیٰحضرت کے فتوٰی کی صرف آدھی عبارت نقل کی جس میں عوام مجلس خواں کے بہ تصنع رونے اور بہ تکلف رلانے کی شناعت کا ذکر ہے اور اس کے بعد کی عبارت جس میں ذکرِ شہادت عشرہ محرم میں جب کہ ممنوعات شرعیہ سے خالی ہو جائز لکھا ہے اس عبارت کو ازراہِ خیانت چھوڑ دیا تاہم جس قدر عبارت نقل کی ہے اس میں بھی عشرہ محرم میں ذکرِ شہادت کی ممانعت ہرگز نہیں مزید یہ کہ ماہِ محرم میں ذکر شہادت حسنین رضی اللہ عنہما و دیگر امور خیر رافضیوں کا شعار پھر اس سے گنگوہی فتوے کو کیا تقویت پہنچی۔ گنگوہی صاحب تو ذکر شہادت حسنین رضی اللہ عنہما بروایت صحیحہ اور سبیل و شربت و دودھ وغیرہ سب کو تشبہ روافض کے حیلہ سے یک قلم حرام کر رہے ہیں۔ لہٰذا اعلیٰحضرت کے فتوے کی عبارت اس جگہ پیش کرنا سخت نادانی و فریب کاری ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک ہولی دیوالی کا کھانا جائز ہے

۱۵ وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک محرم کا تو شربت اور دودھ تک بھی حرام (جس کا ثبوت ۱۴ میں گزرا) مگر ہولی دیوالی کا ہر کھانا بطور تحفہ جائز اور درست جیساکہ فتاوی رشیدیہ حصہ دوم صہ ۱۰۱ پر ہے۔

مسئلہ ہندو تیوہار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان دوست ہے یا نہیں۔ الجواب درست ہے فقط انتہی۔

ہولی دیوالی کے ہر کھانے کو جو شخص بلا تخصیص جائز و درست اور تحفہ بتائے وہ محرم کے شربت، دودھ تک کو بھی حرام کہے تعجب ہے اس دودھ و شربت میں کوئی ناجائز چیز نہیں ملی سوائے اس کے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اس کی نسبت ہوگئی اور نسبت ہولی دیوالی کے کھانے میں بھی موجود ہے البتہ فرق یہ ہے کہ اس کو ہولی دیوالی کی طرف نسبت ہے اس کو حضرت امام حسین کی طرف۔ اب اس کو درست اور اس کو حرام کہنے کا سبب سوائے ہولی دیوالی کی عقیدت اور امام عالی مقام کی عداوت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ المصباح الجدید کا یہی مواخذہ ہے۔ صاحب مقامع نے اس کے جواب میں جو کچھ کہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وجہ فرق نسبت نہیں بلکہ محرم کے شربت اور دودھ میں رافضیوں کے ساتھ تشبہ ہے اور ہولی دیوالی میں ہندوؤں کا تحفہ لے لینے میں ان کے ساتھ تشبہ نہیں، اور کہا کہ اعلیحضرت فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب نے بھی غیر مسلموں کے اس تحفہ کا لینا تیوہار کے دوسرے دن جائز لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو ملفوظات حصہ اول صہ ۱۰۳۔

عرض۔ کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اس روز نہ لے ہاں دوسرے روز دے تو لے لے۔

مقامع الحدید صہ ۳۸۔

۱۴ میں ثابت ہو چکا کہ محرم میں ذکر شہادت حسنین وغیرہ امور خیر اکابر اہل سنت کا طریقہ ہے اس کو رافضیوں کا شعار کہنا خارجیوں کا قول ہے اور تشبہ کی تہمت تراشنا وہابیہ دیوبندیہ کا فریب ہے لہٰذا اصل وہی نسبت ہی رہی، سوال میں مذکور نہ ہونے سے واقعہ میں نسبت کی نفی نہیں ہو سکتی، اور نسبت ہولی دیوالی کے کھانے میں بھی موجود ہے پھر اس کو جائز و درست اور تحفہ بتانا ہولی دیوالی کی عقیدت نہیں تو اور کیا ہے۔

دیوبندی رہبر نے فریب دہی کے لیے اعلیحضرت کے ارشاد کی صرف آدھی عبارت نقل کی اور بعد کی عبارت جس کا ماقبل سے نفی اور اثبات کا تعلق ہے، چھوڑ دی نقل عبارت میں خیانت اسی کا نام ہے جس کو دیوبندیوں نے اپنی عادت بنا لیا ہے۔ اگرچہ نقل کردہ عبارت بھی گنگوہی صاحب کو مفید نہیں مگر پوری عبارت تو گنگوہی فتوے کا صریح رد ہے وہ یہ ہے

ارشاد۔ اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثاء کے تیوہار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھے۔ ملفوظات شریف حصہ اول صہ ۹۲۔

دیوبندیو! آنکھیں کھولو یہ ہے عالم ربانی کا جواب تیوہار کے دن تو لینے ہی کو منع فرمایا اور دوسرے دنوں میں اجازت بھی دی تو مال موذی نصیب غازی سمجھ کر نہ تیوہاری جان کر۔

گنگوہی صاحب کی طرح نہیں کہ تیوہار ہولی دیوالی میں لینا پھر بطور تحفہ لینا اور کھانا سب کو آنکھ بند کر کے درست کہہ دینا نیز اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے محرم کے شربت و دودھ کو کہاں حرام لکھا ہے جس کو گنگوہی صاحب تشبہ کی تہمت لگا کر حیلہ تراش کر حرام کہتے ہیں لہٰذا اعلیٰحضرت کا ارشاد گنگوہی فتوے کا رد ہے اس کو تائید میں پیش کرنا حماقت ہے۔ رہبر صاحب کا المصباح الجدید پر ایک بڑا بھاری اعتراض یہ ہے کہ پہلا فتوے فتاوے رشیدیہ حصہ سوم کا ہے اور دوسرا حصہ دوم کا ہے دونوں کو جوڑ کر نتیجہ نکالا ہے یہ شیطنت اور افترا پردازی ہے یعنی اگر یہ دونوں فتوے ایک ہی میں ہوتے تو اعتراض ہو سکتا تھا جب دین جاتا رہتا ہے تو عقل بھی جاتی رہتی ہے۔ خود المصباح الجدید میں دونوں فتوے کی دو حصوں کی طرف نسبت موجود ہے اور ہم بتا چکے ہیں کہ تشبہ بہ روافض اس کو کہنا صریح جہالت ہے پھر مابہ الامتیاز سوا اس نسبت کے کیا ہے اس کو افترا کہنا دیوبندی شیطنت ہے۔

رہبر صاحب نے حسب عادت اس نمبر کے اعتراض کی بھی نقل تو کی جس کی عبارت (ہاں اگر ہمارے نزدیک) سے شروع کی مگر چونکہ اس کا کذب و افترا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہے اس لئے خود ہی اسکو بدیانتی و تہمت تراشی بتانا پڑا لہٰذا ہمیں اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک صحابہ کو کافر کہنے والا اہلسنت سے خارج نہیں

نمبر ۱۶۔ علمائے دیوبند کے نزدیک صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو کافر کہنے والا اہل سنت جماعت سے خارج نہیں۔ چنانچہ فتاوی رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۱ پر ہے جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے

وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

رہبر صاحب سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو اس کو کاتب کی غلطی بتا دیا رہبری تو اچھی کی۔ کاش دیوبندیوں کو پچاس برس پہلے ایسا رہبر ہاتھ آ گیا ہوتا تو سارے کفریات کا وبال زوال سے بدل جاتا۔ تحذیر الناس براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کے تمام کفریات کو کاتب کے سر تھوپ دیا جاتا بس قصہ تمام تھا۔

دیوبندی رہبر نے اس دعوے پر (کہ گنگوہی فتوے میں کاتب کی غلطی سے بجائے ہوگا کے نہ ہوگا لکھا گیا ہے) چار قرینے قائم کئے ہیں۔

اول این کہ اصل عبارت میں اگر نہ ہوگا ہوتا تو آخری فقرہ کے شروع میں استدراک کا کوئی لفظ ہوتا اور عبارت اس طرح ہوتی لیکن وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب اہل سنت سے خارج نہ ہوگا۔

دوم این کہ اسی فتوے میں اس کو ملعون کہا ہے۔ سوم این کہ اسکے امام مسجد بنانے کو حرام قرار دیا ہے۔ چہارم علاوہ ازیں اسی حصہ میں صفحہ ۱۴۰ پر یہ فتوے ہے۔ مسئلہ رافضی تبرائی کے جنازہ کی جو نماز اصحاب ثلاثہ کی شان میں بے ادبی کرتا ہے پڑھنی چاہیئے یا نہیں۔ الجواب ایسے رافضی کو اکثر علماء کافر فرماتے ہیں لہٰذا اس کی صلوٰۃ جنازہ نہ پڑھنی چاہیئے۔ بہرحال زیر بحث فتوے میں مطبع کی غلطی سے خارج ہوگا کے بجائے خارج نہ ہوگا چھپ گیا۔ مقامع الحدید ملخصا ص ۴۱

ناظرین کرام دیوبندی قرینوں کی حقیقت نمبر وار ملاحظہ فرمائیں۔

اول۔ اگر یہ کہا جائے کہ نہ ہوگا کے ساتھ لیکن عبارت کی شستگی اور سلاست کے لیئے ضروری تھا تو دیوبندیوں کی عبارت میں اور کون

سی جگہ سلاست ہوتی ہے کہاں یہ رعایتیں ملحوظ ہوتی ہیں دیوبندیوں کو عبارت لکھنے کا سلیقہ ہی کب ہے وہ تو جناتی بولا ہی کرتے ہیں آپ کی یہی شمار کی عبارت اول این کہ دوم این کہ سوم اینکہ بتایئے تو یہ این کیسی ہے خود گنگوہی صاحب کے اسی فتوے کے چوتھے سوال کے جواب کو پڑھیئے (۴) اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں باقی بندہ آپ کا دعاگو ہے۔

رہبر صاحب یہ باقی کون سی ہے جو گنگوہی صاحب نے یہاں نکالی ہے۔ دیکھا یہ تو اسی عبارت میں نمونتہً بتایا گیا۔ اگر صرف فتاویٰ رشیدیہ ہی کی اردو غلطیوں کی فہرست گناؤں تو ایک کتاب ہو جائے اور اگر گنگوہی صاحب کو بڑھانا ہی چاہتے ہو اور عبارت کو قاعدہ کے مطابق ہی کرنا ہے تب بھی یہی عبارت ہونا چاہیئے کیونکہ سائل دیوبندی ہے اس نے جو سوال میں لفظ اور کی رٹ لگائی تو تلک عشرہ کاملۃ سوال میں دس جگہ لفظ اور بولا گنگوہی صاحب نے جواب دیا تو بڑوں کی بڑی بات صرف چودہ جگہ لفظ اور بولا۔ سوال میں تھا اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سے سنت و جماعت سے خارج ہوگا یا نہیں۔ گنگوہی صاحب کو علم معانی کا مسئلہ صنعت مشاکلہ یاد آگیا۔ اس پر عمل کرتے ہوئے کہا اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ لفظ لیکن ذکر کرنے میں یہ رعایت ہرگز نہیں ہو سکتی لہٰذا کاتب کی غلطی ہرگز نہیں۔

دوم۔ ملعون کہنا ہرگز قرینہ نہیں ہو سکتا کیونکہ گنگوہی صاحب وصف عام پر لعنت کا حکم دے رہے ہیں (جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے) اور وصف عام کے ساتھ فاسق پر بھی لعنت ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت

ہے کیا جھوٹا اہلسنت وجماعت سے خارج ہے جو قرینہ بن گیا۔

سوم۔ امام مسجد بنانا حرام ہے یہ حکم تو ہر فاسق کا ہے شراب خور جوئے باز داڑھی منڈے کو بھی شامل ہے کیا داڑھی منڈا وغیرہ اہلسنت وجماعت سے خارج ہیں جو حرمت امامت کو سنت جماعت سے خارج ہونے پر قرینہ بنا دیا۔

چہارم۔ صن۲۰ کے فتوے میں رافضی تبرائی کو گنگوہی صاحب نے خود تو کافر کہا نہیں بلکہ اکثر علماء کا قول بتایا ہے اپنی ذاتی رائے یہ بیان کی ہے (لہٰذا اس کی صلوٰۃ جنازہ نہ پڑھنی چاہیئے) یہ تو بعض لوگوں نے بے نماز سود خوار وغیرہ کے لیئے بھی لکھا ہے۔ اگرچہ صحیح نہیں پھر خارج ہونے پر قرینہ کیسے ہوا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ گنگوہی صاحب اکثر علماء کے خلاف نہیں کریں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ رافضی تبرائی گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی کافر ہے اور کافر اہل سنت سے خارج ہے تو یہ خود گنگوہی صاحب ہی کے نزدیک غلط ہے اس لیئے کہ یہ جب صحیح ہو سکتا ہے کہ کفر و اسلام میں تباین مانا جائے اور کفر سنت جماعت کے ساتھ جمع نہ ہو سکے اور تقویۃ الایمان میں (جس کو گنگوہی صاحب عین اسلام فرماتے ہیں) کفر تو کفر، شرک اسلام کے ساتھ جمع ہے بلکہ تقوٰے کو بھی ضرر نہیں پہنچاتا دیکھو تقویۃ الایمان مطبع نولکشور صن۲۰ فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے دیکھا، دیوبندیوں کے ایمان میں شرک تقوٰے کے ساتھ جمع ہے غور کرو شرک خاص ہے کفر سے اور تقوٰے خاص ہے سنت و جماعت سے اور صدق خاص کو صدق عام لازم ہے لہٰذا جب شخص واحد پر تقوٰے اور شرک کا صدق ہوا تو کفر اور سنت جماعت کا صدق بھی

مزدری ہوا لہٰذا کفر اور سنت جماعت میں تباین نہ ہوا بلکہ تصادق ہوا تو اگر گنگوہی صاحب صحابہ پر تبرا کرنے والے کو کافر کہیں بھی تب بھی اہل سنت سے خارج ماننے پر قرینہ نہ ہوا۔ اور اگر اس گنگوہی اسلام، اور دیوبندی ایمان سے قطع نظر کر دو اور تباین مان بھی لو تو زیادہ سے زیادہ اس فتوے کا صفحہ ۴۰ سے تعارض ہوگا اور تعارض اور تناقض گنگوہی فتووں کی سنت قدیمی ہے۔ بطور نمونہ صرف ایک فتوے کے تعارض ملاحظہ ہوں۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۴ پر سوال ہے۔

پڑھنا ان اشعار کا جن میں استعانت بغیر اللہ ہو کیسا ہے مثلاً یہ شعر ؂

یَارَسُوْلَ اللّٰهِ انْظُرْ حَالَنَا　　یَانَبِیَّ اللّٰهِ اِسْمَعْ قَالَنَا

اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ ھَمٍّ مُّغْرَقٌ　　خُذْ یَدِیْ سَھِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا

پس یہ اشعار جائز ہیں یا شرک ان اشعار کا پڑھنا اس ملک میں بہت رائج ہے۔ مساجد اور خانقاہوں میں روبرو علماء و مشائخ کے پڑھے جاتے ہیں اور کوئی تعرض نہیں کرتا۔ ملخصاً۔

سوال میں غیر خدا سے مدد مانگنا، غیر خدا کو دور سے پکارنا، غیر خدا سے مشکلیں آسان کرانا ایسے اشعار کا مجمعوں میں پڑھنا مذکور ہے گنگوہی صاحب کا جواب ملاحظہ ہو۔

ندا غیر اللہ کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے اشعار بزرگان فی حد ذاتہ نہ شرک نہ معصیت ہاں بوجہ موہم ہونے کے مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور حد ذاتہ ابہام بھی ہے لہٰذا ایسے اشعار کا پڑھنا منع نہ مؤلف پر طعن ہو سکتا ہے اور کراہت موہم ہونے کی بوجہ غلبہ محبت کے بجز ہو جاتی ہے۔ مگر ایسی طرح پڑھنا کہ اندیشہ عوام کا ہو بندہ پسند نہیں کرتا گو اس کو

معصیت بھی نہیں کہہ سکتا۔ دیکھیے یہاں سب کچھ جائز معصیت بھی نہیں ہے اب گنگوہی تعارض ملاحظہ ہوں، انہیں امور کو حرام ناجائز معصیت وغیرہ فرماتے ہیں۔ تناقض ۱ حصہ اول ص ۲۹ مشابہ شرک ہے کہ غیر اللہ تعالیٰ سے طلب حاجات ہے معصیت سے خالی نہ ہوگا۔ تناقض ۲ حصہ اول ص ۳۰ موہم الفاظ کا پڑھنا معصیت ہے۔ تناقض ۳ حصہ اول ص ۳۰۔ اگر عالم الغیب و متصرف مستقل جان کر کہتا ہے تو خود شرک محض ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو بھی ناجائز ہے۔ تناقض ۴ ص ۳۰۔ جو لفظ موہم معنی شرک ہو اسکا بولنا بھی ناروا ہے۔ تناقض ۵ حصہ سوم ص ۶ اور مدد مانگنا اولیا سے حرام ہے تناقض ۶ حصہ سوم ص ۶ سو غیر اللہ سے مدد مانگنا اگرچہ ولی ہو یا نبی شرک ہے۔ تناقض ۷ ص ۳۔ جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں یا رسول کہنا بھی ناجائز ہوگا۔ تناقض ۸ ص ۱۶/۲ اور وجہ فسق کی احتمال فساد عقیدہ عوام اور اپنے اوپر تہمت شرک رکھنا ہے۔ تناقض ۹ جب صاحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کر دو یہ شرک ہے خواہ قبر کے پاس کہے خواہ قبر سے دور کہے تناقض ۱۰ ص ۱۱۲ اس طور دعا کرنا اے صاحب قبر میرا کام کر دے تو حرام اور شرک بالاتفاق ہے۔

دیکھا یہ ہیں گنگوہی فتاوے جو حصہ سوم کے ص ۱۴ پر نہ شرک تھا نہ معصیت وہی دوسری جگہ شرک بھی ہے حرام بھی فساد عقیدہ بھی ہے ناجائز بھی ہے فسق بھی ہے شرک کی تہمت بھی ہے۔ ؂

ایک بات اور سینکڑوں اسکے جواب
ہم سے کچھ غیروں سے کچھ دربان سے کچھ

بخوف طوالت تلک عشرہ کاملہ پر نظر کرتے ہوئے صرف دس تعارض پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ گنگوہی فتووں کا یہ عالم ہے ؂

بتناقص کے پیچھے تعارض کا شور
تعارض کی دم میں تناقص کی ڈور

اتنا ہی اس امر کے لیے کافی سے زیادہ ہے کہ صـ۴۲ کے فتوے میں گنگوہی صاحب صحابہ پر تبرا کرنے والے کو اگر کافر مان بھی لیں اور کافرو اہل سنت میں تباین بھی تسلیم کرلیں تب بھی فتوے زیر بحث میں کاتب کی غلطی نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اصل میں خارج نہ ہوگا ہی مانا جائے گا۔ زیادہ سے زیادہ اس فتوے اور صـ۴۲ میں تعارض ہوگا تو گنگوہی فتووں میں فی فتوے دس دس تعارض ہوتے ہی ہیں لہٰذا اس تقدیر پر بھی کاتب کی غلطی کہنا غلط ہے۔ بفضلہ تعالےٰ دیوبندی رہبر کے چاروں قرینے جو کاتب کی غلطی پر قائم کئے تھے باطل اور ھباءً منثورا ہوگئے اب خارج نہ ہوگا پر قرینہ سنیئے

نمبر۱۔ اسی عبارت میں ہے وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ مطلق گناہ کبیرہ سے آدمی اہلسنت سے خارج نہیں ہوتا۔

نمبر۲۔ اگر گنگوہی صاحب کے نزدیک صحابہ کی تکفیر کرنے والا کافر تھا تو کافر کہتے ہوئے کیا مصیبت آئی تھی اور لفظ تو بہت سے لوجے مگر کافر کہنے سے زبان دبا گئے۔ السکوت فی معرض البیان بیان، معلوم ہوا کہ خارج کرنا نہیں چاہتے لہٰذا کاتب کی غلطی نہیں۔

نمبر۳۔ اسی فتوے میں ہے جو شخص حضرات صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے۔ فقط اور فاسق جب مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے فاسق فی العمل ہی مراد ہوتا ہے اور فاسق فی العمل اہل سنت والجماعت سے خارج نہیں لہٰذا کاتب کی غلطی نہیں۔

نمبر۴۔ خارج نہ ہوگا پچاسوں برس سے مختلف مطبعوں میں چھپا۔ سارے دیوبندی کنبہ نے دیکھا پڑھا گنگوہی صاحب یا کسی دیوبندی نے نہ اس کی تصحیح کی نہ تنبیہ۔ زبان کھولی نہ قلم اٹھایا جب مواخذہ کیا تو کاتب کے سر تھوپ دیا۔ سبحان اللہ کاتب کی غلطی ایسی ہوتی ہے قرآن مجید کی طبع میں کتابت کی غلطیوں کو دیوبندی اگر ایسے ہی چھپواتے اور خاموشی سے پڑھتے رہیں تو ضرور کہا جائے گا کہ دیوبندیوں کا قرآن اسی طرح ہے

نمبر۵۔ کاتب کی غلطی نہ ہونے پر ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ اس موقع پر جب مواخذہ کیا گیا تو اصل فتوے یا گنگوہی کے مسودہ کا حوالہ دینا چاہیئے تھا کہ اس میں ہوگا لکھا ہوا موجود ہے اس کی طرف توجہ نہ کرنا اور ادھر ادھر کی لایعنی باتوں سے تاویل کرنا پتا دیتا ہے کہ گنگوہی صاحب نے وہی لکھا ہے جو چھپا ہے کاتب کی غلطی نہیں ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک صحابہ کرام کو کافر کہنے والا مسلمان ہے سنت جماعت سے خارج نہیں اور المصباح الجدید کے الزام کا دیوبندیوں کے پاس کوئی جواب نہیں۔

رہبر صاحب نے حسب عادت اس نمبر میں بھی نقالی کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے الکوکبۃ الشہابیہ وغیرہ میں اسمٰعیل دہلوی کے کفریات شمار کرائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے والا گالیاں دینے والا بتایا اور اس کو کافر نہیں کہا بلکہ تمہید الایمان میں لکھ دیا اور میں اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا مقامع الحدید صـ۴۱ چونکہ دیوبندی نے اس کی تفصیل آخر میں لکھنے کا وعدہ کیا ہے اس لیے ہم بھی یہاں اجمالی رد پر اکتفا کرتے ہیں۔

اعلیٰحضرت پر یہ اعتراض دیوبندیوں کی جہالت ہے کفر فقہی اور

کفر کلامی میں فرق نہ جاننے پر مبنی ہے اس جہالت کا ایک شعبہ یہ ہے کہ الکوکبۃ الشہابیہ اور تمہید الایمان میں فرق نہیں جانتے الکوکبۃ الشہابیہ کفر فقہی کے بیان میں ہے۔ اسماعیل دہلوی پر فقہی کفریات عائد ہیں۔ تمہید الایمان کفر کلامی کے بیان میں ہے۔ کفر فقہی سے بھی کافر کہنا جائز ہے ضروری نہیں متکلمین محتاطین کف لسان کرتے ہیں۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی کمال احتیاط ہے کہ اسمٰعیل دہلوی کے سینکڑوں فقہی کفریات موجود ہوتے ہوئے کف لسان فرماتے ہیں۔ تمہید الایمان میں صرف کف لسان ہے اسمٰعیل کو مسلمان کہاں لکھا ہے یہ دیوبندیوں کا افترا ہے جب تفصیل آئے گی افترا پردازیوں کا پردہ چاک کر دیا جائے گا۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک علماء کی توہین کرنے والا کافر ہے

ص۱۷۔ علمائے دیوبند کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین وتحقیر ہی نہیں بلکہ تکفیر کرنیوالا بھی کافر تو کجا سنت جماعت سے بھی خارج نہیں جیسا کہ ص۱۶ میں گزرا مگر علماء کی توہین وتحقیر کرنے والا کافر ہے۔ فتاوٰئے رشیدیہ حصہ سوم ص۱۶ پر ہے۔ علماء کی توہین وتحقیر کو چونکہ علمائے نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امر علم اور دین کے ہو لہٰذا جب قیاس مجتہد حق کو ناحق کہا تو اہانت اس عالم کی کی امر دین وعلم میں لہٰذا کفر ہوا۔

جو شخص علماء کی توہین وتحقیر کے کفر ہونے کا قائل ہو وہ صحابہ کرام کی تکفیر پر بھی حکم کفر نہ دے۔ سنت جماعت سے خارج نہ کرے سخت تعجب ہے۔ المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے۔

اس کا جواب تو دیوبندی مجیب سے نہ ہوسکا غصہ میں آکر پہلے خوب تبرا بازی کی پھر کہا کہ اس میں گنگوہی صاحب نے اپنی ذاتی رائے

نہیں لکھی بلکہ سائل کے استفسار پر فتاوٰئے عالمگیری کے ایک مسئلہ کی توجیہ کی ہے یہ معترض کی خیانت ہے اس نے سوال کو نقل نہیں کیا وہ سوال و جواب یہ ہے

سوال نواب قطب الدین خاں صاحب نے نقل عالمگیری سے کیا ہے ایک شخص نے کہا کہ قیاس امام ابوحنیفہ کا حق نہیں کافر ہوا اس کا کیا مطلب ہے اور یہ قول صحیح ہے یا غیر صحیح۔ اس کے جواب میں گنگوہی صاحب نے فرمایا۔

جواب علماء کی توہین وتحقیر کو چونکہ علماء نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امر حکیم کے اور دین کے ہو لہٰذا جب قیاس مجتہد حق کو ناحق کہا تو اہانت اس عالم کی کی۔ امر دین وعلم میں لہٰذا کفر ہوا۔ مقامع الحدید ص۴۳۔

رہبر صاحب تبرا بازیاں تو آپ ہی کو مبارک ہوں۔ گالی گلوچ دیوبندیوں ہی کا شیوہ ہے مگر آپ کو اول یہ ضرور بتانا پڑے گا کہ سوال نقل نہ کرنے میں خیانت کیسے ہوئی۔ کیا سوال نقل کرنے سے جواب بدل گیا اور علماء کی توہین وتحقیر جو بوجہ امر علم اور دین کے ہو ایمان ہو گئی اگر نہیں تو خیانت کیسے ہوئی۔ ع

بے حیا باش وہرچہ خواہی گو

دوسرے آپ کا یہ کہنا کہ یہ جواب گنگوہی صاحب کی ذاتی رائے نہیں اس سے فائدہ کیا۔ کیا ذاتی رائے اس کے خلاف ہے کیا گنگوہی صاحب کے نزدیک علماء کی توہین کفر ہوئی۔ اسی لیئے جواب میں کہا لہٰذا کفر ہوا۔

تیسرے یہ کہ آپ نے جو گنگوہی تعریف کا لمبا چوڑا خطبہ پڑھا کہ فتاوٰئے عالمگیری کے جزئیہ کی توجیہ کی ہے اس سے کیا فائدہ ہوا

کیا اس سے اعتراض دفع ہوگیا کیا محض جزئیہ کی توجیہ کر دی ہے۔ عقیدہ اس کے خلاف ہے کیا گنگوہی صاحب بوجہ امر علم اور دین کے توہین و تحقیر کو ایمان سمجھتے ہیں۔

چوتھے کیا فقہا کرام نے صرف علماء کی توہین و تحقیر کو کفر لکھا ہے۔ صحابہ کی توہین و تحقیر و تکفیر کو کفر نہیں لکھا۔ پھر گنگوہی صاحب نے صحابہ کی تکفیر کرنے والے کو کافر کیوں نہیں لکھا کافر تو کافر اہلِ سنت سے بھی خارج نہ کیا۔

دیوبندیو! کان کھول کر سنو نہ فتاوے عالمگیری کے مسئلہ پر اعتراض ہے نہ بوجہ امر علم و دین کے توہین و تحقیر پر حکم کفر دینے پر اعتراض۔ المصباح الجدید کا اعتراض اس فرق پر ہے کہ صحابہ کرام کی تو تکفیر کرنیوالے کو بھی تمہارے گرد کافر نہیں کہتے حتیٰ کہ اہل سنت و جماعت سے بھی خارج نہیں کرتے اور علماء کی توہین و تحقیر کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ اس فرق میں سوائے اس کے کہ اپنا بچاؤ اپنی عزت مقصود ہے اپنی توہین کا دروازہ بند کیا ہے اور صحابہ سے کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں اور کیا کہا جائے گا۔ المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے جس کا دیوبندیوں سے کوئی جواب نہ ہوسکا۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک مولود شریف کسی صورت میں جائز نہیں۔

۱۸۔ علمائے دیوبند کے نزدیک میلاد شریف کی مجلس منعقد کرنا مطلقاً حرام ہے اگرچہ اس میں قیام بھی نہ ہو۔ روائتیں بھی صحیح پڑھی جائیں اور کوئی امر بھی خلاف شرع نہ ہو پھر بھی ہر حال ناجائز ہے فتاوے رشیدیہ حصہ دوم صنہ ۳۰ کا سوال و جواب ملاحظہ ہو۔

سوال۔ انعقاد مجلس میلاد بدرون قیام بروائیت صحیح درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے فقط۔

المصباح الجدید کا اس پر یہ اعتراض ہے کہ جب گنگوہی صاحب مجلس میلاد کو مطلقاً حرام بتاتے ہیں تو دیوبندی مولوی قیام کا بہانہ کیوں بناتے ہیں غلط روائیتوں کی تہمت کیوں تراشتے ہیں۔ میلاد شریف کی مجلسوں میں کیوں شریک ہوتے ہیں۔ سنیوں میں جا جا کر میلاد شریف کیوں پڑھتے ہیں نذرانہ کیوں وصول کرتے ہیں۔ یہ مذہب ہے یا شکم پروری۔ یہ دین ہے یا مسلمانوں کو پھانسنے کی ترکیب۔

صاحب مقامع نے اسکا جواب دیا کہ نفس ذکر ولادت گنگوہی صاحب کے نزدیک مستحب ہے فتاوے رشیدیہ میں ہے نفس ذکر ولادت کو کوئی منع نہیں کرتا۔ نفس ذکر ولادت مندوب ہے اس میں کراہت قیود کے سبب آتی ہے اس کی ممانعت تداعی (مجمع کرنا) و دیگر اہتمامات و قیودات کی وجہ سے ہے۔ مقامع الحدید صہ ۲۵

نفس ذکر ولادت سے مجلسِ میلاد شریف تو مراد ہو نہیں سکتی اس کو تو گنگوہی صاحب ہر حال ناجائز بتا رہے ہیں، حرمت کی علت تداعی (مجمع کرنا) قرار دے رہے ہیں۔ اب نفس ذکر ولادت کی صورت یہی رہ گئی ہے کہ چلتے پھرتے احیاناً کسی کی زبان سے نکل گیا کہ حضور پیدا ہوتے یا کسی نے گوشہ تنہائی میں دبک چھپ کر کہہ دیا کہ حضور دنیا میں تشریف لائے کیا خوب یہ گنگوہی فتوے ہے یا میلاد شریف کے لیے قانون مارشل لا کہ جہاں کہیں مسلمانوں نے جمع ہو کر مجلسِ میلاد منعقد کی۔ گنگوہی صاحب نے ارتکابِ حرام کا جرم لگا کر توپ دم کیا۔

المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے کہ جب دیوبندی مذہب میں انعقاد مجلس میلاد کسی صورت سے جائز ہی نہیں تو میلاد شریف کی مجلسوں میں دیوبندی ٹلے کیوں جاتے ہیں، مسلمانوں کو کیوں دھوکہ دیتے ہیں کیوں کہتے ہیں کہ صرف قیام ناجائز ہے مجلس میلاد جائز ہے یہ دیوبندیوں کی دھوکہ دہی اور تقیہ بازی نہیں تو اور کیا ہے۔

اس گنگوہی فتوے پر حیرت اور سخت تعجب ہے کہ یہی تداعی اہتمامات قیودات مجلس میلاد شریف سے بہت زیادہ دیوبندیوں کے جلسوں میں ہوتے ہیں وہاں حرمت تو درست کراہت بھی پاس نہیں آتی دیوبند اور دیوبندی مدرسوں میں دستار بندی کے جلسے ہوتے ہیں تاریخ و مقررہ وقت پر مجلسیں منعقد ہوتی ہیں تداعی کا یہ عالم کہ اشتہار دیئے جائیں۔ ڈھول پٹوائے جائیں خطوط بھیج بھیج کر دور دور سے دیوبندی مولویوں کو بلا بلا کر جمع کیا جائے کئی کئی ہنڈے جلائے جائیں فرش بچھائے جائیں پنڈال سجائے جائیں تخت بچھائے جائیں یہ تداعی و اہتمامات وقیودات کس زور شور کے ہیں مگر یہاں گنگوہی صاحب سب ہتھیار ڈال دیں۔ کراہت کا بھی فتوے نہ دیں۔ اور میلاد شریف کے لئے حکم مارشل لا جاری کر دیں۔ یہ دین ہے یہ مذہب ہے سوائے اس کے اور کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت کو دیوبندی دیکھ نہیں سکتے۔

گنگوہی صاحب کی طرفداری میں صاحب مقامع نے علماً و متقدمین خصوصًا علامہ ابن الحاج پر افترا کیا اور کہا کہ یہ تنہا گنگوہی صاحب ہی کی رائے نہیں بلکہ بہت سے علماء متقدمین اسی طرف گئے ہیں۔ علامہ ابن الحاج کی کتاب مدخل میں ہے۔

وھذہ المفاسدۃ مترتبۃ علی فعل ۱ یہ مفاسد وقبائح مرتب ہیں مولود

المولود اذا عمل بالسماع فان خلا منہ وعمل طعاما ونوی بہ المولد ودعی الیہ الاخوان وسلم من کل ما تقدم ذکرہ فھو بدعۃ بنفس نیۃ فقط لان ذالک زیادۃ فی الدین ولیس من عمل السلف الماضین واتباع السلف اولی ولم ینقل عن احد منھم انہ نوی المولد

کے کرنے پر جب اس کو راگ کے ساتھ کریں اور اگر راگ سے خالی ہونے صرف کھانا کیا جائے اور بھائیوں کو دعوت دی جاتے اور کوئی خرابی جن کا ذکر پہلے ہوا نہ ہو تب بھی وہ بدعت ہے اس لئے کہ یہ زیادتی فی الدین ہے حالانکہ ہمارے لئے سلف کے نقش قدم کی پیروی بہتر ہے اور سلف صالحین میں سے کسی سے منقول نہیں ہے کہ انہوں نے یہ نیت مولود ایسا کیا ہو۔

مقامع الحدید ص ۴۵

عبارت مدخل کو گنگوہی فتوے کی سند بنانا دیوبندیوں کے جہل کی دلیل ہے۔ گنگوہی فتوے تو یہ ہے انعقاد مجلس میلاد ہر حال ناجائز ہے یعنی مطلقًا حرام ہے کوئی صورت اس کے جواز کی نہیں۔ مدخل میں صرف اس مجلس میلاد پر مفاسد بنائے ہیں جو باجے راگ وغیرہ محرمات کے ساتھ ہو یہ ایسے ہی ہوا جیسے قرآن مجید میں فرمایا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکٰرٰی۔ نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔ اس سے کوئی دیوبندی یہ نتیجہ نکالے کہ نماز ہر حال ناجائز ہے اگر یہ نتیجہ صحیح ہو تو واقعی عبارت مدخل سند بن جائے گی اور جس مجلس میں راگ باجے وغیرہ محرمات نہ ہوں۔ اگرچہ اس میں تداعی ہو کھانا کیا جائے زبردست اہتمامات کئے جائیں اس کے لیئے اپنے زمانہ کے لوگوں کی عادت کا لحاظ کرتے ہوئے حضرت علامہ نے وہ لفظ فرمائے ایک بدعت اور دوسرا لیس من عمل السلف الماضین اور اس کا حکم یہ دیا اتباع السلف اولیٰ

اس میں ممنوعۃً محرمۃً سیئۃ مکروھۃً کچھ نہیں فرمایا پھر ممانعت کس کے گھر سے آئے گی۔ اور گنگوہی صاحب کا یہ حکم کہ ہر حال ناجائز ہے۔ کون سے لفظ سے ثابت ہوگا پھر یہ کہنا کہ ابن الحاج کی بھی وہی رائے ہے جو گنگوہی صاحب کی ہے یہ علامہ پر یقیناً کھلا افترا ہے۔ علامہ کا بدعت فرمانا یہ ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا نماز چاشت کو بدعت فرما دینا تو جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے بدعت فرما دینے سے نماز چاشت کی فضیلت و استحباب میں کچھ کمی نہ آئی اسی طرح علامہ ابن الحاج کے بدعت فرما دینے سے بھی مجلس میلاد مبارک مستحب ہی رہے گی بلکہ اس مجلس میلاد شریف کو علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے سنت فرمایا۔ احادیث سے ثابت بتایا کہ فتاوئے حدیثیہ صفحہ ۱۰۹ پر فرماتے ہیں القسم الثانی تشملہ الاحادیث الواردۃ فی الاذکار المخصوصۃ لہٰذا علامہ ابن الحاج کا بدعت کہنا بھی محتاج تاویل ہوگا۔

رہا علامہ ابن الحاج کا یہ فرمانا واتباع السلف اولیٰ اس عبارت سے مجلس میلاد شریف کے اہتمامات وقیودات خلاف اولےٰ ہوتے اس سے حرمت کدھر سے کود آئی ہر حال ناجائز کیسے ہوا کیا خلاف اولیٰ ہر حال ناجائز ہوتا ہے خلاف اولیٰ تو مکروہ بھی نہیں ہوتا چہ جائیکہ ہر حال ناجائز لہٰذا اس سے مجلسِ میلاد کے ہر حال ناجائز ہونے پر استناد سند جہل ہے یہ واتباع السلف اولےٰ بالکل ایسا ہی ہے جیسے حضرت شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں فرمایا رعایت آداب خلا و استنجا پر وجہ سنت بہتر است از بنائے رباط و مدرسہ یعنی پاخانہ و استنجا میں سنت کی رعایت و لحاظ رکھنا مدرسہ و مسافر خانہ بنانے سے بہتر ہے۔

لہٰذا دیوبندیوں کے نزدیک اگر مدخل کے لفظ اولیٰ سے مجلس میلاد کے

ہر حال ناجائز ہونے پر استدلال صحیح ہے تو اشعۃ اللمعات کی مذکورہ بالا عبارت سے مدرسہ بنانا بھی ہر حال ناجائز ہوا لہٰذا تعمیرات مدارس کی حرمت کا فتوےٰ بھی دیوبند سے شائع کراؤ، پھر دیکھو تماشہ۔ یہ ہے تمہارے استدلال کی حقیقت۔ علمائے کرام پر افترا کرتے ہو۔ ان کی عبارتیں نقل کرکے عوام کو دھوکہ دیتے ہو۔ خدا سے نہیں ڈرتے ہو۔ شرم بایداز خدا و از رسول۔ مدخل کی عبارت سے استناد کرکے اور اسی کو گنگوہی صاحب کی رائے بتا کر رہبر دیوبندی کا افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض لکھنا کمال جہالت اور بیباکی کی دلیل ہے۔

مسئلہ علمِ غیب میں فریقین کا مؤقف

۱۹۔ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا۔ آیات قرآنیہ و احادیث کثیرہ سے ثابت ہے مگر دیوبندی جس طرح حضور کے اور کمالات کے منکر ہیں علم غیب کا بھی انکار کرتے ہیں۔ یہ بات آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ علمائے اہل سنت حضور کے لیئے اللہ کا دیا ہوا علم غیب متناہی ثابت کرتے ہیں اور دیوبندی اسی کا انکار کرتے ہیں۔ اسی پر پچاس برس سے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں شور ہے۔ علمآ اہل سنت کی تصریحات موجود ہیں کہ حضور کا علم نہ ذاتی ہے نہ غیر متناہی۔ بلکہ ذاتی اور غیر متناہی اللہ عزوجل کے ساتھ مختص ہے دوسرے کے لیئے محال ہے۔ باوجود ان تصریحات کے مسئلہ علم غیب میں دیوبندیوں کا خلاف جبھی ہو سکتا ہے کہ عطائی متناہی کا انکار کریں لہٰذا ثابت ہوا کہ جب کوئی سُنی عالم حضور کے علم غیب کا اثبات کرے گا۔ وہی عطائی متناہی ہی مراد لے گا اور اس کے مقابلہ میں جو دیوبندی انکار کریگا تو وہ انکار بھی علم غیب عطائی متناہی کا ہوگا۔ اب فتاوئے رشیدیہ کا یہ

سوال وجواب ملاحظہ فرمائیے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صـ۱ پر سوال میں ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی کے خلیفہ حافظ عالم صوفی وعظ و نصیحت فرماتے ہیں، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب بتلاتے ہیں کہ آنحضرت کو علم غیب تھا یہ عقیدہ کیسا ہے۔ گنگوہی صاحب نے اس کے جواب میں کہہ دیا۔

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے فقط۔

ناظرین غور فرمائیں ایک سنی عالم کے متعلق سوال ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا۔ اس کے جواب میں گنگوہی صاحب نے فرمادیا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے فقط۔

اول تو گنگوہی صاحب نے حضور کے لیئے بلا تخصیص مطلق علم غیب کو شرک کہا جو بالعموم ذاتی و عطائی متناہی وغیر متناہی سب کو شامل ہے اس سے حضور کے لیئے علم غیب عطائی متناہی ماننا بھی شرک ہوا۔

دوسرے یہ کہ سوال چونکہ سنی عالم کے متعلق ہے اور علمائے اہل سنت حضور کے لیئے علم غیب عطائی متناہی ہی ثابت کرتے ہیں لہٰذا اس سوال کے جواب میں گنگوہی صاحب کا یہ کہنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا، صریح شرک ہے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ گنگوہی صاحب حضور کیلئے علم غیب عطائی متناہی کو شرک بتاتے ہیں لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک حضور کے لیئے علم غیب عطائی متناہی بھی ماننا شرک ہے۔

اور تھانوی صاحب نے حفظ الایمان میں کہا کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیئے بھی حاصل ہے

ناظرین کرام غور فرمائیں گنگوہی صاحب نے تو مطلقاً علم غیب اور

بقرینہ سوال عطائی متناہی حضور کے لیئے شرک بتایا اور تھانوی سخاوت کا یہ عالم کہ حضور تو حضور بچوں پاگلوں جانوروں سب کے لیئے حاصل مانا

المصباح الجدید کا اس پر یہ مواخذہ ہے کہ جس کو گنگوہی صاحب شرک فرماتے ہیں تھانوی صاحب بچوں پاگلوں جانوروں کے لیئے ثابت مانتے ہیں۔ تو گنگوہی فتوے سے تھانوی مشرک ہوئے۔

اس کے جواب کے لیئے رہبر صاحب نے بہت ہاتھ پیر مارے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ سے بھی استعانت کی مگر حقیقت یہ ہے کہ ولا ناصر لهم ان کا کوئی مددگار ہی نہیں۔ دیوبندی رہبر صاحب کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ گنگوہی فتوے میں علم غیب ذاتی وغیر متناہی کو شرک کہا ہے اور تھانوی صاحب نے عطائی متناہی مانا۔ اس پر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا یہ قول (کہ علم ذاتی وغیر متناہی خاصہ خداوندی ہے اور عطائی متناہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے ثابت ہے) سند میں لانا فریب کاری ہے۔ بھلا اس سے گنگوہی صاحب کو کیا فائدہ۔ گنگوہی صاحب نے تو مطلقاً اور مدعیٔ عطائی متناہی کے جواب میں شرک کہا ہے جس سے یقیناً عطائی متناہی ہی مراد ہے۔

پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ثابت ہوسکتا ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت میں بھی لفظ علم غیب سے بھی ذاتی اور محیط کلی تفصیلی مراد ہے۔ اس کے ثبوت میں بھی ہم آپ کے اعلیٰ حضرت کی کہاوت پیش کرتے ہیں۔ فاضل بریلوی خالص الاعتقاد صـ۲۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔ آیات و احادیث و اقوال علما جن میں دوسرے کے لیئے اثبات علم غیب سے انکار ہے ان میں قطعاً یہی دو قسمیں (ذاتی و محیط تفصیلی) مراد ہیں۔ مقامع الحدید صـ۴۷۔

اپنے منہ میاں مٹھو بننا اسی کو کہتے ہیں۔ کیا گنگوہی صاحب بھی انہیں علماء میں ہیں جن کے اقوال سے استناد کیا جاتا ہے کہ اس موقعہ پر آپ

خالص الاعتقاد کی عبارت سے دوڑے کہ ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں. گنگوہی تو منکرین میں ہیں. جن علماء کے اقوال سے یہ منکرین استدلال کرتے ہیں ان کے متعلق خالص الاعتقاد کی عبارت ہے پھر یہ کہ گنگوہی صاحب کا عالم ہونا ہی ان کے کلام میں تاویل کرنے کے لیئے کافی ہے تو جس کے مشرک ہونے کا گنگوہی صاحب نے فتوے دیا اس کی نسبت تو سوال ہی میں مذکور تھا کہ وہ عالم ہیں آخر وہاں کیوں نہ سوجھا کہ وہ علم عطائی کا قائل ہے. ہاں آپ یہ کہہ سکتے تھے کہ گنگوہی صاحب فتوے دیتے وقت اندھے تھے انہیں سوجھا کیوں کر مگر کہنے والا جواب میں کہہ سکتا ہے کہ کیا ہے (کی) بھی پھوٹ گئی تھیں. رہبر صاحب یہ آپ کی ابلیسی تلبیس ہے کہ عوام کو دھوکہ دے کر حقیقت پر پردہ ڈالتے ہو. اگر تمہارے گنگوہی اس پر ایمان لاتے اور صرف ان دو قسموں کا انکار کر کے علم غیب عطائی متناہی حضور کے لیئے ثابت مانتے تو اس مسئلہ علم غیب میں خلاف کیوں کرتے. اعلیحضرت کی ان تصریحات کے باوجود خلاف کرنا اور علمائے اہل سنت کے مقابلہ میں انکار کرنا اور شرک بتانا دلیل ہے کہ گنگوہی صاحب علم غیب عطائی متناہی کو شرک کہتے ہیں کیونکہ دیوبندی ایمان و گنگوہی قرآن یعنی تقویۃ الایمان میں لکھا ہے.

اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال و وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سب مشرک ہیں اس کو اشتراک فی العلم کہتے ہیں.

یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادے سے خواہ بھوت و پری سے. پھر خواہ یوں

سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے. تقویۃ الایمان ص۱۱ مطبع صدیقی.

دیکھا رہبر صاحب تمہارے ایمان میں لکھا ہے کہ اللہ کے دینے سے بھی شرک ثابت ہوتا ہے اور دنیا تو متناہی کے ساتھ ہی مختص ہے لہذا علم غیب عطائی متناہی کو ہی شرک کہا آپ کتنا ہی پردہ ڈالیں اور دھوکہ دیں مگر حقیقت ظاہر ہے کہ گنگوہی صاحب علم غیب عطائی متناہی کو شرک کہتے ہیں. اب بتلایئے کہ تھانوی صاحب بچوں، پاگلوں، جانوروں تک کے لیئے علم غیب مان کر گنگوہی فتوے سے کون ہوئے کہو مشرک ہی ہوئے اور یہ صادق آیا ہے اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے.

دیوبندیوں کے نزدیک گھروں میں پھرنے والا کوا حلال ہے

نمبر ۲۰ یہ مشہور کوا جو آبادی میں پھرتا ہے جس کو مسلمان حرام جانتے ہیں علماء دیوبند کے نزدیک یہ کوا کھانا جائز ہے بلکہ اس کے کھانے پر ثواب ملتا ہے فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص۱۲۵ میں ہے.

سوال. جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب.

الجواب. ثواب ہوگا.

المصباح الجدید میں دیوبندیوں کو اس حصول ثواب کی ترغیب دلائی کہ دیوبندیو تم کو بالاعلان کوا کھانا چاہیئے. ثواب حاصل کرنے میں شرمانا اچھی بات نہیں اور علماء دیوبند کی ضیافت میں بھی سیاہ مرغ پیش کرنا چاہیئے کہ ہم خرما و ہم ثواب پر عمل ہو.

دیوبندی مجیب نے تو اس کا کچھ جواب نہ دیا البتہ اس مشہور حرام کوے کو حلال کرنے کے لیے فقہائے کرام کی عبارتیں نقل کیں ہمیں اس سے کیا غرض کہ دیوبندی کوا کھائیں اور سمجھ کر کھائیں ان کا مذہب ہے مگر افسوس یہ ہے کہ فقہائے کرام پر افترا کرتے ہیں ان کی عبارتیں نقل کر کے عوام کو دھوکہ دیتے ہیں ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان لگاتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مشہور کوے کو جائز فرمایا ہے جس سے مسلمان طبعاً و فطرتاً نفرت کرتے ہیں اور حرام جانتے ہیں جس کو حدیث میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فاسق فرمایا۔ حل و حرم میں اس کے قتل کا حکم دیا لہٰذا حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فقہائے کرام کے دامن پاک کو دیوبندیوں کے اس بہتان عظیم سے پاک کرنے کے لیئے اس مسئلہ کی قدرے وضاحت کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اول دیوبندی رہبر کا استدلال جو اس دیسی کوے کی حلت پر ہے ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔

ذیل میں ہم فقہائے حنفیہ کی چند عبارات درج کرتے ہیں جن سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ وہ غراب یہی ہے جو ہمارے دیار میں پایا جاتا ہے

چنانچہ تکملہ بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے الغراب ثلثة انواع نوع یاکل الجیف فحسب فانه لا یوکل ونوع یاکل الحب فحسب فانه یوکل ونوع یخلط بینهما وهو ایضا یوکل عند امام وهو العقعق لا کالدجاج وعن ابی یوسف انه یکره اکله لانه غالب اکله الجیف والاول اصح یعنی شرح کنز میں ہے

الغراب ثلثة انواع نوع یاکل الجیف فحسب فانه لا یوکل و

عراب کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ جو صرف مردار کھاتا ہے تو وہ حرام ہے

نوع یاکل الحب فقط فانه یوکل ونوع یخلط بینهما وهو ایضا یوکل عند ابی حنیفة وهو العقعق لانه کالدجاج وعن ابی یوسف رحمة الله تعالٰی نعانه یکره لان غالب ماکوله الجیف والاول اصح

دوسری قسم وہ ہے جو صرف دانے کھاتا ہے وہ حلال ہے تیسری قسم وہ ہے جو دانے اور مردار دونوں کھاتا ہے وہ حلال ہے تیسری قسم وہ ہے جو دانے اور مردار دونوں کھاتا ہے اور اس کو عقعق کہا جاتا ہے وہ بھی امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک حلال ہے۔ اس لیے کہ وہ مثل مرغ کے ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ تیسری قسم مکروہ ہے اس لیے کہ وہ اکثر مردار کھاتا ہے لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اصح ہے۔

صاحب جامع "الرموز الذی یاکل جیف" کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

وفیه اشعار بانه لو اکل کل من الثلثة الجیف والحب جمیعا حل ولم یکره وقالا یکره والاول اصح کما فی الخزانة وغیره

اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر عراب کی تینوں قسموں میں سے ہر ایک نے دانے اور مردار کھانا شروع کر دیا تو سب کے سب حلال ہوں گے البتہ صاحبین کے نزدیک مکروہ ہوں گے لیکن اصح وہی پہلا مذہب ہے۔ کما فی الخزانتہ وغیرہ

ان تمام عبارات سے ظاہر ہے کہ کوے کی حلت و حرمت کا مدار صرف اختلاف غذا پر ہے نہ کہ اختلاف اشکال والوں پر پس جو غراب کہ

صرف دانے کھاتا ہے وہ بالاتفاق حلال ہے اور جو صرف نجاست اور مردار خور ہے وہ بالاتفاق حرام ہے اور جو دانہ اور نجاست دونوں کھاتا ہے وہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک بلا کراہت حلال اور جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک باکراہت لیکن صحیح تر قول امام صاحب کا ہے اور یہ مرغی کی طرح ہے کہ وہ دانہ اور نجاست دونوں کھاتی ہے مگر حلال ہے۔

مقامع الحدید صفحہ بس فقہ حنفی کے جزئیہ اور قرآن و حدیث کے قاہر دلائل سے اس دیسی کوے کی حرمت ثابت کروں گا جس سے بفضلہ تعالیٰ آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ یہ کوا حرام ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا کھانا جائز نہیں یہ امام پر دیوبندیوں کا افترا ہے کہ اس کوے کی حلت کی نسبت امام کی طرف کرتے ہیں مگر پہلے دیوبندی استدلال کی خبر لوں اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فقہائے کرام کے دامن پاک کو کوا خوروں کے اس بہتان سے پاک کروں۔

دیوبندی رہبر نے اس دیسی کوے کے جواز پر تین عبارتیں نقل کی ہیں جن میں سے بحرالرائق اور زیلعی دونوں کی عبارتوں میں غراب مختلف فیہ کی تعیین مذکور ہے وہو العقعق وہ غراب جو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حلال ہے وہ عقعق ہے امام کا یہ ارشاد حق و بجا ہے بسر و چشم منظور اہل سنت کا اسی پر عمل ہے بلاشبہ عقعق جائز ہے لیکن اس دیسی کوے کو عقعق سے چہ نسبت زاغ را با عالم پاک عقعق اس کوے سے چھوٹا جانور ہے اس کے مشابہ ہوتا ہے جنگل میں رہتا ہے منتخب اللغات وغیرہ میں اس کو زاغ دشتی یعنی جنگلی کوا لکھا ہے۔ طب کی کتابوں میں اس سے بھی صاف عقعق کو مہوکا لکھا ہے۔ نجاست کو دانہ وغیرہ سے خلط کر کے کھاتا ہے اس کوے کی طرح خالص نجاست بغیر کسی دوسری چیز کے ملائے ہرگز

نہیں کھاتا یہ دیسی کوا خبیث خور ابقع ہے یہ حرام ہے حدیث میں اس کو فاسق فرمایا اس کے قتل کا حکم دیا۔ ہدایہ نے تصریح فرمائی کہ عقعق کا یہ حکم نہیں وہ قتل نہ کیا جائے گا۔ شاہ اہل اللہ صاحب جو گنگوہی صاحب کے بھی بزرگوار ہیں کنیہ کے فارسی ترجمہ میں اسی مشہور کوے کو ابقع فرماتے ہیں۔ مراد از ابقع زاغ متعارف است کہ رنگ گردن آں بہ نسبت پر و بازو یش سفیدی باشد دوسری دلیل میں اس کی تفصیل آئے گی۔ غرضیکہ ابقع و عقعق میں زمین و آسمان کا فرق موجود ہے مگر دیوبندیوں کو یہی دیسی کوا کھانا مقصود ہے۔ اس لیے تعیین و تصریح کو چھوڑ کر جامع رموز کے اشارہ ہی پر ناچنے لگے اشارہ ہی سے استدلال کیا جو ڈوبتے کے لیے تنکے کا سہارا ہو اس سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ امام کے نزدیک جس کا کھانا جائز ہے جب وہو العقعق سے وہ معین ہو گیا کہ وہ عقعق ہی تو اب اس ابقع حرام کو حلال کرنے کے لیے اس کی تعمیم چہ معنی دارد پھر جامع رموز کے اشارہ سے بھی اس کوے کی حلت نہیں ثابت ہو سکتی کیونکہ جامع رموز کی مذکورہ عبارت اگر دیوبندی قطع و برید سے پاک ہے تو اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ اگر غراب کی تینوں قسموں میں سے ہر ایک اگر مردار و دانہ دونوں کھاتے تو امام کے نزدیک سب حلال ہوتے لیکن واقعہ یہ ہے کہ صفت حلت دو ہی میں منحصر رہی ایک وہ جو صرف دانہ کھاتا ہے دوسرا عقعق جو نجاست کو دانہ وغیرہ سے ملا کر کھاتا ہے نہ یہ دیسی کوا جو بغیر کسی شے کے ملائے خالص نجاست کھاتا ہے پھر یہ کیسے حلال ہو سکتا ہے اور اگر دیوبندی کوا خوری کے شوق میں کہیں کہ یہ ملانے کا جھگڑا کہاں سے نکالا تو آنکھ کھول کر عبارت مذکورہ کو دیکھیں دونوں عبارتوں میں والنوع یخلط بینھما ہے یعنی ایک قسم وہ ہے جو دانہ و نجاست وغیرہ دونوں کو ملاتا ہے وہ عقعق ہے اور اگر

کوّا خوری کے ذوق میں اور زیادتی ہو اور اس مراد کوّے کو حلال کرنے کے لیئے دیوبندی تخلط کے یہ معنی گڑھیں کہ کبھی نجاست کھاتے اور کبھی دانہ اور کہیں کہ یہ دونوں باتیں اس دیسی کوّے میں پائی جاتی ہیں لہٰذا یہ حلال ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ ذوق کوّا خوری تمہیں مبارک ہو کھاؤ مگر اس کی نسبت ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ کی طرف نہ کرو اس لیئے کہ امام کے نزدیک خلط کے یہ معنی ہرگز نہیں امام کے نزدیک خلط کے معنی کھانے کے قبل ملانا ہے امام اعظم و امام ابویوسف رحمہما اللہ تعالٰے عنہما کے درمیان جو کوّا مختلف فیہ ہے وہ وہی ہے جو نجاست کو دانہ وغیرہ سے ملا کر کھاتا ہے۔ امامین کا مباحثہ اس پر دلیل قاطع ہے ملاحظہ ہو۔ عن ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالٰے قال سئلت اباحنیفۃ رحمۃ اللہ تعالٰی عن العقعق فقال لاباس فقلت انہ یاکل النجاسات فقال انہ یخلط النجاسۃ لشئ اٰخر ثم یاکل۔ فتاویٰ عالمگیری صـ۲۹۰

ابویوسف سے مروی ہے کہا کہ میں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ سے سوال کیا کہ عقعق کھانا جائز ہے یا نہیں فرمایا کوئی حرج نہیں پس میں نے کہا کہ وہ نجاست کھاتا ہے فرمایا وہ نجاست کو دوسری شے سے ملا لیتا ہے پھر کھاتا ہے اس عبارت سے بصراحت تین ثابت ہیں۔ اوّل یہ کہ شیخین کا اختلاف صرف عقعق میں ہے امام اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ اس کو جائز کہتے ہیں امام ابویوسف حرام۔ دوسرے یہ کہ عقعق خالص نجاست نہیں کھاتا بلکہ دانہ وغیرہ دوسری چیز سے ملا کر کھاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ امام اعظم کے نزدیک عقعق کے جواز کی وجہ صرف یہی ہے کہ خالص نجاست نہیں کھاتا۔ جبھی تو امام ابویوسف کے اس سوال کے جواب میں کہ وہ نجاست کھاتا ہے۔ امام اعظم صاحب نے یہ فرمایا کہ وہ نجاست کو پہلے دوسری چیز سے ملا لیتا ہے پھر کھاتا ہے اور اگر عقعق اس کوّے کی طرح کبھی خالص نجاست کھاتا اور کبھی دانہ تو امام کا یہ قول کہ وہ

نجاست کو پہلے دوسری چیز سے ملا لیتا ہے پھر کھاتا ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے لہٰذا اسی عبارت سے تین وجہ سے ثابت ہوا کہ یہ دیسی کوّا ہرگز مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ اول تو کوّا ابقع ہے عقعق نہیں اور امام صاحب نے عقعق کو جائز کہا ہے دوسرے عقعق پر اس کا قیاس ہرگز صحیح نہیں کیونکہ یہ بغیر دوسری چیز ملائے نجاست کھاتا ہے اور عق عق جب تک نجاست کو دوسری شے سے نہ ملائے نہیں کھاتا۔ تیسرے عق عق کے جواز کی وجہ تو امام کے نزدیک صرف یہی تھی کہ وہ خالص نجاست نہیں کھاتا اور یہ کوّا خالص نجاست کھاتا ہے لہٰذا یہ کوّا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی حرام ہوا اور ثابت ہو گیا کہ دیوبندیوں کے اس بہتان سے امام اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ کا دامن پاک ہے یہ امام پر افترا ہے کہ یہ دیسی کوّا امام کے نزدیک جائز ہے۔

چونکہ دیوبندی کوّا خوری کے ذوق وشوق میں فنائی الغراب کا مرتبہ رکھتے ہیں اس لیئے ممکن ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اس فرمان کو نہ مانیں کیونکہ ؎

جو دین کوّوں کو دے بیٹھے ان سے کیا تعجب ہے
کہیں کہ ہم نہیں تقلید کرتے بوحنیفہ کی۔

اور امام اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ پر ہی اعتراض کر بیٹھیں کہ نجاست کو بغیر کسی دوسری چیز کے ملائے کھانا اور ملا کر کھانے میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں صورتوں میں نجاست کھانا پایا جاتا ہے لہٰذا عق عق کی طرح یہ دیسی کوّا ابقع بھی حلال ہے۔ اوّل تو یہ اعتراض کرتے ہی دیوبندیوں کی حقیقت کا پتہ چل جائے گا کہ امام اعظم کی تقلید صرف کوّا خوری کے لیئے تھی جب امام صاحب نے کوّے کو حرام بتایا تو تقلید رخصت۔ دوسرے اگر تقلید چھوڑ کر اور امام سے رشتہ جوڑ کر کوّا خوری کے لیئے دونوں صورتوں

کو ایک کریں تب بھی بنظر خیر خواہی ہم وجہ فرق بتائے دیتے ہیں کہ بغیر کسی چیز کے ملائے خالص نجاست کی طرف اسی کی رغبت و میلان ہو سکتا ہے جس کی طبیعت میں خباثت اور جبلت میں فسق ہو لہٰذا وہ خبائث و فواسق میں داخل ہوگا اور بحکم قرآن و حدیث حرام ہوگا اور جو پرند خالص نجاست سے نفرت کرے اگرچہ مٹی وغیرہ میں ملا کر کھائے ظاہر ہے کہ اس کی طبیعت میں خباثت و فسق نہیں لہٰذا وہ خبائث و فواسق میں داخل نہیں اس لیئے حلال ہے بفضلہ تعالےٰ دیوبندی استدلال کا تو خاتمہ ہو گیا اس کی عیاری و مکاری ظاہر ہو گئی اب میں اس دیسی کوے کی حرمت پر فقہ حنفی کے جزیہ اور قرآن و حدیث کے کلیات سے دلائل قائم کرتا ہوں وھو المعین مگر ذرا کوا خوروں سے ایک بات پوچھ لوں وہ یہ کہ نیچے سے اوپر تک دیوبندی رہبر کے مربی مولوی شکر اللہ صاحب سے لے کر گنگوہی صاحب تک سارا دیوبندی کنبہ پہلے یہ بتائے کہ جب فقہ متوں تک میں اس دیسی کوے کی حرمت مذکور یہ جزیہ موجود تو جزیہ چھوڑ کر کلیات استدلال کیوں کیا کیا مقلدوں کا یہی شیوہ ہے حنفی ایسے ہی ہوتے ہیں کنز میں ہے۔ لا الابقع الذی یاکل الجیف یعنی ابقع جائز نہیں جو مردار کھاتا ہے اس کی شرح فتح المعین میں ہے وھو الذی فیہ سواد و بیاض ابقع وہ ہے جس میں کچھ سیاہی و سفیدی ہو جب صاحب کنز نے غراب ابقع کو حرام فرمایا اور شارح نے ابقع کی تفسیر کر کے تعین کر دی کہ ابقع وہ ہے جس میں سیاہی و سفیدی ہو تو اب اس دیسی کوے کی حرمت میں کیا شبہ رہ گیا اسی عبارت کنز کا فارسی ترجمہ شاہ اہل اللہ صاحب نے کیا ہے جو گنگوہی صاحب کے بھی بزرگوار ہیں اس میں مذکور ہے۔ و مراد از ابقع زاغ متعارف ست کہ رنگ گردن آں بہ نسبت پر و بازو یش سفید می باشد۔ یعنی ابقع سے

مراد یہ مشہور کوا ہے جس کی گردن کا رنگ بہ نسبت پر و بازو کے سفید ہوتا ہے اسی عبارت کا اردو ترجمہ دیوبندیوں کے پیر مغاں مولوی محمد احسن صاحب نے احسن المسائل میں کیا ہے مگر جو کوا ابقع کہ مردار کھاتا ہے حرام ہے اور مراد ابقع سے یہی دیسی کوا ہے کہ اس کی گردن کا رنگ بہ نسبت پروں کے سفید ہوتا ہے اس کا کھانا حرام ہے۔ جب فقہ میں بصراحت جزیہ موجود رنگ تک کی تعیین موجود عربی فارسی اردو عبارات میں اس دیسی کوے کی حرمت مصرح ہے۔ تو اس جزیہ سے آنکھ بند کر کے ان تصریحات سے منہ پھیر کے کوا خوری کے شوق میں وہ بلند پروازی کہ کلیات سے استدلال آخر کیا وجہ ہے صرف عوام کالانعام کو دھوکہ ہی تو دینا ہے کوا کھانا اور کھلانا ہی تو ہے اور وہ بھی حنفی بن کر سبحان اللہ یہ منہ اور مسور کی دال حنفیت اور دیوبندیت کا منہ۔ کوا خوری سے حنفیت کو بدنام کرتے ہیں حنفیت کے پردہ میں وہابیت کی اشاعت کرتے ہیں۔

ناظرین کرام فقہ کا جزیہ تو آپ نے دیکھا۔ جس میں اس دیسی کوے کی حرمت مصرح موجود ذرا کلیات کا بھی جلوہ دیکھیئے کوا خوروں کی نظر خیرہ نہ ہو جائے تو میرا ذمہ۔

اس دیسی کوے کی حرمت پر قرآن و حدیث سے دلائل

پہلی دلیل۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے ویحرم علیھم الخبائث اور وہ نبی جو اپنی امت پر خبیث چیزیں حرام کرے گا لہٰذا اس آیت سے ہر خبیث شے کا حرام ہونا ثابت اور یہ کوا خبیث ہے لہٰذا شکل اول سے نتیجہ نکلا کہ یہ کوا حرام ہے کبرے کا ثبوت تو آیت سے قطعی ہے اس کا تو انکار کرتے ہی فوراً دیوبندی ہو جائے گا لہٰذا وہ تو مسلم محقق ہے البتہ صغریٰ کا ثبوت ہمارے ذمہ ہے

دہوا ہذا۔ اس کوے کو چونکہ طبیعت سلیمہ خبیث جانتی ہے اور نفرت کرتی ہے ہر بھلا آدمی اگرچہ گاؤں کا رہنے والا کیوں نہ ہو اس سے نفرت کرتا ہے خود حلال کہنے والے بھی اس کی طرف رغبت نہیں کرتے (ورنہ علانیہ کھاتے) اور یہ نفرت شرعاً خبث ہے اور موجب حرمت ہے۔

اشعت اللمعات شریف میں صـ۲۵۳ پر ہے ومراد بخبث آنچہ پلید واند طبع سلیم ضد طیب و مختار میں ہے۔ والخبیث ما تستخبثہ الطبائع السلیمۃ خبیث وہ ہے جس سے سلیم طبیعتیں نفرت وگھن کریں اس مشہور کوے کی طرف زمانۂ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے آج تک کسی سلیم الطبع شخص نے رغبت نہ کی ہر قرن ہر زمانہ کے مسلمان نفرت ہی کرتے رہے اور کرتے ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ کوا خبیث ہے اور آیت کریمہ ویحرم علیہم الخبائث میں داخل ہے لہٰذا آیت کریمہ سے اس کوے کی حرمت ثابت ہے اسی لئے ایمان والوں نے اس کی طرف کبھی رغبت نہ کی۔ اس کی طرف رغبت ہوئی تو جناب گنگوہی صاحب اور ان کی ذریت غرابیہ کی اور کیوں نہ ہو۔ الخبیثات للخبیثین کا تقاضا ہی یہ ہے۔ ؎

خبیث بہر خبیثہ خبیثہ بہر خبیث

یہی ہے وجہ جو کوا پسند فرمایا۔

دوسری دلیل۔ یہ کوا چونکہ موذی ہے اس کی طبیعت میں ایذارسانی ہے اس لئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو فاسق فرمایا اور محرم کے لئے بھی اس کے قتل کی اجازت دی حالانکہ محرم کے لئے شکار حرام ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ جس طرح اور موذی جانور ہیں یہ کوا بھی موذی ہے۔ اس کا کھانا حرام ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت انی لاعجب من یاکل الغراب وقد اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قتلہ للمحرم وسماہ فاسقا وواللہ ماھو من الطیبات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے بڑا عجب ہے اس شخص پر جو کوا کھاتا ہے حالانکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے محرم کے لئے اس کے قتل کی اجازت دی اور اس کا نام فاسق رکھا خدا کی قسم وہ طیبات سے نہیں۔

ام المومنین کی دوسری حدیث جس کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے

عن عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خمس فواسق یقتلن فی الحل والحرم الحیۃ والغراب الابقع والفارۃ والکلب العقور والحدیۃ متفق علیہ مشکوٰۃ صـ۲۳۶

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور فاسق ہیں حل اور حرم ہر جگہ قتل کیے جائیں۔ سانپ اور غراب ابقع (دیسی کوا) اور چوہا اور کٹکھنا کتا اور چیل۔

تیسری حدیث عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

قال خمس لاجناح علی من قتلھن فی الحرم والاحرام الفارۃ والغراب والحداۃ والعقرب والکلب العقور متفق علیہ۔ مشکوٰۃ صـ۲۳۶

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا رسول اللہ نے پانچ جانوروں میں کوئی حرج نہیں اس شخص پر جو ان کو حرم میں اور احرام کی حالت میں قتل کرے چوہا اور کوا اور چیل اور بچھو اور کٹکھنا کتا۔

ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ یہ کوا موذی اور فاسق جانور ہے اس کا وہی حکم ہے جو سانپ بچھو چوہے وغیرہ کا ہے جس طرح چوہا سانپ بچھو

وغیرہ کھانا حرام کوا کھانا بھی حرام مسلمان تو حدیث کے اس حکم کو بسر و چشم قبول کریں گے مگر دیوبندی کوا خور بڑے اچھل کر کہیں گے کہ واہ حدیث میں یہ دیسی کوا مراد نہیں۔ یہ دانہ بھی کھاتا ہے بلکہ وہ کوا مراد ہے جو صرف نجاست کھاتا ہے لہٰذا ان کی دہن دوزی کے لیے اس پر وہ برہان قائم کر دوں کہ کوا خوروں کی کائیں کائیں بھی بند ہو جائے۔ اچھلنا تو کجا۔ ہدایہ میں اسی معنی کی حدیث ذکر کر کے غراب کی تعیین فرمائی کہ صرف نجاست خور مردار نہیں بلکہ وہی کوا مردار ہے جو کبھی نجاست کھاتا اور کبھی دانہ وغیرہ کھاتا ہے فرمایا والمراد بالغراب الذی یاکل الجیف ویخلط لانہ یبدی بالاذیٰ واما العقعق غیر مستثنیٰ لانہ لایسمیٰ غرابا۔ ہدایہ اولین ۲۶۲

یعنی حدیث خمس من الفواسق میں غراب سے مراد وہ کوا ہے جو مردار کھاتا ہے اور خلط کرتا ہے یعنی دانہ وغیرہ بھی کھاتا ہے۔ کیونکہ وہ ایذا رسانی کی ابتدا کرتا ہے لیکن عق عق کا استثنا نہیں وہ قتل نہ کیا جائیگا کیونکہ اس کو مطلقاً غراب نہیں کہا جاتا۔ ہدایہ کی شرح بنایہ میں ہے قولہ و یخلط ای یخلط الحب بالنجس معناہ یاکل النجس تارۃ والحب اخریٰ یعنی صاحب ہدایہ کے قول ویخلط کے معنی یہ ہیں کہ کبھی دانہ کھاتا ہے لہٰذا حسب تصریح صاحب ہدایہ و صاحب بنایہ حدیث میں یہی دیسی کوا مراد ہوا یہی فاسق اور موذی ہوا اسی کے قتل کے لیے حرم اور حالت احرام میں حکم دیا اس کا وہی حکم ہوا جو سانپ، بچھو، چوہے وغیرہ کا ہے جس طرح وہ حرام یہ کوا بھی حرام اس کو نہیں کھائے گا مگر فاسق موذی دیوبندی اٹکل پچو شکاری شوربہ کا عادی۔

پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شوربا ہی سے کھائے
بٹیر ہاتھ نہ آئے تو زاغ لے کے چلے

اور وہ بھی معروفہ بحمدہ تعالیٰ آیات و احادیث کی روشنی میں دلائل قاہرہ سے اس کوے کی حرمت ثابت ہوئی فقہ کا جزیہ اس کی حرمت پر پہلے گزرا باوجود اس کے پھر بھی دیوبندی کوا خوری سے باز نہ آئیں تو انہیں اختیار ہے مگر ہاں اتنا ہم ضرور کہیں گے کہ یا تو کوا کھانا چھوڑ دیں یا اپنے کو حنفی کہنا چھوڑ دیں کوا خوری کی حنفیت سے ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدنام نہ کریں اس خبیث فاسق موذی کوے کی حلت کی نسبت اس پاک طینت نیک سیرت صاحب بصیرت امام برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کرنا جو بدشکل مچھلی بھی نہ پسند کریں کتنی بڑی کوڑ باطنی و بدطینتی ہے۔

دیوبندیو! اس نجس حرام گندی گھناؤنی چیز سے امام اعظم کے دامن پاک کو آلودہ کرتے ہو خبردار اس امام برحق کا دامن ایسی خباثتوں سے پاک ہے جس کی طہارت پر کیسے دلائل قائم کر دیئے تمہارے استدلال کوا خوری کی دھجیاں اڑا دیں ثابت کر دیا کہ تم فقہا کی عبارتیں نقل کر کے امام کو بدنام کرتے ہو۔ عوام کو دھوکہ دیتے ہو لہٰذا توبہ کرو اس مکاری کیادی سے باز آؤ۔ اخیر میں دیوبندی رہبر نے کچھ اور چالبازی کی ہے کہتے ہیں۔

علاوہ ازیں معترض صاحب آپ کی یہ کتنی بڑی شرمناک خیانت ہے کہ آپ نے غراب کی حلت کو صرف علماً دیوبند کی جانب منسوب کر دیا حالانکہ علماء کان پور مولانا احمد حسن صاحب علماء رامپور مفتی سعد اللہ صاحب وغیرہ صدہا علماء حنفیہ نے اس کی حلت کا فتوے دیا ہے ملاحظہ ہو۔ فصل الخطاب فی تحقیق مسئلہ الغراب۔ مقامع الحدید ملخصاً ص۵۰۔

جی ہاں ہم نے دیوبندیوں کا فصل الخطاب خوب دیکھا ہے اس میں بڑی بڑی چالبازیاں کی گئی ہیں فتووں اور مفتیوں کے خوب جوڑ توڑ

سکتے ہیں کسی کا فتوے کسی کے ساتھ ملا یا ہے عبارتیں بدلی ہیں۔ فتوے میں کچھ ہیں کتاب میں کچھ نقل کی ہیں اپنا مطلب الشا سیدھا بنالیا ہے۔ اسی زمانہ میں علمائے اہلِ سنت نے ان بد دیانتوں کو ظاہر کرکے رد کر دیا ہے جس کے جواب کی آج تک دیوبندیوں کو ہمت نہ ہوئی اگر اب بھی ہمت ہو تو جن علما اہل سنت کے نام فتوے میں درج کئے ہیں ان کی مہری وتخطی تحریر سے ثابت کرو کہ انہوں نے اس دیسی کوے کی حلت کا فتوے دیا ہے ورنہ یاد رکھو اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی کَیْدَ الْخَائِنِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے مکر کو راہ نہیں دیتا۔

دیوبندیوں کے نزدیک تقویۃ الایمان کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے۔

۲۱۔ علما دیوبند کے نزدیک مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور باعثِ ثواب ہے۔

دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں اس کا (تقویۃ الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور موجب اجر کا ہے۔

فتاوے رشیدیہ حصہ سوم ص۵۔

اس پر المصباح الجدید کا پہلا مواخذہ یہ ہے کہ جب تقویۃ الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہوا تو جس نے نہ رکھی نہ پڑھی۔ وہ اسلام سے خارج ہوا تو لازم آیا کہ تقویۃ الایمان سے پہلے مع اسکے مصنف مولوی اسماعیل کے کوئی بھی مسلمان نہ ہوا اور اس کے بعد بھی جس کے پاس تقویۃ الایمان نہ ہو یا نہ پڑھے وہ مسلمان نہ ہوا اس معیار سے دورِ حاضرہ ہی میں باوجودیکہ وہابی دیوبندی لاکھوں تقویۃ الایمان مفت تقسیم کرا رہے ہیں مگر کم از کم پچانوے فیصدی مسلمان

اسلام سے خارج ہوگئے۔

دوسرا مواخذہ یہ ہے کہ اس گنگوہی فتوے کی رو سے لازم آیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک تقویت الایمان کا مرتبہ قرآن مجید سے زیادہ ہے اس لئے کہ قرآن مجید پر ایمان لانا بے شک مسلمانوں کے لئے ضروری ہے مگر قرآن مجید کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام نہیں اور تقویت الایمان رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے۔

ان مواخذوں کا جواب تو دیوبندی رہبر سے نہ ہوسکا جو کچھ کہا اس کا خلاصہ تقویت الایمان کی تعریف۔ گنگوہی جی کی منقبت اور دیوبندی تہذیب کے مطابق علمائے اہلِ سنت کو گالیاں دینا ہے۔ رہبر صاحب فرماتے ہیں۔

کیونکہ تقویت الایمان کے تمام استدلالات قرآن وحدیث سے ہیں اس لئے اسکا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ معترض نے از راہ خیانت صرف خط کشیدہ عبارت نقل کی ہے پوری عبارت نقل نہیں کی ورنہ ناظرین اسی سے جواب سمجھ لیتے پوری عبارت یہ ہے کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور وہ رد شرک بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ و احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا۔

مقامع الحدید ملخصاً ص۱

دیوبندیو! دیانت کے نادارو، ذرا ہوش سنبھال کر بتاؤ تو اس خط کشیدہ عبارت کو ماقبل سے وہ کون سا تعلق ہے کہ صرف اس کو ذکر کرنے سے وہ حکم بدل گیا جو گنگوہی جی نے تقویت الایمان کے لئے دیا ہے اور پوری عبارت نقل کر دینے سے المصباح الجدید کے

مواخذوں کا جواب کیسے ہوگیا واقعی الحیاء شعبة من الایمان حق ہے کیا پوری عبارت ذکر کر دینے سے تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام نہ رہا. پوری عبارت میں وہ کون سا لفظ ہے جس سے یہ ثابت ہوا. جب نہیں تو صرف خط کشیدہ عبارت کا ذکر خیانت کیسے ہوا اور اعتراض کا جواب کس طرح ہوگیا. اعتراض کو وضاحت سے سمجھنے کے لیئے یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی مجموعہ کا وجود جبھی ہوتا ہے کہ جب اس کے تمام اجزا موجود ہوں اگر ایک جز بھی نہ پایا گیا تو مجموعہ کا وجود محال ہے عین شے کا جو حکم ہے وہی شے کا حکم ہے عین شے سے شے کا وجود اور اس کے عدم سے شے کا عدم ہوتا ہے.

اب ذرا غور سے سنو اعتراض یہ ہے کہ جب تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا تینوں کو عین اسلام بتایا. تو دو ہی صورتیں ہیں یا تو تینوں کا مجموعہ عین اسلام ہے یا ہر ایک مستقل عین اسلام ہے پہلی صورت میں رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا تینوں جمع ہو کر متحقق ہوئے تو اسلام پایا گیا. یعنی جس نے تقویت الایمان کو رکھا بھی پڑھا بھی عمل بھی کیا وہ مسلمان ہوا اور اگر تینوں میں سے کوئی ایک بھی نہ پایا گیا تو اسلام نہ پایا گیا مثلاً کسی نے تقویت الایمان پر عمل تو کیا مگر رکھا اور پڑھا نہیں تو مسلمان نہ ہوا یا عمل کیا اور رکھا بھی مگر پڑھا نہیں تب بھی مسلمان نہ ہوا. یا رکھا اور پڑھا لیکن عمل نہ کیا. تب بھی مسلمان نہ ہوا.

دوسری صورت یعنی رکھنا بھی عین اسلام پڑھنا بھی عین اسلام اور عمل کرنا بھی عین اسلام. اولاً یہ کہ رکھنا پڑھنا عمل کرنا یہ تین چیزیں ہیں اور ایک چیز تین چیزوں کی عین کیوں کر ہوسکتی ہے ثانیاً یہ صورت پہلے سے بھی زیادہ قبیح ہے کیونکہ اس صورت میں جس نے تقویت الایمان کو نہ

رکھا نہ پڑھا نہ عمل کیا وہ مسلمان نہیں اور جس نے رکھا اور پڑھا اور عمل کیا وہ مسلمان اور جس نے صرف عمل کیا. مگر نہ رکھا اور پڑھا وہ مسلمان بھی ہے اور کافر بھی کیونکہ تقویت الایمان پر عمل کرنا عین ایمان تھا وہ پایا گیا لہٰذا مومن ہوا اور رکھنا اور پڑھنا جو عین اسلام تھا وہ نہ پایا گیا لہٰذا اسلام نہ پایا گیا جب اسلام نہیں تو ایمان نہیں کیونکہ اسلام و ایمان ایک ہی ہیں شرح عقائد میں ہے الایمان والاسلام واحد جب ایمان نہیں تو کفر ہوا لہٰذا ایک شخص کافر بھی ہوا اور مسلمان بھی اسی طرح جس نے عمل کیا اور رکھا بھی لیکن پڑھا نہیں وہ بھی کافر اور مسلمان دونوں ہوا یوں ہی جس نے عمل کیا اور پڑھا بھی لیکن رکھا نہیں وہ بھی کافر ہوا اور مسلمان بھی. دیکھا یہ ہے گنگوہی فتوے کی بہار کہ جس کی تعداد بیرون از شمار ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہابیت اور دیوبندیت پر کفر عاشق ہوگیا ہے.

دیوبندیو! اس گنگوہی معیار سے ذرا مسلمانوں کو جانچو تو اپنی دیوبندی برادری ہی کو پرکھو اگر پانچ فیصدی بھی مسلمان ثابت ہوجائیں تو ہم سے کہنا.

دیوبندیو! ذرا تو خدا لگتی کہہ دو کیا پوری عبارت نقل کرنے سے اس اعتراض کا جواب ہوگیا کیا اتنا کہہ دینے سے کہ اسکے استدلال کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں بہت عمدہ کتاب ہے اعتراض نہیں پڑیگا اگر ایسا ہے تو مرزا قادیانی کی نبوت بھی تمہارے نزدیک ثابت ہوجائے گی اس کی کسی کتاب پر تمہارے نزدیک کوئی اعتراض نہیں پڑیگا کیونکہ قادیانی کہتے ہیں کہ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ و احادیث سے ہیں بس پھر کیا ہے دیوبندی مرزا کا کلمہ پڑھیں گے. لاحول ولا قوۃ الا باللہ.

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ قرآن مجید کے متعلق تو دیوبندیوں کا مسئلہ بھی یہ ہے کہ اس کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام نہیں بلکہ اس پر ایمان لانا عین اسلام ہے اور تقویۃ الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا تمہارے نزدیک عین اسلام ہوا تو ہر صورت میں تقویت الایمان کا مرتبہ قرآن مجید سے بڑھ گیا۔

سارے دیوبندی مولوی بتائیں کیا پوری عبارت نقل کر دینے سے یہ اعتراض ساقط ہو گیا یا اس عبارت سے اس کا جواب ہو گیا۔ ہوا تو کس لفظ سے۔ نہیں تو دیوبندی رہبر کا اس کو جہالت و بطالت پر مہر تصدیق بتانا کیا اپنی جہالت و بطالت و حماقت و شیطنت کا اقرار کرنا نہیں اور اپنی خباثت باطنی و بد طینی و کور بختی کا ثبوت دینا نہیں کہو، ہے اور ضرور ہے۔ گنگوہی صاحب نے فتوے میں اور دیوبندی رہبر نے جواب میں تقویۃ الایمان کی بڑی تعریفیں کیں۔ اس کے استدلال بالکل قرآن و حدیث سے بتائے۔ توحید کو اس کے مضامین کی روح بتایا وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا بطور مشتے نمونہ از خروارے تقویۃ الایمان کی ذرا جھلک دکھا دوں تاکہ اس کے استدلال اور دیوبندی توحید کی حقیقت معلوم اور پتہ چل جائے کہ تقویۃ الایمان قرآن و حدیث کا رد ہے اور شرک و کفر کا سیلاب ہے صرف تین نمونے ملاحظہ ہوں۔

نمونہ نمبر ۱۔ قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے فرمایا وتلک الامثال نضربها للناس وما یعقلها الا العلمون۔ ترجمہ ہم یہ کہاوتیں بیان کرتے ہیں لوگوں کے لیے اور ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو۔ تقویت الایمان میں غیر مقلدی اور دین میں آزادی کا دروازہ کھولنے کے لیے اس آیت کا رد کیا اور قرآن مجید سے جنگ کی اور کہا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ قرآن مجید

سمجھنے کے لیے ہرگز علم درکار نہیں۔ دیکھو تقویت الایمان ص ۳۔

عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہیے۔ سو یہ بات بہت غلط ہے۔ انتہی ملخصا، کمال یہ کہ اپنے گڑھے مطلب پر دلیل لائے اس آیت سے هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلو علیهم ایته ویزکیهم ویعلمهم الکتب والحکمه خود ہی اس کا ترجمہ کیا ہے کہ وہ اللہ ایسا ہے جس نے کھڑا کیا نادانوں میں ایک رسول انہیں سے پڑھتا ہے۔ ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے کتاب اور عقل کی باتیں۔

کیوں دیوبندیو تقویت الایمان پر ایمان لانے والو بتاؤ تو جب قرآن سمجھنے کے لیے علم درکار نہیں ہر جاہل نادان سمجھ سکتا ہے تو نبی کے سکھانے کی کیا حاجت تھی۔ کیا خوب نعوذ باللہ تو خود سمجھ لیں اور صحابہ کرام سکھانے کے محتاج تھے۔ یہی تمہارا ایمان ہے۔

نمونہ نمبر ۲۔ تقویت الایمان ص ۱۰ روزی کی کشایش اور تنگی کرنی اور تندرست و بیمار کر دینا حاجتیں بر لانی بلائیں ٹالنی مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور انبیاء اولیاء بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اس سے مرادیں مانگے مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہے انتہی ملخصا

کس بے دردی سے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لیے جبروتی حکم لگایا کہ پھر خواہ یوں سمجھے خواہ یوں کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے غور کرو جب اللہ کی دی ہوئی قدرت بھی ماننا شرک ہوا

تو اس ناپاک ملعون قول پر انبیاء و ملائکہ سے لے کر اللہ و رسول تک اور اس کے پیشواؤں سے لے کر خود مولوی اسماعیل تک کوئی بھی تو اس حکم شرک سے نہ بچا یہ ہے تقویت الایمانی توحید جس کا اچھل اچھل کر دیوبندی خطبہ پڑھتے ہیں۔ دیوبندیو یہ توحید ہے یا شرک کا سیلاب یہ تمہارا ایمان ہے یا کفر کی مشین اور پڑھو دیوبندی مرثیہ۔ ؎

حوائج دین و دنیا کے کہاں لیجائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابنِ مریم

ان اشعار کو پڑھتے جاؤ اور اپنے عین اسلام سے اپنا حکم پوچھتے جاؤ۔ تقویت الایمان کے اس مضمون کو نظر میں رکھتے ہوئے اللہ کی دی ہوئی قدریں قرآن مجید سے سنو آیت ۱ اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ ترجمہ انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے آیت ۲ وَتُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ۔ ترجمہ اے عیسٰی تو تندرست کرتا ہے مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے۔ دیکھا قرآن مجید میں یہ تقویت الایمانی شرک ہے اور میرے حکم سے کا لفظ بڑھا دینا شرک سے نہ بچائے گا کیونکہ تندرست کر دینے کی اللہ ہی کے حکم سے سمجھے جب بھی تقویت الایمانی حکم سے شرک ہے آیت ۳ اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللہِ ترجمہ عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتا ہوں اور میں مردے

جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے تقویت الایمانی حکم سے معاذ اللہ یہ عیسٰی علیہ السلام کا شرک ہوا۔ دیکھا دیوبندی رہبر یہ ہے تقویت الایمانی استدلال ایک ایک استدلال میں سینکڑوں آیتوں اور حدیثوں کا رد و ابطال ہے انبیاء و رسول و ملائکہ اور تمام مومنین ان آیتوں میں انبیا علیہم السلام کے لیئے اللہ کی دی ہوئی تصرف کی قدرت مانتے ہیں۔ تقویۃ الایمانی حکم سے جب اللہ کی دی ہوئی قدرت بھی ماننا شرک ہوا۔ تو تمام انبیا و رسول فرشتے مومنین خود اللہ عزوجل بھی شرک سے نہ بچا دیکھا یہ شرک کا سیلاب ہے جو طغیانی میں طوفان نوح سے بھی نمبر لے گیا۔

نمونہ ۳۔ دیوبندی مولوی تقویت الایمان کے رکھنے پڑھنے عمل کرنے کو عین اسلام اس لیئے کہتے ہیں کہ تقویت الایمان نے اسکے ماننے والوں کو آزادی کے ساتھ گناہ کرنے کی ترغیب دی ہے ملاحظہ ہو۔

سو یہ جان لینا چاہیئے کہ جس کی توحید کامل ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت وہ کام نہیں کر سکتی۔ فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے۔ تقویت الایمان ص ۲۳، ۲۴۔

دیوبندی مذہب میں صرف تقویت الایمان کے ماننے والوں کا ہی ایمان کامل ہے اور جب ایمان کامل ہوا تو اسماعیلی حکم سے ان کا گناہ وہ کام کریگا کہ دوسروں کی عبادت نہیں کر سکتی لہذا دیوبندیوں کو ترغیب ہوئی کہ اب کیا ہے توحید تمہاری کامل ہو ہی گئی اب خوب دل کھول کر گناہ کرو چوری، زنا خوری، شراب خوری، اغلام بازی وغیرہ جو چاہو کرو اور جب کوئی سنی ہدایت کرے ڈانٹ کر کہہ دو یہ ہمارا ایمانی مسئلہ ہے کہ ہمارا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ تمہاری عبادت نہیں کر سکتی۔ یعنی ہمارے ان تمام گناہوں پر وہ ثواب مرتب ہوتے ہیں کہ تمہاری نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ وغیرہ

پر ہرگز نہیں ہوسکتے یہ ہے دیوبندیوں کا مبین اسلام۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

محبوبان بارگاہ الٰہی کو گالیاں دینا کفار و مرتدین کا پرانا طریقہ ہے دیوبندی رہبر نے اس مقام پر اپنے اسی ابلیسی ورثہ کے ماتحت اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت قاطع شر نجدیت قامع فتن دیوبندیت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہوئے کہا۔

اس بدنصیب کے متعلق آپ کیا کہیں گے جو اپنے وصیت نامہ میں لکھتا ہے۔ میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ غضب خدا کا سب سے اہم فرض بنایا تو اس دین و مذہب پر قائم رہنے کو جو قرآن وحدیث سے نہیں بلکہ خود بدولت کی کتابوں۔ سے ظاہر ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ خاں صاحب کے نزدیک ان کی کتابوں کا جو اعلیٰ مرتبہ ہے وہ قرآن مجید کو بھی حاصل نہیں۔ مقامع الحدید ص ۵۲۔

گالیوں کی شکایت تو دیوبندیوں سے کیا کی جائے۔ یہ بدنصیب بددین مغضوب علیہم کے صحیح مصداق ہیں یہ تو اعلیٰحضرت سے کیا ان کے آقا و مولےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے ان کی شان پاک میں گستاخیاں کرنے کے عادی ہیں یہ تو ان کی روحانی غذا ہے مگر سارے دیوبندی یہ بتائیں کہ تمہارے رہبر کا یہ قول کہ جو قرآن مجید کو بھی حاصل نہیں یہ وصایا شریف کے کس لفظ کا مطلب ہے۔ کیا دیوبندی اپنی تصنیف کردہ کتابوں کو اپنی کتابیں نہیں کہتے کیا تھانوی گنگوہی، نانوتوی صاحبان نے جتنی کتابیں لکھی ہیں ان کو دیوبندی خدا کی کتابیں کہتے ہیں کیا فتاوے امدادیہ و اشرفیہ و براہین قاطعہ فتاوٰے رشیدیہ تمہارے نزدیک کتاب اللہ ہیں

سارے دیوبندی یہ کہتے ہیں فتاوٰے امدادیہ اشرفیہ تھانوی صاحب کی کتاب ہے براہین قاطعہ انبیٹھی صاحب کی فتاوٰے رشیدیہ گنگوہی جی کی ہے اس لیے تھانوی اور گنگوہی صاحبان نے اپنی طرف نسبت کرتے ہوئے فتاوٰے اشرفیہ و فتاوٰے رشیدیہ نام لکھا ہے۔

لہٰذا یہ بتائیں کہ ان کتابوں سے جو ظاہر ہے وہ تھانوی انبیٹھی گنگوہی صاحب کا دین و مذہب ہے یا نہیں اگر نہیں تو اپنے مذہب و دین کے خلاف کتابیں لکھ کر مخلوق کو کیوں گمراہ کیا۔ اور اگر ہے تو اس مذہب پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے یا نہیں اگر نہیں تو بتاؤ کہ دین و مذہب سے زیادہ تمہارے نزدیک وہ کون سا فرض ہے اور اگر اس پر مضبوطی سے قائم رہنا فرض ہے تو غضب خدا کا تھانوی نانوتوی گنگوہی تمام دیوبندی ملّوں نے سب سے اہم فرض بتایا تو اس دین و مذہب پر قائم رہنے کو جو قرآن وحدیث سے نہیں بلکہ خود بدولت کی ان کتابوں سے ظاہر ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تھانوی وغیرہ کے نزدیک ان کی کتابوں کا جو اعلیٰ مرتبہ ہے وہ قرآن مجید کا نہیں دیکھا دیوبندیو یہ تمہارے ہی رہبر کا اعتراض ہے اس کا جواب تم پر لازم ہے بددینو عقل کے دشمنو دین کے نادارو اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی تصانیف قرآن وحدیث کے وہ صحیح اور سچے احکام و ارشادات ہیں جو بددینوں شرک فروشوں کی قطع برید سے پاک ہیں تمہارے تقویت الایمان کی طرح نہیں کہ آیت وحدیث لکھ کر فساد کی فت جوڑ کر شرک وکفر کی توپیں وشین لگادیں۔ اعلیٰحضرت کی کتابوں میں دین حق و صراط مستقیم ہے اس لیے یقیناً ہر فرض سے اہم فرض ان پر قائم رہنا ہے۔ قرآن وحدیث ہی کا نام لے کر تو قادیانی۔ رافضی نیچری۔ وہابی۔ دیوبندی گمراہ کر رہے ہیں۔

اس پرفتن زمانہ میں عوام کو ان مکاروں کے مکر وکید سے بچانے والی صرف اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی کتابیں ہی ہیں اس لیئے وصیت فرمائی کہ اس دین حق صراط مستقیم پر قائم رہو تو مکاروں کے مکر غداروں کے غدر سے محفوظ رہوگے اور قرآن وحدیث پر صحیح عمل کرسکوگے۔ اللھم ثبت اقدامنا علےٰ مذھب اھل السنتہ والجماعۃ۔

گنگوہی صاحب کے نزدیک وہابی کا مطلب دیندار اور متبع سنت تھا

۲۲۔ علماء دیوبند نجدیوں وہابیوں کے ہم عقیدہ ہیں جو عقائد نجدیوں وہابیوں کے ہیں بالکل وہی عقیدے دیوبندیوں کے ہیں کیونکہ دیوبندیوں کے پیشوا گنگوہی صاحب نے فرقہ وہابیہ کے دیندار اور متبع سنت ہونے کا فتوے دیا ہے انکے عقائد کو اہل سنت وجماعت کے مطابق بتایا ہے۔ فتاوے رشیدیہ کا چوتھا سوال وجواب ملاحظہ ہو۔

چوتھے وہابی مذہب یہ کون فرقہ ہے مردود ہے یا مقبول اور عقائد ان مذہب والوں کے مطابق سنت والجماعت کے ہیں یا مخالف، کسی امام کی تقلید کرتے ہیں یا نہیں۔ فتاوے رشیدیہ حصہ دوم ص۱۰۔

گنگوہی صاحب کا جواب (۴) اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص۱۱۔

اس پر المصباح الجدید میں فرمایا کہ پھر وہابی کہنے سے دیوبندی چڑتے کیوں ہیں کیا دیندار ومتبع سنت ہونا برا معلوم ہوتا ہے اس کے جواب میں دیوبندی رہبر نے جو کہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ علماء دیوبند بڑے پکے حنفی ہیں ان کو وہابی کہنا بدعتیوں کا شعار ہے اور دیوبندی تہذیب کے جوہر دکھلائے کہا کہ یہ آپ کی مجنونانہ بڑھے (پھر جو دورہ شروع ہوا تو خوب

ناچے کودے خوب ڈھولک ستار بجایا جب ذرا ہوش آیا تو کہا کہ آپ لوگ رضاخانی کہنے سے کیوں چڑتے ہیں۔ مقامع الحدید المخفاصت ۵۲،۵۳

علماء دیوبند کا پکا حنفی ہونا نمبر ۲۰ میں نہایت تفصیل سے گزرا ثابت ہوگیا کہ امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بدنام کرکے عوام کو نفرت دلاتے ہیں اور کوا کھانے کے حنفی ہیں، لہٰذا دیوبندیوں کی حنفیت کے متعلق یہاں بحث کی ضرورت نہیں۔ رہبر صاحب کی ان حرکتوں سے ظاہر ہوگیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک اعتراض کے جواب دینے کے یہی معنی ہیں کہ خوب بدتہذیبی اور نقالی کی جائے۔ مگر اس کو کوئی عاقل جواب نہیں کہے گا البتہ یہ تمہاری مجنونانہ بڑ اور دیوانگی کی اڑ اور پاگل پنے کی جڑ ہے جس کو جواب سے کوئی تعلق نہیں یہ تمہارے عجز کی دلیل ہے

فتاوے رشیدیہ کے سوال وجواب کو آنکھ کھول کر دیکھو سوال یہ ہے وہابی مذہب یہ کون فرقہ ہے مردود ہے یا مقبول ان کے عقائد کیسے ہیں اس کے جواب میں گنگوہی صاحب فرماتے ہیں۔ اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں، وہابی مذہب اور فرقہ وہابیہ کو متبع سنت اور دیندار کہا ہے یہ نہیں کہا کہ وہابی کوئی مذہب نہیں۔ کوئی فرقہ نہیں بلکہ بدعتیوں کا شعار ہے کہ متبع سنت ودیندار کو چڑانے کے لیئے وہابی کہتے ہیں یہ بھی نہیں کہا کہ وہابی ایک فرقہ نجدیہ ہے جس کے عقائد خبیثہ خلاف اسلام وخلاف مذہب اہل سنت ہیں کہتے کیسے اس وہابی نجدی خبیث کی تو گنگوہی صاحب نے خوب تعریف کی ہے اچھا آدمی شرک وبدعت سے روکنے والا بتایا ہے۔

ص۲۳ میں مذکور ہے شرک وبدعت سے روکنے والا ہی تو متبع سنت اور دیندار ہوتا ہے لہٰذا یہ سوال وجواب دلیل ہے کہ گنگوہی صاحب

ان کے متبعین تمام دیوبندی فرقہ وہابیہ ہیں لہٰذا اب بتاؤ کہ وہابی کہنے سے تم چڑتے کیوں ہو. رہا اہل سنت کو رضاخانی کہنا یہ تمہارے گرو مولوی عبدالشکور خارجی کی بدعت شنیعہ ہے. جس کو دیوبندیوں نے پکڑ کر فریب دہی کا آلہ سمجھ لیا ہے. ورنہ اصل میں رضاخانی کوئی مذہب نہیں کوئی فرقہ نہیں پھر اس تعلق سے المصباح الجدید کے اعتراض کا جواب کیسے ہو ابلکہ حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی اپنی مکاری کیادی سے حق پر پردہ ڈالتے تھے. مذہب حق اہل سنت وجماعت جس پر صحابہ وتابعین سلف صالحین، اولیاء کاملین قائم رہے اس کو مٹانا چاہتے تھے. اعلیٰحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی رشد و ہدایت حق وصداقت کا وہ آفتاب چمکا کہ دیوبندیت کی کالی کالی گھٹائیں وہابیت کی سیاہ سیاہ ظلمتیں کافور ہو گئیں جو خوش نصیب تھے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق شور مچانے لگے مولانا فرماتے ہیں. ؎

مہ فشاند نور سگ عوعو کند ہر کسے باخلقت خود می تند

دیوبندیوں اور نجدیوں کے عقائد میں پوری مطابقت ہے

۲۳. علماء دیوبند نجدی وہابی کے ہم عقیدہ ہیں جو نجدی وہابی کے عقیدے ہیں بالکل وہی عقیدے دیوبندیوں کے ہیں کیونکہ دیوبندیوں کے پیشوا گنگوہی صاحب نے اس نجدی وہابی کو اچھا آدمی شرک و بدعت سے روکنے والا عامل بالحدیث کہا ہے ملاحظہ ہو.

سوال. عبدالوہاب نجدی کیسے شخص تھے.

الجواب. محمد ابن عبدالوہاب لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا. سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا. بدعت وشرک سے

روکتا تھا مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی. واللہ تعالیٰ اعلم. فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۷۹.

المصباح الجدید میں اس پر افادہ فرمایا کہ دیوبندی اور نجدی وہابی عقیدہ میں ایک ہیں صرف عمل میں فرق ہے نجدی وہابی اپنے کو حنبلی کہتے تھے. دیوبندی اپنے کو حنفی کہتے ہیں فتاوٰے رشیدیہ کا سوال وجواب اس پر دلیل ہے مگر دیوبندی رہبر اس پر پردہ ڈالنے کے لیے جواب دیتے ہیں کہ محمد ابن عبدالوہاب کے متعلق علماء کا اختلاف ہے. علامہ شامی نے کہا اس کے عقائد اچھے نہیں تھے اور صاحب تفسیر روح المعانی نے کہا کہ وہ حنبلی تھا اس کے خلاف جو مذہبی پروپیگنڈا کیا گیا وہ غلط ہے. غرض اس کے متعلق دونوں قسم کے بیان موجود ہیں، مولانا گنگوہی صاحب کو آخر الذکر اطلاعات زیادہ وثوق سے پہنچیں اس لیے انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا لیکن مولانا حسین احمد صاحب نے محمد ابن عبدالوہاب اور اس کی جماعت کے خلاف الشہاب الثاقب میں بہت کچھ لکھا ہے الغرض یہ اختلاف اطلاعات کی بنا پر ہے جو ان کو پہنچیں. مقامع الحدید ملخصاً ص۵۳،۵۴.

ناظرین کرام غور فرمائیں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے نجدیوں وہابیوں کے متعلق فرمایا.

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوهاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین کانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون ومن خالف اعتقادهم هم المشركون

جیسا کہ ہمارے زمانہ میں واقع ہوا عبدالوہاب کے متبعین ہیں. جنہوں نے نجد سے خروج کیا اور مکہ مکرمہ ومدینہ طیبہ پر ظالمانہ قبضہ کیا. وہ مذہب حنبلی کا حیلہ کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف وہی مسلمان

فاستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علماءهم حتى كسر الله تعالىٰ شوكتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلث ومائتين والف انتهى.	ہیں اور جو لوگ ان کے خلاف ہیں وہ مشرک ہیں پس اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہلسنت کے قتل کو مباح کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑی اور ان کے شہروں کو ویران کیا اور مسلمانوں کے لشکروں کو ان پر ۱۲۰۳ھ میں فتح دی.

مسلمانو. خبردار ہو جاؤ یہ ہیں نجدیوں کے عقیدے ساری دنیا کے مسلمان ان کی نظر میں مشرک ہیں اہل سنت و علمائے. اہل سنت کے قتل کو جائز جانتے ہیں.

رہبر صاحب آنجہانی نے صاحب روح المعانی کی وہ عبارت کیوں نہیں نقل کی جس میں انہوں نے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو غلط بتایا ہے اور بقول تمہارے گنگوہی صاحب کی طرح نجدی کی تعریف کی ہے.

نجدی پرستو. شرم نہیں آتی اپنی بددینی بدعقیدگی کی اشاعت کے لیے علماء پر افترا کرتے ہو بتاؤ تو وہ کون کون سے باوثوق ذرائع ہیں. جن کے واسطے سے گنگوہی صاحب کو نجدیوں کی خوش عقیدگی کا علم ہوا وہی ذریعہ ہے کہ اس نجدی خبیث نے کتاب التوحید لکھی جس میں اپنے گندے عقائد ظاہر کئے ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر و مشرک بنایا اسی کا ترجمہ مولوی اسماعیل دہلوی نے دیا جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اس میں بھی مسلمانوں پر کفر و شرک کی وہ بارش کی کہ سب کو کافر و مشرک بنا دیا متقی

تک کو مشرک لکھ دیا جس کی تفصیل ص۲۱ میں گزری اسی کے رکھنے اور پڑھنے اور عمل کرنے کو گنگوہی جی جین اسلام لکھتے ہیں تو گنگوہی صاحب اپنے ہی قول سے نجدیوں کے ہم عقیدہ ہوئے. اور نجدیوں کے انہیں عقیدوں سے متفق ہیں جو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں گزرے اور پوشیدگی کیا ہے تمام دیوبندی اہل سنت کو بدعتی مشرک کہتے ہیں. مشرک کا قتل جائز ہی ہے لہٰذا سب کا وہی عقیدہ ہوا جو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے نجدی خبیثوں کا عقیدہ بیان کیا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ دیوبندی نجدیوں وہابیوں کے ہم عقیدہ ہیں. صرف اعمال میں حنفی شافعی کے سا فرق ہے. اگر کچھ شبہ ہو تو فتاوٰے رشیدیہ کا ایک سوال و جواب اور دیکھ لو.

سوال. وہابی کون لوگ ہیں اور عبد الوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے.

الجواب. محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا. اور عقائد سب کے متحد ہیں. اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے. فتاوٰے رشیدیہ حصہ اول ص۸.

اب تو بالکل صاف صاف کہہ دیا کہ دیوبندی اور نجدی دونوں عقائد میں متحد ہیں. اعمال میں حنفی شافعی کے سا فرق ہے یہی وجہ ہے کہ ابھی مولوی کفایت اللہ دہلوی اور بہت سے دیوبندی مولویوں کا فتوے گوپا گنج ضلع اعظم گڑھ سے شائع ہوا ہے جس میں رہبر صاحب کے مربی مولوی شکر اللہ مبارک پوری و مولوی لیٰسین مبارک پوری بھی ہیں. سب

نے فتوے دیا ہے کہ غیر مقلدوں کے پیچھے حنفیوں کی نماز جائز ان کے ساتھ شادی بیاہ جائز، ان کو اپنی مسجدوں سے روکنا سخت گناہ ہے یہ چھپا ہوا فتاوے ہمارے پاس موجود ہے.

المصباح الجدید کا منشا یہی ہے کہ مسلمان آگاہ ہو جائیں کہ دیوبندی اور نجدی دونوں وہابی ہیں دونوں کے عقائد ایک ہیں حنفی بن کر سنیوں کو دھوکہ دیتے ہیں سنیوں کو ان سے خبردار رہنا چاہیے، رہا مولوی حسین احمد صاحب کا نجدیوں کے خلاف لکھنا یہ ان کی سیاست ہے. سنیوں کو پہچاننا چاہیئے ہیں. دیوبندی اس قسم کے جال بچھایا ہی کرتے ہیں جب دیکھا کہ فتاوٰی رشیدیہ وغیرہ کو دیکھ کر لوگ دیوبندیوں کو وہابی سمجھ کر متنفر ہوتے ہیں تو الشہاب الثاقب لکھ دی کہ اسے دیکھ کر پھانس لیں ورنہ کیا تقویۃ الایمان جو نجدی کی کتاب التوحید کا ترجمہ ہے مولوی حسین احمد صاحب اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں پوچھو تو ذرا او تو فتوے پھر گنگوہی جی کے خلاف کیسے ہوتے نجدی کے خلاف کیسے ہوئے صرف جال ہی تو بچھایا ہے ورنہ ایک ہی تھیلی کے ہوتے

رہبر صاحب نے گنگوہی جی کی حمایت میں حضرتِ غوث پاک رضی اللہ عنہ پر افترا کیا اور کہا.

یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت غوث پاک اور دیگر علماً امت میں حضرت امام ابوحنیفہ کے متعلق ہوا کہ حضرت غوث اعظم نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں آپ کو فرقہ ضالہ مرجیہ میں لکھ دیا.

اور امام ابن جوزی نے کتاب تلبیس ابلیس میں حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کو کافر تک لکھ دیا اور دوسرے علماء امت آپ کو اکابر اولیاء سے مانتے ہیں. مقامع الحدید ملخصاً صفحہ ۵۲

رہبر صاحب حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف اس کی نسبت کرنا آپ کا بہتان عظیم ہے. دامن غوثیت ان خرافات سے پاک ہے حقیقت یہ ہے کہ بددینوں منافقوں نے اپنے باطل کو رواج دینے کے لیئے اہل حق کی کتابوں میں دست اندازی کی ہے. غنیۃ الطالبین میں بھی خبیثوں نے یہ ناپاک حرکتیں کی ہیں. علامہ شیخ احمد شہاب الدین ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوے حدیثیہ میں اس کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے فرماتے ہیں

وایاك ان تغتر ایضا بما وقع فی الغنیته لامام العارفین و قطب الاسلام والمسلمین اللاستاذ عبد القادر الجیلانی فانه دسه علیه فیها من سلیغم الله منه والا فهو بری من ذلك (الی قوله) سبحانك هذا بهتان عظیم

ترجمہ. خبردار اس سے بھی دھوکہ میں نہ آنا جو واقع ہوا. امام العارفین قطب الاسلام والمسلمین استاذ عبد القادر جیلانی کی کتاب غنیۃ الطالبین میں اس لیے کہ یہ مکاری کی چالبازی ہے اس پر جس پر اللہ کا انعام ہے ورنہ وہ اس سے بری ہیں (اس کے بعد تفصیل کر کے فرمایا) پاکی ہے تجھے یہ بہتان عظیم ہے.

فتاوے حدیثیہ کی عبارت سے ثابت ہوا کہ غنیۃ الطالبین میں بعض عبارتیں بد باطن لوگوں نے ملا دی ہیں لہٰذا یہ بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کی کاروائی ہے اور حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالٰے عنہ کی طرف اس کی نسبت قطعاً غلط ہے کیونکہ غنیۃ الطالبین ہی میں دوسرے مقامات پر حضرت امام کو دیگر ائمہ کے مقابلہ میں امام اعظم لکھا ہے اگر حضرت غوث پاک آپ کو فرقہ ضالہ مرجیہ سے جانتے تو آپ کو امام ہی نہ مانتے چہ جائیکہ دوسرے اماموں پر فضیلت دے کر امام اعظم لکھتے.

لہٰذا یہ رہبر صاحب کی جہالت ہے کہ اس بہتان اعظم کی نسبت حضرت غوث پاک کی طرف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے سنی سنائی باتوں سے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو فرقۂ ضالہ مرجیہ میں لکھ دیا یاد رکھو ان کی وہ شان ہے کہ دلوں کے خطرات سے واقف ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

شیخ واقف گشت از اندیشہ اش
شیخ چوں شیر ست ولہا بیشہ اش

ابن جوزی وغیرہ سے جو غلطیاں ہوئیں انہوں نے اس سے رجوع کیا مگر اس سے تمہیں کیا فائدہ کیا اس سے دیوبندیوں کے کفریات ایمانیات ہو گئے۔ حسام الحرمین میں بعینہٖ دیوبندیوں کے اقوال کفریہ نقل کئے ہیں جن پر مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ کے چاروں مذہب کے تمام مفتیوں نے کفر کے فتوے دیئے کہ دیوبندیوں نے برسوں کی چالبازی سے عبارتیں بدلیں عقیدے بدلے۔ تقیہ کیے ہر مسئلہ میں قسمیں کھا کھا کر اہل سنت کے عقائد ظاہر کیے۔ علماء حرمین کو دھوکہ دے کر التلبیسات لدفع التصدیقات شائع کی جس کا نام المہند رکھا۔ رہبر صاحب ان چالبازیوں سے کفر ایمان نہیں ہو گیا کہ آپ نے بوکھلا کر دیوبندی تہذیب کا مظاہرہ شروع کر دیا کہ امام ابن الجوزی کو بد باطن لوگوں نے حضرت شیخ کے متعلق اس قسم کی اطلاعات پہنچائیں جیسے کہ جھوٹوں کے بادشاہ مجدد التکفیر والبدعات مولوی احمد رضا خاں نے علماء دیوبند کے متعلق علماء حرمین شریفین تک غلط اطلاعات پہنچائیں اور دھوکہ دے کر اپنے کفری فتوے حسام الحرمین کی تصدیق کرائی۔ مقامع الحدید ص۵۵۔

حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ نے اللہ و رسول کے دین پاک کی حمایت و حفاظت کے لیے اپنی تصنیفات جلیلہ باہرہ قاہرہ میں

حق و صداقت کے وہ دریا بہائے کہ حق و باطل میں زمین و آسمان بلکہ دن رات کا فرق کر دکھایا۔ دین مصطفیٰ اور عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچانے کے لیے سینکڑوں کتابیں لکھ کر بد دینوں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں پر الطامۃ الکبریٰ اور قیامت صغریٰ قائم کر دی بیدینوں وہابیوں دیوبندیوں کی شرارت و خباثت کی رگیں کاٹ دیں۔ جڑیں اکھاڑ دیں۔ گورستان وہابیت میں سناٹا کر دیا ان کے کفریات اور اللہ و رسول کی شان میں ان کی گستاخیاں ظاہر کر کے مسلمانوں کو ان دین کے دشمنوں ایمان کے ڈاکوؤں سے باخبر کر دیا۔ ان کی تمام مکاری، عیاری، غداری کو مسلمانوں پر ظاہر کر دیا۔ وہابیوں، دیوبندیوں کے کفر پر عرب و عجم علمائے مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ نے فتوے دیئے جس کی تفصیل فتاوٰے حسام الحرمین شریف میں مذکور ہے۔ جس نے دیوبندیوں کا بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔ بسا بسایا گھر اجاڑ دیا اسی کو روتے چیختے چلاتے ہیں، دیانت و انصاف ہوتا تو توبہ کرتے۔ اپنے کفریات سے باز آتے مگر بدنصیب اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ کے سچے مصداق ہیں اس لیے بجائے توبہ کے بوکھلا بوکھلا کر گالیاں دیتے ہیں، خیر اس وقت تو فمھل الکافرین امھلھم رویدا ہے لیکن یاد رکھو وہ دن آئے گا کہ تم پکار پکار کر کہو گے۔ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا اور کچھ نہ سنی جائے گی اور حکم ہو گا۔ ادخلوا ابوابَ جہنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا فَبِئْسَ مثوی المتکبرین۔

دیوبندیوں کے نزدیک مولوی اسمٰعیل دہلوی شہید اور جنتی ہیں

۲۴. علماء دیوبند کے نزدیک مولوی اسمٰعیل دہلوی متقی پرہیزگار ولی اللہ و شہید جنتی ہیں۔ فتاوٰے رشیدیہ میں مولوی رشید احمد صاحب نے

ان کی بڑی بھی جوڑی تعریف کر کے آیت لکھی ان اولیاءہ الا المتقون ۔
یعنی نہیں اولیاء حق تعالٰی کا سوائے متقیوں کے بموجب اس آیت
کے مولوی اسمٰعیل ولی ہوتے ۔ اور بفحوائے حدیث من قاتل فی سبیل
اللہ فواق ناقۃ وجبت لہ الجنۃ کے وہ جنتی ہیں. فتاوٰی رشیدیہ حصہ سوم
ملخصاً ص ۲۹

اس پر المصباح الجدید میں فرمایا کہ عقیدت اسے کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث سے مولوی اسمٰعیل کو ولی شہید جنتی بناڈالا مگر حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ وغیرہ اولیاء کرام کے لیئے کبھی ایسی تکلیف گوارا نہ کی بلکہ ان کی گیارہویں وفاتحہ کو شرک وبدعت کہتے کہتے عمر گزار دی.

اس پر رہبر صاحب نے دیوبندی تہذیب کے جوہر دکھاتے ہوئے
کہا بے شک ولائیت کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہی ہوتا ہے. آپ
کے نزدیک شاید وید شاستر منوسمرتی وصایا شریف ملفوظات اعلیحضرت اور
رامائن وغیرہ سے ہوتا ہوگا اور کہا کہ آپ شہید دہلوی کی ولائیت وشہادت
کے منکر ہیں اس لیئے ہم ان کی ولایت شہادت ثابت کرتے ہیں اگر آپ
کا کوئی بھائی حضرت غوث پاک کی ولایت کا منکر ہو کر آئے تو ہم ان کی ولایت
بھی ثابت کردیں گے. مقامع الحدید ملخصاً ص ۵۶ .

ہاں رہبر صاحب دروغ گورا حافظہ نباشد اسی کو کہتے ہیں. نمبر ۲۳ میں آپ ہی کہہ رہے تھے کہ ابن جوزی نے حضرتِ غوث پاک کو کافر لکھا ہے. یہاں آپ کو حضرت غوث پاک کی ولایت کا بھی کوئی منکر نہیں ملتا، اور اگر ان کی ولایت ثابت کرنے کے لیئے ہمارا ہی انکار شرط ہے تو اول تو یہ تعلیق بالمحال ہے. ہم تو سگِ بارگاہ قادری کی وہ قدر کرتے ہیں جو تم سے اپنے شہید دہلوی کی ناممکن ہے. دوسرے ہمارے ہی انکار پر

ثابت کرنا صرف ہم سے عداوت کا ثبوت دینا ہوا نہ کہ حضرت غوث پاک سے عقیدت اور ہم مسلمانوں کو یہی بتانا چاہتے ہیں کہ دیوبندیوں کو اپنے گروؤں سے تو وہ عقیدت ہے کہ ان کی تعریف میں تمام قرآن پڑھ جائیں ساری حدیث کی کتابیں سنادیں، مگر محبوبان بارگاہِ الٰہی سے وہ عداوت کہ ان کی فاتحہ تک کو شرک وبدعت بتابتا کر مسلمانوں کو اس کارِ خیر سے روکیں.

وید شاستر منوسمرتی رامائن کفار ومشرکین کی گندی کتابیں ہیں مگر تقویۃ الایمان کو عین اسلام ماننے والوں کو، ان کتابوں پر اعتراض کا قطعاً حق حاصل نہیں. تقویۃ الایمان شرک فروشی میں ان سب سے بڑھی ہوئی ہے جس کی تفصیل ص ۲۱ میں گزری. رہبر صاحب نے حسبِ عادت یہاں بھی نقالی کی ہے کہتے ہیں.

اعلیحضرت فاضل بریلوی نے اپنی ولادت اور وفات کی تاریخیں قرآن
کریم سے خود استخراج فرمائی. تاریخ ولادت اولٰئک کتب فی قلوبھم
الایمان وایدیھم بروح منہ اور تاریخ وفات ویطاف علیھم ۱۳۳۹
بآنیۃ من فضۃ واکواب کہیئے ان بڑے میاں کے لیئے کیا حکم ہے.
دیوبندیو علم کے نادارو.

قرآن مجید سے عمر وتاریخ کا نکالنا اکابر دین وسلف صالحین سے ثابت ہے تفسیر احمدی شریف میں ہے. ولبعضھم عمر النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثلاثا وستین من قولہ تعالٰی فی سورۃ المنافقین ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا یعنی بعض اکابر دین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ۶۳ سال کی عمر شریف سورۃ منافقوں کی اس آیت سے نکالی ہے ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا.

اگر دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید سے عمر وتاریخ نکالنا بدعت

وشرک ہے تو ان کا اکابر دین پر فتوے لگائیں مگر سلف صالحین پر تو حکم لگانا دیوبندیوں کے نزدیک آسان ہے۔ وہ دکھاؤں جس سے ان کا کھوپڑی پھنک جائے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم طبع اول کے ٹائیٹل پیج پر لکھا ہے۔ یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر یہ آیت شریف تاریخ وفات حضرت مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ ہے۔ ہاں ان کی طرف بھی ذرا کفری شین کا رخ اور شرک وبدعت کا حکم۔

یہاں بھی رہبر صاحب نے اپنی دیوبندی تہذیب کا مظاہرہ کیا۔ مولوی حسین احمد صاحب کی طرح خوب آٹے دال کا وظیفہ پڑھ کر بولے درحقیقت ہمارے اکابر کا سب سے بڑا جرم یہی ہے کہ انہوں نے آپ حضرات کی شکم پروری کے دروازے بند کر دیئے۔ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بتوں کے پجاریوں کو یہی شکایت تھی۔ مقامع الحدید ص۵۔

دیوبندیو ذرا تو غیرت کرو حضرت غوث پاک وغیرہ اولیاء کرام کے ایصالِ ثواب کو شرک وبدعت کہتے ہو۔ مواخذہ پر ایسی لایعنی باتیں بکتے ہو یہی تمہارے دلائل ہیں۔ ایسی ہی خرافات پر تمہارے مذہب کا مدار ہے۔ یاد رکھو امور خیر کو شرک وبدعت کہنا واقعی بڑا جرم ہے لیکن یہ یاد رکھو کہ تمہارے اکابر اس سے بہت زیادہ بڑے بڑے جرموں کے مجرم ہیں انہوں نے دل کھول کر اللہ اور اس کے رسول کو برا کہا ہے۔ ان کی شان پاک میں سخت سخت بدگوئیاں کیں ہیں جن کی برابر کوئی جرم ناممکن ہے۔ وہی تمہارے اکابر ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں، پاگلوں کے مثل بتاتے ہیں وہی تمہارے پیشوا ہیں جو خدا کو جھوٹا مانتے ہیں۔ وہی تمہارے مقتدا ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کا علم شیطان لعین کے علم سے گھٹاتے ہیں۔ شیطان کے لیئے وسعت علم قرآن سے ثابت مانتے ہیں۔ حضور کے لیئے اسی کو شرک کہتے ہیں (حوالہ مقدمہ میں گزرا) ایسے گندے عقیدہ والوں کو تم نے اپنے پیشوا بنایا ہے پھر سنی مسلمانوں کو مشرک کہنے کی تم سے کیا شکایت کی جائے۔ مگر یاد رکھو۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ۝

دیوبندیوں کے نزدیک حضور کی جانب متوجہ ہونا کتنا برا ہے

ص۲۵و۲۶۔ مولوی اسماعیل دہلوی کے نزدیک نماز میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف توجہ کرنا گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے حضور کا خیال چونکہ تعظیم کے ساتھ آتا ہے لہٰذا شرک کی طرف کھینچ لے جاتا ہے وہ گدھے والی عبارت یہ ہے جو المصباح الجدید کے ص۲۵ میں درج ہے۔

صرف ہمت بسوئے شیخ واشال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ وخر خود است کہ خیال آں باتعظیم واجلال بسویدائے دل انسان میچسپد بخلاف خیال گاؤ وخر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود ونہ تعظیم بلکہ مہان محقر می بود وایں تعظیم واجلال غیر کہ در نماز ملحوظ ومقصود می شود بشرک میکشد۔ صراطِ مستقیم ص۸۶

ترجمہ: پیر یا اس کے مثل بزرگوں کی طرف توجہ کرنا اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں بہت ہی زیادہ بدتر ہے اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے کیوں کہ ان کا خیال تعظیم سے آتا ہے اور دلچسپی ہوتی ہے۔ بخلاف گدھے اور بیل کے خیال کے نہ کہ اس قدر دلچسپی ہوتی ہے نہ تعظیم بلکہ حقیر وذلیل ہوتا ہے اور یہ تعظیم غیر کی کہ نماز میں ملحوظ ومقصود ہوتی ہے شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔ المصباح الجدید

ص۱۔ صراطِ مستقیم فارسی مکتبہ فریدیہ سے حاصل کرو۔

کے صفحہ ۲۶ میں اس پر یہ مواخذہ فرمایا ہے کہ جب نماز میں تعظیم کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال شرک کی طرف کھینچ لیتا ہے تو دیوبندیوں کی نماز کیسے ہوگی. کیونکہ التحیات میں حضور کو مخاطب کر کے سلام پڑھا جاتا ہے السلام علیک ایہا النبی لہٰذا توجہ ضرور ہوگی. خیال ضرور آئے گا. اب حضور کا خیال یا تو تعظیم سے آئے گا یا تحقیر سے. تحقیر سے آیا تو یقیناً کفر ہوا اور اگر تعظیم سے آیا تو مولوی اسماعیل صاحب کے حکم سے شرک ہوا. پھر کیسی نماز اور اگر اس کفر و شرک کے خوف سے التحیات ہی چھوڑ دی تب بھی نماز پوری نہ ہوئی. کیوں کہ التحیات پڑھنا واجب ہے لہٰذا مولوی اسماعیل کے ماننے والوں کی نماز کسی صورت میں نہیں ہو سکتی..

دیوبندی رہبر نے دونوں نمبروں کو جمع کر کے جواب کا نام لیا ہے مگر المصباح الجدید کے اعتراض کا جواب تو قیامت تک سارے دیوبندیوں سے ناممکن ہے. رہبر صاحب بیچارے کیا دیتے. اس لیئے دیوبندی رہبر کو یہاں مجبوراً تقیہ کرنا پڑا اور کہنا پڑا کہ واقعی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آئے بغیر نماز کامل نہیں ہو سکتی لیکن ہم عرض کر چکے کہ خیال آنے یا لانے اور صرف ہمت میں زمین و آسمان کا فرق ہے. مقامع الحدید ص ۶۰

انتہٰی صاف و صریح عبارت جس میں حضور کے خیال کو گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر اور شرک کی طرف کھینچنے والا بتایا. اور دیوبندی رہبر نے اس پر المصباح الجدید کا الزام بھی تسلیم کیا اگر ذرا بھی انصاف ہوتا تو توبہ کرتے. مگر حیرت ہے کہ اس پر بھی مولوی اسمٰعیل کا دامن نہیں چھوڑتے. یہ وہی نائی والا قصہ ہے. ؎

کسی شہر میں کوئی حجام پہنچا ملاقات حجان سے کر کے بولا
کہ بی بی تمہاری ہوئیں آج بیوہ میاں تم کو اس غم میں ماتم ہے نیبا

سنا جب انہوں نے بہت روئے پیٹے کہ افسوس بیوی ہوئی میری بیوہ
تو احباب نے ان کو آکر بتایا کہ بیوہ ہوئی کیسے تم تو ہو زندہ
کہنے لگے قاصد بھی تو معتبر ہے پھر اسکو میں کس طرح سمجھوں گا جھوٹا

و دیوبندیوں کے نزدیک مولوی اسماعیل دہلوی کا اعتبار اس سے بھی بڑھا ہوا ہے. لہٰذا اسی اعتبار کو باقی رکھنے کے لیئے رہبر صاحب دو چالیں چلتے ہیں. اول یہ کہ یہ عبارت مولوی اسماعیل دہلوی کی نہیں صراطِ مستقیم ان کی تصنیف بلکہ ان کے پیر سید احمد صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جس کے بعض ابواب کو مولوی عبد الحئی صاحب نے مرتب کیا ہے بعض کو مولوی اسماعیل صاحب نے یہ معترض کی خیانت ہے. کہ بدنام کرنے کے لیئے ان کی طرف نسبت کر دی. دوسرے اس عبارت میں صرف ہمت کا لفظ تھا جس کا دوسرا نام شغل برزخ و شغل رابطہ ہے خائن معترض نے اس کو خیال آنے سے تعبیر کر دیا. مقامع الحدید ملخصاً ۵۹

خیانت میں رہبر صاحب کی محویت از استغراق در خیال گاؤ و خر خود ست سے بھی بڑھ گئی. جگہ جگہ خیانت خیانت کرتے ہیں یہ معلوم نہیں کہ سید احمد صاحب بے چارے کو اتنی استعداد ہی کب تھی کہ وہ علمی مضمون یا تصوف میں کلام کرتے یہ سب کاروائی مولوی اسماعیل صاحب کی ہے صراطِ مستقیم انہیں کی تالیف ہے پیر جی کو تو محض ایک کھلونا اور اپنی اعراض کا آلہ بنا لیا تھا وہ بیچارے نہ پڑھے نہ لکھے. دانش مندوں کے طریقہ پر تحریر و تقریر تو در کنار بولنا بھی نہ جانتے تھے ان کی بے تکی باتوں کو زمین و آسمان کے قلابے ملا ملا کر مولوی اسمٰعیل صاحب ہی ولایت و کرامت بنایا کرتے تھے. اس کا اقرار مولوی اسماعیل صاحب کو ہے. ملاحظہ ہو.

اگرچہ احسن و ادوے در تالیف این کتاب چناں می نمود کہ بطور یکہ در

تحریر اکثر مضامین این کتاب محض بر ترجمہ آنچہ از زبان ہدایت نشان
حضرت ایشاں صدور یافتہ بود اکتفا کردہ شد در تمامی مضامین ہماں را پیمودہ می
شد لیکن از بسکہ نفس عالی حضرت ایشاں (سید احمد) بر کمال مشابہت
جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوات والتسلیمات در بدو فطرت
مخلوق شدہ بنا علیہ لوح فطرت ایشاں از نقوش علوم رسمیہ وراہ دانشمنداں
کلام و تحریر و تقریر بصفی ماندہ صراط مستقیم ص۴۔

یعنی اگرچہ افضل و بہتر اس کتاب کی تالیف میں یہی تھا کہ جس طرح اکثر مضامین کا جیسے پیر جی کی زبان سے نکلے محض ترجمہ کر دیا گیا تمام مضامین میں یہی طریقہ اختیار کیا جاتا لیکن ان پیر جی (سید احمد) کا نفس عالی اپنی فطرت میں جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کمال مشابہت پر پیدا ہوا تھا اسی بناء پر علوم مروّجہ سے اور دانش مندوں کے طریقہ پر کلام کرنے اور تحریر و تقریر سے بالکل صاف تھا۔

سبحان اللہ جو شخص اتنا کورا ہے کہ گفتگو ڈھنگ سے نہ کر سکے اس کے ملفوظات لکھے جائیں۔ بس یہی ہوتا تھا کہ پیر جی کی زبان سے کچھ الٹا سیدھا نکلا۔ باقتضائے مریداں می پرانند مولوی اسماعیل صاحب نے ایران توران کی ہانکنا شروع کیں۔ کچھ پہلے ملایا کچھ بعد میں جوڑا یوں بھی کام نہ چلا تو مقدمات کی تمہید کی پھر بھی کسر رہ گئی تو تمثیلات ملائیں مگر پیر جی کے بول کو کرامت بنا کر چھوڑا خود اقرار ہے۔ لہٰذا در بعضے مقامات گونہ از تقدیم و تاخیر و در بعضے قدرے از تمہید مقامات و ایراد تمثیلات (الی قولہ) بعمل آوردہ شدہ۔ صراطِ مستقیم ص۴ ترجمہ۔ لہٰذا بعض مقامات میں تقدیم و تاخیر اور بعض جگہ کچھ مقامات کی تمہید اور تمثیلات عمل میں لائی گئیں۔

ظاہر بات ہے کہ تقدیم تاخیر سے ہر الٹی بات سیدھی اور ہر سیدھی

الٹی ہو جاتی ہے۔ مقدمات و تمثیلات سے کھوٹی بات کھری بن جاتی ہے یہ ہے مولوی اسماعیل صاحب کے پیر جی کے ملفوظات کی حقیقت مولوی اسمٰعیل صاحب نے جب ان کو اچھالنا شروع کیا تو ہر قسم کے آدمی مجلس میں آنے لگے۔ ایک روز بہت سے آدمی بیٹھے تھے۔ پیر جی کو پیشاب کی حاجت ہوئی جب ضبط سے باہر ہونے لگا۔ بے ساختہ زبان سے نکل گیا موتوں گا۔ پیر جی کا اتنا کہنا تھا کہ مولوی اسماعیل صاحب نے اسے درس معرفت بنا دیا کہ ہمارے پیر صاحب موتوا قبل ان کی تموتوا کی تعلیم دے رہے ہیں یعنی مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ یہ ملفوظات ہیں، اسی طرح اڑایا کرتے تھے۔ مولوی عبد الحیٔ صاحب بھی ان کے ساتھی اور اس پر یدن و پرانیدن شریک تھے اسی لیے مولوی اسماعیل صاحب نے ان کے جمع کردہ مضمون کو بڑی تعظیم و تکریم سے لیا۔ اس کے لفظ لفظ سے اتفاق کیا بلکہ اس کو غیبی و الہامی کہا اور اس کو غنیمت باردہ شمار کر کے اپنی تحریر کردہ کتاب صراط مستقیم میں شامل کر لیا۔ اس پر بھی مولوی اسماعیل صاحب کی شہادت سنو۔ فرماتے ہیں۔

ودر اثنائے تحریر این کتاب مستطاب اوراقے چند کہ جناب افادت مآب قدر دہ فضلاء زماں نخبۂ علماء دوراں مولانا عبد الحیٔ ادام اللہ برکاتہ کہ در سلک ملازماں آں عالی جناب و باریافتگان حضور آں والا جناب منسلک بودند پارہ از مضامین ہدایت آگیں را کہ از زبان غیب ترجمان حضرت ایشاں شنیدہ دراں اوراق تحریر کردہ بودند فائز گردید پس آں اوراق را غنیمت باردہ فہمیدہ باب ثانی و ثالث این کتاب را بران کلام ہدایت التیام بعینہ مشتمل ساخت۔ صراط مستقیم ص۲۰۳۔

یعنی اس کتاب صراطِ مستقیم کے دوران تحریر میں چند ورق جناب مولانا عبد الحیٔ صاحب سے ملے جو پیر جی کے خادم تھے کچھ مضامین

ہدایت سے پُر جو پیر جی سید احمد صاحب کی غیب بیان کرنے والی زبان سے سن کر ان میں لکھے تھے پس ان اوراق کو نہایت عمدہ غنیمت سمجھ کر اس کتاب کا دوسرا و تیسرا باب کر دیا. نیز مولوی اسماعیل صاحب نے تحریر کے بعد پوری کتاب پڑھ کر اپنے پیر جی کو سنائی. اس کا خود مولوی اسماعیل صاحب کو اقرار ہے. فرماتے ہیں. مع ہذا ایں ضعیف را ہر پارہ ازیں کتاب بعد از املاً بر سمع مبارک حضرت ایشاں عرض نمودہ، صراط مستقیم ص۴. یعنی باوجود اس کے پوری کتاب لکھنے کے بعد اس ضعیف نے ہر ہر حصہ ہر ہر جز اس کتاب کا پیر جی کو سنایا. لہٰذا صراط مستقیم کی مذکورہ بالا عبارت سے باقرار مولوی اسماعیل صاحب ثابت ہوا کہ صراطِ مستقیم کے مؤلف مولوی اسمٰعیل صاحب ہیں. پیر جی کی بے تکی اردو کا فارسی ترجمہ کیا ہے. مگر محض ترجمہ نہیں بلکہ مولوی اسماعیل نے اس میں تقدیم و تاخیر کی ہے. اپنے مقدمات و تمہیدات ملائے ہیں. مولوی عبد الحیٔ صاحب نے جو چند ورق دیئے ان کو مولوی اسمٰعیل صاحب نے بغور پڑھا. ان کے مضامین کو غیبی مضامین ہدایت کا خزانہ جان کر اپنی کتاب صراط مستقیم میں داخل کر لیا. جب اول سے آخر تک تمام کتاب لکھ چکے تو پوری کتاب کو پڑھ کر پیر جی کو سنایا لہٰذا خود اپنے اقرار سے مولوی اسماعیل صاحب پوری صراطِ مستقیم کے مؤلف ہوتے اور پوری کتاب کے تمام مضامین کے ذمہ دار مولوی اسماعیل ہی ہوئے.

لہٰذا اب دیوبندی بتائیں کہ باب دوم کی اس گدھے بیل والی عبارت کو مولوی اسماعیل کی طرف نسبت کرنا خیانت کیسے ہوا. دیوبندیو سنا تم نے اسی عبارت کو تمہارے شہید نے ہدایت کا خزانہ بتایا. غیبی مضمون کہا اسی کو غنیمت بارده کہا اور بخوشی اپنی صراط مستقیم میں داخل کر لیا. اسی کو پڑھ پڑھ کر پیر جی کو سنایا اور تم اپنے شہید کی طرف اس کی نسبت کرنا

بھی خیانت بتاتے ہو. اپنے شہید کو بھی جھوٹا بناتے ہو. کچھ تو شرماؤ. ذرا تو غیرت کرو.

صرف ہمت کے معنی خیال آنے یا توجہ کرنے کو بھی رہبر صاحب نے خیانت بتا دیا حالانکہ صرف ہمت کے حقیقی معنی ہی توجہ کرنا ہے نیز صراطِ مستقیم کی کثیر عبارتیں اس معنی پر دلالت کر رہی ہیں، کیونکہ مولوی اسماعیل صاحب نے اس بحث میں وسوسوں کی قسمیں بیان کی ہیں، اسی گدھے بیل والی عبارت سے پہلے بیان کیا ہے.

بمقتضائے ظلمات بعض ہا فوق بعض از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر ست. یعنی زنا کے وسوسہ سے اپنی بی بی سے صحبت کرنے کا خیال بہتر ہے. اس کے بعد زیر بحث عبارت ہے وصرف ہمت الخ اسکے بعد کہا.

بالجملہ منظور بیان تفاوت مراتب وساوس است یعنی خلاصہ یہ ہے کہ مقصود بیان وسوسوں کے مراتب کا فرق ہے. صراطِ مستقیم کی اگلی اور پچھلی عبارت پکار کر کہہ رہی ہے کہ یہاں ان خیالات کا بیان ہے جو بطور وسوسہ نمازی کے دل میں پیدا ہوتے ہیں لہٰذا صرف ہمت سے حضور کی طرف توجہ کرنا آپ کا خیال آنا ہی مراد ہے.

نیز صراطِ مستقیم کی یہی زیر بحث عبارت دلیل ہے کہ صرف ہمت سے حضور کی طرف توجہ اور آپ کا خیال ہی مراد ہے کیونکہ اسی عبارت میں ہے کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ و خر. یعنی شیخ یا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال تعظیم و تکریم سے آتا ہے. انسان کو اس سے دلچسپی ہوتی ہے. بخلاف بیل و گدھے کے خیال کے کتنی صراحت کے ساتھ حضور کے خیال ہی پر حکم لگایا ہے لہٰذا

دیوبندی رہبر کا المصباح الجدید پر خیانت کا الزام لگانا دین و دیانت کو جواب دینا اور دن میں آفتاب کا انکار کرنا ہے اور صرف ہمت سے شغل برزخ مراد لینا کوری نابینائی ہے کیونکہ مؤلف نے اپنی مراد متعین کر دی بطور وسوسہ خیال آنے کی صاف وصریح تصریح کر دی۔ اس کو شغل برزخ سے کیا تعلق اس نے صاف بتا دیا کہ مقصود بیان ایک وسوسہ کا دوسرے وسوسہ سے فرق بتانا ہے مثلاً ایک وسوسہ زنا دوسرا اپنی بی بی سے صحبت کرنے کا خیال ان دونوں میں یہ فرق بتاتا ہے کہ نماز کی حالت میں بیوی سے صحبت کا خیال بہتر ہے۔ اسی طرح ایک وسوسہ اپنے شیخ یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آپ کی طرف توجہ کرنا دوسرا وسوسہ اپنے گدھے یا بیل کے خیال میں ڈوب جانا ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ شیخ یا حضور کی طرف توجہ وخیال گدھے بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے کیونکہ حضور کا خیال تعظیم کے ساتھ ہوتا ہے جس سے نمازی مشرک ہو جاتا ہے تو تم اپنے شہید کو مانتے ہوئے نماز کیسے پڑھوگے۔ المصباح الجدید کا یہی مواخذہ ہے جس کے جواب کے لیئے رہبر صاحب نے اپنے نامۂ اعمال کی طرح کئی ورق سیاہ کیے۔ تقیہ بھی کیا چالیں بھی چلیں۔ مولوی اسماعیل کی طرح تمہیدیں بگھاریں اور اس گدھے بیل والی عبارت کا یہ مطلب بیان کیا کہ نماز کے اندر اپنے شیخ یا کسی بزرگ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف صرف ہمت کرنا یعنی اپنے قلب کو تمام خیالات حتیٰ کہ توجہ الی اللہ سے بھی قصداً خالی کر کے اور پھر کر شیخ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو مرکز توجہ بنا لینا یہ زیادہ معز ہے بہ نسبت اس کے کہ انسان دوسری دنیوی چیزوں کے وساوس میں مستغرق ہو جائے۔ مقامع الحدید صہ ۵۹۔

اس مطلب کی بنیاد دو عیاریوں پر رکھی ہے۔ پہلی عیاری یہ کہ

صرف ہمت کے معنی شغل برزخ و شغل رابطہ گڑھے وہ بھی دیوبندیوں کے تراشیدہ۔ دوسری عیاری یہ کہ گاؤ خر کے معنی متاع دنیا جڑے اور سفید جھوٹ بولا کہ گاؤ خر کی یہ شرح خود صراط مستقیم میں مذکور ہے اس پر عیاری کہ صراطِ مستقیم کی عبارت نقل نہیں کی۔ وہ شرح والی عبارت یہ ہے گاؤ خر تمثیل است ہرچہ سوائے حضور حق است گاؤ باشد یا خر فیل باشد یا شتر۔ صراط مستقیم صہ ۸۵۔ یعنی بیل و گدھا تو تمثیل ہے جو حضور حق کے سوا ہو یا بیل ہاتھی ہو یا اونٹ سب مراد ہیں۔

جب گدھا اور بیل تمثیل کے لیئے ہوا تو تعمیم ہی تو ہوئی جس کی خود تصریح کر دی۔ گاؤ باشد خر فیل باشد یا شتر۔ اس سے گدھے اور بیل کی نفی کدھر سے کود کر آئی۔ لہٰذا اب زیر بحث عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ حضور کا خیال تعظیمی گدھے اور بیل اور ہاتھی اور اونٹ بلکہ ہر جانور بلکہ ہر چیز کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ کیا گاؤ خر کی اس شرح سے یہ کفری عبارت ایمان بن گئی۔ کہاں خیال ہے اور گندگی بڑھ گئی۔

اوپر ثابت ہو چکا کہ عبارت زیر بحث میں صرف ہمت سے شغل برزخ مراد لینا کوری نابینائی ہے۔ خود اس عبارت میں لفظ خیال آں موجود ہے مگر دیوبندی رہبر نے دین و دیانت کو جواب دے کر صرف ہمت سے شغل برزخ مراد لیا وہ بھی خود ساختہ دیوبندیوں کا تراشیدہ وہ یہ ہے کہ اپنے دل کو ہر قسم کے خیالات و خطرات سے خالی کر کے اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا دھیان باندھے۔ حتیٰ کہ اس وقت قلب میں حق تعالےٰ کا بھی دھیان نہ ہو شغل برزخ کی یہ صورت صوفیاء کے بعض سلاسل میں رائج تھی اور اب بھی رائج ہے۔ مقامع الحدید صہ ۵۸۔

عیاریوں کا رد تو کافی ہو چکا اور ثابت ہو گیا کہ صرف ہمت سے شغل

برزخ مراد لینا اور گاؤخر سے متاع دنیا مراد لینا خود صراطِ مستقیم کی تصریح کے خلاف ہے مگر دیوبندی یہ بتائیں کہ تمہارے رہبر نے جو شغل برزخ و شغل رابطہ کی یہ تعریف کی ہے کہ اس وقت قلب میں حق تعالےٰ کا بھی دھیان نہ ہو. توجہ الی اللہ سے قصداً ذہن کو خالی کیا جائے. یہ تعریف صوفیائے کرام کی کون کون سی کتابوں میں لکھی ہے. بددینو، محبوبانِ الٰہی کے دشمنو یہ ناپاک حرکتیں کرکے صوفیائے کرام سے مسلمانوں کو بدعقیدہ کرنا چاہتے ہو یہ بتانا چاہتے ہو. کہ صوفیائے کرام اللہ عزوجل کو چھوڑ چھوڑ کر اپنے دل سے اس کے خیال و دھیان کو جدا کرکے اپنے شیخ یا حضور کی نمازیں پڑھتے ہیں. خبیثو شغل برزخ کو شرک بتانے اور صوفیائے کرام کو مشرک بنانے کے لیئے یہ معنی تراشتے ہو. اگر ایسی ہی تمہاری خواہش تراش ہے تو حضور کی رسالت کی تصدیق بھی شرک کہہ دو وہی حتیٰ لگادو حتیٰ کہ توجہ الی اللہ سے قصداً خالی کرکے اور دل کو پھیر کر، اقرار رسالت بھی کفر کر دو. وہی دیوبندی حتیٰ لگادو. کہہ دو کہ دل کو اللہ سے پھیر کر اس طرح ساری عبادتیں تمام اعمال حسنہ کفر و شرک ہو جائیں گے.

بددینو عوام کو بہکاتے ہو. اہل اللہ سے بدعقیدہ کرتے ہو. صوفیہ کے مسلک کی خبر ہے. شغل رابطہ کی حقیقت کی ہوا بھی لگی ہے. پتہ بھی ہے شغل برزخ کیا ہوتا ہے کیوں کیا جاتا ہے اسی حدیث پر عمل کرنے کے لیئے شغل برزخ کہتے ہیں. الاحسان ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے. یعنی نماز میں دیدار الٰہی حاصل ہو. اسی لیے شغل برزخ کرتے ہیں اور وہ بغیر اس کے نصیب نہیں ہوتا. حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات جلد اول میں فرماتے ہیں. پس در ابتدار و در توسط مطلوب را بے آئینہ

پیر نتواں دید. یعنی سلوک کی اول اور درمیانی منزل میں بغیر پیر کو آئینہ بنائے مطلوب یعنی جمال الٰہی نہیں دیکھ سکتا. حضرت مجدد صاحب کی اس تصریح سے ثابت ہے کہ تجلیاتِ الٰہی و جلوۂ زبانی سے مشرف ہونے کا ذریعہ و آئینہ تصور شیخ و تصور گرامی جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم ہے. شیخ اور حضور کا تصور اسی لیئے ہوتا ہے کہ یہ مظہرِ انوار الٰہی اور آئینہ ذات باری ہیں. پھر اس تصور کے وقت یہ کیونکر ممکن ہے کہ حق تعالےٰ کا خیال و دھیان بھی نہ ہو. بالقصد ذہن کو توجہ الیٰ اللہ سے خالی کیا جائے یہ تو ایسا ہی ہوگا کہ کوئی دیوبندی توحید الٰہی کا اعتقاد کرنے کے لیئے اپنے قلب کو خدا کے ایک ہونے سے خالی کرے.

بدنصیبو! شغل رابطہ میں مقصود بالذات حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی ذات ہے. اسی کی طرف توجہ ہے. اسی کے جمال کے مشاہدہ کے لیئے اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت زیبا کو آئینہ بنایا جاتا ہے. تاکہ حدیث واعبد اللّٰہ کانک تراہٗ پر کامل عمل ہو. یہی حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ اپنے مکتوبات کی جلد دوم میں فرماتے ہیں. رابطہ را چرا نفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہ، چرا محاریب و مساجد را نفی نکنند ظہور ایں قسم دولت سعادتمنداں را میسر ست تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود دانند و در جمیع اوقات متوجہ او باشند. یعنی رابطہ کی نفی کیوں کریں کہ اس کی طرف سجدہ ہے اس کو سجدہ نہیں ہے. کیوں محراب و مسجد کی نفی نہیں کرتے ہیں. ظہور اس دولت کا سعادت مندوں کو میسر ہوتا ہے تاکہ تمام احوال میں صاحب رابطہ کو اپنا واسطہ جانیں اور تمام اوقات میں اس کی طرف متوجہ رہیں

دیوبندیو دیکھا یہ ہے. شغل رابطہ جس میں شیخ صرف واسطہ ہے اور

توجہ خاص اللہ عزوجل ہی کی طرف ہے اور یہ دولت صرف سعادتمندوں کو نصیب ہوتی ہے۔ دیوبندیوں کی آنکھوں پر تو شرک کی پٹی بندھی ہے اس لیے وہ اس نعمت سے محروم ہیں. حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب انتباہ میں نقل فرماتے ہیں.

حضرت سلطان الموحدین برہان العاشقین حجۃ المتکلمین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خاں یوسف ناصحی قدس سرہ العزیز چنیں میفرمودند کہ صورت مرشد کہ ظاہر دیدہ می شود مشاہدہ حق سبحانہ تعالٰے است در پردہ آب وگل واما صورت مرشد کہ در خلوت نمودار می شود آں مشاہدہ حق تعالٰے است بے پردہ آب وگل کہ ان اللہ خلق آدم علٰے صورۃ الرحمٰن من رانی فقد رای الحق...... در حق او درست است.

حضرت سلطان الموحدین برہان العاشقین حجۃ المتکلمین شیخ جلال الدین مخدوم قاضی خاں یوسف ناصحی فرماتے ہیں کہ مرشد حق کی صورت جو ظاہر میں دیکھی جاتی ہے. یہ اس جسم خاکی کے پردہ میں حق سبحانہ وتعالیٰ کا مشاہدہ ہے اور مرشد کامل کی وہ صورت جو خلوت میں نمودار ہوتی ہے وہ بے پردہ حق تعالیٰ کا مشاہدہ ہے. بے شک اللہ تعالٰے نے حضرت آدم کو صورت رحمٰن پر پیدا کیا. ومن رانی فقد رای اس کے حق میں درست ہے

دیوبندیو دیکھا چلا کچھ پتہ یہ ہے صورت شیخ کہ وہ جلوۂ الٰہی ہے

چہ جائیکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا تصور آپ کی صورت مبارک اس کے لیئے تو خود حضور کا ارشاد ہے. من رانی فقد رای الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا. ان کے تصور کو اس طرح مسخ کرنا باطل معنی پہنا کر خدا سے جدا کرنا اور دیوبندی حتیٰ لگانا حتیٰ کہ توجہ الی اللہ سے بھی خالی کرکے

اور پھیر کر. یہ صوفیاء کرام کو مشرک بنانا ان کے کلام کو مسخ کرنا ان سے عوام کو بدعقیدہ کرنا نہیں تو اور کیا ہے. نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قدرت وتجلیات الٰہی کا آئینہ ہیں. فرمانِ مصطفےٰ حق ہے. حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ حدیث کریم کا ترجمہ کرتے ہیں ؎

گفت من آئینہ ام مصقول دوست
ترک وہند و در من کہ آں بیند کہ اوست

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ رب العزت کی ذات کا صفی آئینہ ہوں. مومن اور کافر مجھ میں وہی دیکھتا ہے جو وہ ہے. چونکہ دیوبندی حضور کے تصور کو منافی توحید سمجھتے ہیں. اسی لیے حتیٰ لگا دیا مگر اہل سنت یوں ایمان رکھتے ہیں. ؎

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

صورت زیبائے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو مظہر ذات الٰہی ومشبع تجلیات ربانی ہے. اسی جلوۂ الٰہی کے مشاہدہ کے لیئے اس صورت زیبا کو شغل برزخ میں لایا جاتا ہے کہ وہ سعادت ابدی و دیدار الٰہی حاصل ہو اور حدیث واعبد اللہ کانك تراہ پر عمل ہو. اس پر دیوبندی حتیٰ لگا کر شغل برزخ کے وہ معنی تراشنا بددیانتی وفریب کاری ہے. لہٰذا وہ مکہ مدینہ کی مثال اور دیوبندی چال سب کا فور ہوئی وہ سب کاروائی تو اسی پر مبنی تھی. کہ شغل برزخ اللہ عزوجل سے توجہ پھیر کر دوسری طرف دھیان جمانے کا نام ہے. اور یہ شغل برزخ دیوبندیوں کا ہے صوفیائے کرام کے شغل برزخ میں تو شیخ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت زیبا جمالِ الٰہی کا آئینہ ہے پھر توجہ پھیرنا کیسا بلکہ وہ عین توجہ الی اللہ ہے.

الدیوبندیت

حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی

مکتبہ فکر رضا کھیوڑہ

خلاصہ یہ ہے کہ اول تو اس عبارت زیر بحث میں صرف ہمت سے شغل برزخ مراد ہی نہیں ہو سکتا جس پر خود یہ عبارت اور اس کے آگے پیچھے کی عبارت دلیل ہے لہٰذا عبارت زیر بحث کا صاف مطلب یہ ہوا کہ نماز میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال و تصور اپنے گدھے اور بیل کے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے اور اس سے نمازی مشرک ہو جاتا ہے۔

ثانیاً اگر عبارت کو مسخ کر کے شغل برزخ ہی مراد لیں تو یہ مطلب ہوا کہ حضور کی صورتِ پاک کا تصور نمازی کے لیئے جو مشاہدہ جمالِ الٰہی کا آئینہ ہے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے اور نمازی اس سے مشرک ہو جاتا ہے۔ لہٰذا دونوں صورتوں میں نمازی مشرک ہوا۔ اور دونوں صورتوں میں یہ گدھے بیل والی عبارت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شان اقدس میں سخت گستاخی اور نہایت گندی سڑی گالی ہے۔ لہٰذا المصباح الجدید کا وہ اعتراض کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے ماننے والوں کی نماز نہیں ہو سکتی۔ باقی رہا اور دیوبندیوں کے پاس اس کا کچھ جواب نہیں، بعد میں رہبر صاحب نے دو رنگ اور بدلے۔ آپ کہتے ہیں کہ مناظرانہ رنگ میں ہم دوسری چیز پیش کرتے ہیں۔ (۱) رضاخانیوں کا دعوےٰ ہے کہ یہ عبارت مولانا اسمٰعیل شہید کی ہے۔

(ب) اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین توہین کی گئی ہے اور آپ کو معاذ اللہ صریح گالیاں دی گئی ہیں اور اس میں کسی تاویل کی بھی گنجائش نہیں ملاحظہ ہو کوکبۃ الشہابیہ صـ۳۱، ۳۲ اور یہ بھی امت کا اجماعی مسئلہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں ادنے گستاخی کرنے والا کافر ہے جہنمی ہے اور جو اس کے کفر و عذاب ابدی میں شک کرے وہ بھی

ایسا ہی کافر ہے۔ بایں ہمہ آپ کے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب انہیں مولانا اسماعیل شہید کے متعلق تمہید ایمان میں صـ۴۳ پر لکھتے ہیں اور میں امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا۔ نیز اسی تمہید ایمان میں صـ۴۲ پر فرماتے ہیں۔ علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے وہو الجواب و فیہ الصواب وبہ یفتیٰ وعلیہ الفتویٰ وہو المذہب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ و فیہ السداد اب کیا فرماتے ہیں۔ المصباح الجدید کے نئے مصنف اور رضاخانی برادری کے دوسرے علماء کرام کہ آپ کے اعلیٰحضرت حضرت شہید مرحوم کو مسلمان لکھ کر کافر ہوئے یا نہیں اور آپ ان کو اعلیٰحضرت کہنے والے بلکہ ان کو ادنیٰ درجہ کا مسلمان ماننے والے بلکہ ان کے کفر میں شک کرنے والے کافر و مرتد خارج از اسلام ہوئے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ مقامع الحدید صـ۹۳

الجواب

وکم من عائب قولاً صحیحاً

وآفتہ من الفہم السقیم

واقعی حق بات کو عیب لگانا اپنی عقل کا قصور سمجھ کا فتور ہے اس میں کیا شبہ ہے کہ اس گدھے بیل والی عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاف و صریح توہین ہے اور صراطِ مستقیم ہی کی عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ یہ عبارت مولوی اسماعیل دہلوی کی ہے کیونکہ انہوں نے بخوشی اس کو اپنی صراطِ مستقیم میں داخل کیا۔ سراسر ہدایت بتایا پیر جی کو پڑھ پڑھ کر سنایا پھر مولوی اسماعیل کی عبارت ہونے کے لیئے اس کے سینگ ہونا کیا ضروری ہے۔ رہا الکوکبۃ الشہابیہ اور تمہید ایمان میں تعارض سمجھنا یہ دیوبندیوں کی جہالت ہے کہ کفر فقہی و کفر کلامی میں فرق نہیں سمجھتے۔

کفر فقہی کے معنی قول کا کفر ہونا ہے۔ کفر کلامی کے معنی قائل کا کافر ہونا ہے۔

المکوکبۃ الشہابیہ کفر فقہی میں ہے اور تمہید ایمان کفر کلامی ہے دونوں کتابوں میں خود اس کی تصریح ہے۔ مولوی اسماعیل کے یہ اقوال یقیناً کفر ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں مگر کافر و مرتد جب اپنے کفر و ارتداد سے توبہ کر لیتا ہے تو بعد توبہ اس کو کافر نہیں کہا جا سکتا مگر اس کا قول بعد توبہ بھی کفر ہی رہے گا۔ مولوی اسماعیل صاحب کی توبہ چونکہ مشہور ہوئی تھی اگرچہ اس کا ثبوت اس درجہ نہیں کہ مفید یقین ہو۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی یہ کمال احتیاط ہے کہ اس شبہ سے بھی اسماعیل کو کافر کہنے سے کف لسان فرمایا مگر اس کے یہ قول چونکہ کفر ہیں اس لیے ان اقوال پر حکم کفر دیا اس میں تناقص سمجھنا دیوبندیوں کی جہالت کی دلیل ہے۔

کاش تھانوی صاحب بھی اپنے کفر و ارتداد سے توبہ کر لیتے۔ یا کم از کم مولوی مرتضےٰ حسن مولوی حسین احمد وغیرہ دیوبندی ان کی طرف سے توبہ مشہور کر دیتے تو یقیناً اعلیٰحضرت قدس سرہ بلکہ تمام اہل سنت میں سے کوئی بھی تھانوی صاحب کو کافر و مرتد نہ کہتا مگر تھانوی صاحب اپنے کفر و ارتداد پر ایسے اڑے اور اپنے تھان پر ایسے جمے کہ از تھان نے جنبد اور آپ لوگ اسی حالت میں ان پر ایسے چڑھے کہ ان کو اپنا پیشوا حکیم الامت مانتے ہو بلکہ ان پر بے واری میں درود بھیجتے ہو۔ پھر آپ تمام دیوبندی اس اجماعی مسئلہ سے (کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں ادنےٰ گستاخی کرنیوالے کے کفر و عذاب ابدی میں شک کرے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے) کون ہوئے کہو ہوتے کون کافر و مرتد ہی ہوتے۔ واللہ تعالےٰ اعلم

دیوبندیوں کی شرک فروشی

۲۷۔ وہابی خواہ نجدی ہوں یا دیوبندی کفر و شرک میں ایسے محو ہیں کہ فنافی الکفر والشرک کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ جس چیز پر ان کی نظر پڑتی

ہے شرک و کفر ہی نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کے جس فعل کو دیکھتے ہیں شرک و کفر کہتے ہیں۔ کافر و مشرک بھی مسلمانوں کو کافر و مشرک نہیں سمجھتے مگر دیوبندیوں کی یہ حالت ہے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ پرہیزگار متقی مسلمان کو بھی مشرک کہتے ہیں۔ تقویۃ الایمان میں ہے فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے مسلمانوں غور کرو، دیوبندیوں کے نزدیک متقی بھی مشرک ہے حقیقت یہ ہے کہ وہابی دیوبندی اپنے عقیدے سے مجبور ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ فرقہ وہابیہ کے علاوہ ساری دنیا کے مسلمان مشرک ہیں۔ ان کا قتل مباح ہے جس کی تفصیل ۲۳ میں شامی حوالہ سے گزری۔ مگر ہندوستان میں چونکہ ان کی حکومت نہیں نہ اہل سنت کے مقابلہ کی تاب و طاقت اس لیے قتل سے مجبور ہیں مگر عقیدہ وہی ہے۔ مسلمانان اہل سنت کو کافر و مشرک سمجھتے ہیں اپنی تحریر و تقریر میں اس کا اظہار کرتے ہیں۔

المصباح الجدید کے اس نمبر میں تھانوی تکفیر کی ذرا سی جھلک دکھلائی ہے۔ یہ بتایا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب بہشتی زیور میں لکھا ہے

کفر و شرک کی باتوں کا بیان اسی میں ہے ۱؎ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہو گئی ۲؎ کسی سے مرادیں مانگنا کسی کے سامنے جھکنا ۳؎ سہرا باندھنا ۴؎ علی بخش حسین بخش عبد النبی وغیرہ نام رکھنا ۵؎ یوں کہنا کہ خدا اور رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا (بہشتی زیور حصہ اول) جب یہ باتیں کفر و شرک ہوئیں تو ان کے کرنے والے تھانوی صاحب کے نزدیک کافر و مشرک ہوئے۔ یعنی جہاں کسی نے دور سے کسی کو پکارا اور یہ سمجھا کہ اسے خبر ہو گئی یا کسی امتی نے دور سے کہا یا رسول اللہ یا نبی اللہ اور یہ سمجھا کہ باذنہ تعالےٰ حضور کو خبر ہو گئی بس وہ کافر و مشرک ہو گیا۔ جس نے کسی نبی یا ولی سے اللہ کی دی ہوئی قدرت

کی بنا پر مراد مانگی. کافر مشرک ہوا. جو کسی کے سامنے جھکا خواہ استاد ہو یا پیر کافر مشرک ہوا. سہرا باندھا کافر و مشرک علی بخش حسین بخش عبد النبی وغیرہ یعنی محمد بخش نبی بخش پیر بخش نام رکھا کافر مشرک. یوں کہا کہ خدا ورسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا کافر مشرک. تھانوی صاحب کے اس معیار سے مسلمانوں کو جانچا جائے تو کم از کم پچانوے فیصدی مسلمان کافر و مشرک ٹھہرتے ہیں تھانوی صاحب کا یہ بہشتی زیور ہے یا کفر و شرک کی مشین.

دیوبندی رہبر نے اس کا جواب دیا کہ ان چھ باتوں میں پہلی تین یعنی کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہو گئی. اور کسی سے مراد مانگنا اور کسی کے سامنے جھکنا یہ سب شرک حقیقی ہیں ان کے کرنے سے آدمی بیشک مشرک ہو جاتا ہے اور بعد کی تین یعنی سہرا باندھنا اور علی بخش عبد النبی وغیرہ نام رکھنا. یوں کہنا کہ خدا اور رسول اگر چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا یہ شرک حقیقی نہیں مگر موہم شرک ضرور ہیں اور کفار کی رسم ہیں. اسی فرق کے لیے مکمل اڈیشنوں میں یہ حاشیہ لکھ دیا ہے یعنی ان باتوں کا بیان جن کو کفر و شرک کے ساتھ ایک قسم کا خاص تعلق ہے خواہ اس وجہ سے کہ موجب شرک و کفر ہیں یا اس وجہ سے کہ رسوم و اوضاع کفار و مشرکین سے ہیں. یا اس وجہ سے کہ موہم کفر و شرک ہیں یا اس وجہ سے کہ مفضی الی الشرک ہیں اس سے ظاہر ہے کہ اس میں وہ چیزیں بھی ذکر کی جائیں گی جو موہم شرک یا مفضی الی الشرک یا کفار و مشرکین کے اطوار سے ملتی جلتی ہیں ایسی حالت میں معترض صاحب کا بہشتی زیور کی اس عبارت پر اعتراض کرنا اور حاشیہ کے نوٹ سے آنکھیں بند کر جانا انتہائی شرمناک بددیانتی ہے. مقامع الحدید ملخصاً ص۶۴، ۶۵.

اس دیوبندی تہذیب سے مشرف ہوتے ہی رہبر صاحب کو فوراً یاد آیا کہ مدتوں تک بہشتی زیور مختلف مطابع میں چھپتی رہی ہے مگر کبھی بھی اس پر یہ

حاشیہ نہ چڑھا بیسویں برس کے بعد جب تھانوی صاحب پر وحی نازل ہوئی تو شاید کسی اڈیشن میں یہ حاشیہ لکھ دیا ہو ورنہ اب بھی ہر جگہ بغیر حاشیہ کے ہی ہے لہٰذا دوسری چال چلی کہ بالفرض اگر بہشتی زیور کا یہ حاشیہ نہ بھی ہوتا تب بھی اعتراض کا حق نہ تھا سمجھ لینا چاہیئے تھا کہ بعد کی تین چیزوں کو تغلیظاً و تشدیداً کفر و شرک کے بیان میں لکھ دیا ہے کیونکہ اللہ و رسول نے بھی بعض گناہوں پر تغلیظاً و تشدیداً کفر و شرک کا حکم دیا ہے. مقامع الحدید ص۶۵ (پھر نبی تھانوی کیوں نہ دیں گے اور وہ بھی بہشتی زیور میں) دیوبندیوں کا یہی طریقہ ہے کہ پہلے تو خوب دل کھول کر اپنے عقائد باطلہ کا اظہار کرتے ہیں جب مواخذہ ہوتا ہے تو گلیاں جھانکتے ہیں بچریں لگاتے ہیں. مرادیں بدلا کرتے ہیں تھانوی صاحب کی بہشتی زیور پر یہ حاشیہ کی پچر کاری سخت جہالت اور انتہائی حماقت ہے کیونکہ ہر بیان کے لیئے علیحدہ علیحدہ عنوان قائم کئے ہیں. کفر و شرک کی باتوں کے بیان کے بعد ہی دوسرا عنوان (بدعتوں اور بری رسموں اور باتوں کا بیان) مستقل الگ قائم کیا ہے اور اس میں قبروں کو طواف اور سجدہ کرنا. ہندؤں کی رسمیں کرنا شمار کیا ہے لہٰذا اگر علی بخش و عبد النبی وغیرہ نام رکھنا اور یوں کہنا کہ خدا اور رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا. شرک و کفر نہ تھا صرف موہم شرک یا کفار کے اطوار سے ملتا ہوا تھا تو قبر کو سجدہ کرنے اور کفار کی رسمیں کرنے کی طرح اس کو بھی اسی دوسرے عنوان میں بیان کرتے پہیے عنوان پر حاشیہ چہ معنی دارد. لہٰذا حاشیہ حماقت و جہالت نہیں تو تھانوی صاحب پر وحی ثانوی ضرور ہے.

رہبر صاحب کا یہ عذر لنگ کہ ان تین چیزوں کو تشدیداً و تغلیظاً کفر و شرک میں شمار کیا ہے فی الحقیقت کفر و شرک نہیں غالباً یہ عذر تھانوی صاحب کی بلا اجازت ہے اس لیئے کہ عرف عام میں کفر و شرک کا اطلاق کفر و شرک

حقیقی ہی پر ہوتا ہے لہٰذا جب کسی چیز کو کفر و شرک کہا جائے گا تو عوام اس کو ضرور کفر و شرک حقیقی ہی سمجھیں گے اور تھانوی صاحب نے تو بہشتی زیور عورتوں بچوں لڑکیوں کے لئے مخصوص کیا ہے لہٰذا اس تخاطب سے تھانوی صاحب نے خود معین کر دیا کہ اس بیان میں جتنی باتیں ہیں خواہ تین پہلی ہوں یا تین پچھلی سب کفر و شرک حقیقی ہیں کیونکہ تھانوی صاحب کو کلّموا الناس علٰے قدر عقولھم یاد ہے یعنی لوگوں کی سمجھ کے مطابق ان سے کلام کرو پھر تھانوی صاحب اس عذر کی اجازت کیسے دیں گے لہٰذا تشدیداً وتغلیظاً کا بہانا اور پچھلی پہلی کا تفرقہ مردود ہوا۔ اور اگلی پچھلی سب باتوں کا حکم ایک ہی ہوا اور ان کے کرنیوالے تھانوی صاحب کے نزدیک کافر و مشرک ہی ہوئے اس تھانوی کفری مشین سے پانچ فیصدی مسلمان بھی کفر و شرک سے نہ بچے العیاذ باللہ

اس مردود تفرقہ کے بعد رہبر صاحب لکھتے ہیں کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی۔ کسی سے مرادیں مانگنا۔ کسی کے سامنے جھکنا یہ تینوں چیزیں فی الحقیقت شرک ہیں اور تینوں کو بزور شرک ثابت کرتے ہیں اول کے ثبوت میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کیا۔

وانبیاء و مرسلین علیہم السلام را لوازم الوہیت از علم غیب و شنیدن فریاد ہر کس و ہر جا و قدرت بر جمیع مقدورات ثابت کنند۔

ترجمہ۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے لئے لوازم الوہیت علم غیب اور ہر شخص کی فریاد ہر جگہ سے سننا اور تمام مقدورات پر قدرت ثابت کرے۔

اس پر کہا کہ شاہ صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کی فریاد کو ہر جگہ سے سننا یہ لوازم الوہیت میں سے ہے۔ مقامع الحدید ص۶۶۔

بزرگان دین کی عبارتوں سے دھوکہ دینا دیوبندیوں کا پرانا طریقہ ہے

اول تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن اوصاف کو لوازم الوہیت سے تحریر فرماتے ہیں وہ یقیناً ذاتی ہیں اس لئے کہ وصف عطائی کا تو ثبوت ہی خداوند قدوس کے لئے محال ہے چہ جائیکہ اس کی ذات پاک کو لازم ہو لہٰذا علم غیب ذاتی اور سننا اور ذاتی ہی مراد ہوا انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے اسی کی نفی ہوئی لہٰذا اگر خداوند قدوس اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو ہر شخص کی فریاد ہر جگہ سے اپنے ارادے اور اختیار سے سنوا دے تو یہ کیونکر شرک ہوا۔ کیا دیوبندیوں کے نزدیک یہ بھی لوازم الوہیت سے ہے۔ وما قدروا اللہ حق قدرہ حق ہے۔

نیز عبارت مذکورہ میں فریاد سننا اور وہ بھی ہر شخص کی وہ بھی ہر جگہ سے ہے اور بہشتی زیور میں کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہو گئی اس کو شرک حقیقی لکھا ہے اسی کے قائل کو کافر و مشرک بتایا ہے جو بالعموم ہر اس شخص کو شامل ہے جو کسی کو دور سے پکارے اور یہ سمجھے کہ اس کو خبر ہو گئی خواہ فریاد کرے یا نہ کرے۔ خواہ یہ سمجھے کہ میرے اکیلے ہی کی بات سن لی اسی طرح دور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر پکارے تو قطعاً شامل ہے اس کو شاہ صاحب کے قول سے کیا تعلق یہ تو تھانوی صاحب نے مسلمانان اہل سنت پر کفری مشین چلائی ہے وہی اپنے آقا کو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر پکارا کرتے ہیں۔ مگر ہم اس موقعہ پر ذرا اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی نظر کریں دیکھیں تو اس کفری مشین کا رخ صحابہ کی طرف تو نہیں ہو گیا۔

حضرت ساریہ سپہ سالار مقام نہاوند میں ایک مہینہ سے زیادہ کی مسافت پر تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اتنی دور مدینہ طیبہ سے پکارا اور یہ سمجھا کہ ان کو خبر ہو گئی۔ جبھی تو فرمایا یاساریۃ الجبل۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف متوجہ ہو لہٰذا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر بھی یہ تھانوی نشانہ کارگر ہوا اور یہیں تک بس نہیں تمام مجاہدین صحابہ اسی زد میں ہیں۔ امام واقدی اپنے

مخاری اور ابن سعد اپنے طبقات میں تحریر فرماتے ہیں کان شعائر الصحابة رضی اللہ عنہم فی حروب یا محمداہ یا احمداہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شعار تھا کہ وہ اپنی لڑائیوں میں اپنے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کو یارسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر پکارا کرتے تھے لہٰذا سب اسی زد میں ہوتے اور کیوں نہ ہوں. صحابہ کرام کے غلام اہل سنت انہیں کا دامن پکڑے ہوئے ہیں انہیں کے قدم بہ قدم ہیں لہٰذا جن افعال کی بنا پر اہل سنت کو کافر و مشرک کہا جائے گا وہ وہی افعال ہونگے جو صحابہ کرام سے ثابت ہیں لہٰذا دیوبندیوں کا کفر و شرک صحابہ کرام پر بھی ضرور پہنچے گا. رہبر صاحب اسکے بعد کسی سے مراد مانگنا. شرک حقیقی ثابت کرتے ہیں کہتے ہیں ایسے ہی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو مستقل حاجت روا سمجھنا اور اس بنا پر اس سے مرادیں مانگنا بھی شرک ہے. مقامع الحدید ص۶۶.

اس پر کچھ عبارتیں نقل کی ہیں مگر یہ دیوبندی مکاری اور فریب کاری ہے اللہ کے سوا کسی دوسرے کو مستقل حاجت روا سمجھنا یقیناً شرک ہے اس پر عبارتیں نقل کرنے کی کیا حاجت ہے یہ تو تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے: مگر بہشتی زیور میں تو کسی سے مرادیں مانگنا عام ہے مستقل حاجت روا سمجھنے کی قید نہیں مستقل حاجت روا سمجھے یا خدا کی دی ہوئی قدرت مانے. دونوں صورتوں کو شامل ہے. ایسی بچہ کاری اگر ہے تو مرادیں مانگنے کی کیا تخصیص ہے. بی بی سے روٹی اور پانی مانگنا دیوبند کے مدرسہ کے لیے چندہ مانگنا بھی شرک حقیقی ہوا. کیا علماء دیوبند کے نزدیک کسی کو مستقل حاجت روا سمجھ کر چندہ مانگنا شرک حقیقی نہیں ہے. مستقل حاجت روا سمجھنے کا مسلمانوں پر اتہام ہے. مسلمان انبیاء و اولیاء سے جو مرادیں مانگتے ہیں تو ان کو مستقل حاجت روا ہرگز نہیں سمجھتے بلکہ اللہ کی دی ہوئی قدرت مانتے ہیں اور دیوبندیوں کے ایمان میں اسی کو شرک لکھا ہے. ملاحظہ ہو.

پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے یا یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے. تقویت الایمان ص۷

دیوبندیو! آنکھیں کھول کر تقویت الایمان کو دیکھو خدا کی دی ہوئی طاقت ماننا بھی شرک لکھا ہے. یعنی جو مسلمان اللہ کی دی ہوئی قدرت مان کر انبیاء و اولیاء سے مرادیں مانگتے ہیں ان سب پر کفر و شرک کی بارش ہے اور شرک بھی رہبر صاحب کا تسلیم کردہ حقیقی پھر اس کے خلاف بہشتی زیور کی عبارت کا مطلب کیسے گڑھتے ہو کیا تقویت الایمان سے توبہ کر لی ہے اگر ایسا ہے تو تھانوی صاحب سے اعلان کرا دو.

تیسرے کسی کے سامنے جھکنا اس کو بھی رہبر صاحب شرک حقیقی ثابت کرتے ہیں. کہتے ہیں کہ ایسے ہی جذبۂ عبودیت کے ماتحت کسی کے سامنے جھکنا یہ بھی شرک ہے کیونکہ عبودیت محض معبود حقیقی کا حق ہے. مقامع الحدید ص۶۷.

دیوبندیو! کبھی تو خدا لگتی کہہ دو کیا بہشتی زیور میں جذبۂ عبودیت کے ماتحت کی قید ہے. کیا تھانوی صاحب نے یہ لکھا ہے کہ عبادت کے لیے کسی کے سامنے جھکنا اگر ہے تو کہاں اور اگر نہیں تو جذبۂ عبودیت کدھر سے آیا. ایسے دم چھلے لگا کر تو ہر فعل شرک ہو جائے گا کیا جذبۂ عبودیت کے ماتحت کسی کے سامنے کھڑا ہونا شرک نہیں، بیٹھنا شرک نہیں، لیٹنا شرک نہیں کیا یہ سب افعال تمہارے نزدیک جذبۂ عبودیت کے ماتحت ایمان ہیں اگر ہیں تو تھانوی صاحب سے فتوے شائع کرا دو۔ اگر نہیں تو صرف جھکنے کی تخصیص کیوں، ذرا تو شرماؤ اور سنی مسلمانوں کو مشرک کا فر بنانے سے باز آؤ.

رہبر صاحب نے اس نمبر میں بھی "آنچہ انسان می کند بوزینہ نیز" کے ماتحت نقالی کی ہے اور دیوبندی تہذیب کے خوب جوہر دکھائے ہیں کہتے ہیں. معترض صاحب اس دشمن اسلام کے منہ میں لگام دیں جو حضرات علماء دیوبند و علماء

زوۃ العلماء کے متعلق اپنی بیسیوں تحریروں میں یہ لکھ گیا ہے۔ یہ سب کافران کے کفر میں جو شک کرے وہ بھی کافر پھر جو اس شک کرنے والے کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ معترض صاحب بتلائیں کیا اس کفری فتوے کی رو سے ایک فیصدی بھی مسلمان رہتا ہے۔ مقامع الحدید صـ۶۸۔ اس کے آگے اور بڑی چمک دار دیوبندی تہذیب ہے۔

دیوبندی اپنے مذہب سے مجبور ہیں کذب و افترا ان کی روحانی غذا ہے۔ مکاری عیاری ان کا ایمانی نور ہے۔ اعلیحضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام علماء دیوبند و تمام علماء ندوہ پر ہرگز ہرگز کفر کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ ان چند بددین مثلاً تھانوی، گنگوہی، انبیٹھی، قادیانی، مرتدین جن کے کفریات آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہیں۔ بحکم قرآنی سنایا فتوے کفر دیا ان کے انہیں اقوال ملعونہ پر علماء حرمین طیبین نے بالاتفاق فتوے کفر و ارتداد دیا اور حکم شرعی سنایا کہ یہ کافر ہیں۔ جو شخص ان کے اقوال پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر نہ جانے۔ ان کی حمایت کرے وہ بھی کافر ہے اور واقعی یہ حکم شرعی حق ہے والحق الجلیل ہے۔ ہر مسلمان کا اس پر عمل ضروری ہے کہ ان کے کفری قول پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر جانے یوں نہیں جیسا کہ تم دجالی کرتے ہو کہ جو مسلمان محض ان مرتدین کی ظاہری صورت جبہ و دستار لمبی داڑھی دیکھ کر وعظ گوئی سن کر مسلمان سمجھیں وہ بھی کافر ہیں۔ بددینو یہ اعلیحضرت نے یا کسی سنی عالم نے کہاں لکھا ہے کہ جو شخص ان مرتدین کے کفری اقوال سے بے خبر ہو اور ظاہری صورت دیکھ کر مسلمان سمجھے وہ بھی ایسا ہی ہے۔ وہ شخص جس کو ان کے اقوال کفریہ پر اطلاع نہیں ناواقف ہے۔ ظاہری صورت دیکھ کر مسلمان سمجھتا ہے وہ قطعاً بے قصور ہے اس کے لئے یہ حکم کسی عالم نے ہرگز ہرگز نہیں دیا۔ تم میں اگر ذرہ کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی شرم و حیا ہے تو ثابت کرو چونکہ تھانوی وغیرہ کے اقوال خبیثہ کفر یقینی

قطعی ہیں ان اقوال پر حکم کفر ہے جو ان اقوال خبیثہ سے متفق ہو اس پر حکم کفر ہے۔ لہٰذا کفر کی صورت یہ ہے جو تم نے اختیار کی ہے کہ حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ، تحذیر الناس کی وہ کفری عبارتیں دیکھتے ہوئے جانتے ہوئے کہ واقعی ان عبارتوں میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی توہین ہے پھر بھی ان خبثا کا دامن نہیں چھوڑتے اللہ و رسول کے مقابلہ میں ان مرتدین کی حمایت کرتے ہو ایسی صورت میں تم پر حکم کفر ضرور ہے اور یہ کوئی نیا حکم نہیں اس پر تو خود دیوبندی رہبر صاحب نے نمبر ۲۶ میں اجماع نقل کیا ہے مگر اس حکم میں ناواقف مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ شریک کرنا یہ تمہاری دجالی مکاری فریب کاری ہے۔ والعیاذ باللہ۔ لہٰذا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فتوے حسام الحرمین کی بنا پر ساری دنیا کے تمام مسلمان مسلمان ہی ہیں۔ البتہ تمہارے تھانوی، گنگوہی، انبیٹھی وغیرہ ساٹھے تین مرتدین ضرور ضرور کافر ہیں۔ مگر تم ان کے کفریات پر مطلع ہو کر سمجھ کر جان کر ان کا دامن تھام کر برضا و رغبت خود بخود ان کے پیچھے جہنم میں جا رہے ہو اس میں اعلیٰ حضرت یا دوسرے علماء اہل سنت کا کیا قصور ہے مولیٰ تعالیٰ ہدایت دے

دیوبندیوں کے نزدیک حضور کا علمِ غیب بچوں پاگلوں اور جانوروں جیسا ہے۔

۲۸۔ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علمِ غیب کو جانوروں پاگلوں کے علم سے تشبیہ دی ہے جس میں حضور کی سخت توہین ہے۔ تھانوی صاحب کی وہ گندی عبارت یہ ہے۔ پھر یہ کہ آپ ذات مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات

وبہائم کے لیئے بھی حاصل ہے۔ چار سطر بعد لکھا اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں۔ اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے۔ حفظ الایمان ص۸۔

اس عبارت سے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص بالکل ظاہر بلکہ اظہر ہے۔ دین و دیانت کا مقتضا یہی تھا کہ توبہ کرے اس سے باز آئے مگر سخن پروری و شخصیت پرستی کا برا ہو جس کی وجہ سے تھانوی صاحب اختار الناس علے النار کے عامل ہوتے اور اس کفر صریح کو ایمان بنانے کی فکر میں پڑ گئے۔ پچاس برس کا زمانہ گذرا خود تھانوی صاحب کوشش کر رہے ہیں، ساری ذریت لپٹ رہی ہے۔ دانتوں کو پسینہ آ رہا ہے مگر آج تک اس کفری عبارت میں کوئی بعید سے بعید پہلو بھی ایمان کا نہ نکال سکے رہبر صاحب بھی بیچارے خوش عقیدگی کے مارے اٹھے بہت غور و فکر کیا کہ کسی طرح یہ کفری عبارت ایمان بن جائے مگر ع

این خیال است و محال است و جنوں

ناچار اپنی خوش اعتقادی کے جذبہ میں جو کچھ تھانوی صاحب اور ان کے اذناب سے سنا سنایا تھا لکھ مارا۔ کہتے ہیں کہ۔

رضاخانی امت کا یہ ایک نہایت مشہور اور پرانا افترا ہے جس کی بنیاد صرف اس پر ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا علم غیب کا لفظ آیا ہے۔ اس سے یہ معترض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف مراد لیتے ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اس سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا علم مراد نہیں بلکہ مطلق بعض علم غیب مراد ہے۔ جیسا کہ خود حفظ الایمان کی مذکورہ بالا عبارت کا اوّل و آخر اس کی شہادت دے رہا ہے۔ نیز مصنف حفظ الایمان حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب بسط البنان میں اس کی تصریح فرما دی۔

ناظرین کرام حفظ الایمان کے ساتھ بسط البنان ملاحظہ فرمائیں رضاخانیوں کی افترا پردازی کا حال خود بخود منکشف ہو جائے گا۔ مقامع الحدید ص۶۹۔

حفظ الایمان کی یہ عبارت کوئی جرمنی یا فرانسیسی چینی یا جاپانی زبان نہیں ہے جس کی مراد و مطلب سمجھنے کے لیئے کوئی دشواری ہو۔ تھانوی صاحب کے اشارات و کنایات معمہ و پہیلیاں نہیں ہیں جو تھان پر جا کر پوچھے جائیں صاف و صریح معمولی اردو ہے۔ ہر اردو زبان جاننے والا اس کا مطلب و مراد بآسانی خوب سمجھتا ہے۔ کہ اس عبارت میں تھانوی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کی ہیں بعض غیب اور کل غیب۔ دوسری قسم کو تو حضور کے لیئے نقلاً و عقلاً باطل بتایا اور نہ کوئی حضور کے لیئے غیر متناہی کا قائل ہے۔ جب دوسری قسم باطل ہو گئی تو صرف پہلی قسم بعض علم غیب ہی رہی۔ اسی کو حضور کے لیئے ثابت مانا اور وہی واقعی حضور کا علم ہے اسی کو لے کر کہا اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ ہر جانور کو بھی حاصل ہے لہٰذا لفظ ایسا علم غیب سے حضور ہی کا علم مراد ہوا اور تھانوی صاحب نے حضور ہی کے علم کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی لہٰذا تھانوی صاحب یا انکے اذناب کا یہ کہنا کہ ایسا علم غیب سے حضور کا علم مراد نہیں بلکہ بعض مطلق علم غیب مراد ہے۔ یہ اس خبیث عبارت کی توجیہ ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ اس عبارت میں علم غیب کی صرف دو ہی قسمیں ہیں۔ بعض غیب اور کل غیب۔ یہ تیسری قسم مطلق بعض علم غیب کس تھان سے آ گئی جو حفظ الایمان چھپنے کے بیسوں برس بعد تھانوی مراد بتائی جاتی ہے۔ عبارت میں تو اب تک بھی کہیں اس کا نام و نشان نہیں لہٰذا تھانوی صاحب مطلق بعض علم غیب مراد لینے میں "چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد" کے مصداق ہیں یہ تھانوی چوری اور اس پر سینہ زوری ہے۔ کیونکہ اس عبارت کا اول و آخر ہی نہیں بلکہ پوری عبارت

یہی شہادت دے رہی ہے کہ ایسا علم غیب سے مراد حضور ہی کا علم غیب ہے اس لیئے کہ شروع ہی میں ہے۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ جب حضور کی ذات پر علم غیب کا حکم کرنے میں کلام ہے تو علم غیب بھی حضور ہی کا مراد ہوا۔ پھر تھانوی صاحب نے زید سے پوچھا تو کس کے علم غیب کو حضور ہی کے اور کہا بقول زید اگر صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔ تھانوی صاحب مع اپنے اذناب کے بتائیں کہ اس عبارت میں زید سے کس کا علم پوچھا ہے اپنا یا اپنے اذناب کا یا زید کا کہو کسی کا نہیں صرف حضور ہی کا علم غیب دریافت کیا ہے لہٰذا حضور ہی کے علم کی دو قسمیں کیں۔ بعض غیب یا کل غیب کل غیب تو خود ہی بعد میں عقلاً و نقلاً باطل کر دیا۔ اب رہ گیا بعض غیب تو یہ بعض کس کا علم رہا۔ تھانوی صاحب کا یا اذناب کا زید کا کہو کسی کا نہیں ان سے کیا تعلق ان کا علم غیب دریافت ہی کب کیا تھا۔ دریافت تو صرف حضور کا علم غیب کیا تھا اسی کی دو قسمیں کی ہیں لہٰذا بعض علم غیب سے حضور ہی کا علم غیب مراد ہوا اسی کو تھانوی صاحب فرماتے ہیں اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کیا تخصیص ہے۔ اس عبارت میں بعض علوم غیبیہ سے کس کا علم غیب مراد لیا ہے تھانوی صاحب کا یا اذناب کا یا زید کا کہو کسی کا نہیں صرف حضور ہی کا علم غیب مراد ہے لہٰذا حضور ہی کے علم غیب کو کہا۔ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے لہٰذا اب لفظ ایسا علم غیب سے نہ تھانوی کا علم غیب مراد ہو سکتا ہے نہ اذناب کا نہ زید کا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب مراد ہوا اور اسی کو پاگلوں جانوروں کی طرح بتایا۔ لہٰذا اول سے آخر تک پوری عبارت نے شہادت دی کہ لفظ ایسا علم غیب سے مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا علم غیب ہے۔ اور

تھانوی صاحب نے حضور ہی کے علم غیب کو پاگلوں، جانوروں کا سا بتایا جس میں حضور کی سخت ترین توہین ہے اور یہ کفر خالص ہے اور تھانوی صاحب اپنے اس کفری قول کی بنا پر کافر و مرتد ہو گئے باوجود اس کے تھانوی صاحب کا اپنی بسط البنان میں یہ لکھنا یہ خبیث مضمون میں نے کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا خطرہ نہیں گزرا اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے۔ یا بلا اعتقاد صراحتہً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کیونکہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے۔ حضور سرور کائنات فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ یہ تھانوی صاحب کا سفید جھوٹ اور اقراری کفر اور خود اپنے اوپر کفر کا فتوے دینا ہے کیونکہ تھانوی صاحب کی حفظ الایمان میں وہ عبارت اب تک موجود ہے جس کو بسط البنان میں کفر کہتے ہیں۔ جس سے صراحتہً حضور کی توہین ثابت ہے اب تک اس نے توبہ نہیں کی۔ تو بسط البنان میں صرف یہ لکھ دینا کہ میں ایسا کہنے والے کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ کیا اس سے وہ توہین رسول تعریف بن جائے گی۔ یا یہ قول توبہ بن کر اس جرم توہین کو دفع کر دیگا۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں بھی اجازت ملے کہ تھانوی صاحب کو خوب کھری کھری خوب بھری بھری سنائیں جب اذناب تلملائیں تو کہہ دیں کہ میں ایسا کہنے والے کو بہت برا سمجھتا ہوں اور پھر وہی کھری کھری خوب بھری بھری سنائیں۔ کیا اس کے لیئے امت تھانویہ تیار ہے اگر ہے تو تھانوی صاحب سے اعلان کرا دے۔ اور اگر نہیں تو حضور کی شان میں ایسی صریح گستاخی کے باوجود تھانوی صاحب کا صرف یہ لکھ دینا کہ میں ایسا کہنے والے کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ کس طرح کافی ہو سکتا ہے اور وہ حفظ الایمان کا کفر کیوں کر دفع ہو سکتا ہے اور اگر دیوبندیوں کے نزدیک بعد میں اتنا کہہ دینے سے توہین نہیں ہوتی تو کم از کم مولوی شکر اللہ صاحب

مبارکپوری تھانوی صاحب کو صرف وہی حفظ الایمان کے الفاظ کہنے پر کیلئے تیار ہو جائیں کہ پھر یہ کہ تھانوی صاحب کی ذات بابرکات پر علم کا حکم کیا جانا بقول منظور اگر صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں تھانوی صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایک بات کا علم ہوتا ہے۔ اگر اس پر تھانوی صاحب کا عتاب ہو یا کوئی دیوبندی تلملائے تو مولوی شکر اللہ صاحب فوراً اس سے کہہ دیں کہ مفتری ہے۔ ایسا علم سے تھانوی صاحب کا علم شریف مراد لیتا ہے۔ ایسا علم سے مراد تھانوی صاحب کا علم ہرگز نہیں بلکہ مطلق بعض علم مراد ہے عبارت کا اول و آخر اس پر دلیل ہے یہ بھی کہہ دیں کہ میں ایسا کہنے والے کو امت تھانویہ سے خارج سمجھتا ہوں اور بھی جس قدر توجیہیں حفظ الایمان کی عبارت میں دیوبندی کرتے ہیں وہ سب اس میں جاری ہیں تو کیا مولوی شکر اللہ صاحب اس کے لیئے تیار ہیں اور چھپوا کر شائع کرا سکتے ہیں۔ حاشا و کلا یہ تو خواب میں بھی نہ کر سکیں گے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر ایسا کیا تو تھانوی صاحب کی شان میں گستاخی ہوگی۔ رہا یہ سوال کہ پھر وہی عبارت وہی لفظ حضور کی شان میں گستاخی کیوں نہیں۔ تو یہ تھانوی عقیدت کا نشہ اور محمدی عداوت کا خمار ہے۔ جس میں یہ سوجھتا ہی نہیں کہ جو الفاظ صاحب نے حضور کے لیئے استعمال کئے ہیں بعینہ وہی الفاظ تھانوی صاحب کے لیئے بولنا گستاخی ہے تو حضور کے لیئے گستاخی کیوں نہیں کیا تھانوی صاحب کی شان حضور سے بڑھی ہوئی ہے۔

دیوبندیو! آنکھیں کھولو اللہ و رسول کے گستاخوں کا دامن چھوڑو توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ زندگی میں مہلت ہے باز آؤ توبہ کرو۔ اگر تم واقعی تھانوی صاحب کے خیر خواہ ہو تو ان سے بھی توبہ کراؤ ورنہ یاد رکھو پچھتا کر کیا کرو گے

فَتَبَرَّ اَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّ ءُوْا مِنَّا. اور وہ حاصل ہوگا۔ کچھ بھی نہ سنا جائے گا۔

مسلمانو! غور سے سنو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا اور اتنا دیا کہ حسب تصریح سلف صالحین آپ پر غیب کے دروازے کھول دیئے مگر پھر بھی صحیح یہ ہے کہ حضور کو عالم الغیب نہ کہنا چاہیئے اگرچہ آپ کی ذات میں اس لفظ کے معنی متحقق ہیں لیکن بعض الفاظ کی خصوصیت ہوتی ہے۔ جس طرح لفظ رحمٰن جس کے معنی یہ ہیں (مہربان نہایت رحم والا) اس کا اطلاق حضور پر جائز نہیں اگرچہ حضور بلاشبہ بہت رحم والے ہیں اسی وجہ سے آپ کو قرآن مجید میں رؤف رحیم و رحمۃ للعالمین فرمایا ہے مگر لفظی خصوصیت کی بنا پر حضور کو رحمٰن نہیں کہا جاتا اسی طرح عالم الغیب بھی نہ کہنا چاہیئے۔

مگر حضور کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا حضور کو عالم الغیب کہنے میں منحصر نہیں ہے۔ علم غیب کے حکم کی اور بہت سی صورتیں ہیں یوں کہو کہ حضور کو اللہ تعالٰے نے علم غیب عطا فرمایا۔ حضور بعطائے الٰہی غیب کے عالم ہیں، حضور کو اللہ کا دیا علم غیب ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا خلاصہ یہی ہے۔ مگر تھانوی صاحب تو علم غیب کے حکم ہی کو رد کر رہے ہیں آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا ہی صحیح نہیں مانتے پہلی دلیل میں بھی علم غیب کے اطلاق کو موہم شرک بتایا اور کہا بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا۔ اس تھانوی اندھا دھند کو اعلیٰ حضرت کے فرمان سے کیا نسبت چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ لہٰذا رہبر صاحب کی تمام دجالی افترا پردازی معہ حاشیہ ص۶۹ کافور ہوئی۔

علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا مکروہ ہو یا نہ ہو جائز ہو یا نہ ہو مگر حفظ الایمان کی اس کفری عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یقینی

قطعی حتمی جزمی بہرحال ہے۔

کیونکہ اول تو اس عبارت میں عالم الغیب کا ذکر ہی نہیں علم غیب کے اطلاق کو روکیلہ ہے اور اگر غیب کو دور کر کے صرف علم ہی کو رکھا جائے۔ جب بھی یقیناً توہین ہے اسی لیئے تو مولوی شکر اللہ صاحب تھانوی صاحب کے لیئے وہ عبارت جس میں صرف علم ہی سے بولنے کے لیئے تیار نہیں وہ جانتے ہیں کہ حفظ الایمان کی اس کفری عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یقینی قطعی جزمی ہے ایسی کہ بعید سے بعید البعد بھی کوئی پہلو ایمان کا نہیں حد ہے کہ خود تھانوی صاحب پچاس برس میں کوئی ایمانی پہلو نہ بتا سکے۔ بہت کوششوں اور بڑی چالبازیوں سے معتقدین کی اشک شوئی کے لیئے بسط البنان میں کچھ مذبوحی حرکتیں کی ہیں۔ ادخال السنان و واقعات السنان وغیرہ تصانیف علمائے اہل سنت نے اس تھانوی دجالی، مکاری فریب کاری کا دہ پردہ چاک کیا کہ تسمہ تک لگا نہ چھوڑا اور ثابت کر دیا کہ بسط البنان میں تھانوی صاحب نے اپنے کفر پر خود رجسٹری کر دی ہے لہٰذا ناظرین کرام ادخال السنان و واقعات السنان مصنفہ حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفٰے رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہٗ ضرور بالضرور ملاحظہ فرمائیں۔ دیوبندی بھی بنظر انصاف دیکھیں تو ہدایت پائیں۔ یہ دو کتابیں ہیں جنہوں نے دہن تھانوی پر مہر سکوت لگا دی اور تھانوی صاحب کو مجال دم زدن نہ رہی۔ اس کے بعد اذناب بھی اچھلے اور بڑی بڑی کوششیں کیں اس کفری عبارت کو ایمان بنانے میں سخت سخت محنتیں اٹھائیں۔ مولوی حسین احمد صاحب صدر دیوبند مولوی مرتضٰے حسن صاحب دربھنگی۔ مولوی عبد الشکور صاحب کاکوری۔ مولوی منظور سنبھلی نے اس کفری عبارت کی بڑی بڑی پرفریب تاویلیں کیں مگر چاروں کی جان توڑ کوشش کا نتیجہ مولوی اشرف علی صاحب کے کفر پر خود انہیں کا اتفاق و اجماع مرکب نکلا کیونکہ ان چاروں میں سے ہر ایک دوسرے کی تاویل کو کفر کہتا ہے جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ چاروں کے قول

سے تھانوی صاحب کافر و مرتد ہیں جس کی تفصیل رسالہ موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام مصنفہ حضرت مولانا ابو المنظور محمد سردار احمد صاحب قبلہ مدظلہٗ صدر المدرسین دار العلوم اہل سنت مظہر اسلام بریلی میں مذکور ہے۔ ناظرین رسالہ ہذا کو ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ دیوبندی بھی دیکھیں عجب نہیں کہ ہدایت پائیں۔

واللہ الہادی إلی سبیل الرشاد۔

دیوبندیوں کے نزدیک امتی اعمال میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں

نمبر ۲۹۔ علمائے دیوبند انبیا علیہم السلام کی تنقیص شان کے اس قدر عادی ہیں کہ جہاں دیکھیئے کمالات انبیا کو گھٹاتے ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں پاگلوں کی طرح کہا جس کی تفصیل نمبر ۲۰ میں گزری۔ رہی عملی فضیلت اس کو مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے ختم کر دیا۔ صاف کہہ دیا کہ انبیا اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ تحذیر الناس ص۵۔

تھانوی صاحب نے حضور کو علم میں گھٹایا نانوتوی صاحب نے عمل میں گھٹا دیا لہٰذا دونوں فضیلتیں ختم ہو گئیں۔ المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے رہبر صاحب نے اس کا جواب دیا کہ عبارت میں بظاہر کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو جانا یا بڑھ جانا صرف ظاہری نظر میں ہوتا ہے حقیقت میں نہیں۔ ہمارے علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ مصنفین کے کلام میں مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے چنانچہ شامی میں ہے۔ مفہوم التصنیف حجۃ۔ مقامع الحدید ص۷۰۔۷۱

دیوبندی چال کا کہیں ٹھکانا ہے ایک ایک چال میں دو دو چالبازیاں ہیں۔ پہلی چالبازی تو لفظ بظاہر سے یہ پردہ ڈالنا ہے کہ حقیقت میں برابر ہونا اور بڑھنا مراد نہیں۔ دوسری جعلسازی یہ کہ علامہ شامی کو اپنے علما میں شمار کر لیا۔

نوٹ: مکتبہ فریدیہ سے حاصل کریں۔

اس سے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو کس قدر تکلیف ہوئی ہوگی دیوبندی نجدی پرست اپنی چالبازی سے سنی بننا چاہتے ہیں یہ خبر نہیں کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے نجدی اور نجدی پرستوں کے جو احکام بیان فرمائے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ نجدی اور نجدی پرست علامہ کے نزدیک مرتد ہیں جس کی تفصیل ص۲۳ میں گزری لہٰذا علامہ شامی کو اپنے علما میں شمار کرنا فریب کاری اور علامہ شامی کو روحانی تکلیف دینا ہے۔ مفہوم مخالف تصنیفات میں اس وقت معتبر ہوتا ہے کہ عبارت میں اسکا احتمال ہو مگر جبکہ خود مصنف کی عبارت ہی انکار کرتی ہو تو ایسی صورت میں مفہوم مخالف مراد لینا باطل اور مصنف کے کلام کو مسخ کرنا ہے۔ تحذیر الناس کی زیر بحث عبارت خود مفہوم مخالف کا انکار کر رہی ہے۔ ناظرین عبارت کو غور سے دیکھیں۔ انبیا اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اس عبارت میں انبیا علیہم السلام کی خصوصیت و امتیاز کو صرف علوم میں منحصر کیا ہے۔ یعنی عمل میں انبیا کو امت سے کوئی امتیاز نہیں۔ جبھی تو کہا علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اور اگر عمل میں بھی کوئی امتیاز مانتے تو علوم ہی ہرگز نہ کہتے لہٰذا معلوم ہوا کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک انبیا علیہم السلام کا امتیاز صرف علوم ہی میں منحصر ہے تو اب دیوبندی یہ بتائیں کہ انبیا علیہم السلام کا یہ امتیاز حقیقت میں ہے یا ظاہری نظر میں اگر صرف ظاہری نظر میں ہے تو امتی حقیقت میں علم و عمل دونوں میں نبی سے بڑھ سکتا ہے اور اگر یہ امتیاز حقیقت میں ہے تو حقیقت میں انبیا علیہم السلام کا امتیاز علم ہی میں منحصر ہوا جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حقیقت میں عمل میں ان کو کوئی امتیاز نہیں لہٰذا مفہوم مخالف سے کہ عبارت کا یہ مطلب بتانا کہ امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو جانا یا بڑھ جانا صرف ظاہری نظر میں ہے حقیقت میں نہیں۔ غلط اور باطل ہے۔ عبارت کو مسخ کر کے دھوکہ دینا ہے اس کو علمی روشنی میں یوں واضح کیا جائے کہ اس عبارت میں۔ جب کہ انبیا کے صفت امتیاز کو ان کے علوم میں منحصر کیا تو

دو حال سے خالی نہیں۔ یہ حصر حقیقی ہے یا اضافی۔ اگر حصر حقیقی ہے تو عبارت کے معنی یہ ہوئے کہ انبیا علیہم السلام کا امت سے امتیاز حقیقت میں ان کے علوم ہی میں منحصر ہے باقی رہے دیگر کمالات خواہ وہ محاسن اخلاق ہوں یا خوبی اعمال۔ خواہ معجزات ہوں یا خوارق عادات کسی وصف میں بھی حقیقت میں انبیا امت سے ممتاز نہیں ان تمام اوصاف میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

ناظرین شاید یہ خیال کریں کہ معجزات و خرق عادات میں امتی نبی سے کیسے بڑھ سکتا ہے تو یہ بات یاد رکھیں کہ درحقیقت امتی کسی وصف میں نبی کے قریب بھی نہیں ہو سکتا بڑائی اور برابری کے خواب دیکھنا درکنار مسلمانوں کا یہی ایمان ہے مگر یہ عبارت دیوبندی کی ہے ان کے نزدیک معجزات اور خرق عادات میں جادوگرد بازی گر بھی انبیا علیہم السلام سے بڑھ سکتے ہیں۔ چنانچہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی رسالہ منصب امامت میں لکھتے ہیں۔ بسیار چیز است کہ ظہور آں از مقبولین حق از قبیلہ خرق عادت شمرده می شود۔ حالانکہ امثال آں افعال بلکہ اقوی و اکمل ازاں از ارباب سحر و اصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد۔ (منقول از فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۲)۔

یعنی بہت سی چیزیں جن کا اللہ کے مقبولوں سے ظاہر ہونا خرق عادات سمجھا جاتا ہے حالانکہ ویسے بلکہ ان سے زیادہ قوی ان سے بڑھ کر کامل باتیں تو جادوگر اور طلسم والے دکھا سکتے ہیں لہٰذا دیوبندیوں کے نزدیک حصر حقیقی بھی مراد ہو سکتا ہے اور اگر حصر اضافی مراد ہو تو یہ حصر بھی بہ نسبت عمل کے ہوگا کیونکہ نانوتوی صاحب یہاں علم و عمل ہی میں گفتگو کر رہے ہیں چنانچہ اس سے پہلے کہا الغرض کمالات ذوی العقول کل دو کمالوں میں منحصر ہیں ایک کمال علمی دوسرا عملی۔ پھر کہا انبیا اور صدیقین کا کمال تو کمال علمی ہے اور شہدا اور صالحین کا کمال کمال عملی ہے۔ خود اس عبارت

ہیں انبیاء کے امتیاز کو علوم میں منحصر کر کے کہا رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں لہٰذا یہ حصر اضافی بہ نسبت عمل کے ہوا اور معنی یہ ہوئے کہ انبیاء اپنی امت سے صرف علم میں ممتاز ہوتے ہیں عمل میں نہیں اب یہ امتیاز یا تو حقیقت میں ہے یا صرف ظاہری نظر میں ہے اگر صرف ظاہری نظر میں ہے تو یہ معنی ہوئے کہ انبیاء کا امتیاز علمی صرف ظاہر میں ہے حقیقت میں علم و عمل دونوں میں کوئی امتیاز نہیں۔ علم و عمل دونوں میں حقیقت میں امتی بسا اوقات برابر ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں اور اگر یہ امتیاز حقیقت میں ہے تو یہ معنی ہوئے کہ حقیقت میں انبیاء علیہم السلام علم میں ممتاز ہیں اور یہ امتیاز حقیقت میں چونکہ بہ نسبت عمل کے علم میں منحصر ہے لہٰذا عمل میں حقیقت میں امتیاز نہیں ہو سکتا ورنہ حصر اضافی بھی باطل ہو جائے گا لہٰذا خواہ حقیقی مراد ہو یا اضافی امتیاز بھی صرف ظاہری نظر میں لیا جائے یا حقیقت میں بہر صورت نبی کو امت پر عمل میں حقیقتاً واقعۃً کوئی فضیلت نہ ہوئی اور امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو جانا اور بڑھ جانا حقیقت میں واقعۃً مراد ہوا۔

پھر رہبر صاحب کا لکھنا لیکن واقعۃً ہمیشہ ہی کے اعمال بڑھتے رہتے ہیں۔ سفید جھوٹ اور سیاہ فریب ہے۔ اس عبارت کی توجیہ ہرگز نہیں۔ اسی طرح یہ کہنا کہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک سجدے کا جو وزن ہے وہ امتی کے پونے دو لاکھ نمازوں کا نہیں۔ سخت دھوکہ اور زراقیہ ہے ورنہ ع۔

حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو

اگر دیوبندیوں کا یہ ایمان ہوتا تو شانِ رسالت میں ویسی بدلگامیاں ہرگز نہ کرتے نہ ایسے بدلگاموں کا دامن تھامتے بلکہ ان پر لعنت کر کے الگ ہو جاتے جب تحذیر الناس کی اس عبارت نے مفہوم مخالف کے مخالف ہو کر خود ہی اس کو رد کر دیا اور لفظ بظاہر سے وہ فریب نہ چل سکا جو رہبر صاحب نے چلانا چاہا تھا

تو اب بظاہر کے یہ معنی ہوئے کہ حقیقۃً و واقعۃً امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو جانا اور بڑھ جانا یہ بالکل ظاہر بات ہے اس میں کوئی خفا اور پوشیدگی نہیں یہ قطعاً بدیہی امر ہے اس پر کوئی دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں جیسے کہا جائے کہ بظاہر کل جز سے بڑا ہوتا ہے یعنی یہ ایسی کھلی ہوئی بات ہے کہ اس پر دلیل تو دلیل تنبیہ کی بھی ضرورت نہیں تفسیر کبیر کی یہ عبارت قد یوجد فی الامۃ من ھو اطول عمرا واشد اجتھادا من النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ یعنی ہم کبھی امت میں ایسا شخص پاتے ہیں جو نبی سے عمر میں دراز اور کوشش میں زیادہ ہوتا ہے۔ امتی کے عمر اور کوشش میں بڑھنے کا تذکرہ ہے نہ یہاں نبی کے امتیاز کا حصر ہے نہ عمل میں امتی کے بڑھ جانے کا ذکر لہٰذا اس کو نانوتوی صاحب کی سند بنانا سند جہل ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کو دیوبندی اپنا ہم عقیدہ نہ سمجھیں وہ تو وہابی کش ہیں، تفسیر کبیر میں سینکڑوں جگہ دیوبندی عقیدوں کا رد کیا ہے۔ ان کا کلام تمہارے لیے مفید کب ہو سکتا ہے

دیوبندیوں کے نزدیک شیطان کا علم حضورؐ سے زیادہ ہے

نمبر ۳۰۔ علمائے دیوبند کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے

اور شیطان کے علم کی زیادتی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور حضور کے علم کی زیادتی کے لیے علمائے دیوبند کے نزدیک کوئی نص قطعی نہیں اس کے ثبوت میں مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھی و مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی شیطان والی عبارت ملاحظہ ہو۔

الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (زیادتی) نص سے (قرآن و حدیث سے) ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس

سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے. براہین قاطعہ ص۵۱ ۱.

المصباح الجدید میں اس پر تنبیہ فرمائی کہ علمائے دیوبند کے پیشوا گنگوہی صاحب وانبیٹھی صاحب نے ساری زمین کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو شرک کہا مگر اسی شرک کو شیطان کے لیے نہایت خوشی کے ساتھ نص سے ثابت مانا. شیطان مردود سے ایسی خوش عقیدگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی سخت عداوت اسی عداوت نے تو عقل کو رخصت کر دیا یہ بھی سمجھ میں نہ آیا کہ جس علم کا ثابت کرنا حضور کے لیے شرک خالص ہے وہ شیطان کے لیے کیسے ثابت ہو سکتا ہے وہ بھی قرآن وحدیث سے. براہین قاطعہ کی یہ شیطان والی عبارت کفر صریح ہے. علمائے حرمین طیبین نے اس پر کفر کا فتوے دیا ہے کیونکہ اس عبارت میں حضور کی سخت توہین ہے.

مولوی مرتضےٰ حسن صاحب دربھنگی نے اس عبارت کی یہ تاویل کی کہ حضور کے لیے جو وسعتِ علم شرک بتائی ہے اور جس علم کی نفی کی ہے وہ علم ذاتی ہے مگر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے یہ تاویل کر کے مولوی خلیل احمد صاحب کو پاگل ومشرک بنا دیا. کیونکہ جب ان کے خصم حضور کے لیے علم ذاتی مانتے ہی نہیں تو ان کے مقابلہ میں علم ذاتی کی نفی کرنا جنون ہوا. اور جب حضور سے علم ذاتی کی نفی کی تو وہی شیطان کیلئے ثابت مانا جو شرک ہے لہٰذا مولوی خلیل احمد صاحب پاگل مشرک ہوئے.

المصباح الجدید کی اس تنبیہ جلیل پر براہین قاطعہ کی عبارت کا فقرہ فقرہ دلیل ہے مگر دیوبندی رہبر نے اپنی عادت کے مطابق اس کفر خالص پر بھی پردہ ڈالنے کے لیے بڑی چالبازی وبددیانتی کی سفید سفید جھوٹ بھی بولے اور لطف یہ کہ اس سب کاروائی کی نسبت المصباح الجدید کی طرف کر کے الٹی گنگا بہا دی آپ کہتے ہیں کہ یہ معترض صاحب کا سفید جھوٹ ہے. شیطان کے لیے براہین قاطعہ میں کسی جگہ ساری زمین کا علم تسلیم نہیں کیا گیا. تین سطر کے بعد کہا. خلاصہ یہ ہے کہ براہین قاطعہ میں شیطان کے لیے صرف اسی قدر علم تسلیم کیا گیا ہے جس قدر آپ کے پیشوا

۱: براہین قاطعہ مکتبہ فریدیہ سے طلب کریں

مولوی عبدالسمیع صاحب نے اس ملعون کے لیے ثابت کیا ہے اور وہ بعض بعض مواقع زمین کا علم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جس علم کے ثابت کرنے کو شرک بتایا ہے وہ ساری زمین کا علم محیط ہے. مقامع الحدید ص۴۳.

پھر آٹھ سطر تک بددیانتی دکھا کر کہا. بہر حال معترض صاحب کا یہ سفید جھوٹ ہے کہ علمائے دیوبند نے شیطان کے لیے ساری زمین کا علم نص سے ثابت مانا. مقامع الحدید ص۴۴

دیوبندی رہبر نے یوں تو ساری کتاب میں اسی قسم کی چالبازی فریب کاری افترا پردازی سے کام لیا ہے مگر اس اخیر نمبر میں تو باب اوّل کی تمام دیوبندی دین ودیانت ختم کر دی. ایک درجن وہ بہتان عظیم ہیں جو علمائے اہل سنت خصوصًا مصنف المصباح الجدید حضرت استاذِ محترم قبلہ مدظلہ العالی اور حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب مصنف انوار ساطعہ کی طرف منسوب کئے مگر کہیں بہتانوں افترا پردازیوں سے کفر اسلام ہو سکتا ہے باوجود ان فریب کاریوں کے جو بنظرِ انصاف دیکھے گا. پکار اٹھے گا کہ براہین قاطعہ کی یہ عبارت کفر صریح ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بالیقین ہے. المصباح الجدید کا فرمان حق ودرجا ہے. اس کے جواب میں دیوبندی رہبر نے جو کچھ کہا وہ فریب کاری ہے.

اس کی وضاحت کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل بحث ہی پیش کر دوں. ناظرین کرام غور سے سنیں. واقعہ یہ ہے کہ دیوبندیوں نے میلاد شریف کے ناجائز وحرام شرک وکفر ہونے کے فتوے شائع کئے تھے اور شرک وبدعت کا بڑا شور مچایا تھا اس وقت حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیوبندی فتووں کے رد میں انوار ساطعہ لکھی اس بحث کی ابتدا مولوی عبدالجبار عمرپوری کے فتوے کی اس عبارت سے ہے.

حضرت کی نسبت یہ اعتقاد کہ جہاں مولود شریف پڑھا جاتا ہے تشریف لاتے

ہی شرک ہے۔ ہر جگہ موجود خدائے تعالےٰ ہے۔ اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی۔

یہ دیوبندیوں کی مجنونانہ بڑ تھی کہاں تشریف لانا کہاں ہر جگہ موجود ہونا۔ ان دونوں میں کیا تعلق تشریف لانا تو مخلوق ہی کا خاصہ ہے۔ مگر مولانا عبدالسمیع صاحب نے اس سے چشم پوشی فرماکر دو طرح اس کا رد کیا۔ ایک یہ کہ میلاد شریف کی چند مجلسوں میں تشریف لانا اور کہاں ہر جگہ موجود ہونا۔ دوسرے یہ کہ ہر جگہ موجود ہونا خدائے تعالےٰ کے ساتھ خاص نہیں اس لئے کہ حضرت ملک الموت ساری دنیا میں ہر جاندار کی روح قبض کرتے ہیں۔ ہر مکان کو رات دن دیکھتے رہتے ہیں دنیا ان کے آگے مثل چھوٹے سے خوان کے کر دی ہے وہ تو مقرب فرشتے ہیں شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اسے یہ قدرت دی ہے۔ اس پر علامہ شامی کا یہ قول نقل کیا۔ واقدرہ علی ذلک کما اقدر ملک الموت علے نظیر ذلک۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دی ہے جس طرح ملک الموت کو ہر جگہ موجود ہو جانے پر قادر کر دیا ہے۔

اس کے بعد محسوسات کی مثال بیان فرمائی کہ جو شخص تمام دنیا کی سیر کرے جہاں جائے گا آفتاب و ماہتاب کو موجود پائے گا پھر اگر وہ کہے کہ چاند سورج ہر جگہ موجود ہیں تو دیوبندی فتوے سے لازم آتا ہے کہ وہ مشرک ہو جائے حالانکہ وہ خاصہ مسلمان ہے پھر مثال دے کر فرمایا کہ روح نبی صلے اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان پر مقام علیین میں موجود ہے۔ اگر وہاں سے آپ کی نظر کل زمین یا زمین کے بعض مقامات پر جائے اور ترشح انوار فیضان احمدی سے کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف سے مثل شعاع شمس محیط ہو جائے کیا محال کیا بعید ہے اس پر علامہ زرقانی کی شرح مواہب لدنیہ شریف سے یہ عبارت پیش کی۔

کالشمس فی وسط السماء ولزھا یغشی البلاد مشارقا ومغاربا

کالبدر من حیث التفت رایتہ یھدی الی عینك نورا ثاقبا

یعنی جس طرح سورج آسمان کے بیچ میں ہے اور روشنی اس کی پھیلی ہوئی ہے۔ مشرق سے مغرب تک اور جس طرح چاند کہ جہاں سے تو اس کو دیکھے اسی جگہ سے تیری آنکھوں میں نور بخشے گا اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا روحانی جلوہ ہے اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی میزان شریعۃ الکبرےٰ کی یہ عبارت پیش کی قد بلغنا عن ابی الحسن الشاذلی وتلمیذہ ابی العباس مرسی وغیرھما انھم کانوا یقولون لو احتجبت رویۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفۃ عین ما اعددنا انفسنا من جملۃ المسلمین دیکھئے ابوالحسن شاذلی وغیرہ اولیا فرماتے ہیں اگر ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم سے چھپ جائیں تو ہم اپنے تئیں مسلمان نہ جانیں انتہیٰ۔ اب دیکھئے یہ اولیاء اللہ ان مفتی صاحبان (دیوبندیوں) کے نزدیک کس حکم میں داخل ہوں گے۔ الانوار ساطعہ بر براہین قاطعہ ص۵۱، ۵۲۔

خلاصہ یہ کہ دیوبندی مفتی نے میلاد شریف کی مجلسوں میں حضرت کے تشریف لانے کا اعتقاد شرک بتایا اور ہر جگہ موجود ہونا خاصہ خداوند کہا غیر خدا کے لیے یہ صفت ماننا شرک بتایا۔ مولانا عبدالسمیع صاحب نے اسی کا رد کیا کہ یہ اعتقاد شرک نہیں نہ یہ خاصا خداوندی ہے کیونکہ ملک الموت حتیٰ کہ شیطان لعین کو اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ موجود ہونے کی قدرت دی ہے۔ آفتاب و ماہتاب ہر جگہ موجود ہیں اسی طرح اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روحانی جلوہ سے مثل آفتاب و ماہتاب کے میلاد شریف کی مجلسوں میں جلوہ گر ہوں تو یہ نہ محال ہے نہ بعید۔

دیوبندی فتوے کا یہ ایسا بلیغ رد ہے کہ قیامت تک جواب ناممکن ہے کیونکہ جو چیز ممکن ہے اس کا شرک ہونا محال ہے مگر ہٹ دھرمی کا برا ہو کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے دیوبندی مفتی کی بات بنانے اور مولانا عبدالسمیع صاحب کا رد کرنے کے لیے براہین قاطعہ میں بہت کچھ لکھا جس کا خلاصہ خود ہی یہ کفری

عبارت بیان کی۔ الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ (قرآن و حدیث) کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

ناظرین کرام دیوبندی فتوے اور صاحب انوار ساطعہ کے قول کو نظر میں رکھ کر براہین قاطعہ کی اس عبارت کو انصاف سے دیکھیں، صاحب انوار نے شیطان و ملک الموت کا کیا حال دیکھا ہے یہی دیکھا ہے کہ ملک الموت ساری دنیا کو ہر وقت برابر دیکھتے ہیں، ساری دنیا ان کے سامنے مثل چھوٹے خوان کے ہے ہر جگہ موجود ہوتے ہیں شیطان جہاں جہاں انسان جاتا ہے ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔ انسان خواہ خشکی میں ہو یا تری میں ہو پانی کے اندر ہو یا باہر زمین پر ہو یا ہوا میں جنگلوں میں ہو یا پہاڑوں میں ہر جگہ شیطان اس کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ ساری زمین میں ہر ہر جگہ جب شیطان موجود ہوتا ہے تو شیطان کو ساری زمین کا علم بھی ہوا اسی کو براہین قاطعہ میں تسلیم کیا ہے اور اسی ساری زمین کے علم کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی پھر دیوبندی رہبر کا یوں کہنا کہ شیطان کے لیئے براہین قاطعہ میں کسی جگہ ساری زمین کا علم تسلیم نہیں کیا گیا۔ یہ کیسا سفید جھوٹ نمبر ا ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ شیطان کے لیئے جو علم تسلیم کیا ہے وہ محض بعض مواقع زمین کا علم ہے۔ دیوبندی کا یہ جھوٹ نمبر ۲ ہوا۔

پھر یہ کہنا کہ بہر حال معترض صاحب کا یہ سفید جھوٹ ہے کہ علماء دیوبند نے شیطان کے لیئے ساری زمین کا علم نص سے ثابت مانا رہبر صاحب کا یہ سیاہ سچ جو شمار میں نمبر ۳ ہوا۔

نہ معلوم شیطان کے موجود ہونے کے وہ بعض مواقع دیوبند اور سہارنپور ہی ہیں یا گنگوہ اور تھانہ بھون بھی ان میں داخل ہیں۔ مسلمانو غور کرو علمائے دیوبند نے یہ وسعت علم شیطان و ملک الموت کے لیئے بلا چون چرا نص سے ثابت مانی اور کہا شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ مگر بد عقیدگی کی رگ جو اچھلی تو اسی کو حضور کے لیئے شرک بتا دیا اور کہہ دیا کہ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے کتنی صراحت ہے کہ جس وسعت علم کو شیطان کے لیئے مانا ہے اسی کا حضور کے لیئے انکار ہے اور وہ یقیناً علم عطائی ہے لہٰذا حضور سے علم عطائی کی وسعت کی ہی نفی کی حضور کے علم عطائی ہی کو شرک کہا مگر دیوبندی رہبر یہاں بھی چالبازی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دوسری بددیانتی معترض صاحب نے یہ کی ہے کہ منقولہ بالا عبارت کے بعد اسی براہین میں یہ تصریح تھی کہ یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا کہ جہلا کا عقیدہ ہے۔ معترض نے از راہ خیانت اس فقرہ کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا حالانکہ اس سے یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ مولانا خلیل احمد صاحب نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے ساری زمین کا علم ذاتی ثابت کرنے کو شرک کہا ہے۔ مقامع ص۲۱۔

رہبر صاحب آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ اس عبارت میں ذاتی عطائی کا مقابل ہے جو فرق کرنے لگے۔ اس کے بعد والی عبارت سے تو دھوکا نہیں لگا۔ وہ یہ ہے۔ اگر یہ جانے کہ حق تعالیٰ نے اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی اس پر عقیدہ درست بھی نہیں۔ براہین قاطعہ ص۵۲۔

خبردار ہوشیار اس سے دھوکہ نہ کھانا اس میں ساری زمین کا علم عطائی کہیں نہیں ہے نہ محیط زمین کا تذکرہ یہ تو ایسا ہے کہ جیسے دیوبند یا سہارنپور سے جلسہ کی خبر دے کر تھانوی صاحب کو بلا لیا گیا اس سے تھانوی صاحب کو ساری

زمین کا علم ہو گیا لہٰذا صاحب براہین کے نزدیک ساری زمین کا علم عطائی حضور کیلئے ماننا شرک ہی رہا اور اگر لفظ ذاتی سے دھوکہ کھایا ہو تو پھر ہوش سنبھال کر سنو ذاتی جس طرح عطائی کا مقابل ہوتا ہے اسی طرح ذاتی مجازی کا مقابل ہے جب عطائی کا مقابل ہوتا ہے تو ذاتی کے معنی ہوتے ہیں بغیر عطائے الٰہی اور جب مجازی کا مقابل ہوتا ہے تو ذاتی کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس کا موصوف حقیقۃً اس صفت کے ساتھ متصف ہے۔ اگرچہ وہ صفت عطائی ہو۔ ذاتی کے یہ معنی عرف عام و خاص سب میں مستعمل ہیں۔ تم خود کہا کرتے ہو یہ چیز ہماری ذاتی ہے کیا اس کے معنی یہ لیتے ہو بغیر خدا کے دیئے اور پھینکے ہوئے پتھر کی حرکت کو تمام عقلا نے ذاتی شمار کیا ہے۔ کیا وہ بغیر عطائے الٰہی ہے ہوش سنبھال کر کہنا کیونکہ پتھر کو خود تم نے پھینکا ہے اور اس کی حرکت کا خالق اللہ ہے۔ مگر پھر اس کی حرکت ذاتی ہے اسی معنی کے لحاظ سے کہ پتھر حقیقۃً حرکت کے ساتھ موصوف ہے وہی معنی ذاتی کے براہین قاطعہ کی اس عبارت میں ہیں یعنی یہ بحث اس صورت میں ہے۔ کہ جس طرح خدا کے دیئے سے ساری زمین کا علم شیطان کو ہے اور وہ حقیقۃً اس علم سے متصف ہے اور نص سے ثابت ہے اسی طرح اگر ساری زمین کا علم خدا کا دیا ہوا حضور کو مانا جائے اور حضور حقیقۃً اس صفت علم سے متصف ہوں تو بوجہ خلاف نصوص قطعیہ کے شرک خالص ہے۔ ذاتی ایسے ہی معنی سے کہ مولوی قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند نے اپنی تحذیر الناس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بالذات لکھا ہے۔ سو اسی طور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں۔ تحذیر الناس ص۴۔

اگر بالذات کے معنی بغیر عطائے الٰہی لیے جائیں تو لازم آئیگا کہ مولوی قاسم صاحب حضور کی نبوت بغیر خدا کے دیئے مانتے تھے جو شرک خالص ہے

ذاتی کے اس معنی پر خود اسی عبارت کی اشارۃ النص دلیل ہے کہ ذاتی عطائی کا مقابل ہرگز نہیں بلکہ ذاتی مجازی کا مقابل ہے کیونکہ اس عبارت میں یہ ہے جیسا کہ جہلا کا عقیدہ ہے۔ عوام سنی جن کو دیوبندی نے جہلا کہا ہے سب حضور کیلئے اللہ کا دیا ہوا ہی علم مانتے ہیں سب کا ایمان یہی ہے کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا آپ کی تمام صفات اللہ کی دی ہوئی ہیں۔ وہ کون سے جہلا ہیں جو بغیر خدا کے دیئے حضور کو علم مانتے ہیں وہ دیوبند کے جہلا ہیں یا سہارن پور کے، گنگوہ کے جہلا ہیں یا تھانہ بھون کے ذرا بتاؤ تو بھولاؤ تو ثابت تو کرو۔ ہر مسلمان خواہ کیسا ہی بے علم ہو حضور کے لیے اللہ کا دیا ہوا ہی علم مانتا ہے لہٰذا ذاتی سے وہی علم مراد ہوا جو عوام کا عقیدہ ہے اور عوام کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور کو ساری زمین کا ساری کائنات کا علم عطائی ہے حضور حقیقۃً اس سے متصف ہیں لہٰذا خود اسی عبارت کی اشارۃ النص سے ثابت ہوا کہ ذاتی عطائی کا مقابل ہرگز نہیں بلکہ ذاتی مجازی کا مقابل ہے اور عطائی کو شامل ہے اسی علم کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی کی ہے اسی کو ثابت ماننا شرک بتایا ہے اور اسی کو شیطان کے لیے نص سے ثابت مانا ہے جب اس عبارت کو نظر میں لا کر بھی شیطان والی عبارت کے وہی معنی ہوئے جو المصباح الجدید میں بیان فرماتے ہیں تو پھر اس دس سطر بعد والی عبارت کو نظر انداز کرنا بددیانتی کیسے ہوا۔ لہٰذا اس کو بددیانتی بتانا رہبر صاحب کا بہتان ۲ ہوا اور جب اس عبارت کو لے کر بھی حضور سے اسی علم کی نفی ہوئی جو شیطان کے لیے علمائے دیوبند نے نص سے ثابت مانا ہے تو مقامع الحدید میں اس عبارت کو ذکر کر کے دونوں میں فرق بتانا یہ رہبر صاحب کا جھوٹ ۵ ہوا۔ یہ عجب تماشا ہے کہ جو لوگ ان کفری عبارتوں کی تاویل کرنے چلتے ہیں عقل پہلے ہی رخصت ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں سوجھتا ہے کہ ذاتی کے معنی بغیر عطائے الٰہی لیا جائے۔ اب یہ مطلب ہوگا کہ یہ بحث بغیر خدا کے دیئے علم کی

وسعت میں ہے تو اول تو یہ سفید جھوٹ ہے اس لئے کہ بحث دیوبندی فتوے سے شروع ہوئی ہے جس میں مفتی نے حضور کی اس صفت عطائی کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ ہر جگہ موجود خدائے تعالیٰ ہے۔ اللہ سبحانہٗ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی واللہ اعلم عبدالجبار عمر پوری براہین قاطعہ ص۳۸۔

صاحب انوار ساطعہ نے اسی صفت کے عطائیہ ہونے کا رد کیا ہے اور کہا ہے ہر جگہ موجود ہونے کی صفت اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حتی کہ شیطان لعین کو آفتاب و ماہتاب کو بھی عنایت فرمائی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی جلوہ گری شرح مواہب لدینہ و میزان شریعۃ الکبریٰ کے حوالہ سے بیان فرمائی کتنی تصریح و تنصیص ہے کہ دیوبندی مفتی عطائی کا انکار کرتا ہے۔

صاحب انوار ساطعہ اسی کا رد کر کے حضور کے لئے عطائی کا اثبات کرتے ہیں مولوی خلیل احمد صاحب انوار ساطعہ کا رد کرتے ہوئے اسی دیوبندی مفتی کی بات کو بتاتے ہیں: "صاحب انوار ساطعہ نے حضور کے لیئے جو وسعت علم ثابت کی ہے اسی کو مولوی خلیل احمد صاحب نے شیطان کے لیئے تو نص سے ثابت مانا اسی کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے شرک خالص بتایا اور کہا فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے لہٰذا اس بحث کو علم ذاتی یعنی بغیر عطائے الٰہی پر ڈھالنا سفید جھوٹ نمبر۶ ہوا۔ اور اگر بالفرض غلط تسلیم کیا جائے تو بحث علم ذاتی یعنی بغیر عطائے الٰہی میں ہوئی۔ لہٰذا مولوی خلیل احمد صاحب و مولوی رشید احمد صاحب نے شیطان و ملک الموت کے لیئے بھی علم ذاتی بغیر عطائے الٰہی مانا اور نص سے ثابت مانا یہ شرک خالص ہے نیز اس تقدیر پر رہبر صاحب کی یہ توجیہ کہ مولوی خلیل احمد صاحب نے آنحضرت کے لیئے ساری زمین کا علم ذاتی ثابت کرنے کو شرک کہا ہے۔ اس کا مطلب بطور مفہوم مخالف جس پر خود رہبر صاحب ص۲۹ میں ایمان لا چکے ہیں یہ ہوا کہ آدھی یا

چوتھائی زمین کا ذاتی علم یعنی بغیر عطائے الٰہی حضور کے لئے ثابت کرنا شرک نہیں کیوں رہبر صاحب کہاں ہو اور پھر اعلیٰ حضرت کے ارشاد پر بھی ایمان کہ ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر بھی غیر خدا کے لیئے شرک ہے اس آدھی چوتھائی زمین کے ذروں کو شمار کر کے تو بتاؤ کتنے شرک ہوتے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد آپ پر صادق آیا اور آپ کا جھوٹ نمبر۷ ہوا۔ اور اس تقدیر پر گنگوہی و انبیٹھی مشرک ہوئے۔ یہی وہ قاہر عذاب شدید ہے جس سے پناہ نہ ملی اور بہانہ بنانا پڑا کہ یہ چیز مبحث تکفیر سے الگ ہے۔ معترض صاحب اور ان کے برادری کے ذمہ دار ارکان پہلے اپنی خیانت اور اس کی بنیاد پر جو تکفیر فتوے دیا گیا ہے اس کی غلطی تسلیم کر لیں اس کے بعد جواب دیں گے۔ مقامع الحدید ص۵۔

کیا خوب باوجود چوری ثابت ہونے کے پہلے چور کو چھوڑ دو اس کے بعد صفائی پیش کریں گے۔ کیا جواب دے سکتے ہو۔ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی اور دوسرے دیوبندیوں کی اس توجیہ نے تمہارے گنگوہی و انبیٹھی دونوں کو مشرک کر دیا لہٰذا اس کو مبحث تکفیر سے الگ بتانا رہبر صاحب کا جھوٹ نمبر۸ ہوا۔

جس علم کی حضور سے نفی کی ہے اسی علم کو شیطان کے لیئے ثابت مانا ہے۔ لہٰذا اس قول کو حماقت بتانا کھلی حماقت اور رہبر صاحب کا جھوٹ نمبر۹ ہوا۔

جب دیوبندی فتوے اور اس کے رد انوار ساطعہ اور خود اس کفری عبارت کے ہر ہر فقرے نے حتیٰ کہ تائیدی عبارت نے بھی ثابت کر دیا کہ حضور سے محیط زمین کے علم عطائی کی ہی نفی کی ہے اسی کو حضور کے لیئے ثابت ماننا شرک بتایا ہے اور اسی کو شیطان کے لیئے نص سے ثابت مانا ہے تو پھر اس شیطان والی عبارت کا یہ مطلب بتانا کہ شیطان و ملک الموت کے علم کی اس وسعت کو دیکھ کر جو مولوی عبدالسمیع صاحب نے دلائل سے ثابت کی ہے (اور جو یقیناً عطائی ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر قیاس کرنا اور یہ سمجھنا کہ حضور چونکہ افضل

المخلوقات ہیں اس لیئے تمام روئے زمین کا علم محیط بطور خود بغیر عطائے خداوندی حاصل کر سکتے ہیں شرک اور خلاف نصوص قطعیہ ہے. مقامع الحدید ص۵. یہ رہبر صاحب کا جھوٹ نمبر ۱۰ ہوا. کیا حضور کے لیئے کوئی وصف ثابت کیا جائے وہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ وصف دوسروں میں ہے اور چونکہ حضور افضل المخلوقات ہیں اس لیئے یہ وصف بطور خود بغیر عطائے خداوندی حاصل کر سکتے ہیں یہ ہے دیوبندی برادری کی جہالت وحماقت اور اس پر دعوے علم. اہل ایمان تو یہ کہیں گے کہ چونکہ حضور افضل المخلوقات ہیں، لہٰذا حضور میں یہ وصف بدرجہ اولیٰ متحقق ہوگا اس مقام پر یہ بات قابل لحاظ ہے کہ حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب نے شیطان کے ہر جگہ موجود ہونے کے لیئے علامہ شامی کا قول پیش کیا تھا. گنگوہی انبیٹھی اور تمام دیوبندی برادری نے اس قول کو شیطان کی وسعت علمی کے دلائل بنا لیا نص گردان لیا اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم پر اسی انوار ساطعہ میں انہی مولانا عبدالسمیع صاحب نے شرح مواہب لدنیہ کی عبارت پیش کی. میزان شریعۃ الکبریٰ کی عبارت پیش کی اس کو ماننا تو بڑی چیز خلاف نصوص قطعیہ کہہ کر شرک خالص بتا دیا اور وہ نصوص قطعیہ کون سے جن کے خلاف ہونے کی بنا پر شرک بتا دیا یہ کہ مولوی عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ آپ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں. براہین قاطعہ ص۵۱.

اف رے عداوت یہ وہ بے اصل قول ہے جس کو حضرت شیخ نے خود اپنی کتاب مدارج النبوت شریف میں رد کیا اور فرمایا این سخن اصلے ندارد. اس مردود قول کو روایت بنا کر حدیث بنایا اور نصوص قطعیہ میں شمار کیا. مسلمانو انصاف سے کہنا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کا نشہ نہیں تو اور کیا ہے اور شیطان علیہ اللعن سے عقیدت نہیں تو اور کیا ہے باوجود اس کے یہ کہنا کہ اگر شیطان کے ساتھ خوش عقیدگی ہو سکتی ہے تو آپ کے بزرگوار مولوی عبدالسمیع صاحب کی ہو سکتی ہے

کہ انہوں نے ہی دلائل سے اس ملعون کے علم کی وسعت ثابت کی ہے. مقامع الحدید ص۴۲. یہ رہبر صاحب کا جھوٹ نمبر ۱۱ ہوا.

ان فریبوں اور بہتانوں کے بعد رہبر صاحب نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے علم زمین کی نفی کر کے شیطان کے واسطے ثابت کرنے کے لیئے یہ چال چلی اور پہلے ذرا ہلکے ہلکے کہا کہ یہاں صرف علم زمین میں بحث ہو رہی ہے جس کو نبوت اور رسالت سے کوئی خاص تعلق نہیں نہ اس پر کمال انسانی کا مدار ہے اور ایسے علوم غیر کمالیہ اگر انبیا علیہم السلام کو عطا نہ ہوں اور دوسرے بے کمال لوگوں کو دے دیئے جائیں تو اس پر کوئی مضائقہ نہیں حضور خود فرماتے ہیں انتم اعلم بامور دنیاکم. اپنی دنیا کی باتیں تم ہی زیادہ جانو اور امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں. یجوز ان یکون غیر النبی فوق النبی فی علوم لا تتوقف نبوتہ علیہا. ترجمہ ہو سکتا ہے کہ غیر نبی کا علم نبی علیہ السلام سے بڑھ جائے ان چیزوں میں جس پر نبوت کا مدار نہ ہو خلاصہ کلام یہ کہ انبیا علیہم السلام کی علمی فضیلت ان کے علوم نبوت کی وجہ سے ہے جن میں کوئی ان کا ہمسر نہیں ہو سکتا لیکن دوسرے ناقص علوم جن کو کمال انسانی میں کوئی دخل نہیں بالخصوص شیطانی علوم سے ان کا قلب منور پاک ہوتا ہے اور یہ سمجھنا کہ پیغمبروں کا علم شیطانی باتوں کو بھی محیط ہونا چاہیئے اور معاذ اللہ علوم شیطنت میں بھی ان کا دائرہ سب سے وسیع ہونا چاہیئے محض شیطانی وسوسہ ہے جو محض انہیں کو رہ ماتوں کو ہو سکتا ہے جو علوم شیطنت اور علوم نبوت میں فرق نہ سمجھتے ہوں اور ان کے نزدیک مٹی اور گوبر موتی اور پتھر کی ایک قیمت ہو. مقامع الحدید ص۴۶.

ناظرین غور فرمائیں رہبر صاحب نے پہلے تو یہ کہا کہ علم زمین شان نبوت سے کوئی خاص تعلق نہیں رکھتا نہ اس پر کمال انسانی کا مدار ہے لہٰذا یہ علم زمین اگر انبیا علیہم السلام کو نہ ملے اور دوسرے بے کمال لوگوں کو (شیطان وتھانوی گنگوہی)

دیا جاتے تو کوئی مضائقہ نہیں پھر خلاصہ میں صاف کر دیا کہ علم زمین علم شیطانی اور ناقص علوم میں سے ہے جن سے انبیا کا قلب منزہ پاک ہوتا ہے کیونکہ رہبر صاحب پہلے اپنی بحث کی تخصیص کر چکے ہیں کہ بحث صرف علم زمین میں ہے لہٰذا خلاصہ میں علم زمین ہی کو علم شیطانی کہا دیوبندی کی اس جرأت پر حیرت ہے کہ اس ناپاک خلاصہ کی نسبت حدیث و تفسیر کی طرف کر دی یہ دیوبندی رہبر کا بہتان عظیم ۱۲ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی حدیث و قرآن صرف حضور کے علم و کمالات گھٹانے ہی کے لیے پڑھتے ہیں جبھی تو حضور کا یہ فرمان نہ سوجھا۔ حدیث فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت ما فی السموٰت والارض مشکوٰۃ شریف منہ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اپنا دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا۔ پس میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی۔ پس میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز جان لی پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموٰت والارض۔ ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم دکھاتے ہیں ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت۔ نہ حضور کا یہ ارشاد نظر آیا۔ حدیث ان اللہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ (مواہب لدنیہ وطبرانی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے دنیا میرے پیش نظر کر دی۔ پس میں دنیا کی طرف دیکھ رہا ہوں اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے۔ سب کی طرف ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کی طرف اس مضمون کی سینکڑوں حدیثیں کتب حدیث میں مذکور ہیں مگر دیوبندی نے چھانٹی تو حدیث انتم اعلم بامور دنیاکم اور لطف یہ کہ تھانوی صاحب کی حمایت کے لیے تو اپنے حاشیوں کے ایڈیشن تک دکھائیں اور حدیث شریف کی شرح سے بھی جو اکابر امت و معتمدین ملت نے بیان فرمائیں آنکھیں بند کر جائیں یہ تھانوی حمایت اور محمدی عداوت نہیں تو اور کیا ہے دیوبندیو اس حدیث پر اپنے شیطانی

شبہ کا جواب سنو جو شفا شریف کی شرح میں موجود ہے۔ قال الشیخ سیدی محمد السنوسی اراد انہ یحملھم علی خرق العوائد فی ذالک الی باب التوکل و اما ھناک فلم یمتثلوا فقال انتم اعرف بدنیاکم ولو امتثلوا وتحملوا فی سنۃ وسنین لکفوا امر ھذہ المحنۃ۔ شرح شفا قاضی عیاض لملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شیخ سنوسی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ حضور نے ان کو خلاف عوائد برانگیختہ کرنے اور باب توکل کی طرف پہنچانے کا ارادہ فرمایا تھا انہوں نے اطاعت نہ کی اور جلدی کی تو حضور نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے اور تلقیح (نر کھجور کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھنا) نہ کرتے تو انہیں تلقیح کی محنت نہ اٹھانی پڑتی۔ دیکھا یہ ہے حدیث کا مطلب تو حضور نے توکل کی تعلیم فرمائی تھی مگر جب وہ صبر نہ کر سکے تو ان کے دنیا کے کام ان کے سپرد کر دیئے دیوبندی نے نیش زنی کر کے حضور سے امور دنیا کے علم کی نفی کی اور پھر اس سے علم زمین کی نفی کرتے ہیں۔ حضرت شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کے معنی بیان فرماتے ہیں۔ انیست معنے آنچہ در بعضے روایات دریں قضیہ آمدہ کہ فرمود انتم اعلم بامور دنیاکم شما دانا ترید بکارہائے خود یعنی مرا کارے والتفاتے بداں نیست والا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم دانا ترست از ہمہ درہمہ کارہائے دنیا و آخرت اشعۃ اللمعات منہ۔

یعنی حضور کے فرمان انتم اعلم بامور دنیاکم کا مطلب یہ ہے کہ مجھے دنیا کی طرف التفات و توجہ نہیں ہے ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت کے تمام کاموں میں سب سے زیادہ عالم ہیں۔

مسلمانو! سنا تم نے حضور نے خود فرمایا کہ میں نے زمین و آسمان کی تمام اشیاء جان لیں، ساری زمین کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی ہتھیلی کو۔ آیت کریمہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساری سلطنت کا مشاہدہ ثابت

اور اسی آیت کے لفظ کذالک سے خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے ثابت محدثین کرام نے حدیث پر شیطانی شبہہ کا جواب دیتے ہوئے حضور کو دنیا و آخرت کے تمام علوم میں ساری مخلوق سے زیادہ علم ہونے کی تصریح فرمادی. مگر دیوبندی پر نہ آیت کو. مانیں نہ حدیث سنیں نہ محدثین کے فرمان پر کان دھریں بلکہ حضور کا علم گھٹانے اور شیطان کا علم بڑھانے کے لیئے یہ چال چلی کہ علم زمین کو علم شیطانی قرار دیا علوم شیطنت و علوم نبوت میں یہ فرق دکھایا کہ پہلے کو گوبر اور دوسرے کو گھی بتایا.

لہٰذا رہبر صاحب کے مربی مولوی شکر اللہ صاحب اور سارے دیوبندی بتائیں کہ وہ شیطانی علوم کون کون سے ہیں جو گوبر کی طرح نجس ہیں جن میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے تمہارے نزدیک شیطان بڑھا ہوا ہے. اور وہ علوم شانِ رسالت کے لائق نہیں. مگر ساتھ ہی اس آیت کے معنی بھی بیان کر دیں ان اللہ بکل شی علیم اللہ تعالےٰ ہر شے کا عالم ہے. یہ بتائیں کہ اس کلیہ میں وہ شیطانی علوم جو تم نے اپنے شیطان کے لیئے مخصوص کر رکھے ہیں. داخل ہیں یا نہیں. اللہ تعالیٰ بھی ان کو جانتا ہے یا نہیں. اگر نہیں تو ان علوم میں تمہارا شیطان معاذ اللہ. اللہ تعالےٰ سے بھی بڑھا ہوا ہے اور بغیر خدا کے دیئے! سینئے وہ علوم خود حاصل کر لیئے ہیں دیوبندیو کیا اس کے لیئے تم علوم ذاتی مانتے ہو. شیطان کے لیئے علم ذاتی ماننا تمہارے نزدیک شرک نہیں خالص توحید ہے اور اگر اللہ تعالےٰ ان علوم کا عالم ہے تو وہ علوم شیطانی اتنے گندے جن کو تم گوبر بتائے ہو اور نبی کی شان کے لائق نہیں مانتے تو وہ گندے علوم خدا کی شان کے لائق کیسے ہوئے کیا تمہارے نزدیک خدا کی شان نبی کی شان سے اتنی گھٹی ہوئی ہے کہ گوبر سب نجاستوں کے ساتھ متصف ہوتا ہے تمہارے ایمان میں تو لکھا ہے. ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے. تقویۃ الایمان صـ۱۶ بولو کچھ تو بولو کیا بولو گے. یہ سب نبی کی عداوت کا عذاب ہے. کذلک العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبرلو

کانوا یعملون. عقل کے دشمنو علم کسی چیز کا گندا نہیں ہوتا حتیٰ کہ گندی سے گندی بری سے بری چیز کا علم بھی اس کے جہل سے ہزاروں درجہ افضل ہے علم شے بہ از جہل شے مسلم ہے. البتہ اس گندی چیز کو عمل میں لانا اور کرنا برا ہوتا ہے جیسے ایک تو کوے کا علم یہ جاننا کہ کوا ایک سیاہ پرندہ ہے. جس کی گردن کا رنگ سفیدی مائل ہوتا ہے نجاست کھاتا ہے خبیث جانور ہے. قرآن مجید و حدیث شریف و فقہ سے اس کی حرمت ثابت ہے اس کا کھانا حرام ہے اور ایک اس خبیث ناپاک حرام جانور کا کھانا کوے کا یہ علم یقیناً فضیلت رکھتا ہے. برا اور گندا اور ناپاک و حرام جو کچھ بھی ہے وہ اس کا کھانا ہے جو مسلمان کی شان کے لائق نہیں نہ کہ اس کے علم ہی کو برا بتایا جائے اسی طرح تمام گندی چیزوں کو قیاس کرو. انوار ساطعہ کا یہ فرمان کہ اہلسنت ناپاک جگہوں میں حضور کے تشریف لانے کا دعوےٰ نہیں کرتے حق و بجا ہے اس سے یہ سمجھنا کہ حضور کو ان مقامات کا علم بھی نہیں مانتے یہ نری کور دماغی کوڑ مغزی ہے کسی جگہ کے علم کے لیئے اسی جگہ کے علم کے لیئے اسی جگہ جانا کیا ضروری ہے دور سے بھی علم ہو جاتا ہے حتیٰ کہ دور سے دیکھ بھی سکتے ہیں. اس پر انوار ساطعہ کو اپنے نظریں شامل کرنے سے باز نہ آؤ تو تھانوی صاحب سے پوچھو کہ آپ کو دوزخ کا علم ہے یا نہیں اگر نہیں تو ایمان کا دعوےٰ کیوں. اگر ہے تو کیا دوزخ میں تشریف لے جا چکے ہیں. ہم کہتے ہیں کہ گئے تو نہیں ہیں مگر اپنے کفر سے بغیر توبہ کیئے مر گئے تو جائیں گے ضرور. ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ حرام چیزیں. بری ہیں یا نہیں اگر کہتے نہیں تو وہی گوبر اور گھی والی مثال آپ پر صادق مگر جس نے قرآن پڑھا ہے اسے معلوم ہے کہ بے شک بری ہیں وہ بحر الخبائث پھر اگر دیوبندیوں کے طور پر بری چیز کا علم بھی برا ہوتا ہے اور بری چیزوں کا جاننا شانِ رسالت کے منافی ہے تو انبیا علیہم السلام کو کیا محرمات کا بھی علم نہ تھا. حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے واقعہ سے بعض لوگوں نے حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت پر استدلال کیا ہے اس پر امام

رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ منع وارد کی یجوزان یکون غیر النبی فوق النبی فی علوم لاتتوقف نبوتہ علیہا۔ ممکن ہے کہ غیر نبی نبی پر فوقیت لے جائے۔ علوم نبوت کے سوا دیگر علوم میں تفسیر کبیر کا یہ قول مانع کے لئے مفید ہو سکتا ہے مگر استدلال کیلئے صرف ممکن ہونا ہرگز کافی نہیں اور دیوبندی تو اس جگہ مستدل ہیں کیونکہ مولوی عبدالجبار عمر پوری دیوبندی نے میلاد شریف کی مجلسوں میں حضور کا تشریف لانا شرک بتایا مولوی عبدالسمیع صاحب نے اس کا رد کیا۔ مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنے دیوبندی مولوی کی بات بنانے کے لئے وہ شیطان والی عبارت بولی۔ جس کی حمایت میں رہبر صاحب بھی اچھلے تو ایسے کہ نہایت زور کے ساتھ مگر ذرا ترکیب سے ثابت کیا کہ علم زمین کی وسعت میں علم شیطان کا دائرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا ہوا ہے۔ ان کی ص۴۷ کی پوری عبارت اس پر دلیل ہے۔

لہٰذا دیوبندی اس جگہ مستدل ہیں اور تفسیر کبیر کے لفظ یجوز سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا علم اپنے شیطان کے علم سے گھٹانے پر استدلال کر رہے ہیں لہٰذا اگر یجوز اور ہو سکتا ہے سے دیوبندیوں کے نزدیک استدلال صحیح ہے اور نتیجہ کی قطعیت لازم ہے تو سنو۔

۱۔ یجوز ان یکون التھانوی مرتدا وکل مرتد فی النار فیکون التھانوی فی النار۔

۲۔ ویجوز ان یکون التھانوی مرتدا وکل مرتد واجب القتل فیکون التھانوی واجب القتل۔

۳۔ ویجوز ان یکون التھانوی مرتدا وکل مرتد جاز ان یکون قردا وخنزیرا فیکون التھانوی قردا وخنزیرا۔

لہٰذا دیوبندی پہلے یجوز سے یہ تمام نتیجے نکال کر تھانوی صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اس کے بعد تفسیر کبیر کی مذکورہ بالا عبارت سے استدلال کا نام لیں۔ کذالک العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ٥

پھر اس عبارت تفسیر کبیر سے آپ کا منشا یہ ہے کہ غیر انبیاء حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے علم نبوت کے غیر میں بڑھ سکتے ہیں اور وہ علم انسانی کمالات نہیں جسکو آپ نے خود بیان کیا تو بتایئے کہ خضر علیہ السلام کا وہ علم کمال انسانی میں ہے یا نہیں۔ دیوبندی برادری ذرا قرآن مجید پیش نظر رکھ کر جواب دے۔ کیا وہ علم جو انسان کے کمالات سے نہیں اسی کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا وعلمنٰہ من لدنا علما اور اسی کو موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں۔ ھل تعلمن مما علمت رشدا اور یہ بتایئے کہ یجوز میں دونوں جانب کا احتمال ہوتا ہے۔ یعنی پایا جائے یا نہ پایا جائے تو اب دیوبندی برادری بولے کہ خلاصہ کلام میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کیا مطلب ہوا یہی نہ کہ گوبر بھی بتاتا جاتا ہے پھر حضور کا اس کے ساتھ متصف ہونا جائز بھی کہتا ہے یہ ہے دیوبندی خباثت جن کے دماغوں میں گوبر بھرا ہوتا ہے وہی ایسا سمجھتے ہیں۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

المصباح الجدید دیوبندیوں کے رد میں وہ بے مثل کتاب ہے۔ جو اپنی آپ ہی نظیر ہے باوجودیکہ نہایت مختصر ہے مگر دیوبندی مذہب کی وہ عریاں تصویر ہے جس میں ذریت دجالیہ دیوبندیہ کے تیس[۳۰] گندے عقیدے معزز دار دیوبندیوں کی معتبر کتابوں کے حوالے سے بیان کئے ہیں اور ہر حوالہ کے غلط ثابت کر دینے پر پانچ سو روپیہ انعام مقرر کیا ہے۔ مگر چار پانچ برس سے آج تک کسی دیوبندی میں یہ ہمت نہ ہوئی۔ کہ ایک بھی حوالہ غلط ثابت کر کے انعامی رقم وصول کرتا اور انشاء اللہ نہ قیامت تک ہمت ہو سکے۔

الحمد للہ کہ المصباح الجدید نے دیوبندیوں کو دم بخود کر دیا۔ گورستان دیوبندیت میں سناٹا کر دیا۔ دیوبندیوں نے جب دیکھا کہ پھنسے پھنسائے ہاتھ سے نکل رہے ہیں تو اس کے جواب میں مقامع الحدید لکھی جس میں دیوبندی سنت کے مطابق بڑی بڑی مکاری، فریب کاری، چالبازی، افتراپردازی، بہتان طرازی

ص۱۔ المصباح الجدید مکتبہ فریدیہ سے طلب کریں۔

سے دیوبندی مذہب کی عریاں تصویر کو چھپانے اور اپنے کفریات پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی اس کے دو باب مقرر کیے۔ پہلے باب میں اپنے تمیش دجالی عقیدوں پر خوب ملمع سازی لیپا اور بڑی تقیہ بازی کی دجل و مکر کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور باب دوم میں دیوبندی تہذیب کا آئینہ دکھایا ہے بفضلہ تعالےٰ العذاب الشدید نے جب مقامع الحدید کے باب اول کے دھوئیں اڑا دیئے پرزے پرزے کر دیئے تو دیوبندی آئینہ کی کیا حقیقت ہے۔ اس کے لیئے تو عذاب الٰہی کا ایک پتھر ہی کافی ووافی ہے۔ ایک اشارہ ہی میں چکنا چور کر دے گا۔ لہٰذا اب وہ باب دوم کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ وبااللہ التوفیق۔

باب دوم

دیوبندی مذہب کا آئینہ

دیوبندی مذہب میں اللہ صاحب کی شان

۱۔ دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تبارک و تعالےٰ کا علم لازم و ضروری نہیں بلکہ تمام ممکنات کی طرح ممکن اور حادث اور اختیاری ہے۔ جب چاہتا ہے اپنے اختیار سے غیب دریافت کرلیتا ہے جب تک نہیں چاہتا جاہل رہتا ہے۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید مولوی اسمٰعیل دہلوی فرماتے ہیں غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ تعالےٰ کی ہی شان ہے۔ تقویۃ الایمان ص۱ مطبع مجتبائی دہلی۔

جب چاہے دریافت کرنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ ابھی تک دریافت نہیں ہوا لہٰذا جب تک دریافت نہیں ہوا خدا جاہل رہا اور علم الٰہی اختیاری ہوا لہٰذا ممکن اور حادث ہوا۔ دیوبندی مذہب میں اللہ صاحب کی یہی شان ہے کہ علم الٰہی ممکن بھی ہے۔ حادث بھی ہے اختیاری بھی ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک خدا کی شان

۲۔ دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تعالےٰ زمان و مکان میں گھرا ہوا ہے اس کو زمان و مکان و جہت سے پاک ماننا اس کے دیدار کو بلاجہت و بغیر مقابلہ کے جاننا بدعت حقیقیہ ہے۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ تنزیہ او تعالے از زمان و مکان وجہتہ واثبات رویت بلاجہت ومحاذات (الی قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ میشمار د انتہی ملخصاً ایضاح الحق ص۳۶،۳۵۔ یعنی اللہ تعالے کا زمان ومکان سے پاک ہونا اور اس کا دیدار بغیر جہت اور مقابلہ کے ماننا بدعت حقیقیہ ہے۔ اگر اس کا معتقدان باتوں کو دینی عقیدہ شمار کرے جب خداوند قدوس کو زمان ومکان سے پاک ماننا بدعت حقیقیہ ہوا تو ضرور خدائے تعالے کسی مکان اور زمانہ میں محدود ہوا جب زمانہ میں محدود ہوا تو ضرور اس کی کچھ عمر ہوگی۔ لہٰذا دیوبندیو ذرا بتاؤ تو تمہارے خدا کی عمر کتنی ہوئی اور کتنی باقی ہے خوب حساب کر کے ٹھیک بتانا

دیوبندیوں کے نزدیک رسول کی شان

نمبر۳۔ دیوبندیوں کے نزدیک خدائے تعالے واقع میں جھوٹا ہوجائے تو کوئی حرج نہیں مگر بندے اس کے جھوٹ پر مطلع نہ ہوں کیونکہ خدا جھوٹ بولنے میں صرف بندوں سے ڈرتا ہے اگر بندوں کو پتہ نہ چلے تو پھر خدا کو جھوٹ بولنے میں کوئی پرواہ نہیں۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ بعد اخبار ممکن ہست کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلا منجر بتکذیب نصے از نصوص نگردد وسلب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست رسالہ یکروزی ص۱۴۴۔

علمائے اہل سنت نے فرمایا تھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام صفات کمالیہ میں آپ کا شریک وہمسر ہونا محال ہے کیونکہ حضور خاتم النبیین ہیں لہٰذا اگر حضور کا مثل ممکن ہو تو آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی تکذیب ہو اور کذب الٰہی لازم آئے اس کے جواب میں مولوی اسماعیل صاحب نے یہ کفری بول بولا کہ قرآن مجید دلوں سے بھلا کر ایسا کرے تو کس نص کی تکذیب ہوگی

لہٰذا صاف اقرار کیا کہ اللہ تعالے کی بات واقع میں تو جھوٹی ہوجانے میں کوئی حرج نہیں۔ حرج اس میں ہے کہ بندے اس کے جھوٹ پر مطلع ہوں اگر نہیں بھلا کر اپنی بات جھوٹی کر دے تو تکذیب کہاں سے آئے گی کہ اب کسی کو وہ نص یاد ہی نہیں کہ جھوٹ ہونا بتایئے غرض سارا ڈر بندوں کا ہے۔ جب ان کی مت ماردی پھر کیا پرواہ ہے۔

دیوبندیو: تمہارا خدا ایسا عیب دار ہے کہ واقع میں جھوٹ بولے اور کوئی حرج بھی نہ ہو اور اتنا بزدل کہ بندوں سے ڈرتا بھی ہے معاذ اللہ۔ اسی وجہ سے تم جھوٹ بولنے کے عادی ہو اور بزدل اتنے کہ ڈر کے مارے مسلمانوں سے اپنے یہ کفری عقائد چھپاتے ہو۔

نمبر۴۔ دیوبندیوں کے نزدیک خدا کا جھوٹ بولنا کہ جس پر بندے مطلع نہ ہوں کسی طرح محال نہیں۔ کیونکہ اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو لازم آئے کہ انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابق للواقع والقائے آں بر ملائکہ وانبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد یکروزی ص۱۴۵۔

یعنی خدا جھوٹی جھوٹی باتیں گڑھ کر فرشتوں اور نبیوں کو خبر دینے پر قادر ہے کیونکہ اگر اس جھوٹ پر قادر نہ ہو تو لازم آئے کہ انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔

یہ دلیل صراحۃً ثابت کر رہی ہے کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کر سکتا ہے وہ سب خدائے تعالے کی ذات پر روا ہے۔ خدا بھی اپنے لئے وہ سب کچھ کر سکتا ہے کیونکہ اگر کوئی ایک کام بھی ایسا ہو جو بندہ کر سکے اور خدا نہ کر

تو بندہ کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی لہٰذا اب دیوبندی دھرم میں خدا کی شان سنو اور دیوبندی دلیل سے ہر شان کو ثابت کیے جاؤ۔

خدا کھانا کھا سکتا ہے، سو سکتا ہے، جاگ سکتا ہے، پاخانہ پیشاب پھر سکتا ہے چل پھر سکتا ہے، راستہ بھول سکتا ہے، غافل ہو سکتا ہے، خدا ظالم ہو سکتا ہے، اپنی ناک کان کاٹ سکتا ہے۔ اپنی آنکھیں پھوڑ کر اندھا ہو سکتا ہے۔ خدا گلا گھونٹ کر، زہر کھا کر، تلوار، بندوق مار کر، برچھی بھالے سے پیٹ چھید کر، خودکشی کر سکتا ہے، خدا پانی میں ڈوب کر، درخت سے گر کر، دیوار میں دب کر مر سکتا ہے دیوبندیوں کے مدرسہ کا طالب علم ہو سکتا ہے۔ خدا بھیک مانگ سکتا ہے، دوسروں کو اپنے کام میں شریک کر سکتا ہے، عبادت کر سکتا ہے، بتوں کو سجدہ کر سکتا ہے، خدا چوری کر سکتا ہے، گرہ کاٹ سکتا ہے۔ ڈاکہ مار سکتا ہے خدا دیوبندیوں کی طرح گاندھی کی جے پکار سکتا ہے۔ کھدر پہن کر گاندھی کیپ اوڑھ کر بندے ماترم کا گیت گا سکتا ہے، مولوی حسین احمد، مولوی کفایت اللہ، مولوی عبدالشکور، وغیرہ کی طرح جیل جا سکتا ہے، مولوی احمد سعید کی طرح جیل کے خوف سے حاکم پرگنہ کے اجلاس میں جھوٹ بول سکتا ہے۔ جھوٹ بولنے پر بھی رہائی نہ ہو تو جیل جا سکتا ہے۔ ان سب باتوں میں سے دیوبندی جس کا بھی انکار کریں فوراً ان کے شہید کی دلیل سے ثابت کر دو۔ مثلاً کوئی دیوبندی کہے کہ خدا گلا گھونٹ کر نہیں مر سکتا ہے تو اس سے کہو کہ انسان اپنا گلا گھونٹ کر مر سکتا ہے خدا اس پر قادر نہ ہو اور اپنا گلا گھونٹ کر نہ مر سکے تو تمہارے شہید کی دلیل سے لازم آئے گا کہ انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے لہٰذا تمہارے نزدیک لازم و ضروری ہے کہ خدا اس پر قادر ہو کہ اپنا گلا گھونٹ کر مر سکے۔ یہ ہے دیوبندی دھرم میں خدا کی شان کہ ان کے خدا کے عیبوں کی گنتی نہ شمار۔

واہ رے بہادر مولوی اسماعیل دہلوی دیوبندیوں کے شہید شاباش کیا دلیل

بیان کی ہے۔ صرف خدا کا جھوٹ ثابت کرنے کے لیئے اس کی ذات مقدس پر غیر متناہی عیب لازم کر دیئے۔

مسلمان غور فرمائیں دیوبندی بھی اپنے شہید کی دلیل کو دیکھیں اور ذرا انصاف سے دیکھیں اور بتائیں کہ وہ کون سا عیب ہے جو تمہارے شہید کی دلیل سے لازم و ضروری نہیں۔ سارے عیبوں تمام بے حیائیوں کو خود تمہارے ہی شہید نے اللہ عزوجل کے لیئے لازم کر دیا ہے۔ باوجود اس کے دیوبندی رہبر کا یہ بہتان عظیم ہے کہ یہ عقیدے رضا خانیوں کے بانی مذہب (یعنی مولانا احمد رضا خاں صاحب) نے ازراہ افترا و بہتان حضرت شہید کی طرف منسوب کر کے لکھے ہیں۔

مقامع الجدید ص۸۱۔

دیوبندیو یاد رکھو ایسے بہتانوں سے تمہارے شہید کے کفریات پر پردہ نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ رسالہ یک روزی کی مذکورہ عبارت نے آفتاب سے زیادہ واضح کر دیا کہ خود مولوی اسماعیل نے تمام عیبوں اور کل بے حیائیوں کو خدا کیلئے لازم و ضروری کر دیا ہے۔ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ان میں سے بعض کو نمونۃً ذکر کر دیا ہے۔ تاکہ دیوبندی اپنے شہید کی شان اور خوش عقیدگی سے واقف ہو جائیں۔ مگر رہبر صاحب نے اس جرم اسماعیلی کے عوض بوکھلا بوکھلا کر اعلیحضرت اور علماً اہل سنت پر تبرا کیا بہت سی گالیاں دیں۔ گالیوں کی کیا شکایت۔ دیوبندی رہبروں کو تو انصاف و دیانت کا دشمن ہونا ہی چاہیئے۔ کیونکہ انہوں نے مولوی اسماعیل کا دامن تھاما ہے۔ جو بظاہر خداوند قدوس کو جھوٹا ہی نہیں بلکہ تمام عیبوں اور کل بے حیائیوں کا ذخیرہ مانتے ہیں اور لطف یہ کہ توحید کے علمبردار بن کر اہل سنت کی سنت پر منہ مارتے ہیں شرم نہیں آتی۔ آوے کہاں سے شرم و حیا تو ایمان والوں کا حصہ ہے الحیاء شعبۃ من الایمان حق ہے۔

دیوبندی دھرم میں رسول کی شان

۱. دیوبندیوں کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرداری، چودھری اور پدھان زیادہ سے زیادہ گاؤں کے زمیندار کے برابر ہے ان کے نزدیک رسول کی بس یہی شان ہے۔

حوالہ. جیسا کہ ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ تقویۃ الایمان ص۸ مطبع صدیقی دہلی۔

اللہ اکبر رسول کے مرتبہ کا کہیں ٹھکانا ہے. کتنا بلند کتنا برتر کتنا اونچا کہ چودھری اور گاؤں کے زمیندار سے جا ملا۔ اسی وجہ سے دیوبندی، مولوی اسمٰعیل صاحب کا دامن نہیں چھوڑتے اور ان کو شہید اور توحید کا علمبردار کہتے ہیں کیونکہ مولوی اسماعیل صاحب کے نزدیک رسول کی سرداری چودھری کی طرح ہے۔

۲. دیوبندی مذہب میں رسول کا مرتبہ اللہ کے نزدیک ذرہ برابر بھی نہیں، ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہے۔

حوالہ. سب انبیا اور اولیا اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں. تقویۃ الایمان ص۲۷ مطبع صدیقی دہلی

یہ قرآن مجید کا رد ہے اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے وَلِلّٰہِ العِزَّۃُ وَلِرَسُولِہٖ وَلِلمُؤمِنِینَ. اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لیئے عزت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کے لیئے فرمایا وکان عند اللہ وجیھا. موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نزدیک باعزت ہیں. عیسیٰ علیہ السلام کے لیئے فرمایا. وجیھا فی الدنیا والاخرۃ. عیسیٰ علیہ السلام دونوں جہان میں عزت والے ہیں. دیوبندیوں کے شہید نے ان سب آیتوں کا انکار کر کے رسول کی شان ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر کر دی. دیوبندی اسی لیئے مولوی اسماعیل کو

اپنا پیشوا مانتے ہیں کہ انہوں نے شانِ رسالت کو گھٹانے کیلئے قرآن مجید کا رد کیا ہے۔

۳. دیوبندی مذہب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے لطف یہ کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے اس خبیث قول کا افترا خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر کر دیا۔

حوالہ. یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تقویۃ الایمان ص۸۲. مطبع صدیقی دہلی۔

ظالم پر اللہ کی لعنت. حضور نے تو فرمایا ہے انّ اللہ حرّم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حیٌّ یرزقُ. یعنی اللہ تعالیٰ نے انبیاءِ علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا. اللہ کے نبی زندہ ہیں اور رزق پاتے ہیں. یہاں شانِ رسالت گھٹانے کے لیئے دیوبندیوں کے شہید نے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی ہے۔

۴. کھانے پینے پہننے میں رسول کے حکم پر چلنا شرک ہے. رسول کے فرمانے سے کوئی کام کرنا، رسول کے منع کرنے سے اس کام سے باز رہنا شرک ہے. دیوبندی دھرم میں رسول کی یہی شان ہے۔

حوالہ. دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں. کھانے پینے پہننے میں اس کے حکم پر چلنا یعنی جس چیز کے برتنے کو فرمایا برتنا جو منع کیا. اس سے دور رہنا اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں پھر جو کسی انبیاء اولیا کی اس قسم کی تعظیم کرے شرک ہے. تقویت الایمان ملخصاً ص۱۲، ۱۳

یہ بھی قرآن مجید کا رد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا ہمارے رسول جو حکم دیں وہ کرو جس چیز سے روکیں باز رہو. مسلمانو! انصاف کرو یہ ارشادِ الٰہی دیوبندی شہید کے نزدیک شرک ہے

ٹ ۔ دیوبندی مذہب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ نماز میں حضور کا تصور کرنا ظلمت بالائے ظلمت ہے۔ آپ کی طرف خیال لے جانا اپنے گدھے اور بیل کے تصور اور خیال میں ڈوب جانے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ گدھے اور بیل کی صورت میں مستغرق ہونے سے نمازی مشرک نہیں ہوتا اور حضور کی طرف توجہ کرنے سے نمازی مشرک ہوجاتا ہے

حوالہ۔ بمقتضائے ظلماتٌ بعضہا فوق بعض زنا کے وسوسے سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب (محمد رسول اللہ) ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کرلے جاتی ہے۔ صراط مستقیم مترجم اردو مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی۔

مسلمانو! للہ انصاف سے کہنا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے تصور کو ظلمت بالائے ظلمت کہنا آپ کے تصور کو گدھے اور بیل کی صورت میں ڈوب جانے سے بھی زیادہ بُرا بتانا کیا اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہیں ہے کیا یہ حضور کی شان رفیع میں سڑی گالی اور کھلی گستاخی نہیں ہے کیا گالی اور گستاخی کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔

مولوی اسماعیل نبی کی سرداری چودھری اور پدھان کی طرح بتائے۔ کہیں وہ بھی اڑائے اور ذرہ ناچیز سے بھی کمتر بتائے۔ نبی کے حکم پر چلنا شرک بتائے۔ حد یہ کہ مار کر مٹی میں ملاتے مگر دیوبندیوں کے نزدیک یہ سب خالص توحید اور درس معرفت ہے۔ ان کے یہاں رسول کی بس

یہی شان ہے۔ ان کا یہی مذہب ہے۔ یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ دیوبندیوں کا یہی مذہب ہے مگر حیرت یہ ہے کہ اس کو مسلمانوں سے اس درجہ چھپاتے ہیں کہ اس کے اظہار پر علماء اہل سنت کو گالیاں دیتے ہیں ان پر تبرا کرتے ہیں۔ گالیاں تو دیوبندی رہبر کو مبارک ہوں مگر ہم مسلمانوں پر دیوبندی مذہب کا اظہار صرف اس لیئے کرتے ہیں کہ مسلمان آگاہ ہوکر باخبر رہیں اور ان کے زہریلے اثرات سے محفوظ رہ سکیں لہٰذا سنو۔

دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید کی شان

ملا۔ قرآن مجید کا فرمان دیوبندیوں کے نزدیک غلط بلکہ بہت غلط ہے۔

حوالہ۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝

ترجمہ۔ ہم یہ کہاوتیں لوگوں کے لیئے بیان کرتے ہیں ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو یہ امثال وکہاوتیں یقیناً قرآن ہیں۔ اور قرآن کا فرمان ہے کہ ان کو عالموں کے سوا دوسرے لوگ نہیں سمجھتے مگر دیوبندیوں کے شہید مولوی اسمٰعیل تقویۃ الایمان میں اس کا رد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ اللہ ورسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہیئے سو یہ بات بہت غلط ہے۔ انتہی ملخصاً تقویۃ الایمان ص۳ مطبع صدیقی دہلی۔

ملا۔ دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید شرک کی تعلیم دیتا ہے۔

حوالہ۔ آیت ملا۔ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔ ترجمہ۔ انہیں دولتمند کردیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔ تنبیہہ۔ خوب یاد رہے اللہ اور اس کے رسول دونوں نے دولت مند کیا ہے۔

آیت ملا۔ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ۔ ترجمہ۔ اے عیسیٰ تو

تندرست کرتا ہے. مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے. تنبیہہ. یاد رکھنا اللہ کے حکم سے عیسیٰ علیہ السلام تندرست کرتے ہیں.

آیت ۳. اُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ ۝

ترجمہ. عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتا ہوں اور مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے. تنبیہہ. یاد رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتے ہیں اور اللہ کے حکم سے مردے جلاتے ہیں.

اب ان آیتوں پر دیوبندیوں کے شہید علمبردار توحید کا فتوےٰ سنو.

روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کر دینا حاجتیں بر لانی بلائیں ٹالنی. مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیا اولیا بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے. اس سے مرادیں مانگے. مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے. خواہ یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے. انتہیٰ ملخصاً تقویۃ الایمان ص۱۱. مطبع صدیقی دہلی

تنبیہہ. یہ اسماعیلی حکم مزید یاد رہے کہ روزی کی کشائش، دولت مند کرنا، تندرست کرنا، خدا کی دی ہوئی قدرت سے ماننا بھی شرک ہے.

اب مسلمان بنظرِ انصاف آیات مذکورہ کو دیکھیں تو آفتاب کی طرح ظاہر ہو جائے گا کہ تقویت الایمانی حکم سے تینوں آیتوں میں شرک کی تعلیم ہے کیونکہ پہلی آیت میں ہے. نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں دولت مند کر دیا دوسری اور تیسری آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کا تصرف مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو تندرست کرنا اور مردے جلانا بیان فرمایا. رہا یہ کہ اللہ کے حکم سے تندرست

کیا. اللہ کے حکم سے مردے جلائے. مگر یہ قید شرک سے نہ بچا سکے گی کیونکہ اسماعیلی حکم سن چکے کہ اللہ کی دی ہوئی قدرت سے بھی یہ تصرف ماننا شرک ہے اسی سے اللہ عزوجل انبیا علیہم السلام. تمام مومنین. ملائکہ مقربین سب کا حکم ثابت ہو گیا. کہ تقویۃ الایمانی حکم سے یہ سب مشرک ہیں. کیونکہ یہ شرک کہانے والا اللہ واحد لاشریک ہے. کرنے والے اس کے انبیا علیہم السلام ہیں. ان آیتوں پر ایمان لانے والے تمام مومنین اور کل فرشتے ہیں لہٰذا دیوبندیوں کے نزدیک سبھی مشرک ہوئے. ان کے نزدیک قرآن مجید اور اس کے ماننے والوں کی بس یہی شان ہے.

دیوبندی رہبر نے جو ص۸۱ تا ۸۳ سرخیاں قائم کی ہیں. رضاخانی مذہب میں رسول کی شان، رضاخانی مذہب اور قرآن کی شان، رضاخانی مذہب میں ملائکۃ الرحمٰن کی شان، رضاخانی مذہب اور ایمانیات. یہ اس عداوت کی سرخی کا اثر ہے جس نے انصاف کی آنکھ کو بند کر کے. بینائی قطعاً سلب کر دی ہے ورنہ ذرا بھی انصاف ہوتا تو اس تکلیف کی ہرگز حاجت نہ تھی. کیونکہ اسماعیلی شرک اور قرآنی آیتوں کے ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ عزوجل، انبیا علیہم السلام، تمام مومنین، کل فرشتے مشرک ہی ہیں.

مسلمان جانتے ہیں کہ جرائم شرعیہ میں سب سے بڑا جرم شرک ہے مسلمان کو مشرک کہنے سے بڑھ کر کوئی گالی نہیں. چہ جائیکہ فرشتوں کو مشرک کہنا. انبیاء علیہم السلام کو مشرک کہنا اللہ عزوجل کو مشرک کہنا، یہ کتنا بڑا شدید جرم اور کیسی آیت سے سخت گالی ہے. اب اگر یہ اسماعیلی حکم دیوبندیوں کے نزدیک بھی جرم ہے تو اس کے مجرم مولوی اسماعیل ہی ہیں. لہٰذا اس کی جو سزا ہو انہیں کو دینا چاہئے. مگر حیرت ہے کہ دیوبندی رہبر مولوی اسماعیل کو تو بایں جرم

شہید پیشوا جانیں. علمبردار توحید مانیں اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو گالیاں دیں ان پر تبرا کریں. انصاف کا دشمن دیانت کا باغی اور کسے کہتے ہیں.

دیوبندی شیطنت

اس خباثت کا کہیں ٹھکانا ہے. کفریات مولوی اسماعیل بکیں، خدا اور رسول کو گالیاں وہ دیں. قرآن مجید سے جنگ وہ کریں. مگر دیوبندی رہبر جرم عائد کریں. اعلیٰحضرت اور علمائے اہل سنت پر رہبر صاحب نے آنچہ الشان میکند بوزینہ نیز کے ماتحت یہ سرخی قائم کی ہے. بانی رضاخانیت اور اس کی امت کا اقراری کفر مقامع الحدید ص. یعنی اعلیٰ حضرت اور علمائے اہل سنت کا اقراری کفر ثابت کرتے ہیں اور ٹمٹک یوں ملاتے ہیں کہ.

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے الکوکبۃ الشہابیہ میں مولوی اسماعیل دہلوی کو اللہ و رسول کی شان میں گستاخی کرنیوالا گالیاں دینے والا وغیرہ لکھا مگر مولوی اسماعیل کے ان کفریات مذکورہ کے باوجود ان کو کافر کہنا خلاف احتیاط کہا، اب خود خاں صاحب کے منہ سے سنئے کہ ایسے شخص کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے. خاں صاحب موصوف تمہید ایمان ص۲۷ پر فرماتے ہیں. شفا شریف و بزازیہ فتاوے خیریہ وغیرہ میں ہے. تمام امت کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے. مقامع الحدید ملخصاً ص۸۳ و ص۸۴ اس ٹمٹک بندی کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ خان صاحب خود اور بقلم خود ڈبل کافر ہیں اور اب جو ان کے کفر میں شک کرے بھی ایسا ہی کافر ہے. انتہی ملخصاً ص۸۴

رہبر صاحب کی اس ساری ٹمٹک بندی کا خلاصہ یہ ہے کہ باوجود ان کفریات کے مولوی اسماعیل کی تکفیر سے اعلیٰ حضرت کا اقراری کفر ہے.

عداوت کا برا ہو جس نے دیوبندی رہبر کو اندھا کر دیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی اس کمال احتیاط کو عیب سمجھا اور جہالت کی خرابی ہو کہ کفر فقہی و کفر کلامی میں فرق نہ سمجھا. فاضل بریلوی نے اسماعیل کے سینکڑوں کفریات فقہی شمار کرائے لیکن مقام تکفیر میں انتہائی احتیاط برتی کہ متکلمین محتاطین کا مسلک اختیار فرمایا. کہ اسماعیل کے اقوال خبیثہ ملعونہ میں خفیف سے خفیف اور ضعیف سے ضعیف احتمال اور بعید سے بعید تر بھی ایمان کا پہلو نکل سکا تو اس کا فائدہ مجرم کو دیا اور اسماعیل جیسے مجرم کی تکفیر سے زبان و قلم کو روکا اس سے دیوبندیوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے تھی اور سمجھ لینا چاہیئے تھا کہ ایسا محتاط مفتی جس کے کفر کا فتوٰے دے گا وہ یقیناً ایسا کافر ہوگا جس کے قول میں کوئی ضعیف و بعید تر بھی ایمانی پہلو نہ نکل سکے گا. لہٰذا تھانوی گنگوہی کے کفر پر دیوبندیوں کو ایمان لانا چاہیئے تھا. یقین کرنا چاہیئے تھا کہ تھانوی گنگوہی وغیرہ کے اقوال کفریہ ملعونہ میں اگر ضعیف تر اور بعید تر بھی احتمال ایسا نکل سکتا جو ان کو کفر سے بچا سکتا تو حاشا وکلا اعلیٰ حضرت جیسی محتاط شخصیت کا مفتی ہرگز ہرگز ان کی تکفیر نہ کرتا.

کُفر کلامی اور کُفر فقہی کا فرق

کسی قول کا اگر ظاہر کفر ہے. اگرچہ تاویل بعید سے صحیح معنی بن سکتے ہوں مگر جمہور فقہا کے نزدیک یہ قول کفر اور اس کا قائل کافر ہے. کیونکہ ان کے نزدیک تاویل بعید معتبر نہیں مگر متکلمین تاوقتیکہ اس قائل کی مراد نہ معلوم؛ حکم کفر نہ کریں گے. البتہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس قائل نے وہی ظاہری کفری معنی مراد لیئے ہیں تو متکلمین بھی اسے کافر کہیں گے. مثلاً ایک شخص نے کہا کہ کافر دوزخ میں نہیں جائے گا. یہ قول بظاہر کفر ہے. قرآن مجید کے خلاف ہے. بہت سی آیتوں سے ثابت ہے کہ کفار دوزخ میں جائیں گے

اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے لہٰذا فقہاء کرام اس قائل پر کفر کا حکم دیں گے اور ایسا شخص جمہور فقہاء کے نزدیک کافر ہوگا۔ مگر اس قول میں ایک بعید پہلو نکلتا ہے اور صحیح معنی بن سکتے ہیں۔ کافر دوزخ میں نہیں جائے گا یعنی جس وقت دوزخ میں جائے گا کافر نہ ہوگا کیونکہ کافر منکر کو کہتے ہیں اور جس وقت دوزخ میں جائے گا منکر نہ ہوگا اس لیئے کہ مرتے وقت جب حجاب اٹھ جاتے ہیں اور غیب شہادت ہو جاتا ہے تو کافر بھی ایمان لاتا ہے اگرچہ وہ ایمان معتبر نہیں لہٰذا قول مذکور کا یہ پہلو قرآن مجید کے خلاف نہیں اس لیئے کفر نہیں لہٰذا متکلمین اس کے قائل پر حکم کفر نہ کریں گے لیکن اس قول کو بُرا ہی کہیں گے۔ اور قائل کو اس سے روکیں گے۔ اور اگر معلوم ہو جائے گا کہ اس قائل نے یہی ظاہری معنی مراد لیئے ہیں جو قرآن مجید کے خلاف ہیں۔ تو متکلمین محتاطین بھی اسے کافر ہی کہیں گے۔ کیونکہ اب یہ کفر التزامی ہے اور اس کے قائل کے کفر میں قطعاً کوئی شبہ نہیں۔

خلاصہ۔ یہ کہ فقہائے کرام ظاہری پہلو کفر پر نظر کر کے حکم کفر دیتے ہیں اور تاویل بعید نہیں سنتے اور متکلمین اس کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے اگر ضعیف سے ضعیف احتمال بھی صحیح نکل سکتا ہے تو کفر کا حکم نہیں کرتے۔ یعنی کفر کلامی وہ ہے جس میں قطعاً کوئی شبہ نہ رہے شبہ خواہ کلام میں ہو یا متکلم میں یا تکلم میں کلام میں شبہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ کلام کفری معنی کے علاوہ بھی دوسرے معنی کا صحیح احتمال رکھتا ہے اگرچہ وہ احتمال بعید ہو

تکلم میں شبہ کے معنی یہ ہیں کہ قول اگرچہ قطعاً کفر ہے مگر اس قول کی نسبت اس متکلم کی طرف قطعی نہیں یعنی یہ شبہ ہے کہ شاید یہ قول اس کا نہ ہو متکلم۔ میں شبہ کے معنی یہ ہیں کہ اگرچہ یہ قول قطعاً کفر ہے اور نسبت بھی صحیح ہے اسی کا قول ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ متکلم نے اس سے توبہ

کرلی ہے مگر توبہ کا ثبوت قطعی نہیں۔

ان تینوں اقسام میں سے ہر شبہ کی بنا پر متکلمین اس قائل کی تکفیر سے احتیاط کرتے ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے سکوت کی وجوہات

یہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کے کفریات خبیثہ ملعونہ کے تکلم اور کلام میں شبہ ہے۔ کلام میں شبہ یوں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے دریائے علم کی وسعت نظر میں کوئی ضعیف تر احتمال اور بعید تر پہلو صحیح نکلا۔ اور یہ معلوم نہیں کہ مولوی اسمٰعیل نے یہی ظاہری کفری پہلو مراد لیا ہے لہٰذا اس شبہ کی بنا پر کہ شاید مولوی اسمٰعیل کی مراد وہی بعید احتمال ہو۔ اعلیٰ حضرت نے احتیاطاً اسمٰعیل کی تکفیر سے سکوت فرمایا۔

فائدہ۔ اس شبہ سے کہ مولوی اسماعیل کے اقوال کفریہ میں کوئی بعید تر پہلو نکل سکتا ہے لہٰذا یہ اقوال کفر کلامی نہیں اس سے دیوبندی تقویۃ الایمان وغیرہ کو عین اسلام ماننے والے خوش نہ ہوں ان کو اس سے کچھ فائدہ نہیں وہ بعید تر احتمال اور ضعیف تر پہلو اعلیٰ حضرت جیسے بحرِ ذخار کی نظر وسیع میں نکل سکے۔ تو تقویۃ الایمان و رسالہ یکروزی وغیرہ کے ماننے والوں کو کیا مفید دیوبندیوں کے بڑوں سے تو اسماعیل کے اقوال کفریہ کی صحیح تاویل ہو ہی نہ سکی بلکہ اسماعیل کے رسالہ یکروزی کی عبارت پر خود دیوبندیوں نے کفر و جہالت کے فتوے دیئے۔ مولوی محمود حسن صاحب سے لے کر مدرسہ دیوبند کے تمام مدرسین نے ملحد و زندیق لکھا یہ فتوے ایک رسالہ میں شائع ہو چکے ہیں جس کا نام (دیوبندی مولویوں کا ایمان ہے) لیکن جب معلوم ہوا کہ یہ قول امام الطائفہ کا ہے تو لرزہ براندام ہوئے اور

کہاکہ ہائے اپنے امام ہی پر ہاتھ صاف کر دیا مگر شخصیت پرستی کا برا ہو کہ بایں کفریات خبیثہ بھی مولوی اسماعیل کا دامن نہ چھوڑا.

جب اکابر دیوبند اسماعیل کے کفری قول میں ایمانی پہلو نہ نکال سکے تو عوام کالانعام جُہال ضُلّال تو کیا جانیں کیا سمجھیں سب ظاہری کفری پہلو ہی سمجھتے ہیں اور اسی کو امام جانتے ہیں لہٰذا اگر کسی وجہ سے مولوی اسماعیل کفر سے بچ بھی جائیں تو تقویۃ الایمان و رسالہ یکروزی و صراطِ مستقیم وغیرہ پر ایمان لانے والے تو کفر کی دلدل میں پھنسے ہی رہیں گے اور دوزخ کے کندے ہی بنیں گے.

پھر مولوی اسماعیل کا بچنا بھی ایک ضعیف شبہ ہی کی بنا پر ہے کہ جمہور فقہا کرام کے نزدیک معتبر نہیں، وہ ایسے قائل کو کافر ہی کہتے ہیں. متکلمین محتاطین تکفیر سے کفِ لسان فرماتے ہیں تاہم اس کے قول کو کفر و ضلال ہی کہتے ہیں قائل ان کے نزدیک بھی ضال و مضل گمراہ بددین اور خلق خدا کی گمراہی کا سبب ہے. نہ کہ شہید، امام، متقی، ولی کامل، ایسا ویسا ڈیل پیسہ.

دیوبندی رہبر کی جہالت

کفر فقہی اور کلامی میں فرق نہ سمجھنا یہ دیوبندیوں کی پرانی جہالت ہے اسی جہالت کا ایک شعبہ یہ ہے کہ الکوکبۃ الشہابیہ اور تمہید الایمان میں فرق نہیں جانتے حالانکہ دونوں کتابوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے.

تمہید الایمان کفر کلامی میں ہے اور الکوکبۃ الشہابیہ کفر فقہی میں ہے اس میں مصنف علام نے مولوی اسماعیل کے فقہی کفریات اور ان پر فقہی احکام بیان فرمائے ہیں.

سوال ہی میں ہے ہمارے فقہائے کرام پیشوایان مذہب کے نزدیک ان پر اور ان کے پیشوا (مولوی اسمٰعیل) پر حکم کفر لازم ہے یا نہیں. بینوا توجروا

الکوکبۃ الشہابیہ ص۲.

جواب کے شروع ہی میں ہے بلاشبہ وہابیہ اور ان کے پیشوا پر بوجوہ کثیرہ قطعاً یقیناً کفر لازم اور حسب تصریحات جماہیر فقہا کرام ان پر حکم کفر ثابت.
الکوکبۃ الشہابیہ ص۱.

اخیر میں ص۶۳ پر ہے فرقہ وہابیہ اور اس کے امام (مولوی اسماعیل) بلاشبہ جماہیر فقہا کی تصریحات پر کافر اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کفِ لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم. غرضیکہ اول سے اخیر تک ساری کتاب کفر فقہی میں ہے. اسماعیل پر فقہی کفریات عائد ہیں. جمہور فقہا کے نزدیک مولوی اسماعیل کافر. اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے متکلمین محتاطین کا مسلک اختیار کیا اور اسماعیل کی تکفیر سے سکوت فرمایا اس میں نہ کوئی تعارض ہے نہ تناقض. سح الروض میں ہے. عدم التکفیر مذهب المتکلمین والتکفیر مذهب الفقهاء فلا یتحد القائل بالنقیضین فلا محذور یعنی کفر فقہی پر تکفیر نہ کرنا متکلمین کا مذہب ہے اور تکفیر کرنا فقہا کا مذہب ہے. پس جو شخص فقہا کے مسلک پر تکفیر بیان کرے اور خود احتیاطاً متکلمین کا مسلک اختیار کرے اور تکفیر نہ کرے. ایس میں کوئی خرابی نہیں.

یہ دیوبندی رہبر کی کوری جہالت کا اندھیر ہے کہ الکوکبۃ الشہابیہ اور تمہید الایمان میں تعارض سمجھ کر اپنی مقامع کے ص۸۵ پر اعتراض کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ الکوکبۃ الشہابیہ میں اعلیٰ حضرت نے مولوی اسماعیل کی عبارتوں کو معانی کفریہ میں صاف و صریح کہا اور تمہید الایمان میں فرمایا کہ لفظ صریح میں تاویل مقبول نہیں. پھر مولوی اسماعیل کے اقوال کفریہ میں تاویل کیسی ہو سکتی ہے. مقامع ملخصاً ص۸۵.

دیوبندی رہبر کا یہ اعتراض اسی جہالت کی تاریکی ہے کہ کفر فقہی اور کلامی میں فرق معلوم نہیں. الکوکبۃ الشہابیہ. جب کہ کفر فقہی میں ہے اور اس میں اصطلاح فقہا پر کلام کیا گیا ہے تو اس میں صاف صریح کے وہی معنی ہوں گے جو فقہا کے نزدیک ہیں. صریح کنایہ کا مقابل ہے اس کو ظہور کافی ہے. احتمال کی نفی ضروری نہیں. ہدایہ میں ہے. انت طالق. لا یفتقرالی النیتہ لانہ صریح فیہ لغلبۃ الاستعمال ولونوی الطلاق عن وثاق لم یدین فی القضاء لانہ خلاف الظاھر ویدین فیما بینہ وبین اللہ تعالٰے لانہ نوی مایحتملہ. یعنی انت طالق و قوع طلاق میں نیت کا محتاج نہیں کیونکہ بوجہ غلبہ استعمال کے صریح ہے اور اگر لفظ طلاق سے بندش کھولنے کی نیت کی تو قضاءً معتبر نہ ہوگی کیونکہ ظاہر کے خلاف ہے اور عنداللہ معتبر ہوگی. اس لیے کہ اس معنی کی نیت کی ہے جس کا لفظ میں احتمال ہے. صاحب ہدایہ کی تصریح سے دو امر ظاہر ہوتے اول یہ کہ صریح وہ لفظ ہے جس کے معنی ظاہر ہوں اگرچہ وہ دوسرے خفی معنی کا احتمال رکھتا ہو. دوسرے یہ کہ فقہاء اسی ظاہری معنی پر حکم کرتے ہیں. احتمال بعید ان کے نزدیک معتبر نہیں لہٰذا الکوکبۃ الشہابیہ میں اسماعیل کے اقوال کفریہ کے متعلق جس قدر لفظ صاف صریح وغیرہ وارد ہوتے ان کا مطلب یہی ہے کہ یہ عبارتیں معانی کفریہ میں صاف ظاہر ہیں اگرچہ دوسرا احتمال بھی بعید اور خلاف ظاہر ہو مگر وہ چونکہ عند الفقہا معتبر نہیں لہٰذا فقہاتے کے نزدیک مولوی اسماعیل کافر ہی ہیں.

تمہید الایمان. چونکہ کفر کلامی میں ہے اس میں کلام متکلمین کی اصطلاح پر ہے لہٰذا اس میں، صریح بمعنی متعین ہے یعنی کفری معنی ایسے متعین ہیں کہ کوئی بعید احتمال بھی صحیح نہیں نکل سکتا. لہٰذا اس میں اگر تاویل کی جائے گی تو غلط اور متعذر ہوگی اور یہ تاویل متکلمین کے نزدیک بھی مردود ہے.

تمہید الایمان میں صریح کے معنی یہ ہوتے کہ وہ کفری معنی میں متعین ہے اور تاویل بعید بلکہ ابعد بھی صحیح نہیں ہو سکتی اور الکوکبۃ الشہابیہ کی یہ عبارت کہ اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں چونکہ مسلک فقہا پر ہے اور فقہا کے نزدیک تاویل بعید معتبر نہیں لہٰذا تاویل قریب نفی ہے اور صاف مطلب یہ ہے کہ اسماعیل کی اس کفری عبارت میں فقہا کے نزدیک کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں لہٰذا اگر متکلمین کے نزدیک کوئی بعید تاویل ہو سکے تو وہ اس کے معارض نہیں تمہید الایمان کے کفر کلامی کی اصطلاح کو الکوکبۃ الشہابیہ کے کفر فقہی سے لڑانا یہ دیوبندی رہبر کی نری عداوت نہیں تو کوری جہالت ضرور ہے. ؎

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی.

اس مختصر گزارش سے بفضلہ تعالےٰ آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ الکوکبۃ الشہابیہ میں مولوی اسماعیل کے اقوال خبیثہ ملعونہ پر فقہی کفریات عائد جمہور فقہا کے نزدیک مولوی اسماعیل کافر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کی وسعت نظر میں کوئی بعید سے بعید پہلو نکل سکا جس کی بنا پر مولوی اسماعیل کی تکفیر سے کف لسان فرمایا اس کو غلط اور جھوٹ کہنا اور اقراری کفر بتانا دیوبندی رہبر کی حیا سوز ایمان داری اور تاریک جہالت کا اندھیرا ہے.

مولوی اسمٰعیل کی تکفیر سے سکوت کی دوسری وجہ

جس طرح کسی کافر کی تکفیر کی چند وجوہات ہو سکتی ہیں. اسی طرح تکفیر سے سکوت کی بھی مختلف وجہ ہو سکتی ہیں. مثلاً تھانوی صاحب نے اپنی حفظ الایمان میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی توہین کی. اس وجہ سے تھانوی صاحب کافر ہوتے یہ ان کے کفر کی ایک وجہ ہے. دوسری وجہ یہ ہے کہ انبیٹھی گنگوہی صاحبان نے اپنی براہین قاطعہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی توہین کی اور تھانوی صاحب نے اس توہین

رسول پر مطلع ہو کر بھی گنگوہی صاحب کو اپنا پیشوا ہی مانا لہٰذا اس وجہ سے بھی تھانوی صاحب کافر ہوئے۔

علیٰ ہذا القیاس تکفیر سے سکوت کی بھی مختلف وجہ ہو سکتی ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے سکوت کی ایک وجہ تو اوپر گذری دوسری وجہ یہ ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کے اقوال کفریہ خبیثہ سے ان کی توبہ مشہور ہے۔ چنانچہ فتاوے رشیدیہ مبوب حصہ اول ص۱۲۱ پر مولوی رشید احمد گنگوہی کا مستفتی لکھتا ہے۔ ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے۔ گنگوہی صاحب نے اس شہرت توبہ کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ شہرت توبہ کو شہرت کاذبہ ٹھہرایا۔ چنانچہ ص۱۲۲ پر لکھتے ہیں توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افترا اہل بدعت کا ہے۔ جب گنگوہی صاحب خود مانتے ہیں کہ بدعتیوں نے مولوی اسماعیل پر افترا کر کے یہ شہرت دے دی ہے کہ انہوں نے اپنے کفریات سے توبہ کر لی تھی تو شہرت حاصل ہو گئی۔ اب اس شہرت توبہ کی موجودگی میں احتیاط یہی ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے احتیاطاً کف لسان کیا جائے مگر ان کے اقوال کفریہ خبیثہ ملعونہ کو کفر و ضلال ہی کہا جائے گا اعلیٰ حضرت و علماً اہل سنت نے یہی کیا کہ ان اقوال کفریہ کو کفر و ضلال کہا اور شہرت توبہ کے شبہ کی بنا پر مولوی اسماعیل کی تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ یہ دوسری وجہ بھی تکفیر سے سکوت کے لیے کافی اور نہایت معقول ہے اس کو جاہلانہ تاویل بتانا دیوبندی رہبر کی سخت جہالت اور نری عداوت ہے۔

کاش، تھانوی صاحب بھی اپنے کفریات سے توبہ کر لیتے یا کم از کم دیوبندی ان کی توبہ مشہور کر دیتے تو اعلیٰ حضرت یا علماء اہل سنت ہرگز ہرگز تھانوی صاحب کی تکفیر نہ کرتے مگر وہ تو اپنے تھان پر ایسے جمے اور اپنے

کفر پر ایسے اڑے کہ از تھان نمی جنبد۔ اور دیوبندی اسی حالت میں ان پر ایسے چڑھے کہ دامن نہیں چھوڑتے۔ حد ہے کہ تھانوی صاحب کا کلمہ پڑھتے ہیں بیداری میں ان پر درود بھیجتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

دیوبندیوں کا ایک دھوکہ

دیوبندی چونکہ خداوند قدوس کو بالامکان جھوٹا مانتے ہیں اس لیے کذب و افترا کو اپنی روحانی غذا جانتے ہیں نیز علماً اہل سنت پر بفضلہ تعالےٰ کسی اعتراض کی گنجائش ہی نہیں اسی لیے دھوکہ بازی افترا پردازی کے سوا چارہ ہی کیا۔ اس لیے دیوبندی رہبر نے یہاں بھی اپنے نامۂ اعمال کی طرح کئی ورق سیاہ کیے ہیں اپنی مقامع کے ص۸۵ پر یہ سرخی قائم کی ہے۔ بانی رضاخانیت کا آسمانی مرتبہ اس کے ذیل میں رہبر صاحب نے پہلے تو اپنی جہالت کے اندھیر میں ایک پریشان خواب دیکھا جس کی مفصل تعبیر ہم بیان کر چکے ہیں اس کے بعد لکھا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے انتقال کے بعد ان کے بعض معتقدین و مریدین نے ایک اشتہار رشید المطابع پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا تھا جس میں خان صاحب موصوف کی کچھ فرضی کرامتیں لکھی تھیں۔ مقامع الحدید ص۸۵۔ اس اشتہار کے حوالہ سے دیوبندی رہبر نے ص۸۸ پر تین کرامتیں دیوبندیوں کی تراشیدہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ العزیز کی طرف منسوب کر کے مسلمانوں کو بدگمان کرنا چاہا ہے۔

اگرچہ دیوبندی چالبازی میں ابلیس کے بھی استاد ہیں مگر خالص افترا اور محض فریب کاری کہاں تک چھپ سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد رسالہ یادگار رضا خاں خاص آپ کے خصائص و فضائل میں شائع ہوا اس کے علاوہ اور بہت سی کتابیں آپ کے فضائل و مناقب میں لکھی گئیں ان میں کہیں اس کا تذکرہ نہ ہو۔ یہ کرامتیں شائع ہوں تو اشتہار میں پھر ان معتقدین

مریدین مشتہرین کا نام تک ذکر نہ ہو باوجودیکہ اس دوران میں مطبع اہل سنت کمال عروج پر تھا مگر اشتہار شائع ہو تو دیوبندیوں کے رشید المطابع میں. لطف یہ کہ اعلیٰ حضرت کے معتقدین مریدین اشتہار شائع کریں اور مسلمانان اہل سنت حتیٰ کہ خود اعلیٰ حضرت کے صاحب زادگان والاشان تک کو اس کی خبر نہ ہو. حالانکہ دیوبندی نے پہلے ہی نمبر کو آپ کی صاجزادی صاحبہ کی طرف منسوب کیا ہے ان تمام باتوں سے دیوبندیوں کی فریب کاری ظاہر ہے کہ یہ اشتہار خود دیوبندیوں کا ساختہ پر داختہ اور انہیں مکاروں کا تراشیدہ ہے ایسے مکروفریب سے دیوبندی اپنا پروپیگنڈا کرتے ہیں. اگر دیوبندیوں میں شمہ برابر صداقت اور ذرّہ برابر بھی حیا ہے تو اس کو ثابت کریں ورنہ لعنۃ اللّٰہ علی الکذبین. پڑھ پڑھ کر اپنے سینوں پر دم کریں.

دیوبندیوں کی ایک دھاندلی

دیوبندی رہبر نے نمبر ۴ میں جناب مولانا حسنین رضا خاں صاحب کی اس عبارت پر جو وصایا شریف کے صـ۲۴ پر ہے یہ اعتراض کیا ہے کہ رضاخانیوں کے نزدیک مولوی احمد رضا خاں صاحب کا مرتبہ شاید رسول کے برابر ہوگا کہ ان کو دیکھنے کے بعد صحابہ کے دیدار کا بھی شوق کم ہوگیا مقامع صـ۸۹.

وہ عبارت یہ ہے زہد تقوٰے کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ ان کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللّٰہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہوگیا.

اس عبارت کے متعلق حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب مدظلہٗ سے دریافت کیا گیا. انہوں نے فرمایا کہ یہ ایک دیوبندی کی دجالی کا نتیجہ ہے وجہ یہ ہے کہ اس کا کاتب دیوبندی تھا کہ اس کی بد دینی ظاہر ہونے پر

اس کو نکالا گیا اور اہم کاموں میں میری مصروفیت کے سبب رسالہ میری تصحیح کے بغیر شائع ہوگیا اصل عبارت یہ تھی. زہد و تقوٰے کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین کی زیارت کا لطف آگیا. یعنی اعلیٰ حضرت قبلہ صحابہ کرام رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہم کے زہد و تقوٰی کے مکمل نمونہ تھے. اس عبارت کو اس دیوبندی کاتب نے تحریف کر کے لکھ دیا. مگر چونکہ میری غفلت و بے توجہی بھی اس میں شامل ہے اس لیئے میں مخالفوں کا احسان مانتا ہوں کہ انہوں نے اس عبارت پر مجھے مطلع کر دیا. ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

اپنی غفلت سے توبہ کرتا ہوں اور سنی مسلمانوں کو اعلان کرتا ہوں کہ وصایا شریف صـ۲۴ میں اس عبارت مذکورہ بالا کو لکھیں. طبع آئندہ میں انشاءاللّٰہ تعالےٰ اس کی تصحیح کر دی جائے گی. قہر خداوندی میں اس کی تفصیل شائع ہو چکی ہے.

دیوبندیو: کان کھولو یہ ہے علمأ اہل سنت کی حقانیت کہ ذرا سی غفلت سے بھی توبہ کرتے ہیں اور عبارت کی تصحیح کا اعلان کرتے ہیں تمہارے گرد گنگوہی تھانوی کی طرح نہیں کہ وہ اپنے اپنے کفریات پر ایسے اڑے کہ از جانئی جنبد اور عار پر نار کو اختیار کیا.

دیوبندی رہبر کی پانچویں فریب کاری

نمبرہ میں دیوبندی رہبر لکھتے ہیں. کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنے ایک پیر بھائی برکات احمد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی. اس پر دیوبندی رہبر یہ

یہ اعتراض کرتے ہیں۔

پیر جائی کی قبر میں تو رسول اللہ کے روضۂ اقدس کی سی بلکہ بالکل وہی خوشبو محسوس ہوئی اور خود پیر صاحب کی قبر کا واللہ اعلم کیا حال ہوگا۔ مقامع الحدید ص۸۹۔

دیوبندی کے اعتراض کا منشا یہ ہے کہ اپنے پیر جائی کی قبر کو حضور کے روضۂ اقدس کے برابر کر دیا تو پیر صاحب کی قبر ضرور بڑھ کر رہ گئی۔

اس اعتراض کی بنا اس دیوبندی کفری عقیدہ پر ہے (معاذ اللہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے اس صورت میں جب کسی قبر سے وہ خوشبو آئے گی تو وہ حضور کی خوشبو نہ ہوگی بلکہ اسی قبر کی خوشبو ہوگی مگر مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ حبیب کبریا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی جسمانی حیات سے زندہ ہیں اور عالم میں تصرف فرماتے ہیں جہاں تشریف لے جانا چاہیں جا سکتے ہیں اگر وہ اپنے کسی غلام پر کرم فرمائیں تو اس کی قبر میں تشریف لا کر نوازیں۔ لہٰذا جب مولوی برکات احمد صاحب کی قبر سے وہ خوشبو آئی تو معلوم ہوا کہ اس آقائے کریم نے اپنے اس غلام کو تشریف آوری سے سرفراز ا۔ لہٰذا وہ خوشبو حضور ہی کی خوشبو ہے مگر دیوبندی اپنے عقیدے سے مجبور ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ حضور مر کر مٹی میں مل گئے۔ اس وجہ سے اعتراض کرتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

مگر اس دیوبندی عقیدہ کو لے کر اعلیٰ حضرت پر اعتراض دیوبندی کی فریب کاری ہے۔

دیوبندی رہبر کی چھٹی جہالت

دیوبندی نے اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کر کے لکھا۔ آگے چل کر اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ۔ ان کے انتقال کے بعد مولوی سید احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف

ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لیے جاتے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لیے جاتے ہیں۔ فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔

اللہ اکبر! جس نماز میں امام الاولین والآخرین خاتم الانبیاء والمرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم شریک ہوں۔ اس کی امامت بریلی کے یہ خانصاحب فرمائیں۔ مقامع الحدید ص۸۹۔

دیوبندی کے اعتراض کا اصل منشا یہ ہے کہ جب جنازہ اعلیٰحضرت نے پڑھایا اور حضور اس میں شریک ہوئے تو حضور مقتدی ہوئے اور اعلیٰحضرت حضور کے امام بنے۔

یہ اعتراض دیوبندیوں کی جہالت اور ان کے کفری عقیدہ کی بنا پر ہے دیوبندی چونکہ حضور کو اپنی ہی مثل سمجھتے ہیں، اس لیے اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں کہ جیسے ہم کسی نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ تو اس امام کے مقتدی ہی ہو کر شریک ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب حضور اس نماز جنازہ میں شریک ہوئے تو مقتدی ہی بنے۔ یہ تو دیوبندی عقیدہ کا قیاس ہے۔ مگر مسلمان جانتے ہیں کہ حضور اپنی ہر صفت میں بے مثل ہیں۔ حضور کی وہ شان ہے کہ حضور کے تشریف لانے پر امام بھی حضور کا مقتدی ہو جاتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے جماعت ہو رہی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ امام ہیں حضور ہیں۔ عین حالت نماز میں حضور تشریف لائے اور حضرت صدیق اکبر کے پہلو میں بیٹھ گئے حضور امام ہو گئے اور حضرت صدیق آپ کے مقتدی بن گئے۔ حدیث کے مبارک الفاظ یہ ہیں۔ یقتدی ابو بکر بصلوٰۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والناس مقتدون بصلوٰۃ ابی بکر ۔۔۔۔۔۔ بخاری شریف ص۹۹

یعنی ابو بکر صدیق نماز میں حضور کی اقتدا کرتے تھے اور لوگ ابو بکر صدیق

کی اقتدا کرے ہے لہٰذا حدیث کی روشنی میں ملفوظات کی عبارت کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز اگرچہ ظاہر میں امام تھے مگر اصل و در حقیقی امام نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی تھے لہٰذا اعلیٰ حضرت حضور کے مقتدی ہوئے اور حضور ان کے امام بنے اس پر اعتراض دیوبندیوں کی جہالت اور بد عقیدگی کا ثبوت ہے۔

دیوبندی حضور کو اپنا مقتدی بناتے ہیں

دیوبندیو! جب تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی نماز میں شریک ہوں تو آپ اس ظاہری امام کے مقتدی ہوتے ہیں تو اب ذرا آنکھ کھول کر تذکرۃ الخلیل تو پڑھو۔

شیخ سعید کردی کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ رسول اللہ ہیں اور ایک عالم ہندی خلیل احمد نام کا انتقال ہوگیا ہے۔ ان کے جنازہ کی شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں. تذکرۃ الخلیل ص۳۰۴ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی۔

دیوبندیو! تم نے اپنے جس عقیدہ کی بنا پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کیا ہے اپنے ٹھیک اسی عقیدہ اور ایمان سے کہنا کہ جب تمہارے اس اختراعی خواب کی بنا پر مولوی خلیل احمد صاحب کی نماز جنازہ میں حضور نے شرکت فرمائی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے دیوبندی امام کے مقتدی ہوئے یا نہیں اور تم یہ خواب دیکھ کر کافر و مرتد ہوئے یا نہیں بولو ہوئے اور ضرور ہوئے۔

دیوبندیوں کے نزدیک کسی کی امداد کرنا۔ حاجت بر آری کرنا مشکل میں کام آنا۔ مصیبت و بلا دفع کرنا یہ سب امور خدا کے ساتھ خاص ہیں۔ خداوند کریم نے کسی کو یہ طاقت نہیں دی جو کسی کے کام آسکے، امداد کر سکے، مشکل میں کام آسکے مصیبت و بلا دفع کر سکے۔ دیوبندی دھرم میں امور مذکورۂ بالا کا مخلوق کے لئے عطا ہونا

محال ہے۔ جبھی تو دیوبندی رہبر نے ص۹۰ پر سرخی قائم کی ہے۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور خدائی اختیارات اس میں مدائح اعلیٰ حضرت کے ان اشعار سے اعتراض کیا ہے جن میں شاعر نے اپنے کو گدا اور اعلیٰ حضرت کو شاہ۔ اور باذنہٖ تعالیٰ حاجت روا مشکل کشا۔ بلا دفع کرنے والا لکھا ہے۔

اہل سنت کے نزدیک اولیائے کرام وصوفیائے عظام باذنہٖ تعالےٰ ہر مصیبت میں کام آتے ہیں، بلائیں دفع فرماتے ہیں، مشکلیں حل کرتے ہیں، خداوند کریم نے انکو یہ قدرت عطا فرمائی ہے اس پر دلائل قاہرہ قائم ہیں۔

لہٰذا مدائح کے ان اشعار سے اہل سنت پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ یہ دیوبندی رہبر کی جہالت ہے کہ مذہب اہل سنت سے نابلد ہیں۔ اور اپنا دیوبندی عقیدہ لے کر سنیوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ اعتراض ہرگز نہیں بلکہ رہبر صاحب کی دجالی ہے۔ دیوبندی عقیدہ سے تو دیوبندی ہی پر اعتراض ہوسکتا ہے اور وہ یوں ہے سنو۔

گنگوہی صاحب کے اختیارات دیوبندیوں کی نظر میں

تقویت الایمان میں ہے اس کی سلطنت میں کسی کی قدرت نہیں سو چھوٹی چیز بھی اسی سے مانگنا چاہیئے کیونکہ اور کوئی نہ چھوٹی چیز دے سکتا ہے نہ بڑی. تقویۃ الایمان ص۲۶۔

جب کہ دیوبندی مذہب میں مشکل میں کام آنا حاجت روائی کرنا ہر چھوٹی بڑی چیز دینا اللہ صاحب ہی کے ساتھ خاص ہوا تو اب اس دیوبندی عقیدہ سے مرثیہ گنگوہی صاحب کے اس شعر کا مطلب بتاؤ۔ ؎

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے اپنے پیر گنگوہی صاحب کو تمام حاجتوں

کا حاجت روا اور تمام مشکلوں کا مشکل کشا بتایا اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی کو یہ قدرت و اختیار نہیں تو یقیناً مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کو خدا مانا یا کم از کم اپنے پیر گنگوہی صاحب کو خدائی اختیارات دیئے. دیوبندی رہبر نے ص ۹۱ پر پیر جماعت علی شاہ صاحب کے بعض مریدوں کے اشتہاری اشعار سے اعتراض کیا ہے. جن میں پیر صاحب قبلہ کو مشکل کشا. نور ازل کی ضیاء آئینہ ہر ضیاء دافع رنج و بلا. دونوں جہان میں مدد فرمانے والا بادشاہ وغیرہ لکھا ہے.

اول تو عوام اور غیر معروف لوگوں کے کلام سے اعتراض کرنا ہی دیانت کو جواب دینا ہے. کیوں رہبر صاحب تمہارے شیخ الہند کے کلام پر اور تمہارے دیوبندی ہی عقیدہ کی بنا پر، جو اعتراضات ہیں تو اس کا جواب سنی عوام کے کلام سے وہ بھی اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہو سکتا ہے کیا دیوبندی دھرم میں انصاف اسی کا نام ہے.

دوسرے اہل سنت کے نزدیک بزرگانِ دین باذنہ تعالیٰ مشکلیں حل کرتے ہیں، دونوں جہان میں مدد فرماتے ہیں پھر ان پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے.

پیر کامل آئینۂ جمال الٰہی ہے جس کا ثبوت بہ دلائل قاہرہ ص ۲۵ و ص ۲۶ میں گزرا. پیر صاحب کو اگر نور ازل کا آئینہ کہہ دیا تو تم نے خدا سمجھ لیا. تمہارے نزدیک آئینہ بھی خدا ہے. یہی تمہارا دین و ایمان ہے. لاحول ولا قوۃ الا باللہ وما قدروا اللہ حق قدرہ. انہوں نے خدا کی ہی قدر نہ جانی. دیوبندی دھرم میں جب خدائی اختیارات کا یہ عالم ہے تو حقوق رسالت کا کیا پوچھنا. تقویۃ الایمان میں تو انبیاء علیہم السلام کو ذرہ ناچیز سے بھی کم تر بنایا ہے مگر اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اقدس شافع مطلق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ شان رفیع ہے کہ آپکے غلام یعنی اولیائے کرام بھی حضور کے صدقہ میں دونوں جہان میں مدد فرماتے ہیں. نزع کے وقت، قبر میں منکر و نکیر کے سوال کے وقت، حشر و نشر میں ہر جگہ امداد فرماتے،

اور شفاعت کرتے ہیں، علامہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المیزان شریف میں ص ۴ پر اس کی تصریح فرمائی ہے جس کی عبارت ص ۶ میں درج ہے.

لہٰذا مدائح کے ان اشعار سے جس میں شاعر نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے حشر کی تپش میں استمداد کی ہے. اہل سنت پر کوئی اعتراض نہیں. یہ رہبر صاحب کی جہالت ہے کہ دیوبندی عقیدہ کی بنا پر ان کو حقوق رسالت سمجھ کر یہ سرخی قائم کی ہے. مولوی احمد رضا خاں اور حقوق رسالت. مقامع الحدید ص ۹۱.

دیوبندیو! اگر تم کو حقوق رسالت اور اس کے ساتھ توہین رسالت دیکھنا ہے تو پڑھو مرثیہ تمہارے شیخ الہند گنگوہی صاحب کی شان میں فرماتے ہیں.

مرثیہ ص ۱۱ — قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

ص ۸ — مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو
چھپا چاہ لحد میں وائے قسمت ماہ کنعانی

ص ۱۶ — وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت
تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

ص ۳۳ — مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

دیوبندی ذرا آنکھ کھول کر دیکھیں اور کان کھول کر سنیں. ان اشعار میں مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کے کالے کالے بندوں کو یوسف ثانی بنایا. اور گنگوہی صاحب کو مسیحا بنا کر فلک پر بٹھایا اور یوسف بنا کر چاہ لحد میں چھپایا یعنی عیسیٰ اور یوسف دونوں بنایا. گنگوہی صاحب کی موت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات قرار دیا. حد ہے کہ گنگوہی کو عیسیٰ بنا کر مردے جلوائے اور حضرت عیسیٰ سے بڑھا کر زندوں کو مرنے سے بچا لیا اور پھر یہ گنگوہی مسیحائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کو دکھائی. دیوبندیو: یہ ہیں حقوق رسالت اور اس کے ہمراہ توہین رسالت یہ تمہارے شیخ الہند نے گنگوہی صاحب کو عطا فرماتے ہیں تم ہر نماز کے بعد مراقبہ کر کے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے مذہب کی حقیقت پر غور کیا کرو شاید اللہ تعالیٰ تم کو توبہ کی توفیق دے اور کلمہ پڑھ کر سنی مسلمان ہو جاؤ.

ہم تمہارے شیخ الہند کا کلام پیش کرتے ہیں اسکے مقابلہ میں تم عوام الناس کو لاتے ہو. یہ تمہارے عجز کی بین دلیل ہے. عوام نہ خود ذمہ دار ہیں نہ دوسرا کوئی ان کا ذمہ دار کیا تم اپنے شیخ الہند کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہو. اگر ایسا ہے تو یہی اعلان کر دو نیز اس سے یہ بات بھی آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو جاتی ہے کہ علمائے اہلِ سنت میں سے کسی کا ایسا کوئی کلام ہی نہیں جس پر تمہیں اعتراض کا موقعہ مل سکے اس لیئے بے علم عوام ہی کے کلام سے آڑ پکڑتے اور اپنے گرووں کے کفریات چھپانا چاہتے ہو مگر نہاں کے ماند آں رازے کز و سازند محفل ہا.

دیوبندی رہبر نے مدائح کے اس شعر پر

نکیرین آ کے مرقد میں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے
ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا؛

اعتراض کرنے کے لیئے یہ سرخی قائم کی ہے. نکیرین کے سوال پر رضا خانی امت کا جواب. مدائح ص۹۲. یہ اعتراض بھی دیوبندی کی جہالت ہے کیونکہ جب سوال نکیرین کے وقت صوفیائے کرام و اولیاء عظام کا مدد فرمانا حق ہے تو اس وقت ان سے استمداد بھی ثابت. اعلیٰ حضرت کا ادب سے نام لینا استمداد کیلئے ہے آپ کی برکت و امداد سے نکیرین کے سوال کا جواب بآسانی ہو اور یہ مشکل آسان ہو دیوبندی رہبر نے اپنی جہالت سے اعلیٰ حضرت کے نام کو نکیرین کے سوال کا جواب سمجھ لیا اس لیے مدائح کے شعر پر اعتراض کیا اور لطف یہ ہے کہ دیوبندیوں کی چیخ و پکار کی خبر ہی نہیں اپنے شیخ الہند کا فرمان سنا ہی نہیں لو سنو اور ذرا غور سے سنو.

حشر میں دیوبندی کیا کہتے پھریں گے

مولوی محمود حسن صاحب اپنے قصیدہ مدحیہ کے ص۲ پر تحریر فرماتے ہیں. ؎

قبر سے اٹھ کے پکاروں جو رشید و قاسم
بوسہ دیں لب کو میرے مالک رضواں دونوں

مسلمان تو قبر سے اٹھ کر یا رسول اللہ پکاریں گے، حضور کے دامن کرم میں پناہ لیں گے مگر دیوبندی قبر سے اٹھ کر نہ اللہ کا نام لیں گے نہ رسول کا بلکہ یا گنگوہی یا نانوتوی کا شور مچاتے انہی کی دہائی دیتے ہوئے قبر سے اٹھیں گے اور اس خرافات پر یہ امید کہ دوزخ اور جنت کے فرشتے منہ چومیں گے. لاحول ولا قوۃ الا باللہ.

امام برحق احمد رضا سلام علیک
جناب نائب غوث الوریٰ سلام علیک

الخ مدائح کی اس نظم کو شاعر نے اعلیٰ حضرت کے مزار شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا ہے. صاحب مزار پر سلام کرنا السلام علیکم کہنا آداب زیارت سے ہے حدیث میں ارشاد فرمایا جب تم قبر پر جاؤ تو یوں کہو السلام علیک یا اھل القبور من المومنین والمومنات الحدیث. مگر دیوبندی رہبر نے اپنی جہالت اور عداوت میں غرق ہو کر اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ رضا خانی حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح احمد رضا خاں پر بھی سلام پڑھتے ہیں ص۹۲.

آداب زیارت اور تعلیم حدیث کے مطابق حاضری و سلام دیوبندی رہبر کا اعتراض اس لیئے ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک قبر پر حاضر ہونے کا طریقہ یہ ہے. کہ اس قبر کو کوہ طور بنائے اور خود بنے موسیٰ اور زور زور سے بار بار ربِ اَرِنی ربِ اَرِنی کی صدا سنائے یعنی اے میرے رب مجھے اپنا جلوہ دکھا. دیکھو تمہارے شیخ الہند گنگوہی صاحب کے مزار کی حاضری کا یہی طریقہ بتایا ہے خود اپنی حاضری کی کیفیت

بیان کرتے ہیں ؎

تمہاری تربتِ انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار اَرِنِی مری دیکھی بھی نادانی

اگر یہ سوال ہو کر مولوی محمود حسن صاحب نے رَبِّ اَرِنِی کی صدا کسے سنائی مخاطب کون تھا. جواب خود شعر میں موجود ہے کہ جس کی تربت انور کو طور بنایا اسی سے خطاب ہے وہی مخاطب ہے یعنی گنگوہی صاحب اسی کو ربّ اَرِنِی سنا رہے ہیں. دیوبندیوں کے شیخ الہند اپنے پیر صاحب ہی سے کہہ رہے ہیں. اے میرے رب مجھے اپنا جلوہ دکھا. لاحول ولاقوۃ الّا باللّٰہ.

غلامانِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کے کتوں میں جس کا شمار ہو جائے انشاء اللّٰہ تعالےٰ اس کی نجات ہے مسلمان اسی لیئے یہ نسبت قائم کرتے اور باعث نجات جانتے ہیں. اس سے انکار تو مغرور و متکبّر دیوبندیوں کو ہی ہو سکتا ہے. دیوبندیوں نے انبیاؑ اولیاؒ سے چونکہ اپنی نسبت منقطع کر لی ہے اس لیئے دیوبندی رہبر نے اس نسبت پر اعتراض کرتے ہوئے یہ سرخی قائم کی ہے. مولوی احمد رضا خاں اور ان کے کُتّے. متاع الحدید صـ۹۳. اس کے ماتحت مدائح کے تین شعر نقل کئے ہیں جن میں شاعر نے اپنے سگ بارگاہِ رضوی ظاہر کیا ہے. اعلیٰحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ عبد المصطفےٰ احمد رضا قدس سرہٗ العزیز چونکہ آقا دو عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے سچے غلام ہیں. حضور کی غلامی ہی میں اپنا فخر سمجھا ہمیشہ اپنے کو عبد المصطفےٰ لکھا لہٰذا ان سے نسبت قائم کرنا آقائے دو عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے نسبت قائم کرنا ہے اس لیئے شاعر نے یہ نسبت قائم کی ہے.

دیوبندیوں نے بھی نسبت قائم کی ہے مگر ان سے جنہوں نے حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی شان پاک میں سخت سخت گستاخیاں کی ہیں. مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں اور پاگلوں سے تشبیہ دی اور

کہا کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیئے بھی حاصل ہے حفظ الایمان صـ۸. جب سے تھانوی صاحب نے شان نبوت میں یہ گستاخی کی دیوبندیوں نے تھانوی صاحب کا کلمہ پڑھنا شروع کر دیا اور دیوبندیوں کے نزدیک اب ان کا وہ مرتبہ ہے کہ :.

تھانوی صاحب کے پیر دھو کر پینا آخرت کی نجات بتاتے ہیں.

چنانچہ تذکرۃ الرشید میں مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے لکھا ہے. واللّٰہ العظیم مولانا تھانوی کے پیر دھو کر پینا نجات اُخروی کا سبب ہے. تذکرۃ الرشید حصہ اوّل صـ۱۱۳.

بھلا اب دیوبندیوں کو انبیاؑ اولیاؒ سے کیا غرض اَب تو بس تھانوی کے پیر دھو کر پیئے. نجات ہوئی، پیئے جاؤ معلوم ہو جائے گا. آئے گا. ایک دن جس میں تم پکار پکار کر کہو گے.

یاویلتا لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا. ہائے خرابی کاش میں حضور کے گستاخ کو دوست نہ بناتا. مگر اس وقت کی چیخ و پکار بے کار ہے اعلیٰحضرت قبلہ فرماتے ہیں ؎

آج لے انکی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اولیائے کاملین سے دیوبندیوں کی عداوت

بزرگان دین واولیائے کاملین کے مزارات مقدسہ کو پھول وچادر وغیرہ سے مزین کرنا شرعًا جائز و مستحسن ہے اس سے مسلمانوں کی نظر میں اولیاء کرام کی عزت وعظمت قائم ہوتی ہے. عقیدت و وابستگی بڑھتی ہے جو فلاح دارین کا سبب ہے. علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ نے اپنی

کتاب ردالمحتار میں اس کی تصریح فرمائی ہے اگرچہ گمراہ بددین اس کو شرک و بدعت کہتے ہیں۔ دیوبندی رہبر بھی چونکہ انہیں شرک فروشوں میں سے ہے اس لیئے اعلیٰحضرت قبلہ کے مزار مقدس کی مبارک چادر پر اعتراض کرنے کے لیئے یہ سرخی قائم کرتے ہیں۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی قبر کی چادر۔ مقامع الحدید ص۹۳۔

اس کے ذیل میں چادر شریف کے جلوس کو ذکر کیا اور جلوس کی نظموں کے شعر لکھے اور بس اس سے زیادہ اعتراض میں کچھ گوہر فشانی نہیں فرمائی مگر نہ معلوم صرف چادر پر اعتراض ہے یا جلوس پر اعتراض ہے یا جلوس میں اشعار پڑھنے پر اعتراض ہے یا تینوں پر اعتراض ہے۔ چادر شریف کا ثبوت تو شامی کے حوالے سے اوپر گذرا اور چادر شریف جب کوئی شرعی جرم نہیں بلکہ مستحسن ہے تو اس کے اعلان میں کیا حرج۔ اس کے لیئے قانون مارشل لا کیسے جاری ہو سکتا ہے پھر جلوس اور جلوس میں اشعار کا پڑھنا کیونکر منع ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اشعار کے مضمون میں بھی کوئی قباحت نہیں۔ دیوبندیوں کی اس شرک فروشی پر حیرت ہے کہ گاندھی اور جواہرلال وغیرہ کے خود جلوس نکالیں ان کی تعریف و توصیف میں لمبے لمبے قصیدے پڑھیں۔ گاندھی جی کی جے پکاریں۔ مشرکین کے لیئے زندہ باد کے نعرے لگائیں یہاں شرک و بدعت کی سب دکانیں بند کر کے تسکین کے قفل لگا دیں مگر اولیائے کرام کی عزت و عظمت کے جلوس پر اعتراض، ان کی تعریف میں نظم و قصیدہ پر اعتراض یہاں جھٹ پٹ شرک و بدعت کی دکانیں کھول کر سب دیوبندی شرک فروشی کی دھوم مچا دیں۔ یہ دین ہے، یہ مذہب ہے۔ سوائے اس کے کہ اولیاء کرام سے عداوت، دشمنی ہے ان کی عزت و عظمت کو دیکھ نہیں سکتے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد دیوبندی رہبر نے گاگر شریف اور اس کے جلوس پر اعتراض کرنے کے لیئے کئی سرخیاں قائم کیں گاگر شریف، گاگریا شریف، گگریا شریف

اور ساتھ ہی ساتھ دیوبندی تہذیب کے مطابق بازاری تمسخر سے بھی خوب برکت حاصل کی ہے۔ خیر ہزلیات اور تمسخرات تو دیوبندیوں کو مبارک ہم مسلمانوں کو گاگر شریف کی حقیقت بتانا چاہیئے تاکہ معلوم ہو جاتے کہ یہ کوئی قابل اعتراض شے ہرگز نہیں بلکہ صاحب مزار سے حصول برکت کا ذریعہ ہے۔ گاگر شریف میں کیوڑا و گلاب ہوتا ہے جس سے صاحب عرس کے مزار مقدس کو غسل دیکر بطور تبرک وہ غسالہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ شکر ہوتی ہے جس کا شربت بنا کر صاحب عرس کی روح مقدس کو اس کا ثواب پہنچا کر حاضرین کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ حیرت ہے کہ وہ مزارات مقدسہ جو مورد رحمت الہٰی اور مہبط انوار ربانی ہیں ان کا غسالہ بطور تبرک پینا دیوبندیوں کے نزدیک قابل اعتراض ہو اور مولوی اشرف علی صاحب کے پاوں دھو کر پینا صرف جائز ہی نہیں بلکہ دوزخ سے بچا کر سیدھا جنت کو لے جائے۔ یہ تھانوی عقیدت اور اولیائے کرام کی عداوت نہیں تو اور کیا ہے۔

رہبر صاحب پر جب دیوبندی شرافت کا جن سوار ہوا تو دیوبندی تہذیب کا پورا مظاہرہ شروع کر دیا اور یہ سرخی قائم کی آلا حجرت رجا کے مجار پر ایک گریب رجن کی درکھاست۔ مقامع الحدید ص۹۴۔

اس کے ذیل میں یہ ہندی نظم نقل کی۔

پیلاے رجا موری بھر دے گگریا ۔ اچھے رجا موری بھر دے گگریا
پہنچ نہ جائے کہیں موری چھند ریا ۔ چھائی بدریا موری بھر دے گگریا
بلہاری جاوٴں پیا ڈاروں گلے بیاں ۔ بانکے سپہیا موری بھر دے گگریا
رجوی ہے تھاری رجو آس لگائے ۔ دور نگریا، موری بھر دے گگریا

اس کے بعد ص۹۵ پر یہ سرخی قائم کی، ایک اور رجوی جوگنیا کا لہرا ایک ہندی نظم اس کے ذیل میں بھی نقل کر کے اپنی تہذیب و شرافت کے ساتھ ساتھ کتاب کو بھی ختم کر دیا۔ ہندی نظم پر ٹھٹھا و تمسخر دیوبندی تہذیب و دیانت، علم و قابلیت کا

ماتم کر رہا ہے۔ یہ دیوبندیوں کی جہالت و حماقت ہے کہ ہندی شاعری کے اصول سے بے خبر ہیں اور پھر اعتراض کرتے ہیں۔ ہندی شاعری میں شاعر اپنے کو مجازاً اپنے محبوب کی کنیز اور اپنے محبوب کو اپنا خاوند و آقا فرض کر کے کلام کرتا ہے ہندی کی ہزاروں لاکھوں نظم اسی اصول پر ہیں۔

مگر آج تک کبھی بھی کسی عاقل کو یہ وہم بھی تو نہ ہوا کہ شاعر اور اس کے ممدوح میں حقیقتہً بی بی و شوہر کے سے تعلقات ہیں۔ اس کی طرف ذہن منتقل ہوا تو دیوبندیوں کا اور کیوں نہ ہو۔ اکابر دیوبند میں باہم یہ تعلقات پہلے ہی سے رہے ہیں ایک دوسرے دیوبندی مولوی کا نکاح ہوتا تھا چنانچہ۔

گنگوہی اور نانوتوی صاحبان کے تعلقات اور کردار کی ایک جھلک

حوالہ: تذکرۃ الرشید جلد اول صـ ۲۴۵ آپ (یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی)

ایک مرتبہ خواب بیان فرمانے لگے کہ مولوی محمد قاسم کو میں نے دیکھا کہ دلہن بنے ہوئے ہیں اور میرا نکاح ان کے ساتھ ہوا۔ پھر خود ہی تعبیر فرمائی کہ آخر ان کے بچوں کی کفالت کرتا ہی ہوں یہ تو نکاح ہوا ہے۔ مگر جس فائدہ کے لئے نکاح ہوتا ہے وہ بھی تو سنیئے۔

حوالہ: تذکرۃ الرشید حصہ دوم صـ ۲۸۹ پر ہے (مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے) ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے سو جس طرح زن و شوہر میں ایک دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔ پھر کہتے ہیں انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کر کے ہمیں مرید کرایا اور ہم نے حضرت سے سفارش کر کے انہیں مرید کرا دیا اس عبارت کے بعد یہ توضیح اور ہے۔ حکیم محمد صدیق صاحب کاندھلوی نے کہا۔ اَلرِّجَالُ

قَوّٰامُونَ عَلَی النِّسَآءِ (یعنی مرد حاکم ہیں عورتوں پر) آپ نے (یعنی رشید احمد گنگوہی نے) فرمایا ہاں آخر ان کے بچوں کی تربیت کرتا ہی ہوں۔

رہبر صاحب آپ نے ہندی نظم پر اعتراض کیا تھا اس کے ساتھ تمسخر کر کے مذاق اڑایا تھا جو آپ کی جہالت کی دلیل تھی۔ ہندی شاعری کے اصول سے ناواقفیت تھی پھر وہ نظمیں عوام الناس کا کلام ہے اگر بالفرض ان میں کوئی مضمون قابل گرفت بھی ہو تو اس سے اعلیٰ حضرت قبلہ یا علما اہل سنت پر کیا اعتراض۔ آپ ذرا اپنے اکابرین کے تذکرہ اور وہ حالات ملاحظہ فرمایئے جو انہوں نے خود بیان کئے ہیں وہ نہ کسی غزل میں ہیں نہ نظم میں نہ مجاز میں نہ استعارے۔ صاف صاف اکابر دیوبند کا مرد کا مرد سے نکاح ہوتا ہے اور محض نکاح پر بس نہیں کرتے بلکہ جس فائدے کیلئے نکاح کیا جاتا ہے وہ بھی دل بھر کے حاصل کرتے ہیں۔ خوب عیش اڑاتے ہیں اٹھن نکالتے ہیں شاید ابھی دیوبندیوں کی سمجھ میں نہ آئے اور کہیں کہ یہ تو خواب کی باتیں ہیں خیالات ہیں حالانکہ یہ دبی بے داری کے حالات و واقعات ہیں جن میں دن گزرتا تھا۔ رات کو خیالات بن کر خواب میں نظر آتے تھے۔ پھر خود ہی بے داری میں ان کو مجمع عام میں بیان کرتے تھے اسی سے ہر منصف مزاج اکابر دیوبند کے پاکیزہ جذبات و خیالات کا اندازہ کر سکتا ہے۔ مگر دیوبندیوں کی تفہیم کے لیے بے داری کا واقعہ بھی پیش کرتا ہوں۔

اکابر دیوبند کے برکات و حسنات، بحالت بے داری مجمع عام میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے باہمی زن و شوہری تعلقات ملاحظہ ہوں۔

حوالہ: مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی اشرف التنبیہ مطبوعہ تجلی پریس دہلی کے صـ ۲۷ پر ہے۔

ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا۔ حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید

دست گرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ میاں ذرا لیٹ جاؤ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے۔ حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینہ پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو۔ یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا لوگ کہیں گے کہنے دو۔

پیشوائے دیوبند کی خاص کرامت۔

مولوی محمد قاسم صاحب ہنسی مذاق میں بچوں کے کمربند کھول دیتے تھے

اسی اشرف التنبیہ کے ص۲۹ پر مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں مولانا (یعنی محمد قاسم صاحب) بچوں سے ہنستے بولتے بھی تھے اور جلال الدین صاحبزادہ محمد یعقوب سے جو اس وقت بالکل بچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے۔ کبھی ٹوپی اتارتے کبھی کمربند کھول دیتے تھے۔ دیوبندیو کان کھول کر ہوش سنبھال کر سنو مذاق میں بچوں کے کمربند کھولنا یہ خواب کی بات تو نہیں ہے یہ مولوی محمد قاسم صاحب کی بیداری ہی کی کرامت ہے۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے جب خانقاہ کے مجمع عام میں نانوتوی صاحب کو چارپائی پر لٹایا اور ان کی طرف کروٹ لے کر عاشقانہ انداز سے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا تو سو تو نہیں رہے تھے

بیدار ہی تھے، خوب یاد رکھنا، نانوتوی تو کچھ کسمسائے بھی اور مجمع عام میں اس حرکت سے شرمندہ ہو کر کہا بھی کہ میاں کیا کر رہے ہو لوگ کیا کہیں گے مگر گنگوہی صاحب کو اس کی بھی پرواہ نہ ہوئی وہ برابر اپنا کام کرتے ہی رہے اور یہ جواب دیا لوگ کہیں گے کہنے دو۔ سچ ہے جب آدمی پر جذبات کا غلبہ ہوتا ہے تو اس کو کسی کے کہنے سننے کی ہرگز پرواہ نہیں ہوتی۔ اس وقت شرم وحیا کا

دامن چاک ہو جاتا ہے۔ اکابر دیوبند کے اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں، میں اس وقت اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ منصف مزاج اسی سے دیوبندی مذہب کی حقیقت کا اندازہ کر سکتا ہے کہ جن کے ہاتھوں میں دیوبندی مذہب کی لگام ہے ان لوگوں کے جذبات وخیالات یہ ہیں اور دیوبندی مذہب میں۔ یہ اس پائے کے بزرگ مانے جاتے ہیں کہ علمائے دیوبند ان کو قطب العالم، جنید عصر، نعمان دوراں، بخاری زماں، قاسم العلوم والخیرات، رشید الاسلام والمسلمین، حکیم الامت لکھتے ہیں۔ ان سے نیچے طبقہ کا کیا پوچھنا حقیقت یہ ہے کہ۔

آدمیاں گم شدند ملک خدا خر گرفت

دیکھا رہبر صاحب یہ ہے آپ کے مذہب کا آہنی قلعہ اور سنگین محل جس پر اکڑتے ہوئے آپ نے اپنی کتاب کے ساتھ ساتھ فخر وناز کو بھی ختم کر دیا معلوم ہوئی اس کی حقیقت۔ العذاب الشدید نے بفضلہ تعالے ایک اشارہ میں اس کے ٹکڑے کر دیئے۔ دھویں اڑا دیئے۔ آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن کر دیا کہ دیوبندی مذہب میں حقانیت وصداقت کا نام ونشان بھی نہیں اسکی بنیاد صرف مکاری، عیاری، چالبازی، دھوکہ دہی پر ہے اور ثابت کر دیا کہ المصباح الجدید میں جو مطالب علمائے دیوبند کی عبارتوں کے بیان کئے گئے ہیں۔ حق وصحیح ہیں ان پر پردہ ڈالنے کے لئے جو دیوبندیوں نے مقامع الحدید لکھی وہ سراسر کذب وافترا بہتان وتبرا ہے۔ اس کے سوا اس کی قطعاً کوئی حقیقت نہیں۔

تم الردود کمل الامر بحمد ربّ الجلیل وھو حسبی ونعم الوکیل والصلوٰۃ والسّلام حبیبہ سید المرسلین وعلٰی اٰلہ واصحابہ اجمعین۔

تمام شد

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ سامانِ اوست

بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست

الیوان نجد میں ہے کوئی مرد میدان تو جواب دے



فیضِ رضا جاری رہے گا......

برہانِ صداقت

بر رد

نجدی بطالت

تحریر لطیف

محمد حسن علی

نظر ثانی

مولانا ابو الخیر محمد الطاف قادری رضوی

جمشید روڈ نمبر 3 کراچی
فون 0300-9231183-4120794
0300-9201959-2435088

انجمن انوار القادریہ

عرض ناشر

تحریکِ پاکستان کی مخالفت اور قیامِ پاکستان کے بعد استحکامِ پاکستان اور پاکستان کی بقاء اور سلامتی کیلئے خطرات یہ کانگریسی علماء ہی رہے ہیں یہ بغض و عناد ان کو مولوی حسین احمد "مدنی" ابو الکلام آزاد جیسے کانگریسی کٹھ پتلی لوگوں سے ورثہ میں ملا ہے اور آج بھی یہ کانگریسی مولویوں کی روش ہے کہ حقیقی سوادِ اعظم اہلسنّت و جماعت بریلوی مکتبِ فکر کے خلاف سخت دل آزار و شر انگیز کتب و پمفلٹ شائع کرتے رہتے ہیں اور ملک کی پُر امن فضاء کو مکدر کرتے ہیں اسی سلسلہ میں کراچی کے کسی کانگریسی مُلّا نام نہاد "علامہ" محمد عمر قریشی نے ایک فرقہ واریت کو ہوا دینے والی کتاب سیف حقانی شائع کی اور اس جیسی ہی ایک تحریر مولوی ریحان الدین قاسمی دیوبندی نے بنام "بریلی کا نیا دین" شائع کی ہے۔ کتابچہ بریلی کا نیا دین کی چربا سازی سیف حقانی ہے اوران دونوں کتابوں میں اگر پچاس فیصد دورنگوئی اور افرات ہے تو پچاس فیصد حوالہ جات سراسر بے محل نقل کئے ہیں اور حوالہ جات کی نقل میں خیانت سے کام لیا گیا ہے اور ایک بات کا بار بار تکرار ہے۔

صدہا تحسین کے لائق ہیں حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی میلسی جنہوں نے سیف حقانی کا مدلل، مسکت و بحوالہ جواب ارقام فرمایا اور سیف حقانی کا نالقہ حوالہ جات کے انبار سے بند کرکے "برہان صداقت" کو قیامت تک کیلئے ان دیوبندیوں کیلئے ایک سوال کے طور پر قائم کر دیا۔

انجمن انوار القادریہ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اربابِ حکومت کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہے کہ جس طرح حکومت نے "سپاہ صحابہ" اور "جیش محمد" اور اس جیسی دیگر مذہبی اور جہادی دہشت گرد تنظیموں پر پابندی عائد کی ہے اور انہیں کالعدم قرار دیا ہے اسی طرح ان کتابوں پر بھی پابندی عائد کی جائے جس میں فرقہ واریت کو پروان چڑھایا گیا ہے ان کتابوں میں اللہ و رسول کی توہین و گستاخی کی گئی ہے جن کے نام یہ ہیں: تقویۃ الایمان، حفظ الایمان، براہین قاطعہ، فتاویٰ رشیدیہ، صراط مستقیم، تحذیر الناس، دھماکہ، سیف حقانی، سیف رحمانی، بریلی کا نیا دین، جواہر القرآن اور ان جیسی دیگر کتابیں تفرقہ اور فتنہ کا سبب بنی ہوئی ہیں ان تمام کتابوں کو ضبط کیا جائے اور ان کی اشاعت پر پابندی کی جائے اور فتنہ و شر کا خاتمہ کیا جائے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ پاکستان کو استحکام نصیب فرمائے اور اس کی حفاظت فرمائے۔ آمین

اراکین انجمن انوار القادریہ

انتساب

صدر الصدور صدر الشریعت بدر الطریقت فقیہ امت خلیفہ اعلیٰ حضرت

علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی قدس سرہ العزیز

مصنف بہارِ شریعت کے نام

جن کی تدریس کا ڈنکا چار وانگ عالم میں بجتا رہا جو حدیث و فقہ کے مسلمہ امام بہارِ شریعت جیسی عظیم کتاب کے مصنف جن کے تلامذہ اپنے عہد کے استاذ الاساتذہ اور فن تدریس کے امام مانے گئے اور آج درس و تدریس تصنیف و تالیف وعظ و تبلیغ اور سیاست میں مرکزی کردار ادا کر رہے ہیں۔

سیّدی امجد علی ہیں چاند یہ ہیں چاندنی
چاند گو پردے میں ہے پھیلی ہوئی ہے چاندنی

فقیر قادری محمد حسن علی الرضوی غفرلہ

انوار رضا میلسی ملتان ڈویژن

شہزادہ اعلیٰ حضرت مخدوم اہلِ سنّت حضرت قبلہ مفتی اعظم امام العلماء
مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خان سجادہ نشین بریلی شریف
کا
پیغام تہنیت

عزیز گرامی قدر محب مکرم و محترم مولانا محمد حسن علی قادری رضوی سلمہٗ ربہ وکرم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔۔

مزاج گرامی بحمدہٖ تعالیٰ فقیر معہ الخیر ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو تادیر سنّت اہل سنّت کی خدمت کیلئے قائم رکھے آپ کی خدماتِ دینیہ کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین

آپ سے آپ کی دینی خدمات کے سبب دل کو تعلق ہے اپنی خیر وعافیت سے مطلع کرتے رہیں آپ کے والد محترم سلمہ ربہ وکرم کو داخل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کرلیا ہے شجرہ مرسل ہے ان سے فقیر کا سلام مسنون فرمادیجئے۔

والسلام والدعا

فقیر مصطفےٰ رضا قادری غفرلہٗ

تقریظ جلیل

زینت العلماء پاسبانِ مسلک رضا امیر شریعت حکیم الامت علامہ ابو داؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی

کاشف اسرار نجدیت، دافع فتنۂ دیوبندیت، مجاہد اہلسنّت، رئیس التحریر، برادر عزیز مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی بریلوی کی تصانیفِ کثیرہ میں سے "برہانِ صداقت" بھی بڑی مدلل، بڑی حقانیت وصداقت کی حامل تصنیف ہے۔ جس میں اہل کذب وضلالت دیوبندی وہابی "علماء" کی جہالت و خیانت کو خوب بے نقاب کیا گیا ہے تعجب ہے یہ لوگ (مخالفین اہلسنّت) جھوٹ بولتے اور تحریف خیانت کرتے وقت ذرا نہیں شرماتے مگر ایسا کیوں نہ ہو جبکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے متعلق بھی امکان کذب و جھوٹ بول سکنے کا عقیدۂ باطلہ رکھتے ہیں۔

فالی المشتکی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

خدا تعالیٰ مولانا محمد حسن علی صاحب کا بھلا کرے اور اُن کی عمر و صحت و علم و عمل اور زبان و قلم میں مزید برکت و قوت عطا فرمائے جنہوں نے پے در پے تصانیفِ کثیرہ میں مذہب حق اہلسنّت و مسلکِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا تحفظ و دفاع کیا ہے کہ الحمدللہ مسلکِ اعلیٰ حضرت بالکل بے غبار ہے اور دیوبندی وہابی مولوی محض اپنی گستاخیوں، جہالتوں اور خیانتوں کی پردہ پوشی اور سادہ لوح عوام کو ورغلانے کیلئے جھوٹا پراپیگنڈہ اور حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ ۔

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

ابو داؤد محمد صادق غفرلہ

دعائیہ کلمات

قائد اہلسنّت فقیہ اُمت نبیرۂ اعلیٰ حضرت
علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری بریلوی فاضل جامع ازہر مصر
جانشین سیّدنا حضور مفتی اعظم شہزادہ اعلیٰ حضرت

حضرت مولانا مولوی محمد حسن علی قادری رضوی اہلسنّت کے ممتاز، کہنہ مشق مصنف و مناظر ہیں موصوف کی ہر کتاب لاجواب و مدلل ہوتی ہے مولانا موصوف نے اپنے عہد میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خوب خوب ترجمانی اور تبلیغ و اشاعت فرمائی۔

باطل رضا کے نیزہ کی مار کے آگے ٹھہر نہیں سکتا مجھے خوشی ہے کہ نظامی کتابستان نخاس کہتے الٰہ آباد حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی صاحب کی مشہور کتاب "برہانِ صداقت" چھاپ رہا ہے اللہ تعالیٰ مقبول خاص و عام فرمائے۔ آمین

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

آراء عالیه

امام التارکین مجاہد ملت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن الٰہ آبادی

صمصام المناظرین حضرت مولانا محمد حسن علی قادری رضوی چشتی صابری دار الخیر اجمیر شریف میں سلطان الہند خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار پر حاضر تھے نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا قاری تسلیم رضا خان صاحب نوری نے اطلاع دی کہ حضور مجاہد ملت تشریف لائے ہوئے ہیں دونوں حضرات حضور مجاہد کی خدمت میں "اڑھائی دن کا جھونپڑا" (اجمیر مقدس میں ایک مقام ہے) میں حاضر ہوئے دست بوسی و مصافحہ کے بعد حضرت ممدوح نے عرض کیا حضور محدث اعظم پاکستان کا سگِ دربار ہوں اور کتاب برہانِ صداقت پیش کی حضور مجاہد ملت نے اسی وقت کتاب برہان صداقت کی ورق گردانی شروع کی اور بار بار حضرت کی زبان سے ماشاء اللہ، سبحان اللہ جاری ہوا فرمایا کتاب بہت خوب ہے تاریخی دستاویز ہے فرمایا اس کتاب کے کتنے دام ہیں حضرت ممدوح نے عرض کیا دعائے خیر حضور مجاہد ملت نے کتاب پڑھ کر ایسا اثر لیا کہ جب بھی ملاقات ہوتی دست بوسی فرماتے اور جہاں بیٹھتے اپنے پہلو میں جگہ عنایت فرماتے۔

مرسلہ سردار احمد رضا مشرف القادری

مکتوب گرامی

شہزادہ محدث اعظم پاکستان مولانا صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم حامد رضوی
ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان

محترم جناب حضرت مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی دامت برکاتہم

السلام علیکم۔۔۔۔

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ اہل سنّت کو پہلے ہی آپ جیسی شخصیتوں پر ناز ہے آپ اہلسنّت کیلئے بہت کام فرمارہے ہیں آپ نے پہلے بھی بہت سی کتابیں لکھی ہیں لیکن تازہ کتاب "برہانِ صداقت بردّ نجدی بطالت" سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہوگی اس کے پڑھنے سے بہت سے اہلسنّت کو فائدہ ہوگا اور معلومات میں اضافہ ہوگا۔

میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں کہ آپ کو اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ اِسی طرح کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین آپ کی اس کتاب اور سلسلہ تصنیف و تالیف میں برکتیں عطا فرمائے میری طرف سے تمام گھر والوں کو بہت بہت سلام۔

فقط والسلام

حاجی محمد فضل کریم حامد

جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

اللہ ربّ محمد صلی علیہ وسلما

نحن عبادُ محمد صلی علیہ وسلما

احوال واقعی

از حضرت علامہ مولانا سردار احمد رضا مصطفوی رضوی مدظلہ العالی

(جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت واقعی ہے کہ علماءِ اہلسنّت نے کبھی بھی مذہبی مسلکی فتنہ و شر اور تخریب کاری کا جارحانہ طرز عمل اختیار نہیں کیا مذہبی اعتقادی و مسلکی اختلاف بہت پہلے سے ہے اور نہ صرف پاکستان میں بلکہ تقریباً تمام ایشیائی و افریقی اور بیشتر عرب ممالک میں اوائل اسلام ہی سے ہے اور یہ نہ صرف دین اسلام میں بلکہ ہندوؤں، عیسائیوں اور یہودیوں میں کئی کئی فرقے اور متعدد گروہ ہیں اور فرقوں کے معمولات اور عبادت کے طور طریقے جدا جدا اور ایک دوسرے سے مختلف ہیں مختلف اَدوار میں مختلف حکومتوں اور سربراہانِ مملکت نے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق اِن اختلافات کو مٹانے اور بڑھانے کی بھرپور کوشش کی لیکن ہر دین اور دھرم میں مذہبی بنیاد پر فرقہ بندی جوں کی توں رہی اور فرقہ بندی نہ صرف مذہب کی بنیاد پر موجود ہے بلکہ سیاست میں زبردست فرقہ بندی ہے اور سیاسی لیڈر بھی اپنے اپنے نظریات اور اپنے اپنے موقوف کی تائید و حمایت ایک دوسرے کو مناظرہ کے چیلنج بھی دیا کرتے اور ایک دوسرے پر اپنی سیاسی ضرورتوں کی تحت کفر کے فتاویٰ بھی لگایا کرتے ہیں مگر یہ الزام صرف مولویوں پر ہے کہ مولوی جھگڑالو ہیں حالانکہ آج کل میاں بیوی، باپ بیٹے اور بھائی بھائی کا جھگڑا عام ہے ویسے بھی اختلاف رائے ایک فطری عمل ہے۔ بزنس اور تجارت اور عدالتوں میں وکالت کی بنیاد پر اختلاف رائے موجود ہے۔ ماحصل یہ کہ مذہبی، مسلکی اختلافات آج کے دور کی کوئی جدید ایجاد نہیں ہاں البتہ اختلاف رائے وفساد، قتل وقتال، دہشت گردی و تخریب کاری و الزام تراشی، گالی گلوچ، ضد اور ہٹ دھرمی ضرور عصر نو کی پیداوار ہے اور بزعم خود آپ کے اس ترقی یافتہ اور خود ساختہ مہذب دنیا کا قلمکار اپنے قلم کو جارحانہ طرز تحریر کی آلودگی سے نہیں بچاسکا اور اس کا زندہ و تازہ بتازہ ریکارڈ ثبوت ہمارے مخالف مکتب فکر کی مبنی پر کذب وافتراء سیف حقانی اور بریلی کا نیادین نامی کتابیں ہیں جو سراپا کذب وافتراء کا شرمناک مجموعہ ہیں جن میں ہمارے اسلاف کی عبارات کا حلیہ بگاڑا گیا اور عبارات کے قرار واقعی مفہوم کو مسخ کیا گیا ہے نہ صرف عبارات میں تحریف و خیانت کی بلکہ غلط مفہوم اخذ کئے اور من پسند معنی پہنائے گئے اور یہی اس طائفہ شر ذمہ قلیلہ کا نصب العین و وطیرۂ خاص ہے ہماری مراد کانگریسی گاندھوی دیوبندی وہابی فرقہ جس کو وطن عزیز مملکت خداداد پاکستان کا امن و استحکام ایک نظر نہیں بھاتا یہ فرقہ مختلف ناموں اور مختلف کاموں اور نت نئے سائن بورڈوں سے وطن عزیز میں انتشار و خلفشار کی آگ بھڑکا تا رہتا ہے۔

ہمارا جوابی طرزِ عمل جارحانہ نہیں ہم اپنے تحفظ و دفاع کا حق ادا کر رہے ہیں ہم اپنے اکابر پر وارد شدہ بے تحاشہ معاندانہ الزامات اور افترات کا قرار واقعی مدلل و محقق و مؤثر جواب دے رہے ہیں تاکہ عوام میں غلط فہمی پیدا نہ ہو ایک ردِّ عمل ہے ردِّ عمل زیادہ تلخ اور تیز ہوا کرتا ہے لیکن پھر بھی ہم نے دلائل و شواہد و حقائق متانت و سنجیدگی کا دامن نہیں چھوڑا، اور اپنے قلم کو فریق مخالف کی طرح الزام تراشیوں اور تحریف خیانت سے آلود نہیں ہونے دیا کسی بھی مکتب فکر اور کسی بھی عقیدہ مسلک کے خلاف کچھ لکھنے میں پہل نہیں کی مسلکی بحث و مباحثہ کی کبھی ابتداء نہ کی سیّدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی الکوکبۃ الشھابیہ، السبحان السبوح اور اکابر علماء عرب و عجم کی تائید و حمایت تقریظات و تصدیقات سے حسام الحرمین اُس وقت شائع فرمائیں جب نام نہاد تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، یکروزی، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان و فتاویٰ گنگوہی وغیرہم جیسی شدید توہین آمیز گستاخانہ کتابیں منظر عام پر آئیں تب حسام الحرمین و الصوارم الہندیہ کا حکم شرعی منظر عام پر آیا۔

قیامِ پاکستان کے بعد نظریہ پاکستان کے مخالف اکھنڈ بھارت کے حامی ہندو کانگریس کے حامی و ہمنوا دو قومی نظریہ کے مخالف ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرہ لگانے والے کانگریسی گاندھوی نام نہاد "علماء" نے قیامِ پاکستان کے حامی و ہمنوا اور تحریکِ پاکستان کے مجاہدین کے ہر اوّل دستہ علمائے اہلسنّت و امام اہلسنّت سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عقائدِ اہلسنّت پر جارحانہ حملے اور خود ساختہ شرک و بدعت کے جاہلانہ فتوے دینا شروع کر دیئے اور ایک ہی قسم کے الزامات و افترات کا اعادہ کیا گیا عوام و خواص کو ورغلانے اور دھوکہ دینے کی مذموم سعی کی گئی جس کا زندہ و نقد تازہ بتازہ ثبوت کتاب سیف حقانی اور بریلی کا نیا دین۔ مطالعہ بریلویت والبریلویہ جیسی سراسر جھوٹی، فریبی کتابیں ہیں جو زبان و بیان کے اعتبار سے دل جلے احساس کمتری میں مبتلا مرفوع القلم نام نہاد باغی و فتن ذہن رکھے مصنفین کے جہالتوں کا منہ بولتا شاہکار ہیں۔ کاش کہ ہر دور میں حکومتِ وقت ایسی شر انگیز وفتین جارحانہ کتب ورسائل پر پابندی لگا کر ضبط کر لیتی تو ہمیں قلم نہ اُٹھانا پڑتا۔

اس موقع پر ہم اپنے برادران اہلسنّت و جماعت سے بھی اپیل کریں گے کہ وہ مخالفین اہلسنّت کانگریسی گاندھوی ملاؤں کی اشتعال انگیزیوں سے متاثر نہ ہو ضبط و تحمل سے کام لیں مخالفین کی الزام تراشیوں کے علمی تحقیقی مدلل و مسکت جوابات اور ناقابل تردید دلائل و شواہد علماء اہلسنّت کی کتب میں موجود ہیں اور ایسے کہ جن کے جواب الجواب سے ہمارے مسلکی مخالفین عاجز و قاصر و بے بس ولاجواب ہیں قارئین قہر خداوندی کا برق آسمانی، محاسبہ دیوبندیت، تکفیری افسانہ، آئینہ صداقت اہلسنّت، اہلسنّت کی یلغار اور زیر نظر کتاب برہانِ صداقت کو زیر مطالعہ رکھیں بلکہ بحمدہٖ تعالیٰ ان کتابوں میں ایسا مدلل و مؤثر و مثبت مواد ہے کہ آپ خود بھی اپنے مخالفین کو مؤثر و معقول علمی تحقیقی جواب دے سکتے ہیں گولی اور گالی سے جواب دینا ہمارا کام نہیں۔

اس موقع پر ہم اپنے مذہبی و مسلکی مخالفین سے بھی عرض کریں گے کہ جھوٹ اور الزام تراشی کسی بھی دین و دھرم کسی بھی مذہب مسلک میں جائز نہیں ہے اپنے قبر و حشر و آخرت کے امتحانات اور شدید ترین عذاب کو پیش نظر رکھ کر جھوٹ اور الزام تراشیوں سے اجتناب و احتراز کیا کریں کیونکہ جھوٹ کا پول ضرور کھل جاتا ہے اور پھر اس کا اُلٹا اثر پڑتا ہے دنیا و آخرت کی روسیاہی حصے میں آتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس تحریر میں اثر و برکت عطا فرمائے اور اہل اسلام و اہل پاکستان کو ہر فتنہ و شر سے بچائے۔ آمین

فقیر سگ بارگاہِ غوث و رضا

سردار احمد رضا رضوی مصطفوی غفرلہ

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

حیات مصنف کا اجمالی خاکہ

از حضرت علامہ مولانا سردار احمد رضا مشرف القادری مدظلہ العالی
جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ لاہور

مصنف کتابِ ہٰذا ضیغم اہلسنّت علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت صاحبِ تصانیفِ کثیرہ رئیس التحریر صمصام المناظرین حضرت مولانا محمد حسن علی قادری رضوی چشتی صابری دامت برکاتہم القدسیہ کی علمی تحقیقی مذہبی تبلیغی قلمی تحریری خدمات ناقابلِ فراموش اور اہلسنّت کی تاریخ کا ایک روشن و درخشندہ باب ہیں۔ راقم الحروف نے حضرت ممدوح کی خدمت میں بار بار عرض کیا کہ اپنی حیاتِ مبارکہ کے کچھ واقعات بتادیجئے تاکہ راقم ایک جامع و مفصل سوانح حیات مرتب کرسکے تو ہر بار یہی جواب ملا، ارے میں کیا ہوں؟ ابھی تو ہمارے بڑوں کی سوانح حیات مرتب نہ ہوسکی، پھر اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ ذیل اشعار ارشاد فرمائے۔

اک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی — مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں — مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا
اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے — دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

راقم الحروف کے اصرار پر اپنی حیات مبارکہ کے چند دلنشین واقعات ارشاد فرمائے اور کچھ راقم نے مختلف کتب و رسائل سے اخذ کئے جو موقر قارئین کرام کی خدمت میں حاضر ہیں۔

ولادت

قیامِ پاکستان اور تقسیم ہند سے کچھ پیشتر شہر ہانسی شریف ضلع حصار النبالہ ڈویژن ہریانہ میں جو دہلی سے ۸۰ میل جانب مغرب میں روہتک سے کچھ آگے ہے میں مولانا محمد بشیر احمد قادری رضوی مصطفوی بن شیخ محمد کریم الدین کے گھر ہوئی، یہاں تارا گڑھ اجمیر مقدس کے بعد پرتھوی راج کا دوسرا بڑا قلعہ تھا جسے سلطان اسلام شہاب الدین غوری نے فتح کیا تھا، یہ شہر اولیاء اللہ بزرگانِ دین کا مرکز و مسکن رہا ہے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں بارہ سال اور ایک روایت کے مطابق اٹھارہ سال رونق افروز ہوئے اور یہاں آپ کے محبوب ترین خلیفہ اعظم مجاز مہر ولایت بنیرۂ امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت بو علی شاہ قلندری پانی پتی کے بہنوئی امام العارفین قطب الواصلین حضرت خواجہ قطب جمال الدین احمد ہانسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار پُر انوار ہے جو زبردست عالم و فاضل ادیب و شاعر تھے اور بیان و کلام کا جادو جگاتے تھے۔ حضرت ممدوح کے خاندان کے افراد متصلب سنّی مسلمان تھے گھر میں میلاد و گیارہویں شریف کی تقاریب اہتمام سے ہوتی تھیں یہی وجہ تھی کہ حضرت ممدوح ایامِ طفولیت ہی سے ان کے مزار پُر انوار پر قلعہ کہنہ ہانسی پر واقع حضرت میراں صاحب نعمت اللہ ولی شہید اور عقب قلعہ حضرت سلطان شہید اور شہر میں مختلف مقامات پر حضرات اولیاءِ کرام اور شہداءِ عظام کے مزارات طیبہ پر اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔

اب آپ کے آباء واجداد روہتک دہلی روڈ کی وسط میں شہر سانپلہ سکونت پذیر رہے پھر ضلع روہتک میں مہم شریف اور انبالہ چھاؤنی کو مسکن بنایا انبالہ چھاؤنی میں ریلوے اسٹیشن سے بالمقابل شیشوں والی حویلی کے نام سے آپ کا جدی مکان آج بھی موجود ہے پردادا کا انتقال اس وقت ہوا جبکہ آپ کے جدِ امجد بہت تھوڑی عمر میں تھے لہٰذا آپ کے دادا کی پرورش اپنے نانا کے گھر شہر ہانسی شریف میں ہوئی اور یہیں سے خاندانی سلسلہ آگے بڑھا۔

تعلیم و تربیت

آپ نے ۱۹۴۵ء میں شہر ہانسی کے اسلامیہ پرائمری اسکول میں داخلہ لیا اور ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد مہاجر ہو کر والدین کے ساتھ پاکپتن شریف بہاولپور ریلوے لائن پر واقع ضلع ملتان کے اہم شہر میلسی میں قیام پذیر ہوئے اور مڈل تک تعلیم میلسی میں ہی حاصل کی اس زمانے کے مڈل آج کی ایف اے کے برابر ہوتی تھی اور تحصیل علوم دینیہ و عربیہ جامعہ غوثیہ نعیمیہ گجرات حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ اور ۱۹۵۸ء میں آپ نے جب نائبِ اعلیٰ حضرت مظہر صدر الشریعہ محدث اعظم پاکستان امام اہلسنّت علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قادری رضوی قدس سرہ صدر المدرسین و شیخ الحدیث دارالعلوم بریلی شریف کے علوم و معارف کے دریا بہتے دیکھتے اور آپ نے ہر باطل فرقے کا رد و ابطال کیا ہر طرف ان کا چرچہ و شہرہ ہوا تو آپ نے یادگار رضا پاکستان مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور (فیصل آباد) میں حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ سے طویل خط و کتابت کی ان کے خطوط میں غضب کی جاذبیت و کشش اور ایک خاص روحانیت کارفرما تھی ان کے قلمی و تحریری ارشادات دل کی گہرائیوں میں اُترتے چلے گئے اور آپ تحصیلِ علم کیلئے مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام حاضر ہو گئے اور متعدد مدرسین جامعہ رضویہ سے ابتدائی و متوسط کتب پڑھیں اس دوران بھی وقت ملنے پر حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے دورۂ حدیث میں شامل رہتے اور دل کی گہرائیوں میں اُترنے والے آپ کے ارشادات و فرمودات اور احادیثِ مبارکہ پر آپ کا محققانہ و محدثانہ تبصرہ و توضیح بغور سنتے علوم دینیہ کے حصول کے بعد محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ سے حدیث شریف کی کتب پڑھیں اور اسناد حاصل کیں یہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کا کمال تھا یا کرامت کہ چھ چھ گھنٹے سات سات گھنٹے بیٹھ کر جم کر پڑھاتے کسی صورت میں دورۂ حدیث کے اسباق کا ناغہ نہ کرتے جب بہت ہی زیادہ دینی ضرورت کے پیش نظر باہر تبلیغی دورے پر جانا پڑتا تو پھر واپسی پر رات کو دورۂ حدیث شریف کے اسباق پڑھاتے اور اکثر رات کو ایک ایک بجے تک پڑھاتے رہتے وہ حدیث شریف کی کوئی ایک کتاب یا ایک کتاب کے بعض اسباق پڑھانے والے محدث یا شیخ الحدیث نہیں تھے بلکہ بتمام و کمال بالاستیعاب دورۂ حدیث شریف کی جملہ کتب حرفاً حرفاً پڑھاتے عبارات کی تصحیح فرماتے اور علوم معارف کے دریا بہاتے اور طلباء کے سوالات اور مخالفین کے اعتراضات کے محققانہ جوابات ارشاد فرماتے کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑتے دن رات طلباء کے کمروں میں جا کر خود نگرانی فرماتے خلوص و ایثار کے ساتھ بے لوث خدمت و تبلیغ سنیت اور اشاعت مسلکِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی تاکید فرماتے محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے ایسے روح پرور شب و روز کے مشاہدات نے حضرت ممدوح کے افکار پر گہرے مسلکی روحانی اثرات مرتب کئے اور آج اصاغر کا ذکر نہیں بلکہ اکابرین کرام بھی حضرت ممدوح کو علمبردار مسلکِ اعلیٰ حضرت، پاسبان مسلک رضا، محافظ و جانثار مسلک اعلیٰ حضرت، ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت، قاطع بدمذہبیت، مجاہد اہلسنّت، ضیغم اہلسنّت، صاحب تصانیفِ کثیرہ، رئیس التحریر کے القابات سے یاد کرتے ہیں یہ سب امام اہلسنّت حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی قادر نظر فیض اثر کا کرشمہ و کرامت ہے۔

یادِ الٰہی نامیوں کے نام سے منسوب رکھو
دائما بجتا رہے ڈنکا رضا کے واسطے

خطابت و امامت

زمانہ طالب علمی میں جودی رضوی مسجد فیصل آباد اور اس کے بعد جامع مسجد فریدیہ بلدیہ میلسی ملتان ڈویژن، میں علم و فضل کے دریا بہار ہے ہیں اور خوب جم کر مذاہب باطلہ کی سرکوبی فرما رہے ہے اور ترویج و اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت علیہ الرحمۃ میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

تصانیفِ جلیلہ

یوں تو حضرت ممدوح میں اللہ پاک کے فضل و کرم سے اور اس کے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر عنایت سے بہت سے اوصاف جمیلہ پائے جاتے ہیں لیکن حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی نظر فیض اثر سے ان کی تعلیم و تربیت کی وجہ سے آپ پر تصنیف و تالیف و مناظرہ و ابطال مذاہب باطلہ کے علاوہ بالخصوص اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت مطہرہ پر خطابت کا رنگ اغلب نظر آتا ہے یہ انھیں سرکاروں سے غایت درجہ محبت کا نتیجہ ہے آپ نے سلسلۂ تصنیف و تالیف اپنے شیخ طریقت حضرت محدث اعظم پاکستان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاتِ مبارکہ سے ہی شروع فرمادی تھی اور یہ آپ کی کم عمری کا زمانہ تھا۔ مضامین میں اس کی ابتداء ماہنامہ ماہ طیبہ سیالکوٹ سے ہوئی اور کتب میں آپ کی سب سے پہلی تصنیف لطیف "نور مجسم یا البشر مثلکم" ہے جو ایوان دیوبندیت پر رضوی میزائل ثابت ہوئی جس نے بڑے بڑے نجدی دیوبندی کلغیاں رکھنے والے نام نہاد علماء کو بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ اور كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ کا مزہ چکھا دیا۔ بد مذہبیت بالخصوص نجدیت و دیوبندیت کے طول، عرض، عمق سے حضرت ممدوح بخوبی واقف ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے تحریر کردہ کتب و رسائل بدمذہبیت پر اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے تحفظ و دفاع میں ناقابل تردید و ناقابل فراموش دستاویز و ریکارڈ کی صورت میں بفضلہٖ تعالیٰ تا قیامِ قیامت لاجواب رہیں گے۔ مذہب مہذب مذہبِ حق اہلسنّت و جماعت مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تائید و حمایت میں اور ابطال باطل میں ہزاروں اہم مضامین لکھے جو ناقابلِ فراموش یادگار تاریخی سرمایہ ہے مخالفین اہلسنّت کے چوٹی کے مشہور و ممتاز مناظرین و اہل قلم کی عنق پر آپ کا تحفظ شانِ رسالت میں بے دریغ چلنے والا قلم شمشیر برہنہ نظر آتا ہے آپ کی تصانیف کی کل مجموعی تعداد آٹھ سو پچاس سے متجاوز ہے جو کتابیں زیور طباعت سے آراستہ ہیں ان کی مجموعی تعداد ایک سو کے لگ بھگ ہے۔ جن میں مشہور اور تکرار سے چھپنے والی کتب مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱	نور مجسم یا البشر مثلکم	۲۱	جواب خواب التحریر فی التعبیر
۲	آئینہ حق وباطل	۲۲	اہلسنّت کی یلغار بجواب اہل حدیث کی پکار
۳	تنبیہ الجہال	۲۳	عجائب انکشاف
۴	اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ	۲۴	محاسبۂ دیوبندیت جلد اوّل
۵	انوارِ حق بجواب اظہارِ حق	۲۵	محاسبۂ دیوبندیت بجواب مطالعہ بریلویت جلد دوم
۶	سیف الجبار علی متن الافتخار	۲۶	آئینہ شفاف محدث اعظم پاکستان
۷	برق آسمانی بر فتنۂ شیطانی	۲۷	امام اہلسنّت محدث اعظم پاکستان کا عالمگیر علمی روحانی فیضان
۸	برہانِ صداقت بر د مجدی بطالت	۲۸	مناظرہ بریلی نصرت خداداد معہ تقدیم رضوی
۹	قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی	۲۹	کونڈوں کی فضیلت معہ فتاویٰ اکابر اہلسنّت
۱۰	جرم وسزا	۳۰	محاکمہ کا محاسبہ رڈ طاہر القادری
۱۱	تذکرۂ محدثِ اعظم پاکستان	۳۱	بیس تراویح چیلنج پر چیلنج
۱۲	دیوبندی شاطر اپنے منہ کا فر	۳۲	لاؤڈ اسپیکر پر نماز معہ تحقیقات اکابر اہلسنّت
۱۳	اظہارِ حقیقت	۳۳	تقدیم رضوی بر قول فیصل
۱۴	ضرب کبیر	۳۴	آئینۂ مجدد و دیوبند
۱۵	قرآن اور دیوبندی مولویوں کا ایمان	۳۵	ایک غلط فہمی کا ازالہ
۱۶	آئینہ صداقت اہلسنّت	۳۶	تین اعتقادی رشتے بجواب تین خونی رشتے
۱۷	اثبات مزارات	۳۷	مناقب مجددِ اعظم
۱۸	تحقیقی تعاقب	۳۸	گستاخوں سے اتحاد واشتراک
۱۹	مجددِ اعظم اصطلاح مسلکِ اعلیٰ حضرت	۳۹	دیوبندی مولویوں کے عقائد باطلہ کی ننگی تصویر
۲۰	وصایا شریف پر اعتراضات کے جوابات	۴۰	الفتنۃ الکبریٰ تقدیم لاجواب

علاوہ ازیں ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ ہفت روزہ پندرہ روزہ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ، ماہنامہ رضوان حزب الاحناف لاہور، ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف، ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف، ماہنامہ سنّی دنیا بریلی شریف، ماہنامہ دامن مصطفےٰ بریلی شریف، ماہنامہ فیض الرسول براؤن شریف انڈیا، ماہنامہ اشرفیہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی۔ ماہنامہ جام نور کلکتہ، ماہنامہ سنّی آواز ناگپور مہاراشٹر، ماہنامہ نور و ظہور قصور، ماہنامہ السعید ملتان، ماہنامہ القدیر ساہیوال، ماہنامہ فیض عالم بہاولپور، روزنامہ سعادت فیصل آباد، روزنامہ انجام کراچی، روزنامہ جنگ لاہور کراچی، روزنامہ مشرق لاہور، روزنامہ لاہور ملتان، ہفت روزہ الہام بہاولپور، روزنامہ آفتاب ملتان، روزنامہ سنگ میل ملتان، ماہنامہ النظامیہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، ہفت روزہ ضرب اسلام کراچی، ماہنامہ القول السدید لاہور، رفیق علم دارالعلوم امجدیہ کراچی، علاوہ ازیں بے شمار دینی، مسلکی رسائل اور جرائد میں بکثرت مضامین لکھے اور علمائے اہلسنّت کی دینی مذہبی سماجی سیاسی خدمات کو متعارف کرایا جو بلاشبہ یادگار علمی تاریخی سرمایہ ہیں آج کل محاسبۂ دیوبندیت جلد سوم اور سیرت صدر الشریعہ زیر قلم ہیں، اگر ان ہزاروں صفحات پر پھیلے ہوئے مضامین کو باب بندی کے بعد یکجا کر کے کتابی شکل دی جائے تو بلاشبہ کئی ضخیم جلدوں پر محیط ہوں گے۔

دینی مذہبی مسلکی جرائد کی ادارت

مولانا مختار احمد نعیمی کے ساتھ مل کر حضرت ممدوح نے ماہنامہ آستانہ فیض عالم، لاہور داتا دربار و گجرات جاری کیا، پھر محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے خلف اکبر حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی کے حکم پر جامعہ رضویہ منظر اسلام فیصل آباد کے ہفتہ وار ترجمان محبوب حق میں نائب مدیر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں، پھر مسلکِ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی ترویج واشاعت کیلئے میلسی سے سہ ماہی مجلّہ "نورِ بصیرت" کا اجراء فرمایا۔

مختلف النوع دینی خدمات

میلسی شہر میں سنیت و رضویت کی تبلیغ و اشاعت کیلئے حضرت ممدوح نے سب سے پہلے انجمن خدام الاولیاء قائم فرمائی جس نے ضلع ملتان میں علمائے اہلسنّت کی تصانیف کو عام کرنے کیلئے انتھک کوشش کیں اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک کی تبلیغ و اشاعت میں ایک اہم مقام حاصل کیا متعدد جلسے کرائے جن میں بارہا مولانا غلام محمد بشیر احمد رضوی ساہیوال اور مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم کو مدعو کیا ماہانہ گیارہویں شریف کا اہتمام کیا بعد ازاں حاجی محمد سلیمان اور مولانا ابوالختار عبد الجبار صاحب کے تعاون سے تحصیل بازار میلسی میں ایک کرائے کے چوبارہ میں جامعہ رضویہ سراج العلوم قائم فرمایا لیکن کچھ عرصہ کے بعد امام اہلسنّت محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قادری رضوی چشتی علیہ الرحمۃ نے حضرت ممدوح کو ایک خط تحریر فرمایا کہ جامعہ رضویہ سراج العلوم کے نام سے ہمارا مدرسہ گوجرانوالہ میں ہے آپ اپنے مدرسہ کا نام تبدیل فرماکر مدرسہ حنفیہ رضویہ مصباح العلوم رکھیں چنانچہ حضرت ممدوح نے مدرسے کا نام تبدیل فرماکر مدرسہ حنفیہ رضویہ مصباح العلوم رکھ دیا اور ساتھ ہی انجمن خدام الاولیاء کا نام تبدیل فرماکر لائل پور کی انجمن فدایانِ رسول پر انجمن فدایان رسول رکھ دیا، پھر احباب اہلسنّت حاجی سلیمان صاحب وغیرہ نے آپ کو مدرس لانے کیلئے فیصل آباد بھیجنا چاہا لیکن قریب ہونے کی وجہ سے آپ علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ملتان گئے اور مدرسہ انوار العلوم کے فاضل مولانا سیّد کاظم القادری کو اپنے ہمراہ لائے علاوہ ازیں محدث پاکستان کی یادگار میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کیلئے میلسی میں مدرسہ حنفیہ غوثیہ انوار رضا قائم فرمایا جس نے کافی عرصہ دینی مسلکی تبلیغی خدمات سرانجام دیں۔ انجمن خدام رضا اہلسنّت، بزم انوار رضا اہلسنّت جیسے اہم اداروں کی کارکردگی میں آپ کی سرپرستی قابل تحسین ہے۔ شہر میلسی میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام اہلسنّت کا عرس یوم رضا سب سے پہلے آپ ہی نے شروع فرمایا، آجکل وسیع اراضی پر سنی رضوی جامع مسجد اور مدرسہ کی تعمیر و ترقی میں مصروف ہیں۔

مناظرے و مباحثے

حضرت ممدوح نے دینی مسلکی جذبے اور ولولے کے تحت متعدد مناظروں اور کامیاب مباحثوں میں شرکت فرمائی فتح پور میلسی میں مولوی عبد الشکور دین پوری دیوبندی اور مسجد مائی والی میلسی میں مولوی سلطان محمود مظفر گڑھی سے کامیاب مباحثے فرمائے موضع پیر شاہ میلسی کرم پور میں مولانا مہر علی گولڑوی چشتیاں شریف اور صدر تنظیم اہلسنّت مولوی دوست محمد قریشی کے درمیان نوک جھونک ہوئی اور مولوی دوست محمد قریشی نے مناظرہ کا چیلنج دیا تو میلسی سے حضرت ممدوح نے مولوی دوست محمد کو جوابی چیلنج دیا اور دس اہم سوالات پر مشتمل ایک اشتہار شائع کیا جس سے مولوی دوست محمد لاجواب ہوگیا۔ آپ نے شورش کاشمیری ضیاء القاسمی فیصل آبادی اور غلام راولپنڈی دیوبندی مولویوں کے چھوٹے موٹے کتابچوں اور پمفلٹوں کے جوابات کی صورت میں چیلنج کیا لیکن وہ قبول کرنے سے عاجز رہے پاکستان کے دیوبندی مناظرین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کے ذمہ آپ کا تحریری تصنیفی مناظرانہ اور مختلف النوع سوالات کا قرض نہ ہو رسائل وجرائد کے فائلے گواہ ہیں کہ مخالفین اہلسنّت میں سے جس کسی نے بھی مذہب اہلسنّت و مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف زہر اُگلا تو آپ نے حاسدین اور معاندین کو مدلل ومسکت دندان شکن جواب دیا علاوہ ازیں بہت سے تحریری مناظروں میں شرکت فرمائی اور مخالفین اہلسنّت کے مناظرین کو شکست فاش دی۔ اہلسنّت وجماعت کیلئے آپ کی تحریری تصنیفی خدمات قابلِ فخر وباعثِ صد شکر ہیں۔

فتاویٰ اکابر اہلسنّت ایک تاریخی ریکارڈ

حضرت ممدوح مدظلہ العالی کے پاس اکابر اہلسنّت مشائخ طریقت کی نایاب کتب اور برصغیر پاک وہند کے اکثر مناظروں کی روئیداد کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے اور مختلف ادوار میں علمائے اہلسنّت میں جن بعض مسائل پر علمی تحقیقی اختلاف ہوتا رہا ان سب کا فیصلہ کن جواب آپ نے حضور سیّدی مرشدی مفتی اعظم علامہ الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خان بریلوی، مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا خان جیلانی میاں، محدث اعظم علامہ سیّد محمد محدث کچھوچھوی، حضرت علامہ ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین بہاری، محدث پاکستان ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی، امام العلماء حضرت علامہ قاری سیّد محمد خلیل الکاظمی محدث امروہوی، مفتی پاکستان علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری رضوی، علامہ مفتی مظہر اللہ دہلوی، حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی، مولانا عبد الحامد بدایونی، شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی، فقیہ کبیر علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، مفتی محمد عمر نعیمی، مفتی محمد رفاقت حسین کانپوری، علامہ عبد المصطفےٰ الازہری، علامہ مفتی تقدس علی خان صاحب قدست اسراہم سے حاصل کئے اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف نئے نئے ماڈرن محققین کی راہیں مسدود فرمائیں اکابر اہلسنّت کے یہ فیصلہ کن نورانی فتاویٰ اہم علمی ذخیرہ ہیں اکابر اہلسنّت آپ پر بہت کرم وشفقت فرماتے تھے۔ آپ فتاویٰ کے اس علمی ذخیرہ کو فتاویٰ اکابر اہلسنّت کے نام سے شائع فرمانا چاہتے ہیں آپ نے تذکرہ محدث اعظم پاکستان کیلئے ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل مواد جمع کیا ہے جو اس موضوع پر لاجواب وبے مثال مجموعہ ہے۔

شرفِ بیعت، اجازت و خلافت

حضرت ممدوح مدظلہ العالی کو شرفِ بیعت محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قادری رضوی چشتی سے حاصل ہے اور پھر آپ کی خدماتِ دینیہ اور مذہبی جذبہ کو دیکھ کر محدث اعظم پاکستان نے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ چشتیہ صابریہ میں اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا اور ۲۴/ ذیقعد ۱۳۸۱ھ مطابق ۳۰/ اپریل ۱۹۶۲ء بروز دوشنبہ کو مولانا معین الدین صاحب شافی سے اجازت وخلافت نامہ لکھوا کر اپنی مہر اور دستخطوں سے ارسال فرمایا۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت مخدوم اہلسنّت مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا خان صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف آپ پر بہت ہی کرم فرماتے تھے حضرت مفتی اعظم ہند نے بھی مولانا موصوف کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں اجازت وخلافت عطا فرمائی اور ۲۰/ رمضانُ المبارک ۱۳۸۴ھ کو مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی رضوی سے نہایت خوشخط اجازت نامہ لکھوا کر اپنی مبارک مہر اور دستخطوں سے ارسال فرمایا اسی طرح خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین بہاری اور نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی رحمۃ اللہ علیہما نے بھی اپنی اپنی اجازتوں سے سرفراز فرمائیں بارگاہِ اعلیٰ حضرت کے نعت گو شاعر حضرت سیّد محترم مخدوم اہلسنّت سیّد ایوب علی رضوی بریلوی علیہ الرحمۃ نے آپ کے شجرہ کیلئے یہ شعر تحریر فرما کر شامل شجرہ فرمایا۔

مرشدی سردار احمد رضا کے واسطے — بارش انوار رضا ہو رضویوں پر تا ابد
دائما بجتا رہے ڈنکا رضا کے واسطے — جذبہ تبلیغ دیں دے حسن رضوی کے طفیل

نرینہ اولاد و اخلاف

راقم الحروف سردار احمد رضا مصطفوی رضوی، مولانا انوار احمد رضا مصطفوی رضوی، دلدار احمد رضا برہانی رضوی، اقمار احمد رضا قادری، حامد رضا قادری، مصطفےٰ رضا قادری، دیدار احمد رضا قادری' قارئین کرام ہم سب کیلئے خدمتِ دین و خدمتِ مسلکِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی دعا فرمائیں۔

(ماخوذ کتاب مفتی اعظم اور ان کے خلفاء جلد اوّل ۳۲۴ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۳)

(مقالہ محمد غلام مصطفےٰ عجمی نامہ نگار امروز ملتان مشرق لاہور کتاب برہانِ صداقت پہلا ایڈیشن ۱۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ابتدائیہ

ہے ابتدا ہماری تری انتہا کے بعد

خدا جانے کس سوچی سمجھی اسکیم کے تحت دیوبندی وہابی فرقہ کی طرف سے یکے بعد دیگر دھماکہ، سوانح اعلیٰ حضرت، سیف رحمانی وغیرہ شر انگیز کتب شائع ہوئیں فقیر راقم الحروف دھماکہ کے جواب قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی کے جواب سے فارغ ہوا تو ایک روز منڈی جہانیاں سے واپسی پر محبّ محترم رانا خلیل احمد صاحب نے "سیف حقانی" کے نام سے ۱۷۶ صفحات پر مشتمل ایک نہایت خوبصورت مجلد کتاب عنایت فرما کر اس کے جواب کیلئے ارشاد فرمایا۔ میلسی پہنچا تو فخر اہلسنت مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب الرضوی نگرانِ اعلیٰ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ کا حکم نامہ موجود پایا۔ اس دوران مختلف مقامات کے علماء و احباب اس کے جواب کیلئے اصرار فرماتے رہے۔ اس کتاب سے میری ذاتی دلچسپی بڑھ گئی تھی کیونکہ اس کے صفحہ اوّل پر بڑے طمطراق سے لکھا تھا، بجواب زلزلہ و تبلیغی جماعت۔ ان الفاظ نے مجھے چونکا دیا کہ کیا واقعی دیوبندی خانوادہ میں بھی کوئی ایسا بچہ پیدا ہو گیا ہے جو کلک رضا خنجر خونخوار برق بار کے مظہر اتم رئیس التحریر علامہ ارشد القادری الرضوی مدظلہ العالی کے قلم حق رقم کا جواب لکھ سکے۔ فقیر اپنی تمام تر مصروفیات کو چھوڑ چھاڑ کر زلزلہ اور تبلیغی جماعت اور ان کے جواب سیف حقانی کو لے کر بیٹھ گیا اور سیف حقانی کے اس خواب کی تعبیر تلاش کرنے لگا کہ یہ کتاب زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا جواب ہے کیونکہ اس کے مصنف نے جو حال ہی میں علامہ ابوالناصر محمد عمر قریشی کے بھاری بھر کم نام سے قلمی دنیا میں پہلا قدم کے طور پر نمودار ہوئے ہیں الغرض پہلی ہی شب میں سیف حقانی کو اوّل سے آخر تک دیکھ لیا۔ یقین فرمایئے! ہمیں خود اپنے آپ پر اعتبار نہیں آ رہا تھا۔ ہم نے کتاب کی بار بار ورق گردانی کی لیکن علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی کے زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا سیف حقانی کے کسی صفحہ پر کوئی جواب نہ تھا۔ عام طور پر یہ تو ہوتا ہے کہ جوابی کتاب لکھنے والے اگر کسی کتاب کا حرفاً حرفاً پورا جواب نہیں لکھ پاتے تو کم از کم چند ایک باتوں کو تو ضرور جھٹلاتے اور ان کا جواب دیتے ہیں لیکن سیف حقانی کو اس زوردار دعویٰ کی روشنی میں کہ بجواب زلزلہ و تبلیغی جماعت اوّل تا آخر حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمالیجئے لیکن اس میں زلزلہ اور تبلیغی جماعت کی کسی ایک بھی دلیل کو تو نہیں جھٹلایا گیا۔ زلزلہ و تبلیغی جماعت میں مذکور حوالہ جات میں سے کسی ایک کو بھی تو چیلنج نہیں کیا گیا۔ البتہ مصنف نے اپنے مکتبِ فکر کی ڈوبتی کشتی کو تنکے کا سہارا دینے کیلئے علمائے اہلسنّت بالخصوص امام اہلسنّت سیّدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الامام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات پر بے سرپا الزامات و اتہامات کی بوچھاڑ کی تھی۔ مصنف کا یہ نام نہاد جواب "سوال گندم جواب چنے" کا عکاس و آئینہ دار تھا۔ ہم حیران تھے کہ

یہ کیا کرامت ہے کہ علامہ ارشد القادری مدظلہ کے زلزلہ و تبلیغی جماعت کے ایڈیشن پر ایڈیشن چھپ رہے ہیں اور ہاتھوں ہاتھ جارہے ہیں۔ اس کا اب انکشاف ہوا کہ دیوبندی کی پوری قلمی مشینری زلزلہ و تبلیغی جماعت کے ردّ وجواب کے خبط میں مبتلا ہے اور اس طرح یہ لوگ خود ہی زلزلہ و تبلیغی جماعت کے تعارف کا باعث بن رہے ہیں۔ جہاں تک زلزلہ و تبلیغی جماعت کے جواب کا تعلق ہے تو یہ حقیقت اربابِ فکر و نظر سے مخفی نہیں۔ سیف حقانی تو بجائے خود زلزلہ و تبلیغی جماعت کے لاجواب ہونے کی دلیل ہے ورنہ بتایا جائے کہ سیف حقانی کے کسی صفحہ پر زلزلہ و تبلیغی جماعت کی کسی بات کا کیا جواب ہے؟

اور پھر اہل علم و انصاف سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ دیوبندی طائفہ کی طرف سے سیفِ حقانی یا اس کے ساتھ حال ہی میں جو کتب دھماکہ، سیف رحمانی، بریلی کا نیا دین، سوانح اعلیٰ حضرت شائع ہوئیں زبان و کلام اور اسلوب بیان کے لحاظ سے وہ کس قدر غلیظ ہیں اور کیسی بازاری زبان استعمال کی گئی ہے اور ان میں حقائق و دلائل کا کتنا کیا عنصر ہے اس سے اہل دیوبند کی بے چارگی اور علمی بے بضاعتی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ سیف حقانی کے مصنف کا صفحہ اوّل پر دعویٰ تو یہ ہے کہ سیف حقانی وہ کتاب ہے جس میں "ہم نے دلائل سے بتایا کہ یہ (زلزلہ و تبلیغی جماعت) اتہامات محض ہیں" لیکن اس دعویٰ کی دلیل از اوّل تا آخر سیف حقانی کے کسی صفحہ پر موجود نہیں۔ ہم بقلم خود علامہ ابو الناصر محمد عمر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ جناب جب آپ کے پاس جواب نہیں تھا تو بجواب زلزلہ و تبلیغی جماعت لکھنا کیا ضروری تھا۔ آپ جی بھر کر دل کی بھڑاس نکالتے۔ اہلسنّت و امام اہلسنّت بریلویوں اور فاضل بریلوی پر جاہلانہ خرافات اور الزامات و افترات کی بوچھاڑ کرتے اور "ذخیرہ آخرت" بناتے۔

بے بسی کا اعتراف اور تضاد بیانی

مصنف سیف حقانی یوں تو اپنے زعم باطل میں جواب لکھنے بیٹھ گیا اور اپنی سادہ لوح دیوبندی قوم کو باور کرادیا کہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا جواب ہوگیا۔ لیکن یہ جواب لکھنے والے "علامہ" خود اعتراف کرتے ہیں "میرے کرم فرمادوست حضرت محمد عثمان صاحب حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مدنی کے خاص عقیدت مندوں میں سے ہیں بیک وقت تین کتابیں لاکر دکھائیں۔ چنانچہ میں نے تینوں کتب (زلزلہ، تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی) جو کسی علامہ ارشد القادری صاحب کی تالیف ہیں تین چار دِن میں بالاستیعاب دیکھ لیں اور اس کے بعد دیکھنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ اس لئے کہ از آغاز تا اختتام جملہ کتب میں ایک ہی بات کا تکرار اتنے التزام کے ساتھ ہے کہ جی متلانے لگے اور دوبارہ دیکھنے کے تصور سے ہی کوفت ہونے لگے"۔

(سیف حقانی، باب اوّل صفحہ ۵)

اس کے بعد لکھتا ہے، لیکن (زلزلہ و تبلیغی جماعت میں) کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی کہ جواب دیا جائے محض دعویٰ سے کام چلایاہے۔ (سیف حقانی، ص۷)

انصاف پسند قارئین کرام! غور فرمائیں کہ جب مصنف سیف حقانی کو ایک بار کتاب زلزلہ و تبلیغی جماعت کے دیکھنے کے بعد دوبارہ دیکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی ہو اور جس کو دوبارہ دیکھنے کے تصور سے ہی کوفت ہو ایسے علامہ نے زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا کیا جواب لکھا ہوگا اور اس کے نام نہاد جواب کی کیا حقیقت ہوگی۔ بھلا جو شخص اپنے اندھے پن کی بناء پر یہ کہہ رہا ہے کہ زلزلہ و تبلیغی جماعت میں کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی گئی کہ جواب دیا جائے۔ جب اس بے چارے کو زلزلہ و تبلیغی جماعت میں دلائل و حوالہ جات نظر ہی نہیں آئے تو یہ کیا جواب دے سکتا ہے لہٰذا اس کے اپنے قول پر یہ ماننا پڑیگا کہ اس نے جو یہ نام نہاد جواب دیاہے وہ اندھے کی لاٹھی ہے۔

کہتے ہیں "دروغ گورا حافظ نباشد" سچ ہے جھوٹے آدمی کا حافظہ نہیں ہوتا ایک طرف تو سیف حقانی کا مصنف علامہ بن کر یہ کہہ رہا ہے کہ

"کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی گئی کہ جواب دیا جائے"

لیکن تضاد بیانی ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:۔

"اکابرین دیوبند کی کتب عقائد سے عبارات نقل کر کے لیکن بغیر بیان کردہ سیاق وسباق کے دلائل کے ان کے مقابلہ میں کتب سوانح کے اقتباس پیش کئے ہیں پھر آسمان سر پر اُٹھالیا کہ لوگو قیامت کیوں نہیں آگئی" (سیف حقانی، ص ۸)

"ہم نے کتاب زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا مدلل جواب دیا ہے" (سیف حقانی، ص ۴)

اب اس بھلے آدمی سے کون پوچھے کہ ایک طرف آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ زلزلہ و تبلیغی جماعت میں دلائل سے بات نہیں کی گئی کیا جواب دیا جائے اور دوسری طرف آپ یہ فرمارہے ہیں اکابرین دیوبند کی کتب عقائد کے مقابلہ میں کتب سوانح کے اقتباس پیش کئے ہیں۔

"کتب عقائد کا مقابلہ چند سوانحی خاکوں سے کیا ہے" (سیف حقانی، ص ۸)

جب آپ کے اس اعتراف کے مطابق کتب عقائد و کتب سوانح کے حوالہ جات و دلائل ہیں تو پھر یہ کیا بے شرمی ہے کہ آپ دوسری طرف یہ فرمارہے ہیں کہ کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی۔ یہ واضح تضاد بیانی مصنف سیف حقانی کے ذہنی خلفشار کی عکاس و آئینہ دار ہے اور وہ اپنی اس غلط بیانی کے سہارے دن دھاڑے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتا ہے۔

ہم مصنف سیف حقانی سے پوچھتے ہیں کہ کیا اکابر دیوبند کی سوانح عمریاں کتب عقائد کے منافی ہیں۔ یہ بات ہر ذی فہم و شعور جانتا ہے کہ کتبِ سوانح کسی بھی شخص کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہوا کرتی ہیں۔

یا تو یوں کہو کہ دیوبندی کتب عقائد میں جو کچھ لکھا ہے وہ لکھنے کی حد تک ہے عمل سے اس کا کوئی تعلق نہیں مثلاً دیوبندی کتب عقائد میں شراب کو حرام لکھا ہے۔ اگر کوئی دیوبندی عالم شراب پی لے تو وہ گنہگار نہ ہوگا۔ یا دیوبندی کتب عقائد میں غیر خدا کو سجدۂ عبادت شرک اور سجدۂ تعظیم حرام لکھا ہے لیکن اگر کوئی دیوبندی عالم غیر خدا کو سجدہ کرلے تو وہ مشرک نہ ہوگا یا بصورت دیگر گنہگار قرار نہ پائے گا۔ یہ کیا تاویل ہے؟ یہ کیا مدلل جواب ہے؟ سینکڑوں کتابوں کے حوالوں پر مشتمل زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا کیا صرف اتنا کہہ دینے سے جواب ہو گیا؟ یا تو یوں کہو کہ اکابر دیوبند کے حالاتِ زندگی کتب عقائد کے منافی تھے یا یوں کہو کہ اکابر دیوبند کی سوانح عمریاں غلط ہیں۔ ان کے صحیح حالاتِ زندگی پر مشتمل نہیں ہیں۔ ان سے تذکرۃ الرشید، سوانح قاسمی،

اشرف السوانح وغیرہ میں غلط باتیں منسوب کردی گئی ہیں اور پھر علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ العالی نے کتب سوانح سے ایسی ہی عبارات نقل کی ہیں جو ان کے عقیدہ و مسلک کو ظاہر کرتی ہیں یا ان کی عملی زندگی سے متعلق۔ مصنف سیف حقانی پر لازم تھا کہ:

- اوّل تو وہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں دیئے گئے حوالوں کو غلط ثابت کرتا۔ اگر غلط ثابت نہ کرسکتا تو ان حوالوں میں کتربیونت یا جوڑ توڑ ثابت کرتا۔
- دوم یہ ثابت کرتا کہ مولانا ارشد القادری صاحب نے ان عبارات کو غلط معنی پہنائے ہیں من مانے مفہوم اخذ کئے ہیں۔
- سوم یہ ثابت کیا جاتا کہ ان کا تقابلی نقشہ غلط ہے اور جو متضاد عبارات نقل کی گئی ہیں وہ معنی و مفہوم کے لحاظ سے ایک ہی ہیں۔

لیکن بقائمی ہوش و حواس کوئی بھی شخص اس علامہ صاحب کی اس منطق کو کس طرح تسلیم کرلے گا اور صرف اس ایک جملہ کو کس طرح زلزلہ و تبلیغی جماعت کا مدلل جواب قرار دیا جائے گا کہ:

> ”دیوبندیوں کی دشمنی میں یہ نرالا قاعدہ اختراع کیا ہے کہ کتب عقائد کا مقابلہ چند سوانحی خاکوں سے کیا ہے بھلا سوانحی خاکوں سے بھی عقائد بنا کرتے ہیں۔“ (سیف حقانی، ص۸)

اس لایعنی بات سے مصنف جو علامہ بھی ہیں کی بے بسی و بے بضاعتی واضح ہے۔ جناب مصنف صاحب! عقائد سوانحی خاکوں سے نہیں بنتے تو عقائد سے سوانحی خاکے تو بنتے ہیں جیسے جس کے عقائد ہوں گے ویسا ہی سوانحی خاکوں میں لکھا جائے گا لہٰذا جیسے اکابر دیوبند کے عقائد تھے ویسا ہی ان کے سوانح نگاروں نے ان کے سوانحی خاکوں میں لکھا ہے اور پھر مصنف نے امام اہلسنّت سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و دیگر علماءِ اہلسنّت کی تصانیف سے جو کچھ لکھا ہے ان میں سے اکثر کون سا کتب عقائد سے لکھا ہے ان میں بھی زیادہ تر کتب مناقب و سوانح حیات و منظوم کلام سے ہے کتب عقائد سے نہیں ہے۔ مصنف میں اگر رتی بھر دیانت ہوتی تو وہ سیّدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ یا دیگر علماءِ اہلسنّت کے خلاف کچھ لکھنے یا محض الزامات کی بوچھاڑ کرنے سے قبل اپنے اکابر کے سر سے بار ہلکا کرتا زلزلہ اور تبلیغی جماعت کے دلائل و حوالہ جات کا توڑ پیش کرتا اور پھر ہمارے عقائد پر تبصرہ کرتا۔ لیکن ”علامہ“ اتنی استعداد و قابلیت کہاں سے لائے۔ یہاں بھی علامہ ارشد القادری صاحب کی نقالی کا جذبہ کار فرما ہے جیسے انہیں لوگ علامہ کہتے ہیں اور ان کے نام گرامی کے ساتھ زلزلہ و تبلیغی جماعت پر علامہ ارشد القادری لکھا ہے ایسے مصنف نے بھی اپنے آپ کو ”علامہ“ کے ساتھ پیش کیا ہے تاکہ دنیا کو پتا چل جائے کہ دیوبندیوں میں بھی ایک عدد علامہ ہے۔ ہمارا مقصد تلخی اور تیزی نہیں جواب دینا ہے ورنہ ہم مصنف سیف حقانی کی جملہ لن ترانیوں عامیانہ پھبتیوں بے ڈھنگی لفاظی کا پوری طرح پوسٹ مارٹم کرسکتے ہیں مصنف نے علامہ ارشد القادری صاحب کو یہ بھی لکھا ہے ”کتب عقائد سے عبارات نقل کرکے۔۔۔ ان کے مقابلہ میں کتب سوانح کے اقتباس پیش کئے ہیں اور پھر آسمان سر پر اٹھالیا“ اور یہ کہ کوئی پوچھے بھلے آدمی واویلا مچانے اور بدحواسی کا مظاہرہ کرنے کی کیا ضرورت

لاحق ہوئی ہے مولانا ارشد القادری نے تو دلائل قائم کرکے آسمان سر پر اُٹھایا ہوگا لیکن آپ زبانی کلامی وہمی خیالی اختراعی باتیں کرتے ہوئے شرم سے زمین میں کیوں نہیں گڑھ جاتے واویلا مچانے اور بدحواسی کا مظاہرہ کرنے کی بھی خوب کہی حالانکہ ہر سمجھدار یہ جانتا ہے کہ بدحواس واویلا نہیں کرتا۔ بدحواسی اور واویلا بھی متضاد چیزیں ہیں الغرض سیف حقانی میں ایسی ہی لایعنی و بے معنی و متضاد باتیں ہیں علامہ ارشد القادری صاحب کیا بدحواس ہوں گے یا واویلا کریں گے انہوں نے تو اہل دیوبند کی اعتقادی بے راہ روی کی روح قبض کرلی اور ان پر دلائل کی دیوار کھڑی کردی ہے اور اب اہل دیوبند پر بدحواسی چھائی ہوئی ہے اور "علامہ ابو الناصر" واویلا کررہے ہیں کتاب سیف حقانی پر ایک نظر ڈالنے سے پتا چلتا ہے کہ مصنف کو اُردو زبان میں کتاب لکھنے کا شوق تھا ایک ہی معنی کے متعدد الفاظ بیک وقت نقل کئے گئے بے ربط و بے مقصد فقرے اور محاورے استعمال کئے گئے ہیں اور استعداد اور قابلیت کا یہ عالم ہے عبارت صحیح لکھنے یا فقرہ با محاورہ بنانے پر یہ علامہ قادر نہیں اور انداز بیان ایسا ہے جیسے کوئی مسخرہ واعظ اپنی ہوائی فائرنگ سے سادہ لوح عوام کو بے وقوف بنارہا ہو۔ تھرکتی ہوئی طبیعت مچلتی ہوئی زبان اور آوارہ قلم کے ساتھ سیف حقانی تحریر فرمائی گئی ہے ہم اپنے جواب میں اِن شاءَ اللہ العزیز ان ہی باتوں کا جواب دیں گے جو اس علامہ نے بحوالہ کتب اہلسنّت نقل کی ہیں اور جو وہمی خیالی الزامات واتہامات ہیں وہ اس کے نامہ اعمال میں شامل رہیں گے کل بروزِ قیامت اور محشر کے روز جواب دینا ہوگا۔

فقیر محمد حسن علی الرضوی غفرلہ

مہتمم مدرسہ حنفیہ غوثیہ انوار رضا میلسی

مصنف کا علمی حدود اربعہ

مصنف "سیف حقانی" نے جس قدر ہولناک غلطیوں اور لفظی و معنوی تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔ اس کا مکمل حال تو زیر نظر کتاب کے مفصل مطالعہ سے معلوم ہو گا۔ قارئین کرام کی ضیافت طبع کیلئے ہے اس "علامہ" مصنف کی علمی استعداد و قابلیت کا ایک اجمالی خاکہ بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتے ہیں جس سے پتا چلے گا کہ اس "علامہ" جاہل کو اُردو کے عام الفاظ لکھنے اور فقرے بنانے کی بھی لیاقت نہیں مثلاً صفحہ ۵ پر بالاستیعاب کی بجائے باالاستیعاب اور صفحہ ۱۰ پر برصغیر کی بجائے برے صغیر صفحہ ۱۳ پر وردوں کو کی بجائے پروردوں نکو صفحہ ۱۹ پر کل داور محشر کے سامنے کی بجائے داور محشر میں ص ۳۳ پر اہل یا مجاز صفحہ ۳۶ پر کشف صلاح دیوبند کی بجائے کشف ضلاح دیوبند صفحہ ۴۲ پر علاقہ کی جگہ علاقعہ ص ۴۸ پر امام شعرانی کی بجائے امام شقرانی صفحہ ۶۷ پر ظاہرہ کی بجائے ظاہرا صفحہ ۸۷ پر اساتذہ کی بجائے استاذہ صفحہ ۹۰ پر تبریٰ کی بجائے تبرا صفحہ ۹۵ گاہ گاہے حتیٰ کہ کی بجائے حتیکہ صفحہ ۱۰۰ پر عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ عیسا صفحہ ۱۲۵ پر دعویٰ کی بجائے دعوہ صفحہ ۱۴۳ پر مملکت کی بجائے ممکت صفحہ ۱۷۴ پر اعتراف و اقرار کی بجائے اعترافا و اقرار۔ صفحہ ۱۷۵ پر صواب کی بجائے ثواب لکھتا اور دھر گھسیٹتا ہے اور صریح جہالت و حماقت کے اس زعم میں علامہ بنا بیٹھا ہے اور تعجب تو اس بات پر ہے کہ اپنی اس جہالت کے غرور و گھمنڈ میں سیّدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جیسے علم و فضل کے بادشاہ اور علماء و فقہاء عرب و عجم کے ممدوح پچاس مختلف علوم میں ایک ہزار سے زائد کتب کے مصنف مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی تصانیفِ جلیلہ پر تنقید کر رہا ہے تو کہیں فاضل محقق علامہ ارشد القادری جیسے عظیم مصنف و رئیس التحریر کے منہ آرہا ہے اور قطعاً کوئی شرم و حیا محسوس نہیں کرتا۔

"خدام الدین" کے دل آزار تبصرے

اور تو اور ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور جیسے صلح کلی اور بظاہر صلح و آشتی کا پیغام دینے والے دیوبندی ہفت روزہ نے بھی اس جہالت افروز کتاب پر زور دار معاندانہ تبصرے شروع کر دیئے اور "خدام الدین" میں اشتہار آنے لگے۔ "خدام الدین" نے اپنی ۲۶/ دسمبر ۱۹۷۵ء کی اشاعت میں صفحہ ۲ پر لکھا۔

❖ سیف حقانی۔ مصنف علامہ محمد عمر قریشی'

"انگلستان کی فضاؤں میں بیٹھ کر اہل حق پر سب و شتم کرنے والے ارشد القادری نامی مصنف کی کتابوں "زلزلہ" اور "تبلیغی جماعت" کا مسکت و دندان شکن جواب علامہ محمد عمر قریشی نے اس کتاب میں دیا ہے۔ ارشد صاحب کی یہ کتابیں مغالطہ انگیزی میں اپنی مثال آپ ہیں جس سے امن عامہ شدید طور پر متاثر ہو رہا ہے۔ بعض نام نہاد ادارے اور جماعتیں ان خرافات کے مجموعوں کو مفت تقسیم کر کے صورتحال کو بری طرح بگاڑنے کی فکر میں ہیں اور کوئی عجب نہیں کہ ایک برطانوی تنظیم جس کے ارشد صاحب کرتا دھرتا ہیں۔ یہ گل کھلا رہی ہو۔ بہرحال جواب آں غزل از بس ضروری تھا اور قریشی صاحب نے فرض کفایہ ادا کیا ہے۔ اہل حق کی محبت میں سرشار قلم سے یہ کتاب نکلی ہے پڑھیں اور حرز جاں بنائیں"۔ (خدام الدین ۷۵/۲۶/۱۲)

❖ اور ایک دوسری اشاعت میں لکھا ہے:۔

سیف حقانی بجواب ارشد القادری ہندوستانی۔ احمد رضا خاں صاحب اور ان کے گروہ کی پوری داستان عجیب۔ از علامہ ابو الناصر محمد عمر صاحب قریشی کراچی۔ وغیرہ وغیرہ۔ (خدام الدین ۱۵/ اکتوبر ۱۹۷۶ء، ص ۲۳)

یہ ہے "خدام الدین" جو جانشین دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری مولوی عبید اللہ انور صاحب امیر جمعیت العلماء اسلام صوبہ پنجاب مفتی گروپ کی زیر ادارت شائع ہوتا ہے اور غالباً پاکستان میں جانشین دیوبندی شیخ العرب والعجم مولوی حسین احمد صدر مدرسہ دیوبندی مفتی محمود صاحب اس کے رئیس التحریر ہیں۔ سینکڑوں لفظی و معنوی غلطیوں کے مرتکب کو علامہ کہہ رہے ہیں۔ اس سے ادارہ "خدام الدین" کی جہالت و لاعلمی کا پتا چلتا ہے اور غصہ ہے کہ تھمتا نظر نہیں آرہا۔ کہیں ارشاد ہے کہ انگلستان کی فضاؤں میں بیٹھ کر سب و شتم کرنے والے ارشد القادری۔ حالانکہ ارشد القادری صاحب مدظلہ نے زلزلہ و تبلیغی جماعت میں کوئی سب و شتم نہ کیا۔ اکابر دیوبند کے حوالہ جات نقل کئے ہیں جن کی تردید یا تاویل یا کوئی معقول جواب نہ "علامہ" محمد عمر کے بس میں، نہ صوبائی امیر عبید اللہ انور صاحب اور قائد جمعیت مفتی محمود صاحب جیسے رئیس التحریر کے بس کا روگ ہے اور پھر انگلستان کی فضاؤں میں بیٹھ کر تو انہوں نے سب و شتم کیا تھا جن کو عبید اللہ انور صاحب "خدام الدین لاہور" کی ۱۵/ اکتوبر ۱۹۷۶ء کی اشاعت میں صفحہ ۱۵ پر۔

بگرامی خدمت محترم علامہ خالد محمود صاحب ایم۔اے، پی۔ ایچ۔ڈی کہہ کر سپاس نامہ پیش کیا ہے۔ ان "محترم علامہ" نے بھی رداء شرافت و انسانیت اُتار کر ایک غلیظ و پلید مجموعہ خرافات "دھماکہ" کے نام سے شائع کیا تھا جس کا پوسٹ مارٹم فقیر راقم الحروف کو "قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی" میں کرنا پڑا۔

آپ کا نہایت سادگی اور بھولے پن کے ساتھ یہ ارشاد کتنی بے خبریوں کا مظہر ہے کہ ارشد صاحب کی یہ کتابیں "زلزلہ و تبلیغی جماعت" مغالطہ انگیزی میں اپنی مثال آپ ہیں وائے انصاف اس دور کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ جس کو یہ پتا کہ میں غلطی پر ہوں وہ بھی لڑتا ہے۔ کاش کہ مولوی عبید اللہ انور صاحب یا رئیس التحریر مفتی محمود صاحب دلائل اور سنجیدگی کے ساتھ یہ ثابت کرتے کہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں فلاں فلاں مغالطے ہیں ان کا یہ دعویٰ دلیل کے ساتھ کتنا اچھا لگتا۔ زلزلہ اور تبلیغی جماعت سے تو امن عامہ شدید طور پر متاثر ہو رہا ہے۔ حالانکہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں زیادہ سے زیادہ علمائے دیوبند کے خلاف لکھا گیا ہے اور وہ بھی ان کی اپنی کتابوں کے حوالوں سے لیکن ادارہ خدام الدین کو کیا اس کا احساس نہیں کہ تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، بہشتی زیور سے لیکر دھماکہ، سوانح اعلیٰ حضرت، سیف رحمانی، سیف حقانی، بریلی کا نیا دین سے بھی امن عامہ شدید طور پر متاثر ہو رہا ہے زلزلہ اور تبلیغی جماعت تو ان کا معمولی ردِّعمل ہے۔ یہ وہ کتب ہیں جن میں علمائے بریلی کے خلاف نہیں بلکہ انبیاء و رسل علیہم السلام اور محبوبانِ خدا حضرات اولیاء اللہ قدست اسرارہم کی شان ارفع و اعلیٰ میں نہایت جسارت اور بے باکی کے ساتھ دریدہ دہنی کی گئی ہے اور ایسی کہ مخالفین و باغیانِ اسلام کی کتب میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ جس کی تفصیل حسام الحرمین، الکوکبۃ الشہابیہ، اطیب البیان وغیرہ میں ہے اور مختصر اً ہم بھی عرض کرینگے۔ اہل دیوبند اگرچہ بحوالہ کتب اکابر دیوبند ہی ہو اپنے علماء کے متعلق تو حق بات بھی سننے کو تیار نہیں لیکن حضرات انبیاء و اولیاء (علیہم السلام و قدست اسرارہم) کی شان میں یہ لوگ جس طرح چاہیں بد زبانی کا مظاہرہ کرتے رہیں دوسروں کے احساسات کی انہیں کوئی پرواہ ہیں۔ انہیں تو اوّل و آخر اپنے اکابر کی عزت و ناموس کی فکر دامن گیر ہے۔ خدام الدین کے تبصرہ نگار کی زبان درازی ملاحظہ ہو زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا مدلل جواب تو بن نہ پڑا اُلٹا زلزلہ اور تبلیغی جماعت چھاپنے والے دینی اداروں اور جماعتوں کو بھی نام نہاد ہونے کا فتویٰ دے دیا اور زلزلہ و تبلیغی جماعت کو مجموعہ خرافات قرار دیا ہے۔ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں تو جو کچھ بھی ہے وہ آپ کے اکابر ہی کا ہے مجموعہ خرافات تو اکابر دیوبند کی وہ کتب ہیں جن سے زلزلہ و تبلیغی جماعت ترتیب دی گئیں۔

برطانیہ میں اہلسنت و جماعت کی جو عالمگیر تنظیم دی ورلڈ اسلامک مشن ہے اس کے صدر بھی بفضلہٖ تعالیٰ پاکستانی ہیں اور وہ وہی ہیں جن کو آپ اور آپ کی جماعت جمعیت علمائے اسلام نے بھٹو صاحب کے مقابلہ میں وزارت عظمیٰ کا ووٹ دیا یعنی مولانا شاہ احمد نورانی

قادری رضوی خلف خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی میر ٹھی قدس سرہ۔۔۔ اس طرح آپ نے برطانوی تنظیم کے مرکزی صدر کو ووٹ دے کر خود کو برطانوی تنظیم کے نمائندہ کا حامی ثابت کیا۔

اور پھر برطانیہ میں آپ کی بھی تو ایک تنظیم انجمن خدام التوحید والسنۃ برمنگھم میں ہے شائد یہ برطانوی تنظیم پاکستان میں فتنہ وانتشار کے گل کھلا رہی ہے۔

آپ نے اپنے تبصرہ میں یہ کہہ کر سیف حقانی کی تمام ذِمہ داری قبول کرلی ہے کہ "قریشی صاحب نے فرض کفایہ ادا کیا ہے" گویا اب آپ تمام حضرات کی طرف سے فرض ادا ہوگیا۔ اس کے جاہلانہ مندرجات اور بازاری خرافات میں اس طرح آپ بھی حصہ دار بن گئے۔ اس جاہل مصنف کو آپ نے علامہ قرار دیا۔ اس کی ناپاک کتاب کو حرز جان بنانے کا دیوبندی قوم کو مشورہ دیا۔ لگے ہاتھوں آپ نے اپنا تعارف بھی کرا دیا۔ ہم آپ کے مشکور ہیں۔

قارئین کرام! دیانتداری کے ساتھ دیوبندی قوم کے علاموں کی حالتِ زار ملاحظہ فرمائیں اور ایسوں کو علامہ کی ڈگری دینے والے جانشین شیخ التفسیروں و رئیس التحریروں کی اپنی شخصیتوں کا اندازہ بھی لگائیں۔ جن کو املا لکھنے کی بھی تمیز نہیں وہ ان کے نزدیک علامہ ہیں۔ جہالت وحماقت کی یہ باتیں انہیں تک محدود نہیں۔ دیوبندی حکیم الامت جناب تھانوی صاحب کو بھی اپنی اور اپنی دیوبندی قوم کی جہالت وحماقت اور بے وقوفی کا اعتراف ہے ملاحظہ ہو۔

دیوبندی حکیم الامت کا اعتراف

فرماتے ہیں:۔

- چھٹنٹ چھٹنٹ کر تمام احمق میرے حصے میں آگئے۔ (الافاضات الیومیہ، ج ۱ ص ۲۴۰)
- میں بھی بے وقوف ہوں مثل بدھو کے۔ (الافاضات الیومیہ، ج ۱ ص ۲۴۰)

جب حکیم الامت صاحب کو اپنی دیوبندی قوم کی حماقت اور اپنی بے وقوفی کا اعتراف ہے تو پھر "علامہ" ابو الناصر صاحب مصنف سیف حقانی کی کیا شکایت جو برصغیر کو برے صغیر لکھے اور اساتذہ کو استاذہ تحریر کرے اور کیوں نہ ہو کہ مصنف کے حضرت شیخ العرب والعجم (حسین احمد) صدر دیوبند نے بھی الشہاب الثاقب میں صفحہ ۹۸، ۹۹ پر حضرت شاہ حمزہ کی بجائے دو جگہ شاہ ہمزہ شاہ ہمزہ لکھا ہے۔

ع چھوٹے میاں چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ

مصنف سیف حقانی کی دھوکہ منڈی

ناظرین کرام! مصنف سیف حقانی کی شخصیت کے اس مختصر سے تعارف کے بعد اس کے ہیر پھیر کا مشاہدہ کریں۔ مصنف کی چار سو بیسی ملاحظہ ہو۔ سیف حقانی اس بات کی شہادت دے گی۔ اس کا مصنف جب چاہتا بے دردی سے بے دریغ الزام عائد کر دیتا ہے بکثرت مقام ایسے ہیں جہاں مصنف نے اپنے دعویٰ کی دلیل پیش نہیں کی الزام کا ثبوت نہیں اور بکثرت مقام ایسے ہیں جہاں مصنف الزام عائد کرنے کے بعد ثبوت کی جگہ لکھتا ہے۔

- اس پر ہم آگے چل کر بات کریں گے۔ صفحہ ۸
- یہ ہم کسی اور عنوان کے تحت بتائیں گے۔ صفحہ ۱۰
- کسی دوسرے عنوان کے تحت ہم نے اس بات کو دلائل اور وضاحت سے بیان کیا ہے۔ صفحہ ۱۱
- ہم اگلے صفحات۔۔۔۔پر نقل کریں گے۔ صفحہ ۱۳

الغرض الزام پر الزام لگاتا چلا گیا اور ثبوت کی بجائے ارشاد فرماتے رہے آگے چل کر بتائیں گے۔ کسی دوسرے عنوان کے تحت بیان کریں گے۔ الغرض بکثرت مقام ایسے ہیں جہاں اپنے قائم کردہ الزامات کے ثبوت میں حوالہ ادھار کر لیا ہے۔ اور جب ہم حوالوں کی تلاش میں کتاب سیف حقانی دیکھتے دیکھتے آگے پہنچے تو پتا چلا جناب "علامہ" پیچھے حوالہ دے آئے ہیں۔ پیچھے مدلل بیان کر آئے ہیں۔ بکثرت مقام ایسے ہیں آگے پہنچ کر پیچھے کا نام لے دیا۔ مثلاً

- ہم پچھلے اوراق میں نقل کر آئے ہیں۔ صفحہ ۱۳۸
- حوالے سب گزر چکے ہیں۔ صفحہ ۱۲۷
- پہلے باب میں نقل کر آئے ہیں۔ صفحہ ۱۲۸

کہتے ہیں کہ ایک مصنف سیف حقانی کی طرح کا چار سو بیس آدمی کسی حلوسائی کی دوکان پر گیا اور ارشاد فرمایا لڈو کیا بھاؤ ہیں؟ دوکاندار نے کہا، دس روپے سیر۔ فرمایا ایک سیر دے دو۔ دوکاندار نے ایک سیر لڈو تول کر لفافہ میں بند کر کے دے دیئے۔ پھر دریافت فرمایا، جناب جلیبیاں کیا بھاؤ ہیں؟ دوکاندار نے کہا، وہ بھی دس روپے سیر ہیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا تو پھر لڈو واپس رکھ لو اور جلیبیاں دے دو۔ دوکاندار نے ایک سیر جلیبیاں تول کر دے دیں اور جناب بغیر رقم ادا کئے جلیبیاں لے کر چل پڑے۔ دوکاندار نے کہا قریشی صاحب پیسے تو دیتے جاؤ۔ فرمایا پیسے کیسے؟ دوکاندار نے عرض کیا حضرت جلیبیوں کے پیسے۔ فرمایا جلیبیاں تو لڈو کے بدلہ میں لی ہیں۔ دوکاندار نے عرض کیا تو پھر لڈو کے پیسے عنایت فرمائیں۔ ارشاد فرمایا، لڈو تو واپس کر دیئے۔ گویا حضرت نے نہ لڈو کے پیسے دیئے اور نہ جلیبیوں کے اور چلتے ہوئے۔ یہی حال سیف حقانی کے "علامہ" کے مصنف کا ہے۔ بے حیائی سے آنکھیں بند کر کے الزامات عائد کرتا رہا ہے۔ ابتدائی اوراق میں آگے کا نام لے دیا، آگے پہنچ کر پیچھے کا نام لے دیا۔

سیف حقانی کے جاہل علامہ نے مختلف النوع جعلسازیوں کا ارتکاب کیا بلکہ جعلسازی میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ آج تک یہ تو ہوا ہے کہ عاقبت نا اندیش مصنفین اپنے مدمقابل کے دلائل سے عاجز آکر حوالہ جات میں جوڑ توڑ کر لیتے ہیں لیکن مصنف سیف حقانی کا مقام ان سے بھی بلند ہے۔ اس نے الزام اپنی زبان سے لگایا اور ثبوت اپنے گھر سے دیا ہے۔ کیا یہی زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا جواب ہے؟ جی ہاں مدلل جواب اور دندان شکن جواب۔ دنیا جانتی ہے کہ مولوی ریحان الدینی قاسمی، پروفیسر روحی، عبدالکریم شورش مدیر چٹان اور ظفر علی خاں دیوبندی وہابی مکتب فکر کے حامل ہیں۔ مصنف نے ان اور ان جیسے دوسرے متعدد حضرات کے حوالہ سے اپنا مدعا ثابت کیا ہے۔ مثلاً

سیف حقانی صفحہ ۱۹ پر سیّدی حجۃ الاسلام امام الاولیاء حضرت مولیٰنا شاہ مفتی محمد حامد رضا خان صاحب قادری رضوی بریلوی قدس سرہ العزیز کے خلاف بہارستان ظفر علی خاں سے ایک نظم نقل کی ہے۔

صفحہ ۲۷ پر امام المناظرین شیر بیشہ اہلسنّت مولانا ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان صاحب قادری رضوی پیلی بھیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منسوب ایک درود کا حوالہ "بریلی کا دین" مصنفہ مولانا ریحان الدین قاسمی دیوبندی سے نقل کیا ہے۔

صفحہ ۱۰۴ پر انگریز دوستی کا ایک حوالہ دیوبندیت وہابیت کے جدید وکیل آغا عبدالکریم شورش سے نقل کیا ہے۔

صفحہ ۱۶۳ و صفحہ ۱۲۹ پر حکم تکفیر سے متعلق ایک حوالہ اپنے دیوبندی وہابی پروفیسر روحی صاحب سے نقل کیا ہے۔

یہ ہے "علامہ" مصنف کے حوالہ و دلائل کی حقیقت الزام اپنی زبان سے ثبوت اپنے گھر سے اور بجواب زلزلہ و تبلیغی جماعت لکھ کر مصنف بن بیٹھے۔ بتائیے یہ کیا جواب ہے؟

سبب تالیف سیفِ حقانی

سیف حقانی کا سببِ تالیف کیا ہے وہ مصنف نے بڑی رازداری کے ساتھ خود ہی بتادیا۔ فرماتے ہیں:۔

”اس (نئی) نسل کو زلزلہ و تبلیغی جماعت جیسی لغو بیہودہ کتب دین ورجال دین دونوں سے اور ہی دور جارہی ہے و تنفر کر رہی ہیں۔ دیوبندی دشمنی میں نسل نو کے سامنے دین کے نام پر ایسا جدلی لٹریچر کہ جس سے اہل دین کی رُسوائی ہو دین دشمنی کے مترادف ہے آپ (یعنی اہلسنّت) یہی بات ہمیں (دیوبندیوں کو) بھی کہہ سکتے ہیں لیکن بھیا یہ مظلوم کی آہ ہے کہ پون صدی آپ ہمارے اکابرین کے ساتھ بلاوجہ اسی قسم کا ناروا سلوک کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان کی رواداری چشم پوشی وسیع القلبی تمہاری اصلاح نہ کرسکی تو ہم صرف اتنا عرض کئے دیتے ہیں کہ شیشہ کے گھر میں بیٹھ کر اگر کلوخ اندازی کروگے تو پھر پتھر بھی پڑیں گے ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس کیلئے آپ ہی نے ہمیں مجبور کیا ہے۔ آپ اپنی روش بدل دیں گے تو ہماری طرف سے یعنی دیوبندی حلقے کی طرف سے پہل نہ کبھی ہوئی ہے نہ آئندہ اس کا کوئی سوال ہے ...... الخ (سیف حقانی، صفحہ ۱۳۹۔ ۱۴۰)

اہل علم وانصاف پسند قارئین کرام! غور فرمائیں مصنف سیف حقانی نے اپنی اس مایہ ناز تالیف کی غرض وغایت خود ہی بڑی صفائی سے بیان کردی۔ خط کشیدہ عبارت ملاحظہ فرماتے ہیں: ”آپ ہمارے اکابرین کے ساتھ بلاوجہ اسی (سیف حقانی کی) قسم کا ناروا سلوک کرتے چلے آرہے ہیں“ مقصد یہ کہ سیف حقانی بدلہ لینے کیلئے ایک جذباتی انداز میں لکھی گئی ہے اور اس میں جو صفحہ ۲۰ پر تحفظ انگریز، صفحہ ۲۸ پر خدا کی توہین، صفحہ ۳۶ پر قرآن کی توہین، صفحہ ۵۰ پر توہین رسول، صفحہ ۵۴ پر گستاخانہ کفریہ جسارتیں، صفحہ ۵۶ پر انکارِ شفاعت، صفحہ ۸۷ پر خدا کی خدائی اور رسول کی ختم نبوت کا انکار، صفحہ ۹۰ پر رفض نوازیوں کے جو الزامات لگائے گئے ہیں، وہ حقیقت نہیں ہیں اور فی الواقعہ بریلویوں کے ایسے عقیدے نہیں ہیں جیسے سیف حقانی میں نقل کئے گئے ہیں بلکہ سیف حقانی میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ صرف اور صرف اس لئے ہے کہ پون صدی سے آپ (یعنی سنّی بریلوی) ہمارے (دیوبندی) اکابرین کے ساتھ بلاوجہ اسی (سیف حقانی قسم) کا سلوک کرتے چلے آرہے ہیں اس لئے سیف حقانی میں سب کچھ بدلہ لینے کیلئے لکھا گیا ہے۔ پس جذبہ انتقام کارفرما ہے اور کچھ نہیں۔

ہم پوچھتے ہیں کہ مصنف کون سے ضابطہ شریعت کے اعتبار سے بدلہ لے رہا ہے؟ اور پھر مصنف کو یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ ہم آپ کے اکابر سے ”بلاوجہ“ ناروا سلوک کرتے چلے آرہے ہیں۔ ”علامہ“ صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ کتب چھپی ہوئی ہیں چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ ہم اگر پون صدی سے آپ کے اکابر کے ساتھ ناروا سلوک کررہے ہیں تو آپ کے اکابر گذشتہ ایک صدی سے شان الوہیت و رسالت میں شدید ترین بے ادبیوں، گستاخیوں کے مرتکب ہورہے ہیں کیا آپ کو اس کا کچھ پاس ولحاظ نہیں ہے؟

فرضی کتابیں اور فرضی حوالے

بلاشبہ ضد وعناد کا مرض بہت ہی برا مرض ہے جذبہ انتقام آدمی کو اندھا کر دیتا ہے سنّی بریلوی، دیوبندی، وہابی اختلافات سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا بخوبی جانتا ہے کہ یہ ضد اور جذبہ انتقام ہی تھا کہ مصنف سیف حقانی کے "حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مدنی، نے جذبۂ انتقام اور ضد وعناد سے مجبور ہو کر اپنی الشہاب الثاقب میں سیّدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدِ دِین وملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جد طریقت سیّدی حضرت شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ "خزینۃ الاولیاء" اور جد امجد امام العارفین سیّدی مولانا شاہ رضا علی خان صاحب علیہ الرحمۃ کے ذمہ "ہدایۃ الاسلام" نامی فرضی کتابیں لگا کر فرضی مطبوعہ کانپور و صبح صادق سیتاپور تک لکھ دیا تھا۔ حالانکہ خزینۃ الاولیاء اور ہدایۃ الاسلام نامی کتابوں کا دنیا میں کوئی وجود ہی نہیں۔ اگر صدر دیوبند کی ذُریت میں جرأت ہے تو دکھائے اور اپنی صداقت کا لوہا منوائے ورنہ اہل حق پر افتراء سے باز آئے۔ ہاں تو کہنا یہ ہے کہ سیف حقانی کے مصنف نے بھی اپنے شیخ العرب والعجم صدر دیوبند "مدنی" صاحب کی اتباع میں فرضی حوالے بکثرت دیئے اور اکثر حوالوں کا حلیہ بگاڑ کر نقل کئے ہیں جس سے عبارات کے الفاظ و مفہوم سب کچھ بدل جاتا ہے۔ مثلاً صفحہ ۸۷ پر سیّدنا اعلیٰ حضرت پر افتراء کیا کہ "قرآن وحدیث کے خلاف بزرگوں کے قول کو حجت پکڑنا جائز ہے" حالانکہ حسام الحرمین، فتاویٰ افریقہ، احکامِ شریعت میں کسی جگہ یہ عبارت نہیں ہے۔

اسی صفحہ پر شیر بیشہ اہلسنّت مولانا محمد حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمۃ کے ذمہ یہ لگایا "ہم محمد کے بندے ہیں محمد کی عبادت۔۔۔الخ حضرت شیر بیشہ اہلسنّت قدس سرہ کی کسی کتاب میں "محمد کی عبادت" کا لفظ موجود نہیں۔

صفحہ ۸۶ پر حضرت مولانا شیر بیشہ اہلسنّت علیہ الرحمۃ کے ذمہ یہ بھی لگایا "ہم خدا کی بندگی کیلئے نہیں پیدا کئے گئے بلکہ رسول اللہ کی بندگی کیلئے پیدا کئے گئے ہیں" اور حوالہ کیلئے لکھ دیا از مقامع الحدید علی الکذاب العنیدہ" حالانکہ نہ آپ کی اس نام سے کوئی کتاب ہے اور نہ ہی کسی اور کتاب میں یہ عبارت موجود ہے۔ عبارت کے الفاظ ہی بتا رہے ہیں کہ یہ شیر بیشہ اہلسنّت کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے نہیں حضرت مولانا نام پاک **محمّد** سے پہلے القاب اور آخر میں دُرود شریف ضرور لکھتے ہیں ہرگز ہرگز ترک نہیں فرماتے۔ حوالہ فرضی کتاب کا ہے۔ اور تو اور بغیر حوالہ وثبوت کے علمائے اہلسنّت کے ذمہ یہ بھی لگایا کہ ان کا عقیدہ ہے۔

بنا دیتا ہے سلطاں آپ سا جس پر عنایت ہو
خدا سے کم نہیں عزوجلال اس دین کے سلطان کا

مگر حوالہ موجود ہی نہیں۔ بھلا یہ کہاں کی شرافت ہے کہ کسی مراثی کا شعر لے کر علمائے اہلسنّت کے ذِمہ لگا دیا جائے۔

صفحہ ۹۲ پر علامہ ابو الحسنات سیّد محمد احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے ذمہ یہ لگایا کہ "ہر حنفی اہلسنت والجماعت کو لازم ہے کہ مندرجہ بالا افعال سے متفق ہو کر ان پر عمل پیرا ہو یعنی ننگے سر سیاہ پوش ہو کر ہاتھ میں علم لے کر اقسام اقسام کے مرثیے پڑھے واویلا کرے اور خوب منہ پیٹے اور سر پیٹے اور چلّا چلّا کر روئے اور ماتم کرے اور تعزیہ نکالے"۔ حوالہ کی جگہ لکھ دیا کہ نقل اشتہار محرم الحرام ۵۳ء "اوراق غم" مصنف نے نقل اشتہار محرم الحرام ۵۳ء کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ محرم الحرام سے سن عیسوی کا کیا تعلق۔ کیا محرم بھی عیسوی سن کا مہینہ ہے؟ اگر اس سے اس کی مراد سن ۵۳ء کا محرم الحرام ہے تو ۱۹۵۳ء کے محرم الحرام میں تو مولانا ابو الحسنات قادری تحریک تحفظ ختم نبوت کی قیادت فرماتے ہوئے سول نافرمانی کے جرم میں سکھر جیل میں تھے۔ سکھر جیل سے مولانا نے کس طرح اشتہار شائع فرمادیا اور اگر مصنف کی مراد ۵۳ ہجری ہے تو آج سے ۴۵ سال پہلے نہ مولانا لاہور میں تھے نہ مسجد وزیر خاں کے خطیب تھے کیونکہ مصنف نے اشتہار کے حوالہ کے ساتھ انہیں خطیب مسجد وزیر خاں بھی لکھا ہے اور موصوف کو مفتی الور پنجاب بھی لکھا ہے حالانکہ الور پنجاب میں نہیں، الور تو خود ریاست ہے۔ ثابت ہوا یہ اشتہار فرضی ہے۔ مولانا کی طرف اسی طرح غلط منسوب کیا گیا ہے جس طرح حسین احمد صدر دیوبند نے خزینۃ الاولیاء اور ہدایۃ الاسلام کی فرضی کتابیں سرکارِ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اکابر کرام کے ذمہ لگائی تھیں۔ اور "اوراق غم" میں یہ ہے ہی نہیں۔

صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے "خدا کے ساتھ نبی بھی عالم الغیب ہے"۔ اس کا بھی قطعاً کوئی حوالہ نہیں ہے۔

صفحہ ۳۴ پر الامن والعلی کے حوالہ سے لکھا ہے "اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں" حالانکہ الامن والعلی میں کہیں بھی ایسا نہیں ہے۔

قارئین کرام! یہیں سے سیف حقانی کی حیثیت کا اندازہ لگاسکتے اور اس کے مصنف کی دیانت و امانت کا پتا چلاسکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب فرضی کتابوں کے فرضی حوالوں پر مشتمل ہے یا پھر اپنے گھر کے حوالوں پر انحصار کیا ہے۔ یعنی ہمارے خلاف اپنے گھر سے شہادت پیش کی ہے۔

اکابر کا خلاف

قارئین کرام و منصف مزاج حضرات کیلئے یہ بات خالی از دلچسپی نہ ہو گی اور ناظرین کیلئے موجبِ حیرت ہو گی کہ سیف حقانی کے مصنف نے اپنی یہ کتاب اپنے اکابرین دیوبند کے طریقہ کے خلاف تحریر فرمائی ہے۔ یہ بات بھی اس نے خود ہی کھول دی ہے خود بعنوان معذرت کے ساتھ صفحہ ۷ پر لکھتا ہے:۔

"اگرچہ ہمارے اکابرین کثر اللہ سوادہم کا طریق اپنے مخالفین (علمائے اہلسنّت) کے بارے میں بڑا نرم اور سنجیدہ رہا ہے اور ہمیشہ اعتدال و میانہ روی جو طریقہ صواب بھی ہے اور طریق سلف بھی کے پابند رہے ہیں۔۔۔ بہر حال ہمارے اکابرین اگر اپنے معیار بلند سے ہمیں فروتر پائیں تو ہمیں معاف فرمائیں۔۔۔ اگر کہیں بے احتیاطی نظر آئے یا ضبط کا دامن چھوٹ جائے تو ہمیں مطعون کرنے کی بجائے۔۔۔ الخ" (صفحہ ۷)

ایک دوسری جگہ یوں لکھتا ہے:۔

"پورا زمانہ طالب علمی جب یاد کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ لائق صد احترام اساتذہ میں سے کسی نے بھی تو دورانِ اسباق میں بریلوی مکتب فکر سے نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ قیام ملتان کے زمانہ میں طلباء مدرسہ قاسم العلوم بعد از عصر قلعہ پر چلے جاتے تھے نمازِ مغرب کا مسئلہ اُٹھ کھڑا ہوا کہ قلعہ کی جملہ مساجد کے آئمہ بدعتی ہیں نماز باجماعت ترک کر دی جائے معاملہ استاذی مفتی محمود صاحب تک پہنچا۔ آپ نے فرمایا با جماعت نماز ادا کرو۔ اگرچہ امام بدعتی بھی ہو۔ طلباء نے حجت کی۔ بحث چل پڑی۔ مفتی صاحب نے اس حدیث اور اس کی سند پر بہترین بحث فرمائی "صلوا خلف کل بر و فاجر"۔ کسی نے کہا حضرت یہ فاجر نہیں مشرک ہیں۔ بس پھر کیا تھا جلال میں مفتی صاحب نے فرمایا کہ کیا دین تم اس لئے پڑھتے ہو کہ مخلوقِ خدا کو کفر و شرک کی تلوار سے ذبح کرتے پھرو تم ربّ کی جنت کے ٹھیکیدار ہو۔ میرے اکابرین (دیوبند) نے اس فرقہ (اہلسنّت) پر کوئی فتویٰ فسق کے علاوہ نہیں دیا۔ میرا بھی یہی فتویٰ ہے۔ (سیف حقانی، صفحہ ۷۸)

قارئین کرام! غور سے ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں "علامہ" صاحب کی سیف حقانی صفحہ ۲۰ پر تحفظ انگریز، صفحہ ۳۶ پر توہین قرآن، صفحہ ۴۱ پر خدا کی توہین، صفحہ ۵۰ پر توہینِ رسول وغیرہ کے ناپاک الزام غلط اور سراسر مبنی بر بغض و عناد ہیں یا نہیں۔ مفتی محمود صاحب خود اور بقول مفتی صاحب اکابرین دیوبند ہمیں مسلمان سمجھتے ہیں ہماری اقتداء میں نماز ادا کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور شرک و کفر کا فتویٰ دینے والوں پر جلال آجاتا ہے۔ کیا مصنف سیف حقانی نے مذکورہ بالا قسم کے الزامات لگا کر اپنے اکابر و اساتذہ کا خلاف نہ کیا۔ مصنف کی اس تحریر سے یہ واضح ہوا کہ سیف حقانی اکابر دیوبند کے طریقہ سے ہٹ کر لکھی گئی ہے۔

اب اس بھلے آدمی سے کون پوچھے کہ جناب "علامہ" جب آپ خود ہی اپنے اکابر کا خلاف کرتے ہیں تو دوسرا کون ان کی مانے گا؟

سیف حقانی

سیف حقانی کے مصنف نے اپنی کتاب کو اگرچہ دس ابواب میں بند کیا ہے اور ہر باب کو علیحدہ علیحدہ عنوان دیا ہے۔ مگر کتاب کو از اوّل تا آخر دیکھتے چلے جاؤ کھچڑی پکی پڑی ہے اور تقریباً ہر باب میں تکفیر اور اپنے آقا انگریز کا رونا رویا ہے۔ ایک ہی بات کو بے مقصد و بے ڈھنگی لفاظی کے سانچہ میں ڈھال کر متعدد مقامات پر نقل کیا۔ بہر حال اس نے مجموعی طور پر اپنی جملہ خرافات کو دس ابواب میں بند کیا ہے۔ ہم اس کے جملہ ابواب میں بکھرے ہوئے الزامات کو چن کر صرف پانچ ابواب میں جواب عرض کریں گے۔ اور جس قدر بھی اس نے حوالہ جات و دلائل نقل کئے ہیں ان کا لازمی طور پر جواب دیں گے اور جو بازاری گالیاں، بے ہودہ الزامات، مسخرانہ خرافات ہیں ان کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔

انگریز پرستی

مصنف نے سب سے پہلے اپنے آقا انگریز کو یاد کیا ہے۔ علمائے اہلسنّت پر الزامات کے بہانے اپنے فرنگی مربی و سرپرست کے نام کا وظیفہ جپا ہے۔ کیوں نہ ہو اپنی سرکار برٹش کے احسانات عظمٰی تو یہ قیام قیامت تک نہیں بھول سکتے۔ سرکار نے ان کو جن ناز برداریوں کے ساتھ پالا تھا یہ اسی کا حق نمک ہے۔ لہٰذا مصنف نے صفحہ ۱۰ پر یہ زور دار سرخی جمائی ہے۔

علمبرداران ثلیث کی عیاری

اس عنوان کے تحت مصنف نے بلا دلیل و ثبوت ایک وہمی خیالی کہانی اس انداز سے پیش کی کہ جیسے مصنف انگریزی حکومت کا پالیسی ساز یا مشیر خصوصی تھا کہ انگریز نے یوں کیا یوں کیا ایسی بات تو کوئی بندۂ بارگاہ و مقرب خصوصی ہی بتا سکتا ہے۔ جملہ خرافات اپنی جگہ لیکن یہ بات ہر ذی فہم و شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ انگریز نے سوچا۔

"اب عیسائیت کے وہی مشرکانہ عقائد اسلام کے نام پر چند نو کر پیشہ زر خرید ملاؤں کے ذریعہ رسولِ عربی سے محبت کی آڑ میں پھیلاؤ۔" (سیف حقانی، صفحہ ۱۱)

کیا کوئی مسلمان رسول عربی سرکار مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کامل محبت کے بعد عیسائیت کو اپنا سکتا ہے۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے جس قوم کو اس کے مذہب سے برگشتہ کرنا ہوتا ہے اس مذہب کے بانی کی عزت و عظمت اس کے دل سے تلف کی جاتی ہے کیونکہ مذہب کے بانی کا احترام نہ رہا تو اس کے مذہب کا احترام کیا خاک رہے گا لیکن یہ عجیب بے تکی پالیسی تھی کہ انگریز نے اسلام کو عیسائیت میں بدلنے کیلئے محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و عظمت مسلمانوں کے قلوب میں جمانے کا اہتمام کیا۔ اُلٹی منطق کو کون تسلیم کرے گا۔

بے خبر ولا علم مصنف نے اپنے اکابر کے احوال سے عدم واقفیت کے باعث بہر عنوان دل کی بھڑاس نکالنے کیلئے صفحہ ۱۱ پر بلا دلیل وثبوت یہ بھی لکھا ہے:۔

"گدی نشینان مارہرہ انگریز بہادر کے وظیفہ خوار تھے خود اس آلہ کار فرقہ کے پیش رو یعنی اپنے قبلہ فضل رسول بدایونی مولوی محمد صادق آنریری مجسٹریٹ جو بانیان تحریک میں سے ہیں بڑی خوبیوں اور شہرتوں کے مالک ہیں انگریز بہادر تو اللہ نظر بد سے بچائے ایسا گرویدہ ہوا کہ چار پشتوں تک آپ کے بعد آپ کی اولاد کے عشق میں مبتلا رہا۔" (صفحہ ۱۱)

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے سچ کہا ہے کہ

"جو کسی کو نہ سوجھتی تھی وہ ہم۔۔۔۔ کو سوجھتی تھی" (الافاضات الیومیہ، ج ۴ ص ۲۳۰)

تو مصنف سیف حقانی اس حکیم الامت صاحب کے پیارے ہیں ان کو ایسی ہی سوجھے گی جو کسی کو نہ سوجھی ہو اور پھر جہالت و عدم واقفیت کا یہ عالم ہے کہ گھر کی خبر نہیں۔ آستانہ عالیہ قادریہ مارہرہ شریف وہ عظیم آستانہ ہے جس کے گدی نشین زبدۃ العارفین سیّدی حضرت شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب یوں لکھتے ہیں اور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و مرحوم لکھ کر ان کی بزرگی وولایت کا اقرار کرتے ہیں۔

"مجدد صاحب (اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی) کے دادا پیر حضرت شاہ حمزہ صاحب مرحوم و مغفور مارہروی" (الشہاب الثاقب، ص ۹۸)

"جناب شاہ حمزہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" (الشہاب الثاقب، ص ۹۹)

مشہور دیوبندی کتاب دھماکہ صفحہ ۸۲ پر لکھا ہے:۔

"مولانا احمد رضا خاں نے مارہرہ کے نامور بزرگ شاہ آلِ رسول سے ۱۲۹۴ھ میں بیعت کی" (دھماکہ، ص ۸۲)

اور فخر خانوادۂ قادریت مخدوم علماء اہلسنّت مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ ہیں جن کے متعلق بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے تاثرات ملاحظہ ہوں۔

"سیّدنا امام الکبیر خواجہ تشریف فرما تھے کسی مجلس میں مولوی فضل رسول صاحب بدایونی کا ذکر چھڑ گیا۔۔۔ میری زبان (یعنی امیر شاہ خاں کی زبان) سے بجائے فضل رسول (بضاد معجمہ) فصل رسول (بصاد مہملہ) نکل گیا۔ گویا ایک نقطہ کو فضل کے لفظ سے ساقط کر کے امیر شاہ خان صاحب مولوی صاحب کو ایک ایسی ہستی قرار دے رہے تھے جو رسول کی اُمت کو رسول کی راہ اور سنت سے جدا کرنے میں معاون ثابت ہو رہی ہو ظاہر ہے کہ تقریباً یہ وہی خیال تھا جو دیوبند کی جماعت مولوی (فضل رسول) صاحب کے متعلق رکھتی ہے ان پر الزام ہی یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کی جگہ بدعت کی ترویج سے دلچسپی رکھتے ہیں شائد خان صاحب

سمجھے ہوئے تھے کہ ایک نقطہ کے رد و بدل سے جو نکتہ میں نے پیدا کیا ہے وہ سیّدنا امام الکبیر (نانوتوی صاحب) کی خوشنودی کا باعث ہو گا لیکن بالکل خلاف توقع وہ سن رہے تھے کہ حضرت والا ان سے پوچھ رہے ہیں کہ لوگ ان کو (مولوی فضل رسول کو) کیا کہتے ہیں۔ خان صاحب نے عرض کیا کہ فضل رسول کہتے ہیں۔ تب آپ (مولانا نانوتوی) نے فرمایا، تم فصل رسول کیوں کہتے ہو؟" (ارواح ثلٰثہ، ص ۲۷۴۔ حکایت نمبر ۲۲۸۔ سوانح قاسمی، ج ا ص ۲۷۴)

آج صدر مدرسہ دیوبند حسین احمد صاحب اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب ہوتے تو اپنے اس نالائق فرزند کی حیاباختہ باتوں پر نوحہ کناں ہوتے کہ اس نے شرافت اور آداب انسانیت کو بالائے طاق رکھ کر مارہرہ مطہرہ کے گدی نشینوں اور پیکر عشق رسول مولانا شاہ فضل رسول علیہ الرحمۃ کو کس بے دردی سے (معاذ اللہ) انگریز کا وظیفہ خوار وغیرہ قرار دیا اور حیاء کی آنکھ پر پٹی باندھ کر قطعاً کوئی حوالہ ثبوت میں پیش تک نہ کیا۔

مصنف نے یہی الزام "لارڈ میکالے کے بقیہ اصول" کے زیر عنوان صفحہ ۱۰۴ پر دھرایا ہے اور اپنے اس ناپاک الزام کے ثبوت میں دیوبندی طائفہ کے ماڈرن محافظ آغا عبدالکریم شورش کاشمیری کو پیش کیا ہے۔ گویا الزام بھی اپنا اور ثبوت بھی اپنے گھر سے لکھتا ہے۔

"محترم آغا عبدالکریم شورش صاحب ایڈیٹر چٹان کا وہ پرچہ ہمارے پاس ہے جس میں آپ نے برٹش لائبریری لندن کے حوالہ سے گورنمنٹ کی ان خفیہ رپورٹوں کی نشاندہی فرمائی ہے جن میں اس خانوادہ کے باوا آدم رضا خاں صاحب اور ان کے پیش رو فضل رسول بدایونی پھر ان کے معاصرین ہم مشرب مذہب فروشوں کے اسماء گرامی گورنمنٹ کے آلہ کار کی حیثیت سے درج ہیں۔" (سیف حقانی، ص ۱۰۴)

حوالہ تو بہت زور دار ہے مگر ثبوت موجود ہی نہیں۔

- "چٹان" کا وہ کون سا پرچہ ہے شمارہ نمبر و تاریخ اور بعینہٖ الفاظ کیا ہیں یہ کچھ موجود نہیں بس اتنا ہے ایڈیٹر چٹان کا وہ پرچہ ہمارے پاس ہے۔ مصنف نے ایڈیٹر چٹان کا پرچہ لکھا ہے چٹان کا پرچہ نہیں لکھا۔ ممکن ہے کہ شورش صاحب نے کوئی پرچہ ان کو لکھ دیا ہو تاکہ سند رہے اور بوقتِ ضرورت کام آئے۔ اگر پرچہ سے مراد ہفت روزہ "چٹان" ہی ہے تو یہ چٹان کون سا پارہ ہے؟ کیونکہ مصنف خود عارف باللہ سیّدی حضرت فتح محمد صاحب علیہ الرحمۃ کی تالیف "سبع سنابل شریف" پر اعتراض کرتا ہوا صفحہ ۴۰ پر مسخرانہ انداز میں لکھتا ہے کہ سبع سنابل کون سا پارہ ہے۔ اب مصنف خود بتائے کہ یہ "چٹان" کون سا پارہ ہے؟

- پھر شورش کاشمیری جو اپنی مغربی و فرنگی شکل و صورت اور کردار کے اعتبار سے اور ذہنی اور فکری اعتبار سے خود انگریز مردود کی غلامی میں جکڑا ہوا ہے وہ سیّدنا اعلیٰ حضرت یا شاہ فضل رسول بدایونی جیسے عشاق رسول پر کس طرح انگریز کی آلہ کاری یا وظیفہ خوری کا ناپاک الزام لگا سکتا ہے جس دیوبندی مجاہد کا سارا جہاد عظیم سنتِ رسول داڑھی کے منڈانے اور صفایا کرنے کیلئے وقف تھا وہ اعلیٰ حضرت اور مولانا شاہ فضل رسول جیسے علمبر داران سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کس طرح منہ آسکتا ہے؟
- باقی رہی خفیہ رپورٹوں کی نشاندہی وہی کر سکتا ہے جو خود انگریز کا خصوصی معتمد اور جدی پشتی ایجنٹ ہو۔ جب وہ رپورٹیں تھیں ہی خفیہ (اور دیوبندی بظاہر انگریز دشمنی کا دعویٰ کرتے ہیں) تو پھر انگریزوں نے اپنی خفیہ رپورٹیں اپنے دشمنوں کو کس طرح دکھادیں؟ خفیہ رپورٹیں وہی دیکھ سکتا ہے جو مقربِ خاص ہو اور منظورِ نظر ہو۔ بات درالاصل یہ ہے کہ انگریز بڑا عیار ہے اور یہ لوگ ان کے ایجنٹ و معتمد خصوصی ہیں ممکن ہے اس نے اپنے ایجنٹ شورش کے ذریعہ دیوبندیت کی مردہ نعش میں جان ڈالنے اور اپنے قدیم دشمنوں (سنّی بریلوی علماء) کے خلاف آخری وار کے طور پر وہاں کسی جعلی رپورٹ کی نقل شورش کو دے کر اپنے دشمنوں کو اپنا ایجنٹ کہلوا کر بدنام کرنے کی ناپاک سعی کی ہو۔ اگر فی الواقع علمائے اہلسنّت انگریز کے ایجنٹ ہوتے تو خفیہ رپورٹوں کی نقل شورش کو نہ ملتی۔ دشمنوں کو کوئی خفیہ رپورٹوں کی نقل دے، یہ کوئی عقل میں آنے والی بات نہیں۔ جس طرح یہ عقل میں آنے والی بات نہیں کہ انگریز زر خرید ملاؤں کے ذریعہ رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی آڑ میں عیسائیت پھیلانا چاہتا تھا کوئی بھی شخص بقائمی ہوش و حواس ایسی بات نہیں کرتا۔
- اور پھر سوچنے کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ کی "خفیہ رپورٹیں" بطورِ نمائش یا عام مطالعہ کیلئے لائبریریوں میں رکھی جاتی ہیں۔ مصنف سیف حقانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ آغاز عبدالکریم شورش نے یہ خفیہ رپورٹیں برٹش لائبریری لندن سے حاصل کی ہیں۔۔۔۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

اور پھر اس کو کیا کہئے کہ مصنف سیف حقانی اپنے منہ پر خود طمانچہ مارتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"مسلمانانِ ہند جو انگریزوں کی آمد سے قبل بھی مختلف مذہبی و سیاسی گروپوں میں بٹے ہوئے تھے اور کسی حد تک گاہِ گاہے باہمہ گر بر سرِ پیکار ہوتے رہتے تھے۔" (سیف حقانی، ص ۹۵)

جب اختلاف پہلے بھی تھا تو پھر یہ الزام کیسا کہ علمائے اہلسنّت کو انگریزوں نے آلہ کار بنا کر تفریق بین المسلمین کا کام کرایا وغیرہ کچھ تو شرم چاہیئے۔

مصنف سیف حقانی کے پاس اگر انگریز دوستی کا یہی ثبوت ہے کہ

"دیکھو علامہ ارشد القادری کا مرکزی دفتر لندن میں ہے" (سیف حقانی، ص ۱۳)

ہم کہیں گے کہ جناب انگریز کے آلہ کاروں جانثاروں اور قدیم وظیفہ خواروں دیوبندی ملاؤں کا مرکز بھی لندن ہے۔ اور دیوبندیوں کی مرکزی تنظیم انجمن خدام التوحید والسنۃ بر منگھم برطانیہ میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو "دھماکہ" صفحہ ۳۔

لارڈ میکالے کی تعلیمی پالیسی بیان کرتے ہوئے مصنف سیف حقانی نے یہ منطق بھی ماری ہے کہ اس کا یہ مقصد بھی تھا:۔

"علماء عوام سے کٹ جائیں گے تو عوام عیسائیت کے جال سے مانوس ہوں گے" (سیف حقانی، ص ۱۲)

یہ بھی خوب! مصنف صفحہ ۱۱ پر تو انگریز کی پالیسی یہ بتاتا ہے کہ اس نے رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آڑ میں عیسائیت کے مشرکانہ عقائد پھیلائے اور یہاں لارڈ میکالے کی یہ پالیسی بیان ہو رہی ہے کہ علماء عوام سے کٹ جائیں گے تو عوام عیسائیت کے مشرکانہ عقائد اپنانے کا سبب بنتی ہے اور دیوبندی علماء کا تعلق اور ان کی محبت عیسائیت کے جال سے مانوس نہیں ہونے دیتی۔ گویا محبت وعقیدت رسول عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بجائے دیوبندی علماء سے ہونی چاہیئے۔

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

باقی رہا دارالسلام کا مسئلہ کہ امام اہلسنّت سیّدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے یہ فرمایا کہ ہاں ہندوستان بفضلہٖ تعالیٰ دارالسلام ہے تو یہ بھی مصنف کی بے خبری ہے کاش وہ اپنے اکابر میں سے تھانوی صاحب اور گنگوہی صاحب کی کتب کا بغور مطالعہ کرتا اور پھر دارالسلام کہنے کے جرم میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز پر انگریز کا حق ادا کرنے کا ناپاک الزام عائد کرتا۔ ہم ابھی اس مسئلہ پر مفصل گفتگو کریں گے کہ مصنف کے دانت کھٹے ہو جائیں گے۔

داعیان ثلیث کی ترجمانی

مصنف نے داعیان ثلیث کی ترجمانی کرتے ہوئے صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے:۔

”رضاخانی فرقہ ثلیث کا داعی اور مسیحیت کا خوشہ چین ہے یہ کوئی الزام نہیں اور نہ محض بدنام کرنا مقصود ہے“ (سیف حقانی، ص ۹۴)

ہم نے کہا حضرت ثبوت! فرمایا ثبوت تو رشید گنگوہی کے ساتھ دفن کر دیا تھا۔ مان جاؤ ہم جو کہہ رہے ہیں۔ یہ کوئی الزام نہیں نہ محض بدنام کرنا مقصود۔ ہم نے کہا، آپ جو کہتے ہیں وہ وحی آسمانی تھوڑا ہی ہے۔ اور کچھ نہیں تو ٹیچی کے بھائی شورش سے ہی ثابت کر دو ٹیچی انگریز سے مرزا قادیانی مردود کیلئے خبریں لاتا تھا اور شورش دیوبندیوں کیلئے برٹش لائبریری لندن سے خفیہ رپورٹیں تک لے آتا تھا مگر شورش بھی برٹش لائبریری ہی سے سہی کچھ حوالہ تو بیان کرے کہ لارڈ میکالے نے اس کے ہاتھ کیا کہلا بھیجا ہے۔ شورش کاشمیری نے تو مصف کے استاذ مفتی محمود اور غلام غوث ہزاروی کے متعلق یہ بھی کہا ہے:۔

بظاہر مفتی و ملا بباطن ڈوم ڈھاری ہیں

انہیں نزدیک آکر دیکھ لو پکے مداری ہیں

(چٹان لاہور ۷۰/۴/۱۳)

ہم حیران ہیں کہ مصنف سیف حقانی نے صفحہ ۱۰ تا صفحہ ۱۴ علمبر داران ثلیث کی عیاری اور صفحہ ۲۰ تا صفحہ ۲۲ تحفظ انگریز کا جذبہ صادقہ ایمان کا پہلا رکن ہے، اور پھر صفحہ ۹۴ تا صفحہ ۱۱۸ باب پنجم ”داعیان ثلیث“ ایک حوالہ بھی ایسا نقل نہیں کیا جس سے حضرت مخدوم العلماء مولانا شاہ فضل رسول صاحب قادری بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و سیّدنا امام اہلسنّت مجدِ دِ دین وملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ یا کسی بھی سنّی بریلوی عالم دین یا شیخ طریقت کا انگریز مردود سے کوئی تعلق و ربط ثابت ہوتا ہے۔ مصنف نے صدہا اقسام کی لن ترانیوں سے کام لیا ہے لیکن اس کے پاس اپنے دعویٰ کے ثبوت میں قطعاً کوئی دلیل نہیں۔ زبانی کلامی باتوں اور محض دعوؤں سے کام چلایا ہے یا پھر کھینچا تانی اور جوڑ توڑ کا سہارا لیا ہے کہ انگریز یہ چاہتا تھا اور وہ چاہتا تھا۔ رضاخانی دین کا ماخذ مسیحیت ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

معلوم ہوتا ہے کہ سیف حقانی کا مصنف جو "علامہ" بھی ہے درجہ دوم کا افسانہ نویس ہے۔ سیف حقانی افسانوی طرز پر لکھی گئی ہے اور کچھ نہیں تو صفحہ ۲۰ پر تحفظ انگریز کا جذبہ صادقہ ایمان کا پہلا رکن کے زیر عنوان یوں لکھا کہ

"فرقہ ضالہ (اہلسنّت) کے ایمان کی اساس انگریز کا تحفظ ہے حاشا وکلا یہ کوئی الزام محض نہیں بلکہ تاریخی حقیقت ہے"

اگر کوئی پوچھے جناب آپ کے اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے فوراً تلملا کر جواب ارشاد ہوتا ہے:۔

"جو لوگ (علماءِ دیوبند) علمی و عملی میدان میں انگریز کے خلاف تھے اور اپنی جملہ قوتوں کو مجتمع و یکجا کرکے اس خبیث پودے کو بیخ و بن سے اُکھاڑ دینا چاہتے تھے تو اس فرقہ (اہلسنّت) کے پیش رو یعنی مولوی فضل رسول بدایونی اور انکے ہم عصر گدی نشینانِ مارہرہ و بدایوں اور نوابان مارہرہ و بدایوں نیز آنریری مجسٹریٹ مولوی محمد صادق صاحب مالک صبح صادق پریس سیتاپور اور خطاب یافتہ سب مل کر ان مجاہدین سبیل اللہ کے خلاف وہابیت کے فتوے لگانے میں مصروف تھے لطف یہ کہ فتوے لگانے والے کون تھے انگریز کے پیسے پر پلنے والے۔۔۔ الخ"

اب جناب مصنف کو کون بتائے کہ وہابیت کا الزام صرف علماءِ اہلسنّت یا حضرات مشائخ طریقت گدی نشینان مارہرہ شریف و بدایوں ہی نے نہ لگایا تھا بلکہ دیوبندی وہابی تو خود وہابیت پر فخر کرتے تھے اور اعلانیہ وہابیت کا اظہار کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو۔

- **مولوی اشرف علی تھانوی**

جن دِنوں تھانوی صاحب کانپور مدرسہ جامع العلوم میں مدرس تھے۔ محلّہ کی کچھ عورتیں فاتحہ کرانے کیلئے مٹھائی لیکر آئیں۔ تھانوی صاحب کے طلباء نے فاتحہ دینے کی بجائے مٹھائی لے کر خود کھالی اس پر بڑا ہنگامہ ہوا۔ تھانوی صاحب کو خبر ہوئی تو وہ آئے اور انہوں نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

"بھائی! یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کیلئے کچھ مت لایا کرو" (اشرف السوانح، ج ا ص ۴۵)

- **مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی**

تو وہابیت پر اس قدر فریفتہ تھے کہ وہابیت کے لفظ سے انہیں جنون کی حد تک عشق تھا فرماتے ہیں:۔

"محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے" (فتاویٰ رشیدیہ، ج ا ص ۱۱۱)

- **مولوی منظور سنبھلی**

مشہور دیوبندی مناظر مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان کہتے ہیں:۔

"ہم خود اپنے بارے میں بھی بڑی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں" (سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی، ص ۱۹۲)

- **مولوی محمد زکریا صاحب**

"مولوی صاحب ! میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں" (سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی، ص ۱۹۳)

اب مصنف سیف حقانی بتائے کہ اس کے اکابر جو خود کو برملا وہابی وہابی کہہ رہے ہیں انہوں نے انگریز سے کتنے پیسے لئے تھے ؟ اگر نہیں تو کم از کم اتنا تو ارشاد فرمائیں کہ جب اکابر دیوبند خود کو وہابی کہنے میں ایک فخر محسوس کرتے ہیں اگر علمائے اہلسنّت نے انہیں وہابی کہہ دیا تو کون سا جرم کیا؟ جب وہ ہیں ہی وہابی تو وہابی کہا جائے گا بلا وجہ یا انگریز کے اشارہ پر ہم نے تمہیں مرزائی قادیانی تو نہیں کہہ دیا۔

وہابیت سازی کیلئے تھانوی کی بیقراری

مصنف سیف حقانی اکابرین اہلسنّت پر یہ ناپاک الزام عائد کرتا ہے کہ انہوں نے انگریز سے پیسے لے کر اکابر دیوبند پر وہابیت کے فتوے لگائے حالانکہ دیوبندی حکیم الامت جناب اشرف علی صاحب تھانوی کا ذوق وہابیت سازی اور اشاعت وہابیت کیلئے بیقراری یہاں تک تھی۔ فرماتے ہیں:۔

"اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو تو سب کی تنخواہ کر دوں پھر لوگ خود ہی وہابی بن جائیں" (الافاضات الیومیہ، ج۵ص۶۷)

اگر انگریز تھانوی صاحب کو دس ہزار روپیہ عنایت فرمادیتے تو وہ سب کی تنخواہ کر دیتے اور لوگ خود ہی وہابی ہو جاتے مگر افسوس کہ تھانوی صاحب کو انگریزوں نے صرف چھ سو روپیہ ماہوار دیا للہذا وہ محدود تعداد میں لوگوں کو وہابی بنا سکے اور یہ چھ سو روپیہ ماہوار والی بات بھی حریف شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی نے اپنے مدمقابل کانگرسی شیخ الاسلام مولوی حسین احمد صاحب "مدنی" اور اراکین جمعیت العلماء ہند کو جواب دیتے ہوئے خود ہی کھول دی۔ فرماتے ہیں:۔

"دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ (حسین احمد وغیرہ) کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔" (مکالمۃ الصدرین، ص۱۶)

بتایئے جناب! انگریزوں سے پیسہ لے کر تو جناب تھانوی صاحب لوگوں کو وہابی بنا رہے تھے لیکن الزام ہمارے اکابر کو دیا جارہا ہے کہ ہم انگریز سے پیسہ لے کر ان پر وہابیت کے فتوے لگاتے تھے۔ (لعنتة الله على الكاذبين)

مصنف سیف حقانی نے تحفظ انگیز کے ذیل میں اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں کہ مولانا فضل رسول صاحب بدایونی اور گدی نشینان مارہرہ وبدایوں انگریز سے پیسے لیکر اکابر دیوبند پر وہابیت کے فتوے لگاتے تھے۔ مولانا شاہ ضیاء القادری بدایونی مرحوم کی سوانح مولانا فضل رسول اکمل التاریخ صفحہ ۳۷، ۳۸، ۵۱ کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے کہ

"فکر معاش نے عرصہ تک کسی ہندو راجہ کی دربانی کرائی پھر حکام وقت (انگریز) اور والیان ملک (راجے نواب جو انگریز کے ایجنٹ تھے) آپ کی خدمات کو سرکاری کاموں کی انجام رسی کیلئے مانگنا چاہا پہلے مفتی پھر رشتہ داری کے عہدے پر فائز رہے۔"

قارئین کرام کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ مصنف کی نقل کردہ معہ دو بریکٹ کے اضافہ شدہ الفاظ کے یہ تین سطری عبارت سوانح فضل رسول اکمل التاریخ ص ۳۷، ۳۸، ۵۱ کا خلاصہ ہے جو اس نے جوڑ توڑ کے ذریعہ تیار کیا اور عبارت کے درمیان بصورت بریکٹ انگریز اور راجے نواب جو انگریز کے ایجنٹ تھے کا اضافہ کر کے عبارت کا حلیہ تبدیل کیا اور غلط معنی پہنا کر علماءِ دیوبند کی انگریز پرستی پر پردہ ڈالا۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ عبارت بعینہٖ اکمل التاریخ میں ہے ہی نہیں۔ مصنف نے کمال جعلسازی سے جوڑ توڑ کے ذریعہ یہ چوں چوں کا مربّہ تیار کیا ہے کیوں نہ ہو جبکہ خود بانی مدرسہ دیوبند جناب مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی

جوڑتوڑ کا کھیل کھیلتے تھے۔ ملاحظہ ہو سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۱۶۰ مصنف نے کمال بے حیائی سے حکام وقت سے مراد انگریز لیا ہے اور والیان ملک (ریاست) سے مراد راجے اور نواب جو انگریز کے ایجنٹ تھے مراد لئے ہیں اور اس جملہ کو بھی بریکٹ میں بند کر کے عبارت کا مفہوم تبدیل کیا ہے حالانکہ حکام وقت اس وقت مغلیہ خاندان کے افراد تھے اور والیان ملک (ریاست) مسلمان نواب صاحبان تھے نہ کہ انگریز مردود یا اس کے ایجنٹ وغیرہ۔ اور پھر خیانت شدہ اس عبارت میں یہ کہیں موجود نہیں کہ مولانا شاہ فضل رسول قدس سرہ یا مشائخ کرام مارہرہ شریف و بدایوں نے انگریزی حکومت کو اپنی رحم دلی و بے ریا گورنمنٹ قرار دیا یا انگریزوں کے خلاف جہاد نہ کرنے کا فتویٰ دیا ہو۔ جیسا کہ ہم اس باب میں اکابر دیوبند سے بحوالہ کتب ثابت کریں گے۔ اس کے بعد "روشن مستقبل" صفحہ ۱۸۷، ۱۸۸ کا حوالہ اگرچہ خیانت شدہ ہے لیکن ہمارے خلاف نہیں اس کا اطلاق خود علمائے دیوبند پر ہوتا ہے کیونکہ وہی سرکار برٹش سے وظیفے اور تنخواہیں وصول کرتے تھے۔ اس کے بعد مصنف نے پھر دوبارہ صفحہ ۲۱ ہی پر سترہ روپیہ یومیہ کی بات کی ہے جو بعد میں گھٹ کر گیارہ روپیہ ہو گیا اور بعد میں یہ گیارہ روپیہ آپ کے بیٹے مولانا عبد القادر بدایونی اور پھر ان کے بعد عبد المقتدر پھر فرزند ثانی عبد القدیر کو ملتا رہا اس کے حوالہ کے طور پر مصنف نے صرف یہ لکھا ہے دیکھئے اکمل التاریخ۔ حالانکہ مصنف سیف حقانی نے حوالہ کے بعینہٖ الفاظ نقل نہیں کئے کیونکہ ایسا ہوتا تو اس کی بے ایمانی کا راز منکشف ہو جاتا مگر اس حوالہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ یہ ریاست حیدر آباد دکن سے مقرر ہوئے تھے نہ انگریز مردود سے اور حیدر آباد دکن کے حکمران مسلمان تھے۔ مذکورہ بالا الزام کے اختتام پر مصنف نے یہ کہا دیکھئے اکمل التاریخ مگر دوسرے ہی سانس میں یہ الزام بھی دھر مارا کہ

"مارہرہ کے گدی نشینوں کیلئے بھی وظائف مقرر رہے"

اس کا قطعاً کوئی حوالہ بیان نہیں کیا گیا۔ اگر مارہرہ شریف کے مشائخ کرام ایسے ہی تھے تو صدر دیوبند حسین احمد صاحب انہیں حضرت اور رحمۃ اللہ علیہ اور دیوبندی دھماکہ کے مصنف نے نامور بزرگ کہہ کر کیوں ذکر کیا جیسا کہ ہم پیچھے "الشہاب الثاقب" اور دھماکہ" کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں۔ گویا دیوبندیوں کے مسلمہ ولی اور نامور بزرگ جن کو وہ رحمۃ اللہ علیہ بھی کہتے ہیں وہ انگریز کے وظیفہ خوار تھے۔

علاوہ ازیں مصنف نے صفحہ ۲۲ پر بھی لکھا ہے کہ

"بدایوں۔ بریلی۔ مارہرہ وعلی پور انگریز کے پشتیبان تھے"

مگر اس کا حوالہ برائے نام اور جوڑ توڑ شدہ بھی موجود نہیں۔ صفحہ ۱۲ کے بعد پھر دوبارہ صفحہ ۲۲ پر مسئلہ دارالسلام پر کلام کیا ہے اور احکام شریعت حصہ دوم صفحہ ۸۷ کا حوالہ دیا ہے اس پر ہم اسی باب میں مفصل معروضات پیش کرنے والے ہیں۔ دارالسلام کے متعلق تھانوی صاحب، گنگوہی صاحب، نانوتوی صاحب، محمود الحسن صاحب، حسین احمد صاحب اس کی خرافات کی زد میں آتے ہیں اور ہم اس مسئلہ کو عنقریب مدلل بیان کر رہے ہیں جیسا کہ ہم نے ابھی پیچھے وعدہ کیا ہے۔

"حسام الحرمین" کی ضربات قاہرہ

اہل علم سے حقیقت مخفی نہیں کہ امام اہلسنّت سیّدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم تصنیف کی ضرباتِ قاہرہ سے مرتدین زمانہ تڑپ رہے ہیں سسک رہے ہیں۔ حسام الحرمین کا کس کے پاس کیا جواب ہے۔ بے چارے خلیل احمد انبیٹھوی سے لیکر حسین احمد تک ٹھوکریں کھا گئے حسام الحرمین کا جواب نہ بن پڑا تو "علامہ" صاحب کس کی بھیڑ ہیں جو حسام الحرمین پر جم کر کلام کر سکے اور کچھ نہیں تو اپنے ناولانہ انداز میں اس پر بھی عادت سے مجبوری کے باعث صفحہ ۹۶، ۹۷ پر یہ ذلیل تبصرہ کر ڈالا۔

"مشرکانہ عقائد و اعمال پر اصرار ہونے لگا اس لئے علوم نبوت کے فیض یافتہ یقیناً ان مشرکانہ اعمال و عقائد سے اظہارِ بیزاری کرینگے تو جاہل قوم کو یہ کہہ کر ان سے بد ظن کیا جاسکے گا کہ میاں انگریز سے جہاد وغیرہ کا نعرہ اسلام سے محبت اور اس کے غلبہ کیلئے نہیں ہے اس لئے کہ یہ تو خلاصہ کائنات سردار دوجہاں کے دشمن ہیں، اولیاء کے مخالف ہیں اس لئے جہاد کرنا ہے بھی تو ان کے خلاف کرو۔ انگریز تو صرف کافر ہے اور یہ کافر کے ساتھ وہابی بھی ہیں ان کے ایک کا قتل ہزار کافر انگریز کے قتل سے بہتر ہے۔ اندازہ کیجئے حسام الحرمین کی یہ ابلیسانہ شاطری بربادیٔ اسلام کیلئے کتنی تباہ کن ہے۔" (ص ۹۶، ۹۷)

بتایئے یہ بازاری بکواس خالص مرثیانہ انداز حسام الحرمین شریف کی کس بات کا جواب ہے؟ جاہل علامہ کی جرأت دیکھو قوم کو جاہل بتارہا ہے اور خود جہالت کے اندھے کنویں میں پڑا ہے۔ اپنے کو خلاصہ کائنات سردارِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دشمن اور اولیاء کا مخالف نہ ہونے کا پرچار بھی کرنا چاہتا ہے لیکن اندرونی بخار کی یہ حالت ہے کہ سردارِ دوجہاں خلاصہ کائنات پر "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" کا درود شریف اور حضرات اولیائے کرام کو فقط بازاری انداز میں اولیاء لکھتا ہے اور "قدس سرہ یا رحمۃ اللہ علیہ" قسم کا لفظ لکھنے کا بھی روادار نہیں اور کانگریس کے ایجنٹ اور مدرسہ دیوبند کے صدر کی باری آتی ہے تو صفحہ ۵ پر حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف اور اولیائے کرام کے نامِ گرامی کے ساتھ حضرت یا رحمۃ اللہ علیہ لکھنے کی بھی توفیق نہیں حتیٰ کہ حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم محی الدین شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی ذاتِ گرامی کو صفحہ ۶۲ پر عامیانہ انداز میں بے چارے عبدالقادر لکھتا ہے نہ پہلے کلمہ تعظیم نہ آخر میں کلمہ دعا اور گاندھی و نہرو کے پٹھو کانگریس کے ایجنٹ دیوبند کے صدر کو ایک سانس میں دو دوبار حضرت حضرت اور شیخ العرب والعجم و شیخ الاسلام لکھتا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۵۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں کہ ان کے ناپاک دل اور پلید ذہن میں حضرات انبیائے کرام و اولیائے عظام (علیہم السلام وقدست اسرارہم) سے زیادہ کانگریسی کٹھ پتلی علماء کا زیادہ اور بہت زیادہ احترام ہے۔

اگر ان کے اس اندرونی بخار سیّد الانبیاء حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرات اولیاءِ کرام قدست اسرارہم سے بغض وعناد کے ملیریا کا ٹیکہ لگایا جائے تو چلاتے ہیں تکفیر ہوگئی تکفیر ہوگئی۔ تکفیر تو جبھی ہوتی ہے جب محبوبانِ خدا انبیاء ورسل علیہم السلام کے بغض وعناد توہین و تنقیص کی تجنیر ہو۔ بغض وعناد توہین و تنقیص کی تجنیر نہ ہو تو تکفیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور پھر۔۔۔

؎ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

مصنف اپنے صفحہ ۹۷ کے مضمون میں ہمیں اپنے زعم باطل میں انگریز مردود کا وظیفہ خوار وغیرہ بھی ثابت کرنا چاہتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھتا ہے کہ (بریلوی کہتے ہیں) جہاد کرنا بھی ہے تو ان (دیوبندیوں وہابیوں) کے خلاف کرو انگریز تو صرف کافر ہے اور یہ کافر کے ساتھ وہابی بھی ہیں۔ یہاں مصنف اعتراف کرتا ہے کہ ہم اہلسنّت انگریزوں کو کافر سمجھتے ہیں اس کے اپنے قلم سے یہ ثابت ہوگیا۔ اب جو چاہے بکتا پھرے۔ دماغی توازن دُرست نہ ہو تو ایسا ہی ہوتا ہے اور پھر جس حسام الحرمین کی بنیاد پر یہ گفتگو شروع کی وہ بات "حسام الحرمین شریف" میں ہے ہی نہیں۔ الفاظ تو کیا اس قسم کے معانی ومفہوم کی بھی کوئی بات حسام الحرمین میں نہیں ہے۔ ؎

کذب گوئی کو سمجھ رکھا ہے معیارِ کمال

سچ بتاؤ بے کمالو! کیا یہی تہذیب ہے

لارڈ میکالے کے اصول

سیف حقانی کا مصنف بے ربط لکھتا چلا گیا ہے کسی عنوان و موضوع کو مدِّ نظر رکھ کر ترتیب وار نہیں لکھا مثلاً صفحہ ۱۰۴ پر لارڈ میکالے کے بقیہ اصول کے موضوع پر لکھا ہے لیکن بغیر عنوان قائم کئے۔ اس موضوع پر صفحہ ۱۰۱ پر بھی لکھ چکا ہے۔ الغرض موضوع خواہ کچھ ہی ہو جب بھی کچھ اس کو یاد آیا بے موقعہ ہی سہی نقل کر دیا۔ اس لئے ہمیں اس کے مختلف النوع الزامات کے باب باندھنے میں دشواری ہو رہی ہے متعدد مقام ایسے ہیں ایک ہی بات کا بار بار اعادہ کیا گیا اور اس کے اپنے بقول اس التزام اور تکرار سے اس کا جی متلانے نہیں لگا۔ صفحہ ۹۷ پر رضا خانی عقائد و اعمال کے زیر عنوان لکھا ہے۔ لیکن یہی بات دوسرے باب میں کر چکا ہے۔ بہر حال اس نے لارڈ میکالے کے اصولوں کے ٹکڑے کر کے دو جگہ نقل کئے ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم صفحہ ۱۰۱ وصفحہ ۱۰۴ پر مذکور لارڈ میکالے کے اصولوں کا ایک ہی جگہ جواب عرض کرتے ہیں۔ مصنف کے لارڈ میکالے کے اصول یہ ہیں:

- ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی و فکری ترویج خواہ عیسائیت کے نام سے یا کسی اور نام سے۔
- ہندوستان میں لا مذہبیت کا فروغ خصوصاً مسلمانوں میں کہ اگر عیسائی نہ بن سکیں تو مسلمان بھی نہ رہیں۔
- مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت تیار کرنا جو بظاہر مسلمان اور بباطن گورنمنٹ انگلشیہ کی وفادار ہو جو حاکم اور رعایا میں ترجمان کا کام دے۔ (صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۴۔ سیف حقانی بحوالہ روشن مستقبل)

ہنری ہرنگٹن طامس اپنے رسالے (ہندوستان میں گذشتہ بغاوت اور ہماری آئندہ پالیسی) میں انہی تین اصولوں کو بنیادی پالیسی قرار دیتے ہیں۔ مقام شکر ہے کہ موخر الذکر اصولوں کے متعلق تو اس نے خود فیصلہ کر دیا کہ

"تیسرے اصول کیلئے سرسید آگے آئے اور آج پوری ایک صدی گزرنے کے بعد تو یہ بات عیاں ہو گئی کہ انگریزی حکومت کی آپ (سرسید) نے عظیم خدمات سرانجام دی ہیں۔" (سیف حقانی، ص ۱۰۲)

اس موقعہ پر ہم منصف مزاج قارئین کرام کو یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ

"سرسید احمد خاں صاحب بقول "مولانا" عبید اللہ سندھی مولانا مملوک العلی نانوتوی کے تلامذہ میں سے تھے۔"

(کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۱۸۵)

"مولانا" عبید اللہ کی اس روایت کے مطابق سر سید صاحب اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی آپس میں استاذ بھائی ہوئے کیونکہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے بھی ان ہی "مولانا" مملوک العلی سے تعلیم حاصل کی تھی۔

(سوانح قاسمی، ج ا ص ۲۲۲، ۲۲۳)

جب یہ ثابت ہو گیا کہ سر سید احمد خاں اور محمد قاسم نانوتوی صاحب آپس میں استاذ بھائی تھے تو اب مصنف سیف حقانی کی زبانی سر سید کی لامذہبیت اور انگریز پرستی کا ایک زناٹے دار حوالہ بھی سن لیجئے۔ لکھتا ہے:۔

"سر ولیم میور نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سوانح انگریزی میں تحریر کی جس میں اسلام، قرآن، حدیث، تفسیر اور علمائے اُمت حتیٰ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر بے پناہ اور بھونڈے اعتراض کئے اور دل کھول کر مسلمانوں کی دل آزاری کی۔ اب لطف دیکھئے سر سید نے دفاع اسلام کے نام سے اُردو میں اس کے جوابات خطباتِ احمدیہ میں دیئے۔ اس آڑ میں انگریزی سے نابلد ہندوستانیوں تک میور کا نکتہ نگاہ (سر سید نے) پہنچا دیا۔ دوسری طرف جوابات بھی ایسے کہ اصل اعتراضات کی سمت سے بڑھ کر خطرناک۔ یوں (سر سید نے) لامذہبیت کو مذہب کے نام پر اور طرف داری کے رنگ میں پیش کر کے انگریز کی پالیسی کا باحسن وجوہ حق ادا کیا۔" (سیف حقانی، ص ۱۰۳، ۱۰۴)

مصنف سیف حقانی کے اس قول سے سر سید کی بدعقیدگی واضح ہے کہ

- سر سید نے سر ولیم میور کا نکتہ نگاہ ہندوستانیوں تک پہنچایا۔
- اسلام، قرآن و حدیث و تفسیر اور علمائے اُمت حتیٰ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر میور کے بے پناہ اور بھونڈے اعتراضات کا ایسا جواب دیا جو اصل (اعتراضات) سے بھی بڑھ کر خطرناک تھا۔
- سر سید نے یوں انگریز کی پالیسی کا حق ادا کیا۔

ظاہر جو شخص ایسا ہے یقیناً اس کا اسلام اور پیغمبر اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بات مصنف کہنے کو تو کہہ گیا کیونکہ اپنی بلا سر سید کے سر ڈالنی اور اپنے اکابر کو بچانا تھا مگر اس کو کیا کہئے۔ اسی سر سید کو جو اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خطرناک اور بھونڈے اعتراضات کرنے والا اور انگریزی پالیسی کا ناشر و مبلغ تھا علمائے دیوبند مسلمان سمجھتے ہیں اور اس کو فخریہ سر سید احمد خاں مرحوم لکھتے ہیں مرحوم یعنی جناب الٰہی سے رحم کئے گئے۔ ملاحظہ ہو سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۹۸ و ۲۱۹ مصنفہ مناظر احسن گیلانی و مصدقہ مولوی حسین احمد صاحب "مدنی" صدر دیوبند۔

بانی مدرسہ دیوبند اور سر سید

بقول مولانا عبید اللہ سندھی مولوی محمد قاسم نانوتوی اور سر سید احمد خاں آپس میں استاد بھائی تھے اور دونوں ہی "مولانا" مملوک العلی نانوتوی کے شاگرد تھے۔ (مولانا احسن نانوتوی، ص ۱۸۵)

انگریزی پالیسی کے مبلغ و ناشر کو فخریہ دعائیہ کلمات کے ساتھ مرحوم لکھنا کیا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ اندرون خانہ آپس میں ایک ہی کچھ ہیں۔ اور سر سید علی گڑھی صاحب اور ان میں ذہنی و فکری ہم آہنگی موجود ہے مگر مصنف سیف حقانی بڑی صفائی سے خود کو بچا کر ساری بلا سر سید کے سر ڈال رہا ہے۔

علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کی رپورٹ

سر سید احمد خاں اور مولوی محمد قاسم نانوتوی میں کتنی گہری موافقت و ہم آہنگی تھی اس کا پتا سر سید احمد خاں کے رسالہ "علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ" کے اس مضمون سے لگتا ہے جو انہوں نے ۲۴/ اپریل ۱۸۸۰ء کی اشاعت میں لکھا۔ جس میں سر سید احمد خاں نے مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی قصیدہ خوانی کی اور پھر نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند نے سر سید احمد خاں کو لکھا "ہاں اس میں کچھ شک نہیں کہ سنی سنائی سید صاحب (سر سید) کی اولوالعزمی اور دردمندی اہل اسلام کا معتقد ہوں اور اس وجہ سے ان کی نسبت اظہار محبت کروں تو بجا ہے۔" اس کا انکار اور کوئی تاویل اس لئے ممکن نہیں کہ یہ مضمون سوانح قاسمی جلد سوم ص ۱۷۲ تا ۱۷۵ پورا نقل کیا گیا ہے جس کی سرخی یہ ہے "حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سر سید مرحوم کی نظر میں"۔۔۔۔

یہاں بھی سر سید کو مرحوم لکھا ہے۔ ہم مصنف سیف حقانی کو یہ کہہ کر بھاگنے نہیں دیں گے کہ جی یہ مضمون سر سید نے خود اپنے رسالہ میں لکھا ہے بلکہ یہ مضمون سوانح قاسمی جلد ۳ کے علاوہ رسالہ "دارالعلوم" دیوبند کی جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ کی اشاعت میں بھی موجود ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں سر سید نے کہا "دیوبند کا مدرسہ ان (مولوی نانوتوی) کی ایک نہایت عمدہ یادگار ہے۔ سب لوگوں کا فرض ہے کہ ایسی کوششیں کریں کہ وہ مدرسہ ہمیشہ قائم اور مستقل رہے"۔

ثابت ہوا دونوں ایک ہی کچھ تھے اور لارڈ میکالے کے اصولوں کے علمبردار تھے۔

پُر اسرار راز

مصنف سیف حقانی نے لارڈ میکالے کے جو اصول بیان کئے اس میں ایک پُراسرار راز اور اہم معنی خیز بات یہ ہے۔ مصنف نے سرسید صاحب کا نام لے کر جان بچانے کی کوشش کی ہے۔ لارڈ میکالے کے تیسرے اصول میں یہ مذکور ہے۔

"مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت تیار کرنا جو بظاہر مسلمان اور بباطن گورنمنٹ انگلشیہ کی وفادار ہو جو حاکم (انگریز) اور رعایا میں ترجمان کا کام دے۔" (سیف حقانی، ص ۱۰۲)

وفادار و ترجمان کون ؟

اب لارڈ میکالے کے تیسرے اصول کی روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کا وفادار اور ترجمان کون ہے تو آیئے ہم اس کا ثبوت فتاویٰ افریقہ یا حسام الحرمین سے نہیں بلکہ تذکرۃ الرشید اور سوانح "مولانا محمد احسن نانوتوی" سے پیش کرتے ہیں۔

گاڈ فری ہیگنس کی کتاب کا ترجمہ

"مولانا محمد احسن (نانوتوی) نے دہلی کالج میں انگریزی بھی پڑھی تھی۔ ان کی قلمی بیاض میں خود مولانا محمد احسن کے ہاتھ کی بعض انگریزی تحریریں ہیں۔ مولانا محمد احسن نے سرسید احمد خاں کی فرمائش پر گاڈ فری ہیگنس کی کتاب کا انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کیا۔ مولانا محمد احسن نے نیچرل فلاسفی پر ایک مضمون لکھا تھا جو مسٹر ٹیلر پرنسپل دلی کالج کی نگرانی میں دو مرتبہ شائع ہوا۔"

(سوانح "مولانا محمد احسن نانوتوی" ص ۲۵)

بتایئے جناب گورنمنٹ انگلشیہ کی ترجمانی کے فرائض کس نے انجام دیئے انگریزی کتابوں کا اُردو ترجمہ کس نے کیا۔ سرسید اور نانوتوی علماء میں ذہنی و فکری ہم آہنگی تھی یا نہیں؟

مولانا محمد مظہر نانوتوی اور مولانا محمد احسن (نانوتوی) دونوں حقیقی بھائی اور (بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے استاذ مولانا مملوک العلی کے قریبی رشتہ دار تھے۔" (سوانح "مولانا محمد احسن نانوتوی" ص ۲۴)

اور سنیئے:

"جب سرسید احمد خاں ۱۸۶۹ء میں لندن گئے تھے تو ان کے پیش نظر مشہور مصنف ولیم میور کی کتاب لائف آف محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا جواب لکھنا بھی مقصود تھا چنانچہ انہوں نے لندن میں کافی مواد جمع کیا۔ انگلستان کے ایک معروف مصنف گاڈ فری ہیگنس (Godfrey Higgins) کی کتاب اپالوجی (Apology) جو اس نے تائید و حمایت اسلام اور عیسائیوں کے اعتراضات کی تردید میں لکھی تھی سرسید احمد خاں نے بہت تلاش و جستجو کے بعد کسی جرمن کتب فروش سے دس گنی قیمت دیکر حاصل کی اور خطبات احمدیہ کی تالیف میں اس سے مدد لی۔ سرسید احمد کو خیال ہوا۔ اس کتاب کا اُردو ترجمہ بھی ہونا چاہیۓ چنانچہ انہوں (سرسید) نے مولانا محمد احسن (نانوتوی) کو یہ کام سپرد کیا۔ مولانا نے اس کتاب کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا۔" (ایضاً، ص ۱۴۱)

کتاب کے ترجمے پر تیس ہزار روپیہ

علمائے دیوبند انگریزی حکومت کے زیر اہتمام انگریزی کتابوں کے ترجمہ کو جو اہم خدمات انجام دے رہے تھے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ یہ اہم فریضہ فی سبیل البرطانیہ انجام دیتے تھے یا سودا نقد ہوتا تھا۔

جناب مناظر احسن گیلانی صاحب مصنف سوانح قاسمی نے یہ بات خود ہی کھول دی۔ فرماتے ہیں:۔

"شروع میں چاہا گیا تھا کہ عربی ہی زبان میں ان کتابوں کو مغربی زبانوں سے ترجمہ کر کے پڑھایا جائے۔ مولوی عبدالحق صاحب (بابائے اُردو) نے اپنی کتاب 'مرحوم دہلی کالج' میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک کتاب کے عربی ترجمہ کیلئے تیس ہزار روپے کی منظوری دی گئی۔ مولوی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ بہت سارو پیہ ان کتابوں کے چھاپنے پر صَرف ہوتا تھا۔ (سوانح قاسمی، ج۱ص۹۹)

پھر لکھتے ہیں:۔

"اگر ترجمہ ایسا ہوتا جو سمجھ میں نہ آتا تو اس کی تشریح کیلئے مترجم کو معقول تنخواہ پر ملازم رکھ لیا جاتا تھا۔"

(مرحوم دہلی کالج، ص ۱۶۔ از مولوی عبدالحق صاحب و سوانح قاسمی، ج۱ص۹۹)

یہ ہے اکابر دیوبند کی کارکردگی اور انگریز پرستی جس پر آج مصنف سیف حقانی پردہ ڈالنے کیلئے اُٹھا ہے باقی رہی وفاداری کی بات تو گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار بھی علمائے دیوبند ہی تھے۔ یہ ہمارا الزام نہیں بلکہ دیوبندی قطب عالم و امام ربانی جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا اعتراف ہے۔ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:۔

"جب میں حقیقت میں سرکار (برطانیہ) کا فرمانبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیگانہ ہو گا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار (برطانیہ) مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔" (تذکرۃ الرشید، پہلا حصہ، صفحہ ۸۰)

اب لارڈ میکالے کے اصول نمبر ۳ کی طرف پھر پلٹئے اور سیف حقانی صفحہ ۱۰۲ ملاحظہ کیجئے لارڈ میکالے کے خواب کی تعبیر کون ہے علمائے اہلسنت یا علمائے دیوبند؟

ہاں ہاں دیکھئے! گورنمنٹ انگلشیہ کا وفادار کون؟ (انگریز) حاکم و رعایا میں ترجمان کا کام کس نے انجام دیا؟ بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے روشن حقائق اور واضح شواہد سے ثابت کیا ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار و ترجمان علمائے دیوبند تھے۔ ہم نے ان کے گھر کے حوالہ جات سے سب کچھ ثابت کیا ہے۔ لیکن مصنف سیف حقانی کی حیا کا یہ عالم ہے کہ جوڑ توڑ کی دیوار کھڑی کر کے لکھتا ہے:۔

"دیکھئے اور غور فرمائیے۔ ہمارے اخذ کردہ نتائج ٹھیک ہیں یا غلط" (سیف حقانی، ص ۱۰۴)

اب دنیا اس کے اخذ کردہ نتائج کو دیکھے یا تاریخی حقائق کو دیکھے۔

باقی رہے لارڈ میکالے کے اوّل الذکر دونوں اصول یعنی:۔

- ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی وفکری ترویج خواہ عیسائیت کے نام سے یا کسی اور نام سے۔
- ہندوستان میں لامذہبیت کا فروغ خصوصاً مسلمانوں میں کہ اگر عیسائی نہ بن سکیں تو مسلمان بھی نہ رہیں۔

تو یہ ہر دو اصول اپنے معانی ومفہوم کے اعتبار سے ایک ہی ہیں اس کیلئے مصنف نے بڑی ہوشیاری مگر کمال بے حیائی سے صفحہ ۹۸ پر "رضاخانی دین کا ماخذ مسیحیت" قرار دے کر ان کا اطلاق اہلسنت پر کیا ہے اور وجہ یہ بتائی ہے:۔

"مثلاً دنیائے عیسائیت کا یہ عقیدہ کہ واجب الوجود خدا کی ذات کے ساتھ حضرت مسیح اور حضرت مریم بھی خدا ہیں" (ص۹۹)

اس کے مقابلہ میں اہلسنّت اور عیسائی عقیدوں میں ہم آہنگی ثابت کرنے کیلئے بلا دلیل وثبوت مصنف سیف حقانی لکھتا ہے۔

(ا) بشریت کا انکار (صفحہ ۹۹)

"انکار بشریت (نبوی) کی بنیاد اثبات الوہیت ہی کا نتیجہ ہے اور دنیائے عیسائیت کے علم وکلام کی لایعنی موشگافیوں کی بدولت وجود میں آیا اور دنیا جس سے روشناس ہوئی اور اسی عقیدہ الوہیت مسیح کے نتیجہ میں یہ عقیدہ وجود میں آیا کہ آپ (نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عالم الغیب ہیں نیز آپ مختار مطلق ومختار کل ہیں۔ آپ نافع اور ضار بھی ہیں۔ آپ تو ہر اس عیسائی کے پاس حاضر وناظر جن کو مجاز پادری نے بپتسمہ دیا ہو۔ غرض رضاخانی دین کے سارے کافرانہ مشرکانہ عقائد کا دین اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں صرف علاقہ کی بات نہیں بلکہ اسلام کی ضد ہیں۔ یہ عقیدے عیسائیت کے ہیں اسلام کے نہیں"۔ (سیف حقانی، ص۱۰۰)

مصنف سیف حقانی عیسائیت کے مذکورہ بالا عقائد گنوانے کے بعد لکھتا ہے:۔

"لیکن اپنے رضاخاں تو امور تعظیم ومحبت میں سب کچھ روا جانتے ہیں" (سیف حقانی، ص۱۰۱)

اور اس کا ثبوت پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"جو عیسائیت کی خدمت کیلئے جئے اور مر گئے تو بھی عقائد تثلیث ومسیحیت کیلئے زمین کس قدر ہموار کر گئے کہ قیامت تک میکالے کی روح خوش ہو گی فتاویٰ افریقہ کے چند اوراق کی سیر ہم کرا دیتے۔۔۔ اعلیٰ حضرت اور آپ کی اُمت کے عقائد کا ماخذ ہم بتلا چکے ہیں کہ عیسائیت ہے ان عقائد کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں"۔ (سیف حقانی، ص۱۰۶)

اہلسنّت وجماعت کے عقائد کا ماخذ مسیحیت ہونے کا ثبوت کیا ہے خود مصنف سیف حقانی کی زبانی سنئے۔ لکھتا ہے:۔

"فتاویٰ افریقہ میں افعال تعظیم ومحبت میں ہمیشہ مسلمانوں کیلئے راہ احداث کشادہ رہی ہیں جس طرح چاہیں محبوبانِ خدا کی تعظیم بجالائیں"۔ (فتاویٰ افریقہ، ص۱۱۲)

سیف حقانی کے عنید مصنف نے اپنے زعم باطل میں محبوبان خدا کے ساتھ اہلسنّت کی تعظیم محبت کو معیار عیسائیت ومسیحیت قرار دیا ہے۔

ہم کہتے ہیں:۔

مصنف نے اپنی باطل مراد ثابت کرنے کیلئے جو یہ چار سو بیسی کا جال پھیلایا ہے۔ اس کا فائدہ تو مصنف کو جب پہنچتا جب مصنف اپنے دعویٰ کے مطابق یہ ثابت کرتا کہ جس طرح عیسائی سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کو خدا سمجھتے ہیں اسی طرح مسلمانانِ اہلسنّت یاامامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی بھی حضور نبی اکرم رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا سمجھتے ہیں مگر وہ نہ یہ ثابت کر سکا اور نہ قیامت تک کر سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے فتاویٰ افریقہ کی عبارت میں خدا نہیں محبوبانِ خدا مذکور ہے۔ پرستش و عبادت نہیں تعظیم و محبت مذکور ہے۔ مصنف سیف حقانی نے فتاویٰ افریقہ سے یہ عبارت بھی خیانت کرکے نقل کی ہے اور اس خائین مصنف نے امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ مبارک الفاظ دانستہ چھوڑ دیئے جو اس کی باطل مراد اور عیسائی عقیدہ کا قلع قمع کرتے ہیں۔ پوری عبارت یہ ہے:۔

"افعال تعظیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کیلئے راہ احداث کشادہ ہے جس طرح چاہیں محبوبانِ خدا کی تعظیم بجالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو جیسے سجدہ۔ وہاں خاص کا ثبوت مانگنے والا اللہ عزّوجل سے مقابلہ کرتا ہے کہ مولا عزّوجل نے مطلق بلا تقید و تحدید انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء کی تعظیم کا حکم فرمایا:۔

- قال تعالیٰ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ
  "رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔"
- وقال تعالیٰ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
  "جو اس نبی امی پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم ومدد اور اس نور کی جو اس کے ساتھ اترا پیروی کریں وہی فلاح پائیں گے۔"
- قال تعالیٰ لَىٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
  "اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کیلئے اچھا قرض دو تو ضرور تمہارے گناہ مٹادوں گا اور ضرور تمہیں جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہیں۔"
- و قال تعالیٰ وَ مَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ
  "جو الٰہی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کیلئے اس کے رب کے ہاں بہتر ہے۔"
- و قال تعالیٰ وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ
  "جو الٰہی نشانیوں کی تعظیم کرے وہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔" (فتاویٰ افریقہ)

کیا ہی ایمان افروز بیان ہے! امامِ اہلسنّت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوبانِ خدا کی تعظیم و محبت کے اثبات میں پانچ آیاتِ قرآنیہ سے استدلال فرمایا ہے اور واضح الفاظ میں پرستش کی نفی فرماتے ہوئے سجدہ کی ممانعت فرمائی۔ لیکن مصنف سیف حقانی سجدہ کی ممانعت اور پانچ آیاتِ کریمہ کو اپنی باطل مراد کے خلاف سمجھتے ہوئے چھوڑ گیا۔ کتنی صاف اور واضح بات تھی۔ عیسائیوں و مسیحیت سے اہلسنّت کے عقائد کی کوئی مطابقت ہی نہ بنتی تھی وہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں اعلیٰ حضرت محبوبانِ خدا تحریر فرمارہے ہیں اور محبوبانِ خدا کی معبودیت و پرستش سجدہ کا انکار فرما کر برملا ان کے معبود و الٰہ ہونے کی نفی فرمارہے ہیں تو پھر عیسائی اور سنّی بریلوی عقائد میں مطابقت و یکسانیت کا الزام کیسا؟

اور پھر مصنف سیف حقانی کا اندھا پن ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتا ہے:۔

"آگے (اعلیٰ حضرت) لکھتے ہیں ہمیشہ علمائے کرام و ائمہ اعلام امور تعظیم و محبت میں ایجادوں کو پسند فرماتے اور ایجاد کنندہ کی منقبت میں گنتے آئے ہیں کسی نابلسی کی حدیقہ ندیہ کا حوالہ ہے جس نے نووی کو بھی ساتھ گھسیٹا ہے۔ اللہ بچائے کیسے مضبوط استدلال ہیں اپنے فتویٰ کی مزید تشریح فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت نے معاملہ صاف کر دیا ہے لیکن کمال ہوشیاری سے بندوق چلائی ہے دوسروں کے کندھوں پر رکھ کر کیا کرتے بچارے قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے تو عیسائیت کا پنپنا محال تھا" (سیف حقانی، ص ۱۰۷)

یہ لایعنی گفتگو اور بے ڈھنگا طرز تحریر بھی کسی دلیل کا حصہ ہے بھلا جس جاہل مطلق کو یہ بھی پتا نہ ہو کہ امام [1] عارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ کون ہیں؟ حدیقہ ندیہ کیا ہے؟ وہ اپنی جہالت کا ماتم تو کرتا نہیں اور علم و فضل کے بادشاہ علماء عرب و عجم کے ممدوح اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جیسے بے مثال فاضل و محقق پر اعتراض کا شوق لئے پھرتا ہے اور تو اور امام نووی قدس سرہ کی شان میں گھسیٹنے کا ناپاک لفظ استعمال کر رہا ہے۔ گستاخ ذہن میں گستاخی ہی آتی ہے اور اندھے پن کی انتہا ملاحظہ ہو لکھتا ہے کیا کرتے بچارے قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے۔ حالانکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فتاویٰ افریقہ میں تعظیم و محبت کے اثبات میں پانچ آیاتِ قرآنیہ نقل فرمائی ہیں مگر یہ اندھے رشید گنگوہی کا اندھا فیض ہے جو ان کو اندھا کئے ہوئے ہے یہ آیاتِ قرآنیہ بھی نظر نہیں آتیں۔ حالانکہ پانچ آیاتِ قرآنیہ مذکور ہیں۔ شائد وہ ان کو قرآنی آیات نہ مانتا ہو۔

---

[1] مصنف کی جہالت اس کو یہ تک معلوم نہیں علامہ نابلسی کون ہیں؟ حدیقہ ندیہ کیا ہے؟ مولوی اشرف علی تھانوی نے جمال الاولیاء، صفحہ ۵ پر شیخ عبدالغنی نابلسی کی حدیقہ ندیہ کو معتبر مانا ہے۔

ہم مصنف سیف حقانی سے تعظیم و محبت کے اثبات میں مذکورہ بالا پانچ آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں دریافت کرتے ہیں کہ وہ یہ بتائیں کیا قرآن عظیم نے محبوبانِ خدا کی تعظیم کا حکم دے کر عیسائیت و مسیحیت کی تعلیم دی ہے؟ کیا قرآن عظیم علمبرداران ثلیث کی ترجمانی کر رہا ہے؟ اور پھر یہ بات ہر ذی فہم شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ مسلمانانِ اہلسنّت تعظیم تو بجالائیں سیّد الانبیاء حبیبِ خدا سیّدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور قرار پائے یہ عیسائیت و مسیحیت اور متہم ہو یہ حضرت مسیح و حضرت مریم کے خدا ہونے پر۔

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بدادا نہ دے

اعلیٰ حضرت کی کتب میں مسیحیت کی تردید

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصاریٰ کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار قرار دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"نصاریٰ (عیسائیوں) کے یہاں ذبح نہیں وہ گلا گھونٹتے ہیں یا سر پر ڈنڈا مارتے یا گلے میں ایک طرف سے چھری بھونک دیتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے تو ان کا مارا ہوا جانور مطلقاً مردار ہے۔ نصاریٰ مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں یہ اگر باقاعدہ ذبح بھی کریں تو ایک جماعت کے نزدیک جب بھی ان کا ذبیحہ مطلقاً حرام ہے۔ (فتاویٰ افریقہ، ص ۹۰)

دیکھئے جن اعلیٰ حضرت پر مصنف سیف حقانی آنکھیں بند کر کے مسیحیت وعیسائیت کا ناپاک الزام لگا رہا ہے وہ کتنی صراحت سے غیر خدا کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنے کا رڈ فرما رہے ہیں یہاں تک کہ ان کے ہاتھ کا مارا ہوا جانور مطلقاً مردار و حرام قرار دے رہے ہیں۔ اور اس کے حاشیہ میں اسی صفحہ پر مجمع الانہر کے حوالہ سے فرماتے ہیں:۔

فی المستصفی قالوا الحل اذا لم یعتقد المسیح الٰھا اما اذا اعتقده فلا انتھیٰ (فتاویٰ افریقہ، ص ۹۰)

"مستصفی میں ہے مشائخ نے فرمایا کہ نصاریٰ کا ذبح کیا ہوا اور نصرانیہ (عورت) سے نکاح
اس وقت حلال ہیں جبکہ وہ مسیح کو خدا نہ مانے ورنہ نکاح اور ذبیحہ دونوں حرام ہیں۔"

اب جو بات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے نہیں فرمائی وہ ان کے ذمہ لگا کر اس کو مسیحیت قرار دینا اور پھر ڈھٹائی سے اس کا رڈ کرنا بے شرمی ہے یا نہیں؟ متذکرہ بالا حوالہ تو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دینے کے رڈ میں تھا۔ رہا غیر خدا کو سجدہ تو وہ بھی ابھی فتاویٰ افریقہ کے حوالہ سے گزرا جس میں اعلیٰ حضرت نے غیر خدا کیلئے صراحت کے ساتھ سجدہ کی ممانعت فرمائی اور پھر اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت قدس سرہ کا ایک مستقل رسالہ "الذبدۃ الزکیہ" کے نام سے موجود ہے جس میں غیر خدا کو سجدۂ عبادت شرک خالص

اور سجدۂ تعظیم کو حرام قرار فرمایا۔ نہ معلوم مصنف کون سی دنیا میں رہتا ہے کہ بے سروپاباتوں کے سہارے اپنے مذہب کی کشتی چلانا چاہتا ہے۔ باقی رہا بقول اس کے کہ مسیحی مذہب کے حامل مسیح کو بشر نہیں مانتے اور یہ کہ اہلسنّت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ تو یہ بھی سراسر الزام اور کذب صریح ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت قدس سرہ کے مجموعہ نعت میں مصنف سیف حقانی کو اور بہت کچھ نظر آگیا لیکن یہ نظر نہ آیا۔

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے
(حدائق بخشش اوّل)

اور سجدہ کے متعلق ہے:۔

پیش نظر وہ نو بہار سجدہ کو دل ہے بے قرار
روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے
(حدائق بخشش اوّل)

ایک اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو
(حدائق بخشش اوّل)

الحمدللہ ہماری اس مختصر تحقیق سے سیف حقانی کی ساری خرافات غبار راہ بن کر اڑ گئیں اور لارڈ میکالے کے سارے اصول اہل دیوبند کے گلے کا ہار بن گئے۔

مسئلہ دارالسلام

جاہل و مجہول مصنف سیف احقانی نے مختلف صفحات پر دارالسلام کے مسئلہ پر بھی ہوائیاں اُڑائی ہیں۔ ہم نے پچھلے اوراق میں اس مسئلہ پر مفصل گفتگو کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ہمیں اپنا وعدہ یاد ہے۔ ہم ایسا نہیں کریں گے جیسا کہ علامہ احقانی نے کیا۔ الزام قائم کر دیا بے دریغ ثبوت کیلئے کہہ دیا آگے چل کر دیں گے۔ آگے پہنچ کر فرمایا ثبوت پیچھے دے آئے ہیں۔ مصنف کو اس بات پر بڑا زعم ہے کہ اس نے احکام شریعت میں ہندوستان کے دارالسلام ہونے کا فتویٰ تلاش کر لیا اور اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالسلام کا پتا چلالیا۔ چلو جی ثابت ہو گیا اہلسنّت انگریز کے ایجنٹ ہیں، انگریز کے آلہ کار ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں: ؎

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

بلاشبہ آپ نے سیف احقانی کے صفحہ ۲۱و۲۲ پر احکام شریعت کے فتویٰ کے دو لفظ لکھ دیئے اور اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالسلام کا نام بھی لے دیا مگر یہ کبھی ملاحظہ بھی فرمایا ہے آپ کو معلوم ہے اس میں کیا لکھا ہے۔ آپ کے پاس دارالسلام ہونے کے دلائل کا کیا توڑ ہے؟ آپ کیا آپ کے بڑے یہاں تو دم نہیں مار سکے۔

یہ وہ دربار سلطان قلم ہے
یہاں پر سرکشوں کا سر قلم ہے

آپ نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملت قدس سرہ کے کس حوالہ کو جھٹلایا ہے؟ کسی دلیل کا برائے نام تو جواب دو۔ مگر پہلے گھر کی خبر لو چلو ہم آپ کو آپ کے گھر پہنچاتے ہیں۔ دیکھئے:۔

یہ دھواں سا کہاں سے اُٹھتا ہے

دیکھئے اور پہچانئے۔ یہ آپ کے اکابر ہیں یا نہیں؟

(۱) مولوی اشرف علی تھانوی (۲) مولوی رشید احمد گنگوہی (۳) مولوی محمود الحسن دیوبندی (۴) مولوی حسین احمد صدر دیوبند یہ سب بھی انگریز کے آلہ کار تھے اور ہندوستان کو دارالسلام کہہ رہے تھے۔ ملاحظہ ہو۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی:

- ہندوستان نہ تو صاحبین کے قول پر دار الحرب ہے اور نہ امام (اعظم ابو حنیفہ) کے قول پر "دار الحرب" ہے۔
(تحذیر الاخوان، ص۸)
- ترجیح ہندوستان کے دار السلام ہونے ہی کو دی جاوے گی اس صورت میں بھی ہندوستان دار الاسلام ہو گا۔ (ص۹)
- تعجب ہے بعض اہل اسلام ہندوستان کو دار الحرب قرار دے کر آمدنی بنک کو حلال سمجھتے ہیں۔ (تحذیر الاخوان، ص۱۰)
- امام (ابو حنیفہ) صاحب نے جو دار الحرب کی تعریف کی ہے اس کا ہندوستان پر صادق آنا محل نظر ہے کیونکہ امام صاحب کے پاس دار الحرب ہونے کی یہ شرط ہے کہ کوئی حکم مسلمانوں کا باقی نہ رہے اور یہاں (ہندوستان میں) بہت سے احکام مسلمانوں کے جاری ہیں۔ (تحذیر الاخوان، ص۲۰۔ از مولوی اشرف علی تھانوی صاحب)
- ہندوستان کو بہت سے علماء نے دار السلام کہا ہے۔ (ایضاً، ص۵۵)

کیوں جناب "اعلام الاعلام بان ہندوستان دار السلام" کا پتا تو آپ نے چلا لیا اور کہیں نہ کہیں سے اس کا نام سن لیا مگر تحذیر الاخوان کی آپ کو خبر ہی نہیں یا پھر اپنوں سے چشم پوشی آپ کے دھرم کا بنیادی اصول ہے۔ احکام شریعت کا تو آپ نے کھوج نکال لیا مگر مولوی گنگوہی جی کے فتاویٰ رشیدیہ کا آپ کو کچھ پتا نہیں حالانکہ اندھے خود رشید صاحب تھے اور نظر آپ کو نہیں آیا۔ آیئے ہم دکھاتے ہیں۔

مولوی رشید احمد گنگوہی:

سوال۔ ہندوستان دار الحرب ہے یا دار السلام مدلل ارقام فرماویں۔

جواب۔ دار الحرب ہونا ہندوستان کا مختلف علمائے حال میں ہے اکثر دار السلام کہتے ہیں اور "بعض" دار الحرب کہتے ہیں بندہ فیصلہ نہیں کرتا۔ (فقط واللہ اعلم)۔۔۔۔ رشید احمد عفی عنہ

(فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ۷ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز مطبع سعیدی قرآن محل بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی مہر محمد عبد لمنان غفرلہ مکتبہ تھانوی۔ کراچی)

دیکھا! سائل سوال کر رہا ہے کہ مدلل ارقام فرمائیں مگر گنگوہی جی دلائل سے کورے زبانی کلام جمع خرچ پر انحصار کر رہے ہیں۔ مگر کچھ بھی ہو مصنف سیف احقاقی کو اپنی دونوں آنکھیں اگر صحیح سلامت ہوں تو ذرا پوری طاقت سے کھول کر گنگوہی جی کے جواب میں یہ پڑھ لینا چاہئے اکثر دار السلام کہتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ دیوبند:

مذکورہ بالا حوالہ تو کراچی سے چھپنے والے ایک قدیم نسخہ سے تھا جس میں مذکور ہے اکثر دار السلام کہتے ہیں۔ اب دیوبند سے چھپنے والے ایک فتاویٰ رشیدیہ مکمل کا حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

سوال۔ ہند بقول امام یا صاحبین کیا دار الحرب ہے۔۔۔۔ الخ

جواب۔ ہند کے دار الحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے بظاہر تحقیق بندہ کی خوب نہیں ہوئی حسب اپنی تحقیق کے سب نے فرمایا ہے اور اصل مسئلہ میں کسی کو خلاف نہیں اور بندہ کو بھی خوب تحقیق نہیں کہ کیا کیفیت ہند کی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ مکمل ص ۱۸۲)

اس جگہ بھی گنگوہی صاحب اعتراف کر رہے ہیں کہ ہند کے دار الحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے یعنی علماء دار الحرب ہونے کے خلاف ہیں اور دار السلام کہتے ہیں گنگوہی صاحب نے یہ نہیں کہا دار الحرب اور دار السلام ہونے میں اختلاف علماء کا ہے بلکہ صرف یہ کہا دار الحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے۔ یہی فتویٰ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی سے چھپنے والے فتاویٰ رشیدیہ کامل میں ص ۱۸۲ پر بعینہٖ وبلفظہٖ موجود ہے اور اس میں بھی "ہند کے دار الحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے" موجود ہے یہ نہیں "ہند کے دار السلام ہونے میں اختلاف علماء کا ہے"۔

خیانت اور تحریف

ان دو پرانے چھاپوں کے برعکس کراچی سے حال ہی میں ایچ ایم سعید کمپنی کے زیر اہتمام چھپنے والے فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۲۹۲ پر یوں کر دیا گیا ہے۔

"سب ہندوستان بندہ کے نزدیک دارالحرب ہے"

اقبال سے معذرت کے ساتھ یوں کہنا پڑتا ہے۔

خود بدلتے نہیں فتوؤں کو بدل دیتے ہیں
کس قدر ہوئے ہیں فقیہان مجد بے توفیق

اس کو کہتے ہیں ہاتھ کی صفائی اور کاریگری کی انتہا۔ اپنے ہی قطب عالم کے فتاویٰ میں اس لئے تحریف کر ڈالی کہ بندہ خدا احمد رضا سے اختلاف کی گنجائش پیدا ہو سکے۔ اب تو توبہ تجدید ایمان و تجدید نکاح کی بجائے تحذیر الناس، حفظ الایمان، براہین قاطعہ میں کھلم کھلا تحریف ہو رہی ہیں جس پر مفصل تبصرہ ہم نے اپنے رسالہ "دیوبندی شاطر اپنے منہ کافر" میں کیا ہے۔ اسی فتاویٰ رشیدیہ کراچی کے مطبوعہ میں ایک اور جگہ تحریف کی ہے اور ہاتھ کی صفائی دکھائی ہے اور وہ یہ کہ فتاویٰ رشیدیہ کے حصہ وار چھپنے والے قدیم نسخوں میں ایک سوال یوں ہے۔ گائے کی اوجھڑی اور بکرے کے کپورے کے کھانے دُرست ہیں یا نہیں؟

- جواب تھا دُرست ہیں۔

لیکن اب کراچی کے جدید ایڈیشن میں سوال یوں کر دیا گیا ہے:۔

سوال۔ گائے کی اوجھڑی اور بکری کی کھیری کی کھانی درست ہے یا نہیں؟

جواب۔ "درست ہے"۔ فقط فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۲۴۶

ناشر نے دیوبندی مولویوں کے مشورہ سے کمال خیانت کے ساتھ تحریف کر کے سوال تو بدل دیا کہ "گائے کی اوجھڑی اور بکری کی کھیری کھانی درست ہے یا نہیں" مگر جواب وہی رہا جو کپوروں سے متعلق تھا یعنی درست ہے۔ یہ بتا رہا ہے کہ سوال میں پہلے کھیری کی جگہ کپورے تھے جو کوئی "علامہ قریشی" جیسے مصنف اپنے دماغ کی قوت کیلئے ہضم فرما گئے ہیں۔ زبان و کلام کے اعتبار سے دیکھا جائے تو گائے کی اوجھڑی اور بکری کی کھیری کھانا درست ہے یا نہیں کا کھیری یا اوجھڑی کو تو درست ہیں یا نہیں بول سکتے یہ کہا جائے گا کھیری کھانا درست ہے اوجھڑی کھانا دیوبندیوں کے نزدیک درست ہے یوں نہیں کہا جائے گا کھیری کھانا درست ہے۔

بہر حال خیانت و تحریف ثابت ہے اور نہ صرف یہ بلکہ صفحہ ۲۹۶ پر ذاغ معروفہ کی پرانی سرخی "کوا کھانا" کو بدل کر "حلال کوا کھانا" کر دیا۔ الغرض یہی حال دارالسلام کے متعلق مولوی رشید احمد صاحب کے پرانے فتاویٰ کا ہوا۔ اپنی باطل مراد کیلئے اپنے ہی عالم کے فتاویٰ میں من مانی تحریف کر ڈالی۔ اب دارالسلام کے متعلق بقیہ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے۔

مولوی محمود الحسن و مولوی حسین احمد:

مولوی حسین احمد صاحب ٹانڈوی کانگریسی صدر مدرسہ دیوبند سفر نامہ "شیخ الہند" میں صفحہ ۱۶۶ پر لکھتے ہیں:۔

"ایک شخص نے مولانا محمود الحسن دیوبندی سے پوچھا کہ ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالسلام؟ مولانا محمود الحسن نے فرمایا، علماء نے اس میں آپس میں اختلاف کیا ہے۔ اس نے کہا آپ کی رائے کیا ہے؟ مولانا نے کہا میرے نزدیک دونوں صحیح کہتے ہیں۔"

(سفر نامہ شیخ الہند، ص ۱۶۶)

مولانا عبد الحئی لکھنوی:

لکھتے ہیں:۔

"مخفی نماند کہ بلاد ہند کہ در قبضہ نصاریٰ اند دارالسلام ہستند چہ اگرچہ درانہا احکام کفرہ جاری اند مع ہذاء احکام اسلام ہم خصوصاً اصول وارکان اسلام جاری اند۔" (مجموعہ فتاویٰ جلد اوّل)

سوانح قاسمی:

سوانح قاسمی بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی سوانح حیات ہے جو مولوی مناظر احسن گیلانی کی مؤلفہ ہے اور بایما قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند "دارالعلوم" دیوبند کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگریسی کی مصدقہ ہے اس میں لکھا ہے:۔

"ہمارے دارالسلام کے اب اس ملک میں غیر اسلامی حکمرانوں کا سیاسی اقتدار قائم ہو چکا تھا۔" (سوانح قاسمی، ج ا ص ۱۴۲)

کیوں جناب "علامہ" احمقانی صاحب تسلی ہوئی یا نہیں؟ صرف اتنا بتا دیں کہ مذکورہ بالا حضرات بھی انگریز کے آلہ کار تھے یا نہیں؟ کیونکہ یہ سب بھی دارالسلام کو ترجیح دے رہے ہیں۔ اُمید ہے اب آپ کے دماغ سے وہ دیو نکل جائے گا جو ایک عرصہ سے بند تھا۔

انگریز پرستی اور علمائے دیوبند

اُلٹا چور کو توال کو ڈانٹے کے زیر مصداق مصنف سیف حقانی نے حقائق پر پردہ ڈال کر اپنے اکابر کی انگریز پرستی اور انگریز پر جانثاری کے سیاہ ماضی کو چھپانے کیلئے اپنی ناپاک کتاب کے مختلف صفحات پر علمائے اہلسنّت ومشائخ طریقت کو مورد الزام ٹھہرایا ہے اور انہیں انگریز پرستی و انگریز دوستی کا طعنہ دیا ہے اور موقعہ بے موقعہ زبردست بدزبانی اور بے ہودہ گوئی کی ہے اور ثبوت کے طور پر لکھا ہے کہ

"علامہ ارشد القادری کا مرکزی دفتر لندن میں ہے اور امریکہ سے راتبہ ملتا ہے۔ دیکھو مراسلہ حکومت امریکہ بابت کتاب زلزلہ جو کتاب مذکور کا محضر نامہ ہے۔" (سیف حقانی، ص ۱۳)

دوسرا بڑا ثبوت یہ بیان کیا ہے کہ

"محترم آغا شورش صاحب ایڈیٹر چٹان کا وہ پرچہ ہمارے پاس ہے جس میں آپ نے برٹش لائبریری لندن کے حوالہ سے گورنمنٹ کی ان خفیہ رپورٹوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔" (سیف حقانی، ص ۱۰۴)

خدا جانے یہ حوالے نقل کرتے وقت مصنف کی شرم و حیا عقل و دیانت کہاں رُخصت ہو گئی تھی۔ خدا جانے مصنف کی اس لایعنی و بے معنی گفتگو کا مقصد کیا ہے۔ علامہ ارشد القادری کا مرکزی دفتر لندن میں ہے اور امریکہ سے راتبہ ملتا ہے۔ بے وقوف کو اتنا پتا نہیں کہ علامہ ارشد القادری مدظلہ لندن مسلمانان پاک و ہند کی دعوت پر تبلیغ اسلام و سنیت کیلئے تشریف لے گئے تھے۔ ابھی گذشتہ دِنوں مفتی محمود جو مصنف کے استاد ہیں وہ بھی لندن ہو آئے ہیں شاید وہ بھی مصنف کے نزدیک لندن میں اپنا مرکزی دفتر بنانے اور امریکہ سے راتبہ لینے گئے ہوں۔ اور پھر یہ بات ہر ذی فہم و شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ علامہ ارشد القادری اپنا مرکزی دفتر تو بنائیں لندن میں اور راتبہ لیں امریکہ سے۔

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

اور کوئی دیوبندی طفل مکتب یہ تو بتائے۔ یہ راتبہ کیا ہوتا ہے؟ یہ کون سی گنگا جمنی زبان ہے؟ ایسے بے ہودہ اور جاہلانہ پرلے درجہ کے بے وقوفانہ الفاظ سیف حقانی میں ملیں گے۔ جن کا دنیا کی کسی زبان کی کسی لغت میں وجود نہ ہو۔ باقی رہا محضر نامہ وہ کیا ہے؟ کوئی لین دَین کا دستاویز ہے؟ حکومتِ امریکہ کی طرف علامہ ارشد القادری کے وظیفہ مقرر کئے جانے کا ریکارڈ ہے؟ ان کے نام امریکی حکومت کے کسی چیک ڈرافٹ کی فوٹو اسٹیٹ ہے؟ آخر ہے کیا؟

"یونائیٹڈ اسٹیٹ لائبریری آف کانگریس" آپ نے کتاب وہیں کہیں سے حاصل کی۔ یقیناً یہ کتاب امریکہ میں گئے برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کے مطالبہ پر اس لائبریری والوں نے لائبریری کیلئے حاصل کی ہوگی اور اب وہ ایک خط کے ذریعہ "فہرست ترتیب دینے کیلئے معلومات حاصل کر رہے ہیں" اور اس مراسلہ میں یہ بھی مذکور ہے: "(تاکہ ہم) قارئین کیلئے ہندوستانی کتابیں منظر عام پر لاسکیں"۔

اقبال سے معذرت کے ساتھ یوں کہنا پڑتا ہے۔

ذرا سی بات تھی اندیشہ عجم نے جسے
بڑھا دیا ہے فقط زیب داستاں کیلئے

باقی رہا ایڈیٹر چٹان کا پرچہ تو وہ کون سا پارہ ہے؟ جیسا کہ آپ نے حضرت شیخ فتح محمد قدس سرہ کی کتاب "سبع سنابل" کے بارے میں ہم سے پوچھا ہے یہ کون سا پارہ ہے؟ ذرا آپ بھی تو بتائیں یہ ایڈیٹر چٹان کا پرچہ جو آپ کے پاس ہے وہ کون سا پارہ ہے؟ ہم ابھی گذشتہ اوراق میں کہہ چکے ہیں شورش کو ان خفیہ رپورٹوں تک رسائی کس طرح حاصل ہوئی؟ کیا گورنمنٹ کی خفیہ رپورٹیں لائبریریوں میں مطالعہ کیلئے رکھی جاتی ہیں؟ اگر اکابر بریلی انگریز کے ایجنٹ تھے تو ان کے خلاف خفیہ دستاویز انگریز نے ان کے دشمن شورش کو کیسے دکھادیں؟ یہ خرد ماغی نہیں تو اور کیا ہے۔ چٹان سے ماخوذ ہی سہی ذرا ان خفیہ رپورٹوں کی تفصیلات توشائع کریں۔ محض شورش اور چٹان کے نام سے تو کوئی مرعوب نہیں ہوجاتا۔

انگریز پرست کون تھے۔ انگریزی ایجنٹ کون تھے۔ آیئے ہم بتاتے ہیں اور آپ کے گھر سے ثابت کرتے ہیں جسے دیکھ کر آپ بھی پکار اٹھیں گے۔

دیکھو اس طرح سے کہتے ہیں سخنور سہرا

انگریزی امیر المومنین

دیوبندی وہابی مکتب فکر میں سید احمد ساکن رائے بریلی کو امیر المومنین غازی مجاہد شہید پیر مصلح مجدد وغیرہ القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ کیا تھے؟ یہ کون تھے؟ ذرا اس انگریزی امیر المومنین کا فتویٰ پڑھیے۔

"ہم (سید احمد اینڈ اسماعیل قتیل وہابی کمپنی لمیٹڈ) سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلاسبب گرادیں۔ کسی کا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا۔" (تواریخ عجیبہ، ص ۹۱)

لارڈ ہیسٹنگ سے معاہدہ

"لارڈ ہیسٹنگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا اس میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا۔ امیر خاں، لارڈ ہیسٹنگ اور سید احمد صاحب۔ سید احمد صاحب نے امیر خاں کو بڑی مشکل سے شیشہ میں اُتارا تھا۔" (حیات طیبہ، ص ۲۹۴)

انگریزی عملداری اپنی عملداری

"۔۔۔اس سوانح اور نیز مکتوبات مسلکہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید (احمد) صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز اِرادہ نہیں تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اس وقت دل سے چاہتی تھی کہ (پنجاب میں) سکھوں کا زور کم ہو۔ (تواریخ عجیبہ مصنفہ محمد جعفر تھانیسری، ص ۱۸۲)

انگریزی کھانا

اتنے میں دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکیوں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری (سید احمد) صاحب کہاں ہیں؟ حضرت (سید احمد) نے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں۔ انگریز گھوڑے پر سے اُترا اور ٹوپی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہنچا اور مزاج پرسی کے بعد کہا کہ تین روز سے میں نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کر دیئے تھے کہ آپ کو اطلاع کریں۔ آج انہوں نے اطلاع کی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت سید احمد قافلہ کے ساتھ آج تمہارے مکان کے سامنے پہنچیں یہ اطلاع پاکر غروبِ آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا۔ تیار کرانے کے بعد لایا ہوں۔ سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا جائے (انگریزی) کھانا لے کر قافلہ میں تقسیم کر دیا گیا اور انگریز دو تین گھنٹہ ٹھہر کر چلا گیا۔

(سیرت سید احمد مصنفہ ابوالحسن ندوی، حصہ اوّل، صفحہ ۱۹۰)

بتائیے جناب انگریزوں سے "رابطہ" کس کو ملتا تھا؟ یہ حال ہے آپ کے انگریزی امیر المومنین کا۔

انگریزی مجاہد

بابائے وہابیت مولوی اسماعیل قتیل مصنف تقویۃ الایمان ایک وفادار سپاہی اور جانثار انگریزی مجاہد تھے۔ آپ کے تاریخی کارناموں میں حسبِ ذیل باتیں یادگار رہیں گی۔

انگریز سے جہاد درست نہیں

"اثنائے قیام کلکتہ میں ایک روز مولانا اسمٰعیل شہید وعظ فرمارہے تھے (مسلمانوں کو تھوک کے حساب سے مشرک بنارہے ہونگے) کہ ایک شخص نے مولانا سے فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا (اسماعیل) نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار (انگریزی) پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے۔" (تواریخ عجیبہ، ص ۷۳)

"اگر کوئی ان (انگریزوں) پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ (برطانیہ) پر آنچ نہ آنے دیں۔" (حیات طیبہ، ص ۲۹۶)

پہلا جہاد مسلمانوں سے

"مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی (نہیں دہلوی) مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی (مصنف تقویۃ الایمان) اور مولوی محمد حسن صاحب رامپوری بھی ہمراہ تھے یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے سید صاحب نے پہلا جہاد مسمی یار محمد خاں حاکم یاغستان سے کیا تھا۔" (تذکرۃ الرشید، حصہ دوم صفحہ ۲۷۰۔ بیان مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی)

بتایئے صاحب! یہ یار محمد خاں حاکم یاغستان انگریز تھے؟ انگریزوں سے جہاد کا ڈھنڈورہ پیٹا جارہا ہے لیکن ان لوگوں نے انگریزوں کے اشارہ پر جہاد کیا مسلمانوں سے۔۔۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

مصنف سیف حقانی نے سید احمد صاحب اور اسماعیل قتیل کو شہید بالاکوٹ وغیرہ بھی قرار دیا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کا قتل کسی جہاد فی سبیل اللہ کے نتیجہ میں نہیں ہوا۔ اور کچھ نہیں تو تاریخ ہزارہ ہی کو اُٹھا کر دیکھ لیں جس میں ان کے قتل کی تفصیل یوں ہے۔

وجہٗ شہید قتل لیلیٰ نجد

جرگہ یوسف زئی کے پٹھان جو کہ سکھوں کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار تھے اور مولوی اسماعیل کے حامی ہوچکے تھے ان کے خاندانوں میں رواج تھا کہ یہ لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی دیر سے کرتے تھے۔ مولوی اسماعیل نے خلیفہ سید احمد کو اس امر کی اطلاع دی تو خلیفہ صاحب نے ان پٹھانوں پر شرعی حکومت کا زور دے کر ان کی لڑکیوں میں سے بیس لڑکیاں اپنے پنجابی ہمراہیوں سے بیاہ لیں اور کچھ پٹھانوں کو راضی کر کے دو لڑکیوں سے خود نکاح کر لیا۔ اس معاملہ سے تمام یوسف زئی جرگہ میں مولوی اسماعیل اور سید احمد کے متعلق نفرت پھیل گئی اور ان لوگوں نے سید احمد کی بیعت توڑ دی اور اپنی لڑکیاں واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ مولوی اسماعیل وغیرہ نے انکار کیا پھر سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل نے ان پٹھانوں پر کفر کا فتویٰ صادر کر کے ان سے جہاد کرنا فرض قرار دے دیا۔ ادھر پٹھانوں نے تنظیم کر لی۔ ادھر مولوی اسماعیل کے ساتھی پنجابیوں نے مقابلہ کیا۔ بالآخر جب پٹھان غالب ہوتے نظر آئے تو ایک روز خود مولوی اسماعیل دہلوی پٹھانوں سے مقابلہ کیلئے نکلے ایک یوسف زئی پٹھان نے ایسی گولی چسپ کی کہ سب سے اوّل مولوی اسماعیل ہی کا خاتمہ کر دیا اس کے بعد پنجابی بھاگ گئے اور پٹھان کامیاب ہوگئے۔ (تاریخ ہزارہ)

''نوائے وقت'' کی شہادت

"مولانا عبید اللہ سندھی کے مطابق سید (احمد) صاحب کی انتظامیہ کے کارکنوں کا مختلف دیہات میں ایک ہی رات میں موت کے گھاٹ اُتارے جانے کا سبب اس علاقے (بالاکوٹ) کے لوگوں کی جواں سال بیوہ لڑکیوں کا "مجاہدین" سے زبردستی نکاح کرنا تھا۔ غلام رسول مہر نے جو سید (احمد) صاحب کے بہت مداح ہیں ان کی حکومت کی تنگ نظری اور تشدد کے کئی واقعات بیان کئے ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت ملتان ۲/ نومبر ۱۹۷۸ء، ص ۳، صفحہ اداریہ)

لو صاحب بلی تھیلے سے باہر آگئی اسماعیلی تحریک جہاد کا پس منظر واضح ہوگیا گو کتاب فریاد المسلمین صفحہ ۱۸، اور انوار آفتاب صداقت صفحہ ۵۱۹، اور متعدد کتابوں میں بھی ایسا ہی لکھا ہے مگر نوائے وقت کے حوالہ کے بعد مزید کسی حوالہ کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

انگریز لیفٹیننٹ گورنر سے مشورہ

"سید احمد صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے تو سید صاحب نے مولانا اسماعیل کے مشورے سے شیخ غلام علی رئیس الہ آباد کی معرفت لیفٹیننٹ گورنر ممالک مغربی شمالی کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد کرنے کی تیاری کر رہے ہیں سرکار کو تو اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ لیفٹیننٹ گورنر نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عملداری میں اور امن میں خلل نہ پڑے تو ہمیں کچھ سروکار نہیں نہ ہم ایسی تیاری کے مانع ہیں۔ یہ تمام بین ثبوت صاف صاف اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ (اسمٰعیلی) جہاد صرف سکھوں کیلئے مخصوص تھا۔ سرکار انگریزی سے (وہابی) مسلمانوں (کے پیشوا سید احمد و اسماعیل دہلوی) کو ہرگز ہرگز مخاصمت نہ تھی۔" (حیات طیبہ، ص ۳۰۲)

لیجئے جناب سیف حقانی کے گنوار مصنف صاحب آپ تو صفحہ ۱۰۴ پر جوڑ توڑ ہیرا پھیری کر کے لکھتے ہیں "دیکھئے اور غور فرمایئے کہ ہمارے (خود ساختہ) اخذ کردہ نتائج ٹھیک ہیں یا غلط" مگر ہم نے تو خود کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا۔ ٹھیک ٹھیک نشانے لگائے ہیں۔ آپ کا گھر پورا ہو گیا ہے نہیں؟

اور تو اور مصنف سیف حقانی نے صفحہ ۱۱۷ پر یہ ڈانٹ بھی دی ہے۔ "اس آزادی کے دور میں کیا خبر کوئی سر پھرا حکومت انگلشیہ کی وہ خفیہ رپورٹیں لا کر چھاپ دے" اگر چھاپ دے تو پھر کیا ہو گا۔ آپ خود ہی وہ خفیہ رپورٹیں لے آئیں اور چھاپ دیں کسی سر پھرے کا انتظار نہ کریں خود بدولت سر پھرے جو نقد موجود ہیں پھر کمی کس بات کی؟

ارواح ثلٰثہ کی شہادت

ممکن ہے "میں نہ مانوں" کے زیر مصداق علامہ احمقانی یہ کہہ کر بھاگنے کی کوشش کریں "تاریخ ہزارہ" اور "نوائے وقت" کوئی ہمارے گھر کے ہیں گھر کے حوالے دو حالانکہ غیر جانبدار حوالہ تو سب سے معتبر ہوتا ہے لیکن ہم بھاگنے دینے والے نہیں ہم گھر تک پہنچا کر دم لیں گے۔ آیئے گھر کے حوالے ملاحظہ کیجئے۔ ارواح ثلٰثہ نامی ایک کتاب جس کو عرف میں "حکایاتِ اولیاء" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اولیاء سے مراد حقیقی اولیاء اللہ نہیں بلکہ مراد مولویانِ دیوبند و مجدد ہیں۔ یہ کتاب امیر الروایات از مولوی امیر شاہ خان صاحب دیوبندی۔ روایات طیب از قاری محمد طیب دیوبندی اور اشرف التبنیہ وحاشیہ مولوی اشرفعلی تھانوی کا مجموعہ ہے اس کا دیوبند اور کراچی کا چھاپہ ہمارے پاس موجود ہے۔ سنئے کیا کہتے ہیں۔

پہلا جہاد مسلمانوں سے

"سید صاحب نے پہلا جہاد یار محمد خاں حاکم یاغستان سے کیا تھا۔ سید صاحب نے پہلے اپنا قاصد یار محمد خاں کے پاس پہنچایا اور پیغام سنایا۔ اس نے جواب دیا، سید سے کہہ دو وہ کیوں عبث جنگ پر آمادہ ہے؟ اس کیلئے بہتر نہ ہوگا۔ اس کے ہمراہی ایک ایک کر کے مارے جاویں گے۔۔۔۔ المختصر لڑائی ہوئی اور یار محمد خاں کی فوج نے ہزیمت پائی۔" (ارواح ثلٰثہ، ص ۱۷۳)

شادی اور نکاح کی روایات

"ایک دفعہ کا ذکر ہے سید صاحب نے شادی کی تھی نماز میں کچھ دیر سے آئے۔ مولوی صاحب سکوت کیا شائد نئی شادی کی وجہ سے اتفاقیہ کچھ دیر ہوگئی۔" (ارواح ثلٰثہ، ص ۱۷۶)

قافلہ والوں سے نکاح کردیا

"ایک مرتبہ فرمایا کہ سید صاحب کسی شہر میں گزرے۔ ایک کسبی خوبصورت اپنے دروازے پر کھڑی تھی سید صاحب گھوڑے پر سوار جا رہے تھے۔ آپ نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا (ع تیری پہلی نظر کا وار توبہ) اور پھر چل دیئے تو وہ رنڈی بے تحاشہ دوڑی اور گھوڑے کے قدموں میں گر پڑی۔ حضرت نے توبہ کرائی اور اس سے دریافت کیا کس سے نکاح کرنا چاہتی ہے؟ (آمد بر مطلب) اس کا کوئی آشنا تھا اس نے اس کی نسبت کہا۔ اس شخص نے انکار کر دیا۔ تب اسی وقت قافلہ والوں (سید صاحب کے ہمراہیوں) میں سے کسی شخص کے ساتھ حضرت (سید صاحب) نے اس کا نکاح کر دیا۔" (ارواح ثلٰثہ، ص ۱۷۷)

ان گھر کی شہادتوں سے واضح ہوا پہلا جہاد مسلمان حاکم یاغستان یار محمد خان سے ہوا۔ اور سید احمد اور اسماعیل دہلوی کا عام رُجحان نکاح کی طرف حد سے زیادہ مائل تھا دورانِ جہاد بھی خوبصورت رنڈیوں، نوجوان لڑکیوں اور بیوہ عورتوں کو زبردستی نکاح رچا کر اپنی خواہشات کا نشانہ بناتے رہتے تھے۔ یہ ہے اسماعیلی تحریک جہاد کا پس منظر۔ اس روایت سے تاریخ ہزارہ کی روایت اور نوائے وقت کی شہادت کو تقویت ملتی ہے کہ یوسف زئی قبیلہ کی نوجوان اور بیوہ لڑکیوں سے اپنے قافلہ کے بچھڑے ہوئے مجاہدین کا زبردستی نکاح ضرور کیا ہوگا۔

ناقابل تردید تاریخی حقائق

یہ ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے اور اسے ہرگز ہرگز جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ سید احمد اور مولوی اسمٰعیل اور دیگر وہابیہ دیوبندیہ نے کبھی بھی انگریز سے جہاد نہیں کیا بلکہ انگریزی حکومت کو اپنی حکومت اور رحمدل گورنمنٹ سے تعبیر کرتے رہے ہاں البتہ سکھوں سے جہاد کا ڈھونگ ضرور رچایا جیسا کہ ہم اوپر مفصل بیان کر آئے ہیں اور آگے بیان کریں گے۔

اپنی گورنمنٹ

"کلکتے میں جب مولانا (اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان) نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ انگریز پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے جواب دیا کہ ان (انگریزوں) پر جہاد کسی طرح واجب نہیں، ایک تو ہم ان (انگریزوں) کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے (وہابیوں کے) مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ اگر کوئی ان (انگریزوں) پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی (وہابیوں کی) گورنمنٹ (برطانیہ) پر آنچ نہ آنے دیں۔" (حیات طیبہ، ص۲۹۶ مصنفہ مرزا حیرت دہلوی وہابی)

بیس مقامات

"آپ (سید صاحب) کی سوانح عمری اور مکاتیب میں بیس سے زیادہ ایسے مقامات پائے گئے ہیں جہاں کھلے اور اعلانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیروکار لوگوں کو سرکار انگریزی کی مخالفت سے منع کیا ہے۔" (تواریخ عجیبہ، ص۳۳۶)

"مولانا" محمد اسماعیل پانی پتی کی شہادت

"جناب خلیق احمد نظامی نے "۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامچہ" کے دیباچہ میں صفحہ ۱۵ پر سرسید احمد خاں مرحوم کے یہ چند فقرے نقل کرکے اور ان کی تائید میں "ہنٹر" کے بے بنیاد الزامات کو پیش کرکے یہ ثابت کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف پیدا ہونے والی تحریکوں کے بانی دراصل حضرت سید احمد شہید اور حضرت شاہ اسماعیل شہید ہی تھے اور ۱۸۵۷ء میں جو کچھ ہوا وہ ان دونوں حضرات کی تبلیغ کا ہی نتیجہ تھا مگر اس بیان کو حقیقت سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ حضرت سید احمد بریلوی اور حضرت شاہ (اسماعیل) صاحب کی عملی زندگی سب پر روزِروشن کی طرح عیاں ہے چنانچہ ان حضرات کے انگریزوں سے جیسے اچھے تعلقات تھے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔" (مقالات سرسید حصہ شانزدہم ص ۳۱۸)

"سید صاحب اور شاہ (اسماعیل) صاحب نے جو کام کیا اور جس کے کرنے کا نہ کبھی اظہار کیا اس کو خواہ مخواہ ان کے ذمہ لگانا تاریخ کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ ملک کے آزاد ہوجانے کے بعد ہر مذہبی جماعت اپنے اپنے اکابر کو انگریز دشمن ثابت کرنے میں مصروف ہے یہی جذبہ شاہ (اسماعیل) صاحب اور سید صاحب کو انگریز دشمن ثابت کرنے کیلئے مجبور کر رہا ہے۔" (مقالات سرسید حصہ شانزدہم ص ۳۱۹)

بانی جماعتِ اسلامی کی شہادت

بانی جماعتِ اسلامی جناب مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

"جس وقت یہ حضرات (سید احمد اور اسماعیل دہلوی) جہاد کیلئے اُٹھے ہیں اس وقت یہ بات کسی سے چھپی ہوئی نہ تھی کہ ہندوستان میں اصلی طاقت سکھوں کی نہیں انگریزوں کی ہے اور اسلامی انقلاب کی راہ میں سب سے بڑی مخالفت اگر ہوسکتی ہے تو انگریز کی ہوسکتی ہے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح ان بزرگوں (سید احمد اور اسماعیل دہلوی) کی نگاہ دوررس سے معاملہ کا یہ پہلو ہی اوجھل رہ گیا (اور وہ انگریزوں کو چھوڑ کر سکھوں سے لڑنے لگے)۔" (تجدید واحیائے دین۔ اشاعت تیرہویں، ص ۱۲۸)

یاد رہے کہ جناب مولوی اسماعیل صاحب پانی پتی اور مودودی صاحب دونوں سید احمد و اسماعیل پرست ہیں کوئی رضوی بریلوی نہیں ہیں۔ سید احمد و اسماعیل کو حضرت سید شاہ اسماعیل شہید اور رحمۃ اللہ علیہ لکھتے بولتے ہیں۔ اور ان کے فضائل و کمالات اور بزرگی کے مداح ہیں۔ مگر اس پر دونوں ہی متفق ہیں کہ سید احمد اور اسماعیل دہلوی کا جہاد انگریز کے خلاف نہیں تھا۔

مصنف سیف حقانی۔ مقالات سرسید کے نام سے تھر تھرانہ جائیں۔ مولوی اسماعیل پانی پتی صاحب سرسید کے موقف کی تائید نہیں کر رہے بلکہ حقیقت واقعی کا اعتراف کر رہے ہیں تاریخ بیان کر رہے ہیں اور پھر آپ سرسید سے کہاں بھاگ سکتے ہیں ابھی ہم سوانح قاسمی جلد اوّل اور جلد سوم سے سرسید کا معتبر ہونا ثابت کرچکے ہیں۔ آپ کی اگلی پچھلی ہر گلی بند کر دی ہے کہیں راہِ فرار نہیں چھوڑی۔

مولوی مملوک العلی صاحب نانوتوی

آپ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے استاد ہیں اور مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی کے استاد مولوی محمد یعقوب نانوتوی کے والد ہیں۔ آپ کے حالاتِ زندگی یہ ہیں:۔

”مولانا مملوک العلی نے دہلی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور ۱۸۲۵ء میں دہلی کا مشہور مرکز علم مدرسہ غازی الدین ”دہلی کالج“ میں تبدیل ہو گیا تو مولانا رشید الدین سو روپیہ ماہوار مشاہرہ پر عربی کے صدر مدرس مقرر ہوئے اور نائب مدرس کی حیثیت سے مولانا مملوک العلی کا پچاس روپے ماہوار پر تقرر رہا۔ مولانا مملوک العلی کے تقرر کی تاریخ یکم جون ۱۸۲۵ء ہے۔“

(رپورٹ جنرل کمیٹی آف پبلک انسٹرکشن بتوسط کتاب محمد احسن نانوتوی، ص ۱۷۱، ۱۷۲)

نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں

”از اعیان دہلی بودند تلمذ ایشاں در علوم درسیہ با مولوی رشید الدین خان است

واز طرف فرنگیاں تدریس درجہ اول مدرسہ دہلی بایشاں تعلق است۔“

”وہ (مولانا مملوک العلی نانوتوی) دہلی کے اکابرین سے تھے اور علوم درسیہ میں مولوی رشید الدین خان کے شاگرد تھے مدرسہ دہلی میں انگریزوں کی طرف سے جماعت اوّل (عربی) کو پڑھانے کیلئے مقرر تھے۔“ (تاریخ قنوج از نواب صدیق حسن خاں، ص ۱۰۰)

- مسٹر ٹامسن وزیٹر دہلی کالج نے ۸/ نومبر ۱۸۴۱ء کو ایک رپورٹ میں مولوی مملوک العلی کے اضافہ تنخواہ کی سفارش کی تھی ان کو اسّی روپیہ ماہوار تنخواہ ملنی چاہئے بالآخر مولانا کو (پچاس کی بجائے) ساٹھ روپے تنخواہ ملنے لگی۔ (رپورٹ جنرل کمیٹی آف پبلک انسٹرکشن بتوسط کتاب محمد احسن نانوتوی، ص ۱۷۳)
- مسٹر ٹامسن نے مولانا مملوک العلی کیلئے لکھا تھا:۔

"Hs is very good arabic scholar and very much respected in the city."

یعنی وہ عربی کے بہت بڑے فاضل ہیں اور شہر (دہلی) میں ان کا بہت احترام ہے۔

(رپورٹ جنرل کمیٹی ۳/ نومبر ۱۸۴۱ء جنرل پروسیڈنگ جلد چہارم دہم وسوانح مولانا احسن نانوتوی، ص ۱۷۴)

- دہلی کالج کے تمام انگریز پرنسپلوں کے وہ معتمد رہے۔ کالج کی رپورٹوں سے واضح ہوتا ہے کہ انگریز پرنسپل مولانا مملوک العلی پر بہت اعتماد کرتے تھے۔ ہر سالانہ رپورٹ میں ان کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ ایک موقعہ پر (انگریز) گورنر جنرل بہادر نے مولانا مملوک العلی کو انعام سے بھی نوازا۔ (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۱۷۶)

○ مولانا مملوک العلی کے صدر مدرس ہونے کی وجہ سے بھی دہلی کالج کی تعلیمی سرگرمیاں یقینی آگے بڑھیں اور مسلمانوں کی ایک ایسی کھیپ آگے تیار ہوئی جس نے نئے (انگریزی) نظام تعلیم میں منسلک ہوکر خاطر خواہ خدمات انجام دیں مولانا محمد مظہر (نانوتوی دیوبندی) مدرس آگرہ کالج، مولانا محمد منیر (دیوبندی) مدرس بریلی کالج، مولانا محمد احسن نانوتوی مدرس بنارس و بریلی کالج، مولانا ذوالفقار علی دیوبندی مدرس بریلی کالج و ڈپٹی انسپکٹر مدارس، مولانا فضل الرحمٰن دیوبندی ڈپٹی انسپکٹر مدارس۔۔۔ وغیرہ بہت سے (دیوبندی) حضرات ایسے ہیں جو اسی دہلی کالج کے (انگریزی) فیض یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں اور کم و بیش ان تمام حضرات نے نئے (انگریزی) تعلیمی نظام میں منسلک ہوکر نمایاں خدمات انجام دیں اور گورنمنٹ (برطانیہ) نے بھی ان (دیوبندیوں) کی خدمات کو سراہا اور حسن صلہ سے نوازا۔ (مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۱۷۷)

یاد رہے کہ اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع دیوبندی نے صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے جو اس کے مستند ہونے کی دلیل ہے اور ''مولانا'' مناظر احسن گیلانی مولف سوانح قاسمی لکھتے ہیں:

○ بہر حال میرا خیال یہی ہے کہ مولانا مملوک العلی کو ایام طلب علم میں بھی نئے (انگریزی) رنگ ڈھنگ اور نئے (انگریزی) قواعد و قوانین والی اس (انگریزی) درسگاہ کے تجربہ کا موقعہ بھی میسر آیا۔۔۔ شروع میں مولانا مملوک العلی کا تقرر صدر مدرس پر نہیں ہوا بلکہ ہیڈ مولوی کی ماتحتی میں مددگاروں کی حیثیت میں اس (انگریزی) کالج میں چند مولوی جو کام کرتے تھے ان ہی مددگاروں میں ایک مددگار مولوی مدرس کی حیثیت کالج میں آپ کی تھی۔ (سوانح قاسمی، ج ا ص ۱۰۲)

○ مولانا مملوک العلی صاحب جو کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کے والد اور مولانا رشید احمد و مولانا محمد قاسم کے استاد ہیں دہلی میں دارالبقا سرکاری مدرسہ تھا جس میں ملازم تھے۔ (الہادی ماہ شعبان ۵۷ھ، ص ۳۲)

○ تمہیدی بیان میں آپ سن چکے ہیں کہ حضرت مولانا مملوک العلی دہلی کے عربک کالج میں سرکاری ملازم تھے۔

اس موقعہ پر ہم قارئین کرام و انصاف پسند حضرات سے التماس کریں گے کہ وہ خود غور کریں کہ انگریز کو آخر عربی مدارس اور عربی کالج بنانے اور علماء تیار کرانے کی کیا ضرورت تھی اور کیوں وہ اس کیلئے روپیہ پانی کی طرح بہا رہا تھا آخر اس کا کیا مفاد تھا؟ ظاہر ہے کہ وہ عیسائیت کی بجائے اسلام کی تبلیغ کیلئے تو یقیناً ایسا نہیں کر رہا تھا آخر اس میں کیا راز ہے اور پھر وہ نانوتہ اور دیوبند کے علماء کے سوا کسی پر اعتماد ہی نہ کرتا تھا۔ مولوی مملوک العلی نانوتوی کے تربیت یافتہ دیوبندی و نانوتوی علماء کو ملک کے کالجوں میں کیوں پھیلایا جا رہا تھا۔

اس کا جواب اس کے سوا کچھ بھی نہیں تھا کہ لارڈ میکالے کے ان اصولوں پر عمل کرانا مقصود تھا۔

لارڈ میکالے کے اصول

- ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہئے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہئے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے، الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔" (مسلمانوں کا روشن مستقبل، ص۱۴۷ بحوالہ میجر باسو، ص۸۷)

بتائیے جناب یہ مترجم کون تھے؟ لارڈ میکالے نے لکھا تھا۔

- عربی کالج کی مشین میں جو کل پرزے ڈھالے جاتے تھے ان کے متعلق طے کیا گیا تھا کہ صورت و شکل کے اور دیگر بیرونی لوازم کے حساب سے تو وہ مولوی ہوں اور مذاق ورائے اور سمجھ کے اعتبار سے آزادی کے ساتھ حق کی تلاش کرنے والی جماعت ہو"۔

لو صاحب! بڑی رازداری کے ساتھ اس بات کو سوانح کے مصنف نے خود ہی کھول دیا کہ "بیرونی لوازم کے حساب سے تو وہ مولوی ہوں" آگے میکالے کے اصول کو لفاظی کے پردہ میں چھپا کر پیش کیا "اور مذاق اور رائے" الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو" کو ہاتھ کی صفائی سے یوں کر دیا "مذاق ورائے اور سمجھ کے اعتبار سے آزادی کیساتھ حق کی تلاش کرنے والی جماعت ہو"

بہر حال اس تحریف سے اصل بات پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب ہمیں مسٹر میکالے کے وضع کردہ اصولوں کی روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ (۱) انگریز کا مترجم کون تھا؟ (۲) انگریزوں کے عربی کالج دہلی میں کون سے کل پرزے ڈھالے گئے؟ دیوبندی کتب و سوانح کی روشنی میں سب کچھ کھلم کھلا موجود ہے۔ لارڈ میکالے کے اصولوں کی تعبیر تلاش کرنا کوئی ایٹمی راز نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو۔

گاڈ فری ہیگنس کی کتاب کا ترجمہ

"مولانا محمد احسن (نانوتوی دیوبندی) نے دہلی کالج میں انگریزی بھی پڑھی تھی ان کے قلمی بیاض میں خود مولانا محمد احسن کے ہاتھ کی بعض تحریریں ہیں۔ مولانا محمد احسن نے سر سید احمد خاں کی فرمائش پر گاڈ فری ہیگنس (انگریز) کی کتاب کا انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کیا۔۔۔ مولانا محمد احسن (نانوتوی دیوبندی) نے نیچرل فلاسفی پر ایک مضمون لکھا تھا جو مسٹر ٹیلر پرنسپل دہلی کالج کی نگرانی میں دو مرتبہ طبع ہوا۔" (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۲۵)

مولوی عبد الحق صاحب (بابائے اُردو) نے اپنی کتاب "مرحوم دہلی کالج" میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک کتاب کے عربی کیلئے تیس ہزار روپے کی منظوری دی گئی۔

پھر لکھتے ہیں:

"اگر ترجمہ ایسا ہو تا جو سمجھ میں نہ آتا تو اس کی تشریح کیلئے مترجم کو معقول تنخواہ پر ملازم رکھا جاتا۔" (سوانح قاسمی، ج ا ص ۹۹، از مولوی مناظر احسن گیلانی بحوالہ مرحوم دہلی کالج)

ثابت ہوا انگریز بہادر کے مترجم اکابر علمائے دیوبند تھے۔

باقی رہا یہ کہ انگریز نے اپنی پالیسی کے تحت اپنے کالج میں کون سے کل پرزے ڈھالے وہ ہم ابھی کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۱۷۷ سے ثابت کر چکے ہیں۔

"مولانا مملوک العلی کے صدر مدرس ہونے کی وجہ سے بھی (انگریز کے) دہلی کالج کی تعلیمی سرگرمیاں یقینی آگے بڑھیں اور مسلمانوں (دیوبندی علماء) کی ایک ایسی کھیپ تیار ہوئی جس نے نئے (انگریزی) نظام تعلیم میں منسلک ہو کر خاطر خواہ خدمات انجام دیں۔ مولانا محمد ظہیر (نانوتوی دیوبندی) مدرس آگرہ کالج، مولانا محمد منیر (دیوبندی) مدرس بریلی کالج، مولانا محمد احسن نانوتوی مدرس بنارس و بریلی کالج، مولانا ذوالفقار علی دیوبندی مدرس بریلی کالج و ڈپٹی انسپکٹر مدارس، مولانا فضل الرحمٰن دیوبندی ڈپٹی انسپکٹر مدارس تو خاص ان کے اعزاء و احباب ہیں۔"

یہ ہیں جناب وہ کل پرزے جو انگریز نے دہلی کالج میں ڈھالے اور استعمال کئے۔

مولوی محمد یعقوب نانوتوی

آپ مولوی مملوک العلی نانوتوی کے صاحبزادے اور مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کے استاذ تھے۔ آپ بھی انگریزی "فیض سے فیضیاب" ہوئے ملاحظہ ہو۔

"اس کے بعد (مولانا) چالیس روپے ماہوار مشاہرہ پر ملازم ہو کر (انگریزی) گورنمنٹ کالج اجمیر چلے گئے اور پانچ سال تک وہاں رہے اس کے بعد سہارنپور میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدہ پر ان کا تقرر ہوا۔"

"جب ۱۵/ محرم ۱۲۸۳ھ کو مدرسہ اسلامیہ (دارالعلوم) دیوبند قائم ہوا تو مولانا محمد یعقوب صدر مدرس مقرر ہوئے۔ اس وقت مولانا محمد یعقوب سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہو چکے تھے۔" (مولانا محمد احسن، ص ۱۹۲)

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی

آپ مدرسہ دیوبند کے بانی ہیں۔ آپ بھی انگریزوں کے دہلی کالج کے تربیت یافتہ ہیں۔ آپ کے مختصر حالات یہ ہیں۔ تذکرہ علمائے ہند کے مصنف مولوی رحمان علی صاحب لکھتے ہیں:

"بعد از فراغ علوم چندے بمدرسہ انگریزی واقع دہلی تعلق گرفتہ"

(تذکرہ علمائے ہند، ص ۲۱۰۔ از نولکشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۴ء)

ارواح ثلثہ کی شہادت

"مولانا حبیب الرحمٰن صاحب (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) نے فرمایا کہ مولانا (قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں مولانا مملوک علی صاحب سے جب تعلیم پاتے تھے تو وہاں کے (انگریزی) کالج میں مولانا کا نام داخل تھا۔" (ارواح ثلثہ حکایت ۲۵۵ ص ۳۰۱)

انگریز کے چلے جانے کے بعد ۱۳۷۳ھ میں مسٹر مناظر احسن گیلانی نے اپنی سوانح قاسمی میں مولوی محمد حبیب الرحمٰن صاحب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند جیسے مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے معاصر کی اس روایت کو محض لفاظی کے زور سے جھٹلانے کی ناکام کوشش کی ہے لیکن سوانح "مولانا" محمد احسن نانوتوی میں انہیں اس بات پر لتاڑا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مولوی محمد یعقوب نانوتوی کا تائیدی بیان اور کتاب مولانا احسن نانوتوی کی شہادت

”مولانا مناظر احسن گیلانی نے مولانا حبیب الرحمٰن مرحوم سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کے اس بیان پر ”مولانا نانوتوی دہلی میں مولانا مملوک العلی سے جب تعلیم پاتے تھے تو وہاں کے (انگریزی) کالج میں نام مولانا کا داخل تھا“ کو بلاوجہ نشانہ تنقید بنایا ہے ورنہ مولانا حبیب الرحمٰن مرحوم نے بھی مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی بات کو دہرایا ہے مولانا محمد قاسم نانوتوی کے دہلی سے اس تعلق کے انکار کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔“ (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۲۹)

مدرسہ دیوبند، لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد مسٹر پامر کا معائنہ و تحسین

۳۱/ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ (دیوبند) کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں۔

”جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صَرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کام کر رہا ہے یہ مدرسہ خلافِ سرکار (برطانیہ) نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون سرکار (برطانیہ) ہے۔“ (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۲۱۷)

یاد رہے کہ اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع دیوبندی نے لکھا ہے۔

مدرسہ دیوبند کے مدرسین و ملازمین گورنمنٹ برطانیہ کے قدیم ملازم حال پنشنر تھے

(مدرسہ دیوبند کے کارکنوں اور مدرسین کی اکثریت) ”ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ (انگلشیہ) کے قدیم ملازم اور حال پنشنر تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ (برطانیہ) کو شک و شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی۔“ (سوانح قاسمی جلد دوم حاشیہ ص ۲۴۷)

مولوی مملوک العلی صاحب نانوتوی کے شاگرد رشید مولوی محمد قاسم نانوتوی کے استاد بھائی تھے۔ فتاویٰ رشیدیہ اور امداد السلوک وغیرہ کتب کے مصنف اور مولوی محمود الحسن دیوبندی کے پیر و مرشد ہیں۔ آپ کی سوانح عمری بنام تذکرۃ الرشید مشہور دیوبندی مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے مرتب کی ہے، آپ انگریز بہادر کے سچے جانثار و وفادار تھے۔ آیئے تذکرۃ الرشید کی روشنی میں بات کریں تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ جھوٹے الزام لگاتے ہیں۔

سرکار انگریزی کا فرمانبردار ہوں

جب آپ پر غلط فہمی کے باعث بغاوت کا الزام لگا تو آپ نے صاف فرمایا:۔

”میں جب حقیقت میں سرکار (انگریزی حکومت) کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیگانہ ہو گا اگر مارا بھی گیا تو سرکار (انگریزی حکومت) مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔“ (تذکرۃ الرشید حصہ اوّل ص ۸۰)

دیکھئے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاف صاف اقرار کر رہے ہیں۔۔۔میں حقیقت میں سرکار انگلشیہ کا فرمانبردار رہا ہوں اور مجھ پر بغاوت کا الزام جھوٹا ہے۔ سرکار انگلشیہ کو اپنا مالک و مختار بھی تسلیم کر رہے ہیں۔

○ تذکرۃ الرشید حصہ اوّل صفحہ ۷۳ پر الزام بغاوت اور اس کی کیفیت کے زیر عنوان صاف لکھا ہے:۔

”جن (جنگِ آزادی کے مجاہدین) کے سروں پر موت کھیل رہی تھی۔ انہوں نے کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی رحمدل گورنمنٹ (انگلشیہ) کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا“۔ (تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۷۳)

سرکار انگلشیہ کے باغیوں سے رشید و قاسم کی جنگ

”ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم (نانوتوی) طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے راستہ میں بندوقچیوں سے مقابلہ ہو گیا یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار (انگلشیہ) کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا۔ اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار (انگلشیہ) پر جانثاری کیلئے تیار ہو گیا اللہ رے شجاعت و جوان مردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھوں میں تلوار لئے جم غفیر بندوقچیوں کے سامنے ایسے جے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہیں۔“ (تذکرۃ الرشید حصہ پہلا ص ۷۴۔۷۵)

ثابت ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند ان کے اپنے بقول اپنی سرکار انگلشیہ کی حمایت میں مسلمانوں سے جوانمردی سے لڑ رہے تھے۔ اور یہ بھی دیکھئے ان پر بغاوت کا جھوٹا الزام لگانے والے کون تھے۔ بڑی رازداری کے ساتھ اس بات کو خود ہی کھول دیا فرماتے ہیں۔

بغاوت کا جھوٹا الزام

جب بغاوت وفساد کا قصہ فرو ہوا اور رحم دل گورنمنٹ (انگلشیہ) کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پا کر باغیوں کی سرکوبی شروع کی تو جن بزدل مفسدوں کو سوائے اس کے اپنی رہائی کا کوئی چارہ نہ تھا کہ جھوٹی سچی تہمتوں اور مخبری کے پیشہ سے سرکاری خیر خواہ اپنے کو ظاہر کریں انہوں نے اپنا رنگ جمایا اور مولوی محمد قاسم و مولوی رشید احمد جیسے ان گوشہ نشین حضرات پر بھی بغاوت کا (جھوٹا) الزام لگایا اور مخبری کی۔"

اس سے ثابت ہوا کہ آج جو دیوبندی مولوی مصنف سیف حقانی کی طرح دیوبندی وہابی علماء کو جنگِ آزادی کا ہیرو ثابت کرنے کیلئے تاریخ کو مسخ کرتے ہیں وہ ان حضرات پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں۔ مگر یہ عجیب بات کہ ہم ان حکومت انگلشیہ کے فرمانبرداروں کی فرمانبرداری ثابت کریں تو آج کل کے دیوبندی وہابی ملاّں ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم ان کے اکابر پر جھوٹی تہمت لگا رہے ہیں۔

انگریز کے تا حیات دلی خیرخواہ

"جیسا کہ آپ حضرات (مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند و مولوی رشید احمد گنگوہی) اپنی مہربان سرکار (انگلشیہ) کے دلی خیر خواہ تھے تازیست دلی خیر خواہ ہی ثابت رہے۔" (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۷۹)

حوالہ جات تو تذکرۃ الرشید سے مزید نقل کئے جاسکتے ہیں مگر اختصار مانع ہے کیونکہ ابھی اور بھی بہت سے فرمانبرداروں اور دلی خیر خواہوں کا تذکرہ کرنا ہے لہٰذا آیئے دیوبندی قوم کے انگریزی حکیم الامت کا تھوڑا سا ذکر ہو جائے۔ کیونکہ آپ تھوڑی ہی بات پسند کرتے تھے۔

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی

دیوبندی شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی جمیعت العلماء ہند کے وفد کو جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:۔

دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ اُن کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے اسی کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ گو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہ تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے مگر حکومت ایسے عنوان سے دیتی تھی کہ اس کا شبہ بھی نہ گزرتا تھا۔ (مکالمۃ الصدرین ۱۶)

بتایا جائے کہ تھانوی صاحب کیا انگریزوں کے پیر و مرشد یا روحانی پیشوا تھے یا استاذ تھے آخر چھ سو روپیہ ماہوار جو آج کے چھ ہزار سے بھی زیادہ ہے آخر کس خدمت کے صلہ میں دیتی تھی اور تھانوی صاحب کے حواس کہاں گم ہو گئے تھے انہیں چھ سو روپیہ ماہوار جتنی بڑی رقم کے ماہوار ہاتھ آنے کا پتا بھی نہ چلتا تھا کہ کون دیتا ہے کیوں دیتا ہے اور کس لئے دیتا ہے؟

انگریزوں نے ہمیں آرام پہنچایا

ایک شخص نے مجھ (مولوی اشرف علی تھانوی) سے دریافت کیا تھا کہ اگر تمہاری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے؟ میں نے کہا محکوم بنا کر رکھیں گے کیونکہ جب خدا نے حکومت دی ہے تو محکوم بنا کر ہی رکھیں گے مگر ساتھ ہی اس کے نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا اس لئے کہ انہوں نے (یعنی انگریزوں نے) ہمیں (دیوبندیوں کو) بہت آرام پہنچایا ہے۔ (الافاضات الیومیہ حصہ چہارم ۷۹۷۔ زیر ملفوظ ۱۱۳۶)

تبلیغی جماعت اور انگریزی وظیفہ

"مولانا حفظ الرحمٰن صاحب (سیوہاروی ناظم اعلیٰ جمیعت العلماء ہند) نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء حکومت کی طرف سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔" (مکالمۃ الصدرین ۱۳ مرتبہ مولوی طاہر احمد قاسمی دیوبندی)

جمعیت العلماء اسلام اور انگریزی رقوم

"مولانا حفظ الرحمٰن صاحب (ناظم جمعیت العلماء ہند) کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں جمعیت العلمائے اسلام حکومت (برطانیہ) کی مالی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی ہے۔ مولانا آزاد سبحانی جمعیت علماء اسلام کے سلسلے میں دہلی آئے مولانا آزاد نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم جمعیت العلماء ہند کے اقتدار کو توڑنے کیلئے ایک علماء کی جمعیت قائم کرنا چاہتے ہیں گفتگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ (برطانیہ) ان کو کافی امداد اس مقصد کیلئے دے چنانچہ ایک بیش قرار رقم اس مقصد کیلئے منظور کر لی گئی اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی کے حوالہ بھی کر دی گئی۔ اس (انگریزی) روپیہ سے کلکتہ میں (جمعیت العلماء اسلام کا) کام شروع کیا گیا۔ مولوی حفظ الرحمٰن (سیوہاروی) صاحب نے کہا کہ یہ اس قدر یقینی روایت ہے کہ اگر آپ اطمینان فرمانا چاہیں تو ہم اطمینان کرا سکتے ہیں۔" (مکالمۃ الصدرین ۱۳، ۱۲)

جی ہاں! اب بتائیے کہ لارڈ میکالے کے اصول کیا ہیں۔ اور ان اصولوں پر دیوبندی وہابی پورے اُترتے ہیں یا سنّی بریلوی؟ اور اس کا صحیح حقیقی اور واقعی مصداق کون ہیں۔

میرے خیال میں اب آپ کو خفیہ رپورٹوں کیلئے لندن برطانیہ برٹش لائبریری جانا ہی پڑے گا۔ اور دیکھئے جاتے ہوئے وزیر اعظم برطانیہ مسٹر کیلہن کے نام مفتی محمود کا سفارشی رُقعہ ضرور لیتے جایئے کیونکہ برطانوی وزیر اعظم کے حالیہ دورۂ پاکستان کے موقع پر مفتی محمود ان کے ساتھ دعوتیں اُڑاتے رہے ہیں اور اچھا خاصہ تعارف نہیں بلکہ قرب حاصل کر لیا ہے۔ اگر وہاں خفیہ رپورٹیں نہ بھی ہوئیں تو وہ اپنے پُرانے فرمانبرداروں کو نئی تیار کروادیں گے۔ آخر وہ رحمدل گورنمنٹ تو ہے آپ کی حالت زار پر ضرور رحم کھائے گی اور وہاں سے آتے ہوئے اپنی نو مولود سوادِ اعظم (جعلی) اہلسنّت کیلئے بیش قرار رقم بھی لیتے آنا۔ ضرورت پڑے تو مولانا آزاد سبحانی اور جمعیت العلماء اسلام کے قیام کے وقت ملنے والی بیش قرار رقم کے حوالہ سے بات کریں کام بن جائے گا۔

چند بے دلیل دعوے

مصنف نے اپنی پُر خرافات تصنیف کا شیش محل ہوا پر تعمیر کیا ہے وہ دعویٰ پر دعویٰ کرتا چلا گیا اور دلیل وثبوت کو غالباً آخرت پر موقوف کر دیا ہے۔ علماء اہل سنّت پر بازاری انداز میں الزام تراشی کرتا ہے تو بے دلیل اپنے اکابر کی قصیدہ خوانی کرتا اور زمین آسمان کے قلابے ملاتا ہے تو بے دلیل اُن کو مجاہدین تحریک آزادی قرار دیتا ہے تو بے دلیل کسی بھی تو بات کا ثبوت یا دلیل پیش نہیں کرتا۔ اگر کوئی حوالہ نقل کرتا بھی ہے تو ۹۹ فیصد یقیناً غلط و بے محل ہوتا اور اس کا حلیہ بگاڑ کر اپنی خود آرائی کے سانچہ میں ڈھال اور غلاظت و خرافات میں لپیٹ کر پیش کرتا ہے۔ ہم ہر بات کا نمبر وار نوٹس لے رہے ہیں۔ لیجئے تحریکِ آزادی سے متعلق اس کے چند دعوؤں کا پوسٹ مارٹم ملاحظہ فرمایئے۔ لکھتا ہے:۔

❶ انگریز کے مقابلہ پر آئے تھے۔۔۔ میدان شاملی و تھانہ بلون (بھون) میں کون تھے۔ اسی میدان میں حضرت حافظ ضامن صاحب شہید ہوئے۔ (سیف حقانی، ص ۱۰۵)

❷ حضرت (رشید احمد) گنگوہی کی چھ ماہ قید کس غرض سے تھی۔ (سیف حقانی، ص ۱۰۵)

پھر اسی بات کو سیف حقانی کے صفحہ ۱۱۶ پر دوسرے لفظوں میں یوں لکھتا ہے:۔

”حافظ محمد ضامن شہید کی رنگین قباء گلگوں کا خون گواہ ہے۔۔۔ حضرت گنگوہی سنت نبوی کا یہاں تک پاس کہ مخلصین کے الحاح واصرار اور دلائل کے باوجود تین دن سے زیادہ پوشیدہ (روپوش) رہنا گوارہ نہ ہوا۔“ (سیف حقانی، ص ۱۱۶)

❸ خاک بالاکوٹ جن کی غیرت دین کی امین وشاہد ہے حق کیلئے مرنا بھی ہر دور میں علماء حق اپنے عمل سے بتاتے رہے۔ یہ دودھ پینے والے مجنوں نہ تھے۔ (سیف حقانی، ص ۱۲۶)

مصنف نے صفحہ ۱۵۴ پر باب نہم مولانا فضل حق خیر آبادی اور رضا خانیوں کا دجل کے نام سے قائم کیا ہے اور رنگ برنگی لن ترانیوں اور بدزبانیوں کے بعد ایک ایک بات کو دس دس بار لکھنے کے بعد احساس کمتری میں مبتلا ہو کر بکتا ہے:۔

❹ ”چوری اور سینہ زوری کی مشہور عالم کہاوت سنتے تو ہمیشہ سے آئے تھے پر یہ رنگ ڈھنگ رضا خانیوں کے دیکھے کہ کس خیرہ چشمی اور ڈھٹائی سے مجاہدین آزادی کی قربانیوں کو اپنے کھاتے میں دکھانا چاہتے ہیں۔“ (سیف حقانی، ص ۱۵۴)

پھر لکھتا ہے اور تھک ہار کر جھک مارتا ہے:۔

”یہ (سنّی بریلوی) دعویدار ہیں زور سے جبر سے دھاندلی سے جیسے بن پڑے دعویٰ ہے کہ ہم ۱۸۵۷ء میں دہلی کے معرکے کے ہیرو تھے کیسے بھائی وہی بات علامہ (فضل حق) خیر آبادی ارے خدا کے بندو اس بے چارے (علامہ فضل حق خیر آبادی) سے تمہارا (بریلویوں کا) کیا واسطہ وہ کیا لگتے تھے تمہارے۔۔۔؟ (سیف حقانی، ص ۱۵۹)

علامہ احقاقی کا کتنا بازاری وناولنانہ اور مسخرانہ اندازِ تحریر ہے۔ مداریوں کے انداز میں بکتا ہے اور بے ہودہ شیخی بگھارتا ہے۔ یہ ہیں وہ چار چوٹی کے وسوسے اور ناپاک دعوے جن کو کتاب میں متعدد جگہ بے ڈھنگے انداز میں ڈہرایا گیا ہے۔ اگرچہ ہم نے اسی باب میں اکابر دیوبند کی انگریز دوستی کے عنوان سے ان اور اس قسم کے جھوٹے اور بے بنیاد دعوؤں کی اچھی طرح چمڑی اُدھیڑی ہے لیکن مختصر جواب یہاں بھی ضرور عرض کریں گے۔

بے دلیل دعوؤں کا جواب

مصنف کی یہ ڈھٹائی اور سینہ زوری ہے کہ وہ جھوٹ اور غلط باتوں کو پورے وثوق و اعتماد کے انداز میں پیش کرتا ہے۔ دیوبندی ملاؤں میں یہ کمال شائد گنتی کے چند ہی افراد کو حاصل ہو۔ دن کو رات اور رات کو دن کہنا اور اس پر جم جانا علامہ احقاقی ہی کا کمال ہے مصنف نے جو بے دلیل دعوے کئے ہیں ان کے جوابات یہ ہیں:۔

1. مصنف کو اس قدر سفید جھوٹ بولنے سے قبل مشہور دیوبندی مولوی عاشق الٰہی میرٹھی کی کتاب تذکرۃ الرشید دیکھ لینی چاہئے تھی مگر دجل دیکھے تو وہ جس نے سچ بولنا ہو اور سچی بات کہنی ہو ان کے مذہب نامہذب میں معاذ اللہ خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے تو پھر یہ خود جھوٹ کیوں نہ بولیں بہر حال تذکرۃ الرشید جلد اوّل صفحہ ۷۴۔۷۵ پر اس معرکہ اور حافظ ضمن کے ہلاک ہونے کے متعلق یوں لکھا ہے:۔

”حضرت امام ربانی (مولوی رشید گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم (نانوتوی) اور طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں سے مقابلہ ہوگیا یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار (انگلشیہ) کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے اور ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار (انگلشیہ) پر جانثاری کیلئے تیار ہو گیا چنانچہ آپ پر فیریں ہوئیں اور حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیر ناف گولی کھا کر شہید بھی ہوئے۔“ (تذکرۃ الرشید جلد اوّل صفحہ ۷۴۔۷۵)

لو صاحب بلی تھیلے سے باہر آگئی چلا پتا تھانہ بھون کے میدان اور حافظ ضامن کی شہادت کا۔۔۔؟ یہ سرکار برطانیہ پر علمائے دیوبند کی جانثاری تھی۔ یہ لوگ انگریز دشمنوں اور ایسٹ انڈیا کمپنی سے برسرپیکار مجاہدین آزادی سے اپنی سرکار کی حمایت میں لڑرہے تھے نہ کہ گورنمنٹ (سرکار برطانیہ) سے لڑرہے تھے۔

خرد کا نام جنون رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

آپ اپنے گھر کے جواب اور اپنے اکابر کے بیان و کلام سے بھی مطمئن نہ ہوں اور ڈوم ڈھاریوں کی طرح چیخ پڑیں تو پھر حضرت گنگوہی کی چھ ماہ قید کس غرض کیلئے آئے یہ بھی اپنے گھر والوں ہی سے پوچھئے۔

2 جب بغاوت و فساد کا قصہ فرو ہوا اور رحمدل گورنمنٹ کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پا کر باغیوں کی سرکوبی شروع کی تو جن بزدل مفسدوں کو سوائے اس کے اپنی رہائی کا کوئی چارہ نہ تھا کہ جھوٹی سچی تہمتوں اور مخبری کے پیشہ سے سرکاری خیر خواہ اپنے کو ظاہر کریں انہوں نے اپنا رنگ جمایا اور ان گوشہ نشین حضرات (مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی قاسم نانوتوی وغیرہ) پر بھی بغاوت کا الزام لگایا اور یہ مخبری کی کہ تھانہ (بھون) کے فساد میں اصل الاصول یہی (دیوبندی) لوگ شامل تھے اور شاملی کی تحصیل پر حملہ کرنے والا یہی (گنگوہی کا) گروہ تھا بستی کی دو کانوں کے چھپر انہوں نے تحصیل کے دروازہ پر جمع کئے اور اس میں آگ لگادی یہاں تک کہ جس وقت آدھے کواڑ جل گئے ابھی آگ بجھنے بھی نہ پائی تھی کہ ان نڈر ملانوں نے جلتی آگ میں قدم بڑھائے اور بھڑکتے ہوئے شعلوں میں گھس کر خزانہ سرکار (برطانیہ) کو لوٹا تھا۔ حالانکہ یہ کمل پوش فاقہ کش نفس کش (دیوبندی گنگوہی نانوتوی) حضرات فسادوں سے کوسوں دور تھے۔" (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ صفحہ ۷۶)

گنگوہی کے چھ مہینہ حوالات میں رہنے کی یہ وجہ تھی جو گنگوہی صاحب کے سوانح نگار نے بتائی ان گوشہ نشینوں پر بغاوت کا جھوٹا الزام لگایا گیا تو وہ اس فساد (جنگِ آزادی) سے کوسوں دور تھے اور پھر یہ سوچنے کی بات ہے جیسا کہ مصنف سیف حقانی نے خود بھی لکھا ہے کہ حضرت گنگوہی چھ مہینے حوالات میں رہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بغاوت کی سزا چھ ماہ قید ہوتی ہے۔ بغاوت کے الزام میں مجاہدِ اہلسنّت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ کو پھانسی کی اور کالے پانی کی سزادی جارہی ہے لیکن گنگوہی جی کو صرف چھ ماہ حوالات کی سزادی جارہی ہے یہ کیا ہے؟ وجہ صرف یہ تھی کہ گنگوہی صاحب کی گرفتاری بغاوت کے الزام میں ہوئی تھی ورنہ وہ حقیقی طور پر سرکار انگلشیہ کے باغی نہ تھے اور جب تفتیش میں ثابت ہوگیا کہ گنگوہی سرکار برطانیہ کا باغی نہیں ہے تو چھ ماہ کے بعد چھوڑدیا۔ یہ بات بھی مولوی رشید احمد گنگوہی کے تذکرہ نگار نے بڑی صاف گوئی سے بیان کردی ہے وہ لکھتے ہیں۔

"حضرت امام ربانی قطب الارشاد مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کو اس سلسلہ میں امتحان کا بڑا مرحلہ طے کرنا تھا اس لئے گرفتار ہوئے اور چھ مہینے حوالات میں بھی رہے آخر جب تحقیقات اور پوری تفتیش و چھان بین سے کالشمس فی نصف النہار ثابت ہوگیا کہ آپ پر جماعت مفسدین کی شرکت کا محض الزام ہی الزام اور بہتان ہی بہتان ہے اس وقت (گنگوہی صاحب غیر مشروط رہا کئے گئے۔" (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ صفحہ ۷۹)

گنگوہی کا اپنا اعتراف

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے خلاف سن کر کہہ رہے تھے۔

"میں جب حقیقت میں سرکار (گورنمنٹ انگلشیہ) کا فرمانبردار ہوں تو (بغاوت کے) جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیگانہ ہوگا"
(تذکرۃ الرشید پہلا حصہ صفحہ ۸۰)

مولوی رشید گنگوہی کا عدالتی بیان اور رِہائی کا حکم

"جس وقت (مولوی رشید احمد گنگوہی) حاکم کے حکم سے عدالت میں بلائے جاتے تو ظاہر ہو کر بے تکلف گفتگو کرتے جو وہ (حاکم) دریافت کرتا بے تکلف اس کا جواب دیتے تھے آپ نے کبھی کوئی کلمہ دبا کر یا زبان کو موڑ کر نہیں کہا۔ کسی وقت جان بچانے کیلئے تقیہ نہیں کیا جوبات کہی سچ کہی اور جس بات کا جواب دیا خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر بالکل واقع کے مطابق اور حقیقتِ حال کے موافق۔ کبھی آپ سے سوال ہوتا کہ رشید احمد تم نے مفسدوں (مجاہدین آزادی) کا ساتھ دیا اور فساد کیا؟ آپ جواب دیتے ہمارا کام فساد کا نہیں نہ ہم مفسدوں (مجاہدین تحریکِ آزادی) کے ساتھی۔ کبھی دریافت ہوتا کہ تم نے سرکار (گورنمنٹ برطانیہ) کے مقابلہ میں ہتھیار اُٹھائے؟ آپ اپنی تسبیح کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہمارا ہتھیار تو یہ ہے۔ کبھی حاکم دھمکاتا کہ ہم تم کو پوری سزا دیں گے۔ آپ فرماتے کیا مضائقہ ہے مگر تحقیق کرکے۔ ایک مرتبہ حاکم نے پوچھا کہ تمہارا پیشہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ بھی نہیں مگر زمینداری۔ غرض حاکم نے ہر چند تحقیق کیا اور تجسس و تفتیش میں پوری کوشش صَرف کر دی مگر کچھ ثابت نہ ہوا۔۔۔ آخر بری کئے گئے اور فیصلہ سنایا گیا کہ رشید احمد رِہا کئے گئے۔" (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۸۴۔۸۵)

گنگوہی صاحب خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر حلفیہ بیان دے رہے ہیں۔ نہ میں مجاہدین آزادی کا ساتھی نہ میں نے ہتھیار اُٹھائے۔ نہ میں نے سرکار انگلشیہ کے خلاف بغاوت میں حصہ لیا مگر مصنف سیف حقانی لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کیلئے اس کے برعکس کہہ کر گنگوہی کو تحریکِ آزادی کا علی بابا بنا رہا ہے۔

ع شرم اس کو مگر نہیں آتی

3 رہا بالا کوٹ کا معاملہ اس پر ہم گزشتہ اوراق میں مفصل روشنی ڈال چکے ہیں اور تاریخ ہزارہ۔ روزنامہ نوائے وقت ملتان ۲/نومبر ۱۹۷۸ء مقالات سر سید صفحہ ۳۱۸ حصہ شانزدہم۔ تجدید و احیاء دین۔ حیات طیبہ۔ تواریخ عجیبہ۔ سیرت سید احمد۔ ارواح ثلثہ کے حوالوں سے بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور مفصل عرض کر چکے ہیں۔ اس کا جواب (اِن شاءَاللہ) مصنف اور اس کے اکابر سے تا قیامِ قیامت نہ بن سکے گا۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

4 اب سنئے مجاہدِ اہلسنّت فاتح افرنگ علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات جن کے متعلق بے بصیرت واندھے مصنف نے آنکھیں بند کر کے یہ سوال کیا "وہ کیا لگتے تھے تمہارے؟"

بتاؤں وہ ہمارے کیا لگتے تھے سنو وہ وہی علامہ فضل حق خیر آبادی ہیں جنھوں نے عقائدِ وہابیہ کی دھجیاں اُڑائیں۔ مسئلہ شفاعت و دیگر مسائل میں اسماعیل قتیل سے مناظرہ کر کے اس کو عاجز و ساکت کیا اور اسماعیل شہید لیلیٰ مجد کے ردّ میں "تحقیق الفتویٰ" نامی مدلل کتاب تحریر فرمائی اور انکارِ شفاعت وغیرہ سے متعلق تقویۃ الایمان کی عباراتِ کفریہ پر بدیں الفاظ شرعی حکم واضح فرمایا۔

"قائل ایں کلام لاطائل از روئے شرع مبین کافر و بیدین است ہر گز مومن و مسلمان نیست"

(سیف الجبار، ص ۵۰ بحوالہ تحقیق الفتویٰ از علامہ خیر آبادی قدس سرہ)

یہ وہی مولانا فضل حق خیر آبادی ہیں جن کے والد گرامی کا نام مولانا فضل امام وہابیت کیلئے موت کا پیغام ہے۔ یہ وہی مولانا فضل حق خیر آبادی ہیں جن کے متعلق سوانح قاسمی میں مذکور ہے:۔

"مولانا اسماعیل شہید اور مولانا فضل حق خیر آبادی (جو مولانا عبد الحق خیر آبادی کے والد ماجد تھے) ان دونوں بزرگوں میں باوجود ہم مدرس ہونے کے مسئلہ امتناع نظیر پر علمی زور آزمائیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ آخر میں بات بہت دور تک پہنچ گئی اسی کے بعد ولی اللٰہی خاندان کے دینی علماء اور خیر آباد کے معقولاتی مولویوں کے درمیان اختلاف کی خلیج بہت زیادہ وسیع ہوگئی تقریر و تحریر میں علمی حدود سے تجاوز کر کے سب و شتم پر لوگ اُتر آئے۔" (سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۳۸۳-۳۸۴)

پھر حاشیہ میں لکھا ہے:۔

"مولانا (اسماعیل) شہید کی اس سیدھی سادی بات کو مولانا فضل حق صاحب نے منطقی زور آزمائیوں کی جولا نگاہ بنالیا دونوں طرف سے موٹی موٹی کتابیں شائع ہوئیں۔" (حاشیہ صفحہ ۳۸۴)

بتایئے جناب! علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ ہمارے لگتے تھے یا تمہارے لگتے تھے۔ آخر تم نے تاریخ اور حقائق کو مسخ کرنے کا ٹھیکہ کیوں اُٹھالیا ہے؟

اور پھر امکان کذب کے مسئلہ کا تو آپ کو بھی اعتراف ہے کہ علامہ فضل حق خیر آبادی قتیل دہلوی کے سخت خلاف تھے۔ یہ کوئی معمولی بات ہے ہنسی مذاق کی چیز ہے۔

علامہ خیر آبادی بھی انگریز کے ایجنٹ تھے

علامہ احقانی سیف احمقانی میں ہم سے پوچھتا ہے کہ وہ کیا لگتے تھے تمہارے؟ ہم بھی پوچھتے ہیں کہ وہ کیا لگتے تھے تمہارے؟ جبکہ دیوبندی کٹھ پتلی ضیاء القاسمی غلام آبادی اسسٹنٹ سیکریٹری جعلی سواد اعظم غلام خانی اہلسنت صاف صاف بکتے ہیں:۔

"اس گروہ (اہلسنت بریلوی مکتب فکر) کی ابتداء خیر آباد کے ایک مولوی (فضل حق) سے ہوئی وہ (علامہ فضل حق) انگریز کا معروف ایجنٹ تھا۔" (ہفت روزہ افریشیا لاہور ۳۰/اپریل ۱۹۷۶ء، ص ۱۳)

اب خود ہی بتاؤ علامہ فضل حق ہمارے تھے یا تمہارے تھے؟ اگر تمہارے تھے تو قتیل دہلوی کے متعلق ان کے شرعی فتویٰ پر ایمان لاؤ۔ تقویۃ الایمان کو پھونک دو اور بقول ضیاء القاسمی انگریز کے اس معروف ایجنٹ کو اپنا کہہ کر خود بھی انگریز کے دلال بنو۔ اگر علامہ فضل حق اپنے جملہ عقائد سمیت تمہارے نہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ یقیناً نہیں تو پھر اس حقیقت کا اعتراف کرو کہ دیوبندی ملاں اپنی انگریز پرستی پر پردہ ڈالنے اور عوام کو مغالطہ و فریب دینے کیلئے دوسروں کو بلاوجہ اور بلاثبوت انگریز کا ایجنٹ قرار دیتے ہیں اور یہ مرض دیوبندی قوم میں عام پایا جاتا ہے اور اس مرض کے جراثیم ہر دیوبندی کے خون میں شامل ہیں۔

الزامات کی گردان

خدا جانے مصنف سیف حقانی نے کس خبط اور جنون کی کیفیت میں مبتلا ہو کر یہ ناپاک کتاب لکھی تھی اس سے بحث نہیں کہ اس میں زلزلہ اور تبلیغی جماعت کے کسی ایک حوالہ کو بھی نہیں جھٹلایا گیا یا جواب دیا گیا۔ ہمیں تو افسوس اور تعجب اس بات پر ہے اس نے اگرچہ کتاب کے دس باب باندھے ہیں مختلف عنوان قائم کئے ہیں مگر انگریز پرستی کا ہذیان ہر جگہ نظر آتا ہے۔ عنوان خواہ کچھ ہی ہو انگریز انگریز کا دورہ پڑتا ہے اور الزامات و خرافات کے اعادہ و گردان میں کچھ حیاء محسوس نہیں کرتا۔ ملاحظہ ہو ایک ہی بات بار بار بار ہا بار۔

مسئلہ دارالسلام و دارالحرب صفحہ ۱۲۔ ۲۲۔ ۹۵۔ ۱۲۵ پر موجود ہے۔ رشید گنگوہی کی قید اور حافظ ضامن کے قتل کے قصے صفحہ ۱۰۵۔ ۱۱۶۔ ۱۵۷۔ ۱۶۳ پر موجود ہیں۔ مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف الزام تراشی صفحہ ۱۱۔ ۲۰۔ ۱۰۴۔ ۱۶۱۔ ۱۶۴ پر موجود ہے۔ گدی نشین مارہرہ کے خلاف بازاری بکواس صفحہ ۱۱۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۱۶۱ پر موجود ہے۔

الغرض پوری کتاب الزام تراشی کی گردان پر مشتمل ہے۔ یہ کیا "زلزلہ" کا جواب ہے یہ کیا "تبلیغی جماعت" کا رڑہے۔ دھماکہ، سوانح اعلیٰ حضرت، سیف حقانی، بریلوی فتنہ کا نیا روپ۔ آخر آپ زلزلہ کے کتنے جواب دیں گے۔ کتنے جوابات سے آپ مطمئن ہوں گے۔ آخر کیوں آپ پر دن کا چین اور رات کی نیند حرام ہو گئی ہے۔ کہیں یہ سارے جواب آپ کی من گھڑت تاویلات کا بھانڈا تو نہ پھوڑ دیں گے۔ آپ کو کسی طرح سکون نہیں آرہا۔ آپ احساس کمتری میں مبتلا ہیں اور "زلزلہ" موت کا پیغام بن کر گردن پر کھڑا ہے اور نقد جواب کا مطالبہ کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔

مصنف کو معلوم ہونا چاہئے الزام لگانا آسان اور جرم ثابت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ جوڑ توڑ اور کھینچا تانی کر کے کسی کو مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا۔ حوالہ جات ایسے واضح اور قطعی غیر مبہم ہونے چاہئیں جیسے ہم نے نقل کئے ہیں۔

دیوبندی دفاع کا ایک نیا حربہ

موجودہ دور کے دیوبندیوں وہابیوں نے علمائے اہلسنّت کے دلائل وبراہین سے عاجز آکر اپنی کتابوں کے مختلف ایڈیشنوں میں ترمیم وتحریف شروع کردی ہے کیونکہ وہ نہ تو اپنی غلطی کا اعتراف جائز سمجھتے ہیں نہ توبہ ورجوع کرتے ہیں نہ اپنے اکابر سے اظہار بیزاری ولاتعلقی کرتے ہیں مگر چونکہ علمائے اہلسنّت کا دباؤ بڑھ رہا ہے اور عوام میں ان کی کوئی رکیک وذلیل تاویل نہیں سنی جاتی۔ ہر میدان میں ان کو پسپائی ہورہی ہے لہٰذا اب انہوں نے اسی میں بہتری سمجھی ہے کہ اپنی کتابوں میں ترمیم وتحریف کی جائے اور آئندہ چھپنے والی کتابوں میں قابل اعتراض عبارات کو شامل نہ کیا جائے۔ اب تک ہمارے مطالعہ میں جو واقعات آئے ہیں ان میں فتاویٰ رشیدیہ، تحذیر الناس، حفظ الایمان کے نئے اور پرانے ایڈیشن ہیں۔ نئے ایڈیشنوں میں پرانے ایڈیشنوں کے برعکس کافی تحریف کی گئی ہے۔ اس کی اگر ضرورت پیش آئی تو ہم مفصل ذکر کریں گے۔

قارئین کرام کی ضیافت طبع کیلئے ہم اس وقت صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ شاملی اور تھانہ بھون کے واقعات کے متعلق جو کچھ مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی نے تذکرۃ الرشید حصہ اوّل میں تحریر کیا تھا سوانح قاسمی جلد ۲ میں شاملی اور تھانہ بھون کے ان تمام واقعات کو مولوی مناظر احسن گیلانی نے تلف کردیا ہے جس سے دیوبندی اکابرین کا انگریز کو رحمدل گورنمنٹ کہنا اور خود کو گورنمنٹ انگلشیہ کا فرمانبردار کہنا ثابت تھا۔ ایسا کیوں؟

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اس میں نکتہ صرف یہ ہے کہ تذکرۃ الرشید جس وقت چھپا تھا اس وقت ان کا آقا انگریز یہاں موجود تھا حکومت کا کنٹرول اس کے ہاتھ میں تھا لہٰذا اس وقت انگریزی حکومت کو رحمدل گورنمنٹ اور بغاوت کرنے اور جنگِ آزادی لڑنے والے مجاہدین کو باغی لکھا اور خود کو سرکار انگلشیہ کا فرمانبردار ثابت کیا اور سرکار انگلشیہ کو اپنا مالک ومختار سمجھا۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید ص ۷۳ تا ۸۰ پہلا حصہ۔

یادرہے کہ تذکرۃ الرشید ۵/فروری ۱۹۰۸ء کی طبع شدہ ہے۔ جب انگریز ہندوستان پر قابض تھا اس وقت انگریز کی قصیدہ خوانی میں ان کا مفاد تھا۔ اب جبکہ انگریز مردود دفع ہوا ملک آزاد ہوگیا تو ان کا فائدہ اس میں ہے کہ انگریز کی تعریف نہ کی جائے اور دوسروں پر انگریز پرستی کے الزامات لگائے جائیں۔ لہٰذا انگریز کے جانے کے بعد ۱۳۷۳ھ میں چھپنے والی سوانح قاسمی میں شاملی اور تھانہ بھون کے وہ واقعات تلف کردیئے جس سے انگریز کی وفاداری اور انگریز پر جانثاری کا ثبوت ملتا تھا ملاحظہ ہو سوانح قاسمی جلد ۲۔

لہٰذا مصنف سیف حقانی نے کمال مکاری سے وہی واقعات لکھے ہیں جو سوانح قاسمی میں مذکور ہیں۔ انگریزی عہد میں چھپنے والے تذکرۃ الرشید کے حقیقی واقعات کو دیدہ دانستہ پوشیدہ رکھا گیا۔

یہ ہے ان کا دین و ایمان ہوا کا رُخ دیکھ کر ہوا کے ساتھ چلتے ہیں۔ آج انگریز یہاں ہوتا تو سوانح قاسمی میں وہی ہوتا جو تذکرۃ الرشید میں ہے۔ نئے اور جھوٹے واقعات گھڑنے اور حقائق پر پردہ ڈالنے کی نوبت نہ آتی۔

مصنف سیف حقانی کا پاگل پن ملاحظہ ہو۔ اس نے بزعم خود اہلسنّت و جماعت بریلوی مکتب فکر کے جو عقائد خود گھڑ کر ان کے ذمہ لگائے ہیں وہ مختلف صفحات پر بکھرے پڑے ہیں اور باب کی بندش سے آزاد ہیں اور ایک دوسرے سے متضاد و مختلف ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

صفحہ ۲۸ پر خدا کی توہین۔ صفحہ ۳۶ پر قرآن کی توہین۔ صفحہ ۴۱ پر خدا کی توہین۔ صفحہ ۴۷ کوک شاستر۔ صفحہ ۵۰ پر توہینِ رسالت۔ صفحہ ۵۶ پر انکارِ شفاعت۔ صفحہ ۶۵ پر رضاخاں سب سے اونچا۔ صفحہ ۶۶ پر نصرانی وسناتن دھرم۔ صفحہ ۶۷ پر رضاخانی توحید ورسالت۔ صفحہ ۶۹ پر رضا خانی قاضی الحاجات و رضا خانی مکہ مدینہ اور خدا۔ صفحہ ۷۰ پر رضا خانی جنت و قبوری شریعت کا کلمہ۔ صفحہ ۷۲ پر درود میں روافض و خوارج کی اتباع۔ صفحہ ۷۳ پر رضا خانی وصایا۔ صفحہ ۷۵ پر بریلوی دین کا قرطاس ابیض۔ صفحہ ۸۵ پر واحدانیت خدا کا مذاق۔ صفحہ ۸۷ پر خدائی اور رسول کی ختم نبوت کا انکار۔ صفحہ ۹۰ پر فرقہ رضاخانی کی رفض نوازیاں۔ صفحہ ۹۴ پر داعیان تثلیث۔ صفحہ ۹۸ پر رضاخانی دین کا ماخذ مسیحیت۔ صفحہ ۱۳۰ پولوس یہودی کا اسوۂ سیئہ۔ صفحہ ۱۷۰ رضا خانی شریعت کے ارکان عشرہ جیسے عنوانات قائم کرکے من گھڑت الزامات کو اہلسنّت وجماعت کے عقائد قرار دیکر بڑی ڈھٹائی اور بے شرمی سے ان کا جاہلانہ انداز میں رد کرکے شیخی بگھاری اور شوخی دکھائی ہے۔ حوالہ جات وعبارات میں سخت خیانت اور تحریف سے کام لیا ہے دیدہ دانستہ غلط معنی پہنائے گئے ہیں۔ ہم اس باب میں اہلسنّت کے صحیح عقائد پیش کریں گے۔ جو عقائد تھونپے گئے ہیں ان کا راز طشت ازبام کریں گے۔

خدا کی توہین کا الزام

مصنف نے بڑی طمطراق سے صفحہ ۲۸ پر مداح اعلیٰ حضرت کے حوالہ سے چند اشعار نقل کئے ہیں۔ اور ان کو بزعم خود معاذاللہ خدا کی توہین قرار دیا ہے۔ وہ اشعار یہ ہیں:۔

کس کے آگے ہاتھ پھیلائیں گدا | چھوڑ کر در آپ کا احمد رضا
گر مصیبت میں کوئی چاہے آقا مدد | دفع فرمادیں بلا حضرت اعلیٰ رضا
مانگ لے اب جو مانگنا ہے محبّ | دینے والا ہے اعلیٰ ہمارا رضا
دین و دنیا میں میرے بس آپ ہیں | میں ہوں کس کا آپ کا احمد رضا
کون دیتا ہے مجھے کس نے دیا | جو دیا تم نے دیا احمد رضا
دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا | ہاں مدد فرما شہا احمد رضا

اس پر ہم مصنف اور اس کے بڑے بڑھوں سے یہ کہنا چاہیں گے اگر وہ "مداح اعلیٰ حضرت" میں ذکورہ بالا اشعار اس ترتیب سے دکھادیں تو ہم مصنف کی حیثیت کے مطابق اس کو مبلغ بیس روپیہ نقد انعام دیں گے۔

اور پھر اس کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خدا تعالیٰ کی توہین کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے جبکہ اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرات اولیاء اللہ قدست اسرارہم کی امداد واعانت حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی امداد ہے کیونکہ یہ اولیاء اللہ ہیں نہ کہ "اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ" اور بفضلہٖ تعالیٰ دینا اور امداد و اعانت فرمانا غنی و مالدار کرنا محبوبانِ خدا کیلئے ثابت ہے۔ " قال ربنا تبارک وتعالیٰ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ" اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔

اور پھر اس کو کیا کہئے مرثیہ گنگوہی مصنفہ مولوی محمود الحسن دیوبندی میں تو اس سے کہیں زیادہ ہے جبکہ دیابنہ انبیائے کرام و اولیائے عظام کی امداد وعطا کے قائل بھی نہیں۔ ملاحظہ ہو شیخ دیوبند مدح مولوی گنگوہی میں کہتے ہیں:۔

غریب وعاجز وبیکس کریں کیا اور کدھر جائیں — ہوئی ہے میزبان خلق کی جنت میں مہمانی

حوائج دین ودنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب — گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

(مرثیہ گنگوہی، صفحہ ۸۔۹)

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے — مرے مولا مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا — مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا ہو گیا گمراہ — وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی

(مرثیہ گنگوہی، صفحہ ۱۰۔۱۱)

در حقیقت ان اشعار میں خدا تعالیٰ کی توہین ہے کیونکہ ان میں دیوبندی شیخ الہند، خدا تعالیٰ سے پوچھ رہا ہے۔

حوائج دین ودنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

کیا معاذاللہ ربّ تعالیٰ خود مجبور وبیکس ہے جو اس سے پوچھا جارہا ہے کہ دین ودنیا کے حوائج کہاں لے جائیں قبلۂ حاجات روحانی وجسمانی رشید گنگوہی تو مر کر مٹی میں مل گیا۔ آیئے اس شعر (۲) پر علمائے دیوبند کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

❖ قبلۂ حاجات روحانی وجسمانی کے یہ معنی ہوں کہ وہ خود بخود بلا حق تعالیٰ کی منظوری واجازت کے حاجات پوری کرنے والے ہیں تو یہ شرک ہے کفر ہے اس سے توبہ فرض ہے اور اگر یہ معنی ہوں کہ وہ دعا کردیں گے اور اللہ تعالیٰ سب حوائج پوری کردیں گے یہ درجہ حاصل ہے تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے یہاں ثابت اوروں کے یہاں ثابت نہیں۔ شعر یوں پڑھئے:۔

حوائج دین ودنیا کے فقط اللہ سے لیں گے
وہی ہے قبلہ حاجات روحانی وجسمانی

فقط جمیل احمد تھانوی

مفتی جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور

۱۱ / شوال ۱۳۹۳ھ

❖ حاجت رواخواہ حاجات دُنیوی ہوں یا اُخروی ہوں صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو حقیقتاً حاجت روا سمجھے وہ بحکم قرآن مشرک ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ الی اخر الایات ھٰذا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب"

عبدالرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی

۸/ شعبان ۱۳۹۳ھ

(ماخوذ مرثیہ گنگوہی علمائے دیوبند کی نظر میں، ص ۵۔۶)

اسی طرح تیسرے شعر میں مولوی رشید احمد گنگوہی کو مربی خلائق کہا گیا۔ خلائق جمع خلق کی ہے تو پورے مصرعہ کا مطلب یہ ہوا خدا اُن (رشید احمد گنگوہی) کا مربی (پالنے والا) تھا اور مولوی رشید احمد گنگوہی مربی خلائق پوری خلقت اور تمام جہان کے پالنے والے تھے اور پھر چوتھے شعر میں تو کمال ہی کر دیا۔ جدھر کو آپ (مولوی رشید احمد) مائل تھے اُدھر ہی حق بھی دائر تھا۔ میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی یہ ہے تنقیص خداوندی۔ ذرا قبلہ و کعبہ کہنے کے متعلق خود گنگوہی صاحب کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے لکھتے ہیں۔

سوال۔ قبلہ و کعبہ یا قبلہ دارین کعبہ کونین یا قبلہ دینی و کعبہ دنیوی یا مثل ان الفاظ کے القاب و آداب۔۔۔ کسی کو تحریر کرنے جائز ہیں یا نہیں حرام ہے یا غیر حرام مکروہ تحریمی یا تنزیہی۔

جواب۔ ایسے کلمات مدح کے کسی کی نسبت کہنے اور لکھنے مکروہِ تحریمی ہیں "لقولہ علیہ السلام ملا نظرو فی الحدیث رواہ البخاری والمسلم" جب زیادہ حد شان نبوی سے کلمات آپ کے واسطے ممنوع ہوئے تو اور کسی دوسرے کے واسطے کس طرح دُرست ہو سکتے ہیں۔

فقط واللہ اعلم رشید احمد گنگوہی

(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۸۱)

اور پھر چوتھے شعر میں تو حد ہی کر دی۔ جدھر کو آپ رشید گنگوہی مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا۔ گویا حق گنگوہی جی کے اشاروں پر چلتا ہے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

مصنف سیف حقانی کو مدح اعلیٰ حضرت کے شعر تو نظر آ گئے اور اس نے بزعم خود اس کو خدا تعالیٰ کی توہین بھی قرار دیدیا۔
لیکن وہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کو کیا کہے گا۔ وہ اپنے پیر طریقت حضرت نور محمد صاحب علیہ الرحمۃ کی مدح میں ان کو مدد کیلئے پکارتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

تم ہو اے نور محمد خاص محبوبِ خدا ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا عشق کی پُر سکے باتیں کانپتے ہیں دست وپا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا

(امداد المشتاق، ص ۱۱۶ و شمائم امدادیہ، ص ۸۴)

بتایئے ان اشعار کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ یہ اشعار مولوی رشید احمد گنگوہی نے امداد السلوک میں بھی لکھے ہیں۔

حاضر و ناظر کا اطلاق

صفحہ ۳۰ پر بعنوان خدا حاضر ناظر نہیں لکھتا ہے خدا کی توہین ملاحظہ ہو حنفی سلسلۂ اسلام نمبر ۲ صفحہ ۳۹ پر فرماتے ہیں:
"اللہ عزوجل کیلئے لفظ حاضر وناظر خاص نہیں" اس کے بعد ملاں جی بے چین طبیعت کے ساتھ لکھتا ہے تو حضور والا پھر کس کیلئے خاص ہے اگر عام ہے تو کس کس کیلئے۔ اس کے ساتھ ہی ملاں جی نے دو تین آیات بھی نقل کردی ہیں جو اس مفہوم کی ہیں "خدا تمہارے ساتھ ہے" حالانکہ بات حاضر وناظر کے اطلاق سے متعلق ہو رہی ہے مگر یہ جاہل حاضر وناظر کے معنی ومفہوم کو کیا سمجھے اس نے اپنی جہالت وحماقت کا بھنگڑہ ضرور ڈالنا ہے کاش کہ یہ جاہل مطلق منجد مختار الصحاح اور مجمع بحار الانوار المصباح المنیر وغیرہ میں حاضر وناظر کے معانی تلاش کرتا تو اس قدر کھلی جہالت کا مظاہرہ نہ کرتا۔ عالم میں حاضر وناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھے اور قریب وبعید کی آوازیں سنے یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرے خواہ یہ روحانی طور پر ہو یا جسمانی طور پر ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرات انبیاء ورسل علیہم السلام وبزرگانِ دین کو یہ طاقت حاصل ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ "نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ" اور "عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" ہے اور "عٰلِمُ الْغَیْبِ" ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اور شان قرآنِ عظیم سے ثابت ہے اور ہم انبیاء ورسل علیہم السلام کو علیٰ کل شیء قدیر۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ عالم الغیب نہیں مانتے اور حاضر وناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے نہ کسی آیات واحادیث میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کہا گیا نہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنہ میں حاضر وناظر کا نام شامل ہے۔ نہ صحابہ کرام یا تابعین یا ائمہ مجتہدین یا سلف صالحین میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کیلئے حاضر وناظر کا نام استعمال کیا۔ اور نہ یہ نام اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ہے۔ یہ مصنف کی اپنی مرضی ہے کہ وہ بے لگام ہو کر جس چیز کو چاہے اللہ تعالیٰ کی توہین قرار دے اور دل کی بھڑاس نکالے متلاشیانِ حق وانصاف اگر چاہیں تو اس سلسلہ میں امام اہلسنّت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ کی تصانیفِ جلیلہ اور کتاب جاء الحق ورسالہ تسکین الخواطر و قہر خداوندی ملاحظہ کرسکتے ہیں۔

مصنف نے اس سلسلہ میں جو چند آیات نقل کی ہیں وہ قطعی بے محل ہیں۔ اوّلاً تو وہ اللہ تعالیٰ کے حاضر وناظر ہونے کے اثبات میں نہیں۔ دوم ان میں اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر نہ کہنے کو ان میں توہین قرار نہیں دیا۔ مصنف کو چاہئے کہ وہ بے موقعہ وبے محل آیات نقل کر کے اپنی قرآن دانی کا رُعب جمانے کی بجائے اس مفہوم کی آیات نقل کرلے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر نہ ماننا اس پاک ذات کی توہین ہے۔

اختیارات و تصرف

مصنف نے جنون وہابیت سے مغلوب ہو کر حنفی سلسلۂ اسلام صفحہ ۲۵ کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے:۔

"حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں تمام جہان حضور کے زیر حکومت و تصرف میں ہے جو چاہیں کریں جسے چاہیں دیں جس سے چاہیں واپس لے لیں اور تمام جہان ان کا محکوم ہے اور وہ اپنے ربّ کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ احکامِ شریعت حضور کے قبضہ میں دیئے گئے جس پر جو چاہیں حرام فرمائیں۔ جس کیلئے جو چاہیں حلال کریں فرض جس پر چاہیں معاف فرمائیں۔"

بتایئے جناب اس میں کون سی بجلی گر گئی تھی جو خرمن مجد تباہ ہو گیا۔ اگرچہ ہم نے حنفی سلسلہ اسلام نہیں دیکھا اور محولہ بالا عبارت بھی تحریف شدہ معلوم ہو رہی ہے لیکن اس عبارت میں بھی یہ تو ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق اور یہ بھی ہے۔

"تمام جہان ان (نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا محکوم اور وہ اپنے ربّ کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔" (سیف حقانی، ص ۱۳۱)

مصنف نے چوری الفاظ کی بدترین مثال قائم کرتے ہوئے اس عبارت میں سوا کا لفظ ختم کر دیا۔ بہرحال جب یہ ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں اور اپنے ربّ کے محکوم ہیں تو پھر آخر بے چینی کیوں ہے۔ کیا یہ غلط ہے:۔

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً

اور یاد کرو جب تمہارے ربّ نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

خلیفہ کا لغوی معنی نائب ہے دیکھو فیروز اللغات صفحہ ۳۰۰ خلیفہ (نائب) احکام و اوامر و دیگر تصرفات میں اصل کا نائب ہوتا ہے۔ یہ آیہ کریمہ سیّدنا آدم علیہ السلام سے متعلق ہے۔ لیکن ہمارے آقا و مولیٰ حضرت سیّدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا ہیں۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق نہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کا نائب بے کس و بے بس اور مجبور و بے اختیار ہو گا اور اس کو اپنے ربّ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تصرف کی قدرت حاصل نہ ہو گی۔ یہ کتنی صریح جہالت ہے اللہ تعالیٰ کے نائب کے اختیارات و تصرفات کا انکار در حقیقت اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ہی انکار ہے۔

مصنف نے اس سلسلہ میں دو آیات بھی نقل کی ہیں کہ "لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الخ" مخلوق اسی اللہ کی ہے اور حکم بھی صرف اسی کا اللہ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

مصنف کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ اس نے حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مفہوم کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ وہ محبوب و محب میں فرق سمجھتا ہے حالانکہ یہاں میرا تیرا نہیں ہے یہ بے بصیرت "لولاک لما خلقت الدنیا" اور "لولاک لما خلقت الافلاک" کے معنی و مفہوم سے مطلق نا آشنا ہے۔ اپنی موروثی جہالت کے سبب جو آیاتِ طیبہ بے محل نقل کی ہیں ان میں یہ ہرگز ثابت نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مطلقاً اختیارات نہیں دیئے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے مالک و قادر ہونے کا اثبات ہے انبیائے کرام علیہم السلام کے تصرف و اختیارات کی نفی نہیں ہے۔ مصنف کو نفی کی دلیل پیش کرنا چاہئے تھی۔ مگر نہیں کر سکتا۔

تعجب ہے کہ جاہل مصنف اتنا اندھا ہو گیا کہ عظمت وشانِ رسالت سے متعلق اسے کوئی آیت نظر نہیں آتی۔ ملاحظہ کیجئے کیا یہ آیات قرآن عظیم میں نہیں ہیں؟

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (پ۱۰۔ سورۃ التوبہ:۷۴)

"اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔"

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ (پ۱۰۔ سورۃ التوبہ:۵۹)

"اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔"

قرآن پاک ہی میں ہے:۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ الخ

"لڑو ان سے جو ایمان نہیں لائے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے۔"

(پ۱۰۔ سورۃ التوبہ:۲۹)

نیز فرمایا:۔

اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَهٗ مَكۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِی التَّوۡرٰىةِ وَالۡاِنۡجِیۡلِ یَاۡمُرُهُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡهٰىهُمۡ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ كَانَتۡ عَلَیۡهِمۡ (پ۹۔ سورۃ الاعراف:۱۵۷)

"وہ لوگ کہ پیروی کریں گے اس بھیجے ہوئے غیب کی باتیں بتانے والے امی کی جسے لکھا پائیں گے اپنے پاس توریت و انجیل میں وہ انہیں حکم دے گا بھلائی کا اور روکے گا برائی سے اور حلال کرے گا ان کیلئے ستھری چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں اور اتار لے گا ان پر سے ان کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں کے طوق جو ان پر تھے۔"

معلوم نہیں وہابیوں کو آدھا قرآن پڑھنے اور آدھے کو نظر انداز کرنے اور غلط معنی پہنانے کا مرض کیوں ہے؟ یا ان کو مذکورہ بالا آیات نظر نہیں آتیں۔

مصنف سیف حقانی کو یہ بھی گوارا نہیں کہ کوئی مسلمان یہ کہے کہ حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ مصنف نے اپنے نقل کردہ اسی حوالہ میں بزعم خود اس کا بھی تمسخر اُڑانے کی کوشش کی۔ یہی کچھ بابائے وہابیت قتیل دہلوی کہتا رہا ہے کہ

"رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔" (تقویۃ الایمان، ص ۶۵)

اب اس احمق اور اس کے گرو بابائے وہابیت کو کون سمجھائے کہ تمہیں قرآن کا نام لے کر قرآن عظیم کی تکذیب کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ کیا قرآن عظیم میں یہ نہیں ہے "وَ لَسَوۡفَ یُعۡطِیۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰی" اور کیا حدیثِ قدسی میں یہ نہیں ہے

"كُلُّهُمۡ یَطۡلُبُوۡنَ رَضَائِیۡ وَ اَنَا اَطۡلُبُ رَضَاكَ یَا محمّد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم"۔

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اگر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہ ہوتا تو کعبہ قبلہ کیونکر قرار پاتا؟ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے سے مسلمان نہیں ہوئے؟ کیا حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے سے ڈوبا ہوا سورج واپس نہیں ہوا۔ چاند دو ٹکڑے نہیں ہوا؟

ایک طرف تو حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام حتی کہ سیّد الانبیاء حبیب خدا نائب خالقِ ارض و سماء محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے متعلق ایسے معاندانہ عقائد ہیں، دوسری طرف اپنے ملاؤں کے متعلق کھلم کھلا کہتے ہیں۔

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا تھا سیف قضائے مبرم

(مرثیہ گنگوہی، ص ۲۱)

مولوی رشید گنگوہی کا حکم قضائے مبرم کو کاٹنے والی تلوار تھا۔ اور اسی پر بس نہیں آگے ملاحظہ ہو۔

مردوں کو زندہ کیا زندہ کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذی ابن مریم

(مرثیہ گنگوہی، ص ۲۲)

اور پھر حق تو گنگوہی جی کے معاذ اللہ اشاروں پر چلتا ہے۔

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

(مرثیہ گنگوہی، ص ۸)

مولوی رشید احمد گنگوہی جی کی تو یہ شان ہے انہوں نے:

حضرت قاسم و امداد کو مرنے نہ دیا
بلکہ زندہ ہی رکھا علیٰ وجہ اتم

(مرثیہ گنگوہی، ص ۲۶)

بتایئے دیوبندیت کی دیواریں منہدم کر دینے والی ان مبالغہ آرائیوں کا انکے پاس کیا جواب ہے جو ان کے اپنے بقول شرک خالص خدا تعالیٰ کی اور قرآن کی توہین اور نہ جانے کیا کیا ہیں۔ لیکن اسکے باوجود آنکھوں پر پٹی باندھ کر اپنی سیف حقنیہ میں لکھا یہ جارہا ہے کہ

- رضاخانی دین کے پرستاروں نے صاف صاف کہہ دیا۔

خدا کے پلے میں بجز وحدت کے رکھا کیا ہے
جو لینا ہے ہمیں لے لیں گے مصطفےٰ سے

(سیف حقانی، ص ۳۲)

الزام تو بڑی فراخدلی سے لگا دیا لیکن یہ نہیں بتایا۔ رضا خانی دین کے پرستاروں نے یہ کہاں لکھا ہے اور کچھ نہیں تو چٹان کا ہی حوالہ دے دینا تھا یا کم از کم پروفیسر روحی ہی کا نام لے دینا تھا۔ بلا دلیل و ثبوت الزام تراشی کرنا اور پھر زبان درازی کے بل بوتے پر یہ کہنا "کیا یہ فتنہ اور اس کی خطرناکی قادیانی دجّال سے کم ہے" خود دجّال و کذاب ہونے کا کھلا اعتراف ہے یا نہیں؟ اگرچہ ہم نے حنفی سلسلۂ اسلام نامی کوئی کتابچہ نہیں دیکھا۔ مگر اپنے تجربہ مجربہ کی بناء پر ان کی تراش خراش سے واقفیت کے باعث اس کے نقل کردہ حوالوں کی چوری صاف محسوس کر رہے ہیں اہلسنّت کے ذِمہ وہ عقائد تھونپے جا رہے ہیں جن کا ان سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ہم بہتر جانتے ہیں کہ علمائے اہلسنّت کے عقائد و نظریات کیا ہیں۔ اور وہ بات کس انداز میں کہتے ہیں اور پھر یہ بات ثابت نہیں کہ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری قدس سرہ کی کوئی کتاب حنفی سلسلہ اسلام کے نام سے موجود ہے۔ اگر بالفرض یہ کتاب ہو بھی سہی تو یہ یقین نہیں کہ علامہ مرحوم نے اس انداز میں یہ باتیں کہیں ہوں جو مصنف کہہ رہا ہے اور اگر بالفرض یہی کچھ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب علیہ الرحمۃ کا عقیدہ تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس کی زد دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری پر بھی پڑے گی۔ کیونکہ دیوبندی شیخ التفسیر اور سابق امیر جمیعت العلماء اسلام آنجہانی احمد علی لاہوری ان ہی علامہ ابوالحسنات کی بہت عزت و تعظیم کرتے تھے جن کو دیوبندی مصنف معاذ اللہ منکر قرآن ٹھہرا رہا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی کی دعوت پر ان کے مدرسہ شیش محل میں میٹنگ تھی حضرت (مولوی احمد علی) پہلے سے کرسی پر تشریف فرما تھے۔ مودودی صاحب اور مولانا ابوالحسنات (سید محمد احمد بریلوی) بعد میں تشریف لائے۔ حضرت شیخ (احمد علی) ہر دو اصحاب کیلئے کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر ان کو گلے لگا لیا۔" (ہفت روزہ خدام الدین ۸/مارچ ۱۹۶۲ء۔ ص ۱۲)

اور پھر ۵۲ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمل کا صدر مولانا ابوالحسنات صاحب کو تسلیم کرنے والے یہی دیوبندی اکابرین عطاء اللہ بخاری، احمد علی لاہوری، عبد اللہ درخواستی وغیرہ تھے۔ لہٰذا وہ مصنف سیف حقانی کے بقول ایک منکر قرآن کو اپنا صدر بنا کر خود بھی منکر قرآن ہوئے۔ مذکورہ بالا اور اس قسم کے بہت سے دیوبندی ملاں مصنف کے اس فتویٰ سے نہیں بچ سکتے۔

مگر مصنف کا یہ سارا تانا بانا ہی غلط ہے اور اس کی چوری کا یقین ہمیں اس سے بھی ہوتا ہے کہ اس نے سیف حقانی کے صفحہ ۳۶ پر قرآن کی توہین کے زیر عنوان شرح استمداد صفحہ ۵۱ سے یہ حوالہ نقل کیا ہے:۔

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پوری خدائی طاقت دی گئی ہے جب ہی تو خدا کی طرح مختارِ کل ہیں اور خدا کے نائبِ کل۔"

اور کشف ضلاح دیوبند صفحہ ۶۴ کے حوالہ سے لکھا ہے:۔

"قرآن وحدیث کے خلاف پر بزرگوں کے قول سے سند پکڑنا جائز ہے۔" (سیف حقانی، ص ۳۶)

ہم دیوبندیوں کے اس کذاب مصنف کو منہ لگانے کو تیار نہیں۔ جب آدمی جھوٹ بولنے پر کمر باندھ لے تو اس کو کیا کہا جائے۔ مگر ہم اس کذاب کے استاذ مفتی محمود کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ میدان میں آئیں اپنے کذاب شاگرد کے مذکورہ بالا دونوں حوالہ جات ثابت کر کے ہم سے ایک ہزار روپیہ نقد انعام حاصل کریں۔ اور ہم مزید ایک ہزار روپیہ اس پر انعام دیں گے کہ کوئی یہ ثابت کر دے کہ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت حضرت مولانا احمد رضا بریلوی قدس سرہ یا کسی بھی عالم اہلسنّت کی کوئی کتاب کشف ضلاح دیوبند کے نام سے دنیا میں موجود ہے۔ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ ان دونوں کتب تو کیا اگر سیّدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کسی کتاب سے یہ الفاظ ثابت کر دیں تو ہم اس کو ایک ہزار روپیہ دیں گے۔ مصنف بے شرمی سے کہتا ہے "گل مک گئی" حالانکہ ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ "جھوٹ دی حد مک گئی"۔ حقیقت یہ ہے کہ نام نہاد سیف حقانی جیسی سو فیصد خالص جھوٹی کتاب ہم نے نہیں دیکھی۔

علم ما کان وما یکون

مصنف نے مسئلہ علمِ غیب پر بھی مختلف گفتگو کی ہے مگر وہی چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے اس مسئلہ کو بھی تھوڑا تھوڑا مختلف صفحات پر زیر بحث لایا ہے مگر وہی بنیادی غلطی جو ان کے بڑے کرتے آئے ہیں یہ لوگ ان عقائد و نظریات کارڈ نہیں کرتے جو علمائے اہلسنّت کے ہیں بلکہ اپنی طرف سے ایک عقیدہ گھڑ کر سنیوں کے سر تھوپیں گے اور پھر محقق بن کر اس کارڈ کرینگے۔ مسئلہ علمِ غیب ہی کو لے لیجئے۔ اس میں پہلے تو اہلسنّت پر یہ الزام لگائیں گے کہ یہ لوگ انبیاء و اولیاء کو عالم الغیب سمجھتے ہیں اور پھر ایسی آیات و احادیث نقل کریں گے جس سے اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کا اثبات ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کو ایسی آیات و احادیث پیش کرنی چاہئے کہ تمام نزول قرآن عظیم کے بعد بھی فلاں چیز کا علم اللہ تعالیٰ نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا نہیں فرمایا۔ یہی چیلنج بار بار اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت قدس سرہ نے ان کو دیا مگر لاجواب رہے سنئے۔

سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا چیلنج

"ہاں ہاں تمام مجدیہ دہلویہ گنگوہی جنگلی کو ہی سب کو دعوتِ عام ہے اجمعوا شرکاء کم چھوٹے بڑے سب اِکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالتہ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف و صریح طور پر ثابت ہو کہ تمام نزول قرآن عظیم کے بعد اشیاء مذکورہ ماکان ومایکون سے فلاں امر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا۔" (انباء المصطفےٰ صفحہ ۴۔ از سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز)

سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے اس چیلنج کا جواب آج تک اکابر دیوبند نہ دے سکے تو بے چارہ اپنے منہ علامہ قریشی کس کی بھیڑ ہے جو جواب دے۔ اس کا انحصار تو ہوائی فائرنگ پر ہے۔ مصنف نے صفحہ ۴۳ کے علاوہ صفحہ ۱۷۲ اور چند دیگر مقامات پر بھی اس مسئلہ کو چھیڑا ہے مگر وہی چار سو بیسی اور ہیرا پھیری۔ لکھا ہے۔

"چنانچہ دیکھئے (بریلوی) کہتے ہیں اولیاء بھی عالم الغیب ہیں۔ اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غیب دانی ان کے اختیار میں دے دی ہے۔ جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر لینا ان کے اختیار و قابو میں ہے۔" (الامن والعلیٰ، ص ۲۰۵)

صفحہ ۱۷۲ پر لکھتا ہے "خدا کے ساتھ نبی بھی عالم الغیب"۔

حالانکہ اہلسنّت وجماعت حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام اور بزرگانِ دین اولیاء کاملین قدست اسرارہم کو عالم الغیب نہیں مانتے۔ عالم الغیب کہنا اور بات ہے اور بعطائے الٰہی علمِ غیب ماننا اور بات ہے اور مصنف الامن والعلیٰ صفحہ ۲۰۵ تو کیا اپنے نقل کردہ الفاظ الامن والعلیٰ کے کسی بھی صفحہ پر نہیں دکھا سکتا۔ ہم نے مصنف کے اس حوالہ کو بہتان سمجھنے کے باوجود اپنے مکمل اطمینان کیلئے الامن والعلیٰ کو چھان مارا۔ لیکن مصنف کے نقل کردہ الفاظ کہیں نہیں ملے۔ ہم مصنف کے استاذ مفتی محمود کو چیلنج کرتے ہیں وہ اپنے ہونہار شاگرد کے نقل کردہ الفاظ دکھا کر ایک ہزار روپیہ مزید انعام حاصل کریں ورنہ اس کذاب کے منہ میں لگام دیں۔

محدث پاکستان کا منظور سنبھلی کو چیلنج

"آپ (مولوی منظور سنبھلی) نے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز پر افتراء کیا ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب کہنا عرفاً جائز بتایا ہے اگر آپ میں ذرہ سی بھی سچائی ہو تو زیادہ نہیں ایک ہی کتاب پیش کر دیجئے لفظ عالم الغیب کا اطلاق ہم بھی عرفاً غیر خدا عزّوجل پر نہیں کرتے مگر بعطائے الٰہی سیّد الانبیاء بلکہ جمیع انبیاء بلکہ اولیاءِ کرام کیلئے بھی علم غیب مانتے ہیں۔" (نصرت خداداد، ص ۱۰۶۔ از محدث اعظم ابو المنظور مولانا محمد سردار احمد قدس سرہ)

یہی کچھ فقیر نے اپنی کتاب انوار حق بجواب اظہار حق میں لکھا ہے۔ لیکن اس کے باوجود دیوبندی ملاں وہی مرغ کی ایک ٹانگ کہے جا رہے ہیں اور حماقت یہ ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خداداد علم غیب شریف کی نفی میں آیات نقل کریں گے تو وہ ایسی ہوں گی جس میں یا تو اللہ عزّوجل کے عالم الغیب ہونے کا بیان ہو گا یا ذاتی و غیر متناہی علم غیب کی نفی ہو گی۔ دیکھئے مصنف نے سیف حقانی صفحہ ۳۴ پر چند ایک آیات نقل کی ہیں وہ آیات معہ جوابات یہ ہیں:۔

پہلی آیت اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ اس آیت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب عطا نہیں فرمایا۔

دوسری آیت قُل لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللہ کا معنی یہ ہے، کہو اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ نہیں جانتا جو کوئی کہ آسمانوں اور زمین میں ہے غیب کی بات کو مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اس آیت کے تحت تفسیر انموذج جلیل میں ہے: معناہ لا لعلم الغیب بلا دلیل الا اللہ او بلا تعلیم او جمیع الغیب اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ بغیر دلیل یا بغیر بتائے (بلا تعلیم خداوندی) یا سارے غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ روض النضیر شرح جامع صغیر میں امام مناوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: اما قولہ لا یعلم فمسر بانہ لا یعلمھا احد بذاتہ ومن ذاتہ الا ھو۔ اسی طرح امام نووی کے فتاویٰ اور امام ابن حجر مکی کے فتاویٰ حدیثیہ اور شرح شفا خفاجی میں ہے اختصار مانع ہے ورنہ مفصل لکھا جاتا۔ الغرض اس میں نفی علم ذاتی ہی کی ہے اور یہی مطلب ہے کہ خود بخود نہیں جانتے مطلقاً نفی نہیں ہے۔

تیسری آیت قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ تم فرمادو کہ میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ (خود بخود) غیب جان لیتا ہوں۔ اس آیت کے تحت علامہ نیشاپوری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

(قل لا اقول لکم) لم یقل لیس عندی خزائن اللہ لیعلم ان لیعلم ان خزائن اللہ وھی العلم بحقائق الاشیاء وما ھیاتھا عندہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باستجابۃ دعاء لا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قولہ ارنا الاشیاء کما ھی ولکنہ یکلم الناس علیٰ قدر عقولھم (ولا اعلم الغیب) ای لا اقول لکم ھذا مع انہ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علمت ما کان وما یکون اہ مختصراً

"یعنی ارشاد ہوا کہ اے نبی فرمادو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں (یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں) بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں تاکہ معلوم ہوجائے کہ اللہ کے خزانے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہیں مگر حضور ان کی سمجھ کے قابل باتیں بیان فرماتے ہیں اور وہ خزانے کیا ہیں تمام اشیاء کی ماہیت و حقیقت کا علم حضور نے اس کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عزوجل نے قبول فرمائی اور پھر فرمایا اور میں غیب نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں ما کان وما یکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ (انتھیٰ)

اس آیت میں دعویٰ کی نفی ہے علم غیب کی نفی نہیں ہے اسی طرح تفسیر مدارک میں ہے یہی کچھ روح البیان میں ہے۔

چوتھی آیت وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ اس آیت کے متعلق مفسرین نے فرمایا کہ مفاتح الغیب (غیب کی کنجیوں) مراد غیب کے تمام خزانے ہیں یعنی جملہ معلومات الٰہیہ کا جاننا کیونکہ کنجی کا کام ہی یہ ہوتا ہے قفل کھولا جائے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس غیب کی کنجیاں نہیں وہ جملہ معلومات الٰہیہ کو محیط نہیں اور غیب کے لا متناہی خزانوں کا خود بخود بغیر عطائے خداوندی علم نہیں رکھتے۔ اس کے تحت تفسیر کبیر میں فرمایا سارے ممکنات پر قادر ہونا ہے۔

پانچویں آیت لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ میں بھی علم عطائی کی نفی نہیں ہے له مقالید السمٰوٰت والارض اور عنده مفاتح الغیب کے متعلق سیّدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے عجیب علمی نکتہ بیان فرمایا فرماتے ہیں دونوں کے معنی ہیں کنجیاں اور اگر مفاتح کا اوّل اور آخر حرف یعنی م اور ح لیں اور مقالید کا حرف اوّل اور حرف آخر یعنی م اور دال لیں تو بنتا ہے نام پاک محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ ذاتِ پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہور عالم کی کنجی ہے۔

الغرض مصنف سیف حقانی کی نقل کردہ آیات میں سے ایک آیت بھی علم عطائی کی نفی نہیں کرتی۔ اگر بالفرض ان آیات سے علم عطائی کی نفی بھی مراد لی جائے تو یہ دوسری آیاتِ قرآنیہ سے معارض ہوں گی۔ مثلاً علم غیب عطائی کے متعلق قرآن عظیم میں ہے:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

"اللہ جل شانہ یوں نہیں کہ تم کو مطلع کردے غیب پر لیکن اللہ تعالیٰ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے پس ایمان لاؤ تم اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان پر رہو تم اور پرہیز گاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہے۔"

دوسری آیت میں ہے:۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

"اللہ جل جلالہ عالم الغیب ہے پس اپنے غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر سوائے پسندیدہ رسولوں کے۔"

اور بھی بہت سی آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ نبویہ سے علم غیب بعطائے خداوندی ثابت ہوتا ہے مگر اختصار مانع ہے۔ قارئین کرام تفصیل کیلئے الدولۃ المکیہ، خالص الاعتقاد، انباء المصطفیٰ از امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الکلمۃ العلیاء مصنفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ۔ مناظرہ بریلی از محدث اعظم علامہ سیّد محمد سردار احمد قدس سرہ۔ جاء الحق از مفتی احمد یار خاں بدایونی۔ اور فقیر کا رسالہ انوار حق بجواب اظہار حق ملاحظہ کریں۔

دیوبندی وہابی مختلف حیلوں اور بہانوں اور ڈھکوسلوں سے علمِ غیب کی نفی کرتے ہیں۔ آج کل یہ کہا جارہاہے علمِ غیب بتانے سے غیب نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتادیا ہے تو وہ غیب نہیں رہا کبھی علمِ غیب عطائی کا بھی انکار کیا جاتا ہے کبھی شرک قرار دیا جاتا ہے وغیرہ۔ آیئے اکابر دیوبند کی کتب سے مسئلہ علمِ غیب کا ثبوت پیش کریں۔

- مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں:۔

"مثلاً علم اولین اور ہیں اور علم آخرین اور لیکن یہ سب علوم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں۔" (تحذیر الناس، ص ۴)

- مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:۔

"رسل و اولیاء غیب اور آئندہ کی خبر دیا کرتے ہیں۔" (تکمیل الیقین، ص ۱۳۵)

- مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی لکھتے ہیں:۔

"ہمارا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کے علوم دیئے گئے۔" (المہند، ص ۱۲)

- مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:۔

"یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے اللہ کے اسماء و صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے ان چیزوں کے بتانے میں ذرا بخل نہیں کرتا۔" (حاشیہ تفسیر قرآن از مولوی شبیر احمد عثمانی، ص ۷۶۴)

- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:۔

"اولیاء اللہ کے واسطے زمین کا سمٹ جانا بیان کیا گیا ہے۔۔۔ وقت کا سمٹ جانا۔۔۔ بعض غیب اور کشف کی باتوں کا خبر دینا اس کے درجے اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے۔" (جمال الاولیاء، ص ۲۲۳۔۲۲۴)

حاجی امداد اللہ صاحب اور مسئلہ علمِ غیب

○ حاجی صاحب اکابر دیوبند کے پیر و مرشد ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

لوگ کہتے ہیں کہ علمِ غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حدیبیہ و حضرت عائشہ (کے معاملات) سے خبر نہ تھی اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے۔" (شمائم امدادیہ حصہ دوم صفحہ ۶۱)

مصنف سیف حقانی نے اپنے زعم جہالت میں اہلسنّت عقیدہ علم غیب کا مذاق اُڑاتے ہوئے صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے:۔

"اللہ مجھے معاف کرے خیال گزرتا ہے کہ یہ فرقہ حضور پر کہیں سلسلہ وحی کا منکر تو نہیں اس لئے کہ جو عالم ماکان وما یکون ہے تو پھر وحی کی ضرورت ہی کیا رہی۔" (سیف حقانی، ص ۳۳)

دیکھا دیوبندی جہالت وحماقت کا کرشمہ گویا اس کو ابھی تک وحی کی ضرورت ہے۔ اپنی جان میں بڑا تیر مارا تھا ہم کہتے ہیں کہ کیا ملاں جی مذکورہ بالا اکابر دیوبند اور حاجی امداد اللہ صاحب سے بھی یہی سوال کریں گے کہ آپ حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو علم غیب مان کر کہیں سلسلہ وحی کے منکر تو نہیں۔

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

سیف حقانی صفحہ ۳۵ پر حسبِ عادت شرح استمداد صفحہ ۷۵ کے حوالہ اس کا بھی مذاق اڑایا گیا ہے۔ مگر عقل سے پیدل مصنف کو یہ نظر نہیں آیا کہ صاحبِ شرح استمداد نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ تو اکابر دیوبند کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے لہٰذا اس مسئلہ میں اہلسنّت پر اعتراض کرنا اکابر دیوبند کے مرشد کا مذاق اُڑنا ہے۔ آیئے اس مسئلہ پر بھی تھوڑی گفتگو کرتے ہیں۔

قرآنِ عظیم میں ہے:۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

”اے محبوب فرمادو کہ میرے وہ بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہو۔“

اس جگہ یَا عِبَادِیَ میں دو احتمال پیدا ہوتے ہیں ایک یہ کہ ربّ تعالیٰ فرماتا اے میرے بندو۔ دوسرا یہ کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ فرمادو اے میرے بندو۔ اس دوسری صورت میں عباد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہونگے۔

آیئے بندہ کا لغوی معنی معلوم کرتے ہیں اور پھر اس مقام پر قرآن عظیم میں جو یَا عِبَادِیَ کہا گیا ہے اس سے کون مراد ہیں اس کا فیصلہ مولانا روم علیہ الرحمۃ اور حاجی امداد صاحب و مولوی اشرف علی صاحب تھانوی وغیرہ سے کراتے ہیں۔

بندہ کا لغوی معنی

عبد کے معنی محض عابد یا عبادت کرنے والا نہیں ہے بلکہ اس کا معنی غلام اور خادم اور نوکر چاکر بھی ہے لہٰذا جب عبد یا عبادی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگی تو اس کا معنی عبادت کرنے والے یا عابد کے ہوں گے اور جب اس کی نسبت غیر اللہ کی طرف ہوگی تو اس کا معنی غلام، خادم، نوکر کے ہوں گے۔ لہٰذا فیروز اللغات صفحہ ۱۲۹ پر بندہ کا معنی غلام، نوکر، چاکر، خادم موجود ہے۔

باقی رہا یہ کہ مذکورہ بالآیات میں یَا عِبَادِیَ کا مصداق کون ہے تو وہ مولانا روم علیہ الرحمۃ، حاجی امداد اللہ صاحب اور تھانوی صاحب سے پوچھئے۔

○ مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

بندہ خود خواند احمد در رشاد
جملہ عالم رابخواں قل یا عباد

حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارے عالم کو اپنا بندہ فرمایا قرآن عظیم میں پڑھ لو قل یا عباد۔

○ حاجی امداد اللہ صاحب

اکابر دیوبند کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اپنے رسالہ نفحہ مکیہ ترجمہ شمائم امدادیہ صفحہ ۷۱ پر فرماتے ہیں:۔

"عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ ۔ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ الآیۃ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

○ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

"قرینہ بھی انہی معنیٰ کا ہے۔ آگے فرماتا ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اگر مرجع اس کا اللہ تعالیٰ ہوتا فرماتا من رحمتی تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔ (شمائم امدادیہ، ص ۷۱) نیز یہی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنے ترجمہ قرآن میں قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ الآیۃ کا ترجمہ "آپ کہہ دو کہ میرے بندو" کرتے ہیں۔

○ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

ازالۃ الخفاء میں بحوالہ الریاض النضرۃ فرماتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بر سر منبر خطبہ میں فرمایا قد کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکنت عبدہ وخادمہ یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا پس میں آپ کا بندہ اور خادم تھا۔ مثنوی شریف میں وہ واقعہ نقل فرمایا جبکہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لائے تو عرض کیا:۔

گفت ما دو بندگان کوئے تو
کردمش آزاد هم بر روئے تو

"ہم دونوں آپ کی بارگاہ کے بندے ہیں میں ان کو آپ کے سامنے آزاد کرتا ہوں۔"

○ صاحبِ درِ مختار

دیوبندی حنفی تو کہلاتے ہیں حنفیت پر عمل سے کتراتے ہیں۔ سنو! صاحب در مختار خطبہ درِ مختار میں اپنا شجرہ علمی یوں بیان کرتے ہیں:۔

فانی ارویه عن شیخنا الشیخ عبد النبی الخلیلی

"میں اس کو اپنے شیخ عبدالنبی خلیلی سے روایت کرتا ہوں۔"

کیوں جناب اب تو کبھی در مختار کا نام نہیں لیں گے کہہ دو یہ تو شرکوں کی کتاب ہے۔

○ مولوی محمود الحسن دیوبندی

اپنے شیخ طریقت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرنے پر ان کی مدح میں لکھتے ہیں:۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں

عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

(مرثیہ گنگوہی، ص۸)

یعنی مولوی رشید گنگوہی صاحب کے کالے بندے بھی یوسف ثانی ہیں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) مصنف بتائے کہ اس شعر میں عبید سود کس کو کہا جارہا ہے؟

مصنف نے سیف حقانی صفحہ ۳۵ پر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا رسول کا بندہ کہنے کو بڑی جسارت، قرآن کا انکار، ایمان کی بربادی اور محرومی قرار دیا ہے لیکن اس کے نزدیک مسلمانوں کو شیطان کا بندہ کہنا عین ایمان ہے۔ ملاحظہ ہو ملاں جی اپنی سیف حقنیہ کے صفحہ ۹ پر سنیوں بریلویوں کو مخاطب کر کے لکھتا ہے "ان بندگانِ ابلیس" گویا دیوبندیوں کے نزدیک بندگانِ ابلیس کہنا تو جائز اور عین ایمان ہے۔ لیکن عبد الرسول، عبد النبی کہنا معاذ اللہ قرآن کا انکار ہے کیوں نہ ہو شیطان تو ان کا آقا اور حقیقی رہنما ہے۔ مولوی خلیل انبیٹھوی نے بھی اپنی براہین قاطعہ میں ابلیس کا علمِ غیب رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ بتایا ہے۔

ہم مصنف سے اتنا پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا حاجی امداد اللہ صاحب، اشرف علی تھانوی، محمود الحسن وغیرہ نہ صرف یہ بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی بلکہ صاحبِ در مختار ہاں ہاں بلکہ سیّدنا صدیق اکبر عتیق اطہر، سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما معاذ اللہ ثم معاذ اللہ قرآن عظیم کا انکار کرتے رہے ہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کیا انہوں نے ایمان کی بربادی کی؟

مصنف سیف حقانی صفحہ ۳۵ ہی پر لکھتا ہے:۔

”مسلمانو! کیسا اندھیر ہے اور ظلم عظیم ہے یہ کہ فرماتے ہیں اور بڑی خیرہ چشمی اور ڈھٹائی سے فرماتے ہیں خدا بھی حضور علیہ السلام کی اطاعت کرتا ہے۔“ (شرح استمداد، ص ۵۲)

پھر لکھتا ہے:۔

”العیاذ باللہ یہ محبت نہیں بلکہ صریح خدا و مذہب کی دشمنی ہے اور عظیم توہین ہے اللہ بچائے۔“

آیئے دیکھیں استمداد میں لکھا کیا ہے جو نجدی حواس باختہ ہو اجارہا ہے۔ لیجئے صاحب یہ استمداد ہے اس میں لکھا ہے:۔

”اب احادیث سنئے صحیحین میں ہے اُمّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سے عرض کرتی ہیں ”مَا اَرٰی رَبَّكَ اِلاَّ یُسَارِعُ فِی هَوَاكَ“ میں حضور کے ربّ کو حضور کی خواہش میں جلدی ہی کرتا دیکھتی ہوں یعنی جو حضور چاہتے ہیں جلدی کر دیتا ہے۔ اقوال ابن عدی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ابو طالب نے سرکار (بارگاہِ رسالت) میں عرض کی ”ان ربك ليطيعك“ بیشک حضور کا ربّ حضور کی اطاعت کرتا ہے۔ فرمایا ”يا عماه لواطعته ليطيعنك“ اے چچا اگر تم اس کی اطاعت کرو تو وہ تمہارا چاہا نہ ٹالے۔ حاکم مستدرک میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی جب حضور روزِ قیامت (اپنے اللہ کو) سجدۂ شفاعت کریں گے ارشاد ہوگا ”يا محمّد ارفع راسك وقل تطاع“ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اپنا سر اُٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو تمہاری اطاعت کی جائے گی۔

مصنف کے پاس ان احادیث کا کیا جواب ہے اس کے اکابر نے ان احادیث کا کیا جواب دیا ہے؟ قارئین کرام غور کریں کہ مصنف کی بکواس بازاری اور زبان درازی کی زد کس کس پر پڑتی ہے۔ مذہب اور خدا کا دشمن معاذ اللہ کون قرار پایا عظیم توہین کا مرتکب کون بتایا گیا۔ بلاشبہ نجدیت اندھی جہالت کا نام ہے۔

انبیاء سے اولیاء کو افضل ماننے کا اتہام

سیف حقانی صفحہ ۳۷ پر رضا خانی دین کا کچھ چٹھا یا قرطاس ابیض کے تحت گستاخیاں اور شرارتیں کے زیر عنوان "توہین انبیاء" کی ذیلی سرخی کے ساتھ ایک حوالہ حنفی سلسلۂ اسلام نمبر ۲ صفحہ ۴۳ سے نقل کیا ہے کہ

"پہلے پچھلے سب نبیوں سے افضل اُمت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ولی ہیں۔"

اس کے بعد ملاں جی لکھتے ہیں کہ کیا منصب انبیاء کی کھلی توہین نہیں۔

آج تک وہابیہ دیابنہ اہلسنّت پر انبیاء علیہم السلام کو حد سے بڑھانے خدا تعالیٰ سے ملانے کا الزام عائد کرتے تھے۔ آج دیوبندیت کا یہ نومولد فرزند انبیاء علیہم السلام کو اولیائے کرام سے گھٹانے کا الزام لگا رہا ہے۔ مصنف نے یہاں بھی دھوکہ دیا اور بددیانتی کا مظاہرہ کیا۔ حالانکہ عبادت میں انبیاء علیہم السلام سے افضل اولیاء کو نہیں کہا جا رہا بلکہ پہلے پچھلے انبیاء کی اُمت سے اُمتِ محمدیہ کے اولیاء کو افضل کہا گیا ہے یعنی جس طرح حضور پُر نور سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اسی طرح اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اولیاء جملہ انبیاء علیہم السلام کے اُمتیوں سے افضل ہیں۔ جو عقیدہ وہ اہلسنّت کے سر تھوپ رہا ہے وہ اس کے اپنے اکابر کا ہے ملاحظہ ہو بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:۔

"انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات اُمتی بظاہر مساوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔" (تحذیر الناس، ص ۵)

اپنی بلا دوسروں کے سر ڈالنا کہاں کا انصاف ہے؟ یہی نہیں کہ صرف انبیاء علیہم السلام سے اُمیتوں کو بڑھایا بلکہ تقویۃ الایمان صفحہ ۲۸ پر توصاف لکھا ہے:۔

"انبیاء و اولیاء امام زادہ پیر شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔"

بلکہ اسی تقویۃ الایمان میں انبیائے کرام علیہم السلام کو گاؤں کے چوہدری کے ہم معنی قرار دیا گیاہے۔ اور مرثیہ گنگوہی میں تومعاذ اللہ ثم معاذ اللہ سرکارِ دو عالم نبی اکرم رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی مولوی رشید گنگوہی کو قرار دیا گیاہے۔ لکھاہے:۔

اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

(مرثیہ گنگوہی، ص۶)

خود تو یہ اپنے ملاں کو بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک کا ثانی قرار دیتے ہیں اور اس میں توہینِ انبیاء نہیں بلکہ توہینِ سیّد الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر نہیں آتی لیکن الزام دیا جارہاہے اہلسنّت کو کہ جی یہ تو پہلے پچھلے نبیوں سے اُمتِ محمدیہ کے اولیاء کو افضل کہہ رہے ہیں۔ یہ ہے ان کا دین وایمان۔ مصنف نے اپنی حقنیہ کے صفحہ ۳۸ پر ملفوظات حصہ اوّل صفحہ ۱۲۷ سے یہ عبارت نقل کی ہے:۔

"حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرب کا خداوند کہہ سکتے ہیں۔" (سیف حقانی، ص۳۸)

حالانکہ ملفوظات میں اس طرح ہے:۔

عرض۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خداوند عرب کہہ کر ندا کرسکتے ہیں۔

ارشاد۔ کرسکتے ہیں خداوند عرب کے معنی مالک عرب۔

آیئے لغت سے خداوند کا معنی معلوم کرتے ہیں ملاحظہ ہو فیروز اللغات صفحہ ۲۹۴ خداوند صاحب، آقا۔ بتایا جائے کہ خداوند عرب کا معنی جبکہ صاحب، آقا، مالک ہے تو کس دلیل شرعی سے اس کو کفر قرار دے سکتے ہیں البتہ اس ضمن میں اسی صفحہ پر مصنف کا یہ بکنا کہ "چلو اللہ میاں کو تو چھٹی کرادی" ضرور قابل مواخذہ ہے اور تنقیص خدا تعالیٰ ہے۔

مسئلہ حاضر و ناظر

مصنف سیف حقانی نے مسئلہ حاضر وناظر پر کئی جگہ اعتراض کئے ہیں مثلاً صفحہ ۳۸۔۷۶ اوغیرہ وغیرہ۔ ہمیں اختصار مانع ہے لہٰذا ایک ہی جگہ اس مسئلہ پر گفتگو کریں گے لیکن جوابات جملہ اعتراضات کے دیں گے مصنف نے یوں تو مسئلہ حاضر ناظر پر مسخرانہ انداز میں کئی جگہ جاہلانہ اعتراضات کئے ہیں مگر یہ اعتراضات زیادہ تر سیّدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے نقل فرمودہ بزرگانِ دین و اولیاء کاملین کے ارشاداتِ عالیہ و اقوالِ مبارکہ پر ہیں اور مسئلہ حاضر و ناظر سے متعلق جو آیاتِ کریمہ و احادیثِ مبارکہ علمائے اہلسنّت پیش کرتے ہیں۔ مثلاً

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا

”اے غیب کی خبریں بتانے والے بیشک ہم نے تم کو بھیجا حاضر وناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔“

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

”نبی مسلمانوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔“

فیقولان ما کنت تقول فی ھذا الرجل بمحمد

”نکیرین میت سے پوچھتے ہیں کہ تم ان (محمد رسول اللہ) کے بارے میں کیا کہتے ہو۔“

ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ لہٰذا جاہل مصنف نے بزرگانِ دین کے جن اقوال مبارکہ کا مذاق اُڑایا ہے ہم انہی پر گفتگو کرتے ہیں۔

اولیاء اللہ کا چند جگہ حاضر ہونا

مصنف لکھتا ہے:۔

سوال۔ حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟

جواب۔ اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔

مصنف نے اعلیٰ حضرت کا یہ ارشاد نقل کر کے مسئلہ حاضر و ناظر پر گفتگو سے زیادہ دعوت کے الفاظ کا مذاق اڑایا ہے۔ اس کے نزدیک دعوت کا معنی صرف کھانا کھانا ہے۔ اور بس۔ بہر حال آیئے یہ دیکھتے ہیں کہ حضرات اولیاء اللہ متعدد جگہ حاضر ہوسکتے ہیں یا نہیں مگر لطف نہیں آئے گا اگر ہم نے یہ بات دیوبندیوں کے گھر سے ثابت نہ کی۔ تو آیئے ہم اس دیوبندی بیمار کو دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا نسخہ پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

محمد الحضرمی مجذوب۔۔۔ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ دیا اور نمازِ جمعہ (ہر جگہ) بیک وقت پڑھا ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں باش ہوتے تھے۔ (جمال الاولیاء، ص ۱۸۸، از مولوی اشرف علی تھانوی)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔

محمد الشربینی۔۔۔ ایک سیاح سے روایت ہے کہ ان کی اولاد کچھ تو ملک مغرب میں مراکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھی اور کچھ اولاد عجم میں تھی اور کچھ بلاد ہند میں اور کچھ بلاد تکرور میں تھی۔ آپ ایک ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل و عیال کے پاس ہو آتے تھے اور ان کی ضرورتیں پوری فرمادیتے تھے اور ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ انہی کے پاس قیام رکھتے ہیں۔

(جمال الاولیاء، ص ۲۰۲)

بتایئے جناب اپنے حکیم الامت کی اپنے بقول ان وحی توڑ باتوں کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟ باقی رہا لفظ دعوت پر آپ کا مراثیانہ تبصرہ کہ حضرت پیٹ کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں دس ہزار کا کھانہ (یہ آپ نے غلط لکھا لفظ کھانا ہوتا ہے) ایک وقت میں چٹ کر جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ بتایئے یہ بازاری بکواس علم و تحقیق کا کون سا حصہ ہے۔ آپ نے اپنی اسی حقنیہ کے صفحہ ۴۵ پر تسلیم کیا ہے کہ

> "مولانا احمد رضا خاں کے والد مولانا نقی علی خاں صاحب امیر کبیر بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے ضلع بدایوں میں ان کی بہت بڑی جائیداد تھی۔"

لہٰذا ثابت ہوا کہ جو امیر کبیر ہو بہت بڑی جائیداد کا مالک ہو وہ تو پیٹ کے بھنور میں نہیں پھنس سکتا۔ آیئے ہم بتاتے ہیں کہ پیٹ کے بھنور میں کون پھنسا ہوا تھا اور دعوتوں میں مالِ حرام تک کون چٹ کر جاتا تھا۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کے متعلق سوانح قاسمی میں لکھا ہے:۔

”بعض اوقات ناجائز اور مشتبہ آمدنی رکھنے والوں کی دعوتوں میں شریک ہونے پر آپ کو مجبور ہونا پڑتا تھا شریک بھی ہوتے تھے اور دعوت کرنے والے کی تسلی کیلئے کچھ تناول بھی فرما لیتے تھے۔“ (سوانح قاسمی اوّل ص ۳۶۵)

سوانح قاسمی کے بعد ارواح ثلٰثہ کو بھی ایک نظر دیکھ لیں۔ لکھا ہے:۔

ایک رنڈی (کنجری) اپنی چھوکری (نوجوان لڑکی) کو جو سیانی تھی اپنے ہمراہ لائی مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے (چونکہ مولانا محمد قاسم بہت مشہور تھے) اور مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ اس قدر مشہور نہ تھے ان کے پاس تعویذ لینے آئی۔ مولوی قاسم صاحب نے کہا اوپر چبارہ پر ایک بزرگ مولوی محمد یعقوب نانوتوی ہیں ان کے پاس جاؤ انہوں نے مولوی یعقوب صاحب سے تعویذ حاصل کیا۔

ارواح ثلٰثہ میں لکھا ہے:۔

خدا کے فضل سے اس چھوکری کو آرام ہو گیا تو وہ مٹھائی لائی اور سیدھی اوپر مولانا کے پاس پہنچی اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضرت آپ کی دعا سے میری لڑکی صحت یاب ہو گئی ہے یہ مٹھائی شکریہ میں لائی ہوں۔ مولانا نے فرمایا رکھ دو۔ (ارواح ثلٰثہ، ص ۳۷۶)

بتایئے جناب! حرام کمائی کی دعوتوں میں شرکت اور حرام کمائی کی مٹھائی رکھوانے والے کون تھے۔ پیٹ کے بھنور میں کون پھنسے ہوئے تھے۔

الزام ہمیں دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اس کے بعد صفحہ ۴۰ پر بقول خود وہابڑی نے مسئلہ حاضر و ناظر سے متعلق سیّدی حضرت فتح محمد صاحب قدس سرہ اور سبع سنابل شریف کا بھی مذاق اُڑایا ہے۔ اس کے سوا کر بھی کیا سکتا ہے لکھتا ہے ”سبع سنابل شریف کون سا پارہ ہے“ بقول خود سٹریل وہابی کو اتنا معلوم نہیں کہ سیّدی حضرت فتح محمد صاحب علیہ الرحمۃ کون بزرگ ہیں کیونکہ نانوتوی تھانوی گنگوہی انبیٹھوی کے چکروں تک محدود ہے۔ سبع سنابل کو یہ احمق کیا جانے دماغ میں جو تقویۃ الایمان، حفظ الایمان، تحذیر الناس، براہین قاطعہ کی نحوست پھنسی پڑی ہے۔ کیا مصنف سیف حقانی خود بتا سکتا ہے کہ یہ ”چٹان، بریلی کا نیا دین“ کون سے سپارے ہیں۔ آخر اس نے بھی اپنے مردود دعوے ان مردود کتابچوں اور رسالوں سے ثابت کئے ہیں۔

لو صاحب یہ ہے مصنف کے بیان کردہ مسئلہ حاضر و ناظر کے دلائل کا طول و عرض اسی بل بوتے پر مصنف بنا بیٹھا ہے۔ حقائق و دلائل پیش کرنا نہیں جانتے حقائق و دلائل سے منہ چڑانا جانتے ہیں۔

کعبہ جھکا ہوا تھا مدینے کے سامنے

مصنف سیف حقانی کے صفحہ ۴۰ پر

اہل نظر نے غور سے دیکھا تو یہ کھلا
کعبہ جھکا ہوا تھا مدینے کے سامنے

لکھ کر بک ماری ہے "خدا ہی بہتر جانتا ہے آخر اس قسم کے معتوں سے دین کی یہ اہل نظر کون سی خدمت انجام دے رہے ہیں۔"

ٹھیک ہے مگر ذرا ایک نظر سوانح قاسمی کو دیکھ لیا ہوتا۔ لکھا ہے:۔

"مولانا (محمد قاسم) نے ایک خواب ایام طالب العلمی میں دیکھا تھا کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ میں سے ہزاروں نہریں جاری ہو رہی ہیں۔" (سوانح قاسمی، جلد اوّل ص ۱۳۳)

کعبہ معظمہ کے مدینہ طیبہ کی طرف جھکنے سے مصنف کو کعبہ شریف کی بے حرمتی نظر آئی لیکن یہ کتنی بڑی جسارت اور کتنی بڑی بے حرمتی ہے کہ کعبہ معظمہ کی چھت مبارک پر چڑھنے کے خواب فخریہ طور پر بیان کیے جا رہے ہیں۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ آخر اس قسم کے گمراہ کن خوابوں سے دین کی یہ بے خبر کون سی خدمت انجام دے رہے ہیں؟

حضرت جنید کے واقعہ کا تمسخر

دیوبندیت کی بنیاد ہی حضراتِ اولیاء قدست اسرارہم کی عظمتوں اور کرامتوں کے انکار پر ہے۔ پہلے یہ لوگ انکار کرتے تھے اور اب مصنف نے کرامتوں کا مذاق اُڑانے کی بنیاد رکھی ہے۔ چنانچہ مصنف نے صفحہ ۱۴۱ پر خدا کی توہین جیسا جاہلانہ عنوان جما کر ملفوظات سیّدنا اعلیٰ حضرت حصہ اوّل سے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

"ایک مرتبہ حضرت سیّدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دَجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر مثل زمین کے چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا عرض کی میں کس طرح آؤں؟ فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔

اس نے یہی کیا اور دریا پر زمین کی مثل چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا۔ شیطان لعین نے دل میں وَسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھے یا جنید کہلواتے ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا حضرت میں چلا فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا یا جنید یا جنید، دریا پار ہوا۔"

لو صاحب معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کی توہین ہوگئی۔ اس موقع پر ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ امام اہلسنّت سرکارِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے یہ واقعہ حدیقہ ندیہ سے نقل فرمایا ہے اور واقعہ ہے حضرت سیّدی جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ولی کامل کا۔ کوئی اس گمراہ کو بتائے کہ توہین خدا تعالیٰ کا الزام کس پر لگا؟

مصنف عنید اس قدر احمق واقع ہوا ہے کہ وہ اپنے اکابر کی کتب تو دیکھتا نہیں اور اعتراض کرنے دوڑتا ہے علم وفضل کے بادشاہ سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے امام المحققین کی تصانیفِ جلیلہ پر۔ کاش مصنف نے کبھی اپنے حکیم الامت تھانوی کی الافاضات الیومیہ دیکھی ہوتی تو معاذ اللہ حضرت سیّدی جنید بغدادی جیسے ولی کامل پر توہین خدا تعالیٰ کا الزام عائد نہ کرتا۔

دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

"میں نے طالب علمی کے زمانہ میں کسی کتاب میں دیکھا کہ ایک پیر نے مرید سے پوچھا کہ تم خدا کو جانتے ہو؟ مرید نے کہا میں خدا کو کیا جانوں میں تو تم کو جانوں۔ مجھ (تھانوی) کو اس پر بڑا غصہ آیا کہ بڑا ہی جاہل اور ایمان سے دور تھا۔ میں نے یہ قصہ (اپنے استاد) مولانا محمد یعقوب صاحب (نانوتوی) سے عرض کیا کہ حضرت ایسے ایسے بھی جاہل ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ کیا تم خدا کو جانتے ہو۔ تب میری آنکھیں کھلیں فرمایا میاں کسی اللہ والے ہی کو پہچان لے یہ ہی بڑی نعمت ہے۔" (الافاضات الیومیہ، جلد چہارم، ص ۲۹۱)

اب مصنف سیف حقانی بتائے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی توہین ہے یا نہیں؟

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ جاہل مصنف سیّدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کے پردہ میں کتنے بڑے بڑے جلیل القدر اولیائے کرام پر بے ہودہ اعتراضات کر رہا ہے۔ سیّدی حضرت جنید بغدادی وہ عظیم ولی کامل ہیں جن کو تحذیر الناس میں مولوی قاسم نانوتوی اور امداد السلوک میں مولوی رشید احمد گنگوہی، جمال الاولیاء میں اشرف علی تھانوی نے ولی کامل اور صاحبِ کرامت تسلیم کیا ہے۔ مگر مصنف اپنے زعم جہالت میں ان کو معاذ اللہ توہین خدا تعالیٰ کا مرتکب ٹھہرا رہا ہے۔

مصنف کو چاہئے کہ حضرت جنید کے الفاظ کو کلمہ کفر قرار دینے سے قبل حدیقہ ندیہ کو ملاحظہ کرے۔ اگر حدیقہ ندیہ میں یہ واقعہ نہ ملے تو پھر سیّدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر اعتراض کا شوق پورا کرے۔ مگر اس کے ساتھ تھانوی صاحب اور مولوی یعقوب صاحب نانوتوی کا واقعہ پیش نظر رکھے اور اس کے متعلق بھی حکم شرعی واضح کرے۔ آیا یہ بھی کلمۂ کفر ہے یا نہیں؟

علم ما فی الارحام

دیوبندی دھرم کی بنیاد ہی ٹھٹھہ و تمسخر پر ہے مشرکین مکہ، حبیبِ خدا شہ ہر دو سرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلیل القدر معجزات پر تمسخر کرتے تھے اور دیابنہ حضرات اولیاء اللہ محبوبانِ خدا قدست اسرارہم کی کرامات کا تمسخر اُڑاتے ہیں اور ٹھٹھہ کرتے ہیں۔ چنانچہ مصنف سیف حقانی صفحہ ۴۳ پر و یعلم ما فی الارحام کے تحت فتاویٰ افریقہ میں سیّدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقل کردہ ان دو واقعات کا مذاق اُڑایا ہے۔

- حضرت شیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گائے کو دیکھ کر فرمایا اس کے پیٹ میں سرخ بچھڑا ہے جس کے ماتھے پر سپیدی ہے وہ ہماری نذر ہو گا۔
- ایک بزرگ (شیخ عبدالقاہر نجیب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سامنے ایک بچھڑا نذر لایا گیا لیکن حضرت فرمانے لگے یہ بچھڑا کہتا ہے میں آپ کی نظر نہیں بلکہ شیخ حسنی (سیف حقانی میں یہ نام غلط لکھا ہے بلکہ شیخ علی بن ہیتی ہے) کی نذر ہوں چنانچہ یہی ہوا۔

مصنف سیف حقانی نے کتر بیونت کر کے اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت قدس سرہ کے فتاویٰ افریقہ سے یہ ناتمام سی دو عبارات نقل کر کے بھرپور خرافات کا مظاہرہ کیا ہے۔ لکھتا ہے:۔

”غرض قرآنی احکام کی نفی کرنی ہے جیسے بھی بن پڑے یہ بزرگوں کی باتیں ہیں یا چنڈو خانے کے ٹھگوں کی داستان ٹھگ بازی غرض اپنے فتاویٰ یا ملفوظات میں کثرت سے ایسی خرافات و لغویات خود تراشدہ یا ائمۃ الکفر کی تراشدہ کو جگہ دے کر قرآن و حدیث کے خلاف ذہن تیار کئے ہیں۔۔۔ الخ (سیف حقانی، ص ۴۳)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے غصہ ہے کہ تھمتا نظر نہیں آتا۔ حفیظ جالندھری نے ان کے آباؤ اجداد کے متعلق سچ کہا۔

ع جہالت ہی نے رکھا ہے صداقت کے خلاف ان کو سچ ہے کہ دیوبند جہالت نگر ہے کیوں نہ ہو جس دماغ میں دیو بند ہو وہ عقل کیا خاک کام کریگی۔ ان کے بڑے بوڑھے نانوتوی گنگوہی جنگلی کو ہی علم و فضل کے بادشاہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے جانشین اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گرد راہ کو بھی نہیں پاسکتے۔ سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر دو واقعات محض زبانی کلامی قصہ کہانی کے طور پر بلا دلیل و ثبوت نقل نہیں فرمائے۔ اگر مصنف اندھا نہ ہوتا تو دیکھ سکتا تھا۔ سیّدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یہ واقعات جن کو مصنف نے نقل کر کے مذاق اڑایا اور قرآن و احادیث کا انکار قرار دیا کہاں سے نقل فرمائے ہیں۔ سنئے اعلیٰ حضرت ان واقعات و کرامات کو نقل فرمانے سے پہلے لکھتے ہیں۔

امام اجل سیّدی ابوالحسن نورالملۃ والدین علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز جن کو امام فن رجال شمس الدین ذہبی نے طبقات القراء اور امام جلیل جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں الامام الاوحد کہا اپنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں محدثانہ اسانید صحیح معتبرہ سے روایت فرماتے ہیں۔

○ پہلا واقعہ

اخبرنا ابو الحسن علی بن الحسن السامری قال اخبرنا قال اخبرنا ابی قال سمعت والدی رحمۃ اللہ تعالیٰ یقول کانت نفقہ شیخنا الشیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من الغیب و کان نافذ التصریف خارق الفعل متواتر الکشف ینذرلہ کثیر او کنت عندہ یوما فمرت بہ بقرات مع راعیھا فاشار الیٰ احدھن وقال ھذہ حامل بعجل احمرا غرصفۃ کذا و کذا ویولد وقت کذا یوم کذا وھو نذرلی وتذبحہ الفقرآء یوم کذا ویاکلہ فلان و فلان ثم اشار الی اخری وقال ھذہ حامل بانثی ومن وصفھا کذا و کذا تولد وقت کذا وھی نذر لی یذبحھا فلان رجل من الفقراء یوم کذا ویاکلھا فلان و فلان ولکلب احمر فھا یصب قال فو اللہ لقد جرت الحال علی ما وصف الشیخ۔

"ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن حسن سامری نے کہ ہمیں ہمارے والد نے خبر دی کہا میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے ہمارے شیخ حضرت جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خرچ غیب سے چلتا تھا اور ان کا تصرف نافذ تھا ان کے کام کرامات تھے علی الاتصال انہیں کشف ہوتا تھا مسلمان کثرت سے ان کی نذر کرتے۔ ایک دن میں ان کے پاس حاضر تھا کچھ گائیں اپنے گوالے کے ساتھ گزریں۔ حضرت نے ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا، اس گائے کے پیٹ میں سرخ بچھڑا ہے جس کے ماتھے پر سپیدی ہے اور اس کا سب حلیہ بیان فرمایا فلاں دن فلاں وقت پیدا ہوگا اور وہ ہماری نذر ہوگا فقراء اسے فلاں دن ذبح کریں گے اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے۔ پھر دوسری گائے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا، اس کے پیٹ میں بچھیا اور اس کا حلیہ بیان فرمایا۔ فلاں قت پیدا ہوگی اور میری نظر ہوگی۔ فلاں فقیر اسے فلاں دن ذبح کریگا اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے اور ایک سرخ کتے کا بھی اس کے گوشت میں حصہ ہے۔ ہمارے والد نے فرمایا، خدا کی قسم! جیسا شیخ نے ارشاد کیا تھا سب اسی طرح واقع ہوا۔"

○ دوسرا واقعہ

اخبرنا الفقیہ الصالح ابو محمد الحسن بن موسیٰ الخالدی قال سمعت الشیخ الامام شہاب الدین السہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقول مالا حظہ عمی شیخنا الشیخ ضیاء الدین عبد القاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرید اربعین الرعایۃ الانتج وبرع و کنت عندہ مرۃ فاتاہ سوادی بعجل وقال لہ یا سیدی ھذا نذرنا لک وانصرف الرجل فجاء العجل حتی وقف بین یدی الشیخ فقال الشیخ لنا ان ھذا العجل یقول لی انی لست العجل الذی نذر لک بل نذرت الشیخ علی بن الھیتی وانما نذر لک اخی فلم یلبث ان جاء السوادی وبیدہ عجل یشبہ الاول فقال السوادی یا سیدی انی نذرت لک ھذا العجل ونذرت للشیخ علی بن الھیتی العجل الذی اتیتد بہ اولا و کان اشتبھا علی واخذ الاول انصرف۔

”ہمیں خبر دی فقیہ صالح ابو محمد حسن بن موسیٰ خالدی نے کہ میں نے شیخ امام شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہمارے شیخ حضرت عبد القاہر نجیب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی مرید پر نظر عنایت فرماتے وہ پھولتا پھلتا اور بلند رُتبہ کو پہنچتا اور ایک دن میں حضور میں حاضر تھا ایک دہقانی ایک بچھڑا لایا اور عرض کی یہ ہماری طرف سے حضرت کی نظر ہے اور چلا گیا۔ بچھڑا آکر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا۔ حضرت نے فرمایا، یہ بچھڑا مجھ سے کہتا ہے میں آپ کی نذر نہیں ہوں میں حضرت علی بن ہیتی کی نذر ہوں آپ کی نذر میرا بھائی ہے کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ وہ دہقانی ایک اور بچھڑا لایا جو صورت میں اس کے مشابہ تھا اور عرض کی، اے میرے سردار! میں نے حضور کی نذر یہ بچھڑا مانا تھا اور وہ بچھڑا جو پہلے میں حاضر لایا وہ میں نے حضرت شیخ علی بن ہیتی کی نذر مانا ہے مجھے دھوکہ ہوگیا۔ یہ کہہ کر پہلے بچھڑے کو لے لیا اور واپس چلا گیا۔

(فتاویٰ افریقہ)

امام اہلسنّت سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے ہر دو واقعات بہجۃ الاسرار شریف سے نقل فرمائے جس کے مصنف کو امام شمس الدین ذہبی اور علامہ امام جلال الدین سیوطی قدست اسرار ہم نے معتبر مانا اور مستند جانا مگر دیوبندیت کا یہ نومولود مصنف جہالت کی خاک اُڑا رہا ہے جلیل القدر مشائخ و محدثین کرام کو معاذ اللہ قرآن و حدیث کا منکر چنڈو خانے کے ٹھگ اور شعبدہ باز قرار دے کر ان کے نورانی اقوال کو معاذ اللہ خرافات و لغویات قرار دے رہا ہے اور حدیبہ کے ان واقعات کو بطورِ کرامت تک ماننے کو تیار نہیں۔ خود لکھتا ہے:۔

کرامتوں کے نام پر شعبدہ بازیوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ۔۔۔۔۔ الخ (سیف حقانی، ص ۴۴)

تعجب ہے کہ مردود ملاں اپنی جہالت و لاعلمی کا ماتم تو کرتا نہیں اور طعنہ زنی کر رہا ہے سلطان العلوم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی پر مصنف سیّدنا اعلیٰ حضرت کی جن عباراتِ طیبہ پر جہالت کے تیر برسا رہا ہے اور معاذ اللہ ان کو قرآن و احادیث کا انکار قرار دے کر خرافات و لغویات ٹھہرا رہا ہے۔ کیا اکابر دیوبند اس سے بے خبر رہے۔ انہوں نے آخر ان عبارات کا مواخذہ کیوں نہیں کیا اور قرآن و حدیث کا انکار قرار دے کر کفر کیوں نہیں ٹھہرایا۔ معلوم ہوا یہ عبارات صحیح اور ان کے قائل اکابر دیوبند کی نظر میں صحیح العقیدہ مسلمان تھے۔ یا پھر مصنف سیف حقانی اپنے بڑوں سے بڑا ہے اور ان سے زیادہ وسعت معلومات کا حامل اور علمی گہرائی کو جاننے والا ہے۔

دیوبند کے ہر پیروجواں کو ویعلم ما فی الارحام ازبر ہے وہ اس کے تحت چشم زدن میں حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام وحضرات اولیاء اللہ قدست اسرارہم کو بعطائے الٰہی بھی یہ علم ماننے کو قرآن واحادیث کا منکر قرار دے دیتا ہے۔

ہم کہتے ہیں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ربّ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مافی الارحام کی خبر بھی دی یعنی ولادت سے قبل بتا دیا لڑکا ہوگا یا لڑکی ہوگی۔ چنانچہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ امام مہدی کے پیدا ہونے کی خبر دی اور نہ صرف یہ بلکہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیدا ہونے کی خبر دی۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۲ باب مناقب اہل بیت بروایت اُمّ فضل مذکور ہے:۔

"اُمّ فضل نے حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں نے آج شب ایک نہایت ناپسند خواب دیکھا ہے فرمایا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ کیا؟ عرض کیا وہ بہت سخت ہے۔ فرمایا کیا ہے؟ عرض کیا میں نے دیکھا کہ ایک ٹکڑا حضور کے جسم مبارک کا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ خواب تو اچھا ہے اِن شاءاللہ تعالیٰ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لڑکا ہوگا وہ تیری گود میں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:۔

"تلد فاطمة ان شاء الله غلاما يكون فی حجرك"

تفسیر عرائس البیان میں آیہ کریمہ "ویعلم ما فی الارحام" کے تحت مذکور ہے۔

وسمعت ایضا من بعض اولیاء اللہ انہ اخبر ما فی الرحم من ذکر وانثی ورایت بعینی ما اخبر

"یہ کہ میں نے بعض اولیاء اللہ سے یہ بھی سنا کہ انہوں نے مافی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع میں آیا ہے۔" (تفسیر عرائس البیان، ص ۱۴۸)

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تو مصنف کے نزدیک یقیناً معتبر ہیں وہ لکھتے ہیں:۔

نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر را فرزند نمی زیست کشیدہ خاطر شیخ رسید
شیخ فرمود از پشت تو فرزند میخواہد بر آمد کہ بعلم خود دنیا را پر کند

"یعنی شیخ ابن حجر عسقلانی کے والد کی اولاد زندہ نہیں رہا کرتی تھی ایک روز رنجیدہ خاطر ہو کر اپنے شیخ کے حضور میں پہنچے۔ شیخ نے فرمایا کہ تیری پشت سے ایسا فرزند ارجمند پیدا ہوگا جس کے علم سے دنیا بھر جائے گی چنانچہ ابن حجر پیدا ہوئے۔"

(بستان المحدثین، ص ۱۱۴۔ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ)

ہم سمجھتے ہیں کہ سیف حقنیہ کے مصنف کو میں نہ مانوں کا مرض ہے شائد وہ ان حوالوں کا بھی خاندانی روایت کے مطابق مذاق اُڑادے اور قرآن عظیم کا انکار قرار دے تو ہم اس کا کان پکڑ کر اس کے گھر پہنچاتے ہیں کیوں بچہ جمورا گھر کی تو مانوگے باباکی تو سچ جانوگے؟

ما فی الارحام اور اکابر دیوبند

ماں کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی اس کو مصنف ویعلم ما فی الارحام کے تحت انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ کو یہ ماننے کو قرآن عظیم کا انکار قرار دیتا ہے۔ آیئے دیکھیں منکر قرآن کون ہے؟ ملاحظہ ہو۔ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں:۔

”میں ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوا ہوں جن کا نام حافظ غلام مرتضیٰ ہے ان سے کہا گیا تھا کہ اس لڑکی میری (اشرف علی کی) والدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی تو فرمایا عمر اور علی کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتی ہے اب جو اولاد ہو علی کے سپرد کر دینا اس کو کوئی نہیں سمجھا میری والدہ سمجھ گئیں اور کہنے لگیں باپ فاروقی ہیں اور ماں علوی اور نام بچوں کے والد کے نام پر رکھے جاتے ہیں اب جو اولاد ہو ماں کے خاندان پر نام رکھو یعنی اس میں لفظ علی ہو۔ وہ (مجذوب) خوش ہوئے اور فرمایا یہ لڑکی (اشرف علی کی والدہ) بڑی ذہین ہے یہی مطلب ہے۔ نانی صاحبہ نے فرمایا تو آپ ہی نام رکھ دیجئے فرمایا۔ دو لڑکے ہوں گے ایک کا نام اشرف علی خاں رکھنا اور ایک کا اکبر علی خاں۔ عرض کیا کیا یہ پٹھان ہیں؟ فرمایا ہاں ایک اشرف علی اور ایک کا اکبر علی رکھنا ایک ہمارا ہوگا وہ حافظ اور مولوی ہوگا اور ایک دنیادار ہوگا۔ پھر ہم دو بھائی پیدا ہوئے۔“ (الافاضات الیومیہ حصہ پنجم، ص ۲۰۱)

- مولانا نانوتوی فرماتے تھے کہ شاہ عبد الرحیم صاحب ولائتی کے ایک مرید تھے جن کا نام عبد اللہ خاں تھا اور قوم کے راجپوت تھے اور یہ حضرت کے خاص مریدوں میں تھے ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں حمل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرمادیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا ہوگا اور جو آپ بتلادیتے تھے وہی ہوتا تھا۔ (ارواح ثلثہ، ص ۲۰۰)

فرمایئے جناب یہ کیا خرافات و لغویات ہے یا کیا شعبدہ بازی ہے یہ کن چنڈو خانے کے ٹھگوں کی داستان ہے۔ قرآن وحدیث کے خلاف کون ذہن تیار کررہا ہے؟

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

احیاء موتی

سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الملفوظات میں ہے:۔

عرض۔ کیا اولیاء سے بھی احیاء موتی کا ثبوت ہے؟

ارشاد۔ ہاں حضرت سیّدی احمد جام زندہ پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ تشریف لئے جاتے تھے۔ راہ میں ایک ہاتھی مرا پڑا تھا لوگوں کا مجمع تھا آپ تشریف لے گئے۔ فرمایا کیا ہے؟ عرض کیا ہاتھی مر گیا ہے۔ فرمایا اس کی سونڈ ویسی ہی ہے آنکھیں بھی ویسی ہی ہیں ہاتھ بھی ویسے ہی ہیں پیر بھی ویسے ہی ہیں غرض سب چیزوں کو فرمایا کہ ویسے ہی ہیں پھر مر کیسے گیا؟ یہ فرمانا تھا کہ فوراً زندہ ہو گیا جب سے آپ کا نام زِندہ پیر پڑ گیا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ)

مصنف سیف حقانی نے صفحہ ۴۴ پر پہلے تو اس واقعہ کا حلیہ بگاڑا پھر اس کرامت کا مذاق اُڑایا اور دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے پورا صفحہ سیاہ کر دیا ہے اور معاذ اللہ اس کو شعبدہ بازی قرار دیا ہے اور توحید کے منافی بتایا ہے۔ ہمیں سیف حقانی کے محدود مطالعہ اور علمی بے بضاعتی پر حیرت ہوتی ہے وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کتابوں کا نام تو بے دریغ لے رہا ہے گو عبارات میں خیانت کر کے الفاظ میں کتر بیونت کرتا ہے لیکن اپنے اکابر کی کتابیں اس نے بالکل نہیں دیکھیں ورنہ اس آزادی اور بے باکی سے اعتراضات کی دھول نہ اُڑاتا۔ آیئے اکابر دیوبند کی کتب دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں۔

مردوں کا زندہ ہونا

علامہ تاج الدین سبکی نے طبقاتِ کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ کرامتوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مردوں کا زندہ کرنا اور دلیل میں ابو عبیدہ بسری کا قصیدہ بیان کیا کہ انہوں نے ایک جنگ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ ان کی سواری کو زندہ فرمادیں اور حق تعالیٰ نے (ان کی اس دعا سے) زندہ فرمایا تھا اور مفرج دمامینی کا قصہ ذکر کیا ہے انہوں نے بھنے ہوئے پرندوں کے بچوں کو فرمایا تھا اُڑ جاؤ تو وہ اُڑ گئے تھے اور شیخ ابدال کا قصہ لکھا ہے کہ انہوں نے مری ہوئی بلی کو آواز دی تو وہ ان کے پاس آگئی اور شیخ (سیّدنا) عبدالقادر (جیلانی) کی حکایت لکھی ہے کہ آپ نے گوشت کھالینے کے بعد مرغ کی ہڈیوں کو فرمایا کہ اس خدا کی اجازت سے اُٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتا ہے تو مرغ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور شیخ ابو یوسف دھمانی کا واقعہ کہ آپ ایک مردہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے اُٹھ جا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر عرصہ دراز تک زندہ رہا اور شیخ زین الدین فاروق شافعی مدرس شامیہ کا قصہ بھی لکھا ہے جس کے متعلق علامہ سبکی یہ کہتے ہیں کہ میں نے اس قصے کو ان کے صاحبزادہ اللہ تعالیٰ کے ولی شیخ فتح الدین یحییٰ سے سنا کہ ان کے گھر میں ایک چھوٹا بچہ چھت سے گر گیا اور مر گیا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا تھا۔ (جمال الاولیاء، ص ۲۲)

ممکن ہے مصنف یہ کہہ دے کہ جی یہ تو بطورِ کرامت ہے تو جناب ہم بطورِ کرامت ہی مانتے ہیں اولیاء اللہ کو معبود سمجھ کر نہیں مانتے۔ مگر آپ سیف حقانی کے اسی صفحہ پر کرامت کا بدیں الفاظ صاف انکار کر چکے ہیں۔

"آخر کرامتوں کے نام پر شعبدہ بازیوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ختمی مرتبت کے بتائے ہوئے تصور و عقیدۂ توحید کے شیوع کے بعد انسانوں کو خدائی منوانے کیلئے تو نہیں تاکہ شرک کی گرم بازاری رہے۔" (سیف حقانی، ص ۴۴)

کرامتوں کے تو آپ صاف انکاری ہیں ممکن ہے آپ یہ کہہ کر بھاگنے کی کوشش کریں کہ جی ان کرامتوں میں یہ ہے کہ مردہ زندہ کرنے سے پہلے یہ کہا گیا تو خدا کی اجازت سے اُٹھ۔ حق تعالیٰ سے دعا مانگی زندہ فرما وغیرہ تو ہم کہتے ہیں اولیاء اللہ محبوبانِ خدا قدست اسرارہم اپنی ذاتی طاقت و تصرف سے نہیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے ہی ایسا فرماتے ہیں۔ یہی کچھ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کتاب میں ہے مگر آپ اس کے منکر ہیں آیئے تھانوی صاحب کی کچھ ایسی عبارتیں بھی دکھائیں جن میں خدا تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا۔ ملاحظہ ہو۔

مرید کی بیوی کا زندہ ہونا

ابو عبد اللہ محمد بن موسیٰ امام احمد بن موسیٰ بن عجیل کے صاحبزادہ یہ فقیہ عالم صالح صاحب کرامات و مکاشفات تھے ان کے کشف و کرامت میں یہ بھی ہے کہ ایک ذی اقتدار شخص ان کا مرید تھا اس کی بیوی مرگئی وہ اس سے بہت محبت کرتا تھا اس لئے بہت سخت رنج ہوا یہ فقیہ محمد بن موسیٰ کے پاس پہنچا اور اپنی حالت کی شکایت پیش کی اور عرض کیا کہ میری تمنا یہ ہے کہ اسے دیکھ لوں اور جان لوں کہ اس پر کیا گزری ہے فقیہ نے عذر کیا مگر اس نے نہ مانا اور عرض کیا کہ جب تک میری حاجت پوری نہ ہوگی میں نہیں جاؤں گا فقیہ کے یہاں اس کی قدر و منزلت بہت تھی آپ نے اس سے تین دن کی مہلت مانگی پھر اس کو ایک دن بلایا اور فرمایا اس حجرہ میں اپنی بیوی کے پاس چلے جاؤ یہ اندر گیا تو اس کو اچھی حالت اور اچھے لباس میں پایا۔ حال پوچھا تو اس نے کہا کہ یہی بہتر حالت ہے اس کو بہت مسرت ہوئی اور خوش خوش اور ہشاش بشاش حضرت فقیہ کے پاس باہر آگیا اور جس قدر رنج و غم تھا اس سے سکون ہوگیا۔ (جمال الاولیاء، ص ۱۳۵)

بتائیے جناب یہاں دعا کا لفظ کہاں ہے نہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی اجازت یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا یہ مذکور ہے۔

گردن ٹوٹنے کے بعد زندہ ہونا

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ جب آپ نے مسجد جو اُن کی آبادی میں ہے بنائی تو اتفاق سے ایک شخص ایک اونچی جگہ سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی وہ حضرت فقیہ کے پاس لایا گیا آپ نے گردن پر ہاتھ پھیرا اور لعاب مبارک لگایا تو اس کی گردن ٹھیک ہوگئی اسی وقت سب کے ساتھ (زندہ ہو کر) کھڑا ہو کر تعمیر کرنے لگا۔ (جمال الاولیاء، ص ۱۳۸)

یہاں بھی دعا کا نام نہیں ہے۔

مردہ زندہ کرنے کا وہابیت شکن واقعہ

دیوبندی حکیم الامت لکھتے ہیں:۔

محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبند بخاری تھے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اعظم اور بڑے بڑے ائمہ صوفیہ کے پیشرو تھے طریقت کو شیخ محمد بابا السماسی سے اور پھر سید امیر کلال سے حاصل کیا۔ آپ کی بڑی کرامتوں میں سے ایک یہ ہے آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں محمد زاہد جنگل گئے اور یہ سچے عاشق تھے اور ہمارے ساتھ کہدالیں تھیں ہم بھی ان کی شغل کر رہے تھے کہ ہم پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ جس نے مجبور کر دیا کہ ہم کہدالیں پھینک دیں اور معرفت کی باتوں کا تذکرہ کریں۔ اسی گفتگو میں سلسلہ کلام بزرگی پر پہنچا تو میں نے کہا اس کی انتہا اس درجہ پر ہوتی ہے کہ اس مقام بندگی والا کسی کو یہ کہہ بیٹھے کہ مرجا تو وہ فوراً مر جائے پھر یہ ہوا کہ میں نے ان سے کہہ دیا کہ تم مر جاؤ وہ اسی وقت مر گئے اور چاشت کے وقت نصف النہار تک مردہ ہی رہے گرمی کا وقت تھا اس لئے میں گھبرا گیا اور بہت حیران ہوا میں قریب ہی ایک سایہ کی جگہ پہنچ گیا اور سخت حیرت میں رہا پھر ان کے پاس لوٹ کر آیا تو ان میں گرمی کی زیادتی سے تغیر بھی ہو چلا تھا پھر تو اور بھی پریشانی بڑھی اس وقت میرے دل میں یہ القا کیا گیا کہ ان سے کہو اے محمد زندہ ہو جاؤ میں نے تین مرتبہ اُن کو یہ کہا تو ان میں تھوڑی تھوڑی حیات (زندگی) سرایت کرنے لگی اور میں ان کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ یہ پہلی حالت پر لوٹ آئے (یعنی زندہ ہو گئے) میں سید کلال کی خدمت میں حاضر ہوا تو سب قصہ عرض کیا جب میں نے یہ عرض کیا کہ وہ مر گئے اور میں اس کی وجہ سے حیران ہو گیا تو فرمایا بیٹا تم نے ان سے کیوں نہ کہہ دیا کہ زندہ ہو جاؤ میں نے کہا جب مجھے اس کا الہام کیا گیا تو میں نے یہ کہہ دیا اور زندہ ہو گیا۔ (النور بابت ماہ رجب ۱۳۶۱ھ جمال الاولیاء، ص ۱۹۳)

دیکھتے ہیں اب مصنف سیف حقانی اپنے حکیم الامت پر وہابیت کا کون سا ریگولیشن نافذ کرتے ہیں اور کون سے طبقہ میں دھکیلتے ہیں۔

مصنف جی نے اپنی جان میں ایک اور بڑا تیر مارا ہے وہ یوں

”دیکھئے ملفوظات حصہ چہارم صفحہ ۴۶ میں ہے، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ میرے چھوٹے بھائی چھت پر تلاوت (قرآن مجید) فرما رہے تھے ساتھ ہی چھت پر کہیں بندر بھی کھیل رہا تھا ٹہلتا ہوا جب قریب سے گزرا تو سامنے آکر سجدہ کیا اور چلا گیا۔ پھر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی کے گھر پر میلاد خوانی کر رہا تھا بندر بھی سن رہا جب ہم نے قیام کیا تو بندر نے بھی قیام کیا۔“

یہ واقعہ لکھنے کے بعد مصنف لکھتا ہے کہ

”معلوم ہوا قیام ضروری ہے۔۔۔ ٹھیک ہے بندر ہی قیام کرتے ہوں گے تو بندروں کے طریقہ کی بندر ہی پیروی کریں گے ہم تو اتنا جانتے ہیں رسول اللہ کے عین حیات جب آپ تشریف لاتے تو صحابہ کرام کو قیام کی اجازت نہ دیتے۔ خیر تعجب ہے کہ یہ بندر آتے کہاں سے تھے کیا گھر میں پالے ہوئے تھے۔“ (سیف حقانی، ص ۴۵)

بتایئے اس سیدھی سی بات پر اس طرح کی بدزبانی کا کون سا موقعہ تھا؟ قطع نظر اس سے کہ اس دیوبندر نے بندروں کا واقعہ توڑ مروڑ کر نقل کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ گستاخ دیوبندروں کی عقلوں کو بندروں کی عقل سے تشبیہ دیتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں: ”ان کی عقلیں بندر کی عقل سے بھی بدتر ہیں“۔

یہ لکھنے کے بعد اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ بالا دو واقعات ارشاد فرمائے۔ مصنف کا یہ کہنا ٹھیک ہے بندر ہی قیام کرتے ہوں گے مصنف سے سیکھ کر کوئی دوسرا گستاخ منکر قرآن یہ بھی کہہ سکتا ہے ٹھیک ہے بندر ہی قرآن کی تعظیم کرتے ہونگے تو قرآن عظیم کی تعظیم کرنے والا ہر مسلمان مصنف کے اصول سے بندر قرار پائے گا۔ باقی رہا یہ کہ بندر ہی قیام کرتے ہوں گے تو جناب یہ تیر آپ نے جناب گنگوہی و تھانوی جی کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب کے سینہ میں مارا کیونکہ وہ بھی قیام میلاد کرتے تھے۔ ہاں ہاں یہ سب کچھ اہل دیوبند کی کتب میں بند ہے ملاحظہ کیجئے اور بندر قرار دیجئے۔ لکھا ہے:۔

”حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) سے کسی نے پوچھا کہ قیام مولود کیسا ہے؟ فرمایا مجھے تو لطف آتا ہے۔“

(ارواح ثلثہ، ص ۲۲۰ زیر حکایت ۱۶۱)

اب مصنف سیف حقانی بتائیے اگر قیام بندر ہی کرتے ہیں تو حاجی امداد اللہ صاحب کون ہوئے اور پھر ایک غور طلب سوال یہ بھی ہے کہ کیا گنگوہی، نانوتوی، تھانوی وغیرہ بندر کے مرید ہوگئے تھے؟ باقی رہا یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لئے قیام سے منع فرمایا تو اس کا مقصد یہ نہیں کہ قیام حرام وگناہ ہوگیا بہت چیزیں جائز ہوتی ہیں مگر ایک عام آدمی بھی اپنے لئے تکلف پسند نہیں کرتا اور پھر قیام اگر مطلقاً حرام وگناہ ہی ہے تو بتایئے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے قیام کیوں فرماتے رہے۔ ایک چیز جائز تو ہوتی ہے خود نمائی اور تکلف کے طور پر اپنے لئے پسند نہیں کی جاتی اور پھر قیام واقعی حرام وگناہ ہی ہے تو یہ دیکھئے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کیا فرما رہے ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

"تعظیم دیندار کو (قیام کرنا) کھڑا ہونا دُرست ہے اور ہاتھ پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۵۹)

بتایئے اب کس جہنم میں پڑیں گے گنگوہی صاحب یہ کیا غضب فرما رہے ہیں کہ تعظیم دیندار کیلئے قیام کو احادیث سے ثابت مان رہے ہیں مولوی رشید گنگوہی صاحب تعظیم دیندار کیلئے قیام کو دُرست قرار دے رہے ہیں لیکن جس جمیعت العلماء اسلام کے سکریٹری جنرل مصنف سیف حقانی کے استاد مفتی محمود ہیں اس جمیعت کے سابق امیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری تو اپنے بقول بدعتی اور دجّال تک کیلئے قیام کرتے رہے ہیں یہ راز بھی طشت از بام ہے۔ دیکھئے علامہ ابو الحسنات سیّد محمد احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ سنی بریلوی تھے اور سنی جمیعت العلماء پاکستان کے اوّلین صدر رہتے دیابنہ سنیوں کو بدعتی قرار دیتے ہیں اور مصنف سیف حقانی کے بقول مشرک ہیں اور بانی جماعتِ اسلامی مودودی صاحب کے متعلق مولوی احمد علی صاحب لاہوری اور عطاء اللہ صاحب بخاری احراری کا عقیدہ یہ ہے:۔

- "میری سمجھ میں ان تیس دجالوں میں ایک مودودی ہے۔" (ص ۹۷)
- "مودودی مبتدی اور ملحد زندیق ہے۔" (ص ۱۱۳)
- "ایسے شخص کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہے۔" (ص ۱۱۵)

(کتاب حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب)

یہی مولوی احمد علی صاحب لاہوری مولانا علامہ ابو الحسنات قادری اور مودودی صاحب کیلئے قیام کرتے رہے ہیں۔ دیکھئے۔

"ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی (غیر مقلد) کی دعوت پر ان کے مدرسہ شیش محل میں میٹنگ تھی۔ حضرت (مولوی احمد علی) پہلے سے کرسی پر تشریف فرماتھے مودودی صاحب اور مولانا ابو الحسنات (بریلوی) بعد میں تشریف لائے۔ حضرت شیخ ہر دو اصحاب کیلئے کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر ان کو گلے لگالیا۔" (خدام الدین لاہور ۸/ مارچ ۶۳ء ص ۱۲)

جمعیت العلماء اسلام کے آنجہانی امیر نے تو کمال ہی کر دیا کیونکہ مولوی گنگوہی جی نے تو تعظیم دیندار کی شرط لگائی تھی مگر لاہوری جی نے یہ فرق ہی مٹا دیا اور جن کو وہ خود بے دین و بدعتی اور دجال قرار دیتے تھے انہی کیلئے خود قیام کیا ہے۔
مصنف سیف حقنیہ اب کس کی ماں کو ماں کہے گا؟ اور ہاں مصنف نے بڑی ہی تعجب سے پوچھا ہے کہ یہ بندر آتے کہاں سے تھے؟ جناب آپ کوؤں کے متعلق تو پوچھ سکتے تھے کہ یہ کہاں سے آتے ہیں جبکہ ہم دیابنہ سے کوے چٹ کر گئے مگر بندروں کو تو دیوبند میں بند نہیں کر دیا تھا بندروں کو کھانا تو گنگوہی صاحب نے ثواب قرار نہیں دیا تھا۔ بہر حال آپ کو تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ کسی مہاجر سے پوچھ لیں کہ ہندوستان کے بعض شہروں میں بندر عام پھرتے تھے بلکہ شہروں میں گھروں کی چھتوں پر عام پائے جاتے تھے۔ بندر نے قرآن عظیم کی تعظیم کی یا قیام مولود کیا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے اور اس پر طعنہ زنی کا کیا موقعہ ہے کیا شجر و حجر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم نہیں فرمائی۔ پتھروں نے کلمہ نہیں پڑھا۔ اونٹ ہرنی نے سجدہ نہیں کیا؟

نذرانہ اہل عرس میں یہ کہیں بھی موجود نہیں کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود بٹیر بازی یا مرغ بازی کرتے تھے بلکہ مصنف نے بھی یہ بات صفحہ ۴۵ پر روسا بدایوں اکھیڑہ وغیرہ کے مشاغل کے طور پر نقل کی ہے تو یہ کام روسا کا ہوا نہ کہ اعلیٰ حضرت کے والد ماجد قدس سرہ کا اور پھر بات تو بندروں کی ہو رہی ہے مرغ بٹیر اور بندر کیا ایک ہی چیز ہیں شاید دیوبندی بندروں کو اور مرغ و بٹیر کو ایک چیز سمجھتے ہوں اور اسی لئے انہوں نے بٹیر نہ ملنے پر کوّا کھانے کو ثواب قرار دیا ہو۔ اعلیٰ حضرت نے بھی تو یہی فرمایا ہے ۔

بٹیر ہاتھ نہ آئے تو زاغ لے کے چلے

اسی طرح اس بات پر بھی کیا اعتراض ہو سکتا ہے کہ سانپ نے میلاد (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت شریف کا ذکر) سنا۔ یہ تو اسلام کی حقانیت و صداقت کی دلیل ہے کہ اس بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر سانپ بھی سنتے ہیں۔ مصنف میں دَم ہے تو ممانعت کی دلیل معہ حوالہ نقل کرے زبانی جمع خرچ سے کام نہ چلائے۔ اگر مصنف سیف حقانی بہر صورت سامعین میلاد کو سانپ قرار دینے اور بندر گردانے پر مصر ہے تو پھر اس کی زد بھی اکابر دیوبند پر پڑے گی ہم صرف ایک حوالہ نقل کرتے ہیں۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں:۔

”وہ جملہ حالات جن کو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذرا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریف ہو۔“ (المہند، ص ۱۵)

دلوں کے بھید

مصنف سیف حقانی نے صفحہ ۴۶۔ ۴۷ پر ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ چہارم سے حضرت سیّدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات پر مشتمل دواہم واقعات کا اپنی روایتی جہالت کے باعث صاف انکار کر دیا بلکہ اس کو یہ تک معلوم نہیں کہ حضرت سیّدی ابن مسعود قدس سرہ العزیز کوئی بزرگ ہیں بھی یا نہیں۔ لکھتا ہے:۔

"دو عجیب واقعے کسی جنگلی بزرگ کے سنائے ہیں۔" (ص ۴۶) (معاذ اللہ استغفر اللہ)

کیوں نہ ہو وہابیت کی بنیاد ہی بے ادبی و گستاخی پر ہے تو پھر ایک جلیل القدر ولی کامل کو "کسی جنگلی بزرگ" کے گستاخانہ الفاظ سے کیوں نہ یاد کرے۔ اور مزید بے خبری یہ کہ ان ہی بزرگ سے متعلق ایک واقعہ سے اپنی جہالت کا بر ملا اعتراف یوں کرتا ہے "ایک واقعہ گھڑ کے اس بزرگ کے سر مڈھ دیا" حالانکہ سیّدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ ان ہر دو واقعات و کرامات کو حضرت سیّدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ولی کامل سے نقل فرمایا جو اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں مگر یہ بد بخت کانگریسی ایجنٹ اور گاندھی کے چیلے حسین احمد ٹانڈوی کے نام سے تو واقف ہے مگر حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام گرامی سے واقف نہیں اور پھر دیکھنا یہ ہے کہ ان ہر دو واقعات میں ہے کیا جو اس کو موت نظر آرہی ہے۔ پہلے واقعہ میں تو یہ ہے کہ

- ایک شخص اپنا دُبلا بیل لے کر آیا اور کہا دعا فرمایئے اس میں طاقت آجائے۔ آپ نے شیروں کو اشارہ کیا وہ کھا گئے آپ نے موٹا تازہ بیل دے دیا اس آدمی کے دل میں یہ خطرہ آیا یہ شیر حضرت کے سامنے تو کچھ نہ کہیں گے راستہ میں بیل کھالیں گے حضرت کو اس کے خطرہ پر اطلاع ہوگئی دوسرا خطرہ اس کے دل میں یہ آیا کہ معلوم نہیں کس کا بیل ہے کوئی پوچھے گا تو کیا کہوں گا۔ حضرت نے فرمایا، تم سے کوئی نہ پوچھے گا۔

لہٰذا مصنف سیف حقانی کہتا ہے:۔

اب اس احمق کو کون بتائے کہ تمہیں کس نے کہہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سینوں کے بھیدوں کو نہیں جانتا؟ بے محل قرآن عظیم کی آیات پڑھنے سے کیا حاصل۔ کوئی ایسی آیت لاؤ جس سے یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی ولی کو دل کے بھید پر آگاہی نہیں دی۔ مگر کبھی نہ لاسکو گے اگر یہ غلط ہے اور دلوں کے خطرات پر آگاہ ہونا اللہ عزوجل کا خاصہ ہے تو پھر بتایئے کہ اگر علمائے دیوبند دلوں کے خطرات پر آگاہ ہونے کا بر ملا اعتراف کرلیں تو مشرک ہوئے یا نہیں؟

دلوں کے خطرات کا علم اور مولوی رشید احمد گنگوہی

تذکرۃ الرشید مصنفہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی کی تصنیف ہے جو مولوی رشید احمد گنگوہی کی سوانح حیات ہے۔ اس میں لکھاہے:۔

- ایک مرتبہ دو شخص اجنبی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام و مصافحہ کے بعد بیعت کی تمنا ظاہر کی۔ آپ (مولوی رشید احمد گنگوہی) نے فرمایا، دو رکعت نماز پڑھو۔ حضرت کے اس ارشاد پر تھوڑی دیر دونوں گردن جھکائے بیٹھے رہے پھر چپکے ہی سے اُٹھ کر چل دیئے۔ جب دروازہ سے باہر ہوئے تب حضرت نے فرمایا، یہ دونوں شیعہ تھے میرا امتحان لینے آئے تھے۔ حاضرین میں سے بعض آدمی ان کی تحقیق کو ان کے پیچھے گئے اور معلوم کیا تو وہ واقعی رافضی تھے۔ (تذکرۃ الرشید حصہ ۲ ص ۲۲۷)

- ایک مرتبہ استاذی مولانا عبد المومن صاحب حاضر خدمت تھے دل میں وسوسہ گزرا کہ بزرگوں کے حالات میں زہد اور فقر و تنگدستی غالب دیکھی گئی ہے اور حضرت (گنگوہی) کے جسم مبارک پر جو لباس ہے وہ مباح و مشروع ہے مگر بیش قیمت ہے حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) اس وقت کسی سے باتیں کررہے تھے دفعۃً ادھر متوجہ ہوکر فرمایا کہ عرصہ ہوا مجھے کپڑا بنانے کا اتفاق نہیں ہوتا لوگ خود بناکر بھیج دیتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ تو ہی پہننا ان کی خاطر پہنتا ہوں چنانچہ جتنے کپڑے ہیں سب دوسروں کے ہیں۔" (تذکرۃ الرشید حصہ ۲ ص ۱۷۳)

اب بتایئے جناب آیہ کریمہ "وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ" کا کیا مطلب ہے؟ کیا حضرت سیّدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت گنگوہی سے بھی کم ہے؟ آخر ان دیوبندی ملاں کیلئے دلوں کے بھید جاننے اور وسواس پر مطلع ہونے کی کون سی نصوص ہیں یہاں شرک کیوں نظر نہیں آتا؟

دوسرا واقعہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے نقل فرمایا ہے وہ بھی دل کے بھید پر مشتمل ہے مگر اس کو کیا کہیے کہ تذکرۃ الرشید میں دس سے زائد ایسے مقامات ہیں جہاں گنگوہی جی کیلئے دل کے بھید جاننا ثابت کیا گیا ہے۔ اگر آپ اس کو کرامات کہیں تو وہاں کرامات کا کیوں انکار کیا جاتا ہے۔

مصنف نے ایک واقعہ صفحہ ۷۴ پر ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ سوم سے بھی نقل کیا ہے کہ

○ ایک بزرگ تھے سیّد احمد بدوی کبیر ان کی قبر پر مصر میں تین دن تک ایک بہت بڑا میلا اور عرس میلا د ہوتی تھی یہ ان کی ولادت کے دن پر ہوتا تھا۔ امام عبد الوہاب سنحرانی اس مجلس میلاد اور میلہ میں ہر سال بالالتزام شرکت کیلئے جاتے تھے۔ ایک سال اتفاق سے کچھ دیر ہوگئی تو صاحب مزار اپنی مرقد سے پردہ ہٹا ہٹا کر پوچھتے تھے کہ عبد الوہاب ابھی نہیں آئے چنانچہ میلاد کے تیسرے دن آخر میں آئے۔ حاضرین نے کہا کہ آپ تاخیر سے کیوں آئے دو دن سے حضرت پردہ ہٹا ہٹا کر آپ کا پوچھ رہے ہیں۔ آپ نے کہا اچھا تو کیا حضرت کو میری آمد کی خبر ہوئی ہے کہنے لگے واہ حضور فرماتے ہیں کہ کتنی ہی منزل پر سے کوئی میرے پاس آنے کا ارادہ کرے تو پھر میں اس کے پاس ہوتا ہوں اس کی حفاظت کرتا ہوں۔۔۔

(سیف حقانی، ص ۷۴)

مصنف نے اپنی بے ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کی عبارت اپنی خود آرائی کے سانچہ میں ڈھال کر پیش کی ہے۔ امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کو امام عبد الوہاب سنحرانی تحریر کیا مجلس میلاد کے ساتھ لفظ میلہ کا اضافہ کیا اور پھر مصنف نے عبارت تو نقل کر ڈالی مقصد معلوم ہی نہیں کہ کس لئے یہ عبارت پیش کی گئی ہے۔ میلاد شریف پر اعتراض کرنا چاہتا ہے تو کھل کر بحوالہ کتب دلیل سے بات کرے۔ اگر سیّدی احمد کبیر علیہ الرحمۃ کے قبر مبارک سے کلام فرمانے پر کچھ درد ہے تو اپنے حکیم الامت تھانوی جی کے جمال الاولیاء کے دواخانہ سے دوا لے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"امام شعرانی کہتے ہیں کہ یہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ غزی کہتے ہیں کہ ان کو حضرت احمد بدوی سے بہت زیادہ محبت تھی اور ان سے نسبت تامہ حاصل تھی یہ بارہا ان سے گفتگو کیا کرتے تھے اور وہ (سیدی احمد بدوی) قبر کے اندر سے جواب دیا کرتے تھے شعرانی کہتے ہیں کہ میں نے خود سنا ہے کہ یہ حضرت احمد سے باتیں کرتے تھے اور وہ قبر کے اندر سے جواب دے رہے تھے۔ طبقات وسطی میں بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ خود سنا کہ یہ حضرت احمد بدوی سے کسی مصر کی ضرورت میں مشورہ کر رہے تھے اور شیخ احمد نے قبر کے اندر سے جواب دیا کہ سفر پر جاؤ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔ (جمال الاولیاء، ص ۲۰۸)

یہ تو تھا سیدی احمد بدوی علیہ الرحمۃ کے قبر مبارک سے گفتگو کرنے کا ثبوت لیکن اس چیز کو جھٹلانے والے دیوبندی وہابی یہ بات تو اپنے ملاؤں کیلئے بھی مانتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

- فرمایا کہ ایک صاحبِ کشف حضرت حافظ (ضامن) صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے بعدِ فاتحہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کون بزرگ ہیں بڑے دل لگی باز ہیں جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو مجھ سے فرمانے لگے کہ جاؤ فاتحہ کسی مردہ پر پڑھیو یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو۔ (ارواحِ ثلثہ، ص ۲۴۵)

- جمعیت العلماء اسلام کے آنجہانی امیر مولوی احمد علی صاحب کے متعلق لکھا ہے، حضرت والا (مولوی احمد علی) اپنے مغموم دل سے (اپنے) بچوں میں سے بعض کی قبر پر تشریف لے گئے اور حالتِ کشف میں جو گفتگو ہوئی اس کو اماں جان (اپنی بیوی) سے آ کر پیش کرتے رہے۔ (ہفت روزہ خدام الدین ۲۲/فروری ۶۳ء)

- علامہ (شمس الحق) افغانی نے دریافت فرمایا کیا وجہ ہے کہ سید صاحب جو شیخ اور مرشد ہیں کی قبر پُر انوار مولانا (اسماعیل) شہید کی قبر کی نسبت کم معلوم ہوتے ہیں حضرت (احمد علی) نے فرمایا ہاں یہ واقعہ ہے کہ میں نے صاحبِ قبر سے دریافت کیا تو اس نے کہا میں سید احمد شہید نہیں ہوں میرا نام سید احمد ہے میں مولانا (اسماعیل) شہید کا مرشد نہیں ہوں۔ لوگوں نے مولانا شہید کی قبر کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمی میں مجھے سید صاحب سمجھ لیا ہے۔ (خدام الدین ۲۲/فروری ۶۳ء، ص ۴۴)

مذکورہ بالا سیف حقانی شکن حوالوں سے ثابت ہوا کہ اہلِ قبر سے گفتگو ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مصنف ان حوالہ جات کو کشف پر مبنی قرار دے تو ہم کہیں گے اوّل تو کشف کا لفظ دو حوالوں سے مذکور ہے اور خدام الدین کے موخر الذکر حوالہ میں کشف کا لفظ مذکور نہیں اور خدام الدین کے ۲۲/فروری ۶۳ء کے شمارہ میں متعدد حوالہ جات ایسے ہیں جن میں کشف کا لفظ مذکور نہیں ہے اگر بالفرض بہر صورت مصنف سیف حقانی کشف ہی کا سہارا لے کر یا بہانہ بنا کر جان چھڑانے کی کوشش کرے تو ہم کہیں گے کہ کشف ہی کون سا ان کے ہاں حلال ہے۔ دیکھئے بابائے وہابیت اسماعیل دہلوی کیا گل کھلاتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

- جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسروں کا۔

- شرک سب عبادت کا نور کھو دیتا ہے کشف کا دعویٰ کرنے والے اس میں داخل ہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص ۲۷)

دیکھتے ہیں اب مصنف سیف حقانی کدھر بھاگتا ہے کس کی پناہ میں جاتا ہے۔

سید احمد شہید ہے یا مفرور ؟

مولوی احمد علی صاحب لاہوری نے اپنے مذکورہ بالا حوالہ میں سید احمد شہید لکھ کر اسماعیل کے پیر کو شہید قرار دیا ہے مگر ارواح ثلٰثہ میں اس سے یکسر مختلف ہے۔ لکھا ہے:۔

"پھر کچھ عرصہ بعد کڑک سنگھ سپر رنجیت سنگھ والی لاہور سے لڑائی ہوئی جس میں بہت سے (دیوبندی وہابی) مجاہدین مارے گئے حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب و مولوی محمد حسن صاحب بھی وہیں شہید ہوئے البتہ۔۔۔۔۔ سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا پتا نہ لگا۔" (ارواح ثلٰثہ، ص ۱۷۳)

اس جگہ سید احمد صاحب کے متعلق لکھا ہے "سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا پتانہ لگا" اس کے بعد سید صاحب کی تلاش شروع ہوئی۔ اب تلاش کرنے والے تین معتبر راویوں کے بیان سنئے۔ کہتے ہیں جب سید صاحب اسماعیل دہلوی وغیرہ کے قتل کے بعد میدان سے بھاگ گئے تو

"لوگ تلاش میں تھے اور ادھر ادھر جستجو کرنے لگے چند آدمی مختلف دیہات اور پہاڑوں میں جاکر ڈھونڈا کرتے تھے اور (سید احمد) کسی کو نہ ملتے تھے گاؤں میں برابر پتا ملتا چلا جاتا کہ یہاں تھے وہاں تھے ایک شخص نے بیان کیا کہ مجھے سخت بخار تھا اسی حالت میں میں نے تینوں شخصوں کو جاتے دیکھا جن میں ایک سید صاحب تھے میں نے غل مچایا کہ حضرت آپ ہم کو کہاں چھوڑ گئے اور کیوں ہم سے علیحدہ ہوگئے سب لوگ آپ کے راہ براہ ہیں میرے غل مچانے پر حضرت سید احمد صاحب نے منہ پھیر کہ مجھے دیکھا کچھ جواب نہ دیا اور چلے گئے۔" (ارواح ثلٰثہ، ص ۱۷۴)

دوسرے شخص نے بیان کیا ہم انہیں دِنوں سید صاحب کو ایک پہاڑ میں تلاش کر رہے تھے دفعۃً کچھ فاصلہ پر گڑبڑاٹ سنا میں وہاں گیا تو دیکھا کہ سید صاحب اور ان کے دو ہمراہی بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام کیا مصافحہ کیا اور عرض کیا کہ حضرت کیوں غائب ہوگئے سب لوگ بغیر آپ کے پریشان ہیں مجبور ہو کہ ہم نے فلاں شخص کو اپنا خلیفہ بنالیا ہے اور ان سے بیعت کی ہے آپ نے اس پر تحسین کی اور فرمایا ہم کو اب غائب رہنے کا حکم ہوا ہے اس لئے ہم نہیں آسکتے اتنا فرما کر قافلہ والوں کی خیر اور حالات پوچھے اور پھر روانہ ہوگئے میں نے بھی ہمراہ ہونے کیلئے عرض کیا تو منع فرمایا اور پھر کوشش کر کے جو میں نے پیچھے چلنا چاہا تو میرے ہاتھ پاؤں وزنی ہوگئے میں تو کھڑا کا کھڑا رہ گیا حیران اور مایوس تھا کہ یا اللہ کیسے چلوں اور حضرت سید صاحب معہ ہمراہیان غائب ہوگئے۔

(ارواح ثلٰثہ، ص ۱۷۴)

تیسرے شخص نے بیان کیا کہ سید صاحب کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہم ایک گاؤں میں ایک جگہ اُترے وہاں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ قبر جو ڈھئی ہوئی تازہ پڑی ہے اس کو سید صاحب ابھی ڈھوا کر گئے ہیں کیونکہ اونچی قبر تھی ادھر ادھر دیکھا تو کہیں پتا نہ تھا۔ (ارواح ثلٰثہ، ص ۱۷۴)

ایسا ہی تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ سید صاحب میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے تھے۔ لیکن مولوی احمد علی صاحب لاہوری نئی ترنگ میں کچھ اور ہی فرمارہے ہیں اور ان کو شہید قرار دے رہے ہیں۔

بہر حال بات میں بات نکلتی چلی گئی ہم نے اکابر دیوبند سے یہ ثابت کر دیا کہ اہل قبر سے گفتگو ثابت ہے اور سیّدی احمد بدوی علیہ الرحمۃ سے گفتگو پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

باقی رہا یہ کہ اگر مصنف سیف حقانی ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ سوم کے اس واقعہ کو نقل کرکے اس کو "واللہ علیم بذات الصدور" کے منافی قرار دینا چاہتا ہے تو ابھی ہم ثابت کر چکے ہیں کہ دیوبندی علماء تو اپنے اکابرین کو دلوں کے بھیدوں سے واقف مانتے ہیں۔ آخر اس حوالہ کے نقل کرنے کا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے؟

کوک شاستر

چونکہ فرقہ دیوبندیہ وہابیہ کانگریس اور کانگریسوں سے قدیم بلکہ جدی پشتی نیاز مندی حاصل ہے کانگریسی کے ایک مشہور لیڈر اور بھارت کے ایک سابق وزیر اعظم شاستری بھی رہے ہیں ان سے بھی ان کی ضرور کوئی رگ ملتی ہوگی لہٰذا عنوان کچھ بھی ہو اپنے کانگریسی آقاؤں کی یاد تازہ کرنی ہے۔شائد اسی مناسبت سے صفحہ ۴ پر مصنف نے ایک عنوان کوک شاستر بھی قائم کیا ہے اور امام اہلسنّت سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات شریف سے ایک حوالہ کا حلیہ بگاڑ کر عبارت میں سخت مجرمانہ تحریف کر کے یوں لکھا ہے:۔

”یہی حضرت عبد الوہاب شعرانی دربار سے میلہ دیکھنے گئے گھوم رہے تھے کہ اچانک ایک تاجر کی پری پیکر کنیز پر نظر پڑ گئی ایک ہی نظر میں گھائل ہو گئے لیکن شریعت کے پاس سے دوسری نظر نہ کی۔ مزار پر واپس آئے تو صاحب مزار نے پوچھا کیوں عبد الوہاب وہ کنیز بہت پسند آئی۔ عرض کی ہاں۔ فرمایا اچھا تو وہ کنیز ہم نے تمہیں ہبہ کر دی۔ تھوڑی دیر میں تاجر نے وہ کنیز مزار پر آکر ہبہ کر دی۔ ادھر مزار سے خادم کو اشارہ ہوا کہ کنیز شعرانی کو دے دو۔ چنانچہ آپ کو دے دی گئی۔ اس کے بعد صاحب مزار نے فرمایا، میاں عبد الوہاب اب دیر کیوں فلاں حجرہ شریف میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔“

(ملفوظات حصہ سوم، ص ۳۱۔ ۳۲)

جاہل دیوبندی تو اپنے اس نامور مصنف کی اس فنکاری پر جھوم گئے ہوں گے۔ فیصل آباد (لائلپور) غلام آباد کے سنتو قوال نے تو یقیناً اس حوالہ کو ازبر کر لیا ہوگا۔ یہ کمال کسی دیوبندی مصنف و مناظر کو حاصل نہ ہوا جو اس تتلی نے کر دکھایا۔ آج اگر دیوبندی مناظرین آنجہانی عبد الشکور کاکوروی مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی چاند پوری زندہ ہوتے تو اپنے اس طفل مکتب کے زریں کارناموں پر جھوم جاتے اور فرطِ عقیدت سے بے ساختہ پکار اُٹھتے واہ بیٹا قریشی واہ ہم تو آج تک عبارتوں کا مفہوم بگاڑتے اور بدلتے رہے مگر تم نے کمال ہی کر دیا۔ پوری کی پوری عبارتیں بدل دیں۔ کاش ہم یہ فن جانتے ہوتے تو خبر دار احمد رضا خانی بریلوی اور حشمت علی خاں رضا خانی بریلوی سے پے در پے ذلت آمیز شکستوں کا سامنہ نہ کرنا پڑتا۔ بلاشبہ یہ مصنف سیف حقانی ہی کا حصہ ہے کہ اس نے دیوبندی سائنس میں جدید تجربوں کی بنیاد رکھی ہے۔ اور اس کے سواچارہ بھی کیا تھا۔ بہر حال ہم کہتے اور ڈنکے کی چوٹ چیلنج کرتے ہیں مصنف تو ہے ہی ایک دو ٹکے کا آدمی اس کے بڑے بوڑھے جو اس کی ان ابلیسانہ حرکتوں پر بغلیں بجا رہے ہوں وہ خواہ نقلی سوادِ اعظم اہلسنّت کے سیکریٹری جنرل غلام راولپنڈی ہوں یا مردہ قومی اتحاد کے خود ساختہ صدر مصنف کے استاذ مفتی محمود ہوں یا اس ناپاک کتاب سیف حقانی پر دل آزار تبصرے اُگلنے والے خدام الدین لاہور کے چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور ہوں وہ میدان میں آئیں۔ اور اپنے اس فرزند دلبند کی نقل کردہ مذکورہ عبارت کو ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ سوم صفحہ ۳۱۔ ۳۲ یا کسی حصہ اور کسی صفحہ سے جوں کی توں ثابت کر دیں تو ہم انہیں ایک دھڑی روپے انعام دیں گے اور زاغ معروفہ کی پُر تکلف دعوت کا اہتمام بھی کریں گے۔ آیئے ملفوظات کی اصل عبارت دیکھیں تا کہ مصنف کی مجرمانہ خیانتوں کا مشاہدہ ہو سکے۔

اصل عبارت

”حضرت سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلا اور ہجوم ہوتا تھا اس مجمع میں چلے آتے تھے ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیرلی کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ”النظرة الاولى لك والثانية عليك“ پہلی نظر تیرے لئے ہے اور دوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہوگا۔ خیر نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آئی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ ارشاد فرمایا کہ عبدالوہاب وہ کنیز تمہیں پسند ہے؟ عرض کی ہاں۔ اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہئے۔ ارشاد فرمایا اچھا ہم نے وہ کنیز ہبہ کی۔ اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں۔ معاوہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزارِ اقدس کی نذر کی۔ خادم کو اشارہ ہوا۔ انہوں نے آپ کی نذر کردی۔ ارشاد فرمایا عبدالوہاب اب دیر کا ہے کی فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔“

بتایا جائے اس میں پری پیکر کنیز اور ایک ہی نظر سے گھائل ہوگئے جیسے گستاخانہ و مسخرانہ الفاظ کہاں ہیں؟ کیا یہ دیوبندی مصنف کی کجروی اور ذہنی آوارگی کی دلیل نہیں؟ اور پھر اس میں سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز پر کیا الزام وہ یہ سب کچھ علامہ امام عبد الوہاب شعرانی اور حضرت سیّدی احمد بدوی کبیر قدس سرہ جیسے اکابر اولیاء کرام سے نقل فرما رہے ہیں اور الابریز شریف سے ماخوذ ہے اور الابریز شریف نہایت مشہور و معتبر کتاب ہے جو حضرت ابن مبارک فارسی علیہ الرحمۃ کی تالیف ہے جس کو دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب نے جمال الاولیاء صفحہ ۱۴ پر معتبر و مستند مانا ہے اور اکابر اولیاء کی تصنیف گردانا ہے اور پھر ہبہ کرنے کے بعد حجرہ میں لے جانے اور حاجت پوری کرنے پر کون سی شرعی ممانعت ہے اور کس طرح اس کو حرام و گناہ قرار دیا جاسکتا ہے؟ کیا عورت کا ہبہ شریعتِ اسلامیہ میں حرام و گناہ ہے؟ کیا کنیز (شرعی باندی) سے حاجت پوری کرنا حرام و گناہ ہے؟

حدیث شریف صحیح بخاری میں یوں ہے کہ حضرت اُمّ المومنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہتی ہیں، میں نے ایک کنیز آزاد کی تھی جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے حضور کو اس کی اطلاع دی فرمایا اگر تم نے اپنے ماموں کو ہبہ کی ہوتی تو تمہیں زیادہ ثواب ملتا۔

ہم نے اس عبارت پر وارد شدہ جاہلانہ اعتراضات کے مفصل و مدلل جوابات اپنی کتاب "قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی" میں دیئے ہیں۔

دیوبندی جاہل مصنفین کو چاہئے۔ وہ اس عبارت پر اعتراضات سے قبل کتبِ احادیث وفقہ میں ہبہ کے مسائل پڑھیں۔ اور الابریز فی مناقب عبد العزیز دباغ علیہ الرحمۃ کا مطالعہ کریں۔

اس عبارت سے متعلق مصنف کے ان الفاظ کی کیا حقیقت ہے اور اس کی زد کس پر پڑتی ہے اور بات کہاں پہنچتی ہے؟

"اب بتائیے بھلا اس پر کوئی تبصرہ کرے امام شعرانی یا شیخ کبیر تو یقیناً ان کفریات سے بری ہیں۔" (سیف حقانی، ص ۴۸)

بتائیے اس واقعہ کو کفریات میں کس طرح شامل کیا جاسکتا ہے؟

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے ایک واقعہ پر بھی جاہلانہ تبصرہ کیا گیا ہے۔ ملفوظات حصہ دوم کے حوالہ سے لکھتا ہے:۔

"سیدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں۔ آپ کے مرشد سیدی عبد العزیز دباغ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری بیوی سے ہمبستری کی یہ نہیں چاہئے۔ عرض کیا حضور وہ تو اس وقت سوتی تھی فرمایا سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا۔"

یہ عبارت نقل کرنے کے بعد طوفانِ بدتمیزی کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ آخر میں لکھتا ہے:۔

"خان بابا کیا آپ کا دین انہیں لغویات پر مبنی ہے خدارا کچھ تو خوف کرو دینِ مصطفےٰ کا لحاظ کرو۔" (سیف حقانی، ص ۴۹)

ہم نے اس عبارت پر اپنی کتاب برق آسمانی صفحہ ۶۶ تا ۶۹ مفصل بحث کی ہے اور دیوبندی حماقتوں کا جواب دیا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے یہ واقعہ بھی سیّدی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہ نے الابریز فی مناقب عبد العزیز سے نقل فرمایا ہے۔ الابریز شریف میں موجود ہے اس میں ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ الابریز کو جمال الاولیاء میں دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی نے معتبر مانا ہے اور مفتی جمیل احمد تھانہ بھونی نے اپنے ایک فتویٰ میں معتبر مانا اور اس کے مصنف کو بڑے اولیائے کرام میں سے قرار دیا ہے۔ فتویٰ ہمارے پاس موجود ہے۔ برق آسمانی میں بھی نقل کر چکے ہیں۔ مگر تعجب کی بات تو یہ ہے کہ دیوبندی مصنف اعلیٰ حضرت کو خان بابا کہہ کر جو یوں بک مار رہا ہے کہ

"خان بابا کیا آپ کا دین انہیں لغویات پر مبنی ہے خدارا کچھ تو خوف کرو دینِ مصطفےٰ کا لحاظ کرو۔"

اس عبارت کا ایک ایک لفظ دیوبندیت کیلئے تباہ کن راکٹ ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو خان بابا کہہ کر ان سے سوال کرنے کا مقصد تو یہ ہوا کہ مصنف بھی اعلیٰ حضرت کو زندہ اور موجود اور اپنے قریب مانتا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت نے اپنے وصایا میں میرا دین کہہ دیا تو دیوبندیوں پر قیامت آگئی اور کہا گیا دیکھو اعلیٰ حضرت میرا دین کہہ رہے ہیں یعنی ان کا اپنا گھڑا ہوا بنایا ہوا دین۔ لیکن یہاں دیوبندی مصنف خود یہ کہہ رہا ہے خان بابا کیا آپ کا دین تو ثابت ہوا میرا دین کہنا کسی طرح بھی قابل مواخذہ نہیں ہے اور آج تک دیوبندی میرا دین کہنے پر اعتراض کر کے جھک مارتے رہے ہیں۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ خدا جانے اپنی بیوی سے ہم بستری کس طرح قابل اعتراض ہے؟ باقی رہا یہ کہ شیخ کسی وقت اپنے مرید سے جدا نہیں تو اس کا فیصلہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کرا لیجئے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ مقید نہیں بلکہ جس جگہ مرید ہو گا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں ہے۔" (امداد السلوک، ص ۲۴)

حضرت شیخ سیّدی عبد العزیز دباغ قدس سرہ کے مرید کے پاس تشریف لانے پر اعتراض کرنے اور تمسخر اُڑانے سے قبل مولوی قاسم نانوتوی کے متعلق دیوبندیوں کو اپنے اکابر کا یہ خود ساختہ عقیدہ پڑھ لینا چاہئے کہ

"ایک دفعہ نہیں متعدد مواقع پر مشاہدہ کرنے والوں نے وفات کے بعد دیکھا کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسدِ عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔" (سوانح قاسمی جلد ۳ صفحہ ۱۵۰ بحوالہ ارواح ثلثہ، صفحہ ۱۸۵)

اب دیوبندی مصنف کو اپنی ناک کٹوا لینی چاہئے۔

چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے

یہی حال دیوبندی مصنفین کا ہے وہ حوالہ جات کی نقل میں دیدہ دلیری سے چوری کرتے ہیں اگر چوری نہ کریں تو ہیرا پھیری ضرور کرتے ہیں۔ یہی جذبہ مصنف سیف حقانی کے دل و دماغ میں کار فرما ہے کیوں نہ ہو آل حسین احمد کانگریسی سے ہے۔ چوری اور ہیرا پھیری سے کام نہ لیں تو پھر دیوبند میں دغا کی دال کا ظہور کیسے ہو۔ بہر حال مصنف نے اپنی حقنیہ کے صفحہ ۴۹ پر سرخی تو یہ جمائی ہے "اولیاء از عرش تا تحت الثریٰ دیکھتے ہیں" لیکن اس کے ضمن ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ چہارم سے صفحہ ۷۴ تا ۷۶ تین حوالہ نقل کئے ہیں جن کا حلیہ ہی بگاڑ دیا گیا ہے اور اتنے الفاظ لکھ دیئے جو اس کی باطل مراد کیلئے کافی ہوسکتے تھے۔ ہم اپنی طرف سے جواب دینے کی بجائے ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت کی اصل عبارت نقل کردیں تو وہی جامع جواب ہوگا چور کی چوری اور ہیرا پھیری ثابت ہوجائے گی مصنف نے عنوان کے برعکس مذکورہ بالا سرخی کے ذیل میں خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کی بحث چھیڑ دی حالانکہ سرخی اولیاء اللہ کے علمِ غیب سے متعلق لگائی گئی تھی۔ بہر حال اس نے سیّدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارات یوں نقل کی ہیں۔

"دارِ دنیا شہادت ہے اور دارِ آخرت غیب، غیب کی کنجیوں کو مفاتیح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں "وَ عِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَ" اسی خدا کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے علاوہ کوئی از خود نہیں جانتا۔ دوسری آیت نقل کی ہے "لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ" خدا ہی کیلئے مقالید ہیں آسمانوں اور زمین کی۔ یہ ترجمہ بھی آپ (یعنی اعلیٰ حضرت) کا ہے۔ اب سنئے فرماتے ہیں "غیب و شہادت کی سب کنجیاں دے دی گئی ہیں محمد رسول اللہ کو کوئی شئے ان کے حکم سے باہر نہیں"۔ (ص ۷۳)

یہ ہے دیوبندی مجدی سائنس کی کارگیری ۔ اپنی مرضی کے الفاظ لکھ دیئے۔ دیکھئے دراصل عبارت یوں ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

"دار دنیا شہادت ہے اور دار آخرت غیب، غیب کی کنجیوں کو مفاتح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں۔ قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے "وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ" اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی مفاتح (کنجیاں) ان کو خدا کے سوا کوئی (بذاتِ خود) نہیں جانتا، اور دوسری جگہ فرماتا ہے "لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ" خدا ہی کیلئے ہیں مقالید (کنجیاں) آسمان و زمین کی اور مفاتح کا حرف اوّل (م) اور حرف آخر (ح) اور مقالید کا حرف اوّل (م) و حرف آخر (د) انھیں مرکب کرنے سے نامِ اقدس ظاہر ہوتا ہے محمّد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس سے یا تو اس طرف اشارہ ہے کہ غیب و شہادت کی کنجیاں سب دے دی گئی ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی شئے ان کے حکم سے باہر نہیں۔ اور یا اس طرف اشارہ ہو سکتا ہے مفاتح و مقالید غیب و شہادت سب حجرۂ خفا یا عدم میں مقفل تھیں و مفتاح و مقلاد جس سے ان کا قفل کھولا گیا اور میدان ظہور میں لایا گیا وہ ذات اقدس ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اگر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجرۂ عدم یا خفا میں رہتے۔" (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ چہارم)

امام اہلسنّت مجددِ دین و ملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نہایت ہی نفیس علمی نکتہ بیان فرمایا تھا۔ مصنف سیف حقانی نے اس کا جواب تو دیا نہیں، اس کو درمیان سے نکال کر عبارت کو بے مقصد بنا کر رکھ دیا اور اعتراض جوڑ دیا۔ اب اس چور کی چوری ظاہر کرنے کے بعد ہم اپنی طرف سے کسی جواب کی ضرورت نہیں سمجھتے اور جواب کی ضرورت ہوتی بھی اس وقت جب یہ کوئی اعتراض اُگلتا لیکن اس مقام پر تو اس کی بولتی بند ہے کیوں نہ ہو اس کے بڑوں کی بولتی بند رہی۔

لطیفہ۔ مصنف کا جنون اور بوکھلاہٹ ملاحظہ ہو مصنف سیف حقانی مذکورہ بالا حوالہ نقل کرنے سے پہلے لکھتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے ملفوظات حصہ چہارم صفحہ ۷۴ تا ۷۶ سے جستہ جستہ عبارات نقل کرتے ہیں لیکن اس عبارت کے خاتمہ پر بطور حوالہ لکھتا ہے ص ۷۳۔ اسی طرح اس کے نیچے لکھتا ہے۔ آگے ص ۷۵ پر فرماتے ہیں اور جب یہ حوالہ ختم ہوتا ہے لکھتا ہے ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص ۷۶ گویا دماغی توازن بگڑ چکا ہے کچھ نہیں سوجھتا کیا لکھ رہا ہے کیا لکھنا ہے۔ سچ ہے ۔

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

چوری اور سینہ زوری

یہ دیو کے بندوں ہی کا جگر گردہ کہ وہ دن دہاڑے چوری کرتے ہیں اور سینہ زوری سے کام لیتے ہیں۔ لکھتا ہے:۔

"آگے ص ۷۵ پر (اعلیٰ حضرت) فرماتے ہیں ان کے (یعنی رسول اللہ کے) غلاموں اور اولیاء اللہ کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا ہے پھر کسی نامعلوم صحابی سے کہلواتے ہیں میں نے صبح اس حال میں کہ از عرش تا تحت الثریٰ تک دیکھتا ہوں۔ جنتیوں کو جنت میں دوزخیوں کو دوزخ میں فرماتے ہیں ماضی توماضی مستقبل بھی ان کے پیش نظر ہوتا ہے اولیائے کرام فرماتے ہیں کوئی پتہ سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ۔" (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۷۶)

یہ ہے وہ عبارت جو شروع کی گئی تو ص ۷۵ تھا جب ختم ہوئی تو ص ۷۶ ہو گیا۔ خیر یہ بات تو حوالہ کی تھی جو چاہے اس کا حسن وہابیت ساز کرے مگر ہم دکھانا یہ چاہتے ہیں کہ مصنف نے یہاں بھی چوری اور سینہ زوری سے کام لیا ہے۔ ملاحظہ ہو ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ چہارم میں یوں ہے:۔

"ان (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے غلاموں اولیائے کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا ہے پھر صحابہ کی شان کا کیا پوچھنا۔ حدیث میں ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے دریافت فرمایا کیف اصبحت تم نے کیونکر صبح کی اصبحت مومن حقا میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا مومن تھا ارشاد فرمایا ہر دعویٰ کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس دعویٰ کی سچائی ثابت ہوتی ہے تمہارے دعویٰ کی کیا دلیل ہے؟ عرض کی میں نے صبح کی اس حال میں کہ عرش سے تحت الثریٰ تک تمام موجودات عالم میرے پیش نظر ہے جنتیوں کو جب میں عیش کرتے دیکھ رہا ہوں اور جہنمیوں کو جہنم میں چیختے چلاتے عذاب پاتے دیکھ رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا تم پہنچ لئے ہو اطمینان رکھو (پھر فرمایا) ماضی توماضی مستقبل بھی ان کے پیش نظر ہوتا ہے اولیائے کرام فرماتے ہیں کوئی پتہ سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ میں۔"

قارئین کرام! دیکھا آپ نے کہ یہ نجدی فرزند کس دیدہ دلیری احادیث سے انکار کرتا ہے اور صحابہ کرام کو عامیانہ انداز میں کسی نامعلوم صحابی سے کہلواتے ہیں جیسے گستاخانہ الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ سیّدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بحر ذخار اور عالم اکمل کے بیان فرمودہ حوالوں کا ماخذ جاہل دیوبندی ملاں کہاں پا سکتے ہیں جن کے علم کی رسائی کچی پکی روٹی اور مربوں، چٹنیوں صابنوں اچاروں کی کتاب بہشتی زیور تک ہے۔ حدیث شریف کا ماخذ خود تلاش نہ کر سکیں۔ اعتراض اعلیٰ حضرت پر صحابہ کرام کی ذوات قدسیہ سے واقفیت خود کو نہیں اعتراض فاضل بریلوی پر اور پھر لکھتا ہے "کسی نا معلوم صحابی سے کہلواتے ہیں" گویا سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ان صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عہد مبارک میں وہاں موجود تھے۔ حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام کیلئے اس عظمت و فضیلت کا انکار اور سرکارِ اعلیٰ حضرت کیلئے اقرار اور پھر اپنی جہالت اور عدم واقفیت کا ماتم تو کرتا نہیں صحابہ کرام کو کہتا ہے نامعلوم صحابی گویا صحابی صرف وہ ہو سکتا ہے جس کو مصنف سیف حقانی جانتا ہو۔ کس قدر خبیث فکر اور مردود ذہن ہے۔

اولیاء اللہ کا عرش تا فرش مشاہدہ فرمانا

مصنف نہ تو خود کتابیں پڑھتا ہے نہ اپنے اکابرین سے پوچھ کر اعتراض کرتا ہے کتاب "الابریز" صفحہ ۲۵۰ میں اپنے شیخ عارف حضرت عبد العزیز علیہ الرحمۃ سے اولیاء کا مخلوقات ناطقہ وصامتہ وحوش حشرات زمین و آسمان ستاروں وغیرہا تمام عالم کا مشاہدہ فرمانا نقل ہے ملاحظہ ہو عبارت یہ ہے:۔

ولقد رأیت ولیا بلغ مقاما عظیما وهو انه یشاهد المخلوقات الناطقة والصامة والوحوش والحشرات والسمٰوٰت ونجومها والارضین و ما فیها و کرة العالم باسرها تستمة منه ویسمع اصواتها و کلامها لحظة واحدة وعد کل واحد بما یحتاجه ولعطیه وما یصلحه من غیر ان یشغله هذا بل اعلی العالم واسفله بمنزلة من هو فی حیز واحد عنده

نوٹ۔ الابریز شریف وہ کتاب ہے جس کو جمال الاولیاء صفحہ ۴ پر دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب نے معتبر مانا ہے اور مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور نے اس کے مصنف کو اکابر اولیاء میں سے تسلیم کیا ہے۔ اس سے فرار ممکن نہیں۔

کاش کہ مصنف بلا دلیل و ثبوت اعتراض جڑنے کے خبط میں مبتلا ہونے سے قبل قصیدہ غوثیہ میں حضور غوثِ اعظم سیّدنا الشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمانِ ذیشان کو ملاحظہ کرتا۔ ؎

نَظَرتُ اِلٰی بِلادِ اللّٰہِ جَمْعاً   کَخَردَلَۃٍ عَلٰی حکم اتصال

نیز مولانائے رومی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

لوح محفوظ است پیش اولیاء

از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

مگر مصنف سیف حقانی کا تعلق میں نہ مانوں قبیلہ سے ہے جنہوں نے نہیں ماننا تھا اپنی آنکھوں کے سامنے پتھروں کو کلمہ پڑھتے دیکھا چاند کو دو ٹکڑے اور سورج کو واپس لوٹتے دیکھا مگر نہیں مانے اسی مرض میں یہ مبتلا ہے۔

مصنف نے صفحہ ۵۰ پر تیسرا باب برپا کیا ہے جس کا عنوان ہے "توہین رسول" اس کو کہتے ہیں حقیقت کا منہ چڑانا یہ کچھ فیشن بن گیا ہے کانے کو کانا کہو تو وہ بھی جواب میں کانا کہتا ہے۔ حال ہی میں مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنے ٹیلیویژن ریڈیو انٹرویو میں اس طائفہ کے متعلق کہا آج کل چور خود کہتا ہے چور چور تا کہ اس کی چوری پر پردہ پڑا رہے۔ بہر حال اب دیوبندی فرقہ نے نئی کروٹ بدلی ہے پہلے تو ان کے اکابر اہلسنّت مسلمانوں کو کہتے تھے یہ رسول کو خدا سے ملاتے ہیں یہ نبی کو حد سے بڑھاتے ہیں یہ رسول کو خدا بناتے ہیں خدا سے بڑھاتے ہیں وغیرہ مگر آج یہ صاحبزادے دنیا کو یہ باور کرانے اُٹھے ہیں کہ سنّی مسلمان رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔

اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی

سوال یہ ہے کہ معاذ اللہ اگر خدانخواستہ سنّی بریلوی رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں تو پھر آپ اپنی اسی سیف حقنیہ کے صفحہ ۸۷ پر سنیوں کو مسلمان اور ان کی اقتداء میں نماز کو جائز قرار کیوں دیا ہے اور مفتی محمود کو ضمانت کے طور پر کیوں پیش کیا ہے؟ کیا معاذ اللہ توہینِ رسول کرنے والے مسلمان ہوتے ہیں؟ کیا ایسوں کی اقتداء میں نماز ہو سکتی ہے۔

بہر حال مصنف نے تیسرا نیا باب قائم کر کے اس میں پہلا حوالہ فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۱۲ سے یہ دیا ہے کہ

"محبت میں نئی نئی باتوں اور طریقوں کی ایجاد نہ صرف جائز بلکہ نیکی اور کارِ ثواب ہے۔"

حالانکہ ہم اپنی اس کتاب کے پہلے باب میں اس کا جواب دے چکے ہیں۔ مصنف نے یہی حوالہ اپنی سیف حقنیہ کے صفحہ ۱۰۷ پر بھی دیا تھا وہ یہ ہے کہ مصنف نے اپنی عادت و طبیعت سے مجبور ہو کر فتاویٰ افریقہ سے آدھی عبارت نقل کی ہے۔

پوری عبارت یہ ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

"افعال تعظیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کیلئے راہ احداث کشادہ ہیں وہ جس طرح چاہیں محبوبانِ خدا کی تعظیم بجا لائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو۔" (فتاویٰ افریقہ)

خط کشیدہ موخر الذکر الفاظ ہی اس کا شافی جواب ہے۔

دوسرا حوالہ مصنف نے کشف ضلال دیوبند صفحہ ۶۴ یہ پیش کیا ہے کہ

"قرآن وحدیث کے خلاف پر بزرگوں کے قول کو حجت پکڑنا جائز ہے۔"

اس کا جواب بھی ہم پچھلے اوراق میں عرض کر چکے ہیں کشف ضلال دیوبند میں اگر کوئی شخص یہ الفاظ تو کیا اس مفہوم کے کوئی دوسرے الفاظ بھی دکھادے ہم منہ مانگا انعام دیں گے اور اس جھوٹ پر ہم بجز لعنة الله على الكاذبين اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

مصنف سیف حقانی نے پورا صفحہ ۵۱ زبانی ڈھکوسلہ بازی میں سیاہ کر دیا ہے اور کوئی حوالہ نقل نہیں کیا۔ البتہ صفحہ ۵۲ پر بغیر حوالہ کے یہ شعر نقل کیا ہے۔ ؎

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے

جام کوثر کا پلا احمد رضا

مصنف نے صرف شعر نقل کر دیا ہے نہ حوالہ نقل کیا نہ قرآن وحدیث سے اس شعر کا کفر ہونا ثابت کیا۔ اس شعر میں یہ کہیں بھی مذکور نہیں کہ مولانا احمد رضا خاں ساقی کوثر ہیں یا مالک کوثر ہیں نہ یہ ثابت کہ قیامت کے دن حوضِ کوثر پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بجائے مولانا احمد رضا خاں کوثر تقسیم فرمائیں گے۔ نہ یہ ثابت کہ یہاں شاعر کی مراد قیامِ قیامت کے بعد حوضِ کوثر سے ہے پھر کوئی شرعی حکم کس طرح لگایا جا سکتا ہے؟ اور پھر مصنف اس بات کا تو قائل ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساقی کوثر ہونگے کوثر تقسیم فرمائیں گے اور مسلمان آپ کے دستِ کرم سے کوثر پئیں گے۔ اگر شاعر یہ خیال کرے کہ سرکارِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے محبوب بندۂ بارگاہ امام احمد رضا کو کوثر عطا فرمائیں گے میں ان کا نیاز مند ہوں میں ان سے حاصل کرلوں گا یا سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل فرما کر مجھے عنایت فرمادیں گے تو اس میں شرعاً کیا خرابی ہے؟

مصنف سیف حقانی نے ایک شعر کسی کتاب نغمۃ الروح سے یہ نقل کیا ہے۔ ؎

تیری تعظیم ہے سرکار عرب کی تعظیم

تو ہے اللہ کا اللہ تیرا احمد رضا

یہ ایسا ہی ہے جیسے کہا گیا ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ ایک خوبصورت کرسی کی تعریف اس کے بنانے والے کاریگر کی تعریف ہوتی ہے۔ جو خوبیاں تمام انبیاء ورسل علیہم السلام میں موجود ہیں وہ آپ میں جمع ہیں علماء حضرات انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں لہٰذا ان کی تعظیم مجازی طور پر انبیاء علیہم السلام ہی کی تعظیم ہوتی ہے۔ باقی اگر مصنف کو اس پر کچھ کلام تھا تو وہ مدلل بیان کرتا کہ ایسا کہنا کون سی نص قطعی سے کفر یا حرام وگناہ ہے اس میں انبیاء علیہم السلام سے مساوات کی

کوئی بات نہیں۔ البتہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کا یہ عقیدہ ہے۔

"انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات اُمتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔" (تحذیر الناس، ص۵)

یہاں اُمتی کو انبیاء علیہم السلام سے نہ صرف مساوی بتایا گیا بلکہ کھلم کھلا بڑھایا گیا ہے یہ ہے مساوی و برابری جس پر پردہ ڈالا جارہا ہے۔

مصنف نے صفحہ ۵۴ پر یہ شعر بھی لکھا ہے کہ

نکیرین جو آکے پوچھیں گے تو کس کا ہے
ادب سے سر جھکا کر نام لوں احمد رضا کا

نہ یہ شعر ہے نہ مداح اعلیٰ حضرت میں مذکور ہے۔ مصنف کا یہ کہنا کہ ایک ہی جھٹکے میں اُمتی سے نبی اور خدا بن گئے۔ مذکورہ بالا الفاظ میں کہیں بھی خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نہیں ہے۔ نکیرین قبر میں سوال کرینگے تیرا ربّ کون ہے اگر شعر میں شاعر یہ کہتا کہ میرا ربّ احمد رضا ہے یا معاذ اللہ میرا نبی احمد رضا ہے پھر واقعی جرم تھا مگر اس شعر میں ایسا نہیں ہے۔ کوئی بتائے اس شعر میں کہاں یہ مذکور ہے کہ معاذ اللہ مولانا شاہ احمد رضا خدا ہیں یا معاذ اللہ نبی و رسول ہیں۔

ع کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

پیر سیّد جماعت علی شاہ

مصنف سیف حقانی بے لگام ہو کر بزرگانِ دین علماء عاملین اور مشائخ و پیران عظام پر جھپٹ رہا ہے۔ امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کی مدح میں رسالہ انوار علی پور صفحہ ۴ کے حوالہ سے یہ شعر نقل کرتا ہے۔ ؎

حور و ملک فلک پر فرش زمیں پہ سارے
خادم ہیں دست بستہ چاروں کتاب والے

لیکن شعر نقل کرنے سے قبل رافضیوں کی طرح تبرّیٰ بکتے ہوئے کہتا ہے:۔

"الوالعزم انبیاءِ کرام کی شانِ اقدس کو انگریز کے ایک ایجنٹ پیر جماعت علی شاہ کی بارگاہ کی بھینٹ چڑھادیا۔" (ص ۵۴)

غالباً پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اس لئے انگریز کے ایجنٹ ہیں کہ انہوں نے کانگریسی کٹھ پتلی حسین احمد ٹانڈوی صدر دیوبند کے گاندھویانہ عزائم کو ناکام بنادیا اور پاکستان معرضِ وجود میں آگیا۔ باقی رہا شعر کا معاملہ تو یہ شعر کوئی صحیفہ آسمانی نہیں نہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے خود اپنے متعلق فرمایا اور نہ ہی خادم سے اس شعر میں شاعر کی مراد حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام ہیں بلکہ شاعر نے چاروں کتاب والے کہا چاروں کتاب والے سے مراد چاروں کتابوں کے ماننے والے اُمتی ہیں جن کو اہل کتاب کہا جاتا ہے نہ کہ صاحبِ کتاب حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام بلاشبہ حضرت محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کا حلقہ احباب و حلقہ ارادت بڑا وسیع تھا اور چاروں کتاب والے ہی ان کی خدمت کو سعادت سمجھتے تھے اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ بتایئے اس کو کفریہ جسارت کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے؟

معراج

کے زیر عنوان سیف حقانی ص ۵۵۔ ۵۶ پر بیت المقدس اور بیت المعمور کی نمازوں کا مذاق اُڑایا گیا ہے اور ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت صفحہ ۵۵ کو لُغصّا لکھ کر اس کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے بیت المعمور کی نماز کا انکار مقصود تھا تو مصنف کو چاہئے تھا اس کی دلیل نقل کرتا بے ہودہ گوئی کے ساتھ مذاق تو ہر بات کا اُڑایا جاسکتا ہے۔

شفاعت

اور سنئے ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ کے زیر مصداق مصنف سیف حقانی نے ص ۵۶ پر "انکارِ شفاعت" کی سرخی جماکر سیف حقانی ص ۵۷ پر بہارِ شریعت، برکات الامداد، فتاویٰ افریقہ کے قطعی بے محل حوالہ جات نقل کئے ہیں۔ حوالہ جات میں جن اُمور کا اثبات ہے اس بزعم خود "علامہ" نے ان کو نفی میں پیش کیا ہے اب تک یہ ہوتا رہا ہے کہ دیوبندی مصنفین کوئی عبارت نقل کر کے اس کا اپنی مرضی کا مفہوم بیان کرتے رہے ہیں مگر مفہوم کے ساتھ عبارتیں بدلنے کی ابتداء کا سہرا مصنف سیف حقانی کے سر ہے۔ امام الفقہاء حضرت صدر الشریعت بدر الطریقت مولانا علامہ محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی قدس سرہ نے بہارِ شریعت میں ہر طرح کی شفاعت حضورِ اقدس نبی اکرم رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ثابت فرمائی ہے مثلاً شفاعت بالاذن، شفاعت بالمحبت، شفاعت بالوجاہت الغرض ہر طرح کی شفاعت حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ثابت فرمائی لیکن مصنف سیف حقانی نے سیّدی حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ العزیز کی عبارت کا حلیہ تبدیل کر کے اپنی مرضی کے الفاظ تحریر کر کے یہ غلط تاثر دیا کہ بہارِ شریعت میں شفاعت کی نفی ہے۔

"لکھتا ہے حضور کے ہاتھ میں جنت ونار کی کنجیاں ہیں جس کو چاہیں جنت دیں جس کو چاہیں جہنم دیں۔"

حالانکہ اس خیانت شدہ عبارت سے بھی اس کی باطل مراد ثابت نہیں ہوتی اور انکارِ شفاعت کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔ لوگوں کو گمراہ کر کے جہنم تو دیوبندی ملاں بھی بھجوا سکتے ہیں باقی رہا جنت کا معاملہ تو یہ لوگ اس چیز کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے تو مانتے نہیں اپنے ملاؤں کیلئے مانتے ہیں بلکہ جو چیز یہ لوگ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست میں نہیں مانتے وہ مولوی اشرفعلی تھانوی کے پاؤں میں مانتے ہیں مثلاً ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان یہ کہہ دے کہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ میں جنت کی کنجیاں ہیں یا وہ جس کو چاہیں جنت دے سکتے ہیں تو یہ ان کیلئے قابلِ یقین اور قابلِ قبول نہیں لیکن اس کے برعکس ان کا عقیدہ یہ ہے کہ

"واللہ العظیم (خدا کی قسم) مولانا (اشرف علی) تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات آخروی کا سبب ہے۔" (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۱۱۳)

آخرت میں نجات پانا جنت میں جانا ہے اور آخرت کی نجات مولوی تھانوی کے پاؤں دھو کر پینے پر موقوف ہے تو ان کے نزدیک جو بات نبی اکرم رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ میں نہیں وہ مولوی اشرف علی تھانوی کے پاؤں میں ہے۔

یہ ہے ان کے نزدیک حبیبِ خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان۔ کاش اس کورِ باطن کے اندھے کو کہیں یہ مشہور حدیث ہی نظر آئی ہوتی کہ

"ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔"

تو ایسی لایعنی بکواس نہ کرتا مگر ان کے نزدیک ایسی حدیث حدیث ہی نہیں رہتی جس میں محبوبِ خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عظمت وشان کا بیان ہو۔

"لولاك لما خلقت الدنيا" اے محبوب ہمیں آپ کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو ہم دنیا کو پیدا نہ کرتے۔ (حدیث قدمی)

دنیا پیدا نہ ہوتی تو دنیا بھر کی مائیں کہاں ہوتیں۔ ماں کے قدموں کے نیچے تو جنت ہو اور جن کے صدقہ میں سب مائیں پیدا ہوئیں ان کے ہاتھ میں جنت کی کنجی نہ ہو۔

ع مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

بتایئے سیّدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اس شعر میں کیا شرعی قباحت ہے کہ

ع ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

لو آپ یوں کہہ لیں: "ہم دیوبندی نہ رسول اللہ کے ہیں اور نہ جنت رسول اللہ کی" اگر اس طرح قرار آتا تو یوں ہی کہئے اور جایئے جہاں آپ کا ٹھکانہ ہے۔

باقی رہی "برکات الامداد" کی یہ بات کہ

"جنت کی زمین اللہ جل جلالہ نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے بخش دیں"

مصنف کا مقصد اگر دھوکا دینا نہ ہوتا تو وہ ان الفاظ کے ساتھ امام اہلسنّت سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا بیان فرمودہ حوالہ بھی نقل کر دیتا مگر مقصد تو بہر صورت دھوکہ دینا ہے اور لوگوں کو گمراہ کر کے اپنے ساتھ جہنم میں لے جانا ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یہ الفاظ کہاں سے نقل فرمائے سنئے دل کی نہ سہی سر کی آنکھیں ہوں تو پڑھئے فرماتے ہیں۔

علامہ علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں:۔

يؤخذ من اطلاقه صلى الله تعالى عليه وسلم الامر بالسؤال

ان الله تعالى مكنه من عطاء كل ما اراد من خزائين الحق

"یعنی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو (ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو) مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزّوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔"

پھر لکھا:۔

وذكر ابن سبع فی خصائصه وغيره ان الله تعالى اقطعه ارض الجنة يعطى منها ماشاء لمن يشاء

"یعنی امام ابن سبع وغیرہ علماء نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزّوجل نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔"

کیوں جناب مصنف سیف حقانی اب آپ خود ہی بتائیں آپ کے جاہلانہ نہیں نہیں بلکہ احمقانہ اعتراضات کی زد کہاں پڑی احادیث شریفہ پر کیونکہ ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مانگ کیا مانگتا ہے کی حدیث شریف کو صحیح مسلم وابوداؤد وابن ماجہ و معجم کبیر طبرانی وغیرہ نے بیان کیا ہے لہٰذا منکرِ حدیث بننا پڑے گا۔ علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کی مرقاۃ سے منہ موڑا تو حنفیت کے ڈھول کا پول کھل جائے گا۔

اس کے بعد اسی ص ۵۷ پر مصنف کے نقل کردہ فتاویٰ افریقہ کے حوالہ کا بھی جائزہ لیتے ہیں۔ مصنف سیف حقانی لکھتا ہے۔

”دوسری جگہ برملا اور صاف صاف حضور کے بارہ میں اُمت کے منصوص عقیدے کا انکار اور ردّ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محتاجی ہی منشاء شفاعت ہے جہاں محتاج نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا جائے تو شفاعت کی کیا حاجت ہو“ (فتاویٰ افریقہ، ص ۱۳۸)

گویا مصنف نے اپنی جان میں یہ ثابت کر دیا کہ سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ شفاعت کے منکر ہیں حالانکہ یہ چور فتاویٰ افریقہ ہی سے سوال و جواب دونوں نقل کر دیتا تو اس کی چوری عین موقع پر پکڑی جاتی۔ ہم فتاویٰ افریقہ سے پہلے سوال نقل کرتے ہیں اور پھر اس سوال سے متعلق جواب۔ اس سے خود بخود واضح ہو جائے گا کہ سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی شفاعت کا انکار نہیں فرما رہے بلکہ ایک منکرِ شفاعت کے شبہ کا ازالہ فرما رہے ہیں۔ فتاویٰ افریقہ میں یوں ہے:۔

”سوال ۸۲ عمرو اگر اپنا راہ نما پیر و مرشد وسیلہ کے واسطے ڈھونڈے تو وہ اس کا وسیلہ ہو کہ دنیا و آخرت میں شفاعت کر کے عذاب سے نجات دلواتے ہیں یا نہیں زید کہتا ہے کہ قیامت میں انبیاء و اولیاء سب اللہ عزوجل کے دربار میں تو محتاج ہوں گے وہاں کس کو طاقت ہو گی کہ شفاعت کرے۔“ الخ

دیکھئے سوال میں زید منکرِ شفاعت یہ کہہ رہا ہے:۔

”کہ قیامت میں انبیاء و اولیاء سب اللہ عزوجل کے دربار میں تو محتاج ہوں گے وہاں کس کو طاقت ہو گی کہ شفاعت کرے“

تو زید منکرِ شفاعت کے جواب میں امامِ اہلسنّت سیّدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

”زید گمراہ کی یہ شدید جہالت و ضلالت قابل تماشا کہ دربارِ الٰہی میں محتاج ہونے کو نفی شفاعت کی دلیل ٹھہرایا حالانکہ یہ محتاجی ہی منشاء شفاعت ہے جہاں محتاج نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا جائے شفاعت کی کیا حاجت ہو۔“ (فتاویٰ افریقہ، ص ۱۳۸)

مصنف سیف حقانی نے اپنے دل کی بیماری کی مجبوری کے باعث زید منکرِ شفاعت کا جاہلانہ سوال تو مطلقاً نقل ہی نہیں کیا اور سیّدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جواب کا وہ حصہ جس میں زید منکر شفاعت کے جاہلانہ استدلال کا ردّ تھا دیدہ دانستہ چھوڑ دیا اور اپنی باطل مراد ثابت کرنے کیلئے صرف آخر کے چند الفاظ نقل کر دیئے۔

ع زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے

اگر اہل دیوبند میں کوئی منصف مزاج ہے تو بتائے کہ کیا اب اسی طرح چوری اور چور بازاری سے دیوبندیت کا دفاع ہو گا۔ کیا ایسے بدترین خائین کو ”علامہ“ قرار دیا جا سکتا ہے اور ایسے چوروں کی تصانیف پر اعتماد کیا جا سکتا ہے جو جھوٹ اور جعلسازی کے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتے؟

اشعار پر اعتراضات

مصنف "سیف حقانی" نے ص۵۸ سے آگے متعدد صفحات پر سیّدنا اعلیٰ حضرت کی مدح میں اور اعلیٰ حضرت کے سرکارِ رسالت و سرکارِ غوثیت کی مدح میں بعض اشعار پر اپنی جہالت و لاعلمی کے باعث عامیانہ انداز میں اعتراضات کئے ہیں اور مذاق اُڑایا ہے۔ کاش مصنف اعتراضات معہ دلیل نقل کرتا تو بہتر ہوتا۔ اکثر اعتراضات زبانی کلامی ہیں اور بعض جگہ صرف اشعار ہی نقل کردیئے۔ نہیں معلوم ان پر اس کو کیا اعتراض ہے؟ بہرحال ہم اس کے نقل کردہ اشعار پر اپنی معروضات پیش کرتے ہیں جو ایک جیسے مفہوم کے اشعار ہیں ان کا مشترکہ جواب دیتے ہیں۔

مصنف نے ص۵۸ پر نغمۃ الروح کے حوالہ سے لکھا ہے:

قبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دے ۔۔۔ ہو میرا مشکل کشا احمد رضا

حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو ۔۔۔ اپنے سایہ میں چھپا احمد رضا

لکھتا ہے "گویا حشر کے دن احمد رضا خاں شافع محشر اور مشکل کشا بن کر جلوہ گر ہوں گے۔۔۔ غور کیجئے مشکل کشائی اور شفاعت دونوں خان صاحب کیلئے ثابت ہوگئے۔"

اس کے بعد مصنف نے ص۵۹ پر یہ شعر نقل کئے ہیں:

نزع میں گور میں میزان سرِ پل پہ کہیں ۔۔۔ نہ چھٹے ہاتھ سے دامان معلیٰ تیرا

دھوپ محشر کی وہ جانسوز قیامت ہے مگر ۔۔۔ مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلا تیرا

(حدائق بخشش، ص۱۰)

مصنف نے یہ اشعار نقل کرنے سے قبل لکھا ہے "آپ نے سب کچھ عبد القادر کو بنالیا"۔ کانگریسی پٹھو حسین احمد ٹانڈوی کو ص۵ پر آدھی درجن کے لگ بھگ القاب دینے والا یہاں حضور غوثِ اعظم قطبِ عالم پیرانِ پیر شیخ سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامیانہ انداز میں صرف عبد القادر لکھ رہا ہے۔ بہرحال ہم اصل بات کی طرف آتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرات مشائخ کرام پیران عظام قدست اسرارہم نزع، گور، میزان اور پل صراط پر کچھ کام آتے بھی ہیں یا نہیں۔

دیکھیے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے:۔

جمیع الائمۃ المجتھدین یشفعون فی اتباعھم ویلا حظونھم فی شدائدھم فی الدنیا والبرزخ ویوم القیمۃ حتی یجاوز الصراط

"تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیرووں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و قبر و حشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگاہ داشت فرماتے ہیں جب تک صراط سے پار نہ ہو جائیں۔"

نیز فرماتے ہیں:۔

ان ائمۃ الفقھاء والصوفیۃ کلھم یشفعون فی مقلدیھم ویلا حظون احدھم عند طلوع روحہ وعند سؤال منکر ونکیر لہ وعند النشر والحشر والحساب والمیزان والصراط ولا یغفلون عنھم فی موقف من المواقف

"بیشک سب پیشوا اولیاء و علماء اپنے پیرووں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کی پیرو کی روح نکلتی ہے، جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں، جب اس کا حشر ہوتا ہے، جب اس کا نامہ اعمال کھلتا ہے، جب اس سے حساب لیا جاتا ہے، جب اس کے عمل تلتے ہیں، جب وہ صراط پر چلتا ہے ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں اصلاً کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔"

اسی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے:۔

ولما مات شیخنا شیخ الاسلام الشیخ ناصر الدین اللقانی راہ بعض الصالحین فی المنام فقال لہ ما فعل اللہ بک فقال لما اجلسنی الملکان فی القبر یسا لانی تاھما الامام مالک فقال مثل ھذا یحتاج الی سؤال فی ایمانہ باللہ ورسولہ تنحیا عنہ فتنحیا عنی

"یعنی جب ہمارے استاذ شیخ الاسلام امام ناصر الدین لقانی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا۔ بعض صالحین نے ان کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا جب منکر نکیر نے مجھے سوال کیلئے بٹھایا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا ایسا شخص بھی اس کی حاجت رکھتا ہے کہ اس سے اللہ و رسول پر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے الگ ہو جاؤ اس کے پاس سے وہ فوراً مجھ سے الگ ہو گئے۔

نیز فرمایا:۔

و اذا کان مشائخ الصوفیة یلاحظون اتباعھم و مریدیھم فی جمیع لاھوال الشدائد فی الدنیا والاخرۃ فکیف بائمۃ المذاھب

یعنی جب اولیاء ہر ہول و سختی کے وقت اپنے پیروں اور مریدوں کا دنیاو آخرت میں خیال رکھتے ہیں تو ائمہ مذاہب کا کیا کہنا۔

(رضی اللہ تعالٰی علیہم اجمعین)

مولانا نور الدین جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی سے نقل کرتے ہیں کہ قریب وصال مبارک اپنے مریدوں سے فرمایا:۔

در ہر حالتے کہ باشید مرا یاد کنید تا من شمارا مدد باشم در ہر لباسے کہ باشم

"یعنی ہر حال میں مجھے یاد کرو کہ میں ہر لباس میں تمہاری مدد کروں گا۔"

ہمیں اختصار مانع ہے ورنہ ملفوظات جناب مرزا مظہر جانجاناں صاحب اور تذکرۃ الموتی کے حوالہ جات بھی نقل کرتے۔

مصنف سیف حقانی کے دماغ میں دیوبند ہے یا وہ خود دیو میں بند ہے۔ وہ اس بندی سے آزاد ہو تو کچھ پتا چلے کہ اکابر علماء وفقہاء اور حضرات مشائخ و اولیاء اللہ کیا فرماتے ہیں۔ متذکرہ بالا حوالہ جات میں قبر وحشر ونشر میزان وپل ہر چیز کی وضاحت موجود ہے مگر اس کا کیا علاج کہ دیابنہ کے مذہب نامہذب کا جب اصول ہی ایک ہے کہ میں نہیں مانتا۔

مصنف نے اشعار نقل کرنے کے بعد خبط میں مبتلا ہو کر مندرجہ ذیل اشعار بھی نقل کئے ہیں:۔

الامان قہر اے غوث وہ تیکھا تیرا — مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دزد رجیم — اُلٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کر طغرا تیرا

مصنف نے محض اشعار نقل کر دیئے ہیں اپنی تکلیف نہیں بتائی کہ ان اشعار پر کیا اعتراض ہے اور اس کی کیا دلیل ہے جواب کیا دیا جائے اور کس بات کا دیا جائے۔

اسی طرح مصنف نے:۔

گردنیں جھک گئیں سر بجھ گئے دل ٹوٹ گئے
کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

شعر نقل کرکے اپنی بے ڈھنگی لفاظی کا مظاہرہ کیا ہے البتہ "قول ناسزا" کے زیر عنوان حدائق بخشش ص۲۷ سے یہ شعر نقل کیا ہے:۔

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

اس پر یہ جاہلانہ وگستاخانہ تبصرہ کیا ہے کہ

"غور کیجئے مٹی کے پتلے جو موت کے دست فنا سے اپنے کو نہ بچا سکا وہ کار عالم کا مدبر ہے۔"

اسی کے ساتھ یہ شعر نقل کیا ہے:۔

بندہ قادر کا بھی ہے قادر بھی عبد القادر
سر باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبد القادر

(حدائق بخشش، ص۲۷)

دیوبندی طائفہ سیدھی بات بھی اُلٹی کرتا ہے اگر یہ بدبخت مذکورہ بالا اشعار کو اپنی صحیح ترتیب سے لکھ دیتا تو اس کے دو میں سے ایک اعتراض تو خود بخود زندہ درگور ہو جاتا ہے لیکن مصنف نے کمال عیاری سے پہلا شعر پیچھے اور پچھلا شعر پہلے لکھ دیا۔ حدائق بخشش میں یوں ہے:۔

بندہ قادر کا بھی ہے قادر بھی عبد القادر	سر باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبد القادر
ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے	کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

پہلے شعر میں میں بندہ قادر کا بھی ہے ایک ایسا جامع تصور ہے جس کے بعد کوئی بھی احمق سے احمق شخص اعلیٰ حضرت پر سیّدنا شیخ عبد القادر کو خدا یا قادرِ مطلق قرار دینے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ جب برملا طور پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ غوثِ اعظم کو بندہ قادر کا بھی ہے تسلیم فرما رہے ہیں تو خدا کیسے فرما سکتے ہیں۔ باقی رہا قادر بھی ہے عبد القادر تو کتب لغت میں قادر کا معنی قدرت والا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت سی قدرتیں عطا فرمائی ہیں۔ یہاں قدرت بمعنی طاقت لیا جائے گا۔ جب یہ ہے تو سر باطن و ظاہر کہنے پر کیا اعتراض؟ اگر ہے تو مع دلیل بیان کیا جائے۔

باقی رہا دوسرا شعر:

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

اس میں بھی تمام فضائل و کمالات کے باوجود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا نہیں قادر مطلق نہیں بلکہ عبد القادر تسلیم فرمارہے ہیں۔ باقی رہا ذی تصرف ماذون و مختار اور مدبر ہونا تو بندہ قادر کا کہنے کے بعد اس میں کوئی مضائقہ یا شرعی قباحت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو بے شمار اختیار دیئے ہیں ان کو ذی تصرف بنایا ہے اور یہ سب باتیں ثابت کی جا چکی ہے۔ اس شعر پر ہم نے قہر خداوندی بر دھما کہ دیوبندی میں مفصل بحث کی ہے یہاں مختصراً عرض ہے۔

بابائے وہابیت مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان صراط مستقیم ص ۱۶۷ پر لکھتے ہیں، یہ بلند منصب والے تمام عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوتے ہیں اور انہیں کہنا پہنچتا ہے کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔

یہ تو بابائے وہابیت کا قول تھا اور شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار میں نقل کرتے ہیں:۔

- شیخ عزاز بطائحی نے پیشگوئی کی تھی کہ ۴۷۸ھ میں ایک نوجوان کا نام سیّدنا عبد القادر ہوگا ظاہر ہوگا اس کی ہیبت سے ہی مقامات ولایت ظاہر ہوں گے اور اس کی جلالت و کرامت ظاہر ہوں گی وہ ہر حال پر چھا جائیں گے اور محبتِ خداوندی کی بلندیوں پر پہنچ جائیں گے۔ تمام عالم امکان ان کے حوالے کر دیا جائے گا۔ (زبدۃ الآثار، ص ۳۷)
- حضرت ابو سعید قیلوی سے قطبِ وقت کے اوصاف دریافت کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ قطب تمام اُمور وقت کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور کون و مکان کے تمام امور کا اختیار اسے دے دیا جاتا ہے لوگوں نے پوچھا پھر ایسا قطب وقت آپ کی نظروں میں کون ہے؟ آپ نے فرمایا، شیخ سیّد عبد القادر جیلی ہی ایسی شخصیت ہیں۔ (زبدۃ الآثار، ص ۳۷)
- شیخ سیدی عقیل منجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے جناب شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان کیا گیا۔ ایک نوجوان ولی اللہ بغداد میں ظاہر ہوا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اس کا حکم تو آسمانوں پر بھی چلتا ہے۔ وہ بڑا رفیع الشان نوجوان ہے ملکوت میں اسے سفید باز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ (زبدۃ الآثار، ص ۳۸۔۳۹)

○ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اپنے چچا ابو النجیب سہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ جناب غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو آیا۔ میرے چچا نے آپ کا نہایت ہی ادب کیا آپ کے سامنے دوزانو ہو کر نفس گم کردہ بیٹھے رہے۔ جب میں مدرسہ نظامیہ میں گیا تو اپنے چچا سے پوچھا کہ آپ اس قدر مؤدب کیوں ہو گئے تھے؟ آپ نے فرمایا میں ادب کیوں نہ کرتا اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیارات وجود و ملکوت میں بھی عطا فرمائے ہیں۔ (زبدۃ الآثار، ص ۴۱)

اب مصنف سیف حقانی شیخ عزاز بطائحی، حضرت ابو سعید قیلوی، شیخ عقیل منجی، شیخ شہاب الدین سہر وردی، شیخ ابو النجیب سہر وردی کے نام سن کر ہی واویلا کرے گا اور کہے گا کہ کسی منجی کے حوالہ سے کہا ہے، کسی قیلوی کے حوالہ سے لکھا ہے وغیرہ کیونکہ یہ حضرات مشائخ کرام اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ تو اس کے نزدیک معتبر نہیں البتہ گنگوہی، انبیٹھوی، ٹانڈوی اس کیلئے حجت اور قابلِ اعتماد ہیں۔

تدبیر کرنا

تدبیر کرنا یا کارِ عالم کا مدبر ہونا قرآن عظیم میں فرشتوں کیلئے ثابت ہے۔ فرمایا "فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا" مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں قسم ان فرشتوں کی پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں۔ "فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا" کے تحت معالم التنزیل شریف میں ہے:۔

قال ابن عباس هم الملئیكة و كلوا جامور عدفهم الله تعالىٰ العمل بها قال عبد الرحمٰن بن سابط يدبر الامر فى الدنيا اربعة جبريل وميكائيل وملك الموت واسرافيل عليهم الصلوٰة والسلام فاما جبرئيل فوكل بايرياح والجنود واما ميكائيل توكل بالقطر والنبات واما ملك الموت فوكل بقبض الانفس واما اسرافيل فهو ينزل بالامر عليهم

"یعنی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کئے گئے ہیں جن کی کاروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی عبد الرحمٰن بن سابط نے فرمایا دنیا میں فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبرئیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جبرئیل تو ہواؤں اور لشکروں پر موکل ہیں (کہ ہوائیں چلانا لشکروں کو فتح و شکست دینا ان کے تعلق میں ہے) اور میکائیل باران و روئیدگی پر مقرر ہیں کہ مینہ برساتے اور درخت اور گھاس اور کھیتی اُگاتے ہیں اور عزرائیل قبض روح پر مسلط ہیں اور اسرافیل ان پر حکم لے کر آتے ہیں۔"

کار عالم کا مدبر ہونا تو فرشتوں کیلئے بھی ثابت، جب یہاں قابل اعتراض نہیں تو پھر محبوبانِ خدا خصوصاً محبوبِ سبحانی غوثِ صمدانی سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السبحانی کو کار عالم کا مدبر کہنے سے آخر کون سی قیامت ٹوٹ پڑی؟ تدبیر کائنات کے مسئلہ پر قہر خداوندی بر دھما کہ دیوبندی میں مدلل و مفصل لکھا گیا ہے۔ تفصیل وہاں ملاحظہ ہو۔

مصنف سیف حقانی نے ص ۶۱ پر ذرا ادیب بن کر مندرجہ ذیل اشعار پر جہالت کے موتی بکھیرے ہیں۔

قد بے سایہ ظل کبریا ہے   تو اس بے سایہ ظل کا ظل ہے یا غوث

تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب   قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث

مگر ہمیں بڑے افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ یہ معلوم ہی نہیں کہ مصنف کو ان اشعار پر کیا اعتراض ہے اور کیا اس کی دلیل ہے؟ مصنف کو چاہئے تھا کہ ہر شعر کے ساتھ اس پر اپنا اعتراض اور اس کی دلیل بیان کرتا۔ محض اشعار کی نقل سے کیا فائدہ ہم بھی پورا مرثیہ گنگوہی نقل کر سکتے ہیں۔ مگر بات معقول اور دلیل و ثبوت سے ہونی چاہئے۔ بلاشبہ قد بے سایہ (نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ظل کبریا ہیں تو (غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس بے سایہ ظل کا ظل ہیں کہ حسنی حسینی سادات کرام سے ہیں۔ سرکارِ رسالت علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سچے وارث و نائب ہیں اور بے سایہ ظل کے ظل ہیں۔ بتایئے اس پر مصنف کو کیا اعتراض ہے؟ اگر نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے سایہ کہنا مصنف کے نزدیک باعثِ تکلیف ہے تو اکابر دیوبند نے خود بھی بے سایہ لکھا ہے ملاحظہ ہو "امداد السلوک" مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی و عزیز الفتاویٰ جلد ہشتم صفحہ ۲۰۲ کتب اکابر دیوبند۔ ہاں البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو

تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب   قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث

سے ضرور تکلیف ہوئی ہوگی اور حرکت قلب بیٹھ گئی ہوگی۔ مگر ہم ابھی تھوڑا پہلے حضرت ابو سعید قیلوی قدس سرہ العزیز کی روایت شیخ حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ سے نقل کر چکے ہیں۔

"حضرت ابو سعید قیلوی سے قطبِ وقت کے اوصاف دریافت کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ قطب تمام امور وقت کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور کون و مکان کے تمام اُمور کا اختیار اسے دے دیا جاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا آپ کی نظروں میں کون ہے؟ فرمایا شیخ عبدالقادر جیلی ہی ایسی شخصیت ہیں۔" (زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار، ص ۳۷)

زبدۃ الآثار حضرت امام اجل سیدی ابو الحسن نور الملۃ والدین علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ کی کتاب بہجۃ الاسرار شریف کی تلخیص ہے یہ وہ بزرگ جن کو حضرت حافظ الحدیث علامہ امام جلال الدین سیوطی نے حسن الحاضرہ اور امام فن رجال شمس الدین ذہبی نے طبقات القراء میں الامام الاوحد کہا ہے اگر ایسے جلیل القدر اکابر محدثین و محققین اور ائمہ دین بھی قابل اعتماد نہیں تو پھر آسمان پر سنہرے لفظوں میں تو لکھا دکھا نہیں سکتے۔ ہاں اتنا کر سکتے ہیں چلو آپ ان حضرات کو نہ مانیں مگر بابائے وہابیت یعنی وہی تمہارے تقویۃ الایمان والے اسماعیل تو معتبر ہیں مستند ہیں حجت ہیں ان ہی کی مان لو وہ لکھتے ہیں:۔

"یہ بلند منصب والے (غوث قطب) تمام عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوتے ہیں
انہیں کہنا پہنچتا ہے کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔" (صراط مستقیم، ص۱۷۶)

بتایئے جو عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوں اور عرش سے فرش تک جن کی سلطنت میں ہو اُن کے متعلق امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کہہ دیا تو غلط کہا۔

تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تو شرق تا غرب ہی کہا تھا مگر بابائے وہابیت تو عرش سے فرش تک کے مختار مطلق مان رہے ہیں عرش سے فرش تک اُن کی جاگیر میں ہے تو مختار مطلق ہیں یا خالی ہاتھ مختار مطلق ہیں؟ ہر شخص مجازی طور پر اپنے مکان اپنی دوکان اپنی زمین کا مالک ہوتا ہے یہ اس کی جاگیر ہیں اس سے وہابیوں کے نزدیک بھی شرک لازم نہیں آتا تو محبوبانِ خدا کے مختار مطلق ہونے یا یہ چیزیں ان کی جاگیر میں آنے سے کس طرح شرک ہو جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ مالک حقیقی ہے؟ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کی جاگیر سو سو دو دو سو بلکہ اس سے بھی زیادہ مربعہ اراضی ہے۔ کیا یہ وسیع اراضی اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں نہیں رہی؟

مصنف صاحب نے اپنے جنون میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بھی نقل کیا ہے:۔

اگال اس کا ادھار ابرار کا ہو   جسے تیرا اُلش حاصل ہے یا غوث

اور اس کے بعد ایک دوسرا شعر

جسے عرش دوم کہتے ہیں افلاک   وہ تیری کرسی منزل ہے یا غوث

بھی لکھا ہے مگر یہ جاہل دیوبند ان اشعار کے مفہوم معانی کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ لہٰذا بے بس ہو کر رہ گیا۔ ان اشعار پر جرأت لب کشائی نہ ہوئی اور کوئی اعتراض نہ کر سکا۔ البتہ "شیخ کی مجلس وعظ" کے زیر عنوان ص ۶۱ پر مندرجہ ذیل اشعار نقل کئے ہیں۔

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں   وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں   وہ تیرا ذکر و شاغل ہے یا غوث

(حدائق بخشش حصہ دوم ص ۷)

نہ کیوں ہو تیری منزل عرش ثانی   کہ عرش حق تیری منزل ہے یا غوث

کہا تو نے کہ جو مانگو ملے گا   رضا تجھ سے تیرا سائل ہے یا غوث

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو   کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

عجم کیسا عرب حل کیا حرم میں   جمی ہر جا تیری محفل ہے یا غوث

ہے شرح اسم القادر تیرا نام   یہ شرح اس متن کی حال ہے یا غوث

مصنف سیف حقانی نے ایک سانس میں پوری منقبت نقل کر ڈالی مگر ان اشعار پر اعتراض کون کرے۔ اتنی استعداد و قابلیت کہاں سے لائے۔

یہ وہ دربار سلطان قلم ہے   یہاں پر سرکشوں کا سر قلم ہے

حدائق بخشش دوم کم از کم گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی، محمود الحسن و حسین احمد کی حیات میں چھپ چکا تھا۔ ان اکابرین دیوبند نے اعلیٰ حضرت کے خلاف بہت بدزبانیاں کی ہیں مگر ان اشعار پر جرأت لب کشائی نہ ہوئی جن پر مصنف سیف حقانی واویلا کر رہا ہے۔ جب یہ اشعار اس کے اکابر کے فہم و ادراک سے باہر تھے تو یہ بے چارہ کس شمار و قطار میں ہے جو اعتراض کی جرأت کرے اور دلیل سے جھٹلائے؟

گو مصنف نے کسی بھی شعر پر کوئی اعتراض نہیں کیا لیکن ہم اپنی طرف سے ان کے مغلاطوں کا جواب دیتے ہیں۔ پہلا شعر:

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں　　　وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

اس سے پاکستان کے نومولود دیوبندی مناظر یہ تاثر دیتے ہیں کہ دیکھو غوث اعظم کی وعظ کی محفل میں مرسلین بلکہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا۔ گویا بریلویوں کے نزدیک غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ انبیاء و رسل علیہم السلام اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑا ہے۔ حالانکہ جب کوئی بڑا چھوٹے کے پاس جائے تو یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ فیض لینے کیلئے جاتا ہے یا بڑا سمجھ کر جاتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی چھوٹا بڑے کے پاس جاتا ہے تو حاصل کرنے کیلئے جاتا ہے اور جب کوئی بڑا چھوٹے کے پاس جاتا ہے تو فیض پہنچانے اور فیضیاب فرمانے کیلئے جاتا ہے اور بالخصوص بعد از وصال کسی چھوٹے کے پاس جانا اور فیض پہنچانا تو اور بھی فضل و کمال کی بات ہے اور پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کسی من گھڑت واقعہ کو نظم نہیں فرمایا بلکہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل وعظ میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سرکارِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تشریف لانا تو ابن حجر مکی نے فتاویٰ حدیثیہ میں سیّدی غوثِ اعظم کا یہ واقعہ خود آپ کی روایت سے ابن الملقن کی "طبقات الاولیاء" سے نقل فرمایا ہے اور اس واقعہ کو مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان جیسے بڑے دیوبندی مناظر کی نگرانی میں لکھی جانے والی کتاب "بریلوی فتنہ کا نیا روپ" میں مولوی عارف سنبھلی دیوبندی نے پورا نقل کیا ہے جو یوں ہے:۔

"ایک دن ظہر کی نماز سے پہلے میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (بیداری کی حالت میں) دیکھا۔ آپ نے مجھ (غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ارشاد فرمایا بیٹا! تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے یا بنی لم لا یتکلم میں نے عرض کیا میں ایک عجمی آدمی ہوں بغداد کے اہل زبان اور اصحابِ فصاحت کے سامنے کیسے بات کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھول دیا تو آپ نے سات بار میرے منہ میں تھوکا اور فرمایا جاؤ اب وعظ کہو اور حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ لوگوں کو خدا تعالیٰ کے راستہ پر چلنے کی دعوت دو (حضرت شیخ قدس سرہ) فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے ظہر کی نماز ادا کی اور وعظ کیلئے بیٹھ گیا اور مخلوق بڑی تعداد میں جمع ہو گئی جس کی وجہ سے مجھے بولنا مشکل ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ سیّدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مجلسِ وعظ میں میرے سامنے کھڑے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا بیٹا کیا بات ہے کیوں نہیں بولتے؟ میں نے عرض کیا اباجان! مجمع کے اثر سے بولنا مشکل ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھول دیا تو آپ نے اس میں چھ دفعہ تھوکا اس کے بعد سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب ہو گئے اور میں نے وعظ کہا۔" (بریلوی فتنہ کا نیا روپ، ص ۱۳۰۔۱۳۱)

اب اس کی روشنی میں یہ بے خبر جاہل "علامہ" خود بتائے کہ یہ کہنا:

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں   وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

کیونکر قابلِ اعتراض و باعثِ ملامت ہو سکتا ہے؟

اب ایک طرف یہ واقعہ ہے کہ مصنف سیف حقانی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل وعظ میں فیض پہنچانے کیلئے آنے کا انکار کر رہا ہے اور اس کو اس کا فرقہ گستاخی و بے ادبی پر محمول کرتا ہے۔

لیکن دوسری طرف فخریہ طور پر یوں بیان کرتے ہیں کہ جب مولوی قاسم نانوتوی کے مرنے کا وقت قریب آیا تو:

سرورِ کائنات خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلفاءِ اربعہ راشدین تشریف لائے اور فرشتے بھی نظر آئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرسی پر تشریف فرما تھے خلفاءِ اربعہ راشدین کھڑے تھے سامنے ایک پلنگ پر دیکھا مولانا (نانوتوی) آئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ (مولانا نانوتوی) کی پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے فرمارہے ہیں اے حبیب آنے میں کیا دیر ہے؟ (سوانح قاسمی جلد دوم ص ۱۲۰)

یہاں ان لوگوں کو کوئی توہین نظر نہیں آتی نہ اس کو یہ لوگ بے ادبی سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک بے ادبی اس وقت ہے جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدی غوثِ اعظم کی محفل وعظ میں رونق افروز ہوں۔

باقی رہا یہ کہ

ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں   وہ تیرا ذکر و شاغل ہے یا غوث

ثناء کا لغوی معنی تعریف ہے ثناخواں تعریف کرنے والے کو کہتے ہیں جو شخص محبوبانِ خدا کا ذکرِ خیر کرتے ہیں ملائکہ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ بتائیے اس میں کون سی شرعی قباحت یا شرعی ممانعت ہے؟ بلکہ بعض احادیث میں ہے داڑھی رکھنے والوں کی فرشتے آسمانوں پر تعریف کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد "نہ کیوں ہو تیری منزل عرش ثانی" پر بھی کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ نہ مصنف نے شعر پر اعتراض کیا۔

اور اس شعر پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

کہا تو نے کہ جو مانگو ملے گا   رضا تجھ سے تیرا سائل ہے یا غوث

یعنی بس تو مل جا۔

البتہ مصنف کو اس پر شبہ گزر سکتا ہے کہ

کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

تو اس کا جواب پہلے مصرعہ میں ہے فرمایا، احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو یعنی اللہ تعالیٰ سے حضورِ اقدس نبی اکرم رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کن مکن کے اختیارات حاصل ہیں۔ کن کا لغوی معنیٰ "ہو جا" ہے۔ (دیکھو فیروز اللغات، ص ۵۱۶)

کن کے اختیارات تو علمائے دیوبند اپنے بزرگوں میں بھی مانتے ہیں ہمیں اختصار مانع ہے ورنہ تفصیل سے بتاتے۔ بہر حال چند حوالہ جات مختصراً ملاحظہ ہوں۔

- مولانا نانوتوی فرماتے تھے کہ شاہ عبد الرحیم صاحب ولایتی کے ایک مرید تھے جن کا نام عبد اللہ خاں تھا۔ یہ حضرت کے خاص مریدوں میں تھے ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں حمل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرمادیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکی ہو گی یا لڑکا ہو گا جو آپ بتلاتے تھے وہی ہوتا تھا۔ (ارواح ثلثہ، ص ۲۰۰)
- سوانح قاسمی جلد ۲ ص ۷۱ پر لکھا ہے۔ ایک دفعہ شیعوں نے مولانا نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے سامنے ایک زندہ شیعہ نوجوان کا مصنوعی جنازہ رکھ کر جنازہ پڑھنے کی استدعا کی پہلے تو مولانا نانوتوی نے انکار کیا پھر ان کے اصرار پر جنازہ پڑھا دیا پھر ان لوگوں نے نوجوان کو اٹھانا چاہا تو نانوتوی صاحب نے کہا "اب یہ قیامت کی صبح سے پہلے نہیں اٹھ سکتا" دیکھا گیا تو مردہ تھا۔

بتایئے حکم کن اور کس کو کہتے ہیں دیوبندی بزرگ نے لڑکا کہا تو لڑکا ہوا، لڑکی کہی تو لڑکی ہوئی، زندہ کو مردہ کہا تو مردہ ہو گیا۔

○ مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرثیہ میں مولوی محمود الحسن صاحب کہتے ہیں۔ ۔

مردوں کو زندہ کیا زندہ کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذی ابن مریم

(مرثیہ گنگوہی، ص۲۲)

حکم کن کی جلوہ گری اسی مرثیہ میں تھوڑا سا آگے یوں ہے:۔

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا تھا سیف قضائے مبرم

(مرثیہ گنگوہی، ص۲۱)

بتایا جائے کہ حکم کن اور کس چیز کو کہتے ہیں فقیر نے اپنی کتاب قہر خداوندی بر دھاکہ دیوبندی صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۴ متعدد مقامات پر کن مکن کے اختیارات پر مفصل گفتگو کی ہے قارئین کرام وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اور اس شعر پر کوئی احمق و عقل سے پیدل ہی اعتراض کرے گا۔ ۔

عجم کیسا عرب حل کیا حرم میں   جمی ہر جا تیری محفل ہے یا غوث

بلاشبہ عرب و عجم ہند و پاک بلکہ اب تو مغربی یورپی ممالک تک حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفلیں جمی ہوئی ہیں اور آپ کے عرس پاک گیارہویں شریف کا چرچا ہے۔

اسی طرح "ہے شرح اسم القادر تیرا نام" میں بھی شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے اور نہ مصنف نے اس کو کسی دلیل شرعی سے باطل قرار دیا محض شعر نقل کر دینے سے کوئی بات غلط یا خلافِ شریعت قرار نہیں دی جا سکتی۔ مصنف نے ص ۶۲ پر ایک مکان پر لکھے ہوئے ھو القادر کا قصہ بھی نقل کیا ہے اور اس کو بزعم خود خرافات و ہزلیات اور کفر و شرک نہ جانے کیا کیا قرار دیا ہے مگر اس نادان کو یہ پتا نہیں کہ یہاں ھو القادر سے مراد حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات نہیں ہے بلکہ خود قادرِ مطلق جل جلالہ ہے مگر جہالت اور قلبی عناد آدمی کو مجبور کرتا ہے۔ وہ دن کو رات اور رات کو دن کہہ گزرتا ہے اسی طرح مصنف سیف حقانی نے شعر نقل کرنے کے خبط میں مبتلا ہو کر اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت قدس سرہ کا یہ شعر بھی نقل کیا ہے۔

تیری چڑیاں تیرا دانہ پانی   تیرا میلہ تیری محفل ہے یا غوث

تشبیہات و کنایات کو غالباً مصنف نہیں سمجھتا یہاں کوئی فی الواقعہ چڑیاں مراد نہیں ہیں اور پھر مجازی طور پر کسی شخص کی طرف نسبت کرنے میں کیا مضائقہ ہے مصنف نے محض شعر نقل کیا ہے اور اگر کوئی اعتراض ہوتا تو جواب دیا جاتا۔

مصنف نے بے دریغ اشعار نقل کئے ہیں ص ۶۲ پر ہی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بھی ہے۔

دیں را حدیث عبد القادر　　اہل دیں را مغیث عبد القادر

ترجمہ بھی خود ہی کیا۔ عبد القادر کی بات دیں کی اساس و بنیاد ہے عبد القادر ہی اہل دین کا فریاد رس ہے۔ غالباً اس شعر میں مصنف کو فریاد رس پر اعتراض ہو گا یہ ان کیلئے وبالِ جان ہے مگر اس بے چارے کو پتا نہیں۔ دیکھئے گنگوہی صاحب کے تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۴۵۔ ج ۲ ص ۱۰۶۔ ج ۲ ص ۱۰۷ پر متعدد جگہ سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثِ اعظم، غوثِ پاک بلکہ غوث الثقلین تحریر ہے۔ غوث الثقلین کا معنی انس و جن کی فریاد کو پہنچنے والے۔ غوث کا معنی فیروز اللغات صفحہ ۴۵۷ پر فریاد کو پہنچنے والا لکھا ہے۔ بتایا جائے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مغیث تحریر فرما کر کیا غلطی کی جبکہ اکابر دیوبند بھی غوث اعظم، غوث پاک تسلیم کر رہے ہیں۔ اس قسم کے حوالہ جات سوانح قاسمی، شمائم امدادیہ میں بکثرت ملتے ہیں۔ خدا جانے ان کے نزدیک بریلویوں کو ایسا کہنا کیوں منع ہے۔ خود دیوبندی کہہ سکتے ہیں۔ آخر اس میں کیا راز ہے کہ جو چیز اکابر دیوبند کی کتب میں ملتی ہے وہ بریلوی کیوں نہیں کہہ سکتے؟

مصنف نے ص ۶۳ پر اعلیٰ حضرت کی وصیت "میرے دین و مذہب کو جو میری کتب سے واضح ہے الخ" کا جاہلانہ مذاق اُڑایا ہے۔ متعدد بار اس پر بحث ہو چکی ہے۔ حال ہی میں سنتو قوال کے ردّ میں جو پمفلٹ شائع ہوا اس میں بھی اس کا جواب ہے۔ اس سے قبل قہر خداوندی اور برق آسمانی میں بھی مفصل عرض کیا گیا ہے۔ وہی گڑے مردے اس نے نکال لئے ہیں۔

سیف حقانی کے ص ۶۳ پر ہی ہو القادر شیخ عبد القادر کی سرخی سا کر مصنف نے بد دیانتی کے ساتھ صرف تھوڑا سا یہ مغالطہ دیا ہے کہ حدائق بخشش میں منقبت کے بتداء میں ہو القادر ہے جس سے ذات پاک حضرت حق سبحانہ تعالیٰ مراد ہے۔ مصنف نے صرف یہ ہلکی سی بے ایمانی کی ہے ہو القادر کے ساتھ یہ ملا دیا شیخ عبد القادر۔ جیسے بریلوی شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قادر (اللہ) مانتے ہیں۔ اگر یہ مغالطے نہ ہوں دیوبندیت اپنی موت مر جائے مصنف نے کچھ اشعار بھی نقل کرنے کا تکلف فرمایا ہے۔ لکھتا ہے۔

اے ظل الہ شیخ عبد القادر　　اے بندہ پناہ شیخ عبد القادر

اس نوع کے متعدد اشعار ہیں مگر مصنف اتنی استعداد کہاں سے لائے جو ان اشعار کو غلط ثابت کرے۔ اس قسم کے چند اشعار نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے۔ مشتے نمونہ خروارے کے طور پر حدائق بخشش کی کچھ سیر کرا دی ہے۔ اب کون اس عقل کے اندھے سے پوچھے آپ نے کیا سیر کرا دی ہے۔ حدائق بخشش تو ایک مدت سے موجود ہے اپنی باطل مراد ثابت کرنے کیلئے جو اشعار نقل کئے ان پر کچھ تو اعتراض کیا ہوتا اور پھر اس اعتراض پر مدلل گفتگو تو کی جاتی۔ حدائق کو ایک دُنیا پڑھ اور سن رہی ہے۔ اگر شعر ہی نقل کرنے کا شوق تھا تو بعض مقامات کے تھوڑے بہت اشعار نقل کرنے کا کیا فائدہ ایک ایڈیشن حدائق بخشش آپ بھی چھپوا دیتے اور آخر میں لکھ دیتے یہ سب غلط ہے کفر و شرک سے بھرا پڑا اور اگر کوئی ثبوت طلب کرتا تو کہہ دیتے ثبوت کل بروز قیامت دینگے۔

بزعم خود "علامہ" نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اشعار مبارکہ پر اندھادھند اعتراضات کرنے کے بعد یہ شعر بھی لکھا ہے۔

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی　　　یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

بلاشبہ اعلیٰ حضرت کے وہ اشعار جو نعت میں قرآن و احادیث کا نظم میں ترجمہ ہیں۔ اگر مصنف سمجھتا ہے یہ غلط ہیں تو وہ نعت کا کوئی بھی شعر قرآن وحدیث کے خلاف ثابت کرے۔

مصنف نے حسام الحرمین ص ۳۱ سے مزید ایک شعر نقل کیا ہے جس کو مصنف نے ص ۶۴ و ص ۶۵ پر دو جگہ لکھا ہے مگر دونوں ہی جگہ غلط لکھا خدا جانے قصداً یا عادتاً بہر حال ص ۶۴ پر یوں لکھا ہے:۔

زمانے میں میں گرچہ آخر ہوا　　　وہ لاوں جو اگلوں سے ممکن نہ ہوا

اور ص ۶۵ پر یوں لکھا ہے:۔

زمانہ میں میں گرچہ آخر ہوا　　　وہ لایا ہوں جو اگلوں سے ممکن نہ تھا

اصل شعر حسام الحرمین شریف میں یوں ہے:۔

زمانے میں میں گرچہ آخر ہوا　　　وہ لاؤں جو اگلوں سے ممکن تھا

خدا سے کچھ اس کا اچنبا نہ جان　　　کہ اک شخص میں جمع ہو سب جہاں

مصنف نے یہ حماقت سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ لگایا ہے حالانکہ اس بے وقوف کو یہ علم نہیں کہ یہ شعر امام الاخطباء مولانا شیخ احمد ابوالخیر میرداد صاحب مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس شعر کا ترجمہ ہے۔

وانی وان کنت الاخیر زمانۃ　　　لات بمالم تستطعۃ الاوائل

ولیس علی اللہ تمستنکر　　　ان یجمع العالم فی واحد

ایک حماقت یہ کہ اشعار کو دو جگہ لکھنا اور دونوں ہی جگہ غلط لکھنا دوسری حماقت یہ کہ اس شعر کو خود اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ لگانا اگلوں سے مراد یہ نہیں کہ جو حضرات گزر گئے بلکہ آئندہ آنے والے بھی ہو سکتا ہے اور پھر اعلیٰ حضرت خود کو معاذ اللہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کس طرح بڑھا سکتے ہیں جبکہ وہ انبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہنے والوں کو گمراہ بد دِین سمجھتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

شہا کیا ذات تری حق نما ہے فرد امکاں میں
کہ تجھ سے کوئی اول ہے نہ تیر اکوئی ثانی ہے

جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کسی کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی سمجھنے کے نظریہ کی تردید فرما رہے ہیں تو خود کس طرح اپنے آپ کو امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی کہہ سکتے ہیں۔ اور پھر یہ عقیدہ تو خود شیخ دیوبندی مولوی محمود الحسن صاحب کا اپنے مربی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے متعلق ہے لکھتے ہیں:۔

جہاں تھا آپ کا ثانی وہیں جا پہنچے خود حضرت
کہیں کس منہ سے پھر کیونکر مولانا تھے لاثانی

(مرثیہ گنگوہی، ص۷)

اسی مرثیہ میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں:۔

ع اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

اور ایک تیسری جگہ لکھتے ہیں:۔

ع عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

بتایئے جناب! یہ عقائد تو علمائے دیوبند کے مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق ہیں اور آپ ذمہ لگا رہے ہیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

مصنف نے ص ۶۵ پر گلزار رضوی کے حوالہ سے ایک ایسا شعر نقل کیا ہے جو حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں ہے لیکن یہ کج فہم اس کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں سمجھا۔ شعر یہ ہے:۔

کون سی شئے ہے جو نہ ہو آپ کے پیش نظر
کون سا غیب ہے جو تم کو خدا نے نہ دیا

یہ شعر لکھنے کے بعد خسروں کے انداز میں اپنے مسخرے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"واری جانواں کیا شان ہے اپنے اعلیٰ حضرت کی چشم بد دور"

مذکورہ شعر اگر اس کو یہ بتا کر بھی پڑھا جائے کہ یہ سرکار دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ہے تو درد پھر بھی لاحق ہوگا تو پھر ہمیں اس کا کیا افسوس کہ یہ اعلیٰ حضرت کی شان میں سمجھ کر اس پر جاہلانہ تبصرہ کر رہا ہے۔ البتہ شیطان لعین کی وسعت علم محیط ارض کے دل و جان سے قائل ہیں کیوں نہ ہو۔

ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے
ہر ایک مغبچہ مغ کا ایاغ لے کے چلے

نصرانی و سناتن دھرمی عقائد کا افتراء

مصنف نے کمال بے حیائی سے اپنے اکابر کے برعکس اہلسنّت پر نصرانی و سناتن دھرمی عقائد کا الزام عائد کرتے ہوئے اس کی دلیل طور پر انوارِ صوفیہ ستمبر ۱۹۳۰ء کا حوالہ دے کر یہ شعر لکھا ہے:۔

مدینہ بھی معطر ہے مقدس ہے علی پور بھی
ادھر جائیں تو اچھا ہے ادھر جائیں تو اچھا ہے

یہ شعر لکھ کر کہتا ہے:۔

"جس طرح قادیانیوں کیلئے کعبہ و قبلہ قادیان ہے ایسے ہی مریدانِ جماعت علی شاہ کیلئے علی پور۔"

یہ ہے چوری اور سینہ زوری عقائد تو مولوی قاسم نانوتوی اور مرزا غلام قادیانی کے ایک جیسے ہیں لیکن الزام عائد کیا جارہا ہے حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مریدین پر کہ وہ علی پور شریف کو قادیان کی طرح قبلہ و کعبہ مانتے ہیں حالانکہ اس شعر میں قبلہ و کعبہ کا لفظ اور ذکر تک نہیں۔ ہاں البتہ شیخ دیوبند مولوی محمود الحسن نے ضرور کعبہ شریف سے اپنے پیر و مرشد گنگوہی کے گاؤں کو بڑھایا۔ مرثیہ گنگوہی میں علی الاعلان کہتے ہیں:۔

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینے میں تھے ذوق و شوق عرفانی

اس ناپاک شعر میں کعبہ شریف پر گنگوہ کو فضیلت دی ورنہ خبثا کے سوا کون شخص ہے جو کعبہ پہنچ کر بھی گنگوہ کا راستہ پوچھتا پھرے گا۔ کہاں خدا کا گھر کہا گنگوہ نگر۔۔۔۔

علامہ احمقانی نے ایک شعر رسالہ جماعت امرتسر جون ۱۹۲۴ء سے نقل کیا ہے یہ کہیں سے نقل کی نقل معلوم ہوتی ہے اور یہ شخص نقل سے قبل عقل سے کام لیتا تو آسانی سے سمجھ سکتا تھا کہ یہ شعر سرکارِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں ہے۔

تیری بارگاہ ہے وہ بارگاہ جو قبلہ گاہ ہے انام ہے
تیرا آستاں ہے وہ آستاں جو حریف بیت حرام ہے

مصنف نے اگر واقعی یہ شعر رسالہ جماعت جون ۲۴ء ص ۷ سے نقل کیا ہے تو بتائے کہ یہ شعر کس کا ہے اور اس سے قبل رسالہ کے ص ۶ پر کیا مضمون ہے یہیں جھوٹے حوالوں کا پول کھل جاتا ہے۔

مصنف نے بلاحوالہ ایک شعر یہ بھی لکھا ہے:۔

برائے چشم بینا از مدینہ بر سر ملتان
بشکل صدر الدین خود رحمۃ للعالمین آمد

لکھتا ہے ہمارے بچپن کا یہ واقعہ ہے جو آج تک زبان زد عام ہے ملتان شہر میں مزار موسیٰ کاظم پر عرس کے موقعہ پر اس وقت کے سجادہ نشین صدر الدین جب آخری رسومات کی ادائیگی کیلئے آئے تو کسی مولوی رضاخانی نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا۔ پیر صدر الدین کو دیکھ کر سب حاضرین صحابی بن گئے ایک ہمارے استاد بھی شریک تھے جو صحابی بن کر واپس ساری بستی والوں کو تابعی بنادیا۔ (سیف حقانی، ص ۶۷)

قارئین کرام! غور فرمائیں کیسی غیر ذمہ دارانہ گفتگو ہے۔ بتایا جائے ملتان میں حضرت موسیٰ کاظم کا مزار کہاں ہے؟ کسی مولوی رضاخانی نے ایک شعر پڑھا۔ مولوی کا نام مصنف کو یاد ہی نہیں ہوا میں گولے چلارہا ہے اور یہ بھی معلوم نہیں شعر کس کا ہے؟ اور پھر اپنے استاذ کو جو شریکِ محفل تھا کو بھی اپنے قلم سے صحابی قرار دے رہا ہے تو پھر دوسروں پر کس منہ سے اعتراض کر سکتا ہے اور پھر شعر کا مفہوم واضح ہے۔ "برائے چشم بینا از مدینہ بر سر ملتان" اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ باقی رہا دوسرا مصرعہ "بشکل صدر الدین خود رحمۃ للعالمین آمد" یہاں مصنف کو اعتراض ہے کہ بشکل صدر الدین خود رحمۃ للعالمین تشریف لائے۔ لیکن اس کو کیا کہئے کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے:۔

"لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء وانبیاء اور علمائے ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگر دوسرے پر اس لفظ (رحمۃ للعالمین) کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۰۰)

لیجئے صاحب علماء کو بتاویل رحمۃ للعالمین کہہ سکتے ہیں لہٰذا دیوبندیوں نے کہہ بھی دیا مفتی محمد حسن اشرفی دیوبندی خلیفہ اشرف علی تھانوی کے انتقال پر لکھتے ہیں:۔

"آج نمازِ جمعہ پر یہ خبر جانکاہ سن کر دل حزیں پر بے حد چوٹ لگی کہ رحمۃ للعالمین (مفتی محمد حسن دیوبندی) دنیا سے سفر آخرت فرماگئے ہیں۔" (تذکرہ حسن بحوالہ تجلی دیوبند و نوری کرن فروری ۱۹۶۳ء)

اور سنئے جب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو جناب حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے وصال کی خبر ملی۔۔۔۔ تو

"حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی نسبت بار بار رحمۃ للعالمین فرماتے تھے۔" (الافاضات الیومیہ، ج ۱۱ ص ۱۰۵)

لیجئے صاحب الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

مصنف سیف حقانی نے ص ۶۷ پر بعنوان "رضا خانی توحید و رسالت" مولانا غلام جہانیاں صاحب مرحوم کی ہفت اکتاب ص ۱۵۱ کا حوالہ دے کر یہ شعر بھی لکھا ہے:۔

طالب وہی اللہ وہی احمد وہی نازک
اغیار کہاں سب یار کی جلوہ گری ہے

حالانکہ اس جاہل مطلق کو پتا نہیں مولانا غلام جہانیاں کی کوئی کتاب ہفت اکتاب نہیں ہے۔ جو ملاں کتاب کا نام بھی صحیح نہ لکھ سکے وہ اس میں مذکورہ عبارت واشعار کو کیا خاک سمجھے گا؟ مولانا غلام جہانیاں صاحب مرحوم کی کتاب ہفت اقطاب ہے شعر کا مفہوم واضح کہ طالب کیلئے وہی اللہ کا در ہے وہی احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا در پاک بھی اللہ تعالیٰ ہی کا در ہے اور وہی ان کے مرشد حضرت نازک صاحب کا در اللہ تعالیٰ کا در ہے ان حضرات سے جو کچھ فیض ملے گا وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گا ان میں کوئی بھی اغیار نہیں ہے شاعر اپنے شعر میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت نازک سب کو علیحدہ علیحدہ لکھ رہا ہے سب کو خدا نہیں کہہ رہا یہ مصنف کے دماغ میں دیوبند ہے جو اُلٹا سمجھ رہا ہے۔

علامہ احقانی کی اگر ہماری اس بات سے تسلی نہ ہو تو وہ اپنے دل کے مرض کا علاج کرائے۔ دیوبندی ملاں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیائے کرام کے مقدس درباروں کو تو اللہ تعالیٰ کا در نہیں سمجھتے مگر اس کو کیا کہیئے کہ اپنی مرید رنڈیوں (کنجریوں) کے افعالِ بد کو اللہ تعالیٰ کے ذمہ لگانے میں شرم وحیا محسوس نہیں کرتے۔ چنانچہ تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۲۴۲ پر لکھا ہے۔

"ضامن علی جلال آبادی (دیوبندی) کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں۔ ایک بار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی۔ میاں صاحب بولے فلاں کیوں نہیں آئی۔ رنڈیوں نے جواب دیا میاں ہم نے اس کو بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو اس نے کہا کہ میں بہت گناہ گار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں۔ میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا۔ چنانچہ رنڈیاں اسے لے کر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا بی تم کیوں نہیں آتی تھیں؟ اس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتے ہوئے شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی (اللہ) ہے۔"

غور کیجئے ان کے مذہب نا مہذب میں کنجریوں بازاریوں رنڈیوں کے افعال بد اور کرنے کرانے کے خبیث فعل کو تو معاذ اللہ اللہ تعالیٰ سبوح و قدوس کی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔ لیکن در پاک احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا در نہیں کہہ سکتے حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک مظہر حق ہے۔ (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

مصنف نے اپنے خط میں ہفت اقطاب سے یہ اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

شبیہ مصطفےٰ اور مظہر ذاتِ خدا تم ہو
حقیقت میں ملے بیٹھے ہو ظاہر میں جدا تم ہو

غریبوں کا سہارا دستگیر بے نوا تم ہو
مریضوں کی شفا اور دردمندوں کی دوا تم ہو

ترے در کے سوالی کو خدا خالی نہ جانے دے
ہمارے بخدا حاجت روا مشکل کشا تم ہو

(سیف حقانی، ص ۶۸)

ان اشعار میں شاعر نے اپنے شیخ کو نہ خدا کہا نہ رسول قرار دیا۔ شبیہ مصطفےٰ، مظہر ذات خدا، غریبوں کا سہارا دستگیر، مریضوں کی شفا، دردمندوں کی دوا اور مشکل کشا کہا ہے اور مسلک اہلسنّت کے مطابق ہے ہم نے اپنی کتاب قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی اور برق آسمانی بر فتنۂ شیطانی میں یہ تمام فضائل و کمالات دیوبندی کتب سے ان کے ملاؤں کیلئے ثابت کئے ہیں قارئین کرام مذکورہ اُمور پر مفصل گفتگو ان کتب میں ملاحظہ کریں، مختصراً یہ کہ کتاب ارواح ثلٰثہ ص ۲۷۵ حکایت ۳۶۶ کے مطابق مولوی محمد یعقوب نانوتوی استاد اشرف علی تھانوی صاحب دافع البلا ہیں۔ ان کی قبر کی مٹی سے بیماروں کو شفا ہوئی۔ مرثیہ گنگوہی ص ۱۰ کے مطابق مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قبلہ حاجات روحانی و جسمانی ہیں۔ امداد سلوک ص ۱۶۵ پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے تعلیم الدین ص ۱۳۴ پر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سلاسل طیبہ ص ۲۲ پر مولوی حسین احمد کانگریسی صدر دیوبند نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا تسلیم کیا ہے تو پھر اعتراض کیسا۔ مصنف نے ایک شعر یہ بھی لکھا ہے:۔

طالب خدا گواہ نازک بچشم من
عین محمد است کہ عربی شنیدہ

اوّلاً تو اس میں نازک بچشم من ہے۔ یہ ان کی اپنی نظر کی بات ہے پوری دنیائے سنیت و بریلویت پر اس کا اطلاق نہ ہوگا۔ دوم یہ کہ کسی بھی شخص کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنا کفر ہے۔ بہت لوگوں کے نام محمد احمد قاسم و حامد وغیرہ ہیں لیکن کفر لازم جب آتا ہے جب کسی کو نبی و رسول کہا جائے مگر ہم ابھی ثابت کر چکے ہیں کہ دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن صاحب نے تو اپنے شیخ رشید گنگوہی صاحب کے متعلق صاف لکھا ہے:۔

اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

(مرثیہ گنگوہی)

یہ کس قدر کھلی جسارت ہے؟ کیا یہ کسی شرعی گرفت میں نہیں آتے؟ ان اشعار کے پردہ میں مصنف نے جس بازاری خرافات کا مظاہرہ کیا ہے وہ رشید و قاسم کا صحیح ورثہ ہے۔ اس کے سوا ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

اس کے بعد مصنف نے ہفت اقطاب سے کچھ ایسے اشعار نقل کئے ہیں جن میں شاعر نے اپنے پیر حضرت نازک سے مدد طلب کی ہے جیسے

اے نازک کریم پردہ نشین مددے
اور اے خواجہ قطب الدین مددے

یہ عقیدۂ اہلسنت کے مطابق جائز ہے اولیاء اللہ سے ہم امداد و اعانت کے قائل ہیں۔ بلکہ سوانح قاسمی (ارواح ثلثہ میں خود دیوبندی) اپنے مولویوں سے امداد طلب کرتے نظر آتے ہیں۔ مصنف نے بے شرمی سے "رضاخانی قاضی الحاجات" کا عنوان جما کر لکھا ہے۔

"پہلا مزار حضرت قاضی الحاجات صاحب کا ہے اسلام اور مسلمانوں کا قاضی الحاجات تو خدا ہے۔" (ص ۶۹)

شائد مصنف کو علم نہیں کہ دیوبندیوں کا قاضی الحاجات بلکہ قبلہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ہے۔ مرثیہ گنگوہی میں مولوی محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں:۔

گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

جب دیوبندی اپنے شیخ کو قبلہ حاجات کہہ سکتے ہیں تو مولانا غلام جہانیاں صاحب کے اپنے شیخ الشیوخ کو قاضی الحاجات کہنا کیونکر کفر ہو گیا۔

مصنف سیف حقانی نے "رضاخانی مکہ مدینہ اور خدا" کا عنوان دے کر ایک یہ شعر بھی لکھا ہے:۔

چاچڑ وانگ مدینہ ڈسے کوٹ مٹھن بیت اللہ
ظاہر دے وچ ڈسے پیر فرید تھے باطن دے وچ اللہ

لیکن نہ شاعر کا نام نہ کتاب کا نام حوالہ وصفحہ تو ہو گا کہاں۔ بہر حال اس شعر کے پہلے مصرعہ میں وانگ کا لفظ قابلِ غور ہے ہم گو پنجابی لغت سے کماحقہ واقفیت نہیں رکھتے مگر وانگ کا مطلب جیسا ہے یہ ضرور سمجھتے ہیں اور مولوی حسین احمد صدر دیوبند نے شہاب ثاقب میں حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا کی تاویل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فلاں آدمی شیر جیسا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں وہ بعینہٖ شیر ہے اس کی دم بھی ہے اور وہ چار پاؤں سے چلتا ہے اور پھر اس کو رضاخانی مکہ مدینہ اور خدا کیسے قرار دیا جاسکتا ہے اور اس کا پوری سنیت رضویت بریلویت پر کیسے اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ دوسرے شعر میں مصنف نے خیانت کی ہے اور اس کا وزن بھی

زیادہ ہو گیا۔ مگر پھر بھی پیر فرید اور اللہ کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے اور پھر بیت اللہ (اللہ کا گھر) عرف وعام محاورہ میں مساجد کو بھی کہا جاتا ہے۔ اس سے خانہ کعبہ مراد نہیں ہے اور اگر خدانخواستہ سنی بریلوی چاچڑاں شریف کو مدینہ اور کوٹ مٹھن شریف کو خانہ کعبہ مانتے ہوتے تو پھر مدینہ طیبہ کی حاضری نہ دیتے اور خانہ کعبہ کا حج نہ کرتے اور دیوبندیوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملتا کہ بریلوی حج پر جاتے ہیں تو مکہ مدینہ کے اماموں کی اقتداء میں نمازیں نہیں پڑھتے۔ ثابت ہوا کہ بریلویوں کے نزدیک مکہ مدینہ شریف وہی ہے جہاں حج و زیارت کیلئے جاتے ہیں۔ باقی یہ سب مصنف کی خر دماغی ہے۔

مصنف نے اپنی خر دماغی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیف حقانی کے ص ۷۰ پر رضاخانی جنت کے زیر عنوان ایک نظم نقل کی۔ اس میں ایک شعر یہ بھی ہے۔

ع جنت سے ہے سوا بھی کوچہ فرید کا

لیکن اس کا جواب پہلے مصرعہ میں موجود ہے۔ فرماتے ہیں۔ واں ہو وصال حور یہاں ہو وصال حق۔ اس لئے۔ جنت سے ہے سوا بھی کوچہ فرید کا۔ بتائیے اس نظریہ سے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے اور پھر کمال کی بات تو یہ ہے کہ اکابر دیوبند کے نزدیک تو مدرسہ دیوبند کے چھپر جنت کے چھپروں جیسے ہیں لکھتے ہیں:۔

”مولانا محمد یعقوب صاحب (نانوتوی دیوبندی) نے خواب دیکھا کہ جنت ہے اور اس میں ایک طرف چھپر کے مکان بنے ہوئے ہیں۔ فرماتے تھے میں نے دل میں کہا اے اللہ یہ کیسی جنت ہے جس میں چھپر ہیں جس وقت صبح کو مدرسہ آیا مدرسہ کے چھپرے نظر پڑے تو ویسے ہی چھپر تھے (جیسے جنت میں تھے)۔ (بقلم اشرف علی تھانوی از الافاضات الیومیہ، ج ۱ص ۲۶)

کلمہ

علامہ احمقانی نے کمال بے حیائی سے "قبوری شریف کا کلمہ شریف" کے زیر عنوان لکھا ہے۔

اسلام کی بنیاد کلمہ توحید "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لیکن سنئے ان کا کلمہ شریف۔

جو وقت اخیر میں تیاری   نظر میں صورت رہے تمہاری

زبان پہ کلمہ یہی ہو جاری   کہ یا محمد، معین، خواجہ

پہلے تو دیوبندی طفل مکتب یہ بتائے کہ اس نے کلمہ توحید میں محمد الرسول اللہ کس قاعدہ سے لکھا ہے؟ بلاشبہ اہل سنت و جماعت کا کلمہ طیبہ یہی ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جیسا کہ اہلسنت کی مساجد اور جمعیت العلماء اسلام پاکستان کے جھنڈا پر مذکور ہے یہاں شاعر نے یہ نہ کہا کہ یہ کلمہ توحید ہے یا کلمہ طیبہ ہے شاعر کہتا ہے:۔

زبان پہ کلمہ یہی ہو جاری   کہ یا محمد، معین، خواجہ

کلمہ کا معنی لفظ، بات ہے۔ (دیکھو فیروز اللغات، ص ۵۱۲)

تو شاعر کہتا ہے زباں سے کلمہ (لفظ یا بات) یہی ہو جاری کہ یا محمد، معین خواجہ ورنہ شاعر اس کو کلمہ طیبہ یا کلمہ توحید یا کلمہ شہادت قرار نہیں دے رہا۔ مصنف کے دماغ میں دیوبند ہے جو اُلٹی سوچتا ہے۔ ہاں البتہ دیوبندیوں کا کلمہ یہ ہے۔

لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ (الامداد تھانہ بھون ماہ صفر ۱۳۳۶ھ۔ ص ۳۵)

اور پھر ہم تو اس کو کلمہ شریف نہیں مانتے۔ مصنف خود اس کو قبوری شریعت کا کلمہ شریف کہہ رہا ہے۔ جب یہ کلمہ شریف ہے تو پھر اعتراض کیسا؟

مصنف نے اپنے ایک ماؤلانا ریحان قاسمی کے حوالہ سے سیّدنا اعلیٰ حضرت وشیر بیشہ سنت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی قدس سرہ کے شجرہ طیبہ سے یہ نقل کیا ہے۔

اللھم صلی وسلم علیه وعلیھم وعلی عبد المصطفیٰ مولانا احمد رضا

وعلی آل احمد واللھم صلی وسلم علیه وعلیھم علی مولانا عبدك

الفقیر ابی فتح محمد حشمت علی الکھنوی غفرله الله تعالیٰ

شجرہ کے الفاظ میں ترمیم و تحریف کر کے اپنی مرضی کے مذکورہ الفاظ لکھ کر مصنف نے اس کو بزعم خود رضاخانی درود قرار دیا ہے۔ شجرہ طیبہ میں کوئی نیا درود نہیں ہے بلکہ درود وہی پرانا ہے۔ اور باقی دعا ہے اور پھر اہلسنّت کا مسلک ہے کہ غیر انبیاء ورسل پر درود کا اطلاق تبعاً جائز ہے اور مستقلاً مکروہ وخلافِ اولیٰ ہے۔ اور شجرہ طیبہ میں تبعاً ہے نہ کہ مستقلاً البتہ دیوبندی درودیوں ہے:۔

اللھم صلی علی سیدنا و نبینا مولانا اشرف علی (الامداد تھانہ بھون)

یہ تبعاً نہیں مستقلاً ہے۔ اور اس میں تھانوی جی کو نبینا بھی کہا گیا ہے۔ خدا جانے دیابنہ اپنی بلا دوسروں کے سر کیوں ڈالنا چاہتے ہیں یا اپنے ان خود ساختہ درودوں کیلئے بریلوی درود گھڑ کر جواز پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ پھر مصنف نے اس کو درود شریف لکھا ہے جب یہ درود شریف ہے تو اعتراض کیسا؟

اسی طرح مصنف نے حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو معاذ اللہ انگریز کا ایجنٹ قرار دیتے ہوئے ان کے حوالہ سے بھی ایک درود لکھا ہے۔ حالانکہ وہ بھی حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود اور باقی دعا ہے۔ حضرت پیر صاحب علی پوری علیہ الرحمۃ انگریز کے ایجنٹ اس لئے ہیں کہ انہوں نے انگریز سے چھ سو روپیہ ماہوار وصول کرنے والے تھانوی جی کو بے نقاب کیا تھا۔ مکالمۃ الصدرین سے ثابت ہے انگریز کے ایجنٹ جماعت علی نہیں بلکہ اشرف علی تھے۔ غالباً یہاں پیش بندی کے طور پر کہا جا رہا ہے کیونکہ چور کی داڑھی میں تنکا۔ ان کو اپنی بد اعمالیاں سامنے رہتی ہیں وہ مجبور کرتی ہیں کہ دوسروں پر الزام تراشی کریں ورنہ اس قوم رجیم کے پاس حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ کے انگریز ایجنٹ ہونے کی کیا دلیل ہے؟

لکھتا ہے:۔

مشہور و معروف درود سنئے جو بوقتِ قیامِ صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے بچہ بچہ جس سے واقف ہے یعنی "یا نبی سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک" صدر اوّل میں اسلام کو جن خطرنات فتنوں سے واسطہ پڑا۔ ان میں دو فتنے بڑے سخت جان ثابت ہوئے اور دونوں ہی توام بھائی ہیں۔ (۱) صحابہ کا دشمن فرقہ (۲) مع صحابہ اہل بیت کا دشمن فرقہ یعنی روافض و خوارج رضا خانی فرقہ نے جس درود کو رواج دیا ہے روافض کے اتباع میں صحابہ کو درود سے خارج کیا تو خوارج کی پیروی میں آل رسول کو چلتا کیا۔ (سیف حقانی ص ۴۳)

مصنف خرِ بے لگام کی طرح جس طرف دل میں آتا ہے چل کھڑا ہوتا ہے نہ کوئی اصول نہ کوئی موضوع۔ صلوٰۃ و سلام اگر روافض خوارج کا اتباع ہے مصنف کے بقول معاذ اللہ حاجی امداد اللہ صاحب رافضی خارجی ہوں گے کیونکہ ارواح ثلٰثہ میں صاف لکھا ہے، حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) سے کسی نے پوچھا کہ قیام مولود (صلوٰۃ و سلام) کیسا ہے؟ فرمایا مجھے تو لطف آتا ہے۔

(ارواح ثلٰثہ ۲۲۰ حکایت نمبر ۱۶۱)

باقی رہا خارجی کون ہے تو "المہند" میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کو خارجی قرار دیا ہے۔ اسی طرح علامہ شامی نے رد المختار میں محمد بن عبد الوہاب نجدی کو خارجی بتایا ہے لیکن مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں محمد بن عبد الوہاب شیخ نجدی کو اچھا بتایا اس کو عامل بالحدیث قرار دیا۔ اس کے عقائد کو عمدہ قرار دیا ہے۔ اب مصنف خود بتائے خارجی کو اچھا اور عامل بالحدیث قرار دینے والا اور اس کے عقائد کو عمدہ بتانے والا خود خارجی ہوا یا نہیں؟ اس اصول پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے والے ہی نہیں بلکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنے والے بھی معاذ اللہ رافضی اور خارجی قرار پائیں گے۔

خود دیابنہ کی سینکڑوں کتب میں محض صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ صلعم اور صرف ؐ لکھا ہوتا ہے یہ سب یقیناً رافضی اور خارجی ہوں گے۔ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تو صحابہ کا ذکر ہے نہ اہل بیت کا ذکر ہے۔ لہٰذا اس اصول پر یہ لوگ خود ہی بقلم خود رافضی و خارجی ہیں۔

الجھا ہے پاؤں نجدی کا زلف دراز میں — لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

بغیر موضوع مناسبت کے چلتے چلتے مصنف نے ص ۳۷ پر ایک جھک یہ بھی ماری ہے۔

ویسے عالم الغیب صرف نبی ہی نہیں اپنے اعلیٰ حضرت بھی تھے۔ ایک عورت کی موت کا وقت اور جگہ بتادی (ملفوظات حصہ دوم)

اگر مصنف ملفوظات دوم میں یہ دکھادے کہ اعلیٰ حضرت عالم الغیب تھے تو دو صد روپیہ نقد انعام دیا جائے۔ باقی رہا علم غیب تو اشرف علی تھانوی کے بقول:

"اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔"

(حفظ الایمان، ص ۸)

وصایا پر اعتراض

مصنف سیف حقانی نے ص ۳۷ ہی پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے وصایا شریف سے بعض وصایا کا مذاق اُڑایا ہے۔

- میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے۔ الخ
- اعلیٰ حضرت نے ہفتہ میں دو تین بار ایک درجن کھانوں پر فاتحہ کی وصیت فرمائی۔

ان باتوں کا جواب بار بار دیا جا چکا ہے۔ دیابنہ کی حیا رُخصت ہو گئی ہے۔ ایک بات کو بار بار لکھتے ہیں۔ پانچ چار سال قبل دھماکہ والے نے ان وصیتوں کا مذاق اُڑایا تھا اس کا جواب قہر خداوندی میں دیا گیا تو پھر سیف رحمانی والے کی باری آئی۔ درمیان میں سنتو قوال نے بھی ایک چھوٹے سے پمفلٹ میں یہی کچھ لکھا تھا۔ سب کا ایک ہی سبق ہے میاں مٹھو چوری کھائے گا۔ میاں مٹھو چوری کھائے گا۔ بہر حال ان دونوں وصیتوں پر اعتراض کے جواب میں ہماری کتب قہر خداوندی، برق آسمانی اور تنبیہ الجہال وغیرہ ملاحظہ کریں وہاں مفصل جوابات ہیں۔ یہاں صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی یہ وصیت کہ میرا دین و مذہب اس پر قائم رہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ اعلیٰ حضرت کا خود ساختہ یا گھڑا ہوا دین و مذہب۔ بلکہ اعلیٰ حضرت نے ازراہ محبت اسلام کو اپنا دین کہا ہے۔ جیسے کہتے ہیں میرا اللہ میرا رسول اس کا یہ مقصد نہیں اس کا خود ساختہ خدا یا معاذ اللہ خود ساختہ رسول اور پھر مصنف کو اپنے گھر کی خبر نہیں مولوی ضیاء احمد دیوبندی نے اپنی کتاب التحقیق الجیب فی بیان انواع التثویب ص ۲۴ پر لکھا ہے تبع وصیت مذکورہ عند اللہ مصاب و مثاب ہے اس سے تھوڑا پہلے لکھا ہے "وصیت کنندہ مصاب اور اس کی وصیت عین شریعت ہو گی" اس کتاب پر مدرسہ مظاہر الاسلام سہارنپور کے مدرس مولوی عبد اللطیف صاحب سہارنپوری کی تصدیق موجود ہے۔ باقی رہی دوسری وصیت جس میں ایک درجن کھانوں کا ذکر ہے۔ یہ وصیت اعلیٰ حضرت نے اپنے اعزا کو فرمائی ہے اور اس میں اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو موجود ہے۔ کوئی فرض واجب قرار نہ دیا۔ پھر بعد وصال شریف اپنے پاس تو کھانا منگوایا نہیں بلکہ اسی وصیت میں ہے کہ یہ کھانا غرباء کو دیں تو اعلیٰ حضرت نے آخر وقت بھی غرباء و مساکین کو یاد رکھا۔ اگر آخر وقت کھانوں کی طرف دھیان اس کے نزدیک قابلِ اعتراض ہے تو پھر یہ اعتراض بھی گھر سے شروع کر دے کیونکہ جب بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب مرنے لگے تو مولوی محمود الحسن صاحب سے کہا کہیں سے ککڑی لاؤ۔ چنانچہ محمود الحسن صاحب ایک چھوٹی سی ککڑی لائے۔ بتایئے صاحب! مرتے وقت نانوتوی صاحب کا دھیان کھانے پینے کی طرف تھا یا نہیں؟ اور پھر مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے بھی تو مرتے وقت تربوز منگوائے تھے۔ یہ دونوں بھی حاملہ عورتوں کی فہرست میں آتے ہیں یا نہیں۔ جیسا کہ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خلاف زبان طعن دراز کی اور بازاری خرافات کا مظاہرہ کیا۔ ان دونوں عبارتوں پر ہم نے قہر خداوندی و برق آسمانی میں مفصل بحث کی ہے۔

اسماعیلی، نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی شریعت کی حقیقت

مصنف سیف حقانی نے ص ۷۵ پر باب چہارم کا آغاز کیا ہے اور عنوان جمایا ہے "بریلوی دین کا قرطاس ابیض" ذیلی سرخی ہے "رضاخانی شریعت کی حقیقت"۔

ع　　ہوا مینڈکی کو زکام اللہ

کیاپدی کیاپدی کا شوربا۔ اِدھر اُدھر کے چھوٹے موٹے رسالہ اور مولوی ریحان الدین قاسمی کے کتابچہ "نیا دین" سے نقل مار کر مصنف بن بیٹھا اور خبریں دے رہا ہے۔ ہفت افلاک کے مصنف نے اپنے نام نہاد بریلوی قرطاس ابیض میں کون سی بات نئی کہی ہے۔ یہی باتیں اپنے دوسرے ابواب میں بھی بار بار نقل کر چکا ہے یہاں نیا باب قائم کر کے سرخی بدل کر یہی باتیں دوبارہ سہ بارہ نقل کر دیں مثلاً "بندے محمد کے" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر سیف حقانی ص ۳۵ پر بحث کر چکا ہے اور ہم دوسرے باب میں اس کو اس مسئلہ پر مسکت جواب دے چکے ہیں لیکن کتاب کی ضخامت بڑھانے کیلئے اس نے باب چہارم میں ص ۸۷ و ص ۸۲ پر بھی اس مسئلہ کو چھیڑا ہے اور شائد اور جگہ بھی یہ مسئلہ اُٹھایا گیا ہو۔

سو فیصد خالص جھوٹ

دیوبندی دھرم میں معاذ اللہ خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے اس لئے خود مصنف کیلئے شائد جھوٹ بولنا فرض ہو۔ لہٰذا اس اصول کے تحت مصنف نے پیٹ بھر کر جھوٹ بولا ہے۔ ص ۸۷ پر اور ص ۸۲ پر "بندگی محمد کی" کے زیر عنوان حضرت شیر بیشہ اہلسنّت مولانا ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی قدس سرہ کے نام گرامی سے یہ منسوب کیا کہ وہ کہتے ہیں:۔

- ہم خدا کی بندگی کیلئے نہیں پیدا کئے گئے بلکہ رسول اللہ کی بندگی کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔
- جو رسول کا بندہ نہیں وہ شیطان کا بندہ ہے۔
- اگر خدا کے بندے رہو گے تو دوزخ کا کھٹکا رہے گا۔ اگر صرف رسول کے بندے رہو گے تو دوزخ کا کھٹکا نہیں رہے گا۔
- ابولہب و ابوجہل خدا کے بندے تھے دوزخ میں گئے ابوبکر و عمر رسول کے بندے تھے اس لئے جنت میں گئے۔

منہ سے دودھ کی بو نہیں گئی اور شیر بیشہ اہلسنّت کے منہ آرہا ہے جن کے نام کی ہیبت اور جلالتِ علمی سے مجدد و دیوبند لرزہ بداندام ہیں۔ مصنف اگر اس ترتیب اور اس انداز سے یہ عبارت مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ کی کسی کتاب میں دکھادے ہم ایک عدد تھانوی بہشتی زیور انعام دیں گے۔ جاہل و مجہول مصنف نے یہ چاروں باتیں اپنے بابا مولوی ریحان الدین قاسمی کے "نیادین" ص ۲۹۔ ۳۰ سے نقل کی ہیں جو مکھیاں اس اندھے مجدی نے ماری تھیں یہ بھی انہی مردہ مکھیوں کا خون چوس رہا ہے ملاں ریحان الدین نے بھی بغیر صفحہ کے حوالہ دیئے محض (مقامع الحدید علی الکذاب العنید) کا نام لکھ دیا اور مقامع الحدید نہ اس کے پاس نہ اس کے بابا کے پاس جس طرح اس نے "نیادین" سے چوری کرلی اسی طرح نیادین والے ریحان الدین نے کسی اپنے بزرگ سے چوری کی ہوگی۔ بہرحال چونکہ یہ کتاب اکثر و بیشتر ریحان الدین کے نئے دین کی نقل ہے۔ اس لئے قارئین کرام سیف حقانی ص ۸۲ کی یہ باتیں لفظ بلفظ بریلی کا نیادین ص ۲۹۔ ۳۰ پر دیکھ لیں اور اس جاہل مصنف کے علمی حدود اربعہ کا اندازہ لگائیں نقل مار کر مصنف بن بیٹھا۔ بہرحال ہم عرض یہ کر رہے تھے کہ بندے محمد کے اس عنوان پر اس نے ص ۳۵ پر بھی لکھا ہے اور اب باب چہارم ص ۸۷ و ص ۸۲ پر بھی دوبارہ سہ بارہ لکھ رہا ہے جس طرح بندے محمد کے کو اس نے بار بار لکھا ہے اسی طرح مدح اعلیٰ حضرت کی ایک نظم نغمۃ الروح کے حوالہ سے ص ۲۸ پر بھی نقل کی تھی۔ اور خدا کی توہین کا عنوان جمایا تھا اور اب ص ۸۹ پر بھی باب چہارم میں وہی منقبت نغمۃ الروح سے دوبارہ لکھ رہا ہے۔ حالانکہ اس کا جواب ہم زیر نظر کتاب کے باب دوم میں عرض کر چکے ہیں اور مدح اعلیٰ حضرت کی نقل کے سلسلہ میں بھی اس چور کی چوری پکڑ کر دکھاتے ہیں۔ مصنف سیف حقانی نے جو مصنف بننے کے خبط میں مبتلا ہو کر نغمۃ الروح سے مدح اعلیٰ حضرت کے یہ جو اشعار نقل کئے ہیں یعنی ؎

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا

میرا اور تیرا خدا احمد رضا

یہ پوری نظم اپنے بابا ملاں ریحان الدین کے کتابچہ "نیادین" کے ص ۳۰۔ ۳۱ سے لفظ بلفظ نقل کی ہے اور دمادم مصنف بن بیٹھا اور جس طرح مولوی ریحان الدین قاسمی نے بغیر صفحے کا حوالہ دیئے محض نغمۃ الروح لکھ دیا مصنف سیف حقانی نے بھی بغیر صفحہ کا حوالہ دیئے نغمۃ الروح لکھ دیا۔ اللہ اللہ اور خیر سلا۔

گویا سیف حقانی کا باب چہارم چوری کے مال سے بھرا پڑا ہے مگر یہ چوری اپنے ہی ملاں ریحان الدین قاسمی کے جہالت خانہ سے کی گئی ہے۔

اور دیکھئے:۔

مصنف جی نے سیف حقانیہ کے ص ۸۷ پر ایک شعر یہ یوں نقل کیا ہے:۔

علی جو چاہیں تو مقصد کو سربراہ کریں
گدا کو چاہیں تو پل بھر میں بادشاہ کریں

اور ایک شعر اس طرح لکھا ہے:۔

بنا دیتا ہے سلطاں آپ سا جس پر عنایت ہو
خدا سے کم نہیں عزو جلال اس دیں کے سلطاں کا

مذکورہ بالا دونوں اشعار خدا جانے کس کے ہیں لیکن ہمیں مصنف سیف حقانی کی ذہنیت پر تعجب ہوتا ہے اگر اس کے اپنے پاس کچھ نہیں تھا تو پھر مولوی ریحان الدین الا قاسمی کے رسالہ نیا دین کی نقل مارنے سے کیا فائدہ تھا۔ نیا دین تو بذاتِ خود موجود تھا۔ کیا یہ خیال گزرا تھا لوگ "نیا دین" کو قبول نہیں کرتے شائد سیف حقانی کے فریب میں آجائیں؟ قارئین کرام دیکھ سکتے ہیں چور یہاں بھی رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ قارئین کرام پہلے سیف حقانی ص ۸۷ دیکھیں اور پھر مولوی ریحان الدین کا کتابچہ نیا دین دیکھیں۔ یہی اشعار نیا دین کے ص ۳۰ پر لفظ بلفظ موجود ہیں۔ لیکن یہ اشعار سنیوں کی کس کتاب میں ہیں؟ نہ بابا ریحان الدین نے لکھا نہ جھوٹے باپ کے جھوٹے بیٹے "علامہ" محمد عمر قریشی نے لکھا۔ مصنف میں دم خم ہے تو مذکورہ بالا اشعار سنیوں بریلویوں کی کسی معتبر کتاب میں دکھائیں۔ ورنہ سوا لاکھ مرتبہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کریں تا کہ شیخ نجدی دُور ہو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ کسی مراثی کا شعر نقل کر کے کہہ دیا جائے کہ جی ان بریلویوں کا تو یہ عقیدہ ہے وہ عقیدہ ہے۔

سیف حقانی کا مصنف تو ہے ہی لکیر کا فقیر جو کچھ مولوی ریحان الدین قاسمی نے لکھ دیا وہ اس نے نقل کر دیا اور مصنف بن گیا۔ ان دونوں سے پہلے مولوی فردوس قصوری نے بھی اپنی چراغ سنت میں یہ شعر نقل کئے تھے لیکن حوالہ اس بے چارے نے بھی نہیں دیا تھا تو یہ نقل پر نقل چلی آرہی ہے آگے دیکھئے اور کون کون نقل مار کر مصنف بنتے ہیں۔ اور بے خبری کا یہ عالم کہ مولوی ریحان الدین قاسمی مصنف "نیادین" کو یہ تک پتا نہیں کہ مولانا رضا حسین اور رضا حسنین اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بیٹے ہیں یا بھتیجے ہیں۔ مصنف اپنے نئے دین میں ص ۲۸ پر ان کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے لڑکے قرار دیتا ہے۔ یہی اس لڑکے ریحان الدین کے لڑکپن کی دلیل ہے۔ اندھے کی لاٹھی جس کے چاہے لگے۔

قارئین کرام کو ہم نے چند حوالوں سے ثابت کر دیا اور واضح ہو گیا کہ کتاب سیف حقانی کوئی "علامہ" محمد عمر کا شاہکار نہیں یہ تو ریحان الدین کی ماری ہوئی نقل ہے اور جو کچھ اور ہے وہ وہی کچھ ہے جس کا رڈ ہم باب دوم میں کر آئے ہیں۔

ہاں البتہ اسی باب چہارم کے ص ۹۰ پر "فرقہ رضاخانی کی رفض نوازیاں" ایک نیا مضمون ہے اس لحاظ سے کہ اس سیف حقانی میں اس کو پہلے بیان نہیں کیا تو آیئے اس کا بھی تجزیہ کریں۔

تعزیہ

مصنف سیف حقانی نے اہلسنّت و جماعت کی رفض نوازیاں بیان کرتے ہوئے تعزیہ بنانے کا الزام لگایا ہے اور ص ۹۱ پر علامہ ابوالبرکات مفتی سیّد احمد صاحب قادری رضوی قدس سرہ کا یہ فتویٰ کسی اشتہار سے نقل کیا ہے۔ حضرت سیّد صاحب کا فتویٰ یہ ہے:

"تازیہ کی اصل صرف اس قدر تھی کہ روضہ پور نور شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہید ظلم و جفا صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل مطابق اصل بنا کر بنیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی ہرج نہ تھا کیونکہ تصویر مکانات وغیرہ میں جاندار کی بنانا رکھنا بیچنا سب جائز و مباح اور ایسی چیزیں کہ بزرگانِ دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی محبت بڑھائیں ان کی تمثال صحیح بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز ہے۔" (بحوالہ اشتہار محرم الحرام ۵۳)

یہ حوالہ نقل کر کے مصنف خود علامہ ابوالبرکات صاحب علیہ الرحمۃ کی طرف سے من مانی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"لہٰذا جمیع اہل اسلام کو چاہیئے کہ وہ تعزیہ امام مظلوم بنا کر تبرکاً اپنے اپنے گھر میں رکھیں جو باعثِ برکت ہے۔"

وضاحت۔ اس فتویٰ پر چند طرح غور کرنا لازم ہے۔

- تو یہ کہ اس فتویٰ میں متعدد لفظی غلطیاں ہیں جو استاذ العلماء علامہ ابوالبرکات قدس سرہ جیسے جلیل القدر فاضل سے ممکن ہی نہیں مثلاً اس چند سطری فتویٰ میں کبھی تازیہ لکھا ہے تو کبھی تعزیہ پُر نور کا پور نور لکھا ہے۔
- مصنف نے خیانت یہ کی ہے کہ حضرت علامہ کے اس فتویٰ کی تیسری سطر میں "تصویر مکانات وغیرہ جاندار کی بنانا رکھنا بیچنا سب جائز و مباح کا وغیر بدل کر وغیرہ کر دیا جس سے فتویٰ کا مفہوم اُلٹا ہو گیا غیر کا وغیرہ کرنے سے مفہوم الٹا اس طرح ہوا کہ علامہ ابوالبرکات صاحب مرحوم کی تحقیق کے مطابق تصویر جاندار کی شرعاً حرام ہے۔ علامہ اپنے فتویٰ میں فرمارہے ہیں کہ تصویر مکانات وغیر جاندار (یعنی بے جان چیزوں کی) کی جائز مباح لیکن مصنف لفظ بدل کر غیر کا وغیرہ بنا کر یہ تاثر دے رہا ہے کہ تصاویر مکانات وغیرہ جاندار کی جائز و مباح ہیں یہ تحریف کھلم کھلا خیانت ہے۔

○ حضرت علامہ ابو البرکات قدس سرہ کا جو فتویٰ اس نے نقل کیا ہے اس کی دوسری سطر میں مذکورہ بالا خط کشیدہ عبارت ملاحظہ۔۔۔ اس میں روضہ امام حسین کی نقل بمطابق اصل موجود ہے اور تیسری سطر میں گھر میں رکھنا مذکور ہے جبکہ رافضی اپنی مرضی کے تعزیے بناتے ہیں۔ آگے آگے ماتم کرتے ہوئے گلی کوچوں اور بازار میں اُٹھائے پھرتے ہیں اِس میں اور اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے نقل بمطابق اصل اور تمثال روضہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر میں بطورِ تبرک رکھنا اور بات ہے اور مرضی کے مختلف النوع تعزیے بنا کر بازاروں میں لے کر پھرنا اور بات ہے۔

○ یہ بات ہماری بلکہ ہر ذی فہم وشعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ محرم ۵۳ء عیسوی کیسے ہوگیا۔ محرم عیسوی مہینہ نہیں ہے بلکہ اسلامی ہجری مہینہ ہے۔ مصنف نے سطر ۶ میں لکھا ہے۔ نقل اشتہار محرم الحرام ۵۳ء عیسوی۔ یہ علامہ ابو البرکات صاحب سے ناممکن۔۔۔

بہر حال مصنف کا نقل کردہ فتویٰ متعدد وجوہ سے ناقابلِ اعتماد اور خیانت و تصرف کا مجموعہ ہے اور اس سے تعزیہ کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ پھر اگر تصویر مزارات گھر میں رکھنا حرام وگناہ ہے تو سوانح قاسمی ج۳ ص۱۴۸ پر بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے "مزار مبارک" کی تصویر کس طرح جائز ہوگئی؟ ہم الافاضات الیومیہ سے ثابت کریں گے کہ مولوی محمد یعقوب نانوتوی اور مولوی اشرف علی تھانوی نے تعزیہ کے جواز کا فتویٰ دیا تھا اور تعزیہ نکالنے والوں کی تائید وحمایت کی تھی۔

کے زیر عنوان ص ۹۲ پر مولانا علامہ ابو الحسنات سیّد محمد احمد صاحب قادری رضوی مرحوم کے ذمہ یہ لگایا گیا۔

" ننگے سر ہونا منہ پیٹنا سیاہ پوش ہونا واویلا کرنا اور اقسام اقسام کے مرثیے پڑھنا نوحہ کرنا نوحہ گر ہونا سر پیٹنا ساتویں تاریخ محرم الحرام کو علی عباس علمدار کا عَلم نکالنا مندرجہ بالا سب جائز ہیں اور افعال آل محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں۔"

اور حوالہ کے طور پر لکھ دیا نقل اشتہار محرم الحرام ۵۳ ء عیسوی از قلم فاضل جلیل عالم نبیل مولانا مولوی حافظ قاری حکیم ابو الحسنات محمد احمد حنفی قادری رضاخانوی اشرفی چشتی نثاروی صابری واحدی مفتی الور پنجاب خطیب مسجد وزیر خاں لاہور۔

ہم باب اوّل کے ابتدائی اوراق میں اس کا مختصر جواب عرض کر چکے ہیں۔ مصنف نے جو کچھ علامہ ابو الحسنات قادری کے ذمہ لگایا ہے وہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا۔ مصنف کے اپنے نقل کردہ الفاظ اور حوالہ کو دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ پرلے درجہ کا کذاب اور اعلیٰ درجہ کا مفتری ہے۔ مصنف کے پاس نہ مولانا ابو الحسنات مرحوم کا اشتہار ہے نہ اس میں یہ مضمون ہے اور یہ حوالہ اس نے غالباً اپنے کسی مولوی ریحان الدین قاسمی یا پروفیسر روحی قسم کے دیوبندی مصنف کی کتاب سے آنکھیں بند کر کے نقل کر دیا ہے۔ مصنف میں دم خم ہے تو وہ یہ حوالہ اور اشتہار ہمیں آکر دکھائے ہم اسے آمد و رفت کا کرایہ پیش کریں گے۔

ہمارے نزدیک مصنف کا جھوٹا ہونا اس طرح ہے کہ

- مصنف نے یہ لکھا ہے نقل اشتہار محرم الحرام ۵۳ ء عیسوی۔ حالانکہ محرم عیسوی مہینہ نہیں۔
- مصنف نے علامہ ابو الحسنات صاحب کے نام گرامی کے ساتھ یہ لکھا ہے مفتی الور پنجاب حالانکہ الور پنجاب میں نہیں الور تو خود ریاست ہے۔ اس نے مولانا کو قادری رضا خانوی لکھا ہے کوئی سنی خود کو رضا خانوی نہیں لکھتا۔ نیز ۵۳ ء میں مولانا علامہ ابو الحسنات قادری علیہ الرحمۃ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں جیل میں تھے۔ پھر سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ اگر علامہ مرحوم واقعی ایسے تھے تو پھر اکابر دیوبند نے علامہ ابو الحسنات کو اپنی مجلس عمل کا مرکزی صدر کیوں تسلیم کر لیا تھا۔ اس مجلس عمل میں مولوی احمد علی صاحب لاہوری، عبد اللہ درخواست۔ احتشام الحق تھانوی۔ محمد علی جالندھری۔ عطاء اللہ صاحب بخاری وغیرہ شامل تھے۔ انہوں نے ایسے عقائد کے حامل کو اپنا مرکزی صدر کیوں تسلیم کیا؟

کے زیر عنوان لکھتا ہے اور حضرت علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد صاحب قادری رضوی قدس سرہ کے ذمہ لگاتا ہے۔

"ابراہیم خلیل اس خبر کو سنتے ہی زار و قطار اشکبار ہوئے۔"

- ارشاد ہوا خلیل جوان کے غم میں روئے گا اسے ثواب اس قدر عطا فرمائیں گے جتنا تمہیں تمہارے فرزند کی قربانی کا ہوا۔ (از ابوالحسنات محمد احمد بن محمد بن مولوی دیدار علی اوراق غم، ص ۱۵)

حالانکہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اور سیّدنا اسماعیل علیہم السلام کا واقعہ ہے غم اور اشکبار ہونے کی بات ہے نہ کہ ماتم کا حکم۔

- پھر لکھتا ہے: "شہزادۂ کونین سیّد الشہدا روز قیامت عرصہ محشر میں خون آلود چہرہ لے کر آئیں گے اور جنابِ الٰہی میں عرض کریں گے "رب شفعي فمن بكى على مصيبتي" میری شفاعت اس شخص کے حق میں قبول فرما جو میری مصیبت کو یاد کرکے گریہ کناں ہوا۔ (اوراق غم، ص ۱۵)

حالانکہ گریہ رونے کو کہا جاتا ہے اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں رونا شرعاً منع نہیں ہے۔

- پھر لکھتا ہے۔۔۔ "اہل مدینہ چیخ چیخ کر اور آہیں اور ضبط غم سے سر پھوڑ رہے تھے۔" (اوراق غم، ص ۴۲)

حالانکہ یہاں ضبط غم سے سر پھوڑنے کا لفظ موجود ہے ماتم کرنے یا اظہار غم کے طور پر زنجیروں سے سر پھوڑنے کا حکم نہیں ضبط غم اور اظہار غم و ماتم میں فرق ہے۔ باقی رہا چیخیں مار کر رونا تو یہ اس وقت کی بات ہے جب واقعہ شہادت رونما ہوا تھا واقعی اہل مدینہ اہل ایمان روئے تھے ممکن ہے کہ کوئی نجدی خارجی یزیدی نہ رویا ہو۔

- پھر لکھتا ہے علی عباس علمبردار لشکر کا اگر ساتویں کو علم نکال رہے ہو تو ایک جھنڈا جس پر لا الہ الا اللہ ہو نکالو تاشے باجے ساتھ نہ ہوں۔ (اوراق غم، ص ۳۱۲)

اس جگہ بھی روافض سے مشابہت نہیں ہے وہ بکثرت رنگ برنگ علم نکالتے ہیں۔ علامہ مرحوم نے لکھا ہے ایک جھنڈا جس لا الہ الا اللہ ان کے ساتھ ڈھول باجے تاشے وغیرہ ہوتے ہیں۔ علامہ فرما رہے ہیں کہ یہ چیزیں نہ ہوں۔ پھر اہلسنّت و روافض میں یکسانیت کیسی؟

مذکورہ بالا چند حوالہ جات نقل کر کے مصنف سیف حقانی اپنے ناظرین کو دعوتِ فکر دیتا ہوا لکھتا ہے:۔

"قارئین کرام خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کیا اب بھی کسی کو اس فرقہ (اہلسنّت) کے شیعہ ہونے میں کوئی شبہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ فرقہ صرف در پردہ ہی نہیں کھلم کھلا رافضی ہے۔ ایک بات جو شیعہ حضرات کے ساتھ خاص ہے۔ بلکہ بیچارے رضاخانیوں کو بھی حصہ ملنا چاہئے اور وہ ہے ریڈیو اور ٹیلویژن پر مجلس شام غریباں جس کا موقع ان کو بھی بہر حال ملنا چاہئے۔"

جاہل دیوبندی مایوسی سے مروی ہوئی قوم اپنے ایک عدد آخری مصنف کی اس لفاظی پر واقعی بہت خوش ہوئی ہوگی۔ اس نے اہلسنّت و جماعت کو منٹوں میں رافضی بنا کر مجلس شام غریباں پڑھوادی۔ واہ واہ "علامہ" محمد عمر قریشی واہ واہ۔ مگر آیئے اس پر ایک تحقیقی نظر ڈالیں کہ رافضی ہے کون؟ رفض نوازیاں کس فرقہ کا شیوہ ہے اور کون فرقہ شیعہ عقائد و افکار کا حامل ہے۔

دیوبندیت یا رافضیت

آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشہ کہیں جسے

دیوبندی کتب کے مطالعہ اور تحقیق سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ دیوبندیت رافضیت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اوران دونوں فرقوں میں ذہنی فکری اور اعتقادی ہم آہنگی موجود ہے۔ ثبوت موجود ہے مگر شورش کالایا ہوا برٹش لائبریری کا نہیں دیوبندیوں کا اپنے گھر یعنی ان کے اپنے بڑے بوڑھوں کا۔

بانی مدرسہ دیوبند کا خاندان شیعہ تھا

سوانح "مولانا محمد احسن نانوتوی" کا مصنف مولوی احسن نانوتوی اور مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے خاندانی حالات بیان کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"مولوی محمد ہاشم کے پرپوتے شیخ ابوالفتح تھے جن کے تین بیٹے ہوئے حکیم عبداللہ، شیخ محمد عاقل اور شیخ علاؤالدین۔ حکیم عبداللہ کی اولاد کو دنیوی اعزاز ملا۔ شیخ علاؤالدین کی اولاد علم و امارت میں حکیم عبداللہ اور شیخ محمد عاقل کی اولاد کی برابری کو نہ پہنچ سکی ان ہی شیخ علاؤالدین کے پرپوتے شیخ اسد علی تھے جن کے نامور فرزند مولانا محمد قاسم نانوتوی ہوئے اور اس طرح اس شاخ کو خصوصی شرف و امتیاز حاصل ہوا۔ شیخ محمد عاقل کی اولاد دولت و امارت کے اعتبار سے خاندان میں ممتاز تھی مگر اس شاخ نے شیعت اختیار کر لی تھی۔ اور وہ شیخ تفضل حسین (ابن شیخ علی محمد) تھے۔" (سوانح مولانا محمد احسن نانوتوی ۱۵۔۱۶)

یہ کتاب مفتی محمد شفیع دیوبندی کی مصدقہ ہے۔

اسی طرح مولوی مناظر احسن گیلانی مرتب سوانح قاسمی لکھتے ہیں:۔

"شیخ تفضل حسین شیعہ مذہب ہو گئے تھے۔ ہماری جائداد کے شریک تھے۔ کچھ بھی ہو دو باتیں تو قطعی ہیں یعنی شیخ تفضل حسین (نانوتوی دیوبندی) پہلے سنّی (نہیں دیوبندی) تھے اور سنت کے طریقہ کو چھوڑ کر شیعہ ہو گئے تھے۔" (سوانح قاسمی، ج ا ص ۱۷۱۔۱۷۲)

یہ کتاب قاری طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند کے حسب ہدایت شائع کی گئی ہے اور اس کا صفحہ بعنوان تقریب ننگ اسلاف حسین احمد صدر دیوبند نے ۲۵/ رجب ۷۳ھ کو لکھا تھا۔

دیوبندی مذہب میں تعزیہ کی اجازت

دیوبندی حکیم الامت جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں:۔

"ایک گاؤں ہے کانپور کے ضلع میں گجنیر پورب میں وہاں کے لوگوں کے متعلق شدھی ہونے کی خبر سنی تھی میں اس گاؤں میں ایک مجمع کے ساتھ گیا اور اس باب میں ان لوگوں سے گفتگو کی۔ ان میں سے ایک شخص تھا جو ذرا چودھری سمجھا جاتا تھا میں نے اس کو بلا کر (چودھریوں کا چودھری جو ہوا) دریافت کیا سنا ہے کہ تم شدھی ہونے کو تیار ہو۔ اس نے کہا، میرے ہاں تعزیہ بنت ہے (بنتا ہے) ہم ہندو کاہے کو ہونے لگے۔ میں (اشرف علی) نے اس کو تعزیہ بنانے کی اجازت دیدی۔ (الافاضات الیومیہ، ج۴ص۱۳۹)

مولوی محمد یعقوب نانوتوی

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے استاد اور مدرسہ دیوبند کے مدرس اعلیٰ تھے۔ ان کی سنئے چھوٹے میاں سو چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ۔ ان کے متعلق تھانوی صاحب خود فراخدلانہ انکشاف کرتے ہیں۔

"اجمیر میں مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل تعزیہ کی نصرت کا فتویٰ دیا تھا۔" (الافاضات الیومیہ، ج۴ص۱۳۸)

عجب ڈھیٹ ہیں دیوبندی کہ اپنا وبال دوسرے کے سر ڈالنا چاہتے ہیں۔

نوحہ و ماتم اور غم

دیوبندی مذہب میں ماتم اور غم کرنا گریہ کناں ہونا جائز ہے مگر غم اور گریہ سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ناجائز ہے لیکن مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا غم منانا اور ماتم کرنا جائز ہے۔ سنئے اور سر دھنئے مولوی رشید و صاحب گنگوہی کے مرنے پر مولوی محمود الحسن نے ایک مرثیہ لکھا اس میں فرمایا:۔

فرق درجات کا قصہ تو جدا ہے لیکن
عام تھا عالم اجسام میں اس کا ماتم

(مرثیہ گنگوہی، ص۱۹)

ایک دوسری لہر میں ماتم کا رنگ یوں نمایاں نظر آتا ہے:۔

جہاں تھا خندہ شادی وہاں ہے نوحہ و ماتم
جو تاج خسروی تھا آج ہے کشکول ساسانی

(مرثیہ گنگوہی، ص۲)

یہ تو تھی عالم اجسام میں مولوی رشید کے عام ماتم کی بات کوئی عالمِ ارواح کی بات نہ تھی۔ اب دیکھئے شیعہ رافضی لوگ آگ پر ماتم کرتے ہیں تو دیوبندی بھی اس رافضیت میں پیچھے نہیں۔ ثبوت ان کے گھر سے لیجئے اور بڑے سے بڑے کا لیجئے۔ مولوی محمود الحسن صاحب کانگریسی کٹھ پتلی حسین احمد کے گروہی تو ہیں بلکہ گرو گھنٹال۔ وہ لکھتے ہیں:۔

لوٹتے آگ پہ تھے حضرت یعقوب و رفیع
خون آنکھوں سے بہاتے تھے رشید عالم

(مرثیہ گنگوہی، ص۱۹)

چلئے جناب مولوی شیدو صاحب کے غم میں نڈھال مولوی محمد یعقوب نانوتوی اور مولوی رفیع دیوبندی آگ پر لوٹتے رہے یہ ان کا اپنا معاملہ ہے خالص ذاتی معاملہ ہے ان کا اپنا اندرونی معاملہ ہے آگ پر لیٹ لیٹ کر آگے کی تیاری کریں مگر اپنی بلا دوسروں کے سر ڈالنے کا بے ڈھنگا وطیرہ کیوں اختیار کر رکھا ہے یہ کیا پالیسی ہے؟ ابھی ہم اوپر کے حوالہ میں بیان کر چکے ہیں اجسام کا ماتم ثابت کر چکے ہیں مگر دیوبندی تو غمِ رشید میں اپنی جان کے دشمن ہوگئے خود بدولت فرماتے ہیں:۔

خبر بھی ہے کہ کس جانِ جہاں نے ہم سے منہ موڑا
کوئی بے وجہ ہم اپنے ہوئے ہیں دشمن جانی؟

(مرثیہ گنگوہی، ص۴)

اب پتا چلا کہ دیوبندی ماتم کرتے کرتے اپنی جان کے دشمن کیوں ہوگئے تھے اور خودکشی پر کیوں تیار تھے اصل میں جانِ جہان نے ان سے منہ موڑ لیا تھا۔

اب چلتے چلتے یہ بھی دیکھ لیں گنگوہی جی کا موت کا غم تھا کیسا سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نواسہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت کی طرح کوئی چھوٹا موٹا غم تھا جس پر علامہ ابو الحسنات قدس سرہ جیسے عشاق و خدام اہل بیت غم کریں یا کوئی بھاری بھر کم غم تھا۔ تو جناب ان کے مذہب میں اپنے مولوی شیدو کا غم ہی بھاری بھر کم اور سارے غموں کا آقا ہے لکھتے ہیں:۔

ہزاروں غم ہیں دنیا میں بتائیں نام کس کس کا
غمِ مرشد ہے پر مرشد غموں کا ہے یہ وجدانی

(مرثیہ گنگوہی، ص۴)

ان کے نزدیک سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غم کی کیا حیثیت ہے۔ غم مرشد گنگوہی جو غموں کا مرشد ٹھہرا۔ یہ ہمارا الزام نہیں بقلم خود بیان ہے۔ آیئے اس مفہوم کو اور نکھار کر پیش کرتے ہیں یہ تو آپ دیکھ ہی چکے سب غموں کا مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا غم تھا اور ہے اور رہے گا مگر یہ بھی تو دیکھو سب کی اُلفت و محبت سب سے زیادہ ان کے دل میں کس کی ہے تو الفت و محبت پر بھی شاملی کے میدان میں لڑنے والے ان مجاہدین کا دلیرانہ فیصلہ سن لیجئے۔ فرماتے ہیں:۔

سب کی الفت پہ تھی اس کی ہی محبت غالب
سب غموں پر جو تھا ممتاز یہی تھا وہ غم

(مرثیہ گنگوہی، ص۲۱)

حالانکہ حدیث شریف میں ہے:

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین

"تم میں کوئی مسلمان نہ ہو گا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں (استادوں پیروں) سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔"

یہی کچھ آیہ کریمہ "قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُ کُمْ وَ اَبْنَآؤُ کُمْ وَ اِخْوَانُکُمْ" میں ہے۔ لیکن ان لوگوں پر الفت و محبت رشید گنگوہی کی غالب ہے اور یہ سب مغلوب ہیں۔

دیوبندیوں کی مجلس شام غریباں

مصنف سیف حقانی نے حقانیت کا منہ چڑاتے ہوئے سنیوں کو مجلس شام غریباں بیان کرنے کیلئے ریڈیو اور ٹیلیویژن والوں سے سفارش کی ہے مگر ہم بتاتے ہیں کہ مجلس شام غریباں تو دیوبندیوں کا شعار ہے۔ اپنے شیخ الہند محمود الحسن کی آواز میں سنئے:۔

نہ صبح وطن کیونکر بتر شام غریباں سے
فراق دلربا میں گھر ہے رشک کنج زندانی

(مرثیہ، ص۴)

شام غریباں کے بعد جس طرح شیعہ سینہ پر ہاتھ مارتے ہیں اسی طرح ان کا ہاتھ بھی سینہ پر دیکھئے مگر گنگوہی جی کے غم میں۔

خبر ہے جان کو دل کی نہ دل کو جان کی پروا
فقط سینہ پہ ہے ہاتھ اور زانوں پر ہے پیشانی

دیابنہ کی رفض نوازیاں

رفضہ سے روابط کی بحث چل ہی نکلی ہے تو ہم بھی ذرا تفصیل سے اس موضوع پر دیابنہ کے اکابر کی معتبر شہادتیں پیش کرتے ہیں جس سے احبابِ اہل سنت تو کیا خود فرقہ دیابنہ کے اندھے مقلدوں کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

دیوبندیوں کی لڑکی شیعوں کے نکاح میں

دیوبندی حکیم الامت جناب اشرف علی صاحب کے پاس ایک استفتاء آیا۔ سوال وجواب دونوں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ سنی (دیوبندی وہابی) المذہب عورت بالغہ کا نکاح زید شیعی مذہب کے ساتھ برضائے شرعی باپ کی تولیت میں ہوگیا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ سنی وشیعہ کا تفرق مذہب نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے عند الشرع صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ نکاح منعقد ہو گیا لہٰذا سب اولاد ثابت النسب ہے اور صحبت حلال ہے۔

(امداد الفتاویٰ، ج ۲ ص ۲۸۔۲۹۔ از مولوی اشرف علی صاحب)

ذبیحہ رافضی حلال

ایک سائل نے شیعوں رافضیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہونے سے متعلق فتویٰ طلب کیا۔ سوال وجواب دونوں ملاحظہ ہوں۔

سوال۔ ذبیحہ رافضی کے ہاتھ کا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ شیعہ کے ذبیحہ میں علمائے اہلسنت کا اختلاف ہے راجح اور صحیح یہ ہے کہ حلال ہے۔ (امداد الفتاویٰ، ج ۲ ص ۱۲۳)

یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تھانوی کے نزدیک رافضی شیعہ ہیں۔

اہل تعزیہ کی نصرت

"شیعوں اور ہندوؤں کی لڑائی اسلام اور کفر کی لڑائی ہے شیعہ صاحبان کی شکست اسلام اور مسلمان کی شکست ہے۔ اس لئے اہل تعزیہ کی نصرت کرنی چاہیے۔" (الافاضات الیومیہ، ج ۴ ص ۱۳۹)

صحابہ کرام کو ملعون و مردود کہنے اور صحابہ کی تکفیر کرنے والا اہلسنت

صحابہ پر طعن و مردود و ملعون کہنے والا۔۔۔ اور جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے۔۔۔ اور وہ اپنے کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۳۰)

رافضی کی نمازِ جنازہ

"حضرت (مولوی قاسم نانوتوی) نے ان (رافضیوں) کے اصرار پر منظور فرمالیا اور جنازہ پر پہنچ گئے۔ نماز (جنازہ پڑھانے کیلئے کہا گیا تو آگے بڑھے اور شیعہ کی نماز (جنازہ) شروع کردی۔" (سوانح قاسمی، ج۲ص ۷۱)

اس ضمن میں ایک نام نہاد کرامت گھڑی گئی ہے جو بجائے خود اہل دیوبند کے نزدیک خدائی طاقت کے مترادف ہے۔

"مشہور شیعہ عالم اور وکیل مظہر علی اظہر انتقال فرما گئے۔ نمازِ جنازہ دیال سنگھ کالج گراؤنڈ میں ۳/نومبر ۷۴ء بروز اتوار ادا کی گئی نمازِ جنازہ صبح دس بجے حضرت مولانا عبیداللہ انور (جانشین مولوی احمد علی صاحب) نے پڑھائی۔" (خدام الدین لاہور ۸/نومبر ۷۴ء۔ ص ۳)

"شیعہ لیڈر مظفر علی شمسی کی نمازِ جنازہ کے فرائض ملک مہدی حسن علوی (شیعہ) نے ادا کئے نمازِ جنازہ میں مولانا عبدالقادر آزاد (دیوبندی) مولانا تاج محمود (دیوبندی) مولانا ضیاء القاسمی (دیوبندی) ڈاکٹر مناظر (دیوبندی) میاں طفیل محمد (امیر جماعت اسلامی) چوہدری غلام جیلانی (جماعت اسلامی) کے علاوہ ہزاروں مداحوں نے شرکت کی۔" (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱/۶/۷۶)

شیعہ کی رسم قل میں

"ادارہ تحفظ حقوق شیعہ کے سیکریٹری مظفر علی شمسی کی رسم قل ان کی اقامت گاہ پر ادا کی گئی۔ مولانا کوثر نیازی (پیپلز پارٹی) مولانا عبدالقادر آزاد، مولانا ضیاء القاسمی (دیوبندی سیکریٹری دیوبندی تنظیم اہلسنّت) اور سینکڑوں سیاسی سماجی کارکنوں نے شرکت کی۔" (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۲/۶/۷۶)

ملّی نقصان

"مولانا مفتی محمود (استاذ مصنف سیف حقانی) مولانا عبیداللہ انور نے ممتاز شیعہ رہنما مظفر علی شمسی کی وفات کو ایک ملّی نقصان قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی وفات سے ملک ایک معتدل سرگرم اور دردمند رہنما سے محروم ہو گیا۔"
(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱/۶/۷۶)

گہرا رنج و غم اور قرار داد

لائلپور ۲۰/جون مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ایک ہنگامی اجلاس میں مولانا عبدالرحیم اشرف، مولانا تاج محمود (دیوبندی) مولانا محمد صدیق (دیوبندی) نے شرکت کی۔ ایک قرار داد کے ذریعہ شیعہ رہنما (و مناظر) مولانا محمد اسماعیل کی موت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور (شیعہ) مولانا (اسماعیل فاضل دیوبندی) کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔
(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱/۶/۷۶)

اب ہم مصنف سیف حقانی سے صرف اتنا عرض کریں گے:۔

دوسروں کے عیب بیشک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

اُمید ہے بقلم خود علامہ قریشی کے دماغ سے وہ غلط فہمی دور ہوگئی ہوگی جو ایک عرصہ سے دماغ میں بسی ہوئی تھی کہ بریلوی رافضی ہیں یا رافضی نواز ہیں تعجب ہے "علامہ" قریشی صاحب رافضی بنے توبانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم صاحب نانوتوی کا خاندان تعزیہ بنوائیں اور اجازت دیں تو مولوی یعقوب و مولوی اشرف علی صاحب ماتم و نوحہ اور شام غریباں کریں تو مولوی محمود الحسن صاحب رافضیوں کی نمازِ جنازہ پڑھیں تو آپ کے اکابر رافضیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال قرار دیں تو آپ کے اکابر، رافضیوں سے اپنی لڑکیوں کے نکاح جائز قرار دیں تو آپ کے اکابر، صحابہ کرام کو ملعون و مردود کہنے اور ان کی تکفیر کرنے والے کو سنت جماعت قرار دیں تو آپ کے مولوی گنگوہی، رافضیوں کی موت کو ملّی نقصان قرار دیں تو آپ کے استاذ مفتی محمود، رافضیوں کے مرنے پر گہرا رنج و غم ہو تو آپ کے اکابر کو، ان کی رسم قل میں شرکت کریں تو آپ کے علماء۔۔۔۔ لیکن آنکھیں بند کر کے الزامات لگائے جا رہے ہیں اہلسنّت و جماعت پر اور رفض نوازیوں کا افتراء علمائے اہلسنّت پر کیا جا رہا ہے۔ یہ کہاں کی دیانت اور کیسا انصاف ہے۔

دیوبندی دین کا قرطاس ابیض

مصنف سیف حقانی نے ص ۷۵ پر باب چہارم میں "بریلوی دین کا قرطاس ابیض" کے تحت جو الزامات لگائے تھے اور اہلسنّت سے جو عقائد منسوب کئے تھے الحمدللہ ہم ان کے جواب سے فارغ ہوئے۔ اب مصنف کی ضیافت طبع کیلئے "دیوبندی دین کا قرطاس ابیض" پیش کرتے ہیں۔

انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی
انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زباں میری ہے بات ان کی

مولوی اسماعیل دہلوی

بر صغیر ہند وپاک میں وہابیت کے بانی ہیں شیخ نجدی ابن عبد الوہاب کی کتاب التوحید کے مترجم اور اس کی تعلیمات کے پہلے مبلغ وناشر اور صراط مستقیم، تقویۃ الایمان، ایضاح الحق، یکروزی جیسی گستاخانہ کتب کے مصنف ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر مکر کا دھبہ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

- اللہ کے مکر سے ڈرنا چاہئے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۵۵)
- غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کرلیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۲۳)

گویا اللہ تعالیٰ کا علم قدیم و لازم نہیں جب چاہے دریافت کرلے چاہے تو بے علم رہے۔

- اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے اور ہر انسانی نقص وعیب اس کیلئے ممکن ہے۔ (یک روزی، ص ۱۷ الخصاً)
- اللہ تعالیٰ کو زمان ومکان سے پاک ماننا بھی بدعت ہے۔ (ایضاح الحق، ص ۳۵)
- رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نماز میں خیال اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے بدرجہا بدتر ہے۔ (صراط مستقیم فارسی، ص ۹۵۔ اردو، ص ۲۰۱)
- ہر مخلوق (خواہ نبی ولی صحابہ ہوں) بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۵)
- مقبولانِ حق کے معجزہ وکرامت جیسے بہت افعال بلکہ ان سے زیادہ قوی واکمل کا وقوع طلسم وجادو والوں سے ممکن ہے۔ (منصب امامت، ص ۱۸)
- محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ۔۔۔۔ مارے دہشت کے بے حواس ہوگئے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۶۸)
- انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ (نبی) بڑا بھائی ہے اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۴۷)
- بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور ۔۔۔۔ نادان ۔۔۔ لوگوں کو پکارنا محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص (خدا) کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۲۹، ۳۴)

کیا دیوبندی وہابی مذہب کے سوا اللہ کو شخص اور انبیاء اولیاء کو بے خبر، نادان، بے حواس، ناکارے کہنے کا کوئی مسلمان تصور کرسکتا ہے؟

- اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ جبرائیل اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے برابر پیدا کرڈالے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۳۶)

مرزائیوں نے ایک کو کھڑا کیا۔ وہابیوں کے ہاں کروڑوں کا امکان ہے۔

- جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص ۴۹)
- رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان، ص ۷۱)
- جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی اُمت کا سردار (بے اختیار) ہے۔ (ص ۷۸)
- کسی بزرگ (نبی ولی) کی شان میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو وہی کرو۔ اس میں بھی کمی ہی کرو۔ (ایضاً)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان باندھتے ہوئے آپ کی طرف سے لکھا کہ

- میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان، ص ۷۵)

دیوبندی وہابی مذہب کے علاوہ کوئی مسلمان آپ پر جھوٹا بہتان باندھنے اور آپ کو مردہ و مٹی میں ملنے والا کہنے کی جرأت کر سکتا ہے؟

بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی

انہوں نے لکھا ہے کہ

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ (تحذیر الناس، ص ۳)

اس عبارت میں معنی ختمِ نبوت میں تحریف اور خاتم بمعنی آخری نبی واس کی فضیلت کا انکار کرنے کے بعد منکرین ختم نبوت کی مزید حوصلہ افزائی کیلئے لکھا ہے:۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔" (تحذیر الناس، ص ۲۴)

مسئلہ ختمِ نبوت پر ہاتھ صاف کرنے کے بعد ایک اور گل کھلایا ہے کہ

"انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔" (تحذیر الناس، ص ۵)

دیوبندی مذہب کے سوا اُمتی کے نبی سے مساوی ہونے اور بڑھنے کا تصور اور کہاں مل سکتا ہے؟

مولوی رشید احمد گنگوہی

دیوبندی وہابی مکتب فکر کے بانی اسلام ثانی ہیں۔ انہوں نے تقویۃ الایمان جیسی رُسوائے زمانہ گستاخانہ وشدید دل آزار کتاب کے متعلق لکھا ہے کہ

- کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۳۵۱)

یعنی جس نے اس گستاخانہ کتاب کے رکھنے پڑھنے عمل کرنے سے کوتاہی کی وہ عین اسلام سے محروم رہا (استغفر اللہ) ان کے نزدیک "تقویۃ الایمان" کی گستاخیوں کے باعث۔

- جو اس کو کفر اور مولوی اسمٰعیل کو کافر کہے وہ خود کافر اور شیطان ملعون ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۵۲۔۳۵۶)
- مگر جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے۔۔۔ وہ اس گناہِ کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ (ص ۴۳۰)
- تقویۃ الایمان کے زیر اثر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "مجھ کو بھائی کہو"۔ (ص ۳۹۶)
- ان کے نزدیک ہندو تہوار ہولی یا دیوالی کی کھیلیں، پوری کھانا درست ہے۔ ہندو کے سودی روپیہ کے پیاؤ سے پانی پینے میں مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۷۴)
- لیکن محرم میں ذکرِ شہادت حسنین کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور حرام ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۳۵)
- شہیدانِ کربلا کا مرثیہ جلا دینا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۷۶)

لیکن خود ان کا مرثیہ دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی نے شائع کیا۔

- قبلہ وکعبہ کسی کو لکھنا درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۶۵)

لیکن "مرثیہ" میں انہیں قبلہ حاجات روحانی وجسمانی لکھا ہے۔

- بچوں کی سالگرہ اور اس کی خوشی میں کھانا کھلانا جائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۶۲)
- لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محفلِ میلاد بہر حال ناجائز ہے۔ اگرچہ روایات صحیح پڑھی جاویں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۲۶)
- زاغ معروفہ (کوا) کھانے والے کو ثواب ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۹۶)
- لیکن غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں کا کھانا "حرام" ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۳۳)
- مولوی اسمٰعیل قطعی جنتی ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۵۲)
- لیکن۔۔۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں جانتے کہ۔۔۔ کیا کیا جاوے گا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ۔ (ص ۴۳۴)
- لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہیں۔۔۔ اگر (کسی) دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲ ص ۹)

مولوی اشرف علی تھانوی

دیوبندی وہابی مکتب فکر کے مجدد و حکیم الامت ہیں۔ انہوں نے بانی دیوبندیت مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی ختم نبوت میں تحریف سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے رسالہ "الامداد" ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵ پر اپنے ایک مرید کی طرف سے بدیں الفاظ اپنا کلمہ و درود شائع کیا۔

- لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی اور حالت خواب و بیدار میں اس کلمہ و درود پڑھنے والے مرید کو تسلی دی کہ "جن کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ متبع سنت ہے"۔

کیا یہ مرزائیت سے اندرونی اتحاد نہیں ہے؟ ایک طرف تو تھانوی صاحب نے اپنے آپ کو اتنا بڑھایا کہ اپنا کلمہ و درود تک پڑھوایا۔ اور دوسری طرف نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہاں تک تنقیص و گستاخی کہ

- بعض علوم غیبیہ میں ۔۔۔۔ حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔۔۔۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون (بچہ و پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چوپاؤں) کیلئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان، ص ۸)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

براہین قاطعہ اور المہند جیسی مشہور دیوبندی کتب کے مصنف ہیں۔ ان کتب پر مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی اشرف علی تھانوی جیسے اکابر دیوبند نے تصدیقات کی ہیں پھر براہین قاطعہ تو مولوی گنگوہی جی ہی کے حکم پر لکھی گئی تھی اس میں فخر المحدثین شیخ علامہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ پر افتراء کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

- حضور نے فرمایا (معاذ اللہ) "مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں" حالانکہ شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ نے اس نظریہ کی تردید فرمائی ہے۔

نیز شیطان اور ملک الموت کا علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وسیع قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے"۔ (براہین قاطعہ، ص۵۱)

- ایک صالح (دیوبندی وہابی) فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علمائے دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان (اردو) آ گئی۔ سبحان اللہ اس سے رُتبہ اس مدرسہ (دیوبند) کا معلوم ہوا۔ (براہین قاطعہ، ص۲۶ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی)

- روپیہ منی آرڈر سے بھیجنا درست نہیں خواہ اس میں کچھ پیسہ دیئے جائیں یا نہ دیئے جائیں۔
- منی آرڈر درست نہیں جیسا ہنڈی درست نہیں دونوں میں معاملہ سود کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۷۹)
- منی آرڈر اور ہنڈی میں کچھ فرق نہیں دونوں کا ایک حکم ہے منی آرڈر کرنا سود میں داخل ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۸۰)
- بنک میں روپیہ داخل کرنا نادرست ہے خواہ سود لے یا نہ لے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۸۱)
- اس زمانہ کی وکالت اور مختانہ حلال نہیں (حرام ہے) ان کا کھانا بھی اچھا نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۵۸)
- کچہری میں جھوٹ بولنا۔ احیاء حق کے واسطے کذب (جھوٹ بولنا) درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۵۸)
- مسلمانوں کے میلوں (عرسوں) جیسے اجمیر پیران کلیر وغیرہ میں واسطے سوداگری یا خریداری کے جانا درست نہیں حرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۵۵، ۲۵۶)
- عیدین میں (عیدالفطر و عیدالاضحیٰ) کو معانقہ کرنا (گلے ملنا) بدعت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۴۳)
- بروز ختم قرآن شریف مسجد میں روشنی کرنا بدعت و نادرست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۶۰)
- شادی اور ختنہ کی روٹی نہ اس گھر میں کھانا جائز جہاں رسوم ہو رہی ہوں نہ دوسرے گھر میں لینا جائز۔ (ص ۴۵۷۔۴۵۸)
- جس جگہ زاغ معروفہ (مشہور دیسی کالا کوا) کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ کوا کھانے والے کو ثواب ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۹۶)
- ترکی ٹوپی اصل شعار نیچریوں کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۸۵)
- دفع ظلم کے واسطے رشوت دینا درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۰۱)
- محرم میں ذکرِ شہادت حسنین علیہم السلام کرنا اگرچہ بروایاتِ صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۳۵)
- پیر یا استاد کی برسی کرنا خلافِ سنت و بدعت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۶۱)

ہم نے اس عنوان کے تحت مذہبی اختلافی مسائل کو نہیں اٹھایا بلکہ ایسے مسائل کو نقل کیا جو روز مرہ زندگی میں سامنے آتے ہیں۔ بتایا جائے کہ دیوبندی اپنے بانی اسلام مولوی رشید گنگوہی کے فتاویٰ رشیدیہ پر کیونکر عمل کرتے ہیں؟ بتایا جائے کہ اس وقت کون سا دیوبندی ان چیزوں کو قصداً نہیں اپنا رہا؟

کاش کہ مصنف سیف حقانی نے بریلوی مذہب کا قرطاس ابیض شائع کرنے سے پہلے دیوبندی دھرم کا قرطاس ابیض ایک نظر دیکھا ہوتا۔

دیوبندی وہابی عموماً علمائے اہلسنّت پر تکفیر مسلم کا الزام لگاتے ہیں اور تکفیر کے الزام کو اچھے خاصے پروپیگنڈا کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ ابھی یہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ بریلوی بلاوجہ کافر کہتے ہیں۔ یہی کچھ مصنف سیف حقانی نے ص ۱۴ پر بعنوان "تکفیر مسلم کا مشغلہ" کہا ہے۔ حالانکہ علمائے اہلسنّت میں سے کسی نے بھی کسی کو بلاوجہ کافر نہیں کہا نہ کسی مسلمان کو کافر کہا۔ امام اہلسنّت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ اس الزام کا طلسم چاک کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ناچار عوام المسلمین کو بھڑکاتے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علماء اہلسنّت کے فتویٰ تکفیر کا کیا اعتبار یہ لوگ تو ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں۔ ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسماعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا۔ مولوی اسحاق صاحب کو کہہ دیا۔ مولوی عبدالحیٔ صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذاللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جو پورے ہی حد حیاء سے اونچے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ عیاذاًباللہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہہ دیا۔ جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انہوں نے اسے کافر کہہ دیا۔ یہاں تک کہ ان میں کے بعض بزرگواروں نے مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم و مغفور سے جاکر جڑدی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت سیّدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ جنتِ عالیہ عطا فرمائے۔ انہوں نے یہ آیہ کریمہ "اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا" پر عمل فرمایا خط لکھ کر دریافت کیا جس پر یہاں سے رسالہ انجاء البری عن وسواس المفتری لکھ کر ارسال ہوا اور مولانا نے مفتری کذاب پر لاحول شریف کا تحفہ بھیجا۔ غرض ہمیشہ (دیوبندی وہابی) ایسے ہی افتراء اٹھایا کرتے ہیں"۔ (تمہید ایمان، ص ۴۷۔۴۸۔ از اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ)

ثابت ہوا امام اہلسنّت و علمائے اہلسنّت پر تکفیر مسلم کا الزام سراسر غلط و من گھڑت ہے۔ اہلسنّت کسی کو بلاوجہ کافر نہیں کہتے اور مسلمان کو کافر نہیں کہتے تکفیر مسلم کے ناپاک الزام سے ہمارا دامن پاک ہے۔ ہاں البتہ علمائے اہلسنّت نے ایسے لوگوں کو یقیناً کافر قرار دیا جنہوں نے۔۔۔۔

- اللہ عزّوجل (سبوح وقدوس) پر امکان کذب وو قوع کذب کا افتراء کیا۔ (فتویٰ گنگوہی)
- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کو عوام کا خیال بتا کر بالکل غلط اور جدید معنی پہنائے اور قادیانی دجّال اور دیگر مرتدوں کیلئے نبوت کا دروازہ کھولنے کی ناپاک کوشش کی۔ (تحذیر الناس)
- نبی اکرم رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب شریف کو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے علمِ غیب سے تشبیہ دی۔ (حفظ الایمان)
- شیطان مردود کے وسعتِ علم محیط ارض کو نص سے ثابت مانا اور سرکارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعتِ علم محیط ارض کو خلاف نصوص اور شرک قرار دیا۔ (براہین قاطعہ)

ایسے عقائد باطلہ کے حامل افراد بلاشبہ کافر و مرتد ہیں۔ دائرۂ ایمان و اسلام سے خارج ہیں۔ یہ عقائد کس کے ہیں؟ یہ معلوم کرنا کوئی ایٹمی راز نہیں فتویٰ گنگوہی کا فوٹو موجود ہے۔ تحذیر الناس مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی۔ حفظ الایمان مولوی اشرف علی تھانوی۔ براہینِ قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل انبیٹھوی۔ مصدقہ مولوی رشید گنگوہی چھپی ہوئی موجود ہیں۔ آج بھی مل جاتی ہیں۔ ان کتابوں کی ناپاک عبارتوں پر صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تنہا فتویٰ نہ دیا۔ بلکہ حسام الحرمین شریف موجود ہے۔ عرب و عجم کے جلیل القدر اکابر و مشاہیر علماء و فقہاء کی تصدیقات موجود ہیں الصوارم الہندیہ موجود ہے برصغیر ہند کے مشاہیر کرام کی تصدیقات موجود ہیں مگر تعجب ہے کہ دیوبندی تکفیر کو تو برا سمجھتے ہیں توہین کو برا نہیں سمجھتے۔ اگر کوئی توہین و تنقیص نہ کرتا تو کوئی بھی تکفیر نہ کرتا۔ اگر مصنف سیف حقانی تکفیر کو بلاوجہ سمجھتا ہے تو وہ اپنے کسی بھی دیوبندی مکتبہ سے تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان لے کر ہمارے پاس آجائے۔ ہم اس کو مذکورہ بالا عبارتیں نکال کر دکھادیں گے۔

تکفیر مسلم کے حوالہ جات

قارئین کرام یہ جان کر حیران ہوں گے کہ مصنف سیف حقانی نے ص ۱۴ پر تکفیر مسلم کے تحت جو حوالہ جات نقل کئے ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مصنف کو نہ صرف علمائے دیوبند کی ہی تکفیر بری لگتی ہے۔ بلکہ دیوبندیوں کے ساتھ قادیانیوں، وہابیوں، نیچریوں، چکڑالویوں، رافضیوں کی تکفیر کا بھی سخت صدمہ اور ملال ہے۔ لہٰذا اس نے ص ۱۴ پر بعنوانِ "تکفیر مسلم کا مشغلہ" اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف جلیلہ سے سات اور کتاب تجانب اہلسنت سے چار حوالہ جات نقل کئے۔ سیف حقانی سے ہماری معلومات میں اضافہ ہوا اور اب پتا چلا کہ دیوبندی قادیانیوں، وہابیوں، چکڑالویوں، نیچریوں کو بھی مسلمان سمجھتے ہیں۔ اس لئے تو تکفیر مسلم کے ذیل میں ان کو شامل کیا۔

آیئے پہلے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عبارات و حوالہ جات پر بات کرتے ہیں اور پھر تجانب اہلسنت کے مندرجات کا جائزہ لینگے۔

مصنف سیف حقانی نے اعلیٰ حضرت مجدِدِ دین وملت فاضل بریلوی قدس سرہ کی کتب سے جو عبارات نقل کی ہیں وہ دو قسم کی ہیں پہلی عبارات وہ ہیں جن میں بدعقیدہ فرقوں پر احکام شریعت لگائے گئے ہیں۔ دوسری عبارات وہ ہیں جن میں نام بنام شرعی احکام بیان ہوئے ہیں۔

پہلی قسم کی عبارات

- ایسے ہی وہابی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی یہ جملہ مرتد ہیں۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ دوم ص ۱۰)
- آج کے وہابی، رافضی، چکڑالوی، نیچری، قادیانی جھوٹے صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں۔ سب سے بدتر مرتد ہیں۔ (احکام شریعت اوّل ص ۶۱)
- رافضی، تبرائی، وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، قادیانی، چکڑالوی، نیچری ان سب کے ذبیحہ محض نجس و مردار وحرام قطعی۔۔۔ یہ سب مرتدین ہیں۔ (احکام شریعت اوّل ص ۶۸)
- احکام دنیا میں سے بدتر مرتد ہے اور مرتدوں میں سب سے خبیث تر مرتد منافق رافضی، وہابی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی۔۔۔۔ (احکام شریعت حصہ اوّل ص ۶۹ و حصہ دوم ص ۱۴۲)

ثابت ہوا کہ مصنف سیف حقانی کے نزدیک نہ صرف دیوبندیوں کی تکفیر غلط ہے بلکہ قادیانیوں، چکڑالویوں، تبرائی، رافضیوں، وہابیوں، نیچریوں کی تکفیر بھی غلط ہے۔ اور یہ سب مصنف سیف حقانی کے نزدیک صحیح العقیدہ مسلمان صاحب ایمان ہیں۔ مصنف نے اس ضمن میں کوئی وضاحت نہیں کی جس سے یہ معلوم ہوتا کہ اس کے نزدیک صرف دیوبندیوں کی تکفیر غلط ہے باقی فرقوں کی صحیح ہے یا نہیں۔ بلکہ مصنف ان تمام فرقوں کو مسلم کے ذیل میں لایا ہے ہمیں اختصار مانع ہے۔ بات سے بات نکلتی

چلی جارہی ہے اور کتاب بہت طویل ہوتی جاری ہے اس لئے ہم بہت اختصار سے ہر فرقہ کے متعلق ان کے گھر کی شہادتیں پیش کریں گے اور ہر فرقہ کے متعلق علمائے دیوبند کے ایک ایک حوالہ پر قناعت کریں گے۔ تفصیل میں نہیں جائیں گے ورنہ اس سے بھی زیادہ نقل کئے جاسکتے ہیں۔ پہلے قادیانیوں کو لیجئے۔

ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند

مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی چاندپوری لکھتے ہیں، جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا (قادیانی) صاحب کے عقائدِ کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہوگئے تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب (قادیانی) اور مرزائیوں (قادیانیوں) کو کافر مرتد کہنا فرض ہوگیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ تو وہ خود مرتد ہو جائیں۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ (اشد العذاب، ص ۱۳)

مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہوا:۔

- قادیانی کافر و مرتد ہیں۔
- جو ان کو کافر اور مرتد نہ سمجھے، وہ خود کافر و مرتد ہے۔
- یہ کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا قادیانیوں پر فتویٰ صحیح ہے۔
- مصنف سیف حقانی قادیانیوں سے متعلق اعلیٰ حضرت کے حکم تکفیر کو صحیح نہ مان کر وہ خود بھی مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری کے فتویٰ سے کافر و مرتد ہوا۔ کیونکہ اس نے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے نقل کرتے وقت یہ وضاحت نہیں کی کہ قادیانیوں کے متعلق اعلیٰ حضرت کا فتویٰ صحیح ہے صرف دیوبندیوں کے متعلق غلط ہے اگر وہ اب ایسا کرے گا تو جو لمبی فہرست مرتدین کی اس نے دی تھی اس میں سے ایک فرقہ کم ہوا۔ باقی رہے وہابی، نیچری، چکڑالوی، رافضی وغیرہ۔ تو آیئے اس کا بھی فیصلہ کریں اور دوسرے نمبر پر وہابیوں کے متعلق اکابر دیوبند کی شہادت پیش کریں۔

صدر مدرسہ دیوبند

مولوی حسین احمد صاحب "مدنی" جس کو مصنف نے ص۵ پر آدھی درجن القابات سے بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے۔ وہابیوں کے متعلق لکھتے ہیں، شانِ نبوت اور حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں۔ ان کے بڑوں (اکابر وہابیہ) کا مقولہ ہے۔ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ (الشہاب الثاقب، ص۴۷)

اس جگہ مولوی حسین احمد صدر دیوبند نے تسلیم کیا ہے کہ وہابیہ شانِ نبوت و حضرت رسالت میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اکابرین وہابیہ کا قول نقل کفر کفر نباشد کہہ کر نقل کیا ہے۔ ثابت ہوا صدر مدرسہ دیوبند کے نزدیک بھی وہابیہ کافر ہیں اور نبی اکرم رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں نہایت گستاخی کے الفاظ استعمال کرنے والے ہیں۔ گستاخی کرنے والوں پر فتویٰ بھی صدر مدرسہ دیوبند ہی کا ملاحظہ ہو۔ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورِ کائنات علیہ السلام ہوں۔ اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت کی نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (الشہاب الثاقب، ص۵۷)

جن الفاظ میں ایہام گستاخی وبے ادبی کا ہوتا تھا ان کو بھی باعث ایذا جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ بس ان کلمات کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید چاہئے۔ اگر مقدور ہو اگر باز نہ آوے تو قتل کرنا چاہئے کہ موذی گستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ شانہ اور اس کے رسول امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے۔ (الشہاب الثاقب، ص۵۰)

مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہوا وہابی نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں نہایت گستاخی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور یہ بات مصنف سیف حقانی کے پر داد اسے ثابت ہوگئی۔ ثابت ہوا اعلیٰ حضرت کا فتویٰ غلط نہیں اور اکابر دیوبند بھی وہابیوں کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تحریر فرمایا۔ قادیانیوں اور وہابیوں کا فیصلہ ہو جانے کے بعد آیئے اب نیچریوں پر اکابرِ دیوبند کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔

جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں:۔

"ہندوستان میں نیچریت کا بیج سرسید احمد خاں کا بویا ہوا ہے۔"

(الافاضات الیومیہ، جلد ششم ص ۹۸ زیر ملفوظ ص ۱۳۶)

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ سرسید کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیلی۔ یہ نیچریت کا زینہ ہے اور جڑ ہے۔ الحاد اور بے دینی کی اس سے پھر شاخیں چلی ہیں یہ قادیانی اس نیچریت کا اوّل شکار ہوا۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ یعنی استاد سرسید احمد خاں سے بھی بازی لے گیا کہ نبوت کا مدعی بن بیٹھا۔ (الافاضات الیومیہ، ج۵ ص ۱۰۶)

تھانوی صاحب نے بھی صاف صاف بتادیا کہ نیچریت الحاد اور بے دینی ہے اور قادیانی نیچریوں سے نکلے ہیں۔ بتایئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے نیچریت کے متعلق کیا غلط فتویٰ دیا؟ دیوبندی حکیم الامت کے اس فتویٰ سے مصنف سیف حقانی کی فہرست میں ایک کی مزید کمی ہوئی۔ یعنی قادیانیوں وہابیوں اور نیچریوں پر ان کے گھر سے ان کے اکابر کا فتویٰ مل گیا۔ باقی رہے رافضی اور چکڑالوی تو آیئے پہلے رافضی کا فیصلہ دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کرالیں۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے پاس ایک استفتاء آیا۔ سوال وجواب دونوں ملاحظہ ہوں۔

سوال۔ رافضی تبرائی کے جنازہ کی نماز جو کہ اصحاب ثلٰثہ کی شان میں کلمات بے ادبی کہتا ہے پڑھنی چاہیئے یا نہیں؟

جواب۔ ایسے رافضی کو اکثر علماء کافر فرماتے ہیں لہٰذا اس کی صلوٰۃ جنازہ پڑھنی نہ چاہیے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۵۴۱)

لیجئے صاحب رافضی کا فیصلہ بھی اکابر دیوبند کے مرشد اعظم مولوی رشید گنگوہی صاحب سے ہوگیا۔ انہوں نے "اکثر علماء کافر فرماتے ہیں" کہہ کر نمازِ جنازہ سے روک کر فتویٰ تکفیر کی تائید کر دی۔ مصنف سیف حقانی اپنی کتاب کا صفحہ ۱۵ بغور ملاحظہ کرے۔ احکامِ شریعت اوّل ص ۶۸ کے حوالہ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے بھی رافضی تبرائی پر فتویٰ دیا ہے۔ اور فاضل بریلوی کے فتاویٰ کی تائید خود دیوبندی قطب عالم سے ثابت ہوگئی۔ لہٰذا مصنف کی پیش کردہ فہرست میں ایک اور کم ہوا باقی رہے چکڑالوی اور دیوبندی تو پہلے چکڑالوی کو لیجئے۔

چکڑالوی ذخیرہ احادیث کو ناقابل اعتبار قرار دیتے ہیں احادیثِ مبارکہ کے منکر ہیں اس وقت اختصار ملحوظ ہے۔ صرف مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی کو دیوبندی فرقہ اپنا مفتی اعظم پاکستان تسلیم کرتا ہے۔ مشہور منکر حدیث مسٹر پرویز کو ان کا ایک پمفلٹ موصول ہوا جس کا جواب دیتے ہوئے پرویز مفتی محمد شفیع کو لکھتا ہے۔ (۲۵ بی گلبرگ لاہور ۲۰/ فروری)

محترمی مفتی صاحب السلام علیکم۔۔۔۔

مجھے ایک پمفلٹ موصول ہوا ہے جس کا عنوان ہے علمائے اُمت کا متفقہ فتویٰ پرویز کافر ہے۔ اس پمفلٹ کے تمہیدی بیان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ آپ کا تحریر فرمودہ ہے۔ (کتابچہ کافرگری از بزم طلوع اسلام، ص ۲۹)

صدر دیوبند مولوی حسین احمد مدنی مودودی کا ردّ کرتے ہوئے لکھتے ہیں، وہ (جماعتِ اسلامی) چکڑالوی کی طرح ذخیرہ احادیث دین متین کو (معاذاللہ) ناقابلِ اعتبار قرار دیتی ہے۔ (مودودی صاحب اکابر امت کی نظر میں، ص ۱۴۱)

ثابت ہوا کہ چکڑالوی احادیث کے منکر ہیں تو بتایئے اس پر فتویٰ کفر کس طرح قابلِ اعتراض ہو سکتا ہے؟ اس کے بعد اب صرف دیوبندی فرقہ رہ گیا جس پر اعلیٰ حضرت نے حکمِ تکفیر جاری فرمایا۔ یہ بات پوری دنیا پر واضح ہے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجددِ دین وملت فاضل بریلوی قدس سرہ نے بار بار علمائے دیوبند کو ان کے اقوالِ کفریہ پر مطلع فرمایا توبہ و رجوع کی تلقین فرمائی لیکن انہوں نے نہ توبہ کی نہ رجوع کیا نہ جواب دیا۔ تو پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنی طرف سے کوئی انفرادی فتویٰ نہیں دیا بلکہ ان کے اقوالِ کفریہ کو علمائے عرب وعجم کے سامنے پیش کیا۔ مدینہ منورہ ومکہ مکرمہ کے جلیل القدر

اکابر و مشاہیر علماء و فقہاء نے ان اقوال کو کفر ٹھہرایا۔ حکم ارتداد جاری کیا جو رسالہ مبارکہ "حسام الحرمین" شریف میں مذکور ہے اور بکثرت علمائے کرام کی تصدیقات موجود ہیں اور برصغیر ہند و پاک کے سینکڑوں جلیل القدر اکابرین علماء نے اس کی تصدیق و تائید فرمائی جو کتاب الصوارم الہندیہ میں موجود ہے۔ اعلیٰ حضرت نے تکفیر کے معاملہ میں کمال احتیاط کا مظاہرہ فرمایا۔ کوئی ذاتی رائے یا انفرادی فتویٰ نہ دیا اور پھر تکفیر تو خود علمائے دیوبند آپس میں ایک دوسرے کی خود بھی کرتے ہیں۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی ان سب کے گرو گھنٹال ہیں۔ ان کے متعلق ایک فتویٰ ان سب کیلئے کافی ہوگا۔ اس نوع کے متعدد فتاویٰ نقل کئے جاسکتے ہیں۔ مگر ہمیں اختصار مانع ہے چند فتاویٰ کفر ملاحظہ ہوں۔

مفتی دیوبند کا بانی مدرسہ دیوبند پر فتویٰ کفر

اس فتویٰ سے ایک دنیا واقف ہے مولوی محمد عیسیٰ سابق ناظم مکتبہ جماعت اسلامی لودھراں نے مودودی صاحب پر دیوبندی علماء کی فتویٰ بازی سے تنگ آکر بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کی مندرجہ ذیل عبارت لکھ کر مفتی دیوبند سے فتویٰ طلب کیا۔ عبارت اور فتویٰ درج ذیل ہے۔ دروغ صریح بھی کئی طرح کا ہوتا ہے۔ ہر قسم کا حکم یکساں نہیں۔ ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔ بالجملہ کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔

نوٹ یہ عبارت تصفیۃ العقائد، ص ۲۵، ۲۸ مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی پر موجود تھی لیکن مستفتی نے فتویٰ بغیر حوالہ کے طلب کیا تو مدرسہ دیوبند سے مندرجہ ذیل فتویٰ نازل ہوا۔ فتویٰ نمبر ۱۸۱

انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ ان کو مرتکب معاصی سمجھنا العیاذ باللہ اہلسنّت والجماعت کا عقیدہ نہیں ہے اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریر کا پڑھنا جائز بھی نہیں۔ فقط واللہ اعلم احمد سعید نائب مفتی دار العلوم دیوبند۔

جواب صحیح ایسے عقیدے والا کافر ہے جب تک تجدید ایمان و تجدید نکاح نہ کرے اس سے قطع تعلق کریں۔

مسعود احمد عفی اللہ عنہ

مہر دار الافتاء فی دیوبند الہند ماخوذ اشتہار مولوی محمد عیسیٰ ناظم مکتبہ جماعت اسلامی لودھراں

(ماہنامہ تجلی دیوبند۔ اپریل ۱۹۵۶ء سہ روزہ "دعوت" دہلی ۱۷/جنوری ۱۹۵۶ء و ہفت روزہ لیل و نہار ۱۹/ اپریل ۱۹۷۰ء)

مفتی دیوبند کا مهتمم مدرسه دیوبند پر فتوی

ایک اور ستم گرنے چند اقتباسات دارالافتاء دیوبند روانہ کر کے شرعی فیصلہ طلب کیا پہلے استفتاء ملاحظہ فرمائیے۔

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں اگر کوئی عالم دین "فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا" کی تشریح اور اس سے درج ذیل نتائج اخذ کرتے ہوئے اس طرح لکھے اقتباس:۔

- یہ دعوے تخیل یا وجدان محض کی حد سے گزر کر ایک شرعی دعویٰ کی حیثیت میں آجاتا ہے کہ مریم عذرا کے سامنے جس شبیہ مبارک اور بشر سویٰ نے نمایاں ہو کر پھونک ماردی وہ شبیہ محمدی تھی۔ اس ثابت شدہ دعویٰ سے بین طریق پر خود بخود کھل جاتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس شبیہ مبارک کے سامنے بمنزلہ زوجہ کے تھیں جبکہ اس تصرف سے حاملہ ہوئیں۔
- پس حضرت مسیح کی ابنیت کے دعویدار ایک حد تک ہم بھی ہیں۔ مگر ابن اللہ مان کر نہیں بلکہ ابن احمد کہہ کر خواہ وہ ابنیت تمثالی ہی ہو۔
- حضور بنی اسمٰعیل میں پیدا ہو کر کل انبیاء کے خاتم قرار پائے اور عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں پیدا ہو کر اسرائیلی انبیاء کے خاتم کئے گئے جس سے ختم نبوت کے منصب میں ایک گونہ مشابہت پیدا ہوگئی الولد سر لابیہ۔
- بہرحال اگر خاتمیت میں حضرت مسیح کو حضور سے کامل مناسبت دی گئی تھی تو اخلاقِ خاتمیت اور مقاماتِ خاتمیت میں بھی مخصوص مشابہت و مناسبت دی گئی۔ جس سے صاف واضح ہوجاتا ہے کہ حضرت عیسوی کی بارگاہِ محمدی سے خلقاً و خلقاً و نتباً و مقاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا باپ و بیٹوں میں ہونی چاہئے۔ براہِ کرم مندرجہ بالا اقتباسات کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اس کی صحت و عدم صحت کو ظاہر کر کے بتائیں کہ ایسا شرعی دعویٰ کرنے والا اہلسنّت والجماعت کے نزدیک کیا ہے؟ المستفتی

(بحوالہ "ایشیا" ۹/جنوری ۶۳ء۔ دعوت دہلی ۲۲/دسمبر ۶۲)

استفتاء آپ نے پڑھا اب اس سلسلہ میں مفتی دارالعلوم دیوبند فی الہند کے فتویٰ کا مطالعہ کیجئے۔

الجواب۔ جو اقتباسات سوال میں نقل کئے ہیں اس کا قائل قرآن عزیز کی آیات میں تحریف کر رہا ہے۔ بلکہ در پردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور ان کا انکار کر رہا ہے۔ جملہ مفسرین نے تفاسیر میں تصریح کی کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو مریم علیہ السلام کی طرف بھیجے گئے تھے وہ شبیہ محمدی نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے کبھی یہ نہ سمجھا کہ بلکہ ان مثل "عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون کلمة السقاها الیٰ مریم و روح منه ربك لاهب لك غلاما زكيا قال ربك هو علی هين ولنجعله آية اللناس الیٰ آخر الايات ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين" کے قائل تھے اور اس پر اجماع اُمت ہے کہ وہ فرشتہ تھا۔ جو حضرت مریم کو خوشخبری سنانے آیا تھا۔ شخص مذکورہ ملحد و بے دین ہے عیسائیت و قادیانیت کی روح اس کے جسم میں سرائیت کئے ہوئے ہے وہ اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدے عیسیٰ ابن اللہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے جس کی تردید علیٰ روس الاشہاد قرآن عزیز نے کی ہے۔ نیز "لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسیٰ بن مریم الحدیث" بہانگ دہل شخص مذکور کی تردید کرتی ہے الحاصل یہ اقتباسات قرآن و حدیث اور جملہ مفسرین اور اجماع امت کے خلاف ہیں۔ مسلمانوں کو ہرگز اس طرف کان نہ لگانا چاہئے بلکہ ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کرنا چاہئے جب تک توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دستخط سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند

ایضاً جس شخص کے مفتی دارالعلوم دیوبند فی الہند نے مذکورہ بالا فتویٰ جاری کیا ہے۔ آپ اس کا نام جاننے کیلئے یقیناً بے چین ہوں گے تو سنئے یہ فتویٰ قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے خلاف جاری ہوا ہے اور جن اقتباسات پر کفر کا فتویٰ جاری ہوا وہ طیب صاحب کی کتاب "اسلام اور مغربی تہذیب" سے ماخوذ تھے۔ (ہفت روزہ "لیل و نہار" کراچی ص ۶۲۔ ۱۹/ اپریل ۱۹۷۰ء)

(بحوالہ "مدینہ" بجنور ۲۸/ جنوری ۱۹۶۳ء)

اسی طرح جعلی سوادِ اعظم کے سیکریٹری جنرل غلام راولپنڈی کے استاد کی تفسیر بلغۃ الحیران پر مفتی مہدی حسن دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی مفتی کفایت اللہ دہلوی وغیرہ کے فتاویٰ سے ہر شخص واقف ہے اور یہ فتاویٰ اشتہار کی صورت میں خود دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے بار بار چھپ کر تقسیم ہو چکا ہے۔ ہماری اس مذکورہ بالا تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تکفیر مسلم کا الزام لگانے والے خود بھی بے دریغ تکفیر کرتے ہیں اور جن فرقوں قادیانی، وہابی، نیچری، چکڑالوی، رافضی، دیوبندی کی تکفیر پر امام اہلسنّت کے خلاف زہر اُگلا جاتا ہے۔ دیوبندی خود بھی ان فرقوں کی تکفیر کرتے ہیں اور خود آپس میں بھی ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں۔ ان حقائق کو کون جھٹلا سکتا ہے اور ان حوالوں کا کس دیوبندی کے پاس کیا جواب ہے؟

تجانب اہلسنّت

مصنف سیف حقانی نے ص ۱۷،۱۸ پر تجانب اہلسنّت سے چند فتاویٰ نقل کئے ہیں اوّل تو یاد رکھنا چاہئے کہ تجانب اہلسنّت نہ تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے نہ اعلیٰ حضرت کے شہزادگان خلفاء و تلامذہ میں سے کسی نے اس کی تائید فرمائی نہ یہ کہ مرکز اہلسنّت بریلوی شریف سے شائع ہوئی نہ پوری دنیائے اہلسنّت و اکابر اہلسنّت کا اس کتاب سے متفق ہونا ضروری ہے۔

دوم جن سیاسی لیڈروں پر اس کتاب میں فتاویٰ ہیں ان پر مختلف ادوار گزرے ہیں۔ بعض پر حسب حال فتاویٰ ہیں۔ بعض پر ان کے سابقہ عقائد و نظریات کی بنا پر ہیں اور لیڈروں کی فہرست میں متعدد ایسے افراد ہیں جن پر خود اکابر دیوبند کے بھی فتاویٰ ہیں۔ اور کئی حضرات اس فہرست میں ایسے ہیں جن کے خود آپس میں ایک دوسرے پر فتاویٰ ہیں۔ ان امور کو مدِ نظر رکھ کر مصنف کے نقل کردہ حوالوں کا تجزیہ کیا جائے تو اہلسنّت و تجانب اہلسنّت پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔

پہلا فتویٰ

یوں نقل کیا گیا ہے "بحکم شریعت جینا اپنے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے"۔

(تجانب اہلسنّت، ص ۱۲۲)

جواب۔ اس عبارت میں لفظ جینا استعمال ہوا ہے اگر بالفرض اس سے بانی پاکستان محمد علی جناح ہی مراد ہوں تو بھی اس میں یہ گنجائش ہے ممکن ہے یہ فتویٰ اس وقت کا ہو جب بانی پاکستان ہندو کانگریس میں تھے۔ پھر سائل نے یہ نہیں بتایا کہ کتاب مذکور میں مستفتی (سائل) نے آپ کے کیا عقائد ظاہر کر کے فتویٰ لیا بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ سائل کسی کے عقائد کچھ اور بتا کر فتویٰ لیتا ہے تو وہ فتویٰ ان الفاظ و عقائد پر دیا جاتا ہے خواہ وہ غلط منسوب کئے گئے ہوں اور پھر بانی پاکستان محمد علی جناح پر تو خود اکابر علماء دیوبند نے بھی فتویٰ کفر دیا ہے۔ نہ صرف فتویٰ کفر بلکہ آپ کو کافر اعظم قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

نئی دہلی ۲۷/اکتوبر ۱۹۴۵ء مولانا حسین احمد صاحب (صدر مدرسہ دیوبند و صدر جمعیت العلماء ہند) نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیتے ہوئے حال ہی میں فتویٰ دیا تھا۔ (مجموعہ خطبات عثمانی مکالمۃ الصدرین، ص ۴۸۔ از مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی)

یہ ہیں وہ مولوی حسین احمد صاحب جس کو مصنف نے سیف حقانی ص ۵ پر حضرت شیخ العرب والعجم و شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسے القاب و آداب و دعائیہ کلمات سے یاد کیا ہے حالانکہ اس دیوبندی مصنف کو قائد اعظم سے رتی بھر بھی عقیدت و محبت ہوتی تو وہ قائد اعظم کو کافر قرار دینے والے کانگریسی ملاں کو شیخ العرب والعجم اور شیخ الاسلام قرار نہ دیتا۔

تعجب ہے کہ مصنف کو تجانب اہلسنّت تو نظر آگئی لیکن مکالمۃ الصدرین نظر نہ آیا۔

وقار انبالوی کی شہادت

"نوائے وقت کے کالم نگار اور شاعر وقار انبالوی صاحب لکھتے ہیں، علمائے دیوبند کی اکثریت بلکہ غالب اکثریت حضرت قائداعظم سے سوءظن رکھتی تھی۔ علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے ہم خیال (چند) علماء کے سوا سبھی مخالفت کا اظہار کرتے تھے۔ سبھی مسلم لیگ اور قائداعظم کا نام لیکر ایسی جلی کٹی سناتے تھے جو کسی غیر مسلم کے منہ بھی زیب نہ دیتی۔ مثال کے طور پر قائداعظم کو انہی (دیوبندی) بزرگوں نے کافرِ اعظم کہا۔" الخ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹/ جنوری ۱۹۷۹ء)

دوسرا فتوی

مصنف نے تجانب اہلسنّت سے دوسرا فتویٰ یہ نقل کیا ہے۔ "ان صلح کل لیڈروں میں اعظم گڑھ سے مولوی شبلی اور الطاف حسین حالی اور زمانہٗ حال کے مشہور شاعر ڈاکٹر اقبال بہت نمایاں ہستی رکھتے تھے ان کی صلح کلیت اپنی حد سے گزر کر شدید نیچریت اور دہریت تک پہنچی ہوئی تھی۔ (تجانب اہلسنّت، ص ۲۸۹)

اس فتویٰ میں کفر ارتداد کا لفظ نہیں نیچریت اور دہریت کا ذکر ہے بہر حال مصنف نے اس میں اعظم گڑھ کے شبلی، الطاف حسین حالی اور ڈاکٹر اقبال صاحب کا نام لیا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں دیوبندی خود ان حضرات کو کیسا سمجھتے ہیں پہلے شبلی نعمانی صاحب کو لیجئے ان کے متعلق دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی سنئے وہ شبلی نعمانی اعظم گڑھی کے عقائد گنواتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ارسطو کا اصل مذہب یہ ہے کہ عالم (خداوند تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا نہیں) قدیم ہے۔ (کتاب الکلام، ص ۳)

ہم کو اس سے انکار نہیں کہ عالم اجزاذی مقراطیسی سے بنا ہوا ہے اور ہم کو یہ بھی تسلیم ہے کہ عالم قدیم ہے جیسا کہ خود مسلمانوں کا ایک فرقہ معتزلہ اور حکمائے اسلام یعنی فارابی ابن سینا اور ابن رشد کی رائے ہے۔ (کتاب الکلام ص ۵۴۔ از شبلی نعمانی اعظم گڑھی مصنف سیرت نبوی) یہ نعمانی (شبلی اعظم گڑھی) بھی سر سید احمد خاں کے قدم بقدم ہی میں سیرتِ نبوی لکھی ہے جس پر آج کل نیچری فریفتہ ہیں۔ (الافاضات الیومیہ جلد پنجم ص ۱۵۲۔ از مولوی اشرف علی تھانوی)

نوٹ۔ مصنف بتائے مذکورہ بالا عقائد کیا اسلامی عقائد ہیں۔ نیز مصنف سیف حقانی مذکورہ حوالہ میں آنکھیں کھول کر "نیچری فریفتہ ہیں" کا لفظ دیکھ سکتا ہے کہ تھانوی صاحب نے شبلی نعمانی اعظم گڑھی کو سرسید احمد خاں کے قدم بہ قدم قرار دیا ہے اور سرسید احمد خاں کو تھانوی صاحب نے الافاضات الیومیہ ج ۵ ص ۱۰۶ زیر ملفوظ ۱۸۱ گمراہ گر اور نیچری قرار دیا ہے۔

بتایئے تجانب اہلسنّت میں کیا غلط لکھا گیا؟

مفتی کفایت اللہ دہلوی نے ۱۳۳۲ھ میں مولوی شبلی نعمانی کے دور میں ایک فتویٰ تحفہ ہندیہ پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا جس میں لکھا ہے "علامہ (شبلی اعظم گڑھی) اہلسنّت والجماعت سے خارج اور معتزلہ اور ملاحدہ (بے دینوں) کے ہمنوا بلکہ چودھویں صدی میں ان کی یادگار ہیں۔" (بحوالہ تواریخ مجدد دین حزب وہابیہ، ص ۲۳)

مولوی انور کاشمیری دیوبندی لکھتے ہیں "و انما الوح علی عین الناس از لیس من الدین ان بغمیض عن کافر" یعنی میں شبلی نعمانی (اعظم گڑھی) کی یہ بدعقیدگی اور بدمذہبی لوگوں پر اس لئے ظاہر کرتا ہوں کہ دینِ اسلام میں کافر کے کفر کو چھپانا جائز نہیں ہے۔ (مقدمہ مشکلات القرآن، ص ۳۲)

لیجئے صاحب مولوی انور کاشمیری شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند نے تو بدعقیدہ بدمذہب اور کافر تک قرار دے دیا۔ اگر صاحب تجانب اہلسنّت نے صلح کل اور نیچری کہہ دیا تو کون ساجرم ہو گیا کاش کہ مصنف اپنے اکابر کی کتب سے واقفیت رکھتا تو یوں چیخ و پکار نہ کرتا۔

الطاف حسین حالی

مصنف نے حالی کو بھی گھسیٹا ہے اور کہا کہ تجانب میں ان کو صلح کل اور نیچری وغیرہ کہا ہے۔ مصنف کو تجانب اہلسنّت کی فکر پڑی ہے لیکن یہ نہیں دیکھا کہ جناب حالی نے کس بے دردی سے مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دیا تھا ملاحظہ ہو۔ حالی صاحب لکھتے ہیں۔

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں — شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

بتایا جائے کہ نبی کو خدا بنانا اور اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھانا کفر و شرک ہے یا نہیں؟ حالی صاحب مسلمانانِ اہل سنت پر نبی کو خدا بنانے اور اماموں کو نبی سے بڑھانے کا الزام لگا کر ان کو کافر و مشرک بنا رہے ہیں۔ کوئی بھی سنّی مسلمان نہ نبی کو خدا بناتا ہے۔ نہ اماموں کو نبیوں سے بڑھاتا ہے۔ بتائیے یہ کفر واپس پلٹا یا نہیں؟ حدیث شریف صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۹۰۱ صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۵۷ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "ایما امری قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما ان کان کما قال والا رجعت الیه" یعنی جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں ایک پر یہ ضرور بلا پڑے اگر جسے کہا وہ سچ کافر ہے جب تو خیر ورنہ یہ لفظ اسی کہنے والے پر پلٹ آئیگا بتائیے حالی نے مسلمانانِ اہلسنّت پر نبی کو خدا بنانے اور اماموں کو نبی سے بڑھانے کا الزام لگایا بلکہ دوسرے لفظوں میں اماموں کو نبی اور خدا سے بڑھانے کا الزام لگا کر کافر قرار دیا یا نہ اور بتائیے یہ کفر پلٹا یا نہ؟

درد تو مصنف کو اپنا ہے۔ اپنے اکابر کا ہے لیکن وہ دوسرے حضرات کو خواہ مخواہ درمیان میں لا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں مصنف نے اقبال صاحب کا نام بھی لیا ہے تو اس کے متعلق یہ ہے کہ ابتداءً اقبال صاحب سے (چونکہ وہ عالم دین نہیں تھے) کچھ ایسے اشعار واقع ہوئے جو شرعی لحاظ سے قابل مواخذہ تھے۔ مثلاً

تیرے شیشے میں مے باقی نہیں ہے — بتا کیا تو مرا ساقی نہیں
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم — بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے
چپ رہ نہ سکا حضرت یزداں میں بھی اقبال — کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا منہ بند

ممکن ہے تجانب والوں نے اس قسم کی باتوں پر کچھ کہا ہو۔ اگر اللہ واحد قہار کی عظمت شانِ رزاقی کی پاسداری میں ایسا کیا تو اس کیلئے تو خود ڈاکٹر صاحب نے بھی اجازت دی تھی کہ

کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا منہ بند

اور پھر جناب ڈاکٹر صاحب حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا بھی مانتے تھے بتایئے مصنف سیف حقانی کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مشکل کشا ماننے والا مسلمان ہے؟ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:۔

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز — از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمین — آں امام اوّلین و آخرین
بانوے آں تاجدار ھل اتیٰ — مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا
مادر آں مرکز پرکار عشق — مادر آں قافلہ سالار عشق

بتایئے ڈاکٹر اقبال حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا مان کر مسلمان رہے یا نہیں؟ مصنف سیف حقانی سے تو اُمید نہیں کہ وہ اس موقع پر اپنا مذہب بیان کرے البتہ ہم ان کے اکابر کے فتاویٰ سنائے دیتے ہیں سنئے مولوی غلام خاں دیوبندی لکھتا ہے، کوئی کسی کیلئے حاجت روا اور مشکل کشا کس طرح ہو سکتا ہے ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں۔ ان کا کوئی نکاح نہیں۔ ایسے عقائد پر مطلع ہو کہ جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔ (جواہر القرآن، ص ۱۴۷۔ از مولوی غلام خاں دیوبندی)

تقویۃ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، بہشتی زیور میں بھی مشکل کشا ماننے پر کفر و شرک کے فتاویٰ دیئے گئے ہیں ہمیں اختصار ملحوظ ہے ورنہ سب نقل کرتے۔ مذکورہ علمائے دیوبند کے فتاویٰ کے مطابق غیر خدا کو مشکل کشا ماننے والے کافر و مشرک ہیں اور جناب ڈاکٹر اقبال صاحب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا مان رہے ہیں۔ تو ان کے یہ فتاویٰ ڈاکٹر صاحب پر بھی پڑے اور ان کے ناپاک فتاویٰ کی رو سے وہ مشرک و کافر قرار پائے پھر "تجانب اہلسنّت" کے مرتب پر کس منہ سے الزام لگا رہے ہیں؟

تیسرا فتوی

مصنف نے وہابیہ، دیوبندیہ، قادیانیہ ورافضی ونیاچر اووہابیہ غیر مقلدین وہابیہ مجدیہ وغیرہ پر تجانب اہلسنّت ص ۴۵۲ سے ثابت کیا ہے اور ان سب فرقوں پر ہم ابھی تھوڑا پہلے اکابر دیوبند کے فتاویٰ کفر بھی ثابت کر چکے ہیں۔ مصنف خواہ مخواہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ حالانکہ اکابر اہلسنّت نے جن فرقوں پر ان کے بد وباطل عقائد کی بنا پر تکفیر کا حکم شرعی واضح کیا ان سب فرقوں کو خود اکابر دیوبند بھی کافر قرار دے چکے ہیں جیسا کہ ابھی اسی باب میں بحوالہ کتب گذرا ہے۔

چوتھا فتوی

مصنف نے تجانب اہلسنّت سے یہ نقل کیا ہے کہ عبد الشکور کاکوروی ایڈیٹر النجم صدر مدرسہ دیوبند حسین احمد اجودھیاباشی، شبیر احمد دیوبندی، عطاء اللہ بخاری، حبیب الرحمٰن لدھیانوی، احمد سعید دہلوی، ابو الکلام آزاد، کفایت اللہ شاہجہانپوری وغیرہ کے خلاف فتویٰ دیا۔ ہم مانتے ہیں یہ صحیح ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ ان کے خلاف فتویٰ کیوں دیا گیا۔ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان وغیرہ کتب کی گستاخانہ عبارات سب کے سامنے ہیں۔ ان عبارات کے قائل کو علماء عرب وعجم نے کافر ومرتد قرار دیا اور برصغیر ہند وپاک کے ہر صوبہ ہر ضلع ہر ریاست کے اکابر علماء ومشائخ نے مذکورہ بالا کتب کے مصنفین پر تکفیر کا حکم شرعی واضح کیا۔ اور ایسا جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر تو مذکورہ بالا حضرات اکابر دیوبند اپنے اکابر کی ان کفریہ عبارات کی تاویل کرتے رہے ہیں۔ کفر کو اسلام ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہتے ہیں۔ لہٰذا وہ حکم شرعی کی زد میں آئے۔ مثلاً مولوی حسین احمد نے الشہاب الثاقب میں کفریات کو اسلام ثابت کرنے کیلئے پورا زورِ قلم صَرف کیا۔ کفایت اللہ صاحب نے المہند مصنفہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کی تصدیق و تائید کی اور حصہ دار بنے۔ کاکوروی ایڈیٹر النجم خود مناظرے کرتے رہے اور باقی لوگ ان کے متبعین ہیں اور پھر مذکورہ اکابر دیوبند نے تو خود بھی آپس میں ایک دوسرے پر دلیرانہ فتوے لگائے ہیں۔

مولوی عبد الشکور کاکوروی ایڈیٹر النجم

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا کی تاویل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ جس چیز کو ہم مانتے ہیں اس کو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت علمِ غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں۔ لہٰذا علم غیب کی کسی شق کو رذیل چیز میں بیان کرنا ہر گز توہین نہیں ہو سکتی۔ (مباحثہ مونگیر کی دیوبندی روئیداد نصرت آسمانی، ص ۲۷)

مولوی عبد الشکور کاکوروی یہ کہہ رہے ہیں ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں مانتے لہٰذا اس لئے تھانوی صاحب نے جانوروں پاگلوں سے تشبیہ دی ہے۔ توہین اس وقت ہوتی جب ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب مانتے اور پھر کسی رذیل چیز سے تشبیہ دیتے۔ آیئے اب مولوی مرتضیٰ احسن در بھنگی چاند پوری کی پوچھتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں۔ وہ تھانوی صاحب کی عبارت کی تاویل کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے علم غیب کا اقرار کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ " عبارت حفظ الایمان کی شرح توضیح البیان کے ص ۱۳ پر ہے۔ بیان بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علم غیب حاصل ہے۔ نہ اس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہو سکتی ہے۔ اسی رسالہ کے صفحہ پر ہے۔ حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے۔" گویا مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی چاند پوری اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے نزدیک حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہے۔ لہٰذا یہ مولوی عبد الشکور کاکوروی ایڈیٹر النجم کے اصول کے مطابق رذیل چیز سے تشبیہ کے باعث توہین ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین بالاتفاق کفر ہے۔ لہٰذا ایڈیٹر النجم کا کوروی صاحب کے اس اصول سے تھانوی صاحب اور در بھنگی صاحب ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند کافر ہوئے۔ یہی کچھ صدر مدرس دیوبند مولوی حسین احمد عبارت حفظ الایمان کی تاویل میں لکھتے ہیں۔ " غرض کہ لفظ عالم الغیب کے معنی میں دو شقیں فرمائی ہیں۔ ایک شق کو سب میں موجود مانتے ہیں۔ یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ جو علم غیب رسول علیہ السلام کو حاصل تھا۔ وہ سب میں موجود ہے بلکہ اس معنی کو سب میں موجود مانتے ہیں"۔ (الشہاب الثاقب، ص ۱۱۴) صدر دیوبند بھی "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا" مان رہے ہیں اور یہ ایڈیٹر النجم مولوی عبد الشکور کاکوروی کے اصول سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے اور توہین کفر ہے تو کاکوروی صاحب کے فتویٰ سے صدر دیوبند بھی کافر ہوئے۔ اگر مصنف سیف حقانی صدر مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد اور ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند مولوی مرتضیٰ حسن چاند پوری کو کافر نہیں مانتا اور مولوی کاکوروی کی تکفیر کو غلط سمجھتا ہے تو پھر یہ کفر مولوی عبد الشکور کاکوروی کی طرف پلٹا اور وہ صدر دیوبند اور ناظم تعلیمات دیوبند کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کا مرتکب قرار دے کر کافر بنانے کے باعث خود کافر ہوئے۔

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا   جو کچھ کیا تم نے کیا بے خطا ہوں میں

"صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگریسی صدر جمعیت العلماء ہند نے قائد اعظم کو کافر اعظم قرار دیا اور مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا۔" (مجموعہ خطبات ومکالمۃ الصدرین، ص ۴۸)

اگر مولوی حسین احمد صدر دیوبند کا فتویٰ صحیح ہے تو مصنف سیف حقانی واشگاف الفاظ میں اعلان کرے اور اگر صدر دیوبند مولوی حسین احمد کا یہ فتویٰ غلط ہے تو پھر یہ کفر بھی صدر دیوبند کی طرف پلٹا جیسا کہ ابھی حدیث شریف کے حوالہ سے گذرا۔

مولوی حسین احمد صاحب صدر مدرسہ دیوبند حفظ الایمان کی عبارت کی تاویل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ حضرت مولانا تھانوی عبارت میں ایسا فرمارہے ہیں تحریر ہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرمارہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذاللہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو اور چیزوں کے برابر کردیا۔۔۔ اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔ (الشہاب الثاقب، ص ۱۰۲)

ثابت ہوا کہ مولوی حسین احمد صدر دیوبند کے نزدیک حفظ الایمان میں لفظ ایسا تشبیہ کیلئے ہے۔ اب تشبیہ قرار دینے پر مشہور دیوبندی سلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان کی سنئے وہ کہتے ہیں۔ "حفظ الایمان کی عبارت میں بھی ایسا تشبیہ کیلئے نہیں ہے۔ بلکہ وہ یہاں بدون تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے۔ (فتح بریلی کا دلکش نظارہ، ص ۳۲)

حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی ایسا تشبیہ کیلئے نہیں ہے۔ (ص ۳۴) اگر بالفرض اس عبارت کا وہ مطلب ہو جو مولوی سردار احمد صاحب بیان کررہے ہیں۔ جب تو ہمارے نزدیک بھی کفر ہے۔ (فتح بریلی کا دلکش نظارہ، ص ۳۵)

گویا مولوی منظور صاحب کے نزدیک لفظ ایسا بطورِ تشبیہ کہنا کفر ہے۔ اور صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب الشہاب الثاقب، ص ۱۰۲ پر تسلیم کررہے ہیں کہ لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے تو صدر دیوبند مولوی منظور صاحب کے فتوے سے کافر ہوئے۔

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا تم نے کیا بے خطا ہوں میں

باقی رہے مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی، کفایت اللہ صاحب اور ابوالکلام آزاد تو پہلے عثمانی صاحب کو لیجئے۔

مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی

دیوبندی کہتے ہیں، دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کئے جن میں ہم کو ابو جہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ (مکالمۃ الصدرین، ص ۴۳)

لیجئے صاحب آپ تو مصنف تجانب اہلسنّت کے فتویٰ تکفیر کی شکایت کر رہے ہیں وہ تو غیر تھے لیکن جناب مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی تو خود اقرار کر رہے ہیں کہ آپ کے مدرسہ دیوبند کے طلباء و اساتذہ نے ان کو ابو جہل تک قرار دیا۔

الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

آیئے اب عطاء اللہ بخاری صاحب کے کرتوت ملاحظہ کیجئے۔

مولوی عطاء اللہ بخاری

احرار کی شریعت کے امیر مولانا عطاء اللہ بخاری نے امروہہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جو لوگ مسلم لیگ کو (پاکستان کیلئے) ووٹ دیں گے وہ سور ہیں اور سور کھانے والے ہیں۔ (چمنستان ص ۱۶۵۔ از مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار لاہور)

بتایئے مسلمانوں کو سور اور سور کھانے والا قرار دینا فتویٰ کفر سے کم ہے؟

ماہنامہ تجلی دیوبند اپریل ۱۹۵۷ء ص ۳۰ پر مولوی عامر عثمانی فاضل دیوبند رقمطراز ہیں کہ کسی صاحب نے (احراری لیڈر عطاء اللہ بخاری) کا ایک شعر۔

ز کاف کعبہ تا کاف کراچی
سراسر کُفر و کفر دُون کفر

لکھ کر (بغیر نام بتائے) مولوی احمد علی صاحب لاہوری سے پوچھا یہ شعر کیسا ہے اس کے لکھنے والے کے بارے میں کیا رائے ہے؟ مولوی احمد علی صاحب نے جواب دیا یہ شعر نہایت ذلیل و خبیث ہے۔ اس کا لکھنے والا بصیرت سے محروم نا اہل مودودی کا بھائی ہے۔ بد قسمت بے بصیرت بالکل جھوٹا مرزا غلام احمد کی طرح تاویلیں کرنے والا کفرانِ نعمت والا ہے۔ غیر سچا مسلمان ہے۔ (تجلی دیوبند مطابق اپریل ۱۹۵۷ء۔ ص ۳۰)

مودودی کا بھائی اور مرزا قادیانی کی طرح تاویلیں کرنے والا کہہ کر جناب عطاء اللہ صاحب بخاری کو کھلم کھلا کافر خود قرار دے رہے ہیں۔ لیکن الزام علمائے اہلسنّت پر ہے کہ یہ تکفیر کرتے ہیں۔

مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی

میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ دس ہزار جینا (محمد علی جناح) اور شوکت اور ظفر (مولوی ظفر علی خاں) جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جاسکتے ہیں۔ (چمنستان، ص ۱۶۵۔ از مولوی ظفر علی خاں)

ثابت ہوا جن حضرات کو نہرو جیسے پلید کافر و مشرک کی جوتی کی نوک پر قربان کیا جارہا ہے ان کے نزدیک وہ یقیناً نہرو جیسے کافر و مشرک سے کئی گنا بڑے کافر و مشرک ہوں گے۔

اب مصنف سیف حقانی بتائیے کہ مولوی حبیب الرحمٰن کا یہ قول صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو صاف صاف بتائیے ورنہ اتنا بتائیے بانی پاکستان محمد علی جناح جیسے حضرات کو نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کرنے والا خود کون ہوا؟ ان کے بعد اب ابو الکلام آزاد کو دیکھئے۔

خود لکھتے ہیں، میں خود سر سید احمد خاں کا نہ صرف مقلد اعمیٰ (اندھا پیروی کرنے والا) تھا۔ بلکہ تقلید کے نام سے پرستش کرتا تھا۔

- بتایئے غیر خدا کی پرستش کرنے والے کو کیا کہا جائے گا؟
- پھر یہ دیکھے کہ پرستش کس کی کی جارہی ہے۔ اس کی جس کو شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی انور کاشمیری نے بے دین وملحد جاہل وگمراہ قرار دیا۔ (مشکلات القرآن، ص ۳۲۰)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے نیچری قرار دیا۔ (الافاضات الیومیہ، جلد ۵ صفحہ ۱۰۶) ایسے شخص کا اندھا مقلد اور پرستش کرنے والا کون ہو گا۔ جو جواب تمہارا وہ ہمارا۔

باقی رہے مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولوی احمد سعید صاحب دہلوی جن پر مصنف سیف حقانی کو تجانب اہل سنت کے فتوے کی شکایت ہے تو مصنف کو چاہیے وہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کی "المہند" کا مطالعہ کرے جس میں ان حضرات نے تحذیر الناس، حفظ الایمان، براہین قاطعہ کی توہین آمیز گستاخانہ کفریہ عبارات کی رکیک وذلیل ومذموم تاویلات کی تصدیقات کی ہیں جن کو عرب وعجم اور برصغیر ہندوپاک کے جلیل القدر اکابر علماء وفقہاء نے کفر قرار دیا نیز مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولوی حسین احمد اجودھیاباشی نے قائد اعظم کو کافرِ اعظم قرار دیا۔ (مجموعہ خطبہ عثمانی وکمالمۃ الصدرین، ص ۴۸)

یہ عجیب اور نا قابلِ فہم بات ہے کہ اکابر دیوبند تو جس کو چاہیں کافر ومشرک قرار دیں اور کافر اعظم بناڈالیں لیکن خود یہ علماءِ حق کی منکرین ضروریات دین کے خلاف حق تکفیر کے خلاف واویلا کرتے اور شور مچاتے ہیں اور خود بے دردی سے مسلمانانِ عالم کو اندھادھند کافر ومشرک بے ایمان قرار دے ڈالتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

تمام دنیا میں ایک بھی اہلِ ایمان موجود نہیں

بابائے وہابیت آقائے دیوبندیت مولوی اسماعیل دہلوی کا فتویٰ

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اپنی مشرک ساز کتاب تقویۃ الایمان صفحہ ۴۴ پر بحوالہ مشکوٰۃ نقل کرتے ہیں "پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ہو گا رائی کے دانہ بھر ایمان سو رہ جائیں گے وہی لوگ کہ ان میں کچھ بھلائی نہیں ہو پھر جائیں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر" پھر اس کے بعد صفحہ ۴۵ پر ایک حدیث شریف نقل کی اور خود ہی اس کا یہ ترجمہ کیا "نکلے گا دجّال سو بھیجے گا اللہ بیٹے مریم کو سو وہ ڈھونڈھے گا اس کو تباہ کر دے گا اس کو پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ ٹھنڈی (سرد ہوا) شام کی طرف سے سو نہ باقی رہے گا زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرا بھر ایمان ہو مگر مار ڈالے گی"۔ حدیث مذکورہ لکھ کر مولوی اسماعیل تقویۃ الایمان کے اسی صفحہ ۴۵ پر یہ نتیجہ اخذ کرتے اور صاف صاف لکھتے ہیں "سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا" یعنی ان کی قسمت کی وہ ٹھنڈی باؤ (سرد ہوا) چل بھی گئی اور اب کوئی بھی دنیا میں ایسا نہیں بچا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اب تمام دنیا میں (معاذ اللہ) کافر و مشرک و بے ایمان ہیں۔ (استغفر اللہ العظیم) کس قدر ناپاک جسارت اور جہالت ہے۔ ختمِ دنیا و قربِ قیامت کی حدیث خاص اپنے ہی زمانہ پر جڑ دی۔ مصنف سیف حقانی اب بتائیے جبکہ بقول مولوی اسماعیل دہلوی وہ ٹھنڈی باؤ چل گئی اور کوئی بھی ایسا شخص نہ بچا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو تو پھر مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی محمود الحسن، مولوی حسین احمد صدر دیوبند، کفایت اللہ دہلوی، احمد سعید دہلوی، ابو الکلام آزاد، مولوی عطاء اللہ بخاری وغیرہ وغیرہ۔ کیا اس دنیا سے باہر ہیں؟ کیا مولوی اسماعیل کے اس تقویۃ الایمانی فتوے سے یہ سب کے سب اور جملہ اکابر و اصاغر دیوبند ٹھیٹ کافر ثابت نہ ہوئے؟

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا تم نے کیا بے خطاہوں میں

اکابر دیوبند کے آپس میں ایک دوسرے پر فتاویٰ کفر و شرک و ارتداد کا منظر دیکھنے کیلئے ہماری کتاب "اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ" (جو سولہ سال سے چھپ رہی ہے اور لاجواب ہے) اور کتابچہ "دیوبندی شاطر اپنے منہ کافر" کا مطالعہ کرو جس میں ان کے گھر کے فتاویٰ کفر کو منظر عام پر لایا گیا ہے۔

تعجب ہے کہ دیوبندی علماء اور مصنفین تکفیر کا رونا تو روتے ہیں۔ لیکن اپنے اکابر کی کتب میں موجود تنقیص و توہین ان کو نظر نہیں آتی۔ بہرحال تکفیر سے جس کو تکلیف ہے تو اس کا علاج توہین سے توبہ ہے۔

مولوی ظفر علی خاں

مصنف نے اخبار زمیندار کے ایڈیٹر وہابی مولوی ظفر علی خاں کی ایک طویل نظم بھی ص ۱۹ پر بہارستان سے نقل کی ہے۔

اوڑھ حامد رضا خاں آئے بدعت کا لحاف
ذات اس کی ہے مجدد بات اس کی لام کاف

یہ طویل نظم نقل کرنے کے بعد ص ۲۰ پر مصنف سیف حقانی لکھتا ہے "ظفر علی خاں نے اعلیٰ حضرت کے تعارف کا واقعی حق ادا کر دیا"۔

جی ہاں! کر دیا اور آپ نے بھی داد دینے کا فرض ادا کر دیا اور حق اور فرض ادا کرنے کے بعد ہم آپ دونوں کی لاعلمی و بے خبری کا بھانڈا پھوڑتے ہیں۔

بے خبری و لا علمی

مصنف سیف حقانی نے بہارستان سے ظفر علی خاں کی نظم تو نقل کر دی۔ اور اپنی گرتی ساکھ کو سہارا دے لیا لیکن کیا مصنف کو یہ علم بھی ہے کہ یہ نظم ظفر علی خاں نے کس کے متعلق کہی ہے۔ ظفر علی خاں نے بزعم خود یہ نظم کہی تو ہے شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کے خلاف لیکن مصنف سیف حقانی یہ نظم نقل کر کے ص ۲۰ پر لکھتا ہے "ظفر علی خاں مرحوم نے اعلیٰ حضرت کے تعارف کا واقعی حق ادا کر دیا"۔ حالانکہ نظم کے پہلے مصرعہ میں حجۃ الاسلام کا نام گرامی حامد رضا خاں موجود ہے اور یہ نظم لاہور میں حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تشریف آوری کے موقعہ پر لکھی گئی تھی لیکن مصنف سیف حقانی کو کچھ پتا نہیں کہ وہ کون سی دنیا میں ہے وہ بے خبری میں مولانا حامد رضا خاں صاحب کو اعلیٰ حضرت (مولانا احمد رضا خاں) سمجھ رہا ہے اور حق ادا کرنے کی داد دے رہا ہے اور مولوی ظفر علی خاں کی یہ بے خبری وہ اس نظم کے پہلے مصرعہ میں تو کہتا ہے۔

اوڑھ کر حامد رضا خاں آئے بدعت کا لحاف

اور مصرعہ ثانی میں کہتا ہے۔

ذات ان کی ہے مجدد بات ان کی لام کاف

کیا بات ہے اس سخن فہمی اور سخن سازی کی۔ بتایا جائے مولانا حامد رضا خاں صاحب کو مجدد کون مانتا ہے؟ مجدد تو اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کو مانتے ہیں تو بات خود ظفر علی خاں کی لام کاف نہ کہ حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز کی۔ باقی رہا شعر و شاعری کا معاملہ اگرچہ ظفر علی خاں حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قدس سرہ سے متعلق یہ بے ڈھنگی تک بندی کر ڈالی لیکن یہی ظفر علی خاں ان ہی حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کے شاگرد رشید شیخ القرآن مولانا محمد عبد الغفور صاحب ہزاروی علیہ الرحمۃ کی مدح میں کہتے ہیں۔

حج کو جب جا رہے تھے ہزاروی عبد الغفور
آسماں برسا رہا تھا ان پہ نور

(چمنستان از ظفر علی خاں)

اور ایک دوسری جگہ ان ہی مولانا حامد رضاخاں صاحب کے شاگرد رشید مولانا عبدالغفور ہزاروی کی مدح میں اور احراری امیر شریعت عطاء اللہ بخاری صاحب سے موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ہوں آج سے مرید میں عبدالغفور کا　　　چشمہ اُبل رہا ہے محمد کے نور کا

بند اس کے سامنے ہے بخاری کا ناطقہ　　　ہو اس سے کیا مقابلہ اس بے شعور کا

مصنف سیف حقانی کو معلوم ہونا چاہئے۔ وہ اور زمانہ تھا۔ جب ظفر علی خاں نے مولانا حامد رضاخاں صاحب علیہ الرحمۃ کے خلاف یہ نظم لکھی۔ لیکن بعد میں وہ مولانا شاہ حامد رضاخاں نے مولانا حامد رضاخاں صاحب کے شاگرد رشید اور تلمیذ عزیز مولانا عبدالغفور ہزاروی کے مرید ہوگئے جس کا وہ مذکورہ بالا نظم میں خود اعتراف کر رہے ہیں۔ اور پھر یہی ظفر علی خاں ہیں جو صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگریسی کو یوں اُدھیڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

حسین احمد سے کہتے ہیں خزف ریزے مدینے کے

کہ لٹو آپ بھی کیا ہوگئے سنگم کے موتی پر

(چمنستان ص ۱۸۷)

اور پھر دیوبندی مجلس احرار اور امیر الاحرار عطاء اللہ بخاری کی یوں دھجیاں اُڑاتے ہیں۔

ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے　　　گلا رسوائی اسلام کا احرار سے ہے

پانچ ٹکوں کا ہے پابند شریعت کا امیر　　　اس میں طاقت ہے تو کرپان کی جھنکار سے ہے

آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل　　　سب یہ ذلت اسی طبقہ غدار سے ہے

(چمنستان ص ۴)

اور سنئے "بابائے صحافت" ظفر علی خاں ایڈیٹر و بانی زمیندار کی ایک نظم یہ بھی ہے۔

ابن سعود کیا ہے؟ فقط اک حرم فروش　　　برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر

اسلامیوں پر اس نے برسوائیں گولیاں　　　پھر کیوں نہ کشتنی ہو زمیندار کا مدیر!

(چمنستان ص ۲۵۲)

یہی ظفر علی خاں ہیں جنہوں نے ابوالکلام آزاد دیوبندی کانگریسی کو یوں لتاڑا ہے۔

جہاں اسلام کا نام آئے تو خاموش رہتا ہے　　　قسم ہے مجھ کو اے آزاد تیری بوالکلامی کی

احرار کا جنازہ

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار — اسلام اور ایمان احسان سے بیزار
ناموس پیغمبر کے نگہبان سے بیزار — کافر سے موالات مسلمان سے بیزار
اسی پر ہے یہ دعویٰ کہ ہیں اسلام کے احرار — احرار کہاں کے یہ ہیں اسلام کے غدار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

بیگانہ یہ بدبخت ہیں تہذیب عرب سے — ڈرتے نہیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے
مل جائے حکومت کی وزارت کسی ڈھب سے — سرکارِ مدینہ سے نہیں ان کا سروکار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

جا کر کہے ان سے کوئی اللہ کا بندہ — جب دین کی حرمت کا گلے میں نہیں پھندا
اور شرع کی تذلیل ہے احرار کا دھندا — پھر کیوں ہیں مسلمان سے چندے کے طلبگار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

کھاتا ہے مسلمان کوئی سینہ میں جو گولی — گالی اسے دیتی ہے یہ احرار کی ٹولی
اسلامیوں کے خون سے چلی کھیلنے ہولی — احرار کو پھر آج سے کیوں لکھئے نہ اشرار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

سوجھی شہداء پر انہیں مردار کی پھبتی! — سکھوں کی یہ پھبتی ہے نہ سرکار کی پھبتی
توحید کے بیٹو یہ ہے احرار کی پھبتی — گمراہ ہیں خود اور ہمیں کہتے ہیں غلط کار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

اللہ کے گھر کو کوئی ڈھاوے تو یہ خوش ہیں — مسجد کا نشاں کوئی مٹاوے تو یہ خوش ہیں
مسلم کا کوئی خون بہاوے تو یہ خوش ہیں — لاہور میں آثارِ قیامت ہیں نمودار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

(نگارستان ۲۳۱، ۲۳۲۔ از مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار لاہور)

بتایئے جناب دیوبندی ملاؤں کے تعارف کا بھی ظفر علی خاں نے حق ادا کیا ہے یا نہیں؟

کسے خبر تھی کہ لے کے چراغ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

مصنف نے صفحہ ۱۴۱ تا صفحہ ۱۶۴ گویا کل ۲۴ صفحات پر آٹھواں باب اور باب نہم کے تحت انگریز پرستی کا رونا رویا ہے اور مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلا دلیل و ثبوت اپنا ہم عقیدہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور ہم ان دونوں موضوعات پر باب اوّل میں انگریز پرستی کے عنوان مصنف کو ایسا مدلل ومسکت جواب دے چکے ہیں جن کا جواب اِن شاء اللہ العزیز تاقیامِ قیامت ان کے اکابر و اصاغر کے بس کی بات نہیں۔ ہوائیاں اُڑانا اور بات ہے مگر ہم چیلنج سے کہتے ہیں کہ ہمارے دلائل و حوالہ جات کا نمبر وار توڑ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

سیف حقانی میں ص ۱۶۵ تا ۱۷۶ کے گیارہ صفحات باب العاشر کی نذر ہیں مصنف نے باب العاشر ختم مرتبت جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الفاظ سے شروع کیا ہے بانی دیوبند کا وہی قاسمی نانوتوی انداز ہے۔ ختم زمانی کے تو یہ قائل ہی نہیں کیونکہ تحذیر الناس والا یہی سبق پڑھا گیا ہے۔ لہٰذا جب لکھیں گے ختم مرتبت یا ختم مرتبی لکھیں گے۔ بہر حال مصنف نے اس آخری باب میں ص ۱۶۵ تا ص ۱۷۰ ایک اچھی خاصی تقریر فرمائی ہے جس میں وہ ساری باتیں اور متعدد احادیث جو حقیقی اہلسنّت و جماعت کی حقانیت و صداقت کا پتا دے رہی ہیں اپنے کھاتہ میں ڈال لی ہیں اور اپنے نو مولود مذہب پر چسپاں کرلی ہیں۔ حالانکہ ان احادیث سے اہلسنّت کی حقانیت صداقت کا پتا چلتا ہے اور کچھ باتیں بالکل ہی بے ربط و بے ڈھنگی کی ہیں جن کا کہیں ہاتھ ہے تو کہیں پاؤں، کہیں سر تو کہیں آنکھیں اور چند بار حسبِ عادت تردید شدہ پرانی باتوں کا اعادہ کیا گیا ہے۔

ہاں البتہ مصنف نے بڑا تیر مارا ہے اور سمندر سے موتی نکال لیا ہے۔ سمندر سے مراد کراچی کا وہ سمندر نہیں جس کے کنارے مصنف رہتا ہے۔ وہ سمندر ہے مولوی ریحان الدین قاسمی کا کتابچہ "نیا دین" اور اس نقال مصنف نے جو موتی نکالے ہیں وہ ہیں "رضاخانی شریعت کے ارکان عشرہ" واقعی مصنف نے بڑا کمال کیا ہے باب بھی العاشر اور ارکان بھی عشرہ اس میں ذرا شاعری کے آداب کو ملحوظ رکھا ہے خدا جانے مصنف سیف حقانی کو نقالی کا کیا مرض ہے۔ کبھی پروفیسر روحی کی نقل مارتا ہے کبھی مولوی ریحان الدین قاسمی کے پورے مضامین نقل کر ڈالتا ہے ویسے مصنف یہ خود ہے مصنف سیف حقانی ص ۷۱، ۷۲ پر جو ارکان عشرہ نقل کئے ہیں وہ بعینہٖ وہی ہیں جو مولوی ریحان الدین قاسمی نے "بریلی کا نیا دین" میں ص ۴۸ تا ۸۹ بیان کئے ہیں اس مفتری نے بھی بھیڑ چال چلتے ہوئے اسی انداز میں بلا کسی حوالہ و دلیل کے اہلسنت کے ارکان عشرہ بنا ڈالے ہیں۔ مگر مصنف بے وقوف ہوتے ہوئے بھی اتنا بے وقوف نہیں کہ نقل بمطابق اصل کرتا بلکہ اس نے ارکان وہی رکھے البتہ ترتیب بدل دی۔ ریحان الدین نے پہلا رکن اعظم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب سمجھنا قرار دیا ہے۔ اس نے ذرا آگے پیچھے کر کے مصنف بننے کیلئے پہلا رکن میلاد شریف مع قیام صلوٰۃ وسلام قرار دیا۔ اُس نے دوسرا رکن انبیاء و اولیاء کو قادر بالذات و مختار مطلق قرار دیا تھا۔ اس نے سیف حقانی میں اِس کو آٹھ نمبر دے کر آٹھواں رکن بنا دیا۔ اُس نے تیسرا رکن بشریت رسول کے انکار کو قرار دیا تھا۔ اس نے تین دونی چھ بشریت کے انکار کو چھٹا رکن قرار دیا۔ اُس نے چوتھا رکن مسئلہ قیام کو قرار دیا ہے اس نے چوتھا رکن گیارہویں شریف بتائی ہے۔ اُس نے پانچواں رکن فاتحہ کا افتراء کیا تھا اس نے مقابر پر قبے بنانا عرس اور قوالیوں کو قرار دیا ہے اُس نے چھٹا رکن بڑے پیر کی گیارہویں بتائی تھی اس نے بشریت رسول کا انکار چھٹا رکن گردانا ہے۔ اُس نے ساتواں رکن اولیاء کا عرس بتایا تھا اِس نے حاضر ناظر کو یہ نمبر دیا ہے۔ اس نے آٹھواں رکن تعزیہ داری بتائی تھی اور اس نے انبیاء و اولیاء کے تصرفات کو یہ نمبر دیا ہے۔ اُس نے نواں رکن تیجہ بتایا تھا اس نے نبی کو عالم الغیب کہنے کے عقیدہ کو نواں نمبر دیا ہے۔ اُس نے دسواں رکن دسواں ششماہی برسی بتائی تھی اور اس نے غیر اللہ کی نذر اور ندا اور استعانت کو یہ نمبر دیا ہے۔ البتہ محنت اس کی بھی ہوئی ہے اُس نے ہر نمبر کے عنوان کے ساتھ صرف ایک ایک مسئلہ لکھا تھا اس نے ایک نمبر کے ساتھ دو سے تین اور چار تک بلکہ اس نے زیادہ مسائل کے مجموعہ کو ایک ایک نمبر دے دیا ہے اور علیحدہ مستقل مصنف بن بیٹھا۔ خدا جانے دیوبندیوں کی شرم و حیا کہاں رُخصت ہوگئی ہے الزام لگاتے ہیں بڑی دیدہ دلیری اور جرأت مندی کے ساتھ لیکن حوالہ لکھنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتے۔ مصنف سیف حقانی نے یا اس کے پیش رو ریحان الدین نے ارکان عشرہ کا افتراء کرتے ہوئے ان عقائد و اعمال کو اہلسنت کے ارکان ہونے کا قطعاً کوئی ثبوت پیش نہیں کیا اور کوئی حوالہ بطورِ ثبوت نہیں لائے اور زبانی کلامی الزام تراشیوں سے دل بہلایا ہے اور عوام کو گمراہ کرنے کی ناپاک سعی کی ہے۔ کوئی انصاف پسند بتائے کہ یہ کھلم کھلا الزام تراشیاں اور بہتان پردازیاں علم و تحقیق کا کون سا حصہ ہیں؟

پاگل پن

مصنف سیف حقانی نے یوں تو "رضا خانی شریعت کے ارکان عشرہ" کی سرخی جمائی ہے اور اپنی من گھڑت ترتیب میں نمبر بھی ایک تا دس لکھے ہیں لیکن ایک نمبر میں کئی کئی مسائل کو ٹھونس دیا ہے اس کی ترتیب یوں ہے:۔

(۱) میلاد شریف مع قیام و صلوٰۃ و سلام (۲) فاتحہ مع لوازمات مطابق وصیت اعلیٰ حضرت (۳) گیارہویں شریف (۴) مقابر پر قبے بنانا کعبہ کی طرح چادریں ڈالنا پھر عرس اور قوالیاں کرنا میلے ٹھیلے اور مقابر کا طواف اور چوماچاٹی نیز محرم کا کھچڑا۔ کونڈے اور تعزیے نکالنا (۵) نبی اکرم کی انسانیت آدمی و بشریت کا انکار (۶) حاضر و ناظر (۷) انبیاء و اولیاء کا تصرف (۸) عالم الغیب اور عالم ماکان وما یکون (۹) غیر اللہ کی نذر ان سے استغاثہ۔ اُن کی ندا پکارنا۔ گویا عنوان ارکان عشرہ اور عشرہ کے ذیل میں بیان ہے بائیس ارکان کا۔

کہتے ہیں کوئی شخص اُلّو فروخت کر رہا تھا ایک چھوٹا ایک بڑا دو اُلّو تھے کسی نے قیمت پوچھی تو بتایا کہ بڑے الو کے پانچ روپے اور چھوٹے کے دس روپے۔ خریدار نے اس کی وجہ پوچھی کہ بھئی چھوٹے الو کے دس روپے کیوں ہیں تو فرمایا کہ بڑا تو صرف الو ہی ہے اور چھوٹا الو بھی اور اُلّو کا پٹھہ بھی ہے۔ یہی حال ان کا ہے مصنف "نیا دین" نے دس ارکان عشرہ قرار دے کر افتراء کیا تھا اور مصنف سیف حقانی نے ۲۲ عقائد کو ارکان عشرہ قرار دے کر افتراء کیا۔ یہ ہے ان کی دیانت و امانت۔۔۔۔

شرم نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

مصنف سیف حقانی تو ہے ہی سو فیصد خالص کذاب اور اعلیٰ درجہ کا مفتری ہم اس نقال مصنف کے اکابر کو چیلنج کرتے ہیں وہ آگے آئیں بتائیں کہ دیوبندی مذہب کے اِس نامور مصنف کے ارکان عشرہ کے تحت جو بے دریغ الزام تراشیاں کی ہیں وہ کہاں سے ثابت ہیں مدرسہ دیوبند کے مہتمم قاری طیب صاحب بتائیں مصنف کے استاد مفتی محمود صاحب بتائیں کہ علماءِ اہلسنّت نے (۱) میلاد شریف (۲) فاتحہ شریف (۳) تیجہ دسواں چالیسواں برسی (۴) گیارہویں شریف (۵) مقابر پر قبوں (۶) عرس قوالی (۷) مقابر کے طواف (۸) چوماچاٹی (۹) محرم کے کھچڑا (۱۰) کونڈے اور (۱۱) تعزیوں (۱۲) انبیاء علیہم السلام کی بشریت کے انکار (۱۳) انبیاء واولیاء کے تصرفات (۱۴) انبیاء کو عالم الغیب ہونے نذر غیر اللہ ندا استعانت وغیرہ کو کہاں کس کتاب میں ارکان اسلام قرار دیا ہے۔ مذکورہ اکابر دیوبند میں سے کوئی ان عقائد واعمال کو اپنے بقول بریلوی مذہب کے ارکان ثابت کر دے تو ہم دس ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے اگر اکابر دیوبند مذکورہ بالا عقائد واعمال کو بریلویوں کے ارکان اسلام ثابت نہ کر سکیں تو اپنی جماعت کے ایسے زبان دراز اور بھانڈ مصنفین کے منہ میں لگام دیں۔ ان کی قلمی ضلالتوں اور تخریبی سرگرمیوں کا محاسبہ کریں۔ یہ لوگ اپنی مذموم حرکتوں سے اپنی جماعت کو بدنام کر رہے ہیں اور اپنے غیر ذمہ دارانہ طرزِ عمل سے اپنے اکابر کی پگڑیاں اُچھلوا رہے ہیں۔

جہاں تک مسائل میں اختلاف کا تعلق ہے ان پر گالی گلوچ اور بے ہودہ گوئی کے بغیر بھی گفتگو ہوسکتی ہے مگر خدا جانے اس دور میں دیوبندی مصنفین کو ایک کہہ کر دو سننے کی عادت کیوں پڑ گئی ہے اور یہ خدمتِ دین کا کون سا حصہ ہے؟

دیوبندی مذہب

مصنف سیف حقانی نے اہل سنت وجماعت کے ارکان عشرہ بلا دلیل وثبوت من گھڑت بیان کئے تھے ہم دیوبندی مذہب کا مکمل نقشہ بحوالہ کتب بیان کرتے ہیں ہمارے نقل کردہ حوالہ جات کی جو چاہے اصل کتابوں سے مطابقت کر سکتا ہے جس کے پاس کتابیں نہ ہوں وہ ہم سے میلسی آکر دیکھ سکتا ہے۔

دیوبندی کلمہ

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ایک مرید لکھتے ہیں:۔

"خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (تھانوی صاحب) کا نام لیتا ہوں (لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کہتا ہوں) اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا۔۔۔ لیکن حالت خواب وبیداری میں حضور (تھانوی صاحب) ہی کا خیال تھا۔" (رسالہ الامداد۔ ماہ صفر ۱۳۳۶۔ ص ۳۵)

نوٹ۔ دیوبندی یہاں پر فریب مغالطہ دیتے ہیں کہ اجی یہ تو خواب کی بات ہے خواب کی باتوں پر حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے۔

- اوّلاً یہ ایک حقیقت ہے کہ گستاخوں کو گستاخانہ خواب نظر آتے ہیں وہ ان کے حسب حال ہوتے ہیں لیکن حوالہ بالا عبارت کے خط کشیدہ الفاظ ملاحظہ ہوں تھانوی صاحب کا مرید اقرار کر رہا ہے "لیکن خواب وبیداری میں حضور (تھانوی صاحب) ہی کا خیال تھا"۔
- دوم ایک واقعہ کے آخر میں تھانوی صاحب نے توبہ واستغفار کی تلقین کرنے کی بجائے اپنے مرید کو تسلی دیتے ہوئے کہا:۔

"اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس (اشرف علی) کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالےٰ متبع سنت ہے"

مرید مان لیا خواب میں تھا لیکن پیر جی تو خواب میں نہیں تھے وہ تو بیداری کے عالم میں بقائمی ہوش وحواس تسلی دے کر اپنا کلمہ چلنے کی ترغیب دے رہے تھے۔

پھر اس کے ساتھ ہی مرید تھانوی کہتا ہے:۔

پھر بیدار ہو کر۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر یہی کہتا ہوں "اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولنا اشرف علی" حالانکہ اب بیدار ہوں خواب میں نہیں۔۔۔ لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔۔۔ دوسرے روز بیداری میں (یہی) رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور (تھانوی) کے ساتھ باعثِ محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔ (رسالہ الامداد۔ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ۔ ص ۳۵)

غور کیجئے اب تو قطعی بیداری ہے خواب نہیں ہے بلکہ دوسرے روز بھی بیداری میں یہی حالت بتا رہا ہے اور بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان قابو میں نہیں کے بہانے بنا کر تھانوی صاحب کو نبی و رسول قرار دے رہا ہے اور دیوبندی حکیم الامت کی نبوت و رسالت کا اعلان کر رہا ہے اور اس کو باعثِ محبت گردان رہا ہے بتایئے اس کی کیا رکیک و ذلیل تاویل ہو سکتی ہے؟

بانی اسلام کا ثانی

دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب اپنے پیر و مرشد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے انتقال پر ان کو بانی اسلام حضرت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

زبان پر اہل اہوا کی ہے کیوں اُعل ہبل شاید　　اُٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

جہاں تھا آپ کا ثانی وہیں جا پہنچے خود حضرت　　کہیں کیونکر بھلا کس منہ سے مولانا تھے لاثانی

(مرثیہ گنگوہی، ص ۱۴ و ص ۱۰)

دیوبندی کی سچی کتاب

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم کے متعلق فرماتا ہے "ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ الخ" لیکن مولوی رشید احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

- کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۳۵۶)
- تقویۃ الایمان پر عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۳۵۱)

گنگوہ خانہ کعبہ سے افضل (معاذ اللہ)

یہی مولوی محمود الحسن صاحب اپنے پیر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے گاؤں گنگوہ کو خانہ کعبہ سے نمایاں کرتے ہوئے اس کی عظمت یوں بیان کرتے ہیں:۔

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی

(مرثیہ گنگوہی، ص۹)

دیوبندی صدیق و فاروق

بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی قرار دینے کے بعد ہی مولوی محمود الحسن صاحب اپنے پیر گنگوہی صاحب کو بعینہٖ صدیق اکبر وفاروقِ اعظم قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہئے عجب کیا ہے
شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی

(مرثیہ گنگوہی، ۱۲)

صاف صاف اعلان ہو رہا ہے اس میں کیا تعجب کی بات ہے کہ (معاذ اللہ) وہ صدیق وفاروق تھے۔

دیوبندی امام اعظم

سنّی حنفی مسلمان اور ائمہ اربعہ سیّدنا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا امام اور پیشوا مانتے ہیں لیکن دیوبندی فرقہ نے اپنا امام بھی علیحدہ گھڑ لیا ہے اور اس کو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑا عالم و محدث قرار دیا ہے یقین نہ آئے تو خدام الدین دیکھ لیں لکھا ہے:۔

”میں نے شام سے لے کر ہند تک اس دیوبندی مولوی انور کاشمیری کی شان کا کوئی محدث اور عالم نہیں پایا۔ اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ (مولوی انور کاشمیری) امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں تو میں اس دعویٰ میں کاذب نہ ہوں گا۔ (خدام الدین لاہور ۱۸/ دسمبر ۱۹۶۴ء)

شرق و غرب کے اکابر اولیائے کرام و مشائخ عظام سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثِ اعظم قطبِ عالم اور محی الدین مانتے ہیں لیکن دیوبندیوں نے اپنا غوثِ اعظم محی الدین بھی علیحدہ تیار کر لیا ہے چنانچہ مولوی عاشق الٰہی صاحب میر ٹھی دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی دیوبندی کی سوانح حیات میں لکھتے ہیں:۔

"قطب العالم قدوۃ العلماء غوث الاعظم ۔۔۔۔ شیخ المشائخ مولانا الحافظ الحاج المولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہ العزیز"

(تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۲)

مذکورہ بالا حوالہ میں مولوی گنگوہی صاحب کو قطب عالم اور غوث اعظم بنانے کے بعد محی الدین بھی قرار دیتے ہیں تاکہ کسی کو شک باقی نہ رہے۔ یہ فرض مولوی محمود الحسن صاحب شیخ دیوبند نے ادا کیا تاکہ کوئی بھی کمی نہ رہ جائے لکھتے ہیں:۔

محی الدین اکبر جاتے ہیں دار فنا سے بس
اُٹھے اُف دیرویراں سے محی الدین گیلانی

لو صاحب محی الدین بھی ہو گئے نہیں بلکہ محی الدین اکبر یعنی بڑے محی الدین محی الدین گنگوہی نہیں بلکہ بعینہ محی الدین گیلانی ملاحظہ ہو مرثیہ گنگوہی ص ۱۳۔ اب صرف مولوی رشید گنگوہی صاحب کے نام پر گیارہویں شریف کرنا باقی رہ گیا۔

حضور پُر نور سیّدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محی الدین ہونے کا واقعہ بہجۃ الاسرار شریف میں علامہ نورالدین ابو الحسن علی بن یوسف شطنوفی قدس سرہ نے بیان فرمایا کہ کس طرح حضور پُر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین اسلام کو زندہ فرمایا طاقت بخشی اور اکابر اولیاء اللہ نے محی الدین تسلیم فرمایا۔ لیکن یہ لوگ ہلدی لگی نہ پھٹکڑی گھر بیٹھے چیلے چانٹوں کی لفاظی کے زور پر غوث اعظم اور محی الدین بن گئے۔ دنیا بھر کے اکابر اولیائے کرام مانتے ہیں کہ حضور غوث اعظم سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رب کے حکم پر فرمایا "قدمی ھذہ علٰی رقبۃ کل ولی اللّٰہ" میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے جس مجلس میں واقعہ پیش آیا۔ عارف کامل شیخ علی بن ابو نصر الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گردن جھکادی اور آپ کا پاؤں مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔ سلطان الہند خواجہ غریب نواز محمد معین الدین حسن اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خراسان کے پہاڑوں میں یہ اعلان سن کر اپنی گردن مبارک جھکا دیتے ہیں مگر مولوی محمود الحسن دیوبندی کہتے ہیں یہ اولیاء اللہ غوث الاعظم قطب العالم شیخ عبد القادر محی الدین جیلانی قدس سرہ کے سامنے اپنی گردنیں خم نہیں کر رہے تھے بلکہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے سامنے اپنی گردنیں خم کر رہے تھے لکھا ہے:۔

رقابِ اولیاء کیوں خم نہ ہوتیں آپ کے آگے
وہ شہباز طریقت تھے محی الدین گیلانی

(مرثیہ گنگوہی، ص ۸)

ان کے بس میں ہوتا تو یہ لوگ مولوی رشید کا نام بھی عبد القادر رکھ دیتے۔

دیوبندی علی ہجویری

مسلمان حضرت داتا گنج بخش لاہوری کو علی ہجویری مانتے ہیں دیوبندیوں نے اپنا سارا مذہب از سر نو تعمیر کرتے کرتے اپنا علی ہجویری (داتا گنج بخش) بھی علیحدہ بنالیا ہے۔ خدام الدین میں لکھا ہے:۔

"ایک مجذوب نے کچھ محویت وجذب کے عالم میں چند باتیں فرمائیں۔۔۔ کہنے لگے لوگو! تمہارا یہ خیال ہے لاہور میں صرف ایک علی ہجویری علیہ الرحمۃ ہیں آؤ اگر زندہ علی ہجویری دیکھنا ہو تو شیر انوالہ دروازہ میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب کو دیکھ لو"۔

(خدام الدین لاہور ۲۰/اپریل ۶۴ء)

گویا داتا گنج بخش تو معاذاللہ مردہ علی ہجویری تھے مگر مولوی احمد علی صاحب زندہ علی ہجویری ہیں۔ مگر خدا نے اس کو بھی مردہ کر دیا اب حقیقی علی ہجویری کے مزار پُر انوار پر خلق خدا کا ہجوم ہے اور ایک دنیا اُن کے فیض سے سیراب ہو رہی ہے مگر نقلی علی ہجویری تن تنہا لیٹے ہوئے ہیں یعنی

۔۔۔۔ جن کی فاتحہ نہ درود

دیوبندی فرشتہ مقرب

"میں نے انسانیت سے بالا درجہ ان (مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند) کا دیکھا وہ ایک فرشتہ مقرب تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا۔" (ارواح ثلٰثہ ص ۲۸۶ حکایت ۲۴۲)

حالانکہ مقرب فرشتے حضرت جبرئیل میکائیل عزرائیل اسرافیل ہیں جو معصوم ہیں اور رسل ملائکہ میں شمار ہوتے ہیں کسی مولوی کو رسل ملائکہ قرار دینا کفر ہے اور یہ مسئلہ اجماعی ہے۔

ہدایت و نجات دیوبندی مولوی کے اتباع پر موقوف

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہدایت قرآن مجید ہے اور نجات سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع پر موقوف ہے لیکن بقلم خود مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں:۔

"سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد (گنگوہی) کی زبان سے نکلتا ہے اور میں بقسم (قسم کھا کر) کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر"۔ (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۱۷)

چلو چھٹی ہوئی نہ قرآن و حدیث کی ضرورت نہ اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاجت۔ چلتے چلتے ذرا شیخ الہند محمود الحسن کا پھڑکتا ہوا مرثیہ بھی سن لو وہ زار و قطار رو رو کر اپنے پیر جی مولوی رشید صاحب کے اس دعویٰ کی ڈبڈباتی آنکھوں یوں تائید کرتے ہیں:۔

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا ہو گیا گمراہ
وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی

(مرثیہ گنگوہی، ص ۹)

بھلا مولوی رشید احمد گنگوہی کے سرچشمہ ہدایت ہونے میں کیا شبہ اور نص قرآنی کی کیا حاجت وہ تو نص قرآنی سے بھی زیادہ قوی دلائل سے میزاب ہدایت ہیں اور جو نہ مانا وہ گمراہ ہو گیا۔ اور جو آپ کے اتباع کو چھوڑ کر دوسری جگہ گیا وہ بھی گمراہ ہو گیا۔

استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

یہ ہے وہ ناپاک سازش کہ خدا اور سول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن و حدیث سے برگشتہ کر کے ہدایت و نجات کیلئے اپنی طرف بلانے کیلئے جدید مذہب کی بنیاد رکھی گئی نہ ماننے والوں کو گمراہ بلکہ اس سے بڑھ کر مشرک و بدعتی بنایا گیا۔

دیوبندی تمغہ مسلمانی

دیوبندی فرقہ نے جہاں اپنے مذہب میں ہر چیز نئی پیدا کی۔ وہاں مذہبی صنعت سازی میں انہوں نے مسلمانی کے تمغے بھی تیار کئے ہیں چنانچہ دیوبندیوں کے نزدیک محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی تمغہ مسلمانی نہیں بلکہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا داغ غلامی تمغہ مسلمانی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

زمانہ نے دیا اسلام کو داغ اس کی فرقت کا
کہ تھا داغ غلامی جس کا تمغہ مسلمانی

(مرثیہ گنگوہی، ص ۴)

ذخیرہ آخرت

مولوی احمد علی صاحب لکھتے ہیں، میرے پاس حضرت (مولوی حسین احمد)مدنی کا ایک مکتوب ہے جو میرے لئے ذریعہ نجات ہے جسے میں ذخیرہ آخرت سمجھتا ہوں۔ (خدام الدین لاہور ۲۲/۲/۶۳)

نجات اخروی کا طریقہ

آج تک تو یہ سنتے آئے کہ کتاب و سنت پر عمل اور سیّد الانبیاء حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع سے نجاتِ اخروی ممکن ہے لیکن چودھویں صدی میں یہ انکشاف ہوا ہے کہ نجات اخروی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے پاؤں دھو کر پینے پر موقوف ہے خود لکھتے ہیں، واللہ العظیم (خدا کی قسم) مولانا (اشرف علی) تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے۔

(تذکرۃ الرشید، ج ا ص ۱۱۳۔ از مولوی عاشق الٰہی میرٹھی)

عذابِ الٰہی سے بچنے کا دیوبندی طریقہ

مسلمان تو ایمانِ کامل اور اعمالِ صالح خوفِ خدا اور عشق رسالت کو عذابِ قیامت سے بچنے اور نجات پانے کیلئے ضروری خیال کرتے ہیں لیکن دیوبندی مذہب کا فلسفہ ہی کچھ عجیب ہے۔ خدام الدین کے شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری لکھتے ہیں:۔

"میں نے کئی سال سے دل میں یہ پروگرام بنایا ہوا تھا کہ میری داڑھی کے جو بال کنگھی کرنے سے نکلتے ہیں وہ ۔۔۔۔ حضرت (مولوی حسین احمد مدنی) کو اطلاع دیئے بغیر موچی کو دوں کہ حضرت کے جوتے کے تلوؤں میں یہ بال رکھ کر سی دے تاکہ حضرت سے اسی نسبت کے باعث میری قیامت کے دن عذابِ الٰہی سے نجات ہو جائے۔" (خدام الدین لاہور ۲۴/۱/۵۸)

اب پتا چلا کہ سارا جھگڑا تو شخصیت پرستی کا ہے انبیاء ورسل علیہم السلام اولیاء عظام ومشائخ کرام سے بد ظن کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اپنا اتباع کرایا جائے اپنا گرویدہ بنایا جائے اس لئے اسلام کے مقابلہ میں ایک جدید مذہب کی فکری بنیاد رکھی کہیں کلمہ نیا گھڑا تو کہیں خود پر درود پڑھوایا۔ کہیں اپنے ملاؤں کو بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیا تو کہیں صدیق و فاروق بتایا۔ کہیں اپنے مولویوں کو امام اعظم سے بڑھایا تو کہیں ان کو غوث اعظم محی الدین تک بنا ڈالا۔ کہیں اپنے عالم کو زندہ علی ہجویری داتا گنج بخش قرار دیا تو کسی جگہ مقرب فرشتے بنا کر پیش کیا۔ ان کی غلامی کو تمغہ مسلمانی قرار دیا۔ ہدایت و نجات ان کے اتباع پر موقوف بتائی۔

یہ ساری باتیں اسلام کا حلیہ بگاڑنے کے مترادف ہیں یا نہیں؟ بھلا ایسے عقائد واعمال کا اہلسنت وجماعت سے کوئی دور کا بھی تعلق ہے مصنف نے سیف حقانی کے آخری باب میں بزعم خود رضا خانی دین کے ارکان عشرہ پیش کئے تھے اور ان من گھڑت ارکان عشرہ کا کوئی حوالہ بھی نقل نہ کیا تھا۔ ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ دیوبندی مذہب کے چودہ بنیادی اصول نقل کئے ہیں اور سب کو دیوبندی وہابی اکابر علماء کی مستند کتب سے ثابت کیا ہے اور کوئی ایک بات بھی بلا دلیل وثبوت نہیں لکھی۔

حرفِ آخر و اعلانِ عام

قارئین کرام! ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ ضد و عناد سے بالاتر ہو کر سیف حقانی کا جواب لکھا ہے ایسا نہیں کیا جیسا کہ مصنف سیف حقانی نے کیا زلزلہ اور تبلیغی جماعت کے دلائل و حوالہ جات کو چھوا تک نہیں اور اپنی طرف سے بے دریغ الزام تراشی شروع کر دی۔ ہم نے مصنف سیف حقانی کی حتی الامکان جملہ الزام تراشیوں افترا پردازیوں کا طلسم توڑا ہے اور اپنے موقف کی تائید میں مستند و معتبر کتب سے حوالہ جات نقل کئے ہیں اب مصنف سیف حقانی یا کوئی بھی دیوبندی وہابی مصنف برہانِ صداقت کا جواب لکھنا چاہے تو وہ ہماری طرح دلائل لائے ہمارے حوالہ جات کا نمبر وار توڑ کرے اور اپنے موقف کے ثبوت میں دلائل پیش کرے اور برہانِ صداقت کا صفحہ اور نمبر وار پورا جواب دے غلیظ انداز گفتگو عامیانہ و سوقیانہ طرزِ تحریر سے اجتناب کرے تاکہ پھر اس کے جواب سے اس کو تکلیف اور شکایت نہ ہو۔ مولیٰ تعالیٰ ضد و عناد سے بچائے، حق کہنے حق سمجھے حق ماننے اور حق کو جاننے کی توفیق رفیق فرمائے۔ آمین

اس کے ساتھ ہی ہم دیوبندی مصنفین سے استدعا کریں گے کہ وہ مہذب طرزِ تحریر کو اپنائیں۔ وہ الزام لگاتے وقت خوفِ خدا جل جلالہ شرمِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مدِّ نظر رکھیں۔ ہر الزام پر دلیل اور حوالہ جات نقل کریں۔ حوالہ جات اصل کتب سے بعینہٖ وبلفظہٖ نقل کریں اور ہم سے جواب لیں۔

چیلنج

ہم بفضلہٖ تعالیٰ مخالفین اہل سنت کے جملہ مصنفین کو عام چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اپنی جس کتاب کو ناقابل تسخیر سمجھتے ہوں ہمیں ارسال کریں اور جواب لیں۔ اور اختلافی مسائل پر علمی حدود اور مہذب انداز میں طبع آزمائی کریں۔ بات کو بات اور دلیل سے جھٹلائیں تو ہم کو ہر وقت حاضر پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ سے مذہبِ حق اہلسنّت و جماعت پر استقامت دے اور ضد و عناد سے بچائے اس حقیر خدمت کو قبول فرما کر اس کا فائدہ عام فرمائے۔ جو حضرات اس کتاب سے فائدہ اُٹھائیں فقیر کیلئے خدمتِ دین اور حسن خاتمہ کی دعا فرمائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ سیّدنا ومولانا محمد وآلہٖ وصحبہ اجمعین

محمد حسن علی قادری رضوی غفرلہ

مدرسہ انوار رضا میلسی

ضیاء القاسمی دیوبندی کا
پر فریب چیلنج قبول

از سید بادشاہ تبسم بخاری صاحب

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم ۔ اما بعد ۔ ماہنامہ "الفاروق" کراچی کے شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ کے شمارہ میں فیصل آباد کے معتبر دیوبندی عالم مولوی محمد ضیاء القاسمی صاحب کا ایک مضمون بعنوان "مولانا عبدالستار نیازی ـــــ اپنی عاقبت خراب نہ کریں" شائع ہوا۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے موصوف فرماتے ہیں: ـــــ

"اس وقت چند ضروری باتیں عرض کرنے کے لیے جو سطور سپرد قلم کر رہا ہوں وہ ان (یعنی نیازی صاحب) کا ایک انٹرویو ہے جو حرمت اسلام کے اکتوبر ۱۹۹۲ء کے شمارے میں شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے نہایت دیدہ دلیری سے علمائے دیوبند کی طرف ایک بہتان منسوب کیا ہے جس سے بڑا شاید کوئی کذب نہیں ہو سکتا۔ مولانا نیازی نے اپنے انٹرویو میں کہا ہے کہ دیوبندیوں کی کتاب میں ہے کہ

"خدا جھوٹ بول سکتا ہے" "نبی مر کے مٹی ہو گیا ہے"[1]

جس مسئلہ "امکانِ کذب" پر ایک عرصے سے جنگ جاری ہے جس کی ہولناک گھن گرج نے اہلِ اسلام کے دل و دماغ کو ہلا کر رکھ دیا ہے قاسمی صاحب کو اس کی خبر آج ہو رہی ہے لیکن ایسا نہیں بلکہ چور خود ہی "چور چور" کا شور مچا کر ذلّت و رسوائی سے بچنے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔ کیونکہ جس جھوٹ کے امکان کو زبردستی خدا کے پلّے باندھ کر اُسے عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کا مصداق مانا گیا اُس ناپاک امکان کے تحفظ اور دفاع میں بھی سر دھڑ کی بازی لگا دی گئی۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ ایک متعصب مولوی کو اس کی خبر ہی نہ ہوئی ہو۔ آج نیازی صاحب نے کوئی نیا اختلاف ہرگز نہیں کیا بلکہ کافی سالوں سے یہ عقیدہ علمائے دیوبند کے مشفق، معتقد و پیشوا مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی کتابوں میں آج تک بہ نفسِ نفیس موجود ہیں۔ مجاہدِ آزادی، علامہ اجل مولانا فضلِ حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۴۰ھ میں مولوی اسماعیل کے تمام باطل عقائد کا بھرپور و مدلّل رد اپنی کتاب "تحقیق الفتوٰی" میں فرمایا اور مولانا دہلوی صاحب کے اس "امکانِ کذب" کے مسئلہ پر "امتناع النظیر" لکھ کر ان کا ناطقہ بند کر دیا۔

مولانا نیازی کی زبان سے بتائے گئے دیوبندیوں کے مذکورہ بالا دونوں ایمان سوز اور نجدیت افروز عقائد نے قلبِ اسماعیل دہلوی سے شگفتہ ہوتے ہوئے سرزمینِ دیوبند میں پناہ حاصل کی پھر سینہ بہ سینہ مختلف قلوبِ علمائے دیوبند کو مسکن بنائے رکھا۔ اس سے زیادہ مناسب جگہ اور ہو بھی کہاں سکتی تھی۔ دیوبندیوں کے اس امکانِ کذب کے

[1] ماہنامہ "الفاروق" صفحہ ۴۱ (جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل ٹاؤن کراچی)

عقیدے نے اخبارات میں بھی شہرت حاصل کی۔ روزنامہ "نوائے وقت" کے کالم نور بصیرت میں اس عقیدے کو "جہالت کے شاہکار" کے عنوان سے اس طرح لکھا گیا:

"اگر کوئی اپنی کتاب میں لکھے جو شخص یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ نہیں بول سکتے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو محدود کرتا ہے" تو اس کے بارہ میں آپ کیا رائے قائم کریں گے کیا یہ فقرہ علم کی بات ہے یا جہالت کا شاہکار"۔[1]

اخباری پالیسی کے پیشِ نظر کتاب کا نام نہیں دیا گیا ورنہ دیوبندی کتب میں یہ عقیدہ صراحۃً موجود ہے۔ ابھی ان شاء اللہ العزیز پردہ اُٹھنے والا ہے۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی صاحب کو دیرینہ تعلقات کی اہمیت کا احساس دلاتے ہوئے جناب ضیاء القاسمی صاحب فرماتے ہیں:

"نیازی صاحب! آپ نے یہ بات کہہ کر اپنی عاقبت خراب کی ہے اور اس صدی کی سب سے بڑی غلط بیانی کی ہے اس سے بڑا اس صدی کا اور کوئی بہتان نہیں ہو سکتا جو آپ نے علمائے دیوبند کے اکابر کی طرف منسوب کیا ہے۔"[2]

یہ تو چند لمحوں بعد پتہ چلے گا کہ اپنی عاقبت کون خراب کر بیٹھا ہے اور اس وقت کی سب سے بڑی غلط بیانی کرنے والے اور سب سے بڑا بہتان باندھنے والے کون لوگ ہیں۔ دراصل جب آنکھوں میں بے جا حمایت و عقیدت کی ایک ایک سلائی پڑ جائے بھلا اکیر کا کام

[1] روزنامہ "نوائے وقت" ۱۲ اگست ۱۹۹۲ء [2] "الفاروق" صفحہ ۱۳

ہی یہ ہوتا ہے کہ اپنے اکابر کی کتب کے صفحے قرآنی ورق دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اور قرآن و حدیث میں سطر سطر عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مشتمل پاکیزہ عبارات دھندلی سی نظر آنے لگتی ہیں۔

عرض یہ ہے کہ مولانا عبدالستار خاں نیازی نے علمائے دیوبند پر قطعاً کوئی بہتان نہیں باندھا بلکہ ایک بہت بڑا سچ اور سب سے بڑی روشن اور کھلی ہوئی حقیقت بیان کی ہے۔ اتنے بڑے سچ کو غلط بیانی اور بہتان سے تعبیر کرنا ہی دراصل سب سے بڑا کذب ہے۔ سرزمین قرن الشیطن کے مخمور عقیدت کا "کمال" یہ بھی ہے کہ بصارت مطلق غائب ہوجاتی ہے اور بصیرت پر ختم اللہ علیٰ قلوبھم والی آیت کریمہ فٹ بیٹھ جاتی ہے۔

قاسمی صاحب کی عقل و خرد کو جب عقیدت اکابر کی دبیز چادر نے ڈھانپ لیا تو عالم وارفتگی و سرمستی میں بڑے جوش و جذبے سے یہ چیلنج دے مارا: ——————

"مولانا نیازی صاحب! ہمارے دیوبندی اکابر میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کا اسم گرامی محتاج تعارف نہیں قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور آیۃ من آیات اللہ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے اسمائے گرامی آسمان ولایت و علم کے تابندہ و درخشندہ ستارے ہیں۔ ان حضرات کی کتابوں میں سے اگر آپ دونوں باتیں ثابت کردیں اور ان کے فوٹو سٹیٹ حرمت کے صفحات میں انہی الفاظ کے ساتھ ثابت کرکے شائع کردیں تو میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا۔ ان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا

النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین۔ ورنہ پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں
اپنے انجام اور احتساب کا انتظار کیجئے۔"[1]

اگر ایسے گندے عقائد کسی کی طرف ناحق منسوب کرنے پر آپ بہت
بڑے انجام سے آگاہ کر رہے ہیں تو جنہوں نے خود یہ عقائد اپنی اپنی
کتب میں درج کئے ہیں اُن پر عذاب و پھٹکار اور نہایت ذلت و رسوائی
کی مار کا تصور بھی توفیق ملے تو کر لیجئے گا۔

کچھ "تابندہ و درخشندہ" ستاروں کے نام آپ سے قصداً یا سہواً چھوٹ
گئے ہیں یعنی آپ کے امام الہند محمد اسماعیل دہلوی تو قطبی ستارہ ہیں۔ اور
آپ کے شیخ الہند محمود الحسن صاحب بھی کچھ کم نہیں۔ مولوی خلیل احمد صاحب
سہارنپوری کی چمک دمک بھی آپ کی نگاہوں کو خیرہ کیے ہوتے ہے اور
عہد حاضر کے مولوی منظور نعمانی و مولوی سرفراز گکھڑوی صاحبان بھی
فضائے دیوبندیت میں جگمگ جگمگ روشن و تابندہ ہیں۔ اللہ ہی
بہتر جانتا ہے کہ کس خیالی امر نے آپ کو ان حضرات کے اسمائے گرامی
درج کرنے سے باز رکھا۔ آپ بہرحال تسلیم کریں گے کہ مذکورہ علمائے
دیوبند کے ڈنکے بھی دیوبندی مدرسوں میں اتنے زور و شور سے بج
رہے ہیں کہ عظمت خدا و رسول (جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی
صدائیں بھی کانوں تک نہ پہنچ پائیں۔

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے بے پایاں فضل و کرم اور اس کے پیارے
حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت و برکت کے طفیل احقر
آپ کا چیلنج قبول کرتا ہے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔
آپ نے جو فرمایا کہ "ان حضرات کی کتابوں میں سے اگر آپ دو ایسی

[1] الفاروق صفحہ ۳۱

ثابت کر دیں اور ان کے فوٹو سٹیٹ حرمت کے صفحات میں انہی الفاظ کے ساتھ ثابت کر کے شائع کر دیں تو میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا۔" تو آپ نے بھی جس دیدہ دلیری سے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی ہے میں اس کی بھی داد دیئے بغیر رہ نہیں سکتا۔" انہی الفاظ" سے اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ جو الفاظ نیازی صاحب کی زبان سے نکلے ہیں بعینہٖ وہی الفاظ کتابوں میں دکھائے جائیں تو یہ آپ کے زبردست جہل کی دلیل ہے۔ کیونکہ لفظ بلفظ عبارت نہیں بلکہ معنی و مفہوم دیکھا جاتا ہے۔ مثلاً آپ دوران تقریر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ کوئی اُٹھ کر آپ سے پوچھ بیٹھے کہ حدیث کی جگہ کتب میں اُردو کے یہی الفاظ دکھا دیجئے تو میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا تو آپ کا جواب کیا ہوگا؟ فَمَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا۔

میرے خیال میں کذب کی تعریف آپ کو غلط بتائی بلکہ پڑھائی گئی ہے۔ کذب کی صحیح تصویر کیا ہے یہ میں بتاتا ہوں۔ آپ بس آنکھیں ذرا کھلی رکھ کر دیکھتے جائیں (اختصار مطلوب ہے ورنہ دفتر بن جائے) آپ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا:—

"پھر یہ کہ آپ (یعنی حضور علیہ السلام) کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید (یعنی جس نے سوال پوچھا ہے) صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض (یعنی جزوی) غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص (یعنی خصوصیت) ہے ایسا علم غیب تو

زید و عمر (یعنی ہر ایرے غیرے) و بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (یعنی تمام چارپاؤں) کے لیے بھی حاصل ہے۔[1]

اس عبارت پر جب حرمین شریفین سے کفر کا فتویٰ لگا تو دیوبند کے نامور مناظر مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کے جسم میں چیونٹیاں سی رینگ گئیں۔ فوراً قلم اٹھایا اور اپنے مجدد و حکیم الامت تھانوی صاحب کی خدمت میں خط لکھا۔ پوچھا۔

"آیا آپ نے حفظ الایمان میں یا کسی کتاب میں ایسی تصریح کی ہے؟ اور آپ ایسا لکھنے والے کو یعنی ایسے شخص کو جو یہ اعتقاد رکھے (کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہے ایسا ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے) آپ مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر؟" (ملخصاً)[2]

تو حفظ الایمان میں لکھنے والے اس مذکورہ عبارت کے مصنف نے اپنے مرید با صفا کو یہ نوید سنائی:

"میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گزرا.... .... جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔"[3]

اگر تھانوی صاحب نے یہ خبیث کفریہ مضمون کسی کتاب میں بھی نہیں لکھا تو یہ حفظ الایمان پھر کس اشرف علی تھانوی کی کتاب ہے؟ اور اسی تھانوی صاحب نے "المہند" میں اپنی عبارت کے خلاف

---

[1] حفظ الایمان صفحہ ۱۳ قدیمی کتب خانہ کراچی [2] بسط البنان صفحہ ۱۸ ملخصاً حفظ الایمان [3] بسط البنان صفحہ ۱۸، ۱۹

یوں کہا ہے:- "جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین (یعنی چارپاؤں) کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے"۔

قاسمی صاحب! یہ ہے آپ کا بہت بڑا کذب جسے آپ کی عقیدت اکابر سات پردوں میں چھپائے بیٹھی ہے۔ اور دیکھیے۔

آپ کے مجوزہ قطب عالم گنگوہی صاحب کی مصدقہ کتاب "براہین قاطعہ" جسے مولوی خلیل احمد سہارنپوری نے لکھا، اس میں کہا گیا۔

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے"۔[1]

نہایت دیانتداری سے اس کا آسان مطلب یہ ہے کہ شیطان جو پوری کائنات کے انسانوں کو ایک ہی وقت میں اپنے وسیع علم اور خبر رکھنے کی بناء پر گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ملک الموت جو ایک ہی وقت میں ہزاروں لاکھوں انسانوں کی روح اپنے وسیع علم کی بناء پر قبض کر لیتا ہے تو ان دونوں کے اس قدر وسیع علم کو دیکھ کر اس کا قیاس حضور علیہ السلام کے علم پر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی اس قدر وسعت پر نہ قرآن کریم میں کوئی دلیل ہے اور نہ حدیث میں۔ بلکہ حضور کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا قرآن و حدیث کے قطعی طور پر خلاف ہے اس پر کوئی دلیل نہیں اور یہ انتہائی بڑا گناہ ہے اور حضور علیہ السلام کے

[1] براہین قاطعہ صفحہ ۵۵۔

علم کی وسعت کے متعلق یعنی شیطان و ملک الموت کے علم سے زیادہ مان لینا ایمان کا حصہ ہرگز نہیں بلکہ یہ شرک ہے اس لیے کہ شیطان و ملک الموت کے اس قدر وسیع علم پر قرآن و حدیث گواہ ہیں اور حضور علیہ السلام کے علم وسیع پر کون سی دلیل ہے دسیاق و سباق کے ساتھ اس کا یہی مفہوم ہے۔

اس کفریہ عبارت پر بھی جب علمائے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کی جانب سے کفر کا بھرپور فتویٰ لگا تو خلیل صاحب بدحواسی کے عالم میں "المہند" میں یہ عبارت "جھٹ" پر مجبور ہو گئے۔

"ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے" پھر بھلا ہماری تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جا سکتا ہے۔" [1]

اگر خلیل صاحب کی کسی تصنیف میں یہ کفریہ عبارت موجود نہیں تو پھر "براہین قاطعہ" کس خلیل احمد بہارنپوری کی ہے قاسمی صاحب! یہ ہے آپ کا سب سے بڑا کذب جسے آپ کی ارادت مندی کی کشافتوں نے اپنی اوٹ میں چھپا رکھا ہے۔

اور دیکھئے، بغور دیکھئے۔ اور اس طور دیکھئے کہ آپ کے حجاب مجبور ہو کر آپ کی انصاف پسندی کے ڈونگرے برسانے لگ جائیں۔

آپ کے تجویز کردہ شیخ الاسلام حسین احمد مدنی صاحب نے "حسام الحرمین" کے جواب میں ایک گالیوں کی ڈکشنری تیار فرمائی۔ نام "شہاب ثاقب" رکھا۔ اس کتاب میں موصوف نے دو کتابوں کے نام ایک دوسری کتاب "سیف النقی" کے حوالے سے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے اکابر کی جانب منسوب کیے۔

---

[1] "المہند" صفحہ ۵۸

اس دھوکہ منڈی کی روداد حضرت علامہ مولانا اختر رضا صاحب شاہجہان پوری منظری مدظلہ العالی کی حق پرست زبان سے سنیئے ـــــــ

"حسام الحرمین اور الدولۃ المکیہ کے منظر عام پر آنے سے بوکھلا کر علمائے دیوبند نے جل بھن کر سیف النقی نامی کتاب تیار کی۔ دیوبندی فوج کے ہر جرنیل نے پوری وفاداری سے اس کی تیاری میں حصہ لیا اور اُسے تیار کر کے مدرسہ دیوبند سے شائع کیا۔ علمائے دیوبند نے دیانت و صداقت کے تمام مرحلے طے کرتے ہوئے پوری حیاداری کے ساتھ اس کے اندر جعلسازیاں کی ہیں اسی طرح اپنے مقدس اور سراسر پاکیزہ دماغوں سے گھڑ کر اور اپنے نورانی ذہنوں سے انہیں فاضل بریلوی کے اکابر کی جانب منسوب کیا اور پورے رُوحانی تقدس کے ساتھ ان کتابوں کے مطابع، صفحے اور عبارتیں تک اپنے مکروہ دماغوں سے ایجاد کیں۔ پھر ان جعلی اور خود ساختہ من گھڑت کتابوں کی من گھڑت عبارتوں سے امام احمد رضا خاں بریلوی کے خلاف حجت تمام کرنے لگے کہ دیکھو تمہارے بڑے تو یوں فرماتے تھے حالانکہ یہ ساری کارگزاری لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی منہ بولتی تصویر تھی۔ اسی (سیف النقی) میں دیوبندی فوج کے سارے جرنیلوں نے فاضل بریلوی کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی مہر اپنے تخلیقی دماغوں سے گھڑی اور اس پر مہر بنوانے کا سال ۱۳۰۱ھ لکھ دیا جبکہ مولانا نقی علی کا وصال ۱۲۹۷ھ میں ہو گیا تھا۔"[1]

اس دیوبندی من گھڑت کتاب[2] میں سے جناب مدنی صاحب نے من گھڑت کتابوں کے حوالے کیوں لیے، وجہ یہ تھی کہ علمائے دیوبند سے

---

[1] کلمۂ حق صفحہ ۵۵ (من گھڑت مہر والے صفحے کا فوٹو اسٹیٹ مضمون کے آخر میں دیکھیے) [2] یہ کتاب "سیف النقی"، حضرت مولانا محمد نقی علی خاں علیہ الرحمۃ

(بقیہ حاشیہ برصفحہ آئندہ)

تھانوی صاحب کی عبارت سے جب کفر نہ اٹھ سکا تو اسی طرح کی عبارت گھڑ کر اعلیٰ حضرت کے بزرگوں کی طرف منسوب کر دی اور کہا کہ تھانوی پر کفر کا فتویٰ ہے تو ان اپنے بزرگوں پر کیوں نہیں۔ یہ کارنامہ انجام دیتے ہوئے جناب مدنی صاحب نے بھی دو من گھڑت کتب کے نام منتخب کر لیے پہلی من گھڑت کا ذکر یوں فرمایا:

"جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵ میں فرماتے ہیں"

اور دوسری من گھڑت کا ذکر اس طرح فرمایا:

"مولوی رضا علی خان صاحب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ ۲۰ میں فرماتے ہیں"

قاسمی صاحب! آپ جدید سائنسی دور میں سانس لے رہے ہیں مذکورہ دو کتب خدا کی اس دھرتی سے اگر لا کر دکھا دیجیے تو بندہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لے گا اور اگر نہیں دکھا سکتے اور ہرگز نہیں دکھا سکتے تو تسلیم کیجیے کہ یہ ہے اس وقت کا سب سے بڑا کذب جس کو آپ لوگ اپنے بزرگوں کی محبت کے حجاب میں محفوظ کیے بیٹھے ہیں اور جو شہاب ثاقب کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ بنا ہوا ہے اور دیکھیے اسماعیل دہلوی صاحب اولیائے کرام کے بارے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (اعلیٰحضرت کے والد ماجد) کی ہرگز نہیں بلکہ مدرسہ دیوبند کے علماء کی من گھڑت ہے۔ دوسرے یہ کہ مدنی صاحب نے جو شہاب ثاقب شائع کروائی تھی اس میں بطور حوالہ اس کتاب کا نام درج نہیں یعنی سیف النقی کے حوالے بغیر من گھڑت کتابیں اور عبارات درج کی ہیں۔

(حاشیہ صفحہ موجودہ) سنہ شہاب ثاقب صفحہ ۹۹

میں لکھتے ہیں کہ

"ان کو انبیاء و   سے وہی نسبت ہوتی ہے جو چھوٹے بھائیوں کو بڑے بھائیوں سے۔" ؎۱

اور یہی دہلوی صاحب تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں :۔

"جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں خواہ انبیاء ہوں یا اولیاء ہوں وہ سب کے سب اللہ کے بے بس بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں مگر حق تعالیٰ نے انہیں بڑائی بخشی تو ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہوتے۔" ؎۲

علمائے حق نے گرفت فرمائی تو مولوی خلیل احمد سہارنپوری نے یہ مخصوص چکر لو پھیرا۔

"جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے۔" ؎۳

سہارنپوری صاحب کا اصل مطلب یہ ہے کہ ہمارے مولانا شہید کی کسی کتاب میں یہ عقیدہ موجود نہیں۔ قاسمی صاحب! یہ ہے کہ اس دور کا سب سے بڑا کذب جس کو آپ کی اکابر پرستی کی تاریکی اپنے دامن میں سمیٹے بیٹھی ہے۔

لگے ہاتھوں ایک اور عجوبہ دیکھیں کہ سہارنپوری صاحب نے تو بے دھڑک مولوی اسماعیل پر کفر کا فتویٰ جڑ دیا مگر اپنے استاد گنگوہی صاحب کی یہ عبارت اُن کا اپنا دھڑن تختہ کر گئی۔

"(شاہ اسمٰعیل) ایسے مقبول کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے۔" ؎۴

؎۱ صراط مستقیم صفحہ ۷۳، ؎۲ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۱۳/۱۴۱۔
؎۳ المہند صفحہ ۵۰ ؎۴ فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ ۱۹۳

ع ہم جو کہتے تھے وہیں چھیڑ رہے فرزانے

جناب بہتان! اُس بھائی کا نام نہیں جو مولانا نیازی نے بتائے۔ بلکہ بہتان یہ ہے ملاحظہ فرمائیے: ——

"مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر بیگ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے اُستاد تھے۔"

(ڈھاکہ سے لیکر دیکھئے تمام دیوبندی کذب ناموں میں اس بہتان کو دہرایا گیا ہے)

میں کہتا ہوں کہ مرزے قادیانی کا بھائی مرزا غلام قادر بیگ دنیا نگر کا معزول تھانیدار تھا[1] جو پچپن برس کی عمر میں ۱۸۸۳ء میں فوت ہوا[2] جبکہ امام احمد رضا بریلوی کے اُستاد مرزا غلام قادر بیگ، جن سے فاضل بریلوی نے چند ابتدائی کتب پڑھی تھیں پہلے بریلی میں رہتے پھر کلکتہ چلے گئے۔ فتاویٰ رضویہ جلد سوم میں ایک استفتاء ہے جو مرزا غلام قادر بیگ کا ۱۷ جمادی الآخرہ ۱۳۱۲ھ کا بھیجا ہوا ہے۔ ثابت ہوا قطعی طور پر دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ ایک قادیان کا معزول تھانیدار۔ ایک مدرس اور مولوی۔ معزول تھانیدار مرزا غلام قادر پچپن سال کی عمر میں مر گیا اور اعلیٰ حضرت کے اُستاد اسی سال کی عمر میں حیات تھے۔ وہ ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۳ء میں فوت ہوا۔ یہ مولوی غلام قادر ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۵ء میں حیات تھے کیونکہ ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ ۱۸۸۳ء میں کوئی آدمی مر جائے اور پھر ۱۸۹۵ء میں استفتاء پوچھتا پھرے جو فتاویٰ رضویہ میں رقم ہے۔

قاسمی صاحب! یہ ہے اس دور کا سب سے بڑا کذب جس کو آپ کے دجل و تلبیس کے گنڈوں نے اپنے اندر باندھ رکھا ہے

[1] رئیس قادیان صفحہ ۱۱ جلد اول مجلس ختم نبوت ملتان [2] رئیس قادیان صفحہ ۱۲ (ایضاً)

ورنہ دینی غیرت کا ثبوت دے کر میرے دلائل کو غلط ثابت کیجئے۔

مزید دیکھئے! آپ سمیت آپ کا ہر مولوی اعلیٰ حضرت پر یہ الزام رکھتا ہے کہ وہ انگریز کے ایجنٹ تھے کیونکہ انہوں نے ہندوستان کو دارالحرب نہیں کہا۔ میں یہاں گنگوہی صاحب اور تھانوی صاحب وغیرہ کی عبارات نقل نہیں کرتا کہ انہوں نے بھی اعلیٰ حضرت کا ساتھ دیا ہے اور یہ بھی بیان نہیں کرتا کہ دارالحرب کیلئے کن شرائط کی ضرورت درکار ہوتی ہے۔ بس اتنا کہتا ہوں کہ ٹھوس شواہد پیش کیجئے اور دینی غیرت کا ثبوت دے کر مجھے اپنا مرید بنا لیجئے۔ البتہ مجھ سے اپنے اکابر کے انگریز کے طلب گار رہنے کے ٹھوس ثبوت لینے ہوں تو کسی بھی عدالت میں لے سکتے ہیں۔ بفضل خدا ہر وقت تیار ہوں۔ جناب! یہ ہے اس دور کا سب سے بڑا کذب جو آنکھوں پر شخصیت پرستی کی دبیز سیاہ پٹی ہونے کی وجہ سے آپ کو دکھائی نہیں دیتا۔ جاتے جاتے ایک بات اور ملاحظہ فرماتے جائیے ممکن ہے تسلی نہ ہوئی ہو۔

موجودہ سرپرست سپاہ صحابہ مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب آپ کے جگری یار ہیں آپ کو بھی پتہ ہے کہ وہ ایک طویل مدت تک اپنی ہر تقریر میں چیلنج دیتے رہے کہ میں ستائیس دلیلوں سے ثابت کرتا ہوں کہ مولوی احمد رضا خاں رافضی تھا۔ لوگوں نے جب اُن سے پوچھا تو "البریلویہ" میں درج شدہ پہلے درجے کے جھوٹ اپنی زبان سے پیش فرما دیتے۔ مثلاً پہلی بھاری بھرکم وزن دار دلیل یہ پیش کی کہ اُن کا نام احمد رضا ہے لہٰذا وہ رافضی ہیں۔ علیٰ ھذا القیاس باقی نام نہاد دلائل بھی اسی طرح کے تھے۔ میں نے ۱۹۹۱ء سے انہیں چیلنج دے رکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے رافضی ہونے پر صرف پانچ ٹھوس دلیلیں قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش فرمائیے کہ چلئے تو آپ اُنہیں رافضی دکھایا

کافر کہتے رہے اور اب اپنے شیخ سے اُنہیں رحمۃ اللہ علیہ لکھوا رہے ہیں۔ بتائیے وہ کیسے رافضی تھے کہ باقی رافضی سارے کافر ہوں اور وہ رحمۃ اللہ علیہ۔ کیا آپ کے علمِ غیب نے آپ کو آگاہ کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اب اپنے مزار میں اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا ہے؟ گیارہ سوالات کے ساتھ ایک مضمون مارچ [illegible] میں انہی صفحات میں شائع ہوا۔ پھر اُس کی ایک ہزار کاپیاں پمفلٹ کی صورت میں جھنگ [illegible] سے شائع کی گئیں۔ خود میرے شہر میں اُن کی آمد پر اُنہیں یہ رسالہ اور پمفلٹ پیش کیا گیا۔ فاروقی صاحب نے جھوٹ بولا اور کہا کہ میں نے اس کا جواب "خلافتِ راشدہ" میں لکھ دیا ہے۔ آ رہا ہے۔ اب چھ ماہ ہو چکے جواب کا نام و نشان نہیں۔ اور نہ وہ آئندہ دے سکتے ہیں۔ آپ شوق فرمائیں تو سوالات ارسال کر سکتا ہوں۔ فاروقی صاحب سے مزید پوچھ لیا کہ گنبدِ خضراء کے مکین سے محبت رکھنے والے ایک گنہگار کو اُس کی شفاعت پہ یقین رکھنے والے نے آپ کی کس رگ پہ ہاتھ رکھ لیا ہے کہ آپ تک دیدم دم نکشیدم والی صورتِ حال پیش آگئی ہے۔ اللہ اکبر۔

قاسمی صاحب! یہ ہے اس دور کا سب سے بڑا کذب جس کو آپ نے دروغ گوئی اور فریب کاریوں کے خمیر میں بڑے ذوق سے مدغم کر رکھا ہے۔ اگر کوئی آپ کی کذب بیانیوں پر مواد اکٹھا کرنا چاہے تو دفتر کے دفتر بن جائیں۔ بہر حال آمدم برسرِ مطلب کہ مولانا نیازی صاحب کی بات کہاں تک درست ہے۔

پردہ اُٹھتا ہے

لیجئے قاسمی صاحب! اُن کتابوں کے فوٹو سٹیٹ جن کے بارے میں آپ نے بہت بڑا چیلنج کیا ہے کہ اگر یہ دونوں باتیں نیازی صاحب ثابت کر دیں تو میں

اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ پہلی بات کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے
آپ کا دعویٰ ہے کہ یہ بات آپ کی کسی کتاب میں نہیں۔ دیکھئے یہ ہیں
آپ کی خوش نصیبیوں کے درخشندہ ستارے جناب مولوی محمود الحسن
صاحب جنہیں آپ شیخ الہند کے لقب سے یاد فرماتے ہیں۔ اس لیے
کہ انہوں نے ترجمۂ قرآن میں نہ آداب اُلوہیت کا خیال کیا اور نہ
آداب رسالت کا۔ بس جو آیا وہ گھسیٹا۔ اُن صاحب نے ایک کتاب
"الجہد المقل" لکھی۔ صدق و کذب کی بحث کرتے ہوئے مقدمہ ہفتم
کے عنوان سے لکھتے ہیں:۔

"امر ہفتم یہ ہے کہ صدور قبائح اور قدرت علی القبائح میں
زمین و آسمان کا فرق ہے۔ امر اول کو عند اہل سنت بہ نسبت ذات
خالق الکائنات محال کہا جاتا ہے تو امر دوئم مسلمات اہل سنت سے ہے۔
سب جانتے ہیں کہ ذات حق تعالیٰ شانہ سے افعال قبیحہ کے صدور کی
نوبت نہیں آسکتی لیکن افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور
باری جملہ اہل حق تسلیم فرماتے ہیں کیونکہ خرابی ہے تو ان کے صدور
میں ہے۔ نفس مقدوریت میں اصلاً کوئی خرابی لازم نہیں آتی اگر
ہوتا ہے تو کمال قدرت ثابت ہوتا ہے بلکہ امور مذکورہ کو قدرت
سے خارج کرنے میں عموم قدرۃ علی الممکنات جو داخل کمال اور
مسلمات اہل سنت میں سے ہے باطل ہو جائے گا۔" ؎

ممکن ہے بہت سے لوگ اس عبارت کا مفہوم نہ سمجھ سکے ہوں
لیجیے مشکل الفاظ کے معانی اور آسان تشریح ملاحظہ فرمائیے (دیانتداری
کو پوری طرح ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے)

○ صدور: (کسی کام کا) جاری ہونا۔ نافذ ہونا یا عملاً سرزد ہونا۔
○ قبائح: معیوب، مذموم (یعنی عیب دار اور قابل مذمت افعال

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

جیسے جھوٹ)

○ صدورِ قبائح : عیب دار اور قابلِ مذمت افعال کا بالفعل جاری ہونا یا سرزد ہونا۔

○ قدرت علی القبائح : بُرے کاموں پر محض قادر ہونا (یعنی بُرے کام کر سکنا مگر نہ کرنا)

○ امر : مسئلہ، حکم۔

○ امرِ اوّل : پہلا حکم (جس کو مصنف نے پہلے بیان کیا، یہاں مراد صدورِ قبائح)

○ عند اہل السنۃ : اہلِ سنّت وجماعت کے نزدیک۔

○ بہ نسبت ذاتِ خالق الکائنات : کائنات کو پیدا کرنے والی ذات کی طرف (ذات کے ساتھ)

○ ثُمّ لا ، [illegible]

○ امرِ دوم : دوسرا حکم (جس کو مصنف نے دوسرے نمبر پہ بیان کیا۔ یہاں مراد قُدرت علی القبائح)

○ مسلّمات : تسلیم شدہ، ثابت شدہ۔

○ دیگر ممکناتِ ذاتیہ : وہ دوسرے افعال وامور جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہونے ممکن ہیں۔

○ مقدورِ باری : جس پر اللہ تعالیٰ قدرت رکھے۔

○ جملہ اہلِ حق : تمام حق پر چلنے والے علماء (مراد علمائے دیوبند)

○ نفسِ مقدوریت : قادر ہونے کی حقیقت یا قدرت وطاقت کا وجود یعنی محض قدرت۔

○ اصلاً : ہرگز، مطلق۔

(حاشیہ صفحہ بقیہ المجھد المقل صفحہ ۴۱)

آسان تشریح بُرے کاموں کے بالفعل کرنے اور بُرے کاموں پر محض قدرت وطاقت رکھنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بُرے کاموں کا بالفعل سرزد ہونا اہلِ سُنّت وجماعت کے نزدیک ناممکن ہے۔ لیکن ان بُرے کاموں (جھوٹ، چوری) پر محض قدرت و طاقت رکھنا (اس معنیٰ سے کہ بُرے کام کی قدرت ہے مگر کرتا نہیں) تمام حق پر چلنے والے علماء (یعنی علمائے دیوبند) کے نزدیک تسلیم شدہ ہے سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے بُرے کاموں کے سرزد ہونے کی نوبت نہیں آسکتی (مثلاً جھوٹ بول سکتا ہے، جھوٹ بولنے پر قادر ہے مگر بولتا نہیں) کیونکہ خرابی تو ان بُرے کاموں کے بالفعل کرنے میں ہے محض بُرے کاموں (جھوٹ چوری، خودکشی وغیرہ) پر قدرت وطاقت رکھنے میں ہرگز کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ بلکہ ان تمام بُرے اور غلیظ کاموں پر قادر ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ ان ذکر کیے گئے بُرے کاموں پر قادر ہونے کی حقیقت کو اگر اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قبضہ واختیار سے خارج کر دیا جائے تو وہ تمام ممکن افعال جن پر اللہ تعالیٰ قادر ہے اور جو اس کے فضل وکمال میں داخل اور (علمائے دیوبند کے نزدیک تسلیم شدہ ہیں) سب کے سب بے اصل اور غلط ہو جائیں گے۔

(یعنی جب تک تمام بُرے کاموں کے کرنے کی قدرت وطاقت (جس کو نفس مقدوریت کہا گیا) اللہ تعالیٰ کی ذات کے اندر موجود نہ مانا جائے اُس وقت تک اس کی دیگر تمام قدرت وطاقت بے معنی اور بے اصل ہو گی (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) ؎

اے کاش لائے کہیں سے کوئی عصا ایسا : جو تیرے من کے سبھی اژدہے نگل ڈالے

خلاصۂ مفہوم: جناب "شیخ الہند" کی عبارت کا خلاصہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے مگر بولتا نہیں۔ چونکہ مولوی صاحب

نے قدرت علی القبائح کے الفاظ لائے ہیں کہ تمام کے تمام بُرے کاموں پر قادر ہے تو مطلب یہ ہوا کہ جھوٹ بول سکتا ہے بولتا نہیں. شراب پی سکتا ہے پیتا نہیں، جوا کھیل سکتا ہے کھیلتا نہیں، خدا اپنا شریک بنا سکتا ہے بناتا نہیں، شمس و قمر اور حجر و شجر کو رب مان سکتا ہے مگر مانتا نہیں، بتوں کو سجدہ کر سکتا ہے کرتا نہیں کیونکہ بقول مولوی صاحب باری خرابی ان قبیح افعال کے بالفعل کرنے میں ہے ان پر قدرت رکھنے میں ہرگز کوئی خرابی نہیں. اور تو چلئے جو بھی ہے سو ہے یہ بتائیے کہ رب ذوالجلال چوری پر کس طرح قادر ہوگا. چلئے تو یہ قبول فرمایئے کہ چوری قبیح فعل ہے اور آپ کے مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب قبیح افعال پر قادر ہے. اب اس فعل قبیح "قدرت علی القبائح" کا قادر ہونا کسی صورت ممکن نہیں بیٹھتا کیونکہ چوری کے لیے مال و زر یا کوئی بھی شے ہو اس کا پرایا ہونا لازمی ہے یعنی غیر کی ملکیت ہونا شرط ہے جب کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے لیے پرائی نہ رہی تو اب چوری کی قدرت بھی نہ رہی. مراد یہ ہے کہ چوری کے لیے شے کا پرایا ہونا لازم ہے. تو جب یہاں لازم باطل ہوگیا تو ملزوم (یعنی قدرت) خود بخود باطل ہوگئی. لہذا اگر محمود الحسن صاحب کے نزدیک "قدرت علی القبائح" مستلزمات میں سے ہے تو چوری بھی قبائح کے زمرے میں آتی ہے اس کا بالفعل تو کیا امکان بھی نہیں مانا جا سکتا کیوں کہ ہر شے کا مالک خدا خود ہے تو اب یہاں "امکانِ سرقہ" کا سوال بھی اٹھ گیا. تو جب ثابت ہوگیا کہ وہ چوری کی قدرت بھی نہیں رکھتا تو اب مولوی اسماعیل دہلوی کے عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ کی قدرت بندے سے کم ہوگئی کیونکہ انہوں نے لکھا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے اندر جھوٹ کی قدرت نہ مانی جائے تو انسانی قدرت زائد ماننا پڑے گی کہ بندہ ایک کام کر سکے اور

اللہ نہ کرسکے۔ (تفصیل آرہی ہے انشاء اللہ) اب جب میں نے ثابت کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں چوری پر قدرت رکھنا بھی نہیں تسلیم کیا جاسکتا تو دیوبندیوں کے نزدیک اب خدا وہ خدا ہے جس کی قدرت فی الواقع بندے سے کم ہے ورنہ قاسمی صاحب! آپ سے گذارش ہے کہ چوری کا امکان اللہ تعالیٰ کے اندر پیدا کرکے دکھائیں۔ جس طرح جھوٹ کا امکان ثابت کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں ہمارے اکابر کی کتب ایسی عبارات سے مبرا ہیں۔ آپ لوگ بھی رنگ بدلنے میں ماہر اور جوڑ توڑ کے بادشاہ ہیں خدا ہی جانے یہ آپ کے اکابر دیوبند کیا شے تھے کہ آپ نے عظمت خداوندی اور شانِ رسالت سب کچھ ان پر تج دیا مگر اُن کے نام پہ عزت پہ حرف نہ آنے کی کوشش تو کی مگر ضرور یہ لکھ دیا کہ ہمارے اکابر کی کتابوں میں یہ بات موجود نہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے اکابر اگر یہی لوگ ہیں تو ان کی کتابوں میں یہ عبارات موجود ہیں۔ جیسا کہ آپ نے اصل کتابوں کے فوٹو سٹیٹ ملاحظہ فرمالیے ہوں گے۔ ان کتابوں کو "نیلام گھر" میں بھی بھیجا جاسکتا ہے (آپ کے اکابر کے ایصالِ ثواب کے لیے) یوں ایڈورٹائز بھی ہوجائے گی اور طارق عزیز صاحب گلا پھاڑ کر بتادیں گے کہ یہ کتب کن علماء کی تصنیف شدہ ہیں۔ بہرحال آئیے میں دکھاتا ہوں کہ یہ عبارات آپ کے اکابر نے لکھی ہیں۔ مندرجہ ذیل دو جملے ملاحظہ فرمائیے:۔

- کسی کام پر قادر ہونا۔
- کسی کام کا کرسکنا۔

ان دونوں میں الفاظ کا فرق ضرور ہے مگر معنوی لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں کہ "میں پچاس کلو وزن اٹھانے پر قادر ہوں" اور آپ کے دوست فاروقی صاحب فرمائیں کہ "میں

پچاس کلو وزن اٹھا سکتا ہوں۔" بتایئے دونوں جملوں میں معنی کیا فرق ہے؟ جب کوئی فرق نہیں تو اب مولانا عبدالستار نیازی کا یہ کہنا کہ دیوبندیوں کی کتابوں میں ہے۔

○ "خدا جھوٹ بول سکتا ہے"

اور محمود الحسن صاحب کا یہ کہنا کہ

○ "قدرت علی القبائح مسلمات میں سے ہے" دونوں باتوں میں بہ اعتبارِ معنی و مفہوم ہرگز کوئی فرق نہیں۔ آپ میں جرأت ہے تو دونوں کا فرق ثابت کر کے دکھا دیجئے۔

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝

اب آتا ہوں آپ کے دوسرے مولانا کی طرف۔ یہ جناب رشید احمد گنگوہی صاحب ہیں۔ یہ صاحب بھی "امکانِ کذب" یعنی خدا کے جھوٹ بول سکنے کے قائل ہیں۔ فرماتے ہیں:۔ ———

"امکانِ کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اُس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر باختیارِ خود اس کو نہ کرے گا۔ یہ عقیدہ بندہ کا ہے اور اسی عقیدہ پر قرآن شریف اور احادیثِ صحاح شاہد ہیں اور علماءِ اُمت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ مثلاً فرعون پر ادخالِ نار کی وعید ہے مگر ادخالِ جنتِ فرعون پر بھی قادر ہے اگرچہ ہرگز جنت اس کو نہ دیوے گا۔"[1]

امکانِ کذب کا مطلب ہے جھوٹ پر قدرت۔ گنگوہی صاحب۔ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ پر قدرت ان معنوں میں مانتے ہیں کہ وہ اپنے ہی فرمائے ہوئے

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ ۲۱۳

علم کے خلاف کر دے۔ گنگوہی صاحب نے اللہ تعالیٰ کو بندے پر قیاس کر لیا ہے کہ بندہ جب اپنے کہے کے خلاف کرے تو جھوٹا کہلاتا ہے کہ پہلے کچھ کہا اور بعد میں کچھ اور۔ اسی طرح گنگوہی صاحب کا عقیدہ ہے کہ خدا بھی اپنے علم کے خلاف کر سکتا ہے۔ اس پر قدرت رکھتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ جھوٹ پر قادر ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا۔ ساری دُنیا مانتی ہے کہ ربّ قدیر گنہگار کو جنت بھیج سکتا ہے مگر مسلمانوں کے نزدیک یہ کذب نہ ہوگا بلکہ عفو و کرم ہوگا۔ دیو بندی جسے جھوٹ کہتے ہیں ہم اہلِ سُنّت اُسے کرم کہتے ہیں۔ خلف وعید[1] اور شے ہے اور امکان کذب دوسری شے۔ جنہوں نے خلف وعید کو جائز کہا ہے وہ یہ کہتے ہیں "اور نہ کرم" اور وہی لوگ کہتے ہیں کذب باری تعالیٰ محال ہے۔ ثابت ہوا کہ کذب باری ممکن نہیں۔ چونکہ کذب نقص ہے لہٰذا نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ اور جو نقص ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ممکن نہیں اور نہ اُسے قدرت شامل ہے۔

غزالیِ دوراں حضرت علامہ سیدنا احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"خلف وعید انشاء ہے اور امکان کذب چونکہ خبر کی قسم ہوتا ہے تو اخبار کا قیاس انشاء پر کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ اگر زمین کا آسمان پر اور پانی کا آگ پر اور ہوا کا مٹی پر قیاس کیا جا سکتا ہو تو یہ بھی جائز ہوگا۔ کیونکہ انشاء تو ایسا کلام ہوتا ہے جس سے کوئی خبر معلوم نہ ہو۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کا مقصد یہ ہے کہ قیاس میں ضروری ہے کہ مقیس اور مقیس علیہ میں کوئی علت مشترکہ ہو مگر خلف وعید اور امکان کذب میں کوئی علت

---

[1] "کسی سزا کے وعدہ کر لینے کے بعد اس کا خلاف کرنا" (بقیہ حاشیہ برصفحہ آئندہ)

مشترک نہیں۔ اسی طرح خلف وعید جب انشاء ٹھہرا تو امکانِ کذب کا اس پر قیاس باطل ہوا۔ آگے چل کر علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں :۔

”نیز اس خلف وعید کو امکانِ کذب کا مقیس علیہ کہنا ایک اور وجہ سے بھی نہیں اس لیے کہ اگر امکانِ کذب کو اس پر قیاس کیا جائے تو وقوعِ کذب لازم آئے گا۔ تقریر اس کی یوں ہے کہ خلف وعید مجوزہ متکلمین کا قیامت کے دن وقوع ہوگا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ یوم مذکور میں مشرکین کے علاوہ ہزاروں لاکھوں بلکہ بے شمار گناہگاروں کی مغفرت کرے گا تو وقوع خلف ہوا۔ اور جب وقوع خلف ہوا تو وقوع کذب ہوا۔ وہذا باطل بالاجماع “ [۱]

علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہابیہ جو بار بار کہتے ہیں کہ متکلمین رحمہم اللہ امور کو مشتمل دلیلوں کے لیے ثابت کرنے کی عبارت رکھنے والے ہیں خلف وعید کو جائز کہتے ہیں تو وہ فرماتے ہیں کہ جس خلف وعید کو متکلمین جائز مانتے ہیں وہ صرف امکان کی حد تک نہیں بلکہ قیامت کے روز اس کا وقوع بھی ہوگا۔ تو وہابیہ اپنے ”مجوزہ“ امکانِ کذب کو متکلمین کے ”خلف وعید“ پر ہرگز قیاس نہ کریں ورنہ کذب امکان کی حد سے نکل کر وقوع میں داخل ہو جائے گا اس لیے کہ متکلمین کا خلف وعید یہ ہے کہ بروزِ محشر اللہ تعالیٰ ان گناہگاروں کو واقعی بخش دے گا۔ یعنی یہ بالفعل ہوگا۔ تو یہ خلف کا وقوع ہوگا اور اگر وہابیہ امکانِ کذب کو متکلمین کے خلفِ وعید پر قیاس کرتے ہیں تو لازم ہے کہ کذب کا بھی وقوع مانا جائے اور وہ فرماتے ہیں کہ اسے اب

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ خلف الوعد اور خلف الوعید میں فرق ہے [۱] مقالاتِ کاظمی حصہ دوم صفحہ ۲۰۰ (حاشیہ صفحہ جدیدہ) [۲] ایضاً صفحہ ۱۰۷-۲۰

وہابیہ بھی نہیں مانیں گے۔ لہٰذا متکلمین کے "خلفِ وعید" کا وہابیہ کے "امکانِ کذب" سے کچھ تعلق نہیں۔

اور پھر جناب گنگوہی صاحب کا اس خدا کے جھوٹ بول سکنے پر قرآن وحدیث کو گواہ بنانا تو اور بھی بہت بڑا ظلم ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

گنگوہی صاحب کی ایک اور تحریر دیکھئے۔ جس نے سارے جہاں سر کا دیئے ہیں جس کی زہر آفرینی آج بھی اپنا اثر دکھاتے ہوئے ہے۔ "امکانِ کذب پر مختصر سی بحث کرنے کے بعد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

"آیات و احادیثِ کثیرہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ ایک ایک مثال قرآن وحدیث کی لکھی جاتی ہے۔ ایک جگہ ارشاد جناب باری ہے قل ھو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذابا الآیۃ دوسری جگہ ارشاد فرمایا وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم الآیۃ۔ آیت ثانیہ میں نفی عذاب کا وعدہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ اگر اس کا خلاف ہو تو کذب لازم آئے۔ مگر آیت اولیٰ سے اس کا تحت قدرت باری تعالیٰ داخل ہونا معلوم ہوا۔ پس ثابت ہوا کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلا ہے کیوں نہ ہو وھو علیٰ کل شیء قدیر" [1]

دیوبندی جہان کے یہ کتب عالم خدا کا جھوٹ بول سکنے کے مسئلہ پر آیات و احادیث سے استدلال فرما رہے ہیں گویا خدا کا جھوٹ بول سکنا دیوبندی عقیدے میں نصِ قطعی سے ثابت ہے۔ اور جو مسئلہ نصِ قطعی سے ثابت ہو اُس کا منکر کافر ہوتا ہے جب ان

[1] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۹۶، ۹۷

کے بڑے بڑے اکابر نصِ قطعی سے ثابت فرما رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ یہ متوحدین نصِ قطعی کا انکار کر کے کافر ہونا کیونکر قبول کر لیں گے۔ عافیت اسی میں ہے کہ خدا کا جھوٹ پر قادر ہونے کو تسلیم کر کے ایک طرف اپنا متوحد ہونا منوا لیا جائے اور دوسری جانب اللہ تعالیٰ کی کمالِ قدرت پر مہرِ تصدیق ثبت کر کے اُس کی عظمت میں چار چاند لگا دیئے جائیں (معاذ باللہ ثم معاذ اللہ) مگر ہمارے قاسمی صاحب ہیں کہ ایسی عبارات دکھانے کا چیلنج فرما رہے ہیں۔ ایں چہ بے خبری است۔ گنگوہی صاحب نے خدا کا جھوٹ پر قدرت رکھنے کے مسئلہ کو دو آیاتِ کریمہ سے ثابت فرمایا ہے۔ اس لیے کہ جھوٹ کو یہ لوگ صفتِ کمال میں شمار کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کتابوں میں بڑی فراوانی سے اس صفتِ کمال کا مظاہرہ کیا گیا ہے ——— اور × [illegible] دیکھیں متشابہ کمال کے طور پر خدا کے لیے بھی باندھنے سے نہیں چوکتے۔ ———

ع ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

سوچا ہوگا کہ اپنے ہمعصر نانوتوی صاحب سے میں بھلا کیوں پیچھے رہوں۔ وہ اگر خاتم النبیین کے معنیٰ "آخری نبی" کو غلط ثابت کر سکتے ہیں تو کیا میں صدقِ خداوندی میں کذب کا ٹانکا نہیں لگا سکتا۔ خیر! دیکھیے گنگوہی صاحب نے استدلال کس طرح فرمایا: ———

پہلی آیت لکھی: ——— "پھر دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ تم پر عذاب بھیجے"۔

دوسری آیت لکھی: ——— "اور اللہ تعالیٰ اُن کو عذاب نہ دیگا جبکہ آپ ان میں موجود ہیں"۔

گنگوہی جی فرماتے ہیں کہ دوسری آیت میں عذاب نہ دینے کا وعدہ

ہے اور ظاہر ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ عذاب دیدے یعنی اپنے کہے کے خلاف
کردے تو اس کا جھوٹ بول سکنا لازم آئے (کہ پہلے تو کہا کہ عذاب نہیں
دوں گا مگر اپنے وعدے پر قائم نہ رہتے ہوئے عذاب دے ڈالا)

گنگوہی صاحب کے مطابق اس جھوٹ پر قدرت پہلی آیت سے
ثابت ہے جس میں کہا گیا کہ وہ عذاب دینے پر قادر ہے تو فرماتے
ہیں کہ پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ پر قادر ہے۔ ؎

کسے خبر تھی کہ لے کر چراغ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

گنگوہی صاحب کی کم علمی دیکھیے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے وعدے
کے خلاف کردے (جو درحقیقت خلاف نہ ہوگا کہ وہ اپنے وعدے
کے خلاف نہیں کرتا) تو نتیجہ سارے آثار و قرائن کو ترک کر کے
وہ اسے اللہ کا کذب ماننے پر مجبور ہیں۔ دیکھیے الفاظ "ظاہر ہے
کہ اگر اس کا خلاف ہو تو کذب لازم آئے"۔ ہم جسے عفو و کرم کہتے
ہیں دیوبندی دنیا میں وہ خدا کا جھوٹ ہے۔ پھر تو کوئی گستاخ
یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ قرآن کریم میں ایک طرف اللہ نے فرمایا وَمَا
لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا
کوئی ولی نہیں اور دوسری طرف اس کے خلاف کہہ دیا۔ اِنَّمَا
وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ بے شک اللہ بھی تمہارا ولی اور اس
کا رسول بھی تمہارا ولی۔ لہٰذا اپنے ہی کہے کے خلاف کہہ کر جھوٹ
کا مرتکب ہوا (نعوذ باللہ من شرور انفسنا)

بعینہ اسی طرح کا استدلال گنگوہی صاحب نے دو آیات سے
کیا ہے۔ نہ کوئی قرینہ دیکھا اور نہ کوئی ضابطہ نہ کسی اصول کو مد نظر رکھا
اور نہ علمائے امت کی عبارات میں نظر کی۔ اور آخر میں بحث کے خاتمے

پر کہہ دیا :

○ "پس ثابت ہوا کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل و علیٰ ہے"

○ یعنی اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے (یا جھوٹ پر قادر ہے)
اور آگے لکھ دیا کہ وہ جھوٹ پر قادر کیوں نہ ہو وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر ط

ع عقل ہے تو دیکھ کر تو ہمیں حیرت ہے جسے ایسے گیا

گنگوہی صاحب کی ایک اور عبارت ملاحظہ فرمایئے :

"الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے اس کے خلاف پر قادر ہے اگرچہ وقوع اس کا نہ ہو امکان کو وقوع لازم نہیں۔"[1]

پہلی بات تو یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا اور اگر بفرض محال اس کی قدرت مان بھی لی جائے تو کیا ضروری ہے کہ اس کے اس خلاف کو جھوٹ بولنے پر محمول کیا جائے۔ آخر گنگوہی صاحب کیوں اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ خدا اپنے حکم کے خلاف کرے تو یہ اس کا جھوٹ ہوگا۔ آخر وہ کرم اور بخشش کی پاکیزہ صفت کا بھی تو مالک ہے۔ اس کے لیے جھوٹ باندھنے کے بجائے اگر صفت کرم کو تسلیم کر لیا جائے تو کون سی مصلحت ہاتھ سے چلی جائے گی۔ کرم کی پاکیزہ صفت کو مان لینا بہتر ہے یا جھوٹ جیسی رذیل و خلیقا صفت پر کو ماننا بہتر ہے۔ اور گنگوہی صاحب جب علمائے کرام کے سر ناحق یہ تہمت اور بہتان تھوپ رہے ہیں وہ خلف وعید کے قائل ہیں تو کرم کی صفت کے ساتھ نہ کہ امکان کذب

[1] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۹۷ ج

کے ساتھ۔ یہ فرق خاص طور پر ذہن میں رہے۔ گنگوہی صاحب کی مندرجہ بالا عبارت کا آسان سا مطلب یہ ہے کہ:

"امکانِ کذب سے مراد یہ ہے کہ جھوٹ اللہ تعالیٰ کے قبضہ و اختیار میں داخل ہے یا یہ کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ یہ الگ بات کہ وہ کبھی بولے گا نہیں مگر جھوٹ بولنے پر قدرت رکھتا ہے۔"

جب خدا کی ذات کے اندر جھوٹ کے امکان کو مان لیا جائے تو پھر یہ شرط خود بخود اٹھ جاتی ہے کہ وہ اپنے وعدے وعید کے خلاف ہی کرے تو کذب لازم آئے بلکہ جھوٹ کے ممکن ہونے کی صفت مان لینے پر اللہ تعالیٰ کے دیگر احکام میں بھی امکانِ کذب کا احتمال لازم آئے گا۔ اس لیے کہ یہ جھوٹ پر قدرت کی صفت موصوف کے اندر ہے یعنی ذات کے اندر مانی جا رہی ہے اور اس ذات کا ہر حکم پھر امکانِ کذب کے احتمال کے ساتھ مانا جائے گا۔ مطلب یہ کہ جب خدا کی ذاتِ اقدس میں نفسِ امکانِ کذبیت مان لی گئی تو اب اس کا کوئی حکم اس نفسِ کذبیت سے خالی نہیں، کوئی حکم سو فیصد لائقِ اعتبار نہیں۔ تو جناب دیوبندیوں کا خدا وہ ٹھہرا جس کی ذات میں امکانِ کذب کی صفت موجود ہے۔ آپ کے "شیخ الہند" جناب محمود الحسن صاحب نے اللہ تعالیٰ کو تمام برے کاموں پر قادر ہونا ثابت فرمایا یہ کہہ کر کہ قدرت علی القبائح مسلمات میں سے ہے۔ جھوٹ بھی فعلِ قبیح ہے تو گنگوہی صاحب نے بھی اس فعلِ قبیح پر اللہ تعالیٰ کا قادر ہونا بتایا۔ یہ کہہ کر کہ "کذب داخل تحت قدرتِ باری تعالیٰ ہے۔" جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ جیسے ہم کہیں "کرم داخل تحتِ قدرتِ باری تعالیٰ ہے" یعنی اللہ تعالیٰ کرم کر سکتا ہے۔ تو مولانا عبدالستار خان نیازی نے قطعاً

کوئی غلط بیانی نہیں کی اور نہ جھوٹ بولا بلکہ سو فیصد حقیقت کو آشکارا کیا۔

• اگر "قدرت علی القبائح" مسلمات میں سے ہے (یعنی اللہ تعالیٰ تمام برے کام کر سکتا ہے مگر کرتا نہیں) تو ایک آدمی جھوٹ بول کر فعل قبیح کا مرتکب ہوا۔ اور ایک آدمی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مان کر فعل قبیح کا مرتکب ہوا۔ اگر اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا بیٹا ماننے پر کس طرح قادر نہیں ہوگا؟ جواب سوچ سمجھ کر دیا جائے جھوٹ بھی فعل قبیح اور پتھر کی مورتی کو خدا بنا لینا بھی فعل قبیح۔ اگر ایک پر اللہ تعالیٰ کی قدرت ممکن ہے تو دوسرے پر قدرت کیونکر ممکن نہ ہوگی؟ جواب سوچ سمجھ کر دیا جائے۔

جب کہ محمود الحسن صاحب کے مطابق خرابی تو صرف "عدم قدرت قبائح" میں ہے قدرت علی القبائح میں کوئی خرابی نہیں بلکہ یہ بات تو ثابت شدہ ہے اور اسی قدرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی صفات میں کاملیت وکاملیت پیدا ہوگی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قاسمی صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ کو فیصلہ کن مرحلے میں داخل کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا آپ تو خیر نہیں مانیں گے ممکن ہے اسے پڑھ کر کسی دوسرے کی عاقبت سنور جائے۔

محمود الحسن صاحب کہتے ہیں کہ قدرت علی القبائح مسلمات میں سے ہے۔ قبائح میں صرف جھوٹ ہی نہیں بلکہ شرک بھی آتا ہے اسی طرح اور بے شمار قبائح ہیں۔ تو جہاں گنگوہی صاحب نے جھوٹ کو قدرت باری تعالیٰ کے تحت داخل کیا ہے وہاں اگر کذب کی جگہ شرک کا لفظ رکھ دیا جائے تو میرے خیال میں کوئی بے حجابات نہ ہوگی۔ تو پھر عبارت گنگوہی یوں ہوگی:۔

"امکانِ شرک سے مراد دخولِ شرک تحتِ قدرتِ باری تعالیٰ ہے"۔

بتلایئے اگر کذب (جو فعل قبیح ہے) اُس پر اللہ تعالیٰ قادر ہے تو شرک بھی فعل قبیح ہے اس پر اللہ تعالیٰ کس لیے قادر نہ ہوگا۔ ایک قبیح پر قادر ہو، ایک قبیح پر عاجز ہو یہ کیسے ممکن ہے؟ اور لگے ہاتھوں یہ بھی بتایئے کہ جہاں اللہ تعالیٰ اپنے وعدے وعید کے خلاف کرسکتا ہے بقول گنگوہی صاحب فرعون کو جنت میں بھیج سکتا ہے اور اپنے ہی حکم کے خلاف پر قادر ہے تو اسی قرآن مجید میں وہ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عیبوں سے پاک اور منزہ ہے تو کیا اللہ تعالیٰ اس پر قادر نہیں کہ وہ خود اپنے اس حکم کے خلاف کردے یعنی اپنے اندر عیب اور نقص پیدا کر لے۔

اگر گنگوہی صاحب کی پیش کردہ آیات میں سے ایک کے خلاف وہ کرسکتا ہے تو اپنے متعلق عیب سے پاک ہونے کی آیت کے خلاف کچھ کرنے سے کیونکر عاجز ہو جائے گا؟ کیا وہ ہر آیت کے خلاف کرنے پر قادر نہیں؟ اب ذرا سوچ سمجھ کر بتایئے کہ جب وہ علیٰ کل شیٔ قدیر ہے تو ہر آیت کے خلاف بھی وہ کچھ کرنے پر قدرت رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

اگر قدرت نہیں رکھتا تو محمود الحسن صاحب کا قدرت علی القبائح کو مسلمات میں سے کہنا اور گنگوہی صاحب کا وھو علیٰ کل شیٔ قدیر کہنا باطل ہوا۔ اور اگر قدرت رکھتا ہے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ نہ صرف کذب پر قدرت رکھتا ہے بلکہ شرک پر بھی قادر ہے، چوری، جوئے، شراب، ڈاکے اور دُنیا بھر کے تمام قبائح پر قادر ہے۔ ______

______ آپ جو بھی مانیں گے آپ کا دھرِش تختہ ضرور ہوگا ______

اور جب کذب و شرک دونوں قبائح ہی میں سے ہیں تو گنگوہی صاحب نے جو فرمایا ہے:۔

"رہا خلاف علما کا جو درباره وقوع و عدم وقوع خلاف وعید ہے جس کو صاحب براہین قاطعہ (خلیل احمد سہارنپوری) نے تحریر کیا ہے وہ دراصل کذب نہیں صورت کذب ہے" (دیکھئے فتاوی رشیدیہ کے صفحہ ۹۶ کی فوٹو سٹیٹ سطر ۱۲) تو ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ "وہ دراصل شرک نہیں صورت شرک ہے" ! بتائیے صورت کذب کو اگر آپ قدرت باری تعالیٰ کے تحت داخل کہہ سکتے ہیں تو صورت شرک کو آپ قدرت باری تعالیٰ میں کیوں داخل نہیں کر سکتے؟ ممکن ہے آپ کے پاس اس کا جواب یہ ہو کہ کذب معمولی عیب ہے جیسا کہ نقص ہے۔ اس کو تحت قدرت مانا جائے تو کوئی برائی نہیں اور چونکہ شرک بڑا عیب ہے اس لیے اسے خدا کے اندر (تحت قدرت) نہ مانا جائے۔ دوسری اور آخری بات یہ کہہ سکتے ہیں کہ کذب میں تو حسن ہی حسن ہے، اسی وجہ سے ہم نے اپنی کتابوں کے صفحات کو اس حسن بے مثال سے مزین کر رکھا ہے۔ اس حسن سے خدا کو کس لیے محروم رکھا جائے۔ آپ کی مزید تسلی کے لیے ایک جملہ اور درج کرتا ہوں۔ یہ جملہ گنگوہی صاحب کا ہے صفحہ ۹۶ دیکھ لیجئے۔ اس جملے میں اگر محمود الحسن صاحب کا عقیدہ (یعنی وہ الفاظ جو جہد المقل میں ہیں) بھی شامل کر دیا جائے تو جملہ اس طرح ہوگا۔

"پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام و صوفیائے کرام و علمائے عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب (یا تمام قبیح افعال جیسے جھوٹ، چوری، شرک، فسق، گناہ وغیرہ) داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔" فاعتبروا یا اولی الابصار۔

دیوبند کے دو انتہائی معتبر و مستند اور "جید و اجل" اکابر کی کتب کے بعد اُس شخصیت کی طرف آئیے جو ان اکابر کا بھی امام ہے جس کا نام آتے ہی یہ لوگ مجسمہ عجز و انکسار بن جاتے ہیں۔ یہ ہیں جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی۔ پہلے ان کے فارسی رسالہ "یکروزہ" (جو ایک روز میں لکھا گیا) کے فوٹو سٹیٹ ملاحظہ فرمائیے۔ "امکان کذب" سے متعلق بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اقول اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس لا نسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع و القائے آں بر ملائکہ و انبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد"۔[1]

ترجمہ: اگر محال سے مراد ممتنع لذاتہ ہے جو کہ قدرت الٰہی کے نیچے نہیں آتا تو ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ جھوٹ کی یہ قسم گذشتہ معنی کے مطابق محال ہو کیونکہ واقعہ کے برخلاف جملہ بنا لینا اور فرشتوں اور نبیوں پر اس کی وحی کرنا اللہ کی قدرت سے باہر نہیں ورنہ لازم آئے کہ قدرت انسانی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زائد ہو۔

آسان سا مطلب یہ ہے کہ بندے کو جب جھوٹ پر قدرت حاصل ہے تو خدا کیا بندے سے کم قدرت کا مالک ہے کہ وہ اس پر قادر نہ ہو۔ بندہ اگر کوئی خلافِ واقع بات کہہ سکتا ہے مثلاً کوئی دیوبندی کہہ سکتا ہے کہ ہماری کتب میں یہ نہیں لکھا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ حالانکہ یہ اُس کی کتابوں میں موجود ہے تو یہ اُس کی بات خلافِ واقع ٹھہری یعنی جھوٹ ہوئی۔ تو جب بندہ اس پر قادر ہے تو

---

[1] یکروزہ صفحہ ١٧

خدا کیونکر عاجز ہوگا۔ وہ بھی یقیناً جھوٹ پر قادر ہے اور ان جھوٹے کلمات کو جو کہ خلافِ واقعہ ہیں اپنے ملائکہ اور انبیاء پر بھی القاء کر سکتا ہے —

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اب دیکھیے کہ خداوند قدوس کی ذات میں کس خوبصورت طریقے سے یہ لوگ جھوٹ جیسی معیوب و مذموم صفت کو یہ کہہ کر مان رہے ہیں کہ "نیز ظاہر است کہ صفت کمال ہمیں ست کہ قدرت بر تکلم کذب دارد۔ بنا بر رعایت مصلحت و مقتضائے حکمت تنزہ از تلوث کذب تکلم بکلام کاذب نمائد ہماں شخص ممدوح مے گردد" ۱؎

ترجمہ: ظاہر ہے کہ صفتِ کمال یہی ہے کہ جھوٹ پر قدرت ہوتے ہوئے بھی بلحاظ مصلحت اس کی آلائش سے بچنے کے لیے جھوٹ بات نہ بولے وہی شخص قابل تعریف ہوتا ہے۔ مگر یا اللہ تعالیٰ کے اندر اگر جھوٹ پر قدرت کا ہونا تسلیم نہ کیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ کمال کو کم کرنے اور گھٹانے کے مترادف ہے البتہ اس کے اندر جھوٹ کی صفت رکھ دینے سے وہ رفیع الشان ہو جائے گا۔ ؟

بریں عقل و دانش بباید گریست

قاسمی صاحب اگر دہلوی صاحب کا یہ فارمولا تسلیم کر لیا جائے کہ بندہ جھوٹ پر قادر ہے تو خدا کیونکر قادر نہ ہوگا یعنی ورنہ لازم آئے کہ قدرت انسانی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زائد ہو۔ تو بندہ نہ صرف اس پر قدرت رکھتا ہے بلکہ بالفعل بھی جھوٹ بولتا ہے۔ آپ کو تو خیر کچھ بتانے کی ضرورت ہی نہیں۔ تو فرمائیے کیا اللہ تعالیٰ بھی بالفعل جھوٹ بولنے پر قادر ہے؟ اگر آپ کہیں کہ بالفعل

۱؎ یک روزہ صفحہ ۱۸

جھوٹ بولنے پر وہ قادر ہے تب بھی آپ کا دھڑن تختہ۔ اور اگر آپ کہیں کہ بالفعل جھوٹ بولنے پر قادر نہیں۔ تو بمطابق دہلوی صاحب قدرتِ انسانی زائد ہو جائے گی اور متذکرہ سابقہ اکابر کے مطابق وہ علیٰ کل شئی قدیر نہ رہے گا یوں بھی آپ کا دھڑن تختہ۔ یعنی

مصرعہ دو گونہ رنج و عذاب است جانِ مجنوں را

اور یہ بھی آپ کے اکابرین سے درخشندہ ستارے مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری جن کا تذکرہ سابقہ سطور میں کیا جا چکا ہے امکانِ کذب کے بارے میں رقمطراز ہیں: ــــــ

"امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلفِ وعید آیا جائز ہے یا نہیں؎ چنانچہ درمختار میں ہے هل یجوز الخلف فی الوعید فظاهر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلون بجوازه لانه لا یعد نقصا بل جودا و کرما الخ (خلفِ وعید جائز ہے کہ نہیں ظاہر تو یہ ہے اشاعرہ اس کے قائل ہیں...... اس وجہ سے کہ وہ اس کو نقص نہیں شمار کرتے بلکہ بخشش اور کرم تصور کرتے ہیں)" ؎۲

اشاعرہ خلفِ وعید کو نقص شمار نہیں کرتے نہ کہ وہ امکانِ کذب کو نقص نہیں کہتے کہ جس کے قائل دیوبندی وہابی ہیں۔ اب تو سہارنپوری صاحب کی زبان سے بھا سر و باہر ہو گیا کہ اشاعرہ جس قدرتِ خداوندی کے قائل ہیں یعنی وہ جہنمی کو جنت دے سکتا ہے تو وہ اسے کرم اور جود شمار کرتے ہیں اور اس میں نقص نہیں جانتے۔ جبکہ دیوبندی اس

؎ یہ سہارنپوری صاحب کا صریح دروغ ہے۔ خلفِ وعید اور شے ہے امکانِ کذب اور شے۔ ؎۲ براہینِ قاطعہ صفحہ ۶۔

خلفِ وعید کو خواہ مخواہ کھینچ تان کر امکانِ کذب کا نام دے رہے ہیں۔ یہ زبردستی دیوبندیوں کو مبارک ہو کہ خدا کے لیے جس صفت کا زور لگا رہے ہیں وہ کتنی معیوب و مذموم ہے۔ خیر! لیندا اپنی اپنی۔ اور اگر دیوبندی کذب کو خلفِ وعید کی فرع سمجھتے ہیں تو یہ ان پر اور بوجھ بڑھ گیا پھر خدا کو بالفعل بھی جھوٹا ماننا پڑے گا اس لیے کہ گنہگاروں کی مغفرت بالفعل ہوگی (یقیناً کروڑوں اربوں گناہ گار ایسے ہوں گے کہ جو سزا کے حق دار ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور اپنے کرم سے انہیں معاف فرما دے گا گویا عذاب کا وعدہ تھا مگر بخش دیا اور یہ بالفعل ہوگا) سوائے شرک کے دیگر تمام گناہ کبیرہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اشاعرہ کا یہ خلفِ وعید اگر دیوبندیوں کا امکانِ کذب ٹھہرے تو بالفعل مغفرت سے یہ کذب بھی امکان کی حد سے نکل کر بالفعل کے دائرے میں داخل ہو جائے گا۔ یعنی لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں کذب بالفعل واقع ہو اور اللہ تعالیٰ بالفعل جھوٹا ہو والعیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ)

ان کے امام "یک روزہ" میں کیا لکھ گئے اب معتقدین ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ جھوٹ کو کسی نہ کسی طریقے سے اللہ تعالیٰ کے اندر ضرور ثابت کیا جائے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔

ان کتابوں کے علاوہ امکانِ کذب کا یہ مسئلہ "المہند علی المفند المعروف عقائد علمائے دیوبند کے صفحہ ۶۰ پر بھی موجود ہے۔ نیز مولوی حسین احمد مدنی صاحب نے بھی اپنی کتاب "شہابِ ثاقب" کے سات صفحے اسی مسئلہ میں سیاہ کیے ہیں۔ سات صفحوں کا خلاصہ یہ ہے:

"(مسئلہ امکانِ کذب میں) ان (دیوبندی علماء) کا مطلب ہے جو کہ جہد المقل حصہ اوّل صفحہ ۴۰ میں مسطور ہے۔" لے

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

اور جہد المقل میں مولوی محمود الحسن صاحب نے جو عقیدہ بیان کیا ہے وہ آپ پہلے ہی ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ وہ تو تمام بڑے کاموں پر اللہ تعالیٰ کو قادر مانتے ہیں اور اسی کو صفت کمال جانتے ہیں۔ نیز اس مسئلہ امکانِ کذب کو مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے "تذکرۃ الخلیل" میں بھی بیان کیا ہے ———۔

موجودہ دور کے معروف دیوبندی عالم سرفراز گکھڑوی صاحب نے بھی اسے بیان کیا ہے۔ یہ مولوی صاحب بقیدِ حیات ہیں اور بڑھ چڑھ کر اس محبوب ومرغوب شے کو اپنی کتابوں میں صفحہ بہ صفحہ بیچ کر اکابر کا درجہ حاصل کرنے کی سعیٔ ناکام میں معروف ہیں۔[1]

قاسمی صاحب! آپ ان سے بھی رابطہ کر لیجئے۔ دیگر برصغیر کے تمام علمائے دیوبند کو ایک جگہ اکٹھا کر لیجئے کر مر جوڑ لیجئے اور ان صفحات پر جو کچھ بیان کیا گیا ہے ان کا جواب دیجئے اور دیئے گئے حوالوں کو غلط ثابت کیجئے۔ سرفراز صاحب گکھڑوی لکھتے ہیں: ———

"یہ لوگ حقیقتِ کذب، امکانِ کذب اور صورتِ کذب میں جو دقیق فرق ہے اس کو یا تو سمجھتے ہی نہیں اور چشم پوشی کر کے غلط ملط اور گڈمڈ کر دیتے ہیں حالانکہ ایک ادنیٰ سمجھ والا آدمی بلکہ مبتدی طالب علم لفظاً کرنے اور کر سکنے میں بخوبی فرق سمجھ سکتا ہے اور کرتا ہے اور کر سکتا ہے۔ مگر اہلِ لسان کے نزدیک فرق بالکل نمایاں ہے۔[2] ———"

(حاشیہ صفحہ سابقہ) [1] شہابِ ثاقب صفحہ ۳۰ (حاشیہ صفحہ موجودہ) [1] ابھی دنوں ہمارے ایک دوست مدرسہ نصرۃ العلوم گئے اور اس مسئلے پر گفتگو کی منگ گکھڑوی صاحب گفتگو میں درد کا بہانہ بنا کر غائب ہو گئے۔ (بقیہ برصفحہ آئندہ)

سرفراز صاحب کا مطلب یہ ہے کہ "خدا جھوٹ بولتا ہے" اور "خدا جھوٹ بول سکتا ہے" میں واضح فرق ہے۔ یعنی ایک کام بالفعل ہوتا ہے اور ایک محض ممکن ہوتا ہے۔ وضاحت دیکھئے۔

○ خدا جھوٹ بولتا ہے (بالفعل) سرفراز صاحب اس کے قائل نہیں۔

○ خدا جھوٹ بول سکتا ہے (ممکن) سرفراز صاحب اس امکان کے قائل ہیں ———۔

جبکہ حسین احمد مدنی صاحب اس دوسرے جملے کے برعکس یوں لکھتے ہیں:

"(اگر کوئی شخص) یہ اعتقاد رکھے کہ ممکن ہے کہ خدا وند کریم جھوٹ بول دیوے تو وہ بے شک کافر و زندیق ملعون ہے۔" [۱]

ممکن ہے کا معنی قدرت رکھنا ہے۔ اس کو مدنظر رکھ کر ذیل کے جملے دیکھئے:

○ ممکن ہے (یعنی قدرت رکھتا ہے) کہ خدا جھوٹ بول دیوے (مدنی صاحب کے نزدیک یہ عقیدہ کفر ہے)

○ قدرت علی القبائح (یعنی خدا افعال قبیحہ پر قدرت رکھتا ہے۔)

علمائے دیوبند مانتے ہیں (خلیل صاحب و سرفراز صاحب عین ایمان جانتے ہیں۔) امکان، ممکن، قدرت، قادر ہونا یہ سب مترادف الفاظ ہیں یعنی ہم معنی ہیں۔ لہذا جس امکانِ کذب کو گنگوہی صاحب تحت قدرت باری تعالیٰ مانتے ہیں، جو محمود الحسن صاحب کے نزدیک مقدور باری ہے جو کذب سرفراز صاحب کے نزدیک "بول سکتا ہے" اُسی صورت کذب کے اعتقاد کو مدنی صاحب کفر قرار دے رہے ہیں۔

لیجئے: ؏ خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) [۲] تنقید متین صفحہ ۲۰۰ بحوالہ توضیح البیان از علامہ غلام رسول سعیدی صفحہ ۱۱۳ (حاشیہ صفحہ موجودہ) [۱] شہاب ثاقب صفحہ ۸۱۔

لغات سے اُن الفاظ کے معانی دیکھئے ۔

○ **ممکن** :۔ جو بات ہو سکے ، مقدور (نسیم اللغات)
("ہو سکے" کو سرفراز صاحب مانتے ہیں اور "مقدور" کو محمود الحسن صاحب تسلیم کر رہے ہیں)

○ **امکان** :۔ جو ہو سکے ، مقدور (نسیم اللغات)
("امکانِ کذب" کو گنگوہی صاحب اور "ہو سکے" کو سرفراز صاحب مان رہے ہیں۔

ثابت ہوا کہ امکان ، ممکن ، مقدور ، ہو سکے ، قدرت یہ سب ہم معنیٰ اور مترادف الفاظ ہیں۔ ان کے ساتھ اگر جھوٹ یا کذب کے الفاظ لگائیں تو اس کی صورت یہ ہوگی۔
امکانِ کذب ، کذب کا ممکن ہونا ، کذب مقدورِ باری ہے ، جھوٹ سکتا ہے جھوٹ بولے ، جھوٹ پر قدرت ، جھوٹ پر قادر ہونا وغیرہ جب متعدد علمائے دیوبند ان سب صورتوں کے قائل ہیں تو مدنی صاحب کا ان پر فتویٰ یہ ہے۔

" کوئی ، یہ اعتقاد رکھے کہ ممکن ہے کہ خداوند کریم جھوٹ بول دیوے تو وہ بھی کافر و زندیق ملعون ہے۔"

جب "ممکن" کے معنیٰ لغات میں طاقت اور مقدور کے بھی درج ہیں تو اگر مدنی صاحب کی عبارت میں لفظ ممکن ہٹا کر اُس کی جگہ اُس کا معنیٰ رکھ دیا جائے تو جملہ یہ ہوگا۔

" اگر کوئی اعتقاد رکھے کہ (خدا) اس پر طاقت رکھتا ہے یا مقدورِ باری تعالیٰ ہے کہ خداوند کریم جھوٹ بول دیوے تو وہ کافر و زندیق ہے۔"

اور یہی تو سب دیگر علمائے دیوبند کہہ رہے ہیں کہ خدا اس پر قادر

ہے کہ جھوٹ بول دے اور اسی پر حسین احمد ٹانڈوی صاحب کا فتویٰ ہے کہ ایسا اعتقاد کفر ہے ۔

جناب سرفراز صاحب گکھڑوی "کرتا ہے" اور "کر سکتا ہے" میں نمایاں فرق بتاتے ہیں یعنی "کرتا ہے" بالفعل میں آتا ہے اور "کر سکتا ہے" قدرت کے تحت آتا ہے اور وہ "کر سکتا ہے" کے قائل ہیں جبکہ جامعہ مدنیہ لاہور کے مہتمم حامد میاں صاحب لکھتے ہیں :-

"آپ اسے غلط خواہوں نے یہ جامہ پہنایا کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے ۔" [1]

یعنی "بول سکتا ہے" کے جو معنی پہناتے وہ غلط خواہ ہیں اور یہی معنی گکھڑوی صاحب نے پہناتے ہیں لہذا وہ خود غلط خواہ ہوئے اور دیگر امکانِ کذب کے قائل بھی غلط خواہ ٹھہرے ۔ جناب حامد میاں صاحب مزید لکھتے ہیں :

"اس مسئلے کو توڑ مروڑ کر اور غلط تعبیر کر کے علمائے دیوبند کی طرف منسوب کر دیا گیا اور امکانِ کذب کا عنوان دے دیا گیا " [2]

مطلب یہ کہ اس مسئلے کو امکانِ کذب کا نام دینا ایک غلط تعبیر ہے جس کی نسبت علمائے دیوبند کی طرف کر دی گئی ۔ مگر دوسری طرف سرفراز گکھڑوی صاحب فرماتے ہیں :

"اس مسئلہ کو اہلِ حق (علمائے دیوبند) خلف وعید اور امکان کذب سے تعبیر کرتے ہیں ۔" [3]

جملہ یوں زیادہ درست رہتا کہ "اس مسئلہ کو اہلِ حق خلف وعید اور علمائے دیوبند امکانِ کذب سے تعبیر کرتے ہیں" اور حقیقت بھی یہی

۱؎ سلسلہ علمائے دیوبند ص ۹ ۳؎ بحوالہ توضیح البیان ص ۱۳۱ (بقیہ برصفحہ آئندہ)

ہے۔ اللہ تعالیٰ گمراہوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی نے دیوبندی کتب سے دوسرا مسئلہ یہ بیان کیا ہے کہ اُن کی کتابوں میں ہے: ــــــ

"نبی مر کر مٹی ہو گیا ہے۔"

یہ عبارت بھی اکابر علمائے دیوبند کے پیشوا و مقتدا مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی کتاب میں موجود ہے۔ دہلوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ درج کی کہ جس میں بندے کو سجدہ کرنے کی ممانعت ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "جو تو گزرے میری قبر پر تو کیا سجدہ کرے گا" اس مفہوم کو دہلوی صاحب نے یوں بیان کیا:

"میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔"

اسے شائع ہونے والے نسخوں میں اس عبارت کو بدلا جاتا ہے۔ مگر یہ دھوکہ بھی ہرگز کام نہ آسکے گا۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ الفاظ بیان نہیں فرمائے اس لیے اُن کی طرف یہ عبارت منسوب کرنا حدیث کے مطابق جہنم میں ٹھکانا بنانا ہے۔ میں اس عبارت کی تشریح گنگوہی صاحب کی زبان سے کرنا چاہتا ہوں جو فتاویٰ رشیدیہ میں درج ہے۔ سائل نے تقویۃ الایمان سے یہ ساری عبارت لیکر فتویٰ طلب کیا۔ گنگوہی صاحب جواب دیتے ہیں:

"مٹی میں ملنے کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ مٹی ہو کر مٹی زمین کیساتھ خلط ہو جاوے جیسا سب اشیاء زمین میں پڑ کر خاک ہو کر زمین ہی ہو

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۲؎ سلسلہ علمائے دیوبند صفحہ ۴۰ بحوالہ توضیح البیان صفحہ ۱۰۱، ۳؎ تنقید متین صفحہ ۱۱۱ بحوالہ توضیح البیان۔

(حاشیہ صفحہ موجودہ) ۱؎ تقویۃ الایمان ؛

جاتی ہیں۔ دوسرے مٹی سے ملاقی و متصل ہوجانا یعنی مٹی سے مل جانا تو یہاں مراد دوسرے معنی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چونکہ مُردہ کو چاروں طرف سے مٹی احاطہ کرلیتی ہے اور نیچے مُردہ کی مٹی سے جسم معہ کفن ملاحق (یعنی ملا) ہوتا ہے۔ یہ معنی ہیں ملنا اور مٹی سے ملنا کہلاتا ہے کچھ اعتراض نہیں"۔ [1]

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں جب قرآن نے ادب سکھایا ہے اور مومنوں سے فرمایا گیا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا۔ حالانکہ راعنا میں کوئی خرابی نہ تھی اور یہی راعنا صحابہ کرام کہتے بھی تھے مگر جب اس میں تصرف کرکے منافقین نے توہین کا پہلو پیدا کر لیا تو اس لفظ کی بھی ممانعت فرمادی گئی۔ یعنی بظاہر ایسا لفظ بھی نہ ہو کہ جس سے کوئی بے ادب اور گستاخ توہین کا پہلو نکال لے۔ جب مصنف نے ضعیف حدیث میں بھی یہ "مر کر مٹی میں ملنے والے" الفاظ نہیں ملے تو مولوی صاحب نے ایسے توہین آمیز الفاظ کی نسبت سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیونکر کی۔ کیا تبلیغ دین کا یہی طریقہ ہے۔ کیا ایک مؤدب اُمتی اپنے رفیع و عظیم اور رؤف و رحیم پیغمبر کی شانِ اقدس میں ایسے کرخت، کریہہ، دل آزار، گھٹیا اور توہین آمیز الفاظ لکھنے کی جرأت کرسکتا ہے۔ اگر آپ فرمائیں کہ اس کے معنی تو یہی کہ آدمی نے ایک دن قبر میں چلے جانا ہے لہٰذا جس نے قبر میں جانا وہ لائق سجدہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ اور اس طرح اس سے توہین نہیں ہوتی۔ تو بندہ عرض کرتا ہے کہ اگر آپ سچے ہیں اور خود کو حق پر سمجھتے ہیں تو آئندہ اپنی تقریروں میں یہ کہہ کر دیکھیں: ——

"سجدہ صرف اللہ کے لیے ہے جس کو موت نہیں۔ سجدہ نبی کے لیے

---

[1] فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۱۲۔

جائز نہیں کیونکہ نبی تو مر کر مٹی میں مل گئے ہیں۔"

جب گنگوہی صاحب نے بھی اس کا یہ معنی کر دیا ہے کہ مٹی میں مل کر مٹی ہو جانا۔ تو ثابت ہوا کہ مولانا عبدالستار خاں نیازی نے جو کہا ہے وہ حرف بحرف مبنی بر صداقت ہے۔ اگر آپ اب بھی بضد ہیں تو پھر جواب دیجئے کہ

کیا آپ اپنے امام کی اس خود ساختہ توہین آمیز عبارت کو اپنے آپ سے منسوب کر کے ہر تحریر اور ہر تقریر میں لکھ پڑھ سکتے ہیں؟

میں نے دونوں عبارتوں سے متعلق آپ کے جید اکابر کی عبارات مع فوٹوسٹیٹ پیش کر دی ہیں۔ گو مجھے مولانا عبدالستار خاں نیازی سے بھی کبھی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے مگر مسئلہ نیازی صاحب کا درست تھا، مسئلہ ان ناپاک عبارتوں کا تھا۔ اور جیسا کہ یہ رسالہ "تحریک" میں چھپیں یا "القول السدید" آپ کے لیے برابر ہے کہ مقصود آپ کو عبارتوں کا دکھانا تھا لہذا اس دور کا سب سے بڑا کذب اس وقت کی سب سے بڑی غلط بیانی اور اس زمانہ کا سب سے بڑا دھوکہ یہ ہے جو آپ نے اپنے مضمون میں یہ لکھ کر انکار کیا ہے کہ

"ہمارے اکابر کی کتابوں میں سرے سے ان ناپاک عبارات کا وجود ہی نہیں ہے۔[1]"

ضیاء القاسمی صاحب! آپ سے یہ نہیں کہتا کہ آئیے اب میرے ہاتھ پر بیعت کر کے سُنی ہو جائیے کہ میں نے یہ ناپاک عبارتیں آپ کے اکابر کی کتب سے نہ صرف دکھا دی ہیں بلکہ فوٹوسٹیٹ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا بحمداللہ تعالیٰ بھرپور رد بھی کر دیا ہے۔ کیونکہ سُنی ہونے سے آپ؟ پھر بھی اللہ تعالیٰ جل شانہٗ چاہے تو کیا بعید ہے۔ اس لیے قبول حق کی دعوت

---

[1] "الفاروق" صفحہ ۱۴ کالم ۲۔

دے کر اتنا کہتا ہوں۔

① جن کتابوں کا ذکر اس مضمون میں کیا گیا ہے وہ آپ کے اکابر کی ہیں یا نہیں ـــــــ ؟

② جنہیں آپ نے بھی ناپاک عبارت کہا ہے وہ ان مذکورہ کتابوں میں حرف بحرف درج ہیں یا نہیں ؟

③ کیا میں نے ان عبارات کو سیاق سباق سے ہٹ کر پیش کیا ہے؟ یا ان میں کتر و بیونت اور قطع و برید سے کام لیا ہے یا اپنے من مانے مطلب و مفہوم پہنائے ہیں ؟ ایسا ہے تو وضاحت فرمائیے۔

④ اگر یہ کتب علمائے دیوبند کی نہیں تو پھر کس مذہب کی ہیں ؟ نام درج فرمائیے۔

⑤ اگر میں نے چار سو بیسی سے کام لیکر آپ کو اور دیگر قارئین کو دھوکہ دیا ہے تو آپ میرے خلاف ہائیکورٹ میں مقدمہ درج کرا کے حق و باطل کا فیصلہ کرا لیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

نوٹ :۔ دیوبندیوں کی اصل کتابوں کے فوٹو سٹیٹ اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیے۔

اقول - اگر قول بہ وقوع خلف مثل مذکور تجویز کذب مسطور است معاذ اللہ لٰکن
قول بامکان خلف مثل مذکور مستلزم امکان کذب مسطور نیست - علاوہ بریں
قول کہ بہ امکان مثل مذکور ایں وجہ ہم می تواند شد کہ اصلا اختیار عدم وقوع عذاب اصلا واقع
نمی شد و عدم اختیار بعدم وقوع مثل مذکور ایں بعدم اختیار بقرآن مجید است از اصل
ممکن نیست داخل تحت قدرت الٰہیہ کما قال اللہ تعالیٰ عزوجل قُل لَّوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ
عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُم بِهِ و نیز عدم اختیار ممکن است کہ بیشتر قرآن فراموش گرداند پیدا شود
قول بامکان وجود مثل اصلا مستلزم تکذیب نص الخصوص گردد و سلب قرآن مجید بعد
انزال ممکن است داخل تحت قدرت الٰہیہ کما قال اللہ تعالیٰ وَلَئِن شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا
إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا -

قولہ - وھو محال لانہ نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال -

اقول اگر مراد از محال ممتنع بالذات است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست
پس لا نسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے
آں بر ملائکہ و انبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید
از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر مخاطبین در قدرت
اکثر افراد انسانی است - کذب مذکور بلے منافی حکمت است پس ممتنع بالغیر است -
لہذا عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ می شمارند و او را بآں مدح می
کنند بخلاف اخرس و جماد کہ ایشاں را کسے بعدم کذب مدح نمی کند - و نیز ظاہر است

جیسا معتزلہ صرف کلام لفظی کو کلام باری کہتے ہیں کیونکہ کلام نفسی کے تو سرے سے منکر ہی ہیں تو خلاصہ یہ ہوا کہ کلام لفظی از قبیل افعال ہے نہ از قبیل صفات تو جس صدق و کذب کو وہ کلام کی صفت کہا جائیگا وہ بالبداہت صفت فعلی ہوگی نہ صفت ذاتی ہمارا مطلب اس توضیح میں فقط یہی ہے کہ صدق و کذب مذکور صفات فعلیہ میں سے ہو وہ تو بحمد اللہ ثابت و ظاہر ہوگیا مگر دو باتیں ہمارے مفید مدعا باتیں مذکورہ سے اور معلوم ہوگئیں اول تو یہ کہ صدق و کذب مذکور کے ثبوت و امتناع کے لئے چونکہ صفات فعلیہ میں داخل ہے تحسین و تقبیح سبحانہ لا یفعل القبیح سے استدلال کرنا معتزلہ کا مشرب ہے دوسرے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہ امر مسلک اہل سنت کے خلاف اور باطل ہے چنانچہ مجیب صاحب کا دعویٰ ہو بنا علی تسلیم مسلک معتزلہ ابطال فرمانا کے لئے دلیل شافی ہو سو دونوں باتیں بیان کرنے کے قابل ہیں۔

مقدمہ سوم مختصر

امر سوم یہ ہے کہ صدور قبائح اور قدرت علی القبائح میں بڑا بھاری زمین آسمان کا فرق ہے امر اول کو متعدد اہل سنت بہ حیثیت ذات حق تعالی کے کمالات کے محال کہا جاتا ہے امر دوم مسلمات میں سے ہے جاتے ہیں کہ ذات اقدس جل شانہ سے افعال قبیحہ کا صدور تو ... میں ممتنع ہیں لیکن افعال قبیحہ کو فعل یا حکمت ذاتیہ مقدور باری جل جلالہ اہل حق تسلیم فرماتے ہیں کیونکہ خرابی ہے تو ان کے صدور میں ہے نفس مقدوریت میں اصلاً کوئی خرابی لازم نہیں آتی بلکہ نہ ہو تو کمال قدرت ثابت ہوتا ہے بلکہ امور مذکورہ کو قدرت سے خارج کرنے میں عموم قدرۃ علی الممکنات ہو جس کمال اور مسلمات اہل سنت میں سے ہے باطل ہو جائیگا کتب عقائد میں قدرت تعالیٰ جمیع سائر الممکنات اور کل ممکن مقدور موجود ہے اور ہر امکان کو مقدوریت کا ایک سبب قول ہے یہ ہر صورت مقدوریت قبائح میں سوا دونوں مذکور و امتناع ذاتی میں سے کسی کا تحقق لازم نہیں آتا اب افعال قبیحہ کو قدرت قدیمہ حق تعالیٰ شانہ سے کیونکر خارج کہہ سکتے ہیں البتہ جو امور ایسے ہوں کہ ان کے امکان صدور سے انفکاک ذات عن نقص یا انفکاک لوازم ذات لازم آئے جیسے اکل و شرب وغیرہ تو ان کو اگر قدرت قدیمہ سے خارج مانتے تو حق ہے کما لا یخفی علی اللبیب باقی قبائح کے صدور کو ممکن بالذات کہتا ہو اور مذہب اہل سنت ہے البتہ بوجہ امتناع بالغیر ان کے تحقق و فعلیہ صدور کی کوئی نوبت نہیں آسکتی چنانچہ خلاصہ ہو کر قبائح تحت القدرۃ داخل ہوکر بوجہ حکمت و فعل مقدس ممتنع الوقوع میں یہ ہرگز نہیں کہ امور

الجواب صحیح بندہ مسکین محمد یٰسین عفی عنہ	الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ

الجواب صحیح غلام رسول عفی عنہ

جبکہ وہ مقبرہ نا پید گشتہ ہو اور اس وقت دفن کرنا وہاں متروک ہو گیا ہو تو بنا
مدرسہ اس جگہ میں خصوصاً حصہ خالی میں درست ہے جیسا کہ وہ مقبرہ فی الحال دفن اموات
کے کام میں آتا ہو تو اولیٰ اور بنا مدرسہ درست نہیں ہے قال فی الدر المختار [illegible] ولو بلی المیت
وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

۱۳۰۰
فتویٰ [illegible]

الجواب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

مسئلہ [illegible] جناب مفتی صاحب بریلوی [illegible]

جواب اول غلط صحیح اور [illegible]

قول مجیب [illegible] جواب اول کے مطابق تحریر کیا ہے مولوی [illegible] خان صاحب
مفتی صاحب بریلوی کے والد ماجد کی تحریر [illegible] مسئلہ میں
فرماتے ہیں۔ عبارتہ۔

جس گورستان میں قبریں باقی نہ رہیں اور میت کا دفن کرنا متروک ہو جائے تو
اس جگہ دوسرا مکان وقفی جیسے مسجد مدرسہ بنانا جائز ہے۔

کتبہ [illegible] علی خان [illegible] بریلوی عفی عنہ۔

۱۳۰۱
[illegible]

خیر خواہ قوم عرض کرتا ہے کیا مفتی صاحب بریلوی کے نزدیک یہ عبارت بھی غلط ہے
اور حکم شریعت کے مطابق مولوی رضا علی خان صاحب جناب مفتی صاحب بریلوی کے
دادا صاحب کی تحریر ہے جو [illegible] مطبوعہ لکھنؤ [illegible] میں [illegible] عبارتہ
در آن گورستان کہ دفن اموات در آن متروک باشد و کسی [illegible] نشدہ باشد غیر آباد بود
در آن مسجد وغیرہ بنا نمودن جائز است۔

فرمایا بیشک تم کو سجدہ کریں سو فرمایا بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی ف
یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی
تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اسی کی چاہیے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء
امام و امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز
اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم
ان کے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے نہ خدا کی سی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعضے بزرگوں
کو بعضے درخت اور بعضے جانور راستے میں [illegible] بعضے درگاہوں پر [illegible] حاضر رہتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور بعضے
پر بعضے [illegible] کو اپنی کچھ سند نہ پکڑنی چاہیے کہ آدمی کو [illegible] تعظیم کرے [illegible]
جائز ہو [illegible] سجدہ کر دے [illegible]
ہو اس کی سند نہ پکڑے کہ آدمی کو [illegible] سجدہ کرنا چاہیے اخرج ابو داؤد عن قیس بن سعد
قال اتیت الحیرۃ فرایتھم یسجدون لمرزبان لھم فقلت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
احق ان یسجد لہ فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت انی اتیت الحیرۃ فرایتھم
یسجدون لمرزبان لھم فانت احق بان نسجد لک فقال لی ارایت لو مررت بقبری اکنت
تسجد لہ فقلت لا فقال لا تفعلوا (مشکوٰۃ) [illegible] باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ ابو داؤد
نے ذکر کیا کہ قیس بن سعد نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں
کے لوگوں کو کہ سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو سو کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیجئے
ان کو پھر آیا میں پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا میں نے کہ گیا تھا میں حیرہ میں سو دیکھا میں نے ان لوگوں
کو کہ سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو سو تم بہت لائق ہو کہ سجدہ کریں ہم تم کو تو فرمایا مجھ کو بھلا خیال
تو کر جو تو گذرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو کہا میں نے نہیں فرمایا کہ مت کرو ف
یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدہ کے لائق ہوں سجدہ تو اسی
پاک ذات کو ہے کہ کبھی نہ مرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ نہ کسی زندہ کو کیجئے نہ
کسی مردہ کو نہ کسی قبر کو کیجئے نہ کسی تھان کو کیونکہ جو زندہ ہے سو ایک دن مرنے والا ہے اور جو مر گیا سو
کبھی زندہ تھا اور بشریت کی قید میں گرفتار پھر مر کر خدا نہیں بن گیا ہے بندہ ہی بندہ ہے اخرج
مسلم عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقولن احدکم
عبدی وامتی کلکم عبید اللہ وکل نسائکم اماء اللہ [illegible] ولا یقل الغلام ربی [illegible]
سیدی [illegible] الی آخرہ
مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کوئی

نقل خط حضرت سیدنا حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہا
در مسئلہ امکان کذب برفع شبہات مولوی نذیر احمد خاں صاحب رامپوری

(شبہ) براہین قاطعہ میں یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کذب ممکن ہے اس مسئلہ کی وجہ سے کتب الٰہیہ میں احتمال جھوٹ کا پیدا ہو سکتا ہے یعنی مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ شاید یہ قرآن بھی جھوٹا ہے اور اس کے احکام بھی غلط ہیں اور براہین قاطعہ کی اس تحریر کی وجہ سے بہت لوگ گمراہ ہو گئے ہیں۔ از فقیر امداد اللہ چشتی فاروقی عفی اللہ عنہ۔ بخدمت مولوی نذیر احمد خاں صاحب بعد سلام تحیہ اسلام آنجناب کا خط آیا مضمون سے مطلع ہوا اگرچہ بعض وجوہ سے معلوم تو یہ جواب نہ تھا مگر بغرض اصلاح و توضیح مطلب براہین قاطعہ واقعی ازیں لکھا جاتا ہے شاید اللہ تعالیٰ نفع پہنچاوے اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

جواب:۔ واضح ہو کہ امکان کذب کے جو معنی آپ نے سمجھے ہیں وہ تو بالاتفاق مردود ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف وقوع کذب کا قائل ہونا باطل ہے اور خلاف ہے نص صریح کے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا وغیرہا آیات کے وہ ذات پاک مقدس ہے شائبہ نقص کذب وغیرہ سے۔ اور اختلاف علماء کا جو مسئلہ وقوع و عدم وقوع خلاف وعید ہے جس کو صاحب براہین قاطعہ نے تحریر کیا ہے۔ وہ دراصل کذب نہیں صورت کذب ہے اس کی تحقیق میں طول ہے الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے اس کے خلاف پر قادر ہے اگرچہ وقوع اس کا نہ ہو امکان کو وقوع لازم نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شے ممکن بالذات ہو اور کسی وجہ خارجی سے اس کو استحالہ لاحق ہوا ہو چنانچہ اہل عقل پر مخفی نہیں پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام و صوفیائے کرام و علماء عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے پس جو شبہات آپ نے وقوع کذب پر متفرع کئے تھے وہ مندفع ہو گئے کیونکہ وقوع کا کوئی قائل نہیں یہ مسئلہ دقیق ہے عوام کے سامنے بیان کرنے کا نہیں اس کی حقیقت کے ادراک سے اکثر افہام زناں قاصر ہیں آیات و احادیث کثیرہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے ایک ایک مثال قرآن و حدیث کی لکھی جاتی ہے ایک جگہ ارشاد جناب باری ہے قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا الآیۃ دوسری جگہ ارشاد فرمایا وَمَا کَانَ ... مقام

[illegible]

لیعذبہم وانت فیہم الآیۃ آیت ثانیہ میں نفی عذاب کا وعدہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ اگر اس کے خلاف ہو تو کذب لازم آئے مگر آیت اول سے اس کا تحت قدرت باری تعالیٰ داخل ہونا معلوم ہوا پس ثابت ہوا کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلا ہے کیونکہ نہ ہو وھو علی کل شیء قدیر۔ احادیث کو دیکھئے کہ عشرہ مبشرہ وغیرہ مثلاً بالیقین جنتی باخبار نبی ﷺ حقیقۃً وحی الٰہی جل وعلا ہے جو پہنچے پر پہنچے صحابہ کرام جانتے تھے کہ خدا کے پاک مجبور نہیں اس لئے نظر بقدرت وجلال کبریائی ڈرتے رہتے تھے بلکہ فخر دو عالم سرور کائنات علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات جن کی شان میں لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر وارد ہے فرماتے ہیں واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم اور کما قال اللہ تعالیٰ یحق الحق وھو یھدی السبیل۔

علم غیب الٰہی

سوال:۔ علم غیب صفات خاصہ خداوندی ہے یا غیر خدا شامل ہے جناب باری تعالیٰ کے ہے یا نہ

جواب:۔ علم غیب خاصہ حضرت حق است مثل خاصۃ الشیء ما یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ۔ و ایں عقیدہ تو غیر ہیں است فقیر ہم ہمیں عقیدہ دارد ہر کہ خلاف ایں عقیدہ باشد باطل است

از بندہ رشید احمد عفی عنہ۔ بندہ کو آپ کے کارڈ کا مضمون معلوم ہوا جو کچھ آپ نے لکھا ہے درست ہے۔

علم غیب خاصہ حق تعالیٰ ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔

علم غیب الٰہی

سوال:۔ ایک شخص مثلاً زید کہتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت اقوال گذشتہ وآئندہ اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے معلوم ہوئے بطور کشف اور خواب اور وحی اور الہام کے اور ایسے

۱؎ اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب ... جبکہ آپ ان میں موجود ہیں۔ ۲؎ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۳؎ تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے۔ ۴؎ خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ۵؎ اللہ تعالیٰ حق کو حق کر دکھاتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ ۶؎ غیب کی تصریح کا یہ مطلب ہے کہ اس میں موجود ہو اور اس کے غیر میں نہ ہو۔ ۷؎ فقیر کا عقیدہ بھی یہی ہے۔

رسیلے رنگیلے چٹکلے مزیدار، شاندار، دلچسپ اور عجیب و غریب
واقعات

اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی

خوابوں کی بارات

مولانا محمد منصور علی خان قادری

باہتمام — سید شاہ تراب الحق قادری

مجلس اتحاد اسلامی کراچی

نام کتاب	ــــــــ	خوابوں کی بارات
تالیف	ــــــــ	مولانا محمد منصور علی خاں قادری
باہتمام	ــــــــ	سید شاہ تراب الحق قادری
پیش کش	ــــــــ	غلام مجتبیٰ قادری
معاونت	ــــــــ	محمد یونس قادری، محمد اسماعیل قادری
خوش نویس	ــــــــ	جلال الدین خاں
ضخامت	ــــــــ	۳۲ صفحات آفسٹ ۲۳x۳۶/۱۶
طباعت	ــــــــ	بار اول و دوم اکتوبر ۱۹۸۲ء (انڈیا)
تعداد	ــــــــ	ایک ہزار تقریباً
ناشر	ــــــــ	مجلس اتحاد اسلامی کراچی
قیمت	ــــــــ	54/-

ملنے کا پتہ

- حنفیہ پاک پبلی کیشنز کراچی، نزد بسم اللہ مسجد کھارادر کراچی
- مکتبہ قادریہ نظامیہ رضویہ لوہاری منڈی لاہور
- مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی
- ضیاء القرآن پبلی کیشنز اردو بازار لاہور
- مدینہ پبلشنگ کمپنی۔ بندر روڈ کراچی
- مکتبہ رضائے مصطفےٰ دارالسلام چوک گوجرانوالہ
- المکتبۃ المدینہ کھارادر کراچی
- مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ۔ بہاولپور
- ضیاء الدین پبلی کیشنز کھارادر کراچی
- نوری بک ڈپو امین پور بازار فیصل آباد
- شبیر برادرز اردو بازار لاہور
- مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ۔ حیدر آباد۔ سندھ
- مدنی بک ڈپو ۶/۶۷ کے کھنڈی اسٹاپ کورنگی
- مکتبہ رضوان داتا گنج بخش روڈ۔ لاہور
- جیلانی بک ہاؤس ایم اے جناح روڈ کراچی
- مکتبہ ضیاء السنہ ریلوے روڈ۔ ملتان

۸۶/۹۲

شرف انتساب

اس صدی کے مجدد اعظم، ماہر علم و فن اعلیٰ حضرت

سیدنا امام احمد رضا

فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے عظیم و جلیل شہزادہ گرامی مرتبت آبروئے دنیائے سنیت

حضور سیدی و مرشدی علامہ الحاج محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب قبلہ

مفتی اعظم ہند

علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام

جن کی نگاہ فیض نے نہ جانے کتنے ذروں کو ہمدوش ثریا کر دیا۔ اور.....

جن کی بارگاہ کرم کی غلامی میرے لئے باعث فخر اور سرمایۂ آخرت ہے۔

یوں تو لاکھوں سنبھالے ہیں لیکن ــــ ان کا دامن ہے پھر ان کا دامن

محتاج کرم:- محمد منصور علی خاں قادری رضوی مجیبی خطیب سنی بڑی مسجد

۱۲۶-ایم۔ آزاد روڈ۔ بمبئی ۲

خراجِ عقیدت

ہندوستان کے ان پانچ عظیم و رفیع المرتبت ہمارے مقتدایانِ کرام کی بارگاہ میں جن کی حیات کا ہر لمحہ عشقِ رسالت پناہی میں بسر ہوا۔ اور جن کا نقشِ قدم ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔

یعنی

★ سید المتکلمین شہنشاہِ خطابت حضرت علامہ الحاج سید شاہ ابو المحامد سید محمد محدث قبلہ
اشرفی الجیلانی محدثِ اعظم ہند

★ حضور سید العلماء شہزادۂ خاندانِ برکات علامہ الحاج مفتی سید شاہ
آلِ مصطفیٰ صاحب قبلہ قادری برکاتی مارہروی

★ میرے آقا حضرت امام المناظرین حضور شیرِ بیشۂ سنت الحاج مفتی ابو الفتح عبید الرضا
محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی لکھنوی۔

★ میرے والد محترم محبوبِ ملت غازیٔ دینِ حق علامہ الحاج مفتی ابو المظفر محب الرضا
محمد محبوب علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی لکھنوی (مفتی بمبئی)

★ حضور حافظِ ملت جلالۃ العلم علامہ الحاج مفتی عبد العزیز صاحب قبلہ قادری برکاتی امجدی
بانیٔ الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی (مبارکپور)

علیہم الرحمۃ والرضوان

دور ہیں وہ اور کتنی دور — پھر بھی میری نظروں کے حضور

اے خدائے قادر و قدیر جب تک سورج میں روشنی، چاند میں چاندنی، ستاروں میں چمک، پھولوں میں مہک، ہواؤں میں سبک روی، کلیوں میں تازگی اور اس دھرتی پر نیلگوں آسمان کا شامیانہ باقی ہے اس وقت تک تو ہمارے ان پیشوایانِ ذی احترام کی قبروں پر رحمت و نور کی بارش فرما اور انہیں رضا و غفران سے سرفرازی فرما۔ آمین ثم آمین۔

بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام

خادمِ بارگاہ: محمد منصور علی خاں قادری رضوی محبوبی۔

نذرِ عقیدت

دنیائے سنیت کے اُن چار جلیل القدر رہنمایانِ کرام کی خدمتِ عالیہ میں

- حضرت علامہ مفتی محمد برہان الحق صاحب قبلہ دامت فیوضہم المبارکہ
  مفتیٔ اعظم مدھیہ پردیش و سجادہ نشین خانقاہ رضویہ سلامیہ جبلپور
- حضرت علامہ مفتی سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم
  سجادہ نشین خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف
- حضرت علامہ مفتی محمد رضوان الرحمٰن صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ
  خطیب جامع مسجد و مفتی اندور
- حضرت علامہ مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم المبارکہ
  مفتی ربانی دار العلوم امجدیہ ناگپور

اے قادر و قیوم! تو اپنے فضل و کرم سے ان ہمارے بزرگوں کو صحت و عافیت کے ساتھ چاند ستاروں کی عمر عطا فرما۔ اور ان کے علم و عمل کی نورانی کرنیں ہمیشہ دنیائے سنیت کو منور اور تابناک کرتی رہیں۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور ہدیۂ خلوص بخدمت

مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری مدظلہ

شیخ الحدیث علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ مدظلہ

مناظرِ اہلسنت علامہ مفتی محمد شاہد رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ

خدا کرے ان رہبرانِ ملت تادیر سلامت رہیں۔ اور اسلاف کا کردار و عمل ان کے دم سے زندہ و تابندہ رہے۔ آمین یا رب العالمین

محتاجِ کرم اور طالبِ فیض و — محمد منصور علی خاں قادری رضوی محبوبی

گلہائے محبت

شیخ کامل حضور درویش بابا قبلہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ
بانی نورانی مسجد مدرسہ نورانی شموگہ (کرناٹک)
کی بارگاہِ عالیہ میں

جنہوں نے اپنی حیاتِ ظاہری میں ہر لمحہ مجھ کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔
اور میرا یقین ہے کہ ان کی دعائیں آج بھی میرے ساتھ ہیں۔
اے مولائے کریم! ان کے مرقد پر رحمت کا ساون ہر گھڑی برستا رہے۔ آمین۔

حقیقت میں تو ناممکن ہے اُن کے روبرو ہوں میں
خیالوں ہی خیالوں میں ہم اُن تک جا نکلتے ہیں

کرم وعنایت کا متمنی :۔ محمد منصور علی خاں قادری رضوی محبوبی

نذرانۂ وفا

شیخ طریقت حضرت بابا ہلال الدین صاحب قبلہ چشتی
عرف مولن والے بابا کی بارگاہ میں

ایک ایسا عارفِ حق جن کے بارے میں صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ ؎

کیا عشق نے سمجھا ہے کیا حُسن نے جانا ہے
ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

گدائے آستاں :۔ محمد منصور علی خاں قادری رضوی محبوبی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

حالِ دل

حالِ دل، احوالِ غم، شرحِ تمنا، عرضِ شوق

بے خودی میں کہہ گئے افسانہ در افسانہ ہم

۲۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء میری زندگی کا ایک شدید المناک دن جس دن میرے والد محترم حضرت محبوبِ ملت، غازیٔ اہلسنت، وصافُ الحبیب، اسد السنۃ علامہ الحاج مفتی ابو المظفر محب الرضا محمد محبوب علی خان صاحب قبلہ قادری، برکاتی، رضوی، لکھنوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا بمبئی میں وصال ہوا۔ ابھی عمر کے سترہویں سال ہی میں میرے کاندھوں پر ذمہ داری اور فرض شناسی کا بوجھ آگیا۔ میری ذمہ داریوں کو وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں جن کو نوعمری میں داغِ یتیمی اس طرح ملا ہو کہ پورے گھر میں ان سے بڑا کوئی نہ ہو اور گزرنے والے نے اپنے بعد تمام تر ذمہ داریاں ان کے سپرد کر کے آنکھیں بند کر لی ہوں۔ مگر پھر بھی عالم یہ تھا

بے خودی میں بھی کوئی ہاتھ پکڑ لیتا ہے

ہیں جنوں میں بھی کبھی چاک گریباں نہیں آتا

اب مڑ کر دیکھتا ہوں تو ۳۰ سال کا طویل عرصہ گذر گیا۔ اس عرصہ میں زندگی نہ جانے کتنے طوفانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے گزری اور اس طرح گذری کہ میں سمجھتا ہوں کہ حوادثات و طوفانوں کا ہی کا دوسرا نام زندگی ہے۔ لیکن —

ساحل ہے مرا نام شناور گئے کیا مجھے

طوفان مجھ سے سینکڑوں ٹکرا کے رہ گئے

ہزار حوادثات سامنے آئے مگر جو دم گرا اور جو راہ بزرگوں کے دامنِ فیض کی برکت سے حاصل ہوئی

تھی اس میں سر مو فرق نہ آیا۔ زندگی کا کارواں چلتا رہا بڑھتا رہا۔

تصنیف و تالیف کا کام جو حضرت والد محترم علیہ الرحمۃ والرضوان کی زندگی کا معمول رہا۔ حد یہ کہ علالت کے زمانے میں بھی اور سنی بڑی مسجد مدنپورہ ممبئی کے مقدمہ کے دوران نظربندی میں بھی تصنیف و تالیف کا کام جاری رہا۔ "کرامات صحابۂ کرام" اور "کرامات سادات و آل اطہار" کی ترتیب و تدوین نظربندی کے دوران ہی میں ہوئی۔ دوبارہ اس کام کو پھر سے جاری کیا۔ ایک نئے عزم اور حوصلے سے آغاز ہوا۔ ؎

بجھ کر رہے ہیں آگ لب نغمہ گر سے ہم
خاموش کیا رہیں گے زمانے کے ڈر سے ہم

یہ صرف ان کا روحانی فیض و کرم ہے کہ اس عرصہ میں مندرجہ ذیل کتب و پوسٹر طبع ہوئے۔

۱۔ اولیائے کرام کی نذر و نیاز ۔ چوتھی بار شائع ہوئی۔
۲۔ سل الحسام علی الظلام ۔ تیسری بار " "
۳۔ نور کی تفسیر ۔ تیسری بار " "
۴۔ فضائل مدینۃ الرسول ۔ دوسری بار " "
۵۔ کفر کفری کا مباحثہ ۔ چھٹی بار " "
۶۔ فضائل شب برأت ۔ چوتھی اور پانچویں بار " "
۷۔ فضائل رمضان ۔ دوسری بار " "
۸۔ دعائے ثانی کا ثبوت ۔ دوسری بار " "
۹۔ علمائے اہلسنت کا متفقہ فتویٰ پوسٹر ۔ چار مرتبہ شائع ہوا
۱۰۔ ترجمۂ قرآن کے بارے میں کفری تعلیم پوسٹر ۔ ایک مرتبہ " "
۱۱۔ مسلمانوں کو تبلیغی جماعت سے کیوں الگ رہنا چاہئے پوسٹر ۔ دو مرتبہ " "

اسی درمیان حضرت والد محترم علیہ الرحمۃ والرضوان کی دعاؤں کی برکت سے نام نہاد تبلیغی جماعت

کے مکر و فریب کو ظاہر کرنے کیلئے ایک مختصر کتاب بنام "تبلیغ یا دھوکہ" ترتیب دی اور اگست ۱۹۷۶ء میں یہ کتاب پہلی بار ایک ہزار کی تعداد میں شائع ہوئی۔ اشاعت حق کا پرخلوص جذبہ تھا۔ رب کائنات نے اپنے محبوبین کے صدقہ میں اس مختصر کتاب کو ایسی قبولیت عامہ عطا فرمائی کہ ابھی ماہ جولائی ۱۹۸۶ء میں اس کا ساتواں ایڈیشن شائع ہوا اب تک ۱۳ ہزار کی تعداد میں اشاعت ہو چکی ہے۔ آج بھی پورے ملک میں اس کتاب کی مانگ ہے۔

اسی کتاب میں میں نے اعلان کیا تھا کہ اس کتاب کے بعد "خواب" کا انتظار کیجئے۔ مگر اپنی شدید مصروفیت، تقریری پروگرام، مسجد کی ذمہ داری نیز آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء (جو پورے ملک کے سنیوں کی تنظیم ہے اور ہمارے اسلاف کرام کی مقدس یادگار ہے) کی جماعتی ذمہ داری اور نہ جانے کتنے امور ایسے رہے کہ وعدے کے مطابق کتاب کی اشاعت نہ ہو سکی۔ اس وقفہ میں میرے محبوب مخلص شاعر اہلسنت جناب محمد مرتضیٰ حسین صاحب قادری 'رضوی' الہ آبادی نے مجھ سے نہ جانے کتنی مرتبہ فرمایا کہ میں "خواب" کی جلد از جلد تکمیل کر دوں۔ اور میں ہمیشہ وعدہ کرتا رہا۔

اس سال ماہ رجب میں شب معراج کے موقع پر انجمن قادریہ حیدرآباد کے صدر محترم حضرت مولانا سید محمد حسینی صاحب قبلہ دامت برکاتہم اور مخدوم گرامی حضرت علامہ سید کاظم پاشا صاحب قبلہ قادری الموسوی الجیلانی فاضل دار العلوم اہلسنت منظر اسلام بریلی شریف کی مشترکہ پرخلوص دعوت پر حیدرآباد حاضر ہوا۔ پندرہ یوم میں بائیس ۲۲ تقریروں کا ایک شاندار ریکارڈ قائم ہوا۔ حیدرآباد کی مذہبی فضا میں نمایاں تبدیلی اور نہ جانے کتنے حضرات کو راہ حق نصیب ہوئی۔ حیدرآباد ہی میں کسی تقریر میں میں نے دیوبندیوں کے خوابوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس سلسلے میں میری مستقل کتاب بہت جلد اشاعت پذیر ہوگی۔ ترتیب جاری ہے۔

تقریر کے بعد فاضل گرامی حضرت علامہ سید کاظم پاشاہ صاحب قبلہ دامت برکاتہم اور حیدرآباد

کے ایک عظیم دینی مجاہد محترم جناب شیخ ہادی پاشاہ صاحب، محب مخلص محترم جناب مجیب نواز
صاحب بی اے اور نجانے کتنے احباب نے فرمایا کہ میں تمام کام چھوڑ کر اس کی ترتیب مکمل
کر دوں۔ شاید اب واقعی اس کام کا وقت آ گیا تھا۔ حیدر آباد سے یکم اگست ۱۹۷۷ء
کو بذریعہ ہوائی جہاز بمبئی واپس آیا۔ اور آنے کے ساتھ ہی اس کی ترتیب کا کام
شروع کر دیا۔ مگر جماعتی ذمہ داریاں رمضان المبارک کی مصروفیات دامن گیر رہیں۔

بہرحال دیر آید درست آید کے مصداق اب یہ خوابوں کا مجموعہ حاضر خدمت ہے۔ اس میں
کچھ خوفناک، وحشتناک، ہیبت ناک خواب ہیں، کچھ البیلے، رسیلے، رنگیلے، مزیدار
خواب ہیں۔

میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ دیوبندی گروپ کے تمام خواب جمع کر دوں
مگر جس دھرم کی بنیاد ہی خواب پر ہو وہاں خوابوں کی کمی نہیں۔ روزانہ خواب ہوتے ہیں
اور روزانہ نئی نئی تعبیریں تیار ہوتی ہیں۔ مگر ؎

بھیانک تو نہ تھا وہ خواب جو کل تم نے دیکھا تھا
بھیانک اس کی یہ تعبیر کیوں ہے ہم نہیں سمجھے

تلاش و جستجو جاری ہے اور مزید خواب حاصل ہوئے تو آئندہ ایڈیشن میں اضافہ
کر دیا جائے گا۔ مقصد صرف اس قدر ہے کہ ظاہری تقدس اور نمائشی پاکیزگی کی بنیاد
پر ہمارے بھولے بھالے عوام عقیدہ اور ایمان کی دولت برباد کر رہے ہیں وہ آگاہ
ہو جائیں کہ اس تقدس کے پیچھے توہین رسالت کی خطرناک بیماری ہے، اور اس ظاہری نمائش
کے پس پردہ عداوت و عناد کا لاوا سلگ رہا ہے۔ ؎

شغل مے نے رنگ نے روغن شیخ کا چمکا دیا
لوگ سمجھے ذکر حق سے شکل نورانی ہوئی

سادہ لوح اور خوش عقیدہ مسلمان جان لیں کہ دیوبندی گروپ توہین رسالت

کا ایسا خطرناک مجرم ہے جو ہوش و حواس کی دنیا میں توہین و گستاخی رسول علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا مرتکب نہیں ہے بلکہ خوابوں میں بھی توہین رسالت سے باز نہیں آتا۔

ایمان و عقیدے کی سلامتی اسی میں ہے کہ ان گندم نما جو فروشوں سے دور رہا جائے
اور اپنے گھروں کا ماحول ایسا "سنیت نواز" ماحول بنا دیا جائے کہ ہم رہیں یا نہ رہیں
ہماری آنے والی نسلوں کے ہاتھوں میں رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم، غوث اعظم،
خواجہ اعظم، مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے دامان کرم سلامت
رہیں اور صحیح عقیدوں کے چراغ کی لو مدھم نہ ہونے پائے۔ یہ چراغ منور رہیں اور ان
چراغوں کے نور سے ہمارا گھر، ہماری نسلیں، ہمارے قلوب، ہماری خلوت و جلوت اور
آخری منزل میں ہماری قبر بھی منور و تابناک رہے۔ ؎

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

یاد رہے کہ آج کے دور میں خود سنی رہنے کے ساتھ ساتھ از حد ضروری یہ امر ہے کہ اپنی
اولاد کو بھی سنیت کا درس دیا جائے۔ آج پورے ملک میں بدعقیدہ دیوبندی گروپ نوجوانوں
کے ذہنوں پر پوری چالاکی کے ساتھ چھاپہ مار کر ان کو بدعقیدہ بنا رہا ہے۔ اور یہ کام
اسلام و ایمان کے پردہ میں کیا جا رہا ہے۔

بھلائی کی امید اور پھر دنیا سے پر فن سے
یہاں جو دوست کرتے ہیں وہ ناممکن ہے دشمن سے

آخر میں اپنے تمام مخلص احباب کا جو پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں ان کا شکر گزار
ہوں کہ ان کی عنایات شامل حال ہیں۔ خصوصاً مقامی حضرات میں محترم مجاہد اہلسنت جناب
عبدالخالق چشتی صاحب۔ جناب الحاج ماسٹر بشیر علی صاحب رضوی، جناب شیخ محمد
نسیم صاحب رنگاری قادری رضوی، جناب شیخ شکر اللہ صاحب، جناب الحاج سیٹھ زین اللہ صاحب چشتی

جناب محمد ہاشم صاحب محبوبی، جناب الحاج سیٹھ محمد ہاشم صاحب فرنیچر والے۔ جناب سیٹھ عبد الغفور الکاہی صاحب قادری رضوی، شاعر اہلسنت جناب مرتضیٰ احسین صاحب قادری رضوی، برادر طریقت جناب عبد الوحید محبوبی۔ اور محب دلنواز جناب محمد امین عبد المجید خاریانی قادری رضوی کا قلب کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ جنکی محبت نے ہر قدم پر سہارا دیا۔ مفید اور کارآمد مشوروں سے نوازا اور جب بھی کبھی تنہائی سے وحشت پیدا کی تو ان کی عنایات و اکرام کی موسلا دھار بارش نے ہر غم غلط کر دیا حتیٰ کہ احساس تنہائی ذ

دل میں دنیا نے محبت کو لئے بیٹھا ہوں
بزم کی بزم ہے تنہائی کی تنہائی ہے

رب کائنات ان تمام حضرات کو دونوں جہاں کی راحتیں عطا فرمائے اور ان کی محفل اخلاص و محبت اسی طرح آباد و سلامت رہے۔ آمین ثم آمین۔

بیجا نہ اس کتاب کی ترتیب میں میرے برادر عزیز فاضل نوجوان مولانا قاری محمد منصور علی خاں قادری رضوی انجم فاضل الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارکپور کا بے پناہ اصرار رہا۔ ورنہ شاید اور تاخیر ہوتی۔ رب قدیر برادرم مولانا منصور کو اپنے محبوبین کے صدقہ اور طفیل میں اہلسنت کا مقصود و محبوب نظر بنائے۔ اور دین و ملت کی بہترین خدمات ان کی ذات سے انجام پائیں۔ آمین

خدا کرے شک و شبہ کے دلدل میں پھنسے ہوئے افراد کیلئے یہ کتاب منارۂ نور ہدایت ثابت ہو۔ اپنے تمام برادران اہلسنت کے حق میں دعا گو اور اسی طرح تمام برادران اہلسنت سے اپنے حق میں دعاؤں کا طالب ہوں۔

جس وقت دعائیں آپ کریں　　اس وقت ہمیں بھی یاد رکھیں

خادم سنیت۔ محمد منصور علیخاں۔ قادری رضوی محبوبی خطیب سنی بڑی مسجد ۱۹۷ امام
بتاریخ ۱۰ شوال المکرم ۱۳۹۶ھ　　مدنپورہ۔ بمبئی

داستاں اپنی

اب سے تقریباً ۳۰ سال پہلے جب احباب اہلسنت کی دعوت اور حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کے حکم سے حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ریاست پٹیالہ کے مفتی اعظم کے عہدے سے سبکدوش ہو کر سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی کی خطابت و امامت اور مفتی بمبئی کے عہدے پر فائز ہوئے اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد ہی کتب خانہ اہلسنت کو حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے قائم فرمایا اور جب بھی کسی فتنہ نے سر اٹھایا تو اس کی سرکوبی اور اہلسنت کے عقیدے کی حفاظت کی خاطر مفید اور کارآمد مذہبی کتابیں شائع ہوتی رہیں۔

۲۴ جمادی الآخر ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء بروز چہار شنبہ اذان ظہر کے وقت حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا وصال ہوا۔ ایک قیامت تھی جو نگاہوں کے سامنے تھی۔ یہ حادثہ صرف ہمارے خاندان کا ہی حادثہ نہیں تھا بلکہ پورے ملک اور ملت کا حادثہ تھا۔ جس نے جہاں بھی وصال محبوب کی خبر سنی رنجیدہ اور غم زدہ ہو گیا۔ ہماری ہمتوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔ زمانہ تاریک نظر آنے لگا۔ دل غم و الم کا مسکن بن گیا۔ مگر رب کائنات کا فضل و کرم رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے پناہ بخشش و عطا، حضور غوث اعظم سلطان الہند خواجہ غریب نواز، سرکاران مارہرہ مطہرہ اور حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی نظر عنایات شامل حال رہیں۔ ہمت نے ساتھ دیا اور ایک بار پھر نئے عزم و حوصلے کے ساتھ میدان میں قدم رکھا۔

بجلیاں لاکھ گریں میرے نشیمن پہ مگر
میرا مولیٰ ہے مری لاج بچانے والا

اور حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی وہ پر نور ایمان افروز "مجددیت سوز تقریر" جو حضرت نے مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کی ہمراہی میں رنگون میں فرمائی تھی اس کی تیسری بار اشاعت ہوئی۔ کتب خانہ اہلسنت کے نام سے جس پودے کی حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے آبیاری فرمائی تھی اس کے برگ و بار مرجھانے نہ پائے اور ہم نے اپنا خون جگر دے کر اس کی سرسبزی و شادابی برقرار رکھی۔

اس کے بعد مختلف کتابوں کی اشاعت ہوتی رہی۔ ۱۹۷۶ء میں حضرت اخی گرامی منزلت خطیب اہلسنت فاتح قلوب مومنین حضرت مولانا محمد منصور علی خاں صاحب قبلہ کی پہلی تصنیف بنام تبلیغ یا دھوکہ کی اشاعت ہوئی۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ اب تک مذکورہ کتاب تیرہ ہزار کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے۔

اب سے دو سال پیشتر تک حضرت برادر معظم بمبئی میں اکیلے تھے میں الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارکپور میں زیر تعلیم تھا اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان محدث مبارکپوری کی بارگاہ سے روحانی و عرفانی فیوض و برکات حاصل کر رہا تھا۔ ماہ شعبان المعظم ۱۳۹۵ھ میں میری دستار بندی ہوئی۔ بمبئی آنے کے بعد میں حضرت برادر گرامی وقار کا شریک کار ہو گیا۔ راہیں اور آسان ہو گئیں۔ اپنا تو یہ نظریہ تھا ؎

انہیں یہ ضد کہ تیرا نام بھی نہ لے کوئی
ہمیں جنوں کہ تیرا ذکر صبح و شام کریں

حضرت برادر محترم کی مصروفیت کا حال ان سے دریافت فرمائیں جو حضرات اکثر بیشتر بمبئی آتے رہتے ہیں۔ پھر بھی کام جاری ہے۔ "حالات محبوب ملت" جمع کرنے کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی کا وہ تاریخی مقدمہ جس نے ہندوستان میں اسلام و سنیت کی نئی تاریخ مرتب کی اس کی تمام تر کارروائی جمع کی جا رہی ہے

جو بہت جلد "حق کا بول بالا" کے نام سے شائع ہوگی۔ دیوبندی کی ترتیب جاری ہے۔ ؎

اس طرح طے کی ہیں ہم نے منزلیں
گر پڑے، گر کر اٹھے، اٹھ کر چلے

کام جاری ہے۔ متحرک اور فعال حضرات ملتے جا رہے ہیں اور ان شاء اللہ ملتے جائیں گے۔ لیکن کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے نہ کام کرتے ہیں اور نہ کرنے دیتے ہیں اور جب بھی کوئی کام سرانجام پا جاتا ہے تو خون لگا کر صف اول میں نظر آتے ہیں۔ یہ تو اپنے مزاج کی بات ہے۔ ہمیں تو کام سے کام ہے۔ کیونکہ میرے استاذ گرامی مرتبت جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے وہ جملے مشعل راہ ہیں جو انہوں نے میرے سر پر دستار فضیلت و تاج نیابت باندھتے ہوئے فرمائے تھے۔

"مقصود میاں! کام سے کام بھی ہوتا ہے اور کام سے نام بھی ہوتا ہے۔ اگر دنیا و آخرت میں سرخروئی چاہتے ہو تو علم دین مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء جو تم نے حاصل کیا ہے اس سے خود بھی فائدہ اٹھاؤ اور دوسروں کو بھی فائدہ پہونچاؤ۔ بس ہمیشہ اپنے کام پر نظر رکھو۔ دین مصطفےٰ کی اشاعت کرتے رہو تم بھی پھولتے پھلتے رہو گے۔ تمہارا نام بھی روشن ہوتا جائیگا۔ تمہارے دشمن تم کو مٹانا بھی چاہیں گے تو مٹا نہ پائیں گے۔ تمہارے کام سے وہ تمہارے سے مٹتے جائیں گے۔ ورنہ اپنے آپ مٹتے چلے جائیں گے۔"

آج بھی میرے کان میں یہ الفاظ گونج رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں صرف بات کرنے والے حضرات سے کچھ نہیں کہنا ہے۔ ہمیں تو کام کرنے والے حضرات چاہئیں۔ ؎

یہ ہے دامن یہ ہے گریباں آؤ تو کچھ کام کریں
موسم کا منہ تکتے رہنا کام نہیں دیوانوں کا

اس وقت ہم حضرت اخی گرامی منزلت خطیب اہلسنت جانشین حضرت محبوب ملت مولانا محمد منصور علی خاں قادری رضوی محبوبی کی تازہ تصنیف بنام خوابوں کی بارات آپ کی خدمت میں حاضر کر رہے ہیں۔ بزرگوں کا کرم ہے کہ حضرت برادر محترم نے تامل ناڈو، مہاراشٹر، کرناٹک، گجرات، یوپی، مدھیہ پردیش، آندھرا پردیش کے مختلف شہروں میں زبردست طریقہ پر اشاعت حق فرمائی۔ جہاں تشریف لے گئے یہی پیغام دیا ؎

زمانہ کچھ کہے دیوانے اپنی جان دیدیں گے
مگر دامن نہ چھوڑیں گے تمہارا یا رسول اللہ

جس راہ سے گزرے "منصور راہ حق" بنکر گزرے۔ احقاق حق وابطال باطل ایسے علاقوں میں کیا جہاں شاید کسی کا گزر بھی نہ ہوا ہو۔ اس کی تفصیل پھر کسی موقع پر عرض کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

یہ کتاب ان ہی کے قلم کا شاہکار ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ گذارش ہے کہ خود مطالعہ کریں اور اپنے احباب کو بھی دعوت مطالعہ دیں۔ اگر آپ کو ہماری یہ کوشش پسند آگئی تو ہم سمجھیں گے ہماری محنت وصول ہوگئی۔

آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ رب قدیر تا زندگی دین حق پر استقامت کی توفیق رفیق فرمائے اور صراط مستقیم پر اس طرح چلنے کی توفیق بخشے کہ ؎

چلیں تو ایک زمانے کو ساتھ لیکر چلیں
بڑھیں تو اوج ثریا پہ جا قیام کریں

فقط آپ کا اپنا، خاکپائے محبوب محمد مقصود علی خاں انجم محبوبی۔
۱۰ ر شوال المکرم ۱۳۹۶ھ

کتب خانہ اہلسنت سنی بڑی مسجد۔ ۱۹۶ ایم آزاد روڈ۔ مدنپورہ۔ بمبئی ۸

ایک تاثر - ایک جائزہ

از قلم۔ فاضل گرامی دستیں حضرت مولانا محمد عبد القادر القادری الیشیم بستوی صاحب قبلہ ادام ظلہم

تمہارے دشمنوں کے سر رگڑنے کو رہیں قائم
غلامان شہ احمد رضا خاں یا رسول اللہ

خطیب اہلسنت حضرت مولانا قاری محمد منصور علی خاں صاحب قادری رضوی محبوبی خطیب سنی بڑی مسجد مدنپورہ و صدر سنی جمیعۃ العلماء مہاراشٹر ناصور عالم اور مشہور بزرگ غازی اہلسنت حضرت علامہ الحاج مفتی شاہ محمد محبوب علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی لکھنوی نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ کے صاحبزادے ہیں۔ "الولد سر لابیہ" کی حقیقت کے پیش نظر آپ اپنے والد بزرگوار کے صحیح جانشین اور مکمل تصویر ہیں۔ اپنی گوناگوں صلاحیتوں کی بدولت مختصر سی مدت میں اہل سنت و جماعت کے دلوں میں ایک ممتاز اور نمایاں جگہ بنالی ہے اور روز بروز مسلسل جدوجہد کے ساتھ نہایت تیزی سے عروج و ارتقا کی منزلیں طے کرتے جارہے ہیں۔

قاری صاحب کے برادر اصغر فاضل گرامی حضرت مولانا مقصود علی خاں صاحب قادری محبوبی فاضل الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ بھی جماعت کے ایک بے لوث ارصغر صاحب عمل جیت اور ابھرتے ہوئے عالم و فاضل ہیں۔ آپ ان دنوں ٭ جماعت کے تعلق سے ملک کے اہم اور مشہور مقامات کا دورہ کر ٭
- لیلیٰ

فاضل مرتب جماعتی و تنظیمی شعور، امامت و خطابت کی ذمہ داریوں ٭ تقریر کی بھرپور صلاحیتوں کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ ٭ ذوق رکھتے ہیں۔ آپ کے بلند پایہ مضامین ملک کے مع

رسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

زیر نظر کتاب خوابوں کی بارات آپ کی تازہ ترین تالیف ہے جس کا انداز بیان اور اسلوب نگارش بے حد دلچسپ اور فکر انگیز ہے۔ آپ نے عہد حاضر کے گندم نما جو فروشوں کے بیان کردہ عجیب و غریب خوابوں کی صحیح و سچی تعبیر ظاہر کرتے ہوئے اس قدر عام فہم اور غیر جانبدارانہ تبصرہ قلم بند کیا ہے کہ قارئین پڑھتے پڑھتے کہیں سے کہیں تک پہنچ جاتے ہیں۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

اس موضوع پر یوں تو بہت سے اہل قلم علماء نے کتابیں لکھی ہیں لیکن خوابوں کی بارات کے مؤلف و مرتب نے انصاف پسند اور سنجیدہ طبقہ کیلئے اس کتاب میں جو مواد جمع کر کے اس کے متعلق اپنے غیر جانبدارانہ خیالات ظاہر کئے ہیں وہ ایک لمحہ فکریہ کا درجہ رکھتے ہیں اس وجہ سے کتاب کے گوشوں سے نیا پن پیدا ہو گیا ہے۔ مجھے بھرپور یقین ہے زیر نظر کتاب عوام اور خواص دونوں ہی طبقوں میں نہایت دلچسپی اور توجہ سے پڑھی جائے گی۔ اس کتاب کو پڑھتے وقت اگر جماعتی تعصب اور شخصیت پرستی سے کام نہ لیا گیا تو اس بدنام زمانہ اور رسوائے عالم گروہ وہابیہ دیوبندیہ کی چھپی ہوئی گندی تصویر اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھی جا سکتی ہے اور اس حقیقت کا فیصلہ نہایت آسانی سے کیا جا سکتا ہے کہ اسلامی پلیٹ فارم پر اہلسنت و جماعت کا ہی طبقہ اپنے ایمان اور عقیدہ کے لحاظ سے نہ صرف قابل اعتماد اور حق بجانب ہے بلکہ اعتماد و اعتبار کی سند بھی دیتا ہے۔

مولیٰ تعالیٰ اسلامیان عالم کو حق سمجھنے، حق کہنے، حق لکھنے، حق پر چلنے، حق پر عمل کرنے اور حق کی حمایت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ حبیبہ رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

محمد صابر القادری نسیم بستوی

نزیل بمبئی۔ ۳ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۰ر اکتوبر ۱۹۷۶ء

جواہرِ درخشندہ

پاسبان مسلک اہلسنت خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب قبلہ نظامی الہ آبادی دامت برکاتہم العالیہ

آج سے چند ماہ پیشتر عزیز گرامی مناظر اہلسنت، خطیب الہند جناب مولانا قاری مشفوق علی خاں صاحب نے زیر مطالعہ کتاب کی ترتیب و تالیف کا ذکر کیا تھا۔ جس پر میں نے اپنی ٹوٹی پھوٹی رائے بھی دی تھی۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ اس قدر جلد یہ کتاب منظر عام پر آ جائے گی عزیز گرامی کا خط ملا کہ اپنی رائے بھیج دو۔

میرے اپنے خیال میں اس موضوع پر جتنا بھی لکھا جائے وہ کم ہے۔ میں اس رائے سے قطعاً متفق نہیں کہ یہ بہت پرانا قصہ ہے اور گڑے مردوں کو اکھاڑنے سے کیا فائدہ؟ حیرت ہے! گڑے مردے تو نظر آتے ہیں مگر مردوں نے جو بے سر پیکار فوج چھوڑی ہے وہ چلتے پھرتے جنازے نظر نہیں آتے۔ مجھے معاف کیا جائے یہ بکواس یا تو نادان دوستوں کی ہے یا دیوبند کے ایجنٹوں اور دلالوں کی۔ جس آواز پر کان لگانا بھی تضیع اوقات کے مترادف ہے۔ عصر حاضر میں دیوبندیت ایک چلتی پھرتی مشین ہے۔ شرک و بدعت اور اتباع سنت کے غلط پروپیگنڈے کے بل بوتے پر مذہب اہلسنت کو ڈائنامیٹ کرنا چاہتی ہے۔ اللہ کے ترکش کا تیر جانے کس کلیجے کو نشانہ بناتا ہے۔ ہم نہیں کراہیں گے تو کون کراہے گا؟ ظالم کی بارگاہ میں ہاں ملانے والوں کی کمی نہیں مگر مظلوم کو کوئی ساتھی نہیں ملتا۔ ؎

انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے۔

اگر ہم اپنی طرف سے کچھ کہتے یا لکھتے ہوں تو ہماری زبان پر پہرہ بٹھانا اور ہماری انگلیوں کو تراشنا

انصاف کو زندگی دینا ہے۔ لیکن اگر انہیں کہا یا سمجھا ہم قوم تک پہونچاتے ہوں تو احسان فراموشی کی حد سے گزر کر محسن کش بننا انصاف و دیانت کا خون نہیں تو اور کیا ہے۔ ؟

مجھے معاف کرنے دیجئے اگر ان حوالجات کا پیش کرنا جرم و خطا ہے تو زینت اوراق بنا کر مارکیٹ و بازار میں لانے والے جرائم پیشہ مجرموں کی دنیا کیا سزا تجویز کرے گی ؟

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

مجھے افسوس ہے کہ میں زیر مطالعہ کتاب کو مکمل نہ دیکھ سکا مگر جس موضوع پر کتاب کی ترتیب ہے ہو سکتا ہے اس پر اس طرح کے سوالات قائم کئے جائیں اس لئے یہ چند سطریں لکھی گئی ہیں تاکہ ذہن کو مضامین کے قبول کرنے میں زحمت نہ ہو۔ دشمنان مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کے رد میں کچھ کہنا یا لکھنا یہ عصری مزاج ہی کا تقاضہ نہیں بلکہ یہی سنت الٰہیہ ہے جس پر قرآن حکیم کی متعدد سورتیں اور آیات مبارکہ شاہد عدل ہیں۔ (جس کا جی چاہے اس کی طرف رجوع کرے)

عزیز گرامی مولانا منصور علی خاں ایک علمی خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔ مذاہب باطلہ کا رد کرنا انہیں وراثت میں ملا ہے۔ خاندانی ورثہ کو ضائع کرنے والے ناخلف ہوتے ہیں۔ خلف کی نشانی یہ ہے کہ آباء و اجداد کی وراثت کو چار چاند لگائے۔ یہ علم ہی کے نہیں میدان خطابت کے بھی شہسوار ہیں۔ ابھی حیدر آباد کی سرزمین پر مسلسل ۲۲ روز بادل کی طرح گرجتے اور بجلی کی طرح تڑپتے رہے۔ ویسے وہاں نہ جانے کتنے موسمی ساون بھادوں آئے مگر موصوف کی تقریروں نے وہاں کی کایا پلٹ دی۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اللھم زد فزد

حیدر آباد کا پروگرام شیخ طریقت، گل گلزار قادریت
سیف دکن، علامہ مولانا سید کاظم پاشاہ
کی کامیاب قیادت کا نتیجہ ہے۔

ہمیں امید ہے کہ زیر مطالعہ کتاب بنظر قبول دیکھی جائے گی اور عوام دیوبندیت کی مکروہ و گھناؤنی صورت کو بنظر حقارت دیکھیں گے۔ خدا مرتب کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مشتاق احمد نظامی
نزیل "دیار خواجہ" بھیلواڑہ (راجستھان)
کاشانہ فاروق پہلوان
یکم ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۳ نومبر ۱۹۷۷ء





حقیقت
کی
بات

ادب و تعظیم

وجودِ کائناتِ دو جہاں جن کی بدولت ہے
ان ہی کا ذکر کرنا میرے مسلک میں عبادت ہے

دنیا کے تمام مذاہب کے ماننے والے اپنے رہبر و پیشوا کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اپنے رہبر و رہنما کی بارگاہ میں ادب و تعظیم ملحوظ رکھتے ہیں۔ ادب و تعظیم کی جتنی بھی اقسام ہو سکتی ہیں ان کو بروئے کار لا کر دیگر مذاہب والوں پر یہ بات ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا پیشوا ہمیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اور بعض مذہب والے تو تعظیم و ادب کی منزلوں سے اتنا آگے بڑھے کہ "خدا کا بیٹا" "خدا کا شریک" اور نہ جانے کیا کیا کہہ گئے اور بعض اتنا نیچے گرے کہ "گاؤں کا چودھری" اور اپنا بڑا بھائی سمجھنے لگے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے دونوں باطل۔

بحمدہ تعالیٰ مسلمانانِ اہلسنت اس افراط و تفریط دونوں سے پاک و صاف ہیں۔ مسلکِ اہلسنت ایک ایسی شاہراہ ہے جس راہ کے چلنے والے نہ تو رسالت کا ڈانڈا خدا سے ملاتے ہیں اور نہ ہی کاندھا ملا کر برابری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا صاف سیدھا بے غبار مسلک ہے جو شریعت اسلامیہ کے دائرہ میں رہتے ہوئے احکام الٰہیہ کی پابندی کرتے ہوئے، امام الانبیاء، سید المرسلین، آمنہ کے لعل، شفاعت کے تاجدار حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عرش پناہ میں ادب و تعظیم بجا لاتا ہے۔ ؎

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

اور بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ادب و تعظیم بجا لانا یہ قانون کسی انسان کا قانون نہیں بلکہ قوانین الٰہیہ میں سے ایک قانون ہے۔ آیئے اور قرآن عظیم کا اعلان سماعت فرمایئے۔

إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝

بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

(سورۂ فتح ۲۶واں پارہ رکوع ۹) (ترجمہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی)

غور فرمائیے کس قدر اہتمام اور شان کے ساتھ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا جا رہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد فوراً حکم ہوتا ہے کہ اب ہمارے رسول محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و توقیر کرو۔ اب اس کے بعد عبادت کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین قبلہ مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کنز الایمان کے حاشیہ پر اپنی تفسیر خزائن العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں۔ صبح کی تسبیح میں نماز فجر اور شام کی تسبیح میں باقی چاروں نمازیں داخل ہیں۔ سچ فرمایا اس صدی کے مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

دوسرے مقام پر ارشاد باری ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔ (کنز الایمان)

(سورہ حجرات ۲۶واں پارہ رکوع ۱) (ترجمہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی)

قرآن نے کس قدر صاف اور واضح اعلان فرمایا کہ اے ایمان والو! ہمارے مقدس رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عالی میں نشست و برخاست، گفت و شنید غرضیکہ ہر معاملہ میں ادب و تعظیم کا دامن ہاتھوں سے چھوٹنے نہ پائے۔ تم نہیں جانتے کہ ان کی بارگاہ عالی وقار میں بے ادبی کا انجام کیا ہوگا۔ اس آیت کریمہ سے متصل دوسری آیت کریمہ

کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (کنز الایمان)

(سورۂ حجرات ۲۶واں پارہ رکوع ۱) (ترجمہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جو کچھ اونچا سنتے تھے اور خود بلند آواز تھے۔ انہیں حکم ہوا کہ اس بارگاہ میں آواز پست رکھو۔ حضرت ثابت اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد خانہ نشین ہو گئے۔ بارگاہ نبوی میں حاضر نہ ہوئے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی غیر حاضری کا سبب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا۔ جو حضرت ثابت بن قیس کے پڑوسی تھے۔ انہوں نے حضرت ثابت بن قیس سے دریافت کیا۔ وہ بولے کہ میں تو دوزخی ہو چکا ہوں۔ میری آواز اونچی ہو گئی۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تمام حال عرض کیا۔ حضور سراپا رحمت و کرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رحمت بھرے انداز میں فرمایا کہ ان سے کہہ دو وہ جنتی ہیں۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ادنیٰ سے ادنیٰ بے ادبی کفر ہے۔ کفر ہی ایسا جرم ہے جس سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

عقلمندوں اور دانشوروں سے میرا سوال ہے کہ جب اس مقدس بارگاہ میں اونچی آواز میں بولنے سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں تو کسی اور بے ادبی جرأت و بے باکی کا ذکر ہی کیا۔؟

کس قدر اہتمام کے ساتھ بارگاہ محبوب کا ادب تعلیم فرمایا جا رہا ہے۔ اور ان کے حضور چلا کر نہ بولو۔ انہیں عام القابات سے نہ پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ یا محمد، یا احمد، یا بھائی نہ کہو۔

قرآن نے اس مقام پر وعید فرمائی۔ اور جب اس تعلیم پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عامل ہوئے تو اب ان مقدس ہستیوں کے اجر و ثواب کو ارشاد فرمایا جا رہا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝	بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کیلئے پرکھ لیا ہے۔ ان کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (کنز الایمان)

(سورۂ حجرات ۲۶ واں پارہ رکوع ۱) (ترجمہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا کے نازل ہونے کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بہت احتیاط لازم کرلی اور خدمت اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض و معروض کرتے۔ ان ہی حضرات کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

تصویر کے دونوں رخ قرآن مجید کی روشنی میں آپ کے سامنے پیش ہیں۔ محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کی جائے تو بخشش اور ثواب عظیم کی شاندار بشارت ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ اس مقدس حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی و گستاخی کی تو عذاب کی دل ہلا دینے والی وعید ہے۔ گفتگو آگے بڑھے اس سے پیشتر اس مقام پر ذرا توقف کیجئے اور اپنے ضمیر سے فیصلہ لیجئے کہ آپ ان دونوں جماعتوں میں سے کس جماعت کے دفتر میں اپنا نام درج کرانا پسند فرمائیں گے؟ کسی بھی فیصلہ سے پیشتر یہ ذہن نشین فرمالیں کہ قبر کی تاریک و ہولناک تنہائی سے لیکر میدان محشر میں نفسی نفسی کے عالم تک صرف ایک ہی ذات دستگیری کرنیوالی ہے اور وہ ذات ہے شہسوار شفاعت، سیاح لامکاں حضور رحمت ہر دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔ یاد رکھئے کوئی اسولانا مولوی۔ امیر جماعت اور حضرت جی مدد کو نہ آئیں گے۔

ایمانی صلاحیتوں اور جذبۂ وفاداری کی سرشاری کے ساتھ قرآن عظیم کا ایک اور اعلان سماعت فرمائیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ۝	اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔ اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی بہکا۔

(سورۂ احزاب ۲۲ واں پارہ رکوع ۵) (ترجمہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی)

یہ آیت کریمہ حضرت زینب بنت جحش اسدیہ اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش اور ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب کے حق میں نازل ہوئی۔ اس آیت کریمہ سے جہاں اور باتیں معلوم ہوئیں وہیں یہ مسئلہ بھی ظاہر ہوا کہ آدمی کو رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت ہر حال میں اور ہر امر میں واجب ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں کوئی اپنے نفس کا بھی خود مختار نہیں اور بات اسی مقام پر ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ آگے ارشاد باری ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے کھلا ہوا گمراہ ہے۔

ایک اور مقام پر عظمت رسالت کا یوں اعلان کیا جاتا ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ	رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (کنز الایمان)

(سورۂ نور ۱۸ واں پارہ رکوع ۹) (ترجمہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی)

اَلْعَظَمَةُ لِلّٰهِ! محبوب کو پکارنے کے بارے میں بندوں کو قانون دیا جا رہا ہے اور آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے کی طرح رسول عالی وقار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارنے پر پابندی عائد کی جارہی ہے تو کسی اور گستاخی یا جرأت کا انجام کیا ہوگا؟

انصاف و دیانت کے ساتھ قرآن کا ایک قانون سماعت فرمالیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(سورہ بقرہ پہلا پارہ رکوع ۱۳)

اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

(ترجمہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی)

اس آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کرتے راعنا یا رسول اللہ۔ مطلب یہ کہ حضور ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلام اقدس ہم سمجھ نہ سکے، سرکار دوبارہ ارشاد فرمائیں یا ہم کو سمجھنے کا موقع عنایت فرمائیں۔ یہودیوں کی زبان میں یہ کلمہ سوءِ ادب کے معنی رکھتا تھا۔ انہوں نے یہی کلمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں گستاخی کی نیت سے کہنا شروع کیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن یہ کلمہ یہودیوں کی زبان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں بے ادبی کرتے ہوئے سنا تو حالت جلال میں فرمایا اے خدا کے دشمنو! تم پر اللہ کی لعنت نازل ہو۔ اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کو قتل کر دوں گا۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ اے سعد ہم پر آپ برہم ہوتے ہیں مگر یہی کلمہ تو خود مسلمان بھی بولتے ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ افسردہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور اسی موقع پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام کی بارگاہ میں تعظیم و توقیر اور ان کی بارگاہ میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے۔ اور ایسا کلمہ بھی بولنا منع ہے جس سے دشمنوں کو بے ادبی کا موقع حاصل ہو۔ مقام غور و فکر ہے کہ اس دیوبندی گروہ کیلئے جو کھلم کھلا صاف صریح توہین نبوت کر رہے ہیں اور پھر بھی توحید کے تنہا ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

غرض قرآن مجید کی ایک آیت کیا سینکڑوں آیات عظمت رسالت کا اعلان کر رہی ہیں اور نہ جانے کتنے مقامات پر رب کائنات نے اپنے بندوں کو رسول کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عرش پناہ کا ادب تعلیم فرمایا ہے۔

میں ابتداء ہی میں عرض کر چکا ہوں کہ اہلسنت و جماعت کی راہ افراط و تفریط دونوں سے پاک و صاف ہے۔ شریعت کے احکام اور قوانین خداوندی کے حصار میں رہ کر ہم اپنے مقدس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر بجا لاتے ہیں۔ اہلسنت و جماعت پر مخالف طبقہ کا بہتان ہے کہ سنیوں نے اپنے رسول کو خدا سے بڑھا دیا۔" معاذ اللہ ایسے یتیم العقل کو کون سمجھائے کہ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ علمائے اہلسنت کی بات تو بڑی بلند و بالا ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ کوئی دیوبندی کسی عام سنی کے بارے میں بھی یہ نہیں بتا سکتا کہ اس نے کبھی اشارے کنائے کی زبان میں اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کہا ہو یا خدا سے بڑھایا ہو۔ العیاذ باللہ من ذالک۔

اللہ تعالیٰ حضرت خطیب مشرق، پاسبان ملت، مناظر اہلسنت، مخدوم گرامی مرتبت علامہ مشتاق احمد صاحب قبلہ نظامی الہ آبادی دامت فیوضہم المبارکہ کی عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ آج اہلسنت و جماعت کے نہ جانے کتنے اصحاب ان کی چشم و ابرو کے منتظر ہیں۔ پورے ملک میں ان کی خطابت اور تحریر کی دھوم ہے اور جہاں جاتے ہیں مسلک اہلسنت کی نشر و اشاعت ان کا مقصد اولین ہوتا ہے۔ ایک تقریب میں تقریر کے دوران حضرت خطیب مشرق نے مخالفین کے اس اعتراض پر کہ "رسول کو خدا کے برابر

کر دیا بلکہ بڑھا دیا۔" کا بڑا پیارا جواب ارشاد فرمایا۔ فرماتے ہیں کہ برابر کرنے یا بڑھانے کا سوال تو اس وقت پیدا ہوگا جبکہ پہلے مخالف طبقہ یہ ثابت کرے کہ "یہ خدا کی حد ہے" خدا کی حد ثابت ہو جائے تو اس کے بعد یہ اعتراض صحیح ہوگا کہ خدا کی حد یہ ہے۔ اس کے برابر کیا تو خدا کے برابر کرنے کے اور اس حد سے بڑھایا تو بڑھانے کے مترادف ہوگا۔ ہمارا پروردگار تو اپنی ذات و صفات دونوں میں غیر متناہی اور لامحدود ہے۔ اس کی کوئی انتہا نہیں۔ اب جب اہلسنت کے عقیدے کے مطابق رب کائنات کی حد نہیں انتہا نہیں۔ تو یہ الزام ہی باطل ہو گیا کہ خدا کے برابر کر دیا یا بڑھا دیا۔ معاذ اللہ۔ سیدنا امام احمد رضا مجدد اعظم فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلک اہلسنت کی بڑی پیاری وضاحت فرمائی۔ بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں۔ ؎

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ کہ کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

ذہن حاضر ہو تو یہ بات بھی محفوظ فرمائیں کہ لفظ رسول زبان سے ادا ہونے کے ساتھ ہی یہ بات عقیدے میں آگئی کہ **رسول** اس مقبول بارگاہ بندے کو کہتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے وحی بھیجی ہو۔ اب جبکہ رسول کا مطلب واضح ہو گیا اور اقرار رسالت کرنیوالا رسول ماننے کے ساتھ ان کو اللہ کا بندہ تسلیم کرتا ہے تو پھر اعتراض کی گنجائش باقی رہ گئی۔؟

ہم ڈنکے کی چوٹ پر اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہر سنی مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں لیکن کیسے بندے ہیں؟ تو اس تفصیل کو دو لفظوں میں یوں سمجھیں ؎ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" میری ان تمام گذارشات کا واضح مطلب یہ ہے کہ اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی تعظیم کا حکم رب کائنات نے اپنی عبادت سے پہلے فرمایا۔ اس مقدس بارگاہ میں ذرا سی بے ادبی پر اعمال اکارت ہونے کی وعید سنائی گئی۔ اور جو حضرات ادب و توقیر ملحوظ رکھتے ہیں ان کے لئے ثواب عظیم کی بشارت عظمیٰ دی گئی۔ اس حکم قرآن کی روشنی میں اہلسنت و جماعت رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تعظیم و توقیر بجا لاتے ہیں اور آخر میں اپنے عجز و انکسار کا یوں اظہار کرتے ہیں ؎

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا!

مگر آپ حیرت میں پڑ جائیں گے اور آپ کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو جائیں گی جب آپ یہ سماعت فرمائیں گے کہ اسی آسمان کے نیچے اور اسی زمین کے اوپر ایک ایسی بھی مخلوق ہے جس نے "**توہین رسول**" کو اپنا شعار بنا لیا ہے جس کا اوڑھنا بچھونا عظمت رسالت سے انکار کرنا ہے۔ جس کے قلب و جگر میں رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بغض و عناد بھرا ہوا ہے۔ یہ وہی گروپ ہے جس کی بنیاد آج سے تقریباً ڈیڑھ دو سو سال پہلے محمد[ف] ابن عبد الوہاب نجدی نے رکھی۔ خیال رہے کہ یہ اسی نجد کا رہنے والا ہے جسکی طرف اشارہ فرما کر مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس سرزمین میں فتنے اور زلزلے پیدا ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ دیکھئے کتب احادیث اسی محمد ابن عبد الوہاب نجدی کو "ابن عبد الوہاب نجدی" کے نام سے بھی جانا پہچانا جاتا ہے۔

ف۔ محمد ابن عبد الوہاب نجدی کے حالات و واقعات معلوم فرمانے کیلئے میرے والد محترم محبوب ملت غازی تحفظ ناموس رسالت حضرت علامہ مفتی الحاج ابو الظفر محب رضا محمد محبوب علی خاں صاحب قبلہ قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف "ابن عبد الوہاب کی کہانی" ملاحظہ فرمائیں جس وقت یہ کتاب شائع ہوئی تھی اس وقت نجدیہ وہابیہ گروپ کے تمام اکابر کے پاس روانہ کی گئی مگر آج تک کسی نے جواب نہیں دیا۔

ایک فریب کا ازالہ

سادہ لوح مسلمانوں کو فریب دینے کیلئے "وھابی" سینہ تان کر اور گلے کی رگیں پھلا پھلا کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ "وھاب" اللہ کا نام ہے۔ "وھابی" کا مطلب اللہ کا بندہ، اللہ والا۔ اور صرف عوام کے ہی سامنے اس کا اظہار نہیں کرتے بلکہ سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی کے قتل کیس[1] میں سیشن کورٹ بمبئی میں بیان دیتے ہوئے ایک وہابی گواہ نے وہابی کی یہی تشریح کی تھی۔ مطلب یہ کہ موقع بے موقع ہر جگہ وہابی لفظ وہابی کی یہی تشریح کرتے ہیں۔ خدا کیلئے آپ ان کے فریب کا شکار نہ ہوں۔ خیال رہے کہ وہابی کو وہابی ابن عبدالوہاب نجدی کی نسبت سے کہا جاتا ہے۔ اور اگر یہ بات تھوڑی دیر کو مان بھی لی جائے تو اللہ کا نام وہاب نہیں بلکہ وَھَّاب ہے۔ قرآن کی گواہی موجود ہے اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ اب اگر وہابی کو وَہّاب کی نسبت سے وہابی کہا جاتا ہے تو وہابی نہیں بلکہ وَھَّابی کہا جانا چاہیے۔ مگر کوئی بھی وَہّابی نہیں کہتا بلکہ سب وہابی کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ صرف دھوکہ ہے اور عوام کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش ہے۔

اسی ابن عبدالوہاب نجدی نے عربی زبان میں کتاب التوحید لکھی۔ جس کی ہندوستان میں اردو زبان میں "تقویۃ الایمان" کے نام سے اسمٰعیل دہلوی قتیل ذبیح نے اشاعت کی۔ صرف بوتل بدل گئی۔ ورنہ شراب وہی تھی جس کو محمد ابن عبدالوہاب نجدی نے نجد کے ریگستانوں میں کشید کیا تھا۔ گویا شراب کہنہ در جام نو کی مثال ہوئی۔

---

[1] یہ کیس ۱۰ ستمبر ۱۹۵۵ء بروز سنیچر اس واقعہ کے تحت دائر ہوا تھا کہ جب وہابی دیوبندی اپنا امام لے کر سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی میں آئے۔ اور زبردستی اپنا امام کھڑا کرنا چاہا۔ جس کے نتیجہ میں ان کے ہی گروہ کے ایک بمبئی کا مشہور رہنما حاجی جان محمد جیواجی کا سیٹھ سے موقدم کے فاصلہ پر قتل ہو گیا اور اس کے بعد میرزا الدصاحب محترم علیہ الرحمۃ والرضوان سمیت دس سنی مسلمان گرفتار ہوئے۔ مقدمہ جلاء اللہ تعالیٰ کے محبوبین کے صدقہ میں سیشن کورٹ سے انگلیاں دشمنوں کو باعزت رہائی حاصل ہوئی۔ اس مقدمہ کی تمام کارروائی ایک اہم دستاویز اور تاریخی رنگ ہے۔ اس کی ترتیب کا کام میں نے شروع کر دیا ہے طباعت کا انتظار فرمائیں۔ منصور رضوی

ہندوستان میں وہابی گروپ نے اپنا مرکز اول دیوبند ضلع سہارنپور کو بنایا اور اب دیوبند کی نسبت سے یہ گروپ دیوبندی کے نام سے موسوم ہوا۔

اس دیوبندی گروپ کے ایک عظیم سپوت "بانی" مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کی ایک عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ دیوبندی گروپ کے یہ وہ عظیم و کبیر اور البیلے فرزند ہیں جو بچوں کا پاجامہ کھول دیا کرتے تھے۔ آپ حیران نہ ہوں۔ اس گروپ میں بڑے بڑے رنگیلے اور عاشق مزاج لوگ موجود ہیں۔ اس کی مزید تفصیل آپ دیکھیں گے تو بے ساختہ آپ کی زبان سے نکلے گا "بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ"۔ آیئے پہلے "دیوبندی گروپ کے بڑے میاں" "قاسم العلوم والخیرات" کا انداز دیکھئے۔ اس کو ذہن میں رکھیں کہ "بڑے میاں" کی یہ حرکت اسی گروپ کے "چھوٹے میاں" "باورچی خانہ کے ناظم اعلیٰ" اور "امور خانہ داری کے نگراں" مولوی اشرف علی تھانوی بیان کر رہے ہیں۔

دیوبندی فرزند کا تعارف

> "مولانا (یعنی قاسم نانوتوی) بچوں سے ہنستے بولتے بھی تھے اور جلال الدین صاحب صاحبزادہ مولانا محمد یعقوب سے جو اس وقت بالکل بچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے۔ کبھی ٹوپی اتارتے کبھی کمر بند کھول دیتے تھے۔"[1]
>
> (اشرف التنبیہ صفحہ ۴۰)

اب یہ دانا تو دیوبندی گروپ کے ذمہ دار بتائیں کہ کمر بند کھول کر کون سی تعلیم دی جاتی تھی؟ ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الحیاء شعبۃ من الایمان۔ حیا ایمان کا ایک درجہ ہے۔ جن کے پاس ایمان ہی نہیں انکے پاس حیا کہاں ہوگی۔

---

[1] یہی واقعہ ارواح ثلاثہ صفحہ ۲۷۸ حکایت نمبر ۲۹۵ میں بھی درج ہے۔ منصور رضوی۔

یہ تو درمیان کی ایک بات صرف دیوبندی گروپ کے بڑے میاں "مسٹر قاسم العلوم والخیرات" کے تعارف کیلئے بیان کی گئی۔ اب آیئے اصل عبارت کی جانب جو ان کے ہی قلم سے نکلی ہوئی عبارت ہے۔

نبی اور امتی میں مساوات

"انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔"

تحذیر الناس صفحہ ۵

یہی وہ مقام ہے جہاں توہین رسول کے شعلے اچھی طرح بھڑک اٹھے اور یہ عبارت نانوتوی قلم کے ذریعہ صفحۂ قرطاس پر منتقل ہو گئی۔ یہی وہ گروہ ہے جس کے متعلق رسول کائنات مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چودہ سو برس پیشتر جمیع صحابہ میں ارشاد فرمایا کہ قرب قیامت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ ان کو اپنی نماز روزے پر غرور ہوگا وہ اپنے اعمال پر گھمنڈ کریں گے۔ یہ مدہوش اور بے باک نمازی اپنے غرور میں اس قدر آگے بڑھے کہ امتی تو امتی امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے برابری ہی نہیں بلکہ آگے بڑھنے کا مدعی ہو گیا۔

اور یہ دعویٰ بھی اس مقدس اور صاحب عزت رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جن کے بارے میں قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔ (کنز الایمان)

(سورہ بقر تیسرا پارہ)

(ترجمہ امام احمد رضا فاضل بریلوی)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ وہ حضور پر نور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ

یہی کہ آپ کو بدرجات کثیرہ تمام انبیاء علیہم السلام پر افضل کیا۔ اس پر تمام امت کا اجماع ہے۔ اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔ آیت میں حضور کی اس رفعت و مرتبت کو بیان کیا گیا ہے اور نام مبارک کی تصریح نہیں کی گئی۔ اس سے بھی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علو شان کا اظہار مقصود ہے کہ ذات والا کی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیائے کرام پر فضیلت کا بیان کیا جائے تو سوائے ذات اقدس کے یہ وصف کسی پر صادق ہی نہ آئے۔ اور کوئی اشتباہ راہ نہ پا سکے حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے وہ خصائص و کمالات جن میں آپ تمام انبیاء علیہم السلام پر فائق و افضل ہیں۔ اور آپ کا کوئی شریک نہیں۔ بے شمار ہیں کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا درجوں بلند کیا۔ ان درجوں کے شمار کا کوئی ذکر قرآن کریم میں نہیں فرمایا۔ تو اب کون حد لگا سکتا ہے (خزائن العرفان) معلوم ہوا کہ آقائے رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ شان ہے جس کا کوئی اندازہ ہی نہیں لگا سکتا۔ آخری منزل تو صرف یہ ہے کہ ؎

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ہم اس کو محسوس کرتے ہیں کہ آپ کے ذہن پر بار ہوگا۔ مگر تجدید ذہن کی خاطر پھر ایک بار دیوبندی گروپ کے بڑے میاں مسٹر قاسم العلوم والخیرات "مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند" کی عبارت دہرا لیجئے۔

انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

تحذیر الناس صفحہ ۵

اب فیصلہ کا تمام تر دار و مدار آپ کے ایمان و ضمیر پر ہے کہ قرآن مجید فرمائے کہ

درجوں بلند گیا۔ عارفان حق فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب ۔ ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است
یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی ۔ برگزیدۂ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

وہی نور حق وہی ظلِ رب ہے انہی کا سب ہے انہی کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

ہیں اصد قد انبیا کے یوں تو سب محبوب ہیں لیکن
جو سب پیاروں سے پیارا ہے وہ محبوب خدا تم ہو

ایسی ایک دو نہیں ہزاروں لاکھوں مثالیں ہیں۔ مگر یہ سب عشق و محبت عرفان و فیضان کا عطیہ ہے اور جن کے دل اس عطیۂ الٰہی سے یکسر خالی ہوں ان کے لئے تو صرف اتنا ہی عرض کروں گا کہ

محبت کو سمجھنا ہے تو ناصح خود محبت کر
کنارے سے کبھی اندازۂ طوفاں نہیں ہوتا

یہ عشقِ رسول غلامیٔ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکتے ہیں جسے لالہ زار ایک طرف اور دیوبند کی غلاظت کا بدبودار ڈھیر ایک طرف کہ "امتی عمل میں نبی کے برابر ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں"۔ اللہ کے مقدس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے برابری بلکہ بڑھنے کا دعویٰ اگر کسی اور نے کیا ہوتا تو آج نہ جانے کیا عالم ہوتا۔ مگر افسوس کہ مسلمان کہلانے والوں اور مسلمانوں ہی کو کلمہ پڑھانے والوں، ستو اور چنے کے تھیلے بغل میں دبا کر "اِنْ دِیْنِ حنیفی" بنکر مسجدوں کو دھرم شالہ اور گیسٹ ہاؤس بنانے والوں کے مسلّم مقتدا و پیشوا مولوی قاسم نانوتوی نے یہ کفری عبارت لکھی اور آج تک دیوبندی گروپ کے کسی بڑے چھوٹے نے اس عبارت سے اپنی نفرت و بیزاری کا اظہار نہیں کیا۔ سب کے سب منہوں میں دہی جما ہوا ہے۔

میرے دوست! آج آپ کو ان گندم نما جو فروش مولویوں کے بارے میں فیصلہ

کرنا ہے اور یقین و اعتماد کی اس بنیاد پر فیصلہ صادر کرنا ہے کہ کل میدان محشر میں جب کوئی مددگار و چارہ ساز نہ ہوگا اس موقع پر دستگیری و چارہ سازی فرمائیں گے۔ انیس بیکساں، چارہ سازِ دردمنداں، تاجدارِ کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے
خدا گواہ یہی حال آپ کا ہوگا
کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِیْ
مرے حضور کے لب پر اَنَا لَهَا ہوگا

جب آپ کسی غیر کے بارے میں اپنا فیصلہ سنا سکتے ہیں تو آج ان آستین کے سانپوں کے بارے میں بھی آپ کو سوچنا ہوگا غور کرنا ہوگا۔ فیصلہ سنانا ہی ہوگا۔

مرید سادہ تو رو رو کے ہوگیا تائب
خدا کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق

یہ دیوبندی گروپ کے ایک سپوت تھے جن کی ایک عبارت آپ نے دیکھی۔ خیال ہے کہ یہی مولوی قاسم نانوتوی ہیں جنہوں نے اسی کتاب تحذیر الناس میں مسئلہ ختم نبوت پر تیشہ زنی کی ہے۔ اب ترتیب وار تینوں عبارتوں کو ملاحظہ فرمائیے۔

مسئلہ ختم نبوت

عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

تحذیر الناس صفحہ ٣

ط! ہم اہلسنت وجماعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ منصور رضوی۔

جرأت و بے باکی کا اندازہ لگایئے کہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم و جلیل منصب "خاتم النبیین" کا کس طرح مذاق اڑایا جا رہا ہے اور کس طرح ایک جنبش قلم سے ختم نبوت کو عوام کا خیال بتایا جا رہا ہے۔ بات ابھی اسی مقام پر ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک قدم آگے بڑھ کر ایک اور ایمان سوز عبارت ملاحظہ فرمایئے۔

"یعنی اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔"

حاشیہ تحذیر الناس صفحہ ۱۳

لگے ہاتھوں ایک اور عبارت بھی پڑھ لیجئے۔

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔"

تحذیر الناس صفحہ ۲۵

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ دیکھا آپ نے عداوتِ رسول کے کینسر کا پھوڑا کس طرح اپنا بدبودار مادہ خارج کر رہا ہے۔ ہمارا پروردگار جو علیم و خبیر ہے اس رب قدیر نے قرآن میں بیکراں اور تمام جہان کے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرما کر صبح قیامت تک ان گستاخوں اور بے ادبوں کی دہن دوزی فرما دی۔ ارشاد ربانی سنیئے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ
وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا
(سورہ احزاب ۲۲ واں پارہ رکوع ۲)

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں
ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں
پچھلے۔ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے (کنز الایمان)
(ترجمہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ اب کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب قرب قیامت میں نازل ہوں گے تو اگرچہ پہلے نبوت و رسالت پا چکے ہیں مگر اب نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عمل فرمائیں گے۔ وہ کوئی نیا قانون نہ لائیں گے بلکہ قانون محمدی پر خود عمل فرمائیں گے اور اس کی تبلیغ بھی فرمائیں گے۔ اور حضور کے قبلہ کعبہ معظمہ ہی کی طرف رخ فرما کر نمازیں ادا فرمائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخر الانبیاء ہونا قطعی اور یقینی ہے۔ نص قرآنی بھی اس پر وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث جو حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی و رسول ہونے والا نہیں۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔ (خزائن العرفان)

قرآن مبارک کی آیت و تفسیر کی روشنی میں ہم نے آپ کے سامنے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بیان کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ دیوبندی گروپ کے بڑے میاں مسٹر قاسم العلوم والخیرات مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب "تحذیر الناس" کی عبارات بھی پیش کر دیں۔ مقدمہ آپ کے ایمان و محبت رسول کی عدالت میں پیش ہے اور خیال رہے کہ آپ کے کاندھے کے دو فرشتے "کراماً کاتبین" آپ کے فیصلہ کے منتظر ہیں۔ اور آج جو بھی فیصلہ آپ کریں گے وہ کل میدان محشر میں رب دو عالم کی بارگاہ میں آپ کے سامنے ہوگا۔ اور اس وقت کوئی بہانہ قابل قبول نہ ہوگا۔ ؎

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

یہ تو سمجھے دیوبندی گروپ کے "قاسم العلوم والخیرات" اب ذرا کچھ وقفہ کے لئے دیوبندی گروپ کے "قطب العالم" "خاتم الاولیاء والمحدثین" "مخدوم الکل" "مطاع العالم" اور "ماوائے جہاں" مولوی رشید احمد گنگوہی کی باتیں بھی کچھ سن لیجئے۔ آپ اتنے القابات و خطابات دیکھ کر ضرور حیران ہوں گے۔

مگر حیرانی دور فرمایئے یہ تمام القابات و خطابات میرے گھڑے ہوئے نہیں بلکہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرنے کے بعد جب ان کے حاشیہ نشینوں اور کفش برداروں نے ان کے غم میں "مرثیہ" شائع کیا تو اس مرثیہ کے صفحہ اول پر ایک درجن القابات ہیں جن میں سے میں نے صرف نصف درجن پر فی الوقت اکتفا کیا ہے اور بقیہ نصف درجن دوسرے کسی وقت کیلئے ادھار کر دیئے ہیں۔ اندیشہ صرف یہ تھا کہ پورے ایک درجن القاب سن کر کسی کو بدہضمی نہ ہو جائے۔ یہ اسی دیوبندی گروپ کے اپنے مولوی کے بارے میں القابات ہیں جو اللہ کے مقدس رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہے۔

بڑا بھائی

> جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے۔
>
> تقویۃ الایمان صفحہ ۵۲

اور سنئے

> "انسان آپس میں بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے سو اس کے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔"
>
> تقویۃ الایمان صفحہ ۵۱-۵۲

> "اور اپنے پیغمبر خدا کی تعریف میں حد سے مت بڑھو کہ نصاریٰ کی طرح کہیں مردود نہ ہو جاؤ۔"
>
> تقویۃ الایمان صفحہ ۵۲

ذرہ ناچیز سے کمتر

> "اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیا اور اولیا اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔"
>
> تقویۃ الایمان صفحہ ۳۲

دل کی شقاوت اور عداوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازہ لگایئے سب انبیا اور اولیا ذرہ ناچیز سے بھی کمتر۔ مطلب یہ کہ ذرہ ناچیز کا تو کچھ مقام ہے۔ مگر یہ مقدس اور عظیم ہستیاں اس سے بھی کمتر ہیں۔ معاذاللہ۔ یہاں تو ذرہ ناچیز سے کمتر لکھا، آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

عناد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چند مزید تصویریں ملاحظہ فرمائیں۔

چمار سے ذلیل

> "اور یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔"
>
> تقویۃ الایمان صفحہ ۱۲

انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے۔ چمار سے بھی زیادہ ذلیل کا مطلب بھی وہی ہوگا کہ چمار کا تو کچھ مقام و مرتبہ ہے مگر ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ چمار سے بھی ذلیل ہے۔ کہاں ہیں وہ علم و فن کے دعویدار جو علمائے اہلسنت پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ "سنی علماء تو گالیاں دیتے ہیں" "سنی علماء لڑائی جھگڑے کی بات کرتے ہیں۔" میں آپ سے انصاف کا طالب ہوں۔ خدارا جانبداری سے کام نہ لیں اور آپ خود فرمائیں کہ دیوبندی مولویوں نے اللہ کے مقدس رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور اللہ کے مقبول بندوں کو گالیاں دیں گستاخیاں کیں اور سنی علمائے کرام نے عوام کو باخبر اور ہوشیار کرنے کیلئے ان گستاخانہ ایمان سوز عبارتوں کو عوام کی عدالت میں پیش کر دیا

اب آپ ہی بتائیں چوری کرنا جرم ہے یا چور کا نام دینا بتانا جرم ہے۔ آگ لگانے والا مجرم یا آگ بجھانے والا مجرم؟ ہر انصاف پرور و عقلمند یہی کہے گا کہ چوری کرنا جرم ہے، چور کو باخبر کرنا جرم نہیں بلکہ انجانوں کو ایک خطرناک مشکل سے آگاہ کرنا ہے۔ آگ لگانے والا مجرم ہے اور آگ بجھانے والا محسن جو اپنے خرمن حیات و متاع ایمان کی حفاظت کرتا ہے بس سمجھ لیجئے کہ ایسے ہی دیوبندی گروپ آگ لگانے والا گروپ ہے اور اہلسنت تو محض بچاؤ و دفاع کرتے ہیں۔ دیوبندی گروپ نے جو آگ لگائی ہے یہ حضرات اس آگ کو بجھا کر ملت پر احسان فرما رہے ہیں۔ اور یہ بھی ذہن نشین فرمائیں کہ کتاب تقویۃ الایمان "آگ لگانے والی کتاب" ہے۔ گواہی میری نہیں بلکہ خود مصنف کتاب مولوی اسمٰعیل دہلوی قتیل کی گواہی ملاحظہ فرمائیے۔ جو اقبالی مجرم ہے۔

بتا رہے ہیں تری انجمن کے سناٹے
کہیں قریب ہی شعلوں کی بات ہوتی ہے

آگ لگانیوالی کتاب

> مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویۃ الایمان اول عربی میں لکھی تھی چنانچہ اس کا ایک نسخہ میرے پاس اور ایک نسخہ مولانا گنگوہی کے پاس اور ایک نسخہ مولوی نصر اللہ خاں خورجوی کے کتب خانہ میں بھی تھا۔ اس کے بعد مولانا نے اس کو اردو میں لکھا۔ اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا .... چند سطر کے بعد اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں۔ اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی

> اشاعت سے شورش ضرور ہوگی ــــ چند سطر کے بعد
> گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے
>
> ارواح ثلثہ حکایات ۵۹ صفحہ ۸۱

خود مصنف کتاب تقویۃ الایمان کا یہ تبصرہ کہ تقویۃ الایمان کے شائع ہونے سے شورش ہوگی اور شورش ہوئی۔ گھر گھر میں اختلاف ہوا۔ گاؤں گاؤں میں فساد ہوا اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ "انگریزوں کا ایجنٹ" یہ نام نہاد شہید کاش اس نے سوچا ہوتا کہ مسلمانوں میں اختلاف پیدا کر کے میں دنیا میں انگریز سرکار کی خوشنودی تو حاصل کر لوں گا مگر کل میدان محشر میں میرا حال کیا ہوگا؟

میں انصاف پسند طبقہ کو پھر ایک بار زحمت دوں گا کہ اس مقام پر ایک اور حوالہ دیکھتے چلیں۔ وہ کتاب جس کے متعلق خود مصنف کا یہ کہنا ہے کہ اس میں ذرا تیز الفاظ آ گئے ہیں۔ شرک خفی کو شرک جلی لکھ دیا ہے۔ اس کی اشاعت سے شورش ہوگی۔ اس کتاب کے بارے دیوبندی گروپ کے بڑے میاں "قطب العالم" "فرقہ زاغیہ[1] کے امام" رشید احمد گنگوہی کا ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

تقویۃ الایمان عمدہ کتاب

> کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے۔ اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا
>
> فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۴۳

[1] مولوی رشید احمد گنگوہی نے ہی زاغ معروفہ (کالا کوا) کھانا ثواب لکھا ہے۔ ملاحظہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۴۲ - اسی وجہ سے یہ نیا خطاب دیا گیا۔

نگاہوں پر بار ہے تو ایک عبارت اور ملاحظہ فرمایئے۔

عینِ اسلام :-

> اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجبِ اجر کا ہے۔ اس کے رکھنے کو جو برا کہتا ہے وہ فاسق اور بدعتی ہے۔
>
> فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۱۵

صفحہ ۴۳ پر گنگوہی صاحب نے لکھا کہ تقویۃ الایمان سچی کتاب ہے اور صفحہ ۱۱۵ پر تحریر کیا کہ اس کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا "عینِ اسلام" ہے جبکہ مصنف کا کہنا ہے کہ اس میں شرکِ خفی کو شرکِ جلی لکھ دیا ہے۔ مطلب یہ کہ شریعت اسلامیہ جس امر کو شرکِ خفی فرمائے اس کو شرکِ جلی تسلیم کرنا عین اسلام ہے۔ آپ غور فرمایئے کہ کس دیدہ دلیری سے کتاب تقویۃ الایمان کی طرف داری میں اسلامی احکامات کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ اور "گھر یلو شریعت" کے احکامات جاری کر کے مسلمانوں کے ایمان تباہ کرنے کی منظم سازش کی گئی۔ بہر حال یہ تو ذیلی گفتگو صرف اس لئے آگئی کہ جو گروپ اللہ کے مقدس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "ذرہ ناچیز سے کمتر" "گاؤں کا چودھری" اور "بڑا بھائی" کہنے کا عادی ہے مَعَاذَاللّٰہ وہی دیوبندی گروپ رشید احمد گنگوہی کو "مخدوم الکل" "مطاع العالم" "ماوائے جہاں" "قطب العالم" اور نجانے کیا کیا القابات سے یاد کر رہا ہے۔ جو قانون رسولِ اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ ذی وقار کیلئے ان دین کے باغیوں نے مرتب کیا تھا وہی قانون خود اپنے مولانا کے لئے کیوں توڑ دیا گیا۔

گرگٹ جیسی فطرت ان کی
منظور بھی دوروں کی دیکھی

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ
جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

آیئے دیوبندی گروپ کے ان ہی "قطب العالم" رشید احمد گنگوہی کا تعارف حاصل کریں تاکہ آئندہ ان کی شخصیت کے سمجھنے میں مدد ملے۔

تعارف

> "سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر"
>
> تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۱۷

قرآن عظیم کا ارشاد ہے :-

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تیسرا پارہ۔ سورہ آل عمران۔ رکوع ۴

رب کائنات کا ارشاد ہے کہ رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کرو — مگر "فرقہ زائغہ کے بانی و امام" کا فرمان یہ ہے کہ اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ مطلب یہ کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کرنیوالا ہدایت و نجات یافتہ نہ ہوگا بلکہ جو شخص رشید احمد گنگوہی کی اتباع کرے وہ ہدایت و نجات والا ہوگا۔ اب اس کا فیصلہ تو دیوبندی گروپ کے موجودہ ذمہ دار کریں کہ وہ سارے کے سارے اس زمانہ میں کس کی اتباع کر رہے ہیں؟ اللہ کے مقدس و معظم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یا اپنے گروپ کے غوث الاعظم رشید احمد گنگوہی کی۔

نجات اسی پر ختم نہیں ہو گئی بلکہ گنگوہی جی کا ایک اور اعلان ملاحظہ فرمائیں۔

دیوبندی گروپ رشید احمد گنگوہی کو غوث الاعظم رتبہ فردوس اعظم کہتا ہے۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید حصہ اول

حق کا وعدہ

> حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمالیا ہے کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا۔
>
> ارواح ثلاثہ حکایت ۳۰۸، صفحہ ۲۹۲

چلئے! فرصت ہو گئی۔ شکوک و شبہات کی تمام دیواریں ٹوٹ گئیں۔ اب تو دیوبندی گروپ کے تمام افراد کو رشید احمد گنگوہی کی اتباع کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔ حق تعالیٰ نے وعدہ فرمالیا ہے کہ کبھی غلط نہیں نکلوائیگا۔ لہٰذا اب کھائیں تمام دیوبندی کوّا اور ہولی دیوالی کی پوری کچوری اور جب کھا چکیں تو اس کا ایصال ثواب کر دیں اپنے اس کے امام جن کی زبان سے کبھی غلط نہیں نکلا۔ اور جن کی اتباع آج کے زمانہ میں ہدایت و نجات کا ذریعہ ہے۔ واقعی کتنی عمدہ غذاؤں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ نہ دھیلا خرچ ہو نہ پیسا اور مزے سے کوّے کی بریانی "کوّے کے کوفتے" تندوری کوّا "کوّے کے کباب" کوّے کا دو پیازہ" سب دستر خوان پر حاضر۔

دیکھو آخر دیوبندی گروپ کے بڑے میاں رشید احمد گنگوہی رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کس دیدہ دلیری اور بے باکی کے ساتھ گستاخی کر رہے ہیں۔

بے ایمانی کی انتہا

> الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے
>
> براہین قاطعہ صفحہ ۵۵

انصاف کو آواز دو۔ کس طرح بے باکی اور جرأت کے ساتھ شان رسالت کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ کہاں ابلیس اور کہاں باعث تخلیق کائنات رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ۔ چہ نسبت "خاک" را با عالم پاک۔

مگر دیوبند کا جادو تو بولتا ہے کہ قرآن میں شیطان و ملک الموت کے وسعت علم کی دلیل ہے۔ مگر حضور مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسعت علم پاک کی کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی زیادتی ثابت کرنا شرک ہے۔

قرآن تو علم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح بیان فرما رہا ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ — اور تمہیں سکھا دیا جو تم نہ جانتے تھے

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝ — اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(۵واں پارہ۔ سورہ نساء ۱۷ رکوع) (ترجمہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی)

مگر جانے دیوبندی گروپ کی یہ کون سی توحید ہے کہ وسعت علم کی دلیل قطعی شیطان کے لئے تسلیم کرنے میں نہ شرک ہو نہ بدعت اور وسعت علم کی دلیل قطعی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے قرآن سے ثابت ہونے کے باوجود شرک۔ دنیا کا دستور و قاعدہ ہے کہ ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے۔ اب اگر دیوبندی گروپ بھی شیطان ابلیس لعین کی بڑائی نہ بیان کریں تو کون کرے گا۔ اس لئے کہ

پیدا ہوئے وہابی تو ابلیس نے کہا
لو آج ہم بھی صاحب اولاد ہو گئے۔

آپ کی آنکھیں خون کے آنسو روئیں گی جب آپ دیوبندی گروپ کے ایک ایکسپرٹ "امور خانہ داری کے ناظم اعلیٰ" "واقف امراض خبیثہ" اور دیوبندی اکھاڑے کے مشہور و معروف "لنگوٹ باز" مولوی اشرف علی تھانوی کی تحریر ملاحظہ فرمائینگے۔ مگر ٹھہرئیے۔ معمول کے مطابق پہلے موصوف کا تعارف خود ان کی زبانی سماعت

فرمالیں پھر آگے پڑھیں۔

خوبصورت تعارف:-

ایک بار حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب ..... نے بسبیل گفتگو فرمایا کہ یہ شیخ زادہ کی قوم بڑی خبیث ہے۔ ایک شخص نے اسی مجلس میں کہا کہ حضرت آپ بھی تو شیخ زادہ ہیں، بے ساختہ فرمایا کہ "میں بھی خبیث ہوں" اور میں یہ کہا کرتا ہوں کہ یہ شیخ کی قوم نطرتی ہوتی ہے

الافاضات الیومیہ حصہ پنجم صہ ۸۱

اپنی زبان سے خبیث اور فطرتی ہونے کا اقرار آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ نظروں پر بوجھ نہ ہو تو ایک دو حوالہ اور ملاحظہ فرمالیں تاکہ فطرتی ہونے میں شک باقی نہ رہے۔

رکابی میں کتے کا پلہ

فرمایا کہ ایک صاحب تھے سیکری کے ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی بہت ہی نیک اور سادہ آدمی تھے۔ والد صاحب نے ان کو ٹھیکہ کے کام پر رکھ چھوڑا تھا ایک مرتبہ کمسریٹ سے گرمی میں بھوکے پیاسے پریشان گھر آئے اور کھانا نکال کر کھانے میں مشغول ہو گئے۔ گھر کے سامنے بازار ہے۔ میں نے سڑک پر سے ایک کتے کا پلہ چھوٹا سا پکڑ کر گھر لا کر ان کی دال کی رکابی میں رکھ دیا۔ بے چارے روٹی چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔

الافاضات الیومیہ حصہ چہارم صہ ۲۱۳

فطرتی ہونے کا ایک اور نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

سر پر پیشاب

فرمایا میں ایک روز پیشاب کر رہا تھا بھائی صاحب نے آکر میرے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ ایک روز ایسا ہوا کہ بھائی پیشاب کر رہے تھے میں نے ان کے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔

الافاضات الیومیہ حصہ چہارم صفحہ ۲۲۴

شرارت اور بد تہذیبی کے نمونہ ملاحظہ فرماتے جائیے۔ ستم تو یہ ہے کہ ان باتوں کو خود تھانوی جی فخریہ انداز میں بیان کر رہے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں۔

دور کی سوجھی

غرض جو کسی کو نہ سوجھتی تھی وہ ہم دونوں بھائیوں کو سوجھتی تھی

الافاضات الیومیہ حصہ چہارم صفحہ ۲۲۴

غالباً اسی موقع کے لئے کسی نے کہا ہے ۔

رات شیطان کو خواب میں دیکھا
ساری صورت جناب کی سی تھی

"دیوبندی گروپ کے حکیم الامت" کا بڑا خوبصورت تعارف آپ نے حاصل کر لیا۔ اب آئیے اس ناپاک اور گندی عبارت کی طرف جو ہر صاحب ایمان کی غیرت کو چیلنج ہے اور جس عبارت کو پڑھنے کے بعد آپ کو اقرار کرنا پڑے گا کہ تھانوی جی کو صرف بچپن ہی میں وہ بات سوجھتی تھی جو کسی اور کو نہ سوجھے بلکہ یہ فطرت بڑھاپے میں بھی برقرار رہی۔ اور ایسی شدید توہین آقائے کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عرش پناہ میں کی جو کسی اور نے نہ کی۔

> پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول
> زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد
> بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں
> تو اس میں حضور ہی کی کون سی تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو
> بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔
>
> حفظ الایمان صفحہ ۸ [۱]

شیرِ بیشۂ سنت مظہرِ اعلیٰ حضرت امام المناظرین حضرت مولانا حافظ قاری مفتی الحاج ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی لکھنوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے آج سے اکتیس سال پہلے ۸ جون ۱۹۳۶ء کو بمقام مدرسہ ضلع فیض آباد دیولیا میں ایک زبردست اور عظیم الشان اجلاس میں [۲] تقریر فرماتے ہوئے اس عبارت حفظ الایمان پر گفتگو فرمائی اور ارشاد فرمایا۔

---

۱ حفظ الایمان کے نئے ایڈیشن میں اس عبارت کو حذف کر دیا ہے اور اس جگہ دوسری عبارت لکھ دی ہے۔ مگر یہ بات قابلِ غور ہے کہ جب دیوبندی گروپ کے مولویوں کے نزدیک اس عبارت میں کوئی توہین یا توہین نہ تھی تو عبارت تبدیل کیوں کی گئی۔ یہ عبارت تبدیل کرنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ علمائے اہلسنت و جماعت کا اعتراض حق و صحیح ہے۔ حق وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ جب جان بچانے کی کوئی صورت نہ رہی تو عبارت بدل ڈالی۔ مگر توہینِ رسول کا عذاب دیکھئے کہ عبارت تبدیل کی توبہ نہ کی۔ خیال رہے کہ عبارت کے بدل ڈالنے سے کفر ختم نہ ہوا۔ بلکہ وہ کفر اس وقت ختم ہوگا جب سچے دل سے توبہ کی جائے۔

۲ حضرت شیرِ بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کی اس مبارک تقریر کو حضرت مخدوم گرامی مرتبت عالمِ جلیل علامہ الحاج مفتی محمد وجیہ الدین صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین خانقاہ رضویہ ضیائیہ پیلی بھیت نے مرتب فرمایا اور رسالہ دینی حق گشتم جناب الحاج سیٹھ محمد ابراہیم صاحب

اس عبارت میں مولوی تھانوی صاحب نے علمِ غیب کی صرف دو ہی قسمیں بیان کیں۔ ایک کل علمِ غیب جس سے غیب کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے اور اس کو عقلی و نقلی دونوں قسم کی دلیلوں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے باطل بتایا۔ اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے نہ رہا مگر بعض علمِ غیب۔ یعنی اس قدر علمِ غیب جو کل نہ ہو خواہ کتنا ہی کم یا کتنا ہی زیادہ ہو۔ اس کو حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے باطل نہیں بتایا بلکہ یوں کہا کہ اس

بعض علم غیب میں بھی حضور کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر یعنی ہر خاص و عام شخص کو بلکہ ہر صبی و مجنون یعنی ہر ایک بچہ، ہر ایک پاگل کو بلکہ جمیع حیوانات و بہائم یعنی سب جانوروں چوپایوں کیلئے حاصل ہے۔ پیارے سنی بھائیو! انصاف سے کہو کیا کوئی عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق یا کوئی یہودی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یا کوئی پارسی اپنے مذہبی پیشوا زرتشت کے متعلق یا کوئی ہندو اپنے کسی اوتار کے متعلق ایسا کہہ سکتا ہے کہ ان کو خدا کے برابر کل علم تو نہیں تھا۔ ہاں خدا کے علم سے کم یعنی بعض علوم ان کو تھے لیکن اس میں ان کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسا علم تو ہر چمار، ہر بھنگی، ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چارپائے کو بھی حاصل ہے کیا کسی عیسائی یا یہودی یا پارسی یا ہندو کے مذہبی پیشوا یا اوتار کے متعلق ایسا کہا جائے تو وہ اس کلام کو اپنے مذہبی پیشوا یا اوتار کی سخت اور شدید توہین نہیں سمجھے گا؟ عیسائی، یہودی، پارسی، ہندو، ہمارے آقا و مولیٰ حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ پر ایمان نہیں لاتے لیکن باوجود ایمان نہ لانے کے آج تک کسی عیسائی، یہودی، پارسی، ہندو نے بھی ہرگز ایسا نہیں کہا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ غیب کی باتوں کا جیسا علم ہے ایسا تو ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چوپائے کو بھی ہے۔ آہ! آہ! نام نہاد مسلمانوں کے مولوی کہلاتے ہوئے حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیٰ آلہٖ وسلم کی ایسی شدید توہین اور گستاخی کی جاری ہے اور پھر نہ صرف مسلمان ہونے کا دعویٰ بلکہ مسلمانوں کا مولوی ہونیکا دعویٰ باقی ہے۔

...... قادری رضوی حشمتی کانپوری نے اپنے صاحبزادے عزیز محمد انوار الرضا حشمتی مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے "شمع منورہ و نجات" کے نام سے مفت میں شائع کیا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ فی الدارین۔ یہ کتاب تقریباً تیس برس کا جواب ہے مگر دیوبندی گروپ کے افراد نے حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان پر ... درج کر دیا اور آخر میں حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی شاندار فتح ہوئی۔ دیوبندی شدید طور پر ذلیل و خوار ہوئے دیکھئے کتاب فرحت افزا فتح مبین۔ منصور رضوی۔

پیارے سنی بھائیو! تم اگر کسی وہابی، دیوبندی سے یوں کہہ دو کہ تمہارے مولویوں اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، قاسم نانوتوی، عبدالشکور کاکوروی کو خدا کے برابر تو علم ہرگز نہ تھا۔ ہاں خدا سے کم یعنی بعض باتوں کا علم تھا تو ان بعض باتوں میں تھانوی، گنگوہی، انبیٹھوی، کاکوروی، نانوتوی کو کچھ خصوصیت نہیں ایسا علم تو ہر کتے، ہر سور، ہر بیل، ہر گدھے کو بھی حاصل ہے۔ تو فوراً ہر وہابی، دیوبندی ایسا سنکر بگڑ جائے گا۔ بھڑ جائیگا۔ لڑنے اور مرنے پر تیار ہو جائیگا اور شور مچانے لگے گا کہ تم نے ہمارے مولویوں کی توہین کی۔ آہ۔ آہ۔ افسوس افسوس۔ جیسی عبارت میں تھانوی، گنگوہی، انبیٹھوی، نانوتوی، کاکوروی صاحبان کی توہین ہے کیا ویسی عبارت میں ہمارے پیارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین نہ ہوگی۔ (شمع منورہ و نجات صفحہ ۹-۱۸)

دیوبندی گروپ کے "چار بڑے" ہیں جنہوں نے آقائے کائنات، محسن انسانیت، تاجدار انبیاء، رحمت عالم، ساقی کوثر، شفیع محشر، خاتم النبیین، مختار ہر دو عالم حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم کی بارگاہ میں شدید توہین و گستاخی کی۔ اور ان تمام گستاخیوں کی بنیاد پر علمائے حرمین طیبین اور شام و عراق و مصر کے علمائے کرام نے فتویٰ دیا کہ یہ چاروں اکابر دیوبند بوجہ توہین رسول کے جرم کی بنیاد پر کافر و مرتد ہیں۔ اور ارشاد فرمایا مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَعَذَابِہٖ فَقَدْ کَفَرَ۔ جو شخص ان کفریات پر اطلاع پانے کے بعد ان مولویوں کے کافر ہونے اور معذب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ مبارکہ حسام الحرمین۔

پھر اسی فتاویٰ حسام الحرمین کی تائید و تصدیق میں ہندوستان کے علماء کرام نے جو تصدیقات عطا فرمائیں وہ الصوارم الہندیہ علیٰ مکر شیاطین الدیوبندیہ کے نام سے ۱۳۴۵ھ میں کتابی شکل میں شائع ہوا جس میں ۲۶۸ غیر منقسم ہندوستان کے مشاہیر علماء کرام نے فتویٰ دیا کہ

"حضرت رسولِ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ مبارک میں جو شخص عمداً و سہواً بھی گستاخی کرے اور آپ کی ادنیٰ سے ادنیٰ توہین و تنقیص کا تقریراً یا تحریراً مرتکب ہو وہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے۔ جو شخص اس کافر اور بے ایمان کو مسلمان سمجھتا ہو وہ بھی اسی کا حکم رکھتا ہے۔ اہانۃ الانبیاء کفر عقائد کا صریح مسئلہ ہے اور رضا بالکفر بھی کفر ہے جیسا کہ کتب اسلامیہ میں باتفاق جمہور علمائے متقدمین و متاخرین مرقوم ہے۔ اس لئے ان اشخاص سے جو کہ حضرت رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام یا دیگر حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰات والتسلیمات کی اہانت کریں نفرت و بیزاری ضروری و لازمی امر ہے۔ الراقم (حضرت پیر سید) جماعت علی عفا اللہ عنہ بقلم خود از علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ پنجاب"۔

العوارم الہندیہ ص ۱۸

العوارم الہندیہ سے یہ صرف ایک فتویٰ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کا نقل کیا ہے۔ ورنہ اس میں دو سو اڑسٹھ (۲۶۸) علمائے کرام کے فتاویٰ شامل ہیں۔

میرے بھائی! آج دیوبندی گروپ نوجوان ذہنوں کو یہ کہ کر گمراہ کرتا ہے اور اپنے کفریات پر پردہ ڈالتا ہے کہ سنی دیوبندی اختلاف نیاز فاتحہ اسلام و قیام اگیارہویں، عرس و چادر، کونڈے، اور حلوے۔ کھیچڑے و شربت کا اختلاف ہے میں پوری ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ ایسا کہنے والا غلط کہتا ہے۔ آپ کو فریب دے رہا ہے۔ یاد رکھئے۔ سنی وہابی، دیوبندی اختلاف نیاز فاتحہ کا اختلاف نہیں

بلکہ عظمت مصطفیٰ و توہین مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اختلاف ہے۔ یہ ایمان و کفر کا اختلاف ہے۔ کاش! یہ بات آپ کے قلب و جگر میں نقش ہو جائے کہ فاتحہ دینا ایمان نہیں۔ حلوہ پکانا ایمان نہیں۔ عرس کرنا ایمان نہیں۔ لیکن اللہ کے مقدس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی صفات و عظمت کے ساتھ ماننا ایمان بلکہ جان ایمان ہے۔ سچ فرمایا اس صدی کے مجدد سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

اور ان کی بارگاہ میں ذرہ برابر توہین و گستاخی دارین کے خسران کا سبب ہے۔

ہم نہایت صفائی کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ دیوبندی گروپ صرف اس بات کا مجرم نہیں کہ وہ فاتحہ و نیاز سلام و قیام نہیں کرتا۔ بلکہ دیوبندی گروپ بنیادی طور پر اس بات کا مجرم اور پاپی ہے کہ اس گروپ کے اکابر نے رسول کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں توہین و گستاخی کی اور آج تک اپنی اسی توہین و گستاخی پر قائم ہیں۔

خیال رہے کہ دیوبندی اس بات کے مجرم نہیں کہ میلاد شریف کی محفل نہیں کرتے بلکہ وہ اہانات کے پاپی اور دوشی ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد پاک کو کنہیا کے جنم کی طرح بتاتے ہیں۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

عداوت کی انتہا۔

> اب ہر روز کون سی ولادت مکرر ہوتی ہے۔ پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال

کرتے ہیں یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہل بیت ہر سال بناتے ہیں۔ معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم حرام و فسق ہے۔ بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے۔ وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں۔ ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں۔ جب چاہے یہ خرافات فرضی بناتے ہیں۔

براہین قاطعہ صفحہ ۱۴۸ فتاویٰ میلاد شریف صفحہ ۱۳

ایمانی غیرت کو چیلنج ہے۔ رسول اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد مبارک اور اس کی مثال کنہیا کے جنم دن سے۔ کہاں گئی شرم و حیا۔ کہاں ہے جذبہ محبت رسول۔ وہ لوگ جو علمائے اہلسنت پر الزام لگاتے ہیں کہ یہ تقریروں میں گالی دیتے ہیں۔ گالی کے علاوہ یہ کچھ کہتے ہی نہیں وغیرہ وغیرہ ان سے میرا سوال ہے کہ انصاف سے بتلایئے اللہ کے مقدس و محترم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں اس سے زیادہ شدید گالی اور توہین کیا ہوگی کہ ان کے جشن میلاد کو کنہیا کے جنم دن سے مثال دی جائے۔ اور اگر ہمارے علمائے کرام اس عبارت کی تردید کر دیں تو بجائے دیوبندی گروپ سے اس گستاخی پر مواخذہ کرنے کے آپ ہمارے علمائے کرام پر الزام لگاتے ہیں۔ میرے بھائی گالی علمائے اہلسنت نہیں دیتے۔ بلکہ دیوبندی گروپ نے جو گستاخیاں بے ادبیاں رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عرش پناہ میں کی ہیں ان کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ اور عوام کو ان سے باخبر کرتے ہیں ؎

چمن کی فکر بھی کر آشیاں کی فکر کے ساتھ
کدھر کو ٹوٹ پڑیں بجلیاں نہیں معلوم

امید کہ آپ یہ سمجھ گئے ہوں گے کہ میلاد شریف کی محفل ذکر نہ کرنا یہ ایک سعادت سے محرومی اور خسران ہے۔ مگر میلاد مبارک کی مجلس کو کنہیا کے سوانگ سے تشبیہ دینا جو اوبا پن ہے۔ جس کو کوئی بھی خوش عقیدہ سنی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔

مقصد یہ ہے کہ پھر ایک بار آپ کے قلب و جگر پر یہ الفاظ نقش ہو جائیں کہ وہابی دیوبندی اور سنی اختلاف فرعی اختلاف نہیں بلکہ اصولی اور بنیادی اختلافات ہیں۔ یہ صرف مسائل کا اختلاف نہیں بلکہ عقائد کا اختلاف ہے۔ ایمان و کفر کا اختلاف ہے۔

گفتگو کے اختتام پر صرف ایک قرآنی واقعہ اور سماعت فرمائیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایک اونٹنی گم ہو گئی۔ صحابۂ کرام نے حضور سے دریافت کیا تو رسول ذی شان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری اونٹنی فلاں جنگل میں ہے۔ اس ارشاد عالی پر کچھ منافقین نے کہا۔

یحدثنا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان ناقۃ فلاں بواد کذا وما یدریہ بالغیب۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم سے یوں کہتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جنگل میں ہے ان کو غیب کی کیا خبر۔

ان لوگوں کا اتنا کہنا تھا کہ پروردگار عالم کی جباری و قہاری کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اور آیت کریمہ نازل ہوتی ہے۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ط

اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

(دسواں پارہ سورہ توبہ ۸ واں رکوع) (ترجمہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی)

اللہ اکبر۔ شان جلال سے دل کانپ اٹھا۔ صاف اور واضح اعلان باری تعالیٰ ہے کہ تم کافر ہو چکے ہو مسلمان ہو کر۔ مقام غور و فکر ہے کہ جب آج سے چودہ سو سال پیشتر گستاخی اور توہین کرنے والوں کا ایمان سلامت نہ رہا تو آج دیوبندی گروپ توہین رسالت

کا جو بازار گرم کئے ہوئے ہے وہ کس طرح مسلمان رہیں گے ۔ ؟

ایک بار پھر قرآن کا اعلان ملاحظہ فرمائیں ۔ ارشاد خداوندی ہے ۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے ۔ دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے

(۲۲ واں پارہ ۔ سورہ احزاب ۔ ۷ واں رکوع) (ترجمہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی)

اسی مقام پر امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول ملاحظہ فرمائیں ۔ شفا شریف میں فرماتے ہیں

اجمع المسلمون ان شاتمه صلى الله تعالى عليه وعلى اله وسلم كافر و من شك في كفره وعذابه فقد كفر ۔

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنیوالا کافر ہے اور جو شخص اس پر مطلع ہو کر اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی یقیناً کافر ہے ۔

گفتگو کے بالکل آخری مرحلے میں آپ کے ایمان و ضمیر کی عدالت میں یہ مقدمہ پیش کر رہا ہوں کہ

کیا آپ کے عزیز دوست کا دشمن آپ کی دوستی کا حقدار ہے ۔ ؟

کیا آپ کے باپ کو گالی دینے والا آپ کی چاہت کا مستحق ہے ؟

کیا آپ کے خاندانی بزرگوں کو برا کہنے والا آپ کے ساتھ رہنے کے لائق ہے ۔ ؟

اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً ہے تو اس کا بھی دو ٹوک فیصلہ کر دیجئے کہ کیا اللہ کے مقدس رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں توہین و گستاخی کرنے والا دیوبندی آپ کی دوستی کا حقدار ہے ۔ ؟

کیا رسول رحمت فخر موجودات صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کو گالی دینے والا دیوبندی آپ کی چاہت کا مستحق ہے ۔ ؟ نہیں اور ہرگز نہیں ۔

کسی بھی فیصلے سے پہلے اتنا یاد رکھئے کہ قبر کی تاریک کوٹھری سے میدان محشر کی نفسی نفسی

میں کوئی آپ کے کام نہیں آئیگا ۔ نہ کوئی مولوی نہ کوئی امیر جماعت اور نہ ہی کوئی حضرت جی سوائے ایک ذات کے اور وہ ہیں شہسوار شفاعت، سیدہ آمنہ کے لال، اللہ کے محبوب، آسمان نبوت کے آفتاب، چرخ رسالت کے ماہتاب حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ۔

خیال رہے کہ ایک دل میں دو متضاد محبتیں نہیں رہ سکتی ہیں ۔ یا تو رسول محترم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی الفت و محبت ہوگی یا رسول کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کے دشمن و بدگو سے لگاؤ اور چاہت ہوگی ۔

اپنی بات کے اس اختتامی موڑ میں صد درجہ مطمئن ہوں کہ میں نے آپ کے ایمان و ضمیر کی عدالت میں حق و باطل کو خوب وضاحت سے پیش کر دیا اور قرآن و احادیث کی روشنی میں اہلسنت و جماعت کا مسلک نیز دیوبندی گروپ کی رسول دشمنی ان ہی کی تحریروں کے حوالے سے بیان کی ہے ۔ ہماری آہ ! ہمارے ہی دل کی آہ نہیں ۔ نہ جانے کتنے دلوں سے نکل کے آئی ہے ۔ خدا کرے ہم قبول حق کی صلاحیتوں سے مالا مال ہو کر دارین کی فیروز بختی سے ہمکنار ہوں ۔

محفل کا یہ سناٹا توڑے تو کوئی نازش
ساغر ہی چھلک جائے آنسو ہی ٹپک جائے

یہ تھی حقیقت کی بات ۔ اب آیئے ہم خوابوں کی وادی میں قدم رکھیں اور آپ ان خوابوں کو پڑھ کر یہ اندازہ لگائیں کہ جو گستاخ فرقہ ہوش و حواس کی دنیا میں رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کرتا رہا اس نے خوابوں کی دنیا میں بھی آقائے کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں وہ شدید گستاخیاں کی ہیں کہ الامان الحفیظ ۔

ہماری بات کی سچائی کیلئے بس دو ورق پلٹیے اور سر کی آنکھوں سے خوابوں کے وحشت ناک مناظر دیکھئے ۔

ہم اس قدر ہوش کے دشمن تھے خصوصؔ دھوکے دیئے گئے ہیں بہاروں کی شکل میں

خواب

تعمیر آشیاں بھی ممکن نہیں ہے جن سے
کیا کیا وہ دیکھتے ہیں محلوں کے خواب یارو

دور ہوں لیکن بتا سکتا ہوں ان کی بزم میں
کیا ہوا، کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے کو ہے

خواب نمبر ۱ دیوبند کی بنیاد

مدرسہ دیوبند کا ابتدائی تذکرہ کرتے ہوئے مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری رقم طراز ہیں۔

> بنیاد کیلئے مختلف خیالات تھے کہ کس جگہ بنیاد ہونا چاہیے۔ چنانچہ منقول ہے کہ شاہ رفیع الدین صاحب نے ایک خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنی چھڑی سے نشان لگا کر فرماتے ہیں کہ اس جگہ بنیاد ہونا چاہیے۔ اور یہی وہ جگہ ہے جہاں آج نودرہ ہے۔
>
> تذکرہ مشائخ دیوبند ص ۱۴۲

کہاں تو دیوبندیوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وہ ناپاک عقیدہ جو تقویۃ الایمان میں درج ہے کہ "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں!" معاذ اللہ۔ مگر جب دیوبند کے مدرسے کی شان بتلانی ہوئی تو رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم خواب میں تشریف لاکر نشان لگاتے ہیں۔ اب ان دونوں میں سے کیا صحیح اور کیا غلط ہے۔ اس کا فیصلہ ارباب دیوبند ہی کریں گے۔ آئیے ہم خوابوں کی وادی میں آگے بڑھیں۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

خواب نمبر ۲ جنت میں جھونپڑے

عنوان دیکھ کر حیران نہ ہوں۔ بلکہ خواب پڑھیں تاکہ معلوم ہو کہ دیوبندی گروپ کی یہ وہ جنت ہے جس میں محل نہیں ایوان و قصور نہیں بلکہ انگاروں بھرے جھونپڑے بنے ہوئے ہیں۔

جس وقت دیوبند کے مدرسہ پر چھپر پڑے ہوئے تھے آپ نے (مولوی یعقوب نانوتوی) نے خواب دیکھا کہ جنت میں مکان کچے ہیں اور ان پر چھپر پڑے ہوئے ہیں۔ جب بیدار ہوئے تو فرمایا الحمد للہ مدرسہ کے یہ مکان مقبول ہیں۔

تذکرہ مشائخ دیوبند صفحہ ۱۲۳

قرآن و احادیث اس بات پر شاہد ہیں کہ رب کائنات نے اپنی قدرت کاملہ سے ایمان والوں کیلئے جنت میں شاندار بے مثال ایوان و قصور پیدا فرمائے ہیں۔ جنت کی کسی شے کی مثال دنیا کی کسی شے سے نہیں ہو سکتی۔ مگر یہ دیوبندیوں کی جنت ہے جس میں مکان کچے اور ان پر چھپر پڑے ہوئے ہیں۔ مقام غور و فکر ہے کہ آخر جنت میں چھپر کیوں نظر آئے۔ صرف اس لئے کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت ظاہر ہو اور یہ بھرم آخری جملے نے کھول دیا کہ "الحمد للہ مدرسے کے مکان مقبول ہیں"۔

کس کس کو دعا دیجئے کس کس کو تسلی
ہیں ان کی عنایت سے پریشان ہزاروں

خواب ۳ دیوبند کا بہی کھاتا

بنیاد اور دیوبند کے چھپر کے بارے میں آپ خواب ملاحظہ فرما چکے ہیں اب دیوبند کے بہی کھاتا یعنی حساب و کتاب کے بارے میں ایک خواب اور حاضر خدمت ہے۔

حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ دیوان محمد یٰسین مرحوم جو حضرت نانوتوی (مولوی قاسم بانی مدرسہ دیوبند) کے خدام میں سے تھے۔ ان کا ذکر جو مشہور تھا، چند سطر کے بعد لکھا کہ میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت اتر رہا ہے۔ اور اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تشریف فرما ہیں۔ اور خلفائے اربعہ ہر چہار کونوں پر موجود ہیں۔ وہ تخت اترتے اترتے بالکل قریب آکر مسجد پر ٹھہر گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفائے اربعہ میں سے ایک سے فرمایا کہ بھائی ذرا مولانا محمد قاسم کو بلا لو۔ وہ تشریف لے گئے اور مولانا کو لے کر آگئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مولانا مدرسہ کا حساب لائیے۔ عرض کیا حضرت حاضر ہے۔ اور یہ کہہ کر حساب بتلانا شروع کر دیا اور ایک ایک پائی کا حساب دیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اور مسرت کی اس وقت کوئی انتہا نہ تھی۔ بہت ہی آپ خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ اچھا مولانا اب اجازت ہے۔ حضرت نے عرض کیا جو مرضی مبارک ہو۔ اس کے بعد وہ تخت آسمان کی طرف عروج کرتا ہوا نظروں سے غائب ہو گیا۔

ارواح ثلثہ حکایات نمبر ۲۴۰ ص ۲۱۳، ۲۱۴

اندازہ ہوتا ہے کہ شاید مدرسہ دیوبند کے حساب و کتاب میں غبن ہو گیا تھا اور "بیت المال" کے مال کو دیوبندی گروپ نے "مال البیت" سمجھ کر ہضم کر لیا تھا، اسی لئے عوام میں اپنا بھرم قائم رکھنے کیلئے یہ واقعہ بیان کیا گیا کہ جس مدرسے کا حساب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا ہو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر اطمینان و مسرت کا اظہار فرمایا ہو تو اب کون بدنصیب ہوگا جو اس پر شک کرے۔

لیکن دل کی شقاوت نے یہاں بھی کام کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر خلفائے اربعہ میں سے ایک مولوی قاسم کو بلانے کیلئے گئے۔ کہاں وہ مقدس جماعت صحابہ میں عظیم المرتبت رفیع الشان حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور کہاں تیرہویں چودہویں صدی کی پیداوار مولوی قاسم نانوتوی منکر ختم نبوت زمانی۔

مگر اب بھی دل نہ بھرا تو عداوت و شقاوت نے دوسرا رنگ دکھایا۔ اور آخر میں ایک بار یہ بھی لکھ دیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قاسم نانوتوی سے فرمایا کہ اچھا مولانا اجازت ہے آپ کے ایماں سے فیصلہ کا طالب ہوا۔ یہ زمین و آسمان جس مقدس ذات کیلئے پیدا کئے گئے۔ قرآن کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) آیات جنکی عزت و عظمت کے خطبے سنائیں۔ وہ بارگاہ عالی جس بارگاہ کی خدمت پر سید الملائکہ روح الامین حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام ناز کریں۔ وہ مقدس آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قاسم نانوتوی سے اجازت طلب کریں۔ یہ آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا اور یہ زمین کیوں نہیں پھٹ جاتی۔ کیا اب بھی اور کوئی ثبوت چاہئے کہ دیوبندی گروپ اس گندے اور ناپاک فرقہ کا نام ہے۔ جو صبح و شام سوتے جاگتے گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہے۔ مدرسہ دیوبند کی تاریخ ابھی ختم نہیں ہوئی۔ جاگتی آنکھوں سے ایک اور ہولناک خواب دیکھئے ؎

وہ ارماں جو نہ نکلے دشمنی سے
نکلے جا رہے ہیں دوستی سے

خواب ۲ معلم کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدرسہ دیوبند کے طالب علم

دیوبندی گروپ کے وہ بڑے میاں جن کے بارے میں آپ گذشتہ صفحات میں ملاحظہ فرما چکے کہ وہ خود اپنے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ "حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرما لیا ہے کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا" یعنی فرقہ زاغیہ کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی مدرسہ دیوبند کی شان و شوکت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ خواب ملاحظہ فرمایئے اور عداوت رسول کا جیتا جاگتا نمونہ دیکھئے۔

> تعبیر کے گماں میں یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی

> درگاہِ پاک میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کو ظلمات ضلالت سے نکالا یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔
>
> براہین قاطعہ صفحہ ۳۰

عقل سے پیدل ہونے کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت چاہئے کہ لفظ "کلام" جو اردو زبان میں مذکر بولا جاتا ہے جیسے کلام لکھا، کلام پڑھا، کلام سنا وغیرہ مگر وہی لفظ "کلام" دیوبند جا کر مونث ہو گیا آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ یہ دیوبند والوں کی بڑی پرانی عادت ہے۔ یہاں بڑے بڑے مذکر مونث بنا دیئے گئے۔ تفصیل آگے ملاحظہ فرمائیں۔ عذاب خداوندی دیکھیں کہ یہ علم و فضل کے نام نہاد ٹھیکیدار اب تک براہین قاطعہ کو نہ جانے کتنی مرتبہ شائع کر چکے ہیں مگر جب بھی چھپا تو یہی کہ "کلام کہاں سے آگئی"۔ یہ قہر و عذاب نہیں تو اور کیا ہے اس وقت اس کی مزید تفصیل عرض نہیں کرنا ہے۔ بلکہ یہ بات عرض کرنا ہے کہ وہ مقدس رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو اس کائنات میں "معلم کائنات" بن کر تشریف لائے۔ ؎

حضرت کا علم علم لدنی ہے اے امیر
حضرت وہیں سے آئے ہیں لکھے پڑھے ہوئے

وہ مقدس آقا جن کے علم کا اعلان قرآن کی سیکڑوں آیات کر رہی ہیں۔ ان کے استاد ہونے کا دعویٰ دیوبندی مولویوں کو ہے۔ میں کہتا ہوں غیرت نہیں آتی۔ یہ منہ اور مسور کی دال۔ کہاں تم احمق اور کہاں امام الانبیاء، سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عرش پناہ مگر یہ دل کا ناسور ہے جو خواب کی راہ بہہ رہا ہے۔

مقام غور وفکر ہے وہ رسول جو جانوروں کی باتیں سنتا ہیں، پتھروں کی صداؤں سے واقف ہوں، جنوں کی زبان سے باخبر، تمام انسانوں کی زبانوں کے عالم، درختوں کی زبانوں کو جاننے والے ہوں جن کی رسالت عامہ کا اعلان قرآن نے اس طرح فرمایا ہو۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ۔ تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔

(نواں پارہ ۔ سورۂ اعراف ۲۰واں رکوع) ترجمہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی

ان کے بارے میں دیوبندی گروپ کا یہ عقیدہ کہ وہ اردو زبان سے ناواقف و بے خبر تھے اور دیوبند کے مدرسہ میں ہماری شاگردی کے بعد ان کو اردو زبان آئی ۔ معاذ اللہ ۔ بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی بلکہ خواب کے بعد فرقہ وہابیہ کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی سبحان اللہ کے بعد یہ تعبیر بتانے کہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا ۔ دلوں کی شقاوت اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عداوت کا منظر کھلی آنکھوں سے دیکھئے ۔ کیا ستم ہے کہ یہ کلمہ پڑھنے والے ناموس رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کچھ بھی لحاظ و پاس کئے بغیر اپنی جھوٹی و کھوکھلی عزت کے لئے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھلونا بنائے بیٹھے ہیں ۔ اور اس کے بعد بھی ایمان و اسلام کا کھوکھلا نعرہ ۔

بے وجہ نہیں شورش طوفان کے سینے میں
موجیں متلاطم ہیں کشتی کو ڈبونے کو

اگر آنکھوں میں خمار ہو تو دور کیجئے اور جیتی جاگتی آنکھوں سے ایک اور بھیانک خواب دیکھئے۔

خواب ۵ دیوبندیوں کا باورچی خانہ

آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں دیوبندیوں کے باورچی خانہ میں تیار ہونے والے کوّے کے سالن اور کوّے کی بریانی کا مصالحہ آپکے سامنے پیش کروں گا ۔ میں اس وقت دیوبندی گروپ کے گستاخ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہونے کے ثبوت میں ایک ایمان سوز خواب کا منظر پیش کر رہا ہوں ۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ایک دن اعلیٰ حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ "اٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے ۔ اس کے مہمان علماء ہیں ۔ اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا ۔"

تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۴۶

ایمانی غیرتوں کو آواز دے رہا ہوں وہ مقدس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کی عظمت کا بیان آیات قرآن اس طرح کرے ۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۔ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا ۔

(۳۰واں پارہ ۔ سورۂ الم نشرح) (ترجمہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی)

جن کے ذکر کو رب دو عالم بلند فرما رہا ہے جن کے لئے حدیث قدسی میں لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ ارشاد ہوا ۔ وہ عظیم و باعث ایجاد عالم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیوبندی مولویوں کا کھانا پکائیں ۔ معاذ اللہ غیرت و حیا کہاں مر گئی ۔ رسول رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے گھر کا باورچی بنائیں ۔ اور اس کے بعد بھی ایمان و اعتقاد سلامت رہے ۔ ستم تو یہ ہے کہ اپنے من مانے طریقہ پر جھوٹی عزت کی خاطر یہ خواب دیوبندیوں کو ہوئے اور سستی شہرت کی خاطر باقاعدہ ان کی اشاعت کی جا رہی ہے ۔ کیا کوئی ایسا نہیں کہ جس کے قلب میں عشق و ایمان کی غیرت ہو اور وہ اس پر غور و فکر کرے ۔ سچ ہے یہ سب اندھے ہو کر اوندھے ہو گئے ۔

ہم خوب جانتے ہیں نشیب و فراز کو
گذری ہے اپنی عمر اسی دھوپ چھاؤں میں

بات صرف خواب ہی پر ختم نہیں ہوئی ۔ اس خواب کی تعبیر بھی مصنف کتاب تذکرۃ الرشید سے سنئے

> اعلیٰ حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) کے اس مبارک خواب کی تعبیر حضرت امام ربانی محدث گنگوہی .... (رشید احمد گنگوہی) سے شروع ہوئی اس لئے کہ علماء میں آپ ہی پہلے عالم ہیں جو اعلیٰ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔
>
> تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ

سیاق و سباق ملاحظہ فرمائیے۔ اس خواب اور تعبیر دونوں سے یہ مطلب برآمد ہوا کہ معاذ اللہ رسول ذی شان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رشید احمد گنگوہی اور ان کے دوسرے پیر بھائی مولویوں کے لئے کھانا پکایا۔ رسولِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام پر برتری کا جنون اسی جگہ ختم نہیں۔ بلکہ مختلف گوشوں اور زاویوں سے یہ جنونی اور سرپھرے ناموسِ رسالت پر حملے کرتے رہے ہیں۔ آئیے اب ہمسری کا انداز دیکھئے۔ ؎

پھر اڑا لینا مرے چاکِ گریباں کا مذاق

پہلے مجھ سے سبب چاکِ گریباں پوچھو

خواب ۶ گنگوہی کی جنم پستک

دعویٰ ہمسری کیلئے ذیل کا خواب ملاحظہ فرمائیں۔ گنگوہی جی کی جنم پستک کی ترتیب کے درمیان کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا۔

> انہی ایام کتابت میں ایک صاحب دل دیندار شخص کا جن کی صورت تک میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ بسبیل ڈاک لفافہ پہونچا کہ میں نے خواب دیکھا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح لکھی جا رہی ہے اور ایک بزرگ نے تعبیر دی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کے کسی کامل متبع کی سوانح کا اہتمام ہو رہا ہے۔
>
> تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ

دیکھا آپ نے ہمسری کا ناپاک اور گندہ خیال۔ خواب دیکھنے والے نے اللہ کے مقدس رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح ترتیب دیے جانے کا خواب دیکھا مگر برا ہو حصولِ شہرت کے چاہنے والوں کا کہ تعبیر یہ نکالی کہ رشید احمد گنگوہی کی سوانح ترتیب دی جا رہی ہے۔ میں نہیں کہتا خود عاشق الٰہی میرٹھی کے قلم سے ان کی تعبیر سنئے۔

> پس مبارک ہو کہ یہ منامی بشارت تیرے ہاتھوں پوری ہو رہی ہے۔
>
> تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ

کہاں میرے آقا کی وہ مقدس سوانح جس میں حیات انسانی کا ناقابل ترمیم ضابطۂ دستور محفوظ ہے جو قیامت تک کی تمام اقوام عالم کیلئے درس بصیرت و موعظت ہے۔ کہاں رشید احمد گنگوہی کی وہ ناپاک اور گندی لاالف ہسٹری جس میں نہ جانے کتنے گندے اور ناپاک واقعات درج ہیں۔ ایسے واقعات جو طبع سلیم اور پاکیزہ و صالح ذہنوں پر بارگراں ہیں۔ ایسی باتیں جو بدمعاشوں اور چرسیوں کے درمیان بھی شاید نہ ہوئی ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ اگر ان باتوں کو یہاں پوری تفصیل سے درج کروں تو مستقل ایک کتاب علیحدہ تیار ہو جائے۔ اور میں یہ بھی محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے قارئین کی شریف اور پاکیزہ طبیعتیں قطعاً اس کو قبول نہیں کریں گی۔ مگر شہادت و دلیل کی دنیا میں آنے کے بعد یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ صرف ہوا میں محل نہ بنایا جائے۔ ریت کی دیوار نہ کھڑی کی جائے۔ بلکہ دلائل و براہین کی روشنی میں ایسی بات کی جائے جو بیگانوں کے لئے بھی قابل قبول ہو۔ ملاحظہ فرمائیں۔

گیہوں کا دانہ

> ایک بار مجمع میں حضرت کی کسی تقریر پر ایک نوعمر دیہاتی

> بے تکلف پوچھ بیٹھا کہ حضرت جی عورت کی شرمگاہ کیسی ہوتی ہے؟ اللہ رے تعلیم سب حاضرین نے گردنیں نیچے جھکا لیں۔ مگر آپ مطلق چیں بر جبیں نہ ہوئے بلکہ بے ساختہ فرمایا جیسے گیہوں کا دانہ۔

تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۱۰

کسی بھی تبصرہ سے پیشتر میں اپنے تمام ناظرین سے معافی کا طالب ہوں۔ میں تعلق اس موقف میں نہیں تھا کہ اس قدر گندی اور بیہودہ عبارت درج کرتا۔ مگر دیوبندی گروپ کا اصلی اور صاف چہرہ آپ کے سامنے پیش کرنے کی غرض سے مجبوراً بادل ناخواستہ اس عبارت کو نقل کرنا پڑا۔

اس بیہودہ ترین پر اسلامی ٹھیکیداروں کو شرم و حیا نہیں ہے۔ بلکہ اپنے گروپ کے امام کی تعریف و توصیف میں اس طرح اس گندے واقعہ کو بیان کر رہے ہیں جیسے رشید احمد گنگوہی نے کوہ ہمالہ کی چوٹی ماؤنٹ ایوریسٹ پر اپنا قدم رکھ دیا ہو۔

کیا دیوبندی گروپ کی لغت میں 'شرم' 'حیا' 'غیرت' 'لاج' نام کا کوئی بھی لفظ نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ چلو ہم مان لیتے ہیں کبھی گنگوہی صاحب کی کسی محفل میں ایسا واقعہ ہوا بھی ہو تو یہ کیا ضروری ہے کہ اس واقعہ کو کتاب میں بھی درج کر دیا جائے اور مزے لے کر بیان بھی کیا جائے۔ سچ ہے۔ ؎

خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ دیوبندی گروپ کے پاس شرم و حیا نام کی کوئی چیز نہیں۔ اس لئے کہ مخبر صادق رسول ذی وقار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

الحیاء شعبۃ من الایمان — حیاء ایمان کا درجہ ہے۔

مطلب یہ کہ ایمان ہو تو حیا و شرم ہو اور جب ایمان ہی نہیں تو حیا و شرم کہاں؟

دلوں پر جبر کیجئے اور غیرت و حیا کی دنیا کو چیلنج کرنے والا ایک خواب ملاحظہ فرمایئے۔

خواب ۵ داڑھی والی دلہن

شاید آپ عنوان دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے ہوں گے کہ خدایا! یہ کیا ماجرا ہے۔ یا الٰہی گنگا بہہ رہی ہے۔ آخر یہ داڑھی والی دلہن دنیا کے کس گوشہ میں پائی جاتی ہے۔ تو آپ حیران نہ ہوں اور دیوبندی گروپ کی گندی تہذیب کو جاننے کیلئے خواب دیکھئے ؎

الفت میں ہر اک نقشہ الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

خیال رہے کہ دیوبندی گروپ کے سربراہ اعلیٰ اور تبلیغی جماعت کے بانی الیاس کاندھلوی کے پیر و مرشد رشید احمد گنگوہی خود اپنا یہ خواب بیان کر رہے ہیں۔

> ایک بار ارشاد فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں۔ اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے۔ سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہونچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہونچا ہے۔

تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۲۸۹

دیکھا آپ نے خواب۔ دولہا بھی داڑھی والا اور دلہن بھی داڑھی والی۔ اسے کہتے ہیں آم کے آم گٹھلیوں کے دام۔ یہ ہے دیوبندی گروپ کی ننگی تہذیب۔ اس گندے اور فحش خواب کو لکھتے اور شائع کرتے وقت انہیں ذرا بھی غیرت نہیں آئی۔ دل و دماغ کے دیوالیہ ہونے کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہوگا۔ غضب خدا کا کس قدر بے حیائی کے ساتھ چٹخارے لے کر اس خواب کو بیان کیا جا رہا ہے اور آخری جملہ نے تو سارا بھرم کھول دیا ہے۔

> سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہونچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہونچا ہے۔

درد کا میرے یقین آپ کریں یا نہ کریں
عرض اتنی ہے کہ اس راز کا چرچا نہ کریں

تھوڑی دیر کو مان لیا جائے رشید احمد گنگوہی نے کبھی ایسا خواب دیکھا بھی تھا تو کیا ضروری تھا کہ اس گندے اور ناجائز خواب کو کتاب میں بھی شائع کیا جائے۔ کیا دیوبندی گروپ نے شرم و غیرت کا سر بازار نیلام کر دیا ہے؟ کیا اس خواب کو دیوبندی گھرانے کی عورتیں، لڑکے لڑکیاں نہیں پڑھتے ہوں گے؟ آخر اس خواب کو شائع کرنے کا مقصد؟

ہو سکتا ہے کوئی یہ کہہ دے کہ ارے! یہ تو خواب ہے۔ خواب کی کیا حیثیت؟ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جب خواب کی کوئی حیثیت نہیں تو اسے جیتی جاگتی دنیا میں کیوں پیش کیا جاتا ہے سہ

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

لیکن آئیے! ہم بتائیں کہ خوابوں کی دنیا میں مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے ساتھ نکاح کر کے لطف حاصل کرنے والے دولہا مولوی رشید احمد گنگوہی ہوش و حواس کی دنیا میں بھی ایسی غلط اور ناجائز حرکتیں کرتے رہے ہیں۔ ذہنوں پر بوجھ نہ ہو تو آگے بڑھئے اور اب میرے ساتھ ذرا گنگوہ کی خانقاہ کا بھی ایک منظر دیکھ لیجئے تاکہ سیاق و سباق سے آپ کو نتیجہ برآمد کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔ اور دیوبندی گروپ کی گندی تہذیب ہوش و حواس کی دنیا میں آپ کے سامنے آجائے۔ نیز جو طبقہ ظاہری تقدس اور پاکیزگی کا فریب دیکر ایمان و عقیدے کی دنیا کو تباہ و برباد کرنے کی سازش کر رہا ہے۔ آپ ان کے صحیح خد و خال جان لیں۔

میاں! کیا کر رہے ہو

ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا۔ حضرت گنگوہی (رشید احمد) اور حضرت نانوتوی (قاسم نانوتوی بانی مدرسۂ دیوبند) کے مرید و شاگرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے۔

حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے۔ اور مولانا کی طرف کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا (قاسم نانوتوی) ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت (رشید احمد گنگوہی) نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہنے دو۔

ارواح ثلاثہ حکایت نمبر ۳۰۵ صفحہ ۲۴۹

یہ ہے گنگوہی کی خانقاہ۔ جہاں دن کے اجالے میں مریدوں اور شاگردوں کے مجمع میں دیوبندی گروپ کے "دو بڑے" وہ حرکت ناروا کر رہے ہیں کہ شیطان بھی دور کھڑا ہوا ہاتھ جوڑ کر یہ کہہ رہا ہے کہ شاباش! میرے شاگردو! تم نے استاد کو پیچھے چھوڑ دیا۔ ایسا کام کیا ہے کہ اب میرے ماتھے پر بھی پسینہ آرہا ہے۔ اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میں تم دونوں کا استاد ہوں یا تم دونوں میرے گرو ہو؟

رات شیطاں کو خواب میں دیکھا
ساری صورت جناب کی سی تھی

قوم و ملت کے باشعور اور سنجیدہ طبقہ کو دعوت غور و فکر ہے۔ کیا صوفیائے کرام اور مشائخ عظام نے خانقاہوں کا قیام اسی غرض سے کیا تھا کہ گنگوہی اور نانوتوی جیسے لوگ بیجا حرکتوں کے ذریعے خانقاہوں کو بدنام کریں اور نہ صرف یہ کہ خانقاہوں کے وقار کو مجروح کریں بلکہ ان غلط حرکتوں کو کتابوں میں شائع کر کے رہتی دنیا تک ماتھے کا کلنک بنائیں۔
ذرا آپ عبارت کے تیور ملاحظہ فرمائیں کس قدر دیدہ دلیری اور بے خوفی کے ساتھ رشید احمد گنگوہی نے بھری خانقاہ میں کہا کہ "یہاں ذرا لیٹ جاؤ" جس پر قاسم نانوتوی "کچھ شرما گئے"۔ دوبارہ کہا تو ادب کے ساتھ لیٹ گئے۔ پھر اسی جگہ تمام مریدوں شاگردوں کے سامنے رشید احمد گنگوہی بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے۔ ابھی تک کی بات تو رہنے دیں تھی۔ ارباب دیوبند کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس پردے کو اٹھائیں کہ ایک پلنگ پر لیٹ کر رشید احمد گنگوہی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کو کون سا مسئلہ سمجھا رہے تھے۔ ہم تو صرف

آخری جلووں پر ایک بار پھر آپ کی توجہ چاہیں گے تاکہ آپ دیوبندی گروپ کے ودیروں کے گندے کردار سے یہ جان لیں کہ جس گروپ کے بڑوں کا یہ حال ہے کہ بھری خانقاہ میں باز نہیں آتے اس گروپ کے چھوٹوں کا کیا حال ہوگا۔ ارواح ثلثہ کی مندرجہ حکایت ۳۰۵ کے آخری جلووں پر طائرانہ نظر ڈال کر ہم آگے بڑھیں۔

> مولانا (قاسم نانوتوی) ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کرتے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت (رشید احمد گنگوہی) نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہنے دو۔

بے غیرتی اور بے حیائی سے لبریز اس عبارت کو سمجھانے کیلئے کسی کی ضرورت نہیں۔ اس عبارت کا ایک ایک لفظ دیوبندی مولویوں کی بے شرمی کا جیتا جاگتا نمونہ ہے۔ بس

شرارت میں بھی شامل ہے امامت میں بھی داخل ہے
وہابی مولوی بھی فی المثل تھالی کا بینگن ہے

خواب ۸ توہینِ رسالت کا گناہِ عظیم

مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی ایک کمسن شاگردہ یا مریدہ سے شادی کی۔ اس معاملہ میں بڑا ہنگامہ ہوا۔ ہنگامہ ختم کرنے کیلئے فوراً اشرف علی تھانوی نے خواب دیکھا۔ اب آپ خواب پڑھئے اور توہینِ نبوت کے ان مجرموں کیلئے سزا تجویز کیجئے۔

> میں نے ایک یہ بھی خواب دیکھا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے مکان میں تشریف لانے والی ہیں۔ اس سے میں یہ تعبیر سمجھا کہ جو نسبت عمر کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بوقت نکاح حضور کے ساتھ تھی وہی نسبت ان کو ہے۔ یہ شاید اس طرف اشارہ ہو۔
>
> الافاضات الیومیہ جلد اول صفحہ ۶۹، ۷۶

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ دنیا کا وہ کون سا بے غیرت اور بے شرم پیر ہوگا جو خواب یہ دیکھے کہ مکان میں ماں آنے والی ہیں۔ اور اس کی تعبیر یہ لے کہ کمسن بیوی ملے گی اور وہ بھی کون سی ماں ...... اللہ اکبر۔ قیامت تک کے مسلمانوں کی ماں۔

وہ سیدہ ام المومنین ...... جن کی نعلین کی خاک پر ہماری ماؤں کی عزت قربان۔

وہ زوجہ سید المرسلین ...... جن کی عفت و عصمت تقدس و پاکیزگی کی گواہی قرآن ارشاد فرمائے۔ ازواج مطہرات کے مقدس گروہ کی وہ مقدس خاتون۔ جن کا حجرہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آخری آرام گاہ بنا۔

اللہ اللہ وہ ازواج مطہرات جن کے بارے میں رب فرمائے

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ — اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ (کنز الایمان)

(سورۂ احزاب (۲۲ واں پارہ) (ترجمہ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی)

یہ آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا اور یہ زمین کیوں نہیں شق ہو جاتی سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں کس قدر شدید توہین اور گستاخی ہے۔ اور اس کے بعد بھی ایمان سلامت ہے؟ حرمت اہلبیت کا مذاق اڑایا جائے اور اسلام محفوظ رہے؟ مندرجہ بالا خواب پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت خطیب مشرق پاسبان ملت مناظر اہلسنت علامہ مشتاق احمد صاحب قبلہ نظامی الہ آبادی دامت برکاتہم القدسیہ فرماتے ہیں۔

> "چونکہ مولوی تھانوی نے اپنی ایک کمسن شاگردہ یا مریدہ سے شادی کی تھی اس لئے عوام کو پٹی پڑھانے کیلئے خواب کے علاوہ قرآن کی آیت تو مل نہیں سکتی تھی۔ بس اس کا آسان طریقہ یہی تھا کہ خواب دیکھا جائے اور اسے چھاپ کر اپنے متوسلین کو مطمئن کیا جائے۔

دیوبندی عوام کا ذہن و فکر بھی کچھ ایسا مفلوج اور لاعلاج سا ہے کہ میلاد و قیام کے ثبوت میں حدیث پیش کیجئے تو برجستہ بول اٹھیں گے یہ تو حدیث ضعیف ہے۔ لیکن اپنے آقاؤں کے مناقب و فضائل کے گڑھے ہوئے خوابوں کو وہ سورۂ یٰسین اور سورۂ رحمٰن سے کم نہیں سمجھتے۔ معاذ اللہ۔

مندرجہ بالا حوالہ کوئی تبصرہ نہیں چاہتا۔ ایسی ننگی عبارت کو تبصرے کا لباس پہنانا بھی تضیع اوقات کے مترادف ہے۔ بس اسے پڑھ لیجئے اور اپنی بے کسی اور مظلومی کا شدت سے احساس کر کے اس کا فیصلہ کیجئے کہ خدا کی بچھائی زمین پر ہم سے بھی زیادہ کوئی مظلوم ہے"

حضرت خطیب مشرق علامہ نظامی صاحب قبلہ اب اس کے بعد ہم سنیوں میں چھپے ہوئے منافق صفت لوگوں کی خبر لیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔

"حد ہے! غیر تو غیر ٹھہرے آج جو سنیوں کا لبادہ اوڑھے ہیں۔ ان میں بھی کچھ ایسے منافق ہیں جن کا مشن یہ ہے کہ اب ان مسائل کو نہ چھوا جائے۔ ان ظالموں سے دریافت کرو کہ کوئی تمہیں کچھ کہہ دے تو اس سے تم عمر بھر انتقام لیتے رہو۔ اس کی توبہ نہ قبول کرو۔ اور ایسے سرکش اور نافرمان جو آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عزت و حرمت کے خلاف ایک محاذ جنگ قائم کر رکھا ہے ان سے تم یارانہ اور سانٹھ گانٹھ چاہتے ہو۔ اسے تمہارا مردہ ضمیر گوارا کر سکتا ہے جن کی رگوں کا خون ابھی پانی نہیں ہوا وہ ہمیشہ اس تحریک کے خلاف نفرت و لعنت کرتا رہے گا۔

دوستو! یہ تصویر کا ایک رخ ہے۔ یعنی جب آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق خواب دیکھیں گے تو سرکار کو اردو سکھائیں گے۔ یا باورچی بنائیں گے۔ معاذ اللہ لیکن جب اپنے آقاؤں کے متعلق خواب دیکھیں گے تو اس کا انداز ہی جداگانہ ہوگا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ایک سمجھی بوجھی اسکیم کے تحت خواب بھی دیکھا جاتا ہے۔ اب اس کی صحیح تعبیر یہ ہوگی کہ یہ خواب دیکھا نہیں جاتا بلکہ لایا جاتا ہے۔ آمد اور آورد کا فرق ہے"

خدائے کریم اپنے محبوب رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقہ حضرت خطیب مشرق علامہ نظامی صاحب قبلہ کی عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور دنیائے سنیت تادیر ان سے فیض یاب ہوتی رہے۔ آمین۔ بہت ہی شاندار اور ایمان افروز تبصرہ فرمایا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ سنیت کے نقاب میں جو گندمی صورتیں چھپی ہوئی ہیں ان کی بھی خوب نقاب کشائی فرمائی ہے۔

ایک حقیقت

اسی مقام پر ایک نہایت ضروری اور اہم بات بھی عرض کرتے چلیں جس کے تمام فیصلہ کن مراحل طے ہو جانے کے بعد اب دوبارہ پھر ملک کے اکثر مناظروں میں دیوبندی گروپ کے مخصوص مولوی بڑے ناز و ادا کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور گلے کی رگیں پھلا پھلا کر عوام کو یہ کہہ کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیکھو تمہارے اعلیٰ حضرت نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کی۔ معاذ اللہ۔ اور ثبوت میں حدائق بخشش حصہ سوم پیش کرتے ہیں۔ دیوبندی گروپ کے اس مکر و فریب کے جواب اور اپنے بھولے بھالے سنی عوام کے ذہن و قلب کو مطمئن کرنے کیلئے اس مکر و فریب عیاری و مکاری کا جواب ضروری ہے۔ ؎

کل جہاں سے اٹھا لائے تھے احباب مجھے
لے چلا آج وہیں پھر دل بیتاب مجھے

حضور سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین و ملت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مجموعہ کلام "حدائق بخشش" حصہ اول و دوم کے نام سے شائع ہوا۔ سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد اعلیٰ حضرت ہی کا غیر مطبوعہ کلام مختلف مقامات سے جمع فرما کر حضرت والد ماجد غازئ اہلسنت محبوب ملت علامہ مفتی حافظ قاری ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی لکھنوی علیہ الرحمۃ والرضوان (مفتی اعظم بمبئی) نے ۱۳۴۲ھ میں حدائق بخشش حصہ سوم کے نام سے شائع فرمایا۔ اس حدائق بخشش حصہ سوم مطبوعہ نابھہ سٹیم پریس نابھہ کے صفحہ ۳۹ پر حضرت سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں قصیدہ درج ہے جس کا عنوان ہے۔

قصیدہ در مناقب شریفہ ام المومنین محبوبہ سید المرسلین
حضرت سیدتنا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اس قصیدہ کا مطلع ہے۔ ؎

آج فردوس میں کس کانِ حیا کا ہے گزر
حکم ہے سبزۂ بے گانے کو باہر باہر

صفحہ ۲۶ پر اس مطلع سے قصیدہ شروع ہوا اور صفحہ ۳۰ پر ۱۹ اشعار تک یہ قصیدہ جاری رہا۔ صفحہ ۳۰ پر ۱۹واں شعر ہے ؎

حور رویت کیلئے شوق سے آنکھیں دھوئیں
اسی سرکار کی مملوک ہے حوضِ کوثر

اس شعر کے بعد بہت ہی روشن خط میں تحریر ہے "علیحدہ" اور اس کے بعد یہ اشعار ہیں۔ ؎

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لیکر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر

بس ان ہی اشعار کو بنیاد بنا کر پورے دیوبندی گروپ نے نہ صرف بمبئی بلکہ پورے ملک میں ایک عظیم فتنہ و ہنگامہ برپا کر دیا۔ اور یہ فتنہ بھی کتاب شائع ہونے کے تقریباً ۳۲ سال بعد ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۵ء میں شروع ہوا۔ جبکہ کتاب حدائق بخشش حصہ سوم ۱۳۴۲ھ میں طبع ہوئی۔

آج بھی بمبئی کے پرانے لوگوں کو وہ انقلابی فتنہ "اچھی طرح یاد ہے۔ ایک ہنگامۂ محشر تھا جو بمبئی کی سرزمین پر بپا تھا۔ دیوبندی گروپ کو ایک بہانہ مل گیا تھا۔ دیوبند سے لیکر نجد تک ساری وہابیت و دیوبندیت شانہ بشانہ قدم بہ قدم اس تحریک میں عملی طور سے شامل تھی اور عالم یہ تھا کہ ؎

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
ایک ہی زلف کے اسیر ہوئے

بار بار اعلان کیا گیا کہ ان اشعار کا سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ عظمت پناہ سے کوئی تعلق نہیں۔ کتابت کی غلطی سے ترتیب شعری میں سہو ہو گیا۔ ام زرع اور اس کی سہیلیوں کے حال سے متعلق اشعار اس مقام پر آ گئے۔ (ام زرع اور اسکی سہیلیوں کا مفصل واقعہ حدیث پاک کی معتبر کتاب مسلم شریف کی حدیث شریف میں مذکور ہے۔ اس کی تفصیلات کیلئے حضرت شیر بیشۂ سنت مظہر اعلیٰ حضرت امام المناظرین رئیس المقررین علامہ مفتی حافظ قاری الحاج ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی لکھنوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف لطیف

"رد کید الخبثاء"

کا مطالعہ فرمائیں جس میں حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے مکمل حدیث پاک بہت ہی شرح و بسط کے ساتھ درج فرمائی ہے اور وہابیہ دیوبندیہ کے تمام اعتراضات کا بہت ہی واضح اور مکمل جواب اس طرح دیا ہے کہ آج تک لاجواب ہے۔)

حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے حدائق بخشش حصہ سوم کے سلسلے میں جو وضاحتی بیان جاری فرمایا، اسے ملاحظہ فرمائیں۔

"واقعہ یہ ہے کہ فقیر حقیر غفرلہ القدیر نے یہ قصیدۂ مبارکہ دربرۂ مطہرہ کی ایک پرانی قلمی غیر مجلد کثیر الاستعمال بوسیدہ بیاض سے نقل کیا تھا۔ اور بہت کچھ غور و تلاش و ورق گردانی کے باوجود یہ قصیدہ مکمل نہ ملا۔ ناتمام ہی رہا۔ مگر بیاض سے اندازہ ہوا اور یقین کے درجہ تک پہونچا کہ حضور پر نور مرشد حق امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین و ملت رضی الرحمٰن عنہ نے اس قصیدۂ مدحیہ کے ساتھ ساتھ اسی بحر و قافیہ و ردیف میں ایک دوسرے قصیدہ کی بھی طرح ڈالی تھی جو ام زرع اور ان گیارہ دلہنوں سہیلیوں کے واقعہ پر مشتمل تھا جو حالت کفر میں تھیں اور جن کا بیان مسلم شریف میں بھی موجود ہے۔ ان کا آپس میں عہد و پیمان کرنا کہ اپنے اپنے شوہروں کا حال ہر ایک بیان کرے گی کوئی کچھ نہیں چھپائے گی پھر اپنے

شوہروں کے حالات بیان کرنا وغیرہ وغیرہ سب ہے۔

ام زرع والے قصیدہ کے صرف سات اشعار ہی دستیاب ہوئے بسیت دیکھ بھال اور جستجو کے باوجود اور اشعار نہ ملے اور ان سات اشعار میں بھی دو جگہ "علیحدہ" "علیحدہ" لکھا تھا۔ یعنی قصیدہ کی تکمیل کے وقت یہ سات تین جگہ قصیدۂ ام زرع میں درج ہوئے۔ اور قصیدۂ مدحیہ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان شعروں کا کوئی واسطہ و تعلق ہی نہیں ہے۔ فقیر حقیر غفرلہ القدیر نے بھی پوری احتیاط کے ساتھ قصیدۂ مدحیہ کو لکھا اور آخری شعر کے بعد لفظ علیحدہ لکھ کر وہ سات شعر لفظ علیحدہ کے نیچے اس طرح لکھ دیئے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ ؎

علیحدہ

مادر زرع کی شادابی کشت امید ÷ برق خرمن وہ طلاق اور نکاح دیگر

علیحدہ

یاد وہ مجمع رنگین حسینان حجاز ÷ وہ بیاں کی چھپا بیگانہ حال شوہر
رنگ عشرت سے کسی گل پہ نکھرتا جوبن ÷ خار حسرت سے کسی پھول کا سینہ مضطر
داغ حرماں کا کوئی چاند کا ٹکڑا ایسا ÷ مصلحت تھی کہ توجہ نہ ہوئی ان کی ادھر

علیحدہ

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار ÷ مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لیکر
یہ چھپا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت ÷ کہ ہوئے جاتے ہیں جامے سے بڑے سینہ و بر
خوف ہے کشتی ابرو نہ بنے طوفانی ÷ کہ چلا آتا ہے حسن ابلہ کی موجوں پر چڑھ کر

ان سات اشعار کو فقیر نے الگ ہی رکھا۔ مگر ہوا یہ کہ جس زمانہ میں حدائق بخشش

حصہ سوم کی طباعت کا ارادہ کیا وہ جنگ کا دور تھا۔ کاغذ بغیر پرمٹ بازار میں کمیاب بلکہ نایاب تھا۔ فقیر ان دنوں ریاست پٹیالہ میں خدمت افتاء پر متعین تھا۔ کاغذ ملنا دشوار اور اتنی بڑی کتاب کی طباعت کا ارادہ۔ بڑی کوشش کے بعد پرمٹ ملا تو ضرورت سے بہت کم معلوم ہوا کہ نابھا اسٹیم پریس والوں کے پاس کاغذ کا کوٹہ زیادہ ہے۔ مل سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ طباعت و کتابت سب انکے یہاں ہو۔ نابھ جاکر انے کام بتایا اور طے ہو جانے کے بعد اسے سپرد کیا۔ چونکہ سیاسی چپقلش کا دور تھا۔ لیگ اور کانگریس کی زور شور میں چل رہی تھی۔ فقیر کو اپنی ذمہ داریوں سے فرصت نہ تھی کہ بار بار نابھ جائے۔ اور پروف کاپی دیکھے۔ کبھی یا شاید دس یا بارہ بار گیا۔ مگر ہر دفعہ خوشامد وغیرہ سن کر واپس آیا۔ مجبوراً کتاب کی صحت پریس والوں کے ذمہ کر دی۔ کیونکہ فقیر تنہا تھا اور کام بہت۔ پریس کا کاتب جو سخت کٹر وہابی دیوبندی در بھنگی کا مرید تھا۔ اور بعد میں یہ بھی معلوم ہوا کہ مالک پریس حسین احمد اجودھیا باشی کا اور اس کا باپ تھانوی کا مرید ہے۔ ان لوگوں نے جان بوجھ کر یا نادانستہ یہ تقدیم و تاخیر تبدیل و تغیر کرائی۔ اور حصہ سوم مکمل ہو کر آگیا چونکہ طباعت میں بہت تاخیر ہوئی تھی اور لوگوں کے بار بار تقاضے تھے۔ لہٰذا فوراً اشاعت شروع ہو گئی۔ بہت روز کے بعد فقیر نے کتاب پڑھنے کا وقت نکالا اور پڑھا۔ غلطیوں پر واقفیت ہوئی۔ کاغذ کی نایابی کی وجہ سے صحت نامہ نہ چھپ سکا۔ خیال تھا کہ طبع دوم میں اس کو درست کیا جائے گا لیکن حافظ ولی خاں نے بغیر پوچھے گچھے اس حصہ سوم کو چھپوا دیا۔ پھر یہ بھی سمجھا کہ حضرات علمائے کرام اہلسنت و جماعت سمجھا دیں گے اور بات صاف ہو جائے گی۔ اور وہابیہ دیوبندیہ کا منہ بند ہو جائے گا۔

اسی اپنی غلطی و غفلت کی خدا تعالیٰ

کے حضور میں معافی چاہتا ہوں۔

وہ غفور الرحیم مجھے معاف فرمائے۔ آمین۔

اب وہابیہ دیوبندیہ نے اپنے کفریات پر پردہ ڈالنے کیلئے ام زبیع والے اشعار کو قصیدۂ مدحیہ بنا کر سنیوں کو بہکانا اور اچھالنا شروع کیا مگر مسلمانان اہلسنت کو یقین کامل رکھنا چاہئے کہ قصیدۂ مبارکہ مدحیہ حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان شعروں کا کچھ تعلق نہیں ہے۔"

چند سطروں کے بعد دستخط

فقیر ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ

جامع مسجد مدنپورہ بمبئی ۸

۹ ذی قعدۃ الحرام جمعہ مبارکہ ۱۳۷۴ھ

یہ وضاحتی بیان ماہنامہ سنی لکھنؤ کے ماہ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ کے شمارے میں شائع ہوا۔ اسی قدر تفصیل اور وضاحتی بیان کے باوجود سازشیں اور سوزشیں کم نہ ہوئی۔ فتنہ تھا کہ روز بروز بڑھتا ہی جارہا تھا۔ اک آگ تھی جو لمحہ بہ لمحہ تیز سے تیز تر ہورہی تھی لہذا ۹ ذی قعدہ ۱۳۷۴ھ بروز جمعہ جاری ہونے والے اس بیان کے بعد حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ بروز سہ شنبہ کو "توبہ نامہ" شائع کرایا جو بمبئی کے اکثر روزنامہ اور ہفت روزہ اخبارات کے علاوہ ماہنامہ سنی لکھنؤ کے ماہ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ کے شمارہ میں شائع ہوا۔ توبہ نامہ درج ذیل ہے۔

حضرت اسد السنۃ کا شاندار رجوع الی الحق

حدائق بخشش حصہ سوم میں حضرت سیدتنا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کی مدحت کے قصیدۂ مبارکہ میں چند شعر ایسے شائع ہوگئے ہیں جو حضرت سیدتنا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان عالی سے ہرگز نہیں ہیں اور ان کا مضمون حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان اقدس کے سراسر منافی ہے۔ فقیر کے تساہل و تغافل کی وجہ سے بے موقع شائع ہوگئے۔ بفضلہ تعالیٰ فقیر اپنے رب عزوجل کے حضور میں بوسیلۂ شفیع المذنبین سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توبۂ نصوح کرتا ہے اور اپنے اس سہو و نسیان اور لغزش بشری پر صمیم قلب سے اظہار ندامت کرتے ہوئے سارے مسلمانوں کی مادر گرامی حضرت سیدتنا صدیقہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ کرم میں عفو و بخشش کا طالب ہے۔ ساتھ ہی اس کا بھی اعلان کرتا ہے کہ اس تساہل سو اخذۂ شرعیہ ترتیب شعری کو حضور سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی کی طرف نسبت کرنے سے بھی فقیر انابت و براءت کرتا ہے۔

الحمد للہ رب العالمین فقیر نے بغیر کسی لالچ یا ناجائز خوف اور ڈر کے صرف حق کو ظاہر کرنے اور برادران اسلام کے قلوب کو تسکین شرعی دینے کیلئے اپنی اس لغزش سے توبہ صریحہ کا اعلان کردیا ہے۔ تو اس کے بعد اس سلسلے میں فقیر کی توبہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی اگر کوئی فرد یا جماعت زبان طعن دراز کرے تو یہ اس کی بڑی فساد انگیزی اور خالص شر پسندی کا ثبوت ہوگا۔ حدیث شریف ہے۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی سمجھا جاتا ہے گویا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ فقیر اپنی اس توبہ پر اللہ عزوجل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو گواہ بناتا ہے۔ وکفیٰ باللہ شہیدا۔

فقیر ابو الظفر محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ

۱۹ ذی الحجہ روز شنبہ ۱۳۷۴ھ (ماہنامہ سنی لکھنؤ ماہ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ)

سبحان اللہ سبحان اللہ کس قدر واضح اور غیر مبہم توبہ نامہ ہے۔ بہر نوع کی صفائی اور وضاحت فرمائی ہے۔ خدائے قدیر اپنے محبوب رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے صدقہ اور طفیل میں حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی قبر پر انوار و رحمت و غفران نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ حضرت محبوب ملت نے اپنے بعد والوں کیلئے ایک ایسی شاہراہ عمل مرتب فرمائی ہے کہ اس پر چلنے والا کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے

حشر میں شان کریمی ناز برداری کرے

اس قدر واضح اور مفصل توبہ نامہ کے بعد بجائے اس کے کہ بمبئی کے دیوبندی خاموش ہو جاتے دوسرے ہی روز بڑے بڑے پوسٹر شائع ہوئے جن کی سرخی تھی۔

"توبہ قابل قبول نہیں"

توبہ قبول کرنا یا نہ کرنا رب کریم کے فضل و عدل کی بات ہے لیکن یہ دیوبندی ٹھیکیداری تھی کہ توبہ قابل قبول نہیں۔

اس کے بعد ایک بار پھر صرف رفع فتنہ اور اختلاف و انتشار ختم کرنے کیلئے حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے تیسرا اعلان شائع فرمایا کہ حدائق بخشش حصہ سوم کا صفحہ ۳۷ دوبارہ نئی ترتیب کے ساتھ شائع کر دیا گیا ہے۔ جن حضرات کے پاس حدائق بخشش حصہ سوم ہو وہ اس سے صفحہ ۳۷ نکال کر پھینک دیں اور نیا صفحہ طلب کر کے کتاب میں لگا لیں۔ یا جو حضرات کتاب نہ رکھنا چاہیں وہ کتاب واپس کر دیں۔ ان کو کتاب کی قیمت واپس کی جائے گی۔ نئی ترتیب کے ساتھ جو صفحہ ۳۷ شائع ہوا اس کے شروع میں ایک اعلان ہے۔ اس وضاحتی اعلان کو ملاحظہ فرمائیں۔

"اس صفحہ میں غلط ترتیب شعری سے اشعار شائع ہو گئے تھے۔

جس کا اعلان فقیر کئی بار کر چکا۔

اعلان ۱۰ جولائی ۱۹۵۵ء کے ہفتہ وار الوارث میں۔ ماہنامہ سنی لکھنؤ جولائی ۱۹۵۵ء میں اور ۱۰ اگست ۱۹۵۵ء کو مزید شرح و وضاحت کے ساتھ انقلاب میں ہو چکا۔ پوسٹر بھی ہو چکا۔ پھر فقیر نے حدائق بخشش حصہ سوم کی اشاعت بند کرنے کا اعلان کیا اور کتابیں واپس منگوائیں۔ اور جو دستیاب ہوئیں ان میں سے یہ ورق نکالا اور اب یہ دوسرا ورق چھپوایا ہے۔ اب جن کے پاس تیسرا حصہ ہو وہ جلد از جلد اس کا ورق نکال کر یہ ورق منگا لیں اور کتاب میں چسپاں کر لیں۔ فقیر محبوب علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ۔

۲۷ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۹۵۵ء

(حدائق بخشش حصہ سوم نیا طبع شدہ صفحہ ۳۷)

بار بار کے اعلان توبہ و استغفار کے باوجود دیوبندی گروپ ماننے کو تیار نہ تھا اور پھر آخر کار ۱۷ ستمبر ۱۹۵۵ء بروز سنیچر ظہر کی نماز میں بمبئی کے بڑے بڑے دیوبندی اپنا دیوبندی امام لے کر سنی بڑی مسجد مدنپورہ میں آئے اور ہنگامہ ہوا۔ اسی ہنگامہ کے دوران بمبئی کی چلیا برادری کا سرغنہ اور دیوبندی گروپ کا نامی گرامی شخص حاجی جان محمد جیوا چلیا سنی بڑی مسجد مدنپورہ کے باہر تقریباً سو قدم کے فاصلہ پر جان سے مار دیا گیا۔ حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے معمول کے مطابق نماز ظہر کی امامت فرمائی۔

اسی شام جبکہ مغرب کی اذان ہونے والی تھی حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو ناگپاڑہ پولس اسٹیشن بلا لیا گیا اور پھر مزید دس سنی حضرات کو پولس نے گرفتار کیا۔ حضرت محبوب ملت کو شامل کر کے ان گیارہ افراد پر قتل کیس جاری ہوا۔ دیوبند سے تھانہ تک ساری وہابیت و دیوبندیت نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ مجگاؤں کورٹ کے بعد یہ کیس سیشن کورٹ میں مسلسل روزانہ ایک ماہ سے زائد جاری رہا اور آخر کار فاضل جج مسٹر جے بی دیوان نے فروری ۱۹۵۶ء میں فیصلہ صادر کیا کہ گیارہ کے گیارہ تمام ملزمین باعزت رہا کئے جاتے ہیں۔

بمبئی ہی نہیں بلکہ پورے ملک میں اس فتح مبین کی گونج محسوس کی گئی اور قریب قریب ملک کے اکثر مقامات پر اس فتح مبین کی خوشی میں تہنیتی اجلاس کئی ماہ تک ہوتے رہے۔ اسی موقع پر بمبئی کے کسی تہنیتی اجلاس میں کسی شاعر نے ایک قطعہ پڑھا تھا جس کو سن کر حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے گلے میں پڑا ہوا پھولوں کا قیمتی ہار اس شاعر کو پہنا دیا۔ آپ بھی قطعہ ملاحظہ فرمائیں۔

ظلمات شب میں نور سحر غوث پاک ہیں
سب مشکلوں میں پیش نظر غوث پاک ہیں
آخر ہماری فتح نے ثابت ہی کر دیا
اللہ بھی ادھر ہے جدھر غوث پاک ہیں

رب کے فضل و کرم سے سنی مسلمانوں کو یہ عظیم فتح حاصل ہوئی تھی۔ ہر گھر میں عید اور شب برات کا سماں تھا۔ ہر سنی کا چہرہ گلاب کی طرح کھل رہا تھا۔ دیوبندیت ماتم کناں تھی اور ہر دیوبندی کا منہ ایسا ہو رہا تھا جیسے سوکھا کریلا۔

شاعر اہلسنت حضرت مرتضٰی حسین صاحب رضوی شہزادپوری نے ایک بڑی پیاری تہنیتی نظم کہی تھی اس کے تین اہم شعر ملاحظہ فرمائیں ؎

چلو آج سر دھڑ کی بازی لگا کر ہٹا دو امامت سے محبوب علی کو
یہ بجو اس اک خارجی کر رہا تھا کوئی بھاگ جانے کی کوشش نہ کرنا
امامت کی خاطر بڑھا جب وہابی اسے روک کر بولا اک غازی
مصلٰی ہے یہ نائب مصطفٰے کا قدم اب بڑھانے کی کوشش نہ کرنا
خدا کا ولی مصطفٰے کا دلارا ہے محبوب علی غوث اعظم کا پیارا
جو چاہے تو موجودہ حالت بدل دے اسے آزمانے کی کوشش نہ کرنا

سیشن کورٹ سے سنیوں کی تائید میں فیصلہ ہونے کے بعد بھی وہابیہ دیوبندیہ کی شرارتیں اور سازشیں کم نہ ہوئیں اور بمبئی ہائی کورٹ میں دیوبندی گروپ نے اپیل کی اللہ اور اس کے رسول محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فضل و کرم اور بزرگوں کی تائید و نصرت کہ بمبئی

ہائی کورٹ نے بھی سیشن جج 'بی' دیوان کے فیصلہ کو برقرار رکھا اور حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نیز ان کے دس ساتھیوں کو باعزت دوبارہ کامیابی و کامرانی حاصل ہوئی۔ اس موقع پر شاعر اہلسنت نے پھر ایک نظم کہی جو بہت ہی با موقع اور پر معنی ہے۔ کہتے ہیں ؎

سکوں پایا قلب حزیں پھر دوبارا
سنی جبکہ فتح مبیں پھر دوبارا
مدد غوث اعظم کی پھر رنگ لائی
ہوئے سرخرو اہل دیں پھر دوبارا

پھر مقطع میں کہتے ہیں ؎

لگا نعرۂ غوثیت پھر سے رضوی
ہلے نجد کی سرزمیں پھر دوبارا

بمبئی کا یہ مقدمہ دنیائے سنیت کی اہم اور تاریخی دستاویز ہے۔ اخبارات اور فائل کی روشنی میں اس کی ترتیب کا کام بھی جاری ہے۔ اور آپ اس اہم کیس کی روداد اس طرح ملاحظہ فرمائیں گے جیسے آپ خود بمبئی سیشن کورٹ میں موجود ہوں۔ عنقریب "حق کا بول بالا" نام سے کتاب منظر عام پر آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بات ضمنی طور پر ذرا طویل ہو گئی۔ عرض کرنے کا مقصد یہ کہ حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی حقانیت و صداقت کہ سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ سے ان اشعار کا کوئی تعلق نہ ہونے کے باوجود صرف غلط ترتیب شعری کی بنیاد پر دفع شر فتنہ و فساد ختم کرنے کی خاطر اس قدر واضح اور مفصل توبہ نامہ علی الاعلان شائع فرمایا۔

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر ایک کے نصیب میں دار و رسن کہاں

برخلاف اس کے دیوبندی گروپ کے پیر مغاں اور ڈپلی کیٹ مجدد مولوی اشرف علی تھانوی

جو صاف و صریح انداز میں سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین و تنقیص کر کے بغیر توبہ کئے اس جہاں سے آنجہانی ہو گئے۔

ایک بار پھر تھانوی جی کے اس توہین آمیز خواب پر سرسری نظر ڈالتے چلئے تاکہ ذہنی تسلسل بھی برقرار ہو جائے اور اہل حق و اہل باطل کے درمیان خط امتیاز کھینچنے میں آپ کو کوئی دشواری بھی نہ ہو۔

شکستہ پائی کا شکوہ ہے رہبر کی خطا کیا ہے
یہیں سے منزلِ مقصود تک جایا نہیں جاتا

> نیز اس کے متعلق میں نے ایک یہ بھی خواب دیکھا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے مکان میں تشریف لانے والی ہیں۔ اس سے میں نے تعبیر سمجھا کہ جو نسبت عمر کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بوقت نکاح حضور کے ساتھ تھی وہی نسبت ان کو ہے۔ یہ شاید اس طرف اشارہ ہو۔
>
> الافاضات الیومیہ جلد اول صفحہ ۶۸-۶۹

ناخداؤں سے کہو آنکھ نہ لگ جائے کہیں
ابھی آثار ہیں کچھ اور بھی طوفانوں کے

خواب نمبر ۹...... اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی

ابھی آپ نے پڑھا کہ مولوی اشرف علی تھانوی سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں دیکھ کر نئی نویلی دلہن ملنے کی تعبیر لے رہے ہیں۔ معاذ اللہ وہی اشرف علی تھانوی آگے بڑھ کر کون سا دعویٰ کر رہے ہیں۔ ہوش و حواس کی دنیا میں مندرجہ ذیل خواب پڑھیے اور دیوبندی گروپ کے ایک بڑے کی جرأت و گستاخی و بیباکی کا اندازہ لگائیے

قفس و بلبل و گل آپ یہ فانوس خیال ؛ تیری ہستی سے زیادہ کوئی صیاد نہیں

> ایک روز کا ذکر ہے کہ حسن العزیز دیکھ رہا تھا۔ اور دوپہر کا وقت تھا کہ نیند نے غلبہ کیا اور سو جانے کا ارادہ کیا۔ رسالہ حسن العزیز کو ایک طرف رکھ دیا لیکن جب بندے نے دوسری کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہو گئی۔ اس لئے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا۔ اور سو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں۔ (یعنی اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہوں) اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہئے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں۔ لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو (تھانوی کو) اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔ اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا۔ اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا۔ لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا۔ لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا۔ لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے۔

بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی۔ حالانکہ اب بیدار ہوں، خواب نہیں، لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی۔ خوب رویا۔ اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں۔ کہاں تک عرض کروں۔

یہ مرید کا حال ہے۔ اب اس کے پیر تھانوی صاحب کا جواب سنئے!

جواب: اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

(معاذ اللہ)

رسالہ **الامداد** ماہ صفر ۱۳۳۶ھ

دلوں کی شقاوت کا اندازہ لگائیے کہ خواب تو خواب بیداری میں بھی نادان اشرف علی رسول اللہ اور سیدنا و نبینا اشرف علی کہتا ہے۔ اور حیلہ و بہانہ یہ کہ زبان پر قابو نہیں۔ زبان بے اختیار ہے۔ مجبور ہوں۔ میں کہتا ہوں کبھی اس زبان سے نکل جاتا کہ ہائے پیر ...... شیطان کی طرح ہیں۔ ان کی صورت گدھے کی طرح ہے۔ وہ تو زندہ خنزیر سے کم تر ہیں اور اس کے بعد مرید یہ کہتا کہ میں چاہتا ہوں کہ قبلہ و کعبہ بولوں۔ حضور حضرت کہوں مگر زبان پر کنٹرول نہیں۔ زبان اختیار سے باہر ہے تو تھانوی صاحب کیا کوئی بھی ذی ہوش اسے تعبیر ہرگز ہرگز نہیں دیتا کہ اس خواب سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ تیرا پیر عجز و انکسار کا پیکر، خلق و اخلاص کا مجسمہ ہے بلکہ مرید سے یہ کہتے کہ گستاخ! زبان بے قابو ہونے کا بہانہ بناتا ہے توبہ کر۔ دوبارہ بیعت کر۔ پیر کی گستاخی کے بعد تیری بیعت برقرار نہ رہی۔

سوال یہ ہے کہ جب یہاں پر زبان کے بے قابو ہونے کا حیلہ بہانہ قابل قبول نہیں ہو سکتا تو (الامداد کے مذکورہ خواب میں زبان کے کنٹرول سے باہر ہونے کا بہانہ کیوں کر قبول ہے؟

تیری نگاہ نے محفل میں دفعتاً اٹھ کر
کسی کا حال بگاڑا کسی کا مستقبل

چاہئے تو یہ تھا کہ اس خواب پر اطلاع پانے کے بعد مولوی تھانوی مرید سے توبہ کرا لیتے دوبارہ کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے کہ تمام فقہائے کرام کا اجماع ہے کہ غیر نبی و رسول کا کلمہ پڑھنا کفر ہے۔ اور غیر نبی و رسول پر بلا واسطہ درود پڑھنا جائز نہیں۔ مگر آقائے کائنات رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمسری و برابری کا جو خناس دلوں میں گھسا ہے۔ وہ آخر کہاں چھپ سکتا ہے۔ کسی نہ کسی طرح وہ اپنی شیطنت کا اظہار تو کرے گا۔

اندازہ لگائیے وہ ذہن کس قدر آوارہ ہے جو اپنے لئے منصب رسالت حاصل کرنے کو تیار اور امام الانبیاء سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کے علم مبارک کو جانوروں سے مثال دے کر بھی مومن و مسلم ہونے کا دعویدار ہے۔ معاذ اللہ۔

اپنے لئے اپنے مرید کی زبانی منصب رسالت کا جھوٹا اعلان کرنے کے بعد "بڑے میاں" یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی نے مولوی تھانوی کے کان پکڑے کہ نادان! جب شاگرد ہو کر تم نے یہ مقام حاصل کر لیا تو اب میرا کیا ہو گا۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ گرو گڑ رہے چیلا شکر ہو گئے۔ اب بڑی مشکل آئی کہ رسالت کے بعد تو صرف ایک ہی مقام باقی تھا اور اگر اس کا اعلان کر دیا جاتا تو دنیا فرعون و نمرود کی فہرست میں ایک نام کا اضافہ کر دیتی۔ لہٰذا سوجھ بوجھ اور دانشمندی سے کام لیتے ہوئے مولوی تھانوی نے اپنے گرو کی خدمت میں عرض کیا حضور! آپ فکرمند نہ ہوں۔ مقامات علیہ کا ہول سیل ڈائرکٹر میں ہوں۔ اور یہ تو اپنے گھر کی بات ہے۔ بس صرف ایک رات اور انتظار کیجئے۔ دوسرے روز خواب کے راستے آپ کے مقام کا اعلان کر دوں گا۔ ثبوت کیلئے خواب دیکھئے۔

خواب نمبر ۱۲ یہ مونہہ اور مسور کی دال

مولوی رشید احمد گنگوہی کی سوانح حیات "تذکرۃ الرشید" کے مصنف نے گنگوہی جی کے مقامات کا ذکر کرتے ہوئے رقم طرازی کی ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحب — فرماتے تھے ایک مرتبہ مجھے خیال ہوا کہ حضرت امام ربانی .... (یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی) کی ولایت اور مقبولیت تو ظاہر ہے۔ مگر اولیاء اللہ کے مراتب مختلف ہیں۔ خدا جانے حضرت کا مرتبہ کیا ہے؟ ایک دن کچھ سوتا کچھ جاگتا تھا دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت (مولوی رشید احمد گنگوہی) مسجد میں تشریف فرما ہیں اور میں سامنے بیٹھا ہوں ایک بزرگ ہاتھ میں عصا لئے ہوئے تشریف لائے اور حضرت (مولوی رشید احمد گنگوہی) کی طرف اشارہ فرما کر مجھ سے مخاطب ہو کر یوں ارشاد فرمایا کہ "دیکھو یہ قطب الارشاد ہیں" اس کے بعد فوراً آنکھ کھل گئی۔ اور دل کو اطمینان ہو گیا۔

تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۲۰۶

دیکھا آپ نے یہ وہی مولوی رشید احمد گنگوہی ہیں جنہوں نے داڑھی والی دلہن سے نکاح کیا۔ گنگوہ کی خانقاہ کو اپنے گندے کام سے نجس و ناپاک کیا۔ اور گیہوں کے دانہ جیسے مشکل مسئلہ کا فوراً جواب دیا۔ (تینوں کا حوالہ گذشتہ صفحات میں گزر گیا) اور اس سب کے بعد بھی قطبیت کی گدی سلامت۔ اگر ان جیسے ہی لوگ یہ مقدس اور پاکیزہ منصب و مقام پاتے رہے تو پھر خدا حافظ۔ ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا است
کار طفلاں تمام خواہد شد

دل و نگاہ کا اندھا پن دیکھئے۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات و معجزات و اعزازات کے بارے میں آیات قرآنیہ احادیث صحیحہ کا انکار ہے اور اپنے مولوی صاحب

کے بارے میں جھوٹے اور غلط خواب کو آیاتِ قرآنیہ کا درجہ دینے کی ناپاک کوشش ہے۔ معاذ اللہ

وہ ظلم بھی ڈھاتے ہیں تو فرماتے ہیں احسان
ہم آہ بھی کرتے ہیں تو خاطر شکنی ہے

خواب ۱۱ ہاتھ کی کرامت

مولوی تھانوی کے خواب کے ذریعہ آپ نے مولوی گنگوہی کی قطبیت کو جان لیا اب ذرا آگے بڑھئے۔ اور اس نام نہاد قطب کے ہاتھ کی کرامت بھی دیکھ لیجئے۔ مگر خیال رہے دیوبندی گروپ کے یہاں سارے امور خواب ہی میں انجام پاتے ہیں۔ آپ شروع سے اب تک پڑھتے آ رہے ہیں کہ جہاں کوئی ضرورت پیش آئی خواب حاضر۔ کوئی معاملہ ہوا اور خواب کے ذریعہ اس کا بیان۔ ہوش و حواس کی جیتی جاگتی دنیا سے انحراف کر کے خوابوں کے ذریعہ پروان چڑھنے والی اس گستاخ قوم نے اپنے دھرم کی بنیاد ہی خواب پر رکھی ہے۔ اور ان کا تمام تر سرمایہ صرف خواب ہی خواب ہیں۔

مقام غور و فکر ہے کہ جس خواب میں اپنے مولوی صاحب کی عظمت نظر آتی ہے۔ کوئی مقام رسالت پر فائز نظر آتا ہے اور کوئی قطب دکھائی دیتا ہے۔ ان ہی خوابوں میں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم دیوبند میں اردو پڑھتے نظر آتے ہیں اور مولوی رشید احمد گنگوہی کا کھانا پکاتے نظر آتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ یہ خوابوں کا تضاد کیوں؟۔

مجھے عرض کرنے دیجئے یہ تضاد صرف اس لئے کہ ہم اہلسنت و جماعت نے بفضلہ تعالیٰ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مانا ہے اور دیوبندی گروپ نے صرف اپنے "مولانا" کو مانا ہے۔ ہم اہلسنت و جماعت تمام تر عظمتوں رفعتوں کا مالک اپنے آقا رسول ذی وقار علیہ التحیۃ والتسلیم کو جانتے اور مانتے ہیں۔ جبکہ دیوبندی گروپ اپنے مولویوں کو سب کچھ مانتا اور جانتا ہے۔ لیکن رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو "ذرہ ناچیز سے کمتر" "اپنے جیسا بشر" اور "مر کر مٹی میں ملنے والا" سے زیادہ ماننے کو تیار نہیں۔ معاذ اللہ

رب العالمین - لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم - ثبوت پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے - ہم تو اب بھی بڑے خلوص کے ساتھ حق کی راہوں کی طرف آواز دے رہے ہیں - اور یہ عرض کر رہے ہیں -

جاگ اٹھو وقفۂ تدبیر ملے نہ ملے

خواب پھر خواب ہے تعبیر ملے نہ ملے

آیئے! آگے بڑھیں - اور خواب میں ہاتھ کی کرامت دیکھ لیں - کتاب تذکرۃ الرشید کے مرتب نے منشی امیر حسن گنگوہی نامی ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کو کسی نے عمل بتایا کہ خواب میں کسی مرنے کو دیکھو تو اس کے دونوں انگوٹھے پکڑ کر جو پوچھو وہ بتائے گا - اب اس کے بعد کا واقعہ خود ان کی زبانی سنئے -

> اتفاق سے گنگوہ کا ایک شخص شیعہ مذہب مر گیا اور میں نے اسے خواب میں دیکھا فوراً اس کے ہاتھ کے دونوں انگوٹھے میں نے پکڑ لئے وہ گھبرا گیا - اور پریشان ہو کر بولا جلدی پوچھو جو پوچھنا چاہو مجھے تکلیف ہے - میں نے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ مرنے کے بعد تم پر کیا گزرا اور اب کس حال میں ہو - اس نے جواب دیا کہ عذاب میں گرفتار ہوں - حالت بیماری میں مولانا رشید احمد صاحب دیکھنے تشریف لائے تھے جسم کے جتنے حصے پر مولوی صاحب کا ہاتھ لگا بس اتنا جسم تو عذاب سے بچا ہے باقی جسم پر بڑا عذاب ہے - اس کے بعد آنکھ کھل گئی -
>
> تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۳۲۴

غور فرمایئے جسم کے جتنے حصہ پر گنگوہی جی کا ہاتھ لگا اتنا حصہ عذاب سے محفوظ ہو گیا مطلب یہ کہ گنگوہی جی کا ہاتھ تو نہ ہوا بلکہ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ کی عصا مبارک ہو گیا جو سانپ بن گیا ویسے ہی ہاتھ عذاب سے معروف ہو گیا - جہاں رکھ دیں وہ حصہ عذاب سے بچ جائے - بڑی اچھی ترکیب ملی دیوبندی گروپ کو

گنگوہی جی کا ہاتھ پورے بدن پر رکھائیں تو پورے بدن کے عذاب سے محفوظ رہنے کی ضمانت مل جائے -

لیکن مشکل یہ ہے کہ گنگوہی تو دنیا سے رخصت ہو گئے - اب آج ان کے ماننے والے کیا کریں - آسیدھی ترکیب ہے کہ جائیں اور گنگوہی جی کی قبر کے اوپر سیدھے سیدھے لیٹ جائیں - آخر اتنے سالوں سے گنگوہی جی قبر میں "بند" ہیں - کچھ تو مٹی میں اثر آ ہو گا - اور گنگوہی جی کچھ تو اپنے ماننے والوں کی مدد کریں گے -

خیال رہے کہ یہ اس دیوبندی گروپ کا اپنے مولوی کے بارے میں ذہن و فکر ہے جو رسول محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "مشکل کشا" "صاحب عطا" "دافع بلا" ماننے پر پورے ملک میں ہم سے مناظرہ و مجادلہ پر تیار ہے - ؎

الفت میں ہر اک نقشہ الٹا نظر آتا ہے

مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

خواب ۱۲ برابری کا دعویٰ

آقائے کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے برابری اور ہم سری نیز توہین و گستاخی کا جو شیطان دلوں میں سمایا ہے وہ رہ رہ کے سر ابھارتا ہے اور جیتی جاگتی دنیا سے ہٹ کر خوابوں میں بھی دیوبندی گروپ کے بڑے بڑے توہین رسول کے ناپاک جرم میں گرفتار نظر آتے ہیں - ثبوت کیلئے مندرجہ ذیل خواب پڑھئے ؎

ساحل کے اس سکوں ہی پہ جاؤ نہ دوستو

پنہاں ہیں اس سکوں میں بھی طوفاں بڑے بڑے

> تو اج سورت میں کسی گاؤں کے مسجد کے امام ایک شخص ہیں - سلیمان میاں ان کا نام ہے - انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک تخت پر دو بزرگ نہایت پاکیزہ صورت والے بیٹھے ہوئے

ہیں اور ایک شخص تخت کے نیچے کھڑا ہے۔ اس شخص سے سلیمان میاں نے دریافت کیا کہ یہ بڑے شخص کون ہیں اور ان کے پاس تخت پر بیٹھے ہوئے دوسرے بزرگ کون ہیں۔ اس شخص نے جواب دیا کہ بڑے تو فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے شخص مولوی احمد کے پیر مولانا رشید احمد صاحب ہیں۔

تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۳۳۲

اللہ اکبر ! وہ آقائے محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کی بارگاہ کا ادب قرآن سکھائے اور جن کی بے ادبی اور گستاخی کو قرآن کفر بتائے۔

وہ رفعتوں کے تاجدار، سید ابرار علیہ التحیۃ والثنا جن کے دربار کے خادم سیدنا روح الامین حضرت جبریل علیہ السلام۔ اور سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں عرض کریں ؎

یہی بولے سدرہ والے، چمن جہاں کے تھالے

سبھی میں نے چھان ڈالے، تیرے پایہ کا نہ پایا

تجھے یک نے یک بنایا!

وہ شہنشاہ زمین و زمان جہاں سیدنا صدیق اکبر و سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان جیسے اجلہ صحابۂ کرام غلامی و وفاداری کا پیکر نظر آئیں۔

اور ان آقا کے برابر بیٹھے ہیں گنگوہی جی **معاذ اللہ رب العالمین** عداوت و شقاوت کا اندازہ لگایئے۔ اور دیوبندی گروپ کی گستاخی و بیباکی سمجھئے۔ ان دلائل و براہین کے بعد کیا اب بھی یہ کہا جائے گا کہ سنی علماء جھگڑے کی بات کرتے ہیں۔ فتنہ و فساد پھیلاتے ہیں۔ **واللہ العظیم** ! یہ جھگڑا نہیں ایمان و کفر کا معاملہ ہے۔ جب تک دیوبندی گروپ اس گستاخی و توہین سے علی الاعلان توبہ اور ان مولویوں سے اپنی نفرت و بیزاری کا اظہار نہیں کرتا ہم ان کی

نقاب کشائی کرتے ہی رہیں گے۔ تاکہ آنیوالی نسلیں بھی ان گستاخوں بہروپیوں کو جان پہچان کر ایمان کی قیمتی دولت سلامت رکھیں۔

کچھ سمجھ کر ہی ہوا ہوں موجِ دریا کا حریف

ورنہ میں بھی جانتا ہوں عافیت ساحل پہ ہے

خواب ۱۳ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امامت کا دعویٰ!

خوش نما آغاز اک دھوکہ ہی دھوکہ ہے فقط

ہر نظر کو واقف انجام ہونا چاہئے

دیوبندی گروپ کے بڑے بڑے توہین رسول کے ناپاک اور گندہ جرم میں تو گرفتار ہیں ہی چھوٹے بھی اس جرم کے مرتکب ہیں۔ اس گروپ کے نامی گرامی مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے مرنے کے بعد اخبار الجمعیۃ دہلی نے شیخ الاسلام نمبر شائع کیا۔ اس میں ایک خواب درج ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

الحمد للہ والشکر للہ آج شب یکشنبہ بوقت دو ساعت ۲۳ رشعبان المعظم ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۰ر اپریل ۱۹۵۵ء اس روسیاہ سراپا عصیاں کو عالم رویا میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد وصلوٰۃ لہٗ کی زیارت منامی نصیب ہوئی۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام گویا کسی شہر میں جامع مسجد کے قریب ایک حجرہ میں تشریف فرما ہیں اور متصل ایک دوسرے کمرے میں کتب خانہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتب خانہ سے ایک مجلد کتاب اٹھائی جس میں دو کتابیں تھیں ایک کتاب کے ساتھ دوسری کتاب تھی۔ وہ خطبات جمعہ کا مجموعہ تھا۔ اس مجموعۂ خطب میں وہ خطبہ نظر انور سے گذرا جو مولانا حسین احمد مدنی مدظلہ خطبہ پڑھا کرتے ہیں۔ جامع مسجد میں او جہ

جمعہ مصلیوں کا مجمع بڑا ہے۔ مصلیوں نے فقیر سے فرمائش کی کہ تم حضرت خلیل اللہ سے سفارش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمائیں۔ فقیر نے جرات کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔ فقیر بھی مقتدیوں میں شامل تھا۔ فالحمد للہ علی ذالک حمداً کثیراً کثیرا۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام ضعیف العمر تھے ریش مبارک سفید تھی۔

الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صـ ۱۶۴

سعادت اور فیروز بختی تو یہ تھی کہ آج موقع مل گیا ہے لہٰذا حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں نماز ادا کی جائے۔ مگر دلوں کی شقاوت اور خباثت کا اندازہ لگایئے کہ ظالم حضرت خلیل علیہ السلام سے یہ کہتا ہے کہ حسین احمد ٹانڈوی سے فرمائیں کہ وہ نماز جمعہ کی امامت کریں۔ اور اس کے بعد شکریہ بھی ادا کر رہا ہے۔ ہوش و حواس کے ساتھ جیتی جاگتی دنیا میں آپ خیال فرمائیں کہ چھوٹے سے بڑے تک ہر دیوبندی مولوی حضرات انبیائے کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین و گستاخی کو اپنا شعار بنا چکا ہے۔ اور کسی نہ کسی طرح یہ ظالم طبقہ دامان نبوت سے کھیل رہا ہے۔

معذرت

۱۹۷۷ء میں مندرجہ بالا خواب تک اس کتاب کی ترتیب ہو چکی تھی۔ اور تکمیل کے بعد کتاب کی اشاعت کا پروگرام تھا۔ مگر اچانک چند حادثات ہوئے اور مصروفیات میں اس قدر اضافہ ہوا کہ ترتیب کا تمام کام رک گیا۔ ایسا رکا کہ تقریباً دو سال

تک اس کتاب کی طرف ذرا بھی توجہ نہ ہوئی اور اشاعت میں تاخیر ہوتی رہی جس کی معذرت قبول فرمائیں۔

اب جبکہ ماہ جون ۱۹۸۰ء میں اس کی دوبارہ ترتیب شروع کی تو ملک میں "جشن دیوبند" کا ہنگامہ سرد ہو چکا ہے۔

جشن دیوبند — جس میں اخباری اطلاعات کے مطابق تقریباً دو کروڑ روپیہ صرف ہوا۔

جشن دیوبند — جشن میلاد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شرک کہنے والے دیوبندی گروپ کا "شرک اعظم"۔

جشن دیوبند — جس کی خاطر نشر و اشاعت اور پبلسٹی کا ہر جائز و ناجائز ذریعہ استعمال کر کے قوم کے سامنے ایک ہنگامہ بپا کیا گیا۔

مگر جب اردو کے مشہور ترین ہفت روزہ اخبار بلٹز بمبئی کے خصوصی نامہ نگار نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا تو مضمون کا عنوان تھا۔

> دیوبند کا میلہ ——— لاکھوں کی بربادی کس لئے۔؟
>
> ہفتہ وار بلٹز بمبئی ۱۰ / مئی ۱۹۸۰ء صـ ۱۵

اسی مضمون میں نامہ نگار خصوصی نے بڑا خوبصورت طنز کرتے ہوئے لکھا ہے۔

> جہاں تک بھیڑ اور دھکم پیل کا تعلق ہے لوگ بتاتے ہیں کہ کمبھ کے میلے سے بھی کہیں زیادہ تھی۔
>
> اخبار بلٹز ۱۰ / مئی ۱۹۸۰ء صـ ۱۴

مطلب یہ کہ جشن دیوبند نہ ہوا کمبھ کا میلہ ہو گیا۔ اسی جشن دیوبند کے سلسلے میں نہ جانے کتنے جھوٹے اور غلط خواب بیان کئے گئے بلکہ چندہ وصول کرنے کیلئے کچھ خواب تو ایسے

بھی دیکھے دکھائے گئے جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی جشن دیوبند کیلئے چندہ دیتے ہوئے دیکھا گیا۔ جب دیوبندی دھرم کی بنیاد صرف اور صرف خوابوں پر ہے تو انہیں حقیقت سے کیا واسطہ؟ دیوبندی گروپ کے پاس جو بھی سرمایہ ہے وہ خوابوں کے راستے ہی آیا ہے۔ اب اس خوابوں کی بارات میں ایک تازہ ترین خواب اور ملاحظہ فرمائیں۔

خواب ۱۲ خانہ کعبہ کی چھت پر قاسم نانوتوی

یہ زخم تازہ اور ہے زخم کہن کے پاس
صیاد نے قفس کو رکھا ہے چمن کے پاس

نئی دہلی سے شائع ہونیوالے ہفت روزہ اخبار "ہجوم" نے دیوبند جشن صد سالہ نمبر شائع کیا اور اس کے صفحہ اول پر بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کا خواب مدرسہ دیوبند کی عمارت کے فوٹو کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ آپ بھی خواب دیکھ لیجئے۔

> بانیٔ دار العلوم کا ایک خواب۔ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور میرے دونوں ہاتھوں اور پیروں کی دسوں انگلیوں سے نہریں جاری ہیں اور ..... اس خواب کی تعبیر آج اپنا صد سالہ جشن منا رہی ہے۔
>
> ہفتہ وار "ہجوم" دہلی ۲۰ مارچ ۱۹۸۰ء

دیوبند کی جھوٹی عظمت ظاہر کرنے کیلئے کیسے کیسے خوابوں کے جال بنے جا رہے ہیں کہیں معلم کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام دیوبند میں اردو پڑھتے نظر آئیں۔ کسی خواب میں دیوبند کے جھونپڑے جنت میں نظر آئیں۔ کسی کو بدنامی کا ڈر ہو تو دیوبند کا سارا حساب کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش کرے۔ اور بانیٔ دیوبند کو بدخوابی ہو تو خود کو کعبہ معظم کی چھت پر کھڑا دیکھیں۔ معاذ اللہ رب العٰلمین۔

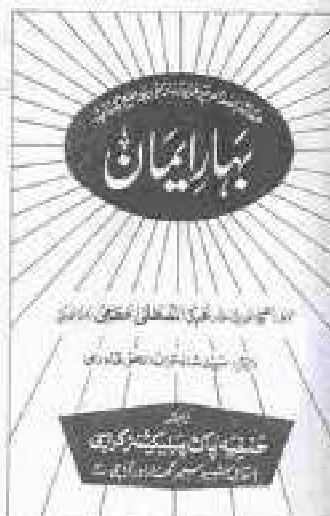
میں عرض کر چکا ہوں کہ جس دھرم کی بنیاد ہی خوابوں پر ہو وہاں خوابوں کی کمی نہیں۔

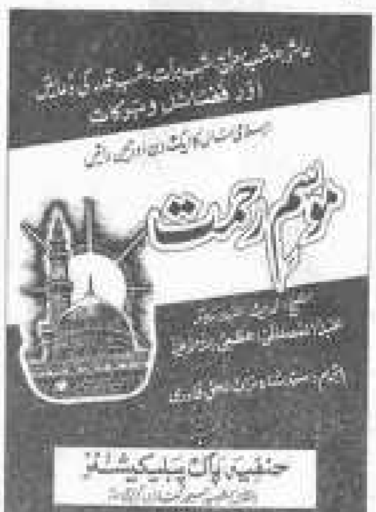
دن میں خواب رات میں خواب۔ رنگین خواب۔ سنگین خواب۔ اور ان خوابوں میں توہین رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ناپاک جرم بس

کہتے کہتے ہونٹ تھرانے لگے روداد غم
ہوتے ہوتے اشک آنکھوں میں نمایاں ہو گئے

دیوبندی گروپ کے جو خواب بھی دستیاب ہو سکے وہ حاضر ہیں۔ تلاش و جستجو اب بھی جاری ہے اور مزید خواب دستیاب ہوں گے وہ آئندہ شامل کر دیئے جائیں گے اب آپ ایک بار میرے ساتھ سپنوں کے محل سے نکل کر حقیقت کی دنیا میں قدم رکھئے اور دیوبندی گروپ کے پانچ سنسنی خیز حوالے ملاحظہ فرمایئے۔

دل کو سکھائے غم نے قرینے نئے نئے
طوفاں نئے نئے ہیں سفینے نئے نئے





پانچ سنسنی خیز انکشافات

خوابوں کی بارات سے نکل کر جیتی جاگتی دنیا میں دیوبندی گروپ کی گندی اور ننگی تصویر سر کی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائیے۔

دیوبندی مولویوں کی

بے حیائی اور بے شرمی کا

ننگا مظاہرہ

اپنی انجمن سے یہ ہم کہاں چلے آئے
ہر طرف اندھیرا ہے ہر طرف اداسی ہے

حوالہ نمبر ۱ بھڑوا ہے رے بھڑوا ....

آپ عنوان دیکھ کر ناراض نہ ہوں۔ بلکہ پوری طمانیت اور سکون کے ساتھ مندرجہ ذیل واقعہ پڑھیں حقیقت خود بخود آپ کے سامنے آجائے گی۔

مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک ماموں تھے۔ اپنے ماموں کا تذکرہ کرتے ہوئے مولوی اشرف علی تھانوی نے ایک مجلس میں ان ماموں کا واقعہ بیان کیا۔ اب آپ تھانوی جی کی ہی زبانی ان کے ماموں کا واقعہ سنئے۔

حیدرآباد سے اول بار کانپور تشریف لائے تو چونکہ جلے بھنے بہت تھے ان کی باتوں سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔ عبدالرحمٰن خاں صاحب مالک مطبع نظامی بھی ان سے ملنے آئے اور ان کے حقائق و معارف سن کر بہت معتقد ہوئے۔ عرض کیا کہ حضرت وعظ فرمائیے تاکہ مسلمان منتفع ہوں۔ ماموں صاحب نے اس کا جواب عجیب آزادانہ رندانہ دیا۔ کہا کہ خاں صاحب میں اور وعظ سے صلاح کار کجا و من خراب کجا۔

پھر جب زیادہ اصرار کیا تو کہا کہ ہاں ایک طرح کہہ سکتا ہوں اس کا انتظام کر دیجئے۔ عبدالرحمٰن خاں صاحب بیچارے متین بزرگ تھے۔ سمجھے کہ ایسا طریقہ کیا ہوگا کہ جس کا انتظام نہ ہو سکے۔ یہ سن کر بہت اشتیاق کے ساتھ پوچھا کہ حضرت وہ طریقہ خاص کیا ہے۔ ماموں صاحب بولے کہ میں بالکل ننگا ہو کر بازار میں ہو کر نکلوں اس طرح کہ ایک شخص تو آگے سے میرے عضو تناسل کو پکڑ کر کھینچے اور دوسرا پیچھے سے انگلی کرے ساتھ میں لڑکوں کی فوج ہو اور وہ یہ شور مچاتے جائیں بھڑوا ہے رے بھڑوا۔ بھڑوا ہے رے بھڑوا اور اس وقت میں حقائق و معارف بیان کروں۔

الافاضات الیومیہ (ملفوظات تھانوی) حصہ ہفتم ص ۸۳ و ۸۴

میں جانتا ہوں کہ یہ فحش واقعہ ہمارے قارئین کی سلیم و حلیم طبیعتوں پر گراں گزرا ہوگا۔ پاکیزہ ذہن اسے قطعاً گوارا نہ کریں گے۔ مگر دیوبندی گروپ جو ظاہری تقدس اور نمائشی پاکیزگی کی آڑ میں ایمان و عقیدہ پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ اس کے گندے عقیدوں کے بعد یہ ضروری تھا کہ ان کا گندہ اور ناپاک کردار و عمل بھی آپ کی عدالت میں پیش کیا جائے۔

اس گندے اور فحش حد درجہ ناپاک واقعہ پر تبصرہ کر کے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا اور نہ یہ واقعہ کسی تبصرہ کو چاہتا ہے۔ میں تو آپ کی عدالت میں صرف دو سوال کرنا چاہتا ہوں۔

پہلا سوال تو یہ ہے کہ اس واقعہ میں جس گندی اور ناپاک ترتیب کے ساتھ حقائق و معارف بیان کرنے کا جو ذکر ہے وہ حقائق و معارف تو دین کے امور اور دین ہی کی باتیں ہیں۔ تو پھر کیا اس طرح اشرف علی تھانوی کے ماموں نے اسلامی تعلیمات کا مذاق نہیں بنایا۔ اور اس واقعہ کو بیان کر کے اشرف علی تھانوی بھی اس مذاق اور دین کے تمسخر میں برابر کے شریک ہوئے۔ کیا اس طرح دین کا مذاق بنانے والا مسلمان ہے؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ ناپاک نجس گندی بات تو کوئی پاگل سے پاگل دیوانہ سے دیوانہ کیرآف فٹ پاتھ بھی نہیں کہتا۔ بفرض محال کسی موقع پر تھانوی جی کے ماموں نے اس طرح کہا تو کیا ضروری تھا کہ اس واقعہ کو خوب مزے کے ساتھ کتاب میں بھی شائع کیا جائے۔ کیا اس گندے گھناؤنے اور فحش واقعہ کا اثر نوجوان نسلوں پر نہیں پڑے گا۔ آخر وہ کون سا معاملہ تھا جس نے اس ناپاک واقعہ کو کتاب میں شائع کرنے پر مجبور کیا۔

کیا دیوبندی دھرم میں شرم و غیرت حیا لاج کسی کا بھی وجود نہیں؟ غور فرمائیے! نمائشی پاکیزگی اور ظاہری سجدوں کا ڈھونگ رچانے والوں کا کردار و عمل کس قدر گندہ اور نجس ہے۔ ؎

شیخ صاحب سے رسم و راہ نہ کی
شکر ہے زندگی تباہ نہ کی

۵۰ ہزار روپئے انعام

مندرجہ بالا واقعہ میں نے اب سے تقریباً سات آٹھ سال پیشتر گورکھپور شہر کے ایک عظیم الشان تاریخی اجلاس میں کتاب کے حوالے کے ساتھ عرض کیا تھا جس میں تقریباً ایک لاکھ کا مجمع تھا۔ اس عظیم مجمع میں اعلان کیا گیا کہ جو دیوبندی اس حوالہ کو غلط ثابت کر دے اس کو پچاس ہزار روپئے انعام۔ اس کے بعد ملک کے مختلف بڑے بڑے شہروں میں ہزاروں کے مجمع میں دیوبندیت کی یہ ننگی تصویر پیش کی اور نقد انعامات کا اعلان ہوا۔

ابھی دو سال پیشتر ۱۹۷۸ء میں جب حیدرآباد دکن تقریری سلسلے میں حاضر ہوا اور ۱۵ یوم میں ۲۲ تقریروں کا شاندار ریکارڈ قائم ہوا اسی موقع پر خطیب دکن حضرت علامہ سید کاظم پاشا صاحب قادری الموسوی فاضل بریلی شریف کی سرپرستی میں آخری تقریر حیدرآباد کی تبلیغی جماعت کے مرکز سٹے پلی کی مسجد سے متصل فرشادی گراؤنڈ میں ہوئی جس میں تقریباً ۵۰ ہزار کے مجمع میں پھر ایک بار مندرجہ بالا کتاب کا حوالہ پیش کر کے عبارت سنائی۔ اس اجلاس میں حیدرآباد کے مشاہیر مشائخین کرام جلوہ افروز تھے اسٹیج اور مجمع سے نقد انعامات کا اعلان کیا گیا۔ حیدرآباد کے ایک عظیم سنی مجاہد محترم جناب سید ہادی پاشاہ صاحب نے پچاس ہزار روپئے کا چیک دستخط کے ساتھ اسٹیج پر پیش کیا کہ جو بھی وہابی دیوبندی تبلیغی ملا فقاہت الیومیہ جلد ہشتم کا یہ حوالہ غلط ثابت کر دے وہ یہ چیک لے جائے۔ بار بار اعلان ہوا مگر کوئی نہیں آیا۔ اور نہ قیامت تک کوئی آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اب پھر اس کتاب کے ذریعہ اعلان ہے کہ صرف اس ایک حوالہ کو کوئی بھی وہابی دیوبندی تبلیغی غلط ثابت کر دے تو ۵۰ ہزار روپئے انعام۔ ؎

ادھر آؤ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

تبلیغی جماعت کی گندی تعلیم

تبلیغی جماعت - جو وہابی دیوبندی عقیدہ پھیلانے کیلئے آل ورلڈ پیمانے پر کام کر رہی ہے اور کافروں مشرکوں کو مسلمان بنانے کے بجائے مسلمان کو مسلمان بنانے کی دعویدار ہے۔ حضور سیدنا سلطان الہند عطائے رسول معین بیکساں خواجۂ خواجگاں سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جے پال کو عبداللہ بیابانی بنایا لیکن تبلیغی جماعت والے عبداللہ کو عبداللہ بنانے کا پلان بنائے ہوئے ہیں۔ بلکہ یوں کہئے کہ خوش عقیدہ کو بدعقیدہ بنارہے ہیں۔ سنیوں کو وہابی دیوبندی بنانے کی سازش جاری ہے۔ ان کا مقصد نماز کلمہ کی اشاعت نہیں بلکہ نماز و کلمہ کے پردے میں اشرف علی تھانوی کی تعلیم کو پھیلانا مقصد ہے۔ ثبوت کیلئے مولوی الیاس کاندھلوی بانی تبلیغی جماعت کا یہ قول پڑھئے۔

> ایک بار فرمایا۔ حضرت مولانا تھانوی (اشرف علی تھانوی) نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقۂ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی۔
> ملفوظات مولانا الیاس ص ۵۷ ملفوظ نمبر ۵۶

عبارت کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کا مقصد نماز و کلمہ نہیں۔ بلکہ نماز و کلمہ کے پردے میں اشرف علی تھانوی کی تعلیم کو عام کرنا ہے۔ اندیشہ یہ ہے کہ اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کو عام کرتے کرتے کہیں موجودہ تبلیغ والے ماموں بھانجہ کی اس تعلیم پر عمل کرکے اس کو بھی پھیلانا شروع نہ کردیں۔

تصورات کی دنیا میں اندازہ لگائیے وہ دن کس قدر سیاہ اور تاریک دن ہوگا جس دن اس طرح کی گندی اور نجس تعلیم کو عام کیا جائے گا۔ اللّٰھم احفظنا۔

اہل نظر سمجھتے ہیں جسے یہ باغ ہے
ہر پھول پہ اداسی ہے ہر پھل پہ داغ ہے

حوالہ ۲ مزہ تو ....

مولوی اشرف علی تھانوی کے ماموں کو آپ نے بازاروں میں ننگا دیکھا۔ اب ذرا بھانجہ کو یعنی خود آنجہانی تھانوی جی کو بھی دیکھئے۔ اور ان کے گندے کردار کو دیکھ کر غور فرمایئے کہ جہاں اندر باہر دائیں بائیں چاروں طرف کردار و عمل عقیدہ و ایمان کو تباہ و برباد کرنے کے ہزاروں سامان فراہم ہوں وہاں سے ایمان کی سلامتی اور کردار کے تحفظ کی ضمانت کس طرح ملے گی۔

مولوی اشرف علی تھانوی اپنی ایک مجلس میں بیان کرتے ہیں۔

> ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ذکر میں مزہ نہیں آتا۔ میں نے کہا کہ مزہ ذکر میں کہاں مزا تو مذی میں ہوتا ہے جو بی بی سے ملاعبت (صحبت) کے وقت خارج ہوتی ہے۔ یہاں کہاں مزا ڈھونڈھتے پھرتے ہو۔
> الافاضات الیومیہ جلد چہارم ص ۴۲۹ ملفوظ نمبر ۱۰۹۱

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ انصاف و دیانت کا واسطہ دیکر عرض کررہا ہوں ذرا غور فرمائیں کسی نے سوال کیا کہ ذکر میں مزہ نہیں آتا۔ مطلب یہ کہ کوئی عمل بتایا جائے۔ کوئی ایسی صورت بتائی جائے کہ ذکر میں دل لگے لطف حاصل ہو تو بجائے اسکو اطمینان بخش جواب دینے کے مولوی تھانوی کہتے ہیں کہ مزہ تو مذی میں ہے۔ اگر بات اسی مقام پر ختم ہوجاتی تو پردہ پڑا رہتا۔ کوئی سمجھتا کوئی نہ سمجھتا۔ مگر ظالم آگے اس کی تشریح بھی کر رہا ہے۔

للہ! آپ بتائیے کیا اس طرح ایک طرف ذکر کا مذاق اور دوسری طرف

ذہن وفکر کو خراب نہیں کیا جارہا ہے ؟ کیا نام نہاد حکیم الامت اسی طرح کی حکمت ودانائی کی باتیں اپنی مجلس میں کرتے تھے ؟

یہ سوال بہرصورت اپنی جگہ برقرار ہے کہ کسی موقع پر تھانوی جی نے ایسا کہا تھا تو اسے کتاب میں کیوں شائع کیا گیا ؟

کہیں یہ توہینِ نبوت ورسالت کی لعنت اور پھٹکار تو نہیں ؟

حسرت ہے تنگ رہی ہے شریفوں کی آبرو
ڈھائے ہے دیوبند ستم گر نئے نئے

دیوبندی گروپ کی بے حیائی بے غیرتی اور بے شرمی کا مظاہرہ ختم نہیں ہوا۔ آیئے ! حوالہ نمبر ۳ ملاحظہ فرمایئے۔

حوالہ ۳ کاش میں عورت ہوتا ......

کام اس سے آپڑا ہے کہ جس کا جہان میں
لیوے نہ کوئی نام ستم گر کہے بغیر

عنوان دیکھ کر آپ ضرور حیرت زدہ ہوں گے ۔ مگر حوالہ پڑھنے کے بعد آپ کی حیرت ضرور دور ہو جائے گی ۔ اشرف علی تھانوی کے ایک عزیز ترین مرید جن کا نام بھی عزیز الحسن تھا انہوں نے ایک دن تھانوی جی سے اپنی ایک تمنا بیان کی ۔ تمنا بھی ایسی غضبناک کہ بس ایسی تمنا شاید ہی کوئی کرے ۔ مگر یہ تو انھا نیوالوں کے دل گردہ کی بات ہے ۔ آپ بے چین ہوں گے ایسی کیا تمنا ہے تو بس حوالہ پڑھئے اور دیوبندی گروپ کی بے شرمی سر کی آنکھوں سے دیکھئے ۔

من کی بات بھی سن دلوانے
ایک تمنّا سو افسانے

اب مرید صادق عزیز الحسن سے خود ان کی زبانی آپ بیتی سنئے ۔

ایک بار عشق ومحبت کے جوش میں حضرت والا (اشرف علی تھانوی) سے بہت جھجکتے اور شرماتے ہوئے دبی زبان سے عرض کیا حضرت ایک بہت ہی بے ہودہ خیال دل میں بار بار آتا ہے ۔ جس کو ظاہر کرتے ہوئے بھی نہایت شرم دامنگیر ہوتی ہے اور جرأت نہیں پڑتی ۔ حضرت والا (اشرف علی تھانوی) اس وقت نماز کیلئے اپنی سہ دری سے اٹھ کر مسجد کے اندر تشریف لے جارہے تھے فرمایا کہئے کہئے ۔ احقر نے غایت شرم سے سر جھکائے ہوئے عرض کیا کہ میرے دل میں بار بار یہ خیال آتا ہے کہ کاش ! میں عورت ہوتا حضور (اشرف علی تھانوی) کے نکاح میں ۔

اس اظہار محبت پر حضرت والا (اشرف علی تھانوی) غایت درجہ مسرور ہو کر بے اختیار ہنسنے لگے اور یہ فرماتے ہوئے مسجد کے اندر تشریف لے گئے " یہ آپ کی محبت ہے ثواب ملے گا ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

حضرت والا اب تک اس واقعہ کو بھولے نہیں ، اپنی مجلس شریف میں احقر کے اس محبت آمیز قول کو بہ لطف نقل فرما فرما کر مزا لے لے فرمایا کرتے ہیں کہ غنیمت ہے اس کے عکس خواہش نہیں کی ۔

اشرف السوانح جلد دوم صفحہ ۵۳ و ۵۴

آپ کی داستان سن سن کر
حالت وجد سب پہ طاری ہے

بے شرمی اور بے غیرتی کا اس سے ننگا مظاہرہ اور کیا ہوگا کہ ظالم یہ بھی کہتا ہے بیہودہ خیال ہے جس کو ظاہر کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے ۔ اس کے باوجود جب اپنی

ناپاک تمنا ظاہر کرتا ہے تو تھانوی جی بجائے نصیحت و تنبیہہ کے یہ حکم صادر کرتے ہیں کہ یہ آپ کی محبت ہے۔ ثواب ملے گا۔ معاذ اللہ۔

تھانوی کا مرید تھانوی کی محبت میں ان کی دھرم پتنی بننے کی تمنا کرے تو ثواب۔ اور ہم مسلمانان اہلسنت رسول محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں جشن میلاد کریں تو عذاب۔ ہم جشن غوث اعظم منائیں تو شرک۔ ہم اللہ والوں کی محبت میں نذر و نیاز، فاتحہ، ایصال ثواب وغیرہ جائز امور کریں تو ناجائز اور اشرف علی تھانوی کے مرید ناجائز تمنا کریں تو جائز ہے

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ
جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ آگے کے جملے نے تو سارا بھرم کھول دیا کہ مرید کی اس ناجائز تمنا پر پیر اشرف علی تھانوی کو ایسی لذت اور مزہ ملا کہ بار بار اپنی مجلس میں ذکر کرتے اور نہ صرف ذکر بلکہ اس پر مزید حاشیہ آرائی بھی ہوتی کہ غنیمت ہے کہ اس کے عکس کی خواہش نہیں کی۔ اب اس جملے کی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ بات بہت ہی صاف اور واضح ہے۔ استغفر اللہ۔

آپ گندوں کا گندہ کردار و عمل حقیقت کی دنیا میں دیکھتے جایئے۔ خیال رہے یہ خوابوں کی بات نہیں۔ ہوش اور حواس اور جوش محبت کی بات ہے۔

حوالہ نمبر۴ عوام کا عقیدہ

دلوں پر جبر کیجئے اور اس تلخ حقیقت کو بھی گوارا کیجئے۔ بے حیائی اور بے غیرتی کا کھلے عام مظاہرہ مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کسی مجلس میں مولوی محمد یعقوب نانوتوی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب ...... اس اعتقاد کی ایک مثال

بیان فرمایا کرتے تھے ہے تو فحش مگر ہے بالکل چسپاں۔ فرمایا کرتے تھے کہ عوام کے عقیدہ کی بالکل ایسی حالت ہے کہ جیسے گدھے کا عضو مخصوص بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ ہی نہیں۔ واقعی عجیب مثال ہے۔

الافاضات الیومیہ جلد چہارم ص۷

بے حیاؤں کی بے حیائی پر
ہے شریفوں کی آنکھ میں آنسو

معاذ اللہ استغفر اللہ! ظالم کی بے باکی اور جسارت دیکھئے کہ عقیدہ کی مثال کس چیز سے دے رہا ہے۔ پھر مزید ستم یہ ہے کہ اشرف علی تھانوی اس مثال کے بارے میں یہ بھی کہے کہ ہے تو فحش مگر ہے بالکل چسپاں۔ یہ خدا را بتلایئے! کیا یہ گالیوں کا انداز یہ گالیاں سنی علماء کی ہیں۔؟

کیا یہ بد تہذیبی یہ کیرآف فٹ پاتھ جیسی باتیں سنی علماء کی ہیں؟
کیا یہ بے شرمی یہ بے غیرتی علمائے اہلسنت و جماعت کی ہے؟

نہیں...... ہرگز نہیں

یہ گندی تہذیب علمائے دیوبند کی ہے۔ یہ گالیاں دیوبندی گروپ کے بڑے بڑے مولویوں کی ہیں۔ بزعم خویش ملت اسلامیہ کے ٹھیکیداروں کی یہ بے غیرتی ہے۔ نماز و کلمہ کا پرچار کرنے والی تبلیغی جماعت کے پیشواؤں کی یہ گندی اور نجس گفتگو ہے۔

ع آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

حوالہ نمبر۵ بانی کی نانی کا پاخانہ

ابھی تک تو باہر ہی باہر کی بات تھی۔ ذرا آگے بڑھئے اور گھروں کے اندر کا بھی حال دیکھئے۔ مولوی الیاس کاندھلوی تبلیغی جماعت کے بانی کی "نانی"

کا ذکر کرتے ہوئے مولوی عزیز الرحمٰن فاضل دیوبند رقم طراز ہیں۔

> امی بی حضرت مولانا محمد یحیٰی صاحب و حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی نانی ہوتی ہیں۔ نہایت عابدہ زاہدہ خاتون تھیں جس وقت انتقال ہوا تو ان کپڑوں میں کہ جن میں آپ کا پاخانہ لگ گیا تھا عجیب و غریب مہک تھی کہ آج تک کسی نے ایسی خوشبو نہیں سونگھی۔
>
> تذکرہ مشائخ دیوبند حاشیہ صفحہ ۴۲

غور فرمایئے عقل کا دیوالیہ نہیں تو اور کیا ہے۔ پاخانہ میں خوشبو۔ نانی کا پاخانہ نہ ہوا عطر ساز فیکٹری ہوگئی۔ پھر نادان یہ بھی لکھ جاتے ہیں کہ آج تک کسی نے ایسی خوشبو نہیں سونگھی۔ مطلب یہ کہ آج بھی وہ پاخانہ ان کے پاس محفوظ ہے اور ہر خوشبو کے ساتھ اس کا موازنہ جاری ہے کہ توازن اور بیلنس برابر ہے یا نہیں۔

کوئی شخص روزانہ دو کیلو زعفران کھا جائے اور روزانہ چار تولہ عطر حنا" عطر شمامہ پی جائے پھر بھی پاخانہ میں خوشبو بعید از عقل ہے۔ مگر کیا کہئے دیوبندی گروپ کے۔ یہ کسی اور کا پاخانہ تھوڑی ہے نانی کا پاخانہ ہے۔ وہ بھی تبلیغی جماعت کے بانی کی نانی کا پاخانہ ہے۔

رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے مبارک پسینہ کی خوشبو (جس سے مدینہ منورہ کی گلیاں مہک اٹھیں نسلیں مہک گئیں) کا انکار کرنے والے دیوبندی گروپ پر خدا کی لعنت پھٹکار رسول کائنات کے مبارک پسینہ کی خوشبو کا انکار تو نانی کے پاخانہ میں خوشبو کا اقرار۔ ع

تازگی فکر کی کبھی نہ گئی
جب سنائی نئی سنائی بات

یہ تو نانی کے پاخانہ میں صرف خوشبو کی بات تھی۔ آگے بڑھئے تو ایک منظر اور دیکھئے۔ دیوبندیوں کی گندی اور نجس اور ناپاک تہذیب کا آخری نمونہ ملاحظہ فرمایئے۔

دیوبندیوں کا تبرک

ابھی آپ نے نانی کے پاخانہ کی مہک دیکھی۔ اب اسی پاخانہ کو تبرک بنا کر رکھنے کی بدبودار داستان بھی ملاحظہ فرمایئے۔

ان ہی نانی کا ذکر کرتے ہوئے مولوی عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں۔

> جس مریض کو تین سال مرض اسہال میں اس طرح گزریں کہ کروٹ بدلنا بھی دشوار رہا اس کے متعلق یہ خیال بے موقع نہ تھا کہ بستر کی بدبو دھوبی کے یہاں بھی نہ جائے گی۔ مگر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ غسل کیلئے چارپائی سے اتارنے پر پوتڑے (پاخانہ لگے ہوئے کپڑے) نکالے گئے جو نیچے رکھ دیئے جاتے تھے تو ان میں بدبو کی جگہ خوشبو اور ایسی نرالی مہک پھوٹی تھی کہ ایک دوسرے کو سونگھاتا اور ہر مرد و عورت تعجب کرتا۔ چنانچہ بغیر دھلوائے ان کو تبرک بنا کر رکھ لیا گیا۔
>
> تذکرۃ الخلیل ص ۹۶ و ۹۷

سچ فرمایا قرآن نے اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ خبیث لوگ خبیث چیزوں کے لئے خبیث چیزیں خبیث لوگوں کیلئے نادانوں نے پاخانہ لگے ہوئے کپڑوں کو پھینکنے یا دھلوانے کے بجائے ویسے ہی نجاست و غلاظت آلودہ تبرک بنا کر رکھ لیا۔ یہ تو ہم اہلسنت و جماعت کے نصیبے اور تقدیر کی بات ہے کہ اولیائے کرام کے آستانوں کا صندل و گلاب عطر و کیوڑہ ہمارا تبرک۔ اور نانی کا پاخانہ لگے کپڑے دیوبند کا تبرک۔ جیسے کو تیسا اسی کا نام ہے۔

آیت ۱

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

(دسواں پارہ ۱۳واں رکوع۔ سورہ توبہ) (ترجمہ سیدنا مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آیت ۲

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۝

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ دنیا اور آخرت میں۔ اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے

(۲۲ واں پارہ ۔۔ واں رکوع۔ سورۂ احزاب) (ترجمہ سیدنا مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

کس قدر واضح اور صاف اعلان ہے کہ آقائے کائنات رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا اور تکلیف دینے والے پر اللہ کی لعنت اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

اب اس سے زیادہ اور کیا ایذا ہوگی کہ رسول محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چمار سے ذلیل کہا جائے۔ دیوبند میں اردو پڑھائی جائے معلم کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو جانوروں کے جیسا کہا جائے، اور شیطان کے علم سے کم بتایا جائے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

دلوں کا عالم بدلنے کیلئے یہ دو آیات ہی کافی ہیں۔ لیکن آیئے! مزید دو آیات مبارکہ کی تلاوت کیجئے اور عدالت ربانی کے عظیم تر فیصلے کی روشنی میں دلوں کی دنیا کا جائزہ لیجئے ۔

اگر نصیب ہو فکر و نظر کا سرمایہ
غم حیات کی قیمت وصول ہو جائے۔

اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دور رہنے پر انعام الٰہی

آیت ۳

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔ اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا۔ اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ اور انہیں باغوں میں لے جائے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

(۲۸ واں پارہ۔ سورۂ مجادلہ رکوع ۳)

اللہ اللہ کس قدر واضح فیصلہ ہے کہ ایمان والے کسی حال میں اللہ و رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں سے دوستی نہیں کر سکتے چاہے وہ ان کے ماں باپ بیٹے بھائی اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ صرف یہی نہیں کہ فیصلہ صادر ہوا مگر جزا کا اعلان نہ ہوا نہیں بلکہ عظیم ترین جزا بھی ظاہر فرمائی گئی۔ اب جو ان دشمنوں سے دوستی کرے ان کی سزا سنئے۔

آیت ۴

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَکُمْ وَاِخْوَانَکُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوْا

اے ایمان والو اپنے باپ، اور بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند

اَلْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ ط وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْکُمْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ہ کریں۔ اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالموں میں ہے۔

(۱۰واں پارہ۔ سورۂ توبہ۔ رکوع ۳)

قرآنی عدالت کے ان اہم ترین اور قیامت تک نہ بدلنے والے عظیم فیصلوں کے بعد آگے بڑھئے اور رحمت ہر دو عالم، سرورِ محترم۔ رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ رحمت میں حاضری دیجئے۔

اس زمین کی سب سے اہم سب سے عظیم سب سے سچی عدالت عدالتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء

اور

اس عظیم عدالت کے گیارہ اہم فیصلے

سامانِ بخشش

۵۴ ۔۔۔۔۔۔ ۱۲

تاجدارِ اہلسنت شہزادۂ اعلیٰحضرت حضور مفتی اعظم ہند نوری

۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء ولادت ۔۔۔۔۔۔ وصال ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء

باہتمام سید شاہ تراب الحق قادری

ناشر

مصلح الدین پبلی کیشنز کراچی

میمن مسجد، مصلح الدین گارڈن کراچی

مخبرِ صادق

عالمِ ما کان و ما یکون

رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے

ایمان افروز فیصلے

ورق الٹئے اور احادیثِ کریمہ کی روشنی میں دشمنانِ خدا و رسول کی سزا اور ان سے نفرت و بیزاری پر عظیم جزا ملاحظہ فرمائیے۔

اللہ کے حبیب اعظم مالک و مختار سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱

من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان

(رواہ ابوداؤد عن ابی امامۃ والترمذی عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

یعنی جس نے اللہ کیلئے اللہ والوں سے محبت کی اور اللہ کیلئے اللہ کے دشمنوں سے بغض و نفرت رکھی اور اللہ کیلئے ایمان والوں کو دیا اور دشمنانِ خدا و رسول کو دینے سے اللہ کے لئے ہاتھ روکا تو یقیناً اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا۔

حدیث نمبر ۲

ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم وان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم ولا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تؤاکلوھم ولا تناکحوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم۔

(رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ و ابو داؤد عن ابن عمر وابن ماجۃ عن جابر وابن حبان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین)

یعنی اگر بد مذہب بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ اور اگر وہ مر جائیں تو جنازے پر حاضر نہ ہو۔ اور جب انہیں ملو تو سلام نہ کرو اور ان کے پاس نہ بیٹھو۔ ان کے ساتھ پانی نہ پیو۔ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ۔ ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔ ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔

حدیث نمبر ۳

المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل۔

یعنی آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو تم میں سے ہر ایک کو دیکھ بھال کرے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی کرتا ہے

(رواہ الامام احمد والترمذی وابوداؤد والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حدیث نمبر ۴

یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباءکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔

(رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی آخر زمانے میں بہت سے دجال بڑے دھوکہ باز اور جھوٹے ہوں گے وہ تم کو حدیثیں بنا کر سنائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپ دادا نے سنی ہوں گی۔ تو ان سے دور رہنا اور ان کو اپنے سے دور رکھنا کہیں وہ لوگ تم کو حق سے بہکا نہ دیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔

حدیث نمبر ۵

ان اللہ عزوجل اختارلی اصحابا فجعلھم اصحابی واصھاری وانصاری وسیجئ من بعدھم قوم ینقصونھم ویسبونھم فان ادرکتموھم فلا تناکحوھم ولا تؤاکلوھم ولا تشاربوھم ولا تصلوا معھم ولا تصلوا علیھم۔

(رواہ الدارقطنی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بے شک میرے لئے اللہ تعالیٰ نے اصحاب چنے تو انہیں میرے رفیق اور میرے سسرالی اور میرے مددگار کیا اور عنقریب ان کے بعد کچھ لوگ آئیں گے کہ ان کی شان گھٹائیں گے اور انہیں برا کہیں گے تم انہیں پاؤ تو ان سے شادی بیاہ رشتہ داری وغیرہ نہ کرنا۔ نہ ان کے ساتھ کھانا کھانا نہ پانی پینا نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا اور نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھنا۔

حدیث ۶

لاتقولوا للمنافق یاسید فانه ان یکن سیداً فقد اسخطتم ربکم عزوجل۔

(رواہ ابوداؤد والنسائی عن بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی منافق بدمذہب کو اے سردار کہہ کر نہ پکارو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہوا تو بیشک تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کیا۔

حدیث ۷

من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام۔

(رواہ ابن عدی وابن عساکر عن ام المومنین عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

یعنی جو کسی بدمذہب کی تعظیم وتوقیر کرے اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔

حدیث ۸

لایقبل اللہ لصاحب بدعة صلاةً ولاصوما ولاصدقة ولاحجا ولاعمرة ولاجهادا ولاصرفا ولاعدلا یخرج من الاسلام کما یخرج الشعرة من العجین۔

(رواہ ابن ماجہ والبیھقی عن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نہ کسی بدمذہب کی نماز قبول کرے نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ عمرہ نہ نفل نہ فرض بدمذہب دین اسلام سے نکل جاتا ہے۔ جیسے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

اہم ترین احادیث مبارکہ

عظیم جزء ۲

حدیث ۹

ان من عباد اللہ لاناسا ماھم بانبیاء ولا شھداء یغبطھم الانبیاء والشھداء یوم القیٰمة بمکانھم من اللہ۔ قالوا یارسول اللہ تخبرنا من ھم۔ قال ھم قوم تحابوا بروح اللہ علی غیر ارحام بینھم ولا اموال یتعاطونھا فواللہ ان وجوھھم لنور وانھم لعلی نور لایخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس وقرء ھذہ الآیة الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

(رواہ ابوداؤد عن عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں کچھ ضرور کچھ ایسے لوگ ہیں جو نہ تو انبیاء ہیں نہ شہداء لیکن قیامت کے دن اللہ کی طرف سے جو رتبہ اور منزلت انکو ملے گی اس کے سبب حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہدائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جو ان لوگوں پر فضل کلی میں بدرجہا بلند وبالا ہیں) وہ بھی ان کے اس فضل جزئی پر رشک فرمائیں گے (کہ کاش یہ فضل جزئی ہم کو بھی ملتا) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور ہم کو خبر دیں کہ وہ کون لوگ ہیں۔ حضور رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے نہ اپنے آپس کے رشتوں کی بنا پر نہ ان مالوں کے سبب کہ جن کا آپس میں لین دین کرتے ہوں بلکہ صرف کتاب اللہ اور محبت الٰہی کی بنا پر

آپس میں ایک دوسرے سے دوستی و محبت رکھی۔ تو خدا کی قسم بیشک ضرور ان کے چہرے پر نور ہوں گے۔ اور بیشک ضرور وہ لوگ نور پر ہوں گے۔ وہ لوگ نہ ڈریں گے جب لوگ ڈرتے ہوں گے۔ اور نہ ان کو رنج و غم ہوگا جب لوگ رنج و غم میں مبتلا ہوں گے پھر حضور نے آیت کریمہ الا ان اولیاء اللہ تلاوت فرمائی۔ یعنی سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ وہ غمگین رہیں گے۔

حدیث نمبر ۱۰

من اعرض عن صاحب بدعة بغضا له ملأ الله قلبه أمنا وايمانا ومن انتهر صاحب بدعة امنه الله تعالى يوم الفزع الاكبر ومن اهان صاحب بدعة رفعه الله في الجنة مائة درجة ومن سلم على صاحب بدعة او لقيه بالبشرى او استقبله بما يسره فقد استخف بما انزل على محمد۔

(رواہ الخطیب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

یعنی جو کسی بد مذہب کو اس کی بد مذہبی کی وجہ سے دشمن جان کر اس سے منہ پھیرے اللہ تعالیٰ اس کا دل امان اور ایمان سے بھر دے گا۔ اور جو کسی بد مذہب کو جھڑکے اللہ تعالیٰ اسے اس بڑی گھبراہٹ کے دن امان دے۔ اور جو کسی بد مذہب کی تذلیل و تحقیر کرے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے سو درجے بلند فرمائے۔ اور جو کسی بد مذہب کو سلام کرے یا اس سے خوشی کے ساتھ ملے یا اس کے سامنے ایسی بات کرے جس سے اس کا دل خوش ہو تو اس نے ہلکی جانی وہ چیز جو اتاری گئی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔

سخت ترین سزا

حدیث نمبر ۱۱

والذی نفسی بیدہ لیخرجن من امتی من قبورہم فی صورۃ القردۃ والخنازیر بما داہنوا فی المعاصی وکفوا عن النہی وہم یستطیعون۔

(منتخب کنز العمال جلد اول عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی خدا کی قسم ضرور کچھ لوگ میری امت کے اپنی قبروں سے بندروں اور سوروں کی صورت میں نکلیں گے گناہوں میں پالیسی بازی کرنے مداہنت برتنے اور نہی عن المعاصی سے چپ رہنے کے سبب۔ باوجودیکہ وہ حق بات کہنے اور بری بات سے منع کرنے کی طاقت رکھتے تھے۔

اللہ اکبر! آیات قرآنیہ اور احادیث مصطفویہ کی روشنی میں اندازہ لگائیے کہ کس قدر اہتمام کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کی تردید ان سے نفرت و بیزاری کا حکم اور اس فعل محمود پر عظیم ترین جزائیں اور گستاخانِ خدا و رسول کے ساتھ دوستی پر کس قدر سخت ترین سزاؤں کا حکم فرمایا گیا ہے۔

اور اس آخری حدیث مبارک نے تو دلوں کا عالم زیر و زبر کر دیا۔ باوجود طاقت کے حق بات کہنے سے زبان روکنے والوں دینی معاملات میں پالیسی اور صلح کلیت کی روش اختیار کرنے والوں کیلئے عبرت و موعظت کا مقام ہے۔ سچ فرمایا حضور سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین و ملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ✽ ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ✽ اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

آخری صفحہ

ہو اگر شوقِ طلب ڈھونڈھنے والوں میں تو پھر
سینکڑوں منزلیں راہوں کی غباروں میں ملیں

"خوابوں کی بارات" کی ان آخری سطروں کے لکھتے وقت میں گجرات کے تقریری پروگرام کے سلسلے میں سیدنا شاہ عالم کی نگری 'مدینۃ الاولیاء' سرزمین احمد آباد میں مقیم ہوں۔ اور احمد آباد کے عظیم دینی مجاہد محب محترم جناب رشید خان صاحب کے دولت کدہ پر یہ آخری صفحہ ترتیب دے رہا ہوں۔ احمد آباد کی سرزمین کے یہ مجاہد حق جو بزرگوں کے کرم سے اشاعتِ دین و سنیت کیلئے کسی بھی طرح کی قربانی دینے کو ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ خدائے قدیر اپنے محبوبین کے صدقہ میں ان کے گھرانے کو سدا بہار رکھے۔ اور فضل و عنایت و کرم کی چادر ان کے وان کے اہل و عیال کے سروں پر ہر وقت سایہ فگن رہے۔ آمین۔

اللہ اور اس کے محبوب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احسان و کرم کہ خوابوں کی بارات کی صورت میں میری برسوں کی تمنا پوری ہوئی۔ اور میں نے مخالفین اہلسنت کے گندے عقائد و اعمال ان کی ہی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ عوام کی عدالت میں پیش کر دیئے۔ فیصلہ میں دشواری نہ ہو نیز ذہن و فکر کو فیصلہ کرنے میں دوستوں رشتہ داروں کے چہرے رکاوٹ نہ ڈالیں اس لئے گفتگو کا آغاز آیاتِ قرآنیہ اور اختتام احادیث مبارکہ پر کیا ہے۔

میں نے پوری دیانت داری اور ذمہ داری کے ساتھ شاتمانِ رسول گستاخانِ نبی کا کیس آپ کی عدالت میں پیش کر دیا ہے۔ خیال رہے

اب میدانِ محشر میں آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ مولیٰ ہمیں معلوم نہ تھا۔ ہم جانتے نہ تھے نماز و کلمہ کے میک اپ سے سجے اور سنورے ہوئے گندے اور مکروہ چہرے بے نقاب ہو گئے ہیں۔ اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کے سرکش و باغی بالکل برہنہ ہو چکے ہیں۔

فیصلہ کیجئے! دین کے دشمنوں اور آقا کے غداروں کو پہچانئے۔ یاد رکھئے جو کلمہ پڑھنے کے بعد رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وفادار نہ ہو سکے وہ آپ کے اور ہمارے کیا وفادار ہوں گے۔ جس دریدہ دہن اور گستاخ و بے باک گروپ کا رشتہ رسول کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باقی نہ رہا اس گروپ کا رشتہ ہم سے کیا برقرار رہے گا۔

غور فرمایئے!! اور پھر ایک بار سن لیجئے کہ قبر سے حشر تک کوئی 'مولوی' کوئی امیر جماعت یا حضرت جی کام نہ آئیں گے۔ اس نفسی نفسی کے عالم میں تاجدارِ شفاعت مالک کوثر و جنت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی ہمدرد و غمگسار نہ ہوگا۔

رسول محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ عالی میں توہین کرنیوالوں کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت یہ بھی دھیان رہے کہ آج آپ کا فیصلہ آپ کے کاندھے کے دو فرشتے کراماً کاتبین درج کر رہے ہیں۔ اور یہی فیصلہ کل میدانِ محشر میں آپ کے سامنے ہوگا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا میں رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کے باغیوں، سرکشوں اور گستاخوں سے تعلق و رابطہ کی بنیاد پر کل رسول ذی شان علیہ التحیۃ والتسلیم یہ فرما دیں کہ دنیا میں ہمارے گستاخوں اور باغیوں سے دوستی و رابطہ رکھنے والے آج ہم سے دور رہیں۔

دل کی دھڑکنوں سے سوال کیجئے آخر خدانخواستہ کل امام الانبیاء سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم نے یہ فرما دیا تو عذابِ الٰہی سے کون بچائے گا؟ غضب و قہر الٰہی سے محفوظ و سلامت رہنے کی کیا صورت ہوگی؟

لہذا قرآن وحدیث کی روشنی میں تمام گستاخانِ بارگاہ رسالت ونبوت سے دور رہیے۔ اسی میں عقیدے اور ایمان کی سلامتی ہے۔ ؎

چھٹ جائے اگر دولت کونین تو کیا غم
چھوٹے نہ مگر ہاتھ سے دامان محمد

خدائے قدیر اپنے محبوبین کے صدقہ اور وسیلہ میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور حق کے متلاشیوں کیلئے چراغ ہدایت بنائے۔ نیز حق کی راہوں پر گامزن حضرات کیلئے مزید استحکام واستقامت کا سبب بنائے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ مادام القمران المیزان۔

خادم سنیت:۔ محمد منصور علی خاں قادری رضوی محبوبی۔
مقیم مدینۃ الاولیاء احمد آباد۔
خطیب سنی بڑی مسجد۔ ۱۲۶۔ ایم۔ آزاد روڈ۔ بمبئی ۸
۲ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۰ء
بروز دوشنبہ مبارکہ



کتابیات

اس کتاب کی ترتیب میں مندرجہ ذیل کتب واخبارات سے مدد لی گئی ہے۔

کتب اہلسنت	کتب وہابیہ دیوبندیہ
قرآن عظیم	تقویۃ الایمان
ترجمہ قرآن کنز الایمان	
تفسیر خزائن العرفان	اشرف التنبیہ
تفسیر نور العرفان	تحذیر الناس
مسلم شریف	حفظ الایمان
ترمذی شریف	براہین قاطعہ
ابو داؤد شریف	فتاویٰ رشیدیہ
بیہقی شریف	ارواح ثلاثہ
نسائی شریف	تذکرۃ الرشید حصہ اول ودوم
ابن ماجہ شریف	الافاضات الیومیہ
دارقطنی شریف	فتاویٰ میلاد شریف
کنز العمال	تذکرہ مشائخ دیوبند
شفا شریف	رسالہ الامداد
مجمع منورہ نجات	الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر
فتاویٰ حسام الحرمین	ملفوظات مولانا الیاس
الصوارم الہندیہ	اشرف التواریخ
حدائق بخشش حصہ سوم	تذکرۃ الخلیل

اخبارات

ہفت روزہ بلٹز بمبئی	ہفت روزہ ہجوم دہلی
ماہنامہ سُنی لکھنؤ	

مشاہدہ مولانا حشمت علی

۸۰ – ھ – ۱۳

سوانحِ شیرِ بیشۂ سُنّت

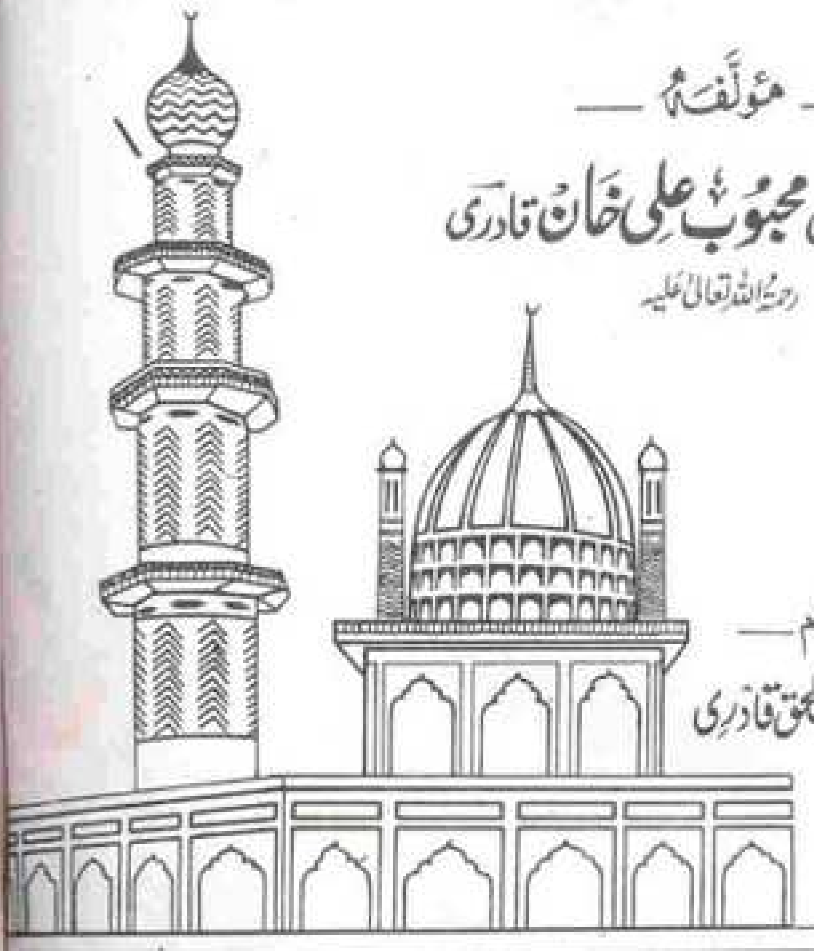
— مؤلفہ —

مولانا قاری محبوب علی خان قادری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

— باہتمام —

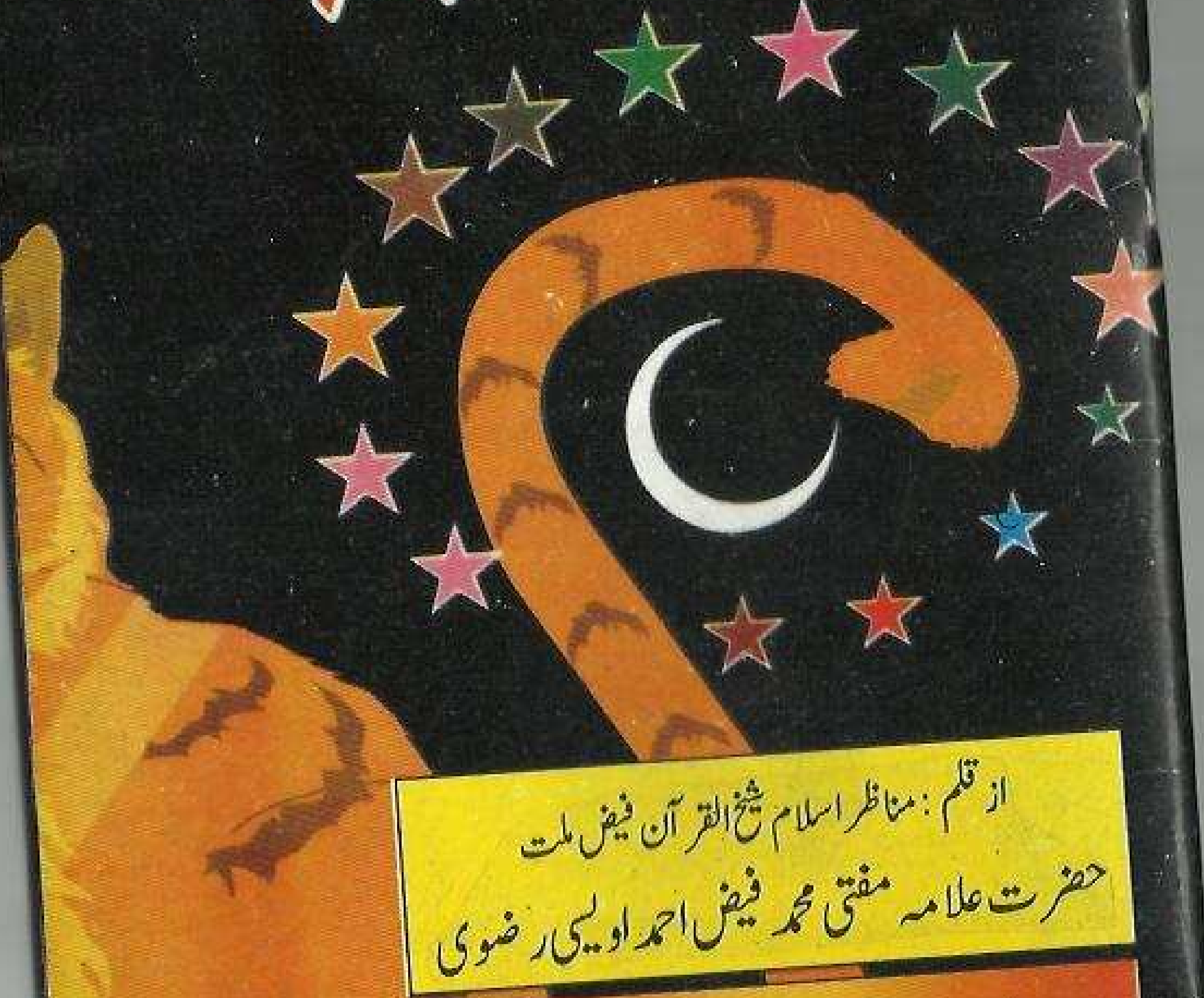
سید شاہ تراب الحق قادری



مُصلح الدّین پبلی کیشنز کراچی

میمن مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی ۲

بلی کے خواب میں چھیچھڑے



از قلم: مناظر اسلام شیخ القرآن فیض ملت

حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

باہتمام: عطاء الرسول اویسی

ناشر: مکتبہ اویسیہ رضویہ

جامع مسجد سیرانی روڈ بہاولپور پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد الک یاواھب العطیات علی ماولیتنا من نعمائک التامات ورز قتنا من الطیبات۔ ونصلی ونسلم افضل الصلوات واکمل التسلیمات' علی خیر البریات' المبعوث بالحجج والبینات وعلی اله وعترته الزکیته المنزھته عن الوسخات المطھر ۃ عن سمات الدناسات O

امابعد ! کتاب ھذا میں ان خوابوں کا بیان ہے جو کہ لوگوں نے خود گھڑے یا انہیں نیند میں دیکھا تو درحقیت اس کی اپنی حالت بد نظر آئی جسے اس نے اپنے لئے بہتری سمجھی حالانکہ دراصل اسے اس کی بدحالی سے آگاہ کیا گیا لیکن وہ بجائے عبرت حاصل کرنے کے خود کو کچھ کا کچھ سمجھا اسی لئے اس کا نام ہے۔ بلی کے خواب چھچھڑے' اس میں عوام کو تنبیہہ ہے کہ ایسے بدحال لوگوں کے خوابوں سے یقین کریں کہ یہ لوگ راندۂ درگاہ حق ہیں۔ خوابوں کو حق کی نشانی نہ سمجھیں بلکہ عبرت حاصل کریں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی حبیبه الکریم وعلی اله واصحابه اجمعین O (الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی)

انکشاف حقیقت !

سب کو معلوم ہے کہ خطہ ہند میں وہابیت پھر دیوبندیت مندرجہ ذیل صاحبان کی مرہون منت ہے

اول : مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی بانی وہابیت فی الہند

دوم : مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی' بانی مدرسہ دیوبند

سوم : مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی' سرپرست دیوبند و قطب دیوبند

چہارم : مولوی خلیل احمد صاحب' انبیٹھوی' صدر مدرسہ سہارنپور

پنجم : مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی مجدد و حکیم فرقہ دیوبندیہ

امام احمد رضافاضل بریلوی قدس سرہ سے پہلے بھی ہزاروں علماء مشائخ نے اسماعیل' دہلوی اور وہابیت کی تردیدیں کیں لیکن امام احمد رضافاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ کی طرف سے کچھ ایسی غیبی تائید تھی کہ اب لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہابیت اور دیوبندیت کا بیڑا غرق کیا ہے تو امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اور یہ خیال کسی حد تک صحیح بھی ہے کہ مذکورہ بالا ائمہ وہابیت و

دیوبندیت کے ساتھ قادیانیت کو امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے عرب و عجم کے علماء و مشائخ سے متعارف کرا کر ان تمام کو عرب و عجم میں رسوا و ذلیل کیا۔ اب حق تو یہ تھا کہ ان میں سے جو بھی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں تھے۔

مثلاً رشید احمد گنگوہی و اشرفعلی تھانوی و خلیل احمد انبیٹھوی' یہی صاحبان امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف (جو سینکڑوں کی تعداد میں ان کے زمانہ میں چھپ کر منظر عام پر آ گئیں) سے غلطیاں نکالتے اگر ان میں کوئی خامی تھی تو عوام کو آگاہ کرتے حالانکہ امام احمد رضا نے ان کی زندگی کو موت سے بدل دیا تھا۔ اعلیٰ حضرت کی حیات میں ہی مولوی اشرفعلی تھانوی اور اس کے معتقدین صرف اپنی صفائی دیتے رہے۔ خود تھانوی نے اپنی صفائی میں کئی رسالے لکھے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے عرب میں اعلیٰ حضرت کی تردید کے بجائے اپنے مذہب کی صفائی لکھ ماری۔ اس کے بعد والے بیشتر فضلائے دیوبند کو علمی ٹھیکیداری کے باوجود اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تردید کی توفیق نہ ہوئی۔ مولوی حسین احمد کانگریسی نے بھی الشہاب الثاقب لکھی تو اعلیٰ حضرت کو درجنوں گالیاں تو دیں لیکن آپ کے علمی قلعہ کے نزدیک جانے سے خوفزدہ رہا بلکہ اس نے بھی الشہاب الثاقب میں اپنے مذہب کی صفائی پر اکتفا کیا اس طرح منظور اسبھلی وغیرہ کا حال رہا۔ چودھویں صدی کے اواخر میں چند نوگروں نے اپنے اہل مذہب سے رسوائی سے بچنے کی خاطر اعلیٰ حضرت کے خلاف قلم اٹھایا تو سوائے بہتان تراشیوں یا عبارت کی تحریف کے بعد تردید کا طوفان بپا کیا لیکن ناکام رہے۔ اسی دوران فقیر کا یہ رسالہ بلی کے خواب چھیچھڑے' فقیر نے تیار کیا اور بھی بکثرت رسائل مذہب دیوبند میں فقیر کے قلم سے نکلے۔ اس صدی پندرھویں میں نئی چال چلے ہیں کہ اہلسنت بریلوی عقائد کا لباس پہن کر اعلیٰ حضرت کے مذہبی بندھ کو توڑنے کے درپے ہیں۔ ان میں طاہر القادری' کوہر شاہی' سیف الرحمن اور مولوی غلام رسول سعیدی وغیرہ وغیرہ نمایاں ہیں۔ لیکن یہ اعلیٰ حضرت کی کرامات سمجھیے کہ ان کا اپنا شعر ان کے لئے بھی صادق آتا ہے کہ۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

وجہ تالیف !

۱۹۷۰ء میں مولوی عبدالکریم شاہ بٹی ساکن ڈیرہ غازی خان نے ملکانی بنگلہ ضلع رحیم یار خان میں مناظرہ کے لئے اہلسنت بریلوی کو للکارا اور تاریخ کا تعین بھی خود کیا۔ یہ ملکانی بنگلہ فقیر کے آبائی گاؤں کے نزدیک ہے اسوقت فقیر بہاولپور ہجرت کر کے ایک مدرسہ دینی کی تعمیر اور تعلیم و تدریس میں

مصروف ہے۔ رہا ملکانی بنگلہ کے احباب فقیر کے ہاں بہاولپور پہنچ کر صورت حال سنائی فقیر نے کہا تاریخ معین میں تم جلسہ میلاد شریف کا اعلان کر دو۔ فقیر حاضر ہو جائے گا۔ چونکہ اس سے قبل مولوی عبدالستار تونسوی فقیر کے مناظرہ سے بری طرح ذلیل ہوا تھا اور یہ دیوبندی فرقہ کا مناظر اعظم سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے مولوی عبدالکریم شاہ فقیر کا نام سن کر میدان میں تو نہ آیا۔ لیکن حسب عادت بزدلی دکھائی کہ مسلک اہلسنت کے خلاف ایک اشتہار شائع کیا۔ اس میں امام احمد رضا خان بریلوی پر کیچڑ اچھالا۔ فقیر نے مختصر جواب لکھ کر دیوبندیوں کے خوابوں کا ذکر کیا ہے۔ تاکہ عوام اہل اسلام سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ جس پارٹی کے خوابوں کا یہ حال ہے ان کے خیالوں کا حال کتنا برا ہو گا پھر ان کا کردار و گفتار کیسی زبوں سے زبوں تر ہو گی

دیوبندی کے دجل و فریب کے نمونے !

عبدالکریم شاہ کے اشتہار میں ایک عنوان ہے 'بریلویوں کے ڈھول کا پول' اس سے چند خیانتیں اور دھوکے مع جوابات ملاحظہ ہوں

رضوی زادے پر کنجری فدا !

ایک دن رضا علی نے کوچہ سیتارام سے گزر کیا ایک ہندوانی بازاری طوائف نے آپ پر رنگ چھڑک۔

جواب : اگر دھوکہ شاہ عبدالکریم عبارت میں خیانت نہ کرتا تو اس کا دھوکہ ظاہر ہو جاتا اس عبارت کے اگلے الفاظ یہ ہیں 'یہ کیفیت شارع عام پر ایک جوشیلے مسلمان نے دیکھتے ہی بالا خانے پر جا کر تشدد کرنا چاہا مگر حضور (اعلیٰ حضرت کے دادا جان) نے اسے روکا اور فرمایا' بھائی ! اس نے مجھ پر رنگ ڈالا ہے خدا اسے رنگ دے گا' یہ فرمانا تھا کہ وہ طوائف بے تابانہ قدموں پر آ کر گر پڑی' معافی مانگی اور اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوئی۔ حضرت نے اسی وقت اس نوجوان کے ساتھ عقد کر دیا' بتایئے اس میں کیا خرابی ہے؟ مسلمانو سوچو دیوبندی خان کو اس بات کا دکھ ہوا کہ وہ ہندوانی طوائف مسلمان کیوں ہو گئی اگر یہ غلط ملاں پوری عبارت نقل کر دیتا تو اس کا فریب ظاہر ہو جاتا۔

کنجروں کے مجرے !

دھوکے شاہ عبدالکریم نے "کنجروں میں مجرے" کے عنوان سے ایک اور بکواس ماری ہے۔ لکھتا ہے' مذکور رضا علی خان نے ایک عزیز وارث علی خان کو کچھ رقم دی وہ شخص آزاد طبع تھا چنانچہ رقم لے کر کنجری کے پاس گیا دیکھا کہ وہاں مجرے میں آپ کا عصا اور چھتری رکھی ہے اسی طرح دوسرے اور

تیرے بالا خانے میں بھی چھتری اور عصا موجود ہے۔

جواب : تعجب ہے کہ دھوکہ شاہ نے اس کرامت افروز واقعہ کو بھڑووں کی طرح مزے لے لے کر غلط رنگ میں پیش کیا ہے اور اصل عبارت کے الفاظ بھی بدل دیئے ہیں تاکہ بے ایمانی میں کسر نہ رہ جائے حالانکہ بات صرف اتنی ہے کہ جہاں بھی وہ نوجوان بری نیت سے گیا حضرت رضا علی صاحب علیہ الرحمۃ کی چھتری اور عصا کو موجود پایا اور وہ زنا سے بچ گیا۔ بتایئے اس میں کیا مجروں میں مجرے ہیں ؟ شاید ملاں جی کو رنج ہوا کہ وہ نوجوان مسلمان گناہ سے کیوں بچ گیا۔؟

بانی بریلویت کی ضد اور شرارت !

دھوکہ شاہ لکھتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عمر(۵-۶) سال تھی کہ کنجریوں کو دیکھ کر کرتے کا دامن منہ پر ڈال کران کے سامنے ننگا ہو جاتا تھا۔ استاد کے اصرار کے باوجود الف ل نہ کہا اور اسے استاد کہتا تھا کہ تو بندہ ہے یا جن۔

جواب : یہ مولوی عبدالکریم کی اپنی خبیث ذہنیت ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کو یہ لکھ رہا ہے کہ وہ کنجریوں کو دیکھ کر ننگا ہو جاتا تھا حالانکہ یہ صرف ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کمسنی میں (۴-۵)سال کی عمر میں لمبا کرتا پہنے گھر کے دروازے پر کھڑے تھے کہ اتفاقاً بازاری عورتیں اس طرف سے گزریں مگر اعلیٰ حضرت نے کمال شرم و حیا سے اپنے کرتے کا دامن اٹھا کر آنکھوں پر ڈال لیا اور ان کو دیکھنا پسند نہ فرمایا۔ پھر کنجریوں نے اعتراض کیا کہ واہ تمہیں جو چیز چھپانے کی ہے وہ کھول رہے ہو اور آنکھیں چھپا رہے ہو۔ اعلیٰ حضرت نے ایام کمسنی میں جواب دیا کہ "ہاں پہلے نظر بہکتی ہے پھر نفس بہکتا ہے میں نے اس لئے آنکھوں پر کپڑا ڈال لیا کہ کچھ نظر ہی نہ آئے" یہ واقعہ ہے مگر دھوکہ شاہ اپنے عناد سے مجبور ہو کر غلط رنگ میں پیش کر رہا ہے اور رتی بھر شرم و حیا محسوس نہیں کرتا۔ نیز دھوکہ شاہ نے ایک واقعہ الف ل پڑھنے کا ذکر کیا ہے حالانکہ وہ واقعہ الف ل کا نہیں لام ۔ الف پڑھنے کا ہے مگر بے ایمانی ہر وقت دھوکہ شاہ کے ساتھ رہتی ہے۔ رہا یہ کہ استاد کے بار بار کہنے پر اعلیٰ حضرت نے لام۔ الف کیوں نہ پڑھا تو جواب اسی جگہ موجود ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا یہ تو پڑھ چکے ہیں۔ "وہ تھانوی گنگوہی کی طرح کند ذہن تو تھے نہیں کہ ایک سبق بار بار پڑھتے رہتے اور یاد ہی نہ کرتے باقی رہا اعلیٰ حضرت کے استاد انہیں کہتے تھے کہ تم جن ہو تو وہ یوں ہے کہ جب اعلیٰ حضرت کے استاد محترم آپ کو سبق دیتے تو آپ یاد کر کے سنا دیتے تو اس حیرت انگیز ذہانت کو دیکھ کر ایک روز استاد صاحب فرمانے لگے "احمد میاں" تم یہ تو کہو' تو آدمی ہو یا جن مجھے پڑھانے میں دیر لگتی ہے تم کو یاد کرنے میں دیر نہیں لگتی۔ "بتایئے ایسا کہنے میں کونسی خرابی ہے؟ دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی کے متعلق تمہارا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ "وہ شخص ایک مقرب فرشتہ تھا جو

انسانوں میں ظاہر کیا گیا" (ارواح)

رضوی ڈھول زنانخانے میں !

بھگوڑے شاہ اور دھوکے شاہ نے لکھا ہے کہ !

احمد رضا اکثر زنان خانے میں رہتا تھا حتیٰ کہ خطوط اور فتویٰ بھی لکھتا تھا۔

جواب : اگر بغض و عناد سے دل جل نہ گیا ہو تو بتایئے اس پر کیا اعتراض ہے ؟ اپنے گھر میں خطوط ہر آدمی لکھتا ہے ہر مسلمان اپنے گھر میں زنان خانہ میں جہاں گھر کی عورتیں رہتی ہیں نماز بھی پڑھتا ہے قرآن عظیم کی تلاوت بھی کرتا ہے' اس میں کیا خرابی ہے' کہیں دھوکہ شاہ نے یہ تو نہیں سمجھ لیا کہ دیوبندیوں کے زنان خانے میں خطوط اور فتاویٰ لکھتے تھے۔

غباوت میں کمال !

دھوکہ شاہ بھگوڑے شاہ لکھتا ہے کہ ! جب احمد رضا چلتا تھا تو جوتے کی چاپ بھی سنائی نہ دیتی تھی اور غباوت کا یہ عالم تھا کہ عینک آنکھوں سے چڑھا کر ماتھے پر رکھ دیتا مگر بعد میں ادھر ادھر تلاش شروع کر دیتا۔

جواب : بتایئے یہاں ایسی بدزبانی کا کون سا موقع تھا' سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ' کا یہ عمل مبارک احادیث مبارکہ کے مطابق تھا (خدا کی زمین پر اکڑ کر مت چلو) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ' مسجد میں چلتے تو پنجوں پر بار ہوتا اور ایڑی زور سے نہ مارتے اس قسم کی متعدد روایات ملتی ہیں۔ مگر دھوکہ شاہ مغلوب الغضب ہو کر اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر چور کی چال قرار دے رہے ہیں اگر یہ چور کی چال ہے تو آپ موٹے موٹے بوٹ پہن کر پولیس والوں کی چال چل لیا کریں۔ باقی رہا عینک کو آنکھوں پر چڑھانا اور پھر خیال سے اتر جانا یاد نہ رہنا بتقاضائے بشریت ممکن ہے۔ اس میں کون سا ضروریات دین کا انکار ہے۔ بلکہ ایسی بھول پر تو احادیث مبارکہ میں بھولنے والے کو اجر و ثواب کی بشارت دی گئی ہے۔ اعلیٰ حضرت کو اس عمل سے اجر و ثواب اور دھوکہ شاہ کو دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب۔

حقہ و پان !

دھوکے شاہ مولوی عبدالکریم نے بے لگام ہو کر حقہ اور پان کا بھی مذاق اڑایا ہے۔

جواب : حالانکہ حقہ و پان کے حرام ہونے پر کسی بھی فرقہ کے کسی عالم نے فتویٰ نہیں دیا ہے خود بانی مدرسہ دیوبند محمد قاسم نانوتوی اپنے ہاتھ سے اپنے مہمانوں کو چلم بھر کر حقہ پلاتے تھے (سوانح قاسمی جلد اول ۳۶۸) دیوبندی مذہب قطب مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں "حقہ پینا مباح ہے" "سوال

حقہ پینا کیسا ہے۔ پان میں تمباکو کیسا ہے؟

جواب : حقہ پینا تمباکو (پان میں) کھانا درست ہے (فتویٰ رشیدیہ ۴۴۳) انگریزی حکیم الامت نے اغلاط العوام ۴ پر حقہ کے پانی کو پاک بتایا ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حقہ کے پانی سے مسئلہ اس وقت بتایا ہے جب دوسرا پانی اصلاً نہ ملے۔ حقہ کا پانی نجس نہیں خواہ رنگ بو مزہ بدل جائے اس پانی کے ہوتے ہوئے تیمم جائز نہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے یہ نہیں فرمایا ہر روز پانچ وقت حقہ کے پانی سے وضو کیا کرو۔

ہندو کا احترام

دھوکہ شاہ نے ابلیسی قیاس کے پیش نظر لکھا کہ احمد رضا گائے کا گوشت نہ کھاتا تھا۔ ہندوستان کو دارالسلام قرار دیا تھا۔ ہندو کی دیوالی کی مٹھائی نصیب غازی سمجھتا تھا۔

جواب : مقام حیرت ہے کہ ہندوؤں کے پٹھو کانگریس کے ایجنٹ حسین احمد مدنی کا چیلہ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جیسے دو قومی نظریہ کے علمبردار ہندو مسلم اتحاد کے دشمن کو ہندوؤں کے احترام کا الزام دے رہا ہے۔ سچ ہے بے حیاباش ہرچہ خواہی کن۔ گائے کا گوشت حلال ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت نے اپنی متعدد تصانیف میں تصریح فرمائی لیکن گائے کا گوشت کھانا فرض یا واجب نہیں۔ حضور اقدس ﷺ کا تناول فرمانا بھی ثابت نہیں۔ دھوکے شاہ مولوی عبدالکریم یا اس کے کسی ہمنوا میں دم خم ہو تو ثابت کرے۔ اعلیٰ حضرت نے اس کو حرام قرار نہ دیا بلکہ حیات اعلیٰ حضرت ۹ پر گائے کا گوشت بھری پوریاں کھانا بھی ثابت ہے اور ملفوظات (جلد اول ۲۹) پر گائے کے گوشت کے متعلق ہے" وہ قطعاً حلال اور نہایت غریب پرور گوشت ہے" اسی طرح ہندوستان کو دارالسلام کہنا بھی باعث طعن و الزام نہیں ہے اگر عبدالکریم جاہل اپنے اکابر کی کتب سے واقف ہوتا تو زبان درازی کرکے مذاق نہ اڑاتا کیونکہ دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے تحذیر الاخوان (۸-۹-۱۰-۲۰-۵۵) پر بار بار ہندوستان کو دارالسلام تسلیم کیا ہے۔ ایک جگہ لکھتا ہے ترجیح (ہندوستان کے) دارالسلام ہونے کی ہی دی جائے گی اس صورت میں بھی ہندوستان دارالسلام ہوگا" (تحذیر الاخوان ۹) باقی رہی ہندوؤں کی دیوالی کی مٹھائی تو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اس کو تبرک قرار نہ دیا بلکہ فرمایا یہ سمجھ کر لے "مال موذی نصیب غازی" بتایئے اس میں کیا شرعی خرابی ہے لیکن ہم ثابت کرتے ہیں کہ ہندوؤں کی ہولی دیوالی کی مٹھائی اور کھانا تو خود دیوبندی چٹ کرتے رہے ہیں۔ مولوی گنگوہی سے کسی نے سوال کیا" ہندو تہوار ہولی دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیل یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟" جواب دیا درست ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ۲۷۳ از رشید گنگوہی)

ڈھول کی پیٹ پوجا!

دھوکے شاہ عبدالکریم نے توشہ جیلانی اور میلاد شریف کی شیرنی کا بھی مذاق اڑایا ہے اور لکھا ہے کہ میلاد کی شیرنی آنے پر آپ کھڑے ہو جاتے اور یا پلیٹ سلام علیک یا دیگ سلام علیک

جواب ! دھوکے شاہ کی اس بیہودہ گفتار سے واقعی دیوبندی خوش ہوئے ہوں گے ان میں ایک مسخرہ ایکٹر بھی ہے۔ ہم اس کے جواب میں صرف اتنا کہتے ہیں کہ دھوکے شاہ عبدالکریم سوالاکھ مرتبہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے تاکہ شیخ نجدی اور دیو لعین دور ہو جھوٹ پر جھوٹ مارنا دیوبندی دھرم ہی کا طرۂ امتیاز ہے ہم ملاں جی کو ہزار روپیہ انعام دیں گے اگر وہ یہ شعر مصرعہ یا پلیٹ سلام علیک اور یہ پوری عبارت اعلیٰ حضرت کی کسی کتاب سے دکھادے۔ باقی رہا میوہ گندم مصری شکر بھی بادام پستہ کشمش وغیرہ کا حلوہ اگر ملاں دھوکے شاہ جی کو پسند نہیں ہے اور یہ بدعت و حرام ہے تو پھر کوا۔ بکرے کے کپورے وغیرہ کھایا کرے کیونکہ دیوبندی مذہب کے قطب مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ ۵۳۶ پر زاغ معروفہ مشہور کالا کوا کھانا ثواب بتایا ہے اور فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ۱۵۰ میں ہے کہ گائے کی اوجھڑی اور بکرے کے کپورے کھانے جائز ہیں اور ارواح ثلاثہ ۲۷۱ زیر حکایت ۲۴۴ ہے کہ جب بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی مرنے لگا تو کہنے لگا" کہیں سے ککڑی لاکر کھلاؤ یہ ہیں دیوبندیوں کی غذائیں پسند اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا۔ دھوکہ شاہ کی بے ایمانی اور دھوکے تو یہیں سے ثابت ہیں کہ جب حلوے کی دیگ پک جاتی ہے تو بغداد کی طرف منہ کرکے فاتحہ پڑھتے اور ہضم و ختم کر دیتے۔

یہ بہتان پڑھ کر قارئین سوچیں کہ کیا یہ لوگ بے شرمی اور بے حیائی کو اپنا کمال سمجھتے ہیں لیکن مجبور ہیں جب یہ نبی علیہ السلام پر بہتان تراشنے میں عار نہیں سمجھتے تو اعلیٰ حضرت ان کے لئے کچھ بھی نہیں۔

وصیت اعلیٰ حضرت!

دھوکے شاہ عبدالکریم نے وصیت کا عامیانہ انداز میں مذاق اڑایا ہے دودھ کا برف' مرغ کی بریانی' مرغ پلاؤ' شاہی کباب' پراٹھے' بالائی' فیرنی' ارد کی پھریری دال' گوشت بھری کچوریاں' سیب کا پانی' انار کا پانی' سوڈے کی بوتل۔ حالانکہ اعلیٰ حضرت کے جس وصایا شریف سے یہ وصیت نقل کی ہے اس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ ان اشیاء پر فاتحہ پڑھ کر فقراء و مساکین کو دیں۔ اعلیٰ حضرت کو آخر وقت بھی فقراء کا خیال تھا اور پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ دیوبندی ملاں کی طرح گداگر و بھکاری نہ تھے' خود صاحب حیثیت تھے انہوں نے یہ فاتحہ کی وصیت اپنے خاندان کے افراد کو فرمائی بتایئے اس

میں کیا شرعی قباحت ہے؟ بالفرض سیدنا اعلیٰ حضرت خود ان اشیاء کو تناول فرمائیں تو پھر کیا خرابی اور کون سا شرعی جرم ہے؟ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب فرمایا کرتے تھے۔ "اہل اللہ اگر عمدہ غذا کھاتے ہیں تو ان کو اس میں نعماء ------ کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ (الافاضات الیومیہ جلد چہارم ۲۷۹) اور اعلیٰ حضرت کی عبارت میں یہ بھی ہے اعزا سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو۔۔۔

گستاخی رضا !

دھوکے شاہ مولوی عبدالکریم ڈیروی نے لکھا احمد رضا نے لکھا ہے کہ انبیاء کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں

جواب : یہ واقعہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا اپنا من گھڑت نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ انبیاء علیہم السلام پر دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں "سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ یہ واقعہ اعلیٰ حضرت نے علامہ امام زرقانی علیہ الرحمۃ سے نقل فرمایا جو شرح زرقانی میں موجود ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

رویضاجع لزواجه' یستمیع بهن لکمل من الدنیا (شرح زرقانی جلد۔۶۔ ۱۶۹)

آپ ﷺ اپنی ازواج سے شب باشی فرماتے اور دنیوی زندگی سے بڑھ کر ان ازواج سے متمتع ہوتے ہیں (نکتہ) یہ حوالہ دیکر دیوبندی اپنا اصلی عقیدہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) حضور ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے (تقویۃ الایمان) حالانکہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ اپنے مزار میں حقیقی حیات سے زندہ ہیں

گستاخی نمبر۲ !

مقیاس حنفیت سے ایک حوالہ دیا ہے کہ زوجین کے جفت ہونے کے وقت حضور حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔

جواب : زوجین کے جفت کے وقت اللہ تعالیٰ شہ رگ سے زیادہ قریب ہوتا ہے یا نہیں ؟

قرآن عظیم میں ہے **"نحن اقرب الیه من حبل الورید"** قرآن پاک میں ہی ہے **"اللہ یعلم ماتحمل کل انثی و ما تغیض الارحام الخ۔** اور **واللہ یعلم مافی الارحام وتقلبک فی الساجدین** O بتایئے ارحام کی حالت و نیت اور پیٹ میں بچوں کے بڑھنے کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے علم و مشاہد میں ہے یا نہیں ؟ اگر ہے تو یہ تنقیص

خداوندی ہے یا نہیں ؟ کیا بول و براز پر سورج کی شعاعیں پڑنے سے ناپاک ہو جاتی ہیں ؟ اس کی مزید تحقیق فقیر کے رسالے "حاضر و ناظر کا مطالعہ کیجئے

ڈھول کی فطرت عورت سے محبت !

دھوکے شاہ عبدالکریم نے لکھا کہ ! (ملفوظات صفحہ ۲ صفحہ ۷)صاحب مزار نے مرید کو کہا کہ وہ خوب صورت باندی حجرہ میں لے جاؤ اور اپنا کام پورا کرو۔

جواب : دھوکہ شاہ نے حوالہ نامکمل نقل کیا ہے عبارت اور اس کے مفہوم کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ دوم یہ کہ یہ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا اپنا کوئی واقعہ نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے۔ سیدی امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کا وہ اپنے شیخ طریقت سیدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حاضر تھے۔ ان کی نظر ایک تاجر لڑکی پر پڑی وہ آپ کو پسند آئی آپ کے پیر مرشد نے قبر مطہر سے فرمایا تمہیں پسند ہے؟ عرض کی "جی ہاں" مرشد سے کوئی بات چھپانی نہیں چاہیئے۔ فرمایا اچھا ہم نے وہ کنیز تم کو ہبہ کی" آپ خاموش ہیں سوچ رہے ہیں وہ لڑکی تاجر کی ہے حضور سیدی احمد فرماتے ہیں فورا اس تاجر نے صاحب مزار کی نذر کی۔ بتایئے ہبہ کے بعد شرعی باندی یا کنیز سے مجامعت میں کیا شرعی خرابی ہے؟ حدیث شریف صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں میں نے ایک کنیز آزاد کی جب حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا تم اپنے ماموں کو ہبہ کرتیں تو زیادہ ثواب ملتا۔ دھوکہ شاہ کو ہبہ اور شرعی باندی و کنیز کے مسائل بھی معلوم نہیں۔ دیوبندیوں میں جہالت کی وبا اس قدر عام ہے کہ ان کے بڑے بڑوں کو معلوم نہیں کہ یہ واقعہ الابریز فی مناقب عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ میں موجود ہے۔ الابریز کو جمال الاولیا ۲ مولوی اشرف علی تھانوی نے معتبر مانا ہے بلکہ دیوبند میں اس کا اردو ترجمہ عام شائع کیا ہے

گستاخی نمبر۳ !

نذور القبور کے سرے سے منکر ہیں "فقیر کی تصنیف" (تحقیق الاکابر فی نذور المقابر) پڑھیئے "اویسی غفرلہ"

میاں بیوی کے وقت مرشد حاضر ہوتا ہے !

جواب : اول تو ملفوظات میں لفظ حاضر ناظر موجود نہیں۔ دوم یہ کہ یہ واقعہ سیدی حضرت احمد سجلماسی علیہ الرحمۃ اور ان کے پیر و مرشد غوث وقت سیدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ کا ہے اور (الابریز شریف صفحہ ۲۱) پر موجود ہے۔ الابریز فی مناقب سیدی عبدالعزیز علامہ احمد بن مبارک کی

تصنیف ہے "الابریز کو مولوی اشرفعلی تھانوی نے" (جمال الاولیا صفحہ ۴۸) پر معتبر مانا ہے

آخری حملہ اور اس کا جواب !

سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی احکام شریعت ۲۶۴ سے ایک حوالہ بزعم خود مشت زنی کا نقل کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کیا ہے۔ لکھتا ہے کہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کی مشت زنی کرنا بنیت صالحہ موجب ثواب و اجر ہے۔" حالانکہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی مذکورہ کتاب میں مشت زنی کا لفظ ہرگز ہرگز موجود نہیں۔ کوئی دیوبندی یہ حوالہ دکھاوے تو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ ملاں دھوکے شاہ عبدالکریم یا کسی مائی کے لال میں دم ہے اور جرات ہے تو اس حوالہ میں مشت زنی کے الفاظ دکھائے ورنہ سوا لاکھ مرتبہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کرے تاکہ شیخ نجدی دور ہو۔

اصل مسئلہ احکام شریعت میں ہے !

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شوہر اپنی بی بی اور بی بی اپنے شوہر کی میت کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں اور اس کا چھونا کیسا ہے یعنی مرد اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو چھو سکتی ہے یا نہیں بینوا تو جروا۔

الجواب : زن و شوہر کا باہم ایک دوسرے کو حیات میں چھونا مطلقاً جائز ہے۔ حتی کہ فرج و ذکر کو بہ نیت صالحہ موجب ثواب و اجر ہے **"کمانص علیه سیدنا الامام الاعظم رضی الله تعالی عنه"** البتہ بحالت حیض و نفاس زیر ناف زن سے زانو تک چھونا منع ہے اور شوہر بعد وفات اپنی عورت کو دیکھ سکتا ہے مگر اس کے بدن کو چھونے کی اجازت نہیں..... (ارج احکام شریعت صفحہ ۲۶۴) بتایئے اس میں مشت زنی کہاں ہے ؟ بتایئے کہ زندگی میں عورت مرد کا ایک دوسرے کو چھونا منع و گناہ ہے تو پھر یہ لوگ پیدا کیسے ہوگئے ؟

خواب اور گستاخی !

مندرجہ ذیل عبارت پڑھ کر قارئین بتائیں کہ امام الانبیاء ﷺ کی کھلی گستاخی ہے یا نہیں۔ خواب کا بہانہ ہے کیونکہ حضور ﷺ کے متعلق بیداری و خواب یکساں ہے جیسا کہ ہم آگے چل کر اس کی وضاحت کریں گے۔

حضور ﷺ کا پل صراط سے گرنا !

مولوی دیوبندی حسین بھچروی تلمیذ رشید احمد گنگوہی اپنی تفسیر میں لکھتا ہے **"ورئیت انه یسقط فامسکته واعصمته عن السقوط"** میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ پل صراط سے گر رہے ہیں تو میں نے آپ کو بچالیا (بلغتہ الحیران مبشرات ۸)

فائدہ ! دیوبندی اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ خواب کا واقعہ ہے ہم کہتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے خواب دیکھنے والے کی ایمانی کمی و حق کے ترجمان ہوتے ہیں (فتح الباری ۱۲/۳۲۶ میں ہے)

واذكان على غيرصورته كان النقص من جهته الرائى قال لبو سعيد احمد بن نصرمن دنى نبيا على حاله وهيته فذالك دليل على صلاح الرائى فمن رائه فى صورة حسنته فذالك حسن فى دين الرائى ان كان فى جارحته من جوارحه شين او نقص فذالك خلل الرائى من جهته الدين قال وهذا هوالحق وقد جرب ذالك فوجد على الاسلوب وبه تحصل الفائدة الكبرى فى روياء حتى يتبين الرائى هل عنده خلل اولا لانه صلى الله عليه وسلم نورانى مثل المراة الصيقلته ملكان فى الناظر اليها من حسن وغيره تصور فيها وهى فى ذاتها على حسن حال ○

یعنی : جب کوئی شخص خواب میں حضور ﷺ کو اپنی اصلی حالت پر نہ دیکھے تو دیکھنے والے میں کوئی نقص ضرور ہے۔ جس نے انہیں اچھی صورت میں دیکھا تو یہ دیکھنے والے کے دین کی خوبی ہے۔ اگر حضور ﷺ کے کسی عضو مبارک میں کوئی نقص دیکھا تو یہ دیکھنے والے کے دین کا خلل ہے۔ کہا کہ یہی حق ہے کئی بار اس کا تجربہ کیا گیا۔ بالکل ٹھیک ہے اور اس میں خوابوں کے بارے میں فائدہ کبریٰ حاصل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ دیکھنے والے کو اپنا خلل غیر خلل معلوم ہوجاتا ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ صاف و شفاف آئینہ کی طرح نورانی ہیں۔
ناظر کے حسن و قبح کی تصویر اس میں کھنچ جاتی ہے۔ اور وہ اپنے حال پر رہتا ہے۔ نتیجہ نکلا کہ خود مولوی میں کوئی خامی ہے جو دنیا میں عذاب میں مبتلا ہوتا۔ حضور ﷺ کے صدقے محفوظ رہا۔

اشرفعلی رسول اللہ (معاذ اللہ)

تھانوی کا مرید لکھتا ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں" لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں یعنی "لاالہ الااللہ اشرفعلی تھانوی رسول اللہ" اتنے میں دل میں خیال پیدا ہوا کہ تجھے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے۔ لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ کے نام اشرفعلی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور (یعنی اشرفعلی تھانوی) کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص (حضور) کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری حالت یہ ہوگئی کہ کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا۔ لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی۔ وہ اثر ناطقی بدستور تھا لیکن حالت بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے

اس واسطے کہ پھر ایسی غلطی نہ ہو جائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں (رسول اللہ ﷺ) پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں۔ (اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرفعلی تھانوی) حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بہت سی وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں (رسالہ الامداد ۳۵ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ)

تھانوی کا جواب !

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ تبع سنت ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ !

مرید کا خواب اور پیر کا جواب قارئین کرام نے ملاحظہ فرمالیا غور فرمایئے کہ کسی مومن سے سوتے جاگتے بھی کلمہ شریف میں ایسی غلطی یا بھول نہیں ہوتی کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ اور کا نام لے لیا بلکہ۔ اس کا وہم بھی نہیں ہو سکتا تو جس کے منہ سے خواب باوجود علم اور کوشش کے صحیح کلمہ

شریف نہ نکلا موت کے وقت اس کا کیا حال ہوگا ؟

کیونکہ نیند موت کی مانند ہے یہ بھی احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ موت کے وقت شیطان مرنے والے کے سامنے آتا ہے اور کلمہ شریف میں اپنے نام کا اشارہ کرتا ہے اور اس خواب میں مولوی تھانوی اس کے سامنے ہے اور وہ پھر بھی کلمہ شریف میں اس کا نام لے رہا ہے (اللہ تعالیٰ کی پناہ) اور پھر وہ خواب سے بیدار ہو کر بیداری میں جانتے ہوئے بھی اس کے تدارک کے خیال سے درود شریف پڑھتا ہے تو بھی اس کی زبان سے حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا نام مبارک نہیں نکلا بلکہ نبینا کہہ کر وہ اشرفعلی کا نام لیتا ہے اور بہانہ یہ کرتا ہے کہ میں بے اختیار ہوں مجبور ہوں

اندازہ کیجئے کہ اس مرید پر کس قدر غلط اثر ہوگیا اور اس کا دل کتنا تاریک ہوگیا تھا۔ کہ وہ بیداری میں بھی جانتے ہوئے کفر کا ارتکاب کر رہا ہے کیونکہ کسی غیر نبی اور غیر رسول کو نبی اور رسول کہنا صریح کفر ہے اور اس کفر پر وہ بے اختیار اور مجبور ہوگیا اور پھر یہ کس قدر لرزا دینے والی بات ہے کہ مرید کو یہ احساس بھی ہے کہ وہ غلطی پر ہے اگرچہ بے اختیاری کا بہانہ کرتا ہے مگر پیر اس کو اور پختہ اور مستحکم کرتا ہے کہ اس واقعہ میں تسلی تھی جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اطمینان رکھو گھبرانے پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں یعنی مرید کے دل میں جو خطرہ تھا اس کو دور نہیں کیا بلکہ خوب جلایا اور پھر اس کو رسالہ میں شائع کردیا۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا کہ اس کو لکھتا کہ توبہ و استغفار کرو یہ کفریہ کلمہ تمہاری زبان سے شیطانی اثر کی وجہ سے جاری ہوا ہے مجھے اس سے بہت تکلیف ہوئی (خبردار) ایسی بات پھر نہ ہونے پائے

(۲) ہم نے اہل اللہ کے حالات پڑھے اور سنے ہیں کہ جب مرید سے کوئی غلطی سرزد ہونے لگتی ہے جس سے اس کے ایمان کی ہلاکت کا اندیشہ ہوتا ہے تو کامل پیر روحانی تصرف کرکے اس کو ہلاکت ایمان سے بچالیتا ہے اور یہاں یہ حالت ہوئی کہ پیر کے آنے سے پہلے تو وہ خواب میں ہی کفر کلمہ کہہ رہا تھا اور پیر کے آنے کے بعد وہ بیداری میں بھی کلمہ کفر کہنے لگ گیا اور پھر اس کا سارا دن ایسے ہی کچھ خیال میں گزرتا ہے۔

عذر گناہ بدتر از گناہ !

بعض بیوقوف اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ خواب میں ہوا میں کہتا ہوں کے بعد بیداری پر بھی یہی کلمہ کہہ رہا تھا اور یہی ہمارے نزدیک قابل گرفت ہے مثلاً ایک شخص خواب میں اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے اور اس کو اس بات کا علم ہے کہ طلاق دے رہا ہے بیدار ہونے کے بعد اس کو یہ احساس ہوتا ہے کہ اس سے غلطی نہ ہو جائے بایں خیال وہ بیٹھ جاتا ہے اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر وہ چاہتا ہے کہ اس غلطی کے تدارک میں وہ بیوی سے محبت کی باتیں کرے لیکن پھر بھی یہ کہتا ہے کہ میں نے

اس کو طلاق دی میں نے اس کو طلاق دی حالانکہ اب وہ بیدار ہے خواب میں نہیں ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ میں بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان قابو میں نہیں تو کیا اس شخص کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں ؟

اگر ہوگی اور ضرور ہوگی تو عجیب بات ہے کہ طلاق واقع ہونے میں تو یہ عذر قبول نہ ہو اور مولوی اشرف علی تھانوی کو اپنا نبی اور رسول اللہ کہنے میں عذر قبول ہو جائے۔

(۳) عام مسائل کے برعکس رسول اللہ ﷺ کا معاملہ بڑا نازک ہے

با مصطفےٰ ہوشیار باش !

علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ کلمہ کفر میں اور حضور علیہ السلام کی شان مبارک میں گستاخی کے معاملہ میں کسی کی نادانی و جہالت اور زبان کا بہکنا اور بے قابو ہو جانا کسی قلق اور نشہ کی وجہ سے لاچار و مضطر ہو جانا قلت نگہداشت یا بے پرواہی اور بے کسی یا نیت اور ارادہ گستاخی نہ ہونا وغیرہ کے اعذار قبول نہیں ایسا شخص کافر اور گستاخ قرار دیا جائے (شفا شریف)

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
کہ نفس گم کردہ آید جنید و بایزیدا ینجا

تھانوی انبیاء علیہم السلام برابر (معاذ اللہ)

تھانوی کے مرید نے پرچہ پیش کیا اس میں لکھا تھا کہ میں سلام سے محروم رہا اور یہ بھی لکھا تھا کہ آپ کو نبیوں اور صحابہ کرام کے برابر سمجھتا ہوں۔ (مرید المجید تھانوی ۱۸ اشرف المعمولات ۵)

نوٹ : اس مضمون کو سابق مضمون سے ملا کر نتیجہ نکالئے۔

دیوبندی حضرات نے اس واقعہ مرید اور پیر کے جواب کو صحیح اور درست ثابت کرنے میں بہت سے صفحات سیاہ کر دیئے ہیں لیکن اس کو غلطی تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ سیف یمانی میں منظور نعمانی نے بڑا زور لگایا ہے کہ یہ عبارت صحیح ہے اس کا تفصیلی جواب فقیر کی کتاب "دالنجبطی فی کلمہ چشتی میں ہے"

تھانوی کا نکاح حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے (معاذ اللہ)

ایک مرد صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر اشرف علی تھانوی کے گھر حضرت بی بی عائشہ آنے والی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا میرا (اشرف علی) کا ذہن معا اسی طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی اس

مناسبت سے میں حضور ﷺ نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو حضور ﷺ کا سن شریف اس سے زیادہ تھا اور حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے۔ (رسالہ الامداد' ماہ صفر' ۱۳۳۵ھ 'النخطوب المذیبہ)

فوائد ! (۱) ٹھنڈے دل سے اور غیر جانبدار ہو کر سوچئے کہ یہ کتنی بڑی توہین اور گستاخی ہے اہل بیت کرام نبوت ام المومنین محبوبہ سید المرسلین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کی وہ شان ہے کہ دنیا بھر کی مائیں ان کے قدم پاک پر نثار۔

(۲) کوئی جاہل سے جاہل اور بے غیرت سے بے غیرت آدمی تمام مومنوں کی ماں کے گھر تشریف لانے کو ماں کو اپنے نکاح میں لینے سے تعبیر نہیں کر سکتا۔

(۳) اس ذہن کی ذہنیت کا بھی اندازہ کر لیجئے کہ پچاس برس سے زائد عمر میں بھی معاکس طرف ذہن منتقل ہوا۔

سیدہ حضرت بی بی عائشہ تھانوی کی نوکرانی کی طرح ! (معاذ اللہ)

گھر کی خدمت کرنے والی ! شفیق احمد خادم حضور عالی خواب لکھتا ہوں جس کا حضور عالی سے وعدہ کر آیا تھا۔ احقر نے خواب میں دیکھا کہ ماہ مبارک رمضان شریف ہے اور عشاء کا وقت ہے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور عالی کے در دولت میں تشریف فرما ہیں تراویح میں حضور انور کا قرآن پاک سننے کا ارادہ رکھتے ہوئے حضور کے در دولت میں صفوف کے بچھانے اور پردے ڈلوانے کے اہتمام میں رہی ہیں اس کے بعد احقر کی آنکھ کھل گئی (صدق الرویا ۲/۵۰)

فوائد (۱) پہلا کشف تو یہ تھا کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (معاذ اللہ) تھانوی کے گھر آنے والی ہیں لیکن اس خادم صاحب کے خواب نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے گھر پہنچا دیا۔ نہ معلوم اس کو کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اس لئے کہ خواب میں تو کوئی ایسا اشارہ بھی نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو۔

(۲) یہ بھی عجیب بات ہے کہ حضور ﷺ نے مائی صاحبہ کو ایسی جگہ تھا کیسے بھیج دیا جہاں صفوف اور پردے کا بھی انتظام نہ تھا کہ مائی صاحبہ کو خود پھر کر یہ اہتمام کرنا پڑا۔

(۳) سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے جو اس خواب کے جھوٹ پر دلالت کرتی ہے کہ کیا تھانوی نماز تراویح اپنے در دولت پر پڑھا کرتے تھے یا مسجد میں۔

(۴) یہ بھی ثابت ہوا کہ خادم نے یہ بھی خواب پہلے تھانوی کو خود سنایا اور پھر تھانوی نے اس سے وعدہ لیا کہ اس کو لکھ کر بھیجنا۔ چنانچہ اس نے وعدہ کے مطابق لکھ کر بھیج دیا تھانوی نے اسے شائع

کردیا گیا یہ تحقیق ہی نہیں کی کہ ایسا خواب سچا بھی ہو سکتا ہے یا نہیں ان کو تحقیق سے کیا ان کو اپنی تعریف سے مطلب تھا اگرچہ مائی صاحبہ کی توہین لازم آجائے۔

حضور ﷺ نے علمائے دیوبند سے اردو سیکھی (معاذ اللہ)

ایک صالح حضور ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگیا آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی سبحان اللہ اس سے مرتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا (براھین قاطعہ ۲۶)

فوائد (۱) اس عبارت کا صاف اور واضح مفہوم یہی ہے کہ پہلے تو ہمیں اردو زبان نہیں آتی تھی جب سے مدرسہ دیوبند کے مولویوں سے ہمارا معاملہ کا تعلق ہوا ہمیں یہ زبان آگئی یعنی ان سے سیکھ لی۔

(۲) اس من گھڑت خواب کو مدرسہ دیوبند کی سند بنایا کہ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا نامعلوم دیوبند کے مولوی روضہ انور پر حضور ﷺ کو پڑھاتے رہے یا حضور ﷺ دیوبند کے مدرسہ میں تشریف لا کر ان سے اردو سیکھتے رہے (اس پر مزید تبصرہ آئیگا ان شاء اللہ)

(معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم دیوبندیوں کے باورچی)

ایک دن اہلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب --- رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ اٹھ تو اس قابل نہیں کہ حاجی امداد کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔ اس کے مہمان علماء ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔ (تذکرۃ الرشید جلد اول '۴۳' شمائم امدادیہ تھانوی '۳۴)

فوائد : اس خواب کو لکھنے اور شائع کرنے کا مقصد کیا ہے یہی علماء دیوبند کا مقام اتنا بلند ہے۔ کہ وہ خاتون اس قابل نہیں تھی۔ کہ دیوبند کے مولویوں کا کھانا پکائے بلکہ ان کا کھانا پکانے کے قابل حضور ﷺ ہیں اس طرح سے حضور ﷺ کو باورچی بنادیا (معاذ اللہ)

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اشرف علی کی شکل میں (معاذ اللہ)

مولوی نذیر احمد کیرانوی اپنا خواب بیان کرتا ہے حضور آقائے نامدار ﷺ کو خواب میں اشرف علی کی شکل میں دیکھا اور حضور سیاہ اچکن بٹنوں والی زیب تن فرما ہوئے تھے جیسا کہ اشرف علی تھانوی کا

کا ہے سیاہ اچکن پہنتے ہیں۔ (اصدق الرؤیا' جلد ۲ صفحہ ۲)

(ایضاً) جناب آج چند روز ہوئے کہ اس خاکسار نے جناب اقدس رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت کی کہ آپ ایک نہر کے کنارے جارہے ہیں مجھے ایسا معلوم ہوا کہ جناب کی صورت کے مشابہ ہیں (اصدق الرؤیا '۱۰' ۲)

(ایضاً) مبارکپور میں جب میں تھا تو میں نے حضور ﷺ کو آپ کی صورت میں دیکھا فقط زیارت ہوئی کوئی بات چیت کی دولت نصیب نہیں ہوئی۔ (اصدق الرؤیا '۱۵' ۲)

(ایضاً) ملا جیون طالب علم مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون نے تین خواب دیکھے اور وہ کہتا ہے تینوں خواب میں میں نے حضور اکرم ﷺ کو آپ کی شکل میں دیکھا اور پھر آدمیوں سے کہتا تھا کہ حضور ﷺ ہمارے مولانا تھانوی کی شکل میں ہیں۔ (اصدق الرؤیا '۲۵' ۲)

(ایضاً) اس خواب سے پہلے تین مرتبہ خواب دیکھے اور تینوں مرتبہ ہمارے مولانا اشرف علی تھانوی کی شکل میں حضور ﷺ نظر آئے۔ میں نے تینوں مرتبہ مصافحہ کیا مگر حضور ﷺ بولے نہیں۔ (اصدق الرؤیا '۲۷' ۲)

مدینہ پاک تھانہ بھون ہے !

جیسا کہ مدینہ شریف میں (جیسا ویسا نہیں رہ سکتا) رہ کر میل کچیل والا نہیں رہ سکتا۔ اللہ کا شکر ہے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ایسا ویسا نہیں رہ سکتا۔ (الافاضات الیومیہ ۲۷)

فائدہ ! حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ ہجرت کر گئے تھے اب تھانہ بھون صرف تھانوی کے لئے رہ گیا تھا پھر اس جملے کو مذکورہ بالا اور آنے والے خوابوں سے ملا کر نتیجہ نکالئے۔ (ورنہ اویسی غفرلہ کا تبصرہ پڑھ لیجئے)

تبصرہ اویسی !

ان خوابوں کے شائع کرنے کا مطلب کیا ہے ؟

غالباً یہی کہ تھانوی درپردہ رسول اللہ ﷺ تھے (معاذ اللہ) یا حضور ﷺ تھانوی کی شکل میں متشکل ہو کر اس لئے نظر آتے تھے کہ ہم گویا تھانوی ہی ہیں (معاذ اللہ) اصل میں مریدوں کے ذہنوں میں یہ بیٹھانا مقصود ہے کہ تھانوی کو دیکھنا حضور ﷺ کو ہی دیکھنا ہے (معاذ اللہ)

تھانوی کی جگہ نبی علیہ السلام تھے (معاذ اللہ)

نور محمد مدیر رسالہ (صراط مستقیم) حیدر آباد دکن اپنا خواب تحریر کرتے ہیں۔ حضور (اشرف علی تھانوی) سفر میں ہیں اور کسی جگہ قیام ہے جو ہماری قیام گاہ سے تھوڑے فاصلہ پر ہے عادت یہ ہے کہ روزانہ ہم لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور حسب معمول کسی وقت کی نشست میں ملفوظات فیضانیہ سے مستفید ہوتے ہیں ایک روز میں نے دیکھا کہ مختلف ملکوں کے لوگ توشہ و سامان سفر اپنے کاندھوں پر لئے ہوئے مختلف جگہ سے آرہے ہیں ان میں خصوصاً بلوچستان کے لوگ زیادہ ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ مولانا صاحب یعنی حضور مبارک کا نام لے کر کہتے ہیں تشریف لائے ہیں اس لئے ہم لوگ سفر کر کے حاضر ہوئے اس کے بعد میں نے دیکھا آپ نہیں ہیں در حقیقت حضور اکرم ﷺ (فدا ابی و امی و اولادی آبائی و قومی) ہیں اور اس وقت تک جتنے روز مجالس میں حاضری ہوئی ہے وہ آنا حضور ﷺ کی مجلس تھی۔ (اصدق الرؤیا ۲/۱)

فوائد: (۱) خواب کو غور سے پڑھیئے بالخصوص یہ جملہ کہ آپ نہیں ہیں در حقیقت حضور ﷺ ہیں اس جملہ سے بالکل واضح ہو گیا کہ تھانوی حقیقت میں تھانوی نہیں بلکہ حضور ﷺ ہیں۔ (معاذ اللہ)

(۲) اس خواب میں تبلیغی جماعت کی ٹولیوں کا نقشہ پیش کیا گیا ہے تاکہ اس خواب سے وہ اس فریب میں آجائیں کہ جہاں ان کی مجلس ہوتی ہے وہاں حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں اور ان کی مجلس حضور پاک کی مجلس ہوتی ہے چنانچہ خواب کے آخری جملے اس کی شہادت ہیں ان کی مجالس میں تو حضور ﷺ تشریف لائے اور ان کی مجلس حضور پاک ہی کی مجلس ہوئی (معاذ اللہ) اگر اہل سنت یہ کہہ دیں کہ حضور پاک کسی خاص محفل میلاد میں تشریف فرما ہو جاتے ہیں تو پھر انہی حضرات کی طرف سے شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں۔

تھانوی کے جنازہ کے لئے رسول اللہ ﷺ کی حاضری (معاذ اللہ)

ایک صاحب نے لکھا کہ آج کئی دن گزر گئے ہیں میں نے ایک خواب اشرف علی کے متعلق دیکھا تھا لیکن فوراً بوجہ مشغولیت امتحان کے اطلاع نہ دے سکا اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص رات کو مجھ سے کہہ رہا ہے کہ مولانا کا انتقال ہو گیا ہے اور ہمارا ملنے والا ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور یہ کہہ رہا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو خبر دینے کے لئے جا رہا ہوں اب وہ شخص حضور ﷺ کے مزار مبارک پر جا کر آواز دی کہ مولانا کا انتقال ہو گیا ہے حضور ﷺ خبر سن کر فوراً قبر مبارک سے اٹھے اور آپ کے جنازہ کے لئے چلے (اصدق الرؤیا)

(اشرف علی تھانوی امام اور امام الانبیاء ﷺ اس کے مقتدی (معاذ اللہ)

خواب نظر آیا لیکن ایک اونچی کرسی کی سی مسجد ہے اور جمعہ نماز کے لئے صف بندی ہو رہی ہے اور احقر صحن مسجد میں ہے کسی شخص نے کہا کہ یہ حضور ﷺ ہیں تو حضور ﷺ احقر کے بائیں جانب تھے احقر نے حضور ﷺ سے معانقہ کیا اور احقر نے حضور ﷺ کے لئے اپنا رومال بچھا دیا۔
اتنے ہی میں صحن مسجد میں دو شخصوں میں کچھ جھگڑا ہو گیا حضور ﷺ اس طرف متوجہ ہو گئے حضور ﷺ کا لباس مبارک سفید تھا مگر حضور ﷺ کا حلیہ مبارک احقر کو یاد نہ رہا اور اس مسجد میں حضرت والا نماز جمعہ یعنی آپ اشرف علی تھانوی پڑھا رہے ہیں اور حضرت محمد ﷺ نے احقر کا بازو پکڑ کر اپنے آگے کی صف میں کر دیا تھا اس خواب کی وجہ سے دن کو ایک قسم کی خوشی ایسی معلوم ہوئی جس کے اظہار کو کوئی لفظ ہی سمجھ میں نہ آیا جو تحریر کروں۔ (اصدق الرؤیا ۲/۲۳)
فوائد: دونوں خوابوں میں غور فرمایئے پہلے خواب سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ نے تھانوی کی نماز جنازہ پڑھی ظاہر ہے کہ تھانوی کی نماز جنازہ کسی مولوی نے پڑھائی ہوگی تو وہ مولوی امام ہوا اور حضور ﷺ مقتدی بنے اور دوسرے خواب سے صراحۃً ثابت ہوا کہ حضور ﷺ نے تھانوی کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی تو تھانوی امام ہوئے اور حضور ﷺ مقتدی ان خوابوں کی اشاعت کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ بتایا جائے کہ تھانوی کا اتنا بلند مقام ہے کہ حضور ﷺ بھی ان کی اقتداء کرتے ہیں۔

تھانوی کی مریدنی رسول اللہ ﷺ کی بغل میں (معاذ اللہ)

تھانوی کی مریدنی کہتی ہے ایک جنگل ہے اور میں اس میں ہوں اور ایک تخت ہے کچھ اونچا سا اس پر زینہ ہے ایک میں اور دو تین آدمی ہیں ہم سب کھڑے ہیں حضور ﷺ کے انتظار میں اتنے میں ایسا معلوم ہوا کہ جیسے بجلی چمکی تھوڑی دیر میں حضور ﷺ تشریف لائے اور زینہ پر چڑھ کر میرے سے بغل گیر ہوئے اور مجھ کو زور سے کھینچ دیا جس سے سارا تخت ہل گیا حضور بولے کیا تم کو پل صراط پر چلنے کی عادت ڈالتا ہوں صورت مثل بالکل تھانوی جیسی ہے۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ (اصدق الرؤیا ۲/۲۳)

فوائد: (۱) تھانوی کی مریدنی نے کہا میں ہوں ایک تخت ہے پھر کہا ایک میں اور دو تین آدمی ہیں نامعلوم یہ دو تین آدمی ایک دم کہاں سے آگئے۔ ہو سکتا ہے کہ شاید پہلے نظر نہ آئے ہوں یا غیب

سے نمودار ہو گئے ہوں۔

(۲) اس کے بعد شرمناک الفاظ کہ حضور ﷺ نے تشریف لا کر نہ تو ان دو تین آدمیوں سے سلام کلام فرمایا بس آتے ہی ایک غیر محرمت سے بغل گیر ہو گئے اور اتنا زور سے دبایا کہ سارا تخت ہل گیا وہ بھی ان دو تین آدمیوں کے سامنے بتایئے کوئی بزرگ یا عالم تشریف لائیں اور ان کے انتظار میں دو تین آدمی اور ایک عورت ازراہ عقیدت منتظر کھڑی ہیں وہ بزرگ یا عالم آتے ہی اس عورت سے چمٹ جائے اور اتنے زور سے دبائے کہ سارا تخت ہلا کر رکھ دے نہ ان آدمیوں سے سلام اور نہ کلام تو ان آدمیوں پر اس کا کیا اثر ہوگا اور پھر اس بات کو شائع کردیں تو پڑھنے والوں کی نظر میں اس بزرگ یا عالم کی حیثیت کیا ہوگی ؟

ایک عام بزرگ اور عام عالم کے لئے یہ بات انتہائی نامناسب اور شرمناک تصور کی جائے گی چہ جائیکہ حضور ﷺ کی طرف ایسی بات کی نسبت (نعوذ باللہ) حضور ﷺ تو غیر عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے تھے۔

سوال یہ خواب ہے ؟

جواب ! معلوم ہونا چاہیئے کہ حضور ﷺ جس کو خواب میں ملتے ہیں تو وہ بلاشبہ آپ ہی ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے تو حضور ﷺ تو ایسی حرکت نہیں فرما سکتے ہاں اس خاتون نے آخر میں جو کہا ہے کہ صورت و شکل بالکل اشرف علی تھانوی کی سی ہے تو اس سے مسئلہ کچھ حل ہو جاتا ہے اور یہ جو اس خاتون نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا تجھ پر پل صراط پر چڑھنے کی عادت ڈالتا ہوں۔ تو یہ بھی خوب ہے حضور ﷺ پوری ظاہری حیات میں کسی صحابی یا صحابیہ کو اس طرح پل صراط پر چڑھنے کی عادت نہیں ڈالی نامعلوم اس خاتون کے لئے یہ طریقہ کیوں اختیار فرمایا ؟

اور یہ بھی قابل غور ہے کہ عادت تو اس کام کی ڈالی جاتی ہے جو ہمیشہ کرنا ہو پل صراط پر تو ایک ہی مرتبہ چلنا ہے شاید اس مریدنی کو بار بار گزرنا ہوگا بلاشبہ جو کوئی ایسی بات حضور ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جو آپ نے نہیں فرمائی اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

سیدہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سینے سے چمٹایا !

مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی فضل الرحمن کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خواب میں حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹالیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ (الافاضات الیومیہ تھانوی ۷/۳/۹۳)

گستاخی ہی گستاخی !

مولوی اشرف علی تھانوی نے بڑھاپے میں ایک کم سن شاگردنی سے نکاح کیا اس نکاح سے پہلے ان کے کسی مرید نے خواب میں دیکھا کہ مولوی اشرف علی تھانوی کے گھر حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آنے والی ہیں جس کی تعبیر مولوی اشرف علی نے یہ کی کہ کوئی کم سن عورت میرے ہاتھ آئے گی کیونکہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مبارک جب حضور ﷺ سے ہوا تو آپ کی عمر مبارک سات سال تھی وہی نسبت یہاں ہے کہ میں بڈھا ہوں اور بیوی لڑکی ہے۔ (رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۵ھ)

تبصرہ اویسی غفرلہ !

یہ ام المومنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں گستاخی ہے اگر کوئی اسے گستاخی نہیں سمجھتا تو اس سے یوں سمجھاؤ کہ مثلاً اگر کوئی شخص کسی شریف آدمی سے کہے کہ میں نے تمہاری والدہ سے رات خواب میں یہ کیا اور وہ کیا یعنی اس کو اپنی بیوی سے تعبیر کرے تو وہ کیا اس کو برداشت کرسکتا ہے ہرگز نہیں تو پھر ہم سنی مسلمان اپنی صدیقہ رضی اللہ عنہا ماں کے لئے ایسی باتیں کس طرح برداشت کرسکتے ہیں۔

مولوی عبد الماجد دریا آبادی لکھتے ہیں کہ پرسوں شب گھر میں ایک عجیب خواب دیکھا کہ جناب (تھانوی صاحب) کی چھوٹی بیوی صاحبہ ہیں۔ اتنے میں کسی نے کہا کہ یہ تو عائشہ صدیقہ ہیں اب بڑے غور سے ان کی طرف دیکھ رہی ہیں کہ صورت و شکل وضع و لباس چھوٹی بیوی صاحبہ کا ہے۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ کیسے ہو گئیں۔ (کتاب حکیم الامت از عبد الماجد دریا آبادی ۵۵۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دیوبندی مولویوں کے پیچھے !

انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے پیر حاجی امداد اللہ ہیں پھر حاجی سے عشر میں نے بھی یہی کہا کہ پھر دریافت فرمایا کہ حاجی صاحب کے پیچھے کون ہیں۔ حاجی نے فرمایا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ الخ (معاذ اللہ) اصدق الرؤیا ۳۶/ج ۲)

تبصرہ اویسی غفرلہ !

اللہ تعالیٰ تو آداب سکھائے "لاتقدمو بين يدى الله ورسوله" (۲۶ الحجرات) اور شب معراج تمام انبیاء علیہم السلام کے نماز میں امام بن کر آپ (ﷺ) سب کے آگے یہاں خواب (جو

بیداری کے حکم میں ہے) میں حاجی صاحب کے پیچھے اور پھر اسے کتاب میں درج کر کے تشہیر کرنا گستاخی کے پروگرام نہیں تو اور کیا ہے یہ صرف عوام کو اپنی بڑائی کے اظہار کے لئے خواب گھڑا گیا ہے۔

منگھڑت خواب

۱۲۸۳ھ "۱۸۶۷ء" میں جب دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی گئی تو اس وقت کے مہتمم حضرت مولانا رفیع الدین نے خواب دیکھا کہ حضور ﷺ دارالعلوم میں تشریف فرما ہیں اور اپنے مبارک ہاتھوں کے ساتھ عصائے مبارک سے احاطہ کا نقشہ کھینچ کر فرمایا کہ اس جگہ مدرسہ تعمیر کیا جائے دن کو دیکھا تو واقعی نشان موجود تھے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ ! فقیر اس خواب کو منگھڑت اس لئے کہتا ہے کہ یہ دیوبندی مذہب کے سراسر خلاف ہے اسلئے کہ اس خواب سے مندرجہ عقائد و مسائل ثابت ہوتے ہیں دیوبندی ان کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ ایسے عقائد پر شرک کا فتویٰ داغتے ہیں۔ یعنی مذکورہ بالا خواب سے حضور اقدس نبی کریم ﷺ کا علم غیب و حاضر و ناظر اور حیات النبی ہونا ثابت ہے اور یہ ماننا پڑے گا (۱) حضور پر نور ﷺ کا خواب میں تشریف لانا بیداری میں تشریف لانا ہے (۲) تقویۃ الایمان کے برعکس یہ ماننا پڑے گا حضور ﷺ آج بھی زندہ موجود ہیں (۳) آپ جہاں چاہیں جس وقت چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں (۴) آپ کو پوری زمین کا علم ہے اگر آپ حیات النبی ہوں تو دیوبند تشریف لا کر عصائے مبارک سے نقشہ کس نے کھینچا کہ مدرسہ یہاں بناؤ نشان موجود ہیں اگر آپ کو پوری زمین کا علم غیب نہ ہوتا تو آپ کو پتہ کیسے چلا کہ فلاں جگہ مدرسہ بن رہا ہے۔ اگر آپ میں متعدد مقامات پر تشریف لے جانے کی طاقت نہ ہوتی تو آپ دیوبند پہنچ کر نقشہ کیسے بناتے۔ اس پر ہمارا سوال یہ ہے کہ یا دیوبندی تسلیم کریں کہ حضور ﷺ حیات النبی ہیں حاضر و ناظر آپ کو علم غیب ہے یا پھر اس کہانی کے جھوٹ ہونے کا اعتراف کریں۔

خواب سو فیصد منگھڑت ہے !

ہمارا یقین ہے کہ یہ خواب منگھڑت ہے سب سے پہلی دلیل وہی ہے جو فقیر نے اوپر لکھی ہے دوسرا یہ کہ دیوبندی فرقہ کے اکابر مصنوعی مقبولیت کے لئے اس قسم کے واقعات گھڑنے کے ماہر ہیں یقین نہ آئے تو مندرجہ ذیل کہانی پڑھ کر وہ کہنا پڑے گا جو ہم نے کہا۔

نانی کی کہانی مولوی اشرف علی تھانوی کی زبانی !

سوانح نگار نے لکھا کہ (اشرف علی تھانوی) کے والد کی اولاد نرینہ زندہ نہ رہتی تھی اس کی بظاہر وجہ مرض خارش نے آگھیرا اور کسی صورت سے یہ مرض دفع نہ ہوتا کسی ڈاکٹر کے مشورہ سے ایسی دوائی کھائی تھی جو دافع خارش تو تھی مگر قاطع ثابت ہوئی یعنی تھانوی کا باپ نامرد ہو گیا۔ خوش دامن صاحبہ کو پتہ لگا تو وہ سخت پریشان ہو گئیں۔ حافظ غلام مرتضیٰ صاحب پانی پتی سے عرض کی کہ میری لڑکی (تھانوی کی ماں) کے ہاں لڑکے زندہ نہیں رہتے ہیں حافظ صاحب نے فوراً مجذوبانہ انداز میں فرمایا کہ عمر و حضرت علی ؓ کی کشاکش میں مر جاتے ہیں اب کی بار حضرت علی ؓ کے سپرد کر دینا۔ اس معمہ کو کوئی بوجھ نہ سکا۔ لیکن حکیم الامت کی والدہ کے ذہن رسا نے اس کے راز کو پالیا وہ کہہ اٹھیں کہ حافظ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ لڑکوں کی ددھیال طرز پر تھے۔ اب کی بار جب لڑکا ہو۔ تو ننھیال وزن پر رکھا جائے۔ جس کے آخر میں علی ہو۔ حافظ صاحب یہ سن کر ہنس پڑے۔ اور فرمایا لڑکی بڑی ہوشیار ہے میرا منشاء بھی یہی تھا پھر فرمایا اور بڑے جوش سے فرمایا۔ ان شاء اللہ اس کے دو لڑکے ہوں گے اور وہ زندہ رہیں گے ایک کا نام اشرف علی رکھنا اور دوسرے کا نام اکبر علی۔ ایک میرا ہوگا اور وہ مولوی ہوگا اور دوسرا دنیادار ہوگا چنانچہ اس درویش نے جو کچھ کہا تھا گویا اللہ کا کہا تھا حرف حرف وہ پورا ہوا۔

"قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید" (جواہر النوادر ۲۴)

اور یہ واقعہ مولوی اشرف علی تھانوی نے خود بھی الافاضات الیومیہ میں بار بار دہرایا ہے۔ اور اشرف السوانح اور مدلل بہشتی زیور کے مقدمہ میں بھی ہے وغیرہ وغیرہ۔

تبصرہ اویسی غفرلہ !

(۱) نانی پیر کے پاس پوچھ لینے گئی تو۔۔۔
(۲) عمر و علی کی کشاکش یعنی جھگڑا میں ہمارے سنی مسلک بریلوی کی پہلی تائید تو یہ کہ اللہ والے زندہ ہیں۔ اور انہیں اپنے متعلقین و متوسلین کے دکھ سکھ کا علم ہے۔
(۳) نمبر یہ کہ باذنہ تعالیٰ وہ مارنے جلانے کی قدرت بھی رکھتے ہیں۔
(۴) یہ کہ ان کو اپنی طرف منسوب ہونے سے خوشی ہوتی ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ قادری، چشتی وغیرہ

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

(۵) یہ کہ ان سے منسوب ہونے سے دینوی و اخروی فوائد نصیب ہوتے ہیں۔

(۶) مجذوب نے فرمایا دو لڑکے ہوں گے اس میں علم ما فی الغد یعنی کل کیا ہوگا اور ما فی الارحام یعنی بچہ ہوگا یا بچی ہوگی کا دعوی ہے جو مخالفین کے نزدیک حضور ﷺ کے لئے ماننا شرک ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہونا ہے۔(معاذ اللہ) لیکن یہاں ایک مجذوب کے لئے نہ صرف مانا جا رہا ہے بلکہ عین حقیقت بتائی جا رہی ہے۔

(۷) دونوں کی مکمل سوانح عمری اجمالی طور پر بتادی۔ کہ ایک مولوی ہوگا دوسرا دنیادار اس میں کتنا بڑا دعوی ہے۔ لیکن کسی نبی و ولی کے لئے ہم اہلسنت ایسا کہیں۔ تو شرک اور خود کہیں تو توحید۔

(۸) جو کچھ مرد درویش نے کہا حرف حرف پورا ہوا (فائدہ) اگر ہم کہہ دیں یا رسول اللہ ﷺ تیرے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی تو پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ یعنی مشرک مشرک اور بے شمار دفعہ مشرک خود کہیں تو موحد۔ موحد۔ موحد "قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید" قلندر جو کچھ کہتا ہے دیکھ کر کہتا ہے۔

یعنی قلندر ولی اللہ جو کہتا ہے۔ وہ لوح محفوظ کو دیکھ کر کہتا ہے

انصاف۔ ! ناظرین ذرا تھوڑی دیر انصاف کا دامن تھام کر صاف گوئی سے کام لیں کہ اگر ہم جملہ امور انبیاء و اولیاء علی نبینا و علیہ السلام کے لئے عقیدہ رکھیں تو مشرک اور یہ صاحبان صرف مجذوب کے لئے مانیں تو عین ایمان۔ یا تو ہمارے ساتھ ہو کر جھگڑا ختم کریں یا پھر یہ دیکھیں کہ سرے سے یہ واقعہ تھانوی نے خود گھڑا تاکہ لوگ سمجھیں کہ تھانوی صاحب۔

لطیفہ ! تھانوی صاحب کی نانی صاحبہ نے پیر صاحب کو یہ بھی بتادیا کہ میاں دوائی کھانے سے نامرد ہو گیا ہے۔ اس سے کیا سمجھا آپ صاحبان نے-----

ہم تو پیروں فقیروں سے بچہ ملنے کی دعا کراتے ہیں۔ لیکن نانی نے پیر سے بچہ بھی مانگا اور بیج بھی۔

فائدہ ! قارئین یاد رہے کہ یہ حافظ غلام مرتضیٰ مجذوب تھے اور مجذوب کا مرتبہ اغواث اور اقطاب سے کم ہوتا ہے۔ مولوی صاحب کی نانی کا ان کے پاس جانا اور مرادیں مانگنا کئی شرکوں پر مشتمل ہے۔ پھر ان کے نزدیک غلام مرتضیٰ شرکیہ نام ہے۔ اب نتیجہ نکلا کہ یہ امور اگر ناجائز اور شرک ہیں تو تھانوی کے خاندان کے لئے جائز بلکہ فخر اور اہلسنت کے لئے حرام اور شرک کیوں۔(نکتہ) واقعہ سے ثابت ہوا کہ تھانوی صاحب مجذوب بخش ہیں۔

حسین بخش، پیر بخش، نبی بخش وغیرہ !

ایسے اسماء پر جھگڑے اٹھتے ہیں۔ ہمارے عوام اہل سنت میں ایسے اسماء بکثرت ہیں۔ ان کو شرک سے

ڈرا دھمکا کر پریشان کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ اسماء شرک نہیں۔ اس لئے کہ بخش اگر بمعنے۔ بخشنے والا ہو تو بھی صحیح ہے کیونکہ قیامت میں اولیاء کی شفاعت حق ہے۔ تو بخشنے والا مجازاً ہے۔ چونکہ یہ شفاعت سے منکر ہیں۔ اسی لئے صاف انکار تو نہیں کرتے۔ اسی لئے ہیرا پھیری سے کام لیتے ہیں۔ اگر بخش کا معنی ہے پیر کی عطا ہے تو بھی جائز ہے۔ اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ پیر کی عطا سے پیدا ہوا۔ یہ بھی مجاز ہے۔ تو ایسا مجاز قرآن مجید میں موجود ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے بی بی مریم سے کہا "لا **هب لک غلاما زکیا**" تاکہ میں تمہیں ستھرا بیٹا بخشوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ بیٹا تو اللہ تعالیٰ نے بخشا ہے۔ لیکن جبرائیل علیہ السلام نے اس بخشش کو اپنی طرف منسوب کردیا۔ اسی طرح عملی طور تو تھانوی صاحب بھی مجذوب کی بخشش ہیں۔ تو کیا مجذوب پیر فقیر نہیں ہیں مسئلہ کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ عبدالنبی و عبدالرسول نام رکھنا۔

گنگوہی کا نانا اور نانوتوی کا دادا !

ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم میں یہ اسماء تو بکثرت ہیں۔ لیکن ان کے اکابر کی لسٹ اٹھا کر دیکھئے تو ان میں بھی یہ اسماء کچھ کم نہ ہوں گے۔ چنانچہ تذکرۃ الرشید میں گنگوہی کے نانا کا نام پیر بخش اور سوانح قاسمی میں نانوتوی کے دادا کا نام محمد بخش صاحب تو "**ماهو جوابکم فهو جوابنا**"

ازالہ وہم ! فرقہ دیوبندیہ "**ایاک نستعین**" پڑھ کر عوام کو بہکاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جب نماز میں اور قرآن پڑھ کر تم اقرار کرتے ہو کہ ہم صرف تجھ سے مدد چاہتے ہیں تو پھر انبیاء و اولیاء سے کیوں مدد مانگتے ہو۔ مثلاً ہم اہلسنت پڑھتے ہیں

انني في بحر هم مغرق

خذ سيدي سهل لنا اشكالنا

یا قصیدہ بردہ شریف میں اس شعر کا وظیفہ کرتے ہیں

يا اكرم الخلق مالي من الوذبه

سواك عند حلول الحادث العمم

ایسے کلمات کو نظم یا نثر ان کے نزدیک کفر و شرک ہے۔ طرفہ یہ کہ استمداد اور غائبانہ پکارنے کو جائز بھی کہتے ہیں چند حوالے حاضر ہیں۔

بانیٔ دارالعلوم دیوبند !

قصائد قاسمی میں مولوی قاسم نانوتوی فرماتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سواء
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

(ف) اس میں حضور ﷺ سے مدد مانگی ہے اور عرض کیا ہے آپ کے سواء میرا کوئی نہیں ہے۔

اسماعیل دہلوی !

ترجمہ ! صراط مستقیم اردو خاتمہ تیسرا افادہ ۱۰۳ پر مولوی اسماعیل صاحب نے لکھا ہے۔ کہ اسی طرح ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے ماذون مطلق اور مجاز ہوتے ہیں۔ "حاجی امداد اللہ صاحب" فرماتے ہیں۔

جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں
تم اب چاہے ڈوباؤ تیراؤ یا رسول اللہ ﷺ

گنگوہی ! فتاوی رشیدیہ جلد اول کتاب البدعات ۹۹ میں لکھتا ہے اور بعض روایات میں جو آتا ہے

"اعینونی یا عباد اللہ" یعنی اے اللہ کے بندوں میری مدد کرو تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عباداللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں۔ ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے

(ف) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جنگلوں میں کچھ اللہ کے بندے اللہ کی طرف سے اس لئے رہتے ہیں کہ لوگوں کی مدد کریں۔ ان سے مدد مانگنی جائز ہے مدعا ہمارا بھی یہی ہے کہ اللہ کے بندوں سے استمداد ہے۔ اسے شرک کہنا اسلام اور شریعت پر بہتان باندھنا ہے۔ لیکن افسوس کہ اتنا اس افتراء پردازی کو توحید سمجھنا جائز ہے۔

دیوبند کا شیخ الہند !

محمود الحسن صاحب اولیا کاملہ میں ۱۲ پر ...... آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں۔ جمادات ہوں۔ یا حیوانات ہوں بنی آدم ہوں یا غیربنی آدم الغرض آپ اصل میں مالک ہیں۔ اور یہ بھی وجہ ہے کہ عدل

و مہر آپ کے ذمہ واجب الاداء تھا۔

اسمٰعیل دہلوی نے لکھا "اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے شیخین پر بھی ایک گونہ فضیلت ثابت ہے۔ اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولائیت بلکہ قطبیت و غوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسی باقی خدمات آپ کے زمانے سے لے کر دنیا ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہوتا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو دخل ہے۔ جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں صراط مستقیم افادہ اول

(ف) اس عبارت سے صاف صاف معلوم ہوا کہ سلطنت' امیری' ولائیت' غوثیت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں کو ملتی ہے۔

تھانوی امداد الفتاوی مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب جلد نمبر ۴ (کتاب العقائد والکلام) صفحہ نمبر ۹۹ میں جو استعانت و استمداد باعتقاد علم و قدرت مستقل ہو وہ شرک ہے اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو۔ اور وہ علم قدرت کسی دلیل سے ثابت ہوجائے تو جائز ہے خواہ مستمد منہ حی ہو یا میت۔

مخلوق کو غیر مستقل قدرت مان کر ان سے استمداد جائز ہے (الخ)

حیران نہ ہوں ! عوام حیران نہ ہوں کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جسے شرک و کفر کہتے ہیں پھر عین توحید واسلام بتاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ اسکی وجہ ظاہر ہے کہ شتر مرغ کی چال چلتے ہیں۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ (دیوبندی شتر مرغ)

قرآن پر پیشاب کا خواب !

(۱) میں نے خواب دیکھا ہے میرا اندیشہ ہے کہ میرا ایمان نہ جاتا رہے حضرت نے فرمایا میاں بیان تو کرو۔ ان صاحب نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ قرآن پر پیشاب کر رہی ہوں حضرت نے فرمایا یہ تو اچھا خواب ہے (مزید المجید تھانوی ۴۶)

(۲) آپ نے فرمایا یہ بہت مبارک ہے (الافاضات الیومیہ ج ۷)

تبصرہ اویسی غفرلہ !

تھانوی نے چالاکی سے اسکی تعبیر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ کی طرف کردی ہے تاکہ سانپ بھی مرجائے لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ ہم نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں یہ تعبیر نہیں پائی۔ اگر کسی میں ہو تو یہ بھی دیوبندیوں کی کارستانی ہوگی اس لئے کہ کتابوں میں ایسی عبارت کو

گھسیٹنا بلکہ کتابوں کا نام تک مصنف کے نام لگا دینا ان کے ہاتھ کا کھیل ہے۔ تفصیل فقیر کی کتاب التحقیق الجلی فی مسلک شاہ ولی میں دیکھئے۔ بہر حال یہ خواب بھی وہی بلی کے خواب چھیچھڑے ہے کہ یہ جب صاحب قرآن ﷺ کی گستاخی میں کسر نہیں چھوڑتے قرآن کی بے ادبی کرنے میں کونسی کسر چھوڑیں گے۔ جبکہ قرآن کی بے ادبی کے دیوبندی فتاوٰی بھی اس کی تائید کرتے ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "قرآن نہ جلاؤ"

دیوبندی فرقہ کا قطب عالم !

اہل اسلام کے نزدیک قطب عالم ایک بہت بڑا مقام ہے جو سیدنا حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی یا سیدنا غریب نواز اجمیری جیسے اولیاء کبار رضی اللہ عنہم کے لائق ہے۔ لیکن دیوبندیوں نے یہ لقب مولوی رشید احمد گنگوہی کے لئے تجویز کیا ہے اس قطب عالم کے خواب کے نمونے ملاحظہ ہوں

گنگوہی اور نانوتوی کا نکاح !

خلیفہ تھانوی مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی سوانح حیات پر ایک کتاب لکھی ہے "تذکرۃ الرشید"...... اسی کتاب کی جلد اول کے ۲۴۵ پر لکھا کہ آپ ایک مرتبہ خواب بیان فرمانے لگے کہ مولوی محمد قاسم کو میں نے دیکھا کہ دولہن بنے ہوئے ہیں اور میرا نکاح ان کے ساتھ ہوا پھر خود ہی تعبیر فرمائی کہ آخر ان کے بچوں کی کفالت کرتا ہوں۔ (تذکرۃ الرشید ۲۴۵)

فائدہ ! یہ تعبیر تو صرف تعبیر ہے اور غلط بھی اس لئے کہ دوسرے خواب میں ہے کہ مجھے ان سے فائدہ ہوا قاسم کی اولاد کی کفالت کی لیکن مولوی قاسم فوت ہوا تو گنگوہی کو اس سے کیا فائدہ پہنچا وہی جو ہم ان کے لئے کہتے ہیں کہ دل بہلانے کے لئے یہ خواب اچھا ہے۔

ملاحظہ ہو دوسرا خواب ! مولوی عاشق الٰہی میرٹھی اپنے دادا مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں۔

ایک بار ارشاد فرمایا ! میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں اور میرا نکاح ان سے ہوا ہے۔ سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے (تذکرۃ الرشید ۲۸۹/ج ۲)

انتباہ ! گنگوہی کا وہ صرف خواب نہیں بلکہ پختہ خیال تھا یہ مولوی اشرف علی سے پوچھئے وہ فرماتے ہیں کہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ دن میں جس بات کا خیال زیادہ تر بسا رہتا ہے وہی رات میں خواب کی شکل میں نظر آتا ہے خیال ہی تو تھا جو بندھ گیا ہوگا چنانچہ خواب کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی

فرماتے ہیں۔ ہمارے خواب کی حقیقت تو اکثر یہ ہوتی ہے کہ دن بھر جو خیالات ہمارے دماغ میں بسے ہوئے رہتے ہیں وہ ہی رات کو سوتے میں اسی صورت میں یا کسی دوسری صورت میں نظر آجاتے ہیں (الافاضات الیومیہ ۵۵'ج ۵)

نیز ایک اور جگہ مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔ خواب اگر وہم بھی ہو تاہم علامت محبت ہے کبھی رائی کی طرف سے کبھی مرئی کی طرف سے کبھی دونوں کی طرف سے (ارواح ثلاثہ ۳۶۴)

یقین ہوگیا ! فقیر نے گنگوہی کا خواب پھر خیال لکھا تو اب وہ واقعہ پیش کروں جو خواب و خیال تھا وہ عین الیقین ہوگیا۔ گویا وہ خواب گنگوہی کی عین مراد بنکر بھرے مجمع میں دندناتا ہوا تشریف لایا۔ چنانچہ کتاب ارواح ثلاثہ کے مصنف لکھتے ہیں

حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب و عم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا۔ حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید و شاگرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرماتھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھدیا۔ جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا ہرچند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کررہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے حضرت نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہنے دو (ارواح ثلاثہ ۲۸۵)

یہ لواطت نہیں تو اور کیا ہے ؟ اور یہ اتنا خطرناک فعل بد ہے جس سے انسان تو انسان شیطان بھی خوف کھاتا ہے۔۔چنانچہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب مرد مرد پر سوار ہوتا ہے تو شیطان اس خوف سے بھاگ جاتا ہے کہ کہیں یہ لعنت اس پر نہ آجائے۔

فائدہ ! اس فعل بد کی قباحت اور تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی تصنیف (القباحہ فی اللواطہ)

انکشافات ! گنگوہی صاحب بڑھاپے تک قوت باہ کے تصور میں رہے۔ بینائی تو پہلے چلی گئی جب دانت بھی جواب دے گئے تو حلوہ خوری کی فرمائش فرماتے تھے (تذکرۃ الرشید) اور اطباء کو معلوم ہے کہ حلوہ میں کیا تاثیر ہے

مولانا محمد الیاس صاحب کا ایک زمانہ گنگوہ میں گزرا۔ جب گنگوہ آئے تو دس گیارہ سال کے بچے تھے۔ جب ۱۳۲۳ھ میں مولانا گنگوہی نے وفات پائی تو بیس سال کے جوان تھے گویا دس برس کا عرصہ مولانا کی صحبت میں گزارا (مولانا الیاس اور ان کی دعوت ۵۳)

(سوال) ایسی باتیں فرقہ دیوبند کے قطب گنگوہی کی طرف منسوب کرنا موزوں نہیں۔

(جواب) ہم کب منسوب کر رہے ہیں ان کے سوانح نگار خود ہی انھیں بیان فرما رہے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر منسوب کی گئی ہیں۔ چنانچہ خلیفہ تھانوی مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نقل فرماتے ہیں
ایک بار بھرے مجمع میں حضرت کی کسی تقریر پر ایک نو عمر دیہاتی بے تکلف پوچھ بیٹھا کہ حضرت جی عورت کی شرمگاہ کیسی ہوتی ہے؟
اللہ رے تعلیم سب حاضرین نے گردنیں نیچے جھکالیں مگر آپ مطلق چیں بہ جبیں نہ ہوئے بلکہ بے ساختہ فرمایا جیسے گیہوں کا دانہ (تذکرۃ الرشید ۲۰ ج)

فائدہ ! گویا گنگوہی صاحب تو ایسی سب بے حیائی کی باتوں میں کافی ایکسپرٹ تو تھے ہی اور انھیں اس کا اچھا تجربہ بھی تھا کیونکہ جب وہ مرد سے بھی صحبت کرنے سے نہیں شرماتے تھے تو عورتیں ان کے لئے کونسی بڑی بات ہیں ؟ اور عورتوں کا کونسا جسمانی عضو ان سے پوشیدہ رہ سکتا ہے؟ اسی لئے بے ساختہ فرمایا جیسے گیہوں کا دانہ۔

اس کے آگے جہاں اور بھی ہیں !

ناظرین حیران نہ ہوں اس سے بڑھ کر دیوبند کے مجدد نے فرمایا۔ مولوی اشرف علی تھانوی بہشتی زیور صرف عورتوں کے لئے لکھی گئی ہے اس میں ذیل کے طبی چٹکلے درج فرمائے۔

ذکر پتلا یا موٹا !

ایک صورت یہ ہے کہ عضو تناسل جڑ میں سے پتلا اور آگے سے موٹا ہو جاوے (بہشتی زیور بہشتی گوہر ج ۱۱ ۱۳۳)

ذکر میں ضعف یا ڈھیلا پن !

خواہش نفسانی بحال خود ہو مگر عضو تناسل میں کوئی نقص پڑ جائے اس وجہ سے جماع پر قدرت نہ ہو اس کی کئی صورتیں ہیں' ایک یہ کہ صرف ضعف اور ڈھیلا پن ہو۔ (بہشتی زیور' ج ۱۱' ۱۳۳)

مجامعت !

دوسرے یہ کہ خواہش بدستور ہے' مگر عضو مخصوص میں فتور پڑ جائے' جس سے مجامعت پر پوری قدرت نہ ہو۔ (بہشتی زیور' ۱۱ ۱۳۶)

خصیہ !

خصیہ کا اوپر کو چڑھ جانا' اس مرض سے چنک بھی ہو جاتی ہے (بہشتی زیور ۱۱/۱۳)
نوٹ ! دیوبندی مولوی جب عضو مخصوص کے مختلف تصورات و حالات کے اسباق دیوبندی نوجوان دوشیزاؤں کو پڑھاتے ہونگے تو پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے شاید ------ اور جب لڑکیاں اس کتاب کا مطالعہ کرتی ہوں گی تو ان کے نفسیاتی جذبات ذکر و خصیوں کے تصور میں ڈوب کر ان پر کیا کیا نہ کر گزرتے ہونگے۔

بوس و کنار !

بوس و کنار سے دونا ہوا عشق۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ (الافاضات الیومیہ' ج ۵' ص ۱۱۹)

لڑکیوں کا کورس !

یاد رہے کہ کتاب بہشتی زیور صرف لڑکیوں کے لئے لکھی ہے۔ چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی خود لکھتا ہے کہ مدت دراز سے اس خیال میں تھا کہ عورتوں کو اہتمام کرکے علم دین کو اردو ہی میں کیوں نہ ہو' ضرور سکھلایا جائے' (بہشتی زیور ۳) آخر ۱۳۲۰ ہجری میں جس طرح بن پڑا' خدا کا نام لے کر اس کو شروع کر دیا اور نام اس کا بمناسبت مذاق نسوان کے بہشتی زیور رکھا گیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں کے لڑکیوں کے درس میں عام طور سے یہ کتاب داخل ہو گئی ہے ناظرین خصوصاً لڑکیاں دیکھ کر خوش ہوں' اور مضامین کتاب ہذا میں ان کو زیادہ رغبت ہو۔ (بہشتی زیور ج ۱)
چنانچہ آج تک تقویۃ الایمان کے بعد بہشتی زیور کا ہر دیوبندی کے گھر میں ہونا ضروری ہے تجربہ کرلیں کہ دیوبندی ہو اور اس کے گھر میں تقویۃ الایمان اور بہشتی زیور نہ ہو یہ نہیں ہو سکتا بلکہ ہر دیوبندی اپنی لڑکی کو جہیز میں بہشتی زیور کتاب کا دینا لازم سمجھتا ہے آزما کر دیکھئے۔

دیوبندی فرقہ کا مجدد و حکیم الامت !

تھانوی کو فرقہ دیوبند مجدد مانتا ہے اور حکیم الامۃ بھی۔ اس کی بچپن اور جوانی کی مجددانہ و حکیمانہ باتیں سنئے۔

عجیب تخیل ! مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ اس حافظ شریعت کا ایک واقعہ ان کی

ماموں صاحب کا اور یاد آیا حیدر آباد سے اول بار کانپور میں تشریف لائے تو چونکہ چلے بجنے بہت تھے۔ ان کی باتوں سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔ عبدالرحمن صاحب مالک مطبع نظامی بھی ان سے ملنے آئے اور ان کے حقائق و معارف سنکر بہت معتقد ہوئے۔ عرض کیا کہ حضرت وعظ فرمایئے تاکہ سب مسلمان منتفع ہوں۔ ماموں صاحب نے اس کا جواب عجیب آزادانہ رندانہ دیا۔ کہا کہ خان صاحب میں اور وعظ صلاح کار کجاؤ من خراب کجا۔ پھر جب زیادہ اصرار کیا تو کہا کہ ہاں ایک طرح سے کہ سکتا ہوں اس کا انتظام کر دیجئے۔ عبدالرحمن خان صاحب بیچارے متین بزرگ تھے سمجھے کہ ایسا طریقہ کیا ہوگا کہ جس کا انتظام نہ ہو سکے یہ سن کر بہت اشتیاق کے ساتھ پوچھا کہ حضرت وہ طریقہ خاص کیا ہے ماموں صاحب بولے کہ میں بالکل ننگا ہو کر بازار میں ہو کر نکلوں اس طرح کہ ایک شخص تو آگے سے میرے عضو تناسل کو پکڑ کر کھینچے اور دوسرا پیچھے سے انگلی کرے ساتھ میں لڑکوں کی فوج ہو اور وہ یہ شور مچاتے جائیں بھڑوا ہے رے بھڑوا' بھڑوا ہے رے بھڑوا۔ اور اس وقت میں حقائق و معارف بیان کروں (الافاضات الیومیہ ۷/۱۲۷/۲۱۲/و ہفتم ۸۳)

فائدہ ! ماموں جان نے تو شریعت سے مذاق اڑایا لیکن بھانجے کو کیا سوجھی کہ وہ حکیم الامتہ اور مجدد زمان ہو کر اس کے تمسخر و مذاق کو کیوں بیان فرمایا یہ صرف "اذا تکررہ تقرر" کرشمے ہیں کیونکہ مجدد صاحب بچپن سے ہی ایسی لذیذ اور چٹ پٹی باتوں سے جی بہلاتے تھے۔

سچ ہے خدا جب دین لیتا ہے تو حماقت آہی جاتی ہے

حکیم الامت اور مجدد زمان مولوی اشرف علی تھانوی نے فرمایا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ذکر میں مزا نہیں آتا میں نے کہا مزا ذکر میں کہاں 'مزا تو مذی میں ہوتا ہے جو بیوی سے ملاعبت کے وقت خارج ہوتی ہے یہاں کہاں مزا ڈھونڈتے پھرتے ہو۔ (الافاضات الیومیہ ۷/۳۱۷/۳۲۴)

(بیوی بننے کا شوق) خواجہ عزیز الحسن نے عرض کی !

میرے دل میں بار بار یہ خیال آتا ہے کہ "کاش میں عورت ہوتا حضور کے نکاح میں" اس اظہار محبت پر حضرت والا غایت درجے مسرور ہو کر بے اختیار ہنسنے لگے اور یہ فرماتے ہوئے مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔ آپ کی محبت ہے ثواب ملے گا ثواب ملے گا۔ (اشرف السوانح ۲۸/ج ۲)

فائدہ ! دیکھا حکیم الامتہ کی حکمت کہ خواجہ صاحب کی تمنا اور آرزو پر نہ صرف اظہار مسرت فرمایا بلکہ اسے اجر عظیم کی نوید بھی سنادی۔

دلچسپ اور چٹ پٹا واقعہ حکیم الامت اور مجدد زمان !

مولوی اشرف علی تھانوی مورخہ ۲۱ جمادی الاول ۱۳۵۱ھ بعد نماز جمعہ اپنی ایک مجلس معرفت میں بے حیاء عورت کی حیاء کی مثال دیتے ہوئے یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ ایک شخص کسی کے مکان پر اس کو دریافت کرنے آیا تو اس کی بیوی نئی بیاہی ہوئی تھی۔ زبان سے کیسے بولے اور بتلانا ضرور تھا۔ اس لئے کہا تو نہیں لہنگا اٹھا کر اور موت کر اور اس پر کو پھاند کر گئی جس سے بتلا دیا کہ دریا پار گیا ہے بس یہ شرم کی کہ منہ سے تو نہیں بولی اور شرم گاہ دکھادی (الافاضات الیومیہ ۲۸/ج ۴)

معلوم ہوا کہ یہ واقعہ کتاب تھانوی کے پسندیدہ واقعات میں بھی درج ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ واقعہ انہیں بہت پسند تھا۔

انتباہ ! یہ واقعات معمولی مولوی کے نہیں دیوبندی فرقہ کے مجدد کے ہیں

مجدد دین وملت !

یہ بھی اسلام کا بڑا عمدہ ہے جو ہر صدی کے سرے پر کسی بندہ خدا کو منجانب اللہ خود بخود عطا ہوتا ہے کسی کے اپنے دعوی یا کسی کے چند معتقدین کی تجویز نہیں ہوتی۔ دیوبندیوں نے اگرچہ مولوی اشرف علی تھانوی کو مشہور کر رکھا ہے لیکن وہ بھی اس پر متفق نہیں بلکہ اوروں کا بھی ڈھنڈورہ پیٹا ہے اس کے باوجود اہل انصاف کے لئے چودھویں صدی کے مجدد برحق تجدید عرب و عجم کے علاوہ مشائخ کے ہاں مسلم ہے ان کے کردار کا تو یہ حال ہے ان کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ تھی اور علم کا یہ عالم ہے کہ اس دور کے بڑے بڑے آپ کے علم کا لوہا مان گئے یہاں صرف ایک واقعہ پر اکتفا کیا جا سکتا ہے نواب رامپور۔

دوران گفتگو فرمایا ! آپ ماشاء اللہ فقہ و دینیات میں بہت کمال رکھتے ہیں ہمارے یہاں مولانا عبدالحق خیر آبادی مشہور منطقی موجود ہیں بہتر ہو آپ قدماء کی تصانیف سے کچھ انتہائی کتب ان سے پڑھ لیں اتفاق سے اس وقت مولانا عبدالحق خیر آبادی بھی تشریف لے آئے نواب صاحب نے تعارف کرایا اور فرمایا کہ باوجود کمسنی کے سب کتابیں پڑھ چکیں ہیں اور فارغ التحصیل ہیں مولانا فضل الحق خیر آبادی کے متعلق مشہور ہے وہ کہتے تھے ہیں کہ دنیا میں اڑھائی عالم ہیں ایک مولانا بحر العلوم دوسرے والد ماجد (مولانا فضل حق خیر آبادی) اور نصف بندہ ناچیز وہ ایک کم عمر لڑکے کو کیا عالم مانتے پوچھا آپ نے منطق کی انتہائی کتاب کونسی پڑھی؟ جواب دیا "قاضی مبارک" یہ سن کر مولانا خیر آبادی نے دریافت کیا" شرح تہذیب پڑھ چکے ہو حضرت بریلوی نے فرمایا کیا جناب کے ہاں شرح تہذیب قاضی مبارک کے بعد پڑھائی جاتی ہے؟ علامہ خیر آبادی نے یہ سن کر گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے پوچھا۔ بریلی میں آپ کا کیا شغل ہے؟ فرمایا تدریس " تصنیف اور فتویٰ نویسی " پوچھا کس فن میں تصنیف کرتے ہیں

"امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا جس مسئلے میں ضرورت دیکھی نیز فرق باطلہ کے رد میں"

مجدد بریلوی قدس سرہ کا بچپن !

آئندہ اوراق میں فقیر کچھ واقعات فرقہ دیوبند کے مجدد کے بچپن کے حالات کا پیش کرے گا اسی لئے مناسب سمجھتا ہے کہ اپنے مجدد برحق امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے بچپن کے کچھ حالات عرض کروں تاکہ اہل اسلام دیوبندی بریلوی کا نزاع کا فیصلہ خود کرسکیں۔ مولانا محمد اقبال اختر کراچی نے لکھا کہ

شہر سرور بریلی شریف ہے گرمی کا زمانہ ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ اپنی رحمتیں برکتیں خوب لٹا رہا ہے بریلی شریف کے محلہ سوداگراں کے ایک علمی خاندان میں ایک بچہ کی روزہ کشائی ہے بچہ کو صبح سحری میں اٹھایا گیا اور حسب ضرورت سحری کرادی گئی کاشانہ مبارکہ میں روزہ کشائی کی تیاریاں ہورہی ہیں آج عزیز و اقارب کو افطار کرانے کے لئے مدعو کیا گیا ہے۔ سہ پہر کا وقت ہوا تو سامان افطار کی تیاری شروع ہوگئی ایک الگ کمرے میں پھل فروٹ اور دیگر سامان کے علاوہ فرنی کے پیالے بھی چنے ہوئے ہیں۔

سخت گرمی ہے بوجہ گرمی لوگوں کا برا حال ہے ہر کوئی چاہتا ہے کہ جلد وقت افطار ہوجائے تاکہ روزہ افطار کیا جائے یکایک بچہ کے والد اپنے بچہ کو لے کر اس کمرے میں جاتے ہیں اور اندر سے دروازہ بند کرلیتے ہیں پھر ایک فرنی کا پیالہ اٹھا کر اپنے بیٹے کی طرف بڑھاتے ہیں اور امتحاناً کہتے ہیں۔ لو ! اسے کھاؤ" بچہ حیران ہو کر عرض کرتا ہے "ابا حضور ! میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں اس پر والد صاحب نے کہا میاں کھا بھی لو بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے میں نے دروازہ بند کردیا ہے اب کوئی دیکھنے والا نہیں "لو جلدی سے کھالو" یہ سن کر بچے نے ادب سے عرض کیا۔ ابا حضور ! جس کے حکم پر روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے بچہ کا یہ جواب سن کر والد کی آنکھوں سے بے اختیار اشکوں کا سیلاب بہہ نکلا، فرط مسرت میں اپنے ہونہار فرزند کو گلے لگایا، سینے سے چمٹالیا اور پیار کرتے ہوئے باہر لے آئے اور پھر اوقات کار کے مطابق بچے اور سب نے روزہ افطار کیا۔

یہ بچہ کون تھا (نہایت خوشی سے کہ وہ احمد رضا) ۵-۶ برس عمر کا لڑکا اپنے گھر سے باہر کسی کام سے نکلا، ایک بڑا کرتا زیب تن کئے یہ بچہ خراماں خراماں جارہا ہے کہ سامنے سے چند زنان بازاری (طوائف) کا گذر ہوا بچہ نے جب ان کو دیکھا تو کرتے کے دامن سے اپنا منہ چھپالیا، بچے کی یہ حرکت دیکھ کر ان میں سے ایک نے طنزاً کہا "میاں ستر کی تو خبر لو" بچہ نے جب سنا تو منہ چھپائے چھپائے ہی برجستہ جواب دیا "نظر بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے، دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے"

بچہ کا جواب سن کر زن بازاری شرمندہ و لاجواب ہوگئی اور اپنا رستہ لیا سننے والے بچے کی اس ذہانت

اور حاضر جوابی سے دنگ رہ گئے۔ یہ بچہ کون تھا (احمد رضا)

شہر علوم بریلی شریف میں ایک مدرسہ میں دینی تعلیم دی جارہی ہے بچے آتے ہیں اور اپنا سبق سنا کر جو استاد نیا سبق پڑھاتے ہیں پڑھتے جاتے ہیں انہی بچوں میں ایک بچہ جب سبق لینے آیا تو استاد کسی آیتہ کریمہ میں بار بار ایک لفظ کی اصلاح کرتے ہیں مگر بچے کی زبان پر نہیں چڑھتا" اتفاقاً اتنے میں اس بچے کے جد امجد اپنے وقت کے عالم جلیل تشریف لائے انہوں نے جب بچہ کی تکرار سنی تو دوسرا قرآن پاک منگوا کر دیکھا تو وہاں پر کاتب کی غلطی تھی زیر کی جگہ زبر لگا دیا تھا انہوں نے پہلے تو تصحیح کی پھر بچہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ استاد کی بات احتراماً تسلیم کرلینی چاہئے بچہ نے جواب عرض کیا کہ میں تو حکم کی تعمیل چاہتا تھا مگر زبان ہی نہ لوٹتی تھی بچہ کی یہ بصیرت دیکھ کر انہوں نے اس کے حق میں دعا کی اس بچہ سے اکثر اسی قسم کی باتیں سرزد ہوتی رہتی تھیں ایک مرتبہ بچہ کے استاد نے حیرانی کے عالم میں کہا کہ "تم جن ہو یا انسان"

یہ بچہ کون تھا کہ وہ احمد رضا) ایک بار استاد موصوف بچوں کو پڑھانے میں مشغول تھے کہ ایک بچہ آیا اور سلام کرکے بیٹھ گیا، استاد نے جواباً کہا کہ "جیتے رہو" اتنے میں ایک بچہ نے برجستہ کہا "یہ تو جواب نہ ہوا آپ بھی جواباً سلامتی بھیجئے۔ مولوی صاحب نے فوراً کہا وعلیکم السلام" بچہ کی بروقت تنبیہ سے بہت خوش ہوئے اور دعائیں دینے لگے۔ یہ بچہ کون تھا کہ وہ احمد رضا" یہ بچہ کوئی عام بچہ نہ تھا۔

اس بچہ کو تو قدرت نے عالم اسلام اور خاص کر ہندوستان کے سادہ لوح مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے بریلی شریف میں مبعوث فرمایا آگے چل کر دنیائے اسلام میں عظیم شخصیت بن کر ابھرا جس کو علمائے عرب و عجم نے مجدد دین و ملت تسلیم کیا وہ کون ہے کہ وہ احمد رضا ہیں

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی ! وہ امام احمد رضا جنہوں نے کم عمری میں زمانے کے منہ پر زناٹے دار طمانچہ رسید کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ برصغیر پاک و ہند دارالحرب نہیں دارالسلام ہے اور یوں ہندوستان کے سادہ لوح مسلمانوں کو ذلت و غربت کی موت مرنے سے بچالیا۔

وہ امام احمد رضا۔۔ جنہوں نے سب سے پہلے اس وقت "دو قومی نظریہ کا پرچار کیا جب قائداعظم اور علامہ اقبال بھی متحدہ قومیت کے حامی تھے۔ وہ امام احمد رضا۔۔۔۔۔ جن کی خدمات پاکستان کے لئے بابائے قوم اور شاعر مشرق سے کسی بھی طرح کم نہیں۔

وہ امام احمد رضا۔۔۔ کہ ایسے عالم، وہ کونسا علم ہے جو کہ ان سے نہ آتا ہو، وہ فن ہی کیا ہے؟ جس سے وہ واقف نہ ہوں۔

وہ امام احمد رضا۔۔۔ ایسے مفتی کہ ان کے "فتاویٰ رضویہ شریف" کی چند جلدیں مطالعہ کرنے کے بعد شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال بھی یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ۔

"میں نے دور آخر میں ان (مولانا احمد رضا خاں) جیسا فقیہ نہیں دیکھا۔ مولانا جو رائے ایک بار قائم کرلیتے ہیں اسے دوبارہ بدلنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کیونکہ وہ اپنا موقف ہمیشہ خاصی سوچ و بچار کے بعد اختیار کرتے ہیں۔

ہاں ! سر عشق رسول ﷺ کی وجہ سے ان کی طبیعت میں شدت نہ ہوتی تو وہ اپنے دور کے امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ ہوتے۔

وہ امام احمد رضا۔۔۔ جو علم و فضل کے ایک وسیع سمندر تھے' وہ سمندر جس کے اندرونی رموز و اسرار سے مکمل آشنائی تو ایک طرف' تاہنوز ساحل تک بھی رسائی نہیں ہو سکی۔

وہ امام احمد رضا۔۔ جو زود نویسی برجستہ تحریر اور تصنیفی استعداد کو تمام اعلیٰ صلاحیتوں سے بہرہ ور تھے۔

وہ امام احمد رضا۔۔۔ جن کی وسعت علمی فن تحریر اور محاسن کنزالایمان کا یہ عالم کہ اگر علم و فن کے بڑے بڑے آئمہ کرام کو مشاہدے کا موقع ملتا تو خدا کی قسم وہ شریک تلمذ کی آرزو کرتے۔

وہ امام احمد رضا۔۔۔ جنہیں دنیا آج "اعلیٰ حضرت" امام اہلسنّت فاضل بریلوی کے نام سے یاد کرتی ہے۔

آپ نے ۱۰ شوال المکرم ۷۲/۱۲ / جون ۱۸۵۶ء بوقت ظہر اس دنیائے فانی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا۔

والد ماجد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ نے آپ کا نام محمد تجویز فرمایا اور جد امجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ نے (احمد رضا) تاریخی نام (المختار) رکھا گیا جس سے آپ کا سن ولادت ۱۲۷۲ھ برآمد ہوتا ہے (حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی غلامی پر فخر کرتے ہوئے آپ اپنے نام سے پہلے "عبدالمصطفیٰ" کا اضافہ کرکے یوں لکھا کرتے تھے "عبدالمصطفیٰ رضا خاں"

آپ کی پیدائش کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ مسنونہ ہوا' اسی دن آپ کے جد امجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر تھی کہ یہ فرزند ارجمند فاضل و عارف ہوگا۔ چنانچہ آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم فرمایا اور چھ سال کی عمر میں ماہ ربیع الاول شریف میں عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے موضوع پر ایک بہت بڑے مجمع میں تقریر فرمائی۔

دعوت انصاف ! یہ ہے وہ بچہ جسے عرب و عجم کے بلند پایہ علماء و مشائخ نے مجدد برحق مانا۔ اس بچہ کی بچپن کی کیفیت بطور نمونہ عرض کردی گئی ہے

اب دیوبندی فرقہ کے مجدد اور اس بیمار قوم کے حکیم صاحب کا حال ملاحظہ ہو۔

مجدد دیوبندیت کا بچپن !

مولوی اشرف علی تھانوی ۱۷ شوال المکرم ۱۳۵۰ھ بروز جمعرات بعد نماز ظہر اپنی ایک مجلس معرفت میں اپنے بچپن کے واقعات کا تذکرہ فرماتے ہوئے یوں بیان کرتے ہیں۔

ایک روز سب لڑکوں اور لڑکیوں کے جوتے جمع کرکے ان کو برابر رکھا اور ایک جوتے کو سب سے آگے رکھا وہ گویا کہ امام تھا اور رنگ کھڑے کرکے اس پر کپڑے کی چھت بنائی وہ مسجد قرار دی (الافاضات الیومیہ ۷۳/۴/ج۲)

فائدہ ! جس کی مسجد اور امام ایسا ہو اس گروہ کا مجدد کیسا ہوگا۔ اس مجدد کی بچپن کی شرارت ملاحظہ ہو خود حضرت تھانوی نے فرمایا۔

ایک مرتبہ میرٹھ میں میاں الٰہی بخش صاحب مرحوم کی کوٹھی میں جو مسجد ہے سب نمازیوں کے جوتے جمع کرکے اس کے شامیانہ پر پھینک دیئے نمازیوں میں غل مچا کہ جوتے کیا ہوئے ایک شخص نے کہا کہ یہ لٹک رہے ہیں مگر کسی نے کچھ نہ کہا یہ خدا کا فضل تھا (الافاضات الیومیہ ۷۵/۴/ج۲)

ایک اور شرارت !

خود تھانوی جی نے فرمایا ! ایک صاحب تھے بیکری کے ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی بہت ہی نیک اور سادہ آدمی تھے۔ والد صاحب نے ان کو ٹھیکہ کے کام پر رکھ چھوڑا تھا ایک مرتبہ کسمپرسی سے گرمی میں بھوکے پیاسے پریشان گھر آئے اور کھانا نکال کر کھانے میں مشغول ہوئے گھر کے سامنے بازار ہے میں نے سڑک پر سے ایک کتے کا پلہ چھوٹا سا پکڑ کر گھر لا کر ان کی دال کی رکابی میں رکھ دیا۔ بیچارے روٹی چھوڑ کر کھڑے ہوگئے اور کچھ نہیں کہا (الافاضات الیومیہ ۷۵/۴/ج۲)

تبصرہ اویسی غفرلہ ! وہ اشرف علی تھانوی جو اپنے بھائی کے سر پر پیشاب کرنے کا تجربہ کار ہو' وہ اگر بڑا ہو کر اولیائے کرام کو مشرک و بدعتی و کافر بتائے' اور انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین کرے تو کیا کوئی بڑی بات ہے۔

ایک اور شرارت ! خود مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ ہم لوگ والد صاحب کے پاس رہتے تھے' تین چارپائیاں برابر بچھی ہوئی تھیں' والد صاحب اور ہم دونوں بھائیوں کی' میں نے رسی لے کر سب کے پائے ملا کر خوب کس کر باندھ دیئے اور لیٹ کر سو گئے' پھر والد صاحب بھی آکر لیٹ گئے' اتفاق سے بارش آئی' تو والد صاحب اٹھے اور اپنی چارپائی گھسیٹی' اب وہاں تینوں چارپائیاں ایک ساتھ چلی آرہی ہیں' بے حد غصے ہوئے اور فرمایا کہ ایسی ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔ (الافاضات

الیومیہ' ج ۴' ۲۷۳)

بازاروں میں چلتے ہوئے کھانا !

میں دروازے پر کھڑے ہو کر یا راستے میں چلتے ہوئے کسی چیز کے کھانے سے پرہیز نہیں کرتا اگر کبھی اسلامی سلطنت ہو جائے تو زائد سے زائد میری شہادت قبول نہ ہوگی

تبصرہ اویسی غفرلہ ! کھڑے ہو کر یا چلتے ہوئے کھانے سے نہ صرف گواہی قبول نہیں ہوتی بلکہ گناہ بھی ہے لیکن مجدد دیوبندیت کو کیا اس کو تو گناہ مرغوب ہے جو مجدد گناہ سے پیار کرتا ہے تو وہ خاک تجدیدی کام کرے گا

مشہور شرارتی اشرف علی تھانوی !

جہاں اس قسم کی کوئی بات شوخی (بے حیائی) کی ہوتی تھی۔ لوگ والد صاحب کا نام لے کر کہتے ان کے لڑکوں کی حرکت معلوم ہوتی ہے (الافاضات الیومیہ تھانوی' ج ۴' ۲۷۳)

تبصرہ اویسی غفرلہ ! ایسے شرارتی اور چوٹی کے شرارتی کو دیوبندی فرقے کے موحدین اپنا مجدد مانتے ہیں۔

زن مرید اشرف علی تھانوی !

دیوبندیوں کے مجدد صاحب نے اپنی عورت کی معمولی وجہ سے نماز توڑ ڈالی چنانچہ خود کہتا ہے کہ میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا دوڑا ہوا یہ خبر لایا کہ آپ کی بیوی گھر میں سے کوٹھے کے اوپر سے گر گئی ہیں میں نے یہ خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی (اشرف المعمولات مطبوعہ تھانہ بھون' ۱۴)

نوٹ ! دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے' کہ نماز میں اگر حضور کریم ﷺ کا خیال آجائے' تو یہ خیال محمدی اپنے گدھے کے خیال میں سراسر ڈوب جانے سے بھی کئی درجہ بدتر ہے' چنانچہ دیوبندیوں کا اول امام لکھتا ہے۔

"کو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در گاؤ خر خود است" (صراط مستقیم فارسی' مصنفہ اسمٰعیل' ۵۸)

اب اہل دل ان دیوبندیوں وہابیوں کی قلبی شقاوت کا ملاحظہ کریں کہ ایک طرف تو یہ محبوب دو عالم ﷺ کے مقدس تصور کو گدھے سے بدتر بتائیں' اور دوسری طرف ان کے تھانوی صاحب اپنی بیوی کے لئے سرے سے نماز ہی توڑ ڈالے تو اس کے تصوف میں ذرہ فرق نہ آئے۔

اکابر دیوبند کی عادات کے نمونے !

دیوبند کو بچوں کے کمربند کھولنے کی عادت ! ایک دفعہ بنو پہلوان نے جو دیوبند کا رہنے والا تھا' باہر کے کسی پہلوان کو پچھاڑ دیا' تو مولانا محمد قاسم صاحب کو بڑی خوشی حاصل ہوئی' اور فرمایا ہم بھی بنو اور اس کے کرتب دیکھیں۔ بچوں سے ہنستے بولتے اور جلال الدین صاحبزادہ محمد یعقوب صاحب کے بچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے کبھی ٹوپی اتارتے کبھی کمربند کھولتے تھے۔

مولوی محمد قاسم کو لڑکوں کے پاجامے کھولنے کی یہ عادت کیا اچھی تھی؟

لڑکے سے عشق ! حضرت والد صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولانا منصور علی خان صاحب مرحوم مراد آبادی حضرت نانوتوی کے تلامذہ میں سے تھے' طبیعت کے بہت پختہ تھے جدھر طبیعت مائل ہو جاتی' پختگی اور انہماک کے ساتھ ادھر جھکتے تھے' انہوں نے اپنا واقعہ خود مجھ سے سنایا کہ مجھے ایک لڑکے سے عشق ہو گیا اور اس قدر اس کی محبت نے طبیعت پر غلبہ پایا کہ رات دن اسی میں گذرنے لگے میری عجیب حالت ہو گئی' تمام کاموں میں اختلال ہونے لگا۔ الخ۔ اشرف التنبیہ)

دیوبندی مجدد کی ایک اور شرارت !

خود اشرف علی تھانوی نے فرمایا ! میں ایک روز پیشاب کر رہا تھا بھائی صاحب نے آکر میرے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ ایک روز ایسا ہوا کہ بھائی پیشاب کر رہے تھے میں نے ان کے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا اتفاق سے اس وقت والد صاحب تشریف لائے فرمایا یہ کیا حرکت ہے میں نے عرض کیا ایک روز انہوں نے میرے سر پر پیشاب کیا تھا۔ بھائی نے اس کا بالکل انکار کر دیا پھر آگے فرماتے ہیں غرض جو کسی کو نہ سوجھتی تھی وہ ہم دونوں بھائیوں کو سوجھتی تھی۔

بڑی دور کی سوجھی ! گویا کہ تھانوی صاحب نے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی بجائے اینٹ کا جواب اینٹ ہی سے دیا

موجی لوگ ! دیوبندی موجی لوگ ہیں موج میں آئے تو امام الانبیاء ﷺ کا انکار کر دیا۔ موج میں آئے تو نانی کو نبی علیہ السلام سے بڑھا دیا۔ چنانچہ مفتی عزیز الرحمن فاضل دیوبند لکھتے ہیں۔

امی جی حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب و حضرت مولانا الیاس صاحب کی نانی ہوتی ہیں نہایت عابدہ زاہدہ

خاتون تھیں جس وقت انتقال ہوا تو ان کپڑوں میں کہ جن میں آپ کا پاخانہ لگ گیا تھا عجیب و غریب مہک تھی کہ آج تک کسی نے ایسی خوشبو نہیں سونگھی (تذکرہ مشائخ دیوبند حاشیہ ۴۶)

تبصرہ اویسی غفرلہ ! یہ نانی تھی یا عطر تیار کرنے والی فیکٹری؟
اگر ہم ایسی بات کسی ولی کامل تو کیا خود حضور ﷺ کے لئے بیان کریں تو دیوبندی آسمان کو سر پر اٹھا لیںگے۔ بلکہ آسمان سر پر اٹھالیا۔
چنانچہ فقیر نے ۱۳۸۴/۱۹۶۴ھ میں بہاولپور میں ایک تقریر میں کہا کہ حضور سرور عالم ﷺ کے فضلات (پیشاب و پاخانہ' پسینہ پاک بلکہ خوشبو ناک تھے اس پر شہر کے دیوبندیوں نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ فقیر نے جب شفا شریف اور مواہب لدنیہ اور خصائص کبریٰ کی احادیث مبارکہ دکھائیں تو حسب عادت کہا کہ یہ روایات ضعیف ہیں میں نے کہا تمہارا ایمان ضعیف ہے احادیث صحیح ہیں اس کے بعد فقیر نے اس موضوع پر دو کتابیں لکھیں ان میں تفصیل کے ساتھ احادیث بھی ثابت کر دکھلائیں۔

نانی کا پوتڑا تبرک ! عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں۔ بی بی کی عمر طویل ہوئی اور انہوں نے نواسوں کی اولادوں کو بھی دیکھا۔ اخیر عمر میں بصارت اور چلنے پھرنے سے معذور ہوگئی تھیں اور مرض الموت میں تین سال کامل صاحب فراش رہیں۔ مگر نہ قلبی و لسانی ذکر اللہ میں فرق آیا اور نہ صبر و رضا بر قضا میں کمی لاحق ہوئی۔ جس مریض کو تین سال مرض میں اس طرح گذریں کہ کروٹ بدلنا بھی دشوار ہو اس کے متعلق یہ خیال بے موقع نہ تھا کہ بستر کی بدبو دھوبی کے یہاں بھی نہ جائے گی۔ مگر دیکھنے والوں نے دیکھا غسل کے لئے چارپائی سے اتارنے پر ایسی نرالی مہک پھوٹی تھی کہ ایک دوسرے کو سنگھاتا اور ہر مرد و عورت تعجب کرتا تھا چنانچہ بغیر دھلوائے ان کو تبرک بنا کر رکھ لیا گیا (تذکرۃ الخلیل ۹۶/۹۷)

تبصرہ اویسی غفرلہ ! دیوبندی ایک طرف تو نبی ﷺ کے تبرکات پر اعتبار نہیں کرتے انہیں حرام و ناجائز اور بدعت کہتے ہیں ادھر نانی کے پوتڑے کو تبرک بنا رہے ہیں عجیب رنگ ہیں زمانے کے۔
تبرکات اور اہلسنّت ! اہلسنّت حضور ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیاء کرام کے تبرکات کو حرز جان و ایمان سمجھتے ہیں۔ دیوبندی اس کے منکر ہیں بلکہ تبرکات کے خلاف مناظروں پر اتر آتے ہیں۔ اور دلائل میں کہتے ہیں اگر تبرکات فائدہ دیتے تو حضور ﷺ اپنا مبارک پیراہن ابی بن ابی سلول منافق کو اس کے مرنے کے بعد پہنایا۔ ایسے ہی تبرکات کی دشمنی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شجر رضوان کٹوادیا تھا۔

ایسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجراسود کو فرمایا تیرا نفع و نقصان کچھ نہیں حضور ﷺ تجھے نہ چومتے تو ہم تجھے کبھی نہ چومتے وغیرہ وغیرہ۔
لیکن یہاں نانی کا گندا پوتڑا تبرک بنا کر رکھ لیا گیا۔ اس سے ہم انہیں کیا سمجھیں۔

(خود بتلاؤ یا کہ بتلائیں ہم)

مذکورہ بالا اعتراضات کے جوابات کے لئے فقیر کی تصانیف "التحریر التمجید اور ابرکات فی التبرکات" کا مطالعہ کیجئے۔

فضلات الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم !

عالم اسلام کے جملہ علماء و مشائخ متفق ہیں کہ تمام فضلات (خون' پیشاب' پاخانہ' پسینہ' طیب طاہر بلکہ معطر و معنبر تھے یہاں تک دیوبندیوں کا مجدد مولوی اشرفعلی تھانوی بھی (نشرالطیب) یہاں پر فقیر مختصرا چند حوالے لکھ دیتا ہے تاکہ کسی مزاج شک میں نہ رہے۔

شفاء شریف !

ابوالفضل قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب الشفاء مطبوعہ مصر ج ۱ میں رقم فرماتے ہیں "فقد. **قال قوم من اهل العلم بطهارة هذين الحد ثين منه صلى الله عليه وسلم وهو قول بعض اصحاب الشافعی"** (یعنی بعض اہل علم نبی اکرم ﷺ کے حدثین (پیشاب پاخانہ) کے پاک ہونے کے قائل ہیں۔ اور یہی قول بعض شافعی حضرات کا بھی ہے۔

ابن حجر کی شرح بخاری !

فتح الباری شرح بخاری ص ۲۱۸' ج ۱ میں ہے ! **صحح بعض ائمته الشافعيته طهارة بوله صلى الله عليه وسلم وسائر فضلا ته و به قال ابو حنيفته رحمته الله عليه كما نقله فى المواهب اللد نيته عن شرح البخارى للعينى O** بعض شافعی ائمہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے پیشاب مبارک کے پاک ہونے بلکہ تمام فضلات کے طاہر ہونے کے قول کو صحیح قرار دیا ہے اور یہی قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ جس طرح مواہب الدنیہ میں شرح بخاری عینی سے منقول ہے۔ (عینی شرح البخاری ص ۸۲۹ ج ۱' ص ۷۷۲' ج ۱' اور عقود الدریہ ص ۳۶۵ ج ۲ میں مرقوم ہے۔ "**وتكاثرت الادلته على طهار ة فضلاته صلى الله عليه وسلم وعد الائمته من خصائصه**" حضور نبی کریم ﷺ کے فضلات کے پاک ہونے پر کثرت سے دلائل موجود ہیں

اور ائمہ کرام نے اس کو آپ کے خصائص میں شمار کیا ہے۔ کتب مذکورہ میں یہ عبارت بھی موجود ہے۔

لن فضلاته عليه الصلوة والسلام طاهرة كما جزم به البغوى وغيره وهو المعتمد و ذكر احاديث ثم قال و هذه الاحاديث مذكورة فى كتب الصحيح۔ ○ یعنی نبی پاک ﷺ کے فضلات پاک ہیں جس طرح کہ علامہ بغوی وغیرہ نے جزم کیا اور اسی پر اعتماد کیا گیا ہے۔ اور کافی حدیثیں ذکر کرنے کے بعد کہا یہ حدیثیں صحیح کتابوں سے ذکر کی گئی ہیں۔

وقال قوم بطهارة الحد ثين منه صلى الله عليه وسلم اى البول والغائط وكذادمه وسائر فضلاته ○ (مجمع البحار ص ۳۳۳ ج۔ا)۔ اور ایک گروہ نے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے حدثین یعنی پیشاب و پاخانہ اور خون اور تمام فضلات کو پاک و طیب کہا ہے۔

عقیدت صحابہ رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر قرآن و حدیث اور دین کو سمجھنے والا اور کون ہوگا انہوں نے فضلات کو نوش فرمایا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کا خون مبارک نوش فرمایا۔ اور آپ حضور ﷺ نے ان پر کوئی مواخذہ اور گرفت نہیں فرمائی بلکہ انہیں دوزخ سے آزادی کی بشارت دی جس سے اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ آپ کا خون پلید و حرام نہیں بلکہ طیب و منزہ ہے مزید براں ایک صحابیہ سے حضور کا پیشاب پینا بھی ثابت ہے۔

عبد اللہ بن زبیر و مالک بن سنان شفاء شریف ص ا۔ ۳ ج ا میں ابو الفضل قاضی عیاض علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں۔ ○ **ومنه شرب مالك بن سنان دمه يوم احد و قوله له لن تصيبه النار۔ ومثله شرب عبدالله بن الزبير دم حجامته ولم ينكر عليه۔** ○ اور انہی روایات میں سے حضرت مالک بن سنان کا احد کے دن خون مبارک نوش کرنا اور آپ ﷺ کا انہیں یہ فرمانا کہ ان کو ہرگز آگ نہیں پہنچ سکتی۔ نیز اسی طرح حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ کے پچھنے لگوانے کا خون پینا اور آپ کا اس پر ہمارا منانا ثابت کرتا ہے کہ آپ کا خون مبارک پاک ہے۔

ابو سعید خدری ! مظاہر حق ص ۔ ۳۶ ۔ ج ۔ ۵ میں ہے ابو سعید خدری نے رسول اللہ ﷺ

کے چہرہ مبارک سے خون چوسا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرا خون چوسا اس کو آگ مس نہ کرے گی۔

عبد اللہ بن زبیر ! المدینۃ الزجاجۃ ۹۹ میں مولانا محمد عنایت اللہ ' کھنوی نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حالات میں تحریر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ پچھنے لگوائے اور خون حضرت عبد اللہ بن زبیر کو دیا کہ اس کو کسی علیحدہ جگہ ڈال آؤ۔ حضرت عبد اللہ نے اس کو پی لیا۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم کو آگ نہ چھوئے گی مگر قسم اتارنے کے لئے یعنی۔ (**ان منكم الا واردها كان على ربك حتما مقضيا**) کو پورا کرنے کے لئے۔

ام ایمن ! قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے الشفاء ص ۴۱ ج ا میں یہ حدیث بھی درج فرمائی۔

"وقد روى نعم من هذا عنه فى امراة شربت بوله فقال لهالن تشتكى وجع بطنك ابداوحديث هذه المراة التى شربت بوله صحيح الزم الدارقطنى مسلما والبخارى اخراجه فى صحيح واسم هذه المراة بركه واختلف فى النسب و قيل هى ام ايمن و كانت تخدم النبى صلى الله عليه وسلم'قالت كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم قدح من عيدان يوضع تحت سريره يبول فيه من الليل فبال فيه ليلته ثمه افتقده فلم يجد فيه شيئا فسال بركته عنه فقالت قمت وانا عطشانه فشربته ○

اور ضرور انہیں سے اس کی مثل یہ بھی روایت کیا گیا ہے اس عورت کے متعلق جس نے نبی کریم ﷺ کا پیشاب نوش کیا تو آنحضور ﷺ نے اسے فرمایا کہ تجھے ہرگز پیٹ کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور اس عورت کی حدیث جس نے آپ کا پیشاب پیا صحیح ہے۔ امام دار قطنی نے اس حدیث کو امام مسلم و بخاری پر الزام لگایا کہ اپنی صحیح میں کیوں اس کو بیان نہ کیا۔ اس عورت کا نام برکہ ہے اس کی نسب میں اختلاف ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ ام ایمن ہے جو کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ کی خدمت کیا کرتی تھی۔ اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیئے عیدان لکڑی کا ایک پیالہ تھا جو آپ کی چارپائی کے نیچے رکھا جاتا تھا۔ حضور رات کو اس میں پیشاب فرماتے تھے۔ ایک رات حضور ﷺ نے اس میں پیشاب فرمایا پھر اس پیالہ کو خالی پایا۔ تو ام ایمن برکہ سے دریافت فرمایا تو اس نے عرض کی کہ حضور ﷺ (میں نیند سے اٹھی اور پیاسی تھی تو میں نے اسے پی لیا۔

عارف رومی علیہ الرحمہ نے بھی اپنے اس عقیدہ کو برملا الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے

این خورد گردد پلیدی زیں جدا
واں خورد گردد ہمہ نور خدا

دنیا کے لوگ طرح طرح کی بہترین غذائیں اور پھل سبزی کھائیں تو ان سے پلیدی اور غلاظت بن کر نکلتی ہے اور وہ (حبیب خدا ﷺ تناول فرمائیں تو سب کا سب نور خدا بن جاتا ہے۔

فائدہ ! ہماری گرفت پر دیوبندی تو پھر بھی مان جاتے ہیں کہ واقعی حضور ﷺ کے فضلات طاہرو مطہراور معطرو معنبر تھے۔ لیکن غیر مقلدین وہابی ضد کے پکے ہیں نہیں مانتے حالانکہ دار قطنی کی سند صحیح ہے۔ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ اپنی خواہش کے بندے ہیں حدیث کا دعوی لفظی ہے در حقیقت یہ منکرین حدیث ہیں چکڑالوی (منکرین حدیث) مذھب انہی کا تیار کردہ ہے۔

انتباہ ! ہم رسول اللہ ﷺ کے فضلات مبارکہ (پاخانہ 'پیشاب' اور پسینہ 'خون کو طاہرو مطہراور معطرو معنبر مانتے ہیں۔ لیکن کسی ولی اللہ کے لئے بھی ہم نے ایسی جرات نہیں کی لیکن دیوبندیوں سے سطحی طور علیہ السنہ کے لئے مذکورہ بالا مسئلہ (طہارۃ و خوشبوئے فضلات) پوچھو تو تجربہ کرلو فوراً کہیں گے توبہ توبہ۔ لیکن جب نانی کا حوالہ دکھاؤ تو ٹھنڈے پڑجائیں۔افسوس ہے کہ موج میں آجائیں تو نانی کا پاخانہ خوشبوناک مان لیں۔ بے ایمانی پہ آجائیں تو نبی علیہ السلام کے کمالات کا انکار کردیں۔

حسین احمد کانگریسی خلیل علیہ السلام کا امام (معاذ اللہ)

"حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام گویا کسی شہر میں جامع مسجد کے قریب کسی حجرہ میں تشریف فرما ہیں اور متصل ایک دوسرے کمرے میں کتب خانہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتب خانہ سے ایک مجلد کتاب اٹھائی۔ جس میں دو کتابیں تھیں ایک کتاب کے ساتھ دوسری کتاب تھی وہ خطبات جمعہ کا مجموعہ تھا۔

اس مجموعہ خطبات میں وہ خطبہ نظرانور سے گزرا جو مولانا حسین احمد مدنی مدظلہ' خطبہ جمعہ پڑھا کرتے ہیں۔جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصلیوں کا مجمع تھا۔ مصلیوں نے فقیر(مولانا مرغوب)سے فرمائش کی کہ تم حضرت خلیل علیہ السلام سے سفارش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمائیں۔ فقیر نے جرات کرکے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا۔مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا فرمائی فقیر بھی مقتدیوں میں شامل تھا (شیخ الاسلام نمبر ۱۶۳۔کالم۔۳)

فائدہ ! کیا یہ حیرت و استعجاب کی بات نہیں کہ مولانا مدنی کے عاشق صادق جناب مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ کہنے کی جرات وہمت کیسے کی کہ وہ نماز نہ پڑھائیں۔ بلکہ خود حضرت خلیل اللہ ایک غیرنبی کی اقتداء کریں ؟ کیا غیرنبی کے پیچھے نماز پڑھنا نبی اور رسول کے پیچھے نماز پڑھنے سے افضل ہے ؟ کیا امامت کے مستحق مولانا مدنی حضرت خلیل اللہ علیہ السلام سے زیادہ تھے ؟ کیا ایک برگزیدہ نبی کو غیرنبی بلکہ معمولی مولوی کا مقتدی بنانے کی کوشش فساد قلب نہیں تو اور کیا ہے۔

دیوبند کے جھونپڑے ہی بہشت ہیں !

بہشت کی تعریف قرآن و احادیث میں واضح ہے لیکن دیوبندیوں کی بہشت کچھ اور طریقہ کی ہے۔
مولوی اشرفعلی تھانوی نے لکھا کہ ان ہی حضرات کی برکت تھی 'مقبولیت پر یاد آیا' حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نے خواب میں دیکھا کہ جنت ہے اور اس میں ایک طرف چھپر کے مکان بنے ہوئے ہیں 'فرماتے ہیں کے میں نے دل میں کہا کہ اے اللہ ! یہ کیسی جنت ہے' جس میں چھپر ہیں' جس وقت صبح کو مدرسہ آیا مدرسے کے چھپر پر نظر پڑی تو ویسے ہی چھپر تھے (الافاضات الیومیہ تھانوی' ج'۲'۲۲)

اہل سنت کی جنت ! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کس چیز سے بنائی گئی ہے حضور ﷺ نے فرمایا' لبنته من ذهب و لبنته من فضته وملا طهاالمسک الاذفر وحصبارها اللولوو الياقوت وتربتهاالزعفران۔ (مشکوۃ مطبوعہ نور محمد کراچی)

یعنی جنت کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے اور کستوری عمدہ سے اس کا گارہ ہے اور اس کے سنگریزے موتی اور یاقوت اور اس کی مٹی زعفران ہے' مگر دیوبندی کہتے ہیں کہ جنت چند چھپروں کا نام ہے معلوم ہوا' کہ دیوبندی اللہ تعالی اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے فرمائے ہوئے بہشت کے منکر ہیں' اور جنت و حشرو نشرپر ان کا ایمان نہیں' بلکہ ان کے نزدیک جنت صرف مدرسہ دیوبند کا ہی نام ہے' اور جو اس میں داخل ہوگیا' وہ بہشتی ہوگیا' پھر وہ خواہ کفر کرے یا کچھ اور' کیوں جناب ؟ حضرت گنج شکر فریدالدین رحمتہ اللہ علیہ سرکار پاکپتن شریف کے دروازے کو تو بہشتی دروازہ کہنا گناہ ہوتا ہے' مگر مدرسہ دیوبند کو بہشت کہنا کیسے جائز ہوگیا ؟ یہ تو تھا دیوبندی امت کا بہشت اب ان کی حوریں بھی ملاحظہ فرمایئے۔ (دیوبند مذھب)

ہندوستانی عورتیں حوریں !

میں تو کہا کرتا ہوں کہ ہندوستان کی عورتیں حوریں ہیں (الافاضات الیومیہ تھانوی ج ۴، ص ۲۴۳، سطر ۱۵)

نوٹ ! مرزا صاحب نے بھی اپنی امت کے لئے حوریں بنائی تھی تو تھانوی صاحب نے بھی اپنی ذریت کے لئے کوشش فرمائی اور ہندوستانی شاید اس لئے فرمایا کہ دیوبندی مذہب ہندوستان کے ہندوؤں کی کوششوں کا نتیجہ ہے "بعض صاحبان بزرگان اسلام کے دروازہ پر بہشتی دروازہ کا لفظ بولنے سے بہت چڑتے ہیں' یہ شاید اس لئے ہو کہ اس دروازے سے گذرنے والے کہیں------ مگر گھبرانے کی کوئی بات نہیں------ ان کا مقصد یہ نہیں ہوتا بلکہ وہ تو فرمان مبارک نبوی ﷺ "القبر روضتہ من ریاض الجنتہ" (کنزالاعمال) کی نسبت سے اس لفظ کا اطلاق کیا کرتے ہیں'

خواب چھیچھڑے !

نکل آئی نہ وہی بات کہ بلی کے خواب چھیچھڑے کہ وہی خواب دیوبندیوں نے دیکھے اس لئے کہ کہاں جنت خداوندی اور دیوبند کے گندے چھپڑ ایسے ہی کہاں جنت کی حسین و جمیل حوریں اور کہاں یہ ہندوستان کی کالی کلوٹی عورتیں۔ لیکن چونکہ دیوبندیوں' وہابیوں' کو بہشت نصیب ہی نہ ہوگی تو وہ خیالی اور خواب جیسی جنت اور حوروں سے دل بہلا رہے ہیں۔

عورت کا فرج میٹھا تھا یا کڑوا ؟

مکتب کے لڑکوں نے حافظ جی کو نکاح کی ترغیب دی کہ حافظ جی نکاح کر لو' بڑا مزہ ہے' حافظ جی نے کوشش کر کے نکاح کیا' اور رات بھر روٹی لگا لگا کر کھائی' مزاج کیا خاک آتا' صبح کو لڑکوں پر خفا ہوتے ہوئے آئے کہ سسرے کہتے تھے' کہ بڑا مزا ہے بڑا مزا ہے ہم نے روٹی لگا کر کھائی' ہمیں تو نہ نمکین معلوم ہوئی نہ میٹھی نہ کڑوی۔ لڑکوں نے کہا حافظ جی مارا کرتے ہیں آئی شب حافظ جی نے بے چاری کو خوب زود کوب کیا' دے جوتہ' دے جوتہ' تمام محلہ جاگ اٹھا اور جمع ہوگیا' اور حافظ جی کو برا بھلا کہا پھر صبح کو آئے اور کہنے لگے سسرے نے دق کر دیا' رات ہم نے مارا بھی کچھ بھی مزا نہ آیا' اور رسوائی بھی ہوئی تب لڑکوں نے کھول کر حقیقت بیان کی' کہ مارنے سے یہ مراد ہے' اب جو شب آئی تب حافظ جی کو حقیقت منکشف ہوئی' صبح کو جو آئے تو مونچھوں کا ایک ایک بال کھل رہا تھا' اور خوشی میں بھرے ہوئے تھے' الخ۔ (الافاضات الیومیہ ج ۴، ص ۱۷۳، و ج ۲، ص ۱۱۱)

حضرت علی نے سید احمد بریلوی کو نہلایا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کپڑے پہنائے !

سید صاحب نے ایک روز خواب میں ولایت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے غسل دیا اور اپنے ہاتھ سے سید صاحب کی خوب شست و شوئی جیسے کہ ماں باپ بچے کو نہلاتے وقت شست و شو (صفائی) کرتے ہیں۔ اور حضرت فاطمہ نے آپ کو عمدہ لباس پہنایا۔ (مخزن احمدی از سید محمد علی۔ ۲۲)

تبصرہ اویسی غفرلہ !

۱۔ سید صاحب کے مریدین نے اس خواب کو سچا سمجھا اور سید صاحب کی بزرگی میں بطور دلیل پیش کیا

۲۔ سید صاحب نے اس حیاسوز اور اخلاق باختہ خواب کو مریدوں کے سامنے اپنی بڑائی اور بزرگی کے طور پر پیش کرتے ہوئے حیا محسوس نہ فرمائی

۳۔ برہنگی کی حالت میں آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو ایسے غسل دیا جیسے ماں باپ بچہ کو غسل دیتے ہیں اور سید صاحب کے بدن کی خوب صفائی کی

۴۔ اس ۲۵ سالہ معصوم بچہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عمدہ لباس پہنایا سید صاحب غالباً سات ہی روز میں بے حیائی کی ساری منزلیں طے کر کے اس مقام تک پہنچ گئے تھے 'بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن۔

۵۔ اصل بات یہ ہے کہ سید صاحب کو اپنی بزرگی اور برتری کا خبط تھا اس لئے مریدین سے اس کا ذکر کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ دے رہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا عمدہ لباس پہنا رہی ہیں تو اس سے بزرگی میں اضافہ ہوگا مریدین کی حسن عقیدت میں زیادتی ہوگی اس خیال میں حیا کو بھول گئے

نوٹ ! یہی خبط دیوبندیوں کے لیڈروں مولویوں کو عام ہے تبھی تو اس قسم کے خواب انہیں نظر آتے ہیں۔

میلاد خواں و نعت خواں کو زیارت !

مولوی اشرفعلی تھانوی نے لکھا کہ ایک بہت معمر حافظ صاحب تھے جو بعد میں قصبہ بڈھانہ میں جا کر رہنے لگے تھے ان کو ہمارے اول طبقہ کے اکابر حضرات جیسے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے خاص

تعلق تھا گو اس وقت کسی سے بیعت نہ تھے۔ ان کو مولود شریف اور اشعار نعتیہ کا بہت شوق تھا اور بہت اہتمام تھا۔ انہوں نے مجھ کو اپنا ایک خواب لکھا تھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور ارشاد فرمارہے ہیں کہ ہم اس سے خوش نہیں ہوتے جو ہماری بہت تعریف کرے بلکہ اس سے خوش ہوتے ہیں جو ہمارا اتباع کرے۔ (ملفوظات حصہ ہشتم مولانا اشرفعلی تھانوی صفحہ ۱۸۵)

فائدہ ! اگرچہ اس میں کچھ تھانوی کی اپنی حرکت اضافی کو بھی دخل معلوم ہوتا ہے لیکن یہ تو ثابت ہوگیا کہ میلاد شریف اور نعت خوانی شرعاً محبوب و مرغوب عمل ہے۔ اگر یہ امور بدعت ہوتے جیسے دیوبندی فرقہ کا فتویٰ تو ہمارا سوال ہے کہ بدعتی کو حضور ﷺ کی زیارت کا کیا معنی۔

اشرفعلی تھانوی کی خوش فہمی !

تھانوی کا ایک مرید لکھتا ہے کہ محسن کاکوروی مشہور نعت گو شاعر کے فرزند مولانا انوار الحسن کاکوروی رحمتہ اللہ علیہ کا خواب ذیل میں درج ہے جس سے حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرفعلی تھانوی کے منجانب اللہ مقام ارشاد پر فائز ہونے اور اپنے وقت کے مجدد ہونے کی بشارت ملتی ہے۔

فرماتے ہیں میں نے سفر حج میں بمقام مدینہ طیبہ حضرت تھانوی کے متعلق خواب دیکھا حالانکہ اس زمانہ میں مجھ کو مولانا تھانوی سے کوئی خاص عقیدت بھی نہ تھی البتہ ایک بڑا عالم ضرور سمجھتا تھا اور میرا خاندان بھی علمائے حق کا کچھ زیادہ معتقد نہ تھا۔ غرض مدینہ طیبہ میں مولانا تھانوی کا مجھے کوئی بعید سے بعید خیال بھی نہ تھا کہ ایک شب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ایک چارپائی پر بیمار پڑے ہوئے ہیں اور حضرت مولانا تھانوی تیمارداری فرمارہے ہیں اور ایک بزرگ دور بیٹھے ہوئے دکھائی دیئے جن کے متعلق خواب ہی میں معلوم ہوا کہ یہ طبیب ہیں۔ آنکھ کھلنے پر فوراً میرے ذہن میں یہ تعبیر آئی کہ حضرت رسول اللہ ﷺ تو خیر کیا بیمار ہیں البتہ آپ کی امت بیمار ہے اور مولانا تھانوی اس کی تیمارداری یعنی اصلاح فرمارہے ہیں۔ لیکن وہ بزرگ طبیب جو دور بیٹھے نظر آرہے تھے وہ سمجھ میں نہ آئے کون تھے۔ واپسی ہندوستان پر میں نے مولانا تھانوی کی خدمت میں یہ خواب لکھ کر بھیجا اور جتنی تعبیر میری سمجھ میں آئی تھی وہ بھی لکھ دی اور یہ بھی لکھ دیا کہ میری سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ وہ بزرگ طبیب کون تھے جو دور بیٹھے تھے۔ مولانا تھانوی نے جواب تحریر فرمایا کہ وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں اور چوں کہ وہ ابھی زماناً بعید ہیں اس لئے خواب میں بھی مکاناً بعید دکھائی دیئے۔ (حیات اشرف از غلام محمد صاحب بی۔اے عثمانیہ۔۹۰)

فائدہ ! اس خواب کے تیور پڑھیئے تھانوی کا مرید لکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار پڑے ہوئے ہیں یہ پڑے ہیں کا محاورہ ذہن میں رکھیئے کہ کیا یہ جملہ گستاخانہ تو نہیں۔ پھر خواب کی تعبیر بھی عجیب

ہے کہ حضور ﷺ کی امت بیمار ہے اور اشرفعلی تھانوی تو حضور ﷺ کے قریب بیٹھے تھے اور امام مہدی رضی اللہ عنہ دور۔ اس کی تعبیر بھی غلط۔

انتباہ ! یہ خواب اس لئے گھڑا گیا کہ تھانوی کو شوق ابھرا کہ لوگ اسے حکیم الامت مانیں چنانچہ مجدد کے ساتھ اسے حکیم الامت بھی لکھا جاتا ہے۔

تھانوی حضور ﷺ کے مشابہ !

تھانوی کا ایک مرید لکھتا ہے کہ جناب آج چند دن ہوئے کہ اس خاکسار نے جناب اقدس رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت کی آپ ﷺ گویا ایک نہر کے کنارے جارہے ہیں مجھے ایسا معلوم ہوا کہ جناب کی صورت سے مشابہ ہیں۔ (واللہ اعلم) میں فوراً قدموں میں گر گیا اور عرض کیا کہ آپ تو تشریف لے جارہے ہیں میرا کیا حال ہوگا۔ آپ ﷺ نے جواب یہ عطا فرمایا کہ تجھے اجازت ہے کہ ہر روز عصر کے بعد میرے روضہ کی سیر کر یا زیارت کر۔ سیر کر یا زیارت میں شبہ ہوگیا۔ بس آنکھ کھل گئی اور یہ خیال ہوا کہ شاید مراد آپ ﷺ کی لفظ زیارت یا سیر سے درود ہوگی مگر دل میں خلجان ہے کہ شاید کچھ اور مراد ہو اس وجہ سے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کا کیا مطلب ہے بیان فرمادیں کہ تشفی حاصل ہو۔

(اصدق الرویا حصہ دوم بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۵۵ھ) نہایت مناسب تعبیر ہے مگر درود کے ساتھ اتباع اور ملالیا جائے۔ (مولانا تھانوی)

فائدہ ! یہ بھی تھانوی گپ ہے کہ حضور ﷺ کے مشابہ بنکر اپنا کلمہ (اشرفعلی رسول اللہ کے خبط میں تھا حدیث شریف میں ہے کہ خواب میں ابلیس بھی حضور ﷺ کے مشابہ نہیں ہوسکتا۔ لیکن تھانوی ہوگیا تو کیا ہم کہنے پر مجبور نہیں کہ تھانوی ابلیس سے دو قدم آگے۔

اشرفعلی خواب میں بھی بے ادب نظر آیا !

کل شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں آپ ﷺ جس وقت تشریف لائے ہم سب کھڑے ہونے لگے۔ آپ ﷺ نے ہم سب کو بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ آپ (مولانا اشرفعلی تھانوی) اور جو جو تخت پر بیٹھے تھے یا تو اترنے لگے اور یا صدر کی جگہ سے ہٹنے لگے۔ حضور ﷺ نے آپ سے فرمایا کہ آپ یہاں تشریف رکھیں اور حضور ﷺ خود بھی ایک طرف تخت پر بیٹھ گئے۔ چہرہ مبارک بہت نورانی تھا اور ریش مبارک بالکل سفید۔ قد نہ بہت لمبا تھا نہ بہت چھوٹا بالکل جناب کے قد کے مطابق تھا۔ اس جلسہ میں ایک شخص نے کہا کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی پہلی صورت اور دیکھی تھی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو جس طرح ہوتا ہے وہ اس

صورت میں مجھ کو دیکھتا ہے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمانا مجھ کو خوب یاد ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور اس کے بعد سے اب تک ایک حالت نہایت سرور کی ہے اور وساوس سب موقوف ہیں۔

(اشرف السوانح حصہ سوم بقلم عزیز الحسن صاحب و عبدالحق صاحب صفحہ ۱۸۷)

فائدہ ! اس خواب کے تیور دیکھئے کہ۔ حضور ﷺ تشریف لائیں تھانوی کو قیام عظیمی کی توفیق ہی نہ ہوئی اور تھانوی کے قد کا تشابہ یہ بھی قابل غور ہے یہ سب من گھڑت افسانے ہیں اور نبوت کے منصب پر ہاتھ صاف کرنے کا پروگرام تھا لیکن قادیانی بازی لے گیا۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

کتاب سیرۃ النبی !

سید سلیمان ندوی سیرت النبی جلد پنجم میں رقمطراز ہیں کہ وہ ایک مقدس بزرگ جن کے ساتھ مجھے پوری عقیدت تھی اور جن کی زبان سے استحقاق کے باوجود کبھی مدعیانہ فقرہ نہیں نکلا انہوں نے مجھ سے فرمایا۔ "یہ کتاب وہاں مقبول ہوگی"

کہاں مقبول ہوگی ؟ یہ کس بزرگ کا مشاہدہ اور بیان ہے ؟ تذکرہ سلیمان کے مصنف غلام محمد صاحب نے خود حضرت سید سلیمان ندوی سے اسکی تفصیل پوچھی ؟ فرمایا کہ یہ میرے والد ماجد تھے۔ عالم رویا میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور دیکھا کہ سیرۃ النبی بارگاہ رسالت میں پیش کی گئی۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اس کو قبول فرمایا اور اس پر اظہار خوشنودی سے مزید سرفرازی ہوئی۔ حضرت مصنف کی محنت ٹھکانے لگی اور جیتے جی اس کی بشارت پالی۔ ع یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔ (تذکرہ سلیمان از غلام محمد صاحب بی اے حاشیہ ۷۳)

سیرۃ النبی شبلی کا تعارف !

یہ خواب سیرت النبی کتاب کی مقبولیت اور ساتھ ہی مصنف شبلی و سلیمان ندوی کی بزرگی کے لئے گھڑا گیا ہے ظاہر ہے کہ اگر یہ کتاب سیرۃ النبی بارگاہ رسول ﷺ میں مقبول ہوتی تو اسے مسلمان حرز جان بناتے جیسے احیاء العلوم امام غزالی کی کتاب بارگاہ حبیب ﷺ میں پیش ہوئی تو پھر ایسی مقبول ہوئی کہ تا حال اہل اسلام کے زیر مطالعہ ہے اور کئی زبانوں میں تراجم ہوئے یہاں تک دیوبندیوں کے نانوتوی نے ترجمہ کیا ایک ترجمہ فقیر اویسی کا حال ہی میں شائع ہو رہا ہے۔ اور سیرۃ النبی کی مسدوست کا یہ حال ہے کہ دیوبندیوں کے مجدد حکیم الامت نے الافاضات الیومیہ میں بری طرح گت بنائی ہے دانا پوری اپنی تصنیف اصح السیر میں اور ادریس کاندھلوی نے خوب تردید کی اور یہ سیرۃ النبی انگریزوں کے زیر اثر لکھی ہے۔ غلط مضامین درج کئے علامہ توکلی غزوہ اپنی دیکھئے۔

غلط خواب ! سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میرے بڑے بھائی سید احمد مرحوم کی اہلیہ مرحومہ میری والدہ ماجدہ مرحومہ کی حقیقی بھتیجی تھیں اور باقی دو بہوئیں غیر خاندانوں کی تھیں۔ دوران قیام مدینہ منورہ وہ چاہتی تھیں کہ تمام نظام خانہ داری ہر ایک کا علیحدہ کردیا جائے مگر سرپرست کی اجازت نہ دیتی تھی۔ ناگوار امور پر صبر کرنا اور کرانا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ ایک روز والدہ ماجدہ نے خواب دیکھا کہ حجرہ مطہرہ نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں قبر شریف پر چارپائی بچھائی ہوئی ہے اور اس پر حضرت رسول اللہ ﷺ لیٹے ہوئے آرام فرمارہے ہیں اور والدہ ماجدہ پیچھے بیٹھی ہوئی کمر دبارہی ہیں۔ یکایک سامنے سے بڑے بھائی صاحب مرحوم کی اہلیہ آگئیں تو حضرت رسول اللہ ﷺ نے والدہ ماجدہ کو مخاطب کرکے فرمایا تو ان کو جدا کیوں نہیں کردیتی ہو یہ خواب صبح والدہ ماجدہ نے والد ماجد سے ذکر کیا جس پر والد صاحب نے اسی روز سب کو جدا کردیا۔

(نقش حیات جلد اول ۷۰ از حضرت مولانا سید حسین احمد کانگرسی)

تبصرہ اویسی غفرلہ !

یہ خواب اس لئے غلط ہے کہ حضور ﷺ اپنی زندگی میں غیر محرم بیبیوں سے ہاتھ نہیں ملاتے ہیں اور یہاں ایک ہندی عورت کو کمر دبانا بتایا گیا ہے اور حضور ﷺ کا معاملہ بیداری اور خواب میں یکساں ہے۔ یہ خواب اس لئے گھڑا گیا تاکہ لوگ سمجھیں کہ حسین احمد کانگرسی کا تمام خاندان ہمہ خانہ چراغ است کا مصداق ہے۔

اپنے منہ میاں مٹھو !

اپنی خود نوشت سوانح جلد اول میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ مدینہ شریف کے قیام کے دوران میں نے دیکھا خواب کی شکل میں کہ باب السلام سے (مسجد نبوی سے سب سے بڑا دروازہ جو کہ بجانب مغرب واقع ہے) مسجد میں داخل ہوا اور حجرہ مطہرہ کی جانب جارہا ہوں اور آنحضرت ﷺ قبر مبارک پر ایک کرسی پر رونق افروز ہیں۔ قبلہ کی طرف آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ہے۔ میں داہنی جانب سے حاضر ہوا۔ جب قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے مجھ کو چار چیزیں عطا فرمائیں۔ ان میں سے ایک علم ہے۔ باقی تین اشیاء یاد نہ رہیں کہ کیا تھیں۔ اس کے بعد کرسی کے پیچھے سے ہوتا ہوا ایک باغ میں (جو کہ بجانب قبلہ حضور ﷺ کے آگے تقریباً دس بارہ گز دوری پر واقع ہے) داخل ہوا اس میں میوہ دار درخت ہیں جن کی اونچائی قد آدم سے کچھ تھوڑی ہی زیادہ ہے۔ ان درختوں کے پتے سیب کے پتوں جیسے ہیں اور ان میں پھل کالے کالے لگے ہوئے ہیں۔ اور کچھ لوگ ان درختوں میں سے پھل چن چن کر کھارہے ہیں۔ میں نے بھی ان سیاہ پھلوں کو توڑ کر کھایا۔

مقدار میں یہ پھل چھوٹے انجیر کے برابر تھے مگر ان کا مزا ان موجودہ تمام پھلوں سے علیحدہ اور اس قدر لذیذ تھا کہ اس قدر لذیذ پھل میں نے کبھی نہ کھائے اس کے بعد میں نے ایک درخت اسی باغ میں بڑے شہتوت کا دیکھا جس میں شہتوت لگے ہیں جن کے پکے ہوئے پھل زرد رنگ کے ہیں۔ میں نے اس میں سے پکے ہوئے شہتوت توڑے اور میں سمجھ رہا ہوں کہ حضرت رسول ﷺ کی طبیعت کسی قدر ناساز ہے اور یہ شہتوت آپ ﷺ کے واسطے لے جا رہا ہوں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ !

یہ خواب گھڑا تو گیا ہے حسین احمد کانگرسی کی اپنی شخصیت کو اجاگر کرنے کے لئے لیکن مذہب دیوبند کا بیڑا غرق کردیا۔ اس لئے اس میں حاضر و ناظر اور علم غیب اور مختار کل جیسے نزاعی مسائل کا بیان ہے جو ہمارے نزدیک عین اسلام ہیں اور دیوبندیوں کے نزدیک شرک ہمارا سوال ہے کہ دیوبندی یہ مانیں کہ یہ عقائد حق اور عین اسلام ہیں۔

چھوٹے میاں سبحان اللہ !

مظفر گڑھ کے ایک مولوی صاحب کو حضور ﷺ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ وہ اس طرح کہ ایک جلسہ گاہ ہے صدر مقام پر حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں۔ آپ ﷺ مولوی صاحب کو بلا کر فرمایا کہ احمد علی کو میرا سلام کہنا کہ ختم نبوت کا کام خوب جم کر کرے۔

(خدام الدین بیادگار شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی شیرانوالہ دروازہ لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء صفحہ ۲۹)

فائدہ ! سب کو معلوم ہے کہ احمد علی لاہوری خود اور اس کے مریدین خوابوں کے بادشاہ تھے۔ گستاخ کو سلام نبوت (توبہ) یہ کیسے ہو سکتا ہے اور اس خواب کا جھوٹ واضح ہے کہ ختم نبوت میں احمد علی لاہوری نے کونسا بڑا کام کیا بلکہ اس کی زندگی میں تحریک ختم نبوت۔ پیسے لے کر دم توڑ گئی پھر اس کے مرنے کے بعد تحریک ختم نبوت کامیاب ہوئی کہ بھٹو دور حکومت میں مرزائیت کو اقلیت قرار دیدیا گیا اور وہ ہمارے علمائے اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری اور علامہ ظفر علی نعمانی وغیرہ کی جرات و ہمت سے ورنہ قادیانی سرراہ تو قاسم نانوتوی کی عبارت (تحذیر الناس دیوبندی) حوالہ دکھا کر کامیاب ہو رہا تھا۔

مجذوب کی بڑ !

مجھے ایک ثقہ اور معتبر آدمی نے فرمایا جو اہلسنت والجماعت میں سے ہیں اور لائل پور کے رہنے والے ہیں اور ۱۳۷۲ھ میں حج کر کے آئے ہیں۔ تبلیغی سلسلہ میں ملک شام کے اندر بھی گئے وہاں کے

بزرگوں اور اولیائے کرام کی زیارت کا شرف حاصل کیا وہاں کے ایک بہت بڑے عالم کامل اور ولی با خدا نے خواب میں حضرت رسول ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو بلند کرنے اور چمکانے کا ارادہ کرلیا ہے۔ پس اے مسلمانو! ہمت اور اخلاص سے تعلیم، تدریس، تبلیغ، جہاد اور ذکر الٰہی وغیرہ دینی کام ذوق و شوق سے انجام دیتے رہو اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہے۔

(مسلمان کون ہے اور کافر کون ہے) از مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی صفحہ ۴۷)

فائدہ ! ادریس کاندھلوی ہمارے سامنے مرا ہے اس خواب کو اپنی بڑائی کے لئے گھڑا۔ لیکن غلط اس لئے ہے کہ اب اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو چمکانے کا ارادہ کرلیا ہے تو پھر کاندھلوی کی زندگی میں کیسے چمکا اور اس کے مرنے کے بعد کتنا چمکا ہے۔ یا تو یہ تسلیم کریں کہ کانگرسی خواب منگھڑت ہے میرا یقین ہے کہ دیوبندی سولی پر لٹک سکتے ہیں لیکن ان عقائد کو تسلیم نہیں کریں گے تو پھر ہم حق بجانب ہیں کہ کہہ دیں یہ خواب منگھڑت ہے۔ کانگرسی کہتا ہے مجھے خواب میں حضور ﷺ نے علم عطا فرمایا تو جسے آپ سے ملے وہ جہالت سے بچ گیا لیکن کانگرسی کی جہالت بلکہ وقت مشہور ہے علامہ اقبال سے پوچھئے

مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۵۷ء کو صوفی عاشق محمد صاحب نے بر مکان حاجی محمد سلیم صاحب رات کو سوتے ہوئے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا میدان صاف ستھرا ہے جس میں قافلہ جارہا ہے اور حضرت رسول اللہ ﷺ ایک اونٹنی پر سوار ہیں۔ قافلہ بیت اللہ شریف کی طرف جارہا ہے اور ہم باری باری سے سوار ہو رہے ہیں۔ صوفی محمد علی صاحب امام مسجد دارالسلام ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی سے حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم بھی سوار ہو جاؤ۔ اس پر صوفی صاحب اونٹنی پر سوار ہو جاتے ہیں تو پھر حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صوفی صاحب امام الاولیاء ہیں۔ بات یہ ہے کہ صوفی عاشق محمد صاحب نقشبندی نے مجھ سے پوچھا تھا کہ حضرت رسول ﷺ کے متعلق آپ کا کیا عقیدہ ہے میں نے کہا کہ جب حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے ہیں تو مجھ سے مل کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے خود ان کو میری حالت بتلا دی کہ میرا حضرت رسالت مآب ﷺ سے کتنا تعلق ہے۔ اور کیا عقیدہ ہے اور خود حضرت رسول ﷺ نے میری طرف سے جواب دیا۔۔۔۔۔۔

فائدہ ! سبحان اللہ یہ صاحب امام الاولیاء بن گئے۔ اہل کراچی جانتے ہیں کہ یہ کیسے امام الاولیاء ہیں کہ جسے خود اپنے نہیں جانتے اور نہ ہی اس کی امامت پر اتفاق ہے اس وقت تو اہل لاہور بلکہ اکثر دیوبندی مولوی حسین احمد کانگرسی اور احمد علی لاہوری کو امام الاولیاء مانتے ہیں۔ حالانکہ یہ بھی امام الاولیاء نہیں بلکہ امام الاعداء تھے۔ بلکہ امام الاولیاء تو صرف اور صرف سیدنا و مرشدنا و مرشد الاولیاء

والصالحین الشیخ السید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ ہیں جنہیں نہ صرف اہل ارض بلکہ اہل سماء بھی اور نہ صرف انسان بلکہ جن و ملک بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ امام الاولیاء جانتا اور مانتا ہے۔

اختتام ! اگرچہ اس سے مزید بہت سے خواب دیوبندیوں نے گھڑے ہیں اور ان سب کا مقصد اپنی اور اپنے متعلقات کی عزت افزائی مطلوب ہے لیکن الحمدللہ ان کی کیا عزت ہونی تھی ذلت و خواری کے گھاٹ اترے اور مرنے کے بعد برا حشر نصیب ہوا۔ اس لئے کہ جو حضور اکرم ﷺ پر بہتان باندھے اس کا انجام برا ہوتا ہے۔

اگرچہ فقیر نے تحقیقی طور پر خواب کی تردید موقعہ بہ موقعہ لکھدی ہے لیکن دیوبندیوں کے بعض نادان مولوی بجائے اس کے کہ اعتراف کریں کہ واقعی ان کے اکابر سے غلطی ہوئی ہے کہ ان خوابوں کو سچا کر دکھلانے پر ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور یہ اپنی بری عادت پر مجبور ہیں اس لئے کہ ان کے جن اکابر کی عبارات کو علمائے عرب و عجم نے صریح کفر کہا ہے ان کی بھی تاویلیں گھڑ رہے ہیں۔ تفصیل دیکھئے۔ (حسام الحرمین والصوارم الہندیہ)

خواب کے ساتھ خیال !

اہل اسلام نے دیوبند کے خواب پڑھے ہیں تو ان کا ایک خیال بھی پڑھ لیجئے۔ تاکہ یقین ہو کہ (ایں چراغ ہمہ تن تاریک است) مولوی اسماعیل دیوبندیوں وہابیوں کے امام و مقتداء نے لکھا کہ از کاوسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتراست و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آن از معظمین گو رسالت مآب باشند چندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است کے خلاصہ یہ کہ زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کا خیال بہتر ہے۔ بیل اور گدھے کے خیال سے بزرگوں اور حضور ﷺ کا خیال کئی درجہ بدتر ہے (صراط مستقیم)

جواب دیوبندی ! نماز خاص اللہ کی عبادت ہے تو اس میں اگر حضور ﷺ کا خیال آجائے تو نماز میں فرق آتا ہے۔

جواب الجواب ! یہ تو کلمہ حق (ارید بہ الباطل) والا قصہ ہے نماز بے شک عبادت الٰہیہ ہے مگر جب تک ذکر محمدی ﷺ کی مہر نہ لگ جائے اور السلام علیک ایہاالنبی نہ پڑھ لیا جائے تو نماز ہرگز مقبول ہی نہیں ہوتی تو تمہیں چاہیئے کہ یہ سلام بھی چھوڑ دو۔

دیوبندی سوال؟ ! یہ سلام ہم دل سے تو نہیں پڑھتے بلکہ خدا تعالیٰ نے جو حضور ﷺ کو معراج میں سلام دیا تھا اس کی نقل کرتے ہیں۔

سنی جواب ! تمہارا یہ السلام علیک ایہاالنبی دل سے نہ پڑھنا تصریحات اکابرین اسلام کے خلاف ہے کیونکہ فقہ اسلام کی تمام معتبر کتابیں فرماتی ہیں کہ بارگاہ نبوت میں یہ سلام دل سے کہنا چاہیئے نہ کہ حکایۃً چنانچہ فتاوٰی عالمگیری و درمختار میں صاف موجود ہے۔

ویقصد بالفاظ التشہد معانیھا مرادۃ لہ علی وجہ الانشا کانہ یحی اللہ تعالٰی ویسلم علی بنیہ وعلی نفسہ و اولیائہ لا الاخبار عن ذالک الخ (درمختار ۳۵۸ سطر ۹)

یعنی التحیات میں یہ الفاظ دل سے پیدا کرکے اپنی طرف سے سلام دینا چاہیئے اور واقعہ معراج کی حکایت و خبر کے طور نہیں کہنا چاہیئے۔

اسی قول کے تحت علامہ شامی فرماتے ہیں "**ای لایقصد الاخبار والحکایتہ عما وقع فی المعراج**" (الخ فتاوٰی شامی ج ۱ ۳۵۸ سطر ۹ مطبوعہ مصر)

یعنی معراج کی حکایت نہ کرے بلکہ خود اپنے سلام کی نیت کرے تو دیوبندیوں کا دل سے سلام نہ دینا بارگاہ نبوت سے مکمل بیزاری ہے اور کتب اسلام سے صاف غداری ہے۔

دیوبندی دھوکہ !

نماز میں اگر رسول پاک کا خیال آجائے تو بوجہ الفت کے ہمارے حضور قلب میں فرق آتا ہے

اسلامی کوڑا !

اچھا جی اب تم صوفی بن گئے اچھا دیکھو کہ تمہارا سب سے بڑا بناسپتی حکیم الامتہ اشرفعلی صاحب تھانوی اپنا ایک نماز کا واقعہ لکھتا ہے کہ !

میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا کہ گھر میں سے کوٹھے کے اوپر سے گر گئی ہیں میں نے یہ خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی" (اشرف المعمولات ۱۴ سطر ۱۱)

تو اب بتاؤ کہ تمہارے سب سے بڑے متصوف تھانوی صاحب تو اپنی بوڑھی بیوی کا خیال آتے ہی سرے سے ہی نماز ہی توڑ دیں تو نہ ان کے تصوف میں کوئی فرق آئے اور نہ ان کا حضور قلب خراب ہے اور نہ تم ان پر کوئی طعن کرو اور اگر کوئی عاشق مصطفیٰ اپنے محبوب ﷺ کو دل میں حاضر کرکے حضور ﷺ کو السلام علیک ایہاالنبی عرض کرے تو تم اس پر شرک کے فتوے لگادو اور اس محبوب دو عالم ﷺ کے نورانی اور سراسر رحمت خیال مبارک کو بیل اور گدھے کے خیال سے بھی کئی درجہ بدتر بتاؤ۔ یاد رکھو کہ۔

(ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ) کی وعید ہے ہم نماز میں عورتوں کے تصور میں اس قدر غرق کہ نماز میں ہی صفاچٹ' اور ہم اپنے محبوب کا خیال کریں تو ﷺ دین تو نہ ہوا دیوبند کی فٹ بال ہوئی' جدھر چاہا لگ لگا دی۔

فیصلہ غزالی !

اس کا فیصلہ ہم اس امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ سے کراتے ہیں جنہیں حضور ﷺ نے شب معراج عالم ارواح سے بلا کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کرائی تھی جنہیں شب معراج موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش کر کے فرمایا تھا کیا تمہاری امت میں بھی کوئی ایسا عالم دین ہے (انوار الباری شرح البخاری دیوبند)

امام غزالی نے فرمایا' بحالت تشہد **احضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم و شخصیہ الکریم وقل السلام علیک۔** (احیاء العلوم ۵۱-۲۱) مطبوعہ مصر)

اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے فقیر کی تصنیف "رفع الحجاب فی تشہد اہل الحق واہل الحجاب" خوب ہے اس کا مطالعہ کیجئے

جھوٹے خوابوں کی سزا !

بہر حال دیوبندیوں کے خواب ہوں یا خیال دونوں جھوٹے ہیں اور حضور ﷺ پر افتراء اور بہتان ہے۔ نبی کریم ﷺ کے مندرجہ ذیل وعیدیں پڑھیے

(۱) بخاری شریف کی یہ حدیث پاک جس کے راوی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ہمیں جھوٹا خواب بیان نہ کرنے کی ہدایت کرتی ہے۔ جھوٹ تو ویسے بھی گناہ کبیرہ ہے۔ خداوند تبارک و تعالیٰ نے اس سے اجتناب کی ہدایت ہی نہیں فرمائی' جھوٹوں پر اپنی لعنت کا اعلان بھی فرمایا ہے۔ حضور سرور کائنات فخر موجودات علیہ السلام والصلوۃ نے اہل ایمان کو جھوٹ سے بچانے کے لئے سخت وعیدیں دی ہیں۔ احادیث کا ایک قابل ذکر ذخیرہ ہمیں جھوٹ سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے کہ ہمیں خواب کے حوالے سے بھی جھوٹ نہ بولنے کی ہدایت ہے۔ جاگتے میں تو ہم اگر کوئی جھوٹی بات کہتے ہیں تو اس کا براہ راست اثر دوسروں پر پڑ سکتا ہے لیکن اپنے خواب کے حوالے سے اگر ایسی بات کریں جو درست نہ ہو اور اس کا اثر براہ راست کسی دوسرے پر نہ پڑتا ہو تو بھی آقا حضور ﷺ نے مسلمانوں کو سختی سے اس سے منع فرمایا ہے------ اور اس سے سچ کا دائرہ وسیع تر فرما دیا ہے کہ کسی حالت میں بھی صداقت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے اور جھوٹ کا شائبہ کسی مومن کی زندگی کے کسی پوشیدہ سے پوشیدہ گوشے پر بھی نہ پڑے۔

بخاری و مسلم میں حضرت انس بن' مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور بخاری شریف کی ایک اور حدیث پاک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "آقا حضور ﷺ نے اچھے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ فرمایا ہے۔ بخاری شریف کی ایک حدیث پاک میں ہے کہ نبوت کے آثار میں سے اب کچھ باقی نہیں رہا' سوائے مبشرات کے۔ یعنی نبوت میرے بعد ختم ہو جائے گی اور آئندہ آنے والے واقعات کو معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ مبشرات کے سوا باقی نہیں رہے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ مبشرات کیا ہیں۔ فرمایا اچھے خواب اس سے واضح ہوتا ہے کہ اچھے خواب نبوت کے آثار میں سے ہیں اور آقا حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔ پھر اگر کوئی شخص خواب کچھ دیکھے اور لوگوں سے کچھ اور بیان کرے یا سرے سے کوئی خواب ہی نہ دیکھے اور لوگوں کو کچھ بیان کر دے کہ اس نے ایسا ایسا خواب دیکھا ہے تو یہ بہت بڑی جسارت ہوگی۔ اس لیے رحمت عالم و عالمیاں ﷺ نے اسے سب سے بڑا بہتان فرمایا۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث مبارکہ میں ہے' حضور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کا خواب جھوٹا نہ ہوگا اس لئے کہ جو چیز نبوت کے اجزاء میں سے ہو وہ کبھی جھوٹ نہیں ہو سکتی پھر' یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص خدا و رسول خدا (جل شانہ' وصلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے کا دعویدار بھی ہو' مسلمان بھی کہلائے اور خود جھوٹ بھی بولنے لگے۔ نبوت کے آثار کے نام پر جھوٹ بولے' اپنی آنکھوں پر بہتان تراشے۔

احادیث مبارکہ میں ہے کہ بعض خواب شیطان کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ صحیحین میں ہے کہ حضرت ابی قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا' اچھا خواب خدا کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے۔ کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے تو اسے صرف اس شخص سے بیان کرے' جس سے اسے محبت ہو۔ اور برا خواب دیکھے تو اس کی برائی سے اپنے خدا کی پناہ مانگے اور کسی سے وہ خواب بیان نہ کرے------ تو پھر جو خواب اچھا ہے' اور خدا کی طرف سے ہے' اس میں جھوٹ شامل کر کے اگر کوئی شخص بیان کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا جرم بہت بڑھ جاتا ہے اور برا خواب چونکہ شیطان کی طرف سے ہے' وہ سچا بھی ہو تو اسے بیان کرنے کی ممانعت ہے۔ چہ جائیکہ کوئی شخص اس میں جھوٹ شامل کر کے یا سرے سے جھوٹا خواب گھڑ کر ہی بیان کر دے۔

اسی لئے آقا حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھاوے جو آنکھوں نے نہیں دیکھی یعنی آنکھوں پر بہتان باندھے اور جھوٹا خواب بیان کرے۔

فائدہ ! غور فرمایئے کہ دیوبندیوں کے اکابر نے کتنی بے جا جرات کی ہے کہ ایک طرف حضور ﷺ پہ بہتان تراشا دوسری طرف اپنے اعزاز و اکرام کے ارادہ پر نبی پاک ﷺ کی گستاخی اور بے

ادبی کروائی۔
فقیر نے ایک کتاب مرتب کی ہے خوابوں کی دنیا اس میں سچے اور جھوٹے خوابوں کی نشانیاں بھی بتائی ہیں اس کا مطالعہ کیجئے اس سے یقین ہوگا کہ واقعی دیوبندیوں کے خواب بلی کے خواب چھیچھڑے کے مکمل مصداق ہیں۔

خواب کے قواعد !

مثل مشہور ہے کہ بلی کے خواب چھیچھڑے وہ اس لئے کہ بلی بیچاری کو شب و روز چھیچھڑے کا خیال رہتا ہے۔ اور عربی کا مقولہ ہے "الاناء تترشح بمافیہ" برتن سے وہی شے نکلتی ہے جو اس میں ہوتی ہے۔ ایسے خوابوں کا تجربہ فقیر کو یوں ہوا کہ ۱۹۵۲ء میں فقیر نے اپنے غریب خانہ حامد آباد ضلع رحیم یار خان مدرسہ فیض الفیوض کا آغاز کیا تو قحط سالی نے بھی اسی سال پاکستان میں زور پکڑا۔ طلبہ بکثرت داخل ہوئے۔ کھانے کا انتظام امیرانہ نہیں تھا درویشانہ تھا۔ دیہات سے چند روٹیوں پر گزارہ ہوتا تھا۔ ایک طالبعلم کھانے کا شوقین تھا۔ چند روٹیوں پر بکثرت طلبہ کا گزارا ہوتا۔ اس شوقین طالبعلم نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ مدرسہ میں روٹیاں ہی روٹیاں ہیں۔ صبح کو اس نے مجھے خواب سنایا تو میں نے کہا بلی کے خواب چھیچھڑے۔ یقین کرلیں کہ دیوبندی وہابی کو ہر آن گستاخی و بے ادبی کا تصور رہتا ہے۔ بنابریں انہیں خواب میں بھی گستاخی و بے ادبی نظر آتی ہے اور یقین کیجئے اکثر باتیں ان کی اپنی منگھڑت ہوتی ہیں۔ سمجھ لیں کہ ایسے خواب صدیوں پہلے کسی کو کیوں نہ آئے جبکہ ان گنت اولیاء کرام کے خوابوں کے واقعات کتابوں میں موجود ہوتے ہیں یقیناً کہنا پڑتا ہے کہ یہ ہیں بلی کے خواب چھیچھڑے۔

نیز دیوبندی وہابی غضب کے بے ادب و گستاخ ہیں اور گستاخ رسول ﷺ باتفاق علمائے عرب و عجم مرتد ہیں اور مرتد کو زیارت رسول ﷺ توبہ توبہ' اس سے بھی یقین ہوتا ہے کہ یہ خواب خود گھڑتے ہیں اگر کچھ ہو بھی تو وہ بھی ان کا گھڑا ہوا خیال ہے۔ چنانچہ مولوی اشرفعلی تھانوی بھی مانتا ہے دن میں جو خیال زیادہ بسا رہتا ہے وہی رات میں خواب کی شکل میں نظر آتا ہے۔ چنانچہ مولوی اشرفعلی تھانوی نے لکھا کہ ہمارے خواب کی حقیقت تو اکثر یہ ہوتی ہے دن بھر جو خیالات ہمارے دماغ میں بسے ہوئے رہتے ہیں وہی رات کو سوتے میں اسی صورت میں یا کہ دوسری صورت میں نظر آتے ہیں (الافاضات الیومیہ ۵۵/۵۲)

ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ کی زیارت بھی ہو پھر وہ جہنم میں جائے حدیث شریف میں ہے۔

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من رانی

فی المنام فلن یدخل النار جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

(۲) عن سعید بن قیس رضی اللہ عنہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یدخل النار من رانی فی المنام ○

(منتخب الکلام فی تفسیر الاحلام لابن سیرین من علماء القرن الاولی الہجری)

وہ جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہوگا جس نے مجھے خواب میں دیکھا

اب فوائد پڑھیئے !

فائدہ ! یہ کتب رؤیاء کی تعبیر میں مشہور ہیں اور دیگر حوالاجات بھی مستند ہیں

(فائدہ) حضور ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی کا خواب اور ان میں کمی اور نقص دیکھنا دراصل اپنا نقص اور کمی کی دلیل ہے۔ علامہ خلیل بن شاہین اپنی کتاب (اشارات فی علم العبارات۔ ۴۴/ج ۱) میں فرماتے ہیں۔

من رای احد امن لانبیاء فیہ نقصان فانہ یدل علی نقصان دین الرائی۔ جس نے نبی ﷺ میں کوئی نقص اور عیب دیکھے تو سمجھو کہ وہی عیب و کمی خواب دیکھنے والے کو ہے۔ اسی کتاب کے '۴۵/ج ۱' میں ہے ومن رای احدامنہم وفیہ نقصان اوعیب فانہ قلتہ دین۔ خواب میں کمی دیکھے تو سمجھو کہ دیکھنے والے میں دین کی کمی ہے۔

ومن رای انہ یسب بنبیافانہ یطعن فیماالی بہ (اشارات ۴۳۔۴۴) جو شخص کسی نبی علیہ السلام کو گالیاں دیتا ہوا خواب میں دیکھے تو وہ اس خرابی میں مبتلا ہوگا۔

فائدہ ! دیوبندیوں کے خوابوں کو غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ وہ خواب حضور ﷺ کی توہین اور گستاخی ہے یا نہیں اور شرعی قاعدہ کے مطابق حضور ﷺ کی بے ادبی اور گستاخی کا دوسرا نام گالیاں دینا اور سب بکنا ہے چنانچہ حضرت شہاب الدین خفاجی حنفی رحمتہ اللہ علیہ کی عبارت اسی کتاب میں منقول ہے کہ:۔ فلن من قال فلان اعلم منہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد عابہ و نقصہ' فی قولہ حکمہ الساب من غیر فرق منہ (نسیم الریاض ۳۳۵'ج ۱') جو کہے فلاں حضور ﷺ سے زیادہ عالم ہے اس نے اپنے قول میں حضور ﷺ پر عیب لگایا تنقید کی اس کا حکم گالی دینے والے کا ہے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اور فرمایا وقد اجمع العلماء علی ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المنتقص کافر لہ مرتد والوعید علیہ جار بعذاب اللہ وحکم عنہ الامتہ القتل ومن شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفرا ان الرضی بالکفرکفر ○ (نسیم الریاض۔ ۳۳۸۔ ج۔ ۴) علماء کا اجماع ہے کہ نبی

علیہ ﷺ کو گالی دینے والا اور عیب بتانے والا کافر مرتد ہے اس پر وعید جاری ہے عذاب الٰہی ہوگا مفتی کا فتویٰ ہے کہ یہ واجب قتل ہے جو اس کے عذاب و کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اس لئے کفر پر رضا بھی کفر ہے۔ اور فرمایا **ولا فرق بین المسلم والکافرفی وجوب قتلہ بالسب** (نسیم الریاض، ۳۵۷، ج۴)

اس میں یعنی سب (گالی اور عیب لگانے والا کافر ہو یا مسلمان اس کا قتل واجب ہے ان حوالہ جات سے نتیجہ نکلا کہ دیوبندیوں کے خواب بجائے اس کے وہ اسکی غلط تعبیر کریں یا غلط تعبیریں کیں ناقابل قبول ہیں۔

فائدہ ! نبی پاک ﷺ کو خواب دیکھنے والے **راہ مستغیر الحال بس الوجہ ید لاعلی سوء حالہ** (تعطیر الانام) (سیدی عبدالغنی النابلسی رحمۃ اللہ، ۲۷۶، ج۱) جو نبی کریم ﷺ میں دیکھے کہ وہ ترشرو اور متغیر الحال ہیں تو سمجھو کہ اب دیکھنے والا کا انجام برباد اور خراب ہوگا۔

حضور ﷺ کو اچھی حالت میں خواب میں دیکھنا اپنی اچھائی پر دال ہے اور خامی یا نقص دیکھنا یا ان کے جسم میں کوئی عیب و نقص دیکھنا خرابی ہوگی اس لئے کہ وہ حضور ﷺ تو شیشہ کی مثل ہیں آپ سے وہی صورتیں منقش ہونگی جو دیکھنے والوں کی ہیں۔ (تعطیر الانام)

ملا علی قاری دراصل خواب میں وہ باتیں ظاہر ہوتی ہیں جو انسان میں اعتقاد ہوتے ہیں جو قلب پر وارد ہوتے ہیں جیسے بیدار انسان کے قلب پر وارد ہوتے ہیں۔

فائدہ ! علمائے دیوبند کی بے ادبیاں اور گستاخیاں ضرب المثل ہیں جنہیں عوام خوب سمجھتے ہیں جب ان کے عقائد ہی برے ہیں پھر خواب کیوں نہ برے ہوں۔ اولاً تو ہم ان کے لئے حضور ﷺ کی زیارت میں قائل نہیں اگر ہو بھی تو وہ ہے جو عقیدہ باطلہ کا رنگ بدل کر دل پر اثر انداز ہوا اور وہی اپنا خواب سمجھ بیٹھے بزعم خویش قطب بننے لگے لیکن ملا قاری کے مطابق الناقین کرا دیا کہ خود ان کے اپنے خواب ان کی بدعقیدگی کی دلیل ہیں۔

فائدہ ! گذشتہ قواعد فن رؤیا کے مطابق دیوبندیوں کے خوابوں کے مطابقت ہی نہیں اگر کسی شیر جوان کو ہمت ہے تو دکھلائے۔ نعمانی نے براہین قاطعہ کے خواب ہیرا پھیری سینہ زوری سے یہ تاویل گھڑی ہے جو سراسر غلط اور باطل ہیں۔

ہیرا پھیری !

چاہیے یہ تھا کہ دیوبندی ایسے خواب سن کر ہی توبہ کرجاتے لیکن افسوس کہ ان کے جوابات گھڑے جو

عذر گناہ بدتر از گناہ ہے ملاحظہ ہو۔

چنانچہ ان بعض خوابوں کی غلط تاویلات مولوی منظور نعمانی اسمعلی نے سیف یمانی میں بیان کی ہیں۔ فقیر نے رد سیف یمانی میں اس کی خوب خبل ہے یہاں بطور نمونہ عرض کئے دیتا ہوں۔

خواب !

حضور ﷺ کو دیوبند آنے جانے سے اردو آگئی ؟ کلام یعنی میری احادیث اس وقت سے اردو زبان میں شائع ہوئیں جب سے دارالعلوم دیوبند قائم ہوا اور اسی مدرسہ میں علماء نے اپنی تحریر و تقریر سے اس خدمت کو انجام دینا شروع کیا۔

اس سے قبل اول تو اس مدرسہ علوم اسلامیہ کا شیوع نہ تھا اور سلطنت مغلیہ کے زمانہ سے جو کچھ بھی ان علوم کی اشاعت ہوئی وہ بیشتر فارسی زبان میں تھی اس وقت کی اسلامی کتب بھی عام طور فارسی زبان میں تھی۔ (سیف یمانی ۱۵)

تبصرہ اویسی غفرلہ !

خلاصہ تعبیر یہ ہوا کہ دارالعلوم دیوبند کے قیام سے قبل اردو زبان میں احادیث رسول ﷺ شائع نہیں ہوئیں۔ اگر ہوئیں تو نہ ہونے کے برابر (استغفراللہ)

تردید از اویسی غفرلہ !

یہ تعبیر بالکل اور سراسر غلط ہے جبکہ تاریخ کی شہادت اس تعبیر کے بالکل برعکس ہے اس لئے کہ دارالعلوم کے قیام کی تاریخ ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ، ۱۸۶۷ء یوم پنجشنبہ ہے (علماء کا شاندار ماضی دیوبندی، ۲۳، ج۱) اور اس دارالعلوم میں سب سے پہلے پانچ مولوی، محمود الحسن دیوبندی، فخرالحسن گنگوہی، فتح محمد تھانوی، عبداللہ جلال آبادی، ۱۹ ذیقعد جنوری ۱۸۷۳ء میں فارغ ہوئے کتاب مذکورہ (۷۶۔۷۷ جلد۔۱) پھر آہستہ آہستہ گاڑی چل پڑی۔

ثابت ہوا جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی کی تعبیر؟ میرا کلام یعنی میری احادیث اس وقت سے اردو زبان میں شائع ہوئیں جب کہ دارالعلوم دیوبند قائم ہوا" غلط اور سراسر غلط ہے۔ کیونکہ یہ زبان آگئی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ احادیث کا ترجمہ اردو میں نہیں تھا کیونکہ آگیا کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شہ کا وجود پہلے نہ ہو چنانچہ اردو ڈکشنری میں ہے "آجانا ہے لازم" آپہنچنا، داخل ہونا ناظرین انصاف فرمائیں کہ خواب کی حقیقت اور تعبیر میں کتنا فرق ہے

اگر نعمانی یہ کہے کہ مدرسہ دیوبند کی ترقی میں بعد اشاعت و ترویج زور ہوا یہ بھی غلط ہے کیونکہ یہ کام

دارالعلوم کے متعلقین کو ذرہ برابر بھی نصیب نہیں ہوا جو ہمارے علمائے اہلسنت کو اس کی خدمت کا موقعہ ملا۔ سیدنا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ کے علاوہ علماء اہلسنت' کے کارنامے سنہری قلم سے لکھنے کے قابل ہیں چنانچہ تفصیل فقیر کی کتاب "معتوکہ علمائے اہلسنت" میں ہے۔ اور علمائے دیوبند کے کارنامے صرف شرک و کفر فتوٰی ہیں۔
جو تاریخ سے ان مٹ کی حیثیت رکھتے ہیں اگرچہ نعمانی نے صرف اس بات کا دعویٰ تو کیا لیکن دلیل ایک نہیں لکھی۔ بلادلیل حالت وہی ہے ناظرین خود جانتے ہیں کہ اس طرح کے دعووں کو اگر مان لیا جائے تو پھر فرعون کا خدائی دعویٰ اس سے کچھ کم نہیں لیکن ہم نے نہ اس کو مانا اور نہ ہی نعمانی' دعویٰ کو ماننے کے لئے تیار ہیں۔

نعمانی کی عاجزی اور بے بسی کا نمونہ

بیچارہ نعمانی مولوی اینٹھوی کے خواب کی حقیقت ثابت نہ کر سکا بلکہ اسے یقین تھا کہ زور قلم کو رضوی شیر توڑیں گے تو اس نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا خواب بیان کیا جس میں گستاخی اور بے ادبی کو دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ اہل علم اور ماہرین فن تعبیر کے محققین کے نزدیک اعلیٰ حضرت کا خواب شرعی قاعدہ کے مطابق صحیح اور صادق ہیں

خوابوں کے نمونے !

واقعی خواب ہو تو اس کی تعبیر بھی صحیح ہوتی ہے چند نمونے ملاحظہ ہوں
(۱) ایک بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ اس کے منہ میں سے تمام دانت گر گئے ہیں ایک معبر نے تعبیر دی کہ بادشاہ کی اولاد۔ اقرباء سب اس کے سامنے مر جائیں گے بادشاہ نے غضب آلود ہو کر اس معبر کے منہ سے تمام دانت زنبور سے نکلوا کر اس کی بری تعبیر کی سزا دی اور دوسرے معبر کو بلا کر اس سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی دوسرا معبر سمجھدار تھا اس نے جواب دیا کہ تمام عزیز اقرباء سے بادشاہ کی عمر کا رشتہ بہت دراز ہے خدا تعالیٰ عزوجل زیادہ عمر بخشے بادشاہ اس تعبیر سے خوش ہوا اور اس کو انعام مرحمت کیا (فائدہ) دونوں تعبیروں کا ایک ہی مطلب تھا مگر طرز ادا نے ایک کو معتوب اور دوسرے کو ممتاز کر دیا۔
(۲) سکندر بادشاہ جن دنوں دارا سے برسرپیکار تھا اسی تردد کے دوران اس نے ایک خواب دیکھا کہ وہ دارا سے کشتی لڑ رہا ہے اور دارا نے اس کو چت گرا دیا ہے ایک نادان معبر نے سکندر کو مبارک باد دی اور کہا کہ دارا کی مقبوضہ زمین سکندر کو حاصل ہوگی اور یہ خواب مبارک ہے دارا کا سکندر بادشاہ کو زمین پر چت گرانا اسی تعبیر کا مقتضی ہے۔

(۳) نوشیروان بادشاہ نے خواب دیکھا کہ وہ ایک پانی کے برتن میں ایک خنزیر کے ساتھ اکٹھا پانی پی رہا ہے بادشاہ نے وزیر کو اس خواب پر مطلع کر کے اپنے وزیر اعظم کو حکم دیا کہ تین دن کے اندر مجھے اس پریشان کن خواب کی تعبیر حاصل کرو۔ وزیر دو دن تک سخت پریشان رہا تیسرے دن ایک مشہور معبر سے جو ایک پہاڑی غار میں گوشہ گیر تھا دریافت کرنے جا رہا تھا کہ راستہ میں لڑکے کھیل رہے تھے ایک لڑکے نے کہا کہ ہمارے ملک کا وزیر بادشاہ کی تعبیر میں حیران و پریشان ہے میں اس کی تعبیر دے سکتا ہوں۔ وزیر نے لڑکے کی بات سن لی اور اس کو بلا کر پہلے اس کا نام پوچھا لڑکے نے اپنا نام بزر جمہر بتلایا خواب کی تعبیر کے متعلق لڑکے نے کہا کہ میں خود بادشاہ کو اس کے خواب کی تعبیر بتاؤں گا بادشاہ لڑکے کو دیکھ کر غضبناک ہوا بزرجمہر نے کہا کہ آپ اپنے مقصود کو دیکھیں میری عمر کو خیال نہ کریں بادشاہ نے کہا کہ میرے خواب کی تعبیر بتلاؤ لڑکے نے جواب دیا کہ اس خواب کی تعبیر تنہائی میں عرض کر سکتا ہوں چنانچہ تنہائی میں بزرجمہر نے عرض کیا کہ آپ کے حرم سرائے میں ایک کنیز ہے جس پر بادشاہ کی نظر عنایت ہے لیکن کنیز ایک بیگانہ بدمعاش (غلام) سے میل جول رکھتی ہے اور اس واقعہ کو بادشاہ کی ملکی استعداد نے خواب میں اجاگر کیا ہے
بادشاہ حیران ہو گیا اور تحقیقات کے بعد ثابت ہو گیا کہ بادشاہ کی ایک مرغوب طبع کنیز ایک حبشی غلام کے ساتھ ربط ضبط رکھتی ہے لڑکے (بزرجمہر) کو منصب وزارت عطا ہوا اور کنیز و غلام بدکار کو سزا دی گئی۔

امام المعبرین کے واقعات !

حضرت محمد ابن سیرین بصری رضی اللہ عنہ بہت بڑے عالم اکابر تابعین میں سے تھے آپ تعبیر خواب میں مشہور گزرے ہیں جن کی وفات ۷۷ سال کی عمر میں (۱۱۰ھ) میں ہوئی آپ ہمیشہ تعبیر خواب قرآن مجید سے استدلال فرمایا کرتے
(۱) آپ کی خدمت میں ایک شخص نے آ کر ظاہر کیا کہ خواب میں میرے ناک سے بہت خون بہتا ہوا دیکھا ہے آپ نے اس کی تعبیر فرمائی کہ تیرا بہت سا مال ضائع ہو گا دوسرے نے بھی آ کر یہی خواب بیان کیا تو اس کو فرمایا خدا تجھے غیب سے مال ضرور دے گا
ایک ہی طرح کے خواب کے یہ متضاد تعبیر حالات' وقت اور اشخاص کے بیانوں کو مد نظر رکھ کر آیات قرآن کی رو سے دی گئی
(۲) ایک عورت نے آ کر کہا کہ خواب میں میں نے ایک انڈا چوری کیا ہے اور لکڑیوں میں اسے چھپا دیا ہے آپ نے کلام الٰہی سے استدلال کے بعد اس کو تنبیہ کی کہ جس بد فعلی کی وہ مرتکب ہوئی تھی اس کا قصہ ہے اس کے اقبال کرنے پر آپ نے اس کو توبہ کرائی۔

(۳) ایک عورت نے بیان کیا کہ میرے بالوں میں سے نارنجی پیدا ہوئی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تو بچی ہے تو کسی حرام کاری سے حاملہ ہو چکی ہے چنانچہ فی الواقع یہی حالت اس سے ہوئی

(۴) ایک شخص نے ظاہر کیا کہ میں خواب میں اذان دیتا ہوں آپ نے فرمایا کہ تجھکو حج کی نعمت نصیب ہوگی "واذن فی الناس بالحج" سے استدلال فرمایا۔

(۵) ایک شخص نے یہی بیان کیا تو اس کو فرمایا کہ تو چور ہے چوری سے توبہ کر۔ اذن موذن انکم لسارقون سے تعبیر نکال کر وہی فرمایا جو مذکور ہو

(۶) ایک شخص نے بیان کیا کہ اس نے خواب میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پروں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی ہے۔ آپ نے تعبیر فرمائی کہ تم نے جہاں نماز پڑھی ہے اس موقع پر تیرے قدموں کے تلے قرآن مجید کے اوراق موجود تھے چنانچہ مصلی اٹھا کر دیکھا گیا تو فی الواقع ایسا ہی تھا

انتباہ! پچھلے خواب پر غور فرمایئے کہ جبریل علیہ السلام کے پروں پر کھڑا ہونا واقعی بے ادبی اور تعبیر بھی نکلی تو بے ادبی۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ دیوبندیوں کے خواب منگھڑت ہیں اگر بقول اشرف علی تھانوی کوئی غلط خیال میں غرق ہو کر خواب دیکھتا ہے تو اس کی تعبیر بھی اسی طرح ہوگی۔

مزید خوابوں کے متعلق تحقیق و تفصیل فقیر کی کتاب "خوابوں کی دنیا" میں پڑھیئے

ھذا آخر مارقمہ قلم الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ
حامد آباد ضلع رحیم یار خان بہاول پور۔ ۳۰۔ ستمبر۔ ۱۹۷۰

DAILY EXPRESS

روزنامہ ایکسپریس لاہور

دیوبندیوں کے شیخ العرب والعجم مولوی حسین احمد مدنی
کے پوتے مولوی محمود مدنی دیوبندی کی
دوقومی نظریہ اور پاکستان کے خلاف بکواس

روزنامہ ایکسپریس مورخہ 19 جولائی 2010

دوقومی نظریہ غلط تھا، بھارتی مسلمانوں کی حالت پاکستانیوں سے بہتر ہے: مولانا محمود مدنی

وادی آزاد ہوگئی تو لداخ اور جموں کے مسلمانوں کا کیا بنے گا، ممبئی حملوں میں پاکستانی ایجنسیاں ملوث ہیں

تقسیم برصغیر کی نہیں ہوئی، مسلمانوں کی ہوئی، کشمیر کی جنگ جہاد نہیں، سیاسی لڑائی ہے: فرنٹ لائن میں گفتگو

نئی دہلی (مانیٹرنگ ڈیسک) نئی دہلی میں مقیم جمعیت علمائے ہند کے رہنما مولانا محمود مدنی نے کہا ہے کہ اسلام دعوت کا مذہب ہے اور ہندوستان میں یہ مذہب مسلمانوں کی یہاں آمد اور قیام کے نتیجے میں پھیلا ہے، یہ فلسفہ ہی غلط ہے کہ مسلمان دیگر اقوام کے ساتھ نہیں رہ سکتے، مسلمان صدیوں سے دیگر قوموں کے (باقی صفحہ 5 نمبر 18)

سعودی عرب کے بعد روس میں بھی
تبلیغی جماعت پر پابندی

روزنامہ ایکسپریس مورخہ 17 مارچ 2010

روس میں تبلیغی جماعت کے 20 ارکان گرفتار

ماسکو (اے پی پی) روس میں پولیس نے مائیگریشن قوانین کی خلاف ورزی کرنے کے الزام میں تبلیغی جماعت کے 20 ارکان سمیت بہت سے غیر ملکیوں کو گرفتار کرلیا۔ روسی ذرائع ابلاغ کے مطابق روس کی وفاقی سیکورٹی سروس حکام نے بتایا کہ پولیس نے مذکورہ ارکان کے سربراہ کو ایک مذہبی اجلاس کے دوران سائبیریا سے گرفتار کرلیا جبکہ ان کے بیس سے زائد پیروکاروں کو غیر ملکیوں سمیت مائیگریشن قوانین کی خلاف ورزی کے الزام میں گرفتار کرلیا گیا ہے۔ حکام کے مطابق سائبیریا کی ایک مقامی عدالت نے گرفتار افراد کے خلاف فوجداری مقدمات درج کرانے کی اجازت دیدی ہے۔ روس میں تبلیغی جماعت پر 2009 میں سپریم کورٹ کے اس فیصلے کے بعد پابندی عائد کردی گئی تھی جس میں تبلیغی جماعت کو ملکی سالمیت کیلئے خطرہ قرار دیا گیا تھا۔

DAILY EXPRESS

روزنامہ ایکسپریس لاہور

جناب والد!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ بابا!
روزنامہ نوائے وقت کی طرح ہی 28 اگست کے روزنامہ خبریں نے بھی ایسی ہی خبر دی ہے

دیوبندی مکتب فکر کا ترجمان ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے جولائی 2005 کے شمارہ میں قائداعظم کو کافر اعظم (یعنی سب سے بڑا کافر) لکھ کر غلیظ گالی دی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ "مسٹر جناح نے مولانا شبیر احمد عثمانی کو دھوکہ دیا جو حضرت عثمانی کو بھی جلد ہی معلوم ہو گیا اور اسی صدمہ سے وہ زیادہ دن تک حیات نہ رہے اور وفات پا گئے جبکہ مسٹر گاندھی نے ہندوستان کی آزادی کا وعدہ پورا کیا"۔
مزید لکھا ہے کہ آپ کی اصولی [illegible] کہ کافر اعظم کے پاکستان میں ... یہ وہ [illegible] ہیں ۔ (ص 34 [illegible]) [illegible] لکھا ہے کہ [illegible] علماء کرام اور خاص دیوبندی مسلک والوں نے کانگرس کی حمایت کی ہے اور جمعیت علماء ہند کا کانگرس سے الحاق ہی تھا۔
(بحوالہ ماہنامہ [illegible] گوجرانوالہ۔ اگست 2005 ص 24)

ان سب حالات میں کیا ان کا تذکرہ لفظ [illegible] میں کرنا درست ہے۔ وہ لوگ جو خود برسوں اظہار [illegible] کرتے تھے تقسیم ہند کے مخالف تھے [illegible] سال بعد بھی اپنی بات پر قائم ہیں ان کو مجبور [illegible] میں پیش کرنا [illegible] پاکستانی اور [illegible] پاکستان [illegible] نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔ (حدیث پاک)

روزنامہ نوائے وقت

پیر 23 رجب المرجب 1426ھ 29 اگست 2005ء — مسلسل اشاعت کے 65 سال

قائد کے خلاف ہرزہ سرائی

بھارت میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمن نے بانی پاکستان بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے ان کے سیکولر ہونے کے متعلق ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہماری نظر میں وہ مسلمان بھی نہیں تھے۔ وہ نماز پڑھتے تھے نہ ہی روزہ رکھتے تھے۔ انہوں نے ہندوستان کو تقسیم کرایا جبکہ دارالعلوم دیوبند نے ہمیشہ ملک کی تقسیم کی مخالفت کی۔

کانگرسی ہندوؤں کی جوتیوں میں بیٹھنے والے اور ان کے دستر خوان کا نمک کھانے والے دیوبند کے مہتمم نے بانی پاکستان کے خلاف جو ہرزہ سرائی کی ہے اس سے قبل بھی دارالعلوم کے دیگر سرکردہ علماء جن میں مولانا حسین احمد مدنی مرحوم شامل ہیں کا بھی یہی وطیرہ رہا ہے۔ یہ لوگ قائداعظم کا ساتھ دینے کی بجائے گاندھی، نہرو، سردار پٹیل اور ماسٹر تارا سنگھ کے ساتھ کانگرس میں شامل ہندوؤں اور سکھوں کے مددگار رہے۔ شاید یہ علماء کرام انتہا پسند ہندو گاندھی کو قائداعظم سے بہتر "مسلمان" سمجھتے ہوں گے حالانکہ دیوبندی مکتبہ فکر کے بعض جید علماء مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا احتشام الحق تھانوی اور مولانا ظفر احمد عثمانی نے دیگر مکاتب فکر کے جید علماء کرام اور پیران عظام کے ساتھ مل کر تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ قائداعظم نے دس کروڑ مسلمانوں کو انگریز کی غلامی کے بعد ہندو کی غلامی میں جانے سے بچایا اور مسلمانوں کا ایک علیحدہ وطن پاکستان بنا کر دنیا کا نقشہ تبدیل کر دیا اور تاریخ میں مسلمانوں کی جدوجہد کا ایک باب تشکیل دیا۔ علماء دیوبند نے مولانا شبیر احمد عثمانی اور ان کے دیگر ساتھیوں کو نہایت حقارت سے اپنی صفوں سے نکال دیا مگر انہیں پاکستان کے کروڑوں عوام نے اپنی پلکوں پر بٹھایا اور ان کے ہی صدقے میں دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء کو پاکستان میں سیاست بازی میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی اور آج دیوبند فکر کے فرزند مولانا فضل الرحمن پاکستان کے دو صوبوں میں حکمران اور پارلیمنٹ میں حزب اختلاف کے لیڈر ہیں۔ ان کے

والد گرامی مولانا مفتی محمود بھی ایک بار یہ فرما چکے ہیں کہ وہ خود اور ان کے اکابر پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں تھے۔ انہوں نے پشاور میں چند برس قبل دیوبند کانفرنس بھی کرائی جس میں بھارت سے علماء کرام بھی وہاں تشریف لائے۔ اہل پاکستان کی اس فراخ دلی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کانگرس کے وظیفہ خوار مولوی اب بھی جانب مسلمانوں کے ایک ایسے عظیم رہبر و رہنما جس نے کروڑوں مسلمانوں کو آزادی اور خود مختاری کے اعزاز سے سرفراز کیا کی عزت آبرو اور کردار پر حملہ آور ہو جائیں۔ مسلمانوں کی آزادی کی مخالفت کرنے والے اور کانگرس کے ان وظیفہ خوروں کو اب تک 1947ء کی [illegible] سوجھی ہے یہ قائداعظم اور تحریک پاکستان کے مقاصد پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ مگر پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت میں رہنے والے مسلمان اس بات پر حیران ہیں کہ بھارت میں [illegible] آباد، گجرات [illegible] اور [illegible] میں جب بھی مسلمانوں کے گھر جلائے جاتے ہیں انہیں زندہ آگ میں پھینکا جاتا ہے یا مقبوضہ کشمیر میں نہتے مظلوم کشمیریوں کو روزانہ شہید کیا جاتا ہے تو ہندو کے تنخواہ دار یہ مولوی مجرمانہ خاموشی اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی صدائے احتجاج بلند نہیں کرتے۔ جو علماء حق کا شیوہ نہیں۔ انہوں نے کبھی مسلمانوں کی حمایت اور مسلمانوں پر ظلم کرنے والے ہندوؤں اور سکھوں کی مخالفت نہیں کی۔ یہ لوگ محض مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے انہیں مزید فرقوں اور سیاسی گروہوں میں تقسیم کرنے پر لگے ہوئے ہیں تاکہ مسلمان ہندو کے مقابلے میں کمزور تر ہو جائیں۔ پاکستان میں علماء کرام بالخصوص دیوبندی مکتب فکر کو اس ہرزہ سرائی کا نوٹس لینا چاہئے اور اس سے لاتعلقی اور برات کرنا چاہئے تاکہ یہ تاثر پختہ نہ ہو کہ جمعیت علماء ہند سے وابستہ علماء پاکستان اور بانی پاکستان سے واقعی بغض رکھتے ہیں۔

روزنامہ نوائے وقت کے اداریہ کا حصہ جس میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم کا بیان پر تبصرہ

دیوبند کے مہتمم کی قائداعظم کے بارے میں ہرزہ سرائی برداشت نہیں کریں گے: جاوید اقبال

قائداعظم کو مسلمان نہ سمجھنے والے علمائے دیوبند تحریک پاکستان کے وقت کانگرسی تھے اور مسلمانوں کو ہندو کی غلامی میں رکھنا چاہتے تھے

قائداعظم کی رہبری اور جدوجہد کی بدولت ہمیں ایک آزاد خطہ زمین ملا، ان کے بعد ہمیں ایسی لیڈر شپ نہ ملی جو آگے [illegible]

حسین احمد مدنی کے بارے میں علامہ اقبال کی نظم عوام کی امانت ہے: ایوان کارکنان تحریک پاکستان میں تحریک پاکستان کے کارکنوں کو تمغے دینے کی تقریب سے خطاب

قربانیاں دینے والے بزرگوں کو بھولنے والی قومیں راستے سے بھٹک جاتی ہیں، قائداعظم نے نوجوانوں کو کردار تعمیر کرنے کی تاکید کی [illegible]

لاہور (خبر نگار خصوصی + نیوز رپورٹر) چیئرمین تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ ڈاکٹر جاوید اقبال نے پاکستان کو [illegible] قائداعظم اور سرسید احمد خان، جمال الدین افغانی، علامہ اقبال اور قائداعظم کی جدوجہد اور رہبری کا ثمر قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان پر کفر کے فتوے لگانے والے یہ مت بھولیں کہ یہ "کافر مسلمان" پاکستان بنانے میں

صفحہ 8 بقیہ نمبر 11

قائداعظم کی ذات پر ہرزہ سرائی پاکستانیوں کے جذبات سے کھیلنے کے مترادف ہے: شجاعت

ان کی عظیم قیادت میں پاکستان معرض وجود میں آیا، ہر پاکستانی کو ان کی قیادت پر فخر ہے

صدر کو تجویز پیش کی ہے کہ تمام ملازموں میں فرقے کا خانہ ختم کر دیا جائے: سربراہ مسلم لیگ ق

لاہور (خبر نگار خصوصی) مسلم لیگ ق کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین نے قائداعظم کو برصغیر کے مسلمانوں کا مسلمہ لیڈر قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان کی عظیم قیادت میں مسلمانوں کی عظیم تر

صفحہ 8 بقیہ نمبر 6

جاوید اقبال صاحب شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کے بیٹے ہیں

روزنامہ نوائے وقت



14-May-2011
Saturday 10 57 A.M.

جب دارالعلوم بحران کا شکار ہوا

پرواز رحمانی
ایڈیٹر دعوت دہلی

جب دارالعلوم بحران کا شکار ہوا تھا

۱۹۸۰ء کی بات ہے۔ دیوبند میں دارالعلوم کا جشن صدسالہ منعقد ہوا۔ دنیا بھر سے مندوبین آئے۔ لاکھوں کا اجتماع تھا۔ دیوبند سے مسلکی اختلاف رکھنے والے بھی خوش تھے کہ ملت کا ایک بڑا علمی مرکز اپنا تاریخی جشن منارہا ہے۔ مگر جشن کے اختتام کے فوراً بعد دارالعلوم میں انتشار کی کیفیت پیداہوگئی ۔ قاری محمد طیب صاحب اور مولانا اسعد مدنی مرحوم کے درمیان بعض امور میں اختلاف پیداہوگیا۔ تنازعہ طویل سے طویل تر ہوتا چلا گیا جو قاری صاحب کی جانب سے دارالعلوم وقف کے نام سے متوازی ادارہ قائم کرنے کے بعد کسی حد تک سرد ہوا۔ ہر چند کہ اختلاف پہلے سے چلا آرہا تھا۔ خود جشن صدسالہ کے طور وطریقوں پر بھی کچھ اختلاف محسوس کیاگیاتھا لیکن جشن کے بعد اس اختلاف نے زحمت کی شکل اختیار کرلی۔ تفصیل بہت افسوس ناک ہے ۔ مبصرین کے سامنے سوال یہ تھا کہ جشن صدسالہ کے دوران یامعاً بعد ایسی کیا بات ہوئی کہ جس نے اختلافات میں یہ خطرناک شدت پیدا کردی ؟ عام خیال یہی تھا کہ دارالعلوم کو غیروں کی نظر لگ گئی۔ غیر یعنی ملک کے وہ عناصر یاطبقات جو نہیں چاہتے کہ مسلمانان ہند ملی غیرت وحمیت کے ساتھ جئیں، ان کے اتنے بڑے بڑے مراکز ہوں جو انہیں جوڑنے والی قوت کی حیثیت رکھتے ہوں۔

اور واقعہ یہی تھا

اور واقعہ یہی تھا ۔ جشن صد سالہ میں اُس وقت کی وزیر اعظم اندرا گاندھی کو مدعوکیا تھا۔ وہ اپنے پورے کام جھام اور خصوصی مبشروں کے ساتھ شریک ہوئی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ دارالعلوم کو لگنے والی وہ یہی نظر بد تھی ۔ اندرا گاندھی ایمرجنسی سے پہلے کی اندرا گاندھی نہیں رہ گئی تھیں۔ ۱۹۸۰ء کے عام انتخابات انہوں نے آر ایس ایس اور شیوسینا کی مدد سے جیتے تھے۔ اس سے قبل اندرا گاندھی کو مسلمانوں کی اجتماعی قوت کا اندازہ ایمرجنسی کے بعد ۱۹۷۷ کے عام انتخابات میں بھی ہوگیا تھا جب مسلمانوں نے پورے شمالی ہند میں ان کے خلاف ووٹ دیاتھا۔ جشن صد سالہ کے بعد قاری طیب صاحب اور مولانااسعد مدنی مرحومین کے اختلافات میں غیر معمولی شدت کاواحد سبب اندرا گاندھی کی شرکت کی بتایا گیا تھا ۔ اور اب دارالعلوم میں دہشت گردی مخالف کانفرنس کے فوراً بعد مولانا ارشد اور مولانا محمود مدنی کے درمیان اختلافات کی شدت کے بارے میں بھی یہی بات کہی جارہی ہے۔ حالانکہ یہ خیال زیادہ وزن دار نہیں ہے۔ اس کانفرنس کے اثرات ونتائج کوئی انقلابی نوعیت کے نہیں رہے۔ صرف یہ ہوا کہ میڈیا اس طرف کچھ زیادہ متوجہ ہوا دین کو صرف یہ پُرفریب تاثر دینے کے لئے کہ ''دہشت گردی کے نقصانات کا احساس مسلمانوں کی مذہبی قیادت کو بھی ہوگیا ہے۔

ملت اس کی متحمل نہیں ہوسکتی

جمعیۃ علماء کے موجودہ بحران پر اُردو ہندی اخبارات میں یہ تبصرے آرہے ہیں کہ یہ جمعیۃ کے مالی وسائل اور دارالعلوم کے نیٹ ورک پر بالادستی کی لڑائی ہے۔ بعض افراد کا خیال ہے کہ اِن اختلافات میں ذاتی سیاسی مفادات کاعنصر بھی شامل ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ دردمندانہ تبصرے نہیں ہیں۔ کم سے کم مسلمانان ہند کے لئے اِن تبصروں کا یہ موقع نہیں ہے۔ یہاں تو صرف یہ دیکھا جائے کہ ملت کی ایک بڑی اور فعال جماعت بحران کا شکار ہے اور یہ بحران جلد سے جلد دور ہوناچاہئے۔ حالات ایسے ہیں کہ ملت اپنی کسی بھی جماعت یاادارے کے انتشار کی متحمل نہیں ہوسکتی کہ اس سے دین وملت کے معاندین کو فائدہ پہنچے گا معاندین کے

خواہش اور کوشش ہے کہ یہ ملت ہر پہلو سے بحران کا شکار رہے۔ اس پر ہیجانی کیفیت طاری رہے۔ اس کی کوئی بڑی تنظیم یا ادارہ اپنا بنیادی کام سکون کی حالت میں نہ کرپائے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ فریقین کسی ثالثی کو تسلیم کریں گے یا نہیں۔ تاہم ملت کی دیگر جماعتوں ، اداروں اور سرکردہ شخصیات کو اپنے اپنے طور پر اجتماعی شکل میں اس بحران کو ختم کرنے کی مساعی ضرور کرنی چاہئے۔ ویسے مولانا ارشد مدنی اور مولانا محمود مدنی سے بھی توقع یہی ہے کہ مفاہمت کی کوئی صورت نکال لیں گے۔



◆ ممبئی نامہ

دارالعلوم دےوبند کے دفتر اہتمام مےں توڑ پھوڑ

دےوبند،ےکم جون،(نمائندہ خصوصی) گزشتہ شب کچھ شرارت پسند عناصر دارالعلوم دےوبند کے دفتر اہتمام کے تالے توڑ کر اس مےں داخل ہوگئے اور وہاں زبردست توڑ پھوڑ کی لےکن آناً فاناً دارالعلوم کے طلبہ بڑی تعداد مےں وہاں جمع ہوگئے اور انہوں نے توڑ پھوڑ کی شدےد مذمت کی۔ اطلاع کے مطابق اس واقعہ سے اےک دن قبل گمنام طلبہ کی طرف سے ےہاں دارالعلوم مےں پوسٹر بھی تقسےم کئے گئے تھے۔ ان پوسٹروں مےں دارالعلوم کے مہتمم اور اساتذہ کے جمعےۃ علمائے ہند کے زےر اہتمام دہلی مےں منعقد ہونے والی امن عالم کانفرنس مےں شرکت کے خلاف اعتراض جتاےا گےاتھا۔واضح رہے کہ اس واقعہ کے بعدجمعےۃ علماءہند کے عہدےداروں مےںگزشتہ کچھ مہےنوں سے شدےد اختلافات جاری ہےں جس کا اثر دارالعلوم دےوبند مےں بھی صاف طور پر دکھائی دےنے لگاہے۔بتاےا جاتا ہے کہ دہلی مےں منعقدہ جمعےۃ علماءہند کی امن عالم کانفرنس کی کامےابی سے اس کے مخالفےن بوکھلا گئے ہےں اور دارالعلوم کو بھی نشانہ بنانے سے باز نہےں آرہے ہےں۔توڑ پھوڑ کا ےہ واقعہ امن عالم کانفرنس کے اختتام کے بعد رونما ہوا۔جس مےں بےرونی طلبہ کی شمولےت کا شبہ ظاہر کےا جارہاہے۔اطلاع کے مطابق جمعےۃ الطلبہ کے کارکنان نے دفتر اہتمام مےں توڑ پھوڑ کی ہے اور ہنگامہ کےا ہے۔اس تخرےبی کارروائی سے دارالعلوم کے بہت سے طلبہ شرمندہ ہےں اور اس کو دارالعلوم وہاں کے اساتذہ اور اکابرےن کی توہےن محسوس کررہے ہےں۔ اس سلسلے مےں شہر کے دانشوروں کا ماننا ہے کہ کچھ لوگ بااثر بےرونی عناصردارالعلوم کے طلبہ کا اپنے مقصد مےں غلط استعمال کررہے ہےں۔ اس سلسلہ مےں دارالعلوم دےوبند کے نائب مہتمم اور جمعےۃ علماءکے صدر قاری محمد عثمان منصور پوری سے اس نمائندہ نے ٹےلی فون پر بات کی چنانچہ انہوں نے بتاےا کہ ہم سمجھتے ہےں کہ اس تخرےبی کارروائی مےں جو عناصر ملوث ہےں وہ ملت کے دشمن ہےں۔ اس واقعہ مےں طلبہ کے علاوہ بےرونی عناصر بھی ملوث ہوسکتے ہےں۔انہوں نے مزےد کہا کہ گزشتہ شب جو کچھ ہوااسے دارالعلوم کے حق مےں کسی بھی طور پر بہتر قرار نہےں دےا جاسکتا۔ےہ قوم کی امانت ہے۔دارالعلوم دےوبند کو نقصان پہنچانے کی کوشش سنگےن جرم ہے۔جوطلبہ ےہاں حصول علم کےلئے آتے ہےں ان کوصرف تعلےم کی طرف توجہ دےنی چاہئے۔ اندرونی سےاست سے ان کا کوئی تعلق نہےں ہونا چاہئے۔اےک سوال کے جواب مےں انہوں نے کہا کہ رات کے اندھےرے مےں کون لوگ آئے اور کن لوگوں نے دفتر کا تالا توڑ کر وہاں توڑ پھوڑ مچائی اس پر کوئی تبصرہ نہےں کےا جاسکتا۔اس کے پےچھے جن عناصر کا ہاتھ ہے اور جو لوگ خطا وار ہےں تحقےقات کے بعد ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ انہوں نے مزےد کہا کہ اس سے قبل 6مارچ کو بھی دارالعلوم کے ماحول کو پراگندہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی جس کو انتظامےہ نے ناکام کردےاتھا۔آئندہ کوئی ناخوشگوار واقعہ نہ ہو اس کے لئے نگرانی کے سخت انتظامات کئے جارہے ہےں۔ادھر دارالعلوم دےوبند کے ناظم تعلےمات مولانا ارشد مدنی نے اس نمائندہ کو بتاےا کہ وہ اس واقعہ سے لاعلم ہےں انہےں دارالعلوم مےں کےا ہوا اس کی کوئی اطلاع نہےں ہے۔مولانا مدنی نے کہا کہ وہ دہشت گردی مخالف کانفرنس مےں شرکت کی غرض سے پٹنہ آئے ہوئے ہےں اور اس واقعہ پر کوئی تبصرہ کرنا نہےں چاہتے۔ دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم مولانا عبدالخالق مدراسی نے بتایا کہ چند طلبہ نے یہ حرکت کی تھی انہیں سمجھابجھا دیا گیا ہے یہ کوئی بہت سنگین نوعیت کی بات نہیں تھی انھو نے کہا کہ میں ابھی دہلی سے دیوبند پہونچا ہوں انشاءاللہ حالات جلد قابو میں آجائےںگے باوثوق ذرائع کاکہنا ہے کہ جمعےۃ علماءکے اختلافات کو ہوا دےنے والے وہ عناصر جو آج کل مولانا ارشد مدنی کو ہائی جےک کئے ہوئے ہےں انہی لوگوں نے دارالعلوم کے وقار کو اپنے مفاد کےلئے تار تارکرنے کی کوشش کی۔ان عناصر کے کچھ پالتو افراد دارالعلوم کے اس واقعے مےں پےش پےش نظر آرہے تھے۔دفتر اہتمام کی کھڑکےاں توڑنا' مےزےں الٹنا اور کاغذات کو تتر بتر کرنا ان کا اہم کارنامہ تھا۔ذرائع کے مطابق مولانا ارشد مدنی گروپ کی ےہ لابی دراصل امن عالم کانفرنس کی کامےابی سے بوکھلاہٹ کا شکار ہوگئی ہے اور اس پر طرہ ےہ کہ دارالعلوم کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمن نے کانفرنس اور اس سے پہلے جمعےۃ کی مجلس عاملہ مےں شرےک ہوکر ارشد مدنی گروپ کے غبارے کی ہوا نکال دی ہے جس سے ےہ لابی بری طرح تلملا گئی۔

2nd Jun 2008, 02:30 am.

- ڈونگری نشان پاڑہ مےں اقلےتی طلبہ کےلئے آئی ٹی آئی کالج کا منصوبہ
08-Feb-2010, 02:05 PM
- راشٹر وادی کرکٹ ٹرافی کا آغاز
08-Feb-2010, 02:04 PM
- اُردو ٹائمز: شخصیت سازی کارواں پہنچا انجمن اسلام واشی میں
08-Feb-2010, 02:04 PM
- ملاڈ میں تیز شاطر لٹےرے گرفتار
08-Feb-2010, 02:04 PM

◆ سنڈے میگزین
- یہ ابتدا ہے سفر کی توانتہا معلوم
- !معراج ربانی 'مولانا' نہےں اےجنٹ
- اورنگ آباد مےں خود ساختہ مہدی فتنہ سرگرم
- حملوں کی تحقیقات پیچیدہ اورپر 26/11 اسرار ہوتی جارہی ہےں
- مہنگائی! کہاں ہے کانگرےس کا ہاتھ عام آدمی کے ساتھ؟

◆ جرم وسزا
- بہن کے عاشق کو قتل کر کے آنگن مےں دفن کر دےا
- مصےبت، صبر اور رضا
- عوامی عدالت
- اندھیر نگری چوپٹ راج
- زکوٰۃ دینے کے نام پر درجنوں معذور اپاہج مرد خواتین کو لوٹ لیا

◆ صحت وسائنس
- "ہومےوپےتھی - انہونی پےتھی"
- ڈی اےن اے تخلےق الٰہی کا کرشمہ
- "ہومےوپےتھی - انہونی پےتھی"
- روزہ :انسانی جسم کا عمدہ محافظ
- مالی نقصانات سے ہم بےمار ہو سکتے ہےں

◆ گلدستہ
- !اور راز کھل گیا
- خدا دیکھ رہا ہے
- دھنک کی کہانی
- اور پری ناراض ہوگئی
- "کالو زندہ باد"

◆ عزائم
- *تھانے مےونسپل کارپورےشن کے محکمہ حفظان صحت مےں مواقع
- گرےجوےٹ لےول فارمل AMIE آخر اےجوکےشن کےا ہے؟
- ہندوستان میں پریمیئر کالج میں حصہ داری
- مہنگی تعلےم نے مستحق طلباء کے ارمانوں کا گلا گھونٹ دےا
- بےنک آف بڑودہ کو کلرکوں کی ضرورت

◆ جمعہ ٹائمز
- ....قصر سفید میں مرد سیاہ
- فرقہ پرستی 'ڈاکہ وقتل جیسا جرم کیوں نہیں؟
- اُمت مسلمہ کے مسائل
- ادائیگی نماز: آداب واحکام
- بیت المقدس ....کسی ایوبی کے انتظار میں

◆ سب رنگ
- اُم المومنےن حضرت عائشہ
- خوبصورت لباس اور خوبصورت نظر آنا ہر خاتون کی خواہش
- رمضان المبارک اور خواتےن کے شب وروز



وہ ناداں گرگئے سجدے میں جب وقتِ قیام آیا

*ڈاکٹررضوان احمد:

دیوبند کے دہشت گردی مخالف اجلاس کی تجویزکی بازگشت ابھی ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ جمعیتہ علما ئے ہند دوحصوں میں منقسم ہوگئی ۔ اب اس کی وجوہات جوبھی ہوں لیکن مسلمانوں کی صفوں کے شگافوں کا پتہ تو سب کوچل ہی گیا۔ اس پر دشمنان اسلام اورمخالفین مدرسہ نے خوب خوب بغلیں بجائیں۔ راشٹریہ سوئم سنگھ کے رہنما جن کی عمر انگریزوں کی کاسہ لیسی میں‌گزری اورجوکمپنیبہادرکے اشارے پر فرقہ وارانہ فضا مسموم کرنے کا ہی فریضہ انجام دیتے رہے کہ اس بہانے برطانیہ کا اقتدار طویل ترہوتا جائے وہ بھی دارالعلوم جیسے قوم پرست ادارے کو قومیت کا سبق پڑھانے لگے۔ آر ایس ایس کے ترجمان رام مادھوکوتودہشت گردی مخالف کانفرنس کے ذریعہ پاس کردہ تجویز میں‌بھی خامیاں نظر آرہی ہیں۔ انہیں‌اب بھی شک ہے کہ مدرسے تعلیم گاہ نہیں‌بلکہ دہشت گردی کی تربیت کے مراکزہیں۔ ایسے اشخاص کودنیا کی کوئی طاقت قائل نہیں‌کرسکتی اوراس کی ضرورت بھی کیا ہے جب اس تنظیم کی بنیادہی مسلمانوں سے نفرت پر رکھی گئی ہے تواس کے قائل ہونے کا کیا سوال پیدا ہوتاہے ۔ راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ کے اپنے مقاصد ہیں۔ وہ قائل ہوں‌یانہیں اس سے اجلاس کی تجاویزپر کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ دہشت گرد محالف کانفرنس ان کی خوشنودی کے لئے نہیں کی گئی تھی اوران سے قوم پرستی کی سند حاصل کرنا ' مسلمانوں کوخواہش بھی نہیں‌ہے مگراس اجلاس اورکانفرنس کی تجاویزپر سب سے زیادہ ضرب جمعیت علماءکے حالیہ قضیہ سے لگی ہے ۔ دیوبند اجلاس کے فوراً بعد جمعیت علماءکے دہلی اجلاس میں‌جس بھونڈے اندازمیں صدرمولانا ارشدمدنی کوبرخواست کیاگیا اس نے دشمنوں کوشادیانے بجانے کا موقع دے دیاکہنے کویہ علماءبھلا دہشت گردی کا کیا مقابلہ کریں‌گے جواپنے گھرمیں‌سلیقے سے رہ تک نہیں‌سکتے۔ جمعیت علما ءکے صدرمولانا اسعدمدنی کے انتقال کے بعدہی ۲۰۰۶ ءمیں صدارت کا تنازعہ کھڑا ہوگیاتھا۔ مولانا اسعدمدنی کے صاحب زادے مولانا محمود مدنی اپنے علم ؒمترم ارشدمدنی کو صدربنانے کے لئے تیارہی نہیں‌تھے ۔ انہیں‌بادل ناخواستہ ہی اس فیصلے کو ماننا پڑا تھا۔ مگرجب لوک دل کے صدراجیت سنگھ نے مولانا محمود مدنی کوراجیہ سبھا کا رکن بنادیا توان کے عزائم مزید سواہوگئے ایسی صورت میں تصادم طے تھا۔ گذشتہ دوبرسوں کے دوران تصادم کے یہ مواقع باربار آتے رہے ہیں کبھی جمعیت کے سربرآوردہ رہنماؤں نے درمیان میں‌آکر مصالحت کروائی اور کبھی تو پاکستان سے جمعیت علما ئے اسلام کے صدر مولانا فضل الرحمان کو آکرصلح وصفائی کروانی پڑی مگریہ صورت پائیدار نہیں‌ہوسکتی تھی 'اورنہ ہوئی۔ آزادی کے بعدجمعیت علماءمیں‌یہ صورت کئی بار پیش آچکی ہے ۔کئی بار تقسیم بھی ہوئی ہے دراصل جب ذاتی عزائم حاوی ہوجاتے ہیں تب تنظیم کے اتحاد کو فراموش کردیاجاتا ہے ۔ ایسا ہی اس وقت بھی ہوا تھا جب جمعیت علما ءکے جنرل سکریٹری مولانا سید احمدہاشمی راجیہ سبھا کے رکن بنے تھے اور مولانا اسعدمدنی کے ذہن سے یہ بات اترنہیں سکی تھی ا س کے بعد مولانا سیداحمدہاشمی جمعیت سے الگ ہوگئے تھے اور انہوں‌نے ملّی جمعیت علماءکی بنیاد ڈال دی تھی ۔ اس کے کچھ ہی دنوں بعدجمعیتہ کے ایک اورعہدے دار موانا فضیل احمد قاسمی نے بغاوت کردی اور وہ متوازی جمعیت بنا کر بیٹھ گئے ۔ مولانا اسرارالحق قاسمی کو جمعیت کی جنرل سکریٹری شپ سے ہٹایا گیا توانہوں نے ملی کونسل تشکیل دے ڈالی۔ اس طرح جمعیت کی تقسیم درتقسیم ہوتی رہی ۔ دراصل آزادی کے بعد سے کانگریس نے جمعیت علما ءکواپناتابع سہل بنالیاتھا ۔ وفاداری کے صلے میں اس کی جھولی میں راجیہ سبھا کی ایک آدھ نشست اورریاستوں کی قانون ساز کونسل میں ایک دونشستیں دے دی جاتی تھیں۔ صرف مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی اورمولانا ابوالکلام آزاد ہی جیت کرلوک سبھا میں‌آئے تھے ۔ ان کی وابستگی جمعیت علماءسے ضرور تھی مگراس سے زیادہ وہ کانگریس کے صف اول کے رہنماؤں سے قریب تھے ۔ مولانا آزادتو کانگریس کے قومی صدربھی رہے تھے ۔ غیرکانگریسی ممبر پارلیمنٹ محض مولانا اسحاق سنبھلی تھے جوکمیونسٹ پارٹی آف انڈیا (سی پی آئی) کے ٹکٹ پر تین بارسنبھل (یوپی)سے لوک سبھا کا الیکشن جیتے تھے ۔ ۱۹۶۹ ءمیں‌کانگریس کی تقسیم کے بعد تو صرف جمعیت کے حصے میں ایک راجیہ سبھا کی نشست رہ گئی جو مولانا اسعدمدنی کے حصے میں آتی رہی بعدمیں‌وہ بھی آناکانی کی نذرہوئی ۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒنے جوجماعت مسلمانوں کی تنظیم کےلئے قائم کی تھی آج ان کے اختلاف کے دریعہ ہی اس کا یہ حشر ہورہا ہے ۔ مولانا محمود مدنی نے ۶مارچ کومجلس عاملہ کی نشست ہوئی اورمولانا ارشد مدنی کوبرطرف کردیاحالانکہ یہی عمل پھرمولانا ارشدمدنی نے بھی دہرایا اور انہوں‌نے محمودمدنی کوبرطرف کردیا۔ مولانا ارشد کا کہنا ہے کہ صدر کاانتخاب مجلس عام کرتی ہے اس لئے انہیں برطرف کرنے کا اختیار مجلس عاملہ کونہیں‌ہے ۔ آج صورتحال یہ ہے کہ اس گروہ بندی کے سبب جمعیت علماءہند کا صدردفتر 'مسجد عیدالنبی "پولس بیرک میں‌تبدیل ہوگیاہے ۔ ا س واقعے نے یکبارگی ۱۹۸۱ ءمیں‌ہوئی ۔ دارالعلوم دیوبند کی تقسیم کی یادتازہ کردی جب بہت ہی عظیم الشان پیمانے پر دارالعلوم کا جشن صدی منایا گیاتھا۔ جس میں وزیراعظم اندراگاندھی بھی شریک ہوئی تھیں۔ اس کے بعدہی دارالعلوم پریورش ہوئی تھی اوروہاں کی اینٹ سے اینٹ بج گئی تھی اس کے بعد سازشوں کا دورشروع ہوا تھا ۔ دارالعلوم دیوبند کے ضعیف العمر ریکٹر حضرت مولانا قاری طیب صاحب کو کیا کچھ نہ برداشت کرنا پڑا تھا۔ وہاں بھی جمعیت علما ءکا جوکردار رہا تھا اسے فراموش نہیں کیاجاسکتا۔ آج جب مسلمانوں‌کی شیرازہ بندی کی ضرورت ہے تووہ تنظیمیں ہی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بکھررہی ہیں جن پرمسلمانوں کی شیرازہ بندی کی ذمہ داری ہے ۔ ساری دنیامیں مسلمان ذلیل وخوار ہورہا ہے مگراس کی صفوں‌کا انتشار

◆ تلاش کریں
Da Mont Yea
Go

◆ سنڈے میگزین
- یہ ابتدا ہے سفر کی توانتہا معلوم
- !معراج ربانی 'مولانا ' نہیں ایجنٹ
- اورنگ آباد میں خود ساختہ مہدی فتنہ سرگرم
- حملوں‌کی تحقیقات پیچیدہ اورپر26/11 اسرار ہوتی جارہی ہیں
- مہنگائی! کہاں ہے کانگریس کا ہاتھ عام آدمی کے ساتھ؟

◆ جرم و سزا
- بہن کے عاشق کو قتل کر کے آنگن میں دفن کر دیا
- مصیبت، صبر اوررضا
- عوامی عدالت
- اندھیر نگری چوپٹ راج
- زکوٰۃ دینے کے نام پر درجنوں معذوراپاہج مرد خواتین کولوٹ لیا

◆ صحت و سائنس
- "ہومیوپیتھی ۔ انہونی پیتھی"
- ڈی این اے تخلیق الٰہی کا کرشمہ
- "ہومیوپیتھی ۔ انہونی پیتھی"
- روزہ :انسانی جسم کا عمدہ محافظ
- مالی نقصانات سے ہم بیمار ہو سکتے ہیں

◆ گلدستہ
- !اورراز کھل گیا
- خدادیکھ رہا ہے
- دھنک کی کہانی
- اورپری ناراض ہوگئی
- "کالو زندہ باد"

◆ عزائم
- *تھانے میونسپل کارپوریشن کے محکمہ حفظان صحت میں مواقع
- گریجویٹ لیول فارملAMIE آخر اےجوکیشن کیا ہے؟
- ہندوستان میں پریمیئر کالج میں حصہ داری
- مہنگی تعلیم نے مستحق طلبا ءکے ارمانوں کا گلا گھونٹ دیا
- بینک آف بڑودہ کو کلرکوں کی ضرورت

◆ جمعہ ٹائمز
- ....قصر سفید میں مرد سیاہ
- فرقہ پرستی 'ڈاکہ وقتل جیسا جرم کیوں‌نہیں ؟
- اُمت مسلمہ کے مسائل
- ادائیگیِ نماز: آداب واحکام
- بیت المقدس .... کسی ایوبی کے انتظار میں

◆ سب رنگ
- ؓام المومنین حضرت عائشہ
- خوبصورت لباس اور خوبصورت نظر آنا ہر خاتون کی خواہش
- رمضان المبارک اور خواتین کے شب وروز

ماہ صیام میں خصوصی پکوانوں کا اہتمام کریں

کم نہیں ہورہا ہے۔ اختلاف کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جارہی ہے ۔ آپ کسی مسجد میں چلے جائیے وہاں مسلکی اختلاف ہیں جنہوں نے افتراق کی شکل اختیار کرلی ہے ۔ مساجد کا تعلق اجتماعیت سے تھا مگراسے ہی جنگ وجدال کا اکھاڑہ بنادیا گیا ۔کئی مقامات پرتومسلکی اختلاف سے قتل وخون کی نوبت ہورہی ہے ۔ مسلمانوں کی کوئی بھی ایسی تنظیم نہیں ہے جو انتشار کا شکار نہ ہو۔ اس کا فائدہ اٹھا کر اسلام دشمن ان پروار کررہے ہیں ۔ اورہم صرف خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ مسلم جماعتوں اورتنظیموں کی شکست وریخت ایک بہت بڑاالمیہ ہے دلال صفت لوگ اس خلیج کو پاٹنے کے بجائے اسے مزیدوسیع بنانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ وہ فریقین کواکساتے ہیں کہ بس لڑتے رہواور اپنے انجام تک پہنچ جاؤ ۔ جمعیت علماء کی تقسیم کے بعدبھی یہی ہواہے لائق شکر ہے کہ مصالحت کے لئے مولانا مرغوب الرحمان جیسی تقدس مآب شخصیت نے پہل کی ہے اگرفریقین اپنے ذاتی مفادات سے بالا تر ہوکراس خلیج کو پاٹتے ہیں تو یہ ملت کے حق میں بہتر ہوگا۔

آبروباقی تری ملت کی جمعیت سے تھی
جب یہ جمعیت نہیں دنیامیں رسوا تو ہوا

***

24th Mar 2008, 02:21 pm.

آخری ہنسی
08-Feb-2010, 01:39 PM

اسرائیل ایک مرض ہے
08-Feb-2010, 01:39 PM

پوارکا ماتوشری کارڈ
07-Feb-2010, 12:36 PM

طالبان کے ساتھ ڈیل
07-Feb-2010, 12:36 PM

پوارکا ماتوشری کارڈ
07-Feb-2010, 12:35 PM

امرسنگھ پہلے ملائم وادی تھے اب سماج وادی بن گئے ہیں
05-Feb-2010, 12:27 PM

تومسئلہ یہ ہے کہ۔۔۔!
03-Feb-2010, 01:26 PM

افغانستان سے امریکی انخلاءحقائق کیا ہیں؟
03-Feb-2010, 01:26 PM

پُرتشدد سیاست
02-Feb-2010, 02:03 PM

برقع پر پابندی انسانیت کی توہین ہے
02-Feb-2010, 02:03 PM

کوئی ہے!
01-Feb-2010, 02:05 PM

عوام کوتو مہنگائی مار گئی
01-Feb-2010, 02:05 PM

اسلام زندہ ہوتا ہے ہرکربلا کے بعد
31-Jan-2010, 01:48 PM

اصل دیش دروہی کون؟
31-Jan-2010, 01:48 PM

الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ

متصل سائٹ تھانہ - پی او بکس نمبر ۱۰۶۹۸ کراچی پاکستان

دار الافتاء والقضاء

ای میل: darulifta@gmail.com ویب سائٹ: www.jamiabinoria.net فون: 2560300-2560400 فیکس: 2564586

Name :> **Qazi Muhammad Hammad**
Address :> **Karachi, Pakistan**
Subject :> **SHIRK**
Writer :>

Serial No :> **8958**
Fatwa No :>
Date :> **6/30/2010**
Email :>

Kia frmatay hn Ulama wa Muftiyaan-e-Deoband dr een msla k:-
Ashraf Ali Thanvi Saheb ki Kitab Hifz-ul-Eman k Sawal No. 3 jo k ilm-e-Ghaib-e-Rasool Sallallaho Alaihi WaSallam sy mutaliq hy k jawab mai Thanvi Saheb ki jo ebarat likhi hue hy k: "aap ki zaat-e-muqadisa pr ilm-e-ghaib ka hokum kia jana agr baqool-e-Zaid sahi hy to dryaft talab amr ye hy k is ghaib sy murad baaz ghaib hy ya kul ghaib? Agr baaz uloom-e-ghaibia murad hain to is mai Huzoor Sallallaho Alaihi WaSallam ki kia Takhsees hy? Aisa ilm-e-ghaib to Zaid-o-amar balkay hr Sibbi wa majnoon balkay jami Haywanaat wa bahaim k liye bhi hasil hy q k hr shakhs ko kisi na kisi aisi baat ka ilm hota hy jo dusray sy makhfi hy to chahiye k sb ko aalim ul ghaib kaha jaye." Kia is mai Thanvi Saheb Ghustakhi-e-Rasool Sallallaho Alaihi WaSallm ky murtakib na huway??? Agr huway hn to ye baat awam ko q nhi batae jati hy or Agr nahi huway to kaisay nahi huway??? Tafsilan Jawab Marhamat frmain...

کیا فرماتے ہیں علماء و مفتیان دیوبند در ایں مسئلہ کہ۔۔۔۔

اشرف علی تھانوی صاحب کی کتاب حفظ الایمان کے سوال نمبر ۳ جو کہ علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے کے جواب میں تھانوی صاحب کی جو عبارت لکھی ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔

کیا اس میں تھانوی صاحبؒ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب نہ ہوئے؟؟؟ اگر ہوئے ہیں تو یہ بات عوام کو کیوں نہیں بتائی جاتی ہے؟ اور اگر نہیں ہوئے تو کیسے نہیں ہوئے؟؟ تفصیلاً جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً

حفظ الایمان کی مذکورہ عبارت بالکل واضح اور بے غبار ہے جس سے مراد یہ ہے کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں آپ ﷺ کی ذات گرامی کی کیا تخصیص ہے ایسا یعنی اس قدر اور اتنا علم غیب کہ جس کے اعتبار سے تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتے ہو۔ اور اطلاقِ لفظِ عالم الغیب کیلئے جتنے اور جس قدر علم کی ضرورت سمجھتے ہو یعنی مطلق بعض مغیبات کا علم تو یہ زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات اور بہائم کو بھی حاصل ہے تو چاہیئے کہ ان سب کو بھی معاذ اللہ عالم الغیب کہا جائے کیوں کہ ان قائلین کے نزدیک کسی کو عالم الغیب کہنے کیلئے محض اتنا ہی کافی ہے کہ اس کو غیب کی کسی نہ کسی بات کا علم ہو۔ اس مطلب و مراد میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ جبکہ حضرت تھانوی رحؒ کی ہرگز یہ مراد نہیں کہ جیسا علم غیب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اس کے مساوی اور برابر علم ہر صبی

(جاری ہے)

و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل ہے ۔ بلکہ خود حضرت تھانویؒ نے اپنی دوسری کتاب "بسط البنان" میں اس مطلب کے لینے پر سختی سے نکیر اور اس مطلب سے برأت کا اظہار فرمایا اور جو ایسا مطلب لیں ان کی تکفیر فرمائی ہے ۔

پھر عبارتِ "حفظ الایمان" کا جب یہ مذکور مطلب و معنیٰ مراد لینے میں شرعاً کوئی عیب نہیں اور یہ عبارت اہلسنت والجماعت کی کتب عقائد میں بھی موجود ہے تو محض حضرت تھانویؒ کے اسے اپنی کتاب میں لکھ دینے سے کوئی توہین نہیں ہو گئی اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی توہین کا پہلو پایا جاتا ہے ۔ بلکہ اس طرح کی باتیں دین سے دوری، جہالت اور عبارت کے معنی و مفہوم کو سمجھنے میں کوتاہی پر مبنی ہیں ۔ اسلئے بجائے حضرت تھانویؒ پر اعتراض کرنے کے اس جہالت کو دور کرنے اور ہٹ دھرمی کی فضا سے نکلنے کی ضرورت ہے (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو "عبارات اکابر" مؤلفہ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ) واللہ اعلم

حبیب اللہ عفا اللہ عنہ
دار الافتاء جامعہ بنوریہ کراچی
۲۸ / محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح
بندہ نادر جان عفا اللہ عنہ
دار الافتاء جامعہ بنوریہ کراچی
۲۸ / محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح
بندہ [illegible]
دار الافتاء جامعہ بنوریہ
۲۹ / محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح
عبد اللہ [illegible]
دار الافتاء جامعہ بنوریہ
۲۹ / محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

دار الافتاء
۸۹۵۸
۱۴۳۲/۲/۵

[illegible]
۱۰/۱/۱۱

Pakistan | Question: 484

(1) کیا دیوبند کا مطلب شیطان کا بندہ ہوتا ہے؟
(2) نجد سے شیطان کی سینگ اٹھے گی، کیا دیوبند شیطان کی سینگ ہے؟
(3) تم لوگ جو بکتے ہو کہ یارسول اللہ کہنا شرک اور بدعت ہے، کیا حاجی امداد اللہ بھی شرک کرتے تھے، کیوں کہ ان کا شعر ہے:
لگا تکیہ ، گناہوں کا پڑا دن رات سوتا ہوں = مجھے اب خواب غفلت سے جگادو یا رسول اللہ!(صلی اللہ علیہ وسلم)
(4) تم لوگوں نے ابھی تک زلزلہ کا جواب اچھی طرح نہیں دیا، جو علامہ ارشد القادری صاحب کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔
ای میل کے ذریعہ مجھے جواب ضرور دینا۔ رہے گا یوں ہی ان کا چرچارہے گا = پڑے خاک ہوگئے جلنے والے

18 Jun, 2007 | Answer: 484

(فتوی: 349/ن=328/ن)

(1) دیوبند ہزاروں سال پرانا قصبہ ہے، یہ اصلاً ہندووٴں کی بستی تھی اس سے پہلے یہ ہندووٴں کی کسی دیوی کا بَن تھا، پھر جب یہاں ہندووٴں کی آبادی ہوئی تو اس کو *دیوی بَن* کہا جانے لگا، پھر کثرتِ استعمال کی وجہ سے *دیوبند* ہوگیا۔ اس لیے *دیوبند* کے معنی شیطان کا بندہ کرنا درست نہیں ہے۔
(2) اس سینگ کے بارے میں آپ ہی کو زیادہ علم ہوگا کہ وہ دیوبند شہر کی طرح لمبا چوڑا ہوگا اوردیوبند شہر کس طرح سینگ بن جائے گا، اپنی کتابوں سے اس کی پوری تفصیل تحریر فرمائیں۔
(3) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر نہ سمجھ کر اگر جوشِ محبت میں، یا غایتِ محبت اور شدید غم کی حالت میں یا اس عقیدہ سے کہ اس درود کو فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں تو *یا رسول اللہ* کہنا جائز ہے۔ لقولہ علیہ السلام: إنّ للہ ملائکة سیّاحین في الأرض یبلغوني من أمتی السلام (الحدیث)
(4) مذکورہ کتاب کے رد میں *زلزلہ در زلزلہ* اور *بریلوی فتنہ کا نیا روپ* نامی کتابیں لکھی جاچکی ہیں، آپ اس کو خرید کر پڑھیں، اگر اس کے بعد بھی کوئی اشکال رہ جائے تو بذریعہ استفتاء دوبارہ یہاں دارالافتاء سے استفسار کریں۔ ان شاء اللہ قرآن و حدیث کی روشنی میں تشفی بخش جواب دیا جائے گا۔

نوٹ: اچھے جواب کا معیار کیا ہے ؟ آپ تحریر فرمائیں!

واللہ تعالیٰ اعلم
دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

دارالافتاء

SHARE

تقلید ائمہ و مسالک » عقائد و ایمانیات

Pakistan

Question: 11020

آپ کے اکثر سوالات کے جواب میں کچھ اس طرح کا لکھا ہوتا ہے کہ ?یہ حنفی مذہب سے ہے? یا بات حنفی مذہب کی ہے? یا ? شافعی مذہب کی? ، مذہب تو ایک ہی ہے یعنی اسلام۔ آپ کیوں اس کو حنفی مذہب کہتے ہیں، مسلک تو کہا جاسکتا ہے۔ جو مذہب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ تو اسلام ہے ان کے بعد کوئی اپنے نام سے مذہب کا حوالہ یا مذہب کا نام کیسے رکھ سکتا ہے۔ میں حنفی مسلک تو مانتا ہوں اور اس پر عمل پیرا بھی ہوں لیکن آپ کے لکھے ہوئے سے شبہ میں پڑ جاتا ہوں اور کسی اور طرف جانے کو دل کرتا ہے جو اس چیز سے مبرا ہو۔ بے شک حنفی مسلک کی ہر بات سو فیصد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے لیکن مذہب تو اسلام ہی کہنا چاہیے۔ برائے مہربانی تسلی بخش جواب دیں اور میری رہنمائی فرمائیں تاکہ میں بھٹکنے سے بچ سکوں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

10 Mar, 2009

Answer: 11020

فتوی: 425=425/م

مذہب اسلام میں لفظ مذہب دین اور دھرم کے معنی میں ہے جب کہ حنفی مذہب یا شافعی مذہب میں لفظ مذہب، یہ مسلک کے معنی میں ہے، ایک ہی لفظ نسبت واضافت کے فرق سے مختلف معنی میں استعمال ہوتا ہے، ایسا عرف میں شائع وذائع ہے، لہذا کسی شبہ میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم
دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

SHARE

فرق و ملل » عقائد و ایمانیات

Question: 6198

Pakistan

مولانا مودودی کے ماننے والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور یا کہ اگر نہیں تو کیوں؟ وضاحت سے جواب دیجئے گا۔

Answer: 6198

16 Jul, 2008

فتوی: 808=869/ ب

مودودی صاحب چند عقائد اور مسائل میں جادہٴ مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں لہذا جہاں تک ہوسکے ان کے ماننے والوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتیاط برتی جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم
دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

Email: darulifta@gmail.com Web: http://fatwa.binoria.org Ph: +92-21-25603002560400 Fax: +92-21-

Name :> azhar qadri ferozi

Address :> Karachi

Sebject :> AQAID

Serial No :> 3797

Fatwa No :> 37310

Date :> 19/12/2007

Email :>

Question :>

SALAM [BA ADAB BA NASEEB BE ADAB BAD NASEEB} JIS SHAKS KA AQIDA YE HO K HOZOOR PORNOOR (P.B.U.H) TAK DOROOD FERISHTOO K ZARYE POHCHAYA JATA HAI NABI (P.B.U.H) KHUD NAHI SUNTE KIA WHO SABSE BARA JAHIL NAI KIO K JEBRAIL ALE SALAM FARMATE HAI K AB ME SIDRA TUL MUNTAHA SE AGE NAHI JA SAKTA YA RASOOL ALLA(P.B.U.H) AB(P.B.U.H) AGE AP HI JAJE KIO K ME AP JAISA NAI JIBRAYEEL ALE SALAM TO FERMAYE K YA RASOOL ALLAH ME AP JAISA NAI OR NAM NIHAD MULA MULVI KAHE K HOZOOR (P.B.U.H) HAM JISE HAI TO AYSO K LYE KIA HUKAM HAI JIN K BARE MULVI APNI KITAB TAQWEAT UL IMAN OR ME KEHTA HO WHO DHAKATUL IMAN YANI IMAN KO NIKAL DENE WALI KITAB HAI IS ME LIKTE HAI... HOZOOR KA ILEM MAZALLA SHETAN K BARABER HAI TO AYSE MULVI KAISE MUSLIM HONE KA DAWA KER SAKTE HAI MULANA MERA PHONE NOM NOT KARLE 03333623267

سلام (با ادب بانصیب بے ادب بےنصیب) جس شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم تک درود فرشتوں کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود نہیں سنتے کیا وہ سب سے بڑا جاہل نہیں کیونکہ جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں ہیں کہ اب میں سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نہیں جا سکتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جائیں کیونکہ میں آپ جیسا نہیں ہوں جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آپ جیسا نہیں ہوں اور نام نہاد مولا مولوی کہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسے ہیں تو ایسوں کیلئے کیا حکم ہے جن کے بڑے مولوی اپنی کتاب "تقویۃ الایمان" میں کہتا ہوں کہ وہ دھکوکۃ الایمان یعنی ایمان کو نکال دینے والی کتاب ہے اسمیں لکھتے ہیں حضور کا علم معاذاللہ شیطان کے برابر ہے تو ایسے مولوی کیسے مسلمان ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں مولانا میرا فون نمبر نوٹ کرلیں 03333623267

"الجواب حامدًا ومصلیًا"

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام اپنے روضہ اطہر میں حیات ہیں اور انکی یہ حیات "دنیاوی حیات" سے بھی اعلیٰ وارفع ہے اسلئے احادیث مبارکہ کی رو سے جو شخص روضہ اطہر کے پاس آپ علیہ الصلاۃ والسلام پر درود پڑھتا ہے تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام اسکو بذات خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور جو شخص دور سے درود پڑھتا ہے تو اللہ رب العزت فرشتوں کے ذریعے آپ علیہ الصلاۃ والسلام تک پہنچاتے ہیں۔

(جاری ہے)

وفی المشکوٰۃ: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال. قال رسول اللہ علیہ وسلم من صلی
علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا ابلغتہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان (ص ۸۷)
وفیہ ایضاً: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول لا تجعلوا بیوتکم قبورًا ولا تجعلوا قبری عیدًا وصلوا علی فان صلاتکم
تبلغنی حیث کنتم رواہ النسائی (ص ۸۶)
وفیہ ایضاً: عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام رواہ النسائی والدارمی (ص ۸۶)

اسکے بعد واضح ہو کہ قرآن وحدیث کے واضح ارشادات اور کتب عقائد کی تصریحات کے مطابق۔ اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کے نزدیک آپ علیہ الصلاۃ والسلام انسان اور بشر ہیں اور بشر ہونا آپ علیہ السلام کی فضیلت وشرافت کا باعث ہے۔ اگرچہ رتبہ کے لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام مقام تمام مخلوقات سے بڑھا ہوا بلکہ اللہ رب العزت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ہے اسکا انکار قرآن وسنت کی صریح نصوص کا انکار ہے۔ اور بشر کا مقام فرشتوں سے کم سمجھنا ناواقفیت پر مبنی ہے۔

وفی القرآن الکریم: قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہ واحد (سورۃ کہف آیت ۱۱۰)
وفی المشکوٰۃ: عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید
ولد آدم یوم القیٰمۃ واول من ینشق عنہ القبر واول شافع واول مشفع رواہ مسلم (ص ۵۱۱)

جبکہ تقویۃ الایمان نامی کتاب جو کہ محی السنۃ قامع البدعۃ حضرت علامہ مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید نور اللہ مرقدہ کی تصنیف کردہ ہے توحید کے اثبات اور رد بدعات میں انتہائی عمدہ اور بہترین کتاب ہے اور سوال میں مذکور الفاظ جس پر سائل کو اعتراض ہے اور جس کی وجہ سے وہ انہیں کافر قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں اسکا انہیں سرے سے وجود ہی نہیں۔ ہے بلکہ یہ اہل بدعت کی طرف سے ایک افتراء ہے جسکا حقیقت سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ سائل کو چاہیے کہ "عبارات اکابر" مصنفہ حضرت علامہ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کا مطالعہ کریں ان شاء اللہ اشکالات کے ازالہ کیلئے مفید رہیگا۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ الموفق

بندہ محمد اسماعیل ...
دار الافتاء جامعہ بنوریہ کراچی
۲۹ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح
عبد اللہ شوکر ...
دار الافتاء جامعہ بنوریہ ...
۲۹ صفر ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح
بندہ ...
دار الافتاء ...

دار الافتاء جامعہ بنوریہ العالمیہ
رئیس دار الافتاء جامعہ بنوریہ العالمیہ
رئیس دار الافتاء جامعہ بنوریہ العالمیہ

الجامعة البنورية العالمية — دار الافتاء والقضاء

2580300-2580400 ... jamiabinoria.net ... darulifta@...

Name :> Noman Ahmed

Address :> Karachi

Subject :> SWAB-GUNAH

Writer :> قمر علی عباسی

Serial No :> 8230

Fatwa No :>

Date :> 4/23/2010

Email :>

It is normal practice that people recite Quran before opening of new business or activity either the business or the activity is halal or haram. (like opening of Conventional Bank, or a TV show etc). Please let us know the it is allowed or what are its reporcations.
I have heard a Hadees regarding this matter, please give reference of the Hadees.

آجکل رواج ہے کہ لوگ قرآن کو کسی نئے کاروبار کے کھولنے کے وقت یا کسی اور عمل کے وقت پڑھتے ہیں چاہے وہ کاروبار یا عمل حلال ہو یا حرام جیسے بینک اور TV کی دکان وغیرہ
برائے مہربانی رہنمائی فرمائیں کہ ایسا کرنا صحیح ہے یا نہیں اور اس کے اصول و ضوابط کیا ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگرچہ یہ عمل باعث برکت واجر وثواب بھی ہے مگر لازم ہے کہ شروع کیا جانے والا کام شرعاً جائز وحلال یا کم از کم مباح ضرور ہو۔ ورنہ قرآن کریم کی توہین کا گناہ ہوگا۔

فی الترمذی: وعن عطاء بن ابی رباح قال
بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
من قرأ یٰسٓ فی صدر النہار قضیت اھ
(ص۱۸۹) واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ قمر علی عباسی عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ بنوریہ کراچی
۲/ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح
... دارالافتاء جامعہ بنوریہ
۳/ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح
... دارالافتاء جامعہ بنوریہ
۲/ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ

رئیس

۸۲۳۰

الجامعة البنورية العالمية
دار الافتاء والقضاء
متصل سائٹ تھانہ، پی او بکس نمبر ۱۰۶۹۸ کراچی پاکستان
فیکس 2564586، فون: 2560300-2560400، ویب سائٹ: www.jamiabinoria.net، ای میل: darulifta@gmail.com

Name :> Danish Rayees
Address :> Karachi Pakistan
Subject :> HARAM-HALAL
Writer :> عبدالرزاق عزیز

Serial No :> 9867
Fatwa No :>
Date :> 9/28/2010
Email :>

Asalam o Alaikum
Kya cigarette pena islam main haram qarar dia gaya hay.

السلام علیکم:

کیا اسلام میں سگریٹ پینا حرام قرار دیا گیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر سگریٹ میں کسی قسم کی نشہ آور چیز کی آمیزش نہ ہو بلکہ خالص تمباکو کی ہو تو اس کا استعمال مباح ہے مگر اس کا استعمال منہ میں بدبو پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ یہ فساق وفجار کا شیوہ بھی ہے اس لئے اس کے استعمال سے احتراز چاہیئے۔

کما فی الشامیة: (وأکل نحو ثوم) أی کبصل ونحوه مما له رائحة کریهة للحدیث الصحیح فی النهی عن قربان أکل الثوم والبصل المسجد قال الإمام العینی فی شرحه علی صحیح البخاری: قلت علة النهی أذی الملائکة وأذی المسلمین إلخ (ص ۶۶۱ ج ۱) - والله أعلم بالصواب

عبد الرزاق عفی عنه
دار الافتاء جامعہ بنوریہ عالمیہ کراچی
۲۱ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح
عبداللہ شوکت
دار الافتاء جامعہ بنوریہ
۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح
دار الافتاء جامعہ بنوریہ
۲۸ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

دار الافتاء
۹۸۶۷
۱۴۳۲/۲/۵

10/1/11

الجامعة البنورية العالمية — دار الافتاء والقضاء

ای میل: darulifta@gmail.com ویب سائٹ: www.jamiabinoria.net فون: 2560300-2560400 فیکس: 2564586

Name :> **Usman Mudasser** Serial No :> **4897**

Address :> **Karachi** Fatwa No :> 110788

Sebject :> **Smoking** Date :> **8/2/2008**

Writer :> عبدالوحید Email :>

۲۲ ربیع

Assalam o alaikum! I have been told that smoking is haram. I have in response just told that it is "Mukrooh". But i have been asked the justification how its "Mukrooh", And also been told that Allah has defined the things which are Haram and Halal. So i am in search of fatwah as well as references from Quran and Hadith. Allah knows the best!

السلام علیکم! مجھے بتایا گیا ہے کہ سگریٹ پینا حرام ہے۔ میں نے بتایا کہ مکروہ ہے۔ اس پر مجھ سے دلیل کا مطالبہ کیا گیا۔ اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کے بارے میں بتا دیا ہے جو حلال اور حرام ہیں۔ اس بارے میں فتویٰ کی تلاش کر رہا ہوں قرآن و حدیث کی روشنی میں۔ اللہ زیادہ جانتے ہیں — عثمان مدثر کراچی

الجواب حامداً ومصلیاً

اگرچہ محض سگریٹ نوشی ناجائز و حرام نہیں بلکہ ایک مباح امر ہے۔ مگر اس سے کسی قسم کا جسمانی و روحانی معتد بہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ نیز مضر صحت ہونے کیساتھ ساتھ منہ میں رائحہ کریہہ بھی پیدا کرتا ہے جسکی بناء پر اس سے احتراز ہی چاہیئے۔ البتہ اگر سگریٹ میں کوئی نشہ آور چیز استعمال کی جائے جیسے افیون اور چرس وغیرہ تو اسصورت میں اسکا استعمال ناجائز اور حرام ہوگا جس سے احتراز بھی لازم ہے۔

فی الدر: (ویحرم اکل البنج والحشیشة) هي ورق القنب (والافیون) (۳۵۶/۶)

وفی الشامیة: ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللّٰہ تعالیٰ باثبات

الحرمة او الکراهة اللذین لا بد لهما من دلیل --- فالذی ینبغی للانسان اذا

سئل عنه سواء کان ممن یتعاطاه او لا کهذا العبد الضعیف وجمیع من فی بیته ان

یقول هو مباح، لکن رائحته تستکرهها الطباع، فهو مکروه طبعاً لا شرعاً الخ (۴۵۹/۶)

واللّٰہ اعلم

بندہ عبدالوحید عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ بنوریہ کراچی

۱۹ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح

بندہ سیف اللہ ربانی

دارالافتاء جامعہ بنوریہ

۲۰ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح

عبدالستار

دارالافتاء جامعہ بنوریہ کراچی

۲۰ صفر ۱۴۳۰ھ

۱۱۰۷۸۸

۱۴۳۰/۲/۲۰

دارالافتاء

19/2/09

الجامعة البنورية العالمية

S.No – 3102
Fatwa# 35354
Date: 24-5-2007

DAR UL IFTA JAMIA BINORIA SITE KARACHI PAKISTAN
Ph: 021 - 2560300 - Ext.: 206 | Mobile:03332212607
Web Site: www.onlinefatwa.com | Email:daruliftа@gmail.com

BINORIA International

S No: ========== 3102
Fatwa No: ====== 35354
Date: ========== 24/5/2007

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نسوار کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ ——— محمد زین کراچی

NAME :>> Mohammad Zain
ADDRESS :>> Karachi
EMAIL :>>
SUBJECT :>> HALAL O HARAM

QUESTION :>>
kia farmatay hain ulama e keram wa mufti ane izam ies maslay kay baray may ke NISWAR ka istimal kasa hay?

الجواب حامداً ومصلیاً

نسوار کا استعمال اگرچہ فی نفسہ شرعاً مباح ہے لیکن اسکے استعمال میں بے احتیاطی کرنے سے عموماً منہ میں ایسی بدبو پیدا ہوجاتی ہے جو پاس بیٹھ کر ہمکلام ہونے والوں کیلئے باعث تکلیف ہوتی ہے اسلئے نسوار رکھنا مکروہ تنزیہی ہے اس سے احتراز ہی بہتر ہے۔

وفی الشامیة: ویلحق بما نص علیه فی الحدیث کل ماله رائحة کریهة مأکولا او غیره، وانما خص الثوم هنا بالذکر وفی غیره ایضا بالبصل والکراث لکثرة اکلهم لها (ص ۶۶۱ / ج ۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ محمد عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ بنوریہ کراچی
۱۳ جمادی الأولیٰ ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح
عبد اللہ شوکت
دار الافتاء جامعہ بنوریہ
۱۵ جمادی الأولیٰ ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح
دار الافتاء جامعہ بنوریہ
۱۵ جمادی الأولیٰ ۱۴۲۸ھ

11/6/07

الجامعة البنوية العالمية — دار الافتاء والقضاء

[illegible]

فیکس: 2564686 فون: 2560300-2560400 ویب سائٹ: www.jamiabinoria.net ای میل: darulifta@gmail.com

Name :> **Abdullah**

Address :> **Islamabad, Pakistan.**

Subject :> **JAIZ-NAJAIZ**

Writer :> [illegible]

Serial No :> **7954**

Fatwa No :>

Date :> **3/20/2010**

Email :>

Assalamu Alaikum
Swal No. 1: Qabar per katba lagana kaisa hey? Is sey matlooba qabar talash kerney men asani ho sakti hey, un logon ke liyey jo qabarstan se achi tarah waqif nahin hen or dua waghera karn chahtey hen?
Swal No. 2: Kya koi shakhs apni zindgi men apni qabar ke jaga ke baray men wasiyyat kar sakta hey jabke doosrey logon ko is sey koi masla na ho? yani qabarsatan men qabron ke liyey jaga ke kami na ho.
Swal No. 3: Qabar key qareeb beth kar, esal-e-swab ke niyyat se, tilawat karna kesa hey?

Jazak Allah.

السلام علیکم

① قبر پر کتبہ لگانا کیسا ہے؟ اس سے مطلوبہ قبر تلاش کرنے میں آسانی ہو سکتی ہے ان لوگوں کیلئے جو قبرستان سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں اور دعا وغیرہ کرنا چاہتے ہیں۔

② کیا کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنی قبر کی جگہ کے بارے میں وصیت کر سکتا ہے جبکہ دوسرے لوگوں کو اس سے کوئی مسئلہ نہ ہو یعنی قبرستان میں قبروں کیلئے جگہ کی کمی نہ ہو۔

③ قبر کے قریب بیٹھ کر ایصالِ ثواب کی نیت سے تلاوت کرنا کیسا ہے؟ جزاک اللہ

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) مذکورہ مقصد کیلئے قبر پر کتبہ لگانا اگرچہ جائز ہے مگر کتبہ پر قرآنی آیات اور اشعار وغیرہ لکھنا بہر حال مکروہ ہے اس سے احتراز لازم ہے۔

کما فی ردّ المحتار: (قوله لا بأس بالكتابة) لان النهي و ان صح فقد وجد الاجماع العملي بها (الى قوله) اما الكتابة بغير عذر فلا حتى انه يكره كتابة شئ عليه من القرآن و الشعر او اطراء مدح له الخ (ج ۲ ص ۲۳۷)۔

(۲) اپنے لئے قبر کی جگہ متعین کرنے میں تو شرعاً کوئی حرج نہیں البتہ اگر قبرستان وقف کا ہو تو متولیٔ وقف کی اجازت بھی ضروری ہے۔

کما فی ردّ المحتار: (قوله و يحفر قبرا لنفسه) (الى قوله) و في التتارخانية: لا بأس به و يؤجر عليه الخ (ج ۲ ص ۲۴۴)۔

(۳) قبر کے قریب بیٹھ کر ایصالِ ثواب کیلئے تلاوت کرنا جائز ہے بشرطیکہ اور کسی خلافِ شرع کام کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

کما فی ردّ المحتار: و لا يكره الجلوس للقراءة على القبر في

(جاری ہے)

المختار لتأدية القراءة على الوجه المطلوب بالسكينة والتدبر و الاتعاظ الخ (ج ٢ ص ٢٤٦) . والله تعالى اعلم

كتبه [illegible] عفا الله عنه

دار الافتاء جامعه بنوريه كراچي

٢١ جمادى الاولى ١٤٣١ھ

الجواب صحيح

[illegible]

دار الافتاء جامعه بنوريه

٢١ جمادى الاولى ١٤٣١ھ

الجواب صحيح

عبد الله شوكت [illegible]

دار الافتاء جامعه بنوريه

٢٣ جمادى الاولى ١٤٣١ھ

دار الإفتاء

بحمدہ تعالیٰ

یہ مبارک رسالہ کاشف شبہات دیوبندیہ قاطع عذرات نجدیہ جسمین کمال متانت سے احقاق حق ورد باطل فرمایاہے للہ بنظر انصاف دیکھیے کہ حق آفتاب سے زیادہ روشن ہی اور جو نہ دیکھے یا بے انصافی برتے تو حجت الٰہیہ قائم ہو چکی حساب احد قہار کے یہان سہے

مسمّٰی بنام تاریخی

الموت الاحمر علی کل انحس اکفر

۱۳۳۷ھ

ملقب بلقب تاریخی

ہشتاد بید و بند بر مکاری دیوبند

۱۳۳۷

تصنیف لطیف عالم نوجوان فاضل ابن الفاضل ابن الفاضل ابن الفاضل مولٰنا مولوی محمد مصطفٰے رضا خان قادری برکاتی نوری دام بالفیض المعنوی والصوری

حکیم مولوی امجد علی صاحب اعظمی قادری رضوی نے اپنے اہتمام سے

مطبع اہل سنت وجماعت بریلی مین چھپکر شائع کیا

قیمت فی جلد ۲؁

بار اول ۵۰۰ جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی صدق وعدہ ونصر عبدہ واعز جندہ وھزم الاحزاب وحدہ وکان حقا علینا نصر المؤمنین وافضل الصلاۃ واکمل السلام علی مزایلنا علی عدونا فاصبحنا ظاھرین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین ابد الآبدین آمین حمد اُسکے وجہ کریم کو جس نے ہمین حق پر کیا اور حق کو غلبہ دیا بحمد اللہ تعالٰی چالیس سال سے زائد ہوئے گئے کہ آستانہ رضویہ سے وہابیہ و دیوبندیہ پر الٰہی مار محمدی مار پڑ رہے ہین اور اُنکے اکابر کچھ مر گئے کچھ سسک رہے ہین اور جواب ناممکن وما یبدی الباطل وما یعید گنگوہی صاحب و نانوتوی صاحب دونون مناظرے سے صاف ستعفا دیکے مگر اذناب مرے پیچھے پکارے جاتے ہین اور جہان کوئی سامنے آیا مونھ چھپاتے ہین۔ جناب تھانوی صاحب کے ان نادان دوستون کی مرضی نہین کہ کسی طرح تھانوی صاحب کی چین سے کٹے وہ بیچارے ہیبت کے مارے خاموش روپوش اور یہ چاری لگائے جاتے ہین ہر بار مونھ کی کھاتے ہین مگر مکر وکید سے باز کب آتے ہین۔ اب ایک مدت سے تھانوی صاحب گھر کے کونے مین کچھ چین سے بیٹھے اگلے وارون سے سر سہلا رہے تھے کہ اذناب نے پھر دبایا ذی الحجہ گزشتہ مین تھانوی ہمت کو ایک لونڈے کا لباس پہنا کر اس خوش کن بھیس مین آستانہ عالیہ پر حاضر کیا جس نے بہت کچھ طلب تحقیق کی چھب دکھائی براہین قاطعہ گنگوہی صاحب کا وہ شیطان والا قول سنکر بے تکان کہا کہ یہ اسلام سے کوسون دور ہے جب براہین مین دیکھا

نیچے کی سانس نیچے اور اوپر کی اوپر تھی اُسے غور کی ہدایت فرمائی گئی اور یہ کہ آستانہ پر حاضر ہو اگر وہ تھا را اگرایہ دیا جائیگا ایک مدت کے بعد محرم کو مراد آباد مدرسہ شاہی مسجد سے ایک خط ۶ کا لکھا آیا جسمین اُس شیطان والے قول کا تو کچھ تذکرہ نہین جاہلانہ دو شبہے لکھے المعتمد المستند شریف مین ارشاد ہوا ہی کہ اور نبوت کا محض امکان ذاتی ماننے پر کافر کہین سے گئے ہان خاتم النبیین دو ہونا محال بالذات ہو یعنی جسکے سبب حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا مثل محال بالذات ہو ایک شبہ اسپر تھا کہ اس مسئلہ پر دیوبندیون کی کیون تکفیر کی گئی دوسرا شبہ جناب اسمعیل صاحب دہلوی کی تکفیر فقہی پر جسپر سارے کے سارے دیوبندی نالان ہین کہ ہائے ہائے توابع کو امام سے چھڑالیا انکی قطعی تکفیر کی اُسے عمداً کافر بنایا۔ بحکم حدیث المؤمن غر کریم خیال ہوا کہ شاید واقعی تحقیق طلب ہے فوراً محرم کو فاضل نوجوان استاذی وملاذی جناب مولنا مولوی محمد مصطفےٰ رضا خان قادری برکاتی نوری ادامہ اللہ تعالیٰ بالفیض المعنوی والصوری نے یہ جواب امضا فرمایا۔

امضائی نامۂ اول مصطفوی

آپکا خط آیا (۱) آپ نے براہین کی عبارت دیکھنے سے پہلے یہ تسلیم کیا تھا کہ شرک مین تفرق نہین ہوسکتی جو بات مخلوق مین ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو جس کسی کے لیے ثابت کیجائیگی شرک ہی ہوگی کہ خدا کا شریک کوئی نہین ہوسکتا اور اسپر آپ کو بتایا گیا تھا کہ براہین مین جس علم کا نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنا شرک خالص کہا جسمین ایمان کا کوئی حصہ نہین خود اُس علم کو ابلیس کے لیے ثابت مانا آپ نے کہا ایسا ہو تو اسلام سے کوسون دُور ہے اسپر آپکو کتاب براہین دکھادی گئی اب دیکھنے کے بعد آپکا وہ ایمان کہ یہ اسلام سے کوسون دُور ہے براہین والیکے لیے اُس جوش پر نظر نہ آیا جسپر آپکو غور کی ہدایت کی گئی خیال تھا کہ اس کافی مدت مین غور کرلیا ہوگا اور للہ انصاف ایسی غور کی بات بھی کیا تھی کیا کوئی مسلمان گمان کرسکتا ہے کہ اللہ کا شریک ہونا ایک مخلوق سے منتفی اور دوسرے کے لیے ثابت ہوا اور وہ بھی اس اندھی تفرق سے کہ اتنا عظیم مرتبہ کہ خدا کی صفت خاصہ مین شریک ہونا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو زائل اور ابلیس کو حاصل تلک اذن قسمۃ ضیزیٰ مگر آپکے خط مین اُسکا

کچھ ذکر نہین یہ اگر اس بنا پر ہے کہ واقعی آپ حق سمجھ لیے اور اُسی ابتدائی جوش ایمان پر قائم ہو گئے اور جان لیا کہ واقعی براہین والا اور حرف بحرف اُسکی تصدیق کرنے والا اور انکے متبعین نے شیطان لعین کو اللہ تعالی کا شریک مانا اور یہ سب مشرک و شیطان پرست ہو گئے ایسے شرک سے مشرک جسمین باقرار براہین کوئی حصہ ایمان کا نہین تو صاف فرما دیجیے معلوم ہو جائیگا کہ بحمدہ تعالی کفر دیوبندیان مین آپکا شبہہ منکشف ہو گیا آپ بھی سمجھ لیے کہ وہ لوگ مسلمان نہین اور اگر ایسا نہین تو ہم آپکو اسی امر دائرہ کی تکمیل کرنی تھی جو انصافاً طالب حق کے لیے تمام ہو چکا تھا کہ کبری مسلم اور صغری معاینہ پھر انکار نتیجہ کیا معنی اسکے بعد اُنکے اور کفرون مین بحث طالب حق کے مقصود سے زائد تھی گو بفرض غلط اور ون مین تاویل ممکن ہو تو وہ تو مسلم کے کلام مین ہوتی ہے کہ اُسپر کفر نہ آنے پائے جسپر کفر آچکا اُسکے لیے تاویل کس غرض سے سیراحق تھا کہ طلب حق کی اسیقدر یاد دہانی کر دون جسکی بنا پر آپ کو اذن تھا ورنہ مکر و فریب کرنے والے مان کر مکر نے والے بات بدلنے والے چلنے پھلنے والے اور بہت ہین جنکو مونھ نہین لگایا جاتا مگر قبل تنبیہ عدم تنبہ کو سادگی سمجھکر جواب مرقوم آئندہ بعد تنبیہ بھی تنبہ نہ ہوا تو یہ طلب تحقیق کا پردہ کھول دیگا استحوذ علیہم کا عوض کما فعل باشیاعہم حدیث مین کلبہ بنی اسرائیل کا حال ارشاد ہو چکا اور جناب تھانوی صاحب کو اُسکی تذکیر کر دی گئی ہے واللہ الہادی (۴)

آپ نے کہان دیکھا کہ یہان مجرد امکان ذاتی ماننے پر دیوبندیہ کی تکفیر کی گئی تکفیر اسپر ہے کہ خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین جاننا جاہلون کا خیال ہے اس مین کوئی فضیلت نہین یہ مقام مدح مین ذکر کے قابل نہین حضور کے زمانے مین بلکہ حضور کے بعد بھی اگر کوئی نیا نبی مانا جائے تو خاتمیت مین خلل نہین (۳) یہ شبہہ و اضطراب آپکا اپنا نہین کبرائے مکلبین کو آڑے آیا اور اُنھون نے براہ مکر یہ سمجھکر کہ وہ جسکے حافظ اللہ و رسول ہین جل و علا و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم معاذ اللہ انکے دھوکے مین آجائیگا غیر جگہ سے مجہول شخص کے نام سے ایک فریبی سوال گڑھکر بھیجا اور جواب پالیا جسے چھ برس ہونے آئے اسکے جواب متعدد ہین یہان اُسی فتوے کی نقل کافی اسے خود بھی سمجھیے اور خود سمجھ مین نہ آئے تو اپنے سمجھانیوالون سے سمجھ لیجیے وہ بھی نہ سمجھین تو تھانوی صاحب سے سمجھیے اور اُلٹی سمجھنا سمجھی بدتر ہو وہ بھی نہ سمجھین تو اپنا اقرار عجز لکھین سمجھا دیا جائیگا و باللہ

التوفیق فتوے یہ ہی منقول از جلد یازدہم فتاوی کلامیہ صفحہ ۸۲ مسئلہ از سکندرآباد ضلع
بلند شہر بازار باڑھو داس مرسلہ نور محمد ۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۳۱ھ کیا فرماتے ہین علمائے
دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل مین جواب بکرعند اللہ ماجور و عندالناس مشکور ہون ایک
شخص حفظ الایمان و براہین قاطعہ کی نسبت یہ تو کہتا ہی کہ بیشک اس مین سرور عالم صلے اللہ
تعالے علیہ وسلم کی صریح توہین اور گالی ہے مگر پھر بھی تکفیر نہین کرتا اور یہ کہتا ہے کہ ان کے
مولفین کی تکفیر کو پسند نہین کرتا قابل گزارش یہ امر ہی کہ جب سرور عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم
کو گالی دینے والے کو بھی کافر نہ کہا جائے تو کون کافر ہوگا اور اس کافر کے کافر کہنے مین
جو تامل کریگا وہ خود کافر نہ ہوگا تو کس کافر کے کافر کہنے مین تامل کرنیوالا کافر ہوگا بینوا توجروا

الجواب

صریح مقابل کنایہ ہے اُسے ظہور کافی نہ کہ احتمال کا نافی محقق حیث اطلق نے فتح مین فرمایا
ما غلب استعماله فی معنی بحیث یتبادر حقیقة او مجازا صریح فان لم یستعمل فی
غیرہ فاولی بالصراحة ہدایہ مین ارشاد ہوا انت طالق لا یفتقر الی النیة لانه صریح
فیه لغلبة الاستعمال ولو نوی الطلاق عن وثاق لم یدین فی القضاء لانه خلاف
الظاهر ویدین فیما بینه وبین الله تعالی لانه نوی ما یحتمله بہت فقہائے کرام کے
نزدیک تکفیر مین بھی اسیقدر کافی ولہذا اشاں اسمٰعیل دہلوی پر بحکم فقہائے کبار لزوم کفر مین شک
نہین جسکی تفصیل کوکبہ شہابیہ سے روشن اور تحقیق اشتراط مفسر ہے یہی مسلک متکلمین اور یہی
مختار و معتبر ہے شخص مذکور کا قول مزبور اگر کسی ایسے کلام کی نسبت ہوتا کہ قسم اول سے تھا
تو مشرب متکلمین پر محمول ہوتا بشرطیکہ وہ ان جاہلان بیخرد کی طرح نہ ہوتا جنکو متبین و متعین مین تمیز
نہین مگر بدقسمتی سے اُسکا قول براہین قاطعہ لما امر اللہ بہ ان یوصل و حفظ الایمان کے اقوال
بدتر از ابوال کی نسبت ہی جو یقیناً قسم دوم سے ہین جنکی نسبت علمائے کرام مکہ معظمہ و مدینہ منورہ
حکم فرما چکے کہ من شک فی کفرہ وعذابه فقد کفر جو انکے کفر و استحقاق عذاب مین شک
کرے خود کافر ہی لہذا اُسکے کفر مین کوئی شبہہ حائل نہ کسی ابلیس کی تلبیس چلنے کے قابل
ذلك ليعلم كل شيطن مهين ان الله لا يهدی كيد الخائنين وقد مكروا مكرهم

وعند اللہ مکرہم وان کان مکرہم لتزول منہ الجبال یثبت اللہ الذین اٰمنوا
بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ان اللہ شدید المحال وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون ام یریدون کیدا فالذین کفروا ھم المکیدون
ان ھم الا کالمجس اتان من اخبث حمیر نفرت وفرت بسماع زئیر من اسد کبیر
فترددت فی بیدھا تحرک ذنبہا ترید الخلاص ولات حین مناص۔ وخسر ھنالک
المبطلون وقیل بعدا للقوم الظلمین والحمد للہ رب العلمین۔ واللہ تعالیٰ
اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

اس نامہ مبارک کے امضا پر تیئیس دن تک خبر نہ شد گمان ہوا کہ شاید سچ مچ طلب تحقیق تھی جواب مسکت نے خاموش کیا مگر حاشا وہ تو صرف ایک تھانوی مکر تھا اگرچہ بنص قرآن کان ضعیفا چوبیسویں دن دوم صفر کو ایک دو ورقی مہملات وافترامات ومکابرات وانکار محسوسات سے پر کرکے بھیجی اس کا جواب حضرت استاذی فاضل نوجوان نے تیئیس صفحہ پر فوراً طیار فرما دیا اور اب دہم صفر کو ایک والا نامہ مدعی طلب تحقیق کے نام امضا فرمایا کہ جواب ۳۲ صفحہ پر طیار ہے جس میں دیوبندیوں پر ساٹھ جبال قاہرہ کی مار ہے اس دفعہ کے خط وہابیہ میں مکابرات شدیدہ کا اظہار ہے لہٰذا رسالہ تھانوی صاحب پر جائیگا طالب تحقیق کو ہلکی کیا ضد کہ ہمیں سے مخاطبہ ہو بلکہ اس میں زیادت انکشاف ہی کہ ایک طالب علم کی سمجھ کتنی جب وہ سمجھیں گے جو حکیم الامۃ بنائے گئے ہیں تو ع کل الصید فی جوف الفراء + اور دوسرا نامی نامہ اسی روز جناب تھانوی صاحب کے نام امضا ہوا جو ایک جوابی کارڈ پر تھا۔

امضائی نامہ دوم مصطفوی بنام جناب تھانوی

مبسملا وحامدا ومصلیا ومسلما

گرامی القاب تھانوی صاحب مدرسہ شاہی مراد آباد کا ایک طالب علم بظاہر سلیم الطبع طالب تحقیق بنکر حاضر ہوا گنگوہی صاحب کے علم شیطان والے قول کو جبتک براہین میں نہ دکھایا تھا اسلام سے کوسوں دور کہا پھر مراد آباد سے ایک خط بظاہر اسی طرز استفادہ پر لکھا میں نے فوراً جواب دیا چوبیسویں دن تمام کیسیوں کے بعد جسمیں عجب نہیں کہ آپ بھی شامل ہوں اُس کا

جواب جو کہ مکابرات وشدید افترا ات وانکار محسوسات پر مشتمل آیا میں نے پہلے خط کے
جواب میں لکھدیا تھا کہ قبل تنبیہ عدم تنبہ کو سادگی سمجھکر جواب قوم آئندہ بعد تنبیہ بھی تنبہ نہ ہوا تو
بہ طلب تحقیق کا پردہ کھول دیگا استعدو علیہم کا عرض کما فعل باشیاعھم حدیث میں کلبہ بنی
اسرائیل کا حال ارشاد ہو چکا اور جناب تھانوی صاحب کو اسکی تذکیر کردی گئی ہے انتہی لہذا
روئے سخن جانب جناب ہی وہ شبہات کہ تمام پارٹی دیوبندیہ کی غایت سعی اور اُنکے زعم میں
لاحل ہیں بعونہ تعالیٰ کمال متانت کے ساتھ ایسے حل کیے ہیں کہ آپ دیکھکر بہت خوش ہونگے
بتیس صفحہ پر ہے اُس میں تمام دیوبندیت پر ساٹھ قاہر جبال ہیں اعلیٰ درجہ کی تحقیقات علمیہ میں
کوئی لفظ سخیف آپکی شان میں نہیں سوا تکفیر کے کہ اصل بحث ہی ہم خواستگار کہ وہ رسالہ
بھیجنے کی ہمکو اجازت فرمائی جائے یہ اسلیے کہ آپ رجسٹریاں واپس دینے کے عادی ہیں
ہم کمال منت سے کہتے ہیں کہ ہمارے معروضات آپکے یہاں داخل دفتر ہوتے ہوئے ستر ہ
برس ہونے آئے اگلی بار تو اذن دیدیجیے کہ اُدھر آپکے اتباع کی ہوس پوری ہو ادھر حق واضح
ہو بعونہ تعالیٰ اور زیادہ کشف نوری ہو اتنی بات لکھتے کہ ہاں رسالہ بھیجو آپ کو کوئی گھنٹا
نہیں لگتا یہ تحریر آپکی چوتھے دن آسکتی ہے میں انتہائی مدت دس دن رکھتا ہوں اُسکے بعد
دوسرا طور ہوگا بعونہ عزوجل وھو الکافی فقط مصطفےٰ رضا قادری برکاتی غفرلہ از بریلی
دہم صفر مظفر یوم جمعہ مبارکہ ۱۳۲۸ھ ہجریہ قدسیہ علی صاحبہا والہ افضل الصلاۃ والتحیۃ امین
اسکے جواب میں تھانوی صاحب نے اپنی چپ تھوڑی دیر کیلیے اتنی توڑی کہ کارڈ کے
دوسرے پرت پر یہ عبارت لکھ بھیجی بسم اللہ الرحمن الرحیم قال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم بلغوا عنی ولو آیۃ قال اللہ تعالیٰ والذین یؤذون المؤمنین والمؤمناﺍ[1]
بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبینا ○ خوف کی یہ حالت کہ اسپر بھی دستخط
نہ کیے الٰہی عظمتوں کی یہ بے ادبی کہ کارڈ پر بسم اللہ شریف لکھی تین جگہ اللہ عزوجل کا اسم
جلالت لکھا قرآن عظیم کی آیت لکھی جو ڈاک کی مُہر لگاتے وقت زمین پر رکھا گیا اور وہ بھی
اُلٹ کر کہ آیتوں کا رخ زمین پر اور مُہر لگانے والا بے وضو چھونے بلکہ ممکن کہ ہندو وغیرہ کافر

[1] کارڈ میں یونہیں الف سے لکھا ہی قرآن کریم کی کتابت میں اپنی طرف سے ایک حرف بڑھا دیا"

پھر چھپی رسائل کہ آجکل یہان ہند وہی سے اُسے یونہین ہاتھ لگائے یہ ادب ہو اللہ و رسول
کے نام اور اللہ واحد قہار کے کلام کا۔ خیر ان باتون کی کیا شکایت اللہ و رسول و قرآن کریم
کا ادب جتنا ہو اُن گالیون ہی سے ظاہر جو وہ اور اُنکے بڑے دیچکے اور دے رہے ہین
تھانوی صاحب کی اس تحریر کا ترجمہ یہ ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا
مجھسے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے جو لوگ مسلمان مردون اور عورتون
کو بے کیے ستاتے ہین اُنھون نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔ اُس کے جواب مین
ہمین یہی بس تھا کہ ہم ایک لفافے مین اُنکو اتنا لکھ بھیجتے بسم اللہ الرحمن الرحیم قال
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بلغوا عنی ولو آیۃ قال اللہ تعالی ان الذین
یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مھینا یعنی
رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت
اللہ عزوجل فرماتا ہو بیشک جو لوگ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہین اُنپر اللہ کی لعنت ہے دنیا
و آخرت مین اور اللہ نے اُنکے لیے ذلیل کرنے والا عذاب طیار کر رکھا ہو۔ مگر یہان سے
بحمد اللہ تعالی خود تھانوی صاحب اور اُنکے بڑے گنگوہی صاحب کو بارہا یہ آیت اور اسکے سوا
بہت آیات و احادیث و احکام کی تبلیغ ہو چکی ہے لہذا اصل مقصود سے کام لیا یعنی اصفر گو
رسالہ رجسٹری شدہ تھانوی صاحب پر نازل کر دیا تھانویصاحب بطور خرق عادت وہ کارڈ لکھنؤ مین
اپنی قدیم خو چھوڑی تھی رسالہ دیکھکر پھر اُنکی اُسی قدیم خو کی حالت مستمرہ نے مونھ دکھایا کہ منکر ہو کر واپس
دیا لفافے پر لکھا ہو کہ انکاری واپس انا للہ وانا الیہ راجعون صدق اللہ عزوجل وما یبدئ الباطل
وما یعید جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا مسلمانو وہ مبارک رسالہ یہ ہے کہ
تھانوی صاحب کے نام نامہ مسمٰی مصطفوی ہو حضرت مصنف مدظلہ نے اسکا تاریخی نام الموت الاحمر
علی کل انجس اکفر رکھا اور از انجا کہ تھانویصاحب و دیگر دیوبندیہ پر سات جبال ہین اور یہ اسکی
ذیل مین ہین جملہ آٹھ جبال قاہرہ ہوگی لقب تاریخی ہشتاد بید و بند بر مکاری دیوبند سے ملقب فرمایا اہل اسلام
اسے ایمان کی نگاہ سے دیکھین تو بحمد اللہ تعالی حق آفتاب سے زیادہ روشن ہے وللہ الحمد وصلی
اللہ تعالی علی سیدنا و مولانا و آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین آمین عبدہ نور محمد اعظمی قادری عفی

امضائی نامہ سوم مصطفوی بنام جناب تھانوی صاحب تھانہ بھون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کرامی منش جناب تھانوی صاحب آپکے اتباع سے ایک طالب علم مستفید و طالب تحقیق بنکر آیا اور عبارت براہین دکھانے سے پہلے اُسکے مضمون کو اسلام سے کوسون دور بتایا عبارت دیکھکر وہ جوشش ایمان نہ رہا اُسے غور کا حکم ہوا مدت کے بعد اُسکے نام سے ایک بے معنی خط آیا جسکی طرز وہی استفادہ وطلب تحقیق کا اظہار اور حقیقۃً اس سے برکنار تھا قبل تنبیہ عدم تنبہ کو سادگی پر محمول کر کے ہدایت کی گئی اسکے جو بیسوین روز ایک دو ورقی تحریر افترارات و مکابرات و انکار محسوسات سے بھری آئی یہ تمام پارٹی کی مجموعی کوشش ومبلغ علم ومنتہائے سعی ہو اس مین بائیس دن صرف ہونا بتا رہا ہے کہ تھانہ بھون سے استعانت بالغیر مین یہ دیر لگی ہو اگر واقعی ایسا ہی ہے جب تو ظاہر کہ اُسکے کاتب آپ ہی ہین گو مشورہ ساری پارٹی کا سہی اور بالفرض ایسا نہین تو آپ فرمائیے کہ وہ آپکے نزدیک مقبول ہی یا مردود اگر مردود ہے لکھدیجیے یہین فیصلہ ہوگیا اور اگر مقبول ہی تو وہ تحریر جب تھی تو آپ آپکی ہوگئی۔ صورت اولی کہ آپ لکھدین کہ ہان وہ تحریر دو ورقی مدرسہ مسجد شاہی مردود ہے محال عادی ہی لہذا شق ثانی متعین بہرحال جسطرح شاعر اپنے نفس سے ایک دوسرا شخص تخیل کر کے اُس سے کلام وخطاب سوال وجواب لطف وعتاب کرتا ہی یونہین ہمکو آپکے دو حصے کرنے ہوئے ایک تھانوی صاحب ظاہری کہ آپ خود بے پردہ و حجاب ہین دوم تھانوی صاحب باطنی کہ اُس تحریر دو ورقی کے حجاب مین طالب تحقیق بنکر آئے ہین ہم جہان کہین گے کہ آپ نے یہ لکھا آپ سے یہ کہا تھا آپ طالب تحقیق ہین وامثال ذلک جن مین اُس تحریر کا کاتب بناکر خطاب ہو وہان آپ بحیثیت تھانوی باطنی مراد ہونگے ورنہ آپ بحیثیت تھانوی ظاہری۔ یہ فرق یاد رکھیے کہ حیثیتین گم کر کے حیثیت گم نہ کیجیے۔ اصل مقصود اظہار حق وازہاق باطل اور یہ دکھا دینا ہے کہ دیوبندی عذرات کیسے باد ہوا اور زاہق وزائل اور اُنکا اشکال جسپر بہت ناز ہے اور اُسے یقیناً لاحل سمجھے ہوئے ہین کس درجہ

مردود اسفل سافل تھانوی صاحب باطنی نے یہان تین بحثین چھیڑی ہین کفریات گنگوہی کفر تحذیر الناس کفر فقہی اسمعیل دہلوی صاحب انکا بیان اور شبہات تھانوی صاحب باطنی کا بطلان ان تین سے لیجے وباللہ التوفیق وھو المستعان علیٰ کل تحقیق +

بحث اول تکفیر گنگوہی صاحب

عبدالجبار عمرپوری نے لکھا تھا حضرت کی نسبت یہ اعتقاد کہ جہان مولود شریف پڑھا جاتا ہے تشریف لاتے ہین شرک ہی ہر جگہ موجود خدا تعالیٰ ہے اللہ سبحنہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہین فرمائی **اقول** یہ اُسکا صریح جنون تھا کہان تشریف لانا کہان موجود ہونا مولینا عبدالسمیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُسکے اس جنون سے اغماض فرماکر دو وجہ سے رد کیا ایک یہ کہ کہان مواقع معدودہ مجالس محمودہ کہان ہر جگہ دوسرے یہ کہ اسے خاصہ باری عزوجل جاننا باطل ہی شرق سے غرب تک ہر روح کو حضرت عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام ہی قبض کرتے ہین ہر مکان کو رات دن دیکھتے رہتے ہین اللہ تعالیٰ نے دنیا اُنکے آگے مثل چھوٹے سے خوان کے کردی ہی بھلا وہ تو ملک مقرب ہین شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہی اللہ تعالیٰ نے اُسے اس کی قدرت دیدی ہی یہ کتنا صاف صریح نقض تھا گنگوہی صاحب نے براہ کمال عیاری اُسے نقض سے توڑ کر عاپر استدلال ٹھہرایا گویا مصنف انوار ساطعہ یون دلیل لاتے ہین کہ جب شیطان وملک الموت ہر جگہ موجود ہین تو ضرور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہر جگہ موجود ہون حالانکہ یہ مصنف پر محض افترا ہی اور اپنی اس گڑھت پر اعتراض شروع کردیے کہ ملک الموت وشیطان کو جو یہ وسعت علم دی اُسکا حال مشاہدہ ونصوص قطعیہ سے معلوم ہوا اب اُسپر کسی افضل کو قیاس کرکے اُس مین بھی مثل یا زائد اس مفضول سے ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہین اول تو عقائد مسائل کے قیاسی نہین بلکہ قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہین خبر واحد بھی یہان مفید نہین لہذا اُسوقت قابل التفات ہو کہ مؤلف قطعیات سے اسکو ثابت کرے دوسرے قرآن وحدیث سے اُسکے خلاف ثابت ہی خود فخر عالم فرماتے ہین لا ادری ما یفعل بی ولا بکم اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہین کہ مجھکو دیوار پیچھے کا بھی علم نہین اگر فضیلت ہی موجب اسکی ہے تو تمام مسلمان شیطان سے افضل ہین تو مؤلف سب علوم مین

بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اسکے برابر تو علم غیب بزعم خود ثابت کرے مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب ہوتا ہی الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ[2] سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہی ملک الموت سے افضل ہونیکی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپکا ان امور مین ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ اور قیاس سے اسکا اثبات جہل ہی الغرض یہ تحقیق واہی مؤلف کی محض جہل ہی وہ آپ شاید شرک مین مبتلا ہو مگر ایک عالم کا راہ مار دیا[1] بعد اسکے جو حکایات اولیائی مؤلف نے لکھی ہین ان اولیا کو حق تعالی نے کشف کر دیا کہ انکو یہ حضور علم حاصل ہو گیا اگر فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرما دے ممکن ہی مگر ثبوت فعلی اسکا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہی کہ اسپر عقیدہ کیا جائے اور مجلس مولود مین خطاب حاضر کیا جائے اس امر کا محض امکان سے کام نہین چلتا بالفعل ہونا چاہیے اور ثبوت نص سے واجب ہے مگر سوء فہم مؤلف کا ہی اور یہ بحث اس صورت مین ہی کہ علم ذاتی آپکو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے اب ظاہر ہو گیا کہ جسکا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہو گا البتہ وہ مشرک ہی ان عبارات سے حجت لانا کوتاہ فہمی مؤلف کی ہے مسلمان بہ نگاہ انصاف دیکھین ہر اردو خوان بھی سمجھ سکتا ہے کہ براہین والے نے جس علم کو شیطان کے لیے نصوص قطعیہ سے ثابت مانا اسیکو نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لیے ماننا شرک کہا اور شرک بھی وہ جسمین کوئی حصہ ایمان کا نہین اب تھانوی صاحب باطنی اس قطعی کفر کو یون مٹانا چاہتے ہین جس علم کا نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنا شرک خالص کہا ہے وہ علم ذاتی ہو اور جس علم کو ابلیس کے لیے ثابت مانا وہ علم عطائی صاحب براہین اپنی مراد خاص براہین مین اسی مسئلہ مین بیان کرتا ہے یہ بحث اس صورت مین ہی کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسے جہلا کا یہ عقیدہ ہے

[1] راہ مار دیا یہ وہی اُردو ہے جسپر ناز ہی کہ دیوبند والون سے ملکر رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو اردو آگئی دیکھو براہین قاطعہ گنگوہی صاحب طبع دوم صفحہ ۲۶ — ۱۲ منہ [2] قیاس اور فاسدہ نہ بے علم کا سرودہ ۱۲ منہ

اقول آپکو کس نے سوجھائی کہ یہان ذاتی مقابل عطائی ۔ اول تا آخر منشا بحث و اعتقاد فریقین اور خود اس عبارت لایعنی کا فقرہ فقرہ اسکے بطلان و ہذیان پر شاہد عدل ہین اول تو انصاف ۔ بحث کاہے پر چلی ہی عمر پوری کے اس کہنے پر کہ یہ اعتقاد شرک ہے اللہ سبحٰنہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہین فرمائی دیکھو صراحۃً علم عطائی مین کلام ہے کہ اسکا علم عطائی حضور کو نہین جو مانے مشرک ہی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہی اُس نے کسی کو عطا نہ فرمائی صاحب انوار اسیکا رد کر رہے ہین براہین والا اسی کو بنا رہا ہی پھر کیسی صریح بے ایمانی ہی کہ بے عطائے الٰہی علم ماننے کی بحث ہی اسے شرک کہا ہی **ثانیاً** مولانا عبد السمیع صاحب کے کونسے حرف مین تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ علم بے عطائے خدا ہے جسپر براہین والا یہ کہتا ہے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہی **ثالثاً** مؤلف کی تحریر مین بے عطا کا کونسا حرف تھا جسپر براہین والا کہتا ہی جسکا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا البتہ وہ مشرک ہی **رابعاً** اسی براہین طبع دوم کے صفحہ ۲۰۳ سے صفحہ ۲۰۷ تک انوار ساطعہ کا مطول کلام منقول ہے جسمین اُنھون نے فرمایا بہت مکانات مین حاضر ہوجانا جسکو یہ لوگ شرک کہتے ہین اسکی تشریح گزر چکی جہان ملک الموت کی تمثیل ہے پھر کہا اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ اصل عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہی کوئی ایسا نہین جو بلا تعلیم حق جان لے ہان اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو خبرین غیب کی دیتا ہی پھر کہا شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ہر امتی کو جانتے ہین کہ وہ کس درجہ کا ہی فرشتے خبر پہنچاتے پہنچتے ہین اور نور نبوت سے حضرت پہچانتے ہین سب اُمتیون کو پھر کہا محفل شریف مین کثرت سے درود وسلام پڑھا جاتا ہے جب جلسہ کا درود شریف پہنچاتے ہونگے پھر کیون نہین خبر ہوتی ہوگی اس جلسہ کی پھر کہا فکر کرنا چاہیے اُن حدیثون مین کہ اُمت کے اعمال پر مطلع کرتے ہین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک روز جمعہ اجمالاً دوسرا ہر صبح و شام پہ تفصیل پھر اس سے مجالس شریفہ پر اطلاع ثابت کی پھر کہا خبر ہوگئی ان وسائط سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پھر کہا آیات و احادیث و اقوال مشائخ و علما سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ انعقاد محافل میلاد کی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر بعض واسطون سے پہنچ جاتی ہے دیکھو کیسی صریح تصریحین ہین

علم عطائی و علم بالوسائط کی یہان بھی براہین والے نے وہی جواب دیا اور اپنی اسی تقریر گزشتہ کا
حوالہ کیا صفحہ ۲۰۶ محض قیاس ناتمام مؤلف کا اور یہ حجت شرعیہ نہین صفحہ ۲۰۳ پہلے اسکا جواب
ہوچکا کہ حق تعالی نے حضرت عزرائیل کو ایسی قوت و علم دیا ہے اگر فخر عالم (صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم) کو صدہا گونہ زائد ہو تو کیا عجب ہی مگر کلام فعلیت مین ہے کہ یہ ہوتا ہی یا نہین پھر کہا کلام
فعلیت مین ہی اور قیاس مؤلف کا امکان مین عقائد کا ثبوت نص قطعی سے ہوتا ہی ملک الموت
کا جواب مذکور ہوچکا اس مکالمہ کو علم ذاتی بمعنے بے عطائے الٰہی پر ڈھالنا کیسی شدید بے ایمانی
ہے براہین والا قطعاً جانتا ہی کہ وہ علم عطائی مانتے ہین اور اسی کو کہتا ہی کہ شرک نہین تو کونسا
حصہ ایمان کا ہے اسی کو کہتا ہی کہ جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا البتہ وہ مشرک
ہے **خامساً** عبارت براہین کا یہی ٹکڑا جو تھانوی باطنی نے نقل کیا یعنی بتا رہا تھا کہ علم
ذاتی آپ کو ثابت کرکے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے کونسے جہلا کا یہ عقیدہ ہی کہ حضور کا
علم بے عطائے خدا ہی **سادساً** وہ لفظ دیکھو شیطان کو جو یہ وسعت علم دی دیکھو دی ہین کلام
اور اسی پر بوجہ افضلیت قیاس کو منع کرتا ہے کہ عقائد قیاسی نہین۔ قیاس سے وہ حکم ثابت
ہوتا ہے جو مقیس علیہ مین ہو یا اسکا مباین۔ شیطان مین علم عطائی تھا معاذ اللہ اگر حسب زعم
مردود گنگوہی اسپر قیاس ہوتا تو اس سے بھی عطائی ہی تو ثابت ہوتا جسے یون رد کر رہا ہی کہ
کہ عقائد قیاسی نہین **سابعاً** براہین والا یہان بزور زبان خود قیاس گڑھکر فارق یہ بتاتا ہے
کہ شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے دیکھو
جس علم کو ابلیس کے لیے ثابت مانا اسی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے نفی کیا اس
بنا پر کہ وہان نص ہے یہان نص سے ثبوت نہین یعنی جسطرح ابلیس کے لیے نص سے ثابت
ہے اگر حضور کے لیے بھی نص سے ثابت ہوتا تو مانا جاتا اب دیکھو ابلیس کے لیے علم عطائی ہے
یا بے عطا اگر عطائی ہے تو اسی کو نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے سلب کیا اور آپکا حضور
کے لیے ماننا شرک خالص کہا آپ کہتے ہین کہ یہ بحث علم عطائی مین نہین علم بے عطا مین ہے
تو حاصل کلام وہ نہ ٹھہرا جو آپ تھانوی صاحب باطنی نے بتایا کہ شیطان کو علم عطائی ہے
اور سرور عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو علم ذاتی نہین بلکہ حاصل کلام گنگوہی یہ ٹھہرا کہ رسول اللہ

صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لیے علم بے عطا ماننا شرک ہی اسلیے کہ نص نہین اور ابلیس کے لیے بے عطاءِ الٰہی علم حاصل ہے اسلیے کہ نص سے ثابت ہی آپکی اس تاویل نے اور بھی اخبث کفر گنگوہی صاحب کے سر لپیٹا واقعی قسمت کا لکھا کہان جائے ثامنا براہین والے کی یہ تقریر کہ ہم نے ابھی سابع مین ذکر کی اور وہ کہ شیطان کی وسعت علم کا حال نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا اور وہ کہ عقائد نصوص سے ثابت ہوتے ہین خبر واحد بھی یہان مفید نہین لہذا مولف قطعیات سے ثابت کرے سب صریح ناظر ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے اس علم کا ماننا نص قطعی وارد ہونے پر موقوف رکھتا ہے حدیث صحیح آحاد مین ہو تو کافی نہین کیا بے عطاءِ الٰہی علم ملنا ماننے پر یون کہا جاتا دیکھو امام الطائفہ کا دھرم کہ ابوجہل اور وہ شرک مین برابر ہے یعنی بون اور بتون کو خدا ماننا یکسان ہی کیا اگر کوئی کہے کہ مہادیو خدا ہی تو اُسپر یہی کہیگے کہ بھائی اسکے ماننے کو نص قطعی درکار ہی ورنہ اگر حدیث صحیح مین بھی ہو تو کافی نہین کیونکہ یہ عقیدے کی بات ہی تاسعا وہ تقریر دیکھو کہ فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمادے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اسکا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہی کہ اُسپر عقیدہ کیا جائے دیکھو صاف عطائی مین کلام کر رہا ہے عاشراً امکان کا خود جابجا قائل ہی صرف ثبوت فعلی کا منکر ہے کیا آپکے نزدیک گنگوہی صاحب بے عطاے الٰہی علم ملنا ممکن جانتے تھے ایسا ہی تو اقرار کر دیجیے دام کھل جائینگے حادی عشر حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کیلیے اس علم کے ثابت کرنے پر کہتا ہی مولف کے ایسے جہل پر تعجب ہوتا ہی ثانی عشر نباس سے اُسکا اثبات جہل ہی ثالث عشر تحقیق مولف کی جہل ہی رابع عشر سوء فہم مولف کا ہے خامس عشر کوتاہ فہمی مولف کی ہی اگر براہین والے کی بحث علم بے عطاءِ الٰہی مین ہوتی اور مولف کو اُسکا مثبت سمجھتا تو کیا فقط جہل و کوتاہ فہمی کا حکم لگاتا چیخ پڑتا کہ مولف کا فر مرتد مشرک ہی کہ بے خدا کے دیے علم مانتا ہی سادس عشر اُس نے تصریح کی کہ مولف آپ شاید شرک مین مبتلا نہو بے عطاءِ الٰہی علم ماننے پر شرک مین یون شک شبہ رکھتا یا اپنے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کی طرح بنکار اُٹھتا کہ ابوجہل اور وہ شرک مین برابر ہے کیون تھانوی صاحب ابوجہل یا اُسکے برابر مشرک کو کہنا شاید شرک مین نہو کفر ہی

یا نہیں سابع عشر کہتا ہے افضل ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپکا ملک الموت کی
برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ کونسا علم عطائی یا بے عطا ملک الموت کا علم کیسا ہی پھر برابری و
زیادت کی نفی کرتا ہے کمی تو جائز ہے کیا کم بیش وکنار ایک بات کا علم بھی بے عطا ممکن ہے
بالجملہ اصل مبحث و منشا کے بحث و اعتقاد فریقین اور عبارت کا فقرہ فقرہ سب اس مجبوری
کی جھوٹی گڑھت پر لعنت کر رہے ہیں کہا یوہیں کفر اٹھا کرتا ہے کیوں جناب تھانوی صاحب
بحمد اللہ تعالی کیسے دلائل قاہرہ سے ثابت ہوا کہ گنگوہی صاحب نے جس علم کا محمد رسول اللہ
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لیے ماننا شرک خالص بتایا وہی علم ابلیس لعین کے لیے خود
ثابت مانا اور آپ بلباس باطنی اب اس خط میں دوبارہ ایمان لا چکے ہیں کہ شرک میں تفریق
نہیں ہو سکتی جو بات مخلوق میں ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو جس کسی کے لیے ثابت
کی جائے شرک ہی ہوگی کیونکہ خدا کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا اب تو اپنے اقراروں پر قائم
ہو کر بول اٹھیے کہ **بیشک گنگوہی صاحب صریح مشرک تھے گنگوہی صاحب**
میں ایمان کا کوئی حصہ نہ تھا گنگوہی صاحب شیطان ملعون کو خدا کا
شریک مانتے تھے دوہرے اقراروں کے بعد پھر عذر کا محل کیا ہے اور آپ نہ مانیں تو
اہل انصاف تو دیکھتے ہیں اور کوئی نہ دیکھے تو واحد قہار تو دیکھتا ہے جسکا شریک ابلیس کو مانا
جسکے حبیب کی سخت شدید توہین کی فللہ الحجۃ البالغہ **ثامن عشر** تھانوی صاحب باطنی آپ
کہتے ہیں علم عطائی کسی کے لیے ثابت کرنا شرک نہیں کہا گیا یہ آپکا اپنا خیال ہو مگر گنگوہی صاحب
کے دھرم کے قطعاً خلاف ہے پھر توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ کیا انصاف ہے فتاوی گنگوہیہ
حصہ اول صفحہ ۶۴ میں تقویۃ الایمان کی نسبت ہے بندہ کے نزدیک سب مسائل اسکے صحیح ہیں
وہیں ہے اگر کتاب کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے تو وہ مبتدع فاسق ہے صفحہ ۱۲۲ میں ہے تقویۃ
الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اسکے استدلال بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا
رکھنا پڑھنا عمل کرنا عین اسلام ہے اب تقویۃ الایمان کی سنیے اشراک فی العلم میں کہا اس
عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیا سے رکھے خواہ بھوت سے پھر
خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے ہر طرح شرک ہے

دیکھیے شرک مین ذاتی وعطائی کا فرق نہین کیا گنگوہی صاحب اسکے خلاف عقیدہ رکھکر اپنے موبھ مبتدع فاسق بلکہ عین اسلام کے مخالف ہین تاسع عشر تقویۃ الایمان کی اس عبارت اور اسکے کثیر امثال سے ثابت کہ اُسکے دھرم مین جسطرح ذاتی وعطائی کا فرق باطل ہی یونہین رسول وشیطان مین کہ وہ ہر جگہ انبیا اور بھوت سب کو ملاتا ہی تو گنگوہی صاحب نے اگرچہ صرف شیطان کے لیے مانا اگرچہ صرف عطائی مانا تقویۃ الایمانی دھرم پر ضرور کافر مشرک ہوئے اور جب وہ تقویۃ الایمان کے سب مسئلے صحیح وعین اسلام مانتے ہین تو خود اپنے منھ بھی مشرک ہوئے غرض گنگوہی صاحب نے رسول کے لیے شرک کہا اور شیطان کیلیے ثابت مانا اب چاہے رسول وشیطان سے فرق کرین یا ذاتی وعطائی سے دونون فرق اسمعیل کے نزدیک مردود اور گنگوہی صاحب مشرک ع قضائے نبشتہ نباید سترد + عشرین مختصرا چلیے علم محیط زمین غیر خدا کے لیے ماننا شرک ہی یا نہین اگر نہین تو براہین مشرک گر کوتی دکھائے اور اگر ہان تو صرف ذاتی یا عطائی بھی برتقدیر اول ذاتی کس نے مانا تھا اور یہ براہین والا کہے کہتا ہے کہ جسکا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا وہ البتہ مشرک ہی برتقدیر دوم آپ تھانوی صاحب بلباس باطنی خود مقر ہین کہ براہین والا شیطان کے لیے عطائی مانتا ہی تو وہ آپ کے اقرار سے مشرک ہوا قسمت کا لکھا کون مٹائے حادی وعشرین بحمدہ تعالی اس عشرین نے کہ دو عشرۂ کاملۃ ہین اس کاذب گرہت کی چاندپوری گوٹ دی آب اس عبارت براہین مین اور جہالتین ضلالتین ہین اُنکے بھی بعض کا بھانڈا پھوڑ دون وباللہ التوفیق اول تو وہی ظلم شدید کہ انوار ساطعہ نے تو عمر پوری کے ادعائے اختصاص پر نقض کیا گنگوہی صاحب نے بکمال عیاری اُسے استدلال ٹھہرالیا انوار کے صاف لفظ شروع بحث مین یہ تھے زمین پر کل جگہ موجود ہونا تو کچھ خاص مخصوص خدا کے ساتھ نہین براہین صفحہ ۵ اور ابلیس ملک الموت وشیطان وغیرہ کی مثالین دیکر آخر مین کہا تھا تو یہ صفت خاص خدا کی کہان ہوئی صفحہ ۵ ثانی وعشرین مصنف مرحوم کو یہان وہابیہ کی ہوس شرک کا توڑنا ہے دیکھو اُنکی عبارت تمہارے قاعدے سے چاہیے وہ مشرک ہوجائے حالانکہ تحقیق یہ ہی کہ نہ وہ مشرک ہی نہ کافر براہین صفحہ ۵ ایضاً تمہارے استدلالی کے موافق تو چاہیے یہ سب ملت اہ

تھا زیادہ مشرک ٹھہرین صفحہ ۵۳ ایضاً سبحٰن اللہ شرک کے معنی بھی یہ حضرات خوب سمجھے
جسکو یہ شرک کہتے ہین اُسکی تشریح گزر چکی جہان چاند سورج اور ملک الموت کی تمثیل ہے صفحہ ۴۴
اب دیکھیے اس بیان کو کفر و شرک سے شمہ بھی لگاؤ نہین صفحہ ۲۰ اہل حق پر واضح ہو کہ
ہمارا یہ دعویٰ نہین کہ ہر محفل مین روح مبارک آتی ہے ہان یہ دعویٰ ہے کہ اگر کسی کا یہ اعتقاد
ہو وہ مشرک نہین صفحہ ۵۳ اور بلاشبہہ ابطال شرک کے لیے امکان کافی کہ شریک باری
قطعاً ناممکن ہے مگر گنگوہی صاحب نے جابجا امکان بیکار اور فعلیت درکار ٹھہرائی اُنکی یہ
عبارتین اوپر گزرین یعنی خدا کا شریک ہو تو سکتا ہے مگر ہے نہین جیسے کذابون کے نزدیک
معاذ اللہ اُسکا کذب اُسکا جہل تعالیٰ اللہ عما یقول الظٰلمون علوا کبیرا ثالث و عشرین
یہان گنگوہی صاحب پر کثیر رد انباء المصطفےٰ شریف مین فرمائے ہین جو بفضلہ تعالیٰ ۱۹ برس سے
لاجواب ہین اُن مین سے بعض اُنھین عبارات شریفہ مین سنیے قرآن کریم کی تین آیتون سے
علوم محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روز اول سے روز آخر تک تمام ماکان و مایکون
کو محیط ہونا دلیل قطعی سے ثابت فرما کر ارشاد کیا مخالفین ان آیات کے خلاف پر اصلا ایک
دلیل صحیح صریح قطعی الافادہ نہین دکھا سکتے اور اگر بفرض غلط تسلیم ہی کر لین تو ایک ہی جواب
جامع و نافع و قامع سب کے لیے شافی و کافی کہ عموم آیات قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت مین
اخبار آحاد سے استناد محض ہرزہ بافی ہے اس مطلب پر تصریحات ائمہ اصول سے احتجاج
کرون اس سے یہی بہتر کہ خود نجدیہ زمانہ کے انھین گنگوہی پیشوا کی شہادت دون ع
مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری + نصوص قطعیہ قرآن عظیم کے خلاف پر احادیث آحاد کا تو سننا
جانا بالائے طاق یہ بزرگوار صاف تصریح کرتے ہین کہ یہان خبر واحد سے استدلال ہی جائز نہین
نہ اصلا اُس پر التفات ہو سکے اسی براہین قاطعہ لما امر اللہ بہ ان یوصل مین اسی مسئلہ علم غیب
کی تقریر مہمل و مختل مین اپنے اور اپنے تمام طائفے کے پاؤن مین تیشہ زنی کو یون لکھتے ہین
عقائد مسائل قیاسی نہین کہ قیاس سے ثابت ہو جائین بلکہ قطعی ہین قطعیات نصوص سے
ثابت ہوتے ہین کہ خبر واحد بھی یہان مفید نہین لہذا اُسکا اثبات اُسوقت قابل التفات ہو کہ
قطعیات سے اُسکو ثابت کرے نیز صفحہ ۸۱ پر لکھا اعتقادات مین قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے

عہ رد بر صفحہ ۴۳ عہ رد بر صفحہ ۴۳ عہ رد بر صفحہ ۴۴ عہ رد بر صفحہ ۹۰

نظیفات صحاح کا صفحہ ۹۰ پر کہا آحاد صحاح بھی معتبر نہین چنانچہ فن اصول مین مبرہن ہے
الحمد للہ مناظرہ تو انھین دو حرفون مین ختم ہوگیا۔ ہان وہان تمام نجدیہ دہلوی و گنگوہی و جنگلی و کوہی سب کو دعوت عام ہی اجمعوا شرکاءکم چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہوکر ایک آیت قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادۃ چھانٹ لائین جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیاے مذکورۂ ماکان و مایکون سے فلان امر حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر مخفی رہا جسکا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاعلموا ان اللہ لا یھدی کید الخائنین اگر ایسا نص نہ لاسکو اور ہم کہے دیتے ہین کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو خوب جان لو کہ اللہ راہ نہین دیتا دغابازون کے مکر کو والحمد للہ رب العلمین۔ رابع و عشرین پھر فرمایا "طرہ یہ کہ یہی گنگوہی بہادر خود ہی اسی صفحہ مین دو سطر ہی بعد اپنے مدعاے باطل کی سند مین لکھتے ہین خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہین واللہ لا ادری مایفعل بی ولا بکم" اسپر حاشیہ رد کی طرف اشارہ فرماکر ارشاد کیا وہ ان سب سے قطع نظر دل چھیننے والی ادا تو یہ ہی کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہین الخ قطع نظر اس سے کہ ملاجی کو ہنوز روایت و حکایت مین تمیز نہین اس بے اصل حکایت سے استناد اور شیخ محقق قدس اللہ تعالی سرہ العزیز کی طرف اسناد کیسی جرأت و وقاحت ہی شیخ رحمہ اللہ تعالی نے مدارج شریف مین یون فرمایا ہی اینجا اشکال آرند کہ در بعض روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من بندہ ام نمیدانم انچہ درپس این دیوار است جوابش آنست کہ این سخن اصلے ندارد و روایت بدان صحیح نشدہ است کیون ملاجی کچھ آنکھین کھلین ایسا ہی لا تقربوا الصلوۃ پر عمل کروگے تو خوب چین سے رہوگے ع اس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نہ ڈری آنکھ۔ خامس و عشرین پھر فرمایا "امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہین لا اصل لہ یہ حکایت محض بے اصل ہی امام ابن حجر مکی نے افضل القری مین فرمایا لم یعرف لہ سند اسکے لیے کوئی سند نہ پہچانی گئی افسوس اسی موہنہ سے مقام مقام اعتقادیات بتانا احادیث صحاح بھی نامقبول ٹھہرانا اسی موہنہ مین نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا علم عظیم گھٹانے کو ایسی بے اصل حکایت سے سند لانا اور ملمع کاری کیلیے شیخ محقق کا

نام لکھ جانا جو صراحۃً فرما رہے ہین کہ اس حکایت کی جڑ نہ بنیاد آپ اسکے سوا کیا کہیے کہ ابلیسون کی داد نہ فریاد" **سادس و عشرین** پھر فرمایا" اللہ اللہ نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے مناقب عظیمہ تو آپ فضائل سے نکلوا کر اس تنگنا مین داخل کرائین تاکہ صحیح بخاری و مسلم کی حدیثین مردود بنائین اور حضور کی تنقیص شان مین یہ فراخی دکھائین کہ بے اصل مقولے بے سند منقولے سب سما جائین ع حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو **سابع وعشرین** مسلمانو مسلمانو للہ ایک نظر انصاف گنگوہی صاحب کیا صاف صاف فرما رہے ہین کہ تمام مسلمان شیطان سے افضل ہین تو مؤلف سب عوام مین بسبب فضیلت کے شیطان سے زیادہ نہین تو اسکے برابر تو بزعم خود علم غیب ثابت کرے دیکھو کیسے کھلے لفظون مین

گنگوہی صاحب شیطان کے علم غیب پر ایمان لا رہے ہین

اور وہ بھی اس دھڑلے سے کہ بھلا عام مسلمانون مین کوئی اُسکے برابر علم غیب ثابت تو کردے براہین والے نے بزعم خود مخالف کا یہ زعم تراشا ہے کہ افضلیت موجب اعلمیت ہے اس بنا پر کہتا ہے کہ اپنے اس زعم پر بربنائے افضلیت شیطان کے برابر تو علم غیب ثابت کرلے علم غیب کا لفظ مؤلف کے کلام مین نہ تھا اور جو علم مؤلف نے ثابت کیا اُسے براہین والا خود نصوص سے ثابت مانتا اور اُسی کو علم غیب کہتا ہے اور واقعی وہ وہابیہ کے نزدیک علم غیب ہی بلکہ بہت علوم غیب سے کرورون درجے زائد کہ اُنکے یہان ایک پیڑ کے پتون کی گنتی جان لینا علم غیب ہے ایک جلسہ نکاح پر مطلع ہو جانا علم غیب ہے براہین صفحہ ۴۹ فقط مجالس نکاح کے اعتقاد دلی ہین کافر لکھا ہے تو علم محیط زمین تو لاکھون کرورون علم غیب کا مجموعہ ہوا گنگوہی صاحب اسے فرماتے ہین کہ شیطان کو جتنا علم غیب ہے بھلا دوسرے مین ثابت تو کردو کہیے آپ کیا خود آپ پر نہ لگا وہ جبری حکم جو آپ نے اپنے فتاوے کے حصہ سوم صفحہ ۱۰ مین کہا اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے مگر یہ کہیے کہ آپکے یہان ابلیس غیر حق تعالیٰ نہین آپکا حق تعالیٰ وہی ہے **ثامن و عشرین** واقعی بیچارے مسلمان آپکے شیطان کی برابری کیا کر سکین جبکہ آپکے نزدیک اُنکے اور تمام جہان کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس کے برابر نہین ہو سکتے اُسکے لیے علم غیب پر خود اپنے مونھ ایمان لاؤ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے لیے جو علم غیب مانے اُسپر کفر و شرک کا مونہہ آؤ دیکھو یہی حصہ ۳ صفحہ ۴ م جو شخص
رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہو سادات حنفیہ کے
نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہی دُور کیون جایے یہین نہ دیکھیے کہ شیطان کے لیے علم غیب
نصوص قطعیہ سے ثابت مانا اور وہی علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلیے ماننے پر
وہ حکم کہ شرک نہین تو کونسا ایمان کا حصہ ہی واقعی ایمانِ گنگوہی صاحب کے سب حصے تو
شیطان کے لیے ہوگئے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کونسا حصہ رہتا کہ
اُنکا امام الطائفہ تقویت الایمان مین کہہ ہی گیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور ون کو ماننا
محض خبط ہی جتنے پیغمبر آئے ہین سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہین کہ اللہ کے سوا کسی کو
نہ مانے اللہ نے فرمایا کسی کو میرے سوا نہ مانیو ظاہر ہی کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم بھی اللہ کے سوا ہین پھر انھین کیونکر مانین بخلاف شیطان کہ وہ اُنکے یہان مین خدا
سے وہی اُنکا حق تعالیٰ ہی وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون **تاسع و
عشرین** ہر مسلمان جانتا ہے کہ علم غیب فضیلت ہی ولہذا وہ باری عزوجل کی صفات کریمہ
سے ہو گنگوہی صاحب نے بھر مونہہ اُسے ابلیس کے لیے ثابت مانا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے سلب کیا تو یقیناً اس عظیم فضیلت مین ابلیس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے صرف افضل ہی نہ بتایا بلکہ یہ فضیلت اُس ملعون کے لیے خاص مانی اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو اُس سے خالی ٹھہرایا اور کیا کافر کے سر پر سینگ ہوتے ہین صدق اللہ تعالے
واعمی ابصارہم ○ ومن کان فی ہذہ اعمی فہو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا ○
اذناب یون بکتے ہین کہ اُنھون نے تو ذلیل و ناپاک علم شیطان کے لیے خاص کیے ہین نہ کہ
فضیلت والے اور خود گنگوہی صاحب فرمارہے ہین کہ مردود مجھپر جھوٹ نہ باندھو مین گنگوہی
تو ایک اعلیٰ درجہ کی فضیلت بلکہ خاص اللہ عزوجل کی جلیل صفت علم غیب کو ابلیس کیلیے ثابت
جانتا اور مسلمانون کے رسول محمد (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اُس فضل عظیم سے خالی مانتا ہون
کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ○ **ثلاثین** جناب تھانوی صاحب ظاہری
اور اُسکے بعد تمام علمائے دیوبند سے استفتا ہی اللہ عزوجل کو اگر ایک جانتے ہون تو اُسی ایک

واحد قہار کے لیے بتائیں کیا دیوبندی مذہب میں نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالی کے کفر یقینی ہو گیا اگر کوئی شخص ایسے عقیدہ والے کو کافر کہنے سے زبان روکے اور اس میں صرف اندیشہ کفر مانے وہ کافر ہی کیا [٢٣] اگر ایسا نہیں تو جو کہے شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے وہ مسلمان کی تکفیر کر کے کافر یا گمراہ ہوا یا نہیں بینوا توجروا سوال کی ہر بات کا جواب دیجیے اور اس میں اپنی طرف سے تغیر و تصرف نہ کیجیے گنگوہی صاحب[١] کے بہت جوابوں کی طرح ناقص و محرف نہ ہو والسلام علی من اتبع الہدی اس علم محیط کے متعلق گنگوہی اور آپ تھانوی اور اسمٰعیل دہلوی صاحب کی خوب خوب خبر گیری میرے رسالہ ادخال السنان ردوم بسط البنان تھانوی صاحب میں ہی جسمیں آپ سے ایکسو[١٠٦] ساٹھ قاہر سوال نہیں نہیں سروہابیہ پر ایکسو[١٦٠] ساٹھ جبال ہیں چھ سال ہوئے کہ آپ تھانوی صاحب ظاہری کے یہان رجسٹری شدہ گیا ہے اور آجتک بحمد اللہ تعالی لاجواب ہے اب آپ اپنے طلب تحقیق کے لباس میں اسے ضرور بغور ملاحظہ کیجیے والہادی ہو اللہ لا الہ سواہ آپ نے اس رسالہ کا کوئی جواب دیا ہو تو فوراً بھیجیے ورنہ اسکا نام و نشان ہی بتائیے کہ منگالوں

بحث دوم تکفیر نانوتوی صاحب

ای تھانوی صاحب باطنی عبارت تحذیر الناس کے متعلق آپ نے جو کچھ تقریر لکھی اولا وہ نئی نہیں ہے نہ آج کی بلکہ مدت ہوئی ادھر والے پیش کر چکے اور میرے رسالہ وقعات السنان رد اول بسط البنان نے گھر تک پہنچا دیا اس میں آپ تھانوی صاحب ظاہری سے ایکسو بتیس[١٣٢] قاہر سوال نہیں نہیں سارے دیوبندیہ کے سر پر ایکسو بتیس جبال ہیں یہ ادخال السنان سے بھی پہلے رجسٹری شدہ پاس تھانوی صاحب کے پہنچ گیا ان شبہات کا کافی جواب اس سے دیکھیے یہان اس تحریر باطنی کے متعلق جسقدر ہی وہی گزارش ہو گا ظاہری تھانوی صاحب خوب آپ اگر بحیثیت ظاہری اپنے باطنی روپ کو نہ دیں تو اسی روپ میں اگر دونوں رسالے مطبع

---

[١] گنگوہی صاحب کی عادت ہی کہ جہاں جواب میں دقت دیکھی سوال اڑا گئے ان کے فتاوے میں بکثرت ایسے ناقص جواب ملیں گے اور دوسرا کمال یہ ہی کہ مطلب کیلیے سوال کی کایا پلٹ کر لیتے ہیں سائل آم پوچھے آپ املی کہتے ہیں ١٢

اہل سنت سے پھر منگا لیجیے اس رسالہ کا بھی آپ نے کوئی جواب پایا ہو تو بھجوایئے یا نام ہی بتایئے اتنا اجمالاً یہان بھی گزارش کہ ولید ایک کتاب مین لکھے کہ عوام کے خیال مین تو اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا باین معنے ہی کہ اللہ اکیلا ہے تنہا خدا ہی مگر اہل فہم پر روشن کہ ایک یا اکیلے ہونے مین بالذات[۱] کچھ فضیلت نہین نہ یہ مقام مدح مین ذکر کے قابل آدم بھی ایک ہے ابلیس بھی ایک ہی بلکہ معنی توحید یہ ہے کہ اللہ معبود بالذات ہی دوسرے اگر ہوتے بھی تو معبود بالعرض ہوتے اس سے تنہائی آپ ہی لازم آگئی پھر دوسرا خدا نہ ہونا قرآن و حدیث و تواتر و اجماع سے ثابت ہی اسکا منکر کافر ہوگا توحید اگر باین معنے تجویز کی جائے جو مین نے عرض کیا تو اللہ کا واحد ہونا بندون ہی کی نظر سے خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض ازل مین بھی کہین اور کوئی خدا ہو جب بھی اللہ کا واحد ہونا بدستور باقی رہتا ہی بلکہ بالفرض اگر بعد ازل بھی کوئی خدا ایک دو یا دس بیس یا لاکھ دس لاکھ پیدا ہو جائین تو پھر بھی توحید الٰہی مین کوئی فرق نہ آئیگا" انتہے یہ مسلم موحد ہی یا مشرک کافر برتقدیر اول کیا مسلمان ایسی ہی توحید مانتے ہین جو اور خداؤن کی نافی و منافی نہ ہوئی اور اس معنی کو کہ اللہ ایک ہی جاہلون نافہمون کا خیال اور ناقابل مدح و خالی از کمال سمجھتے ہین برتقدیر ثانی وہ کیون کافر و مشرک ہوا حالانکہ اسنے دوسرے خدا نہ ہونیکے ساتھ الوہیت بالذات کو بھی ثابت کیا ہی اور دوسرا خدا نہ ہونے کو قرآن و حدیث و تواتر و اجماع امت سے ثابت کرکے اسکے منکر کو کافر بتایا ہی پھر تعجب ہی کہ تکفیر کس بنا پر ہی یہ کیا غضب ہی کہ متکلم اپنی مراد اپنا مطلب صاف صریح لفظون مین اپنی اسی کتاب مین اسی بحث مین اسی مسئلہ مین بیان کرتا ہی مگر اسکی کچھ شنوائی نہین ہوتی ثانیاً تحذیر الناس شاید آپ نے دیکھی نہین سنی سنائی کہدی کہ اس مین یہ مضمون نہین اب دیکھیے شروع کلام اسی سے ہی کہ عوام کے خیال مین رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا باین معنے ہی کہ آپ سب مین آخر نبی ہین دیکھیے وہ معنی کہ ائمہ علما تابعین صحابہ سب نے سمجھے اور خود حضور اقدس علیہ السلام صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے انھین جاہلون نافہمون کا خیال بتایا ثالثاً

[۱] بالذات کا شاخسانہ دونون مرتدون یعنی ولید اور جناب نانوتوی صاحب نے دھوکے دینے کو بڑھایا آگے تصریح کردی کہ یہ مقام مدح مین ذکر ہی کے قابل نہین کیا مقام مدح مین صرف ذاتی فضل مذکور ہوتے ہین کیا انبیائے سابقین کی مدح

نبوت ہو نہ ہوگی جو نانوتوی دھرم مین عرضی ہی ۱۲

صفحہ ۴ دیکھیے اس مین ایک تو خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف مین اور قد و شکل
رنگ سکونت وغیرہ اوصاف مین جنھین فضائل مین کچھ دخل نہین کیا فرق ہی دوسرے رسولون کی
جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہین اور ایسے ویسے لوگون
کے اس قسم کے احوال دیکھیے کیسی صحیح تصریح ہی کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا
خاصہ عظیمہ خاتم النبیین بمعنے آخر الانبیا خود کوئی فضیلت ہونا درکنار اُسے فضیلت مین دخل
تک نہین وہ کوئی کمال نہین بلکہ ایسے ویسون کے ذلیل احوال کی طرح ہے والعیاذ باللہ
تعالیٰ **رابعًا** اس سے اوپر متصلًا دیکھیے ہان اگر اس وصف کو اوصاف مدح مین سے
نہ کہیے اور اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی ہو سکتی ہی
مگر مین جانتا ہون کہ اہل اسلام مین سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی دیکھیے صاف تصریح ہے
کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا یہ خاصہ جلیلہ مقام مدح مین ذکر کے قابل نہین
کیا آجتک کسی مسلمان نے ایسا بکا ہی رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے ایسے وصف
کریم کی ایسی تذلیل وتحقیر کوئی مسلمان کر سکتا ہی حاش للہ **خامسًا** مین نے یہان کفریات
نانوتوی صاحب مے یہ بھی گنا تھا کہ حضور کے زمانے مین بلکہ حضور کے بعد بھی اگر کوئی نیا
نبی مانا جائے تو خاتمیت مین خلل نہین الحمد للہ کہ آپ نے تحذیر الناس مین اسکے وجود سے انکار
نکیا ملاحظہ ہو کہ یہ خاتم النبیین پر ایمانِ نانوتوی صاحب کا خاتمہ کر گیا ختم زمانی کے اُس ریائی
اقرار اور اُسکے منکر کے تصنعی اکفار کا پردہ اُتر گیا یا یون کہیے کہ اُس صفحہ ۱۱ کے ظاہری اسلام
کو جو خود باقرار نانوتوی صاحب برائے نام تھا صفحہ ۳۴ کا یہ صریح کفر منسوخ کر گیا پچھلے کفر کو
گزشتہ اسلام کیا مٹا سکتا ہے بلکہ یہ کفر ہی اُسے منسوخ کر گیا یہ تو بدیہی ہے کہ اس تقدیر پر
کہ بعد زمانۂ نبوی صلعم[۱] بھی کوئی نبی پیدا ہو ختم زمانی باطل ہو جائیگا کہ وہ تو یہی تھا کہ آپ سب مین
آخر نبی ہین (تحذیر صفحہ ۲) اور جب حضور کے بعد اور نبی پیدا ہو تو سب مین آخر نبی کب رہین گے
کہ اُنسے آخر اور ہوا غرض اس سے ختم زمانی کا انتفا بدیہی اور اُسکے انتفا سے نانوتوی صاحب
کا ساختہ ختم ذاتی بھی ختم کہ اُسے ختم زمانی لازم تھا تحذیر صفحہ ۹ ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی

[۱] یہ سوء ادب ہی ہم مسلمان لکھتے ہین صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ۱۲ منہ

لازم ہے اور لازم کے انتفاء سے ملزوم کا انتفا لازم تو نہ ختم زمانی رہا نہ ذاتی بچا سب فنا اور خاتمیت بجا اُس مین کچھ خلل نہ آیا یہ کیسا شدید کفر ہے اور کتنی ڈھٹائی کے ساتھ دیوبندی تعصب وعناد کے مارے ہوئے ہین تھانوی صاحب آپ تو اب طالب تحقیق ہین ضرور اسپر غور کرینگے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے مقابل اُنکے بدگویون کی حمایت نہ لین گے ساد سًا یہان آپ اپنی سمجھ قاصر رہنے پر اللہ کو گواہ کر رہے ہین اس شدید قسم کی حاجت نہ تھی اکابر دیوبند تو اسے سمجھے نہین آپ کیا سمجھتے۔ اب سمجھیے اور بلباس باطنی نہ سمجھ سکین تو تھانوی صاحب ظاہری بنکر سمجھیے۔ تعددِ امکان امکان تعدد نہین جیسے اجتماع امکانات امکان اجتماع نہین حصول فردیت ہر تشخص سے ممکن اور تعدد محال بالذات ممکن کے وجود وعدم دونون ہر وقت ممکن اور اجتماع محال بالذات ہر تضادین دونون ضدین ہمیشہ ممکن کہ ممکن کبھی محال نہین ہو سکتا ورنہ انقلاب ہو لازم آئے اور اجتماع محال جو وقت لیجیے اُسمین اِسکا اور دِن دونون ممکن اور دونون ہون یہ محال اسکی نظیر شرعیات مین حل للازواج ہر عورت ہر نامحرم کے لیے حلال اور اجتماع شرعًا محال تو اس امکان ذاتی سے امکان تعدد خاتم سمجھنا کیسا باطل خیال اتنی نافہمی کے بعد اسکی کیا شکایت کہ سب اس عالم سے ایک ہی وقت مین تشریف لیجائین تو سب خاتم ہونگے ایک بھی نہ ہوگا کہ خاتم کے معنی باقرار تحذیر الناس صفحہ ۲ یہ ہین کہ سب مین آخر نبی جب دس بیس ایک ساتھ ہوئے تو سب مین آخر ایک بھی نہ ہوا سابعًا تعجب تو یہ ہے کہ المعتمد المستند شریف کی عبارت صفحہ ۱۰۹ جسکا آپ نے پتا دیا خود اسی مین اس شبہہ باطلہ کے کشف کی طرف صاف ایما فرما دیا تھا کہ اما الذی اتی فلا یحتمل الا کفار بل ھو ھنا صحیح واذ بطل فی تعدد خاتم النبیین لان الآخر بالمعنی الموجود ھنا لا یقبل الاشتراک عقلا وتمام تحقیقہ یطلب من فتاوٰنا کشف دیکھکر بھی نہ سمجھنا وہی سمجھ کا قصور ہے جسپر آپ اللہ تعالیٰ کو شاہد کر رہے ہین مگر یہ آپ پر الزام نہین دیوبندی مکشوفین حتی کہ تھانوی صاحب ظاہری تک اُسکی سمجھ سے قاصر ہین پھر لباس باطن کی کیا شکایت

لہ جس چیز مین تعدد محال ہو اور علی سبیل البدلیۃ دو یا سو کا احتمال ہے وہان تعدد امکان تو ہوا یعنی متعدد احتمال ممکن ہین مگر امکانِ تعدد نا ممکن کہ مفروض یہ ہو کہ اُس شی مین تعدد محال ہو ۱۲ منہ ملہ یہان اول من دخل وآخر من دخل کا قصہ پیش کرنا محض بے ایمانی ہے دو شخص اور وہ نکے بعد کہین داخل ہون تو یہ دونون اور ون سے بعد ہوئے ایک فرد سب کے بعد کوئی نہ ہوا اور اگر ان دو کا مجموعہ لیجیے تو اول تو وہ اعتباری پھر وہ بھی واحد تو آخر واحد ہوئے ۱۲

ثامناً محض غلط ہے کہ دیوبندیہ امتناع بالغیر کے قائل ہیں نرے زبانی نشہد انک رسول اللہ کا جواب واللہ یشہد ان المنفقین لکذبون ہوتا ہو وہ مکابرہ ہیں آپ تو اب طالب تحقیق بنے ہیں انصافاً غور کیجیے ممکن بالذات کسی محال بالذات کے لزوم سے ممتنع بالغیر ہوگا یا ممکن بالذات کے. ممکن کے لزوم سے ممکن کا محال ہوجانا بداہۃً محال حضور اقدس خاتم النبیین صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ہونا بلاشبہ نافی خاتمیت ہی اور خاتمیت کا انتفا محال کہ اُس سے معاذ اللہ کلام الٰہی کا کذب لازم آئیگا قال اللہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور کذب الٰہی قطعاً محال بالذات تو اُسکے لزوم نے اسے محال بالغیر کردیا لیکن دیوبندیہ بلکہ سارے کے سارے وہابیہ کے نزدیک کذب الٰہی معاذ اللہ ممکن تو اُسکا لزوم اسے کیونکر ممتنع بالغیر کردیگا مسلمانوں کے خوف سے اپنے کفر پر پردہ ڈالنے کو زبانی امتناع بالغیر رٹنا کیا مفید اب تو آپ کو مسلمانوں اور دیوبندیوں کا فرق کھل گیا تاسعاً انصافاً ملاحظہ ہو نانوتوی صاحب نے اُس دیوبندی ڈھول کی کھال تک نہ رکھی کہ امتناع بالغیر تھا تو اسی لیے کہ خاتمیت میں فرق آئیگا اور وہ فرماچکے تحذیر صفحہ ۳۴ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا اب کہیے وہ امتناع بالغیر کس گھر سے لائیں گے تو یہ ادعا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہ ہوسکنے کے نانوتوی صاحب قائل ہیں کیسی صریح ڈھٹائی ہے حاشا معاذ اللہ کوئی مسلمان ان کفروں اور کفریوں کا قائل ہوگا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا خاتم النبیین بمعنے آخر الانبیا ہونا (جیسے خود رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک سب مسلمان سمجھ رہے ہیں) جاہلوں کا خیال ہی (تحذیر صفحہ ۲) ناسمجھی ہے صفحہ ۲ یہ وصف کچھ کوئی کمال ہے صفحہ ۳ نہ اسے اصلا فضیلت میں دخل صفحہ ۴ نہ وہ مدح میں ذکر کے قابل صفحہ ۴ آیت کے یہ معنی ہوں تو خدا پر زیادہ گوئی کا وہم صفحہ ۴ قرآن کی عبارت بے ربط صفحہ ۴ بلکہ خاتمیت کے وہ معنی ہیں کہ حضور کے بعد (ایک بلکہ لاکھ نبی) ہونے کو منع نہیں کرتے صفحہ ۳۴

ف یہاں وہابیہ کی انتہائی حرکت مذبوحی یہ ہوسکتی ہی کہ حضور کے بعد نبوت جدیدہ کو نفی خاتمیت اور نفی خاتمیت کو کذب اور کذب کو نقص باری لازم اور یہ محال بالذات ہی تو وہ دونوں محال بالغیر مگر یہ محض ہوس ہی اولاً کہ ان کی ڈھال کھلی کذب فرد نقص ہی اور عام کا محال بالذات ہونا اُسکے ہر فرد کو محال بالذات ہی کرتا ہی تو کذب محال بالذات ہوگیا نہ یہ کہ انسان ولا انسان کا اجتماع النقیضین محال بالغیر ہو کہ عام محال بالذات ہی ثانیاً جھوٹے ہیں کہ انکے نزدیک نقص باری محال بالذات ہی انکا امام یکروزی میں صاف ممکن مانتا اور ترفع وتنزہ کیلیے اس سے بچنا بتاتا ہی ۱۲ منہ

بڑوں (یعنی ائمہ و علما و تابعین و صحابہ بلکہ خود رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم) کا فہم
اس مضمون تک نہ پہنچا اُنھوں نے ٹھکانے کی بات نہ کہی اور طفل نادان (یعنی نانوتوی صاحب)
نے تیر مار لیا ٹھکانے کی بات کہدی صفحہ ۳ پھر ان موہمات کی کیا شکایت کہ حضور کی نبوت
کسی اور کا فیض نہیں صفحہ ۱۰ حضور کی نبوت قدیم ہی اور ونکی حادث صفحہ ۱۱ حضور کے کمالات
ذاتی ہیں اور کسی نبی کا کوئی کمال ذاتی نہیں تیرک صفحہ ۲ - ہاں انھیں ہیں اُنکے رنگ کفر کی
ایک اور ہی کہ حضور تو ہمیشہ نبی رہیں گے لیکن اور انبیا کی نبوت فنا ہو گئی یا اب فنا ہو جائیگی
صفحہ، کون مسلمان ایسی شیطنتیں بک سکتا ہی مگر ہاں یہ قاعدہ آپ نے بہت مفید باندھا کہ
جس امر میں فضیلت سمجھی جائے اُسے ثابت ماننا ضرور ہی اُسکے ثبوت کے لیے کسی ورود
وغیرہ کی ضرورت نہیں یہی دلیل کافی ہے کہ وہ فضیلت ہی لہذا ثابت ہے الحمد للہ یہ قاعدہ
وہابیت و دیوبندیت کا خاتمہ کر دیگا فی الحال اتنا ہی بتائیے کہ زمین کی کتنی ہستی بعطائے الٰہی
عرش و فرش کے ذرے ذرے کو علم و سمع و بصر و قدرت حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم کا محیط ہونا آپکے نزدیک ثابت ہی یا نہیں اگر نہیں تو کیوں کیا اس میں فضیلت نہیں اور اگر
ثابت ہی تو گنگوہی صاحب رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے فضائل جلیلہ کے کاٹنے والے
ہوئے یا نہیں جنکے لیے کروروں کرور درجے علم محیط زمین سے زائد علم ثابت ہی فقط مجالس کا علم
ماننے پر حکم شرک جڑ کر اپنی قبر کروروں شرکوں سے پاٹنے والے ہوئے یا نہیں۔ بلکہ وہ عظیم
احاطے جانے دیجیے صرف علم محیط زمین ہی لیجیے یہ کیا فضیلت نہیں جسے خود گنگوہی صاحب
عطا سے تعبیر کرتے ہیں پھر گنگوہی اُسپر ایمان سے کیوں منحرف ہیں اور کیوں کہتے ہیں کہ ثبوت
فعلی اسکا کہ عطا کیا ہی کس نص سے ہی کہ اُسپر عقیدہ کیا جائے اور کیوں کہتے ہیں کہ بدون حجت
ایسی بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہی افسوس کہ آپکا یہ باطنی لباس اُنکے وقت میں
نہ ہوا کہ اُنکی آنکھیں کھولتا اور فضائل محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر اُنھیں ایمان
کی طرف بلاتا اگرچہ من یضلل اللہ فما لہ من ھاد۔

بحث سوم صرف تکفیر فقہی اسمعیل دہلوی صاحب

کلام علمائے کرام سمجھنے کی لیاقت ہر ایک کہاں سے لائے ۵

یہ مسئلہ چندان دقیق بھی نہ تھا موضوع کتاب جاننے والے پر مخفی نہ رہتا جیسے آپ واقعی
طالب تحقیق ہوتے تو بعونہ تعالیٰ ادنیٰ تنبیہ مین سمجھ لیتے مگر تمام دیوبندیہ ایک تو بے علم دوسرے
کج فہم تیسرے متعصب جو تھے مکابر یہ ظلمٰت بعضہا فوق بعض و علیٰ ابصارہم
غشاوۃ ہین کہ اذا اخرج یدہ لم یکد یرٰہا احمق لمبیدا اپنی بدفہمی سے کلام حق پر ایسا
اعتراض جانتا ہی جسے اعتقاد کر لیتا ہو کہ لاحل ہے جواب ناممکن ہو اور جب حق کا آفتاب
فکشفنا عنک غطاءک کی تجلیون سے دمکتا ہوا سر پر آتا ہو اُسوقت آنکھین کھلتین
اور بدا لہم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون جلوہ فرماتا ہے اگر صرف بلادت بے تعصب
تھی تو ایمان لاتا ہے تذکروا فاذاہم مبصرون ورنہ وہ آنکھین کھلنا آنکھین پھٹ کر رہ جانا
بنتا ہے فاذا ہی شاخصۃ ابصار الذین کفروا تھانوی صاحب دیوبندیہ کو اُن کے
حال پر چھوڑیے ذرہم یخوضوا ویلعبوا آپ طلب تحقیق کے لباس مین رہ کر سمجھیے دیکھیے
بعونہ تعالیٰ فیدمغہ فاذا ہو زاہق ابھی عیان ہے وباللہ التوفیق۔ تسہیل فہم کیلیے
چند مقدمے تمہید کرین ادنیٰ عقل والا بحمدہ تعالیٰ اُنھین سے فوراً سمجھ لیگا کہ دیوبندیہ جسے
لاحل اشکال سمجھ کر غل مچا رہے تھے وہ اُنھین کے گلے کا غل تھا فہی الی الاذقان فہم
مقمحون ○ ہان اسکا علاج کسی کے پاس نہین کہ اغشیناہم فہم لا یبصرون ○ وسواء
علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون ○ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب
ینقلبون ○ **مقدمہ ۱** ۔ تاویل تین قسم ہے قریب بعید متعذر کما فی منتھی السؤل و فصول
البدائع وغیرہما ثالث حقیقۃً تاویل نہین تحویل ہی باعتبار زعم مرتکب یا تجرید اُس پر بھی
اطلاق ہو قول علما لا یقبل التاویل فی الضروریات مین ضروریہی مراد کہ ضروری مین غیر متعذر
متعذر۔ یہی معنی تاویل متعین ہین متعین ورنہ متعین نہ ہو ہان متبین مین سب قسمین ممکن **مقدمہ ۲**
جمہور فقہا کے نزدیک اکفار کو متبین کافی عامہ حنفیہ و مالکیہ و حنبلیہ اور بہت شافعیہ کا یہی
مسلک اور اکثر متکلمین و فقہائے محققین حنفیہ وغیرہم شارط تعیین منح الروض مین ہے علام
التکفیر مذہب المتکلمین والتکفیر مذہب الفقہاء فلا یتحد القائل لنقیضین

فلا یعدل و لاجرم تاویل صحیح اگرچہ کتنی ہی بعید ہو متکلمین قبول کرینگے یہ ہے وہ کہ محققین محتاطین نے فرمایا کہ ایک بات میں ننانوے پہلو کفر کے ہوں اور ایک اسلام کا تو پہلوے اسلام کو ترجیح دینگے یہ ہے وہ کہ رسل السیوف الہندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ اور حاشیہ الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ میں فرمایا کہ جبتک ضعیف سا ضعیف احتمال ملیگا حکم کفر جاری کرتے ڈرینگے انکے نزدیک تکفیر اور حکم بوقوع طلاق میں زمین آسمان کا تفاوت ہے طلاق صریح میں خلاف ظاہر احتمال قاضی نہ سنیگا نہ عورت مانیگی فانھا کالقاضی کما فی الفتح والبحر وغیرہما ہاں عنداللہ طلاق نہ ہوگی اگر اُس نے کسی اور پہلوے محتمل کی نیت کی یہ ہے وہ کہ فتواے مبارکہ میں ہدایہ سے تھا لاانہ نوی مایحتملہ لیکن یہاں یہ بھی حکم کفر نہ کرینگے بلکہ اگر اُس نے پہلوے کفر کی نیت کی تو عنداللہ کافر ہوگا اور یہ کافر نہ کہیں گے برعکس طلاق کہ اُس صورت میں عنداللہ طلاق نہ تھی اور حکم طلاق دیتے دررودر میں ہے اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر (ای احتمالات ام ش) و واحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ ثم لو نیتہ ذلک فمسلم والا لم ینفعہ حمل المفتی علی خلافہ لیکن عامہ فقہا کے یہاں اسکا وہی حکم مثل طلاق صریح ہے کہ معنی ظاہر پر عمل اور احتمال بعید نا متقبل اور باطن مفوض بعلیم عزوجل حتی کہ امام ابن حجر باآنکہ بہت احتیاط برتتے ہیں اعلام میں فرماتے ہیں الذی یتحرر انہ بالنسبۃ لقواعد الحنفیۃ والمالکیۃ وتشدیداتہم یکفر عندہم مطلقا واما بالنسبۃ لقواعدنا وما عرف من کلام ائمتنا فاللفظ ظاہر فی الکفر وعند ظہور اللفظ فیہ لا یحتاج الی نیتہ کما علم من فروع کثیرۃ وان اول قبل منہ نیز فرماتے ہیں عملنا بمادل علیہ لفظہ صریحا وقلنا لہ انت حیث اطلقت ھذا اللفظ ولم تؤول کنت کافرا وان کنت لم تقصد ذلک لانا انما نحکم بالکفر باعتبار الظاہر وقصدک وعدمہ انما ترتبط بہ الاحکام باعتبار الباطن فاللفظ اذا کان محتملا لمعان فان کان فی بعضہا اظہر حمل علیہ وکذا ان استووو جد لاحدھا مرجح والا ارادۃ وعدمہا لا شغل لنا بہا مقدمہ

۳۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ لفظ صریح میں تاویل مقبول نہ ہونا متفق علیہ ہے مگر متکلمین کے طور پر

صریح سے مراد متعین کہ مراد متعین آور تاویل سے مراد متعذر کہ غیر متعذر اور فقہا کے طور پر صریح
متعین و متبین کو شامل اور تاویل متعذر و بعید کو تو اگر کسی قول کفری پر یہ حکم کہ اس میں کوئی تاویل
کی جگہ بھی نہیں اگر بحث کلامی میں ہے تو مفاد تعین اور جگہ نہ ہونا نفس احتمال کی نفی کہ کوئی دوسرا
پہلو ہی نہیں اگرچہ بعید اور بحث فقہی میں ہے تو مفاد تبین اور جگہ نہ ہونا نفی محمل یعنی قابل قبول نہیں
خواہ ایسا احتمال ہی نہ ہو یا بعید ہو مقدمہ ۴ کفریت قول مطلقاً مذہب کلامی میں کفر قائل
نہیں کہ اُسے تبین کافی اور اسے تعین درکار فتح القدیر و بحر الرائق و نہر الفائق و منح الروض
میں ہے ذلک المعتقد فی نفسہ کفر فالقائل بہ قائل بما هو کفر وان لم یکفر اسکے
مثل مجمع بحار الانوار میں ازہری سے درباره خلق قرآن منقول خود امام الدیابنہ گنگوہی صاحب
کے فتاوی حصہ اول صفحہ ۷۵ میں ہے ان افعال کو کفر ہی کہنا چاہیے مگر مسلم کے فعل کی تاویل
لازم ہے یہی وہ کہ سل السیوف وحواشی کوکبہ شہابیہ میں فرمایا کہ اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات
اور قائل کو کافر مان لینا اور بات اور جب یہ استلزام نہیں تو وہ احتیاط کلامی کہ قائل سے
کف لسان کی حامی قول پر حکم میں درکار نہیں بلکہ اس میں یہی احتیاط ہے کہ اسکی خباثت
شناعت کفریت خوب آشکار کی جائے کہ عوام کی نگاہ میں کلمہ کفر ہلکا نہ ہونے پائے وھو
احد عوامل تبدیل ات الفقہاء الکرام مقدمہ ۵ دیوبندیوں کی تکفیر مذہب کلامی پر ہے
واللہ اعلم اسکے کہ امام حرمین طیبین نے ارشاد فرمایا کہ اُنکے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے
لیکن کتاب مستطاب الکوکبۃ الشہابیہ کہ بحمدہ تعالیٰ پچیس برس سے جان وہابیہ و امام الوہابیہ پر
صاعقہ بار و شہاب افگن اور اب تک لاجواب ہے اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ لاجواب رہیگی اول تا آخر
اُسکا موضوع بحث فقہی ہے صفحہ ۱ سے شروع جواب ان لفظوں سے ہی بلا شبہہ وہابیہ
اور اُنکے پیشوا پر حسب تصریحات جماہیر فقہا حکم کفر ثابت صفحہ ۶۲ پر ختم جواب میں یہ لفظ ہیں فرقہ
وہابیہ اور اُسکے امام بلاشبہہ جماہیر فقہا کی تصریحات پر کافر تو ساری کتاب خالص بحث
فقہی پر ہے بالکل اخیر میں صرف اتنے لفظ مذہب کلامی پر ہیں کہ اگرچہ ہمارے نزدیک
مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب واللہ سبحٰنہ تعالیٰ اعلم
صفحہ ۶۱ میں تمام بحث و کلام کے ختم پر یہ حاشیہ ہے یہ حکم فقہی متعلق بہ کلمات سفہی تھا اسکے

مذہب کلامی کا بیان ہے کہ لزوم والتزام مین فرق ہے ہم سکوت کرین گے انکے پیشوا کا حال

مثل یزید ہے کہ محتاطین نے اُسکی تکفیر سے سکوت کیا مین وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہون کہ
طالبِ تحقیق پران مقدمات ہی[1] نے حق واضح کر دیا ہان دیوبندیہ جنکو بدیہیات بھی نظریات
بلکہ مجہول مطلق ہین اُنھین یون سمجھائیے اگر سمجھ سکین مگر حاشا انی لہم الذکریٰ وقد جاءھم
رسول مبین ○ ثم تولوا عنہ وقالوا معلم مجنون ○ اُنکے لیے سمجھ کہان اُنکے
پاس توحق واضح فرمادینے والے رسول (صلے اللہ تعالے علیہ وسلم) تشریف لائے
پھر اُنھین سے مونھ پھیر بیٹھے اور بولے یہ تو پڑھائے ہوئے مجنون ہین پڑھائے ہوئے
یون کہ دیوبندی مُلّاؤن سے ملکر حضور کو اردو بولنا آگیا (دیکھو براہین قاطعہ طبع دوم صفحہ ۲۶)
اور معاذ اللہ دوسرا لفظ مجنون یون کہ جیسا علم غیب اُنکو ہے ایسا تو ہر مجنون کو حاصل ہے (دیکھو
حفظ الایمان صفحہ ۷) بہرحال مین واضح کو واضح تر کر دون اللہ عزوجل جسے چاہے گا نفع
پہنچائیگا وباللہ التوفیق **اولاً** فتوائے مبارک اور پہلی عبارت تمہید الایمان مین تناقض
سمجھنا تو وہ کمال دانشمندی ہے جس کے رد کو اُن مقدمات کی بھی حاجت نہین دونون عبارتو
کے الفاظ ہی ہدایت کو بس تھے ذرا ایک نظر پھر دیکھ لیجیے فتوے مین مطلق صریح کا ذکر ہے
یا کسی قسم خاص کا اور تمہید الایمان کی اسی عبارت مین یہ لفظ ہین یا نہین کہ صریح ناقابلِ تاویل
ثانیاً صریح بیشک متعین ومتبین دونون کو شامل جسکا ثبوت فتوائے مبارکہ مین عبارات ہدایہ
وفتح القدیر سے دیدیا گیا فتوے مین دونون شقون کا ذکر تھا تمہید ایمان خاص مسلک معتمد
ومختار مذہب کلامی پر ہے (مقدمہ ۵) بحث کلامی مین صریح خاص بمعنی متعین اُسکے لیے دوسرا
محمل ناممکن (مقدمہ ۳) اس صریح مین بیشک ادعائے تاویل مردود وجبہ شفا وشروح شفا
سے تصریحات موجود اس سے مطلق صریح کا نافی احتمال یا ہر صریح مین ہر تاویل کا نامقبول
وہذیان سمجھ لینا اس لباس کا کام نہین دوسرے لباس کا دیوبندی ہذیان ہے **ثالثاً**

---

[1] **تحقیق انیق اقول** وباللہ التوفیق یہان تین چیزین ہین کلام تکلم متکلم ان مین سے جس کسی مین
احتمال محمل قابل قبول پیدا ہو مانع تکفیر شخص ہوگا اگرچہ کفریت قول ثابت ہو کلام مین احتمال کی صورت تو وہی
کہ مقدمہ ۲ مین گزری اور تکلم مین احتمال یہ کہ جسکی طرف وہ کلام منسوب ہو اُس سے اُسکے ثبوت مین تامل ہو تو کلام
اگرچہ یقیناً جزماً کفر ہو اُس شخص کو کافر نہ کہین گے کہ اُسکا تکلم ثابت نہین اور متکلم مین احتمال یہ کہ اُس کلام کہ اُسکی
... توبہ ورجوع مسموع ہو یہ اگر یہ ثبوت قطعی ثابت ہو جب تو ظاہر کہ اُسکی تکفیر حرام بلکہ بفتوائے کثیر فقہا خود کفر اور ایسا ثبوت نہ ہو
کہ تردد کرو سے جب بھی قائل کے بارے مین کف لسان درکار اگرچہ قول کفر صریح ناقابل تاویل ہو حدیث کا ارشاد ہے

عہ نہین اٹھ سکتا
یہ فتوے سے اور یہ
خاص ان پر
ہو عبارت تمہید الایمان
کہ ہر گز یہ ملعون کلام
تکذیب یا تنقیص
مین صاف صریح
ناقابل تاویل و
توجیہ ہو
حکم کفر
ہے جیسا صفحہ
ملاحظہ ہو
تاویل نہین بنتی
ایسی تاویل کی
طرف التفات
نہ ہوگا اور وہ
ہذیان سمجھی جائیگی
اور بعینہ یہی حال
صحیح کو مقابل
[illegible]

عبارت ۴ فتح القدیر وہدایہ دربارۂ طلاق ہیں وہی حکم تکفیر میں جاری کرنا اگر بطور متکلمین ہو صریح
ہذیان ہے کہ فرق زمین وآسمان ہی (مقدمہ ۲) اور بطور فقہا مسلم اُنکے طور پر اسمٰعیل ضرور کافر
عبارت صفحہ ۳۵ تمہید ایمان انکے مسلک پر نہیں بلکہ دربارۂ متعین ہی اور تکفیر سے سکوت
بطور متکلمین بکشوفون سے کیسے ع گر فرق مذاہب نکنی زندیقی + رابعاً عبارت ۵ صراط مستقیم
دہلوی کی نسبت یہ لفظ کہ اُس میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں تمہید ایمان میں ہے یا کوکبہ شہابیہ
میں کوکبہ شہابیہ بحث کلامی میں ہی یا بحث فقہی میں (دیکھو مقدمہ ۵) بحث فقہی پر ضرور اُس میں
کسی تاویل کی جگہ نہیں کہ وہ تاویل بعید نہیں سنتے (مقدمہ ۳) اور عبارت تمہید الایمان میں
بحث کلامی ہی (مقدمہ ۵) وہان صحیح وہ کہ متعین ہونا قابل تاویل وہ جسمین کوئی احتمال بعید
بھی نہ ہو (مقدمہ ۳) دشنامی عبارت دہلوی میں تاویل کی جگہ نہ ہونا تو بحث فقہی سے
لیا جائے اور ناقابل تاویل کو کفر نہ کہنے کا کفر ہونا بحث کلامی سے لیا جائے یہ دیوبندیہ کی
کیسی صریح بے ایمانی ہی اگر بحث کلامی مثلاً تمہید ایمان میں ہوتا کہ دشنام دہلوی میں تاویل کی جگہ
نہیں یا بحث فقہی کوکبہ شہابیہ میں ہوتا کہ جو اُسکی تکفیر نہ کرے کافر ہی تو ہذیان دیابنہ کو جگہ ہوتی
ولکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون **خامساً** کھلی گستاخی ناقابل تاویل ہونا اور قائل
کا کافر ہونا دونون کا حاصل ایک ہی تو کوکبہ شہابیہ کی اس عبارت کا صریح مفاد اسمٰعیل کی تکفیر
ہے تکفیر سے زائد اور مفاد کیا ہوگا اسمٰعیل کی صاف صریح تکفیر کوکبہ شہابیہ میں ایک نہیں نہیں
بکثرت جا بجا ہی صفحہ ۱۰ بلاشبہ وہابیہ کے پیشوا پر حکم کفر قائم صفحہ ۱۱ خود اپنے اقرار سے کھیٹ
کافر صفحہ ۱۱ وہ ریچ کافر ہے صفحہ ۱۵ کیونکہ بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا صفحہ ۱۸ یہ سب کافر ہیں سول اللہ
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے الخ صفحہ ۱۸ خود کافر ہی صفحہ ۵۲ خود کافر ہے
صفحہ ۶۲ بلاشبہ مرتد کافر ہو گیا ان کثیر تکفیرون کو کوئی عاقل یہ گمان کر سکتا ہے کہ حضرت مصنف
علام نے اپنی طرف سے کیں حاشا وہ اپنا مسلک تو ان سب کو لکھکر یہ فرما رہے ہیں کہ ہمارے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کیف وقد قیل اور اگر نری افواہ ہیر پھیر فیکون کے بعد اسکے بعض ہواخواہوں کا
رکا برانہ ادعا ہو تو اب سر التفات نہ ہوگا فاحفظ ۱۲ منہ دام ظلہ **فائدہ** تقسیم تاویل کبھی یون کیجاتی ہی کہ دلیل سے ہو
تو صحیح اور شبہہ سے تو فاسد اور بزور زبان تو استہزا۔ ظاہر ہی کہ تاویل کی جگہ وہین کہین گے جہان صحیح ہو اور یہ کلاماً
و فقہاً ہر طرح مقبول۔ فقہا تاویل فاسد قبول نہیں کرتے مگر متکلمین بوجہ شبہہ اسے بھی مانع تکفیر جانتے ہیں ورثالث

وحقیقۃً تاویل نہیں کھیل اور تمسخر ہی یہ فقہا و متکلمین کسی کے نزدیک مقبول نہیں ایسا ہی کفر وہ ہی کہ جو اُسکی تکفیر نہ کرے کافر۔ والد
اسکا تبصرہ اسی مقام میں ہے کہ زرقانی علی المواہب مقصد عبادات میں ان تینون صورتون کا بیان فرمایا کہ حمل الفاظ علی المعنی
المرجوح انکان الدلیل فصحیح (باقی بر صفحہ آئندہ)

نزدیک کف لسان مناسب بلکہ یقیناً وہ سب بطور فقہا ہیں جسپر سب مین پہلی عبارت شروع رسالہ
اور سب مین بعد کی ختم رسالہ مین دو شاہد عدل ہین کہ دونون ہین اسے جماہیر فقہائے کرام کی
طرف منسوب کیا ہی آغاز مین جتا دیا کہ کلام طور فقہی پر ہوگا آخر مین بتا دیا کہ کلام طور فقہی پر تھا
تو بیچ مین جو کچھ ہے یقیناً طور فقہی پر ہی وہ لفظ بھی کہ کوئی تاویل کی جگہ بھی نہین اسی بیچ مین تھا
اور انھین تکفیرون مین سے ایک تھا تو قطعاً انھین کی طرح طور فقہی پر تھا فانی تؤفکون
ساری کتاب مسلک فقہی کے بیان مین ہی اپنا مختار صرف سطر اخیر مین بتایا ہے یہ جملہ عین وسط
کتاب مین ہے وہان سے اسے توڑ کر سطر اخیر سے ملانا اور مسلک مختار مصنف پر ٹھہرانا کیسی
صریح بے ایمانی ہی۔ خدا ایمان دے تو اتنا سمجھنا کچھ دشوار نہین کہ فقہا کے طور پر اُسکے کلام
مین تاویل کی جگہ نہ تھی تو اُنکے طور پر بجا اُسے کافر کہا اور سطر اخیر مین متکلمین کے طور پر تکفیر
سے زبان روکی تو یہان اُسے ناقابل تاویل بھی نہ کہا پھر کہان اوندھے جاتے ہین ولکن
الوہابیۃ قوم لایفقھون سادساً یہ صریح سب و دشنام کے لفظ حکم کلمہ ہی اور
بیشک وہ کلمہ ملعونہ ایسا ہی ہے کہ بحث فقہی ہی اور اُس مین صریح بمعنی متعین اور کفر قائل پر
جزم محتاج متعین (مقدمہ ۴) سابعاً قسمون سے اسے مؤکد فرمایا ہی کہ ان گالیون کی محمد
رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی اُنھین ایذا پہنچی یہ بلاشبہہ حق ہے
حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر عرض اعمال ہے کہ تو دیوبندیہ بھی مقر ہین اور جو کلمہ اپنے
صاف صریح متبین معنی پر گستاخی و دشنام ہو ضرور اُسے گالی ہی کہا جائیگا اور ضرور موجب
ایذا ہوگا اگرچہ اپنے پہلو مین کوئی خفی بعید احتمال عدم دشنام رکھتا ہو مگر متعین ہرگز نہ ہوگا جب تک
ہر ضعیف سا ضعیف بعید سا بعید احتمال بھی منتفی نہ ہو جائے یہ عدم تعین اس احتمال پر کہ شاید
مراد قائل بعید وہ پہلو ہے البعد ہو صرف بطور متکلمین مقام احتیاط مین اُسے تکفیر سے بچائیگا
اُسکے ارادہ پر مجکو جزم نہ دیگا نہ یہ کہ وہ گالی نہ رہے یا ایذا نہ دے بھلا اگر کوئی شخص جناب
دہلوی و تھانوی صاحبان کو ایسا لفظ کہے تو کیا وہ اسے اچھا جان سکتے ہین یا اس سے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اولشبھۃ فغاسد ولا لشئ فلعب لا تاویل تو کوکبہ شہابیہ کا ارشاد کہ اسمین کوئی تاویل کی جگہ بھی نہین
اس کلمہ خبیثہ دہلوی کو قسم اول سے خارج کرتا ہی نہ یہ کہ قسم سوم مین داخل کرتا ہی جسمین تمہید ایمان کا کلام ہی تو ان عبارتون مین
تعارض جاننا اور وہ ملعون شبہہ لانا صریح بے ایمانی ہی یہ جواب اسیقدر کافی تھا مگر حضرت مصنف سلمہ نے چاہا کہ خود کتاب مبارک
الکوکبۃ الشہابیہ اپنا مطلب ارشاد فرمائے لہذا یون تقریر فرمائی ۱۲ عبدہٗ المرتضی عنہ

[illegible]

ایذا پانہ ینگے کیا لفظ کان تک آتے ہی ذہن کو اپنے ظاہر متبادر معنی کی طرف فوراً متوجہ نہیں کرتا
اور جب وہ دشنام و قبیح ہین تو کیا ایذا نہ دین گے قطعاً دین گے جسکا انکار نہ کریگا
مگر مکابرہ + تو واضح ہوا کہ گالی ہونا اور ایذا پانا نہ تعیین پر موقوف نہ خاص معنی قبیح نیت قائل
جاننے پر دلیل آپنے امام گنگوہی صاحب کی دیکھیے حصہ سوم صفحہ ۴۴ صنم یا بت وغیرہ الفاظ
نوٹ اقدس مین لکھنے سے سوال تھا جواب مین تصریح کی کہ یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا معانی
ظاہرہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہی پھر حکم یہ لگایا صفحہ ۴۵ - ان الفاظ مین گستاخی
واذیت ظاہرہ ہی پس انکا بکنا کفر ہوگا یہان تو معلوم تھا کہ قائل کی نیت گستاخی نہیں پھر بھی
اُسے گستاخی و اذیت ہی ٹھہرایا اور حکم کفر لگایا جہان نیت کا علم نہ ہو مجرد احتمال لفظ گستاخی
واذیت سے کیونکر خارج ہوجائیگا ثامناً آپ نے پانچ جگہ لکھا ہی کہ اعلیحضرت امام اہلسنت
نے اس کلمہ مین اسمعیل کی نیت پر مطلع ہونے کا دعویٰ فرمایا ہی کہ اُس نے وہی پہلو مراد لیا
جو کفر ہے (۱) چہ جائیکہ متکلم کے مراد لینے کی خبر ہو (۲) آپکو تو قائل کی نیت کا علم بھی ہوا (۳)
تاویل کی نہ آپکے نزدیک گنجائش نہ قائل نے مراد لی (۴) صاحب صراط مستقیم مین نہ احتمال
کی گنجائش نہ وہ احتمال اُنکی مراد (۵) معانی کفریہ کا مراد ہونا آپکے نزدیک محقق و ثابت اور
یہ بھی اسی پر مبنی ہے کہ انکے متکلمون نے گالیان ہی مراد لین تو یہ چھ افترا ہوے آپ تو
اب طالب تحقیق بنتے ہین طالب تحقیق کا یہ کام نہیں کہ افترا کرے اور وہ بھی ایسے جیسے
اور اتنی بار اور یون بر رُو۔ ہو نہ ہو آپکے اس لباس کو پردہ بنایا گیا اور یہ کشوفون کی باتین ہین
کیا وہ کذابین و مکذبین رب العلمین کو کبہ شہابیہ مین کوئی حرف اس سفید جھوٹ کا دکھا سکتے ہین
کہ فرمایا ہو ہمین اُسکی نیت کا علم ہوگیا کہ اُس نے معنی کفر مراد لیے ہین سبحن اللہ ایسا ہوتا تو
یہی فرمایا جاتا کہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط مین اکفار سے کف لسان مختار صفحہ ۶۲ یہی
فرمایا جاتا ہم احتیاط برتین گے سکوت کرین گے جبتک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا
حکم کفر کرنے ڈرین گے حاشیہ صفحہ ۶۱ یہی فرمایا جاتا کہ ہم براہ احتیاط تکفیر سے زبان روکین
ایضاً حاشیہ صفحہ ۶۱ یہی فرمایا جاتا ہمین اسمعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمین ہمارے
نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہی جبتک وجہ کفر

آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کیلیے اصلا کوئی ضعیف سا ضعیف
محمل بھی باقی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلی تمہید ایمان صفحہ ۴۳ از سبحن السبوح
صفحہ ۸۰ ایسا ہوتا تو دیوبندیہ یوہین روتے کہ ہائے ہائے امام الطائفہ کو کافر نہ کہا اذناب
کی تکفیر کی انکی نہ کی اذناب کو انسے چھڑا لیا۔ رہے فقہا انکے حکم فرمانے کو دعوی اطلاع
نیت سے کیا علاقہ کہ وہ ظاہر پر حکم فرماتے ہین نیت سے بحث نہین رکھتے (مقدمہ) البتہ
جمہور متکلمین اور ان کے موافقین فقہائے محققین اگر تکفیر کرین گے تو یا احتمال نہ مانین گے
یعنی کفر مین متعین جانین گے یا اطلاع نیت کے بعد۔ یہ ہی وہ جو صفحہ ۳۴ تمہید ایمان مین ارشاد
ہوا نیت نہ معلوم ہونے ہی کا تو سبب ہی کہ اپنا مسلک وہ ارشاد فرمایا کہ مقام احتیاط مین
اکفار سے کف لسان ماخوذ کلام علمائے کرام سمجھنا عوام کو مشکل اور دیوبندیہ کو محال ہے
ملاحظہ ہو کہ جہان بحث فقہی تھی بوجہ تبیین بطور فقہا تکفیر لکھی اور نیت سے بحث نہ کی اور جب مسلک
متکلمین و مختار ذکر فرمایا بوجہ عدم علم نیت تکفیر سے احتیاط کی تاسعاً طرفہ یہ کہ اول آپنے یہ تعریض
کی پھر جاہیکہ ایسے معنی مراد لے جو محتمل ہی نہ ہوں حالانکہ یہ ساتوان افترا تھا کو کبۃ الشہابیہ مین
کہین اسکا پتا نہین ابھی رابعا مین ہمارا کلام یاد کیجیے اب یہان یہ مطلب ٹھہرایا اور صاحب
صراط مستقیم مین نہ احتمال کی گنجائش نہ وہ احتمال انکی مراد ابھی سن چکے کہ یہ افترائے
محض ہے دونون قول دیوبندی خود گرمٹ ہین آپ فرمائیے کہ نفی گنجائش سے اگر ایسا
نفی احتمال مراد یعنی کوئی دوسرا احتمال ہی نہین تو یہ اشارہ کس طرف ہی کہ نہ وہ احتمال
انکی مراد اور اگر نفی قبول مراد کہ دوسرے معنی محتمل تو ہین مگر مقبول نہین تو اسکے کیا معنی کہ ایسے
معنے مراد لیے جو محتمل ہی نہ ہون کتنا کہہ رہا تھا کہ فتوائے مبارکہ و فرق تبیین و تعیین سمجھ مین نہ آئے
تو انجہ دوبجے تھانوی صاحب ظاہری تک سے سمجھیے مگر آپ نہ سمجھے یا وہ بھی نہ سمجھے کہ
سمجھا سکتے عاشرا آپ لکھتے ہین یہ تمام فقہا کا مذہب آپ ہی نے نقل فرمایا ہی کہ سو مین
ایک احتمال بھی اسلام کا ہو تو مسلمان ہی کہین گے یہ دیوبندیہ کا آٹھوان افترا ہے
بتائیے تو تمام کا لفظ کہان فرمایا ہی تمہید ایمان صفحہ ۴۳ کی عبارت خود اسی خط مین آپ اسقدر
نقل کر چکے ہین کہ بلکہ فقہائے کرام نے فرمایا ہی یہ عبارت اس مکرم تدین کے رد مین ہی کہ فقہ مین

لکھا ہے جسمین ننانوے باتین کفر کی ہون الخ جن فقیہون نے یہ لکھا انھین کا مطلب بتایا
ہے کہ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے نہ یہ کہ یہ تمام فقہا کا مذہب ہے۔ ملاحظہ کیجیے دیوبندیہ کو افترا مین
کتنی جرأت ہے تمہید الایمان شریف اسی بحث اسی بیان مین یہ لفظ تھے محققین فقہا کافر
نہین کہتے صفحہ ۳۵ ولکن اللہ یا بنۃ لایبصرون حادی عشر یہ افترا اٹھا کر اسپر تفریع
جمائی کہ پھر آپکا یہ فرمانا کہ جماہیر فقہائے کرام کی تصریحات پر یہ سب گنگوہی کا فران سب پر
اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض احتمال کی صورت
مین فقہا یہ حکم کیسے دے سکتے ہین یہ نسبت تکفیر کی فقہا کی طرف محض غلط ہوگی ائمہ ثقات نے
مبتدعین اہل تاویل کی تکفیر مین سلف سے خلف تک ائمہ کا اختلاف نقل فرمایا منح الروض امام
ابن حجر کی عبارات اوپر گزرین امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالی نے تاویل نہ ماننا اور انھین
کافر ہی جاننا جمہور سلف کا مذہب بتایا اور ایک جگہ اسی کو اکثر محدثین و فقہا و متکلمین کیطرف
نسبت فرمایا شفا شریف مین فرماتے ہین اکثر اقوال السلف تکفیرہم وھو قول اکثر
المحدثین والفقہاء والمتکلمین اسی مین ہے اختلف الفقہاء والمتکلمون فی
ذلک فمنہم من صوب التکفیر الذی قال بہ الجمہور من السلف آپ عدم تکفیر پر
اجماع فقہا تراش کر ان کی طرف نسبت تکفیر غلط کرنا چاہتے ہین یہ باطنی تحقیق طلب کی حرکت
نہین اہل پردہ مکشوفین کی ہے ثانی عشر طرفہ تکفیر اٹی یہ کہ کوکبہ شہابیہ سے یہ عبارت
نقل کر لائے کہ باجماع ائمہ توبہ اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض اور نہ جانا کہ یہ حکم کس صورت
مین ہے کفر مختلف فیہ مین ہے کہ ما فیہ خلاف یؤمر بالتوبۃ وتجدید النکاح درمختار و عالمگیری
و بحر و نہر وغیرہا اور اختلاف ائمہ نہ ہوگا مگر جہان کوئی احتمال اسلام ہو کہ قطعی یقینی کافر قطعاً اجماعاً
کافر ہوگا تو ثابت ہوا کہ فقہا بحال احتمال بھی تکفیر کرتے ہین جسے دوسرے فریق نہین مانتے
ثالث عشر آگے لکھا اور اگر واقع مین کوئی احتمال نہین تو آپکی عدم تکفیر کی کیا وجہ ہوگی اور
آپکی عدم تکفیر پر تکفیر نہ ہونے کی کیا وجہ ہوگی یہ نہ فقط امام اہل سنت بلکہ اکابر فقہائے کرام پر
چھاپا ظالم کون نہین جانتا کہ صدہا مسائل مین فقہا تکفیر مین مختلف ہو جاتے ہین ایک فریق کافر کہتا
ہے دوسرا مسلمان منح الروض و ابن حجر و شفا شریف و درمختار وغیرہا کی عبارتین ابھی گزرین

اب ہر اختلاف مین دیکھیے کہ وہان احتمال اسلام ہی یا نہین اگر ہی تو آپکے نزدیک اجماع
فقہا تھا کہ سو مین ایک احتمال بھی اسلام کا ہی تو مسلمان ہی کہین گے تو وہ بالاجماع مسلمان
ہوا اور ایک فریق فقہا نے اُسے کافر کہا تو اُس اجماع کا جسمین خود بھی شریک تھے خلاف
کیا اور اجماعی مسلم کو کافر کہا ان کافر کہنے والون پر کیا حکم آیا اور اگر وہان احتمال اسلام
نہین تو جس فریق نے مسلمان کہا اُس سے کہیے آپکی عدم تکفیر کی کیا وجہ ہوگی اور آپکی
عدم تکفیر پر تکفیر نہ ہونے کی کیا وجہ ہوگی کہ آپ قطعی کافر کو مسلمان کہہ رہے ہین رابع
عشر آپ کہتے ہین صاحب براہین و تحذیر و حفظ الایمان اپنی عبارت کا مطلب خود ہی
بیان فرمائین مگر ان کا کفر قطعی صاحب براہین و تحذیر نے جیسا مطلب بیان کیا اُسکا حال
بحث اول و دوم مین دیکھ چکے البتہ خود آپ صاحب خفض الایمان نے دس برس کامل ضربین
کھا کر اپنے بیان مطلب مین سوا دو ورق کی مبسوط کتاب لکھی جسکا یہ چھوٹا سا نام بسط
البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان اُس مین اپنا مطلب خوب بیان کیا صفحہ ۹ پر
بلا تاویل اپنا کفر مان لیا صفحہ ۳ پر بلا شبہہ اپنے آپ کو خارج از اسلام کہہ لیا امام اہل سنت
و علمائے حرمین طیبین نے تو جو ایسا مانے اُسے کافر کہا تھا آپ نے اپنے کفر پر اور بڑھکر
رجسٹری کی کہ فرمایا جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے
مین اُس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہون وہ تکذیب کرتا ہی نصوص قطعیہ کی تنقیص کرتا ہی
حضور سرور عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی دیکھیے بلا اعتقاد اور اشارۃً دو تکفیرین آپ نے
اور اضافہ کین آپ میرا رسالہ وقعات السنان اپنی حیثیت ظاہری سے لیکر دیکھیے مگر حسب
وعدہ طالب تحقیق ہو کر پھر اگر آفتاب کی طرح روشن نہ ہو جائے کہ آپ تھانوی صاحب نے
خفض الایمان مین کفر بکا اور بسط البنان مین ٹھنڈے جی سے اپنا کافر و خارج از اسلام ہونا
قبول کر لیا تو میرا ذمہ خامس عشر آپ پوچھتے ہین متعین ہونیکی صورت کیا ہی جی یہی
جو براہین قاطعہ گنگوہی و تحذیر الناس و خفض الایمان مین آپکے پیش نظر ہی کہ سولہ برس سے
زیادہ گزرے دانتون پسینے آرہے ہین ایڑی چوٹی کے زور لگائے جارہے ہین اور
کفر نہ ہلتا ہے نہ ٹلتا نہ اپنی عبارتون مین کوئی اسلام کا پہلو نکلتا صدق اللہ فبہت الذی کفر

کفروا واللہ لا یھدی القوم الظلمین ۝ سادس عشر۔ آپ عبارت صراط مستقیم کو
پوچھتے ہین کہ اگر وہ متعین ہوتی تو آپ کس انداز سے اس عبارت کو ادا فرماتے جی اسی طرز
سے جس سے امام اہل سنت و تمام علمائے حرمین طیبین نے حضرات نانوتوی و گنگوہی اور تھانوی
صاحبان کی تکفیر فرمائی کہ وہ قطعاً یقیناً کافر مرتد مرتد اور جو انکو مسلمان جانے بلکہ انکے
کفر مین شک ہی کرے وہ بھی کافر کافر۔ خیر یہ سوال تو فضول تھا جس سے دیوبندیون کو
اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ جیسے الٰہی محمدی احکام انکے ان پچھلے امامون پر اللہ و رسول جل وعلا
وصلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے شہرون سے آئے اسی رنگ کے اپنے امام اول دہلوی
صاحب پر بھی سن لین اگرچہ بصورت فرض و تقدیر کہ اگر اسکی عبارت متعین ہوتی تو کس طرح کہتے
مگر ستو بکشوفون کی سخت ڈھٹائی یہ ہے کہ جس شد و مد سے صراط مستقیم کی نسبت لکھا ہے کیا
انھین موکد قسمون کے ساتھ ان کتب (براہین و تحذیر و حفظ الایمان) کی نسبت بھی لکھ سکتے ہین
اگر آپ ایسی قسمین کھا لین گے تب ثابت ہوگا کہ عبارات رسائل ثلثہ آپکے نزدیک متعین ہین
سبحن اللہ تمام علمائے حرمین طیبین نے فرمایا کہ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر جو
انکے کفر مین شک کرے خود کافر ہے سولہ۱۶ برس سے شدید ضربین پڑتی رہین سارے کے سارے
دیوبندیون کی کمیٹیان جڑین اور پہلوے اسلام نہ نکلنا تھا نہ نکلا اور ابھی ان عبارات کے
متعین فی الکفر ہونے مین شبہہ ہی رہا شبہہ جب سے مٹے گا کہ ہم قسم کھا کر کہدین شاید بدگویون نے
یہ سمجھا ہو کہ وہ جو افترا جوڑ لیا تھا کہ امام اہلسنت نے دہلوی کی نیت معلوم ہو جانے کا دعوی
فرمایا اور یہ دعوی وہان ناممکن تھا کہ لفظ مین کیسا ہی احتمال بعید ہو نیت غیب ہے وہی ذرا امکانی
شاید یہان بھی رہے گی اور اسپر قسم نہ ہو سکے گی کہ انکے متکلمین نے گالیان ہی مراد لین لہذا
یہ فقرہ اس حلف مین بڑھایا اور نہ سمجھے کہ متعین مین دوسرا پہلو ہی نہین جسکی نیت کا احتمال
ہو انکے متکلمین نے قطعاً یقیناً یہ ملعون الفاظ ہوش و حواس مین لکھے اسوقت سوتے نہ تھے
پاگل نہ تھے شراب پیے ہوے نہ تھے تو یقیناً قصداً کہے اور جب وہ نہین مگر گالیان تو
قطعاً یقیناً گالیان ہی مراد لین ہان ایک احتمال بعید رہیگا کہ گالیان دین تو عمداً مگر دل سے
انکے معتقد نہ تھے محض بطور استہزا لکھین تو اعتقاد قلبی پھر غیب رہیگا مگر کیا یہ کفر قطعی یقینی

اجماعی سے بچالے گا حاش للہ۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل اباللہ وآیتہ ورسولہ کنتم تستھزءون ۝ لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم۔

خود دیوبندیہ کے امام گنگوہی کے فتاوی حصہ ۲ صفحہ ۲ میں ہے کلمہ کفر بولنا عمدًا اگرچہ اعتقادًا اس پر نہ ہو کفر ہے بات یہ ہے کہ دیوبندیہ کفر بکتے بکتے تکفیر سنتے سنتے عادی ہوگئے ہیں سخت لفظ انھیں کڑا لگتا ہے اور اسے نرم سمجھتے ہیں کہ تم کافر مرتد اور جو تمھارے کفر میں شک کرے وہ کافر مرتد جب تو صراط مستقیم پر جو الفاظ ارشاد ہوئے انکو شدّ ومدّ وگرمجوشی سمجھے اور انکی نسبت جو یہ احکام لکھے انکو ہلکا۔ حالانکہ ایمانی نگاہ میں یہ انتہا درجے کا سب سے سخت تر حکم ہے جس سے زیادہ شدید نامتصور اسکے بعد اور کونسی سختی ہمارے ہاتھ میں رہ گئی جسے ادا کرتے۔ بخلاف دہلوی کہ اس پر یہ اشد حکم قطعی اجماعی نہ تھا لہذا اسکے کلمہ خبیثہ ملعونہ کی جتنی ملعونی ظاہر ہوسکی اسی پر اکتفا کی۔

سابع عشر پھر کہا اسکے بعد وجہ فرق پوچھی جائیگی عبارت صراط مستقیم متعین کیوں نہیں یعنی اور عبارات براہین وتحذیر وحفظ الایمان کیوں متعین ہیں ان عبارات کا متعین ہونا تو ابھی ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶ میں ثابت کرچکا ہوں خود قائلین متعین سمجھے ہوئے ہیں کہ کوئی پہلوئے اسلام نہیں نکال سکتے اور خود آپ تھانوی صاحب نے تو صراحۃً اپنا کافر وخارج از اسلام ہونا لکھدیا تحریری اقرار کفر چھاپ دیا صراط مستقیم کا نامتعین ہونا یوں کہ وہ اجلہ اکابر بندگان خدا کہ بفضلہ تعالی لا يخافون لومة لائم کے مصداق ہیں جو ان مرتدین کے جیتے جی ان کو کافر ومرتد کہہ رہے ہیں اور مرتدین کو کچھ بن نہیں آتی کہ اپنا کفر اٹھائیں انھوں نے مردہ دہلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمایا امام باقر رضی اللہ تعالی عنہ پر مولی عزوجل کی بیشمار رحمتیں کیا خوب فرمایا کہ خوف زندوں کا ہوتا ہے نہ کہ مردوں کا فعل اللہ بھشام کذا وکذا اگر دہلوی کی بات بھی متعین ہوتی تو اس مرے ہوئے کا کیا خوف تھا کہ اسکی تکفیر قطعی کلامی سے کف لسان فرماتے

ثامن عشر پھر کہا صراط مستقیم کی عبارت میں احتمال کیا ہے تاکہ دیکھا جائے کہ اس قسم کا احتمال براہین تحذیر حفظ الایمان میں بھی ہے یا نہیں ای سبحن اللہ ہم سے پوچھکر انکی بگڑی بنائیے گا ان بگڑوں سے آپ تو اپنی بگڑی بنی نہیں اور تو خاموش اور آپ تھانوی صاحب خود اپنی تکفیر میں گرم جوش۔ بفرض محال اگر آپ خود یا احتمال فی الدہلوی ہم سے پوچھکر اسکے

پاس پر کوئی احتمال انکی عبارتون مین نکال سکین تو وہ انکو کیا نفع دیگا وہ احتمال انکی مراد نہ ہونا
ظاہر ہو چکا کہ مراد ہوتا تو کبھی کے اُگل دیتے اب اُنکی طرف سے آپ نیت کرینگے یہ وہی
چاندپوری والی وکالت تھانوی ہو خاطر جمع رکھیے آپکی نیت سے وہ مسلمان نہ ہو سکینگے
ابھی تو در مختار سے سُن چکے کہ مفتی کا پہلو نکالا ہوا کافر کو نفع نہ دیگا نہ کہ آپ مفت ہی کا پہلو
نکالکر انھین مسلمان بنالین یہان سے ظاہر ہوا کہ دیوبندی عبارتین اگر بفرض غلط متعین
نہین تو اب اُنکے کفر مین متعین ہو گئین کہ اگر ان مین کوئی پہلوے اسلام انکی مراد ہوتا تو کب
نا چکے کس دن کے لیے اُٹھا رکھتے کذلک العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا
یعلمون اگر کہیے گنگوہی و نانوتوی سے کفر نہ اُٹھے مین تو خود تھانوی ہون تو جواب فرق حیثیت
رکھا ہے آپ سولہ برس تک عاجز آکر بسط البنان مین کچھ نہ بنا کر اب لباس باطنی مین اگر ہے
سیکھ کر اپنی بگڑی بنا کر کیونکر نجات پا سکتے ہین مَعْہٰذا جب گنگوہی و نانوتوی کافر ہے اور وہ
ایسے کافر ہین کہ من شک الخ اور آپ انکو مسلمان بلکہ اپنا امام جانتے ہین تو آپ پھر کافر کے
کافر ہی رہے جف القلم بما ھو کائن تاسع عشر مین نے پہلے خط مین فتواے مبارکہ
کی نسبت گزارش کر دیا تھا کہ اسے غور سے سمجھیے خود سمجھ مین نہ آسکے تو اسے سمجھانیوالون سے
سمجھیے وہ بھی نہ سمجھین تو تھانوی صاحب سے سمجھیے وہ بھی نہ سمجھین تو اپنا اقرار عجز لکھین سمجھا دیا
جائیگا و باللہ التوفیق اب کھلا کہ وہ طالب تحقیق آپ ہی ہین کہ اس لباس مین تنزل کر کے نہایت
سلیم حلیم مستفید بنے ہین آپکی طلب تحقیق سے ظاہر یہ ہے کہ آپ تو اسیر کار بند ہوئی ہونگے ولہذا یہ ورق
جواب چوبیسوین دن آیا کہ کچھ دن آپ بحیثیت باطنی سمجھا اور جب یہ حیثیت تھانوی صاحب ظاہری ہی بہت
تنزل کی ہے تو آپ سے اوپر اور انسے نیچے وسائط بھی ہوئے کچھ دن وہ سمجھانیوالے سمجھ جب کسی کی سمجھ نے کام نہ دیا
آپکی حیثیت ظاہری کی طرف رجوع ہو کر تھانہ بھون سے استعانت بالغیر کیگئی اب کچھ دنون آپنے اس حیثیت
ظاہری مین غور کیا اور نتیجہ یہ دیا کہ خاک نہ سمجھے۔ بے علم آدمی کہ تہین تعین کے لفظ سُنے ہوئے ہو
فتواے مبارکہ کو دیکھکر کہیگا یہ کیا ایسا دقیق ہے کہ دیوبندیون مین کوئی نہ سمجھا ولہذا امر سوم
میں یہ کچھ نافہمیون کی داد دی اور اس خط مین نہ سمجھنے کا آپنے دوبار اقرار بھی کر دیا ایک
بلکہ یہ اعتراض اب معلوم ہوا کہ آپ پر بہت دنون سے کیا گیا ہو آپ نے یا آپ کے کسی

معتقد نے اگر اسکا کوئی جواب تحریر فرمایا ہو تو مطلع فرمایئے آپکو کیسے معلوم ہوا اُس فتوے ہی سے تو معلوم ہوا پھر کیا اُس مین خالی سوال تھا جواب تھا جواب سمجھے ہی نہین کہ مطلع فرمانا مانگ رہے ہین دوسرے یہ صاف تر کہ میرے جواب مین فتوی نقل فرمانا میری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ اسکا کیا مطلب ہی خط بھر مین یہ قد یصدق صاف ہی اس بحث سوم مین یہ جو کچھ فقیر نے لکھا اُسی فتوائے مبارکہ کی شرح ہی آپ اس لباس مین طالب تحقیق بنتے ہین تو انشاء اللہ تعالی اب ضرور سمجھ جائینگے عشر مین اخیر گزارش یہ ہی کہ ایک طالب تحقیق کو ہار جیت یا الزام سے کیا کام آپ بحیثیت باطنی اپنی عاقبت کی فکر کرین صراط مستقیم کی اُس عبارت مین انصاف انصاف سے آپکو کیا معلوم ہوتا ہی اُس مین حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی توہین ہے یا نہین اگر ہے اور متعین ہی تو آپ اُسے کافر قطعی کہیے یا متبین ہی تو بحکم فقہائے کرام کافر کہیے اور اصلا توہین نہین تو جو الفاظ ملعونہ اُس نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان ارفع واعلی مین بکے اُنسے ہزارون درجے ہلکے امتحان کیلیے کوکبۂ شہابیہ شریف صفحہ ۳۲ مین ارشاد ہوئے ہین وہ تمام الفاظ بے پھیر پھار صاف صاف اسمعیل دہلوی و قاسم نانوتوی و رشید احمد گنگوہی کی نسبت آپ خود چھاپیے اور ان سب اور اشرفعلی تھانوی کُل کی نسبت مرتضی حسن وغیرہ معتقدین سے نام بنام چھپوا دیجیے جسمین کسی طرح اُنکے لکھنے سے انکار یا اعتذار کی بو نہ پیدا ہو جسطرح صراط مستقیم مین محبوب رب العلمین صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی شان مین نہایت کشادہ پیشانی سے لکھے آپ تحقیق طلب ہین تو کلیجے پر ہاتھ دھر کر دیکھیے کیا آپ وہ الفاظ اُن اشخاص کی نسبت چھاپنا گوارا کرینگے اور اُنکی توہین نہ سمجھینگے ضرور ضرور سمجھینگے پھر کیا ایمان ہی کہ چند انفار کی نسبت اتنے ہلکے الفاظ توہین ٹھہرین اور اُنسے بدرجہا بدتر الفاظ حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی شان ارفع مین توہین نہ قرار پائین کیا اسیکا نام اسلام ہی کیا یہی غلامی سرکار سید الانام ہی بحمد اللہ قادر مطلق ہدایت دے تو طالب تحقیق کو صرف اتنی ہی بات حق سمجھا دینے کیلیے کافی ہی کہ دہلوی کیسا تھا اور سارے دیوبندی کہ اُسکی وہ کچھ دشنامین شان رسالت مین سنکر دشنامی کو اپنا امام و پیشوا مان رہے ہین کیسے ہین لبئس المولی و لبئس العشیر واللہ مولٰنا فنعم المولی و نعم النصیر

تذلیل جلیل الحمد للہ تھانوی صاحب آپکے خط مین کوئی حرف جواب طلب نہ رہا آپنے
امام اہلسنت پر تہمت تناقض رکھی تھی اُسکا بطلان تو آپ پر واضح ہو لیا اب مین آپکو دکھانا
چاہتا ہون کہ تناقض کیسا ہوتا ہے تناقضون کی بہار دیکھنی ہو تو جناب گنگوہی صاحب کا فتاوے
دیکھیے اوکی کھلے ملین گے مین اُنہین سے صرف ایک مسئلہ مین اُنکے تناقض گناؤن اور اسمین
بڑا مقصود اور ہے۔ وہ کیا۔ وہ یہ کہ آپ تو طالب تحقیق بنتے ہین کسی کی رورعایت نہ کرینگے گنگوہی
صاحب نے ایک فتوے مین تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب و قاسم نانوتوی کو کفر سے بچایا ہے جہان
سائل نے صاف اُنکے نام لکھدیے تھے لیکن گنگوہی کثیر فتوون نے انکو اور نیز اُنکے اور اُنکے
پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب کو کافر مشرک ٹھہرایا ہے اور یہی گنگوہی صاحب فقط
گنگوہی صاحب سب دیوبندیہ نہ صرف دیوبندیہ سب وہابیہ کا اصل مذہب ہے ملاحظہ ہو۔

گنگوہی فتاوے کا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب و قاسم نانوتوی صاحب اور خود اپنے پیر جناب حاجی امداد اللہ صاحب کو کافر مشرک ٹھہرانا

فتاوے گنگوہی حصہ ۳ صفحہ ۵ مین سوال تھا پڑھنا اُن اشعار کا جنمین استعانت بغیر اللہ ہو
کیسا ہے مثلاً یہ شعر۔ یا رسول اللہ انظر حالنا ۔ یا نبی اللہ اسمع قالنا ۔ اننی فی بحر ہم
مغرق ۔ خذ یدی سہل لنا اشکالنا ۔ شاید اشعار مولنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و مولانا
محمد قاسم کے بھی متضمن اشعار استمداد ہیں پس یہ اشعار جائز ہین یا شرک اور ایسے مصنفون کے
حق مین کیا کہا جاوے ان اشعار کا پڑھنا اس ملک مین بہت رائج ہے ایسے بحث کرنیوالے کو منکر حضور
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم بتاتے ہین مساجد اور خانقاہون مین روبرو علما و مشائخ کے پڑھے جاتے
ہین کوئی عالم یا شیخ کہ بعض حضرات اُن مین خوش عقیدہ و دیندار بھی ہوتے ہین کچھ تعرض نہین کرتا
اھ لکھنا سوال کے مضامین یاد رکھیے (۱) استعانت بغیر اللہ غیر خدا سے مدد مانگنا (۲) ان اشعار
مین یہ کہ یا رسول اللہ حضور ہمارے حال پر نظر فرمائین یا نبی اللہ حضور ہماری عرض سنین ہماری
دستگیری فرمائین ہماری مشکلین آسان فرمائین (۳) ان اشعار کا عام مجالس و مجامع مین
پڑھنے کا رواج کثیر ہونا کسی عالم کا انکار نہ کرنا (۴) عام مسلمین کا انکو عین دین سمجھنا بحث کرنیوالے کو
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا منکر جاننا۔ اب گنگوہی جواب سنیے ندا غیر اللہ کو کرنا دور سے

شرک حقیقی جب ہوتا ہی کہ انکو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے اشعار بزرگان فی حد ذاتہ نہ شرک
نہ معصیت ہان بوجہ موہم ہونیکے مجامع مین کہنا مکروہ ہی کہ عوام کو ضرر ہے اور فی حد ذاتہ
ایہام بھی ہے لہذا نہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع نہ مولف پر طعن ہو سکتا ہی اور کراہت موہم
ہونیکی بوجہ غلبہ محبت منجبر ہو جاتی ہی مگر ایسی طرح پڑھنا کہ اندیشہ عوام کا ہو بندہ پسند نہین کرتا
گو اسکو معصیت بھی نہین کہہ سکتا اھ مختصراً جواب کے احکام یاد رکھیے **حکم اول** ان اشعار
مین خود نہ شرک نہ گناہ نہ انکے مصنفون پر کچھ طعن **حکم دوم** انکا پڑھنا منع نہین **حکم سوم**
موہم ضرور ہین اس سبب سے مجمع مین کراہت ہی مگر غلبہ محبت سے اُسکی تلافی ہو جاتی ہی **حکم چہارم**
انسے عوام کو ضرر ہی اسلیے مجمع مین پڑھنا مجھے پسند نہین مگر اسکو بھی معصیت نہین کہہ سکتا دیکھیے
یہان جو انہون کے نام انہون نے کام تھے کیا ہتھیار ڈالے ہین کہ (۱) غیر خدا کو دفع مصیبت
کیلیے پکارنا جیسا کہ اشعار سے واضح ہی (۲) خود غیر خدا سے کہنا کہ ہماری دستگیری کرو ہماری
مشکلین آسان کرو شرک و کفر درکنار خود مکروہ تنزیہی بھی نہین (۳) صرف مجمع مین بخیال عوام
کراہت ہی اُسے بھی غلبہ محبت کی خوبی نے دبا دیا (۴) اگرچہ رواج کی وہ کثرت اور بزعم وہابیہ
فساد عقیدہ عوام کی وہ حالت جو سائل نے لکھی کہ بحث کرنیوالے کو کافر جانتے ہین پھر بھی مجمع عوام مین
پڑھنا معصیت تک نہین ہو سکتا اب اصل دلی فتاوی دیکھیے **تناقض ۱** حصہ ۱ صفحہ ۳۱ مشابہ بشرک ہی
کہ غیر اللہ تعالی سے طلب حاجات ہی معصیت سے خالی نہ ہوگا **تناقض ۲** ایضا بعد چار سطر موہم
الفاظ کا پڑھنا معصیت ہی **تناقض ۳** صفحہ ۳۲۔ اگر عالم الغیب متصرف مستقل جانکر کہتا ہی تو خود
شرک محض ہی اور جو یہ عقیدہ نہین تو بھی ناجائز ہے **تناقض ۴**۔ ایضا بعد یک سطر جو لفظ موہم معنی
شرک ہو اُسکا بولنا بھی ناروا ہی لقولہ تعالی لا تقولوا راعنا صحابہ کی نیت مین معنی صحیح نہ تھے مگر
بسبب مشابہت اور موہم معنی قبیح کے ممنوع ہو گئے پھر عوام اس سے کفر و شرک و گناہ مین مبتلا ہوتے ہین
تناقض ۵ صفحہ ۱۱۵ ندائے غیر بدون عقیدہ شرکیہ گناہ ہی اُس فتوے مین براہ کمال چالاکی وہ
الفاظ کہ ہماری دستگیری کرو ہماری مشکلین آسان کرو اڑا کر صرف ندائے غیر رکھی اور اُسے بے عقیدہ
شرکیہ خالص مباح بتایا اور اول مین یہ کہ یون بھی گناہ ہو **تناقض ۶** صفحہ ۸۵ موہم شرک ہین منع
ہین **تناقض ۷** حصہ ۳ صفحہ ۹ درست نہین کہ ظاہر اسکا موہم شرک کا ہی **تناقض ۸** صفحہ ۲۴ ممنوع

سم قاتل بعوام سپردن ست کہ صدہا مردم بفساد عقیدہ شرکیہ مبتلا شوند و موجب ہلاکت ایشان گردد یہ مسلمانون کو زہر قاتل دینا وہان کیسے ٹھنڈے جی سے حلال کیا **تناقض ۹** پھر بھی یہانتک تو یہی الفاظ تھے کہ معصیت سے خالی نہین معصیت ناجائز ناروا گناہ قبیح ہی درست نہین کہ مکروہ تحریمی تک صادق آسکتے تھے آگے چلکر خاص حرام ہو گیا حصہ ا صفحہ ۱۱۱

چونکہ بظاہر موہم شرک ہین اسلیے پڑھنے والے انکے مجلس عوام مین گنہگار ہوتے ہین لہذا پڑھنا انکا حرام ہی **تناقض ۱۰** ا ص ۱۸۱ وجہ فسق کی احتمال فساد عقیدہ عوام اور لسنے اوپر تہمت شرک رکھنا ہی **طرفہ** یہ کہ اُسی پہلے استفتا کا دوبارہ جواب ہی بیان جو جناب شاہ صاحب و قاسم صاحب کے باعث ع پتھر کے تلے دبا تھا وہین ۔ آپ بادل ناخواستہ زبان چبا چبا کر انکہی بولے سائل نہ سمجھا یا اُس نے براہ شرارت آپکو چھیڑنے اور کچھ اُگلوا لینے کو اچھوتے کیلیے مکرر پوچھا تھا کہ مجھکو بصراحت معلوم نہ ہوا کہ آپ نے کیا ارشاد کیا اُسکا صفحہ ۸ اپر یہ جواب دیا کہ فساد عقیدہ عوام کا احتمال بھی ہو تو مجمع مین پڑھنا فسق اور اوپر ایک ہی صفحہ پہلے اسی سوال کے جواب مین احتمال در کنار وہ کچھ فساد موجود دیکھکر بھی یہ تھا کہ بندہ معصیت نہین کہہ سکتا یعنی گناہ تو نہین مگر فسق ضرور ہے حافظہ نباشد **تناقض ۱۱** - اب حرام سے بھی اونچے چلکر بدعت و ضلال و اضلال لیتے ہین حصہ ا صفحہ ۱۰۸ - اگرچہ بتاویل صحیح شرک نہین مگر منجر بشرک اور باعث فساد عقیدہ عوام ہی تو یہ امر بھی بدعت و اضلال و گناہ سے خالی نہین -

تناقض ۱۲ ا ۔ ۵ تو خالی نہین سے ہی چلتے ہین آگے چلکر کھلتے ہین اول گناہ مین بھی اتنا ہی کہا تھا کہ معصیت سے خالی نہ ہو گا رفتہ رفتہ حرام ہو گیا یہان بھی دیکھیے درود تاج شریف مین جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو **دافع البلاء** کہا اُس پر یہ غیظ ہے حصہ ۳ صفحہ ۴۳ ور د ساختن بدعت ضلالت ست سبحن اللہ یہ کہنا کہ یا رسول اللہ حضور ہماری مشکلیں آسان فرمائین مباح خالص اور یہ کہنا کہ حضور دافع البلا ہین بدعت و گمراہی

تناقض ۱۳ ا - اب بدعت سے بھی بڑھکر خاص اندر کے دل کی کھلتی ہی شرک و کفر کی ڈھلتی ہے حصہ ا صفحہ ۴۳ و صاحب قبر سے کہو کہ تم میرا کام کر دو یہ شرک ہی خواہ قبر کے پاس کہے خواہ دور **تناقض ۱۴** ا صفحہ ۴۳ استمداد کر کے کہا اے صاحب قبر میرا کام کر دے یہ حرام اور

شرک بالاتفاق ہے تناقض ۱۵ صفحہ ۱۹ وہ استعانت جو کفر ہے وہ یہ ہے کہ تم میرا کام کر دو
سہل لینا اسکا لینا مین بہی تو تہا مگر وہان اپنون کے نام سوال مین شامل تھے وہ کفر
حلال ومباح ہوگیا تناقض ۱۶ صفحہ ۲۳ پر شاعر جو نعت اقدس مین لفظ صنم یا بت یا آشوب
ترک یا فتنہ عرب باندھتے ہین اسکا سوال تھا - یہ لوگ وہابی ہوتے ہین نہ اُنکے اپنے
نہ ایمان گنگوہی جولانیان دیکھیے خود کہا کہ یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا معنی حقیقیہ ظاہرہ
مراد نہین رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر ایہام گستاخی سے خالی نہین اور آخر حکم
یہ جڑا کہ پس انکا بکنا کفر ملاحظہ ہو وہی ایہام وہان تھا وہی یہان - وہان تو مباح خالص
تھا حتی کہ عوام کی مجلسون مین بھی اُسکے پڑھنے کو معصیت کہنا بھی ناممکن تھا بلکہ غلبۂ
محبت نے کراہت تک کھو دی تھی یہ یون کہ اپنون کا قدم درمیان تھا یہان وہی ایہام کا
لفظ نہ پیش عوام بلکہ سرے سے کہنا ہی کفر ہوگیا غلبۂ محبت نے بھی کام نہ دیا یون کہ یہ
نعت گویون کا معاملہ تھا غرض کفر و شرک وحرام سب اپنے گھر کے ہین اُسی بات پر اپنون کو
معصیت سے بھی بچالیا اُسی پر اَوروں کے لیے معصیت چھوڑ کفر پھٹا دیا مگر قرآن عظیم
سے نہ سنا أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۝ کیا تمہارے کافر
کچھ انسے بھلے ہین کہ انپر جو حکم ہوا انپر نہ ہو یا تمہارے لیے کتابون مین آزادی لکھی ہے کہ تمہارون
کو کفر بھی حلال - آپنے دیکھا تناقض ایسے ہوتے ہین اور وہ بھی غلطی سے نہین بلکہ کمال
بددیانتی سے کہ اپنون کی خاطر یقولون بافواههم مالیس فی قلوبهم (۱۷) دیوبندیہ نے
امام اہل سنت پر تو جیتا طوفان جوڑا تھا کہ اسمٰعیل کی نیت کا حال معلوم ہونیکا دعوی فرمایا
گنگوہی صاحب کی دیکھیے صاف بتا رہے ہین کہ نعت گویون کی نیت ہمین معلوم ہے معنی حقیقی
کہ کفر ہین اُنکے مراد نہین مجازی مقصود ہین پھر بھی حکم یہی ہے کہ کافر ہین (۱۸) تناقض وغیرہ
تو بالائے طاق رہے گنگوہی فتوون پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب و جناب حاجی امداد اللہ صاحب
اور گنگوہیون کو ساتھ لے کے گھن تا قاسم نانوتوی صاحب سے کفر دن کی خبر لیجیے **حضرت شاہ**
صاحب اپنے قصیدہ اطیب النغم کی شرح و ترجمہ مین لکھتے ہین فصل یازدہم در ابتہال
بجناب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ای بہترین عطا کنندہ و ای بہترین کسی کہ امید داشتہ شود

براے انالگر مصیبتے تو پناہ دہندہ منی از ہجوم مصیبت وقتے کہ خلانددر دل بدترین چنگال
اُسی مین ہے ذکر بعض حوادث زمان کہ دران حوادث لابدست از استمداد بروح آنحضرت
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم بہی شاہ صاحب اپنے قصیدہ ہمزیہ کی شرح وترجمہ مین فرماتے ہین
فصل ششم در مخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوٰت والتسلیمات ذاکندراد خوار شدہ بشکستگی
دل وبہ پناہ گرفتن کہ اے رسول خدا عطاے تراامیخواہم روز فیصل کردن وقتیکہ فرود آید کارعظیم
درغایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا بسوی تست رو آوردن من بہ تست پناہ گرفتن من ودر تست
اُمید داشتن من یہ وہی واقع البلا ہی جسکے سبب دروو تاج پر وہ حکم چلا ہی اُسی مین ہی نیست
ہیچ تشنہ کہ سوزش سینہ دارد دل وی مگر رجوع می کند از عطاے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم بسیرابی جناب حاجی امداد اللہ صاحب

کروڑو سے منور ہے مری آنکھون کو نورانی	بہ مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یارسول اللہ
اگرچہ نیک ہون یا بد تمہارا ہو چکا ہون مین	بس اب چاہو ہنساؤ یا رُلاؤ یارسول اللہ
پھنسا ہون بیطرح گرداب غم مین ناخدا ہو کر	مری کشتی کنارے پر لگاؤ یارسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کردیا ہی آپکے ہاتھون	بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ
پھنساکر اپنے دامِ عشق مین امداد عاجز کو	بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یارسول اللہ

نانوتوی صاحب

اگر جواب دیا بیکسون کو تو نے بھی	تو کوئی اتنا نہین جوکرے کچھ استفسار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا	نہین ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
کروڑون جرم کے آگے یہ نام کا اسلام	کریگا یا نبی اللہ کیا مرے یہ بکار

نانوتوی صاحب اپنا اسلام براے نام آخر تحذیر مین بھی کہہ چکے ہین کہ اس گنہگار کو جس کا
اسلام براے نام ہی دستگیری فرماکر ورطۂ ہلاکت سے نجات دین یعنی قل یصدق یہ حضرات
کہ حضور سے مانگ رہے ہین حضور سے عرض کررہے ہین کہ یون کردیجیے حضور کو عطا کنندہ
وپناہ دہندہ وغیرہ وغیرہ کہہ رہے ہین گنگوہی فتودن پر ضرور کافر مشرک بالاتفاق ہوے
پھر گنگوہی صاحب کہان بچکر جاتے ہین یہ جناب حاجی صاحب کے مرید اور حضرت (۱۹)

شاہ صاحب کے غلام۔ فتاوی گنگوہی حصہ دوم صفحہ ۱۸۲ بندہ خاندان حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب میں بیعت ہی اور اوسی خاندان کا شاگرد ہے معاذ اللہ کافروں مشرکوں کو پیر بنانیوالا
کب مسلمان رہ سکتا ہی (۲۰) تذییل اجل آپ نے کہا تھا ہم بھی سنتے آئے تھے کہ سرور
عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے بعد نبی کا امکان ذاتی بھی موجب تکفیر ہی اسکا بطلان تو
آپ پر واضح ہوگیا ہاں آپ دیوبندیہ وہ امکان ذاتی بھی مانتے ہین جسکا ماننا قطعاً کفر ہے
اُسے بھی سُن لیجیے کہ آپ تو اب طالب تحقیق بنتے ہین جس دلیل سے بھی اپنا اور دیوبندیوں
کا کفر آپ پر واضح ہوجائے آپ ضرور قبول فرمائین گے۔

تمام دیوبندی بلکہ سارے وہابی لاکھوں کروڑوں خداؤں کو پوجتے ہین اور انکا خدا جوف دار کھکل ہی

امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی نے معاذ اللہ باری عزوجل کا جھوٹا ہونا ممکن بنانیکے لیے دو ملعون
دلیلین گڑھیں جنکا نہایت قاہر رد سبحٰن السبوح شریف مین ہی اُن مین ایک یہ کہ آدمی تو جھوٹ کا
قادر ہو خدا قادر نہ ہو تو آدمی کی قدرت اُس سے بڑھ جائے مولٰنا غلام دستگیر صاحب مرحوم
نے اسپر نقض کیا کہ یون تو تمہارے خدا کا چوری کرنا شراب پینا بھی ممکن ہوجائے کہ آدمی چور
اور شرابی ہوسکتا ہی خدا نہ ہوسکے تو آدمی سے قدرت مین گھٹ رہیگا اسپر دیوبند کے بڑے
معتمد مولوی محمود حسن دیوبندی صاحب نے ضمیمہ اخبار نظام الملک ۲۵۔ اگست [illegible] مین صاف
چھاپ دیا کہ چوری شراب خوری جہل ظلم سے معارضہ کم فہمی۔ معلوم ہوتا ہی غلام دستگیر کے نزدیک
خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہین حالانکہ یہ کلیہ ہی جو مقدور العبد ہی مقدور اللہ ہے
یعنی آنکھین بندکرکے کہہ ہی بھاگے اور آپ تھانوی صاحب ظاہری وغیرہ جس دیوبندی یا
کسی قسم کے وہابی سے پوچھیے یہی کہیگا ورنہ اپنے امام الطائفہ کی دلیل کیسے بنائیگا کیا اُسے
گمراہ بددین ٹھہرائیگا کہ اُس نے یہ کہکر اپنے معبود کو تمام ذلتوں خواریوں فاحشہ عیبوں گھنونی
باتوں کا قابل [illegible] آپ [illegible] ظاہر اللسان
شراب پینا ہی ہے کہ ظاہر ہے شراب اپنے جوف میں [illegible] کا خدا اگر کھکل نہ ہوگا

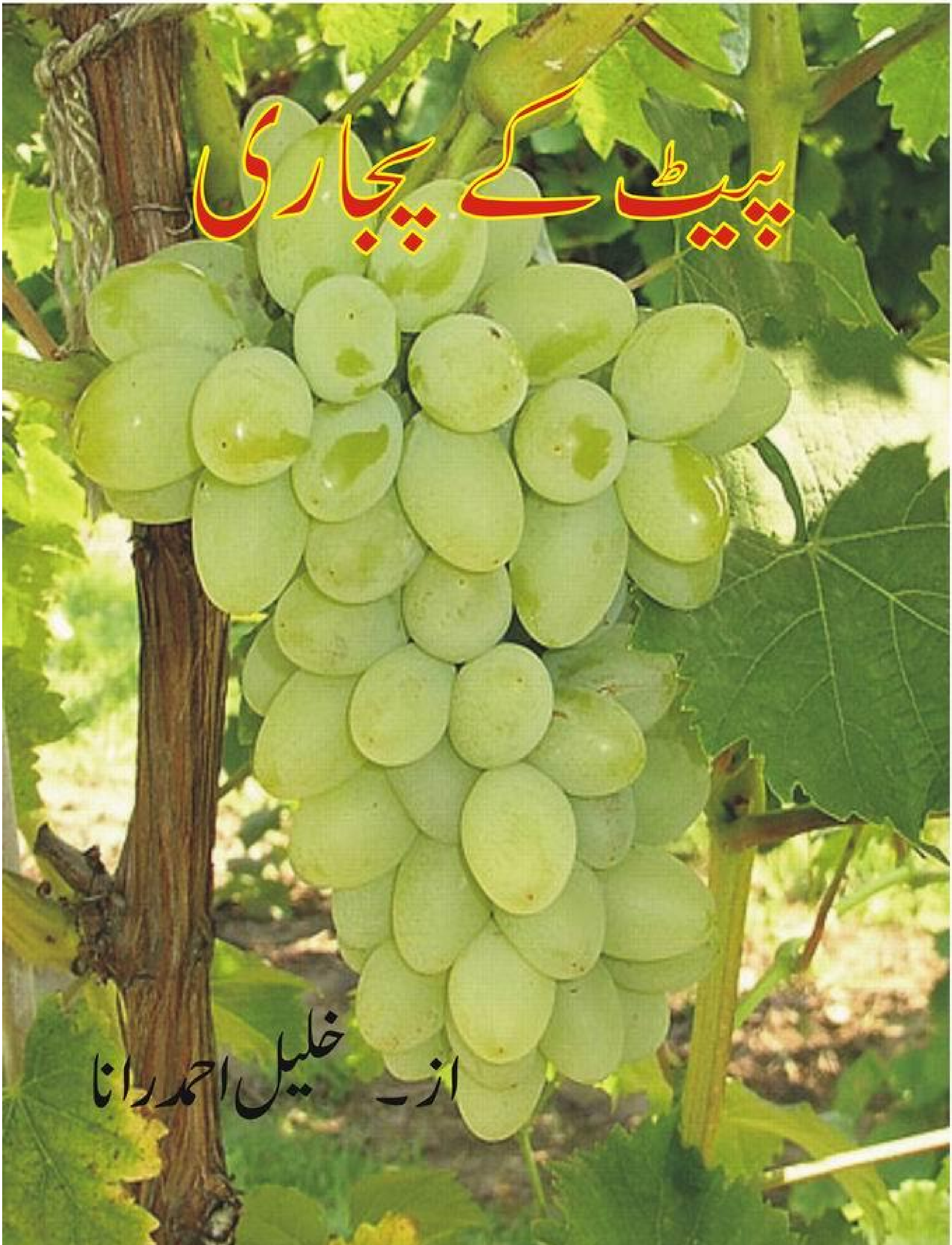
قادر نہ ہوگا تو قدرت انسان سے گھٹ رہیگا رب کرورون خدا وہ یون سمجھیے۔ فرمایے
چوری کیا ہی پرائی ملک بے اُسکی اجازت کے اُس سے چھپا کر لے لینا کیا اپنی ملک کسی
کے پاس سے لے لینے کو کہے پاگل کے سوا کوئی چوری کہہ سکتا ہو اور ہو بھی تو یہ صورۃً چوری
ہوگی نہ حقیقۃً اور آدمی حقیقی چوری پر قادر ہے جسکا نفس وجود بے ملک غیر عقلاً ناممکن و ناتصور
و محال بالذات بجمیع الاضافات تو چند باتین قطعاً ثابت ہوئین (۱) بعض اشیا خدا کی ملک
سے خارج اور دوسرے کی ملک مستقل ہون جب تو چوری کر سکے گا (۲) وہ دوسرا مستقل
خدا ہو کہ اگر تقریر تحذیر الناس کے طور کا خدا بالعرض ہوا تو مالک بھی بالعرض ہوگا اور اُس چیز
کا بھی مالک بالذات پھر اللہ واحد قہار رہیگا اور چوری ناممکن ہوگی (۳) جب وہ دوسرا مستقل
خدا ہے تو ازلی ابدی ہوگا یہ نہیں کہ امکان سرقہ کے لیے اُسکا امکان کفایت کرے اور
بالفعل موجود نہ ہو کہ خدا کا وجود واجب ہونا لازم نہ کہ محض ممکن (۴) انسان لاکھون کرورون
اشخاص کی چوری کر سکتا ہی خدا اگر ایک ہی کی چوری کر سکے زیادہ پر قادر نہ ہو تو انسانی قدرت
سے پھر گھٹ رہے لہذا واجب کہ لاکھون کرورون ازلی ابدی خدا موجود و واجب الوجود ہون
تو قطعاً ثابت ہوا کہ دیوبندیہ و وہابیہ کرورون خدا اُن کے پجاری ہین ہی تھانوی وغیرہ
کسی دیوبندی یا وہابی مین دم کہ اسکا جواب لا سکے یا اپنے کرورون خدا
مین سے ایک بھی گھٹا سکے کذٰلک العذاب و لعذاب الاٰخرۃ اکبر لو کانوا
یعلمون ○ الحمد للہ اولاً و آخراً جناب تھانوی صاحب یہ اسی جبال میں تیس بحث اول و دوش
دوم جس سوم و تذییل مین اگر حسب عادت رسالہ واپس دیا یا سکت یسکت سکوتا کی
گردان بھائی فبہا حق بحمد اللہ تعالیٰ ظاہر ہوگیا ورنہ بخوشی اجازت ہی کہ تمام اصاغر کا بیوہ کی
واذناب ملکر جو لین اور ہم یہ بھی قید نہیں لگاتے کہ آپ خود کاتب بنین یا ساری پارٹی کہ یقیناً
کر چکر بیٹھے گی دستخط کرے نہیں جواب جس نام سے چاہیے ہو مگر آگے فقط تصدیق ہو تصدیق
بھی نہ سہی اتنا ہی لکھ دین کہ ہم نے دیکھا امور ذیل کا لحاظ ضرور ہے (۱) آپ جواب جب
چاہین دین اتنا بفور وصول ایک کارڈ پر لکھ بھیجین کر جواب مہینے دو مہینے سال دو سال
کتنے دنون مین آئیگا یا یہی کہ جواب نہ دیا جائیگا کر انتظار نہ ہو یہ کارڈ تیسرے چوتھے دن

آسکتا ہے ان دو حرفون کے لکھنے مین آپکو کیا گھنٹا لگتا ہو مگر مجھے تو آپکی خاطر منظور آپکی نرمی مقصود لہذا اس خیال سے کہ اتنی بات لکھنے کیلیے بھی شاید ساری پارٹی سے مشورون کی ضرورت ہو مین ساتوین بلکہ دسوین دن تک انتظار کرونگا اگر یہ دو حرفی کارڈ نہ آیا تو اُسکے معنے یہی سمجھے جائینگے کہ حسب عادت عار سکوت اختیار فرمائی (۲) یہ جواب خط دوم کی طرح افترارات و انکار حسیات کی مثل مکابرات پر مشتمل نہ ہو ورنہ ہمین وقت ضائع کرنا نہین وہ افترارات و مکابرات چھانٹ کر آپکو بھیجدینا ہی کافی جواب ہوگا (۳) انہی نمبرون کا جواب جدا جدا ہو جتنے نمبرون کو حق سمجھیے تصریحاً اُنکی تسلیم لکھدیجیے ورنہ اگر عاجزون کے داب قدیم کی طرح بعض باتون پر کچھ لب کشائی اور باقی کو نشست نمائی تو جن نمبرون کا جواب نہ ملے گا پہلے سے کہے دیتا ہون وہ آپکے تسلیم شدہ ٹھہرینگے اور اُن سے اسیطرح احتجاج کیا جائیگا جیسے آپ صراحۃً تسلیم لکھدیتے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علی ناصرنا ومولنا محمد والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین آمین والحمد للہ رب العلمین

فقیر مصطفیٰ رضا قادری برکاتی

۹ صفر مظفر ۳۷ھ


پیٹ کے پجاری
از۔ خلیل احمد رانا

ہیں منکر عجب کھانے غرّانے والے

ترتیب۔ خلیل احمد رانا

امام احمد رضا قادری بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصیت نامہ (وصایا شریف) میں بعد وفات فاتحہ کے بارے میں ایک وصیت پر بعض لوگ بہت باتیں کرتے ہیں اور طرح طرح کا مذاق اُڑاتے ہیں کہ ان کا تو دین کھانا پینا ہے، انہیں تو بس حلوے مانڈے کھانے کی باتیں آتی ہیں، موت کے وقت بھی انہیں کھانوں کا ہی خیال ہے وغیرہ وغیرہ۔

امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی وصیت کے کسی ایک جملے سے بھی یہ مطلب نہیں نکلتا کہ یہ چیزیں کھانے کو میرا دل چاہ رہا ہے، مجھے کہیں سے لاکر دو، یا یہ کھانے میری وفات کے بعد میری قبر کھول کر اس میں ڈال دینا، یا بعد وفات میری قبر پر رکھ دینا، یا یہ اچھے کھانے میری وفات کے بعد میرے گھر والوں کے لئے فراہم کرنا۔

جب وصیت نامہ میں ایسی کوئی بات ڈھونڈے سے نہیں ملتی تو ان پڑھے لکھے جاہلوں پر حیرت ہوتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے، لیکن جو تعصب کی بیماری سے اندھا ہو جائے، اس کا علاج مشکل ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے وصیت نامہ میں فاتحہ کے بارے میں فرمایا کہ!

''فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے، صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ، نہ کہ جھڑک کر''۔

(مولانا حسنین رضا خاں، وصایا شریف، مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ، مرید کے ضلع شیخوپورہ (پاکستان) ۱۴۰۴ھ، ص ۲۴)

امام احمد رضا نے اپنے اعزا سے فقراء کے لئے جن نعمتوں کی تاکید کی، اُن میں دودھ کا برف خانہ ساز (آئس کریم)، مرغ بریانی، بکری کا شامی کباب، پراٹھے اور بالائی، فیرینی، اُردکی پھریری دال مع ادرک ولوازم، گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی، سوڈے کی بوتل، دودھ کا برف، اور فرمایا کہ یہ خوش دلی سے کرنا، مجبور ہوکر نہیں۔

(مولانا حسنین رضا خاں، وصایا شریف، مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ، مرید کے ضلع شیخوپورہ (پاکستان) ۱۴۰۴ھ، ص ۲۴)

غرباء، فقراء کے لئے اچھے کھانوں کا خیال رکھنا کون سا جرم ہے؟ یہ تو غریبوں سے ہمدردی ہے، امام احمد رضا کی یہ بات تو قابل تقلید ہے۔

ہاں جہاں صرف اپنے ہی پیٹ کا خیال ہو، مٹھائی، حلوہ، گوشت، میٹھے چاول، فیرینی، گلاب جامن، انناس کا شربت، پھل فروٹ پر جان دی جائے، اور کھانے پینے کی خواہش اس حد تک بڑھی ہو کہ مرتے وقت بھی اپنی خواہش نفس کے لئے ان

چیزوں کی فرمائش کی جائے، تہذیب واخلاق کی بھی دھجیاں بکھیر دی جائیں اور کھانے کے شوق میں دھما چوکڑی مچا دی جائے، تو ایسا عمل واقعی مضحکہ خیز اور قابل مذمت اور قابل افسوس ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو کھانوں کا شوق نہیں تھا، یہ شوق رکھنے والے کچھ اور لوگ ہیں، آیئے ہم ان کا تعارف کراتے ہیں!

مولوی محمد زکریا کاندھلوی سابق امیر تبلیغی جماعت اپنی آپ بیتی میں لکھتے ہیں!

''حضرت (حسین احمد) مدنی قدس سرہٗ کے صرف کھانے ہی کے مد کی شفقتیں اور واقعات اگر گنواؤں تو ان کا احاطہ بھی دشوار ہے۔ بار بار اس کی نوبت آئی کہ حضرت تشریف لائے اور میں سبق میں تھا، حضرت نے دروازے پر کسی بچہ کو آواز دے کر فرمایا کہ حسین احمد کا سلام کہدو اور کہدو کہ جو کھانے کو رکھا ہے جلدی بھیج دو، گاڑی کا وقت قریب ہے اور جب اندر سے بچیوں کی یہ آواز سنتے کہ ابا جی کو مدرسہ سے جلدی سے بلا لاؤ، تو حضرت للکار کے فرماتے کہ مجھے ابا جی کی ضرورت نہیں ہے کھانے کی ضرورت ہے، اگر ہو تو بھیج دو ورنہ میں جا رہا ہوں، کئی دفعہ ایسی نوبت آئی کہ میرے آنے تک حضرت کھانا شروع فرما دیتے یا تناول فرما لیتے''۔

(ماہنامہ الفرقان، لکھنؤ، خصوصی اشاعت ۱۴۰۳ھ، (شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا) مضمون ''حضرت شیخ کی آپ بیتی'' مضمون نگار مولوی منظور نعمانی، ص ۱۵۵)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں!

''ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنوا لیجئے، فرمایا کیا ہوگا، دانت بنوا کر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی، دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے، نرم نرم حلوا کھانے کو ملتا ہے''۔

(مولوی اشرف علی تھانوی، قصص الاکابر لحصص الاصاغر، مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور، س ن، ص ۱۴۲)

''(مولوی اشرف علی تھانوی) نے فرمایا مجھ کو میٹھے چاول دہی کے ساتھ بہت اچھے لگتے ہیں، چونکہ دہی میں قدرے ترشی ہوتی ہے اس لئے شیرینی سے مل کر لذت بڑھ جاتی ہے''۔

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، ملفوظات مولوی اشرف علی تھانوی، حصہ دہم، ملفوظ نمبر ۷۷ مطبوعہ مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر (یوپی، ہندوستان)، س ن، ص ۱۴۳)

''مولوی سید طاہر حسن دیوبندی لکھتے ہیں کہ!

۱۹۲۹ء میں امروہہ میں جمعیۃ العلماء کا اجلاس ہوا وہ آموں کا موسم تھا، ہمارے یہاں حضرت (مولوی حسین احمد ٹانڈوی) کو دعوت دی گئی، حضرت کے ساتھ مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحب بھی تھے، گھر میں جب حضرت تشریف لائے تو گوشت کی ہانڈی پکی رکھی تھی، حضرت نے از راہ خوش طبعی و بے تکلفی براہ راست ہانڈی ہی سے شوربا پینا شروع کر دیا،

یہ دلچسپ منظر دیکھ کر جملہ ہمراہی بشمول حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب بے ساختہ قہقہہ لگانے پر مجبور ہو گئے"۔

(ابوالحسن بارہ بنکوی، شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات، مطبوعہ مکتبہ دینیہ دیوبند، ص۱۲۹)

انگریزوں نے جب مولوی محمود الحسن دیوبندی کو قید کر کے جزیرہ مالٹا بھیجا، تو وہاں انہوں نے اپنی سہولیات کے لئے انگریزوں کو جو درخواست دی، اُس میں یہ بھی لکھا کہ

"مجھ کو اور میرے رفقا کو کھانے کی سخت تکالیف ہے ہم گوشت کھانے کے عادی ہیں جس پر طبی حیثیت سے بھی مدار زندگانی شمار کیا جاتا ہے"۔

(مولوی حسین احمد ٹانڈوی، سفرنامہ شیخ الہند، مطبوعہ مکتبہ محمودیہ کریم پارک لاہور، ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء، ص۱۶۴)

مولوی احمد حسین لاہرپوری لکھتے ہیں کہ!

آموں کی فصل میں میں نے مولوی حسین احمد ٹانڈوی کو لاہرپور آنے کی دعوت دی......اسی سفر میں شب کے کھانے میں فیرنی کا صرف ایک چمچہ چکھ کر طشتری ہٹادی کہ آم تو کھانے ہیں اس کی کیا ضرورت ہے، حضرت کے قریب مولانا محمد قاسم صاحب تھے، ان کے بعد میں اور میرے بعد محمد امین مرحوم کے استاد مولوی عابد حسین صاحب مرحوم، مولانا محمد قاسم صاحب نے فیرنی کی طشتری اپنے سامنے رکھ لی، اتنے میں کچھ حضرت

نے فرمایا وہ ادھر متوجہ ہوئے، مولوی عابد حسین مرحوم نے ایک کرطشتری اُٹھا لی، مولانا محمد قاسم صاحب ان سے چھیننے کے لئے جھپٹے، حضرت نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا "جی ہاں تبرک تو فیرنی ہی میں ہے چٹنی رکھی ہوئی ہے اس کو کوئی تبرکاً نہیں کھاتا"۔

(روز نامہ "الجمعیۃ" دھلی، شیخ الاسلام نمبر، خصوصی شمارہ، ۱۵ر فروری ۱۹۵۸ء، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ باغبانپورہ گوجرانوالہ ۱۹۸۴ء، ص ۷۷)

حاجی بدرالدین (ساکن، انچولی ضلع میرٹھ) بیان کرتے ہیں!

"حضرت (یعنی مولوی حسین احمد ٹانڈوی) فرماتے کہ حاجی صاحب آپ مٹھائی کیوں نہیں لائے، تو میں عرض کرتا حضور میرے پاس پیسے ہی نہیں ہیں، تو حضرت طالب علموں کو حکم دیتے کہ ان کی تلاشی لی جائے، پھر کیا تھا جتنے بھی طالب علم ہوتے سب کے سب میرے اوپر ٹوٹ پڑتے اور جو رقم میرے پاس ہوتی سب کی مٹھائی منگائی جاتی اور حصہ سے تقسیم ہوتی، کبھی کبھی تو حضرت میری شیروانی مذاق سے چھین کر اپنے پاس رکھ لیتے اور کہتے کہ جب واپس ہوگی جب مٹھائی کے واسطے پیسے دو گے، تب مجھ کو پیسے دینے پڑتے"۔

(روز نامہ الجمعیۃ دھلی، شیخ الاسلام نمبر، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ گوجرانوالہ ۱۹۸۴ء، ص ۱۸۵)

مولوی حسین احمد ٹانڈوی

''مٹھائی کے سلسلہ میں حاجی بدرالدین سے کافی مزاح فرماتے تھے اور مختلف دلائل سے وجوب فرماتے، حاجی صاحب کو حضرت کی زبان سے اصرار سننے کا شوق بھی تھا اور مٹھائی کھلانے کا بھی وہ عذر کرتے رہتے اور عدم وجوب کے دلائل دیتے، آخر میں حضرت فرماتے، دیکھئے یہ حضرات پھر زبردستی وصول کریں گے، ادھر مولانا سلطان الحق صاحب ناظم کتب خانہ، مولانا محمد عثمان صاحب چیئر مین دیوبند واستاذ دارالعلوم، مولوی محمود احمد گل ناظم شعبہ تنظیم دارالعلوم اور دوسرے حضرات اس پر تیار بیٹھے رہتے کہ حضرت ہمیں اجازت مرحمت فرمائیں، ادھر حضرت کی زبان سے مذکورہ جملہ نکلتا ادھر یہ حضرات حاجی بدرالدین سے بہزار دقت روپیہ برآمد کروا لیتے''۔

''حضرت حکیم اسحاق صاحب کھٹوری، حضرت کے معاصر بھی تھے...... ہر مرتبہ جب ان سے ملاقات ہوتی تو حضرت مٹھائی کا اصرار فرماتے، موصوف انکار فرماتے، آخر حضرت خود ان سے چھین لیتے اور جو کچھ جیب میں سے نکلتا کرایہ کی رقم واپس ہو کر سب کی مٹھائی آ جاتی تھی''۔

(روزنامہ الجمعیۃ، دہلی، شیخ الاسلام نمبر، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ گوجرانوالہ ۱۹۸۴ء، ص ۲۳۲)

مولوی سید طاہر حسن لکھتے ہیں!

'' (راقم الحروف کے) والد صاحب چونکہ حاجی امداد اللہ صاحب و

حضرت گنگوہی اور حضرت شیخ الہند کی صحبت وخدمت میں عرصہ دراز تک رہے تھے اس لئے حضرت (ٹانڈوی) کو ان سے گہرا تعلق تھا، بے تکلفی کا یہ عالم تھا کہ والد صاحب ایک مرتبہ دیوبند آپ کی خدمت میں حاضر تھے، حضرت نے فرمایا کہ مٹھائی کھلایئے، والد صاحب نے فرمایا مٹھائی تو آپ کھلایئے میں تو آپ کا مہمان ہوں، مگر حضرت نے نہ مانا کچھ دیر تو اصرار کیا لیکن جب اس طرح کام نہ چلا تو حضرت نے والد صاحب کو پچھاڑ کر ان کی جیب سے روپیہ نکال کر مٹھائی منگالی"۔

(روزنامہ ''الجمعیۃ'' دہلی، شیخ الاسلام نمبر، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ، گوجرانوالہ، ص ۲۹۳)

محمد یوسف قریشی لکھتے ہیں کہ!

'' گلاب جامن کے نام نے عام مجلسوں میں بارہا (مجھے) میر مجلس ہونے کی عزت بخشی ہے، اس نام کو سن کر جہاں ترش رو ہوا، منہ بگاڑا، بنایا، حضرت والا (مولوی حسین احمد ٹانڈوی) کی ظرافت کو جوش آ گیا، گلاب جامن طشت میں لا کر مجلس میں دستر خوان پر رکھی گئی، میں اچھلنا کودنا شروع کر دیا، حکم ہوا یوسف کہاں گئے یہاں حاضر ہوں، خدام کے ہاتھوں پکڑ پکڑا کر حضرت قدس کے پہلو میں بٹھایا گیا، پھر حضرت نے تبسم فرمایا، چند جملے اپنے خاص انداز میں کہے، مجلس زعفران زار بن گئی، اپنے دست مبارک سے ایک گلاب جامن اٹھائی اور اپنے خاص انداز میں فرمایا لیجئے یہ

حاضر ہے، پھر میری مسرت کا کیا ٹھکانہ، منہ پھیلا دیا اور حضرت نے اپنے دست مبارک سے ایک خاص انداز میں اسے میرے منہ میں ڈال دیا، میں نے منہ میں لیتے ہی ایسا منہ بگاڑا کہ اہل مجلس لوٹ پوٹ ہو گئے، حضرت نے بھی مسکرا دیا اور پھر ہر طرف سے دست درازی شروع ہو گئی، میں باہر جا کر پلٹا کہ اتنے میں ساری پلیٹیں صاف ہو گئیں"۔

(روزنامہ الجمعیۃ، دہلی، شیخ الاسلام نمبر، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ گوجرانوالہ ۱۹۸۴ء، ص ۳۷۶)

مولوی سید فرید الوحیدی رکن شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ!

"(مولوی حسین احمد ٹانڈوی) کھانے کے ساتھ بیشتر بڑی رغبت سے شہد استعمال فرمایا کرتے تھے، اچار اور چٹنیوں سے بھی شوق فرماتے تھے، کبھی کسی کھانے کی یا کسی خاص چیز کی فرمائش کرتے۔

"پھلوں میں آم اور خربوزے بے حد مرغوب تھے، بالخصوص آم تو بہت ہی رغبت کھاتے تھے"۔

"آم کی اگر زیادہ قسمیں سامنے ہوتیں تو ہر ایک دانہ میں سے ایک ایک یا دو دو قاشیں ملاحظہ فرماتے تھے، اندازہ یہ ہوتا تھا کہ کھانے سے زیادہ ہر آم کا حسب ونسب و تاریخ پیدائش ووفات اور ابتدائی جائے پیدائش معلوم کر کے محظوظ ہوتے تھے"۔

"کھانے کے بعد اگر کوئی میٹھی چیز میسر آ جاتی تو رغبت سے نوش فرماتے

ہوئے دیکھا ہے"۔

"مرض وفات میں جب ڈاکٹری معائنہ کے لئے سہارنپور لائے تو موصوف (حاجی احمد حسین لاہرپوری) کی درخواست پر (ان کے گاؤں) بہٹ ایک شب کے لئے رونق افروز ہوئے اور شاید آخری مرتبہ شاہ صاحب کے باغ کے "رٹول" آم ملاحظہ فرمائے"۔

(روزنامہ الجمعیۃ، دھلی، شیخ الاسلام نمبر، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ گوجرانوالہ ۱۹۸۴ء، ص ۲۳۱)

مرتے وقت پیٹ کا خیال

مولوی رشید الوحیدی لکھتے ہیں!

جس روز حضرت شیخ (حسین احمد ٹانڈوی) کی وفات ہوئی اس کی رات کو (اپنی باری پر) تقریباً ڈھائی بجے خدمت میں حاضر ہوا............فرمایا پانی لاؤ! جلدی سے پانی پیش کیا، ایک گھونٹ لے کر فرمایا: اچھا رکھ دے، اور سر دا کاٹ لے، جب میں کاٹنے لگا تو فرمایا تھوڑا ہی کاٹنا، اتنی دیر میں میں نے طشتری میں چند قتلے پیش کئے، فرمایا تم بھی ساتھ کھاؤ، میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کھالیں، آخر کار دو قتلے چھوڑ دیئے اور فرمایا کہ لے کھالے، میں نے عرض کیا کہ رکھ دوں پھر کسی وقت کھا لیجئے گا، بہت سختی سے منع کرتے ہوئے فرمایا: نہیں کھالے! خبردار رکھنا مت، میں نے اسے کھالیا، پھر فرمایا دیکھ ڈبے میں انناس ہو تو شربت لے آ! میں سمجھ نہ سکا اور

بجائے شربت کے قتلے پیش کردیئے ، فرمایا یہ نہیں بلکہ شربت!"۔(ملخصاً)

(ابوالحسن بارہ بنکوی، شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات،مطبوعہ مکتبہ دینیہ،دیوبند(یو۔پی)،س ن،ص ۱۸۰)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں!

"مولانا نانوتوی جب مرض وفات میں مبتلا ہوئے تو آپ نے مولوی محمودالحسن صاحب سے فرمایا کہ کہیں سے ککڑی لاؤ ،مولوی محمودالحسن فرماتے تھے کہ میں تمام کھیتوں میں پھرا مگرصرف ایک ککڑی چھوٹی سی ملی "۔

(مولوی اشرف علی تھانوی، ارواح ثلاثہ،مطبوعہ اسلامی اکادمی ناشر کتب اُردو بازارلاہور،ص ۲۴۶)

مولوی رشید احمد وحیدی،فیض آبادی لکھتے ہیں!

"کچھ عجیب اتفاق ہے کہ عموماً تمام مشائخ اورخصوصاً مولانا محمد قاسم نے آخری وقت میں پھل کی خواہش کا اظہار فرمایا، چنانچہ مولانا محمد قاسم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے لئے لکھنؤ سے ککڑی منگائی گئی تھی ، حضرت(ٹانڈوی) نے بھی آخر میں سردے کی خواہش کا اظہار فرمایا ،اور منجانب اللہ اسلاف کی سنت پر طبیعت اس درجہ مجبور ہوئی کہ جب مولانا محمد قاسم صاحب اور مولانا محمد شاہد صاحب فاخری ملاقات کوتشریف لائے تو

فرمایا کہیے کیا آج کل سر دا نہیں مل سکتا، انہوں نے عرض کیا ضرور مل جائے گا، چونکہ اس سے قبل مولانا اسعد صاحب اور مولانا فرید الوحیدی صاحب وغیرہ نے دہلی، سہارنپور، میرٹھ ہر جگہ تلاش کیا مگر کہیں دستیاب نہ ہوا"۔

آگے لکھتے ہیں!

"اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ حضرت نانوتوی کے لئے لکھنؤ سے ککڑی منگوائی گئی تھی تو حضرت کے لئے مولانا سجاد حسین صاحب کی معرفت کراچی سے اور مولانا حامد میاں صاحب نے لاہور سے سردا بھیجا"۔

(روزنامہ الجمعیۃ، دہلی، شیخ الاسلام نمبر، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ، گوجرنوالہ ۱۹۸۴ء، ص ۲۱۹)

وصایا مولوی اشرف علی تھانوی

"میرے بعد بھی میرے تعلق کا لحاظ غالب ہو، وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہوار اُن (یعنی بیوی) کے لئے اپنے ذمہ رکھ لیں تو امید ہے کہ اُن کو تکلیف نہ ہوگی"۔

(عزیز الحسن، اشرف السوانح، حصہ سوم، مطبوعہ ایم ثناء اللہ خاں اینڈ سنز، ۲۶ ریلوے روڈ لاہور، ۱۹۶۰ء، ص ۲۲۵)

آخری وقت میں کہاں فقراء کے لئے غم گساری کا خیال اور کہاں بیوی کا فکر اور پھل فروٹ کھانے کی خواہش؟ کیا کھانے پینے کے لئے ایسی اکھاڑ پچھاڑ، دھینگا مستی اور چھینا جھپٹی کہیں امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے بھی ثابت ہے؟۔

امام احمد رضا بریلوی پر

ایک الزام کی حقیقت

تحریر

مولانا عبدالحکیم شرف قادری

تلخیص و ترتیب

خلیل احمد رانا

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
پر
ایک الزام کی حقیقت

تحریر۔ مولانا عبدالحکیم شرف قادری
تلخیص و ترتیب خلیل احمد رضا قادری

پیش کش:

اعلیٰحضرت نیٹ ورک

E-mail: fikrealahazrat@yahoo.com

برائے:

www.alahazratnetwork.org

نام کتاب : امام احمد رضا بریلوی پر ایک الزام کی حقیقت

تصنیف : مولانا عبدالحکیم شرف قادری

تلخیص وترتیب : خلیل احمد رضا قادری

کمپوزنگ : خلیل احمد رضا قادری

ٹائٹل وویب لے آؤٹ: راؤ ریاض شاہد رضا قادری

زیر سرپرستی : راؤ سلطان مجاہد رضا قادری

پیش کش:

اعلیٰحضرت نیٹ ورک

E-mail: fikrealahazrat@yahoo.com

برائے:

www.alahazratnetwork.org

آج کل جہاں علمائے اہل سنت کو بدنام کرنے کے لئے مختلف حربے استعمال کئے جا رہے ہیں، وہاں یہ بات بھی مخالفین اہل سنت اپنے جلسوں میں عام طور پر کہہ رہے ہیں کہ چونکہ مولانا احمد رضا بریلوی نے ہندوستان کو ''دارالاسلام'' کہا تھا اس لئے وہ انگریزوں کے ایجنٹ تھے۔

وقت کے تقاضے کے پیش نظر مولانا شرف قادری کا یہ مضمون شائع کیا جا رہا ہے، شاید کوئی صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا ان چند سطور کو تعصب کی عینک اتار کر پڑھنے سے راہ ہدایت پر آ جائے۔

الزام

مولانا احمد رضا خاں نے انگریزی دور میں ہندوستان کو دارالاسلام کہا، اس لئے یہ تاثر ملتا ہے کہ وہ انگریزوں کے ایجنٹ تھے۔

جواب

بات یہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے ۱۳۰۶ھ/ ۹-۱۸۸۸ء میں ایک استفتاء کے جواب میں رسالہ مبارکہ ''**اعلام الاعلام بان ھندوستان دار الاسلام** '' لکھا، ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء میں آپ کا وصال ہوا اور یہ رسالہ پہلی بار ۲۴/ مارچ ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۷ء میں شائع ہوا، کوئی عقل مند یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ انہوں نے انگریز کی خوشنودی کے لئے وصال سے ۳۴ سال پہلے ایک رسالہ لکھا اور چھپا وصال کے چھ سال بعد، اگر انگریزوں کی خوشنودی مقصود ہوتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ یہ رسالہ ان کی حیات مبارکہ میں شائع نہ ہو جاتا، جب کہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا رسالہ ''تحذیر الاخوان عن الربو 'فی الھندوستان '' (جس میں تھانوی صاحب نے بھی ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیا ہے) ان کی زندگی میں چھپا، جیسا کہ اس رسالہ کے پہلے صفحہ کی تحریر ''محمد اشرف علی دام ظلہم العالی'' سے پتہ چلتا ہے، اب اگر کوئی شخص کہہ دے کہ تھانوی صاحب نے یہ رسالہ انگریز کی خوشنودی کے لئے لکھ کر تھانہ بھون (ضلع مظفر نگر، یوپی۔انڈیا) سے شائع کیا تھا تو یقیناً یہ قرین قیاس ہوگا، اسے مخالفین کا الزام کہہ کر رد نہیں کیا جا سکتا، ان کے ہمنوا بھی اس

حقیقت کا برملا اعتراف کرتے ہیں، پروفیسر محمد سرور سابق استاد جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، مولانا عبیداللہ سندھی کے ملفوظات میں لکھتے ہیں!

''مولانا سندھی، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے علم وفضل اور ارشاد وسلوک میں انہیں جو مقام بلند حاصل ہے، اس کے تو قائل تھے لیکن تحریک آزادئ ہند کے بارے میں ان کی جو معاندانہ اور انگریزی حکومت کے حق میں مؤیدانہ مستقل روش رہی، اس سے بہت خفا تھے اور جب بھی موقع ملتا، اپنی خفگی کے اظہار میں کبھی تامل نہ کرتے''۔

(پروفیسر محمد سرور، افادات ملفوظات مولانا عبیداللہ سندھی، مطبوعہ سندھ ساگرا کادمی لاہور، ص ۳۸۲)

اس موقع پر مولوی شبیر احمد عثمانی کا بیان بھی لائق توجہ ہے، انہوں نے مولوی حفظ الرحمٰن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا!

''دیکھئے! حضرت مولانا اشرف علی تھانوی...... ہمارے آپ کے مسلم بزرگ پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپے ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے''۔

(مکالمۃ الصدرین، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور، ص ۹)

عثمانی صاحب دیوبندی مکتب فکر کی مسلم شخصیت ہیں، انہوں نے تھانوی صاحب کو حکومت انگریزی کی طرف سے ملنے والے چھ صد روپے ماہانہ وظیفے کا انکار نہیں کیا بلکہ بطور استشہاد پیش کیا ہے، کیا ایسی صورت میں بھی اپنی پاک دامنی کا ڈھنڈورہ پیٹ کر انگریز پرستی کا الزام علمائے اہل سنت پر لگایا جا سکتا ہے؟۔

ایک دفعہ مولانا ہدایت الرسول رحمہ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے سامنے نواب رام پور کو ''سرکار'' کے لفظ سے یاد کیا تو آپ نے فوراً فرمایا!

بجز سرکارِ سرِّ کارِ ایجاد
سروے کارے بسر کارے نداریم

یعنی حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہم کسی دنیاوی سرکار سے غرض نہیں رکھتے، آپ کی تمام تصانیف کا مطالعہ کر جائیے، انگریز تو انگریز کسی مسلمان بادشاہ کے لئے بھی سرکار کا لفظ استعمال نہیں کیا جب کہ تھانوی صاحب لکھتے

ہیں!

''شاید کسی کو شبہ ہو کہ غدر سے تو امان اول باقی نہ رہا بلکہ عہد ثانی کی ضرورت ہوئی، اول تو یہ بات غلط ہے، غدر میں صرف باغیوں کو اندیشہ تھا، عام رعایا سرکار سے بالکل مطمئن تھی''۔

(تحذیر الاخوان، از اشرف علی تھانوی، ص۹)

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ انگریزی حکومت کے لئے ''سرکار'' اور مجاہدین آزادی کے لئے ''باغیوں'' کا استعمال کس ذہن کی غمازی کرتا ہے۔

دیوبندیوں کے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی نے تو حد ہی کر دی، انہوں نے کسی لاگ لپیٹ کے بغیر بڑے والہانہ انداز میں کہا!

''جب حقیقت میں سرکار کا فرنبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے، اسے اختیار ہے جو چاہے کرے''۔

(تذکرۃ الرشید، جلد ۱، ص ۸۰)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں!

کروں مدح اہل دول رضا ، پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا، میرا دین پارہ ٔ ناں نہیں

ان کی تمام زندگی اس قول کی آئینہ دار ہے، انہوں نے جو کچھ کہا، للہ ولرسولہٖ کہا، کبھی دنیاوی مفاد کو درمیان میں نہیں لائے، انہوں نے بہانگ دہل اس حقیقت کا اعلان کیا، فرماتے ہیں!

''اللہ و رسول جانتے ہیں کہ اظہار مسائل سے خادمان شرع کا مقصود کسی مخلوق کی خوشی نہیں ہوتا صرف اللہ عزوجل کی رضا اور اس کے بندوں کو احکام پہنچانا ہے۔

سنئے! ہم کہیں واحد قہار اور اس کے رسولوں اور آدمیوں سب کی ہزار در ہزار لعنتیں جس نے انگریزوں کے خوش کرنے کو تباہی مسلمین کا مسئلہ نکالا ہو، نہیں نہیں بلکہ اس پر بھی جس نے حق مسئلہ نہ رضائے خدا و رسول، نہ تنبیہ و آگاہی مسلمین کے لئے بتایا بلکہ اس سے خوشنودی نصاریٰ کا مقصود و مدعا ہو''۔

(امام احمد رضا بریلوی، المحجۃ الموتمنہ، مطبوعہ حسنی پریس بریلی باردوم، ص ۴۸)

اب اگر کوئی شخص نہ مانے تو اسے سوائے اس کے کیا کہا جاسکتا ہے کہ یہ فیصلہ قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں ہوگا کہ حق پر کون تھا۔

جب ندوۃ العلماء لکھنؤ قائم ہوا اور انگریز اور انگریزیت کی تعظیم وتکریم کے مناظر سامنے آئے تو امام احمد رضا بریلوی نے اس طرز عمل پر شدید تنقید کی، متعدد رسائل لکھ کر اپنا موقف برملا پیش کیا اور انگریز پرستی کی بھرپور مذمت کی، ''صمصام حسن''میں فرمایا!

ریش، حرام است و دُمِ فرق، فرض
حج، سوئے انگلند بود قطع ارض

''مشرقستان اقدس''میں فرمایا!

زیں سگالشہا، چہ نالشہا کہ خود ایں سرکشاں
داوروِاں را، بہ ٹش، گرونہ می کنند

(المحجۃ المؤتمنہ، ص ۴۷)

ایک تقریر میں ندوۃ العلماء کے نظریات باطلہ بیان کرتے ہوئے فرمایا!

''ندوہ تمام بد دینوں، گمراہوں سے وداد واتحاد فرض کرتی ہے......خدا سب سے راضی ہے، سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے، گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا نمونہ ہے، اس کے معاملے دیکھ کر خدا کی رضا و ناراضی کا حال کھل سکتا ہے، کلمہ گو کیسا ہی بد دین، بد مذہب ہو ان میں جو زیادہ متقی ہے خدا کو زیادہ پیارا ہے، ان میں جس کی توہین کیجئے خدا ورسول پر حرف آتا ہے، یہ کلمات اور ان کے امثال خرافات کو اہل ندوہ کی جو روداد ہے، جو مقال ہے، ایسی ہی باتوں سے مالا مال ہے سب صریح وشدید نکال وعظیم وبال وموجب غضب ذی الجلال ہیں''۔

(حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، جلد ا، ص ۱۲۷)

تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کے دوران اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے مسلمانوں

کی فلاح ونجات کے لئے جو طریقے بیان فرمائے ان میں سے ایک یہ تھا!

''اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع گھر میں رہتا، اپنی حرفت تجارت کو ترقی دیتے کہ کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے، یہ نہ ہوتا کہ یورپ وامریکہ والے چھٹانک بھر تانبا کچھ صناعی کی گھڑت کر کے گھڑی وغیرہ نام رکھ کر آپ کو دے جائیں اور اس بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لے جائیں''۔

(حیات صدر الافاضل، از حکیم سید معین الدین نعیمی، مطبوعہ لاہور، ص ۱۵۹)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کا نظریہ یہ تھا کہ بلاوجہ انگریزوں کو ایک پیسے کا فائدہ بھی نہ پہنچانا چاہیے، مولانا محمد حسین میرٹھی، حاجی علاء الدین کے ہمراہ ایک مسئلہ کی دریافت کے لئے بریلی شریف حاضر ہوئے، اس موقع پر جو گفتگو ہوئی، مولانا محمد حسین میرٹھی کی زبانی سنیے:۔

''حضرت نے فرمایا! آپ کے خطوط آتے ہیں ان میں ٹکٹ زیادہ لگے ہوتے ہیں حالانکہ ۲؍ (دو پیسے) میں آتا ہے، حاجی علاؤالدین صاحب نے عرض کیا حضور ۲؍ (دو پیسے) کے ٹکٹ تو عام لوگوں کے خطوط پر لگائے جاتے ہیں، فرمایا بلاوجہ نصاریٰ کو روپیہ پہنچانا کیسا؟ حاجی صاحب نے چھوڑنے کا وعدہ کیا''۔

(حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، جلد ا، ص ۱۴۰)

ایسے بے شمار واقعات امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے عقائد وافکار کو سمجھنے کے لئے مدد ومعاون ہو سکتے ہیں، غیر جانبدار نامور ادیب ونقاد جناب شوکت صدیقی صاحب، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ان کے بارے میں وہابیوں کا یہ الزام کہ وہ انگریزوں کے پروردہ تھے یا انگریز پرست تھے، نہایت گمراہ کن اور شر انگیز ہے۔

وہ انگریز اور ان کی حکومت کے اس قدر کٹر دشمن تھے کہ لفافہ پر ہمیشہ اُلٹا ٹکٹ لگاتے تھے اور برملا کہتے تھے کہ میں نے جارج پنجم کا سر نیچا کر دیا۔

انہوں نے زندگی بھر انگریزوں کی حکمرانی کو تسلیم نہیں کیا، مشہور ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے کبھی

عدالت میں حاضری نہ دی، ایک بار انہیں ایک مقدمہ کے سلسلہ میں عدالت میں طلب بھی کیا گیا مگر انہوں نے توہین عدالت کے باوجود حاضری نہ دی اور یہ کہہ کر نہ دی کہ میں انگریز کی حکومت ہی کو جب تسلیم نہیں کرتا تو اس کے عدل وانصاف اور عدالت کو کیسے تسلیم کرلوں، کہتے ہیں کہ انہیں گرفتار کر کے حاضر عدالت ہونے کے احکامات جاری کئے گئے، بات اتنی بڑھی کہ معاملہ پولیس سے گزر کر فوج تک پہنچا مگر ان کے جاں نثار ہزاروں کی تعداد میں سر سے کفن باندھ کر ان کے گھر کے سامنے کھڑے ہوگئے، آخر عدالت کو اپنا حکم واپس لینا پڑا''۔

(ہفت روزہ ''الفتح'' کراچی، شمارہ ۱۴ تا ۲۱ مئی ۱۹۷۶ء ص ۱۷)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں!

''مولانا احمد رضا نہ کبھی انگریزوں کی حکومت سے وابستہ رہے، نہ ان کی حمایت میں کبھی فتویٰ دیا، نہ کبھی اس بات کا کسی طور پر اظہار کیا، کم از کم میری نظر سے ان کی ایسی کوئی تحریر یا تقریر نہیں گزری، اگر ایسی کوئی بات سامنے آتی تو اس کا ضرور ذکر کرتا، اس لیے کہ نہ میرا ان کے مسلک سے تعلق ہے نہ ان کے خانوادے سے، لہذا شاہ احمد رضا خاں کو علمائے سو میں شامل کرنا سراسر بہتان اور تہمت ہے۔

(ہفت روزہ الفتح کراچی، شمارہ ۲۸ر مئی تا ۳ر جون ۱۹۷۶ء، ص ۱۸)

ہندوستان کو دارالاسلام قرار دینے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ ہندوستان پر انگریز کا قبضہ غاصبانہ ہے، لہذا مسلمانوں کا حق ہے کہ بشرط استطاعت استخلاص وطن کے لئے جہاد کریں، یہی وجہ تھی کہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے تلامذہ، خلفاء اور دیگر ہمنوا علماء ومشائخ اہل سنت نے انگریز اور ہندو دونوں کا مقابلہ کر کے تحریک پاکستان کو پروان چڑھایا۔

ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے انگریز کا قبضہ اور اقتدار تسلیم کرلیا، جس کی بنا پر استخلاص وطن کی جدوجہد کا جواز ثابت کرنا مشکل ہوجائے گا، ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے سے یہ بہت بڑی دشواری ہے کہ مسلمانوں کو اس جگہ شعائر اسلام کے اظہار پر پابندی قبول کرنا ہوگی اور بہت سے احکام شرعیہ کو مرفوع ماننا پڑے گا اور شرعی طور پر وہاں قیام ناجائز ہوگا، کیونکہ دارالحرب سے ہجرت کرنا ضروری اور قیام ناجائز ہے، امام احمد رضا بریلوی قدس

سرہٗ اس نازک مگر اہم نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

''الحاصل ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہیں، عجب ان سے جو تحلیل ربوا (سود) کے لئے جس کی حرمت نصوص قاطعہ قرآنیہ سے ثابت ہے کیسی کیسی وعیدیں اس پر وارد اس ملک کو دارالحرب ٹھہرائیں اور باوجود قدرت واستطاعت ہجرت کا خیال بھی دل میں نہ لائیں''۔

(اعلام الاعلام، از امام احمد رضا بریلوی، ص ۷)

یہ امر کسی تاریخ دان سے مخفی نہیں کہ جو لوگ ہندوستان سے ہجرت کر کے افغانستان چلے گئے، ان کا کیا حشر ہوا؟ اپنا ساز وسامان، زمین اور مکان وغیرہ اونے پونے ہندوؤں کے ہاتھ فروخت کر گئے اور جو کچھ پاس تھا وہ بھی لوٹ لیا گیا، واپس آئے تو پاس کچھ بھی نہ تھا۔

معترض حضرات ہی یہ بتا سکیں کہ گے کہ اس وقت ہندوستان دارالاسلام ہے یا دارالحرب؟ اگر وہ دارالاسلام ہے تو اس میں کیا راز ہے کہ انگریز کی حکومت ہو تو ہندوستان دارالحرب اور ہندو کی حکومت ہو تو دارالاسلام، اور اگر دارالحرب ہے تو آپ کے بڑے بڑے علماء وہاں قیام پذیر کیوں ہیں؟ دارالحرب سے ہجرت کیوں نہیں کر جاتے، یا پھر ہندو اقتدار کے خلاف علم جہاد بلند کیوں نہیں کرتے؟۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے رسالہ ''اعلام الاعلام'' میں ہندوستان کا دارالاسلام ہونا دلائل وبراھین کی روشنی میں ثابت کیا ہے، صحیح موقف کے متلاشی اس کا مطالعہ فرمائیں۔

مولانا عبدالحی لکھنوی ایک فتوے میں لکھتے ہیں!

''دارالحرب میں اہل اسلام کو کفار ہنود ہوں یا یہود یا نصاریٰ، امام ابوحنیفہ کے نزدیک سود لینا جائز ہے، جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں ہے ''لاربوا بین المسلم والکافر فی دارالحرب'' لیکن بلاد ہند جو قبضہ نصاریٰ میں ہیں دارالحرب نہیں ہیں، ان میں کافر سے سود لینا جائز نہیں ہے''۔

(مولانا عبدالحی لکھنوی، مجموعہ فتاویٰ، مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنو ۱۳۴۰ھ، جلد ا، ص ۳۰۲)

مولوی محمد قاسم نانوتوی مدرس دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں!

''ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں شبہ ہے جیسا کہ منقولہ روایات سے آپ کو معلوم ہو گیا، اگرچہ

اس ناچیز کے نزدیک راجح یہی ہے کہ ہندوستان دارالحرب ہے''۔

(محمد قاسم نانوتوی، مکتوبات قاسم العلوم (مترجم)، مطبوعہ ناشران قرآن اردو بازار لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۳۷۱)

اس کے باوجود دوسری جگہ لکھتے ہیں!

''ایمان کی بات تو یہی تھی کہ ہجرت کے بارے میں ہندوستان کو دارالحرب قرار دیتے اور سود لینے اور نہ لینے اور دینے اور نہ دینے کے بارے میں ہندوستان کو دارالاسلام سمجھتے، نہ کہ ہجرت کے بارے میں تو دارالاسلام اور سود لینے کے وقت اس کو دارالحرب سمجھیں''۔

(محمد قاسم نانوتوی، مکتوبات قاسم العلوم (مترجم) مطبوعہ ناشران قرآن اردو بازار لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۳۶۲)

اب یہ تو مخالف ہی بتائیں گے کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی نے ہندوستان سے کب ہجرت کی تھی اور کہاں گئے تھے؟۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

''گویا یہ بلاد اسی دن کے لئے دارالحرب ہوئے تھے کہ مزے...... سود کے لطف اڑائیے اور بآرام تمام وطن مالوف میں بسر فرمائیے''۔

(امام احمد رضا بریلوی، اعلام الاعلام، ص ۷)

جزیرہ مالٹا میں دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن اور مسٹر برن کی گفتگو بھی دلچسپی کے لائق ہے، مولوی حسین احمد دیوبندی کی زبانی سنیئے!

''البتہ نئی بات اس نے ہندوستان کی نسبت دریافت کی، اس نے کہا کہ ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟ مولانا...... نے فرمایا کہ علماء نے اس میں آپس میں اختلاف کیا ہے، اس نے کہا آپ کی کیا رائے ہے؟ مولانا نے فرمایا میرے نزدیک دونوں صحیح کہتے ہیں، اس نے تعجب سے کہا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ دارالحرب دو معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے، اور حقیقت میں یہ دونوں اس کے درجات ہیں، جن کے احکام جدا جدا ہیں، ایک معنیٰ کی حیثیت سے اس کو دارالحرب کہہ سکتے ہیں اور دوسرے کے اعتبار سے نہیں کہہ سکتے۔

اس نے تفصیل پوچھی، مولانا نے فرمایا دارالحرب اس ملک کو کہتے ہیں جس میں کافروں کی حکومت ہو اور وہ اس قدر بااقتدار ہوں کہ جو حکم چاہیں جاری کریں، اس نے کہا یہ بات تو ہندوستان میں موجود ہے، مولانا نے فرمایا ہاں اس لئے ہندوستان ضرور دارالحرب ہے، اس نے کہا دوسرے معنی کیا ہیں؟ مولانا نے فرمایا کہ جس ملک میں اعلانیہ طور پر شعائر اسلام اور احکام اسلامیہ کے ادا کرنے کی ممانعت کی جاتی ہو، یہ وہ دارالحرب ہے کہ جہاں سے ہجرت واجب ہو جاتی ہے، (اگر استطاعت اصلاح نہ ہو) اس نے کہا یہ بات تو ہندوستان میں نہیں، مولانا نے فرمایا کہ ہاں جس نے دارالحرب کہنے سے احتراز کیا، غالباً اس نے اسی کا خیال کیا ہے"۔

(سفر نامہ شیخ الہند، مؤلفہ مولوی حسین احمد مدنی، مطبوعہ مکتبہ محمودیہ، جامعہ مدنیہ لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۱۶۶)

اگرچہ یہ امر محل غور ہے کہ جب دارالحرب کے دو معنی ہیں، اس کے دو درجے ہیں جن کے احکام جدا جدا ہیں، تو بیک وقت دونوں کس طرح صحیح ہو سکتے ہیں؟ تاہم اس میں شک نہیں کہ جس معنی کے لحاظ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیا ہے، مولوی محمود حسن بھی اسی معنی کے اعتبار سے ہندوستان کو دارالاسلام مانتے ہیں۔

مشہور غیر مقلد مولوی نذیر حسین دہلوی کی سوانح عمری "الحیات بعد الممات" میں لکھا ہے کہ!

"ہندوستان کو ہمیشہ میاں صاحب دارالامان فرماتے تھے دارالحرب کبھی نہ کہا"۔

(الحیاۃ بعد المماۃ، مصنفہ مولوی فضل حسین بہاری غیر مقلد، مطبوعہ مکتبہ سعودیہ حدیث منزل کراچی نمبر ا، ص ۱۳۴)

مولوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلد لکھتے ہیں!

"جس شہر یا ملک میں مسلمانوں کو مذہبی فرائض ادا کرنے کی آزادی حاصل ہو وہ شہر یا ملک دارالحرب نہیں کہلاتا، پھر اگر وہ دراصل مسلمانوں کا ملک یا شہر ہو، اقوام غیر نے اس پر تغلب سے تسلط پالیا ہو (جیسا کہ ہندستان ہے) تو جب تک اس میں شعائر اسلام کی آزادی رہے وہ بحکم حالت قدیم دارالاسلام کہلاتا ہے اور اگر وہ قدیم سے اقوام غیر کے قبضہ و تسلط میں ہو، مسلمانوں کو ان ہی لوگوں کی طرف سے ادائے شعایر مذہبی کی آزادی ملی ہو تو وہ بھی دارالاسلام اور کم سے کم دارالسلم والامان کے نام سے موسوم ہونے کا مستحق ہے، ان دونوں حالتوں اور ناموں کے وقت اس شہر یا ملک پر

مسلمانوں کو چڑھائی کرنا اور اس کو جہاد مذہبی سمجھنا جائز نہیں ہے، اور جو مسلمان اس ملک یا شہر میں با امن رہتے ہوں، ان کو اس ملک یا شہر سے ہجرت کرنا واجب نہیں بلکہ اور ملکوں یا شہروں سے (متبرک کیوں نہ ہوں) جہاں ان کو امن و آزادی حاصل نہ ہو ہجرت کر کے اس ملک میں رہنا موجب قربت وثواب ہے''۔

(الاقتصاد فی مسائل الجہاد، از مولوی محمد حسین بٹالوی لاہوری غیر مقلد، مطبوعہ وکٹوریہ پریس دہلی، ص ۱۹)

مولوی اشرف علی تھانوی نے اس مسئلہ پر مستقل رسالہ ''تحذیر الاخوان عن الربوافی الہندوستان'' تحریر کیا ہے جس میں بڑے شرح وبسط کے ساتھ ہندوستان کا دار الاسلام ہونا ثابت کیا ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی اور مولوی اشرف علی تھانوی نے ڈنکے کی چوٹ پر ہندوستان کو دار الاسلام قرار دیا ہے، مولوی محمد قاسم نانوتوی سود کے معاملے میں ہندستان کو دار الاسلام قرار دیتے ہیں، مولوی محمود حسن دیوبندی بھی ایک طرح سے ہندوستان کو دار الاسلام کہتے ہیں، مولوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلد ہندوستان کو مذہبی آزادی کی وجہ سے دار الاسلام قرار دیتے ہیں، اور مولوی نذیر حسین دہلوی غیر مقلد نے تو کبھی دار الحرب کہا ہی نہیں۔

اس مرحلہ پر ہم انصاف و دیانت کے تمام پرستاروں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ ان حضرات کو کس درجے کا انگریز پرست قرار دیں گے؟ اگر آپ انہیں انگریز کا ایجنٹ اور حمایتی قرار دینے کے لئے تیار نہیں تو اہل دانش یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ خوف آخرت سے بے نیاز ہو کر امام احمد رضا بریلوی کے خلاف محض تعصب اور عناد کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے اور یہ پروپیگنڈا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

مخالفین بڑے زور شور یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ نے ہندوستان کے دار الحرب ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور مولوی اسماعیل دہلوی نے اسی فتوے کی بنیاد پر جہاد کے تمام تر اقدامات کئے تھے، حالانکہ حضرت شاہ صاحب نے انگریز کی عملداری کی وجہ سے ہندوستان کو دار الحرب قرار دیا اور مولوی اسماعیل دہلوی ببانگ دہل اعلان کرتے رہے کہ ہمیں انگریز حکومت سے کوئی پرخاش نہیں ہے، ہمارا مقابلہ صرف سکھوں سے ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کے سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں!

''سید صاحب نے مولانا شہید کے مشورہ سے شیخ غلام علی رئیس الہٰ آباد کی معرفت لیفٹیننٹ گورنر ممالک مغربی شمال کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد کی تیاری کرتے ہیں، سرکار کو تو

اس میں کچھ اعتراض نہیں ہے؟ لیفٹیننٹ گورنر نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عملداری امن میں خلل نہ پڑے تو ہمیں آپ سے کچھ سروکار نہیں، نہ ہم ایسی تیاری میں مانع ہیں۔

یہ تمام ثبوت صاف اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ جہاد صرف سکھوں سے مخصوص تھا سرکار انگریزی سے مسلمانوں کو ہرگز مخاصمت نہ تھی"۔

(حیات طیبہ، مصنف مرزا حیرت دہلوی، مطبوعہ مکتبہ السلام لاہور ۱۹۵۸ء، ص ۵۲۳)

پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ ہندوستان پر انگریز اور پنجاب پر سکھوں کی حکومت تھی، شاہ عبدالعزیز کے فتویٰ دارالحرب کی بنا پر مولوی اسماعیل دہلوی ہندوستان یا پنجاب میں جہاد نہیں کرتے، جہاد صوبہ سرحد میں کیا جاتا ہے اور زیادہ تر مسلمانوں کو ہی نشانہ ستم بنایا جاتا ہے۔ بنابریں یہ کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ اس جہاد کی بنا فتویٰ دارالحرب پر تھی۔

دارالاسلام اور دارالحرب

کسی ملک کے بارے میں یہ جاننے کے لئے کہ دارالحرب ہے یا دارالاسلام، یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہاں اقتدار کس کا ہے اور احکام کس قسم کے نافذ ہیں، اس اعتبار سے ممالک کو چار قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ وہ ملک جہاں غیر مسلم حکمران ہے اور اسی کے وضع کردہ قوانین کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں اور شعائر اسلام پر پابندی نافذ ہے۔

۲۔ وہ ملک جہاں مسلمان حاکم با اختیار ہے اور وہاں قوانین شرعیہ کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں۔

۳۔ وہ ملک جہاں مسلمان فرمانروا ہے اور وہاں شریعت کے مطابق بھی فیصلے ہوتے ہیں اور مقامی قانون کے مطابق بھی فیصلے ہوتے ہیں۔

۴۔ وہ ملک جہاں غیر مسلم صاحب اقتدار ہے لیکن فیصلے ہر دو طرح ہوتے ہیں، قوانین شرع کے مطابق بھی اور مقامی قانون کے مطابق بھی اور وہاں شعائر اسلام پر پابندی بھی نہیں ہے۔

پہلی صورت میں وہ ملک دارالحرب ہے، باقی تین صورتوں میں وہ دارالاسلام ہے، مسلمانوں کے وہ علاقے جو کفار کے قبضے میں ہیں (جیسے ہندوستان) ان کے بارے میں فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔

" قال السید الامام والبلاد التی فی ایدی الکفرة لاشک انها بلاد الاسلام لعدم

اتصالھا ببلاد الحرب ولم یظھر وابھا احکام الکفر بل القضاۃ مسلمون (الی ان قال) وقد حکمنا بلا خلاف بان ھذہ الدیار قبل استیلاء التتار کان من دیار الاسلام و بعد استیلائھم اعلان الاذان والجمع والجماعات والضکم بمقتضی اشرع والفتویٰ والتدریس شائع بلا نکیر من ملو کھم فالحکم بانھا من بلاد دارالحرب لا جھتہ لہ ٗ نظراً الی الدراستہ والدرایتہ(الی ان قال) و ذکر الحلوانی انہ انما تصیر دارالحرب باجراء احکام الکفر وان لا یحکم فیھا بحکم من احکام الاسلام وان قتصل بدار الحرب وان لا یبقی فیھا مسلم ولاذمی آمنا بالامان الاول فاذا وجدت الشرائط کلھا صارت دارالحرب وعند تعارض الدلائل والشرائط یبقیٰ ماکان وترجع جانب الاسلام احتیاطاً (ملخصاً)

ترجمہ۔سید امام فرماتے ہیں کہ جو شہر کافروں کے ہاتھوں میں ہیں بلا شبہ دارالاسلام ہیں کیونکہ وہ دارالحرب کے شہروں کے متصل نہیں ہیں اور کافروں نے ان میں احکام کفر نافذ نہیں کئے بلکہ قاضی مسلمان ہیں، ہم نے کسی اختلاف کے بغیر حکم لگایا ہے کہ یہ شہر تاتاریوں کے تسلط سے پہلے دارالاسلام تھے اور ان کے غلبے کے بعد اذان، جمعہ، جماعت، شریعت کے مطابق فیصلہ، فتویٰ اور تدریس ایسے امور حکام کی طرف سے کسی انکار کے بغیر اعلانیہ طور پر جاری ہیں، لہذا ان شہروں کو دارالحرب قرار دینے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے، امام حلوانی نے فرمایا کسی علاقہ کے دارالحرب ہونے کی تین شرطیں ہیں۔

ا۔ وہاں احکام کفر یہ جاری ہوں اور اسلام کا کوئی حکم نافذ نہ ہو۔

۲۔ وہ علاقہ دارالحرب سے متصل ہو۔

۳۔ وہاں کوئی مسلمان اور ذمی، امان سابق سے امن والا نہ رہے، جب یہ تمام شرائط پائی جائیں تو وہ جگہ دارالحرب ہے اور جب دلائل اور شرائط متعارض ہوں تو وہ جگہ اپنی اصلی حالت پر رہے گی (پہلے کی طرح دارالاسلام ہوگی) یا احتیاطً جانب اسلام کو ترجیح دی جائے گی۔

اس عبارت کے مطالعہ سے ہندوستان کے بارے میں حقیقت حال بالکل بے غبار ہوجاتی ہے، امید ہے کہ یہ مضمون انصاف پسند حضرات کو حقیقت واقعیہ کی روشنی میں پہنچادے گا۔وما ذلک علی اللہ بعزیز.

دیوبندیوں کے ہاں لفظِ "اعلیٰ حضرت" کا استعمال

اصلی اعلیٰ حضرت کون؟

تحریر مولانا شکیل الرحمٰن مصباحی

ALAHAZRAT NETWORK
اعلیٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

نذرانہ عقیدت

مرشد گرامی، فیض الاولیا، یادگار اسلاف، خطیب البراھین

نظام الملۃ والدین حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ

صوفی محمد نظام الدین محدث بستوی

نوری برکاتی رضوی مدظلہ العالی

(خلیفۂ حضور احسن العلماء مارہرہ مطہرہ)

شیخ الحدیث دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا کبیر نگر (بستی۔ یوپی)

کی خدمت عالیہ میں پیش ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

نیاز مند

شکیل الرحمٰن نظامی مصباحی

☆☆☆

تقدیم

ہمدردقوم وملت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالمبین نعمانی مدظلہ العالی

مہتمم دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ مئو (یوپی)

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین

مجدداسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز (متوفی ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۲ء) نے ایمان وعقیدے کی اصلاح میں جورول ادا کیا ہے اور بدعقیدہ لوگوں کی سرکوبی میں جوجدوجہد کی ہے اس کی مثال چودھویں صدی سے لے کراب تک پیش نہیں کی جاسکتی۔

چونکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ ایک سچے عاشق رسول تھے اور عاشق یہ گوارہ نہیں کرتا کہ اس کے محبوب کو کچھ کہا جائے اس کی شان میں گستاخی کی جائے ایسے موقع پر سچے عاشق کا فریضہ ہوتا ہے کہ اپنی تمام قوت محبوب کے دفاع میں صرف کردے چنانچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یہی کیا اس کا صلہ انھیں رب عزوجل کی طرف سے یہ ملا کہ آج حق کے علمبرداروں کے دل کی آپ دھڑکن بن چکے ہیں مسلک حق کی ترجمانی آپ کے نام سے ہوتی ہے آپ نے اللہ کے محبوب اکبر ﷺ سے سچا عشق کیا تو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دلوں میں آپ کی عظمت بٹھادی اور ایسی کہ آج سب اہل حق اعلیٰ حضرت کا دم بھر رہے ہیں دنیا آپ کی عاشق ہوتی جارہی ہے آپ کے نام پر نام رکھنا معراج سمجھا جانے لگا ہے آپ کے مقبول عالم سلام ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کی تو سارے جہاں میں دھوم مچی ہوئی ہے محافل میلاد ومجالس ذکر رسول میں جہاں دیکھئے یہی نغمۂ جانفزا سنائی دے رہا ہے اور

حیرت کی انتہا ہے کہ یہی علمائے دیو بند اپنے اکابر کو ''حضرت اقدس'' لکھتے نہیں تھکتے جبکہ اس میں ان کے بقول وہی قباحت ہے جو اعلیٰ حضرت میں ہے، کہ جیسے 'اعلیٰ' تفضیل کا صیغہ ہے اقدس بھی تفضیل کا صیغہ ہے، اب کوئی کہے کہ حضور کو تو یہ لوگ صرف حضرت کہتے ہیں اور اپنے مولویوں کو حضرت اقدس کہتے ہیں اس میں دیو بندی مولویوں کو حضور سے بڑھانا لازم آتا ہے تو شاید ہرگز ہرگز یہ بات انھیں قبول نہ ہوگی حالانکہ یہ الٹی منطق انہیں کے گھر کی ہے، اصل میں بد دیانتی یہ ہے کہ حقیقت کو چھپا کر بات کی جارہی ہے، حقیقت یہ ہے کہ ''اقدس ہو یا اعلیٰ، یا اکبر اس قسم کے صیغے محض کسی شخصیت کی عظمت کو ظاہر کرنے اور اس کے اپنے ہم عصروں پر تفوق دکھانے کے لئے استعمال کیے جاتے ہیں اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ، بلاشبہ فائق الاقران تھے۔ منفرد زمانہ تھے مجدد وقت تھے اور اپنے ہمعصروں میں بلاشبہ سب سے ارفع واعلیٰ بھی میرے اس دعوی پر آپ کی علمی اصلاحی اور تحقیقی تصانیف شاہد عدل ہیں، آپ کے تجدیدی کارنامے بین ثبوت ہیں آپ کی مقبولیت ومحبوبیت دلیل کافی ہے نہ آج تک ان کے جیسا مفتی پیدا ہوا نہ محقق، نہ مناظر دیکھنے میں آیا نہ متکلم، نہ مفسر دیکھنے کو ملا نہ محدث نہ ایسا داعی نظر آیا نہ مبلغ، نہ ایسا مصنف ہوا نہ مترجم، الغرض کہ کون سی علم کی شاخ ہے جس پر امام موصوف نے آشیانہ نہ بنایا ہو، کون سا فن ہے جس پر آپ نے قلم نہ اٹھایا ہو، ایسے یگانہ روزگار کو تو اعلیٰ حضرت کہا ہی جاسکتا ہے۔ بلکہ آپ ہی کو یہ لفظ اور یہ خطاب خوب خوب زیب دیتا ہے۔

زیر نظر کتاب میں عزیزی الاسعد مولانا شکیل الرحمٰن نظامی مصباحی بستوی نے سرکار اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کو لفظ اعلیٰ حضرت سے یاد کرنے اور اس کے ہر طرح جائز ہونے کا بھرپور ثبوت فراہم کیا ہے، موصوف نے علمی تحقیقی انداز سے اور اکابر اہل سنت کے اقوال کی روشنی میں تو اس کا جواز ثابت ہی کیا ہے۔ خود مخالفین اعلیحضرت کے اقوال کی

روشنی میں بھی اس امر کا ثبوت فراہم کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو اعلیٰ حضرت کہا جا سکتا ہے کیوں کہ علمائے دیوبند نے خود اپنے اسلاف واکابر کے لئے لفظ اعلیٰ حضرت کا کثرت سے استعمال کیا ہے۔ جیسا کہ اس کتاب کے مطالعہ سے خوب روشن ہے۔ لیکن عجیب جرأت ہے کہ جو لفظ ہمارے اعلیٰ حضرت کے لئے ناجائز وحرام بلکہ کفر تک بتاتے ہیں وہی بات اپنے اکابر کے لئے جائز مانتے ہیں نہ صرف جائز بلکہ اس کا برملا اور بار بار اپنی تصانیف میں اظہار بھی کرتے ہیں۔

اللہ رے نیرنگی افکار کا عالم
جو بات کہیں ننگ وہی بات کہیں فخر

مولانا شکیل الرحمٰن مصباحی نوجوان اور محنتی عالم دین ہیں، جو کام کرتے ہیں ڈوب کر کرتے ہیں، اس کتاب کو بھی محنت سے لکھا ہے، کئی کئی بار چریا کوٹ کا سفر خاص اسی کام کے لیے کیا میری لائبریری کو کھنگالا اور میری نشاندہی سے بھی استفادہ کیا۔ چنانچہ اعلیحضرت محدث بریلوی کے لئے لفظ اعلیٰ حضرت کے استعمال کے جواز پر موصوف نے دلائل کا انبار لگا دیا ہے، جس کے پڑھنے کے بعد منصف مزاج اور دیانتدار آدمی تو ضرور قائل ہو جائے گا، مگر جو معاند ومخالف ہوگا اسے بھی خاموش رہے بغیر چارہ نہیں ہوگا۔

ہمیں امید ہے کہ مصنف کی یہ محنت ضرور ٹھکانے لگے گی۔ اور اس کے مثبت ومفید اثرات ضرور ظاہر ہوں گے۔ اور یہ کتاب مقبول خاص وعام ہوگی اور ساتھ ہی اس سے غلط پروپیگنڈہ کرنے والوں کی علمی بددیانتی کا بھی پردہ چاک ہوگا۔ ضرورت ہے کہ اہل خیر حضرات اس کتاب زیادہ سے زیادہ چھپوا کر یا خرید کر مسلمانوں میں تقسیم کریں تاکہ ایک مجدد اسلام، ایک عارف کامل، ایک محدث اکبر، اور فقیہ اعظم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو گھر تک پہنچایا جا سکے۔ خدا سے دعا ہے کہ یہ کتاب مقبول ہو اور اس کی خوب خوب پذیرائی

ہو اور مصنف کو اس کا بہتر سے بہتر صلہ ملے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم وآلہ وصحبہ وسلم

محمد عبدالمبین نعمانی قادری

المجمع الاسلامی ملت نگر مبارک پور اعظم گڑھ

۳ ؍ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ

عرض حال

۲۰ رمئی ۲۰۰۱ء کو امام احمد رضا محدث بریلوی کے عرس کے موقع پر روزنامہ "راشٹریہ سہارا لکھنؤ" کا اعلیٰ حضرت نمبر نکلا۔ عوام وخواص میں اس کی بے پناہ مقبولیت ہوئی اس کے بعد راشٹریہ سہارا کے منیجر جناب عظیم خاں صاحب نے اعلیٰ حضرت نمبر کی سیریز نکالنے کا اعلان کر دیا لیکن برا ہو تعصب کا کہ ابھی چار ہی نمبر نکل پائے تھے کہ معاندین امام احمد رضا کی صفوں میں واویلا مچ گیا اور راشٹریہ سہارا کے دفتر میں اس قسم کے سوالات آنے لگے، کیا بریلی کے مولانا احمد رضا خاں کو اعلیٰ حضرت کہنا درست ہے۔ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف حضرت کہا جاتا ہے۔ اور آپ اعلیٰ حضرت نمبر کی سیریز نکال رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے منیجر صاحب کو بھی سوچنا پڑا، کیونکہ وہ ان دیوبندی شاطروں کی پر اسرار چالوں سے واقف نہیں تھے، کہ وہ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے غلام رسول رضوی نمائندہ راشٹریہ سہارا مبارک پور کو لکھنؤ بلایا۔ کہ آپ اسکا جواب لکھوا کر جلدی دیجئے۔ وہ لوٹ کر لکھنؤ سے واپس آئے اور آکر مفتی معراج القادری صاحب سے اس اعتراض کا ذکر کیا اور مجھ سے جواب لکھنے کے لئے کہا۔ راقم نے اسے لکھ کر استاذ کریم حضرت علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ العالی سے اصلاح لی اور ایک کاپی غلام رسول رضوی صاحب کو اور ایک کاپی ماہنامہ اشرفیہ میں اشاعت کے لئے دیدی۔ چنانچہ یہ مضمون اگست ۲۰۰۱ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ تو اس کے بعد ہی سے کچھ احباب کا برابر اصرار ہوتا رہا کہ اسے کتابی شکل میں شائع کرا دیا جائے۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہی مضمون کچھ اضافے کے ساتھ انصاف پسند حضرات کی نذر ہے۔

اخیر میں شکر گزار ہوں استاذی الکریم حضرت علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ العالی کا کہ انہوں نے اس کی اصلاح فرما کر اس لائق بنا دیا کہ یہ رسالہ آپ کے ہاتھوں تک پہنچا۔ اور اپنے جملہ اساتذہ کرام اور ان احباب کا جو اپنے نیک مشوروں سے ہمیشہ نوازتے رہتے ہیں۔ اور عزیز مخلص عالی جناب الحاج سیٹھ اخترِ عالم نظامی صاحب کا جنھوں نے اخراجات کا بار اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ التحیۃ والثناء کے صدقہ وطفیل ان کے رزق حلال میں وسعتیں اور کسب خیر میں برکتیں اور مزید خدمت دین کا جذبہ عطا فرمائے اور دعا ہے مولا تعالی ہمارے پیرو مرشد اور جملہ اساتذہ کرام کا سایہ شفقت تا دیر ہمارے سروں پر قائم ودائم فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم

طالب دعا

شکیل الرحمٰن نظامی مصباحی ابن اکرام نوری

درجہ تحقیق الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

مقام اگیا پوسٹ چھاتا ضلع کبیر نگر (یوپی)

۲۵ ربیع الاول بروز جمعہ مبارکہ ۱۴۲۳ھ

باسمہ تعالیٰ

اعظم، اکبر، اعلی، عربی زبان میں اسم تفضیل کہلاتے ہیں جب کسی وصف میں دو یا زیادہ افراد شریک ہوں اور ان میں ایک دوسرے سے بڑھا ہوا ہو، تو اس کی زیادتی کا اظہار کرنے کے لئے اسم تفضیل کا صیغہ استعمال کرتے ہیں مثلاً حامد و محمود دونوں صاحب علم ہیں مگر حامد فوقیت رکھتا ہے تو کہیں گے حامد، محمود سے اعلم ہے ناصر، منصور سے اعلی ہے شاہد، مشہود سے اعظم ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جن پر زیادتی یا فوقیت ہے ان کی صراحت نہیں کی جاتی اور سننے والا قرائن سے سمجھ لیتا ہے۔

مثلاً رب تعالی کے لئے اعظم، اکبر، اعلی بولا جائے تو یہ معنی ہوتا ہے کہ تمام موجودات اور ساری کائنات سے زیادہ عظمت بڑائی اور بلندی والا خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا کے لئے بولا جائے تو یہ معنی ہوتا ہے کہ مخلوقات میں سب سے زیادہ عظمت بڑائی اور بلندی والے حضرت ابوبکر کو صدیق اکبر کہا جائے تو یہ معنی ہوتا ہے کہ انبیاء کے بعد امتیوں میں سے سب سے بڑے صدیق وراست باز اگر اس لفظ سے کوئی یہ سمجھے کہ حضرت ابوبکر کو انبیاء، غیر انبیاء سب کی بہ نسبت صداقت میں زیادہ کہا گیا کہ تو یہ عرف ومحاورہ سے اس کی بے خبری ہوگی۔ اور اگر اہل علم ہو کر کوئی ایسا کہتا ہے تو وہ بڑی بھاری علمی خیانت ہے۔

کبھی کسی خاص دور یا خاص ملک یا علاقہ کے افراد کی بہ نسبت کسی کی زیادتی کا اظہار مقصود ہوتا ہے اور عرف ومحاورہ یا اصطلاح یا قرائن کی مدد سے بغیر صراحت کے بھی اسے سمجھ لیا جاتا ہے مثلاً فتوے میں بہت سے حضرات کے لئے ''مفتی اعظم'' استعمال ہوا اور اب بھی استعمال ہوتا ہے مگر اس کا یہ معنی نہیں ہوتا کہ ممدوح ہر دور کے فقہا اور مفتیوں سے

زیادہ عظیم ہے بلکہ خاص اپنے زمانہ یا اپنے ملک کے مفتیوں میں اس کی عظمت اور بڑائی مقصود ہوتی ہے۔

اسی طرح وزیراعظم اور وزیراعلی کے القاب سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ یہ شخص ہر دور یا ہر ملک کے وزیروں سے بڑا اور بلند ہے بلکہ کسی ملک کے مرکزی مقام میں رہنے والے وزراء میں سب سے زیادہ ممتاز اور با اختیار کو وزیراعظم کہتے ہیں اور ہندوستان کے کسی صوبہ کے مرکزی مقام میں رہنے والے وزراء میں سب سے زیادہ ممتاز اور با اختیار کو وزیراعلی کہتے ہیں اگر کوئی شخص اس سے ہر ملک یا ہر دور کے لحاظ سے عظیم و بلند وزیر کا معنی سمجھے اور یہاں اس لقب کو غلط اور بے جا بتائے تو عرف واصطلاح سے اس کی بے خبری کی علامت ہوگی۔

اسی طرح معزز لوگوں کے لئے جناب یا حضرت کا استعمال شروع ہوا پھر ان میں کسی کی فوقیت ظاہر کرنے کے لئے اسے عالی جناب یا اعلی حضرت کہا گیا یعنی اپنے ہم عصر حضرات میں سب سے بلند وبالا۔ یہ لفظ جہانگیر، شاہ جہاں اور عالمگیر کے لئے بھی فارسی تاریخی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ سلاطین دکن کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا تھا اور حیدر آباد و اطراف میں ان کے لئے اب بھی رائج ہے اور یونہی کویت میں آج بھی وہاں کے وزیر اعظم امیر احمد الصباح کو اعلی حضرت کہا اور لکھا جاتا ہے۔

علمائے دیوبند نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب کے لئے ''اعلی حضرت'' کا لقب کثرت سے استعمال کیا لیکن جب یہی لفظ بریلی کے شہرہ آفاق اور یگانہ روزگار عالم ربانی امام احمد رضا محدث بریلوی قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کے لئے ان کے معتقدین نے استعمال کیا تو اسے اتنی شہرت حاصل ہوئی کہ جب بھی یہ لقب مطلقاً بولا جاتا ہے سننے والوں کا ذہن انہیں کی طرف جاتا ہے۔

اس شہرت کی وجہ سے ماضی کے معظم حضرات کے ساتھ اس لقب کا استعمال ذہنوں سے ایسا اوجھل ہو گیا کہ حلقۂ دیوبند کے لوگ بے خبر عوام کو یہ باور کرانے لگے کہ ماضی

میں یہ لقب کسی دوسری شخصیت کے لئے استعمال نہ ہوا محض سنیوں نے غلو عقیدت میں مولانا احمد رضا خاں کو اعلیٰ حضرت کہنا شروع کر دیا جب کہ رسول اقدس ﷺ کے لئے حضرت، آں حضرت اور حضور کہا جاتا ہے مگر مولانا احمد رضا خاں صاحب کو ان سے بھی بڑھا دیا گیا۔ اب ان سے کون پوچھے کہ اگر یہی معاملہ ہے تو علمائے دیوبند نے حاجی صاحب کو سرکار اقدس ﷺ سے کیوں بڑھا دیا؟ اور آپ لوگ آج بھی اپنے سارے علماء کے لئے حضرت حضور کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور یہی سرکار اقدس کے لئے بھی بولتے ہیں تو ان علماء کو اگر سرکار سے بڑھایا نہیں تو برابر تو کر دیا یہی کیا کم گستاخی و بے ادبی ہے اس منطق کی رو سے تمام معظم لوگوں کے لئے حضرت حضور اور جناب کا بھی استعمال ناجائز وحرام بلکہ کفر ہونا چاہئے عرف ومحاورہ وقرائن اور اہل استعمال کے مقصد ونیت کو پس پشت ڈال کر القاب والفاظ کو اپنے ذہن کا گڑھا ہوا معنیٰ پہنانے کا یہی حال رہا تو نہ معلوم کتنے القاب والفاظ جو اہل زبان اور مستند وبا احتیاط علما میں بھی بلا نکیر استعمال ہو رہے ہیں ناجائز وحرام بلکہ کفر وشرک کے دائرے میں داخل ہو جائیں گے پھر تو ساری دنیا کا دائرہ تنگ اور لکھنا پڑھنا بولنا سب کچھ دوبھر ہو جائے گا۔

میں نے ابتدا میں عرض کیا کہ الفاظ کے معنیٰ متعین کرنے میں عصر وزمانہ عرف و محاورہ اور قرائن وحالات کا دخل ہوتا ہے اس کے کچھ شواہد بھی پیش کردوں تا کہ عام قارئین کو خوب تسلی ہو جائے۔

سرکار دوعالم ﷺ کی امت ساری امتوں سے افضل ہے یہ تمام اہل اسلام کو تسلیم ہے مگر قران کریم میں بنی اسرائیل کے لئے فرمایا" اِنّی فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ "(میں نے تم کو سارے جہان والوں پر فضیلت دی) کسی نے اس کا یہ معنیٰ لیا کہ بنی اسرائیل انبیاء وملائکہ وامت محمد ﷺ سے بھی افضل ہیں بلکہ تمام مفسرین نے یہی بتایا کہ اس دور کی امتوں پر فضیلت وبرتری عطا فرمانا مقصود ہے۔

صدیق اکبر سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطاب ہے حالانکہ سب سے بڑے صدیق حضور ﷺ ہیں، ''فاروق اعظم'' سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطاب ہے حالانکہ معنی لغوی کے اعتبار سے فاروق اعظم صرف سرکار دو عالم ﷺ ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے حالانکہ یہ لفظ بھی اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے صرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق ہے ''غوث اعظم'' و ''غوث الثقلین'' حضور شیخ محی الدین جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے حالانکہ ان کے لغوی معنی حضور ﷺ کے ساتھ مختص ہیں، کسی نے بھی ان لفظوں سے نہیں سمجھا کہ انھیں حضور ﷺ کے مقابلے میں بولا جارہا ہے، ورنہ یہی اعتراض یہاں بھی جوڑا جاسکتا ہے کہ صدیق اکبر، فاروق اعظم، اور حضرت ابوحنیفہ کو امام اعظم اور حضرت شیخ محی الدین جیلانی کو غوث اعظم غوث ثقلین کہنے کا کیا جواز ہے حالانکہ یہ اعتراض کوئی خبطی ہی کرے گا یا علم سے کورا یا پھر تعصب کا مارا کوئی سر پھرا۔

واضح رہے کہ مذکورہ شخصیات کے لئے مذکورہ القاب کا استعمال صرف اہل سنت ہی کے یہاں نہیں بلکہ اہل دیوبند کے یہاں بھی بلا نکیر رائج ہے۔

علامہ مصطفےٰ رضا قادری مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے معنے ہے کہ اعلیٰ پیش گاہ اور محاورے میں اس کا اطلاق معظم تر شخص پر شائع ہے جیسے معظمین کو حضرت کہا جاتا ہے یونہی جیسے جناب کہا جاتا ہے سرکار بولا جاتا ہے، اور راجپوتانہ کے محاورے میں معظم شخص پر دربار کا اطلاق کیا جاتا ہے یونہی عام محاورے میں ''معظم تر'' کو جناب عالی، عالی جناب، عالی سرکار اور سرکار عالی کہا جاتا ہے۔ یوں ہی حضرت اعلیٰ، اعلیٰ حضرت، حضرت عالی بھی۔ (فتاوی مصطفویہ ج ۱ ص ۴۵۱)

حضرت صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان مصنف بہار شریعت فرماتے ہیں۔

لفظ 'اعلیٰ حضرت' انبیاء کرام علیہم السلام یا صحابہ عظام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ خاص نہیں، نہ عرفاً خاص نہ شرعاً حضرت اور حضور کا لفظ تو بہت عام ہے اب اگر کسی معظم دینی کو اعلیٰ حضرت کہا تو اسے نبی یا صحابہ کے کسی خاص وصف میں شریک کرنا نہ ہوا، بلکہ ان تمام لوگوں میں جنھیں حضرت یا حضور کہا جاتا ہے ان سے بڑا مانا اور اس میں اصلاً حرج نہیں بلکہ معظمان دین کو عظمت کے ساتھ ذکر کرنا چاہئے بلکہ قرآن مجید تو مطلقاً مومنین کے لئے فرماتا ہے، انتم الاعلون ان کنتم مومنین، تمہیں اعلیٰ ہو اگر مومن ہو۔ (فتاوی امجدیہ ج ۴ ص ۲۶)

حضور شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

''یہ تو کہیں بھی ثابت نہیں کہ کسی نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ حضرت لکھا یا کہا ہو البتہ سلاطین، مشائخ اور علماء کے لئے اس کا اطلاق صدیوں سے مسلمانوں میں رائج ہے بلکہ دیوبندیوں میں بھی سلطان محی الدین اورنگ زیب غازی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے درباری ان کے والد ماجد شاہجہاں مرحوم کو اعلیحضرت کہتے اور لکھتے تھے۔ دکن میں قدیم سے لے کر آج بھی نواب حیدر آباد کو اعلیٰ حضرت کہا اور لکھا جاتا ہے اس کے علاوہ اور بہت سے نوابوں کو اعلیٰ حضرت کہا اور لکھ گیا ہے، دیوبندی جماعت کے چاروں سرغنہ گنگوہی، نانوتوی، انبیٹھوی، تھانوی بلکہ پوری جماعت حاجی امداد اللہ صاحب کو زندگی بھر اعلیٰ حضرت کہتی رہی لکھتی رہی اور آج بھی کہتی اور لکھتی رہتی ہے اس کے علاوہ کچھوچھہ مقدسہ کے لوگ شیخ المشائخ عارف باللہ حضرت اقدس سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی قدس سرہ کو اعلیٰ حضرت کہتے اور لکھتے ہیں اعلیٰ حضرت لقب ہے جیسے حضرت ابو بکر کا صدیق اکبر، حضرت عمر کا فاروق اعظم، حضرت امام ابو حنیفہ کا امام اعظم، محی الدین حضرت شیخ عبد القادر کا غوث اعظم یہ سب القاب ہیں القاب میں معنی حقیقی کا لحاظ نہیں ہوتا بلکہ من وجہ مناسبت کافی ہوتی

ہے غور کیجئے صدیق اکبر، فاروق اعظم، غوث اعظم، امام اعظم کا معنی لغوی حقیقی کا لحاظ کیجئے تو اس کے مصداق مخلوقات میں صرف حضور اقدس ﷺ ہیں مگر پوری امت بلا کسی انکار کے ان حضرات پر ان القابات کا اطلاق کرتی ہے اسی طرح اعلیٰ حضرت چودھویں صدی میں مجدد اعظم، اعلی حضرت کا لقب اجلہ علمائے کرام نے قرار دیا اب اس کے معنی حقیقی پر نظر نہیں کی جائے گی بلکہ ادنیٰ مناسبت دیکھی جائے گی چونکہ مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ اپنے دور میں تمام علماء و مشائخ میں بلاشبہہ اعلیٰ تھے اس لئے ان کا لقب اعلیٰ حضرت پر اس پر اعتراض کرنا جہالت و بد باطنی ہے۔" (قلمی فتاوی ۳۴۰۰)

ایک سوال کے جواب میں خطیب مشرق پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ الہ آبادی تحریر فرماتے ہیں۔

جب دنیائے سنیت اپنے مقتدائے اعظم تاجدار اہل سنت سیدنا امام احمد رضا کو اعلی حضرت کہتی ہے۔ تو علمائے دیوبند ناک بھوں چڑھا کر افترا باندھتے ہیں کہ دیکھو بریلویوں نے اپنے مولانا کو اعلی حضرت کہہ دیا۔ کیا خوب اگر کسی کو اعلی حضرت کہنا اتنا ہی بڑا جرم و خطا ہے تو اپنے گریبان میں منھ ڈال کر حسب ذیل حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

ایک دن اعلی حضرت نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ اٹھ تو اس قابل نہیں ہے کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے اس کے مہمان علما ہیں۔ اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔ تذکرۃ الرشید کے صفحہ ۴۶ کے حاشیہ سے صفحہ ۴۷ تک تقریباً ایک درجن سے زائد مقامات میں حاجی صاحب کو اعلی حضرت لکھا گیا ہے۔ پوری کتاب کی چھان پھٹک کر کے اعداد شماری کی جائے تو سیکڑوں مقامات پر اعلی حضرت ملے گا۔ فرمائیے یہ ستم ظریفی ہے۔ وہی لفظ کہیں کبیدگی کا سبب اور کہیں باعث فخر و مباہات۔ ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

اور محض اعلیٰ حضرت لکھنے پر اکتفا نہیں بلکہ کریلا نیم چڑھا کے مطابق معاذ اللہ ثم معاذ اللہ سید الکونین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجی صاحب کے مطبخ کا باورچی بنا دیا۔ سچ ہے، دیوبندیت جس شجر خبیث کا دوسرا نام ہے اگر اس کے برگ وبار یہ نہ ہوں گے تو اور کیا ہوں گے۔ کون مولانا گنگوہی، حاجی امداد اللہ صاحب کے مہمان ہونے والے تھے، تو آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قدم رنجہ فرما کر گنگوہی کے لئے کھانا پکایا۔ خدا مسلمانوں کو پناہ دے ایسی بدعقیدگی اور گندم نما جوفروشوں سے۔ سچ کہا ہے غالب نے۔

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی　　　اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی۔

(انکشافات صفحہ ۱۱۳۱)

خود دیوبند کے نہاں خانے میں کتنے اعلیٰ حضرت چھپے بیٹھے ہیں ذرا انہیں کی مستند کتابوں کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں ان کی کتاب تذکرۃ الرشید ہے ان کے عظیم پیشوا مولوی عاشق الٰہی میرٹھی اس کے مصنف ہیں انہوں نے اپنے خانوادے کے مرشد اعظم حاجی امداد اللہ صاحب کو ۲۱۴ جگہ اعلیٰ حضرت لکھا ہے۔

تذکرۃ الرشید جلد اول ناشر مکتبہ شیخ زکریا مفتی اسٹریٹ سہارنپور یوپی۔

نمبر شمار	اعلیٰ حضرت	صفحہ	سطر
۱	اعلیٰ حضرت	۴۰	۱۳
۲	اعلیٰ حضرت	۴۰	۱۶
۳	اعلیٰ حضرت	۴۰	۱۸
۴	اعلیٰ حضرت	۴۰	۲۰
۵	اعلیٰ حضرت	۴۰	۲۱
۶	اعلیحضرت حاجی صاحب	۴۱	۲

۷	اعلیٰ حضرت	۴۱	۹
۸	اعلیٰ حضرت	۴۱	۱۱
۹	اعلیٰ حضرت	۴۲	۱
۱۰	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۴۲	۱۰
۱۱	اعلیٰ حضرت	۴۲	۱۱
۱۲	اعلیٰ حضرت	۴۲	۱۱
۱۳	اعلیٰ حضرت	۴۲	۱۳
۱۴	اعلیٰ حضرت	۴۲	۱۳
۱۵	اعلیٰ حضرت	۴۲	۱۷
۱۶	اعلیٰ حضرت	۴۳	۳
۱۷	اعلیٰ حضرت	۴۳	۵
۱۸	اعلیٰ حضرت	۴۳	۵
۱۹	اعلیٰ حضرت	۴۳	حاشیہ/۳
۲۰	اعلیٰ حضرت	۴۳	حاشیہ/۱۰
۲۱	اعلیٰ حضرت	۴۳	حاشیہ/۳۰
۲۲	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۴۴	۱۱
۲۳	اعلیٰ حضرت	۴۵	۸
۲۴	اعلیٰ حضرت	۴۵	۱۰
۲۵	اعلیٰ حضرت	۴۵	۲۲

۲۶	اعلیٰ حضرت	۴۶	۳
۲۷	اعلیٰ حضرت	۴۶	۱۳
۲۸	اعلیٰ حضرت	۴۶	۱۶
۲۹	اعلیٰ حضرت	۴۶	۱۷
۳۰	اعلیٰ حضرت	۴۳	حاشیہ ۲۳
۳۱	اعلیٰ حضرت	۴۶	۲۱
۳۲	اعلیٰ حضرت	۴۶	۲۳
۳۳	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۴۶	حاشیہ ۴
۳۴	اعلیٰ حضرت	۴۶	حاشیہ ۱۶
۳۵	اعلیٰ حضرت	۴۶	حاشیہ ۲۴
۳۶	اعلیٰ حضرت	۴۶	حاشیہ ۳۱
۳۷	اعلیٰ حضرت	۴۶	حاشیہ ۳۳
۳۸	اعلیٰ حضرت	۴۷	۲
۳۹	اعلیٰ حضرت	۴۷	۳
۴۰	اعلیٰ حضرت	۴۷	۵
۴۱	اعلیٰ حضرت	۴۷	۸
۴۲	اعلیٰ حضرت	۴۷	۹
۴۳	اعلیٰ حضرت	۴۷	۱۱
۴۴	اعلیٰ حضرت	۴۷	۱۴

۴۵	اعلیٰ حضرت	۴۸	۵
۴۶	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۴۸	۶
۴۷	اعلیٰ حضرت	۴۸	۷
۴۸	اعلیٰ حضرت	۴۸	۹
۴۹	اعلیٰ حضرت	۴۸	۱۱
۵۰	اعلیٰ حضرت	۴۸	۱۲
۵۱	اعلیٰ حضرت	۴۸	۱۳
۵۲	اعلیٰ حضرت	۴۸	۱۴
۵۳	اعلیٰ حضرت	۴۸	۲۱
۵۴	اعلیٰ حضرت	۴۹	۱۸
۵۵	اعلیٰ حضرت	۴۹	۲۳
۵۶	اعلیٰ حضرت	۵۰	۴
۵۷	اعلیٰ حضرت	۵۰	۱۰
۵۸	اعلیٰ حضرت	۵۰	۱۴
۵۹	اعلیٰ حضرت	۵۰	۱۴
۶۰	اعلیٰ حضرت	۵۰	۱۵
۶۱	اعلیٰ حضرت	۵۰	۱۸
۶۲	اعلیٰ حضرت	۵۰	۲۰
۶۳	اعلیٰ حضرت	۵۰	۲۳

۶۴	اعلیٰ حضرت	۵۱	۴
۶۵	اعلیٰ حضرت	۵۱	۴
۶۶	اعلیٰ حضرت	۵۱	۸
۶۷	اعلیٰ حضرت	۵۱	۱۶
۶۸	اعلیٰ حضرت	۵۱	۲۳
۶۹	اعلیٰ حضرت	۵۲	۲۱
۷۰	اعلیٰ حضرت	۵۳	۳
۷۱	اعلیٰ حضرت	۵۳	۱۱
۷۲	اعلیٰ حضرت	۵۳	۱۳
۷۳	اعلیٰ حضرت	۵۳	۱۴
۷۴	اعلیٰ حضرت	۵۳	۱۹
۷۵	اعلیٰ حضرت	۵۳	۲۱
۷۶	اعلیٰ حضرت	۵۴	۱
۷۷	اعلیٰ حضرت	۵۴	۲
۷۸	اعلیٰ حضرت	۵۴	۷
۷۹	اعلیٰ حضرت	۵۴	۸
۸۰	اعلیٰ حضرت	۵۴	۱۶
۸۱	اعلیٰ حضرت	۵۴	۲۲
۸۲	اعلیٰ حضرت	۵۵	۶

۸۳	اعلیٰ حضرت	۵۵	۱۲
۸۴	اعلیٰ حضرت	۵۶	۲۲
۸۵	اعلیٰ حضرت	۵۷	۹
۸۶	اعلیٰ حضرت	۵۷	۱۰
۸۷	اعلیٰ حضرت	۵۹	۲
۸۸	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۷۴	۵
۸۹	اعلیٰ حضرت	۷۴	۹
۹۰	اعلیٰ حضرت	۷۴	۱۲
۹۱	اعلیٰ حضرت	۷۴	۱۳
۹۲	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۷۴	۲۳
۹۳	اعلیٰ حضرت	۷۵	۷
۹۴	اعلیٰ حضرت	۷۵	۹
۹۵	اعلیٰ حضرت	۷۵	۲۲
۹۶	اعلیٰ حضرت	۷۶	۲۳
۹۷	اعلیٰ حضرت	۷۷	۲
۹۸	اعلیٰ حضرت	۷۷	۱۲
۹۹	اعلیٰ حضرت	۷۷	۱۷
۱۰۰	اعلیٰ حضرت	۷۷	۱۹
۱۰۱	اعلیٰ حضرت	۷۷	۲۲

۱۰۲	اعلیٰ حضرت	۷۸	۱۴
۱۰۳	اعلیٰ حضرت	۷۸	۱۹
۱۰۴	اعلیٰ حضرت	۷۹	۷
۱۰۵	اعلیٰ حضرت	۸۰	۲
۱۰۶	اعلیٰ حضرت	۸۰	۱۴
۱۰۷	اعلیٰ حضرت	۸۰	۱۶
۱۰۸	اعلیٰ حضرت	۸۰	۱۶
۱۰۹	اعلیٰ حضرت	۸۱	۱۶
۱۱۰	اعلیٰ حضرت	۸۱	۸
۱۱۱	اعلیٰ حضرت	۸۱	۸
۱۱۲	اعلیٰ حضرت	۸۱	۱۱
۱۱۳	اعلیٰ حضرت	۸۱	۱۳
۱۱۴	اعلیٰ حضرت	۱۱۴	حاشیہ ۳۸
۱۱۵	اعلیٰ حضرت	۱۱۵	حاشیہ ۱۵
۱۱۶	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۱۲۴	حاشیہ ۹
۱۱۷	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۱۲۴	حاشیہ ۱۷
۱۱۸	اعلیٰ حضرت	۱۲۸	۲۲
۱۱۹	اعلیٰ حضرت	۱۳۰	۱۰
۱۲۰	اعلیٰ حضرت	۱۳۲	۱۴

۱۲۱	اعلیٰ حضرت	۱۳۶	۱
۱۲۲	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۰۶	۳
۱۲۳	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۰۶	۱۰
۱۲۴	اعلیٰ حضرت	۲۰۶	۱۲
۱۲۵	اعلیٰ حضرت	۲۰۶	۱۳
۱۲۶	اعلیٰ حضرت	۲۰۶	۱۶
۱۲۷	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۱۶	۱
۱۲۸	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۱۶	۴
۱۲۹	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۲۲	۱۸
۱۳۰	اعلیٰ حضرت	۲۲۲	۱۹
۱۳۱	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۳۷	۵
۱۳۲	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۳۷	۱۶
۱۳۳	اعلیٰ حضرت	۲۳۷	۱۹
۱۳۴	اعلیٰ حضرت	۲۳۷	۲۳
۱۳۵	اعلیٰ حضرت	۲۳۸	۱
۱۳۶	اعلیٰ حضرت	۲۳۸	۲
۱۳۷	اعلیٰ حضرت	۲۳۸	۴
۱۳۸	اعلیٰ حضرت	۲۳۸	۵
۱۳۹	اعلیٰ حضرت	۲۳۸	۷

۱۴۰	اعلیٰ حضرت	۲۳۸	۸
۱۴۱	اعلیٰ حضرت	۲۳۸	۱۱
۱۴۲	اعلیٰ حضرت	۲۳۸	۱۴
۱۴۳	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۳۹	۳
۱۴۴	اعلیٰ حضرت	۲۳۹	۱۷
۱۴۵	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۴۱	۱۲
۱۴۶	اعلیٰ حضرت	۲۴۱	۱۳
۱۴۷	اعلیٰ حضرت	۲۴۱	۱۷
۱۴۸	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۴۱	۲۰
۱۴۹	اعلیٰ حضرت	۲۴۱	۲۲
۱۵۰	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۴۴	۴

تذکرۃ الرشید جلد دوم

نمبر شمار	اعلیٰ حضرت	صفحہ	سطر
۱۵۱	اعلیٰ حضرت	۷	۴
۱۵۲	اعلیٰ حضرت	۷	۹
۱۵۳	اعلیٰ حضرت	۷	۱۳
۱۵۴	اعلیٰ حضرت	۷	۱۴
۱۵۵	اعلیٰ حضرت	۷	۱۷

۱۷۵	اعلیٰ حضرت	۱۱۵	۱۴
۱۷۶	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۱۴۳	۴
۱۷۷	اعلیٰ حضرت مرشد العرب والعجم	۱۵۴	۱۰
۱۷۸	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۱۵۵	۱۵
۱۷۹	اعلیٰ حضرت	۱۵۶	۲۳
۱۸۰	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۱۶۷	۲۰
۱۸۱	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۱۸۴	۹
۱۸۲	اعلیٰ حضرت	۱۸۴	۱۴
۱۸۳	اعلیٰ حضرت	۱۸۴	۱۶
۱۸۴	اعلیٰ حضرت	۱۸۴	۱۷
۱۸۵	اعلیٰ حضرت	۱۸۴	۱۳
۱۸۶	اعلیٰ حضرت	۱۸۵	۱
۱۸۷	اعلیٰ حضرت	۱۸۵	۴
۱۸۸	اعلیٰ حضرت	۱۸۵	۲۲
۱۸۹	اعلیٰ حضرت	۱۸۶	۱
۱۹۰	اعلیٰ حضرت	۱۸۶	۵
۱۹۱	اعلیٰ حضرت	۱۸۶	۱۳
۱۹۲	اعلیٰ حضرت	۱۸۷	۹
۱۹۳	اعلیٰ حضرت	۱۸۷	۱۴

۱۹۴	اعلیٰ حضرت	۱۸۷	۲۰
۱۹۵	اعلیٰ حضرت	۱۸۸	۵
۱۹۶	اعلیٰ حضرت	۱۸۸	۸
۱۹۷	اعلیٰ حضرت	۱۸۸	۱۰
۱۹۸	اعلیٰ حضرت	۱۸۸	۱۴
۱۹۹	اعلیٰ حضرت	۱۸۹	۶
۲۰۰	اعلیٰ حضرت	۲۱۹	۱
۲۰۱	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۶۹	۸
۲۰۲	اعلیٰ حضرت	۲۸۷	۲۲
۲۰۳	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۳۱۱	۷
۲۰۴	اعلیٰ حضرت	۳۱۱	۱۴
۲۰۵	اعلیٰ حضرت	۳۱۱	۱۵
۲۰۶	اعلیٰ حضرت	۳۱۱	۱۶
۲۰۷	اعلیٰ حضرت حاجی امداداللہ	۳۱۹	۱۵
۲۰۸	اعلیٰ حضرت	۳۱۹	۱۷
۲۰۹	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۳۲۰	۱
۲۱۰	اعلیٰ حضرت	۳۲۰	۶
۲۱۱	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۳۲۰	۷
۲۱۲	اعلیٰ حضرت	۳۲۰	۱۲

۲۱۳	اعلیٰ حضرت	۳۲۶	۱۲
۲۱۴	اعلیٰ حضرت	۳۲۶	۱۳

اب ان کی دوسری کتابوں کو بھی دیکھتے چلئے۔ تحفہ القادیان۔ یہ کتاب بھی دیو بند سے شائع ہوئی ہے اس کے مصنف مولوی سیف اللہ مبلغ دار العلوم دیو بند ہیں۔ وہ صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

"بحکم سیدی مولائی قطب ربانی حکیم الامت اعلیٰ حضرت قاری طیب صاحب مدیر دیو بند۔

ان کے پیشوا مولانا زکریا سہارنپور (شیخ الحدیث مظاہر العلوم) اپنی کتاب آپ بیتی میں اپنے بزرگوں (مولانا عبدالرحیم رائپوری، مولانا حاجی امداد اللہ، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا مظہر وغیرہ) کو ۱۸۹ جگہ اعلیٰ حضرت لکھا ہے۔

حوالے ملاحظہ ہوں۔

آپ بیتی جلد اول ناشر مکتبہ شیخ زکریا مفتی اسٹریٹ سہارن پور (یوپی)

نمبر شمار	اعلیٰ حضرت	صفحہ	سطر
۱	اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم رائپوری	۵۱	۴
۲	اعلیٰ حضرت	۵۶	۷
۳	اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم	۸۹	۶
۴	اعلیٰ حضرت رائپوری	۸۳	۱
۵	اعلیٰ حضرت رائپوری	۱۰۷	۱۰
۶	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۲۸	۷
۷	اعلیٰ حضرت	۲۶۷	۲۰

۸	اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم	۲۷۲	۴
۹	اعلیٰ حضرت	۲۸۱	۱
۱۰	اعلیٰ حضرت	۲۹۰	۱۸
۱۱	اعلیٰ حضرت رائپوری	۳۲۲	۴
۱۲	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۳۲۲	۹
۱۳	اعلیٰ حضرت	۳۲۶	۸
۱۴	اعلیٰ حضرت محمودالحسن	۳۳۶	۱۴
۱۵	اعلیٰ حضرت رائپوری	۳۳۶	۱۵
۱۶	اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم	۳۳۷	۱۹
۱۷	اعلیٰ حضرت رائپوری	۳۳۹	۵
۱۸	اعلیٰ حضرت رائپوری	۳۳۹	۸
۱۹	اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم	۳۴۱	۴
۲۰	اعلیٰ حضرت	۳۴۱	۱۰
۲۱	اعلیٰ حضرت	۳۴۱	۱۶
۲۲	اعلیٰ حضرت	۳۴۱	۱۸
۲۳	اعلیٰ حضرت رائپوری	۳۴۲	۳
۲۴	اعلیٰ حضرت	۳۴۲	۸
۲۵	اعلیٰ حضرت	۳۴۲	۱۰
۲۶	اعلیٰ حضرت رائپوری	۳۴۲	۱۴

۴۶	اعلیٰ حضرت رائپوری	۳۵۰	۱۲
۴۷	اعلیٰ حضرت رائپوری	۳۵۱	۷
۴۸	اعلیٰ حضرت	۳۵۱	۱۷
۴۹	اعلیٰ حضرت رائپوری	۳۵۳	۹
۵۰	اعلیٰ حضرت	۳۵۳	۱۱
۵۱	اعلیٰ حضرت	۳۵۳	۱۳
۵۲	اعلیٰ حضرت	۳۵۴	۱
۵۳	اعلیٰ حضرت	۳۵۴	۴
۵۴	اعلیٰ حضرت رائپوری	۳۵۴	۵
۵۵	اعلیٰ حضرت	۳۵۴	۷
۵۶	اعلیٰ حضرت	۳۵۴	۸
۵۷	اعلیٰ حضرت	۳۵۴	۱۷
۵۸	اعلیٰ حضرت	۳۵۴	۲۱
۵۹	اعلیٰ حضرت	۳۵۵	۱
۶۰	اعلیٰ حضرت	۳۵۵	۳
۶۱	اعلیٰ حضرت	۳۵۵	۶
۶۲	اعلیٰ حضرت	۳۵۶	۱۹
۶۳	اعلیٰ حضرت	۳۵۷	۳
۶۴	اعلیٰ حضرت	۳۵۸	۱

۶۵	اعلیٰ حضرت	۳۵۸	۱۰
۶۶	اعلیٰ حضرت حکیم الامت اشرف علی	۳۵۸	۷
۶۷	اعلیٰ حضرت رائپوری	۳۶۶	۱۵
۶۸	اعلیٰ حضرت سہارن پوری	۳۶۷	۱۶
۶۹	اعلیٰ حضرت حکیم الامت	۳۶۸	۱۴
۷۰	اعلیٰ حضرت	۳۶۸	۱۵
۷۱	اعلیٰ حضرت رائپوری	۳۷۰	۱۴
۷۲	اعلیٰ حضرت رائپوری	۳۸۲	۱۰
۷۳	اعلیٰ حضرت	۴۰۲	۹
۷۴	اعلیٰ حضرت	۴۰۲	۱۰
۷۵	اعلیٰ حضرت	۴۰۲	۱۲
۷۶	اعلیٰ حضرت	۴۰۲	۱۲
۷۷	اعلیٰ حضرت	۴۰۲	۱۳
۷۸	اعلیٰ حضرت	۴۰۲	۱۹
۷۹	اعلیٰ حضرت	۴۰۲	۱۹
۸۰	اعلیٰ حضرت	۴۰۳	۱
۸۱	اعلیٰ حضرت	۴۰۳	۹
۸۲	اعلیٰ حضرت	۴۰۳	۱۷
۸۳	اعلیٰ حضرت	۴۰۶	۱۲

۸۴	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۴۰۷	۱۹
۸۵	اعلیٰ حضرت سہارن پوری	۴۱۰	۱۲
۸۶	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۴۱۰	حاشیہ سطر ۴
۸۷	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۴۱۸	۱۴
۸۸	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۴۱۹	۱۹
۸۹	اعلیٰ حضرت	۴۲۰	۳
۹۰	اعلیٰ حضرت	۴۲۰	۴
۹۱	اعلیٰ حضرت	۴۲۰	۹
۹۲	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۴۲۰	۱۲
۹۳	اعلیٰ حضرت	۴۲۲	۲۱
۹۴	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۴۲۷	۳
۹۵	اعلیٰ حضرت رائپوری	۴۴۷	۸
۹۶	اعلیٰ حضرت حکیم الامت	۴۵۷	۱۳
۹۷	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۴۶۹	۱۹
۹۸	اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم	۵۲۵	۱۹
۹۹	اعلیٰ حضرت رائپوری	۵۳۸	۱۰
۱۰۰	اعلیٰ حضرت رائپوری	۵۵۴	۱۱
۱۰۱	اعلیٰ حضرت رائپوری	۵۵۹	۴
۱۰۲	اعلیٰ حضرت رائپوری	۵۹۴	۱۴

۱۰۳	اعلیٰ حضرت	۵۹۴	۱۶
۱۰۴	اعلیٰ حضرت	۵۹۴	۱۷
۱۰۵	اعلیٰ حضرت	۵۹۴	۱۷
۱۰۶	اعلیٰ حضرت	۵۹۹	۲۰
۱۰۷	اعلیٰ حضرت رائپوری	۶۰۰	۱۲
۱۰۸	اعلیٰ حضرت مولانا مظہر صاحب	۶۲۱	۶
۱۰۹	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۶۲۱	۱۸
۱۱۰	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۶۲۳	۱
۱۱۱	اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم	۶۲۸	۶
۱۱۲	اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم	۶۳۸	۸
۱۱۳	اعلیٰ حضرت رائپوری	۶۳۸	۱۰
۱۱۴	اعلیٰ حضرت تھانوی صاحب	۶۳۹	۱۷
۱۱۵	اعلیٰ حضرت رائپوری	۶۴۳	۸
۱۱۶	اعلیٰ حضرت رائپوری	۶۴۹	۱۴
۱۱۷	اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم	۶۵۱	۲۱
۱۱۸	اعلیٰ حضرت رائپوری	۶۵۲	۶
۱۱۹	اعلیٰ حضرت رائپوری	۶۵۲	۷
۱۲۰	اعلیٰ حضرت رائپوری	۶۵۲	۹
۱۲۱	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۶۶۱	۲

۱۳۹	اعلیٰ حضرت	۱۰۷	۱۴
۱۴۰	اعلیٰ حضرت	۱۰۷	۱۶
۱۴۱	اعلیٰ حضرت	۱۰۷	۱۷
۱۴۲	اعلیٰ حضرت	۱۰۸	۳
۱۴۳	اعلیٰ حضرت	۱۰۸	۵
۱۴۴	اعلیٰ حضرت	۱۰۸	۶
۱۴۵	اعلیٰ حضرت	۱۰۸	۷
۱۴۶	اعلیٰ حضرت	۱۰۸	۹
۱۴۷	اعلیٰ حضرت	۱۲۲	۵
۱۴۸	اعلیٰ حضرت	۱۲۳	۵
۱۴۹	اعلیٰ حضرت	۱۲۳	۱۰
۱۵۰	اعلیٰ حضرت	۱۲۳	۱۵
۱۵۱	اعلیٰ حضرت	۱۲۳	۱۶
۱۵۲	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۲۲	۳
۱۵۳	اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری	۲۳۹	۱۶
۱۵۴	اعلیٰ حضرت	۲۳۹	۱۷
۱۵۵	اعلیٰ حضرت	۲۳۹	۱۸
۱۵۶	اعلیٰ حضرت	۲۴۰	۶
۱۵۷	اعلیٰ حضرت	۲۴۰	۸

۱۵۸	اعلیٰ حضرت رائے پوری	۲۴۵	۴
۱۵۹	اعلیٰ حضرت	۲۴۵	۶
۱۶۰	اعلیٰ حضرت	۲۴۶	۲
۱۶۱	اعلیٰ حضرت	۲۴۶	۳
۱۶۲	اعلیٰ حضرت رائے پوری	۲۴۶	۴
۱۶۳	اعلیٰ حضرت رائے پوری	۲۴۶	۱۴
۱۶۴	اعلیٰ حضرت	۲۴۶	۱۵
۱۶۵	اعلیٰ حضرت	۲۴۶	۱۹
۱۶۶	اعلیٰ حضرت	۲۴۷	۱
۱۶۷	اعلیٰ حضرت	۲۴۷	۳
۱۶۸	اعلیٰ حضرت	۲۴۷	۶
۱۶۹	اعلیٰ حضرت	۲۵۱	۵
۱۷۰	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۲۵۲	۱۰
۱۷۱	اعلیٰ حضرت رائے پوری	۲۶۸	۵
۱۷۲	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۲۶۸	۶
۱۷۳	اعلیٰ حضرت رائے پوری	۲۹۱	۲۲
۱۷۴	اعلیٰ حضرت	۳۲۰	۲۰
۱۷۵	اعلیٰ حضرت رائے پوری	۳۳۹	۸
۱۷۶	اعلیٰ حضرت رائے پوری	۳۵۲	۱۰

۱۷۷	اعلیٰ حضرت	۳۵۲	۱۱
۱۷۸	اعلیٰ حضرت رائے پوری	۳۵۵	۲۰
۱۷۹	اعلیٰ حضرت رائے پوری	۳۶۱	۸
۱۸۰	اعلیٰ حضرت رائے پوری	۳۶۸	۱۷
۱۸۱	اعلیٰ حضرت رائے پوری	۳۶۸	۱۸
۱۸۲	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۳۸۵	۱۴
۱۸۳	اعلیٰ حضرت	۳۸۶	۱۲
۱۸۴	اعلیٰ حضرت	۳۸۶	۱۶
۱۸۵	اعلیٰ حضرت	۳۸۶	۱۹
۱۸۶	اعلیٰ حضرت	۳۸۷	۱
۱۸۷	اعلیٰ حضرت	۳۸۷	۲
۱۸۸	اعلیٰ حضرت	۳۸۷	۴
۱۸۹	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۳۹۱	۱۶

☆☆☆

☆☆

ان کی کتاب ''تذکرۃ الخلیل'' ہے۔اس کے مصنف ان کے عظیم پیشوا مولانا عاشق الٰہی میرٹھی ہیں اس میں انھوں نے حاجی امداد اللہ وغیرہ کو ۱۸ جگہ اعلیٰ حضرت لکھا ہے۔

تذکرۃ الخلیل از مولانا عاشق الٰہی میرٹھی

ناشر مکتبہ خلیلیہ متصل مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور یوپی۔

نمبر شمار	اعلیٰ حضرت	صفحہ	سطر
۱	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۷۴	۲۰
۲	اعلیٰ حضرت	۷۴	۲۱
۳	اعلیٰ حضرت	۷۵	۴
۴	اعلیٰ حضرت	۷۵	۶
۵	اعلیٰ حضرت	۷۵	۸
۶	اعلیٰ حضرت	۷۷	۲۲
۷	اعلیٰ حضرت	۹۴	۱۰
۸	اعلیٰ حضرت	۱۰۶	۱۸
۹	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۱۱۹	۸
۱۰	اعلیٰ حضرت	۱۱۹	۹
۱۱	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۱۱۹	۱۲
۱۲	اعلیٰ حضرت	۱۱۹	۱۸
۱۳	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۱۲۴	۳
۱۴	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۲۴	۷

۱۵	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۷۹	۴
۱۶	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۳۳۹	۳
۱۷	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۳۳۹	۴
۱۸	اعلیٰ حضرت امام ربانی	۴۲۹	۱

ان کی کتاب ''اشرف السوانح'' ہے اس کے مصنف خواجہ عزیز الحسن ہیں جو حکیم الامت کے اکابر خلفاء میں شمار کئے جاتے ہیں ان میں انھوں نے حاجی امداد اللہ صاحب کو ۲۰ رجگہ اعلی حضرت لکھا ہے۔

اشرف السوانح از خواجہ عزیز الحسن، ج اول ۔ ناشر مکتبہ تالیفات اشرفیہ نمبر ۸ تھانہ بھون مظفر نگر (یوپی)

اشرف السوانح جلد اول

نمبر شمار	اعلی حضرت	صفحہ	سطر
۱	اعلی حضرت حاجی صاحب	۲۴۷	۳

اشرف السوانح جلد دوم

نمبر شمار	اعلی حضرت	صفحہ	سطر
۲	اعلی حضرت حاجی صاحب	۵	۱۶
۳	اعلی حضرت حاجی صاحب	۵	۲۰
۴	اعلی حضرت	۵	۲۱
۵	اعلی حضرت حاجی صاحب	۱۸۵	۱۰

۶	اعلی حضرت حاجی صاحب	۳۰۱	۱
۷	اعلی حضرت حاجی صاحب	۳۰۲	۲۵
۸	اعلی حضرت حاجی صاحب	۳۵۱	۱۸
	جلد سوم		
۹	اعلی حضرت حاجی صاحب	۴۰	۲
۱۰	اعلی حضرت حاجی صاحب	۴۰	۲۵
۱۱	اعلی حضرت	۴۳	۲۵
۱۲	اعلی حضرت	۴۴	۲
۱۳	اعلی حضرت حاجی صاحب	۷۹	۴
۱۴	اعلی حضرت حاجی صاحب	۹۸	۱
۱۵	اعلی حضرت حاجی صاحب	۱۵۲	۲۴
۱۶	اعلی حضرت حاجی صاحب	۲۵۵	۱۰
۱۷	اعلی حضرت حاجی صاحب	۲۶۱	۶
۱۸	اعلی حضرت حاجی صاحب	۲۶۲	۸
۱۹	اعلی حضرت حاجی صاحب	۳۹۷	۱۷
	جلد چہارم		
۲۰	اعلی حضرت	۲۹۹	۱۲

☆☆☆☆☆

کتاب حکیم الامت جس کے مصنف عبدالماجد دریا آبادی اڈیٹر صدق لکھنؤ میں انھوں نے نظام دکن کو ۲ جگہ اعلی حضرت لکھا ہے۔

حکیم الامت ناشر (مطبع) معارف اعظم گڑھ یوپی۔

سطر	صفحہ	اعلی حضرت	نمبر شمار
۱۰	۲۲۶	اعلی حضرت نظام دکن	۱
۱۸	۳۲۰	اعلی حضرت نظام دکن	۲

ان کی ایک کتاب اکابر کا تقوی ہے جو شیخ زکریا کاندھلوی کے ارشاد پر لکھی گئی اس کے مصنف صوفی اقبال مہاجر مدنی ہیں اس میں انھوں نے اپنے بزرگوں کو ۱۸ ر جگہ اعلی حضرت لکھا ہے۔

اکابر کا تقوی از صوفی محمد اقبال مہاجر مدنی

ناشر کریمی پبلیکشنز نمبر ۴۲۶ ر شاہ گنج الہ آباد یوپی۔

سطر	صفحہ	اعلی حضرت	نمبر شمار
۱۵ ر فہرست	۵	اعلی حضرت شاہ عبدالرحیم	۱
۱۶	۴۴	اعلی حضرت گنگوہی	۲
۸	۵۲	اعلی حضرت حاجی امداداللہ	۳
۱	۵۸	اعلی حضرت شاہ عبدالرحیم	۴
۳	۵۸	اعلی حضرت	۵
۴	۵۸	اعلی حضرت	۶
۷	۶۱	اعلی حضرت رائے پوری	۷

۸	اعلیٰ حضرت رائے پوری	۶۱	۹
۹	اعلیٰ حضرت	۶۲	۳
۱۰	اعلیٰ حضرت رائے پوری	۶۲	۴
۱۱	اعلیٰ حضرت رائے پوری	۶۲	۱۷
۱۲	اعلیٰ حضرت	۶۲	۱۸
۱۳	اعلیٰ حضرت	۶۳	۴
۱۴	اعلیٰ حضرت	۶۳	۵
۱۵	اعلیٰ حضرت	۶۳	۸
۱۶	اعلیٰ حضرت سہارنپوری	۶۳	۱۳
۱۷	اعلیٰ حضرت	۶۷	۲
۱۸	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۶۸	۱۰

انھیں کی ایک کتاب اکابر کا احسان وسلوک ہے اس کے مصنف محمد اقبال ہوشیار پوری ہیں اس پر مولانا ابوالحسن ندوی کا مقدمہ بھی ہے اس میں انھوں نے اپنے بزرگ حاجی امداداللہ صاحب رشید احمد گنگوہی وغیرہ کو ۱۰ ارجگہ اعلیٰ حضرت لکھا ہے۔

اکابر کا احسان وسلوک از محمد اقبال

ناشر کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مفتی سہارنپور (یوپی)

نمبر شمار	اعلیٰ حضرت	صفحہ	سطر
۱	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۴۵	۲۰
۲	اعلیٰ حضرت	۴۸	۲۰

۳	اعلی حضرت	۴۹	۴
۴	اعلی حضرت حاجی صاحب	۴۹	۶
۵	اعلی حضرت	۴۹	۷
۶	اعلی حضرت	۹۱	۵
۷	اعلی حضرت	۹۲	۹
۸	اعلی حضرت	۹۲	۱۳
۹	اعلی حضرت	۹۲	۱۶
۱۰	اعلی حضرت	۹۳	۱۹

ان کی ایک کتاب تاریخ مشائخ چشت ہے اس کے مصنف مولانا زکریا سہارنپوری ہیں جو تبلیغی نصاب کے مصنف ہیں اس میں انھوں نے اپنے بزرگوں کو ۶۷ رجگہ اعلی حضرت لکھا ہے۔

تاریخ مشائخ چشت از مولانا زکریا (شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور)

ناشر اشاعت العلوم محلّہ مفتی سہارنپور (یوپی)

نمبر شمار	اعلی حضرت	صفحہ	سطر
۱	اعلی حضرت	ب ابتدائی	۶
۲	اعلی حضرت	۲۳۴	۵
۳	اعلی حضرت	۲۳۵	۹
۴	اعلی حضرت	۲۴۱	۱۰
۵	اعلی حضرت	۲۴۲	۱

۶	اعلیٰ حضرت	۲۴۲	۳
۷	اعلیٰ حضرت	۲۴۲	۴
۸	اعلیٰ حضرت	۲۴۸	۱۱
۹	اعلیٰ حضرت	۲۴۸	۱۵
۱۰	اعلیٰ حضرت	۲۴۸	۱۷
۱۱	اعلیٰ حضرت	۲۵۱	۸
۱۲	اعلیٰ حضرت	۲۵۲	۴
۱۳	اعلیٰ حضرت	۲۵۲	۸
۱۴	اعلیٰ حضرت	۲۵۳	۱
۱۵	اعلیٰ حضرت	۲۵۳	۴
۱۶	اعلیٰ حضرت	۲۵۳	۹
۱۷	اعلیٰ حضرت	۲۵۴	۲
۱۸	اعلیٰ حضرت	۲۵۵	۱۹
۱۹	اعلیٰ حضرت	۲۵۷	۸
۲۰	اعلیٰ حضرت	۲۵۷	۸
۲۱	اعلیٰ حضرت	۲۵۷	۱۳
۲۲	اعلیٰ حضرت	۲۵۷	۱۹
۲۳	اعلیٰ حضرت	۲۵۸	۶
۲۴	اعلیٰ حضرت	۲۶۱	۱۷

۲۵	اعلی حضرت	۲۶۳	۱۹
۲۶	اعلی حضرت	۲۶۹	۱۵
۲۷	اعلی حضرت	۲۶۹	۱۶
۲۸	اعلی حضرت	۲۶۹	۱۶
۲۹	اعلی حضرت	۲۶۹	۱۸
۳۰	اعلی حضرت	۲۷۰	۱
۳۱	اعلی حضرت	۲۷۰	۷
۳۲	اعلی حضرت	۲۷۰	۹
۳۳	اعلی حضرت	۲۷۰	۱۲
۳۴	اعلی حضرت	۲۷۰	۱۳
۳۵	اعلی حضرت	۲۷۰	۱۷
۳۶	اعلی حضرت	۲۷۰	۱۹
۳۷	اعلی حضرت	۲۷۱	۵
۳۸	اعلی حضرت	۲۷۱	۶
۳۹	اعلی حضرت	۲۷۱	۹
۴۰	اعلی حضرت	۲۷۲	۴
۴۱	اعلی حضرت	۲۷۲	۷
۴۲	اعلی حضرت	۲۷۲	۱۱
۴۳	اعلی حضرت	۲۷۲	۱۴

۴۴	اعلی حضرت	۲۷۲	۱۶
۴۵	اعلی حضرت	۲۷۲	۱۷
۴۶	اعلی حضرت	۲۷۳	۱
۴۷	اعلی حضرت	۲۷۳	۷
۴۸	اعلی حضرت	۲۷۳	۸
۴۹	اعلی حضرت	۲۷۴	۱۹
۵۰	اعلی حضرت	۲۷۴	۲۰
۵۱	اعلی حضرت	۲۷۵	۱
۵۲	اعلی حضرت	۲۷۵	۶
۵۳	اعلی حضرت	۲۷۸	۱۷
۵۴	اعلی حضرت	۲۷۸	۱۹
۵۵	اعلی حضرت	۲۷۹	۳
۵۶	اعلی حضرت	۲۷۹	۱۲
۵۷	اعلی حضرت	۲۷۹	۱۴
۵۸	اعلی حضرت	۲۸۰	۱۹
۵۹	اعلی حضرت	۲۸۲	۹
۶۰	اعلی حضرت	۲۸۲	۱۰
۶۱	اعلی حضرت	۲۸۵	۶
۶۲	اعلی حضرت	۳۰۱	۲

۶۳	اعلیٰ حضرت	۳۰۳	5
۶۴	اعلیٰ حضرت	۳۰۷	۱۰
۶۵	اعلیٰ حضرت	۳۱۲	۱۶
۶۶	اعلیٰ حضرت	۳۲۲	۱۰
۶۷	اعلیٰ حضرت	۳۴۳	۱۹

ان ہی کی ایک کتاب ''صحبتے با اولیاء'' ہے اس کے مصنف مولانا تقی الدین ندوی مظاہری ہیں جس میں انھوں نے مصنف تبلیغی نصاب مولانا زکریا سہارنپوری کے کمالات پر روشنی ڈالی ہے۔اس کتاب میں حاجی امداد اللہ، شاہ عبدالرحیم رائپوری کو ۸ جگہ اعلیٰ حضرت لکھا ہے۔

''صحبتے با اولیاء'' از مولانا تقی الدین ندوی مظاہری۔

ناشر مجلس معارف ترکیسر۔سورت، گجرات۔

نمبر شمار	اعلیٰ حضرت	صفحہ	سطر
۱	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۵	۱۳
۲	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۵۴	۱۳
۳	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۷۸	۱۹
۴	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۹۱	۱۱
۵	اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم رائپوری	۶۲	۷
۶	اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم رائپوری	۶۲	۱۰
۷	اعلیٰ حضرت رائپوری	۸۲	۱

۸	اعلیٰ حضرت رائپوری	۹۵	۱۷

دیوبندیوں کی ایک کتاب حکایات اولیاء (ارواح ثلثہ) ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی اس کے مصنف ہیں۔ اس میں انھوں نے اپنے مولانا کو دوجگہ اعلیٰ حضرت لکھا ہے۔

ارواح ثلثہ

ناشر کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

نمبر شمار	اعلیٰ حضرت	صفحہ	سطر
۱	اعلیٰ حضرت	۳۸۲	۸
۲	اعلیٰ حضرت	۳۸۲	۱۲

ان کی کتاب ''تذکرہ دانشوران سہارنپور'' ہے مولانا سید شاہد سہارنپوری دیوبندی اس کے مصنف ہیں اس میں انھوں نے شاہ عبدالرحیم رائے پوری، اور حاجی امداداللہ صاحب کو ۱۱ جگہ اعلیٰ حضرت لکھا ہے۔

تذکرہ دانشوران سہارنپور

ازمولانا سید شاہد سہارنپوری ناشر اشاعت العلوم سہارن پور (یوپی)۔

نمبر شمار	اعلیٰ حضرت	صفحہ	سطر
۱	اعلیٰ حضرت مہاجر مکی	۳	۴
۲	اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم رائپوری	۷	۲۰
۳	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۱۸	۱۷
۴	اعلیٰ حضرت امداداللہ	۲۱	۱۹
۵	اعلیٰ حضرت حاجی امداداللہ	۳۴	۶
۶	اعلیٰ حضرت حاجی امداداللہ	۸۵	۷
۷	اعلیٰ حضرت	۵	۹

۸	اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ	۳۱۸	۷
۹	اعلیٰ حضرت شاہ عبد الرحیم رائپوری	۳۱۹	۱۷
۱۰	اعلیٰ حضرت شاہ عبد الرحیم	۳۲۴	۸
۱۱	اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ	۳۳۱	۷

ایک کتاب ''معمولات رمضان'' ہے مولانا نور الحق راشد کاندھلوی اس کے مصنف ہیں۔ اس میں انھوں نے شاہ عبد الرحیم کو دو جگہ اعلیٰ حضرت لکھا ہے۔

''معمولات رمضان'' از نور الحق راشد کاندھلوی۔

ناشر۔ مکتبہ دین و دانش کاندھلہ ضلع مظفر نگر یوپی

نمبر شمار	اعلیٰ حضرت	صفحہ	سطر
۱	اعلیٰ حضرت شاہ عبد الرحیم	۵۱	۱۸
۲	اعلیٰ حضرت رائپوری	۵۲	۲

ان کی ایک کتاب ''اکابر کا رمضان'' ہے۔ تبلیغی نصاب (فضائل اعمال) کے مصنف مولانا زکریا سہارنپوری اس کے مصنف ہیں۔ اس میں انھوں نے شاہ عبد الرحیم، رشید احمد گنگوہی کو ۱۱ جگہ اعلیٰ حضرت لکھا ہے۔

اکابر کا رمضان مصنفہ مولانا زکریا سہارنپوری۔

ناشر۔ کتب خانہ یحیوی متصل مظاہر علوم سہارنپوری۔ یوپی۔

نمبر شمار	اعلیٰ حضرت	صفحہ	سطر
۱	اعلیٰ حضرت شاہ عبد الرحیم	۲	۷ فہرست
۲	اعلیٰ حضرت رائپوری	۶	۷
۳	اعلیٰ حضرت رائپوری	۱۲	۱۲

۴	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۱۸	۶
۵	اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم	۲۴	۵
۶	اعلیٰ حضرت رائپوری	۲۵	۲
۷	اعلیٰ حضرت	۲۵	۳
۸	اعلیٰ حضرت	۲۵	۸
۹	اعلیٰ حضرت رائپوری	۲۵	۱۳
۱۰	اعلیٰ حضرت	۲۵	۱۴
۱۱	اعلیٰ حضرت رائپوری	۵۹	۶

ان کی کتاب مکتوبات شیخ (معروف بہ مکتوبات تصوف) مولوی سید شاہد سہارنپوری دیوبندی اس کے مصنف ہیں۔اس میں انھوں نے اپنے مولانا کے لئے ایک جگہ لفظ اعلیٰ حضرت کا استعمال کیا ہے۔

مکتوبات شیخ۔کتب خانہ اشاعت العلوم محلّہ مفتی سہارنپور سے چھپی ہے۔

نمبر شمار	اعلیٰ حضرت	صفحہ	سطر
۱	اعلیٰ حضرت	۸۴	۲۳

ان ہی کی کتاب مکتوبات علمیہ ہے۔اسکے مصنف بھی مولانا سید شاہد سہارنپوری ہیں اس میں بھی انھوں نے ایک جگہ مولانا زکریا کو اعلیٰ حضرت لکھا ہے۔

مکتوبات علمیہ۔ناشر اشاعت العلوم محلّہ مفتی سہارن پور۔

نمبر شمار	اعلیٰ حضرت	صفحہ	سطر
۱	اعلیٰ حضرت مولانا زکریا	۱۲۶	۱۴

انھیں کی کتاب سوانح قاسمی ہے (جو قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی ہدایت پر لکھی گئی) اس کے مصنف مولانا مناظر حسین گیلانی ہیں۔ اور یہ دارالعلوم کے دفتر سے شائع بھی ہوئی۔ اس میں انھوں نے نظام دکن، رشید احمد گنگوہی، اور حاجی امداد اللہ صاحب کو ۱۶ جگہ اعلیٰ حضرت لکھا ہے۔

سوانح قاسمی جلد اول۔ ناشر دارالعلوم دیوبند یوپی۔

نمبر شمار	اعلیٰ حضرت	صفحہ	سطر
۱	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۸۴	۲۰
۲	اعلیٰ حضرت حاجی امداداللہ	۲۸۵	۳
۳	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۸۸	۷
۴	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۹۳	۱۵
۵	اعلیٰ حضرت	۲۹۳	۱۶
۶	اعلیٰ حضرت حاجی امداداللہ	۲۹۳	۲۰
۷	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۹۵	۱۰
۸	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۹۵	۱۹
	(جلد دوم)		
۹	اعلیٰ حضرت	۱۲۶	۱۲
۱۰	اعلیٰ حضرت گنگوہی	۱۶۰	۹
۱۱	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۱۸۸	۲
	(جلد سوم)		

۱۲	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۲۰	۶
۱۳	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۵۰	۱
۱۴	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۵۲	۷
۱۵	اعلیٰ حضرت حاجی صاحب	۷۳	۱۶
۱۶	اعلیٰ حضرت حضور نظام دکن	۹۵	۵ حاشیہ

تبلیغی نصاب، فضائل ذکر مصنفہ مولانا زکریا سہارن پوری۔

ناشر سلیم بک ڈپو دہلی

نمبر شمار	اعلیٰ حضرت	صفحہ	سطر
۱	اعلیٰ حضرت مولانا الحاج امداد اللہ مکی	۳۵	۸

ان کے گھر کے اعلیٰ حضرت کو سن لیا اب اگر ان عبارتوں کے حوالے سے وہی الفاظ دہرائے جائیں، کہ رسول ﷺ کو صرف حضرت کہا جاتا ہے اور عاشق الٰہی میرٹھی، مولانا گنگوہی، اور مولانا تھانوی اپنے پیرومرشد کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں اور خود اہل دیوبند اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، عبدالرحیم رائپوری، محمود الحسن دیوبندی، مولانا مظہر، نظام دکن، قاری طیب مولانا زکریا سہارن پوری وغیرہ کو اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں پڑھتے ہیں......اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو صرف حضرت کہا جاتا اور اہل دیوبند اپنے لوگوں کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں۔

ہم نا کہتے تھے کہ اے داغ تو زلفوں کو نا چھیڑ
اب وہ برہم ہے تو ہے تجھ کو قلق یا ہم

اب ذرا کچھ دوسرے القاب کا بھی جائزہ لیجئے اور اہل دیوبند کے یہاں ان کے استعمال کا تماشہ دیکھئے خود ان کے گھر میں تنقیص رسالت کے کیسے کیسے سازوسامان

موجود ہیں مرثیہ رشید احمد گنگوہی جس کے مرتب ان کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب ہیں انھوں نے بالکل سرورق پر گنگوہی صاحب کو ان القاب سے ملقب کیا یعنی مخدوم الکل ''مطاع العالم'' یعنی سب کے مخدوم اور سارے عالم کے مطاع ومقتدا''۔

اب یہ لوگ اپنی ہی منطق کی بنیاد پر الزام قبول کریں کہ یہ حضرات گنگوہی صاحب کو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سید المرسلین مخدوم العالمین ﷺ تک اور ان کے بعد قیامت تک پیدا ہونے والے سارے بنی نوع انسان کا مخدوم سمجھتے ہیں.... مخدوم الکل اور مخدوم العالم کا یہ مفہوم ان کی طرح ہم کھینچ تان کر پیدا نہیں کرتے بلکہ موجبہ کلیہ کا سور ہونے کی حیثیت سے لفظ کل کے اصطلاحی اور وضعی معنیٰ ہی یہ ہیں کہ اس کے دائرہ سے نسل انسانی کا ایک فرد خارج نہ ہو۔ خوب غور سے سن لیں کہ دائرۂ اطلاق کی یہ وسعت خود لفظ کے اندر موجود ہے باہر سے یہ معنیٰ نہیں پہنائے گئے ہیں جبکہ اعلیٰ حضرت کا لفظ اپنے وضعی معنیٰ کے اعتبار سے دائرۂ اطلاق کی وسعت کا سرے سے کوئی مفہوم ہی نہیں رکھتا اپنی بدنیتی کے زیر اثر زبردستی ان لوگوں نے اسے غلط معنیٰ پہنادیئے ہیں، یونہی مطاع العالم کی ترکیب میں عالم کا لفظ بھی اپنے وضع کے اعتبار سے زمان ومکان کی ہمہ گیری اور وسعت کو چاہتا ہے جس میں نہ کسی فرد کا استثناء ہے اور نہ کسی وقت کا۔ کتب عقائد میں صراحت موجود ہے کہ عالم تمام ماسوی اللہ یعنی ساری مخلوق کو کہتے ہیں۔ جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ یہ حضرات سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضور مطاع العالمین ﷺ تک سب کو معاذ اللہ گنگوہی صاحب کا محکوم اور اطاعت گزار سمجھتے ہیں........ اس طرح کے دوسرے القابات سے ان کی کتابیں بھری پڑیں ہیں اگر ان سب کو لکھا جائے تو ہزاروں صفحات بھی کم پڑیں گے۔

ان حضرات کے ظاہری وباطنی لبادے کو تو آپ لوگوں نے خوب اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ یہ اپنے بزرگوں کو اعلیٰ حضرت لکھیں تو کچھ نہ ہو کیونکہ یہ ان کے ہیں اور ہم اس

ذات گرامی کو جس نے صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کو رسول اعظم ﷺ سے عشق کرنا سکھایا علمائے عرب نے جس کی مدح وستائش کا خطبہ پڑھا جن کی علمی تحقیقات اور دینی خدمات نے ایک عالم کو حیرت زدہ کردیا جن کی عشق کی صداقت اور قلم کی قوت کا اعتراف غیروں نے بھی کیا علماء دیوبند کے تلمیذ خاص اور مشہور اسکالر مولانا کوثر نیازی لکھتے ہیں۔

"میں نے صحیح بخاری کا درس مشہور دیوبندی عالم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم ومغفور سے لیا ہے، کبھی کبھی اعلیٰ حضرت کا ذکر آجاتا تو مولانا کاندھلوی فرمایا کرتے۔ مولوی صاحب (اور یہ مولوی صاحب ان کا تکیہ کلام تھا) مولانا احمد رضا کی بخشش تو انھیں فتووں کے سبب ہوجائے گی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، احمد رضا خاں! تمہیں ہمارے رسول سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا تم نے سمجھا کہ انھوں نے توہین رسول کی ہے تو ان پر کفر کا فتویٰ لگادیا۔ جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کردی۔"

اور آگے لکھتے ہیں۔ کہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی سے میں نے سنا، فرمایا۔

"جب حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کی وفات ہوئی تو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو کسی نے آکر اطلاع کی مولانا تھانوی نے بے اختیار دعا کے لئے ہاتھ اٹھادی جب دعا کرچکے تو حاضرین مجلس میں سے کسی نے پوچھا، وہ تو عمر بھر آپ کو کافر کہتے رہے اور آپ ان کے لئے دعائے مغفرت کررہے ہیں، فرمایا (اور یہی بات سمجھنے کی ہے) کہ مولانا احمد رضا خاں نے ہم پر کفر کا فتویٰ اس لئے لگایا کہ انھیں

اگر ہم ایک یگانہ روزگار محقق اور سچے عاشق رسول کو اعلیٰ حضرت لکھیں تو واویلا مچ جائے، عقیدے میں اختلاف، مراسم میں اختلاف اپنی جگہ لیکن علمی اعتبار سے بالکل بے بنیاد اور کھوکھلا اعتراض کرنا علمی بے مائیگی اور تنگ نظری کی واضح دلیل ہے جو معترضین ہی کو زیب دیتی ہے۔